الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۵ روپے
ششماہی ۔ ۳ روپے
طلباء سے
سالانہ ۔ چار روپے
ششماہی ۔ دو روپے
ممالک غیر سے
... شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ لاہور یوم چہارشنبہ مطابق ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۳۹ء نمبر ۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرو

مجھے بہت سوز وگداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جاویں اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔

ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے تم میں سے ہر ایک کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور اپنے اندر ...... تبدیلی پیدا کرے کہ وہ کہہ سکے کہ میں اور ہوں پھر میں کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہ کر یہ نہ سمجھے کہ وہ اور ہو گیا ہے اسے فائدہ نہیں پہنچتا۔ فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جائے تو کچھ بات ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کے اشغال چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے دنیوی شغلوں کو جائز رکھا ہے۔ کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلا آتا ہے اور اسی ابتلا کی وجہ سے انسان چور، قمار باز ... اور طرح طرح کی بری عادتیں اختیار کر لیتا ہے مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ ... کا سامان ... پیدا کر سکے اور مقصود بالذات اس میں دین ہی ہو۔ پس ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں ... دیکھیں ... ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب ... ہو جاتا ہے ... بندوں کی صحبت میں رہو تاکہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آئے۔ (۲۴ مئی ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— گذشتہ چند ایام میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ناساز رہی۔ معمولی بخار اور زکام وغیرہ کی شکایت تھی۔ اب نسبتاً افاقہ ہے۔ تمام احباب حضرت ممدوح کی صحت کامل کے لئے دعا کریں۔ ایام جلسہ میں آپ کو بجد مصروفیت رہی۔ اس سے قبل جوبلی فنڈ کی تحریک کے سلسلہ میں غیر معمولی کام کرنا پڑا۔ یہ علالت کوفت کا نتیجہ ہے۔

—— ۲۹ ردسمبر کی شب کو جناب شیخ محمد لطیف صاحب سٹالہ کی صاحبزادی کا عقد بابو غضنفر علی صاحب مقبول فلور ملز امرتسر کے ساتھ ہوا۔ خطبہ نکاح جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ ... نے پڑھا (جو اس تقریب میں شرکت کی غرض سے خاص طور پر امرتسر تشریف لے گئے تھے) خطبہ میں فاضل خطیب نے عورتوں کے حقوق بلحاظ یہودیت، عیسائیت اور ہندو دھرم اور اسلام کی تعلیمات کو متقابلتاً پیش کیا جس سے سامعین نہایت متأثر ہوئے۔

—— جناب شیخ محمد لطیف صاحب نے اس تقریب کی خوشی میں انجمن کو مبلغ پانچ روپے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ہم دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو طرفین کے لئے بابرکت ثابت کرے۔ آمین ثم آمین۔

—— افسوس بعض مجبوریوں کی وجہ سے اخبار "رنگ اسلام" کا سلور جوبلی نمبر حسب اعلان شائع نہ ہو سکا۔ اسکی بجائے ۲۷ ردسمبر کو اسکا ایک عمدہ ڈبل نمبر نکلا۔

—— انتہائی رنج واندوہ سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک محترم بزرگ جناب قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ ۲۸ ردسمبر کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مفصلاً اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں +

... ہی ہندوستان اور دیگر ممالک میں ... اعام قبولیت حاصل ...

پیامِ دوست

مسلمان منظم ہو جائیں اور اسلامیت کو اپنی زندگی کا اصل اصول قرار دیں

(از عالیجناب نواب دوست محمد خانصاحب جاگیردار حیدر آباد دکن)

پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر کے لئے میں نے جن اکابر سے مضامین کی درخواست کی تھی۔ ان میں عالیجناب نواب دوست محمد خانصاحب جاگیردار حیدر آباد دکن کا اسم [illegible] بھی خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہے شمالی ہند کے بعض حضرات شاید نواب صاحب ممدوح سے واقف نہ ہوں۔ آپ دولت آصفیہ کے ایک بہت بڑے اور خاندانی جاگیردار ہیں۔ آپ کا خاندان تاریخ دکن میں نمایاں اہمیت رکھتا ہے مالک و ملک کی خدمت و وفاداری ہمیشہ سے اس کا شعار ہے۔ نواب صاحب ممدوح کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا فرمایا ہے جس میں دین و ملت کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ——— مجھے کئی مرتبہ حیدر آباد جانے اور وہاں کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے مسلمانان دکن پر غفلت و جمود کی ایک بہت خطرناک مدہوشی چھائی ہوئی ہے اور وہ ایک ایسی خیالی دنیا میں آباد ہیں جو آنے والے زمانہ کا ہرگز ساتھ نہ دے سکیگی ——— اس غفلت و جمود کی تاریکی میں اگر کوئی روشنی مجھے نظر آئی تو وہ عالیجناب نواب بہادر یار جنگ بہادر اور عالیجناب نواب دوست محمد خانصاحب کے وجود میں نظر آئی۔ نواب بہادر یار جنگ بہادر کا تعارف جوبلی نمبر میں قارئین پیغام صلح کے ساتھ کرا چکا ہوں۔ میں پورے وثوق کے ساتھ نواب دوست [illegible] دوسرا بہادر یار جنگ کہہ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو خدمات اسلامی کی بہت بہت توفیق دے۔

نواب صاحب ممدوح بیحد عدیم الفرصت ہستی ہیں۔ میں دل سے ممنون ہوں کہ عدیم الفرصتی کے باوجود آپ نے مندرجہ ذیل بلند پایہ پیام عنایت فرمایا۔ افسوس ہے کہ یہ پیام اس [illegible] موصول ہوا ہے جبکہ جوبلی نمبر کو شائع ہوئے بھی ایک ہفتہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اسے معمولی اشاعت میں درج کر دوں۔ ممکن ہے کہ کسی کو اس پیام کی بعض باتوں سے کچھ اختلاف ہو۔ لیکن بحیثیت مجموعی یہ اس قابل ہے کہ ہر ایک دردمند مسلمان اسے بغور پڑھے اور اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرے۔ آخر میں نواب صاحب ممدوح کا ان کی اس عنایت کے لئے مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (مدیر)

جناب مدیر صاحب اخبار "پیغام صلح" نے خواہش کی تھی کہ ان کے اخبار کے سلور جوبلی نمبر کے لئے میں کوئی مضمون لکھوں لیکن مجھے اس کا موقع نہ مل سکا۔ ان کی فرمائش کی تعمیل میں چند سطور بطور پیام کے روانہ کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ برادران اسلام اس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس قول کے مطابق دیکھینگے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ "یہ نہ دیکھو کون کہہ رہا ہے۔ بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے۔"

مسلمانوں کی ترقی کے اسباب میں سب سے بڑی چیز جو حائل نظر آتی ہے وہ ان کی باہمی کشاکش اور فرقہ بندی ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ بین المسلمین ایک عمومی تنظیم قائم کی جائے۔ اس میں شک نہیں کہ جماعت احمدیہ کی تنظیم اور اس کے وہ کارنامے جو اس نے ممالک یورپ و افریقہ میں انجام دیئے ہیں وہ خراج تحسین حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ حالانکہ یہ وہ فرض ہے جو ہر مسلمان پر انفرادی طور پر اور ہر جماعت پر اجتماعی طور پر عائد ہوتا ہے۔ زمانہ حاضرہ کی لڑائیوں اور انقلاب آفرینیوں نے اقوام عالم کو دہشت زدہ بنا دیا ہے جس سے عالم اسلام غیر متاثر نہیں۔ سب سے زیادہ ان مسلمانوں کا حال لائق توجہ ہے جو ایسے ممالک میں بستے ہیں جہاں ان کی اپنی حکومت نہیں۔ اس ہنگامہ دار و گیر میں مسلمانان عالم کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز ان کی آپس کی تنظیم اور یکجہتی ہے جو ان کی پریشان سامانیوں کے اندفاع کا واحد علاج ہے ضرورت اور شدید ضرورت ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہوں اپنا ایک مرکز بنا لیں اور ایسے کسی مرکز کی صحیح رہنمائی کے لئے حضور اکرم صلعم کی تعلیمات ہی بنیاد بن سکتی ہیں۔

موجودہ دنیا میں نسل و رنگ اور قومیت کی کشمکش نے عجیب ہراسانی پیدا کر دی ہے لیکن مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی فطری قومیت یعنی "اسلامیت" کو اپنی زندگی کا اصل اصول قرار دیں جس میں سارے عالم کا امن و سلامتی مضمر ہے مسلمان بحیثیت ایک عظیم ترین قوم ضعیف نہیں لیکن اس کا صحیح احساس اور ادراک بھی ضروری ہے۔ جو دراصل قوت ارادی، جرأت اور ہمت جیسے اعلیٰ جذبات کا سرچشمہ [illegible] مسلمانوں، خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کو چاہیئے کہ قرآن مقدس کی تعلیمات اور تاریخ اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ یہی ایک ذریعہ ہے جس کی بدولت اپنی [illegible] عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کے زوال کا دور ختم ہوا اور ضرور ختم ہوگا۔ اگر مسلمان مستقبل کی پیش بینی اور مصلحت اندیشی سے زیادہ وحدانیت واحد و برتر کی ذات پر بھروسہ کرنا سیکھ جائیں۔ گو اس بات میں کوئی جدت نہیں۔ بلکہ یہ ایک بھولا ہوا سبق ہے یہی سبب ہے کہ مسلمانان ہند سیاسی اور معاشی میدانوں میں اتنے پیش پیش نہیں جتنا ان کو ہونا چاہیئے تھا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کا سبب ان کی سہل انگاری اور اسلامی تعلیمات سے بے توجہی ہے۔ اب وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمانان ہند اقتصادی غلامی سے نجات پانے کی پوری پوری کوشش کریں۔ [illegible] مسلمانوں کی [illegible] معاشی پستی اور [illegible] غلامی و ادبار کا معقول علاج معاشی زاویہ نگاہ سے زر کا مطالعہ ہے جس کے بغیر میدان [illegible] دولت اور صرف دولت کے راز ہائے سربستہ ظہور میں نہیں آ سکتے۔

سب سے زیادہ اہم اور ضروری امر یہ ہے کہ مسلمان مایوس [illegible]۔ رجائیت [illegible] زندگی کی جان ہے اور اسلام رجائیت سے معمور ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی بے پایاں [illegible] اس کے سچے پرستاروں کیلئے ہمیشہ کھلا ہے خوشنودی باری [illegible] اسلامی زندگی کا مقصد اولیٰ ہونا چاہیئے اور یہی روح [illegible] ارتقا کا حقیقی [illegible] کا اصلی مظہر ہے ✽

[illegible] محمد خان

"نوازش تازہ"

آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خاں کا "ارشاد گرامی"

"جماعت لاہور باغی ہے"

قادیان کے سالانہ جلسہ پر جناب خلیفہ صاحب کے مرید خاص چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنی جماعت کے "جوبلی فنڈ" کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"آج سے پچیس سال قبل جماعت میں اس امر پر اختلاف ہوا کہ خلافت ضروری ہے یا نہیں۔ ایک بہت بڑے حصہ نے خلافت کی اہمیت کو تسلیم کیا اور ایک چھوٹے حصہ نے اپنے آپ کو دامن خلافت سے علیحدہ کر لیا۔ تاہم وہ بھی جوبلی منانے والے ہیں۔ گر ہم جس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں، وہ اس نعمت کے انکار کے طور پر شکر ادا کر رہے ہیں۔ گویا ہم یہاں خلافت کی نعمت پر خوشی منا رہے ہیں وہ اس سے بغاوت پر خوشی منا رہے ہیں"۔

چودھری صاحب موصوف حکومت ہند کے ایک ذمہ دار عہدہ پر متمکن ہیں اور ایک لائق و ذہین، قانون دان بیان کیے جاتے ہیں۔ لیکن پیر پرستی اور غلو کے منحوس جراثیم اس قدر خطرناک او رعقل سوز ہوتے ہیں کہ ان سے کسی پیر کے عقیدتمند کا محفوظ رہنا قریب قریب ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودھری صاحب موصوف اپنی اس تقریر میں حقائق کو یکسر نظر انداز کر گئے ہیں اور ایسی باتیں ان کی زبان پر آئیں جو معمولی ذمہ دار اور حقائق پسند انسان کے بھی شایان نہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے جلسہ پر یہ لوگ کئی سال سے طلبی جج کہنے لگے ہیں) کا ماحول ایسا ہے کہ اس میں حقائق و واقعات سے مطابقت رکھنے والی بات بہت مشکل ہے۔

چودھری صاحب نے "قادیانی خلافت" کو ایک بہت بڑی نعمت اور جماعت لاہور کو "دامن خلافت" سے علیحدہ ہونے والے کہا ہے۔ ہر ایک شخص اور ہر ایک گروہ اپنے اپنے مذاق فطری مناسبت اور ساخت طبع کے مطابق مختلف چیزوں کو نعمت قرار دے سکتا ہے —— زہر کو تریاق سمجھنے اور کہنے والوں کی پہلے کمی تھی اور نہ اب ہے۔ اگر قادیانی جماعت اور ان کے اکابر اپنی خلافت ثانیہ کو بہت بڑی نعمت یقین کر رہے ہیں۔ تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں اور نہ ہم اس کے متعلق کچھ کہنے کی چنداں ضرورت سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے قادیان اور قادیانی جماعت کے موجودہ حالات اور ان چیزوں اور واقعات کی طرف جو کہ "قادیانی خلافت" کے "بابرکت دامن" میں پرورش پا رہے ہیں معمولی اشارہ ہی کافی ہے۔

چودھری صاحب موصوف نے جماعت لاہور کو باغی قرار دیا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ان کے خلیفہ صاحب آج سے بہت قبل اختلاف کے بعد ہی ہمیں باغی قرار دے کر قتل کا فتوےٰ تک صادر فرما چکے ہیں۔ اس کے بعد قادیانی اکابر و اخبارات کی طرف سے بار بار جناب خلیفہ صاحب کے عطا کردہ اس خطاب کا اعادہ ہوتا رہا ہے۔ اس پر ہمیں مشتعل ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہم اس بحث میں بھی نہیں پڑنا چاہتے کہ حکومت ہند کے لا ممبر کی طرف سے اپنے پیر کے عطا کردہ اس خطاب کا اعادہ ان کے عہدہ کی ذمہ داریوں سے کہاں تک مطابقت رکھتا ہے اور اس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ بہرحال یہ ایک واضح حقیقت ہے اور دنیا کی تاریخ اس کی شہادت دے سکتی ہے کہ جب کبھی بھی صداقت شعار اور اصلاح خواہ انسانوں نے اکثریت اور جاہ طلب و غرض پرست ارباب اقتدار کی بے راہ روی کے خلاف صدائے حق بلند کی ہے ہمیشہ ان کو باغی کہا گیا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے بھی قادیانی غلو۔ پیر پرستی اور بے راہ روی کے خلاف آواز بلند کی۔ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ جن کی بے راہ روی کے خلاف یہ صدائے حق بلند ہوئی تھی انہیں باغی نہ کہتے بس —— تاریخ اسی طرح اپنے آپ کو دہرایا کرتی ہے۔ صداقت وہ راستہ ہے جس پر انسانوں کو بہت سی تلخ و دلشکن باتیں سننی پڑتی ہیں۔ "باغی" قرار کے مقابلے پر چنداں بری بات نہیں۔ دوسرے تو رہے ایک طرف خود قادیان کے دربار خلافت اور اس کے متوسلین کی طرف سے ہمیں اس سے بہت بڑے بڑے "خطابات" عطا ہو چکے ہیں۔

اگر ہم باغی ہیں تو ہماری "بغاوت" حق و صداقت اور حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس مشن اور تعلیمات کی حفاظت کیلئے تھی۔ ہم "باغیوں" کا اندوختہ عمل اور قادیانی حضرات کے کارنامے دونوں دنیا کے سامنے ہیں اور ان کے موازنہ کے بعد ہر ایک انصاف پسند اور بالغ نظر انسان صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ اگر قادیانی حضرات غلو پیر پرستی اور بے راہ روی کو نعمت عظمےٰ سمجھ کر اس کی خوشی میں جوبلی مناتے ہیں۔ تو ہمیں یقیناً صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی جوبلی منانے اور اس پر سجدہ شکر ادا کرنے کا حق حاصل ہے خواہ اس کا نام بغاوت ہی کیوں نہ رکھ دیا جائے۔ ہم جوبلی منا چکے ہیں اور جوبلی کی غرض یہ تھی کہ ہم نے خدائے قدوس کے حضور سجدہ شکر بجا لا کر خدمت دین کے لئے ایک مستحکم بنیاد رکھنے کی تیاری شروع کر دی ہے اس کے لئے ہماری چھوٹی سی جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے بے نظیر و قابل رشک قربانی کی ہے دوسری طرف قادیانی خلافت کی جوبلی کی تیاری ہو رہی ہے جس کے .... محرک اعظم ہمارے مہربان آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب لا ممبر حکومت ہند ہیں اور اس جوبلی کا مقصد یہ ہے کہ ایک رقم خطیر جمع کر کے خلیفہ کی نذر کر دی جائے —— ان دونوں جوبلیوں کا فرق بالکل نمایاں ہے۔

آخر پر ہم اس قدر ضرور کہیں گے کہ قادیانی حضرات غلو زدہ غرض پرست ارباب اقتدار کی پیروی میں ہیں۔ لاکھ بار ہمیں باغی کہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایسی بغاوت بڑے ہی دل گردہ کا کام ہے۔ یہ کام وہی جانباز کر سکتے ہیں جو کہ حق و صداقت کے عاشق اور غلو و باطل کے دشمن ہوں۔ جن کا مقصد بلند اور پاکیزہ ہو۔ اور جو اپنے مقصد کیلئے بڑی سے بڑی قربانی کر سکتے ہوں جن کے دلوں میں خدا کا خوف اور اسلام کا درد ہو —— جن کے مدنظر پیروں کی خوشنودی کی بجائے مالک حقیقی کی خوشنودی ہو —— قادیانی دماغ اس قسم کی "بغاوت" اور ایثار کے تصور سے بھی عاجز ہے۔ اس لئے ہم ان لوگوں کو معذور سمجھتے ہیں ؎

دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بیباک نہیں ہے

آہ! قاضی محبوب عالم صاحب

۱۹۳۸ء میں بہت سی قیمتی ہستیاں ہم سے جدا ہوئیں جن میں سے ہر ایک کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے لیکن اس سال کے آخری ہفتہ میں بھی ہمیں اسی قسم کا ایک عظیم قومی نقصان برداشت کرنا پڑا یعنی ہماری جماعت کے ایک مخلص و ایثار پیشہ بزرگ جناب قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ ۲۸ دسمبر کی صبح کو دس بجے کے قریب انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بہت سے احباب مرحوم سے ذاتی طور پر واقف ہوں گے آپ حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم خدام میں سے تھے ...

باقاعدگی سے شرکت کرتے۔ ہر ایک قومی تحریک میں استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیتے۔ دل میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کا غیر معمولی جوش تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے ان کی خدمات دینی کی وجہ سے بہت محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ مرحوم کی صحت ویسے تو چنداں اچھی نہ تھی۔ عرصہ سے دمہ کا عارضہ تھا لیکن نیز ہر کوئی ایسی علامت نظر نہ آتی تھی جس سے یہ خیال ہوتا کہ یہ قیمتی و مخلص ہستی اس قدر جلد جدا ہونے والی ہے۔ امسال بھی حسب معمول جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے اور جلسہ کے اختتام پر ۲۷ دسمبر کی شام کو واپس گوجرانوالہ پہنچے اسی شب کو یکایک طبیعت خراب ہوگئی۔ صبح کچھ مایوسانہ علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ دس بجے کے قریب روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اطلاع ملنے پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ متعدد احباب کی معیت میں گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ میت دوسرے روز لاہور لائی گئی اور قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک ہوئی۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جن میں سے ایک بڑی خوبی صبر و استقامت تھی۔ عرصہ سے مرحوم کے خانگی حالات تکلیف دہ تھے۔ ان کی اپنی صحت بھی کچھ اچھی نہ تھی۔ علاوہ ازیں آپ کی اہلیہ محترمہ دائم المریض اور بچے معذور رہتے۔ اس کے باوجود آپ ہمیشہ مطمئن اور راضی برضا رہتے۔ زبان پر کوئی شکوہ تھا۔ نہ شکایت انہی تکالیف کے عالم میں بھی آپ کا طرز عمل یہ تھا کہ جب کبھی خدمت دین کے لئے کوئی تحریک ہوتی۔ فوراً مالی قربانی کے لئے میدان عمل میں آجاتے جوبلی فنڈ کی تحریک پر جن دو بزرگوں نے سب سے پہلے لبیک کہا۔ ان میں سے ایک یہی قاضی محبوب عالم صاحب تھے ——— آہ! ہمارا مجاہد ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگیا۔ خدا ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر متعدد بزرگان سلسلہ کو آپ کی وفات سے غیر معمولی صدمہ ہوا ہے۔ ہمیں اس حادثہ عظیم میں مرحوم کے تمام اعزہ و احباب سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

۱۹۳۳ء میں خاکسار مدیر کی درخواست پر مرحوم نے اپنی قبول احمدیت کے مختصر حالات قلمبند کرکے شائع فرمائے تھے۔ جو پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج کئے جارہے ہیں۔ احباب گوجرانوالہ سے درخواست ہے کہ اگر مرحوم کی زندگی اور خدمات دینی کے مزید حالات فراہم ہوسکیں تو ضرور اخبار کو اشاعت کیلئے بھیجیں۔

ستائیسویں جلد کا آغاز اور احباب جماعت کے فرائض

پیش نظر اشاعت کیساتھ آپکے قومی اخبار "پیغام صلح" کی ستائیسویں جلد شروع ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس اخبار کو خدمت دین و ملت کے چھبیس سال عطا فرمائے اور صراط مستقیم پر قائم رکھا۔ "پیغام صلح" کی گذشتہ زندگی دنیا کے سامنے ہے جن بلند مقاصد کے لئے اس کا اجرا عمل میں آیا تھا یہ اب تک۔ ان کے لئے مسلسل مصروف جدوجہد ہے۔ انشاء اللہ اس کا قدم کبھی بھی جادہ حق سے منحرف نہیں ہوگا۔ خدمت دین و ملت، اشاعت قرآن، غلو و گمراہی، جہالت اور پیر پرستی کے خلاف جہاد، اسلام و احمدیت کے مخالفین و معترضین کا مقابلہ جماعت کی توسیع و استحکام اس کا وظیفہ حیات ہے۔

اس وقت جبکہ آپ کی جماعت کا ... آرگن اپنی زندگی کے نئے سال میں قدم رکھ رہا ہے نامناسب نہ ہوگا۔ کہ ہم مختصر الفاظ میں جماعت کو اس کی طرف توجہ دلائیں ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پیغام صلح احباب کی اس توجہ و سرپرستی سے محروم ہے جس کا کہ یہ مستحق ہے۔ بہت سے دوست اس کے خریدار نہیں یا جو خریدار ہیں ان میں سے اکثر اس کی خریداری کے لئے کوشش نہیں کرتے۔ ایسے خریداروں کی بھی کافی تعداد ہے جن کے ذمہ اخبار کے بقایا جات ہیں اور بار بار کی یاد دہانی کے باوجود وہ وصول ہونے میں نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ اخبار کی آمد و خرچ کا توازن قائم رکھنے میں دفتر انتہائی کفایت شعاری اور سعی کے باوجود کامیاب نہیں ہوتا ——— لہذا ہم دوستوں کو سردیانہ ان امور کیطرف توجہ دلاتے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اخبار میں بھی اصلاح کی بہت کچھ ضرورت اور گنجائش ہے۔ لیکن یہ اصلاح اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ احباب اپنے فرائض کا کماحقہ احساس فرمائیں ——— آخر پر دعا ہے کہ یہ نیا سال آپ سب کے لئے اور آپ کے اخبار کے لئے مبارک ہو۔ آمین۔ ثم آمین

مسلم لیگ کا اجلاس پٹنہ

اس مرتبہ ماہ دسمبر کے آخری عشرہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس مسٹر جناح کے زیر صدارت پٹنہ میں نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا۔ اخبارات میں اس کی جو روئیداد شائع ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رونق و اجتماع کے لحاظ سے یہ نہایت کامیاب اجلاس تھا۔ لیگ کی گذشتہ زندگی میں اس کی مثال شاید ہی مل سکے۔ بہت سی قرار دادیں منظور کی گئیں۔ اس مرتبہ قرار دادوں کے انداز اور الفاظ میں اعتدال کی بجائے شدت اور گرمی نمایاں ہے اور ہمارے خیال میں یہی اس اجلاس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے فلسطین کے متعلق ہندوستانی مسلمانوں کا نقطہ نگاہ برطانی حکومت پر واضح کیا گیا۔ فیڈریشن کی تجویز کو اس بنا پر نامنظور کر دیا گیا کہ اس میں اقلیتوں کے لئے مطلوبہ تحفظات موجود نہیں ہیں۔ کانگریس نے اپنے پندار اقتدار کی وجہ سے لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر شدید اظہار ناراضگی کیا گیا۔ سب سے زیادہ قابل ذکر امر یہ ہے کہ کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو ناروا سلوک ہو رہا ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے حسب ضرورت براہ راست کاروائی کا فیصلہ ہوا۔

لیگ کے حریف اور معترض ہی نہیں۔ بلکہ اس کے دوستوں اور بہی خواہوں کی بھی ایک معقول تعداد ہے جو لیگ کی قوت عمل کے متعلق امید افزا خیالات نہیں رکھتی۔ موجودہ زمانہ میں ہر ایک جماعت قوت عمل کے ذریعہ ہی اپنی زندگی، اثر اور طاقت کا ثبوت دے سکتی ہے ——— لیگ خواہ کیسی ہو۔ وہ مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ہے اور مسلمان قوم کی تمام سیاسی امیدیں اسی کے ساتھ وابستہ ہیں ——— دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے صحیح فیصلہ اور صحیح عمل کی توفیق دے۔

ہندو مہاسبھا کا اجلاس ناگپور

ہندو مہاسبھا کا سالانہ اجلاس ماہ دسمبر کے آخری ایام ہی میں ڈاکٹر مونجے کے شہر ناگپور میں ہوا اس مرتبہ بھی اس اجتماع میں وہی کچھ کیا گیا جو ہمیشہ ہوا کرتا ہے اور جس کی توقع کہ ہندو مہاسبھائی لیڈروں سے کی جاسکتی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف زہریلی تقریریں ہوئیں۔ زہریلی قرار دادیں منظور کی گئیں۔ اکثر کانگریسی ہندوؤں کے دل میں جو کچھ ہے وہ مہاسبھائی لیڈروں نے کھلے خزانے ہانکے پکار کہہ دیا۔ سانپوں کی بستی (ناگپور) میں یہ لوگ بال[illegible] کے روپ میں ظاہر ہوئے۔ تاکہ مسلمانوں کو ڈ[illegible] [illegible] باتیں تو بہت سی قابل ذکر ہیں [illegible] [illegible] کی تقریر کے چند الفاظ ایسے ہیں۔ جن پر [illegible] جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہندوست[illegible] ہندو قوم ہے اور یہ ملک انہی کا ہے اور [illegible] غیر اقلیتیں ہیں قوم نہیں۔ جیسا کہ جرمنی میں [illegible] جرمن ہے۔ یہودی [illegible]

سلور جوبلی نمبر کے متعلق ضروری اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیغام صلح کا سلور جوبلی نمبر بے حد مقبول ہوا۔ اس کی جس قدر کاپیاں طبع ہوئی تھیں سب ختم ہو گئیں۔ اب دوسرا ایڈیشن جو بالکل پہلے ایڈیشن کے مطابق ہوگا۔ زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ دس بارہ روز میں تیار ہو جائے گا۔

جلسہ سے قبل جس قدر فرمائشیں موصول ہوئی تھیں ان سب کی تعمیل کی جاچکی ہے۔ ان میں سے اگر کسی صاحب کو پرچہ نہ ملا ہو تو وہ فوراً اطلاع دیں تاکہ تحقیقات کے بعد مناسب کاروائی کی جاسکے۔ ایام جلسہ اور بعد کی اکثر فرمائشیں ابھی قابل تعمیل ہیں دوسرا ایڈیشن تیار ہوتے ہی ان کی تعمیل کردی جائے گی۔

جن دوستوں کو اس نمبر کی ضرورت ہو وہ فی الفور اطلاع دیں۔ دوسرا ایڈیشن بھی چند روز میں ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد دفتر کسی قیمت پر بھی یہ نمبر مہیا نہ کرسکے گا۔ بیرونی ممالک کے احباب کے لئے تھوڑی سی کاپیاں محفوظ رہیں گی۔ وہ آخر جنوری تک اپنی فرمائشیں بھیج سکتے ہیں۔ لیکن ان کو قیمت کے علاوہ زائد محصول ڈاک بھی ادا کرنا ہوگا۔ فرمائشیں بھیجتے وقت وہ اس بات کا خیال رکھیں۔ دوسرے ایڈیشن پر پہلے سے بھی زیادہ لاگت آئے گی لیکن ہم نے محض تبلیغی اغراض کی خاطر قیمت وہی

۴ ر فی پرچہ محصول ڈاک ار یعنی کل ۵ ر رکھی ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے احباب جماعت کو مخاطب کرکے اس نمبر کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے۔ ذیل میں ہم اس کا اعادہ کئے دیتے ہیں۔

"اس پرچہ کو جہاں تک ممکن ہے۔ نہ صرف اپنے دوست سب کے سب پڑھیں اور ایک ایک کاپی اس کی اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ بلکہ غیر از جماعت احباب کو جس قدر ممکن ہو پہنچایا جاوے۔ میری یہ رائے ہے کہ جو پراپگنڈا احمدیت کے خلاف کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔ اس کا یہ بہترین و مؤثر جواب ہے اور اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اس کو سب برادران اسلام تک پہنچایا جائے۔ کوئی کتاب اس قدر دلچسپی سے نہیں پڑھی جاسکتی جس قدر دلچسپی سے یہ اخبار پڑھا جائے گا۔ صاحب ثروت احباب اس کی زیادہ تعداد میں کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کریں اور غریب سے غریب دوست کے پاس بھی یہ ایک پرچہ موجود رہے۔ یہ تبلیغ میں ان کا زبردست معاون ثابت ہوگا۔

(محمد علی ۱۱ ر دسمبر سنہ ۱۹۳۸ء)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پچیسویں سالانہ جلسہ ۱۹۳۸ء یعنی

سلور جوبلی کی مختصر روئیداد

اجلاس بہ اجلاس کارروائی

کارسازِ حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو ہماری انجمن کے پچیسواں جلسہ سالانہ یعنی سلور جوبلی کی خوشی دیکھنے کا موقع دیا۔ جہاں تک ظاہری رسوم اور اجتماع کا تعلق ہے۔ امسال کوئی غیر معمولی بات لوگوں کو دکھائی نہ دیتی تھی۔ لیکن دلوں کے اندر ایک خاص لذت تھی..... اور وابستگانِ سلسلہ کے سر سجدہ شکر بجا لانے کے لئے بے اختیار بارگاہ الٰہی میں جھکے جاتے تھے۔ دین کے لئے قربانی کا ولولہ تھا۔ وہ پودا جس کو ۲۵ سال قبل ہمارے چند بزرگوں نے انتہائی بے سروسامانی اور ناموافق حالات میں لگایا تھا۔ آج اس کے شیریں پھل ایمانوں کو تازہ کر رہے تھے ——— غرضکہ ہماری سلور جوبلی کی تقریب نتائج کے لحاظ سے بیحد کامیاب رہی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

جلسہ کی تیاریاں تو کئی روز قبل شروع ہو چکی تھیں۔ لیکن ماہ دسمبر کے دوسرے ہفتہ کے آغاز کے ساتھ ہی ان میں خاص سرگرمی پیدا ہو گئی۔ امسال جلسہ سالانہ کے مہتمم جناب مولانا یعقوب خاں صاحب تھے۔ آپ نے اس فرض کو نہایت توجہ اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ انتظام بحیثیت مجموعی نہایت اچھا رہا۔ حتی الامکان مہمانوں کو آرام پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ مسٹر منصور احمد ایم اے محرر جلسہ و دیگر کارکنانِ انجمن و احباب کی مستعدی و جوش بھی انتظام جلسہ کو بہتر بنانے میں نمایاں طور پر معاون ثابت ہوا۔ جناب داروغہ نبی بخش صاحب شیخ مولا بخش صاحب۔ مرزا جمال الدین صاحب۔ حاجی شیخ (؟)الدین صاحب نے مطبخ کے انتظام و نگرانی کا فرض خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ ان کی نگرانی اور مشورہ کے بغیر کارکنوں کو یقیناً بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ طلبائے مسلم ہائی سکول نے رضاکاروں کے فرائض باقاعدگی اور مستعدی سے ادا کئے۔ اسکول ہذا کے اساتذہ اور ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے متعدد ممبروں نے بھی انتظام جلسہ میں قابل قدر حصہ لیا۔ یہ سب اصحاب و عزیز ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ انجمن کے دفاتر کے عملہ کی خدمات بھی کئی روز تک جلسہ کے انتظامات اور مہمانوں کی خدمت کیلئے وقف رہیں۔ ایام جلسہ میں شدید سردی رہی بعض اوقات مطلع ابر آلود بھی ہو جاتا رہا لیکن ویسے موسم اچھا رہا۔

کھانے اور رہائش کا انتظام

کھانے کا انتظام گذشتہ سالوں سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھا۔ چونکہ امسال جلسہ گاہ سکول کی بجائے مسجد میں بنائی گئی تھی۔ اس لئے اسکول کے صحن میں شامیانہ نصب کر کے اس میں بہت سی میزیں لگا دی گئی تھیں۔ اکثر احباب وہیں آ کر کھانا کھاتے رہے۔ بعض احباب کو ان کی خواہش کے مطابق قیام گاہ پر بھی کھانا پہنچایا جاتا رہا۔ چائے اکثر دوست صبح درس کے بعد مسجد ہی میں پیتے۔ شدید سردی کے موسم میں سینکڑوں، ہزاروں افراد کے لئے باقاعدگی سے بروقت کھانا اور چائے مہیا کرنا کافی محنت اور مستعدی چاہتا ہے۔ کارکنان جلسہ نے اس فرض کو خوش اسلوبی سے انجام دیا اور اپنی طرف سے اس بات کی پوری کوشش کی کہ کسی دوست کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ مہمانوں کی رہائش کے لئے مسلم ہائی اسکول کے اکثر کمرے۔ انجمن کا مہمانخانہ اور احمدیہ بلڈنگس کے متعدد وسیع مکان مخصوص تھے۔ احمدیہ بلڈنگس کے قرب وجوار میں بھی بعض مکانوں کا انتظام کیا گیا جو سب کے سب رک گئے۔ بلکہ قدرے جگہ کی قلت محسوس کی گئی۔ کئی ایک مہمان شہر اور سول سٹیشن کے مختلف حصوں میں اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے پاس ٹھہرے۔

> ## پچیسویں سالانہ جلسہ
> ### یعنی
> ## سلور جوبلی کے صدرِ صاحبان
>
> جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیمہ رئیس اعظم جھنگ
> جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزیمنر پنجاب
> جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد
> جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب
> جناب سید عبد المجید صاحب ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کپورتھلہ

مہمانوں کی آمد

مہمانوں کی باقاعدہ آمد جلسہ سے کئی روز قبل شروع ہو گئی تھی۔ بہت سے دوست ۲۳ اور ۲۴ کو آ گئے۔ ۲۵ کی صبح کو دس بجے تک تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑا اجتماع ہو گیا تھا۔ ویسے تو مہمانوں کی آمد کا سلسلہ ۲۶ دسمبر تک جاری رہا۔ بعض دوست اپنے ہمراہ غیر از جماعت حضرات کو بھی لائے۔ مہمانوں کے استقبال کا حسب معمول باقاعدہ انتظام تھا۔

جلسہ گاہ

جلسہ امسال مسجد میں منعقد ہوا۔ صحن مسجد میں ایک بہت بڑا شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ بجانب اسٹیج اور اس کے بالمقابل خواتین کے لئے پردہ دار جگہ کا انتظام تھا۔ جلسہ گاہ کو جھنڈیوں اور قطعات وغیرہ کے ساتھ نہایت موزونیت سے آراستہ کیا گیا تھا۔ متعدد اجلاسوں میں غیر از جماعت اصحاب بھی تشریف لاتے رہے۔ ۲۵ اور ۲۶ دسمبر کو قادیانی دوست بھی آئے۔

جلسہ خواتین اور نمائش دستکاری

پروگرام کے مطابق احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا سالانہ جلسہ اور نمائش دستکاری ۲۳ دسمبر جمعہ کے روز منعقد ہوئی۔ یہ اجتماع بھی کامیاب و بارونق رہا۔ احمدی خواتین کے علاوہ شہر کی غیر از جماعت معزز بیگمات کثیر تعداد میں تشریف لائیں اور اشیائے نمائش کی خریداری میں حصہ لیا۔ زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری سکول کے صحن میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کے لئے خاص طور پر پنڈال تیار کیا گیا تھا۔ اس اجتماع کی رپورٹ تاحال سکرٹری صاحبہ کی طرف سے موصول نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ موصول ہونے پر فوراً شائع کر دی جائے گی۔

درس قرآن کریم

ایام جلسہ میں نماز فجر کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا درس قرآن ہوتا رہا۔ پہلے اور تیسرے دن حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے درس دیا اور درمیانی دن جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے۔ درس کے وقت جو کیفیت ہوتی تھی اسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ بہت سے بیرونی دوستوں نے تمنا کی کہ کاش یہ نعمت مستقل طور پر ہمارے نصیب میں ہوتی۔

نماز جمعہ

۲۳ دسمبر کو کثیر اجتماع نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی۔ یہ منظر بھی بڑا مؤثر تھا۔ حضرت ممدوح نے ایک نہایت پر معارف اور مؤثر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو انشاء اللہ علیحدہ شائع کیا جائے گا۔ اس خطبہ میں آپ نے انجمن کے ابتدائی حالات اور پچیس سالہ کام پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت اور غیر از جماعت انجمنوں سے اس کا موازنہ کیا۔

۲۵ دسمبر کی کارروائی

پہلا اجلاس

زیر صدارت جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیمہ رئیس جھنگ

۲۵ دسمبر کو صبح دس بجے جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیمہ رئیس جھنگ کی صدارت میں جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے اول جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اس کے بعد جناب مرزا مسعود بیگ صاحب

سیکرٹری نے اپنا خطبہ افتتاحیہ پڑھا جو اسی پرچہ میں صفحہ ۱۲ پر درج ہے

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تقریر

بعد ازاں جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت وعبرانی کی تقریر "مسیح کی آمد ثانی کا تصور" کے موضوع پر ہوئی۔ فاضل مقرر نے اپنی تقریر میں ثابت کیا کہ مسیح کی آمد ثانی کا تصور جیسا کہ بعض مخالفین احمدیت کہتے ہیں، مجوسی ہرگز نہیں بلکہ خالص اسلامی تصور ہے۔ آپ نے قدیم کتب کے حوالے سے بتایا۔ کہ مسیح کا خطاب اسلام سے قبل بابل وغیرہ کی تہذیب کے زمانے میں کاہن اعظم اور بادشاہ کو دیا جاتا تھا۔ آپ نے قوی دلائل سے ثابت کیا کہ امت محمدیہ کے اندر بھی مسیح ایک خطاب ہے جو اس شخص کو دیا جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ قوم میں زندگی پیدا کرنے پر مامور کرے یہ مسیح اپنی روحانیت کے ذریعہ قوم کو زندہ اور فتح کرتا ہے۔ تلوار کے زور سے فتح نہیں کرتا۔ فاضل مقرر نے دنیا کے موجودہ حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آجکل دنیا رنگ ونسل کے امتیازات کی وجہ سے میدان کارزار بنی ہوئی ہے۔ قومیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی نظر آ رہی ہیں وطن پرستی کا دور دورہ ہے اور یہ سب کچھ مغرب کی تعلیم وتہذیب کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل موجودہ زمانہ کے مسیح نے جو تحریک شروع کی ہے وہ یہ ہے کہ تمام نوع انسانی ایک کنبہ اور گھرانہ ہے۔ تمام اولاد آدم ایک ہے۔ رنگ ونسل کے امتیازات باطل ہیں۔ یہی وہ تعلیم ہے جس کی رو سے انسانوں کے اندر مضبوط اتحاد صلح اور آشتی پیدا کی جاسکتی ہے۔ ہر ایک شخص ان دونوں تحریکوں کا مقابلہ کرکے باسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ کونسی تحریک مبارک ہے اور کس کے ذریعہ دنیا اور نسل انسانی کا بھلا ہو سکتا ہے۔ مولانا موصوف کی تقریر حسب معمول بہت پرمعارف تھی۔ دوران تقریر میں آپ قرآن وحدیث کے علاوہ قدیم مذہبی کتب اور تاریخ کے بکثرت حوالے دیتے جاتے۔ جس کی وجہ سے تقریر نہایت قیمتی اور دلچسپ ہو گئی تھی۔

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر

مولانا عبدالحق کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریر ہوئی جس کا موضوع تھا۔ "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں"۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرقہ بندی کی ہرگز ہرگز تعلیم نہیں دی۔ اور اسلام فرقہ بندی کا سخت مخالف ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام نسل انسانی کے لئے پیغمبر بن کر آئے ہیں۔ یہ بہت بڑا دعویٰ ہے اس میں فیل ہو جانے کے بڑے مواقع ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حضرت نبی کریمؐ اپنے دعوے میں پوری طرح کامیاب ہوئے جس کی گواہی حالات وواقعات پکار پکار کر دے رہے ہیں۔ اخوت ومساوات اسلامی پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے کہا کہ اسلام کے اندر کوئی فرقہ نہیں۔ یہاں چھوٹائی بڑائی کا مدار محض تقویٰ پر ہے۔ رنگ ونسل کے سب امتیازات کو اسلام نے باطل کر دیا ہے اخوت اسلامی کے نظارے جو اس زمانہ میں بھی وقتاً فوقتاً دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ ایک کامیاب اور زندہ نبی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے تکفیر المسلمین کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ کوئی کلمہ گو کسی حالت میں کافر نہیں ہو سکتا۔ خواہ اس سے کتنا بڑا ہی قصور سرزد کیوں نہ ہو جائے۔ وہ مجرم ہو سکتا ہے لیکن دائرہ اسلام سے باہر اسے کوئی نہیں نکال سکتا۔ جو پیر اور مولوی کلمہ گو لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ وہ بہت بڑا ظلم کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں قرآن اور حضرت نبی کریمؐ کے ارشادات کی کوئی عظمت باقی نہیں۔ کیونکہ قرآن اور حضرت نبی کریمؐ نے کلمہ گو کی تکفیر سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر نے ہمارے دین کو مولویوں اور پیروں کے حوالے نہیں کیا۔ آپ نے قادیانی جماعت کی بھی اس وجہ سے مذمت کی کہ وہ کلمہ گوؤں کو قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے خلاف کافر کہتی ہے۔ آخر پر آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریمؐ نے مسلمانوں کے اندر ایک زبردست اور بےنظیر جذبہ اخوت پیدا کیا ہے جس نے یورپ کو بھی مرعوب کر رکھا ہے۔ اس جذبہ کی قدر کرو۔ اور اخوت اسلامی کو کمزور نہ کرو۔

سید عبدالمجید صاحب عاصم جج کپورتھلہ کی نظم

حضرت مولانا کی تقریر کے بعد جناب سید عبدالمجید صاحب عاصم ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کپورتھلہ نے اپنی ایک بلند پایہ نظم "پریم نگری یا احمدیہ بستی" کے عنوان سے سنائی۔ ہم اس نظم کو سید صاحب موصوف سے حاصل کرکے شائع کرنے کی کوشش کریں گے۔ نظم کے بعد پہلا اجلاس بخیر وخوبی ختم ہوا۔

(باقی آئندہ)

پچیسویں جلسہ سالانہ یعنی

سلور جوبلی کے مقرر صاحبان

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ
(۲) حضرت مولانا صدرالدین صاحب
(۳) جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
(۴) مسٹر جلال الدین (انگریز نومسلم)
(۵) مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت وعبرانی
(۶) الحاج شیخ میاں محمد صاحب وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی لائلپور
(۷) جناب مولانا یعقوب خان صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور
(۸) الحاج حافظ محمد حسن صاحب بی۔ اے وکیل گجرات
(۹) جناب مرزا مسعود بیگ صاحب سکرٹری انجمن
(۱۰) جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی
(۱۱) مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی
(۱۲) سید اختر حسین صاحب گیلانی بی۔ اے مولوی فاضل
(۱۳) مولوی احمد یار صاحب ایم۔ اے
(۱۴) شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی
(۱۵) جناب ڈاکٹر الہٰ بخش صاحب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامنر پنجاب
(۱۶) جناب داروغہ نبی بخش صاحب شیدا (پنجابی نظم)
(۱۷) جناب غلام رسول صاحب جانباز (نظم)
(۱۸) ماسٹر رجب علی صاحب ارشد (نظم)

تنظیم کی برکتیں

جماعت احمدیہ لاہور کی سلور جوبلی

پر معزز معاصر "انقلاب" کا تبصرہ

انجمن حمایت اسلام لاہور کی جوبلی پر ڈیڑھ لاکھ سے کسی قدر زیادہ چندہ جمع ہوا۔ جس میں حکومت پنجاب کا پچیس ہزار بھی شامل ہے۔ مسلمان اس کامیابی پر بہت مسرور ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے عام تفرق وتشتت اور ملی کاموں سے بے توجہی کی حالت میں اتنا سرمایہ فراہم ہو جانا بالکل غیر متوقع ہے۔

لیکن ہمیں انہی دنوں میں اسلامیہ کالج کے میدان کے سامنے احمدیہ بلڈنگز کی مسجد میں لاہوری احمدیوں کی انجمن اشاعت اسلام کی سلور جوبلی منائی گئی جس کے جلسے میں بمشکل ایک ہزار آدمیوں کا اجتماع ہوگا۔ لیکن کیا مسلمانوں کو معلوم ہے کہ ان مٹھی بھر مسلمانوں نے جن کو عام مسلمان کافر اور گمراہ اور خدا جانے کیا کیا سمجھتے ہیں۔ اس موقع پر اشاعت اسلام کے لئے ایک لاکھ بیاسی ہزار روپیہ جمع کر دیا۔ جس میں نہ حکومت کا کوئی عطیہ شامل ہے۔ نہ کسی والی ریاست کی امداد، بلکہ صرف تین چار سو افراد نے مل جل کر اتنی بڑی رقم فراہم کر دی ہے۔

ابھی قادیانی احمدیوں کے سالانہ جلسے کے متعلق مستند اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ لیکن ہمیں اتنا معلوم ہے۔ کہ مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی خلافت کی سلور جوبلی کی یادگار میں جماعت نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ اپنے خلیفہ کی خدمت میں تین لاکھ کی ایک تھیلی پیش کرے۔ تاکہ وہ اس روپے کو سلسلہ احمدیہ کے مقاصد پر جس طرح چاہیں۔ صرف کریں۔ یہ رقم یقیناً پوری ہو گئی ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ رقم ان تمام چندوں کے علاوہ ہے جو "تحریک جدید" کے سلسلے میں قادیانی احمدی ہمیشہ دیتے رہتے ہیں۔

لاہوری احمدیوں کی کل تعداد عورتوں اور بچوں کو ملا کر بہت زیادہ نہ ہوگی۔ اور قادیانی احمدی شاید ایک لاکھ سے زیادہ نہ ہوں گے۔ اور پھر ان میں دوسرے مسلمانوں کی نسبت دولتمندوں کی تعداد بھی زیادہ نہیں۔ بلکہ یقیناً کم ہے۔ لیکن کیا غیر احمدی مسلمانوں نے کبھی اس مسئلہ پر غور کیا ہے۔ کہ وہ کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود اپنے ملی مقاصد کے لئے انتہائی کوشش سے جو سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ وہ ان مٹھی بھر جماعتوں کے چندے کے مقابلے میں ہمیشہ کم کیوں ہوتا ہے۔ کسی جماعت کو کافر وگمراہ کہنا نہایت آسان ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں عام مسلمانوں کے ایمان واسلام کا عملی ثبوت مہیا کرنا بے حد دشوار ہے۔ یاد رکھو۔ کہ مسلمانوں کے اس عجز کا راز ان کی بے تنظیمی میں مضمر ہے اسلام نے امامت وجماعت پر جو حد سے زیادہ اصرار کیا ہے۔ اس کی حکمت یہی ہے۔ اگر وہ لوگ جو تمہارے نزدیک کافر وگمراہ ہیں۔ امامت وجماعت کی برکت سے اس قسم کے محیر العقول کارنامے دکھا سکتے ہیں۔ تو غور کرو۔ اگر ہندوستان کے نو کروڑ مسلمان ایک امام اور ایک جماعت کے ماتحت آ جائیں۔ تو ان کی طاقت وقوت کس معراج کمال پر پہنچ جائے۔

ہمارے یہ اشارات ممکن ہے۔ بعض لوگوں کو تلخ معلوم ہوں

جناب قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم کی قبولیت احمدیت کی کہانی انکی اپنی زبانی

جناب قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم مغفور (گوجرانوالہ) نے اپنی قبول احمدیت کے مندرجہ ذیل حالات اکتوبر ۱۹۳۳ء میں خاکسار مدیر کی درخواست پر قلمبند کر کے عطا فرمائے تھے۔

۱۹۰۱ء میں ایک ویران جنگل میں اسٹیشن کالیکی پر منڈی کالیکی کے نام پر ایک جدید آبادی تیار ہو رہی تھی۔ جہاں ایک سکول جدید بھی منظور ہوا تھا اور خاکسار کے والد بزرگوار رضدا ان کو جنت نصیب کرے اس سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے جو پرانی آبادی ضلع گوجرانوالہ سے تبدیل ہو کر یہاں آئے تھے اور اسی وجہ سے مجھے بھی وہاں جانا پڑا اور مجھے (یعنی) ملازمت تحصیلدار صاحب کی پیشی منشی سے بوجہ تخفیف اس وقت کچھ فرصت بھی تھی۔ اگرچہ میرے لئے جدید علقہ پٹوار مستقل منظور ہو چکا تھا لیکن گرمی کے ایام میں وبائی طاعون کا قیامت خیز طوفان ہر دو اور قریہ میں اس قدر زوروں پر تھا کہ ہر طرف سے آہ و بکا کے سوا اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ میرے اپنے خاندان کے بہت سے اور اچھے اچھے بزرگ موت کا شکار ہو چکے تھے اور کچھ اس موذی مرض میں مبتلا تھے۔

خوش قسمتی سے ریلوے اسٹیشن مذکور پر میرے ایک ہم وطن دوست خانصاحب عبدالرشید خاں جو میرے عزیز بھائی ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ اور منشی نواب (۲) خانصاحب انسپکٹر پولیس ریلوے کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور اسٹیشن پر تار بابو تھے نہایت شریف اور فقیر دوست، فقیر منش پاکیزہ خیالات کے انسان تھے۔ اور میرے بڑے ہمدرد اور مخلص دوست تھے۔ اس قیامت خیز زمانہ میں چونکہ وہ اپنے کوارٹر میں اکیلے تھے۔ اس لئے وہ کوارٹر میرے اور ان کے لئے غور و فکر عبادت کا ایک حجرہ یا بیت الدعا تھا۔ ساتھ کے کوارٹر میں اغلباً بابو عبدالحکیم نامی صاحب احمدی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر رہتے تھے۔ اگرچہ وہ شادی شدہ تھے لیکن ان دنوں بوجہ وبائے طاعون کے ان کے اہل و عیال بھی لاہور تھے۔ بابو ابراہیم صاحب احمدی کے ہاں جو اس وقت ملہم مشہور تھے۔ ان کی شادی ہوئی تھی۔ غرضیکہ وہ کوارٹر بھی خالی تھا۔ لیکن بابو عبدالرشید صاحب موصوف احمدیت کے خلاف تھے حالانکہ ان کا تمام خاندان احمدیت قبول کر چکا تھا۔ اس وجہ سے بابو عبدالرشید صاحب اور بابو عبدالحکیم صاحب کی کچھ آپس میں خاص محبت نہ تھی۔ ہاں میرے شامل ہونے پر ہم ہر سہ یکجا جمع ہو جاتے اور ان قیامت خیز حالات پر فکر اور تدبر کرتے بابو عبدالحکیم صاحب موصوف کے نام اخبار "البدر" جاری تھا اور بابو عبدالحکیم صاحب ہمارے محترم بزرگ چوہدری غلام حسین (۱) صاحب اسٹیشن ماسٹر لوہری والا جو اس وقت ہماری جماعت لاہور میں شامل ہیں۔ خدا انہیں زندہ اور سلامت رکھے۔ کے رشتہ دار تھے اور ان کے فیض یافتہ احمدی تھے۔

وہ زمانہ طاعون اور زلازل کو حضرت مامور من اللہ مسیح موعود مہدی زماں کے نشانات میں سے ایک نشان بیان فرماتے اور نہایت ہی عالمانہ طریق پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی صداقت بیان فرماتے۔ حدیث سے تطابق فرماتے۔ لیکن اس طرح کئی دن ہم ہر دو ان کے مقابلہ پر جاہلانہ طرز پر اڑے رہتے اور صحیح بات یہ ہے کہ ہم سے جواب نہ بن پڑتا۔ لیکن عمداً ٹال مٹول کر کے استہزا کر کے اپنے آپ کو ان پر غالب ہونا ظاہر کرتے ہمیں اپنا ضمیر شرمندہ کرتا تھا۔ اور علیحدگی میں ہم ہر دو اس پر غور کرتے۔ آخر ایک بات جو کام والی تھی۔ بابو عبدالحکیم صاحب موصوف کے منہ سے نکلی اور بجلی کی طرح کام کر گئی۔ وہ کیا تھی۔ کہ خدا زندہ ہے اور حی و قیوم ہے اور وہ اپنے ماموروں کے زمانہ میں بالکل قریب ہوتا ہے یعنی دعائے استخارہ کی طرف توجہ کرو لیکن ہمارے خیال میں خدا اور ہم گنہگاروں سے اس کا تعلق دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا۔ مگر دل پگھل چکے تھے۔ صرف نیک نیتی سے خلوص سے طلب حق کے لئے اس کے سامنے حاضر ہونا تھا۔ ایک روز غالباً عصر کے وقت گرمی کی شدت تھی۔ کہ حق کی طلب، خدا کے مامور کی شناخت کی آرزو نے غلبہ کیا۔ میں اکیلا ہی جائے نماز پر دعا کے لئے بیٹھ گیا۔ غنودگی سی طاری ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہر ہے۔ نہر کی مشرقی پٹڑی پل کے تھوڑے فاصلہ پر جانب جنوب ایک باغیچہ کی طرز کا درختوں کا جھنڈ ہے۔ اس کے اندر سے حضرت صاحب پٹڑی پر پل کی جانب روانہ ہو پڑے۔ میں نے پٹڑی پر حضور کی کمر میں اپنے دونوں ہاتھ ڈال دیئے اور آپ سے لپٹ گیا اور پکار شروع کر دی حضرت میں بڑا گنہگار ہوں میں کیا کروں گا۔ اور حضور کو اسی جگہ بٹھا لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ کہ اتنے میں بیداری ہو گئی۔ یہ واقعہ ۴ اپریل ۱۹۰۱ء کا ہے۔ اتنے میں بابو عبدالرشید صاحب بھی آ گئے۔ میں نے خوشخبری دی کہ بس کام ہو گیا اور حق پا لیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے کام پر ہی یہی بشارت ہو چکی ہے ہر دو بغلگیر ہو گئے اور بابو عبدالحکیم احمدی کے بعید شکر گزار ہوئے۔

اب تازگی ایمان کے لئے مشرف زیارت کا شوق ہوا۔ بس کیا تھا گھر میں صرف ایک ہی زیور تھا جس کو فروخت کیا۔ آٹھ روپیہ کی رقم زاد راہ کے لئے مل گئی۔ شوق زیارت کے لئے بیتابی تھی۔ یہی ولولہ بابو عبدالرشید صاحب کو بھی تھا۔ انہوں نے بھی رخصت کی درخواست بھیجی۔ میں وہاں سے گوجرانوالہ میں خانصاحب نواب خاں کے ہاں جو اس وقت میونسپل کمیٹی کے محکمہ چنگی کے آفیسر تھے بابو عبدالرشید صاحب کے انتظار میں مقیم ہوا۔ ان کی صحبت سے بہت فائدہ اٹھایا اسی طرح کتاب عسل مصفی مصنفہ مرزا حکیم خدا بخش کے مطالعہ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ حضرت صاحب کے مخالفین کا بھی ایک نقشہ دیکھا لیکن بخوف طوالت اس کو نظر انداز کرتا ہوں۔ اس عرصہ میں بابو عبدالرشید صاحب کی رخصت منظور ہو گئی اور وہ گوجرانوالہ تشریف لائے۔ جہاں سے ہم دیوانہ وار جانب قادیان روانہ ہوئے۔ پیشتر ازیں خدا گواہ ہے کہ میں نے لاہور سے آگے سفر نہ کیا تھا۔ نہ ہی قادیان یا بٹالہ یا نہر سے واقفیت تھی۔ بٹالہ سے صبح کے وقت کچی سڑک کا پاپیادہ سفر عاشق زار کی طرح شوق دیدار شروع ہوا۔ قادیان سے پہلے جب وہ منظر نہر کا اور پل کے راستہ میں آیا۔ وہ درختوں کا جھنڈ اور وہ پٹڑی اور پٹڑی کے ساتھ ساتھ درخت، اور جس جگہ حضرت کو کمر سے پکڑا تھا۔ وہ موقع اس طرح تھا جیسا کہ خواب میں میں نے سب کچھ دیکھا ہوا تھا۔ اب بیتاب ہو کر زیارت کے لئے قادیان کی جانب دوڑے مہمان خانہ میں متفرق اسباب رکھا گیا۔ غالباً ظہر یا عصر کا وقت تھا مسجد مبارک اور بیت الدعا کی دیوار میں ایک دریچہ تھا۔ جہاں سے حضور نے شمولیت نماز کے لئے تشریف لانا تھا۔ چونکہ ہم ہر دو نو وارد تھے اور سب سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ دریچہ کے ہر دو طرف انتظار میں بیٹھ گئے حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور کچھ اور لوگ برائے نماز جمع ہو گئے۔ کہ اتنے میں وہ چاند کے ٹکڑے والا نورانی شکل والا براق لباس میں اس دریچہ سے نماز کے لئے باہر آیا۔ دیکھا اور ایک وجد آیا۔ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ نے امامت کی اور حضرت صاحب اور ہم سب نے ان کی اقتدا میں نماز پڑھی اور فارغ ہوئے الحمد للہ۔ تین چار یوم قادیان میں حضرت کی صحبت میں بسر کئے۔

۱۹۰۱ء سے لیکر اس وقت تک مخالفین اور طوفان خیز مشکلات کا سامنا آیا۔ دنیا نے ہم کو مٹانا چاہا۔ لیکن ہماری روحانیت دن بدن زندہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ مخالفت اور انقلاب آتی ہے۔ ایک نیا پیغام زندگی ملتا ہے۔ بیشک دنیا کی زندگی کا ظاہری نقصان کہ تمام رشتہ دار جدا، استہزا و طعن تشنیع ہر ایک بات میں مخالفت وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ دنیا کی موت طاری ہو چکی ہے۔ لیکن خدمت دین کا جذبہ بڑھ رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ احمدیت نے ایک نصب العین خدمت اسلام کا ایسا ہمارے سامنے رکھ دیا ہے کہ اس کے عشق میں سب کچھ ہیچ ہے اور ایک ایسی امین اور جاں نثار جماعت پیدا کی ہے جس کی نظیر دنیا میں اس وقت نہیں پائی جاتی اور یہ مخالفین کے لئے ایسی نظیر پیش کرنے کا ایک چیلنج ہے۔ ہاں اختلاف سلسلہ کے وقت بھی محض اللہ تعالیٰ کی تائید سے اور حضرت صاحب کی رہنمائی سے حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کو حق پر پایا۔ الحمد للہ

(۱) ۱۹۲۶ء ان دونوں صاحبوں کی پنشن ہو چکی ہے۔
(۲) ۱۹۳۳ء انتقال فرما گئے ہیں۔

مستقبل نقیب کا پیغام نوجوانانِ جماعت کے نام

دورِ زرّیں کے مجاہد اور ان کے فرائض

(راز مبدیر)

جماعت احمدیہ لاہور کا دورِ سیمیں صدہا تاریخی کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ ختم ہو رہا ہے مستقبل کے نقیب کی آواز اب صاف سنائی دے رہی ہے۔ ہر وہ کان جو اس آواز کو سننا چاہے سن سکتا ہے۔ اس آواز میں نوجوانان جماعت کے لئے ایک ضروری پیغام ہے۔ جوان سے بیداری حرکت اور مردانہ جد و جہد کا پر زور مطالبہ کر رہا ہے۔ یہ پیغام ان کے لئے ایک نوید بھی ہے اور ایک زبردست انتباہ بھی ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ہمارے نوجوان سراپا گوش بن کر اس پیغام کو پوری توجہ اور احترام سے سنیں ——— اقوام کی زندگی کے بہت سے برس گزرتے ہیں۔ زمین آفتاب کے گرد بے شمار مرتبہ گردش کرتی ہے۔ تب کہیں کتاب زمانہ کا ایک ورق الٹتا ہے اور ایسے پیغامات کانوں کو سنائی دیتے ہیں۔

دورِ سیمیں کی روئیداد تمہارے سامنے ہے یہ اس وقت سے شروع ہوتی ہے۔ جب تمہارے بزرگ تمہاری طرح ہی جوان تھے۔ ان کے سامنے دنیا کی عمدہ دلچسپیاں تھیں۔ ان کے دلوں میں طرح طرح کی آرزوئیں اور ارمان تھے۔ وہ بالکل تمہاری طرح کے جوان تھے۔ ان کی خواہشیں بھی جوانوں کی خواہشیں تھیں۔ انہوں نے اسی زمان اور آرزوؤں بھرے زمانہ میں ایک مرد خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر دین کی خاطر سب کچھ لٹا دیا۔ اپنی زندگی ایک ایسے مقصد کے لئے وقف کردی جس کو لوگ ناممکن کہتے تھے ——— صرف یہی نہیں ایک زبردست طوفان مخالفت کا مقابلہ کیا اور تاریخ کے اوراق کو اپنی قربانی استقلال کے کارناموں سے رنگین و سنہری بنا دیا۔ تم انہی لوگوں کے جانشین بننے والے ہو ——— اور مستقبل کا نقیب تم سے کہہ رہا ہے۔ کہ ان تمام باتوں کے لئے تیار رہو جاؤ۔ تم نے بھی اپنے بزرگوں کی طرح اپنی قربانیوں اور ایثار سے زمانہ آئندہ کی تاریخ کے لئے نقش و نگار ——— صرف نقش و نگار ہی نہیں۔ بلکہ بہت سے سنہری صفحات اور شاندار باب مہیا کرنے ہیں۔

جوانی دیوانی مشہور ہے۔ یہ عشق و عاشقی کا زمانہ ہوتا ہے اس عمر میں انسان جانبازی و سرفروشی کے کھیل کھیلنا چاہتا ہے وہ ان کارناموں کو سر انجام دینے کا بیڑا اٹھاتا ہے جن کو لوگ ناممکن کہتے اور خیال کرتے ہیں ——— اس عمر زندگی میں انسان کا خون گرم اور اس کی نظریں بلند ہوتی ہیں۔ اس کی آرزوؤں میں زبردست ہیجان ہوتا ہے مستقبل کا نقیب کوئی خشک مزاج ناصح نہیں وہ تم کو عشق و عاشقی اور جانبازی و سرفروشی سے ہرگز نہیں روکتا وہ تمہاری آرزوؤں کے ہیجان کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے ہاں وہ یہ ضرور کہتا ہے کہ تم اسلام کے حسن اور قرآن کے نور پر عاشق ہو جاؤ۔ تم پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت پر کٹ مرو تم اسلام کے مقدس علم کو بلند رکھنے کے لئے جانبازی سرفروشی دکھاؤ مستقبل کا نقیب شب بیداریوں اور صحرا نوردیوں سے ہرگز منع نہیں کرتا۔ اس کی نصیحت صرف اس قدر ہے کہ تم عشق دین میں اپنے اوپر دن کا چین اور رات کی نیند حرام کر لو تم صحرا نوردی ضرور کرو لیکن تمہارے ہاتھ میں قرآن ہو۔ تم صحراؤں جنگلوں کو روندتے سمندروں کے سینوں کو چیرتے دنیا کے آخری کناروں تک پہنچ جاؤ۔ کرۂ ارض کی ایک ایک بستی میں خدا کا پیغام پہنچاؤ۔ تمہاری زبانوں پر بے شک پرسوز نغمے جاری رہیں لیکن درد اسلامی اور غم ملت میں ڈوبے ہوئے۔

احمدی نوجوانو! ذرا سنو اور غور کرو۔ کیا تمہیں اسلام کے حسن سے بہتر حسن اور کہیں میسر آسکتا ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس حسن پر عاشق نہ ہو جاؤ اور اس کے لئے اپنی زندگیاں وقف نہ کر دو ——— یہ تو تمہاری خاندانی ریت ہے۔ تمہارے بزرگوں نے یہی تو کیا تھا۔ انہوں نے اسی قسم کا عشق و عاشقی کا ایک کھیل کھیلا تھا۔ تمہارے بزرگوں میں سے کوئی فقیر بن کر انگلستان کی طرف نکل گیا۔ کوئی فرہاد بن کر جرمنی کی طرف ووکنگ اور برلن کی مساجد اور مشن انہی کے عشق کی جیتی جاگتی زندہ جاوید یادگاریں ہیں۔

مستقبل کا نقیب تمہیں ایک بات اور بھی کہتا ہے۔ تمہارا مقصد بہت بلند ہے۔ تمہاری ظاہری آنکھوں کو چاروں طرف بے شمار موانعات و مشکلات دکھائی دے رہی ہیں۔ پست ہمت لوگوں کے خیالات سے مت متاثر ہو۔ عاشقان دین کی شان یہی ہے۔ کہ وہ ان ہونی باتوں کو کر کے دکھائیں۔ تم پوری طرح بیدار اور آمادۂ عمل ہو جاؤ۔ قربانی و ایثار کا سبق پڑھ لو۔ اپنے جذبۂ عشق کو خوب اچھی طرح پختہ کرو ——— اس کے بعد وہ بات تمہارے لئے ممکن و آسان ہو جائے گی جس کو لوگ ناممکن اور ان ہونی کہتے ہیں۔

تم لوگوں کی باتوں کو مت سنو۔ تم خدا کا فضل اور اس کی نصرت مانگو۔ اور اپنے قوت بازو پر بھروسہ کرو ——— تم بہت بڑی طاقت اور قوت کے مالک ہو۔ جو تمہیں تمہاری بیداری کی حالت میں کمزور درماندہ کہتا ہے۔ وہ بالکل غلط کہتا ہے۔ تم مجدد وقت کے لگائے ہوئے گلشن کے پودے ہو۔ تم مجدد وقت کی قوم کی امید ہو ——— تم کمزور نہیں ہو سکتے۔ تم ناکام بھی نہیں رہ سکتے۔ خدا نے تمہارے بازوؤں کو لازوال طاقت بخشی ہے۔ کیا وہ بازو جن کے مقدر میں کرہ ارض کے بیشمار ملکوں اور آبادیوں میں علم اسلام کو بلند کرنا ازل سے مقدر ہو۔ وہ کمزور ہو سکتے ہیں؟ کیا وہ بازو جنہوں نے ایک عالمگیر مذہبی انقلاب کی تکمیل کرنی ہو؟ وہ کمزور ہو سکتے ہیں؟ جن ہاتھوں کے ذریعہ کتاب اللہ اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مجدد وقت کی بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ کیا قدرت نے ان ہاتھوں کو ناکارہ اور بے برکت بنایا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جو تمہیں کمزور اور درماندہ کہتا ہے۔ یقین جانو وہ غلط کہتا ہے۔ جن کے پاس جذبۂ عشق اور عزم راسخ اور بے پناہ قوت ارادی کے خزانے موجود ہوں۔ انہیں اور کیا چاہیئے؟ یہ سب کچھ تمہارے پاس پوری افراط سے موجود ہیں۔

خدا کا نام لے کر اٹھو۔ نئے دور کی نئی ذمہ داریوں کو پورے اعتماد اور وقار کے ساتھ اپنے دوش پر اٹھاؤ۔ اور اپنے آپ کو دورِ زریں کے کامیاب مجاہد ثابت کر دو تاکہ اس دور کے اختتام پر دنیا کی نگاہیں تمہارے اندوختہ عمل کا جائزہ لیں تو تم بھی اپنے بزرگوں کی طرح کامران ثابت ہو۔

(خاکسار مدیر نے یہ مضمون "صاحب تبلیغ اسلام" کے ڈبل نمبر مؤرخہ ۲۵ دسمبر کے لئے لکھا۔)

ضروری اعلان

اکثر احباب جماعت انجمن میں قابل ادخال رقوم حضرت امیر قوم ایدہ کے نام بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت امیر قوم ایدہ مسلم ٹاؤن میں اقامت گزین ہیں اس لئے رقم کے صدر دفتر میں موصول ہونے میں دیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے احباب مہربانی فرما کر انجمن کی جملہ رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام روانہ کیا کریں۔

مسعود بیگ
سکرٹری

ضروری اطلاع

پیش نظر اشاعت سے "پیغام صلح" کی نئی جلد شروع ہو رہی ہے۔ سلور جوبلی نمبر کے بعد ۲۳ دسمبر ۱۹۳۸ء کو اخبار کا ایک پرچہ شائع ہوا تھا جو اکثر احباب کو لاہور ہی تقسیم کر دیا گیا تھا۔ جن دوستوں کو نہ ملا ہو اور اس کی وہ ضرورت سمجھتے ہوں فوراً طلب فرمالیں اس پرچہ کے بعد جلسہ سالانہ کی وجہ سے حسب معمول تعطیل رہی جو درست ہے۔ باقاعدہ فائل رکھتے ہیں انہیں گذشتہ سال یعنی ۱۹۳۸ء کے کسی پرچہ کی ضرورت ہو تو وہ بھی جلد منگالیں۔ ارفی پرچہ کے حساب ٹکٹ ڈاک فرمائش کے ہمراہ بھیجیں۔ سلور جوبلی نمبر کے متعلق ایک ضروری اعلان اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے اسے بھی بطور ملاحظہ فرمالیں۔ (مینیجر)

مراسلات (ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں)

قادیانی حضرات کے "اعلان حق" کے جواب میں ایک مختصر گذارش

مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۳۸ء کے "الفضل" میں ایک مضمون بعنوان "اعلان حق" شائع ہوا ہے۔ جس پر قادیانی جماعت کے بعض بزرگوں کے دستخط طوعاً او کرہاً کروائے گئے ہیں۔ مضمون کا مطلب یہ ہے کہ دستخط کنندگان "خلیفۃ المسیح" مرزا محمود احمد صاحب کو پاکباز تقوٰے شعار اور خشیت اللہ کے اعلیٰ ترین مقام پر سمجھتے ہیں اور ان کے دامن کو ان تمام "بہتانات" سے پاک سمجھتے ہیں۔ جو شیخ مصری صاحب نے بیان کئے ہیں۔

اس کے متعلق مندرجہ ذیل گذارشات پیش کرتا ہوں:۔

۱۔ ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ اعلان کنندگان کی حسن ظنی پر تنقید کریں۔ اس میں کیا حرج ہے اگر تسلیم کیا جائے کہ ان حضرات پر "خلیفۃ المسیح" کے عیوب منکشف نہیں ہوئے۔ لیکن:۔

۲۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جماعت کے بعض دوست اس کے برعکس عینی شاہد ہیں۔ اگر وہ دوست شرعی طریق سے اس معاملہ کو جماعت کے منتخب کردہ ایک کمیشن کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں تو اس کو کیوں قابل التفات نہ سمجھا جاوے۔ کیا شریعت کا طریق (نعوذ باللہ) ناقابل عمل ہے۔

۳۔ اگر نعوذ باللہ شرعی طریق ناپسندیدہ ہو تو فیصلہ کا کیا طریق تجویز ہو سکتا ہے۔ جو تجویز جماعت پیش کرے اس پر غور کیا جاویگا۔

۴۔ اعلان محولہ بالا میں ایک خطرناک دھوکہ دہی سے کام لیا گیا یعنی یہ کہ خلیفہ صاحب کے ایک خطبہ مطبوعہ الفضل ۲۰ر نومبر ۱۹۳۷ء سے ایک نامکمل اقتباس لیا گیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ گویا خلیفہ صاحب نے مصری صاحب کے الزامات کو قسم کھا کر رد کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ:۔

الف:۔ اول تو قسم کی بنا ہی دیدہ دانستہ غلط طور پر لی گئی ہے۔ یعنی مصری صاحب کا تیسرا خط۔ حالانکہ الزامات پہلے دو خطوں میں ہیں۔ تیسرے میں ایک اعتراض بھی نہیں تیسرا خط تو صرف ایک نوٹس ہے کہ اگر آپ نے ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر میرے پہلے دو خطوں کا جواب نہ دیا تو مجھے اپنی بیعت سے علیحدہ تصور کر لیں۔ تیسرے خط کی آڑ لینا خلیفہ صاحب کی نیت کو ظاہر کر رہا ہے کہ جماعت کی توجہ کو مشکوک الفاظ کے ذریعہ پھیلانا چاہتے ہیں۔

(ب) لیکن قابل غور تو یہ امر ہے کہ آیا قسم کھائی بھی گئی ہے یا نہیں۔ ۲۰ر نومبر کے "الفضل" کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ سب دھوکہ دہی ہے خطبہ محولا بالا میں خلیفہ صاحب نے یہ کہا ہے کہ میں اس قسم کی ایک تحریر (بنسبت الفاظ قسم زیر بحث) پبلک مجلس میں پیش کرنے کے لئے لے گیا تھا لیکن دوستوں نے مصری صاحب کے پاس اس تحریر کے بھیجنے سے منع کر دیا۔ مطلب یہ کہ نہ تو قسم کھائی گئی اور نہ ہی الزامات کا حوالہ درست دیا گیا۔

(ج) اسی خطبہ میں قسم کھانے سے احتراز کرتے ہوئے خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ "جب وہ خود اپنے الزامات شائع کریں گے تو اس قسم کی تردید کا موقعہ بھی آجائے گا" یعنی جب ان کے الزامات پبلک میں آئیں گے تو قسم بھی کھائی جائے گی۔ لیکن اب جبکہ الزامات کی نوعیت ہائیکورٹ کے فیصلہ سے معلوم ہو گئی۔ اب بجائے خود قسم کھانے یا اور کوئی صورت فیصلہ پیش کرنے کے وہ جماعت کو ان الزامات کا نام گالیاں رکھ کر بھڑکانے اور اشتعال دلانے پر اتر آئے ہیں۔ حالانکہ ان کو تو اس زریں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی معقول طریق سے اپنی بریت کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے تھا انجان لوگوں کو درمیان میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟

(د) اسی خطبہ میں یہ الفاظ بھی اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں کہ خلیفہ صاحب قسم کھانے کے لئے تیار نہیں "میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس قسم کے امور کے لئے جن کے متعلق حدود مقرر ہیں۔ اور گواہی کے خاص طریق بنا لئے گئے ہیں۔ قسموں وغیرہ کا مطالبہ جائز نہیں" (الفضل ۲۰ر نومبر ۱۹۳۸ء) (نوٹ:۔ حلف قسم نہ سہی۔ شرعی طریق پر گواہی سہی۔ کیا یہ منظور ہے۔ ناقل)

خلاصہ یہ کہ زید و بکر کے قسم کھانے سے خلیفہ صاحب کی پوزیشن صاف نہیں ہوتی۔ بلکہ سمجھدار طبقہ اس سے برعکس نتیجہ نکالتا ہے۔ انصاف کا "تقاضا" یہ ہے کہ یا تو کمیشن مقرر ہو جس کو دونوں فریق ثالث تسلیم کریں اور اس میں شرعی طریق سے گواہیاں پیش کی جائیں۔ یا خلیفہ صاحب ان الفاظ میں جن کا تعین مطالبہ پر کیا جائے گا۔ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں۔ یا الزام لگانے والوں کو حلف اٹھانے کے لئے کہا جائے یا شرعی طریق پر خلیفہ صاحب اس حق سے جو ان کو مباہلہ کی صورت میں حاصل ہے فائدہ اٹھا کر جماعت کو تباہی سے بچائیں۔ جلالی اور آتشین خطبوں سے سوائے شر و فساد کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی غلط نظیروں کے پیش کرنے سے کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ ان کے خطبوں نے جماعت کے وقار کو جو صدمہ پہنچایا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں خطبوں اور تقریروں کی پناہ ہی وہ اس لئے لیتے ہیں کہ کسی معقول طریق سے وہ اپنی پوزیشن صاف نہیں کر سکتے۔

خاکسار شبنم سرحدی۔ بی۔ اے

سال نو کے خطابات

سال نو کے خطابات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے اسماء خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ اس عزت افزائی پر ہم ان سب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحیح طریق پر خدمات ملی کی توفیق ارزانی فرمائے۔ (مدیر)

نواب شاہنواز خانصاحب آف ممدوٹ ممبر پنجاب اسمبلی — سر

خان بہادر نواب بہت جہات خانصاحب وزیر اعظم پٹیالہ — کے۔ بی۔ ای (اصولاً)

خان بہادر میاں احمد یار خانصاحب دولتانہ چیف وہپ وزارت پارٹی پنجاب — سی۔ بی۔ ای (اصولاً)

میجر ملک ممتاز محمد خانصاحب ٹوانہ جہان آباد ضلع شاہ پور — نواب

خان محمد سعادت علی خانصاحب ممبر پنجاب اسمبلی رئیس کمالیہ — خان بہادر

حکیم احمد شجاع صاحب اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب اسمبلی — خان بہادر

میجر محمد سرور خانصاحب پنجاب سول سروس سینئر سپرنٹنڈنٹ جیل ملتان — خان بہادر

مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل ایم۔ ایل۔ اے۔ پنجاب — خان بہادر

مسٹر محمد حسین صاحب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل — خان بہادر

محمد کاظم علی صاحب انصاری ڈپٹی کلکٹر مدراس — خان بہادر

شیخ عبد اللطیف صاحب اگزیکٹو انجینئر نارتھ ویسٹرن ریلوے — خان بہادر

مسٹر شمس الدین خانصاحب کلکٹر آسام بنگال ریلوے — خان بہادر

مسٹر ضیاء الدین احمد سیشن جج گونڈہ (یو۔ پی) — خان بہادر

مسٹر سعد اللہ خاں اسسٹنٹ کمشنر شمال مغربی سرحدی صوبہ — خان بہادر

قاضی سمیع اللہ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایگریکلچر گوجرانوالہ — خانصاحب

سید بشیر حیدر صاحب سول سروس مجسٹریٹ شیخوپورہ — خانصاحب

میاں سید احمد شاہ صاحب سابق پولیٹیکل تحصیلدار جنوبی وزیرستان ایجنسی (سرحد) — خانصاحب

خطبہ افتتاحیہ

بتقریب جلسہ سلور جوبلی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب سکرٹری انجمن)

مندرجہ ذیل تقریر انجمن کے پچیسویں سالانہ جلسہ یعنی سلور جوبلی کے دن پر ۲۵ دسمبر ۱۹۳۸ء کو صبح ساڑھے دس بجے کے قریب بطور خطبہ افتتاحیہ پڑھی گئی۔ (مدیر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

بزرگانِ سلسلہ، خواتین و حضرات!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

میں اس مبارک اجتماع میں جو ہماری انجمن کا پچیسواں سالانہ اجتماع اور سلور جوبلی کا جلسہ ہے۔ آپ حضرات کی تشریف آوری پر جملہ کارکنان و اراکین انجمن کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اسکا شکر

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس تقریب سعید میں شمولیت کی توفیق بخشی۔ خدمت دین کے لئے جتنے لمحات میسر آجائیں۔ انہیں محض اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھنا چاہئے کیونکہ انسان ایک پل کا بھروسہ نہیں کر سکتا۔ اور اسے معلوم نہیں کہ کب وہ وقت آجائے جب مزید سعی و عمل کی توفیق باقی نہ رہے۔ پس آج ہماری زبانوں پر سب سے پہلا لفظ اور ہمارے قلوب میں سب سے مقدم جذبہ اس رب العالمین کا شکر و امتنان ہونا چاہئے جس کی تائید کا کھلا کھلا ہاتھ ہماری ناچیز کوششوں کے ساتھ ابتدائی ایام سے قدم قدم پر موجود رہا۔ یہ حمد و شکر ایک رسمی چیز نہیں بلکہ حقیقت الامر یہی ہے کہ جب ہم ایک طرف اپنی بے بضاعتی اور ان متعدد مشکلات و حوادث پر نظر ڈالتے ہیں۔ جن کے بالمقابل ہمیں کام کرنا پڑا۔ اور دوسری طرف اس بے نظیر کامیابی کو دیکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سی جماعت مجاہدین کو عطا فرمائی تو ہمارے قلوب اس کی شکر گزاری سے لبریز ہو جاتے ہیں اور ہماری گردنیں اس کے بے انتہا فضل و احسان کے سامنے خود بخود جھک جاتی ہیں۔

تحریک احمدیت کی کامیابیاں اور خدمات اسلامی

حضرات! قوموں کی زندگی میں پچیس سال کا عرصہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ قوموں کی تعمیر کے لئے سالہا سال کی محنت و کاوش اور مسلسل جد و جہد درکار ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے محض ایک ربع صدی میں ہماری قوم کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر دیا اور ہمیں اس قلیل مدت میں ہی اپنے بلند نصب العین اور منزل مقصود کے بہت قریب کر دیا۔ آج خدا کے فضل سے دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں اپنی اسلامی خدمات کے سبب اس انجمن کا نام عزت و احترام سے نہیں لیا جاتا۔ آج یہ تحریک ہمیں ایک کامل و مکمل درخت کی صورت میں نظر آتی ہے جس کی جڑیں زمین کے اندر مضبوط اور جس کی شاخیں دور دور تک پھیل چکی ہیں۔ اگر آج اس کے اثمار ہمیں ایک طرف انگلستان میں نظر آتے ہیں تو اس کی ایک شاخ عین وسط یورپ میں ایک ایسی قوم میں سے جویان حق کو اپنے سایہ میں لے رہی ہے جن کے علوم و فنون کا سکہ دنیا مانتی ہے۔

ہمارا اسلامی لٹریچر اور مدافعت اسلام کا کام

اب دنیا کی شاید ہی کوئی قابل ذکر لائبریری ایسی ہوگی جہاں اس انجمن کا شائع کردہ انگریزی ترجمۃ القرآن اور سیرت رسول پاک محققین کے قلوب میں اسلام اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے لئے عزت و محبت کا بیج نہ بو رہے ہوں۔ اگر آج مشرق و مغرب میں کسی اسلامی لٹریچر کو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی ہے تو وہ یہی لٹریچر ہے جس پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مہر ثبت ہو۔ آج اگر جاوا یا ٹرینیڈاڈ یا فجی جیسے دور دراز جزائر میں مسیحیت کی بڑھتی ہوئی رو کو روکنے کے لئے مجاہدین اسلام سینہ سپر ہو کر پہنچتے ہیں تو وہ اسی انجمن کے جانباز مجاہد ہیں۔ خود مسیحی دنیا کے سربرآوردہ مشنری آج یہ اعتراف کرتے ہیں کہ دنیا میں ایک ہی اسلامی جماعت ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے ناموس کے تحفظ کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور وہ جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ خود اس ملک ہندوستان میں جہاں کہیں غیر مذاہب کے مقابلہ کی ضرورت پیش آئے یا تحفظ اسلام کے لئے سپاہی پکارے ہوں تو تمام انجمنوں اور اداروں کو چھوڑ کر تارکا چیڑ اسی احمدیہ بلڈنگس کی طرف دوڑا آتا ہے۔ فتنہ ارتداد اٹھا تو وہاں احمدیہ جماعت نے اسلام کی لاج رکھی اور اگر "رنگیلا رسول" جیسی ناپاک کتاب لکھی گئی تو وہاں بھی ہماری جماعت کی غیرت اسلامی نے آخر تک مقدمہ لڑا۔ اور نبی کریم صلعم کی صحیح پوزیشن سے دنیا کو آگاہ کیا۔ اسی طرح نوجوان طبقہ کو دہریت و مادیت کے سراب سے بچانے والی اور تشنہ قلوب کو آب حیات بخشنے والی اگر کوئی جماعت ہے تو وہ آپ کی یہ مٹھی بھر جماعت ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

ہماری جماعت کی ابتدائی حالت اور بے سر و سامانی

خواتین و حضرات! حق و صداقت کی تحریکات ہمیشہ کمزوری اور بے کسی میں پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن حکیم نے ایک تمثیل بیان فرمائی ہے کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقہ یعنی پہلے ایک کونپل ہوتی ہے پھر وہ بڑھتی ہے مضبوط ہوتی ہے اور پھر اپنے تنے پر مستحکم ہو جاتی ہے۔ یہ تمثیل ہماری جماعت کی زندگی پر حرف بحرف صادق آتی ہے۔ یہ تناور درخت جس کے اثر کا سایہ اب تمام دنیا پر چھا گیا ہے ایک بے حقیقت بیج کا نتیجہ ہے اس بیج کا جس کے متعلق "لنمزقنھم" کی پیشگوئی سنی گئی تھی کہ خدا اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور بلاشبہ حالات ایسے ہی تھے کہ بظاہر اس بیج کے پھلنے اور پھولنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ جس قدر اجزا کسی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ وہ سب ہمارے مخالف تھے۔ نہ ہمارے پاس کوئی گدی تھی نہ کوئی پیر نہ پیرزادہ۔ کام کی بنیاد بھی ایک ایسی جگہ رکھی گئی جو دیار محبوب کی تمام دلآویزیوں سے یکسر خالی تھی۔ بلکہ جہاں اور کئی مضر عناصر موجود تھے۔ الغرض تمام اسباب مخالف تھے۔ نہ ہماری تعداد تھی نہ جمعیت۔ نہ ہمارے پاس اموال تھے اور نہ کوئی سامان۔ صرف چند نفوس تھے جو انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے اور جن کے متعلق بار بار یہ کہا جاتا تھا کہ "یہ تین چار آدمی ہیں یہ کیا کر سکتے ہیں"۔ ان چند نفوس نے مجبوراً قادیان کی تمام دلبستگیوں سے انقطاع کیا۔ دیار محبوب سے ہجرت کرنا ان کیلئے بڑا کڑوا گھونٹ تھا۔ مگر محض حق کی حمایت کے لئے انہوں نے خندہ پیشانی سے اسے پیا۔ یہ اپنے مرشد کی بستی سے نکلے تو خالی ہاتھ تھے۔ کوئی ظاہری دولت ان کے پاس نہ تھی۔ ہاں ان کے ہاتھوں میں ایک عظیم الشان صداقت تھی جس کا محفوظ کرنا دیگر تمام تعلقات سے عزیز تر سمجھا گیا اور وہ اسلام کا وہ عظیم الشان پیغام تھا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

ہمارے اسلامی اصولوں کی محیر العقول کامیابی

بڑے ہی ناموافق حالات تھے۔ جب اس انجمن کی بنیاد رکھی گئی۔ پرائے دشمن تو تھے ہی۔ اپنے بھی دشمن ہو چکے تھے۔ مگر ان چند حق پرستوں نے محض خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے کام شروع کر دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دنیا نے دیکھ لیا کہ حق و صداقت انہی چند مہاجرین کے ساتھ تھی۔ عقل سلیم ان کے پیش کردہ اصولوں کے سامنے جھکنے لگی اور بالآخر یہ اصول دنیا کو ماننا پڑا کہ کوئی کلمہ گو خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو کسی صورت میں دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ سچ ہے الحق یعلو ولا یعلیٰ حق ہمیشہ غالب آتا ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔

انجمن کے ابتدائی سالوں کی کیفیت

آپ میں سے اکثر حضرات کو علم ہوگا کہ ابتداً جب انجمن کی بنیاد رکھی گئی تو نہ ہمارے پاس کوئی سرمایہ تھا نہ خزانہ کا رکن اور نہ کوئی ادارہ۔ فقط اللہ کا نام تھا۔ لیکن دلوں میں دین اسلام کی محبت کا جذبہ امام زمان کی طفیل کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جماعت کی تعداد بھی اس وقت بہت ہی قلیل تھی۔ پہلے سال انجمن کی کل آمد صرف سات ہزار تین سو روپیہ تھی اور پہلے پہلے دو سال میں کل آمد قریباً بیس ہزار روپیہ تھی۔

انجمن کی موجودہ حالت

لیکن آہستہ آہستہ خدا نے اس سلسلہ کو ترقی دی اور محض اس کے فضل سے انجمن کا بجٹ درمیانی چند سالوں میں دو لاکھ روپیہ سالانہ سے بھی متجاوز ہو گیا۔ اور اس وقت بھی خدا کے فضل سے دو لاکھ روپیہ کے قریب ہے۔ پہلے کوئی ادارہ نہ تھا مگر اس وقت اللہ کے احسان سے دو ہائی سکول، متعدد تبلیغی مشن، آٹھ اخبارات و رسائل اور فاضل مبلغین کی ایک جماعت کارہائے نمایاں سرانجام دے رہی ہے۔ ابتدا میں ایک کتاب بھی نہ لکھی گئی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کتب دین حق کی تائید میں شائع کرنے کی توفیق دی۔ انگریزی ترجمۃ القرآن ہی ۲۰۰۰۰ کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ بار بار ان اعداد کو دہرانا تحصیل حاصل ہے۔ آپ میں سے ہر ایک دوست جانتے ہیں کہ آپ کی جماعت نے محض تائید ایزدی سے قرآن مجید کے تین یورپی زبانوں میں تراجم شائع کئے اور سیرت رسول پاک اور ہماری انجمن کی دیگر متعدد کتب و رسائل کا یورپ و ایشیا کی بیس مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کے ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں اور ہزاروں نفوس ان کے مطالعہ سے اسلام سے قریب تر ہو گئے ہیں اور صدہا داخل

اسلام بھی ہو چکے ہیں۔

زبردست طوفان مخالفت اور اس کا انجام

ابتدائی زمانہ کی مشکلات کا تو کچھ مختصر سا خاکہ میں نے پیش کیا ہے لیکن یہ ابتلاؤں کا سلسلہ بعد میں بھی موجود رہا۔ سلسلہ کی مخالفت کا طوفان درمیانی عرصہ میں کسی قدر دب گیا تھا۔ لیکن آج سے قریباً چھ سال قبل جماعت احرار کے رنگ میں یہ طوفان پھر نمودار ہوا۔ احرار کی دیکھا دیکھی یا ان کی رقابت میں اور بھی کئی تحریکیں پیدا ہو گئیں۔ لیکن اپنے دوسرے اختلافات سے قطع نظر احمدیت کو مٹانا سب کا متفقہ مشن قرار پا چکا تھا۔ اس شدت کی مخالفت شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا یہ مخالفین ہماری جماعت کو مٹا کر ہی اطمینان سے بیٹھیں گے۔ ایک تیز اور تند آندھی کی طرح یہ طوفان اٹھا جو اچھے فہمیدہ اور تعلیم یافتہ طبقہ کو بھی جن کے بارہ میں ہمیں بڑی خوش فہمی تھی۔ اڑا تا ہوا لے گیا۔ پڑھے لکھے اور جاہل سب احمدیت کے دشمن نظر آنے لگے اور مخالفت اس درجہ تک پہنچ گئی کہ وہ لوگ جنہیں حضرت اقدس امام زمان کا زمانہ دیکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ ان کی بھی یہ رائے تھی کہ امام ہمام کے وقت میں بھی مخالفت کا یہ زور نہ تھا جو اس وقت نظر آتا ہے۔ چاروں طرف سے طاغوتی طاقتیں اس چھوٹی سی جماعت کو کچلنے اور نیست و نابود کرنے پر تلی ہوئی تھیں اخبارات کے اوراق مکروہ پروپیگنڈا کے لئے وقف تھے۔ دل آزار تقریروں کا سلسلہ جاری تھا۔ غریب احمدیوں کا بائیکاٹ افراد جماعت احمدیہ سے تنفر اور ان کی تذلیل اور اسی قسم کے متعدد اوچھے ہتھیاروں سے ہماری جماعت کو پریشان کیا جا رہا تھا۔ جماعت کے لئے یہ بڑے ابتلا اور امتحان کا وقت تھا۔ مخالفین کے حوصلے بڑھے جا رہے تھے۔ انہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا اور وہ سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے احمدیت کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ کوئی "مرزائیت" کے کاسۂ سر پر کاری ضرب لگا رہا تھا اور کہیں احمدیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی جا رہی تھی اور بزعم خود مخالفین ہماری جماعت کا خاتمہ کر چکے تھے لیکن اس موقعہ پر بھی دست حق نے ہماری تائید فرمائی اور ہماری آنکھوں نے پھر الحق یعلوا ولا یعلیٰ کا نظارہ دیکھا۔ جماعت نے بے نظیر ثابت قدمی کا نمونہ دکھایا اور اس شدید طوفان مخالفت سے ایک احمدی کا قدم بھی نہ ڈگمگایا۔ جماعت میں ایک چٹان کی سی مضبوطی پیدا ہو گئی جو طوفان مخالفت کی لہریں اٹھیں۔ چٹان سے ٹکرائیں اور خود پاش پاش ہو گئیں۔ خدا کی شان احمدیت مردہ باد کے نعرے لگانے والے اور ہماری جماعت کو مٹانے والے خود ہی مٹ گئے اور هباءً منثوراً و نسیاً منسیاً کے مصداق ہو گئے۔ احمدیت کے تابوت میں آخری کیل لگانے والوں کو خود خدا کے زبردست ہاتھ نے قعر گمنامی اور تحت الثریٰ میں دفن کر دیا۔ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار۔

ان حوادث کا مقابلہ کرتے ہوئے ہمیں آج پچیس سال گزرتے ہیں ہمیں مجبوراً اپنی توجہ کو ان امور کی طرف مبذول کرنا پڑا ورنہ اگر تمام تر توجہ تبلیغی مساعی کی طرف ہوتی تو آج جماعت کے کام کے نتائج اس سے کہیں زیادہ شاندار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے کہ وہ نہ تو خود کام کرتے ہیں اور نہ کسی کو کام کرنے دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے چند خاص احسانات

حضرات! اپنی پچیس سالہ کارگزاری پر سجدہ شکر بجا لانے کیلئے آپ جمع ہوئے ہیں۔ لیکن اس کام کے علاوہ جو آپ نے کیا۔ سب سے زیادہ جس امر کا شکر کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ اس تمام عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے قدم کو اعتدال اور صراط مستقیم پر قائم رکھا صراط مستقیم پر قائم رہنا بڑا ہی مشکل مقام ہے۔ لوگ ہمیشہ افراط و تفریط کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی کہ وہ دونوں مہلک راہوں سے بچ کر جادہ مستقیم پر چلتی رہی۔ ہماری تمام تر مساعی ایک ہی کام پر لگی رہیں یعنی اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ۔ نہ سیاست کے جادو سے ہم مسحور ہوئے اور نہ حکومت و شوکت کی دلفریبیاں ہمیں اپنی طرف کھینچ سکیں۔ اپنے کام سے کام رکھا۔ دنیا میں بہتیری تحریکیں اٹھیں اور کئی جماعتوں کو بہا کر لے گئیں۔ لیکن ہماری جماعت خدا کے فضل سے اپنی جگہ سے ایک انچ ادھر ادھر نہ ہوئی۔ دین ہمیشہ ہمارے ہاں مقدم رہا اور دنیا کی دراز دستیوں سے علیحدہ رہتے ہوئے ہم اپنے مقدس بانی کے سلسلہ کے مشن کو پورا کرنے میں تہ تن مصروف رہے فالحمد للہ علیٰ ذالک اے اللہ تو ہمیشہ ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھیو اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دیجیو۔ آمین۔

ناموافق حالات کے باوجود تحریک سلور جوبلی کی کامیابی

سلور جوبلی کی تقریب کے اغراض و مقاصد اور جماعت کے آئندہ پروگرام کے متعلق آپ کو حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مخاطب فرمائیں گے اور اس امر پر وہی بہتر روشنی ڈال سکیں گے آپ کا زیادہ وقت نہ لیتے ہوئے میں صرف ایک دو اور باتیں عرض کر کے اس کو ختم کرتا ہوں۔ سلور جوبلی کی تحریک شروع ہونے سے قبل اس کی اس قدر کامیابی کی توقع نہ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پے در پے قربانیوں سے تھکی ہوئی جماعت شاید مزید قربانی اور بوجھ کی متحمل نہ ہو سکے اور ڈر تھا کہ یہ تحریک ناکامی کی صورت میں جماعت کی بدنامی کا باعث نہ ہو۔ لیکن تائید ایزدی نے یہاں بھی اپنا کرشمہ دکھایا اور جماعت کے اندر ایسی زبردست قربانی کی روح پیدا ہو گئی کہ بیساختہ زبان سے کلمہ شکر نکلتا ہے

جماعت احمدیہ لاہور کی بے مثال کامیابی

اس ذکر سے مقصد یہ ہے کہ بعض اوقات ہم خود بھی جماعت کی طاقت اور ایثار کا صحیح طور پر اندازہ نہیں کر سکتے۔ اکثر دوست بعض دفعہ جماعت کے متعلق کسی قدر مایوسانہ انداز میں گفتگو کیا کرتے ہیں اور اس امر کا اعادہ گذشتہ چند سال سے ہو رہا ہے کہ جماعت ترقی نہیں کرتی اور ہمارا قدم پیچھے جا رہا ہے۔ ایسے احباب کو جماعت کی اس بے مثال قربانی سے جو زندگی کی بین علامت ہے اپنی غلط فہمی کا ازالہ کر لینا چاہئے۔ بسا اوقات ہم اس عطار کی طرح جس کے گرد و پیش ہر وقت عطر کی شیشیاں پڑے رہنے کے سبب وہ عطر کی خوشبو پوری طرح محسوس نہیں کرتا۔ اپنے یا اپنے احباب کی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے یا جماعت کی قوت کا موازنہ کرتے وقت غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ جماعت خدا کے فضل سے ایک زندہ جماعت ہے اور انشاء اللہ زندہ رہیگی۔

اصلاح کی گنجائش

البتہ اس امر کے اعتراف میں باک نہ ہونا چاہئے کہ اصلاح کی ہم میں بہت گنجائش ہے اور ہمیں ترقی کی راہ پر پوری قوت سے گامزن ہونے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا ہے دشمن ہماری طاقت سے خوف کھاتا ہے۔ مغرب کو اسلام کیلئے فتح کرنا ہمارا اولین مشن ہے۔ اور آج یہ حالت ہے کہ مغرب سے جو تازہ کتاب اسلام کے متعلق شائع ہوتی ہے۔ اس میں احمدیت کی تاریخ سنہری حروف میں لکھی جاتی ہے اور بالخصوص ہماری جماعت کے متعلق تمام مستشرقین اور مسیحی مولفین کی یہ رائے ہے کہ یہ جماعت اسلام کی سب سے زیادہ پرجوش مبلغ اور عیسائیت کا قلع قمع کر دینے والی جماعت ہے۔ ہمیں اس ذہنیت سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ اپنے کام میں منہمک ہو جانا چاہئے۔ دشمن اس وقت مرعوب ہے اب اس کو فتح کر لینا بہت آسان ہے تھوڑی سی ہمت ہو یہ کام ہو سکتا ہے

تبلیغ اسلام کی سعادت صرف ہماری جماعت کو حاصل ہے

خود ہندوستان میں بھی اگرچہ ایک طرف مخالفت کا یہ عالم تھا جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ تو دوسری طرف صدہا بلکہ ہزارہا ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دل اندر سے کھائے جا چکے ہیں اور جو تھوڑی سی کوشش سے ہمارے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں۔ آپ کی جماعت اپنی تبلیغی مساعی کے سبب ہندوستان بھر میں واحد جماعت سمجھی جاتی ہے اور آج احمدیت اور تبلیغ اسلام کو لازم و ملزوم سمجھا جاتا ہے اس موقعہ پر ایک لطیفہ مجھے یاد آ گیا۔ ایک مشہور اخبار نویس جو ایک متین آدمی اور ایک سلجھے ہوئے پرچہ کے ایڈیٹر ہیں۔ ہماری جماعت سے عقیدت رکھتے ہیں اور ہماری تبلیغی مساعی کی تعریف کیا کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی تبلیغ اسلام کی تلقین کرتے ہیں۔ ان پر کچھ عرصہ ہوا فتویٰ لگ گیا کہ وہ "مرزائی" ہیں۔ ایڈیٹر صاحب نے کھلے الفاظ میں اپنی بریت شائع کی اور احمدیت سے مطلقاً کوئی تعلق نہ ہونا ظاہر کیا بلکہ اپنی صفائی کے لئے انہوں نے دبی زبان میں ہمیں ایک دو گالیاں بھی دیدیں۔ تاکہ احمدیت سے تعلق کے اشتہار کے سبب ان کی شہرت اور اخبار کو نقصان نہ پہنچے۔ خیر اس وقت تو ان کی بریت ہو گئی لیکن اب بھی ان پر مرزائی ہونے کا الزام بدستور ہے۔ اب وجہ یہ دی جاتی ہے کہ چونکہ وہ لوگوں کو تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور اشاعت اسلام کی تلقین کرتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ واقعی وہ "مرزائی" ہیں۔ تو غرض یہ ہے کہ تبلیغ اسلام خدا کے فضل سے ہمارا ہی حصہ سمجھا جاتا ہے اور انشاء اللہ یہ فخر ہماری جماعت کو ہی حاصل رہے گی۔ اگرچہ ہماری جماعت کی دیکھا دیکھی بہت سی تبلیغی انجمنیں قائم ہو گئی ہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن کام کی توفیق جس رنگ میں خدا تعالیٰ ہماری انجمن کو بخش رہا ہے۔ اس کی نظیر کہیں اور نہیں مل سکتی۔ اشاعت کمیٹیاں، تبلیغی درسگاہیں اور تبلیغی انجمنیں تو قائم ہیں۔ لیکن قربانی کی روح جو ایک امام سے وابستگی میں آپ کے اندر پیدا ہوئی اور جو اصل چیز ہے وہ ان تمام اداروں میں مفقود ہے۔ ایک بہت بڑی تبلیغی انجمن کے ممبر اعزازی ایک شہر میں دورہ کر رہے تھے اور مسلمانوں کی بے حسی پر ماتم کرتے ہوئے یہ شکایت فرما رہے تھے کہ وہ یہاں کی انجمن آخر کیا کام کرے انکو مشکل اتنا چندہ بھی وصول نہیں ہوا جتنا سفر پر خرچ ہو گیا ہو تو ایک طرف آٹھ کروڑ مسلمانوں کی تبلیغی مساعی کا یہ انجام ہے اور دوسری طرف آپکی مٹھی بھر جماعت کی قربانیاں اور ان کے عدیم النظیر نتائج ہیں تو پس قربانی اور ایثار کی اس روح کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھو اور اس کا خاص فضل سمجھو کہ اس نے امام وقت کی طفیل آپ کو یہ سعادت بخشی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

تھوڑی سی ہمت کر کے بازی جیت لیں

معزز خواتین و حضرات! پچیس سالہ کوشش کا نتیجہ آپکے سامنے ہے پچیس سالہ زندگی نے آپ پر ثابت کر دیا کہ آپ کا امام سچا اور آپ کی جماعت سچی ہے۔ جھوٹوں کو کبھی ایسی نصرت نہیں ملتی اور وہ کبھی شاداب بار آور نہیں ہوتے۔ دشمن بھی گواہی دیتا ہے کہ آپ کی جماعت اصل خادم اسلام جماعت ہے اور وہ دشمن آپ کی تبلیغی جدوجہد سے خوف کھا رہا ہے اور اب اسی اپنی فکر دامنگیر ہے۔ یہ وقت ہے کہ آپ تھوڑی سی ہمت کر کے بازی جیت لیں منزل مقصود اب بہت قریب ہے جو کچھ ہوا اللہ کے فضل کے بعد آپ کی کوششوں سے ہوا اور آئندہ بھی جو ہو گا۔ آپ کی سعی و ہمت سے ہو گا۔ پس آج جہاں آپ اپنی پچیس سالہ خدمت پر ذات باری کا شکر ادا کریں۔ وہاں آئندہ کے لئے یہ عزم بھی کر لیں کہ آپ اس کام میں اس سے بھی زیادہ جوش سے کام کریں گے تاکہ آپ رحم سعادت الٰہی کے صحیح طور پر حقدار ثابت ہوں گے اور خدمات دینی میں پیش از پیش حصہ لینگے اور دنیا کو دکھا دیں گے کہ آپ واقعی ایک زندہ اور زندہ رہنے والی جماعت [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

احادیث کی تنقید کا صحیح اصول

اصل میں تین چیزیں ہیں قرآن، سنت اور احادیث۔ قرآن خدا تعالیٰ کی پاک وحی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور سنت وہ اسوۂ حسنہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی الٰہی کے موافق قائم کر کے دکھایا۔ قرآن اور سنت یہ دونوں رسول اللہؐ کے کام تھے کہ ان کو لوگوں تک پہنچا دیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ جب تک احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں۔ اس وقت تک بھی شعائر اسلام کی بجا آوری برابر ہوتی رہی ہے۔ اب دھوکا یہ لگا ہے کہ یہ لوگ احادیث کو اور سنت کو ایک کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک چیز نہیں ہیں۔ پس احادیث کو جب تک قرآن و سنت کے معیار پر پرکھ نہ لیں۔ ہم کسی درجہ پر رکھ نہیں سکتے۔ لیکن یہ ہمارا مذہب ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ حدیث بھی جو اصول حدیث کے رو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن قرآن اور سنت کے خلاف نہ ہو تو وہ واجب العمل ہے۔ مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ نہیں محدثین کے اصول تنقید کی رو سے جو صحیح ثابت ہو خواہ وہ خود قرآن اور سنت کی کیسی ہی مخالف ہو اس کو مان لینا چاہیئے۔ اب عقلمند غور کریں اور خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھ کر فکر کریں کہ حق کس کے ساتھ ہے؟ ان کے یا میرے؟ میں خدا تعالےٰ کے کلام اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو مقدم کرتا ہوں اور یہ ان لوگوں کی باتوں اور خیالی اصولوں کو مقدم کرتے ہیں جنہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا کہ یہ اصول تنقید احادیث کے ہم نے خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام سے قائم کئے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے کہ احادیث کے لئے قرآن اور سنت کے علاوہ کوئی معیار ہے جو محض اپنی دانش اور عقل سے قائم کیا گیا ہے تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ حنفیوں کی پیش کردہ احادیث یا شیعوں کی پیش کردہ احادیث صحیح نہ مانی جائیں۔ کیوں ایک فریق دوسرے کی احادیث کو رد کرتا ہے؟ اس کا جواب ہمیں کوئی شخص کچھ بھی نہیں دیتا۔

(۱۴ر اگست ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ابھی تک ناساز ہو گو پہلے کی نسبت بہاں افاقہ ہے۔ انشاء اللہ حضرت ممدوح چند روز تک پورے طور پر صحتیاب ہو جائیں گے احباب دعا کریں۔

—— پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر کا دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے اندرونی صفحات کی طباعت قریب قریب مکمل ہو گئی ہے۔ صرف ورق اور ٹائٹل وغیرہ کی طباعت ابھی تک باقی ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ جلد از تیار کرا کے ضرورت مند احباب کو ارسال کر دیا جائے۔

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے چھوٹے بھائی چودھری محمد علی صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اب بغرض علاج لاہور تشریف لائے ہیں۔

—— مولوی عبدالصمد صاحب "ایڈیٹر لائٹ" کئی ہفتہ سے بعارضہ بخار علیل ہیں گو پہلے سے افاقہ ہے لیکن علالت کے اثرات و کمزوری بڑی حد تک باقی ہے۔

—— میاں عالم الدین صاحب کیل شیخوپورہ گذشتہ دنوں بعارضہ انفلوانزا علیل رہے ہیں۔ اب ناک میں پھنسیوں کی وجہ تکلیف ہے۔ ان احباب کے لئے دردِ دل سے دعائے صحت کی جائے

—— جناب ایس عبداللہ صاحب، مالک شہزادہ بوٹ ہاؤس وزیر آباد یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی نانی صاحبہ محترمہ ۷ر جنوری کی صبح کو انتقال فرما گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نیک خاتون تھیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اس صدمہ میں ہمیں جناب عبداللہ صاحب اور ان کے۔۔۔ معزز خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی ہے۔

اسلام کا مستقبل برطانیۂ عظمےٰ میں

ایک انگریز نو مسلم کے تجربات و تاثرات

(تقریر از جناب ڈبلیو۔ جے۔ بی۔ فارمر صاحب)

کچھ دن کا ذکر ہے کہ مجھ سے ایک دوست نے پوچھا "اس کی کیا وجہ ہے کہ تم مسلمان ہو گئے"؟ میں نے اس کے جواب میں تین باتیں پیش کیں۔

اوّلاً۔ یہ کہ اسلام ایک عملی مذہب ہے جس میں نہ کوئی اسرار ہیں، نہ توہمات۔ ہم اسے نہایت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اس میں کوئی چیز غیر عقلی نہیں۔ اور نہ اسے دینیات کی موشگافیوں سے کوئی تعلق ہے۔

ثانیاً۔ یہ کہ اسلام کی توجہ زندگی کے اساسی اور بنیادی حقایق پر ہے۔ اس نے براہ راست قوانین فطرت پر ہاتھ ڈالا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ علم اور مذہب دو مختلف چیزیں ہیں۔ بلکہ مذہب کو سب علوم سے بالاتر سمجھتا ہے کیونکہ اسلام علم ہے اچھائیوں اور کامیاب زندگی کا۔

ثالثاً۔ اسلام نے زندگی کا ایک مکمل دستور العمل پیش کیا ہے اور اس میں انسان کی دنیوی سرگرمیوں کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ ہماری زندگی کا کوئی معاملہ ہو۔ اجتماعی، مدنی حقوق سے تعلق، جنگی، تجارتی، اسلام میں ہر ایک کے لئے ہدایت موجود ہے۔ اس نے انسان کے تمام افعال و اعمال کا ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے، اور چونکہ ہم دنیا میں رہتے ہیں لہذا ہماری خاطر دنیوی حالات کو بھی پیش نظر رکھا۔

میں نے جب کبھی ان باتوں کو اپنے دوستوں پر واضح کیا ہے تو میں ان کو روز روز یہ کہتے سنتا ہوں "ہاں یہ ٹھیک ہے" بے شک ہم اس بات کو بھی مانتے ہیں، اور اس کو بھی"۔ بلکہ بعض تو یہاں تک کہہ اٹھتے ہیں کہ اسلام کے بنیادی حقائق معلوم نہیں کب سے ہمارے ذہن میں تھے۔ مجھے یقین ہے کہ جو حضرات آج سہ پہر کو یہاں جمع ہیں وہ اس عجیب و غریب احساس سے ناواقف نہ ہوں گے جو کسی خاص جگہ بیٹھ کر ہمارے دل میں پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس مقام سے تو ہم پہلے ہی گزر چکے ہیں۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک خاص حالت۔ ہماری ہوتی تو ہمیں یک لخت خیال آگیا کہ ہماری زندگی کی ایک پرانی کیفیت پھر تازہ ہو گئی۔ بعینہٖ یہی مثال اسلام کی ہر ایک سچائی ہے۔ جس کا احساس میرے دوستوں کو رہ رہ کر ہوتا ہے۔

خوش قسمتی سے میرا تعلق مردوں کی ایک ایسی جماعت سے ہے جس کا دائرہ گزشتہ پندرہ سال میں انگریز پادریوں کی بدولت تمام سلطنت میں پھیلتا گیا۔ یہ جمعیت جو کسی وقت انگلستان کے مسیحی خیالات کا مرکز تھی اب دن بدن اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہے۔

میں نے جب کبھی اپنی شاخ یا ملک کے طول و عرض میں اس جمعیت کی دوسری شاخوں کے کسی جلسہ میں شرکت کی تو میں نے یہی دیکھا کہ اتفاق رائے دن بدن اسلام ہی کی طرف ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کے کسی ایک عقیدہ میں یقین رکھتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر ایسے ہیں جنھوں نے اس کے متعلق کسی کتاب تو کیا رسالہ تک کا مطالعہ نہیں کیا۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ لفظ اسلام کے معنے کیا ہیں۔ لہذا میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ اسلام کے حق میں ایک نیک فال نہیں؟ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ جب کبھی انسان مذہب پر غور کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو متوسطانہ عقائد اور مذہبی بحثوں سے الگ کر لیتا ہے تو اس کے خیالات خود بخود اسلام پر آکر رک جاتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ اسلام کی روح ایک نہایت معجزنما طریق پر اس ملک میں سرگرم کار ہے۔

لوگ برطانیہ عظمےٰ کو ایک مسیحی خطہ تصور کرتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کا ایسا کہنا صحیح نہیں۔ اگر عیسائی ہونے کے یہ معنے ہیں کہ ہم کلیسائی عقائد کی حمایت کریں تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس ملک کے رہنے والوں میں سے آدھے بھی ایسے نہیں جن کو عقائد کا علم ہو۔ اور جو لوگ آئے دن اتوار کو بار بار ان کا اعادہ کرتے ہیں ان میں سے اکثر کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا مطلب کیا ہے اس کے علاوہ خود کلیسا کے اندر اختلافات کی کثرت ہے البتہ کبھی کبھی کوئی روشن خیال پادری اتنی جرأت کرتا ہے کہ عقائد کے خلاف کچھ کہے تو اس کے نظریات سراسر اسلامی ہوتے ہیں لیکن ایسے باہمت انسانوں سے قطع نظر کر لیجئے تو کلیسا میں ان حضرات کی کمی نہیں جن کو یقین ہو چلا ہے کہ ان کے نیم مشرکانہ خیالات عقل کی روشنی میں ایک لحظے کے لئے بھی ٹھہر نہیں سکتے۔

بالفاظ دیگر مذہبی حلقوں میں دن بدن یہ احساس بڑھتا جا رہا تھا کہ پادریوں اور دین کے اجارہ داروں کا زمانہ ختم ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انگلستان میں اب لوگوں نے اسلام کی آواز کو سننا شروع کر دیا ہے۔

پچھلے بیس برس میں منظم عیسائیت کو زبردست نقصان پہنچا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ باوجود اپنی تعلیمات کے جنگ عظیم کے روکنے میں ناکام رہی۔ جنگ سے پہلے کلیسا کا خطاب ہر شخص سے یہ ہوتا تھا کہ "خدا محبت ہے"۔ "اپنے ہمسائے سے محبت کرو"۔ "تمہیں اجازت نہیں کہ کسی کی جان لو" وغیرہ وغیرہ۔ مگر ادھر جنگ ہوئی اور ادھر یہ تمام پند و وعظ کافور ہو گیا۔ کلیسا نے بھی وہی روش اختیار کی جو حکومت کی تھی۔ اس طرح اس کی روحانی سیادت کا خاتمہ ہو گیا۔ جو لوگ کلیسا کے ملازم تھے وہی ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگے۔ اور بجائے اس کے کہ جنگ کے خلاف کوئی متحدہ محاذ قائم کرتے، اس میں کود پڑے۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ بھی اس نہایت ہی بیرحم اور ہلاکت خیز عسکریت کا ایک حصہ ہے جس کی کوئی دوسری مثال آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔

جنگ ختم ہوئی تو ہمیں غور و فکر سے کام لینے کا موقعہ ملا ہے ہم نے دیکھا کہ ہمارے مذہبی پیشوا، اور ہمارے کلیسا کے تخیلات کس قدر سطحی اور حقیقت سے خالی ہیں۔ دراصل مسیحیت کی روحانی قوت کا خاتمہ اسی وقت ہو گیا تھا۔ جب دوران جنگ میں کلیسا نے اپنے تمام اصول و قواعد کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اب ان کا اعتبار و منزلت ہو چکا ہے اور اسلام کے لئے ہر شخص کا دروازہ کھلا ہے۔

ہم لوگ جو اس ملک کے رہنے والے ہیں ہمیشہ کامیابی کے لئے بیقرار رہتے ہیں۔ تجارت میں کامیابی ہو، یا سیاسیات میں ہو۔ کھیل کود میں۔ غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو میں کامیابی ہی کامیابی حاصل ہو۔ پھر ہماری تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے جب ہر شخص حصول علم کے لئے بیتاب ہو رہا ہے۔ اسلام کی بھی تو یہی تعلیم ہے نہ، کہ "آؤ فلاح پر جمع ہو جائیں۔ حی علی الفلاح۔ یہ کس قدر معقول و حقیقت سے لبریز ارشاد ہے۔ اور ایسا کہنے میں کیا ہم اپنے آباؤ اجداد پر اظہار فخر نہیں کر رہے، جو ایک ایسے زمانہ میں علم کی شمع لے کر آئے جب یورپ پر پادریوں کا قبضہ تھا۔ اور اس میں ہر چہار طرف جہالت اور ظلمت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

مجھے معلوم ہے کہ جو حضرات آج سہ پہر کو یہاں آئے ہیں ان میں سے بعض کسی نہ کسی صنعت یا تجارتی کاروبار میں شریک ہوں گے اگر یہ صحیح ہے تو وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ انگلستان اور امریکہ کی سب سے زیادہ کامیاب تجارتیں وہ ہیں جن کا نظم و نسق علمی بنیادوں پر عمل میں آیا۔ اب علمی اور سائنٹیفک نظم و نسق کیا ہے۔ قوانین فطرت کا اتباع اور ان کو انسان کے فائدے کے لئے استعمال کرنا۔ میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ اسلام نہیں تو اور کیا ہے؟ ہم دیکھ رہے ہیں کہ خود انگلستان ہی کی صنعتی کامرانیاں اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کا نتیجہ ہیں۔

آپ حضرات میں سے جو لوگ انگلستان کی صنعتی اور تجارتی زندگی کے ساتھ ساتھ اسلام کے بنیادی اصولوں سے واقف ہیں بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ان الفاظ سے میرا مطلب کیا ہے۔ مگر ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں "بے شک ہم سمجھتے ہیں کہ تمہارا مطلب کیا ہے لیکن اسلام کی یہ مختلف نشانیاں جن کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے۔ اسلام کے نام پر تو پھیل نہیں رہیں۔ ہمیں تو انگلستان میں مسجدیں بنتی نظر نہیں آتیں"۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ وقت کی بات ہے۔ ہمارا ملک ہمیشہ مفاہمت کو پسند کرتا ہے۔ اور ہماری عادت ہے کہ کوئی بات جلدی میں نہیں کرتے۔ نہ کسی جدید چیز کو سر بسر اختیار کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں قدیم و جدید اس طرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں کہ دوسری قومیں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ بس یہی کیفیت سرکاری طور پر اسلام کو اختیار کرنے کی ہے۔ اگر آپ انگریزوں سے یہ کہیں گے کہ ہم تمہارے لئے ایک نیا مذہب لائے ہیں۔ تو وہ شاید ہی آپ کی بات سنیں۔ برعکس اس کے اگر آپ ان سے ایک جدید نظام حیات کے متعلق گفتگو کریں یعنے ایک ایسی چیز پر جو ان کی زندگی میں مزید کامیابی کا باعث ہو تو ان کا اعتماد بڑھے گا۔ اور آپ کے کاموں میں ہمیشہ دلچسپی کا اظہار کریں گے۔ ہمارے ملک کی ایک ضرب المثل ہے "جس قدر تم اپنے کام کی طرف بڑھو گے اتنا ہی خدا تمہاری طرف بڑھے گا"۔ اسلام کی روشنی میں دیکھئے تو اس ضرب المثل میں ایک نئے معنے پیدا ہو جاتے ہیں۔

اب تک میں نے مختصراً یہ عرض کیا ہے کہ اسلام کس طرح بتدریج اس سرزمین میں پھیل رہا ہے۔ بیشک اس کا عمل سست ہے مگر یقیناً اور انگریزی طبائع کے عین مطابق۔ لیکن اب مجھے اسلام کے بیرونی ذرائع کے متعلق بھی کچھ کہنا ہے کیونکہ اچھے بیج اور اچھی زمین کے باوجود کوئی پودا اس وقت تک نشوونما حاصل نہیں کر سکتا، جب تک کہ سورج کی حیات افزا کرنیں اس کی بالیدگی میں حصہ نہ لیں۔ اس امر کے لئے کہ انگلستان اسلامی پرچم کے زیر سایہ آجائے، ضروری ہے کہ اس پر صحیح اور خالص اسلام ضیا پاشی کرے یہاں پہنچکر ہمیں بے اختیار اپنے امام کی طرف مڑنا پڑتا ہے

(باقی بر صفحہ ۸)

انجمن کی سلور جوبلی کے بعد

وابستگان سلسلہ کے فرائض

الحمدللہ ہماری انجمن کی سلور جوبلی کی تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی ــــ جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں ناظرین انسانوں کو اس تقریب میں کوئی خصوصیت نظر نہ آئی ہوگی کیونکہ ہم نے کوئی ظاہری رسم ادا نہیں کی دسمبر کے آخری ہفتہ میں پہلے بھی انجمن کا سالانہ جلسہ ہوتا تھا اس سال بھی ہوا ــــ لیکن جن کی نظریں گہری ہیں اور جو حقائق بین ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس تقریب میں شامل ہونیوالے افراد جماعت کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر سے لبریز تھے۔ ان کے سر بے اختیار اس کے حضور جھکے جاتے تھے جب وہ گذشتہ پچیس سال کے واقعات پر نظر ڈالتے اور اللہ تعالیٰ کی نصرتوں کا شمار کرتے تو ان کو ایک خاص لذت حاصل ہوتی ــــ ایک لٹے ہوئے قافلے کے چند بے سر و سامان انسانوں نے انتہائی مخالف حالات میں ایک ننھا سا پودا لگایا تھا۔ آج یہ پودا اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھلوں اور پھولوں سے لدا پھندا ایک تناور درخت ہے ــــ ہمارے بزرگوں کے سامنے چند اعلیٰ اصول اور چند زرین دینی مقاصد تھے ان کی خاطر انہوں نے قادیان چھوڑ کر لاہور میں مرکز قائم کیا تھا۔ اس مرکز کو مالک حقیقی نے زبردست استحکام اور برکت عطا فرمائی اور اس کے ذریعہ خدمت و مدافعت اسلام کا بے نظیر کام ہوا اور ہو رہا ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے اہل الرائے بزرگوں اور دوستوں نے گذشتہ پچیس سال کے کام پر اصلاح کی غرض سے ایک تنقیدی نظر بھی ڈالی اور نقائص اور خامیوں کو معلوم کرنے کی کوشش کی۔ آیندہ پروگرام کے متعلق بھی تبادلہ و اظہار خیالات ہوا ــــ جس طرح ہمارے دوسرے کام ٹھوس اور بیفائدہ نمائش و نمود سے پاک ہوتے ہیں الحمدللہ اسی طرح ہماری انجمن کی سلور جوبلی کی یہ تقریب تھی۔

اگر سلور جوبلی کی تحریک کی مختصر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس میں بھی نصرت الٰہی کی حیرت انگیز طریق پر کارفرمائی نظر آتی ہے۔ وسط اپریل ۳۸ء میں نمائندگان قوم نے جوبلی منانے کا فیصلہ کیا اس کے معاً بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مزاج ناساز ہوگیا۔ چند ہفتے کے اندر آپ شدید علیل ہوگئے۔ دوست عزیز اور تیمار دار تو کیا معالج تک پریشان و مایوس نظر آتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم پر بڑا کرم کیا اور اس قیمتی وجود کو صحت بلکہ از سر نو زندگی عطا فرمائی غسل صحت کے بعد بھی علالت کے اثرات باقی تھے اطبا کا مشورہ کامل آرام کا تھا۔ وقت کافی گذر چکا تھا دوست سلور جوبلی کی تحریک کے متعلق قطعی پر امید نہ تھے، سب کی رائے میں اس کی کامیابی بے حد . . . مشتبہ تھی لیکن اس مرد خدا نے ہمت نہ ہاری اور کام شروع کر دیا چند ماہ کی شب و روز کی محنت کا نتیجہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں ــــ اب تک قریباً دو لاکھ کی جائیداد اور نقد رقوم کے وعدے موصول ہو چکے ہیں ــــ یہ نصرت الٰہی نہیں تو کیا ہے؟

لیکن سوال اب یہ ہے کہ کیا سلور جوبلی کے بعد ہمارا فرض اور کام ختم ہوگیا ہے کیا اب ہمیں خاموش بیٹھ جانا چاہیئے؟ اس کا جواب قطعاً نفی میں ہے۔ آرام و سکون ایک دینی مجاہد ــــ ایک سچے احمدی کیلئے سچ مچ ایک بے معنی لفظ ہے وہ آخری دم تک کام کرتا ہے ــــ جد و جہد میں مصروف رہتا ہے۔ ہمارا اصل کام تو اب شروع ہوتا ہے اسلئے تمام احباب و خواتین سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ مزید جد و جہد کیلئے تیار رہیں بعض دوستوں نے ابتک جوبلی فنڈ میں شرکت نہیں کی وہ فی الفور اس فرض کو ادا کریں۔ یہ تو طے ہو چکا ہے کہ جوبلی فنڈ محفوظ سرمایہ ہوگا اور اسکا منافع استحکام جماعت پر صرف کیا جائیگا لیکن اسکی شکل کیا ہوگی؟ یہ فیصلہ طلب امر ہے انشاء اللہ اس بارہ میں قدم نمایندگان قوم کے فیصلہ کے مطابق ہی اٹھایا جائیگا ــــ لیکن اس سے قبل سلور جوبلی فنڈ کی فراہمی کے متعلق تمام امور کی تکمیل ضروری ہے۔ جلسہ سالانہ کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت زکام و بخار کیوجہ سے ناساز ہوگئی تھی۔ اب کچھ افاقہ ہے صحت ہونے پر انشاء اللہ جلد وہ اس بارہ میں اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔

کانگرس کے خطرناک ارادے

ہندو مہاسبھا کے اجلاس ناگپور میں پردھان جی نے یہ نکتہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہندوستان میں صرف ایک ہندو قوم ہے اور ملک اسی کا ہے اور کسی قوم کا نہیں مسلمان وغیرہ اقلیتیں ہیں قوم نہیں جیسا کہ جرمنی میں صرف ایک قوم جرمن ہے یہودی اقلیت ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ جس طرح جرمنی سے یہودی جلا وطن کئے جا رہے ہیں اسی طرح موقعہ ملنے پر ہندو قوم مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو ہندوستان سے نکال دیں گی۔ اب ممبر کانگرس کی ایک تقریر نے اس نکتہ کی بہت بڑی حد تک تشریح کر دی ہے۔ اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" میں مسٹر سبھاش چندر بوس کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے جس میں وہ بڑے زور سے فرماتے ہیں۔

"اگر کانگرسی حکومتیں کامیاب ہونا چاہتی ہیں تو انہیں نازی جرمنی کے نقش قدم پر چل کر اپنے مخالف عناصر کی بیخ کنی کرنی چاہیئے"

کیا اب بھی کسی کو اس حقیقت میں کوئی شبہ باقی ہے کہ کانگرس اور ہندو مہاسبھا در اصل ایک ہی ہیں۔ مصلحت اور تقسیم کار کے اصول پر دو الگ الگ نام اور کسی حد تک حلقہ عمل مختلف ہے ورنہ مقاصد، ارادے اور ذہنیت میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں یہ دونوں ہی اقلیتوں، بالخصوص مسلمانوں کی جانی دشمن ہیں ــــ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کو اس خطرہ عظیم کا کوئی احساس ہے وہ اور ان کی سیاسی جماعت مسلم لیگ اس کے انسداد کے لئے کوئی مؤثر کارروائی کر رہے ہیں ــــ افسوس اس سوال کا جواب ایک حقائق پسند نفی میں دینے کے لئے مجبور ہے۔

ریاست حیدرآباد اور ہندو

کانگرسی ہندو سات آٹھ صوبوں میں اپنی وزارتیں قائم کرنے کے بعد نشہ اقتدار میں بیخود ہو کر بہت ہی نازیبا حرکتوں پر اتر آئے ہیں۔ ایک طرف ان کی جانب سے غیر کانگرسی صوبوں میں طرح طرح کی ریشہ دوانیاں مسلسل جاری ہیں دوسری طرف وہ ریاستوں میں بدامنی پیدا کر کے اولیان ریاست کو مرعوب کرنے میں چند روز ہوئے ریاست دنپور میں میجر بازلگٹ پولیٹکل ایجنٹ کے قتل کا جو ہولناک حادثہ رونما ہوا ہے اس کی تمام تر ذمہ داری کانگرس اور اس کی ہم عقیدہ و ہم مقصد جماعتوں کے سر ہے ــــ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ حادثہ کانگرسیوں کی ایک نہایت ہی شرمناک اور انسانیت سوز حرکت ہے۔

جہاں تک ریاستوں کا تعلق ہے کانگرس کا طرز عمل ہمیشہ سے غیر ایماندارانہ اور منافقانہ رہا ہے۔ بظاہر وہ ریاستوں کے معاملات میں دخل نہ دینے کا اعلان کرتی ہے لیکن عملاً وہ طرح طرح سے دخل دیتی اور فساد برپا کراتی رہتی ہے، کبھی ضمنی جماعتیں، پرجا منڈل اور سٹیٹ کانگرس وغیرہ کے ناموں سے قائم کر کے ان کے ذریعہ فساد کی تبلیغ کراتی ہے کبھی دوسری فتنہ انگیز انجمنوں و سبھاؤں کو ظاہر و خفیہ مدد دیتی ہے ــــ ریاست حیدرآباد میں وہ عرصہ سے اسی طریق پر شرارتیں کر رہی ہے کیونکہ یہ ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹکتی ہے۔ چند ہفتے قبل تک کانگرس نے آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں سے مل کر حیدرآباد کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کی اب بعض مصلحتوں کی وجہ سے کانگرسی فتنہ انگیز بظاہر پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ لیکن آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں کو ان کی طرف سے در پردہ امداد و حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے گذشتہ دنوں شولاپور میں آریہ سماجیوں کی جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں نہایت زہریلی اور اشتعال انگیز تقریریں ہوئیں ان میں نہ صرف حیدرآباد کے وزیر اور حکمران پر ذلیل اور کمینہ حملے کئے گئے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھی جب کچھ ہرزہ سرائی کی گئی ایک مشہور اور ذمہ دار کانگرسی لیڈر مسٹر انیل نے اس کانفرنس کو ہمدردی و کامیابی کا برقی پیغام بھیجا کانگرس کے ایک مشہور اور ذمہ دار کانگرسی ڈاکٹر کھرے سابق وزیر اعظم صوبہ متوسط اس کانفرنس کی روح رواں بنے ہوئے ہیں ــــ اس کانفرنس میں ہولناک تجاویز دوسرے ذرائع سے حیدرآباد کی اسلامی ریاست اور اس کے مسلمان حکمران کے وقار و اختیارات کو نقصان پہنچانے کی تجاویز پاس ہوئیں جن پر بہت جلد عمل شروع ہونیوالا ہے ــــ اگر مسلمان زندہ ہیں تو وقت آگیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا مناسب طریق پر ثبوت دیں اس موقع پر اگر مسلمانوں کے سیاسی اکابر اور جماعتوں نے اپنی ذمہ داری کا احساس نہ کیا تو وہ ایک بہت بڑی ناقابل تلافی غلطی کے مرتکب ہونگے

آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر

گزشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں ہم نے آنریبل چودہری سر ظفر اللہ خان صاحب ممبر حکومت ہند کی ایک تقریر کا ذکر کیا تھا جو انہوں نے جلسہ قادیان میں ۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء کو ارشاد فرمائی تھی اور جس میں جماعت لاہور کو خلافت کا باغی قرار دیا تھا بعض لوگ اس تقریر پر اظہار تعجب کر رہے ہیں اور انہوں نے ہم سے دریافت کیا ہے کہ سر موصوف کی یہ تقریر کب اور کہاں شائع ہوئی ہے غالباً ان کا اظہار تعجب اور استفسارات کی وجہ یہ ہے کہ اس تقریر کا انداز اور لب لہجہ ایسا دل آزار اور غیر محتاط ہے جو حکومت ہند کے ممبر کی سرکاری و اخلاقی ذمہ داریوں سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا ——— خیر اس بارہ میں ہم کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتے۔ یہ تقریر خلافت قادیان کے خاص اخبار "الفضل" مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۸ء کے صفحہ ۵ پر شائع ہوئی ہے۔

سر موصوف کی اس تقریر کے متعلق ہم نے گزشتہ اشاعت میں جو کچھ عرض کیا تھا اس پر ہمارے مہربان قدیم اور جناب خلیفہ صاحب کے سابق مصاحب خاص مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا جالندھری صاحب نے "الفضل" ۸ جنوری ۱۹۳۹ء میں ایک طول طویل بے معنی مضمون رقم فرمایا ہے جو زیادہ تر دشنام طرازی اور غلط بیانیوں پر مشتمل ہے۔ گالیوں کا تو ہمارے پاس کوئی جواب نہیں اور انہیں ہم اس لئے بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا جالندھری صاحب آجکل زنجیر اعتماد و وفاداری کی ان ٹوٹی کڑیوں کی مرمت میں مصروف ہیں جو گزشتہ دنوں قتل انبیاء کے مسئلہ پر اختلاف رائے کی وجہ سے معرض شکست میں آگئی تھیں ——— اور اس کام کے لئے انہیں پہلے میوں کو زیادہ سے زیادہ گالیاں دینے کی ضرورت ہے ——— گالیوں کے علاوہ اس تقریر میں جو باتیں جواب طلب ہیں ان کا جواب ہم انشاءاللہ عنقریب عرض کرینگے

کیا اب مولوی صاحب موصوف کو کچھ عرصہ قادیان میں قیام کا موقع دیا جائے گا یا گذشتہ وجوہات کی بنا پر ہی کسی دُور دراز مقام پر بھیجدیئے جائیں گے۔؟

دو قابل قدر کتابیں

احباب سلسلہ اور قارئین "پیغام صلح" جناب سید عبدالمجید صاحب قاصم ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کپورتھلہ کے اسم گرامی سے بخوبی واقف ہونگے۔ آپ ہماری جماعت کے ایک نہایت دردمند، معزز اور ذی علم بزرگ ہیں آپکا شمار ملک کے بلند پایہ انشاء پردازوں اور شعراء میں ہوتا ہے۔ بہت سی اعلیٰ کتابوں کے مصنف ہیں جو مذہبی علمی و ادبی حلقوں ——— سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ آپ کی بعض تصنیفات کا ذکر "پیغام صلح" میں ایک سے زائد مرتبہ آچکا ہے۔ اس وقت ہم آپ کی صرف دو مفید کتابوں کا ذکر مختصر طور پر کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ بشارت عظمیٰ۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک مختصر لیکن نہایت جامع اور مدلل سوانح حیات ہے۔ ہر ایک ضروری چیز اس میں آگئی ہے اگر تحریک احمدیت کا کوئی اشد ترین مخالف بھی نظر انصاف سے اسے مطالعہ کر لے تو اس کا متاثر ہونا یقینی ہے ضخامت ۸۰ صفحات کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی اچھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا نفیس فوٹو شامل کتاب ہے۔

۲۔ وصلائی رنگائی۔ اسکولوں کی طالبات اور دیگر خواتین کے لئے رنگائی و صلائی کے متعلق یہ ایک عمدہ کتاب ہے۔ اس فن کے متعلق ضروری معلومات اور آسان اور کم خرچ ترکیبیں درج کی گئی ہیں۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ پنجاب کی ٹیکسٹ بک کمیٹی نے اسے سکول لائبریریوں کے لئے منظور فرمایا ہے۔

اول الذکر کتاب یعنی بشارت عظمیٰ کی قیمت ۸ رتھی لیکن اس خیال کے ماتحت کہ یہ زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچے اب صرف ۴ آنے پر دی جاتی ہے۔ وابستگان سلسلہ کا فرض ہے کہ اسے کثیر تعداد میں خرید کر غیر از جماعت حلقوں میں تقسیم کریں۔ دوسری کتاب "وصلائی رنگائی" کی قیمت پہلے ۵ رتھی یہ بھی اب طالبات و خواتین کے فائدہ کی غرض سے ۳ر پر دی جاتی ہے۔ لائق مصنف نے ان کتابوں کا کافی سٹاک ہمارے قومی کتب خانہ دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کو برائے فروخت دے دیا ہے۔ احباب اس سے طلب کریں محصول ڈاک قیمت کے علاوہ بذمہ خریدار ہوگا۔ اکٹھی منگانے میں محصول کی بہت کفایت ہوگی۔

"تہذیب مغرب کے کارنامے"

نہ صرف یورپین اقوام بلکہ ایشیائی ممالک کے یورپ زدہ لوگ بھی مغربی تہذیب کے متعلق بلند بانگ دعاوی کرتے ہیں اور انہوں نے نوع انسانی کی فلاح و بہبود اور دنیا کے مستقبل کے سلسلہ میں اس تہذیب سے بڑی بڑی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تہذیب ایک زبردست لعنت ہے جو اولاد آدم کو ہر حیثیت سے تباہ و برباد کر رہی ہے ——— یہ تہذیب الحاد و نفس پرستی کی گود میں پلی ہے۔ لامذہبی فسق و فجور اور رنگ و نسل کے امتیازات کی آڑ میں انسانیت سوز مظالم اس کا لازمہ ہیں ——— اس نے ہمیشہ ملکوں کو تہ و بالا کیا ہے اور اقوام کو غلام و بدکار بنایا ہے ——— آج کل بھی وہ یہی کر رہی ہے ——— اس نے دنیا کو رنگ و نسل کی تفریق کا ایسا شیطانی سبق پڑھایا کہ انسان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے ہیں۔ مغربی تہذیب کے علمبردار آئے دن اپنی محکوم و مفتوح اقوام پر ایسے ہولناک مظالم کرتے رہتے ہیں جن کی کیفیت سنکر بدن پر لرزہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تازہ خبر سنئے۔

"لندن ۴ جنوری۔ مجلس اقوام کے نمائندگان حبش نے مجلس اقوام کے دفتر میں چند درخواستیں خطوط اور دیگر کاغذات بھیجے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اطالوی کس وحشت انگیز اور بیرحمانہ طریقے سے حبشی قیدیوں کو زندہ جلا دیتے ہیں اور ان پر کیسے کیسے زہرہ گداز مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اطالوی افواج نے اکیس جولائی سے چوبیس جولائی تک تقریباً چار سو حبشیوں کو آگ میں زندہ جلا دیا ۱۹ اگست کو چھ پادریوں اور سرداروں کو آہنی دیگوں میں ڈال کر دیگوں کے نیچے آگ جلا دی اور اسی طرح انہیں بھون دیا گیا۔ بہت سے پادریوں کے سر تن سے جدا کر دیئے گئے اور کئی گرجوں کو آگ لگا دی"

ایک طرف دعوےٰ ہے کہ اٹلی نے حبشہ کو مہذب متمدن بنانے کیلئے اس پر قبضہ کیا ہے دوسری طرف ان استادان تہذیب کا طرز عمل یہ ہے ——— کیا کسی اسلامی قوم نے اپنی تہذیب کے عروج کے زمانہ تہذیب و تمدن کے نام پر اس قسم کے ہولناک مظالم کا کبھی تصور بھی کیا ہو؟ لیکن بایں ہمہ مسلمان ظالم وحشی غیر مہذب و غیر متمدن ہیں اور یورپین اقوام مہذب و شائستہ ہیں۔

تکمیل حیات

افکار تازہ جناب خان صاحب حکیم محمود علی خان صاحب ماہر اکبرآبادی

ذرہ ذرہ ہے جہاں کا بے قرار زندگی ؛ زندگی ہے درحقیقت کارزار زندگی
مرحلے ہستی کے ہیں طفلی و یا شیب و شباب ؛ عمر کی تفسیر ہے تغیر دور آفتاب
ارتقائے عارضی پہ ناز کرتا ہے بشر ؛ ہر تنزل کو سمجھتا ہے ترقی کا اثر
جسقدر بڑھتی ہے عمر اتنی ہی گھٹتی ہے حیات ؛ خنجر انفاس کی برش سے کٹتی ہے حیات
دبدبہ، صولت، حکومت، طنطنہ، ثروت، وقار ؛ دیدۂ حکمت میں کچھ ان کا نہیں ہے اعتبار
یہ تو موجیں زندگانی کی ہیں ساحل موت ہے ؛ زندگی کی یہ فقط راہیں ہیں منزل موت ہے
جس سے آنکھیں ہٹ نہیں سکتیں وہ نظارہ ہے موت ؛ زندگی کے طفلک ناداں کا گہوارہ ہے موت
موت سے نوع بشر تجھ کو نہ ڈرنا چاہیئے ؛ خندہ پیشانی سے استقبال کرنا چاہیئے

موت ہی لے دے کے ہے نوع بشر کی کائنات
موت ہی ماھر ہے اس دنیا میں تکمیل حیات

رنگ و نسل کے امتیازات کی تباہ کاریاں

رنگ و نسل کے نام پر یورپین اقوام دیگر اقوام کے ساتھ جو سلوک کر رہی ہیں اس کے دو نمونے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ مصری اخبارات کا بیان ہے کہ:-

"اطالویوں نے عدیس ابابا (دارالخلافہ حبشہ) میں رنگ و نسل کے امتیازات کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ڈاک خانوں میں داخلے کے لئے دو راستے بنائے گئے ہیں جس راستے سے یورپین ڈاک خانے کے اندر جاتے ہیں۔ حبشیوں اور دیگر غیر سفید باشندوں کو اس راستے سے اندر جانے کی اجازت نہیں، حبشہ میں جنگ سے پہلے بیشمار ہندوستانی مقیم تھے اور انہیں شہنشاہ کی حکومت کے ماتحت مساوی حقوق حاصل تھے لیکن اب اطالوی دور میں ان کیساتھ وہی سلوک روا رکھا جاتا ہے جو حبشیوں سے کیا جاتا ہے۔ جنگ کے دوران میں ۵۰ فیصدی ہندوستانی حبشہ چھوڑ کر چلے گئے تھے حکومت اٹلی نے انکی جائیدادیں مختلف حیلوں بہانوں سے ضبط کر لی ہیں۔ اطالوی چاہتے ہیں کہ ہندوستانی ان کے ہم پلہ ہو کر نہ رہیں بلکہ وہ ہندوستانیوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ ہندوستانیوں کو یہ اجازت نہیں کہ وہ ان ہوٹلوں میں قیام کر سکیں جن میں اطالوی رہتے ہیں انہیں ان گاڑیوں میں سوار ہونے کی اجازت نہیں جن میں اطالوی سوار ہوں۔ انہیں اچھوتوں کی طرح بعض سڑکوں کے بعض حصوں پر بھی چلنے کی اجازت نہیں"۔

جو مسلمان اور ایشیائی مغربی تہذیب کے دیوانہ وار عاشق ہو رہے ہیں کاش وہ ان حقائق پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ کیا وہ تہذیب جس نے انسانوں کے اندر اس قسم کی منحوس تفریق پیدا کر دی ہو اس سے کبھی دنیا کا بھلا ہو سکتا ہے؟ اب دوسرا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

"بلجیم کے غیر ملکی اخبار نویسوں کی انجمن میں گانے کی محفل کا انتظام تھا، پروگرام میں ایک جرمن یہودی کے نام جرمن زبان میں گانا درج تھا۔ جب یہ پروگرام جرمن سفارت خانے میں پہنچا تو اس کے عملہ نے مجلس میں شامل ہونے سے انکار کر دیا اور منتظم صاحب کو لکھ دیا کہ اگر ایک یہودی کو جرمن زبان میں گیت گانے کی اجازت دی گئی تو ہم اس مجلس میں شامل نہیں ہونگے یہ حال ہی کا یعنی ۱۸ دسمبر ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے"

آج مذہب روشن خیالوں کی محفلوں میں اس لئے معتوب و ملعون ہو رہا ہے کہ اس نے انسانوں کو مختلف گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے لیکن اس تہذیب کے متعلق ان کا کیا ارشاد ہے جس نے یہ لغو امتیازات پیدا کر رکھے ہیں؟ ———

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پچیسویں سالانہ جلسہ ۱۹۳۸ء یعنی

سلور جوبلی کی مختصر روئیداد

اجلاس بہ اجلاس کارروائی

(گذشتہ سے پیوستہ)

۲۵ دسمبر کی کاروائی

دوسرا اجلاس

زیر صدارت جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر پنجاب۔

۲۵ دسمبر کو دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر تین بجے کے قریب جناب خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر پنجاب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ سب سے اول جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے تلاوت قرآن کی۔ اس کے بعد ایک طالب علم نے نظم پڑھ کر سنائی۔

مولوی عمرالدین صاحب شملوی کی تقریر

بعد ازاں جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی کی تقریر "بہائیت اور قادیانیت پر ایک نظر" کے عنوان پر ہوئی۔ یہ تقریر نہایت پُر از معلومات تھی۔ فاضل مقرر نے سب سے اول قلت وقت کا عذر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تھوڑے سے وقت کے اندر اس موضوع پر کما حقہ اظہار خیالات مشکل ہے تاہم میں کوشش کروں گا کہ ضروری باتیں بیان کر دوں۔ اس کے بعد قادیانیت یعنی جناب میاں محمود احمد صاحب۔ اور ان کی جماعت کے عقائد پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے بابی اور بہائی مذہب کی مختصر تاریخ نہایت خوبصورتی سے بیان فرمائی اور ثابت کیا کہ باب اور بہاء اللہ بھی ختم نبوت کے قائل تھے اور انہوں نے اپنی کتب میں بار بار اس کا اعتراف کیا ہے کہ وہ مدعی نبوت ہرگز نہیں ہیں لیکن بعد میں ان کے غالی مریدوں نے ان کو نبی قرار دیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے بابیوں اور بہائیوں کی مستند کتب کے بیشمار حوالے پیش کئے تقریر کے آخر پر آپ نے ثابت کیا بابیوں۔ بہائیوں اور قادیانیوں کا طرز عمل اور طریق استدلال ایک ہی ہے اور جناب میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مرید بھی بہائیوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

حافظ حاجی محمد حسن صاحب وکیل گجرات کی تقریر

مولوی عمرالدین صاحب کی تقریر کے بعد جناب حافظ حاجی چوہدری محمد حسن صاحب وکیل گجرات کا لیکچر "احمدیہ جماعت اور سیاسیات" کے موضوع پر ہوا۔ حافظ صاحب نے دنیا بالخصوص یورپ کے موجودہ سیاسی حالات پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آجکل دو سیاسی نظریے یا طریق یعنی جمہوریت اور ڈکٹیٹرشپ کے بنیادی اصولوں اور طریق کار کا موازنہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یورپ کے اندر جو حالات ۱۹۲۶ء یا اس کے قریب قریب پیدا ہوئے ان سے جماعت احمدیہ ۱۹۱۴ء میں ہی ہی روشناس ہو گئی تھی۔ حضرت مرزا صاحب اپنے پیچھے جماعت کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا جمہوری نظام چھوڑ گئے تھے۔ ان کے بعد چند سال تک اندر ہی اندر اس جمہوری نظام کو بگاڑنے کے لئے کوششیں جاری رہیں بالآخر قادیان میں ڈکٹیٹرشپ قائم ہو گئی لیکن ہماری جماعت کے بزرگ اس اسلامی جمہوریت کی حفاظت کی غرض سے لاہور آ گئے ——— جمہوریت کی حفاظت یہ پہلا سیاسی تصور ہے جو کہ ہماری جماعت

شکریہ احباب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے "پیغام صلح" کا سلور جوبلی نمبر جماعت کے تمام حلقوں میں بیحد پسند کیا گیا۔ بہت سے غیر از جماعت اصحاب نے بھی نہایت حوصلہ افزا الفاظ میں اسکی تعریف فرمائی جلسہ سالانہ کے ایام میں بیشمار بزرگوں اور دوستوں نے خاکسار مدیر کو زبانی مبارکباد دی اور متفقہ طور پر یہ فرمایا کہ گذشتہ پچیس سال کے عرصہ میں "پیغام صلح" کا اسقدر مفید دلچسپ اور شاندار کوئی نمبر نہیں نکلا۔ جماعت کی معزز ذی علم خواتین نے بھی اظہار پسندیدگی فرمایا۔ بیرونجات سے بیسیوں تعریفی خطوط موصول ہو چکے ہیں ——— یہ ان سب کی ذرہ نوازی ہے میں تہ دل سے اس ذرہ نوازی، اور حوصلہ افزائی کا ممنون ہوں۔ احباب کے خطوط کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے اس لئے میں ان سطور کے ذریعہ اس خوشگوار فرض کو ادا کرتا ہوں ——— قومی معاملات میں ایک اخبار نویس کے لئے اخباری اس کا خبط ہوتا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایک اچھا نمبر تیار ہو گیا اور جماعت کے تمام حلقوں نے ازراہ ذرہ نوازی اسے پسند کیا۔ والسلام

خاکسار

محمد انعام الحق ہوشیارپوری۔ مدیر "پیغام صلح"

نے قائم کیا۔ ہم کسی مطلق العنان خلیفہ کو نہیں مانتے۔ ہماری جماعت کا ایک امیر ہے جس سے ہم اختلاف رائے کا حق رکھتے ہیں بلکہ بعض اوقات اختلاف کرتے بھی ہیں۔ اس کے بعد دوسری بات جو جماعت احمدیہ کی سیاسیات پر مبنی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کے اندر کوئی فرقہ نہیں۔ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں۔ قادیانی جماعت اور دوسرے مسلمان گروہوں نے اس زریں اسلامی اصول پر کاری ضرب لگانے کی سعی کی ہے لیکن ہم نے اس کی حفاظت کی پوری کوشش کی۔ اس کے بعد آپ نے یورپ کے دو موجودہ سیاسی نظریوں کا دوبارہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یورپ کی ڈکٹیٹرشپ اور جمہوریت دونوں میں نقائص ہیں حکومت اور سیاست کا صحیح اصول قرآن نے پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام بادشاہت اللہ کے لئے ہے انسان تو صرف اس کے کارندے ہیں جب تک دنیا اس اصول کو نہیں مانتی اور اسلام اور قرآن کے آگے سر نہیں جھکاتی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ قرآن کے علاوہ دنیا کی تمام الہامی کتابوں میں تبدیلی و تحریف ہو گئی ہے۔ حضرت نبی کریم کے علاوہ باقی تمام انبیاء و بانیان مذاہب کے حالات زندگی غیر محفوظ ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر اسلام اور قرآن غالب ہو کر رہے گا اور ہم اسی کے لئے مسلسل و متواتر کوشش کر رہے ہیں اور یہی ہماری سیاست ہے اور اسی سیاست کے اندر دنیا کا بھلا ہے اسی سیاست کے اندر مسلمانوں اور ہندوستان کا بھلا ہے اس محکم اصول پر قائم ہونے کی وجہ سے ہم قادیانی جماعت کی سیاسی ٹھوکروں سے محفوظ ہیں۔ اس تقریر کے بعد ایک خوردسال طالب علم نے چند اشعار سنائے۔

جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب کی تقریر

بعد ازاں جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر پنجاب کی تقریر دلپذیر ہوئی جس کا عنوان تھا "قومی تعمیر" پرجوش مقرر نے اس تقریر دلپذیر میں قومی تعمیر کے متعلق اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے جماعت کی تنظیم و استحکام پر غیر معمولی زور دیا اور فرمایا کہ قوم کی تعمیر کے بغیر کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے بغیر حق کی اشاعت ہو سکتی ہے قوم کے اندر اتحاد خیال و عمل ہونا ضروری ہے اگر ایک لاکھ نفوس بھی ہوں لیکن متحد الخیال نہ ہوں تو وہ ان ایک سو انسانوں کے مقابلہ پر کچھ بھی نہیں جو متحد الخیال ہوں اس لئے ہمیں اپنی ساری کوشش اور طاقت تعمیر قوم پر صرف کر دینی چاہیئے حضرت مسیح موعود کی غرض بھی ایک جماعت بنانا تھی علمی کام دوسرے درجہ پر ہے۔ پھر آپ نے مخالفین احمدیت کے طرز عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں مٹانے کے لئے چاروں طرف سے کوششیں ہو رہی ہیں، ہم پر کفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں، ہمیں بھی نہایت مضبوطی سے کھڑے ہو کر حفاظت خود اختیاری کے تمام ضروری ذرائع استعمال کرنے چاہئیں کیونکہ جماعت احمدیہ کی تعمیر اسلامی جماعت کی تعمیر ہے۔ صاحب صدر نے اس تقریر کے متعلق مختصر تحسینی کلمات کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے جماعت لاہور کی صحیح پوزیشن اور طرز عمل کو واضح کیا۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی تقریر

اس کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی تقریر "اسلام اور گورو گرنتھ صاحب" کے موضوع پر ہوئی۔ جس میں آپ نے گرنتھ صاحب کی تاریخ وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی جس سے سامعین کی معلومات میں بیش بہا اضافہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ موجودہ گرنتھ گرو ارجن صاحب کے زمانہ میں مرتب ہوا اس میں ۵۲ شاعروں کا کلام ہے، جن میں گرو کبیر، بھگت، مسلمان اور گرو سکھ شامل ہیں، اس کے بعض حصے اسلام کی تائید میں ہیں اور بعض ویدوں کی تائید میں بھی ہیں۔ جہاں تک گرو نانک کے کلام کا تعلق ہے وہ تمام سے سارا اسلام کی تائید میں ہے ہندو مذہب کی اس میں تردید ہے بلکہ بعد کے متعدد گروؤں کے زمانہ میں بھی بہت بڑی حد تک یہ رنگ قائم رہا۔ گرنتھ صاحب میں توحید کو اسلام کی طرح ہی بیان کیا گیا ہے

پھر آپ نے ان شاندار خدمات کا ذکر کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ نے سکھ قوم کے اندر تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں انجام دیا اس کے بعد یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔

۲۶ر دسمبر کی کاروائی

پہلا اجلاس

زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد

صبح دس بجے کے قریب پہلا اجلاس جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم وزیر آباد کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ماسٹر حبیب علی صاحب ارشد نے اپنی طبع زاد نظم پڑھی اس کے بعد ہمارے محترم بزرگ جناب داروغہ نبی بخش صاحب شیدا نے اپنی پنجابی نظم سنائی جس میں اختلاف سلسلہ۔ قادیانی جماعت کے غلط روی اور جماعت لاہور کی خدمات اسلامی وغیرہ تمام ضروری واقعات بیان کرتے گئے تھے۔

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی تقریر

نظموں کے بعد ہماری قوم کے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کی تقریر ہوئی۔ آپ نے سب سے پہلے اس بات پر اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے ہم کو انجمن کی یہ پچیس سالہ جوبلی دیکھنے کا موقعہ دیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خطرناک علالت سے صحتیابی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہماری قوم پر بہت بڑا کرم ہے۔ سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ حضرت امیر نے خدمت دین کے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے قلم ہیں۔ حضرت صاحب نے جو علوم اپنی کتابوں میں چھوڑے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مولانا یعقوب خانصاحب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی اور جماعت کے دوسرے اہل قلم حضرات نے انکو پھیلایا۔ اس کے بعد آپ نے جماعت کے وفات یافتہ بزرگوں حضرت خواجہ صاحبؒ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؒ، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگؒ اور جناب بابو منظور الٰہی صاحبؒ مرحوم و مغفور وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے اظہار افسوس کیا کہ وہ اس وقت دنیا میں موجود نہیں ورنہ وہ اپنے لگائے ہوئے اس پودے کی جس کی مدتوں آبیاری کرتے رہے آج بہار دیکھتے آپ کی طبیعت قدرے ناساز تھی اس لئے آپ نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کھڑے ہوکر ادا کرنا ضروری سمجھا ہے اب میں بقیہ تقریر بیٹھ کر کروں گا اس کے بعد آپنے "قرآن اور انسان" کے موضوع پر ایک عمدہ تقریر فرمائی جس میں اس موضوع پر تعلیمات قرآنی کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انسان کس طرح صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بن سکتا ہے۔ آخر پر آپنے حضرت نبی کریمؐ کے اخلاق عالیہ کو بیان کرتے ہوئے افراد جماعت کو تلقین کی کہ وہ بھی ایسے ہی اخلاق پیدا کریں اور اپنے اعمال میں اسلامی تعلیمات کا رنگ دکھائیں۔

جناب شیخ میاں محمد صاحب لائلپوری کی تقریر

بعد ازاں جناب شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر و وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی لائلپور نے تقریر کی۔ غالباً آپ جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ بولے اور حق ہے کہ خوب بولے ـــــ ماشاءاللہ آپ ایک کامیاب مقرر ہیں۔ آپنے سب سے اول لاہور میں انجمن کے قیام اور اس وقت کی مشکلات اور بے سروسامانی اور پھر گزشتہ سالوں میں اس کی کامیابیوں اور عظیم الشان خدمات اسلامی کا عمدہ پیرایہ میں ذکر کیا۔ قادیانی حضرات کی جو روش ہمارے متعلق رہی ہے اور انہوں نے جس طرح پر غلو و بے راہ روی اختیار کر رکھی ہے اس کا بھی ذکر کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ابھی جماعت کے سامنے بہت بڑا اور بہت زیادہ کام ہے اب تک ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کے مقابلے پر کچھ بھی نہیں جو ابھی کرنا باقی ہے۔ اس کے بعد آپنے نہایت صفائی لیکن دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ بزرگان جماعت کی خدمت میں چند مشورے پیش کئے اور نوجوانان و کارکنان جماعت کو بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ آپ کی تقریر فی الحقیقت نہایت اعلیٰ اور سلجھی ہوئی تھی۔

غلبہ احمدیت

(از نتیجہ فکر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فیجی)

سالانہ جلسہ میں مرزا صاحب موصوف اپنی تقریر کی ابتدا میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

اللہ اکبر کی قسم ـــ اس کے پیمبر کی قسم
بازوئے حیدر کی قسم ـــ اور اس کے خیبر کی قسم
خالد کے خنجر کی قسم ـــ جنگوں کے خوگر کی قسم
طارق کے لشکر کی قسم ـــ اُس کے تدبر کی قسم
محمود و بابر کی قسم ـــ اُن کے مقدر کی قسم

اس احمدیت نے ہی آج
اسلام کی رکھ لی ہے لاج

انگریزی فوجوں کی قسم ـــ ان کے تلنگوں کی قسم
جرمن کی توپوں کی قسم ـــ اور اُن کے گولوں کی قسم
اٹلی کے لوگوں کی قسم ـــ اُن کے جہازوں کی قسم
امریکہ والوں کی قسم ـــ اور ان کے پونڈوں کی قسم
ان سب کے مشنوں کی قسم ـــ ان کی انجیلوں کی قسم

یہ سارے ساماں اک طرف
مرزا کا قرآن اک طرف

مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے۔ کی تقریر

اس کے بعد مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے مبلغ انجمن نے "مجدد کا آنا کیوں ضروری ہے" کے عنوان پر ایک کامیاب تقریر کی۔ آپنے فرمایا کہ مجدد خدا کا مامور ہوتا ہے اور اس کے اندر خداداد قوت عمل ہوتی ہے۔ فاضل مقرر نے قرآن۔ حدیث سیرت نبویؐ اور تاریخ اسلامی سے مجددوں کی ضرورت اور اہمیت کو ثابت کیا۔ دیگر مجددین کے بعض کارناموں کا ذکر کرنے کے بعد آپنے حضرت مسیح موعودؑ کے بلند پایہ کارناموں اور عظیم الشان پیدا کردہ مذہبی انقلاب کو وضاحت کیساتھ بیان فرمایا۔

مولانا یعقوب خانصاحب کی تقریر

بعد ازاں جناب مولانا یعقوب خانصاحب۔ چیف ایڈیٹر اخبار لائٹ و ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کی عالمانہ تقریر ہوئی۔ آپنے فرمایا کہ احمدیت کا غلبہ غلبہ اسلام کا دوسرا نام ہے اس زمانہ میں تحریک احمدیت کے ذریعہ ہی غلبہ اسلام کا خیال پیدا ہوا اور یہی تحریک اس کے لئے مسلسل کوشاں ہے۔ آپنے فرمایا کہ میرے نزدیک کوئی شخص مسیحائی کا دعویٰ نہیں کرسکتا جب تک وہ مسلمانوں کو متحد نہ کرسکے کیونکہ اتحاد بین المسلمین ہی خدمت اسلام اور غلبہ اسلام کا پہلا جزو ہے اور اسی لیئے حضرت مسیح موعودؑ نے اتحاد بین المسلمین پر زور دیا اور تکفیر المسلمین کی بیخکنی کی۔ ہمارے قادیانی دوستوں نے تحریک احمدیت کے اس بنیادی اصول سے بغاوت کی لیکن ہماری انجمن کا سنگ بنیاد ہی اتحاد بین المسلمین کا خیال ہے۔ اس کے بعد آپ نے انجمن کے گذشتہ پچیس سالہ کام کا ذکر کیا اور تحریک احمدیت کے ذریعہ اسلام کے متعلق مغربی ممالک کے خیالات میں جو حیرت افزا انقلاب ہوا ہے اس کو بیان کیا۔ آپنے آخر پر کہا کہ آیندہ کے لئے بھی دو اصول ہمارے پیش نظر رہنے چاہئیں (۱) جماعت میں غلبہ اسلام کا خیال روز بروز مضبوط ہوتا جائے (۲) مسلمان بھائیوں سے یگانگت بڑھے اور اتحاد بین المسلمین کو زیادہ مضبوط کیا جائے۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی تقریر

اس کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی تقریر "دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل قرآن کریم میں ہے" کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے ابتدا میں کہا کہ تمام آسمانی کتابوں میں صرف قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو انسان کو عقلمند دلائل و براہین کا مانگنے والا اور اطمینان قلب کا طالب تسلیم کرتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے دنیا اور یورپ کے موجودہ حالات و مسائل کا نقشہ کھینچتے ہوئے ثابت کیا کہ دنیا کی تمام موجودہ اور آیندہ مشکلات کا حل قرآن کریم کی تعلیمات کے اندر ہے۔ یورپ کی تعلیم و تہذیب اور سیاست ان مشکلات اور مسائل کا حل ہرگز نہیں کرسکتی۔ حضرت موصوف کی تقریر حسب معمول نہایت دلنشین اور فن خطابت کا ایک بہترین نمونہ تھی دوران تقریر میں سارا مجمع ہمہ تن گوش ہوکر حضرت مولانا کے ارشادات کو سنتا رہا اس تقریر کے ساتھ اس روز کا پہلا اجلاس ختم ہوا

دوسرا اجلاس

زیر صدارت جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر پنجاب۔

دوسرا اجلاس نماز ظہر و عصر کے بعد زیر صدارت جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد اول مولوی غلام رسول صاحب جانباز نے نظم پڑھی اس کے بعد جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے سیکرٹری نے انجمن کی سالانہ رپورٹ پڑھکر سنائی جو مطبوعہ حاضرین میں تقسیم بھی ہوئی۔ اگر گنجائش ہوتی تو ہم انشاءاللہ کسی آیندہ اشاعت میں اس کا ضروری خلاصہ درج کریں گے۔ اس کے بعد دہلی کے ایک غیر از جماعت نوجوان سید زیدی صاحب نے نظم پڑھکر سنائی۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ صدارت کا وقت تھا لیکن یہ خطبہ صدارت مطبوعہ شکل میں حاضرین کو دے دیا گیا تاکہ وہ اپنے گھروں اور قیام گاہوں پر جاکر اسے مطالعہ کریں اور حضرت ممدوح نے اس کو پڑھنے کی بجائے ایک پر معارف تقریر زبانی ارشاد فرمائی جو تمام و کمال نوٹ کرلی گئی ہے اور انشاءاللہ جلد درج اخبار ہوگی۔ حضرت ممدوح نے سب سے اول اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اختلاف کے بعد ہمکو ۲۵ سال خدمت دین کے عطا فرمائے اور آج ہم اس کے

اصلی اور مصنوعی رہنماؤں میں فرق

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

از جناب مولانا مصطفیٰ خان صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو

انبیا علیہم السلام اور ائمہ کرام لوگوں کی سیرت و کیرکٹر کو بلند کرنے کے لئے ہی آتے ہیں۔ اور یہی ان کی بعثت کی علت غائی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید خود اپنے متعلق نسل انسانی کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ فیہ ذکرکم یعنی اس قرآن مجید میں تمہاری بلندی اور برتری کے سامان ہیں۔

انسان کا سب سے بڑا شرف اور امتیاز آزادی رائے ہے۔ اور یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ نسل انسانی کے حقیقی راہنماؤں نے ہمیشہ آزادی رائے کو ترقی دی۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آزادی رائے کے سب سے بڑے علم بردار ہیں۔ حضورؐ کے عہد میں آپ کے اخص صحابہ نہایت جرأت اور بلند آہنگی سے اپنی رائے کا اظہار فرماتے تھے۔ بلکہ جو بات ان کے دل میں خود ذات نبوی کے متعلق بھی کھٹکتی تھی۔ اس کو بھی نہایت دھڑلے سے بیان کر دیتے تھے اور آنحضرتؐ سے اس کے متعلق سوال کرتے اور تشفی چاہتے تھے صلح حدیبیہ کی شرائط چونکہ بظاہر اسلام کی عزت و وقار کے خلاف تھیں۔ اس لئے حضرت عمرؓ فوراً بول اٹھے کہ

"یا رسول اللہ کیا ہم لوگ حق پر نہیں۔ پھر ہم ایسی ذلیل شرائط کیوں قبول کریں"

لیکن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو سمجھایا تو خاموش ہو گئے۔ پھر جب آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ صلح فتح ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ لیکن سب سے زیادہ دلچسپ وہ واقعہ ہے جو فتح مکہ پر پیش آیا۔ آنحضرتؐ دس ہزار فوج کے ساتھ جب مکہ میں داخل ہوئے تو قریش کے بڑے بڑے سردار اور رئیس حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور بہت سا مال بھی حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپؐ نے حسب معمول اپنے صحابہ اور فوج میں تقسیم کر دیا۔ مگر اتنا ضرور کیا کہ مکہ کے جدید الایمان لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے ان کو حصہ ذرا زیادہ دیا۔ اس پر انصار مدینہ میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ بعض نے کہا کہ آخر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریش ہیں۔ آپ نے قریش کی رعایت کی۔ یہ چرچہ عام ہوا تو آنحضرتؐ نے بھی سنا۔ حضورؐ نے سب صحابہؓ کو جمع کیا۔ اور پوچھا کہ کیا تمہارے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے اور تم نے یہ باتیں کی ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ ہاں حضور کی ہیں۔ اس پر آپؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا کہ:-

"دیکھو، میرا تم پر یہ کیا کم احسان ہے کہ تم وحشی اور جاہل تھے۔ میں نے تم کو انسان بنایا۔ پھر انسان سے مہذب انسان بنایا۔ تمہیں صراط مستقیم دکھایا۔ پھر دیکھو میں مکہ کا رہنے والا ہوں۔ لیکن مکہ میں اب نہیں ٹھیروں گا بلکہ تمہارے ساتھ مدینہ جاؤں گا تو کیا خدا کے رسول کی ذات چند ٹکیوں کے عوض مہنگی ہے؟"

صحابہؓ یہ ارشاد نبوی سن رہے تھے اور ندامت کے مارے گردنیں جھکائے زار زار رو رہے تھے۔ اور زبان سے کہے جاتے تھے "حضور سچ فرماتے ہیں۔ بجا ارشاد ہوتا ہے"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا: "نہیں تم یہ کہو کہ اے محمد تم بے یار و مددگار تھے۔ ہم نے تمہاری مدد کی تمہیں اپنا سردار بنایا۔" اور میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ بے شک تم سچ کہتے ہو"۔

اس خطبہ سے صحابہؓ کے دلوں میں ایمان کی تازہ لہر دوڑ گئی۔ اور سب نے کہا کہ دونوں جہان کی دولت تو ہمارے پاس ہے۔ اہل مکہ نے اگر چند پیسے زیادہ لے لئے تو کیا بات ہے۔ اس واقعہ سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے صحابہؓ میں کس قسم کی آزادی کی روح پھونکی تھی۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد میں بھی آپ کے احباب میں اسی قسم کی روح آزادی موجزن تھی۔ عبداللہ آتھم جب پہلی میعاد مقررہ میں فوت نہ ہوا تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پیشگوئی پورا نہ ہونے کے متعلق حضرتؑ پر اعتراض کیا۔ اور حضرت صاحب نے اس پر ایک لمبی تقریر فرمائی۔ آپ کے کسی بچے کی آمین کے موقعہ پر ڈھولک یا دف بجائی گئی تو نواب محمد علی خان صاحب نے اعتراض کیا۔ اور حضرت اقدس نے ایک مفصل رقعہ میں ان کو جواب دیا۔ اور شریعت کا حکم سمجھایا۔

لیکن سب سے زیادہ دلچسپ اور سبق آموز وہ واقعہ ہے جو حضرت مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا۔ مولینائے مرحوم اپنے آخری ایام زندگی میں دو تین مرتبہ لاہور تشریف لائے۔ آپ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مکان پر فروکش ہوا کرتے تھے۔ میں بھی آپ کی خدمت میں گاہے گاہے حاضر ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ گفتگو کرتے ہوئے آپ نے ایک دلچسپ واقعہ سنایا جو میں یہاں نقل کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے دو تین ماہ قادیان ٹھیرنے کا اتفاق ہوا۔ اس عرصہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت اقدس ایک کتاب (کتاب کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ راقم) لکھنے میں مصروف ہو گئے اس موقعہ پر کئی دن تک ظہرین کی نماز بھی آپ کے حکم سے جمع ہونے لگیں۔ ایک دو دن تو میں خاموش رہا۔ پھر میرے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوا۔ کہ اتفاقی طور پر ایک دو مرتبہ نماز جمع کر لینا تو خیر۔ مگر اب تو ہر روز نمازیں جمع ہوتی ہیں حالانکہ قرآن مجید میں ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا۔ چنانچہ اس کا ذکر میں نے سب سے پہلے نواب محمد علی خان صاحب سے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا ہم کل صبح حضرت صاحب سے سیر میں اس کا ذکر کریں گے۔ چنانچہ جب حضرت سیر کو نکلے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نواب صاحب نے عرض کی کہ حضرت ہمارے بعض احباب کو نمازیں جمع کرنے پر اعتراض ہے۔ اس پر حضرت نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی اور ارشاد فرمایا ہم آجکل ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ جس کے متعلق ہم اعلان کر چکے ہیں کہ اس تاریخ تک شائع ہو جائیگی اور مخالفوں کے سامنے ہم نے تحدی کی ہے۔ اس کتاب کی تالیف کی وجہ سے ہمیں اطمینان قلب حاصل نہیں۔ اور فکر دامنگیر ہے کہ کتاب اعلان کے مطابق ختم ہو جائے۔ اس لئے ہم مجبوراً نمازیں جمع کر لیتے ہیں۔ سیر سے جب ہم واپس آئے تو نواب صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی تشفی ہو گئی۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی آیت صریح ہے۔ اسی دن ایک رقعہ اس کے متعلق میں نے حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی خدمت میں روانہ کیا۔ مولوی صاحب ممدوح نے میرے ہی رقعہ پر جواباً یہ شعر لکھ کر مجھے بھیج دیا:

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

اس جواب سے میں اور بھی برہم ہوا۔ اور نواب صاحب سے میں نے اس کا ذکر کیا کہ میں تو قرآن مجید کی نص صریح پیش کرتا ہوں اور مولوی نورالدین صاحب مجھے حافظ کا ایک شعر سناتے ہیں۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

نواب صاحب نے پھر فرمایا کہ اچھا میں کل صبح پھر حضرت صاحب سے سیر میں اس کا تذکرہ کروں گا۔ چنانچہ حسب وعدہ نواب صاحب نے پھر حضرت صاحب سے عرض کی کہ حضور نے جو جمع صلوٰۃ کے متعلق کل ارشاد فرمایا تھا۔ اس سے ان صاحب کی تشفی نہیں ہوئی وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت صریح ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے ایک لمبی تقریر فرمائی جس میں ارشاد فرمایا کہ

"ہم کسی سستی۔ کاہلی یا تن آسانی کے لئے نمازیں جمع نہیں کرتے۔ بلکہ ہم دینی جہاد میں مشغول ہیں۔ اور اس میں ایک کتاب لکھنے کے لئے دن رات مصروف رہتے ہیں۔ اس کے متعلق اعلان بھی کر چکے ہیں۔ اور ہمیں آج کل اطمینان قلب حاصل نہیں۔ اس لئے ہم نمازیں جمع کر لیتے ہیں۔ جب یہ حالت نہ رہے گی تو پھر ہم حسب معمول نمازیں جداگانہ پڑھا کریں گے"۔

اس تقریر میں حضرت صاحب نے اطمینان قلب کے الفاظ کو بار بار دہرایا اور اس پر بہت زور دیا۔ لیکن میری تسلی پھر بھی نہ ہوئی۔ مگر میں نے کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور دل میں فیصلہ کیا کہ میں خود اگلے دن حضرت صاحب سے سیر میں اس کے متعلق گفتگو کروں گا اور اپنا نقطہ نگاہ پیش کرونگا۔ رات کا کھانا کھا لئے اور نماز عشا کے بعد جب میں دیا بجھا کر بستر پر سونے کے لئے لیٹا تو میرے دل میں وہی خیالات مستولی ہوئے۔ کبھی دل میں یہ خیال آتا کہ حضرت اقدس بھی تو قرآن مجید کو خوب سمجھتے ہیں۔ کبھی یہ سوچتا کہ خیر صبح کو میں اپنا خیال پھر حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کروں گا۔ میں ان ہی خیالات میں مستغرق تھا کہ دفعتہً مجھ پر ایک غنودگی کا

عالم طاری ہوا - اور اس عالم میں جیسے کسی نے نہایت بلند آواز سے کہا ارے محمد احسن قرآن بھی تو کھول کے دیکھ" اس آواز سے میں چونک اٹھا اور دیا جلاکے حمائل شریف جو میرے سرہانے پڑی تھی کھولی اور وہیں سے پڑھنا شروع کیا تو پوری آیت کو یوں پایا :-

فاذا اطمانتم فاقیموا الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ کانت علے المومنین کتابا موقوتا -

تب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس جو ارشاد فرماتے تھے وہ قرآن مجید کے حکم کے عین مطابق ہے۔ مجھے اس واقعہ سے بڑی خوشی ہوئی - اور میں اسی وقت بستر سے اٹھا اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا - حضرت صاحب بھی لیٹ گئے تھے - مگر میں نے ان کو اٹھایا اور سارا ماجرا سنایا - تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اچھا یہ بات تھی -

اسی قسم کے اور بہت سے واقعات ہیں - جن کو بخوف طوالت قلم انداز کرتا ہوں -

یہ تو اصلی رہنماؤں کے حالات ہیں - مگر آج کل کے مصنوعی راہ نماؤں اور ان کے مریدوں کی کیفیت یہ ہے کہ نہ مریدوں میں یارائے دم زدن ہے - نہ راہ نماؤں میں تاب شنیدن - آج کل کے پیر فقیر اور مذہبی راہ نما اپنے ہم خیالوں اور مریدوں کے دل و دماغ پر چھاپہ مارتے ہیں - ان کو گونگا - بہرہ کر دیتے ہیں - اور ان کے خیالات و جذبات کو بہ حق خود ضبط کر لیتے ہیں -

دل ضبط - جگر ضبط - زباں ضبط قلم ضبط
نیلام ہوئے ہوں گے یہ ساماں کہیں کم ضبط

اصل بات یہ ہے کہ نہ پیروں میں جذبہ صداقت ہے - نہ مریدوں میں تلاش حقیقت - ضعف الطالب والمطلوب -

ہیں شاگرد و استاد مردود دونوں

مگر میں اپنے احباب سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ روایات سلسلہ کو تازہ رکھیں گے کہ یہی صحیح طور پر اسلامی روایات ہیں - اور انہی میں ان کی اپنی بلکہ نسل انسانی کی بزرگی و برتری مرکوز ہے -

(بقیہ صفحہ ۲)

اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم میں مولوی آفتاب الدین سا بابرکت انسان موجود ہے - آپ میں سے اکثر حضرات کو شاذ بہت کم احساس ہوگا کہ وہ اس سرزمین میں اسلام کے لئے کیسا اچھا کام کر رہے ہیں - جو لوگ مشرق سے آتے ہیں ان کا مغربی مزاج کے مطابق غور و فکر کرنا کوئی آسان بات نہیں - ہمارے امام میں یہ خوبی موجود ہے - انہوں نے ایسے ایسے قلعوں پر دھاوا کیا ہے جو اب تک اسلام کی زد سے باہر تھے - اور ان کی اعانت و عزت ہماری قوم میں دن بدن بڑھتی جاتی ہے - آپ کے لئے یہ واقعہ دلچسپی کا موجب ہوگا کہ حال ہی میں جب انہوں نے عیسائی نوجوانوں کے ایک بہت بڑے جلسے میں شرکت کی تو ان لوگوں نے مولوی صاحب سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ جلسے کے خاتمہ پہ دعا فرمائیں - کیا اس سے پتہ نہیں چلتا کہ زمانہ کا رجحان کس طرف ہے ؟ -

اب جبکہ ہمارے ملک میں ایک اور امام کا اضافہ ہوگیا ہے تو ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ اس کام میں پہلے سے دوچند کوششیں صرف کی جائیں گی - ہم میں سے ہر شخص کا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے یہ فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے اماموں کی امداد و اعانت پر کمربستہ رہے " . . . . . . (اشاعت اسلام)

فضل انجمن کی سلور جوبلی دیکھ رہے ہیں - اس کے بعد اختلاف کی وجوہ ابتدائی زمانہ کی بے سروسامانی - قادیانی جماعت اور دوسرے مخالفین کا افسوسناک طرز عمل ان تمام امور کے باوجود انجمن کا قابل قدر شاندار تعمیری کام - افراد جماعت کی مالی قربانیاں سلور جوبلی تحریک کی کامیابی ایشیا و یورپ میں تحریک احمدیت کا اثر اور اس کے نتائج وغیرہ وغیرہ باتوں کو بیان فرمایا - حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے ساتھ اجلاس ختم ہوا -

جنرل کونسل کا اجلاس

رات کو بعد نماز مغرب و عشاء جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں بہت سے قومی امور طے کئے گئے -

۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء کی کاروائی

پہلا اجلاس

زیر صدارت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب

اس روز پہلا اجلاس دس بجے کے قریب جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوا تلاوت قرآن کریم کے بعد ماسٹر رجب علی صاحب ارشد نے نظم سنائی - اس کے بعد جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی کی تقریر ہوئی جو بہت پُر از معلومات اور عالمانہ تھی - آپ نے ابتداء میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے عالم اسلامی کے حزن و مایوسی کو جو کہ چاروں طرف چھائی ہوئی تھی امید سے تبدیل کر دیا - پھر آپ نے کہا کہ آج کل یہ سوال زیر بحث ہے کہ اسلامی کلچر کیا ہے اس کی تعریف کیا ہے - لوگ غلطی سے مولویوں کو اسلامی کلچر کے نمائندے سمجھتے ہیں حالانکہ اسلامی کلچر کسی خاص لباس ہیئت اور ظاہری طرز کا نام نہیں بلکہ ان خیالات - تاریخ علوم اور آرٹ وغیرہ کا نام ہے جو کہ مسلمانوں نے دنیا میں پیدا کئے - فاضل مقرر نے مستند تاریخی حوالوں کے ساتھ ان علوم کا ذکر کیا جو کہ مسلمانوں نے پیدا کئے یا جنہیں از سر نو زندہ کیا اور تاریخ کی روشنی میں بتایا کہ یورپ دراصل مسلمانوں کا شاگرد اور خوشہ چین ہے آخر پر آپ نے کہا اسلامی کلچر دنیا میں موجود ہے اور ذرا گہری نظروں سے دیکھا جائے تو دنیا اس کی طرف کھینچی چلی آ رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیں اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کے ارشادات پر عمل کریں اور غلبہ دین کو اپنا سب سے بڑا مقصد قرار دیں -

اس کے بعد مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی تقریر "تحریک احمدیت کا غلبہ" کے موضوع پر ہوئی - آپ نے اس تقریر کو اپنے ان اشعار سے شروع کیا جو کہ صفحہ ۶ کے درمیان حاشیہ میں درج ہیں - آپ کچھ دیر اس موضوع پر بولے پھر آپ نے اپنی زیر تصنیف نظم شاہنامہ احمدیت کا ایک حصہ سنایا جس کو حاضرین نے پسند کیا - یہ حصہ تمہید کے طور پر ہے اس میں احمدیت کے متعلق ضروری امور اختصار کے ساتھ آ گئے ہیں +

اتحاد بین المسلمین کانفرنس

مذکورہ بالا تقریروں کے بعد اتحاد بین المسلمین کانفرنس کا وقت تھا اس میں شرکت کے لئے مختلف اسلامی انجمنوں اور اکابر کو دعوت دی گئی تھی لیکن سوائے خاکسار پارٹی کے نمائندہ کے اور کوئی صاحب تشریف نہ لائے چنانچہ مولوی ظہیر احمد صاحب عثمانی نمائندہ خاکسار پارٹی کو وقت دیا گیا اور انہوں نے خاکسار جماعت اور اس کے قائد اعظم علامہ مشرقی صاحب کے عقائد اور اصولوں کے مطابق بتایا کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد کیونکر قائم ہو سکتا ہے انکی اکثر باتیں ہمارے نزدیک غیر صحیح اور ناقابل عمل ہیں ان کے بعد جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی اور مولانا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ نے عثمانی صاحب کی تقریر کے مقابل قرآن حدیث اور سیرت نبویؐ کی روشنی میں جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ اور طرز عمل پیش کیا جس کی معقولیت کو اکثر غیر از جماعت اصحاب نے بھی تسلیم کیا -

حضرت مولانا محمد دین صاحب کا وعظ

اس کے بعد حضرت مولانا محمد الدین صاحب کا پُر اثر وعظ ہوا جس کا موضوع یہ تھا کہ قرآن کریم کے اندر تمام ضروری امور کی بحث اور احکام موجود ہیں - وعظ میں آپ نے حضرت مسیح موعود کے عشق دین قرآن و عشق رسولؐ کو بھی نہایت موثر طریق پر بیان کیا - اس وعظ کے بعد یہ اجلاس ختم ہوگیا -

دوسرا اجلاس

زیر صدارت جناب سید عبدالمجید صاحب عاصم ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کپورتھلہ

دوسرا اجلاس تین بجے کے قریب جناب سید عبدالمجید صاحب عاصم ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کپورتھلہ کی صدارت میں شروع ہوا تلاوت قرآن کریم کے بعد چند کمسن بچوں نے نظمیں سنائیں - پھر ایک نومسلم انگریز مسٹر جلال الدین صاحب نے اپنے قبول اسلام کے مختصر حالات بیان کئے - یہ صاحب غالباً فوج میں ملازم ہیں اور کچھ عرصہ قبل مسلمان ہوئے ہیں - جلسہ میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لائے تھے - اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر ہوئی جس میں حضرت ممدوح نے جماعت کو ضروری اور بیش قیمت نصائح فرمائیں اور دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا -

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس

شب میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا سالانہ اجلاس جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس کی روئیداد سیکرٹری صاحب کی طرف سے موصول ہونے پر شائع کی جائے گی -

(ختم شد)

جناب قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم

کی

زندگی کے مختصر حالات

(از جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب۔ گوجرانوالہ)

جناب قاضی صاحب مرحوم نے میرے ایک پھوپھی زاد بھائی بابو محمد رشید صاحب کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت بمقام قادیان ۱۹۰۴ء میں کی اور ۱۹۰۷ء میں بسلسلہ معاش مستقل طور پر گوجرانوالہ میں قیام اختیار کر لیا۔ اور ایک وکیل کے ہاں بطور ایجنٹ کام کرنا شروع کیا۔ ۱۹۰۸ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات پائی۔ مرحوم قاضی صاحب نے بھی ہمارے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ اٹھانے اور نماز جنازہ پڑھنے اور پھر حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۰۸ء سے لے کر مولانا علیہ الرحمۃ کی وفات تک ہر سال سالانہ جلسہ پر قادیان تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب قادیان میں "انصار اللہ" کی جماعت بنائی گئی۔ تو منشی احمدین صاحب مرحوم کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے آپ بھی اُس جماعت میں شامل ہو گئے۔ حضرت مولاناؒ کی وفات اور دفن کئے جانے کے بعد جناب قاضی صاحب مرحوم میرے ہمراہ قادیاں شام کے قریب پہنچے۔ چونکہ "انصار اللہ" پارٹی میں شامل رہے تھے اس واسطے وہ کسی پیر صاحب کے پکڑنے کے واسطے تیار نظر آتے تھے۔ میں اُن کو منع کیا اور آخر سمجھانے کے بعد دوسری صبح کو میں انہیں نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مولانا محمد علی صاحب کی کوٹھی پر اپنے ہمراہ لے گیا۔ حضرت مولانا موصوف نے اُن کو کہا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کے بعد اب احمدی احباب کا کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

جب اختلاف کے بعد سلسلہ کے احباب کو قومی مشورہ کے لئے لاہور طلب کیا گیا تو مرحوم میرے ہمراہ لاہور آئے تھے اور جس وقت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بنیاد رکھی گئی اور امیر جماعت کے انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا۔ تو وہ اُس روز تائید کرنے والے تھے۔ مرحوم ۲۵ سال تک متواتر سالانہ جلسوں پر باوجود کمزور ہونے اپنی صحت کے اور بیوی اور بچوں کے عام طور پر مریض ہونے کے لاہور ضرور بضرور تشریف لاتے رہے۔ اور نہ صرف آپ خود آتے تھے۔ بلکہ اپنے مصارف پر دو یا تین یا کم و بیش دوستوں کو بھی بغرض تبلیغ گوجرانوالہ سے لاہور لاتے تھے۔ آپ کی کمائی کا زیادہ تر حصہ یا تو اُن کے غریب اقربا۔ عام مساکین کی مدد پر۔ یا اسلام پر۔ خدمت دین پر صرف ہوتا رہا۔ آپ انتہا درجہ کے مہمان نواز۔ مخلص۔ محسن اور اسم بامسمّی احمدی تھے۔ جماعت لاہور میں ایک ایسے بزرگ کا کم ہو جانا زبردست قومی نقصان ہے۔ گوجرانوالہ میں جماعت کے علاوہ آپ ہر طبقہ کے لوگوں میں ہر دل عزیز تھے۔ گوجرانوالہ کی قادیانی احمدی جماعت کے علاوہ بہت سے دیگر اصحاب نے بھی آپ کی وفات پر افسوس اور اظہار ہمدردی کیا ہے۔ مرحوم ہر دو عیدین کے موقعہ پر احمدی احباب کی دعوت کیا کرتے تھے۔

مرحوم ۱۹۱۸ء میں عرائض نویس کے کام پر منتخب ہو گئے تھے اور عرائض نویسوں کی انجمن کے صدر بھی تھے۔ قانونی قابلیت کے علاوہ اُن کے دل میں احباب کے لئے محبت اور خشیت اللہ ہر دم موجود تھی۔ نماز دل میں بہت رویا کرتے تھے۔ قلب صافی رکھتے تھے۔ اپنی وفات سے چند روز پہلے میری استدعا پر آپ نے جو جمعہ آخری پڑھایا تھا۔ اُس میں خدمت دین کے لئے کمر ہمت باندھنے کے لئے احباب کو تلقین فرمائی۔ اور نیز اُن احباب کا جو ۱۹۳۸ء فوت ہوئے تھے خاص طور پر ذکر فرمایا تھا۔ کیا معلوم تھا۔ کہ ہمارا یہ دوست خود بھی دنیا سے جلد رخصت ہونے والا ہے۔ قاضی صاحب مرحوم میں بہت خوبیاں تھیں۔ جن کا بیان کرنا باعث طوالت ہے۔

مرحوم کی وفات پر اسی روز حضرت امیر ایداللہ تعالےٰ بہمراہ چند احباب گوجرانوالہ میں تشریف لائے۔ دوسرے دن مرحوم کا جنازہ لاہور پڑھا گیا۔ اور بموجب اُن کی وصیت کے اُن کو لاہور لے جا کر میانی صاحب کے قبرستان میں دیگر فوت شدہ احمدی بزرگوں کے ساتھ دفن کیا گیا۔ اللھم اغفرہ وارحمہ

دفن کئے جانے کے دوسرے جمعہ کے دن بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت لاہور کے احباب کے ہمراہ مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھا۔ قاضی صاحب کو دفن کرنے کے بعد تمام دوستوں کو جو گوجرانوالہ سے میت کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر احمدیہ بلڈنگس میں انجمن کی طرف سے چائے دی گئی۔ جس کے لئے احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور دوسرے احباب کے شکر گزار ہیں۔

مرحوم کی وفات پر تمام طور پر اہالیان شہر گوجرانوالہ اظہار افسوس کیا ہے۔ احمدی احباب نے تعزیت کے خطوط لکھے ہیں۔ کئی دوست گوجرانوالہ تشریف لا کر مرحوم کی بیوہ اور اُس کے مریض بچوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کر چکے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور متعلقین بالخصوص ان کی بیوہ اور بچوں کو صبر دے۔ اور تمام احباب اور دیگر سب اظہار ہمدردی کرنے والوں کو جزائے خیر دے۔ آمین یا رب العالمین۔ فقط۔ والسلام۔

اسلامی دنیا

—— آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کا ایک یہودی ممبر اس کوشش میں ہے۔ وسطی اور مشرقی یورپ کے قریباً چار لاکھ مصیبت زدہ یہودیوں کو فلسطین پہنچایا جائے۔ اس غرض کے لئے وہ عنقریب امریکہ جانیوالا ہے۔ اسلامی ممالک میں اس خبر سے بہت بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔

—— آیندہ سال ماہ اپریل میں ترکی کے اندر وسیع پیمانہ پر ایک بین الاقوامی نمائش منعقد کی جائیگی۔ اس کی تیاریاں سرگرمی کے ساتھ شروع ہو چکی ہیں۔

—— فرانس کا وزیر اعظم موسیو دلادیہ آج کل ٹیونس کا دورہ کر رہا ہے۔ عربوں کے ایک طبقہ نے اس کا خیر مقدم کیا ہے۔

—— شبان المسلمین قاہرہ کے صدر ڈاکٹر عبد الحمید نے مسلمانان مصر اور تمام عالم اسلامی سے اپیل کی ہے لیبیا میں اطالوی حکومت مسلمانوں پر جو مظالم کر رہی ہے اس کے خلاف منظم طریق پر زبردست آواز اٹھائیں۔

—— عمان ۲۔ جنوری۔ شرق اردن کی طرف سے توفیق پاشا وزیر اعظم لندن کی فلسطین کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ امام صاحب یمن نے لندن کانفرنس میں یمن کی نمایندگی کے لئے شہزادہ سیف الاسلام حسین کو مقرر کیا ہے۔

—— لندن ۴۔ جنوری۔ فلسطین گول میز کانفرنس کا اجلاس ۱۸۔ جنوری کو مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ کی صدارت میں شروع ہوگا۔

—— بیت المقدس ۳۔ جنوری۔ فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ برطانوی فوج نے یہ خبر سن کر کہ بیت المقدس کے پرانے شہر پر بعض دہشت پسندوں نے دوبارہ قبضہ جما لیا ہے کل وہاں کے بعض علاقوں کی پھر تلاشی لی۔

—— یہ خبر بھی موصول ہوئی ہے کہ مسجد عمرؓ میں حکومت نے پولیس کی ایک چوکی قائم کر دی ہے۔

—— دیہاتی علاقوں میں برطانی فوجوں اور اعراب کی جھڑپیں کثرت کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ دہشت انگیزوں کی گرفتاریوں اور تلاشیوں کی چاروں طرف بھرمار ہے۔

—— مشہور غدار فلسطین فخری نشاشیبی کے متعلق اعراب فلسطین کی فوجی عدالت نے سزائے موت کا فیصلہ کیا ہے۔ آج کل یہ بیت المقدس کی فوجی بارکوں میں برطانی فوج کی پناہ میں ہے۔

—— یہ وہی شخص ہے جس نے حال ہی میں اعلان کیا تھا کہ فلسطین کے ستر ہزار عربوں نے اپنے شیوخ سمیت مفتی اعظم فلسطین کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا ہے حالانکہ یہ خبر بالکل غلط تھی۔

—— گزشتہ ہفتہ بغداد میں یہودی مسلم فساد ہو گیا۔ پولیس کو قیام امن کے لئے گولی چلانی پڑی شہر بغداد تین دن تک فوجی قبضہ میں رہا۔

—— عربی اخبارات کا بیان ہے کہ حکومت فرانس نے مراکش میں آبپاشی کی ایک زبردست سکیم تیار کی ہے جس پر ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ صرف ہوں گے۔ اس سے ۱۱ لاکھ دس ایکڑ بنجر زمین قابل کاشت ہو جائیگی۔

—— قاہرہ ۴۔ جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ عرب ہائی کمیٹی کے پانچ سابق ممبر جو حال میں رہا ہوئے ہیں۔ وزیر اعظم مصر سے ملاقات کرنے کے بعد لبنان جائیں گے جہاں وہ سابق مفتی اعظم فلسطین سے مبادلہ افکار کریں گے۔ ایک بعد کی خبر ہے کہ انہیں مفتی صاحب موصوف سے ملاقات کی اجازت مل گئی ہے۔

—— مصر کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ آیندہ سال قاہرہ کو آباد ہوئے ایک ہزار سال پورے ہو جائیں گے۔ حکومت مصر نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۴۰ء میں شہر قاہرہ کی تعمیر کا ہزار سالہ جشن منایا جائے اس کا پروگرام مرتب کرنے اور دیگر انتظامات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے

ہندوستان

—— کٹک ۶۔ جنوری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مشرقی ریاستوں کی ایجنسی کے پولیٹکل ایجنٹ میجر اے جی نیلڈ بازلگٹ کو ریاست رنپور میں پرجا منڈل والوں کے ایک مشتعل ہجوم نے شدید زدوکوب کر کے ہلاک کر دیا۔ ریاست کا ایک عہدیدار جو ایجنٹ موصوف کے ہمراہ تھا شدید زخمی ہوا اس کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ رنپور میں پرجا منڈل والوں کا مشتعل ہجوم راجہ کے محل پر حملہ کرنا چاہتا تھا ایجنٹ موصوف نے حملہ کو روکنا چاہا اسی اثنا میں یہ حادثہ پیش آیا۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے کلکتہ سے کافی تعداد میں فوج اور مشرقی ریاستوں کے ریزیڈنٹ بھی روانہ ہو گئے ہیں۔ کٹک سے بھی مسلح پولیس کی کمک بھیجی گئی ہے۔

—— اس حادثہ کے پیش نظر کانگرسیوں نے اڑیسہ کی ریاستوں میں سول نافرمانی ملتوی کر دی ہے۔

—— احمد آباد ۶۔ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ کاٹھیاوار کی دو ریاستوں میں ستیہ آگرہ کرنے کی اجازت گاندھی جی نے دیدی ہے۔

—— کلکتہ ۶۔ جنوری۔ مولانا ابو الکلام آزاد جنوری کے تیسرے ہفتہ میں سرحد کا دورہ کریں گے۔

—— کوئٹہ ۶۔ جنوری۔ آج صبح ۵ بجے یہاں زلزلہ کا شدید جھٹکہ محسوس ہوا لیکن ابھی تک نقصان جان و مال کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔

—— پشاور ۶۔ جنوری۔ سرحد کے قبائلی علاقہ میں ایسی ریت اور پتھر ملے ہیں جن میں سونے کی کافی مقدار موجود ہے اس سے وہاں سونے کی کانیں موجود ہونے کے زبردست امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔

—— کراچی ۶۔ جنوری۔ سندھ اسمبلی کا اجلاس شروع ہو گیا ہے عنقریب وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی جائیگی۔ اجلاس ۲۸۔ جنوری تک جاری رہے گا۔

—— نئی دہلی ۶۔ جنوری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ فیڈرل کورٹ کے جج آنریبل جسٹس مکند رام راؤ جیکر پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے ممبر بنائے گئے ہیں۔

—— بنوں ۵۔ جنوری۔ سرحد پر حالات بدستور ہیں۔ قبائلی علاقہ میں ملا شیر علی اور فقیر ایپی کے لشکروں کی سرگرمیاں پھر بڑھ رہی ہیں۔

—— کلکتہ ۴۔ جنوری۔ حکومت بنگال عنقریب اس مقصد کے لئے اسمبلی میں ایک بل پیش کرے گی کہ کلکتہ کارپوریشن میں اقلیتوں کے لئے نشستیں مخصوص کر کے جداگانہ طریق انتخاب رائج کیا جائے۔ نیز مسلم آبادی کے تناسب سے مسلم کونسلروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

—— لاہور ۶۔ جنوری۔ پنجاب اسمبلی کا اجلاس ۹۔ جنوری کو شروع ہوگا۔ کانگرس پارٹی نے التوا کی دس تحریکوں کے نوٹس بھیجے ہیں۔

—— لاہور ۶۔ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں مارکٹنگ بل پر بحث کے علاوہ حکومت دو اور نئے بل پیش کرے گی۔

—— رامپور ۳۔ جنوری۔ رامپور کے وزیر اعظم نے آج ایک اعلان کیا ہے کہ عنقریب ریاست رامپور میں نیا دستور نافذ کیا جائیگا جس کی رو سے اہل ریاست کو وسیع حقوق و مراعات عطا کئے جائیں گے۔

—— نئی دہلی ۳۔ جنوری۔ کل اس جگہ مسلمان خواتین کے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا گیا کہ ۱۹۳۱ء میں جو مسلم ویمنز کانفرنس قائم کی گئی تھی اس کا دوبارہ احیا کیا جائے۔

—— لاہور ۳۔ جنوری۔ ملک سر فیروز خان نون ہائی کمشنر فار انڈیا لندن رخصت پر ہندوستان آئے ہیں۔ آج صبح وہ لاہور پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر آپ کا شاندار خیر مقدم کیا گیا۔

ممالک خارجہ

—— برلن ۶۔ جنوری۔ چیکوسلواکیہ اور ہنگری کی سرحد پر دونوں ممالک کی افواج میں ایک زبردست معرکہ ہوا جس میں طرفین کے متعدد آدمی ہلاک ہوئے۔ اندیشہ کیا جا رہا ہے کہ کہیں یہ واقعہ وسطی یورپ میں جنگ کا پیش خیمہ نہ بن جائے۔

—— گزشتہ ہفتہ پرنس کنوائے وزیر اعظم جاپان اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ ان کی جگہ جاپانی پریوی کونسل کے ۷۳ سالہ صدر بیرن ہیرانوما وزیر اعظم بنائے گئے ہیں۔ انہوں نے جدید وزارت مرتب کر لی ہے۔ اس میں پرنس موصوف کو بھی لیا گیا ہے۔

—— ٹوکیو ۶۔ جنوری۔ جاپان کے نئے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ جاپان کی نئی حکومت فسطائی نوعیت کی نہیں ہوگی۔

—— حبشہ میں جیبوتی ریلوے کا جو کہ فرانسیسیوں کی ملکیت ہے اطالویوں نے مقاطعہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے ریلوے کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

—— برلن ۶۔ جنوری۔ کل ہر ہٹلر اور پولینڈ کے وزیر خارجہ کرنل بیک کے مابین دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے مسئلہ پر غور و فکر کیا گیا۔ معلوم ہوا ہے ہر ہٹلر نے دوران ملاقات میں صاف کہہ دیا ہے کہ پولینڈ روس کے ساتھ دوستی بڑھائے یا جرمنی کے ساتھ تعلقات قائم رکھے۔

—— لندن ۴۔ جنوری۔ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ نے ایک اخباری ملاقات میں امید ظاہر کی ہے کہ سال ۱۹۳۹ء گزشتہ سال کی نسبت زیادہ پرسکون رہے گا۔

—— سپین میں خانہ جنگی بدستور جاری ہے بعض تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریت کی فوجوں کو نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں ان کا پلہ بھاری ہو رہا ہے۔

—— روما کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ آیندہ سال کے لئے حکومت اٹلی کے بجٹ میں ۵ کروڑ ۴۰ لاکھ پونڈ کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔ ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ کی رقم اسلحہ بندی کے لئے وقف کی گئی ہے یہ رقم تمام اخراجات کا چوتھا حصہ ہے۔

—— تونس ۴۔ جنوری۔ کل رات فرانس کے وزیر اعظم موسیو دلادیہ نے ایک تقریر نشر کی جس میں کہا کہ فرانس اپنے مقبوضات کے تحفظ کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

—— برلن کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ڈینزگ سے یہودیوں کو نکالنے کے لئے حکومت جرمنی نے جو تدابیر سوچی ہیں ان کے مطابق یہودی اس علاقہ سے یکم اپریل ۱۹۳۹ء تک نکال دئے جائیں گے۔ ان کی جائداد و املاک ضبط کر لی جائے گی۔ حکومت انہیں جہازوں میں سوار کر کے بحیرہ بالٹک میں چھوڑ دیگی۔ وہ صرف چار پونڈ فی کس ساتھ لے جا سکیں گے۔

—— لندن ۵۔ جنوری۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے سفر کینیڈا و امریکہ کا پروگرام شائع ہو گیا ہے۔ یہ سفر ۸۔ مئی ۱۹۳۹ء کو شروع ہو کر ۱۷۔ جون ۱۹۳۹ء کو ختم ہوگا۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کینیڈا میں ۲۷ دن۔ امریکہ میں ۴ دن اور نیوفاؤنڈ لینڈ میں ایک دن رہیں گے۔

—— چین و جاپان کی جنگ ابھی تک جاری ہے۔ جاپان کا قدم بدستور بڑھ رہا ہے۔ حکومت چین بھی مدافعت کی انتہائی کوشش کر رہی ہے۔ ذمہ دار حلقوں کا بیان ہے کہ اس جنگ کی وجہ سے جاپان غیر معمولی مالی مشکلات میں مبتلا ہو گیا ہے۔

—— پراگ (چیکوسلواکیہ) مقامی جرمن یونیورسٹی کے ۳۰ یہودی پروفیسروں کو وزیر تعلیم نے غیر معین مدت کے لئے رخصت دیدی ہے۔

خطبۂ صدارت

بتقریب جلسہ سلور جوبلی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

مندرجہ ذیل خطبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶ر دسمبر کو پڑھنا تھا۔ لیکن اس روز حضرت ممدوح کی خواہش کے مطابق اس کی مطبوعہ کاپیاں حاضرین میں تقسیم کر دی گئیں اور آپ نے ایک اور ضروری اور پُرمعارف تقریر ارشاد فرمائی جو انشاء اللہ عنقریب شائع کی جائیگی یہ خطبہ علیحدہ چھپا ہوا اب بھی موجود ہے ضرورت ہے کہ غیراز جماعت حلقوں میں اسے کثیر تعداد میں پہنچایا جائے جن دوستوں کو ضرورت ہو وہ دفتر جائنٹ سیکرٹری صاحب سے مفت طلب فرما سکتے ہیں۔ (مدیر)

معزز حضرات و محترم خواتین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بنیاد ۳ر مئی ۱۹۱۴ء کو رکھی گئی اور ہمارا یہ اجتماع پچیسواں سالانہ اجتماع ہے۔ ایک چوتھائی صدی ہمیں لاہور میں کام شروع کئے ہوئے ہوگئی ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

اختلاف سلسلہ اور انجمن کے قیام کی وجوہ

اس انجمن کی بنیاد رکھنے والے چند احمدی دوست تھے جن کو قادیان سے اس لئے علیحدہ ہونا پڑا کہ وہاں کلمہ گوؤں کی تکفیر کی ایک خطرناک بنیاد رکھی گئی جس کو حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا بیشک سلسلہ احمدیہ کی وحدت کا ہاتھ سے دینا بھی ایک مشکل مرحلہ تھا۔ مگر اسلام کی وحدت اس سے بالاتر تھی اس لئے ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کرنے کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ہم نے قادیان سے غم سے بھرے ہوئے دلوں کے ساتھ علیحدگی اختیار کی اصل اختلاف ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مولانا نورالدین صاحب کی وفات کے ساتھ رونما ہوا تھا۔ مگر ہم نے ڈیڑھ ماہ تک کوئی علیحدہ جماعت اس لئے نہ بنائی کہ شائد اسلام کے اتحاد کو قائم رکھتے ہوئے کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ دونوں فریق مل کر کام کر سکیں اور آخر کار اس سے مایوس ہو کر علیحدہ کام کی بنیاد رکھی۔

انجمن کے ابتدائی حالات

اس وقت تک جماعت کا کثیر حصہ قادیان میں بیعت کر چکا تھا۔ اور بہت ہی تھوڑے آدمی تھے جنہوں نے ہماری آواز پر لبیک کہا۔ ہمارے ہاتھ میں نہ کوئی دفتر تھا نہ کوئی مبلغ نہ کوئی فنڈ۔ جماعت کی صرف تیرہ شاخیں قائم ہو سکیں۔

انجمن کی کامیابی اور خدمات اسلامی

مگر اس بے سروسامانی کے ساتھ ان چند احباب کا ایک عزم تھا۔ کہ خدا کے دین کی خدمت اور پیغام اسلام کا دنیا میں پہنچانا ہمارا نصب العین رہے گا۔ پہلے سال کے آخر پر ہماری کل آمدنی ۷۳۰۳ روپے تھی جو آج پچیس سال میں پچیس گنا ہو کر دو لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ ایک سو سے اوپر انجمن کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور دس لاکھ کے قریب جائداد کی انجمن مالک ہو چکی ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ مگر کسی قوم کا اندازہ نہ تو اس کی تعداد سے کیا جاتا ہے کہ وہ کتنی بڑی ہو گئی اور نہ اس روپے سے کیا جاتا ہے جو وہ جمع کرے۔ ورنہ ہی اس کی آمدنی یا جائداد سے کیا جاتا ہے بلکہ صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس نے خدمت کا کام کس قدر کیا ہے۔ سو الحمد للہ کہ خدمت اسلام کے کام کی جس قدر توفیق اس انجمن کو ملی ہے اس کی نظیر کسی دوسری اسلامی جماعت میں نہیں ملتی۔

(۱) انجمن کے تعمیری کام کی پہلی شق

ہندوستان کے مسلمانوں میں تعمیری کام کی طرف توجہ آج مفقود ہے اور اس کی وجہ ان کا تخریبی کاموں میں انہماک ہے۔ آپس میں جھگڑا ہو تو وہ شیروں کی طرح ہوتے ہیں۔ اس پر روپیہ بھی بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ تھکتے بھی نہیں۔ لیکن دشمنان اسلام کے مقابلہ پر ان کی ہمتیں اور حوصلے اس قدر پست ہوتے ہیں کہ کسی کام کو ہاتھ ڈالنے کی طاقت مفقود نظر آتی ہے، ہماری جماعت کی توجہ خدا کے فضل سے شروع سے ہی تعمیری کام کی طرف بہت زیادہ رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس قدر کام کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

۱۔ اشاعت قرآن کا کام

مسلمانوں کے ہاتھ میں سب سے بڑی دولت خدا کا کلام قرآن شریف ہے۔ مگر اسی کی طرف ان کی سب سے کم توجہ ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تعمیری کام میں سب سے بالاتر قرآن شریف ہی کی خدمت کا کام ہے۔ ۱۹۱۴ء میں انجمن کی بنیاد رکھی گئی اور ۱۹۱۸ء کے شروع میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع ہو گیا۔

بے سروسامانی کے عالم میں نصرت الٰہی کی کارفرمائیاں

اس میں شک نہیں کہ اس ترجمہ پر اس سے پیشتر بھی چار سال کام ہو چکا تھا۔ لیکن صرف ترجمہ کے تیار کر لینے سے کوئی مقصد حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اس کی طبع کے لئے اس قدر روپے کی ضرورت تھی کہ وہ انجمن جس کی ابھی نہایت درجے کی بے سروسامانی کی حالت میں بنیاد رکھی گئی تھی اسے تصور میں بھی نہ لا سکتی تھی۔ لیکن انسان ایک قدم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو اُٹھاتا ہے اور انسان چلتا ہوا اس کی طرف آتا ہے تو وہ دوڑتا ہوا اس کی طرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت نے ایک کمزور اور بے سروسامان جماعت کی دستگیری فرمائی اور چار سال گزرنے سے پیشتر حضرت مسیح موعودؑ کی آرزو پوری ہو گئی جو آپ نے ۱۸۹۱ء میں کی تھی۔

> "اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے، میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکے گا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی کا داخل ہے۔"

آج اسی دردمند انسان کے پیرووں کی ایک عظیم الشان جماعت جو اس خدمت سے محروم رہ گئی اور جس کے دل اس تڑپ سے محروم ہیں یہ عذر کر رہی ہے کہ قرآن کا ترجمہ یا تفسیر کرنا کسی امام کا کام نہیں

انگریزی ترجمۃ القرآن کس قدر شائع ہو چکا ہے؟

ترجمہ کی پہلی ایڈیشن پانچ ہزار کاپی کی دو سال کے اندر اندر ختم ہو گئی۔ دوسری ایڈیشن گیارہ ہزار تعداد میں ۱۹۲۰ء میں چھپی اور اب تیسری ایڈیشن چل رہی ہے۔ اسی اثنا میں ۱۹۲۳ء میں اردو ترجمہ اور تفسیر بیان القرآن تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ اور ۱۹۲۸ء میں ایک بلا متن ترجمہ کی ایڈیشن پانچ ہزار اور ۱۹۳۴ء میں اس کی دوسری ایڈیشن گیارہ ہزار کی طبع ہوئی۔

ڈچ اور جرمن ترجمۂ قرآن

۱۹۳۰ء کے قریب ایک طرف مرکزی جماعت نے جرمن ترجمۃ القرآن کا کام ہاتھ میں لیا۔ اور دوسری کی طرف اس کی جاوا کی شاخ نے ڈچ ترجمۃ القرآن کا کام شروع کیا۔ ڈچ ترجمہ ۱۹۳۴ء میں شائع ہو گیا اور پانچ ہزار کی تعداد میں چھپ کر اب قریب الاختتام ہے۔ اور جرمن ترجمہ ۱۹۳۷ء میں طبع میں چلا گیا۔ اس کے پچیس پارے اب تک طبع ہو چکے ہیں اور عنقریب دو تین ماہ کے اندر اندر پبلک کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ اس کی تین ہزار کاپی طبع ہو رہی ہے۔

۲۔ سیرت نبویؐ کی اشاعت

قرآن کریم کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی توجہ سیرت نبویؐ کی طرف رہی ہے۔ کیونکہ فی الحقیقت مسلمانوں کے ہاتھ میں یہ دو زبردست ہتھیار ہیں جن سے وہ دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ اگر ایک طرف قرآن کریم اپنی محبت دلوں میں پیدا کر لیتا ہے تو دوسری طرف اخلاق نبویؐ کے سامنے سر جھک جاتے ہیں۔ "سیرت خیر البشر" سب سے پہلے ۱۹۱۸ء میں اردو میں چھپی ۱۹۲۴ء کے قریب انگریزی ترجمہ بنام "محمد دی پرافٹ" شائع ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں انگریزی میں ایک مختصر سیرت جو زیادہ آسانی سے غیر مسلموں تک پہنچائی جا سکتی تھی شائع ہوئی، اور ان دونوں کے اب تک سولہ زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔

۳۔ تعلیمات اسلامی پر بیش قیمت لٹریچر

تعلیمات اسلامی پر بھی بیش قیمت کتابیں اور رسالے لکھے گئے ہیں جن میں سے سب سے زیادہ قابل قدر "ٹیچنگز آف اسلام" ہے یہ بھی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" اور دوسرے رسالجات تعلیم اسلام پر تیس مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔

"ریلیجن آف اسلام"

اس موضوع پر سب سے جامع کتاب ریلیجن آف اسلام ہے جو ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی، اور جس کے نو سو صفحات میں جملہ امور اسلامی پر خواہ وہ عقائد اور ایمانیات سے تعلق رکھتے ہیں اور خواہ اعمال سے۔ مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کو بڑے بڑے مسلم رہنماؤں نے نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اس پر اعلیٰ درجہ کے ریویو کئے ہیں۔ مرحوم مارمیڈیوک پکتھال نے دو اڑھائی سال ہوئے اس کتاب پر ریویو کیا جس میں کتاب کی بہت تعریف کی ہے اور اسے شروع ان الفاظ سے کیا ہے۔

> "کسی زندہ شخص نے اس قدر طویل عرصہ تک اور اس قدر قیمتی خدمت تجدید اسلام کے سلسلہ میں نہیں کی جیسا کہ مولانا محمد علی نے۔"

یہ ریویو اسلامک کلچر میں چھپا ہے جو حیدرآباد دکن سے نکلتا ہے۔

۴۔ خدمت حدیث

حدیث کی خدمت میں بھی یہ انجمن پیچھے نہیں رہی مقام حدیث کے نام سے ایک کتاب لکھی گئی ہے جس میں حدیث کی صحت اور اس امر پر کہ حدیث کس حد تک قابل قبول ہے مفصل بحث کی گئی ہے اس کے علاوہ صحیح بخاری کو اردو ترجمہ اور مفصل تشریحی نوٹوں کے ساتھ دو جلدوں میں چھاپا گیا ہے۔

۵۔ غیر مذاہب کے متعلق ریسرچ کا کام

مختلف اسلامی مضامین پر علمی تحقیقات کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اس کے علاوہ غیر مذاہب پر بھی ریسرچ کا کام ہوتا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں ویدوں کے ایک حصہ کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ کتاب "بشارات النبیین" میں آنحضرت صلعم کے متعلق مختلف مذاہب کی کتب مقدسہ سے پیشگوئیاں اصل الفاظ میں مع ترجمہ جمع کی گئی ہیں۔ کتاب ینابیع المسیحیت میں یہ دکھایا گیا ہے کہ مسیحی عقائد مثل ابن اللہ اور کفارہ وغیرہ سب کے سب قدیم مشرکانہ مذاہب سے لئے گئے ہیں بابی مذہب پر بھی ایک کتاب لکھی گئی ہے۔

۶۔ تبلیغی ٹریکٹوں کی اشاعت

ان علمی ذخائر کے علاوہ ٹریکٹوں کا ایک وسیع سلسلہ جاری رہے جس میں اسلام پر ہر قسم کے حملوں کا جواب دینے کے علاوہ مسلمانوں کی دینی اور دنیوی دونوں قسم کی ضروریات میں صحیح رہنمائی کی کوشش کی گئی ہے۔

۷۔ اسلامی لٹریچر کی مفت تقسیم

ایک خصوصیت اس انجمن کے لٹریچر کی ایسی ہے جو اور کسی فرد یا جماعت کو حاصل نہیں یعنی ایک وسیع ذخیرہ کتابوں کا مفت تقسیم کیا گیا ہے جو دنیا کے دور دور کے کناروں تک پہنچایا گیا ہے۔ یعنی قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے دونوں ایڈیشنوں کی دس ہزار۔ سیرت کے مختلف ایڈیشنوں کی پندرہ ہزار اور تعلیم اسلامی کے متعلق دیگر رسالجات اس سے بھی بہت زیادہ تعداد میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ دوسری زبانوں میں جس قدر لٹریچر کا ترجمہ کر دیا گیا ہے اس کا کثیر حصہ مفت شائع ہوا ہے۔ جرمن سہ ماہی رسالہ "مسلمش ریویو" قریباً سب کا سب مفت تقسیم ہوتا ہے۔ جرمن ترجمۃ القرآن کی تین ہزار کاپی طبع ہو رہی ہے جس کا بہت بڑا حصہ مفت تقسیم ہوگا اس کے علاوہ ٹریکٹوں کی صورت میں ایک کروڑ کے قریب صفحات مفت شائع ہو چکے ہیں۔

(ب) انجمن کے تعمیری کام کی دوسری شق

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے تعمیری کام کا دوسرا حصہ وہ ہے جو مشنوں اور تعلیمی درسگاہوں کے قیام سے تعلق رکھتا ہے۔

۱۔ ووکنگ مشن

ووکنگ مشن اس انجمن کے وجود میں آنے سے دو سال پہلے قائم ہو چکا تھا۔ مگر سلسلہ میں اختلاف کی وجہ سے اسے بڑی مشکلات کا سامنا تھا۔ انجمن کے قائم ہوتے ہی اس کا پہلا کام اگر ایک طرف انگریزی ترجمہ قرآن کی تکمیل اور اشاعت تھی تو دوسری طرف ووکنگ مشن کو سنبھالنا تھا۔ اور ۱۹۳۰ء تک ووکنگ مشن اسی انجمن کے ماتحت کام کرتا رہا۔ اب ایک علیحدہ ٹرسٹ اس کے لئے قائم ہے اس مشن نے جس قدر مفید کام کیا ہے اس سے آج اسلامی اور عیسائی دنیا دونوں خوب واقف ہیں۔ اس کا صرف یہی کارنامہ نہیں کہ سینکڑوں کی تعداد میں انگریز اور دوسری یوروپین اقوام کے لوگ داخل اسلام ہو چکے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اس کے ذریعہ سے انگریزی جاننے والی دنیا کے خیالات میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا ہے اور اسلام کے متعلق ان کے وہ خیالات نہیں رہے جو آج سے تیس برس پیشتر تھے۔

۲۔ برلن مشن

دوسرا مشن ۱۹۲۲ء میں برلن دارالخلافہ جرمنی میں قائم کیا گیا اور مشن کے قیام کیساتھ ہی یہاں ایک مسجد بنوانے کی تجویز ہوئی۔ چنانچہ ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے ایک عالیشان مسجد جو برلن مسجد کے نام سے مشہور ہے بنوائی گئی۔ جرمن زبان میں ایک رسالہ بھی یہاں سے نکلتا اور مفت تقسیم ہوتا ہے۔ مسجد میں باقاعدہ لیکچر اسلام پر ہوتے ہیں۔ جن سے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں۔ مسجد اور مشن پر بارہ ہزار سے لیکر پندرہ ہزار روپے سالانہ تک خرچ ہے۔ اس مشن کے ذریعہ سے بھی وسطی یورپ میں علماء و فضلا کا ایک گروہ اسلام میں داخل ہوا ہے۔ جیسے ڈاکٹر مارقوس۔ ڈاکٹر بلینٹ۔ بیرن عمر۔ ڈاکٹر گرانفلٹ وغیرہ وغیرہ اس وقت تک قریباً ڈیڑھ سو نفوس اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ جرمن قوم میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک علم دوست قوم ہے اور اسلام چونکہ ایک علمی مذہب ہے اس لئے جوں جوں اس قوم کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر آتی جائے گی وہ اس سے قریب ہوتی جائے گی۔ علاوہ ازیں وسط یورپ میں واقع ہونے کے لحاظ سے جرمنی کا اثر سارے یورپ پر ہے۔

۳۔ وی آنا مشن

کوئی چار سال کا عرصہ ہوا ایک مشن بیرن عمر کی زیر نگرانی وی آنا دارالخلافہ آسٹریا میں قائم کیا گیا تھا مگر سیاسی پیچیدگیوں کی وجہ سے بیرن صاحب کو اپنا ملک چھوڑنا پڑا ہے اس لئے مشن کا کام بھی سردست معرض التوا میں پڑ گیا۔ لیکن چونکہ یہ بھی جرمن قوم ہے اور جرمن زبان بولتی ہے اس لئے تبلیغ کا کام مثل سابق برلن مشن کے ذریعہ ہوتا رہے گا۔

۴۔ سپین مشن کی تیاری

سپین میں ایک مشن قائم کرنے کے لئے کچھ روپیہ جمع ہو چکا ہے مگر ابھی بہتر حالات کا انتظار ہے جب تک اس ملک میں امن قائم نہ ہو جائے کسی قسم کی تبلیغی کارروائی کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

۵۔ جاوا مشن

جاوا میں ۱۹۲۴ء میں مشن قائم کیا گیا۔ یہاں آبادی مسلمان ہے مگر عیسائیت کا زور بہت تھا۔ اور عیسائی مشنوں کے ذریعہ ہزارہا مسلمان عیسائیت میں داخل ہو گئے تھے۔ اس کے سدباب کے لئے یہ مشن قائم کیا گیا اور اس نے نہایت کامیابی سے نہ صرف مسلمانوں کے اندر بیداری پیدا کی اور ایک وسیع ذخیرہ لٹریچر کا جاوی زبان میں مہیا کیا جس سے عیسائیت کا اثر کم ہونا شروع ہو گیا۔ بلکہ ڈچ زبان میں تراجم کے ذریعہ سے اہل ہالینڈ کو بھی پیغام اسلام پہنچایا یعنی قرآن کریم کا ڈچ زبان میں ترجمہ ہوا۔ اور ہالینڈ میں ایک مشن بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو قائم ہو جائیگا۔

۶۔ ممالک متحدہ امریکہ ٹرینیڈاڈ وغیرہ میں تبلیغی کام

بعض ممالک میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے تبلیغ اسلام کا کام جاری رہا۔ جیسے ممالک متحدہ امریکہ اور ٹرینیڈاڈ وغیرہ۔ امریکہ میں ٹرینیڈاڈ اور یورپ میں البانیا دو ایسے مقام ہیں جہاں اس انجمن کے تعلیمیافتہ طلباء اب اپنے طور پر تبلیغی کام کر رہے ہیں۔

۷۔ متعدد ممالک میں مقامی جماعتوں کے ذریعہ تبلیغی کام

بہت سے ممالک میں مقامی جماعتوں کے ذریعہ لٹریچر پہنچا کر تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے۔ مثلاً نائیجیریا۔ کانگو۔ جنوبی افریقہ۔ ٹانگانیکا۔ کینیا۔ الجیریا۔ مصر۔ عراق۔ عرب۔ جنوبی امریکہ۔ شمالی امریکہ۔ فجی۔ چین وغیرہ۔

۸۔ مبلغین اسلام کی تیاری

ایک درسگاہ اشاعت اسلام کالج کے نام سے یا دوسرے رنگ میں اس انجمن کے ماتحت کام کرتی رہی ہے۔ جہاں مبلغین اسلام تیار ہوتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ۔ مولانا عبدالحق ودیارتھی اور بہت سے اور کارکن اسی انجمن کی تعلیم و تربیت کے ماتحت تیار ہوئے ہیں۔ کئی غیر ممالک سے بھی طلباء دینی تعلیم کے حصول کیلئے یہاں آتے ہیں مثلاً ٹرینیڈاڈ۔ البانیا۔ جاوا۔ ہالینڈ اور ان دونوں ملکوں میں اب یہیں کے تعلیمیافتہ طلباء اپنے طور پر تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔

۹۔ تعلیمی خدمات

پچیس سال کے عرصہ میں انجمن نے دو ہائی سکول قائم کئے ایک مسلم ہائی سکول لاہور میں، دوسرا مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں دونوں کیلئے عالیشان عمارتیں بنوائی گئی ہیں، دونوں کیساتھ بورڈنگ ہاؤس بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ لاہور سکول میں علاوہ ہندوستان کے مختلف مقامات کے غیر ممالک سے بھی طالب علم آتے ہیں اور شہر لاہور کے مسلم سکولوں میں اس سکول کی شہرت نہایت اچھی ہے۔

۱۰۔ مساکین اور بیواؤں کی خبر گیری

مساکین اور بیواؤں کی خبر گیری کا بھی مختصر پیمانے پر انتظام ہے غریب طالبعلموں کو وظائف دیکر اعلیٰ تعلیم دلائی جاتی ہے یتیموں کی خبر گیری کا بھی انتظام ہے اور اب ایک یتیم خانہ قائم کرنے کے لئے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں اور وہ انشاءاللہ ۱۹۳۹ء میں قائم ہو جائے گا۔

۱۱۔ مسلم ہوسٹل

ایک عرصہ تک انجمن ایک مسلم ہوسٹل کا بھی انتظام کرتی رہی ہے جس کی غرض مسلمان طلبا کو جو مختلف کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں ایک جگہ جمع کر کے ان کے اندر اسلامی روح کا پیدا کرنا ہے۔

بے نظیر مفید اور تعمیری کام

خدمت اسلام کے یہ زبردست تعمیری کام سخت سے سخت مخالف پر بھی اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے پچیس سال کے عرصہ میں یورپ کی تین زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کر کے چالیس ہزار سے زیادہ تعداد میں دنیا میں پہنچا دینا۔ سولہ زبانوں میں سیرت نبوی کے ترجمے کر کے ہزارہا کی تعداد میں مختلف ملکوں میں شائع کر دینا تیس زبانوں میں تعلیم اسلام پر رسالوں اور ٹریکٹوں کے تراجم ہزارہا کی تعداد میں غیر مسلموں میں پھیلا دینا یورپ اور ایشیا میں پانچ چھ مشن قائم کر دینا۔ دو ہائی سکولوں کا قائم کر دینا اور انکی عمارتیں بنوا دینا برلن جیسے مقام پر مسجد بنوا دینا ان میں سے ایک ایک کام ہی ایسا ہے کہ اگر اتنی چھوٹی کوئی جماعت صرف ایک ہی کام کو سرانجام دیتی تو یہ اس کے لئے کوئی چھوٹی سی کامیابی نہ ہوتی، مگر اس قدر تعمیری اور مفید کاموں کا اجتماع مسلمانوں میں کوئی بڑی سے بڑی جماعت بھی نہیں دکھا سکتی اور اس لئے یہ پچیس سالہ کام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی حیرت انگیز کامیابی ہے۔

اسلامی فرقوں کے اختلافات فروعی ہیں

لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اب تک اس کام کی کوئی قدر نہیں کی اور اس کیلئے عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ہمارے عقاید سے اختلاف ہے۔ اسلام کی تعلیم (یا کسی مذہب کی تعلیم) کی دو طرح پر موٹی تقسیم ہوتی ہے یعنی اصولی امور یا فروعی امور۔ اب اسلام میں اصول کیا ہیں۔ اللہ پر ایمان۔ فرشتوں پر ایمان رسولوں پر ایمان۔ خیر و شر کے نتائج پر ایمان۔ بعث بعد الموت یا قیامت پر ایمان۔ ان اصول پر احمدیہ جماعت لاہور دیگر تمام اسلامی فرقوں کی طرح ایمان لاتی ہے تمام مسلمانوں کا خدا ایک ہے جس کی صفات میں وہ سب متفق ہیں۔ رسول ایک ہے جو خاتم النبیین ہے۔ قرآن ایک ہے جو خاتم الکتب ہے دوسری قسم کے مذہبی امور سب فروع میں داخل ہیں۔ ان فروع میں جملہ اسلامی فرقوں میں کچھ نہ کچھ اختلاف موجود ہے۔ حتیٰ کہ ائمہ اربعہ میں بھی اختلاف موجود ہے۔ اور یہ اختلاف اختلاف امتی رحمۃ کے ذیل میں آتا ہے شیعہ سنی میں بھی اختلاف ہے ایک ایک فرقے کے اندر بیسیوں اور فرقے اور انکی شاخیں در شاخیں موجود ہیں۔ یہ سب فروعی امور میں اختلاف کی وجہ سے ہی پیدا ہوئے ہیں اگر ہمارا کسی دوسرے فرقے سے کوئی اختلاف ہے تو وہ بھی انہی فروعی امور میں داخل ہے قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر یا کسی حدیث نبوی کی شرح میں اختلاف حقیقتاً اختلاف نہیں کیونکہ قرآن کریم کا کلام الٰہی ہونا اور حدیث کا ارشاد نبوی ہونا سب کو یکساں مسلم ہے۔ اور یہی ہمارے اتفاق ...

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پیشگوئیوں کا بہت بڑا حصہ مجازات و استعارات کا ہوتا ہے

اصل بات یہی ہے کہ جس کو میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ پیشگوئیوں کا بہت بڑا حصہ مجازات اور استعارات کا ہوتا ہے۔ اور کچھ حصہ ظاہری رنگ میں بھی پورا ہو جاتا ہے اور یہی ہمیشہ سے قانون چلا آیا ہے۔ اس سے ہم تو انکار نہیں کرتے۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ اگر مسیح موعود اور مہدی کے متعلق ساری حدیثیں پوری ہوتی ہیں یعنی جو سنیوں کی ہیں وہ بھی اور جو شیعوں کی ہیں وہ بھی علیٰ ہذا القیاس تمام فرقوں کی تو یقیناً یاد رکھو کہ پھر نہ کبھی مسیح آئے گا اور نہ مہدی۔ دیکھو میری ضرورت سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی۔ جب آپ تشریف لائے تو بتاؤ کیا اس وقت سب لوگوں نے آپ کو تسلیم کر لیا تھا؟ اور کیا وہ سارے نشانات جو توریت یا انجیل میں آپ کے لئے رکھے گئے تھے؟ پورے ہو گئے تھے؟ خدا کے واسطے سوچ کر جواب دو۔ اگر وہ ساری روایتیں جو ان میں چلی آتی تھیں اور وہ ساری نشانیاں جو ان کی کتابوں میں پائی جاتی تھیں۔ پوری ہو گئی تھیں۔ تو پھر یہودیوں کو کیا ہو گیا تھا جو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔ یاد رکھو کہ کبھی ساری نشانیاں پوری نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ان میں ایسی بہت سی ہوتی ہیں جو خود بخود تجویز کر لی جاتی ہیں اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جن کا مطلب اور مفہوم کچھ اور رہوتا ہے جبکہ سب یا انبیاؑ زون کا اس کے زمانہ میں انکار کیا گیا اور یہی عذر پیش کیا گیا کہ نشانات پورے نہیں ہوئے تو اس وقت اگر میرا انکار کیا گیا تو اسی سنت پر ان لوگوں نے قدم مارا ہے۔ میں کسی کی زبان انکار تو بند نہیں کر سکتا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ وہ میرے عذرات کو سن کر جواب دیں یونہی باتیں بنانا تو تقوےٰ کے طریق کے خلاف ہے۔ (۳۱ر اگست ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— الحمد للہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اب اچھی ہے صرف علالت کی معمولی کمزوری باقی ہے۔ ۱۳ر جنوری کو نماز جمعہ حضرت ممدوح ہی نے پڑھائی اور ایک نہایت پر معارف اور پاکیزہ خطبہ ارشاد فرمایا جو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کیا جائیگا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو قوم کی رہنمائی کے لئے تا دیر صحت و توانائی کے ساتھ زندہ سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

— ہمارے محترم دوست جناب ایم موسیٰ خانصاحب پلیڈر اڈری کشمیر آجکل گوناگوں مشکلات میں مبتلا ہیں۔ مخالفین ان کے درپے آزار ہیں اور اپنی شرارتوں کی وجہ سے بہت سا نقصان پہنچا چکے ہیں۔ ان کے صاحبزادہ کو ایک سنگین مقدمہ میں ماخوذ کر لیا گیا ہے۔ خانصاحب مذکور ہماری جماعت کے ایک قیمتی اور مخلص فرد ہیں احباب ان کے اور ان کے متعلقین کیلئے خاص طور پر دعا کریں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے۔

— چودھری غضنفر علی خانصاحب بدہلی شدید علیل ہیں ان کیلئے بھی تمام دوست درد دل سے دعائے صحت کریں۔ چودھری صاحب موصوف بھی ہماری جماعت کے نہایت قیمتی فرد ہیں۔

— انتہائی رنج و افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک قدیم رکن جناب شیخ مولا بخش صاحب قریشی ۴ر جنوری کو انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مفصل کیفیت اندرونی صفحات میں درج ہے۔

— جماعت کے جے۔ وی اور ایس۔ وی دوست جو ملازمت کے متلاشی ہوں وہ جلد از جلد مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں:۔
مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب مسلم ہائی اسکول لاہور

تکمیل ایثار اور آغاز کار

سلور جوبلی فنڈ میں احباب و خواتین جماعت نے جس شوق اور سرگرمی سے حصہ لیا ہے اس زمانہ میں یقیناً اس کی کوئی دوسری مثال نہیں مل سکتی۔ ایک غریب و محدود جماعت کا تین ماہ کے قلیل عرصہ میں قریباً دو لاکھ روپیہ دین کے لئے دے ڈالنا کوئی معمولی بات نہیں ہے ــــ یہ ایثار اپنوں اور غیروں سب سے خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔ اشد ترین مخالفین کی زبانیں بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہی ہیں کہ قربانی کی جو روح اس چھوٹی سی غریب جماعت کے اندر ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتی ــــ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس کے فضل کے بغیر کسی کو بھی دین کیلئے قربانی کی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی۔

سلور جوبلی فنڈ ایک خاص غرض کے لئے قائم کیا ہے اور وہ غرض خدمت کیلئے جماعت کا استحکام ہے۔ فراہمی زر ہمارا مقصد نہیں بلکہ ایک مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ اور سامان ہے ضرورت ہے کہ اس مقصد کے لئے بہت جلد سرگرمی سے کام شروع کر دیا جائے۔ لیکن اس کام کی ابتدا کرنے سے قبل اس فنڈ کے متعلق ضروری امور کی تکمیل ضروری ہے۔ جن احباب نے اب تک وعدوں کی رقوم ادا نہیں فرمائیں وہ بہت جلد ادا فرمائیں۔ جن بزرگوں اور دوستوں نے جائداد کے حصہ کی وصیتیں کی ہیں وہ جلد از جلد انجمن کے نام ان کو منتقل کر دیں تاکہ بعد میں کسی قسم کی دقت اور پیچیدگی پیدا نہ ہو۔ اس کے علاوہ بعض احباب اور خواتین نے اب تک اس کار خیر میں شرکت کی سعادت حاصل نہیں کی۔ ان کے لئے ابھی تا حال موقع ہے۔ ان امور کی تکمیل جس قدر جلد ہو جائے اسی قدر جلد ہم اصل کام کی ابتدا کر سکیں گے۔ لہذا ان امور میں تاخیر کرنا اصل مقصد کیلئے بہت غیر مفید اور جماعت کی قربانی کی قدر و قیمت کو کم کرنے کا باعث ہے یہ معروضات ہم قبل ازیں بھی پیش کر چکے ہیں۔

یہ طے شدہ بات ہے کہ سلور جوبلی فنڈ محفوظ سرمایہ ہوگا اور اس کی آمد استحکام جماعت پر خرچ کی جائے گی۔ لیکن اس کی شکل کیا ہوگی اور کن کن کاموں کو شروع کیا جائے گا۔ یہ فیصلہ طلب باتیں ہیں ــــ لیکن یہ فیصلہ مشکل ہے نہ دیر طلب، یہ فوراً ہو سکتا ہے لہذا ہم سب کو مذکورہ بالا کام کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئیے تاکہ زیادہ سے زیادہ چند ہفتوں کے اندر اس کی تکمیل ہو جائے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اب صحتیاب ہو چکے ہیں۔ ہم حضرت ممدوح کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ اس بارہ میں جماعت اور کارکنوں کو ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔

سالِ نو کے خطابات

قبل ازیں سالِ نو کے خطابات کی فہرست کا خلاصہ درج اخبار ہو چکا ہے اس فہرست میں تین اسماء ایسے ہیں جن کا ذکر ہم خصوصیت سے کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ جناب نواب محمد شاہنواز خانصاحب آف ممدوٹ

نواب صاحب ممدوح کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے آپ پنجاب کے بہت بڑے رئیس و زمیندار ہیں۔ پہلے حکومت نظام میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور تھے۔ اس زمانہ میں آپنے جس قابلیت، خلوص، ذمہ داری اور دیانت سے اپنے فرائض کو انجام دیا۔ ان کی نیک یاد اب تک حیدر آباد میں موجود ہے اور انشاء اللہ یوں باقی رہے گی۔ پنجاب تشریف لانے کے بعد آپ نے ہمیشہ مفید قومی تحریکات میں حصہ لیا اور اسلامی کاموں میں بیش بہا مالی امداد دیتے رہتے ہیں۔ عالی خاندان، رئیس ہونے کے علاوہ آپ ایک ذی علم، وضعدار بزرگ اور دور اندیش اور معاملہ فہم رہنما بھی ہیں نوروز پر آپ کو حکومت کی طرف سے سر کا اعلیٰ خطاب دیا گیا ہے۔

۲۔ جناب خواجہ عبد الحمید صاحب ڈپٹی کمشنر کرنال۔ خواجہ صاحب موصوف اپنی دیانت، اعلیٰ انتظامی قابلیت اور معاملہ فہمی کی وجہ سے سرکاری و غیر سرکاری دونوں حلقوں میں نیک شہرت کے مالک ہیں۔ ملازمت کے سلسلہ میں آپ جس ضلع میں بھی گئے ہیں۔ راعی و رعایا کی مفید خدمات انجام دی ہیں اور اپنے فرائض کو ہمیشہ انتہائی غیر جانبداری اور انصاف کے ساتھ ادا کیا ہے اپنی اعلیٰ صفات اور اخلاق کے لحاظ سے آپ ایک معیاری افسر ضلع ہیں۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب ملا ہے۔

۳۔ قاضی سمیع اللہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایگریکلچر گوجرانوالہ

قاضی صاحب موصوف …

قدیم رکن ہیں اور اپنی تحریکات میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتے رہتے ہیں اپنی ذاتی خوبیوں اور اعلیٰ قابلیت و اخلاق کی وجہ سے نہ صرف اپنے محکمہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ بلکہ جہاں کہیں گئے ہیں پبلک بھی آپ کی انتہائی عزت و اکرام کرتی رہی ہے۔ اپنے فرائض کو پوری محنت اور دیانت سے انجام دینا۔ محکمے کی نیکنامی کو قائم رکھنا زراعت پیشہ لوگوں کی ضروری امداد و رہنمائی اور زرعی لحاظ سے صوبہ کی ترقی یہ امور ہمیشہ آپ کے سامنے رہتے ہیں۔ نوروز کی تقریب پر آپ کو خان صاحب کا خطاب ملا ہے۔ ہمارے خیال میں آپکو کم از کم خان بہادر کا خطاب ملنا چاہئیے تھا۔ امید ہے سال گرہ آئندہ یا نوروز کے موقع پر اس فروگذاشت کی تلافی کی جائے گی۔

ہم حکومت کو اس کے انتخاب اور قدردانی پر اور ان معزز اصحاب کو ان کی عزت افزائی پر ایک مرتبہ اور دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

آہ! قریشی مولا بخش صاحب

افسوس حضرت مسیح موعود کی مقدس محفل کے مقدس افراد اب جلد جلد ہم سے جدا ہو رہے ہیں اور یہ ایسا نقصان ہے جس کی تلافی یکسر ناممکن ہے۔ ابھی جناب قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم و مغفور کے غم میں ہماری آنکھیں اشکبار تھیں کہ ایک اور بزرگ ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہو گئے یعنی قریشی مولا بخش صاحب کا ۱۳ جنوری کی سہ پہر کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم خدام اور ہماری جماعت لاہور کے سرکردہ ارکان میں سے تھے۔ خدمات دینی کو نہایت خلوص اور خاموشی سے انجام دینا ان کا شعار تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں شہرت پسند نہیں ہوتی۔ جن کی زبانیں بہت کم حرکت کرتی ہیں لیکن بازو اپنے حلقہ اثر میں ہمیشہ مصروف خدمت رہتے ہیں ــ گذشتہ دس بارہ سال کا عرصہ راقم الحروف کے سامنے ہے مسجد میں کسی کار خیر کیلئے جب کبھی بھی کوئی تحریک ہوتی مرحوم کا نام پہلے لبیک کہنے والوں میں ہوتا تھا۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر ہمیشہ مہمانوں کی خدمت کرتے اور ان کے آرام و آسائش کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔ چند بزرگوں کی معیت میں مطبخ کا انتظام آپ کے سپرد ہوتا تھا۔ پیرانہ سالی کے باوجود آپ اس خدمت کو نہایت مستعدی اور باقاعدگی سے انجام دیتے۔ آپ کی طبیعت جلسہ کے آخری دن ہی خراب ہو گئی۔ چند روز بعد فالج کا حملہ ہوا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ ۱۳ جنوری کی سہ پہر کو انتقال ہو گیا۔ آپ کی ایک عزیزہ جھنگ کے قریب کسی گاؤں میں تھیں۔ ان کے انتظار کی وجہ سے تجہیز و تکفین دوسرے روز عمل میں آئی۔ ۱۵ کو دو بجے جنازہ قبرستان میانی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو پڑھایا۔ جنازہ کے ہمراہ احباب جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر از جماعت احباب بھی تھے۔

اس صدمہ میں ہمیں مرحوم کے صاحبزادہ اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم کوشش کریں گے کہ مرحوم کے حالات زندگی فراہم کر کے اخبار میں درج کریں۔

شاہنامہ احمدیت

جیسا کہ جلسہ سالانہ کی روئیداد میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس موقع پر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی نے مختصر تقریر کے بعد اپنی زیر تصنیف نظم شاہنامہ احمدیت کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سنایا جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ مرزا صاحب موصوف نے اس نظم کا جس قدر حصہ سنایا وہ دیباچہ کے طور پر ہے اور اس میں تحریک احمدیت کے تمام ضروری واقعات …

یہ مولانا صاحب کو بار بار آ گئے ہیں ایام جلسہ میں اور اس کے بعد بھی متعدد دوستوں نے خواہش ظاہر کی کہ شاہنامہ نظم کو ایک چھوٹی سی دیدہ زیب کتاب کی صورت میں چھاپ دیا جائے بعض احباب راولپنڈی نے تو اس کیلئے غیر معمولی اصرار کیا۔ مشورہ ...

شانِ مصلح موعود

مصنفہ شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

شانِ مصلح موعود ایک کتاب ہے جو شیخ عبدالرحمان صاحب مصری . . . نے مصلح موعود کے مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے حال ہی میں تصنیف فرمائی ہے اور میری رائے میں اس مسئلہ پر وہ سب سے زیادہ مفصل اور سب سے زیادہ مبسوط اور بہتر ین کتاب ہے جو اب تک میری نظر سے گذری ہے۔

میاں محمود احمد صاحب کو مصلح موعود بنانے کی کوشش

میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کے آغاز سے ہی یہ مصلح موعود کا فتنہ وجود میں آیا پہلے وہ خود تو خاموش رہے۔ لیکن یار لوگوں نے طرح طرح سے انہیں مصلح موعود بنانے کی کوشش کی ہاں یہ سچ ہے کہ میاں صاحب موصوف ان کی کوششوں کو نظر استحسان سے ضرور دیکھتے رہے اسی لئے چپ بھی رہے ورنہ روک سکتے تھے کہ یہ کیا فتنہ انگیزی ہے علی سنت گواہ چست۔ مجھے خود کچھ پتہ نہیں لگتا اور تم ہو کہ زبردستی مصلح موعود کی پیشگوئی مجھ پر چپکائے چلے جا رہے ہو۔ کیا موعود اسی طرح آیا کرتے ہیں کہ یار لوگ مل ملا کر جس پر ایک پیشگوئی چسپاں کر دیں وہ موعود بن گیا۔ مگر نہیں۔ میاں صاحب چپ رہے۔ انہوں نے غالباً خیال کیا ہوگا کہ چلو قوم کی طبیعت اسی میں بہلتی ہے تو اس کھلونے سے اسے کھیلنے دو۔ اور یہ رستہ تو ان کا اپنا ہی بتایا ہوا تھا۔ چار یاروں نے جب دھاچوکڑی مچا کر انہیں خلیفہ بنا دیا تھا تو وہ خدا کا خلیفہ ہونے کے مدعی بن گئے اسے اب کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ جس پر بیجا اعتراضات کرنا بھی عذاب کا مستوجب بنا دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس کوشش کی طرف توجہ کرنے کی تین وجوہ

خیر رفتہ رفتہ میاں صاحب کھلم کھلا اس طرف آ گئے۔ پہلے تو دبی زبان سے مصلح موعود بنے۔ پھر وہ وقت بھی آ گیا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کو چیر پھاڑ کر الوصیت والا موعود الگ کر کے خود بدولت مصلح موعود بن ہی بیٹھے۔ خدا کے فضل و کرم سے مجھے کبھی اس بات کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ اس طرف توجہ کی جائے اور نہ کبھی ملتِ محمودیہ کی اس تگ و دو کو میں نے کسی وقعت کی نگاہ سے ہی دیکھا اس کی کئی وجوہات تھیں۔

پہلی وجہ

پہلی وجہ تو یہ کہ ہم نے حضرت اقدس مرزا صاحب کو اس زمانہ کا مصلح موعود مانا تھا اور قرآن و حدیث کے ماتحت مانا تھا۔ خلیفہ مانا تھا۔ مجدد مانا تھا۔ مسیح موعود و مہدی معہود مانا تھا۔ ہم نے آنحضرت صلعم کے حکم کی اطاعت میں یہ سب کچھ کیا تھا۔ اس کے بعد شرعاً کسی اور موعود کے ماننے کے ہم مکلف نہیں پھر ہم سے بار بار مختلف شخصیتوں کا اپنا وجود منوانے کی کوشش کرنا کیا معنے؟ جب صدی کا سر آئے گا۔ اور کوئی جیسے گا تو پھر مجدد ماننے کا سوال درپیش ہوگا۔ بالفعل بفضلہ تعالیٰ فرمان نبوی کی اطاعت ہو چکی، پس یہ آئے دن کے موعودوں کے ماننے کا گورکھ دھندہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ کام کچھ نہ کرو اور موعودوں کو مانتے چلے جاؤ۔ یہ تو انسان پرستی کی بنیاد ہے جو استوار کی جا رہی ہے۔ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو بھی اس لئے مانا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ اس موعود کو مان کر اس کی اطاعت کرنا اگر یہ حکم نہ ہوتا تو ہم اس کے بھی مکلف نہ ہوتے۔ ہم تو دین کو اللہ اور رسول کے حکموں کے مترادف سمجھتے ہیں۔ جیسے خدا اور رسول حکم دیں گے اسے مانیں گے۔ باقی خیر صلا ہے۔ کوئی ہوا میں اڑتا پھرے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ کسی صدی کے سر پر کوئی شخص مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا۔ اور دعویٰ ہی نہیں کوئی خدمت دین کر کے بھی دکھاتا جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے کر کے دکھائی تھی پھر کہتا کہ میں فلاں فلاں پیشگوئی کا مصداق ہوں تو خیر اس پر توجہ بھی کی جا سکتی تھی۔ لیکن ابھی اگلا مصلح موعود دنیا سے گیا ہے۔ ابھی اس کا پھیلایا ہوا کام ادھورا ہی پڑا ہے اور ایک اور مصلح موعود صاحب تشریف لئے چلے آ رہے ہیں۔ کہ مجھے مانو تو خیریت ہے۔ ورنہ دوزخ کا دروازہ وہ سامنے کھلا پڑا ہے۔ فرمائیے مذہب ایک مذاق بن کر رہ گیا یا نہیں؟

دوسری وجہ

(۲) دوسری وجہ یہ کہ میں جانتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں تمام عمر یہ پیشگوئی موجب ابتلا رہی پہلے اسے آپ نے بشیر اول پر لگایا وہ فوت ہو گیا۔ پھر مبارک احمد پر لگایا وہ فوت ہو گیا۔ پھر کسی پر نہیں لگایا۔ حوالہ بخدا کر دیا۔ میاں محمود احمد صاحب۔ میاں بشیر احمد صاحب۔ میاں شریف احمد صاحب پر کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ نے اس پیشگوئی کو نہیں لگایا۔ آپ کا تو دھیان تک اس طرف نہیں گیا۔ پھر محمودیوں کا میاں محمود احمد صاحب پر کھینچ تان کر اسے لگانا کتنی بڑی جرأت ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود سے تو اس کا صحیح مصداق تلاش کرنے میں تمام عمر غلطیاں ہوتی رہیں لیکن یہ سپوت اس معاملہ میں غلطی نہیں کر سکتے۔ جس پر یہ ہاتھ دھر دیں گے وہی مصلح موعود بن جائے گا۔ نہ معلوم ان خدا کے لاڈلوں میں یہ خدائی خاصیت کب سے آ گئی شائد جب سے میاں صاحب کو خلیفہ بنایا ہے!

تیسری وجہ

(۳) تیسری وجہ یہ کہ میں جانتا تھا کہ جس شخص کے عقائد غلط ہوں اعمال غلط ہوں وہ مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ عقائد یہ ہوں کہ تمام دنیا کے مسلمان کلمہ گو اہل قبلہ سب کافر خارج از اسلام ہیں خواہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہیں سنا۔ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنیوالا نہیں ہے۔ بلکہ اپنی مہر سے نبوت جاری کرنیوالا ہے اور نبوت بھی ایسی جاری کرنیوالا جس سے اپنی نبوت پر خط تنسیخ پھر جائے۔ کیونکہ اب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ماننے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور غلط اعمال یہ ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کو اس نے پارہ پارہ کر کے پامال کر دیا ہو جمہوریت کو چھوڑ کر استبداد یت قائم کی ہو۔ ایسا شخص مصلح موعود نہیں ہو سکتا بلکہ اسے اسلام میں ایک بڑا اجباری فتنہ کا موجب قرار دیا جا سکتا ہے۔

میاں صاحب کو مصلح موعود ثابت کرنے کے لئے ان کے مریدوں کی افسوسناک حرکتیں

غرضیکہ اسی قسم کی وجوہات کی بناء پر میں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں کی۔ مصری صاحب کی کتاب شانِ مصلح موعود پڑھی تو پتہ لگا کہ میاں صاحب کو مصلح موعود بنانے کے لئے ان کے نمکخواروں نے حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی کیسی کیسی رکیک تاویلیں کی ہیں کہ مکفر ملاؤں کے بھی کان کتر دئے۔ حضرت صاحب کی تحریروں میں ایک ایک لفظ کو پکڑ کر وہ بندی کی چندی نکالی ہے۔ اور وہ وہ تحریف معنوی کی ہے کہ سمجھ نہیں آتا کہ یہ قوم جو حق پرستی کے لئے بنی تھی کدھر جا پڑی۔ حضرت صاحب کی مختلف تحریروں کو جن میں آپ نے اجتہادات سے کام لیا ہے خدا کے کلام قرآن مجید کا درجہ دے دیا ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ پر ایمان لاؤ ورنہ تم مسیح موعود کے دشمن اور منافق اور خدا جانے کیا کیا ہو۔ کیا صحیح مقولہ ہے کہ گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی۔ انسان کے کلام کو خدا کے کلام کا درجہ دینا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟

مصری صاحب کی قابلِ تعریف محنت

اس کتاب کو پڑھکر مصری صاحب کی محنت کی داد دینی پڑتی ہے جو ان کی بحثوں پر اتر آنے والی قوم سے خوب نبٹے ہیں اور ان کے سارے تار و پود کو بکھیر کر رکھدیا ہے۔ اور اسی ضمن میں بعض باتیں ایسی نئی اور بعض خیالات ایسے اچھوتے ان کی قلم سے نکل گئے ہیں کہ بے اختیار دل سے نعرہ تحسین و آفرین بلند ہونے لگتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ انہوں نے بڑی ایمانی جرأت سے کام لیکر جہاں اس معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے اجتہادات کی بعض غلطیوں کو نمایاں کر کے دکھلایا ہے وہاں آپ کے الہامات کی تشریح ایسی خوبصورت کی ہے کہ آپ کے الہامات پر ایمان بڑھ جاتا ہے اور خدا کے اور انسان کے کلام کا فرق بیّن نظر آنے لگتا ہے۔ ان کا دماغ ریسرچ کے کام کے لئے بہت موزوں معلوم ہوتا ہے۔ اور میری تو دعا ہے کہ وہ اس قادیانی مزعومہ خلافت کی پیچیدگیوں اور الجھنوں سے نکل کر صحیح خدمت دین میں لگ جائیں تو اسلام اور احمدیت کے لئے بہت مفید کام کر سکیں۔ اس کتاب میں دو تین جگہ ایسی بھی ہیں جن سے مجھے اختلاف ہے۔ مگر اصل پیشگوئی سے ان امور کا کوئی تعلق نہیں۔ اصل پیشگوئی جس طرح پر صاف کی گئی ہے وہ نہایت قابل قدر ہے اور میری اپنے دوستوں سے یہ خواہش ہے کہ اس کتاب کو کثیر تعداد میں قادیانی دوستوں میں مفت تقسیم کیا جائے شاید کسی سعید روح کو نفع پہنچ جائے۔ وباللہ التوفیق۔ ساڑھے تین سو صفحوں کی کتاب کی قیمت ۲ روپے بہت کم ہے۔ مفت تقسیم کرنے کے لئے قیمت اور بھی کم ہے یعنی ۱ روپے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

ظفرت بقائل الخطاب فامسسنہ کہ میرے باپ کا قاتل یہاں میرے ہاتھ آئے تو اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ شاہ ہے کہ عرب میں اگر دو شخص جھگڑ رہے ہوں تو ایک تیسرا شخص درمیان پڑھ کر انہیں خاموش کرا دینا۔ ہے قوموں میں وحدت و اخوت اور امن و سلامتی پیدا کرنے کا جو کام اسلام نے کر دکھلایا ہے وہ ایک ایسی مسلمہ خوبی ہے کہ اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب

کے درسِ قرآن کریم کے نوٹ

بروز اتوار بتاریخ ۸ جنوری ۳۹ء

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔

خدا تعالیٰ نے نبیوں سے اور ان کے ذریعہ ان کی امتوں سے یہ اقرار لیا کہ جب ایک ایسا عظیم الشان رسول آئے جو تمہارے انبیاء کی تصدیق کرتا ہو۔ تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کی خبر تمام انبیاء عالم کو دی گئی۔ آنحضرت کا تصدیق کرنا دو طرح پر ہے یعنی ایک تو اس لحاظ سے ہے کہ آپ کی بعثت سے ان پیشگوئیوں پر مہر صداقت ثبت ہوتی ہے جو انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں اس رسول کی نسبت آئی ہیں اور دوم اس طرح تصدیق ہوتی ہے کہ آپ نے یہ تعلیم اپنے پیروؤں کو دی کہ تمام انبیاء عالم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تسلیم کرو۔ یہ شرف صرف ایک ہی کتاب اور ایک ہی رسول کو حاصل ہے کہ اس نے وحدت بنی نوع کی خاطر دو عظیم الشان اصولوں کی تلقین کی اسلام نے اگر ایک طرف توحید باری تعالیٰ جیسے بنیادی مسئلہ کو مضبوط کیا تو دوسری طرف جملہ مصلحین عالم پر ایمان لانے کو دین کا دوسرا ستون قرار دیا۔ اور اس طرح اقوام دنیا کے اندر صلح و امن کی بنیاد قائم کر دی۔

لتؤمنن بہ ولتنصرنہ

تمام انبیاء اور تمام مامورین اور مصلحین کے لئے ایک ہی قاعدہ مقرر ہے۔ یعنی یہ کہ ان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک قوم ان کی مدد کے لئے کھڑی ہو جائے۔ مامور کے مقاصد کی تکمیل کا انحصار قوم کی اعانت و نصرت پر ہوتا ہے، ایمان لانے سے مطلب صرف صادق انسان تسلیم کرنا ہی نہیں بلکہ جب تک اس ایمان کو عمل میں لا کر ایسی جان نثار قوم کھڑی نہ ہو جو مامور کی راہ میں جان و مال قربان کرنے کو تیار ہو تب تک وہ نتائج مترتب نہیں ہو سکتے جو کامل ایمان کا ثمرہ ہیں۔

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا و کرھا

اسلام کے معنے فرمانبرداری اور اسلم کے معنے یہیں جو خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہو۔ اسلام نہ صرف جملہ انبیاء عالم کا ہی مذہب ہے بلکہ کل کائنات اسی قانون کے ماتحت ہے۔ خدا تعالیٰ کے قوانین کی تابعداری کون نہیں کرتا خواہ اپنی خوشی سے یا با دل نخواستہ۔ یہ قرآن کا کمال ہے کہ اپنے پیروؤں کو وہ نام دیا جسے ہر کس و ناکس پسند کرنے پر مجبور ہے۔ ایک دفعہ ایک ہندو صاحب سے جو بڑے متعصب ہوتے ملاقات ہوئی میرے ساتھ ایک دوست تھے جنہوں نے مجھے یہ کہا کہ اگر آپ اس ہندو کو مسلمان کریں تو جب بات سمجھوں میں نے اس ہندو صاحب سے پوچھا کہ کیوں صاحب آپ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں یا نہ۔ اس نے کہا کیوں نہیں خدا تعالیٰ کے احکام کی تابعداری ہی ہمارا فرض ہے میں نے کہا کہ اس بات کو عربی زبان میں اسلام لانا کہتے ہیں۔ اسی طرح بہت سی مثالیں موجود ہیں جہاں غیر مذاہب کے اشخاص مجبور ہو جاتے ہیں کہ تسلیم کریں کہ لفظ اسلام سے بڑھ کر اور کوئی لفظ اس تعلق کو ظاہر نہیں کرتا جو بندہ کو اپنے معبود سے ہونا چاہیئے۔ حال ہی میں وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں جو جلسہ کانفرنس مذاہب ہوا اس میں آخری مقرر نے جو امریکہ کے پادری صاحب تھے یہ اقرار کیا کہ انہوں نے بڑی جستجو کی لیکن انہیں لفظ اسلام سے زیادہ خوبصورت اور کوئی لفظ نہیں مل سکا جسے وہ اپنے لئے استعمال کریں جس کے ذریعے وہ اپنا مافی الضمیر اور معبود حقیقی سے تعلق کا اظہار پورا پورا کر سکیں۔

بروز سوموار بتاریخ ۹ جنوری ۳۹ء

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

اس رکوع میں اس شے کا ذکر فرمایا ہے جس سے قوم کی اصل تعمیر کا کام ہوتا ہے۔ انسان کو اس کا مال سب سے محبوب شے ہے اور جب تک یہ پیاری شے قوم کی راہ میں قربان نہ کی جائے تب تک کوئی قوم بن نہیں سکتی۔ یہ کمال آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں بے دریغ صرف کر دیا۔ اسی لئے ابتداء میں مسلمان قوم کی ترقی ایسی سرعت رفتاری سے عمل میں آئی۔

سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا تازہ ثبوت

اس سال ہماری جماعت نے بھی اپنی زندگی اور سلسلہ کی صداقت کا ثبوت اپنے عمل سے دکھلایا ہے مالی قربانی کی جو رنگ ہماری جماعت نے پیش کی ہے اس کی دوسری نظیر نہیں۔ یہاں تک کہ موافق تو موافق مخالف بھی حیران ہے کہ کیونکر ایک قلیل و ناتوان اور غریب جماعت نے اس قدر تھوڑے عرصہ میں یہ بے بہا قربانی کی مثال قائم کر کے دکھلائی ہے یقین سمجھو کہ یہ کامیابی کی روح ہے یہی مخالفوں پر ایک سکتہ اور موت طاری کرتی ہے۔

ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم

قرآن کریم نے متعدد بار ذکر فرمایا ہے، کس طرح لوگ اپنے پیشواؤں اور بیروؤں کی اندھا دھند تقلید کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ حق بات کو شناخت کرتے ہوئے بھی اس کی قبولیت کی توفیق اس لئے نہیں ملتی کہ وہ بات ان کے مروجہ عقائد و رسوم کے خلاف ہوتی ہے پھر عام لوگ اس امر میں بھی تمیز نہیں کر سکتے کہ دین میں کونسی بات بمنزلہ اصل کے ہے اور کونسی فرع کے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں اور تنازعوں میں وقت ضائع ہوتا ہے۔

مثلاً آنحضرت صلعم کے وقت یہودیوں نے اسلام سے منافرت کے لئے یہ بات پھیلا رکھی تھی کہ باوجودیکہ آنحضرت کا دعویٰ یہودی مذہب کی تصدیق کا ہے مگر برخلاف اس کے آپ اونٹ کا گوشت حلال قرار دیتے ہیں اب یہ بات کیسی مضحکہ خیز ہے کہ اولاً تو ایک ایسی بات کو دین کا اصل قرار دے کر اس پر صداقت کے پرکھ کا معیار قائم کیا جائے لیکن اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ خود یہودی شریعت میں کسی جگہ اونٹ کی حرمت بیان نہیں ہوئی اسی لئے فرمایا

الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ

اونٹ کا کھانا حضرت یعقوبؑ نے خود چھوڑا دیا تھا مگر اسے تم نے شریعت کا حکم بنا لیا حالانکہ خدا نے کسی جگہ تورات میں حرمت کا کوئی حکم نہیں نازل کیا کسی پیغمبر کا فعل بھی شریعت کا حکم نہیں رکھتا جب تک وحی الٰہی سے اس کی تصدیق نہ ہو۔ اسی بارہ میں قرآن نے اس قدر وعید سے بار بار ذکر کیا **ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الخاسرون۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام۔**

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین

کعبۃ اللہ کی نسبت جو اس وادی غیر ذی زرع میں واقع ہے ایک عظیم الشان دعویٰ کیا گیا ہے یعنی یہ کہ یہ گھر مرجع خلائق ہوگا اگر کسی زرخیز ملک کے اندر کوئی خوبصورت شہر آباد ہوتا جہاں قدرت کے مناظر کی دلفریبی اپنی کشش کے سامان وافر رکھتی اور انسان کی صناعی و ایجاد کی اشیاء موجود ہوتیں تو شاید ایسے مقام کے لئے اس قسم کا دعویٰ تو کیا جا سکتا تھا مگر ایک ریگستان میں ایک بے آباد جگہ کے لئے جہاں نہ قدرت کے مناظر موجود ہیں نہ انسان کے ایجاد کردہ خوبصورتی و دلکشی کے سامان مہیا اس کی نسبت کیونکر ایسا دعویٰ کیا جا سکتا تھا کہ دنیا جہان کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ کے لوگ یہاں ہمیشہ جمع ہو کر ہدایت کے چشمہ سے سیراب ہونگے؟ کیا یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی نہیں جو انسانی طاقتوں سے مافوق ہے؟

اس پیشگوئی کی صداقت کس طرح پوری ہو رہی ہے

اس پیشگوئی کی صداقت کیونکر پوری ہوتی رہی ہے یوروپ میں مناظر قدرت بھی نہایت دلفریب موجود ہیں اور انسان نے اپنے کمال سے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ بھی بلند عمارتوں اور خوبصورت نظاروں کی شکل میں میسر ہے روما میں مذہبی دلربائی و کشش پیدا کرنے کے لئے ایک عظیم الشان گرجا جو پیٹرس کا گرجا کہلاتا ہے تعمیر کیا گیا جس پر بے بہا سیم و زر صرف کیا گیا ہے لیکن آج اس گرجا میں کوئی عبادت نہیں ہوتی، ظاہری رنگ میں تو یوں گرجوں کی کشش نہیں رہی اور باطنی طور پر مذہب عیسائیت کو آج کوئی معقول انسان قبول نہیں کرتا۔ اس کے بالمقابل اسلام کے گھر اور اسلام کے اصولوں کی حالت ملاحظہ ہو حج کے موقعہ پر تو بیشمار مخلوق خدا کے گھر پر ہر اطراف و اکناف عالم سے جمع ہوتی ہی ہے مگر اس کے علاوہ بارہ مہینے ہی کعبۃ اللہ کے گرد زائرین جمع رہتے ہیں حضرت مولانا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ جب میں وہاں مقیم تھا تو ہر چند میں نے ایسے موقع کی تلاش کی کسی وقت اکیلا کعبۃ اللہ ہوں تو صرف ایک موقع ملا جس میں اکیلا وہاں تھا میں نے ایک جامع دعا مانگی کہ جب کبھی میں دعا مانگا کروں تو میری دعا قبول ہوا کرے پھر باطنی رنگ میں اسلام نے جو سبق عملی رنگ میں وحدت نسل انسانی کا سکھلایا ہے وہ کسی دوسری جگہ مل نہیں سکتا آج یورپ اسلام کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور صدیوں سے اسی کوشش میں ہے مگر وہ خود اپنی اقوام کے اندر بجز منافرت وحسد کے اور کچھ پیدا نہیں کر سکا اسے یہ کیونکر میسر ہو سکتا ہے کہ وحدت بنی نوع کا سبق دنیا کو سکھلا سکے۔

مقام ابراھیم

آنحضرت صلعم کی بے نفسی اور فراخدلی کا اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا کہ آپ نے بجائے اپنی مسجد نبوی کو کعبہ بنانے کے حضرت ابراہیم کے مقام کو یہ عزت و شرف دیا۔ اس لئے کہ وہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کے جد امجد اور پیشوا تھے ان کے مقام پر اور ان کے استوار کردہ کعبہ پر لوگوں کو جمع کر دیا

ومن دخلہ کان آمنا

یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ کعبۃ اللہ تمام جھگڑوں اور لڑائیوں سے پاک رہے گا۔ چنانچہ آج بھی وہاں جانور تک محفوظ ہیں اگر کعبۃ اللہ کے اندر قاتل چلا جائے تو اسے بھی امن حاصل ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا لو

(باقی صـ۳ پر)

خدمت دین و اشاعت قرآن کی جوبلی

جماعت لاہور و قادیان کے کام کا موازنہ۔ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا زبردست نشان

خطبہ جمعہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

واتل علیھم نبا ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا .... یتقبل اللہ من المتقین (المائدہ ۵: ۲۷)

ترجمہ:- اور ان پر آدم کے دو بیٹوں کی خبر حق کے ساتھ پڑھ دو۔ جب انہوں نے کوئی قربانی پیش کی۔ سو وہ ان دونوں میں سے ایک سے قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی۔ اس نے کہا۔ میں ضرور تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا اللہ صرف متقیوں سے قبول کرتا ہے۔

حضرت آدم کے دو بیٹوں کا ذکر

آدم کے دو بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے کوئی ذریعہ اختیار کیا ـــــ کوئی قربانی کی۔ ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس دوسرے نے جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی پہلے سے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اس آیت کا مضمون تو اسی قدر ہے لیکن اس کے متعلق مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ مثلاً حضرت آدم کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ یہ ان کا قصہ ہے۔ دونوں نے قربانی دی۔ ایک کی قربانی کے لئے قبولیت کا نشان ظاہر ہو گیا لیکن دوسرے کی قربانی کے لئے نہ ہوا۔ اس پر اس نے حسد کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھے قتل کر دونگا۔

اس قصہ کے افراد کون تھے؟

یہ سچ مچ حضرت آدم کے صلبی بیٹے تھے یا نہیں تھے۔ یا اور کوئی دو انسان تھے۔ کیونکہ ویسے تو ہر انسان کو آدم کا بیٹا کہا جا سکتا ہے آخر تمام انسان انہی کی اولاد ہیں۔ یا قرآن کریم نے یہ واقعہ مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے اس بحث میں پڑنیکی چنداں ضرورت نہیں

لفظ قربان کے معنی

قربان کا لفظ زبان عربی میں اس ذریعہ پر بولا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا جائے۔ ہماری زبان کا جو مشہور لفظ قربانی ہے اس کو بھی اس لئے قربانی کہا جاتا ہے۔ کہ انسان اپنے ایک فعل سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ کوئی محدود نظارہ نہیں

اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر۔ دو انسان ایک ہی قسم کا کام کرتے ہیں یا ایک ہی قسم کی کوشش یا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایک کا کام قبول ہو جاتا ہے دوسرے کا قبول نہیں ہوتا ـــــ یہ کوئی محدود نظارہ نہیں بلکہ آئے دن اس قسم کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود اور علما کی قربانیوں کے نتائج

ہمارے زمانے کے اسی قسم کے ایک واقعہ کو دیکھ لیجئے۔ حضرت مسیح موعود دعویٰ کرتے ہیں۔ ادھر ان کے بالمقابل علما کی ایک بہت بڑی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ دونوں گروہ اپنے اپنے رنگ میں خدمت اسلام کا کام کرتے ہیں یا اپنے اپنے طریق پر قرب الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود اور آپ کے ساتھ والے چند لوگ ایک راستے پر چلتے ہیں اور اسلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے ذریعے سے قرب الٰہی تلاش کرتے ہیں۔ علما ان کو برباد کرنا ہی سب سے بڑی خدمت اسلام سمجھتے ہیں اور اسی رستے سے قرب الٰہی تلاش کرتے ہیں ـــــ علما ناکام رہے لیکن حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے زبردست قبولیت عطا فرمائی۔ مخالفوں کی طرف سے بعید کوششیں ہوئیں کہ آپ کی طرف کوئی رجوع نہ کرے لیکن اس کے باوجود انسانوں کا رجوع ہوا۔ آپ کی نیک شہرت دنیا میں پھیلتی گئی۔ لوگ آپ کی جماعت میں داخل ہوگئے ـــــ یہی نشان تھا کہ ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسروں کی کوشش اکارت گئی اور اس سے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کے دو گروہوں کی قربانیوں کے نتائج

اس کے بعد مجھے اپنی جماعت یعنی حضرت مسیح موعود کے پیروؤں کی جماعت کے دو گروہوں میں یہ نقشہ نظر آتا ہے۔ ایک زمانہ ایسا آیا کہ اس جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے دو گروہ ہو گئے۔ اور جگہ تو قربانی کے ذرائع بھی مختلف تھے مقصد بھی مختلف تھے لیکن یہاں تو شاید دونوں گروہ قربانی کا ذریعہ بھی ایک ہی اختیار کرتے ہیں۔

انگریزی ترجمہ قرآن کی اشاعت حضرت صاحب کی دلی خواہش تھی

جب ہم قادیان سے نکلے تو غالباً تین سو آدمی تھے یا شاید چار ہوں گے ـــــ البتہ ایک چیز ہمارے ہاتھ میں تھی اور وہ تھا قرآن شریف۔ جب قرآن شریف لیکر ہم یہاں لاہور میں آگئے تو دوسرے گروہ کی طرف سے بھی اعلان ہوا کہ ہم اس انگریزی ترجمہ قرآن کی یا پروا کرتے ہیں۔ ہم ایک پارہ ماہوار کے حساب سے اس کام کو حصہ بہ حصہ ختم کر لیں گے اور ایک پارہ انگریزی ترجمہ کا وہاں سے شائع بھی ہوا۔ اور انگریزی ترجمہ قرآن وہ کام ہے جس کی خواہش کا اظہار حضرت مسیح موعود نے ۱۸۹۱ء میں اپنے دعوے کے ساتھ ہی کیا۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں آپ فرماتے ہیں کہ:-

"اگر قوم بدل وجان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکیگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے"۔

یورپ میں اشاعت اسلام حضرت مسیح موعود کا سب سے بڑا مقصد تھا

اصل میں آپ جس کام کے لئے مبعوث ہوئے تھے وہ تھا یورپ یا مغرب کی قوموں کو اسلام کے آگے جھکانا اور اس نور کو ان تک پہنچانا۔ یاجوج ماجوج اور دجال وغیرہ کے متعلق پیشگوئیوں کے مصداق یہی لوگ تھے اور حضرت مسیح موعود دجال کی ہلاکت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کئے گئے تھے۔ اس ہلاکت کا مطلب انسانوں کی ہلاکت نہ تھی بلکہ باطل اور جھوٹ کی ہلاکت تھی انسان زندہ رہ جائیں لیکن گمراہی وجہالت کی بجائے نیکی اور راستی کے راستے پر آجائیں۔ غرضیکہ اقوام یورپ میں اسلام کی اشاعت حضرت مسیح موعود کا سب سے بڑا مقصد تھا اور اس کے لئے مغربی زبانوں میں قرآن کریم کی اشاعت و تراجم نہایت ضروری چیز ہے اور اپنے دعوے کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود نے اس خواہش کا اظہار کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ "یہ میرا کام ہے دوسرے سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکیگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ ہی میں داخل ہے"۔ ظاہر بات ہے کہ دونوں جماعتوں میں کوئی بھی اختلافات ہوں لیکن نصب العین دونوں کا وہی ہونا چاہیئے۔ جو کہ حضرت مسیح موعود کی تڑپ اور خواہش تھی۔ کیونکہ آخر دونوں آپ ہی کے پیرو ہونے کے دعویدار ہیں۔

ہماری اور قادیانی جماعت کے اعلانات

خیر ادھر قادیان سے اعلان ہو چکا تھا۔ یہاں سے یہ اعلان ہوا کہ قرآن کریم کے ترجمے کا کچھ کام تو ہو چکا ہے۔ باقی کی تکمیل ہو رہی ہے لیکن اس کے آگے مرحلہ روپے کا ہے ـــــ روپے کا انتظام بے کسی کے اختیار کا کام نہ تھا۔ خاص کر ایک ایسی جماعت کے لئے جس کے وجود میں آئے چند روز ہی ہوئے ہوں۔ اختلافات کے ڈیڑھ ماہ بعد تک تو ہم نے کوئی انجمن قائم نہ کی کہ شاید مصالحت کی کوئی صورت نکل آئے لیکن یہ توقع پوری نہ ہوئی اس عرصہ میں قادیان کے مبلغین گروہ در گروہ جماعتوں میں چکر لگا رہے تھے۔ اس وقت لوگوں سے بیعت لینا بھی کچھ مشکل نہ تھا۔ قادیان کا مرکز، ادھر حضرت مسیح موعود کا بیٹا، ادھر حضرت صاحب کی قبر وہاں شاید اس سے زیادہ چیز کی تلاش بھی اس وقت عام لوگوں کو نہ تھی ـــــ پھر دوسرے گروہ کو بہت سی آسانیاں بھی تھیں۔ مرکز ان کے قبضے میں، تمام دفاتر اور سامان ان کے قبضے میں۔ کارکنوں اور مبلغوں کے گروہ ان کے قبضے میں۔

لاہور میں انجمن کا قیام اور ابتدائی بے سروسامانی

ان حالات میں ہم نے قادیان والوں کی طرف سے مایوس ہو کر منظم ہو کر کام کرنے کی بنیاد ڈالی۔ دوستوں کو مشورہ کے لئے بلایا۔ اس پر کل ۹۰ آدمی آئے ان کے مشورہ سے ایک انجمن بنائی اور کام شروع ہوا۔ آج ہی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے مجھے یاد دلایا کہ اس وقت انجمن کا کاروبار چلانے کیلئے جو چندہ ہوا تھا اس کی کل میزان ۳۲۵ روپے تھی۔ یہ تھی اس وقت ہماری کل پونجی جس انجمن کی بالکل ابتدائی حالت ہو۔ اس کے پاس روپیہ نہ ہو، کارکن نہ ہوں اس کی کیا کیفیت ہوگی۔

انگریزی ترجمہ قرآن کی اشاعت اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا ایک نشان ہے

لیکن اسی حالت میں انجمن نے انگریزی ترجمۃ القرآن جیسے عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کیلئے اعلان کیا۔ اصل میں شروع میں دو ہی کام ہمارے سامنے تھے۔ ایک یہ انگریزی ترجمہ قرآن کا کام، دوسرے ووکنگ مشن۔ ہم ان کاموں کی اہمیت یہاں تک سمجھتے تھے کہ ووکنگ کیلئے فوراً مولوی صدر الدین صاحب کو انگلستان

روانہ کیا گیا۔ دوسرا کام تھا یہ قرآن شریف کا ترجمہ۔ اس پر بھی بہت زیادہ محنت ہونے لگی۔ یہاں تک کہ دوسرے کاموں کی طرف بھی ہم توجہ نہ دے سکے۔ اس وجہ سے شاید ہم الزام کے نیچے بھی ہیں کہ اس وقت اگر ترجمہ قرآن کی بجائے جماعت سازی کی طرف توجہ کرتے تو ہم اس قدر قلت میں نہ ہوتے۔ لیکن ترجمہ قرآن کی ضرورت نے ہمکو دوسرے کاموں سے روکے رکھا۔ اتنی چھوٹی سی جماعت اور اتنا عظیم الشان کام آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی بڑی جماعت بھی ہوتی تو اس کے لئے اس کام کو انجام دینے کے لئے فنڈ کا فراہم کرنا آسان نہ ہوتا۔ ہم تو تھے ہی گنتی کے آدمی لیکن یہیں آکر اللہ تعالیٰ کی قبولیت ظاہر ہوتی ہے۔ جو بات ہمارے وہم اور گمان میں بھی نہ تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ہاتھوں سے انجام پاگئی۔

خلیفہ قادیان کا فتوے قتل

دوسری طرف پچیس سال گزر گئے اور ان سے اب تک یہ کام نہیں ہو سکا۔ فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر ایک کی قربانی قبول ہو گئی دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ یہ خدا کے کام ہیں اس میں انسان کا کوئی دخل نہیں۔ انہی ایام میں ایک فتویٰ قادیان سے نکلا۔ میاں صاحب کی اپنی ایک تحریر رسالہ "تشحیذ الاذہان" میں چھپی جس میں لکھا کہ جب ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرا بیعت لے تو وہ واجب القتل ہوتا ہے۔ یہی لاتعلقی ہی ایک پیر پرست جماعت ... جو کہ اپنے پیر کے آگے کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتی بعید نہ تھا کہ ان الفاظ کو عملی جامہ پہنا دیتی۔

انگریزی ترجمہ قرآن کی اشاعت کی مختصر کیفیت

لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا وہ ہم ناکاروں سے کچھ کام لینا چاہتا تھا۔ یہ قتل کا فتوے تو یونہی پڑا رہا۔ اور بے سروسامانی کے باوجود اختلاف کے چار سال بعد ۱۹۱۷ء میں ہمارا ترجمہ مکمل شائع ہو گیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا نشان اور اس کی نصرت اسی رنگ میں ظاہر ہوا کرتی ہے کہ دلوں پر تصرف ہو جاتا ہے۔ قلوب کے اندر ایک تحریک اور تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے —— یہ خدا کے سوا اور کسی کے اختیار کی بات نہیں ۱۹۱۷ء میں اس ترجمہ کا پہلا ایڈیشن پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ اور دو سال کے اندر ختم ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرا ایڈیشن گیارہ ہزار کی تعداد میں چھپا اب تیسرا ایڈیشن چل رہا ہے۔ پھر چھوٹا ایڈیشن پہلے پانچ ہزار چھپا پھر گیارہ ہزار چھپا

قادیانی جماعت کی ناکامی اور محرومی عمل

دوسری طرف بڑے بڑے اعلان اور دعوے ہوتے آج پچیس سال گزر گئے لیکن قادیان کا ترجمہ اب تک نہ چھپا۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ ترجمہ کہاں ہے اور کب چھپیگا —— ایسے وہ لوگ کہتے ہیں کہ ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ قریباً تین سال کا عرصہ ہوا قادیانی جماعت کے ایک بزرگ اس غرض سے ولایت گئے تھے کہ مسودہ کی نظرثانی کرا کے اسے مطبع میں دے آئیں۔ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے وہ یہ ہے کہ اس تین سال کے اندر نظرثانی کا کام نہیں ہو سکا اور نہ ہی اب تک یہ ترجمہ مطبع میں پہنچا ہے اور وہ بزرگ واپس ہندوستان آ گئے ہیں۔ حالانکہ انگریزی ترجمہ کی نظرثانی کوئی اتنا بڑا کام نہ تھا۔ ہمارے اس جرمن ترجمہ کی نظرثانی کے لئے مولانا صدرالدین صاحب جرمنی گئے تھے اور چھ ماہ کے اندر اس کام کو ختم کر کے مسودہ پریس میں دے آئے۔ برلن سے آخری اطلاع جو موصول ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک جرمن ترجمہ کے ۲۶ پارے طبع ہو چکے ہیں انشاء اللہ تھوڑے دنوں تک طباعت کا کام ختم ہو جائیگا۔ حالانکہ جرمن زبان کی نظرثانی انگریزی زبان سے بہت زیادہ مشکل ہے۔ انگریزی زبان تو تھوڑی بہت ٹوٹی پھوٹی ہر آدمی جانتے ہیں اس میں کچھ لکھ بھی لیتے ہیں لیکن جرمن کی نظرثانی بہت مشکل کام ہے اور یہ دوسرے کے ہاتھ کا کام ہے۔

اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے قادیانی جماعت کے عذرات لنگ

پھر اپنی اس کمزوری کو چھپانے کیلئے وہ کئی قسم کی باتیں بناتے ہیں کچھ عرصہ ہوا قادیان کے اخبار "الفضل" نے لکھا تھا کہ قرآن کا ترجمہ کرنا کسی امام اور بڑے آدمی کا کام نہیں اور نہ حضرت مرزا صاحب نے خود قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ اگر یہ کوئی بہت بڑی اور ضروری دینی خدمت ہوتی تو وہ اس کام کو ضرور کرتے۔

قادیانی حضرات سے ایک سوال

کوئی ان سے پوچھے کہ اگر یہ کوئی ضروری کام نہ تھا تو حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کے ساتھ اس خواہش کا اظہار کیوں فرمایا کہ:۔

"میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکیگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

یہ حضرت صاحب کے دل کی خواہش تھی جو لفظوں اور حرفوں کی صورت میں کندہ ہو چکی ہے اور کسی کے مٹائے نہیں مٹ سکتی۔ خواہ ہمارے قادیانی دوست کچھ کہیں میں تو ان کے ان الفاظ پر حیران ہوتا ہوں کہ قرآن کا ترجمہ اور اس کو لوگوں تک پہنچانا کوئی بڑا کام نہیں اور نہ یہ حضرت مرزا صاحب کا مقصد تھا۔ اگر آپ کا یہ مقصد نہ تھا تو پھر آپ آئے اور کس کام کیلئے تھے؟ قرآن کو دنیا میں پہنچانا تو ہر ایک مسلمان کا کام ہے اور پھر حضرت مسیح موعودؑ تو خاص کر اس لئے آئے تھے کہ وہ دنیا کی تمام اقوام بالخصوص مغربی قوموں تک اس نور کو پہنچائیں اور انہوں نے اپنے دعویٰ کے ساتھ ہی اس خواہش کا اظہار کیا —— پھر اگر امام وقت اور اس کی جماعت کا کام قرآن کو دنیا میں پہنچانا نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ ترجمہ حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسی سے ہوا ہے

کہتے ہیں کہ اگر یہ ضروری کام ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ بھی اسے ضرور کر لیتے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ جو ترجمہ ہوا ہے یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ ہی کا کام ہے اور انہی کی قوت قدسی سے ہوا ہے۔ وہ تو صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکیگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے"

جو کام کسی مامور کی جماعت یا اس کے کسی شاگرد کے ہاتھوں انجام پائے وہ بھی اسی کا کام شمار ہوتا ہے۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کا کام ہے

آپ سب جانتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دی گئی ہیں لیکن وہ کنجیاں ہاتھ آئیں حضرت عمرؓ کے زمانے میں۔ تو بات کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ پیرو کے ہاتھ سے جو کام انجام پائیں وہ امام کے کام ہی شمار ہوتے ہیں۔ جس شخص نے قرآن کے انگریزی ترجمہ کے لئے دلوں کے اندر تڑپ ڈالی اور جس نے اس کام پر آمادہ کیا یہ اسی کا کام ہے —— آپ خوب یاد رکھیں یہ کام نہ جماعت کا ہے نہ میرا ہے یہ کام یقیناً حضرت مرزا صاحب کا ہے۔ ہم تو سامان اور ذریعہ بن گئے۔ کام کرنیوالے تو وہی ہیں۔

ہم خدمت واشاعت اسلام کی جوبلی منا رہے ہیں

آج ہماری انجمن کو قائم ہوئے پچیس سال گزر گئے ہیں ہم اسکی جوبلی منا رہے ہیں ادھر قادیان میں بھی جوبلی کی تیاریاں ہو رہی ہیں ہمیں کس بات کی خوشی ہے؟ اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اس کے کلام کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی۔ ۴۰ ہزار کے قریب انگریزی ترجمہ کی کاپیاں نکل گئیں۔ جرمن ترجمہ عنقریب مکمل طبع ہو جائیگا۔ دیکھ لیجئے قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود یورپ کی تین زبانوں میں ترجمہ ہو گیا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا نشان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان

اللہ تعالیٰ انسانوں کی حالت کو بہتر جانتا ہے کوئی فخر ہم بھی نہیں کرتے۔ بیشک ہم کمزور ہیں حقیر ہیں، گنہگار ہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہم سے اپنے دین کی خدمت کا یہ تھوڑا سا کام لے لیا۔ یہ بھی اس کے فضل کے بغیر کسی کو میسر نہیں آ سکتا۔ میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں کوئی کام کرتے وقت ہمارے دلوں کی وہی حالت ہونی چاہئے جو دنیا کے کاموں میں ہمارے دلوں کی ہوتی ہے مثلاً جیسا آپ کو ملازمت کی ضرورت ہوتی ہے تو آپ دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں کوئی لے لیا جاتا ہے اور کوئی نہیں لیا جاتا۔ یہی کیفیت خدا کے کاموں میں ہمارے دلوں کی ہونی چاہئے۔

تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی دعا

حضرت ابراہیمؑ کی وہ دعا بہت ہی پیاری لگتی ہے جو آپ کی زبان مبارک پر تعمیر کعبہ کے وقت جاری تھی۔ آپ حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ تعمیر کعبہ میں مصروف تھے اس کی دیواریں اٹھا رہے تھے پتھر ڈھو ڈھو کر لا رہے تھے اور ساتھ ہی یہ دعا کرتے جاتے تھے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما بیشک تو سننے اور جاننے والا ہے) ذرا غور کیجئے خدا کے حکم کے مطابق اس کا گھر تعمیر کر رہے ہیں پھر بھی زبان پر یہ دعا جاری ہے —— یہ ہے اصل مقام خدا خوفی اور اللہ کے سامنے عاجزی کا۔

قبولیت خدا کے فضل پر منحصر ہے

انسان بڑا عاجز ہے وہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی کوئی محنت خدا کے ہاں قبول ہوگی یا نہیں ہوگی اس کو دین کے لئے قربانی کرتے وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ اس کی قبولیت بھی خدا کے فضل پر منحصر ہے

خدا کے آگے اور جھکو

انسان کو اپنی قابلیت کی بنا پر اپنے آپ کو خدمت دین کا اہل نہ سمجھنا چاہئے بلکہ یہ خدا کا احسان ہے کہ وہ ہم سے اپنے دین کی خدمت کا کوئی کام لیلے۔ اسکی وجہ سے کسی کے دل میں کوئی تکبر پیدا نہ ہونا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ جس قدر زیادہ ہمیں خدمت دینی کا موقع دے اسی قدر زیادہ ہمارے سر اس کے حضور میں جھکنے چاہئیں۔

خدمت دین اور اشاعت قرآن کیلئے زیادہ مضبوطی سے قدم اٹھاؤ

کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا میں کروڑوں مسلمان آباد ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اس کا پھیلانا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد بالقرآن کو سب سے بڑا جہاد قرار دیا ہے خود آنحضرت صلعم یہ جہاد کرتے رہے صحابہ کرامؓ یہ جہاد کرتے رہے۔ لیکن آجکل کے مسلمان اس سے محروم ہیں انہیں اس کی توفیق نہیں ملتی۔ دوسری طرف تمہاری چھوٹی سی جماعت ہے جو تعداد کے لحاظ سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو چھوڑ دیئے خود ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن اس چھوٹی سی غریب جماعت نے ۲۵ سال کے عرصہ میں یورپ کی تین زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کر دیا یعنی یورپین زبانوں میں قرآن کے ترجمے کر دینا پھر انہیں چھپوانا اور ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرنا یہ بڑا کام ہے —— یہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا نشان ہے اس قبولیت پر ہمارے سر اور زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے چاہئیں سر کا جھکنا یہی ہے کہ خدمت دین و اشاعت قرآن کیلئے ہمارے قدم پہلے سے زیادہ مضبوطی اور سرعت کے ساتھ اٹھیں۔

دعا

تم اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق مانگو ان راہوں پر چلنے کی توفیق مانگو جن پر اس کے نیک و برگزیدہ بندے چلے۔ انبیاء اور رسول چلے صحابہ کرامؓ چلے اولیاء اور مجددین چلے۔ تہجد کے وقت اور دوسری عام نمازوں میں ورد کرتے رہو، ... سے رحم مانگو۔

نماز کو باقاعدگی خوبصورتی اور پابندی وقت کیساتھ پڑھو

تمہاری نمازوں کا اثر تمہارے اخلاق و اعمال میں نظر آنا چاہیئے

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ جنوری ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب

سورۃ فاتحہ نماز کے اندر کیوں رکھی گئی ہے؟

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:

یہ سورۃ شریف ہم نماز میں ہر روز پڑھتے ہیں اور بار بار اس کو دہراتے ہیں۔ یہ سورۃ شریف کے اندر اس لئے رکھی گئی ہے کہ اس میں مختصر طور پر قرآن کریم کے ضروری مضامین آ گئے ہیں۔ روزانہ اس کو دہرانا اور خدا کے دربار میں حاضر ہو کر دہرانا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ ہم خدا کی کتاب کو ہر وقت سامنے رکھتے ہیں اور اس کے احکام کی پابندی اور تعمیل کا اقرار کرتے ہیں

قرآن و حدیث میں نماز کی پابندی اور اس کی حفاظت کی تاکید اور اس کا مقصد

قرآن کریم کے اندر نماز کے پڑھنے۔ اس کی حفاظت کرنے اور اس کو وقت پر پڑھنے اور باجماعت پڑھنے کی بڑی تاکید ہے۔ اسی طرح احادیث صحیحہ میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ نماز کی پابندی کی جائے اور اس کی حفاظت کی جائے۔ اس کو وقت پر پڑھا جائے اور باجماعت پڑھا جائے — یہ سب کچھ کیوں ہے؟ یہ اس لئے کہ اس سورۃ کے اندر مسلمان کے مقاصد زندگی کو مجملاً مسلمان کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ باتیں ہر ایک مسلمان کے ہر وقت سامنے رہیں اس لئے ان باتوں پر اس قدر زور دیا گیا ہے۔

نماز کی حفاظت کا کیا مطلب ہے؟

لوگ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھتے تھے کہ سب سے زیادہ پیارا کام خداوند کریم کے نزدیک کیا ہے؟ تو آپ فرماتے تھے کہ پابندی وقت کے ساتھ نماز پڑھنا خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا کام ہے اور اس کی حفاظت کرنا اور اس کو قائم رکھنا تاکہ یہ ٹوٹے نہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ زور دیتے تھے۔ نماز کی حفاظت کیا ہے اور اس کا توڑنا کیا ہے؟ اس کی حفاظت یہ ہے کہ اس کا جو مقصد لکھا گیا ہے اس کو انسان پورا کرے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو سے لیکر نماز کے تمام ارکان بتائے اور ان سب کی باقاعدگی اور پابندی کی تاکید فرمائی۔ کبھی اس بات پر زور دیا کہ وضو باقاعدہ کرو۔ کبھی مسواک کی تاکید فرمائی کیونکہ دربار خداوندی میں گندہ دہن حاضر ہونا بہت بری بات ہے۔

نماز کے ذریعہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم ہو سکتا ہے

اس کے ساتھ ہی یہ بتایا کہ نماز پڑھنے سے انسان کا تعلق اللہ تعالےٰ سے قائم ہو سکتا ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تعلق یقیناً یقیناً خداوند تعالیٰ سے ہے کیونکہ آپ اس کے پاک نبی ہیں اور انبیا کے سردار ہیں۔

لیکن اسلام نے اس کے ساتھ یہ بھی بتایا کہ صرف نبیوں ہی کا نہیں بلکہ مومن کا تعلق بھی خدا تعالےٰ سے قائم ہو سکتا ہے اور امت میں جس قدر۔ اولیا۔ ولی۔ غوث۔ قطب اور مجدد ہوئے ہیں ان سب کو یقیناً خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق میسر تھا — اور ہر ایک مومن کو یہ تعلق میسر ہو سکتا ہے۔

خدا کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرو

لیکن خدا کے ساتھ جو یہ تعلق ہوتا ہے اس کا کچھ ظہور اعمال کے اندر بھی ہونا چاہیئے — اعمال کے اندر خدائی صفات کی کچھ جھلک ہونی چاہیئے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ سب سے بڑھ کر زبردست تعلق تھا آپ تمام جہان کے لئے ہدایت اور رحمت بن کر آئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ رحم و کرم جو حضور نے لوگوں کے ساتھ برتا وہ بھی بے نظیر ہے کیونکہ حضور کا یقین تھا کہ خدا کے ساتھ تعلق رکھنا اور اس کی صفات کو اپنے اندر نہ لینا بری بات ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک پیرو کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور کی پیروی میں خدا کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرے۔

سورہ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ کی صفات کا ذکر

اس سورت شریف میں خدا تعالےٰ کی کچھ صفات کا ذکر ہے۔ ان صفات میں رحم و کرم کی صفت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ دو مرتبہ رحمٰن اور رحیم کے الفاظ کو دہرایا گیا ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ اسلام کے اندر خدا کا نقشہ ایک جابر اور قہار بادشاہ کا نظر آتا ہے۔ دشمن کے اس اعتراض کا جواب بھی اس سورت کے اندر آ جاتا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت اور رحیمیت کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ پھر اس کے رب العٰلمین ہونے پر زور دیا گیا ہے۔ وہ تمام مخلوق اور جہانوں کا رب ہے اور اس کی ربوبیت کرتا ہے۔ سو نماز کی ایک بڑی غرض یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہو اور انسان اس کی مخلوق کے ساتھ رحیمانہ اور کریمانہ سلوک کرنا سیکھے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند رتبہ اور اہم فرائض

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام بڑا بلند ہے۔ جتنا بڑا کسی کا بلند مقام ہوتا ہے اتنے بڑے اور اہم اس کے فرائض بھی ہوتے ہیں۔ حضور نے اپنے عمل سے دنیا کو دکھا دیا کہ وہ خدا کا مظہر اتم تھے۔ اور اس کی ہر ایک مخلوق کے لئے حضور کے دل میں درد تھا۔ آپ سب کے ساتھ رحیمانہ اور کریمانہ سلوک کرتے تھے۔ آپ کو یہاں تک رتبہ دیا گیا کہ حبیب کبریا قرار دیا۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ جتنا بڑا کسی کا رتبہ ہوتا ہے اتنے ہی زیادہ اس کے فرائض ہوتے ہیں۔ ایک طرف آپ کا رتبہ اس قدر بلند ہے۔ دوسری طرف آپ کو ارشاد ہوتا ہے لاتمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم ولا تحزن علیھم واخفض جناحک للمومنین (الحجر ۱۵: ۸۸)

ترجمہ:۔ تو اپنی آنکھوں کو اس طرف نہ لگا جو ہم نے ان میں سے کئی قسم کے لوگوں کو چند روزہ سامان دیا ہے اور ان کے لئے غم نہ کھا اور مومنوں کے لئے نرمی اختیار کر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور آپ کے پاس آ گئے ہیں ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا ہے اور ان کی حفاظت کرنی ہے۔ ان کے ساتھ سختی نہیں کرنی۔

حضرت نبی کریمؐ کا اپنے پیرؤوں کے ساتھ بے نظیر سلوک

یہ حضور کے ذمہ ایک ڈیوٹی اور فرض عائد کیا گیا ہے۔ جو شخص بھی حضور کے پاس آ گیا حضور نے اس کو اس طرح اپنی حفاظت میں لے لیا جس طرح کہ ماں اپنے بچے کو گود میں لے لیتی ہے یا مرغی چوزوں کو خطرے کے وقت اپنے بازوؤں کے نیچے چھپا لیتی ہے۔ یہ خوشخبری بھی دنیا کے لئے کافی ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے اس بارہ میں ان کے ذمہ کیا فرائض لگائے ہیں اور حضور نے ان فرائض کو جس خوبصورتی کے ساتھ ادا کیا اس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

دین پر مرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی بہترین تجویز

النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم

ادھر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم آیا ادھر آپ نے تمام قوم کے سامنے اعلان فرما دیا کہ اگر کوئی مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور اگر کوئی مر جائے اور قرض اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائے تو اس قرض کی ادائیگی اور بچوں کی پرورش کا میں ذمہ دار ہوں وہ میرے پاس آئیں

من مات منکم وترک مالا فلورثتہ ومن مات منکم وترک دینا او ضیاعا فالی وعلی انا مولاہ

وہ قوم جس کے بچوں کے پالنے اور قرض کو ادا کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا انسان موجود ہو وہ عاشق نہ ہو اور کٹ نہ مرے تو اور کیا ہو۔ لیکن ذرا غور کیجیے کہ قوم کو پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کس قدر سخت ڈیوٹی لگائی گئی ہے — حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان کرنا کہ میں قوم کے یتیموں کا پالنے والا اور ان کے قرضوں کا ادا کرنے والا ہوں — اور پھر اس پر عمل کر کے دکھا دینا۔ یہ عاشق بنانے اور دین پر مرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی ایک تجویز ہے۔

قریبوں کے بارہ میں حضور صلعم کو حکم الٰہی

پھر یہی نہیں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں اور قریبوں کو ڈراؤ۔

وانذر عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین فان عصوک فقل انی بریء مما تعملون

ان کے فرائض بھی دوسروں سے بہت زیادہ اور نازک ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ حضور کی بیویاں بھی مسلمانوں کے لئے استاد کا کام دیں گی۔ اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرض ہے تو آپ کی بیویوں کا بھی ایک فرض ہے وہ پس پردہ امت کو سبق دیں گی۔ عورتیں اور نوجوان لڑکیاں ان کے گھروں میں آتی جاتی ہیں۔ رسول کی بیویوں کو ایسا ہونا چاہیئے کہ یہ ایک خوشبو اور نور وہاں سے لیکر اپنے گھروں کو معطر اور منور کر لیں۔ اس لئے حکم ہوا کہ ان کو ڈراؤ کیونکہ یہ بھی امت کی استاد ہیں۔ استاد کی ایک لغزش بھی بہت نقصان کا موجب ہوتی ہے

آج کل کے پیروں اور مولویوں کی حالت

آج کل کے گدی نشینوں اور پیروں کے رشتہ دار جو چاہے کر لیتے ہیں۔ یہ صاحبزادہ صاحب ہیں۔ یہ صاحبزادی صاحبہ ہیں۔ یہ بیوی صاحبہ ہیں۔ ان کا جو جی چاہے کریں کوئی بازپرس نہیں ——— لیکن یہ باتیں اسلام کے خلاف ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور رشتہ داروں کو اس کی قطعاً اجازت نہیں تھی۔ اگر رشتہ دار ذرا نیکے لحد اور سلمان سمجھانے کے بعد حکم عدولی کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا کہ میرا تعلق ان کے کسی کام سے نہیں ہوگا ———

ہر ایک غلطی اور حکم عدولی کرنے والے کیلئے وعید ہے

جھوٹے ہیں وہ پیر اور جھوٹے ہیں وہ مولوی اور جھوٹے ہیں وہ سجادہ نشین جو اس کے خلاف کہتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ اگر میں بھی غلطی کروں تو میرے لئے وعید ہے انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم اگر میری بیویاں غلطی کریں تو ان کے لئے وعید ہے۔ اگر میرے رشتہ دار غلطی کریں تو ان کے لئے وعید ہے ——— حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو اتنا بڑا آپ کا منصب ہے۔ اللہ تعالی کے محبوب ہیں۔ تمام انبیاء کے سردار ہیں لیکن اتنے بلند منصب اور مقام کے باوجود یہ وعید ہے ———

اپنے دل میں الفت اور اعمال میں خوبصورتی پیدا کرو

اگر اس کے بعد کوئی سید۔ کوئی پیر اور کوئی مولوی یہ سمجھے کہ ہم صرف ۔ ۔ ۔ نمازیں پڑھ کر خدا کے پیارے بن جائیں گے تو وہ زبردست غلطی پر ہے صرف ۔ ۔ ۔ نمازیں کچھ نہیں بنا سکتیں جب تک ان نمازوں کے ذریعہ خدا تعالی کا رنگ اپنے اوپر نہ چڑھایا جائے۔ اس کی تمام مخلوق کے لئے اپنے دلوں میں رحم و کرم کا جذبہ پیدا کرو۔ غریبوں کی مدد کرو۔ دوستوں اور رشتہ داروں کا اکرام و احترام کرو ان کے ساتھ عزت کے ساتھ محبت و نرمی کے ساتھ پیش آؤ۔ یہ قوم کی بہت بڑی بدبختی ہے کہ ایک دوسرے کی داڑھیوں وغیرہ پر اعتراض کئے جائیں اور ایسی ... معمولی چیزوں کے لئے آپس میں لڑائی اور کشیدگی پیدا کی جائے ——— اپنے اندر کوئی وسعت قلب اور دلربائی پیدا کرو۔ اس کے بغیر قوم ہرگز نہیں بن سکتی اور نہ ترقی کر سکتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت قلبی بلند اخلاق

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ کمال ہے کہ دوست بھی آپ کا عاشق ہے اور غیر بھی آپ کا عاشق ہے۔ نصرانی بھی آپ کی وسعت قلب کا اعتراف کرتا ہے۔ یہودی بھی آپ کی وسعت قلب کا اعتراف کرتا ہے اور بت پرست بھی آپ کی وسعت قلب کا اعتراف کرتا ہے۔ حتیٰ کہ آپ نے عیسائیوں کو مسجد کے اندر گرجا کرنے کی اجازت دی۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ چڑانے کی غرض سے ایک کافر نے مسجد کے اندر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ آپ تشریف فرما تھے۔ صحابہؓ بھی موجود تھے۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر صحابہؓ لپک کر اٹھے لیکن حضورؐ نے ان کو روکا اور فرمایا کہ اس کو پیشاب کرنے دو ایسا نہ ہو کہ وہ بیمار ہو جائے۔ دعوہ لا تزرموہ۔ جب وہ فارغ ہو چکا تو آپؐ نے اس کو سمجھایا کہ دیکھو میاں مسجدیں خدا کی عبادت کے لئے ہوتی ہیں۔ ان میں نماز اور قرآن پڑھا جاتا ہے ان میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔ ذرا غور کرو۔ کس قدر بلند انسان ہے اور کس قدر بلند اس کے اخلاق ہیں یہ ہے خدا کا مظہر اتم لیکن آج کل کے مولوی ہیں وسعت قلب بالکل نہیں۔ غیر تو رہے ایک طرف وہ اپنوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں کر سکتا کسی کی داڑھی پر اعتراض۔ کہیں کسی کی پتلون پر اعتراض ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں جماعت کے اندر نماز کا شوق

پھر ہم نے اس زمانہ میں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام اور عاشق کو دیکھا ——— اس مجلس میں کافی آدمی موجود ہیں جنہوں نے اس زمانہ کے امام (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ کے پاس بیٹھے۔ آپ کے زمانہ میں قادیان کے اندر لوگ اٹھ اٹھ کر نماز کے لئے مسجد میں جاتے تھے۔ اس زمانہ میں جماعت کے مردوں۔ عورتوں بچوں سب کے اندر نماز کا بڑا شوق اور احترام تھا۔ تمام لوگ نماز بڑی پابندی کے ساتھ پڑھتے تھے اور بڑی لذت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

ایک ضروری اطلاع

خاکسار مدیر رخصت پر

میری صحت کچھ عرصہ سے تسلی بخش نہیں۔ خرابی جگر اور اختلاج قلب کی شکایت ہے۔ گذشتہ دنوں کام بھی غیر معمولی رہا جس سے تکلیف بڑھ گئی۔ اطبا نے آرام اور تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دیا ہے۔ علاوہ ازیں میرے متعلقین بھی بیمار ہیں لہذا دو ماہ کی رخصت پر لاہور سے باہر جا رہا ہوں۔ انسان بہت عاجز و بیکس ہستی ہے اس کی زندگی پانی کے بلبلہ کی طرح ناپائیدار ہے۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو دو ماہ کے بعد پھر اس خدمت پر حاضر ہو جاؤنگا۔ ورنہ کسی کو بھی اپنے مستقبل پر کوئی اختیار نہیں ہے تمام بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس عاجز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

میری عدم موجودگی میں اخبار کی عنان ادارت عزیزی شیخ محمد آصف صاحب بی۔ اے قادیانی کے سپرد ہوئی ہے قارئین "پیغام صلح" ان سے اچھی طرح متعارف ہو چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ انشاء اللہ ایک کامیاب مضمون نگار کی طرح ایک کامیاب ایڈیٹر بھی ثابت ہوں گے۔

ایام رخصت میں اگر صحت و حالات نے اجازت دی تو دو کام پیش نظر ہیں۔ ایک پیغام صلح کے قرآن نمبر کی تیاری دیر سے ارادہ ہے کہ ایک ایسا جامع، مفید، پر از معلومات اور دیدہ زیب قرآن نمبر پیش کیا جائے۔ جس کی نظیر اردو لٹریچر میں موجود نہ ہو۔ دوسرے کام کے متعلق حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے مشورہ کر چکا ہوں لیکن سردست اس کی تفصیل عرض کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ اگر خدا نے توفیق دی تو ایک ضروری اور مفید چیز اسی سال کے اندر جماعت کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی +

خادم ملت۔ محمد انعام الحق ہوشیارپوری
مدیر "پیغام صلح"

حضرت مسیح موعودؑ کا سلوک اپنے خدام کیساتھ

خدا کے لئے اس نماز کو جس کی قرآن نے اس قدر تاکید کی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر تاکید کی ہے اور پھر اس زمانہ کے امام نے جس کی اس قدر تاکید کی ہے نہ چھوڑو۔ اس کو پوری پابندی اور شوق سے پڑھو اور اس کی حفاظت کرو۔ اپنے اعمال و اخلاق میں اس کا اثر دکھاؤ۔ امام وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے اعمال و اخلاق میں نماز کا اثر دکھایا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ قادیان کے دشمن بھی یقین کرتے تھے کہ یہ شخص خدا کا مظہر ہے۔ حضرت اقدس کی عمر کے آخری سالوں میں بعض دوست مثلاً حضرت خواجہ صاحب مرحوم۔ ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم ہر ہفتہ قادیان میں جاتے تھے اور حضرت مرزا صاحب ان سب کے ساتھ نہایت محبت و اکرام کے ساتھ پیش آتے ان کی بے حد عزت اور قدر کرتے ——— فرماتے آج خواجہ صاحب آنیوالے ہیں۔ آج ڈاکٹر مرزا صاحب آنیوالے ہیں۔ آج شیخ صاحب آنیوالے ہیں ——— اگر کسی کو ان کے پہنچنے میں ذرا دیر ہو جاتی تو دریافت فرماتے کیا وجہ ہے۔ دیر کیوں ہوئی ہے۔ بلکہ اب تک کیوں نہیں پہنچا۔ کبھی کبھی خود پتہ لینے کے لئے نکل پڑتے۔ فرماتے نماز کیلئے بھی ذرا انتظار کر لو آج فلاں آنیوالے ہیں۔ یہی کیفیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ یہ آقاؐ اور غلام دونوں اپنے دوستوں کی تکلیف کو دیکھ کر اس طرح بے چین ہو جاتے جس طرح ماں اپنے بچوں کو تکلیف میں دیکھ کر بے چین ہو جاتی ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت مولینا عبدالکریم صاحب بٹالہ سے قادیان آرہے تھے کہ راستے میں یکہ سے گر پڑے۔ معمولی چوٹ آئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو معلوم ہوا تو فوراً بے قرار ہو کر خبر لینے کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ جب آپ نے مولانا صاحب کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ مولوی صاحب! خدا نے بڑا فضل کیا یہ خبر سن کر میری تو کمر ٹوٹ گئی تھی۔ یہ تھی آپ کی دوستوں کے ساتھ سلوک کی کیفیت ——— اور مخالفوں کے ساتھ بھی اسی طرح مہربانی سے پیش آیا کرتے تھے۔

حضرت نبی کریمؐ نے اپنے بلند اخلاق کے ذریعہ قوم بنائی

خوب یاد رکھو کہ قوم کا بنانا بڑا ہی مشکل ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم بنائی لیکن اس طرح نہیں بنائی کہ دیکھو میں پیغمبر ہوں میرا حکم مانو جس طرح بعض لوگ کہتے ہیں۔ خدا کا رسول ہوں اگر میری بات نہ مانو گے تو تباہ ہو جاؤ گے ——— نہیں بلکہ آپؐ نے اپنوں اور غیروں سب کو اپنے بلند اخلاق کا گرویدہ بنایا اور آپؐ کے بعد آپؐ کی امت کے اولیاء صلحا اور مجددین نے بھی یہی کیا۔

ہماری قوم پر بھاری ذمہ داری

ہماری قوم پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے کیونکہ ہم قرآن کو مانتے ہیں رسول کو مانتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس زمانہ کے امام کو بھی مانتے ہیں۔ ہم پر دوسرے مسلمانوں کی نسبت ایک زیادہ حجت قائم ہے۔ ہمیں بڑی احتیاط کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ ہم کہیں اپنے اعمال کی وجہ سے لوگوں کی گمراہی کا باعث تو نہیں بن رہے ہیں۔

جماعت کو ضروری تلقین

ہم سے ہر ایک کو پابندی کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے اور اس کی حفاظت کرنی چاہئے اور اس کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے عزیز اور رشتہ دار اور دوست بھی ایسا کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کرتے تو ان کو بھی اپنے نمونہ اور نہایت خوبصورتی اور محبت کے ساتھ تلقین کر کے صحیح راستہ پر چلانا چاہئے ان کی غفلت اور سستی کو دور کرنا چاہئے۔ اگر ہمارے اعمال خوبصورت اور اچھے نہ ہوں گے تو لوگ ہمارے امام کی صداقت میں شبہ کرنے لگیں گے۔ کیا یہ بات نہیں ہے کہ تمہاری وجہ سے اور تمہارے طرز عمل کی وجہ سے لوگ تمہارے امام کی صداقت میں شبہ کریں؟ تم میں سے ہر ایک کو ایک بات کا سختی کیساتھ خیال رکھنا چاہئے کہ جو تمہارا اسلامی رنگ ہے اور جس کو اس زمانہ کے امام نے تازہ کیا ہے وہ پھیکا نہ پڑے میں اپنی قوم کو بڑی تاکید کے ساتھ تلقین کرتا ہوں کہ تم کوشش کرو کہ باقاعدگی اور خوبصورتی کے ساتھ نماز پڑھو اور یہ کوشش کرو کہ تمہاری نمازوں کا اثر تمہارے

خطبہ صدارت

بتقریب جلسہ سلور جوبلی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

احمدیت کے تعمیری کام کا علمی پہلو

حقیقت یہ ہے کہ جن امور کی طرف احمدیت نے توجہ دی دلائی ہے یا ان پر زور دیا ہے۔ وہ فی الحقیقت وہ امور ہیں جو تبلیغ اسلام سے تعلق رکھتے ہیں اور جملہ اسلامی فرقوں کو یکساں مسلم ہونے چاہئیں۔ یہ الگ بات ہو کہ کوئی انہیں آج قبول کرے اور کوئی کل۔ ہمارا اختلاف فقہی مسائل میں نہیں۔ بلکہ تبلیغی مسائل میں ہے۔ یعنی ان مسائل میں جو اسلام کی قبولیت کو اور اس کی خوبصورتی کو بڑھانے والے ہیں۔ اگر صرف فقہی مسائل میں اختلاف ہوتا تو ان پر زور دینے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ مگر چونکہ ان مسائل کے قبول کرنے سے اسلام کی قبولیت کا دروازہ کھلتا ہے اس لئے ان کو وہ اہمیت حاصل ہے جو دوسرے مسائل کو کسی صورت میں حاصل نہیں۔ فی الحقیقت یہ بھی اسلام کی خدمت کا تعمیری کام ہے۔ کیونکہ یہ وہ علم ہے جو احمدیت نے پیدا کیا تاکہ اسلام ترقی کرے اور اس کا قدم آگے بڑھے اور وہ دنیا کی قوموں میں مقبول ہو۔ ان میں سے چند امور کو میں یہاں بیان کرتا ہوں۔

۱۔ دنیا کی ہر ایک قوم میں رسول آئے

مسلمان عموماً یہ مانتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے ہی نبی آئے اور وہی اہل کتاب ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں بالتصریح مذکور ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ دنیا کی کوئی قوم نہیں جس میں نذیر نہ آیا ہو۔ ولکل امۃ رسول ہر قوم میں کوئی رہنما پیدا ہوا ہے اور پھر اور تصریح کرکے فرمایا کہ صرف وہی رسول نہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے بلکہ دنیا میں اور بھی رسول ہوئے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک اور پھر صرف اسی قدر نہیں بلکہ ان سب رسولوں پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک اس تعلیم قرآن کے ماتحت احمدیت یہ سکھاتی ہے کہ ہم دنیا کی ہر قوم میں رسولوں کا آنا تسلیم کریں۔ جس طرح یہود و نصاریٰ کے لئے نبی آئے اسی طرح ضروری ہے کہ چینیوں اور ہندوستانیوں اور ایرانیوں اور دوسری قوموں کے لئے بھی نبی آئے ہوں۔ صحابہؓ نے جب ایران کو فتح کیا تو زرتشت کے پیروؤں کے ساتھ بالکل اہل کتاب کا سا سلوک کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کو اہل کتاب ہی قرار دیتے تھے۔

قرآن کی یہ تعلیم اسلام کی مقبولیت بڑھانے والی ہے

ظاہر ہے کہ اس تعلیم سے اسلام کی قبولیت بڑھتی ہے اور اسلام ہر قوم کے لئے اس کے اپنے مذہب کی تکمیل کرنیوالا ٹھہرتا ہے۔ ہر قوم یہ تعلیم دیتی ہے کہ اس کے اندر نبی آیا۔ اسلام اسے یہ کہتا ہے کہ بے شک تمہارے اندر بھی نبی آیا۔ مگر دوسری قوموں کے اندر بھی نبی آئے۔ ہر قوم دوسری قوموں کے انبیا کو رد کرتی ہے۔ مگر اسلام سب قوموں کے انبیاء پر ایمان لانے کو ضروری ٹھہراتا ہے۔ اس تعلیم سے نہ صرف نسل انسانی کا اتحاد ترقی کرتا ہے۔ بلکہ دنیا کا رجوع آہستہ آہستہ اسی مذہب کی طرف ہو جانا لازمی ہے جس کے اندر ایسی کامل اور مکمل تعلیم موجود ہے یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی دنیوی نعمتیں عام کی ہیں اور سب قوموں کو دی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنی دینی نعمتوں کا دروازہ ایک قوم پر کھولتا اور دوسری قوموں پر بند رکھتا۔ اس تعلیم کی رو سے ہر قوم کے پاس صداقت کا ایک جزو موجود ہے۔ مگر اسلام کے اندر کامل صداقت موجود ہے اور اس طرح اسلام کی قبولیت کا دروازہ ہر قوم کے لئے کھل جاتا ہے۔

۲۔ مسئلہ جہاد کے متعلق تحریک احمدیت کا صحیح مسلک

دوسرا عظیم الشان مسئلہ جس میں اختلاف کی وجہ سے احمدیت کو بڑے بڑے آدمیوں نے بھی بدنام کرنا چاہا ہے جہاد کا مسئلہ ہے غیر قوموں نے آج تک اسلام کو ایک ایسا مذہب سمجھا ہے جس کے اندر دوسرے مذاہب کے لئے رواداری کوئی نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر رواداری اسلام کے اندر موجود ہے اس کا سواں حصہ بھی کسی دوسرے مذہب کے اندر موجود نہیں۔ کیا اس مذہب کے متعلق جس نے یہ تعلیم دی کہ ہر قوم کے اندر نبی آیا اور ہر قوم کے نبی پر ایمان لاؤ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں رواداری نہیں۔ رواداری ان کے اندر نہیں جو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ روحانی صداقت صرف انہی کے ہاتھ میں ہے اور دوسرے سب اس سے بکلی محروم ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اسلام نے رواداری کی دوسری بنیاد ان الفاظ سے رکھی ہے۔ لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں قطعاً کوئی جبر نہیں۔ مذہب کا قبول کرنا نہ کرنا انسان کے اختیار میں ہے من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ پس تلوار کے ساتھ کسی کو مسلمان کرنا جسے آج غیر مسلم دنیا نے اسلام کا جہاد سمجھ رکھا ہے اور جس غلط فہمی میں کثیر حصہ مسلمانوں کا بھی شامل ہے اسلامی اصول کے خلاف ہے۔

اسلام کا دائمی اور بڑا جہاد، جہاد بالقرآن ہے

جہاد کے معنی یہ نہ تھے کہ تلوار سے لوگوں کو مسلمان کیا جائے بلکہ جہاد اصل میں کوشش کا نام ہے تبلیغ دین کے لئے کوشش ہی اصل جہاد ہے اور قرآن کریم نے اسے بالتصریح جہاد کبیر قرار دیا ہے وجاھدھم بہ جھادا کبیرا۔ جہاد کبیر وہ ہے جو قرآن کریم کے ذریعے سے کیا جائے۔

جہاد بالسیف ایک وقتی اور مشروط جہاد ہے

ہاں جب ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ دشمنوں نے اسلام کو تلوار سے تباہ کرنا چاہا تو اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھانے کا بھی حکم دیا گیا۔ یہ بھی جہاد تھا۔ کیونکہ اس میں اسلام کی حفاظت کے لئے کوشش تھی۔ مگر یہ ایک وقتی جہاد تھا۔ اسلام کا دائمی جہاد، جہاد بالقرآن تھا۔ یعنی قرآن کے ذریعہ سے تبلیغ دین۔ اور اسلام کا وقتی جہاد، جہاد بالسیف تھا۔ یعنی تلوار کے ذریعہ سے دین کی حفاظت۔ یہ دوسرا جہاد اس شرط سے مشروط تھا کہ دشمن تلوار اٹھائے تو تم مقابلہ میں تلوار اٹھاؤ۔ ابتدا نہ کرو۔ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ احمدیت کا قصور یہی تھا کہ اس نے قرآن سے جہاد کو دائمی قرار دیا اور تلوار سے جہاد کو وقتی اور مشروط قرار دیا جس کی وجہ سے اسے یوں بدنام کیا گیا کہ احمدیت نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ گویا دوسرے مسلمان تو کسی جہاد میں مصروف تھے اور احمدیت نے آکر لوگوں کو بیکار کر دیا اور یہ غلط بیانی باوجود اس بات کے ہو رہی ہے کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مسلمان بیکار ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہیں اور صرف احمدی ہی جہاد میں مصروف ہیں۔ ہاں اگر دوسرے مسلمان جہاد بالسیف میں مصروف ہوتے۔ اور احمدی جہاد بالقرآن میں تو بھی شاید ایسا کہنے کیلئے کچھ عذر ہوتا۔ مگر اب ایسا کہنے والے معذور نہیں ہیں۔

احمدیت کی اس تعلیم سے اسلام کو عظیم الشان نفع پہنچا

اب غور کرکے دیکھا جائے کہ اسلام کی تعلیم کے اس پہلو کو روشن کرنے سے احمدیت نے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے یا نفع۔ احمدیت نے نہ صرف ایک قوم کو جہاد بالقرآن کے کام پر لگا دیا ہے بلکہ قرآن پر اس کا ایمان زیادہ کرکے انہیں اس قابل بھی بنا دیا ہے کہ اگر جہاد بالسیف کی ضرورت پیش آئے تو یہ سب سے آگے ہوں لیکن دوسرا عظیم الشان نفع جو احمدیت کی اس تعلیم سے اسلام کو پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کے متعلق جو دلوں میں اس وجہ سے تنفر تھا کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے اور تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس کے دور کرنے کی بنیاد رکھدی گئی اور دن دور ہوتا جا رہا ہے۔ اور اشاعت کی خدمت کا یہ بھی ایک عظیم الشان تعمیری کام ہے کہ وہ علم پیدا کیا جس کے ساتھ اسلام سے نفرت دور ہوتی ہے اور اس کی خوبصورتی دلوں میں جگہ لیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس خیال کو پیش کرکے کہ اسلام کو اپنی تبلیغ کے لئے تلوار کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم کی روحانی طاقت کے خیال کو دنیا میں زندہ کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کا کام صرف...

مسئلہ ارتداد کے متعلق مسلمانوں کی غلط فہمی کا ازالہ

اسی ذیل میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مسئلہ ارتداد کے متعلق بھی مسلمانوں میں غلط فہمی ہے محض اسلام سے پھر جانے کی وجہ سے کسی شخص کا قتل کر دینا۔ اسی طرح لا اکراہ فی الدین اور اسلامی رواداری کے خلاف ہے جس طرح کسی شخص کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتا۔ جبر نہ کافر پر ہو سکتا ہے نہ مرتد پر اور قرآن شریف میں بھی مرتد کی سزا قتل نہیں لکھی۔ حدیث میں جو چند واقعات ہیں تو وہ صرف ایسے ہیں کہ جہاں کسی شخص کو ارتداد کی وجہ سے نہیں بلکہ قتل یا ڈاکہ وغیرہ کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے اسی مسئلہ ارتداد کی شاخ مرتدہ کے نکاح کا فسخ ہونا بھی ہے۔ مرد کے ارتداد سے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مسلم مرد اور غیر مسلم عورت کا نکاح جائز ہے۔

۳۔ احمدیت نے مسئلہ نسخ کو غلط ثابت کیا

مسلمان قرآن کریم کی بعض آیات کو بعض دوسری آیات سے منسوخ سمجھتے ہیں اور بعض آیات کو منسوخ التلاوۃ قرار دیکر یہ مانتے ہیں کہ قرآن شریف کی بعض آیات موجودہ قرآن کے علاوہ بھی ہیں۔ مسئلہ نسخ کو مان کر قرآن شریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے اور اعدائے اسلام نے یہ اعتراض کیا بھی ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیات دوسری آیات کے خلاف ہیں اور کلام الٰہی میں اختلاف ہو نہیں سکتا۔ جیسا کہ خود قرآن شریف میں ہے۔ ولو کان

من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ پس اگر قرآن کریم کے اندر ایسی آیات ہیں جو ایک دوسری کو منسوخ کرتی ہیں تو صرف اسی لئے ہو سکتا ہے کہ یہ آیات ایک دوسرے کی مخالف ہیں اور اگر مخالف ہیں تو اس سے قرآن کا من عند غیر اللّٰہ ہونا لازم آئے گا۔ اور اگر بعض آیات جنہیں منسوخ التلاوۃ کہا جاتا ہے ایسی ہیں جو بین الدفتین نہیں تو قرآن شریف مکمل اور محفوظ کتاب نہ ہوئی جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے۔ مسئلہ نسخ کو احمدیت نے غلط ثابت کیا ہے۔ قرآن شریف میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔ نبی کریم صلعم نے کبھی کسی آیت کو منسوخ نہیں فرمایا۔ صحابہ میں سے یا پچھلے بزرگوں میں سے اگر کسی نے کسی آیت کو منسوخ کہا ہے تو دوسرے نے ان دونوں کے معنی میں تطبیق کر کے اس کی تردید بھی کی ہے۔

۴۔ احمدیت نے علمی رنگ میں بھی قرآن کو مقدم کیا

احمدیت نے اگر عملی رنگ میں قرآن کریم کو مقدم کر کے سب سے زیادہ اس بات کو ضروری سمجھا ہے کہ قرآن کریم کے ترجمے کر کے اسے دوسری قوموں میں پہنچایا جائے تو علمی رنگ میں بھی قرآن شریف کو مقدم کیا ہے۔ مسلمان عام طور پر اسلامی تعلیمات کے لئے یا فقہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ حدیث کی طرف اور اس کی بنا پر یہ خیال ہے کہ جیسا ائمہ نے قرآن شریف کو سمجھا ویسا ہم نہیں سمجھ سکتے۔ آئمہ کی عزت اور احترام ایک خوبی کی بات ہے لیکن آئمہ کا ہرگز یہ مذہب نہ تھا کہ ان کی وجہ سے قرآن کریم کو چھوڑ دیا جائے۔ جیسا کہ آجکل مسلمانوں کی حالت ہے۔ خود حضرت امام ابوحنیفہ کا قول ہے جو ہے اترکوا قولی لقول اللّٰہ اترکوا قولی لقول رسول اللّٰہ۔ خدا کے قول کے سامنے میری بات کو چھوڑ دو۔ رسول اللہ صلعم کی حدیث کے سامنے میری بات کو چھوڑ دو۔ مگر آج بڑے بڑے مسلمان علماء کی یہ حالت ہے کہ وہ تعلیمات اسلام کا ذکر کریں گے تو حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی مذہب کے الفاظ میں کریں گے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ قرآن شریف میں یوں لکھا ہے اس کے مطابق قانون ہونا چاہئے۔ قرآن ہی مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے نازل ہوا تھا اور یہی ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے اور اس سے دلوں میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ فقہ آخر انسانوں کا کلام ہے خواہ وہ کتنے بڑے کیوں نہ ہوں۔ رہا حدیث کا معاملہ تو نبی کریم صلعم کا جو ارشاد ہو وہ سب قابل تسلیم۔ مگر وحی کے الفاظ کا ایک ایک حرف اور ایک ایک شوشہ محفوظ ہے لیکن احادیث کے تو پورے الفاظ بھی موجود نہیں۔ پھر ان میں بہت سی ملاوٹ بھی ہو گئی اور وضعی حدیثیں بھی بن گئیں۔ تو ان حالات میں حدیث کی صحت کا معیار بھی قرآن کریم ہی ہو گا۔

احمدیت کا قائم کردہ زریں اصول

پس احمدیت نے یہ اصول قائم کیا کہ سب پر مقدم قرآن شریف ہے اور ہر ایک اسلامی تعلیم کا وہی ماخذ ہے اس کے بعد حدیث ہے۔ جو قرآن کریم کی ایک تفسیر ہے لیکن محفوظ نہیں۔ پس جو حدیث قرآن کریم یا اصول اسلام کے خلاف نظر آئے گی اسے رد کیا جائے گا ان دونوں کے ماتحت اور دونوں کے بعد فقہ یا آئمہ کے اقوال ہیں۔ اور تفقہ کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔

اس صحیح اصول کو سامنے لا کر احمدیت نے نہ صرف اسلام کی اس خدمت کا دروازہ کھولا ہے کہ مسلمان قرآن کریم کی طرف رجوع کریں اسے پڑھیں اور پڑھائیں۔ اس پر غور اور فکر کریں۔ اس سے اپنے اندر قوت عمل پیدا کریں۔ بلکہ دوسرے لوگوں نے جو اسلامی فقہ کی بنا پر اسلامی تعلیم کو غلط رنگ میں پیش کر کے اسے بدنام کرنا چاہا ہے اس کا بھی قلع قمع کیا ہے۔ اور اس طرح اسلام کی سادہ اور قابل قبول تصویر کو جو ہر قسم کی فقہی پیچیدگیوں سے خالی ہے از سرِ نو دنیا کے سامنے پیش کر کے اسی کشش کو دوبارہ پیدا کیا ہے جو قرآن کریم کے ذریعہ سے پہلے پیدا ہوئی تھی۔ یوں یہ بھی احمدیت کے تعمیری کاموں میں سے ایک کام ہے۔

۵۔ تکفیر کے خلاف جہاد کر کے اتحاد اسلامی کی از سرِ نو بنیاد رکھی

علمی رنگ میں تعمیری کام کی ذیل میں ہی احمدیت کی وہ خدمت بھی ہے جو اس نے اتحاد اسلام کو قائم کرنے کیلئے کی ہے۔ ایک مدت سے مسلمان گروہ ایک دوسرے کی تکفیر کی بیماری میں مبتلا ہو کر اسلام کی وحدت کو پاش پاش کر رہے ہیں اور ہر گروہ کا یہ خیال ہے کہ دوسرا گروہ فلاں فلاں ضروریات دینی کا منکر ہے اس لئے کافر ہے۔ مسلمانوں کی تکفیر سے بڑھ کر تفرقہ اندازی اور مسلمانوں کی قوت کو برباد کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں احمدیت نے اس تکفیر کے بالمقابل اس خیال کو پیش کیا ہے کہ ہر ایک لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا قائل مسلمان ہے اور جیسا کہ سلف صالحین کا مذہب تھا کہ اسی چیز کا انکار اسلام سے خارج کر سکتا ہے جس کا اقرار اسلام میں داخل کرتا ہے یعنی جس طرح کلمہ کے اقرار سے انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے اسی طرح اس سے نکلنا اس وقت ہے جب وہ اس کا انکار کرے۔ اسی صحیح اور سادہ تعلیم کو پھر پیش کیا ہے۔ قرآن کریم میں تو یہاں تک تاکید ہے کہ جو شخص اپنے اسلام کے اظہار کے لئے تم سے السلام علیکم کہے اس کو بھی کافر نہ کہو خواہ تمہیں اس میں اسلام کا اور کوئی نشان نظر آئے یا نہ آئے۔ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا اور نبی کریم صلعم نے اس قدر پر زور الفاظ میں تاکید فرمائی کہ جس شخص کو قبلہ رخ نماز پڑھتا دیکھو اسے اپنا مسلمان بھائی سمجھو اور اس کے مسلمان سمجھنے کو خدا اور رسول خدا کا عہد قرار دیا من صلّٰی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللّٰہ وذمۃ رسول اللّٰہ فلا تخفروا اللّٰہ فی ذمتہ۔ مگر مسلمان ہیں کہ نہ انہیں خدا کے کلام کی پرواہ ہے نہ رسول اللہ صلعم کے ارشاد اور تاکید کی پرواہ ہے اور السلام علیکم کہنے والوں اور قبلہ رخ نماز پڑھنے والوں، اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں کو کافر بنا بنا کر اسلام کی وحدت کو پاش پاش کر کے اس کی قوت عمل کو بیکار کر رہے ہیں۔ احمدیت نے اس اصول کو تسلیم کر کے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اسے کوئی کافر نہیں کہہ سکتا اتحاد اسلامی کی از سرِ نو بنیاد رکھی ہے۔

۶۔ عقیدہ ختم نبوت کو صحیح رنگ میں قائم کیا

سب مسلمان منہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کا آخری نبی اور آخری ہادی مانتے ہیں اور اس عقیدہ کی بنیاد آیت خاتم النبیین پر ہے لیکن دوسری طرف یہ بھی مانتے ہیں کہ آپؐ کے بعد حضرت عیسیٰ آئیں گے تو بظاہر یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اگر آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں تو حضرت عیسیٰ نہیں آ سکتے اور اگر حضرت عیسیٰ آئیں تو آخری نبی وہ ہوں گے کیونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس الجھن کو احمدیت نے اس خوبصورتی سے کھولا ہے کہ اس کے ساتھ ہی اسلام کی ترقی کا رستہ بھی کھل گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کی بنیاد کہ حضرت عیسےٰ آئیں گے۔ اعلیٰ پائے کی صحیح احادیث پر ہے جن کی تعداد ایک دو نہیں اور جن کو بخاری اور مسلم نے صحت کے لحاظ سے بلند جگہ دی ہے۔ ہم نہ تو قرآن کریم کی آیت کو چھوڑ سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور نہ ان حدیثوں کو ترک کر سکتے ہیں۔ جن میں مسیح کے آنے کا ذکر ہے۔ احمدیت اس کی یہ توجیہ کرتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا تو ایک عقیدہ ہے اور وہ محکمات میں داخل ہے۔ لیکن حضرت عیسےٰ کا آنا ایک پیشگوئی ہے اور پیشگوئیوں میں متشابہات بھی ہوتے ہیں یعنی ان میں مجاز اور استعارہ بھی ہوتا ہے۔ پس اس پیشگوئی کو مجاز اور استعارہ کے رنگ میں لیا جائے تو کوئی دقت نظر نہیں آتی۔ بلکہ ایسے مجاز کی مثال پہلے نوشتوں میں موجود ہے یعنی حضرت الیاسؑ کے متعلق بائبل کے بعض الفاظ کی بنا پر یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ملاکی کی کتاب میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ مسیح کے آنے سے پہلے الیاس آئیں گے۔ تو جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے یہ دعوےٰ کیا کہ میں مسیح ہوں تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ مسیح کے آنے سے پہلے الیاس کا نازل ہونا ضروری ہے۔ وہ کہاں ہے؟ حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ الیاس یہی یحییٰ ہیں۔ کیونکہ وہ الیاس کے رنگ اور خو بو میں آئے ہیں یعنی ان کے مثیل ہیں۔ تو گویا حضرت الیاس کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کا مفہوم بھی وہی ہونا چاہئے۔ جو حضرت الیاس کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کا تھا یعنی حضرت عیسےٰ کا کوئی مثیل آ جائے تو اس سے ختم نبوت کا عقیدہ بھی بالکل صحیح رہتا ہے اور حدیث صحیح کو بھی رد کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

قرآن و حدیث بھی اس توجیہ کے موید ہیں

اس توجیہ کی صحت کی تائید قرآن و حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے حضرت عیسےٰ کی وفات کا صاف ذکر کر کے یہ بتا دیا کہ وہ خود واپس نہیں آ سکتے اور آیت ختم نبوت بھی ایک نبی کے آنے کی مانع ہے۔ حدیث میں اسرائیلی مسیح اور آنے والے مسیح کے الگ الگ حلیے دئے ہیں۔ اسرائیلی مسیح کو جعد احمر بیان فرمایا ہے۔ گھنگریالے بال۔ سرخ سفید رنگ۔ اور آنے والے مسیح کو سبط آدم کہا ہے یعنی سیدھے بال اور گندم گوں رنگ۔ اور یہ بخاری کی حدیث ہے۔ پھر بخاری اور مسلم کی احادیث میں جہاں نزول مسیح کا ذکر ہے۔ وہاں یہ لفظ بھی بڑھائے ہیں۔ وامامکم منکم یا وامکم منکم وہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہو گا۔ یعنی اسرائیلی مسیح نہ ہو گا۔

۷۔ دجال اور یاجوج و ماجوج کے مسائل پر صحیح روشنی ڈالی

اس خیال کے ساتھ ہی جو روشنی احمدیت نے دجال اور یاجوج ماجوج کے مسائل پر ڈالی ہے۔ اس نے تبلیغ اسلام کا ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے۔ احادیث میں جس طرح حضرت عیسےٰ کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ اسی طرح دجال اور یاجوج ماجوج کی پیشگوئیاں بھی ہیں۔ عام طور پر مسلمانوں کا یہ خیال رہا ہے۔ کہ دجال ایک کانا آدمی ہو گا۔ جس کے ساتھ ایک عجیب الخلقت گدھا ہو گا اور اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ بھی ہوں گے اور وہ ساری روئے زمین پر چالیس دنوں میں پھر جائے گا۔ اور یاجوج ماجوج ایک عجیب الخلقت مخلوق ہو گی۔ بظاہر یہ پیشگوئیاں قصوں اور کہانیوں کی طرح نظر آتی ہیں۔ لیکن احمدیت نے ان پر ایسی روشنی ڈالی کہ ان کو ایسے واقعات کے رنگ میں دکھا دیا۔ جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور نہ صرف انہیں واقعات کے رنگ میں دکھایا بلکہ اس کے ساتھ ہی ان کو تبلیغ اسلام کا ایک بھاری ذریعہ بنا دیا۔ یعنی ان نشانات کو جو احادیث میں دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق مذکور تھے۔ ایک ایک کر کے مغربی اقوام پر منطبق کر کے دکھایا اور اس صداقت کو ایسا واضح کر دیا کہ وہی لوگ جو ابتداء میں بانی سلسلہ احمدیہ کی اس توجیہ پر مضحکہ اڑاتے تھے آج اس کی صداقت کے قائل ہیں۔

مغربی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد اور اس کے نتائج

یوں تو مسیح یعنی مثیل مسیح کے آنے سے ان مغربی اقوام میں تبلیغ اسلام کا دروازہ کھل گیا اور احمدی وہ قوم ہیں جنہوں نے یورپ میں تبلیغ اسلام کو اپنا نصب العین ٹھہرایا ہے۔ جہاں عام مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسےٰ آسمان سے نازل ہوں اور مہدی تلوار سے کراُٹھے تو دنیا مسلمان ہو گی۔ احمدی جماعت کا ایک چھوٹا سا گروہ مغربی اقوام میں جگہ جگہ اسلام کا جھنڈا گاڑ رہا ہے۔ قرآن کریم کے ترجمے یورپ کی زبانوں میں ہو رہے ہیں۔ کفرستانوں میں مسجدیں بن رہی ہیں۔ اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ اسلامی مشن قائم ہو رہے ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں یورپ کے لوگ داخل اسلام ہو رہے ہیں۔ یورپ کے مادہ پرست اسلام کی روحانیت کے قائل ہو رہے ہیں اور اپنی مادی تہذیب کو اسلام کی روحانیت کا محتاج سمجھ رہے ہیں۔ اسلام کے متعلق خیالات میں ایک انقلاب واقع ہو رہا ہے۔ یوں نہ صرف دجال اور یاجوج ماجوج کے قصے کہانیاں واقعات میں بدل گئے۔ بلکہ ایسے زبردست واقعات میں بدلے جن سے اسلام کی فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔

مسیح کے نام پر مسلمان بھائیوں کا فضول اعتراض

معلوم نہیں مسلمانوں کو مسیح کے نام میں کیا نظر آتا ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ سب کام بہت اچھا۔ مگر کاش مرزا صاحب نے مسیحیت کا دعوےٰ نہ کیا ہوتا۔ کیا آج نہیں دیکھتے کہ مسلمانوں میں یہودیت کی صفات کس طرح ظاہر ہو رہی ہیں۔ وہ لفظ پرست بن رہے ہیں۔ فروعی جھگڑوں میں اپنی قوت برباد کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے کی تکفیر کر رہے ہیں۔ جگہ جگہ ماریں کھا رہے ہیں اور اسی طرح ان پر ذلت وارد ہو رہی ہے جیسے یہودیوں پر۔ تو کیا مسلمانوں میں یہودیت کی اصلاح کے لئے کوئی مسیح پیدا ہو جائے تو اس سے اسلام کا نقصان ہوتا ہے۔ زسوری شوکر زمین نشینی مرحوم سید ممتاز علی نے حدیث پر ایک مضمون لکھا جو ان کے انتقال کے بعد اخبار تہذیب نسواں میں چھپ رہا ہے۔ اس کی ۱۲ ارنومبر ۳۸ء کی اشاعت میں جو قسط چھپی ہے اس میں سید صاحب لکھتے ہیں:-

> "اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کی ہدایت کے لئے صرف ایک قرآن مجید نازل فرمایا تھا۔ مگر علمائے دین نے چھ اور قرآن مجید اضافہ فرما کر سات قرآن مجید کر لئے ہیں۔ جس امت پر شریعت کا اتنا سخت بوجھ ڈالدیا گیا اس کا انجام کیا ہو سکتا تھا وہی ہؤا جو ہونا چاہیئے تھا۔ یہودیوں نے توریت پر تالمود مدراس مثنیٰ وغیرہ کا اضافہ کیا تھا تو خدا تعالیٰ نے اس قوم کی درستی کے لئے مسیح کو بھیجا۔ شاید اسی سنت الٰہی کا خیال کر کے مرحوم مغفور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس زمانے کے مسلمانوں کی یہودیت توڑنے کے لئے مسیحیت اختیار کی۔"

ان دونوں امور کی مخبر صادق نے خبر دی تھی یہ بھی کہ مسلمانوں میں یہودیت کی صفات آجائیں گی اور یہ بھی کہ ان میں مسیح آئے گا۔ سو دونوں باتیں سچی ثابت ہوئیں۔ ایک محمد رسول اللہ کے پیرو کے منہ سے یہ لفظ موزوں نہیں کہ ہمیں کسی مسیح کی ضرورت نہیں جب رسول اللہ صلعم فرما رہے ہوں کہ مسیح آئے گا۔

مگر کسی کا خیال ہے کہ جماعت کیوں بنائی ؟ اس لئے کہ تبلیغ اسلام کے کام کو زندہ کرنا تھا اور وہ بغیر ایک جماعت کے زندہ نہ ہو سکتا تھا۔ اور کیا اس جماعت کے اندر جو روح ہے وہ آج مسلمانوں کو نظر نہیں آتی ؟ کہ کسی مرد خدا کی توجہ کا نتیجہ ہے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا نتیجہ ہے پنجاب کے تمام مسلمان بلکہ ہندوستان کے بھی انجمن حمایت اسلام کی پچاس سالہ جوبلی کیلئے دو سال سے روپیہ جمع کر رہے ہیں دس لاکھ بھی کر لیتے تو زیادہ نہ تھا۔ مسیح موعود کے ماننے والے تو آٹے میں نمک کی طرح ہیں اور ان کے اندر احمدیہ جماعت لاہور پھر آٹے میں نمک کی طرح ہے۔ مگر اس نہایت قلیل تعداد نے ہانہ خیدوں کے بوجھوں کے ہوتے ہوئے تین ماہ کے اندر ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا۔ یعنی ستر ہزار نقد اور پچاس ہزار کی جائداد۔ جماعت کی ضرورت اسی لئے تھی کہ تا اسلامی ایثار اور قربانی کی روح بھی کہیں کام کرتی نظر آئے اور تبلیغ اسلام کے کام کو قوت پہنچے۔

ہمارا آئندہ پروگرام

یہ گذشتہ کا مختصر سا مرقع ہے آئندہ کیلئے ہمارے سامنے کیا کام ہے اس کو دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ ہم نے ابھی دریا میں سے ایک چلو ہی لیا ہے قرآن ساری دنیا میں پہنچانے کیلئے نازل ہؤا لیکون للعالمین نذیرا۔ اس کو دنیا کی زبانوں میں ترجمہ کر کے ہی ہم دنیا میں پہنچا سکتے ہیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ بائبل کے ترجمے تو سات سو زبانوں میں ہو چکے ہوں اور ہر سال دس بارہ زبانوں کا اضافہ ہوتا جائے اور قرآن کریم کے پچیس سال میں صرف تین ترجمے ہوں یا ہندی اور گورمکھی کو ملا کر پانچ کہہ لیجئے۔ ہاں یہ بنیاد رکھی گئی ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی توجہ کو اس طرف پھیرے گا۔ اس کے ساتھ جس قدر لوازم ہیں یعنی مختلف ممالک میں اسلامی مشنوں کی بنیاد رکھنا کفرستانوں میں مسجدیں بنوانا۔ اللہ اکبر کی آوازیں بلند کرنا ان سب کاموں کی ضرورت ہے۔ ایک اور بڑی ضرورت یہ ہے کہ خود مسلمان قوم کی اصلاح ہو کیونکہ انہی میں سے ہم وہ فوج بھرتی کر سکتے ہیں جو اشاعت وحفاظت اسلام کا کام کریگی۔

توسیع واستحکام جماعت کی ضرورت

ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری ضرورت بھی ہے یہ چھوٹی سی جماعت جس نے اسقدر بے نظیر کام کر کے دکھایا ہے اور جس نے اس قدر اعلیٰ درجے کا علم پیدا کیا ہے اس جماعت کو ترقی دیجائے جیسی یہ ایک فوج ہے ہمیں ایسی ہی کئی ایک فوجوں کی ضرورت ہے تا کہ اسلام کا جھنڈا جگہ جگہ لگایا جا سکے۔ اگر آج دس کام کرنیوالے نظر آتے ہیں تو کل سواد رہ سو ہزار نظر آئیں۔ اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ دوسروں میں وہ روح پیدا کریں جس سے ہم خود زندہ ہوئے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام۔ خاکسار

محمد علی

۲۳ ردسمبر ۳۸ء

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن

کے سالانہ اجلاس کی مختصر روئیداد

مورخہ ۲۷ ردسمبر کو بعد از نماز مغرب جلسہ گاہ میں زیر صدارت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا سالانہ اجلاس منعقد ہؤا۔ پروگرام دو حصوں میں منقسم تھا۔ پہلے حصہ میں صرف ایک موضوع پر مختلف دوستوں نے مختصر تقریریں کیں۔ موضوع تھا

یورپ میں اسلامی اصولوں کی قبولیت

اس پر جناب چوہدری فتح محمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل گجرات۔ جناب ماسٹر محمد یعقوب صاحب بی۔ اے ایس۔ اے وی۔ جناب منصور احمد صاحب وائیں۔ جناب کرامت حسین صاحب۔ جناب محبوب عالم صاحب نے اپنے اپنے حسن بیان سے حاضرین کو مسحور کیا۔ چونکہ یہ موضوع انعامی موضوع تھا۔ اس لئے ججوں نے فیصلہ کیا کہ راجہ کرامت حسین صاحب اول اور جناب منصور احمد صاحب وائیں دوم ہیں ان دونوں صاحبان کو انعامات دیئے گئے

اس کے بعد جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کرسی صدارت خالی کر کے جناب حافظ محمد حسن صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی وکیل گجرات کو دے گئے۔ انہوں نے کرسی صدارت کو رونق بخشی اور پروگرام کا دوسرا حصہ شروع ہؤا جس میں جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جناب سید محمدؐ امین صاحب۔ جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب اور پروفیسر عنایت علی صاحب نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کیونکہ اس میں موضوع کا تعین نہیں تھا۔ اس لئے جس دوست کے جی میں جو کچھ تھا اس نے اسے بغیر کسی قسم کی رکاوٹ کے بیان کیا۔ پروگرام کا یہ حصہ بھی کافی حد تک دلچسپ تھا۔ کیونکہ اس میں کافی حد تک شکووں اور گلوں کا بھی عنصر تھا۔ ان شکووں اور گلوں کی اگر تحلیل کی جائے۔ تو ہمیں گذشتہ ایک دو سالوں کی سرگذشت پر تبصرہ کی ضرورت ہے جو کہ چنداں ضروری نہیں۔ خیر گذشتہ سالوں میں جو کچھ ہؤا سو ہؤا ان حالات اور شکووں کو ہمارے راستہ میں سنگ راہ نہیں بننا چاہیئے۔ ہمارے سامنے مستقبل کی پہنائیاں ہیں ہمیں ان میں فتوحات کرنا چاہئیں۔ رفتہ پر ہمیں رفق وملائمت اور درگذر سے کام لینا چاہیئے آخر جہاں چار آدمی مل کر کام کرتے ہیں وہاں شکوے بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کا پیدا ہونا ایک طبعی امر بھی ہے۔ خدا تعالیٰ آئندہ کیلئے ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین

ان دوستوں کی تقریروں اور صاحب صدر کے ارشادات کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہؤا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ جلسہ بہت کامیاب رہا

خاکسار

اسلامی دنیا

—— بیت المقدس ۸ ۔ جنوری ۔ فلسطین کے ایک اخبار کا اندازہ ہے کہ ۱۹۳۸ء کے دوران میں فسادات فلسطین کے نتیجہ میں دو ہزار آدمی ہلاک اور ۱۷۰۰ سے زائد مجروح ہوئے

—— یہ بھی لکھا ہے کہ ہلاک شدوں میں ۴۸۶ شہری عرب ۱۱۳۸ مجاہدین اور ۲۹۱ یہودی شامل ہیں ۔

—— لندن ۸ ۔ جنوری ۔ سلطان ابن سعود نے عربی زبان میں اپنے دستخطوں کے ساتھ ایک خط صدر امریکہ مسٹر روزویلٹ کو بھیجا ہے جس میں اس امر پر خاص زور دیا ہے کہ فلسطین کا مسئلہ مقامی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ تمام عرب ممالک سے اس کا گہرا تعلق ہے ۔ یہ مکتوب واشنگٹن کے مصری سفارت خانہ کے ذریعہ بھیجا گیا ہے ۔

—— قاہرہ ۱۰ جنوری ۔ حال ہی میں عرب ہائی کمیٹی کے پانچ لیڈروں کو نظر بندی سے رہا کیا گیا تھا ۔ انہوں نے حکومت فرانس سے مفتی اعظم فلسطین کے ساتھ ملاقات کی اجازت مانگی تھی جو نہ دی گئی اب ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ حکومت فرانس نے انہیں مشروط ملاقات کی اجازت دے دی ہے ۔

—— معلوم ہوا ہے کہ یہ لیڈر پانچ دن لبنان میں رہ کر مفتی اعظم سے ملاقات کر سکیں گے مگر انہیں اور کسی لیڈر سے ملاقات یا وہاں کسی تقریر کی اجازت نہ ہوگی ۔

—— استنبول ۱۰ ۔ جنوری ۔ بعض ترکی افسروں نے جعلی دستخطوں کے ذریعہ حکومت ترکیہ کے نام پر ۱۵ امریکن اور کینیڈین طیارے خرید کر انہیں حکومت ہسپانیہ کے پاس فروخت کر دیا تھا ۔ حکومت ترکی نے اس سلسلہ میں وزارت خارجہ کے ایک افسر کو گرفتار کر لیا ہے ۔ اسی طرح فرانس میں بھی ایک ترک کو اسی سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ہے ۔

—— لندن ۹ جنوری ۔ وزارت حربیہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ مجاہدین فلسطین کسی مرکزی کمان کے ماتحت کام نہیں کرتے وہ عام پالیسی میں مفتی اعظم فلسطین اور عرب ہائی کمیٹی کے احکام کی پیروی کرتے ہیں مگر جنگی امور میں لڑنے والے گروہ بالکل آزاد ہوتے ہیں ۔

—— لندن ۱۰ ۔ جنوری ۔ وزارت حربیہ کا ایک اور اعلان مظہر ہے کہ فلسطین میں مجاہدین کی کوئی منظم فوج نہیں ان کی مجموعی تعداد زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ ہزار ہوگی ۔ وہ پرامن آبادی میں ایسے ملے جلے ہیں کہ ان کی شناخت ناممکن ہے ۔ یہ لوگ ہمیشہ مسلح رہتے ہیں ۔

—— پشاور ۱۱ ۔ جنوری ۔ ایک اخباری نمائندے کو بیان دیتے ہوئے وزیرستان کے دو محسود ملکوں نے کہا کہ اگر حکومت برطانیہ نے مسئلہ فلسطین کو عربوں کی مرضی کے مطابق حل نہ کیا تو وزیرستان میں حالات زیادہ پیچیدہ ہو جائیں گے ۔

—— تازہ مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر اپنے زبردست جنگی پروگرام کو نہایت سرگرمی سے عملی جامہ پہنا رہی ہے اس نے برطانوی کارخانوں سے کثیر تعداد میں آتشبار اور دوسری قسم کے جنگی طیارے منگائے ہیں ۔

—— بیت المقدس ۱۱ ۔ جنوری ۔ فلسطین کے فوجی کمانڈر انچیف نے بیت المقدس جدید میں ۲۴ گھنٹہ کا کرفیو آرڈر نافذ کر دیا ۔ کرفیو آرڈر کا نفاذ ایک یہودی پر حملہ کے بعد ہوا جو گولی سے مجروح کیا گیا تھا ۔

—— یروشلم ۱۲ ۔ جنوری ۔ فوجی عدالت نے آج چھ مجاہدین کو سزائے موت کا حکم سنایا ۔

—— بیت المقدس ۱۱ ۔ جنوری ۔ گزشتہ دنوں ایک ․․․․ عرب قیدی کو دانستہ طور پر گولیوں سے شہید کرنے کے الزام میں برطانوی سپاہیوں کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا آج چیف جسٹس نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ۔

ہندوستان

—— پٹنہ ۱۲ ۔ جنوری ۔ ایک اطلاع مظہر ہے آج صبح ساڑھے تین بجے کے قریب ایسٹ انڈیا ریلوے پر دھن باد سے قریباً ۴۰ میل دور ہزاری باغ ریلوے سٹیشنوں کے درمیان ڈیرہ دون ایکسپریس پٹڑی سے اتر گئی جس کی وجہ سے سات آدمی ہلاک اور ۴۹ زخمی ہوئے ۔ حادثہ کی اصل وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی ۔

—— تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹرین ۹ بوگیوں پر مشتمل تھی جن میں سے پانچ درمیانی بوگیاں الٹ گئیں اور جل کر تباہ ہو گئیں اور ․․․․ انجن کے ساتھ والی اور آخری بوگی پٹڑی پر رہی ۔ زخمیوں میں سے ۱۴ کی حالت نازک ہے ۔ ہلاک شدوں میں ابھی تک صرف دو لاشیں شناخت ہو سکی ہیں ۔ معلوم ہوا ہے کہ زیادہ نقصان اعلیٰ درجوں میں سفر کرنے والوں کو پہنچا ہے ۔ (بعد کی اطلاع ہے کہ دس ہلاک ہوئے ہیں)

—— کراچی ۱۲ ۔ جنوری ۔ اللہ بخش وزارت کے خلاف مسٹر ایم ۔ جی سید کی پیش کردہ تحریک عدم اعتماد آج ۲۵ ووٹوں کی کثرت سے نامنظور ہو گئی ۔ سر غلام حسین ہدایت اللہ ۔ میر گروپ اور کانگرس کے ارکان غیر جانبدار رہے ۔

—— پشاور ۱۲ ۔ جنوری ۔ سرحدی اسمبلی کا بجٹ سیشن ۲ ۔ مارچ ۱۹۳۹ء کو شروع ہوگا ۔

—— جبل پور ۱۲ ۔ جنوری ۔ اس جگہ آج ہندو مسلم فساد ہو گیا ۔ پولیس کی بروقت مداخلت سے حالات پر قابو پا لیا گیا ۔ ایک ہندو سادھو بازار میں سنکھ بجاتا ہوا گزرا مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا لیکن وہ باز نہ آیا یہی واقعہ فساد کی وجہ بن گیا ۔

—— پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہے ۔ کانگرسی اور مہاسبھائی ممبر بات بات پر ہنگامہ بپا کرنے اور رکاوٹ ڈالتے ہیں ان دونوں کی خواہش ہے کہ مارکیٹنگ بل پاس نہ ہو ۔ ۱۲ ۔ جنوری کو ان میں سے بہت سے ممبر افسوسناک ہنگامہ آرائی کے بعد واک آؤٹ کر گئے ۔

—— ان لوگوں کی طرف سے متعدد تحریکات التوا پیش ہو چکی ہیں جن میں سے سب مسترد ہو گئیں ۔

—— حیدرآباد دکن ۱۱ جنوری ۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے پنڈت مالویہ کی بنارس یونیورسٹی کو ایک لاکھ کی گرانقدر رقم عطیہ دیا ہے ۔

—— حیدرآباد دکن ۱۲ ۔ جنوری ۔ حضور نظام کی حکومت کا ایک اعلان مظہر ہے کہ چونکہ حیدرآباد سٹیٹ کانگرس نے سول نافرمانی غیر مشروط طور پر ترک کر دی ہے اور بیرون ریاست رضاکاروں کی آمد بند کر دی ہے اس لئے ان تمام قیدیوں اور زیر سماعت رضاکاروں کو جن کا تعلق کہ موجودہ تحریک سے تھا رہا کر دیا گیا ہے ۔

—— باردولی میں کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس شروع ہو گیا ہے اس اجلاس میں اس بات پر خصوصیت سے غور کیا جائیگا کہ مسلمانوں کو کونسا فریب دیکر کانگرس میں ملایا جائے ۔ معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی اس بارہ میں ایک خاص سکیم پیش کریں گے ۔

—— راجشاہی (بنگال) میں اس ہفتہ مسجد کے سامنے باجہ بجانے پر ہندو مسلم فساد ہو گیا ۔

—— کانپور کے مشہور ملک التجار اور مخیر مسلمان حافظ محمد حلیم صاحب ۷ ۔ جنوری کو انتقال فرما گئے انا للہ ۔ آپ لبی ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور ہندوستان کے بہت بڑے سوداگر چرم تھے ۔

—— راجکوٹ ۱۰ ۔ جنوری ۔ آج ریاست راجکوٹ کے سابق دیوان سر پیٹرک کیڈل اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو کر بذریعہ ہوائی جہاز عازم انگلستان ہو گئے ۔

ممالک خارجہ

—— روما ۱۱ ۔ جنوری ۔ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ اور لارڈ ہالیفیکس وزیر امور خارجہ برطانیہ ۔ حکومت اطالیہ سے گفت و شنید کرنے کے لئے روما گئے تھے لیکن ان کا یہ دورہ کچھ کامیاب نہیں ہوا ۔

—— روما ۱۳ ۔ جنوری ۔ کل وزرا برطانیہ اور مسولینی اور کونٹ چیانو سے دیر تک مبادلہ افکار کیا تھا لیکن اس کے متعلق تاحال کوئی سرکاری اعلان شائع نہیں ہوا ۔

—— غیر سرکاری ذرائع کا اندازہ ہے کہ مبادلہ افکار کے نتیجہ پر کوئی نیا سمجھوتہ نہیں ہوا اور نہ ہی فریقین میں سے کسی نے ایسے نئے معاہدے کا وعدہ کیا ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فریقین نے ایک دوسرے کے زاویہ نگاہ کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے مگر دونوں میں شدید اختلافات موجود ہے ۔

—— مبادلہ افکار مجوزہ پروگرام سے دو دن پہلے ختم ہو گیا ہے عام لوگوں کا خیال ہے کہ جہاں تک ڈپلومیٹک امور کا تعلق ہے وزرا برطانیہ کا دورہ اطالیہ بے سود ثابت ہوا ہے ۔

—— فرانسیسی اخباروں نے مسٹر چیمبرلین کے طرز عمل کی بڑی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ مسٹر چیمبرلین مسولینی سے مرعوب ہوئے بغیر اپنے زاویہ نگاہ پر اڑے رہے علاوہ ازیں ان اخباروں نے لکھا ہے کہ جس طرح جرمنی اور اطالیہ میں کامل اتحاد موجود ہے اسی طرح فرانس اور برطانیہ بھی پورے طور پر متحد ہیں ۔

—— نیو یارک ۱۳ ۔ جنوری ۔ حکومت چین امریکہ کی ایک طیارہ ساز کمپنی سے ۱۷ لاکھ پونڈ کے طیارے خریدے گی ۔

—— برلن ۱۲ ۔ جنوری ۔ ہالینڈ میں جرمن سفارت کے ایک افسر کے مکان اور سکرٹری کے دفتر پر فائر کی اطلاع موصول ہونے پر جرمنی میں شدید غیظ و غضب کا اظہار کیا جا رہا ہے اور ہالینڈ کی حکومت کو سرکاری طور پر احتجاج کیا گیا ہے ۔

—— چنگ کنگ ۱۲ جنوری ۔ چینی فوجوں نے جاپانیوں پر جوابی حملہ کر کے تین شہروں پر پھر قبضہ کر لیا ۔ تینوں شہر صوبہ شانسی کے جنوب مغرب واقع ہیں اور جنگی نقطہ نگاہ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں ۔

—— ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے متعلق تازہ اطلاع یہ ہے کہ باغی فوجوں نے تاراگونا کے جنوب مشرقی علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے امید ہے کہ ایک ہفتہ تک بندرگاہ پر بھی ان کا قبضہ ہو جائیگا ۔ دوسری طرف حکومت کی فوجوں نے تین اہم حلقوں پر قبضہ کر لیا ہے ۔

—— آسٹریلیا میں امسال گرمی غیر معمولی ہے جس کی وجہ سے بہت سے آدمی اور جانور ہلاک ہو گئے ۔

—— واشنگٹن ۱۱ ۔ جنوری ۔ لندن اور پیرس میں متعین امریکن سفیروں نے حکومت امریکہ کو مطلع کیا ہے کہ موسم بہار میں یورپ میں جنگ چھڑ جائیگی ۔

—— لندن ۱۲ ۔ جنوری ۔ کل صبح جنرل فرانکو کے طیاروں نے بارسلونا پر زبردست بمباری کی جس سے بہت سے آدمی ہلاک ہوئے ان میں ایک برطانوی جہاز کا چیف انجینئر بھی شامل ہے ۔

—— لندن ۱۲ ۔ جنوری ۔ چین کے امریکن سفیر کو حکومت امریکہ نے چین کی صورت حالات کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لئے امریکہ بلایا ہے آج لندن سے عازم امریکہ ہو گئے ہیں روانگی کے وقت ایک نمائندہ اخبار کو آپ نے بتایا کہ ابھی تک ایسی کوئی علامت نظر نہیں آئی جس سے یہ خیال کیا جا سکے کہ چین کی حکومت کمزور ہو گئی ہے یا جاپانی فوج کے آگے ہتھیار ڈال دے گی ۔ اس کے برعکس حالت یہ ہے کہ چینیوں نے جنگ چھاپوں کے طریقوں سے جاپانیوں کو بے حد پریشان کر رکھا ہے ۔

—— روما ۱۰ ۔ جنوری ۔ حبشہ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ابھی تک امن قائم نہیں ہوا چھوٹی چھوٹی بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں ماہ دسمبر کے دوران میں بغاوتیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلام اور فطرۃ

اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جاویں تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئے گا۔ اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر ایک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دیگی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف بتاتا ہے۔ اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا۔ بلکہ موافق آیہ کریمہ — الست بربکم قالوا بلیٰ کے ہر ایک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے اسکی طرف جھکنے کے لئے ہر ایک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اس کی طرف جھکنے کے لئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اس کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان من شئی الا یسبح بحمدہ یعنی ہر ایک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے۔ اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کرے گا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے۔ پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دیں کہ اس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا ماہیت لکھی ہے اور اس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہر ایک چیز پر حکومت کر رہا ہے اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہیں ہے۔ معاذ اللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے۔ مگر افسوس کہ آریوں کے ویدنے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی اطاعت ہر چیز کی ہو توقف ہے اور چونکہ وید نے معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس دور تھے۔ لہذا یہ سچا فلسفہ ان سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں۔ بلکہ ہر ایک چیز اپنی روح سے اس کو سجدہ کر رہی ہے۔

(از اخبار الحکم ۱۲ راپریل ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اب اچھی ہے ۲۰ رجنوری کو نماز جمعہ حضرت ممدوح نے پڑھائی ایک پر معارف خطبہ ارشاد فرمایا جس میں نوجوانوں کیلئے عملی تحریک کا کافی سامان موجود ہے نوجوانوں کیلئے یہ خطبات مائدہ کے مترادف ہیں اور ان سے مستفید ہونا ان کی خوش قسمتی ہے کیونکہ ایں سعادت بزور بازو نیست

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مورخہ ۲۳ رجنوری کو دہلی تشریف لیجا رہے ہیں۔ دہلی کے اس قیام میں انکا پتہ یہ ہوگا

۳۵ پرشوری راج روڈ نئی دہلی

— شیخ انعام الحق صاحب مدیر "پیغام صلح" رخصت پر چلے گئے ہیں ان سے خط و کتابت دفتر کے پتہ پر ہی کی جائے۔

— جناب ایم موسیٰ خانصاحب بلیڈر کے متعلق پہلے بھی پیغام صلح میں لکھا جا چکا ہے اب مکرر عرض ہے کہ سب دوست ان کیلئے درد دل سے دعا کریں کہ خدا ان کی تمام مشکلات دور فرمائے اور ان کے صاحبزادہ کو مقدمہ سے مخلصی فرمائے۔ آمین۔

کل من علیہا فان

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ چوہدری فضل داد صاحب گجرات والے جو ہماری جماعت کے نہایت مخلص اور سرگرم نوجوانوں میں سے ہیں ان کی اہلیہ صاحبہ مورخہ ۱۷ رجنوری بوقت ۵ بجے صبح وفات پا گئیں انا للہ۔ مرحومہ نہایت دیندار اور صالحہ خاتون تھیں۔ اس سانحہ ارتحال پر ہمیں اخویم چوہدری صاحب سے گہری ہمدردی ہے خدا تعالیٰ انہیں اور انکے لواحقین کو صدمہ عظیم پر صبر کی توفیق عنایت فرمائے آمین

قرآن مجید پر ایک تاریخی اعتراض کا جواب

یہود و نصاریٰ کی ملی بھگت کا ایک مظاہرہ

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

نقش قرآن تا دریں عالم نشست
نقشہائے کاہن و پاپا شکست

وقالت الیہود عزیز ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یؤفکون

یہودی کہتے ہیں عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کے اقوال ہیں یہ پہلے کافروں کے قول کی نقل کرتے ہیں اللہ انہیں ہلاک کرے کہاں الٹے پاؤں پھرے جاتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۔ اس آیت سے پہلے جنگ کا ذکر ہے اور اہل کتاب سے جزیہ لیکر انہیں ذلیل و رسوا کرنے یا محکوم بنانے کا بیان ہے اس کے فوراً بعد یہ ذکر شروع ہو جاتا ہے کہ یہود عزیز کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں ان دونوں باتوں میں ربط و تعلق کیا ہے۔ بظاہر دونوں باتیں بے ربط و بے جوڑ ہیں۔

سوال نمبر ۲۔ دنیا بھر کے یہود دونوں ہاتھ اٹھا کر تبری کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی عزیز کو یا عزرا کو خدا کا بیٹا نہیں کہا ہے اور نہ مانا ہے

سوال نمبر ۳۔ یہ ایک مسلم امر ہے کہ یہود موحد ہیں لہذا خداوند یہودہ کے سوا کسی زمینی یا آسمانی فرد کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے پھر یہ یہود پر بہتان نہیں تو اور کیا ہے۔

سوال نمبر ۴۔ کتاب مقدس میں بے شک بنی اسرائیل کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے مگر بطور مجاز اور استعارہ نہ از روئے حقیقت جیسا کہ نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ مانتے ہیں) یہود و نصاریٰ دونوں کو یکساں ملزم گرداننا انصاف نہیں۔ جیسے کہ مسلمان بھی اولیاء اللہ کو اطفال اللہ کہتے ہیں۔

انجیل کے حوالجات سے بھی ظاہر ہے کہ انہوں نے مسیح کو واجب القتل اس لئے سمجھا کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔ مسیح نے اس کے جواب میں کبھی نہیں کہا کہ تم بھی تو عزرا کو خدا کا بیٹا کہتے ہو۔ اگر اس میں کوئی سچائی ہوتی تو مسیح ضرور اس کا ذکر کرتے۔

سائیکلو پیڈیا آف اسلام کا فاضل مولف قرآن مجید کے اس قول کو یہود پر بہتان قرار دیتا ہے۔ ڈاکٹر زویمر نے اپنے رسالہ مسلم ورلڈ میں اس مضمون کو نقل کر کے اس کی تائید کی ہے گویا یہود و نصاریٰ دونوں کا باوجود ایک دوسرے کے دشمن ہونے کے اس امر پر اتفاق ہے کہ یہود عزرا کو ابن اللہ نہیں مانتے

سوال نمبر ۵۔ صحابہ سے لیکر تمام مفسرین قرآن عزیز سے مراد عزرا نبی لیتے ہیں۔ حالانکہ بائیبل کے کسی حوالہ میں عزرا کو ابن اللہ نہیں کہا گیا

سوال نمبر ۶۔ علماء اسلام کے جوابات ناتسلی بخش ہیں۔ مثلاً الف۔ یہ کہ بائیبل میں کوئی ثبوت موجود ہو یا نہ ہو قرآن کا قول ہی حق ہے۔ یہود کا قول قرآن مجید کے بالمقابل ناقابل ترجیح ہے

ب۔ یہودیوں کا کوئی فرقہ کسی زمانہ میں عزرا کو ابن اللہ کہتا تھا۔ اول تو اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے اگر بالفرض ہو بھی تو اس کی بنا پر ساری قوم کو مطعون کرنا کہاں تک جائز ہے؟ مگر قرآن تو اب بھی اسی امر کا اعلان کرتا ہے۔ اگرچہ اس کا ثبوت موجود نہیں

الجواب

مذکورہ سوالات کے حل کی سب سے پہلی کلید یہ ہے کہ آیا یہود خدا کے سوا کسی کو خدا یا خدا کا بیٹا بنام استعارہ کے خلاف مانتے بھی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں مانتے تو بلاشبہ وہ موحد ہیں اور اگر مانتے ہیں تو یہود و نصاریٰ کا اسلام کے خلاف یہ اتحاد محض عناد اسلام کی وجہ سے ہے۔

عبری بائیبل باب ۶۔ آیت ۲ میں ہے۔

وَیِرْءُو بنی ھا الوھیم ایت بنوت ھا آدم کی طوبوت ھناہ ویقھو لاھیم ناشیم میکل آشیر بحارو

ترجمہ:۔ اور خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وے خوبصورت ہیں اور ان سب میں سے جو جسے پسند آئیں اپنے لئے بیویاں کیں اسی باب کی آیت ۴ میں ہے۔

ھنفیلیم ھیو بآرص بیامیم ھاھیم وگیم احری کین اشیر یابو بنی ھا الوھیم ال بنوت ھا آدم ویلدو لاھیم ھیماہ ھگبوریم اشیر میعولام انشی ھشیم

ترجمہ:۔ زمین میں اس وقت نفیلم تھے اور اس کے بعد بھی جب خدا کے بیٹے آدمیوں کی بیٹیوں کے پاس گئے تو ان سے لڑکے پیدا ہوئے یہ وے زبردست تھے جو قدیم سے نامور اشخاص تھے۔

ان دو آیات کے اندر آدمیوں کی بیٹیوں اور خدا کے بیٹوں کا ذکر ہے مگر یہودی علماء اس وقت بنی الوھیم سے مراد خدا کے بیٹے نہیں لیتے۔ بلکہ "قدرت یا عظمت کے فرزند" مراد لیتے ہیں یا انہیں نیک لوگ قرار دے کر حضرت شیثؑ کی اولاد سمجھنے لگے ہیں اور آدمؑ کی بیٹیوں کا محاورہ قابیل کی بیٹیاں گردانتے ہیں۔ گویا اب بیسویں صدی کے علماء یہود یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ شیثؑ کے بیٹے جو نیک تھے ان سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے مادہ پرست دہریوں کی لڑکیوں سے شادیاں کرلیں اور یوں نسل انسانی اپنے بلند مقام سے نیچے گر گئی۔ موجودہ زمانہ کی بیماری کو سامنے رکھ کر یہ توضیح مناسب سمجھی گئی ہو مگر اس بیسویں صدی سے پہلے علماء یہود کا خدا کے بیٹوں کے متعلق کیا خیال تھا؟ کیونکہ قرآن کے مخاطب صرف بیسویں صدی کے یہود ہیں۔

بائیبل میں "خدا کے بیٹے" کا محاورہ

(۱) کتاب مقدس کے عالم کو معلوم ہونا چاہئے کہ بیٹے کا محاورہ بائیبل میں "نوع کے فرد" کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عبرانی میں بن الوھیم اور آرامی زبان میں بر الاھین (خدا کا بیٹا) دوسری صدی قبل مسیح تک "فرشتہ" کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ پیدائش باب ۶ آیت ۲ اور ۴ میں خدا کے بیٹوں سے فرشتے تعبیر کئے گئے۔ "بن الوھیم" کے لفظی ترجمہ کو دیکھنا ہو تو اس بیسویں صدی میں بھی علماء یہود نے دو مستند ترجمے کتاب مقدس کے شائع کئے ہیں۔ امریکہ کی جیوش پبلیکیشن سوسائٹی اور ڈاکٹر ایچ ہرٹز چیف ربی یہود دونوں نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:۔

That the sons of God saw the daughters of men that they were fair

خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وے خوبصورت ہیں

(۲) بن الوھیم نسخہ مسورہ کی قراۃ ہے مگر سیریا کے نسخہ میں حاشیہ پر اس کی دوسری قراۃ میں ملاکیم (فرشتے) بھی موجود ہے۔ پس الفاظ کی رعایت اور مستند تراجم دونوں کا تقاضا ہے کہ یہاں "خدا کے بیٹے" مفہوم سمجھا جائے۔ مگر عقل اور دانش کو بھی نظر انداز نہ کیجئے اور غور کیجئے۔

الف:۔ ان دو آیات کے اندر آدم کی بیٹیاں اگر صرف انسان تھیں تو خدا کے بیٹے یقیناً خدا تھے کیونکہ بیٹا نوع کے فرد کا نام ہے۔

(ب) اگر یہ نیک لوگ تھے اور یوں "خدا کے بیٹے" کہلانے کے مستحق تھے تو ان کا وہ فعل جو ان سے سرزد ہوا جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ضروری سمجھا گیا۔ ہرگز نیک لوگوں کا فعل نہ تھا حکمت اور دانش کا تقاضا یہ تھا کہ ان کی نیکی کا ذکر کیا جاتا نہ یہ کہ خدا کے بیٹوں کا معزز خطاب دے کر ان کے ایک ناپاک فعل اور ناجائز کرتوت کو بیان کیا جاتا۔

(ج) یا عظمت اور قدرت کے بیٹے کا مفہوم ان عظمت اور قدرت کے فرزندان سے تو آدم کی بیٹیاں ہی زیادہ طاقتور ثابت ہوئیں کہ وہ انکو اغوا کر کے لے گئیں۔

(د) یہ بھی تو سوچئے آیت میں بنی ھا الوھیم (خدا کے بیٹے) بنوت ھا آدم (آدمیوں کی بیٹیاں) کے بالمقابل ہے۔ اگر بنی ھا آدم سے نیک لوگ مراد ہوں تو بنوت ھا آدم سے . . . .

. . . . . بالخصوص یہ عورتیں مراد لی جائیں یہ کتاب مقدس کا کوئی محاورہ نہیں

ان دو آیات کے علاوہ زبور ۸۲:۶ میں بنی ایلیون کے معنی بھی دیوتا یا فرشتے کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اس زبور میں خدا فرشتوں کے لشکر میں کھڑا تقریر کرتا ہے۔ امریکن سوسائٹی کے ترجمہ میں ہے۔

God standeth in the congregation of God — I said, ye are godlike beings, and all of you sons of the most high.

تم سب الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔

(زبور ۸۲:۶)

(۴) دانیال ۳:۲۵ میں "بر الاھین" کا ترجمہ یہود کے مستند ترجمہ میں یوں کیا گیا ہے:۔

Lo, I see four men loose walking in the midst of the fire, & they have no hurt, & the appearance of the fourth is like a son of the Gods.

"دیکھو میں چار اشخاص کھلے ہوئے آگ کے بیچ پھرتے ہوئے دیکھتا ہوں اور انہیں کچھ ضرر نہ ہوا اور چوتھے کی صورت خدا کے بیٹے کی سی ہے۔

یہی محاورہ اس ترجمہ کے ساتھ ایوب ۱:۶ میں ہے۔ "ویابو بنی ھا الوھیم" (خداؤں کے بیٹے آئے) اور ایوب ۳۸:۷ میں ہے "ویریعو کل بنی الوھیم" (تمام خداؤں کے بیٹے للکارتے تھے)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ "خدا کے بیٹے" کا محاورہ فرشتوں کے لئے کتاب مقدس کے اندر استعمال کیا گیا ہے

(باقی آئندہ)

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں (اقبالؔ)

ڈاکٹر اقبال مرحوم کا یہ شعر بارہا نظروں سے گذرا ہوگا لیکن اس پر تعمق کا موقعہ نہ ملا تھا۔ بعض دفعہ شعر کا نغمہ انسان کی قوت سامع کو اس قدر مسحور کر لیتا ہے کہ اس کی معنوی خوبیاں بالکل نظر انداز ہو جاتی ہیں۔

علامہ مرحوم فرماتے ہیں کہ غلامی اور ادبار میں شمشیریں اور تدبیریں کسی کام نہیں آتیں۔ بلکہ صرف ذوقِ یقین یعنی ایمان اور عرفان کی ضرورت ہوتی ہے اور جونہی ایمان پیدا ہوتا ہے تو یہ ادبار اور غلامی کی زنجیریں خود بخود کٹ جاتی ہیں۔

یہ آواز جب کسی مسلمان فلاسفر کی طرف سے بلند ہو تو وہ مفکر اعظم مصلح اور پیغمبر تک کے خطابات سے سرفراز ہو جاتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہنے پر کہ اس زمانہ میں جہاد بالسیف کی ضرورت اس لئے نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں میں وہ پہلی سی ایمانی اور اخلاقی شوکت نہیں رہی۔ ان میں وہ ایمان عرفان اور ذوقِ یقین نہیں رہا۔ اور ان پر کوئی ایسی جابر قوم بھی مسلط نہیں جو کہ انہیں صوم وصلوٰۃ کی پابندی سے روکتی ہو۔ بلکہ انہیں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ایسے زمانہ میں قرآن مجید مسلم پر جہاد بالسیف فرض نہیں کرتا۔ اور نہ آنحضرت صلعم کا اس بارہ میں کوئی ارشاد موجود ہے کہ جب مسلمانوں میں غلامی اور ادبار ان کی اپنی غفلتوں اور لغزشوں کی وجہ سے ہو تو وہ جہاد بالسیف کریں تو ایسی صورت میں کیا یہ بالکل صداقت کا خون کرنا نہیں۔ کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے جبہ پوش اور دین متین کے محافظ علماء کہیں . . . . کہ تحریک احمدیت اور اس کے بانی نے جہاد کو منسوخ کیا ہے — خواہ مخواہ سب کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ سب چھوٹے اور بڑے یک زبان ہو کر چلا اٹھیں۔ کہ مرزا صاحب نے قوم کو متشائم پسندی یاس اور قنوطیت کا سبق دیا ہے

بتاؤ تو سہی کہ آخر حضرت مرزا صاحب نے قرآن مجید کے کونسے حکم کی خلاف ورزی کی۔ انہوں نے یہی کہا نہ کہ اسلام رواداری کا مذہب ہے اس میں کسی قسم کا جبر نہیں جو چاہے اسے قبول کرے جو چاہے اسے قبول نہ کرے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

انہوں نے مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت پیدا کی جس کا زندہ خدا کے ساتھ ایک زندہ تعلق ہو جس میں ذوقِ یقین ایمان اور عرفان بدرجہ اتم موجود ہوں اور جنہیں دیکھ کر مسلمانوں کے بڑے بڑے مفکر اور فلاسفر بھی یہ کہہ اٹھیں۔ کہ اگر ٹھیٹھ اسلامی اخلاق کا نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں جا کر دیکھو (یہاں قادیان سے مراد ۱۹۱۱ء کا قادیان ہے)

مسلمان جبکہ قرآن مجید کو بالکل فراموش کر چکے تھے ان میں اسلامی، اخلاقی اور ایمان کی ایک رمق تک باقی نہ رہی تھی تو انہوں نے اس وقت وجاھدھم بہ جھاداً کبیرا کا نعرہ بلند کیا اور ایک ایسی فوج تیار کی جس نے ایوانِ کفر میں ایک کھلبلی پیدا کر دی۔ دنیا میں ہر جگہ عیسائیت کے مقابلہ پر محاذ کس نے قائم کئے؟ دنیا میں قرآن مجید کے تراجم کس نے شائع کئے؟ دنیا کے کونے کونے میں اسلامی لٹریچر کس نے پہنچایا؟ یورپ میں آنحضرت کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ انہیں دور کس نے کیا؟ یقیناً حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے نہ کہ فتوے فروش ملاؤں نے

انشاء اللہ جب کبھی جہاد بالسیف کی ضرورت پیش آئے گی تو اس وقت بھی حضرت مسیح موعودؑ کے مجاہد سپاہی ہی پیش پیش ہوں گے۔ اس وقت وہی اپنے خون بہائیں گے جو اس وقت اپنے مال کو اللہ کی راہ میں پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ جو قوم جہاد بالقرآن اور جہاد بالمال کر سکتی ہے تو کیا وقت آنے پر وہ جہاد بالسیف سے گریز کر سکتی ہے؟ یقیناً نہیں اور ہرگز نہیں۔ دنیا میں جتنی قسم کے جہاد ہیں ان کا منبع اور مخرج ایک ہی ہے۔ یعنی ذوقِ یقین ایمان اور عرفان ہاں البتہ ان سب کا موقع اور محل علیحدہ علیحدہ ہے ... آج جہاد بالقرآن کی ضرورت ہے نہ کہ جہاد بالسیف کی۔ مسلمان کی ذہنی اور مادی غلامی کو دور کرنے کے لئے شمشیر کی ضرورت نہیں بلکہ ذوقِ یقین کی ضرورت ہے۔

مدیر "پیغام صلح" کی رخصت

شیخ انعام الحق صاحب نے اپنی علالت طبع کی وجہ سے دو ماہ کی رخصت لی ہے شیخ صاحب موصوف جس قابلیت اور محنت کے ساتھ فرائض ادارت کو بجا لاتے ہیں اس پر میری حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ ان کا شاہکار یعنی سلور جوبلی نمبر اس پر بہترین شاہد ہے۔

قارئین پیغام صلح سے درخواست ہے کہ وہ شیخ صاحب موصوف کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ انہیں صحت کامل عنایت فرمائے اور ان کی تمام مشکلات دور کرے آمین۔

ان کی عدم موجودگی میں پیغام صلح کی ادارت کا بوجھ میرے کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ اپنے قابل پیشرو کے نقش قدم پر چلوں اور ان کی غیر حاضری کو قارئین پیغام صلح کو جہاں تک ہو سکے محسوس نہ ہونے دوں۔ انسان کا کام صرف کوشش ہے باقی نتائج کا ترتیب دینا خداوند تعالیٰ کے عادل اور اٹل قوانین کے ہاتھ میں ہے۔

خدا مجھے توفیق دے کہ میں پیغام صلح کے معیار صحافت پر پورا اتر سکوں۔ والسلام۔

خادم
محمد آصف

حبیبیہ ہال لاہور میں سر پھٹول

۱۵ر جنوری کی شام کو اسلامیہ کالج لاہور کے حبیبیہ ہال میں آل پنجاب مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس کے سلسلہ میں ایک مباحثے کا اہتمام کیا گیا۔ زیر بحث مسئلہ یہ تھا کہ "اس ایوان کی رائے میں فرقہ وار انجمنیں آزادیٔ وطن کی راہ میں رکاوٹ ہیں"۔

اس اجتماع میں احرار اور مسلم لیگ کے کافی ارکان موجود تھے۔ بحث کا افتتاح مسٹر نند لال بیرسٹر کی تقریر سے ہوا جس کا جواب دینے کیلئے مولوی ظفر علی صاحب کھڑے ہوئے۔ ان کے کھڑے ہوتے ہی ان کے اشارات سے ہال میں وہ ہنگامہ بپا ہوا کہ الامان والحفیظ۔ سامعین کی کرسیوں وغیرہ سے مرمت ہونے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے حبیبیہ ہال کی مہذب فضا میں میدان کارزار کا سماں بندھ گیا اپنے اور پرائے کی تمیز اٹھ گئی۔ چھوٹے اور بڑے کی پہچان نہ رہی اور وہ اودھم مچا کہ بیان سے باہر ہے۔ لاہور کے بعض روزنامے اس ہنگامہ کی ذمہ داری احراری لیڈروں پر ڈال رہے ہیں اور بعض مولوی ظفر علی خاں کو اس کی وجہ قرار دیتے ہیں۔

یہاں ضرورت نہیں کہ ہم اس دل آزار واقعہ کی تفصیلات میں جائیں۔ ہمیں افسوس ہے تو صرف اس بات کا کہ مسلمان اجتماعی اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے اپنے بلند معیار سے کس قدر نیچے گر چکے ہیں۔

بڑوں کی پگڑی اچھالنا اور چھوٹوں کو ان کا رہبر و رہنما بنانے کے لئے آمادہ کرنا مسلم کا شیوہ نہیں۔ یہ مسلمانوں کی اجتماعی اخلاقیات کی انتہائی پستی ہے۔ مسلمان جب تک آداب مجلس اور اجتماعی اخلاق کو ملحوظ نہیں کرتا۔ اس کے لئے کسی قسم کی قومی ترقی کرنا ناممکن سی بات ہے۔ آنحضرت صلعم نے بار بار حفظ مراتب اور آداب مجلس پر زور دیا ہے لیکن مسلمان ارشاد رسول کو پس پشت پھینک رہے ہیں۔ اور پھر ان پر ترقی اور آزادی کے مدعی ہیں ؎

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

الہیات میں ایک نئی اصطلاح

معاصر سن رائز انگریزی اخبار اپنے چودہ جنوری ۳۹ء کے شمارہ میں ایک برمی مسلمان کے بیان کو شائع کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔ "برما میں احمدیہ اسلام کا طلوع"

احمدیہ اسلام قادیانیوں کی جدید اصطلاح ہے جس کو کبھی بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استعمال نہ کیا لیکن آجکل اس قسم کی اصطلاحیں استعمال کر کے قادیانی اخبارات کے کالم سیاہ کئے جا رہے ہیں۔ ——— اسلام کسی فرقہ یا شخصیت کی ملک نہیں بلکہ اس دین فطرت کا نام ہے جس کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی ہوا۔ یہ روحانی اور عمرانی قوانین کا وہ مجموعہ ہے جس پر دنیا کی ہر قوم عمل پیرا ہو کر دنیوی اور اخروی نجات سے مالا مال ہو سکتی ہے اسلام کی جبلت عالمگیر ہے۔ اس کا حلقہ اثر عالمگیر ہے۔ غالباً معاصر سن رائز نے یہ سمجھا ہو گا جیسے مذہب عیسوی عبارت ہے حضرت عیسیٰ سے۔ اور بدھ مت عبارت ہے حضرت بدھ سے۔ بالکل اسلام بھی کوئی ایسا مذہب ہے۔ جسے کسی خاص شخصیت یا فرقہ کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ حالانکہ خداوند تعالےٰ نے اس دین فطرت کو صرف اسلام کا ہی نام دیا ہے جیسے سورہ المائدہ میں ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم ——— ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کس صفائی کے ساتھ دین فطرت کو صرف اسلام ہی کہہ کر پکارا گیا ہے۔ تعجب ہے قرآن مجید کے صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے احمدیہ اسلام کی ایک نئی اصطلاح گھڑ لی جاتی ہے پھر ایک اور جگہ سورہ آل عمران میں ہے ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی یقیناً دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ جب خدا کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہوا تو اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ احمدیہ اسلام یقیناً کوئی ایسا مذہب اور دین ہے جو خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہی ہے۔ قرآن مجید نے تو اسلام کو آنحضرت کے ساتھ بھی مخصوص نہیں کیا۔ بلکہ حضور صلعم کو بھی صرف مسلم ہی کہکر پکارا گیا ہے جیسے سورہ الانعام میں ہے لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین یعنی اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلم ہوں۔ ایسا معلوم نہیں کہ یہ قادیانی حضرات احمدیہ اسلام کی اصطلاح کہاں سے نکال سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی واضح اور بین آیات کے ہوتے ہوئے ایسی اصطلاحوں کے استعمال کی جرأت کرنا یقیناً حد سے بڑھی ہوئی گستاخی ہے۔ ہمیں کامل امید ہے کہ معاصر سن رائز کے فاضل مضمون نگار اور مدیر آئندہ نہایت احتیاط کے ساتھ ایسی اصطلاحوں کا استعمال کریں گے جو کہ یقیناً ایک بدعت ہے۔

ایک مسلمان کی اخلاقی جرأت

ہمیں جناب عزیز الدین صاحب بی۔ اے آنرز کا ایک خط موصول ہوا ہے اس خط میں انہوں نے جس اخلاقی جرأت کے ساتھ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی اسلامی خدمات کا اعتراف کیا ہے وہ باقی مسلمانوں کیلئے قابل تقلید ہے اگر ایسے اخلاقی جرأت رکھنے والے افراد کثرت سے مسلمانوں میں پیدا ہو جائیں تو آج مسلمانوں کے اندرونی تفرقے مٹ سکتے ہیں۔ (مدیر)

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہ سطور میرے خالص تاثرات ہیں اس کو شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ:۔ ذیل کی چند سطور رکھنے سے پیشتر میں دوستوں پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اس مضمون کو کسی قسم کی دنیاوی اغراض کی بنا پر نہیں لکھ رہا۔ اور نہ ہی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور . . . . کا رکن ہوں۔ اگر اس کے باوجود بھی کوئی غلط . . . پروپیگنڈا کرنا شروع کر دے تو اس کا تو صرف ایک ہی جواب ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دوسرے یہ کہ بعض حضرات جو اپنا اثر پیدا کرنے کے لئے ہمیشہ اس انجمن کی اسلامی خدمات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں وہ ان میں سے کوئی ایک بات لیکر اس پر تضحیک شروع کر دیں گے۔ مگر کیا وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ایسے مسائل پر ٹھٹھا اور مذاق جاہلوں کا کام ہے مگر فی زمانہ بڑے بڑے حلوہ خور ملاں اور ہمارے رہنما ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنے کے ذوق میں اس حقیقت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔

گزشتہ چند سالوں سے مسلم پریس اور مسلم علماء نے "قادیانی جماعت" اور لاہوری جماعت کے متعلق مختلف طور سے نکتہ چینی کی ہے قادیانی جماعت کے متعلق تو حضرت علامہ اقبال مرحوم و مغفور کی بصیرت افروز تحقیقات قابل غور ہیں۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں آپ نے جماعت احمدیہ کے متعلق چند تعریفی کلمات کہے۔ مگر سنہ ۱۹۱۵ء میں انہیں اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں جماعت ایک تھی مگر سنہ ۱۹۱۵ء میں جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

قادیانی جماعت کے متعلق آپ کے جو شبہات اور شکوک تھے وہ حرف بحرف پورے ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جو شخص (کلمہ گو) مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا نہ تم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو نہ اس کا جنازہ پڑھ سکتے ہو اور نہ ہی تم اس کے ساتھ رشتہ جوڑ سکتے ہو۔ چنانچہ آج یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ باتیں قادیانی جماعت کی شریعت بن کر رہ گئی ہیں اور قادیانیوں کے نزدیک جو کلمہ گو مرزا صاحب کو نبی نہ مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج۔ چنانچہ حضرت علامہ اقبال مرحوم و مغفور نے یہ بات واضح کر دی کہ قادیانی جماعت کی شریعت بھی اپنی ہی ہے۔ اور اسی سال میں میاں صاحب کا ایک خطبہ شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اعلان کیا ہے کہ قادیانی مسجد اقصیٰ قرآن کریم والی مسجد اقصیٰ ہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اور یہ مسجد دنیا میں تیسرے درجے کی مسجد ہے یعنی کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی کے بعد (معاذ اللہ) اور آپ دیکھیں گے کہ تھوڑے عرصے تک یہ اعلان بھی ہو جائے گا کہ یہ ظلی اور بروزی کعبۃ اللہ بھی ہے (نعوذ باللہ)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے مریدوں کی ایک جماعت لاہور میں بھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے قائم ہے۔ مگر ان کے عقائد قادیانی شریعت کی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس لئے میں زیادہ بحث کرنا فضول سمجھتا ہوں۔ مگر ہم اس انجمن کی سرکردہ ہستیوں کے مقاصد اعمال اور نیات سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک قلیل سی جماعت نے ایک قلیل سے عرصہ میں اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن کے لئے لاکھوں روپے کی قربانی کی جس کی زندہ مثال آپ کے سامنے موجود ہے کہ ایک چھوٹی سی جماعت نے اپنے بلند مقاصد اور نیک ارادوں کی خاطر اپنی سلور جوبلی کے موقعہ پر تقریباً دو لاکھ روپیہ جمع کر دیا ہے اس جماعت کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس کو مولوی محمد علی صاحب جیسا امیر میسر ہے۔ مولانا حقیقتاً ایک متقی اور عالم باعمل اور مصلح مسلمان ہیں۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ عیاری اور ریاکاری سے پاک ہیں اور اگر حالات موافق ہوتے تو میں ثابت کر دیتا کہ کس طرح ان پر پھبتیاں اڑانے والے بڑے ہتھیاروں کو بروئے کار لا کر لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونک رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی قدرت ہے کہ اس دور میں تین محمد علی ایسے پیدا ہوئے ہیں۔ جن کی خدمات کو ہندوستانی مسلمان مدتوں تک فراموش نہیں کر سکتا۔ پہلے مولانا محمد علی مرحوم جنہوں نے مرتے دم تک یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنے سینہ میں ایک خالص اسلامی دل رکھتے ہیں۔ دوسرے مسٹر محمد علی جناح وہ آجکل مسلمانوں کیلئے سیاسی جنگ لڑ رہے ہیں۔

تیسرے مولوی محمد علی صاحب۔ یہ نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر میں بھی دشمنان اسلام سے دینی جنگ لڑ رہے ہیں۔

ہم ان مسلمانوں سے جو محض اپنے ذاتی مقاصد کے لئے ایسی چیزوں کو نظر انداز کر کے ایک دوسرے کو بدنام کرتے ہیں اور اختلافات کی خلیج کو دن بدن وسیع کرتے چلے جا رہے ہیں درخواست کرونگا کہ وہ ایسی راہ اختیار کرنے سے پہلے ذرا اپنے گریبان میں بھی ایک نظر جھانک کر دیکھ لیا کریں۔ ورنہ ان کی موجودہ پالیسی جو ہم کو اتحاد کی نعمت سے دور . . . لیجا رہی ہے کسی صورت میں بھی قابل تحسین نہیں ہے۔

الراقم۔ عزیز الدین۔ بی۔ اے (آنرز)

شذرات

حریت فکر پر ناجائز پابندیاں

"الفضل" مؤرخہ ۷ ارجنوری میں قادیان کی نظارت تالیف و تصنیف کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے ——

"آئندہ سلسلہ کی طرف سے کوئی کتاب یا ٹریکٹ یا رسالہ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف و تصنیف چھپنے اور شائع ہونے نہ پائے۔ اور اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی تو ایسی کتاب کی اشاعت جو بغیر منظوری نظارت ہذا طبع کرائی گئی ہو بند کر دی جائے گی۔"

بیچارہ مصلح ۔۔ دنیا کی کوئی جابر سے جابر حکومت بھی تالیف و تصنیف کے معاملہ میں اتنی سختی سے کام نہیں لیتی بلکہ دستور یہ ہے کہ کتابیں پہلے شائع ہوتی ہیں اور اس کے بعد انہیں مروجہ قانون کے معیار پر پرکھا جاتا ہے۔ اگر وہ خلاف قانون ہوں تو ان کی اشاعت بند کر دی جاتی ہے۔ لیکن قادیانی نظارت کے دستور نرالے ہیں ——— اس اعلان کے بین السطور معنی خواہ کچھ ہی ہوں لیکن یہ تو بالکل واضح بات ہے کہ قادیان کے ارباب حل و عقد یہ نہیں چاہتے کہ ان کے مصنفوں میں حریت فکر پیدا ہو اور ان میں صالح تنقیدی روح پنپ سکے۔ وہ قادیان جس سے علم و فضل کے دریا بہنے تھے۔ وہاں آج علم کی چھوٹی چھوٹی سوتوں کو بھی نہایت بیدردی سے بند کیا جا رہا ہے۔

ع یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

ہمارے خیال میں یہ مبالغہ ہے

"الفضل" مورخہ ۷ ارجنوری میں جناب خلیفہ صاحب کا ایک خطبہ شائع ہوا ہے جس میں جناب خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:-

"پچھلے آٹھ دس سال میں ہم نے غیر احمدی اصحاب کو یہاں لانے کی کوشش کی ہے اور اس میں ہمیں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے چنانچہ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں غیر احمدی آتے ہیں اور سینکڑوں ہی بیعت کرکے جاتے ہیں۔"

اگر جناب خلیفہ صاحب کا یہ بیان درست ہے تو یقیناً گذشتہ سال بھی سینکڑوں غیر احمدیوں نے بیعت کی ہو گی۔ بہت بہتر ہو کہ جناب خلیفہ صاحب ان بیعت کرنے والے سینکڑوں "غیر احمدیوں" کی ایک مکمل فہرست ان کے مکمل پتوں کے ساتھ شائع کر دیں تاکہ آئے روز جو ان کی طرف سے بلند بانگ دعاوی ہوتے رہتے ہیں ان پر ہمیشہ کے لئے مہر صداقت ثبت ہو جائے اور سب پر یہ منکشف ہو جائے کہ ایک عالم ہے جو جناب خلیفہ صاحب کی طرف امڈا چلا آ رہا ہے ہمیں حق الیقین ہے کہ وہ کبھی اس فہرست کو مکمل پتوں کے ساتھ شائع نہیں کریں گے۔

ہمارے خیال میں یہ مبالغہ ہے جس کی غرض محض پراپیگنڈہ ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ قادیانی خلافت پر یہ انتہائی ردعمل کا زمانہ ہے اب تو تعداد بڑھانے کی بجائے پہلے مریدوں کو ثابت قدم رکھنے کے لئے انتہائی سخت پابندیوں کی ضرورت ہے۔ جو ان کی طرف سے ہر روز عمل میں بھی آتی ہیں۔

خیر البشر صلعم پر ایک کمینہ حملہ

پنجاب سے ایک رسالہ ایڈینٹ ہیلتھ Radiant Health شائع ہوتا ہے۔ اس نے اپنی ایک اشاعت میں بہت بدزبانی سے کام لیا ہے۔ وہ اپنے مقالہ اوّل میں رقمطراز ہے:-

"انسان ایسا سریع الاعتقاد واقع ہوا ہے لاکھوں آدمیوں نے مرگی کے ایک مریض (محمدؐ) کی اس بات پر یقین کر لیا کہ اس نے سات آسمانوں کی سیر کی۔"

اس فقرہ میں آنحضرت صلعم کی اتنی توہین کی گئی ہے کہ جو ایک مسلمان کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ کونسا مسلمان ہو جو اس ناپاک کلمہ کو سنے اور اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔

ایسے رسائل پر اچھی طرح واضح ہو جانا چاہئے کہ مسلمان دنیا میں ہر چیز کو برداشت کر سکتا ہے اگر وہ نہیں برداشت کر سکتا تو توہین رسول کو۔ سو بار اس کا امتحان بھی ہو چکا ہے۔ لیکن ہنوز روز اوّل ہے۔

ملک میں صلح اور آشتی کی فضا پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے غیر محتاط رسائل کے مقالہ نگاروں کو حکومت کی طرف سے سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ کسی کو ایسی دریدہ دہنی کی جرأت نہ ہو۔

اپنی رائے کے اظہار میں ہر ایک آزاد ہونا چاہئے لیکن وہ آزادی جس سے دنیا کی کئی کروڑ آبادی کے دل دکھیں۔ یقیناً آزادی نہیں بلکہ امن عامہ میں خلل کے مترادف ہے اور پایۂ اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے۔ جس کا جتنی جلدی ہو سکے علاج کیا جائے تو بہتر ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی

تفسیر القرآن پر تبصرہ

"تنظیم اہلحدیث" مورخہ ۱۰ ارجنوری رقمطراز ہے:-

"اس اختلاف کی بنا جب سے رکھی گئی کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنی عربی تفسیر موصوفہ بہ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن شائع کی۔ اکابر ملت اسلامیہ نے متفقہ طور پر یہ اعلان کیا کہ تفسیر سلف صالحین اور حدیث نبویؐ کے خلاف ہے اور فرقہ ہائے ضالہ مثلاً مرزائیہ، چکڑالویہ معتزلہ، جہمیہ وغیرہ کے معتقدات موید اس سے ہے۔ ان اکابر میں ہندوستان بھر کے جید علماء ہیں۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تفسیر میں عیوب موجود ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اس مندرجہ بالا اقتباس سے یہ امر تو بالکل واضح ہے کہ تنظیم اہلحدیث کی روش میں خشونت اور جلن کی چنگاریاں ہیں۔ کیونکہ وہ رائے جس میں تعصب اور رنج کی آمیزش نہ ہو اس کا طرز بیان ایسا نہیں ہوتا جس سے کسی کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا ہو سکیں۔ مسلمان علماء میں قوت برداشت اور رواداری بالکل مفقود ہو چکے ہیں۔ ذرا کسی سے اختلاف ہؤا نہیں اور اسے زہر میں بجھے ہوئے تیروں کا ہدف بنایا نہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر اس قسم کے پروپیگنڈہ کی بجائے تنظیم اہلحدیث کے مضمون نگار صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تفسیر پر کوئی اعلیٰ درجہ کی تنقید شائع کرتے یا دنیا کے سامنے مولوی صاحب کی تفسیر سے بہتر تفسیر پیش کرنے کی کوشش کرتے۔ اختلاف کو صرف اختلاف تک ہی محدود رکھنا چاہیئے۔ دنیا میں اختلاف تو ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور جب تک یہ دنیا ہے رہیگا۔

تعلیمی گرانٹ اور مسلمان

پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی ۱۳۳۳۲۴۶۰ ہے یعنی کل آبادی کے لحاظ سے ستاون فیصدی ہے۔ لیکن تعلیمی گرانٹ سے جو انہیں حصہ ملتا ہے وہ بائیس فیصدی سے زیادہ نہ ہوگا۔ انہیں کل گرانٹ جو ملتی ہے اس کی میزان ایک لاکھ اکیاون ہزار چالیس روپے پڑتی ہے۔ حالانکہ انہیں ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے دو لاکھ چون ہزار چھبیس روپے سالانہ زیادہ ملنے چاہئیں۔ یہ ایک بہت بڑی حق تلفی ہے۔ بلکہ ظلم کے مترادف ہے۔ یہ عذر بالکل فضول ہے کہ مسلمانوں کے تعلیمی ادارے کم ہیں۔ اس لئے انہیں گرانٹ دینے میں ان کے تعلیمی اداروں کی تعداد کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ مسلمان ایک غریب قوم ہے اس میں ابھی اتنی طاقت نہیں کہ وہ کثرت کے ساتھ سکول کھول سکے۔ ویسے بھی درسگاہیں ایک دن میں تو قائم ہو نہیں سکتیں مسلمانوں کے تعلیمی رجحانات دن بدن ترقی پذیر ہیں اور ان رجحانات کے لئے ان کی واجب الادا گرانٹ تازیانہ کا کام دے گی۔ سو یہ گرانٹ مسلمانوں کی ایسی انجمنوں کو مل جانی چاہئے جو مسلمانوں کی تعلیمی حالت کے سدھارنے کے لئے ..... کوشاں ہیں۔ اگر یہ گرانٹ ملنی شروع ہو جائے۔ تو آج سینکڑوں سکول کھل سکتے ہیں۔

ضروری اطلاع

امسال کے سلور جوبلی کے جلسہ میں آنے والے احباب میں سے کوئی صاحب ایک گٹھڑی میں ۱۲ سیر پختہ کے قریب دیسی گڑ جلسہ گاہ میں بھول کر چھوڑ گئے ہیں جو میرے پاس امانت رکھوائی گئی ہے۔ جن صاحب کا یہ مال ہے۔ وہ مجھے اطلاع دیں اور لکھیں کہ آیا اس کو فروخت کرکے رقم ان کو بھیج دی جاوے یا ان کے چندہ میں داخل کی جاوے اگر آخیر جنوری تک کوئی اطلاع نہ آئی تو فروخت کرکے رقم خزانہ انجمن میں داخل کی جاوے گی۔ والسلام

عزیز بخش۔ امین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

سنہ ۱۹۳۹ء
جماعت احمدیہ کا دور جدید

گذشتہ سال، اقوام عالم کی فالیطی میں انتہائی تغیر و تخریب کا زمانہ ہے۔ مشرق بعید کا مطلع چین و جاپان کی جنگ سے دھواں دھار ہے جاپان اور روس کا تصادم ایک بین الاقوامی خطرہ کی صورت اختیار کرتے کرتے رکا۔ ہسپانیہ کی خانہ جنگی ابھی تک جاری ہے وسط یورپ کے دو قائدین کی گرج سے دنیا کی سیاسی فضا پر ایک ہیبتناک خاموشی چھا رہی ہے۔ قضیہ فلسطین سے مسلم کی آنکھوں سے خون کے آنسو رواں ہیں۔ لیکن ان واقعات اور سیاسی محاذات سے الگ تھلگ ایک کمزور اور مٹھی بھر جماعت ہے جو خدا اور اس کے رسول کے نام پر صلح اور آشتی کی اشاعت میں مصروف ہے۔ موجودہ جنگ اور مادیت کے خلاف جہاد کرتی چلی جا رہی ہے اس کا مقصد وحید قانون محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں از سر نو قائم کرنا ہے۔

ایک ربع صدی تک اس نے اس پروگرام پر نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ عمل کیا ہے سنہ ۱۹۳۹ء اس کا دور جدید ہے جس میں جماعت کی تعمیر پر خاص طور سے زور دیا جائے گا تاکہ یہ جماعت طاقت حاصل کرکے اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہو کر آگے سے کئی گنا زیادہ اسلام کی خدمت کر سکے۔

تعمیر جماعت کا خالص مذہبی پروگرام اس وقت بروئے کار آسکتا ہے جبکہ یہ جماعت ہر قسم کی غیر مذہبی اور مادی تحریکات سے بچی رہے اس کی گذشتہ کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا کے مادی ہنگاموں سے دامن کش رہی اور اس کی آئندہ کامیابی کا انحصار بھی صرف اس اصول پر ہے کہ وہ اپنے دائرہ کے اندر کام کرتے ہوئے ہی جس قدر قوت اور زور پکڑ سکتی ہے پکڑے دنیا میں آج تک کوئی قوم یا جماعت اپنی حدود سے تجاوز کرکے کامیاب نہیں ہو سکی، اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔

ہمارے ان بھائیوں اور دوستوں کو جن کا خیال یہ ہے کہ اسلام کو صرف مادی اور سیاسی فتوحات سے ہی نفع ہے اپنے استدلال میں اتنا متعصب اور قطعی نہیں ہونا چاہیئے۔ ان کے اس نظریہ کے بطلان کی گنجائش بھی ممکن ہو سکتی ہے میرے ناچیز خیال میں ایک بے پناہ روحانی قوت ہے جس کو اپنی فتوحات کے لئے سعید اور سلیم الفطرت قلوب کی ضرورت ہے۔ نہ کہ تیر و تفنگ اور دولت و جاہ کی۔ تیر و تفنگ والے شان اور سطوت والے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی موجود تھے چنانچہ قیصر و کسرے کی مادی شوکت میری تشریح کی منت کش نہیں۔ وہ کیا چیز تھی جس سے بے ساز و برگ بدوی نے مسلح رومی اور ایرانی پر فتح پائی۔ یقیناً وہ ایک روحانی قوت تھی وہ ایک ایمان اور عرفان تھا۔ آج بھی محمد عربی (فداہ ابی و امی) کے ایک غلام نے روحانیت اور اسلام کی تجدید کی۔ تو اس پر تعجب کیوں کرتے ہو۔ یاد رکھو مذہبی تاریخ کے سنہری صفحات آج بھی اس حقیقت پر زبردست گواہ ہیں کہ مادی درماندگی روحانی شوکت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مقابلہ تو ایک الگ چیز ہے۔ مادیت بیچاری منتظر نجات خود ایک روحانی پس منظر ہوتا ہے۔ تجربہ ایک [illegible] ہے اس وقت ہم اس میں جانا نہیں چاہتے۔

ہمارا دور جدید تعمیر جماعت اور اشاعت اسلام پر مشتمل ہے اور ہم اس قوت اور محنت کے ساتھ اسے عمل میں لائیں گے۔ جس محنت کے ساتھ ہم اپنے گزشتہ پروگرام کو عمل میں لائے ہیں اور اسکو عمل میں لانے کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ہمارے ارادوں میں انتشار نہ ہو۔ ہماری توجہ صرف اس طرف رہے جس طرف اصولی لحاظ سے رہنی چاہیئے۔ دنیا کے مادی اور سیاسی معاملات سنوریں بنیں اور بن بن کر بگڑیں۔ لیکن ہمارے پایہ استقلال کو جنبش نہ ہو۔ ہم ایک مضبوط جماعت ہوں اور نہایت ثابت قدمی کے ساتھ اپنے صحیح راستہ پر گامزن رہیں۔

ہمارے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے جس کے لئے محنت شاقہ کی ضرورت ہے۔ ضرورت ہے کہ تگ و تاز کرتے ہوئے ہمارے پسینہ کی جگہ خون بہے۔ دعائے نیم شبی کے وقت ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا بہ نکلے — اٹھتے بیٹھتے گرتے سنبھلتے ہمارا وظیفہ ایک ہو ہماری امنگیں ایک ہوں آرزوئیں ایک ہوں اور وہ آرزوئیں سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کا دنیا کے کونے کونے میں بول بالا ہو۔

اے خدا ہم میں سے وہ لوگ جو نہایت خلوص اور درد بھرے دل کے ساتھ تیرے دین کی خدمات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی طرف اپنی تائید کا ہاتھ بڑھا اور ان پر اپنی رحمت کی بارشیں کر۔ ہم میں سے جو کمزور ہیں انہیں توانائی دے۔ ہم میں سے معائب شماری کسی کا شیوہ نہ ہو۔ کیونکہ معائب شماری اور ناجائز نکتہ چینی سے قومیں صفحہ ہستی سے ناپید ہو جاتی ہیں۔

(ایس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے)

تاریخ احمدیت
دو عاجز انسانوں کا عزم

جیسا کہ سب دوستوں کو اچھی طرح علم ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کوئی مربوط تاریخ موجود نہیں۔ تاریخ قوموں کی زندگی میں قوت حافظہ کے مترادف ہے جس انسان کی قوت حافظہ کمزور ہو اس سے کسی کارہائے نمایاں کی توقع فضول ہے۔ اسی طرح جس قوم کی تاریخ محفوظ نہ ہو اس سے یہ امید رکھنا فضول ہے کہ وہ آئندہ بڑے بڑے کام سر انجام دے گی

اس میں کون شک کر سکتا ہے کہ احمدیت نے گذشتہ نصف صدی میں جس خلوص اور بہادری کے ساتھ اسلام کی حفاظت کی ہے وہ کوئی ایسا واقعہ نہیں جسے جلد فراموش کیا جا سکے۔ تاریخ دان پہلو [illegible] بر مستقبل بعید میں جا کر اس کے پرلیشان اوراق کی شیرازہ بندی کرے اور اس خالص اسلامی مدافعانہ تحریک کے عظیم الشان نتائج کو ترتیب دے۔ لیکن کچھ ہمارا بھی فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم آئندہ نسلوں کے لئے حالات کا کوئی مربوط اور مضبوط سلسلہ چھوڑ جائیں ورنہ امکان ہے کہ بعد میں بڑی بڑی تاریخی غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں — سو تاریخ احمدیت کی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے شیخ محمد انعام الحق صاحب اور خاکسار نے اس تاریخ احمدیت کو مدون کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ ہمارے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس کار خیر کو انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

خاکسار

ایس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے

سلور جوبلی نمبر
کے متعلق بغداد سے ایک خط

ہمارے محترم و مخلص دوست جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے اپنے والا نامہ مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۳۹ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

برادر عزیز جناب محمد انعام الحق صاحب سلمہ الرحمان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اخبار پیغام صلح کا جوبلی نمبر آج ملا۔ ابھی صرف سرسری طور پر دیکھا ہے۔ اس کی تیاری میں آپ نے جس محنت اور جانفشانی سے کام لیا ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ جماعت کی پچیس سالہ خدمات جلیلہ کو اتنے صفحوں میں بند کرنا بحر زخار کو کوزہ میں لے لینے کے مترادف ہے اور وہ بھی اس خوبی اور خوبصورتی سے کہ کوئی پہلو نظر انداز نہیں ہوا۔ پڑھنے والا اکتائے بھی نہیں اور تحریک احمدیہ کا حقہ ذہن نشین بھی ہو جائے۔ میری دلی دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کی اس خدمت دینی کو شرف قبولیت بخشے اور آپکے بازوؤں میں مزید قوت عطا فرما کر آپ سے بیش از بیش خدمت لے۔ میری جانب سے جملہ احباب عملہ کو مبارکباد عرض کر دیں..... جماعت بغداد کے متعلق سلور جوبلی نمبر میں اخویم محمد آصف صاحب بی۔ اے کا مختصر لیکن جامع مضمون بھی نظر سے گذرا شکریہ۔

خاکسار

تصدق

ادارہ پیغام صلح اس ذرہ نوازی کا بیحد ممنون ہے

درخواست ہائے دعا

بغداد کا ایک مکتوب رقمطراز ہے کہ جناب عبد الصمد صاحب برق کرکوک میں دس بارہ روز سے سخت علیل ہیں۔ بغداد میں کئی ایک احباب بیکار ہیں۔ ان کی صحت اور کامیابی روزگار کے لئے دوست دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ برق صاحب کو صحت دے اور باقی احباب کی مشکلات دور کرے آمین

جناب بہادر علی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی دائیں کنپٹی میں شدید درد رہتا ہے۔ انہیں اس درد سے بہت تکلیف ہے۔ دوستوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں شفا دے۔ آمین

مکتوب برلن

جرمن مسلم سوسائٹی کی تبلیغی سرگرمیاں

دو کامیاب اجتماع

ماہ دسمبر ۱۹۳۸ء میں جرمن مسلم سوسائٹی کے برلن کے زیر اہتمام دو کامیاب اجتماع منعقد ہوئے۔ ۹ر دسمبر ۱۹۳۸ء کی شام کو "مسلم ایونگ" کا انتظام کیا گیا جس میں مندرجہ ذیل موضوع پر بحث و تمحیص ہوئی۔

"نماز کیلئے عربی زبان ہونی چاہئیے یا ملکی زبان"

موضوع چونکہ بہت دلچسپ تھا اس لئے حاضرین کی تعداد بھی غیر معمولی طور پر زیادہ تھی۔ افتتاحی تقریر امام صاحب مسجد برلن نے فرمائی اور مختصر الفاظ میں عربی زبان کی اہمیت کو بیان کیا اس کے بعد دیگر متعدد حضرات نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بالآخر یہ قرار پایا کہ اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی اہم غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ نماز عربی زبان میں ہو۔ البتہ ہر شخص مقررہ اور مجوزہ دعاؤں کے علاوہ اپنی اپنی زبان میں دعائیں اور حمد و ثنا کر سکتا ہے بالخصوص سنتوں اور نفلوں میں۔ علاوہ ازیں اس بات پر زور دیا گیا کہ عربی زبان کو مسلمانان عالم میں رائج کرنا اشد ضروری ہے۔ اس اہم مقصد کے پیش نظر برلن مسلم مشن نے عربی کلاسیں کھول رکھی ہیں جن میں عربی زبان کی مفت تعلیم دیجاتی ہے۔

دوسرا اجتماع

دوسرا اجتماع ۲۳ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو شام کے آٹھ بجے منعقد ہوا یہ جلسہ اپنے اندر زیادہ تر سوشل رنگ رکھتا تھا چونکہ کرسمس کا تہوار قریب تھا اس لئے موقع کی موزونیت کے لحاظ سے کرسمس اور اسلامی عیدین کا موازنہ کر کے دکھایا گیا۔ اسلامی عیدین اپنے اندر ایک خاص اخلاقی اور روحانی رنگ رکھتی ہیں اور ہر قسم کی مخش، اخلاق سوز اور قبیح رسومات سے مبرا اور پاک ہوتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں اس امر کا ذکر بھی آ گیا کہ مسلمان حضرت عیسٰی کو خدا کا برگزیدہ نبی یقین کرتے ہیں البتہ ان کو الوہیت کا رتبہ دینے کیلئے تیار نہیں ہیں اور نہ ہی حضرت عیسٰی نے ایسا کوئی دعویٰ کیا ہے۔ تقریر کے بعد حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی اور یہ اجتماع رات کے گیارہ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

۳ر جنوری ۱۹۳۹ء (نامہ نگار از برلن)

اسلامی تمدن کی خوبیاں

(از جناب پادری طامس صاحب ایم اے)

دنیا کے قریب قریب ہر مذہب نے اپنے اپنے پیروؤں کو دو باتوں کی تعلیم دی ہے ایک تو یہ کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور دوسرے یہ کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا سیکھیں لیکن اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ بہت زیادہ زور مذہبی تعلیمات پر دیا گیا ہے جن میں خدا کے ساتھ بندوں کے تعلقات کا ذکر ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر پرانے مذہبوں کے پیرو کسی نہ کسی حد تک دنیا اور دنیاداروں کے تعلقات کی جانب سے بے پروا ہو گئے ہیں عام طور پر مذہبی گروہ کے دلوں میں یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ دنیا کو بالکل چھوڑ دینا چاہئیے۔ اور اس سے کچھ واسطہ نہ رکھنا مذہبی نقطۂ نظر سے سب سے اچھا کام ہے۔ اور عوام پر بھی اس کا اثر یہ پڑا ہے کہ اگرچہ ان سے خود تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ دنیا سے قطع تعلق کر لیں لیکن وہ انہی لوگوں کو قابل تعظیم سمجھتے ہیں جنہیں وہ دنیا کے دھندوں میں الجھا ہوا نہیں پاتے۔ اسطرح لوگوں کی نظروں میں عزت حاصل کرنے کا لالچ بہت سے ایسے آدمیوں کے دلوں میں بھی ظاہری طور پر دنیا کو چھوڑنے کی تمنا پیدا کر دیتا ہے کہ جنہیں در حقیقت مذہب سے کچھ بہت زیادہ سروکار نہیں ہے۔ اور اس کا یہ نتیجہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض اوقات تارک الدنیا لوگوں کے گروہ میں ایسے ایسے دنیا کے بندے اور سادھوؤں اور راہبوں کے بھیس میں ایسے ایسے گندے اور خراب انسان ملتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر مذہب سے بھی ایک نفرت سی پیدا ہو جاتی ہے۔

جہانتک اسلامی تعلیم سے مجھے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے مجھے اس میں سب سے بڑی خوبی یہی نظر آئی ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کو دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ اور دنیا اور دنیا کی لذتوں کو بالکل چھوڑ دینا اس مذہب میں منع ہے۔ اسلام میں جتنا زور خدا اور بندے کے تعلقات پر دیا گیا ہے اور اگر اسلامی تعلیمات کے اس حصہ کا بغور مطالعہ کیا جائے اور مذہبی تعصب و تنگ نظری سے کام نہ لیا جائے تو یہ ماننا پڑیگا کہ آج دنیا نے اس قدر ترقی کر لی ہے اور تہذیب کے بعد تمدن و معاشرت کے متعلق جو بہتر سے بہتر قاعدے مقرر کئے ہیں وہ اکثر صورتوں میں قریب قریب وہی ہیں جن کی تعلیم اسلام میں تیرہ سو برس پہلے سے موجود ہے۔

کمیونزم اور سوشلزم کے نام سے ترقی یافتہ اور مہذب انسانی جماعتوں نے دو نئے مذہب دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اور ان کا یہ دعوےٰ ہے کہ اگر تمام دنیا ان اصولوں کو قبول کر لے اور ہر قوم اور ہر سلطنت انہی قاعدوں کے مطابق زندگی بسر کرنی اور اپنے ملک کا انتظام کرنا سیکھ جائے تو یہ دنیا بہشت بن جائے گی۔ ان دونوں نئے مذہبوں کی بنا د مساوات پر ہے۔ اور ان کے حامی یہ چاہتے ہیں کہ دنیا سے یہ رسم اٹھ جائے۔ کہ ایک شخص اپنی دولت کی بنا پر اپنے ہی جیسے انسانوں پر حکومت کرتا ہے۔ اور ہر قسم کے معاملات میں دنیا ایک غریب کے مقابلہ میں ایک سرمایہ دار کا ساتھ دیا کرتی ہے۔ ملک کا قانون اور انتظام بھی دولتمندوں ہی کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ اور ملک کی پیداوار بھی وہ دونوں ہاتھوں سے دولت بٹورتے ہیں۔ اور اپنے گھروں میں اس کے ڈھیر لگا لیتے ہیں اور قانون چونکہ ان کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ اس لئے وہ بھی اس لوٹ میں ان کی پوری پوری مدد کرتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ دولت کی تقسیم بحصہ مساوی ہونی چاہئیے۔ اور ملک کے ہر باشندہ کو زندگی کی ضرورتیں برابر کی مقدار میں مہیا کی جانی چاہئیں۔ امیروں کے بچوں کیلئے کھلونے اور موٹریں خریدنے سے پہلے ہر ملک کی حکومت کا یہ فرض ہونا چاہئیے کہ وہ غریبوں کے بچوں کے لئے دودھ اور انڈے خریدے اور سرمایہ داروں کی عورتوں اور لڑکیوں کو سینما اور تھیئٹر کے تماشے دکھانے سے پیشتر مزدوروں کی بچیوں کو تاریخ اور جغرافیہ پڑھا کر دنیا کی تماشاگاہ سے روشناس کر دے۔

یہاں اس سے قطعاً بحث نہیں ہے کہ یہ اصول کیسے ہیں اور کس حد تک قابل قبول ہو سکتے ہیں لیکن اگر انسانی عقل نے انتہائی ترقی کر کے اپنے لئے انہیں مناسب اور باعث فلاح خیال کیا ہے تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہم مذہب اسلام کی تعلیم سے کیوں چشم پوشی اختیار کریں جس میں سراسر اخوت اور مساوات ہی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسلام میں غریب امیر۔ اعلیٰ اور نیچ یا گورے اور کالے کا فرق کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اور اگر صحیح اسلامی معاشرت اختیار کر لی جائے۔ تو میرا خیال ہے کہ دنیا کو کمیونزم اور سوشلزم کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔

حبشی غلام بلال کا سوسائٹی میں بالکل وہی درجہ ہونا جو شہر کے بڑے سردار کا تھا اور محمد صاحب کا اپنی پھوپی زاد بہن کی شادی ایک آزاد شدہ غلام کے ساتھ کرنا اور ایک معمولی بڑھیا کو یہ حق حاصل ہونا کہ وہ سر دربار مسلمانوں کے خلیفہ کو ٹوک کر ان سے جواب طلب کرے اسلامی تاریخ کے ایسے باب ہیں کہ جن پر اسلام ہی نہیں بلکہ انسانیت ناز کر سکتی ہے۔

انسانی جماعتوں میں عدم مساوات کی ایک بہت ہی قابل نفرت مثال مرد اور عورت کے باہمی تعلقات ہیں۔ مردوں کے ہاتھوں ہر زمانہ اور ہر ملک میں عورت کی تذلیل ہوتی رہی ہے۔ اور یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوتا ہے۔ کہ بہت سے مذہبی گروہ نوع انسانی کے اس لطیف اور نازک صنف سے اس قدر برافروختہ ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ عورت کو خدا نے پیدا ہی نہیں کیا ہے۔ اس میں روح ہی نہیں ہوتی اور وہ شیطان کی بیٹی ہے۔ مذہب جس کا سب سے پہلا مقصد یہی ہونا چاہئیے کہ انسان کے گرے ہوئے اور پست طبقوں کو ابھارا جائے۔ جب اسی کے پیرو عورت کو اس قدر ناپاک اور ذلیل خیال کرتے ہیں۔ تو عوام کی حالت تو اور بھی بدتر ہوگی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عربستان کے ان پڑھ فلاسفر کی نظر سے اس مظلوم فرقہ کی حالت بھی پوشیدہ نہ رہی۔ اور اس نے بڑی جرأت اور دلاوری کے ساتھ اس کو اس کیچڑ سے باہر نکالا جہاں مردوں نے اسے لوٹنے کے لئے ڈال دیا تھا۔ اس نے عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دیئے۔ اور معزز اور شریف بازمرد کو یہ بتایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے۔ اس نے صاف صاف کہدیا کہ خدا نے تین چیزوں کی محبت میری سرشت میں رکھی ہے ایک خوشبو۔ ایک نماز اور ایک عورت۔

غلامی کی رسم کو دنیا سے مٹانے میں بھی محمد صاحب نے جس قدر حصہ لیا ہے۔ وہ بہت کچھ قابلِ تعریف ہے۔ اور حق یہ ہے۔ کہ آپ کی تعلیمات کی بدولت ہر غلام کی حیثیت بہت سے آزاد انسانوں سے بہتر ہو گئی تھی۔

اگر بنی نوع انسان کی سچی خدمت گزاری انسانوں کو اپنی تعلیم کے ذریعہ سے صحیح معنوں میں انسان بنانے کوشش اور دنیا سے فتنہ اور فساد کے اسباب مٹانا ایسے کام ہیں کہ جنہیں احسان کہا جا سکے، تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دنیا کیوں حضرت محمد صاحب کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔ انہوں نے اس دنیا پر جتنے احسان کئے ہیں ان کی نظیر مشکل ہی سے مل سکے گی۔ (ماخوذ)

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— ریاستہائے بلقان کے ارکان حرب کے اجلاس میں ترکی سپہ سالار مارشل فوزی تشاکماک نے اپنی تقریر میں نہایت صراحت کے ساتھ دولت ترکیہ کے نقطہ نگاہ کو پیش کیا۔ کہا کہ ہماری متحدہ دفاعی قوت ہی ہم کو تباہی سے محفوظ رکھ سکتی ہے چنانچہ دولت ترکیہ نے حالات وقت کا اچھی طرح جائزہ لیکر اور بعض حکومتوں کی بدنیتی کو دیکھ کر ایسی عسکری تیاریاں کی ہیں جو تاریخ میں عدیم النظیر ہیں۔

—— بغداد کی ایک اطلاع ہے کہ حال ہی میں بہت سے ممتاز شہریوں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے جن پر الزام یہ ہے کہ وہ حکومت عراق کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ حکومت کا خیال ہے کہ یہ لوگ اشتراکی سازشی ہیں اور ان کے رجحانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عراق میں اشتراکی انقلاب پیدا کرنا چاہتے تھے۔

—— دمشق ۱۷ جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ شام کے وزیر مالیات اور وزیر پبلک ورکس نے وزارت سے استعفے دیدیئے ہیں۔ وزیر مالیات نے اپنے خط میں مستعفی ہونے کا اعلان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں نے یہ اقدام حکومت فرانس کے خلاف احتجاج کے طور پر کیا ہے کیونکہ وہ فرانس اور شام کے اس معاہدہ آزادی کی تصدیق کرنے سے اس وقت تک قاصر رہی ہے جو حال ہی میں دونوں ممالک کے درمیان مرتب ہوا تھا۔

—— قاہرہ ۱۷ جنوری۔ آج محمد محمود پاشا وزیر اعظم مصر کی صدارت میں عرب نمائندوں کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا تھا۔ جس میں اس امر پر غور کیا گیا کہ فلسطین کانفرنس لندن میں عرب نمائندوں کا کیا طرز عمل ہونا چاہئے۔

—— بغداد ۱۷ جنوری۔ موثق ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ نوری پاشا وزیر اعظم عراق فلسطین کانفرنس کے سلسلے میں لندن جائینگے اور گول میز کانفرنس لندن میں شریک ہونے والے عراقی مندوبین کی قیادت کے فرائض سرانجام دیں گے۔ اس سے پیشتر بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ نوری پاشا لندن نہیں جائیں گے اور سابق وزیر خارجہ فرانس لندن کانفرنس میں عراق کے واحد نمائندہ کی حیثیت سے شریک ہوں گے مگر اس اعلان کی تردید کر دی گئی ہے اور اعلان کیا گیا ہے کہ نوری پاشا لندن کانفرنس میں بذات خود شریک ہوں گے

—— حکومت برطانیہ کے دفتر جنگ سے کل ایک طویل بیان شائع کیا ہے جس میں فلسطین کی موجودہ صورت حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے جو فلسطین میں برطانی فوج کی زیادتیوں کے متعلق برطانیہ کے مخالف اشخاص یا انجمنوں نے لگائے ہیں۔

—— عرب سے خبر موصول ہوئی ہے کہ اعلیٰ حضرت سلطان ابن سعود نے حج کے موقعہ پر عرب ممالک کے نمائندوں کی ایک کانفرنس مسئلہ فلسطین پر غور کرنے کے لئے مدعو کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اعلیحضرت چاہتے ہیں کہ لندن میں منعقد ہونیوالی فلسطینی گول میز کانفرنس میں شرکت سے پیشتر اس مسئلہ پر مکہ معظمہ میں جمع ہو کر عرب نمائندے آپس میں تبادلہ خیالات کریں اور کوئی متفقہ اور متحدہ لائحہ عمل تیار کرلیں جس سے لندن کی گول میز کانفرنس پر عمل کیا جائے اور وہاں پر کوئی اختلاف نہ پیدا ہو سکے۔

—— قاہرہ ۱۹ جنوری۔ ایک اطلاع ملی ہے کہ حسن پاشا صابری کی جگہ صبری سسری وزیر امور عامہ وزیر جنگ مقرر ہوئے ہیں۔

ہندوستان

—— سری نگر ۱۹ جنوری۔ ریاستی اسمبلی کے ضمنی انتخابات میں مسلم کانفرنس پارٹی کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسمبلی کی سات نشستوں میں سے کانفرنس نے بلا مبالغہ پانچ نشستیں حاصل کر لیں۔ باقی دو حلقہ ہائے انتخاب میں شدید مقابلہ کی توقع ہے۔ اسمبلی کا آئندہ سیشن ۷ مارچ کو جموں میں منعقد ہوگا۔

—— رنگون ۱۱ جنوری حکومت برما کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مشترکہ وزارت میں تبدیلیوں سے متعلق افواہیں بے بنیاد ہیں

—— بمبئی ۹ جنوری۔ اخبارات کے نام سر آغا خاں نے حسب ذیل بیان شائع کر دیا ہے۔ مشرقی افریقہ کی نو آبادیات کی واپسی کی خبریں جس انداز میں اخباروں میں شائع ہوتی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ نو آبادیات کی واپسی کے خلاف کوئی ایجی ٹیشن جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

—— شیخوپورہ ۱۹ جنوری جمعرات کی صبح کو پھر شیخوپورہ میں زلزلے کے خفیف جھٹکے محسوس ہوئے کسی نقصان جان و مال کی اطلاع نہیں ملی۔

—— ہاپڑ ۱۹ جنوری۔ ہاپڑ کے ایک قریبی قصبہ میں ۱۳ دن سے بھنگیوں کی ہڑتال شروع ہے۔ شہر میں کوڑا کرکٹ اور گندگی کے انبار لگے ہیں۔ بھنگیوں کا مطالبہ ہے کہ ایک جمعدار کو برطرف کر دیا جائے۔ ۴ ماہ پہلے بھی بھنگیوں نے ہڑتال کر رکھی تھی

—— کلکتہ ۱۵ جنوری۔ بنگال سیکرٹریٹ میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے فائلوں کی ایک بڑی تعداد جل کر خاکستر ہو گئی۔ آگ لگنے کی صحیح وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

—— لاہور ۱۹ جنوری۔ ہز ایکسیلینسی چانسلر پنجاب یونیورسٹی مسٹر ایچ آر سٹوارٹ ڈائرکٹر زراعت پنجاب اور مسٹر آر۔ ایل ہولڈز ورتھ پرنسپل اسلامیہ کالج پشاور کو از سر نو پنجاب یونیورسٹی کا آرڈینری فیلو مقرر کیا ہے۔

—— لاہور ۱۹ جنوری۔ ڈاکٹر گوپی چند قائد حزب مخالف اور دیوان چمن لال نائب قائد حزب مخالف نے پنجاب اسمبلی کے اجلاسوں میں اس امر کے اعلان کئے ہیں کہ وہ سردار سوندھا سنگھ ڈپٹی سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں

—— نئی دہلی ۹ جنوری۔ بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سر عبد الحلیم غزنوی سر آغا خاں سے مل کر آل انڈیا مسلم لیگ کے خلاف بغاوت کرنے والے ہیں۔ سر عبد الحلیم غزنوی نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعہ ایک بیان شائع کرا کر ان خبروں کی تکذیب کی ہے۔

—— الہ آباد ۱۹ جنوری۔ اطلاع ملی ہے کہ مسٹر گاندھی چاہتے ہیں کہ کانگریس کی آئندہ صدارت مولانا ابو الکلام آزاد کے تفویض کی جائے۔ پنڈت جواہر لال نہرو بھی اس امر کی تائید میں ہیں۔

—— کراچی ۱۸ جنوری۔ سندھ اسمبلی کے اجلاس میں آج حکومت اور کانگریس کے درمیان خوب کھینچا تانی ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے خان بہادر اللہ بخش اس سنیچر وار کو بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی جا رہے ہیں۔ آپ وہاں سردار پٹیل سے ملاقات کریں گے اور ان سے سندھ کی کانگریس پارٹی کے وزارت سے مل جانے کے امکانات پر بحث کریں گے۔

ممالک خارجہ

—— ٹوکیو ۱۸ جنوری۔ آج عصر کے وقت جاپانی طیاروں نے سیان میں شدید بمباری کی جس کے نتیجہ پر چینی فوجوں کا صدر دفتر جل گیا۔ علاوہ ازیں دیگر سرکاری عمارتوں کا بھی نقصان ہوا۔

—— لنڈن ۱۹ جنوری۔ یکم اپریل ۱۹۳۸ء سے لیکر اب تک برطانوی فوج میں ۳۰ ہزار ۵ سو ۱۵ رنگروٹ بھرتی ہوئے۔

—— لنڈن۔ آئرلینڈ کی اطلاع مظہر ہے کہ وہاں اس ہوٹل میں بم پھٹا جس میں برطانوی وزیر اعظم کے صاحبزادے مسٹر فرینک چیمبرلین مقیم تھے۔ حسن اتفاق سے نقصان جان نہیں ہوا۔ البتہ بے شمار کھڑکیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں۔

—— جبل الطارق ۱۹ جنوری۔ جنگ ہسپانیہ کے متعلق باغیوں کا دعویٰ ہے کہ ہماری فوجیں کٹلونیا کے مختلف محاذوں میں بارسلونا کی پیشقدمی میں چار چار میل اور آگے بڑھ گئی ہیں۔ حکومت ہسپانیہ کی طرف سے اس دعویٰ کی تردید کی گئی ہے۔

—— اٹاوہ ۱۹ جنوری۔ مسٹر لاکسائیکس نے کینیڈا کی پارلیمنٹ میں حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔ کینیڈا کے درجہ میں تبدیلی کر دی جائے اس کا نام ڈومینین سے کنگڈم ربادشاہت میں تبدیل کر دیا جائے گورنر جنرل کے عہدے کو وائسرائے کے عہدے میں تبدیل کر دیا جائے مگر وائسرائے کیلئے ضروری ہے کہ وہ کینیڈا میں پیدا ہو۔

—— لنڈن ۱۹ جنوری۔ جنرل فرانکو کی جو فوجیں بارسلونا کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ ان میں اطالوی رضاکار بھی لڑ رہے ہیں۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اطالوی فوج کے کمانڈر جنرل گمپاد راس لڑائی میں شدید مجروح ہوئے ہیں۔ مگر برگوس کی اطلاع نے اس خبر کی تردید کر دی ہے

—— انقرہ ۱۹ جنوری۔ جنرل نادجی طینیار کو وزیر حربیہ مقرر کیا گیا۔

بیرونی جماعتوں کے سالانہ اجتماعات

گذشتہ سال بیشتر بیرونی جماعتوں نے مقامی جگہوں پر سالانہ جلسے منعقد کرائے تھے۔ اس سال یہ تحریک زیادہ سرگرمی سے انجام پانی چاہیئے۔ مقامی اجتماع بہت سے فوائد و برکات کا موجب ہوتے ہیں۔ علاقہ کے احباب کو ملاقات و گفتگو کا موقعہ ملتا ہے اور اس سے جماعتی تعلقات میں ارتباط پیدا ہوتا ہے۔ نیز غیر از جماعت احباب کو تبلیغ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ جماعتی زندگی کے لئے سالانہ اجتماعات از بس ضروری ہیں۔ شکوک و شبہات کی مکدر فضا اس سے صاف ہو کر اشاعت اسلام کے لئے راستہ صاف ہوتا ہے۔ لہٰذا جملہ احباب کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ گرمی کے ایام سے قبل اپنی اپنی جگہ پر اجتماع و جلسہ کرنے کی تجویز کر کے اس سے اطلاع دیں۔

ڈاکٹر۔ اللہ بخش
آنریری اسسٹنٹ سیکرٹری

"پیغام صلح"
ہی
سلسلہ اشاعت احمدیہ کا نفس رہے

حضرت مسیح موعودؑ
پر
حالات کی شہادت

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

مے درخشم چوں قمر تابم چو قرصِ آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند

بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند ایں ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

صادقم از طرفِ مولیٰ با نشانہا آمدم
صد درِ علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

آسماں بار د نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیقِ من استادہ اند

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— مورخہ ۱۲ جنوری کو اللہ تعالیٰ نے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو فرزند صالح عنایت فرمایا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے مرزا محی الدین اورنگ زیب بیگ نام تجویز فرمایا ہے۔ مرزا صاحب موصوف نے اس خوشی کے موقع پر مبلغ پانچ روپیہ انجمن کو دیئے ہیں۔ ہم اس مبارک موقعہ پر مرزا صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا ہے کہ خدا تعالیٰ بچہ کو عمر دراز عطا فرمائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے۔ آمین

—— دفتر تبلیغ و تحصیل کے کلرک ملک عبد الغنی صاحب دوستوں کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ آجکل سخت مالی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔

—— مولوی عبد الصمد صاحب ایڈیٹر لائٹ" دیر سے لبار منہ بخار بیمار چلے آتے ہیں۔ سب دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ ان کے لئے انتہائی عاجزی سے دعا فرمائیں۔ وہ ایک نہایت صالح نوجوان ہیں اور نہایت خلوص اور محبت سے اپنے فرائض ادارت کو سرانجام دیتے رہے ہیں۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب

کے درس قرآن کریم کے نوٹ

بروز ہفتہ بتاریخ ۱۴ جنوری ۳۹ء

یاایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضٰعفة واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

سود خوری لعنت ہے

ذکر تو جنگ کا چل رہا ہے سود کا بیان اس لئے کیا کہ اکثر جنگیں سود پر لڑی جاتی ہیں۔ عرب میں بھی جنگ کے دوران میں دو چیزیں عام ہو جاتی تھیں۔ ایک جوا دوسرا شراب۔ ایسا ہی آج بھی یہی حالت ہے۔ اسی طرح یورپ کی گذشتہ مہیب جنگ نہ لڑی جا سکتی اگر بعض سلطنتیں دوسروں سے روپیہ سود پر نہ قرض لیتیں۔ سود خوری کی ایک لعنت تو جنگ ہے اور دوسری بڑی لعنت امپیریلزم ہے جس میں آج یورپ گرفتار ہے۔ اس کے باعث ایک طبقہ تو نیچے ہی نیچے دبتا چلا جاتا ہے اور دوسرا طبقہ سیم و زر کا مالک ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہی وہ بھاری مرض ہے جس کے خلاف روس میں بالشوزم کا دور دورہ ہے۔ مگر اسلام نے ان تمام امراض کو جڑوں سے کاٹ دیا۔ یعنی یہ تعلیم دی جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ غریب کی غربت سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

واتقوا اللہ

یورپ کی تقلید

آج مسلمان بھی یورپ کی تقلید میں سود خواری کی مرض میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں۔

لعلکم تفلحون

انسان کو ذلیل کر دینا، اس کا خون پی جانا ہرگز فلاح و کامیابی کی راہ نہیں۔

للکٰفرین

یہاں کفر کا لفظ سود خواری پر بولا گیا ہے گویا جو مسلمان سود خواری کا مرتکب ہوتا ہے وہ کفر کرتا ہے یہ لفظ تخذیر کے طور پر ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ فی الواقعہ کافر ہو جاتا ہے

الذین ینفقون فی السرا ء والضرا ء

ایک تو وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہیں کہ دوسرے لوگوں کو حاجتمند پا کر وہ ان کی ناداری سے اور دولت کمانے کا ڈھنگ نکال لیتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو ان کی عین ضد واقع ہوئے ہیں۔ جن کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ تنگی ہو یا فراخی وہ دوسروں کی امداد اور حاجت روائی کرنے سے دریغ نہیں کرتے

فی السرا ء کا لفظ رکھ کر بتلایا کہ اصل روح جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے وہ ہے خرچ کرنے کی عادت یہ لازم نہیں کہ بہت سا مال و دولت انسان کو میسر ہو تو ہی وہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈال سکے۔ بلکہ دل کی وسعت کا اظہار ہر حالت میں کیا جا سکتا ہے۔

والکاظمین الغیظ۔

غیظ کو دبانے کی کوشش کرو

غیظ کی آگ کو دبانے کی کوشش کرو۔ اگرچہ وہ جائز موقعہ پر بھی کیوں نہ ہو۔ تیزی کے وقت جذبہ انتقام کے ماتحت انسان غیظ و غضب کا اظہار تو کر دیتا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ ہمیشہ بعد میں ندامت ہی ہوا کرتا ہے لیکن اگر بجائے غصہ نکالنے کے اسے دبا دیا جائے تو بعد میں بجائے ندامت کے ایک قسم کی راحت اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ جب انسان کے بس میں یہ مقدرت ہو کہ وہ اپنے انتقامی جذبہ کی تسکین کا سامان کر سکے اس طاقت کی حالت میں جو شخص غیظ کو دباتا ہے وہ بہت بڑا انسان ہے اور یوں تو ہر ایک شخص کو اپنے گھر کے اندر غیظ دبانے کی حاجت در پیش ہے۔

والعافین عن الناس

دل کو جذبہ انتقام سے خالی کرو

نہ صرف غصہ کو دبانا ہی ضروری امر ہے بلکہ انسان کے دل کو جذبہ انتقام سے خالی ہو جانا لازم ہے یعنی غصہ کو نکال کر معاف کر دینا انسب امر ہے اور یہ معافی صرف زبان سے ہی کافی نہیں بلکہ یہ کہ دل میں کچھ اثر باقی نہ رہے اور معاملات سے ثابت ہو جائے کہ غیظ و غضب کا اثر قطعاً باقی نہیں رہا۔

ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ وتلک الایام نداولھا بین الناس

مومن کی شان

فتح و شکست کے ایام ہمیشہ یکساں نہیں رہتے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں استقامت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے۔ یہاں یہ بتلایا ہے کہ اگر تمہیں نقصان پہنچا تو خدا تعالیٰ کے راستے میں پہنچا حق کی خاطر پہنچا۔ یہاں سے یہ بھی صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ حق کی خاطر کتنی اذیتیں سہنی پڑتی ہیں۔ یہ بات نہیں کہ جو حق پر ہو گا۔ تکلیف و مصائب اسے دیکھنی نصیب نہ ہوں گی۔ آج مسلمانوں کو ان کے پیروں نے کس قدر تباہ و برباد کر دیا ہے۔ پیر سوا روپیہ کا تعویذ لکھ کر اپنے مرید کو ہر دکھ و بلا سے محفوظ کر دیتا ہے۔ جنگ کے زمانہ میں ہزارہا لوگوں نے پیروں سے تعویذ لیکر باندھے کہ وہ جنگ کے اندر مارے نہ جائیں گے۔ مگر باوجود اس کے جنگ میں ان کا بیشتر حصہ کام آیا اور تعویذوں نے خاک جتنا اثر بھی نہ دکھلایا۔

بروز اتوار بتاریخ ۱۵ جنوری ۳۹ء

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم

رسولوں کے بلند مقاصد

رسول جب اپنا مقصد پورا کر چکتے ہیں تو رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ رہنا تو ان کا مقصد نہیں ہوا کرتا طبعی موت مر جانے یا شہید ہو جانے سے ان کے مقاصد فوت نہیں ہو جایا کرتے اصول زندگی کسی شخص کی موت و حیات سے وابستہ نہیں ہوتے بلکہ اس سے بالا واقع ہوتے ہیں۔ جنگ احد کے موقع پر یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کو سر پر زخم لگے اور آنحضور صلعم بے ہوش ہو کر گڑھے میں گر گئے ایسے نازک موقعہ پر جان نثار صحابہؓ نے آپ کے گرد حلقہ باندھ لیا۔ تاکہ تیروں کی بوچھاڑ آپ تک نہ پہنچ سکے۔ بعض صحابہ نے استقامت اور توحید پرستی کی ایسی اعلیٰ شان دکھلائی کہ ایسے وقت جب ہر طرف سے مایوسی اور اندھیرا، تمام امیدیں پست ہو چکیں اور حوصلے ٹوٹ چکے تھے اس وقت یہ کہا۔ فاتلوا اعلیٰ ما قاتل علیہ وموتوا اعلیٰ ما مات علیہ یعنی تمہیں کیا ہو گیا۔ جن مقاصد کی خاطر آپ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ہیں انہی پر تم بھی لڑ مرو۔ اور جن اصولوں کی حمایت و تائید میں آپ کو موت آئی ہے۔ انہی پر تمہیں بھی موت قبول کرنی چاہئے۔ اسی اثناء میں آنحضور صلعم کو ہوش آیا اور آپ سوار ہو کر دشمن کی طرف لپکے اور یہ پڑھ رہے تھے۔

انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب

آنحضرتؐ کی وفات

ایک دوسرا موقعہ پھر پیش آیا۔ جس وقت یہ آیت یعنی وما محمد الا رسول پڑھی گئی اور وہ تھا آپ کی وفات کا موقعہ جب آنحضورؐ کا انتقال ہوا تو اس وقت بھی بہت سے صحابہؓ مارے غم کے دیوانہ سے ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو تلوار نیام سے نکال لی اور کہا کہ جو شخص کہیگا کہ آپؐ فوت ہو گئے اس کا سر تلوار سے اڑا دیا جائے گا۔ حضرت ابو بکرؓ مدینہ سے باہر تھے۔ جب ان تک یہ خبر پہنچی تو آپ آئے اور حجرہ میں جا کر کپڑا اٹھا کر دیکھا کہ آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہو چکی۔ اور حضورؐ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ تجھ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا۔ پھر باہر آئے اور لوگوں کے اندر یہی آیت پڑھی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ اس وقت صحابہؓ کو معلوم ہوا کہ آنحضور صلعم وفات پا چکے ہیں۔ اگر صحابہؓ حضرت عیسیٰ کو زندہ مانتے تو وہ لوگ ایسے موقعہ پر کیونکر خاموش رہ سکتے تھے فوراً بول اٹھتے۔ اس وقت مدینہ کی گلیوں میں یہی آیت ہر طرف پڑھی جا رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ہو

رسول اصول زندگی لاتے ہیں

رسول بعض اصول زندگی لاتے ہیں۔ وہ شخصیت پرستی کی تعلیم دینے نہیں آتے۔ اصول زندگی اب قرآن و سنت سے استخراج کئے جاتے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں آ سکتا جو دین سکھلانے آئے۔ اس لئے کہ دین کامل ہو چکا اور دوم یہ کہ محفوظ بھی ہو چکا یہ کیسا عظیم الشان معجزہ ہے۔ کہ قرآن جیسے نازل ہوا۔ ویسے کا ویسا آج تک محفوظ چلا آتا ہے اس بارہ میں کوئی دوسری الہامی کتاب مقابلہ کرنے سے بکلی عاجز ہے۔ پھر قرآن صرف کتب اور اوراق پر ہی محفوظ نہیں۔ بلکہ انسانی قلوب پر ہر وقت محفوظ موجود رہتا ہے۔ ہر زمانہ میں ہزارہا انسان ایسے موجود رہتے ہیں جنہیں تمام و کمال قرآن حفظ ہوتا ہے کیا یہ شرف کسی اور الہامی کتاب کو حاصل ہے؟ ایسا ہی جتنی تلاوت قرآن شریف کی ہوتی ہے اس قدر کوئی دوسری کتاب پڑھی نہیں جاتی۔

وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر

جنگ کا موقعہ انبیاء کو پیش آیا

جنگ کا موقعہ بہت سے انبیاء کو پیش آیا اور ان کے ہمراہ بہت سے علماء ربانی ہوا کرتے تھے۔ آج صرف ایک دین اسلام جس میں شہادت موجود ہے۔ غیر حیران ہیں کہ مسلمان اپنے دین پر جان قربان کر دینا چاہتا ہے۔ آنحضور صلعم نے بھی فرمایا

لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیٰ ثم اقتل ثم احیٰ ثم اقتل

کاش میں خدا کی راہ میں مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں

(باقی صفحہ ۷ پر)

شاہ فاروق اور خلافت راشدہ

کیا جدید مصری خلافت قانون محمدؐ پر قائم ہے؟

قاہرہ سے خبر موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۳۹ء کو شاہ فاروق خلیفہ اسلام قرار دیئے گئے۔ وہ مجلس جس نے شاہ فاروق کو خلیفہ قرار دیا۔ اس میں امیر سیف الاسلام حسین (یمن) امیر فیصل سعودی امیر فیصل کے بھائی امیر خالد اور پانچ سو مصری افسر بھی شریک تھے۔

یہ جدید مصری خلافت معلوم نہیں کل کو کیا رنگ اختیار کرے۔ لیکن اس وقت تو نہایت وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تشکیل موجودہ سیاسی حالات نے کی ہے۔ جس میں مغربی ارباب حل وعقد کا بھی کافی دخل ہے۔ موجودہ مصری حکومت میں مغربی دستوریت کا کافی عنصر موجود ہے۔ اگر یہ جدید مصری خلافت، خلافت راشدہ کے نقش قدم پر استوار کی گئی ہے تو پھر اسے اپنے اندر سے مغربی اور عجمی عناصر کو دور کرنا پڑے گا۔ ورنہ صرف خلیفہ اور خلافت کے نام سے وہ کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی جو کہ خلفائے راشدین میں تھی۔

خلافت راشدہ نے جو سنہری نقوش تاریخ عالم پر چھوڑے ہیں وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اس خلافت پر روما اکبر سے یونان قدیم اور فراعنہ مصر کے نظامات حکومت کا کوئی اثر نہیں تھا۔ بلکہ خلافت تھی النیابۃ عن النبی فی امور الدین والدنیا۔ خلافت کا انحصار الہامی قانون پر تھا۔ جس کی لائی کرگس، سولن اور پاپی لیس کے قوانین سے کوئی مشابہت نہیں۔

خلافت تو ایک اقتصادی اور اخلاقی نظام حکومت تھا موجودہ سیاسی اصطلاحوں میں جو یورپ سے آئی ہیں ہم خلافت کے صحیح مفہوم کو ادا نہیں کر سکتے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ خالص اسلامی دستور العمل تھا۔ قرآنی فلسفہ حیات تھا جو بروئے کار آیا۔ ایک اقتصادی اور سیاسی لائحہ عمل تھا جس کی تلاش میں تمام موجودہ حکومتیں سرگردان ہیں۔ ورنہ اگر ہم یہ خیال کریں کہ وہ کوئی مغرب گزیدہ دستوری حکومت تھی۔ یا وہ کوئی عجمی نظام شخصی تھا جسکا اختیارات خداوند تعالیٰ نے براہ راست ودیعت کئے تھے تو پھر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ اسلام کی کوئی خوبی نہ تھی بلکہ دنیا کے طول و عرض میں دولت خداداد کے تخیلات پہلے بھی موجود تھے۔ حکومت اور نیابت کا یہی طرز ہے جس سے استبداد اور استعمار کمال کو پہنچ جاتے ہیں ——— لیکن خلافت اسلامی عجمی اور مسیحی خلافت کی ضد ہے وہ خلافت جو بابائے روم نے قائم کی اس سے بھی اسلامی خلافت کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ قادیان میں ایک خلافت قائم ہے اس کی مشابہت بہت حد تک مسیحی خلافت سے ہے اس کی جبلت اور رفتار بالکل پاپائی ہے ——— خیر خلافت اسلامی، عجمی اور مسیحی خلافت سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی۔ وہ تو ایک معاہدہ عمرانی ہے جس کی عمارت قانون پیغمبر پر قائم کی گئی ہے۔ خلافت اسلامی ایسا ادارہ ہے جس پر انسانیت کو ہمیشہ فخر رہے گا۔ جس کے حضور میں ہزاروں آنیوالے نظامات حکومت زانوئے ادب تہ کریں گے۔

اگر مصری خلافت اپنے آپکو اسلامی خلافت منوانا چاہتی ہے تو اسے اپنے آپ کو خالص قانون محمدؐ پر قائم کرنا ہوگا اور اگر یہ اسلامی اور قرآنی اصولوں پر قائم نہ ہوگی تو یقیناً ہم اسکو اسلامی خلافت کے نام سے یاد نہیں کر سکتے۔

تمام اسلامی دنیا کو اس وقت ایک مرکزیت کی ضرورت ہے ہمیں ایک اتحاد ملی درکار ہے اور وہ اتحاد اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ تمام اسلامی دنیا کا ایک متحدہ سیاسی امام موجود نہ ہو۔ اگر مسلمان ایک عالمگیر سیاسی نظام پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور تمام اسلامی ریاستیں ایک ہی سلک میں منسلک ہو گئیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس حیثیت اجتماعیہ اسلامیہ کا مقابلہ نہ کر سکیگی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جدید مصری خلافت اس آنیوالے شاندار اسلامی مستقبل کا پیش خیمہ ہو۔ لیکن یہ خلافت ایک شاندار مستقبل کا پیش خیمہ قرار نہیں دی جا سکتی جب تک کہ یہ قرآنی اصولوں پر استادہ نہ ہو۔ شاہ فاروق کے نئے خطاب پر غور کرتے ہوئے جو سوال ایک مسلمان کے

وہ دل میں اٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ جدید مصری خلافت قانون محمدؐ پر قائم ہے؟

حیدرآباد ڈے اور آریہ سماج

آریہ سماجیوں نے لکھنؤ، بریلی اور دہلی میں حیدرآباد ڈے منایا ہے اور جہاں جہاں انہوں نے یہ مظاہرے کئے ہیں وہیں انہوں نے اعلیحضرت نظام حیدرآباد دکن کے خلاف نعرے لگائے ہیں جس سے ہندو مسلمان فساد ہوا ہے۔

یہ ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ جہاں ایسی تحریکیں موجود ہیں جو عوام کو دھرم اور مذہب کے نام پر مشتعل کر کے آتش پیکار بھڑکا دیتی ہیں۔ جب تک ہندوستان میں اس قسم کی تحریکیں پنپتی رہیں گی ہندوستان کے اچھے دن نہیں آ سکتے۔ ان کی موجودگی میں سوراجیہ اور مکمل آزادی کے خواب محض ریگ رواں کے مترادف ہیں۔ یہاں کے ادنیٰ سیاسی مسائل، مذہب کا جزو ہو کر رہ جاتے ہیں اور اس پر . . . . . وہ بڑھ جاتا ہے کہ الامان والحفیظ!

ملک میں امن اور آشتی کی فضا پیدا کرنے کے لئے وہ لوگ جو اپنے اندر صحیح خلوص اور محبت رکھتے ہیں۔ انہیں اس قسم کی شورشوں میں حصہ نہیں لینا چاہیئے ——— اور حکومت کو بھی ایسے مظاہروں کی اجازت نہیں دینا چاہیئے جس سے امن عامہ میں خلل پڑتا ہو۔ اور دو ہمسایہ قوموں کے باہمی تعلقات کشیدہ ہوتے ہوں۔ یہ ہر روز کے ہندو مسلم فسادات ایسی چیزیں نہیں جن پر اہل وطن فخر کر سکیں بلکہ جب تک یہ ہنگامے یونہی بپا ہوتے رہیں گے۔ ہندوستان کے لوگ احساس ندامت سے دنیا کی دوسری قوموں کے سامنے سر اٹھا نہیں کر سکتے

انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ اور مسلمان

حکومت کے تمام محکمہ جات میں مسلمانوں کے حقوق کا ان کے تناسب کے لحاظ سے جو خون کیا جا رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے متعلق حکومت کا ایک اعلان شائع ہوا تھا کہ مسلمانوں کی وہ شکایات جو اس شعبہ سے متعلق ہیں سب بے بنیاد ہیں۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی جو حق تلفی اس شعبہ میں کی جا رہی ہے وہ حد درجہ کی روح فرسا اور رنج دہ ہے۔

مسلمانوں کو اس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق تین قسم کی شکایات ہیں۔ اول یہ کہ حکومت کی طرف سے انڈسٹریز کو تسلی بخش گرانٹ نہیں ملتی۔ دوم۔ ان کی اس حد تک رہنمائی اس شعبہ میں نہیں کیجاتی جیسے وہ حقدار ہیں سوم اس ڈیپارٹمنٹ میں فرش سے لیکر عرش تک ہندو بھرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ عہدوں اور ملازمتوں کی تقسیم تناسب کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ یہاں تک کہ ڈائرکٹران سے لیکر ہیڈ ماسٹروں تک سب ہندو ہی ہندو نظر آتے ہیں۔ مثلاً کل ۲۵ ہیڈ ماسٹر ہیں جن میں سے ۲۰ ہندو ہیں۔ اس مثال سے مسلمانوں کی حق تلفی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کی جائز شکایات کی طرف توجہ کر کے انہیں دور کرے۔ اگر حکومت حقوق کی نگہداشت نہیں کر سکتی تو پھر وہ کس مرض کی دوا ہے۔

شذرات

آخر حضرت مسیح موعودؑ کو صاحب کتاب نبی بنا دیا گیا

"الفضل" مورخہ ۱۴ جنوری میں چودہری نعمت اللہ صاحب گوہر کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس کا موضوع ہے "امیر پیغام کے نام" اس نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو حضرت گوہر فرماتے ہیں۔ ع

اعتقاد غیب کے اخبار خدا سے پائے ہاں کوئی بھی اہل جہاں سے نہ مقابل آئے
روز و شب اپنی صداقت کے نشان دکھلائے ہاں بڑی انجیل ہی ساتھ اپنی کتاب اک لائے
ایسے صادق کا نبی نام رکھو گے کہ نہیں
راہ باطل سے پھر اک بار ہٹو گے کہ نہیں

اور حاشیہ میں کتاب کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں "تذکرہ کو سچ دیکھ لیجیے"

"تذکرہ اس کتاب کا نام ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے تمام الہامات جمع کر کے جماعت قادیان نے شائع کئے ہیں۔ قادیانی حضرات کا غلو حد سے زیادہ تجاوز کر گیا ہے۔ پہلے تو حضرت مرزا صاحب کو غیر شرعی نبی ہی کہنے پر اکتفا کرتے تھے۔ لیکن اب وہ انہیں شرعی نبی بھی ماننے لگے ہیں۔ یہ ان کا حضرت مسیح موعودؑ پر بہتان ہے۔ حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ "ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں"۔ لیکن قادیانی حضرات انہیں نبی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ قادیانی جماعت کا یہ اقدام آنحضرت کے خلاف ایک حد سے بڑھی ہوئی بغاوت ہے۔ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا وہ لوگ، جو آنحضرت کے بعد کسی نبوت کا عقیدہ نکالتے ہیں وہ غالی ہیں اور وحدت ملی کے دشمن۔ انہیں اپنے اس گستاخانہ اقدام پر شرم آنی چاہئیے۔ لیکن ان پر یہ امر اچھی طرح روشن ہو جانا چاہئیے کہ وہ امت کے اندر رہ کر ایسے عقائد پر قائم نہیں رہ سکتے۔ امت محمدیہ کی جبلت میں ہی یہ بات پوشیدہ ہے کہ وہ ایسے زہر کو اپنے اندر سے نکال کر باہر پھینک دے۔

ایمانِ تو چیست

از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجورؔ

تا ز خلقِ مصطفیٰ بیگانۂ — باز گو مسلم کہ ایمانِ تو چیست
حق ترا او فو بعہدی گفتہ است — تو نمیدانی کہ پیمانِ تو چیست
مومنی از اہرمن بیزار شو — فاش کن راز یکہ یزدانِ تو چیست
واقفی از سِرِّ اللہ اشتریٰ — خیمہ زن در عدن پس جانِ تو چیست
غافل از برکات او افتادۂ — کافراں دانند قرآنِ تو چیست
حق بتو گفت است اکملت لکم — در رہبانت برتر از شانِ تو چیست
قصرِ اسلامت ز تر کاں استوار — ورنہ در عالم بگو آنِ تو چیست

امتزاجِ رنگ و بو باقی نماند
حیف بیدائی گلستانِ تو چیست

واقعات کیا کہتے ہیں

فاروق مورخہ ۱۴ جنوری میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "ہم خلافت سے کیوں وابستہ ہیں"۔ اس میں مفتی صاحب فرماتے ہیں :-

"حضرت نورالدینؓ نے اپنی وفات سے چند روز قبل ۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو یہ وصیت فرمائی کہ میرا جانشین متقی ہو، ہر دلعزیز۔ عالم باعمل حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی و درگذر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے اور مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ یہ وصیت بلند آواز سے پڑھ کر سب کو سنائیں۔ یہ اس واسطے ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال خلافت کا انکار نہ کریں"۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مفتی محمد صادق صاحب متین اور نیک بزرگ ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں کیونکہ وہ خود حضرت صاحب کے پرانے خدام میں سے ہیں لیکن ان کے انصاف سوز رویہ سے ہمیں سخت تکلیف ہے وصیت کے الفاظ بالکل صاف ہیں اس میں ایچ و پیچ کرنیکی آخر کیا ضرورت تھی حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب کی تو یہ وصیت تھی کہ آنے والا جانشین حضرت مسیح موعودؑ کے احباب کیساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ وصیت میں تو یہ کہیں نہیں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا ان کے جانشین کے ساتھ پیش آنے میں فلاں فلاں امور کو ملحوظ رکھیں۔ بلکہ ہدایات تو صرف جانشین ہی کو دی گئی ہیں اور اگر وہ جانشین واقعی میاں محمود احمد صاحب ہی ہیں تو پھر انہوں نے یقیناً حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب کی وصیت کو پس پشت پھینکا اور حضرت مسیح موعودؑ کے تمام پرانے اور نئے خدام کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے۔ جسے صفحہ قرطاس پر لاتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے۔ جماعت لاہور کے احباب تو رہے ایک طرف، میاں صاحب کے دست مبارک سے تو جماعت قادیان کے پرانے خدام جو حضرت مسیح موعودؑ کی یادگار ہیں نہیں بچے۔ ان پر جو عتاب نازل ہوتے رہتے ہیں وہ ہماری تشریح کے محتاج نہیں۔ واقعات بلند آواز سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ میاں صاحب نے حضرت صاحب کے خدام سے بہت برا سلوک کیا ہے۔

یورپین مورخ اور مسلمان

مورخہ ۲۲ جنوری کے "احسان" میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا موضوع ہے۔ "یورپین مورخوں کی اسلام دشمنی"۔ اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈا پر مضمون نگار نے اپنے دلی رنج کا اظہار کیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آخر مسلمانوں نے اس اسلام دشمنی اور غلط نشر و اشاعت کے توڑ کے لئے کیا کیا ہے۔ مسلمانوں کا مذہبی اور ملی فرض تھا کہ وہ قرآن مجید کے تراجم شائع کرتے۔ اسلام پر بلند پایہ تصانیف یورپ میں بھیجتے۔ تا کہ وہ لوگ جو صدہا سال سے پادریوں کے غلط پروپیگنڈہ سے اسلام کے متعلق تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کا تخیل بانی اسلام یعنی آنحضرت صلعم کے متعلق نہایت گھناؤنی اور ناخوشگوار تصاویر سے بھرپور ہے۔ انہیں دور کرنے کے لئے.. مسلمانوں نے کچھ تو مالی اور قلمی جہاد کیا ہوتا۔ آخر لاکھا ہزارہا روپیہ عامیانہ صحافت پر خرچ ہوتا ہے وہ آپس کے جھگڑوں میں پانی کی طرح دولت بہا دیتے ہیں کبھی اس طرف بھی توجہ کی ہوتی۔ جہاد بالسیف کا زمانہ تو خدا جانے کب آئے گا اور وہ اپنی جانوں پر کھیل کر تلوار کی دھار پر اعلائے کلمۃ اللہ کریں گے۔ لیکن آج تو تلوار کے خونیں واروں کی بجائے قلم کی پرخلوص جنبشوں کی ضرورت ہے اور آن واحد میں اس سے اسلام دشمنی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں سے اور کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم اس انجمن اشاعت اسلام کا ہی ساتھ دیں۔ جو مغرب کی تاریک وادیوں میں اذانوں کی آواز سے گونج پیدا کر رہی ہے جو آنحضرت صلعم اور قرآن مجید کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کی انتہائی کوشش کر رہی ہے۔

پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر پر معاصر "منشور" کا ریویو

معاصر "منشور" اپنے ۲۴ جنوری کے شمارے میں رقمطراز ہے "معاصر پیغام صلح کا سلور جوبلی نمبر ہمارے پاس بغرض ریویو موصول ہوا ہے۔ گو جماعت احمدیہ سے ہمارے عقائد مختلف ہیں لیکن نمبر ہذا کے محاسن و محامد کو مشاہدہ کرتے ہوئے ہمیں یہ عرض کرنے میں باک نہیں کہ جہاں یہ نمبر جاذب نظر اور دیدہ زیب ہے وہاں معنوی اعتبار سے پر از معلومات ہے اس میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی پچیس سالہ سرگرمیوں کا ذکر ہے۔ متعدد رنگین تصاویر نے اس کی جاذبیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ تصاویر میں "بانی سلسلہ" مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور، حکیم نورالدین صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تصاویر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان محاسن اور محامد کے باوجود قیمت صرف ۴ر فی پرچہ مقرر کی گئی ہے"۔

پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر کو جو مقبولیت حاصل ہو رہی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یار اور اغیار سب نے پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر کو پسند کیا ہے اگر کلمہ خیر نہیں نکلا تو قادیانی اخبارات کے منہ سے۔ حسد اور بغض کی بھی آخر کوئی انتہا ہوتی ہے ــــــ ہماری تو خواہش ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں بھی توفیق دے کہ وہ بھی اپنی جوبلی کے موقعہ پر دنیا کے سامنے بہتر سے بہتر نمبر پیش کر سکیں +

اے گروہ! ان لوگوں کے جنہوں نے صرف زبان سے اسلام قبول کیا۔ ایمان ابھی ان کے قلب کے اندر داخل نہیں ہوا۔ دیکھو مسلمانوں کو ایذا مت دو۔ ان پر عیب مت لگاؤ اور ان کی کمزوریوں کی پیروی مت کرو۔ ان کی کمزوریوں کو تلاش نہ کرو اور فرمایا۔ فانہ من تتبع عورۃ اخیہ المسلم تتبع اللہ عورتہ جو شخص اپنے بھائی کی کمزوری کی پیروی کرتا ہے اسے ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کے پیچھے چلیگا اور قیامت کے دن انہیں کھول دے گا کس قدر پاکیزہ تعلیم ہے۔

جماعت کے اندر ایک اصول قائم کرو

تم خدا کے فضل سے ایک چھوٹی سی جماعت ہو۔ اس وقت اس خیال کو ترقی دینا آسان ہے۔ تم اپنی جماعت کے اندر ایک اصول قائم کر لو۔ جو یہ اصول کل مسلمانوں کے لئے۔ مگر تم ایک جماعت ہو جو کھڑی ہے امر معروف اور نہی عن المنکر کے لئے۔ تو اس دینی جماعت کے اندر محبت کی بنیاد رکھو۔ سب سے پہلے یہ کر لو کہ اپنے بھائی کو تم سے کوئی ایذا نہ پہنچے اور ان کی عیب گیری نہ کرو ان کی کمزوریوں کے پیچھے نہ چلو۔ اگر کوئی کمزوری ہے بھی تو اسے چھوڑ دو۔

مسلمانوں میں اخلاق ناپید ہو چکے ہیں

مسلمانوں میں اب یہ بات نہیں رہی۔ وہ اپنے بھائی کی کمزوری کو چھپا نہیں سکتے۔ بلکہ اسے ظاہر کرتے پھرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔" صحابہؓ کے اندر ہمیں ایسی محبت نظر آتی ہے جو نہایت بلند تھی اور اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا۔ ان من عباد اللہ لاناسًا ماھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ لمکانھم من اللہ تعالیٰ قالوا یا رسول اللہ تخبرنا منھم قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا۔ اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ہیں کہ وہ نبی اور شہید ہیں۔ مگر قیامت کے دن نبی اور شہید ان پر رشک کریں گے کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ بڑا بلند ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! ایسے کونسے لوگ ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت سے۔ ان کے اندر رشتہ داری کا تعلق نہیں ہے اور نہ ایک دوسرے کو مال دیتے یا لیتے ہیں۔ بلکہ وہ محبت خالص خدا کے لئے ہے۔

صرف خیالات کی قربانی

اگر فی الواقع ہمارا ایمان ہے۔ قرآن کریم اور نبی کریم کے الفاظ پر۔ تو یہ بات ہم سامنے رکھ لیں۔ صرف خیالات کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ ایک خیال دل میں اٹھتا ہے بھائی کے متعلق۔ اگر اسے ترقی دو گے تو محبت ختم ہو جائے گی اور اگر اسے ترقی نہ دو گے تو محبت بڑھے گی۔

سلام کو کھول کر بیان کرو

نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ افشوا السلام بینکم۔ محبت کو بڑھانے کے لئے سلام کو کھول کر بیان کرو۔ دل سے آواز اٹھے دعا کے طور پر۔ تم پر سلامتی ہو۔ جب بھائی، بھائی کو کہیگا اور دعا دل سے نکلیگی تو خیالات کو ضرور بدل دے گی۔ اگر دل میں کدورت ہو بھی تو دور ہو جائے گی۔

. . . . ایک ان لوگوں کا سلام ہے جو کسی شخص کو دل سے کافر سمجھتے ہیں۔ مگر جب ملے تو سلام کہہ دیتے ہیں۔ یہ رسمی سلام ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ دل کی تڑپ سے سلام نکلے جو محبت کے بڑھانے کا ذریعہ ہے اس نسخہ کو آزماؤ۔

مصافحہ سے کینے نکل جاتے ہیں

ایک حدیث میں ہے کہ مصافحہ کرنے سے کینے نکل جاتے ہیں۔ تصافحوا یذھب الغل۔ بڑی عجیب چیز ہے۔ اگر ہم اسی کو طریق عمل بنا لیں۔ اس سے جو راحت دل کے اندر پیدا ہوتی ہے اس سے سینکڑوں ایسی منزلیں طے ہو جاتی ہیں جو دلیلوں سے نہیں ہو سکتیں۔

پھر احادیث میں اکرام ضیف اور ہمسایہ سے محبت کے متعلق کئی جگہ ذکر آیا ہے۔ یعنی اس سے جذبہ محبت کو ترقی دو۔

میں اپنے عزیز دوستوں سے یہ کہوں گا کہ تم نے خدا کے فضل سے مالی قربانی کا وہ نمونہ دکھایا ہے کہ دشمنوں کے منہ سے تعریف بے اختیار نکلی ہے۔ بڑا بلند کام کیا ہے۔ مگر یاد رکھو بھول نہ جانا۔ یہ مالی قربانی کام نہ آئے گی۔ جب تک خیالات کی قربانی نہ کرو۔

اخلاق حسنہ پیدا کرو

جماعت کے اندر محبت کی فضا پیدا کرو۔ مریض کی عیادت اور بیمار پرسی کرو۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔

جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی بڑی عزت کرے۔

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہئے کہ ہمسایہ کے ساتھ نیکی کرے۔

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ دونوں میں سے ایک کام کرے یا تو اپنے بھائی کے متعلق اچھی بات کہے۔ یا خاموش رہے۔ بڑی عجیب تعلیم ہے کتنا بڑا احسان ہے محمد رسول اللہ صلعم کا کہ اتنی بلند اور پاکیزہ تعلیم ہمیں دی۔

تو جس طرح مالی قربانی پر دنیا سے تعریف کرائی ہے اسی طرح خیالات کی قربانی سے تعریف کراؤ۔ ہاں دنیا کی تعریف کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ خیالات کی قربانی قوم اور جماعت کو ایسا مضبوط کر دے گی۔ کہ تم لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کر کے بھی نہیں کر سکتے۔

(مرتبہ خواجہ منصور احمد صاحب وائیں)

(بقیہ صفحہ ۲)

پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

آپ کا یہ قول کیسا زبردست تھا کہ خدا کے رستہ میں جان دینا چاہتے تھے شہادت کا رتبہ بہت بڑا رتبہ ہے جس قوم میں یہ خواہش مٹ جائے وہ قوم خود مٹ جاتی ہے۔

وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا

جانوں کے دیدینے کے وقت بھی یہ دعا ہے کہ ہمارے قصور اور ہماری لغزشیں معاف ہوں جو کمی رہ گئی ہے اس کی بازپرس نہ ہو یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب دعا مانگی جائے تو سب سے پہلے درود پڑھا جائے پھر استغفار اور اس کے بعد دعا۔

بروز سوموار بتاریخ ۱۶ جنوری ۱۹۳۹ء

یا ایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم

کفار کے اعتراضات

کفار کا یہ بڑا اعتراض تھا کہ رسول کے دعاوی تو بہت بڑے ہیں مگر دکھائی کچھ نہیں دیتا۔ نہ پاس مال و دولت ہے نہ طاقت و حکومت نہ دنیاوی ساز و سامان۔ پھر مصائب پر مصائب اور دکھ پر دکھ، اس جگہ ارشاد فرمایا کہ اس قسم کی کمزوریاں بھی خدا تعالیٰ دور کر دیگا جیسے کہ فرمایا:

بل اللہ مولکم وھو خیر النصرین

جس کی پشت پناہ خدا ہو کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسے فتح و نصرت نصیب نہ ہو۔

ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ

جنگ احد کی ابتدائی منازل میں مسلمانوں کو فتح ہو چکی تھی غلطی یہ ہوئی کہ عبداللہ ابن زبیر کے ہمراہ جو دستہ تیر اندازوں کا پہاڑی پر کھڑا کیا گیا تھا وہ اپنی جگہ پر قائم نہ رہا۔ حالانکہ ان کے افسر نے انہیں منع کیا۔ مگر اکثر حصہ مال غنیمت لینے کی خاطر اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ خالد جو اس وقت دشمن کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ اس غلطی کو دیکھ کر اپنی فوج کا دستہ پیچھے سے بڑھا کر اس جگہ پر قابض ہو گئے۔

حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر

میں اس لغزش کی طرف اشارہ ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ فتح کے بعد مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔

فاثابکم غما بغم

ایک غم تو شکست و نقصان کا تھا۔ مگر اس سے بڑھ کر آنحضرت صلعم کی خبر شہادت کا غم تھا۔

امنۃ نعاسا

تم پر اونگھ آ گئی یا حالت اطمینان وارد ہو گئی۔ یہ دونوں باتیں حاصل نہیں ہو سکتیں جب تک فتح میسر نہ ہو۔

وطائفۃ قد اھمتھم انفسھم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ

ایک گروہ کو اپنی جانوں کی پڑی تھی اور انہیں یہ خیال دامنگیر ہو رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عبداللہ ابن ابی کی بات سچ ہو نکلے یعنی وہ بھی معہ اپنے ساتھیوں کے جنگ سے قبل مسلمانوں سے علیحدہ ہو گیا تھا کہ یہاں مقابلہ میں کیا ہے موت کے منہ میں جانا ہے

یقولون ھل لنا من الامر من شیء

جب کسی گروہ کو کوئی نقصان ہوتا ہے تو کئی لوگ ان میں سے ایسے نکل آتے ہیں جو بڑبڑاتے رہتے ہیں کہ دیکھا ہماری بات نہ مانی گئی، اس لئے نقصان ہوا۔

لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم

جام شہادت پینے کی تمنا

جن لوگوں کے دلوں میں جام شہادت پینے کی تمنا ہے وہ ضرور مقابلہ کے وقت مرد میدان بن کر باہر نکل آئیں گے۔

ولیمحص ما فی قلوبکم

جو لوگ چالاکی سے اپنی بات چھپاتے ہیں آخر ان کی بات ظاہر ہو کر رہتی ہے۔

انما استزلھم الشیطن ببعض ما کسبوا

یہاں کیسی صفائی سے فرمایا کہ لغزش ہوتی ہے اور اپنی کمزوری کے باعث نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ مگر آج کس قدر مسلمان ہیں کہ وہ زبان پر ہر وقت حرف شکوہ لاتے ہیں۔ کہ ہم کلمہ گو مسلمان ہیں۔ مگر خدا ہمارے ساتھ نہیں وغیرہ۔ یہاں بتلایا ہے کہ نامرادی اپنی کمزوری کے باعث ہے جب وہ تقویٰ وہ شجاعت وہ ایمان وہ صدق نہیں تو شکوہ کیسا؟

قومیں اخلاق حسنہ سے بنتی ہیں

اپنے اندر محبت و اخوت کے جذبات پیدا کرو

خطبہ جمعہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ... واولئک لھم عذاب عظیم۔

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو۔ جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو سوائے اس حال کے کہ تم فرمانبردار ہو۔ اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور چاہئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں۔ اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا۔ اور اختلاف کیا۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی باتیں آ چکی تھیں اور انہی کے لئے بھاری عذاب ہے۔

ساتھ اوامر یا نواہی

ان آیات میں کوئی سات اوامر یا نواہی ہیں اور ان سب میں زور ایک بات پر دیا ہے کہ اپنے اندر ان تعلقات کو بڑھاؤ جو ایک دوسرے سے محبت پیدا کرنے کا موجب ہیں اور ان باتوں سے رکتے رہو جن سے تفرقہ۔ اختلاف۔ نفرت پیدا ہوتی ہے

قرآن کریم جس زمانہ میں نازل ہوا۔ اس وقت دنیا کی حالت اور بالکل گری ہوئی تھی۔ خواہ توحید یا شرک کے لحاظ سے نیکی اور معاصی کے لحاظ سے کیا تھی۔ اتفاق، اتحاد کی بربادی اور نفرت کے مظاہرہ کے لحاظ سے دنیا کا وہ ایک بدترین زمانہ نظر آتا ہے۔

بعثت نبی صلعم کا زمانہ

چنانچہ ایک مشہور مصنف نے جس نے تہذیب کی تاریخ لکھی ہے۔ لکھا ہے کہ چھٹی صدی عیسوی یعنی وہ زمانہ جو بعثت نبی صلعم کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں وہ تمام باتیں جو آپس میں محبت اور اتحاد پیدا کر سکتی ہیں برباد ہو چکی تھیں۔ اور تہذیب کا درخت ایسا کھوکھلا ہو گیا تھا کہ گر کر بالکل تباہ ہو جانے کو تھا۔ ایسے وقت میں اسلام نے آکر ایک نئی تہذیب کی بنیاد رکھی اور اس تہذیب کی بنیاد انسانوں کے اندر محبت اور اتحاد پیدا کرنا تھا۔

انسانی جذبے

انسان کے اندر دو جذبے ہیں۔ محبت کا جذبہ اور نفرت کا جذبہ اور نشوونما اور ترقی کے لئے ان دونوں کی ضرورت ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں قدرت کی ہر چیز کو یہ ضرورت ہے۔ محبت کا جذبہ اپنی طرف ان چیزوں کو کھینچتا ہے جن سے نشوونما ہوتی ہے اور نفرت کا جذبہ انہیں دور کرتا ہے جو نشوونما میں حائل ہوتی ہیں نشوونما خواہ انسانوں کی ہو یا قوم کی۔ جو چیزیں نشوونما میں معاون ہوں وہ محبت کے جذبہ کی ترقی سے پیدا ہوتی ہیں اور جو نشوونما میں مخل ہوں وہ نفرت کے جذبہ کی ترقی سے پیدا ہوتی ہیں۔

جس زمانہ کا یہ ذکر ہے اس کی حالت کا نقشہ اس سے بہتر نہیں کھینچا جا سکتا جیسا کہ قرآن مجید نے کھینچا ہے۔ فرمایا۔ واذکروا نعمت اللہ علیکم

قرآن مجید کا احسان عظیم

کتنا بڑا احسان تم پر کیا۔ لوگ نعمت سمجھتے ہیں کہ کسی کو مال مل جائے۔ حکومت مل جائے۔ مگر یہاں کتنی بڑی نعمت کا ذکر فرمایا:

کنتم اعداء اور تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس قدر نفرت بڑھی ہوئی تھی۔ کہ انسان، انسان کا دشمن، بھائی، بھائی کا دشمن، قبیلہ، قبیلہ کا دشمن، قوم، قوم کی دشمن، ملک، ملک کا دشمن تھا۔

فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ بالکل ہیئت ہی بدل دی۔ تاریخ اور نقشہ ہی بدل دیا۔ وہی لوگ جو ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ کتنا بڑا احسان تھا کہ انہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ نفرت کے جذبہ کی ترقی جس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک جہنم ہے۔ آگ ہے جیسا کہ فرمایا کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار۔ تم آگ کے گڑھے ..... کے کنارے کھڑے تھے قریب تھا کہ تم اس آگ سے جل جاتے بھسم اور راکھ ہو جاتے۔ فانقذکم منھا۔ وہاں سے خدا نے تمہیں بچا لیا۔ اس شخص نے دراصل اسی آیت کی تفسیر کی ہے جس نے لکھا ہے کہ دنیا کی تہذیب برباد ہو چکی تھی کہ محمد رسول اللہ صلعم نے نیا تعلق پیدا کیا جس سے دنیا کی تہذیب ازسرنو زندہ ہو گئی۔

مغربی تہذیب کی بنیاد نفرت پر

اور یہ کوئی عجیب بات نہ تھی کہ وہ لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اور اس میں بھسم ہونے کو تھے کہ اسلام نے بچا لیا آج یورپ اسی طرح آگ کے گڑھے کے کنارے پر ہے اور یہ جہالت کی وجہ سے نہیں۔ یہ لکھے پڑھے لوگ ہیں۔ جہاں علم ترقی پر ہے کوئی ناخواندہ نظر نہیں آتا۔ مزدور تک کے بھی ہاتھ میں اخبار نظر آتا ہے۔ وہاں ہر گھڑی جنگ کا خدشہ ہے اس لئے کہ جس طرح اسلام کی تہذیب کی بنیاد محبت پر ہے۔ یورپ کی تہذیب کی بنیاد جذبہ نفرت پر ہے۔

رنگ کے خلاف نفرت۔ نسل کے خلاف نفرت۔ زبان کے خلاف نفرت۔ ملک کے خلاف نفرت۔ قوم، قوم کی دشمن ہے لکھے پڑھے لوگ اور آج سے پچاس سال قبل کے حالات ... خود پیشگوئیاں کرتے ہیں کہ جنگ آنے والی ہے۔ لیکن کوئی صورت نہیں کہ اسے ٹال سکیں۔ اس کی وجہ صرف نفرت کے جذبہ کو ترقی دینا ہے یہ تہذیب بالکل اس کی مصداق ہے۔ کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار اور کوئی وقت آتا ہے کہ اس گڑھے کے اندر گر کر مر جائے اور یہ تہذیب اپنی موت پر مہر ثبت کر دے۔

زندگی محبت کے جذبہ کو بڑھانے میں ہے اور نفرت کے جذبہ کو بڑھانے میں موت

قرآن مجید نے دو باتوں کو اکٹھا کیا ہے

یہاں قرآن کریم نے دو باتوں کو اکٹھا کیا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ اکٹھے ہو کر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو۔ ساتھ ہی یہ فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ بات یہ ہے کہ اس محبت اور اتحاد کے جذبہ کو پھیلانے کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا یدعون الی الاسلام بلکہ فرمایا یدعون الی الخیر ایسے امر کی طرف بلائیں جس میں نسل انسانی کی بھلائی ہے۔

پھر فرمایا۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے پہلے اس جذبہ نفرت کو ترقی دی اور تباہ ہو گئے۔

مسلمانوں نے فرمان نبوی کی تعمیل نہ کی۔

مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور آج نفرت کے جذبہ کو ترقی دینے میں دوسری قوموں سے چار قدم آگے ہی نظر آتے ہیں اس وقت آپ کو معلوم ہے کہ ہماری جماعت کے سامنے سوال ہے جماعت کی ترقی کا، استحکام کا۔ مگر یاد رکھو کہ تم روپیہ خرچ کر کے، مال خرچ کر کے وہ چیز نہیں پیدا کر سکتے جو تھوڑے سے اپنے خیالات کو بدلنے سے پیدا کر سکتے ہو۔

آنحضرت صلعم کی تعریف

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی تعریف میں فرمایا ہے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ کتنی اللہ نے رحمت کی کہ تیرا دل ان کے لئے نرم ہے اور اگر تو سخت دل اور سخت قول ہوتا تو لوگ تیرے اردگرد سے بھاگ جاتے کبھی جماعت نہ بن سکتی تھی۔

پھر ایک جگہ فرمایا لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم۔ اگر جو کچھ زمین کے اندر ہے مال اور دولت وہ خرچ کر دو تب بھی قلوب کی الفت نہیں پیدا کر سکتے

ایک قربانی مال اور دولت کی ہے اور ایک خیالات کی خیالات کی قربانی زیادہ ضروری ہے۔

محبت کے بغیر سب کچھ بیہودہ

مال قوم کے اندر بہت ہو۔ تعداد بھی بڑی ہو۔ کوئی غریب بھی نہ ہو۔ مگر جانتے ہو۔ اگر دلوں کے اندر محبت نہیں تو یہ مال اور تعداد جنگ کو روک نہیں سکتے۔ تفرقہ کو دور نہیں کر سکتے۔ ہاں اس کو چھوٹے پیمانہ سے بڑے پیمانہ پر کر دیں گے۔

یہ چیزیں فائدہ نہیں دے سکتیں۔ جب تک دل ایک نہ ہوں۔ میں اپنے دوستوں کو یہ بات کہوں گا۔ کہ جماعت کے استحکام کے لئے سب سے پہلے محبت کی فضا پیدا کرنا چاہئے۔

محبت کے جذبہ کو ترقی دینا اور نفرت کے جذبہ کو دبانا چاہئے انسان کی کوشش سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ایک خیال کو ترقی دو۔ تو بڑی عمارت بن سکتی ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات سے چلو اور بڑے سے بڑے نتائج حاصل کرو۔

میری کوشش ہو کہ میرے بھائی کو میری وجہ سے کوئی دکھ اور تکلیف نہ ہو بلکہ راحت اور آرام ہو۔

نبی کریم صلعم نے بلند آواز سے فرمایا

حدیث میں آیا ہے صعد رسول اللہ صلعم المنبر فنادی یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروھم ولا تتبعوا عوراتہم ایک دن آپ منبر پر چڑھے اور نہایت ہی بلند آواز سے پکارا۔

قرآن مجید پر ایک تاریخی اعتراض کا جواب
اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کا اتحاد

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۲)

نفرت و تعصب کی وہ نہ بجھنے والی آگ جو یہود و نصاریٰ کے دلوں میں دو ہزار سال سے بلا دی گئی ہے۔ وہ یوں ہی قیامت تک ان کی روح کی گہرائیوں میں جوش زن رہے گی۔ ان کا یہ باہمی بغض اگر کبھی راکھ کے نیچے دب جاتا ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے کسی جگہ ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ تو اس وادی کا نام نخلستان اسلام ہے۔ قرآن مجید اور اسلام کے خلاف ان کے اٹھائے ہوئے طوفان سمندر کی کف آلود لہروں کی مانند آسمانی قانون کی چٹانوں سے ٹکراتے اور ناکام واپس چلے جاتے ہیں۔ آیت کریمہ وقالت الیہود عزیر ن ابن اللہ الخ کی صداقت کے خلاف ان کے اتحاد کو دیکھ کر ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوا۔ ڈاکٹر ہبل مؤلف سائیکلوپیڈیا آف اسلام اور ڈاکٹر زویمر عیسائی دنیا میں اسلامیات پر بہت بڑی سند سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت کی صداقت پر حملہ کیا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ بڑے سے بڑا دشمن اسلام قرآن مجید کی کسی آیت پر حملہ نہیں کرتا۔ مگر اسی آیت کے نیچے علم و حکمت کا ایک خزانہ موجود ہوتا ہے۔ لاریب علماء اسلام کسی آیت کے سمجھنے میں غلطی کر سکتے ہیں، پر خدا کا کلام فی نفسہٖ لاریب فیہ ہے۔

خدا کے بیٹوں کی ایک صنف لطیف (ملائکہ) کا ذکر ہم گذشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں۔ اس سے پیشتر کہ ہم ان کے متعلق زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھیں ایسا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم خدا کے دوسرے بیٹوں سے بھی متعارف ہو جائیں۔ اناجیل میں مسیح اپنے آپ کو مت نئے روز "موعود مسیح ابن اللہ" کہکر پیش کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راویان اناجیل کو اس محاورہ میں ایک لطف محسوس ہوتا ہے

(۱) سردار کاہن مسیح سے پوچھتا ہے۔ "اگر تو مسیح خدا کا بیٹا ہے تو ہم سے کہہ" (متی ۲۶ : ۶۳)

(۲) "خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع" مرقس ۱ : ۱

(۳) نتن ایل نامی ایک شاگرد نے مسیح کی محبت میں از خود رفتہ ہو کر کہا۔ "اے ربی تو خدا کا بیٹا ہے تو اسرائیل کا بادشاہ ہے" یوحنا ۱ : ۴۹

(۴) لوقا اور متی دونوں نے بالاتفاق بدروحوں کی یہ شہادت نقل کی ہے:۔ "اے یسوع خدا کے بیٹے ہمیں تجھ سے کیا کام" (متی ۸ : ۲۹ - لوقا ۸ : ۲۸)

(۵) لوقا کہتا ہے۔ شیطان تک پکار اٹھا "تو مسیح خدا کا بیٹا ہے" (لوقا ۴ : ۴۱)

(۶) یوحنا کی انجیل کہتی ہے۔ جناب مسیح کا شاگرد خاص پطرس بولا "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے" (یوحنا ۶ : ۶۹)

(۷) جناب مسیح کی محبوبہ مارتھا (یوحنا ۱۱ : ۵) بولی:۔ "اے خداوند مجھے یقین ہے کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تو ہی ہے" (یوحنا ۱۱ : ۲۷)

لوقا یوں بھی لکھتا ہے کہ کاہنوں اور فقیہوں کی ایک جماعت نے مسیح سے استصواب کیا۔ "اگر تو مسیح ہے تو ہم سے کہہ۔ اس نے ان سے کہا، اگر میں تم سے کہوں تو تم یقین نہ کرو گے ..... تب سبھوں نے کہا پس کیا تو خدا کا بیٹا ہے۔ اس نے ان سے کہا جو تم کہتے ہو وہی میں ہوں" (لوقا ۲۲ : ۷۰)

غور کیجئے تو مندرجہ بالا حوالجات میں دعوئ مسیحیت، اسرائیل کی بادشاہت اور ادعاء ابن اللہ تینوں کو ایک دوسرے کے ہم معنی ٹھہرایا گیا ہے۔ ڈاکٹر زویمر اور دیگر پادری سوچ کر جواب دیں اگر یہود کے اعتقاد اور یقین میں آنے والا مسیح خدا کا بیٹا نہیں تو جناب مسیح خود اور ان کے شاگرد یہود کے سامنے "مسیح ابن اللہ" کیوں پیش کرتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ یہود کی اصطلاح میں بنی اسرائیل کا بادشاہ روح اللہ یا ابن اللہ کہلاتا تھا۔ یہود نے بادشاہت کا یہ تخیل یا تو مصر سے لیا تھا۔ جن کے ہاں بادشاہ خدا اد رَے یا سائرس کا بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ یا کنعانیوں سے لیا تھا جن کے یہود باوجود حکمران ہونے کے شاگرد تھے۔ ساؤل (طالوت) جو بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ ہے جب سیموئیل نبی نے اس کے سر پر تیل انڈیل کر اس کو مسیح کیا تو اس کے ساتھ ہی اس پر خدا کی روح اتر آئی جیسا کہ مسیح پر بپتسمہ کے فوراً بعد اتری۔ یہ روح خدا کا کلام نہیں۔ کیونکہ سیموئیل کی کتاب میں ہی مرقوم ہے کہ ساؤل کی بجائے جب داؤد بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تو یہ روح ساؤل میں سے نکل گئی، اور داؤد پر اتر آئی۔ ساؤل کو اس کی بجائے ایک بد روح ستانے لگی۔

(سیموئیل اول ۱۰ : ۱۰ اور ۱۶ : ۱۳ – ۱۴)

نہ صرف شاہ اسرائیل خدا کا بیٹا اور خدا کہلاتا تھا۔ بلکہ شاہی محل میں پیدا ہوا بیٹا بھی خدا اور خدا کا بیٹا کہلاتا تھا جیسا کہ یسعیاہ ۹ : ۶ میں نومولود شہزادہ ایل جبور یعنی خدائے جبار کا خطاب دیا گیا اور سیموئیل دوم ۷ : ۱۴ میں حضرت داؤد کے بیٹے کو خداوند یہوداہ کا بیٹا کہا گیا۔

سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں اس موضوع پر لکھا ہے:۔

Even in Israel the king was regarded as standing on a higher level than ordinary men the name "Son of yahove". His quasi divine character is already indicated in the fact that he was anointed. Originaly the pouring out of oil on his head was a sacrifice, an act of worship. P. 4693-4694.

ترجمہ:۔ "اسرائیل میں بھی بادشاہ عام آدمیوں کی نسبت ایک بلند حیثیت پر سمجھا جاتا تھا اور اسے خداوند یہوداہ کا بیٹا پکارا جاتا تھا۔ اس کی خدائی حیثیت کا اظہار یوں کیا جاتا تھا کہ اس کا مسح کیا جاتا تھا۔ فی الحقیقت اس کے سر پر تیل ڈالنا قربانی کا قائم مقام تھا جو اصل عبادت تھی" (بنی اسرائیل میں خدا کی عبادت پتھر کھڑا کر کے اس کے اوپر تیل انڈیلنے سے ہوتی تھی) یہ ایک عجیب بات ہے کہ بادشاہت کے بغیر مسیح یا خدا کا بیٹا کہلانا یہود میں شاذ تھا یا کم از کم حضرت مسیح کے وقت میں تعجب انگیز سمجھا جاتا تھا۔ اسی سائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے:۔

In view of the fact that the king in Israel was called a 'Son of God' it is somewhat strang that there is so little evidene of its use as a title of coming Messiah. There is no passage in Jewish literature that can be confidently dated as earlier than Christianity, in which this name is given to Messiah

"ترجمہ:۔ اس امر واقعہ کے باوجود کہ اسرائیل میں بادشاہ خدا کا بیٹا کہلاتا تھا باعث حیرت ہے کہ آنے والے مسیح کے متعلق اس خطاب کے استعمال کی شہادت بہت ہی کم ہے۔ یہودی تعلیمات میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو یقینی طور پر عیسائیت سے پیشتر کی ہو اور اس میں یہ نام (خدا کا بیٹا) مسیح کو دیا گیا ہو۔ (سائیکلوپیڈیا ببلیکا صفحہ ۴۶۹۴)

پس یہود کے خیال میں خدا کا بیٹا اور اسرائیل کا بادشاہ مترادف اصطلاحات تھیں۔ سلطنت اور حکومت کے بغیر خدا کا بیٹا، ان کے وہم و گمان میں بھی موجود نہ تھا۔ اس لئے وہ مسیح کے اس دعاوی پر تعجب کرتے تھے۔

یہودی قوم عرصہ دراز سے اپنے دشمنوں کا تختہ مشق بنی ہوئی تھی ان کے خیال میں اسرائیل کی آزادی، فلسطین میں ان کی اپنی حکومت اور ہیکل یا بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر ان کا بلند سے بلند مطلوب تھا اور ہر کسی غیر اسرائیلی حکومت یا بادشاہ کا محکوم ہونا ان کے مغضوب الٰہی ہونے کی دلیل تھی چنانچہ یرمیاہ نبی کی معرفت خدا نے انکو یہ پیغام دیا تھا

ان سے ہاں انہیں سے بہت قومیں اور بڑے بادشاہ غلام کی سی خدمت لیں گے تبھی میں ان سے ان کے اعمال کے مطابق اور ان کے ہاتھوں کے کاموں کے موافق بدلہ لوں گا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے مجھ کو یوں کہا ہے کہ غضب کی مے کا یہ پیالہ میرے ہاتھ سے لے اور ساری گروہوں کو جن کے پاس میں تجھے بھیجتا ہوں پلا ...... یعنی یروشلم اور یہودا کے شہزادوں کو"

(یرمیاہ ۲۵ : ۱۴ و ۱۵ و ۱۸)

قوم یہود کو اس ذلت سے باہر لانے کے لئے اسرائیل کے اپنے ایک بادشاہ کی ضرورت تھی اور آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ اسرائیل کا بادشاہ "خدا کا بیٹا" کہلاتا تھا۔

باقی آئندہ

مجدد وقت کی تصنیفات

اور ان کا مقصد

از جناب سیّد عبدالمجید صاحب عاصم ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر [illegible]

خدا کے برگزیدہ ! جب خدا انہیں کسی کام پر مامور کرتا ہے اپنے مہمات امور کی ہر صنف میں ایک ایسے نور سے آراستہ ہوتے ہیں جو اندھیری راتوں میں ایسا چمکتا ہے۔ جیسے کہ ستاروں میں چاند، اور دن کو اس طرح روشن ہوتا ہے جیسے آفتاب، حضرت اقدس کا شخص جس قدر عظیم الشان تھا۔ اسی قدر ان کا قلم جلیل القدر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے اس برگزیدہ کو سلطان القلم کے خطاب سے معزز فرمایا۔

دنیا میں قلم بہت ہاتھوں میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر مبارک ہے وہ قلم اور صرف وہ قلم جس کی ہر جنبش کا ہر شوشہ اس شاہراہ کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔ جو انسان کو عرفان کی سرزمین پر لے جاتا ہے۔

باقاعدہ طریق پر آپ کی تصانیف کا سلسلہ ۱۸۷۹ء سے شروع ہو جاتا ہے۔ جبکہ آپ نے ردّ آریہ۔ ردّ عیسائیت۔ تصدیق النبی چھوٹے رسالے تحریر فرمائے۔ انہیں تحریرات سے آپ کی طبیعت کے میلانات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ۱۸۸۰ء میں آپ نے معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ شائع فرمائی۔ اس کے دو حصص ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئے۔ یہ چاروں حصے علوم و عرفان اور حقائق و معرفت کے ایسے ابر کرم ہیں جن کے روح پرور چھینٹے تشنگانِ صداقت کے حق میں آب حیات کے بے بہا قطرے ثابت ہوئے، دین الحق یعنی اسلام کی حمایت میں وہ ایک بے نظیر کتاب اور کھلی تحدی تھی، اسرار و معارفِ قرآن شریف اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر اس میں عملی نقلی اور عقلی بحث کے علاوہ جملہ مخالفین کے اصولِ مذہب پر نہایت شائستگی اور سنجیدگی سے بحث اور عقلی طور پر تنقید کی گئی ہے۔ باستثنائے چند متعصب اور تنگدل ملاؤں کے باقی کوئی فرد ایسا نہیں رہا جس نے اس کتاب سے خراجِ تحسین وصول نہ کیا ہو۔ غرض یہی ایک ایسی تصنیف تھی جس کی امداد کے لئے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک غلغلہ اور ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔

اور لطف یہ ہے کہ معاونوں کی فہرست میں مختلف فرقہ ہائے اسلام شریک تھے۔ غرضیکہ یہ ایک مرکز تھا جس پر اسلام کے تمام علمبردار خواہ وہ شیعہ تھے یا حنفی، اہل حدیث تھے یا مقلد ایک روح اتحاد کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ ماہ جون جولائی اگست ۱۸۸۴ء کے ۶، ۷، ۸ نمبروں میں نہایت عمدہ تنقید بکمال براہین احمدیہ پر شائع کی تھی۔ جو دو اقعات ۱۸۸۴ء میں درج ہے۔

اس مختصر سے مضمون کی گنجائش اس امر کی متحمل نہیں ہو سکتی کہ حضرت اقدس کی تصنیفات کے متعلق مکمل رائے دی جائے لیکن مجموعی طور پر اس قدر کہہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام تصانیف کا خلاصہ مطلب محض قرآن کریم قرآن کے لانے والے اور قرآن کے بھیجنے والے کی حقانیت، صداقت اور تقدس ثابت کرنا ہے۔ جہاں کہیں دوسرے مذاہب کی بابت لکھا بھی گیا ہے اُسے کسی قوم یا افراد کے ذاتیات سے منسوب کرنا ایک کھلی غلطی ہوگا۔ بلکہ وہاں ان عقائد پر بحث کی گئی ہے جنہیں ان کے ماننے والوں نے باطل طور پر اپنے اپنے مذہب میں داخل کر لیا ہے۔ جیسا کہ مسیحیوں کا عقیدہ تثلیث اور آریوں کا عقیدہ تثلیث۔ اول الذکر بیٹا باپ روح القدس کو ابدی ازلی مانتے ہیں۔ اور موخر الذکر روح مادہ اور خدا کو انادی سمجھتے ہیں۔

جہاں حضرت صاحب نے اپنے دعاوی کے متعلق زور دیا ہے۔ وہاں بھی وہ دراصل کسی شخصیت سے تعلق نہیں رکھتا۔

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

در عشق قرآن

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں	حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں	اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام	عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک	ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خدا وہی ایک	ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اس کے منکر جو بات کہتے ہیں	یونہی اِک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں	میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں	مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں

آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یونہی امتحان سہی

بلکہ اس عام اصول پر کہ خدا زندہ ہے اور مذہب اسلام زندہ ہے اور وہ اپنے برگزیدوں کو تجدید مذہب حقہ کے لئے بھیجتا رہتا ہے اور وہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔ آہ یہی ایک مابہ الامتیاز تھا۔ اور جو اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان ہے۔ مگر موعود کی مخالفت کے جوش میں اسی کا ہمارے علماء نے انکار کر دیا ساعرما بجکس ن جس مقصد کو ان تمام تصانیف میں حضرت صاحب نے مدّنظر رکھا ہے۔ اُسے ہم آپ ہی کے الفاظ میں یہاں درج کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ حقیقۃ الوحی کے متعلق ہے مگر اصولاً وہ ساری تصانیف پر حاوی ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں یاد رہے کہ یہ کتاب جو جامع دلائل و حقائق ہے اس کا اثر صرف اس حد تک ہی محدود نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا اس میں دلائل بیّنہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کا یہ بھی اثر ہے کہ اس میں اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کر دیا ہے اگرچہ ہر ایک قوم بہت منہ سے کہہ سکتی ہے کہ ہم بھی خداوند تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ یہود بھی دعوے کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی آریہ بھی باوجود اس کے کہ قدامت میں ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کا شریک اور انادی بنا رکھا ہے۔ توحید کے مدعی ہیں۔ لیکن یہ تمام قومیں زندہ خدا کی ہستی کا کوئی یقینی ثبوت نہیں دے سکتیں۔ اور خدا کے وجود پر ان کے دل تسلی پذیر نہیں ہیں۔ عیسائیوں کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا خدا مثل اُن کی دوسری کلوں اور مشینوں کے خود اپنا ایجاد کردہ ہے۔ جس کا صحیفہ فطرت میں کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اور نہ اس کی طرف سے انا الموجود کی آواز آتی ہے۔ اس لئے ان کے یہ دعوے کہ ہم خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک سمجھتے ہیں صرف دعوے ہی دعوے ہے۔ لہٰذا ان کے ایسے اقرار حقیقی توحید کا رنگ اُن کے دلوں پر نہیں چڑھا سکتے۔ اور خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننا تو کیا دراصل ان لوگوں کو اس قدر بھی نصیب نہیں کہ یقینی طور پر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہوں۔ بلکہ ان کے دل تاریکی میں پڑے ہیں۔ یاد رہے کہ انسان اس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کرا دے۔ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں، جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو۔ اور دیکھو کہ میں اس شہادت رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں۔ اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے۔ جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے۔ یعنی قرآن شریف (حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء سرورق کی ظہری عبارت)

اب یہ اہلِ نظر کا کام ہے کہ وہ غور کرے کہ مسیح موعودؑ کس خدا سے دنیا کو روشناس کرانا چاہتا ہے؟ اس خدا سے جو دیکھتا ہے سنتا ہے اور بولتا ہے۔ یا اس خدا سے جو دیکھتا سنتا تو ہے۔ مگر بولتا نہیں۔ اس کے متعلق آپ کی بعثت کے ضمن میں ضروری بحث درج ہے۔

اس امر کے مکمل اظہار کی ضرورت ہے کہ حضرت اقدس کی زندگی کا ہر لمحہ حمایت اسلام پر صرف ہوتا تھا۔ اور آپ کی سب تصنیفات اسلام کی تائید میں اور خدا کی خاص تائید سے لکھی گئی ہیں۔ اگر آپ کی تقریروں کو جو حقائق و معارف سے بھری ہوئی ہیں۔ اور خطبات کو جو علوم و معرفت کے خزانے ہیں معرض تحریر میں لایا جائے تو کئی ضخیم جلدیں مرتب ہو جائیں گی۔ مگر ان کے علاوہ بھی تصانیف کا ایک شاندار سلسلہ ہے جس کی تعداد نوّے کے قریب ہے۔ (ماخوذ از بشارت عظمےٰ)

مشہور جرمن پروفیسر کال ڈیل کا لیکچر

اقتصادی نظامات کی حقیقت

یونیورسٹیوں کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہونا چاہئیے کہ وہ سیاست حاضرہ میں حصہ لیں اور نہ انہیں یہ چاہئیے کہ وہ طالب علموں کو وقتی سیاست کے مسائل کے متعلق یا کسی خاص جماعت یا لیڈر کے اصول کی خاص طور پر تعلیم دیں یا حمایت کریں۔

جرمن یونیورسٹیاں ہمیشہ سیاست سے اس معنی میں علیحدہ رہی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔ یونیورسٹی کی متبرک عمارت کو کبھی سیاست کا اکھاڑہ نہیں بننا چاہئیے۔

ابھی آپ تعلیم کی ارتقائی منازل سے گزر رہے ہیں اور اپنی آئندہ زندگی کے مشاغل کے لئے اور اس زندگی کے متعلق جو آپ ملک کے باشندے اور حکومت کی رعیت کی حیثیت سے بسر کریں گے تیاری کر رہے ہیں۔ آپ میں سے اکثر ابھی عمر کے اعتبار سے اس قابل نہیں کہ انتخابات میں بھی حصہ لے سکیں۔ موجودہ سیاسی مسائل کے متعلق در اصل آپ جب ہی اپنی ذاتی رائے دے سکیں گے جبکہ آپ اپنی زندگی کے خود مالک ہوں گے اور دنیا کی کشمکش میں داخل ہو کر اپنے روزانہ مشاغل کے دوران میں زندگی اور دنیا کے متعلق مستقل نظریات قائم کر چکے ہوں گے۔ اس وقت درحقیقت آپ کو یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت ہوگی کہ موجودہ سیاسی جماعتوں میں سے کس جماعت کی حمایت کریں۔

جیسا کہ میں نے ابھی کہا تعلیم گاہوں اور یونیورسٹیوں کو سیاسی جنگ و جدل سے بالاتر رہنا چاہئیے۔ لیکن ایک دوسرے نقطۂ نظر سے سیاست ان مضامین میں شامل ہے جو یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے چاہئیں۔

سیاست کے معنی

سیاست فقط سیاست حاضرہ ہی کا نام نہیں ہے۔ عام طور پر سیاست کے معنی یہ سمجھے جاتے ہیں کہ ایک پارٹی یا جماعت اپنا مقصد یا نصب العین مختلف ذرائع یا وسائل سے حاصل کرنے کے درپے ہو لیکن یہ سیاست کے محدود معنی ہیں۔ سیاست باعتبار وسعت معنی مخلوق کی بہبودی و فلاح کے نظریات سے متعلق ہے اور مخلوق کی فلاح و بہبودی ایک صحیح سیاست دان کے پیش نظر رہنی چاہئیے اس لحاظ سے سیاست ایک علم ہے اور اسی علم پر سیاسی جماعتوں اور تحریکوں کا دارومدار ہے۔

علم السیاست کا فائدہ

جس طرح فلسفہ پڑھنے سے اس کے اہم مسائل سے تعلق مختلف فلسفیوں کے خیالات و نظریات معلوم ہوتے ہیں جس طرح تاریخ کے مطالعہ سے تاریخی واقعات اور موجودہ طرز حکومت کے ارتقاء کا علم ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح علم سیاست کی تعلیم سے فلسفہ سیاست کے ان تمام مختلف خیالات و نظریات کا علم حاصل ہو جاتا ہے جو موجودہ سیاسی جماعتوں کی بنیاد ہیں۔

اسی سلسلہ میں اشتراکیت کے بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہئیے کہ وہ تمام تحریکات جو اشتراکیت کے نام سے یاد کی جاتی ہیں طرز حکومت اور قانون ملکی کے متعلق اپنا ایک خاص نظریہ رکھتی ہیں

چنانچہ سب سے پہلے سوال یہ ہوتا ہے کہ آخر اشتراکیت ہے کیا چیز؟ اشتراکیت یا سوشلزم کا لفظ اکثر لوگوں کی زد زبان ہے۔ اور اس کے علاوہ اخباروں اور رسالوں میں بھی اس کی بھرمار ہے لیکن اس کے اصلی معنی سے اکثریت ناآشنا ہے۔ عام طور پر ایوانوں میں قانون مزدوروں اور غریبوں کی حمایت میں پاس ہوتا ہے یا زیر بحث ہوتا ہے اسے اشتراکیت کے نام سے موسوم کر دیا جاتا ہے لیکن یہ حقیقت سے بہت دور ہے۔ اور سب سے پہلے ہمیں اس لفظ کے مفہوم کو واضح کرنا چاہئیے۔ فلسفی اعظم کانٹ (Kant) کا مقولہ ہے خیالات بغیر صحیح مفہوم کے بے سود اور تصورات بغیر واضح حقیقت کے گمراہ کن ہوتے ہیں۔

لفظ سوشلزم

لفظ سوشلزم اول اول فرانس کے اخبار گلوب میں پہلی مرتبہ ۱۸۳۲ء میں استعمال کیا گیا۔ اگرچہ یہ لفظ زیادہ قدیم نہیں ہے اور صرف گذشتہ صدی میں ہی استعمال ہونا شروع ہوا ہے لیکن وہ خیالات و تصورات جو اس کے مفہوم میں شامل ہیں بہ نسبت اس لفظ کے بہت زیادہ قدیم ہیں۔ مثلاً افلاطون کی "ریاست" بنیادی سوشلسٹ یا اشتراکی نظام ہے۔

(اشتراکیت) سوشلزم کی تعریف ایسی صاف و صریح ہونی چاہئیے کہ اس سے اس کی حقیقت متصور ہو سکے اور وہ جامع و مانع بھی ہو۔ ایسی تعریف صرف ایک طرح ممکن ہے یعنی سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ اشتراکیت کا حقیقی مقصد یا نصب العین کیا ہے اور کیا چاہتی ہے۔

عمرانی زندگی کی مناسب شکل

علم سیاست کے جملہ مصنفین و محققین کے نزدیک یہ مسئلہ زیر غور رہا ہے کہ اجتماعی یا عمرانی زندگی کی کونسی شکل یا صورت مناسب تریں اور مفید مطلب ہو سکتی ہے۔ ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ عمرانی زندگی کا قیام قانون کی طاقت کے ماتحت ہونا چاہئیے لیکن دوسرے گروہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ عمرانی زندگی کے قیام کے لئے کسی قانون کی پابندی ضروری نہیں یعنی بغیر کسی قانونی نفاذ کے انسان اپنی مرضی سے ایک دوسرے سے وابستہ رہ سکتے ہیں۔ اس نظریہ کو علمی اصطلاح میں "انارکزم" یعنی لاقانونیت یا لاحکومیت کہتے ہیں۔ لہذا عمرانی زندگی کی صرف دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک تو قانون کی پابندی کی صورت میں اور دوسری شاندیشی، حکومت شکنی، طوائف الملوکی اور لانظمی کی صورت میں۔

قانونی پابندی کے ماتحت عمرانی یا اجتماعی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ اقتصادی نظام کا صحیح کرنا اور ملکیت یا جائداد کا سوال ہے۔

عمرانی زندگی کے دو اقتصادی نظام

اسی نقطہ نظر سے عمرانی زندگی دو مختلف اقتصادی نظاموں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ اول اجتماعی اقتصادی نظام۔ دوم انفرادی اقتصادی نظام۔

اجتماعی اقتصادی نظام وہ کہلاتے ہیں جو مشترک ملکیت کو اجتماعی اقتصادیات کی بہترین صورت تصور کرتے ہیں اور انفرادی اقتصادی نظام اس کے برخلاف شخصی یا ذاتی ملکیت ہی کو واحد ذریعہ اصول تسلیم کرتا ہے۔

اب اجتماعی اقتصادی نظام کی تین مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) سوشلزم یا اشتراکیت (۲) کمیونزم یا اشتمالیت (۳) زرعی اشتراکیت یا اشتراکیت متعلق تقسیم اراضی

اشتراکیت

اشتراکیت اس نظام جماعت کو کہتے ہیں جس کے باعث شخصی یا ذاتی ملکیت کو جملہ ذرائع پیدادار اور دولت میں دخل نہیں ہوتا۔ ذرائع پیدادار و دولت سے مراد وہ تمام اقتصادی اسباب یا مال ہے جو دوسری نئی اشیاء کے بنانے میں استعمال ہوتا ہے یعنی تمام زمین زرعی و غیر زرعی اور صنعت و حرفت مثلاً مشینیں فیکٹریاں اوزار و آلات تمام و نیم پیداوار اور معدنیات وغیرہ۔ آجکل اکثر متمدن ممالک میں ذرائع پیداوار و دولت پر منفرد شخصیت کا قبضہ ہو لیکن اشتراکیت کے نقطہ نظر کے مطابق یہ تمام کے تمام آئندہ شخصی ملکیت سے نکل کر جماعت کے قبضہ قدرت میں ہونے چاہئیں۔ کوئی شخص کسی زمین یا کارخانے کا مالک نہیں ہو سکتا۔ یہ تمام وسائل دولت کل جماعت کی ملک ہوں۔ چنانچہ ہم سوشلزم یا اشتراکیت کی جامع تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ وہ شخصی یا ذاتی ملکیت بصورت جائداد غیر منقولہ یا سرمایہ کا مخالف ہے اور جامع تعریف یہ ہوئی۔ کہ سوشلزم یا اشتراکیت صرف ذاتی محنت کی کمائی کو جائز سمجھتا ہے لیکن جائداد کی آمدنی کا قائل نہیں۔

اس تعریف سے کم از کم ان سطحی اتہام کا رد ہو گیا جو اشتراکیت کا واحد مقصد دولت کو مساویانہ طریق پر تقسیم کرنا بتاتے ہیں۔ اشتراکیت جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بایں معنی مساوات کی ہرگز حامی نہیں ہے وہ موجودہ جائداد کو سب پر مساوی طور پر تقسیم کرنا نہیں چاہتی۔ بلکہ بطور خود نظام پیدادار و دولت کو صحیح راستہ پر لگانا چاہتی ہے۔ اس غلط فہمی کی بنا عام طور پر شاید اشتراکی نظام کے اس اصول پر ہے کہ وہ شخصی جائداد یا ملکیت کو منافع دینے سے ممنوع اور اس کے ماتحت ایسی جائداد یا دولت جس سے نفع، کرایہ یا سود ملے اس کا حصول قطعاً ناجائز قرار دیتا ہے یعنی دولت کا جمع کرنا ہی ممکن نہیں۔

جمہوری اشتراکیت

سوشل ڈیموکریسی یا جمہوری اشتراکیت۔ محض اشتراکیت سے ذرا مختلف ہے۔ یہ جماعت یا پارٹی زمانہ حال اور مستقبل قریب کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے پروگرام یا لائحہ عمل کے مطابق سیاسی طاقت کو استعمال کرتی ہے اور چونکہ اس جماعت کا نصب العین بھی اشتراکیت ہے۔ لہذا ہر جمہوری اشتراکی سوشلسٹ یا اشتراکی بھی ہوتا ہے۔ لیکن باعتبار عملی سیاسی لائحہ عمل کے یہ جماعت پورے طور پر اشتراکی سوشل ڈیموکریٹ یا جمہوری اشتراکی نہیں کہلا یا جا سکتا۔ چنانچہ بہت سے اشتراکی یہ خیال کرتے ہیں کہ انسانوں کا اجتماعی، اقتصادی نظام کہیں صدیوں میں جا کر اشتراکی نقطۂ نظر کے موافق پورا ہوگا۔

(ماخوذ)

دفترِ عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ ۲۳ جنوری کی اطلاع مظہر ہے کہ عراق کے وزیر اعظم جو کل ہوائی جہاز کے ذریعہ بیروت گئے تھے فلسطین کے مفتی اعظم سے ملاقات کرنے کے بعد آج قاہرہ پہنچ گئے ہیں۔

—— افغانستان سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ افغانستان میں کپاس کی کاشت اور سوتی چیزیں تیار کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ فیکٹریاں شمالی افغانستان میں تیار کی جا رہی ہیں۔

—— قاہرہ۔ فضائی ڈاک سے اطلاع ملی ہے کہ تونس کے عرب قائدین نے یہ طے کیا ہے کہ تونس کی طرف سے فرانسیسی حکومت کے پاس ایک یادداشت بھیجی جائے جس میں یہ مطالبہ کیا جائے کہ تونس پر سے فرانس کا انتداب اٹھا دیا جائے اور البانی سید احمد کو تونس کا امیر بنا کر اس کو آزاد دستوری حکومت بنا دیا جائے۔

—— قاہرہ۔ ہر جگہ ایک سنسنی پھیل گئی۔ جبکہ مسجد کے ایک عباری امام میں شاہ فاروق کو خلیفہ اسلام مقرر کرنے کا اعلان کیا گیا۔ شاہ فاروق کے اس احترام پر عربوں میں اظہار مسرت کیا جا رہا ہے۔

—— حیفہ ۱۲ جنوری۔ شہری علاقہ میں دہشت انگیزی کی وارداتیں شروع ہو گئیں جن سے ۴ آدمی ہلاک اور ۶ مجروح ہوئے ہیں۔ مجروحین زیادہ نازک حالت میں ہیں۔

—— یروشلم کے ایک پیغام سے معلوم ہوا ہے کہ فوجی عدالت نے ایک مسلمان مصطفیٰ الجزائری کو اسلحہ لانے کے جرم میں سزائے موت دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ الجزائری حیفہ کے علاقہ میں باغیوں کے ہر جنہ کا بڑا ایجنٹ تھا۔

—— استنبول۔ ترکی محکمہ جنگ نے فوجی افسروں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے جس میں حکم دیا گیا ہے کہ یکم فروری سے دردانیال اور آبنائے باسفورس کو ۵۰ ہزار ترکی فوج معہ توپ خانہ و ہوائی جہازات متعین کر دی جائے۔

—— استنبول کا ایک اخبار مظہر ہے کہ دردانیال کا معائنہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اس سمندر میں آبدوز اور تارپیڈو کشتیاں، جنگی جہاز اور محافظ کشتیاں کثیر تعداد میں نقل و حرکت کر رہی ہیں۔

—— قاہرہ ۱۲ جنوری۔ آج ان ڈیلیگیٹوں کا اعلان کیا گیا۔ جو لندن کی فلسطین کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے جا رہے ہیں۔ ان میں سابق مفتی کے صاحبزادے عبد اللطیف علی مہر پاشا اور حسن پاشا شامل ہیں۔ چند دنوں کے لئے ڈیلیگیٹوں کی روانگی لندن ملتوی کر دی گئی ہے۔

—— بیت المقدس ۱۲ جنوری۔ آج مفتی اعظم کی مخالف عرب ڈیفنس کے قائمقام رہنما فخری بے کے مکان پر فلسطین کے چالیس مشہور عہدہ دار عربوں کا اجتماع ہوا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ بیروت میں لندن کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے جن نمائندوں کا انتخاب کیا گیا ہے وہ فلسطین کے عربوں کے نہیں بلکہ مفتی اعظم کے نمائندے ہیں۔

—— بیت المقدس۔ لندن میں فلسطین کے متعلق جو گول میز کانفرنس ہونے والی ہے۔ اس میں حضرت مفتی اعظم کے نامزد کردہ نمائندے بھی شامل ہونگے۔ سب سے زیادہ مسرت کا مقام یہ ہے کہ لندن جانے سے قبل اسلامی نقطہ نگاہ کو متحد کرنے کی خاطر دو ابتدائی کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں۔ ایک مکہ معظمہ میں، دوسری قاہرہ میں۔

ہندوستان

—— نئی دہلی ۲۲ جنوری کی اطلاع ہے کہ نئی دہلی میں ہندو مسلم فساد کی وجہ سے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔ فساد کی ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی۔ ۷۹ آدمی زخمی ہوئے جن میں سے ۳۸ ہندو اور ۴۱ مسلمان ہیں۔ تین پولیس افسروں کو بھی زخم آئے۔

—— ناگپور ۲۳ جنوری۔ ڈاکٹر کھرے سابق وزیر اعظم سی۔ پی نے فرمایا کہ جب تک کانگریس میں گاندھی ازم کا تسلط ہے اس وقت تک کانگریس نہیں بڑھ سکتی۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کانگریس فیڈریشن کے خلاف جنگ کرے گی وہ جنت الحمقا میں رہتے ہیں۔

—— رنگون ۲۰ جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج پولیس اور فوج نے شوئے ڈاگون پگوڈا کے الیسٹ ہاؤس پر چھاپہ مار کر ڈوبا ما پارٹی کے دس ممبروں کو گرفتار کر لیا۔

—— بریلی ۲۲ جنوری۔ یوم حیدر آباد پر بریلی میں بھی ہندو مسلم فساد ہو گیا جس کے نتیجہ میں ۲۰ آدمی زخمی ہوئے۔

—— لاہور۔ ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مولانا ابو الکلام آزاد صوبہ سرحد جانے کے لئے ۲۰ جنوری کو لاہور سے گزریں گے۔ آزاد مسلم کانفرنس کا ایک وفد ریلوے اسٹیشن پر آپ سے ملاقات کریگا۔

—— کراچی۔ اطلاع ہے کہ ایک نوجوان یوگوسلاوی عورت عمر ۲۵ سال ۳ ماہ پیشتر اپنے ملک سے دنیا کا پیدل سفر کرنے کیلئے روانہ ہوئی۔ اسے حیدر آباد سندھ کے قریب جبکہ وہ سفر میں تھی۔ لوٹ لیا گیا۔

—— نئی دہلی ۱۲ جنوری کی اطلاع مظہر ہے کہ مولانا آزاد نے خرابی صحت کے باعث کانگریس کی صدارت سے انکار کر دیا۔

—— نئی دہلی ۱۲ جنوری۔ مسلم والنٹیروں نے فلم ڈرم کی نمائش کے خلاف سینما ہال کے باہر پکٹنگ کیا۔ کچھ والنٹیروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتاریوں کے بعد جامع مسجد میں ایک اجلاس بھی منعقد ہوا۔

—— لاہور ۲۱ جنوری۔ سکھوں کی طرف سے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج صاحب بہادر کی عدالت میں درخواست پیش ہوئی کہ راجہ جنگ کے مسلمانوں کے خلاف اذان کے متعلق حکم امتناعی پیش کیا جائے۔

—— لاہور ۲۱ جنوری۔ لاہور پولیس نے بچوں کے اغوا کرنے والے گروہ کے ہاتھوں سے دو نابالغ لڑکیوں کو چھڑایا ہے اور اس سلسلہ میں متعدد گرفتاریاں کی ہیں۔

—— اسفول ۱۲ جنوری۔ گذشتہ شب ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین حملوں اور چھرا گھونپنے کی وارداتیں رونما ہوئیں۔ جن کے نتیجہ میں ایک ہندو ہلاک ہو گیا اور طرفین کے ۱۸ آدمی زخمی ہوئے۔ دو ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا۔

—— بمبئی ۲۲ جنوری۔ "ہریجن" میں مسٹر گاندھی نے جے پور کی صورت حالات پر ایک مضمون لکھا ہے اس مضمون میں آپ رقمطراز ہیں۔ کہ مجھے یہ امید موہوم ہے کہ جے پور کے ارباب اقتدار ایک آل انڈیا سیاسی تعطل کے پیدا کرنے سے گریز کریں گے۔

—— بمبئی ۲۱ جنوری۔ مسٹر سبھاش چندر بوس صدر آل انڈیا کانگریس نے ایک بیان دیا ہے جس میں آپ نے کہا ہے کہ مجھے مقابلہ انتخاب سے دستبردار ہونے کا کوئی حق نہیں۔

—— نئی دہلی ۲۲ جنوری۔ الیسٹ انڈین ریلوے کی ایک ٹرین کو تباہ کرنے کی سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ جبلی اور گدھورے اسٹیشنوں کے درمیان ٹرین کو لائن سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

ممالک خارجہ

—— ڈبلن ۱۲ جنوری۔ انگلستان کے طول و عرض میں جو بم پھٹے اس کے متعلق اعلان شائع ہوا ہے کہ بموں کی سازش کے ساتھ آئرلینڈ کی جمہوری فوج کا کوئی تعلق نہیں۔

—— نیو یارک ۱۲ جنوری۔ امپیریل ایرویز کا ایک طیارہ کیولیر جو نیو یارک اور برموڈا کے درمیان مصروف پرواز تھا۔ سمندر میں گر کر ڈوب گیا۔

—— برلن ۱۲ جنوری۔ ہٹلر نے ایک حکم جاری کیا ہے کہ تمام آدمی اپنی فوجی خدمت سے سبکدوش ہو کر طوفانی عساکر میں شامل ہو جایا کریں۔

—— لندن کا ایک برقیہ ہے کہ مہاتما گاندھی نے انگلستان کے ایک مذہبی جریدے میں لکھا ہے کہ یہ غلطی خلاف انسانیت ہے کہ عربوں کے ملک میں یہودیوں کو ٹھونسا جائے وغیرہ وغیرہ۔

—— برلن ۱۲ جنوری۔ ریش بنک کے پریذیڈنٹ کو معزول کر دیا گیا۔ تمام برلن کی آبادی یہ معلوم کرنے کی آرزومند ہے کہ ڈاکٹر شاخت کو ریش بنک کی صدارت سے کیوں معزول کیا گیا۔

—— برلن ۱۲ جنوری۔ ڈاکٹر چول کاسکی آج یہاں آ گئے ہیں۔ وہ ہر ہٹلر سے ملاقات کریں گے۔ ملاقات کے دوران میں یہ بھی پوچھا جائے گا کہ پراگ کے اخباروں نے جرمنوں کے خلاف نازیبا ریمارکس کیوں دیئے ہیں۔

—— لندن۔ فضائی ڈاک سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ چند روز پیشتر رومانیہ کے نازیوں نے شاہ کیرول کو قتل کرنے کی سازش کی لیکن قبل از وقت ایک بم پھٹنے کی وجہ سے سازش کا انکشاف ہو گیا اور متعدد سازشیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

—— برلن ۱۲ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت جرمنی تمام دنیا کی منڈیوں پر چھا جانے کے لئے ایک زبردست انقلابی سکیم تیار کر رہی ہے اس سکیم کا خاکہ بنایا جا چکا ہے۔ عنقریب وہ سکیم منظر عام پر آ جائے گی۔

—— میڈرڈ ۱۲ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ جنگ ہسپانیہ کی صورت حالات میں نت نیا تغیر ہو رہا ہے۔ باغیوں اور حکومت کے درمیان فیصلہ کن جنگ ہو رہی ہے۔ باغیوں کی نمایاں کامیابی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ کیونکہ خود حکومت ہسپانیہ اب باغیوں کی پیشقدمی کا اعتراف کر رہی ہے۔

—— لندن کی ایک اطلاع کے بموجب چیکوسلواکیہ کے تنازعہ کے دوران میں ترکی نے جنگ کی صورت میں غیر جانبدار رہنے کے معاوضہ میں فرانس سے ایک مطالبہ یہ کیا تھا کہ شمالی شام پر ترکی انتداب قائم کر دیا جائے۔

—— لندن ۲۲ جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ چین کی لیگ آف نیشنز یونین مشرق قریب میں عنقریب ایک اسلامی وفد روانہ کرے گی۔ یہ وفد ہندوستان، ترکی، ایران اور دیگر ممالک کا دورہ ۹ ماہ میں کرے گا۔ یہ وفد اپنے ساتھ بے شمار پیغامات لائے گا۔

—— لندن ۲۲ جنوری۔ جنرل فرانکو کی فوجیں بارسلونا کے بہت قریب آ گئی ہیں۔ بارسلونا سے زبردست ہوائی حملے ہو رہے ہیں۔ جنرل فرانکو کا توپ خانہ گرد و نواح میں آفت بپا کر رہا ہے لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔

پیغامِ صلح

الصلح خیر

احمدؐ ابن عبداللہ ختم الانبیاء اب محمدؐ ہو کا نعرہ اٹھاؤ آدمی

ایڈیٹر
ایس محمد آصف
قادیانی ۔ بی ۔ اے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
پرنٹر پبلشر چھپا
کر دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ ۔ چھ روپے
ششماہی ۔ تین روپے
طلبا سے
سالانہ ۔ چار روپے
ششماہی ۔ دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور ۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۸ ذوالحجہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۳۹ء — نمبر ۷

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ۲۷ جنوری کو نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی اور ایک بصیرت افروز خطبہ دیا جس میں اسلامی اخلاق فاضلہ اور مغربی تہذیب کی اقتصادی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بالشوزم کی بنیاد بھی مخلوق خدا کی ہمدردی پر ہے۔ اس سے انسان کو روٹی تو مل جاتی ہے۔ لیکن اخلاق فاضلہ مر جاتے ہیں۔ مگر اسلام جہاں مخلوق خدا کی ہمدردی پیدا کرتا ہے ساتھ ہی انسان میں اخلاق حسنہ کی نشو و نما بھی کرتا ہے جو کہ معراج انسانی ہے۔

— جناب تصدق حسین صاحب بغداد سے تحریر فرماتے ہیں کہ جناب ابراہیم آدم صاحب سچوانی چند مہینوں کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہیں۔

— جہلم کے ایک بھائی جن کا نام غلام سرور صاحب ہے عارضہ دق بیمار ہیں۔ ان کے لئے سب دوست درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے۔ آمین۔

— مؤرخہ ۲۷ جنوری کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مرحوم سول سرجن، ریاست کشمیر کا جنازہ غائبانہ پڑھا۔

— مولوی عبدالصمد صاحب ایڈیٹر لائٹ خرابی صحت کی وجہ سے رخصت لیکر گھر چلے گئے ہیں احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ انہیں صحت کامل عنایت فرماتے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پرتاثیر

وہ دیکھتا ہی غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں

سورج پہ غور کرکے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں

اس جائے پر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں

جماعت احمدیہ کا اجتماع

ایک مٹھی بھر جماعت کی بے نظیر قربانیاں

(از جناب میاں رحیم بخش صاحب ایم اے)

جناب میاں رحیم بخش صاحب ایم اے کا مضمون جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پڑھنے کے لئے موصول ہوا تھا چونکہ مضمون تاخیر سے پہنچا اس لئے پڑھا نہ جا سکا۔ لیکن اب ہم اس مضمون کو قارئین پیغام صلح کے سامنے پیش کرتے ہیں (مدیر)

یہ کرسمس کے ایام ہیں۔ عیسائی دنیا اپنی تمام زیبائش کیساتھ خوشی منانے میں مصروف ہے۔ مغربی دنیا جو دہریت اور الحاد کا گہوارہ سمجھی جاتی ہے جہاں لامذہبیت اور بے دینی کا چرچا رہتا ہے جس کا بیشتر حصہ تثلیث خدا وند اور اس کے بیٹے کو جواب دے چکا ہے۔ اس تقریب میں شمولیت کا پورا ثبوت دے رہا ہے۔ گھر میں جشن کے سامان مہیا ہیں۔ ہر جانب سے تحائف کے انبار آ رہے ہیں۔ تخمیناً ان چند ایام میں کروڑوں روپوں سے کم خرچ نہیں ہوتا۔ نادار سے نادار اور تنگدل بھی ایسے موقعہ پر اپنی گرہ کھولنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ خورد و نوش کے اخراجات اور بھی بڑھ چڑھ کر ہیں۔ شراب نوشی کا دور دورہ ہے۔ عیش و نشاط کی مجالس قائم ہیں۔ کھیل تماشوں میں تمام تر انہماک ہے۔ اخلاقی پابندیوں سے آزادی ہے۔ غرض ہر پہلو سے انبساط کا اظہار ہے۔ پریس بھی اس رنگ سے خالی نہیں۔ کوئی اخبار یا رسالہ نہ ہوگا جس کا زریں کرسمس نمبر نہ نکلا ہو۔ عیسائیت کی دنیا گو دل سے دہریت اور بے دینی کی قائل اور ان زہریلے مواد کی نشر و اشاعت میں سال بھر مصروف رہے۔ مگر اس تہوار پر اپنی عیسائیت نوازی کا ثبوت دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی۔ وہ قوم جس کے ہادی نے کہا تھا کہ میں دنیا سے نہیں اس لئے دنیا مجھے پہچان نہیں سکتی۔ اس وقت اپنی دنیوی آرائشگی میں مستغرق نظر آتی ہے۔ انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا

اس کے بالمقابل مثیل مسیح کی جماعت کا منظر آپ کے سامنے ہے کہ گنتی کے مٹھی بھر افراد ایک گوشہ گمنام میں جمع ہیں۔ یہ گروہ تمام تر غریب طبقہ یا متوسط الحال لوگوں پر مشتمل ہے۔ اپنی قلیل آمدنی میں سے اپنے گزارہ کی صورت بھی نکالتے ہیں اور ماہ بماہ اس آمدنی کا ایک حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ سال بسال سفر کی تکالیف برداشت کر کے اس جگہ جمع ہوتے ہیں۔ دور حاضرہ میں جبکہ مال و زر کی ہوس کا مقابلہ رات دن درپیش ہے بلکہ عزت و آبرو کا انحصار دولت کی فراوانی اور دنیاوی جاہ و طاقت پر ہے اور ہر شخص ایک ایک پائی کا جائزہ لیتا ہے کہ ذاتی مفاد کے علاوہ اس کا دوسرا مصرف اس کے لئے حرام ہے ایسے زمانہ میں جبکہ انسان کی حیثیت اس کے بنک اکاؤنٹ سے اندازہ کی جاتی ہو یہ چند لوگ محض للہی غرض کے لئے دور دراز مقامات سے چل کر جمع ہوتے ہیں۔ ان کے لئے جائز خواہشات کا دروازہ بند نہیں یہ تارک الدنیا گروہ نہیں۔ ان کے ساتھ تمام جسمانی لوازمات وابستہ ہیں۔ ان کے گھر میں ان کے بیوی بچے ہیں۔ ان کے دلوں میں فطرتاً ان کی دنیاوی ترقی کی امنگیں ہیں بہتر سے بہتر خوراک اور پوشش کا مہیا کرنا ہی ان کے لئے قدرتی خواہش ہے۔ باوجود ان تمام معذوریوں کے یہ ایک چھوٹا سا گروہ محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے یہاں جمع ہے کوئی ذاتی غرض نہیں۔ یہاں ذریعہ معاش کی تجاویز نہ ہوں گی۔ یہاں رسوخ بڑھانے اور قائم رکھنے کی تجاویز پر غور نہ ہوگا پالیٹکس کا کوئی مسئلہ پیش نہ ہوگا۔ حصول حکمت کے ذرائع دریافت نہ ہوں گے۔ اس للہی اجتماع میں کوئی ذاتی یا مادی غرض پنہاں نہیں۔ لیکن

پھر بھی یہ لوگ دیوانہ وار یہاں جمع ہیں۔ کیا ان کے پشت پناہ کوئی سلطنت ہے۔ کیا ان کی مدد کرنے والی کوئی دنیاوی طاقت ہے۔ واقعات اس کے برعکس ہیں۔ دیگر اقوام کو الگ رکھ کر باقی اہل اسلام تک ان کے ساتھ عملی ہمدردی نہیں دے سکتے۔ ان کا لائحہ عمل تمام مسلمانوں کو معلوم ہے ان کے نتائج سے بہت واقف ہیں سنجیدہ مزاج ان کے صحیح راستہ پر قدم زن ہونے کے معترف ہیں۔ مگر کیا کسی کے دل میں ان کے لئے درد محسوس ہوتا ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے ان لوگوں کی اپیلیں دیگر مسلمانوں کے لئے کوئی اثر نہیں رکھتیں۔ ہمدردی تو کجا نہایت بے اعتنائی اختیار کی جاتی ہے اور ایک تحقیر آمیز انداز سے ان کی للہی التجاؤں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے مسلمانوں میں امرا کی کمی نہیں، رؤسا بہت ہیں۔ نواب بھی ہیں۔ ان کی دولت کے مصرف کے لئے تمام جائز و ناجائز راستے کھلے ہیں۔ مگر دین کی طرف توجہ کسی کے شایان شان نہیں۔ ان کا روپیہ بے دریغ ضائع ہو سکتا ہے۔ ہر قسم کا اسراف اس میں جائز ہے۔ مگر دین کے لئے خرچ کرنا ان کی سمجھ سے باہر۔ اس ضرورت کو ہر طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور اس جماعت کو حقارت و استہزا کا مستحق بیان کیا جاتا ہے۔ آہ! دنیاوی لحاظ سے پسماندگی اور بے چارگی کا اس سے بڑھ کر کوئی اور نقشہ ہو سکتا ہے مثیل مسیح کی جماعت جو اس دنیا سے نہیں اور دنیا اس کو نہیں پہچان سکتی مگر کیا ہی عجیب منظر ہے مسیح ناصری کے برگشتہ پیروؤں کو چیلنج دے رہی ہے۔ مادی طاقت کے مقابلہ میں روحانی طاقت نبرد آزما ہے ناہرین نظر کے لئے اس سے بڑھ کر مایوس کن حالات اور کیا ہو سکتے ہیں۔ مگر کیا اس جماعت پر کوئی ایسا مایوسانہ اثر غالب ہو جاتا ہے۔ کلا انھم فتیۃ امنوا بربھم و زدنٰھم ھدی و ربطنا علی قلوبھم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السمٰوٰت والارض لن ندعوا من دونہ الٰھا لقد قلنا اذا شططا

سلسلہ احمدیہ کی بنیاد آج سے پچاس سال قبل پڑی۔ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو قائم ہوئے آج پچیس برس گزر گئے۔ اس عرصہ دراز میں اس جماعت کا مقصد واحد یہی رہا جو اس کے بانی نے تجویز کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ ہر سال ان کا اجتماع اسی کرسمس کے ایام میں ہوتا ہے اور اس عہد کو تازہ کیا جاتا ہے کیا اس میں بھی ایک راز مضمر ہے کہ یہ جلسہ عین انہی ایام میں ہوتا ہے جب مسیح اول کے پیرو اپنی دنیاوی زیبائش کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ انجمن کی پچیس سالہ جدوجہد کا نقشہ کسی سے چھپا نہیں۔ ایک مختصر سی جماعت نے محض اپنے ایمان کے بھروسہ پر اس عرصہ میں وہ کام کئے ہیں جو ایک بڑی سے بڑی قوم بھی کرنے سے قاصر ہے۔ اشاعت اسلام کیلئے اس کا جوش کبھی ٹھنڈا نہیں پڑا۔ دنیا نے اگر اس سے کنارہ کشی اختیار کی تو ان سے بھی اس نے استغنا ظاہر کیا۔ اس کے کارہائے نمایاں سب پر عیاں ہیں۔ قرآن کا ترجمہ انگریزی، ڈچ، جرمنی اور ہندی میں ہو چکا ہے۔ جگہ جگہ مشن قائم ہیں۔ برلن مسجد کی تعمیر اور مشن کا قیام بھی ایک کم زریں باب نہیں۔ ایک ہائی سکول جاری ہو چکا ہے۔ اسلام پر قیمتی لٹریچر شائع ہوا ہے اس کی مثال شاید کہیں ملے۔ اخبارات و رسائل جاری کئے۔ ان سب ذرائع سے دنیا کی ذہنیت میں جو انقلاب پیدا کیا وہ اتنا عظیم الشان کام ہے کہ حضرت مسیح کا قول اس پر صحیح صادق آتا ہے کہ سچے ایمان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔ کیا ان مشکلات کے پہاڑ کو اس جماعت کے ایمان نے نہیں ہٹایا۔ یقیناً مثیل مسیح کی اصل جماعت کہلانے کی مستحق ہے۔

مسلمانوں کا اعتراض ایک اور وجہ سے بھی ہے۔ ان کی نظر میں اس ذہنی انقلاب کی زیادہ وقعت نہیں۔ وہ اس جستجو میں ہیں کہ آخر اس پروگرام سے موجودہ مسلمانوں کی ترقی کہاں تک وابستہ ہے۔ کیا یہ مذہبی مشغلہ ان کو ترقی کے مینار پر پہنچا سکتا ہے۔ کیا ایسے راستے کی تلاش نہ چاہیے جس پر چل کر شاہ ایران نے اپنے ملک کو طاقتور بنایا۔ کیا وہ راہ دلکش نہیں جس کو اختیار کر کے اتاترک مرحوم نے اپنے ملک کو آزاد کیا اور اسے شاہراہ ترقی پر گامزن کیا۔ مصر کی ترقی کا راز کیا نئی تعلیم کا نتیجہ نہیں۔ کیا ان ممالک کی مثالیں ہمارے لئے نمونہ نہیں بن سکتیں۔ پھر کیوں نہ مسلم لیگ میں شامل ہوں کہ اپنے ملکی حقوق کو حاصل کریں۔ کیوں نہ تمام قسم کے علوم و فنون میں دسترس حاصل کریں۔ کیوں نہ تعلیم اور صنعت کا چرچا ہو۔ کیا کانگریس کا مقابلہ نہ کیا جائے ورنہ ہندوستان میں مسلمانوں کا بقا ممکن نہیں۔ پھر کیا یہ تمام روپیہ اور محنت جو ایک مذہبی جنون کے تحت صرف ہو رہا ہے۔ بے سود نہیں؟ آخر اس سے ہمیں کیا فائدہ حاصل؟

ان سوالات کا جواب سوائے ہمارے عمل اور اس کے نتائج کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ اس کام سے کوئی دنیوی فوائد وابستہ نہیں۔ اس جماعت کی شمولیت سے بجائے فائدے کے سراسر مالی نقصان نظر آتا ہے اس حلقہ میں آنے سے روزمرہ قربانی اور ایثار کے لئے تیار رہنا پڑتا ہے۔ خدا کی راہ میں عجز و انکساری کا نمونہ بننا پڑتا ہے۔ اپنے اصولوں پر قائم ہو کر دنیا کے استہزا اور تحقیر کا تختہ مشق بننا پڑتا ہے آسائش اور محبوب علائق کو ایک حد تک خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ پھر آخر کیا دلکش نظارہ یہ پیش کرتا ہے کہ مسلمان اس میں شامل ہوں۔

خدا تعالیٰ کے قوانین اٹل ہیں۔ قرآن مجید میں قوموں اور افراد کی عروج اور ترقی کے اصول جگہ جگہ بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ نے بھی کہا تھا کہ انسان محض روٹی سے زندہ نہیں رہتا۔ صحیح انسانی ہمدردی اور اعلیٰ اخلاق کا سرچشمہ صرف مذہب رہا ہے یعنی وہ مذہب جو اپنی اصلیت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رسولوں کے ذریعے نازل ہوا۔ مادی ترقیات کا سلسلہ بھی لاانتہا ہے۔ سائنس نیچر کے قوانین کا علم حاصل کر کے قدرت پر قبضہ کر سکتی ہے۔ علوم و فنون انسان کی ذہنیت کو اعلیٰ مقام پر پہنچا سکتے ہیں۔ مگر روحانیات کے بغیر یہی انسان کے لئے سم قاتل ہو جاتے ہیں۔ یورپ آج علوم و فنون کا مرکز ہے۔ سائنس نے ایجادات سے انسان کا ماحول بالکل بدل دیا ہے۔ مادی ترقی اپنے عروج پر ہے مگر اس روحانی فیض سے محروم رہ کر معلوم ہے ان کی اندرونی حالت کیا ہو رہی ہے۔ کیا اس ترقی نے ان کی بہیمانہ خصائل کو بدل دیا۔ جرائم کا طریقہ ضرور بدل گیا ہے۔ بداخلاقیاں بہترین رنگ میں ضرور پیش کی جاتی ہیں۔ ظلم و استبداد انسانی ہمدردی کے رنگ میں پیش ہو سکتے ہیں۔ مگر انسان، انسان کا دشمن اسی طرح ہے۔ جس طرح اپنی بربریت کی حالت میں۔ یورپ کی بین الاقوامی نازک حالت آج اپنی خصائل کا نتیجہ ہے۔ جس کا حل تلاش کئے بغیر نہیں رہا

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

عید قربان ایک پرانے عہد کی تجدید ہے

قومیں قربانی سے ہی زندہ ہیں

قومیں قربانی سے زندہ ہیں۔ جو قوم دنیا میں قربانی کرنا نہیں جانتی اس کے ڈانڈے ۔ ۔ ۔ ۔ انتہائی زوال سے جا ملتے ہیں۔ دنیا میں بلند اور رفیع مذاہب شاندار تمدنوں اور پرشوکت تہذیبوں کی بنیاد ہمیشہ قربانی پر قائم کی گئی ہے۔

روما الکبرے کی عالمگیر سلطنت، یونانیوں کی مشہور ریاستہائے ۔ ۔ ۔ ملدیہ، فراعنہ مصر کا قدیم تمدن اور مسلمانوں کا حیرت انگیز عروج اور موجودہ دول یورپ کی فتوحات ومفبوضات ان سب کی اصل اور بنیاد قربانی اور محض قربانی ہے۔

سقراط کے ہاتھ میں زہر سے چھلکتا ہوا پیمانہ! مسیح ناصری کی لوٹی ہوئی پسلیاں اور رستے ہوئے زخم! شہزادہ گوتم کا بھوک سے سوکھا ہوا جسم! اور ہمارے آقا سردار دوجہان کی تیرہ سالہ مظلوم کی زندگی! یہ کیا ہیں۔ یہ تاریخ عالم کے وہ عظیم الشان واقعات ہیں۔ جن سے قربانی اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ یہ وہ محکم ستون ہیں جن پر آج بھی تہذیب، اخلاق اور تمدن کی بنیاد کھڑی ہے اگر یہ لوگ نہ ہوتے۔ ان کی قربانیاں نہ ہوتیں تو آج انسان اس عروج کو بھی نہ پہنچتا جس کو وہ پہنچا ہوا ہے ــــــ دنیا میں جتنی زندہ قومیں بستی ہیں ان کے ہاں سال میں کوئی نہ کوئی ایسا دن ضرور آتا ہے۔ جس میں وہ اپنے اندر قربانی کے جذبہ کو تازہ کرتی ہیں۔ اسلام میں وہ دن عید الضحٰے یعنی عید قربان کا دن ہے ــ

آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے کا ذکر ہے کہ اس دن مسلمان کی قربانی کمال کو پہنچی اور ساتھ ہی اس کا دین بھی کمال کو پہنچ گیا اور مندرجہ ذیل آیت نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمان کی اس مذہبی اور عمرانی صداقت پر مہر ثبت کر دی۔ خداوند تعالیٰ نے مسلمان کی قربانی کو شرف قبولیت بخشا اور تا ابد اسلام نے اعتراف خداوند کو اپنی آنکھوں سے لگایا۔ اور اس دن ہر جانفروش مسلمان کی زبان سے یہ الہامی فقرہ جاری تھا۔ الیوم اکملت لکم دینکم وا تممت علیکم نعمتی ــــ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ حجۃ الوداع کو عرفہ کے دن میدان عرفات میں یہ آیت نازل ہوئی تھی ــــ

بعثت نبویؐ سے دو ہزار سال پہلے اسی وادی میں خداوند تعالےٰ کے حضور اس کے ایک نہایت ہی فرمانبردار بندے ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی پیش کی تھی۔ سعادتمند بیٹے نے اس قربانی کے لئے قال یابت افعل ما تؤمر ــــ ان شاء اللہ من الصابرین کہتے ہوئے اپنے حلقوم کو قربانی کے لئے پیش کیا تھا۔ اس واقعہ کی تاریخی اور مذہبی شوکت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمان عید قربان مناتے ہیں تاکہ ہر مسلمان کے دل میں اس عظیم الشان اور بلند واقعہ کی یاد تازہ ہو۔ اسے اپنا بھولا ہوا سبق یاد آنے لگے۔ اس کے تخیلہ کی گہرائیوں میں یہ حقیقت گڑ جائے کہ اس کی ابتدا بھی قربانی سے ہوئی تھی اور اس کی انتہا بھی جذبہ قربانی کی رہین منت ہے ــــ

اس دن جب مسلمان جانور کے گلے پر چھری پھیرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ یونہی جانوروں کی زندگیاں تلف کر رہا ہے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہر سال اس پیمان اور عہد کی تجدید کرتا ہے جو ابراہیمؑ نے دین و دنیا کے سب سے پہلے سردار نے اپنے رب سے باندھا تھا۔ ورنہ ان جانوروں کا خون بہتے ہوئے دیکھ کر تو اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد موجود ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔

مسلمان ہر سال خون کے ساتھ اس عہد نامہ حنیف پر دستخط کرتے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں لبیک اللھم لبیک یعنی ہم خدا کے حضور حاضر ہیں اور اپنے پیمان کی تجدید کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اگر خدا تعالےٰ کے رستہ میں ہماری جانوں کی بھی ضرورت پیش آئی تو ہم انہیں بھی خدا کے حضور اسی طرح پیش کریں گے جس طرح ہم ان جانوروں کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

لیکن آج مسلمانوں میں یہ قربانی کے اعلیٰ جذبات زوال پذیر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی قومی شوکت اور عمرانی سطوت بھی زوال آمادہ ہے۔ آج مسلمان بحیثیت مجموعی خدا کے راستہ میں جان اور مال قربان کرنے سے ڈرتا ہے۔ آج اس کے خون میں قربانی کے ولولے موجود نہیں اور اس کا مال گھر میں زنگ آلود پڑا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی حیات ملی دن بدن انحطاط پذیر ہے کیسی درخت کی اگر چند کو الیاں کٹیں تو اس کی تمام شاخیں ہری بھری ہو جاتی ہیں اور جس قوم میں جانی اور مالی قربانی کرنے والے موجود ہوں تو اس کی کھیتیاں بھی ہمیشہ شاداب اور معمور رہتی ہیں۔

آج بھی مسلمانوں کے ہاں ایک چھوٹی سی جماعت موجود ہے جو اللہ تعالےٰ کے حضور میں اپنی جانوں اور مالوں کو ہر وقت لئے کھڑی ہے۔ جسے اپنے فرائض کا خوب احساس ہے اس کے اندر یہ احساس حضرت امام وقت نے پیدا کیا ہے اس میں یہ قربانی اور ایثار کی روح جو نظر آتی ہے یہ خداوند تعالےٰ کی مشیت ہے ــــ اس کی مشیت ہے کہ اس قدیم عہد کی تجدید سے اسلام کی تجدید ہو سو اسلام کی عظیم الشان نشاۃ ثانیہ ایک مٹھی بھر جماعت کی قربانیوں سے وابستہ ہے۔ خداوند تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس جماعت کے ذریعہ پھر ایک دفعہ خدا اور اس کے رسولؐ کا نام دنیا کے کونے کونے سے گونج اٹھے لیکن یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم خداوند تعالےٰ کے حضور اپنی جانوں اور مالوں کی قربانی پیش نہ کریں ــــ

سوائے صاحب جبروت خدا ہم آج تیرے حضور اپنی جان اور مال کی قربانی لئے کھڑے ہیں اسے شرف قبولیت بخش ــــ اے وہ خدا جو زندگی سے موت اور موت سے زندگی پیدا کرتا ہے ہماری ان قربانیوں سے ملت اسلامیہ کو حیات تازہ دے اے خدا ذرہ سے لے کر آفتاب تک تیرے حکم پر گردش کرتے ہیں دنیا کی تقدیر تیری مٹھی میں ہے اپنے فضل کو کام میں لا اپنی عنایات کو جنبش دے اور اس مٹھی بھر جماعت کے ذریعہ مسلمان کی تقدیر بدل دے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

ہندو مسلم فسادات

گزشتہ دنوں میں متعدد جگہوں پر ہندو مسلم فسادات رونما ہوئے ہیں۔ ان فسادات کی وجہ آریہ سماجیوں کے حیدرآباد کے خلاف مظاہرے ہیں۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ جہاں جہاں انہوں نے جلوس نکالے ہیں وہیں انہوں نے اعلےٰ حضرت نظام حیدرآباد کے خلاف نعرے بلند کئے ہیں مسلمانوں میں حضور نظام کی شخصیت اور ریاست حیدرآباد کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ بعض جگہوں پر یہ جلوس اور نعرے مسلمانوں کو ناگوار گزرے انہوں نے آریہ سماجیوں کو منع کیا کہ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے لیکن وہ منع نہ ہوئے اور تصادم ہو گیا۔ ایسے موقعوں پر فسادات کا رونما ہونا ہندوستان میں ایک ناگزیر امر قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ اگر اس قسم کے مظاہرے نہ کئے جائیں جلوس نہ نکالے جائیں تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان رفق و محبت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ آخر دھرم کے نام پر ہندوستان میں اس قسم کے مغالطے کیوں دئے جاتے ہیں اور کیوں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خلیج کو وسیع کیا جاتا ہے جو گروہ اس قسم کے جذبات ملک میں پیدا کرتا ہے وہ یقیناً ملک کی آزادی کے راستہ میں ایک سنگ گراں ہے۔

شذرات

اردو کی مقبولیت

چند دن ہوئے بمبئی ریڈیو اسٹیشن کی طرف سے ریڈیو سننے والوں سے چند استفسارات کئے گئے ہیں۔ یعنی ان کی مادری زبان کیا ہے؟ وہ کس زبان میں گانے اور ڈرامے سننا پسند کرتے ہیں۔ سات ہزار اشخاص نے ان مندرجہ بالا سوالات کے جواب دیئے جن میں سے ڈھائی ہزار نے ہندوستانی زبان میں اور ڈھائی ہزار نے انگریزی زبان میں تقریریں اور گانے سننا پسند کئے اور باقی ماندہ اشخاص نے مرہٹی، گجراتی اور کوکنی زبانوں کو ترجیح دی۔ دیگر نشرگاہوں مثلاً مدراس۔ کلکتہ اور دہلی کے سننے والوں سے بھی جب پوچھا گیا تو اس وقت بھی زیادہ تعداد ہندوستانی یعنی اردو کے حق میں رہی۔ یہ رائے صرف صوبہ بمبئی کے متعلق ہے جہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اردو زیادہ مقبول نہیں۔ جب اردو کی ہر دلعزیزی کا صوبہ بمبئی میں یہ حال ہے تو باقی صوبوں کا اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اردو زبان کس قدر مقبول ہے۔

جب ہندوستان کے طول و عرض میں اردو ہی علمی اور ثقافتی زبان قرار دی جا چکی ہے اور زبان کی وجود صورت کو ہندو مسلمان دونوں کی کوشش نے پیدا کیا ہو کوشش نہیں بلکہ ہندوستان کے ایک عمرانی دور کی طبعی قوتوں نے پیدا کیا ہے۔ تو پھر اردو کا تلف کر دینا نہ گاندھی جی مہاراج کے اختیار میں ہے اور نہ ہندو سبھا کے بس میں۔ زبانیں نہ ایک دن میں بنتی ہیں اور نہ ایک دن میں تلف ہو سکتی ہیں جس چیز کو زمانہ پیدا کرتا ہے۔ اسے زمانہ ہی تباہ کر سکتا ہے۔

اشاعت مذہب اور حیدرآباد

آریہ سماجی اخبارات شور مچا رہے ہیں کہ انہیں ریاست حیدرآباد میں مذہب کی اشاعت نہیں کرنے دی جاتی۔ ہندو ریاستیں اپنے ہاں اسلام کی اشاعت بند کر دیں تو کیا مسلمانوں کو تکلیف نہ ہوگی؟

لیکن سوال یہ ہے کہ آخر حیدرآباد میں دھرم کی اشاعت کس نے بند کی ہے۔ وہاں تو صرف نقض امن کا سدباب کیا گیا ہے اور امن کی حفاظت کرنا ہر ایک حکومت کا فرض ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حیدرآباد میں جس وسعت قلبی اور نرمی کا سلوک ہندوؤں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے وہ باقی تمام ہندو ریاستوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ جو سلوک جمبہ اور دیگر ریاستوں میں مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے وہ ہماری تشریح کا منت کش نہیں ——— اسلام تو بذات خود ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اس کے پیرو دوسرے مذاہب کو تبلیغ و اشاعت سے کب روک سکتے ہیں۔ ہاں البتہ فتنہ پردازیوں کی کوئی مذہب اجازت نہیں دیتا۔ اور اگر ان فتنہ پردازیوں کو حیدرآباد میں بھی روک دیا گیا ہو تو کیا غضب ہو گیا۔

کانگریس میں اختلاف

کانگریس میں آج کل ایک بہت بڑا اختلاف نظر آ رہا ہے اور معلوم دیتا ہے کہ خدا نخواستہ کانگریس دو فریقوں میں منقسم ہو چکی ہیں۔ ایک فریق رائٹ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور دوسرا لفٹ کے نام سے۔ رائٹ وہ ہے جو مہاتما گاندھی کے فلسفہ حیات سے متاثر ہے اور ان کے پیچھے چلتا ہے۔ لفٹ وہ ہے جس کی قیادت سبھاش چندر بوس فرما رہے ہیں اور یہ فریق سوشلسٹ ہے۔ سو اس لحاظ سے کانگریس میں مستقل طور پر دو گروہ پیدا ہو چکے ہیں ——— اب جبکہ کانگریسی صدر کے انتخاب کا مسئلہ درپیش ہے تو یہ اختلاف کی خلیج دن بدن وسیع ہو رہی ہے۔ رائٹ والے جو گاندھی جی کے پولیٹیکل فلسفہ سے متاثر ہیں۔ وہ سیتارامیہ کی حمایت میں ہیں کہ انہیں صدر انتخاب کیا جائے اور لفٹ والے اپنے قائدین میں سے کسی کو منتخب کرنا چاہتے ہیں۔ یقین غالب ہے کہ وہ سبھاش چندر بوس موجودہ صدر کانگریس کے ہی موید ہیں۔ سو ان حالات میں معرکہ ناگزیر ہے۔

وہ کانگریسی جو اس اختلاف اور مقابلہ کے منظر کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ صدر کے انتخاب کو کچھ دفعہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے اور کانگریس کی ورکنگ کمیٹی مل کر اس بات پر زور دے کہ مولانا آزاد کانگریس کی صدارت قبول فرما لیں۔ کیونکہ وہ پہلے اپنی صحت کے خراب ہونے کی وجہ سے اسے قبول کرنے سے انکار کر چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے جب ساری ورکنگ کمیٹی مل کر زور دے تو وہ مان جائیں۔

ہمارا خیال ہے کہ صدارت کے مسئلہ نے اس بات کو خوب واضح کر دیا ہے کہ کانگریس دو فریقوں میں مستقل طور پر تقسیم ہو چکی ہے اور اب اس اختلاف کو کسی شاہ شطرنج کی مدد سے بھی دور نہیں کیا جا سکتا۔

کیا ہندوستان میں ہندو ہی ایک قوم ہیں

امرت بازار پتریکا اپنے ایک مقالہ میں رقمطراز ہے:۔

"ویر ساورکر نے ہندو مہاسبھا کے اجلاس ناگپور میں صدارتی ایڈریس پڑھا۔ وہ دوراندیشانہ اور بلند نظری پر مبنی ہے۔ جس پر خاص زور دیا گیا وہ یہ شے تھی کہ ہندوستان میں بسنے والے ہندو ہی ایک قوم ہیں۔ باقی فرقے ہیں۔ ہم تمام فرقوں کو ہندوستان سٹیٹ میں شہری حقوق دینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ وہ ہندوستان اسٹیٹ میں دخل انداز ہونے کی کوشش نہ کریں"۔

یہ امرت پتریکا کا مقالہ نہیں بلکہ ہندو ذہنیت ہی جو ہر ہندو ادارہ میں کام کر رہی ہے۔ خواہ وہ ہندو مہاسبھا ہو یا کانگریس۔ اس ذہنیت کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو ہندوؤں سے کیا توقعات ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے ابھی سے مسلمانوں کی ایک مستقل قومیت سے انکار کر دیا ہے اور ان کے حقوق کو صرف شہری حقوق تک ہی محدود رکھا ہے۔ کل کو معلوم نہیں۔ اگر انہیں کچھ اختیار مل جائے تو وہ مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ لیکن انہیں معلوم ہو جانا چاہیئے کہ مسلمان بھی اس وقت ہی اپنے آپ کو امن میں خیال کریگا۔ جبکہ وہ ہندوستان کو دو مستقل حصوں میں تقسیم کرے گا۔ ایک جس میں ہندو قومیت ہو اور دوسری جس میں معلوم نہیں کہ کیا کچھ ہوگا اور ہم ہندو مہاسبھائی ذہنیت رکھنے والے ہندوؤں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہندوستان کی تقسیم مسلمانوں کے حق میں نہایت ہی مفید ہوگی۔

قادیانی مناظر کی شکست

جناب دارو غہ نبی بخش صاحب نے فرمایا ہے کہ مورخہ ۲۳ و ۲۴ جنوری کو موچی دروازہ میں قادیانیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان ایک مناظرہ ہوا ہے جس میں قادیانیوں کی طرف سے مولوی عبدالعزیز صاحب پر اور حکیم مرہم عیسیٰ اور کوئی مولوی نور محمد مولوی فاضل نام کے مناظر تھے مناظرہ شروع ہوا۔ مولوی عبدالعزیز صاحب نے ایک شخص کو ثالث مقرر کیا اور شرط باندھی کہ شکست کی صورت میں وہ مبلغ پانچ روپیہ فریق ثانی کے مبلغ کو دیں گے۔

لیکن ہم نہایت افسوس کے ساتھ لکھ رہے ہیں کہ ثالث نے

سرور کائنات صلعم کے احسانات

(از جناب مجید صاحب لاہور)

تو نے ہاں فقط تو نے ہی اے ہادیٔ عالم ——— اے نور مجسم

بندے کو خداوند دو عالم سے ملایا | اک ذرۂ ناچیز کو خورشید بنایا
بربادیٔ انساں تھی انساں کی غلامی | انساں کو انساں کی غلامی سے چھڑایا

تو نے ہاں فقط تو نے ہی اے ہادیٔ عالم ——— اے نور مجسم

دنیا کو حجابات ضلالت سے نکالا | ہر سمت کیا نور صداقت کا اجالا
تھی عام جہاں جھوٹے خداؤں کی پرستش | معبود حقیقی کا وہاں نام اچھالا

تو نے ہاں فقط تو نے ہی اے ہادیٔ عالم ——— اے نور مجسم

فسق و ستم و جور کی تعمیر گرا دی | باطل کی بھری بستی میں آگ لگا دی
بتلائے زمانے میں پنپنے کے طریقے | تدبیر سے انسان کی تقدیر بنا دی

تو نے ہاں فقط تو نے ہی اے ہادیٔ عالم ——— اے نور مجسم

اک صف میں ہوئے دوش بدوش اسفل و اعلیٰ | باقی نہ رہا فرق کہیں شاہ و گدا کا
اس طرح دیا درس مساوات و اخوت | ہر قلب کو احساس محبت سے بسایا

تو نے ہاں فقط تو نے ہی اے ہادیٔ عالم ——— اے نور مجسم

(ماخوذ)

دسمبر کا آخری ہفتہ اور بڑے بڑے اجتماع

ہمیں قلت تعداد کے باوجود اہمیت حاصل ہے

خطبہ جمعہ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ شیخ محمد انعام الحق صاحب)

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون .... فانصرنا علی القوم الکافرین (البقرہ ۲: ۲۸۶-۲۸۵)

ترجمہ:- رسول اس پر ایمان لاتا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر اُتارا گیا، اور مومن بھی سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں کچھ تفرقہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے فرمانبرداری کی۔ اے ہمارے رب تیری مغفرت مانگتے ہیں اور تیری طرف ہی انجام کار پہنچنا ہے۔ اللہ کسی شخص پر کچھ مشقت نہیں ڈالتا۔ مگر جو اس کی طاقت ہو۔ اسی کے لئے ہے جو وہ (اچھی) کمائی کرے اور اسی پر ہے جو وہ (بری) کمائی کرے۔ اے ہمارے رب ہم کو نہ پکڑ۔ اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں۔ اے ہمارے رب اور ہم پر نافرمانی کا بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ان پر ڈالا جو ہم سے پہلے تھے۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھ جس کی طاقت ہم میں نہیں اور ہمیں معاف فرما اور ہماری حفاظت فرما اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا مولیٰ ہے۔ بس ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت دے۔

دسمبر کا آخری ہفتہ اور مختلف جماعتیں

دسمبر کا آخری ہفتہ بڑے بڑے اجتماعوں کا موقع ہوتا ہے اور اس میں مختلف قومیں اور جماعتیں اکٹھی ہو کر اپنے گذشتہ کو دیکھتی اور آئندہ کے لئے اپنے ارادہ اور عزم کا اظہار کرتی ہیں۔ ہمارے اس ملک میں ہندوستان کے لحاظ سے شاید سب سے اہم اجتماع وہ دو اجتماع ہیں جو ان ایام میں ناگپور اور پٹنہ میں ہوتے ہیں یعنی ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ کے اجلاس۔

ہندو مہاسبھا کا عزم

ہندو مہاسبھا کا اجلاس ناگپور میں منعقد ہوا اور اس نے (یعنی ہندو مہاسبھا نے) اپنے عزم کو اس رنگ میں ظاہر کیا کہ اس ملک ہندوستان میں صرف ایک ہندو قوم ہے۔ باقی یہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں یعنی مسلمان وغیرہ فرقے ہیں۔ ان کو قوم نہیں قرار دیا جا سکتا[۱] اس کی ایک مثال بھی دی ہے کہ جرمنی میں صرف ایک قوم جرمن ہے اس کے مقابلے پر یہودی قوم نہیں ہیں۔ بلکہ ایک اقلیت ہیں۔ ہندو مہاسبھا کے خیال میں بعینہٖ یہی حالت ہندوستان میں ہے اس کے نزدیک ہندوستان میں مسلمانوں کا درجہ وہی ہے جو کہ جرمنی میں یہودیوں کا ہے مسلمان بالخصوص وہ مسلمان جو آجکل کانگریس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اس بات کی تہ میں جانے کی کوشش کریں یا نہ کریں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ ان الفاظ میں ہندو قوم کے ایک زبردست عزم کا اظہار ہے اور وہ عزم یہ ہے :-

ہندی مسلمان سے جرمن یہودیوں کا سا سلوک

کہ وقت آنے پر ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو کہ جرمنی میں یہودیوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ ہندو مہاسبھا والے صاف کہتے ہیں کہ ہم اس ملک کے پانچ ہزار سال سے مالک ہیں دوسری اقلیتیں یونہی ادھر ادھر سے آگئی ہیں۔ ہندوستان ہندوؤں کے رہنے کا ملک ہے۔

مسلم لیگ اور سیاسی حقوق

اس کے بالمقابل مسلم لیگ ہے جو مسلمانوں کے حقوق سیاسی کی حفاظت کے لئے کوشاں ہے۔ اس لحاظ سے ہم لوگ یعنی احمدی لوگ یا جماعت احمدیہ لاہور (کیونکہ ہم تو اپنی جماعت کے متعلق ہی کہہ سکتے ہیں) مسلم لیگ کے ساتھ ہی رہنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہم بھی مسلمانوں کا ایک حصہ ہیں اور ہمارا دنیوی حشر مسلمانوں کے ساتھ ہی ہوگا۔ ایک حشر تو اس دنیوی زندگی کے بعد ہوگا لیکن اس دنیا میں بھی ایک حشر ہوتا ہے۔

ہمارا دنیوی حشر باقی مسلمانوں کے ساتھ ہے

اور ہمارا یہ حشر یقیناً باقی مسلمانوں کے ساتھ ہی ہے یہ الگ بات ہے کہ مسلم لیگ کے اندر بعض لوگ ہم کو مسلمان ماننے کیلئے تیار ہوں یا نہ ہوں لیکن بہرحال ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور اس ملک کے تمام مسلمانوں کا دنیوی حشر ایک جیسا ہی ہوگا پرسوں یا اترسوں کی بات ہے کہ اسی جگہ ہمارے سالانہ جلسہ میں یہ بحث اٹھائی گئی تھی

ہم احمدی کیوں کہلاتے ہیں ؟

کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان کے نام سے موسوم کیوں نہیں کرتے[۱]۔ احمدی کیوں کہتے ہیں۔ ہمارے تو کبھی وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ ہم مسلمانوں سے علیحدہ ایک جماعت ہیں۔ ہم یقیناً مسلمان ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ مسلمانوں کے اندر کسی جماعت کا اور کوئی نام ہو سو اس پر بحث اور اعتراض فضول ہے۔ فرض کیجئے اگر میں یوں کہوں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جو تبلیغ اسلام کا کام کرتی ہے۔ جو قرآن و حدیث کی تعلیم کے مطابق اس امت میں احیاء دین کے لئے مجددوں کے آنے کو تسلیم کرتی ہے اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس صدی کا مجدد مانتی ہے اور غلبہ دین کیلئے کوشاں ہے۔ یہ ہے ہماری جماعت کی مختصر تعریف۔ لیکن اگر میں اسی تعریف کو اور زیادہ مختصر کر کے ایک لفظ "احمدی" کے ساتھ موسوم کر دوں تو اس میں محل اعتراض کیا چیز ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔

ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں

باقی جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اس کا مقصد ہے۔ خواہ لیگ والے ہمیں مسلمان تسلیم کریں یا نہ کریں میں نے ابھی سے دو اجتماعوں یعنی ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ کے اجلاسوں کا ذکر کیا ہے

ہمارا چھوٹا سا اجتماع اور مقاصد

اس کے علاوہ ایک ہمارا بھی چھوٹا سا اجتماع تھا جو گذشتہ تین چار دنوں میں یہاں ہوا۔ یہ اجتماع اول الذکر اجتماعوں کے مقابلے پر تعداد کے لحاظ سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا ——— مگر یاد رکھیں کہ اجتماعات کی اہمیت تعداد کے لحاظ سے نہیں بلکہ مقاصد کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ یہاں انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد مسلم لیگ کے اجلاس میں شامل ہونے والوں سے زیادہ ہو جائے۔ تو بھی اس انجمن کی اہمیت مسلم لیگ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انجمن کا دائرہ عمل صرف تعلیم تک محدود ہے اور وہ اسی دائرہ کے اندر مسلمانوں کی خدمت اور بہتری کی کوشش کرتی ہے لیکن مسلم لیگ کے مقاصد اس سے زیادہ بلند اور ضروری ہیں۔ اگر اس کے اجلاس میں انجمن حمایت اسلام کے جلسے سے کم تعداد میں بھی لوگ شریک ہوں تو اس کی وجہ سے لیگ کی اہمیت میں فرق نہیں پڑ سکتا ہے۔

ہمیں قلت تعداد کے باوجود اہمیت حاصل ہے

اسی لئے میں کہوں گا کہ اپنے مقاصد کے لحاظ سے ہمارے اس چھوٹے سے اجتماع کو قلت تعداد کے باوجود وہ اہمیت حاصل ہے جو ملک میں اور کسی اجتماع کو حاصل نہیں۔ کسی ملک اور وطن کے اندر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت بے شک بہت بڑا اور بہت ضروری کام ہے۔ لیکن یہ خود اسلام کے استحکام اور حفاظت کے مقابلے پر کوئی حقیقت نہیں رکھتا ——— اسلام کی حفاظت اور استحکام ایسا بلند اور اعلیٰ مقصد ہے کہ نہ اس کو لیگ پہنچ سکتی ہے اور نہ کوئی اور انجمن

تعداد کوئی شے نہیں

خوب یاد رکھیں صرف تعداد کوئی شے نہیں۔ لوگوں کو اس بارہ میں بہت بڑی غلط فہمی لگی ہوئی ہے دنیا کے اور ملکوں کو چھوڑ دیجئے ہمارے اسی ہندوستان میں ایسے بہت سے میلے اور اجتماع ہوتے ہیں۔ جن میں بے شمار لوگ شریک ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے پیچھے کوئی بلند مقصد نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کی اہمیت بھی کچھ نہیں۔ ہندوؤں کے ماگھ میلہ جو اسی جنوری کے مہینے میں ہوگا اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس میں ۵ لاکھ ہندو جمع ہوگا۔ اسی طرح کنبھ کے میلے میں لاکھوں ہندو جمع ہوتے ہیں وہ بھی ایسے بہت سے میلے اور عرس ہیں جن میں ہزاروں لاکھوں آدمی شریک ہوتے ہیں۔ لیکن کیا محض کثرت تعداد کی وجہ سے ان کو کوئی اہمیت دی جا سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں۔

ہمارے ایک دوست قادیان گئے

ہمارے ایک دوست اس مرتبہ قادیان گئے۔ وہاں ایک قادیانی دوست انہیں نصیحت کرنے لگے کہ لاہور میں جا کر کیا دیکھو گے وہاں تو صرف چند گنتی کے آدمی جمع ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس کا نہایت مسکت جواب دیا۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله خیر میں اسے چھوڑتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ اس تعداد کو کیا کیا جائے اگر وہ مقصد اس کے سامنے نہ ہو جو اس جماعت کے قیام کی اصل غرض تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیان میں اجتماع بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ہزاروں آدمی جمع ہوتے ہیں لیکن ان کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

انگریزی اخبار کی خبر

آج ہی انگریزی اخبار میں خبر چھپی ہے کہ قادیان میں ہزاروں آدمی جمع ہوئے کہ اپنے پیر یا لیڈر کے سامنے اظہار اطاعت و عقیدت کریں۔ یہ ہے غرض تو وہاں کے جلسے کی۔ ذرا غور کیجئے

---

[۱] یہ الفاظ مسٹر ساورکر صدر ہندو مہاسبھا نے اپنی صدارتی تقریر میں کہے تھے۔ (پیغام صلح)

[۱] جلسہ سالانہ میں چند غیر از جماعت حضرات کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔ وہ غالباً اہلحدیث فرقہ کے افراد تھے۔

کہ کیا یہ بھی کوئی غرض ہے جس کے لئے لوگ مختلف مقامات سے چل کر ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوں؟ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اسی لئے جماعت قائم کی تھی؟ اور اسی لئے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی تھی؟ اس کا جواب بالکل نفی میں ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ تعداد بھی کوئی چیز نہیں روپیہ بھی کوئی چیز نہیں۔

اصل چیز مقصد اور کام ہے

اصل چیز مقصد اور کام ہے۔ جماعتوں کے اندر اگر تعداد کے لحاظ سے کوئی لوگ دیکھے جاتے ہیں تو وہ کام کرنے والے افراد ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تبلیغ اسلام کے لئے یہ جماعت قائم کی تھی سو اگر تبلیغ اسلام کرنے والے دیکھے جائیں۔ تو وہ اس چھوٹی سی جماعت میں قادیان کی جماعت سے بہت زیادہ ہیں۔ حالانکہ ہماری تعداد ان سے بہت ہی کم ہے۔ خانہ پُری کر دینا اور بیکار گریجویٹوں کو ادھر ادھر کے ملکوں میں نکال دینا اور بات ہے لیکن فی الحقیقت تبلیغ اسلام کا کام کرنیوالے ہماری ہی جماعت میں بہت زیادہ ہیں۔ یہی حال لٹریچر کا ہے۔ ہماری جماعت نے گذشتہ پچیس سال کے عرصہ میں جس قدر مفید اسلامی لٹریچر پیدا کر کے دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلا دیا۔ جماعت قادیان کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ یہی حال مال اور روپیہ کا ہے

قادیانی جماعت کیلئے تیس[۳۰] لاکھ روپیہ بڑی بات نہیں

ابھی مجھے ہمارے دارو غہ نبی بخش صاحب نے بتایا کہ انہوں نے اخبار میں پڑھا کہ قادیانی جماعت نے اپنی جوبلی کے لئے تیس لاکھ روپیہ جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ خبر غلط چھپی ہے۔ ۳۰ لاکھ نہیں بلکہ تین لاکھ کی رقم ہے۔ لیکن اگر وہ فی الحقیقت تیس لاکھ بھی جمع کر دیں تو یہ بھی ہمارے مقابلے پر ان کے لئے بڑی بات نہیں ہماری جماعت تعداد کے لحاظ سے ان سے بمشکل پچیسواں حصہ ہو گی۔

جوبلی فنڈ کے وعدوں کی میزان

ہمارے جلسہ کے آخری دن جوبلی فنڈ کے تمام وعدوں کی میزان ایک لاکھ بیاسی ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ آج میں نماز کے لئے گھر سے چلنے لگا تو دو خط اور ملے۔ ہماری ایک بہت چھوٹی سی جماعت ٹانگر میں ہے صرف چند آدمی ہوں گے۔ ۲۷۵۰ روپیہ کا وعدہ اس جماعت کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ دوسرے ہمارے ایک دوست خان بہادر مرزا غلام صمدانی صاحب ہیں ایک ہزار کا وعدہ انہوں نے بھیجا ہے۔ ابھی ہم نے اس سلسلہ کو ختم نہیں کیا۔ بلکہ یہ جاری ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جوبلی فنڈ کی میزان دو لاکھ روپے سے بڑھ جائے گی۔ تعداد کے لحاظ سے قادیانی جماعت کو ہماری جماعت سے جو نسبت ہے اس کے پیش نظر اگر وہ ایک کروڑ روپیہ جمع کرنے کا اعلان کرتے تو وہ بھی کم تھا۔

مال بھی فی نفسہ کوئی چیز نہیں

لیکن مال کی کثرت کو جانے دیجئے یہ بھی فی نفسہ کوئی چیز نہیں۔ مال تو وہی کام دیتا ہے جو خدمت اسلام پر صرف ہو۔ ورنہ کسی کو کوئی عطیہ مل جائے یا تھیلی پیش ہو جائے یہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی اس کا اتنا ہی حصہ قابل قدر ہے جس قدر کہ خدمت و اشاعت اسلام پر صرف ہو۔ بہرحال یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے کہ ایک مقصد ہمارے سامنے اس قدر بلند ہے کہ دوسرے تمام مقاصد اس کے سامنے ہیچ ہیں

یاد رکھئے

خوب یاد رکھئے کہ کسی ایک خاص ملک کے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت خود اسلام کے استحکام اور اس کی اشاعت و حفاظت کے مقصد کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی ـــــ جانتے ہو۔

اسلام کا استحکام کیا ہے؟ اسلام کا استحکام یہ ہے کہ دلوں کے اوپر اسلام کا پورا پورا تصرف اور تسلط ہو جائے۔ اس وقت دنیا میں چالیس کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ لیکن اس تسلط کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ کمزور ہیں۔ اگر ان کے دلوں پر اسلام کا پورا پورا تسلط اور تصرف ہو جائے تو ایک ایک مسلمان سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کے قائم مقام ہو گا۔

یہ تسلط کس طرح ہو گا؟

یہ تسلط اور تصرف کس طرح ہو گا؟ اصل میں بات یہ ہے کہ غفلت یا دنیوی اغراض کی وجہ سے دین کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے اور دل کمزور ہو گئے ہیں اور بعض لوگوں کو طرح طرح کے شکوک بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ جوں جوں ان باتوں کا ازالہ ہو گا۔ دلوں پر اسلام کا تصرف اور تسلط بھی قائم ہوتا جائے گا اور اسلام کے استحکام کی صورت پیدا ہوتی جائے گی۔

جماعت لاہور بے مثال ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جماعت خدمات دینی کے لحاظ سے اس زمانہ میں بے مثال ہے۔ کہیں اسلام یا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی ذات اقدس پر حملہ ہو تو یہ دفاع کے لئے سب سے آگے ہوتی ہے۔ باقی تمام مسلمان اسلام کی توسیع اور اس کی حفاظت کے کام سے غافل ہو چکے ہیں۔ لیکن آپ کی جماعت اس کے لئے اپنی پوری طاقت سے کوشاں ہے اور یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے اور خوب یاد رکھیں کہ اور کوئی مقصد نہیں جو اس سے بلند ہو پھر خدا تعالیٰ نے کچھ نصرت کی ایسی ہوا چلائی جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ کامیابی اور مقبولیت جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ حاصل ہوئی۔

یہ محض تڑپ کا نتیجہ ہے

میرے خیال میں تو یہ بعض دلوں کی تڑپ کا نتیجہ ہے جو دین کے لئے ان میں موجود ہے۔ اس تڑپ کو بڑھانے اور ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ یہ قلوب کی تڑپ ہی ہوتی ہے جو عظیم الشان اور سمجھ میں نہ آنے والے انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ یہ چیز خدا کے آگے گر کر اور اس کے حضور عاجزی کر کے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس کے ساتھ ہی میل ملاقات اور آپس میں ہمدردی کے ذریعہ جماعت کے اندر باہمی تعلقات کو بڑھاؤ۔ اس طرح جماعت میں ایک نئی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ خطبہ کے آخر پر ایک رنجدہ واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

قاضی محبوب عالم صاحب

قاضی محبوب عالم صاحب ہماری جماعت گوجرانوالہ کے ایک نہایت قیمتی اور مخلص دوست تھے۔ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔ سارا جلسہ سنا۔ جاتے ہوئے مل کر گئے اور جس دن گئے ہیں اس کی اگلی صبح کو انتقال ہو گیا بڑے مخلص اور نیک آدمی تھے۔ عرصہ سے وہ مختلف بیماریوں اور مشکلات میں مبتلا تھے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں ہمیشہ مطمئن دیکھا۔ کبھی کلمہ شکایت ان کی زبان سے نہ سنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلب سلیم عطا فرمایا تھا

قلب سلیم ایک نعمت ہے

قلب سلیم اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے آج کل تو یہ بہت ہی کم دیکھنے میں آتا ہے۔ لیکن قاضی محبوب عالم صاحب کی طرح کمزور اور بیمار جسم کے اندر قلب سلیم کی مثالیں تو اور زیادہ کمیاب ہیں ـــــ میں گوجرانوالہ کی جماعت کو اس لحاظ سے ایک نمونہ کی جماعت سمجھتا ہوں کہ ان کے تعلقات باہمی اس قدر پر محبت اور مخلصانہ ہیں کہ وہ ایک کنبہ کے افراد معلوم ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت ہر ایک تحریک میں نمایاں اور پیش پیش حصہ لیتی ہے۔ بہت چھوٹی سی جماعت ہے صرف چند آدمی ہیں۔ لیکن یہی چند آدمی بعض بڑی بڑی جماعتوں سے بھی زیادہ کام اور قربانیاں کرتے ہیں اور سچی بات ہے کہ قاضی محبوب عالم صاحب جماعت گوجرانوالہ کے روح رواں تھے۔ جب میں نے اسی جوبلی فنڈ کے سلسلہ میں تحریک کی تو سب سے پہلے یعنی اس تحریک کے اخبار میں شائع ہونے کے تیسرے چوتھے دن ہی ایک طرف میاں غلام رسول صاحب کا خط ملا اور دوسری طرف انہی قاضی محبوب عالم[۱] کا ـــــ ان کی وفات فی الحقیقت جماعت کا بہت بڑا نقصان ہے۔ ایک مرتبہ ان کا جنازہ پڑھا جا چکا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ دوسری مرتبہ پھر تمام دوستوں کے ساتھ ان کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔ چنانچہ نماز کے بعد جنازہ پڑھا جائے گا۔

تعلقات بھائیوں جیسے ہونے چاہئیں

اس کے علاوہ میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں کہ تمام افراد جماعت کے باہمی تعلقات بھائیوں جیسے ہونے چاہئیں۔ ہرگز انہیں بالکل ایک کنبہ کے آدمی کی طرح رہنا چاہئے۔ دیکھئے جب آپ کے دل میں آپ کے بھائی کی محبت ہو گی تو آپ کو اس کے متعلق شکایت پیدا ہو بھی جائے تو آپ اس کو زیادہ اہمیت نہیں دیں گے۔

محبت ہو تو نکتہ چینی نہیں ہوتی

جہاں محبت ہوتی ہے وہاں اعتراض اور نکتہ چینی نہیں ہوتی ان چیزوں سے پھوٹ اور کمزوری پیدا ہوتی ہے ان سے بچو اس سے قومیں کمزور بلکہ تباہ ہو جاتی ہیں۔ آئندہ اپنی جماعت کو ایک کنبہ کی شکل دو۔ بفرض محال کوئی جھگڑا آپس میں پیدا بھی ہو جائے۔ تو اس کو اس قدر طول نہ دو کہ گھر کو نقصان پہنچے۔ ہماری تمام جماعتوں کو آئندہ کے لئے اس امر کی خاص کوشش اور جدوجہد کرنی چاہئے ـــــ تعلقات باہمی کو ترقی دو اور انہیں مضبوط بناؤ۔ ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہو۔

ہمارا کاروبار اور ہر فرد جماعت کا فرض

اس کے بعد میں ایک اور ضروری بات کہوں گا یہ جو ہمارا کاروبار ہے یہ اسی صورت میں چل سکتا ہے کہ ہر ایک فرد جماعت اپنا فرض محسوس کرے اور اس میں اس کا جو حصہ ہے اس کو ہرگز نہ بھولے اور اسے باقاعدہ ادا کرے۔ ہر ایک شخص یہ سمجھے کہ یہ کام میرے ہی چند پیسوں سے چل رہا ہے۔ لوگ بالعموم خیال کرتے ہیں کہ ہمارے چند پیسوں کی کیا حیثیت ہے اگر ہم یہ نہ بھیجیں گے تو اس سے کوئی ہرج نہیں ہو گا حالانکہ یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے قطرہ قطرہ مل کر ہی دریا بنتا ہے۔ جہاں میں آپس کے تعلقات اخوت و محبت کو بڑھانے پر زور دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی میں اس بات کی بھی آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ ہمارے مالوں کا جو حصہ اسلام کی توسیع و حفاظت پر خرچ ہوتا ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے اور نہ یہ حصہ اور کسی طرف جانا چاہئے۔

---

[۱] قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم کا انتقال ۲۸۔ دسمبر کو گوجرانوالہ میں ہوا دوسرے روز میت مرحوم کی وصیت کے مطابق بذریعہ لاری لاہور لائی گئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک ہوئے۔ اس کے بعد ۳۰۔ دسمبر کو مذکورہ بالا اعلان کے مطابق نماز جمعہ کے بعد دوبارہ جنازہ پڑھا گیا۔ قبل ازیں اس کی تفصیل اخبار میں شائع ہو چکی ہے۔ (پیغام صلح)

قرآن کی اشاعت سب سے بڑا جہاد ہے

اسلام کی تبلیغ و حفاظت اور قرآن کی اشاعت سب سے بڑا جہاد ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس جہاد پر بڑا زور دیا اور موجودہ زمانہ میں اسی جہاد کی ضرورت ہے۔ اس غرض کے لئے جو کوئی اپنے حصہ کا مال نہیں دیتا وہ گویا جہاد میں شرکت نہیں کرتا اور جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کا قرآن نے جن الفاظ میں ذکر کیا ہے اور ان کے لئے جو وعید ہے وہ آپ سب کو معلوم ہے ـــــ سو جہاں آپ کے تعلقات باہمی پرمحبت اور مضبوط ہوں اس کے ساتھ ہی آپ کے مالوں کا ایک حصہ باقاعدگی کے ساتھ اس دینی جہاد میں صرف ہونا چاہئے۔

ان دونو باتوں سے بھی زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ہر ایک احمدی کے دل پر یہ بات نقش ہو جائے کہ اسلام تمام مذاہب پر غالب آکر رہے گا اور اس غلبہ کے لئے ہم سب کے دل میں ایک زبردست تڑپ ہونی چاہئے۔ فرض کیجئے ہمارے تعلقات باہمی بھی پرخلوص اور مضبوط ہو جائیں اور ہم بہت سارا روپیہ بھی جمع کر لیں لیکن غلبہ دین کے لئے ہمارے دلوں میں یہ تڑپ موجود نہ ہو تو تمام چیزیں بیکار ہیں۔

تڑپ خدا کے آگے جھکنے سے پیدا ہوتی ہے

جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ یہ تڑپ خدا کے آگے جھکنے اور اس کے حضور میں گڑگڑانے اور رونے ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ سو تہجد کے وقت اٹھو اور تنہائی میں اس کے حضور گریہ زاری کرو کہ اے اللہ تیری (؟) (؟) ذرہ مخلوق اسلام سے دور پڑی ہوئی ہے۔ کروڑ در کروڑ انسان صداقت کا انکار کر رہے ہیں تو انہیں صداقت کی طرف لا۔ اور پھر وہ سامان عطا فرما کہ ہم تیرے نام اور کلام کو دنیا کے آخری کناروں تک پہنچائیں اور تیرا پاک دین تمام ادیان پر غالب آ جائے۔ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

(بقیہ صفحہ ۲)

یورپ میں امن جاتا رہا ہے۔ انسان ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے اور جنگ کا شعلہ کیا معلوم کس وقت مشتعل ہو کر تمام مغربی تہذیب کو بھسم کر دے۔ کیا یہی عروج ہے جس کو ہم اپنا مطمح نظر بنا لیں۔ کیا دولت و سطوت ان کی حقیقی راحت اور خوشی کا موجب بن رہی ہے۔ کیا علوم و فنون ان کے صحیح اطمینان قلب کا ذریعہ بن سکے۔ طبعیات، فلاسفی، ارضی۔ اکانومی سب قسم کے علوم کیا ان مسائل کو حل کرنے سے عاجز نظر نہیں آتے۔

اس زمانے کے مسیح نے ان امراض کا علاج اسلام بتایا وہ اسلام جو قرآن میں پاک اصولوں کے رنگ میں موجود ہے اور جس کو مخبر صادق نے اپنے عمل سے دنیا پر ظاہر کیا۔ اس نے بتایا کہ اسلام کو صحیح طور پر پیش کیا جائے۔ اسلام صحیح معنوں میں امن قائم کر سکتا ہے۔ اس میں جو روحانیات کا سبق ہے اس کی دنیا کو اس وقت ضرورت ہے۔ اس کو قبولیت حاصل ہونے سے دنیا میں وہ انقلاب ہو سکتا ہے جو ملکی اور قومی عروج کو ہیچ کر دیتا ہے۔ اس جماعت کو اس غرض کے لئے تعمیر کیا، اور اسی مقصد کے حصول کے لئے یہ انجمن اپنی پچیس سالہ مساعی پر خنداں و نازاں ہے۔ ان حالات کو پیش کرتے ہوئے اس انجمن کے افراد کس قدر راحت محسوس کرتے ہیں۔ ان کی تکالیف، ان کی قربانیاں۔ ان کی ذلت و تحقیر سب لطف و راحت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ ومن خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ

انگریز صحیفہ نگار اور توہین رسولؐ
مسلمان اخباروں کا فرض

(از جناب خواجہ منصور احمد صاحب دائیں)

یورپ علم و سائنس میں جس قدر ترقی کرتا جا رہا ہے اسی قدر اس کی ناواقفیت اور اسلامی تاریخ سے دوری قابل افسوس ہے۔ ایچ۔ جی ویلز کی اسلامی تاریخ کے متعلق خرافات۔ السٹریٹڈ ویکلی میں مغلیہ خاندان کی شہزادیوں کے متعلق بکواس اور آئے دن طرح طرح کی بیہودہ گوئی۔ یورپین مصنفوں اور اخبار نویسوں کا شیوہ ہو گیا ہے اور افسوس ہے کہ انگریز جو امن پسندی میں اس قدر اپنے آپ کو کھو بیٹھا ہے کہ وہ دنیا کو ایک پرامن مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔ وہی انگریز ساٹھ کروڑ مسلمانوں کے دل اس طرح زخمی کرتے رہتے ہیں جس کی مثال نہیں مل سکتی۔

آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلعم (فداہ ابی و امی) کی ذات والاصفات کی خوبیاں۔ کمالات اس قدر ہیں کہ متمدن دنیا کا ذرہ ذرہ حضورؐ کے فیض کا احسان مند ہے۔ دنیا کو علم و حکمت، تہذیب و تمدن کا سبق دینے والا یہی پہلا انسان تھا۔ اس کے باوجود اگر کوئی آنکھیں بند کر کے یہ کہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تو اس کی کور باطنی پر رحم آتا ہے۔ لندن کے ایک مصور اخبار "پکچر ورلڈ ایجوکیشن" کا دسمبر ۱۹۳۸ء کا پرچہ ہمارے سامنے ہے اس میں "قصہ ماضی اور تصویر کے رنگ میں" کے عنوان کے نیچے ایک تصویر دی گئی ہے۔

ایک مغلیہ آرٹ کی طرز کا بہت بڑا دروازہ ہے جس میں سے فوج کا ایک دستہ گزر رہا ہے۔ فوج کے آگے ایک شخص بین باجہ اور دوسرا دف بجاتا جا رہا ہے۔ اس کے پیچھے ایک شخص عربی لباس پہنے، خود لگائے۔ ایک ہاتھ میں ننگی تلوار، دوسرے میں ڈھال لئے کھڑا ہے جس کے سامنے بہت سے لوگ جھک جھک کر سلام کر رہے ہیں۔ ان کے پیچھے اونٹ پر عربی لباس پہنے ایک شخص سوار ہے جس کے بعد گھوڑوں پر زرہ بکتر پوش فوجی سوار ہاتھوں میں نیزے تلواریں اور جھنڈے لئے ہوئے ہیں۔ دروازہ کے ادھر ادھر دیوار کے ساتھ لوگ سلام کر رہے ہیں۔ سلام کرنے والے رکوع کی حالت میں ہیں۔

اس تصویر کے نیچے لکھا ہے "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مکہ میں داخلہ"۔ یہ تو ہوا "قصہ ماضی تصویر کے رنگ میں"! اب ذرا الفاظ کے رنگ میں مضمون نگار کی تاریخ دانی ملاحظہ فرمائیں:-

لکھا ہے:- عرب کے ملک میں مکہ (حضرت) محمد (صلعم) کی جائے پیدائش ہے۔ عرب کا اکثر حصہ صحرا ہے۔ مگر سمندر کے کنارے کے نزدیک مکہ ایک سرسبز بستی تھی جو تجارتی قافلوں کے سبب جو وہاں مختلف اطراف سے سامان لے کر آتے خوب آباد شہر ہو گیا تھا اور وہاں بہت بڑے میلے اور تجارتی منڈیاں لگتی تھیں۔

مکہ میں (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کا تعمیر کردہ معبد بیان کیا جاتا تھا جس کی زیارت کرنے کے لئے عرب کے ہر کونے سے لوگ ہر سال وہاں آتے تھے۔ مگر اس وقت عرب لوگ اپنے خاندانی بتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان کا کوئی صحیح مذہب نہ تھا۔ (حضرت) محمد (صلعم) نے جوانی کے ایام میں سالار قافلہ بن کر شام اور فلسطین کا سفر کیا اور وہاں عیسائی اور یہودی علماء سے مل کر ان کے معتقدات سے اور خصوصاً توحید کا عقیدہ

اکثر حضرت محمد (صلعم) گھر سے نکل کر تنہائی میں چلے جاتے اور وہاں تفکر اور دعا کرتے۔ ایک بار انہوں نے واپس آکر اپنے دوستوں کو بتایا کہ ایک فرشتہ ان پر نازل ہوا ہے جس نے انہیں کہا ہے کہ وہ ایک نئے دین کی تبلیغ کریں۔

ابتدا میں ان کے وعظوں نے لوگوں میں غصے کی ایک لہر دوڑا دی اور چند ساتھیوں کے ساتھ وہ شہر کے باہر پناہ گزین ہوئے۔ صحرا کے عربوں نے ان کا خیرمقدم کیا اور جلد ہی وہ اس قابل ہو گئے کہ ایک کثیر فوج لے کر شہر پر حملہ کر سکیں اور تصویر بالا میں ان کا فاتحانہ داخلہ دکھایا گیا ہے۔

یہ ہے اسلام کی ابتدائی تاریخ جو "فرنگی" مضمون نگار نے کوزہ میں دریا بند کر کے رکھ دیا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی تصویر بنا کر اس نے نہ صرف ایسی برگزیدہ اور پاک ہستی کی توہین کی ہے بلکہ اس نے دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا ہے۔ ایک مسلمان یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ ان کے آقائے نامدار صلعم کی تصویر کھینچی جائے۔ اس کے خلاف مسلمانان ہند کو چاہئے کہ وہ زبردست پروٹسٹ کریں اور حکومت برطانیہ کو مجبور کریں کہ وہ اس پرچے کو ضبط کرے۔ یہی نہیں بلکہ اخبار کو چاہئے کہ وہ معافی مانگے اور اخبار میں معذرت نامہ شائع کرے۔

مسلمان اخباروں کا فرض ہے کہ وہ اس پر ایڈیٹوریل نوٹ لکھیں۔ اسلامی مجالس ریزولیوشن پاس کر کے حکومت ہند کے ذریعہ حکومت برطانیہ کو اس واقعہ کی طرف متوجہ کرائیں۔

کیا یہ وقت نہیں کہ ان بصیرت افروز واقعات سے مسلمان سبق حاصل کریں۔ ممکن ہو تو اس کے ممد و معاون ہوں۔ ورنہ کم از کم اس کی مخالفت میں قدم نہ اٹھائیں۔ بہرحال مسلمانوں کا نظریہ بدلے یا نہ۔ یہ جماعت اس پچیس سالہ کوشش کے بعد اس وقت اس لئے جمع نہیں کہ اب تھک کر چور ہو گئی۔ ان کے دلوں میں پہلے سے زیادہ ولولے اٹھ رہے ہیں۔ یہ اپنے مقصد کیلئے اور زیادہ مضبوط قدم اٹھانے کے در پے ہیں۔ ان کو ایمان کی روشنی اس نور سے ملی ہے جو خدا کی طرف سے ظہور ہو کر آیا۔ ان میں بڑے بڑے عالی حوصلہ بھی ہیں۔ کم ہمت بھی، کمزور بھی ہیں گنہگار بھی مگر سب نے اپنی کمر ہمت کو باندھ لیا ہے۔ اپنے عزم کو اور راسخ کیا ہے اور پہلے کی نسبت زیادہ جوش سے میدان عمل میں کود پڑے ہیں۔ خدا ان کے حوصلے بلند کرے ان کی مساعی میں برکت دے اور انہیں اپنے مقصد میں کامیاب و بامراد کرے۔ ربنا اٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد

مسئلہ فلسطین

فلسطین کانفرنس کے عرب ڈیلیگیٹ لندن پہنچ چکے ہیں۔ برطانوی گورنمنٹ نے کانفرنس میں پیش کرنے کے لئے سکیم بھی تیار کر لی ہے۔ کانفرنس کے راستہ میں ابھی کافی رکاوٹیں ہیں جو دور ہو گئیں تو شاید یہ مسئلہ طے ہو جائے ـــــ اگر کانفرنس کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکی تو پھر اس فلسطینی شورش کے اور طویل ہو جانے کا اندیشہ ہے فلسطین کا معاملہ صرف فلسطین سے ہی متعلق نہیں بلکہ اس کا اثر تمام مشرق قریب کے ممالک پر بھی پڑے گا یہی وجہ ہے کہ تمام مشرقی ممالک کو قضیہ فلسطین میں دلچسپی ہے ـــــ ایک تجویز یہ بھی پیش کی گئی ہے کہ تمام عربی ممالک کی ایک بین الاقوامی لیگ بنائی جائے اس تجویز کو بروئے کار لانے کے لئے بہت کوششیں ہو رہی ہیں اگر مشرق قریب کے عربی ممالک ایک لیگ کی صورت میں متحد ہو گئے تو [illegible]

"قتل انبیاء"

میاں محمود احمد صاحب کا مذہب مسیح موعودؑ کے خلاف

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے شد و مد سے اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" میں لکھا ہے کہ کسی سلسلہ کا بانی نبی اور آخری نبی لازماً قتل سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے قتل سے محفوظ رکھے جانے کا فلسفہ بھی بیان کیا ہے۔ اسی وجہ سے تمام جماعت کا بلا استثناء احد یہی مذہب رہا ہے کہ کسی سلسلہ کا بانی نبی کبھی قتل نہیں ہوا۔

مگر جناب میاں صاحب نے اپنے خلیفہ ہونے کا ایک یہ بھی ثبوت دیا ہے کہ مولوی اللہ دتا صاحب کو تاڑتے تاڑتے حضرت مسیح موعودؑ پر بھی ہاتھ صاف کر گئے اور کھلے لفظوں میں کہہ دیا۔

"حضرت زرتشت علیہ السلام کے متعلق تو یہ یقینی طور پر ثابت ہے کہ وہ شہید ہوئے۔۔۔۔۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایرانیوں سے اہل کتاب جیسا سلوک کیا تو اس کا صاف یہ مطلب تھا کہ آپ نے حضرت زرتشت علیہ السلام کو نبی تسلیم کیا اور حضرت زرتشت علیہ السلام کے متعلق یہ ثابت ہے کہ ان کی وفات قتل سے ہوئی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ راگست ۱۹۳۸ء الفضل ۲ ستمبر ۱۹۳۸ء)

اب جبکہ زرتشت نبی کا قتل ہو جانا واقعات سے میاں صاحب کے نزدیک ثابت ہے تو لازماً ان کو یہ کہنا ہوگا کہ مسیح موعودؑ کا مذہب درست نہیں ہے۔ اور اگر وہ زبان سے ایسا نہ بھی کہیں۔ لیکن ان کے ایک بانئے مذہب نبی کو مقتول تسلیم کرنے کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے مذہب کو غلط قرار دیا جائے۔

میں نے سالانہ جلسہ کے موقع پر کئی ایک قادیانیوں سے اس سوال کا جواب پوچھا تو بعض نے کہا کہ ہمیں تو یہ علم ہی نہیں کہ میاں صاحب نے زرتشت نبی کے متعلق بھی یہ کہا ہے کہ وہ قتل ہو گئے اور بعض نے کہا کہ میاں صاحب کوئی ایسی بات تو منہ سے نکالنے والے نہیں جو خلاف ہو اور جس کا اثر خاص احمدی عقائد پر پڑتا ہو۔ ممکن ہے کہ زرتشت نبی سلسلہ کا بانی نبی ہی نہ ہو۔ پھر جب میں نے انہیں بتایا کہ میاں صاحب کو یہ بھی اقرار ہے کہ زرتشت نبی بانئے مذہب ہیں تو بیچارے خاموش ہو گئے اور یہ بہانہ کر کے پیچھا چھڑایا کہ اصل مضمون ہمارے سامنے ہو تو کچھ کہہ سکتے ہیں۔ میں نے بتایا کہ حسب عادت جناب میاں صاحب نے عورتوں پر اپنے معارف کی بارش کرتے ہوئے اور مختلف اقسام کے علوم بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

زرتشتی مذہب

"۷۔ ساتواں زرتشتی۔ زرتشتی مذہب کا علم ہے۔ یہ مذہب پانچ ہزار برس پہلے ایران میں پیدا ہوا تھا۔ بعض کا خیال ہے یہ ہندو مذہب سے بھی پہلے کا ہے زرتشت ایک شخص ہے جس پر یہ مذہب نازل ہوا۔"

(خزینۃ المعارف صفحہ ۱۵ و ۱۶ تقریر میاں صاحب ماہ فروری ۱۹۲۳ء برموقعہ جلسہ لجنۃ اماء اللہ)

اب اگر خزینۃ المعارف کا اوپر کا بیان درست ہو اور یقیناً یہ صحیح بات ہے تو پھر ۱۹۳۸ء میں جناب میاں صاحب کا زرتشت نبی کو مقتول تسلیم کر لینا بتا رہا ہے کہ انہیں دراصل حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کردہ اصول متعلقہ قتل انبیاء پر کوئی ایمان نہیں ہے ورنہ وہ زرتشت نبی کو ہرگز ہرگز مقتول تسلیم نہ کرتے۔

کیا مولوی اللہ دتا صاحب یا ان کا کوئی اور معاون میاں صاحب سے پوچھ کر بتائیں گے کہ ان کے اور مسیح موعودؑ کے بیان کردہ معارف میں تخالف اور تضاد کیوں ہے؟

مولوی ابوالعطا جالندھری کہاں ہیں؟

(از جناب بشارت احمد صاحب نقاؔ۔ بی اے)

مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا صاحب جالندھری کو اپنے علم و فضل کا بہت گمان ہے اور وہ ہر جگہ اپنی علمیت اور قرآن دانی کا سکہ جمانے نظر آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ثابت کرنے میں نہ صرف وہ اپنے "سیدنا محمود" کے دست راست ہی ہیں بلکہ آنجناب سے بھی دو قدم آگے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ جب مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی۔ بی۔ اے مولوی فاضل نے ایک مدلل اور مبسوط مضمون بعنوان "لفظ خاتم النبیین کی حقیقت" تحریر فرمایا اور اسے ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا گیا تو مولانا عمر الدین صاحب شملوی نے مولوی ابوالعطا صاحب کی توجہ اس مضمون کی طرف مبذول کرائی اور اصرار کیا کہ اگر ہمت ہے تو اس مضمون کا جواب تحریر فرمائیے۔ مولوی ابوالعطا صاحب نے فوراً بذریعہ خط وعدہ کر لیا کہ ضرور اس کا جواب لکھیں گے۔ ہم لوگ آپ کے مضمون کا انتظار کرنے لگے مباحثہ راولپنڈی بھی ہو گیا۔ اس کو ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن اتنی طویل مدت میں مولوی صاحب موصوف نے حسب وعدہ مضمون نہ لکھا۔ چنانچہ بہت سے احباب اس انتظار سے تنگ آکر مایوس ہو گئے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مولوی صاحب مضمون ہرگز نہ لکھیں گے۔ لیکن مجھے اس بات کا یقین ضرور ہے کہ مولوی صاحب جواب ضرور لکھیں گے خواہ وہ انا پ شناپ سے معمور کیوں نہ ہو۔ وہ قادیانی دوستوں کا گھر ضرور پورا کریں گے اور اپنے خلیفہ صاحب کا حق نمک بھی ادا کریں گے۔

لیکن اتنا افسوس ضرور ہے کہ مولوی صاحب قرآن اور شعار اسلامی کو جاننے کا دعویٰ کرتے ہوئے آج تک بھولے ہوئے ہیں کہ وعدہ ایفائی نہ کرنا ایک ناقابل معافی گناہ ہے ان پر لازم تھا کہ حسب وعدہ سید صاحب موصوف کے مضمون کا جواب تحریر فرماتے۔ بعض راز دار احباب کا خیال اور یقین ہے کہ یہ مضمون اتنا مدلل، قوی اور مبسوط ہے کہ مولوی صاحب اس کے جواب کی ہرگز جرأت نہیں کر سکیں گے اور اگر ایسا اقدام کر بیٹھے تو ضرور منہ کی کھائیں گے۔

مولوی صاحب کہاں ہیں۔ وہ کس گوشۂ عزلت میں زخمی ہرن کی طرح دبک کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آج تک وہ اپنے وعدہ سے عہدہ برا ہوتے معلوم نہیں دیتے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جس سے بے اعتنائی اور روگردانی اپنی کمزوری کی بین دلیل ہے۔ میں مولوی صاحب کو اس مضمون کے ذریعے سے یاد دہانی کراتا ہوں وہ اپنا وعدہ پورا کریں اور اگر وہ اب بھی خاموش رہے تو یاد رہے کہ ہم اس حقیقت پر یقین کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے کہ مولوی صاحب اور تمام قادیانی فضلا اس مضمون پر خامہ فرسائی کرنے سے قاصر ہیں۔ ان تمام کے قلم ٹوٹ گئے ہیں اور اخلاقی جرأت سے محروم ہو گئے ہیں +

امسال کا

پیغام صلح

۸ر فروری ۱۹۳۹ء

کو شائع ہوگا

قارئین کرام کو کارپردازان

پیغام صلح کی طرف سے

عید مبارک ہو

کھلی چٹھی کا جواب

بنام مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

جناب مولوی صاحب!

آپ نے اخبار اہلحدیث مجریہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۲ پر ایک کھلی چٹھی میرے نام پر شائع کی ہے اور اس میں لکھا ہے:۔

"آپ کو یاد ہوگا جن دنوں خلیفہ قادیان نے علماء اسلام کو مقابلے میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا۔ تو میں نے اس چیلنج کو قبول کر کے لکھا تھا کہ آپ سادہ قرآن مجید اور قلم دوات لیکر بٹالہ کی جامع مسجد میں آجائیں اور میرے بالمقابل بیٹھ کر تفسیر لکھیں اس پر خلیفہ قادیان کی طرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ میں عربی لغات بلکہ کلید قرآن بھی ساتھ رکھوں گا۔ اس کے جواب میں میں نے ایک خط رجسٹری کرا کر آپ کی معرفت ان کو شملہ بھیجا تھا کہ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ ہر قسم کا سامان ساتھ لے آئیں۔ مگر مقابلہ میں ضرور آئیں۔

چند روز ہوئے قادیانی اخباروں میں یہ ڈینگ بھی سنی گئی ہے کہ خلیفہ صاحب کے مقابلے میں کوئی پر از معارف تفسیر نہیں لکھ سکتا اور یہ احمدیت کی صداقت کا ثبوت ہے۔

مطالبہ شہادت حلفی

میں آپ سے حلفاً پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو وہ میری چٹھی ملی تھی اور آپ نے وہ چٹھی خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب کو دی تھی یا نہیں؟ اس کا جواب "اہلحدیث" اور بذریعہ "پیغام صلح" دیجئے آپ کے جواب پر سلسلہ کلام جاری ہوگا۔ (ابوالوفا)

چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ گواہی کو نہ چھپایا جائے اور جو سچی بات ہو وہی کہی جائے اس لئے میں جہاں تک مجھے یاد ہے۔ حلفاً بیان کرتا ہوں۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔

آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب) نے مجھے شملہ پر ایک رجسٹرڈ خط لکھا تھا جس میں آپ نے مقابلہ تفسیر نویسی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جناب میاں صاحب کو اجازت دی تھی کہ وہ جن کتب تفاسیر کو مقابلہ کے وقت ساتھ رکھنا چاہتے ہیں رکھ لیں۔ مگر مقابلہ رو در رو اور ایک ہی وقت میں ہوگا۔ یعنی یہ اجازت نہ ہوگی کہ کچھ آج ہو اور کچھ کل۔ بلکہ ایک ہی وقت معینہ کے اندر تفسیر لکھنی ہوگی۔ اور تفسیر لکھنے کے وقت یہ اجازت نہ ہوگی کہ کوئی فریق گھر سے کچھ نوٹ لکھ کر ساتھ لے آئے۔ میں نے آپکا یہ خط خلیفہ صاحب کو پہنچا دیا تھا۔ خلیفہ صاحب ان دنوں شملہ پر ہی تھے۔ میں نے۔۔۔ آپ کے خط کے ہمراہ ایک اپنا نوٹ بھی لکھ کر دیا تھا۔ جس میں بعد ادب یہ التجا کی تھی کہ حضرت مہربانی فرما کر اب آپ اس (تفسیر نویسی) کے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو پیچھے ہٹنے کا موقع نہ دیں اور اگر آپ اب پیچھے ہٹے تو پھر یہ احمدی جماعت کی کھلی شکست قرار دی جائے گی اور اس داغ کو دھونا بہت ہی مشکل ہوگا۔

میں نے اس موقعہ پر یہ بھی لکھا تھا کہ اس تفسیری مقابلہ میں جہاں ایک طرف حضرت مسیح موعود کا ایک پرانا دشمن روحانی حجت سے پاک ہو جائے گا۔ وہاں خود آپ کی ذات پر جس قدر ناپاک اور گندے الزامات مباہلہ والوں نے لگائے ہیں دھل جائیں گے کیونکہ آیت کریمہ

لا یمسہ الا المطہرون

کی رو سے علوم قرآنی خدا کی طرف سے کبھی کسی ناپاک اور گندے انسان پر نہیں کھولے جا سکتے۔

مجھے افسوس ہے کہ جناب میاں صاحب نے میرے اور آپ کے مطالبہ کی ذرہ بھر پروا نہ کی اور ایسے خاموش ہوئے کہ گویا ان سے کسی نے مطالبہ کیا ہی نہیں۔ مگر میں نے اسی سال سالانہ جلسہ کے موقع پر پھر تحریراً یاددہانی کرائی اور ہر طرح غیرت دلائی اور آپ کے مطالبہ کے ساتھ ساتھ مولوی محمد شریف گھڑیالوی امیر اہلحدیث کے مطالبہ مباہلہ کی طرف بھی توجہ دلائی۔ کیونکہ میرے نزدیک مولوی محمد شریف صاحب گھڑیالوی کا مطالبہ مدلل و معقول تھا اور انہوں نے اپنے آخری اشتہار میں میاں صاحب کے مباہلہ سے گریز کا ثبوت دیتے ہوئے ان پر حجت پوری کر دی تھی اور میاں صاحب نے اس معقول و مدلل مباہلہ سے فرار کر کے

ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیہم

کی حجت اپنے اوپر وارد کر لی ہوئی ہے۔ مگر جناب خلیفہ صاحب ایسے ہوشیار نکلے کہ تفسیر نویسی اور مباہلہ میں مقابلہ پر نکلنے کی بجائے انہوں نے مجھے ہی اپنی جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ نے لکھا ہے کہ میاں صاحب نے عربی لغت اور کلید القرآن اپنے ساتھ رکھنے کو لکھا تھا۔ مگر مجھے یاد ہے کہ اس وقت اصل جھگڑا یہ تھا کہ قرآن مجید کی تفاسیر ساتھ رکھنے کی اجازت ہونی چاہئے آپ کہتے تھے کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میاں صاحب فرماتے تھے کہ ایسا ہونا چاہئے۔ تاکہ یہ دیکھ لیا جائے کہ جو معارف لکھے جا رہے ہیں وہ واقعی جدید معارف ہیں یا پہلے لوگوں کے ذہن بھی اس طرف گئے ہیں۔ میں اس وقت یہ کہتا تھا کہ جب خلیفہ صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں تمام کے تمام معارف وہ بیان کروں گا جو سب کے سب جدید ہوں گے تو تفاسیر کو بیچ میں رکھنا بے معنی ہے کیونکہ وہ جدید معارف تو خدا تعالیٰ نے بتلانے ہیں اور خدا کے علم میں وہ سب تفاسیر ہیں۔ لیکن چلو ایک معترض کی حجت کو یوں ہی توڑ دیا جائے اور اجازت دیدی جائے کہ تفاسیر وغیرہ جو چاہیں ساتھ رکھ لیں۔ سو آپ نے میاں صاحب کو یہ اجازت اس رجسٹرڈ خط میں دیدی۔

خلیفہ صاحب سے مطالبہ

اول تو مجھے یقین ہے کہ خلیفہ صاحب میرے اس بیان کی تردید نہیں کریں گے کیونکہ وہ بہت ہوشیار ہیں اور جانتے ہیں کہ اس موقع پر خاموشی میں فائدہ ہے لیکن اگر کوئی ان کا مرید یا کوئی سرکاری گواہ یہ چاہے کہ میری تکذیب کرے تو وہ مہربانی کر کے یا تو خلیفہ صاحب کے حلفیہ بیان کے ساتھ ایسا کریں اور یا میرا وہ نوٹ اور مولوی ثناء اللہ والا خط شائع کر دیں۔ تاکہ حق و باطل میں فیصلہ آسانی سے ہو جائے۔

اگر جناب میاں صاحب کو بات یاد نہ رہی ہو تو اپنے پرائیویٹ سکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔ غالباً یہ ۱۹۳۱ء کا واقعہ ہے

میں جانتا ہوں

کہ جناب میاں صاحب کا دماغ بہت اعلےٰ ہے اور وہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے بدرجہا بہتر معارف بیان کر سکتے ہیں چنانچہ میں نے اس وقت بھی میاں صاحب کو لکھ دیا تھا کہ یقیناً مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کے مقابل معارف قرآنی نہیں لکھ سکتے۔ میاں صاحب کے خادموں میں کئی ایک عالم ہیں۔ جو یقیناً اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ان سے مقابلہ کریں تو وہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر غالب آجائیں۔ مگر بایں ہمہ جناب خلیفہ صاحب نے راہ فرار ہی اختیار کی اور جو شخص بھی حقیقت سے مطلع ہوگا وہ میرے ساتھ اتفاق کرے گا۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— بیت المقدس ۲۴ر جنوری۔ مخبری ہے نشاشیبی نے مطالبہ کیا ہے کہ لندن کانفرنس میں عرب ڈیفنس پارٹی کو بھی اس قدر نمائندگی مل جائے جتنی کہ عرب ہائی کمیٹی اور مفتی اعظم کو دیگئی۔

—— بیت المقدس ۲۴ر جنوری۔ حال ہی میں ایک مقامی عدالت نے چند گوروں کا ٹیلیوں کو اس الزام کے ماتحت سزا دی تھی کہ انہوں نے ایک عرب محبوس کو ہلاک کر دیا ہے۔ ان گوروں نے ہائیکورٹ میں اپیل کی تھی۔ جس کے نتیجہ پر ماٹسل نامی گورہ سپاہی کی ایک سال کی قید معاف کر دی گئی ہے۔ وڈ نامی کانسٹیبل کو ۳ سال قید کی سزا دی گئی تھی۔ عدالت نے اس کے فیصلے کو چہارشنبہ تک محفوظ رکھا ہے۔

—— قاہرہ ۲۴ر جنوری۔ لندن میں منعقد ہونے والی فلسطینی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے عربی وفد کل روانہ ہو گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم عراق نے مفتی اعظم کو اس امر پر رضا مند کر لیا ہے کہ برطانوی تجویز کے مطابق لندن کانفرنس میں مخالف عرب پارٹی کے دو ممبر لئے جائیں۔

—— بیت المقدس ۲۲ر جنوری۔ ایک مسجد کے محافظ شیخ بابل کو کسی نے گولی سے شہید کر دیا۔ علاوہ ازیں دو یہودیوں کو بھی گولیوں سے زخمی کر دیا گیا۔ ان وارداتوں پر حکومت نے شہر میں ۲۴ گھنٹوں کا کرفیو آرڈر نافذ کر دیا۔

—— انقرہ ۲۶ر جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ترکی کی نئی وزارت نے فیصلہ کیا ہے کہ نیشنل اسمبلی کے عام انتخابات از سر نو عمل میں لائے جائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ انتخابات ۵۹ دن جاری رہینگے۔

—— استنبول۔ الاہرام کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ جنرل عصمت کی توجہ ترکی باشندوں کی ہوائی حملوں سے حفاظت کی طرف مبذول ہے۔ چنانچہ انجمن ہلال احمر نے گیس سے حفاظت کے نقاب فروخت کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

—— استنبول۔ رومانیہ اور بلغاریہ سے جو ترک ہجرت کر کے ترکی آرہے ہیں۔ ان کے لئے حکومت نے ایک نئی بستی بنائی ہے جس میں صفائی۔ پانی اور برقی روشنی کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر ہے۔

—— قاہرہ۔ نیم سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ شہزادی فوزیہ کی ولیعہد ایران کے ساتھ شادی کی پہلی رسم اولاً مصر میں آئندہ ماہ مارچ میں انجام پائے گی۔

—— بغداد۔ یہاں سے حجاز کا راستہ قابل اطمینان ہو گیا ہے۔ حکومت نے موٹر کمپنیوں پر خاص شرائط عائد کی ہیں۔ جن کے بغیر کمپنی کو اس راستہ کا اجازت نامہ نہیں دیا جائے گا۔ راستہ میں منزلوں کا کافی انتظام ہے۔

—— انقرہ ۲۶ر جنوری۔ وزیر خارجہ ترکیہ نے مصر میں خلافت اسلامیہ کے احیا کے سوال پر ایک بیان دیکر ظاہر کیا ہے کہ یہ معاملہ بیحد نازک ہے اس وقت مسلم طاقتوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

—— انقرہ ۲۵ر جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ترکی کے وزیر اعظم نے استعفا دیدیا ہے اور وزیر داخلہ نے نئی کابینہ مرتب کر لی ہے۔ استعفا کی وجہ اور نئی کابینہ کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

—— لندن ۲۶ر جنوری۔ شاہ فاروق کی خلافت کے سلسلہ میں مصری سفیر متعین لندن نے ایک مراسلہ شائع کرایا ہے جس کے دوران میں آپ لکھتے ہیں کہ فریضہ امامت ادا کرنے سے خلافت کا مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

—— لندن ۲۷ر جنوری۔ فلسطین کانفرنس کے مصری مندوبین لندن پہنچ گئے ہیں امید ہے کل تک دوسرے ارکان بھی وارد لندن ہو جائیں گے

ہندوستان

—— حیدر آباد ۲۶ر جنوری۔ آج صبح حیدر گوڑا کی چار مسجدوں اور عابد شاپ پر واقع بندوق سازی کے کارخانہ کی دیواروں کو خراب کر دیا گیا۔ ان پر کوئلہ اور رنگدار چاک سے ایسے فقرات لکھے ہوئے پائے گئے۔ جن سے اسلام کی توہین پائی جاتی تھی۔ اس خبر سے علاقہ بھر میں ہیجان پھیل گیا۔

—— نئی دہلی ۲۷ر جنوری۔ فیڈریشن کی تاریخ نفاذ کے متعلق پورے وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ فیڈرل اسمبلی کے لئے جگہ کا فیصلہ کامیابی سے طے ہو گیا ہے۔ کونسل چیمبر لین میں نئے ایوانوں کا بندوبست کیا جائے گا۔

—— جے پور ۲۷ر جنوری۔ جے پور میں ایک زبردست بلوہ ہو گیا۔ جس میں سات آدمی ہلاک اور بے شمار زخمی ہوئے۔ مجروحین میں پولیس کے بھی ۲۵ آدمی شامل ہیں۔

—— پٹنہ ۲۷ر جنوری۔ گیا میں فرقہ وارانہ فساد کی وجہ سے ۵۱ اشخاص مجروح ہوئے جن میں سے ۱۲ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ مجروحین میں سے ۴ کی حالت تشویشناک بیان کی جاتی ہے۔ مجروحین میں سے ۴۹ مسلمان ہیں۔

—— علیگڑھ ۲۷ر جنوری۔ یہاں بھی یوم آزادی کے موقعہ پر فساد ہو گیا۔ طلبا نے ایک مقامی نمائش پر حملہ کر دیا۔ پولیس کے ۲۸ آدمی زخمی ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صوبیدار نے اپنے ریوالور سے پانچ فائر کر دیئے۔

—— واردھا گنج ۲۷ر جنوری۔ سیٹھ جمنا لال بجاج گذشتہ شب بار دولی روانہ ہو گئے۔ آج شام وہ یہاں پہنچیں گے۔

—— پشاور ۲۷ر جنوری۔ صوبہ سرحد کے ہندوؤں اور سکھوں نے گورنر سرحد کی خدمت میں ایک درخواست ارسال کر کے ظاہر کیا ہے کہ ساہوکارہ بل ہندوؤں اور سکھوں کے مفاد کے منافی ہے۔ اسے اسمبلی کے مسلم ارکان کی اکثریت پر منظور کیا گیا ہے اس لئے اس کی منظوری نہ دی جائے۔

—— کراچی ۲۶ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ سندھ اسمبلی کی کانگرس پارٹی اور خان بہادر اللہ بخش وزیر اعظم کے تعلقات قطعی طور پر خراب ہو گئے ہیں۔

—— دہلی ۲۶ر جنوری۔ جمعیتہ العلمائے ہند کے صدر مفتی کفایت اللہ نے ایک اعلان کے ذریعہ شاہ فاروق کو مسلمانوں کا خلیفہ بنانے کی سخت مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا۔ جب تک دنیا بھر کے علماء کی نمائندہ کانفرنس فیصلہ نہ کرے شاہ فاروق کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

—— بمبئی ۲۷ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ بمبئی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ واردھا سکیم کے مطابق تعلیم دینے کے لئے گجرات، کرناٹک اور مہاراشٹر میں ۶۰ سکول کھولے جائیں۔

—— کلکتہ ۲۷ر جنوری۔ مسٹر سبھاش چندر بوس صدر کانگرس نے انتخاب صدارت سے عین قبل ایک اور طویل بیان شائع کیا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ آپ کن وجوہات کی بنا پر اس عہدے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔

—— بمبئی ۲۷ر جنوری۔ مہاراجہ بڑودہ کی صحت اس ہفتہ خراب ہو گئی ہے اور ان کے متعلق سخت تشویش پائی جاتی ہے۔ مہاراجہ صاحب عرصہ دراز سے کسی خون کی بیماری میں مبتلا چلے آتے ہیں۔

—— لاہور ۲۷ر جنوری۔ گوالمنڈی میں ایک ہندو نوجوان نے بیکاری سے تنگ آکر خودکشی کر لی۔

ممالک خارجہ

—— دمشق (بذریعہ ڈاک) پیرس کی ایک خبر مظہر ہے کہ وہ نوجوان عرب جو فرانس، جرمنی اور اٹلی میں مقیم ہیں۔ یورپ کے کسی بڑے شہر میں فلسطین کے حق میں پروپیگنڈا کرنے کے لئے ایک کانفرنس کرنا چاہتے ہیں۔

—— نیویارک ۲۰ر جنوری۔ چلی کے قیامت خیز زلزلہ سے کم و بیش ۵۰ ہزار آدمی لقمہ اجل ہوئے ہیں۔

—— لندن ۲۶ر جنوری۔ کل کارنوال کے نزدیک چٹانوں کے نیچے سے ایک لاش برآمد ہوئی ہے۔ جس سے یہ خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ اتوار کے روز جو زبردست طغیانی آئی تھی۔ اس سے گلاسگو کا جہاز ڈلسگن نامی ڈوب گیا ہے۔

—— لندن ۲۷ر جنوری۔ اس مطلب کی افواہیں مشہور ہو رہی ہیں کہ ہسپانیہ میں باغیوں کی فتح کو روکنے کے لئے فرانس کی طرف سے آخری وقت میں مداخلت کی جائے گی۔

—— روما ۲۷ر جنوری۔ مسولینی نے فتح بارسلونا کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم نیا یورپ قائم کر رہے ہیں اور نئے یورپ میں یہ ہماری بہت بڑی فتح ہے۔

—— لندن ۲۷ر جنوری۔ جنرل فرانکو کے طیاروں نے حکومت ہسپانیہ کے جدید دارالسلطنت پر شدید بمباری کی جس کے نتیجہ پر متعدد اشخاص ہلاک و مجروح ہوئے۔

—— واشنگٹن ۲۵ر جنوری۔ مقامی یونینوں جن کے ممبروں کی تعداد ۳۰ لاکھ ہے کی صنعتی تنظیم کی کمیٹی اور مزدوروں کی امریکن فیڈریشن نے پریذیڈنٹ روزویلٹ اور کانگرس سے درخواست کی ہے کہ ہسپانیہ کو اسلحہ بھیجنے کی پابندیاں رفع کر دی جائیں۔

—— لندن ۲۷ر جنوری۔ آج ڈاؤننگ سٹریٹ میں وزیر اعظم نے کابینہ کی میٹنگ کی صدارت کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ میٹنگ میں فلسطین کے معاملہ پر بحث ہوئی۔ میٹنگ میں لارڈ ہیلی فیکس۔ سر سیموئیل ہور۔ لارڈ زٹلینڈ اور مسٹر ملکم میکڈانلڈ بھی موجود تھے۔

—— قاہرہ ۲۶ر جنوری۔ مصری پارلیمنٹ نے ایک نیا قانون بنایا ہے جس کی رو سے آئندہ تمام ملک میں انکم ٹیکس وصول کیا جایا کرے گا۔ اب تک مصر میں انکم ٹیکس کا رواج نہ تھا۔

—— جبل الطارق ۲۷ر جنوری۔ باغی فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں۔ شہر پر باغیوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شہر نے باغیوں کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

—— بارسلونا ۲۷ر جنوری۔ آج نیشنلسٹ ہوائی جہازوں نے بارسلونا اور سرحد کے درمیانی مقامات پر خوفناک بمباری کی۔ ہوائی جہازوں کے ایک اور بیڑے نے میڈرڈ میں لاکھوں اشتہارات پھینک کر وہاں کے لوگوں کو بارسلونا کی فتح کے متعلق آگاہ کیا۔

—— لندن ۲۷ر جنوری۔ یہ افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ فرانس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حکومت سپین کی امداد کی جائے تاکہ باغیوں کو سپین پر مکمل فتح حاصل نہ ہو سکے۔ پیرس کرانیکل نے دھمکی دی ہے کہ اگر فرانس نے حکومت سپین کی امداد کی تو اٹلی باغیوں کی کھلے طور پر مدد کرے گا۔

—— لندن ۲۶ر جنوری۔ آج اس جگہ ہسپانوی سفیر نے لارڈ ہیلیفکس سے ملاقات کی جو پون گھنٹہ تک جاری رہی۔ فرانسیسی سفیر نے بھی برطانوی وزیر خارجہ سے ملاقات کی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارا سب کاروبار دینی ہے

ہمارا سب کاروبار دینی ہے اور دنیا اور اس کے تعلقات اور تکلفات سے ہم بالکل جدا ہیں۔ گویا ہم دنیاداری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہیں ہم محض دین کے ہیں اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے جیسا کہ اسلام میں ہمیشہ بزرگوں اور اماموں کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہیں بلکہ لوگوں کے اس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے ان کیلئے خطرناک ہے دور کرنا اور ان کے دلوں سے نکالنا ہمارا اصل منشا اور مقصود ہے۔ مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیر قوموں کی چیزیں چرا لینا جائز ہے اور کافروں کا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنی ان نفسانی خواہشوں کی خاطر اس کے مطابق حدیثیں بھی گھڑ رکھی ہیں۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ جو دوبارہ دنیا میں آنیوالے ہیں تو ان کا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیاں کرنا ہے۔ حالانکہ جبر سے کوئی دین، دین نہیں ہوسکتا۔ غرض اس قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگوں کے دلوں میں پڑے ہوئے ہیں جن کو دور کرنے کے واسطے اور بجائے ان عقائد کے ان کی جگہ قائم کرنے کے واسطے ہمارا سلسلہ ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحوں کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتیں سکھانے والوں کی دنیادار مخالفت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفوں نے غلط خبریں محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہمارے برخلاف مشہور کیں۔

(اخبار الحکم ۲۴ جولائی ۱۸۹۹ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ عیدالضحیٰ اور جمعہ مورخہ ۳ فروری کے خطبات آپ نے ہی ارشاد فرمائے۔

— مورخہ ۵ فروری کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے البانوی طلباء کو کھانے کی دعوت دی۔ جس میں بزرگان سلسلہ بھی شامل تھے البانوی طلباء تحصیل علم کے بعد اپنے وطن کو واپس جا رہے ہیں۔

— جناب چوہدری سلطان علی صاحب رئیس بدوملہی بیمار ہیں احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا انہیں صحت کامل عنایت فرمائے۔

— میاں غلام قادر صاحب جیبو دنگل بعض مالی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ دوست ان کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا انہیں مالی مشکلات سے نجات دے۔

— جیسا کہ پہلے اخبار میں اعلان ہو چکا ہے کہ ہمارے ایک مخلص بھائی غلام سرور صاحب جہلم بعارضہ دق بیمار ہیں۔ خون آتا ہے اگر کسی بھائی کو اس مرض کا علاج معلوم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع کریں۔

پتہ :- میاں غلام سرور صاحب ڈسپنسر
مستری گلی جہلم

— شیخ محمد امین صاحب جموں سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے حقیقی چچا شیخ محمد جان صاحب ۸ یوم بیمار رہ کر رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں شیخ صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت مولانا صدرالدین صاحب

کے درس قرآن مجید کے نوٹ

بروز منگل بتاریخ ۲۴ر جنوری ۱۹۳۹ء

والتی یاتین الفاحشۃ من نساءکم

دنیا کی کل اقوام کی عورتوں کی نسبت ایک مسلمان عورت کا درجہ اس کی عفت و عصمت کے لحاظ سے بہت بلند ہے اس کا مقابلہ کوئی دوسری عورت نہیں کر سکتی۔ ہندو عورت کا پایہ بھی اتنا بلند وہ وقت بھی نہیں رہا جب ہندوستان کی عورت گھونگٹ نکالتی تھی۔ یہ چیز اس کی عفت کو بڑھانے کا موجب تھی۔ اسلام نے عورت کا رتبہ بہت اعلیٰ کیا ہے۔

عورت روحانیت میں کمال حاصل کر سکتی ہے

اسلام نے ہی یہ تعلیم دی کہ عورت روحانیت کے میدان میں مرد کے دوش بدوش ترقی کر کے خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر سکتی ہے اسے الہام و وحی ہو سکتا ہے۔ پھر بنیادی حقوق کے سلسلہ میں بھی اسلام نے عورت کو مساوی حقوق دیئے ہیں۔ مہر کی وہ حقدار ہے ورثہ میں اس کا حصہ ہے۔ پس جہاں ایک طرف اسلام نے اس کی عفت و عصمت کو محفوظ کرنے کے ذرائع اختیار کئے۔ وہاں اس کے بنیادی حقوق کی بھی محافظت کی۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ جہاں عورت بہک جائے وہاں اس کے لئے سزا بھی تجویز کی ہے۔ چنانچہ زانی اور زانیہ کے لئے کوڑوں کی سزا تجویز کی اور اسی سلسلہ میں اگر مبادی زنا کا ارتکاب ہو تو آزادی روک دینے کا حکم دیا جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ فامسکوھن فی البیوت یہاں تک کہ وہ یا توبہ کر کے ایسے افعال سے باز آ جائے اور یا اس کی شادی ہو جائے۔

انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب

یہاں توبہ کی اصل تشریح فرمائی ہے کہ عمل سے ثابت ہو کہ بدی سے رجوع کر لیا ہے۔ درحقیقت توبہ بمنزلہ ایک روحانی دوائی کے استعمال کے ہے۔ جیسے انسان بیماری سے دوائی کے ذریعہ تندرستی حاصل کرتا ہے۔ ایسا ہی توبہ کے معنی دل کی بیماری کی اصلاح کے ہیں۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ دل کی کوئی مرض تھی جو دور کر دی گئی۔ بعض لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ گناہ چھوڑنا ناممکنات میں سے ہے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔

جھوٹی توبہ

حتی اذا حضر احدھم الموت یہ توبہ بہت کم فائدہ پہنچاتی ہے کیونکہ اس میں انسان کو فرصت نہیں ملتی کہ وہ صحیح راستہ پر قدم بھی مار سکے۔ صرف منہ سے وہ الفاظ کہتا ہے جس کے ثبوت میں وہ کچھ پیش نہیں کر سکتا۔

ولا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن

عرب میں دستور تھا کہ باپ مر جاتا تو بیٹا اپنی سوتیلی ماؤں کو ورثہ میں حاصل کر لیتا۔ یہاں اس کی مخالفت فرمائی اور اس بات سے بھی منع کیا کہ مال کھا جانے کی غرض سے انہیں نکاح کرنے سے مت روکو۔ یہ ممانعت سوتیلی والدہ کے لئے بھی ہے اور عام حکم کے رنگ میں بھی ہے کہ کوئی عورت اگر نکاح کرنا چاہے تو اس کے راستے میں روکاوٹیں نہیں ڈالنی چاہئیں خصوصاً اس نیت سے کہ اس کے مال سے فائدہ ہوتا رہے گا۔

وعاشروھن بالمعروف

مسلمانوں میں اس وقت عورتوں سے حسن سلوک کے بارہ میں بہت کمی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے تو فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ۔ واستوصوا بالنساء خیرا۔ عورتوں سے بھلائی کرو

فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا۔

اگر انہیں کوئی امر بظاہر ناپسندیدہ دکھائی دے یا اس کا ظاہری حسن پسند نہ آئے تو یہ لازم نہیں کہ ایسے تعلق سے عمدہ نتائج نہ نکلیں۔ کئی دفعہ بدصورت یا بدخو تندمزاج عورتوں کے ہاں جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بہت لائق اور بابار ہوتی ہے اس لئے کسی ایسے ناپسندیدہ امر پر طیش کرنا اچھا نہیں۔

واتیتم احدھن قنطارا

یہ آیت اپنے اندر ایک عظیم الشان تاریخی واقعہ کا ذکر رکھتی ہے۔ یعنی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں مسلمانوں کے پاس مال و دولت کثرت سے آیا تو انہوں نے عورتوں کے مہر بہت بڑھ چڑھ کر باندھنے شروع کر دیئے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو بہت بڑے مہر باندھنے سے منع کیا۔

حضرت عمرؓ کی اتباع قرآن کی سپرٹ

اس پر ایک بڑھیا نے اٹھ کر یہ آیت پڑھی اور کہا اللہ یعطینا وانت تمنعنا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنے قول سے رجوع کر کے کہا۔ ان نساء المدینۃ افقہ من عمر۔ مگر قابل غور بات ہے کہ یہ مقام کوئی چھوٹا سا مقام نہیں کہہ دینے کو تو آسان بات ہے لیکن یہ امر بڑے دل گردے کا کام ہے کہ طاقت و مقدرت ہوتے ہوئے کمزور کے سامنے جھک جائے اس لئے کہ اس کے پاس حق و صداقت ہے درحقیقت یہی وہ چیز ہے جس سے کسی قوم کے اندر جرأت و شجاعت اور آزادی کی سپرٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات تب پیدا ہوتی ہے جب لیڈر حق بات سن کر اسے قبول کرنے کے لئے تیار رہے۔ وہ چاہے تو اس حریت کو اپنی قوم کے اندر پیدا کرے اور اگر نہ چاہے تو یہ حریت تباہ ہو جاتی ہے اور اسی کے اندر قوم کی تباہی ہے۔

بروز جمعرات بتاریخ ۲۶ جنوری ۱۹۳۹ء

یرید اللہ لیبین لکم

یعنی تمہاری ہدایت اور علم کے لئے احکام اتار رہے ہیں۔ جیسے کہ دوسری جگہ فرمایا علم الانسان ما لم یعلم

ان اللہ کان علیما حکیما

اللہ تعالیٰ کے احکام حکمت سے خالی نہیں ہوتے

ویرید الذین یتبعون الشھوات ان تمیلوا میلا عظیما

بعض انسان دنیا میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی فطرت کے باعث مجبور ہوتے ہیں کہ شریعت پر نہ چلیں۔ انہیں ان کا نفس بدی پر مجبور کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان کا نفس انہیں یہ کہتا ہے کہ شریعت کیا شے ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جتنے بدکار شخص ہیں وہ تمام کے تمام شریعت کے منکر ہوتے ہیں۔ پہلے تو وہ اپنے عمل سے شریعت کو جھٹلاتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ منہ سے بھی انکاری ہو جاتے ہیں۔

فلاسفروں کا انکار

بہت فلسفہ دان شریعت کے احکام کا انکار صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کا نفس انہیں پلیدی کی طرف لیجاتا ہے اور وہ نفس پرستی کا شکار ہوتے ہیں۔

ویرید اللہ ان یخفف عنکم

احکام شریعت بتلا دینے سے انسان پر سے ایک بوجھ اتر جاتا ہے۔

وخلق الانسان ضعیفا

عیسائیت نے شریعت کو لعنت قرار دیا اور توریت کے احکام کو پس پشت ڈالدیا۔ پھر نتیجہ کیا ہوا۔ آج یورپ کی ہر سوسائٹی کے قواعد موجود ہیں کوئی سوسائٹی یا کلب ہو۔ ہر مقصد کے لئے قواعد و ضوابط ہیں۔ ان ضوابط کو توڑنے والے کے لئے سزا بھی موجود ہے۔ ایک شریعت تو چھوڑ دی۔ مگر ہزاروں شریعتیں بنانی پڑیں۔

انسان کا محاسبہ ضروری ہے

جب انسان کے اعمال کا کوئی نگہبان نہ ہو محض قواعد بنا دینا بھی فائدہ نہیں دیتا۔ اگر حکومت صرف قوانین بنا دے اور پولیس موجود نہ ہو تو قانون کی تابعداری کون کریگا؟ راولپنڈی اور مری کے درمیان جو ٹریفک موٹر کا ہے اس کے لئے قوانین موجود ہیں۔ مگر ان قوانین کی پابندی کی خاطر اس راستہ پر جا بجا پولیس بٹھائی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو شاید بڑے سے بڑا خیر خواہ حکومت بھی ٹریفک کے قوانین کی پابندی نہ کرے اسی لئے نگرانی کی ضرورت ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل

اس جگہ تین باتوں کا ذکر کیا ہے (۱) ایک دوسرے کا مال نہیں کھانا (۲) انسان کا قتل نہیں کرنا اور ایک تیسری بات کا ذکر آگے چل کر کیا ہے یعنی وہ بات جو ان دونوں باتوں کی دراصل محرک ہو یعنی حسد، گویا قرآن نے نہ صرف شنیع افعال سے روکا ہے بلکہ ان خیالات سے بھی جو افعال کی تہ کے پیچھے کام کرتے ہیں۔

جان و مال کی حفاظت

جس سوسائٹی کے اندر جان و مال کی حفاظت ہو اس کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ سب سے زیادہ مہذب سوسائٹی ہے۔ مکہ میں آنحضور صلعم سے قبل نہ مال محفوظ تھے نہ جان۔ پھر آنحضور صلعم نے وہ حکومت قائم کر دکھلائی کہ ہر جگہ مال و جان محفوظ ہو گیا۔

الا ان تکون تجارۃ عن تراض

ڈاکہ، چوری، رشوت اور دوسری ہر قسم کی چالاکیوں سے مال کھانا حرام ہے۔ مال وہی حلال ہے جو تجارت کے ذریعے کمایا جائے اور جس کے معنے یہ ہیں کہ آپس کی رضامندی سے بات ٹھہر جائے۔ تجارت کے اندر بڑی برکت ہے۔ خود آنحضور صلعم نے تجارت کی اور بہت بڑا منافع اٹھایا۔ پہلے زمانہ میں مسلمان بہت بڑے تاجر ہوتے تھے۔ آج اس طرف مسلمانوں کو بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

قربانی چھری اور خون کی تحریر ہے
مسلمانوں نے قربانی کی حقیقت کو فراموش کر دیا

خطبہ عید الاضحی فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مورخہ یکم فروری ۱۹۳۹ء

وقال انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین .... انہ من عبادنا المومنین

ترجمہ۔ اور اس نے کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔ وہ مجھے رکامیابی کا) رستہ دکھائیگا۔ میرے رب مجھے راولاد) عطا فرما۔ رجو) نیکو کاروں میں سے رہو) سو ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔ سو جب وہ اس کے ساتھ کام کاج رکی عمر) کو پہنچا۔ اس نے کہا۔ اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اے میرے باپ جو کچھ تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ کر۔ تو مجھے اگر اللہ چاہے صبر کرنے والوں میں سے پائیگا سو جب دونوں نے فرمانبرداری کی اور اسے ماتھے کے بل لٹایا۔ اور ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک واضح کر دینے والا امتحان تھا اور ہم نے ایک بھاری قربانی کا اس کو فدیہ دیا۔ اور ہم نے پچھلے لوگوں میں اس پر رثنا) چھوڑی۔ ابراہیم پر سلامتی ہو اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

ولکل امۃ جعلنا منسکاً .... ومما رزقنٰھم ینفقون

ترجمہ۔ اور ہر قوم کے لئے ہم نے عبادت مقرر کی ہے تاکہ اللہ کا نام اس پر یاد کریں۔ جو اس نے انہیں چارپائے جانوروں سے دیئے ہیں بس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو اسی کے فرمانبردار ہو جاؤ اور نرمی اختیار کرنے والوں کو خوشخبری دو۔ وہ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خوف محسوس کرتے ہیں اور اس پر صبر کرنے والے جو انہیں (تکلیف) پہنچتی ہے اور نماز کے قائم کرنے والے اور وہ اس سے جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

دو موقعوں سے میں نے یہ قرآن کریم کی آیات پڑھی ہیں پہلی آیات میں ذکر ہے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کا اور اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں حکم ہوا۔ کہ وہ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ذبح کریں۔ دونوں باپ بیٹوں نے اس حکم کے سامنے سر جھکایا۔ جب اسمٰعیلؑ ذبح ہونے کے لئے لیٹ گئے اور بالکل تیار ہو گئے تو خدا کی طرف سے آواز آئی۔ خواب کا منشا پورا ہو گیا۔ پھر ہم نے ایک عظیم الشان قربانی کو یادگار کے طور بنا دیا۔

ہر اُمت کے لئے قربانی لکھی ہے

دوسری آیات جو میں نے پڑھی ہیں ان میں ذکر ہے کہ ہم نے ہر امت، ہر قوم کے لئے قربانی لکھی ہے تاکہ وہ ان چارپایوں پر اللہ کا نام لیں۔ مگر قربانی کا منشا کیا ہے؟ یہ کہ سب کا خدا ایک ہی ہے سب اس کے فرمانبردار ہو جاؤ اور خوشخبری دو عاجزی کرنے والوں کو۔ وہ کون لوگ ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے جیسے یہاں جانور کو قربان کرتے وقت تو ان کے دل خوف سے کانپ اٹھتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ان کے اندر خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ اگر ان کو تکلیف پہنچے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ نماز کو قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

یہ تو قرآن شریف کے دو موقعوں کا ترجمہ میں نے آپ کو سنایا ہے اور اس عید سے ان دونوں موقعوں کا خاص تعلق ہے۔

عید کیا چیز ہے؟

عید کیا چیز ہے؟ ہماری زبان میں تو یہ لفظ اس قدر متعارف ہو گیا ہے کہ جب بہت بڑی خوشی کے اظہار کا موقعہ ہو تو یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ ب توغیہ قوموں میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں متعارف ہے۔

خوشی کے موقعوں پر قومیں کیا کرتی ہیں۔ عیسائیوں کے بڑے دن کو لے لو۔ ہندوؤں کی ہولی کو دیکھ لو۔ دونوں موقعوں پر یہ قومیں کیا کرتی ہیں؟ حیوانی جذبات ان موقعوں پر خوب ظاہر ہوتے ہیں اور پورے جوش میں ہوتے ہیں۔ بے شک جو چاہے دیکھ لے اسوقت وہ کیا کرتے ہیں۔ کھانا پینا عمدہ تو خیر ضروری بات ہے۔ اس کے علاوہ جو ہوتا ہے ہم مسلمانوں کی آنکھیں بھی برداشت نہیں کر سکتیں۔ حیوانی جذبات پورے جوش میں ہوتے ہیں۔

اسلامی تہواروں کی جداگانہ حیثیت

مگر اسلامی تہواروں کی حالت بالکل اس کے الٹ ہے ہماری عید جذبات حیوانی کو قربان کرنے کا سبق ہمیں دیتی ہے۔ دوسروں کے انتہائی جوش کے موقعہ پر جذبات حیوانی بھی بدترین حالت میں ہوتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے لئے عید حیوانی جذبات کو ذبح کرنے کا موقعہ ہے خدا کی راہ میں اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کو قربان کرنے کا موقعہ ہو

یہ کہانی حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی جو میں نے قرآن شریف سے سنائی ہے۔ یہ کہانی آج اس وقت اسلامی دنیا کی ہر آبادی ہر بستی اور ہر مسجد کے اجتماع میں سنائی جا رہی ہے ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ایک ہی وعظ ساری مسلمان دنیا میں دیا جا رہا ہے۔

عید کے اجتماع کی خصوصیت

اجتماع تو جمعہ کا بھی ہوتا ہے مگر اس عید کی یہ خصوصیت ہے کہ تمام اسلامی دنیا میں ہی ایک وعظ ہر جگہ ہو رہا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اپنے پیارے بیٹے کو ذبح کرنے کی پوری تیاری سے سخت ترین آزمائش میں خدا کے حکم کی پوری فرمانبرداری۔ اور ہر مسلمان کا اسی سنت ابراہیمی کی پیروی میں کرنا اس کی نظیر آپ کو کہیں نہیں ملیگی۔ کتنی زبردست طاقت ہے جس نے ہزاروں میلوں تک پھیلے ہوئے انسانوں کو جنہوں نے ایک دوسرے کو کبھی دیکھا نہیں ایک دوسرے کی زبان نہیں جانتے ایک ہی وعظ سکھا دیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت دیکھو کہ دنیا جہان کے ہر گوشہ میں ہر فرقہ کا انسان خواہ شیعہ ہو، حنفی ہو، وہابی ہو یا احمدی آج یہی وعظ سُن رہا ہے۔

تحریر دماغ پر گہرا اثر چھوڑتی ہے

یہ تو ہے لفظوں کے ساتھ وعظ۔ مگر جس چیز کو زیادہ ذہن نشین کرنا ہو اسے پڑھنے کی بجائے لکھ لیتے ہیں۔ لکھنے سے دماغ پر اثر زیادہ ہوتا ہے جن طالبعلموں کو سبق یاد نہیں ہوتا۔ وہ میری نصیحت یاد رکھیں کہ پڑھنے کے علاوہ وہ لکھا بھی کریں۔ لکھنے سے سبق دماغ پر نقش ہو جاتا ہے تو ہمارا یہ وعظ۔ میں نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی کتنی بڑی طاقت ہے کہ ساری دنیا میں یہ وعظ دیا جا رہا ہے۔ یہ وعظ نرا لفظوں میں نہیں ہو رہا۔ بلکہ عمل میں بھی یہ کہانی دوہرائی جا رہی ہے۔

چھری اور خون کی تحریر

وہ ایسی زبردست تحریر ہے ایک تحریر قلم اور سیاہی کی ہوتی ہو۔ یہ چھری اور خون کی تحریر ہے جن جانوروں کا خون بہتا ہے یہ عملی رنگ میں خون سے اس کہانی کو لکھ لینا ہے۔

ساری دنیا میں لفظوں میں بھی یہ کہانی بیان کی جاتی ہے اور ساری دنیا کا عمل بھی ایک ہی ہے اسی کہانی کو عملی رنگ میں دوہراتا ہے کہ ہر مسلمان جسے توفیق دی ہے وہ جانور کی گردن پر چھری رکھے

جانوروں کی قربانی کا صحیح مفہوم

اس کا منشا کیا ہے جب خدا کا نام لیکر چھری چھیرتے ہیں تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم۔ وہ کوئی وحشی لوگ نہیں کہ جانوروں کا یونہی خون بہاتے پھرتے ہیں۔ یا جانور کی گردن پر چھری پھیر کر خوش ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور وہ اس سے ایک عظیم الشان سبق حاصل کرتے ہیں والصابرین علےٰ ما اصابھم جس طرح جانور نے تکلیف اُٹھائی۔ ہم بھی خدا کی ملک ہیں۔ خدا کی راہ میں اگر ہمیں بھی تکلیف برداشت کرنی پڑے تو ہم بھی خوشی سے برداشت کریں گے۔ والمقیمی الصلوٰۃ خضوع وخشوع کے ساتھ ذکر الٰہی کریں گے اور خدا کے حکم یعنی نماز کی (مستقلاً ناشتہ) کو قائم رکھیں گے ومما رزقنٰھم ینفقون اور جو کچھ مال اس نے دیا ہے اس میں سے خرچ کریں گے۔ اتنی زبردست کہانی۔ اس قدر موثر طریق اس کو بیان کرنے کا۔ ساری اسلامی دنیا میں دہرائی جا رہی ہو اس کا منشا بھی خدا کی کتاب نے بتا دیا۔

کیا مسلمانوں کی زندگی میں یہ سبق نظر آتا ہے؟

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں کی زندگی میں یہ سبق نظر آتا ہے؟ آپ بھی جواب دیں گے اور میں بھی کہ اس زبردست معلم روحانی کا اتنا زبردست دیا ہوا سبق۔ افسوس مسلمانوں کے دلوں پر آج اس کا نقش نظر نہیں آتا۔ سبق لینا انسان کے اپنے اختیار کی بات ہے۔ سبق خواہ کتنا موثر کیوں نہ ہو معلم کتنا زبردست کیوں نہ ہو جب تک انسان اپنے دل کو حاضر نہیں کرتا اسے اس سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔

نماز کی حقیقت

نماز کو ہی دیکھ لیں۔ نرے لفظوں سے ذکر نہیں ہے نری حمد اور عاجزی نہیں وہ ساری باتیں اختیار کرتے ہیں جن سے عاجزی پیدا ہو۔ ہاتھ باندھتے ہیں۔ پھر رکوع کرتے ہیں جیسے ریاستوں میں سلام کے لئے جھکا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر انتہائی ذلت کا مقام ہے کہ سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ لفظ بھی اعلےٰ درجہ کے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ دعا ایسی عمدہ اور حالتیں بھی ایسی ہی بنا دیں۔ مگر جب دل حاضر نہ ہو تو حالت کیا ہوتی ہے ویل للمصلین الذین

ھم عن صلاتھم ساھون۔ افسوس ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے بے خبر ہے۔ رکوع بھی کیا سجدہ بھی کیا سب کچھ کیا۔ مگر فرمایا وہ ریاکاری کر رہے ہیں۔ ریاکاری کی نماز قبول نہیں ہوتی اسی طرح ریاکاری کی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ جب تک وہ سبق حاصل نہ کرے جو شارع کا منشا ہے۔ جو منشا ہے خدا اور اس کے رسول کا۔ اسے پورا کرو۔ دنیا کے دکھاوے کے لئے اکٹھے ہو گئے قربانی بھی کر دی۔ مگر خدا کا منشا پورا نہ ہوا۔

مسلمانوں نے اس سبق کو افسانہ بنا دیا

افسوس آج مسلمانوں نے ان عظیم الشان سبقوں کو قصے اور کہانیاں بنا دیا ہے۔ اب قربانی محض ایک کہانی رہ گئی ہے۔ لوگ یہ واقعہ سن کر رو بھی پڑتے ہیں کہ باپ جوان بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دیتا ہے۔ مگر یہ کہانی کی کہانی رہتی ہے۔ کیونکہ رونے کے باوجود دل پر اثر نہیں ہوتا۔ اور کونسی چیز ہے جو کہانی نہیں بنا دی گئی۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ مگر جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ لوگوں کے مال بھی کھا جاتے ہیں۔ دوسروں کی حق تلفی بھی کرتے ہیں۔ یمنعون الماعون جو چھوٹے چھوٹے خیرات اور بھلائی کے کام نہیں کرتے۔ ان کی نماز بھی ریاکاری کی نماز ہے۔ روزے کہانی بن گئے۔ زکوٰۃ کہانی بن گئی۔

مسلمان زکوٰۃ نہیں نکالتے

زکوٰۃ نکالتے ہی نہیں اور حیلے بناتے ہیں۔ کہ اول تو مال نکلے ہی نہ اور اگر نکلے بھی تو بھی تصرف میں ہی رہے۔ حالانکہ اس سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منشا پورا نہیں ہوتا۔ کیا نہیں جانتے کہ زکوٰۃ کا اصول ترقی اور فلاح کے لئے کتنا زبردست اصول تھا۔ جانتے ہیں مگر اسے بھی محض ایک کہانی بنا دیا ہے۔ حج بھی آج کہانی بنا ہوا ہے۔ حاجی حج سے واپس آتے ہیں۔ چاہئے تھا کہ دل پر یہ نقش لاتے ہیں کہ اب خدا کے گھر سے واپس آئے ہیں۔

کسی شاعر نے کہا ہے

کسی شاعر نے کہا ہے ؎

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
تو بروں درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

میں کعبے کے طواف کو گیا۔ تو مجھے اندر نہ جانے دیا۔ تو نے باہر کونسا کام کیا ہے جو اندر آنا چاہتا ہے۔ مگر جو درون کعبہ ہو کر آتے ہیں۔ وہ مال دنیا کی محبت کو ساتھ ہی زیادہ کر لاتے ہیں۔ حاجی آج کس قدر بدنام ہو گیا ہے۔ کیا یہ کہانی نہیں۔ کونسی اسلام کی حقیقت ہے جسے کہانی یا افسانہ نہ بنا دیا ہو

قرآن مجید اب اصول زندگی نہیں رہا

خود قرآن کو جو زندگی کا سرچشمہ تھا۔ جس میں زندگی۔ ترقی اور فلاح کے اصول تھے آج کہانی بنا دیا گیا ہے۔ کہیں یوسف زلیخا کی کہانی ہے۔ کہیں سلیمان چیونٹی کی کہانی ہے۔ اور کہیں ہدہد کی کہانی ہے۔ اور اصول زندگی جو قرآن میں درج ہیں اور اس کی روحانی طاقت سے مسلمان بے خبر ہیں۔ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کو افسانہ بنا دیا۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہ قوم کبھی قرآن کو مجنونوں کی طرح دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتی پھرتی تھی۔

انجیل کو دنیا میں پہنچانے کا جنون

عیسائیوں کو دیکھو۔ انہیں انجیل کو دنیا میں پہنچانے کا جنون ہے۔ مگر مسلمانوں کے دل پر اثر نہیں ہوتا۔ کہہ دیتے ہیں ہمارے پاس پیسہ نہیں۔ ایک دفعہ ایک بڑے آدمی سے میں نے کہا کہ کیا آپ کا یہ فرض نہیں کہ آپ بھی قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے کام میں ہماری امداد کریں۔ تو اس نے جواب دیا۔ ہم تو جو کماتے ہیں اڑا چھوڑتے ہیں۔ اس کام کے لئے بچتا ہی کہاں ہے؟ اسلام کے غلبہ کو انہوں نے افسانہ بنا دیا ہے۔

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ آپ نے آج پھر اسے حقیقت کا رنگ دیا ہے اور سچی بات ہے۔ اس شخص کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں جس کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ گیا ہو۔ تو ایک رجل فارس اسے واپس لے آئے گا۔ ایمان مسلمانوں کے دلوں سے نکل کر ثریا پر پہنچ چکا تھا۔ زمانہ کا امام اسے واپس لایا۔ اور ہمارے دلوں کے اندر اس کا ایک حصہ بھرا۔ اور تم نے اس ایک افسانہ۔ ایک کہانی کو حقیقت کا رنگ پہنایا۔ اتنی چھوٹی جماعت۔ بڑی قوموں میں جس کا شمار ہی نہیں۔ جب اس ایمان کو اس نے حاصل کیا۔ تو اسلام کی تبلیغ کی کہانی کو حقیقت بنا دیا۔ اور آج یہی لوگ خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے والے ہیں۔

خدا نے مسلمان کو فراموش کر دیا

جس طرح پر مسلمانوں نے آج تمام کے تمام اسلامی اداروں کو افسانہ بنا دیا ہے۔ اسی طرح پر خدا کا معاملہ ان کے ساتھ ہے۔ خدا نے مسلمانوں کی کامیابی کو کہانی اور افسانہ بنا دیا ہے۔

فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم ھذا انا نسینٰکم۔ تم اللہ کو بھول گئے۔ اللہ نے تمہیں بھلا دیا۔ جس طرح مسلمانوں نے ان حقیقتوں کو افسانہ بنا دیا۔ تو خدا نے بھی اپنے وعدوں کو افسانہ بنا دیا۔ وہ اللہ کو بھول گئے۔ اللہ نے انہیں بھلا دیا۔ اس جماعت کے لئے مبارکباد ہے۔ جس نے ایک کہانی کو حقیقت کا رنگ دیا۔

اس اجتماع سے درخواست

اس اجتماع میں میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ جس طرح قرآن ہاتھ میں لے کر اور یہ دکھا کر کہ مسلمان ابتداء میں یہی تھے کہ قرآن ہاتھ میں لیا۔ اور دنیا کو فتح کرتے چلے گئے۔ آج تم نے بھی یہ بتا دیا ہے۔ کہ کس طرح عاجز انسان۔ جب قرآن لے کر باہر نکلتے ہیں۔ تو دنیا جھکتی ہے۔ اسی طرح اس قربانی کو بھی حقیقت بنا کر دکھاؤ۔

قربانی کی حقیقت کیا ہے؟

قربانی کی حقیقت کیا ہے؟ جب وہ جانور ذبح ہو۔ تو تمہارے دل کانپ اٹھیں۔ کہ ہم بھی خدا کے رستہ میں ذبح ہونے کو تیار ہیں۔ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انی لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیا ثم اقتل ثم احیا ثم اقتل میرا دل یہ چاہتا ہے کہ خدا کے رستہ میں قتل کر دیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کر دیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کر دیا جاؤں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کی یہ تڑپ تھی۔ جب تک یہ تڑپ پیدا نہ ہو۔ قربانی کی حقیقت حاصل نہیں ہوتی۔ یہ تیاری ہے۔ اس امر کی۔ خدا یہ نہیں کرتا کہ جھٹ کسی کا سر کاٹ لے۔ یہ صرف تیاری ہے۔ یہ خیال پیدا کر لو۔ کہ ہم خدا کے رستہ میں قربان ہونے کو ہیں۔ اسی تیاری کے بعد تمام دکھ اور تکالیف جو خدا کے راستہ میں آئیں گے۔ وہ آسان ہو جائیں گے۔

تکالیف خوش دلی سے برداشت کرو

دوسری چیز یہ ہے کہ جو تکالیف اس راستہ میں آئیں۔ انہیں خوشدلی سے برداشت کیا جائے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ وہ نماز کو قائم کرنے والے ہیں۔ نماز کو قائم کرنا یہ نہیں کہ گھر میں نماز پڑھ لی۔ ظاہری شکل و صورت کا ایسا قیام ہو۔ کہ وہ کسی حالت میں بند نہ ہو۔ نماز کو اگر گھروں تک محدود کرو گے۔ تو وہ نماز کی اقامت نہیں۔ یہ آہستہ آہستہ تمہارے اندر سے نکل جائے گی۔ نماز کے قیام کے لئے مساجد میں۔ مسجد میں آ کر نماز پڑھو باجماعت پڑھو۔

نوجوانوں میں کمزوری

نوجوانوں میں بالخصوص یہ کمزوری ہے۔ کہ وہ مسجدوں میں نماز نہیں پڑھتے۔ مجدد وقت نے ہم کو کھڑا کیا۔ تو سب سے پہلی چیز جو بتائی۔ وہ نماز کو مسجد میں اور باجماعت پڑھنا بتایا۔ میں بالخصوص نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ اور ان کے بزرگوں کو بھی کہ اپنی اولاد کو نصیحت کرو۔ کہ نمازوں کے اندر آئیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ سات سال کی عمر سے بچہ کو نماز کی عادت ڈالو۔ یہ عادت پڑ گئی۔ تو چھٹنا مشکل ہے۔ سنیما کی طرح۔ لوگ کہتے ہیں کہ عشاء کے وقت روٹی کھائی ہوئی ہے نیند آ جاتی ہے۔

سنیما میں نیند نہیں آتی

مگر یہ غلط ہے۔ آدھا لاہور ایک بجے تک سنیما میں رہتا ہے۔ وہاں نیند نہیں آتی۔ خدا کے آگے جھکنے سے نیند آ جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مدنظر نہیں۔ قرآن مدنظر نہیں۔ یورپ کی تقلید پیش نظر ہے۔ فجر کے وقت سردی ہوتی ہے۔ مکان آدھ میل پر ہے۔ مسجد میں نہیں آ سکتے۔ مگر سنیما کے لئے میل پیدل چل سکتے ہیں۔

بزرگوں کی غفلت

بزرگوں کو چاہئے کہ بچوں کو اس کی عادت ڈالیں۔ نوجوانوں کو مسجدوں میں لائیں۔ تمہاری غفلت سے ایسا نہ ہو۔ کہ اس عظیم الشان کام کو نقصان پہنچے۔ اور فی الحقیقت اس کام کے لئے ہمت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک خدا کے آگے نہ جھکو۔ اور یہ ہماری فطرت میں داخل ہے۔ اکٹھے بھی اور گھروں میں تنہائی کے وقت بھی خدا کے آگے جھکو۔ مسجدوں میں آنے کی عادت ڈالو۔ خواہ تکلیف ہی کیوں نہ ہو۔ بڑے نمونہ قائم کریں۔ اور چھوٹے اس کا تتبع کریں۔

خدا کے ساتھ بخل مت کرو

اور چوتھی بات تھوڑا سا خرچ کرنا ہے۔ یاد رکھو مال اسی کا دیا ہوا ہے۔ خدا کے ساتھ بخل مت کرو۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ہمارے رشتہ دار غریب ہیں۔ ان کی امداد بھی ضروری ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اسلام سے بڑھ کر۔ خدا کے دین سے بڑھ کر اور قرآن سے بڑھ کر غریب اور بیکس آج کوئی نہیں۔ دل سے یہ تڑپ اٹھتی ہے کہ اے خدا تو نے ہم ایسے نالائقوں کو ایسا عظیم الشان کام کیوں دیا؟ بڑے بڑے قابل آدمی کیوں آگے نہیں ہوتے۔ یہی کہتے ہیں کہ خدا تیرا دین بے کسی کی حالت میں ہے۔ تو چاہے تو ہم نالائقوں سے ہی بہت کام لے سکتا ہے۔ بے شک رشتہ دار غریب ہیں۔ ان پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مگر نہ بھولو۔ کہ خدا کا دین سب سے زیادہ بے کس ہے۔ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کو اپنی قوم کی روایات اور رواج میں داخل کر لو۔ بہتیرے ایسے ہیں۔ جنہوں نے خدا کے پیسے مار مار کر کھائے ہیں مگر فائدہ نہیں اٹھایا نقصان ہی اٹھایا ہے۔

قیامت کے دن خدا کا استفسار

حدیث شریف میں آیا ہے۔ قیامت کے دن خدا پوچھے گا۔ میں بیمار تھا۔ تم نے میری خبر نہ لی۔ انسان کہے گا۔ اے اللہ تو تو بیماری اور ہر نقص سے پاک ہے۔ تو فرمائے گا۔ میرا بندہ بیمار تھا۔ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے روٹی نہ دی۔ یعنی میرا بندہ بھوکا تھا۔ کیا جو خدا یہ پوچھے گا۔ وہ یہ نہ پوچھے گا۔ کہ میرا قرآن بے کس تھا۔ اس خدا کا اتارا ہوا

(باقی صفحہ ۹ پر)

عید الضحٰی پر ہندو مسلم فسادات

بھارت ماتا کے دامن پر خون کے چھینٹے

ہندوستان کی بدقسمتی اس سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے کہ جہاں اتنی مذہبی رواداری بھی باقی نہ رہی ہو کہ جس کا ہونا دنیا کے معاشرتی اصولوں کا ادنیٰ جزو ہے۔ عید الضحٰی مسلمانوں کا مذہبی تہوار ہے اور اس تہوار کو منانے کیلئے وہ مذہبی لحاظ سے پابند ہیں لیکن ان کی یہ پابندی ہندوؤں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ جہاں مسلمان جانوروں کی قربانی دیتے ہیں وہاں انہیں ہر سال کئی نفوس بھی ہندو مسلم فسادات کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھانے پڑتے ہیں۔ مسلمان عید کیا مناتے ہیں۔ خون اور آگ کا مقابلہ کرتے ہیں

خیال تھا کہ خلاف توقع اس دفعہ عید اضحٰے امن سے گزر گئی لیکن یہ خیال محض خیال تک ہی محدود رہا۔ تین مقامات پھر بھی ایسے نکل آئے جہاں انسانی خون نہایت بیدردی سے بہائے گئے — ڈیرہ اسمٰعیل خاں، ضلع دربھنگہ اور کلکتہ کے قریب فرقہ وارانہ فسادات رونما ہوئے کہیں گولی چلی تو کہیں پتھر برسے اور کہیں دکانیں جلا کر راکھ کر دی گئیں۔ ضلع دربھنگہ کے قریب ہندوؤں نے مسلمانوں پر شدید حملہ کیا۔ پولیس معمولی ذرائع سے حالات پر قابو نہ پاسکی۔ تو نوبت گولی چلانے تک پہنچ گئی۔

کلکتہ کے قریب جو واقعہ ہوا وہاں ہندوؤں نے زبردستی قربانی کی گائے چھیننی چاہی جس پر فساد ہوگیا جس میں کثرت سے ہندو اور مسلمان زخمی ہوئے۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ہندوؤں نے جو تشدد مسلمانوں پر کیا، اسے بیان کرنے میں قلم خونچکاں ہے۔ وہاں محض ایک افواہ کی بنا پر ہندو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ ایک اسلامی ہجوم پر جو بازار سے گزر رہا تھا۔ اینٹوں اور پتھروں کی بارش برسانے لگے اور پھر وہ اودھم مچایا کہ الامان! الحفیظ! وہاں کئی جانوں کا نقصان ہوا اور بے شمار دکانیں جن کی میزان سو سے اوپر جاکر پہنچتی ہے جلا کر راکھ کر دی گئیں ہندوستان میں ہندو مسلم تعلقات کی نوعیت حد سے زیادہ قابل افسوس ہے۔ سرکاری چھاؤنیوں میں بھی گائیں کثرت سے ذبح ہوتی ہیں وہاں تو ہندوؤں کی مذہبی رگ نہیں پھڑکتی لیکن مسلمان اگر سال کے بعد ہندوؤں سے آتری ہوئی گائیں ایک مذہبی تہوار پر ذبح کر ڈالیں تو آفت آجاتی ہے۔

کیا ان حالات میں یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ہندوستان کبھی آزادی کا منہ دیکھے۔ یہ ہمارے ہندو دوستوں پر خوب واضح ہو جانا چاہئے کہ جب تک ہندو مسلم تعلقات خوشگوار نہیں ہو جاتے اس وقت تک ہندوستان کے لئے مکمل آزادی کے منصوبے ریگ رواں ہیں۔ تعلقات خوشگوار نہیں ہوسکتے جب تک کہ ہمارے اندر ایک دوسرے کے لئے مذہبی رواداری نہ ہو — آزادی حاصل کرنا ہے تو ہندوؤں کو اپنے قلوب کو فراخ کرنا پڑے گا جب تک بھارت ماتا کے دامن پر خون کے چھینٹے ہیں اس وقت تک وہ اقوام عالم میں اپنا سر فخر کے ساتھ بلند نہیں کرسکتی۔ خاک و خون میں تڑپتے ہوئے لاشے! بیواؤں کی چیخیں! یتیموں کے آنسو! جلتے ہوئے مکانات! ایسی چیزیں نہیں جن پر فخر کیا جاسکے؟ ہندوستان کو آزاد کرانے سے پیشتر ہمیں اپنے آپ کو ان خونیں جھگڑوں سے آزاد کرنا ہے اور یہ نہیں ہوسکتا۔ جب تک ہمارے اندر مذہبی رواداری صلح اور آشتی کے جذبات پیدا نہ ہوں۔ ان فسادات میں جو آئے روز رونما ہوتے ہیں۔ حکومت کا تساہل بھی اس قابل نہیں کہ اسے نظرانداز کیا جاسکے۔ حکومت کو چاہئے کہ ان جھگڑوں کے انسداد کے لئے موثر تدابیر اختیار کرے۔

جہاں فساد ہونے کا اندیشہ ہو وہاں حکومت کی طرف سے خاطر خواہ بندوبست موجود ہو تو فساد کیسے ہوسکتا ہے۔ حسن تدبر سے قوموں کی تقدیر بدلی جاسکتی ہے تو کیا سیاسی تدبر کو کام میں لاتے ہوئے ان فسادات کی روک تھام نہیں کی جاسکتی۔ کی جاسکتی ہے اور یقیناً کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس کیلئے ایسے قلوب کی ضرورت ہے جو انسانی کشت و خون پر پسیج جانا جانتے ہوں۔

سر اقبال مرحوم اور مغربی فلاسفہ

تھوڑا عرصہ ہوا قومی کتب خانہ والوں نے ایک کتاب "مقالات یوم اقبال" کے نام سے شائع کی ہے۔ اس کتاب کا دیباچہ ڈاکٹر تاثیر پرنسپل ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر نے لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے علامہ مرحوم کے فلسفہ حیات پر کافی تنقید بھی کی ہے ان کا خیال ہے کہ اقبال کا فلسفہ اور شعر مغربی فلسفہ سے عبارت ہے اور انہوں نے اپنے اس نقد و تبصرہ کی بنیاد علامہ مرحوم کے اپنے ہی بیان پر رکھی ہے اور اس کا اقتباس انہوں نے علامہ کے ایک خط سے دیا ہے جو انہوں نے ۱۹۲۵ء میں پروفیسر تبسم کو اپنے افکار کے انگریزی مجموعہ "اسلام میں مذہبی تفکر کی تشکیل جدید" کے متعلق لکھا۔ اس خط میں علامہ رقمطراز ہیں "میری زندگی کا اکثر حصہ مغربی فلسفہ کے مطالعہ میں صرف ہوا ہے اور یہ نقطہ نگاہ میری فطرت ثانیہ بن چکی ہے شعوری یا غیر شعوری طور پر میں اسلام کو مغربی نقطہ نگاہ سے مطالعہ کرتا ہوں" اس بیان کو پیش کرکے ڈاکٹر صاحب نے علامہ کے تمام فلسفہ حیات پر نقد و تبصرہ کیا ہے۔ ان کے سارے مضمون کو یہاں نقل کرنا مشکل ہے اس کے دو ایک اقتباسات درج ذیل ہیں :-

"معلوم دیتا ہے کہ ابتدا میں نطشہ[1] اقبال پر شدت سے اثرانداز ہوا ہے چنانچہ اسرار خودی میں جو ہیرے اور کوئلہ کی مثال ہے وہ نطشہ سے ہی مستعار لی گئی ہے"

"شوپنہار کا عزم للبقاء نطشہ کا عزم للقوۃ اور برگساں [illegible] یہ ایک ہی سلسلۂ تفکر کی مختلف کڑیاں ہیں اقبال کی خودی یا ایگو کوئی جدید خیال نہیں سب سے پہلا مفکر ڈیکارٹ تھا جس نے کہا کہ فلسفہ کو خودی یا نفس سے شروع ہو کر خارجی دنیا کی طرف رجوع کرنا چاہئے"

[1] نطشہ ایک جرمن فلاسفر تھا۔

اس مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم دیتا ہے کہ اقبال کے خیالات اور افکار کا پس منظر قریباً قریباً فرنگی فلسفہ ہی تھا جسے علامہ مرحوم نے اسلام کے ساتھ ملا دیا اور ان دونو کے امتزاج سے ایک جدید افکار کا سلسلہ مترتب کیا۔ اب معلوم نہیں کہ اس بین حقیقت کے ہوتے ہوئے علامہ اقبال کے ثناخواں کیوں ان کے ارشادات کو وحی الہٰی سمجھ لیتے ہیں حالانکہ ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی ایک انسان ہی تھے جن کے فکر میں فرنگی افکار کی آمیزش تھی۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنا ایک بیان تحریک قادیان کے خلاف شائع کیا تھا جس میں آپ نے کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی اور خیالات مجوسیت سے عبارت ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ آج خود ڈاکٹر صاحب کے متعلق ایک روشن خیال طبقہ کا یہ خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے افکار فرنگی فلسفہ سے عبارت ہیں اور ان کا منبع اور مخرج مغرب کا طبیعاتی اور مابعد طبیعاتی فلسفہ ہے۔ کیونکہ جنہوں نے علامہ مرحوم کے فلسفہ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے ان کی رائے یہی ہے اور ان کے اپنے بیانات بھی اس پر شاہد ہیں۔

شذرات

یہ مبالغہ ہی تو ہے

پیغام صلح مورخہ ۱۰ر جنوری کی اشاعت میں لکھا گیا تھا۔ کہ جناب میاں صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں ببانگ بلند دعویٰ کیا ہے کہ ہر سال سینکڑوں ہی غیر احمدی قادیان آتے ہیں اور سینکڑوں ہی بیعت کر کے جاتے ہیں۔ ہم نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ یہ مبالغہ ہے سینکڑوں ہر سال بیعت کر کے نہیں لوٹتے ——— معلوم نہیں اس سیدھے سادے بیان میں کونسے تیر و نشتر تھے کہ معاصر الفضل تڑپ ہی تو اٹھا ہو گیا۔

اگر یہ مبالغہ نہیں ہے تو ان سینکڑوں کی ایک فہرست شائع کر دیجئے۔ دنیا خود جان لے گی کہ یہ مبالغہ نہیں۔ ورنہ یوں ہی الزامی جوابات کی منطق پر چہ خیالی لگانا ہے سود سی بات ہے ہو سکتا ہے چند نفوس نے بیعت بھی کی ہو اور کسی خاندان کے شیر خوار بچوں اور نابالغ افراد کو شامل کر کے فہرستیں بھی شائع کی گئی ہوں۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ جناب میاں صاحب کے "دست مبارک" پر بیعت کرنے والوں کی میزان سینکڑوں پر جا کر ٹھہرتی ہے کسی تعداد کو بڑھا چڑھا کر پبلک کے سامنے بیان کرنا ہی تو مبالغہ ہے اگر ہم نے مبالغہ کا لفظ استعمال کیا تو کونسا گناہ کیا؟

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

(حضرت مسیح موعود)

پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں گوہر صاحب کے اشعار پر جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کو صاحب کتاب نبی بنانے کی جرأت کی ہے ایک نوٹ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے جواب میں معاصر الفضل نے کئی کالم سیاہ کئے اور ہمارے بیان کو مسئلہ بروز کی آڑ میں الجھانے کی کوشش کی ہے حالانکہ مسئلہ بروز کی گوہر صاحب کے اشعار کے ساتھ مناسبت بعیدہ بھی قائم نہیں ہو سکتی۔ ہم ان اشعار کو پھر درج ذیل کرتے ہیں۔ گوہر صاحب حضرت مسیح موعود کے متعلق فرماتے ہیں:-

اسعد رقیب کے اخبار خدا سے پائے۔ کوئی بھی اہل جہاں سے نہ مقابل آئے
روز و شب اپنی صداقت کے نشاں دکھلائے۔ بڑی انجیل سے ساتھ اپنے کتاب اک لائے

ایسے صادق کا نبی نام رکھو گے کہ نہیں

راہ باطل سے پھر اک بار ہٹو گے کہ نہیں

اور حاشیہ میں کتاب کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں "تذکرہ ہی کو دیکھ لیجئے"۔ آخر ان اشعار کا جن میں حضرت مسیح موعود کو صاحب کتاب نبی بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مسئلہ بروز کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ کہاں آنحضرت صلعم کا بروز اور کہاں صاحب شریعت نبی۔ الہیات کے ان دو مسائل میں بعد المشرقین ہے۔ لیکن گوہر صاحب کی شاعرانہ جرأت قابل داد ہے۔ انہوں نے کس کاوش کے ساتھ زمین آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام

اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

ہم گوہر صاحب کی ضیافت طبع کے لئے حضرت مسیح موعود کا ایک مصرع پیش کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ ذرا اس پر گرہ تو لگا دیجئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ ع

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

مسلمانوں کے حقوق معرض تلف میں

انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ میں مسلمانوں کے حقوق کا جو خون کیا جا رہا ہے اس کے متعلق مسلم اخبارات بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ مسلمانوں کو تعلیمی گرانٹ دینے میں جس بخل سے کام لیا گیا ہے وہ کسی تشریح کا منت کش نہیں۔ لیکن اب ذرا پنجاب یونیورسٹی کی نئی کارکردگی ملاحظہ ہو۔ امتحان میٹرکولیشن کے سپرنٹنڈنٹوں کی تعداد ایک سو ساٹھ ہے۔ لیکن مسلمانوں کی حق تلفی یہاں تک کی گئی ہے کہ مسلمان ان میں سے کل ۵۰ ہیں یعنی ان کا تقرر ۳۲ فیصدی کی نسبت سے کیا گیا ہے۔ مختلف مضامین کے ممتحنوں کی کل تعداد ۴۲۳ ہے جس میں سے مسلمان ۱۲۸ ہیں یعنی ۳۰ فیصدی کے حساب سے ——— یہ مسلمانوں کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ان کے ساتھ بے انصافی کی گئی ہے ——— وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کو چاہئے کہ وہ ان تکلیف دہ حالات کی تحقیق کریں اور مسلمانوں کی جائز شکایات کو جو انہیں پنجاب یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کے متعلق ہیں ان کا سدباب کریں۔

فلسطین کانفرنس اور ہندوستانی مسلمان

فلسطین کانفرنس لندن میں ۷ر فروری کو شروع ہو چکی ہے اس میں مصر، عراق، یمن، حجاز کے نمائندے بھی بلائے گئے ہیں۔ ان کا بلایا جانا صرف اس وجہ سے ہے کیونکہ عرب اور مسلمان ہونے کی وجہ سے انہیں فلسطین کے قضیہ سے دلچسپی ہے ——— لیکن چونکہ مسلمانان فلسطین کا مسئلہ تمام اسلامی دنیا کا متحدہ مسئلہ ہے اس لئے مسلمانان ہند کو بھی فلسطینی عربوں کے ساتھ گہری ہمدردی ہے۔ سو اس ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے برطانیہ کے وزیر اعظم کو تحریر کیا ہے کہ ہندی مسلمانوں کے نمائندوں کو بھی فلسطین کانفرنس میں مدعو کیا جائے۔

مسلم لیگ کے قائد کی یہ آواز صدا بصحرا نہیں ثابت ہونی چاہئے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس امر میں جو اپنی نوعیت میں نہایت اہم ہے اور اس پر مسلمانوں کے ایک کثیر حصہ کی بہبودی کا انحصار ہے۔ مسٹر محمد علی جناح کے ساتھ کامل تعاون کریں۔

بڑے بڑے اسلامی اداروں کو چاہئے کہ وہ اس بات کی تائید میں برقی پیغامات وزیر اعظم برطانیہ کو بھیجیں تاکہ ان پر اس مسئلہ کی اہمیت واضح ہو اور وہ اسے لائق اعتنا خیال کریں۔

پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر پر
اخبار تہذیب نسواں کا ریویو

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے گذشتہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں اپنی پچیس سالہ جوبلی منائی اس تقریب پر انجمن کے سہ روزہ آرگن پیغام صلح کا سلور جوبلی نمبر حسن اہتمام کے ساتھ شائع ہوا جس میں انجمن کے متعدد رہنماؤں اور ممبروں نے اسلامی موضوعات پر قابل قدر مضامین نظم و نثر لکھے ہیں۔ اختلاف عقائد سے قطع نظر بعض مضامین سے علمی تبحر بھی ٹپکتا ہے چند ایسے حضرات کے مضامین بھی شائع ہوئے ہیں جو عقائد کی رو سے انجمن سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اسلامیات میں دلچسپی لیتے ہیں۔

مضمون نگاروں میں مولانا محمد علی صدر انجمن۔ ڈاکٹر بشارت احمد۔ مولوی صدر الدین اور ملک عبد القیوم صاحب پروفیسر لا کالج لاہور کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

متعدد نظمیں بھی شائع ہوئی ہیں۔ پیغام بھیجنے والے مشاہیر میں مولانا عبد الماجد دریابادی کا اسم گرامی بھی ہے۔ یہ پرچہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اجمالی تاریخ کی حیثیت رکھتا ہے ضخامت ۸۰ صفحے۔ قیمت ۴ر

تہذیب نسواں ۱۲ر فروری ۱۹۳۹ء

جوبلی فنڈ میں حصہ لینے والوں کیلئے نہایت ضروری اطلاع

(از دفتر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

جن بھائیوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اپنی رقوم جنوری کے خاتمہ اور فروری کے آغاز میں بھیجیں گے ان سب کی خدمت میں التماس ہے از راہ مہربانی کسی مزید توقف اور انجمن کی یاددہانی کی انتظار کے اپنی اپنی موعودہ رقم مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

بعض احباب کی خدمت میں وصیت کے فارم پر کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ براہ کرم بعد تکمیل دفتر میں واپس کر دیں۔

محمد مرتضےٰ خاں۔ بی۔ اے
سکرٹری حضرت امیر ایدہ اللہ

حضرت مسیح موعودؑ کا طرزِ عمل اور ڈاکٹر اقبال کے نظریے

جماعت احمدیہ صرف ایک عالمگیر اسلامی نصب العین کو بروئے کار لانا چاہتی ہے

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب)

ملک ہندوستان کے حالات میں گذشتہ بیس سال کے اندر جو ذہنی و سیاسی انقلاب پیدا ہوئے ہیں اس سے پیشتر ایسی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ ایک وقت تھا کہ اس ملک میں ہندو مسلم حقوق کا سوال ایسے زوروں پر نہ تھا جیسے اب ہے۔ ڈاکٹر اقبال اس وقت اپنے فلسفہ اور اپنی شاعری کے باعث تمام حلقوں میں محبانِ وطن کی صف اول میں شمار کئے جاتے تھے۔ مگر زندگی کے آخری سالوں میں آپ کی وہ ہمہ گیر شہرت قائم نہ رہی۔ جب سے آپ نے گول میز کانفرنس میں مسلم قوم کے حقوق کی نگہداشت کا سوال اٹھایا اس وقت سے لیکر آج تک ہندو برادرانِ وطن آپ کے جذبہ حب الوطنی کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگ گئے۔ ایک طرف جب ڈاکٹر صاحب کے ان جذبات کو دیکھئے جن میں آپ نے حب الوطنی کا اظہار کیا۔ ہے تو وجد میں آجاتے لیکن جب یہی غیر مسلم اصحاب ڈاکٹر صاحب کے خیالات کو ایک خاص طبقہ یعنی مسلم قوم کی ترقی و فلاح سے والبستہ دیکھتے تو انہیں ایک تنگ نظر، فرقہ باز انسان سمجھنے لگ جاتے اور ان دو متضاد جذبات کی تطبیق نہ کر سکتے۔ چنانچہ یہ بحث ڈاکٹر صاحب کی زندگی تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ آپ کی وفات کے بعد بھی اس کا سلسلہ جاری ہے حال ہی کا ذکر ہے قریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا سردار جوگندر سنگھ صاحب نے بھی موقعہ پر ڈاکٹر اقبال کے متعلق اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اس پر ڈاکٹر صاحب کے کسی مداح کی طرف سے جنہوں نے اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں کیا ایک مضمون سول اینڈ ملٹری گزٹ اخبار میں جواب کے طور پر لکھا۔ یہ جواب اور اس میں خاص طور پر وہ اقتباسات جو خود ڈاکٹر اقبال کی تحریروں سے دیئے گئے ہیں۔ ہمارے احباب سلسلہ کے لئے خاص طور پر قابل غور ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے نظریہ پر جو تنقید غیر مسلم اصحاب کی طرف سے کی گئی ہے ہم ذیل میں درج [illegible] ہیں۔

"بہت سے اصحاب کے لئے یہ امر ضرور کا باعث ہوا ہے کہ اقبال کی شاعری جہاں ایک عالمگیر نصب العین کا تصور پیش کرتی ہے وہاں دوسری طرف آپنے اس نصب العین کا عمل و نفوذ محدود دائرے کے اندر قرار دیا ہے اور اس امر کا اعتراف ڈاکٹر صاحب کو خود بھی ہے چنانچہ جب مسٹر ڈکنسن نے ڈاکٹر نکلسن کے ترجمہ اسرار خودی پر تنقید کرتے ہوئے یہی اعتراض کیا تو ڈاکٹر صاحب نے انہیں ذیل کا جواب دیا

"بلاشبہ اسلامی نصب العین کا تصور فلسفہ اور شاعری میں ایک عالمگیر تصور ہے لیکن اگر آپ اس نصب العین کو عملی جامہ پہنائیں گے اور اسے روزمرہ زندگی میں جاری وساری دیکھنا چاہیں گے تو آپ کو فلسفہ دانوں اور شاعروں کی راہ نہیں تکنا چاہئے بلکہ اس کے لئے ایک ایسی سوسائٹی کی ضرورت ہے جو اپنے معتقدات میں منفرد ہو اور جو دوسروں سے کوئی امتیازات خصوصی اپنے اندر رکھتی ہو اور میرے نزدیک ایسی جماعت جس میں یہ نمونہ اور اپنی اثر پذیری کے لحاظ سے یہ ہمہ گیر جاذبیت موجود ہے وہ صرف اسلامی سوسائٹی ہی ہے۔"

اسلامی سوسائٹی کی موجودہ حالت

جہاں تک اصولوں کا سوال ہے اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کا یہ فرمانا کہ ایسی سوسائٹی کا تصور جو عالمگیر نصب العین اپنے سامنے رکھتی ہو اسلام نے ہی پیش کیا ہے صحیح ہے لیکن کیا آج مسلم قوم کے مسخ شدہ عقائد و اعمال اس نصب العین سے کوئی ادنیٰ علاقہ رکھتے ہیں؟ جہاں تک عمل کا سوال ہے یا روزمرہ زندگی کا تعلق ہے مسلم قوم کے اندر من حیث الجماعت وہ عالمگیر تصور کس جگہ موجود ہے۔ مسلمانوں میں آخر وہ جماعت کہاں پائی جاتی ہے جو ایک منظم صورت میں ان عقائد و اعمال کی حامل ہو جنہیں اسلام نے پیش کیا ہے ہم عمل کے سوال کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تو صرف اعتقادات میں ہی مسلمانوں کے اندر اس وقت وہ کونسی جماعت ہے جس کے اصول عین کتاب اللہ و سنت رسول کے معیار پر پورے اترتے ہوں؟ مسلم قوم کی تمام حالت کا نقشہ ...ں میں ذرہ بھر مبالغہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر میں کھینچا ہے۔

رہیں نہ آوے زلزلے تقوے کی رہ گم ہوگئی
اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے

اگر یہ واضح امر ہے کہ آج مسلمان قوم کی زندگیوں میں سے من حیث الجماعت اسلام کے اصول کلیتہً مفقود ہو گئے ہیں۔ تو پھر لازماً سوال یہ پیدا ہوگا کہ آخر اس عالمگیر نصب العین کے بروئے کار لانے کا ذریعہ کیا ہے؟ کیا آج بھی اشاعت اسلام کا عالی مقصد سرانجام پا سکتا ہے۔ جب تک مسلمانوں کے اندر ایک ایسی جماعت کھڑی نہ ہو جو اپنے معتقدات، مسلمات اور اعمال و ایثار کے باعث منفرد و ممتاز حیثیت نہ رکھتی ہو۔

ڈاکٹر اقبال اور حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت

اس امر کو ضبط تحریر میں لاتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری سال حضرت اقدس مسیح موعود اور آپ کے قائم کردہ طرز عمل کی مخالفت میں بسر ہوئے۔ مگر خدارا غور کرو کہ وہ کونسا طرز عمل تھا جس کی مخالفت میں انہوں نے اپنی قوت کو ضائع کیا۔ کیا یہ بات قابل اعتراض تھی کہ حضرت اقدس نے مسلمانوں کے اندر ایک ایسی جماعت کی بنیاد کیوں رکھی۔ جو ایک عالمگیر اسلامی نصب العین کو عمل میں لانے کے لئے ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیا ہی عبرت انگیز منظر ہے کہ جو اعتراض حضرت اقدس کے مسلک پر کیا جاتا ہے اور جس لفظ سے اسے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی فرقہ بازی یا کیونلزم بعینہٖ وہی اعتراض ڈاکٹر اقبال پر وارد ہو رہا ہے فرق اگر ہے تو صرف اسی قدر ہے کہ عالمگیر نصب العین کے حصول کے لئے جس قسم کی اسلامی سوسائٹی کی حاجت ہے۔ اسے ڈاکٹر اقبال نے محض تخیلات کے میدان میں دیکھا۔ مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس تخیل کو عملی جامہ پہنا دیا اور وہ سوسائٹی قائم کر دکھلائی۔ خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ ۱۹۱۱ء میں ڈاکٹر اقبال جماعت احمدیہ کی نسبت اپنے علیگڈھ کے لیکچر میں خود اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اگر ٹھیٹھ اسلامی سوسائٹی کا نمونہ اس زمانہ میں دیکھنا ہو تو جماعت احمدیہ موجود ہے۔ اگر غیر مسلم اصحاب کی نکتہ چینی غلط ہے اور یقیناً غلط ہے کہ ڈاکٹر اقبال مسلم قوم کی حمایت کرنے کے باعث فرقہ باز و تنگدل ہو جاتے ہیں تو پھر یقیناً غیر از جماعت کا یہ اعتراض بھی بیہودہ اور کوتاہ فہمی پر مبنی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور بوجہ اپنے معتقدات و اعمال میں منفرد ہونے کے تنگدل و فرقہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر اقبال کے مسلمہ کے مطابق تو عالمگیر نصب العین کے حصول کیلئے ایک ایسی سوسائٹی کی ضرورت ہو جو منفرد ہو امتیازی خصوصیات اپنے اندر رکھتی ہو تو پھر جماعت احمدیہ لاہور یقیناً ان خصائص کی حامل ہے جس کے نہ ہونے سے ہی تمام ناکامی و نامرادی ہے یہاں ان دوستوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے جو اس بات کا نام سنتے ہی چونک پڑتے ہیں کہ یہ جماعت عام مسلمانوں سے علیحدہ رنگ میں کیوں نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے اپنی تحریر میں اسے تسلیم کیا ہے کہ اگرچہ نصب العین عالمگیر ہو مگر تاہم جماعت کی تربیت ایسے رنگ میں ہونا ضروری ہے جو اسے امتیازی حیثیت دے۔ ہاں وہ اپنے نمونہ و اثر کے لحاظ سے اس قسم کی جماعت ہو کہ کل عالم کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اب اگر جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات کو دیکھا جائے اس کے سامنے جو نصب العین ہے اسے سامنے رکھا جائے پھر جو ذرائع اس کے حصول کے وہ قرار دے رہی ہے ان پر غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ جہاں ایک طرف اس کے جملہ معتقدات کتاب اللہ و سنت رسول کے معیار پر پورے اتر رہے ہیں وہاں دوسری طرف اس کا نصب العین عالمگیر ہے یعنی اشاعت اسلام اور اس کے حصول کے ذرائع ایسے ہیں جو ہمہ گیر جاذبیت و کشش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وجہ یہ ہو کہ یہ جماعت بانی سلسلہ کی سچی اتباع میں کھڑی ہوئی اسے یہ ضرورت لاحق نہیں کہ بیہودہ اعتراضات اور بیجا تنقید کو خاطر میں لاتے ہوئے اس "ٹھیٹھ" مسلک میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کرے جس کے باعث اسے امتیازی خصوصیت حاصل ہو۔

قادیانی حضرات کی خدمت میں التماس

جہاں غیر از جماعت اصحاب کے لئے توجہ کی ضرورت ہو کہ وہ پورے غور و فکر سے کام لیکر اس بات کا فیصلہ کریں کہ اگر اشاعت اسلام کے نصب العین کی تکمیل کے لئے کسی جماعت کی ضرورت ہو تو اس کی کیا خصوصیات ہو سکتی ہیں اور آیا وہ امتیازات من حیث الجماعت جماعت احمدیہ لاہور میں موجود ہیں یا نہیں۔ وہاں دوسری طرف میں قادیانی حضرات کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ وہ بھی غور کریں کہ ان کے معتقدات اور طرز عمل نے کہیں جماعت احمدیہ کو فی الواقع ایک تنگ نظر فرقے کی حیثیت تو نہیں دیدی۔ آخر قابل غور امر ہے کہ ۱۹۱۱ء میں جب غیر بھی جماعت کے مسلک کے عین ٹھیٹھ اسلامی ہونے کی گواہی دے رہے ہیں تو وہ کونسے وجوہ ہوئے جن کے ماتحت غیروں کا نظریہ بدل گیا؟ کیوں جماعت احمدیہ مقبولیت کی حالت سے گر کر قابل نفرین شئے قرار دیدی گئی۔ کیا ان اعتقادات نے کہ حضرت اقدس مستقل نبی ہیں اور جماعت احمدیہ میں شامل نہ ہونے والے کلمہ گو کافر و دائرہ اسلام سے خارج ہیں جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا نہیں کئے؟ پھر کیا عمل کے میدان میں وہ متشددانہ رویہ نے جس کے باعث خود قادیان کے رہنے والے نالاں ہیں جماعت کو ایک تنگ نظر فرقہ کی حیثیت تو نہیں دیدی؟ دوسری فرصت میں اس امر کی نسبت عرض کروں گا کہ اسی مضمون نگار نے ڈاکٹر اقبال کے نظریہ عہد جدید کے متعلق کن خیالات کا اظہار کیا ہے اور ان ...

قرآن مجید پر ایک تاریخی اعتراض کا جواب

اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ کا اتحاد

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۳)

اب آپ قرآن مجید کی آیت وقالت الیھود عزیر ابن اللہ الخ کو ایک مرتبہ پھر پڑھئے اور اس سے پہلی آیت پر غور کیجئے تو قرآن مجید کے غیر مربوط ہونے کا سوال اڑ جاتا ہے اور کلام الٰہی ہونے کا یقین محکم ہو جاتا ہے۔ فرماتا ہے۔ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون (۹ : ۲۹)

"ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ اسے حرام ٹھہراتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اور نہ سچے دین کو اختیار کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی تاکہ وہ ہاتھ سے جزیہ دیں اور وہ محکوم ہوں"۔

کتاب مقدس کی رو سے بنی اسرائیل کا محکوم ہونا اور ایک غیر اسرائیلی بادشاہ کو جزیہ دینا اس بات کی دلیل تھی کہ ان کا دین دین حق نہیں اور نہ وہ شریعت کے پابند ہیں۔ نہ اللہ اور نہ آخرت پر ان کا ایمان ہے۔ ان کی یہ حالت اس بات کی متقاضی ہے کہ ان کے ساتھ جنگ کی جائے۔

اس آیت سے پہلے ساری سورہ توبہ میں مشرکین کے ساتھ جنگ کا ذکر ہے اور یہ پہلی آیت ہے جس میں اہل کتاب کے ساتھ اپنی شرائط کے ماتحت جنگ کا حکم ہے۔ جو خود اہل کتاب کی کتاب میں مذکور ہیں اور قرآن مجید نے وہاں سے اٹھا کر انہیں یہود کے سامنے رکھدیا ہے۔ کتاب استثناء ۳۲: ۱۵ میں اسی طور پیشگوئی مذکور ہے۔

"یشورن (اسرائیل) موٹا ہو گیا۔ ... تب اس نے اپنے خدا اپنے خالق کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی نجات کی چٹان کو حقیر جانا۔ انہوں نے اجنبی معبودوں کے سبب اسے غیرت دلائی اور ایسے نفرتی کاموں سے غصہ میں لائے۔ انہوں نے شیطانوں کے لئے قربانیاں گذرانیں نہ خدا کے لئے بلکہ ایسے معبودوں کے لئے جن کو آگے وے نہ پہچانتے تھے ... وے ایک گروہ ہیں جو مصلحت سے خالی ہیں اور ان کو عقل نہیں کاش کہ وے دانشمند ہوتے کہ وے اسے سمجھتے اور اپنی عاقبت کا اندیشہ کرتے تو کیا ہوتا کہ ان میں کا ایک شخص ایک ہزار کو رگیدتا اور دو شخص دس ہزار کو بھگاتے۔ اگر ان کی چٹان ان کو بیچ نہ ڈالتی اور خداوند ان کو اسیر نہ کرواتا"

(استثناء ۳۲: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۲۸ تا ۳۱)

کتاب استثناء کے مذکورہ حوالہ میں اور قرآن مجید کی آیت میں جو تطابق ہے وہ ذیل کے مقابلہ سے ظاہر ہے۔

استثناء	قرآن مجید
یشورن کا دل موٹا ہو گیا۔	لا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب (عبری زبان کا یشورن یشر کے مادہ سے ہے جس کے معنی ہیں دین حق کا پیرو۔ بنی اسرائیل کے لئے یہ ایک عزت کا خطاب تھا جو انکی بیدینی کی وجہ سے ان سے چھین لیا گیا)
تب اس نے اپنے خدا اپنے خالق کو چھوڑ دیا اور اپنی نجات کی چٹان کو حقیر جانا۔	لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر
انہوں نے اجنبی معبودوں کے سبب اسے غیرت دلائی اور ایسے نفرتی کاموں سے غصہ میں لائے۔ انہوں نے شیطانوں کیلئے قربانیاں گذرانیں نہ خدا کیلئے بلکہ ایسے معبودوں کیلئے جن کو آگے وے نہ پہچانتے تھے جو	ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ
نئے تھے (ایسا نہ ہو سکتا تھا) اگر ان کی چٹان (خدا) انکو بیچ نہ ڈالتی۔ اور خداوند ان کو اسیر نہ کرواتا	حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون

دوم۔ قرآن مجید مسلمانوں کے مقابلہ میں مشرکین کی کامل شکست قریش کے جاہ و مال و اولاد کی کثرت سامان حرب کی فراوانی و میدان جنگ میں ہر مرحلہ پر مسلمانوں کے ہار جانا اور ایک قلیل گروہ کا اپنی قلت اور سامان جنگ کی انتہائی کمی کے باوجود فتح پا جانے کو اہل کتاب اسلام کے دین حق ہونے کی ایک حجت اور دلیل قرار دیتا ہے جیسا کہ کتاب استثناء کے مذکورہ حوالے سے ظاہر ہے۔ یہود کا اس پر یہ اعتراض تھا کہ قریش جاہل ہیں فنون جنگ سے ناواقف ہیں اگر ہمارے ساتھ مقابلہ پڑا تو مسلمانوں کو اپنی جرأت اور بہادری کا پتہ لگ جائیگا۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ یہود نے باوجود اہل کتاب اور موحد کہلانے کے مشرکین کی مدد کی اسلام کے مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا۔ مگر نتیجہ وہی نکلا جو قرآن مجید نے پیشتر سے بتا دیا۔ یا جو توراۃ موسوی میں پہلے سے مذکور تھا کہ وہ دین حق کا مقابلہ کرکے محکوم و اسیر ہوں گے۔

بائبل کی بنا پر یہود کی محکومی، ذلت اور بیت المقدس پر غیروں کا قبضہ ان وجوہات کی بنا پر تھا کہ انہوں نے

(۱) دین حق کو چھوڑ دیا ہے۔

(۲) وہ اپنے خالق و مالک کو نہیں پہچانتے

(۳) انہوں نے ماحرم اللہ کو اختیار کر لیا ہے

گویا ان کی نجات اور آزادی دین حق کو اختیار کرنے۔ توحید کا اقرار کرنے اور شرک سے کامل بیزاری ظاہر کرنے پر منحصر تھی۔

لیکن یہود یہ چاہتے تھے کہ دین حق کی پیروی کے بغیر کوئی شخص اٹھے اور ان کو غیروں کی محکومی سے نجات دلوا دے۔ بیت المقدس اور فلسطین پر ان کا قبضہ ہو اور گری ہوئی ہیکل از سر نو کھڑی کر دے کس قدر تعجب کی بات ہے کہ جس طرح آج یہود انگریزوں سے یہ توقع رکھتے ہیں اسی طرح گذشتہ زمانہ میں جناب مسیح سے قریباً ۶۰۰ برس پیشتر ان کی توقعات ایک غیر اسرائیلی بادشاہ خورس کے متعلق ہی تھیں۔ یہود جس طرح آج برٹش گورنمنٹ سے خوش ہیں اور ان کے اخبارات انگریزوں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور ان کی حمد و ثنا سے پُر تاہیا۔ ان واقعات کو سامنے رکھکر یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۴ آیت ۲۲-۲۸ سے لیکر باب ۴۸ تک کو پڑھیئے کہ اس ایرانی بادشاہ سے یہود کی تمنائیں کیا تھیں۔

"یروشلم کی بابت کہتا ہوں کہ وہ آباد کی جائیگی کہ یہوداہ کے شہروں کی بابت کہ وہ آباد کئے جائیں گے۔ اور میں اس کے ویران مکانوں کو تعمیر کروں گا۔ جو سمندر کے حق میں کہتا ہوں کہ سوکھ جا اور میں تیری ندیاں سکھا ڈالوں گا۔ جو خورس کے حق میں کہتا ہوں کہ وہ میرا چرواہا ہے اور وہ میری ساری مرضی پوری کرے گا۔ اور یروشلم کی بابت کہتا ہوں کہ وہ بنائی جائیگی اور ہیکل کی بابت کہ اس کی بنیاد ڈالی جائیگی۔ یسعیاہ ۴۴: ۲۷ — ۲۸

خداوند اپنے مسیح خورس کے حق میں یوں فرماتا ہے کہ میں نے اس کا دہنا ہاتھ پکڑا کہ امتوں کو اس کے آگے زیر کروں اور بادشاہوں کی کمریں کھلوا ڈالوں۔ یسعیاہ ۴۵: ۱

یہود کا خیال اس خورس بادشاہ کے متعلق کیا تھا وہ مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ خدا کا مسیح ہے اور آپ یہ جان چکے ہیں کہ خدا کا مسیح اسرائیل کا بادشاہ اور ابن اللہ یہ مترادف الفاظ ہیں۔ یسعیاہ نبی کے ان الفاظ میں خورس کے متعلق وہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ خورس اور کرائسٹ دونوں کے معنی بھی سورج اور اصل یہ لفظ خور اور خورشید ہے۔

خورس اور مسیح میں مماثلت کی وجوہات حسب ذیل ہیں:۔

خورس	مسیح
یروشلم کی آبادی اس کے ذریعہ ہوگی۔	زکریا ۸: ۱۱ — ۸
خورس خدا کا چرواہا ہے	چرواہا خدا اور راعی خدا ہے۔
وہ خدا کی ساری مرضی پوری کرے گا۔	یوحنا ۱۰: ۱۱ نامہ عبرانیوں ۱۳: ۲۰ و ۲: ۲۵
تعمیر ہیکل اس کا کام ہے	یوحنا ۵: ۳۰ و ۶: ۳۹
	متی ۲۶: ۶۱ و ۲۷: ۴۰ یوحنا ۲: ۱۹
	مرقس ۱۴: ۵۸ و ۱۵: ۲۹

یہ بادشاہ جو تاریخ میں خورس اعظم (Cyrus the Great) کے نام سے مشہور ہے ایرانیوں اور بابلیوں میں اس کے متعلق نہایت مبالغہ آمیز بیان ملتے ہیں۔ مگر یہود بھی اس کی تعریف میں بے حد مدح خواں ہیں۔ سائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں لفظ یہودا کے زیر عنوان لکھا ہے:۔

The prophets who had marked in the past the advent of Assyrians & Chaldeans now fixed their eyes upon the advance of Cyrus, confident that the fall of Babylon would bring the restoration of their fortunes. Cyrus was hailed as the divinely appointed saviour the anointed one of Yahweh.

یعنی انبیاء بنی اسرائیل جو گذشتہ زمانہ میں اسیریاوالوں اور کلدانیوں کی طرف انگلی اٹھایا کرتے تھے اب ان کی آنکھیں خورس پر جم گئیں۔ اس یقین کی بنا پر کہ بابل کی شکست ان کی قسمت کو ملیٹ دے گی۔ خورس کو خدا کے مقرر کردہ نجات دہندہ کی عظمت

دی گئی اور اسے خداوند یہودہ کا مسیح تسلیم کیا گیا۔

اس سے پیشتر یہ بتایا جا چکا ہے کہ اس قسم کا بادشاہ یہود کے اندر ابن اللہ کہلاتا تھا۔ اس بادشاہ کی کامیابی اور فتحمندی کا یہ عالم تھا کہ اس نے مصر سے لیکر سندھ تک تمام ممالک کے اوپر حکومت کی۔

سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں اس کے متعلق لکھا ہے:۔

Great expectation were cherished of him by the Jews. When after his defeat of Croesus, he advanced to the conquest of the whole of Asia Minor, there arose one of the exiles in Babylon, who pointed him out as the King raised up by Yahveh to be Israel's redeemer. P. 979 Col. 1st.

یہود نے خورش پر بڑی بڑی توقعات رکھیں۔ جب اس نے شاہ بابل کو شکست دی اور وہ سارے ایشیائے کوچک کے فتح کرنے کے لئے آگے بڑھا تو یہودی جلاوطنوں میں ایک شخص اٹھا اور اس نے خورس کو خداوند یہودہ کا مبعوث کردہ بادشاہ اور اسرائیل کا نجات دہندہ قرار دیا۔

تاریخ کی شہادت کے بعد کتاب مقدس کی شہادت بھی خورش کے متعلق قابل شنید ہے۔ کتاب تواریخ دوم کے آخر پر لکھا ہے۔

"اب شاہ فارس خورش کی سلطنت کے پہلے برس میں اس خاطر کہ خداوند کا کلام جو یرمیاہ کے منہ سے کہا گیا تھا پورا ہووے خداوند نے شاہ فارس خورش کا دل ابھارا اور اس نے اپنی ساری مملکت میں منادی کرائی اور اسے قلمبند بھی کر کے یوں فرمایا کہ شاہ فارس خورش یوں فرماتا ہے خداوند آسمان کے خدا نے زمین کی ساری مملکتیں مجھے بخشیں اور اس نے مجھ کو حکم دیا کہ میں یروشلم میں اس کے لئے ایک مسکن بناؤں۔ پس جو تمہارے درمیان اس کی قوم کا ہو۔ خداوند اس کا خدا اس کے ساتھ ہو اور وہ روانہ ہو جاوے۔"

یہی عبارت عزرا نبی کی کتاب میں عزرا باب اول کی ا و ۲ میں بھی موجود ہے۔ ان آیات میں خورش کو یروشلم میں ہیکل بنانے والا اور مالک الملک کہا گیا ہے۔ یرمیاہ نبی اسی خورش بادشاہ کے متعلق پیشگوئی کرتا ہے۔

"کیونکہ خداوند یوں کہتا ہے جب بابل میں ستر برس گزر چکیں گے تو میں تمہاری خبر لینے آؤنگا اور تمہیں اس مکان میں پھر لانے سے اپنی اچھی بات تم پر قائم کروں گا۔ کیونکہ میں اپنے اندیشوں کو جو تمہاری بابت کرتا ہوں جانتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خداوند کہتا ہے میں تمہاری اسیری کو موقوف کراؤں گا۔ اور تمہیں قوموں میں سے اور سب جگہوں میں سے جن میں میں نے تمہیں ہانک دیا ہے جمع کرونگا خداوند کہتا ہے اور میں تمہیں اس مکان میں جہاں سے میں نے تمہیں اسیر کروا کے بھیجا پھر لے آؤنگا۔"

کتاب مقدس کی تصریحات سے یہ امر ظاہر ہے کہ خورش کو یہود نے انہی خطابات کا مستحق سمجھا جن خطابات کا مستحق عیسائیوں نے مسیح کو سمجھا اور وہ انہی معنوں میں یہود کے نزدیک ابن اللہ تھا جن معنوں میں نصاریٰ کے نزدیک مسیح تھا۔ یا اس کو یہود کے سامنے پیش کیا گیا۔ خورش بادشاہ وہی شخص ہے جسے قرآن نے عزیز کہا ہے اس پر ہم اخبار کی آئندہ اشاعت میں بحث کریں گے۔

بقیہ صفحہ ۱

قرآن۔ جس نے یہ زمین اور آسمان بنایا ہے۔ اور تم نے اس کی خبر نہ لی۔ پوچھے گا اور ضرور پوچھے گا۔ یہ حقائق ہیں۔

دین کے لئے روپیہ خرچ کرو

اپنے مالوں میں سے ایک حصہ اس کے دین کی نصرت کے لئے نکالو۔ تم اگر سولہ پیسے روز کماتے ہو۔ تو پندرہ پیسے خرچ کرو اور ایک پیسہ دین کے لئے خرچ کرو۔ سولہ پیسوں میں سے ایک خدا کا سمجھو۔ اسے اپنے نفس پر مت خرچ کرو۔ جو آٹھ پیسے روزانہ کماتا ہے۔ وہ ایک دھیلہ دین کے لئے خرچ کرے۔ اور اس طرح جو سولہ روپے کماتا ہے وہ ایک روپیہ خدا کے دین کے لئے دے۔ یعنی ایک آنہ فی روپیہ۔ اس اصول کو قائم کرو۔ اگر تم اسے قائم کرلو۔ تو تم اتنی تعداد کے باوجود بھی دنیا میں انقلاب پیدا کردو گے۔

ہالینڈ میں مشن

ہمارے ہاتھ رکے ہوئے ہیں۔ مگر خدا سامان پیدا کر دیتا ہے۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب کی تڑپ تھی کہ ہالینڈ میں ایک مشن قائم کیا جائے۔ انہوں نے ہالینڈ میں مشن قائم کردیا ہے۔ ہمارا اس کے ساتھ جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے اس نیک کام سے اس کی کمزوریوں پر پانی پھر گیا ہے۔

ہر نوجوان۔ ہر کمانے والا۔ خواہ اس کا رزق اس پر بہت تنگ ہے۔ مگر کچھ بھی کچھ تو خدا نے اسے دیا ہے اسے چاہئے کہ اس میں سے خرچ ضرور کرے۔ والذی قدر علیه رزقه فلینفق مما اتٰه الله

یہ باتیں ضرور یاد رکھو

یہ چار باتیں ضرور یاد رکھیں۔

(۱) اپنے اندر خدا کے دین کی خدمت کے لئے یہ تیاری پیدا کرو کہ اس کے لئے اپنی جانیں اور سر بھی دینے کی ضرورت ہوگی تو دیں گے۔

(۲) اس کے راستہ میں خوشدلی سے دکھوں کو برداشت کریں گے۔

(۳) نماز کو قائم کریں گے۔ نماز باجماعت مساجد میں آکر ادا کریں گے۔ جمعہ کے متعلق بالخصوص کہنا چاہتا ہوں اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ جو تین جمعے متواتر ترک کرتا ہے اس کے دل میں سیاہی آجاتی ہے زنگ لگ جاتا ہے۔

(۴) اپنے مالوں کا ایک حصہ خدا کی راہ میں خرچ کریں گے۔ ایک آنہ فی روپیہ سے کم کسی صورت میں نہ ہو۔ ان چار چیزوں کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اور انہی سے اپنی قوم کو ترقی دو۔ یاد رکھو۔ جب ان چار چیزوں پر تم کاربند ہو گئے۔ تو خدا کی نصرت آتے دیر نہیں لگتی۔ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔

(مرقومہ منصور والیس)

۳/۷۹

پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر کے متعلق ایک فاضل پروفیسر کی رائے

جناب سید عبد القادر صاحب ایم۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور اپنے ایک والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

مکرم بندہ جناب شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام صلح کا جوبلی نمبر موصول ہوا۔ شکریہ۔ میں آپ کو اس کی ترتیب و تدوین پر مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ نے اس نمبر میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق تمام مفید معلومات کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ اس اعتبار سے اگر اسے سلسلہ احمدیہ کی انسائیکلوپیڈیا کہیں تو بجا ہے تصویروں نے اس نمبر کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ "یاد رفتگاں" کے تحت میں جو تصویریں دی گئی ہیں انہوں نے میرے قلب پر خاص طور پر اثر کیا۔ ان میں سے اکثر بزرگ میرے زمرہ احباب میں شامل تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب کی تصاویر دیکھ کر میری آنکھیں خاص طور پر پرنم ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ افسوس ہے کہ ناسازی طبع کے باعث میں آپ کو اس سے قبل شکریہ کا خط نہ لکھ سکا۔ والسلام

۲۸ ۲/۵ سید عبد القادر

سید صاحب موصوف کی اس ذرہ نوازی اور حوصلہ افزائی کا بے حد ممنون ہوں۔ آپ پنجاب کی ان قابل قدر ہستیوں میں سے ہیں جن کے دل میں ہر ایک مفید اسلامی تحریک اور اسلامی کام کے لئے درد اور ہمدردی ہے جن دنوں سلور جوبلی نمبر مرتب ہو رہا تھا۔ سید صاحب موصوف شدید علالت کی وجہ سے صاحب فراش تھے اس وجہ سے یہ نمبر ان کے بلند پایہ مضمون سے محروم رہا۔ ورنہ جب کبھی بھی ہم نے قلمی اعانت کی درخواست کی ہے آپ نے اسے رد نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے سید صاحب موصوف کو صحت عطا فرمائی۔ (محمد انعام الحق)

جوبلی فنڈ میں چندہ بھیجنے والے احباب کی خدمت میں ضروری اطلاع

جوبلی فنڈ میں چندہ بھیجنے والے احباب کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے کہ چند دنوں سے میں یاد دہانیاں مسلم ٹاؤن سے حضرت امیر کے دفتر سے مختلف اصحاب کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ رقوم خزانہ انجمن احمدیہ بلڈنگس میں وصول ہوتی ہیں اور بعض وقت دفتر سے اطلاع آنے میں بھی کسی قدر التوا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ادھر یاد دہانی کا خط بھیجا اور ادھر دفتر میں رقم مطلوبہ وصول ہو گئی۔ اس وجہ سے اگر کبھی ایسا ہو کہ باوجود رقم کے بھیجے جانے کے یاد دہانی کسی دوست کی خدمت میں پہنچے تو اس کو منسوخ سمجھیں اور محل اعتراض نہ سمجھیں۔

مرتضٰے خاں
پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر مسلم ٹاؤن

مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباحثہ

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

۲۸ر جنوری ۱۹۳۹ء کو میرٹھ میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس عاجز کے درمیان دارالعلوم میرٹھ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر اس امر پر مباحثہ ہوا کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میں اگر یہ کہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس مباحثہ میں بری طرح شکست کھا گئے تو مولوی صاحب کے ہمخیال شاید یہ کہہ دیں کہ واہ شیر پنجاب جیسا فاضل کبھی شکست کھا سکتا ہے؟ حالانکہ امر واقعہ یہی ہے۔ کہ مولوی صاحب باوجود بقول خود ایک پرانے جرنیل ہونے کے بُری طرح اس میدان میں بھی مار کھا گئے۔ اس لئے میں اس مباحثہ کی روئداد اجمالاً لکھتا ہوں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں کہ بلاشبہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور قادیانی جماعت حق پر ہے جو مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے۔ پھر پچھلے دنوں جبکہ میاں محمود احمد صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے درمیان اس موضوع پر بحث مباحثہ کے لئے کوشش ہو رہی تھی تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے قادیانیوں کی طرفداری کی، اور لکھا کہ نبوت پر ہی بحث ہونی چاہئے۔ اس لئے میں نے میرٹھ میں جلسہ کے موقع پر اس موضوع پر مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباحثہ غنیمت جانا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے دلائل۔

دعوائے ظلی نبوت

(۱) مرزا صاحب بلاشبہ ظلی نبوت کے مدعی ہیں جس سے مرزا صاحب کی مراد یہ ہے کہ ان کو نبوت کا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملا ہے۔ بہرحال یہ نبوت ہے جو انہیں حاصل ہے لہٰذا وہ نبی ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ دوسرے انبیاء کو نبوت براہ راست ملی اور مرزا صاحب کو رسول اللہ صلعم کے واسطہ سے ملی۔ لیکن اصل شئے یعنی نبوت میں کوئی فرق نہیں۔

اس موقعہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے بطور اصول بیان فرمایا کہ حاضرین یاد رکھیں کہ کسی شئے کے ذریعہ حصول کے فرق سے اصل شئے میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ جیسا کہ ایک شخص کو ایک جائداد وراثت میں ملے اور دوسرا جائداد پیدا کرلے تو دونوں شخصوں کے صاحب جائداد ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ دونوں شخص یکساں مالک ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سمجھ لیجئے کہ تمام انبیاء کو نبوت براہ راست خدا سے ملی اور مرزا صاحب کو آنحضرت صلعم کے ذریعہ نبوت وراثت ملی۔ اس لئے ان کے نبی ہونے میں اور دوسروں کے نبی ہونے میں در اصل کوئی فرق نہیں اور مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔

(۲) مرزا صاحب کا دعوےٰ ہے کہ میں عیسیٰؑ سے افضل ہوں اور وجہ فضیلت حقیقۃ الوحی میں یہ بیان کی ہے کہ مجھے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے اور اس کی بنا پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

ہمارا جواب یہ تھا کہ:۔

(۱) اگرچہ بعض حالتوں میں ذریعہ حصول کے مختلف ہونے سے اصل شئے میں کوئی فرق نہیں پڑجاتا۔ مگر بعض امور ایسے ہیں کہ ذریعہ حصول کے بدل جانے سے حقیقت ہی بدل جاتی ہے اور نبوت ایسی ہی چیز ہے کہ اگر وہ براہ راست خدا سے نہ ملے بلکہ کسی رسول کے ذریعہ حاصل ہو تو وہی حقیقت جسے نبوت کہتے ہیں ولایت ہوجاتی ہے اور یہ مسلمہ اہل اسلام ہے کہ ولایت ظل نبوت ہے۔

اس کی توضیح کے لئے ہم نے دو مثالیں پیش کیں:۔

(ل) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جعل الشمس ضیاء والقمر نورا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے آفتاب کی گرم روشنی کو "ضیاء" کے نام سے موسوم کیا ہے اور وہی روشنی جب چاند کے ذریعہ منعکس ہوکر آئی تو اس کا نام "نور" رکھدیا ہے اور کون نہیں جانتا کہ یہاں صرف ذریعہ حصول کے بدل جانے سے ہی حقیقت بدل گئی ہے۔ کہاں سورج کی گرم دھوپ اور کہاں چاند کی ٹھنڈی چاندنی۔

(ب) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا

اس آیت میں او یرسل رسولا کے طریق کلام پر غور فرمایئے خدا تعالیٰ بشر سے رسول بھیجکر کلام فرماتا ہے کیا یہ سچ نہیں کہ خدا نے ان لوگوں کے ساتھ جن میں انبیاء مبعوث فرمائے کلام کیا اور پھر کیا یہ سچ نہیں کہ خود ان انبیاء سے بھی خدا نے کلام کیا۔ اگر یہ سچ ہے اور واقعی سچ ہے تو اب غور فرمایئے کہ وہ کلام الٰہی جس کا نام قرآن مجید اور فرقان حمید ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے خدا نے بذریعہ جبریل محمد رسول اللہ صلعم کو عطا فرمائی اور وہی کلام بلا فرق ایک ذرہ کے خدا تعالیٰ نے بذریعہ محمد رسول اللہ صلعم ہم سب کو عطا کی۔ صرف ذریعہ حصول کا فرق ہے نہ کچھ اور۔ تو اب مولوی ثناء اللہ صاحب بتائیں کہ ہم محمد صلعم کی طرح صاحب شریعت رسول کیوں نہیں بن گئے جبکہ وہی شئے جو آنحضرت صلعم کو ملی تھی جس سے وہ رسول بلکہ خاتم المرسلین ہوگئے ہم کو بھی ملی ہے۔ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ تم کو یہ کلام بذریعہ جبریل نہیں دی گئی اس لئے یہ فرق ہے تو میں کہوں گا کہ پھر آپ کا وہ اصول کدھر اڑ گیا کہ ذریعہ حصول سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

مولوی صاحب حضرت محی الدین ابن عربی امام اکبرؒ تو یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بوجہ ان کے عشق قرآن اور کثرت مزاولت کے فرقان حمید الہامی رنگ میں بھی نازل ہوگیا۔ مگر بایں ہمہ وہ نبی یا رسول نہیں ہیں کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کے اُمتی ہیں اور ان کو قرآن مجید الہامی رنگ میں بذریعہ آنحضرت صلعم دیا گیا تھا۔ تو خدا کے لئے بتایئے کہ آنحضرت صلعم کے طفیل کمالات نبوت پانے کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کس طرح مدعی نبوت کہلا سکتے ہیں۔ ہاں ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نبوت محمدیہ ظلی طور پر آئینہ احمدیہ میں چمکی اور پوری آب و تاب سے چمکی اور پہلے بھی بے شمار اولیاء اللہ میں وہ جلوہ گر ہوتی رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ مگر اسے نبوت نہیں کہتے بلکہ ولایت یا ظلی نبوت کہتے ہیں۔

دوسری دلیل کا جواب

مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے بحیثیت نبی ہونے کے عیسےٰ پر فضیلت کا دعویٰ کیا ہے یہ بھی غلط ہے۔ ایک دفعہ بھی حضرت مسیح موعود نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ کی جس عبارت میں "صریح طور پر نبی کا خطاب" مذکور ہے اس کے ساتھ ہی ایک "مگر" بھی لگا ہوا ہے جسے مولوی صاحب نے نظر انداز کردیا ہے۔ حالانکہ بعد کی عبارت کو ساتھ پڑھنے سے بات صاف ہوجاتی ہے اور پھر بھی اگر کسی کو شک رہ جائے تو مجدد وقت نے وہیں اس پر ایک فٹ نوٹ لکھا ہے جس میں صاف اقرار ہے کہ نبی کے لفظ سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانہ میں براہ راست انبیاء کو ملی۔ میرا ہرگز ایسا دعویٰ نہیں بلکہ میری نبوت تو آنحضرت صلعم کی نبوت کا ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ پس جبکہ اصلی نبوت کا دعویٰ ہی نہیں تو ایک اصلی نبوت والے نبی کے ساتھ بلحاظ نبوت مقابلے کے کیا معنی۔ حضرت مرزا صاحب نے تو یہ فرمایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں محمدؐ کا اور مسیح خلیفہ ہے موسےٰؑ کا۔ موسیٰؑ کی خلافت بمقابلہ خلافت محمدیہ کے ایک چھوٹی سی چیز ہے اس لئے میں اس مسیح سے افضل ہوں۔

ایک ایسا وجود جس میں حسن محمدی جلوہ گر ہو اور اپنی تمام آب و تاب سے ظاہر ہو تو وہ وجود حسن محمدی کی تصویر اور اس کا خلیفہ ہوگا اور ایسا وجود باعتبار حسن محمدی کی جلوہ گری کے عیسےٰ سے فضیلت کا دعویٰ کرے تو کچھ بیجا نہیں۔ مگر مولوی صاحب کو یہ فضیلت جو ظلی طور پر حاصل ہوتی ہے اس سے گونہ نفرت ہے۔ لیکن اہل اللہ اس مقام پر اپنے ظلی طور پر وجود محمدی کا ثبوت ادب کرتے ہیں۔ کیونکہ گو وہ ظاہر میں خلیفہ محمدی ہے۔ مگر باطن میں ان کی حقیقت، حقیقت محمدی ہی ہے۔ جیسا کہ الانسان الکامل میں حضرت شیخ عبدالکریم جیلانی نے صراحتاً لکھا ہے اور یہی حسن باطن ہی تھا جس کی بنا پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں کہا ہے کہ جب اس ترک عجم نے مئے عشق سے سرشار ہوکر وجد کیا۔ تو تمام خوبروؤں کو اپنے قدم کے نیچے کرلیا۔

کیا مولوی صاحب کو معلوم نہیں کہ حضرت شیخ شبلیؒ نے بروز کے مقام پر کہدیا تھا

اشھد انی لرسول اللہ

اور اپنے شاگرد سے کہا کہ کیا تو بھی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو شاگرد ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا اور بے اختیار بول اٹھا

اشھد انک لرسول اللہ

بعد میں شبلیؒ نے شاگرد سے پوچھا کہ تو نے کیوں کہا کہ اشھد انک لرسول اللہ تو اس نے کہا کہ جب آپ نے مجھ سے کہا کہ میں یہ کہوں تو میں نے جب آپ کی طرف دیکھا تو مجھے اس وقت بجز محمد مصطفےٰ صلعم اور کوئی اشھد انی لرسول اللہ کہنے والا نظر نہ آیا۔

اسی طرح حضرت زکریا ملتانی کہتے ہیں کہ

جملہ نبی طفیل من انبیا شدند
موسےٰ وحضرت یونس ازلیس روان ماست
شنو اسحٰق بہادل از صدق بوالعجائب
والا مقام وحدت ورسا بان ماست

موسےٰ یقیناً عیسےٰ سے افضل ہیں لیکن ایک فانی فی الرسول ولی اللہ مقام وحدت پر ہوکر کہتا ہے کہ موسےٰ میرے پیچھے چلنے والا میں سے ہے اور اس میں شک ہی کیا ہے کہ محمد صلعم کا یہی مرتبہ ہو۔ آپ باعث ایجاد عالم ہیں اور افضل الانبیاء ہیں جس طرح فنا فی اللہ کی حالت میں کبھی کسی بحر کامل سے "انا الحق" یا "انی انا اللہ" کی ندا بلند ہوتی ہے اور فی الحقیقت یہ خدائی آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی فنا فی الرسول کی حالت میں اہل اللہ نے "انا محمدؐ" و "انا احمدؐ" کہا ہے اور یہی مقام ہے جس پر مسیح موعودؑ نے کہا ہے کہ:۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ و
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس پر اعتراض وہی کرتا ہے جو بروز محمدی کے مقام کو نہیں جانتا۔

مثال

ہم نے اس موقعہ پر بطور مثال بیان کیا کہ دیکھو شہنشاہ انگلستان کا خلیفہ یا د السرائے ہند بلحاظ اس کے کہ اس کا دائرہ سلطنت بہت وسیع ہے اور کابل کا بادشاہ گو خود مختار ہے اس کی سلطنت کی وسعت تمام ہندوستان کی وسعت کے مقابل ہندوستان کی ایک چھوٹی سی ریاست کے برابر ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس لحاظ سے وائسرائے ہند امیر کابل سے افضل ہے۔ اسی طرح اگر محمدی وائسرائے جو مملکت روحانی کے لحاظ سے کل عالم کا مجازاً بادشاہ ہے حضرت مسیح سے جن کی روحانی سلطنت صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں تک محدود تھی فضیلت کا دعویٰ کرے تو یہ بالکل درست ہو اور اسے وہی رد کرے گا جو رسول اللہ صلعم کے مرتبہ سے بے خبر ہے اور جو عارف ہے وہ تو کہہ دے گا۔

یا محمدؐ تیرا در چھوڑ کر کدھر جائے غریب
بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری[1]

اور یہی وجہ ہے کہ ایک عاشق بے اختیار کہہ اٹھتا ہے۔

مصطفیٰ روئے محمدؐ ہے مریضوں کی دوا
ہم نہیں جانتے دنیا میں مسیحا کیا ہے

مولوی صاحب کے مزید اعتراضات

ہماری تقریر پر مولوی صاحب نے کہا کہ:۔

(۱) شطحیات صوفیاء کو ہم کچھ نہیں جانتے اور جو اشعار پیش کئے ہیں ہم انہیں پھونک مار کر اڑا دیتے ہیں۔

(۲) ظل سایہ کو کہتے ہیں اور اگر کوئی میرے سایہ پر جوتے بھی مارے تو کیا ہے۔

(۳) اگر ظلی نبوت سے مراد در اصل نبوت نہیں تو مرزا صاحب کیوں کہتے ہیں کہ تیرہ سو برس ہجری میں یہ میرے سوا اور کسی کو نبی کا نام نہیں دیا گیا۔

(۴) ذرائع حصول میں جو وراثت کے مالک ہونے کی مثال میں نے دی تھی وہ بالکل صحت ہے۔ جس طرح مال کا وارث مالک ہوتا ہے۔ اسی طرح نبوت کا وارث بالطفیلی طور پر نبوت پانے والا بھی نبی ہے۔

شطحیات صوفیاء

میں نے کہا مولانا در اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ ملاں ہمیشہ اہل اللہ کی باتوں کو رد کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ بھی سچے ہیں کیونکہ آپ کے فہم سے یہ باتیں بالاتر ہیں۔ اس لئے اگر آپ ان کو یونہی رد کر دیں یا پھونک مار کر اہل اللہ کی باتوں کو اڑانا چاہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مگر میں کہوں گا کہ آپ کے لئے اس مقام پر خاموشی بہتر ہے۔

ظل

مولانا آپ نے ظل کی حقیقت خوب سمجھی ہے۔ مگر یاد رہے کہ ہم اگر آپ کو محمد رسول اللہ کا ظل سمجھیں تو ہم ہر طرح آپ کی تعظیم بجا لائیں اور محمد رسول اللہ صلعم کے سایہ کی بھی عزت کرتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے سامنے ہو تو ہم اس کو کبھی بھی کاٹ کر نہ نکلیں۔

نام پانے کی خصوصیت

ظلی نبوت کے معنی ہیں فیض محمدی سے وحی پانا۔ یہ آنحضرت صلعم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک جاری رہے گی اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ اس امت میں گزرے ہیں اور آیت

من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین
انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین

گواہی دیتی ہے وہ انعامات الٰہیہ جو انبیاء پر ہوئے وہ آنحضرت صلعم کے سچے پیرووں کو بھی ملیں گے یہی حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب ہے

اب رہا یہ سوال کہ پھر حقیقۃ الوحی میں نبی کا نام پانے کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کیوں کہتے ہیں سو اس کا یہ سبب ہے کہ آنحضرت صلعم نے جہاں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرمایا ہے وہاں مسیح موعودؑ کے لئے نبی اللہ کا لفظ بولا ہے۔ اس لئے باوجودیکہ آپ بھی علماء امت میں سے ہی ہیں۔ مگر خدا کی حکمت و مصلحت کے ماتحت آپ کو مجازی طور پر نبی کا نام آنحضرت صلعم کی زبان مبارک پر دیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنی اس خصوصیت کا بھی ذکر کر دیا۔ مگر اس کا یہ منشا نہیں کہ اور اہل اللہ کو ظلی نبوت حاصل نہ تھی جیسا کہ خود حقیقۃ الوحی میں ہی تیسری قسم کے الہام پانے والے اہل اللہ کے متعلق صاف لکھا ہے کہ ان کے ساتھ خدا تعالیٰ بکثرت ہمکلام ہوتا ہے اور کثرت سے امور غیبیہ ان پر کھولتا ہے اور الوصیت میں بھی لکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کیساتھ خدا تعالیٰ نبیوں کی طرح ہمکلام ہوتا رہا ہے پس یہ بالکل سچ ہے کہ ظلی نبوت جس کے معنی فیض محمدی سے وحی پانا ہے وہ برابر جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگی۔ حضرت مرزا صاحب کی اس میں صرف اتنی خصوصیت ہے کہ انکو یہ ظلی نبوت اوروں سے زیادہ ملی اس لئے مجازی طور پر آپ کا نام بھی نبی نام رکھ دیا گیا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟

وراثت مولوی صاحب کو میں بتا چکا ہوں کہ ذریعہ حصول کے فرق سے بھی حقیقت میں فرق ہو جایا کرتا ہے اس کا تو کوئی رد مولوی صاحب سے نہیں ہو سکا۔ مگر اب پھر وراثت سے ملکیت کا ذکر کر کے نبوت کو بھی اسی پر قیاس کر لیا ہے جو ان کی غلطی ہے۔ نبوت در اصل ایسی شے نہیں جو ورثہ میں مل سکے۔ نبی لازماً خدا تعالیٰ سے براہ راست منصب نبوت پاتا ہے اس لئے مال و دولت کی طرح اس کو قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ ورنہ مولوی صاحب بتائیں۔ خدا نے بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا اور ہم قرآن مجید کے وارث ہیں تو کیا بنی اسرائیل سب کے سب نبی تھے یا امت محمدیہ نبی ہے

میرے خیال میں اس سوال کا حل اس طرح ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحب اسلامی اصطلاح میں نبی کی خود تعریف کریں تاکہ بحث ختم ہو جائے۔ مگر مولوی صاحب ایسا نہیں کریں گے۔

(باقی آئندہ)

[1] حضرت مسیح موعود نے اس مضمون کو فارسی میں اس طرح ادا کیا ہے
ز آستان مصطفےٰ اے اہلہ کجا بگریزم
نے پایم در جائے وگر جنیں جاہ و دولت را

(بقیہ صفحہ ۲)

بروز ہفتہ بتاریخ ۲۸ر جنوری ۱۹۳۹ء

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضہم علی بعض

قوام کے دو معنے کئے ہیں (۱) عورتوں کے سربراہ یعنی انکی ضروریات کے کفیل ہونے والے اور ان کی حفاظت کرنے والے (۲) دوئم ان کی تربیت کے ذمہ دار۔ در اصل لفظ قوام کی تشریح آگے کے الفاظ وبما انفقوا میں موجود ہے۔ اگر بعض صفات میں مرد بڑھ کر ہیں۔ جیسے شجاعت و بہادری تو دوسری صفات میں عورتیں مردوں پر فائق ہیں۔ جیسے صبر و حوصلہ اور رافت و نرم دلی یہ کمال آنحضور صلعم کا ہی ہے کہ ایک طرف ازواج مطہرات سے حسن سلوک اعلیٰ درجہ کا ہے دوسری طرف ان کی روحانی تربیت ایسی کی کہ وہ تمام امت کی معلمہ بن گئیں۔ چنانچہ اسی کے متعلق قرآن میں آیا۔ وازواجہ امہاتہم۔

معلم و مزکی کا اعلیٰ مقام

آنحضور صلعم نے ازواج مطہرات اور اہلبیت کی جو تربیت کی اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ فتوحات کے زمانہ میں جب تمام مسلمان گھروں میں مال و دولت آئی تو قدرتاً آنحضور صلعم کی ازواج نے بھی اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ انہیں بھی مال و متاع میں سے حصہ دیا جائے جس پر ارشاد ہوا۔ فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا اگر مال و دولت کی آرزو ہے تو پوری ہو جائے گی۔ مگر پھر تم اس گھر میں نہیں رہ سکتیں کیونکہ پھر نمونہ قائم نہیں ہوتا اور اگر اس گھر میں رہنے کی تمنا ہے تو پھر دولت کی خواہش کو ترک کرنا ہوگا۔ ایسا ہی ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک خادمہ طلب کی تو آنحضور صلعم نے جواب میں آپ کو ایک وظیفہ بتلایا۔

فالصلحت قنتت حفظت للغیب

پہلے جملہ میں ان فرائض کا ذکر کیا جو مردوں پر عائد ہوتے ہیں اور اب اس جملہ میں ان حقوق کا ذکر فرمایا جو عورتوں پر عائد ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بعد خاوند کی تابعداری اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال اور اس کی عزت کی حفاظت کرنا عورت کے فرائض میں سے ہے۔

والتی تخافون نشوزھن

عام حالت کے بیان کے بعد استثنائی صورتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی اگر کوئی عورت سرکش ہو تو تین طور سے اس کا علاج کیا جائے وعظ و پند سے، علیحدگی سے اور پھر آخر کار سزا دینے سے۔

وان خفتم شقاق بینھما

اب ایک منصف مقرر کرنے کا ذکر ہے کہ اگر عورت کی طرف سے سرکشی ہو تو مرد کیا علاج کرے اور اب اس بات کا ذکر کیا۔ اگر مرد بھی تکلیف دیتا ہو تو پھر فیصلہ کے لئے منصفین مقرر کئے جائیں

واعبدوا اللہ ـــ وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ

اسلام نے خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد مخلوق سے حسن سلوک کا ذکر کیا۔ سب سے اول اس امر میں والدین کا مرتبہ ہے۔ پھر اقرباء کا اس حسن سلوک کو ایسا عام بھی کیا ہے کہ پاس بیٹھ جانے والے کا بھی ذکر کر کے اس سے بھی حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔

مختالاً فخورا

مال و دولت کے باعث تکبر دکھلانا اور فخر کرنا مناسب نہیں

الذین یبخلون

سب سے آخر پر بخل کرنے والوں کا ذکر فرمایا۔ جو مال کو کسی نہ کسی رنگ میں چھپا کر رکھتے ہیں۔

اعتدنا للکفرین

یہاں کافر کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال ہوا ہے جو مخلوق سے محبت نہیں کرتا اور اپنا مال ان پر خرچ کرنا نہیں جانتا۔

رئاء الناس

بعض لوگ تو بخل کرتے ہیں مگر بعض دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہ اس لئے اچھا نہیں کہ جو شخص ریا کی خاطر خرچ کرتا ہے وہ بھی دوسروں کی کسی نہ کسی رنگ میں تذلیل کرتا ہے۔ اگر اور نہیں تو ان پر احسان ہی جتاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خرچ علی حبہ یعنی خدا کی رضا کی خاطر ہونا چاہئے۔

وماذا علیہم لو امنوا

یہاں امنوا کا لفظ حقیقتاً انفقوا کی بجائے استعمال کیا ان لوگوں کا کیا نقصان ہوگا اگر یہ ایمانداری اختیار کریں اور خدا کے دیئے ہوئے مال کو اس کی رضا جوئی کیلئے اس کی مخلوق پر صرف کریں۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— حیفہ یکم فروری۔ اطلاع مظہر ہے کہ عید اضحٰے کی وجہ سے دس فلسطینی عربوں کے مقدمہ کی سماعت شروع نہیں ہو سکی۔ ان عربوں کو ۲۴ جنوری کو گرفتار کیا گیا تھا۔

—— قاہرہ یکم فروری۔ اطلاع مظہر ہے کہ لندن کی فلسطین کانفرنس میں عرب ڈیفنس پارٹی کی نمائندگی کے متعلق حکومت برطانیہ اور مفتی بے فلسطین میں سمجھوتہ ہو گیا ہے

—— قاہرہ یکم فروری۔ مکہ مکرمہ سے اطلاع ملی ہے کہ یوم حج بخیر و عافیت گذر گیا۔ زائرین کعبۃ اللہ کی صحت اچھی تھی اور اس مرتبہ کوئی وبا نہیں پھیلی۔

—— کابل۔ روزنامہ اصلاح کابل کی وساطت سے افغان شعرا کو دعوت دی گئی ہے کہ ایک افغان قومی ترانہ کے لئے اشعار بنائیں۔

—— بیت المقدس۔ الاہرام کے نامہ نگار خصوصی نے اطلاع دی ہے کہ عارف عبد الرزاق سپہ سالار مجاہدین فلسطین کی زیر قیادت مجاہدین عرب اور برطانوی افواج کا کئی گھنٹہ تک شدید مقابلہ رہا۔ مجاہدین کئی گھنٹہ تک جنگ جاری رکھنے کے بعد برطانوی فوج کو شدید نقصان پہنچا کر اور محاصرہ توڑ کر پہاڑوں میں غائب ہو گئے۔

—— قاہرہ۔ مصری پارلیمنٹ میں سوالات کے وقت سید علی راتب ممبر پارلیمنٹ نے حکومت سے دریافت کیا کہ نہر سویز کے نظم ونسق میں شرکت اور محاصل میں تخفیف کے لئے اٹلی کی طرف سے جو مطالبات ہو رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر حکومت نے مصر کے مفاد کے تحفظ کے لئے کیا کارروائیاں کی ہیں۔

—— استنبول۔ اُن ایک سو پچاس خارج شدہ لیڈروں میں سے جن کو کمال اتاترک نے نکال دیا تھا جو لوگ زندہ ہیں ان سب کو واپس بلا لیا گیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے انجمن اتحاد وترقی کے مشہور لیڈر حسین جاہد بھی ہیں جو ایک مشہور اخبار نویس بھی ہیں۔

—— قاہرہ۔ شہزادی فوزیہ کے ساتھ ولیعہد ایران کی شادی کی تاریخ ۱۴ مارچ مقرر ہوئی ہے۔ دربار ایران نے ایک سرکاری اعلان جاری کیا ہے جس میں بتایا ہے کہ شہزادہ محمد رضا پہلوی ۲۴ فروری کو بغداد پہنچیں گے۔ وہاں سے قاہرہ تشریف لے جائیں گے۔

—— استنبول۔ گذشتہ ہفتہ ایک ترکی وفد برلن روانہ ہوا ہے۔ وفد کے صدر نعمان ادغلی ہیں۔ وفد جرمنی حکومت سے ایسے معاہدے پر گفت وشنید کرنے جا رہا ہے جو دونوں ملکوں کے لئے مفید ہو۔ نیز وفد ان کارخانوں کا معائنہ کرے گا جن میں ترکی کے حساب میں جنگی اسلحہ اور جہاز تیار ہو رہے ہیں

—— قاہرہ ۵ فروری۔ مصری پارلیمنٹ میں پیش شدہ بجٹ ۴ لاکھ پونڈ کا خسارہ ظاہر کرتا ہے۔ آمدنی کا اندازہ ۴ کروڑ ۲ لاکھ ۰۴ ہزار پونڈ اور اخراجات کا اندازہ ۴ کروڑ ۸ لاکھ ۴۷ ہزار پونڈ ہے۔

شیخ حسام الدین لاہور کو جے پور جاتے ہوئے ٹکری پوری سٹیشن پر گرفتار کر لیا گیا چنانچہ انہیں سپیشل ٹرین کے ذریعہ جے پور لے جا کر ایک کار کے ذریعہ کسی نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے۔

ہندوستان

—— ڈیرہ اسماعیل خاں ۳ فروری۔ ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعظم سرحد، مسٹر مہر چند کھنہ وزیر مالیات اور خان عباس خان وزیر صنائع سرحد ڈیرہ اسمٰعیل خاں پہنچ گئے ہیں۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں کے فسادات کے نتیجہ میں ۱۵۰ دکانیں جلادی گئی تھیں۔ متعدد دکانوں کو لوٹا بھی گیا تھا ۸ اشخاص کی جلی ہوئی نعشوں کو برآمد کیا گیا ہے۔

—— راجکوٹ ۳ فروری۔ آج مسز کستورا بائی گاندھی (مسٹر گاندھی کی اہلیہ) اور کماری منی بین پٹیل (سردار پٹیل کی صاحبزادی) ستیہ گرہ کرنے کے لئے وارد راجکوٹ ہوئیں۔ پولیس نے ریلوے اسٹیشن پر انہیں گرفتار کر لیا اور ایک موٹر کار میں بٹھا کر نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا گیا۔

—— کٹک ۳ فروری۔ آج ریاست رنپور میں ۳۱ مزید اشخاص کو گرفتار کیا گیا۔ کیونکہ حال ہی میں ریاست رنپور کے پولٹیکل ایجنٹ میجر بیزل کو قتل کر دیا گیا تھا۔ یہ گرفتاریاں اسی ضمن میں کی جا رہی ہیں۔

—— لکھنؤ ۳ فروری۔ حال ہی میں بمقام علیگڈھ پولیس اور طلباء میں زبردست تصادم ہوا تھا۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پنڈت پنت وزیر اعظم یو۔ پی اور وزیر تعلیم یو۔ پی اس معاملہ کی تحقیقات کر رہے ہیں۔

—— کلکتہ ۲ فروری۔ بنگال پولیس ایک مدت سے ایک ایسے گروہ کی تلاش میں تھی جو ڈاک کے جعلی لفافے بناتا تھا۔ پولیس نے اطلاع پا کر کلکتہ کی ایک نواحی آبادی پر چھاپہ مارا اور ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ تلاشی لینے پر لفافے بنانے کے بلاک کاغذ اور دیگر ضروری سامان برآمد ہوا۔

—— بمبئی ۵ فروری۔ کل آنریبل فیروز خاں نون رخصت کے اختتام پر کارتھیج نامی جہاز کے ذریعہ عازم یورپ ہو گئے۔

—— کراچی ۴ فروری۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ خان بہادر اللہ بخش وزیر اعظم سندھ کل بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی جائیں گے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آپ مسٹر پٹیل سے ملنے کے لئے جا رہے ہیں۔

—— بنارس ۵ فروری۔ کل اس جگہ فرقہ وارفساد ہو گیا تھا لیکن بروقت قابو پا لیا گیا۔ آج دن بھر امن رہا لیکن عصر کے وقت ایک یکہ والے پر حملہ ہونے کی وجہ سے پھر کشیدگی پیدا ہو چلی تھی۔ متاثرہ علاقہ میں پولیس کا انتظام شدید کر دیا گیا ہے کرفیو آرڈر بھی نافذ کر دیا گیا ہے۔

—— پشاور ۴ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج نوشہرہ اور پشاور میں مسلمانوں کے دو عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے جن میں اس صورت حالات پر غور کیا گیا جو مالاکنڈ ہائیڈرو الیکٹرک ڈیپارٹمنٹ کے چار سو ملازمین کے مستعفی ہونے پر پیدا ہو گئی ہے۔

—— کلکتہ ۵ فروری۔ مولانا ابو الکلام آزاد پشاور جانے کی غرض سے آج کلکتہ سے روانہ ہو گئے راستہ میں آپ الہ آباد اور دہلی ٹھہریں گے۔

—— کلکتہ ۵ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ مسٹر سبھاش چندر بوس نے جلپائی گوری میں ایک غیر رسمی کانفرنس طلب کی ہے جس میں ان حالات پر غور کیا جائیگا جو انتخاب کے بعد رونما ہوئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ پنجاب مدراس اور دیگر صوبوں کے نمائندے روانہ ہو گئے ہیں۔

—— جے پور ۵ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج عصر کے وقت

ممالک خارجہ

—— نیو یارک ۲ فروری۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مشرقی حصوں میں برفباری کے شدید طوفان آ رہے ہیں جن کی وجہ سے اس وقت تک ۲۹ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔ سڑکیں برف سے اٹی پڑی ہیں۔ جن کی وجہ سے آمد ورفت بند ہو گئی ہے۔

—— لندن ۲ فروری فلسطین کانفرنس کی نمائندگی کے سلسلہ میں عرب ڈیفنس پارٹی اور حکومت برطانیہ میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

—— لندن یکم فروری۔ آج تمام دن اس مسئلہ پر بحث ہوتی رہی کہ فلسطین کانفرنس میں گفت وشنید کے متعلق کیا طریقہ اختیار کیا جائے زبان کے مسئلہ کے متعلق خیال ہے۔ انگریزی۔ عربی اور فرانسیسی میں تقریریں ہوں گی۔

—— لندن یکم فروری۔ باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ فلسطین کانفرنس کا افتتاح کریں گے۔ مسٹر چیمبرلین مختلف اوقات میں ہر ایک وفد کے سامنے تقریر کریں گے اور وفد کے لیڈر کو اپنے خیالات کے اظہار کا وقت دیں گے۔ تمام وفد ایک ہی وقت میں ایک کمرہ میں جمع نہ ہوں گے۔

—— ٹوکیو ۳ فروری۔ حکومت جاپان نے حکومت روس کے نام ایک نوٹس ارسال کر کے اُن جہازوں کی واگذاری کا مطالبہ کیا ہے جن کو حکومت روس نے مدت سے روک رکھا ہے۔

—— لندن ۳ فروری۔ طیاروں کے ذریعہ آنے جانیوالے مسافروں کی روز افزوں تعداد کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا ہے کہ لندن میں چوتھا ہوائی مستقر تعمیر کیا جائے۔

—— پیرس ۲ فروری۔ غیر ملکی امور سے تعلق رکھنے والے کمیشن نے ۱۵ اور ۷۰ آرا کے تناسب سے کمیونسٹوں کی یہ تجویز مسترد کر دی کہ ہسپانیہ اور فرانس کی سرحد کو کھول دیا جائے اور جمہوری ہسپانیہ کو اسلحہ بھیجے جائیں۔

—— ماسکو ۲ فروری۔ ایم لیٹوینوف وزیر امور خارجہ نے آج ہنگری وزیر مقیم ماسکو کو مطلع کیا کہ ہنگری میں جرمنی کا اثر و رسوخ بڑھ رہا ہے اس لئے حکومت روس نے ہنگری سے اپنے ڈپلومیٹک تعلقات منقطع کر لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— پیرس ۳ فروری۔ حکومت فرانس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جنرل فرانکو کی خدمت میں فرانس کا نمائندہ خاص بھیجا جائے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس خدمت پر فرانس کے ایک سابق وزیر کو مقرر کیا جائے گا۔ یہ نمائندہ پناہ گزینوں کے سوال پر بھی بحث کریگا۔

—— لندن ۳ فروری۔ اطالوی اور جرمن اخبار مسٹر روزویلٹ کی تقریر کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ ایک جرمن اخبار کا بیان ہے کہ مسٹر روزویلٹ نے یہودیوں کی خاطر دنیا کو جنگ کی تباہی میں ڈالنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

—— برلن ۴ فروری۔ جرمنی کے اخبارات میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پریذیڈنٹ مسٹر روزویلٹ کے اس بیان کی جو جمہوری حکومتوں کی حمایت میں دیا گیا تھا زبردست مذمت کی جا رہی ہے

—— روم ۴ فروری۔ سینیور مسولینی روم میں فاشسٹ گرانڈ کونسل کے روبرو موجودہ سیاسی حالات کے موضوع پر ایک بیان پڑھ رہے ہیں۔ امید ہے یہ بیان سنسنی پھیلانے والا نہیں ہو گا۔ اس میں بیان کیا جائے گا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور اٹلی کیا چاہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اور
قرآن کریم

از نور پاک قرآں صبح صفا دمیدہ ۔۔۔ بر غنچہ ہائے دلہا باد صبا وزیدہ

یوسف بقعر چاہے محبوس ماند تنہا ۔۔۔ وین یوسفے کہ تن ہا از چاہ برکشیدہ

کیفیت علومش دانی چہ شان دارد ۔۔۔ شہدیست آسمانی از وحی حق چکیدہ

آں نیر صداقت چوں رو بعالم آورد ۔۔۔ ہر بوم شب پرستی در کنج خود خزیدہ

آں کان دلربائی دانم تو از کجائی

تو نور آں خدائی کیں خلق آفریدہ

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

—— مورخہ ۱۰ر فروری کو جمعہ کی نماز حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی۔ نیز ایک بصیرت افروز خطبہ دیا۔ فرمایا۔ دولت پیدا کرنا گناہ نہیں ہے ہمیں دو طرح کے نوجوان درکار ہیں۔ اول جو دنیا میں خوب ترقی کریں اور اپنے مال سے دین کی مدد کریں۔ دوم وہ جو دینی علم حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور روحانی فتوحات کے لئے دنیا کے کناروں تک نکل جائیں۔

—— چوہدری سلطان علی صاحب سب انسپکٹر پولیس پنشنر بدوملہی بیمار ہیں اور آجکل یہاں مہمانخانہ میں ہی مقیم ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔ خداوند تعالیٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے۔

—— مولوی محمد حسین صاحب قریشی ضلعدار کے فرزند اکبر شبیر احمد کی کامیابی امتحان میٹرک کیلئے دعا کی جائے۔

—— شمس الدین صاحب احمدی قصبہ ظفرآباد ضلع جونپور . . . . . . بعض شدید امراض میں مبتلا ہیں۔ علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بزرگان جماعت کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔

—— مورخہ ۱۰ر فروری کو بعد از نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے صاحبزادہ میاں عزیز اللہ صاحب وکیل راولپنڈی اور برادر ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھا۔

—— جماعت کے کئی اور دوست بھی بیمار اور مالی مشکلات میں مبتلا ہیں، ان سب کے لئے درد دل سے دعا کی جائے

مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباحثہ

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

گذشتہ سے پیوستہ

نبی کی تعریف

مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ مجھے بھی چڑ ہے کہ جب کوئی شخص کہے کہ ثناء اللہ ایسا نہیں کرے گا تو میں ضرور ویسا ہی کرتا ہوں۔ مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ ثناء اللہ قادیان نہیں آئے گا۔ تو میں فوراً قادیان چلا گیا تھا۔ اس لئے میں نبی کی تعریف کرتا ہوں۔

الذی جعل بعثہ اللہ تبلیغ الاحکام بلا واسطۃ

یعنی نبی وہ ہے جسے براہ راست خدا تعالیٰ تبلیغ احکام کیلئے مبعوث فرمائے۔

فضیلت کا دعویٰ

مرزا صاحب نے یقیناً فضیلت کا دعویٰ بلحاظ نبی ہونے کے کیا ہے اور فریق مقابل کو اگر اس کے خلاف دعویٰ ہو تو وہ مجھ سے مباحثہ کر لے اور کچھ انعام بھی مقرر کر دے۔

ہمارا جواب

ہمیں معلوم ہے کہ مولوی صاحب قادیان میں آریوں کے ہاں مہمان ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے پیش کردہ طریق تحقیق حق کئے بغیر واپس آ گئے تھے۔ چونکہ مولوی صاحب اس غرض کے لئے قادیان نہیں گئے جس کے لئے مسیح موعودؑ نے انہیں دعوت دی تھی۔ اس لئے ان کا جانا نہ جانے کے برابر ہے۔

انعام

اگر مولوی صاحب کو ایسی ہی چڑ ہے کہ وہ فریق مقابل کے مطالبہ پر کبھی خاموش بیٹھنے والے نہیں تو اس کا امتحان ابھی ہو جاتا ہے۔ چاہئے کہ مولوی صاحب جو قادیانیوں کی پیٹھ ٹھونکا کرتے ہیں۔ میرے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ کریں اور ان کا انعام کا جو مطالبہ ہو وہ بھی میں پورا کرتا ہوں۔ میں ایک سو روپیہ اپنی طرف سے انعام کا مقرر کرتا ہوں بشرطیکہ مولوی صاحب کا فریق بھی ایک سو روپیہ انعام کے لئے جمع کر دے تو پھر یہ دو سو روپیہ انعام مباحثہ میں غالب آنے والے کو دے دیا جائے گا۔ (یہاں مولوی صاحب نے ایک سو روپیہ کو کم ظاہر کیا اس لئے میں نے یہ کہا) اگر مولوی صاحب کی جماعت پانچصد روپیہ جمع کرے تو میں بھی پانچصد روپیہ کا ذمہ لیتا ہوں۔ بس اس طرح ایک ہزار روپیہ انعام ہوگا۔ مولوی صاحب ہمت کریں اور چڑ پوری کر دکھائیں۔

تعریف نبوت

جو تعریف مولوی صاحب نے نبی کی کی ہے وہ اگرچہ نامکمل ہو مگر میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ مگر مولوی صاحب فرمائیں کہ ان کی بیان کردہ تعریف کی رو سے حضرت اقدس کا دعویٰ نبوت کا کس طرح ہو سکتا ہے؟ جبکہ حضرت مرزا صاحب کا الہام ہے۔

کل برکت من محمد صلعم فتبارک من علم و تعلم

تمام برکت آنحضرت صلعم کے طفیل ہے پس بہت ہی برکت والی وہ ذات جس نے تعلیم دی اور نیز وہ ذات جس نے تعلیم پائی۔

یہی وہ حقیقت ہے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے یوں بھی بیان کیا ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ۔ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں ۔ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پس جبکہ ہر خیر و برکت آپ کو آنحضرت صلعم کے ذریعہ ہی ملی تھی کہ جس قدر آپ کو وحی و الہام کا انعام ملا وہ بھی فیضان محمدی کا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:۔

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود ۔ آں نہ از خود از ہماں جائے بود

گویا آنحضرت صلعم آفتاب نبوت ہیں اور آپ سے منور ہو کر بدر کامل کی طرح مسیح موعودؑ کا وجود ہے۔ جس کی روشنی دراصل آفتاب محمدی ہی کی روشنی ہے اس لئے یہ نبوت نہیں بلکہ ظلی نبوت ہے اور مولوی صاحب کی تعریف نبوت یہ تھی کہ براہ راست خدا سے تبلیغ احکام کے لئے جو شخص مامور ہو وہ نبی ہے اور یہ شرط حضرت مسیح موعودؑ میں پائی ہی نہیں جاتی۔ اس لئے علماء مخالفین کا حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت قرار دیکر فتوے کفر لگانا سراسر ظلم ہے۔

فضیلت

اب جبکہ مولوی صاحب کی تعریف نبوت کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ نبی ہی نہیں تو فضیلت کے دعویٰ کو بربنائے نبوت قرار دینا بے معنی سی بات ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کو ولایت محمدی کی رو سے نبوت عیسوی پر تمام شان میں فضیلت کا دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ درست ہے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بھی اس کے مصدق ہیں۔

میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر محمد صلعم کا صحیح فوٹو دعوے کرے کہ میں عیسیٰ سے خوبصورت ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کیوں اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ مولوی صاحب مسیح موعودؑ محمد صلعم کی بولتی ہوئی متحرک تصویر ہے اور اس میں جو خوبصورتی ہے وہ محمد صلعم کے حسن کی ایک جھلک ہے دل بر

محمد کی یہ ہے تصویر جس میں ایسی مستی ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے بعد پھر ادھر توجہ نہیں کی کہ اپنی تعریف نبوت کی بنا پر حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت ثابت کر سکیں۔ البتہ ہم نے انہیں بتایا کہ حقیقۃ الوحی میں حضرت اقدسؑ نے صاف لکھ دیا ہے کہ

سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز

مجازی طور پر نبوت کا نام پانا کبھی بھی آپ کو مدعی نبوت ثابت نہیں کر سکتا۔ اس لئے فضیلت کے دعوے کی بنا پر نبوت ثابت کرنا یا فضیلت کا باعث دعویٰ نبوت کو قرار دینا بالکل غلطی ہے۔

ظلی نبوت کے معنی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک طرف تو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۸ سے یہ استدلال کیا کہ ظلی نبوت اور نبوت میں صرف ذریعہ حصول کا فرق ہے اور میں نے اسی صفحہ سے ان کو دکھایا کہ:۔

"ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔"

اور اس کو ان کی تعریف نبوت کے ساتھ مقابلہ کر کے پوچھا کہ وہ بتائیں کہ کیا فیض محمدی سے وحی پانے اور براہ راست منصب نبوت پانے میں کوئی فرق نہیں۔ اور جو سلسلہ وحی قیامت تک جاری ہے وہ صرف مسیح موعودؑ تک کیونکر محدود قرار دیا جا سکتا ہے تو مولوی صاحب بالکل خاموش رہے اور انشاء اللہ خاموش ہی رہیں گے۔

اصلی مسیح کی آمد کا انتظار

جب مولوی ثناء اللہ صاحب کو کھول کر بتایا گیا کہ حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ مجازی نبوت کا دعویٰ ہے تو مولوی صاحب جھٹ ادھر الٹ پڑے کہ دیکھو مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی مسیح ظاہری علامات کے ساتھ بھی آ جاوے پس جبکہ ظاہری علامات کے ساتھ مسیح کا آنا ممکن ہے تو ہم مجازی مسیح کو کیا کریں۔ ہم تو اصلی مسیح کا انتظار کرتے ہیں۔

جواب

جہاں یہ لکھا ہے کہ کوئی مسیح بعض ظاہری علامات کے ساتھ بھی آ جاوے وہیں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو گیا۔ اور مولویوں کی یہ امید کہ وہ مسیح اب دوبارہ دنیا میں کبھی آئے گا۔ ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی اور جو کوئی دوسرا مسیح بعض ظاہری علامات کے ساتھ بھی آئے گا۔ مثلاً وہ قہری رنگ میں یا جلالی شان کے ساتھ آئیگا تو وہ بھی حضرت خاتم الولایت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی روحانی اولاد میں سے ہوگا۔ جیسا کہ ازالہ اوہام میں بالصراحت مذکور ہے۔ ہم کو تو بہرحال ابد اور ہر زمانہ میں نور احمدی ہی کافی ہے۔ ہم کو دین کامل اور نعمت تامہ کے دلانے والے سید الانبیاء صلعم کا فیض ہی کافی ہے ہمارے نبی کی وہ شان ہے کہ حضورؐ کے خدام انبیاء کی مانند ہیں جنہیں ان تمام نعمتوں سے متمتع کیا جاتا ہے جو جملہ انبیاء کو خدا کی طرف سے ملی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اب یہ عذر کیا کہ پھر کیا وجہ ہے کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا اور مرزا صاحب نے کیا۔ اور اس موقعہ پر آپ نے حدیث

لو کان بعدی نبیا لکان عمر

بھی پیش کر دی۔

شیخین در انبیاء معدود اند

میں نے کہا کہ جو حدیث مولوی صاحب نے پڑھی ہے وہ بے محل ہے وہ حقیقی نبوت کے منقطع ہونے کی دلیل ہے۔ بلاشبہ اگر آنحضرت صلعم کے بعد کسی اور شخص کو آنحضرت صلعم کی بجائے نبی بنانا ہوتا تو حضرت عمرؓ ہی احق تھے۔ اس لئے فرمایا:۔

لو کان بعدی نبیا لکان عمر

لیکن ہماری بحث تو ظلی نبوت میں ہے اور یہ میں دکھا دیتا ہوں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو انبیاء میں گنا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ:۔

"شیخین بسبب بزرگی و کلانی در انبیاء معدود اند"

(مکتوبات)

اور حضرت عمرؓ کو محدث تو خود آنحضرت صلعم نے قرار دیا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ:۔

واعلم ان الحدیث الذی حکم فیہ بکثرۃ الانبیاء جدا انما یرید بہ ما یعم المحدث وغیرہ والمرسل فیہ یرادف النبی" (الخیر الکثیر صفحہ ۸۷)

گویا وہ حدیث جس میں ایک لاکھ اور چوبیس ہزار انبیاء کی تعداد بتائی گئی ہے اس شمار انبیاء میں محدث بھی شامل ہیں اور مرسل کا لفظ نبی کے مترادف ہے پس اس لحاظ سے حضرت عمر اور دیگر تمام محدثین انبیاء میں شامل ہیں۔

(باقی صفحہ ... پر)

خلیفۃ المسیح

یا

پاپائے روم

حال ہی میں رومی کلیسا کے رئیس الاساقفہ سینیورٹی پوپ اعظم وفات پا گئے ہیں۔ اس موقعہ پر ضروری معلوم دیتا ہے کہ ہم قارئین پیغام صلح کے لئے رومی کلیسا کی اس مقدس مسیحی خلافت کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔

(مدیر)

تقدس مآب

پوپ کو ہز ہولی نس یا تقدس مآب بھی کہتے ہیں۔ ہز ہولی نس کے معنی ہیں۔ اخلاقی پاکیزگی رکھنے والا گناہ سے آزاد اور معصوم۔ رومن کیتھولک عقیدہ ہے کہ پوپ خواہ دماغی لحاظ سے کمزور ہو اس کی خصائل ذاتی میں . . . کتنی ہی پستی موجود کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ اس منصب پر آتے ہی خطا سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پاپائے روم خدا کا قائم کردہ خلیفہ نہیں اور نہ ہی اس کی انفرادی حیثیت میں اس منصب سے علیحدہ ہو کر تقدس اور دانشمندی کا پایا جانا ضروری ہے۔ پوپ کی معصومیت اس لئے ہے کیونکہ وہ خلیفۃ المسیح ہے اور مسیح خطا سے پاک اور معصوم تھا۔ اس لئے لازم ہے کہ اس کے جانشین میں بھی خطا کا شائبہ نہ ہو۔ رومی کلیسا حضرت مسیح کو ایک مافوق البشر ہستی خیال کرتا ہے جو ان کے ہر مذہبی اصول پر حاوی ہے۔ اگر مسیح کی الوہی شخصیت کو ان کے مذہب سے علیحدہ کر دیا جائے تو اس مذہب کا تار و پود بکھر جاتا ہے ـــــ اس وقت چونکہ مسیح دنیا میں موجود نہیں۔ اس کا صرف منصب موجود ہے اس لئے جو اس کے منصب پر بیٹھے گا۔ اس میں ان تمام الوہی خصوصیتوں کا پایا جانا ضروری ہے جو کہ مسیح میں تھیں، کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو مسیحی عقائد اور کلیسا میں ہم آہنگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے پوپ کی الوہیت مسیح کی الوہیت کا نتیجہ ہوئی اور اسی لئے پوپ کو تقدس مآب کہتے ہیں۔

پوپ کا انتخاب اور مختصر تاریخ

رومی کلیسا کی بنیاد شہنشاہ کلاڈیس (Claudius) کے زمانہ میں رکھی گئی۔ یہ تقریباً ۴۱ء سے ۵۴ء کا زمانہ ہوا اور اس کے قریباً تین سو سال بعد مسیحی خلافت کا ادارہ معرض وجود میں آیا۔ سب سے پہلا پوپ داوکٹرا اوّل ہے جس کے زمانہ میں رومی کلیسا کو تفوق حاصل ہوا۔ رومی کلیسا اور پاپائے روم کو فوقیت حاصل ہونے کی بعض تاریخی اور عمرانی وجوہات ہیں جن کو بیان کرنے کا یہاں موقعہ نہیں۔ انشاءاللہ موقعہ ملا تو ہم رومی کلیسا کی تاریخ کو وضاحت کے ساتھ بیان کریں گے۔

پوپ ہمیشہ منتخب کیا جاتا ہے مسیحی خلافت ورثہ نہیں صرف ایک دفعہ اسے ورثہ بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور یہ کوشش پوپ (John XII) نے کی لیکن اسے کامیابی نہ ہو سکی پاپائی تاریخ میں بعض اوقات ایسے بھی آئے ہیں جب کہ پوپ کا انتخاب جرمن ایمپرر کے مشورہ سے وجود میں آیا۔

پوپ کو معزول بھی کیا جا سکتا ہے۔ قادیانی حضرات کیلئے یہ تعجب خیز ہو گا کہ خلیفۃ المسیح کو خطا سے پاک، قانون سے بلند ہوتے ہوئے معزول کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ان کے ہاں تو ایسا نہیں اُن کے بانی کے الفاظ ہیں نے اس لئے استعمال کئے ہیں۔ کیونکہ ایک دفعہ جناب میاں صاحب نے اپنی مشابہت پوپ کے ساتھ قائم کی تھی۔ لیکن شاید یہ پاپائی تاریخ کی حقیقت عقیدت کے نرم و نازک جذبات کو ناگوار گزرے کہ خلیفۃ المسیح بھی معزول ہو سکتا ہے۔ جب پوپ (John XII) کی بے اعتدالیاں حد سے بڑھ گئیں تو اسے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ پوپ (Leo VIII) منصب خلافت پر جلوہ گر ہوا ـــــ

ایک پوپ کی وفات کے بعد دوسرے پوپ کا انتخاب یوں ہوتا ہے کہ پادریوں کی ایک مجلس خصوصی بیٹھتی ہے اور بڑے بڑے اساقفہ میں سے کسی کو انتخاب کر لیتی ہے۔ پھر اس منتخب شدہ پوپ کو عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو نعروں سے مسرت اور تائید کا اظہار کرتے ہیں۔ ہر چند کلیسائی رسومات ادا کرنے کے بعد پوپ کو ہر جگہ تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ عوام کی تائید تو کچھ یونہی سی ہوتی ہے۔ ورنہ ہوتا وہی ہے جو اندر ہی اندر اثر و رسوخ سے طے پاتا ہے۔ بارہا پاپائی زلّتی اور دیگر یورپی بادشاہوں کے خفیہ اور پر اسرار اثر سے پوپ کا انتخاب ہوا ہے۔

پوپ کے اختیارات

پوپ پولوس اور پطرس کے مقبروں کا محافظ اور ان کے حقوق و رتبہ کا وارث ہے۔ یورپ میں عرصہ دراز تک یہ خیال ساری و طاری رہا ہے کہ تمام مغربی بادشاہوں کے اختیارات پوپ کی طرف سے انہیں ودیعت ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ یورپ کی ہر چہار اطراف سے تمام سیاسی، انتظامی اور مذہبی فیصلوں کی اپیلیں اس کے پاس آتی رہی ہیں۔ کوئی کلیسائی معاملہ خواہ وہ کسی نوعیت کا کیوں نہ ہو۔ پوپ کی رضا اور تائید کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ وہ بہت بڑے بڑے پادریوں کو معزول کر سکتا ہے۔ سکندریہ اور قسطنطنیہ کے اساقفہ کے عزل پر بھی اس کا گہرا اثر رہا ہے۔ پوپ کے اختیارات کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے لئے ذیل میں ہم ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔

> "رومن کیتھولک کا مذہب ہے کہ خداوند یسوع نے
> اپنے کلیسا میں روحانی فوقیت کے تمام اختیارات
> پطرس کو دیئے۔ سو کلیسا کی عدالت میں وہی فوقیت
> پوپ کو حاصل ہے جو پطرس کو تھی۔ اس لئے خداوند
> یسوع کے حقیقی پیرووں کے لئے نہایت ضروری ہے
> کہ دربار تقدس مآب کے ساتھ رابطہ استوار رکھیں
> جہاں پطرس اپنے جانشین کی ذات میں حکومت
> کر رہا ہے"

(ہمارے اسلاف کا مذہب کارڈینل گبن)

پوپ کے لامحدود اختیارات کے نتائج

اگر کسی سلیم الطبع اور نیک فطرت قائد کے سامنے کوئی بلند اور رفیع پروگرام ہو۔ تو ایسی حالت میں اختیارات جتنے بھی وسیع ہوں گے مفید ہوں گے۔ لیکن اگر کسی بد سرشت انسان کو ایسے وسیع اختیارات دے دیئے جائیں، تو یہی اختیارات کسی شدید تخریب اور بدنظمی کی صورت میں رونما ہوں گے۔ سو یہ قانون ہمیں پاپائے روم کی تاریخ میں نہایت سرعت کے ساتھ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

مسیح کی تخت گاہ پر بہت سے شریف النفس پوپ بھی متمکن ہوئے۔ جن کی جبلی اور طبعی شرافت پر انسانیت کو ناز ہے لیکن اسی تخت پر بعض ایسے اشخاص قابض ہوئے۔ جنہوں نے اپنی عیاریوں سے کلیسا کی پاکیزہ فضا کو مسموم کیا اور اس کی رگوں میں زہر کی پچکاریاں چھوڑیں۔ موجبات ترغیب زیادہ ہونے کی وجہ سے متعدد راہبوں میں جو نیکی اور پاکیزگی کے پیکر تھے پوپ کی تقلید میں جرأت رندانہ پیدا ہوئی اور بہت سے پوپ اپنی شامت اعمال کی وجہ سے غیر طبعی موت مرے۔

مروزیان (Marozia) اور تھیوڈورا (Theodora) کی داستانیں ابھی دنیا بھولی نہیں تو بیاً آٹھ پوپ انہی کا فرمان عورتوں کے نامزد کئے ہوئے تھے رومی عورت کا کلیسا میں بہت عمل دخل رہا ہے۔ وہ متوالی اور بدمست عورت جس نے قرون وسطیٰ کی وحشی اور جنگجو قوموں سے لپٹ کر انہیں ہمیشہ کے لئے بیخ بستہ کر دیا۔ بہت دیر تک کلیسا اور پوپ پر حاوی رہی ہے۔ چنانچہ سترھویں صدی

توکلیسا کی تاریخ میں عورت کی صدی کہلاتی ہے ۔۔۔ کتنی مضحکہ خیز بات ہے وہ رہنما جو عوام کو اعتدال اور نفس کشی کی تلقین کریں خود ان کے منہ سے ۔ بادۂ دوشینہ کی بو آئے اور مقدس جبوں پر عصیاں کے بے شمار داغ ہوں۔ لیکن یہ تقدس اور نفس پرستی کا امتزاج محض ان اختیارات کی وجہ سے ہوا۔ جو کہ پوپ کو حاصل تھے۔ ورنہ یہ مذہبی جبت کی رنگ برنگ چنگاریاں کلیسا کو خس و خاشاک کی طرح پھونک نہ سکتی تھیں۔ اور "رائز منٹ" جیسی تحریک اس کو تخت الٹ نہ سکتی تھی

پوپ کا اقتدار

پوپ کو ایک زمانہ میں بہت اقتدار حاصل رہا ہے۔ بڑے بڑے جابر حکمرانوں کی جبینیں پاپائے روما کے پاؤں سے رگڑ کھاتی رہی ہیں۔ یورپ کے صاحب جبروت شہزادے کلیسائی تخت کے سامنے زمین بوس ہوتے رہے ہیں اور بارہا یہی فرمانگان شاہوں کے اورنگ سے بہت بلندی پر استادہ ہوئی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلا پوپ جو اس سیاسی رفعت کو پہنچا اس کا نام (Gregory VII) ہے چنانچہ اسی گریگری ہفتم کا قول ہے "مسیح کا جانشین معصوم ہے۔ دنیا میں حکومت کا حق صرف معصوم کو ہے۔ باقی تمام دنیا کے بادشاہ اس کے درباری ہونے چاہئیں"

سپاس تعزیت

اخویم مکرم چودھری فضلداد صاحب منڈی بہاؤالدین سے لکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ ۱۰ر جنوری ۱۹۳۹ء کو صبح ۵ بجے انتقال کر گئی تھیں۔ جن دوستوں نے تجہیز و تکفین میں مدد کی۔ جو تعزیت کے لئے تشریف لائے یا جنہوں نے تار یا ڈاک کے ذریعہ ہمدردی کے پیغامات بھیجے۔ ان جملہ حضرات کا شکریہ فرداً فرداً ادا ہونا مشکل ہے اس لئے میں جریدہ پیغام صلح کے ذریعہ سپاس تعزیت پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے احباب میری مجبوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرداً فرداً جواب نہ دینے سے معاف فرمائیں گے

(بقیہ کالم نمبر ۳)

ان کے مرید کہلانے والوں نے الزام لگائے تو میری یا اور کسی کی کیا ہستی ہے کہ ہم ایسے الزاموں سے بچ جائیں"

اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے میاں صاحب کو چیلنج کیا تھا کہ کیا میاں صاحب کوئی تاریخی شہادت پیش کر سکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ان بزرگ و برتر ہستیوں پر ان کے مریدوں نے ایسے الزامات لگائے۔ لیکن افسوس ہے کہ میاں صاحب نے صرف اپنی بریت کی خاطر ان ہستیوں کو ان الزامات کا مورد تو قرار دے دیا۔ لیکن اس کو ثابت کرنے سے آج تک قاصر ہیں۔ کیا یہ ایک مذہبی لیڈر کی شایان شان ہے کہ وہ ان بزرگ ہستیوں پر الزامات لگانے کی جرأت تو کرے اور اس پر کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ میاں صاحب کی طویل خاموشی ہی بتا رہی ہے کہ ان کے پاس حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مطالبہ کا کوئی جواب نہیں اور میاں صاحب معمولی تاریخی شہادت پیش کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

شذرات

ایک قادیانی فاضل کے سنگین جرائم

معاصر "الفضل" مؤرخہ ۱۷ر فروری میں ناظر تعلیم و تربیت قادیان کی طرف سے ایک اعلان مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل کے متعلق شائع ہوا ہے۔ جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں:-

"حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالی نے مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل (المعروف مجاہد) کو بعض سخت اخلاقی اور مذہبی جرائم کے ارتکاب کی وجہ سے مندرجہ ذیل سزا دی ہے۔" انکا وقف توڑ دیا جائے اور اعلان کیا جائے کہ آئندہ نہیں کوئی شخص مجاہد نہ لکھے اور نہ وہ اپنے آپ کو ایسا لکھ سکیں۔"

مبارکباد

جناب پروفیسر نظیر الاسلام صاحب ایم۔ اے۔ آج سے تین سال پیشتر مزید تحصیل علم کے لئے جرمنی تشریف لے گئے تھے۔ قارئین پیغام صلح کے سامنے اس نوید کو پیش کرتے ہوئے طبیعت میں انبساط کی لہر دوڑ رہی ہے۔ کہ جناب پروفیسر صاحب موصوف نہایت کامیابی کے ساتھ واپس لوٹے ہیں۔ جب وہ گئے تھے تو صرف ایم۔ اے تھے۔ لیکن اب خدا تعالے کے فضل سے وہ پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں۔ پہلے وہ صرف پروفیسر نظیر الاسلام تھے۔ لیکن اب ڈاکٹر نظیر الاسلام ہیں۔ ہم اس عظیم الشان کامیابی پر ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مدیر

پیغام صلح

جناب میاں صاحب کے عتاب ہمیشہ قادیانی علماء پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہو کہ مولوی اللہ دتا صاحب پر بھی اس کا نزول ہو رہا تھا۔ لیکن جو سختی انہوں نے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد پر کی ہے وہ بہت حد تک ذلیل کن ہے اور ایک عالم دین پر اتنی شدید سختی ناروا بھی ہے۔ ہو سکتا ہے مولوی صاحب کا کچھ قصور بھی ہو۔ ان کے خلاف ثبوت بھی مہیا ہو سکیں جس کا کہ جناب میاں صاحب کے لئے مہیا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ لیکن ایک صاحب عزت انسان کو یوں چشم زدن میں رسوائے عالم کر دینا بہت درد انگیز ہے۔

الفضل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان سنگین جرائم کے بارہ میں مفصل کوائف بعد میں شائع کئے جائیں گے۔ معلوم نہیں وہ سنگین جرائم کیا ہیں۔ مولوی صاحب موصوف بد دہلی کے رہنے والے ہیں اور وہاں ان کی نیکی کا اثر پبلک پر کافی موجود ہے۔ اور آج تک کسی جرم کو بھی ان کی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔ ہمارے خیال میں کسی پر فرد جرم لگانے کا حق صرف عدالت انگلشیہ کو پہنچتا ہے۔ معلوم نہیں عدالت کے علاوہ رعایا کا رعایا پر فرد جرم قائم کرنا کہاں تک درست ہے؟

اخبار "زمیندار" کی علمی فرومائیگی

روزنامہ "زمیندار" مؤرخہ ۱۲ر فروری میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا موضوع ہے "ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں حضور سرور کائنات کا تذکرہ" اور یہ مضمون صوفی حاجی محمد صاحب فاروقی پٹ دری کے نام سے شائع ہوا ہے۔ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ یہ مضمون استاذی المکرم جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کی تصنیف "میثاق النبیین" سے لیا گیا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے سارے کا سارا مضمون مذکورہ بالا کتاب سے ہڑپ کیا ہے اور ڈکار تک نہیں لیا یہ حد درجے کا علمی افلاس اور فرومائیگی ہے۔ دستور یہ ہے کہ جس کتاب سے اقتباس لیتے ہیں اس کا ساتھ حوالہ دیتے ہیں لیکن یہاں اصل سرچشمہ کا ذکر تک نہیں۔ بلکہ یوں معلوم دیتا ہے کہ صوفی حاجی محمد صاحب فاروقی" نے خود بڑی عرق ریزی سے یہ عالمانہ انکشاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اخبار زمیندار کا اخلاقی فرض ہے کہ اپنی کسی آئندہ اشاعت میں اس علمی غلطی کی اصلاح کرے۔ اور فاضل صوفی اور حاجی صاحب کی جگہ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کا نام لکھے۔

جناب میاں صاحب کی طویل خاموشی

۱۷ر دسمبر ۱۹۳۸ء کے خطبہ میں جو "الفضل" مورخہ ۲۸ر دسمبر میں چھپا تھا۔ اس میں جناب میاں صاحب نے کہا تھا "کہ جو باتیں آج مصری صاحب میرے متعلق کر رہے ہیں۔ ایسی ہی باتیں ان کی پارٹی (یعنی جماعت احمدیہ لاہور) کے بعض آدمی حضرت مسیح موعود کے متعلق کیا کرتے تھے"۔ اس کا جواب حضرت امیر ایدہ اللہ نے دیا تھا "میاں صاحب اپنے مریدوں کو جو چاہیں کہہ کر خوش کر لیں۔ مگر اس سیاہ جھوٹ میں ایک رائی کے لاکھویں اور کروڑویں حصہ کے برابر بھی صداقت نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے کسی آدمی نے حضرت مسیح موعود پر کبھی کوئی ایسا الزام لگایا ہو۔ اگر میاں صاحب کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے تو وہ اسے میدان میں پیش کریں"۔ مگر ہمیں سخت حیرت ہو کہ آخر جناب میاں صاحب خاموش کیوں ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو وہ پیش کیوں نہیں کرتے

پھر اسی خطبہ میں میاں صاحب نے کہا "شاید وہ سمجھتے ہیں گالیاں ہم کو ہی دی جاتی ہیں اور ہمارے متعلق ہی ایسی باتیں نہیں کہی جاتیں۔ حالانکہ کہنے والوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق ایسی ہی باتیں کہیں۔ اور وہ ان کے مرید تھے حضرت موسٰے علیہ السلام کے متعلق ایسی ہی باتیں کہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی ایسی ہی باتیں کہیں اور کہنے والے آپ کے مرید کہلاتے تھے۔ پس جب اس قدر عظیم الشان ہستیوں پر

(باقی کالم اول میں)

قرآن مجید پر ایک تاریخی اعتراض کا جواب

یہود و نصاریٰ کا اسلام کے خلاف جہاد

(از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۴)

"وقالت الیھود عزیرن ابن اللہ" میں مفسرین نے بالعموم عزیر سے مراد عزرا نبی لی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے وہ اپنے ہاں کی روایات بھی اپنے ساتھ لے آئے۔ صحف یہود میں چونکہ عزیر کا نام عزرا سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے مفسرین نے عزیر اور عزرا کو ایک ہی شخصیت سمجھ رکھا ہے۔ مگر انبیاء ماسبق اور پہلی قوموں کے ناموں کے متعلق یہ ضروری نہیں کہ قرآن مجید انہی ناموں کو اختیار کرے جو یہود میں مروج ہیں۔ مثلاً عہد عتیق میں یہود کے سب سے پہلے بادشاہ کا نام ساؤل مرقوم ہے۔ مگر قرآن مجید نے اس کا ذکر طالوت کے نام سے کیا ہے۔ قرآن مجید کے اس تصرف میں بڑی بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کے بیان کرنے کا یہ موقعہ نہیں۔ بہرحال جس ایرانی بادشاہ کا ذکر ہم نے گذشتہ نمبر میں کیا ہے۔ عبری بائبل میں اس کا نام کورش ہے۔ اردو فارسی میں خورس ہے عربی میں کورش ترجمہ ہے۔ انگریزی میں اس کا نام کائرس (Cyrus) ہے اور تاریخی نام کیخسرو ہے۔ ہر ایک تلفظ پر غور کیجیے کہ وہ ایک دوسرے سے کس قدر مختلف ہے۔ روایات میں آجائیے تو اس کا نام خواجہ خضر ہے۔ پارسی روایات کے مطابق یہ شخص ملک سیستان کے اندر کائو جیل (دوش کوثر) میں غسل کرتا ہوا روپوش ہو گیا تھا۔ اب تک اسے زندہ سمجھا جاتا ہے جو دنیا کے ہر بھولے بھٹکے کو راہ بتاتا یا علم سکھاتا ہے۔ یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ خورس یا کیخسرو کو ابن اللہ یعنی یہود کا آزاد کرنے والا، یروشلم کو دوبارہ تعمیر کرانے والا اور یہود کو فلسطین پر حکومت دلانے والا یقین کیا جاتا تھا۔

خورس یا کیخسرو کا اصلی نام کیا تھا اس میں اختلاف ہے۔ ہیرو ڈوٹس ا: ۱۱۳ کی بنا پر اس کا اصلی نام کچرا ادر تھا۔ یہ نام تخت نشینی کے وقت رکھا گیا اور سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں سٹراب ۱۵: ۳، ۶ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس کا اصل نام اگراڈیس تھا اور اس نے کائرس نام تخت نشین ہونے سے پہلے اختیار نہیں کیا۔ اس اگراڈیس کا تلفظ بعض جگہ (Agradates) ہے اور بعض جگہ (Pasargadae) ہے جو عزرا یا عزیر کے بہت قریب ہے۔ پارسیوں میں اس کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ وہ دیوزاد تھا اور اس کی پرورش جنگل میں ایک کتے نے کی۔ کتا پارسیوں میں مقدس جانور سمجھا جاتا ہے۔ بائبل میں باوجود اس کے کہ وہ بابل کا دشمن تھا اسے مردوک (خدا) کا محبوب سمجھا جاتا ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل کے تین عظیم الشان نبی اس بادشاہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور اسے ان پیشگوئیوں کا وارث قرار دیتے ہیں جو ایک بادشاہ اسرائیل کے متعلق ان میں مشہور تھیں۔ قرآن مجید کی زیر بحث آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود کا اس بادشاہ کو ابن اللہ کہنا یا اپنا نجات دہندہ قرار دینا غلط ہے

مضمون یہاں تک لکھا جا چکا تھا کہ ایک دوست نے اعتراض کیا کہ یہود کا عزیر کو باپ معنی ابن اللہ کہنا کہ وہ ان کا نجات دہندہ مسیح

اور بادشاہ ہے کوئی قابل اعتراض بات نہیں جس پر قرآن مجید اس قدر اظہار غیظ و غضب کرتا۔ یہ اعتراض غالباً میرے مضمون کو پورے طور پر سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ یہود و نصاریٰ میں ابن اللہ کا مفہوم الگ الگ ہے اور قرآن مجید میں ہر جگہ ابن اللہ سے مراد بادشاہ نہیں۔ میں اس آیت میں ابن اللہ کے متعلق یہودی نقطہ نگاہ پیش کر رہا ہوں تاہم اگر غور کیا جائے۔ تو کسی نبی کو ابن اللہ گردانا یا ایک بادشاہ کو ابن اللہ ماننا بالخصوص ایک بیدین اور غیر مذہب کے بادشاہ کو اپنا نجات دہندہ مذہباً تسلیم کرنا یہ ایک قوم کی ہلاکت کی راہ ہے۔ بادشاہ کو یا کسی نبی کو ابن اللہ کا مرتبہ دینا یہ اصل تورات کی تعلیم نہ تھی۔ مگر یرمیاہ، عزرا اور یسعیاہ جیسے عظیم الشان انبیاء کی کتب میں خورس یا کیخسرو کی عظمت کا اس قدر اظہار رتبہ میں ڈالنا ہے کہ ایک بادشاہ کافر ہونے یا غیر اسرائیلی یا غیر ابراہیمی ہونے کے باوجود خدا کا مسیح۔ اسرائیل کا نہ ہی بادشاہ۔ مالک الملک۔ روح اللہ۔ کلمۃ اللہ یا ابن اللہ ہو گیا اور وہ وعدے اور امیدیں بھی جو یہود کو اس کے متعلق تھیں پوری نہ ہوئیں۔ اس میں مسلمانوں کے لئے ایک عبرت ہے کبھی انگریز کبھی اٹالیہ کبھی قیصر جرمنی کبھی شاہ جاپان مسلمانوں کے دین کا محافظ ہونے کا دم بھرتے ہیں اور کبھی گاندھی کو مہدی معہود کا خطاب دیا جاتا ہے۔

مگر یہودی قوم ایک مغضوب قوم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تعصب ان کی گھٹی میں پڑا ہے ایک غلط خیال جو ان کے دل میں جم گیا ان کے اندر سے اس کا نکلنا محال ہے۔ غور کیجیے کتاب پیدائش میں لکھا ہے۔

"سو یعقوب بیر سبع سے نکل کر حاران کی طرف گیا اور ایک جگہ میں اتر پڑا اور رات بھر وہاں رہا۔ کیونکہ سورج غروب ہو گیا تھا اور اس نے اس جگہ پتھروں سے اٹھا کر انہیں اپنا تکیہ کیا اور وہاں لیٹ کر سو گیا۔ اور اس نے خواب دیکھا اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک سیڑھی زمین پر دھری ہے اور اس کا سر آسمان تک پہنچا ہے اور دیکھو خدا کے فرشتے اس پر چڑھتے اترتے ہیں اور دیکھو خداوند اس کے اوپر کھڑا ہے، اور اس نے کہا کہ میں خداوند تیرے باپ ابراہام کا خدا اسحاق کا خدا ہوں۔ یہ زمین جس پر تو لیٹا ہے تجھے اور تیری نسل کو دوں گا۔"

(پیدائش ۲۸: ۱۰ — ۱۳)

یہ ایک خواب ہے جو اڑھائی ہزار برس پیشتر یعقوب نے دیکھا کہ فلسطین کا علاقہ اسے دیا گیا۔ یہودی قوم کی تاریخ اور فلسطین کی سرزمین اس امر پر گواہ ہے کہ یہود نے ہزاروں برس سے اس خواب کو حقیقت بنانے کیلئے کس قدر جان توڑ کوششیں کی ہیں اور ابھی تک وہ اس خیال پر اڑی ہوئی ہے کہ ہم فلسطین پر قبضہ کر کے چھوڑیں گے

فلسطین میں یہود کی حکومت قائم رہے یہ ان کا قومی نصب العین ہے لیکن اس بیت الیہود کی تعمیر میں ان کی بنیادی غلطی از روئے کتاب مقدس یہ ہے کہ ان کی نگاہ ہمیشہ کافر قوموں کی طرف اٹھتی ہے:

کبھی وہ خورس (کیخسرو) جیسے کافر کو ابن اللہ اور مسیح بناتے ہیں اور کبھی انگریز کو خدا کا بیٹا گردانتے ہیں۔ یہود کی اس ذہنیت کے خلاف اور مسلمانوں کی عبرت کے لئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ وہ ہمیشہ ذلیل رہیں گے۔ ذالک قولھم بافواھھم۔ بادشاہ یا یہود کو آزادی دلانے والا بادشاہ ابن اللہ ہوتا ہے یہ صرف افواہ ہے کوئی الہامی سند اس پر نہیں۔ یرمیاہ یسعیاہ اور عزرا کا وہ حصہ الحاقی ہے جس میں خورس یا کیخسرو کو روح اللہ۔ خدا کا مسیح یا ابن اللہ شاہ اسرائیل کے متعلق اس قسم کے خطابات استعمال کئے گئے ہیں اور اس کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ وعدے اور تمنائیں جو خورس کے ساتھ یہود نے وابستہ کیں کبھی پورے نہ ہوئے خورس یہود کو آزاد نہ کر سکا اور نہ یروشلم کو دوبارہ تعمیر کر سکا۔ ان پر تو وہی مثل صادق آئی۔ تسلی بھی کیا اور دکھا بھی کھایا۔ سائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس کے متعلق لکھا ہے۔

The prophets who had marked in the past the advent of Assyrians & Chaldeans now fixed their eyes upon the advance of Cyrus, confident that the fall of Babylon would bring the restoration of their fortunes. Cyrus was hailed as the divinely appointed saviour the anointed of Yahwe.

انبیاء جو ماضی میں اسیریا اور کلدانیوں کی آمد کو نشان موعود بتایا کرتے تھے اب انہوں نے خورس کو اپنا مطمح نظر بنا لیا۔ اس اعتماد اور بھروسہ پر کہ بابل کا زوال ان کی قسمتوں کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پلٹا دیگا خورس کو خدا کا مقرر کردہ نجات دہندہ اور خدا کا مسیح قبول کر لیا گیا

ایک مغضوب اور گری ہوئی قوم خدا کے ساتھ صلح کرنے کے بغیر اور دین حق کو از سر نو مضبوط کرنے کے بغیر غضب اور ذلت سے کیسے نکل سکتی ہے اور وہ بھی دین کے دشمن بادشاہ کی مدد سے یہود کی امیدیں اور توقعات بیہود تھیں۔ سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے

Bitter must have been the disappointment of the Jews for whatever the Cyrus may have done for them, he did not realise the high pitched expectations of the exile prophet.

یہود کی نامرادی نہایت تلخ تھی۔ کیونکہ خورس نے جو کچھ کیا وہ جلاوطن نبی (یرمیاہ) کی بلند توقعات کے مطابق نہ تھا۔ اس لئے ایک دوسرے نبی (یسعیاہ) نے یہود کو ان کی اس غلطی پر آگاہ کیا اور ان کو یوں تسلی دی۔

"اور اس نے دیکھا کہ کوئی آدمی نہیں اور تعجب کیا کہ کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ سو اسی (خدا) کے بازو نے اس کیلئے نجات حاصل کی"

(یسعیاہ ۵۹: ۱۶)

"میں نے نگاہ کی اور کوئی مددگار نہ تھا اور میں نے تعجب کیا کہ کوئی چھڑانے والا نہ ہوا۔ سو میرا ہی (خدا) کا بازو نجات کو اپنے لئے لایا"

الیضاً ۶۳: ۵

گئی۔ سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے۔

The later Jews, however found it difficult to believe that the deliverance which Yahwe was to have wrought through the instrumentality of the great Persian King had never been accomplished.

بہرحال یہود نے اس امر کو مشکل باور کیا کہ اسرائیل کی آزادی جو خداوند یہوہ نے ایران کے شاہ اعظم کی وساطت سے دلائی تھی۔ پوری نہیں ہوئی۔

یہ پیشگوئی ضرور پوری ہوگی۔ خواہ وہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر پوری ہو۔ یہاں تک تو حقیقت ہے کہ آخر کار خورس کو وہ شخص نہیں سمجھا گیا جو اسرائیل کا نجات دہندہ ہو۔ بس یہ آزادی آئندہ ہانے والی امید سمجھی گئی۔ چنانچہ سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں ہی لکھا ہے

Cyrus was not regarded, it is true, as the man who has finally delivered Israel, the deliverence was still one of the hopes of the future — but the Jews desired to recognises in him, at least, the initiater of the restoration of Israel. P. 980.

یہ سچ ہے کہ خورس کو وہ شخص نہیں قرار دیا گیا جس نے کامل طور پر اسرائیل کو آزاد کیا۔ آزادی ایک آئندہ کی امید بنی رہی۔ مگر یہود کی خواہش یہی تھی کہ خورس کو کم از کم اسرائیل کی آزادی کا ابتدا کنندہ قرار دیا جائے۔

(باقی آئندہ)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ انمو خاں جند خاں ولد دتہ خاں ذات بلوچ ساکنہ کامرہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۱ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۸

دستخط سیاد رمیاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

ایک مسلمان کا اعترافِ حق

چند روز ہوئے۔ انگریزی اخبار "ایسٹرن ٹائمز" نے اپنے مکتوبات میں ایک خط شائع کیا ہے جس میں ایک اخلاقی جرأت رکھنے والے مسلمان نے اعتراف کیا ہے کہ وہ مٹھی بھر جماعت جسے مسلمان علماء کافر سمجھتے ہیں اس کا ایثار اور قربانیاں عام مسلمانوں کے مقابل پر بہت بڑھی ہوئی ہیں اور انہیں اپنی سلور جوبلی کی تقریب پر حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ نیز انہوں نے نہایت جسارت کے ساتھ اعلان کیا ہے کہ آج سے صرف چند سال پیشتر جماعت احمدیہ لاہور کو مسلمان خیال کیا جاتا تھا۔ اور جماعت مذکور کے سربرآوردہ اشخاص مسلمانوں کی قومی تحریکات میں پیش پیش تھے۔ لیکن افسوس ہے یہ مخلص جماعت بھی ملّا کے دستبرد سے نہیں بچ سکی۔

خط کا ترجمہ درج ذیل ہے اسے ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ آپ کی پرخلوص مساعی کا کس طرح اعتراف کیا جا رہا ہے۔ (مدیر)

مکتوب

ایڈیٹر صاحب ایسٹرن ٹائمز

جناب عالی

اس بات کا عام چرچا نہیں ہے کہ جب گذشتہ کرسمس کی تعطیلات میں انجمن حمایت اسلام گولڈن جوبلی منا رہی تھی۔ اس کے قرب میں ہی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی سلور جوبلی بھی منائی جا رہی تھی۔ مؤخر الذکر انجمن ایک جدید فرقہ سے متعلق ہے جسے عام مسلمان کافر کے خطاب سے داغدار کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کو ولی اللہ اور مذہبی ریفارمر خیال کرتے ہیں۔ یہ لاہوری احمدی یا مرزائی جیسا کہ انہیں کہا جاتا ہے۔ ان کی تعداد چند ہزار نفوس سے زیادہ نہیں اور اس کے مقابل پر عام مسلمانوں کی تعداد پنجاب میں ڈیڑھ کروڑ ہے۔

اول الذکر کو مرکزی یا صوبجاتی حکومت سے کسی قسم کا تعلق نہیں اور نہ ہی ان میں بڑے بڑے ملک التجار اور زمیندار شامل ہیں

ایک لاکھ بیاسی ہزار چندہ جمع ہؤا

باوجود اس کے کہ انہیں حکومت کی طرف سے عطیہ جات نہیں ملتے۔ آپ کے قارئین یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ ان لاہوری احمدیوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی سلور جوبلی کی تقریب پر ۱۸۲۰۰۰ روپیہ جمع کر لیا۔

قادیانی جماعت کے احمدی جو (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کو نبی خیال کرتے ہیں اور باقی تمام مسلمانوں کو کافر تصور کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے امیر کو سلور جوبلی کے موقعہ پر روپیہ کی تھیلی پیش کرنے کے لئے ۳ لاکھ[1] روپیہ جمع کیا ہے

انجمن حمایت اسلام لاہور اور اس کے ارباب حل و عقد نے عام مسلمانوں سے خراج تحسین حاصل کرتے ہوئے جس کے وہ صحیح حقدار ہیں۔ ۵۰۰۰۰ روپیہ جمع کیا ہے اس میں اعلیحضرت نظام حیدر آباد و ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور و دیگر والیان ریاست اور حکومت پنجاب کے عطیہ جات بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یہ انجمن مذکور کی الیکسالہ کارکردگی ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے چندہ کی میزان لاہوری احمدیوں سے بہت نیچے جا کر بیٹھتی ہے۔ . . . .

. . . . کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ ہم جو مسلمان کہلاتے ہیں ہماری فیاضی اور قربانی ان سے بہت کم ہے جنہیں ہم کافر کہکر خوش ہو لیتے ہیں۔

اب کس کی باری ہے

اس ضمن میں یہ ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ صرف چند سالوں کی بات ہے کہ لاہوری احمدیوں کو کافر نہیں کہا جاتا تھا ——— اس مکتوب کے راقم نے اپنی آنکھوں سے علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کو ان کے اجلاس کی صدارت فرماتے دیکھا ہے۔ انہی لاہوری احمدیوں نے "بلقان فنڈ" کی فراہمی میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم۔ اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اس کمیٹی کے ممبر تھے جو اس فنڈ کا انتظام کرتی تھی اور جس کے صدر مولانا ظفر علیخاں ایڈیٹر زمیندار تھے۔

مولانا محمد علی صاحب جو جماعت احمدیہ لاہور کے امیر ہیں۔ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسوں میں لیکچر دیتے رہے ہیں اور مولانا ممدوح کے بعض رفقاء کار انجمن اسلامیہ پنجاب کی مینجنگ کمیٹی کے بھی ممبر رہے ہیں۔

صرف چند سالوں سے یہ انجمنیں مسلمان علماء کے حلقہ اثر میں آئی ہیں اور انہوں نے لاہوری احمدیوں کا بائیکاٹ کیا ہے اور کافر کیا ہے غالباً اس پر ان کی تشفی نہ ہوئی کیونکہ حال ہی میں ہزاروی علماء نے جو صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے ہیں علامہ مشرقی کو جو تحریک خاکسار کے بانی ہیں کافر قرار دیا ہے اور مسلمان جمہور کو تلقین کی ہے کہ وہ بیلچہ پارٹی سے قطع تعلق کریں۔ اس کے بعد دیکھئے کس کی باری ہے اور کسے علماء یک بینی و دوگوش دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ ایسے فتوے جاری کرتے رہیں؟

آپکا

ایس۔ جی۔ ایچ

سلور جوبلی نمبر

تمام دوستوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر کا دوسرا ایڈیشن جو زیر طبع تھا قریباً قریباً چھپکر تیار ہو چکا ہے۔ ایک ہفتہ عشرہ کے اندر اندر تمام دوستوں کو جن کی کہ دفتر میں درخواستیں موصول ہوئی ہیں ارسال کر دیا جائیگا۔ مطمئن رہیں

مینجر پیغام صلح

[1] جماعت قادیان نے ابھی تک تین لاکھ روپیہ جمع ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ (پیغام صلح)

(بقیہ صفحہ ۲)

ایک لطیفہ

یوں تو مولوی صاحبان ہمارے خلاف ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ لاہوری جماعت سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ مگر اس بحث میں مولوی ثناء اللہ صاحب بے اختیار بول اٹھے :-

" ان لاہوری جماعت پر قرآن و حدیث کا اثر زیادہ ہے "

وراثت اور نبوت

مولوی صاحب نے پھر ہمارے مجازی نبوت کے دعویٰ کو بے حقیقت بنانے کے لئے اشعار پڑھے جن میں کسی نے اپنے محبوب کے رات کو آجانے پر کہا کہ ع

رات کو کس نے ہے خورشید درخشاں دیکھا

گویا محبوب کو خورشید درخشاں کہا ہے جو رات میں نکل آیا۔ اور ساتھ ہی اپنا مطالبہ پھر دہرایا کہ وراثت میں مال پانے والا بھی مالک ہی ہوتا ہے۔ پس وراثت نبوت پانے والا بھی نبی ہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مخصوص طور پر نبی کا نام پانے والے کہا ہے۔

لہ ولد مثلنا الی یوم یبعث

ہم نے کہا کہ مولانا محبوب کو مجازاً خورشید کہنے سے وہ خورشید نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح مجازاً نبی کہنے سے نبی نہیں ہو جاتا۔ مگر اتنا خیال رہے کہ خدا اور خدا کا رسول جب مجازاً کسی کو نبی کا نام دیں گے تو حقیقت نبوت کا کثرت سے پایا جانا لازمی ہے۔ مثلاً اس وقت دن ہے لیکن اگر بہت سخت تاریکی چھا جائے تو ہم دن کو مجازاً رات کہہ دیں گے۔ لیکن اس کا صرف اتنا ہی مطلب ہوگا۔ تاریکی جو رات کی خاص خصوصیت ہے وہ مجازی رات میں بکثرت موجود ہے۔ ورنہ دراصل کوئی رات نہیں بلکہ دن ہے۔

رہا یہ کہ وراثت نبوت پانے میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو مخصوص ٹھہرایا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے حضرت تو فرماتے ہیں :-

فلا و الذی خلق السماء لاجله
له مثلنا ولد الی یوم یحشر

یہ شعر اسی اعجاز احمدی کا ہے جس میں آپ کو قادیان تحقیق حق کے لئے بلایا گیا تھا۔ اور اسی میں اس شعر کے قریب ہی یہ بھی لکھا ہے :-

واللہ انی وارث مال محمد

پس آپ کا یہ مضمون بتا رہا ہے کہ آپ مال محمدی کے وارث ہوئے اور آپ کی طرح قیامت تک وارث فرزند ہوتے رہیں گے۔

مولوی صاحب کی آخری تقریر

مولوی صاحب اپنی آخری تقریر میں اپنی باتوں کو دہراتے رہے جن کو میں پہلے ہی رد کر چکا تھا اور مجھے نہ تو اب جواب دینے کی ضرورت تھی اور نہ ہی جواب کیلئے وقت تھا اس لئے بحث ختم ہو گئی۔

مولوی صاحب کی عادت

چونکہ مولانا صاحب نے دوران بحث میں فرمایا تھا کہ ان کو چڑ ہے کہ جب کوئی کہے کہ تم ایسا نہیں کرو گے تو وہ ضرور ایسا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کی اس عادت کو مدنظر رکھ کر میں مولوی صاحب سے کہتا ہوں اور بڑے زور سے کہتا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو ہرگز ہرگز مدعی نبوت ثابت نہیں کر سکتے اور نہ یہ دکھا سکتے ہیں کہ حضرت اقدس نے اپنے نہ ماننے والوں کو صرف اس بنا پر کہ وہ آپ کے دعوے کو نہیں مانتے کبھی کافر کہا ہو اور ان دونوں مسئلوں پر وہ کبھی ہم سے فیصلہ کن مناظرہ کے لئے مرد میدان نہ بنیں گے۔ کیا مولوی صاحب مقابلہ کریں گے؟ ہرگز نہیں۔

آخری فیصلہ

پھر مولوی صاحب ثالث کی نادانی اور طرفداری کی وجہ سے جس آخری فیصلہ پر لدھیانہ میں مناظرہ کر کے تین سو روپیہ انعام غلطاً لے چکے ہیں۔ وہ کبھی دوبارہ اس پر ہم سے مناظرہ نہیں کریں گے۔ اگر مولوی صاحب ہار جانے کی صورت میں غلطاً حاصل کردہ تین صد روپے کو واپس کرنے کو تیار ہوں تو ہم تین صد مزید روپیہ انعام مقرر کر کے ان سے آخری فیصلہ کے متعلق بحث کے لئے اب بھی تیار ہیں۔

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب اس چیلنج کو قبول کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں حق پر نہیں ہیں اور انہیں قطعاً امید نہیں کہ دوبارہ وہ کبھی ہم سے انعام حاصل کر سکیں۔

اب دیکھیں مولوی ثناء اللہ صاحب کیا جواب دیتے ہیں

غالباً حیلہ و بہانہ سے بات ٹال دیں گے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

میرٹھ میں آریہ سماج سے مناظرہ

(از مولوی عمر الدین صاحب)

مولانا مبارک حسن صاحب بانی دار العلوم میرٹھ نے اپنے دار العلوم کے طلباء کو عطاء دستار فضیلت کے موقعہ پر جلسہ میں آریہ سماجیوں کو بھی مناظرہ کی دعوت دی تھی آریہ سماج کی طرف سے پنڈت کالی چرن صاحب تشریف لائے تھے۔ ان سے ۲۹ جنوری ۱۹۳۹ء کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق تبادلہ خیالات ہوا۔ وقت کی تنگی کے باعث یہ مناظرہ صرف ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس میں مجیب خاکسار تھا۔

پنڈت جی نے دس منٹ میں سولہ اعتراض اسلامی تعلیم پر کئے جو سب کے سب معمولی سوال تھے اور میں نے ان کا جواب بھی معمولی طور پر دیدیا۔ وقت کی تنگی کی وجہ سے بعض سوالات بالکل رہ گئے تھے مگر وہ سب سوال ایسے ہی ہیں کہ اگر ان کا ذکر بھی نہ کیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

نقائص کا مبدا

خدا تعالیٰ کے خالق ہر شے ماننے کا پنڈت صاحب نے صرف اس بنا پر انکار کیا کہ اس صورت میں بدی کا خالق بھی خدا کو ہی ماننا پڑتا ہے کیونکہ جس قدر بدی دنیا میں ہے اس کا منبع وہی ذات ہو سکتی ہے جس سے یہ سب کچھ پیدا ہوا ہے۔

میں نے کہا کہ آریہ سماجی اصول کی رو سے دنیا میں برائی روح کے سوتنتر (آزاد) ہونے کے باعث ہے۔ جیسا کہ خود پنڈت کالی چرن صاحب نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ جو اعتراض اسلام کی تعلیم کی رو سے خدا کی ذات پر وارد ہوتا ہے۔ وہ آریوں پر سیلنر پر اس لئے نہیں آتا کہ آریہ اصول کی رو سے جیو غیر مخلوق اور سوتنتر ہے۔ پس جبکہ بدی کا باعث اصل جیو آتما کی سوتنترتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ چونکہ خدا نے روح کو آزاد پیدا کیا ہے۔ اسے نیکی یا بدی پر مجبور نہیں کیا بلکہ روح کو نیکی یا بدی کرنے کا اختیار دے کر آزاد کر دیا جیسا کہ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کا منشاء ہے اس لئے خدا پر روح کی بدی کا کوئی الزام نہیں آ سکتا۔ ہاں آریہ سماج پر یہ الزام ہے کہ واجب الوجود آتما جو سبھاؤ سے پاک ہے۔ اس سے بدی کیونکر ظاہر ہوتی ہے۔ کیا کبھی اواگون کے چکر میں سزا دینے کیلئے کوئی عیاری تو نہیں کی جاتی جس سے روح بے خبر ہو۔

آریہ سماج کے مقابل میدان کا ہمارے ہاتھ آنا سب نے تسلیم کر لیا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ - منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ساوا ولد حشمت ذات موچی سکنہ باٹو آنہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴ ۱/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ - منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی باقر محمد ولد حاجی ذات ہبروانہ سکنہ پنڈی بیگ ماہی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴ ۱/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ - منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی موسے ولد احمد ذات رجانہ سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۴ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵ ۱/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ - منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی الٰہی بخش ولد میاں محمد دین ذات خوجہ پوری سکنہ گھسیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۵ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۵ ۱/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رفتار عالم

ہندوستان

—— بمبئی ۱۰ فروری۔ سردار پٹیل نے مسٹر سبھاش چندر بوس کے نام جو مکتوب لکھا ہے۔ اس میں اپنی اور اپنے ۱۱ رفقا کار کی طرف سے واضح کر دیا ہے کہ میں اور میرے ہمخیال چاہتے ہیں کہ ایک مہینے کے اندر اندر ورکنگ کمیٹی کی ممبری سے سبکدوش ہو جائیں۔

—— مدراس ۱۰ فروری۔ آج صبح مینم بکم کے فضائی مستقر میں ایک جرمن طیارہ پاش پاش ہو گیا۔ حادثہ کے وقت یہ طیارہ نمائشی پرواز کر رہا تھا۔

—— کلکتہ ۱۰ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۲۴ فروری کو منعقد ہوگا۔ ابھی تک مقام انعقاد کا کوئی اعلان نہیں ہوا۔

—— نئی دہلی ۱۰ فروری۔ مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر ٹی اونیا شلنگم نے کانگرس پارٹی کی طرف سے یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ ہندوستان کو انجمن اقوام کی رکنیت سے مستعفی ہو جانا چاہئیے یہ ریزولیوشن ۵۵ ووٹوں کے اتفاق سے اور ۴۵ کی مخالفت سے منظور ہو گیا۔

—— رنگون ۱۱ فروری۔ وطن پرست پارٹی کے لیڈر ریوس نے وزارت برما کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیدیا ہے۔

—— کانپور ۹ فروری۔ بانس منڈی میں مسجد کے سامنے باجا بجانے کی ممانعت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے کانپور کے ہندوؤں نے آج تمام دن ہڑتال رکھی۔ یاد رہے کہ باجا بجانے پر کانپور میں ہندو مسلم فساد ہو گیا تھا۔

—— لاہور ۱۰ فروری۔ رسول انجنیرنگ کالج کے طلبہ نے ہڑتال کر دی ہے۔ کالج کے پرنسپل نے مضامین میں کچھ ترمیم کی تھی۔ اس ترمیم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے طلبا نے ہڑتال کر دی تھی۔

—— نئی دہلی ۱۰ فروری۔ اگلے ہفتہ نئی دہلی میں ایک نمائش ہوگی جس میں مختلف نسلوں کے جانور دکھائے جائیں گے اور زراعتی سامان بھی رکھا جائے گا۔

—— راجکوٹ ۹ فروری۔ سر آغا خاں آج جام نگر سے یہاں پہنچے۔ خوجہ قوم نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

—— جھانسی ۱۰ فروری۔ ضلع جھانسی کی سرحد پر ڈاکوؤں اور پولیس کی ایک جمعیت میں شدید تصادم ہوا۔ فریقین نے ایک دوسرے پر فائر کئے نتیجہ یہ ہوا کہ دو ڈاکو ہلاک ہو گئے۔

—— پشاور ۱۰ فروری۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے واپسی کے بعد ڈاکٹر خانصاحب وزیر اعظم سرحد نے ایک نمائندہ اخبار کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ حکومت نے دونوں قوموں کے افراد کو انتباہ کر دیا ہے کہ حکومت ایسے مفسدہ پردازوں کو سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے گی۔

—— راولپنڈی ۱۰ فروری۔ جہلم کے قریب ایک کار اور لاری میں شدید تصادم ہوا۔ جس کے نتیجہ میں کار کی تمام سواریاں ہلاک ہو گئیں اور لاری کی متعدد سواریاں مجروح ہو گئیں۔

—— جبل پور ۱۰ فروری۔ ۳ مارچ کو کانگرس نگر میں ڈیڑھ بجے دن کو گاندھی جی تشریف لائیں گے اور وشنودت نگر پہنچ کر آل انڈیا سودیشی نمائش کا افتتاح کریں گے۔ مدن محل ریلوے اسٹیشن سے صدر مسٹر سبھاش چندر بوس کا جلوس شروع ہوگا۔ جس میں ۲۵ ہاتھی ہوں گے۔

ممالک خارجہ

—— قاہرہ (بوائی ڈاک) وزیر اعظم محمد اعظم محمود پاشا نے برسر آوردہ عہدہ داروں کے ساتھ ایک نجی گفتگو میں اعلان کیا ہے کہ عالمگیر جنگ قریب دکھائی دیتی ہے۔

—— لندن ۹ فروری۔ اطلاع مظہر ہے کہ انگلستان میں آج بم پھٹنے کی تازہ وارداتیں ہوئیں۔ ان وارداتوں سے اضطراب اور ہیجان کی تازہ لہر دوڑ گئی ہے۔ سکاٹ لینڈ یارڈ والے تحقیق و تلاش میں سرگرداں ہیں۔

—— پیرس ۹ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت فرانس آج کل جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کرنے کے سوال پر غور و فکر کر رہی ہے۔

—— ویانا ۹ فروری۔ ویانا کی نئی نازی پارٹی کے لیڈر ہرلوار فی نے نازیوں کے ایک عظیم الشان مظاہرہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "مجھے اعتراف ہے کہ الحاق کے بعد آسٹریا میں زندگی کا معیار بلند نہیں ہوا"۔

—— پیرس ۹ فروری۔ صدر جمہوریہ ہسپانیہ جنیوا سے پیرس واپس آ گئے ہیں۔ افواہ گرم ہے کہ باغیوں کا مقابلہ کرنے یا نہ کرنے کے مسئلہ پر پریذیڈنٹ آزانا کے ساتھ اختلاف رائے کی وجہ سے وزیر اعظم ہسپانیہ ڈاکٹر نگرین شاید مستعفی ہو جائیں گے۔

—— لندن ۹ فروری۔ بلجیم سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج کابینہ بلجیم مستعفی ہو گئی ہے۔ مستعفی ہونے سے پہلے کابینہ کے تین وزراء نے ایک افسر کے تقرر کے خلاف وزیر اعظم کے پاس احتجاج کیا تھا۔

—— ڈبلن ۸ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت آئرلینڈ پارلیمنٹ میں بدھ وار کو ایک سپیشل قانون پیش کرے گی۔ جس کے ذریعہ آئرش ریپبلکن آرمی کو خلاف قانون قرار دیا جائے گا۔ حکومت نے اس کو ۱۹۳۴ء میں خلاف قانون قرار دیا تھا۔ مگر نیا آئین بننے کے بعد یہ حق حکومت سے لے لیا گیا تھا۔

. . . .

—— جبل الطارق ۹ فروری۔ آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ جنرل فرانکو کی فوجیں کٹلونیا میں اپنی پیشقدمی کے آخری مرحلہ پہنچ گئی ہیں۔

—— روما ۱۰ فروری۔ ہز ہولی نس پوپ اعظم ۸۳ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ متوفی مدت سے علیل تھے۔ چند ماہ پیشتر بھی آپ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد روبصحت ہو گئے اس دفعہ دل کے امراض نے آپ پر ایسا حملہ کیا جس کے نتیجہ میں آپ فوت ہو گئے۔

—— واٹی کان ۱۰ فروری۔ پوپ اعظم کی وفات کی وجہ سے مسیحی دنیا میں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ آئندہ پوپ کا انتخاب ۲۸ فروری کو ہوگا۔

—— لندن ۱۰ فروری۔ ہسپانوی پناہ گزینوں کی امداد کیلئے ۴۰ ہزار پونڈ کی رقم منظور کی گئی ہے بشرط ضرورت اگلے مہینہ میں بھی ۵۰ ہزار پونڈ منظور کئے جائیں گے

—— واشنگٹن ۹ فروری۔ ایوان نمائندگان کی ملٹری کمیٹی نے انتظامات دفاع کی توسیع کی سفارش کرتے ہوئے دلیل پیش کی ہے کہ یورپ میں جلدی جنگ چھڑ جانے کے امکانات ہیں۔ کمیٹی نے ایئر فورس کو تین ہزار مزید طیارے دینے کے بل کی حمایت کی ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حفاظت قرآن کیلئے مامور آیا کرتا ہے

اب میرا یہ دعوےٰ کہ اس صدی پر میں تجدید دین کے لئے بھیجا گیا ہوں صاف ہے۔ میں زور سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے اور اس پر ۲۲ برس سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ اس قدر عرصہ تک میری تائید کا ہونا یہ اللہ تعالیٰ کا الزام اور حجت ہے تم لوگوں پر۔ کیونکہ میں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں فسادوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں حدیث اور قرآن کی بنا پر کیا ہے۔ اب جو لوگ میری تکذیب کریں گے۔ وہ میری نہیں اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کریں گے۔ ان کو کوئی حق تکذیب کا نہیں پہنچتا۔ جب تک وہ میری جگہ دوسرا مصلح نہ پیش کریں۔ کیونکہ زمانہ اور وقت بتاتا ہے کہ مصلح آنا چاہیئے کیونکہ ہر جگہ مفاسد پیدا ہو چکے ہیں اور قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایسی آفتوں کے وقت حفاظت قرآن کے لئے مامور آیا کرتا ہے۔ اور حدیث شریف کہتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجا جاتا ہے پھر ضرورتیں موجود ہیں اور یہ وعدے حفاظت اور تجدید دین کے الگ موجود ہیں۔ ان ضرورتوں اور وعدوں کے مطابق آنے والے کی تکذیب کی صرف دو ہی صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ کوئی اور مصلح پیش کیا جائے دوسرا یہ کہ ان وعدوں کی تکذیب کی جائے ◆

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے رقمطراز ہیں:

(۱) عید الضحیٰ سے قبل محترمی جناب الحاج عبد اللہ صاحب فجی والے بغرض زیارت مقامات مقدسہ بغداد تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ کچھ عرصہ کیلئے حضرت غوث الاعظم کی نگری میں قیام فرمائینگے

(۲) عید الضحیٰ کی نماز جناب تصدق حسین صاحب قادری کے مکان پر پڑھی گئی۔ خطبہ ہوا۔ تمام احباب سلسلہ سے عید فنڈ اور مسجد فنڈ جمع کیا گیا۔ مختلف اطراف سے دوست تشریف لائے ہوئے تھے

(۳) جناب ابراہیم آدم صاحب سجوانی عید سے قبل چند روز کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہیں احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا کریں خداوند کریم انہیں خیریت کے ساتھ واپس لائے۔

—— البانوی طلبا مسٹر خلیل اور مسٹر ایوب جن کا پہلے اخبار ہذا میں ذکر ہو چکا ہے ۸ فروری کی شام کو بذریعہ فرنٹیر میل اپنے وطن البانیہ کو تشریف لے گئے۔ اسٹیشن پر جماعت کے بزرگ اور کافی احباب موجود تھے۔ حال ہی میں بمبئی سے ان کا ایک خط موصول ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ وہ نہایت خیریت سے بمبئی پہنچ گئے۔ مصر کا پاسپورٹ مل گیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جس طرح اسلامی روح اور دوستی تعلیم احمدیہ بلڈنگس میں نظر آئی وہ شاید اور کہیں نظر نہ آئے احباب دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ انہیں بخیریت کے ساتھ وطن پہنچائے ◆

قرآن مجید پر ایک تاریخی اعتراض کا جواب

یہود و نصاریٰ کا اسلام کے خلاف جہاد

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۵)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خورس کے ہاتھ پر خدا کا وعدہ آزادیٔ اسرائیل پورا نہ ہوا مگر یرمیاہ اور عزرا کے دعاوی کو کیا کیا جائے جو خورس کے متعلق مذکور ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ قرآن مجید کا یہ دعوے کہ یہود نے عزیر یا خورس کو ابن اللہ بنایا صحیح ہے - اگرچہ یہ کتاب مقدس کے اندر تحریف ہے جو علمائے یہود نے اس وقت کی جب خورس نے شاہ بابل کو شکست دی اور اپنے آپ کو یہود کا خیر خواہ جتلایا بیت المقدس بخت نصر کے تخت گاہ پر درفش کاویانی لہرایا گویا اسرائیل ایک آقا کی غلامی سے نکل کر دوسرے کے اسیر ہو گئے - خورس نے جو تھوڑی بہت یہود کی دلجوئی کی وہ ایک سیاسی چال تھی اس کے اندر کلدانیوں یا بابلیوں کو ذلیل کرنا مقصود تھا کہ ان کی مفتوحہ قوم کو عزت کے سبز باغ دکھانے جائیں اور ان کی ہمدردی حاصل کی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کل یہودی خورس کے ساتھ ہو گئے اور کتاب مقدس میں اس کی حمد کے ترانے داخل کئے گئے جس میں مسلمانوں کے لئے عبرت ہے کہ کبھی مسولینی خیر خواہ اسلام اور خلیفۃ المسلمین بننے کے خواب دیکھتا ہے کبھی فرانس اور برطانیہ کبھی جاپان ہمدرد اسلام ہونے کے دم بھرتے ہیں کبھی گاندھی اپنی ساحری سے مسلمانوں کو مسحور کرتا ہے مگر یہ سب سیاسی چالیں ہیں اور مسلمان ان کا شکار - بہرحال وہ پیشگوئی جو خورس پر زبردستی چسپاں کی گئی وہ کسی آئندہ آنے والے عظیم الشان نبی کے متعلق تھی مگر یہود کی اس حرکت کے اندر بھی ایک حجت ملزمہ تھی۔

اس عظیم الشان نبی پر یہود کا بڑا اعتراض یہی ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں مگر خورس کو ابن اللہ - خدا کا مسیح - روح اللہ - خدا کا چرواہا اور اس کا دایاں ہاتھ بنا کر اور ان خطابات کو کتاب مقدس میں درج کر کے وہ خود ملزم ہو گئے کہ ان خطابات کا وارث ایک غیر اسرائیلی ہو سکتا ہے اور نبوت کا حقدار اسرائیل سے باہر بھی آ سکتا ہے - اصل اعتراض کا جواب ختم ہو چکا ہے مگر اس پیشگوئی پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے ہم کچھ اور بھی کہیں گے -

---

قرآن مجید کے الفاظ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل - یعنی یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں کہ مسیح ابن اللہ ہے یہ صرف ان کے منہ کی بات ہے افواہ ہے کتاب مقدس میں کسی نبی اور بادشاہ کو ابن اللہ نہیں کہا گیا یہ افواہ ان کافروں کی نقل ہے جو ان سے پیشتر تھے کس قدر حق اور حقیقت پر یہ کلام ہے مگر اس شخص کی نگاہ میں ان الفاظ کی بہت عظمت ہے جو تاریخ سے واقف ہے - یہودی بادشاہ ابن اللہ کہلاتا تھا اناجیل کے بعض حوالجات میں مسیح کی نسبت ابن اللہ کا خطاب استعمال کیا گیا ہے ایں یہ طرز کلام کافروں کی نقل ہے اس کے لئے تحقیق اور تنقید کی ضرورت ہے سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے :-

In language tinged with apocalyptic imagery, the reigning kings are described both as gods & son of God. Inspite of practical monotheism, the belief in the existence of gods as celestial princes or as demons continued.

بائبل کی آخری کتابوں کے طرز کلام میں حکمران بادشاہوں کو خدا اور ابن خدا کر کے بیان کیا گیا ہے عملاً موحد ہونے کے خلاف نیک اور بد خداؤں کا عقیدہ بھی ہمیشہ (یہود میں) موجود رہا ہے -

آنے والا مسیح ابن اللہ ہو گا یا خدا کا بیٹا بمعنی بادشاہ اسرائیل ہو گا یہ یہود کا خالص تخیل نہ تھا البتہ بائبل کا وہ یونانی ترجمہ جو نسخہ سبعینیہ (سپٹواجنٹ) کے نام سے مروج اور مستند ہے اس نے یہود کو گمراہی میں ڈالا یونانیوں میں بادشاہ اور ابن اللہ ہم معنی الفاظ تھے - عہد نامہ عتیق کے یونانی ترجمہ میں یونانی تخیل کی جھلک آ گئی - اس کو قرآن مجید یضاھئون قول الذین کفروا من قبل فرما کر یہود کی غلطی اور گمراہی کو ظاہر کر دیتا ہے پہلے یہود نے ٹھوکر کھائی ان کی وجہ سے نصاریٰ بھی ضلالت میں پڑے -

---

مسیح علیہ السلام کی بعثت یہود کی گمراہیوں اور ضلالتوں کا اعلان تھا مگر نصاریٰ بہت جلد اسی اندھے گڑھے میں گر پڑے تاہم تحقیق کا دروازہ کھلا ہے اس لئے ہم نصاریٰ میں ابن اللہ کے محاورہ کی تحقیقات کرتے ہیں تو تاریخ تھوڑی دور تک ہمیں شمع دکھاتی ہے مسیح علیہ السلام کی ہجرت سے ۳۴ سال بعد تک ابن اللہ کا محاورہ مسیح کے متعلق استعمال نہیں کیا گیا آگے روشنی کم ہے مگر ہمت کر کے انجیل نویسوں کے زمانہ تک پہنچ جاؤ تو عجیب بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام اپنے متعلق ابن اللہ کہنے میں خاموش ہیں - انجیل نویسوں کو الگ لے جا کر تنہائی میں پوچھو تو کثرت شہادت اس امر پر ہو گی کہ مسیح نے کبھی اپنے آپ کو ابن اللہ نہیں کہا - بلکہ سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق - "تو پاک ہے مجھے کہاں شایان تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں" کہتے سنائی دیتے ہیں - اناجیل کے دو حصہ میں پہلا حصہ سناپٹک کہلاتا ہے سناپٹک (Synoptic) یونانی اصطلاح ہے جس کے معنی متفق علیہ خیال یا نظر مگر ان نام نہاد متفق علیہ اناجیل کی روایات کا فیصدی تناسب حسب ذیل ہے :-

انجیل	خصوصیات	متفق علیہ روایات
مرقس	۷	۹۳
متی	۴۲	۵۸
لوقا	۵۹	۴۱

دوسرے حصہ میں صرف یوحنا کی انجیل ہے جس میں ۹۲ فیصدی اختلافات اور صرف ۸ فیصدی متفق علیہ روایات ہیں اصول کی بنا پر اناجیل کا پہلا حصہ (سناپٹک) دوسرے حصہ کی نسبت زیادہ مستند ہے کیونکہ اس میں متفق علیہ روایات نسبتاً زیادہ ہیں -

---

اس حصہ انجیل میں ۲۷ مرتبہ مسیح کے متعلق ابن اللہ کا محاورہ استعمال کیا گیا ہے مگر اسی حصہ کے متعلق ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کا کلام ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ اور سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق صادق آتا ہے ایک مرتبہ بھی مسیح نے اپنے آپ کو ابن اللہ نہیں کہا چنانچہ سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں بھی لکھا ہے :-

The synoptic tradition records no utterance of Jesus in which he distinctly refers to himself as a "Son of God." P 4696.

متفق علیہ حصہ اناجیل میں کوئی روایت ایسی نہیں جس میں مسیح نے اپنے آپ کو امتیازی رنگ میں خدا کا بیٹا کہا ہو - ایک اور جگہ لکھا ہے :-

A critical study of the synoptic material leads inevitably to the conclusion that Jesus never called himself the "Son of God," and never was addressed by that title.

" متفق علیہ روایات کا مجموعہ یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ یسوع نے کبھی اپنے آپ کو ابن اللہ نہیں کہا اور نہ اس خطاب سے کبھی مخاطب کیا گیا "

مروجہ اناجیل کے اندر کل ۲۷ مرتبہ متفق علیہ معنی میں مسیح کے لئے "خدا کا بیٹا" استعمال ہوا ہے - غالباً اس وقت بھی جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور دنیا میں موجود تھے یہ حوالجات موجود تھے ہاں قرآن مجید فرماتا ہے ذالک قولھم بافواھھم یہ صرف نصاریٰ کے منہ کی بات ہے مسیح نے اپنے منہ سے ہرگز نہیں کہا اب موجودہ زمانہ میں علماء کی تحقیقات بھی اسی نتیجہ پر پہنچی ہے سب سے پہلا شخص یا تاریخی شخص جس نے عیسائیوں کو یہ تحفہ دیا - وہ فائلو (Philo) ایک یونانی فلسفہ کا عالم یہودی ہے جس نے روح القدس کی ابنیت الٰہی کا مسئلہ افترا کیا - ایک شخص کا ایمان اس نبی امی پر کس قدر بڑھ جاتا ہے کہ وہ بات جو ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کہی گئی - آج علم و تحقیق کی روشنی میں کیونکر حق ثابت ہوئی - سبحان اللہ و بحمدہ

قرآن مجید کی اصل آیت کی طرف اب ہم پھر رجوع کرتے

(باقی صفحہ ۱۲)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک آرزو

جوبلی کو خدا کے حضور گرنے کا موقع بناؤ

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ر فروری ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس - - - - - - - - - - ہمن ھو اھدیٰ سبیلا

ترجمہ:- سورج کے ڈھلنے سے شروع کرکے رات کے اندھیرے تک نماز کو قائم رکھ۔ اور صبح کے قرآن کو بھی ہمیشہ صبح کے قرآن میں حضور ہوتا ہے اور رات کے کچھ حصہ میں اس کے ساتھ جاگتا رہ۔ تیرے لئے نفل کے طور پر ہے۔ امید ہے کہ تیرا رب تجھے بڑی تعریف کے مقام پر کھڑا کرے۔ اور کہو۔ اے میرے رب مجھے سچائی کے داخلہ سے داخل کیجیو۔ اور سچائی کا نکالنا نکالیو۔ اور میرے لئے اپنی جناب سے مدد دینے والا غلبہ مقرر فرمائیو۔ اور کہو حق آگیا اور باطل ہلاک ہوگیا بیشک باطل ہلاک ہونے والا ہی تھا اور ہم قرآن سے وہ کچھ اتارتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کو بیماردل (صرف نقصان میں بڑھاتا ہے اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ اعتراض کرتا ہے اور اپنا پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اسے برائی پہنچتی ہے تو نا امید ہو جاتا ہے۔ کہو ہر ایک اپنے طریق پر عمل کرتا ہے۔ سو تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے۔ جو سب سے بڑھ کر سیدھی راہ پر ہے۔

جوبلی کو عاجزی کا موقعہ بنایا جائے

قریباً ایک ماہ چھٹی کے بعد میں پھر اسی مضمون کی طرف لوٹنے کا ارادہ رکھتا ہوں، جو جلسہ سالانہ کے موقع تک جاری رہا تھا یعنی جوبلی کے متعلق ــــ عام طور پر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ جوبلی خوشی منانے کا موقع ہوتا ہے اور لوگ اس موقع پر بڑی لمبی خوشیاں مناتے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت اس کی بھی نئی بنیاد رکھے اور جوبلی کو خوشی کا موقع بنانے کی بجائے خدا کے آگے گرنے کا اور عاجزی کا موقع بنائے۔ آپ کو علم ہے کہ اس سے پہلے تین چار ماہ بھی میں نے اس طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے خدا کے آگے گرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت کو اتنی عظیم الشان کامیابی ملی جس کا مقابلہ بہت بڑی بڑی جماعتیں بھی نہیں کرسکتیں۔ انبیاء اور صلحاء جو دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوتے رہے۔ اسی راستہ سے کامیاب ہوئے کہ وہ خدا سے مدد مانگتے تھے۔ یہ دروازہ ایسا ہے کہ ہمیشہ کھلا ہے اور ہمیں اسی دروازہ کو کھٹکھٹانا چاہئے یعنی خدا سے مدد طلب کرنا۔

ابتدا میں میرا خیال

میں نے ابتدا میں یہ خیال ظاہر کیا کہ غالباً ہمیں چار مہینے جلسہ سالانہ کے بعد خرچ کرنے پڑیں گے۔ اس تجویز کو کامیابی تک پہنچانے کے لئے۔ لیکن اب میں جہاں تک غور کرتا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم کو فی الحقیقت یہ سارا سال اس تجویز کی کامیابی میں خرچ کرنا ہوگا۔ اور جہاں اس سال کے اندر اور ہماری کوششیں ہوں گی۔ ایک مجاہدہ ہماری ساری جماعت کی طرف سے اللہ تعالےٰ کے آگے گرنے کا ہونا چاہئے۔

پنجوقتہ نماز کا تاکیدی حکم

جو آیات میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں جہاں پنجوقتہ نماز کا تاکیدی حکم ہے ایک اور بھی حکم دیا ہے۔

رات کو اٹھ کر۔ نیند کو چھوڑ کر عبادت کرو۔ اسے نافلہ کہا کہ یہ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ہے۔ مگر فرماتا ہے کہ مقام محمود پر پہنچے گا۔ اس مقام پر جہاں لوگوں کے منہ سے تعریف نکلے۔ یہی ایک راستہ ہے۔

انبیاء کی مخالف طاقتوں پر فتح

فی الحقیقت جہاں تک غور کیا جائے انبیاء اور صلحاء کی زندگیوں میں ہی ایک ہتھیار نظر آتا ہے۔ جس سے انہوں نے مخالف طاقتوں پر فتح حاصل کی۔

سامان ان کے پاس نہ تھے۔ مال اور دولت نہ تھی لیکن ایک چیز ان کے پاس تھی کہ راتوں کی تاریکی میں اٹھتے۔ خدا کے آگے گرتے اور اس سے نصرت طلب کرتے۔ ہم نے خود حضرت مسیح موعودؑ کو اس زمانہ میں دیکھا۔ وہ راتوں کو اٹھتے تھے اور خدا کے آگے گریہ وزاری کرتے تھے۔ اس گریہ وزاری کی حالت لکھتے ہوئے فرماتے ہیں

زاں گونہ زار یم کہ شنید است مادرم

"اس وقت میں اس قدر روتا ہوں۔ اس قدر رقت سے گریہ زاری کرتا ہوں کہ میری ماں نے بھی بچپن میں مجھے ایسا روتا ہوا نہ دیکھا ہوگا"

آنحضرت صلعم کا زمانہ

رسول اللہ صلعم کے زمانہ کو دیکھو۔ خود رسول کریم صلعم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کس طرح راتوں کو اٹھ کر خدا کے آگے گرتے۔ دشمنوں کے یہ الفاظ تھے۔ جس وقت ان کی فتوحات بڑھتی چلی گئیں اور روما اور ایران کی سلطنتیں گرتی چلی گئیں۔ تو قیصر نے پوچھا۔ آخر کیا بات ہے۔ ہماری فوج زیادہ۔ تعداد ان۔ ہمارے پاس سامان حرب زیادہ۔ مال زیادہ۔ ان کے پاس فوج کم۔ ان کی فوج لڑنا جانتی نہیں۔ ان کے پاس سامان حرب کافی نہیں۔ مال نہیں۔ لیکن پھر بھی وہ فاتح ہیں اور ہمیں شکست پر شکست ہو رہی ہے تو ایک دانا نے کہا۔ "اے بادشاہ! یہ وہ لوگ ہیں۔ جو راتوں کو خدا کے آگے جھکتے ہیں اور دن کو دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ تو اس ہتھیار نے دنیا کو فتح کیا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نظارہ

میں اپنے دوستوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو جوبلی کے موقعہ پر آپ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نظارہ دیکھا ہے اس پر اظہار شکر لفظوں میں نہ ہونا چاہئے بلکہ مجاہدہ کے رنگ میں ہونا چاہئے، اور دوسرے ساری جماعت کی طرف سے ہو۔ اور کم از کم ایک سال ضرور اس رنگ میں گذار دیں۔ ہر ایک شخص نیند کو حرام کرکے رات کے وقت میں گرمی ہو یا سردی، تاریکی میں خدا کے آگے گرے۔ اس کے سامنے گریہ وزاری کرے جب تمہارے دل بہ جائیں گے تو یقیناً خدا کی نصرت اوپر سے پانی کی طرح آئے گی۔ مگر جب تک دل نہ بہیں نصرت نہیں آسکتی۔

ساری جماعت اس مجاہدہ کو کرے

میں جماعت کو کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اٹھیں۔ سب کے سب ایک جماعت کے رنگ میں اس مجاہدہ کو پورا کریں۔ ہم اس خیال اور جذبہ کو لے کر دعا کریں کہ ہمارے اور بھائی بھی اس وقت خدا کے حضور گرے ہوں گے اور جب یہ احساس پیدا ہو جائیگا تو اس میں ایک جماعتی رنگ پیدا ہو جائے گا۔ اور قلب پر بھی اس کا اثر ہوگا۔

خانہ کعبہ میں قلوب کی کیفیت

خانہ کعبہ میں بڑے لمبے بڑے سنگدل آدمی کے قلب پر بھی رقت طاری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس وقت مجمع اور ماحول ہی ایسا ہوتا ہے کہ تمام قلوب ایک کیفیت اور ایک ہی لذت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بہت سے قلوب کی ایک حالت کا احساس قلب میں رقت پیدا کرنے کا موجب ہو جاتا ہے۔ اسی غرض کے لئے میں بھی چاہتا ہوں کہ جماعت کے بہت سے احباب ایک ہی وقت میں خدا کے آگے گریں اور سب کے سب اسی احساس کو لئے ہوئے ہوں کہ اور بھی قلوب ان کے ساتھ ہیں اور ایک سال تک اس مجاہدہ کو قائم رکھا جائے

ہمیں دو لاکھ پورا کرنا چاہئے

آپ نے ایک لاکھ چھیاسی ہزار روپیہ جمع کرلیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں دو لاکھ پورا کرنا چاہئے اور میں اس کے لئے کوشش بھی کروں گا اور امیدوار ہوں کہ آپ اس میں پوری اعانت فرمائیں گے۔ لیکن جو میں اس وقت یہ کہتا ہوں۔ کہ یہ کام یہاں ختم نہیں ہو جاتا ہے۔ سرمایہ سے بڑھ کر اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم خدا کے حضور اکٹھے ہو کر گریں۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت اس طرح پر آرہی ہے کہ میرے وہم و گمان سے بڑھکر ہے۔ بہت سی باتیں ہیں۔ خدا خود ہی سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یقیناً یہ کسی کے درد دل اور گریہ وزاری کا نتیجہ ہے۔ جماعت میں بہت سے درد دل رکھنے والے اصحاب ہیں۔

قاہرہ سے دو اصحاب کے خطوط

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ قاہرہ سے مجھے دو اصحاب کے خطوط ملے۔ دونوں پروفیسر ہیں۔ ایک علمائے ازہر میں سے ہیں۔ ایک نے لکھا ہے کہ میں مدت سے آپ کی جماعت کو جانتا ہوں۔ اور قاہرہ اور دور دور کے اخبارات میں آپ کے متعلق لکھتا رہا ہوں اور دونوں نے اس ضرورت کو ظاہر کیا ہے کہ قاہرہ میں ایک شاخ قائم ہو۔ ہم سے کوئی مالی امداد نہیں چاہتے صرف منظوری طلب کی ہے اور لکھا ہے کہ مفت تقسیم کا لٹریچر بھیجدیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ اس وقت . . . اچھے اچھے آدمی جماعت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہیں ہمیں فارم بھیجے جائیں تاکہ ان پر دستخط کرائے جاویں اور لکھا ہے کہ یہ کام انشاءاللہ ضرور قوت پکڑے گا۔ ایسا اچھا کام ہمیں

اور کہیں نظر نہیں آتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

مکہ معظمہ میں بھی دو تین آدمی ایسے ہیں۔ ابھی بابو محمد مصطفیٰ صاحب نے اطلاع دی ہے۔ پچھلے سال بھی ایک دوست نے اطلاع دی تھی جو ہمارے خیالات سے متفق ہیں۔ عالم ہیں وہاں درس دیتے ہیں۔

سارا گاؤں جماعت میں شامل ہو گیا

ہندوستان کو دیکھ لیجئے۔ ہماری کوششیں کچھ بھی نہیں بلکہ خاموش بیٹھے ہیں ہم بھی اور ہمارے اعضاء بھی۔ لیکن ایک دوست کی تھوڑی سی کوشش سے سارا گاؤں یا اس کا بڑا حصہ جس میں ۷۰ آدمی ہیں جماعت میں شامل ہوا ہے۔

ہمیں دیہات کی طرف توجہ کرنی چاہئیے

کئی سالوں سے بار بار میرے دل میں یہ خیال آرہا ہے کہ شہروں میں رہنے والے لوگوں میں دنیا کی کشش اور سیاسی میلان بہت بڑھ گیا ہے۔ نمائش۔ لہو و لعب کے سامان اور اسی قسم کی چیزوں نے ان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور وہ دین کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اگر ہم دیہات کی طرف توجہ کریں تو گو وہاں لوگ غریب ہوں گے۔ مگر کام وہیں سے نکل سکے گا۔ اور در اصل اسلام اسی لئے آیا کہ غریبوں کو اٹھا کر بلند کیا جائے اور یہی غرض احمدیہ جماعت کی ہے۔ تھوڑی سی توجہ ڈاکٹر شاہ صاحب نے کی اور ستر آدمی ایک گاؤں کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ سب لوگ اس طرف توجہ کریں تو دنوں میں جماعت ترقی کر سکتی ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ تبلیغ کی طرف ہماری توجہ نہیں ہے۔ صرف منہ کی باتیں ہیں۔

جہاں میں خدا کے افضال کو گنتا ہوں۔ وہاں ایک اور فضل کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جس کی طرف میں نے عید کے خطبہ میں بھی اشارہ کیا تھا۔

ہمارے مبلغ مرزا ولی احمد بیگ صاحب

ہمارے پرانے مبلغ مرزا ولی احمد بیگ صاحب جنہیں آپ نے دیکھ لیا ہے۔ ان کے دل میں اسلام کی تبلیغ کا جذبہ بڑا زبردست تھا اور ہے۔ یہاں سے وہ بعض حالات کے ماتحت، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بظاہر انجمن سے الگ ہو کر گئے تھے۔ مگر یہ تصرف الٰہی ہے۔ کوئی ذرائع پیدا ہو گئے کہ وہ ہالینڈ پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں مشن قائم کر دیا۔ اگر ان کی کوئی غلطی تھی بھی، تو یقیناً خدا کی نگاہ میں اور انسانوں کی نگاہ میں بھی قابل معافی ہے۔

غیروں سے خطاب

مجھے تو جب کبھی غیروں سے خطاب کرنے کا موقع ملا ہے میں نے ان سے کہا ہے کہ خدا کے لئے ہم بُرے سہی۔ ہماری تبلیغ صحیح نہ سہی۔ ہمارے عقائد درست نہ سہی۔ مگر تمہارے تو عقائد درست ہیں۔ پھر تم کیوں یہ کام نہیں کرتے۔ کیا خدا کے پیغام پر تمہارا ایمان نہیں۔ کیا قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کی غیرت تمہارے دلوں میں نہیں۔ عجب ہے تو تم کیوں اس کام کو نہیں کرتے۔

آج اگر ایک ہزار مشن بھی قائم کر دیئے جائیں تو یہ ساری حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی کامیابی ہے۔ یہ ہماری کامیابی ہے۔ کام اسی کا ہے جس نے اس کام کو شروع کیا اور ایک تخم کو اس پر لگا دیا۔ خواہ اللہ کہیں سے سامان پیدا کر دے۔ کرنے والا کوئی ہو۔ مگر یہ سچ ہے کہ یہ ہماری ہی کامیابی ہے۔ وہاں سے انہوں نے فوٹو بھیجی ہے۔ کئی سو طالب علم ہیں۔ درمیان میں وہ بیٹھے ہیں۔ انہوں نے جو خط بھیجا ہے اس میں لکھا ہے کہ وہ صرف ہالینڈ میں ہی کام کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ وہاں سے بیلجیم، فرانس اور اٹلی میں بھی اپنا اثر پھیلا سکتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں۔ ہمارے پاس سامان نہیں۔ مگر خدا اپنے، اپنے رسول اور قرآن کے پھیلانے کے لئے سامان دیدیگا۔ تورات اور انجیل کی اشاعت کے لئے سامان مل جاتے ہیں تو یقیناً قرآن کی اشاعت کے لئے بھی سامان مل جائیں گے صرف ہمارا ایمان ہونا چاہئیے کہ یہ ہمارا فرض ہے۔

میری ایک آرزو

میں ان الفاظ سے خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ میری آرزو یہ ہے کہ ایک سال کے لئے اپنے اوپر تمام دوست رات کا مجاھدہ فرض کر لیں۔ اٹھیں، خواہ دو نفل ہی پڑھیں مگر اٹھیں ضرور۔ اور اٹھنے کی عادت ڈالیں پھر دیکھیں کہ خدا کی نصرت کس طرح پر آتی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق بخشے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ ان سب کا راستہ ایک ہی تھا اور اسی راستہ پر چل کر وہ کامیاب ہوئے صرف ہم نے اس راستہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی اسی راستہ پر چلیں۔ کیونکہ اسی پر چل کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(مرتومہ منصور دائیں) ۲/۲۵ م

(بقیہ صفحہ ۲)

ہیں سورہ توبہ میں مشرکین اور اہل کتاب دونوں پر ایک حجت قائم کی ہے مشرکین باوجود اپنی کثرت، قوت اور سامان جنگ شکست کھا گئے مسلمان اپنی قلت تعداد ضعف قوت اور سامان جنگ نہ رکھنے کے کامیاب ہو گئے۔ یہ امر واقعہ اہل کتاب پر خواہ وہ ویدک دھرمی ہوں پارسی ہوں یا یہود و نصاریٰ ایک حجت ہے اگر رگوید منڈل اسوکت ۱۳۳ کی بناء پر تھوڑے آدمیوں کا دشمن کی کثیر فوج کو شکست دینا اندر یا خدا کا کام ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ اصول کیوں مسلم نہیں اور اگر کتاب استثناء باب ۳۲ آیت ۳۰ کی رو سے ایک ایک کا سو سو دشمنوں کو رگیدنا دین حق کا نشان ہے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو دین حق کا پیرو کیوں نہ سمجھا جائے یقیناً اس بات کا اہل کتاب کے دل پر اثر ہوا مگر یہود نے کتاب مقدس کی نص صریح پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ عذر پیش کیا کہ قریش فن حرب سے ناواقف تھے اس لئے شکست کھا گئے ہمارے ساتھ مقابلہ ہوگا تو مسلمانوں کو معلوم ہو جائے گا اس لئے مشرکین کے بعد اہل کتاب اور یہود کو بھی دعوت مقابلہ دی گئی اور پیشتر سے یہ بتا دیا گیا کہ حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون۔ ان کو جزیہ دینا پڑے اور یہ بھی ذلیل اور محکوم ہوں گے کیونکہ ان کا دین اب دین حق نہیں رہا۔ پس اسلام کے بالمقابل یہود کی شکست ایک دلیل تھی کہ ان کا دین دین حق نہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہود کے بالمقابل فتح یہ کتاب استثناء کی نص کی رو سے دین حق کا نشان تھا مگر صداقت اسلام کا یہ ایک سلبی پہلو ہے اس کا دوسرا پہلو بھی قابل غور ہے۔

اگر یہود دین حق کو قبول کر لیں یا مسلمان ہو جائیں تو کیا وہ توقعات اور امیدیں جو یرمیاہ - عزرا اور یسعیاہ نبی کی معرفت دی گئیں۔ اور جن کے پورا ہونے کے لئے یہود نے خورس یا عزرا کو روح اللہ - کلمۃ اللہ - مالک الملک - خدا کا مسیح - خدا کا دست راست - یہود کا نجات دہندہ - آزاد کرنے والا - بیت المقدس کی نئی تعمیر کرنے والا اور ہیکل بنانے والا تسلیم کیا پوری ہو جاتی ہیں یا نہیں یہ امر ظاہر ہے کہ یہودی مسلمان ہو کر مسلمانوں کی ان تمام فتوحات میں شریک ہو جاتے ہیں جزیہ اٹھ جاتا ہے محکومیت حکمرانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بیت المقدس کے وہ وارث ہو جاتے ہیں۔ بیت المقدس ویران ہونے کی بجائے آباد ہو جاتا ہے اس کی حرمت قائم ہو جاتی ہے۔ یہود غضب الٰہی سے باہر نکل کر منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں وہ توقعات جو یہود نے خورس سے رکھیں اور پوری نہ ہوئیں وہ محمد رسول اللہ کو مان کر پوری ہو جاتی ہیں اور بائبل کی بے شمار پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں مثلاً ان میں سے ایک کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں یرمیاہ نبی کہتا ہے :-

> "تم مجھے ڈھونڈو گے اور پاؤ گے جب اپنے سارے دل سے میرا سراغ لو گے اور میں تمہیں مل جاؤں گا خداوند کہتا ہے اور میں تمہاری اسیری کو موقوف کراؤں گا اور تمہیں قوموں میں سے اور سب جگہوں میں سے جنہیں میں نے تمہیں ہانک دیا ہے جمع کروں گا خداوند کہتا ہے اور میں تمہیں اس مکان میں جہاں سے میں نے تمہیں اسیر کرا کے بھیجا پھر لے آؤں گا۔"
>
> یرمیاہ ۲۹ : ۱۴

یرمیاہ نبی کی یہ پیشگوئی خورس کے حق میں ہرگز پوری نہ ہوئی بلکہ دارا نے بھی اس پیشگوئی کے آخری حصہ کو پورا نہیں کیا۔ پیشگوئی کامل طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا مسلمانوں کے وجود سے پوری ہوئی - اسلام میں داخل ہو کر یہود اپنے باپ ابراہیم کے مذہب پر واپس آ گئے اسیری موقوف ہو گئی اسرائیلی قومیں جو بابل سے پراگندہ ہو کر اور فلسطین سے جلاوطن کر کے افغانستان اور کشمیر میں تتر بتر کر دی گئی تھیں اسلام میں پھر اپنے شامی اور کنعانی بھائیوں سے آ کر مل گئیں - نصاریٰ نے مسیح کو وہ موعود بادشاہ بنایا مگر کشمیر و افغانستان یا کشمیری اور افغانی اقوام میں مسیحیت کی کامل ناکامی اس امر کی دلیل ہے کہ مسیح بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع نہیں کر سکا۔

ہمارے مضمون میں فتح فلسطین کا ذکر بار بار آ چکا ہے۔ فلسطین چونکہ اب پھر اپنی تاریخ کی ورق گردانی کر رہا ہے اس لئے اس کے متعلق ایک لطیفہ یہود کی عبرت کے لئے ان کی کتابوں سے ہم نقل کرتے ہیں۔ (باقی دارد)

ہمارے مسیحا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو مشتبہ کیا جا رہا ہے

(جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

ہمارے محترم بزرگ جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات قلم بند کرنے کا ارادہ کیا ہے جو اقساط کے ساتھ "پیغام صلح" میں شائع ہوتے رہیں گے۔ ان حالات سے پہلے انہوں نے ایک تمہیدی مقالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے حالات قلم بند کرنے کی وجہ تسمیہ درج کی ہے اور بتایا ہے کہ کس بے رحمی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو مشتبہ کیا جا رہا ہے یہ ایک درد سے لبریز دل کی پکار ہے جو امید ہے صدا بصحرا ثابت نہ ہو گی۔ (مدیر)

تہائی صدی ہونے کو ہے

تہائی صدی ہونے کو ہے کہ ہمارے آقا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت کو سدھار گئے۔ وہ لوگ جو حضرت ممدوح کی صحبت قدسی میں رہے یکے بعد دیگرے اس جہان فانی سے چلے جا رہے ہیں بلکہ اُن میں سے زیادہ حصہ چلا گیا ہے (اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ اب وہ عالم علوی میں اپنے محبوب اور مقدس امام کی صحبت سے بہرہ اندوز ہو رہے ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن سب پر اپنے بے شمار فضل کرے اور اپنی رحمت کے سایہ میں پناہ دے) باقی جو ہیں وہ بھی پا برکاب ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھنے والے رخصت ہو رہے ہیں

آخر ایک دن آنے والا ہے کہ حضرت اقدس کے دیکھنے والوں میں سے کوئی بھی اس دنیائے ناپائدار میں نہ ہو گا۔ آئندہ نسلوں کے پاس اس جلیل القدر انسان کے متعلق جو اسلام کے آڑے وقت میں کشتی نوح بن کر آیا باتیں ہی باتیں رہ جائیں گی۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے اور اس سے چارہ نہیں ہے مگر جن لوگوں نے اُن کو دیکھا اُن پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے چشم دید حالات کے بیانات اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے چھوڑ جائیں ابھی تک کوئی مفصل اور اعلےٰ درجہ کی سوانح عمری بھی شائع نہیں ہوئی ہے۔ ہمارے محترم دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایک سوانح عمری مرتب کر رہے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو توفیق دے کہ وہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں۔

قادیان میں روایات کی حفاظت

قادیان میں کوشش کی جا رہی ہے کہ روایات کو محفوظ کر دیا جائے یہ کوشش بہت مستحسن ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان روایات میں جماعت کے موجودہ اختلاف کو مدنظر رکھ کر بہت سی رنگ آمیزی کی جا رہی ہے اور اپنے نقطۂ نگاہ کو ملحوظ رکھ کر ایسی روایات بیان کی جا رہی ہیں جو ہر ایک طرح سے پایۂ اعتبار سے گری ہوئی ہیں۔ "الحکم" میں بعض ایسی ہی روایات درج ہوئی تھیں اور اُن پر میں نے ایک مختصر سا تبصرہ کیا تھا اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

میرے مکرم دوست شیخ یعقوب علی صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اولین وقائع نگار ہونے کا جائز فخر حاصل ہے۔ اُن سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ایسی وضعی اور ساقط الاعتبار روایات سے اپنے اخبار کو آلودہ نہ ہونے دیں گے۔ اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو سکتا ہے کہ ایسی روایات گھڑی جائیں جن سے فریق مخالف پر زد پڑتی ہو۔ شیعہ اور سنی کے جھگڑوں میں بہت سی غلط اور بے بنیاد احادیث وضع کی گئیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سے فریق مخالف کو نقصان پہنچا ہے یا فریق موافق کو کوئی فائدہ ہوا ہے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ ایسی روایات اسلام کے پاکیزہ اور خوبصورت چہرہ پر اب تک سیاہ دھبوں کی طرح نظر آ رہی ہیں اور بہتوں کے لئے ٹھوکر کا باعث بن رہی ہیں۔ یاد رکھو! یہ فرضی روایات کسی طرح بھی احمدیت کے لئے مفید نہیں ہو سکتیں۔

وہ لوگ جو حضرت اقدسؑ کی مجلس میں بیٹھے

وہ لوگ جن کو حضرت اقدس کی صحبت کی سعادت نصیب ہوئی خوب جانتے ہیں کہ کس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں پھر ایک بار الف مین قلوبہم کا نظارہ دکھا دیا تھا اور کس طرح سفلی و ارضی خیالات کو نکال کر سب میں ایک آسمانی روح بھر دی تھی۔ ہمیں تو اس وقت بھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب لوگ جو اس انسان کامل کے دامن کے ساتھ وابستہ ہوئے تھے عشق الٰہی کے نشہ میں سرشار ہیں اور دنیا کی محبت اور نفاق کی نجاست سے بکلی پاک ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے احباب کی عیب جوئی

مگر حسرت ہے اُن لوگوں پر جو ان قدوسیوں میں بھی عیب تلاش کر رہے ہیں اور اس طرح حضرت اقدس کی صداقت کو مشتبہ کر رہے ہیں۔ کاش یہ لوگ اتنا ہی کرتے کہ اپنی عیب جوئی کی کوششوں کو حضرت اقدسؑ کے بعد کے زمانہ تک ہی محدود رکھتے اور اس زمانہ کو جب کہ ارض قادیان جری اللہ کے نزول اجلال کی وجہ سے حریم قدس بنی ہوئی تھی اس مذموم تگ و دو کے آلائش سے بھرے ہوئے قدموں کو اس میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیتے۔ بارہا ان لوگوں نے حضرت اقدس کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہو گا کہ اگر اہل تشیع کے اس بیان کو تسلیم کر لیا جائے کہ اکابر صحابہ منافق تھے تو خود حضرت رسالت مآب کی صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے۔

حضرت مولینا نور الدینؒ کے دلائل

ایک دفعہ حضرت مولینا نور الدین علیہ الرحمۃ نے حضرت اقدس کی خدمت میں بعض دلائل عرض کئے جو انہوں نے کسی شیعہ کے ساتھ گفتگو کے دوران میں بیان کئے تھے تو حضرت نے فرمایا:

"مولوی صاحب! شیعوں کے ساتھ بحث کرنے میں زیادہ دلائل کی ضرورت نہیں۔ قرآن شریف شروع ہی شیعہ مذہب کے رد سے ہوتا ہے اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد سب منافق ہی ہوتے تو کس طرح حضور الحمد للہ کہہ سکتے تھے۔"

پھر اسی مضمون پر حضرت اقدس دیر تک تقریر فرماتے رہے۔ جب حضرت اقدس تشریف لے گئے تو حضرت مولانا نے مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ہم سورہ فاتحہ ہر روز پڑھتے ہیں مگر اس قدر حقائق اور معارف ہم سے مخفی تھے۔ یہ دونو بزرگ اور دیگر حاضرین دیر تک اس تقریر کی تعریف کرتے رہے۔

حضرت اقدسؑ کی صداقت مشتبہ کرنیکی کوشش

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ وہی لوگ جنہوں نے یہ معارف سنے اور جو صحابی کہلاتے ہیں اب یہ کوشش کر رہے ہیں اور ایسا سامان پیدا کر رہے ہیں کہ اس معیار پر پرکھنے سے حضرت اقدسؑ کی صداقت مشتبہ ہو جائے۔

کیا حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب منافق تھے؟

یہ لوگ کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ برسوں حضرت کی صحبت میں رہے اور اُن پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ منافقانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور پھر تعجب یہ ہے کہ ان لوگوں کو نشانۂ ملامت بنایا جاتا ہے جن کے متعلق کوئی صاحب عقل تسلیم نہیں کر سکتا کہ اُن کو منافقت کے ساتھ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی کوئی ضرورت تھی۔

جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور

مثلاً خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کے متعلق بہت سی روایات بیان کی جا رہی ہیں۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے کوئی دنیاوی فائدہ نہ تھا اور سب کو جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے مورد طعن و تشنیع ہونا پڑا اور اکثر کے دنیاوی کاروبار میں نقصان ہوا اور بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور سب لوگ جنہوں نے ابتدائی ایام میں بیعت کی اپنی اپنی تکالیف اب تک پیش کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب وکیل تھے اور اُن کے کاروبار میں جو نقصان ہو سکتا تھا وہ ظاہر ہے مگر باوجود اس کے وہ مردانہ وار ہر ایک تکلیف کا مقابلہ کرتے رہے اور آخر وقت تک پوری عقیدت اور وفاداری سے عہد اطاعت کو نبھایا۔

حضرت اقدس کے وصال کے بعد جناب خواجہ صاحب کی استقامت

حضرت اقدس کے وصال کے بعد بھی جو استقامت اور خدمت اُن سے ظہور میں آئی وہ بھی سب کو معلوم ہے۔ وہ غیر معمولی ذہین اور اعلےٰ درجہ کے مقرر تھے۔ ان کے نکتہ چین اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ اپنی تقریروں اور لیکچروں سے سامعین کو مسحور کر دیتے تھے اور اپنی خداداد قابلیت اور استعداد سے اُنہوں نے احمدیت کو تمام ہندوستان میں مقبول عام بنا دیا تھا اور اس سلسلہ کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ وہ بڑے کامیاب وکیل تھے اور اُن کی پریکٹس زوروں پر تھی اور اُن کا مستقبل نہایت شاندار تھا مگر تمام دنیاوی امیدوں پر لات مار کر محض خدا کے بھروسے پر اشاعت اسلام کے عشق میں یہی شخص دیوانہ وار ایک ایسے میدان میں داخل ہوا جہاں بظاہر یاس و ناامیدی کے سوائے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

طارق کا یورپ پر حملہ

طارق کا یورپ پر حملہ اسلامی تاریخ میں ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر ہر ایک مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتا ہے اور فخر کرتا ہے مگر یقیناً خواجہ کمال الدین کا حملہ اُس حملہ سے بھی زیادہ عجیب اور زیادہ کامیاب تھا۔ طارق نے اُس زمانہ میں حملہ کیا جب اسلامی شان و شوکت انتہائی درجہ پر پہنچی ہوئی تھی اور سابقہ حملوں نے ثابت کر دیا تھا اسلامی عساکر نے جدھر رخ کیا فتح و ظفر نے اُن کے قدم چومے۔ اُس کے پاس

ایک جرار اُمنگوں سے بھری ہوئی اور اسلام کے نام پر مٹنے والی فوج تھی اور اُس کی پشت پر ایک زبردست سلطنت تھی جس کی عظمت اور سطوت نے دنیا کو انگشت بدنداں کر رکھا تھا۔ مگر تم ہی اسے اپنے مرے ہوئے بھائی کی ہڈیاں چبانے والو!

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی جانفروشی

بتاؤ کہ جب کمال الدین عیسائیت، مادیت اور دہریت کے بحرِ ظلمات میں کودا اُس کے پاس کونسی طاقت تھی۔ پہلے تو تم اپنے دلوں کو ٹٹولو اور دیکھو کہ تمہارے اپنے خیالات اور جذبات اُس کے اس اقدام کے متعلق جو بظاہر مجنونانہ تھا کیا تھے یاد کرو کہ تم نے اُس کی کس قسم کی امداد کی تھی یا اُس کے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیا اس سے پہلے یورپ میں اشاعت اسلام کی کوششوں کا نتیجہ ایک مایوس کن ناکامی نہ تھا؟ پھر کبھی تم نے اُس گمراہ کن لٹریچر کا بھی خیال کیا جو بموں۔ توپخانہ اور آبدوز کشتیوں سے بھی زیادہ مہیب شکل میں اس یکہ و تنہا انسان کے مقابلہ کے لئے تیار تھا؟

طارق کے حملہ کی نوعیت

طارق کا حملہ ایک ایسی زمین پر تھا جو باہمی افتراق اور اختلاف کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہوئی تھی مگر کمال الدین کا حملہ ایسی روحوں پر تھا جن پر شیطان اپنے زبردست ہتھیاروں کے ساتھ مسلح ہو کر قابض تھے۔

خواجہ صاحب کے قلب میں روحانی جوش تھا

پھر بتاؤ وہ کیا چیز تھی جو اُن کو کشاں کشاں ایک ہلاکت آفرین میدانِ جنگ میں لے گئی۔ سنو! اُس میں ایک روح تھی جس کو ایک خدا کی طرف سے پکارنے والے نے صداقت اور نور سے بھر دیا تھا اگر اُس میں یہ روح نہ ہوتی تو وہ عروس کامیابی سے ہم کنار نہ ہوتا۔ ڈرو اور توبہ کرو تاکہ اُس روح کے انکار سے اُس پکارنے والے کے انکار کرنیوالے نہ ٹھہرو۔ پھر سنو! اسی پکارنے والے نے اپنے آقا کے متعلق کہا تھا ؎

خوبیٔ او دامنِ دل می کشد
سوکشانم مے برد زور آورے

بتاؤ! رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبی کس کو موکشاں لے گئی؟ یہ جذبہ کس سے ظہور میں آیا؟ جب داغ بیل لگ جائے تو اُس پر آگے کام کرنا مشکل نہیں مگر کیا یہ درست نہیں ہے؟ کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کی داغ بیل لگانے والا وہی شخص تھا جس پر آج بلا ضرورت بلاوجہ کیچڑ اچھال رہے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اب وہ وہاں ہے جہاں تم اُس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اتنا ہی سوچو کہ آخر تبلیغ اسلام میں تمہارا خضر راہ وہی تھا۔

مقالہ نگار کی امید

بھائیو! "اِنّ الحسنات یذھبن السّیات" کی تفسیر جو آپ کے خدا کرتے ہیں اُس کو آپ بغور پڑھیں اور پھر خواجہ صاحب کی ساری زندگی کو سامنے رکھیں اگر آپ کے خیال میں اُن میں کچھ نقائص تھے تو میں امید کرتا ہوں کہ اُن کے مقابلہ میں اُن میں بہت سی نیکیاں آپ کو ملیں گی اور حسنات اس قدر وزنی ہوں گی کہ آپ کے مزعومہ نقائص اُن کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ ہوں گے۔

مکتوبات

(۱)

برلن سے ہمارا نامہ نگار رقمطراز ہے :-

سال نو کا آغاز اور عید الضحٰے کی تقریب

زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی سال نو کا آغاز ایک تقریر کے ذریعہ کیا گیا جس کا عنوان تھا۔ "نماز اور دعا کی نوعیت" سوسائٹی کے صدر جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں حاضرین کا خیر مقدم کرتے ہوئے سال نو کی مبارکباد پیش کی اور لیکچر کے عنوان پر چند کلمات کہے۔

یعنی اسلام کا اصل الاصول توحید الٰہی اور عبادت الٰہی ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پر علمی رنگ میں روشنی ڈالی۔ اس کے بعد سوسائٹی کے نائب صدر جناب ڈاکٹر ملر نے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

جمعہ ۲۰ جنوری شام کے آٹھ بجے سوشل ایوننگ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ مزید نشستوں کا اہتمام کرنا پڑا۔ اس موقعہ پر مسٹر ڈون الیس کا جو ماہر علم ریاضی ہیں ایک مختصر اور جامع تقریر کی۔ جس میں اسلامی سنہ ہجری اور اسلامی تہوار کے متعلق انکشاف کیا۔ حاضرین کے لئے یہ لیکچر اپنی نوعیت میں نرالا تھا کیونکہ یورپ میں اکثر لوگ اسلامی سال اور مہینوں سے بالکل ناواقف ہیں۔

عید الضحٰے

مورخہ ۱۰ جنوری مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ برلن مسجد میں مسلمانان عالم نے عید الضحٰے کی نماز ادا کی۔ نماز عید الحاج ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن نے پڑھائی۔ حاضرین میں جرمنی مسلمانوں کے علاوہ البانوی۔ ترک، تاتار، عرب ایرانی اور ہندوستانی دوست بھی شامل تھے

سب نے بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کی تکبیر کہی جس سے مسجد میں عجیب نقشہ پیدا ہو رہا تھا۔ اس کے بعد امام صاحب نے ایک بصیرت افروز خطبہ دیا۔ ایک عیسائی خاتون نے جن کا نام مسز موسلر ہے اسلام قبول کیا۔ ان سے دو سال پہلے ان کے اکلوتے لڑکے محمد احمد موسلر نے اسلام قبول کیا تھا۔ خاتون کا اسلامی نام امینہ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت دے آمین

مورخہ ۱۳ جنوری کو مسجد کے وسیع ہال میں ایک اجتماع کا اہتمام کیا گیا جس میں غیر مسلم احباب کثرت کے ساتھ شامل ہوئے ایک عادی مسلمان محمد رشید صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا افتتاح کیا۔ مسٹر ڈوبیے نے عربی اور البانوی زبان میں حاضرین کا خیر مقدم کہا۔ ان کے بعد ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے "اسلام اور ہندوستان" پر لیکچر دیا جس میں حضرت مجدد زماں اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا بھی ذکر کیا۔ اخیر پر مسٹر بیٹرز نے چند البانوی نظمیں پڑھیں۔ صاحب صدر نے حاضرین مجلس اور مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ بعد میں مہمانوں کے سامنے چائے پیش کی گئی۔

(۲)

بمبئی سے جناب سراج الدین لکھتے ہیں۔

البانوی مبلغوں کا الوداعی سلام

مورخہ ۱۳ فروری کو محمد علی روڈ پر خلیل اور ایوب صاحبان سے اچانک ملاقات ہوگئی۔ پیغام صلح کے پڑھنے والے حضرات ہر دو البانوی احمدی بھائیوں سے اچھی طرح واقف ہونگے جو البانیہ سے ۱۹۳۴ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مرکز میں اسلامی تعلیم حاصل کرنے اور مبلغ بننے کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ اب ہر دو مبلغ مرکز سے تعلیم حاصل کر کے مصر جا رہے ہیں۔ وہاں سے اپنے ملک میں جا کر اشاعت اسلام کریں گے۔

میری ملاقات سے وہ بہت ہی خوش ہوئے اور مجھے کسی دوسرے احمدی بھائی سے ملاقات کے لئے کہا۔ میں اسی وقت انہیں بھائی حبیب الرحمٰن صادق کے ہاں لے گیا۔ رات کے دس بجے تک مختلف قسم کی گفتگو ہوتی رہی۔ ہم البانوی بھائیوں کو ان کی جائے رہائش پر چھوڑنے کیلئے گئے۔

۱۲ بجے پھر ان کی جگہ پر گئے۔ بیلرڈ پیر سے جہاز نے چلنا تھا۔ نتیجہ دعا خیریت سے ہم بیچ جہاز پر سوار ہو گئے۔ وہ سب احمدی بھائیوں کو سلام مسنون کہتے تھے اور دعا کے لئے بھی عرض کرتے تھے۔

خاکسار

سراج الدین جموں۔ حال بمبئی

ایک قلیل تنخواہ دار کا بہت بڑا ایثار

اوکاڑہ میں ہمارے ایک مخلص بھائی میاں علی محمد صاحب ہیں جن کی تنخواہ عمر میں کبھی دس پندرہ روپیہ سے زیادہ نہیں ہوئی۔ جوبلی کی تحریک پر آپ نے بڑی خوشی سے اپنی پوری تنخواہ مبلغ ۱۵ روپے دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن جلسہ کے موقعہ پر علاوہ اس پندرہ روپیہ کے مبلغ یکصد روپیہ مزید ادا کیا۔ یہ شاید عمر بھر کا اندوختہ تھا جو اس نے اللہ کے راستہ میں دیدیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا

یہ ایک بہت قابل قدر ایثار ہے جو ایک غریب احمدی سے ابتغاء اللہ کے ماتحت عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت اجر دے اور آپ کو دینی دولت کے ساتھ دنیوی مال و دولت سے بھی بڑا حصہ عطا فرمائے۔

مرتضٰے خاں

سکرٹری حضرت امیر مسلم ٹاؤن

مبارکباد

ملک فضل کریم صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر نے اپنے صاحبزادہ عبد الرشید صاحب کی شادی کے موقعہ پر مبلغ ۵۰ روپے عطیہ دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ ملک صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے دعا ہے۔ ہر دو یعنی دولہا اور دولہن کو یہ شادی مبارک ہو اور یہ شادی بابرکت ثابت ہو آمین ثم آمین

اپیغام صلح

جناب مولوی احمد علی صاحب برادر حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اخبار پیغام صلح میں آپ کے مضامین پڑھ کر دل کو راحت ہوتی ہے اور آپ کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں اور بھی ذات دے اور آپ کو بہت لمبی عمر عطا فرمائے۔ تاکہ آپ قادیان کے باطل عقائد کا بہت اچھی طرح سے رد کر سکیں۔ جماعت میں آپ کے مضامین کو بہت اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے جماعت کے احباب اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ اپنی جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ وابستگی کے متعلق مفصل طور پر اخبار میں روشنی ڈالیں۔ تاکہ ہم لوگ جو باہر رہتے ہیں۔ ان کو بھی آپ کے صحیح حالات معلوم ہو سکیں۔ امید ہے کہ آپ اپنی پہلی فرصت میں اس موضوع پر اخبار میں مفصل طور پر روشنی ڈال کر مشکور فرمائیے

والسلام ۳۱/۵/۱

خاکسار :۔ احمد علی ازمرار۔ ریاست کپورتھلہ

جواب

قبلہ محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے پانچواں سال ہے جب میرے شعور نے بیدار ہو کر اس عالم رنگ و بو کا جائزہ لیا اس وقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ چونکہ ایک مذہبی فضا یعنی قادیان میں پرورش پائی تھی اس لئے دماغ کی رفتار اور جبلت بالکل مذہبی تھی۔ ہوش سنبھالتے ہی مذہبی تجسس شروع ہوا گو میرے والد محترم جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" جماعت قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن میرے رجحانات شروع سے ہی قادیانی جماعت کی طرف نہ تھے۔ اس بارہ میں میں اپنے والد محترم کا حد سے زیادہ شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری حریت فکر پر کبھی ناجائز پابندیاں عائد نہیں کیں۔ گو ان کی دلی خواہش یہی رہی کہ میں جماعت قادیان میں رہوں اور اب تک بھی وہ یہی چاہتے ہیں۔ لیکن انہیں اس بات کی خوشی ہے کہ میں اپنے معتقدات میں صادق ہوں یعنی میرے دینی تجسس میں صداقت تھی اور اب بھی ہے۔ میں جب ان کی شفقت پدری کو یاد کرتا ہوں تو دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے خدا ہر نوجوان کو ایسا شفیق والد عطا فرما جس کی شفقت اس کی حریت فکر میں حائل نہ ہو۔ آمین

ہاں تو میں لکھ رہا تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی مذہبی تجسس شروع ہوا اور ابتدا سے مطالعہ کا شوق تھا۔ دونوں جماعتوں یعنی جماعت لاہور اور جماعت قادیان کا لٹریچر پڑھنے کا موقعہ ملا۔ دل نے گواہی دی اور دماغ نے اس گواہی کی تصدیق کی کہ جماعت لاہور کا مسلک ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مسلک ہے۔ اس کے علاوہ علم تاریخ کا مجھے بہت شوق ہے اس لئے میں دنیا کی جملہ مذہبی اور اخلاقی تحریکات کو عمرانی نقطۂ نگاہ سے دیکھنے کا عادی ہوں۔ میں نے ان عمرانی وجوہات کا جنہوں نے تحریک احمدیت کو پیدا کیا۔ غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے اور نہایت خلوص کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تحریک احمدیت خالص اسلامی اور اشاعت اسلام کی تحریک ہے اور اس کے بانی علیہ السلام کا واحد مقصد دنیا میں اسلام اور قانون محمدؐ کا قائم کرنا ہے اور حضورؑ کے کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے ہی وہ شکوک و شبہات دور ہو سکتے تھے جو مغربی علوم نے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق انسانی قلوب میں پیدا کئے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسئلہ بروز کو تسلیم کرتا ہوں۔ جس کی نوعیت خالص صوفیانہ اور روحانی ہے جس کا ختم نبوت اور مذہب اسلام کے اساسی اصولوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اس امت کے بڑے بڑے مجددین اور محدثین کو عطا کیا جائے گا۔ تاکہ دنیا پر یہ بات روشن ہو کہ خداوند تعالیٰ کی الہامی قوتیں گنگ ہو کر نہیں رہ گئیں اور وہ اب بھی ایک زندہ خدا ہے جیسا کہ قرون ماضیہ میں تھا۔ کسی جدید مستقل نبوت اور تکفیر مسلمین کو میں غیر اسلامی نظریے تصور کرتا ہوں جن سے بجائے تقویت کے اسلام کو ضعف پہنچا ہے اور ایسے عقائد یقیناً ایک خالص اسلامی تحریک کے بالکل منافی ہے ——— غرضیکہ یہ عقائد اور خیالات تھے جو کہ اٹھارہ سال کی عمر کے بعد میرے دماغ میں پختگی اختیار کرنے لگے اور یہی خیالات مجھے جماعت لاہور میں داخل کرنے کا موجب ہوئے۔ سنہ ۱۹۴۳ء کا ذکر ہے۔ میں اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم پاتا تھا اور اخویم چوہدری عبدالحمید صاحب جو آجکل مسلم ہائی سکول میں ٹیچر ہیں۔ ان کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے اور نشست و برخاست بھی تھی۔ وقتاً فوقتاً ان سے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا کرتا۔ چونکہ وہ خود بھی جماعت لاہور کے فرد تھے۔ انہیں قدرتی طور پر میرے خیالات سے خوشی ہوتی ——— یونہی دن گذرتے رہے۔ آخر ۱۹۴۳ء ختم ہوا اور سنہ ۱۹۴۴ء آ پہنچا ——— ایک دن اچانک میرے دل میں ایک ولولہ سا اٹھا۔ اور ۱۳ فروری سنہ ۱۹۴۴ء کو میں چوہدری عبدالحمید صاحب بی۔ اے کے ہاں جا پہنچا۔ میں نے انہیں کہا مجھے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے پاس لے چلیں۔ کیونکہ میں جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے ہمراہ لیکر حضرت مولانا کے ہاں پہنچے۔ میرا تعارف کرایا اور ان کے سامنے میرا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ میری اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی پہلی ملاقات تھی۔ مجھے خوب یاد ہے میں نے اس روز حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے چہرہ کا خوب جائزہ لیا تھا۔ کیونکہ میرے افکار میں کچھ نفسیات کی آمیزش بھی ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے میں نے حضرت مولوی صاحب کے چہرہ میں اس عظیم الشان شخصیت کا پرتو دیکھا جس کی مجاہدانہ للکار نے ایک غیر معروف گمنامی سے بلند ہو کر دنیا کے مادی اور الوہی ایوانوں پر لرزہ طاری کر دیا۔ میں فوراً اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت مولوی صاحب کو ضرور حضرت مسیح موعودؑ سے ایک نسبت روحانی ہے جس سے قادیان کی پبلک بالکل اندھیرے میں پڑی ہوئی ہے۔ بعض میرے قادیانی دوست بھی میری موجودگی میں حضرت مولوی صاحب سے ملے اور یہی تاثرات لے کر گئے۔

اس کے بعد مجھے حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، حضرت مولوی عزیز بخش صاحب اور خانصاحب بابو منظور الٰہی مرحوم سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور ان سب بزرگ ہستیوں کو ایک ہی رنگ میں رنگین دیکھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر پر ان کے جذبات میں تموج اور خیالات میں عشق کی چاشنی پائی۔ میں نے اندازہ کیا کہ یہ شمع مجددیت کے پروانے ہیں جن کے چہرہ پر ایک ہی حسن تدبیر کی روشنی جھلک رہی ہے۔

اس کے بعد میں قریباً دو سال تک لاہور رہا۔ اور اسلامیہ کالج جو احمدیہ بلڈنگس کے بالکل قریب ہے۔ گاہے گاہے حضرت امیر سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہتا تھا اور جمعہ کی نماز میں بھی آ جایا کرتا تھا۔ دو سال کے بعد میں بی۔ اے کا امتحان دیکر قادیان چلا گیا۔ کیونکہ اب رسمی تعلیم سے فراغت تھی۔ اپنے حلقہ احباب میں مذہب کے متعلق میں کسی میں صحیح تجسس پاتا تو اس سے تبادلہ خیالات کرتا۔ چنانچہ اس تبادلہ خیالات میں دو ایک قادیان کے مقیم جماعت لاہور میں داخل ہو گئے جن میں ایک کیپٹن عبدالکریم صاحب سکنہ رپور والے خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور دوسرے صاحب کا نام میں کسی مصلحت کی وجہ سے لینا نہیں چاہتا۔ میرے ناچیز خیال میں اگر ہم قادیان میں اپنے خیالات پھیلانے کی کوشش کریں تو وہاں کافی میدان موجود ہے۔ ہماری جماعت ایک مشنری جماعت ہے اور اسے اپنے خیالات کی اشاعت کا ہر جگہ حق پہنچتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کا اپنا مرکز ان کی صحیح تعلیم سے دور رہے۔ ہمارے اس تساہل کو خداوند تعالیٰ شاید کبھی معاف نہ کرے۔ سنہ ۱۹۴۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۴۷ء تک میں قادیان میں رہا اور قبلہ والد صاحب نے بڑی کوشش کی کہ میں کسی ملازمت کے لئے سرگرداں رہوں لیکن میرا میلان ملازمت کی طرف نہیں تھا۔ میں نے ان کی خدمت میں صاف طور پر عرض کر دیا کہ میں علمی مشاغل کے لئے اپنی زندگی کو وقف کرنا چاہتا ہوں۔ ملازمت وغیرہ سے میری طبیعت گھبراتی ہے۔

فسادات سنہ ۱۹۴۷ء کے شروع میں انجمن کی طرف سے پیغام صلح میں ایک اعلان شائع ہوا کہ انجمن کو ریسرچ کیلئے دو گریجوایٹوں کی ضرورت ہے جنہوں نے بی۔ اے میں علم اقتصاد اور علم السیاست وغیرہ لئے ہوئے ہوں چونکہ میں نے یہ مضامین بی۔ اے میں لئے ہوئے تھے اور مجھے علمی ریسرچ کا شوق بھی تھا۔ اس لئے میں نے اپنا نام انجمن میں ریسرچ ورک کیلئے بھیجدیا۔ انجمن نے بذریعہ ریزولیوشن ۲۷ مؤرخہ ۲۴؍۹ مجھے ۲ ریسرچ سکالر کے طور پر لینا منظور کر لیا۔ چنانچہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ء سے میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پاس بطور ریسرچ سکالر کے کام کر رہا ہوں۔ اس عرصہ میں میرے مذہبی اور علمی مشاغل آپ بزرگوں کی نظر سے گزرتے رہے ہیں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ میرے مضامین کو جماعت میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ نے مجھے دعا دی ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے لمبی عمر دے تاکہ میں قادیان کے باطل عقائد کا اچھی طرح سے رد کر سکوں۔ اس کے متعلق عرض ہو کہ قادیان کے باطل عقائد کا رد بھی یقیناً ایک بہت بڑا کام ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر اشاعت اسلام کا کام اس سے بھی زیادہ شاندار ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے اشاعت اسلام کی توفیق دے ہمارے پاس صرف اشاعت اسلام کا ایک تحفہ ہو جسے ہم خدا کے حضور پیش کرنے میں اور یہی وہ چیز ہے جسے وہ شرف قبولیت بخش رہا ہے۔ والسلام۔ خاکسار :۔ محمد آصف۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام صلح

انتقال پُر ملال

گذشتہ اشاعت کی اخبار احمدیہ میں بھی مجملاً ذکر ہو چکا ہے کہ جناب مولوی عنایت اللہ صاحب نمبردار پلوٹ ضلع جہلم برادر جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہایت مخلص احمدی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ لواحقین خصوصاً ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

جناب میاں عزیز اللہ صاحب وکیل کے صاحبزادہ عزیز احمد صاحب پچھلے دنوں لاہور میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مؤرخہ ۱۰ر جنوری کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے جنازہ غائبانہ پڑھا اللہ تعالیٰ جناب میاں عزیز اللہ صاحب کو صبر کی توفیق دے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

احباب جماعت کو پڑھ کر بہت ملال ہوگا۔ کہ جناب مولوی سعید اللہ صاحب گڑھی متّو بانسہرہ (ہزارہ) مورخہ ۲ر جنوری کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم بڑے نیک اور بزرگ انسان تھے۔ باوجود علالت کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائے۔ ایسی بزرگ ہستیاں اب ہم سے ایک ایک کر کے رخصت ہو رہی ہیں۔ دعا ہے خدا مرحوم ومغفور کو غریق رحمت کرے اور ان کے صاحبزادہ جناب غلام ربانی صاحب کو صبر کی توفیق دے۔ آمین۔

جناب خدا بخش صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار لودھیانہ سے لکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ مؤرخہ ۱۰ر فروری بوقت ۲ بجے دن اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ دعا ہے خداوند تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں جگہ دے اور جناب خدا بخش صاحب کو صبر کی توفیق دے۔ آمین۔

جناب تصدق حسین صاحب قادری بغداد سے رقمطراز ہیں کہ ان کے ایک پر جوش معاون جناب اللہ جوایا صاحب کا شیر خوار بچہ محمد سعید جس کی عمر ابھی صرف انچاس دن تھی۔ بعارضہ نمونیا مؤرخہ ۹ر ذوالحجہ عرفہ کے روز والدین کو دائمی مفارقت دے گیا انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ والدین کو نعم البدل عنایت فرمائے اور صبر کی توفیق دے

پیغام صلح ہم نہایت حزن وملال کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور کے ان افراد کی وفات پر ان کے لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں جن کی وفات حسرت آیات کی خبریں اوپر درج ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند کرے۔ آمین ثم آمین

موت ایک قانون ہے جس سے کسی کو مفر نہیں۔ ہر جو پیدا ہوا۔ اس نے اس قانون سے ایک دن دوچار ہونا ہے ہم مسلمان تسلیم ورضا کے ساتھ اس قانون کے آگے جھکتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ مرنے والے ہمیشہ کی نیند نہیں سوتے بلکہ انہیں نئی اور اعلیٰ زندگی عطا ہوتی ہے

موت تجدید مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

مامور من اللہ کی ملہم فراست

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

اس وقت تک جناب میاں صاحب کی تعریف میں کئی قسم کے مضامین اخبار الفضل میں درج ہو چکے ہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے مضمون نویس اصحاب کی خوب حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ محمود کی آمین لکھتا ہے تو دوسرا بذریعہ سائنس ان کے خلیفہ ہونے کے دلائل پیش کرتا ہے اور کوئی ۱۲ر جنوری کا دن لئے پھرتا ہے۔ چنانچہ ابو العطا صاحب اپنے مضمون ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء۔ احمدیت کا یوم فرقان" کو میاں صاحب کی ولادت کا دن قرار دیتے ہوئے ان کی عظمت وشان کا مظاہرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "پھر احمدی کہلانے والوں میں سے جو لوگ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کے اولوالعزم موعود سے برگشتہ ہیں غیر مبائع ہوں یا تیماپوری ہوں۔ ظہیری ہوں یا مصری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ غور کریں۔ کیا وہ اس جماعت کے ساتھ ہیں جن کے شامل حال برکت ورحمت ہے"؟ ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں "کئی ہیں جو یوم الفرقان کی دوسری تجلی کے وقت ڈگمگا گئے۔ وہ علیحدہ ہو گئے۔ کیونکہ ان میں نفاق تھا۔ خام خیالی تھی، بدظنی تھی۔ ان میں شبہات سے مغلوبیت اور جلد تر تغیر پذیر ہونے کا مادہ تھا" یہ تمام خطابات مندرجہ بالا برگشتہ اصحاب کو عطا ہوئے ہیں۔ ممکن ہے ابو العطا صاحب کے ہم خیال لوگوں کے لئے یہ سب کچھ درست ہو۔ کیونکہ "اپنے منہ میاں مٹھو بننا" ان ہی کا شیوہ ہے۔ تیماپوری صاحب، ظہیری صاحب اور مصری صاحب اپنی برگشتگی کے وجوہات خود ہی اچھی طرح دے سکتے ہیں اور شاید بہت اچھی طرح اپنے وجوہات واضح کر چکے ہیں مصری صاحب کے وجوہات تو عدالت عالیہ تک بھی پہنچ چکے ہیں رہ گئے غیر مبائع اور ان کے وجوہات نہایت واضح اور روشن ہیں مسئلہ کفر واسلام ختم نبوت۔ جب اولوالعزم موعود صاحب ان دو مسائل میں حضرت مسیح موعود کے عقائد کی خلاف ورزی کر کے برگشتہ ہوئے تو لازماً ان سے بھی برگشتہ ہونا پڑا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی قادیانیوں کے دلوں میں ذرا بھی قدر ہے تو مندرجہ ذیل تحریر کے ایک ایک لفظ کو اپنی آنکھوں سے قبول ہوتے دیکھ کر کیوں اس جماعت میں شمولیت نہیں کرتے، جو خدا کی راہ میں ترقی کرے گی اور تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھلائے گی جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہوں گے وہو ہذا

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک جوان صالح خدا تعالیٰ کے فضل کو پا کر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی حبی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پلیڈر۔ میں ان کے آثار عمدہ پاتا ہوں اور وہ مدت سے اپنے دنیائی کاروبار کا حرج کر کے خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم ہیں۔ اور حضرت مولوی حکیم نور الدین سے حقائق ومعارف قرآن شریف سن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہ کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرے گا۔ اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا جو ہم جنسوں کیلئے پیروی کے لائق ہوں گے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

مقام غور ہے ابو العطا صاحب کے لئے کہ جسے آپ ایسے بیہودہ کلمات سے یاد فرماتے ہیں یعنی نفاق پسند۔ خام خیال۔ بدظن اور جلد تر تغیر پذیر ہونے کا مادہ رکھنے والا۔ اس کے متعلق آپ کے نبی (حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود جنہیں آپ نبی تسلیم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں) مگر ان کے الفاظ کی قدر ایک معمولی انسان کے کلام کے برابر آپ کے دلوں میں موجود نہیں اس بندہ خدا کی فراست تو خطا نہیں کرتی اور اس کا یقین ہے۔ کہ جوان موصوف (مولوی محمد علی صاحب) خدا کے فضل سے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہے گا۔ اور ایسے نمونے دکھلائے گا جن کی آپ لوگوں کو پیروی کرنی ہوگی۔ اس آمین کا ایک ایک لفظ قابل غور ہے۔ محمد علی کے آثار عمدہ (تا حال عمدہ) خدمت دین کے لئے قیام (اس وقت تک نہایت مضبوطی سے قائم) فراست کا خطا نہ کرنا۔ خدا تعالیٰ کے مامور کی فراست بھلا کیوں خطا کرتی۔ اور فراست کس بات میں خطا نہیں کرتی کہ محمد علی خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کریگا اس بات کو تو دشمن بھی تسلیم کر چکا ہے کہ محمد علی ایک وکیل اسے قرآن وحدیث سے کیا غرض۔ انگریزی ترجمۃ القرآن۔ جرمن ترجمۃ القرآن ڈچ ترجمۃ القرآن۔ غرضیکہ کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ خیال ایک منٹ کے لئے نہ آیا ہوگا۔ ہاں یہ خیال ہوا کہ خدا کے مامور حضرت مسیح موعود کی اور یہ ان کی قوت قدسی کا اثر ہے کہ محمد علی محض ایک وکیل سے خدا تعالیٰ نے اتنا عظیم الشان کام دین کی خدمت کا لیا جو اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اور پھر یقین ہونا کہ جوان موصوف کے ساتھ خدا کا فضل شامل حال ہوگا اور اسی وجہ سے وہ تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہے گا۔ واقعی خدا کا فضل ہی شامل حال رہا ورنہ قادیان سے بے سروسامانی کی حالت میں نکل کر اس کارخیر کو کرنا ان کے لئے مشکل تھا۔ مگر خدا کے فضل نے اسے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رکھا۔ اور پھر اس سے وہ کام (نمونے) دکھائے۔ جو واقعی پیروی کے لائق ہیں اور ہم خدا سے التجا کی ہے کہ خدایا تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ قادیانی احباب وابو العطا صاحب محمد علی کی یہ آمین قبول ہو چکی۔ زمانہ ایک ایک لفظ کی قبولیت کی گواہی دے رہا ہے۔ اب بھی آپ اگر اس شخص کی پیروی نہ کریں تو اس سے زیادہ اور کیا کہا جائے کہ آپ حضرت مسیح موعود کے ارشاد سے کلی برگشتہ ہو چکے ہیں۔ کیا ابو العطا صاحب اپنی جرأت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے محمد علی کی آمین کا اعتراف کر کے اپنے خلیفہ صاحب کو بھی جیسا کہ انہوں نے غیر مبائع کو خطاب

جناب سید اختر حسین صاحب کی روانگی

سید اختر حسین صاحب بغرض تبلیغ ٹاٹا نگر صوبہ بہار تشریف لے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تبلیغ کے مبارک مشن میں کامیاب کرے۔ آمین۔ (مدیر)

ان کا پتہ حسب ذیل ہوگا احباب مطلع رہیں

سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی بی۔ اے معرفت مولوی نور محمد صاحب کنٹریکٹر جگ سیلائی براستہ ٹاٹا نگر (بی۔ این۔ ریلوے)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد خاں جهنڈ رخاں ولد دتہ خاں ذات بلوچ سکنہ کامرہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۱ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۲/۲۸ ۱۲

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی صالحوں شاہ ولد صاحب شاہ ذات دیپر قریشی سکنہ شیخ چوہڑ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۰ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱/۳۹ ۱۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد یار ولد محتیہ ذات کھوکھر سکنہ چک ۱۴۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۷ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۱/۳۹ ۱۵

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی ساوا ولد حشمت ذات صوچیہ سکنہ پاتوآنہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱/۳۹ ۱۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی باقر محمد ولد حاجی ذات میرانہ سکنہ منڈی بھگے ماہی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱/۳۹ ۱۴

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی موسلے ولد احمد ذات رجانہ سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۴ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱/۳۹ ۱۵

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ۔ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی الہ بخش ولد میاں احمد دین ذات خوجہ پوری سکنہ گھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱/۳۹ ۱۵

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر

افسر مال اول ملتان

دعویٰ ۹۷ ۱۹۳۸ء ۷۵۸۹/۵/۲ ۸ ۲/۳۹

چانداس ولد جیونہ مل ذات ددہوا سکنہ دنیا پور تحصیل لودہراں مدعی

بنام موتن مل ولد ٹوٹا مل بسماۃ سونا ری بائی بیوہ رام کشن اقوام دسوجہ سکنائے موضع قطب پور تحصیل لودہراں مدعا علیہم

دعوے مبلغ ۵/۰/۰ بابت پیداوار فصل خریف ۱۹۳۷ء ۱/۱۲ حصہ چاہ آڈر والہ کھاتہ ۲ کھتونی ۱۵ تا ۲۵ نمبرات خسرہ ۹/۶۹۸ تا ۲۰-۲۲-۲۳ مطابق جمعبندی سال ۱۹۳۶-۳۷ء داخلی موضع کوٹلہ حسن خان تحصیل لودہراں زیر دفعہ ۱۴ دفعہ ۷ ضمنی ۲ شق دوئم حرف (ک) و شق سوئم حرف (ن) ایکٹ ۱۷ مزارعان ۱۸۸۷ء

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی موتن مل بسماۃ سونا ری بائی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام موتن مل بسماۃ سونا ری بائی مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر موتن مل مذکور تاریخ ۶ ماہ مارچ ۱۹۳۹ء کو مقام ملتان کچہری حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ فروری ۱۹۳۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر

افسر مال اول ملتان

دعویٰ یا اپیل دیوانی ۹۶ ۱۹۳۸ء ۷۵۸۷/۵/۲ ۸ ۲/۳۹

چانداس ولد جیونہ مل ذات ددہوا سکنہ دنیا پور تحصیل لودہراں مدعی

بنام موتن مل ولد ٹوٹا مل بسماۃ سونا دی بائی بیوہ رام کشن اقوام دسوجہ سکنائے قطب پور شمالی تحصیل لودہراں مدعا علیہم

دعویٰ مبلغ ۶/۸/۰ روپیہ بابت پیداوار فصل خریف ۱۹۳۷ء ۱/۴ حصہ چاہ کوٹلہ والہ کھاتہ ۱ کھتونی ۱ تا ۱۴ نمبرات خسرہ ۶/۴-۹-۹-۱۳ مطابق جمعبندی سال ۱۹۳۶-۳۷ء داخلی سوئم کوٹلہ حسن خان تحصیل لودہراں زیر دفعہ ۱۴۔ دفعہ ۷ ضمنی ۲ شق دوئم حرف (ک) وشق سوئم حرف (ن) ایکٹ ۱۷ مزارعان ۱۸۸۷ء

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی موتن مل سونا ری بائی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام موتن مل بسماۃ سونا ری بائی مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر موتن مل بسماۃ سونا ری بائی مذکور تاریخ ۶ ماہ مارچ ۱۹۳۹ء کو مقام ملتان کچہری حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوں گے تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ فروری ۱۹۳۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم (مہر عدالت)

رفتارِ عالم

آریہ سماج حیدرآباد میں

نظام گورنمنٹ نے "آریہ سماج حیدرآباد میں" کے عنوان سے ایک انگریزی رسالہ شائع کیا ہے جس کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں :-

(۱) صرف آریہ دھرم ہی سچا دھرم ہے۔ بہت ہی جلد ہندو اس ملک پر حکومت کریں گے۔ محض ہندوؤں میں اتحاد کی ضرورت ہے تاکہ مسلمانوں کو غلامی کی حالت میں پہنچا دیں۔ جب سماج کامیاب ہو جائے گی تو کوئی مالگذاری دینا نہیں ہو گی۔ حاضرین کو خوف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پولیس اور سربرآوردہ وکلاء ان کے مقدمات کی پیروی کو تیار ہیں۔ (آریہ سماجی مقرر کی تقریر بمقام نظام آباد ۶ر اگست ۱۹۳۸ء)

(۲) مسلمانوں سے کہا جائیگا۔ تم اپنے اصل دیس عربستان کو چلے جاؤ۔ اور ریت پھانکو۔ (راماسوامی بمقام گلبرگہ ۴ر فروری ۱۹۳۸ء)

(۳) ہندو ازم ایک دن شیر کی طرح اٹھ کھڑی ہو گی اور دوسروں کو ہڑپ کرے گی (سوامی چیدانند)

(۴) ہم دیانند کے سپاہی ہیں۔ ہم اس کے کام کو پورا کریں گے ہم تمام مذاہب کو ختم کر دیں گے اور اس کے لئے ہم چوٹ کا مقابلہ کریں گے (آریہ سماجی گیت)

(۵) ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ اپنے مسلمان دشمنوں کو کچل دیں اور ان کو ہرگز نہ بخشیں۔ وہ مسلمان گل فروشوں کا بائیکاٹ کریں اور اگر ضرورت ہو تو پھول کی اپنی دکانیں کھولیں (آریہ سماج سلطان بازار ۲۳ر فروری ۱۳۴۷ فصلی دینیدر پرتاپ سکینہ)

(۶) آریہ سمجھ لیں کہ ہندوستان میں ایک مسلمان بھی باقی نہیں رہنا چاہئے (آریہ سماج دھول پیٹ اردی بہشت ۵ر ۱۳۴۷ فصلی، سیتا دیوی)

(۷) ہندوؤں کو تیار ہو جانا چاہئے اور چندہ جمع کرنا چاہئے۔ لڑکوں کو مسلح ہونا چاہئے۔ وقت آ رہا ہے جب انہیں اکھاڑے میں اترنا ہو گا۔ انہیں مسلمانوں سے ضرور انتقام لینا چاہئے ان کو مار کر نکال دو مسلمانوں کو یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں ہو (شنکر ریڈی آریہ سماجی مقرر ۷ر اپریل ۱۹۳۸ء)

(۸) سوامی سوتنترانند نے کہا کہ ہم جو حیدرآباد میں ستیہ گرہ کر رہے ہیں۔ اس کی یہی ایک وجہ نہیں ہے کہ یہاں کا حکمران ایک مسلمان ہے (فری پریس جرنل ۱۰ر فروری ۱۹۳۸ء)

(۹) اور وہ نسلیں جو آج ہم پر چھا جانے اور ہمیں برباد کرنے کی خواہاں ہیں۔ وہ ہمارے سامنے گھٹنا ٹیک کر ہماری بندگی کرنا اپنے لئے عزت کی بات خیال کریں گی (اخبار مساوات ۱۳ر فروری ۱۹۳۸ء)

(۱۰) تم آریوں کے غیظ و غضب کی ہرگز تاب نہیں لا سکتے۔ کیا ہم تمہارے مقابلہ میں سخت ترین لڑائی نہیں لڑ سکتے ہیں۔ ہم لڑ سکتے ہیں اور ایسا لڑ سکتے ہیں کہ تمہارا خاتمہ آناً فاناً ہو جائے گا۔

(اخبار مساوات ۱۳ر فروری ۱۹۳۸ء)

ہندوستان

—— کلکتہ ۱۴ر فروری۔ کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ میں مصالحت کی از سرِ نو گفتگو ہونے والی ہے۔ اس گفت و شنید کے شروع ہونے کا امکان سر آغا خاں اور گاندھی جی کی ملاقات سے پیدا ہوا ہے۔

—— جبلپور ۱۳ر فروری۔ بابو راجندر پرشاد نے اس امر کا اظہار کیا کہ میں نے مسٹر سبھاش چندر بوس کو لکھ دیا ہے کہ مجھے کانگرس ورکنگ کمیٹی سے سبکدوش ہونے کی اجازت دی جائے۔

—— لکھنؤ ۱۲ر فروری۔ پنڈت گووند بلبھ پنت وزیر اعظم یو۔ پی نے اسمبلی کے اجلاس میں کانپور کے فرقہ وارانہ حالات کے متعلق کہا کہ اس وقت تک ہلاک شدوں کی تعداد ۴۲ ہے۔ مجروحین کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اس وقت صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔

—— کانپور ۱۳ر فروری۔ آج کانپور میں پھر دو جگہ فساد ہو گیا جس میں پولیس کو ۸ راؤنڈ گولی چلانی پڑی۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ۴ آدمی ہلاک اور ۴۷ زخمی ہوئے۔ زخمیوں میں ایک پولیس افسر بھی ہے۔

—— کٹک ۱۳ر فروری۔ حکومت اڑیسہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے تمام بلدیات اور علاقہ جات مشتہرہ میں جبری پرائمری تعلیم نافذ کر دی جائے گی۔

—— بمبئی ۱۳ر فروری۔ بمبئی کے آج کے اجلاس میں واک آؤٹ کا زبردست مظاہرہ ہوا۔ مسلم لیگ کے پندرہ ممبران نے احتجاج کے طور پر ہاؤس سے واک آؤٹ کر دیا۔

—— نئی دہلی ۱۴ر فروری۔ مسٹر کاظمی کا خلع بل مرکزی اسمبلی نے پاس کر دیا ہے۔

—— پٹنہ ۱۴ر فروری۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کے ممبروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض کانگرسی ممبروں نے یہاں تک کہہ دیا کہ وزارت مستعفی ہو جانی چاہئے۔

—— پٹنہ ۱۴ر فروری۔ آج صبح ہندوؤں اور سکھوں کے ایک مشترکہ وفد نے وزیر اعظم کے بنگلہ پر مولانا ابو الکلام آزاد سے ملاقات کی۔

—— لاہور ۱۴ر فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ آنریبل سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب اسمبلی کا بجٹ شروع ہونے سے پیشتر پنجاب کے چند اضلاع کا دورہ کریں گے۔

—— لاہور ۱۴ر فروری۔ لا کالج کے ہال میں آنریبل سر چودھری چھوٹو رام وزیر ترقیات کا لیکچر تھا اس موقعہ پر کانگریسیوں نے زمیندارہ گورنمنٹ کے اس معزز رکن کے خلاف بہت بدتہذیبی اور بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔

—— نئی دہلی ۱۴ر فروری۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق مدراس ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس وراداچار یار فیڈرل کورٹ کے جج مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

—— کلکتہ ۱۴ر فروری۔ مسٹر ایم۔ این رائے نے ایک نمائندہ اخبار کو بیان دیتے ہوئے کہا۔ کانگرس کے انتہا پسندوں اور اعتدال پسندوں کے درمیان کشمکش نے جو شدید صورت اختیار کر رکھی ہے اس کے پیش نظر مجھے ان دونوں کے درمیان صلح کا امکان نظر نہیں آتا۔

ممالکِ خارجہ

—— برسلز۔ بلجین کانگو سے ایک برقیہ موصول ہوا ہے۔ ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہزار ہا ایکڑ جنگل اور نو آبادیاں لاوا سے تباہ ہو گئی ہیں۔ پہاڑ کا لاوا ایک جھیل میں گر رہا ہے جس کی وجہ سے شدید لہریں اور دھوئیں کے بادل اٹھ رہے ہیں۔

—— برن ۱۴ر فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت سوئٹزرلینڈ نے اپنا نمائندہ برگوس بھیجا ہے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ سوئٹزرلینڈ نے ہسپانیہ میں فرانکو کی حکومت تسلیم کر لی ہے۔

—— پیرس ۱۴ر فروری۔ آج فرانس کی مجلس وزراء کا جلسہ ہوا جس میں ہسپانیہ میں جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کرنے یا نہ کرنے کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

—— ٹوکیو ۱۴ر فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج برطانوی سفیر مقیم جاپان نے جاپان کے وزیر خارجہ مسٹر اریٹا سے دفتر خارجہ میں ملاقات کی اور ہینان پر جاپانی قبضہ کے خلاف احتجاج کیا۔ معلوم ہوتا ہے جاپان کے وزیر خارجہ نے برطانوی سفیر کو بھی وہی جواب دیا جو کل فرانسیسی سفیر کو دیا تھا۔

—— لندن ۱۳ر فروری۔ ایوان عام میں وزیر اعظم برطانیہ سے جنرل فرانکو کی گورنمنٹ کے متعلق استفسار کیا گیا۔ وزیر اعظم نے جواب دیا کہ ملک معظم کی گورنمنٹ اس بارہ میں حکومت فرانس سے تبادلہ خیالات کر رہی ہے۔ اور دونوں گورنمنٹیں اس سلسلہ میں ایک ساتھ کاروائی کریں گی۔

—— لندن ۱۴ر فروری۔ فرانس اور برطانیہ نے جنرل فرانکو کے بارے میں جو نئی پالیسی اختیار کی ہے اس سے اٹلی اور جرمنی میں ان دونوں کے خلاف بدظنی پیدا ہو گئی ہے۔ حال ہی میں حکومت جرمنی نے حکومت فرانس سے مطالبہ کیا ہے کہ موسیو بونے کو ہٹلر کے ساتھ گفت و شنید کرنے کیلئے برلن بھیجا جائے

—— روما ۱۴ر فروری۔ آج عصر کے وقت پاپائے روم آنجہانی کی نعش سپرد خاک کر دی گئی۔

—— کیپ ٹاؤن ۱۲ر فروری ایک اطلاع مظہر ہے کہ جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر دو ٹرینوں کے درمیان خوفناک تصادم ہو گیا۔ جسکی وجہ سے متعدد آدمی ہلاک اور مجروح ہوئے۔

—— لندن ۱۳ر فروری۔ فلسطین کانفرنس کے سلسلہ میں آمدہ اطلاعات کے سلسلہ میں پایا جاتا ہے کہ آج مسٹر میکلم میکڈانلڈ اور مسٹر بٹلر نے عرب نمائندوں سے پھر ملاقات کی۔

—— پراگ ۱۴ر فروری۔ کل برلن میں ہر ہٹلر اور زیکوسلواکیہ کے وزیر خارجہ کے درمیان ملاقات ہوئی۔ جس میں ہر ہٹلر نے نہایت ترشی کے ساتھ کام لیا بلکہ ایک طرح کا الٹی میٹم بھی دے دیا۔ لیکن زیکوسلواکیہ اخباروں کو ایک سنسر کے ذریعہ اس ملاقات کا حال چھاپنے کی ممانعت کر دی گئی۔

—— ماسکو ۱۳ر فروری۔ اخبارات میں کمیونسٹ پارٹی کے قواعد میں اہم تبدیلیوں کا اعلان کیا گیا ہے یہ تبدیلیاں پارٹی کے پروپیگنڈا ڈائرکٹر پارٹی کے اجلاس میں پیش کر دیں گے جو اگلے مہینہ میں منعقد ہونے والا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

پھر آپ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا ہے وہ احمدؐ ہے. چنانچہ حضرت مسیحؑ نے اس نام کی پیشگوئی کی تھی۔ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ یعنی میرے بعد ایک نبی آئے گا۔ جس کی بشارت دیتا ہوں اور اس کا نام احمد ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا. جو اللہ تعالیٰ کی حد سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو۔ اس لفظ سے صاف پایا جاتا ہے اور سچی بات بھی یہی ہے کہ کوئی اس کی تعریف کرتا ہے۔ جس سے کچھ لیتا ہے اور جس قدر زیادہ لیتا ہے ۔ اسی قدر زیادہ تعریف کرتا ہے۔ اگر کسی کو ایک روپیہ دیا جائے تو اسی قدر تعریف کریگا اور جس کو ہزار روپیہ دیا جائے وہ اسی انداز سے کرے گا ۔ غرض اس سے واضح طور پر پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سب سے زیادہ خدا کا فضل پایا ہے اور دراصل اسی نام میں ایک پیشگوئی ہے کہ یہ بہت ہی بڑے فضلوں کا وارث اور مالک ہوگا ۔ اور پھر آپؐ کے مبارک ناموں میں ایک سر یہ ہے کہ محمدؐ اور احمدؐ جو دو نام ہیں ۔ ان میں دو جدا جدا کمال ہیں۔ محمدؐ کا نام جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا ہے اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے ۔ کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے ۔ پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے ۔ مگر احمدؐ کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ رکھتا ہے ۔ کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے ۔ وہ اپنے محبوب اور معشوق کی تعریف کرتا رہتا ہے

(تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ نماز جمعہ مؤرخہ ۱۷ فروری حضرت ممدوح نے ہی پڑھائی اور ایک بصیرت افروز خطبہ دیا۔

—— یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم بزرگ جناب مولوی حاجی محمد رمضان صاحب مؤرخہ ۲۰ فروری کی شام کو ساڑھے چھ بجے فرنٹیر میل سے حج سے واپس تشریف لائے ۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں قریباً ایک گھنٹہ تک جملہ احباب سے ملاقات کرکے وطن کو تشریف لے گئے ۔

—— مؤرخہ ۱۹ فروری بروز اتوار بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں زیر صدارت جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب احمدیہ میگ مینز ایسوسی ایشن کا اجلاس منعقد ہوا ۔

—— جناب سید خیر علی صاحب احمدی لائل پور سے یہ پرملال خبر دیتے ہیں کہ ہماری جماعت کے محترم بزرگ جناب منشی کریم بخش صاحب سنوری (علاقہ ریاست پٹیالہ) انتقال فرما گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم و مغفور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے ۔ نہایت ہی نیک سیرت اور پاکیزہ خصلت بزرگ تھے ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور جملہ لواحقین کو صبر کی توفیق دے ۔ آمین ثم آمین ۔

—— جماعت کے متعدد احباب بیمار اور مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ۔ ان تمام کے لئے درد دل سے دعا کی جائے

قرآن مجید پر ایک تاریخی اعتراض کا جواب

یہود و نصاریٰ کا اسلام کیخلاف جہاد

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر خدا ہمیشہ خیموں میں رہتا۔ بنی اسرائیل کی دعائیں سنتا اور آڑے وقت اُن کے کام آتا تھا۔ بیت ایل کا صحیح مفہوم یہود میں وہ نہیں جو ہم مسلمانوں میں خانہ خدا یا بیت اللہ کا ہے کہ عبادت گاہ ہونے کی وجہ سے خانہ خدا یا بیت اللہ کہلاتا ہے بلکہ ظاہری الفاظ کی رعایت سختی کے ساتھ ملحوظ رکھ کر وہ خدا کے فی الواقعی رہنے کی جگہ کو بیت ایل کہتے ہیں جس میں ایک حصہ مقدس ہیکل کہلاتا ہے اور اس میں کوئی شخص سوائے کاہن اعظم کے داخل نہیں ہو سکتا کاہن اعظم بھی اس میں ہر وقت آجا نہیں سکتا کتاب احبار ۱۶: ۱ میں ہے

"پھر خداوند نے بعد اس کہ ہارون کے دو بیٹے خداوند کے نزدیک گئے اور مر گئے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا بھائی ہارون کو۔ ہر وقت پردے کے اندر کفارہ گاہ کے پاس جو صندوق پر ہے نہ آیا کرے تاکہ مر نہ جائے"

بنی اسرائیل کی اس خانہ بدوش زندگی میں اپنے گھر کے ساتھ خدا کا گھر بھی ان کے گرد گھومتا رہتا تھا یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کی اس بادیہ پیمائی اور دربدر پھرنے سے خود بھی تنگ آگیا تو اس نے ناتن نبی کی معرفت داؤد کو یہ حکم دیا۔

"اور اسی رات ایسا ہوا کہ خداوند کا کلام ناتن کو پہنچا اور اس نے کہا کہ جا میرے بندے داؤد سے کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ کیا تو میرے لئے ایک گھر جس میں رہوں بنانا چاہتا ہے سو میں جب سے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا آج کے دن تک کسی گھر میں نہیں رہا بلکہ خیمہ میں یا مسکن میں پھرتا رہا"

یہ کلام کسی قدر مبہم ہے اس کی وضاحت تواریخ اول باب ۱۷: ۱ میں موجود ہے۔

"اور اسی رات ایسا ہوا کہ خدا کا کلام ناتن کو پہنچا اور بولا کہ جا کے میرے بندے داؤد کو کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ تو میرے رہنے کے لئے گھر نہ بناوے گا کیونکہ جب سے بنی اسرائیل کو چڑھا لایا آج کے دن تک کسی گھر میں ساکن نہ ہوا بلکہ خیمہ بخیمہ اور مسکن بمسکن پھرتا رہا ہوں۔ ناتن نبی کے اس پیغام میں خدا کا گھر بنانے کا حکم ہے یا نہیں مگر داؤد علیہ السلام نے سامان جمع کرنا شروع کر دیا مگر شیطان داؤد کے بالمقابل آ کھڑا ہوا جس نے داؤد کو ابھارا کہ اسرائیل کی مردم شماری کی جائے اور کروا ہی ڈالی تواریخ باب ۲۱: ۱

شیطان کی یہ چال کارگر ہوئی داؤد کا یہ فعل خدا کو سخت ناگوار گزرا داؤد نے ہرچند اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر معافی مانگی مگر قبول نہ ہوئی اور خداوند نے اپنے نبی جاد کی معرفت داؤد کو خطاب کر کے تین باتوں میں سے ایک عذاب چن لینے ۱۔ ملک میں تین برس کا قحط ۲۔ دشمنوں کے بالمقابل تین ماہ ذلت اور شکست ۳۔ اسرائیل کا قتل عام

داؤد نے تیسری بات چن لی چنانچہ ستر ہزار بنی اسرائیلی خدا نے از خود جا کر مار دئے۔ تواریخ اول ۲۱: ۱۴ تا ۱۷

جناب داؤد نے ہرچند دہائی دی کہ خداوندا ظالم قصور میرا ہے کہ میں نے مردم شماری کروائی لوگوں کا نہیں مگر خداوند نے اس کی بات پر کان نہ دھرا آخر بالآخر حسب معمول اپنی اس حرکت پر بہت پچھتایا۔

یہ بیت المقدس تعمیر کرنے کی نیت کا خمیازہ تھا یا اس مقدس گھر کی ابتدا تھی۔

داؤد علیہ السلام خدا کا گھر بنانے کی نیت سے باز آئے مگر اپنی موت سے کچھ دن پہلے اُنہے بیٹے سلیمان کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ خداوند اسرائیل کے خدا کے لئے ایک گھر بنا دے اور داؤد نے سلیمان سے کہا اے میرے بیٹے میں جو ہوں سو میرے دل میں تھا کہ خداوند اپنے خدا کے نام کے لئے ایک گھر بناؤں لیکن خداوند کا کلام اس مضمون کا مجھ پر اترا کہ تو نے بہت سی خونریزی کی اور بڑی لڑائیاں لڑیں تجھے میرے نام کے لئے گھر نہ بنانا ہوگا۔۔۔ ۔۔۔۔ دیکھ تجھ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا اور وہ صاحب صلح ہوگا سلیمان اس کا نام ہوگا وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنائے گا وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہونگا اور میں اسرائیل پر اس کی سلطنت کا تخت ابد تک ثابت رکھوں گا۔ تواریخ اول باب ۲۲: ۷-۱۱

لیجئے صاحب سلیمان علیہ السلام خدا کا بیٹا بن گیا یا ہماری گزشتہ تصریح کی بنا پر اسرائیل کا بادشاہ بن گیا اور بیت المقدس کی تعمیر شروع ہو گئی کیا اعلیٰ درجہ کا عظیم الشان گھر کہ اسے دیکھ کر انسان کی عقل حیران ہو اس کی تعمیر میں نہ تو ہتھوڑا استعمال کیا گیا نہ بسولہ نہ کلہاڑی اور نہ لوہے کا کوئی اوزار ۶۰ ہاتھ لمبی ۲۰ ہاتھ چوڑی ۳۰ ہاتھ اونچی عمارت خدا کے رہنے کا گھر اس کے علاوہ برآمدے اور حجرے ہر دو حصہ پر خالص سونا منڈھا دیا گیا دس دس ہاتھ دو اونچے فرشتے صندوق اُٹھانے والے بنائے گئے ہیکل کے دروازے بلکہ قبضے تک سونے کے تھے۔ سات برس میں یہ عمارت بن کر تیار ہو گئی خدا کا دائمی مسکن اور مقدس گھر تیار ہو گیا تکمیل کے دن قوم کے اندر عید منانے کا اعلان کیا گیا مگر سلیمانؑ کے محل میں اس دن دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیکل کی تکمیل کی عید اور فرعون مصر قدیم دشمن اسرائیل کی بیٹی سے حضرت سلیمان کے نکاح کی عید۔

سلاطین اوّل ۳: ۱ و ۷: ۸ و ۹: ۲۴۔

مگر آہ! اس دوسری عید نے پہلی عید کو ناسعود بنا دیا شب زفاف خوابگاہ کے لئے ایک عجیب و غریب شامیانہ بلند کیا گیا تھا جس میں بیش بہا موتی ایسی صنعت سے جڑے تھے کہ شامیانہ پر فلک آسمانی کا دھوکہ ہوتا تھا بادشاہ عیش و راحت کے عالم میں بےخود ہو گئے حسب معمول نصف شب آنکھ کھلی عبادت کے ارادہ سے اُٹھنا چاہا موتیوں کی چمک اور نیند کا خمار دونوں نے مل کر رات کا دھوکہ دیا ہو گئے اور صبح دن چڑھے تک سوتے رہے ہیکل کی چابیاں آپکے تکیہ کے نیچے تھیں لوگ بھی وقت مقررہ پر عبادت نہ کر سکے۔

خداوند یہوداہ کا غضب اُٹھا اور نہ دھیما ہونیوالا غضب سلیمان لاکھ اس کا منہ بولا بیٹا تھا سلیمان ایسے کئی بیٹے اس غضب کی بھینٹ صلیب چڑھوا دئے گئے۔ فرشتہ کو حکم دیا سمندر میں آج ہی ایک نرکل بو دو فرشتہ حکم بجالایا نرکل اسی وقت بو دیا گیا رفتہ رفتہ نرکل کے گرد ریت جمع ہونے لگی کچھ عرصہ بعد اسی جگہ سمندر کے بیچوں بیچ ایک جنگل تیار ہو گیا بالآخر اس جنگل کو کاٹ کر جزیرہ بنا دیا گیا وہ ایک عظیم الشان سلطنت کا مرکز بنا اسی سلطنت نے یروشلم مسمار کر دیا۔ ہیکل سلیمانی میں آگ لگا دی یہود کا قتل عام ہوا جو بچے اسیر کر کے فروخت کر دئے گئے لوگ کہتے ہیں یہ سلطنت رومۃ الکبریٰ ہے میں کہتا ہوں شاید برطانیہ بھی ہو

یہود کے لئے ان واقعات کے اندر بصیرت اور عبرت ہے جس دن ہیکل کی تعمیر کی نیت کی گئی سامان جمع ہوا ستر ہزار یہودی ہلاک ہوئے جس دن اس کی تکمیل ہوئی اسی رات اس کی تباہی کا نرکل بو دیا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خود وفات کے بعد بنی اسرائیل میں تفرقہ پڑا پہلے اسیریا والوں نے دس اسباط یہود کو تباہ کیا پھر بخت نصر نے بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ہیکل جلا دی پچاس سال بعد عزرا اور نحمیاہ کی کوششوں سے پھر ہیکل بنا مگر یونانیوں کا سیلاب آیا اور اسے بہا لے گیا ۱۶۸ قبل مسیح انٹونیس نے ہیکل کو یونانی دیوتا زیوس کا مندر بنا دیا اس کے بعد یہودا مکابی کی ہمت نے بیت المقدس کو پاک کیا مگر بہت جلد اس پر رومیوں کی تلوار چمکی سنہ ۷۰ء میں ٹائیٹس نے بیت المقدس فتح کر کے ہیکل کو گرا دیا یہود کو جلا وطن کر دیا گیا سنہ ۱۳۴ء میں قیصر ہیڈرین کے زمانہ میں یہود نے پھر سر اٹھایا مگر پانچ لاکھ قتل ہوئے اور بیت المقدس ہمیشہ کے لئے ویران کر دیا گیا مسلمانوں کے زمانہ میں بیت المقدس پھر آباد ہوا اور اب تک محفوظ رہا مگر اب آئندہ کا فیصلہ یہود کے ہاتھ میں ہے جس طرح خورس اوّل کو ابن اللہ سمجھ کر انہوں نے غلطی کی اب انگریز کو ابن اللہ سمجھ کر پھر غلطی میں مبتلا ہیں نتیجہ وہی ہے جو پہلے ہوا غیر اقوام کے بادشاہوں کو ابن اللہ بنانے کی بجائے اگر دین حق کی پیروی کریں تو وہ اس ذلت اور ہلاکت سے آزاد ہو سکتے ہیں یہ کتاب مقدس کا اٹل فیصلہ ہے دیکھو استثناء ۳۲: ۱۵-۸۔

احمدی نوجوانوں میں زندگی کی بے پناہ تھرتھراہٹ

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

اس وقت جبکہ مادی اور ذہنی تجسس نے مسلمان کی فطرت کو بدل دیا ہے۔ قومیت کے زہر آلود تخیل نے ایک عالمگیر اسلامی برادری کو عرصہ وجود میں آنے سے روک دیا ہے۔ مغرب کی سفلی قوتیں اور مشرق کے زوال آمادہ قدیم ادارے اسلام کی شان جمالی کے ظہور میں سنگ راہ ہیں ——— صرف ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو ہر قسم کی سیاسی دلچسپیوں سے قطع نظر کر کے اس سنگ راہ کو دور کرنے میں کوشاں ہے اور اس کے مخلص نوجوان ان پاک امنگوں کو اپنے قلب میں لئے ہوئے ہیں جنہیں سیاسی اور مادی نہ ہونے کی وجہ سے مضحکہ خیز خیال کیا جاتا ہے ——— لیکن تاریخ انسانی کے اوراق اس پر گواہ ہیں کہ بار ہا بعض اصولوں پر ہنسی اڑائی گئی اور بعد میں انہی اصولوں پر بڑے بڑے تمدنوں اور سلطنتوں کی بنیادیں استوار کی گئیں۔ چنانچہ دنیا ہنستی ہے تو ہنستی رہے ہمیں پرواہ نہیں ہم ار گزریں گے جو کچھ ہمیں کرنا ہے۔

لیکن احمدی نوجوان بھی اس وقت تک عروس کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے جب تک وہ قربانی اور ایثار کے اس بلند معیار پر پورے نہ اتریں، جو خدا وند قدوس نے مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يعلم الله
الذين جاهدوا منكم ويعلم الصابرين۔ (۳: ۱۴۱)

کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تم میں سے مجاہدین اور تکالیف کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والوں کو نہیں آزمایا۔

اس بات کو واضح کرنے کے لئے کہ احمدی نوجوان کی ذمہ داریاں بہت بڑھی ہوئی ہیں کسی لمبی چوڑی تمہید کے اٹھانے کی ضرورت نہیں وہ قوم جس نے دنیا کے کناروں تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا ہو۔ اور مادی تاریکیوں میں روحانی آفتاب سے مخلوق خدا کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دیا ہو، جس نے قرآن مجید کا دنیا کی سینکڑوں زبانوں میں ترجمہ کرنے کی ٹھانی ہو اس کی مصروفیتوں اور ذمہ داریوں کا اندازہ ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ جفاکش اور باوقار بزرگ جنہوں نے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھی وہ اب ایک ایک کر کے تم سے رخصت ہو رہے ہیں یاد رکھو اگر تم ان کے صحیح جانشین بننا چاہتے ہو تو ان کی خصائص کو اپنے اندر جذب کرو۔ تمہاری گذشتہ مختصر سی تاریخ آئینہ بردوش ہے اور اس آئینہ میں تم اپنے اجتماعی اعمال کا جائزہ لے سکتے ہو۔ . . . . تمہارا عکس نہایت ہی شاندار ہے، تم میں وہ تمام خوبیاں اور خصوصیات موجود ہیں جو ایک زندہ اور صالح قوم میں ہونی چاہئیں گذشتہ جوبلی کے ... پر تمہارے مالی ایثار نے اس حقیقت پر مہر ثبت کر دی ہے کہ تمہاری مختصر سی جماعت میں زندگی کے بے پایاں سمندر کھول رہے ہیں۔

اگر تم لوگ اس معیار پر پورے نہ اترو گے جس پر تمہارے بزرگ اترے تو تم صفحہ ہستی سے بہت جلد نابود کر دیئے جاؤ گے اور دنیا کی داستانوں میں تمہارا معمولی سا ذکر بھی نہ ہوگا۔ ایک قوم اور جماعت کا امتحان صرف اس کی قوت اور صلاحیت سے ہو سکتا ہے اگر تم میں اتنی قوت اور صلاحیت موجود ہے کہ تم اس معیار زندگی پر زندہ رہ سکو جس پر تمہارے بزرگ رہے تو پھر یقیناً میدان تمہارا ہے اور فتح تمہارے قدم چومے گی۔ اپنے اندر سے ہر قسم کے تساہل اور تغافل کو دور کرو۔ کیونکہ تساہل سے قوموں میں نومیدی جاوہ پیدا ہو جایا کرتی ہے اور مایوسی جماعت کی سب سے بڑی دشمن ہے۔

معائب شماری اور بیباک نکتہ چینی احمدی نوجوانوں کا شیوہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ متمدن اور با اخلاق قومیں ان اجتماعی عیوب سے بالکل پاک ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ انہیں اس بات کا خوب احساس ہوتا ہے کہ مسلسل بیباک نکتہ چینی سے قوم کی اجتماعی نفسیات میں گنجلک اور پیچیدگیاں پیدا ہو جایا کرتی ہیں جنہیں بعد میں کھولنا اور صاف کرنا جوئے شیر کا لانا ہے۔ اصلاحات اور ترمیمات

کروانے کا دستور ہے کہ ... آہنی اور معقول طریق سے دور کیا جائے۔ ورنہ یاد رکھو یہ محض سخن پروری نہیں بلکہ ایک بین اور واضح حقیقت ہے کہ ذہنی انار کی قوموں کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ ذہنی اختلافات اگر اعمال پر بھی اثر انداز ہوں تو قومی اجتماع میں انتشار کا موجب ہوتے ہیں۔

آج بعض ... کی وجہ سے جن کی شرح و بسط کی چنداں ضرورت نہیں۔ دنیا سمجھتی ہے کہ تحریک احمدیت کا چراغ ٹمٹما رہا ہے۔ یہ ہمارے دشمن کی تعلیاں ہیں اور اس کا اس سے مقصد یہ ہے کہ ہم میں ایک طرح کا احساس فروتری پیدا کر دیا جائے۔ لیکن ہم اسے ہرگز خاطر میں نہیں لاتے اور نہایت وقار کے ساتھ ایسے پتھروں کو جو ہمارا راستہ روکتے ہیں ٹھکراتے ہوئے اپنے راستہ پر گامزن ہیں۔ ہماری جماعت کو عام دنیوی اصولوں سے نہیں جانچنا چاہئے۔ اس کی تشکیل دوسری دنیوی جماعتوں سے یعنی روحانی نوعیت کے لحاظ سے بالکل جدا ہے۔ اسے خدا کی مشیت نے کھڑا کیا ہے۔ اس تحریک کی پشت پر ایک مرد من اللہ کی ملہم قوت برسر عمل ہے اسے دنیوی اسباب سے کوئی خطرہ نہیں اس جماعت کی کوششوں سے یقیناً اسلام کا دور جدید پیدا ہو گا جس کو پیدا کرنے کے لئے خداوند تعالےٰ نے امام زماں حضرت مرزا صاحب کو مامور کیا۔ یہ خالق کائنات کی تقدیر مبرم ہے جو ٹل نہیں سکتی۔

ہر احمدی نوجوان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر ایک جماعتی اور آئینی رنگ پیدا کرے۔ گو ہمارے افراد میں ہزاروں میلوں کا بعد ہو لیکن باوجود اس بعد کے ہم میں ایک اتحاد اور ارتباط نظر آئے۔ لوگ ہمیں دیکھیں اور بے اختیار ان کے منہ سے نکل جائے کہ یہ ایک ہی تسبیح کے دانے ہیں جن کے رشتہ کو دنیا کی کوئی طاقت قطع نہیں کر سکتی۔ قومی اتحاد اور یک رنگی خدا کی بہت بڑی نعمت ہے ایک متحد قوم کی موت اس قوم کی زندگی سے زیادہ شاندار ہے جس کے افراد ایک دوسرے سے کٹے بیٹھے ہوں۔ احمدی نوجوانوں کو چاہیئے کہ ہر جگہ مجلسوں کا انعقاد کریں اور ان مجلسوں میں ایک اجتماعی رنگ پیدا کریں۔ اور ان چھوٹی چھوٹی بکھری ہوئی جماعتوں کا تعلق مرکز سے استوار کریں۔ کیونکہ جب تک ہم میں قومی روح اور مرکزیت پیدا نہ ہو گی اس وقت تک ہمارا نصب العین بروئے کار نہیں آ سکتا۔

ہمیں جماعت کو وسیع کرنے میں نہایت محنت شاقہ سے کام لینا چاہئے اور اس توسیع جماعت کیلئے پانی کی طرح روپیہ بہا دینا چاہیئے۔ دنیا میں جتنے طبعی نظامات ہیں ان کی حیات کا انحصار صرف ایک ہی چیز پر ہے۔ ہر نوع جو اپنے آپ کو باقی رکھنا چاہتی ہے وہ ہمیشہ اجزا اور تعمیری عناصر کو اپنے اندر جذب کرتی رہتی ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو دو دن میں فنا ہو جائے۔ سو اس قانون فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے جماعت کو وسیع اور مستحکم کرنا ہمارا فرض اولین ہے جب ہم میں یہ تمام تعمیری خصوصیتیں پیدا ہو جائیں گی تو دنیا کی کوئی قوت ہماری حریف نہ ہو سکے گی۔ اور وہ عمارت جس کی بنیاد ہمارے بزرگوں نے رکھی ہے اس کے کنگرے ہم آسمان سے ملا دیں گے۔ تحریک احمدیت اور اس کے خالص اسلامی لٹریچر نے صرف ایک ربع صدی میں مغرب میں ایک عظیم الشان ذہنی انقلاب پیدا کر دیا ہے اور یہ سب ان بزرگوں کی سینہ کاویوں کا نتیجہ ہے جو ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ ان کے بلند مقصد کو کبھی فوت نہ ہونے دینگے کیونکہ ہم اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ زندگی کے لق و دق صحرا میں ایک ہی خوبصورت پھول ہے اور وہ پھول قرآن مجید ہے اور ہم اس پھول کی خوشبو سے ہر مشام دماغ کو معطر کر دینگے ——— موجودہ الحاد کی تاریکیوں میں ایک ہی نور کی کرن ہے اور وہ امام وقت کا خالص اسلامی پیغام ہے۔ ہم متحد ہو کر ہم اپنی ملبنا آواز سے اس پیغام کو سنائیں گے کہ زمین و آسمان کی پہنائیوں میں ایک گونج پیدا ہو جائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید ... کی تعلیم کے ... ہر چیز خوب روادار ... ایسا ہے جس کے نیچے تشکیک ... کاٹ رہی ہیں۔ ◆

شذرات

حیدرآباد اور کشمیر

مہاسبھائی اور آریہ سماجی دولت آصفیہ کے متعلق آج کل جس قدر گندہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ریاست حیدرآباد میں ہندو رعایا پر حضور نظام کے احسانات کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی فرمانروائی صرف حیدرآباد تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام ہندوستان کے علمی اور ادبی ادارے ان کے فیوض سے مالامال ہوتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں حضور نظام نے پنڈت مالوی جی کی یونیورسٹی کو ایک لاکھ روپیہ کا گرانبہا عطیہ دیا۔ لیکن مہاسبھائی ذہنیت رکھنے والے ہندو اخبارات کی عقل بھی الٹی ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ روپیہ بطور رشوت کے دیا گیا ہے۔ ناسپاسی اور احسان فراموشی کی حد ہے۔ کیا کسی ہندو فرمانروا کے جود وسخا کی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ کشمیر ایک بہت بڑی ہندو ریاست ہے لیکن وہاں جو سلوک مسلمان رعایا کے ساتھ ہندوؤں اور حکومت کی طرف سے روا رکھا جاتا ہے اس کے لئے کسی لمبے چوڑے بیان کی ضرورت نہیں بلکہ وہ ایک مسلمہ امر ہے۔ ہم صرف مثال کے طور پر چند واقعات بیان کرتے ہیں۔

(۱) "ابھی سال گذشتہ کا واقعہ ہے کہ جموں میں ایک عورت معہ اپنے نابالغ بچوں کے بیوگی کی حالت میں برضا ورغبت مسلمان ہو گئی۔ لیکن ہندوؤں نے طرح طرح کے مظالم نابالغوں اور اس کے دیگر لواحقین پر توڑے۔ یہاں تک کہ جموں خاص میں احاطہ عدالت میں سرکاری امداد ناجائز کے طفیل ہندو غنڈے اس مسلمان عورت کو اغوا کر کے لے گئے اور عدالت میں بھی جو ان غریبوں کے حق میں انصاف ہوا وہ اظہر من الشمس ہے۔"

(۲) ... "سال گذشتہ ایک سکھ نے مسجد رام بن سے دن کے وقت ممبر اٹھا کر دریائے چناب میں پھینک دیا۔ تحصیلدار رام بن پنڈت ہری چند نے صرف ایک مہینہ قید محض کی سزا پر ہی اکتفا کیا۔ حالانکہ جرم میں دو سال قید کی سزا مقرر ہے۔"

(۳) "مسمی سکھدیال ٹھکر جموں جا کر مسلمان ہو گیا۔ لیکن جب واپس علاقہ پوگل میں گیا تو آریہ سماجیوں نے بعض افسروں کی امداد کے ساتھ انتہائی سختیاں روا رکھ کر حبس بیجا اور فاقہ کشی میں رکھ کر جبراً مذکور کو لوٹا دیا۔"

(۴) "رام نگر ضلع اودھم پور میں گاؤں کے ایک ہندو رامامحمد کی بہو بیٹیوں کو پرتاپ سنگھ سب انسپکٹر پولیس نے سربازار رسوا کیا۔"

غرضکہ ایسی سینکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ کیا یہی وہ مہاسبھائی رواداری ہے جس پر ہندو اینٹھتے ہیں۔ ریاست حیدرآباد کے متعلق ایک واقعہ بھی ایسا نہیں بیان کیا جا سکتا کہ وہاں ایسے انسانیت سوز ستم توڑے گئے ہوں۔ ریاست حیدرآباد کی سیاسی حکمت ایسی بلندپایہ ہے کہ ہندو فرمانرواؤں کو اس کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا چاہئے۔ اگر ریاستہائے جموں اور کشمیر میں بھی آج وہی رواداری اختیار کی جائے جو ریاست حیدرآباد میں رائج ہے تو آج یہ دونوں ریاستیں مسلمانوں کے لئے ملجا و ماوٰی بن سکتی ہیں لیکن کشمیر کو حیدرآباد سے نسبت ہی کیا۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کیا تحریک احمدیت عیسوی سلسلہ ہے

جناب میاں صاحب اپنے ایک خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳ رفروری ۱۹۳۹ء جو کہ "الفضل" مؤرخہ ۷ رفروری میں شائع ہوا ہے فرماتے ہیں:-

"ہمارا سلسلہ بھی عیسوی سلسلہ ہے اور اس کی خوبیاں بھی تبھی ظاہر ہو سکتی ہیں جب ایک لمبے عرصہ تک انتظار کیا جائے۔"

غالباً اس سے جناب میاں صاحب کی مراد یہ ہے کہ تحریک احمدیت بھی عیسائیت کے مشابہ ہو۔ جس طرح عیسائیت کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ایک لمبے عرصہ بعد سینٹ پال کی مساعی سے فروغ حاصل ہوا اور عیسائی لوگ ایک مستقل امت کی حیثیت اختیار کر کے یہود سے بالکل علیحدہ ہو گئے اور انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دور کی بھی نسبت نہ رہی، اسی طرح تحریک احمدیت اور اس کے افراد بھی کسی "ایسے شخص" کی کوششوں سے جس میں سینٹ پال کی روح حلول کر گئی ہو۔ امت محمدیہ سے ایک علیحدہ مذہب اور امت بن جائیں گے۔ اگر واقعی اس سے جناب میاں صاحب کی یہی مراد ہے تو ان پر روشن ہو جانا چاہئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہرگز یہ منشا نہیں تھا کہ وہ تحریک احمدیت اور اس کے حلقہ بگوشوں کو کوئی علیحدہ اور مستقل مذہب یا امت قرار دیں جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:-

ما مسلمانیم از فضل خدا ۔ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست ۔ بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب ۔ نزد ما کفر است و خسران و تباب

تحریک احمدیت نہ سلسلہ عیسوی ہے اور نہ مذہب عیسوی سے مشابہت ہے۔ بلکہ ایک خالص اسلامی تحریک ہے جو کہ اسلام اور امت مسلمہ کے اندر رہ کر ہی زندہ ہے۔ اس مذہب اور امت سے علیحدہ ہو کر اس کی ہرگز ہرگز مستقل حیثیت نہیں۔

۴۰ کروڑ مسلمان اور قرآن مجید

"ایمان" مؤرخہ ۱۸ رفروری میں ایک مقالہ "تبلیغ عیسائیت اور تبلیغ اسلام" کے متعلق شائع ہوا ہے جس کے دو ایک اقتباسات ہم درج ذیل کرتے ہیں:-

"عیسائیت کا تبلیغی نظام تو اس قدر مکمل ہو چکا ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ تمام دنیا کی قوموں اور ملکوں پر عیسائیوں کی جدا جدا انجمنیں مقرر ہیں۔ ان کے بعض مشن صرف یہودیوں کیلئے ہیں بعض مسلمانوں کے لئے بعض اچھوتوں کے لئے۔ بعض مشنریوں کے سپرد صرف اسلامی ممالک ہیں اور بعض مشن صرف افریقہ میں اسلام کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ جو مشن جس کام پر لگا ہوا ہے وہ اسے ایسی باقاعدگی کے ساتھ سرانجام دے رہا ہے کہ عیسائی حکومتوں کا سیاسی نظام بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے.....

..... عراق، شام، مصر، ترکی، ایران، فلسطین کوئی اسلامی ملک ایسا نہیں جہاں عیسائیت کا ڈیرہ موجود نہ ہو۔ پندرہ پندرہ بیس برس کی جوان لڑکیاں دیہات میں پھرتی ہیں مسلمان مردوں اور عورتوں سے ملتی ہیں اور انہیں انجیل کی طرف بلاتی ہیں۔ کیا ہندوستان کے ۹ کروڑ مسلمان گذشتہ ایک سو سال کے اندر کسی ایک مسلم عورت کا نام بھی لے سکتے ہیں۔ جو خدا کی کتاب اور سیرت رسول کی تبلیغ و اشاعت میں اس طرح مصروف ہوئی ہو.....

..... برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے کارناموں پر نظر ڈالیے۔ اس اکیلی انجمن کی کوشش سے ۶۹۲ زبانوں میں انجیل کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور ان تمام تراجم کی ۴۸ کروڑ ۴۱ لاکھ کاپیاں دنیا بھر کے ممالک میں تقسیم کرائی جا چکی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف ۴۰ کروڑ مسلمانوں کی کتاب مقدس کا یہ حال ہے کہ وہ ابھی تک بمشکل تمام صرف بیس زبانوں میں شائع ہوئی ہے اور ان بیس زبانوں کے تراجم میں بھی ۹ تراجم مسلمانوں نے کئے ہیں، اور باقی سب عیسائیوں کی قلم سے ہیں۔ جن کا مقصد محض یہ ہے کہ قرآن کے متعلق دنیا میں زیادہ سے زیادہ غلط فہمی پیدا کی جائے۔"

پھر مسلمانوں کی بے حسی کے متعلق یوں رقمطراز ہے:-

"سوال یہ ہے کہ ہم کیوں کوئی قابل عزت کام نہیں کرتے ہم کیوں احساس دنیا سے بے بہرہ ہو گئے ہیں؟ غیر قوموں کے کارنامے دیکھ کر بھی ہمیں کیوں عبرت اور غیرت حاصل نہیں ہوتی؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہم رسمی دعوے کے چکر سے نکلیں اور سنجیدگی کے ساتھ خدمت دین کی طرف متوجہ ہوں، یاد رکھئے۔ خدمت دین کا سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ قرآن کی تبلیغ کی جائے۔"

پیغام صلح:- شکر ہے مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد آنے لگا ہے کہتے ہیں کہ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہئے۔ ... مسلمانوں کے بعض ہوشمند لیڈروں میں یہ شعور پیدا ہو چکا ہے کہ ملا کے جہاد کی بجائے تبلیغ قرآن زیادہ بہتر ہے۔ شاید مسلمانوں کو اس بات کا احساس نہ ہو کہ اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کا ولولہ سب سے پہلے بانئے سلسلہ احمدیہ کے دل میں اٹھا تھا۔ اور اس ولولے کو عملی جامہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے پہنایا۔ یورپ کے بڑے بڑے مادی مرکزوں میں تبلیغ اسلام کے مشن قائم کئے اور مسلمانوں کے جن تراجم کا ذکر معاصر "ایمان" نے کیا ہے ان میں سے بھی ۷ تراجم اس جماعت کے کئے ہوئے ہیں، جسے باقی مسلمان دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ مثلاً انگریزی، جرمن، ڈچ، گورمکھی، ہندی، اردو، وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ ہمیں علم نہیں کہ دنیا کے باقی ماندہ ۴۰ کروڑ مسلمانوں نے کیا کیا ہے۔ ان کا بھی ایک کارنامہ ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا اور وہ کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک مخلص اسلامی جماعت کو صرف اس لئے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا کہ وہ اشاعت اسلام کرتی ہے۔ اور قرآن کے وقار کو اس نے از سر نو دنیا میں قائم کیا ہے۔ یہ مسلمانوں کا وہ ظلم ہے جسے شائد آنے والا مؤرخ کبھی معاف نہ کر سکے۔ لیکن مسلمانوں پر واضح ہونا چاہئے کہ یہ باتیں ہمیں تبلیغ اسلام سے روک نہیں سکتیں۔ تم ہزار ہمیں دائرہ اسلام سے خارج کرو۔ ہمارے گلوں میں تکفیر کے بوجھل طوق ڈال دو۔ ہمیں اسلامی سوسائٹی کی ہولناک چکی میں پیسنے کی کوشش کرو! ہمیں مسلمان نہ سمجھو۔ تم انسان بھی نہ سمجھو! لیکن یاد رکھو اور خوب یاد رکھو تم قرآن مجید کو ہمارے ہاتھوں سے نہیں چھین سکتے اور اشاعت اسلام کے عشق کو کھرچ کر ہمارے قلوب سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ ہم اٹھتے، بیٹھتے، گرتے سنبھلتے اشاعت قرآن کریں گے اور دنیا کی کوئی قوت ہمیں اس جہاد سے روک نہیں سکتی۔

نٹشے اور عیسائیت

نٹشے نے حیات خیر و شر اضافیت اور دیگر فلسفیانہ مسائل پر بہت کچھ لکھا ہے اور قدیم نظریوں پر نہایت کڑی تنقید کی ہے اس کے پہلو بہ پہلو عیسائیت بھی اس کی بے پناہ شاعرانہ ملامت سے محفوظ نہیں رہ سکی۔ چنانچہ علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس کے متعلق نہایت درست فرمایا تھا ؎

نیشتر اندر دلِ مغرب فشرد
دستش از خونِ چلیپا احمر است

نٹشے کا فلسفہ ایک جابر اور قاہر انسان کا فلسفہ ہے پہاڑوں کو کاٹنا، دریاؤں کو چیرنا، بجلیوں سے کھیلنا جس کے ادنےٰ مشاغل ہیں وہ دنیا کی ہر اس قوت کو جو اسے صفحہ ہستی سے ناپید کرنے کے درپے ہو دعوت مقابلہ دیتا ہے اور ہراساں نہیں ہوتا۔

سو ایسے فلسفی کو عیسائیت اور اس کے اصول اخلاق کب پسند آ سکتے تھے۔ عیسائیت نے انسانوں کو ایک ادنےٰ درجہ کے رحم کی تعلیم دی ہے۔ عیسائیت کا رحم ایک ایسا مسخ شدہ جذبہ ہے جو انسان کی اولو العزمی، بہادری اور دیگر ارفع جذبات کو کافی حد تک مضمحل کر دیتا ہے اور اضمحلال کو نٹشے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ اس مسیحی رحم کے متعلق رقمطراز ہے:۔

"رحم ان حسیات و جذبات کی مخالفت کرتا ہے جو انسان کی رفعت خیال کا باعث ہوتے ہیں۔ رحم انسان کے حوصلوں کو پست کرتا ہے۔ جب آدمی رحم کرتا ہے تو اس کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ رحم نشوونما اور ترقی کے قانون انتخاب کو توڑ دیتا ہے۔ رحم ان ہستیوں کی مدد کرتا ہے جو موت کے لئے بالکل تیار بیٹھی ہیں۔ رحم ان لوگوں کے لئے جھگڑا مول لیتا ہے جو محروم الارث اور مورد عتاب ہیں۔ رحم موجودہ آفات و مصائب کو جاری رکھتا ہے۔ بلکہ ان میں اور اضافہ کرتا ہے۔ رحم تباہی اور بربادی کا زبردست وکیل ہے"

اس مغربی مفکر کا خیال ہے۔ رحم کا مسیحی تخیل ایک غیر فطری چیز ہے۔ جس کی خوشنما اور رسوائی زنجیروں کو جتنی جلدی ہو سکے توڑ دینا چاہئے کیونکہ یہ انسان کے راستہ میں سب سے بڑا سنگ گراں ہے۔ انسان اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ایسے بیہودہ توہمات میں اسیر ہے جو اس کی خودی اور انانیت کو بالکل کمزور اور لاغر کر دیتے ہیں۔ ذرہ سے لیکر آفتاب تک قوت کے لئے جد و جہد ہو رہی ہے۔ کائنات ایک میدان جنگ ہے جس میں ہر نوع اپنے قیام کی خاطر دوسری غیر اصلح انواع کو شکست فاش دے رہی ہے اور اس فتح و شکست میں مسیحی رحم کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ رحم سے قومیں ابدی نیند سو جاتی ہیں اور کبھی بیدار نہیں ہوتیں۔ مسیحی رحم کی تعلیم سے شیروں کے دل گوسفندوں سے زیادہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ سو وہ رحم جو انسان کے عملی قوا کو مفلوج کر دے رحم نہیں زہر ہے۔ جسے فوراً انسانی عروق سے خارج کر دینا چاہئے۔ کیونکہ عافیت اسی میں ہے۔ ورنہ وہ دن دور نہیں جب مسیحی اخلاق کی برکت سے یہ معمورۂ عالم کہ جہاں عزم للعزّة کا شور و غوغا اور جہد للبقا کی گرمیاں ہیں قبرستان سے زیادہ خاموش، برف کے تودوں سے بڑھ کر یخ بستہ ہو کر رہ جائے اور ابد الآباد تک مردہ ہوا اس کے آسیبی کھنڈرات میں سرسراہٹ پیدا کرتی رہے۔

نٹشے کا خیال ہے کہ مغربی قوموں کے بطن سے ایک ایسی قوم کا ظہور ہوگا جو حد سے زیادہ جری اور بیباک ہوگی۔ جنگ کے لئے ہر وقت آمادہ رہے گی۔ زمینی عناصر میں اتنی سکت نہیں کہ اس کے منہ آ سکے۔ اس لئے اس پر وہ مستقبل میں چھپی ہوئی اصلح قوم کو اجرام فلکی میں جا کر اپنی فتوحات کی توسیع کرنا ہوگی۔ نٹشے کے نزدیک بہادر اور جری ہونا سب سے بڑی نیکی ہے اور رحم اس سے بڑھکر لعنت۔ بزدلی گناہ ہے اور جنگ سے گریز گناہ کبیرہ۔ جسے فطرت کے قوانین کبھی معاف نہیں کر سکتے۔ گو جنگ اپنے ہمراہ آلام و مصائب لاتی ہے تاہم یہ ایک بہت بڑی برکت ہے جس سے حکومت اور سلطنت کے عناصر فاسدہ کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ وہ قومیں جو دن بدن کمزور اور ذلیل ہوتی چلی جا رہی ہیں، جنگ ان کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ اگر کمزور قوموں کو دنیا میں زندگی بسر کرنا ہو تو انہیں اپنا علاج تشدد آمیز ذرائع سے کرنا چاہئے۔ اگر مسیحی قومیں عزت و ناموس کے ساتھ دنیا میں زندہ رہنا چاہتی ہیں تو پھر ایک خوشی سے بدے جان قربان کر دینا چاہئے۔ جو قومیں موت سے گریز کرتی ہیں ان کی موت ان کی آستینوں میں مار سیاہ کی مانند چھپ چھپ کر انہیں ڈنک مارتی ہے اور روئے دنیا سے ہمیشہ کے لئے نابود کر دیتی ہے۔

عیسائیت اور اس کے اخلاق ایک لعنت ہیں۔ جن سے جتنی بھی جلدی ہو سکے نجات حاصل کر لینا چاہئے۔ عیسائیت نے قدیم تمدن کا گلا گھونٹ ڈالا اور اس سے پیدا ہونے والے عظیم الشان نتائج سے انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ تمدن اسلام کو یورپ میں پھیلنے سے روک دیا اور عربوں نے جس عظیم الشان تہذیب کی بنیادیں اندلس میں رکھی تھیں۔ اسے بدبخت عیسائیوں نے نسیاً منسیا کر دیا۔ صلیبیوں نے مسلمانوں سے بار بار جنگیں کیں۔ اس سے کہیں زیادہ بہتر تھا کہ زمین پھٹ جاتی اور وہ اس کے اندر غرق ہو جاتے

سینٹ پال اور نٹشے

نٹشے کو سب سے زیادہ دشمنی سینٹ پال کے ساتھ تھی چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتا ہے:۔

"سینٹ پال بد باطن تھا اور صرف اقتدار حاصل کرنے کا مشتاق۔ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی، ان کی تعلیم اور ان کی وفات کے واقعات کی تحریف کر دی۔ اس نے بنی اسرائیل کی تاریخ بدل دی۔ تاکہ حصول مقصد میں سہولت ہو حالانکہ تمام جانشینوں نے اپنے پیشواؤں کی پوری تقلید کی ہے جن چیزوں پر خود سینٹ پال کو ایمان نہ تھا وہ ان کو نادانوں اور جاہلوں سے منوانا چاہتا تھا۔ اس نے لوگوں کو ایسی توقعات دلا کر اپنے قبضہ میں کر لیا جن کا پورا ہونا ناممکن تھا۔ اس نے "تمہارا خدا" اور "خدا کا اکلوتا بیٹا" کی رٹ لگا کر سب لوگوں کو اپنے قابو میں کر لیا سینٹ پال نے جو ایک فریبی اور چالباز انسان تھا ادنےٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم دی۔ کیونکہ اس کا قول تھا کہ مکرر فاکی ضرورت نہیں بلکہ خدا لئے پاک دنیا کی خراب اور بوسیدہ چیزوں کو پسند کرتا ہے کہ اچھی اچھی چیزیں برباد ہو جائیں"

یہیں پر بس نہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ میں مسیحیت کے متعلق ایک آخری فیصلہ دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہے:۔

"میں عیسائیت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اس پر بڑے سے بڑا جرم عائد کرتا ہوں۔ جو کہ ایک حاکم ایک ملزم پر کر سکتا ہے۔ میں مسیحی مذہب کو دنیا کی سب سے بڑی بدکاری سمجھتا ہوں میرے نزدیک مسیحیت بہت بڑا انتقام ہے مسیحیت ہر قسم کے صفات ذمیمہ سے متصف ہے میں مسیحی مذہب کو دامن انسانیت پر ہمیشہ باقی رہنے والا داغ سمجھتا ہوں"

نٹشے ایک زبردست مفکر تھا جس نے اپنے دماغ میں سے مسیحی افکار کو نکال کر بالکل نئے افکار کی دنیا آباد کی اور ان میں ترقی کرتا ہوا بہت حد تک اسلام کے قریب آ گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ اسے براہ راست سرچشمہ اسلام سے مستفید ہونے کی فرصت نہ ملی۔

اگر اس کے علم الاخلاق سے الحاد کا عنصر خارج کر دیا جائے تو ان کی مشابہت اسلامی اصولوں کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اس کے متعلق کیا ہی خوب کہا ہے ؎

آنکہ بر طرح حرم بت خانہ ساخت
قلب او مومن دماغش کافر است

ایس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے

ل نٹشے مشہور جرمن فلاسفر جس نے قدیم فلسفہ اور عیسائیت کے خلاف سختی سے جہاد کیا اور ایک جدید فلسفہ اور اخلاقیت کے لئے انسانوں کو تلقین کی۔ اس کا خیال تھا کہ انسانی ترقی کی آخری منزل فوق البشر ہے پس ہر اس مذہب کو ملیامیٹ کر دینا چاہئے جو اس کیلئے سدِ راہ ہو۔

حکومت حیدرآباد اور آریہ سماج

مسلمان لیڈروں کا دینی اور ملی فرض

(محترمہ بسم اللہ بیگم عصمت ہمشیرزادی حضرت مولانا گرامی مرحوم)

کچھ عرصہ سے آریہ سماجیوں نے اعلیٰحضرت حضور نظام دکن دبار اور دولت آصفیہ کے خلاف نہایت افسوسناک ہنگامہ بپا کر رکھا ہے جس کی تمام تر بنیاد تعصب، تنگ نظری، احسان فراموشی حماقت اور مبالغہ پر ہے۔ مملکت دکن میں ان کی امن سوز اور اتحاد شکن سرگرمیاں روز بروز زیادہ پر نقصان رساں اور ناقابل برداشت صورت اختیار کر رہی ہیں۔ اس شورش میں ہندو مہا سبھا کھلے طور پر آریہ سماجیوں کے ساتھ ہے۔ لیکن ہندوؤں کی ایسی جماعتیں یا ان کے ذمہ دار اور بااثر لیڈر بھی اس ہنگامہ میں آریہ سماجیوں کو امداد دے رہے ہیں جنہیں خاص طور پر "وطن پرست" اور غیر فرقہ دار ہونے کا بہت بڑا دعویٰ ہے اور وہ اکثر بصد فخر اس دعوے کا اعلان بھی کرتے رہتے ہیں۔

میں اپنے ذاتی علم و مشاہدات کی بنا پر نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ ریاست حیدرآباد میں ہندوؤں اور آریہ سماجیوں سے کامل انصاف اور رواداری کا برتاؤ ہوتا ہے۔ انہیں بہت سی ایسی مراعات حاصل ہیں جن کا برطانوی علاقہ میں تصور بھی مشکل ہے۔ مذہبی مراسم کی بجا آوری میں وہ پوری طرح آزاد ہیں۔ ان کی حالت بحیثیت مجموعی برطانوی علاقہ کے ہندوؤں اور خود حیدرآباد کی مسلمان رعایا سے بدرجہا بہتر ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس ہنگامہ سے حیدرآبادی ہندوؤں کی بہت بڑی اکثریت اور ان کے ذمہ دار افراد بالکل بے تعلق ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی بے تعلقی اور بیزاری کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ یہ ساری شرارت اور ہنگامہ آرائی غیر ملکی آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں کی ہے جن کا حیدرآباد سے کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ انہوں نے چند ناعاقبت اندیش حیدرآبادی ہندوؤں کو بھی ورغلا کر اپنے ساتھ کر لیا ہے۔

آریہ سماجیوں اور ان کے حمایتیوں نے یہ شورش محض اس لئے بپا کی ہے کہ حیدرآباد ایک ترقی یافتہ اسلامی سلطنت اور اعلیٰحضرت حضور نظام ذکر ایک مسلمان بادشاہ ہیں۔ ان کی نیکنامی اور ہردلعزیزی ان لوگوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ جن باتوں کو یہ لوگ اپنی شورش کے جواز میں پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر بالکل غلط اور بے حقیقت ہیں۔ بہت سی مبالغہ آمیز ہیں۔ کئی ایک ایسی بھی ہیں جو متعدد ہندو ریاستوں میں ہیں۔ لیکن وہاں کبھی آریہ سماجیوں نے شورش برپا نہیں کی اور نہ وہ اس قسم کا ارادہ ہی رکھتے ہیں۔

موجودہ صورت حالات میں مسلمانان ہند کے فرائض بالکل واضح ہیں۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلامی ہند نے اس معاملہ میں فرض شناسی اور قومی بیداری کا کوئی قابل قدر ثبوت پیش نہیں کیا۔ چند ایک اور چند دیگر مقامات کے وقتی اجتماعات سے قطع نظر ہر چہار طرف خاموشی ہے۔ جب سے اس شورش کی ابتدا ہوئی ہے میں خاموشی کے ساتھ حالات کا بغور مطالعہ کر رہی ہوں اور منتظر تھی کہ مسلمان کس وقت کوئی معنی خیز عملی اقدام کرتے ہیں۔ اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ آریہ سماجی اور مہاسبھائی خواتین نے بھی لفافہ تحریک میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ شولاپور اور بعض دوسرے شہروں میں ان کے باقاعدہ جلوس نکلتے ہیں۔ وہ اپنے شورش پسند مردوں کی امداد و حوصلہ افزائی کر رہی ہیں اور پروپیگنڈا میں نمایاں حصہ لے رہی ہیں اس کے بعد میرے لئے خاموش رہنا بہت مشکل ہے اور مناسب سمجھتی ہوں کہ ادب کے ساتھ اپنے بزرگوں اور بھائیوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتی ہوں۔

سلطنت آصفیہ مسلمانوں کے عہد عروج و اقبال کی ایک قابل فخر یادگار ہے۔ اعلیٰحضرت حضور نظام دکن و برار صحیح طور پر شاہان مغلیہ کے جانشین ہیں۔ اسلامی کلچر کی بہت سی روایات اس دولت ابد مدت اور اس تاجدار رفیع مقام کی وجہ سے قائم ہیں۔ شاہ دکن و برار کے چشمہ جود و سخا سے سارا ہندوستان اور سارا عالم اسلامی فیضیاب ہو رہا ہے۔ جب کوئی مفید تعمیری تحریک شروع ہوتی ہے یا کسی اسلامی اور علمی ادارے کی بنیاد رکھی جاتی ہے تو اس کی امداد و سرپرستی کے لئے سب سے اول اعلیٰحضرت حضور نظام کا دست کرم ہی بڑھتا ہے۔ علاوہ ازیں حضور کا اقتدار اخلاقی لحاظ سے مسلمانان ہند کے لئے پشت پناہ ہے۔ اگر خاکم بدہن مسلمان اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہو گئے تو اس ملک میں ان کی قومی زندگی بے شمار خطرات میں محصور ہو جائے گی۔ لہٰذا آریہ سماجی شورش کا مقابلہ ہر ایک مسلمان کا ایک اہم دینی و قومی فرض ہے۔ مسلمانان دکن کی پوزیشن اس معاملے میں بہت نازک ہے۔ ان پر ملک و مالک کی طرف سے بہت سی پابندیاں و ذمہ داریاں عائد ہیں۔ یہ وقت ہے کہ برطانوی علاقہ کے مسلمان میدان عمل میں آئیں۔ موجودہ شورش باہر کے آریہ سماجی اور مہاسبھائی پھیلا رہے ہیں۔ انہیں برطانوی علاقہ بالخصوص پنجاب، دہلی اور سی۔ پی سے امداد اور احکام مل رہے ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں آریہ سماجی اور مہاسبھائی پروپیگنڈا کا جال بچھا ہوا ہے اس لئے برطانوی علاقہ کے مسلمانوں ہی کو اس شورش کا مقابلہ اور روکنے کی تدبیر کرنی چاہیئے یہ کام کس طریق پر انجام دیا جائے اور اس شورش کے مقابلہ کے لئے کیا پروگرام اختیار کیا جائے۔ اس سوال کا جواب دینا ملک کے ذمہ دار اہل الرائے بزرگوں کا کام ہے۔ انہیں بہت جلد کسی مرکزی مقام پر جمع ہو کر اس میں تبادلہ خیالات کرنا چاہیئے اور مسلمانان ہند کو بتانا چاہیئے کہ وہ کیا کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ فوری کارروائی کی ضرورت ہے۔ تاخیر حالات کو زیادہ بگاڑ دے گی۔ لیکن اس شورش کے انسداد کے لئے جو اقدام بھی کیا جائے تمام غور و خوض اور ذمہ داری اور پر امن طریق سے کیا جائے۔ آریہ سماجی طرح طرح سے مسلمانوں کو اشتعال دلا رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ہر حالت میں پر امن رہنا چاہیئے۔ ورنہ اصلی مقصد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

میں پھر ایک مرتبہ کہوں گی کہ دولت آصفیہ ہماری ایک عزیز ترین متاع ہے اس کو صرف ایک ریاست کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ اعلیٰحضرت حضور نظام ہمارے مسلمہ سردار ہیں۔ ہمیں ہر حالت میں اور ہر قیمت پر حضور ممدوح کی سلطنت اور شاہانہ حقوق و وقار کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ ہندوستانی مسلمانوں نے متعدد بار ترکی اور دیگر بیرونی اسلامی سلطنتوں کی مالی و اخلاقی امداد کی۔ جنگ عظیم اور اس کے بعد طرابلس اور بلقان کے ایام میں ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں کی جو کیفیت تھی اسے سب جانتے ہیں اور ہر کوئی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ انہوں نے ان موقعوں پر اخوت اسلامی کا قابل تعریف مظاہرہ کیا۔ لیکن اس وقت جبکہ ہندوستان کی ایک قابل قدر اور فیض رساں اسلامی سلطنت کو نقصان پہنچانے کے لئے اغیار ہنگامہ بپا کئے ہوئے ہیں۔ ان کی خاموشی اور بے حسی بے حد قابل افسوس ہے۔ آریہ سماجی پایہ تخت حیدرآباد فرخندہ بنیاد اور سلطنت آصفیہ کے اضلاع میں جو حرکات کر رہے ہیں کیا وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو معلوم نہیں۔ ان کے بعض افعال تو ایسے ہیں جن کی کیفیت معلوم کر کے ہر کلمہ گو مسلمان کو بے چین ہو جانا چاہیئے۔ آریہ سماجی اس اسلامی سلطنت میں باہر سے جا کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں مساجد کی مقدس دیواروں پر ناپاک اور اشتعال انگیز کلمات تحریر کرتے ہیں۔ اسلام، رسول پاکؐ اور ذات شاہانہ کے خلاف سوقیانہ نعرے لگاتے ہیں۔ مسلمانان دکن کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ان کا بس چلے تو یہ لوگ وہ سب کچھ کریں جو کہ یونانیوں نے سمرنا میں کیا تھا۔

کیا میں توقع کر سکتی ہوں کہ میرے بزرگ اور بھائی ایک پردہ نشین عورت کی اس آرزو پر توجہ کریں گے۔ اور اپنی قومی زندگی اور احساس فرض کا کوئی ثبوت دنیا کے سامنے پیش کریں گے — خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اگر مردوں نے اس اپیل کا کوئی جواب نہ دیا تو پھر میں ہندوستان کی مسلمان عورتوں کو مخاطب کروں گی۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان ایسی مسلمان عورتوں سے خالی نہیں جو حیدرآباد کی اسلامی سلطنت اور اس کے دیندار روادار انصاف پرور تاجدار کے لئے بخوشی قربانیاں کر سکتی ہیں۔ ذرا غور کیجئے ملک کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں کے مدارس اور دیگر علمی اداروں کو سلطنت آصفیہ سے گراں قدر مالی امداد نہ مل رہی ہوں۔ ہندوستان کے ہر ایک صوبے بلکہ ہر ایک ضلع اور تحصیل میں اعلیٰحضرت حضور نظام کے نمکخوار موجود ہیں۔ اس کے باوجود یہ خاموشی اور بے حسی ہماری قوم کے دامن حمیت پر ایک سیاہ دھبہ نہیں تو اور کیا ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ اس دھبے کو جلد از جلد دور کیا جائے۔

سانحہ ارتحال

ہمارے ایک بھائی سمندر خان صاحب دیگراں سے اطلاع دیتے ہیں۔ ان کا ایک نہایت ہی عزیز بچہ جس کی عمر ۱۲ سال تھی مورخہ ۱۱ فروری کو اس جہان فانی سے اچانک کوچ کر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بچہ کی موت والدین کے لئے انتہائی صدمہ کا باعث ہوئی ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں سمندر خان صاحب سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ بچہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

ہمارے مسیحا

حضرت مولانا محمد علی صاحب کی بلند پایہ شخصیت

(جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

۲

حضرت امیر ایدہ۔ کو قادیانی حضرات کی طرف سے خطابات

ہمارے وہ ناظرین جو ہماری جماعت کے اندرونی حالات سے واقف نہیں ہیں۔ سمجھتے ہوں گے کہ خواجہ کمال الدین سے بڑا "منافق" نہیں مل سکے گا مگر ہم اور ہمارے قادیانی بھائی جانتے ہیں کہ خواجہ صاحب مرحوم ومغفور سے بھی ایک بہت بڑا منافق موجود ہے جس کو ہمارے بھائیوں نے "امیر المنافقین" اور "امیر الفاسقین" کے گراں پایہ القاب سے نوازا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو زیادہ دیر تک انتظار میں نہیں رکھنا چاہتے اور فوراً بتا دیتے ہیں کہ ان خطابات اور القاب کی جس شخص پر ارزانی ہوئی ہے وہ ایثار و قربانی کا پتلا۔ علم وفضل کا مجسمہ۔ عصمت و پاکدامنی کی تصویر حضرت مولینا محمد علی ہیں۔ ذیل میں ہم مختصر طور پر ان کے "منافقانہ افعال" اور "فاسقانہ اعمال" کا ذکر کرتے ہیں تاکہ ناظرین صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

راقم الحروف کا حضرت مولینا سے تعارف

راقم الحروف کو حضرت مولانا سے تعارف اُس وقت ہوا۔ جب وہ اسلامیہ کالج میں تعلیم پانے کے لئے لاہور میں آئے۔ حضرت مولانا اس کالج میں ریاضی کے پروفیسر تھے۔ ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے فوراً بعد اُن کو ایک معقول مشاہرہ پر یہ عہدہ مل گیا تھا کیونکہ مسلمانوں میں ریاضی دانوں کا قحط الرجال تھا اور پنجاب میں کوئی دو تین آدمی ایسے تھے جو ریاضی میں کامل مہارت رکھتے تھے اور مولانا اُن میں بھی خاص طور پر ممتاز تھے۔ اُنہوں نے اتنی عمر میں ایم۔ اے پاس کیا تھا کہ لوگ اُن کو حیرت و استعجاب سے دیکھتے تھے۔ ہماری جماعت کے کئی طالب علم اُن سے عمر میں بڑے تھے۔ ابھی اُنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہ کی تھی۔

ان کی نیکی اور تقوٰی کی شہرت

مگر پبلک میں وہ اپنی نیکی اور تقوے کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے تھے۔ کالج اور ہوسٹل میں اگر کسی کی نیکی کی تعریف کرنا مقصود ہوتا تھا تو کہا جاتا تھا "یہ دوسرا مولوی محمد علی ہے"۔ وہ لاکالج کے لکچر بھی سنا کرتے تھے اور ایل۔ ایل۔ بی کے امتحان میں پنجاب بھر میں اول رہے۔ ای۔ اے۔ سی کے مقابلہ میں وہ بلحاظ عمر کئی دفعہ بیٹھ سکتے تھے اور اُن کے حافظہ اور قابلیت کا خیال کرکے اُن کی کامیابی یقینی تھی۔ یہاں تک یقینی تھی کہ جو لوگ ای۔ اے۔ سی کے مقابلہ میں اُن دنوں بیٹھا کرتے تھے وہ پہلے دریافت کر لیتے کہ مولوی محمد علی نے تو امتحان میں نہیں بیٹھنا۔ کیونکہ عام طور پر ایک ہندو اور ایک مسلمان ای۔ اے۔ سی۔ بذریعہ امتحان مقابلہ لیا جایا کرتا تھا اور سب کو یقین تھا کہ اگر مولوی صاحب امتحان میں بیٹھے تو ضرور وہی چوٹی پر ہوں گے۔

حضرت مولینا کے سامنے ترقی کا میدان

الغرض بڑا وسیع میدان دنیاوی ترقیات کا حضرت مولانا کے سامنے تھا چودھری سر شہاب الدین صاحب کی وجاہت اور حیثیت سب کو معلوم ہے۔ وہ بندہ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان اُنہوں نے اور مولانا نے ایک ہی سال میں پاس کیا تھا اور وہ دونوں ایک ہی مکان میں رہتے تھے بلکہ ایک طرح سے چودھری صاحب کی کامیابی مولانا کی صحبت کی رہین منت تھی جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر مولانا دنیا کے ہی بنے رہتے تو چودھری صاحب سے اگر بڑھ نہ جاتے تو کم کسی صورت میں کم نہ رہتے۔ اگر وہ امتحان مقابلہ میں بیٹھ کر ای۔ اے۔ سی ہو جاتے تو کمشنری یا فنانشل کمشنری سے ریٹائر ہوتے اور اگر وکالت ہی کرتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ہائی کورٹ کی ججی کی کرسی کو زیب نہ دیتے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے آستان پر

یہ سب کچھ اُن کے سامنے موجود تھا مگر اسی اثنا میں اُنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کر لی۔ وکالت کا لائسنس لیا اور کام شروع کرنے کو ہی تھے کہ حضرت اقدس نے خواہش ظاہر فرمائی کہ انگریزی میں ایک رسالہ نکالا جائے اور مولینا اُس کے ایڈیٹر ہوں۔ اشارہ پاتے ہی مولانا نے سر تسلیم خم کیا۔

قادیان میں رہائش

اور تمام دنیاوی ترقیوں کی پشہ کے برابر بھی پروا نہ کرتے ہوئے قادیان میں ڈیرا جا دیا۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز نکالا اور اُس میں وہ معرکۃ الآرا مضامین لکھے کہ تعلیم یافتہ لوگ عش عش کرنے لگے۔ غلامی۔ تعدد ازدواج وغیرہ وغیرہ مسائل پر ایسی فیصلہ کن بحثیں ہوئیں کہ اپنے اور بیگانے سب حیران رہ گئے یہاں تک کہ عام مسلمانوں کی طرف سے زبردست خواہش کا اظہار کیا گیا کہ اگر احمدیت کے مخصوص مسائل کو علیحدہ رکھا جائے تو ہم سب اس رسالہ کی امداد کرنے کو تیار ہیں۔ انگریزی اس قدر شستہ اور اعلےٰ درجہ کی تھی کہ غیر مذاہب کے لوگ اور بالخصوص انگریز عیسائی شک کرنے لگے کہ کوئی انگریز ہے جو اس رسالہ کی ادارت کر رہا ہے۔ دلائل اس قدر مضبوط تھے کہ کسی غیر مذہب والے کو جرأت نہ ہوئی کہ اُن کی تردید کرتا۔

ریویو آف ریلیجنز کی مقبولیت

مجھے یاد آ گیا۔ میرے ایک دوست نے جو سرگودھا کے علاقہ میں معزز زمیندار ہیں مجھ سے بیان کیا کہ اُنہوں نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز ہیلی صاحب کے نام (جو اب لارڈ ہیلی ہیں اور اُس وقت نوآبادی سرگودھا کے منتظم تھے) جاری کرا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ دوست صاحب موصوف سے ملے تو صاحب بہادر نے کہا کہ تم نے یہ رسالہ جاری کرا کے مجھے تکلیف میں ڈال دیا۔ میرے دوست نے پوچھا کہ وہ کیونکر تو صاحب بہادر نے فرمایا کہ جب میں اُس کو پڑھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور اس فکر میں مجھے راتوں نیند نہیں آتی۔ یہ تھی اُس وقت اس رسالہ کی شان۔ یہ روایت چودھری حاکم علی صاحب کی ہے۔ اُن سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے اُن بھائیوں کو جو کبھی اس رسالہ کی تعریف میں رطب اللسان ہوا کرتے اور اسے فخریہ پیش کرتے تھے۔ اُس میں سے اب اُن کو یاد ہے تو فقط اس قدر کہ غیر احمدیوں سے سازش کی گئی کہ اس میں احمدیت کا ذکر نہ کیا جائے حالانکہ معاملہ صرف اس قدر تھا کہ غیر احمدی اصحاب نے خواہش ظاہر کی حضرت اقدسؑ نے منظور نہ فرمایا کہ احمدیت کے مخصوص مسائل پر کچھ نہ لکھا جائے اور یہیں معاملہ ختم ہوا۔ مولینا کے سپرد اس سے بھی ایک زیادہ ضروری اور اہم کام کیا گیا اور اُنہوں نے حکم کے ماتحت ادارت چھوڑ دی اور اب سوائے قادیانی اصحاب کے کسی کو خبر بھی نہیں کہ ریویو آف ریلیجنز کے نام کا کوئی رسالہ نکلتا ہے۔

عظیم الشان اسلامی خدمت

اس کے بعد حضرت مولانا نے وہ کام کیا جو تیرہ سو سال میں کسی مسلمان سے نہ ہو سکا تھا۔ نہ کسی عالم سے نہ کسی بادشاہ سے۔ میری مراد قرآن کریم کے اُس بے نظیر انگریزی ترجمے سے ہے جس نے مغربی ممالک میں اسلام کے پاکیزہ اور خوبصورت چہرہ سے تمام گرد و غبار کو صاف کر دیا۔ یہ پہلا ترجمہ تھا جو کسی مسلمان کے ہاتھ سے ہوا اور احمدیہ جماعت جس قدر بھی اس کارنامہ پر فخر کرتی بجا تھا۔ زمانہ ملازمت میں منٹگمری کے ضلع میں میں ایک بنگلہ میں مقیم تھا۔ اُسی بنگلہ میں ایک انگریز جو فوجی افسر تھا آیا اور مجھ سے السلام علیکم کہہ کر ملا۔ میں حیران سا ہو گیا۔ اُس نے کہا "حیران مت ہو۔ میں مسلمان ہوں"۔ میرے دریافت کرنے پر کہا کہ مولانا محمد علی کے ترجمۃ القرآن کے دیباچہ کو پڑھ کر میں مسلمان ہو گیا اور یہ بھی کہا کہ ممکن نہیں کہ کوئی اس دیباچہ کو پڑھے اور اسلام اختیار نہ کرے۔

مولانا محمد علی مرحوم کو ہم نامی کا فخر

ہندوستان کے نامور سیاست دان مولینا محمد علی مرحوم نے کہا کہ میرے لئے یہ فخر کافی ہے کہ اس ترجمہ کے کرنے والے کا میں ہمنام ہوں۔ تمام سمجھ دار انگریزی خوان مسلمانوں کے پاس اب یہی ترجمہ ہے اور غیر اسلامی ممالک میں بھی اب یہی ترجمہ مستند سمجھا گیا۔ تمام دنیا کے مشہور کتب خانوں میں اس ترجمہ کو عزت کی جگہ حاصل ہوئی۔

خوشہ چینی

اس کے بعد جن لوگوں نے قرآن کریم کے ترجمے کئے ہر ایک نے اسی کی خوشہ چینی کی۔ غرض یہ ترجمہ خدا کے فضل سے تمام توقعات سے بڑھ کر زیادہ مقبول ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ قرآن شریف کا ترجمہ کرنا میرا کام ہے یا اُس کا جو میری شاخ ہے۔ یہ پیشگوئی احسن طریق پر حضرت مولینا کے ہاتھوں سے پوری ہو گئی ہے۔ سب سے پہلے اُنہوں نے ترجمہ کیا اور سب سے زیادہ یہ ترجمہ مقبول ہوا۔

ہمارے قادیانی بھائیوں کا ظلم

مگر ہمارے قادیانی بھائیوں کے نزدیک یہ ترجمہ کوڑی کے کام کا نہیں۔ کیوں؟ اس واسطے کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ مسیح ناصری کا باپ تھا۔ جب کسی سے سنو گے یہی سنو گے کہ یہ ترجمہ کس کام کا ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ کے برخلاف لکھا گیا ہے کہ مسیح بلا باپ پیدا نہیں ہوا مسیح ناصری کی پیدائش کا تعلق کسی اسلامی عقیدہ سے نہیں ہے۔ مولانا نے اپنی تحقیقات بتصدیق حضرت مولانا نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ درج کر دی۔ معلوم نہیں اس سے اسلام کو کیا ضعف پہنچا کہ اس سے سارا ترجمہ ہی ردی ہو گیا۔

عجیب عجیب اعتراضات

اور بھی عجیب عجیب قسم کے اعتراضات اس ترجمہ کے متعلق سنے جاتے ہیں۔ اس ترجمہ میں حضرت مولانا نے اُن کتابوں کی فہرست دی ہے جن کا حوالہ اس ترجمہ میں ہے۔ ایک دفعہ اخبار الفضل میں یہ شائع کیا گیا کہ دیکھو سب کتابوں کی فہرست دی گئی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کو اس فہرست میں مندرج نہیں کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مترجم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کچھ پروا نہیں کرتا۔

باقی آئندہ

پنجاب میں صنعتی تحقیقات

مسلم طالب علم کو وظیفہ دیا جائے گا

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

مسلمانوں میں صنعتی تحقیقات کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت پنجاب نے چالیس روپیہ ماہوار کا ایک سلور جوبلی وظیفہ ان کے لئے مخصوص کیا ہے۔ یہ وظیفہ ان اجناس خام کی تحقیقات کے لئے دیا جائے گا جن کا تعلق مصنوعات پنجاب سے ہے اور اس کی میعاد ایک سال ہوگی۔ کسی مسلمہ یونیورسٹی کے مسلم گریجویٹ جو برطانوی پنجاب کے باشندے ہوں۔ یہ وظیفہ حاصل کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔

ان امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔ جنہوں نے ڈگری حاصل کرنے کے بعد شعبہ تحقیقات میں تجربہ حاصل کیا ہو۔ یہ وظیفہ انڈسٹریل ریسرچ لیبارٹری شاہدرہ۔ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف ڈائنگ اینڈ کیلکو پرنٹنگ شاہدرہ۔ یونیورسٹی کیمیکل لیبارٹریز یا کسی اور مسلمہ لیبارٹری یا ادارہ میں جو تحقیقات کے لئے موزوں ہو تحقیقاتی کام کے لئے دیا جائے گا۔

انتخاب کردہ امیدوار کے ذمہ کسی مضمون کی تحقیقات ہوگی۔ یہ امر صاحب ڈائرکٹر صنعت و حرفت پنجاب کی پیشگی منظوری کے تابع متعلقہ لیبارٹری یا ادارہ کے افسر اعلےٰ کی رائے پر موقوف ہوگا۔ امیدواروں کی درخواستیں صاحب ڈائرکٹر صنعت و حرفت پنجاب کی خدمت میں ۱۵؍ مارچ ۱۹۳۹ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ (لاہور مورخہ ۶؍ فروری ۱۹۳۹ء)

گورنمنٹ آف انڈیا سکرٹریٹ

کے لئے کلرکوں کا امتحان

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ آف انڈیا سکرٹریٹ اور اس کے ملحقہ دفاتر کے لئے اسسٹنٹ گریڈ کے کلرکوں کا امتحان ۱۷؍ سے ۲۱؍ جولائی ۱۹۳۹ء تک الہ آباد۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ مدراس اور لاہور میں منعقد ہوگا۔ درخواستیں مقررہ فارم پر یکم مارچ ۱۹۳۹ء تک سکرٹری فیڈرل پبلک سروس کمیشن دہلی کے دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ درخواستوں کے فارم اور مزید تفصیلات کے لئے مندرجہ بالا پتہ پر خط و کتابت کرنی چاہیے۔

(لاہور مورخہ ۱۰؍ فروری ۱۹۳۹ء)

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— نئی دہلی ۱۰؍ فروری۔ آج ہز ہائی نس مہاراجہ جے پور نے ہز ایکسیلینسی وائسرائے سے ملاقات کی۔

—— واردھا گنج ۱۰؍ فروری۔ کانگرسی لیڈر واردھا گنج میں جمع ہو رہے ہیں معلوم ہوا ہے کہ پہلے وہ گاندھی جی سے مشورہ کریں گے اور بعد میں کانگرس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کریں گے۔

—— نئی دہلی ۱۰؍ فروری۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں وقفہ استفسارات کے بعد ریلوے بجٹ پر بحث ہوئی۔ اپوزیشن کے دو ارکان نے بحث میں حصہ لیا اور ریلوے ایڈمنسٹریشن پر شدید نکتہ چینی کی۔

—— مظفر گڑھ ۱۰؍ فروری۔ میاں عبدالحی وزیر تعلیم پنجاب نے مظفر گڑھ میں ڈسٹرکٹ ٹیچرز کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے جس میں چھ سو کے قریب اساتذہ تھے اعلان کیا کہ عنقریب حکومت پنجاب ریاست میں ۱۸۰ سے لیکر دو سو تک گرلز سکول کھولنے والی ہے۔

—— بمبئی ۱۰؍ فروری۔ گاندھی جی نے ہریجن میں حیدر آباد کے عنوان سے ایک مقالہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے حیدر آباد کانگرس کے دوبارہ استفسار پر کہا کہ تم ستیہ گرہ بند کئے رکھو کیونکہ اس وقت ریاست میں دو جماعتیں ایسے مقاصد کے لئے ستیا گرہ کر رہی ہیں جو تمہارے مقصد سے بالکل مختلف ہیں۔

—— مدراس ۱۰؍ فروری۔ اطلاع مظہر ہے کہ کنگ جارج ہسپتال مدراس میں ایک مقامی جیوٹ مل کے مزدوروں کو داخل کیا گیا ہے ان میں سے تین بندوق کی گولیوں سے مجروح ہوئے ہیں۔ باقیوں کو خفیف چوٹیں آئی ہیں۔

—— کلکتہ ۱۰؍ فروری۔ مسٹر سبھاش چندر بوس پچھلے چار دنوں سے انفلوئنزا اور شدید بخار سے بیمار ہیں۔ آپ کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ کمزوری اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ آپ بستر سے اٹھ نہیں سکتے۔

—— الہ آباد ۱۹؍ فروری۔ نیشنل ہیرلڈ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جب مسٹر بوس واردھا میں تھے تو مسٹر گاندھی نے ان سے کہا کہ آپ اب بھی کانگرس کی صدارت سے استعفاء دیدیں تو جھگڑا ختم ہو سکتا ہے۔ مگر بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے انکار کر دیا ہے۔

—— بمبئی ۷؍ فروری۔ حاجیوں کا جہاز "اسلامی" ۱۶۰۰ حاجیوں کے ساتھ آج صبح سویرے بمبئی پہنچے گا۔ جہاز سے حاجی ساڑھے آٹھ بجے اتریں گے۔

—— لاہور ۹؍ فروری۔ معلوم ہوا ہے مولینا عبیداللہ سندھی جنہیں واپس وطن آنے کی اجازت مل گئی ہے۔ ابھی تک پاسپورٹ نہیں ملا۔ اس لئے مارچ تک ہندوستان نہیں پہنچ سکتے۔

—— رنگون ۱۹؍ فروری۔ تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ برما میں پہلی وزارت کے استعفےٰ کے بعد ابھی تک نئی وزارت قائم نہیں ہو سکی۔

—— لاہور ۱۹؍ فروری۔ مولانا ابوالکلام آزاد فشیاور سے واپس جاتے ہوئے کل شام کو لاہور سے گزرے۔ جب گاڑی سٹیشن پر پہنچی تو ہجوم کے اصرار پر انہوں نے ایک مختصر سی تقریر بھی کی۔

—— نئی دہلی ۱۹؍ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مصری لیڈر نحاس پاشا ۹؍ مارچ کو بمبئی پہنچ جائیں گے۔ ۹؍ مارچ کو بمبئی سے ہو کر تری پوری کانگرس میں شمولیت کریں گے۔

ممالک خارجہ

—— پیرس ۱۰؍ فروری۔ فرانسیسی نمائندہ جنرل فرانکو سے ملاقات کرنے کے لئے سپانیہ روانہ ہو گیا ہے لیکن اطلاع ہے کہ فرانسیسی اور برطانوی نمائندے اکٹھے جنرل فرانکو کے حضور میں پیش ہوں گے۔

—— دمشق ۱۰؍ فروری۔ شام کی وزارت نے استعفاء دے دیا ہے۔

—— بڈاپسٹ ۱۰؍ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم کے انتخاب کے سوائے ہنگری کی نئی وزارت کی ترتیب کا کام تقریباً ختم ہو گیا ہے۔

—— روما ۱۰؍ فروری۔ سائنڈ رگا شیڈ رقمطراز ہیں کہ اطالوی فرموں نے سپین کے پاس اسلحہ فروخت کئے ہیں اور یہ اسلحہ کی فروخت کا معاملہ معمولی کاروباری حیثیت رکھتا ہے۔ اطالیہ سپین سے اپنی کوئی سیاسی پوزیشن نہیں منوانا چاہتا اور نہ ہی اطالیہ نے اسلحہ فروخت کر کے اطالوی برطانوی معاہدہ کی مخالفت کی ہے۔

—— لنڈن ۱۰؍ فروری۔ بیت المقدس کے مقدس مقامات کے تحفظ کے سلسلہ میں اسلامیان ہند کے اضطراب و بےچینی کی اطلاعات یہاں پہنچ رہی ہیں۔ جن پر یہاں حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک واضح امر ہے کہ اس وقت لنڈن کانفرنس میں جو عرب نمائندے آئے ہوئے ہیں۔ انہیں اس قسم کی کوئی تشویش نہیں۔

—— لنڈن ۱۰؍ فروری۔ دارالعوام میں چند سوالات کے جواب میں وزیر اعظم نے کہا کہ جنرل فرانکو کی حکومت کو تسلیم کرنے کا سوال ابھی تک زیر غور ہے۔ اس لئے فی الحال کوئی بیان نہیں دیا جا سکتا۔

—— ٹوکیو ۱۰؍ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ ساحل پر مچھلیاں پکڑنے کے سلسلہ میں جاپان اور روس کے درمیان جو دیرینہ تنازعہ چلا آتا ہے۔ اس کے سلسلہ میں سمجھوتہ کے لئے روس گورنمنٹ سے گفت و شنید کی جائے گی۔

—— قاہرہ۔ فضائی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ شہزادہ محمد صبور پہلوی اور شہزادی فوزیہ کی شادی عنقریب ہونے والی ہے۔ نکاح کی رسم پہلے قاہرہ میں اور اس کے بعد طہران میں ادا کی جائے گی۔

—— برلن ۷؍ فروری۔ جنرل گورنگ کے پاس ایک حکمنامہ ہے جس پر ہر ہٹلر نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس حکمنامے میں تین اہم اعلانات ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آریہ عورتیں جنہوں نے یہودیوں سے شادیاں کی ہوئی ہیں وہ یہود نہیں تصور کی جائیں گی۔

—— لنڈن ۱۰؍ فروری۔ انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ غازی اعظم حضرت کمال اتاترک مرحوم کا مقبرہ تعمیر کرنے کے لئے بین الاقوامی شہرت کے ماہر انجنیروں اور معماروں کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ غازی اعظم کے عالیشان مقبرہ کی تعمیر پر ۲۵ ہزار پونڈ خرچ کئے جائیں گے۔

—— لنڈن ۹؍ فروری۔ پرسوں جب فلسطینی کانفرنس منعقد ہوئی۔ ایک آزاد عرب اسٹیٹ قائم کرنے کے متعلق عربوں کے مطالبہ پر غور کیا گیا۔ مسٹر میکڈانلڈ نے بحث شروع کی جس میں ایک آزاد عرب اسٹیٹ کے نعم البدل کی عام تجویزوں کی وضاحت کے جواب میں جمال حسینی نے وہ اسباب بیان کئے کہ کیوں ایک آزاد عرب اسٹیٹ موجودہ حالات کے غیر موافق نہیں ہے جبکہ فلسطین میں یہودیوں کی اقلیت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دربار رسالتمآب میں عقیدت کے پھول

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است — خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش — در ہر مکاں ندائے جلالِ محمد است

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم — یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمد است

این آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی است

وین آبِ من ز آبِ زلالِ محمد است

(ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۴ء ص۱)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ نماز جمعہ مورخہ ۲۴ فروری حضرت ممدوح نے پڑھائی اور ایک پر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔

—— بعد از نماز جمعہ جناب سکندر خان صاحب ساکن دھیگراں کے صاحبزادہ جن کے سانحہ ارتحال کے متعلق گذشتہ پیغام صلح میں اعلان ہو چکا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ نے انکا جنازہ غائبانہ پڑھا

—— جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں مجھے اب پہلے سے آرام ہے مگر کمزور بہت ہو گیا ہوں۔ بخار بالکل نہیں رہا۔ جگر بھی پہلے بہت متورم ہو گیا تھا اب اپنی طبعی حالت پر آ گیا ہے مجموعی طور پر بہت آرام ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف بہت مخلص اور نیک احمدی ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے

—— جناب چوہدری غلام حیدر خاں صاحب ایک لمبے عرصہ سے ...... عارضہ بخار بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ چوہدری صاحب ایک نہایت متقی وجود ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

—— قاضی عبد الرحمن صاحب جتوئی والے عارضہ فالج بیمار ہیں احباب ان کی صحتیابی کے لئے دعا کریں۔

—— ہمارے ایک نہایت مخلص بھائی تجارتی کاروبار میں ترقی اور افزونی کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ان سب احباب کیلئے دردِ دل سے دعا کی جائے

"مجدد اعظم" کی بشارت

یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی سوانح عمری کی پہلی جلد مکمل ہو گئی

(از قلم قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ محض اس کے فضل اور رحمت سے آج ۱۲ فروری ۱۹۳۹ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح عمری کی پہلی جلد کا مسودہ ختم ہو گیا ہے۔ میں نے پہلی جلد میں حضرت اقدسؑ کے حالات ولادت سے لیکر وفات تک درج کئے ہیں۔ دوسری جلد میں انشاء اللہ العزیز بشرط صحت و زندگی و توفیق الٰہی حضرت کی سیرت اور خدمات دینی پر بحث کروں گا۔ بہت بڑا بوجھ تھا جس نے میری کمر توڑ رکھی تھی۔ جو محض اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا۔ اس پر میں دو سال سے لگا ہوا تھا۔ درمیان میں چھ ماہ بیمار پڑا رہا۔ اس لئے سوانح عمری کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ پھر انوار القرآن جلد دوم چھپتی رہی اس طرف توجہ رہی کمزوری بدرجہ کمال تھی۔ لیکن باوجود ڈاکٹروں کی ممانعت کے میں اپنے اس کام میں محض خدا کے فضل اور اس کی مدد سے لگا رہا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ کام اگرچہ بہت مشکل تھا مگر بہت شیریں اور دلکش تھا۔ روزانہ کئی گھنٹے حضرت مسیح موعودؑ کے دربار کی حاضری اس قدر دلکش اور پیاری تھی کہ کمزوری بھی قوت میں بدل جاتی تھی۔ روز وہی حضرت مقدس کی دلربا صورت آنکھوں کے سامنے اور حضورؑ کی پاکیزہ اور لطیف باتیں کانوں پر پڑتی محسوس ہوتیں ساتھ ہی قادیان کا وہ پاکباز گروہ یعنی مولوی نور الدین صاحبؓ۔ مولوی عبد الکریم صاحبؓ۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور دیگر بزرگ خیال کی آنکھوں اور کانوں سے چلتے پھرتے۔ بولتے چالتے محسوس ہوتے۔ عجب روحانی سیر تھی جو روزانہ میسر آتی تھی۔ یہ ایک روحانی فلم تھا جو میری آنکھوں کے آگے چل رہا تھا۔ جو آج ختم ہو گیا۔ اس کا افسوس بھی ہے اور خوشی بھی کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک بڑا فرض ادا کروا دیا۔ اتنے بڑے عظیم الشان انسان کی زندگی ہماری نظروں کے سامنے گذر گئی تھی اور افسوس ہے کہ اب تک ہم اسے محفوظ نہ کر سکے تھے کہ ہماری آئندہ نسل بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتی۔ اغیار نے معاذ اللہ آپ کی سیاہ سے سیاہ تصویر کھینچ کر رکھ دی اور گھر کے لوگوں یعنی قادیانیوں نے بھی جو تصویر کھینچی تو غلو اور مبالغہ نے اس محبوب روحانی کے خد و خال ایسے بگاڑ دیئے جیسے لب نبائی شاعر اپنے معشوقوں کی تعریف کرتے ہوئے کہیں کمر غائب کر دیتے ہیں اور کہیں زلفوں کو سانپ بنا کر دکھانے لگتے ہیں۔ اللہ کرے یہ سوانح عمری جناب الٰہی میں مقبول ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے نافع الناس بنا دے اور وہ غلط فہمیاں جو حضرت اقدسؑ کے متعلق پھیل رہی ہیں۔ وہ دور ہوں۔ مسودہ بڑے فل سکیپ سائز کے .. صفحوں پر مشتمل ہے ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ۔ امید ہے کتاب بہت ضخیم بنے گی اور کتابت اور طباعت پر خرچ بھی کافی ہو گا۔ انجمن چھپوائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں پر نظر نہ فرمائے اور محض اپنی رحمت پر نظر کر کے مجھے یہ توفیق بخشے کہ میں اس جلد کو اپنے ہاتھوں سے چھپوا کر دنیا کے سامنے پیش کر سکوں اور وہ مجھے دوسری جلد بھی مکمل کرنے کی توفیق بخشے اللہ کو سب قدرت ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ بندہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ ایک عاجز انسان کی بساط ہی کیا ہے اور پھر میرے جیسا عاجز اور ہیچمیدان انسان۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

جن احباب نے چندہ جوبلی میں حصہ لیا ہے

چندہ جوبلی میں حصہ لینے والے احباب سے درخواست ہے کہ وہ اگر کوئی تجاویز اس چندہ کے مصرف کے متعلق پیش کرنا چاہتے ہوں یا کوئی جماعت اگر کوئی ایسی تجویز پیش کرنا چاہتی ہو تو ۱۵ مارچ سے پیشتر مجھے بھیجدیں یہ تجاویز دو امور کے متعلق ہونی چاہئیں :-

۱- جماعت کی توسیع اور استحکام کے لئے کیا تجاویز اختیار کی جائیں۔

۲- جو روپیہ نقد جمع ہو اس کو سرمایہ کی صورت میں منتقل کرنے اور اس سے آمدنی حاصل کرنے کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے۔

جماعت کی توسیع اور استحکام کی تجاویز دو قسم کی ہو سکتی ہیں۔ اول وہ جن کو فوراً عملدرآمد میں لانا ضروری ہو اور جن پر جوبلی کے روپے میں سے کچھ رقم جو جنرل کونسل منظور کرے۔ اسی وقت خرچ کی جا سکے۔ دوم وہ جن کا تعلق مستقل سرمایہ جوبلی کی آمد سے ہو۔ اس دوسری قسم کی تجاویز کا تعلق اس سرمایہ سے ہو گا۔ جو مستقل فنڈ کے طور پر لگا یا جائے گا۔ اور آمدنی پر ان کا انحصار ہو گا۔ جو اس مستقل فنڈ سے ہونے کی توقع ہو۔ مگر بہر حال تجاویز کا سامنے آجانا ضروری ہے مستقل سرمایہ کو کس کس رنگ میں لگا یا جائے اس کا انحصار بھی آخری نقد رقم پر ہو گا جو جمع ہو گی۔ اور اس کا بڑا حصہ سال کے آخر تک خزانہ میں پہنچے گا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ بعض تجاویز ایسی ہوں جن پر تھوڑا تھوڑا سرمایہ لگ کر ان کو عملدرآمد میں لایا جا سکتا ہے۔ لہذا اس قسم کی تجاویز بھی ابھی سامنے آجانی چاہئیں جنرل کونسل میں یہ غور ہو سکیگا کہ کس ترتیب اور کس حد تک کسی تجویز کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ جوبلی کے چندہ میں نصف سے زیادہ حصہ جائیداد پر اور نصف سے کم نقدی کی صورت میں ہے اور جو نقدی کی صورت میں ہے اسکا ایک حصہ ایسا ہے جو وصیت سے تعلق رکھتا ہے یا لائف انشورنس کی پالیسیوں سے تعلق رکھتا ہے۔

نوٹ :- اس امر کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے کہ جو احباب کوئی تجویز بھیجیں اس پر مفصل روشنی ڈالیں کہ اس میں کس قدر خرچ درکار ہو گا اور اس سے کس قدر آمد کی توقع ہو سکتی ہے۔ یا جماعت کی توسیع وغیرہ کے متعلق جو تجاویز ہوں ان پر بھی خرچ وغیرہ کے متعلق مفصل روشنی ڈالی جائے۔

محمد علی

(۲۵ فروری ۳۹ء)

ایک چینی مفکر کے اقوال زریں

ذیل میں ہم چینی مفکر ڈنڈامس کے چند ایک اقوال درج کرتے ہیں اس کے اقوال چینی لٹریچر میں بہت مشہور ہیں۔ یہ وہی مشہور چینی مفکر ہے جس نے سکندر اعظم کو ایک خط بھی لکھا تھا۔ (مدیر)

۱- کھانے پینے کا سامان، رہنے سہنے کی آسائش جان و مال کی حفاظت زندگی کی تمام عافیت تجھ کو دوسروں کی مدد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ سب نعمتیں جماعت میں ہی رہنے سے میسر آسکتی ہیں۔ لہذا تیرا فرض ہے کہ تو جماعت کی تندہی سے خدمت کر اور بنی نوع انسان کا دوست بن تا کہ وہ بھی تیری بہتری اور بہبودی چاہنے والے ہوں۔

۲- ہماری خوشی سے درد اور عیش سے رنج پیدا ہوتا ہے۔

۳- غم میں خوشی نہیں ہوتی مگر خوشی میں غم ملا ہوا ہوتا ہے۔

۴- جب تک ہرن پر بھالا نہ چلایا جائے اس وقت تک وہ نہیں مرتا مگر انسان موت کے خوف سے ہی مر جاتا ہے اور خوف موت کی نسبت زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

۵- رنج کا اظہار آنسوؤں سے نہیں ہو سکتا کیونکہ رنج کا اظہار نا ممکنات سے ہے۔

۶- بے رحمی انسان کی سرشت میں داخل نہیں وہ اس سے شرماتا ہے بلکہ اس کو انسانیت کے خلاف سمجھتا ہے۔

۷- جو سب کو ڈراتا ہے وہ سب پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ ظالم اس وجہ سے بے رحم ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت خوف میں رہتا ہے۔

۸- فضول وحشت و خوف سے اپنی روح کو پژمردہ نہ کر اور نہ محض خام اور فضول باتوں سے اپنا دل سیاہ کر۔

۹- خوف سے مصیبت پیدا ہوتی ہے۔ مگر جو امید رکھتا ہے وہ گویا اپنی آپ مدد کرتا ہے۔

۱۰- جب تو غصہ میں بھرا ہوا ہو تو اس وقت کوئی کام نہ کر۔ کیا تو طوفان کے وقت سمندر میں اپنے جہاز چلائیگا؟

۱۱- نرم جواب سے غصہ اس طرح ٹھنڈا ہو جاتا ہے جس طرح پانی سے آگ

۱۲- بیوقوف آدمی کسی گستاخی کے کلمہ پر غضبناک ہو جاتا ہے۔ مگر دانشمند حقارت سے مسکرا کر خاموش ہو جاتا ہے۔

۱۳- صرف کمزوری اور نادانی سے غصہ پیدا ہوتا ہے مگر دانا بھی غصہ کے لئے کسی بات سے نہ ڈر۔

۱۴- رحم کرنے والے کے آنسو شبنم سے زیادہ خوشنما اور پیارے ہوتے ہیں

۱۵- انسان کی ٹھڈی سے بڑی عقلمندی اندھی ہے۔

۱۶- مصیبت میں ہمارے دشمن تک ہم پر ترس کھاتے ہیں مگر کامیابی اور خوشی میں ہمارے دوست بھی حسد کرنے لگتے ہیں۔

۱۷- گوسفند میں غور کرنے کی طاقت نہیں اور نہ ہی بڈیوں میں تمیز کرنے کی قوت بھیڑ نہیں جانتا کہ ایک دن وہ بھیڑیوں کی خوراک بنے گا۔ اور نہ بیل کو یہ معلوم ہے کہ ذبح کرنے کے لئے اسے اس طرح کہا جا رہا ہے۔ لیکن تجھ کو ایسی چیز دی گئی ہے جو گوسفند اور بڈیوں سے اعلیٰ ہے جسے تو دیکھ نہیں سکتا۔ کیا تو بتا سکتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے؟

دو قسم کے نوجوان بکار ہیں
ہمیں اپنی روایات کو زندہ رکھنا چاہیئے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

یاایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔

ترجمہ:۔ اے مسلمانو! قرآن پر ایمان لانے والو کامل طور پر فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ۔ اور یوں نہ کرو کہ چار قدم خدا کے حکم پر چل لیا اور چار قدم شیطان کے حکم پر نفس کی خواہش کے پیچھے چل لیا۔ اسی میں کامیابی کا سارا راز ہے یعنی کامل طور پر فرمانبرداری میں داخل ہو جانا۔

انسان کی لغزشیں

بہت لوگوں کا خیال ہے کہ سارے احکام کی تعمیل کون کرسکتا ہے۔ انسان سے لغزشیں بھی ہو جاتی ہیں۔ غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں اور کمزوریاں بھی سرزد ہو جاتی ہیں۔ یہ صحیح ہے بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے۔ انسان اگر گناہ نہ کرتے تو میں ایسی ہستیوں کو پیدا کرتا جو گنہگار رہتیں تاکہ میری مغفرت کی صفت ظاہر ہو۔

اپنے اندر ایک روح کا پیدا کرنا

پورے پورے فرمانبرداری میں داخل ہونا اپنے اندر ایک روح کا پیدا کرنا ہے۔ وہ روح کیا ہے۔ ادھر خدا کا حکم ہے ادھر خواہش نفس۔ اس وقت انسان کے اندر روح یہ ہو کہ میں نے خدا کے حکم کی پیروی کرنی ہے۔ اگر دوسری خواہشات غالب آرہی ہوں تو مقابلہ کے لئے اٹھے اور خدا کے حکم کی پیروی کی کوشش کرے جنگ ناکام ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ خیال بھی کہ میں نے خدا کے حکم کی اطاعت کرنی ہے نجات خود ایک کامیابی ہے۔

خدا اور شیطان کے راستے الگ ہیں

آہستہ آہستہ جب یہ خیال آتا رہے گا کہ ادھر خدا کا حکم ہے ادھر شیطان کا۔ میں کس کے پیچھے چلوں۔ موازنہ کرے، مقابلہ کرے فکر کرے۔ سوچے۔ پھر اگر لغزش یا غلطی بھی ہو جائے تو فرمانبرداری سے باہر نہیں نکلتا اور فی الحقیقت کتنی لغزشیں باوجود اس خیال کے کہ وہ خدا کے احکام کی پیروی کرنا چاہتا ہے ہو جاتی ہیں۔

خدا اور شیطان کے دو راستے الگ ہیں۔ خدا کے احکام آپ کو ایک طرف لیجاتے ہیں تو نفس دوسری طرف۔ آپ اس شخص کی حالت کا اندازہ فرمایئے جو دو قدم خدا کی اطاعت میں آگے بڑھتا ہے۔ اور پھر نفس کی خواہشات کے مطابق دو قدم پیچھے چلا آتا ہے۔

کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ یہ خیال پیدا ہو جائے کہ اتباع خدا کے احکام کی کرنی ہے۔

نوجوانوں سے خطاب

میں ان لوگوں سے جو اس وقت زندگی کی منزل کی ابتدا میں ہیں یعنی نوجوانوں سے کہونگا کہ بے شک اگر ان کا یہ خیال ہے کہ ہم نے دنیا میں بڑا بننا ہے عزت پیدا کرنی ہے مال کمانا ہے۔ تو یہ بھی اتباع شیطان نہیں۔ یہ بھی خدا کی نعمتیں ہیں۔ انہیں حاصل کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا معیوب نہیں۔ روپیہ کماؤ۔ دنیا میں عزت حاصل کرو۔ لیکن قرآن کی حکومت سر پر ہو اور تبلیغ اسلام کا درد دل میں ہو۔ پھر تم کامل فرمانبرداری کے اندر رہو۔ ان دو چیزوں کے ساتھ تم جدھر چاہو نکل جاؤ۔ تم کامیاب رہوگے۔ لوگوں کو کچھ غلطی لگی ہوئی ہے۔ عام مسلمانوں کے اندر یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ نیکی اور مال ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ نیکی اور دنیا جمع نہیں ہوسکتی۔ بزرگی کا نشان لوگ پھٹے ہوئے کپڑوں یا ایسی ہی اور چیزوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ نیکی کا تعلق دل سے ہے۔ بسا اوقات ہوتا ہے کہ ایک انسان کے گرد مال اور دولت جمع ہے اور اس کے دل میں اعلیٰ درجہ کی نیکی کے خیال پیدا ہوتے ہیں اور ایک شخص بھوکا مر رہا ہے کپڑا بدن پر نہیں لیکن پھر بھی اس پر بدی کا تسلط ہے۔

صحابہؓ کی تاریخ

کیا صحابہؓ کی تاریخ کو نہیں پڑھا؟ کیا ان میں وہ نہ تھے جن کے پاس لاکھوں روپے جمع تھے اور اگر جمع نہ ہوتے تو دین کی ضروریات کیسے پوری ہوتیں۔ انہیں جو آئے دن لڑائیاں پیش آتی تھیں تو مال کہاں سے آتا تھا۔ محمد رسول اللہ صلعم کے لئے آسمان سے خزانہ نہیں برستا تھا۔ یہی لوگ تھے کماتے تھے اور خوب کماتے تھے۔ مکہ معظمہ سے خالی ہاتھ نکلے تھے۔ کسی کے پاس شاید ہی کچھ پونجی ہو۔ لیکن مدینہ میں آکر اس طرح ان کی تجارتیں کامیاب ہوئیں کہ وہ بڑے مالدار بن گئے

حضرت عثمانؓ پر اعتراضات

حضرت عثمانؓ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں اپنی لڑکی کی شادی پر شاید ایک لاکھ درہم دیا تھا۔ جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر اور بہت سے اعتراضات کئے تھے۔ ان کا ایک اعتراض یہ بھی تھا۔ حضرت عثمانؓ نے جواب بھی دیا تھا۔ یہی عثمانؓ تھے جب غزوہ تبوک پیش آیا تیس ہزار آدمیوں کو سلطنت روما کی طرف لے جانا پڑا۔ جسے سامان کی ضرورت تھی تو انہوں نے ایک ہزار اونٹ پیش کر دیا۔

کمانا۔ مال و دنیا حاصل کرنا اور نیکی دو متضاد چیزیں نہیں ہیں بشرطیکہ دل میں خیال ہو کہ کما کر خدا کے رستہ میں بھی دینا ہے میں جماعت کے بہت سے نوجوانوں کو جانتا ہوں جن کا دنیوی رتبہ بڑا بلند ہے اور خدا کے نزدیک بھی ان کا پایہ بڑا بلند ہو

ہمیں دو قسم کے لوگوں کی ضرورت ہے

ہمیں دونوں قسم کے لوگوں کی ضرورت ہے ان کی بھی جو دنیا میں مال و دولت تلاش کریں عزت اور رسوخ پیدا کریں اور ان کی بھی جو صرف اپنی زندگیاں خدا کے دین کی تبلیغ کے لئے وقف کردیں علم کے حاصل کرنے میں لگادیں۔ محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں بھی یہی حالت تھی۔ ایک گروہ مال لاتا تھا اور ایک گروہ وہ تھا جو مسجد کے ساتھ ایک چھت کے نیچے پڑے رہتے تھے اصحاب الصفہ کہلاتے تھے۔ اگر مل گیا تو کھا لیا، ضرورت پڑی تو مزدوری کرلی۔ اور سارا وقت علم حاصل کرنے میں صرف ہوتا تھا۔ جماعت کے سامنے بڑا بھاری کام ہے ہمیں ہر وقت فکر کرنا چاہئے کہ ایسے ذرائع پیدا ہوں کہ ہم خدا کے دین کو دنیا میں پہنچائیں۔ پس ہمیں دونوں قسم کے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ دنیا کمائیں اور اپنی آمدنیوں میں سے خدا کے رستہ میں شرح صدر سے دیں۔ بڑے نمونے موجود تھے۔ اس وقت میں ایک آدمی کا ذکر کرتا ہوں غالباً دفتر محاسب میں ابھی ان کا خط آیا ہے۔

میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی سی ایس

میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی۔ سی۔ ایس دنیوی لحاظ سے بڑا مرتبہ ہے ابھی ان کی دو صد روپے ترقی ہوئی ہے جلسہ پر ذکر آیا کہ اب میرا نام آنے والا ہے۔ میں نے خوشخبری دی تو کہنے لگے۔ خوشخبری آپ کے لئے ہی ہے انجمن کی بھی ترقی ہو جائے گی پہلے انکم ٹیکس، پراویڈنٹ فنڈ کاٹ کر دسواں حصہ دیتے تھے۔ پابندی کے ساتھ۔ اتنی پابندی کے ساتھ کہ کبھی وہ پیسے خرچ نہیں کئے۔ لیکن اب جب ان کی ترقی ہوئی ہے۔ /۱۳۰۰ روپے تنخواہ ہے اب انہوں نے لکھا ہے کہ انکم ٹیکس اور پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ کی وضعات کے بغیر دسواں حصہ یعنی /۱۳۰ روپے باقاعدہ دیں گے۔ حالانکہ انکم ٹیکس وغیرہ کی وضعات کی اجازت بھی تھی رجوبلی کے موقعہ پر بھی بعض احباب نے یہ رعایت طلب کی تھی کہ انکم ٹیکس پراویڈنٹ فنڈ کی وضعات کی انہیں اجازت دی جائے اور دی گئی) مگر میں کہہ چھوڑتا ہوں کہ اگر روپیہ پورا نہ ہوا تو اس کا بوجھ بھی جماعت کو اٹھانا ہوگا

خدا کے نزدیک بڑے اور چھوٹے یکساں ہیں

ویسے خدا کے نزدیک بڑے اور چھوٹے سب یکساں ہیں ویسے بھی ہیں جو کم تنخواہ لیتے اور اس میں سے مقررہ حصہ دیتے ہیں۔ جس نے بھی اپنا حصہ دیا خواہ زیادہ یا کم۔ خدا کے ہاں دونوں کی برابر قدر ہے۔ ہاں مال اور دولت کے ساتھ بعض بلائیں بھی لگی ہوئی ہیں اور دوسرے لوگ بھی بعض وقت کسی کے مال اور دولت کی وجہ سے ٹھوکر کھاتے ہیں، دنیا میں پھر مسلمانوں میں حسد کی بیماری بھی ہے۔ فلاں کے پاس مال ہے دولت ہے مگر حسد سے کسی کو فائدہ نہیں۔

انسانوں کی فرمانبرداری

یہاں پر انسانوں کی فرمانبرداری کا پتہ چلتا ہے اگر خدا نے کسی کو لاکھوں دیئے ہیں تو ہمیں کیا اور اگر وہ تمہاری جماعت کا فرد ہے اور خدا کی راہ میں نہیں دیتا۔ تو تم اسے کہو کہ یہ تمہارا فرض ہے کہ تم خدا کے رستے میں اپنا حصہ دو اسی طرح جس طرح خدا نے تمہیں بہت دیا ہے۔ حسد کرنا کہ کیوں اس کے پاس مال ہے۔ یہ بری چیز ہے، قرآن شریف کی آخری سورت میں حسد کو ایک شر قرار دیا ہے ومن شر حاسد اذا حسد۔ یہ چیز انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔

پچاس ہزار روپیہ کی جائیداد قوم کو دے دی

دیکھئے ابھی یہی جوبلی کا موقع تھا ایک شخص نے خدا نے جسے مال دیا ہے۔ پچاس ہزار کی جائیداد قوم کو دیدی۔ جو دے اسی کو پتہ ہوتا ہے کہ دینا کتنا مشکل کام ہے۔ یہ نمونے جماعت کو زندہ کر دیتے ہیں اور یہ قدر کرنے والی چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ بھی میں جانتا ہوں کہ خدا کے دین کو پھیلانے کے لئے ان کے دل میں کس قدر درد ہے۔

مال پیدا کرنے کی خواہش

پس مال کو کمانے کی خواہش پیدا کرنا یہ نوجوانوں کے لئے ضروری بھی ہے۔ یہی لوگ ہوں گے جن کی قربانیوں سے جماعت

قائم رہے گی۔ دوسری طرف سے اور نوجوان نکلیں جو دنیا میں دین کو پہنچائیں اس کے لئے بھی آدمیوں کی ضرورت ہے۔

حصولِ علم کے لئے زندگی وقف کرنے والے

نرے مال کمانے والوں سے ہمارا کام نہیں چل سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ علم کے حصول کے لئے زندگی وقف کرنیوالے آدمی نہ ہوں۔ مگر یہاں پر اصحاب صفہ کا نمونہ پیش کرنا پڑے گا۔ اسلام کی روایات یہی ہیں کہ تکلیف اور دکھ اٹھاؤ اور علم حاصل کرو۔ علم کا حاصل کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

سپین مشن کی تحریک

ضروریات کا یہ حال ہے۔ سپانیہ فتح ہوگیا ہے تین چار سال سے خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ آپ کو معلوم ہے سپین مشن کے لئے تحریک ہوئی تھی خدا نے تھوڑا سا سامان کر دیا۔ لوگوں سے روپیہ وصول ہو چکا ہے آدمی کی ضرورت ہے۔ افریقہ میں بھی آدمی کی ضرورت ہے۔ وہاں کے لوگ آٹھ سال سے اس کوشش میں تھے کہ یہاں سے مبلغ ان کے پاس جائے۔ وہاں نظام قائم کرے تبلیغ کرے اور اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کرے۔ انجمن نے انتظام کیا بھی مگر بالآخر بات ناکام رہ گئی۔ اور بھی جگہ جگہ آدمیوں کی ضرورت ہے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہایت سادگی کے ساتھ کام چلائیں۔

آدمی یہیں سے پیدا ہوں گے

یہ آدمی کہاں سے نکل سکتے ہیں یہیں سے پیدا ہوں گے اور کہیں سے ایسے آدمی پیدا نہیں ہوسکتے جو اسلام کو صحیح رنگ میں پیش کرسکیں۔ صحیح علم یہیں سے پیدا ہوا۔ مبلغ بھی یہیں سے پیدا ہوسکتے ہیں۔ مشکلات اور دکھوں کا مقابلہ کرکے ہی قوم کی روایات کو زندہ رکھیں۔ قوم کی روایت کیا ہے۔ علم جو مسیح موعود سے حاصل کیا ہے تقویٰ اور نیکی بھی ساتھ رہے۔ نرا علم کچھ نہیں کر سکتا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح میں نے کہا کہ قرآن کی حکومت کو سر پر رکھ کر اور تبلیغ اسلام کا درد دل میں رکھ کر ٹھیک دنیا کما ؤ۔ اسی طرح کے آدمی دوسری طرف نکالو۔ قرآن کو پڑھیں اس پر غور و فکر کریں۔ دوسرے علوم کو پڑھیں اور انہیں خادمِ قرآن بنائیں۔

مسلمانوں میں دین کی حمیت مفقود ہے

ہماری روایات میں تھا اور دوسرے لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم میں دین کے لئے حمیت ہے غیرت اور جوش ہے مسلمانوں میں یہ حمیت مفقود ہے۔ یہاں تک کہ دوسری قوموں کو دیکھ کر بھی ان پر اثر نہیں ہوتا۔ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں میں سے ایک کے دل پر بھی یہ احساس نہ ہوا ہوگا کہ مدراس میں عیسائیوں کی ایک ورلڈ کانفرنس ہوئی ہے جس میں ستر ممالک کے نمائندے شامل تھے۔

مدراس کے ایک دردِ دل رکھنے والے مسلمان

مدراس کے ایک درد دل رکھنے والے مسلمان میں انہوں نے ابھی لائٹ میں مضمون لکھا ہے کہ مسلمانوں کو نئے علم مذہب کی ضرورت ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ دنیا کی مشکلات کا حل قرآن میں ہے اور پھر بھی یہ غافل ہیں۔ عیسائیت حالانکہ فیل ہو چکی ہے مگر انہیں احساس اس قدر ہے کہ ہر دس سال کے بعد ساری دنیا کے مشنری ایک جگہ جمع ہوتے ہیں وہ مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں عقائد میں سخت اختلاف ہے۔ مگر ایک غرض واحد ہے انجیل کو دنیا میں پہنچانا مسیح کو دنیا میں پہنچانا۔ اس ایک غرض واحد کو لے کر باقی تمام چیزوں کو ماتحت کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں دنیا کی مشکلات کا حل

مسلمان جانتے ہیں کہ قرآن میں دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل ہے۔ جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی جو تصویر پیش کی جاتی ہے وہ غلط ہے۔ مگر احساس پیدا نہیں ہوتا کہ یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ قرآن کو دنیا میں پہنچائیں یا رسول اللہ صلعم کے پاک چہرے کو دنیا میں دکھائیں۔ اس غرض کے لئے سب ایک ہوں اور سب دنیا کے مسلمان مل کر ایسی کانفرنسیں قائم کریں۔ مسلمانوں کے لئے ابھی یہ خیال دور کا ہے۔ یہاں ہم نے اس غرض کے لئے دعوت دی تھی۔ کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں کہ مسلمانوں میں اتحاد کی کوئی صورت بھی ہے۔ اس کے لئے علماء نے آنے کی تکلیف گوارا نہیں کی اس احساس کی حالت میں ہمارے مبلغ یہیں سے نکل سکتے ہیں۔

اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ

عیسائی بھی جانتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ ہے۔ یہی دو مذہب دنیا پر چھائے جا رہے ہیں۔ ایک مادی طاقت کے ساتھ اور دوسرا روحانی طاقت کے ساتھ۔ اسلام کے پاس مال نہیں لیکن باہیں وہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ عیسائیت کے پاس وہ چیز نہیں جس کی دنیا کو ضرورت ہے۔ مگر اپنی دولت کی وجہ سے وہ ترقی کر رہی ہے۔

دین کے راستہ میں دکھ اٹھانا پڑے گا

آپ میں سے بعض کو اپنی زندگیاں وقف کرنی پڑیں گی بلاشبہ دکھوں اور تکلیفوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ میں کوئی بڑے اعلیٰ درجہ کے پراسپکٹس پیش نہیں کر سکتا۔ دیکھ لو مولانا صدر الدین صاحب۔ مولانا یعقوب خاں صاحب۔ مولانا عبدالحق صاحب آخر ان لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں اور آج ایسا علم پیدا کر دیا جو اور کہیں نہیں مل سکتا۔ دنیا مداح ہے۔ ان نمونوں کو دیکھ لو۔ انہیں اپنوں سے بھی دکھ اٹھانے پڑے۔ اس بات کو سمجھ لو کہ دکھ اٹھانا پڑے گا۔ مگر بڑا بھاری فرض ہے جو اسلام نے ہم پر ڈالا ہے۔ اس کام کی قدر اللہ کرنے والا ہے انسانوں سے قدر کی توقع فضول ہے۔ انسانوں کا فرض ضرور ہے۔ مگر ان سے توقع رکھنا غلط۔ یہیں تو بہت کاموں کی ضرورت ہے نکلیں جو نکل سکتے ہیں۔

قادیان میں تبلیغ کی ضرورت

قادیان والوں کو بھی تبلیغ کی ضرورت ہے۔ نکلیں۔ جو شخص خدا کی راہ میں مضبوط قدم اٹھاتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ یہ جماعت کامیاب ہونے والی ہے کیونکہ اس کے بغیر اور کوئی جماعت نہیں اور اگر کہیں تبلیغ کی کوئی صورت نظر آتی ہے تو وہ یہیں سے پیدا ہوئی ہے خواہ مخالفت کے رنگ میں ہو یا موافقت کے رنگ میں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے علم سے ہی ہماری دنیا میں عزت ہو

درس قرآن کے سلسلے اور تبلیغ کے سلسلے یہیں سے شروع ہوئے یاد رکھو کہ جو قرآن کی فتح ہے جو اسلام کی فتح ہے وہ اس کی خدمتگذار جماعت کی فتح ہے۔ اس لئے کہیں ایسی بات دیکھو تو اسے اپنی فتح ہی سمجھو دونوں قسم کے نوجوان نکالیں۔ دنیا کمانیوالے نکلیں مگر سینوں میں اسلام کا درد بھرا ہو۔ دوسرے نکلیں اور دین کی خدمات کیلئے دکھوں اور تکلیفوں کو برداشت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جنہوں نے زندگی کے اس مرحلہ میں قدم رکھا ہے توفیق دے کہ آپ اپنی روایات کو کمزور نہ ہونے دیں مسیح موعود نے علم دیا اور احمدیہ انجمن لاہور نے اسے زندہ رکھا۔ اور اوروں کو اس طرف لگا دیا۔ جس چیز سے آج ہماری دنیا میں عزت ہے وہ یہی علم ہے اور اگر ہم اس روایت کو کمزور ہو جانے دیں گے تو ہماری عزت کبھی باقی نہ رہے گی۔

(مرتبہ منصور رائے) ۱۱

مرکزی احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا اجلاس

مورخہ ۱۹ فروری بروز اتوار بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں زیر صدارت جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ایک مناظرہ کا اہتمام کیا گیا جس کا عنوان تھا۔ "اشاعت اسلام کیلئے سیاست میں حصہ لینا ضروری ہے؟"

جناب ماسٹر محمد یعقوب صاحب مولوی ابراہیم صاحب اور منصور احمد صاحب دائیں نے موضوع کی تائید میں حصہ لیا۔ ماسٹر صاحب موصوف نے مناظرہ کا افتتاح کیا۔ ان کی افتتاحیہ تقریر بڑی مدلل اور شگفتہ تھی۔ حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ مولوی ابراہیم صاحب اور منصور احمد صاحب دائیں بھی خوب کھل کر بولے اور اپنے اپنے دلائل کو نہایت جامع اور احسن طور پر پیش کیا۔

ان اصحاب کے مقابلہ پر بولنے والے راجہ کرامت حسین صاحب اور شوکت علی صاحب دائیں تھے۔ ان کی تنقید اور بوچھاڑ بھی بڑی علمی اور مدلل تھی، جب یہ دوست اپنی تقریروں کو ختم کر چکے تو جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب نے سب تقریروں پر ایک بسیط تبصرہ کیا اور اپنے صدارتی اشارات سے حاضرین کو مستفید کیا۔ جلسہ بہت ہی کامیاب رہا۔ حاضری کافی تھی۔ سب حاضرین نہایت انہماک اور توجہ سے تقریروں کو سنتے رہے اور بہت لطف اندوز ہوئے اجلاس کے اختتام پر جناب چودھری یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول رینالہ خورد نے ایک تجویز پیش کی اور وہ تجویز یہ ہے کہ مناظرہ کا دوبارہ انعقاد ہو اور نہایت وسیع پیمانے پر اس کا اہتمام کیا جائے اور بولنے والے حضرات بڑی محنت اور کاوش کے ساتھ اپنی تقریروں کو تیار کریں۔ ان کی تجویز کی سب حاضرین نے پر زور تائید کی اور آئندہ مناظرہ کا موضوع تھوڑی ترمیم کے ساتھ یہ قرار پایا۔

"اشاعت اسلام کے لئے سیاسیات حاضرہ میں حصہ لینا ضروری ہے"

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

اعلان

آئندہ مناظرہ مؤرخہ ۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو منعقد ہوگا۔ دوست مطلع رہیں۔

خاکسار

(ایس محمد آصف قادیانی بی۔ اے سکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن)

اشاعت اسلام توسیع جماعت سے وابستہ ہے

پھرا کرتے نہیں مجروحِ الفت فکرِ درماں میں
یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنے مرہم کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کو مشیت ایزدی کے ماتحت تیار کیا اور آج بھی اس جماعت کی مقدس مساعی میں اسی صاحب جبروت خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ جس کی قدرت ہر ذرہ سے لیکر آفتاب تک حاوی ہے۔ جس کی مشیت کی ایک ادنیٰ سی جنبش ہمارے سامنے پھیلے ہوئے وسیع خلا میں صرف کن کہنے سے ہزاروں دنیائیں پیدا کر دیتی ہے۔

دنیا میں ہر جگہ دستور ہے جہاں کہیں بھی کوئی . . . لائحۂ عمل پیدا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی ایک جماعت بھی معرض وجود میں آجائے گی۔ جو اسے حیطۂ خیال سے نکال کر عمل میں لے آئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے اشاعت اسلام کا ایک شاندار مقصد تھا۔ یہ اس وقت تک بروئے کار نہ آسکتا تھا جب تک کہ اس کے پس پشت ایک منتظم اور متحد جماعت اس مقصد کے لئے ہر قسم کی جانی اور مالی قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ سو حضورؑ نے صرف اشاعت اسلام کے لئے جماعت کو تیار کیا اور اس جماعت کے اندر ایک منتظم ادارہ کا انعقاد کیا۔ جس کے ہاتھ میں اشاعت اسلام اور خدمت دین کے تمام انتظامی امور رہیں۔ اس منتظم ادارہ کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا گیا۔ یہ انجمن حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد انہی کی وصیت کے مطابق ان کی صحیح جانشین تھی۔ ۱۹۰۸ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک یہ نہایت عافیت کے ساتھ اشاعت اسلام کے کام میں منہمک رہی۔

لیکن اسے نحوست قسمت کہہ لیجئے یا شامت اعمال کہ عین اس وقت جبکہ اشاعت اسلام کا کام اپنے پورے عروج پر تھا۔ قریب تھا کہ تحریک احمدیت دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کرے کہ اچانک ایسے وقت میں جماعت پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی۔ ایک ٹکڑہ قادیان میں رہ گیا اور دوسرا وہاں سے علیحدہ ہو کر لاہور چلا آیا۔ ایک کو جماعت قادیان اور دوسری کو جماعت احمدیہ لاہور کے نام سے پکارا جانے لگا جماعت قادیان اشاعت اسلام کے ارفع اور اعلیٰ مقاصد کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ بیٹھی اور اپنے قائد کی رہبری میں ایسے مشاغل کے پیچھے پڑ گئی جسے بانی تحریک کے مسلک سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اس جماعت نے ایسے عقائد کو فروغ دیا جو اشاعت اسلام کے بالکل منافی تھے۔ آخر مسئلہ تکفیر اور مسئلہ اجرائے نبوت کوئی ایسے مسائل تو نہیں ہیں جنہیں خدمت اسلام کہا جا سکے۔

جماعت لاہور میں چونکہ ان بزرگوں کی اکثریت تھی جو اختلاف سے پیشتر بھی اشاعت اسلام میں پیش پیش تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے کام کو بدستور جاری رکھا اور ایک ربع صدی میں اشاعت اسلام کے میدان میں شاندار کارنامے نمایاں کئے۔ قرآن مجید کے متعدد تراجم، اسلامی لٹریچر کی کثرت سے اشاعت اور یورپ کے بڑے بڑے مادی مرکزوں میں اسلامی مشنوں کا اجرا کوئی ایسے امور نہ تھے جنہیں مختلف اسلامی حلقوں میں عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا۔ مسلمانوں میں یہ تحریک بہت مقبول ہوئی اور انہوں نے اس تحریک کو خالص اسلامی قوت خیال کیا۔ جو مغرب اور مشرق میں معاندین اسلام کے خلاف تبلیغی اور اشاعتی محاذ قائم کئے ہوئے ہے۔

لیکن دوسری طرف جماعت قادیان اپنی عمارت کو غیر اسلامی اور تخریبی عقائد پر استوار کر چکی تھی اور دن بدن کوشاں تھی کہ اس عمارت کو زیادہ مستحکم اور بلند کیا جائے۔ قادیانی جماعت کے اس اقدام نے تمام اسلامی دنیا میں ایک منافرت کی روح پیدا کر دی اور اس سے ہندوستان میں تیزرا ایک پولیٹیکل پیچیدگیاں پیدا ہوگئیں جن سے ایک شدید ردعمل پیدا ہؤا۔ اور تحریک احمدیت کے خلاف ملک کے کونے کونے میں زہر آلود لہر دوڑ گئی اور اس نے ساری فضا کو مسموم کر دیا۔ مسلمان جو کہ اس تحریک کو خالص اسلامی تحریک سمجھے ہوئے تھے اس سے بدظن اور متنفر ہوگئے۔ یہ تنفر اور بدظنی قادیانی جماعت کی بے راہ روی سے تھی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس کی سزا صرف قادیانی جماعت کو ہی ملتی۔ لیکن ساتھ ہی جماعت لاہور جو اپنی ہیئت اور تعمیر میں خالص مذہبی اور تبلیغی جماعت تھی لپیٹ میں آ گئی۔ اور بغیر کسی وجہ کے گیہوں کے ساتھ گھن کی مانند پسنے لگی۔

عوام میں اتنی صلاحیت تو نہیں ہوتی کہ وہ حالات کا صحیح جائزہ لے سکیں۔ اس لئے انہوں نے بغیر کسی قسم کے تحقیق کے وہی فتویٰ جماعت لاہور پر بھی صادر کیا۔ جو وہ اس سے پہلے جماعت قادیان پر صادر کر چکے تھے۔

ان حالات میں مسلمانوں کے کثیر حصہ کو جو اس جماعت کی مخلصانہ تبلیغی کوششوں میں اس کا معاون تھا۔ مجبوراً اس کے ساتھ تعاون سے ہاتھ کھینچنا پڑا۔ جس کے معاً بعد جماعت لاہور کو اپنی قلت تعداد کا شدت کے ساتھ احساس ہونا لازمی تھا۔ لیکن یہ احساس بہت بعد از وقت تھا اگر جماعت کی توسیع کے لئے ہندوستان میں تھوڑی سی بھی کوشش کی گئی ہوتی تو ہندوستان میں لاکھوں کی تعداد میں جماعت کا پیدا کر لینا کوئی مشکل بات نہ تھی اور آج ہمیں یہ وقت پیش نہ آتی۔ لیکن اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ ہم چاہیں تو صرف چند سالوں کے اندر اندر اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں۔ اگر جماعت بحیثیت مجموعی اس کام کی طرف توجہ کرے تو یہ ناممکنات میں سے نہیں ہے بلکہ معمولی بات ہے

جماعت کی توسیع کے لئے ہمیں دو محاذ قائم کرنے پڑیں گے ایک ان اسلامی تحریکات کے مقابلہ میں جو احمدیت کے خلاف غلط پروپیگنڈا کر کے عام مسلمانوں میں غلط فہمیاں پیدا کر رہی ہے اور دوسرا محاذ ہمیں خود جماعت قادیان کے خلاف قائم کرنا ہوگا۔ کیونکہ زہر جہاں سے پیدا ہؤا ہے وہیں سے اس کا علاج بھی ہو سکتا ہے۔

قادیانی جماعت میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ پڑے ہوئے ہیں جو ظاہری طور پر تو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن درحقیقت انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان تک حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح تعلیم اور ارشادات کو پہنچائیں۔ میرے ناچیز خیال میں پیشتر اس کے کہ ہم غیروں میں جا کر تبلیغ اسلام کریں ہمیں گھر کی خبر لینا چاہئے۔ قادیان میں ایک جدید نبوت کی داغ بیل رکھی جا رہی ہے۔ ایک نئی امت کو تیار کرنے کے لئے سر توڑ کوشش ہو رہی ہے۔ نقارے کی چوٹ پر تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جاتا ہے۔ کیا بحیثیت ایک خالص اسلامی مشنری جماعت ہونے کے ہمارا فرض نہیں کہ ان عقائد باطلہ کو دنیا سے نیست و نابود کریں۔ یاد رکھو اشاعت اسلام کیلئے ہمارا پرخلوص جہاد اس وقت تک خدا کی درگاہ میں قبول نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم قادیانی عقائد فاسدہ کو دنیا سے نیست و نابود نہیں کر لیتے ـــــ آئندہ اشاعت اسلام ہی توسیع جماعت سے وابستہ ہے۔ آخر ایک قلیل جماعت کب تک ان قربانیوں کی متحمل ہو سکے گی۔ ہمیں اپنی تعداد کو پوری کوشش کیساتھ بڑھانا چاہئے اور جماعت تبھی بڑھ سکتی ہے جب ہم ان غلط فہمیوں کو دور کریں جو ہمارے متعلق تمام اسلامی حلقوں میں پھیلائی جا رہی ہیں ـــــ یہ غلط فہمیاں اس وقت تک دور نہیں ہو سکتیں جب تک کہ ہم ڈٹ کر قادیانی عقائد کا مقابلہ نہ کریں۔ خواہ ہمیں اس مقابلہ کیلئے خود قادیان میں ہی کیوں نہ جانا پڑے

اشاعت اسلام کے راستہ میں یہ دو سنگ گراں ہیں انہیں جتنی بھی جلدی ہو سکے اپنے راستہ سے دور کر دینا چاہئے۔ اس مقابلہ اور مجادلہ سے ہمارے اندر بھی زندگی کی ایک نئی لہر دوڑے گی اور ہماری تعداد میں بہت سرعت کے ساتھ اضافہ ہوگا اور جماعت کے بڑھنے سے ہمارا سالانہ بجٹ دو لاکھ سے اٹھ کر کئی لاکھ پر جا پہنچے گا۔ جس سے ہم نہایت وسیع پیمانہ پر اشاعت اسلام کر سکیں گے۔ سو اشاعت اسلام توسیع جماعت کیساتھ ہی وابستہ ہے۔ ہمیں اشاعت اسلام کیلئے باقی مسلمانوں سے کوئی توقع نہیں رکھنا چاہئے بلکہ اپنی ہی جماعت میں ایسے ذرائع کو پیدا کرنا چاہئے جو اشاعت اسلام کیلئے ممد ہوں ـــــ جماعت کی توسیع ہم

ہم کیلئے تمام اہل الرائے اصحاب کو مندرجہ بالا حقائق اور تجاویز پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے آخر ہمیں اپنی توسیع کیلئے ضرور جدوجہد کرنا پڑے گی اور وہ جدوجہد کیسا ہوگی۔ اس پر حالات اور موجودہ کوائف سے بڑھ کر کوئی شہادت نہیں

شذرات

اگر میں وزیر اعظم ہوتا

مسٹر ساورکر صدر آل انڈیا ہندو مہاسبھا نے اپنی ان تقریروں کے دوران میں جو انہوں نے بنگال کے مختلف شہروں میں کی ہیں ——— اس بات کا اعلان کیا ہے :-

"اگر میں سی۔ پی کا وزیر اعظم ہوتا۔ اور مسلمان میرے پاس باجہ بجانے کے خلاف احتجاج کے طور پر آتے تو میں سرکاری طور پر ایک ایسا حکم جاری کرتا جس سے تمام مساجد میں بلند آواز کے ساتھ نماز کی ادائیگی بند کر دی جاتی۔ کیونکہ اس سے ہندو مندروں میں عبادت میں خلل پیدا ہوتا ہے"

مسٹر ساورکر کی یہ مہاسبھائی ذہنیت قابل افسوس ہے۔ مسجد کے سامنے باجہ بجاتے اور مسجد میں بلند آواز کے ساتھ نماز کی ادائیگی میں مناسبت بعیدہ بھی قائم نہیں کی جا سکتی۔ مساجد تو تعمیر ہی اس لئے کی جاتی ہیں۔ کہ ان میں خدا کا نام بلند ہو۔ لیکن کیا باجہ بھی اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اسے خاص اہتمام کے ساتھ مسجد کے سامنے آکر بجایا جائے مسجد کے سامنے آکر باجہ بجانا اور عبادت میں خلل انداز ہونا یقیناً ایک کھلی ہوئی شرارت ہے۔ ایسے موقعوں پر ہندو لیڈروں کی ذہنیتیں بالکل واشگاف ہو جاتی ہیں۔ کہیں وہ ہندوستان میں صرف ہندو قومیت کا ہی خواب دیکھتے ہیں۔ اور کہیں مساجد میں نمازوں کو بند کرنے کے ارادے رکھتے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں مسلمان کو ہندو لیڈروں پر کسی قسم کا اعتماد پیدا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

معلوم ہوتا ہے ابھی ہندوستان کے اچھے دن بہت دور ہیں اور ہندوستان کی آزادی کے راستہ میں یہ نام نہاد لیڈر اور ان کی ذہنیت سد راہ ہیں ——— اس وقت ہندوستان کو مہاسبھائی ذہنیت کی ضرورت نہیں بلکہ ایسی ذہنیت درکار ہے جس سے دو ہمسایہ قوموں میں خوشگوار تعلقات پیدا ہو سکیں۔ اور رواداری کی لہر دوڑ جائے۔ اگر حالات کی روش یونہی رہی تو مسلمانوں کو بھی اپنے اندر ایسی ذہنیت کو پیدا کرنا پڑیگا جو یقیناً ہندوؤں کیلئے مفید نہ ہوگی ہندوستان میں ۹ کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ اگر وہ کچھ کرنے پر آئیں تو یقیناً بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ورنہیں تو ہندستان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دو مستقل حصوں میں تقسیم کر دینا کوئی بڑی بات نہیں اور یہ تقسیم ہندوؤں کے لئے یقیناً مفید نہ ہوگی۔

گورنمنٹ کالج لائلپور میں مسلمانوں کی حق تلفی

ہندوستان ڈیپارٹمنٹ میں مسلمانوں کے حقوق کو جس بیدردی کے ساتھ تلف کیا جا رہا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں مسلمانوں کو تعلیمی گرانٹ دینے میں بھی گورنمنٹ کی طرف سے سخت بخل سے کام لیا گیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی نے میٹریکولیشن کے سپرنٹنڈنٹوں کے مقرر کرنے میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ملحوظ نہیں رکھا۔

اب ذرا گورنمنٹ کالج لائلپور میں مسلمانوں کی حق تلفی ملاحظہ ہو۔ گورنمنٹ کالج لائلپور میں گذشتہ ۲۶ سال میں کسی مسلمان کو پرنسپل اور وائس پرنسپل کے عہدہ پر سرفراز نہیں کیا گیا۔ آج کل کالج سٹاف کی میزان ۲۹ پروفیسروں پر جا کر منتہی ہے۔ لیکن مسلمان ان میں صرف ۸ ہیں۔ اس تعداد کو بھی برائے نام ہی خیال کرنا چاہیئے کیونکہ ان میں پراونشل سروس کا ایک آدمی بھی نہیں۔

کالج کا ماحول ایک ہندو ذہنیت لئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے آئے روز بہت سی شرارتیں مسلمانوں کے خلاف معرض وجود میں آتی رہتی ہیں اور ایک دفعہ عید ڈنر کے موقعہ پر تو معاملہ بہت خطرناک نوعیت اختیار کر گیا۔ وہ جھگڑا طویل ہو کر اسمبلی تک جا پہنچا اور اس طرح اور بھی متعدد واقعات پیدا ہوئے جنہوں نے ہندو مسلم طلباء کے تعلقات بہت خراب کر دیئے

ان معاملات کو سلجھانے اور فضا کو اعتدال پر لانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ لائلپور کالج کے سٹاف میں مسلمان اساتذہ کو بڑھا دیا جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ اس معاملہ کو فوری توجہ دیجائیگی

کانگرس اور ریاستیں

جیسا کہ تمام ناظرین کو علم ہے ہندوستان بحیثیت اپنی ملکی تقسیم کے دو حصوں میں منقسم ہے ایک حصہ براہ راست انگریز کے ماتحت ہے اور دوسرا حصہ قدیم دیسی ریاستوں پر مشتمل ہے جن میں پرانا جاگیرداری نظام قائم ہے ان ریاستوں میں کانگریس نے اصلاحی کام شروع کر دیا ہے اور وہاں مطلق العنانیت کی بجائے دستوری حکومت قائم کرنے کیلئے جدوجہد کیجا رہی ہے جہاں تک پولیٹیکل اصلاحات کا سوال ہے یہ نہایت مبارک خیال ہے لیکن حیدر آباد کی ریاست میں اس قسم کی اصلاحات کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دولت آصفیہ اپنے عدل و انصاف اور مراعات کی وجہ سے مشہور ہے۔ وہاں شخصی نظام حکومت کی وہ نوعیت ہی نہیں جو کہ عام دیسی ریاستوں میں ہے۔

کانگریس کو سب سے پہلے ان ریاستوں کا رخ کرنا چاہیئے۔ جہاں مطلق العنانی، بدنظمی، اور جبر و تشدد کی پالیسی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر بہت سی ہندو ریاستوں کو پیش کیا جا سکتا ہے جہاں ظلم و استبداد کی حد ہو۔ اگر کانگریس کی اس تحریک میں مہاسبھائی ذہنیت کام نہیں کر رہی تو پھر یقیناً وہ اسے بروئے کار لانے میں فرقہ وارانہ تاثرات سے متاثر نہیں ہوگی۔

حیدر آباد کا وفد

آجکل لاہور میں حیدر آباد سے ایک وفد آیا ہوا ہے جس نے اس تمام غلط پروپیگنڈا کی تردید کی ہے جو مہاسبھائی اور آریہ اخبارات اعلیحضرت نظام حیدر آباد کے خلاف کر رہے ہیں۔ جوں جوں ملک ان کے بیانات کو سنتی جا رہی ہے اس کی غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں۔

ان کے بیانات کا خلاصہ ذیل میں درج ہے :-

"ریاست حیدر آباد میں گو مسلمان خاندان کی حکومت ہے۔ لیکن اس نے ہندوؤں کو جاگیروں، امراعات اور انعامات خسروانہ سے محروم نہیں کیا۔ اور چونکہ ان کی آبادی زیادہ تر دیہات میں ہے اس لئے ڈھائی سو سال سے دیہاتی تنظیم کا تمام معاملہ ہندوؤں ہی کے ہاتھ میں موروثی طور پر رہا ہے۔ سب سے زیادہ شکایات ملازمتوں کے متعلق ہے۔ لیکن اس میں حکومت اتنی قصوروار نہیں جتنے ہندو اسے بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں۔ ان کی آبادی زیادہ تر دیہات میں ہے اس لئے انہوں نے تعلیم اور ملازمت کی طرف زیادہ توجہ ہی نہیں کی۔ البتہ شہری ہندو تعلیم سے بہرہ مند ہیں اور ملازم بھی ہیں۔ مسلمان چونکہ باہر سے گئے ہیں اس لئے جاگیریں اور زمینیں نہیں رکھتے اور ان کی بسر اوقات ملازمت پر ہے۔"

من نیستم رسولؐ و نیاوردہ ام کتاب

(از جناب غلام رسول صاحب جانباز)

بشنو کہ خاک قادیان یک گوہر[1] آفرید	گوہر شد است نام و لے ظلمتش پدید
نظمے بگفتہ است بشانِ امامِ ما	کو را رسد ہزار درود و سلامِ ما
ممدوح را نشاند بسجادۂ نبی	ایں طرفہ تر ببینی کہ خاموش مدعی
انکار کرد گو ز نبوت بشر زماں	ہیراں نے پندد پرانند جاہلاں

خوش داد آں مسیح جہاں راچنیں جواب

من نیستم رسولؐ و نیاوردہ ام کتاب

[1] نصرت اللہ صاحب گوہر قادیانی جن کے متعلق ایک دو نوٹ "پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعتوں میں بھی شائع ہو چکے ہیں

معذرت

پیغام صلح کے شائع ہونے کی تاریخ ۲۶ر فروری تھی لیکن اس تاریخ کو اتوار تھا اور اتوار کے روز رخصت کی وجہ سے پریس بند ہوتے تھے اس لئے اخبار کا چھپنا محال ہے

لیکن ۲۷ر فروری کو حالات کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ اچانک موٹر بگڑ گئی اور کام رک گیا ——— انسان حالات پر اس حد تک ضبط رکھ سکتا ہے جہاں تک کہ وہ اس کے بس میں ہوں۔ کارپردازان پیغام صلح نے انتہائی کوشش کی کہ اخبار وقت پر شائع ہو لیکن نہیں ہو سکا۔

امید ہے احباب ہماری مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تاخیر کو چنداں خیال میں نہیں لائیں گے۔ والسلام

خاکسار مدیر

مسئلہ ارتقا اور اس کی مختصر تاریخ

علوم جدیدہ پر مسئلہ ارتقا کا گہرا اثر ہے گو اس دور میں اس نظریہ حیات نے ایک مستقل علمی صورت اختیار کر لی ہے لیکن آج سے صدہا سال پیشتر انسانی شعور کو اس کا احساس ہو چکا تھا۔ اس امر کا یقین کرنا سخت مشکل ہے کہ وہ سب سے پہلا انسان کون تھا جسے تمام کائنات کی تخلیق میں ایک ارتقائی صورت نظر آئی۔

روم و یونان کے قدیم صحیفوں میں اس کے نشانات ملتے ہیں لیکن ان میں اس قدر ابہام ہے کہ ان قدیم بیانات کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

عہد عتیق کے فلسفیوں کی توجہ زیادہ تر مابعد الطبیعاتی سوالات تک ہی محدود رہی ہے۔ وہ چند گنتی کے محقق ہیں جنہوں نے حقائق کو طبعی معیار پر پرکھنے کی کوشش کی ہے سنہ عیسوی سے قریباً دو ہزار سال پہلے بابل اور مصر والوں نے تو صرف زمان و مکان کو ماپنے کے لئے ادنیٰ درجہ کے ذرائع معلوم کئے تھے۔ وہ بھی بہت معمولی درجہ کے جو ایک کھیتی باڑی کرنے والی قوم کے لئے مفید ہو سکیں۔ انہیں فلکیات میں نقشہ کچھ درک حاصل تھا لیکن اس کی نوعیت بھی علمی نوعیت نہ تھی۔ اس زمانہ کے بابت لحد قریباً ۶۰۰ ق م میں سب سے پہلے "ملٹیس" ایک یونانی مفکر کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دنیا کیوں پیدا ہوئی؟ اس کے بعد تو یونانی اسی رنگ میں رنگین ہو گئے اور انہوں نے بے ہودہ بال کی کھال اتاری کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن انہوں نے بھی علم ریاضی سے ہی ہر چیز کا اندازہ کرنا چاہا۔ اور دیر تک اسی دھوکہ کے شکار رہے۔

ہرقلیطس جو ۴۷۵ ق م میں فوت ہوا اور قرنطیس المتوفی ۵۵ قبل مسیح کے صحیفوں میں بھی چند اشارات اس مسئلہ کے متعلق پائے جاتے ہیں۔

ہندوؤں کی توجہ شروع سے ہی الہیاتی اور معاشرتی مسائل میں الجھی رہی ہے۔ انہیں کبھی ذات پات کے جھگڑوں سے اتنی فرصت ہی نہیں ملی کہ وہ اس طرف غور کریں۔ ہندو کی عقل پر اس کی قوت متخیلہ ہمیشہ حاوی رہی ہے۔ اس لئے اس نے طبعیاتی مسائل کو لائق اعتنا نہیں سمجھا۔ اور نہ ہی اس کی مذہبی اور علمی کتابوں میں اس مسئلہ کا کچھ ذکر پایا جاتا ہے۔

دعائے خلیل کے دو ہزار برس بعد جب قرآن مجید کا نزول ہوا۔ تو اس کے حکیمانہ انداز نے انسان کے فہم و ادراک کو مظاہر قدرت کی طرف پھیرا اور بار بار اس بات پر زور دیا کہ وہ کیوں اپنے گرد و پیش پر غور نہیں کرتا۔ اس نے دن اور رات، اجرام فلکی موسموں کا تغیر و تبدل اور انسان کی تدریجی تخلیق کی طرف توجہ دلائی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکماء نے طبیعاتی مسائل کی بڑی چھان بین کی ہے۔ چنانچہ الفارابی۔ ابن ماجہ، ابن سینا ابن مسکویہ۔ ابن خلدون، مولانا روم۔ غرضیکہ جملہ اسلامی حکماء کے افکار میں دیگر مسائل کے علاوہ مسئلہ ارتقاء کی بھی تصریح پائی جاتی ہے۔

مگر مغربی مؤرخ موجودہ علوم کی تاریخ مدون کرتے وقت قومی تعصبات کی وجہ سے مسلمان مفکرین کے نام بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں لیکن ان کی یہ علمی حق تلفی کب تک دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہ سکتی تھی۔ آخر انہی میں سے چند ایسے نفوس بھی پیدا ہوئے جنہوں نے مصنوعی تعصبات کے اس پردہ کو چاک کر دیا اور اس امر کا کھلے بندوں اعتراف کیا کہ علوم جدیدہ کی ابتدائی تکوین کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے اور موجودہ علوم و فنون کی ابتدا اسپانیہ کی مسلم یونیورسٹیوں سے ہوئی۔ جہاں مغربی طلباء نے مسلم اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا اور وہاں سے علم کی شمع کو مغرب کی تاریک وادیوں میں لے گئے۔

خیر مسئلہ ارتقاء کو ایک مستقل علمی صورت دینے والے مسلم حکماء ہی ہیں۔ اس کے بعد یورپ میں ایک ایسا دور آیا جبکہ بڑے بڑے مفکر پیدا ہوئے جنہوں نے اس مسئلہ کو بہت حد تک صاف کیا۔ ان میں سے ہیگل۔ ہکسلے اور ڈارون خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ڈارون نے تو اس کے ثبوت میں ایسے دلائل پیش کئے کہ ایک عالم کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اس نے اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب لکھی جس کا نام ہے "اصل الانواع" جس میں مختلف انواع کے تدریجی انقلاب پر روشنی ڈالی کہ مختلف انواع کیسے وجود میں آئیں اور کس طرح ان میں ایک انتخاب طبعی ہوتا رہا۔ چنانچہ یہاں پر مسئلہ ارتقاء کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

جب سے یہ کائنات پیدا ہوئی جو ہمارے گرد و پیش میں لامحدود وسعت تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس وقت سے اس میں ایک تدریجی اور تعمیری انقلاب ہو رہا ہے اور یہ ارتقائی انقلاب جب تک یہ قائم ہے متواتر رہے گا۔ اس معمورۂ خاک پر نباتات، حیوانات اور انسان کی جتنی قسمیں پائی جاتی ہیں۔ وہ سب ایک ہی سلسلۂ تخلیق کی کڑیاں ہیں۔ گو ان میں ہیئت ترکیبی کی وجہ سے ایک بیرونی اختلاف موجود ہے لیکن ان سب اشیاء کی اصل ایک ہے ان کے اجزائے ترکیبی ایک ہی ہیں اور سلسلہ حیات کی ان مختلف کڑیوں میں سب سے اعلیٰ اور اپنی بناوٹ کے لحاظ سے سب سے خوبصورت کڑی انسان ہے۔

یہ دنیا ایک بہت بڑا میدان جنگ ہے جس میں مختلف انواع آپس میں برسر پیکار ہیں۔ طاقتور نوع کمزور کو شکست فاش دینے کی شدید کوشش کر رہی ہے جو زیادہ طاقتور بہادر اور مجاہد نوع ہوتی ہے وہ دوسری غیر صالح انواع کو صفحۂ ہستی سے نابود کر کے خود قیام حاصل کر لیتی ہے۔ زمین کے چپے چپے پر بقاء کے لئے ایک کبھی نہ ختم ہونے والی کشمکش ہو رہی ہے اور اس کشمکش سے اس عناصر کی دنیا میں رنگ، بو اور ہنگامہ پایا جاتا ہے جب تک کوئی جنس کمزور ہوتی ہے اس کے اعصاب پر ایک خوف مسلط رہتا ہے۔ وہ اس خوف کو امن میں بدلنے کے لئے شب و روز مجاہدہ میں مصروف رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اسے حاصل کر لیتی ہے اور اس مقصد کو حاصل کر لینا ہی ہر جنس کا انتہائی مقصد ہے۔

جو اجناس اور انواع اپنے گرد و پیش کے ساتھ مناسبت نہیں پیدا کر سکتیں اور جہد للبقاء کے معیار پر پوری نہیں اترتیں وہ آہستہ آہستہ دنیا سے مٹ جاتی ہیں حتیٰ کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا اور جو اس کشمکش حیات میں باقی رہ جاتی ہے اور اپنے ماحول سے ایک ربط پیدا کر لیتی ہے فطرت خود بخود اسے انتخاب کر کے اس زمین پر قیام بخشتی ہے اور فطرت کا یہ انتخاب ہی انتخاب طبعی کہلاتا ہے۔

انسان کا ظہور بھی اس مسلسل پیکار اور جد و جہد سے ہوا اور اس کی ابتدا ایک بہت ادنیٰ درجہ کی مخلوق سے ہوئی۔ جو کشمکش حیات کے مختلف ادوار سے گزرتی رہی بنتی۔ بگڑتی اور سنورتی رہی اور ساتھ ہی ساتھ اس زمین کے جغرافیائی اور کیمیائی تغیرات بھی رونما ہوتے رہے۔ جنہوں نے انسان کے ارتقائی مدارج پر بہت گہرا اثر ڈالا اور یہ ارتقاء اور ترقی کا سلسلہ لامحدود مدت سے جاری ہے اور معلوم نہیں کب تک جاری رہے۔

یہ مختلف انواع جو ہمیں اس وقت دنیا میں نظر آتی ہیں یہ ابتدا میں اپنی بناوٹ کے لحاظ سے نہایت ہی سادہ تھیں اور ان کا ظہور ایک ہی قسم کے مادہ سے ہوا۔ ہر نوع جو دوسری کے بطن سے پیدا ہوئی۔ وہ اپنی ساخت اور جبلت کے لحاظ سے پہلی سے بہتر تھی۔ ان انواع کے عروج و زوال کی داستان کو ہم ایک درخت کے ساتھ تشبیہ دے سکتے ہیں جس کی شاخیں مختلف اطراف میں پھیلی ہوئی ہیں گو ان سب کی اصل اور جڑ ایک ہی ہے۔ سب شاخیں اپنی اپنی جگہ پھیلتی پھولتی رہیں بعض شاخیں جھڑتی گئیں جن کی مناسبت غیر صالح انواع کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے۔ اس درخت کی بلند ترین شاخ انسان ہے جس کی مختلف چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں انسان کی مختلف قوموں کے مترادف ہیں جو اپنی خصائص ذاتی کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہیں ان میں سے جو اصلح ہیں وہ مضبوطی سے اپنی شاخ پر قائم ہیں اور جو غیر صالح ہیں ان کا پیوند شاخ حیات کے ساتھ زیادہ مضبوط نہیں اور انہیں ہی اس دنیا سے مفقود ہو جانے کا زیادہ خطرہ ہے۔

(ایس محمد آصف۔ قادیانی۔ بی۔ اے)

مسلمانوں کی حق تلفی!

مسلمان پنجاب میں اکثریت میں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت کا بھی بیشتر حصہ اسلامی ہے۔ لیکن یہ مسلمانوں کی بدبختی سمجھئے۔ یا حکام کی لاپرواہی کہ حج جیسے عظیم الشان اور مقدس دن کی حرمت سے نہ صرف مسلمان ہی غافل ہیں۔ بلکہ حکومت بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ حج بلاشبہ اور بلا مبالغہ تمام اسلامی فریضوں اور اسلامی تہواروں سے ملبند مقام رکھتا ہے۔ اسلام میں قربانی کا جذبہ حج ہی پیدا کرتا ہے۔ عید الضحیٰ حقیقتاً حج کے مناسک کی ادائگی کی خوشی ہی میں منائی جاتی ہے۔ حج وہ عظیم الشان اور مبارک فریضہ ہے کہ دنیا جہان کے ہر گوشہ کے مسلمان اس موقع پر پروانہ وار شمع رسالت کی ضیا جوئی کے لئے میدان عرفات میں جمع ہو کر اپنے عشق اور جوش اسلام کا ثبوت دیتے ہیں۔ حج کا دن وہ عظیم الشان دن ہے جس دن قرآن جیسی مکمل اور ارفع و اعلیٰ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اس دن کی یاد منانے سے کوسوں دور ہیں۔ رسول کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ حج کے دن وہ لوگ جو میدان عرفات میں جمع نہیں ہو سکتے اپنے طور پر نوافل اور دیگر عبادات میں مصروف رہیں اور یہ ظاہر ہے کہ عبادت کی مصروفیت مشاغل دنیوی سے علیحدگی چاہتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ مسلمان اس دن دنیاوی مشاغل کو جہاں تک ممکن ہو کم کرتے ہوئے عبادات میں مصروف ہوں۔ حکومت پنجاب سرکاری دفاتر بند کرے اور مسلمانوں کو یہ عظیم الشان دن کما حقہٗ منانے کا موقعہ دے۔ سرکاری دفاتر کے مسلمان ملازمین اکثر اس دن اپنی ذاتی وقتی رخصت لیکر یہ دن مناتے ہیں۔ در عام طور پر اس دن بوجہ کثرت درخواستہائے رخصت افسران محکمہ رخصت منظور کرنے سے انکار بھی کر دیتے ہیں۔ اس وجہ سے عام مسلمان بالخصوص سرکاری ملازمین اس عظیم الشان دن کی حرمت منانے سے معذور ہو جاتے ہیں اور ایک اسلامی فریضہ کی ادائیگی میں دفتر کا کھلا رہنا اور رخصت کا نہ ملنا مخل ہوتا ہے۔ کیا مسلمان اجتماعی رنگ میں حکومت پنجاب سے یہ درخواست کریں گے کہ حج کا دن پنجاب گزٹ کی منظور شدہ تعطیلات میں شمار ہو اور اس دن ایام تعطیل کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی کما حقہ پرورش کیجائے۔ اگر مسلمان بالخصوص سرکاری دفاتر کے مسلمان اس خالص اسلامی دن کی حرمت اور شوکت کو منانے کے لئے حکومت پنجاب سے درخواست کریں گے تو امید واثق ہے کہ حکومت بھی اپنی وفادار رعایا کے مذہبی حسیات کی قدردانی کرنے میں گریز نہ کرے گی۔

خاکسار: حکیم محمد نعمان ساجد دار الاحسان مغلپورہ

قائد کے اعمال کا شرعی محاسبہ جائز ہے

خلیفہ دوم فاروق اعظم حضرت عمرؓ منبر پر خطبہ فرما رہے ہیں۔ صحابہؓ اور تابعین خاموشی سے ہمہ تن گوش ہیں کہ ناگہاں ایک دیہاتی کھڑا ہو کر باآواز ملبند کہتا ہے "ہم نہ آپ کی بات سنتے ہیں نہ ماننے کو تیار ہیں"۔ مجلس اس آواز اور جسارت سے دنگ ہے۔ لیکن وہ پیکر استقلال و صداقت، اس بدوی سے پوچھتا ہے کہ "کیوں" کونسی خلاف شریعت بات دیکھی یا سنی کہ مجھے منصب خلافت سے معزول کیا جاتا ہے۔ جواب ملتا ہے کہ کرتا جو آپ پہنے ہوئے ہیں اس کے کپڑے میں آپ کا حصہ ہرگز اتنا نہیں ہو سکتا کہ یہ کرتا بن جاتا۔ لہذا آپ نے غصب کیا ہے (غاصب کے سپرد مصالح امتہ نہیں کئے جا سکتے) حضرت عمرؓ نے فوراً اپنے صاحبزادہ کو صفائی میں پیش کیا اور جب انہوں نے فرمایا کہ میں نے مال غنیمت کے اپنے حصہ میں سے کپڑا دیا جب یہ کرتا تیار ہوا۔ تو گردن اطاعت خم ہو گئی۔

زمانہ حاضرہ میں ممکن ہے یہ معمولی بات ہو مگر فاروق اعظم نے صفائی پیش کر کے جو اہمیت اس معاملہ کی تسلیم کی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ جو شخص مصالح امتہ کا نگران اور پاسبان نہ ہو وہ نہ قابل عزت ہو سکتا ہے نہ مطاع قرار پا سکتا ہے۔ مگر ہمارے زمانہ میں اگر کوئی شخص اپنے مخلص اعمال کی وجہ سے یا کسی مصلحت کی وجہ سے شہرت کا مالک ہو جاتا ہے تو اس کے لئے جائز و ناجائز مفید و مضر کی قید نہیں رہتی اور اس کے اعمال و اقوال پر نکتہ چینی عیب اور گناہ ہوتی ہے اور صرف اس وجہ سے کہ وہ مشہور آدمی ہے۔

اگر مسلمان اس تعلیم سے فائدہ کرتے جو مندرجہ بالا واقعہ میں فاروق اعظمؓ نے ہم کو دی ہے تو مصالح امتہ کے خلاف روش کی کسی کو ہمت نہ ہوتی۔ اللہ کا حکم ہے کہ "ایمان والوں میں سے اگر دو گروہ آپس میں برسرپیکار ہوں تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر ان میں سے کوئی گروہ حق کا ساتھ نہ دے تو حق والے گروہ کا ساتھ دو اور دوسرے سے لڑو"۔ اس وقت کانگرسی مسلمان اور عام مسلمان برسر مقابلہ ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ احکام اللہ و رسولؐ کی روشنی میں مسئلہ متنازعہ کی حقیقت کو جانچیں اور اس روشنی میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر صلح نہ ہو تو حق کا ساتھ دیں اور جو گروہ حق پر نہ ہو اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ بشرطیکہ تاویلات پر توجہ نہ ہو ورنہ فیصلہ ناممکن ہو گا۔ کیونکہ تاویلات دونوں طرف سے ہوں گی اور ختم نہ ہونے والی باتیں۔ پھر دیکھیں کہ رسی کا بل کس طرح نکلتا ہے۔ لیکن جب تک یہ فرقہ بندی قائم ہے مسلمانوں کا انتشار اور تباہی برابر جاری رہے گی۔ اگر ہم اسلام کے مقصد کو سمجھ لیں تو اسلامی احکام بلا کسی تاویل کے آسانی سے سمجھے جا سکتے ہیں۔ قرآن کریم پر تدبر کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا مقصد متبعین اسلام کو اعلیٰ رکھنا ہے کیونکہ بغیر اس کے حسنات کا نشر اور سیئات و منکرات کی بیخ کنی ناممکن ہے۔ اور مسلموں کو انہی دو فرضوں کی ذمہ داری کی وجہ سے خیر امتہ لقب دیا گیا۔ اور ہم کو ہدایت کی گئی کہ "جب تک کفار تمہاری طرف صلح و آشتی کے لئے نہ جھکیں تم پہل نہ کرو"۔ نیز فرمایا کہ "جو ایمان نہیں لاتے ان سے مقاتلہ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں اور جس کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام قرار دیا ہے اس کو حرام مان لیں"۔ یہ نہیں فرمایا کہ جس کو کفار حرام قرار دیں اس کو تم بھی حرام کر لو۔ اور فرمایا کہ ایمان والو! اگر تم کفار کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو الٹے پیروں (کفر کی طرف) لیجائیں گے۔ (تمہارے حلق میں بندے ماترم ٹھونسیں گے۔ دو پامندر گھسیٹریں گے۔ تکبیر بند کرائیں گے۔ فریضہ قربانی پر دفعہ ۱۴۴ لگائیں گے اور تم ان کی ہاں میں ہاں ملاؤ۔ وغیرہ)

اسلام کے مقصد کو نہ جان کر یا فراموش کر کے یا اس سے اعراض کر کے آج ہماری پستی و ذلت کی یہ انتہا ہے کہ جن لوگوں کی اصلاح کیلئے ہم مامور ہوئے انہی کی اطاعت اور اتباع کا طوق اپنے ہاتھوں خوشی خوشی پہننے لگے اور اتنے راسخ الاعتقاد بن گئے کہ بالکل بلا شرط۔

وہ مسلمان جس کو دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود کے لئے ایک نہایت مکمل لائحہ عمل اور ہدایت سے سرفراز کیا گیا۔ آج دوسروں کا محتاج ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جامہ عمل پہنائے ہوئے نظام عمل پر خاطی انسان کے دماغی اختراعات کو ترجیح دے رہا ہے۔ کیا اسلام میں والدین عزیز و اقارب زوجین، اولاد اور پڑوسی مسلم غیر مسلم۔ فقرا و مساکین یتیم و بیوگان، حاکم و محکوم۔ زراعت و تجارت۔ لین دین۔ مدعی و دعا یا وغیرہم کے حقوق فروگذاشت کر دیئے گئے ہیں اور ان امور کے علاوہ سیاست کوئی اور چیز ہے؟

آج کانگرس روٹیوں کا سوال اٹھا رہی ہے مگر اس کا حل نہ کر سکی کیا اسلام نے ۲۲ سال کی قلیل مدت میں اس سوال کو حل کر کے نہیں دکھا دیا جو ہندوستان جیسے زرخیز و شاداب ملک کی روٹیوں کا سوال نہ تھا بلکہ ایسے ملک کی روٹیوں کا سوال تھا جہاں پانی تک نہ تھا (وادٍ غیر ذی زرع) اور اسی وجہ سے لوٹ مار ذریعہ معاش تھا اور امن مفقود

> گر نہ بیند بروز شپرہ چشم :: چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اب اگر صدر و سکرٹری جمعیۃ العلما اور صدر مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند اور مولانا آزاد موسوم بہ امام ہند کو باوجود علوم دینی پر عبور ہونے کے یہ شواہد نظر نہ آئیں اور وہ کانگرس ہی کو رازق اور مشکل کشا سمجھیں تو اسلام کا کیا قصور۔

کاش یہ حضرات اپنے علم سے مستفید ہوتے اور اسلام کی خدمت پر جو ان کا فرض منصبی تھا کمربستہ ہو کر مسلمانوں کو مسلم بنانے، غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانے کیلئے کوشاں ہوتے، مسلمانوں کو نظام محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں جکڑ کر ان کو اپنے پیروں پر کھڑا کرتے، ماسوا اللہ سے ان کو آزاد کراتے تو آج ہندوستان میں مقتدائے کانگرس نہ ہوتے بلکہ حقیقتاً مقتدا ہوتے۔ مگر اب ان کے اور علوم دینی کے درمیان ہندو سیاست کا حجاب حائل ہو گیا جس نے سیاست اسلامی کو فراموش اور نظر انداز کر دیا اور یہ سمجھنے لگے کہ ارکان اسلام ہی مکمل اسلام ہیں۔ (ماخوذ)

بیرونی جماعتوں کے سالانہ اجتماعات

گذشتہ سال بیشتر بیرونی جماعتوں نے مقامی جگہوں پر سالانہ جلسے منعقد کرائے تھے۔ اس سال یہ تحریک زیادہ سرگرمی سے انجام پانی چاہیے۔ مقامی اجتماع بہت فوائد و برکات کا موجب ہوتے ہیں۔ علاقہ کے احباب کو ملاقات و گفتگو کا موقعہ ملتا ہے اور اس سے جماعتی تعلقات میں ارتباط پیدا ہوتا ہے اور نیز غیر از جماعت احباب کو تبلیغ کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ جماعتی زندگی کے لئے سالانہ اجتماعات از بس ضروری ہیں۔ شکوک و شبہات کی مکدر فضا اس سے صاف ہو کر اشاعت اسلام کے لئے راستہ صاف ہوتا ہے۔ لہذا جملہ احباب کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ گرمی کے ایام سے قبل اپنی اپنی جگہ پر اجتماع و جلسے کرنے کی تجویز کر کے اس سے اطلاع دیں۔

ڈاکٹر الہ بخش
آنریری اسسٹنٹ سکرٹری

ہمارے مسیحا

حضرت مولانا محمد علی صاحب کی بےنظیر قرآنی خدمات

(از جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

جدید انکشاف

سالانہ جلسہ کے دنوں میں جبکہ میں قادیان تھا۔ میں نے اخبار میں اس حیرت انگیز جدید انکشاف (جس پر ایڈیٹر صاحب نہایت نازاں معلوم ہوتے تھے) کی بابت پڑھا میں نے انگریزی ترجمہ اور اردو ترجمہ ہاتھ میں لیا اور بہت سے اصحاب کو دیباچہ کا وہ مقام دکھایا جہاں مولانا نے لکھا ہے کہ میں نے بہت سی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ ترجمہ حضرت مجدد وقتؑ اور مولانا نورالدین صاحب کی محنت اور تربیت کا ہی منت کش ہے ورنہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ اور پھر حسب ذیل شعر بھی درج فرمایا ہے۔

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

میں نے بہیترا زور لگایا مگر ایک نے بھی نہ مانا کہ الفضل کا نوٹ صحیح نہیں ہے۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب اور ترجمۃ القرآن

یہ ترجمہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے عہد میں مکمل ہوگیا تھا اور حضرت ممدوح نے سارا ترجمہ سن لیا تھا اور اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کردی تھی۔ جب ختم ہوا تو ایک ملہم کو الہام ہوا کہ ترجمہ مقبول ہوگیا ہے۔ یہ الہام سنتے ہی حضرت مولانا علیہ الرحمۃ سجدہ میں گر گئے اور ان کے ساتھ سب حاضرین بھی حضرت ممدوح کی زبردست خواہش تھی کہ ترجمہ ان کی زندگی میں ہی چھپ جاوے۔ چنانچہ سب بیرونی جماعتوں کو چندہ کے لئے خطوط لکھے گئے اور انہیں لکھا گیا کہ کوشش کرو کہ یہ ترجمہ میری زندگی میں ہی شائع ہوجاوے۔ تقدیر کو ایسا منظور نہ تھا۔ مولانا فوت ہوگئے۔

جماعت میں اختلاف

جماعت میں اس بات پر اختلاف ہوگیا کہ دو کلمہ گو جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی بیعت نہیں کی ہے کافر ہیں یا مسلمان۔ مولانا محمد علی کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ کافر نہیں ہیں مگر صاحبزادہ صاحب کے نزدیک وہ کافر تھے۔ صاحبزادہ صاحب خلیفہ منتخب ہوگئے۔ مولانا محمد علی صاحب کے دریافت کرنے پر یہ ارشاد ہوا کہ مخالف عقیدہ رکھکر بیعت میں داخل ہوسکتے ہو۔ مگر تحریر میں اس عقیدہ کا اظہار نہیں کرسکتے۔ مولانا مصنف تھے۔ وہ کب ایسی منافقت پسند کرسکتے تھے۔ اس وقت کے حالات کے ماتحت انہوں نے اپنی عافیت اسی میں دیکھی کہ اس مقام کو جس کو چھوڑنے کا ان کے دل میں ابھی وہم بھی نہ ہوا تھا الوداع کہیں۔ آتے ہوئے وہ اپنا ترجمہ جس کے لئے انہوں نے برسوں خون جگر کھایا تھا۔ لے آئے۔ قادیان سے اس ترجمہ کی واپسی کا مطالبہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے چھپوانے کا انتظام کیا جائے۔ تو مجھے کوئی عذر نہیں ہوسکتا۔ اس پر یہ جواب ملا کہ بعد ترمیم چھپوایا جائے گا۔ یہ بات ایسی تھی جو کسی طرح بھی قابل قبول نہ تھی۔ ترجمہ نہ صرف مولانا کی برسوں کی محنت اور شبانہ روزہ عرق ریزی کا نتیجہ تھا بلکہ یہ اس مقدس انسان کی ایک طرح کی امانت تھی جو مسلمہ طور پر جماعت میں قرآن کا سب سے بڑا عالم تھا۔ کیونکہ اس نے شروع سے آخر تک اس کو سن لیا تھا۔ جب واپس دینے سے انکار ہوا تو کہا گیا کہ یہ ترجمہ کسی کام کا ہی نہیں۔ ہم نے اس کو واپس لیکر کیا کرنا ہے اس طرح قادیان والوں نے اس کے چھپوانے سے انکار کر دیا

حضرت مولانا محمد علی کے ہم عقیدہ اشخاص

مولانا محمد علی کے ہم عقیدہ اشخاص نے جن کی تعداد نہایت تھوڑی تھی اور جن کو حقارت اور نفرت سے دیکھا جاتا تھا حیرت انگیز عجلت سے اس کو طبع کرایا اور خدا تعالےٰ نے جو بڑے بڑے دعووں اور تعداد کو نہیں دیکھتا بلکہ نیت اور اخلاص کو دیکھتا ہے مولانا کی محنت اور ہماری غریب جماعت کی ناچیز خدمت کو وہ قبولیت بخشی کہ شاید و شاید ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

واقعہ کی تفصیل

میں نے یہ واقعہ ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے اس کی غرض یہ ہے کہ ہمارے قادیانی بھائی مولانا کے خلاف ہمیشہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کا ترجمہ لاہور لے آئے۔ مندرجہ بالا بیان کردہ واقعات سے ہر ایک اہل انصاف سمجھ سکتا ہے کہ اس میں کونسی اعتراض کی بات تھی۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ صرف اسی بات کو لوکہ جماعت کا ایک معتد بہ حصہ علیحدہ ہوگیا تھا۔ صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ اس انجمن کے ممبران میں سے نصف کے قریب ان میں شامل تھے۔ انجمن کی تمام جائداد۔ لاکھوں روپیہ کی عمارات۔ اخبارات، مطابع و کتب خانجات سب کچھ وہ چھوڑ آئے حالانکہ ان سب میں ان کا بھی حصہ تھا۔

خداوند تعالیٰ کی مصلحت

اگر قرآن شریف کا ترجمہ جو ان کے ہی ایک ممبر نے کیا تھا ساتھ لے آئے۔ تو کونسا جرم کیا اور پھر اس کے دینے سے بھی انکار نہیں کیا۔ ہاں یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ اس کے ردی کی ٹوکری میں پھینکا جانے کو گوارا کر لیا جاتا۔ اس میں بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے مصلحت تھی۔ اگر ہمارے قادیانی بھائیوں کے ہاتھ میں چلا جاتا تو اب تک یہ دنیا میں ظاہر نہ ہوتا کیونکہ ہمارے بھائی ترجمۃ القرآن سے زیادہ ضروری کاموں میں مصروف ہیں،

قرآن مجید کی اردو تفسیر

اس ترجمہ کے بعد مولانا نے قرآن شریف کی تفسیر اردو زبان میں تین جلدوں میں لکھی۔ اس کو بھی خدا تعالےٰ نے خاص مقبولیت بخشی۔ پھر مختلف رسالے اور کتابیں قرآن شریف کے مختلف مسائل پر تحریر کیئے اور ان میں اس قدر زبردست دلائل تحریر فرمائے کہ کسی مخالف کو جواب کی جرأت نہ ہوئی صحیح بخاری کا ترجمہ کیا معہ حواشی

سوانح عمریاں

رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین کی سوانح عمریاں ایسے جدید طرز سے تصنیف کیں کہ ساتھ کے ساتھ ناقابل تردید ثبوتوں سے تمام اعتراضات کو رد کر دیا۔ ان تصانیف کے کئی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔

ریلیجن آف اسلام

"ریلیجن آف اسلام" انگریزی زبان میں نیا شاہکار ہے۔ انگریزی زبان کے بڑے بڑے عالموں نے اور ہندوستان کے مختلف مشاہیر نے جو ریویو اس کتاب پر لکھے ہیں شاید ہی کسی اور کتاب کے متعلق لکھے گئے ہوں۔

ایک محقق انگریز نومسلم کا اعتراف

ایک بڑے محقق انگریز نومسلم نے اس کے متعلق لکھا کہ جس قدر مسلمان اس وقت زندہ ہیں ان میں سے اسلام کی تجدید میں کسی نے اس قدر کام نہیں کیا جس قدر حضرت مولانا محمد علی نے۔ اور اس کے بعد کئی مضمون میں اس کی خوبیوں کی تعریف کی۔ الغرض مولانا نے اسلامی لٹریچر میں ایسا قیمتی اضافہ کیا ہے کہ جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ دوست دشمن سب ان خدمات کے معترف ہیں جو قرآن اور اسلام کی مولانا کے ہاتھوں ہوئیں

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک غلام

کاش آج وہ زندہ ہوتا جس نے کہا تھا ؎

صدبار رقص ہا کنم از خورمے اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

اور دیکھتا کہ اس کے ایک غلام نے حسن فرقان کو کس طرح دنیا میں ظاہر کردیا ہے اور یقیناً اس کی پاک روح اب بھی اپنے اس شاگرد کے کارناموں کو دیکھ کر خوش ہو رہی ہوگی۔ مگر کتنا دکھ ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ اسی مقدس انسان کے نام لیوا اس کے اس شاگرد رشید کے درپے خرابی ہیں۔ اور ان کی تمام تر توجہ اسی طرف لگی ہوئی ہے کہ جلدی اس کی تباہی کو دیکھیں۔ دوستو! جس وجود کی بربادی کے تم خواہشمند ہو وہ مسیح موعودؑ کی نہایت ثمردار شاخ ہے جس نے نہایت شیریں ثمر پیدا کئے۔ دنیا اس کو اس کی تعلیم کا بہترین نتیجہ سمجھتی ہے جس کے نام پر تم کھڑے ہوئے ہو۔ دیکھو اس کی سرکردگی میں قرآن شریف کا ترجمہ ڈچ زبان میں چھپکر شائع ہوگیا۔

حضرت مولانا کا ایک رفیق

اب اس کا ایک رفیق جس نے حق سے پہلے تن تنہا یورپ کے مرکز میں اسلام کا علم بلند کیا تھا باوجود اپنی کمزور صحت کے اپنے بال بچوں کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑکر جرمنی میں گیا اور اب جرمن زبان میں ترجمہ چھپ گیا ہے۔ یہ "مناق" بھی جرمن زبان میں قرآن شریف کے متعلق ایسا اعلیٰ درجہ کا لٹریچر تیار کر رہا ہے کہ شائع ہونے پر قرآن کریم کا نور جرمن زبان جاننے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کردے گا انشاء اللہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا۔ مگر اس غریب جماعت نے خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے تہیہ کرلیا ہوا ہے کہ خدا کے آخری اور مکمل پیغام کو جو نور اور ہدایت کا سرچشمہ ہے دنیا کے ہر ایک کونے میں پہنچا دے اس چھوٹی سی جماعت کو رہنے دو اور تباہ نہ کرو۔

مامورمن اللہ کا تعلق

کیا تم کو یاد نہیں کہ اس مامور کو جو تمہارے درمیان کھڑا کیا گیا کس قدر قلق اور اضطراب تھا کہ وہ نور جو قرآن میں ہے دنیا پر ظاہر نہیں ہوا۔ اور کتنی زبردست خواہش تھی کہ کسی طرح سے اس نور کی شعاعیں دنیا میں پھیل جائیں۔ اس قلق اور خواہش کا اس کے کلام سے اندازہ کرو ؎

ور دلکہ حسن صورت فرقاں عیاں نشد	آں خودجہاں نگر اثرِ عارفاں نماند
بینم کہ ہر یکے بہ غم نفس مبتلا است	کس را غم اشاعت فرقاں بجاں نماند
یوسف شنیدہ ام کہ شدش کارواں معین	ایں یوسفے کہ کس کشش کارواں نماند
جانم کباب شد ترغم ایں کتاب پاک	چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نماند
یارب چہ بہترن غم فرقاں مقدر است	یا خود دریں زمانہ کسے از داں نماند

مامورمن اللہ کا سب سے بڑا رازداں

سوچو اور غور کرو کہ اشاعت فرقان کے بارہ میں خدا کے مامور کا سب سے بڑا "رازداں" کون ثابت ہوا؟ کیا وہی تو نہیں جس کو تم "امیر المنافقین" اور "دنیا کی بدترین مخلوق" کا سرگروہ کہتے ہو۔ دانشمندو! خدا کے لئے غور کرو کیا منافقوں کے یہ کام ہوتے ہیں جو اس نے کئے کون ہے تم میں جس نے اس قدر قربانی اور ایثار دکھایا ہو۔ یقیناً ایک بھی نہیں پھر کون ہے جس کے کاموں کو خدا نے اس طرح کی کامیابی کا شرف بخشا ہو۔

قادیانی جماعت کا ترجمۃ القرآن کہاں ہے؟

"نصف صدی کے قریب عرصہ گذرا تم نے بھی اعلان کیا تھا کہ علماء کی ایک جماعت قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کے لئے بٹھائی گئی ہے۔ کہاں ہے وہ ترجمہ؟ لاکھوں روپے اور کاموں پر تم نے خرچ کئے۔ جن کی تفصیل سے شاید تم ناراض ہو گے۔ مگر چند ہزار روپے قرآن کے ترجمہ کے لئے نہ نکلے۔ تم میں بہت ہیں جو قرآن شریف کے علم کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو قرآنی معارف اور حقائق کا مخزن سمجھتے ہیں۔ ہمیں اس قرآن دانی سے انکار نہیں چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ اگر ایسے نکات بیان کرو گے جن کو دنیا پسند کرے گی تو اسی کا نام روشن ہو گا جو ہمارا تمہارا دونوں کا آقا ہے۔ ہمیں شکایت ہے تو صرف اس قدر کہ تم اپنے معارف کو اپنے سینوں میں ہی دبائے بیٹھے ہو اور دنیا پر ظاہر نہیں کرتے ؎

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
لاف ایماں خود چہ چیزے نورِ ایماں را بیار

بلادِ غربیہ میں تمہاری روش

پھر کیا یہ سچ نہیں کہ جب تم بلادِ غربیہ میں اشاعت کے لئے جاتے ہو تو انہی ہتھیاروں سے کام لیتے ہو جو اس "امیر المنافقین" اور اس کے رفیقوں نے تیار کئے۔ اے ناشکرگذارو! ہتھیاروں سے تو برکت ڈھونڈتے ہو گے ہتھیار بنانے والے پر لعنت بھیجتے ہو۔ تم اپنی کثرت پر بہت نازاں ہو اور اس کو اپنی کامیابی کی دلیل ٹھہراتے ہو

ہمیں تمہاری کثرت پر حسد نہیں

ہمیں تمہاری کثرت پر حسد نہیں ہم تمہاری بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور خدا شاہد ہے کہ قادیان کے محلات اور عمارات ہمارے لئے خوشی کا باعث ہیں۔ مگر تم بھی خدا کے لئے غور کرو کہ وہ جس کے نام کی برکت سے تمہارے گھروں کی رونق ہے اس کے اصلی مقصد کا بھی کبھی خیال کیا؟ وہ مریدوں کی تعداد بڑھانے کیلئے نہیں آیا تھا وہ تو قرآن کریم کا نور پھیلانے کیلئے آیا تھا

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی آرزو

تم ہمیں ایک ایسے شخص سے ہٹانا چاہتے ہو جس کا دل خدا رسولؐ اور مسیح موعودؑ کی محبت سے لبریز ہے جس کی عمر گرامی کا ایک ایک لمحہ اس بات کے لئے وقف ہو چکا ہے کہ وہ اس عہد کو پورا کرے جو اس نے امام زماں کے ہاتھ میں ہاتھ رکھکر کیا تھا۔ اس کی زندگی کا مقصد ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اسلام اور اس کے بانیؐ کے چہروں سے اس گرد و غبار کو اڑا دے جو ان کے دشمنوں نے صدیوں سے ان پر ڈال رکھی ہے۔ اس کی ہر وقت یہی خواہش ہے کہ اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے وہ دیکھ لے کہ یہ مقدس اور پاک چہرے پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہے ہیں۔ اس کی ایک ہی دعا ہے ؎

جان تم فدا شود بر رہِ دین مصطفےٰ
این است کام دل اگر آید میسرم

خدا نے ان کی دعاؤں کو سنا

خدا نے ایک بڑی حد تک ان کی دعاؤں کو سن بھی لیا ہے دنیا کی نظروں میں اسلام اب وہ اسلام نہیں جو پہلے تھا اور ہمارے پاس ناقابل تردید شہادت ہے اس بات کی کہ یہ تبدیلی نتیجہ ہے ان متواتر اور ان تھک کوششوں کا جو ہمارے امیر اور اس کے رفقا نے کیں

حضرت سلطان القلم کا فیض

چالیس سال سے زائد عرصہ ہوا سلطان القلم نے ایک قلم اس کے ہاتھ میں دی۔ اس کی ان تھک انگلیوں نے اس کے معرفت اور بصیرت سے بھرے ہوئے دماغ سے نکال کر وہ گلکاریاں اسلامی لٹریچر میں کی ہیں کہ دوست دشمن اس کا لوہا مان گئے اور ایسے چشمے معارف و حقائق قرآنی کے جاری کئے ہیں کہ دنیا ان سے سیراب ہو رہی ہے۔ دوستو! اس شخص نے جو کچھ کیا محض خدا کی رضا کے لئے کیا اور یقیناً اس جذبہ کے ماتحت کیا جو اس کے آقا حضرت مسیح موعودؑ نے ودیعت کیا تھا۔ گر خدا نے اس کی محنت کو باردار کیا۔

محمد علی اب ایک غیر فانی نام ہے

جو مزار ابھی تباہ ہو سکتی ہیں محل اور ایوان گر سکتے ہیں کتبے اور رہائشیں مٹ سکتی ہیں مگر خدا کے فضل سے محمد علی اب ایک غیر فانی نام ہے۔ اس کا سر اب بہت ارفع اور اعلیٰ مقام پر ہے اور کیچڑ جو تم اچھال رہے ہو وہ تو اس کے پاؤں تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن اور محمدؐ نہ مٹنے والے نام ہیں ان کا خادم محمد علی بھی نہیں مٹ سکتا۔ پھر میں نہیں سمجھتا کہ اس نے کونسا ایسا جرم کیا ہے کہ تم اس کے پیچھے اس طرح پڑے ہوئے ہو۔

سیاست میں الجھنا ہماری جماعت کا کام نہیں

اس کا دل تو تمہارے لئے ہی ہمیشہ کڑھتا ہے۔ جب کبھی تم نے بے راہ قدم اٹھایا اس نے تمہیں متنبہ کر دیا۔ یاد کرو کتنی دفعہ اس نے تمہیں بتایا کہ سیاست میں الجھنا اس جماعت کا کام نہیں ہے مگر جاہ و اقتدار اور شہرت کی دلفریبیوں نے تمہیں اس وقت اس کے بروقت انتباہ سے فائدہ اٹھانے سے باز رکھا۔ اب جو حشر ہوا وہ تم دیکھ رہے ہو۔ آہ! کتنا دکھ ہوتا ہے۔

پنڈت جواہر لال کی سلامی

یہ دیکھ کر کہ وہ شخص جو خدا کو پکار کر کہتا ہے ؎

گرجہاں زیر و زبر گردد ندارم ہیچ غم
غم ہمیں دارم کہ کم گردد رخِ رخشانِ تو

اس کے نام لیوا دور دراز کا سفر طے کر کے لاہور کے ریلوے سٹیشن پر جمع ہوتے ہیں اور اس شخص کی سلامی اتارتے ہیں جو خدا کی ہستی سے قطعاً منکر ہے جو برملا کہتا ہے کہ آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ خدا کے نام کو ہندوستان سے نکال دیگا۔ بھائیو! مسیح موعودؑ کے دلی جذبات جو شعر مذکورہ بالا میں ظاہر ہوتے ہیں ان کا مقابلہ اپنے اس فعل سے کرو خدا کا نام مٹانے والے کی عزت افزائی کر کے تم نے کونسا مقصد حاصل کیا؟

حضرت صاحب کا ایک رشتہ دار

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک قریبی رشتہ دار دہریہ تھا ہم نے خود دیکھا کہ جب وہ کبھی رستہ پر سامنے آجاتا تو حضرت وہ رستہ چھوڑ دیتے اور ایک خط جو ذیل میں نے خود حضرت صاحب کی زبان مبارک سے سنا کہ اس کی خدا ناشناسی کی وجہ سے حضرت کو شروع سے ہی اس سے نفرت تھی اور اس کو کبھی بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اللہ اللہ کہاں وہ غیرت کہ قریب ترین رشتہ دار کہ جس کے ساتھ ظاہری موافقت رکھنے سے اُن ابتدائی اور مقامی حالات کے مطابق بہت سے فائدے بھی ہو سکتے تھے چھوڑ دیا اور کہاں یہ حالت کہ پراگ کے ایک برہمن کے سامنے جس سے کوئی واسطہ نہ تعلق اور جس سے بڑھ کر خطرناک خدا کا دشمن شاید ہی ہندوستان نے پیدا کیا ہو سر تسلیم خم کیا جاتا ہے۔ ؎

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

میں جب یہ نظارہ دیکھ رہا تھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اس کو کوئی ان الفاظ میں بیان کرے

احمدیت کا جنازہ نیشنل لیگ کے کندھوں پر

"احمدیت کا جنازہ نیشنل لیگ کے کندھوں پر" تو یہ عنوان نامناسب نہ ہو گا۔ خداوندا! احمدیت نے یہ دن بھی دیکھنا تھا؟ اے قوم! تو نے کیوں اتنی جلدی ان نوشتوں کو بھلا دیا جو خدا کی طرف سے پہلے والا انہار سے درمیان چھوڑ گیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ "قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو۔ مگر جو تیرے خدا کا دشمن، تیرے رسولؐ کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا بھی دشمن ہو گا" اور پھر کیا تم نے نہیں پڑھا "اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت نہیں رکھتا اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا" خدا کا نام مٹانے کے دعویدار کی یہ عزت افزائی اور پھر مسیح موعودؑ کی قوم تجھ سے۔

(باقی آئندہ)

جناب شیخ حاجی مولا بخش صاحب کا مکتوب گرامی

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ذیل میں ایک شہادت جو درد دل سے پر ایک بڑے عالم فاضل احمدی قادیان میں رہنے والے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ دیکھنے والے، پھر حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم و مغفور کا زمانہ دیکھنے والے، پھر جناب میاں محمود احمد صاحب کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے معزز عہدوں پر مامور اور مبلغین جماعت قادیان کے استاد رہے۔ جماعت احمدیہ قادیان کے متفقہ منتخب شدہ ممبر میونسپل کمیٹی اور کئی معزز عہدوں پر ممتاز رہنے والے جن کو سفر ولایت میں بھی جناب میاں محمود احمد صاحب نے ہزاروں روپیہ صرف کر کے ہمراہ سفر رکھا۔ ایسے تجربہ کار کی طرف سے لکھی گئی ہے۔ اخبار میں مع میری اس چٹھی کے شائع فرما کر مشکور فرماویں۔

(شیخ مولا بخش مالک کارخانہ لائل پور)

جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے دور خلافت پر ایک سچی شہادت

خلافت اولیٰ[1] کا زمانہ جس میں جماعت اتحاد کی برکات سے مالا مال تھی۔ اسی خیال میں گذر گیا اور وہ وقت آ گیا جبکہ نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کا وجود باجود بھی اپنے پیارے آقا مسیح موعودؑ کی طرح جماعت کے سر سے اٹھ گیا اور اس کے اٹھنے کے ساتھ ہی جماعت کے اتحاد کا بھی بظاہر ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ یہ زمانہ وہ بابرکت زمانہ تھا جس میں جماعت نہایت سادگی کے ساتھ تقوےٰ کی راہوں پر گامزن اور قرب الٰہی کے حصول میں ہر وقت کوشاں تھی نفسانی خواہشات اور خود غرضیوں سے کوسوں دور، دنیا کی جاہ و جلال کی محبت سے سخت متنفر تھی۔ یہ وہ بابرکت زمانہ تھا جس میں خلیفہ اور جماعت ایک ہی رنگ میں رنگین اور ایک ہی غرض و غایت کی طرف حرکت کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اگر ایک خدا کے کلام پاک کے معارف کے دریا بہا رہا ہے تو دوسرا اس میں مزے لے لیکر غوطے لگا رہا ہے اور اپنے وجود کو گناہوں کی ہر قسم کی آلائشوں سے پاک کرنے میں ہمہ تن مصروف دکھائی دیتا ہے۔ آہ! جب وہ مبارک زمانہ جس کے متعلق یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ وہ ہمارے پیارے امام و ہمارے آقا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا جزو ہی تھا۔ یاد آتا ہے تو آنکھوں میں آنسو رواں ہونے لگ جاتے ہیں اور دل یہی تمنا کرنے لگ جاتا ہے کہ کاش ہم اسی زمانہ میں ہی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملتے اور یہ دلخراش منظر اور جگر کو پاش پاش کر دینے والے نظارے جو لعد میں دیکھے اور دیکھ رہے ہیں دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

اے اللہ تو ہی اپنے فضل و کرم سے جماعت پر پھر وہی برکتوں کا زمانہ اور تقوےٰ و طہارت کے میدان میں جماعت کو پھر وہی منازل طے کرنے کی توفیق عطا فرما۔ جن کو طے کر لینے کا وہ سچا دوست و دشمن سے سارٹیفکیٹ حاصل کیا کرتی تھی۔ الٰہی ہم اس دنیاوی شان و شوکت کو کیا کریں۔ اگر یہ ہمیں تیری بارگاہ سے دور لے جانے والی ثابت ہو۔ الٰہی ان کوٹھیوں اور پکے مکانوں کی کثرت ہمارے کس کام کی۔ اگر یہ ہمارے دلوں کو تیری یاد سے غافل کرنے کا موجب بن جائیں۔ الٰہی ہم خالی تعداد کی ترقی سے کس طرح خوش ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم نے عملی اصلاح کا وہ جوش ساتھ پیدا نہیں کیا جو تیرا پیارا مامور لوگوں کے اندر پیدا کرنے آیا تھا الٰہی اپنی پیشگوئیوں میں جس ترقی کی طرف تو نے اشارہ کیا ہے اس کا یہ منشا تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ ترقی ایک جسم بلا روح ہو گی۔ یقیناً تیرا مقصود اس ترقی سے وہی ترقی ہو سکتی ہے جو جسم کے ساتھ روح بھی رکھتی ہے۔ الٰہی اگر ہم نے دنیا کے کونے کونے میں بھی تیرے مامور کے پیغام کو پہنچا دیا۔ لیکن اگر ہم نے اس کے ساتھ وہ عملی نمونہ نہیں پہنچایا جس کے متعلق تو نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے۔ وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا

یعنی اے امت محمد صلعم دنیا میں تیرے وجود کی ایک ہی غرض ہے اور وہ یہ کہ تو اپنے نبی پاکؐ کا نمونہ دوسروں تک پہنچا دے اور اپنے عملی نمونہ سے دنیا پر اسلام کی صداقت ثابت کر دے جس طرح رسول پاکؐ نے اپنے عملی نمونہ سے تم پر یہ صداقت ثابت کر دی ہے تو ہم بالکل ناکام ہیں اور ہرگز ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ دعوےٰ کر سکیں کہ ہم کامیابی کے ساتھ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گئے ہیں۔ الٰہی تو ہمیں یہ سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ کہ ہم چھلکے پر قانع نہ ہوں۔ بلکہ مغز کو حاصل کرنے کی کوشش کریں الٰہی تو ہی اپنے لطف و کرم سے ہمیں پھر ایسا ایمان عطا فرما۔ جو تیری محبت کی آگ سے ہمارے دلوں کو بھی گرما دے اور ہماری حالت کو قال سے حال میں بدل دے آمین یا رب العالمین آمین۔ (از کتاب شان مصلح موعود صفحہ ۹)

[1] یہ اقتباس جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کی تازہ تصنیف "شان مصلح موعود" سے لیا گیا ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس نے قادیانی خلافت کے ایوبی قصر میں کھلبلی پیدا کر دی ہے۔

استعذار

آسٹریلیا میں ہمارے ایک نہایت مخلص اور مخیر بھائی ملک محمد بخش صاحب ہیں۔ جوبلی نمبر کے پہلے ایڈیشن میں ان کے نام کے ساتھ بجائے "ملک" کے "میاں" لکھا گیا ہے۔ ملک صاحب موصوف میاں نہیں کہلاتے بلکہ ملک کہلاتے ہیں یہ ایک غلطی تھی جو مجھ سے ہوئی ہے۔ میں ملک صاحب موصوف سے معافی چاہتا ہوں۔

مرتضےٰ خاں

جماعت احمدیہ جموں کا جنرل اجلاس

مورخہ ۱۹ر فروری ۳۹ء کو جماعت احمدیہ جموں کا جنرل اجلاس زیر صدارت جناب چودھری عبد الرحمان صاحب منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد تیس کے قریب تھی۔ اجلاس نے مندرجہ ذیل فیصلہ جات اتفاق رائے سے طے کئے۔

(۱) اتفاق رائے سے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب قریشی صدر جماعت منتخب ہوئے۔

(۲) کثرت رائے سے طے پایا کہ آئندہ سید محمد امین گیلانی بحیثیت سکرٹری جماعت کام کریں گے۔

(۳) اتفاق رائے سے چودھری اللہ دتا صاحب فنانشل سکرٹری مقرر ہوئے

(۴) مفتی فضل احمد صاحب کثرت رائے سے امین و محصل مقرر ہوئے۔

(۵) حاضرین جنرل اجلاس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ آئندہ سال کے لئے مجلس معتمدین کے ممبر چودھری عبد الرحمان صاحب ہوں گے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ آئندہ ہر قسم کی خط و کتابت جدید منتخب شدہ صاحب صدر اور سکرٹری سے کریں۔ والسلام

(نامہ نگار)

چودھری امجد خانصاحب کی واپسی

چودھری امجد خاں صاحب اے۔ ایم۔ آئی۔ پی۔ ای (ریجوینٹ آئی۔ لوکو۔ ای) جو عرصہ دو سال سے لوکو موٹو اور پروڈکشن انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلینڈ گئے ہوئے تھے تحصیل علم کے بعد واپس تشریف لے آئے ہیں۔ قارئین پیغام صلح کو شاید علم ہو کہ چودھری امجد خاں صاحب جناب خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب مرحوم کے بھتیجے ہیں

صاحب موصوف کا ۱۰ر فروری ۳۹ء کو دہلی۔ لاہور اور وزیر آباد کے سٹیشنوں پر بڑا پر جوش خیر مقدم کیا گیا۔ ان کے وطن مالوف قصبہ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں ان کے اعزاز میں ٹی پارٹیاں دی گئیں اور ایڈریس پیش کئے گئے اس خوشی میں ہندو مسلم شرفا نے متحدہ طور پر حصہ لیا۔

پیغام صلح:۔ ہم خانصاحب کو اس مبارک موقعہ پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ خانصاحب ایک ہر دلعزیز اور قابل نوجوان ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اپنی ریلوے کی ملازمت میں نہایت کامیاب افسر ثابت ہوں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں ملک و قوم کا بہترین خادم بنائے اور ان کے ہاتھوں سے مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچے۔ آمین ثم آمین

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— بیت المقدس ۲۲ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج صبح آٹھ بجے کے قریب بیت المقدس میں غدار لیڈر فخری نشاشیبی کے چچیرے بھائی پرکسی نے فائر کر دیا جس کی وجہ سے وہ مجروح ہو گیا۔ اس علاقہ میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔

—— بیت المقدس ۲۲ فروری۔ حکومت کی طرف سے ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں فلسطین کے سرکاری افسران کو انتباہ کیا گیا ہے کہ اگر حکومت کو معلوم ہوا کہ کسی افسر نے دہشت انگیزوں کی مالی امداد کی ہے تو اسے برطرف کر دیا جائے گا۔

—— قاہرہ ۲۱ فروری۔ اخبار الاہرام رقمطراز ہے کہ وزارت مصر نے اپنے ایک خاص اجلاس میں جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— دمشق ۲۴ فروری۔ جمہوریت شام کے صدر نے میزلہ پاشا سلامے سے جدید وزارت کے قیام کی التماس کی تھی۔ آخر الذکر نے وزارت کے قیام کی کوشش بھی کی تھی۔ مگر صدر جمہوریہ نے اپنی ناکامی کا اظہار کر دیا ہے اور غالباً غیر جانبدار وزارت قائم ہو گی۔

—— دمشق ۲۴ فروری۔ دمشق سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ شام میں نئی وزارت قائم ہو گئی ہے۔ نئے وزیر اعظم سابقہ وزارت میں فنانس منسٹر تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نئی وزارت میں سابقہ نیشنلسٹ وزارت کے بعض وزراء بھی شامل ہیں۔

—— طہران ۲۴ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ولیعہد ایران کی شادی شہزادی فوزیہ کے ساتھ ۱۵ مارچ کو قاہرہ میں ہو گی آج قاہرہ روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ چند دن بیروت میں قیام فرمائیں گے اور ۳ مارچ کو اپنی پارٹی سمیت قاہرہ روانہ ہوں گے۔

—— قاہرہ۔ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کی طرح مصر میں بھی انسداد مسکرات کی تحریک شروع کی جا رہی ہے۔ مصر کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ انجمن نوجوانان مصر نے شراب نوشی کے خلاف مہم جاری کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس انجمن کے ارکان کا ایک جلوس نکلا جس نے دن دہاڑے شراب نوشی کی دو دکانوں پر سنگباری کی اور اس کی دو کانیں توڑ ڈالیں۔ یہ جلوس نعرے بھی لگا رہا تھا اور ساتھ ساتھ لوگوں کو شراب سے نفرت کرنے کی تلقین کر رہا تھا۔

—— یمن ۲۲ فروری۔ شہزادہ سیف السلام ولیعہد یمن آجکل پیرس میں آئے ہوئے ہیں۔ آپ نے امام یمن کی طرف سے موسیو لوبرن صدر جمہوریہ فرانس کو ایک خط دیا۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ مکتوب میں ملکی معاملات پر بحث کی گئی ہے۔

شہزادہ سیف السلام موسیو دلادیہ وزیر اعظم فرانس سے بھی ملاقات کریں گے۔

ہم اسی وقت روک تھام کی تدابیر شروع کر دیں۔

—— لکھنؤ ۲۴ فروری۔ مدح صحابہ کے سلسلہ میں امتناعی احکام نافذ کئے گئے ہیں۔ مگر بعض اشخاص ان احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ چنانچہ کل ۱۶ اشخاص کو گرفتار کیا گیا تھا۔

—— کلکتہ ۲۴ فروری۔ کیشو رام کاٹن ملز میں گذشتہ شب آگ لگ جانے سے دو لاکھ روپیہ کا نقصان ہو گیا۔

ہندوستان

—— نئی دہلی ۲۴ فروری۔ واردھا سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے پندرہ ممبروں میں سے تیرہ ممبروں نے استعفے صدر کانگرس مسٹر سبھاش چندر بوس کو بھیج دیئے ہیں۔ ان میں سے ۱۲ ممبروں کا استعفےٰ مشترکہ ہے اور پنڈت جواہر لال نہرو نے علیحدہ طور پر استعفےٰ دیا ہے۔

—— کلکتہ ۲۴ فروری۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے متعلق کلکتہ کے کانگرسی حلقوں کا خیال تھا کہ وہ کسی پارٹی کا ساتھ نہ دیں گے۔ بلکہ دونوں کے درمیان مفاہمت کی کوشش کریں گے۔ لیکن مسٹر گاندھی کا ساتھ دیکر انہوں نے ورکنگ کمیٹی سے جو استعفےٰ دیدیا ہے اس پر شدید حیرانی ظاہر کی جا رہی ہے۔ مسٹر سبھاش چندر بوس ابھی تک صاحب فراش ہیں۔ اس لئے ابھی تک ان کی طرف سے کوئی بیان شائع نہیں کیا گیا۔

—— لاہور ۲۴ فروری۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کانپور نے محرم کے جلوس کے سلسلہ میں جو پابندیاں عائد کر دی ہیں ان کے خلاف احتجاج کے طور پر مسلمانوں نے جلوس نکالنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے جس کی وجہ سے نازک صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔

—— کلکتہ ۲۴ فروری۔ مسٹر اے کے فضل الحق وزیر اعظم بنگال نے اسمبلی کے آج کے اجلاس میں اس امر کا اعلان کیا کہ بیرونی ممالک کے چند ایک یہودیوں نے کلکتہ میں کاروبار کرنے کی اجازت مانگی ہے حکومت کو اس امر کی اطلاع نہیں ملی کہ یہودیوں کے اس اقدام نے شہر میں ہیجان طاری کر دیا ہے۔

—— کلکتہ ۲۲ فروری۔ بنگال اسمبلی کے اجلاس میں سر ناظم الدین وزیر داخلہ نے اعلان کیا کہ حکومت نے مشاورتی کمیٹی کے مشورہ کے مطابق اس وقت تک ۱۰۲ سیاسی قیدیوں کو رہا کیا ہے۔ باقی ماندہ قیدیوں کی رہائی کے مسئلہ پر غور کیا جا رہا ہے

—— کلکتہ ۲۲ فروری۔ آج صبح ۱۰ بجکر چالیس منٹ پر لارڈ بریبورن گورنر بنگال وفات پا گئے۔ آنجہانی سال بھر سے علیل تھے۔

—— جے پور ۲۴ فروری۔ پرجا منڈل کے ۱۸ ارکان نے جو بھوک ہڑتال شروع کر رکھی ہے انہیں جیل سے قلعہ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

—— الہ آباد ۲۴ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ صوبہ آگرہ کے باشندوں کی طرف سے گورنر یو۔پی کی خدمت میں ایک میموریل پیش کیا گیا ہے جس میں درخواست کی گئی ہے کہ الہ آباد کو یو۔پی کا دارالحکومت بنایا جائے۔

—— نئی دہلی ۲۴ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ مسٹر عبدالقیوم نے مرکزی اسمبلی میں ایک تحریک التوا پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس کا مقصد اس بات پر بحث کرنا ہے کہ حکومت برطانیہ نے فلسطین کو فوری آزادی دینے سے انکار کر دیا ہے اور فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو مکمل طور پر بند کر دینے سے متعلق عربوں کے ارادہ کو مسترد کر دیا ہے۔

—— لاہور ۲۴ فروری۔ لارڈ بریبورن گورنر بنگال کی وفات کے سلسلہ میں ماتم کے طور پر آج تمام سرکاری عمارات پر یونین جیک سرنگوں کر دیا گیا۔

—— بنوں ۲۴ فروری۔ کل بنوں میں اس اطلاع کی وجہ سے ہیجان و اضطراب طاری ہو گیا کہ ملا شیر علی سرحدی قبائل کے ایک جم غفیر کے ساتھ میر علی سپین درم روڈ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حکومت نے

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۱ فروری۔ آج دارالعوام میں ایک سوال کے ذریعہ دریافت کیا گیا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے کہ یمن کے پاس اسلحہ فروخت کرنے کی وجہ سے اطالیہ کو یمن کی طرف سے بحر احمر کے بعض جزیروں میں خاص مراعات دی گئی ہیں اور کیا یہ چیز برطانیہ اور اطالیہ کے معاہدہ کے خلاف نہیں۔

—— لندن ۲۲ فروری۔ حال ہی میں باغیوں نے ایک برطانوی جہاز "سٹر انگرو" پکڑ لیا تھا۔ باغیوں کے اس اقدام کے خلاف ایک احتجاجی یادداشت بھیجی جا چکی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس یادداشت کا جنرل فرانکو کی حکومت کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

—— پیرس ۲۱ فروری۔ باخبر حلقوں میں اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ حکومت فرانس اور حکومت ایران کے مابین سفارتی تعلقات دوبارہ قائم ہو جائیں گے۔

—— ہانگ کانگ ۲۲ فروری۔ کل ایک جاپانی طیارہ نے برطانوی علاقہ میں بم برسائے تھے۔ اس کے خلاف برطانوی سفیر مقیم ٹوکیو نے شدید احتجاج کیا تھا۔ آج معلوم ہوا ہے کہ ہانگ کانگ کے جاپانی قونصل نے برطانوی حکام سے معافی مانگ لی ہے۔

—— نیویارک ۲۴ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ماڈیسن سکوئر گارڈن میں قریباً بیس ہزار امریکن جرمن ایک زبردست نازی مظاہرہ کرنے والے ہیں۔ اس مظاہرہ کے خلاف قریباً ایک لاکھ آدمی مخالفانہ مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں۔ فساد یا خطرہ کے پیش نظر پولیس کا زبردست انتظام کیا گیا ہے۔

—— ویٹیکان ۲۴ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ پوپ کا اعلان یکم مارچ کو ہو گا۔ اس موقعہ پر ۶۲ کارڈینل موجود ہوں گے۔

—— لندن ۲۳ فروری۔ برطانوی اخبارات کا بیان ہے کہ حکومت برطانیہ فرانس اور اطالیہ میں مفاہمت کرانے کیلئے کوشش کر رہی ہے۔

—— بخارسٹ ۲۲ فروری۔ رومانیہ۔ یونان۔ ٹرکی اور یوگوسلاویہ جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کرنے پر متفق ہو گئے۔

—— چنگ کنگ ۲۲ فروری۔ یہاں عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ عنقریب چین دنیا کو اپنی وہ فوج دکھائے گا جو اس نے ابھی تک نہیں دکھائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فوج جدید ترین اسلحہ سے آراستہ ہو گی۔

—— پیرس ۲۴ فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج فرانسیسی پارلیمنٹ میں وزیر اعظم فرانس موسیو دلادیہ اپنی حکومت کے متعلق اعتماد کی تحریک منظور کرانے کی کوشش کریں گے۔ آپ یہ واضح کریں گے کہ اگر حکومت فرانس جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کرنے کا فیصلہ کرے گی تو اس میں کوئی غلطی نہیں کرے گی۔

—— ہیگ ۲۴ فروری۔ وزیر دفاع ہالینڈ نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا کہ ہالینڈ میں عنقریب سرحدی قلعہ بندیاں شروع کر دی جائیں گی کیونکہ مغربی یورپ میں جنگ چھڑتے وقت حکومت جرمنی ہالینڈ پر حملہ آور ہو گی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شہید کون ہے؟

پھر تیسرا مرتبہ شہید کا ہے عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں جو شخص لڑائی میں مارا گیا یا دریا میں ڈوب گیا یا وبا میں مر گیا وغیرہ میں کہتا ہوں اس پر اکتفا کرنا اور اس حد تک اسے محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالےٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے یہاں تک کہ اگر محض خدا کے لئے اس کو جان بھی دینی پڑے تو فوق العادت استقلال اس کو ملتا ہے اور بدوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کئے اپنا سر رکھ دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اسے اللہ کی راہ میں دوں ایک ایسی لذت اور سرور اسکی روح میں ہوتا ہے کہ تلوار جو اسکے بدن پر پڑتی ہے اور ضرب جو اسکو پیس ڈالے اسکو پہنچتی ہے وہ اس کو ایک نئی زندگی نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے۔ یہ ہیں شہید کے معنی۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب مولوی عمر الدین صاحب دہلی سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی دہلی میں تشریف آوری نے مجھے تو زندہ کر دیا ہے جی چاہتا ہے کہ بس وہ قرآن پڑھائیں اور میں سنتا رہوں۔ بہت ہی مبارک وجود ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اور ان کی عمر میں برکت دے۔

— یکم مارچ کو مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے مولوی فاضل کوٹ آدہاں تحصیل سیالکوٹ اچھوتوں کو حلقہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ تفصیل آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔

— جناب ایم موسیٰ خانصاحب اوڈری کشمیر آج کل مصائب میں گرفتار رہیں احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ انہیں ان مصائب سے جلدی نجات دے۔

— جناب میاں غلام قادر صاحب جیو ونجل والے مالی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ ان کے لئے درد دل کے ساتھ دعا کی جائے۔

— مرکزی مہمان خانہ میں بعض مہمان عبارضہ بخار بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

— جماعت کے کئی اور احباب بھی بیمار ہیں اور دعا کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

فلسطین کانفرنس لندن

عربوں کے مطالبات اور حکومت برطانیہ کا فرض

(از جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب)

اخبار بین حضرات معاملات فلسطین سے بخوبی واقف ہیں۔ چند سال سے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس نے تمام عرب اور سارے عالم اسلامی کو مضطرب کر رکھا ہے۔ عرب اور دیگر ممالک کے باخبر مسلمان روز اول ہی سے اعلان بالفور کے شدید مخالف ہیں لیکن حکومت برطانیہ نے اپنے حتمی وعدوں، اور مسلمانوں کے شدید و مسلسل احتجاج کے باوجود اس اعلان کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ یورپ اور دیگر براعظموں سے یہودی کثیر تعداد میں فلسطین پہنچنے لگے۔ انہوں نے وہاں وہی کچھ کیا جس کی وجہ سے یہ مغضوب قوم ہزاروں سالوں سے ذلیل و بدنام ہے۔

فلسطین پہنچ کر یہودیوں نے عربوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ آمدنی کے ذرائع پر بیدردی سے قبضہ کر لیا۔ عربی روٹی کے ٹکڑے سے بھی محروم ہونے لگے۔ انہوں نے سالہا سال تک برطانیہ کے حضور پر امن اور آئینی طریق پر عرض معروض کی۔ دلائل و براہین پیش کئے۔ ان کے متعدد وفود انگلستان گئے۔ اس کے بعد انہوں نے متعدد مرتبہ ہڑتالوں اور عدم تعاون کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ حکومت برطانیہ کو بار بار وہ ان جنگ میں کئے ہوئے وعدے یاد دلائے لیکن برطانی ارباب حکومت نے ان کی فریادوں کو ہمیشہ بہرے کانوں سے سنا، ان کی ناقابل تردید دلائل اور مبنی برانصاف مطالبات کا جواب خاموشی اور ٹال مٹول اور اس کے بعد تشدد سے دیا ــــ ایسا ہولناک تشدد جس کی مثالیں تاریخ عالم میں بہت کم مل سکتی ہیں ــــ آخر پے در پے ناکامیوں اور بے انصافیوں کی وجہ سے اعراب فلسطین کے بہت بڑے طبقہ کا اعتقاد برطانی انصاف و دیانت سے اٹھ گیا۔ فلسطین میں برطانی فوجوں اور انگریز حکام کے مظالم نے ان کو نہ صرف مایوس بلکہ مشتعل بھی کر دیا اور وہ قانون شکنی پر اتر آئے۔ ملک کے طول و عرض میں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ چنانچہ اب کافی عرصہ سے عربوں اور برطانی فوجوں کے درمیان خونیں مقابلے جاری ہیں۔ عربوں نے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے۔ باوجود اس کے کہ برطانیہ کی طرف سے طاقت کا بے پناہ استعمال ہو رہا ہے، عربوں کے عزائم میں روز بروز پختگی پیدا ہو رہی ہے۔ وہ زیادہ دلیری اور خوشی سے جانی و مالی قربانیاں کر رہے ہیں۔ عالم اسلامی کی ہمدردیاں پہلے سے زیادہ مستحکم اور عملی رنگ میں انہیں حاصل ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں برطانیہ کے خلاف غم و غصہ کے جذبات ترقی کر رہے ہیں۔ اعراب فلسطین کا قانون شکن طبقہ جو کچھ کر رہا ہے اس پر اخلاقی و اصولی لحاظ سے کسی معمولی اعتراض کی گنجائش شاید نکل آئے۔ لیکن یہ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ صورت حالات برطانی حکومت کے طرز عمل کا لازمی نتیجہ ہے۔ جب حکمران طاقت محکوم قوم کو بالکل مایوس کر دے اور انصاف و معقولیت کو بالکل پس پشت ڈال دے تو اس کے نتائج لازمی طور پر اسی قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ قوانین قدرت برطانیہ کے ارباب سیاست کی بے بسی سے بہت زیادہ طاقتور اور اٹل ہیں۔ ان کو برطانیہ کی توپیں، تفنگیں اور ہوائی جہاز نہیں بدل سکتے لہذا پورے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ صورت حالات کی تمام تر ذمہ داری برطانیہ پر ہے۔ عرب بالکل بے قصور اور حق بجانب ہیں۔

آجکل لندن میں فلسطین کانفرنس ہو رہی ہے۔ حکومت برطانیہ عرب اور یہودی نمائندوں سے مصروف گفت و شنید ہے اس کانفرنس کے متعلق اب تک جو اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔ ان کی روشنی میں اس کی کامیابی کے متعلق کوئی بہتر توقعات قائم کرنا مشکل ہے۔ لیکن اس کانفرنس نے حکومت برطانیہ کے لئے ایک اور نہایت بڑی غلطی ہو گئی۔ اور اس کا جو اثر فلسطین اور دیگر عرب ممالک بلکہ سارے عالم اسلامی پر پڑیگا۔ وہ بالکل ظاہر ہے

عرب اور یہودی نمائندوں نے اپنے اپنے مطالبات پیش کر دیئے ہیں۔ عربوں کے اہم اور بنیادی مطالبات مندرجہ ذیل ہیں

(۱) انتداب اور اعلان بالفور فوراً منسوخ کر دیا جائے

(۲) یہودیوں کی آمد بلاتاخیر کلی طور پر روک دی جائے۔

(۳) فلسطین میں نمائندہ قومی حکومت قائم کی جائے جس میں اقلیت کے لئے مناسب اور ضروری تحفظات کا انتظام کر دیا جائے۔

عربوں نے اپنے ان مطالبات کی بنیاد ان خطوط پر رکھی ہے جو جنگ عظیم کے آغاز میں شریف حسین مرحوم کے نام سر ہنری میکموہن نے حکومت برطانیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے لکھے تھے۔ اب یہ خطوط دنیا بھر کے اخبارات کے علاوہ ہندوستان کے اردو انگریزی اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ لہذا یہاں ان کے اقتباسات پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب حکومت برطانیہ عربوں کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر رہی تھی تو اس نے جزیرہ العرب کے ترکی اور فرانسیسی علاقوں کے سوا باقی ملک میں عربوں کی آزادی تسلیم کر لی تھی اور حتمی وعدہ کر لیا تھا کہ آزاد عرب حکومتیں قائم کرنے میں امداد دی جائے گی۔ لیکن ان وعدوں کے باوجود لارڈ بالفور نے فلسطین کو یہودی وطن بنانے کا اعلان کر دیا اور اس اعلان میں بھی یقین دلایا گیا کہ عربوں کی آزادی اور ان کے ہر قسم کے حقوق پر مضر اثر نہ پڑیگا۔ لیکن واقعات اس حقیقت کا ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ اعلان بالفور ان وعدوں کے بالکل خلاف ہے جو کہ حکومت برطانیہ نے سر ہنری میکموہن کے ذریعہ عربوں سے کئے تھے۔ برطانی ارباب سیاست باوجود کوشش کے ان وعدوں اور اعلان بالفور میں قطعاً کوئی مطابقت نہیں پیدا کر سکے اور نہ یہ ممکن ہے۔

ایام جنگ میں اور اس کے بعد حکومت برطانیہ نے عربوں کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی غرض سے بھی چند اہم اعلانات کئے تھے۔ فلسطین کے متعلق اس کی موجودہ روش ان اعلانات کے بھی صریح خلاف ہے۔ حال ہی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے نمائندوں (جناب عبدالرحمن صاحب صدیقی اور چودھری خلیق الزمان صاحب جو آجکل لندن میں مقیم ہیں) نے فلسطین کانفرنس کے سلسلے میں حکومت برطانیہ کو ایک اہم یادداشت بھیجی جس میں ان اعلانات کے ضروری حصوں کو نہایت موثر اور ناقابل تردید طریق پر درج کیا۔ جنگ عظیم کے ابتدائی ایام میں حکومت برطانیہ اور اس کے حلیفوں کی پوزیشن کمزور تھی۔ حالات نازک تھے۔ جنگ میں حکومت ترکی کی شرکت سے یہ اندیشہ پیدا ہو چکا تھا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں اتحادیوں کے خلاف شدید اضطراب پیدا ہو جائے گا۔ حریف طاقتیں اس جنگ کو ایک مذہبی جنگ کی شکل میں مسلمانوں کے سامنے پیش کریں گی۔ اس لئے حکومت برطانیہ نے پوری کوشش کی کہ اس جنگ کو غیر مذہبی ثابت کرتے ہوئے مسلمانوں کو مقامات مقدسہ کے کامل احترام و حفاظت کا یقین دلائے۔ چنانچہ ۲ نومبر ۱۹۱۴ء کو حکومت برطانیہ نے روس اور فرانس کے کامل اتفاق رائے سے ہندوستان کے وائسرائے کو مندرجہ ذیل اعلان کا اختیار دیا

"ملک معظم کی حکومت نے مقامات مقدسہ عرب کے متعلق جس میں عراق کی زیارت گاہیں اور بندرگاہ جدہ بھی شامل ہے اعلان کا اختیار دیا ہے تاکہ ملک معظم کی وفادار مسلم رعایا کے دل میں جنگ کے سلسلے میں جس سے مذہبی نوعیت کا کوئی مسئلہ وابستہ نہیں حکومت ملک معظم کی روش کے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ یہ مقامات مقدسہ اور جدہ حکومت برطانیہ کی بحری طاقت اور فوج کے حملے یا آزار سے اس وقت تک بالکل محفوظ رہیں گے جب تک ان مقامات مقدسہ یا محولہ بالا زیارت گاہوں کو جانے والے ہندوستانیوں کو روکا نہ جائیگا حکومت ملک معظم کی درخواست پر روس اور فرانس کی حکومتوں نے بھی اسی قسم کا یقین دلایا ہے۔"

یہ اعلان بالکل واضح ہے اور اس میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا ہے کہ عرب میں وہ تمام علاقے شامل ہیں جو اس وقت حکومت ترکی کے زیر ترکی حصے تھے۔ شریف حسین کے نام سر ہنری میکموہن کے خطوط بھی اس پر شاہد ہیں۔ اس کے بعد ۹ نومبر ۱۹۱۴ء کو مسٹر اسکوتھ نے بحیثیت وزیر اعظم برطانیہ گلڈ ہال میں ایک زبردست تقریر کرتے ہوئے اس اعلان کی مندرجہ ذیل اعلان کے ذریعہ تائید و تصدیق کی کہ:-

"سلطان ترکی کی مسلم رعایا سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہمارے بادشاہ کی نہایت وفادار رعایا میں کروڑوں مسلمان بھی شامل ہیں اور ہمارے خیالات سے اس کے سوا کوئی بات دور نہیں کہ ہم ان مسلمانوں کے عقیدے یا ان کے مقامات مقدسہ کے خلاف جنگ کی حوصلہ افزائی کریں۔ اگر ضرورت پڑے تو ہم تمام حملہ آوروں کے مقابلے میں ان کی حفاظت کے لئے تیار رہیں تاکہ یہ محفوظ رہیں۔"

جنگ عظیم ختم ہو گئی۔ عربوں کی امداد کی وجہ سے برطانیہ فرانس وغیرہ کی شکست فتح میں تبدیل ہو گئی اور برطانیہ نے عربوں سے جو وعدے کئے تھے۔ وہ یکے بعد دیگرے ٹوٹنے لگے۔ سلطنت عثمانیہ کی قطع برید کا سلسلہ شروع ہوا تو مسلمانان ہند بھی مضطرب ہو گئے۔ اس اضطراب کو دور کرنے کے لئے ۱۵ مئی ۱۹۲۱ء کو حکومت نے پھر ایک اعلان کیا کہ:-

"ہندوستان کے مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے عرب ہم مذہبوں کی آزادی برقرار رہے۔ نیز سابقہ عثمانی سلطنت کے بہت بڑے حصے کی

(باقی ــــ پر)

علمی معلومات

حضرت مسیح ناصری کے چند اقوال

۱۔ کوئی آدمی نئی پوشاک میں سے پھاڑ کر پرانی پوشاک میں پیوند نہیں لگاتا۔ ورنہ نئی بھی پھٹے گی اور اس کا پیوند پرانی میں میل بھی نہ کھائے گا۔

۲۔ یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین نہ ٹل جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے

۳۔ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔

۴۔ یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اس کے باپ سے اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں۔

۵۔ جو کوئی اپنی صلیب نہ اٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے۔ وہ میرے لائق نہیں۔

۶۔ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا کہیں بے عزت نہیں ہوتا

۷۔ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ مانگو تو تمہیں دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ گے تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہے۔ اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جائے گا۔ تم میں سے ایسا کون باپ ہے کہ جب اس کا بیٹا روٹی مانگے تو اسے پتھر دے۔ یا مچھلی مانگے تو مچھلی کے بدلے اسے سانپ دے۔ یا انڈا مانگے تو اسے بچھو دے۔ پس جبکہ تم برے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دے گا۔

۸۔ اے شرع کے عالموں تم پر افسوس ہے کہ تم نے معرفت کی کنجی چھین لی تم آپ بھی داخل نہ ہوئے اور داخل ہونے والوں کو بھی روکا۔

۹۔ سانپوں اور بچھوؤں کو کچلو اور دشمن کی ساری قدرت پر غالب آؤ اور تم کو ہرگز کسی چیز سے ضرر نہ پہنچے گا۔

۱۰۔ کوئی شخص نئی مے پرانی مشکوں میں نہیں بھرتا۔ نہیں تو نئی مے مشکوں کو پھاڑ کر خود بھی بہ جائے گی۔ بلکہ نئی مے نئی مشکوں میں ہی بھرنی چاہئے۔

ہندو اور یونانی عورت کو کیا سمجھتے تھے

ہندوؤں اور یونانیوں میں عورت کا درجہ بہت ہی کم تھا۔ وہ اسے اعلیٰ درجہ کی مخلوق تصور نہ کرتے تھے۔ اسے یا تو بچہ پیدا کرنے کی مشین ہی خیال کیا جاتا تھا یا ایک رنگین کھلونا جس سے مرد اپنا دل بہلاتا ہے۔ ہندو اور یونانی عورت کی تاریخ جور و تعدی کی داستان ہے جس میں خدا تعالیٰ کی اس شریف اور شفیق مخلوق پر حد سے زیادہ ستم توڑے گئے۔ یونانیوں میں دستور تھا کہ جس عورت کا بچہ بصورت یا طبعی نقائص کو لے کر پیدا ہوتا اسے گردن زدنی قرار دیتے اور اس ظلم عظیم پر کسی کی آنکھوں سے دو آنسو بھی نہ ٹپکتے تھے ——— جو عورت خوبصورت اور صحت ور بچے پیدا کرتی اسے قوم کی بہبودی کے لئے دوسرے خاندان کے لوگ مستعار لے لیتے تھے اور اس سے دو چار بچے لیکر لوٹا دیتے تھے۔

عورت مرد کی ملک قرار دی جاتی تھی۔ وہ اس کے جان اور مال کو جس طرح چاہے استعمال کر سکتا تھا۔ چنانچہ جب یونانی تمدن اپنے انتہائی عروج پر تھا اس وقت بھی معاشرت میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی عورتوں کو تعلیم وغیرہ سے بالکل محروم رکھا جاتا تھا۔ البتہ بازاری عورتوں میں تعلیم کا رواج ضرور تھا۔ چنانچہ ان کی محفلوں میں بڑے بڑے یونانی مفکر اور فلاسفر جا کر بیٹھتے تھے۔ اور وہاں علمی اور ادبی محفلیں جمتی تھیں۔ چنانچہ سقراط جیسے اخلاقی لحاظ سے یونانی فلاسفہ میں بہت امتیاز حاصل ہے۔ وہ بھی شاہد بازاری کی مجلسوں میں بسا اوقات بیٹھا ہوا نظر آتا ہے اسپیپیا اور ڈیوتیما کی خلوتوں میں بارہا مورخ نے اسے رونق افروز دیکھا ہے۔

منوشاستر جو ہندو قانون کا بنیادی پتھر ہے اس میں عورت کو لونڈی اور طفل نابالغ سے زیادہ حیثیت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے " عورت صغر سنی میں باپ کی مطیع ہے۔ جوانی میں شوہر کی اور شوہر کے بعد اپنے بیٹوں کی۔ اور اگر بیٹے نہ ہوں تو اپنے اقربا کی۔ کیونکہ کوئی عورت ہرگز اس لائق نہیں کہ خود مختار طور پر زندگی بسر کر سکے" ہندوؤں کا قانون اس سے بڑھ کر عورت پر فتوے صادر کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تقدیر، موت جہنم، زہریلے سانپ ان سب سے زیادہ عورت خطرناک ہے پنج تنتر میں لکھا ہے:-

"عورت کی طبیعت کا تلون جیسے سمندر کی موجیں اس کے جذبات بالکل بے ثبات جیسے شفق کے بادلوں کی صفیں۔ جب اس کی ہوس پوری ہو جاتی ہو اور مرد اس کے کام کا نہیں رہتا تو اس سے کنارہ کش ہو جاتی ہے جیسے کوئی اس لاکھ کو پھینک دیتا ہے جس پر چھاپہ ہو چکا ہو"

" عورت ایک سے باتیں کرتی ہے تو دوسرے کی طرف اضطراب کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور دھیان اس کو ہوتا ہے تیسرے کا جس کو وہ دل ہی دل میں رہنے دیتی ہے فی الحقیقت وہ کون ہے جس کو عورت دل سے چاہتی ہے"

پھر ایک اور شاستر میں لکھا ہے:-

"عورت کی نیت بجلی کی چمک سے بھی جلد بدل جاتی ہے وہ ... اسے کسی اور کی ... نہ اوٹ ہے پیار تم سے کرے، گلے تم کو لگائے ٹھنڈے سانس تمہارے حریف کیلئے بھرے ——— عورت کی روح میں پارسائی کا وجود ڈھونڈے سے نہیں ملتا"

ہندوؤں اور یونانیوں کے علاوہ دیگر اقوام میں بھی عورت کو نہایت تنفر اور ذلت سے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ ذیل میں ہم چند ایک مثالیں درج کرتے ہیں جن سے عورت کی مظلومیت پر کافی روشنی پڑے گی۔

چینی مثل ہے:-

" اپنی بی بی کی بات تو سننی چاہئے لیکن اس پر ہرگز یقین نہیں کرنا چاہئے"

روسی مثل ہے:-

"دس عورتوں میں ایک روح ہوتی ہے"

اٹالیہ میں مشہور ہے:-

"گھوڑا اچھا ہو یا برا اسے مہمیز کی ضرورت ہے عورت اچھی ہو یا بری اسے تازیانہ کی ضرورت ہے"

اسپین والے کہتے ہیں:-

"بری عورت سے بچنا چاہئے لیکن اچھی عورت پر کبھی بھروسہ نہ کرنا چاہئے"

کتاب مقدس میں لکھا ہے:-

"عورت موت سے زیادہ تلخ ہے"

اسلام دنیا میں آیا اور اس نے عورت کو معاشرتی پستیوں سے اٹھا کر مرد کے دوش بدوش کر دیا۔ بحیثیت تخلیق کے لحاظ سے ان دونوں کے مراتب اور حقوق کو ملحوظ ضرور رکھا، لیکن اپنی اپنی جگہ پر ان دونوں صنفوں کی بہت توقیر کی۔ اسلامی تاریخ میں حضرت خدیجہؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شخصیتیں بہت ارفع خیال کی جاتی ہیں۔ قرآن مجید نے عورت کو جائداد کا وارث ٹھہرایا اور عورت کی مستقل شخصیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے حقوق کی حفاظت کی۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عورت کی عصمت و پاکیزگی اور دیگر جمیل خصائل کے عمق کا صحیح اندازہ کیا اور دنیا کی بڑی بڑی جابر اور قاہر قوموں سے اس کا اعتراف کروایا۔

ہمارے مسیحا

قادیان کے رہنے والو قادیان کا احترام کرو

(از جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

(۴)

سیاست شجرِ ممنوعہ ہے

پھر اے میرے دوست تو بتا کہ اس شجرۂ ممنوعہ (سیاست) کو چھونے سے تمہیں کیا حاصل ہوا۔ اس سے پہلے جب کبھی ان کی لغو اور ... ظلم دو احمدی ممبر کونسل میں آ جایا کرتے تھے اب تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور صرف ایک ممبر آ سکا ہے اور وہ بھی بڑی جدوجہد سے۔ اپنی قوم کی حماقت پر اور اپنے تدلّل پر ہی ان فریقِ مخالفت کا پردہ ... اکائی نہ ہوا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدیت کی جو مخالفت اب ہو رہی ہے اس کی اصل وجہ آپ لوگوں کا اس طرح سیاست میں کودنا ہی ہے۔ مجھے بارہا احراری لیڈروں اور دوسرے مخالفین سے گفتگو کا موقع ملا ہے۔ وہ تمام صاف کہتے ہیں جو کوششیں قادیانی جماعت کی طرف سے ملک کی سیاست پر چھا جانے کے لئے ہوئی ہیں۔ یہ اس کا ردِّ عمل ہے۔

سیاسیات میں قادیانی جماعت کی پوزیشن

اس کے علاوہ یہ دیکھو کہ اب تمہاری پوزیشن سیاسیات میں کیا ہے؟ کبھی کانگرس کی طرف جاتے ہو اور وہاں میں شمولیت کی درخواست کرتے ہو کبھی مسلم لیگ کے در پر حاضر ہوتے ہو اور درخواست کرتے ہو کہ ہمیں مسلمان سمجھو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ ہے مکافاتِ عمل کہ تمہیں کس نے اسلام سے خارج کیا تھا؟ عقلمندو! غور کرو۔ کیا تم خود ہی تو خارج نہیں ہوئے۔ یاد کرو اپنے لفظ کہ پوچھا جاتا ہو کہ غیر احمدی کافر ہیں یا نہیں۔ سو دفعہ بھی پوچھو گے تو اس کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ کافر ہیں، کافر ہیں، کافر ہیں۔

حضرت امام وقت کا فرمان

پھر وہ حدیث بھی یاد کرو جو خود امام وقت نے پیش کی تھی کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے اس حدیث سے تم انکار نہیں کر سکتے اور نہ تم ان کو یہ کہہ سکتے ہو کہ ہمیں کافر نہ کہو۔ صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے اور وہ یہ کہ اپنے ناصحِ مشفق کی بات مانو جس نے شروع میں ہی اس راستہ پر پڑنے سے تمہیں روکا تھا۔ جرأت کرو اور تکفیر کا فتویٰ واپس لو۔

مضحکہ خیز اصطلاحات

"شرعی مسلمان" اور "سیاسی مسلمان" کی مضحکہ خیز اصطلاحات ایجاد نہ کرو۔ اور صاف کہہ دو کہ محض حضرت مرزا صاحب کے انکار سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو جاتا۔ اگر ایسا کرو گے تو پھل پاؤ گے۔ ایک غلط راستہ سے واپس آ جانا یقیناً بڑی بہادری کا کام ہے۔ جرأت دکھاؤ اور اگر ایسا نہیں کرنا چاہتے تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو اور چھوڑ دو سیاسیات کے مخمصہ کو۔ اس میں رکھا ہی کیا ہے۔

قرآن مجید کی اشاعت کرو

قرآن شریف کی اشاعت کے لئے ہی تمام طاقتوں کو جمع کرو اور پوری قوت سے اس کام کو کرو ؎

اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

بگذار اورد مثنوی و شغلِ غزل و شعر
ایں خود چہ چیز ہست اگر قدر آں نماند

ہماری کمزور اور غریب جماعت نے یورپ کی تین زبانوں میں ترجمہ کر دیا ہے۔ فرانسیسی، اطالوی اور یورپ کی کئی اور زبانیں خدا کے کلام کی طرف سے ... نہ کام ہیں۔ انگریزی میں ترجمہ چھپوانا اب تحصیلِ حاصل ہے۔ اولیت اور مقبولیت کا فخر خدا نے ہمیں کو دینا تھا دے دیا۔ اگر ہمارے ترجمہ سے آپ کو اختلاف ہے تو اختلافی نوٹس لکھ کر علیحدہ چھپوا دیں اور مولانا محمد علی والا ترجمہ خرید کر اس کو ساتھ اپنے اختلافی نوٹوں کے مفت تقسیم کر دیں۔ آپ کا مطلب بھی حل ہو جائے گا اور قرآن شریف کی اشاعت کا ثواب بھی مل جائے گا۔ سردست فرانسیسی اور اطالوی زبانوں میں فوراً ترجمہ شروع کر دیں۔ یہ بہت ضروری کام ہے۔ اس کو ضرور کریں۔

ایک جوشیلے نوجوان کی نظم

جب کبھی مجھے اخبار "الفضل" دیکھنے کا موقعہ ہوا ہے تو تقریباً ہر ایک موقع پر کچھ نہ کچھ حضرت مولانا کے برخلاف ضرور ہی لکھا ہوا پایا ہے۔ ایک دفعہ ایک جوشیلے نوجوان کی نظم بھی چھپی تھی جس میں اس مقدس انسان کو "امام الفاسقین" کے نام سے یاد کیا گیا ہے گویا ہم سب کو فاسق قرار دیا ہے۔ اس پر ہم کیا کہیں۔ ہم اپنے امیر کو معاذ اللہ معصوم عن الخطا نہیں سمجھتے۔ لیکن حقیقتاً اگر وہ ایسا ہی ہو تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ یہ نادان نوجوان ایک معصوم پر تبرّا کر رہا ہے۔

ہمارے امیر کی پاکدامنی اظہر من الشمس ہے

سنو! اس کی پاکدامنی اور عصمت اس طرح اظہر من الشمس ہے کہ دشمن بھی اس کو مانتے ہیں۔ میں نے پہلے لکھا کہ ایک زمانہ میں جبکہ وہ عین عنفوانِ شباب میں تھے۔ مولانا اور برادرم چودھری سر شہاب الدین صاحب ایک مکان میں ہی رہا کرتے تھے ان دنوں کا ذکر ہے کہ وہ مسلمانوں کے چند جوان رئیس زادے وادِ عیش دینے کے لئے لاہور میں آئے ہوئے تھے وہ چودھری صاحب سے ملنے کے لئے اسی مکان پر آئے جہاں مولانا بھی رہا کرتے تھے۔ مولانا نے ان کو نصیحت کی اور انہوں نے حیرانی سے دریافت کیا کہ "مولوی صاحب! کیا آپ نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا؟" مولانا نے کہا کہ مجھے تو اس بات سے بھی شرم آتی ہے کہ آپ نے مجھ سے یہ سوال کیا۔ اور میں اس میں اپنی ہتک سمجھتا ہوں۔ وہ بہت بے تکلف آدمی تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ قسم کھائیں۔ مولانا نے ایسے انداز سے اپنی عصمت کے متعلق قسم اٹھائی کہ وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ آپ بے شک فرشتہ ہیں کہ اس جوانی کے عالم میں ایسے پاکباز رہیں۔

قادیان میں حضرت مولٰنا کا قیام

اس کے بعد مولانا قادیان چلے گئے۔ وہاں انہوں نے اگر کوئی ایسا فعل کیا ہو تو اس کو کھلم کھلا ظاہر کر دو۔ لاہور کی رہائش کے متعلق اگر شہادت لینی ہو تو وہاں سے مولانا کے سخت سے سخت دشمن سے بھی پوچھ لو۔ کچھ عرصہ ہوا مجھے ایک بڑے مشہور احراری لیڈر سے گفتگو کا اتفاق ہوا۔ میں نے اس کو احمدیت کی تبلیغ کی۔ مولانا کا ذکر آگیا تو اس نے کہا کہ مولوی محمد علی کی پاکبازی اور اعلیٰ چال چلن کے متعلق تو میں خود قسم کھانے کو تیار ہوں اور جو خدمات اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں انہوں نے کی ہیں ان کا اعتراف نہ کرنا عدد درجہ کی ناانصافی ہے۔ مگر کیا کیا جاوے کہ مرزا صاحب کے متعلق جو ان کے عقائد ہیں ان سے ہمارا اتفاق نہیں۔ اسی قسم کے الفاظ انہیں دنوں میں ایک احمدیت کے بڑے دشمن مولوی نے کہے۔ یہ ہے وہ شخص جس کو "امیر الفاسقین" کہا جاتا ہے۔

ہمارا آپ کو چیلنج

ہم تو بغیر مولانا سے دریافت کئے آپ کو چیلنج دیتے ہیں کہ آپ جس قسم کی تحقیقات چاہیں کر لیں اور اگر آپ ایسا نہیں کرتے اور آپ ہرگز نہیں کریں گے تو ہم صرف یہی عرض کر سکتے ہیں کہ آپ خدا سے ڈریں۔

ہماری جماعت پر اتہام

آپ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ہماری جماعت کی سازش سے آپ کے امام پر الزام لگ رہے ہیں۔ یہ محض اتہام ہے۔ لیکن ہم آپ لوگوں کو اجازت دیتے ہیں کہ ہمارا تو قادیان میں کوئی اثر نہیں۔ آپ اپنے وسیع اثر اور بے شمار ذرائع کو استعمال میں لا کر بھی کوشش کریں اور ہمارے امیر کے خلاف کوئی جھوٹا الزام ہی لگا دیں۔ آپ ایسا بھی نہیں کر سکیں گے۔ اور اگر آپ کر دیں تو دیکھیں کیا مزا آتا ہے کس طرح

آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک است

کا نظارہ دنیا کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

ایک غلط روایت

اور سنو! کشمیر کے ایک شخص نے روایت بیان کی ہے اور خاص طور پر الفضل میں شائع کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نے ۱۹۰۵ء میں مولانا مولوی نور الدین صاحب سے کہا کہ مولوی محمد علی کے منہ سے بدبو آتی ہے اور وہ میری اولاد کو بہت دکھ دیگا۔ نصف صدی کے قریب اس شخص نے اس روایت کو اپنے سینہ میں رکھا ہے اور اب اس نے ظاہر کیا اور الفضل نے اسے نمایاں جگہ دی ہے۔ یہ ۱۹۰۵ء کا بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی حضرت اقدس کے وصال سے بہت تھوڑا عرصہ پہلے کا۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ حضرت اقدس کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بہت جلدی خدا سے ملنے والے ہیں۔ اور پھر کیا ایسے الہام نہ تھے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ لاہور کا سفر آخری سفر ہے اور پھر کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ

مولانا محمد علی صاحب کو امارت کے منصب پر فائز کرنا

جب وہ اس سفر پر روانہ ہوئے تو اپنی غیر حاضری میں مولانا محمد علی کو قادیان میں امیر مقرر فرما گئے۔ کیا یہ قرینِ عقل ہے کہ اگر مولوی صاحب کے متعلق ان کے ایسے خیالات تھے۔ تو پھر وہ ان کو تنہا چھوڑ کر ایسے موقعہ پر جبکہ ہر ایک گھڑی وہ اس انتظار میں تھے کہ کب خدا اپنے پاس بلاتا ہے۔ مولوی صاحب کو امارت کے منصب پر فائز فرماتے اور اس پر طرّہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب کو خاص طور پر مخاطب کر کے حضرت اقدس نے یہ الفاظ فرمائے۔ یہ ایک قسم کی وصیت تھی جو حضرت مولانا کو کی گئی تو پھر کیا ان کا فرض نہ تھا کہ کوئی انتظام اس بات کا کرتے۔

حضرت مولٰنا محمد علی صاحب کی عزت افزائی

بالکم از کم مولٰنا محمد علی سے ہی سخت متنفر ہو جاتے۔ مگر انہوں نے جو سلوک کیا وہ سب کو معلوم ہے۔ وہ نہایت درجہ کی عزت اور محبت کا سلوک تھا۔ کیا ان حالات میں یہ روایت قابلِ اعتبار ہو سکتی ہے؟

جماعت احمدیہ پر مصیبت کا دن

نہ صرف ہر ایک احمدیت کے بہی خواہ بلکہ ہر ایک اسلام کے ۔

خیر خواہ کے لئے وہ دن بڑی مصیبت کا دن تھا جب وہ جماعت جو دنیا میں اسلام اور قرآن کا نور پھیلانے کے لئے تیار کی گئی تھی۔ دو ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ اختلاف اگر محض اختلاف کی حد تک رہتا تو بھی خیر تھی۔ مگر افسوس ہے کہ اس اختلاف نے نفرت اور عداوت کی صورت اختیار کر لی اور یہ خلیج دن بدن وسیع ہو رہی ہے۔

دونوں فریقوں میں ایک اتحاد کی ضرورت

میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کا یہ خیال ہے کہ احمدیہ جماعت کے ہر دو فریق میں اگر یکجہتی اور یگانگت نہ ہو سکے تو کم از کم ایسا اتحاد ضرور ہونا چاہئے کہ مشترکہ اغراض کے لئے متفق ہو سکیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایسا اتحاد تو ایک طرف رہا۔ اب معمولی رواداری بھی نہیں رہی۔

قادیانی جماعت کی زیادتی

اور میں علی وجہ البصیرت یہ کہنے کو تیار ہوں کہ اس میں قادیانی جماعت کی سراسر زیادتی ہے۔ یوں تو ہر ایک لاہوری جماعت کے ممبر کے برخلاف ان کو کدورت ہے۔

جماعت لاہور کے اکابر سے بغض

مگر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور بعض دیگر اکابر جماعت احمدیہ لاہور کے برخلاف تو اس قدر بغض ہے کہ اس کا لفظوں میں ادا کرنا بھی مشکل ہے۔ ان کا نام سنتے ہی ان کے تمام بدن میں آگ لگ جاتی ہے یہاں تک کہ جو لوگ اس دار فانی کو چھوڑ چکے ہیں ان کا پیچھا بھی نہیں چھوڑتے۔

ایک قادیانی بزرگ

چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے جو لاہور میں وقت پذیر ہیں۔ لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو میں میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ خواجہ صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے۔ وہ بزرگ جھٹ بول اٹھے کہ "یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمود کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا"! میں نے اس بزرگوار سے دریافت کیا کہ آپ نے خواجہ صاحب کو دیکھا۔ ارشاد ہوا دیکھا تو نہیں مگر جو میں کہتا ہوں وہ سچ ہے۔ میں نے آیت کا تقفُ ما لیس لک بہ علم کی طرف توجہ دلائی مگر بے سود۔ مجھے بہت تعجب ہوا۔ بالکل ایسے ہی الفاظ مخالفین حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہتے ہیں اور لاکھ تردید کرو نہیں مانتے۔

قادیانی منطق

کچھ عرصہ ہوا ایک بزرگ سے جو قادیانی علماء میں امتیازی درجہ رکھتے ہیں مجھے ملاقات کا فخر حاصل ہوا۔ ان کے دریافت کرنے پر کہ میں جناب میاں صاحب کو کیسا سمجھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا سمجھتا ہوں۔ فرمایا۔ یہ منافقت ہے دونوں کو کیسے اچھا سمجھا جا سکتا ہے۔ میں حیران ہوا کہ کیا کیا جائے۔ اگر میاں صاحب کو برا کہیں تو گردن زدنی۔ اور اگر اچھا کہیں تو منافق۔ کسی طرح چھٹکارا نہیں۔ پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد علی تو حضرت صاحب کا بہت بڑا دشمن ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے تو اب تک یہی معلوم ہے کہ اس سے بڑھ کر حضرت صاحب کا عاشق اور فدائی کوئی نہیں۔ اگر آپ کو کوئی بات ایسی معلوم ہو کہ جہاں سے عداوت ثابت ہو تو فرما دیجئے۔ فرمایا اس نے لکھا ہے کہ مسیح ناصری کا باپ تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اتنا کہنے سے حضرت صاحب کے ساتھ عداوت کیسے ہو گئی۔ حضرت صاحب کی بعثت کی بڑی غرض یہ تھی کہ مسیح کی فرضی خدائی کا رد کیا جائے اور اس کا باپ ہونا بھی خدائی کے ابطال کا ایک ثبوت بیان کیا جاتا ہے۔ اس سے تو حضرت صاحب کی بعثت کی غرض کو تقویت ہوتی ہے۔ مگر مولوی صاحب کب سنتے تھے۔

"الفضل" کے غلط بیانات

بعض باتیں الفضل میں ایسی شائع ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے دروغگوئی کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے ایک دفعہ جناب ایڈیٹر صاحب نے یہ بھی لکھ مارا کہ جب احراریوں نے قادیان پر یورش کی تو ہم نے یعنی ہماری جماعت نے احراریوں کی خدمت میں اپنی امداد پیش کی اور انہوں نے ہماری امداد لینے سے انکار کر دیا۔ ہم اور احراریوں کے ساتھ قادیان کو تباہ کرنے کی سازش! اے خدا تو ہی بتا تیرے آسمان کے نیچے اس سے بڑھ کر بھی کوئی جھوٹ بولا گیا ہے۔

قادیانی بھائیوں کا گلہ

ہمارے قادیانی بھائیوں کو ہم سے بہت گلہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد پر اتہام لگاتے ہیں۔ اگر یہ درست ہو تو یہ ایک ایسا بہیمانہ فعل ہے کہ جو کچھ ہمارے برخلاف کیا جائے جائز ہے۔ مگر یہ الزام قطعاً غلط ہے اور ہم اس کو بھی اپنے برخلاف ایک اتہام ہی سمجھتے ہیں۔ باوجود اختلاف عقائد کے ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے بہت محبت ہو اور جہاں تک میرا علم ہے اس جماعت میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کو ذاتیات کی بنا پر عناد ہو۔

حضرت امیر کا ارشاد

حضرت امیر نے اس بارہ میں صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ کہ آسمان کے نیچے اس سے بڑھ کر جھوٹ نہیں بولا جا سکتا کہ ان کو حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد سے ذاتی عناد ہے۔ میں تو کہتا ہوں وہ دل جل جائے جس میں حضرت اقدسؑ کے خاندان کی رسوائی کے منصوبے ہوں۔ وہ زبان کٹ جائے جو ذاتی عناد سے اس خاندان کے کسی ممبر کے برخلاف تہمت لگائے۔ ہم پر وہ دن ہی نہ چڑھے جس میں ہم اس خاندان کی تباہی کی تجویزیں سوچیں۔

کوفیانہ محبت

اے اہل بیت سے کوفیانہ محبت کا اظہار کرنے والو! ذرا سوچ سمجھ کر بات کرو۔ کیا وہ تم میں سے ہی نہیں جنہوں نے الزامات لگائے۔ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ کہ وہ لاہوری جماعت کی سازش سے لگائے گئے۔ یاد رکھو اس میں کسی قسم کا دخل لاہوری جماعت کا نہیں ہے

قادیان کا احترام کرو

اے قادیان کے رہنے والو! یہ جگہ جہاں تم رہتے ہو کسی زمانہ میں خدا کے مامور کی تختگاہ تھی۔ اس کے چپہ چپہ پر وہ پاؤں پڑ چکے ہیں جن کو چھونا بادشاہوں کے لئے فخر ہو سکتا ہے۔ کبھی یہ مقام آسمان اور زمین کے درمیان ٹیلیفون کا کام دیا کرتا تھا۔ وہ دروازہ الوہیت جس کو دنیا نہیں جانتی۔ اس نے اپنی جلوہ افروزی اسی مقام پر کی تھی۔ اسی جگہ سے دین حق و صداقت کے لئے دلائل اور براہین کے چشمے جاری ہوتے تھے خوش نصیب ہو تم کہ تم کو اس جگہ رہنے کا موقعہ ملا۔ تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس مقام کا احترام کرو۔ تم میں بہت سے ہیں جو اب بھی زہد و تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہیں۔ مگر ایسے بھی بہت ہیں۔ جو مسیح کے زمانہ کے فقیہوں کی طرح سفید قبروں سے مشابہ ہیں ان کے دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ اور۔ ایک ہی شخص کی ایک جگہ تعریف کرتے ہیں اور دوسری جگہ مذمت۔ ایک ہی شخص کو ایک جگہ سونے سے تشبیہ دیتے ہیں اور دوسری جگہ ملمع سے۔

(باقی دارد)

جماعت میں رشتوں ناطوں کے متعلق ضروری اطلاع

تنظیم و استحکام جماعت اس امر کی مقتضی ہے کہ ہماری جماعت کے باہمی تعلقات زیادہ وسیع اور زیادہ مضبوط ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جماعت کو اس امر کے متعلق نصیحت فرمائی ہے اور ہمارے موجودہ امام حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بھی اپنے خطبات میں کئی بار جماعت کو اس طرف توجہ دلا چکے ہیں اس کے علاوہ جماعت کے اندر اس بات کی سخت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ رشتوں اور ناطوں کا کوئی مستقل اور باقاعدہ نظام قائم کیا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ انجمن نے انتظام کے اس ضروری شعبہ کو ہمیشہ قائم رکھا ہے لیکن بعض ان بزرگوں کے انتقال سے جن کے سپرد یہ فرض تھا یہ انتظام صحیح طور پر قائم نہ رہ سکا اور بعد میں جن بزرگوں کے سپرد ہوا وہ کثرت مشاغل کی وجہ سے پوری پوری توجہ نہ دے سکے۔ بنابریں حسب ہدایات حضرت امیر ایدہ اللہ اب از سر نو انتظام کو قائم کیا جاتا ہے۔ ضرورت مند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ ہر ایک معاملہ میں حضرت امیر ایدہ کے مشورہ اور ہدایات کے ساتھ غور و فکر سے کام لیا جائے گا اور حتی الامکان برادران ملت کی یہ ضروری خدمت بخیر و خوبی سے انجام دینے کی کوشش کی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ

محمد مرتضٰے خاں

دفتر حضرت امیر ایدہ اللہ۔ مسلم ٹاؤن اچھرہ۔ لاہور

ضرورت رشتہ

(۱)

ہمارے ایک نہایت مخلص پنجابی دوست جو ٹاٹا نگر میں ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار پر ملازم ہیں۔ شادی کے خواہشمند ہیں۔ لڑکی خواہ کسی غریب احمدی خاندان کی ہو مگر رشیدہ اور سلیقہ شعار ہو۔ ضرورت مند اصحاب از راہ مہربانی ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

سید اختر حسین گیلانی
معرفت نور محمد صاحب کشر کیر ڈاک خانہ جگ سلائی
براستہ ٹاٹا نگر (بی۔ این۔ ریلوے)

(۲)

ہماری جماعت کے ایک معزز رکن کو جو خاندانی وجاہت رکھنے کے علاوہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فائز ہیں اور معقول مشاہرہ پاتے ہیں۔ نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اور اس سے تین چار بچے بھی ہیں۔

لڑکی خواندہ اور امور خانگی سے واقف اور سلیقہ شعار ہونی چاہیئے۔ ضروری امور کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت جو مندرجہ ذیل پتہ پر ہونی چاہیئے۔

محمد مرتضٰے خاں
دفتر حضرت امیر ایدہ اللہ مسلم ٹاؤن
اچھرہ۔ لاہور

ممالکِ خارجہ

—— پیرس۔ ۲۸ر فروری صدر جمہوریہ ہسپانیہ مستعفی ہو گئے ہیں ڈاکٹر نگرین اور کابینہ کے دوسرے ارکان آیندہ طرزِ عمل کے متعلق غور و خوض کر رہے ہیں

—— برسیلز۔ ۲۸ر فروری۔ بیلجیم کی جدید حکومت مستعفی ہو گئی ہے میکسیکو ۲۸ر فروری اطلاع مظہر ہے کہ فیڈرل حکومت کے فوجی دستہ اور مسلح ڈاکوؤں میں زبردست تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں ۳۴ آدمی ہلاک ہوئے جس میں ۲۰ ڈاکو شامل ہیں باقی ڈاکو بھاگ کر قریب کی پہاڑیوں میں چھپ گئے۔

—— بیت المقدس ۲۸ر فروری۔ بیت المقدس سماریہ اور خلیل کے علاقوں میں عرب دیہات کی تلاشیاں لی گئیں ۳۶ عرب گرفتار کر لئے گئے اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا حیفہ میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا اور یہودی محلوں کو اس سے مستثنےٰ کیا گیا۔

—— قاہرہ ۲۷ر فروری۔ اطلاع مظہر ہے کہ اطالوی حکام نے حکومت مصر سے معافی مانگ لی ہے ۱۸ر فروری کو چھ اطالوی طیاروں نے اسکندریہ اور طرابلس کے درمیانی علاقہ پر پرواز کی تھی حالانکہ حکومت مصر نے اس علاقہ پر پرواز کی ممانعت کر رکھی ہے۔

—— پیرس ۲۷ر فروری حکومت فرانس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ ہسپانیہ میں جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کر لی جائے ایک ہفتہ تک فرانسیسی سفیر جنرل فرانکو کے پاس روانہ ہو جائے گا۔

—— بیت المقدس یکم مارچ۔ اطلاع مظہر ہے کہ عکہ صفد روڈ پر عرب مجاہدوں کے ایک گروہ اور برطانوی فوج میں خوفناک تصادم ہوا جس میں ۱۴ عرب مجاہد شہید ہو گئے۔ فوجیوں نے ۱۲ رائفلیں اور دو ہزار گولیاں چھین لیں

—— لندن یکم مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکن سفیر متعینہ لندن نے لارڈ ہیلی فیکس وزیر امور خارجیہ برطانیہ سے ملاقات کی اور فلسطین کانفرنس کی گفت و شنید کے متعلق دریافت کیا۔

—— بیت المقدس یکم مارچ۔ یہودیوں کی کونسل نے مسٹر میلکم میکڈانلڈ کو ایک برقیہ ارسال کیا ہے کہ وہ ایسی تجاویز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے جس میں انہیں عرب اکثریت کے مقابلہ میں اقلیت کا درجہ دیا گیا ہو۔

—— لندن۔ یکم مارچ۔ اخبار نویسوں کے اجتماع میں فلسطین کانفرنس کے ایک نمایندے سے مسٹر میکڈانلڈ کے اس بیان کے متعلق استفسار کیا جو موصوف نے فلسطین کے متعلق دار العوام میں دیا تھا نمایندہ نے یہ بھی کہا کہ اخبارات میں برطانوی تجاویز کے متعلق جو کچھ شائع ہوا ہے اس کے بعض حصے غلط اور گمراہ کن ہیں۔

—— میلبورن۔ یکم مارچ۔ رسنڈم کے فضائی مستقر میں طیارے جل کر خاکستر ہو گئے ہیں اس حادثہ میں ۵ ہزار پونڈ کا نقصان ہوا ہے۔

ملازموں کو ازسرنو ملازمت دینے کا اعلان کر دیا ہے بشرطیکہ وہ اس بارے میں حکومت سے درخواست کریں اور ابھی تک ملازمت کے اہل ہوں ؏

ہندوستان

—— واردھا۔ ۲۷ر فروری۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ مہا کوشل کے مشہور کانگرس لیڈر مسٹر سمور یا ٹھاکر نے تری پوری کانگرس میں مسٹر سبھاس چندر بوس کے خلاف ایک تحریک عدم اعتماد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

—— کراچی ۲۷ر فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ مولانا عبید اللہ سندھی آیندہ ماہ ہندوستان واپس آ جائیں گے۔ آپ گذشتہ تیس سال سے جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

—— جبل پور، ۲ر فروری اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج اس جگہ ہندو مسلم فساد ہو گیا جس کی وجہ سے ۷ آدمی زخمی ہوئے پولیس نے موقعہ پر پہنچکر حالات پر قابو پالیا۔

—— نگینہ، ۲ر فروری۔ اطلاع ملی ہے کہ ۱۲ر فروری کو ہندوؤں کی تین براتیں گذر رہی تھیں مسلمانوں کے ایک ہجوم نے انہیں روک لیا کہ محرم شروع ہو گیا ہے باجہ بند کر دیا جائے حالات پر قابو پانے کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

—— کلکتہ، ۲ر فروری۔ مسٹر سبھاش چندر بوس نے کانگرس ورکنگ کمیٹی کے ۱۲ ممبروں کے استعفے منظور کرتے ہوئے ان ممبروں کے نام جو چٹھیاں ارسال کی ہیں اس میں لکھا ہے چونکہ آپ لوگوں کے بیان کے مطابق آپ نے استعفے غور و فکر کے بعد پیش کئے ہیں اس لئے میرے لئے اور چارہ کار نہیں کہ میں بادل نخواستہ انہیں منظور کر لوں وغیرہ وغیرہ۔

—— تری پوری یکم مارچ۔ لالہ کدارناتھ سہگل نے آل انڈیا کانگرس کے اجلاس میں اس مفہوم کا ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ مسٹر گاندھی، سردار پٹیل، اور سیٹھ بجاج کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ انہوں نے آل انڈیا کانگرس سے استصواب کئے بغیر ریاستوں میں ایجی ٹیشن شروع کر دیا۔

—— نئی دہلی یکم مارچ۔ سفیر افغانستان مقیم دہلی نے اخبارات میں شائع شدہ خبر کی تردید کی ہے کہ حکومت افغانستان نے ریلوے لائن بنا کر برطانوی ہند اور سوویٹ روس کو براست قندھار کابل اور جلال آباد کے راستہ سے ملانے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— لاہور یکم مارچ۔ حکومت پنجاب نے جیل خانوں میں پرائمری تعلیم جاری کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ شروع میں ۳ سنٹرل جیلخانوں اور ۷ ڈسٹرکٹ جیلوں میں یہ سکیم شروع کی جائے گی۔

—— کلکتہ یکم مارچ۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے مسٹر سبھاس چندر بوس کو ایک مکتوب لکھ کر ظاہر کیا ہے کہ میں نے درحقیقت استعفیٰ نہیں بھیجا مگر چونکہ ورکنگ کمیٹی کے اکثر ممبر مستعفی ہو چکے ہیں۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ ورکنگ کمیٹی کا خاتمہ ہو چکا ہے اگرچہ میں نے حقیقی طور پر استعفیٰ نہیں بھیجا۔ بایں ہمہ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں استعفیٰ بھیج سکتا ہوں۔

—— پٹنہ۔ یکم مارچ۔ جمشید پور میں سائیکل بنانے کا کارخانہ جاری ہونیوالا ہے ضروری مشینری کے لئے یورپ کی بعض فرموں کو آرڈر دے دیا گیا ہے۔ صوبجاتی حکومتوں نے بھی اس کارخانہ کو امداد دینے کا وعدہ دیا ہے۔

—— کانپور یکم مارچ۔ آج کانپور میں کسان ڈے منایا گیا جس کے نتیجہ میں ۹ آدمی گرفتار کئے گئے۔

—— پٹنہ یکم مارچ۔ حکومت بہار نے مولانا شفیع داؤدی کا استعفیٰ

(بقیہ صفحہ ۱۲)

[illegible] آزادی کو ہرگز نہیں بھولا ... سے الگ کر کے ان کو [illegible] اقتدار سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ وہ آج [illegible] اور سمرنا ہیں جو بہت چھوٹے چھوٹے حصے [illegible] جن کی آبادیاں جنگ سے پیشتر کے اعداد [illegible] بہ زیادہ تر غیر مسلم تھیں "

یہ وقت بھی گذر گیا مسلمانوں کا اضطراب [illegible] گیا۔ عربوں پر بھی بہت بڑی حد تک قابو حاصل کیا جا [illegible] حکومت برطانیہ اور اس کے حلیف فرانس کو ایک [illegible] کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ ان دونوں نے ملی بھگت [illegible] اور فلسطین میں انتدابی حکومتیں قائم کریں۔ ان کے [illegible] مسلمانوں میں ازسرنو شدید اضطراب پیدا ہوا۔ [illegible] مسلمانوں کو ایک اور سرکاری اعلان کے ذریعہ یقین دلایا گیا کہ [illegible] عارضی ہیں اور ان کا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ

" ان تین (عراق، شام اور فلسطین) خطوں کے [illegible] انتدابات خاص مقصد کے لئے تھوڑی سی مدت [illegible] کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ ان خطوں میں [illegible] کی اصل کو فوراً جاری کیا جائے گا تو بدنظمی [illegible] آثار کی پیدا ہو جائے گی۔ انتدابی طاقت کا کام یہ ہے کہ مقامی باشندوں کو انتظامی امور [illegible] مشورہ اور امداد دے تاآنکہ وہ بیرونی امداد کے بغیر انتظامی کاروبار کو کامیابی سے چلانے کے اہل ہو جائیں "

لیکن کچھ وقت گزرنے پر یہ وعدہ بھی [illegible] گیا۔ بدنصیب فلسطین میں یہودیوں کی آمد شروع ہو گئی [illegible] کی تعداد دیکھتے دیکھتے چار لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی [illegible] اس میں خوفناک اضافہ ہو رہا ہے۔ مظلوم عربوں کی [illegible] سے برطانیہ کے کان بند ہیں۔ ان کے جائز مطالبات [illegible] ٹھکرائے جا رہے ہیں۔ عربوں کے ساتھ جو معاہدے [illegible] ان کو انتہائی بے تکلفی سے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا [illegible] فلسطین میں انتہائی تشدد کے ساتھ حکومت کی جا رہی ہے حکومت برطانیہ نے یہودیوں کی حمایت میں اور اپنے [illegible] اور انصاف کش مصالح کی بنا پر فلسطین کے متعلق جو [illegible] کر رکھی ہے۔ اس کے لئے وہ کوئی وجہ جواز پیدا نہیں کر سکتی انصاف دیانت کے لحاظ سے اس کی یہ روش بے انتہا مذموم [illegible] ضرورت ہے کہ وہ یہ روش ترک کر کے حق و انصاف [illegible] کرے اور عربوں کے مطالبات جو بالکل جائز اور مبنی بر انصاف [illegible] ان کو بلا تامل و تاخیر قبول کر لیا جائے۔ تشدد کی بجائے [illegible] سے کام لیا جائے اور اس طرح گذشتہ مظالم کی تلافی کی [illegible] انصاف ہی کا نہیں بلکہ مصلحت اور تدبر کا بھی یہی تقاضا ہے

یہی وقت ہے کہ حکومت برطانیہ اپنی گذشتہ [illegible] نہایت ہی افسوسناک عہد شکنیوں کی تلافی کر سکتی ہے۔ اگر اس نے اس موقع کو بھی ضائع کر دیا تو یہ اس کے موجودہ خام خیال [illegible] رزمدبروں کی ایک خوفناک تاریخی غلطی ہوگی [illegible] غلطی ان دوستانہ تعلقات پر بہت زیادہ اثر انداز ہو [illegible] عالم اسلامی اور برطانیہ کے درمیان ہیں اور ناممکن [illegible] سے ان تعلقات کا خاتمہ ہو جائے [illegible] کی آئندہ نسلیں بھی حکومت برطانیہ اور انگریز قوم [illegible] اور احسان فراموشی کو مدتوں یاد رکھیں گی اور آئندہ [illegible] مؤرخ نہایت افسوس کے ساتھ [illegible]

تخمیس فتح اللہ سعد بر غزل حسن در ستائش حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مترجم قرآن کریم

تخمیس ہذا عراقی نژاد شاعر جناب فتح اللہ سعد صاحب کے جو شمالی عراق کے شہر سلیمانیہ کے رہنے والے ہیں نتیجہ فکر کی تصویر ہے۔ جناب مرتضےٰ خان صاحب حسن کے چند اشعار جوبلی نمبر میں شائع ہوئے تھے صاحب موصوف نے اس پر تضمین کی ہے۔

خوش صدائے چوں نسیم از آسماں آید ہمی — واز امیر ناشر قرآں نوا سازد ہمی
ہمچو لحن داؤدی این شعر میخواند ہمی — بر درود بامت ببینم نور حق تا بد ہمی
زانکہ تاباں عالمی از نور قرآں کردہ

کشور اسلام را دادی حصار تازہ — دشمنان دین را دادی فشار تازہ
در کفت خوردیم آب خوشگوار تازہ — گلشن اسلام را دادی بہار تازہ
خانہ الحاد کفر و شرک ویراں کردہ

شکر تو فرض است بر ما چوں نماز و چوں زکوٰۃ — ذکر تو در رہبرے نقش است تا روز ممات
متفق از شکر و ذکرت مومنان و مومنات — رشح کلک تو بخشد چشمۂ آب حیات
فیض را نازم کہ ارزاں آب حیواں کردہ

گر ثنا خوانی کنم آں ذات را لیل و نہار — فیض او نتواں شمرد یکیشمہ اندر صد ہزار
چونکہ مستغرق ز فیضش آب خاک باد و نار — احمدیت را وجودت مایہ صد افتخار
قوم احمد را بعالم فخر دوراں کردہ

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ مورخہ ۳ مارچ نماز جمعہ حضرت ممدوح نے ہی پڑھائی اور ایک معارف سے لبریز خطبہ دیا

—— جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام آشوب چشم سے بیمار ہیں اور آجکل رخصت پر ہیں۔ سب احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحتیابی کے لئے دعا کریں۔

—— بابو ثناء اللہ صاحب سپروائزر جنرل پوسٹ آفس امرتسر اس پرانی مرض سے بیمار ہیں بابو صاحب کا اخلاص اور سلسلہ کے کاموں میں سبقت کسی تفصیل کی محتاج نہیں۔ احباب ان کی صحت کامل و فراوانی کیلئے تہ دل سے دعا فرمادیں۔

—— ملک خدا بخش صاحب ہیڈ کلرک محکمہ نہر کا نواسہ گذشتہ ہفتہ میں فوت ہو گیا ہے اس سے کوئی ایک ہفتہ قبل ان کی رفیقہ حیات اس دار فانی سے رخصت فرما گئی تھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے دعا درخواست دعا عرض کرتے ہیں۔ ہمیں جناب ملک صاحب سے ان صدمات میں گہری ہمدردی ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— مولوی سید اختر حسین صاحب ٹاٹا نگر سے رقمطراز ہیں کہ میں جب سے یہاں آیا ہوں فرداً فرداً یورپین اینگلو انڈین بنگالی اور مختلف طبقوں کے لوگوں سے سلسلہ گفتگو شروع کر چکا ہوں۔ گذشتہ اتوار مورخہ ۱۹ فروری کو ساکچی شہر میں عام پبلک میں ایک کامیاب تقریر ہوئی جس میں حاضری کافی تھی۔ ہر اتوار مختلف مقامات پر تقاریر کا انتظام کیا جاتا ہے

(بقیہ اخبار احمدیہ صفحہ ۱۱ پر)

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے درس قرآن کریم کے نوٹ

مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب روزانہ درس قرآن مجید اور درس حدیث دیتے ہیں۔ گذشتہ اشاعتوں میں درس قرآن کریم کے نوٹ باقاعدہ شائع ہوتے رہے ہیں۔ محترمی جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب نوٹ لیا کرتے تھے لیکن بعض ناگزیر مصروفیتوں کی وجہ سے وہ نوٹ نہ لے سکے۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں پچھلی کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

بروز ہفتہ بتاریخ ۴ر مارچ ۱۹۳۹ء

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ

گذشتہ دو تین رکوعوں میں بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور نقض عہد کا ذکر چل رہا ہے۔ پہلے ان پر جو افضال و انعام کئے ان کا ذکر فرمایا۔ انہیں بادشاہت عطا کی۔ نبی ان میں سے مبعوث کئے مگر قوم نے بجائے شکر ادا کرنے کے تقویٰ کی راہوں کو چھوڑ کر معاصی کو اختیار کر لیا۔ تو ان پر خدا کی لعنت پڑی۔ اب قرآن کے ماننے والوں کو خطاب کر کے غیرت دلائی۔ فساد، شیطنت، جھوٹ، مکاری وغیرہ کو چھوڑ کر قرب الٰہی کی راہیں اختیار کرنے کے لئے کہا۔ اس آیت میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔ اولاً یہ کہ گناہ کی زندگی کو چھوڑ دو کیونکہ اس سے خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ دوئم یہ کہ قرب الٰہی تلاش کرو۔ سوئم یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کرو۔

وسیلہ کا حقیقی مفہوم

بعض لوگوں نے سخت ٹھوکر کھائی ہے جنہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وسیلہ سے مراد کوئی پیر یا فقیر ہے یعنی جب تک کسی پیر کی مریدی اختیار نہ کی جائے قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ قرب کی تمام راہیں تو قرآن میں مذکور ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔ اگر آنحضورؐ کا اپنی نسبت یہ ارشاد ہے کہ آپؐ کے اختیار میں شر و خیر نہیں تو اس مقام پر کسی پیر کو دم مارنے کی کیا مجال ہے۔ وسیلہ سے مراد وہ جہاد ہے جس سے انسان راہ خدا میں اپنا مال اور اپنی جان قربان کرتا ہے۔ نماز، روزہ وغیرہ تو اس جہاد کی تیاری کے سامان ہیں۔ اصل شے وہ جہاد ہے جس سے انسان راہ خدا میں فدا ہونے کی تمنا رکھتا ہے۔ آنحضور صلعم کے وقت تو صحابہ کرامؓ کو جان و مال دونوں چیزوں کی قربانی دینے کا موقعہ آیا تھا اور انہوں نے جہاد کو اختیار کر دکھلایا تھا۔ مگر اب ہمارے زمانہ میں جان کی قربانی کا اگر موقعہ نہیں تو مال کی قربانی کا وقت ہے۔

حضرت امام وقت اور زمانہ کا وظیفہ

ایک موقعہ پر حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ نے حضرت اقدس سے یہ دریافت کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ بتلایا جائے۔ آپ نے فرمایا عیسائیت کے رد میں کتاب لکھو۔ چنانچہ حضرت مولانا نے فصل الخطاب کتاب لکھی۔ پھر دریافت کیا کہ اب کوئی وظیفہ بتلایئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آریہ سماج کے خلاف لکھئے۔ چنانچہ حضرت مولانا نے کتاب ترک اسلام کا جواب نور الدین لکھی۔ اللہ تعالےٰ خلوص نیت باندھنے والوں کے لئے اپنی جانب سے خدمت کے مواقع بھی عجیب طور پر پیدا کرتا ہے۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب فرماتے تھے کہ جب حضرت اقدسؑ نے عیسائیت کے رد میں کتاب لکھنے کے لئے فرمایا تو اس وقت ان کے پاس نہ فراغت تھی کہ کتاب لکھ سکیں نہ روپیہ کہ چھپوا سکیں۔ مگر چند ہی روز میں مہاراجہ پونچھ بیمار ہو گئے اور انہوں نے مہاراجہ کشمیر کو لکھا کہ اپنا طبیب میرے علاج کے لئے بھیجئے گا۔ چنانچہ کشمیر کے راجہ نے حضرت مولانا کو پونچھ جانے کا حکم دیدیا۔ وہاں ایک اکیلی جگہ باغ میں راجہ نے ڈیرے لگوا دیئے۔ حضرت مولانا کا سارا کام صرف راجہ صاحب کو دن میں ایک دفعہ دیکھ کر دوائی تجویز کرنا تھا۔ اس فرصت میں حضرت مولانا نے فصل الخطاب کتاب لکھی۔ تین ماہ بعد جب حضرت مولانا نے کتاب ختم کر لی تو راجہ صاحب اچھے ہو گئے۔ اس وقت ان کو راجہ پونچھ نے خلعت کیا تو کچھ روپیہ بھی دیا جو آپ نے راجہ کشمیر کے سامنے جا رکھا۔ کشمیر کے راجہ نے اس سے بہت بڑھ چڑھ کر روپیہ حضرت مولانا کو دیا اور اس سے طبع کتاب کے مصارف ادا ہوئے کیونکہ خدا تعالےٰ نے غیب سے ایسے سامان پیدا کئے جن سے حضرت مولانا کو جہاد کا موقعہ نصیب ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے پیری کی تعلیم نہیں دی

مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئیے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے پیری مریدی کی تعلیم ہرگز نہیں دی بلکہ خدمت اسلام اور جہاد و زمانہ کی راہوں پر قوم کو لگایا۔ غور کرو کہ تین مرتبہ اتقوا اللہ کو دہرایا جس کے معنی ہیں کہ حرام کا مال نہیں کھانا۔ جھوٹ، مکاری، فریب، دھوکہ سے بچنا اور پھر اس کے بعد جہاد کا حق ادا کرنا۔

لعلکم تفلحون

پس اس آیت میں تین نسخے کامیابی کے بیان فرمائے ہیں۔

ان الذین کفروا لو ان لھم ما فی الارض ... لیفتدوا بہ ما تقبل منھم

کامیابی حاصل کرنے والے لوگوں کے اوصاف کا ذکر کرنے کے بعد اب منکرین کا ذکر فرمایا جو تذکرہ بالا تین نسخوں کو استعمال میں نہیں لاتے ان کے لئے سزا ہے اور سزا بھی اس قسم کی کہ وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ خواہ اس کے لئے کتنا مال و زر ہی کیوں نہ دیا جائے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ انسان اپنے قلب کے اندر جو جہنم پیدا کر لیتا ہے وہ دنیا کی دولت فدیہ دینے سے کیونکر دور ہو سکتا ہے۔

والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما

اگر مرد نے چوری کی ہو تو اس کا اور اگر عورت نے چوری کی ہو تو اس کا ہاتھ کاٹے جانے کا حکم قرآن نے دیا۔ اس میں جہاں ایک طرف یہ بات یاد رکھنی چاہئیے کہ چوری کی سزا ہاتھ کا کاٹے جانا جو اسلام نے مقرر کی ہے۔ یہ ایسی سزا ہے کہ اگر اس پر عملدرآمد ہو تو ملک سے چوری کا مکمل انسداد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امیر عبد الرحمٰن کے وقت جب افغانستان میں یہ حکم رائج تھا۔ وہاں چوری نہ پائی جاتی تھی۔ حالانکہ وہ ایک ڈاکہ زن قوم ہے۔ اسی طرح آج بھی مکہ معظمہ میں چوری نہیں ہوتی۔ سڑکوں پر ہی چیزیں پڑی رہتی ہیں۔ مگر کوئی نہیں اٹھاتا۔ اس لئے کہ سخت سزا مقرر ہے۔ دوسری طرف یہ امر بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ چوری سے مراد اونٰی قسم کے واقعات چوری نہیں۔ جیسے مثلاً کسی نے کسی کی قلم یا کتاب اٹھا لی اور ایسا ہی جیسے اگلی آیت میں ذکر ہے توبہ و اصلاح کا موقعہ دینا بھی ضروری ہے۔

حضرت مولانا نور الدین صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ یہ سزا تو بہت سخت ہے آپ نے فرمایا کہ جس کا مال چوری جاتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ چوری کیا دکھ دیتی ہے۔ اس کا انسداد یہ ہے کہ ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ ایک مسلمان سلطنت میں ہی چوری موقوف ہو سکتی ہے۔

واللہ عزیز حکیم۔

اللہ تعالیٰ کا غلبہ ہر چیز پر ہے لیکن غلبہ کیساتھ اس کے احکام حکمت پر مبنی ہیں۔ اکثر لوگوں کو جب اختیار اور غلبہ حاصل ہوتا ہے تو ان کے اعمال حکمت سے عاری ہو جاتے ہیں۔

فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ ان اللہ غفور رحیم۔

چوری کے بعد اگر توبہ ہو یعنی اصلاح ہو جائے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت وقت پر لازم ہے کہ سزا کے ایسے قوانین مرتب کرے جن میں اصلاح کے لئے موقع موجود ہوں۔ سزا دینا اور ان کے لئے قوانین بنانا افراد کا کام نہیں بلکہ حکومت کے فرائض میں سے ہے۔

یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء

اور توبہ کرنے والے کو معاف کر دیا جائے۔ خدا تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ بدی کرنے والے کو سزا ملے۔

واللہ علی کل شیء قدیر۔

بدی کرنے والے جسارت نہ کریں وہ یاد رکھیں کہ خدا سزا دینے پر قادر ہے۔

یاایھا الرسول۔ قرآن میں آنحضرت صلعم کو اکثر خطاب یاایھا النبی سے آیا ہے۔ صرف دو مرتبہ یاایھا الرسول کہکر خطاب کیا ہے۔

لایحزنک الذین یسارعون فی الکفر

ایک شخص جو لوگوں کی بہبود کی خاطر دن رات اپنی جان کھپاتا ہے۔ وہ جب دیکھتا ہے کہ خیر خواہی کا معاوضہ اسے اذیت پہنچانے کی صورت میں دیا جاتا ہے تو یقیناً اسے حزن و غم ہوتا ہے۔ یسارعون کے معنی ہیں کہ وہ تکلیف دہی میں خوب تندہی و جد و جہد کرتے ہیں۔

ولم تؤمن قلوبھم میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے ایک تو اہل کتاب کا جو کافر تھے اور دوسرے منافقوں کا

سمٰعون للکذب۔ بات سننے کا مقصد جاسوسی کرنا ہے اور بعد میں اس کو جھوٹ میں تبدیل کر لینا۔

یحرفون الکلم عن مواضعہ

یہ بھی اہل کتاب کا ایک شیوہ بن گیا ہے کہ وہ کتب میں تحریف کرتے رہتے ہیں اور اپنے مطلب کو سامنے رکھکر آیات کو توڑ مروڑ کر بیان کرتے ہیں۔

یقولون ان اوتیتم ھذا فخذوہ

اگر ہمارے بتلائے ہوئے مسائل کے مطابق بیان کریں تو

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

مذہب ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کرتا ہے

مامور من اللہ اور ایک عام مصلح میں فرق

خطبہ جمعہ ۱۰ فروری ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کلا انہا لظی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اولئک فی جنت مکرمون

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں وہ شعلہ مارتی ہوئی آگ ہے۔ ہاتھ پاؤں کو کھا جانے والی۔ اسے بلاتی ہے۔ جو پیٹھ پھیر لیتا ہے اور پھر جاتا ہے اور جمع رکھتا ہے اور بند رکھتا ہے۔ انسان بے صبر پیدا ہوا ہے جب اسے تکلیف پہنچتی ہے واویلا کرتا ہے اور جب اسے بھلائی پہنچتی ہے (مال) روک لینے والا ہوتا ہے۔ مگر نماز پڑھنے والے (ایسے نہیں) جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں اور وہ جن کے اموال میں ایک مقرر حق ہے سوال کرنے والے اور محروم کے لئے اور وہ جو جزا و سزا کے دن کی سچائی کو مانتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ بیشک ان کے رب کا عذاب ایسا ہے کہ اس سے نڈر نہ ہونا چاہئے اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیبیوں کے یا جو ان کے دائیں ہاتھ مالک ہیں تو ان پر ملامت نہیں۔ پھر جو کوئی اس (حد) سے آگے نکلنا چاہتا ہے تو یہی حد سے آگے بڑھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں کو اور اپنے عہد کو نگاہ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی شہادتوں پر قائم ہیں اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی باغوں میں عزت والے ہیں۔

انسان کی ایک حالت

انسان کی ایک حالت کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا۔ ان الانسان خلق ھلوعاً اذا مسہ الشر جزوعاً و اذا مسہ الخیر منوعاً۔ انسان بڑا بے صبر ہے اس کے اندر کوئی ثبات نہیں استقلال نہیں مضبوطی کے ساتھ کھڑا رہتا نہیں۔ ماحول کے بدلنے کے ساتھ اس کی حالت بھی بدلتی رہتی ہے۔ اس زندگی کے اندر دکھ اور تکلیفیں بھی آتی ہیں جب کوئی دکھ پہنچتا ہے تو صبر نہیں کرتا۔ شور کرتا ہے خدا نے میرے ساتھ یوں کیا۔ مجھے کیوں دکھ پہنچایا۔ مجھ پر کیوں مصیبت نازل کی۔

پھر اس زندگی میں آرام اور سکھ بھی ملتا ہے مال اور دولت بھی ملتا ہے تو اس طرح اپنے ہاتھ کو روکتا ہے کہ یہ سارا مال میرا ہے میری کمائی ہے۔ میں نے محنت سے پیدا کیا۔ غیر کا اس میں کیا حق ہے۔ متکبرانہ روش ۔ ۔ ۔ اختیار کرتا ہے اور کسی کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔ یہ ایک حالت ہے انسان کی۔ بے صبر ہے۔ بے ثبات ہے بے استقلال ہے۔

دوسری حالت

دوسری حالت بیان فرماتا ہے الذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون۔ کچھ صفات ہم چاہتے ہیں انسانوں کے اندر پیدا کرنا۔ جن سے وہ حالت بدل جاتی ہے اور اس میں ثبات اور استقلال پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان انسان بن جاتا ہے۔ اس کے اندر کیریکٹر اور اخلاق پیدا ہو جاتا ہے جو اسے ماحول سے لاپرواہ کر دیتا ہے اس کے اوپر دکھ اور تکلیف آئے تو اس کے تعلقات خدا اور انسانوں سے ویسے ہی رہتے ہیں۔ مال و دولت مل جائے بادشاہت مل جائے تو بھی ان چیزوں سے ان میں فرق نہیں آتا۔ وہ کون لوگ ہیں؟ المصلین الذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون۔ نماز پر مداومت اختیار کرتے ہیں۔ یہ نہیں کبھی خدا کے آگے جھک گئے کبھی نافرمان بن بیٹھے۔

نبی کریم صلعم کا ارشاد

نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ خیر العمل ادومہ
"بہترین عمل وہ ہے جس پر انسان دوام اختیار کرے"
تھوڑا کرو مگر مداومت اختیار کرو۔ یہ استقلال کی تعلیم ہے۔ ایک وقت آیا کہ تم نے دل کھول دیا۔ لیکن دوسرے وقت دل تنگ ہو گیا ایسا دینے سے بھی کچھ فائدہ نہیں۔ اپنے مالوں کے اندر دوسرے کا حق سمجھو۔ ایک معلوم اور مقرر حصہ نکالتے رہو۔

طبائع میں اختلاف

بعض سوال کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو سوال نہیں کرتے مگر دکھ اور تکلیف میں ہوتے ہیں اور پھر فرمایا والذین یصدقون بیوم الدین۔ اعمال کے جزا و سزا پر یقین ہو اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ عمل کے نتیجہ پر بھی ایمان ہے اور دوسری طرف یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ اگر ہم نے وہ راہ اختیار کی جو خدا کی رضا کے خلاف ہو تو دکھ بھی پہنچیگا اس سے نڈر ہونا اچھا نہیں۔

بہشتوں کے اندر کون ہیں؟

اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں امانتوں اور فرائض کو بڑا مضبوط رکھتے ہیں۔ امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ جو مال یا کام ان کے سپرد کیا جائے جو فرائض ان کے ذمے ڈالے جائیں ان میں خیانت نہیں کرتے۔ اقرار کرلیں کہ ہم یہ کام کرونگا پھر کر کے دکھا دیتے ہیں مشکلات کا مقابلہ کر کے عہد کو پورا کرتے ہیں ایسے پختہ ہوتے ہیں کہ خواہ کیسے بھی مخالف حالات پیدا ہو جائیں وہ اپنے طور پر قائم رہتے ہیں۔

اپنی گواہیوں پر بڑے مضبوط کھڑے ہیں یہ نہیں کہ ادھر ذرا لحاظ کا معاملہ ہوا ادھر گواہی میں فرق آگیا۔ نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا یہ معزز ہیں بہشتوں کے اندر ہیں

دوزخی گروہ

اور پہلے گروہ کے متعلق فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے دوزخ اپنی طرف کس کو بلاتی ہے اور کسے اپنے اندر داخل ہونے کے قابل سمجھتی ہے اس کو جو صداقت سے پیٹھ پھیر لیتا ہے اور حق سے پھر جاتا ہے اور دوسرے اس کو جو مال جمع کرتا ہے اور پھر اپنی گرفت مضبوط کرتا جاتا ہے کہ کہیں مال نکل نہ جائے۔ خرچ نہ ہو جائے۔ خدا کے نزدیک مال کو جمع کر کے اسے خدا کے رستے میں نہ دینا غربا اور مساکین پر خرچ نہ کرنا ایسا ہی جیسا حق کی تکذیب خواہ منہ ۔

کیرکٹر کی مضبوطی

پس انسان کی دو حالتوں کا ذکر فرمایا ایک حالت بے صبر ہونے کی بغیر ثبات اور استقلال کے ہونے کے کوئی کیریکٹر نہ ہونے کے۔ دوسری حالت وہ جس میں استقلال پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسا مضبوط کیریکٹر پیدا ہو جاتا ہے کہ حوادث اور ماحول کے اثر سے انسان بالاتر ہو جاتا ہے۔ فی الحقیقت یہ بڑی چیز ہو انسان کے اخلاق پر ماحول کا اثر نہ رہے۔ انسان اس بے جان چیز نہ ہو۔ جو ماحول سے متاثر ہو جاتی ہے۔ انسان، انسان کہلانے کا حقدار نہیں جب کہ ماحول کے ساتھ وہ بھی بدلتا رہے

مذہب کیریکٹر پیدا کرتا ہے

مذہب جو عظیم الشان انقلاب پیدا کرتا ہے وہ ہے انسان کے کیریکٹر کو مضبوط کرنا۔ نماز انسان کے کیریکٹر کو اس قدر مضبوط کر دیتی ہے کہ وہ خدا کے سوائے کسی کے سامنے نہیں جھکتا اور خدا کے سامنے جھکتا ہوا اپنے مال میں دوسرے کا حق سمجھتا ہے پھر وہ انسانوں کے ساتھ تعلقات میں بھی پختہ اور مضبوط ہوتا ہے امانت میں خیانت نہیں کرتا۔ عہد کو پورا کرتا ہے۔ شہادت پر مضبوط کھڑا ہوتا ہے۔ دونوں تعلقات میں یعنی خدا کے ساتھ تعلق میں اور انسانوں کے ساتھ تعلق میں استقلال ہمیشگی اور مضبوطی ہے کوئی چیز اس کے قدم کو لغزش نہیں دے سکتی۔

نبی کریم صلعم میں حالات تغیر نہ پیدا کر سکے

نبی کریم صلعم کے متعلق یہ امر اس قدر کھلا ہے کہ سخت ترین دشمن بھی جب آپ کی سیرت کو لکھنے بیٹھتے ہیں تو ایک عجیب چیز جو انہیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ نہایت درجہ کی غربت۔ بے کسی بغیر مال کے ان حالات میں جو اخلاق آپ کے تھے وہی اخلاق اس وقت بھی رہے۔ جب آپ بادشاہ بن گئے۔ خزانہ، مال اور دولت کی کوئی کمی نہ رہی۔ سخت سے سخت متعصب سیرت نویس نے اس کو محسوس کیا ہے کہ آپ کی حالت دونوں وقتوں میں ایک ہی رہی۔

آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کے اندر بے نظیر خوبیاں پیدا کیں

آپ تو خدا کے رسول تھے مگر آپ نے جن لوگوں کی تربیت کی انہی صفات سے انہیں بھی متصف کر دیا اور ان میں استقلال پیدا کر کے پہاڑ کی طرح انہیں مضبوط کر دیا۔ یہی نماز جو آج لوگوں کو بیہودہ نظر آتی ہے اس سے کیسا بلند کیریکٹر پیدا کیا۔ اپنی نمازوں سے مال کا خرچ کرنا۔ امانتوں میں خیانت نہ کرنا۔ اپنے عہد۔ اخلاص۔ شہادتوں میں صداقت۔ دوسرے کے مال پر نظر نہ اٹھانا۔ یہ تمام خوبیاں اس قوم کے اندر پیدا ہوئیں اور ایسی پیدا ہوئیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ دوسرے لوگ کیا مسلمان بھی آج اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ آنحضرت صلعم سے پیشتر اہل عرب میں بلند صفات موجود تھیں۔ محمد رسول اللہ صلعم نے انہیں ذرا سا بیدار کر دیا۔ یہ درست نہیں۔ عرب کے اندر اعلیٰ صفات آپ کی تعلیم سے ہی پیدا ہوئیں

ایک متعصب سیرت نویس

ولیم میور ایک متعصب سیرت نویس نے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم نے جو انقلاب پیدا کر دیا۔ جو لوگ اس کے لئے ناحق ان باتوں کے پیچھے لگے ہیں کہ عرب کی حالت پہلے ہی سے ایسی تھی اور آپ نے صرف ایک حرکت دی وہ غلطی پر ہیں۔ جتنی تحریکات عرب کے اندر پیدا ہوئیں کوئی ان پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ یہودیوں کے پاس دولت تھی۔ عیسائیوں کی پشت پر سلطنتیں تھیں۔ ان سب نے عرب کی اصلاح کی کوشش کی۔ مگر عرب کی بت پرستی پر اثر نہ ڈال سکے۔ نہ ان کی خانہ جنگیوں کو دور کر کے ان میں اتفاق پیدا کر سکے ایک اندرونی تحریک ان لوگوں کی بھی پیدا ہوئی جو اپنے آپ کو حنیف کہتے تھے۔ مگر عرب کی حالت ویسی ہی گری ہوئی رہی

محمد رسول اللہ صلعم کی تشریف آوری ہے اور آپ کی تعلیم سے ہی لوگ بلند سے بلند ترقی کے معیار پر پہنچ گئے۔

بعثت نبوی سے پہلے عربوں کی حالت

وہی عرب کے لوگ جو characterless تھے۔ جوا، شراب خوری، زنا، جنگ و جدال میں پھنسے ہوئے تھے۔ قرآن کریم کے ذریعے سے ان کے اندر ایسے اخلاق پیدا ہو گئے کہ دنیا ان کے اخلاق کے آگے جھک گئی۔ لڑائیوں میں بھی ان کے اندر ایسے اخلاق پیدا ہو گئے کہ دنیا ان کے اخلاق کے آگے جھک گئی۔ لڑائیوں میں بھی ان کے اخلاق ان کی امداد کرتے تھے۔ ان کا استقلال دشمن کے پاؤں اکھیڑ دیتا تھا۔

کن چیزوں سے اخلاق حسنہ پیدا ہوئے

یہ اخلاق پیدا ہوئے کن چیزوں سے؟ ان چیزوں سے جنہیں تم چھوڑ بیٹھے ہو۔ یہ نماز جن لوگوں پر نئی تعلیم اور روشنی کا اثر ہے۔ کہتے ہیں نماز سے کچھ نہیں بنتا۔ خدا کے تعلق کو چھوڑ بھی دو نماز انسان کے کیریکٹر میں استقلال پیدا کرتی ہے۔ انسان پہاڑ بن جاتا ہے۔ دکھوں اور تکلیفوں پر پیچھے نہیں ہٹتا۔ دنیا کی تمام طاقتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

محمد رسول اللہ کا پیغام

محمد رسول اللہ نے بے حد اصلاحات کیں۔ آپ کا سب سے بڑا پیغام کیا تھا۔ توحید۔ اس توحید کو اس طرح مخلوق کے اندر بھر دیا کہ آج تیرہ سو سال کے بعد پیر پرستی، قبر پرستی اور دیگر ایسی بیماریوں کے باوجود مسلمانوں کے اندر اس قدر توحید موجود ہے کہ اور کسی قوم کے اندر نہیں پائی جاتی۔ ملکوں کے ملک اور نسلوں کی نسلیں اس توحید کے پیغام سے پستی سے نکل کر عروج پر پہنچ گئے۔ اس کا اثر اس قدر ہے کہ مسلمانوں میں توحید نمایاں نظر آتی ہے۔

مامور کی شخصیت

جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اور جو شخص خود اصلاح کا بیڑا اٹھاتا ہے، ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مامور من اللہ ایک پہاڑ کی طرح ہوتا ہے وہ ہر مخالف طاقت کا مقابلہ کرتا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ مخالف ہٹتے جاتے ہیں۔ ہر چند اس کی طرف سے آ[illegible] کی دشمنی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس کا قدم بڑھتا چلا جاتا ہے۔

ہم نے مامور کو دیکھا

ہم نے خود اس زمانہ میں خدا کے مامور کو دیکھا حضرت مسیح موعود کا سب سے بڑا پیغام تبلیغ اسلام، حفاظت اسلام۔ دنیا میں اسلام کو پہنچانا۔ اسی ایک بات کو کس طرح اپنے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں بھر دیا۔ ایک نسل گذر گئی۔ دوسری گذر گئی۔ اب تیسری نسل آ گئی ہے۔ تبلیغ کا جوش آج بھی ان میں نمایاں نظر آتا ہے صرف اس ایک بات سے مامور کی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ ایک پیغام تھا، تبلیغ اسلام کا۔ جو اس کے پاس بیٹھا اور جو اس کے پاس بیٹھنے والوں کے پاس بیٹھا اس کے دل میں بھی تبلیغ اسلام کا جذبہ پیدا ہو گیا۔

گاندھی جی کا دور دورہ

ہماری آنکھوں کے سامنے گاندھی جی کا کتنا دور دورہ ہوا۔ لوگوں نے اور بسا اوقات مسلمانوں نے بھی کہا کہ کسی پیغمبر کو بھی وہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی جو گاندھی جی کو ہوئی۔ لیکن آخر کوئی پوچھے کہ کس چیز کا نام کامیابی ہے۔

اہنسا (Non-Violence) ہی ان کا سب سے بڑا پیغام تھا اور ہے۔ آج اسے کون مانتا ہے کس نے اسے قبول کیا ہے۔ مسلمانوں کو تو چھوڑ دو کہ ان کی تربیت الگ کلچر کے ماتحت ہوئی ہے۔ ہندوؤں کو دیکھو۔ ان ہندوؤں کو دیکھو جو کیڑوں مکوڑوں کا مارنا گناہ سمجھتے ہیں۔ مگر انسانی تعلقات میں ان کے اندر بھی اہنسا نہیں۔ کانگریس کے اندر اہنسا کہاں نظر آتا ہے؟ صرف گاندھی جی کی زبان پر ہی نظر آتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے کیا کیا

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کیا کیا؟ گاندھی جی نے تو ہندوستان میں انقلاب پیدا کر دیا۔ دونوں کے اندر بین فرق نظر آتا ہے۔ دکھوں اور تکلیفوں کی طرف نگاہ ڈالتے ہو تو وہ مرزا صاحب کی زندگی میں ہی نظر آئیں گے اور ان دکھوں کے باوجود ترقی بھی مرزا صاحب کی ہی نظر آئے گی۔ جو پیغام لیکر آئے تھے وہ دن بدن قوت پکڑتا جا رہا ہے۔ ۲۳ کروڑ ہندو گاندھی جی کے ساتھ تھے۔ مگر اہنسا ان صرف انہوں پر ہے۔ ہندو قوم نے اسے قبول نہیں کیا۔ میں اصلاحی کام کی بات کرتا ہوں، پولیٹیکل کام کی نہیں۔

مامور اور غیر مامور میں فرق یہ ہے کہ مامور دکھوں کے مقابل ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور غیر مامور کی ابتدا بڑی شاندار نظر آتی ہے۔ مگر انتہا کچھ بھی نہیں۔

ہماری قوم کے سینوں میں اشاعت اسلام کا جوش

میں اپنی قوم کے سامنے اسے رکھتا ہوں کہ ایک جوش جو حضرت صاحب سے ہم نے حاصل کیا جب تک یہ تمہارے سینوں میں ہے ہم کامیاب ہیں۔ خواہ ہمارے اندر لاکھ کمزوریاں پیدا ہو جائیں۔ مگر جب تک سینوں میں یہ اصل چیز نہ ہو اور سینوں میں اتنی ہمت اور قوت ہو کہ ہم اسے دوسروں تک پہنچا سکیں۔ تب تک ہم کامیاب ہیں۔ مجنون کی طرح ہو جانا چاہیئے۔ تکلیف ہو، دکھ ہو، مقابلہ ہو۔ ہم دیکھتے ہیں مسلمانوں کی حالت کس قدر تبدیل ہو چکی ہے تبلیغ اسلام کی ان کے نزدیک اہمیت ہی نہیں رہی۔ مسلمان اخباروں کو دیکھو اور ایک پولیٹیکل آدمی کوئی لمبی بات بھی کرے تو اس کا ذکر اخبار میں ہو جائے گا۔ مگر اخبار میں تبلیغ اسلام پر کوئی مضمون تک بھی نظر نہ آئے گا۔ مسلمان اخباروں کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ تبلیغ اسلام بھی کوئی کام ہے۔

ہمارے ساتھ عداوت ہے۔ ہمارے کام کو جانتے ہیں لیکن ہمارے کام کا نام بھی نہیں لینا چاہتے۔ یہ مشکلات ہمیشہ حق کے سامنے رہی ہیں۔ اگر تم میں استقلال پیدا ہو گیا تو یہ سب تمہارے آگے ہیچ ہیں۔

نوجوان کو نصیحت

آج ایک نوجوان جو زندگی کے میدان میں پہلا قدم رکھتا ہو اسے فکر چاہیئے کہ اس کے کیریکٹر اور اخلاق میں ثبات اور استقلال ہو۔ وہ ایسا مضبوط کیریکٹر کا انسان بن جائے جسے دنیا کی کوئی چیز نہ ہلا سکے۔ جب یہ بات تمہارے اندر پیدا ہو گی۔ آپ یقیناً دنیا کی قوموں میں کامیاب ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(مرقومہ منصور دامیٹس) ۱۸ ۳/۳۹

مبارکباد

بابو فیض احمد صاحب کلرک گورنمنٹ ہائی سکول لکھنؤ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں بابو صاحب موصوف نے مبلغ پانچ روپے عطیہ انجمن کو عطا فرمایا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو نیک و خادم دین بنائے آمین

مسلم ہائی سکول میں ٹی پارٹی

مؤرخہ ۱۳ مارچ ۳۹ء بوقت ۵ بجے شام مسلم ہائی سکول کے اساتذہ نے جماعت دہم کے طالب علموں کو وداعی چائے پارٹی دی۔ دیگر اراکین سلسلہ احمدیہ کے علاوہ حضرت امیر قوم اور حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے بھی شرکت سے اس تقریب کو شرف بخشا۔

چائے کے بعد خان محمد یعقوب خان صاحب ہیڈ ماسٹر نے ایک مختصر سی الوداعی تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ آجکل تین قسم کے مسلمان ہیں۔ ایک پڑھے لکھے جو اسلام سے ناواقف ہیں۔ انہیں مسلمان کہلانے سے بھی عار ہے۔ دوسرے علماء کا طبقہ جو پرانے اور فرسودہ خیال کا ہے اس لئے وہ لوگوں کے دلوں پر اصول اسلام کی برتری کا نقش جمانے سے قاصر ہے تیسرے ان پڑھ جن کے سینے یقین و عقیدت سے بھرپور ہیں لیکن وہ بھی بیکار رہیں۔ آپ نے لڑکوں کو نصیحت کی کہ وہ صداقت اسلام پر پختہ یقین پیدا کریں اور وقت آنے پر اسلام اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کو تیار رہیں۔ مسلم ہائی اسکول میں داخل ہونے کا یہی ایک مقصد وحید ہے۔ آپ نے کہا کہ ہمارا خدا ایک۔ رسول ایک۔ قرآن ایک۔ قبلہ ایک۔ پھر ہم کیوں نہ چھوٹے چھوٹے اختلافات کو چھوڑ چھاڑ کر متحد ہو کر خدمت اسلام پر قربان ہو جائیں۔ آپ نے لڑکوں سے امید کی کہ جس سکول نے اسلام اور عالمگیر اخوت لازوال مقاصد کو ان کے ذہن نشین کرانے کی سعی کی وہ اس کو اپنے دل میں جگہ دیں گے اور اس سے ہمیشہ ہمیشہ وابستہ رہیں گے۔

ازاں بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے فرمایا کہ اس وقت یورپ تباہ کن سامان جنگ کے ذخائر جمع کر رہا ہے جس سے ان کی ہلاکت یقینی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ اس آفت سے نہیں بچ سکتا۔ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال آپس میں ٹکرا کر مر جائیگا۔ انشاء اللہ ہم اس فرمودہ کو عینی شاہد کریں گے جرمنی عیسائی، انگلستان عیسائی، فرانس عیسائی، اٹلی عیسائی۔ لیکن یہ تمام ممالک آپس میں دست و گریبان ہیں۔ عیسائیت ان میں محبت کا رشتہ نہیں پیدا کر سکی۔ علم اور سائنس ان کی دستگیری نہ کر سکے۔ لیکن نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فقرے نے شرق و غرب کے مسلمانوں کو محبت و اخوت کی زنجیر میں جکڑ دیا ہے۔ انما المومنون اخوۃ۔ مومن بھائی بھائی ہیں۔ آئندہ کی جنگ سے ہندوستان کو بھی خطرہ ہے اور مسلمانوں کو اس سے بڑھ کر سوائے اس کے اگر تم نے اکٹھے ہو کر اپنی حفاظت کی تو خدا تم کو محفوظ و مامون رکھیگا . . . .

. . . .

. . . . اس لئے یاد رکھو مسلمان بھائی بھائی ہیں چھوٹے چھوٹے تفرقوں کو مٹا ڈالو۔ یہ بات اپنے گھروں میں سب کو بتا دو تاکہ دشمن سے اسلام اور مسلمان امان میں رہیں۔

پھر آفتاب احمد خاں جماعت دہم نے اساتذہ کا شکریہ ادا کیا اور یقین دلایا کہ ہم پڑھ لکھ کر . . . ننگ قوم نوجوانوں میں سے نہ ہوں گے جن کو اسلام سے والہانہ عقیدت نہیں۔ ہم اسلام کے سچے سپاہی بنیں گے اور اپنی جانوں سے اسلام کی حفاظت کریں گے۔ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

(نامہ نگار)

ہمارے مسیحا

تمہیدی مقالہ کا اختتام

(از جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ڈاکٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

(۵)

"ہمارے مسیحا" کا تمہیدی مقالہ اقساط میں چھپتا رہا ہے اور یہ اس کی آخری قسط ہے انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں محترمی جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات کو بیان فرمائیں گے۔ ناظرین منتظر رہیں۔

دونوں جماعتوں سے اپیل

اے دونوں جماعتوں کے بزرگو! میری آپ سے نہایت دردمندانہ اپیل ہے کہ باہمی منافرت اور مناقشت کو دور کرو۔ بدظنیوں سے کام مت لو۔ ایک دوسرے سے رواداری کا سلوک کرو سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے ایک دوسرے کے برخلاف زبان درازی کرنا چھوڑ دو۔ تمام دنیا تمہاری دشمن ہے اور چاہتی ہے کہ تم کو مٹا دے۔ وہ مقدس انسان جو اس زمانہ میں ہدایت اور نور لیکر آیا تھا اس کی ذات گرامی ہماری وجہ سے مورد طعن و تشنیع ہو رہی ہے۔ گندے سے گندا اور ذلیل سے ذلیل آدمی بھی اس سراپا نور کے حق میں برے سے برا لفظ کہنے سے نہیں چوکتا اور بعینہٖ وہی نقشہ بنا ہوا ہے۔

بنیر بر معصوم سے بارد جیتنے بدگہر
آسماں راسے سزد گر سنگ بارد بر زمیں

دنیا اس مقدس انسان کے نام کو نہیں مٹا سکتی

دنیا اس مقدس انسان کے پیغام کو نہیں مٹا سکتی اور نہ وہ پیغام مٹ سکتا ہے جو وہ لایا تھا۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ ہم تم نہ مٹ جائیں اور خدا اس کام کو سرانجام دینے کے لئے کسی اور جماعت کو منتخب کرے۔ ہمارے حالات امید افزا نہیں۔ ہم اپنے اصلی مشن سے دور جا رہے ہیں۔ یہ وہ جماعت ہے جو شیطان سے اور چودھویں صدی کے خطرناک شیطان سے جنگ کرنے کے لئے تیار کی گئی تھی لیکن وہ آپس میں ہی دست و گریبان ہے۔ غور کرو کس قدر طاقت، کس قدر وقت کس قدر قابلیت اور کس قدر روپے اور اس کے ساتھ ہی کس قدر قیمتی متاع تقویٰ اس خانہ جنگی میں ضائع ہو رہا ہے۔ ہم سب اس کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جو امن اور صلح کا شہزادہ بن کر آیا تھا۔ اب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو۔ باقی دنیا میں صلح پھیلانا تو ایک طرف اپنے گھر میں ہی ایک جنگ ہو رہی ہے جس کی نظیر دوسری قوموں میں بھی نہیں۔ کس منہ سے کہتے ہو کہ ہم اس کے پیرو ہیں جس نے کہا تھا کہ ؎

نیامدم زپئے جنگ و کارزار جہاد ॥ غرض ز آمدنم درس اتقا باشد
بیامدم کہ رہ صدق را کشا نم ॥ بدلستاں برم آنکہ پارسا باشد

میری نیت

میں نے نہایت درد دل سے یہ عرض کرنے کی جرأت کی ہے اور خدا شاہد ہے کہ میری نیت سوائے اصلاح کے اور کچھ نہیں۔ احمدی جماعت بہت ناخوشگوار حالات میں سے گزر رہی ہے۔ ہم کو چاہئے کہ باہمی نزاع اور کدورت کو دور کریں اور ہم سب ایک ہو کر اپنے اصلی مقصد یعنی اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن کے پیچھے لگ جائیں اور ؎

خدا کے فتح نمایاں بنام ما باشد

کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ جا تو اجو کچھ میں نے کہا ہے وہ میرے دل کی گہرائیوں سے نکلا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کے دلوں تک بھی اس کو راہ ملے۔ میں اس عاجزانہ اور دردمندانہ اپیل کو اسی کے پاک منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پر ختم کرتا ہوں جس کی ذات کے متعلق تو جھگڑتے ہو مگر جس کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ سنو! وہ کیا لکھتا ہے:-

امام وقت کا فرمان

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایک ہو جاؤ۔ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں، یا چیونٹیوں یا گدھوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کیلئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملیگا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست ہو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔"

باز آمدم بر سر مطلب

میں نے جو کچھ اوپر لکھا وہ میرے اصل مضمون کا دیباچہ سمجھا جانا چاہئے۔ ارادہ نہ تھا کہ اس تمہید کو اتنا لمبا کر دوں۔ مگر دل میں اک جوش اٹھا اور لکھتا چلا گیا۔ خدا کرے میری اس تحریر سے جماعت احمدیہ میں صلح اور آشتی کی ایک لہر دوڑ پڑے اور روٹھے ہوئے بھائیوں میں مصالحت ہو جاوے۔ میں گذشتہ سالانہ جلسہ پر قادیان گیا اور مجھے معلوم ہوا کہ وہاں بھی بعض حضرات ایسے ہیں جن کے دل میں ایسی خواہش ہے اس واسطے کیا تعجب کہ میری یہ دردمندانہ گذارش کوئی مفید نتیجہ پیدا کر دے۔ میں نے قلم اس غرض کیلئے اٹھایا تھا کہ میں وہ حالات بیان کروں جو میں نے حضرت اقدسؑ کے وقت دیکھے اور اس کے متعلق اپنی روایات قلمبند کروں۔ سو اب میں اسی غرض اور مقصد کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آسمانی بارش

آجکل دیکھنا چاہئے کہ لوگ کس طرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں۔ ۱۰ کروڑ کتاب اسلام کے خلاف شائع ہوئی اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے۔ ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے۔ اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی امید میں آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہیں۔ آج تیرہ سو برس کی دھوپ اور امساک باراں کے بعد آسمان سے بارش اتری اب اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اس کو بند کرے۔ یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ ایسا کہ خود خدا پر بھی شک ہو گیا ہے۔ حالانکہ تمام اعمال کی طرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے۔

جرمن مسلم سوسائٹی کی اسلامی خدمات

مورخہ ۱۰ فروری بروز جمعہ شام کے ۸ بجے جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام مسٹر ہارتن کا ایک بصیرت افروز لیکچر ہوا۔ جلسہ کے صدر جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت سے اجلاس کا افتتاح کیا۔

تقریر کا عنوان تھا۔ "اسلام میں تصوف"۔ فاضل مقرر نے بتایا کہ ایک مسلمان کا نصب العین "فنافی اللہ" کا مقام ہے۔ اس مقام پر جو لذت اور سرور اسے حاصل ہوتا ہے۔ دنیاوی لذتیں اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتیں حقیقی راحت کا مسکن انسانی قلب ہے۔ اس راحت کو دنیاوی زر و مال سے نہیں خرید اجاسکتا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد صاحب صدر نے اپنے علمی اشارات سے حاضرین کو مستفید کیا۔ اور مجلس تمام ہوئی۔

مورخہ ۱۴ فروری بروز جمعہ شام کے آٹھ بجے مسلم ایوننگ کا اجتماع ہوا۔ مضمون زیر بحث تھا "نزول و جمع قرآن" الحاج ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب نے ایک مختصر مگر جامع تقریر کے دوران میں قرآن کریم کے نزول اور جمع پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عین حیات میں ہی مکمل ہو چکا تھا اور اسی تدوین و ترتیب پر حفاظ اسے حفظ کرتے تھے۔ قرآن کی موجودہ ترتیب گو ترتیب نزول سے مختلف ہے۔ لیکن یہ ترتیب و تدوین وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی۔ تقریر کے بعد حاضرین کی طرف سے اس پر نقد و تبصرہ کیا گیا۔

ہم عربی نژاد جناب رشاد الکبری اور جناب بردنی صاحبان کے تہ دل سے شکر گزار ہیں جنہوں نے اسلامی نقطہ نگاہ سے مضمون زیر بحث پر روشنی ڈالی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ایک خوشخبری

مورخہ ۱۴ فروری کو ایک صاحب جن کا نام مسٹر مارٹن ہے امام مسجد برلن کے ہاتھ پر دو غریب مسلمانوں کی موجودگی میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کا اسلامی نام طارق مصطفے رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے آمین

(نامہ نگار)

ریویو

رسالہ "کاشتکار جدید" لاہور

ایڈیٹر: چوہدری رحمت خان تارڑ

یہ رسالہ فن زراعت و باغبانی کے سائنٹیفک مضامین کی اشاعت کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ زیر نظر پرچہ میں فصل ربیع و خریف کے باغات لگانے، منافع بخش اور ترقی دادہ فصلوں کی کاشت اور گھاس چارہ و ولایتی و دیسی سبزیوں کے پیدا کرنے کے متعلق نہایت مفید اور کار آمد مضامین درج ہیں جو زراعت و باغبانی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے بیحد دلچسپی کا باعث بن سکتے ہیں۔ مرغیوں کی پرورش کے متعلق بھی ایک دلچسپ اور مفید مضمون شامل اشاعت ہے جو حضرات اس فن سے دلچسپی رکھتے ہوں وہ اس کو جاری کرا کر اس کے کار آمد مضامین سے ضرور مستفید ہوں۔ سالانہ چندہ صرف دو روپے ہے۔ ملنے کا پتہ:-

کسان اینڈ کمپنی بیج و پودے فروش چیمبرلین روڈ لاہور

ممالک غیر کے خطوط

حال ہی میں بعض خطوط جو حضرت امیر کے نام آئے ہیں اور جن میں حضرت امیر کے ساتھ عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے اور سلسلہ کے کام کی بہت تعریف کی ہے مالدیپ سے وصول ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دور دور از ملکوں میں ہماری تحریک خدا کے فضل سے خود بخود قلوب کو مسخر کر رہی ہے۔ اور غیر معلوم ذرائع سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کے اندر اس سلسلہ کی محبت پیدا کر رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

وفات حسرت آیات

نہایت افسوس سے شائع کیا جاتا ہے کہ سید مرتضیٰ صاحب پسر سید مبارک شاہ صاحب گندف ضلع ہزارہ کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ نوجوان نہایت خلیق اور وجیہ اور بہت اچھے قویٰ کا جوان آدمی تھا حال ہی میں بغرض ٹریننگ منگوری گیا تھا کہ وہاں انتقال ہو گیا۔ اور وہاں سے لاش گھر لائی گئی۔ تمام جماعتیں مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ ہمیں اس صدمہ میں سید مبارک شاہ صاحب اور ان کے بھائی سید لیاور شاہ صاحب اور دوسرے متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ / ۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد دلدار ذات گرواہ ساکنہ ستہ واں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لیے یوم مورخہ ۲۸ / ۳ / ۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۹ / ۳ / ۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ / ۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محرم ولد امیر ذات کاٹھیہ ساکنہ کالو والا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۳۰ / ۳ / ۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۲ / ۲ / ۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ / ۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لشکر ولد الہ یار ذات کاٹھیہ ساکنہ کڑیا مبارا نہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۳۰ / ۳ / ۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۲ / ۲ / ۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(بقیہ صفحہ ۲)

مان لو ورنہ ان کی تعلیم رد کرو۔ یہ ایک چالبازی کی راہ تھی جو اہل کتاب نے اختیار کر رکھی تھی۔ خصوصاً ان کے علماء نے وہ یہ کہتے تھے کہ فلاں مسئلہ یوں ہے یعنی غلط مسئلہ بتلا دیتے اور کہہ دیتے کہ مسلمانوں سے یہی مسئلہ پوچھو تو جواب دوسرا ملیگا۔ نتیجہ ایسا ہی ہوتا۔ آج بھی کسی کو جھٹلانے اور بدنام کرنے کا طریقہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ کسی کو سکھلا دیا کہ ان سے فلاں بات پوچھو۔ اگر اس طرح بتلائے تو سچا ہوگا اور اگر یوں بیان کرے تو سمجھ لینا جھوٹا ہے حالانکہ خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس سے بات پوچھی جاتی ہے اس کا مسلک یہ ہے۔ کئی اشخاص دوسروں کو بدنام کرنے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان مولوی صاحب سے امام ضامن کی نیاز یا گیارھویں کے پیر کی نذر دینے کے متعلق دریافت کرکے دیکھو اور اگر جائز قرار دے تو اچھا آدمی ہے ورنہ خود سمجھ لینا۔ حالانکہ یہ نتیجہ خود پر علم ہوتا ہے کہ جس سے دریافت کیا جا رہا ہے وہ نذر و نیاز کا قائل نہیں۔

ومن یرد اللہ فتنتہ فلن تملک لہ من اللہ شیئا

ضلالت و صداقت کے اختیار کرنے میں خدا نے انسان کو آزادی دی ہے۔ پس جو اتمام حجت کے باوجود ضلالت کو اختیار کرتا ہے۔ اسے خدا کی پکڑ سے کون بچا سکتا ہے۔ اس کے لئے دنیا و آخرت میں رسوائی و عذاب ہے۔

فان جاءوک فاحکم بینہم

تورات شریف میں قتل کی سزا قتل اور زنا کی سزا سنگباری ہے مگر یہودی لوگ چالاکی کرتے تھے۔ جب کسی کو سزا سے بچانا منظور ہوتا تو خود اپنی شریعت کے ماتحت اس پر فتویٰ نہ لگاتے بلکہ اسے آنحضرت صلعم کے پاس بھیج دیتے۔ مطلب یہ ہوتا کہ اگر سزا سے بچ گیا تو مراد برآئی ورنہ دوسری صورت میں مخالفت کا بہانہ ہاتھ آجائے گا۔ یہ ایک باریک قسم کی شرارت و چالاکی تھی۔ جو وہ لوگ آنحضرت کے خلاف کیا کرتے تھے۔ اسی لئے قرآن نے فرمایا کہ تیری مرضی پر موقوف ہے چاہے تو ان کے درمیان فیصلہ کردے چاہے اس سے اعراض کرے۔ تیرا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔

وان تعرض عنہم فلن یضروک شیئا

رشتہ کی ضرورت

(۱)

ایک احمدی نوجوان کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ یہ نوجوان صالح صوم و صلوٰۃ کا پابند، متقی اور نیک ہے عمر اس وقت چوبیس پچیس سال کی ہے۔ انٹرنس پاس ہے۔ سادہ زندگی بسر کرتا ہے [illegible] روپیہ مشاہرہ پر دفتر انجمن میں مستقل ملازم ہے۔ رشتہ ایسی جگہ ہونا چاہئے جہاں مال دنیا کی خواہش نہ ہو اور سادہ مومنانہ زندگی بسر کرسکنے پر مائل ہو درخواستیں حسب معمول ذیل کے پتہ پر ہوں:-

محمد مرتضےٰ خاں احمدی مسلم ٹاؤن۔ اچھرہ۔ لاہور

(۲)

ہماری جماعت کے ایک مخلص بھائی جو زمیندار قوم سے ہیں اور صاحب جائداد ہونے کے علاوہ سرکاری ملازم بھی ہیں ان کی دو صاحبزادیوں کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ دونوں لڑکیاں خواندہ اور امور خانہ داری سے واقف ہیں۔ تفصیلی حالات بذریعہ خط و کتابت۔

محمد مرتضےٰ خاں مسلم ٹاؤن لاہور

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر

افسر مال اوّل ملتان

دعویٰ مال جوڈیشل نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۹۳۸ء

چانداس ولد جیونہ مل ذات ودہرا ساکنہ دنیاپور تحصیل لودہراں مدعی۔

بنام مسماۃ سونہاری بائی بیوہ رام کشن قوم دسوجہ ساکنہ قطب پور تحصیل لودہراں مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ۱۵/- روپیہ بابت پیداوار فصل خریف ۳۷ سنہ ۱/۴ حصہ چاہ کوٹلہ والہ کھاتہ نمبر کھتونی نمبر ۱ تا ۴ نمبرات خسرہ ۴ / ۱۵-۱۶-۲۵ ۸ تا ۲۳ مطابق جمعبندی سال ۱۹۳۶-۳۷ء داخلی موضع کوٹلہ حسن خان تحصیل لودہراں

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ سونہاری بائی مذکورہ تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتی ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ سونہاری بائی مذکورہ جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مسماۃ مذکورہ بتاریخ ۱۵ ماہ مارچ ۱۹۳۹ء کو مقام ملتان کچہری حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگی تو اس کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی

آج بتاریخ ۲۸ ماہ فروری ۱۹۳۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر

افسر مال اوّل ملتان

دعوے مال جوڈیشل نمبر ۱۰۲ سنہ ۱۹۳۸ء

چانداس ولد جیونہ مل ذات ودہرا ساکنہ دنیاپور تحصیل لودہراں مدعی

بنام

مسماۃ سونہاری بائی بیوہ رام کشن قوم دسوجہ ساکنہ قطب پور تحصیل لودہراں مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ۲۸/۱۲ بابت پیداوار فصل ربیع ۳۶ تا ربیع ۳۷ ۱/۴ حصہ چاہ کوٹلہ والہ کھاتہ نمبر ۱ کھتونی نمبر ۱ تا ۱۸ نمبرات خسرہ ۳ / ۱-۳-۹ تا ۱۳-۱۹ تا ۲۲ مطابق جمعبندی سال ۳۲-۳۳ء داخلی موضع کوٹلہ حسن خان تحصیل لودہراں

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ سونہاری بائی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے۔ اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ سونہاری بائی مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مسماۃ مذکور بتاریخ ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء مقام ملتان کچہری حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگی۔ تو اس کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۸ ماہ فروری ۱۹۳۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر

افسر مال اول ملتان

دعویٰ مال جوڈیشل نمبر ۹۹ سنہ ۱۹۳۸ء

چانداس ولد جیونہ مل ذات ودہرا ساکنہ دنیاپور تحصیل لودہراں مدعی۔

بنام

مسماۃ سونہاری بائی بیوہ رام کشن۔ موہن مل ولد ڈوتا مل اقوام دسوجہ ساکنان قطب پور تحصیل لودہراں مدعا علیہم

دعویٰ مبلغ ۶۰/- روپیہ بابت پیداوار فصل ربیع ۳۵ تا ربیع ۳۷ ۱/۴ حصہ چاہ کوٹلہ والہ کھاتہ نمبر ۱ کھتونی نمبر ۱ تا ۱۸ نمبرات خسرہ ۶ / ۱ تا ۱۳ مطابق جمعبندی سال ۳۲-۳۳ء داخلی موضع کوٹلہ حسن خان تحصیل لودہراں

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسماۃ سونہاری بائی، موہن مل مذکور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ سونہاری بائی، موہن مل مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر ہر دو مذکوران تاریخ ۱۵ ماہ مارچ ۱۹۳۹ء کو مقام ملتان کچہری حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوں گے تو ان کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۸ ماہ فروری ۱۹۳۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

جماعت میں رشتوں ناطوں کے متعلق ضروری اطلاع

(۲)

تمام بڑی بڑی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں نکاحوں کی درخواستوں کے مطبوعہ فارم ارسال کئے جاچکے ہیں۔ تمام ایسے بھائی جنہیں اپنی اولاد کے لئے نیک اور شریف رشتہ کی ضرورت درپیش ہو۔ وہ مجوزہ فارم پر ضروری اندراجات کرکے فارم مجھے بھیجیں۔ اگر علاوہ ان اندراجات کے ایسے امور ہوں جن کی تشریح کی الگ ضرورت ہو تو علیحدہ خط میں تحریر کردیں۔

تمام جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ حتی الامکان سب بھائیوں کو جماعت کے اندر رشتہ قائم کرنے کی تاکید فرمائیں۔ جمعہ کے خطیب بھی خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی نصائح جو اس بارہ میں ہیں احباب تک پہنچا دیں۔

توسیع و استحکام جماعت کے لئے جماعت کے اندر ہی رشتوں کا کیا جانا نہایت ضروری ہے۔

محمد مرتضےٰ خاں احمدی

از دفتر حضرت امیر ایدہ اللہ مسلم ٹاؤن اچھرہ لاہور

آریہ سماج سے ایک علمی تبادلہ خیالات

ہمیں جناب میر محمد اسحاق صاحب جو جماعت قادیان کے ایک "ذمہ دار بزرگ" ہیں کی طرف سے ایک اعلان بغرض اشاعت موصول ہوا ہے۔ میر صاحب موصوف علم دوست انسان ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا انہوں نے قادیان کی مقامی جماعت میں درس حدیث بھی شروع کیا تھا جو بعض مصلحتوں کی وجہ سے بند کر دیا گیا اور اسے دیرپائی نصیب نہ ہوئی۔ اب انہوں نے علمی تبادلہ خیالات کی دعوت دی ہے ان کیلئے فضا کافی حد تک سازگار رہی۔ شاید کچھ عرصہ تک ان کی یہ علمی سکیم پنپ سکے۔

غیر دل طواف کوئے ملامت کو جائے ہے ؎ پندار کا صنم کدہ ویران کئے ہوئے (اصلاحیہ)

ہم مسلمانوں کے نزدیک بعض طیب اور معین صورت جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے۔ مثلاً بھیڑ بکری اور مرغی وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ ہماری الہامی کتاب یعنی قرآن مجید میں گوشت خوری کی اجازت موجود ہے لیکن آریہ سماج کے نزدیک کسی جانور کا گوشت کھانا بھی جائز اور درست نہیں۔ کیونکہ بقول آریہ سماجیوں کے ان کی الہامی کتاب یعنی دیدوں میں اس کی ممانعت آئی ہے اور ہمیں اس کے ماننے میں کوئی مضائقہ نہ تھا کہ وید گوشت خوری کے خلاف ہیں۔ لیکن ایک احمدی دوست مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل سکنہ ضلع گورداسپور سنسکرت پڑھنے کے لئے بنارس گئے اور انہوں نے بڑے بڑے مشہور پنڈتوں سے پہلے سنسکرت حاصل کی۔ پھر چاروں وید ابتدا سے انتہا تک پڑھے اور جب وہ ویدک علم کی تکمیل سے فارغ ہو کر قادیان آئے تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ویدوں میں صراحت سے گوشت خوری کی اجازت دی گئی ہے اور وید نے نہ ایک بار بلکہ متعدد بار گوشت کھانا جائز قرار دیا ہے۔ پھر انہوں نے وہ مواد دکھلایا جو انہوں نے ویدوں سے جمع کیا تھا جسے سرسری طور پر پڑھنے والا بھی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ویدوں کی رو سے گوشت خوری جائز ہے۔ لیکن مولوی صاحب کا پیش کردہ مواد یکطرفہ بیان کی حیثیت رکھتا ہے اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ فریق ثانی کا جواب بھی سن جائے۔ اس لئے میں پنجاب اور یو۔پی کے آریہ ویدک عالموں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں اور تکلیف گوارا فرما کر قادیان ضلع گورداسپور میں تشریف لادیں اور ایک مجلس میں جو ایک پرائیویٹ مجلس ہوگی اور جس میں آریہ سماج قادیان اور انجمن احمدیہ قادیان کے ایک ایک سو افراد شریک ہوں گے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ ہر قسم کے امن اور تکریم و عزت کے ساتھ گفتگو کرنے کی ذمہ داری انجمن احمدیہ قادیان پر ہوگی۔ اس مجلس میں پہلے مولوی عبداللہ صاحب ویدوں سے وہ منتر پڑھیں گے جن میں گوشت خوری کا جواز ہوگا۔ پھر ان منتروں کا لفظی ترجمہ کریں گے اور پھر ان کی تشریح کریں گے۔ یہ تینوں باتیں وہ ایک یا دو گھنٹہ (یعنی جو وقت بھی طے ہو) بیان کریں گے۔ اس کے بعد ویدک عالم صاحب گوشت خوری کے خلاف ویدک منتر پڑھیں گے۔ پھر ان کا لفظی ترجمہ کریں گے اور پھر ان کی تشریح فرمائیں گے اور یہ تینوں باتیں وہ اسی مقررہ وقت میں کریں گے جو ہر دو صاحبوں کے لئے مساوی طور پر مقرر ہوگا۔ پھر اجلاس برخواست ہو جائیگا۔ پھر دوسرے روز مجلس منعقد ہوگی جس میں ویدک عالم صاحب اسی سابقہ مقررہ وقت کے اندر مولوی صاحب کے پیش کردہ منتروں کا لفظی ترجمہ کریں گے اور پھر ان کی تشریح فرما دیں گے جس سے ثابت کریں گے کہ ان منتروں سے گوشت خوری ثابت نہیں ہوتی۔ پھر مولوی صاحب اسی مقررہ وقت میں پہلے ان منتروں کا ترجمہ کریں گے جو ایک دن قبل ویدک عالم صاحب نے گوشت خوری کے خلاف پڑھے تھے۔ پھر ان کی تشریح کریں گے اور ثابت کریں گے کہ ان منتروں سے گوشت خوری منع ثابت نہیں ہوتی۔ اور اس پر گفتگو ختم ہو جائے گی اور ہم سننے والے انشاء اللہ صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں گے۔ میں بڑی محبت اخلاص اور ادب سے پنجاب اور یو۔پی کی تمام ویدک درسگاہوں۔ گرد کلوں۔ آریہ انجمنوں بالخصوص آریہ پرتی ندھی سبھاؤں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے اس اعلان کی طرف توجہ فرما دیں اور اس علمی مسئلہ پر گفتگو کے لئے کسی مستند عالم کو تجویز فرما کر مجھے اطلاع دیں۔ میں انشاء اللہ تشریف لانے والے صاحب کا کرایہ آمد و رفت ان کے اعزاز کے مطابق ہر وقت پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہاں آ کر اگر وہ ہمارے ہاں ٹھہرنا پسند نہ فرمائیں تو یہاں کی آریہ سماج کے ہاں قیام کر سکتے ہیں۔ یہ تبادلہ خیالات دوستانہ ہوگا اور ہماری طرف سے اس میں سوائے معزز اور اہل علم حضرات کے اور کسی صاحب کو شمولیت کی اجازت نہ ہوگی۔ میں اپنی اس اخلاص اور محبت سے بھری اور دردمندانہ درخواست کے جواب کا منتظر ہوں۔

سید محمد اسحٰق
ممبر مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

حضرت مسیح موعودؑ خود اپنے آپ کو نبی نہیں جانتے تھے

(از جناب غلام رسول صاحب تیا تباز احمدیہ بلڈنگس)

قادیاں میں تھے مسیح نامور — اختتام ماہ رمضاں تھا مگر
رہ گئے تھک کر سبھی پیر و جواں — عید کا مطلق نہ چاند آیا نظر
سب مسلمانوں نے روزے رکھ لئے — جس طرح فرما گئے خیر البشر
عید کا جب تک نہ چاند آئے نظر — اس گھڑی تک فرض ہے صوم النہر
صبحدم اٹھ کر مجددؑ نے کہا — دی گئی الہام میں مجھ کو خبر
آج یوم عید ہے کر لو یقیں — حق کبھی رعیت نہیں ہے مستتر
سن کے یہ الہام بول اٹھے سبھی — کردیں افطار آپ فرمائیں اگر
مسکرائے اور فرمایا سنو — ہو نہیں سکتا شریعت سے مفر
بے شبہ الہام سچا ہے مرا — سنت نبوی مقدم ہے مگر
غیر ممکن ہے کہ حکم شرع سے — کاٹ دوں میں یا بڑھاؤں شوشہ بھر
تار سے جبدم شہادت مل گئی — عید کی ہر اک نے قصہ مختصر
ہے اولی الالباب کو نکتہ یہیں — گرچہ ناداں کے لئے ہو بے اثر
مان لو بے شک نبی ہیں سب مطاع — پاس ہے آیات قرآں کا اگر
ہوتا گر اپنی نبوت پر یقیں — وحی کو رکھتے مقدم شرع پر

او کند انکار تو سازی نبی
شرم کن اے مدعی خاکت بسر

ہماری ٹاٹا نگر کی جماعت

ٹاٹا نگر میں ہماری مختصر سی جماعت ہے لیکن یہ مختصر جماعت اپنے فرائض دینی کے سرانجام دینے کے لحاظ سے بہت قابل قدر ہے جوبلی کی تحریک کے موقعہ پر ہر ایک بھائی نے بلا تامل ایک ایک ماہ کی تنخواہ انجمن کی نذر کر دی اور کثیر حصہ نے ایک ماہ کی تنخواہ کے علاوہ ہزار ہزار اور پانچ پانچ سو کی انشورنس کی پالیسیاں بھی بحق انجمن وصیت کر دیں جزاھم اللہ احسن الجزاء

یہ بھی ایک واقعہ قابل قدر و اعتبار ہے جو اس مختصر سی جماعت نے کیا ہے اس قدر زندگی کے آثار اس جماعت میں پائے جاتے ہیں کہ ایک مسجد اور ایک لائبریری کی تجویز زیر غور ہے اور امید ہے کہ عنقریب یہ تجویز عملی رنگ اختیار کرے گی۔ کیونکہ روپیہ کا انتظام قریب قریب ہو چکا ہے۔

گذشتہ دنوں اس جماعت کے اصحاب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک عالم بھیجے جانے کے لئے درخواست کی جس پر جناب سید اختر حسین شاہ صاحب بہادر سے مولوی فاضل کو وہاں بھیجا گیا۔ سید صاحب موصوف کے جاتے ہی خدا کے فضل سے کام شروع ہو گئے۔ چنانچہ بعض اشخاص نے سلسلہ میں شمولیت کے خط تحریر کئے ہیں۔ سید صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جماعت کے بارسوخ اصحاب ان کی پوری پوری معاونت فرما رہے ہیں جس سے بہت نیک نتائج پیدا ہونے کی توقع ہے۔

ٹاٹا نگر کی دور دراز اور مختصر جماعت ہماری دوسری جماعتوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کر رہی ہے۔

چندہ بھیجنے والے اصحاب کیلئے نہایت ضروری اطلاع

ایک بھائی نے جوبلی کا چندہ میرے نام پر مسلم ٹاؤن کے پتہ پر بھیجا ہے میں تمام بزرگوں کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ کوئی صاحب کسی قسم کا چندہ میرے نام مسلم ٹاؤن نہ بھیجیں اس طرح تو میرا کام بھی خواہ مخواہ بڑھ جاتا ہے اور رلوں بھی یہ ایک بے قاعدگی ہے تمام رقوم بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس کے نام آنی چاہئیں

(محمد مرتضےٰ خان)

احمدیت کا مستقبل

(از قلم جناب محمد مرتضےٰ خاں صاحب)

سوائے اس ذات علیم و خبیر کے جو عالم الغیب ہے کون کہہ سکتا ہے کہ کل کسی شخص یا کسی جماعت یا کسی قوم کا کیا حال ہونے والا ہے آیا وہ قوم یا جماعت زندہ رہے گی پھیلیگی اور پھیلیگی یا مرجائے گی۔ اور اس کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا لیکن اگر قرائن کچھ چیز ہیں اور ان قرائن کی بنا پر اگر کسی قوم کی موت و حیات کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے اور اس کے مستقبل کے متعلق رائے قائم کی جاسکتی ہے تو میں اس امر کے اظہار کے لئے تامل نہیں کروں گا کہ احمدیت کا مستقبل خدا کے فضل و کرم سے نہایت شاندار نظر آتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ دنیائے اسلام بالآخر ہمارے عقائد کے آگے سر نیاز خم کرے گی، جن کی علمبردار آج جماعت احمدیہ ہے۔ جہاں تک احمدیت کے عملی پروگرام کی امتیازات خصوصی ہیں یعنی اعلائے کلمۃ اللہ تدوین، اشاعت اسلام و منیہ قرآنیہ اور حفاظت شریعت غرائے مصطفوی کا سوال ہے اس کے متعلق بفضلہ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ احمدیت کی نئی پود ایسے نوجوانوں سے خالی نہیں جن کے سینہ میں دل اور دل میں اسلام کا حقیقی درد ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم اپنے ایک نوجوان کے اس خط میں سے مختصر سا اقتباس ہدیہ قارئین کرام کرتے ہیں جو انہوں نے حال ہی میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ارسال کیا ہے اس سے ہمارے دوستوں کو علم ہو سکیگا کہ خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے ہماری جماعت کے اندر کیسے بلند عزائم۔ کیسے پاک اور اعلیٰ جذبات رکھنے والے نوجوان موجود ہیں۔ ایسے نوجوان جن کے دل میں خدا کی محبت۔ دین خدا کا عشق موجزن ہے۔ یہ نوجوان آجکل ولایت میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کا ہر خط محبت اور اخلاص کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اپنے ایک تازہ خط میں فرماتے ہیں:-

"یہ آپ کا حسن ظن ہے جو کہ آپ نے میرے اس کام کو ایک بڑا کارنامہ قرار دیا ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی قربانیاں کیا ہمارے دلوں سے محو ہو سکتی ہیں اور ان کی قربانیوں کے مقابلہ میں بھلا یہ ہماری حقیر قربانیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں . . . . اصل میں ان لوگوں میں ایک روح ایمانی تھی۔ اور ایک محبت خداوندی تھی جو ان کو کشاں کشاں سرفروشی اور راہ حق میں جان دینے کی طرف کھینچے لئے جاتی تھی۔ اور ہم لوگوں میں یہ روح مفقود ہو چکی ہے۔ سب سے بڑی ضرورت اس محبت خداوندی کو پیدا کرنے کی ہے اور ہماری جماعت نے اسے کسی حد تک پیدا کر بھی لیا ہے۔ لیکن ابھی تک ہم اس قربانی کی روح کو نہیں پہنچے جو کہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ میں تھی۔ جو خالد اور طارق میں تھی اور اس کے لئے ہمیں اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ سو اس کام کے لئے بعض قربانی کی ضرورت ہوگی۔ میں ہر وقت تیار ہوں اور یہ کوئی بڑا کارنامہ نہ ہوگا۔ کیونکہ بقول غالب ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

اس سے آگے بھی اسی قسم کے جذبات و خیالات کا اظہار کیا ہے پھر فرماتے ہیں :-

"آپ نے لکھا ہے کہ قبلہ بشیر احمد صاحب نے آپ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ اگر آپ ان کے لئے دعا کریں کہ وہ آئی۔ سی۔ ایس ہو جاویں تو وہ اشاعت اسلام کے لئے بڑا حصہ اپنی آمدنی کا ہر ماہ دیں گے۔ سو اس کام کے لئے بندہ بھی حاضر ہے۔ بھلا اس سے سستا سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔ دین بھی ہاتھ آجاتا ہے اور دنیا بھی۔ انہوں نے بڑا حصہ کہا تھا۔ میں آدھا دینے کو تیار ہوں اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہو گیا ہوگا (میرے ماہوار چندہ کو باقاعدہ ادا کرنے سے) کہ میں جھوٹا وعدہ نہیں کرتا"

اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا ہے کہ ایسے پاکیزہ خیالات کے نوجوان بڑھیں، پھولیں اور پھلیں اور دینی و دنیوی حسنات سے بہرہ ور ہوں۔ احباب کو بھی چاہئے کہ ایسے نیک اور اعلیٰ جذبات رکھنے والے نوجوانوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھیں تاکہ قوم کے دوسرے نوجوانوں کو اپنے اندر اسی قسم کے جذبات پیدا کرنے کی ترغیب و تحریص ہو

جوبلی فنڈ میں چندہ دینے والے اصحاب کی خدمت میں ضروری اطلاع

(از دفتر حضرت امیر ایدہ اللہ)

جو بھائی جوبلی فنڈ کا چندہ باقاعدہ ادا فرماتے ہیں۔ ان کی خدمت میں التماس ہے کہ فروری کا مہینہ ختم ہو گیا ہے اور مارچ شروع ہو گیا ہے۔ براہ عنایت تنخواہوں کے ملنے پر یہ ضروری قسط ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور مبلغین کی خدمت میں بھی التماس ہے کہ جہاں کہیں جوبلی کی رقم وصول کریں۔ فوراً مجھے یا دفتر کو مطلع فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام

محمد مرتضےٰ خاں

بقیہ اخبار احمدیہ

— ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب اپنے تازہ خط میں جو حضرت امیر کے نام آیا ہے تحریر فرماتے ہیں :-

مجھے اب بفضلہ تعالیٰ تپ سے نجات ہو گئی ہے۔ ابھی اسہال باقی ہیں۔ مگر اندازے کے ساتھ۔ ابھی ناطاقتی بھی ہے اور ایک آدھ میل چلنے کے بعد نقاہت ہو جاتی ہے۔ جگر کی خراش اچھی ہو گئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

— برادر غلام سرور صاحب جو مرض دق کی موذی مرض میں مبتلا ہیں حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور آپ کی دعا سے ترقی پر ہے۔ علاج باقاعدہ شروع ہے۔ اب اتنی خدا کی مہربانی ہوئی ہے۔ کہ چند یوم سے نمازیں رکوع سجود باقاعدہ کرنا شروع کیا ہے۔ اس سے قبل اشارات سے کام لیا جاتا تھا۔ میں ملتمس ہوں کہ درد دل سے دعا فرمائی جائے۔ تمام بھائی ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— استنبول الاہرام کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ حال ہی میں بعض اطالوی جرائد نے جغرافیائی نقشے شائع کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترکی پر اطالیہ کی للچائی ہوئی نظریں پڑ رہی ہیں ترکی کی اخبارات بڑی سخت تنقید کر رہے ہیں۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ ترکی اب "مرد بیمار" نہیں رہا۔ اطالیہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حبشہ اور ترکی میں بڑا فرق ہے

—— انگورہ بذریعہ ڈاک دمشق کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ جمیل مردم بے کی وزارت مستعفی ہونے کے بعد شام میں حالات نازک صورت اختیار کر گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ دمشق حلب حمص اور کئی دیگر مقامات پر فسادات ہو گئے تھے۔ جن پر پولیس اور فوج کی امداد سے قابو پا لیا گیا

—— بیت المقدس۔ ۵ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کل فخری نشاشیبی کا بھائی عدنان نشاشیبی فٹ بال کا میچ دیکھ رہا تھا۔ کہ اسے گولی مار کے شدید مجروح کر دیا گیا مجروح کی عمر ۱۵ سال تھی۔ تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ زخموں کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا

—— بیت المقدس ۵ مارچ گذشتہ ہفتہ کے دوران میں ۱۱۰ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ہلاک شدوں کی تعداد ۵۶ تھی جن میں پچاس عرب اور چھ یہودی تھے

—— یروشلم۔ ۵ مارچ بارہ عرب جنہیں دہشت انگیزوں نے شہید کیا تھا۔ ان کی لاشیں ایک غار میں انگریزی فوجوں کو ہاتھ لگی ہیں

—— قاہرہ۔ ۵ مارچ۔ شاہ فاروق مصر نے اپنی ہمشیرہ کو ان کی ہونے والی شادی کے موقع پر ایک اعلیٰ تمغہ عطا کیا ہے جو مصر میں خواتین کے لئے سب سے اعلیٰ اعزاز ہے

—— قاہرہ ۵ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ عثمان پاشا نائب وزیر مالیات جو بیروت گئے ہیں۔ مفتی اعظم سے درخواست کریں گے۔ کہ برطانیہ کی فلسطین کے متعلق جو تجاویز ہیں۔ ان کے اصول کو منظور کریں۔ آپ یہ تجویز پیش کریں گے۔ کہ بعض نزاعی مسائل کا فیصلہ آئندہ کے لئے چھوڑ دیں۔ تاکہ ان کا تصفیہ اس طریق میں ہو جائے۔ جیسے کہ مصر کے بعض مسائل کا برطانیہ اور مصر کے درمیان گفت و شنید سے ہوا تھا

—— قاہرہ۔ بذریعہ ہوائی ڈاک اطالیہ سے ۲۰ ہزار اطالوی خاندان عنقریب طرابلس میں روانہ کئے جائیں گے۔ اور نہریں اور اراضیاں جو عربوں کے قبضہ میں ہیں۔ وہ اطالوی لوگوں کو دی جائیں گی مسولینی کی اس تجویز کے خلاف احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا

—— قاہرہ ۶ مارچ عثمان پاشا نائب وزیر مالیات مصر جو مفتی اعظم سے ملاقات کرنے کے لئے بیروت گئے تھے۔ قاہرہ واپس آ گئے ہیں۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مفتی اعظم فلسطین کی گتھی سلجھانے کے لئے اپنی تجاویز کا اعلان کرنے والے ہیں

—— الاہرام رقمطراز ہے۔ عرب کسی ایسی تجویز کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں جو فلسطین میں مکمل آزادی حکومت کے قیام کی ہم معنی نہ ہو۔ عرب لوگ یہ نہیں چاہتے۔ کہ یہودیوں کے پاس اراضی نہ رہے مگر ان کا یہ مقصد ہے۔ کہ یہودیوں کو اتنی اراضی دی جائے جس کا رقبہ کل زرخیز رقبہ کی ایک چوتھائی سے زیادہ نہ ہو

ہندوستان

—— کلکتہ۔ ۶ مارچ کل آدھی رات کے قریب ہولی کی وجہ سے چیت پور پولیس سٹیشن سے تھوڑے فاصلہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں شدید فساد ہو گیا۔ جس میں فریقین نے ایک دوسرے پر خشت باری کی

—— نئی دہلی۔ ۶ مارچ۔ مرکزی اسمبلی کی حزب مخالف کے لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی آج سہ پہر وائسرائے سے ملاقات کریں گے

—— نئی دہلی۔ آج صبح ۱/۲ ۱۰ بجے ہز ایکسیلنسی وائسرائے دہلی واپس آ گئے ہیں

—— کلکتہ ۶ مارچ ایک اطلاع ملی ہے۔ کہ کلکتہ سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ایک اور مقام میں ہندو مسلم فساد ہو گیا جس کی وجہ سے ۱۳۰ اشخاص زخمی ہوئے مجروحین میں سے ۸ کی حالت نازک ہے

—— کانپور۔ ۵ مارچ۔ اس جگہ فرقہ وار فساد خوفناک صورت اختیار کر گیا ہے۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق ۳۵ ہلاک۔ ۲۰۰ زخمی اور ۲۰۰ کے قریب گرفتار ہو چکے ہیں۔ آج پولیس نے کئی مرتبہ گولی چلائی۔ اکا دکا حملے جاری ہیں۔ گورہ فوج طلب کر لی گئی ہے

—— راجکوٹ ۶ مارچ۔ مسٹر فرانسس ایف۔ بیرن راجکوٹ ریذیڈنسی کے ایک اہم رکن ہیں۔ آج آپ گیارہ بجے کے قریب مسٹر گاندھی سے ملے۔ اور ریذیڈنٹ کی طرف سے ایک اہم دستاویز پیش کی۔ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ اس دستاویز میں کیا ہے مگر اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ یہ دستاویز وائسرائے کی طرف سے کوئی اہم مراسلت ہے۔

—— راجکوٹ ۶ مارچ۔ گاندھی جی کے برت کا چوتھا دن ہے۔ کمزوری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور دل کمزور ہوا جاتا ہے اور سر میں چکر آتے ہیں۔ مرکزی اسمبلی کے ارکان اور گاندھی جی کے کیمپ میں نامہ و پیام ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر ان کے متعلق جلد فیصلہ نہ ہوا۔ تو کئی کانگرسی وزارتیں مستعفی ہو جائیں گی

—— الہ آباد ۵ مارچ۔ آج اس جگہ پنڈت جواہر لال نہرو نے اخبار نویسوں کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا کہ فرقہ وار فساد بہت زیادہ ہونے لگے ہیں۔ اب یہ بند ہو جانے چاہئیں اگر مقامی افسر کچھ نہیں کر سکتے تو انہیں چاہئے کہ اپنے سے قابل آدمیوں کے لئے جگہ خالی کریں۔ کیونکہ اگر افسروں کی کمزوری ہے تو دور ہو جائے۔

—— لاہور ۵ مارچ۔ مسٹر جگدیش لال نمبردار ولد لالہ کرم چند زرگر سکنہ سرگودھا حال وارد لاہور مورخہ ۳ مارچ بروز جمعہ کو شاہی مسجد لاہور میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

—— امرتسر ۶ مارچ۔ سری اکال تخت کی تنبیہ کے باوجود دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سکھوں نے ہولی کا جلوس نکال کر پیچیدہ صورت حالات پیدا کر دی ہے۔ آج ۴۴ آدمی جن میں ۱۰ عورتیں بھی شامل ہیں۔ دربار سے نکل کر پنج نشان تھامے ہوئے جلوس کی صورت میں بازار میں داخل ہوئے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ تفصیلات کا انتظار ہے۔

—— جموں ۶ مارچ۔ آج جموں کے ایک مندر میں کالی دیوی کے ایک فدائی نے اپنی زبان کاٹ کر دیوی کے چرنوں میں رکھ دی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس آدمی نے خواب میں دیکھا کہ دیوی اس کی زبان کی بھینٹ طلب کر رہی ہے۔ دوسرے دن صبح وہ مندر پہنچا ہم

ممالک خارجہ

—— لندن ۵ مارچ۔ اخبار ٹائمز میں کنٹربری کے اسقف اعظم کارڈینل "ہنسلے" اور اسقف بیت المقدس کے دستخطوں سے ایک خط شائع ہوا ہے جس میں برطانوی باشندوں سے ان یتیم بچوں کی امداد کے لئے جن کے والدین فلسطین کی جنگوں میں شہید ہوئے مالی امداد کی اپیل کی ہے۔

—— ماسکو ۵ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت روس نے لندن کی عدم مداخلت کی کمیٹی سے اپنا نمائندہ واپس بلا لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اقدام کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ کمیٹی مذکور نے عرصہ ہوا اپنا کام ترک کر دیا ہے اور اب اس کا وجود بے معنی ہو گیا ہے۔

—— لندن ۶ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ تیس لاکھ سے پچاس لاکھ تک حکومت چین کو قرضہ دینے کے لئے تیار ہے۔ اس قرضہ کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت چین اپنے نقدیات کے نظام کو ٹھیک کر سکے جسے جاپانی کمزور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— لندن ۶ مارچ۔ لندن کا اخبار نیوز کرانیکل رقمطراز ہے کہ اعراب فلسطین کے متعلق تجاویز تیار کی گئی ہیں اس کا جواب یہودی تیار کر رہے ہیں۔ یہودیوں کا مطالبہ ہے کہ فلسطین میں ایک قسم کی حکومت قائم کی جائے جس میں تعداد اور سیاسی حقوق کے لحاظ سے ان کی مساویانہ حیثیت کو تسلیم کیا جائے

—— میڈرڈ ۶ مارچ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہسپانوی جمہوریت کی پرانی وزارت معزول کر دی گئی ہے

—— ٹوکیو ۵ مارچ۔ اطلاع ملی ہے کہ آج منچوکو اور روس کی سرحد پر پھر لڑائی ہو گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چالیس روسی سرحد عبور کر کے منچوکو کی سرحدی فوج کے آدمیوں پر حملہ آور ہوئے۔

—— برلن ۴ مارچ۔ سیاسی حلقوں میں افواہ ہے کہ پولینڈ میں کونٹ کیانو کی ناکامیابی کے بعد اب ہٹلر نے یہ تجویز کی ہے کہ اپنی پالیسی کے تازہ ترین حالات کے پیش نظر دوبارہ غور کرنے کے لئے ہٹلر اور مسولینی دونوں آپس میں ملاقات کریں۔

—— بارسیلونا ۶ مارچ۔ جنگی عدالت نے دو ملزموں کے لئے سزائے موت کا حکم صادر کر دیا۔

—— پیرس ۶ مارچ۔ فرانس کی سوشلسٹ پارٹی نے بالاتفاق اس امر کی قرارداد منظور کی ہے کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی جائے۔

—— ٹوکیو ۶ مارچ۔ جاپان کی بری اور بحری فوجوں نے لنگھائی ریلوے کے مشرقی حصہ میں ہیچو پر قبضہ کر لیا۔ اس کے متعلق ایک سرکاری اعلان بھی شائع کیا گیا ہے۔

—— برلن ۶ مارچ۔ حکومت جرمنی اور حکومت چیکوسلواکیہ میں ایک جدید معاہدہ ہوا ہے جس کے ذریعہ چیکوسلواکیہ میں جرمنی کو متعدد مراعات دی گئی ہیں۔

—— ٹوکیو ۶ مارچ۔ جاپانی فوج نے چین کے مشہور شہر اپن لو پر قبضہ کر لیا۔

---

۴۴ اور اپنی زبان کاٹ کر دیوی کے چرنوں میں رکھ دی۔ اس نے برت رکھ لیا ہے اور مندر میں بیٹھا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وقف زندگی

غرض یہ ہے کہ انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کیلئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دیدی ہے مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کیلئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کیلئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس للّٰہی وقف کا اجر ان کو رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے مجھے تو تعجب اس بات کا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للّٰہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا ہے؟ کیا صحابہ کرامؓ اس وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔ نماز جمعہ مؤرخہ ۱۰ مارچ حضرت ممدوح نے پڑھائی اور جماعت احمدیہ لاہور کی عالمگیر مقبولیت کے متعلق ایک مبسوط خطبہ دیا۔

— بعد از نماز جمعہ منشی عبد الکریم صاحب سنوری مرحوم اور سید مرتضیٰ صاحب مرحوم پسر جناب مبارک شاہ صاحب گنڈف ضلع ہزارہ کا جنازہ غائبانہ پڑھا۔

— باری پورہ کشمیر کا ایک احمدی نوجوان جس کو قادیانی والد نے تعصب کی وجہ سے گھر سے نکال دیا۔ چند روز ہوئے مہمانخانہ میں وارد ہوا تھا لیکن سخت بیمار ہو گیا۔ اس کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ اس غریب الوطن کو صحت دے۔ آمین۔

— جناب شیخ انعام الحق صاحب مدیر پیغام صلح بعض خانگی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ وہ احباب کی خدمت میں درخواست دعا کرتے ہیں۔

— جناب بابو ثناء اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جنرل پوسٹ آفس بعارضہ درد گردہ بیمار ہیں ان کے متعلق پہلے بھی اعلان ہو چکا ہے اب مکرر احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان کی صحت کامل کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

— جناب چودھری غلام باری صاحب انکم ٹیکس آفیسر کے صاحبزادہ بعارضہ نمونیا بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

کاظمی صاحب کے خلع بل پر جمعیۃ العلماء دہلی کا افسوسناک رویہ

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

میں گذشتہ ایک ماہ سے دہلی میں ہوں۔ ۱۴ فروری ۱۹۳۹ء کو جس دن کاظمی صاحب کا خلع بل مرکزی اسمبلی میں پیش ہو کر پاس ہوا میں تماشائیوں کی گیلری میں موجود تھا۔ سر این۔ این سرکار لا ممبر نے محرک کو مبارکباد دیتے ہوئے مسٹر سیھرائن کی ایک غلط فہمی کا ازالہ کیا جو یہ تھی کہ مسٹر سیھرائن نے خلع کے بل کو ترقی پسندانہ قانون قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اس کی بدولت مسلمان عورتوں کو مردوں کے ساتھ مساوی حقوق مل گئے ہیں۔" سر این۔ این سرکار نے کہا کہ "یہ قانون مسلمانوں کے لئے نیا نہیں بلکہ صدیوں سے موجود ہے اور اس سلسلہ میں مسلمان آگے نہیں بڑھے۔ بلکہ شریعت اسلامیہ سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے پیچھے کو ہٹے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہندو بھی ترقی پسند کہلانے کے لئے آگے بڑھنے کی بجائے چار ہزار سال پیچھے کو جائیں۔ کیونکہ ان کے ہاں طلاق کے قوانین موجود ہی نہیں البتہ ہندو عورتوں کے لئے ایک اور آسان طریقہ ہے یعنی وہ مسلمان ہو کر قانون خلع سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔"

اس تقریر کے آخری فقرہ کو ایک مذاقیہ فقرہ سمجھ کر بات ہنسی میں اڑا دی گئی۔ لیکن سچ پوچھو تو بات پتہ کی ہے۔ لا ممبر صاحب نے بہ بالکل سچ کہا کہ وہ قانون جسے عورتوں کے لئے ترقی پسندانہ کہا گیا دراصل شریعت اسلامیہ میں صدیوں سے موجود ہے۔ البتہ ہندو مذہب میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ نتیجہ یہ کہ جہاں مسلمان عورتیں اگر ترقی کی طرف قدم اٹھانا چاہیں تو انہیں تو اپنی اسلامی شریعت کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ وہاں ہندو عورتیں اگر ترقی کی طرف حرکت کرنا چاہیں تو ہندو مذہب اس بارے میں ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا بلکہ انہیں اس کے لئے ہندو مذہب سے ہٹنا پڑے گا۔ اور اس کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ "مسلمان ہو کر قانون خلع سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔" اس میں سے مذاق کا حصہ نکال دو تو باقی یہ رہ جاتا ہے کہ ہندو عورتوں کی ترقی کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ اسلامی شریعت کا ہی قانون انہیں بھی ترقی میں مدد دے سکتا ہے۔ وہ مسلمان نہ بھی ہوں تو کم سے کم یہ کرنا پڑے گا۔ کہ اس معاملہ میں ہندو مذہب سے ہٹ کر اسلام کے ایک قانون کو اختیار کیا جائے ہنسی کے پردہ میں اصل حقیقت جتا دی۔ اسلام کی یہ وہ مدح ہے جو ایک غیر مسلم ماہر قانون سر این۔ این سرکار کی زبان سے بے اختیار نکل گئی اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہر ایک ترقی کا قدم جو مسلمان مردوں یا مسلمان عورتوں کے لئے اٹھانا لابد ہے۔ وہ اسی طرح اٹھ سکتا ہے کہ وہ پیچھے ہٹ کر اپنے مذہب کی طرف جائیں اور غیر مذاہب والوں کے لئے جو ترقی کا قدم اٹھے گا۔ وہ اپنے مذہب کے ان اصولوں کو چھوڑ کر جو اسلامی اصولوں سے مختلف ہیں اسلامی اصولوں کی طرف رخ کرنے میں اٹھیگا۔ آج یورپ یہی کر رہا ہے وہ اپنے اخلاقی اور معاشرتی اور تمدنی قوانین میں جو قدم حقیقی ترقی کی طرف اٹھاتا ہے، وہ ہمیشہ اسلامی اصولوں کی طرف ہوتا ہے اور اسے مسیحی کلیسیا یا مغربی تہذیب کے اصولوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ عورتوں کے حقوق کے بارے میں وہ ابھی اسلام کے عطا کردہ حقوق سے بہت پیچھے ہے اور جتنا زیادہ حقوق عورتوں کو دیتا جاتا ہے اتنا ہی اسلامی اصولوں سے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔

یہ تو تصویر کا ایک رخ ہوا۔ اب دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔

یہ بل جب پاس ہوا تو دوست دشمن سب نے مبارکباد دی۔ کسی نے دل سے کسی نے فقط زبان سے۔ غیر مسلم قانون پیشہ اصحاب نے برملا شہادت دی کہ یہ قانون پہلے سے اسلامی شریعت میں موجود ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اب اسی قانون سے فائدہ اٹھانے کے لئے مسلمانوں نے اقدام کیا ہے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ سنتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ کہ جمعیۃ العلماء دہلی کے سکرٹری صاحب نے وائسرائے ہند کو تار دی ہے کہ اس بل کو منظور نہ کیا جائے کیونکہ یہ خلاف شریعت اسلامیہ ہو فرمائیے اب اسے کیا کہا جائے یہ چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا اور ترقی کے قدم میں ٹانگ اڑانا دوست کا کام ہوا کرتا ہے یا دشمن کا۔ کیا انہی مولویوں کے برتے پر شور مچ رہا تھا کہ خلع کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے مسلمان قاضی یا جج ہونے چاہئیں۔ ان مسلمان قاضیوں نے جو فیصلے کرنے تھے وہ معلوم ہے مجھے تو ڈر ہے کہ خلع کے مقدمات فیصلہ کرنے والے ججوں پر یہی مولوی کفر کے فتوے نہ لگا دیں جو اس بل کو خلاف شریعت قرار دے رہے ہیں۔ ایک مسلمان کو اس کارروائی سے شرم آجاتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ علماء پہلے کہاں سوئے ہوئے تھے۔ اتنے عرصہ سے اخباروں میں۔ تحریروں میں۔ تقریروں میں کاظمی بل کا چرچا تھا اس وقت جمعیۃ العلماء دہلی کس خواب خرگوش میں پڑی ہوئی تھی۔ یہ اب گیارھویں گھنٹے میں وائسرائے ہند کو تار دینا کیا معنی۔ اس پر یہاں دہلی میں بعض حلقوں میں یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ چونکہ جمعیۃ العلماء دہلی کانگرس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنی ہوئی ہے۔ اس لئے جب کانگرس پارٹی مرکزی اسمبلی میں اس بل کو گرانے میں ناکام رہی تو اب ان مولویوں کو پیچھے لگا دیا۔ دنیوی رنگ میں ناکامی ہوئی تو دینی رنگ چڑھا دیا جائے۔ آخر ایک طبقہ علماء کو انہوں نے اسی دن کے لئے اپنے ساتھ لگا رکھا ہے آخر وہ اس وقت کام نہ آئے تو کب کام آئیں گے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ افواہ کہاں تک صحیح ہے۔ اگر یہ غلط بھی ہو تو بھی اس میں کیا کلام ہے کہ مسلمانوں کی ترقی میں اس وقت جو سب سے بڑی روک ثابت ہو رہے ہیں وہ اس قسم کے علماء ہیں۔ ورنہ فرمائیے کہ اس بل کو جو عین شریعت اسلامی کے مطابق ہو خلاف شریعت اسلامیہ قرار دے کر وائسرائے ہند کو تار دینا کہ اس کو منظور نہ کیا جائے مسلمانوں کی ترقی اور بہبودی میں روک ڈالنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ہر سال سینکڑوں مسلمان عورتیں اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی اور آریہ اور سکھ بن جائیں تو ان کی بلا سے ہزارہا مسلمان عورتیں اپنے ظالم شوہروں کے دست ستم سے گھل گھل کر فنا ہو جائیں تو ان کی بلا سے۔ مگر ان علماء کو فقط اپنے علوے مانڈے سے کام ہے۔ مجھے امید نہیں کہ وائسرائے ہند اس قابل شرم لغو تار کو قابل توجہ بھی سمجھیں۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ ان علماء نے مسلمان عورتوں کو ان کا حق دینے میں روک ڈالنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ آخر کیوں؟ اسباب یہ کون بتائے کہ کیوں؟ خود ہی سمجھ لو یا خدا ان سے سمجھے گا روز حساب کے دن۔

جن احباب نے چندہ جوبلی میں حصہ لیا ہے

چندہ جوبلی میں حصہ لینے والے احباب سے درخواست ہے کہ وہ اگر کوئی تجاویز اس چندہ کے مصرف کے متعلق پیش کرنا چاہتے ہوں یا کوئی جماعت اگر کوئی ایسی تجویز پیش کرنا چاہتی ہو تو ۱۵ مارچ سے پیشتر مجھے بھیج دیں۔ یہ تجاویز دو امور کے متعلق ہونی چاہئیں۔

۱۔ جماعت کی توسیع اور استحکام کے لئے کیا تجاویز اختیار کی جائیں۔

۲۔ جو روپیہ بطور چندہ جمع ہوا اس کو سرمایہ کی صورت میں منتقل کرنے اور اس سے آمدنی حاصل کرنے کیلئے کیا صورت اختیار کی جائے۔

جماعت کی توسیع اور استحکام کی تجاویز دو قسم کی ہو سکتی ہیں۔ اوّل وہ جن کو فوراً عملدرآمد میں لانا ضروری ہو اور جن پر جوبلی کے روپے میں سے کچھ رقم جو جنرل کونسل منظور کرے۔ اسی وقت خرچ کی جا سکے۔ دوم وہ جن کا تعلق مستقل سرمایہ جوبلی کی آمد سے ہو اس دوسری قسم کی تجاویز کا تعلق اس سرمایہ سے ہوگا جو مستقل فنڈ کے طور پر لگا یا جائے گا۔ اور آمدنی پر ان کا انحصار ہوگا جو اس مستقل فنڈ سے ہونے کی توقع ہو۔ مگر بہرحال تجاویز کا سامنے آجانا ضروری ہے مستقل سرمایہ کو کس کس رنگ میں لگایا جائے اس کا انحصار بھی آخری نقد رقم پر ہوگا جو جمع ہوگی اور اس کا بڑا حصہ سال کے آخر تک خزانہ میں پہنچے گا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ بعض تجاویز ایسی ہوں جن پر تھوڑا تھوڑا سرمایہ لگ کر ان کو عملدرآمد میں لایا جا سکتا ہے۔ لہذا اس قسم کی تجاویز بھی ابھی سامنے آجانی چاہئیں۔ جنرل کونسل میں یہ غور ہو سکیگا کہ کس ترتیب اور کس حد تک کسی تجویز کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ جوبلی کے چندہ میں نصف سے زیادہ حصہ بصورت جائداد ہے۔ اور نصف سے کم نقدی کی صورت میں اور جو نقدی کی صورت میں ہے اس کا ایک حصہ ایسا ہے جو وصیت سے تعلق رکھتا ہے یا لائف انشورنس کی پالیسیوں سے تعلق رکھتا ہے۔

نوٹ:۔ اس امر کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کہ جو احباب کوئی تجویز بھیجیں۔ اس پر مفصل روشنی ڈالیں کہ اس میں کس قدر خرچ درکار ہوگا۔ اور اس سے کس قدر آمد کی توقع ہو سکتی ہے۔ یا جماعت کی توسیع وغیرہ کے متعلق جو تجاویز ہوں ان پر بھی خرچ وغیرہ کے متعلق روشنی ڈالی جائے۔

محمد علی

(۲۵ فروری ۱۹۳۹ء)

مقدس ہستیوں کی عزت کرنا ہمارا فرض ہے

ہر مذہب و ملت میں چند ایک ایسی ہستیاں ضرور ہوتی ہیں جنہیں ایک پاک اور بلند حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ انسان کے جذبہ وجدان کو اس قدر مسحور کر لیتی ہیں اور اس کے احساسات میں اتنی گہری اتر جاتی ہیں کہ ان کی ذرا سی توہین بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔

اگر اس جذبہ کی تحلیل کی جائے تو یہ عقیدت اور محبت بے وجہ نہیں ہوتی بلکہ اس کے عقب میں ایک ایسی صداقت کارفرما ہوتی ہے جس پر تمام مقدس اداروں کا انحصار ہے۔ دنیا میں تمام مفید اصول جو ہمیں نظر آتے ہیں۔ سارے قوانین جن پر سوسائٹی کی بنیاد قائم ہے انہیں مدون اور مربوط کرنے والے رجال عظیم ہی تھے۔ اگر یہ مبالغہ نہ ہو تو یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ تاریخ انسانی عبارت ہی رجال عظیم سے ہے۔ چونکہ یہ بڑے بڑے انسان محسن ہیں۔ سوسائٹی کے، قوم کے، ملت کے اس لئے ان کی توہین بہ اشتعال پیدا ہوتا ہے اور بعض دفعہ تو خون کی ندیاں بہ جاتی ہیں۔ یہ توہین آمیز فقرات تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوتے ہیں۔ ان کے چھوتے ہی قوم کے قلب سے خون بہنے لگتا ہے۔ اور پھر جو کچھ ہوتا ہے اس کے لئے کسی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔

ہندوستان میں تو ایسے متعدد واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ بعض مفسدہ طبع لوگوں کی وجہ سے خون کی ندیاں بہیں۔

مسلمانوں کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، عیسائیوں میں مسیح ناصری، ہندوؤں میں کرشن اور سکھوں میں گورو نانک کی ہستیاں بہت ارفع اور پاک ہیں۔ جو شخص ان کے متعلق سے وہ ملک کے امن کو خطرہ میں ڈالتا ہے اور بنی نوع انسان کا دشمن ہے —— ہر شخص کو اخلاقی لحاظ سے اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور اس پر روشن ہونا چاہیئے کہ وہ صرف اپنے ہی لئے زندہ نہیں۔ اس کی زندگی تنہا اس کی ملکیت نہیں۔ بلکہ اس کا وجود محض سوسائٹی کی مہربانی سے دنیا میں قائم ہے۔ اگر آج سوسائٹی کا دست شفقت اس کے سر پر نہ ہو تو وہ دنیا سے بہت قلیل عرصہ میں ناپید ہو جائے۔ اسے ان اصولوں اور قوانین کا احترام کرنا چاہیئے جن پر تمدن اور معاشرت کی عمارت قائم ہے۔

وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں اخلاق اور قانون کو قائم کیا۔ ان کا احترام ہر سعید الفطرت پر واجب ہے۔ جو ان کا احترام نہیں کرتا وہ انسانی عافیت کا دشمن ہے اور اس کا وجود کسی صورت میں بھی مفید نہیں۔

ہر متمدن اور با اخلاق قوم اپنے ہمسایوں کے جذبات کا خیال رکھتی ہے۔ ایسی روش اختیار نہیں کرتی جس سے اجتماعی پیچیدگیاں پیدا ہوں اور ایسے نتائج رونما ہوں جن سے زندگی دشوار ہو جائے۔

آخر وہ کونسا مذہب ہے جو اجازت دیتا ہے کہ گند اچھالا جائے اور دوسرے کے جذبات کو بغیر وجہ کے مجروح کیا جائے۔ اسلام میں تو بت پرست قوموں کے بتوں کو بھی برا بھلا کہنا ممنوع ہے۔ حالانکہ اسلام نہایت سختی کے ساتھ توحید کا مؤید ہے۔

انسان اور حیوان میں صرف یہی فرق ہے کہ انسان اخلاق اور قانون کا پابند ہے اور حیوان ان ارفع قیود سے آزاد ہے۔ وہ شخص جس میں وہ اخلاق حسنہ نہیں پائے جاتے۔ جو انسانیت کی زینت ہیں وہ بہادر نہیں بلکہ لڑاکا ہے۔ عازم نہیں ضدی ہے۔ ضابط نہیں حیوان ہے۔ وہ سوشل نہیں بلکہ گلوں میں رہنے والے مویشیوں کی مانند ہے۔ اسے ناموس انسانیت کا کچھ بھی پاس نہیں۔

اس ضمن میں حکومت کا تساہل بھی قابل ذکر ہے۔ حکومت اگر ایسے واقعات کے انسداد کیلئے فوری تدابیر اختیار کرے جن سے دلخراش ہنگامے معرض وجود میں آتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ حادثات جو امن عامہ میں خلل انداز ہوتے ہیں ہمیشہ کے لئے رک جائیں۔

وہ شوریدہ پشت انسان جو نیک اور پاک بزرگوں کی توہین کا باعث ہوتے ہیں انہیں ایسی ہولناک سزائیں ملنی چاہئیں جو دنیا کیلئے مقام عبرت ہوں۔ حکومت ایسے انسانوں کو نہایت آسانی کیساتھ کیفر کردار کو پہنچا سکتی ہے ہمیں توقع ہے کہ حکومت اس ضروری امر کی طرف توجہ دیگی اور اس قسم کی گندی دشنام طرازی جس سے اسکی رعایا کے قلوب چھلنی ہوتے ہیں کو دور کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے گی۔

ایک ناخوشگوار واقعہ

شیخ غلام محمد ولد مستری دین محمد جو بزعم خویش مصلح اور ماموریت کا دعویدار ہے عرصہ سات آٹھ سال سے بزرگان سلسلہ احمدیہ کے خلاف ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی میں مصروف ہے کئی رسالے اس نے شائع کئے ہیں جن میں ہماری جماعت کے اکابر کو برے برے نام سے یاد کیا گیا ہے اور کئی ناجائز امور اور خلاف واقعہ اتہامات لگائے گئے ہیں۔ انجمن کے اکابرین اس عرصہ میں درگذر اور صبر و حلم سے کام لیتے رہے ہیں۔ لیکن اب اس شخص کی ریشہ دوانیاں حد سے تجاوز کر رہی ہیں چنانچہ تازہ ترین رسالہ میں اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم پر نہایت ناپاک الفاظ میں حملہ کیا۔ اس پر احمدیہ بلڈنگس کے چند نوجوانوں نے غلام محمد مذکور کو تنبیہ کی کہ وہ اپنی بدکلامی اور اشتعال انگیزی سے باز آجائے۔ اس تنبیہ پر اپنے رویہ میں تبدیلی کرنے کی بجائے شیخ غلام محمد کھلم کھلا فساد پر آمادہ ہو گیا اور ۷ مارچ کی شام کو قبل از مغرب اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی معیت میں مشتعلانہ انداز میں مسجد میں آیا۔ دو تین نوجوان جو یہ حرکات دیکھ رہے تھے انہوں نے غلام محمد کو اس اشتعال انگیزی سے منع کیا جس پر غلام محمد اور اس کے ہمراہیوں نے لاٹھیوں سے ان نوجوانوں پر حملہ کر دیا اور انہیں بری طرح مجروح کیا۔ مولوی محمد ابراہیم دانوی، مشتاق احمد صاحب بھیروی اور عباس خاں پوچال کو ضربات آئی ہیں۔ مولوی محمد ابراہیم کو شدید ضرب آئی ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ معاملہ پولیس کے سپرد ہے۔

حیدرآباد میں سکھ قوم کی روش

۲۵ فروری کو حیدرآباد سے سردار جن سنگھ جتھے دار ہیڈ خالصہ دیوان لاہور نے مندرجہ ذیل بیان روانہ کیا ہے:۔

"آریہ سماجیوں کی طرف سے حیدرآباد دکن میں ایک فرقہ وارانہ ایجی ٹیشن جاری ہے۔ ڈر ہے کہ کسی غلط پروپیگنڈہ کا اثر سکھ قوم پر نہ پڑے۔ اس لئے میں اپنے سکھ بھائیوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہاں سکھوں کے ساتھ حکومت کا سلوک نہایت منصفانہ ہے اور سکھوں کو کوئی شکایت حکومت کے خلاف نہیں۔ گوردوارہ شری حضور صاحب ناندیڑ اس ریاست کی حدود میں واقع ہے۔ ہزارہا سکھ اس گوردوارہ کی یاترا کے لئے ہر سال وہاں جاتے ہیں اور حکومت کی طرف سے ہر طرح کی سہولتیں یاتریوں کو پہنچائی جاتی ہیں۔ گوردوارہ کا انتظام ایک سکھ سربراہ کے ہاتھ ہے اور سیوادار سب سکھ ہیں۔ ان حالات میں سکھوں کو کسی ایسی تحریک میں حصہ نہ لینا چاہئے جو ہمارے دکن نواسی بھائیوں کو نقصان پہنچائے"۔

اس مندرجہ بالا بیان سے دولت آصفیہ کی رواداری اور رعایات اظہر من الشمس ہیں۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ آریہ صاحبان ایک ایسی پر امن فضا کو مکدر کر رہے ہیں جس میں ہزاروں انسان نہایت خوش بختی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

آریہ اخبار اور خواجہ حسن نظامی

آریہ گزٹ مؤرخہ ۵ مارچ رقمطراز ہے :۔

کہ خواجہ حسن نظامی صاحب اپنی تحریر و تقریر میں کوئی ایسا موقع نہیں چھوڑتے جس میں ہندوؤں اور ہندو کلچر کے خلاف زہر نہ اگلیں۔ کچھ دن ہوئے آپ نے دلی ریڈیو سٹیشن پر ہندوستان کی زبان کے موضوع پر ایک تقریر کی جس میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں :۔

"کہ آریہ نسل کی قومیں بھی وسط ایشیا سے ہندوستان میں آکر آباد ہوئی تھیں۔ جن کی زبان ترکی تھی کیونکہ وسط ایشیا میں ترکی زبان بولی جاتی ہے"

ہمیں معلوم نہیں کہ آخر اس تقریر میں جناب خواجہ صاحب نے ہندو کلچر کے خلاف کونسا زہر اگلا ہے۔ علم تاریخ کا ہر ایک طالبعلم اس حقیقت سے واقف ہے کہ آریہ قومیں وسط ایشیا سے اٹھ کر ہندوستان میں آئیں اور ان کا اصل وطن ہندوستان نہیں بلکہ وسط ایشیا ہے لازمی امر ہے کہ جس ملک سے یہ قومیں آئی ہوں گی اس کی زبان کو بھی اپنے ہمراہ لائی ہوں گی اور اس زبان کا کوئی نام بھی ہوگا۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سنسکرت یقیناً اس زبان کا نام نہیں تھا بلکہ سنسکرت اس قدیم زبان کو عبارت ہے اگر خواجہ صاحب نے اس زبان کو اس کے مرزبوم کے لحاظ سے ترکی زبان کہہ دیا تو کونسا غضب ہوا ہر ایک محقق کو اس معاملہ میں اپنی رائے کے اظہار کا حق پہنچتا ہے معلوم نہیں آریہ گزٹ کیوں ایک تاریخی مسئلہ کے لئے ہندو مسلم پر پیچ و تاب کھا رہا ہے۔

کیا بدھ مت میں خودکشی جائز ہے؟

شیراز مؤرخہ ۲۶ فروری میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "خودکشی"۔ اس پر فاضل مضمون نگار نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"شوپنہار[۵] کا تو یہ نظریہ تھا کہ اپنی ذات اور حیات کے سوا دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس پر انسان کو کامل اختیار حاصل ہو بدھ مت کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ انسان کو اپنی جان لینے کا حق حاصل ہے"

اس مندرجہ بالا اقتباس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ شوپنہار اور مہاتما بدھ خودکشی کے موید تھے مہاتما بدھ نے کبھی خودکشی کو جائز قرار نہیں دیا وہ تو نفس کشی کا بھی سخت مخالف تھا اس کا خیال تھا کہ نفس کشی اور خودکشی انسانی حیات میں دکھ کے احساس کو فزوں تر کرتی ہیں۔ اس سے زندگی کا جو آلام سے لبریز ہے خاتمہ نہیں ہوتا بلکہ ایک لامتناہی دکھ کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص دکھ سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہو وہ نفس کشی اور خودکشی کے اندوہگیں ارتکاب سے مجتنب رہے

اس کے علاوہ شوپنہار نے تو صاف طور پر لکھا ہے :۔

"خودکشی صرف ایک ہی فرد کی موت ہے جو محض بے معنی اور احمقانہ فعل ہے اس سے زندگی کی ہیئت مجموعی پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور حیات مختلف انواع کی نشو و نما میں بدستور سابق بے خطر اپنا خونیں کھیل کھیلتی ہوئی اور کھیلتی چلی جاتی ہے۔ فرد واحد کی موت کے بعد بھی کشمکش جاری رہے گی اس وقت تک جاری رہیگی جب تک نوع انسانی میں عزم موجود ہے۔ زندگی کی خامیوں اور ناکامیوں پر کوئی چارہ فتح نہیں پا سکتی یہاں تک کہ عزم علم و عقل کے قدموں پر سرنگوں ہو کر نہ گر پڑے۔

---

[۵] شوپنہار ایک مشہور قنوطیت پسند جرمن فلسفی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم کی توہین

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ ایک شخص شیخ غلام محمد مقیم احمدیہ بلڈنگس سات آٹھ سال کے عرصہ سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اس کے معزز اراکین کے متعلق گند اچھالتا رہتا تھا۔ لیکن انجمن نے اس کی گندی کارروائیوں کو کبھی لائق اعتنا خیال نہیں کیا۔ لیکن حال ہی میں اس نے ایک ایسی عزیز اور محترم ہستی کے خلاف ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں جس سے ہر ایک احمدی شدت رنج و غم کی وجہ سے مضطرب ہے

واقعہ یوں ہے کہ اس نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان سلسلہ کو متعدد خطوط لکھ کر دھمکیاں دیں کہ وہ فائر انجمن پر ۱۹۲۳ء کی طرح تامے لگا کر امن عامہ میں خلل اندازی کا مرتکب ہوگا۔ اور پھر ۳ فروری کو ایک ٹریکٹ بھی شائع کیا جس میں جہاں انجمن کے بزرگ اراکین کو توہین آمیز الفاظ سے خطاب کیا اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم کی شان میں سخت اشتعال انگیز الفاظ استعمال کئے جس سے تمام احمدیوں میں ایک نفرت کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے سخت تنفر کا اظہار کیا۔

لیکن معاصر "الفضل" نے معاملہ کی نوعیت نہ سمجھتے ہوئے اس گند کی وجہ سے رونما ہونیوالے حالات کے متعلق اپنے ۱۰ مارچ کے پرچہ میں لکھا :۔

"لاہور ۸ مارچ۔ اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ احمدیہ بلڈنگس میں غیر مبائعین کی دو پارٹیوں میں جنگ ہوئی . . . . . بیان کیا جاتا ہے کہ غیر مبائعین کی انجمن کے بعض ارکان نے انجمن کے ایک سابق رکن شیخ غلام محمد پر حملہ کر دیا۔ مگر وہ بچ گیا۔ اس کے بعد اس کے بھی کچھ آدمی پہنچ گئے اور دونوں پارٹیوں میں لاٹھیوں سے لڑائی شروع ہو گئی اور نصف درجن اشخاص مجروح ہوئے وغیرہ وغیرہ"

اخبار "الفضل" نے اپنے بیان کی بنیاد لاہور کے مقامی اخبارات پر رکھی ہے ہم اخبار "زمیندار" اور "احسان" جو سلسلہ کے بعید معاند اخبار ہیں کے بیانات درج کرتے ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ وہ اخبار جن پر "الفضل" نے اپنے نوٹ کی بنیاد رکھی ہے وہ اس واقعہ کے متعلق کیا لکھتے ہیں :۔

روزنامہ "احسان" مؤرخہ ۱۰ مارچ پولیس رپورٹ کی بنا پر رقمطراز ہے

"اس سے قبل ایک اور شخص انجمن کا ملازم تھا (یہاں شخص سے مراد غلام محمد ہے) جسے سو روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ انجمن احمدیہ کے ایک رکن اعلیٰ سے اس کا جھگڑا ہو گیا۔ اس نے گالیاں دیں جس پر اسے نکال دیا گیا۔ ملازمت کے بعد اس شخص نے کہنا شروع کیا کہ وہ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب کا روحانی بیٹا ہے۔ انجمن احمدیہ کے ارکان کے خلاف اس نے بذریعہ تحریر و تقریر پراپیگنڈہ شروع کر دیا ہر وقت انہیں برا بھلا کہتا تھا۔ آخر ایک دن اس نے ایک رسالہ میں احمدیہ تحریک کے بڑے بڑے رہنماؤں کے خلاف لکھا۔ انجمن احمدیہ کی طرف سے اسے باز رکھنے کی کوشش کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سات آدمیوں کو ساتھ لیکر اور ڈانگوں سے مسلح ہو کر مسجد احمدیہ بلڈنگس میں گھس آیا اور دو[۱] اشخاص کو ڈانگوں سے زخمی کر دیا"

معاصر "زمیندار" نے بھی بالکل ایسا ہی بیان شائع کیا ہے جس کا اقتباس دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مگر بعد میں معاصر "الفضل" نے اپنی روش کو تبدیل کر لیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ "الفضل" نے بالکل صحیح قدم اٹھایا ہے۔ لکھتا ہے :۔

"پیغام بلڈنگس لاہور میں مقیم ایک شخص غلام محمد نے حال میں ایک ٹریکٹ معیت رضوان کی حقیقت شائع کیا ہے۔ جس میں رسالہ کے صفحہ ۸ پر حضرت ام المومنین جنہیں ہر احمدی اپنی حقیقی ماں سے بھی بڑھ کر قابل عزت و احترام سمجھتا ہے اور جن کی شان میں کسی قسم کی گستاخی اور بے ادبی ہرگز گوارا نہیں کر سکتا۔ غلام محمد مذکور نے ایسے گندے اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں کہ جن کو پڑھ کر خون کھولنے لگتا ہے۔ ہم حکومت پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں کہ فوری طور پر اس شرارت کی طرف متوجہ ہو۔ اور لاکھوں انسانوں کی نہایت ہی محترم و معزز ہستی کی شان میں حد درجہ کی بدزبانی اور گستاخی کرنے والے کو کیفر کردار تک پہنچائے"

ہم اس معاملہ میں شروع سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور اب بھی معاصر "الفضل" کے ہمنوا ہیں۔ اس بدزبانی کی وجہ سے ہمارے قلوب چھلنی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم کی توہین ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہم ان ناپاک الفاظ کے خلاف جن کا ہم یہاں اعادہ نہیں کرنا چاہتے نہایت سختی کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اور حکومت پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ فوراً یہ دل آزار الفاظ استعمال کرنے والے کو سزا دے۔ ورنہ اگر اس توہین کی وجہ سے کوئی حادثہ وقوع میں آیا تو اس کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ احتجاج صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی اور اس کی طرف فوری توجہ کی جائے گی۔

---

[۱] تین دوست زخمی ہوئے ہیں۔ مولوی محمد ابراہیم، مشتاق احمد، عباس خان مقدمہ اس وقت پولیس میں زیر تفتیش ہے۔

جن اصحاب

کے ذمہ اخبار پیغام صلح کا بقایا ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ بار بار یاددہانیوں سے دفتر پر مزید بار نہ ڈالیں۔ (منیجر)

کانگریسی ہندوؤں کی مسلم دشمنی اور کانگریسی مسلمانوں کی غفلت

اسلامی کلچر اور اسلامی حقوق کو کانگریسی حلقوں میں کس طرح پامال کیا جا رہا ہے

(از جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب)

اب یہ حقیقت پورے طور پر بے نقاب ہو چکی ہے کہ کانگریس ایک ہندو جماعت ہے۔ اس کے تمام سرکردہ لیڈر ہندو مفاد کیلئے سرگرم عمل ہیں۔ مسلمان قوم اور اس کے حقوق و مفاد سے وہ نہ صرف غافل بلکہ اس کے خطرناک دشمن ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی جداگانہ قومی ہستی اور اسلامی کلچر کو ہندوستان سے مٹا دیا جائے۔ یا کم از کم اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ اس کی قوت مدافعت اور احساس خودی فنا ہو جائے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ ہر قسم کی کوشش کرتے رہتے ہیں ——— یہی وجہ ہے کہ "پیغام صلح" نے سیاسی معاملات سے بے تعلق رہنے کے باوجود کانگریس اور اس میں مسلمانوں کی شمولیت کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ یہ صرف ایک سیاسی مسئلہ ہی نہیں۔ بلکہ اس سے مسلمانوں کے بہت دوسرے ایسے اہم مسائل وابستہ ہیں جنہیں کوئی اسلامی جماعت ایک لمحہ بھر کے لئے بھی نظر انداز نہیں کر سکتی یہ بھی ایک ظاہر بات ہے کہ مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت کانگریس سے بے تعلق اور متنفر ہے۔ صرف چند فریب خوردہ خام خیال یا قوم فروش مسلمان اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے اس میں شریک ہیں ——— یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جس کو کانگریس کا وسیع و مسلسل پروپیگنڈا اور بڑی بڑی غلط بیانیاں بھی چھپانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں۔

مسلمان جب بھی اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے کوئی حرکت کرتے ہیں یا ان کی طرف سے کوئی مطالبہ پیش ہوتا ہے تو کانگریسی ہندو فوراً اپنی پرفریب وطن پرستی کی آڑ لے کر اس کو فرقہ داری قرار دے دیتے ہیں کانگریسی مسلمان بھی ان کی ہمنوائی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام صحیح الخیال مسلمان کانگریس اور کانگریسی مسلمانوں کے معتوب ہیں۔ وہ انہیں بار بار وطن کے دشمن کہتے ہیں۔ حالانکہ دراصل وطن دشمنی اور فرقہ پرست کانگریس اور ہندوؤں کی دوسری جماعتیں ہیں جو اقلیتوں کو مٹا دینا اور غلام بنا لینا چاہتی ہیں۔

کانگریسی مسلمانوں نے اپنے ہندو دوستوں اور آقاؤں کو خوش کرنے اور ان سے اپنی تباہ کن اور پرفریب "وطن پرستی" کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے سواد اعظم کو بہت کچھ برا بھلا کہا۔ ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ انہیں قسم قسم کے طعنے دیئے لیکن حقائق بہرحال حقائق ہیں۔ ہندوؤں کے طرز عمل اور افسوسناک ذہنیت نے آخر انہیں محسوس کرا دیا کہ کانگریسی ہندو بھی دوسرے ہندوؤں سے کچھ مختلف نہیں ہیں۔ وہ زبان سے جو کچھ کہیں لیکن جہاں تک اعمال و خواہشات کا تعلق ہے وہ مہاسبھائیوں اور آریہ سماجیوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں ——— کانگریسی مسلمانوں کے یہ احساسات اور تلخ تجربات کبھی کبھی ان کی زبان قلم پر بھی آ جاتے ہیں۔

اخبار "مدینہ" بجنور ایک قدیم کٹر کانگریسی پرچہ ہے۔ کانگریس کی تائید و تعریف اس کا ایک بہت بڑا مقصد زندگی ہے۔ وہ بارہا اہم مواقع پر اسلامی مفاد اور مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف کانگریس کی حمایت کر چکا ہے اور اکثر کرتا رہتا ہے مسلمانوں کو ہمیشہ کانگریس میں شمولیت کی دعوت دیتا رہتا ہے۔ قدیم کانگریسی ہونے کی وجہ سے وہ کانگریس کے اندرونی حالات اور کانگریسی ہندوؤں کے طرز عمل اور ذہنیت سے بھی خوب اچھی طرح واقف ہے۔ حال ہی میں اس نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ غالباً غیر ارادی طور پر بہت سی باتیں اور اپنے تلخ تجربات اور عبرت انگیز مشاہدات بیان کر گیا ہے۔ یہ مضمون دراصل کانگریسی ہندوؤں اور کانگریسی مسلمانوں کے طرز عمل کا ایک اجمالی موازنہ ہے مضمون کی ابتدا میں کانگریسی مسلمانوں کے طرز عمل کا ایک اجمالی موازنہ ہے جو نمونہ کی ابتدا میں کانگریسی مسلمانوں کے متعلق رقمطراز ہے:۔

"بدنصیبی سے اس وقت جو مسلمان کانگریس کے حلقہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں۔ جو مسلم لیگ کے اشتعال انگیز رویہ کے ردعمل کے طور پر یا نوجوانوں یا فسطائیت رسم و رواج کے اس نظریہ سے متاثر ہو کر جو یورپ میں پایا جاتا ہے یا محض ہندو دوستوں کو اپنی حد سے زیادہ رواداری کا یقین دلانے کے لئے ان تمام چیزوں کی طرف سے بے پروائی برتنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جن کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے۔ فرقہ پرستی کا ہوا ان کے ماحول پر اس بری طرح مسلط ہو جاتا ہے کہ بعض وقت اس چیز سے اپنا دامن بچاتے ہوئے نکلتے ہیں جو صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ لوگ جارحانہ جنگجویانہ فرقہ پرستی (جو یقیناً بہت بری چیز ہے) کے تصور سے اتنے متاثر ہوتے ہیں کہ پھر اپنے فرقہ کی اندرونی اصلاح اور اس کو ایک جداگانہ عنصر کی حیثیت سے ہندوستان کی ملی جلی مشترک زندگی میں ایک زندہ و متحرک مگر ہم آہنگ عنصر بنانے کا تصور بھی ان کے دماغ سے فنا ہو جاتا ہے۔"

یہ ہے کانگریسی مسلمانوں کی صحیح کیفیت ایک ذمہ دار مسلمان کانگریسی جریدہ کے الفاظ میں۔

مندرجہ بالا سطور میں ہمارے معاصر نے "مسلم لیگ" کے اشتعال انگیز رویہ کا ذکر بھی کیا ہے مسلم لیگ پر جس کے الزام تو شاید ایک حد تک درست ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا رویہ کسی معقولیت پسند انسان اور جماعت کے نزدیک ہرگز اشتعال انگیز قرار نہیں دیا جا سکتا ہے مسلم لیگ کی خواہش یہی ہے کہ مسلمانوں کی جداگانہ ہستی ان کے مذہب کلچر اور حقوق کا تحفظ ہو۔ یہی چیز کانگریس کے نزدیک ناقابل برداشت اور فرقہ وارانہ ہے۔ اگر مسلم لیگ کا رویہ اشتعال انگیز ہے تو ہمارے معاصر کے یہ الفاظ اس کے ہم مشربوں کے نزدیک اور زیادہ اشتعال انگیز اور ناقابل برداشت قرار دیئے جائیں گے اور اس کا ردعمل یقیناً زیادہ شدید ہوگا

کانگریسی مسلمانوں میں قومی عصبیت اور مذہبی حمیت کا کس قدر فقدان ہے؟ اس کا اندازہ ہمارے معاصر کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ہو سکتا ہے:۔

"........ یہ ایک ایسی ذہنیت ہے جو بدنصیبی سے اکثر ترقی پسند اور کانگریسی مسلمانوں میں پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے یہ افراد فرقہ پرست اور متعصب ہندو دوستوں کی مخالفت میں لب کشائی کرنا، ہندو تہذیب، ہندی زبان اور ہندو ذہنیت کو زبردستی طور پر ملک میں رائج کرنے پر احتجاج کرنا اور مسلمانوں کے جداگانہ ملی خصائص کو قائم و باقی رکھنے کی جدوجہد کرنا فرقہ پرستی کے مترادف سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک ترقی پسند کانگریسی مسلمان کی حیثیت سے ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کی طرف متوجہ ہونا ان کا شیوہ نہ ہونا چاہیئے۔ حالانکہ جن چیزوں کو وہ چھوٹی چھوٹی سمجھتے ہیں وہی دراصل بنیادی اینٹیں ہیں، جو ہمیشہ چھوٹی ہی ہوتی ہیں۔ لیکن ان پر عمارت کے تمام بڑے بڑے ستون قائم کئے جاتے ہیں۔"

معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا معاصر بہت بھولا اور فریب خوردہ کانگریسی مسلمانوں کی جس ذہنیت اور بے حمیتی کا وہ ماتم کر رہا ہے۔ وہ کانگریسی ماحول کا لازمی نتیجہ ہے مسلمانوں کے جداگانہ ملی خصائص کی حفاظت ایک ایسا خیال ہے جو کانگریس کے ہندو لیڈروں کے نزدیک بہت بڑا جرم بلکہ بغاوت کا درجہ رکھتا ہے ——— وہ وقت یقیناً دور نہیں جبکہ ہمارا معاصر اسی وجہ سے کانگریس کو خیرباد کہہ دے گا۔ یا پھر اسے اپنے ہم مشربوں کی تقلید کرنی پڑے گی۔ جن کی غلامانہ اور ہندو پرستانہ ذہنیت کا ماتم اس نے مندرجہ بالا سطور میں کیا ہے صداقت میں بے پناہ قوت ہوتی ہے وہ اس سے ایسی سچی باتیں بھی کہلوا لیتی ہے۔ جنہیں انسان بسا اوقات اپنی اغراض یا ضد کی وجہ سے زبان پر نہیں لانا چاہتا۔ جب کانگریس سے اختلاف رکھنے والے اسلامی حلقوں کی طرف سے ہندوؤں کی تنگ نظری اور تعصب کی شکایت کی جاتی ہے اور ان کی بے پناہ اکثریت کے پیش نظر کہا جاتا ہے کہ اپنے حقوق کا خاطر خواہ تحفظ کئے بغیر کانگریس میں شامل ہونا یا ہندوؤں کے ساتھ کسی سیاسی تحریک میں اشتراک عمل مناسب نہیں تو کانگریسی مسلمان طعنے دینے اور الزام تراشی پر اتر آتے ہیں۔ تحفظات و حقوق کے مطالبے کو بزدلی و خود غرضی پر محمول قرار دے دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے کانگریسی معاصر کو بے در پے تلخ تجربات و مشاہدات کی وجہ سے اعتراف کرنا پڑا ہے کہ:۔

"آج ہمارے مسلم کانگریسی دوستوں کی توجہ اس اہم فریضہ کی طرف بہت کم ہے۔ ان میں بعض تو ایسے ہیں جو اس قسم کی چیزوں کو ہندوستان کی متحدہ قومیت کے منافی تصور کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ان باتوں کو فرقہ پروری کا مترادف سمجھ کر عمداً ان میں پڑنے سے ہچکچاتے ہیں.... خدا کے لئے وہ اس غلط، خطرناک اور تباہ کن نقطہ نظر کو ترک کر کے اور بحیثیت مسلمان کے مسلمانوں کے مخصوص قومی امتیازات و خصائص کو باقی رکھنے اور ان کو ترقی دینے کی جو ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے اسے انجام دیں کانگریس میں بہت کم ہندو ایسے ہیں جو جواہر لعل کی طرح

عالی ظرف اور روادار ہیں۔ زیادہ تر ایسے ہی ہیں جن کی ظاہری رواداری کے پیچھے ہزاروں تنگ نظریاں چھپی ہوتی ہیں اور چونکہ کچھ تو مسلمانوں کے جمود و غفلت کی وجہ سے اور کچھ ان کی عددی کمی کی وجہ سے کانگریس کے احاطہ میں ان کی تعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت کم ہوتی ہے۔ اس لئے ہندو دوست بڑی آزادی سے اپنی تنگ نظری و تنگ دلی کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔"

معاصر مدینہ نے کانگریسی مسلمانوں کو جو یہ تلقین کی ہے وہ بالکل صحیح اور نہایت ضروری ہے۔ لیکن یاد رہے اس کی یہ خواہش کانگریس کے احاطہ کے اندر رہ کر ہرگز پوری نہیں ہو سکتی۔ اس کی تکمیل کی جگہ کانگریس کے احاطہ کے باہر ہے۔ ہمارے معاصر کو مسلمانوں کے جمود و غفلت، مسلمانوں کی عددی کمزوری۔ اور ہندوؤں کی خطرناک بلکہ شرمناک تنگ نظری، ان سب چیزوں کا اعتراف ہے۔ پھر خدا جانے وہ اس پر کیوں آمادہ نہیں ہوتا کہ مسلمان کانگریس اور اس جیسی دوسری تمام غیر مسلم و مخلوط سیاسی جماعتوں سے قطع تعلق کر کے پہلے اپنے آپ کو متحد و منظم کریں۔ اکثریت سے متحدہ طور پر اپنے مطالبات منوائیں اپنی جداگانہ قومی ہستی کا ان سے اعتراف و اقرار کرائیں۔ اور ضروری امور کے متعلق ان سے قابل اطمینان ضمانت لیں۔ اس کے بعد کانگریس کا رخ کریں اور ہندوؤں کے ساتھ سیاسی اشتراک عمل کا خیال دل میں لائیں ——— اگر مسلمان کثیر تعداد میں بھی کانگریس میں شریک ہو جائیں۔ تب بھی ان کی تعداد ہندوؤں کے مساوی یا ان سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اس صورت میں بھی وہ اقلیت میں ہی رہیں گے۔ کانگریس کا تو آئین ہی ایسا ہے کہ اگر مسلمان ہر صوبے میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں کانگریس میں شریک ہو جائیں تو اس صورت میں بھی وہ اپنے حسب منشا کوئی فیصلہ کانگریس سے نہیں کرا سکیں گے۔ لہٰذا اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں کہ پہلے کانگریس سے اپنے حقوق کے تحفظ کی باقاعدہ قابل اطمینان ضمانت لی جائے اور اس کے آئین میں تبدیلی کرائی جائے۔ یہ اسی طرح ممکن ہے کہ مسلمان کانگریس کے باہر رہیں اور اس کے مقابل کھڑے ہو جائیں اور متحدہ جدوجہد سے اس کو انصاف و معقولیت کی راہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیں۔ کانگریسی ہندو جن پست اور شرمناک طریقوں سے اپنی مسلم دشمنی اور تعصب کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں، اس کی بعض مثالیں بھی ہمارے معاصر نے بیان کی ہیں:

"مثلاً کانگریس کا کوئی جلسہ ہوا تو اس میں سارے سائن بورڈ، چٹھیاں اور تحریریں سنسکرت آمیز ہندی میں لکھوا دیں۔ دفتر کے فارم ہندی میں چھپوا لئے آفیشل اشتہارات، پمفلٹ اور مراسلے ہندی میں لکھوا لئے اور اگر کسی نے اعتراض کیا تو بڑے بھولے پن سے کہہ دیا کہ کیا بتلائیں اردو میں چھپوانے کا خیال ہی نہ رہا تھا، اردو پریس قریب نہ تھا۔ اس لئے مجبوراً ہندی سے کام نکالنا پڑا" وغیرہ وغیرہ۔ غرض اسی طرح کی بہت سی باتیں ہوتی ہیں جو جان بوجھ کر محض تنگ نظری کے ماتحت اختیار کی جاتی ہیں۔"

کانگریسی صوبوں کے سرکاری حلقوں میں بھی اس متعصبانہ ذہنیت کا دور دورہ ہے۔ "مدینہ" نے اس حقیقت کا اعتراف ایک حد تک مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:-

"پھر چونکہ اسی قسم کے بعض برادران وطن حکومت کی باگ ڈور کے بھی مالک بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے حکومت کے ایوان سے بھی اس قسم کی چیزیں ہوتی رہتی ہیں۔ ان لوگوں کا نقطۂ نظر تو یہ ہے کہ ہندوستان میں صرف ان ہی کی تہذیب ان ہی کی زبان۔ ان ہی کا رسم الخط اور ان ہی کا کلچر رہے۔ اس کے علاوہ اور سب اسی میں ضم ہو جائیں۔"

ہمارے خیال میں ان الفاظ پر کسی تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں۔ آخر پر ہمارا معاصر رقمطراز ہے کہ:-

"بہرحال جو کچھ ہو گیا سو ہو گیا۔ لیکن اب تو اس طرز پر عامل رہنا سخت نقصان رساں ہے۔ اب ہمیں قدم قدم پر ان چیزوں کے خلاف آواز بلند کرنا چاہئے یہ چیزیں کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہوں۔ لیکن ان کے پیچھے جو خوفناک ذہنیت کام کرتی ہے۔ اسے کسی طرح چھوٹا نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے اس قسم کی باتوں کو نظر انداز کرنا ٹھیک نہیں۔ لیکن کام کی ذمہ داری یہیں آ کر ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ تو صرف حفاظت و مدافعت کی صورت ہے۔ اس کے علاوہ ضرورت اس کی بھی ہے کہ ان امتیازی خصوصیتوں کو ترقی دینے کا کام بھی کیا جائے ...... فرقہ پروری صرف اسی حد تک بری ہے۔ جہاں تک اس میں جارحانہ اور جنگجویانہ ذہنیت کام کرتی ہے۔ لیکن اپنے مخصوص فرقہ کے مخصوص عقائد، رسوم اور روایات و مراسم کی فضا میں اس کو ترقی دینا اور اس کے مخصوص امتیازات کو باقی رکھتے ہوئے ملک کی عام مشترک قومی زندگی میں اسے ایک ہم آہنگ مگر ممتاز عنصر بنانے کی سعی کرنا نہایت مبارک و محمود فرقہ پروری ہے۔ ایسی فرقہ پروری کے مرتکب تو خود گاندھی جی بھی ہیں جنہوں نے ہندوؤں کی اصلاح اچھوتوں کی اصلاح اور ہندی کی ترویج وغیرہ بیسیوں کام کئے ہیں اور اب بھی چوبیس گھنٹے اسی قسم کی اصلاحی چیزوں پر غور کیا کرتے ہیں۔"

ہمارے معاصر کے یہ خیالات تو اچھے ہیں لیکن کانگریس کے اندر وہ کر ان پر عمل کی خواہش کا نتیجہ وہی ہو گا جو پروانہ زیر دام کی خواہش کا ہوا کرتا ہے۔ جو مسلمان کانگریس کی طرف راغب ہو رہے ہیں انہیں ذرا ٹھنڈے دل اور گہری نظر سے ان حقائق و اعترافات پر غور کرنا چاہئے۔

میر محمد اسحاق صاحب کے اعلان پر ایک نظر

۹ مارچ کے "پیغام صلح" میں جناب میر محمد اسحاق صاحب آف قادیان کا ایک اعلان "آریہ سماج سے ایک علمی تبادلہ خیالات" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ قادیان کے کوئی مولوی عبداللہ صاحب ہیں جو بنارس میں رہ کر بڑے بڑے پنڈتوں سے سنسکرت پڑھ کر آئے ہیں اور کہ چاروں ویدوں کو ابتدا سے انتہا تک پڑھ چکے ہیں۔ علم سنسکرت کی تحصیل اور چاروں ویدوں کے مطالعہ کی تکمیل کے بعد مولوی صاحب قادیان تشریف لائے اور گویا اپنی ساری محنت و کاوش کا نتیجہ یہ پیش کیا کہ "ویدوں کی رو سے گوشت خوری جائز ہے"۔ اب جناب میر محمد اسحاق صاحب ہیں کہ خوشی کے شادیانے بجا رہے ہیں اور لنگر لنگوٹ کس کر آریہ سماج کے مقابلہ میں آ ڈٹے ہیں۔ پنجاب۔ یو۔ پی کی تمام ویدک درسگاہیں گرد کلوں، آریہ انجمنوں بالخصوص آریہ پرتی ندھی سبھا کو چیلنج ہو رہا ہے کہ نکلیں میدان میں۔ ہمارے بنارسی مولوی صاحب ویدوں سے گوشت خوری کے جواز میں منتر ثابت کریں گے سچ ہے۔ ع

میرے دانت تیزی پہ آ جاتے تھے

تو کیلے سے چھل کو چبا جاتے تھے

پنجاب۔ یو۔ پی کی تمام ویدک درسگاہوں۔ گرد کلوں، آریہ انجمنوں بالخصوص آریہ پرتی ندھی سبھا کو للکارا جا رہا ہے مگر بنارسی مولوی صاحب اور خود قبلہ میر صاحب کی معلومات کا یہ حال ہے کہ انہیں اتنا بھی علم نہیں کہ خود آریوں میں دو پارٹیاں ہیں۔ ایک پارٹی گوشت خوری کے خلاف ہے تو دوسری پارٹی گوشت خوری کے حق میں ہے اور ان دونوں پارٹیوں کو "گھاس پارٹی" اور "ماس پارٹی" کے نام سے شہرت حاصل ہے۔ پھر جب حالت یہ ہے تو پنجاب، یو۔ پی کی تمام ویدک درسگاہوں۔ گورو کلوں اور آریہ انجمنوں کو للکارنے کے کیا معنی ہوئے۔ میر صاحب اور ان کے بنارسی مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ خود ہندوؤں کے بڑے بڑے فاضلوں نے آج سے برسوں پہلے متعدد ایسی کتب لکھی ہیں جن میں ویدوں سے گوشت خوری کا جواز ثابت کیا ہے۔ دوسرے جانوروں کا گوشت تو رہا الگ، پنڈت آنند صاحب نے تو اپنی مشہور و معروف کتاب "گومیدھ یگیہ" میں گائے کے گوشت کے متعلق بھی ویدک لٹریچر اور خود ویدوں سے لکھا ہے۔ غرض یہ ایک پامال شدہ مضمون ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کے لئے اس شد و مد سے ڈھنڈورہ پیٹا جائے۔ "ماس پارٹی" اور گوشت خوری کے حق میں لکھنے والے ہندو فضلا اسلام کے مسئلہ گوشت خوری کی صداقت پر خود ہندوؤں کے گھر کے گواہ کافی ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ ہم دل سے یہ چاہتے ہی نہیں کہ لالہ لوگ سبزی اور دال چھوڑ کر گوشت کھانے لگیں اور اپنے سینوں میں بزدل کے دل کی جگہ شیر کا دل پیدا کر لیں۔ جو کام ڈاکٹر مونجے کرتے پھر رہے ہیں اس کام کو قادیان کے "شیخ الحدیث" نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔ ہاں اگر وہ اپنے بنارسی مولوی صاحب کے علم سنسکرت اور چاروں ویدوں کے مکمل مطالعہ سے فائدہ ہی اٹھانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے وہ مولوی صاحب کو توجہ دلائیں کہ اسلام اور ویدک دھرم کے درمیان آئے دن جن مضامین پر مناظرے ہوتے رہتے ہیں ان کے متعلق ویدوں سے اپنی نئی تحقیقات پیش کریں اور ویدوں سے ان مخصوص صداقتوں کو بے نقاب کیجئے جن سے اسلام کی تائید ہو اور ویدک دھرم کی تردید ہو یا ویدوں سے ایسا مواد نکالیں جن سے ہندو مسلم اتحاد کو تقویت پہنچے اور دونوں قومیں ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہو سکیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری ایام کی یہی ایک زبردست تمنا تھی۔ یہ ہیں وہ چیزیں جن پر میر صاحب قبلہ بجا طور پر خوش ہو سکتے ہیں اور خرچ کر کے ہندو فضلا کو قادیان تشریف لانے کی دعوت بھی دے سکتے ہیں۔

کیا ہم امید کر سکتے ہیں؟ کہ میر صاحب قبلہ اپنے بنارسی مولوی صاحب کے علم و فضل کا کوئی خاص نمونہ دنیا کے سامنے لانے کی نوازش فرمائیں گے۔

(نامہ نگار)

آخری فیصلہ کے

مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباحثہ

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

اہلحدیث مجریہ ۱۲ فروری ۱۹۳۹ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے آخری فیصلہ کے متعلق میرے ساتھ مباحثہ کو اس شرط پر منظور کیا ہے کہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی نیابت کی سند حاصل کروں۔ دراصل مولوی صاحب نے مباحثہ سے بچنے کے لئے یہ شرط لگائی ہے۔ نہ ہی تحقیق حق منظور ہے۔ اس وقت اس قسم کی شرائط پیش کرنا محض دفع الوقتی ہوتی ہے۔ اگر سچ مچ مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ یقین ہے کہ وہ آخری فیصلہ والے اشتہار کے متعلق حق بجانب ہیں اور لدھیانہ میں ان کو انعام غلطاً نہیں بلکہ انصافاً دلایا گیا تھا تو اب دوبارہ اس موضوع پر بحث کرتے وقت نیابت امیر کی شرط لگا کر بحث سے بچنے کی انہیں کیا ضرورت ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے جب لدھیانہ میں مباحثہ کیا تھا۔ تو اس وقت میر قاسم علی صاحب کے پاس حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیابت کا سرٹیفیکیٹ تھا۔ اگر نہیں تھا تو اب کیا خاص علامت ہیں جو یہ شرط بلاوجہ اضافہ کی جا رہی ہے۔

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب جماعت اہلحدیث کے نمائندہ ہو کر بحث کریں گے یا محض بحیثیت ایک مولوی کے۔ اگر وہ خود جماعت اہلحدیث کی نیابت کا منصب نہیں رکھتے تو ان کو مجھ سے بھی اس قسم کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے لیکن اگر وہ جماعت اہلحدیث کے نمائندہ ہیں اور اسی حیثیت سے وہ مباحثہ کرنا چاہتے ہیں تو بلاشبہ میں بھی حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب سے ان کی نیابت کا سرٹیفیکیٹ حاصل کرونگا۔ لہذا مولوی ثناء اللہ صاحب کو اب صفائی کے ساتھ مباحثہ کے لئے منظوری دیدینی چاہئے۔ مگر میں عرض کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کبھی بھی اس میدان میں نہ نکلیں گے۔ حیلہ وبہانہ سے اس موت کے پیالہ کو ٹالنے کی کوشش کریں گے کیونکہ وہ خود ہی جانتے ہیں کہ دراصل آخری فیصلہ کی رو سے وہ خود ہی ناحق پر ہیں اور جو فیصلہ لدھیانہ میں ہؤا تھا وہ ایک سکھا شاہی فیصلہ تھا

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس مباحثہ کے لئے میں قادیانی جماعت کو بھی اپنی معاونت کے لئے اپنے ہمراہ لے لوں۔ مگر میرا خیال ہے کہ اس جماعت کی طرف سے بھی بارہا مولوی صاحب کو اس موضوع پر بحث کے لئے بلایا گیا ہے۔ مگر مولوی صاحب ان کو بھی ٹالتے ہی رہے ہیں۔ تاہم میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ کہ اس مسئلہ پر جس میں دونوں جماعتیں برابر کی جوابدہ ہیں مباحثہ میں مل جائیں۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے مجھ سے مباحثہ منظور کر لیا جس کی قطعاً امید نہیں اور اگر قادیانی جماعت نے بھی شرکت منظور کی چاہی تو ہم مشترک طور پر بھی مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ قادیانی جماعت کی طرف سے میر قاسم علی صاحب کے وہ پرچے جو انہوں نے مباحثہ لدھیانہ میں آخری فیصلہ کے متعلق لکھے تھے۔ وہ اور ان کا جواب جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے دیا تھا۔ وہ اس مجوزہ مباحثہ میں شامل کر لئے جائیں۔ چونکہ اس وقت مولوی ثناء اللہ صاحب کا ایک پرچہ زیادہ تھا اور وہی آخری پرچہ تھا۔ میں اس کا جواب لکھ دیتا ہوں۔ پھر اس کے بعد مولوی صاحب کے دو پرچے اور ہوں اور ان کا جواب میری طرف سے ہو پھر فیصلہ کرا لیا جائے کہ حق کدھر ہے اور اس کے مطابق انعام کا فیصلہ ہو جائے گا۔

اس مباحثہ کے لئے اب اس امر کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں کہ فریقین روبرو ہو کر ہی بحث کو تحریر کریں۔ بلکہ مولوی صاحب امرتسر میں بیٹھے یہ کام کر سکتے ہیں اور میں دہلی سے ہی ان کو جواب دے سکتا ہوں اور بہتر یہ ہو کہ اس طرح بحث کے کل پرچے اکٹھے چھاپ کر تین غیر جانبدار منصفوں کے پاس بھیجدیئے جائیں۔ پھر جو اتفاق رائے جو کثرت رائے سے فیصلہ ہو اسے قبول کر لیا جائے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب اس مقابلہ کے لئے تیار ہیں؟

مولوی ثناء اللہ صاحب سے جو مسئلہ نبوت کے متعلق میرٹھ میں مناظرہ ہؤا تھا جس کی تفصیل ہم نے پیغام صلح میں شائع کرا دی تھی۔ اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب نے صرف یہ کہدیا کہ ہم تو ہمیشہ ہارا ہی کرتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب نے ہماری پیش کردہ ایک دلیل پر بھی اعتراض نہیں کیا اور نہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے محض دفع الوقتی کے طور پر لکھدیا ہے ؎

بات بنتی ہے تیری میرا بگڑتا کیا ہے

مولوی صاحب یاد رکھیں کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے ذمہ سے نبوت کے دعوے کا الزام انہوں نے باطل تسلیم کر لیا تو پھر ان کے تمام فتوے جو حضرت مسیح موعودؑ اور ان کی جماعت کے خلاف ہیں باطل ہو جائیں گے اور تمام مسلمان حضرت مرزا صاحب کو سچا ماننے پر مجبور ہوں گے۔ کیونکہ جب سب سے بڑا الزام ہی جھوٹا نکلا تو چھوٹے چھوٹے اعتراضات کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔ پس اگر مولوی ثناء اللہ صاحب میں واقعی کوئی صداقت ہے اور وہ اپنے دعوے میں جو میرے سامنے میرٹھ میں انہوں نے پیش کیا تھا جسے وہ وہاں ثابت نہ کر سکے اور پھر اخبار میں اس مباحثہ کی تفصیل پڑھ کر بھی بجائے معقولیت سے رد کرنے کے یہ کہکر کہ

بات بنتی ہے تیری میرا بگڑتا کیا ہے

خاموش ہو گئے ہیں اور یہ خاموشی دراصل ان کے ناحق پر ہونے کی ایک بین دلیل ہے۔ ورنہ جو شخص ذرہ ذرہ سی بات پر احمدی جماعت کے خلاف لکھنے کا عادی ہو اور اپنے اخبار میں "قادیانی مشن" کے ماتحت کچھ نہ کچھ ہر اخبار میں ضرور لکھنے لکھانے کا عادی ہو وہ کب یہ برداشت کر سکتا ہے کہ اس کا مدمقابل تو کھول کھول کر بتائے کہ مولوی صاحب نے فلاں فلاں دلیل پیش کی تھی اور ہم نے انکا یہ جواب دیا تھا اور مولوی صاحب پھر کچھ بھی جواب نہ دے سکے اور نہ دے سکتے ہیں اور نہ دیں گے۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب پھر بھی کہدیں کہ ہاں صاحب ہم تو ہمیشہ ہارتے رہتے

ہیں۔ یقیناً یہ اسی قسم کا کلام ہے کہ بعض لوگ جب دیکھتے ہیں۔ کہ تحقیقات کی صورت میں ہماری بددیانتی ضرور ثابت ہو جائے گی تو اس وقت وہ کہدیتے ہیں کہ جناب صاحب ہم بددیانت ہی سہی ہم اس معاملہ میں جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتے۔

قادیانی جماعت

مولوی صاحب کو ہم نے مناظرہ میں بھی کہا تھا کہ آپ قادیانی جماعت کے دلائل سے کام لے کر ہمارے مقابل نکلے ہیں۔ مگر جب وہ بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ سو اب مولوی صاحب سے ہو سکے تو انہیں سے مدد لیکر میری پیش کردہ دلائل کا ابطال کر کے دکھا دیں۔ میں نے تو دہلی کے کئی ایک قادیانیوں کو وہ پیغام صلح کے پرچے دیدیئے کہ مولوی اللہ دتا یا کسی اور کو کہو کہ اب وہ ہی جواب لکھ کر دکھائیں۔ مگر وہ ہوشیار ہیں کچھ نکر وہ جانتے ہیں کہ الفرار ادنی وقتہ فتح"

یعنی بھاگنے کے موقع پر بھاگ جانا ہی فتح ہے اور اسی پر ان کا عمل ہے جس پر ان کا سالقہ عمل گواہ ہے۔ ہم نے انعام مقرر کر کے بھی قادیانیوں کو کہا کہ تم حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ثابت کر دو مگر وہ دم بخود غفلت کی قبروں میں پڑے یونہی انگڑائیاں لے رہے ہیں۔ ہاں ان پر احمدی جماعت کا اثر بڑھتا جا رہا ہے اور وہ اپنے مخصوص مسائل میں ڈھیلے ہوتے جا رہے ہیں اور جلد وہ وقت آنیوالا ہے کہ مسیحیت پر مہدویت کی تجلی غالب ہو کر قادیانی جماعت کو ہدایت نصیب ہوگی اور وہ صحیح معنوں میں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین ماننے لگیں گے اور حضرت مسیح موعودؑ کو خاتم الاولیاء ماننیں گے نہ کہ نبی۔ کیونکہ نبی خاتم الاولیاء نہیں ہو سکتا اور جب وہ یہ سمجھ گئے کہ ظلی نبوت دراصل ولایت محمدی کا ہی دوسرا نام ہے تو وہ خود بخود حضرت

(باقی پوسٹ میں)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ محمد ولد دلدار ذات گرداو سکنہ ممندوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۸ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۹ ۱/۳۹

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ محرم ولد امیر ذات کاٹھیہ سکنہ کالووالہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۰ ۳/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۲ ۱/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

حصار میں قحط کے متعلق امدادی تدابیر

امدادی کاموں پر دو لاکھ اشخاص کام کر رہے ہیں

ہندوستانی ریاستوں کے باشندے امداد حاصل نہیں کر سکتے

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ضلع حصار میں حکومت کے امدادی کاموں پر جو اشخاص کام کر رہے ہیں ان کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے اور اب ان کی تعداد دو لاکھ سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ حالانکہ کچھ عرصہ ہوا یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ نواحی ریاستوں کے باشندوں کو جو امداد کی تلاش میں حصار پہنچ گئے تھے ان کاموں پر ملازمت نہ دی جائے۔

مندرجہ بالا اعداد میں کام کرنے والے اشخاص کے تقریباً ستر ہزار لواحقین و متعلقین شامل ہیں۔ امدادی کاموں پر مزدوروں اور ان کے لواحقین کے علاوہ تقریباً ۵۰۰ ۴ اشخاص کو کاتنے کے مرکزوں کے ذریعہ امداد دی جا رہی ہے اور تقریباً ۱۱۵۰۰ اشخاص کو مفت امداد مہیا کی جا رہی ہے۔

لہذا ان اشخاص کی مجموعی تعداد جنہیں اجرتوں کے ذریعہ یا دیگر طریق پر امداد مہیا کی جا رہی ہے دو لاکھ بیس ہزار کے لگ بھگ ہے اور غالباً ابھی اس میں اور اضافہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت نے ان اشخاص کی تعداد پر کوئی پابندی عائد نہیں کی ہے جو اس کے امدادی کاموں پر ملازم رکھے جائیں گے۔ برطانوی رقبہ کے ہر باشندہ کو جو بطور امداد اجرت حاصل کرنا چاہے کام مہیا کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حصار کے ایک کانگرسی لیڈر پنڈت نیکی رام شرما نے اس بات کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ انہوں نے اخبارات کے نام حال ہی میں ایک بیان شائع کیا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ حکومت کے تمام امدادی کاموں پر قحط زدہ آبادی کے نصف سے بھی کم حصہ کو امداد مل رہی ہے اور باقی آبادی کو کوئی امداد نہیں مل رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ امدادی کاموں کا ایک ایسا جال پھیلا ہوا ہے کہ ہر مرد اور عورت جو کام کرنا چاہے، اجرت حاصل کر سکتا ہے اور اپنے لواحقین کے لئے الاؤنس حاصل کر سکتا ہے۔ پردہ نشین عورتوں کو امداد مہیا کرنے کا سوال جو اس پیشکش سے فائدہ نہیں اٹھا سکتیں کاتنے کے مرکزوں اور مفت امداد دینے کے ذریعہ حل کیا جا رہا ہے۔

لاہور، مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲(۱) ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ ضمیمہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ ملک لبنہ ولد الہ یار ذات کاٹھیہ سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شورکوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۳۰ / ۳ / ۳۵ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور شورکوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۲ / ۲ / ۳۵

دستخط ۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— بنارس ۹ مارچ۔ کل رات یہاں ایک واردات ہوئی۔ دو تین جگہ آگ لگانے کی کوشش کی گئی لیکن یہ سب معمولی نوعیت کے حادثے تھے۔ بنارس کے بازاروں میں ایک لاؤڈ سپیکر والی لاری نے گشت کیا اور دوکانداروں کو انتباہ کیا کہ اگر انہوں نے سودا سلف بیچنے سے انکار کیا تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

—— راجکوٹ ۹ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج اسلامیان ریاست راجکوٹ کے ایک وفد نے راجکوٹ کے ریذیڈنٹ اور ٹھاکر صاحب سے ملاقات کی۔

—— نئی دہلی ۹ مارچ۔ مسلم لیگ پارٹی نے ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا ہے کہ جے پور میں مسلمانوں کے ہجوم پر گولی چلائے جانے کے واقعہ کی غیر جانبداری اور آزادانہ تحقیقات کرائی جائے۔

—— لاہور ۹ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ وزرائے پنجاب نے سر ڈیوڈ ملاقات کر کے موت اور وراثت کے ٹیکسوں کے متعلق اپنا نقطہ نگاہ واضح کیا۔ موت اور وراثت پر ٹیکس لگانے کا معاملہ حکومت ہند کے زیر غور ہے۔

—— نئی دہلی ۱۰ مارچ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۱۵ مارچ کی صبح کو ہز ایکسیلینسی والسرائے ہند مسٹر گاندھی کو شرف ملاقات بخشیں گے۔

—— کلکتہ ۱۰ مارچ۔ بنگال کے گورنر سر رابرٹ ہیڈ کے متعلق آج ایک بلیٹن شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ آپ اب اچھے ہو رہے ہیں۔ واضح ہو کہ گورنر موصوف کا حال ہی میں اپریشن کیا گیا تھا۔

—— لاہور ۱۱ مارچ۔ آج سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب بیکانیر سے واپس تشریف لائے۔

—— لاہور ۱۱ مارچ۔ سنٹرل کو آپریٹو بنک لمیٹڈ لاہور نے قحط زدگان حصار کے لئے ۵۰۰ روپیہ کی رقم مرحمت کی۔

—— لاہور ۱۱ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبے کے سرکاری محکموں سے رشوت ستانی کے انسداد کے لئے ایک سپیشل سٹاف رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اس سپیشل سٹاف میں پولیس کے افسر شامل ہوں گے۔ جو دوسرے پولیس افسروں سے ٹریننگ لیں گے۔ یہ سٹاف ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ماتحت ہوگا۔ اور رشوت ستانی کی وارداتوں کی تفتیش کریگا۔

—— حیدر آباد دکن ۱۱ مارچ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج معظم جاہ مارکیٹ میں ایک اور بم پھٹ گیا۔ اس بم سے ایک آدمی سخت مجروح ہو گیا۔ اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا۔

—— تری پوری ۱۱ مارچ۔ آج تری پوری میں کانگرس کی سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ہندوستان کو آزاد کرانے کے متعلق کانگرس کی حکمت عملی کی وضاحت کی گئی۔

—— رنگون ۱۱ مارچ۔ برما میں خزانہ دار فسادات اور مزدور تحاریک شروع ہونے کی بنا پر ۱۹۳۸-۳۹ء کے درمیان جو اخراجات حکومت کو برداشت کرنے پڑے ہیں ان کا انکشاف ۴۰۰۰، ۹۵ روپے کے ضمنی مطالبے سے ہوتا ہے۔

—— بنوں ۱۱ مارچ۔ بنوں میں افواہ مشہور ہوئی تھی کہ قرب کی پہاڑیوں میں ایک خوفناک لشکر بنوں پر حملہ کرنے کیلئے نقل و حرکت کر رہا ہے۔ سرکاری حلقوں نے اس افواہ کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۹ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ فلسطین کانفرنس کی رسمی سرگرمیاں آئندہ ہفتہ تک ملتوی کر دی گئی ہیں۔ اس وقت حکومت برطانیہ کی طرف سے دوسری تجویز پیش کی جائے گی پہلی تجویزوں کی طرح یہ تجویزیں بھی نامنظور کر دی گئیں۔

—— بغداد ۹ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ عراق کے ایک سابق وزیر اعظم سلیمان اور ۵ کے قریب افسروں کو حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— عدن ۱۰ مارچ۔ حکومت عدن کا ایک اعلان مظہر ہے کہ عدن کے شمال مغرب میں یمن کے قبائل سرگرمیوں کے پیش نظر حکومت [illegible] احتیاطی تدابیر اختیار کر رہی ہے۔

—— برلن ۱۰ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ہر الٹی مینک کے سابق صدر ڈاکٹر شفر تعطیلات منانے کے لئے ہندوستان جائیں گے۔

—— ہانگ کانگ ۱۰ مارچ۔ اندرون چین سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب چین میں تین ہوائی سروسیں قائم کی جائیں گی۔

—— لندن ۱۰ مارچ۔ میڈرڈ سے ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ شہر کے مشرقی حصہ میں کمیونسٹ پسپا ہو گئے ہیں۔ اس طرح دوسرے حصوں میں کمیونسٹ مقابلہ سے ہاتھ اٹھا رہے ہیں۔

—— برگو ۱۰ مارچ۔ جنرل فرانکو کی حکومت کی طرف سے ڈیوک آف البا سفیر لندن مقرر کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ نے اس تقرر کو تسلیم کر لیا ہے۔

—— شنگھائی ۱۰ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ صوبہ شانسی کے دارالخلافہ سیان پر ۲۴ جاپانی طیاروں نے بمباری کی۔ جس کے نتیجہ پر انگلش مشن ہسپتال پر تین بم گرے۔

—— لندن ۱۰ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ماسکو اور شمالی یورپین ممالک کے دورہ سے فارغ ہونے کے بعد مسٹر ہڈسن نے امریکہ جانے کا انتظام کر لیا ہے۔ آپ ۳۰ اپریل کو نیویارک میں ورلڈ فیئر کے افتتاح کے موقع پر موجود ہوں گے۔

—— لندن ۱۰ مارچ۔ امیر فیصل اور شہزادہ خالد عربی وزیر کی معیت میں قصر بکنگھم کی کورٹ میں شامل ہوئے۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

—— پیرس ۹ مارچ۔ نیشنلسٹوں نے میڈرڈ کے نواح میں جمہوری فوجوں پر حملہ کر دیا۔ سرکاری فوجوں نے جواب میں نیشنلسٹوں پر گولی چلا دی اس کے بعد بمباری کا سلسلہ شروع ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ دونوں فوجیں ایک دوسرے کا جوانمردی سے مقابلہ کر رہی ہیں۔

—— پیرس ۱۱ مارچ۔ مسائل خارجہ کی سینیٹ کمیٹی کے صدر موسیو ہنری بیرنجر نے پیرس میں ایک لنچ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ فرانس بحیرہ روم پر اپنا مکمل تسلط نہیں قائم کرنا چاہتا اور وہ دوسری حکومتوں کے لئے بحیرہ روم کے دروازے بند کرنا چاہتا ہے۔

—— لندن ۱۰ مارچ۔ پوپ کی تاجپوشی کی تقریب منعقد ہوگی ملک معظم نے ڈیوک آف نارفوک کو اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے تاکہ اس تقریب میں ان کی نمائندگی کے فرائض سر انجام دیں۔

لوائے ما پناہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ ارگن

پیغامِ صلح

شرح چندہ
سالانہ - عہ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
ایس۔ محمد آصف
(قادیانی بی۔ اے)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
مہتمم چھپا
گر دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۷ — لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۲۵ محرم سنہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء — نمبر ۱۶

آسمانِ رسالت کے ستارے حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

(از جناب غلام رسول صاحب جانباز)

اک روز مجدد وقت ہوئے جب مسجد میں محفل آرا — ہر ایک فدائی حاضر تھا جمگھٹ احباب کا تھا سارا

اس بزم میں اللہ والوں کی تھا نور برستا چہروں پر — لاریب وہاں ہر فرد بشر نظر آتا تھا ثریا کا تارا

کی عرض عقیدتمندوں نے کچھ مرتبہ آپکا کم تو نہیں — بوبکرؓ و عمرؓ سے۔ کر لے کوئی چشمِ انصاف سے نظارا

فرمایا نہ یوں زنہار کہو یارانِ نبی کے بارے میں — بوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی ہمسری کا کس کو یارا

ہے فخر مجھے اس بات میں ہوں گر انکے کفش برداروں میں — ذی شان تھے سب خلفائے نبیؐ اور میں اک عاجز بیچارا

وہ نورِ صداقت کو لیکر شمشیر و سناں سے دب نہ سکے — اسلام کی راہ میں پیش نبیؐ ہر اک نے تن من دھن وارا

جب مطلعِ عالم پر ظاہر یثرب کا بدرِ منیر نہیں — اصحاب سا کیونکر ظاہر ہو افلاک جہاں پر سیارا

این غلو پرستاں ایشاں را ہمدوش نبیاں می سازند
در پیش حق و انصاف شود ہر کوشش ایشاں ناکارا

جماعت احمدیہ کے موجودہ رجحانات

آج سے چند سال قبل ڈاکٹر ماسینئس نے کہا تھا " احمدی اس وقت دنیا میں اسلام کے سب سے بڑھ کر کام کرنیوالے مبلغ ہیں " لیکن آج اس مذہبی خزینہ پر دل بھر رونا ہے کہ مسلمانوں میں اس تحریک کو کوئی تفوق حاصل نہیں۔ جو کہ ہونا چاہیے۔ قادیانی جماعت نے بعض مسائل میں ایسی پیچیدگیاں پیدا کر کے تحریک احمدیت کو بدنام کر دیا۔ اس کی روز افزوں ترقی اور مقبولیت کو روک دیا۔ کہاں وہ دن کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈروں کو قادیان میں ٹھیٹھ اسلامی اخلاق کا نمونہ نظر آئے اور حضرت مجدد وقت کی وفات پر ان کے دل سینوں میں ماتم بپا کریں اور کہاں یہ دن کہ دائرہ اسلام میں انہیں جماعت احمدیہ کی موجودگی فارن نظر آئے اور وہ اسے اقلیت قرار دینے میں ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگائیں۔ عجیب تفاوت ہے عجیب ستم ظریفی ہے حالات کی۔

وہ جماعت جو محض ناموس اسلام کے تحفظ کے لئے معرض وجود میں آئی ہو اس کی یہ درگت بنے۔ وہ تحریک جو قرآن مجید کے اس ارشاد ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون کی ایک عملی اور جیتی جاگتی تصویر ہو۔ اس کے متعلق اس قدر تکلیف دہ غلط فہمیاں عالم اسلام میں موجود ہوں۔ ان صورت حالات میں جماعت احمدیہ کے ہر ایک بچہ بچہ کا فرض ہے کہ وہ ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اپنے تمام قوا کو ایک جنبش دے اور اس وقت تک دم نہ لے جب تک کہ تحریک احمدیت پر سے یہ بدنما داغ دور نہ ہو جائیں۔ ایک طرف ہماں حالات کی یہ نوعیت ہے یہ خوشی کی بات ہے کہ اس کے پہلو بہ پہلو جماعت احمدیہ لاہور میں چند ایک ایسے رجحانات پیدا ہو چکے ہیں۔ جو چند سالوں کے اندر اندر اس کی سطوت کو قائم کر دیں گے اور جماعت احمدیہ کے معاندین پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ اس تحریک کے سرچشموں کو خشک نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلہ کے اندر زندگی کے آثار بدرجہ اتم موجود ہیں۔

گو اس وقت شدید مخالفت اور غلط فہمیوں کے کوہ ہائے سا خیف اس کے گرد کنڈلی مارے پڑے ہیں۔ لیکن ہمارا اجتہاد بالقرآن عصائے موسوی کے مترادف ہے۔ جو بہت جلد ان خونی سانپوں کو نگل دے گا۔ اور ان کا نام و نشان تک باقی نہ چھوڑیگا

ہماری جماعت پر چند ایک الزامات لگائے جاتے ہیں۔

ان میں سے سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے بعد کسی مستقل نبوت کے موید ہیں۔ یہ سب سے پہلی غلط فہمی ہے مسلمانوں کو علم نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور پچیس سال سے اس عقیدہ کے خلاف جہاد کر رہی ہے۔ یہ غلط فہمی محض ہماری سستی کی وجہ سے ہے۔ ہمیں چاہیے تھا کہ ہم دنیا کے کونہ کونہ میں اس بات کا اعلان کر دیتے کہ یہ جماعت احمدیہ پر ایک اتہام ہے۔ جماعت احمدیہ ہرگز اس عقیدہ کی قائل نہیں اور اتنے زور سے اس آواز کو بلند کرتے کہ اس میں سب خرافات ڈوب کر رہ جاتی ——— دوسرا الزام جو جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم باقی مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کے اساسی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔ رہی قادیانی جماعت تو عقیدہ تکفیر میں بہت کمزور پڑ چکی ہے اور اس کے یہ عقائد ہندوستان کے موجودہ پولیٹیکل حالات کے سامنے ٹھہر بھی کیسے سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ دوست جنہوں نے جناب میاں صاحب کے ان خطبات کو سنا ہے۔ جو کہ انہوں نے اس وقت دیئے تھے جبکہ انہیں تمام مسلمانوں کی قیادت حاصل کرنے کا سودا لئے تمام تھا وہ اس بات کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ قادیان کا عقیدہ تکفیر بہت کمزور ہو چکا ہے۔ اور اس کمزوری کا اثر یقیناً اس کے عقیدہ نبوت پر بھی پڑا ہو گا۔ کیونکہ ان دونوں عقائد میں چولی دامن کا ساتھ ہے سو یہ دونوں عقیدے جماعت احمدیہ لاہور کے جہاد اور حالات کے طبعی تقاضا کی وجہ سے بہت ضعیف ہو چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس بین حقیقت کے مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان ایک حجاب حائل ہے جسے نہایت آسانی کے ساتھ چاک کیا جا سکتا ہے۔

مسلمان بھی اس تحریک کے درپے ہیں اور اسے صفحہ ہستی سے نابود کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہ اسے محض اپنی کم نظری کی وجہ سے کچھ کا کچھ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ قادیانی جماعت جس کی وجہ سے ۱۹۱۴ء کے بعد یہ غلطیاں معرض وجود میں آئیں تھیں۔ اس کے اندر بھی ایک انقلاب پیدا ہو چکا ہے۔ ماضی پچیس سال غلطی کا احساس پیدا کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔ وہاں ایک شدید رد عمل پیدا ہو چکا ہے خلافت ہو نبوت اور نبوت ہو تکفیر کے عقائد اپنی بنیادی کمزوری کی وجہ سے محکم نہیں ہو سکے بلکہ متزلزل ہیں ——— قادیانی خلافت کی کشتی نے بارہا متلاطم سمندر پر ہچکولے لئے ہیں اور سمندر کی تہ میں بیٹھنے سے صرف اس لئے محفوظ رہی۔ کیونکہ خلافت جماعت قادیان کے قلب میں ایک لمبا تار ہے جو بہت جلد مرتعش ہو جاتا ہے لیکن اس ارتعاش کا تعلق کسی مذہبی عقیدہ سے نہیں بلکہ اجتماعی تربیت کی وجہ سے جو انہیں آہستہ آہستہ جماعت کے اندر نشوونما دی گئی ہے۔ یہ تار اب اتنا سریع الحس ہو چکا ہے کہ اس کے چھوتے ہی خون رسنے لگتا ہے اور اس خون کے دھبے آج بھی قادیان کی گلیوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اعصاب جب اس قدر سریع الحس ہو جائیں تو ان پر زیادہ اعتماد نہیں کرنا چاہیے ایسے کمزور اعصاب بہت جلد اختلاط پذیر ہو جاتے ہیں۔

سو غلط عقائد کے فساد اور زہر کو طبیعت خود بخود درست کر رہی ہے اور ایک اعتدال پر لا رہی ہے۔ آخر خداوند تعالیٰ نے اس تحریک کو اس لئے نہیں پیدا کیا تھا کہ اس قسم کے زہر اس کے خون میں پھیل کر اس کا ہمیشہ کے لئے گلا گھونٹ ڈالیں۔ بلکہ اس نظام حیات میں وہ قوت بھی موجود ہے جو مصلح خون پیدا کر کے اس کی عروق میں دوڑاتی ہے۔ یہ آئین فطرت ہے کہ جب کوئی جماعت کسی خاص مقصد کیلئے پیدا کی جاتی ہے تو پھر اسے ایسی طبیعت بھی بخشی ہے جو ایسے فساد اور زہر کا مقابلہ کرتی ہو اور اسے آہستہ آہستہ دور کرتی رہتی ہے اور یہی قانون یہاں بھی کام کر رہا ہے ——— مجھے اس بات کے کہنے میں مطلق باک نہیں کہ جماعت احمدیہ قادیان اور جماعت احمدیہ لاہور ایک ہی اصل کے دو جزو ہیں اور یہ دونوں نہایت سرعت کے ساتھ ایک ایسے مرکزی نقطہ پر ملنے کے لئے سرگرداں ہیں جو کہ ایک اعتدال پر واقع ہو اور اس اعتدال کا نام ہی احمدیت ہے۔ ہو سکتا ہے بعض دوست اسے تخیل کی ہوائی قلعے سمجھ کر ہنس دیں۔ لیکن وہ آنکھیں جو محض امروز و فردا کے طلسم میں اسیر نہیں ہیں اور جو آج سے کل کو پیدا ہونیوالے نتائج کو بھانپ جاتی ہیں انہیں مستقبل قریب ہی میں ایک ایسا منظر نظر آ رہا ہے جہاں یہ تحریک کے دونوں ٹکڑے علیحدہ ہو کر ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے ہیں۔ کیونکہ جماعت قادیان کے بعض ادارے زوال پذیر ہیں اس کے غلو اور الوہیت کے منہج پر اضطراری جنبش اب صرف جنبش نہیں بلکہ وقت کی آخری ہچکیاں ہیں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ نے ایک آخری سنبھالا لیا ہے جس کا سکون اور درخشانی گو سطحی نظر کو تسلی دیتی ہے لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ درخشاں شعلہ اب سیاہ پڑتی ہے اس کی زندگی کے دن انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں ——— یعنی حیاتی مرض کو مصنوعی ذریعہ سے کچھ دیر کیلئے التوا میں ڈالا جا سکتا ہے لیکن یہ نوش دارو اور مقویات اس مرض سے پیدا ہونیوالی موت کے اٹل قانون کو ہمیشہ کیلئے معرض التوا میں نہیں رکھ سکتے۔ وہ ناگزیر ہے اور ہو کر رہیگا۔ طبعی قوانین کی زد سے کسی کو مفر نہیں ——— دوسری طرف ہماری جماعت میں شدت کیساتھ اپنے جذبات اور جذبات اظہار ہو رہے ہیں اور تعمیر جماعت کے موید ہیں ہماری جماعت کی تشکیل ہی کچھ ایسی ہوئی ہے کہ اس میں اس قسم کی غلطیوں کے پیدا ہونیکا امکان نہیں جماعت تحریک احمدیت کے اندر ایک اصلاح کی علمبردار ہے لیکن ضروری ہے کہ جب ہم سلور جوبلی فنڈ کے متعلق اپنی تجاویز کو مدون کریں تو اصلاح کے ان تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھیں جو کہ ہماری توسیع اور تعمیر کیلئے اشد ضروری ہیں ہمیں اب دو قسم کے محاذ قائم کرنا ہیں۔ ایک غیر اسلامی تحریکات کے مقابلہ میں جو احمدیت کیخلاف غلط پروپیگنڈہ کر کے مسلمانوں میں غلط فہمیاں پیدا کر رہی ہیں اور دوسرا جماعت قادیان کیخلاف

ء کیونکہ زہر جہاں سے پیدا ہوا ہے وہیں سے اسکی اصطلاح بھی ممکن ہو سکتی ہے یہ غلط فہمیاں اس وقت تک دور نہیں ہو سکتیں جب تک کہ ہم قادیانی عقائد کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کریں۔ خواہ اس مقابلہ میں ہمیں قادیان ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

شذرات

سر چھوٹو رام کی اخلاقی جرأت

مورخہ ۲۲ فروری کو سر چھوٹو رام وزیر ترقیات حکومت پنجاب نے میونسپل باغ بیرون موری دروازہ میں تقریر کرتے ہوئے جس اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہے اس سے متعصب ہندوؤں کو ایک سبق حاصل کرنا چاہیئے اور ان پر واضح ہو جانا چاہیئے کہ اسلام واقعی تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ سر چھوٹو رام نے بلند آواز سے ایک بھاری مجمع میں کہا۔

"بعض ہندو یہ کہا کرتے ہیں کہ اورنگ زیب اپنے عہد میں اس وقت تک روٹی نہیں کھاتا تھا۔ جب تک سوا من جنیو اتروا کر ان ہندوؤں کو مسلمان نہیں بنا لیتا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ آپ خیال فرمائیں کہ اگر اورنگ زیب سوا من جنیو اتروا تا تھا تو اس کے درباری اور وزیر بھی تو کئی من جنیو اتروا کر روٹی کھانے کا عہد کر چکے ہوں گے۔ میرے اندازہ کے مطابق سوا من جنیو ساٹھ ہزار ہندوؤں کے ہو سکتے ہیں۔ اگر حیدر ہی مات اورنگ زیب اپنے عہد پر عملدر آمد کرتا تو دنیا میں کسی ہندو کا نام و نشان نہ رہتا۔ بات یہ ہے کہ ہمارے تاریخی واقعات کو جھٹلایا گیا ہے اور ہندو مسلمانوں کی لڑائیوں کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہے اگر اورنگ زیب اور سوا من جنیو کا افسانہ درست ہوتا۔ تو مغلوں کے پایہ تخت دہلی کے قریب کوئی ہندو ڈھونڈے سے بھی نہ ملتا۔ کافی عرصہ آگرہ بھی مسلمان بادشاہوں کا پایہ تخت رہا لیکن اس وقت بھی ضلع آگرہ میں سترفیصدی آبادی ہندو ہے اسی طرح نواحی علاقوں میں بھی ہندوؤں کی آبادی ۸۰۔ اور ۹۰ فیصدی کے درمیان ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے ارباب حل وعقد ان غلط تاریخی علامات بتائے جانے کو یکقلم بند کرائیں۔ یہ بھی ہندوؤں کے ذہن میں غلط بات بٹھائی گئی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ مہاجن تلوار چلانا نہیں جانتے۔ لیکن ہندوستان میں مسلمان راجپوت بھی ہیں اور ہندو بھی اور کئی ان میں والیان ریاست بھی ہیں۔ دراصل ہمارے بعض مورخین نے ہمارے سیاسی مستقبل کو غلط افسانے گھڑ کر تاریک بنا دیا ہے۔

بعد مدت کے ترے رندوں کو پھر آیا ہی ہوش

"الواعظ" مورخہ ۸ مارچ میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "بیدینی کا سیلاب"۔ اس میں جہاں فاضل مضمون نگار نے مسلمانوں کی صحیح تشخیص کی ہے اس کے ساتھ ہی اسلامی مدیران جرائد سے ایک اپیل بھی کی ہے۔ رقمطراز ہیں:۔

"میں جانتا ہوں کہ قومی جرائد کے اجرا کی غرض قومی جذبات کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس لئے ہر مسلمان اخبار کے مدیر سے میری عرض ہے کہ وہ پہلے اسلام کے باقی رکھنے میں کوشش کرے۔ اس کے بعد کسی اور ضرورت پر قلم اٹھائے۔"

سے اس کا ذخیرہ کے لئے جہاد کر رہی ہے اور مسلمانوں کی یہ بیداری بھی اس کی مساعی جمیلہ کی منت کش ہے۔ اگر مسلمان اس وقت بھی متحد ہو کر اس کا ذخیرہ بروئے کار لانا چاہیں تو بہت قلیل عرصہ میں تلافی مافات ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ کام اس وقت تک تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک مسلمان ایک دوسرے کیلئے اپنے اندر وسعت قلبی اور رواداری کے جذبات نہ پیدا کریں اور یہ جذبات اس وقت پیدا ہو سکتے ہیں۔ جب تکفیر مسلمین کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا جائے۔

ہمیں خوشی ہے کہ مختلف اسلامی حلقوں سے اب ایسی آوازیں اٹھ رہی ہیں جن سے اسلام کو باقی رکھنے کی سعی مترشح ہوتی ہے۔ گویہ آواز بہت بعد از وقت ہے۔ لیکن اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے آخر مسلمانوں کو اشاعت اسلام اور تحفظ اسلام کی طرف التفات کرنا پڑا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام تو گذشتہ ربع صدی

درون پردہ

(از جناب محمد صادق صاحب شبنم سرحدی)

ایں چہ بد روزگارے بینم — ایں چہ فتنہ بکارے بینم
ایں چہ راز است زرق با دل ایست — نقد را کم عیارے بینم
ہر گمست ہے کہ گرد ابلیسے — مرشدے را شعارے بینم
باہمہ زہد و وعظ و پندار — دامنش داغدارے بینم
ہر دیں گر بروز در جلوت — دیدہ اش اشکبارے بینم
شب بخلوت بحجرۂ خونخوار — پیر را ہمکنارے بینم
صرم فرض است بر مریدانش — پیر را مے گسارے بینم
مخلصاں پاسبان درگاہ اند — پیر را در حصارے بینم
ہر مصیبت کز آسماں آید — بر سر خاں نثارے بینم
پیر را لازم است شرع و دیں — پیر را اختیارے بینم
جز بہ عشر نگہ ور دین در — محتسب را بکارے بینم
از تفتیش پیر مے گوید — حال مرشد نزارے بینم
وندریں وقت ساقیش گوید — چشم او پرخمارے بینم
الغرض ایں چہ دین و آئین است — دیں چہ تشنہ بکارے بینم

المدد اے خدائے عرش و فرش
راہ تاریک و تارے بینم

مرکزی احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا آئندہ اجلاس

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا آئندہ اجلاس مورخہ ۱۹ مارچ کو ابعد از نماز مغرب زیر صدارت حضرت مولوی عزیز بخش صاحب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا۔ جس میں جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کارنامے" کے عنوان پر تقریر فرمائیں گے۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی موجودگی سے اجلاس کو رونق دیں۔

خاکسار
ایس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے
سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن

ایک ضروری اعلان

پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں میں اس امر کے متعلق صراحت کے ساتھ اعلان ہو چکا ہے کہ چندہ جوبلی میں حصہ لینے والے احباب اگر کوئی تجاویز اس چندہ کے مصرف کے متعلق پیش کرنا چاہتے ہوں تو جلد ان تجاویز کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوا دیں۔ تجاویز سے متعلقہ امور کی پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔ امید ہے دوست بہت جلد ان تجاویز کو بھیجنے کی کوشش کریں گے۔

خاکسار
مرتضےٰ خاں بی۔ اے پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر

تبدیلی نام

میرا نام وقت پیدائش والدین نے غلام محمد رکھا تھا اور بلانے میں پیار سے مجھے غلام نبی بلایا جاتا رہا ہے۔ اب میں نے اپنا اصلی نام غلام محمد رجسٹرڈ کرا لیا ہے اس لئے میں اپنے تمام دوستوں اور محکمہ والوں کی خدمت میں بذریعہ چند حروف عرض کرتا ہوں کہ مجھے میرے اصلی نام غلام محمد سے پکارا جائے۔ چونکہ ملازمت کے وقت میں نے غلام نبی لکھایا تھا اور اب اپنا اصلی نام رجسٹرڈ کرا لیا ہے۔ میرا پتہ یہ ہے:۔

غلام محمد ولد عبد الرحمن بٹ ملازم لوکو مغلپورہ شاپ ٹکٹ ۱۸۴۲ حال وارد احمدیہ بلڈنگس لاہور

قومی اخبار پیغام صلح کی توسیع کے لئے کوشش کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہو

اپنے اندر ہمدردی کے اعلیٰ جذبات پیدا کرو

جماعت ایک جسم کے مترادف ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فتولّٰی عنهم و قال یٰقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی و نصحت لکم و لٰکن لا تحبون النّٰصحین۔

(ترجمہ) پس اس نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم یقیناً میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو دوست نہیں رکھتے۔

حضرت صالح کی قوم سے خطاب

حضرت صالحؑ نے جب اپنی قوم کو تباہ ہوتے دیکھا تو اس موقعہ پر انہوں نے اوپر کے الفاظ میں اپنی قوم کو مخاطب کیا کہ کس طرح اپنے خیر خواہ کو دشمن سمجھ کر لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔

آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے اس نظارے کو دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح پر حضرت مسیح موعودؑ مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اٹھے کس طرح پر ہر ایک دشمن اسلام کا مقابلہ کیا۔ کس طرح پر اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی کوشش کی۔ کس طرح پر آپ کے ذریعہ سے خدا کا کلام دنیا میں پہنچا۔ جو کچھ کام بھی آپ کے متبعین سے ہوا سب درحقیقت آپ کا ہی کام ہے لیکن اب تک مسلمانوں کو دیکھ لو کہ اس قدر صریح باتوں کو دیکھ کر بھی اس شخص سے جو ان کی خیر خواہی کے لئے اٹھا محبت کرنے کی بجائے جو فطرت انسانی کا خاصہ ہونا چاہئے کہ جو شخص ہمارا خیر خواہ ہو ہم اس سے محبت کریں۔ آپ سے بغض اور نفرت کرنا مسلمانوں کا طریق عمل ہو گیا ہے۔

نصیحت کیا چیز ہے؟

نصیحت اصل میں کیا چیز ہے جس کا یہاں ذکر ہے نصیحت اصل میں خیر خواہی کو ہی کہتے ہیں اخلاص کے ساتھ کسی کی خیر خواہی چاہنے کو ہی عربی میں نصیحت کہا جاتا ہے۔

انبیاءؑ کے اندر یہ خیر خواہی کا جذبہ اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں ابتدا سے لیکر انتہا تک بڑا زبردست یہ جذبہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور نبیوں کی تاریخ تو ہمارے سامنے نہیں لیکن ہم اپنے سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دیکھیں کہ کس طرح پر ابتدا عمر سے ہی آپ کو ایک مشکل تھی مخلوق خدا کی ہمدردی۔ آپؐ کی زندگی کے واقعات آپ لوگوں کو معلوم ہیں جب قریش نے ابوطالب سے یہ کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سپرد کردو اور اس کی جگہ پر قریش سے کسی خوبصورت سے خوبصورت نوجوان کو اپنا بیٹا بنا لو۔ تو اس موقعہ پر ابوطالب نے کہا کیا وہ شخص جو بیوہ عورتوں کی غریبوں اور مسکینوں کی خبر گیری کرتا ہے اس کو میں تمہارے سپرد کردوں؟ آپؐ کی بڑی نمایاں خصوصیت جو نبوت سے پہلے بھی آپؐ میں نمایاں تھی وہ مخلوق خدا کی ہمدردی ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی شہادت

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے بھی آپ کی انہیں الفاظ میں تعریف کی جب آپؐ نے وحی کا ذکر کیا اور آپ کو خوف ہوا کہ اتنا بڑا کام میں کیسے پورا کرسکوں گا تو حضرت خدیجہؓ نے فرمایا

"جو شخص مسکین کی خبر گیری کرتا ہے اور مصیبت زدہ کی مدد کرتا ہے اس کو خدا کبھی ناکام نہیں ہونے دیگا۔"

آپؐ کی ایک حدیث ہے جس میں مذہب کا خلاصہ ہی بیان کیا گیا ہے۔ الدین النصیحۃ للّٰہ ولرسولہ ولکتابہ و لائمۃ المسلمین وعامتہم

دین چیز ہی یہ ہے کہ خلوص ہو اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے۔ اس کی کتاب کے لئے اور مخلصانہ خیر خواہی ان لوگوں کی مسلمانوں میں سے جو سردار ہوں۔ امام ہوں۔ ان کی خاص طور پر اور تمام مسلمانوں کی عام طور پر۔

مسلمانوں کی خیر خواہی لازمی امر ہے

ایک صحابی جریرؓ کسی بعد کے زمانہ میں لوگوں کو ابتدائی زمانہ کے حالات سنا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں جب نبی کریمؐ کے سامنے حاضر ہوا تو میں نے کہا۔

"میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں آپ نے فرمایا والنصح لکل مسلم ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی بھی کرنی ہوگی اسلام کی بیعت کے ساتھ مسلمانوں کی خیر خواہی کو لازمی قرار دیا شرائط بیعت میں داخل کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق خدا کی ہمدردی کا کس قدر بلند جذبہ آپؐ کے سینے میں تھا۔ یہ چیز تکلف سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ آپؐ کو ابتدا سے اور جوانی میں بھی مخلوق خدا سے بہت ہمدردی تھی۔ آپؐ مسکینوں اور بیواؤں کے لئے سہارا کا موجب تھے۔ مظلوم کے لئے آپؐ حق رسی کا موجب بنتے تھے یہی جذبہ پھر آپؐ کے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں بھی پیدا ہو گیا اور یہ لازمی امر ہے کہ اگر کسی کے دل میں کوئی جذبہ ہو تو اس کے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں پر بھی اس کا اثر ہوگا۔ انہیں لفظی نصیحتوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تبلیغ اسلام کا جذبہ

حضرت مسیح موعودؑ کے پاس جو لوگ بیٹھے کس طرح ان کے دلوں میں تبلیغ اسلام کا جذبہ اثر کر گیا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو آپ کے پاس بیٹھا ہو اور اس کے دل پر اس کا اثر نہ ہوا ہو

گو حدیث کے الفاظ یہی ہیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خیر خواہ ہو ہمدرد ہو۔ مگر اس طرح جذبہ ہمدردی کو مسلمان تک محدود کرنا مراد نہیں کہ خیر خواہی صرف مسلمان کی ہو غیر مسلموں کی نہ ہو۔ بلکہ مخصوص کرنا مراد ہے یعنی مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ ہو ورنہ خود نبی کریم صلعم اور آپؐ کے صحابہؓ کے دلوں میں غیر مسلموں کی خیر خواہی کا جذبہ بھی تھا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک آدمی کو بھیک مانگتے دیکھا۔ اسی وقت بیت المال سے اس کے وظیفہ کے احکامات دیدیئے حالانکہ وہ غیر مسلم تھا حضرت مسیح موعودؑ نے شرائط بیعت میں یہ اقرار لیا ہے کہ بیعت کرنے والا خلق اللہ سے عموماً اور مسلمانوں سے بالخصوص ہمدردی رکھیگا

قرآن مجید کا حکم

خود قرآن شریف میں ایسے لفظ آتے ہیں کہ تمہاری خیرات صدقات اور ہمدردی مسلمانوں تک محدود نہیں ہے۔ ہاں جب ایک نئی جماعت بنتی ہے تو خاص طور پر تعلقات زبردست ہونے چاہئیں جن سے قوم بنے۔ اسی طرح پر میں اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ ہماری جماعت میں ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ بڑے بلند مقام پر ہونا چاہئے۔ اور پھر اسے ترقی دینے کے سامان ہونے چاہئیں۔ دنیا کی کوئی چیز جب تک اسے عمل میں نہ لایا جائے ترقی نہیں کرسکتی۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج وہ خیر خواہی اور ہمدردی جس کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر زور کے ساتھ تلقین فرمائی تھی کہ الدین النصیحۃ دین نام ہی اسی کا ہے کہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کی جائے

مسلمانوں میں ہمدردی کا جذبہ مفقود ہے

آج مسلمانوں میں یہ جذبہ مفقود نظر آتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت گرتی چلی جاتی ہے۔ دوسری قوموں کے اندر دیکھو تو یہ جذبہ کس رنگ میں موجود ہے جو مختلف اداروں کے رنگ میں آج ہمارے سامنے ہیں۔ مثلاً کہیں بیواؤں کی خبر گیری کا انتظام ہے۔ کہیں مساکین کی پرورش کے لئے سامان مہیا کئے جاتے ہیں کہیں بیماروں کی خبر گیری کے لئے ہسپتال بنے ہیں۔ کہیں مقروضوں کی خیر خواہی کا انتظام ہے جتنے بھی نیک کام پائے جاتے ہیں سب غیر مسلموں کے اندر مسلمان ان سے بہت حد تک محروم ہیں۔ بلکہ انفرادی طور پر بھی یہ جذبہ مسلمانوں کے اندر سے نکلتا جارہا ہے۔ آج کسی بڑے مسلمان کے پاس کوئی غریب آدمی چلا جائے اور کوئی کام کرنے کو کہے تو اپنے غریب مظلوم بھائی کے ساتھ ہمدردی کی بجائے اسے اپنی پوزیشن کی فکر ہوتی ہے اور اکثر اوقات یہ جواب ملتا ہے کہ یہ ہماری پوزیشن کے لائق نہیں۔ حالانکہ دوسری قوموں میں بڑے سے بڑے آدمی اپنے کسی غریب سے غریب بھائی کی امداد کو اپنی ہتک نہیں فرض سمجھتے ہیں۔ پس اسلام کی اصل تعلیم پر قائم ہوتے ہوئے ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس جذبہ ہمدردی کو ترقی دی جائے۔ یہ جذبہ نرا لفظوں سے ترقی نہیں کرسکتا۔

نوجوان ایک منظم صورت اختیار کریں

نوجوانوں کو چاہئے کہ اس جذبہ کو ترقی دینے کے لئے ایسے نظام قائم کریں جس سے یہ جذبہ عمل میں آ جائے اور ترقی کرے مثلاً بیماروں کی خدمت۔ میں خیال کرتا ہوں کہ بہت حد تک مسلمان نوجوانوں کے اندر سے یہ جذبہ نکلتا جا رہا ہے کہ بیمار کی خدمت بھی کوئی ایسا کام ہے جو ہمارے فرائض میں داخل ہے ایسا ہی قوم کے کسی فرد پر کوئی مصیبت آئے تو ان کی خبر گیری اور ہمدردی کے لئے ہمارے اندر انتظام ہونا چاہئے جماعت یا قوم کبھی بن نہیں سکتی جب تک کہ اس کے افراد میں ایک دوسرے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ موجود نہ ہو ایک دوسرے کے لئے تکلیف اٹھانے میں راحت محسوس ہوتی ہو۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر بزرگوں کی شکایات

آپ کو معلوم ہے کہ اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع

بعض جماعت کے بڑے بڑے بزرگوں نے شکایت کی کہ جماعت کے اندر وہ ہمدردی کا جذبہ نہیں جو ہونا چاہیئے۔ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں پر خبردار رہنا خوبی کی بات ہے اس لئے اگر کوئی کمزوری ہے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ کافی نہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کے اندر فرداً فرداً یہ جذبہ موجود ہو کہ اپنے بھائیوں کی خیرخواہی کرنی چاہیئے بلکہ ہر جماعت کے اندر یہ نظام ہونا چاہیئے جس سے کسی بھائی کی بیماری مصیبت یا تکلیف کی خبر دوسرے بھائیوں کو ملتی رہے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے قبل ایک ایسی انجمن کے ممبر تھے جن کا کام یہ تھا کہ جو مصیبت میں ہو اس کی خبر لیے جس کی حق تلفی ہو رہی ہو اس کا حق دلوائے۔ دوسروں کا کام کرنا آپ کے اندر ابتدائی عمر سے ہی پایا جاتا ہے پھر آخر عمر تک باوجود نبوت عطا ہونے کے اور بادشاہت کے آپ کے اندر یہ خصوصیت نمایاں رہی۔ یہاں تک کہ آپ غریب عورتوں کا سودا لا دیتے تھے اور ہر ادنٰے سے ادنٰے کام کر لیتے تھے یہ اسی عادت کا نتیجہ تھا۔

آج جو تھوڑا سا پڑھ گئے ہیں وہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں کام ہماری پوزیشن کے قابل نہیں۔ لیکن جب ہمارے سید و مولا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادنٰے سے ادنٰے کام اپنے ہاتھ سے کر لیں اور ایک مسلمان یہ کہے کہ فلاں کام میری پوزیشن کے خلاف ہو۔ یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونہ سے انحراف ہوگا۔

نوجوانوں کو امیر قوم کی نصیحت

میں نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو منظم کریں کہ ان کے ہاتھ سے خدمت خلق کا کام ہو سکے۔ ضروری نہیں کہ کوئی مالی امداد ہی کریں بعض دفعہ محض زبانی ہمدردی بھی بڑا کام کرتی ہے۔ اس جذبہ کو ترقی دینے کی کوشش کرو۔ فرداً فرداً بھی اور جماعت کے رنگ میں بھی ہر جماعت میں کوئی مثال ایسی نہ ہو کہ کوئی مصیبت میں ہو اور جماعت کو اس کا علم نہ ہو۔ یا علم ہو تو اس مصیبت کے دور کرنے کی کوشش نہ ہو۔

جنازوں میں پہنچنے سے پس و پیش

افسوس ہے کہ لوگ جنازوں میں پہنچنے سے پس و پیش کرتے ہیں۔ کسی بھائی کا جنازہ ہو تو جاتے نہیں۔ دفتروں کے ملازم کسی حد تک تو معذور ہیں۔ مگر صحیح یہی ہے کہ وہ بھی کوئی معقول عذر نہیں کوئی اپنا فوت ہو جائے تو وہاں پہنچ ہی جاتے ہیں۔ بعض لوگ محض تکلیف سے بچنے کے لئے جنازہ کے ساتھ نہیں ہوتے بعض وقت یہی لوگ جب مصیبت میں ہوں تو اور کوئی ہمدردی کے لئے نہ پہنچے تو شکایت کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی دوسرا بھائی تکلیف میں ہو۔ تو یہ حرکت نہیں کرتے جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میرا دوسروں پر حق ہے مگر دوسروں کا مجھ پر کوئی حق نہیں۔ وہ سخت غلطی کرتا ہے پھر اگر ہم میں سے ایک میں کسی معاملہ میں کوئی کمزوری ہے تو دوسروں کو ایسی کمزوری کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ اس کے اندر جو خوبی ہو اس کی پیروی کرنی چاہیئے اور جہاں ایک شخص کوئی کوتاہی کرتا ہے دوسرا اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرے

بھائیوں کی مصیبت میں شریک ہونا چاہیئے

بھائیوں کی مصیبت میں شریک ہونا مثلاً جنازہ کے ساتھ جانا۔ بیمار کی عیادت مصیبت زدہ کی خبرگیری یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کا مسلمان پر حق قرار دیا ہے لوگ اس کی تو پرواہ نہیں کرتے لیکن شادی کے وقت شامل نہ ہونا

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہجرت ہندوستان کی طرف؟

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

نہ معلوم کیوں؟ آجکل خواجہ حسن نظامی صاحب نئے سے نئے فتاوے اور عجیب و غریب اختراعات فرما رہے ہیں۔ بالخصوص ریڈیو پر ان کی طبیعت بہت جولانی پر ہوتی ہے۔ عید اضحیٰ پر ریڈیو میں ایک سوال و جواب کے دوران میں قربانی کی بجائے صدقہ و خیرات کر دینے کو جائز قرار دے دیا۔ حالانکہ بقرعید کے موقع پر قربانی کرنا واجب ہے اور خواجہ صاحب کا یہ فتویٰ صریح شریعت اسلام کے خلاف تھا۔ ابھی حال میں ہی اپنے اخبار منادی میں تھوڑے سے سود لینے کو جائز قرار دیدیا۔ جو وہ بھی خلاف شریعت اسلام ہے۔ مگر یہیں تک بس نہیں۔ خواجہ صاحب موصوف نہ صرف شریعت اسلام میں تصرف کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ بلکہ تاریخ اسلام میں بھی نئے سے نئے واقعات اختراع کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ محرم کے ایام میں ریڈیو پر حضرت امام حسین علیہ السلام پر تقریر کرتے ہوئے دو نئی باتیں ارشاد فرمائیں جو تاریخ میں ایک نیا اضافہ ہے۔ ایک تو یہ کہ ابوسفیان کے خاندان کو جنگ بدر میں جو جانی نقصان پہنچا تھا۔ اس کی وجہ سے ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ میں آل ہاشم سے اس کا بدلہ لونگا۔ چنانچہ اس کے پوتے یزید نے اس قسم کو پورا کیا۔ اور حضرت امام حسینؑ کو شہید کر کے اپنے خاندان کا بدلہ لیا۔ اور حضرت زین العابدین کو ملاقات کے وقت جتلا بھی دیا یہ سارا واقعہ تاریخی نہیں ہے بلکہ اختراعی ہے یعنی خواجہ حسن نظامی صاحب کے دماغ نے اسے پیدا کیا ہے۔ لیکن ایک اور مزیدار بات جو خواجہ صاحب موصوف نے کی وہ یہ تھی کہ درحقیقت یزید اور تمام صحابہ اور تابعین اور ساری امت مسلمہ کے ہاتھوں سے تنگ آ کر حضرت امام حسینؑ مع اہل و عیال کوفہ کے راستے سے ہندوستان کو ہجرت کر کے آ رہے تھے لیکن رستہ میں کوفہ پر انہیں روک کر شہید کر دیا گیا۔ گویا وہ دارالاسلام عرب کو چھوڑ کر دارالکفر ہندوستان کو ہجرت کر کے آ رہے تھے لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں نے آنے نہ دیا اور شہید کر کے چھوڑا۔ اسلامی تاریخ کو اس طرح بگاڑنا کس قدر شرمناک ہے۔ یہ باتیں صریح تاریخی واقعات کے خلاف ہیں ہندوستان اس وقت بت پرستی کا مرکز تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کا یہاں نام و نشان نہ تھا۔ ہندو غیر ملکی لوگوں کو ملیچھ اور راکھشس سمجھتے تھے۔ ایسی حالت میں حضرت امام حسین کا ہندوستان کی طرف ہجرت کرنا کیا معنے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ مکہ میں بعض صحابہ اور تابعین نے آپ کو کوفہ جانے سے روکنا چاہا۔ کیا حضرت مسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خلافت کی اہل کوفہ سے بیعت نہ لی تھی؟ اس کا تو شیعوں کو بھی اعتراف ہے کہ حضرت مسلم کے لکھنے پر آپ حصول خلافت کے لئے کوفہ تشریف لا رہے تھے مگر خواجہ صاحب نے تو شیعوں کے بھی کان کتر دیئے۔ فقط ہندوستانیوں کو رلانے کے لئے ایک فرضی قصہ گھڑ دیا۔ چنانچہ یہ بھی کہا کہ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے لوگ حضرت امام حسین کے لئے بہت روتے ہیں۔ گویا ہندوستانیوں کو یہی غم کھائے جا رہا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہمارے پاس ہندوستان آ رہے تھے۔ لیکن ہائے افسوس یزید نے نہ آنے دیا۔ یہ بچوں کی سی باتیں خدا جانے وہی لوگ پسند کرتے ہوں گے جنہیں اصل حقیقت کا علم نہیں ورنہ کوئی باخبر آدمی ان فرضی قصوں کو پسند نہیں کر سکتا یہاں دہلی میں خواجہ صاحب موصوف پر بعض حلقوں میں یہاں تک بدگمانی کی جاتی ہے کہ ان کا خیال ہے کہ خواجہ صاحب ریڈیو پر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اس لئے دلیر ہیں کہ اس پر گرفت کوئی نہیں ریڈیو والوں کو لکھ کر کچھ دیا۔ بولتے وقت جو مرضی چاہے دے دیا یا اخبار میں کچھ لکھ دیا۔ میں خود تو ایسی بدگمانی نہیں کرتا لیکن مجھے تعجب ضرور ہے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے یہ ایسی نئی پھلجھڑیاں کیوں چھوڑتے رہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بھی ان کی شہرت طلبی کا ایک کرشمہ ہے۔ لیکن فہمیدہ طبقہ میں ایسی شہرت کوئی عمدہ اثر پیدا نہیں کرتی۔

معیوب سمجھا جاتا ہے

عام مسلمانوں کیلئے ہمدردی پیدا کرو

جماعت کو قائم رکھنا ضروری ہے اور باہمی ہمدردی اور خیرخواہی کو بہت بلند مقام پر پہنچانا چاہیئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمدردی کو جماعت کے لئے محدود کر دو۔ نہیں ہماری ہمدردی عام مسلمانوں کے لئے وسیع ہونی چاہیئے اور اس بات کو بہانہ نہ بنایا جائے کہ مسلمان ہمیں گالیاں دیتے ہیں اس لئے ان سے ہمدردی فضول ہے قرآن کریم میں آیا ہے ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم کسی دشمن کو دوست بنانا چاہتے ہو اسے سرگرم اور مخلص دوست بنانا چاہتے ہو۔ تو اگر وہ تم سے دشمنی کرے تو تم اس سے نیکی کرو۔ یہ نسخہ ہے دشمن کو دوست بنانے کا۔ وہ اگر ہمیں برا سمجھتے ہیں یا مسلمان نہیں سمجھتے۔ اس لئے ہمارے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ تو ہم تو انہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان سے ہمدردی کرنی چاہیئے۔ جو ان کا مسلک ہے انہیں اس پر چلنے دو۔ تم اس پر چلو جو تمہارا مسلک ہے۔ پس عام مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی ضرور کرو۔

جماعت ایک جسم کے مترادف ہے

جماعت کے اندر اس جذبہ کو ترقی دو کہ جماعت ایک جسم کا حکم رکھتی ہے۔ اگر ایک شخص کو تکلیف پہنچے تو سب اسے محسوس کریں۔ خواہ کوئی اس دکھ کو دور نہ بھی کر سکے جس پر تکلیف پہنچی ہے برداشت وہی کرتا ہے۔ مگر ہمدردی مصیبت کو ہلکا کر دیتی ہے اس لئے اس جذبہ کو ترقی دو اور اس قدر ترقی دو کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ تم سب ایک گھرانے کے طور پر ہو۔ انما المومنون اخوۃ

سورۃ ۴۹ ۲۲ (مرتوبہ منصور احمد)

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ لازمی طور پر دیا کریں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت کیلئے نصائح

اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دِل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کرلو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے گناہوں سے توبہ کرکے اس کے حضور میں آتے ہیں ——— تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہوگے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا۔ اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

قانون خلع!

(از جناب عبدالرحیم صاحب شبلی۔ بی کام)

قانون کی ضرورت

اسلام نے جہاں مرد کو یہ حق دے رکھا ہے کہ وہ ناقابل برداشت حالات میں اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے وہاں عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ معقول وجوہ کی بنا پر مرد سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہے لیکن افسوس ہے کہ برطانی عملداری میں شریعت کے اس اہم اصول کو نظر انداز کر دیا گیا اور ازدواجی تعلقات کا تصفیہ انگریزی قانون کے ماتحت ہوتا رہا۔ اس فروگذاشت نے خوفناک نتائج اور عواقب پیدا کئے اور ہندوستان کی بے شمار بیگناہ خواتین کی زندگی نہایت بھیانک اور روح فرسا حالات میں گزرتی رہی۔

خدا کا شکر ہے کہ اب مسلم زعمانے وقت کے اس نازک اور اہم مسئلہ کی طرف توجہ کی اور حکومت ہند پر زور دے کر ایک ایسا قانون منظور کروالیا جو شرعی احکام کے زیادہ سے زیادہ قریب ہے ہمارا اشارہ قانون خلع کی طرف ہے جو حال ہی میں مرکزی اسمبلی میں پیش ہوکر پاس ہوچکا ہے۔

اس قانون کا مسودہ علما سے مشورہ کے بعد سید غلام بھیک صاحب نیرنگ اور محمد احمد صاحب کاظمی نے تیار کیا تھا حکومت ابتداءً اس بل کی حمایت کے لئے تیار نہ تھی لیکن جب مجلس منتخبہ نے اس میں ترامیم کر دیں تو حکومت نے بھی اس کی تائید کی اور اسمبلی کی اکثریت نے اسے منظور کر لیا۔

قانون کی تفصیل

قانون کو دو شقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

اوّل۔ عورتوں کو اپنے خاوندوں سے علیحدہ ہونے کا حق حاصل ہے۔

دوم۔ اگر کوئی مسلم خاتون مرتد ہو جائے تو اس سے اس کا نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں ہندوستان میں حق خلع نہ ہونے کی وجہ سے کئی بے گناہ عورتوں کی زندگی بالکل تباہ ہو رہی تھی بعض عاقبت نا اندیش مرد نہ تو اپنی بیویوں کو طلاق دیتے تھے اور نہ ہی ان کے نان و نفقہ کا کوئی معقول انتظام کرنے کے لئے تیار تھے اکثر اوقات بعض مرد مفقود الخبر ہو جاتے تھے جس کی وجہ سے بیوی بچوں کو سخت تنگی اور تکلیف ہوتی تھی۔ اب ایسے حالات میں عورتیں بہ آسانی عدالت میں درخواست دے کر علیحدگی اختیار کرسکتی ہیں۔

اس قسم کا قانون مصر، عرب، حیدر آباد، بھوپال اور بعض دیگر مسلمان ریاستوں میں بھی موجود ہے۔

فسخ نکاح کیلئے شرائط

قانون خلع میں وہ تمام شرعی اسباب [illegible] بیان کئے گئے ہیں۔ جن کی بنا پر ایک مسلمان خاتون اپنے [illegible] خاوند سے علیحدگی کا مطالبہ کرسکتی ہے مختصر [illegible] ذیل ہیں:۔

۱۔ خاوند بیوی بچوں کے گزارے کا انتظام کئے بغیر [illegible] تک مفقود الخبر رہے

۲۔ دو سال تک گزارہ نہ دے سکے یا دینے [illegible]

۳۔ اسے سات برس یا اس سے زیادہ کی سزا [illegible]

۴۔ تین سال تک بیوی سے ازدواجی تعلقات [illegible]

۵۔ شادی کے وقت مرد انعاقت سے محروم [illegible] از اں بھی اسی طرح رہے،

۶۔ دو سال تک دیوانگی، برص یا کسی اور خطرناک [illegible] میں مبتلا رہے۔

۷۔ عورت پر خاوند کوئی روح فرسا ظلم کرے۔

۸۔ لڑکی ابھی پندرہ برس سے کم عمر کی ہو اور [illegible] اس کی شادی کر دے۔ ایسے حالات میں [illegible] کو پہنچ کر لڑکی اپنا نکاح فسخ کروا سکتی ہے۔

۹۔ کوئی اور ایسی وجہ پیدا ہو جائے جس کی بنا پر [illegible] عورت کو علیحدگی کا اختیار دیا ہو۔

مرد کے ظلم کی تفصیل

قانون نے ان شرائط میں سے بعض کی صراحت بھی [illegible] مثلاً شرط نمبر ۷ میں ظلم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) مرد کسی بدنام عورت سے میل جول رکھتا ہو [illegible]

(۲) بیوی کی [illegible] اس کی اجازت کے بغیر [illegible]

(۳) مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں [illegible] "مساوات" قائم نہ رکھے۔ قانون میں [illegible] کہ اگر کوئی غیر مذہب کی عورت [illegible] سے شادی کرے لیکن بعد ازاں [illegible] طرف چلی جائے تو اپنا نکاح [illegible]

قانون کے نقائص

یہ تو اس قانون کے دلکش پہلو [illegible] اسقام بھی ہیں۔ جن کو اگر دور کر دیا جاتا تو [illegible] قرار دیا جاتا۔

(۱) جدید قانون کی رو سے [illegible] کمسنی میں اس کی شادی [illegible] کے بعد اگر وہ [illegible] سے والد [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) خلع کے [illegible] نہیں کی گئی۔ حالانکہ یہ امر نہایت ضروری [illegible] ان نقائص کے باوجود [illegible] نہیں کیا جا سکتا [illegible] خواتین کے لئے [illegible]

اچھوت اقوام کی فلاح وبہبود

حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے

آسائش مہیا کرنے کے متعلق دوگونہ پروگرام

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

اچھوت اقوام کے افراد کی فلاح وبہبود کے لئے حکومت پنجاب کی کوششیں دو حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ پہلا حصہ ان تدابیر سے تعلق رکھتا ہے جن سے سماج کے دوسرے غریب اور پسماندہ جماعت کے ساتھ ساتھ ان اقوام کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے اور دوسرا حصہ اچھوت اقوام کے افراد کے لئے ان کی اپنی حیثیت کے لحاظ سے خاص امدادی اور حفاظتی تدابیر پر مشتمل ہے۔

مثال کے طور پر پہلے زمرہ میں حکومت کی وہ کوششیں شامل ہیں جو غریب اور پسماندہ لوگوں کو سکول، ہسپتال، شفاخانے، پینے کا صاف پانی، انجمن ہائے امداد باہمی، ذرائع آمد ورفت اور جسمانی اخلاقی اور اقتصادی ترقی کے لئے دیگر متعدد آسائشیں آسانی کے ساتھ مہیا کرنے کے متعلق کی جا رہی ہیں۔ اسی زمرہ میں وہ تدابیر شامل ہیں جو بیگار منسوخ کرنے یا مقروضین کو ساہوکاروں کی دستبرد سے بچانے کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسی تمام تدابیر بہت سودمند ہوتے ہیں۔ ان میں سے اچھوت اقوام کے افراد کو اپنا واجبی حصہ ملتا ہے۔ اسے زیادہ مستحکم بنانے کے لئے ان اقوام کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے بعض خاص تدابیر بھی اختیار کی گئی ہیں۔

تعلیم کے میدان میں جو تمام ترقی کی بنیاد ہے ان اقوام کے افراد نہ صرف سرکاری سکولوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ان پرائیویٹ سکولوں کو بھی جنہیں حکومت کی طرف سے امدادی عطیات ملتے ہیں انتباہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ اچھوت اقوام سے کسی فرد کو داخل کرنے سے انکار کریں گے تو ان کے عطیات بند کر دیئے جائیں گے۔ مزید براں جہاں تک ممکن ہے محکمہ تعلیم کی مختلف ملازمتوں میں ان اقوام سے تعلق رکھنے والے قابل امیدواروں کی بھرتی کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ ان اقوام کے بچے پرائمری جماعتوں میں فیس کی ادائیگی سے مستثنےٰ قرار دیئے گئے ہیں۔ اور ورنیکلر اور اینگلو ورنیکلر سکولوں کی ثانوی جماعتوں میں ان سے نصف فیس لی جاتی ہے۔ ان اقوام کے افراد کے لئے حسب ذیل وظائف مخصوص کئے گئے ہیں۔

(الف) ۳۷ ہائی سکولوں کے وظیفے ان میں ۳۵ وظیفے چھ چھ روپیہ ماہوار کی مالیت کے ہیں اور آٹھ آٹھ روپیہ کی مالیت کے دو وظیفے لڑکیوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔

(ب) انٹرمیڈیٹ اور بی۔ اے کی جماعتوں میں چھ وظیفے (بیس روپیہ کی مالیت کے یا دس روپیہ ماہوار) اور نیز لیجسلیٹو اسمبلی کی منظوری کے تابع یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے ان وظیفوں کی تعداد دوگنا کی جا رہی ہے

(ج) سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بیس روپیہ ماہوار کی مالیت کے دو وظیفے لیجسلیٹو اسمبلی کی منظوری کے تابع یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے ان وظیفوں کی تعداد دوگنا کی جا رہی ہے۔

(د) جونیئر ورنیکلر اور سینئر ورنیکلر جماعتوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے منظور شدہ مدرسین کو پانچ پانچ روپیہ ماہوار کے وظیفے جن کی تعداد بیس تک ہوگی۔

سینئر ورنیکلر اور جونیئر ورنیکلر جماعتوں میں استادوں کے داخلہ کے لئے جو تعداد مقرر ہے۔ ان کی پانچ فیصدی ان کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔

پسماندہ جماعتوں کے افراد کی ترقی کے متعلق اعداد وشمار کی فراہمی کے ذریعہ محکمہ تعلیم کی طرف سے خاص نگرانی رکھی جاتی ہے۔ ان اعداد وشمار کے مطابق پسماندہ جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لڑکوں کی تعداد جو پنجاب کے منظور شدہ سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۱۹۲۹ء میں ۲۳۴۸۴ تھی جو ۱۹۳۸ء میں ۲۷۳۸۰ ہو گئی۔ اسی طرح طالبات کی تعداد ۷۶۵ سے زیادہ ہو کر ۱۲۸۸ تک پہنچ گئی۔

صنعتی مدارس میں اچھوت اقوام کے لڑکوں سے نصف فیس لی جاتی ہے ان سکولوں میں ان کے لئے چند سلور جوبلی وظائف مخصوص کئے گئے ہیں اور ان تمام چماروں کو جو چالندھر میں چمڑہ رنگنے کے سرکاری ادارہ کی جماعت بی میں داخل ہوں۔ دس دس روپیہ ماہوار کی مالیت کے وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ یہ جماعت چماروں کے خاص فائدہ کے لئے کھولی گئی تھی۔ نیز اچھوت اقوام کے افراد ان طالب علموں میں شامل ہیں جنہیں محکمہ صنعت وحرفت کے پارچہ بافندگی کے مدارس میں آٹھ آٹھ روپیہ کی اوسط مالیت کے وظیفے ملتے ہیں اور گورنمنٹ ڈیمانسٹریشن ویونگ فیکٹری شاہدرہ کی جماعت اسی میں دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ دیا جاتا ہے۔ غربت کی بنا پر بھی انڈسٹریل اور ٹیکنیکل سکولوں میں متعدد وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ عام طور پر اچھوت اقوام کے لڑکوں کو ان وظیفوں کا ایک بہت بڑا حصہ ملتا ہے۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں جو پالیس نشستیں ہندو اور دیگر اقوام کے لئے مقرر کی گئی ہیں ان میں سے ایک نشست اچھوت اقوام کے لئے مخصوص ہے بشرطیکہ کم از کم مناسب قابلیت کا کوئی امیدوار داخل ہونا چاہے۔ علاوہ ازیں پندرہ پندرہ روپیہ ماہوار کے وظیفوں میں سے دو وظیفے جن کی میعاد دو سال ہوگی۔ اچھوت اقوام کی ان عورتوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں جو نرس دائیوں کی تعلیم حاصل کرنا چاہیں۔

محکمہ صحت عامہ میں حکومت نے اپریل ۱۹۳۸ء میں یہ اہم اقدام کیا کہ احکام صادر کئے گئے کہ اچھوت اقوام کے افراد کو سرکاری کنوؤں کے استعمال کا ویسا ہی حق حاصل ہونا چاہئے۔ جیسا کہ دوسری اقوام کو حاصل ہے۔ تمام مقامی جماعتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان سرکاری کنوؤں پر جوان کے زیر انتظام ہیں اس مطلب کے نوٹس لگا دیں لیجسلیٹو اسمبلی کی قرارداد کے ماتحت یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جہاں سرکاری کنوئیں نہیں ہیں وہاں اچھوت اقوام کے افراد کے لئے کنوؤں کی کھدائی پر ۱۹۳۹-۴۰ء میں ... روپیہ خرچ کیا جائے۔ آئندہ سالوں کے دوران میں پالیسی جاری رہے گی۔ لوکل سیلف گورنمنٹ کے دائرہ میں حکومت نے قطعی طور پر یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ جہاں کہیں اچھوت اقوام کو آبادی کے لحاظ سے خاص نیابت کا حق پہنچتا ہے۔ مقامی جماعتوں میں ان اقوام کے موزوں افراد نامزد کئے جائیں۔ نیز مقامی جماعتوں کو یہ سفارش کی گئی ہے کہ وہ ان خاکروبوں کو جو ان کی ملازمت میں ہوں مستقل ملازمین کی حیثیت دیں اور انہیں رخصت اور پراویڈنٹ فنڈ کے متعلق وہی رعایتیں دی جائیں جو دوسرے ملازموں کو حاصل ہیں۔

محکمہ امداد باہمی اچھوت اقوام کے افراد میں امداد باہمی کے جذبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے خاص کوششیں کر رہا ہے ایسی متعدد انجمن ہائے امداد باہمی ہیں جن میں ممبر ہونے کے لئے کسی خاص جماعت پر پابندیاں عائد نہیں اور اچھوت اقوام کے افراد آزادانہ طور پر ان انجمنوں میں داخل کئے جاتے ہیں اس کے علاوہ دسمبر ۱۹۳۸ء میں یہ بات وثوق کے ساتھ معلوم کی گئی۔ کہ صوبہ میں ایسی انجمن ہائے امداد باہمی کی تعداد ۳۸۳ تھی جن کے ممبر صرف اچھوت اقوام کے افراد تھے۔ ان انجمنوں کا مجموعی سرمایہ ۱۵۳,۷۱۴ روپیہ تھا۔ اور ان کے ممبروں کی تعداد دس ہزار سے بھی زیادہ تھی۔

حکومت کے تمام محکموں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ سرکاری ملازمتوں جن میں پولیس کی ملازمت شامل ہے اچھوت اقوام کے افراد کی بھرتی کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ جہاں تک پولیس کی ملازمت کا تعلق ہے۔ قواعد کے مطابق بھرتی ہونے والوں کے لئے ضروری ہے کہ ان کا چال چلن اچھا ہو جسمانی لحاظ سے وہ ایک خاص اقل ترین معیار پر پورے اتریں اور وہ پولیس کی ملازمت کے لئے موزوں ہو۔

کسی خاص جماعت یا قوم کے افراد کے بھرتی ہونے پر کوئی پابندی عائد نہیں کئی مرتبہ اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ ڈپٹی کمشنر محکمہ اقوام جرائم پیشہ اور دیگر ذرائع سے اچھوت اقوام میں سے موزوں افراد بھرتی کئے جائیں۔ اکتوبر ۱۹۳۷ء سے پولیس میں اچھوت اقوام کے ۱۶ افراد بھرتی کئے جا چکے ہیں۔ ان میں سے ایک نے استعفےٰ دیدیا کیونکہ خود اس کے کہنے کے مطابق اس کے ساتھ معاشرتی طور پر اچھا سلوک نہیں کیا گیا۔ دو طبی لحاظ سے ناقابل قرار دیئے گئے اور ایک طبی معائنہ کے بعد بھرتی کے لئے حاضر ہونے سے قاصر رہا۔

محکمہ تعمیرات عامہ میں عمارتوں اور سڑکوں کے شعبہ کی ادنیٰ ملازمتوں میں اچھوت اقوام کو کافی حصہ ملتا ہے۔ محکمہ مذکور کے ماتحت افسروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ سڑکوں کے انسپکٹروں کی اسامیوں کے لئے اچھوت اقوام کے ان افراد کو ترجیح دی جائے جو زراعت پیشہ ہوں۔ نیز کلرکوں اور دوسری اعلیٰ ملازمتوں میں ان اقوام کے افراد کے حقوق پر ہمدردی کے ساتھ غور کیا جائے گا۔ بشرطیکہ موزوں امیدوار مل سکیں۔

محکمہ جنگلات کے آبپاشی ذخیروں میں اچھوت اقوام کے افراد کی ایک کافی بڑی تعداد کو کام مہیا کیا جاتا ہے۔ وہاں

ریویو

ماء اللحم انگوری وطیوری دو آتشہ

یونانی ادویہ دن بدن مقبول ہو رہی ہیں حال ہی میں منیجر صاحب رفیق مریضاں میڈیکل ہال اندرون موچی دروازہ لاہور نے اصل ماء اللحم تیار کر کے طبی دنیا پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے ہمیں ان کی طرف سے ماء اللحم انگوری وطیوری دو آتشہ کی ایک بوتل بغرض ریویو موصول ہوئی تھی ہم نے اس کا ایک بوڑھے اور کمزور انسان پر تجربہ کیا اور بہت مفید پایا

ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ماء اللحم خالص اور قیمتی اجزا سے تیار کیا گیا ہے۔ حاجت مند احباب کو بغیر کسی قسم کی ہچکچاہٹ کے اسے استعمال کرنا چاہیئے میڈیکل ہال مذکور بہت نیک شہرت رکھتا ہے اور یہ ماء اللحم اس کی شہرت میں یقیناً ایک اضافہ ہے قیمت نہایت واجبی ہے

ماء اللحم درجہ اوّل فی بوتل آٹھ روپے

" " دوم " " پانچ روپے

مندرجہ ذیل پتہ پر طلب فرمائیں:-

رفیق مریضاں میڈیکل ہال اندرون موچی دروازہ لاہور

ہندوستان

—— نئی دہلی ۱۵ مارچ۔ کل صبح مسٹر جواہر لال نہرو مسٹر گاندھی سے ملنے اور کانگرسی مسائل پر ان سے تبادلہ خیالات کرنے کیلئے وردھا روانہ ہوں گے۔

—— نئی دہلی ۱۵ مارچ۔ وائسرائے سے ملاقات کے بعد مہادیو ڈیسائی کی معیت میں ڈسٹرکٹ جیل پہنچے۔ جہاں آپ نے ان تین سیاسی قیدیوں سے ملاقات کی جنہوں نے بھوک ہڑتال کی ہوئی ہے۔

—— بمبئی ۱۵ مارچ۔ کل روئی کے گداموں میں آگ لگ گئی۔ فائر بریگیڈ کے ۱۰ انجنوں نے دو گھنٹے کی کوشش کے بعد آگ پر قابو پالیا۔ نقصان کا اندازہ پچاس ہزار سے زائد ہے۔

—— نئی دہلی ۱۵ مارچ۔ آج شام خان عبدالغفار خان عازم سرحد ہو جائیں گے۔

—— لکھنؤ ۱۵ مارچ۔ آج۔ یو۔ پی اسمبلی میں ایک ناخوشگوار حادثہ پیش آیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دو مسلمان جو اسمبلی کے ممبر نہ تھے اسمبلی میں داخل ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے تقریر کرنی شروع کر دی۔ اور کہا کہ اسمبلی کے مسلمان ممبر قوم کے غدار ہیں۔ ان دونوں کو گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔

—— جہریہ ۱۵ مارچ۔ آج صبح گیارہ بجے کے قریب مسٹر سبھاش چندر بوس کی صحت کے متعلق ایک بلیٹن شائع کیا گیا جس میں لکھا ہے کہ گذشتہ شب نو بجے کے قریب ان کا درجہ حرارت ۱۰۱٫۶ تھا آج صبح تک اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ خشک کھانسی اور سینہ کی تکلیف کی وجہ سے آپ کی رات اضطراب سے گذری ہے۔

—— دہلی ۱۵ مارچ۔ آج مولانا مظہر الدین کی رسم تجہیز و تکفین ادا کی گئی۔ جنازہ ۹ بجے صبح کے قریب دفتر "الامان" سے اٹھایا گیا اور بڑی بڑی سڑکوں کے علاوہ چاندنی چوک سے گذرتا ہوا جامع مسجد پہنچا۔ جہاں نماز جنازہ ادا کی گئی۔

—— دہلی ۱۵ مارچ۔ مولانا مظہر الدین ایڈیٹر "الامان" کے قتل کے سلسلہ میں دو نوجوان مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔

—— لاہور ۱۵ مارچ۔ علامہ اقبال مرحوم کے عقیدتمندوں کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ۹ اور ۱۰ اپریل کو مرحوم کی برسی منائی جائے گی۔ اس دن نہ صرف لاہور بلکہ بڑے بڑے شہروں اور بیرون دنیا کے اہم مقامات میں علامہ مغفور کی یاد تازہ کرنے کے لئے جلسے منعقد ہوں گے۔

—— لاہور ۱۵ مارچ۔ اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل ریلوے پولیس پنجاب (لاہور) نے اعلان کیا ہے کہ دھوری لائن پر ریلوے اسٹیشن گل اور قلعہ رائے پور کے درمیان چند مجرموں نے ریلوے لائن اکھاڑ دی ہے۔ جائے وقوعہ کے ارد گرد سرخ رنگ کے لکھے ہوئے گورکھی کے اشتہارات اور کانگرس کے جھنڈے تھے۔ جن پر خون کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔

—— لاہور ۱۰ و ۹ مارچ کو اہلحدیث تبلیغی کانفرنس بیرون دہلی دروازہ لاہور کے پنڈال میں ایک عظیم الشان مذاہب کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں تمام مذاہب کے نمائندے شامل ہو کر اس موضوع پر تقریر کریں گے۔

"میرا مذہب معاشرتی مشکلات کا حل کیا پیش کرتا ہے"

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۵ مارچ۔ آج حکومت برطانیہ نے فلسطین کانفرنس کے عرب اور یہودی نمائندوں کے سامنے اپنی تجاویز پیش کر دیں۔ اگرچہ ابھی تک تفصیلات کا پتہ نہیں چلا۔

—— پیرس ۱۵ مارچ۔ تولوز ایکسپریس اور ایک مال گاڑی میں زبردست تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں ۱۸ اشخاص ہلاک ہو گئے۔

—— برسلز ۱۵ مارچ۔ لندن برسلز نائٹ سروس کا ایک مسافر طیارہ برسلز کے قریب پاش پاش ہو گیا۔ اس حادثہ میں تین اشخاص ہلاک ہو گئے۔

—— میمل ۱۵ مارچ۔ ڈاکٹر نائمان میمل کے مشہور جرمن لیڈر ہیں آپ نے مرکزی یورپ کے حالات و کوائف پر تبصرہ کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ میمل کو جرمنی کے ساتھ ملحق کر دیا جائے۔

—— لندن ۱۵ مارچ۔ لارڈ سیموئیل نے دار الامراء میں اس امر کا اظہار کیا کہ حکومت برطانیہ نے مسٹر ہٹلر کے اقدام کے خلاف زبردست احتجاج کیا ہے۔ کیونکہ ہر ہٹلر کا یہ اقدام معاہدہ میونخ کے صریحاً منافی ہے۔

—— وی آنا ۱۴ مارچ۔ جرمن فوجیں غالباً چند گھنٹے تک سلوواکیہ کے علاقہ میں داخل ہو جائیں گی۔ وی آنا کی متعدد سڑکیں عام ٹریفک کے لئے بند کر دی گئیں۔

—— لندن ۱۴ مارچ۔ ہنگری اور چیک فوجوں میں سلسلہ تصادم کی اطلاع ملی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہنگری کی فوجیں یوکرین کے علاقہ میں داخل ہو گئی ہیں۔

—— قاہرہ ۱۵ مارچ۔ آج قاہرہ میں اعلیحضرت ملک فاروق کی ہمشیرہ شہزادی فوزیہ اور ولی عہد ایران کی شادی کی رسم تزک و احتشام سے منائی گئی۔ اسلامی طریقہ کے مطابق دلہن سامنے نہیں آئی۔ بلکہ شاہ فاروق نے ۱۰ شہزادوں اور امرا سلطنت کے سامنے نکاح نامہ پر دستخط کئے۔

—— دمشق ۱۵ مارچ۔ وزارت شام نے اپنا استعفٰی پیش کر دیا ہے۔

—— میونخ ۱۴ مارچ۔ ہیر فرنٹ لیڈر ڈاکٹر لی نے دس ہزار نازیوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمارے ساتھ دھوکہ کیا گیا تو معاہدہ وارسائی کی دھجیاں بکھیر دینے اور آسٹریا اور سوڈیٹن لینڈ کے جرمن بھائیوں کو اپنے ساتھ ملا کر لینے کو اس عظیم الشان کام کے مقابلہ میں کوئی حیثیت حاصل نہیں جو ہم کرنا چاہتے ہیں۔

—— بیت المقدس ۱۴ مارچ۔ شنبہ کے دن برطانوی فوج اور عرب مجاہدین میں جو تصادم ہوا تھا اس کے متعلق وزیر اعظم شرق اردن نے بیت المقدس سے ایک تقریر براڈکاسٹ کی کہ حکومت کی افواج سے متصادم ہونیوالے عربوں کا گروہ ... پر مشتمل تھا اور بالآخر انہیں اپنے مظالم کی سزا مل گئی۔

—— ورسیلز ۱۴ مارچ۔ فرانس میں بسنے والے ... اطالویوں کے پانچ سو نمائندوں کی ایک کانفرنس یہاں منعقد ہوئی جس میں تیونس کارسیکا اور جبوتی کے متعلق اطالیہ کے مطالبات کی مخالفت کی گئی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مجدد کی ضرورت

مجدد جو آیا کرتا ہے وہ ضرورت وقت کے لحاظ سے آیا کرتا ہے نہ استنجے اور وضو کے مسائل بتلانے۔ خدا جو مدبر اور حکیم خدا ہے کیا وہ نہیں دیکھتا کہ دنیا پر طبیعیات اور فلسفہ کی زہریلی ہوا چلی ہے جس نے ہزارہا انسانوں کو ہلاک کر دیا ہے صلیب پرست عیسائیوں نے کس کس رنگ میں لکھوکھا روحوں کو خدا سے دور پھینک دیا ہے تو پھر کیا اس وقت ایسے مجدد کی ضرورت نہ تھی جو کسر صلیب کرے اور دلائل بینات سے دکھا دے کہ عیسائی مذہب میں حقانیت کا نور نہیں اور ایک لکڑی پر ایمان لا کر انسان نجات کا وارث نہیں ٹھہر سکتا۔ آئے دن پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ اشتہار چھاپ چھاپ کر یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں اور ٹڈی دل کی طرح عورتیں بچے جوان، بوڑھے لگے ہوئے ہیں کہ کس طرح اسلام پر حملہ کریں۔ اس وقت اسلام پر وہ حملہ ہوا ہے جس کی انتہا نہیں۔ ادھر خدا کا یہ وعدہ کہ انا لہ لحافظون اور ادھر ان ناعاقبت اندیش معترضین کی یہ دانائی کہ اسلام میں حفاظت دین کیلئے معرفت کا نور لیکر کوئی نہیں آیا بلکہ دجال آیا ہے۔ افسوس! افسوس!! آہ! صد آہ!!

یہی تو وقت تھا کہ خدا اپنی نصرت کا ہاتھ دکھاتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس نے دکھایا اور وہ اپنی چمکار دکھائیگا اور مخالفوں کو شرمندہ کر کے بتلا دیگا کہ آنیوالے نے آ کر کیا بنایا۔

(از اخبار الحکم ۱۹ مئی ۱۸۹۹ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور کاموں دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب چند دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— جناب ایم کے رحمان صاحب رام پور سٹیٹ کا ایک صغرسن نور نظر محض ایک دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ ایم کے رحمان صاحب کو صبر کی توفیق دے اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

—— خان سعادت علی خاں صاحب رام پور والے مرض [illegible] سے سخت تکلیف میں ہیں۔ بہت کمزور اور نحیف ہو گئے ہیں۔ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

—— جناب چودھری محمد عبد الرحمن صاحب [illegible] زیروی کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے دعا [illegible] کرتے ہیں۔

قرارداد

اساتذہ و طلبہ مسلم ہائی سکول کا یہ اجلاس [illegible] صاحب کی اہلیہ محترمہ کی ناگہانی وفات حسرت آیات پر رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مرزا صاحب و لواحقین کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو رحمت میں جگہ دے۔

(۲) اس ریزولیوشن کی نقل اخبار پیغام صلح میں [illegible] جائے۔

مسیح کی آمد ثانی کا تصور

قرآن مجید کی آیت او کالذی مر علی قریۃ الخ

(از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۱)

بظاہر مندرجہ بالا دونوں سرخیوں کے اندر کوئی ربط او تعلق نظر نہیں آتا۔ مگر ہماری نظر کی کوتاہی اور گمراہی مشاہدات میں بھی مسلم ہے پس حقیقت تک پہنچنے کے لئے بصارت کے پیچھے بصیرت کی اشد ضرورت ہے۔

قرآن مجید کے سمجھنے کا پہلا گر ربط مضامین ہے اور دوسرا یہ کہ محض اتفاقی ناگہانی یا انفرادی واقعات بیان کرنا اس کتاب حکیم کا موضوع نہیں بلکہ کلیات سے بحث کرنا اس کا مقصود ہے کیونکہ حکمت اور فلسفہ کی نظر ہمیشہ کلیات کو تلاش کرتی ہے۔

آیۃ الکرسی سے یہ مضمون شروع ہوا ہے اور یہ آیت عظیمہ علم کی فضیلت پر قرآن مجید کی ایک بلیغ آیت ہے۔ آیت میں جس قدر حقائق موجود ہیں ان کا ایک ضروری حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم زمان اور مکان کی حد بندیوں سے آزاد ہے۔ جو کچھ اس دنیا میں، آسمان کی انتہائی بلندیوں میں زمین کی عمیق گہرائیوں کے اندر ہو رہا ہے اس کا اسے پورا پورا علم ہے۔ ازل کی ناپیداکنار وسعتوں اور ابدالآباد کی لامحدود ساعتوں میں جو کچھ ہوا اور آئندہ ہوگا۔ اس سے بھی وہ خوب واقف ہے اس کا علم اس قدر عظیم اور وسیع ہے کہ ساری دنیا مل کر بھی اس کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ پھر آسمانوں کا علم اور زمین کا علم، یہ دو قسم کے علم سے استعارہ ہے۔ روحانیات کا علم اور مادیات کا علم۔

Spiritual Science

And Material Science

ان دو قسم کے علم پر انسان کی تہذیب اور ارتقا کا قیام ہے جیسے اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفات حی اور قیوم کا اظہار یعنی زندگی اور قیام بتایا گیا ہے حقیقی زندگی علم دین سے یا روحانیات سے پیدا ہوتی ہے مگر نسل انسانی کا قیام مادیات کے علم پر منحصر ہے۔ اپنی حیوانی زندگی کے بقا کے لئے انسان خواہی نخواہی کچھ کرتا ہے۔ مگر علم دین یا حقیقی زندگی کے حصول میں اس کی طبیعت کبھی جبر و اکراہ محسوس کرتی ہے۔ اس لئے فرمایا لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ جس چیز کی ضرورت علمی طور پر ثابت ہو جائے وہ کیسی ہی مشکل کیوں نہ ہو انسان اسے بخوشی گوارا کرتا ہے۔ کیا دنیوی مقاصد کے حصول کے لئے یہ اصول مسلم نہیں۔ حکومت، سلطنت، شہرت، اقبال، عزت، اور کبھی صرف روٹی کے لئے انسان کس قدر قربانی کرتا ہے۔ اس جبر اور اکراہ کو بخوشی قبول کرتا ہے جو ان منازل کے حصول میں اسے پیش آتی ہے۔ جسمانی زندگی کی نسبت اگر روحانی زندگی کی بھی کم ضرورت نہیں تو دین کے اوامر اور نواہی خواہ کیسے بھی مشکل کیوں نہ ہوں عقل اور علم کا فتویٰ یہی ہے کہ ان کی بخوشی پابندی کی جائے۔ ضرورت کا احساس ہر جبر اور مشکل کو آسان بنا دیتا ہے۔ رشد اور غی دونوں راہیں کھل کر ظاہر ہو چکی ہیں۔ دونوں کے دلائل بیان کر دیئے گئے۔ دین میں اب جبر اور اکراہ کہاں رہا؟ ہر معاملہ میں جبر اور اکراہ صرف وہاں تک رہتے ہیں کہ کوئی امر خلاف عقل ہو جب علم اور عقل نے فتوے دیدیا کہ زندگی کے بقا کے لئے اس گوہر کا حاصل کرنا ضروری ہے تو وہی جبر اور اکراہ راحت اور خوشی میں تبدیل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ علم کے ذریعہ مومنوں کو تاریکیوں اور ظلمتوں سے باہر نکالتا ہے۔ مادیات کے علم اور روحانی سائنس کے موضوع پر حضرت ابراہیمؑ اور تمدن بابل کے علم بردار ایک بادشاہ میں مناظرہ ہو گیا۔ مادیات کا دعویٰ ہے کہ قومیں مادی علوم Material Science سے زندہ ہوتی ہیں۔ حکومت جس قوم کو زندہ کرنا چاہے کر سکتی ہے جسے مارنا چاہے مار سکتی ہے۔ انبیاء کا دعویٰ یہ ہے کہ قوموں کی زندگی اور موت خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے اور حقیقی زندگی روحانی علم سے حاصل ہوتی ہے اور ہر قسم کے تمدن و تہذیب انسانی کی بنیاد اصول دین اور مذہب پر قائم ہوئی ہے۔ جو انبیاء کی معرفت دنیا کو حاصل ہوا۔ نہ صرف علمی مناظرہ میں حضرت ابراہیمؑ نے اس نمرود نامی بادشاہ کو شکست دی بلکہ حضرت کے ۳۱۸ خانہ زاد لوگوں نے شاہ بابل کے لشکر عظیم کو شکست دی۔ اس جنگ کا ذکر بائبل اور رگوید دونوں میں موجود ہے۔

اس مضمون کے بعد قرآن مجید میں یہ آیت آتی ہے او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا

ہمارے علماء کی پہلی غلطی یہ ہے کہ علم کے اس مضمون کو چھوڑ کر وہ اس آیت کی تفسیر میں معاد یا حیات بعد الموت کے موضوع پر چلے گئے ہیں اس کے خلاف ایک معترض کے ذیل کے نکات قابل غور ہیں

(۱) ایک نبی کو معاد اور زندگی بالعبد الموت پر کبھی شک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نبی اس بنیادی اصول پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوتا ہے اور یہ عقیدہ انبیاء کا ایک اجماعی عقیدہ ہے اس پر خدا کو آزمانے کی ضرورت نہیں۔

(۲) جب ایک نبی کو زندگی بالعبد الموت پر شک ہو یا اس کا ایمان اس مسئلہ پر مشاہدہ کا محتاج ہے تو ایک عام آدمی زیادہ مستحق ہے کہ اسے اس قسم کا کوئی معجزہ دکھایا جائے کہ وہ حیات بالعبد الموت کا قائل ہو جائے یا اسے اس مسئلہ کا انکار کرنے میں معذور سمجھا جائے حالانکہ آخرت پر ایمان مذہب کی ایک نہایت ضروری اصل ہے۔ جس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مومن نہیں کہلا سکتا۔

(۳) مسئلہ زیر بحث ایک مسئلہ عمومی ہے اس پر ایک فرد کے مبہم ذکر یا متشابہ بیان سے دلیل لانا قرآن مجید کے کتاب حکیم ہونے پر حرف لاتا ہے۔

(۴) آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی بالعبد الموت پر اسے یقین تھا۔ مگر اس خاص بستی کے جس پر اس کا گذر ہوا زندہ ہو جانے میں استبعاد تھا اگر سوال میں حیات بالعبد الموت کی عمومیت ہوتی تو انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا یعنی "اس بستی کو اللہ تعالیٰ اس کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا" نہ کہتے بلکہ اس کا اعتراض یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو کیسے زندہ کریگا۔

(۵) اس شخص کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ کا خود اسے مار کر زندہ کر دینا ایک ناقص دلیل ہے کیونکہ کوئی شخص مر کر زندگی کی کیفیت کو نہیں سمجھ سکتا۔ مردہ میں احساس اور تعقل کی نفی ہوتی ہے۔ وہ زندگی کی کیفیت کیونکر سمجھے گا اسی طرح زندہ موت کی کیفیت کو نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس سے پیشتر کہ کسی پر موت آئے۔ قوا و قوتیں ضبط ہو جاتے ہیں

(۶) اگر اس شخص کو مار کر زندہ کر دینا اس کے سوال کا کافی جواب ہوتا تو وہ مر کر دوبارہ زندہ ہوتے ہی موت اور زندگی کی کیفیت کو سمجھ لیتا۔ مگر اسے تو اتنا بھی علم نہ ہوا کہ وہ کتنی مدت مرا رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا۔ کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم "کتنی مدت اس حالت میں رہے تو اس نے کہا میں دن یا دن کا ایک حصہ ہی اس حالت میں رہا ہوں۔ اس پر فرمایا بل لبثت مائۃ عام نہیں تو تو سو سال مرا رہا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بات کا یقین دلانے کیلئے یا اس کی تسلی کے لئے اور دلائل دینے پڑے کہ اپنا کھانا پینا دیکھو۔ گدھا دیکھو۔

(۷) معاد پر سوال ہوتا تو سو سال تک مار رکھنے کی قید بھی بے معنی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک گھنٹہ مار کر بھی یہیں کر زندہ کرسکتا تھا۔ سو سال کا طول امل کیوں اختیار کیا گیا۔ مردہ کے لئے تو ایک گھنٹہ یا دن اور دن کا کچھ حصہ اور سو سال مساوی ہیں۔ کیونکہ موت میں وقت کا احساس قطعاً نہیں ہوتا

(۸) آیت کا جزو "ولنجعلک آیۃ للناس" کیونکر پورا ہوا۔ لوگوں کے لئے وہ کیسے آیت بنا۔ لوگوں کے سامنے اگر یہ واقعہ ہوتا تو شہادت کے لئے گدھا پیش نہ ہوتا۔ بلکہ یوں کہنا مناسب تھا کہ تمہاری موت اور زندگی پر گواہ بنانے کے لئے ہم نے یہاں کے لوگوں کو بھی برابر سو سال تک زندہ رکھا ہوا ہے۔

(۹) لوگوں کو اس کی موت اور زندگی پر نشان بنانا ظاہر کرتا ہے کہ اپنی موت اور زندگی پر اس کی ذاتی شہادت نہ تھی

(۱۰) لوگوں کے لئے تو وہ کیا نشان بنا۔ وہ تو خود اپنے لئے بھی نشان نہ بن سکا۔

(۱۱) اس شخص کے سوال کا سیدھا جواب یہ تھا کہ اس بستی کو زندہ کر کے دکھا دیا جاتا تا وہ سمجھ لیتا کہ اللہ تعالیٰ بیشک مردوں کو زندہ کرسکتا ہے۔ اس کے اپنے مر کر جی اٹھنے نے تو معاملہ کو اور پیچ در پیچ اور مبہم بنا دیا۔ اور بستی کی زندگی پر کوئی دلیل پیدا نہ ہوئی۔

(۱۲) اس شخص کو مارنے اور زندہ کر دینے پر خود اللہ تعالیٰ کو بھی اس امر کا احساس ہوا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ابھی اطمینان نہیں ہوا۔ اس لئے گدھے کو۔۔ اس کی ہڈیوں کو پراگندہ کر۔۔۔ دوبارہ انہیں اکٹھا کر کے ان پر گوشت پوست چڑھا کر دکھانا پڑا جیسا معجزہ جس پر سو سال کا طول امل ہوا۔ بیکار گیا۔

(۱۳) معترض کو مارنے اور زندہ کر دینے کی بجائے بستی کے زندہ کر دینے میں یہ فائدہ تھا کہ بستی کا ہر شخص اس اعجاز کا گواہ ہو جاتا۔

(۱۴) وہ شخص نشان کن لوگوں کے لئے بنا بستی تو مری پڑی تھی اور مری رہی۔ وہ تو قیامت کو زندہ ہوگی۔

(باقی صـ۱۱ پر)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت

قرب الٰہی انسانیت کا کمال ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ .... نزلاً من غفور رحیم

ترجمہ:- وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر سیدھی راہ پر لگے رہتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کی خوشخبری لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں اور تمہارے لئے اس میں (وہ سب کچھ) ہے جسے تمہارے دل چاہیں اور تمہارے لئے اس میں (وہ سب کچھ ہے) جو تم مانگو (یہ) مہمانی بخشنے والے رحم کرنے والے (اللہ) کی طرف سے (ہے)

معرفت الٰہی کمال انسانیت ہے

اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ انسانیت کا کمال معرفت الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور معرفت الٰہی کا کمال استقامت سے حاصل ہوتا ہے۔ استقامت کیا چیز ہے؟ جس بات پر انسان کھڑا ہو سخت ترین مصیبت حتیٰ کہ موت کے سامنے بھی اس بات پر قائم رہے اور اس سے ادھر ادھر نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے اس مشہور لیکچر میں، جس میں جلسہ مذاہب کے پانچ سوالوں کا جواب دیا ہے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ معرفت الٰہی کے ذرائع کیا ہیں؟ یوں تحریر فرمایا ہے اور ایک نہایت ہی پرحکمت اور اعلیٰ درجہ کی بات فرمائی ہے

معرفت الٰہی کا پہلا درجہ

کہ معرفت الٰہی کے حصول کا پہلا درجہ وہ ہے کہ جب انسان دلائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اور اس کی صفات کا علم حاصل کرتا ہے جن لوگوں نے قرآن کریم کے درس کو سنا ہے یا جن کو خود قرآن کریم کے مطالعہ کا موقع ملا ہے یا جن لوگوں نے قرآن کریم کی کوئی اچھی تفسیر پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ کس طرح جب ہم کلام الٰہی کی بعض باتوں کو سنتے ہیں یا ان پر غور کرتے ہیں تو دل کے اندر ایک لذت، ایک سرور پیدا ہوتا ہے جس سے یقیناً ہمارا ایمان اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اور قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر بڑھتا ہے محض دلائل کی ایک عمدہ بات سامنے آتی ہے اور میخ کی طرح دل میں یہ بات گڑ جاتی ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ یہ معرفت الٰہی کا پہلا درجہ ہے۔

معرفت الٰہی کا دوسرا درجہ

دوسرا درجہ وہ ہے جب خود انسان پر کلام الٰہی نازل ہو۔ انسان کے ساتھ خدا کلام کرے۔ ایک تو اس کا بڑا بلند مرتبہ ہے جو انبیاء کو حاصل ہوتا ہے لیکن اس کے بعض ادنیٰ مراتب بھی ہیں جن میں ساری مخلوق شامل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ مسلم غیر مسلم نیک اور بد ادنیٰ مرتبہ خواب اور رؤیا ہے۔ اس سے بلند الہام اور کشف اور پھر بلند ترین وحی متلو یعنی جو کلام الٰہی جبرئیل لاتے ہیں اور نبی پر پڑھتے ہیں۔

تو فرماتے ہیں کہ دوسرا مرتبہ وہ ہے جب خود انسان پر کلام الٰہی وارد ہو۔ اس سے ہستی باری تعالیٰ پر ایمان قوی ہو جاتا ہے اور یہ پہلے درجے سے بڑا درجہ ہے۔

تیسرا مرتبہ

اور پھر فرمایا کہ تیسرا مرتبہ اس سے بلند تر ہے اور وہی مرتبہ معرفت الٰہی کے کمال کا ہے یعنی جب انسان پر دکھ، تکلیفیں اور مصیبتیں وارد ہوں اور اس کے بعد بطور دلیل اس آیت قرآنی کو پیش کیا ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات کہ ہم تم پر اس اس قسم کی مصیبتیں وارد کریں گے وبشر الصٰبرین مصیبتوں کے آنے پر خوشخبری دی ہے۔ مگر کن کو صبر کرنے والوں کو۔ ان کو جن کے قدم کو مصیبتوں کے نیچے آ کر لغزش نہیں ہوتی۔ آرام اور آسائش کے وقت انسان کہہ دیتا ہے کہ مجھ پر خدا کا یہ فضل ہے۔ یہ نعمت اس نے مجھے دی ہے۔ مگر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تکلیف آتی ہے تو پھر اس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔ اگر خدا ہے تو مجھ پر یہ مصیبت کیوں آئی ہے؟ اس کے دل میں خدا کی طرف سے شکایت پیدا ہوتی ہے۔ مگر یاد رکھو کہ صحیح فطرت والا انسان ہمیشہ مصائب کے وقت خدا کے رستہ میں ترقی کی طرف قدم اٹھاتا ہے اور مصائب میں اس کا قدم نیچے کی طرف جاتا ہے جس کی فطرت صحت کی حالت سے گر گئی ہے۔ پس مصائب کے وقت جزع فزع کرنا بگڑی ہوئی فطرت کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ وہ اپنے بعض مصالح کے ماتحت کبھی انسان کو آسائش پہنچاتا ہے اور کبھی اس پر تنگی وارد کرتا ہے۔ مگر جب انسان کی فطرت صحیح نہیں وہ آسائش اور دولت کو اپنی عزت کا موجب سمجھتا ہے اور اس پر اتراتا ہے اور تنگی اور تکلیف پر گھبراتا اور اسے اپنی ذلت کا موجب سمجھتا ہے جیسا کہ فرمایا فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن واما اذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن

تو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ معرفت الٰہی کا کمال تب حاصل ہوتا ہے جب دکھوں اور مصائب پر مسرت حاصل ہو تنگی اور تکلیف آئے تو دل میں راحت پیدا ہو اور خدا پر ایمان زیادہ ہو۔ یہی ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا

حضرت امام حسینؓ کی زندگی

ایسا ہی نظارہ وہ ہے جو ہم کو حضرت امام حسینؓ کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ لوگوں کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے کیا حاصل کیا؟ آپ تو شہید ہو گئے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ ناکام ہوئے اور یزید کامیاب ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تتنزل علیہم الملٰئکۃ فرشتے اترتے ہیں ان الذین الا تخافوا ولا تحزنوا ڈرو نہیں اور غمگین نہ ہو کیا معنی رکھتا ہے

اصول سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے

مگر لوگوں کو دھوکہ لگتا ہے جان بچ جانے میں کامیابی نہیں کامیابی یہ ہے کہ زندگی کا مقصد عظیم حاصل ہو جائے۔ یہی وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ انسان ... کو حاصل کرنا ہی اصل کامیابی ہے اور میں سمجھتا ہوں ... جس کی گردن پر تلوار رکھی گئی اور ایک لفظ اپنے منہ سے ... کہہ دینے سے اس کی جان بچ سکتی تھی۔ مگر وہ کہتا نہیں ... اس کے سامنے اس کے عزیزوں کو قتل کر دو۔ خود اسے ... مگر وہ اپنے اصول سے نہیں ہٹ سکتا۔ مقصد زندگی ... یہی وہ چیز ہے جس سے معرفت الٰہی کا کمال اور انسانیت ... حاصل ہوتا ہے۔

حضرت امام حسینؓ آج بھی زندہ ہیں

لوگ سمجھتے ہیں حضرت امام حسینؓ مر گئے۔ نہیں ... بھی زندہ ہیں۔ آج کے دن ساری اسلامی دنیا میں حضرت حسینؓ کی شہادت پر ایک اضطراب پیدا ہو جاتا ہے ... نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے کمال انسانی کو حاصل کر لیا اور ... سے بڑی کامیابی ہے یہی زندگی ہے۔

کیا مرنا ایسی چیز ہے جسے ناکامی کہا جا سکے اگر انسان دنیا میں اس لئے آتا ہے کہ وہ کبھی مریگا نہیں تو اس ... ناکامی ہے مگر جب ہر انسان نے مرنا ہے تو صرف چند دن رہنا کامیابی نہیں۔ امام حسینؓ دو چار سال بعد بھی فوت ہو ... وہ موت جس میں انہوں نے کمال استقامت کا نظارہ دکھایا ... موت نہیں وہ کامیابی اور زندگی ہے۔

حضرت امام حسینؓ سے غلط محبت

افسوس ہے جن لوگوں نے امام حسینؓ سے غلط محبت ... انہوں نے اس دن کو بجائے سبق حاصل کرنے کے رونے ... موقع بنا لیا۔ کیا حضرت امام حسینؓ نے کبھی نوحے ... فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ کوئی عزیز یا دوست فوت ہو جائے پر غم ضرور وارد ہوتا ہے لیکن یہ ایک وقتی بات ہے ... کی موت پر ہم سدا روتے نہیں رہتے۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا دن بڑے غم کا دن ہے

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا دن ہمارے لئے بڑے غم کا دن ... لیکن کیا جب کبھی ۲۶ مئی آئے تو ہم رونے بیٹھ جائیں ... کون ہمیں عقلمند کہیگا۔ ہاں اسے یادگار رکھنا ہو اور ... انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنا ہو تو ان کی خوبیوں کو قوم کے سامنے لایا جائے۔

حضرت امام حسینؓ کی استقامت

حضرت امام حسینؓ کا سبق یعنی استقامت کا ... دوہرایا جاتا اور مسلمانوں کے سامنے اسے لایا جاتا تو ... اس سے قوم کو زندہ کیا جا سکتا تھا۔ بلکہ غیر بھی اس سے ... کہ اسلام نے ایسے ایسے انسان پیدا کئے ہیں جنہوں نے ... خاطر اپنی اور اپنے خاندان کی جان تک کی بھی پرواہ نہیں کی مگر یہاں کیا ہوتا ہے شیعہ الگ روتے اور پیٹتے ہیں۔ سنی الگ روتے ہیں اور تعزیے نکالتے اور جو کچھ نہیں کرتے وہ تماشہ بین ... ہیں تو یہ ایک اچھی چیز کو برا بنا کر پیش کرنا ہے اور ایک خوبصورتی کو بدنما کر کے دکھانا ہے۔

سمجھ نہیں آتا۔ یہ رونا پیٹنا کیوں ہے کیا حضرت علیؓ حضرت امام حسینؓ سے بڑھ کر نہ تھے اور آپ شہید نہ ہوئے ... کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی بڑھ کر ہے۔ کیا آپ پر موت کا وقت نہیں آیا۔ آپؐ نے ... دفعہ موت کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ مگر جب تک ... آپؐ کو زندہ رکھا اور جب چاہا اپنے پاس بلا لیا۔ تو کیا ...

تھی؟ نہیں آپ خود اپنے آخری الفاظ سے یہ سبق دے گئے کہ نیکی کے لئے موت اور نے جگہ سے اعلیٰ مقام پر جانا ہے۔ اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ

حضرت امام حسینؓ کی کوہ وقاری

یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ تھے جیسے ہر مورخ نے لکھا ہے پس حضرت امام حسین کی زندگی سے یہ سبق حاصل کرنا چاہئے کہ اصول کے سامنے انسان کو پہاڑ کی طرح مضبوط رہنا چاہئے اور اصول کی خاطر زندگی دینی پڑے تو اس پر دل میں لذت پیدا ہونی چاہئے۔

بظاہر یزید مقابلہ میں کامیاب نظر آتا ہے۔ مگر آج یزید کے نام پر دنیا نفرین بھیجتی ہے خواہ یہ صحیح ہو یا نہ اور امام حسینؓ کی عزت تمام دلوں میں ہے۔ تو یہ کامیابی ہے۔ آرام اور آسائش کے وقت جیسا کہ میں نے کہا انسان خدا سے راضی ہو جاتا ہے۔ روپیہ ہے جائداد ہو سکتی ہے۔ مگر دکھوں تکلیفوں اور فاقوں میں جو خدا کی رضا پر راضی ہو وہی معرفت الٰہی کے بلند مرتبہ پر ہے۔

معرفت الٰہی کا بلند ترین مرتبہ

یہ معرفت الٰہی کا بلند ترین مرتبہ کیوں ہے اس لئے کہ جو چیز انسان کو خدا سے ہٹا سکتی تھی اسی چیز نے اسے خدا کے اور نزدیک کر دیا۔ مصیبت میں راحت کا ملنا اصل حقیقت میں حقیقی کامیابی ہے۔ بعض لوگ ہیں کہ چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پر گھبرا جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر انسانیت کا کمال حاصل کرنا ہو تو یہ دکھوں اور تکلیفوں میں پڑنے کے سوائے حاصل نہیں ہوتا۔ علم اور عبادت سے بغیر تکالیف برداشت کرنے کے معرفت الٰہی اور زندگی کا اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ پھر یہ دکھ اور تکلیفیں بھی دو قسم کی ہیں۔ ایک قضا و قدر کی طرف سے آتی ہیں ایک وہ ہیں جو انسان خدا کی رضا کے لئے خود اختیار کرتا ہے۔ خدا کی طرف سے مال پر یا جان پر مصیبت آئے دل میں لذت اور سرور رہو۔ خود خدا کے رستہ میں مال دے دل میں سرور ہو۔ خدا کے رستہ میں دکھ اٹھائے جان پیش کرے۔ سر کٹوا دے۔ دل میں سرور اور لذت ہو۔ اسی مقام پر ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے فرشتے اترتے ہیں۔ خوف و حزن جاتا رہتا ہے۔ دل میں طمانیت اور سکون کا ہونا ہی فرشتوں کے اترنے کی شہادت ہے اور جن کے دل میں سرور اور لذت ہو انہیں خوف کب؟ اور غم کس بات پر؟ موت بھی آجائے تو وہ جانتے ہیں کہ یہ موت ہمیں ایک بلند مقام کی طرف لیجا رہی ہے مالی مصیبت آجائے تو محسوس کرتے ہیں کہ اسی مصیبت میں ہماری ترقی کا راز ہے۔ یہ چیز اس خدا کی طرف سے آئی ہے جس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ جس کے ہر فعل میں ہماری ربوبیت ہوتی ہے خواہ وہ ظاہر ہو خواہ پوشیدہ۔ پس اصول کی خاطر ہر چیز کو قربان کرنا سیکھو ہم نے بھی اصول ہی کی خاطر قادیان سے علیحدگی اختیار کی۔

دو چار دن کی بات ہے ایک سرکاری افسر سے ملاقات ہوئی انہوں نے ایک بہت بڑے قادیانی عہدیدار سے ہمارے قادیان سے اختلاف کی وجہ پوچھی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ صرف اثبات کا جھگڑا تھا۔ یعنی اس اختلاف میں صرف یہ ذاتی غرض تھی کہ خلیفہ کون ہے

ہماری قادیان سے علیحدگی اصول کی خاطر ہوئی

افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اصلیت کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ میں نے کہا کہ ہماری علیحدگی قادیان سے صرف ایک اصول پر ہوئی ہے اسے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے اور دوسروں تک پہنچا دینا چاہئے۔ اگر میاں محمود احمد صاحب کلمہ گو دوں کو کافر نہ کہتے تو ہم قادیان سے کبھی الگ نہ ہوتے۔ ہم نے پہلی مرتبہ جب حضرت مولوی صاحب گھوڑی سے گرے اور حالت نازک ہو گئی تو ہم چند آدمیوں نے میاں محمود احمد صاحب اور میر ناصر نواب صاحب کو الگ بلا کر یہ کہہ دیا تھا کہ ہم میں سے کسی کو سرداری کی خواہش نہیں آپ بیشک سرداری سنبھالیں۔ اس کے بعد جماعت میں مسئلہ کفر و اسلام پر اختلاف پیدا ہوا۔ اور میاں محمود احمد صاحب نے ساری دنیا کے مسلمانوں کی تکفیر کو اپنا اصول بنایا۔ بے شک جو لوگ زندہ ہیں ان سے شہادت لے لیں کہ اس مسئلہ کفر و اسلام نے جماعت میں حضرت مولوی صاحب کی زندگی میں ہی تفرقہ پیدا کر دی تھی اور آپ کی وفات کے بعد یہی سوال تھا جس نے جماعت کو دو ٹکڑے کیا۔ بلکہ اس وقت بھی ہم نے یہ کہا تھا کہ اگر ہمیں آپ اس مسئلہ میں آزاد رکھیں تو ہم آپ کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ آپ کی مسلمانوں کی تکفیر کی وجہ سے بیعت نہیں کریں گے۔ مگر یوں ساتھ رہیں گے اور بعد میں اس مسئلہ میں جماعت کو ایک مسلک کی طرف لانے کی کوشش کریں گے انہوں نے کہا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ لوگوں کے سامنے اس خیال کا اظہار کر سکیں۔ ہاں دل میں بے شک رکھیں کہ کلمہ گو کافر نہیں۔ اس پر علیحدگی ہوئی۔

ہمارے دل میں سرداری کی خواہش نہ تھی

اگر ہمارے دل میں سرداری کی خواہش ہوتی تو اسی وقت قادیان میں اپنی علیحدہ انجمن بنا لیتے۔ مگر ۲ مہینہ تک کوئی انجمن نہ بنائی۔ کوئی نظام قائم نہ کیا کہ کسی طرح معاملہ سدھر جائے اور بعد جب لاہور میں انجمن بنی تو سب سے پہلا پیغام ہم نے یہی بھیجا کہ اگر آپ تکفیر مسلمین کے مسئلہ میں ہمیں آزاد چھوڑ دیں تو ہم اب بھی آپ کے ساتھ کام کرنے کو تیار ہیں۔ ہم قادیان سے صرف اس بات پر الگ ہوئے کہ کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا۔ نبوت کا مسئلہ بھی بعد میں سامنے آیا۔

مولانا ابو الکلام کی شہادت

مولانا ابو الکلام آزاد نے اس وقت اپنے اخبار میں جو کلکتہ سے نکلتا تھا ہمارے متعلق یہ لکھا تھا کہ ان کا صرف اس بات پر قادیان سے چلے آنا کہ ہم کلمہ گوؤں کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ پس ہم اصول کے لئے علیحدہ ہوئے اور یہ اتنا بڑا اصول تھا کہ اسے کسی چیز پر قربان نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس پر تمام باتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھو

آرام میں حد اعتدال سے بڑھنا تباہی کا موجب ہے

آرام ہر ایک سب کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ گانا ہو۔ تماشہ ہو سینما ہو۔ اچھا تو معلوم ہوتا ہے۔ مگر ان باتوں کو اگر . . . . حد اعتدال کے اندر نہ رکھا جائے تو یہ تباہی کا باعث ہو جاتی ہیں کبھی علم حاصل کرنے کے طور پر اور کبھی تفریح کے طور پر شغل ہو تو حرج نہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خدا کے آگے گرنے میں اور دکھ اٹھانے میں اگر لذت پیدا نہیں ہوئی تو ابھی تم اس مقصد سے دور ہو جہاں تمہیں اسلام پہنچانا چاہتا ہے۔

تمہارا نصب العین

جس طرح دنیا میں کامیاب وہ ہوتا ہے جو اپنے مقصد کے حصول کے لئے محنت کرتا اور دکھ اٹھاتا ہے اور اس میں اسے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح تمہارے دینی مقاصد دکھوں میں پڑ کر اس وقت حاصل ہوتے ہیں۔ جب ان تکلیفوں میں تمہیں لذت حاصل ہو۔ سو اس [illegible] کو اس بلند مقصد کو سامنے رکھو۔

(مرقومہ منصور دائیں)　　　　[illegible]

درسی کتابوں کے فحش حصے

پنجاب یونیورسٹی نے اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیا

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب یونیورسٹی کے حکام نے ان عرضداشتوں پر جو انہیں اس بارہ میں بھیجی گئی تھیں کہ یونیورسٹی کی مقرر کردہ مختلف درسی کتابوں میں فحش حصے پائے جاتے ہیں اپنے فیصلہ کا اعلان کر دیا ہے۔ فیصلہ یہ ہے کہ:۔

(الف) ایسی کتابوں میں سے ایک کتاب کے بعض صفحات دوبارہ چھاپے جائیں۔

(ب) بعض کتابوں کے پبلشروں سے کہا جائے کہ وہ اپنی ان کتابوں کی ترمیم شدہ ایڈیشن نکالیں جو یونیورسٹی کی طرف سے [illegible] گئی ہیں اور جن میں فحش حصے پائے جاتے ہیں اور

(ج) بعض دوسری کتابوں سے فحش حصے حذف کر دئیے جائیں

حکام مذکور نے مزید براں یہ فیصلہ کیا ہے کہ سوالات کے پرچے تیار کرنے والوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ ایسے پرچوں سے تمام فحش اور گندے حصے خارج کرنے کے متعلق خاص احتیاط سے کام لیں۔

تمام استادوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ طلبا کو فحش یا دوسرے قابل اعتراض حصے نہیں پڑھائیں گے۔ اور اس طرح یونیورسٹی کے ساتھ شرکت عمل سے کام لیں گے

لاہور مورخہ ۵ ا مارچ ۱۹۳۹ء

دیسی طریق علاج

پنجاب میں انتظام اور نگرانی کی ضرورت

تحقیقاتی کمیٹی نے فہرست سوالات شائع کر دی

کیا پنجاب میں دیسی طریق علاج کے متعلق انتظام یا اصلاح کی ضرورت ہے؟ اگر ہے تو اس کا کیا طریقہ ہونا چاہئے کیا ان طریقوں پر علاج کرنے والوں کو درج رجسٹر کرنے سے [illegible] کی ضرورت پوری ہو جائے گی؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو درج رجسٹر علاج کرنیوالوں کے ساتھ کس قسم کی ذمہ داریاں حقوق اور پابندیاں وابستہ ہونی چاہئیں اور اس جماعت کے اختیارات اور آئین کی کیا نوعیت ہونی چاہئے۔ جو درج رجسٹر کرنے کا انتظام کرے گی۔

یہ ہیں بعض استفسارات جو اس تحقیقاتی کمیٹی نے اپنی فہرست سوالات میں کئے ہیں جو کچھ عرصہ ہوا اس صوبہ میں دیسی طریق علاج کی اصلاح کے لئے ضروری تدابیر تجویز کرنے کی غرض سے حکومت پنجاب نے مقرر کی تھی۔

فہرست سوالات کا ایک حصہ پنجاب میں دیسی طریق علاج کے متعلق انتظام و نگرانی کی ضرورت سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرے حصہ ان طریقوں پر علاج کرنے والوں کی طبی تعلیم میں اصلاح کی ضرورت کے متعلق آراء طلب کی گئی ہیں۔ فہرست سوالات کی چھپی ہوئی نقول پبلک کے افراد کے نام جاری کی جا رہی ہیں

میں اور "الفضل"

(از جناب چودھری محمد اسماعیل صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

میرے مضمون "ہمارے مسیحا" کا تمہیدی مقالہ ناظرین پیغام صلح کی نظروں سے گزر چکا ہے۔ جب یہ مقالہ چھپ رہا تھا میں لاہور سے باہر تھا۔ مگر باہر دیگر قادیانی بھائیوں کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے اس مضمون کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میں پرسوں لاہور آیا تو مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ ہماری جماعت نے اس کو بہت پسند کیا ہے اس کے علاوہ بعض قادیان سے تعلق رکھنے والے دوستوں کے خط بھی موصول ہوئے بلکہ خاص قادیان سے آئے ہوئے خطوط سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی انصاف پسند اور امن دوست اصحاب نے اس کو منظر استحسان دیکھا ہے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے ورنہ نہ مجھے لکھنے کی مشق ہے اور نہ میں کوئی خاص قابلیت رکھتا ہوں۔ کیا عجب کہ میری یہ ناچیز کوشش غلط فہمیوں کے دور کرنے میں امداد دے۔

مگر مجھے یہ معلوم کر کے بہت رنج ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے میری اس دردمندانہ اپیل کو پسند نہیں فرمایا۔ قبل اس کے کہ میں ان کی خدمت میں کچھ عرض کروں میں ایک ایسے شخص کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس نے مجھے غیظ و غضب سے بھرا ہوا خط تحریر کیا ہے یہ شخص ڈاکٹر کے۔ اے۔ قاں المشہور بہ آٹومیٹک ہے۔ خط کے نیچے یہی نام درج ہے اس کے خط سے چند فقرات درج کرتا ہوں:-

"قدرت ثانی آنے پر مصلح موعود آنے پر خدا کا آدم
ثانی آنے پر اگر کوئی شیطان آج کی تاریخ میں روک
بنا کھڑا ہے تو کل انشاء اللہ اس شیطان کو معہ
شیاطین کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا جائے گا۔ پہلا
نمبر شیطان یا فرعون کا ہوتا ہے بعد میں فتح موسیٰ
کی ہوتی ہے۔"

اسی قسم کے ملفوظات اس خط میں درج ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اس مکار مجنون نما شخص کا مرید ہے جس نے حال ہی میں اس بزرگ اور محترم ہستی کی ذات ستودہ الاصفات پر ناپاک حملہ کیا ہے جس کا نام سنتے ہی ہر احمدی کا وہ خواہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو سر ادب و احترام سے جھک جاتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص فضل نے اپنے مسیح کا رفیقہ حیات بنانے کے لئے چنا۔ اگر میرا دل اس حملہ کی وجہ سے زخمی نہ ہوتا تو میں اس شخص کو مرفوع القلم سمجھتا اور اس کا ذکر بھی نہ کرتا۔

اتفاق کی بات ہے کہ جب میں یہ نوٹ لکھ رہا تھا تو ۲ ارمارچ کا "زمیندار" میری نظر سے گذرا اور اس کے نکات میں اسی ڈاکٹر کے متعلق حسب ذیل ریمارک پڑھا جو ناظرین کی تفنن طبع کا کام بھی دیگا اور ڈاکٹر کی ذہنیت اور قابلیت کا معیار بھی پیش کریگا۔ زمیندار لکھتا ہے:-

"ہمیں سکندر آباد ضلع بلند شہر سے ایک ڈھور ڈاکٹر آٹومیٹک عرف کرامت نے دلچسپ مراسلہ ارسال کیا ہے آپ نے یہ تمہید باندھ کر کہ آپ کو اردو اور ہندی دونوں زبانوں سے بڑی محبت ہے۔ دو نظمیں درج کر دی ہیں ایک اردو کی ہے اور ایک ہندی کی۔ اردو نظم کے ۱۱ اشعار ہیں اور ہندی کے دس درجن۔ اردو نظم کا مطلع سنئے:-

وطن کا اب اپنے انشان ہوگا
ظفر ہی کے ہاتھوں یہ اعلان ہوگا

وطن کو انشان کرانے کے بعد گدھا ڈاکٹر یعنی ڈاکٹر حیوانات نے خدا کی تعریف میں چند اشعار قلمبند کئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر دو شعر سنئے

کرشن کی گائیوں کا سامان ہوگا
محمدؐ کے ریوڑ کا دربان ہوگا
کرامت کرامت کی پہچان ہوگا
بعد گیارہ یہ جینے کا پرنان ہوگا

کرامت تخلص ہے اور گیارہ سے مطلب گیارہ اشعار ہیں۔ اب ہندی کے دو اشعار بھی ملاحظہ فرمائیے:-

پریم کی رانی پریم کا راجہ پریم کے ہونگے سب دربار
پریم کی پوری پریم کٹوری پریم کے ہونگے جیتی اچار
پریم کی جوتی پریم کا سلیپر پریم کے ہونگے سبھی چمار
پریم ہے سونا پریم کسوٹی پریم کے ہونگے سبھی سنار"

ڈاکٹر آٹومیٹک مجھے اپنے مصنوعی ماموں کی طرف دعوت دیتے ہیں میں تو اس "ماموں" کو اچھی طرح جانتا ہوں دیکھ لونگا۔ مگر مجھے ڈاکٹر صاحب کے حال پر رحم آتا ہے۔ بیچارے پانچ ہزار روپے کو زیادہ نذر کر چکے ہیں اور اب ماموں صاحب کے زیر عتاب ہیں جنانچہ ان کے نام "بیعت رضوان کی حقیقت" میں ایک نوٹس جاری ہوا ہے جس سے چند فقرات درج کئے جاتے ہیں:-

"بیعت رضوان کی کشتی جس کی حفاظت اور سلامتی کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے سکتی ممکن ہے کہ راستہ کے طوفانوں میں دوسروں کو بچانے کے لئے ایسے ناقص ایمان والوں کو کشتی سے اٹھا کر سمندر کی لہروں میں غرق نہ کر دیا جائے۔ آپ کا مجھ سے مومنانہ سلوک سخت ناقص اور ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔ آپ اپنے وجود میں آپ ہی خدا اور مامور اور کرامت بنے بیٹھے ہیں حالانکہ آپ ابھی تک صنم پرستی کے شرک میں مبتلا ہیں۔ ایک طرف صنم پرستی اور دوسری طرف کان اللہ نزل من السماء سے بات بات میں بگاڑ نافرمانی اور سرکشی اختیار کر رکھی ہے آپ کیلئے یہ آسمانی وحی ہے اور یہ خود خدائی دل و دماغ کا ہی اظہار ہے جو مجھ سے تصرف الٰہی سے آپ تک پہنچایا جا رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مصلح موعود اب خدا کا محبوب اس کے رسول اور مسیح موعودؑ کا لخت جگر محمود ہے اس کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔ وہ خود بلاتنخواہ خدا کے توکل پر کام کر رہا ہے اور آٹھ صد[۲] سے اوپر مقروض رہ کر دکھا رہا ہے۔ آپ خدا کے لاڈلے نہیں ہیں کہ حساب اور صرف ماموروں کے لئے ہیں۔ (؟) آپ گئی گھی کھائیے دودھ شیریں پینے کے لئے ہیں۔ آپ کو اب نصف تنخواہ ہوگی اور ایک ہزار روپے تک کم از کم [illegible] ہوگا۔ یہ میدان جنگ کا قدم اپنے سب ہی کام [illegible] اس میں جان پر کھیلنے کا بھی خطرہ نظر آتا ہو تو بھی جنگ کے ایسے ہی احکام ہوتے ہیں۔ آئندہ اس کے خلاف کسی خط و کتابت کی ضرورت نہیں۔"

واقعی بہت خطرناک مقام ہے۔ آجکل آٹومیٹک یعنی موٹر سے جنگ میں بہت کام لیا جاتا ہے اور اگر وہی چلنے سے رہ جائے اور اس کا "مومنانہ سلوک سخت ناقص اور ناقابل برداشت" ہو تو خدا ہی حافظ ہے۔ "مامور صاحب" آٹومیٹک کو ارشاد فرماتے ہیں "میرے وقت کو اپنی کج بحثی اور شعر و شاعری میں فضول ضائع نہ کریں۔ مجھے نہ اب آپ کی شعر و شاعری کی ضرورت ہے نہ آپ کے نام کرامت کی ضرورت ہے اور نہ کسی باطنی علم کی فضیلت کی ضرورت ہے یہ سب شیطان کے دھوکے ہیں" غضب ہو گیا شعر و شاعری جس پر آٹومیٹک صاحب اس قدر دماغ سوزی کرتے ہیں اس کی بھی ضرورت جاتی رہی۔ لیکن مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ آٹومیٹک صاحب "آپ اپنے دماغ ہی آپ ہی خدا اور مامور اور کرامت بنے بیٹھے ہیں" جو خط انہوں نے مجھے لکھا ہے اس میں "شعر و شاعری" میں وقت ضائع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

کرامت نہ مایوس ہو تو خدا سے
ملیگا خدا تجھ کو خود ہی خدا سے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب مامور صاحب کی [illegible] نہیں سمجھتے اور "خدائی دل و دماغ کے اظہار" کی پرواہ نہیں کرتے "آٹھ صد سے اوپر مقروض رہ کر" دکھا رہا ہے۔ مجھے ڈاکٹر صاحب سے ہمدردی ہے کہ باوجود اپنے "مامور" کے ساتھ نہ صرف دلی بلکہ لفظی مشابہت تامہ رکھنے کے جیسا کہ اوپر کی منقولہ عبارات سے ظاہر ہو رہا ہے شیطان کے خطاب کے مستحق سمجھے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر آٹومیٹک اپنے مامور سے جو اخلاص رکھتے تھے یا رکھتے ہیں وہ ظاہر ہے جو "بیعت رضوان کی حقیقت" کے صفحہ ۲۶ پر درج ہے۔ اور نہ صرف حد درجہ کا اخلاص بلکہ پوری مشابہت لسانی بھی ظاہر کرتے ہیں۔ بیعت رضوان کے فارم کے ساتھ ایک نوٹ بھی بھیجا تھا جس میں درج تھا "خدایا میں کمزور اور عاجز انسان ہوں۔ میں اس قابل نہیں کہ اس عہد نامہ پر دستخط کرتا۔ مگر چونکہ ڈھائی ہزار انعام میں حوالہ [illegible] کے کھڑا ہو گیا ہے اس لئے میری نماز اور میری بیعت بھی [illegible]"

آٹومیٹک صاحب نہ صرف شیطان ہیں بلکہ ایک [illegible] ہوا ان کے مامور نے ان کی شادی کا معاملہ تین سال کیلئے ملتوی کر دیا۔ منافقت تک پہلے دین کی فتح ہو کر حوریں بہشتی حوریں نہ بن جائیں۔ اب معلوم نہیں یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرے گا [illegible] کا مامور بقول خود "شادی خان" ثابت ہو گا وہ کہاں ہوتے [illegible]

اب ایڈیٹر صاحب "الفضل" کی خدمت میں چند معروضات کی جرأت کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب سے یہ مضمون شائع ہونا شروع ہوا ہے انہوں نے مسلسل اور متواتر اس کی تردید اپنے روزانہ اخبار میں جاری رکھی ہے۔ میں نے وہ سب اخبار نہیں پڑھے۔ مگر ایک دوست نے جو قادیان سے تعلق رکھتے ہیں کہا کہ وہ تسلی بخش طور پر تردید نہیں کر سکے۔ جو وقوعہ احمدیہ بلڈنگس میں ڈاکٹر بشارت کے ماموں کی گندہ دہنی کی وجہ سے ہوا ہے اس پر جو نوٹ اخبار الفضل میں پہلے شائع ہوا تھا۔ اگر اس کے رنگا دو بعد میں نہ لکھا جاتا۔

[۱] ارادہ مردجہ کے مطابق "تفرق کر دیا جائے" یا پہلے تو مصلح موعود کے اختیارات بہت وسیع ہیں جب مومنانہ سلوک کو نمبر لگائے جا سکتے ہیں تو اس ترکیب کا بدلنا مشکل نہیں۔

[۲] اس قرض کا پتہ لگانا چاہئے تاکہ حضرت زمیندار اس کی طرف رجوع کریں کیونکہ زکوٰۃ تو امین کے پاس ہونے کے بعد ان کو زکوٰۃ ایک دھیلہ بھی قرضہ نہیں ہونا تھا شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ وہ نامغروض رہ کر دکھا نہیں سکتے "۔ لیکن اعلیٰ سینڈش سے جیسے مومنانہ سلوک نہیں رہا ہے ویسا ہی مامورانہ ظلم دوبالا رہا ہے۔

تو شک کرنے کے لئے کافی وجہ تھی کہ ایڈیٹر صاحب "الفضل" کا بھی نام تعلق اس فرضی مامور سے ہے۔ مگر اب جبکہ انہوں نے اس ناپاک حملہ کے برخلاف آواز اٹھائی ہے ایسا شک نہیں ہوسکتا۔ میں نے ایک لیڈنگ آرٹیکل پڑھا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے ترجمہ کے پڑھنے سے کسی شخص نے "حقیقی اسلام" تو ایک طرف رسمی اسلام بھی قبول نہیں کیا۔ حقیقی اور رسمی اسلام کی اصطلاح تو میں نہیں سمجھ سکا مگر میں اس بات سے حیران ہوں کہ کیا ایڈیٹر "الفضل" یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہ کشش اور یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف کھینچ رہے؟ یا وہ اس کشش کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کا یہ خیال ہے کہ مولانا کے ترجمہ کرنے کی وجہ سے یہ کشش زائل ہوگئی ہے معلوم نہیں ان دونوں باتوں میں سے وہ کس بات کے قائل ہیں۔ اگر مولانا کے ترجمہ کی وجہ سے اس کشش کے زائل ہونے کے قائل ہوں تو پھر ایک اور دقت پیش آئے گی۔ مولانا نے دیباچہ میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں ان کا اپنا کچھ بھی نہیں ہے اور سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت قدسی اور حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی کے طفیل سے ہے۔ ایڈیٹر صاحب غالباً یہ جواب دیں گے کہ سب درست ہے لیکن پیغام ناصری کے بلا باپ پیدائش سے انکار کی وجہ سے سب کچھ جاتا رہا۔

لیکن میں ایڈیٹر صاحب الفضل کی خدمت میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ترجمہ کے ذریعہ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں ایک فوجی افسر کا ذکر کیا تھا جو خود مجھے ملا تھا۔ معلوم نہیں ایڈیٹر صاحب کی نظر اس پر نہیں پڑی یا ان کو یاد نہیں رہا۔ یا شاید میرے بیان کو انہوں نے قابل اعتبار نہیں سمجھا۔ اگر وہ مجھ پر اعتبار نہیں کرتے تو میں حلفی بیان دینے کو تیار ہوں۔ بلکہ گواہ بھی پیش کر سکتا ہوں کہ اس فوجی افسر کپتان نے بیان کیا تھا کہ میں مولانا محمد علی کے ترجمۃ القرآن کا دیباچہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا بلکہ یہ بھی کہا کہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص تعصب کو چھوڑ کر اس دیباچہ کو پڑھے اور وہ اسلام قبول نہ کرے۔ اسی مضمون میں میں نے لارڈ ہیڈلی کا بھی ذکر کیا تھا کہ مولانا کے مضامین پڑھنے کے بعد اس پر اسلام کی صداقت کا اس قدر اثر ہوا تھا کہ تین راتوں نیند نہ آئی۔ اس واقعہ کے گواہ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ اور اب پھر کہتا ہوں کہ وہ گواہ چودھری عالم علی صاحب نمبردار و سفید پوش۔ جاگیردار چک ۹ شمالی تحصیل بھلوال ضلع شاہ پور حال وارد قادیان ہیں جو اب بھی قادیانی جماعت کے ایک معزز رکن ہیں۔ ایڈیٹر صاحب تکلیف فرمائیں اور ان سے دریافت فرمالیں۔

اگر ہمارے ترجموں کا تازہ ثبوت ایڈیٹر صاحب چاہتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ حال میں جو ترجمہ جرمن زبان میں مولانا صدرالدین صاحب نے کیا ہے جس میں اس کی زبان کی جانچ پڑتال ایک جرمن قابل عالم نے کی اور جب وہ پڑتال کر چکا تو فوراً مسلمان ہو گیا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ایک اور جرمن ڈاکٹر نے تھوڑا سا ترجمہ پڑھا تو اس نے بھی اسلام قبول کر لیا اور جب مولانا جرمنی سے واپس ہونے والے تھے۔ ان کے اعزاز میں ایک پارٹی میں اس ڈاکٹر نے زبردست تقریر اسلام کی صداقت اور مولانا کی لیاقت پر کی جس جرمن نے جرمن زبان کی نظرثانی کی اس کا نام ہارتوس ہے اور دوسرے کا نام ڈاکٹر ڈورین ہے جو مشہور ڈاکٹر ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ اپنے غیر ممالک کے مبلغین سے دریافت فرمائیں گے تو غالباً وہ بھی ان کو یہی بتائیں گے کہ وہ بھی انگریزی دان مسلمین کو مولانا محمد علی کا ترجمہ ہی دکھاتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر جو مسلمان ہوئے ہیں۔ کم از کم وہ تو حقیقی اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔

میرے مضمون کی تمہید ختم ہو چکی ہے اور اب اصل مضمون شروع ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب الفضل اس مضمون میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں پائیں گے۔ بلکہ ان کو چاہئے کہ اپنے اخبار میں بھی نقل کر لیا کریں۔ میں نے ان کے ایک آرٹیکل کے متعلق یہ چند الفاظ لکھ دیئے ہیں۔ دوسرے آرٹیکل اور نوٹ میں نے نہیں پڑھے اگر کوئی خاص بات ان میں ہوئی تو میں کچھ عرض کر دوں گا ورنہ میرا ارادہ بحث میں پڑنے کا نہیں ہے۔ میں نے تمہید محض اس وجہ سے لکھی تھی کہ ہمارے قادیانی بھائیوں کو جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور ہو جائیں اور کوئی سبیل نکل آئے جس سے دونوں جماعتوں کے تعلقات خوشگوار ہو جائیں۔ میرا مقصد صرف اسی قدر تھا اور کئی ایک قادیانی دوستوں نے مجھے بتایا ہے کہ اس مضمون نے ان کے دلوں پر خاص اثر کیا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب الفضل نے غالباً اس مضمون سے میری غرض سوائے اصلاح کے کچھ اور سمجھی ہے۔ سو میں ایک دفعہ پھر ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا مقصد محض اصلاح ہے۔

ایڈیٹر صاحب الفضل نے میرے مضمون کی تردید میں جو طرز تحریر اختیار فرمایا ہے وہ مجھے قابل اعتراض معلوم ہوا ہے مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی ترکی بہ ترکی جواب دینا پسند کرتا ہوں۔ حضرت امیرایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق جو نازیبا الفاظ انہوں نے لکھے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایڈیٹر صاحب ہرگز اس بات کی توقع مجھ سے نہ رکھیں کہ میں ان کے امام کی شان میں کوئی اسی قسم کا لفظ لکھ کر ان کو موقعہ دوں گا۔ کہ وہ مزید دشنام طرازی کر سکیں۔ مجھ سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ اختلاف عقائد ضرور ہے اور کئی معاملات میں اختلاف رائے بھی ہے۔ مگر ان باتوں کی موجودگی میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا بہت بڑا احترام بھی ہے۔ ایڈیٹر صاحب کیا جانیں کہ ذاتی طور پر مجھے حضرت میاں صاحب سے کس قدر محبت ہے۔ میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب کو اتنی نہیں۔ اختلاف کا کیا ہے مجھے اپنے والد صاحب سے بھی اختلاف ہے۔

ایڈیٹر صاحب الفضل نے حضرت امیر کے برخلاف لکھتے ہوئے ڈاکٹر آٹو مبلک کے رامور کی ایک عبارت کو نقل کیا ہے اور اس کو بطور سند پیش کیا ہے۔ وہ خود ہی غور فرمائیں کہ کیا ایسے شخص کی کسی تحریر کو بطور ثبوت پیش کرنا ان کے شان کے شایان ہے۔ میں ان سے پھر عرض کرتا ہوں کہ میں ان سے کسی قسم کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی یا سہو ہوگئی ہو تو میں اسے فوراً ماننے کو تیار ہوں۔ لیکن اگر اس قسم کے جوابوں سے وہ میری تحریر کو رد کرنے کی کوشش کریں گے تو میں یہی سمجھوں گا۔ کہ وہ متانت اور ثقاہت سے مسائل پر غور نہیں کرتے اور محض ہٹ دھرمی کر رہے ہیں۔

مبارکباد

میاں مبارک علی صاحب تہتم چنیوٹ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اس خوشی میں انہوں نے مبلغ پانچ روپے عطیہ انجمن کو دیا ہے جزاکم اللہ احسن الجزا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو نیک و صالح اور خادم دین بنائے اور والدین کے لئے بچہ کا وجود بہت مبارک ہو۔ آمین

جناب مرزا غلام سرور صاحب کی قبول احمدیت

جناب مرزا غلام سرور صاحب ڈنگہ ضلع گجرات سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۵ جون ۱۹۳۷ء سے جناب شیخ مبارک علی صاحب کوشاں تھے کہ میں سلسلہ میں داخل ہو جاؤں۔ وہ مجھے ہمیشہ سلسلہ کا لٹریچر ارسال کرتے رہتے تھے جس سے میرے خیالات سدھر گئے۔ لیکن تاہم تسلی نہ ہو سکی۔ لیکن قسمت نے یاوری کی اور میں اگست ۱۹۳۸ء میں جناب شیخ مبارک علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے ملا۔ اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا اور میری نظروں سے "آئینہ احمدیت" نامی کتاب گذری اور اس کتاب نے میری کایا پلٹ دی اور میں شیخ مبارک علی صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے مجھے گمراہی سے راہ ہدایت دکھا کر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں رہنمائی کی اور میں مورخہ ۱۰/۳ کو ادنیٰ خادم دین بن کر یہ عریضہ حوالہ ڈاک کر رہا ہوں۔

ہم جناب مرزا صاحب کو ان کے اس نیک اقدام پر مبارکباد دیتے ہیں سعید روحیں یونہی کھنچ کر حلقہ احمدیت میں آیا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت دے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام امرتسر کا ریزولیوشن

مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو زیر صدارت جناب میاں شریف [illegible] صاحب ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی

قرارداد

(۱) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام امرتسر کا یہ اجلاس اس دلآزار پمفلٹ موسومہ بعنوان "بیعت خلافت" کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے جسے شیخ غلام [illegible] ولد مستری [illegible] بن محمد قوم کشمیری متعلم احمدیہ بلڈنگس لاہور نے شائع کیا ہے۔ مصنف نے نہایت بے حیائی کیساتھ جماعت احمدیہ کے [illegible] کے متعلق دشنام طرازی کی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی [illegible] کو خاص طور پر ناپاک تشہیر کا ہدف بنایا ہے جنکا تمام احمدی مسلمان حد سے زیادہ احترام کرتے ہیں۔ یہ اجلاس مذکورہ بالا پمفلٹ کو [illegible] مذہبی احساسات پر ایک معاندانہ حملہ خیال کرتا ہے اور اسے [illegible] معتقدات کی سخت توہین سمجھتا ہے۔

(۲) اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ گورنمنٹ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے (الف) اس مذکورہ بالا پمفلٹ کے خلاف احتجاج لکھ کر حکومت پنجاب کے چیف [illegible] بھیجی جائے (ب) اور اس اجلاس کی روئداد [illegible] ارسال کی جائیں [illegible] کہ [illegible] تمام کاپیاں ضبط [illegible] ضروری کارروائی کی [illegible] فیصلہ کرتا ہے کہ ریزولیوشن کی نقلیں [illegible] جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو روانہ کی جائیں۔

سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام امرتسر
مورخہ ۱۷/۳/۳۹

(بقیہ صفحہ ۲)

(۱۵) آیۃ للناس لوگوں کے لئے نشان بننا دو طرح پر ہوسکتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگوں کیلئے یا آئندہ آنیوالے لوگوں کے لئے بھی۔ اگر وہ اس زمانہ کے لوگوں کے لئے نشان بنا تو اس کا ثبوت تاریخ میں ایسی شہادت کے ساتھ موجود ہونا چاہئے کہ اس میں کثرت ہو اور تواتر کے ساتھ وہ خبر مشہور ہو ورنہ یہ امر مفید للیقین نہ ہوگا۔ مگر ایسا کوئی واقعہ تاریخ میں موجود نہیں۔

(۱۶) فرض کر و اس شخص کا مر کر جی اٹھنا قرآن مجید میں مذکور ہے اور قرآن مجید کے مخاطب تمام وہ لوگ ہیں جو اس کے سامنے ہیں۔ جنہیں قرآن مجید پر ایمان ہے تو وہ شخص بذات خود ہم لوگوں کے لئے نشان کیسے بنا؟

(۱۷) جینے مرنے کی کیفیت جب بھی معلوم ہوگی۔ دلیل سے ہوگی اس واقعہ کے اندر اگر کوئی علمی دلیل ہے تو بیشک وہ ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے دلیل ہوسکتی ہے اور اس شخص کو جس کی وجہ سے یہ دلیل پیدا ہوئی۔ ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے نشان کہا جا سکتا ہے۔

(۱۸) شخص مذکور سے سوال ہوا۔ تو کتنی دیر مرا رہا اس نے کہا دن یا دن کا کچھ حصہ، جو غلط ہے اور یہ اس کے قوائد و قوٰی کے موجود نہ رہنے کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو اس حالت میں سو سال رہا۔ مگر اس پر جو دلیل اللہ تعالیٰ نے دی۔ وہ مثبت دعویٰ نہیں بلکہ اس شخص کے بیان کی تائید کرتی ہے یعنی کھانا پینا سڑا نہیں اور گدھا بھی صحیح سلامت موجود ہے۔ اگر واقعی سو سال گذر گئے ہوتے تو کھانے پینے اور گدھے کا نام و نشان تک وہاں موجود نہ ہوتا۔

(۱۹) اس شخص کی ہڈیوں کی، کھانے پینے کی اور گدھے کی حفاظت سو سال تک کن قدرت اور نیچر کے قوانین کے اندر کس قدر تصرفات کو چاہتا ہے۔ بارش۔ ہوا۔ طوفان۔ درند پرند۔ چیونٹی کیڑے سے اسے بچانا جسم کے تمام اعضاء رگ پٹھے بال تک کو جوں کا توں رکھنا۔

---

(۲۰) مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ بال سیاہ تھے کہ فوت ہوا اور سفید ریش صاحب زندہ ہوا۔ یہ تغیر جسمانی کس بنا پر ہوا۔ جب وہ سو سال مرے رہے اور ان کی کسی چیز میں فساد اور تغیر ہوا۔ تو بال کیونکر سفید ہو گئے۔ کیا کبھی مردے کے بالوں میں بھی یہ تغیرات جاری رہتے ہیں۔

(۲۱) گدھے کے متعلق مفسرین میں اختلاف ہے کہ گدھا جیتا جاگتا موجود تھا۔ جیسے کھانا جوں کا توں موجود تھا۔ یا اس کی ہڈیاں منتشر ہو چکی تھیں۔ قرآن مجید میں ہو وانظر الی حمارک یعنی اپنے گدھے کو دیکھ۔ اگر ہڈیاں بھی اور انہی کے زندہ کرنے کا ذکر ہے تو کہنا چاہئے تھا۔ وانظر الی عظام حمارک یا وانظر الی حمارک صار رمیما وعظامہ نخرۃ اپنے گدھے کی ہڈیوں کی طرف دیکھو یا اپنے گدھے کو دیکھو کہ وہ ہڈی ہڈی اور بوسیدہ ہو گیا ہے۔

(۲۲) وانظر الی حمارک پر وقف ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ گدھے کا ذکر ختم ہو گیا۔ جن ہڈیوں کے جمع کرنے کا ذکر ہے وہ اس کی ہڈیاں نہیں۔

(۲۳) وانظر الی حمارک کے بعد ہے ولنجعلک آیۃ للناس، دونوں کے درمیان میں واؤ بھی نمایاں کرتی ہے کہ گدھے کا ذکر ختم ہو گیا اور اب اس شخص کا ذکر شروع ہو گیا ہے

(۲۴) ابن زیدؓ اور قتادہؓ وغیرہ مفسرین نے وانظر الی العظام کیف ننشزھا میں گدھے کی ہڈیاں مراد نہیں لی بلکہ وانظر الی عظامک یعنی اپنی ہڈیوں کی طرف دیکھو ان کو ہم کس طرح اٹھاتے اور گوشت پہناتے ہیں ترجمہ کیا ہے گویا ان کے نزدیک بھی گدھے کا ذکر پہلے ہی ختم ہو چکا ہے

(۲۵) مگر اس شخص کی ہڈیاں مراد لینے میں یہ دقت ہے۔ بلکہ استبعاد عقلی ہے کہ مرا ہوا شخص جس کی ہڈی ہڈی الگ ہو چکی ہے۔ گوشت پوست اس سے جدا ہو چکا ہے وہ اپنی ہڈیوں کو جمع ہوتے کیسے دیکھے۔

(۲۶) اس پر بعض مفسرین کے ذہن رسا کی داد دینی پڑتی ہے وہ یہ لکھتے ہیں کہ سارا جسم تو ہڈی ہڈی ہو گیا تھا مگر دماغ میں صرف آنکھیں دیکھنے کے لئے برقرار تھیں۔ مگر ایسے شخص کو جس کی آنکھیں صحیح سالم موجود ہوں اور دماغ سمجھنے کے قابل ہو، مردہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ یوں کہو آدھا مرا ہوا اور آدھا زندہ تھا۔ مگر یہ بیان مردہ کو زندہ کرنے کی دلیل نہ ہوا بلکہ ادھ موئے کو زندہ کرنے کا ثبوت ہوا

(۲۷) اس آیت میں کس شخص کا ذکر ہے بعض کے خیال میں ایک کافر کا ذکر ہے جسے قدرت الٰہی اور حیات بالعد الموت میں شک تھا جیسا کہ قرآن مجید میں کئی ایسے اقوال ... کافروں کے ... ی مذکور ہیں۔

(۲۸) بعض کے نزدیک وہ مومن تھا۔ کیونکہ اس کی تسلی کے ... اللہ تعالیٰ نے اسے مار کر زندہ کر دیا۔ کافروں ... ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایسا معاملہ نہیں ہو سکتا۔

(۲۹) بعض اسے نبی قرار دیتے ہیں کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے ... مکالمہ و مخاطبہ بخشا اور اسے آیۃ للناس یعنی لوگوں کیلئے نشان ...

(۳۰) جن لوگوں کے خیال میں ایک نبی کا ذکر ہے ان کا پھر اس امر ... اختلاف ہوا ہے کہ وہ نبی کون ہے۔ کوئی کہتا ہے عزیر ہے کوئی ... کہتا ہے یرمیاہ ہے اور کوئی خرقیل نبی بتاتا ہے۔

(۳۱) وہ بستی کون سی ہے؟ جس پر اس شخص کا گذر ہوا۔ اس میں بھی ... کی اپنی اپنی رائے ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ہم نے ان تمام اعتراضات کا جواب ... ہے۔ وباللہ التوفیق۔

(باقی دارد)

پیغام صلح جوبلی نمبر

پر معاصر "خیام" کا ریویو

پیغام صلح احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا منظور آرگن ہے حال ہی میں اس اخبار نے اپنا جوبلی نمبر شائع کیا ہے جو ہر جہت سے کامیاب رہا ہے۔ اس نمبر میں احمدیہ جماعت کی لاہوری شاخ کے مخصوص عقائد کی تشریح و توضیح کے علاوہ ایسے مضامین و مقالات بھی مندرج ہیں جو عام مسلمانوں کی دلچسپی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ جو لوگ جماعت احمدیہ کی پچاس سالہ مذہبی خدمات کا اندازہ کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے اس نمبر کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ اس نمبر کی ترتیب کے ذمہ دار مشہور ادیب جناب الیاس برنی(؟) صاحب بی اے اور جناب شیخ انعام الحق صاحب ہیں جنہوں نے بسرعت ترکہ جوبلی نمبر میں صرف علمی و تاریخی مضامین درج کئے ہیں اور متعصبانہ مذہبی مجادلہ کو قریب نہیں آنے دیا گیا۔ دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کیجئے۔

مبارکباد

چودھری نصیر احمد صاحب بی اے پسر چودھری غلام حیدر خان صاحب رئیس بدوملہی ایک سخت مقابلہ کے بعد ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبری حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ بدوملہی میں ان کا عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ اور عام پبلک نے کیا ہندو اور کیا مسلمان نے ان کی اس کامیابی پر کمال خوشی کا اظہار کیا ہے۔ ہم چودھری صاحب اور ان کے والد اور دیگر متعلقین کو اس کامیابی پر بہت بہت مبارکباد دیتے ہیں۔ چودھری نصیر احمد صاحب ایک نہایت سعید نوجوان ہیں۔ انہیں سلسلہ سے بہت محبت اور اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عزائم میں برکت دے اور خدمت دین کے لئے بھی مواقع عطا فرمائے۔

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ عبد العلی صاحب بہادر افسر مال اول ملتان

دعویٰ مال جوڈیشل ۹۳ ۳۸ء

چانن داس ولد چیونہ مل ذات دوہرا سکنہ دنیا پور تحصیل لودھراں مدعی

بنام مسماۃ سوہنا ارکی بائی بیوہ رام کشن۔ مرحن مل ولد ڈاتا مل اقوام دسوجہ سکنہ۔ کے قصبہ پور تحصیل لودھراں ضلع ملتان مدعا علیہ

دعوے مبلغ ۹/۱/۸ بابت پیداوار فصل خریف ۳۶ء ربیع ۳۶ء حصہ ... تا ... کھاتہ ۳ کھتونی ۱۹ تا ۲۸ نمبرات خسرہ ... مطابق جمعبندی ۳۳-۳۲ء داخلی موضع کوٹلہ حسن خان تحصیل لودھراں زیر دفعہ ۴ و دفعہ ۷ ضمن ۳ شق دوئم حرف (ک) و شق سوئم حرف (ن) ایکٹ ۱۶ مزارعان ۱۸۸۷ء

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی ہر دو مدعا علیہم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں اس لئے اشتہار ہذا بنام ہر دو مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر ہر دو مدعا علیہم مذکور تاریخ ۳ر اپریل ۱۹۳۹ء کو مقام ملتان کچہری حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ مارچ ۱۹۳۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط حاکم

مہر عدالت

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— بمبئی ۱۹ مارچ۔ صوبہ بمبئی میں شراب کے متعلق اشتہارات شائع کرنے کی عنقریب ممانعت کر دی جائے گی۔ پرسوں بمبئی کی مجلس وضع قانون میں منشی مسکرات کے متعلق ایک اہم قانون منظور کیا گیا تھا جسے بہت جلد نافذ کر دیا جائے گا۔

—— بمبئی بذریعہ ڈاک۔ حکومت بمبئی کی نشہ بندی کی مہم کے سلسلہ میں یہ تازہ ترین افواہ سننے میں آئی ہے کہ اگر شہر میں نشہ بندی کی مہم شروع کی گئی تو قانون کی زد سے بچنے کے لئے ایک بحری ہوٹل کھولا جائیگا جہاں وہ تمام سہولتیں حاصل ہوں گی جو ایک فرسٹ کلاس شراب خانہ میں حاصل ہوا کرتی ہیں۔

—— الہ آباد ۱۵ مارچ۔ آل انڈیا کانگرس سوشلسٹ پارٹی کے جنرل سکرٹری مسٹر جے پرکاش نرائن داس نے اخبارات میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں تری پوری کانگرس میں سوشلسٹوں کی غیر جانبداری کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سوشلسٹوں نے پنڈت پنت کی قرارداد کے معاملہ میں مخالفت اس لئے نہیں کی کہ اس صورت میں اگر قرارداد نامنظور ہو جاتی تو مسٹر گاندھی اور ان کے طرفدار کانگرس سے علیحدہ ہو جاتے اور ہم انہیں علیحدہ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ نیز اس قرارداد میں مسٹر بوس کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا۔

—— کانپور ۱۱ مارچ۔ مقامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک حکم جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ فرقہ وارکشیدگی کی وجہ سے نقض امن کا خطرہ ہے لہذا انتباہ کیا جاتا ہے کہ ایسے اخبارات اور پمفلٹ نہ تقسیم کئے جائیں جن سے کشیدگی بڑھے اور شہر کی پرامن فضا کے مکدر ہونے کا اندیشہ ہو۔

—— بمبئی ۱۹ مارچ۔ مسٹر نریمان صدر انڈیا کانگرس کمیٹی ... نے صدر کانگرس کے پاس ایک اپیل بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ پنڈت پنت کا ریزولیوشن جو کانگرس کے کھلے اجلاس میں پاس ہوا ہے چونکہ جلسہ کے طریق کار کے ابتدائی اور بنیادی قاعدہ کی رو سے خلاف قانون اور ناجائز ہے۔

—— کانپور ۱۹ مارچ۔ پرسوں صبح ہسپتال کے نزدیک پریڈ گراؤنڈ میں پھر اگھونپنے کا ایک حادثہ ہو گیا مقامی حکام نے اس جگہ سے اگلے حکم تک کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا اور متعدد علاقوں میں پولیس چوکی قائم کر دی گئی ہیں۔

—— جے پور ۱۹ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر گاندھی کی ملاقات سے جے پور میں ستیہ گرہ بند کر دیا گیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۹ مارچ۔ کل اس جگہ مولانا مظہر الدین مرحوم کے وحشیانہ قتل پر اظہار تعزیت کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ملا قطب الدین لکھنوی نے بھی تقریر کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ اس تقریر کی بنا پر انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— لاہور ۱۹ مارچ۔ الہ آباد بنک کو دھوکا دینے کے الزام میں پولیس نے ایک شخص کو گرفتار کیا ہے اس کے خلاف الزام یہ ہے کہ اس نے ۸۰ روپیہ کے چیک کا روپیہ وصول کرنے کی بجائے کسی اور شخص کا چیک ۵۳۰ روپیہ کا وصول کرلیا۔

—— کراچی ۲۰ مارچ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وزارت سندھ نے ہندو انڈیپنڈنٹ پارٹی کے مطالبات منظور نہ کئے۔ تو وزارت کے دو ہندو وزرا دو جمعرات تک استعفے دیدیں گے ہندو انڈیپنڈنٹ پارٹی ادم سنٹرل کی تحریک کو مٹانا چاہتی ہے۔

ممالک خارجہ

—— بغداد ۱۹ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ عراق کے سابق وزیر اعظم حکمت سلیمان کو شاہ غازی کے خلاف بغاوت پھیلانے کے الزام پر سزائے موت کا حکم دیا گیا تھا جسے بعد میں ۵ سال قید کی سزا میں تبدیل کر دیا گیا۔ اسی طرح اور پانچ ملزموں کو قید کی مختلف سزائیں دی گئی ہیں۔

—— قاہرہ ۱۹ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ پورٹ سعید سے ۳۰ میل دور قدیم زمانہ کی دو قبریں دریافت ہوئی ہیں جن میں بہت بڑا خزانہ مدفون ہے۔ امید ہے ان قبروں میں سے نہایت بیش قیمت آثار قدیمہ برآمد ہوں گے۔

—— برلن ۱۹ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت برطانیہ اور حکومت فرانس نے جرمنی کے پاس احتجاج کیا تھا کہ چیکوسلواکیہ پر جرمنی کا جبری قبضہ خلاف قانون اور معاہدہ میونخ کے منافی ہے معلوم ہوا ہے کہ جرمنی نے برطانیہ اور فرانس کی احتجاجی یادداشتیں ٹھکرا دی ہیں۔

—— واشنگٹن ۱۸ مارچ۔ حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ نے چیکوسلواکیہ پر جرمن قبضہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ڈاکٹر بینش نے برطانیہ اور روس سے اپیل کی ہے کہ وہ جرمن قبضہ تسلیم نہ کریں۔

—— ماسکو ۱۹ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ اور فرانس کی طرح روس نے بھی چیکوسلواکیہ پر جرمنی کا قبضہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اس طرح روس نے روتھینیا پر ہنگری کے قبضہ کی بھی مذمت کی ہے۔

—— برلن ۱۹ مارچ۔ آج شام ہر ہٹلر اس جگہ وارد ہوں گے۔ جہاں ان کا شاہانہ استقبال کیا جائے گا۔

—— لندن ۱۹ مارچ۔ کل سابق گورنر بنگال کی بیوہ لیڈی ریڈنگ(؟) اس جگہ پہنچ گئیں۔

—— برلن ۱۹ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ چیکائی کا آئندہ صدر ڈاکٹر ہاشا کو بنایا جائے گا۔ اور وزیر اعظم جنرل کا جیا مقرر ہوں گے۔ واضح ہو کہ چیکوسلواکیہ پر قبضہ کرنے کے بعد جرمنی نے اسی علاقہ کا نام چیکائی رکھا ہے۔

—— پراگ ۱۹ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ کل دفتر خارجہ میں حکومت منگال اور حکومت فرانکو (ہسپانیہ) کے نمائندوں نے دوستانہ معاہدہ پر دستخط کئے تھے۔

—— روما ۱۹ مارچ۔ جنوب مشرق کی طرف ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک ویران غار سے ایک کھوپڑی دستیاب ہوئی ہے۔ ایک اطالوی پروفیسر کا بیان ہے کہ یہ کھوپڑی ۸ ہزار سال اور ۱۲ ہزار سال کی درمیانی مدت سے یہاں چلی آتی ہے۔

—— پراگ ۱۹ مارچ۔ جیسا کہ توقع تھی چیکوسلواکیہ میں جرمنی کے نظام شروع ہو گئے ہیں۔ کل جب وفت جرمن لوگ قلعہ میں ہر ہٹلر کو مبارکباد پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ چیک لوگ بڑی خاموشی اور رنج و درد کی کے ساتھ نیشنل وار میموریل کے سامنے قطار باندھے کھڑے رہے اور وہاں جو شمع جل رہی تھی۔ اس پر پھول چڑھاتے تھے۔ لیکن اب شاید یہ شمع نہ جل سکے گی۔

—— بیت المقدس ۱۹ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ برطانیہ کی نئی تجویز کے خلاف یہودیوں نے جس ۲۴ گھنٹہ کی ہڑتال کا اعلان کیا تھا بسرعت اسے ملتوی کر دیا گیا۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
ایس محمد آصف
قادیانی - بی - اے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
پرنٹر و پبلشر چھپ
کر دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۵ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۸

مصلحِ دیں مثلِ ہر طفلک عیّار نیست

(از جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب حسن - بی - اے)

دولتِ تقویٰ بخواہی صحبتِ خاصاں گزیں
این بود مردِ ولیّے کاں نزدِ ہر زردار نیست

با فرو مایاں نشستن سخت نادانی بود
با شریراں رسمِ یاری شیوۂ اخیار نیست

در طریقت چوں نہادی گام ہاں ہشیار باش
دشتِ پر خار است ایں صحنِ گل و گلزار نیست

چوں بگرداب بلا افتی ز دستِ روزگار
چارۂ آں جز دعا و صبر و استغفار نیست

سہل گردد مشکلے ہاں ہمّتِ مرداں ببیں
آنچہ ما دشوار بینیم الکثرے دشوار نیست

تاجِ اصلاحِ جہاں بر ہر سرے ناید درست
مصلحِ دیں مثلِ ہر طفلک عیّار نیست

سالہا باید کہ تا یک مردِ حق پیدا شود
ہر سفیہے ہرزہ گوئے محرمِ اسرار نیست

گر خرد مندی بمال و جاہِ دنیا دل مبند
کیں جہاں را پائیداری جانِ من زنہار نیست

ایکہ خاصاں را دہی سب و شتم از جوشِ نفس
ہر چہ خواہی کن ترا چوں خوفِ آں قہار نیست

کارِ تو کبر و غرور و کارِ ما عجز و نیاز
بگذر از ما کارِ خود کن با تو ما را کار نیست

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات

احمدیت کی فتح

تمہید

۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ کا دن جماعت احمدیہ اور جماعت الحدیث کے درمیان ایک یوم الفرقان ہے۔ تفصیل اس اجمال کی اس طرح ہے کہ نسیغہ اشاعت الکتاب والسنۃ (دارالامارت) صدر بازار دہلی کی طرف سے جماعت احمدیہ دہلی کو مباحثہ کی دعوت دی گئی۔ اس دعوت کو احمدی جماعت نے قبول کرلیا۔ اور موضوع مناظرہ احمدی جماعت کے عقائد بمقابلہ اہل حدیث کے عقائد رکھا گیا۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو مولانا عبدالسلام صاحب جو جماعت الحدیث کے امام کہلاتے ہیں ان کی طرف سے مولوی عبداللہ صاحب روپڑی کے صاحبزادہ مولوی محمد اسماعیل صاحب مناظر ہوئے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی عمرالدین صاحب احمدی مناظر تھے۔ الحدیث کی طرف سے پانچ اعتراضات پیش ہوئے جن کا ماحصل یہ تھا کہ مرزا صاحب پہلے مریم، پھر حائضہ۔ پھر حاملہ۔ پھر دردِ زہ میں مبتلا ہوئے پھر خود ہی اس مریم سے ابن مریم بن گئے۔ یہ کس طرح ہوا۔ اس کا جواب مولانا روم کے الفاظ میں مندرجہ ذیل ہے:-

جان کل با جان جزآسیب کرد ✽ عقل از و درسند ورجیب کرد
ہمچو مریم جاں ازاں آسیب جیب ✽ حاملہ شد از مسیح دلفریب
آن مسیحے نے کہ برخشک و تراست ✽ آں مسیحے کز مساحت برتراست
پس زجان جاں چوں حامل گشت جاں ✽ ازچنیں جانے شود حامل جہاں
پس جہاں زائد جہانے دیگرے ✽ ایں حشر را وانماید محشرے

جس طرح ان اشعار میں مولانا نے استعارۃً انسان کامل کے مریم کی طرح حاملہ ہونے اور پھر اس سے ابن مریم کی پیدائش کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے مریم سے ابن مریم ہوجانے کو استعارہ کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ جس پر اعتراض کرنا معترض کے غیر عارف ہونے کی دلیل ہے۔

اصل اختلاف

ان اعتراضات کا مختصراً جواب دے کر احمدی جماعت کی طرف سے کہا گیا کہ یوں تو ہم میں اور دوسرے تمام مسلمانوں میں اصول اسلام کے لحاظ سے کچھ بھی فرق نہیں لیکن تین باتوں میں اختلاف بہت زیادہ ہے۔ اور وہ تین مسئلے جن میں اختلاف شدید ہے حسب ذیل ہیں:-

(۱) احمدی "وفات مسیح" اور الحدیث "حیات مسیح" کے قائل ہیں۔

(۲) احمدی قائل ہیں کہ آنحضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ مگر الحدیث قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ صاحب انجیل بعد آنحضرت صلعم کے آنیوالے ہیں احمدی کہتے ہیں کہ جس آنیوالے عیسیٰ کا ذکر ہے وہ علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں سے آنحضرت صلعم کا کامل امتی ہے جسے مجازی طور پر نبی کہا گیا ہے۔

(۳) احمدی قائل ہیں کہ اس صدی چہاردہم کا مجدد حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اور الحدیث یہ تو مانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ان اللہ یبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها۔ مگر اس حدیث نبوی کا مصداق اس صدی میں کسی کو بمقابلہ حضرت مرزا صاحب پیش نہیں کرسکتے۔

پس الحدیث علماء کا فرض ہے کہ وہ ان تین امور پر مباحثہ بالمقابل کریں۔ مگر ایسا کرنا ان کے لئے بہت مشکل ہے۔

الحدیث کے مناظر کی روش

مگر الحدیث کے مناظر صاحب نے محکمات کی طرف آنے کا نام نہ لیا۔ اور پبلک کو بھڑکانے کے لئے کہا کہ مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ

کربلائیست سیر ہر آنم ✽ صد حسین است در گریبانم

اور پھر ترقی کی تو کہا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ مگر نہ سوچا کہ یہ عالم کشف کا معاملہ ہے اور حضرت مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ مادر مہربان کی طرح سے حضرت خاتون جنت نے میرا سر اپنی ران مبارک پر رکھ لیا اب اگر ماں اپنے بچے کو گود میں لٹا لے یا اس کا سر اپنی ران پر رکھ لے تو کیا ہرج ہے اور یہاں تو یہ کچھ بھی نہیں ہے صرف عالم کشف کا ایک نظارہ ہے۔ اور عالم کشف میں تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک بچے کی شکل میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کی گود میں ہوں اور داہنے پستان سے حضور نے مجھے دودھ پلایا پھر بایاں پستان نکال کر دے دیا اتنے میں آنحضرت صلعم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اے عائشہ هو ابننا حقاً یہ سچ مچ ہمارا بیٹا ہے (دیکھو قلائد الجواہر)

اسی طرح جب حضرت مرزا صاحب نے چاروں طرف کفر و ضلالت کے غلبہ کو یزید کے لشکروں کی طرح اسلام اور بانئے اسلام پر ہر طرف سے تیر چلاتے دیکھا تو آپ نے بے اختیار کہدیا کہ آج ہر لحظہ کربلا کا نظارہ میرے سامنے ہے۔ اور میرے دل میں ایک حسینؓ کی بجائے سو حسینؓ کا غم ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یہ غم اس سے بھی بڑا ہے۔

احمدی مناظر کا بیان

احمدی مناظر نے مولوی محمد اسماعیل صاحب کو دلائل سے مجبور کر دیا کہ وہ وفات مسیح کی طرف متوجہ ہوں۔

الحدیث کا چیلنج

اہل حدیث نے جب یہ دیکھا کہ اب کوئی راہ فرار باقی نہیں تو کہا کہ مرزا صاحب نے تو ایک ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج دیا ہوا ہے آپ اگر وفات مسیح پر ہی بحث کرتے ہیں تو وہ انعام کا ہزار روپیہ پہلے جمع کرا دیں۔ احمدی مناظر نے یہ سمجھ کر کہ یہ لوگ مباحثہ سے جان بچانا چاہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنے مخاطب کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا کہ:-

انعامی چیلنج

پچاس روپے انعام دیں گے۔ بشرطیکہ مولوی صاحبان قرآن شریف سے، احادیث نبویہ سے، یا لغت عرب سے یہ ثابت کر دیں کہ توفی کے معنی سوائے موت اور قبض روح کے کچھ اور بھی ہوتے ہیں۔ جبکہ یہ لفظ باب تفعل سے ہو اور خدا فاعل اور ذی روح مفعول اور کوئی قرینہ نہ ہو"

پچاس روپے

فریق مخالف نے فوراً پچاس روپے نقد طلب کئے مولوی صاحبان کو کہا گیا کہ آپ لوگ اس وقت چیک لے لیں یا ایک شخص جو الحدیث ہی ہیں جن کی مالی حیثیت کم از کم پچاس ہزار روپے کی ہے ان کی ضمانت لے لیں یا احمدی مناظر کو گھر تک جانے کی اجازت دے دی جائے تاکہ وہ نقد روپے لادے مگر مولوی صاحبان نے ایک نہ مانی لیکن خدا کی مہربانی یہ ہوئی کہ انہیں ہمخیال لوگوں میں سے دو شخصوں نے علماء کی بیجا ضد توڑنے اور ان کی پردہ دری کے لئے وہیں پچاس روپے کے پانچ نوٹ ہمارے حوالہ کر دئے۔ جو اسی وقت فریق مخالف کے مقرر کردہ امین کے سپرد کر دئیے گئے۔

مولوی عبدالستار صاحب کا حلف سے گریز

اب روپڑی مولوی صاحبان نے کہا کہ ہم ایسا حوالہ پیش کر دیتے ہیں جہاں توفی کے معنے موت اور قبض روح کے سوا کچھ اور ہیں مگر اس پر احمدی جماعت کے مناظر کو کچھ کہنے کی اجازت نہ ہوگی مجرد حوالہ دکھائے جانے پر پچاس روپے امین صاحب کو ہمارے حوالہ کر دینے ہوں گے۔

اس پر احمدی مبلغ نے کہا کہ یہ تو بالکل نامعقول بات ہے بھلا اگر آپ کا پیش کردہ حوالہ غلط ہوا تو اب اس کا فیصلہ کس طرح ہو کہ آپ حق پر ہیں یا ہم اگر ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ حوالہ درست ہے یا غلط اور ثالث بھی کوئی مقرر نہیں ہوا تو اب یہ فیصلہ کس طرح ہوگا۔

فریق مخالف کو گھر تک پہنچانے کے لئے احمدی مناظر نے کہا کہ چلو ہم اپنے فریق مخالف کے امام مولوی عبدالستار صاحب کو ہی مان لیتے ہیں وہ اگر حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ ہمارے خلاف فیصلہ دے دیں تو انعام روپڑی علماء کو دے دیا جائے مگر مولوی عبدالستار صاحب نے اس طرح فیصلہ دینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ پچھلے سال اسی موضوع پر وہ احمدی مناظر کے مقابل شکست کھا چکے تھے۔ اور انہیں اپنی کمزوری کو جانتے ہوئے مؤکد بعذاب حلف اٹھانا ان کے لئے بہت مشکل کام تھا۔

ثالث کا تقرر

اب برضائے فریقین یہ فیصلہ ہوا کہ کوئی اور حکم مقرر کر لیا جائے اور اتفاق رائے سے مولوی خدا بخش صاحب کو حکم مقرر کر لیا گیا۔

مولوی خدا بخش صاحب

یہ مولوی صاحب سلسلہ احمدیہ کے مخالف ہیں اور احمدیت کی مخالفت کے لئے انجمن سیف الاسلام انہیں مولوی صاحب کی قائم کردہ ہے۔ اور ایک جدید انجمن بنام مجاہد الاسلام بھی قائم کی ہے۔ اور اسی انجمن نے ابھی ابھی جب الحدیث کے چیلنج کے جواب میں پوسٹر نکالا تو اس میں لکھا کہ:-

"مولوی خدا بخش صاحب وہ ہیں جنہوں نے مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں کے دانت کھٹے کر دئیے ہیں"

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مامور اور مصلح اخلاقی لحاظ سے بہت بلند ہوتا ہے

ایک مصلح کی سب سے بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ دنیا میں اجتماعی اور انفرادی اخلاق پیدا کرے۔ جو یہ نہیں کر سکتا وہ مصلح کہلانے کا مستحق بھی نہیں۔ دنیا میں جتنے مختلف اوقات میں مصلحین عظام پیدا ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اخلاق کی اصلاح کی ہے۔ حضرت بدھ نے جب اصلاح کا بیڑا اٹھایا تو اس وقت سوسائٹی اخلاقی لحاظ سے بہت انحطاط پذیر تھی۔ ذات پات کی تفریق نے انسانوں کے اندر اخلاقی مصائب پیدا کر دیئے تھے۔ جن سے دکھ اور تکلیف کا احساس حد سے زیادہ ترقی کر چکا تھا اور انسانیت خاک و خون میں لوٹ رہی تھی۔ ایسے وقت میں حضرت بدھ کا ظہور ہوا۔ ان کے آتے ہی زخموں میں ایک ٹھنڈک پیدا ہوئی۔ اور وہ مندمل ہونے لگے۔ لوگ رفق و ملائمت کی اشد ضرورت محسوس کر رہے تھے اور مہاتما بدھ نے رحم، نرمی اور آشتی کی تعلیم دی اور ایسے قانون اخلاق کو مدون کیا جس کی رفعت اور بلندی پر حیرت ہوتی ہے۔

گوتم بدھ کے صدیوں بعد دنیا میں بھی بہت مختلف اسباب سے یہی حالت پیدا ہوئی تو اس وقت خداوند تعالیٰ نے مسیح ناصری کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ایک اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم دی۔ چنانچہ ان کی تعلیم کا امتیازی نشان صلح اور آشتی ہی ہے ——— آنحضرت کی بعثت بھی ایسے وقت میں ہوئی جب عرب قوم میں انتہا درجہ کی اخلاقی پستی پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ رسول پاکؐ کا معجزہ یہی ہے کہ انہوں نے عرب قوم کو ایک بلند اخلاقی معیار پر قائم کیا اور اس اخلاقی قوت سے اس قوم نے تمام عالم کو تسخیر کیا۔ آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر تو بڑے بڑے متعصب مؤرخین بھی انگشت بدنداں ہیں ——— وید وں کے رشی۔ انبیائے بنی اسرائیل اور آنحضرت صلعم ایک ہی اخلاق کی تعلیم دیتے رہے۔ ان کے علاوہ دیگر ادیان و مذاہب جن کا وجود صحف اولیٰ میں ملتا ہے اس سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ان کے اخلاقی نظامات میں گو بالکل قریب کی مشابہت نہ قائم ہو سکے لیکن اس میں شک نہیں کہ ان میں ایک مشابہت بعیدہ ضرور پائی جاتی ہے۔ ان میں ایک اخلاقی یک رنگی یقیناً موجود ہے۔ سو ایک مصلح کی تعلیم کا نمایاں جزو اخلاق ہے اور اس کی اپنی شخصیت اس اخلاق کی بہترین ترجمان ہوتی ہے۔ جو شخص اخلاق کی تعلیم نہیں دیتا اور اس اخلاقی معیار پر پورا نہیں اترتا وہ ہرگز آسمانی مصلح اور مامور من اللہ کہلانے کا مستحق نہیں۔

ان عظیم الشان مصلحین اور ماموروں کے علاوہ جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے چند فاطر العقل بھی گاہے گاہے پیدا ہوتے رہے ہیں جن کے اندر صرف ممتاز بننے کا سودا سما یا ہوتا ہے۔ ان میں چونکہ خود جوہر قابل موجود نہیں ہوتا اس لئے وہ ان انسانوں کو اپنی دشنام طرازی کا ہدف بناتے ہیں جن کو خدا نے سوسائٹی کے اندر عزت دی ہوتی ہے۔ ان کے دماغ ایک علیحدہ دنیا بنا لیتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ اس دنیا میں کوئی انسان سر بلند ہو سکے۔ کبھی کبھی ان لوگوں کی تعلیوں سے مرعوب ہو کر بعض کمزور طبائع کے انسان ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ شاید خداوند تعالیٰ نے انہیں دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ ان پر روشن ہونا چاہئے کہ خدائے پاک اپنی مخلوق کی اصلاح کے لئے بہت بلند اخلاق اور کیرکٹر کے انسانوں کو مقرر فرمایا کرتا ہے جن کی اخلاقی سطوت سے ان کے دوست و دشمن مسحور ہو کر رہ جاتے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو ابھی زمانہ قریب ہی میں ایک مرد کامل کا ظہور ہوا۔ ایک بہت بلند اخلاق کا انسان دنیا کے ایک غیر معروف مقام سے اٹھا اور اس کا اٹھنا تھا کہ ہوگیا۔ اس نے تمام مذہبی دنیا میں اپنی اخلاقی اور علمی شوکت سے شدید ردعمل پیدا کئے۔ اس کی اخلاقی اور علمی عظمت پر متعصب دشمنوں نے بھی شہادت دی ہے۔ اس عظیم الشان انسان کے سانحہ ارتحال پر تمام اسلامی دنیا نے ماتم کیا اور محسوس کیا کہ اس نے ایک رجل عظیم کھو دیا۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت اخلاقی لحاظ سے ایک بہت بڑی شخصیت ہے۔ ابھی وہ بزرگ موجود ہیں جن کو آپ کی خدمت اور صحبت کی سعادت نصیب ہوئی۔ کوئی ان کے دل سے جا کر پوچھے کہ وہ کتنا بڑا صدمہ تھا جو انہیں ۱۹۰۸ء میں پیش آیا۔ کیا اس وقت ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں نہ بندھی ہوئی تھیں۔ یاد رکھو دنیا ہمیشہ احسان اور اخلاق کو یاد رکھتی ہے۔ وہ بہت شقی القلب انسان ہوتے ہوں گے جو اخلاق اور احسان کو فراموش کر دیتے ہیں۔ حضور کی پبلک اور خانگی دونوں زندگیاں راحتوں سے معمور تھیں۔ چنانچہ ایک جگہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم نے آپ کے متعلق لکھا ہے:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت ہی با اخلاق انسان تھے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آپ اخلاق مجسم تھے۔ نصرت یہ کہ آپ کے اخلاق اور حسن معاشرت سے آپ کا گھر جنت تھا۔ آپ کا مسکن یعنی قادیان بھی آپ کے وجود باجود کے طفیل اس جہان میں ایک جنت کا نمونہ تھا۔ جہاں مہمانوں کا بے حد احترام ہوتا تھا ہمسایوں سے محبت اور آشتی کا سلوک تھا اور ہر وقت با اخلاص لوگوں کا آپ کے گرد و پیش ایک جمگھٹا رہتا تھا۔ آپ کا پر لطف کلام اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنا ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ اور آٹھوں پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ سے کمال محبت و عشق کا اظہار اور اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار کا غم و فکر قرآن مجید کے حقائق و معارف کا دریا آپ کی زبان و قلم سے جاری رہتا ——— یہ ایسے امور تھے کہ وہ اسی عالم میں آپ ہی کی ذات سے مخصوص تھے اور آپ کی سی زندگی کا نقشہ دنیا کے سیاحوں کو سوائے قادیان کے اور کسی جگہ نہ ملتا تھا۔ غرضیکہ آپ میں بہت سی کشش و دلربائی تھی اور جو کوئی قلب سلیم رکھتا ہو آپ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوتا تھا۔ آپ کے خلوص و محبت ایثار و للہیت کا اثر لئے بغیر نہ رہتا تھا۔"

سو ہمارے پاس یہ کسوٹی موجود ہے ہم اس پر نہایت آسانی کے ساتھ پرکھ سکتے ہیں کہ کون مامور ہے اور کون مامور نہیں۔ کون انسان صحیح مصلح ہے اور کونسا بیہودہ گو اور دشنام طراز۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

آہ! سر عبد اللہ آرچی بالڈ ہملٹن

تمام اسلامی حلقوں میں یہ اندوہ گیں خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ عظیم القدر انگریز نومسلم جناب سر عبد اللہ آرچی بالڈ ہملٹن مورخہ ۱۸ مارچ قریباً ... برس کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ عالی مرتبت نواب سر چارلس ایڈورڈ ہملٹن کے فرزند ارجمند تھے۔ معزز والد کی وفات پر مرحوم و مغفور کو بھی نواب تسلیم کیا گیا۔ آپ نارتھ ڈلفینس کور اور رلفٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر کے عہدہ پر فائز رہے۔ جہاں سے انہیں رجمنٹ نمبر ۴۵ میں تبدیل کیا گیا اور بعد میں آپ کو سلسی کنزرویٹو ایسوسی ایشن کی صدارت کا اعزاز بھی ملا۔ آپ ایک عالی نسب تھے۔ آپ کی خاندانی وجاہت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ کی شادی ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی بھتیجی سے ہوئی اور آپ کے لڑکے کے بپتسمہ کی رسم پر شہنشاہ جارج پنجم اور ملکہ میری بھی موجود تھیں۔ آپ ۲۰ دسمبر ۱۹۲۳ء کو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مغفور کے ہاتھ پر داخل اسلام ہوئے اور تمام عمر نہایت اخلاص سے اشاعت اسلام میں منہمک رہے۔ آپ کی وفات کا سانحہ عالم اسلامی کیلئے ایک حزینہ ہے اور کارپردازان ووکنگ مشن کیلئے ایک ایسا صدمہ ہے کہ جس کے بیان پر قلم قادر نہیں۔ خدا تعالیٰ اس معزز اور مجاہد مسلمان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

شذرات

قادیانی خلافت کی کارکردگی

مؤرخہ ۱۹ مارچ کو معاصر سن رائز نے احمدیہ خلافت کے موضوع پر ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے جس میں جناب میاں صاحب کی خلافت کے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مسئلہ نبوت اور خلافت کو مستحکم کیا کہ وحی نبوت پر حضرت مسیح موعود کے دعوے کا انحصار ہے اور حضور کی تحریروں میں واضح ارشادات پائے جاتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد جماعت کے انتظامی امور خلافت کے ذریعہ سرانجام دیئے جائیں گے۔

معلوم دیتا ہے کہ سن رائز کے مدیر حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور ارشادات سے بالکل بے بہرہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴ پر رقمطراز ہیں:-

"اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح ابن مریم کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ **وحی نبوت** کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا۔ اور یا یہ قبول کرنا پڑیگا کہ خدا تعالےٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کرکے اور محض ایک امتی بنا کر بھیجیگا اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں"

اسی ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۸۶ پر فرماتے ہیں:-

"لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کیلئے اور ایسی ہتک اور کسرشان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کیلئے ہرگز روا نہیں رکھیگا کہ ایک رسول کو بھیجکر جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ایک ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے۔ حالانکہ وہ وعدہ کرچکا ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کوئی رسول نہیں آئے گا"۔

باقی رہا حضرت مسیح موعود کے نوشتوں میں خلافت کے متعلق ارشادات سوان کے متعلق عرض ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں اس قسم کی مطلق العنانی اور خلافت کے متعلق ایک اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔ بلکہ ان کا ایک صریح حکم اور چارٹر ملتا ہے جو انہوں نے ۱۹۰۷ء میں صدر انجمن احمدیہ کو عنایت فرمایا اور یہی وہ اصول ہے جس سے منحرف ہو کر جماعت قادیان نے ایسی ٹھوکر کھائی جس سے توحید کی بلندیوں سے گر کر پیرپرستی کے تاریک غاروں میں آرہی۔ حضور نے تحریر فرمایا:-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشا میری ہرگز عمل نہیں کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خداوند تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

(مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اور دوسرا خلافت ثانیہ کا معرکہ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اس دوران میں جماعت احمدیہ کو ایک سطوت اور اثر حاصل ہوا۔ میرے ناچیز خیال میں یہ ان کی حد سے بڑھی ہوئی عقیدت اور خوش فہمی ہے۔ اگر وہ ذرا نظر غائر سے مطالعہ کریں تو انہیں جلی حروف سے لکھا ہوا نظر آئے گا کہ اس دوران میں جماعت احمدیہ کی مذہبی سطوت کو جتنا صدمہ پہنچا ہے، شاید کبھی نہ پہنچا ہوگا۔ اغیار کی نگاہوں میں جماعت احمدیہ کی وہ پہلی سی مذہبی شوکت اور سطوت نہیں رہی۔ جو حضرت مسیح موعود یا حضرت مولانا نورالدین کے زمانہ میں تھی اور اس تمام تر سطوت اور اثر کو بیان کرتے ہوئے خامہ خونچکاں اور انگلیاں فگار ہیں۔ گذشتہ پچیس سال کے متعاقب دتوام واقعات کو بیان کرنے سے قلم تھرتھراتا اور زبان لڑکھڑانے لگتی ہے۔

مدیر "وحدت" و "الامان" کا دردانگیز قتل

پچھلے دنوں مولانا محمد مظہر الدین ایڈیٹر "وحدت" اور "الامان" دہلی کے لرزہ خیز قتل نے تمام اسلامی حلقوں میں ایک سنسنی پیدا کر دی ہے انہیں نہایت سفاکی کے ساتھ روز روشن میں قتل کیا گیا۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے دفتر میں مصروف کار تھے کہ دو آدمی کمرہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے آپ سے گفتگو کی خواہش ظاہر کی۔ ایک قریب کرسی پر بیٹھ گیا اور آپ کو باتوں میں لگا لیا لیکن دوسرا دروازے میں کھڑا رہا اور دو منٹ بعد آپ کی گردن پر کسی تیز آلہ سے زخم لگایا۔ یہ سب کچھ نہایت سرعت سے ہوا۔ زخم ۱½ انچ گہرا تھا۔ حملہ آور نے بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک اور روایت سے معلوم دیتا ہے کہ جب زخم لگا کر قاتلوں نے فرار ہونا چاہا تو مولانا نے فرمایا انہیں پکڑو۔ وہ خود بھی نکل کر باہر برآمدے میں آگئے۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی لڑکھڑا کر گر گئے اور جان دیدی۔ اتنے میں حملہ کرنیوالے پیچیدہ گلیوں میں غائب ہو چکے تھے ——— پولیس نے موقع پر پہنچکر تفتیش شروع کردی۔ تفتیش کے ضمن میں ایک نوجوان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ سنا ہے اس نے جرم کا اقبال کر لیا ہے۔

مولانا مرحوم ایک نہایت بلند پایہ اور کامیاب صحیفہ نگار تھے متعدد اخباروں کی عنان ادارت وقتاً فوقتاً ان کے ہاتھ میں رہی۔ ان کا جب جمعیۃ العلما کے طریق کار سے اختلاف ہوا تو مرحوم نے بڑے بڑے علما کو جمع کرکے ایک نئی جمعیۃ العلماء کی بنیاد رکھی۔

انسانوں میں اختلاف رائے ہر جگہ پایا جاتا ہے لیکن یہ مسلمانوں کی حد سے بڑھی ہوئی بدبختی ہے کہ ان میں اختلاف رائے کی گنجائش بھی باقی نہیں رہی۔ یہ مسلمانوں میں اپنی نوعیت کا دوسرا واقعہ ہے کچھ عرصہ پیشتر قادیان میں بھی مولانا فخرالدین مرحوم کو روز روشن میں قتل کر دیا گیا تھا اور وہ قتل بھی ایک مسلمان کا مسلمان کے ہاتھوں تھا۔ پھر اس دل آزار واقع کو دہلی میں دہرایا گیا ہے اور ایک ایسے شخص کو نہایت بیدردی کیساتھ قتل کر دیا گیا جو قوم وملت کا دوست اور سچا خادم تھا۔ جو ایک معزز اور محترم مسلمان تھا اور ایک شقی القلب مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم اس حادثہ کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ یہ آنحضرتؐ کے ارشاد کے بالکل منافی ہے آنحضرت نے فرمایا تھا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو گزند نہ پہنچے۔ لیکن مسلمانوں نے ارشاد نبوی کو فراموش کر دیا اور ذلیل وخوار ہوئے اور آج مولانا مرحوم کے خون نے مسلمانوں کی اجتماعی ذلت پر مہر ثبت کر دی ہے مسلمانوں میں اگر ایک متمدن اور مہذب قوم بننے کی خواہش ہو تو انہیں ایسے ننگ انسانیت واقعات پر نفریں کرنا چاہیئے اور اپنے اندر تحمل بردباری اور وسیع القلبی پیدا کرنی چاہیئے۔

رباعیات

(از جناب حکیم محمد کی نعمان صاحب)

ہے نمازوں میں جہاد وقت مسلم کا نظام
درس دیتے ہیں جہاد نفس کا ہمکو صیام
دین مسلم میں زکوٰۃ اس کی جہاد مال ہے
حج کرتا ہے جہاد عام کی حجت تمام

ذکر ہی بیشک جہاد سیف کا قرآن میں
حکم لڑنے کا نہیں اسلام کے ارکان میں
ہاں جہاد سیف حفظ جان کا ہتھیار ہے
ہم نے ساجد اس کو داخل کر لیا ایمان میں

درخواست دعا

ضلع مردان کے ہمارے ایک مخلص بھائی بعض مشکلات میں مبتلا ہیں احباب ان کے حصول مقصد کیلئے اور مصائب سے نجات کیلئے دعا کریں

ہم جوان تھے جب تعلقات محبت قائم کئے

احمق ہے جو ہم میں تفرقہ خیال کرتا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد۔
(ترجمہ) یعنی ہم اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہونگے۔

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین۔ انہم لہم المنصورون۔ وان جندنا لہم الغلبون۔
(ترجمہ) اور ہمارا حکم ہمارے بندوں (یعنی) رسولوں کی نسبت پہلے سے ہو چکا ہے کہ وہ ضرور نصرت دیئے جائیں گے اور کہ ہمارا لشکر ضرور غالب رہے گا۔

وکان حقا علینا نصر المؤمنین
(ترجمہ) اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے

ولینصرن اللہ من ینصرہ
(ترجمہ) اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ جو اس (کے دین) کی مدد کرتا ہے۔

مومن بندوں کی نصرت

اس قسم کی آیات کثرت کے ساتھ قرآن کریم میں ہیں جن میں اللہ تعالے نے مومن بندوں کی نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان میں سے یہ چند آیات جو مختلف موقعوں سے ہیں نے پڑھی ہیں۔ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی نصرت خدا کی ہستی پر سب سے بڑا نشان ہے۔ یہی چیز ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو دنیا میں ثابت کر دکھاتی ہے اس نصرت کے نظارے حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں توبین اور کھلے نظر آتے ہیں۔ در حقیقت یہی نصرت الہٰی کے نظارے تھے جنہوں نے صحابہ کرام کے دلوں میں خدا کی ہستی پر وہ یقین پیدا کر دیا کہ بڑی سے بڑی طاقت کو وہ اپنے سامنے ہیچ سمجھتے تھے اور دشمن کے مقابل میں وہ یوں پہاڑ کی طرح کھڑے ہوتے تھے کہ کوئی چیز انہیں ہلا نہیں سکتی تھی۔ کوئی قوت کوئی اسلحہ۔ کوئی نظام .... غرضیکہ کوئی چیز دل پر اثر نہیں ڈال سکتی تھی۔ تعجب کے ساتھ آپ دیکھیں گے کہ بعض وقت صحابہؓ کی ایران اور شام کے ساتھ لڑائیوں میں یہ کیفیت ہوتی تھی کہ مسلمانوں کی فوج تیس چالیس ہزار اور بالمقابل دو دو اڑھائی اڑھائی لاکھ فوج۔ اور وہ چونکہ پرانی سلطنتیں تھیں اس لئے ان کی فوج قواعد دان۔ ان کے پاس اسلحہ زیادہ، سامان رسد رسانی، نظام۔ تعداد سب میں عربوں پر فوقیت رکھتی تھیں اور ادھر ملک عرب کے وہ لوگ جو گھر سے لڑنے کے لئے کبھی نکلے نہ تھے۔ اسلحہ ان کے پاس نہیں۔ فوج کافی تعداد میں ان کے پاس نہیں، سپاہی قواعد دان نہیں، مگر اس قدر ایمان تھا۔ کہ ہم حق پر ہیں، خدا ہماری امداد کرے گا۔ نہ بڑی سے بڑی فوج کے آگے نہ جھکتے تھے۔ اور پھر نصرت الہٰی کے نظارے بھی دنیا نے دیکھ لئے۔ یہی نصرت کے نظارے تھے جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ان کا ایمان بڑھتا تھا۔

یہ پرانی بات ہے۔ تاریخی واقعہ ہے کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی نصرت فرمائی اور اس نصرت سے پھر ان کے دلوں میں کس قدر ایمان بڑھ گیا۔

ہم نے نصرت الہٰی کے نظارے دیکھے

ہماری آنکھوں کے سامنے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہم نے نصرت الہٰی کے نظارے دیکھے اور انہیں نظاروں نے اس جماعت کے اندر زبردست ایمان پیدا کر دیا اور ہم چٹان کی طرح ہو گئے اور اس بات پر ہمارا ایمان مستحکم ہو گیا کہ اسلام غالب آنے والی چیز ہے اور اس کے سامنے کوئی قوت نہیں ٹھہر سکتی۔ انا لننصر رسلنا کے ساتھ ہی فرمایا والذین امنوا

رسولوں کے ساتھ وعدہ

پہلا وعدہ بے شک رسولوں کے ساتھ ہے۔ لیکن جو رسولوں کے ساتھ وعدہ ہے وہی مومنوں کے ساتھ وعدہ ہے بلکہ یہاں تک فرمایا وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔ لازم ہے ہم پر واجب ہے ہم پر مومن کی مدد کرنا۔ پھر جو مومن بھی اس پیغام کو لیکر نکلتے ہیں جو پیغام نبیوں اور رسولوں کا تھا تو ان کی نصرت بھی ہم پر لازم ہے۔ بلکہ ان کی نصرت کا خاص ذکر ان الفاظ میں فرمایا ولینصرن اللہ من ینصرہ۔ جو خدا کے دین کی نصرت کریگا۔ اللہ تعالے ضرور ضرور اس کی نصرت کریگا میں نے کہا کہ ہم نے نصرت الہٰی کے بہتیرے نظارے دیکھے ہیں آج بھی ہماری آنکھوں کے سامنے یہ نظارے موجود ہیں۔ مگر حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی شخص میری طرف ایک قدم آئے تو میں اس کی طرف دو قدم جاتا ہوں اور اگر کوئی دو قدم آئے تو میں چار قدم جاتا ہوں اور اگر کوئی میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ تو پہلی ضرورت ہے انسان کے قدم اٹھانے کی نصرت یقیناً آتی ہے مگر ضرورت ہے کہ انسان پہلے قدم اٹھائے۔

صفت رحیمیت کا خاصہ

ہم جو اس سلسلہ کی تائید اور نصرت دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ قدم اٹھایا تو نصرت بھی آگئی۔ یہ صفت رحیمیت کا خاصہ ہے صفت رحمانیت کے ماتحت اللہ تعالے نے سامان پیدا کر دیئے۔ مگر ساتھ ہی یہ قانون بنا دیا کہ جب تک انسان ان سامانوں سے فائدہ اٹھانے کو تیار نہ ہو خدا کی طرف سے نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ زمین ہے اس میں نشو و نما کی طاقتیں بھی ہیں۔ بیج بھی ہے مگر جب تک کوئی ہل نہ چلائے۔ بیج نہ بوئے۔ پانی نہ دے اور پھر پودے کی خبر گیری نہ کرے۔ تب تک اس زمین سے پھل پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب تک کوئی انسان یا جماعت قدم نہ اٹھائے نصرت الہٰی نہیں آتی۔ اس وقت نصرت الہٰی نے مسلمانوں کو کیوں چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ انہوں نے قدم اٹھانا چھوڑ دیا ہے

ہماری نصرت بھی مختلف قدم اٹھانے کی وجہ سے ہے نہ مامور کی زندگی سے وابستہ نہیں۔ کوئی شخص خواہ کسی وقت قدم اٹھائے۔ خدا کی نصرت شامل حال ہوتی ہے۔

مرزا ولی احمد بیگ بظاہر معمولی انسان ہیں

اب آپ دیکھیں کہ مرزا ولی احمد بیگ بظاہر ایک معمولی سا انسان ہے۔ اس کے قدم اٹھانے پر اللہ تعالےٰ نے کن کن برکات سے اسے حصہ دیا ہے۔ یہاں سے ایک جزیرہ کے اندر جا بیٹھتا ہے۔ ایک درد ہے۔ تڑپ ہے کہ یہاں کے لوگ عیسائیت کے اثر کے نیچے آگئے ہیں۔ کس طرح اس اثر کو دور کر کے انہیں اسلام کی صحیح تعلیم پر چلا سکوں۔ اس درد کو لیکر وہ کام کرتا ہے نصرت الہٰی شامل حال ہوتی ہے۔ ایک اکیلا انسان جسے ہماری طرف سے تنخواہ یا کرایہ مکان کے بغیر اور کسی قسم کی کوئی امداد نہیں ملتی۔ جاوا اور سماٹرا کو اس ملک کی زبان میں ہی نہیں۔ وہاں کی سرکاری زبان یعنی ڈچ زبان میں اسلامی لٹریچر سے بھر دیتا ہے۔ لوگوں کی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں۔

مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے دل میں ایک اور تڑپ پیدا ہوئی ہے

پھر درد اور تڑپ پیدا ہوئی ہے کہ یہ لوگ جو عالم میں ہالینڈ کے رہنے والے ڈچ لوگ۔ کس طرح ان تک بھی اسلام کا پیغام پہنچ جائے۔ چنانچہ پہلا قدم یہ تھا کہ قرآن کریم کا ڈچ ترجمہ کر دیا۔

دل میں تین سال سے یہ تڑپ تھی۔ کہ کس طرح پر ہالینڈ میں اسلامی مشن قائم ہو جائے بعض حالات کے ماتحت جاوا سے ہالینڈ آتا ہے۔ دوسرے حالات کے ماتحت انگلستان روانہ ہو جاتا ہے وہاں پہنچکر ایسا قدم اٹھایا کہ گویا ایک انسان اپنے آپ کو بالکل اکیلا جنگل کے اندر ڈال دے اور کھانے پینے کا سامان بھی نہ ہو۔ اپنے آپ کو اسی حالت میں ہالینڈ پہنچا دیا۔ کہ کھانے تک کو پیسہ پاس نہیں میں تو اس کے ایمان پر رشک کرتا ہوں۔ وہاں پہنچکر اسلامی مشن کا جھنڈا لگا دیا اور سامانوں کے لئے خدا پر بھروسہ کیا۔ اس خدا پر جس کا وعدہ ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ۔ پیسہ تو پاس نہیں اور آخر یہ کام بغیر پیسہ کے نہیں چلتے۔ یہاں خط لکھا کہ میں ہالینڈ پہنچ گیا ہوں اور مشن قائم کر دیا ہے۔ مگر میرے پاس گذارہ کی کوئی صورت نہیں۔ آپ مدد کریں اور اگر ۲۰۰/ روپیہ ماہوار دو سال کے لئے بھیجدیں تو یہ مشن چل سکیگا۔ اس خط کو پڑھ کر میرے دل میں دو قسم کے خیالات کی جنگ ہوئی ہے۔ ایک یہ کہ ایک شخص اتنے زبردست ایمان کو لیکر کہ پاس کچھ نہیں کھانے تک کو نہیں لیکن ہمت اتنی ہے کہ یورپ کے ایک ملک میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ ہمارے کندھوں پر جو بوجھ پہلے ہے اور جن مشکلات کے اندر سے ہم گذر رہے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ہم کوئی نیا بوجھ کس طرح اٹھا سکتے ہیں اور سچ ہے کہ جس قدر تبلیغ کے اخراجات کا بوجھ ہمارے سروں پر ہے کوئی ریاست یا کوئی بڑی سے بڑی انجمن بھی اتنی جرأت نہیں کر سکتی۔ نیا کام بہت بڑا ہے۔ پہلا بوجھ بہت بھاری ہے تو پھر کیا اس شخص کے درد دل

کی آواز ضائع چلی جائے گی۔ کیا اس کی تڑپ بے سود رہے گی؟

میرے تفکرات اور ایک شخص کی بے نظیر قربانی

میں انہیں تفکرات میں ڈوبا ہوا تھا اور خدا کے آگے گرتا تھا۔ کہ خدایا تو ہی کوئی سامان کر۔ ابھی جماعت جوبلی کا اتنا چندہ دے چکی ہے۔ اور ابھی چندوں کا بڑا بوجھ ہے۔ ایسے وقت میں احباب سے مانگنا بھی بڑا مشکل کام ہے۔ خدا کی شان ہے کہ میں ابھی تجویزیں ہی سوچ رہا تھا کہ کن کن دوستوں کو لکھوں۔ شاید کوئی اٹھے کہ خدا نے ایک پاک نفس بندے کے دل میں ایک بات ڈالدی ہے۔ اب اسے انعام کو پہنچانے کی جدوجہد کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ایک ایسا سامان پیدا کرتا ہے جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ ایک زبردست روحانی رشتہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ادھر مرزا ولی احمد بیگ کے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ ہالینڈ کے لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچائے ادھر کسی اور شخص کے دل میں درد پیدا کر دیا اور اتنا زبردست درد کہ اس نے اکیلے ہی یہ سارا بوجھ اٹھا لیا اور دو سال کیلئے دو سو روپیہ ماہوار دینے کی ذمہ داری خود بخود ہی قبول کر لی۔ کسی ریاست کے آگے ہم ماتھا رگڑتے اور وہ خوش ہو کر ہمیں دو سو روپیہ دیدیتے تو ساری عمر کا احسان تھا اور اس کی تعریف کے پل ہمیں باندھنا پڑتے مگر اس شخص کی ہمت کس قدر بلند اور اس کا ایمان کتنا قوی ہے کہ وہ اپنا نام بھی ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ خدمت دین کا یہ جذبہ کس قدر پاک ہے اور نصرت الٰہی کا یہ نظارہ کس قدر عجیب کہ ہالینڈ میں ایک شخص کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے اور اس کا علاج میاں ہندوستان میں ایک دوسرا بھائی کر دیتا ہے۔

میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کا ایثار

اس سے پیشتر میں نے ایک عزیز کو لکھا کہ آپ پر خدا کا فضل ہو آپ کی تنخواہ میں ترقی ہوئی ہے اس حصہ میں سے کچھ ہالینڈ مشن کے لئے دیں ۔ کچھ اور لوگوں سے مانگوں گا۔ یہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی سی۔ ایس تھے جو آجکل دہلی میں مقیم ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ میں نے اپنی پوری تنخواہ پر چندہ ماہوار -/۱۳۰ روپے کر دیا ہے اور اس کے مطابق دفتر میں لکھ بھی دیا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اور بھی دینے کو تیار ہوں۔ میں نے کہا کہ اس صورت میں میں آپ سے اور کچھ نہیں مانگتا۔ مگر ان کا جواب آیا کہ میں خوشی سے دس روپے ماہوار دیتا ہوں۔ میں نے شکریہ کا خط لکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں -/۲۵ روپے ماہوار دوں گا۔ اور ایک اور دوست کو بھی تحریک کرتا ہوں۔ انہوں نے بھی کبھی ہالینڈ مشن کھولنے کی تحریک کی تھی۔ شاید وہ بھی حصہ لیں۔ تو اللہ تعالےٰ کبھی اپنے نام کو پہنچانے کے لئے اپنی طرف سے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے جو ہمارے خیال میں اور وہم میں بھی نہیں ہوتے۔ ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ اللہ تعالیٰ نے ہالینڈ مشن کے قائم کرنے میں اپنی زبردست نصرت ہمارے شامل حال کی ہے۔

سلور جوبلی خدا کی نصرت میں بہت بڑا نظارہ ہے

پھر کیا وہ چھوٹا سا نصرت کا نظارہ ہے جو جوبلی پر آپ نے دیکھا۔ دوسرے لوگ شہادت دے اٹھے ہیں۔ وہ جو غلط فہمیوں کی وجہ سے ہمیں مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں وہ بھی معترف ہیں کہ جو نظارہ قربانی کا اس جماعت نے دکھایا ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔

انجمن حمایت اسلام ہمارے سامنے ہے۔ تمام مسلمانوں کی جماعت۔ ریاستوں، و حکومتوں کی امداد الگ۔ اس کی پچاس سالہ جوبلی کے لئے دو تین سال کوشش جاری رہی اور بالآخر حضور نظام کا تیس ہزار کا عطیہ اور گورنمنٹ پنجاب کا پچیس ہزار کا عطیہ ملا کر کل ڈیڑھ لاکھ تک پہنچا ہے گویا خالص چندہ ۸۵ ہزار ہے۔ اور دوسری طرف یہ چھوٹی سی جماعت اور ایک لاکھ چھیاسی ہزار۔ یہ اللہ تعالےٰ کا تصرف اس چھوٹی سی جماعت کے قلوب پر تھا۔ ان لوگوں سے جو دن رات کے چندوں سے تھکے ہوئے تھے۔ اپنی آمدنیوں سے ماہوار آنہ روپیہ اور کوئی دسواں حصہ دیتے تھے جب جوبلی کیلئے اپیل ہوئی تو یہ خدا کی نصرت کا نتیجہ ہے کہ میرے جیسے بیمار کی کوشش سے ۳۔ ۴ ماہ کے اندر ایک لاکھ چھیاسی ہزار جمع ہو گیا۔ نصرت الٰہی کے ان نظاروں کو دیکھ کر ہمارا ایمان اور مضبوط ہونا چاہیئے۔ اور خدمات دینی میں ہمیں پہلے سے بڑھ کر قدم اٹھانا چاہیئے

بعض احمقوں کی جہالت

احمق ہے وہ جو ایسی باتوں سے خوش ہوتا ہے کہ یہاں تفرقہ ہے کوئی نظام نہیں۔ یہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ جانتے ہو تفرقہ والوں کی سزا کیا ہے۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم جھگڑا کرو گے تو ہمت ہار دو گے اور تمہاری طاقت جاتی رہے گی۔ کیا یہ توم ہی کے ساتھ نصرت الٰہی کے یہ نظارے ہوں اور جن کی قربانیوں پر دوسرے بھی عش عش کر اٹھیں۔ وہ ہو سکتی ہے جس میں تفرقہ ہو۔ یاد رکھو کہ تفرقہ والی قوم برباد ہو جاتی ہے اور اسے نصرت الٰہی نہیں ملتی۔

قادیان والے ہمیشہ اپنی آرزو لمینزقنھم میں ظاہر کرتے رہے۔ ہمیشہ یہی کہتے ہوئے یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ نصرت الٰہی کس طرح اس چھوٹی سی قوم کے ساتھ ہے۔ اتفاق کی برکات کھلے طور پر ان کے ساتھ ہیں۔ اور تعجب ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔

ایک احراری کی غلط فہمی

پرسوں ایک دوست نے کہا کہ ان سے ایک احراری نے کہا کہ سنا ہے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ اور محمد علی کی بڑی زبردست جنگ ہے۔ یہ حمقا کی جنت ہیں۔ رہنے والے کئی باتوں سے اپنا دل خوش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو ایک دوسرے کے دشمن ٹھہرا رہے ہیں جو ایکدوسرے پر اپنی جان قربان کرتے ہیں۔ ہم میں دشمنی ہو میں انسان ہی نہیں۔ اگر ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کی قربانیوں پر اپنی جان قربان نہ کروں۔ اور اگر وہ بھی مجھ پر جان قربان نہ کرتے تو اتنی زبردست قربانیاں کیوں کرتے یہ چند لوگ جو یہاں دین کی خدمت کے لئے جمع ہیں۔ یہ سب ایسے ہی ہیں جو ایک دوسرے پر اپنی اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔ ہم جوان تھے جب ہم نے آپس میں تعلقات محبت قائم کئے اور اب بوڑھے ہیں۔ اب یہ محبت کے تعلقات اس قدر مضبوط ہو چکے ہیں کہ ٹوٹ نہیں سکتے۔ کوئی احمق یہ آواز اٹھاتا ہے کہ فلاں فلاں کا دشمن ہے تو بعض وقت اپنے احباب بھی کہہ اٹھتے ہیں کہ فلاں بات کی تردید کی ضرورت ہے اور کسی کو تردید کی ضرورت نہیں۔ میں ہی اس کی تردید کرتا ہوں۔ ڈاکٹر غلام محمد میرا مخلص دوست ہے اور دشمنی ہم دونوں کے وہم میں بھی نہیں۔ مولانا صدر الدین میرے مخلص دوست ہیں۔ سلسلہ کے لئے جو انہوں نے قربانیاں کی ہیں میں ان کے آگے سر جھکاتا ہوں اور وہ میری خدمت کے مداح ہیں۔

ہم میں اختلاف رائے ہوتا ہے

بات یہ ہے کہ ابھی ہماری یہاں میٹنگ ہو گی۔ جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ اختلاف رائے بھی ہوتا ہے۔ اختلاف رائے کے بعد ہی ہم کسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں اور اگر ایسی بحث نہ ہو تو میٹنگ کا فائدہ ہی کیا ہے۔ باہر ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو کان لگا کر سنتے رہتے ہیں کبھی اونچی آواز آئی تو سمجھتے ہیں کہ جنگ ہو گئی۔ یہ پست خیالات ہیں۔ ہم سب ایک ہیں بالکل ایک۔ ہاں ہمارے اندر اختلافات بھی ہو جاتے ہیں۔ رنج بھی ہو جاتا ہے۔ گھر وہ آنی ہوتا ہے۔ گھر میں میاں بیوی اور باپ بیٹے میں رنج نہیں ہو جاتا۔ مگر کون انہیں ایک دوسرے کے دشمن کہہ سکتا ہے۔ یہ احمقانہ خیالات ہیں۔

میں اپنے بچوں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر انہیں بڑوں کے متعلق کوئی شکایت بھی ہو۔

نوجوان بزرگوں کو باپوں کی طرح سمجھیں

تو نوجوان ان بزرگوں کو باپوں کی طرح سمجھیں اور اسی طرح بزرگ سب نوجوانوں کو اپنے بچوں کی طرح سمجھیں۔ کسی میں کوئی کمزوری بھی نظر آئے تو اسے ان کی قربانیوں کے سامنے ہیچ سمجھنا چاہیئے۔ یاد رکھئے خدا اتنا تنگ نظر نہیں کہ اگر ذرا کسی سے کوئی کمزوری سرزد ہو گئی ہے تو جھٹ اس کو گردن سے پکڑ لیگا۔ تم بھی اسی اخلاق کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اپنے دلوں کو وسیع کرو

نکتہ چینی اور عیب شماری چھوڑ دو

نکتہ چینی اور عیب شماری چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ نہایت ہی گندہ فعل ہے۔ گندی مکھی ہمیشہ گند پر بیٹھے گی اور اس گند کو پھیلائیگی اسی طرح جس کی طبیعت میں خبث ہے گندگی ہے۔ وہ گند تلاش کرتا ہے۔ مگر شہد کی مکھی ہمیشہ پھول پر بیٹھے گی اور اس پھول سے شہد تیار کرے گی۔ تو تم پھول پر بیٹھو گند پر مت بیٹھو۔

میں نوجوانوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ عیب شماری اور نکتہ چینی کے شغل کو چھوڑ دو۔ میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کبھی دل میں یہ خیال اٹھے تو اس وقت اس کو دبانے کی کوشش کرو اور گھر جا کر قرآن شریف کی دو چار سطریں پڑھ لو۔

قرآن پڑھنے کی عادت ڈالو

ہاں تم میں سے ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ قرآن کو روزمرہ پڑھے خواہ ایک دو سطریں ہی کیوں نہ پڑھے۔ طالبعلم جس کا کل امتحان ہو۔ وہ بھی دو سطریں پڑھے تو اس کی تعلیم میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ قرآن کے پڑھنے سے ایمان ترقی کرتا ہے اس کی دلائل ہی خدا کی ہستی پر یقین اور معرفت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ پہلے لوگ قرآن شریف ثواب سمجھکر پڑھتے تھے۔ یعنی بغیر معنوں کے سمجھے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ بغیر معنوں کے سمجھنے سے بھی پڑھنا یقیناً موجب ثواب ہے جب بھی مسلمان کا بچہ قرآن کو ہاتھ میں لے کر بیٹھیگا اور اس ایمان سے پڑھیگا کہ یہ خدا کا کلام ہے تو یقیناً اس کا اثر دل پر ہوگا۔ یہ ایک مسلم امر ہے کہ باتوں کا اثر صرف انسانی شعور جلی پر ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ انسان کا ایک شعور خفی بھی ہے۔ یعنی ایک قلب ذی شعور ہے تو ایک تحت الشعور۔ بعض وقت بغیر سمجھے کے بھی ایک بات دل پر اثر کر جاتی ہے۔ اگر ہم قرآن یا نماز کے معانی نہیں بھی سمجھتے تو بھی اس کا اثر ہمارے قلوب پر ہوتا ہے اور سمجھکر پڑھنے سے اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ پس قرآن کو پڑھو یہ سمجھ کر کہ یہ خدا کا کلام ہے اس سے تمہارے دل میں ایک نئی کیفیت پیدا ہوگی۔ پھر اس کے الفاظ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس سے پہلے سے بھی بڑھکر اثر پیدا ہوگا۔

ایک غیر مسلم کا اعتراف

ایک غیر مسلم نے کہا ہے کہ انسان اگر دشمنی کے خیالات کو لیکر قرآن کو پڑھے تو وہ اسے ختم نہیں کریگا کہ یہ قرآن اس کے دل میں اپنی محبت اور عزت پیدا کر لیگا۔ جب دشمن کا یہ خیال ہے تو وہ شخص جو پہلے ہی قرآن سے محبت کرتا ہو تو اسکی محبت تو دو چند بلکہ وہ چند ہو جائیگی اور ایمان ترقی کریگا۔

تمہارے بزرگوں نے ایک وراثت تیار کی ہے

میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری بڑی بھاری وراثت ہے جو تمہارے بزرگوں نے تیار کی ہے۔ ہالینڈ مشن سے تمہاری جائیداد میں اضافہ ہوا ہے سینکڑوں مربعوں سے زیادہ جائیداد۔ یورپ میں ایک اسلامی مشن کا قیام ہے۔ اپنی دولت کو سنبھالنے کی کوشش کرو اپنے آپ کو اس کا اہل بناؤ۔ تمہاری جائیداد بڑھ رہی ہے۔ تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ اسے سنبھالنے کے لئے اسے اپنے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ہمارے مسیحا

ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

(از جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

(۱)

میرے کانوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی آواز

میرے کانوں میں حضرت مسیح موعود کی آواز ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء میں پہنچی جبکہ میری عمر ۱۲-۱۳ سال کی تھی اور میں مڈل سکول پسرور میں تعلیم پاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے دعوے نے ان لوگوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا جو خونی مہدی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سب کو معلوم تھا کہ چودھویں صدی میں مسیح اور مہدی کا ظہور ہوگا۔ چودھویں صدی آ چکی تھی نشانات ظاہر ہو چکے تھے۔ دین حقہ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا تھا۔ پچھلے نوشتوں کو جاننے والے عین انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ امام مہدی ظاہر ہوا۔ مگر جیسا کہ قدیم سے سنت چلی آتی ہے۔ لوگوں کی خواہشات کے مطابق نہ آیا۔ مولوی لوگ جن کو مسیح اور مہدی کی انتظار زیادہ تر اس وجہ سے تھی کہ وہ ان کے گھروں کو دولت اور مال سے بھر دیگا۔ ایسے مہدی کو کیسے مان سکتے تھے جو دین کی امداد کیلئے چندے مانگتا تھا۔ چونکہ ایسے مہدی کا ظہور ان کی موہومہ خواہشات اور توقعات کے برخلاف تھا۔ انہوں نے بغیر سوچے سمجھے کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔ غرض یہ زمانہ تھا جب مجھے پہلی دفعہ حضرت صاحب کے دعوے کا علم ہوا۔

اللہ کا شکر ہے

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایک دفعہ بھی میری زبان حضرت صاحب کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ کہنے سے ملوث نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں اس وقت ایک ایسے شخص کے زیر سایہ تعلیم پا رہا تھا جو اعلیٰ درجہ کا ذہین اور سمجھدار عالم تھا۔

مولانا علی محمدؒ مرحوم

مولانا علی محمد صاحب مرحوم میرے استاد تھے۔ ان سے میرے بہت گہرے خاندانی تعلقات تھے۔ وہ پسرور مڈل سکول میں تعلیم دیتے تھے۔ مذاہب غیر کے اعتراضات پڑھ کر وہ اسلام سے بدظن جیسے ہو گئے تھے۔ اس وقت کے علماء کی کوئی کتاب ان کو تسلی نہ دے سکی۔ سرسید مرحوم کی کتابوں کا بھی انہوں نے مطالعہ کیا۔ مگر ان سے بھی وہ مطمئن نہ ہوئے۔ براہین احمدیہ نے ان کے تمام شکوک کو یک قلم دور کر دیا اور اس طرح وہ حضرت صاحب کے عاشق ہو گئے۔ اگرچہ ان کی بے وقت موت نے ان کو مہلت نہ دی کہ وہ بیعت کریں۔ مگر ان کو اس قدر ارادت اور اخلاص تھا۔ کہ خدا کے نزدیک وہ ضرور حضرت صاحب کے خدام میں سمجھے جائیں گے۔ خاص پسرور میں کئی مولوی تھے۔ ہر روز ان سے مباحثے ہوتے تھے اور میں ان مولویوں کے عجز کو ہر روز دیکھا کرتا۔ نہ صرف خاص پسرور بلکہ پسرور کے علاقہ کے کئی مولوی میرے استاد مولانا علی محمد صاحب سے مباحثہ کے لئے اور بزعم خود ان کو ضلالت کے گڑھے سے نکالنے کے لئے آتے۔ مگر سب کے سب دلائل سے عاجز ہوکر بڑبڑاتے ہوئے چلے جاتے۔ یہ نظارے میں ہر روز دیکھا کرتا۔ جس درد اور جوش سے وہ قصیدہ الہامیہ پڑھا کرتے تھے۔ وہ سماں مجھے اب تک یاد ہے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے اور سننے والے وجد میں آجاتے تھے۔

میرے والد بزرگوار

ادھر گھر پر میرے والد ماجد دام ظلہ جو عالم متبحر ہونے کے علاوہ اول درجے کے متقی اور پرہیزگار انسان ہیں نہایت غور و فکر سے اپنی تحقیق میں مصروف تھے۔ میرے استاد اتوار کو گھر پر جایا کرتے تھے اور ان کے اور والد صاحب کے درمیان نہایت منصفانہ اور محققانہ طور پر حضرت صاحب کے متعلق گفتگو ہوا کرتی تھی اور میں سنا کرتا تھا۔ والد صاحب قبلہ حضرت عبداللہ غزنوی کے مریدوں میں سے ہیں اور اب تک حضرت ممدوح سے نہایت محبت آمیز گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ عالم ہونے کی وجہ سے مولوی لوگ بھی ان کو ملنے آیا کرتے تھے۔ مگر ان کے دلی تعلقات چند ایک درویش صفت صوفی منش دوستوں سے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب کا چرچا اس رنگ میں شروع تھا کہ جہاں کہیں دو اہل علم شخص ملتے اس مسئلہ پر ضرور گفتگو ہوتی۔ والد صاحب کی ملاقات کیلئے چودھری

لوگ آتے ان کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی کہ کفر کی وجوہ تلاش کریں۔ مگر صوفی لوگ محتاط تھے۔ مجھے اب تک یاد ہے۔

دو صوفی مہمان

کہ میرے والد کے دو صوفی دوست ہمارے گھر پر مہمان تھے۔ رات کے وقت والد صاحب قبلہ نے ان کو حضرت صاحب کی ایک فارسی نظم مندرجہ براہین احمدیہ سنائی۔ وہ دونوں صاحب جو مثنوی مولانا روم کے بہت شیدائی تھے وہ نظم سنکر عش عش کرنے لگے اور تعجب سے کہا کہ کیا یہ شخص کافر ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ خدا کی قسم جس شخص کا یہ کلام ہے۔ کفر اس کے نزدیک بھی نہیں ہو سکتا۔

ایک باوقار انسان کی پر رعب آواز

۱۸۹۳ء میں میں نے مڈل کا امتحان پسرور سے پاس کیا اور امریکن مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں داخل ہو گیا اور ان تاثرات کو جن کا ذکر اوپر ہوا ہے لیکر میں سیالکوٹ گیا۔ ایک روز میں بورڈنگ ہوس سے سکول کو جا رہا تھا راستہ میں بازار کی ایک دکان سے ایک نہایت پر رعب آواز میرے کانوں میں پڑی۔ دیکھا تو بوٹوں کی ایک معمولی سی دکان پر ایک باوقار انسان بیٹھا ہوا ہے اور نہایت فصیح اور بلیغ زبان میں حضرت صاحب کے دعوے کے متعلق تقریر کر رہا ہے۔ نام پہلے سنا ہوا تھا میں جھٹ سمجھ گیا کہ یہ مولانا عبدالکریم صاحب ہیں۔ ان کی گفتگو میں اس قدر کشش تھی کہ باوجود سکول کی حاضری کا وقت ہو جانے کے میں آگے نہ چل سکا۔

صداقت کا ابلتا ہوا چشمہ

تقریر کیا تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صدق اور صداقت کا ایک چشمہ ابل رہا ہے۔ حسن بیان اور زور کلام کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک لفظ دل کے پار ہو جاتا تھا۔ ایک ایک فقرہ علم ادب کے بڑے بڑے دعویداروں کے لئے سبق کا کام دیتا تھا۔ یہ دکان ہمارے بزرگ دوست شیخ مولا بخش صاحب مرحوم کی تھی۔ جو اس وقت بہت چھوٹے پیمانہ پر بوٹ فروشی کا کام کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ دکان جو بورڈنگ ہوس اور سکول کے راستہ پر پڑتی تھی۔ میرے لئے مطمح نظر بن گئی۔

شمع محبت کے پروانے

حضرت مولانا اکثر اس دکان پر بیٹھا کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود کے خدام مثلاً حضرت سید حامد شاہ صاحب مرحوم۔ مولوی مبارک علی صاحب مرحوم وغیرہ وغیرہ بھی وہاں آکر بیٹھتے اور مزے لے لے کر حضرت صاحب کا ذکر کرتے مولانا جب کبھی جوش میں آکر گفتگو فرماتے تو دکان کے سامنے کافی ہجوم ہو جاتا اور ان کی آتش بیانی ان لوگوں کے دلوں میں جو حسد اور غیظ سے پاک تھے محبت کی آگ سلگا دیتی۔ مولانا مسجد میں قرآن شریف کا درس بھی دیا کرتے۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی قادیان کو ہجرت

میں وہاں بھی جانے لگا۔ مگر بعد میں مولانا نے قادیان میں ہجرت کر لی اور وہ شخص جو سیالکوٹ میں تشنگان معرفت کو سیراب کرتا تھا صرف اپنی پیاس بجھانے کیلئے خدا کے بھیجے ہوئے ساقی کے پہلو میں آبیٹھا اور ایسا بیٹھا کہ وہاں کا ہی ہو رہا۔ سیالکوٹ میں کچھ عرصہ کے لئے بسلسلہ ملازمت حضرت اقدس رہ چکے تھے اور بہت سے لوگ آپ کو ذاتی طور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت کیسے بنتی ہے

جماعت تب ہی بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کریں آپس میں پردہ پوشی کیجائے جب ایسی حالت پیدا ہو جائے تب وہ ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو حقیقی بھائی سے بڑھکر سمجھتے ہیں۔ اگر ایک شخص کا بیٹا کوئی قصور کر بیٹھے تو اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ ہو کر سمجھایا جاتا ہے اسی طرح اپنے بھائی کی ہر شخص پردہ پوشی چاہتا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ اس کے عیبوں کیلئے اشتہار دے پھر جب خدا تعالیٰ ایک دوسرے کا بھائی بنائے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں کہ بدسلوکی اور بے مروتی کی جائے؟ .... اللہ تعالیٰ اس طریق کو بہت ناپسند کرتا ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو اور یہ طریق نامبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو بھی یہی طریق ولعمت اخوت یاد دلائی ہے اور اگر وہ پہاڑ بھی خرچ کر دیتے تو وہ اخوت ان میں پیدا نہ ہو سکتی تھی جو رسول اللہ کے ذریعہ سے ان کو ملی۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت یہاں بھی قائم کریگا ——— وہ ایک جماعت قائم کریگا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہیگی۔ مگر یہ دن جو ابتلا کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔

پہچانتے تھے اور دوران ملازمت میں ان کے اعلیٰ درجہ کے تقویٰ اور طہارت سے متاثر تھے اور ان کی رویائے صادقہ کا تجربہ کر چکے تھے ایک مشہور ہندو وکیل لالہ بھیم سین نامی حضرت کے بڑے مداح تھے اور لوگوں کو وہ خوابیں سنایا کرتے تھے جن کو بعینہ پورا ہوتے انہوں نے خود دیکھا تھا۔ حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب جو بارسوخ رئیس تھے حضرت صاحب کے پرانے دوست تھے۔ انہوں نے اعلان بیعت ہوتے ہی حضرت کے اخلاق اور صداقت کے تجربہ کی بنا پر بیعت کر لی تھی۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب جن کو ان کی نیکی کی وجہ سے لوگ سیالکوٹ کا قطب کہا کرتے تھے حکیم صاحب کے بیٹے تھے۔ وہ اور ان کا تمام خاندان بیعت میں داخل ہو چکا ہوا تھا۔ غرض حضرت کا سیالکوٹ میں مختصر قیام ہی تھا جس کی وجہ سے بمقابلہ دیگر شہروں کے وہاں بہت بڑی تعداد میں لوگ بیعت میں داخل ہوئے۔

علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم احمدیت کے مبلغ

ان لوگوں میں جو حضرت صاحب کو جانتے تھے ڈاکٹر اقبال مرحوم کے والد بھی تھے۔ جو بہت بڑی عقیدت اور اخلاص رکھتے تھے۔ ڈاکٹر اقبال خود بڑی عقیدت رکھتے تھے اور یہ عقیدت مدت تک قائم رہی مگر اخیر عمر میں بعض حالات کی بنا پر انہوں نے احمدیت کی مخالفت کی۔ ورنہ میں نے خود ان کو احمدیت کی تبلیغ کرتے سنا تھا۔

اس عرصہ میں ایک دو دفعہ حضرت مولانا نور الدین صاحب بھی سیالکوٹ تشریف لیگئے۔ میں ان کی زیارت سے بھی مشرف ہوا۔ ایک دفعہ کئی روز سیالکوٹ میں قیام فرمایا۔ میں حضرت ممدوح کی مجلس میں حاضر ہوتا رہا۔ مختلف خیال کے لوگ مختلف اعتراضات لیکر آتے۔ اور ایسے مسکت جواب پاتے کہ دم بخود رہ جاتے۔ حضرت ممدوح کو دیکھ کر مجھے یہ خیال ہوا کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی انسان ہو سکتا ہے؟

میں اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوا

سیالکوٹ سے انٹرنس کا امتحان پاس کرنے کے بعد میں لاہور کے اسلامیہ کالج میں داخل ہوا۔ کالج میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کام کرتے تھے اور وہ بیعت کر چکے تھے۔ چونکہ دل میں شوق تھا میں چپکے چپکے احمدی احباب کی مجالس میں شامل ہوتا۔ ان کے ساتھ گمٹی والی مسجد میں نماز بھی پڑھتا۔ یہاں لاہور میں بھی حضرت صاحب کے متعلق عام چرچا تھا۔ انہیں دنوں میں لاہور میں جلسہ اعظم مذاہب کا انعقاد ہوا۔ یہ جلسہ بڑے دنوں کی تعطیلوں میں ہمارے ہی کالج میں ہوا تھا۔ میں تعطیلات کی وجہ سے گھر چلا گیا۔ مجھے اب تک افسوس ہے کہ کیوں میں نے ایسا کیا۔ جب میں تعطیلوں کے ختم ہونے پر لاہور آیا تو فضا کو بالکل بدلا ہوا پایا۔ ہر زبان پر حضرت صاحب کی تعریف تھی۔ ملا لوگوں کو یہ تعریف بہت بری لگتی تھی۔ مگر انگریزی خوان اور دیگر سمجھدار لوگ ان کو ایسی سخت جواب دیتے تھے کہ وہ جل کر آگ بگولہ ہو جاتے تھے۔ ہر ایک زبان پر "مرزا صاحب" "مرزا صاحب" ہی تھی۔

رئیس المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

رئیس المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو حضرت صاحب کے مقابلہ میں اس جلسہ میں ذلت اٹھانی پڑی وہ اس تقریر سے ہی ثابت ہے جو اس جلسہ میں انہوں نے کی۔ انہوں نے کہا :-

"تیسرا امر جو بحث میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ فرشتوں کو دیکھتے ہیں اس لئے لوگ ان کے معتقد ہوتے ہیں اور وہ معجزہ دکھاتے ہیں۔ لیکن یہ وقت ہے کہ لوگ معجزہ سے منتے ہیں معجزہ مانگتے ہیں۔ لیکن انبیاء فوت ہو چکے بیشک وارث انبیاء ولی تھے۔ اور کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے لیکن وہ نظر نہیں آتے زیر زمین ہو گئے۔ آج اسلام ان کرامت والوں سے خالی ہے اور ہمکو گذشتہ اخبار کی ... حوالہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ ہم نہیں دکھا سکتے"

کہاں یہ یاس اور حسرت سے بھرا ہوا بیان اور کہاں جری اللہ کا ہزاروں امیدوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے اعلان کہ:-

"میں بنی نوع پر ظلم کروں گا۔ اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ و مخاطبہ جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ... ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں"

یہ مولوی صاحب جب لاہور میں آیا کرتے تو ہمارے اسلامیہ کالج کے جو اس وقت شیرانوالہ دروازہ میں تھا) کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد موسومہ لسوڑے والی میں جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ میں بھی کبھی کبھی وہاں جمعہ پڑھنے چلا جاتا۔ ویسے تو ان مولوی صاحب کے وعظ میں کبھی بھی کوئی کام کی بات نہیں سنی تھی۔ مگر اس جلسہ کے بعد جس قدر مایوسی ان کے چہرہ اور گفتگو سے نمایاں تھی وہ دیکھنے والے کو عبرت کا سبق دیتی تھی۔

مولوی محمد حسین صاحب کی شہرت

مولوی محمد حسین کو حضرت اقدس کی تکفیر سے پہلے بہت شہرت اور رفعت پنجاب بلکہ ہندوستان میں حاصل تھی۔ مگر خدا کی قدرت کہ تکفیر کے بعد دن بدن وہ غیر ہر دلعزیز ہوتے گئے اور پھر گمنامی کے گوشے میں پڑ کر ذلت کے گڑھے میں دھکیلے گئے۔

آخری ایام میں ان کی حالت

زندگی کے آخری ایام میں میں نے ان کی حالت ان کے وطن شالہ میں دیکھی۔ کیونکہ ان دنوں میں ضلع گورداسپور میں ایس۔ ڈی او تھا۔ وہ حالت قابل عبرت تھی۔ ایک دفعہ ڈپٹی کمشنر صاحب کا مقام بٹالہ میں تھا۔ میں ان کے ہمراہ تھا۔ مولوی صاحب اپنی تکالیف کے لئے سرکاری امداد چاہتے تھے۔ وہ مجھے ملنے کے لئے آئے لیکن جب ان کو معلوم ہوا کہ میں حضرت مسیح موعود کا ایک ادنیٰ خادم ہوں تو دور اس جگہ سے جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا آ کر واپس ہو گئے۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے کہلا بھیجا کہ آپ کچھ خیال نہ کریں۔ اگر آپ کی شکایات درست ہوں گی تو میں ہر طرح امداد کروں گا۔ مگر وہ نہ آئے اور کہا کہ یہ آدمی خواہ کتنا ہی اچھا ہو میں اپنی پریشانیوں کو مرزا کے ایک مرید کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے شرم آتی ہے۔ بہت کس مپرسی کی حالت میں تھے۔ اور بہت بری قسم کی پریشانیوں میں مبتلا تھے۔

جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت اقدس کی فتح

یہ ذکر یونہی بطور جملہ معترضہ کے آ گیا۔ غرض میری یہ ہے کہ جلسہ اعظم مذاہب میں جو فتح حضرت اقدس کو ہوئی تھی وہ یقیناً ایک معجزہ تھا۔ اس فتح کے متعلق قبل از وقت ایک اشتہار بھی شائع ہو چکا ہوا تھا۔ ہر مذہب و ملت کے اخباروں نے تعریفوں کے پل باندھ دیئے اور سب کو اسلام کی صداقت کا لوہا ماننا پڑا اور اسلام کے بدترین دشمنوں کو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ اگر اسلام وہی مذہب ہے جس کی تفصیل مرزا صاحب نے کی ہے تو اس سے اچھا مذہب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس جلسہ کی کارروائی ایک کتاب کی شکل میں چھپی ہوئی ہے۔ درحقیقت یہ کتاب حضرت اقدس کا لازوال معجزہ ہے۔ حضرت صاحب کی تقریر علیحدہ بھی چھپی ہے اور انگریزی میں ترجمہ ہو کر اس کی بہت اشاعت ہوئی ہے۔ لیکن اگر سب تقریروں کو جو اس جلسہ میں ہوئیں پڑھا جائے اور پھر ان کا موازنہ و مقابلہ حضرت صاحب کی تحریر سے کیا جائے تو خوب لطف آتا ہے اس وقت کے دو مشہور و معروف مولویوں یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تقریریں بھی ہوئی تھیں۔ ان تقریروں کو پڑھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر اسلام کی نمائندگی ان ملانوں کے ہاتھ میں ہی رہتی تو اس کا کیا حشر ہوتا۔

ہمارے ریاضی کے پروفیسر حضرت مولانا محمد علی صاحب

اسلامیہ کالج میں ہمارے ریاضی کے پروفیسر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب تھے۔ ایسا اتفاق ہوا کہ مولانا میرے ایک قریبی رشتہ دار یعنی چودھری شہاب الدین صاحب (جو اب بفضل خدا آنریبل سر شہاب الدین ہیں) کے ساتھ ایک مکان میں رہنے لگے۔ اس وجہ سے اکثر ان کے مکان پر آیا جایا کرتا تھا۔ انہیں دنوں میں مولانا نے حضرت اقدس کی بیعت کر لی تھی۔ تو شروع سے ہی حضرت صاحب سے قائم عقیدت تھی۔ مگر اس سے پہلے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ مولانا کو احمدیت سے کسی قسم کی دلچسپی ہے۔ مگر بیعت کے بعد تو انہوں نے ایسی محبت اور ایثار کے نمونے دکھائے کہ تھوڑے عرصہ میں ہی پہلوں کو پیچھے چھوڑ گئے میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت ان کی بیعت جماعت کیلئے بہت بڑی تقویت کا باعث ہوئی۔

چودھری سر شہاب الدین کا جماعت میں داخل ہونا

تھوڑے دنوں کے بعد چودھری سر شہاب الدین صاحب نے بیعت کر لی۔ میں تھوڑی دیر کے لئے اپنی کہانی کے سلسلے کو بند کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ چودھری صاحب کی بیعت کا ذکر آیا ہے اور وہ آجکل جماعت میں شامل نہیں ہیں۔ چودھری صاحب میرے بھائی اور بزرگ ہیں اور مجھے ہر طرح ان کا ادب اور عزت ملحوظ خاطر ہے مگر حق بات کہہ دینا میرا فرض اولین ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کو شروع سے ہی مذہب سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ان دنوں مولانا کی تبلیغ سے وہ قادیان گئے اور وہاں بیعت کر لی۔ اس بیعت کے بعد جس خشوع اور خضوع کے ساتھ ایک عرصہ انہوں نے نمازیں پڑھیں۔ وہ بھی حضرت صاحب کی قوت قدسی کی ایک کرامت تھی۔ دروازوں کو بند کر کے میں نے ان کو رو رو کر نمازیں پڑھتے دیکھا ہے۔ بعد میں انہوں نے بعض اشخاص کی صحبت کی وجہ سے قادیان جانا چھوڑ دیا۔ شروع میں ہی وکالت بہت زور سے چمک اٹھی۔ ان کی تمام توجہ دنیا کی طرف ہی ہو گئی اور جماعت سے تعلق نہ رہا۔ میں نے کبھی کسی قسم کا نازیبا کلمہ حضرت اقدس کے متعلق ان کی زبان سے نہیں سنا۔ بلکہ جب کبھی ذکر آتا ہے تو تعریف ہی کرتے ہیں۔ کیا تعجب کہ اب بھی خدا ان کی توجہ اس طرف پھیر دے اور وہ تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے ایک بڑی قوت ثابت ہوں۔ یہ بالکل درست ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں ہیں جو سیاسی اغراض کے لئے احمدیت کو برا کہنے لگ جاتے ہیں۔ ابھی حال کے الیکشن میں ہی انہوں نے کثیر التعداد حاضرین کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ الیکشن کے معاملہ میں احمدی اور غیر احمدی میں تمیز کی جاوے۔ اتنا بھی غنیمت ہے ورنہ بہت سے بڑے لوگ جو دل سے احمدیت کو اسلام کے لئے بہت ہی مفید سمجھتے ہیں مگر اپنی دنیاوی اغراض کے ماتحت برا بھلا کہنے سے بھی نہیں جھجکتے

(باقی انشاء اللہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم کی توہین

انجمن ہائے اشاعت اسلام کی قراردادیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم

مورخہ ۱۷ مارچ کو مسجد احمدیہ جہلم میں ایک نہایت ضروری اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کر کے حکومت پنجاب کی توجہ اس پمفلٹ کی طرف مبذول کرائی گئی جس سے تمام احمدیوں کے قلوب سخت مجروح ہیں۔

قرارداد

یہ اجلاس غلام محمد ولد مستری دین محمد قوم کشمیری مقیم احمدیہ بلڈنگس کے پمفلٹ "بیعت رضوان کی حقیقت" کے خلاف سخت غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے کیونکہ اس میں جماعت احمدیہ کے نیک نفس قائدین اور حضرت مسیح موعودؑ کے حرم محترم کے خلاف نہایت گندے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور حکومت پنجاب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ غلام محمد مذکور کے خلاف موثر کاروائی کر کے اس شرارت کا فوراً انسداد کرے۔

خاکسار

۱۷؍۳؍۴۹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم

جماعت احمدیہ وزیرآباد کی قرارداد

جماعت احمدیہ وزیرآباد کا آج مورخہ ۱۷ مارچ کو ایک نہایت اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اس دل آزار پمفلٹ کے چیدہ چیدہ اقتباسات سنائے گئے جن سے احمدیوں کے دل خون کے آنسو رونے لگے۔ انہوں نے متفقہ طور پر مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا اور حکومت پنجاب کے چیف سکرٹری کو تار دے کر اس حد سے زیادہ اشتعال انگیز پمفلٹ کی طرف توجہ دلائی :۔

"ایک نہایت دریدہ دہن شخص غلام محمد ولد مستری دین محمد مقیم احمدیہ بلڈنگس نے اپنے ٹریکٹ موسومہ "بیعت رضوان کی حقیقت" میں جماعت احمدیہ کے بزرگوں اور حضرت مسیح موعود کے حرم محترم کے خلاف نہایت ناپاک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ وزیرآباد کے ارکان اس ٹریکٹ کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حکومت پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں کہ فوراً اس بیباک اور گستاخ انسان کے خلاف مناسب کاروائی کرے اور مذکورہ بالا پمفلٹ کی اشاعت کو جلد روک دے۔"

مورخہ ۱۷؍۳؍۴۹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وزیرآباد

جماعت احمدیہ واہ کی قرارداد

ہم واہ کے احمدی "بیعت رضوان کی حقیقت" نامی پمفلٹ کے خلاف جسے غلام محمد مقیم احمدیہ بلڈنگس نے شائع کیا ہے سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس مذکورہ بالا پمفلٹ میں جماعت احمدیہ کے اکابرین اور حضرت مسیح موعود کے حرم محترم کے خلاف سخت ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ احمدیوں نے ہمیشہ انتہائی تحمل اور رواداری کا ثبوت دیا ہے لیکن جب کوئی عقل اور اخلاق کی حدود سے تجاوز کر جائے تو قانون کی مدد طلب کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے جس کی نگاہوں میں اکثریت اور اقلیت برابر ہیں۔

سو ہم حکومت سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ مذکورہ بالا پمفلٹ کی اشاعت کو ضبط کرے اور غلام محمد مذکور کو قرار واقعی سزا دے تاکہ اسے آئندہ اس دریدہ دہنی کی جرأت نہ ہو۔

مورخہ ۱۶؍۳؍۴۹ سکرٹری جماعت احمدیہ واہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ کی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ کا یہ اجلاس رسالہ موسومہ "بیعت رضوان کی حقیقت" کو جو غلام محمد ولد مستری دین محمد قوم کشمیری مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور نے حال ہی میں شائع کیا ہے سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے حرم محترم کو جنہیں ہزارہا احمدی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں الزام دہی اور دشنام طرازی کا ہدف بنایا گیا ہے۔ یہ اجلاس مذکورہ بالا پمفلٹ کو اپنے مذہبی احساسات پر ایک مجوزہ اور معاندانہ حملہ خیال کرتا ہے جس میں ان کے مذہبی معتقدات کی سخت توہین کی گئی ہے اور فیصلہ کرتا ہے کہ مذکورہ بالا پمفلٹ کی ایک کاپی حکام اعلیٰ کو بھیجتے ہوئے گذارش کی جائے کہ اس پمفلٹ کے تمام نسخے ضبط کر لئے جائیں اور غلام محمد مذکور کو جماعت احمدیہ کی مذہبی دل آزاری پر قرار واقعی سزا دی جائے جس سے اس دریدہ دہن کو جماعت احمدیہ کے مذہبی اکابرین کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مورخہ ۱۷؍۳؍۴۹ گوجرانوالہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جھنگ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ جھنگ نے ایک غیر معمولی اجلاس میں جو زیر صدارت مہر صالح محمد منعقد ہوا۔ اتفاق رائے سے پاس کیا کہ شیخ غلام محمد ولد مستری دین محمد کشمیری ساکن احمدیہ بلڈنگ لاہور نے ایک رسالہ "بیعت رضوان کی حقیقت" کے نام سے شائع کیا ہے اور اس میں بزرگان سلسلہ کو دشنام دہی کے سوا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم پر بھی ناپاک حملہ کیا ہے اور اس طرح تمام احمدی قوم کے لاکھوں اشخاص کے جذبات کو سخت مجروح کیا ہے یہ انجمن حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ اس رسالہ کو ضبط کیا جاوے اور غلام محمد کے خلاف قانونی کاروائی کی جاوے۔ باتفاق رائے پاس ہوا کہ اصل ریزولیوشن کی ایک نقل چیف سکرٹری صاحب حکومت پنجاب اور اخبارات کو بھیجی جاوے اور نیز چیف سکرٹری صاحب کی خدمت میں بذریعہ تار التماس کی جاوے۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

۱۷؍۳؍۴۹ جھنگ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۱۷؍۳؍۴۹ کو بعد نماز جمعہ زیر صدارت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام منعقد ہوا جس میں شیخ غلام محمد کے رسالہ "بیعت الرضوان کی حقیقت" میں صفحہ ۱۲ پر جو ناجائز کلمات حضرت مسیح موعودؑ کے حرم محترم کے بارے میں لکھے گئے ہیں ان پر غم وغصہ کا اظہار کیا گیا اور حسب ذیل قرارداد متفقہ رائے سے پاس ہوئی۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا یہ اجلاس شیخ غلام محمد کے رسالہ "بیعت الرضوان کی حقیقت" کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ اس رسالہ میں علاوہ بزرگان سلسلہ کے حضرت مسیح موعود کے حرم محترم کی شان میں گستاخانہ ناجائز اور کمینہ حملے کئے گئے ہیں یہ اجتماع شیخ غلام محمد کے اس فعل کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے۔"

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا یہ غیر معمولی اجتماع حکومت پنجاب اور بالخصوص صاحب چیف سکرٹری بہادر کی توجہ اس رسالہ کی طرف دلاتا ہے جس نے ہزارہا مذہبی انسانوں کے جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے اور استدعا کرتا ہے کہ اس رسالہ کو فوراً ضبط کیا جاوے اور اس کے پبلشر اور مصنف کو قرار واقعی سزا دی جاوے تاکہ وہ آئندہ ایسی دلآزار حرکت سے باز رہیں۔"

قرار پایا کہ ان قراردادوں کی نقول بخدمت ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب۔ آنریبل وزیر اعظم۔ جناب چیف سکرٹری صاحب بہادر حکومت پنجاب اور اخبارات کو ارسال کی جاویں۔

عصمت اللہ

پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

جماعت سامانہ کا سالانہ جلسہ

جماعت سامانہ کا سالانہ جلسہ مؤرخہ ۳۱ مارچ و یکم و ۲ اپریل کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ مرکز سے جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی ۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنٹھی تشریف لے جائینگے ایسے اجلاس جماعت کی اجتماعی زندگی کے لئے بہت برکت کا موجب ہوتے ہیں جن سے آپس کے تعلقات میں توسیع اور ارتباط پیدا ہوتا ہے۔ وہ احباب جو اس جلسہ میں شامل ہو سکیں۔ انہیں ضرور اس کی رونق کو دوبالا کر کے اجتماعی شوکت کا ثبوت دینا چاہیئے۔ وہاں خورد و نوش اور رہائش کا نہایت اچھا بندوبست ہوگا۔

ڈاکٹر ۔ الہٰ بخش
آنریری اسسٹنٹ سکرٹری

ضرورت رشتہ

ایک معزز ککے زئی خاندان کی تعلیمیافتہ سلیقہ شعار لڑکی کے لئے موزوں رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا نیک، تندرست اور برسر روزگار ۵۰ ۔ ۷۰ روپے ماہوار پر ملازم ہو یا کاروبار کرتا ہو۔ ککے زئی لڑکے کو ترجیح دی جائے گی۔

محمد مرتضےٰ خاں
پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر مسلم ٹاؤن اچھرہ
لاہور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیرایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— نماز جمعہ مؤرخہ ۲۴ مارچ حضرت ممدوح نے ہی پڑھائی ایک بصیرت افروز اور معارف سے لبریز خطبہ دیا۔ بعد از نماز جمعہ جناب مولوی فیروز الدین صاحب بدایوں کی صاحبزادی کا جنازہ غائبانہ پڑھا

—— قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پچھلے دنوں چند یوم کے لئے دہلی سے کلکتہ تشریف لے گئے تھے۔ اب ۲۹ مارچ کو قبلہ محترم واپس لاہور تشریف لا رہے ہیں احباب دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ انہیں عافیت کے ساتھ واپس لائے۔ آمین۔

—— جناب مرتضےٰ خانصاحب مسلم ٹاؤن لاہور سے رقمطراز ہیں کہ ایک مخلص بھائی ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب ایک امتحان کی تیاری میں مصروف ہیں۔ امتحان اپریل میں ہوگا۔ اس امتحان پر ان کی آئندہ کامیابی کا انحصار ہے۔ اس لئے سب دوستوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اُن کے لئے دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے۔

انتقال پُر ملال

جناب بابو محمد رمضان صاحب گوجرانوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم کی صاحبزادی ۲۳ مارچ کو صبح پانچ بجے طویل علالت کے بعد داغ مفارقت دے گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت کرے اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(۲)

جناب مولوی فیروز الدین صاحب سابق پروفیسر دینیات بیلی کوٹھی جالندھر سرائے شہر بدایوں۔ یو۔ پی سونہایت حزن و ملال کے ساتھ رقمطراز ہیں

" تمام احمدی جماعت سے استدعا ہے کہ میں علاقہ یوپی میں یکہ و تنہا ہوں اور میری لڑکی امۃ اللہ بیگم کا انتقال ہو گیا ہے جس کی عمر ۲۳ سال کی تھی۔ اس لئے تمام احباب مجھ مہاجر کی بچی کی نماز جنازہ پڑھ کر اس غریب الوطن کی دعائیں اور ثواب دارین حاصل کریں "

پیغام صلح :۔ اس جانکاہ سانحہ ارتحال پر ہمیں جناب مولوی فیروز الدین صاحب موصوف سے گہری ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ محترمہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور سب لواحقین کو خصوصاً ہمارے بزرگ جناب مولوی صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

—— ضلع ڈیرہ غازی خاں کے ایک دوست اقتصادی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ گذشتہ دنوں انہیں ایک مالی ابتلا بھی پیش آ گیا مخلص احباب دعا کریں کہ ان کے تفکرات دور ہوں اور ان کی دلی مرادیں خداوند تعالیٰ پوری کرے

(بقیہ صفحہ ۱۱)

نے ہمارے پچاس روپے ہمیں واپس دے دئیے اور یوں خواہ کی فسخ ہوئی

مولوی خدا بخش صاحب کی تصدیق

ہم نے جو کچھ اپنے رپورٹر سے سنا تھا مولوی خدا بخش صاحب سے دریافت کیا تو مولوی صاحب نے مجبور ہو کر اقرار کیا کہ یہ واقعات اسی طرح ہوئے ہیں اور اگر کسی کو شبہ ہو تو وہ مولوی خدا بخش صاحب کا حلفیہ بیان اس کے خلاف شائع کر دے ورنہ حق تو ظاہر ہو چکا۔

ہمارا مطالبہ

ہم نے اپنے آخری پرچے میں بحث کو مختصر کرنے کیلئے تین فقرے لکھے اور مطالبہ کیا کہ کوئی ان کا ترجمہ کر کے بتائے کہ سوائے موت یا قبض روح کے اور ترجمہ ہو ہی کیا سکتا ہے۔ وہ تینوں فقرے درج ذیل ہیں:۔

(۱) توفی اللہ رسولاً اسمہ احمدؐ
(۲) توفی اللہ رسولاً اسمہ موسےٰ
(۳) توفی اللہ نبیاً اسمہٗ عیسےٰ

اب ظاہر ہے کہ اگر فقرہ نمبر (۱) اور نمبر (۲) کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ اور موسیٰ علیہ السلام رسول کو وفات دے دی تو فقرہ (۳) کے اندر عیسےٰؑ کے لئے توفی کے معنے سوائے وفات کے کچھ اور کیسے ہو سکتے ہیں۔ بلکہ اگر صرف "توفی اللہ نبیاً" کا ترجمہ پوچھا جائے اور "اسمہٗ عیسےٰ" کے الفاظ کو الگ کر لیا جائے تو ہر عربی دان خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو اس کے معنے یہی کرے گا کہ "اللہ نے ایک نبی کو وفات دی"۔ بس حق یہی ہے کہ توفی کے اصل معنی وفات کے ہی ہیں لہٰذا انی متوفیک اور فلما توفیتنی میں حضرت عیسٰی کی وفات کا ہی ذکر ہے۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم ۔۔۔ داخلِ جنت ہوا وہ محترم

(رپورٹر)

(بقیہ خطبہ)

کندھوں پر لینے کے لئے تیار رہو۔

قرآن کو زندگی میں داخل کر لو۔

قرآن کو اپنی زندگی میں ایسا داخل کر لو۔ کہ قطعاً ایسا کوئی دن نہ جائے کہ ایک آدھ سطر نہ پڑھو۔ تم تجربہ کر کے دیکھ لو گے کہ اس کے پڑھنے سے کس طرح پر تمہارے اندر خدا ایک طاقت اور قوت پیدا کر دیتا ہے۔

میں ان چند باتوں کے ساتھ خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں وہ ایمان پیدا کرے کہ ہم اس کی لذت محسوس کریں اور وہ نصرتیں فرمائے جن کو دنیا بھی دیکھے اور جن سے دنیا کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان پیدا ہو۔ کیونکہ خدا کی نصرت جب آتی ہے تو اندھوں کو بھی دکھائی دیتی ہے۔

۱۱ ۳/۳۹ (مرقومہ منصور دہلوی)

(بقیہ صفحہ ۲)

{اشتہار مجریہ ۳ محرم الحرام بعنوان فرقہ امامیہ وہابیہ صدریہ}

ان واقعات کے بیان کرنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ تا پبلک سمجھ لے کہ احمدی جماعت اپنی صداقت پر اپنے کیسے اشد مخالفین کو بھی گواہ لاتی ہے۔ ورنہ ہمارے دانت کسی نے کیا کھٹے کرنے ہیں۔ خود اہلحدیث نے ہی ۳ محرم الحرام کے اشتہار کا جواب دیتے ہوئے اوپر کے فقرے کے جواب میں لکھا ہے:۔

"انجمن مذکور نے بزعم خود حالت خواب
میں مرزائیوں کے دانت کھٹے کئے ہوں گے
مگر ظاہری واقعات اس کی تصدیق
نہیں کرتے"۔

{اشتہار فرقہ حنفیہ وہابیہ گلابیہ کی چھ ماہ کے بعد بیداری۔ مورخہ ۷ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ}۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

سچ ہے کہ اصل فضیلت تو وہی ہے کہ جس کی دشمن گواہی دے۔ ورنہ اپنے منہ میاں مٹھو تو سبھی بنتے ہیں۔ ناظرین غور کر کے دیکھیں کہ کس صفائی سے اہلحدیث کے گروہ نے ہمارے غلبہ کا اقرار کیا ہے۔

حکم کے سامنے بحث

اب اس مخالف احمدیت حکم کے روبرو پہلی شکست تو اہل حدیث کو ہوئی کہ حکم نے تسلیم کر لیا کہ اہلحدیث کے حوالہ دکھانے پر احمدی جماعت کو اس پر بحث کرنے کا حق ہے۔ اس لئے اس کے بعد انعامی چیلنج کی رقم حاصل کرنے کے لئے اہلحدیث کے مناظر نے دو دفعہ تقریر کی جس میں اس نے براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۱۹ سے انی متوفیک کا ترجمہ "پوری نعمت بخشوں گا" دکھایا۔ جس کے جواب میں احمدیہ مناظر نے بھی دو دفعہ تقریر کی اور بتایا کہ پیش کردہ کتاب نہ قرآن ہے اور نہ حدیث نبوی اور نہ عربی کی کتاب اور انی متوفیک جس کا ترجمہ تجھکو "پوری نعمت دوں گا" کیا گیا ہے حضرت مرزا صاحب کا اپنا الہام ہے جس کا ترجمہ بالکل غلط کیا گیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب خود اس کے معترف ہیں پس ایسے ترجمہ کو پیش کرنا اور اسے قرآن کہکر حجت پکڑنا محض سینہ زوری ہے اس لئے فریق مخالف جب تک لغت عرب سے قبض روح یا موت کے سوا کوئی اور معنے نہ دکھائے وہ ہمارے مطالبہ کو پورا کرنیوالا نہیں کہلا سکتا۔

فیصلہ ملتوی

مولوی خدا بخش صاحب نے باوجودیکہ وہ ہمارے سخت مخالف ہیں انہوں نے اس وقت کہا کہ میں اسی وقت فیصلہ نہیں دے سکتا بلکہ اچھی طرح کتابوں کو دیکھکر فیصلہ دونگا

لوگوں کا نتیجہ

اس سے بعض لوگوں نے تو اسی وقت سمجھ لیا کہ اہلحدیث کا پہلو بہت کمزور ہے ورنہ مولوی خدا بخش صاحب جو خود کہتے ہیں کہ میں مذہباً اہلحدیث کے ساتھ ہوں۔ اور احمدیوں سے بکلی دور۔ وہ ضرور اپنے ہم عقیدہ کے حق میں ابھی فیصلہ دیدیتے اگر ان کے دلائل میں کچھ بھی جان ہوتی۔

ہم نے کیا سمجھا

ہمارا خیال تھا کہ مولوی صاحب فریق مخالف کی اعانت کرنا چاہتے ہیں ورنہ ان کو اسی وقت ہمارے حق میں فیصلہ کر دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ بات بالکل صاف تھی۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو لوگوں نے جو نتیجہ نکالا وہ بالکل درست تھا۔ اور ہمارا خیال بھی دراصل اسی نتیجہ کی تائید کرتا ہے۔

مزید بحث

حکم نے اپنے ہمخیال لوگوں کی کمزوری کو جانتے ہوئے ان سے کہا کہ تم بھی اپنے دلائل لکھ کر مجھے دو۔ اور ہم سے بھی کہا کہ تم بھی اپنے دلائل لکھ کر دیدو۔ ہم نے تو اپنا دعویٰ مع دلائل لکھکر ثالث صاحب کے سپرد کر دیا لیکن اہلحدیث نے ایسا کرنے سے احتراز کیا۔ اس لئے حکم نے پھر ان کو مضمون مدلل لکھکر پیش کرنے کو کہا اور ہم نے بھی اس بیقاعدہ رعایت دئے جانے کو قبول کر لیا تاکہ حق و باطل میں فیصلہ ہو جائے اب اہلحدیث کی طرف سے ایک دو صفحہ کا لکھا ہوا مضمون پیش ہوا۔ اور مولوی عمرالدین صاحب سے کہا گیا کہ آپ اس کا زبانی جواب دیدیں۔ مولوی صاحب نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور اسی روز راتوں رات اس کا مفصل مدلل جواب لکھکر پیش کر دیا اور ثابت کر دیا کہ اہل حدیث کے دلائل بالکل کمزور ہیں بلکہ انہیں سے ثابت کر دیا کہ توفی کے معنے سوائے قبض روح اور کچھ نہیں ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی گواہی

ہم نے اپنے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی جو سلسلہ احمدیہ کے سب سے زیادہ مخالف ہیں جن کا ذکر خود اہلحدیث کے اشتہارات میں بھی ہے۔ شہادت پیش کی کہ وہ بھی توفی کا ترجمہ زیر آیت انی متوفیک ثم یمیتک حتف انفک" (تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن) یعنی میں تجھے طبعی موت سے وفات دوں گا۔ کرتے ہیں۔

پچاس کی بجائے یکصد روپیہ انعام

پس اگر مولوی ثناء اللہ صاحب فریقین کے بیانات پڑھ کر یہ فیصلہ دیدیں کہ اہلحدیث حق پر ہیں اور احمدی ناحق پر اور اس فیصلہ پر حلف مؤکد بعذاب اٹھالیں تو بجائے پچاس روپے کے ایک سو روپیہ انعام ہم دیں گے۔ مگر یاد رکھیں وہ بھی کبھی ایسا نہ کریں گے۔

حکم پر دوسرے علما کا جبر

چونکہ مولوی خدا بخش صاحب کے رعایت پر رعایت دینے کے باوجود اہلحدیث ہمارا مطالبہ پورا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے اس مباحثہ کو کفر و اسلام کا مقابلہ قرار دے کر ان لوگوں نے ثالث سے اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لئے کوشش کی۔ جب اس طرح کام نہ چلا۔ تو احراری گروہ کے علماء اور بعض دیگر علماء نے زور لگایا کہ کسی طرح فیصلہ ہمارے خلاف ہو۔ انجمن سیف الاسلام والوں نے بھی اپنا پارٹ خوب (Rehearsal) کیا۔ بعض نے تو یہانتک حکم پر زور ڈالا کہ اگر خاص خدا کا تصرف شامل حال نہ ہوتا تو مولوی خدا بخش صاحب پھسل جاتے۔ ان کو کہا گیا کہ یہاں لاشیں گر جائیں گی۔ تم کو دہلی میں رہنے نہ دیں گے۔ غرض ہر طرح انہیں ہمارے خلاف فیصلہ لکھنے پر مجبور کیا گیا۔ مگر انہوں نے کہا کہ آخر خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا۔ بہتر ہے کہ آپ سب مجھ پر جبر کرنے کی بجائے اہلحدیث کے مناظر کی مدد کریں۔ اور اسے لغت عرب سے کوئی مثال ڈھونڈھ دیں جس سے احمدیوں کا مطالبہ پورا ہو جائے۔ ورنہ موجودہ حالت میں تو اہلحدیث کے ہاتھ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس پر مولوی خدا بخش صاحب کو کہا گیا کہ تم ہماری تمام محنت کو جو احمدیوں کے خلاف تبلیغ میں صرف ہوئی ہے برباد کرنا چاہتے ہو۔ اس لئے تمہارا ایسا کرنا اچھا نہ ہوگا

ہم نے کیا کیا

جب ہمیں معتبر ذرائع سے یہ تمام رپورٹ پہنچی تو مولوی عمرالدین صاحب نے مولوی خدا بخش صاحب کو لکھا کہ کل ۴ بجے شام سے رات کے ۸-۹ بجے تک جو سلوک آپ کے ساتھ فریق مقابل اور ان کے معاونین نے کیا ہے وہ خدا کے فضل سے ہمیں سب معلوم ہو گیا ہے۔ اور چونکہ آپ اس میں اقرار کر چکے ہیں کہ اہلحدیث کا پہلو کمزور ہے اور ان کے پاس ہمارے مطالبہ کا جواب نہیں ہے۔ اس لئے اصلی فیصلہ تو ہو چکا ہے۔ مگر آپ پر چونکہ جبر سخت ہے اس لئے تاوقتیکہ آپ ہمیں لکھ کر دے دیں کہ کیا کیا باتیں ہوئیں ہم آپ کو منصب حکم سے عارضی طور پر معطل کرتے ہیں اور یہ تعطل آپکے حلفی بیان تک قائم رہے گا۔ اور اگر بغیر اس کے آپنے اب ہمارے خلاف کچھ لکھدیا تو ہم آپ کے خلاف قانوناً اور شرعاً کارروائی کرنے کے حقدار ہونگے۔

ہماری اس تحریر کا اثر

مولوی خدا بخش صاحب نے ہماری یہ تحریر مع اس مضمون کے جو اہلحدیث کے جواب میں لکھا گیا تھا روپڑی مولوی صاحبان کے سامنے رکھ دی۔ جسے دیکھکر مولوی صاحبان گھبرائے اور پھر مولویانہ چال یہ چلے کہ آپ جواب میں لکھ دیں چونکہ مولوی عمرالدین کے دلائل کمزور ہیں اس لئے اس نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے مجھے معطل قرار دیا ہے۔ مگر یہ عذر مولوی خدا بخش صاحب نے دور کر دیا کیونکہ دو صفحہ مضمون کا جواب سولہ صفحے میں دیدیا جا چکا تھا۔ اور انعام پچاس روپے سو روپیہ کر دیا جا چکا تھا۔ تب مولوی عبداللہ صاحب روپڑی نے کہا کہ آپ فیصلہ اب لکھ کر اس پر تاریخ پہلے کی ڈال دیں تاکہ آپ کے تعطل کا کوئی اثر ہی نہ ہو مگر تصرف الٰہی کے قربان باوجود ہمارے مخالف ہونے کے مولوی خدا بخش صاحب نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر مولوی عمرالدین صاحب نہیں دیکھتے تو خدا تو دیکھتا ہے۔

اب مولوی عبداللہ صاحب روپڑی نے دوسری چال چلی کہ محض ایک فریق کے معطل کر دینے سے حکم معطل نہیں ہو سکتا "اس پر مولوی خدا بخش صاحب نے کہا کہ یہ بھی صحیح نہیں ہے اگر صحیح ہے تو فتوے لے آیئے۔ مولوی عبداللہ صاحب نے کہا کہ میں خود فتوے لکھ دیتا ہوں۔ مگر مولوی خدا بخش صاحب نے کہا کہ نہیں آپ مفتی کفایت اللہ صاحب سے فتوے لے آیئے۔ مگر یہ یاد رہے کہ میں لکھوں گا وہی جو حق ہے۔

مولوی صاحب چل دئے

اب مولوی عبداللہ صاحب مع اپنے فرزندان کے ہمارا مضمون اور خط جو مولوی خدا بخش صاحب کے نام تھا لیکر چلے کہ ہم مفتی کفایت اللہ صاحب سے فتوے لاتے ہیں۔ لیکن وہ اسی دن روپڑ کو چل دئے۔ اور روپیہ نہ ملنے کی وجہ سے دلی دکھ اور حسرت کے ساتھ روانہ ہو گئے اور ۸-۱۰ دن کا انتظار جو اشد من الموت تھا ختم ہو گیا۔

انعامی رقم واپس کر دی گئی

جب یہ معلوم ہوا کہ روپڑی حضرات بصد حسرت تحریری فیصلہ حاصل کئے بغیر ہی کاغذات لیکر چلے گئے ہیں اور کوئی دلیل حسب مطالبہ وہ دے نہیں سکے تو مولوی خدا بخش صاحب

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ایران اور مصر کا رشتہ

فاروق اول شاہ مصر کی بہن شاہزادی فوزیہ سے ولیعہد ایران کی شادی ایک اہم واقعہ ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسی مثالیں بہت ہی کم ملتی ہیں کہ ایک ملک کے مسلم شاہی خاندان نے دوسرے ملک کے مسلم شاہی خاندان سے اس قسم کا رشتہ جوڑا ہو یہی وجہ ہے کہ ایران اور مصر کے شاہی خاندانوں کا یہ رشتہ دلچسپی اور اہمیت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔

معلوم ہے اس شادی سے دونوں ملکوں کی سیاسی پوزیشن اور پالیسی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ دونوں کی سرحدیں دور دور ہیں۔ اور مصر، برطانیہ کے زیر اثر ہے۔ لیکن اس رشتے سے تمدنی اور ادبی اثر دونوں ملکوں پر پڑے گا۔ ایران میں عربی زبان اور مصری تہذیب کو مقبولیت حاصل ہوگی اور مصر میں ایران کی تہذیب اور مصنوعات کو فروغ ہوگا۔

مصر میں ابھی سے فارسی زبان کی مقبولیت شروع ہوگئی ہے۔ شاہزادی فوزیہ فارسی پڑھ چکی ہیں اور فارسی سکھانے والی کتابیں بھی شائع ہو رہی ہیں۔ ایران اور مصر میں یہ تہذیبی تعاون ہر لحاظ سے مبارک ہے۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ایران اور مصر دونوں ملکوں کے شاہی خاندان کا آغاز بالکل یکساں ہے۔ اعلیحضرت رضا شاہ کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ وہ شروع شروع ایک معمولی سپاہی تھے۔ مگر اپنی ذاتی قابلیت و شجاعت سے تخت شاہی پر پہنچ گئے۔

یہی حال مصر کے شاہی خاندان کے بانی محمد علی کا تھا۔ محمد علی البانیا کے شہر قولہ میں پیدا ہوئے تھے۔ جو اب یونان کے قبضہ میں ہے۔ معمولی سپاہی کی حیثیت سے ترکی فوج میں بھرتی ہوئے اور نپولین کے حملہ کے بعد اسی ترکی فوج کے ساتھ مصر آئے بالکل ان پڑھ تھے۔ مگر بہت ہی ہوشیار اور مغز۔ چنانچہ جلد ہی مصر میں برسر اقتدار ہوگئے۔ اور سابق حکمراں۔ مالک خاندان کے تمام افراد کو قتل کر کے مصر کے مالک بن گئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ ترکی سے جنگ کی اور فلسطین و شام کو فتح کرتے ہوئے اناطولیہ کے بھی بہت سے مقامات پر قابض ہوگئے۔ اگر دول یورپ بروقت مداخلت نہ کریں تو قسطنطنیہ بھی فتح کر لیتے۔ دول یورپ کے دباؤ سے محمد علی پاشا کو تمام مفتوحہ علاقے خالی کر دینا پڑے اور ترکی کا باجگذار بن جانا پڑا۔ یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ نجد کی وہابی تحریک کو مٹانے والے بھی یہی محمد علی پاشا تھے۔ انہوں نے نجد کو فتح کر کے سابق وہابی پایہ تخت درعیہ کو بالکل مسمار کر ڈالا تھا۔

غرضکہ ایرانی اور مصری شاہی خاندانوں کا آغاز بالکل یکساں ہوا ہے۔ پھر شاہزادی فوزیہ کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ نہایت تعلیم یافتہ ہیں اور عربی۔ ترکی۔ فرانسیسی زبانوں پر پوری طرح حاوی ہیں۔ قوی امید ہے کہ ایران کی ملکہ بن کر وہ اپنے ملک کو بہت ترقی دیں گی۔ پردہ نہیں کرتی ہیں اور شاہ ایران اور ولیعہد بھی پردے کے مخالف ہیں۔

مصر کے بعض حلقوں میں توقع ظاہر کی جا رہی ہے کہ شاہ فاروق کی باقی تین بہنوں کی شادیاں بھی مسلم شاہی خاندانوں میں ہونگی سعودی اور عراقی شاہی خاندانوں میں ان شاہزادیوں کے لئے بر تلاش کئے جا رہے ہیں۔ اگرچہ خود شاہ فاروق نے اپنی شادی کسی شاہزادی سے نہیں کی ہے بلکہ ان کی بیوی ایک مصری عہدہ دار کی لڑکی ہے

(ماخوذ)

رفتار عالم

ہندوستان

—— نئی دہلی ۲۴ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنر جنرل نے شریعت بل کی جسے مسٹر کاظمی نے مرکزی اسمبلی میں پیش کیا تھا اور جو اسمبلی کے موجودہ سیشن میں پاس ہوگیا تھا منظوری دے دی ہے یہ بل ۱۷ مارچ سے نافذ کر دیا گیا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۲ مارچ۔ آج مرکزی اسمبلی میں دو پیسے والے پوسٹ کارڈ کے متعلق ترمیم ۴۹ کے مقابلہ میں ۵۶ ووٹوں کی کثرت سے منظور ہوگئی۔ رائے شماری کے وقت مسلم لیگ پارٹی غیر جانبدار رہی۔

—— جے پور ۲۴ مارچ۔ حکومت جے پور کا ایک کمیونکہ مظہر ہے کہ مہاراجہ صاحب با جلاس کونسل جے پور کے حادثہ فائرنگ کے متعلق موصول شدہ اطلاعات اور بیانات سے مطمئن ہیں۔ کہ اس حادثہ کے متعلق مزید تحقیقات غیر ضروری ہے تاہم ہز ہائینس نے مظلومین اور شہدائے جے پور کے لواحقین کی مالی امداد کیلئے ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے جو اس سلسلہ میں اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ ہز ہائینس نے مسجد کے دروازہ کی توسیع کی اجازت دیدی ہے۔ بشرطیکہ سابقہ مذہبی روایات بحال رکھی جائیں۔

—— جے پور ۲۴ مارچ۔ مہاراجہ جے پور نے اعلان کیا ہے کہ دربار جے پور سرکاری جگہ پر ایک جدید جامع مسجد بنانے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ اس کی تیاری پر جے پور کی مسلمان آبادی جوہری بازار کی جامع مسجد کے راستہ کو سوائے نماز کے اوقات کے استعمال نہ کرے۔

—— کراچی ۲۴ مارچ۔ آج صبح وزارت سندھ کے دو ہندو وزراء نے اپنے استعفے گورنر کے پیش کر دیئے۔ آج جس وقت سندھ اسمبلی میں وزارت کے خلاف مذمت کی تحریک پیش ہوئی۔ سندھ اسمبلی کی ہندو انڈیپینڈنٹ پارٹی مخالف پارٹی کے بنچوں پر بیٹھی۔

—— کراچی ۲۴ مارچ۔ آج بعد دوپہر سادھو دسوان اور سان کے ۲۶ ساتھیوں کو اس حالت میں گرفتار کیا گیا جب وہ سول نافرمانی کر رہے تھے۔ یہ لوگ حکومت کے امتناعی احکام کو توڑ کر سکرٹریٹ کی طرف بڑھ رہے تھے سان کا یہ اقدام اس سے عمل میں آیا تھا کہ حکومت نے اوم منڈلی کے خلاف کیوں پابندیاں عائد نہیں کیں۔

—— نئی دہلی ۲۴ مارچ۔ مصر کی وفد پارٹی کا وفد لیڈر دہلی واپس آگیا ہے امید ہے کہ وفد کے ارکان یکم اپریل کو عازم مصر ہو جائیں گے۔

—— لکھنؤ ۲۴ مارچ۔ تحریک مدح صحابہ شدت اختیار کر گئی ہے ۵۰۰ اشخاص نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ گرفتار شدہ اشخاص میں نواب سعید احمد خاں ملیح آبادی بھی شامل ہیں۔

—— جے پور ۲۴ مارچ۔ دربار جے پور نے ۲۵ عورتوں کو رہا کر دیا ہے۔ یہ عورتیں سول نافرمانی کی تحریک میں گرفتار ہوئی تھیں۔

—— الہ آباد ۲۴ مارچ۔ کانگرس لیڈروں کے مذاکرہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسٹر گاندھی ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کو نامزد کرنے کیلئے اپنی سکیم کو مسٹر بوس پر ٹھونسنا نہیں چاہتے تھے۔ ہاں اگر مسٹر بوس نے ان سے مشورہ کیا تو وہ مشورہ دینے کیلئے تیار ہونگے۔ مسٹر بوس بھی موجودہ تعطل کو جاری رکھنے کے متمنی نہیں ہیں۔

ممالک خارجہ

—— بوڈاپسٹ ۲۴ مارچ۔ کل ہنگرین فوجوں نے سرحد پار کر کے سلواکیہ کے ایک علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر آج بعد دوپہر ہنگرین فوجوں نے فتح کردہ علاقہ کو خالی کرنا شروع کر دیا ہے۔

—— برلن ۲۴ مارچ۔ آج ہر ہٹلر میمل سے برلن واپس آ پہنچے ہیں۔

—— برگوس ۲۴ مارچ۔ برگوس میں جنرل فرانکو اور حکومت میڈرڈ کے نمائندوں میں جو گفت و شنید ہو رہی تھی۔ وہ ناکام ثابت ہوگئی ہے۔ کل جنرل فرانکو کی فوجیں میڈرڈ میں داخل ہو جائیں گی۔

—— لندن ۲۴ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ ہر ہٹلر نے اس سال کے متعلق اپنی مہم کی سکیم تیار کر لی ہے۔ سکیم پر عملدرآمد شروع ہوگیا ہے اور اس کے مطابق چیکوسلواکیہ اور میمل پر قبضہ کیا جا چکا ہے اب بیان کیا جاتا ہے کہ ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کی باری ہے۔ بعض حلقوں میں ڈنمارک کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

—— لندن ۲۴ مارچ۔ راغب نشاشیبی نے ایک اخباری نمائندہ کی ملاقات کے دوران میں کہا کہ میں ان لوگوں کے نظریہ سے متفق نہیں ہوں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلسطین کانفرنس بالکل ناکام ثابت ہوئی ہے۔ آپ نے کہا کہ برطانوی حکومت کسی مضبوط اور متعین پالیسی وضع کرنے کے لئے پورے انہماک سے غور کر رہی ہے۔ دوم یہ کہ اس طرح گذشتہ تین سال کی غیر یقینی حالت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

—— انقرہ ہوائی ڈاک سے۔ حکومت ترکیہ نے تمام سرکاری اور عوام سے اپیل کی ہے کہ جلد سے جلد اور وسیع ترپیمانہ پر زہریلی گیسوں سے حفاظتی تدابیر اختیار کرنے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور نصیحت کی ہے کہ انجمن ہلال احمر کے تیار کردہ نقابوں کی خریداری میں جلدی کریں۔ اعلان کیا گیا ہے کہ انجمن نے ضرورت کے مطابق کافی نقاب تیار کر لئے ہیں۔ یہ نقاب دوسری جگہ کے تیار کردہ نقابوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔

—— لندن ۲۳ مارچ۔ آج آل انڈیا مسلم لیگ کے نمائندوں نے فلسطین کانفرنس کے نتائج کے سلسلہ میں لارڈ زیٹلینڈ اور مسٹر بٹلر سے ملاقات کی۔ انہوں نے حالات کی آخری شکل پر حیرانی کا اظہار کیا اور امید ظاہر کی کہ آخر کار ملک معظم کی حکومت ہندوستانی مسلمانوں کی رائے کے اظہار کے لئے عربوں کے ساتھ انصاف کرنے کی غرض سے اپنی پالیسی میں تبدیلی کے سوال پر غور کرے گی۔

—— پیرس ۲۳ مارچ۔ لتھونیا کو الٹی میٹم دے کر جرمنی نے حال ہی میں میمل پر جو قبضہ کر لیا ہے۔ اس پر فرانس میں تشویش و اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اخبارات میں جرمنی کے اس اقدام کے خلاف بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ یعنی جب تک امن پسند حکومتیں متحد و متفق نہ ہو جائیں گی۔ مدافعت غیر ممکن ہو جائے گی جرمنی کے مقابلہ کا یہی بہتر طریقہ ہے۔

—— واشنگٹن ۲۴ مارچ۔ ہٹلر کے بعض دوستوں کی زبانی ایک انگریزی اخبار کے نمائندہ کو معلوم ہوا ہے کہ جرمن کے چیکوسلواکیہ پر قبضہ ہونے کے بعد حکومت برطانیہ کیطرف سے جب ہٹلر کیخلاف بیان دیا گیا تو ہٹلر اس قدر مشتعل ہوا کہ اس کے منہ سے مارے غصہ کے جھاگ نکلنے لگی یہ اعلان پڑھ کر وہ زور زور سے اپنی مٹھیاں میز پر مارنے لگا۔ اسکی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔ یہ دیکھ کر اسکے دوست دوڑ کر کمرہ سے باہر ہوگئے

جلد ۲۷ — لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۹ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء — نمبر ۱۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پسر نوح

قرآن شریف سے پتہ لگتا ہے کہ جب حضرت نوح کا بیٹا طوفان میں غرق ہونے لگا تو حضرت نوح نے اسے کہا کہ تو ہمارے پاس آجا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے تمہارے پاس آنیکی کوئی ضرورت نہیں میں پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا۔ گویا وہ نادان اپنی تدبیر اور اسباب کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہتا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آج کے دن تجھے خدا تعالیٰ کے عذاب سے کوئی چیز بھی بچانیوالی نہیں۔

اسی طرح پر میرے الہام میں ہے کہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون اور مسجد مبارک کے بارے میں فرمایا ومن دخلہ کان امنا یہ ہر دو دلالت کرتے ہیں کہ ایک طوفان عظیم آنیوالا ہے جس سے وہی لوگ بچیں گے جو میری کشتی میں سوار ہونگے اور انکے ساتھ اب الہام انی احافظ الخ بھی موید ہے ...... براہین احمدیہ میں اس کی طرف اشارہ کر کے صاف فرمایا اتی امر اللہ فلا تستعجلون اسوقت جو لوگ ہماری کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرتے ہیں وہ اس بلا سے بچ جائیں گے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں الحمد للہ

—— جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب مدیر پیغام صلح جو کہ آجکل رخصت پر ہیں بعض خاندانی پریشانیوں میں مبتلا ہیں وہ احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے درد دل کے ساتھ دعا کی جائے اللہ تعالیٰ انہیں ان پریشانیوں سے نجات دے۔ آمین۔

—— جماعت کے متعدد احباب بیمار اور مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی مشکلات دور کرے اور صحت کامل عطا فرمائے۔ آمین۔

—— متعدد کالجوں کے احمدی طلباء یونیورسٹی امتحانوں میں شامل ہونے والے ہیں، تمام احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نہایت اچھے نمبروں پر کامیاب کرے۔ آمین۔

ایک نہایت ضروری اطلاع

پیغام صلح مورخہ ۲۰ مارچ کو جماعت سامانہ کے سالانہ جلسہ کے انعقاد کے متعلق اعلان شائع ہوا تھا۔ لیکن اب دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ بعض وجوہات کی وجہ سے جلسہ ملتوی کر دیا گیا ہے دوست مطلع رہیں۔ والسلام

ڈاکٹر الہ بخش

آنریری اسسٹنٹ سکرٹری

جماعت کے استحکام کی بعض تجاویز

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران مکرم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

توسیع و استحکام کی بعض تجاویز جو خرچ کو چاہتی ہیں، آئندہ اجلاس جنرل کونسل میں پیش ہوں گی جو غالباً وسط اپریل میں ہوگا اور میں امید رکھتا ہوں کہ قومی معاملات میں دلچسپی لینے والے احباب جو جنرل کونسل کے ممبر ہیں، اس موقع پر تشریف لاکر اس مشورہ میں شریک ہوں گے۔ لیکن استحکام جماعت کی بعض تجاویز ایسی ہیں جن کے لئے کسی خرچ کی ضرورت نہیں صرف اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسی ہی چند باتوں کی طرف میں اپنے احباب کو اس وقت توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

ان میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جماعت کے اندر شادیوں کے ذریعہ سے رشتہ داری کے نئے تعلقات پیدا کئے جائیں۔ یہ وہ بات ہے جس کے لئے خود حضرت مسیح موعودؑ نے تحریک فرمائی، اور اپنے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھی۔ آپ نے ایک اعلان کے ذریعہ سے جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ نکاح کے تعلقات آپس میں قائم کئے جائیں۔ آپ کا کبھی وہ مذہب نہیں ہوا جو آج قادیان والوں نے بنا یا ہوا ہے کہ غیر از جماعت عورت کا نکاح احمدی مرد کے ساتھ جائز ہے مگر غیر از جماعت مرد کا نکاح احمدی عورت کے ساتھ جائز نہیں۔ قادیان کے اس فتوے کی بنیاد حضرت مسیح موعود کے کسی اعلان یا فتوی پر نہیں۔ کیونکہ آپ نے کبھی کوئی ایسا اعلان نہیں کیا بلکہ اس کی بنیاد ان کے اپنے مسئلہ تکفیر مسلمین پر ہے جس سے حضرت مسیح موعود کا دامن پاک ہے اور وہ دوسرے مسلمانوں کو کافر قرار دیکر انہیں اہل کتاب کی طرح ٹھہراتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے ایک ہی تحریک کی تھی، اور یہ لکھا تھا کہ دونوں کے رشتے جماعت کے اندر کئے جائیں اور اس کی غرض بھی یہ بیان فرمائی تھی کہ آپس کے تعلقات میں ازدیاد محبت سے جماعت کے اندر استحکام پیدا ہو۔

یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گو کم و بیش یہ انتظام ہماری جماعت میں شروع سے موجود رہا ہے لیکن جماعت کی اس طرف توجہ بہت ہی کم رہی ہے اور بعض احباب برادریوں کی قیدکی وجہ سے اور بعض کچھ اور امور کو مدنظر رکھ کر اس معاملہ میں سہل انگاری سے کام لیتے رہے ہیں۔ مرکز میں بھی اس بارے میں کچھ سستی رہی ہے لیکن اب جب کہ استحکام جماعت کے لئے خاص طور پر قدم اٹھایا جانے والا ہے جس پر روپیہ بھی خرچ ہوگا یہ ضروری ہے کہ ان تجاویز کو پہلے عمل میں لایا جائے جن کے لئے کسی روپیہ کے خرچ کی ضرورت نہیں بلکہ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ انتظام نئے ہاتھوں میں دیا گیا ہے اور گو میں خود بھی اس کی طرف خصوصیت سے توجہ دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر چونکہ زیادہ خط و کتابت کے بوجھ کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ کام مولوی مرتضےٰ خانصاحب کے سپرد کیا گیا ہے۔ جو اس کے متعلق جیسا کہ اخبار میں اعلان بھی ہو چکا ہے۔ ہر قسم کی خط و کتابت کریں گے اور جو خط و کتابت احباب کی طرف سے ہوگی۔ اسے پوری رازداری سے محفوظ رکھیں گے اس لئے جو احباب اپنے لئے یا اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتے چاہتے ہوں، وہ ان سے خط و کتابت کریں۔ وہ میرے مشورے سے موزوں رشتوں کی اطلاع اس قسم کے اصحاب کو دیتے رہیں گے۔ اور گو ایک حد تک وہ خود بھی صحیح حالات معلوم کرکے ایسی اطلاع دیں گے۔ مگر شادی کے ساتھ چونکہ ساری عمر کے تعلقات وابستہ ہیں۔ اس لئے پوری تشفی ان حالات کے متعلق کرنا احباب کا اپنا کام ہوگا۔

پس میں جملہ احباب کی خدمت میں درخواست کرونگا کہ استحکام جماعت کی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ آئندہ کے لئے تعلقات نکاح کو جماعت کے اندر رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں اور لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے پہلے جماعت میں رشتہ تلاش کریں۔ بہت سے اصحاب کا اب تک یہ طریق عمل رہا ہے کہ لڑکوں کے رشتے تو باہر کر لیتے ہیں اور لڑکیوں کے لئے جماعت میں رشتے تلاش کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس طریق عمل سے لڑکیوں کے رشتے جماعت میں میسر نہیں آسکتے۔ مگر بعض اصحاب برادریوں پر ضرورت سے زیادہ زور دیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اگر برادری اور جماعت دونوں ایک جگہ میسر آسکیں تو یہ بہت معلوم ہوتا ہے۔ مگر تعلقات محبت کا سلسلہ وسیع کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ برادریوں سے باہر تعلقات کو کسی رنگ میں معیوب نہ سمجھا جائے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ برادریوں سے باہر رشتوں میں بوجہ ناواقفیت بعض وقت مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں لیکن کیا برادریوں کے اندر ایسی مشکلات موجود نہیں؟ بلکہ قریب سے قریب رشتہ داروں میں بھی ایسے تعلقات نکاح دیکھے گئے ہیں جن کا نتیجہ خوشگوار نہیں بلکہ بہت تلخ ثابت ہوا ہے تو چھوٹی چھوٹی مشکلات کی وجہ سے ایک عظیم الشان قومی غرض کو جس پر ہمارے اشاعت اسلام کے کام کی قوت کا انحصار ہے نقصان نہ پہنچنا چاہئے اور آج سے تمام احباب کو اپنے دل کے ساتھ یہ عہد کر لینا چاہئے کہ وہ جہاں تک ممکن ہے جماعت کے اندر تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کتنے لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو اپنے سینوں میں تبلیغ اسلام کی زبردست تڑپ رکھتے تھے۔ مگر انہیں تعلقات نکاح کے ذریعہ سے ایک دوسرے ماحول میں ڈالنے سے ان کا وہ جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ بلکہ بعض وقت بالکل مر گیا۔ اس کی ذمہ داری خود والدین پر ہے۔

دوسری بات جو استحکام جماعت کا ایک زبردست ذریعہ بن سکتی ہے۔ وہ باہمی ہمدردی کے تعلقات کو بڑھانا ہے۔ میری مراد اس سے صرف اس قدر نہیں کہ ہم ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہوں جس طرح برادریوں میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ بیمار کی خبر گیری۔ تکلیف زدہ کی تکلیف میں اس کے کام آنا۔ جنازوں میں شمولیت اختیار کرنا۔ دعوت کا قبول کرنا یہ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کی رو سے ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے اور اس لئے احمدی بھائیوں کا جو ایک چھوٹی سی جماعت ہیں اور جن سے دوسرے مسلمان اکثر حالات میں بغض رکھتے ہیں اور ان کی ان باتوں میں شریک نہیں ہوتے اور بھی زیادہ حق ہے۔ مگر ان امور کے علاوہ میں ایک دو اور امور کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ ہم اپنے بھائیوں کے کاروبار میں ایک دوسرے سے تعاون اور ہمدردی کریں۔ جماعت کے اندر ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ تاجر ہیں وکیل ہیں ڈاکٹر اور حکیم ہیں پیشہ ور ہیں تو ہم نہ صرف اپنی ذاتی ضروریات میں ایک دوسرے سے کام لیں۔ اپنے تاجروں سے اشیاء خریدیں، اپنے وکیلوں کو مقدمات دیں اپنے ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرائیں۔ اپنے پیشہ وروں سے کام لیں، بلکہ جہاں تک ممکن ہو ان کی تجارت یا پریکٹس یا کام کو فروغ دینے کی کوشش کریں یعنی جہاں تک ممکن ہو اوروں کے ان کی طرف رجوع کی کوشش بھی کریں۔ قابلیت کے سوال کو الگ رکھکر میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ آج جب دنیا میں فریب دہی، خیانت، دوسروں کے حقوق کو دبانے کی وبا عام پھیلی ہوئی ہے۔ ہماری جماعت میں نسبتاً اخلاص اور سچائی اور دوسروں کے حقوق کا خیال زیادہ ہے علاوہ بریں یہاں بھی تکلیفیں پیش آئیں گی جھگڑے ہوں گے۔ مگر کونسے کاروبار کے تعلقات ہیں جہاں تکلیفیں پیش نہیں آتیں یا جھگڑے نہیں ہوتے۔ میں یہاں اس غلط فہمی کو بھی رفع کرنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ہمارے بھائیوں پر یہ حق ہے کہ وہ ہمارا کام مفت کریں۔ لیکن اپنے اوپر دوسروں کا یہ حق نہیں سمجھتے۔ ایک مسلمان کی یہ ذہنیت نہ ہونی چاہئے۔ کسی احمدی تاجر کی تجارت اس بات کی متحمل نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے احمدی بھائیوں کو چیزیں مفت دیتا جائے۔ کسی احمدی ڈاکٹر کا گذارہ نہیں چل سکتا۔ اگر ہم یہ توقع رکھیں کہ وہ احمدیوں کا علاج بلا فیس کرے۔ کسی احمدی وکیل کا کام نہیں چل سکتا۔ اگر وہ احمدیوں کے مقدمات مفت کرے۔ جب ہم دوسری جگہ بھی خرچ کرکے یہ کام کراتے ہیں تو انہیں کو ان کا حق دیکر کام کرانے میں بھی نیکی اور عزت ہے۔ ہاں غرباء کی امداد دوسرا سوال ہے

دوسرا امر جس کی طرف میں خصوصیت سے اہل ثروت اور صاحب روپیہ اصحاب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس بیکاری کے زمانہ میں جہاں تک ہو سکے اپنی جماعت کے نوجوانوں کی سبیل معاش کے حصول میں مدد کرنی چاہئے۔ اس بارے میں کم و بیش پہلے بھی تحریک ہوتی رہی ہے لیکن وہ بہت ناکافی ہے۔ بہت سے اصحاب ہیں جو کافی تعداد میں آدمیوں کو اپنے کاروبار میں لگا سکتے ہیں اور انہیں نوکریاں دے سکتے ہیں۔ بہت سے ہیں جو اپنے اثر سے انہیں کوئی ملازمت دلا سکتے ہیں۔ اگر ایسے اصحاب اس قسم کی ضرورت کی اطلاع مرکز میں دے دیا کریں کہ ان کے پاس یا ان کے علم میں کس قسم کے آدمیوں کی کھپت ہو سکتی ہے تو اس کے متعلق مرکز میں باقاعدہ ایک نظام قائم کیا جا سکتا ہے اور بیسیوں آدمی جو اس وقت بیکار ہیں۔ برسرکار ہو کر قوم کے لئے استحکام اور قوت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ ہمارے نبی صلعم نے فرمایا ہے من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ۔ من کان فی عون اخیہ کان اللّٰہ فی عونہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کرتا ہے اللہ اس کی حاجت کو پورا کرتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی مدد میں لگ جاتا ہے اللہ اس کی مدد میں لگ جاتا ہے۔ اے صاحبان ثروت و مرتبہ میں آپ سے درد دل سے اپیل کرتا ہوں کہ قوم کی طرف سے جو لا پرواہی آپ برت رہے ہیں، آپ کی طاقت بھی جماعت کی طاقت میں ہے۔ دولت اور مرتبہ کوئی چیز نہیں حقیقی عزت اسی میں ہے کہ آپ اپنے محتاج بھائیوں کو اٹھانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اپنے بھائیوں کی امداد سے لاپرواہی اختیار نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ خدا آپ کی امداد کی پرواہ نہ کرے۔ دولت اور مرتبہ آنے جانیوالی چیزیں ہیں۔ لیکن خدا کی محبت ایک غیر فانی چیز ہے وہ مخلوق کی محبت سے خالق کی محبت کو حاصل کرو۔ والسلام

محمد علی

قادیانی خلافت کے کارناموں پر ایک نظر

سکوت آموز طولِ داستانِ درد ہے ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے منہ میں اور تابِ سخن بھی ہے

آج جبکہ جماعت احمدیہ کے اختلاف پر ایک ربع صدی گزر چکی ہے یہ وقت ہے کہ دونوں جماعتیں اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور اسے ایک مربوط اور مبسوط صورت میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ دنیا خود اندازہ کرے گی کہ کونسی جماعت جادۂ صداقت پر گامزن ہے۔ اور کونسی اپنے حقیقی راستے سے بھٹک چکی ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے تبلیغی اور اشاعتی کارنامے کسی تشریح کے منت کش نہیں۔ دنیا کے ہر مقام سے ان کا اعتراف کیا گیا ہے اور ہر طرف سے اس پر تحسین کے پھول برسے ہیں۔ قادیانی حضرات کے منہ سے کسی کلمۂ خیر کی توقع تو نہ تھی لیکن کیا ہی بہتر ہوتا وہ جہاں اپنی پچیس سالہ کارکردگی پیش کر رہے تھے صرف اپنے حسن عمل کو ہی پیش کرتے اور خلافت جوبلی فنڈ کی فراہمی کے لئے خواہ مخواہ جماعت لاہور کو اپنی لپیٹ اور اسفل تنقید کا ہدف نہ بناتے۔ لیکن قادیانی صحافت صحافت ہی نہیں ہے اگر اس میں جماعت لاہور کیلئے نیش و نشتر نہ ہوں۔ معاصر "الفضل" مؤرخہ ۱۶ مارچ رقمطراز ہے:

"جماعت کے ایک حصہ نے (یعنی جماعت لاہور نے)
خلافت ثانیہ کی بیعت سے روگردانی کرتے ہوئے
بغاوت اختیار کی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت کی اکثریت
کو اپنے ساتھ کرنے کے لئے انہوں نے حضرت
خلیفۃ المسیح اول کی وفات سے قبل ہی اندر ہی اندر
ریشہ دوانیاں شروع کر دی تھیں۔"

اس کے علاوہ معاصر سن رائز مؤرخہ ۱۰ مارچ رقمطراز ہے:

"کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح تعلیم کو وہ حضرات دبانا
اور چھپانا چاہتے تھے جنہوں نے بعد کو لاہور میں ایک
حریف انجمن کو قیام دیا۔"

اس کے علاوہ دن کونسا قادیانی اخبار ہے جس میں جماعت لاہور کے مسلک، لٹریچر، اخبار اور خدمات کے متعلق گل ریزیاں نہیں کی جاتیں۔ ہم تو اس قسم کی فضول بحثوں میں الجھنا محض تضییع اوقات خیال کرتے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر سکوت کسی نوعیت سے بھی تکلم بلیغ بن سکتا ہے تو ہمارے مسلسل سکوت کو یوں سمجھنا چاہئے کہ ہم قادیانی خرافات کو لائق اعتنا خیال نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمارا مسلک لوگوں کے جذبات سے کھیلنا نہیں اور نہ ہی اجتماعی اچھا بھیوں سے کوئی فائدہ حاصل کرنا ہے۔ ہماری جماعت ایک مخلص اسلامی جماعت ہے جسے خود حضرت امام وقت نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا جس کی دنیا میں ایک ہی نصب العین ہے اور وہ نصب العین اشاعت اسلام ہے اعلائے کلمۃ اللہ ہے اس کے علاوہ ہم کسی واہی تباہی میں اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ کہا جاتا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کی حقیقی تعلیم کو فراموش کر دیا۔ ہم نے خلافت کو جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح اشارات پائے جاتے تھے پس پشت پھینک دیا۔ لیکن کوئی ان تعلّی نگاروں اور مبصروں سے پوچھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایک جدید اور مستقل نبوت کی ورغ بیل ڈالنا تحریف نہیں کیا ہے؟ دنیا کے کروڑ ہا مسلمانوں کو ایک جنبش قلم سے دائرہ اسلام سے خارج کر دینا حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت ہے کیا؟

حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

پھر آپ نے تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳۰ پر فرمایا ہے "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔"

اب ان حقائق اور حضرت مسیح موعود کے بین ارشادات کے ہوتے ہوئے اجرائے نبوت اور تکفیر مسلمین کے غیر اسلامی اور زہریلے عقیدے تراشنا یقیناً صراط مستقیم سے انحراف ہے۔ یہ خلافت جس کے متعلق قادیانی حضرات اتنے اینٹھتے اور زمین آسمان کے قلابے ملاتے ہیں اور اسے ایمانیات کا ایک ممتاز عنصر سمجھتے ہیں اور اس کے ہمہ صفت سایہ کے نیچے مخلوق خدا کی فلاح اور بہبودی تصور کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں اس کے متعلق اشارہ تک موجود نہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے بعد صدر انجمن احمدیہ کو ہی اپنا جانشین چھوڑا۔ اور ہر امر میں صرف اس انجمن کے اجتہاد کو کافی قرار دیا۔ لیکن قادیانی حضرات نے آپ کے احکامات کو نسیاً منسیاً کر دیا۔ اور پیر پرستی شروع کر دی۔ جسے قادیانی اصطلاح میں خلافت یا برکت خلافت کہتے ہیں۔ اور پھر کچھ اس پر ایسے لٹو ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی — قادیانی جماعت کا یہ مقدس اور الوہی ادارہ کسی جائز اور معقول تنقید کا حریف نہیں ہو سکتا۔ لیکن بعض واقعات اور حالات کو اجاگر کرنے کیلئے اس پر تنقید کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔

قادیانی خلافت کی مہربانی سے تحریک احمدیت کو بہت خطرات اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مسئلہ تکفیر اور مسئلہ اجرائے نبوت محض اس کی وجہ سے معرض وجود میں آئے جن سے جماعت میں اختلاف پیدا ہوا اور جماعت کا وہ ٹکڑا جس کے اندر سب سے زیادہ قوت فعال موجود تھی اسے کاٹ کر مرکز سے علیحدہ کر دیا گیا۔ جو اختلاف کی وجہ سے قادیانی جماعت کے صحیفے رنگے جا رہے ہیں ان کو بے شک نہیں سہاتے اس واقعہ سے تحریک احمدیت کو بہت صدمہ پہنچا۔ اگر جماعت کے یہ دونوں ٹکڑے ایک ہو کر اور متحد ہو کر تحریک احمدیت کے رفیع نصب العین کو بروئے کار لاتے تو اس وقت تک تاریخ احمدیت میں چند نہایت شاندار ابواب کا اضافہ ہو چکا ہوتا۔ قادیانی خلافت کا یہ کارنامہ یقیناً اس قابل نہیں کہ اس پر خوشی اور انبساط کا اظہار کیا جائے۔

سلسلہ کو دوسرا نقصان یہ پہنچا کہ عند عنائیت کی ترویج ہی عام ہوئی۔ اس تحریک سے جو اپنی سرشت میں خالص اسلامی تحریک تھی بدظن ہو گئے اور ان میں ایسی غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں کہ جنہیں آسانی کے ساتھ دور نہیں کیا جا سکتا۔ اس تحریک کا یہ مقصد نہیں تھا کہ ایک پیری مریدی کی گدی قائم ہو جائے۔ بلکہ اس کے ذریعہ ایک عالمگیر انقلاب پیدا کرنا مقصود تھا۔ لیکن قادیانی خلافت اس انقلاب عظیم کے راستہ میں سنگ گراں ہو کر گر پڑی۔

اگر ان تمام واقعات کا نظر غائر سے مطالعہ کیا جائے جو ۱۹۱۴ء سے لیکر اب تک قادیان میں رونما ہوئے ہیں تو معلوم ہوگا کہ جماعت کی لاکھوں روپیہ لیسے کاموں پر خرچ ہوتا رہا ہے کہ اگر وہ اشاعت اسلام اور دیگر علمی اداروں پر خرچ ہوتا تو اس سے جماعت کو بہت تقویت پہنچتی اور اب جو جماعت کی تبلیغ میں ایک تعطل پیدا ہو چکا ہے اس سے جماعت محفوظ رہتی۔ قادیان میں ایک یونیورسٹی ہوتی۔ قادیان میں عظیم الشان لائبریریاں ہوتیں۔ وہاں ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم ہوتے۔ دنیا کی تمام زبانوں میں اسلامی لٹریچر پیدا کیا جاتا مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوتے۔ وہاں مذہبی علوم کا ایک دریا بہتا جس کی نہریں پھوٹ پھوٹ کر اکناف عالم کو سیراب کرتیں۔ تمام دنیا پر اس قصبہ کی مذہبی اور علمی بزرگی کی دھاک بیٹھ جاتی۔ لیکن اب وہاں کے علم و فضل کی ندیاں خشک ہو چکی ہیں اور قادیان کا لوگوں پر وہ پہلے جیسا علمی، اخلاقی اور مذہبی اثر باقی نہیں رہا۔ اخلاقی اور مذہبی تفوق ہی اس مقام کی سب سے بڑی فتح تھی لیکن اب وہ فتح شکست میں تبدیل ہو چکی ہے اور یہ سب کچھ پچھلے پچیس سالوں میں ہوا ہے۔ یہ کارنامہ تو ایسا نہیں جس پر یوں فخر کیا جائے۔ مذہبی دنیا کو ہٹلریت کی ضرورت نہیں۔ ہٹلر دنیا میں بہت موجود ہیں۔ دنیا کو ایسے روحانی پیکروں کی ضرورت ہے جو اس کے جلتے اور رستے ہوئے ناسوروں پر مرہم رکھیں۔ دنیا بائیکاٹ اور ہڑتال سے اکتا چکی ہے ایسے شفیق رہنماؤں کی ضرورت ہے جو صلح آشتی اور محبت کا پیغام دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم کی توہین

انجمن ہائے اشاعت اسلام کی قراردادیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

مورخہ ۲۴ مارچ کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا جس میں جماعت احمدیہ کے افراد نے جو جماعت لاہور سے متعلق ہیں، مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی۔

پمفلٹ موسومہ "بیعت رضوان کی حقیقت" جسے غلام محمد ولد مستری دین محمد قوم کشمیری مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور نے حال ہی میں شائع کیا ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم کے متعلق سخت دشنام طرازی کی گئی ہے۔

یہ اجلاس اس مذکورہ بالا پمفلٹ کو اپنے مذہبی احساسات پر ایک نہایت کینہ حملہ خیال کرتا ہے جس میں ان کے مذہبی معتقدات کی سخت توہین کی گئی ہے ...... اور فیصلہ کرتا ہے کہ اس کی ایک کاپی حکام اعلیٰ کو بھیجتے ہوئے یہ درخواست کی جائے کہ مذکورہ بالا پمفلٹ کے سب نسخے ضبط کئے جائیں اور غلام محمد مذکور کو جماعت احمدیہ کے مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کے ضمن میں قرار واقعی سزا دی جائے اور اس کے خلاف ایسی موثر اور مناسب کارروائی کی جائے جس سے اس دریدہ دہن کو جماعت احمدیہ کے مذہبی اکابرین کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔

آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مورخہ ۲۵/۳/۴۵ شملہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ملتان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ملتان کا یہ اجلاس رسالہ موسومہ "بیعت رضوان کی حقیقت" جسے غلام محمد ولد مستری دین محمد قوم کشمیری مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور نے شائع کیا ہے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ اس رسالہ میں علاوہ بزرگان سلسلہ کے حضرت مسیح موعودؑ کے حرم محترم کی شان میں گستاخانہ اور کینہ حملے کئے گئے ہیں جس سے ہزارہا احمدیوں کی بہت دل آزاری ہوتی ہے اور جماعت احمدیہ کا ہر ایک فرد غم و غصہ کی وجہ سے نڈھال ہے۔

یہ اجلاس مذکورہ بالا پمفلٹ کو اپنے مذہبی احساسات پر ایک نہایت کینہ خیال کرتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے کہ اس کی ایک کاپی حکومت پنجاب کے ذمہ دار حکام کو بھیجتے ہوئے گذارش کی جائے کہ اس پمفلٹ کے تمام نسخے ضبط کئے جائیں اور غلام محمد مذکور کو جماعت احمدیہ کی مذہبی دل آزاری پر قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ اس دشنام طراز انسان کو آئندہ ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہو۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مورخہ ۲۶/۳/۴۵ ملتان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور کے ارکان نے بعد از نماز جمعہ ایک جلسہ کا انعقاد کیا جس میں اس پمفلٹ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے جسے غلام محمد ولد مستری دین محمد مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور نے حال ہی میں شائع کیا ہے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

ریزولیوشن

پمفلٹ موسومہ "بیعت رضوان کی حقیقت" میں غلام محمد مذکور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم کی توہین کر کے ہزارہا احمدیوں کے قلوب کو چھلنی کیا ہے۔ یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ حکومت پنجاب کو توجہ دلائی جائے کہ مذکورہ بالا پمفلٹ کے مصنف غلام محمد کے خلاف مناسب کارروائی کرے اور ایسے ذرائع اختیار کرے جس سے اس دریدہ دہن کو آئندہ گند اچھالنے کی جرأت نہ ہو اور وہ اپنی اس دشنام طرازی کا اعادہ نہ کر سکے۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مورخہ ۱۸/۳/۴۵ لائل پور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کی قرارداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کا یہ اجلاس پمفلٹ موسومہ "بیعت رضوان کی حقیقت" کو جسے غلام محمد ولد مستری دین محمد قوم کشمیری مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور نے شائع کیا ہے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس مذکورہ بالا پمفلٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے حرم محترم کی سخت توہین کی گئی ہے۔ یہ پمفلٹ جماعت احمدیہ کے مذہبی احساسات پر ایک مجوزہ اور معاندانہ حملہ ہے۔

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ اس ریزولیوشن کی ایک کاپی حکام اعلیٰ کو بھیجتے ہوئے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے کہ اس مذکورہ بالا پمفلٹ کی سب کاپیاں ضبط کی جائیں اور غلام محمد مذکور کے خلاف موثر قانونی کارروائی کی جائے۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

جموں

جماعت احمدیہ علی پور کی قرارداد

.... میر شیخ غلام محمد مقیم احمدیہ بلڈنگس نے جو حال ہی میں ایک رسالہ موسومہ "بیعت رضوان کی حقیقت" شائع کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے حرم محترم اور انجمن کے پاک ممبران کو توہین آمیز الفاظ سے خطاب کیا ہے جس کی بنا پر تمام جماعت احمدیہ کے قلوب زخمی ہوئے اور انہوں نے سخت نفرین کا اظہار کیا۔ جماعت علی پور حکام بالادست پنجاب سے صدائے احتجاج بلند کرتی ہوئی توجہ دلاتی ہے کہ وہ فوراً اس دل آزار اور اخلاق سوز ٹریکٹ کو ضبط کرتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرماویں اور ایسے موذی ...... کو قرار واقعی مناسب سزا دی جاوے بصورت عدم توجہی حکام اگر کوئی حادثہ وقوع پذیر ہوا تو اس کی ذمہ دار حکومت ہی ہوگی۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ ہماری پیش کردہ احتجاج پر فوری توجہ مبذول کی جائے گی۔

جماعت کثیر علی پور میں پاس ہوا کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل اخبار پیغام صلح اور چند نقول حکومت پنجاب کے ذمہ دار عہدیداروں کو بھیجی جاویں۔

سکرٹری جماعت احمدیہ علی پور

مورخہ ۲۵/۳/۴۵ ضلع مظفر گڑھ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی ضلع سیالکوٹ کی قرارداد

آج مورخہ ۱۷/۳/۴۵ کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی کا ایک جلسہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق آرا پاس ہوئے۔

(۱) یہ جلسہ شیخ غلام محمد مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور کے رسالہ "بیعت رضوان کی حقیقت" کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ اس میں مصنف نے بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو گالیاں دینے کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم پر ناپاک حملہ کیا ہے اور تمام احمدی قوم کے جذبات کو بری طرح مجروح کیا ہے۔

(۲) یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب سے استدعا کرتا ہے کہ مذکورہ بالا رسالہ کے تمام نسخے ضبط کئے جاویں اور شیخ غلام محمد کے خلاف قانونی کارروائی کی جاوے تاکہ آئندہ وہ احمدیہ جماعت کے مقتدر اکابرین کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے نقض امن کا مرتکب نہ ہو۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

بدوملہی ضلع سیالکوٹ

مرزا ولی احمد بیگ

اور

ہالینڈ مشن

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ کے احسانات کا کس طرح شکریہ ادا کیا جائے کہ جہاں ایک طرف اس نے جوبلی کے موقع پر ہماری جماعت کو غیر متوقع کامیابی عطا فرمائی۔ دوسری طرف محض اپنے فضل سے اسی سال کی ابتدا میں ہمارے کاموں میں ہالینڈ مشن کا اضافہ فرمایا اور اس کے علاوہ ان تین ماہ کے اندر اڑھائی سو سے زیادہ نفوس جماعت میں داخل ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ہالینڈ مشن کا قائم ہونا جماعت کی کسی کوشش کا نتیجہ نہیں۔ مگر یہ یقینی ہے کہ اس تڑپ کا نتیجہ ہے جو اس جماعت کے دلوں میں قرآن کریم اور اشاعت اسلام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے موجود ہے۔ کوشش اگر ہے تو مرزا ولی احمد بیگ کی جنہوں نے اپنے آپ کو ایسی حالت میں ہالینڈ میں جا ڈالا کہ ان کے پاس ایک ماہ کے گذارے کا سامان بھی نہ تھا۔ اور نہ کہیں سے کوئی امید تھی۔ انجمن میں وہ استعفٰے دے کر چلے گئے تھے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو چھوڑ کر اس زمانہ میں تبلیغ اسلام کا جنون کہیں نہیں جہاں سے کوئی مدد ملنے کی توقع ہو سکتی۔ فی الحقیقت مرزا ولی احمد بیگ کا اس طرح بے سروسامان اپنے آپ کو ہالینڈ کے ملک میں جا ڈالنا اس ایمان کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اپنا دین پھیلانے کے لئے اپنے کلام کو پہنچانے کے لئے اپنے نام کو ملبند کرنے کیلئے خود ہی کوئی سامان کر دے گا۔ اس واقعہ کو یاد دلاتا ہے۔ جب طارق نے ہسپانیہ کے ساحل پر اتر کر اپنی کشتیوں کو جلا دیا۔ بعث مرزا صاحب کے اس زندہ ایمان پر ایک اور بزرگ کے دل میں اس قدر زبردست تڑپ پیدا ہوئی کہ انہوں نے ہالینڈ مشن کے کل اخراجات کو دو سال کے لئے اپنے ذمہ لے لیا۔ یہی بزرگ ابھی جوبلی کے موقعہ پر ایک مثیل ہیا قربانی کر چکے ہیں۔ جاؤ اور اس زمانہ میں قرآن پر اس زندہ ایمان کا کوئی اور نمونہ تلاش کرو جو ان دو بزرگوں نے دکھایا ہے یعنی ایک وہ شخص جس نے بے سروسامانی کی حالت میں تبلیغ اسلام کے دیوانوں کی طرح اپنے آپ کو یورپ کے ایک ملک میں جا پھینکا اور دوسرا وہ شخص جس نے اکیلے ہی اس سارے مشن کا بوجھ اپنے سر پر لے لیا۔

ابھی مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے تازہ خط سے معلوم ہوا کہ ڈچ گورنمنٹ نے انہیں ہالینڈ میں رہنے والے مسلمانوں کا ہیڈ تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس کے متعلق ہالینڈ کے ایک نیم سرکاری اخبار میں اعلان بھی ہو گیا ہے۔ گو پادریوں نے اس کی بہت مخالفت کی مگر حکومت نے ان کی مخالفت کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک یوں ہالینڈ میں ایک بنیاد مستحکم تبلیغ اسلام کی پڑ گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مشن کے معمولی اخراجات کا بوجھ ایک ہی بزرگ نے اپنے سر پہ لے لیا ہے۔ لیکن ابھی ایک ضرورت باقی ہے مشن کے معمولی اخراجات کے علاوہ اب وہاں لٹریچر کی ضرورت ہے لٹریچر کے پھیلانے میں خدا کے فضل سے مرزا صاحب ایک بےنظیر قابلیت کے مالک ہیں۔ جس طرح انہوں نے تھوڑے عرصہ میں جاوا اور سماٹرا کو اسلامی لٹریچر سے بھر دیا۔ وہ ہالینڈ کو بھی انشاء اللہ اسی طرح سے بھر دیں گے لیکن ابتدا میں تھوڑے سے خرچ کی ضرورت ہوگی اور مجھے امید ہے کہ کچھ احباب جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت کچھ دیا ہے اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہالینڈ مشن کے لئے کوئی دو ہزار روپے کی رقم جمع کر دیں گے۔ جو اس لٹریچر کے لئے بنیاد کے طور پر ہوگی۔ اس تحریک کو پیش کرنے ہوئے میں یہ صراحت کر دینا چاہتا ہوں کہ ایسی امداد کا کوئی اثر ماہوار چندوں یا جوبلی کی تحریک پر نہ پڑنا چاہئے۔

محمد علی

جوبلی فنڈ میں حصہ لینے والے

اور

سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں ضروری گذارش

شروع اور وسط مارچ میں میں نے تمام بڑی بڑی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں جوبلی فنڈ کے بقایاجات کی فہرست بھیجکر وصولی کے لئے عرض کیا تھا۔ یہ تو امید ہے کہ سیکرٹری صاحبان نے اپنے فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے وصولی بقایاجات کے لئے ضروری کاروائی کی ہوگی۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مجھے اس کے متعلق مفصل اور صحیح صحیح اطلاع ملنی چاہئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ صورت حالات کیا ہے۔ ایسی اطلاع بھیجنے میں اکابرین کو تساہل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح سے بہت بدنظمی واقع ہوتی ہے اور کام کو نقصان پہنچتا ہے مجھے امید ہے کہ آئندہ جب کبھی میں جوبلی کی وصولیوں کے متعلق عرض کرونگا مجھے جواب سے ضرور سرفراز فرمایا جائے گا۔ اور اگر باایں ہمہ جواب موصول نہ ہوا اور ضروری سمجھا گیا تو مرکز سے کوئی آدمی بھیجا جائے گا۔ یا میں خود حاضر خدمت ہوں گا۔ جس سے لازمًا اخراجات کے بڑھنے کا اندیشہ ہے۔

محمد مرتضےٰ خاں

پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر مسلم ٹاؤن۔ اچھرہ

اشتہار

قرآن مجید کی تفسیر

آج سے چودہ سو سال پیشتر وہ قوم جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا تھا اعتقاد و اعمال و اخلاق انسانیت کے اسفل درجہ میں تھی لیکن جب ان کو کتاب الٰہی پر ایمان نصیب ہوا تو انہوں نے نہایت قلیل عرصہ یعنی ۲۳ سال میں ایسی حیرت انگیز اور مافوق العادت ترقی کی کہ وہ خداشناس انسان ہو کر قوموں کے شہنشاہ اور ملوک ہو گئے۔ یہ ترقی ان کو صرف اس تغیر سے نصیب ہوئی کہ انہوں نے مقابل اصنام پرستی خالص توحید الٰہی اختیار کر کے قرآن کریم کے ہر ایک فرمان کو اپنے عمل میں دکھا دیا عجمی اقوام جن کے اندر کتاب الٰہی کی درس تدریس ایک اجنبی زبان کے سبب ابھی جاری نہیں ہوئی تھی انکے اعمال کی شائستگی دیکھکر اسلام میں داخل ہوتی گئیں۔ وہ الوجوہ آیات جن کو قرآن کریم میں متشابہات سے تعبیر کیا گیا تھا ان کے معانی کا اختلاف ان کی اخوت میں کبھی خلل انداز نہیں ہوا تھا ہجرت کی دوسری صدی خلافت عباسیہ کے دوران میں یونان کا فلسفہ عربی میں ترجمہ ہونا شروع ہوا اس وقت اسلام میں جید فقہا موجود تھے بجائے اس کے کہ کتاب الٰہی کے معانی میں حیران کو اپنے سلف سے پہنچے تھے فلسفہ کے موافق تاویلیں کرنے فلسفہ کو جو منطقیانہ حیثیت رکھتا تھا توڑ پھوڑ کر رکھدیا مگر اس شغل میں مسلمان قرآن کریم پر عمل کرنے میں سست ہوتے گئے اور ایمان کا انحصار دلائل پر رہ گیا۔ چودھویں صدی میں یورپ کا فلسفہ قوموں میں شائع ہوا چونکہ وہ سائنٹیفک لباس اور غیرممکن التردید تھا اس کا قوی اثر کالجوں کے سٹوڈنٹس اور مطالعین پر ہوا یہ فلسفہ اسلام کو بھی دھمکاتا تھا، جب اسلام زلزلہ دیکھا تو تعلیمیافتہ جماعت کے غمگساروں نے اسلام کی مدد میں لکھنا شروع کیا بعض نے تفاسیر بھی لکھیں ہمسائینس کو تو ...... کر سکتے تھے جہاں قرآن کریم میں کوئی واقعہ سائنس کے خلاف پایا اس کی ایسی تاویل کر دی جس پر اعتراض نہ رہے اور یورپینوں کے ... کے افکار کے موافق ہو جائے جو فلسفہ نے ان کے اندر پیدا کر رکھے تھے۔ فلسفہ جدید نے طبائع میں یہ عقیدہ راسخ کر دیا ہے کہ نظام شمسی ایک غیرمتبدل قانون کے ماتحت چل رہا ہے جس کو کتاب الٰہی سنت اللہ سے تعبیر کرتی ہے یہاں تک کہ کتاب الٰہی کی تعلیم ... نے اللہ تعالیٰ کی قدرت محدود نہیں کر دی اسکی قدرت ... پابندی نہیں ہو سکتی وہ جب چاہے ایسا واقعہ ظہور میں لا سکتا ہے جو ... جاریہ کے موافق نہ ہو قانون قدرت ہونا ذرا ظہور میں آتا ہے ... نہیں، میں نے تقریبًا پچاس سال قرآن کریم کا مطالعہ ... میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس میں مافوق الطبیعت واقعات پائے جاتے ہیں، علاوہ اسکے اللہ کی کتاب عالمگیر شریعت میں کسی خاص فرد یا ... کے حسن قبیح کی پابند نہیں ہے۔ پس ان وجوہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ کی کتاب کے معانی تبدیل کرنا اور سلف صالح سے جو کچھ ہم کو پہنچا ہے اس کو پس پشت ڈالنا صراط مستقیم نہیں۔ میں نے اس ... رکھ کر قرآن کریم کا ایک عام فہم ترجمہ اور مختصر تفسیر مسمی ... لکھی ہے جس کی قیمت معہ جلد ۵ روپے علاوہ محصولڈاک ہے۔ محصولڈاک ... پشاور میں بازار قصہ خوانی دکان کتب فروشی ... اور لاہور میں دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس میں مل سکتی ہے۔

غلام حسن۔ سابق سب جج ...

ہمارے مسیحا

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو — دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

(از جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

(۲)

باز آمدم بر سرِ مطلب

باز آمدم بر سرِ مطلب۔ مولانا محمد علی صاحب کے ہمراہ میں قادیان گیا اور آخر میں نے اپنے اس مقصود و مطلوب کو دیکھ لیا جس کے دیکھنے کی تمنا مجھے بچپن سے ہی تھی۔ گرمی کا موسم تھا اور دوپہر کا وقت۔ خدا کا مسیح اپنے خدام کے ساتھ مسجد مبارک میں جس کی وسعت اس وقت بہت کم تھی بڑے اطمینان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس طریق سے بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نووارد کے لئے کوئی امتیازی نشان نہ تھا کہ اسے دیکھ کر وہ شناخت کرے کہ وہ ماہ اسلام جس کو سرورِ کائنات نے سلام کہا ہے یہی ہے۔ اس چہرہ سے ایسا نور ٹپک رہا تھا کہ کسی اور چہرہ پر میں نے نہیں دیکھا۔ نہایت درجہ کے سادہ لباس نے اس مہبطِ وحی کے مقدس بدن کو ڈھانکا ہوا تھا۔ گفتگو نہایت سادہ تھی باہر سے اصحاب کے آنے کی وجہ سے روئے انور پر مسرت اور خوشی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ باوجود اس بے تکلفی اور سادگی کے خدام کے چہروں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پروانے ہیں جو اس شمع صداقت پر نثار ہونے کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں دو روز قادیان میں رہا۔ مگر بیعت نہ کی۔ وجہ یہ تھی کہ پورے طور پر احمدیت میں داخل ہونا اور حضرت صاحب کی ہدایات پر عمل کرنا قیامت کے برابر تھا۔ اس پر اور یہ ہوا کہ ان دنوں جو ایک جلسہ ہوا تو حضرت اقدس نے نہایت تاکید اور زور سے اپنے مریدوں کو تقوے کے باریک راستوں پر چلنے پر ایک زبردست تقریر فرمائی جس نے حاضرین کے دلوں کو ہلا دیا۔ مجھ پر اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ میں بھی ڈر گیا کہ کس طرح ان ہدایات اور احکام پر عمل پیرا ہو سکوں گا۔ اس واسطے میں بغیر بیعت کے چلا آیا۔

حضرت اقدسؑ کی لاہور میں آمد

کچھ عرصہ کے بعد حضرت اقدسؑ لاہور تشریف لائے اور لاہور میں میں نے زیارت کی۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کا وہ دلکشا مکان جو ان کی پرانی دکان "بمبئی ہوس" کے عقب میں تھا حضرت اقدس کے نزولِ اجلال کے باعث رشکِ جنت بنا ہوا تھا۔ سردی کا موسم تھا ایک وسیع کمرہ کی بالائی طاقچی میں حضرت صاحب تشریف فرما تھے۔ اس وقت کے حالات کے مطابق یہ جگہ بہت غیر محفوظ تھی باہر سے بڑی آسانی سے حملہ ہو سکتا تھا۔ مگر بغیر کسی خطرے کے حضرت اقدس نہایت اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ خدام کے علاوہ شہر کے بہت سے معزز اشخاص وہاں موجود تھے۔ کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ غیر از جماعت لوگ مختلف قسم کے اعتراض کرتے تھے اور حضرت صاحب جواب دیتے تھے

عیسائیوں کی طرف سے اعتراض

آخر عیسائیوں کی طرف سے ایک اعتراض پیش ہوا کہ قرآن مجید میں جو قصے درج ہیں وہ بائیبل سے لئے گئے ہیں۔ معلوم نہیں یہ اعتراض کسی عیسائی نے پیش کیا یا کسی مسلمان نے کسی عیسائی کی طرف سے پیش کیا۔ چونکہ مسئلہ اہم تھا اور حاضرین کی تعداد اتنی تھی کہ اگر حضرت صاحب بیٹھ کر جواب دیتے تو سب حاضرین نہ سن سکتے۔ اس واسطے حضرت کھڑے ہو گئے اور ایسی معرکہ کی تقریر فرمائی کہ ہیچ

جماعت کے لوگ تو ایک طرف رہے دوسرے لوگ بھی عش عش کرنے لگے۔ مجھے وہ سماں نہیں بھول سکتا جب بہت سے دلائل دیکر حضرت صاحب نے فرمایا "غرض جس طرح گھاس بھوس اور دیگر ردی اشیاء گائے کے پیٹ میں جا کر پھر ان کے تھنوں میں جا کر دودھ بن جاتا ہے۔ اسی طرح توراۃ اور انجیل کی کہانیاں اور داستانیں قرآن میں آکر نور اور حکمت بن گئیں"۔ یہ سن کر ہال جزاک اللہ اور بارک اللہ کے نعروں سے گونج اٹھا۔ میں جب کبھی اس طرف جاتا ہوں اور اس طاقچی کو دیکھتا ہوں تو وہ نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور اس کے سامنے آنے سے جو دل پر گذرتی ہے اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ اگر ہم لوگ سکھ عیسائیوں کا تتبع کرتے تو یہاں ایک عالیشان عمارت "لکچر صاحب" کے نام سے ہوتی۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں اسی وقت بیعت کروں مگر یہ خیال آیا کہ بیعت قادیان جا کر ہی کرنی چاہیئے۔

بیعت

تھوڑے عرصہ کے بعد میں قادیان گیا۔ مجھے ٹھیک تاریخ یاد نہیں مگر گذشتہ صدی کے آخری عشرہ کے نصف آخر کا ابتدا تھا جب میں نے اپنا ہاتھ خدا کے مسیح کے مقدس ہاتھ میں دیا۔ میں اسی دن کو اپنی عمر کا سب سے بڑا دن سمجھتا ہوں۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ میں نے مولانا عبدالکریم کے ذریعہ اپنی درخواست بیعت حضرت اقدسؑ کی خدمت عالیہ میں پہنچائی بیعت انہی الفاظ میں تھی جو سب کو یاد ہیں۔ مگر اس کا جو اثر مجھ پر ہوا اس کا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں کسی اور دنیا میں پہنچا دیا گیا ہوں۔ دنیا کی محبت میرے دل سے اس طرح محو ہو گئی کہ گویا دنیا ہے ہی نہیں۔ دل پر اس طرح کا اطمینان وارد ہوا جیسا کہ میں بہشت میں ہوں۔ خدا اور رسول خدا کی محبت کے سوا کچھ بھی نہ رہا۔ اس کے بعد میں تین چار روز وہاں رہا۔ دل نہیں چاہتا تھا کہ وہاں سے ہلوں۔ مگر صرف اس خیال سے کہ دین کی خدمت کے لئے علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے میں لاہور آگیا۔ یہاں آکر بھی ایک عرصہ تک دل نہ لگا اور ہمیشہ یہی چاہتا کہ جلدی حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ پہلے تو نماز کبھی کبھار پڑھا کرتا۔ مگر بیعت کے بعد جو سرور اور لذت مجھے نماز میں حاصل ہوتے وہ دنیا کی کسی چیز میں نہ ملتے اور ہر وقت یہی خیال رہتا کہ جلدی نماز کا وقت آوے۔ تقوے کی باریک راہوں پر چلنے کا یہ حال تھا کہ ان دنوں ایک دفعہ میں ایک درزی کی دکان پر گیا اور بلا سوچے سمجھے ایک بہت چھوٹی کتر میرے ہاتھ میں آگئی۔ دکان سے اٹھا تو وہ ہاتھ میں ہی رہی۔ کوئی ڈیڑھ میل کے قریب میں دکان سے دور چلا گیا تو دیکھا کہ وہ کتر میرے ہاتھ میں ہے میں فوراً وہاں سے لوٹا۔ اور درزی کو کتر دی۔ وہ حیران ہو گیا۔ مجھے اس نے کہا کہ مجھے اس کتر کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو کسی کام کی نہیں۔ میں بھی جانتا تھا کہ یہ نکمی ہے مگر دل کو اطمینان نہ ہوا جب تک اس تک پہنچا نہ لی۔

بیعت کرنے کے بعد

میں نے بیعت کر لی اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میں اس جماعت میں داخل ہو گیا جو اس زمانہ میں دین حق کی حمایت کے لئے کھڑی کی گئی اور اس وجود قدسی کو دیکھنے اور کچھ عرصہ اس کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا جس کی بابت وحی الٰہی نے کہا کہ ؎

بدر دل انش رسولاں ناز کردند

مجھے بہت افسوس ہے کہ مجھ سے شرائط بیعت کی پوری تعمیل نہیں ہو سکی اور خدمت دین کے لئے اس قدر قربانی نہیں کر سکا جس قدر ہونی چاہئے تھی۔ مگر باوجود اس کے میں خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس جلیل القدر امام کے دامن سے وابستگی کا فخر حاصل ہوا۔ اگر مجھے یہ موقعہ نہ ملتا تو خدا جانے میرا کیا حال ہوتا۔ اگر اور کچھ نہ ہوتا تو اتنا ضرور تھا کہ خدا کی ہستی پر یقین نہ ہوتا یا محض رسمی طور پر عقیدہ ہوتا اور دعا کی قبولیت پر ایمان نہ ہوتا جن لوگوں کو حضرت اقدس کے نفوسِ قدسی سے خدا کی ہستی پر یقین حاصل ہوا وہی جانتے ہیں کہ محض اس یقین کی وجہ سے کس قدر اطمینان قلب انسان کو حاصل ہوتا ہے اور میں تو سمجھتا ہوں کہ بغیر اس یقین کے دنیا لعنت ہے اور مصائب کا گھر ہے۔ وہ میرا پیارا امام (خدا کی لاانتہا برکتیں اور رحمتیں اس کی روح پاک پر ہوں) ہر مصیبت میں میری ڈھارس بنا اور ہر مشکل میں میرے آڑے آیا۔

میرے ایک دوست اور انکی حیرت

میرے ایک دوست نے جو تعلیم کے وقت میرے ہم جماعت اور ملازمت میں میرے ہم عہدہ رہے ہیں۔ مجھ سے ایک دفعہ دریافت کیا کہ بتاؤ مرزا صاحب کی بیعت کے بعد تم نے کونسی خدمت اسلام کی کی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پہلے مہربانی کر کے آپ بتائیں کہ آپ نے اسلام کی اشاعت کے لئے کیا خرچ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ احمدی جماعت کے بعض لوگ میرے پیچھے پڑے تو میں نے ان کو ہی کچھ چندہ دیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ اچھا اگر اشاعت اسلام کیلئے نہیں تو دیگر قومی کاموں میں کبھی کچھ دیا۔ جواب نفی میں تھا۔ میں نے تخمیناً وہ ناچیز رقم بتائی۔ جو وقتاً فوقتاً دیتا رہا تو وہ حیران ہو گئے اور کہا کہ "یار تم نے تو بہت روپیہ ضائع کر دیا"۔ میں نے کہا تو پھر آپ پر بھی حضرت مرزا صاحب کا احسان ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ خدمت اسلام کے لئے ان کے خادم آپ سے لے گئے۔ میں نے پھر کہا کہ میرے علاوہ میری بیوی نے کافی رقم علاوہ دو تین ہزار روپے کے زیور کے چندہ میں دے دی۔ یہ بات سن کر اس کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی اور کہنے لگے یہ تو بے شک معجزہ ہے کہ تمہاری عورتیں بھی اس قدر قربانی کر رہی ہیں۔ ورنہ عورت ذات تو مرتے دم تک اپنے زیور سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ میں نے کہا "آخر ہم لوگ پاگل نہیں۔ ہم نے کچھ دیکھا ہے"۔ غرض محض اللہ کے فضل اور حضرت مسیح موعود کی توجہات کی طفیل مجھے بے شمار فوائد دینی و دنیوی پہونچے۔ اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کے متعلق بھی میرا دل بھی امید سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے مسیح اور اس کے اور ہم سب کے آقا حضرت سرورِ کائنات کی طفیل جو حقیقت میں سب نیکیوں کا منبع ہے ان سے بھی درگذر فرمائے گا اور اپنی رحمت سے نوازے گا ؎

گرنیست حبال رنگ بوئیم
آخر گیاہ باغ اوئیم

(باقی آئندہ)

ہندو دنیا پر ایک نظر

(از جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب)

آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں کی یہ ایک خاص خصوصیت ہے کہ جہاں تک مسلم اقوام بالخصوص مسلمانوں کا تعلق ہے وہ کسی اصول کے پابند نہیں ہیں۔ ان کی یہ خصوصیت ہندوستان کی آزادی اور ہندو مسلم اتحاد کے راستہ میں سب سے بڑی روک ہے۔ مسلمانوں کے بارہ میں تو ان لوگوں نے انصاف، دیانت اور معقولیت کو بالکل غیر ضروری سمجھ رکھا ہے۔ جیسا موقع ہوتا ہے حسب ضرورت اصول وضع کر لیتے ہیں۔ بہتان تراشی اور غلط بیانی سے انہیں قطعاً کوئی پرہیز نہیں۔ ایک فعل جو ان لوگوں کے نزدیک ایک وقت میں رجعت پسندی ظلم اور بے انصافی کے مترادف ہوتا ہے۔ دوسرے وقت میں وہی فعل آزادی، انصاف اور لطف و کرم کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔ سوامی دیانند اپنی اتحاد سوز کتاب ستیارتھ پرکاش میں اگر مختلف مذاہب کے مقدس بانیوں کو گالیاں دیں۔ ان کی مقدس کتابوں کے متعلق افسوسناک غلط بیانیاں کریں تو وہ اول درجہ کی دھرم رکھشا ہے اور اگر کوئی ذمہ دار مسلمان شائستہ یا عیسائی سوامی جی کی تعلیمات، حرکات اور زندگی پر حقائق و واقعات کی روشنی میں معقول و بے لاگ تنقید کرے تو یہ لوگ فوراً آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ گاندھی جی کو آریہ سماج کے متعلق چند سچی باتیں کہنے کی توفیق ملی تھی ——— بس آریہ سماجیوں نے دیوانہ وار ہنگامہ بپا کر دیا۔ گاندھی جی کو بے محابا گالیاں دینے لگے۔ جب ان لوگوں کی اپنے مہاتما جی کے متعلق یہ روش ہے تو مسلمانوں کے متعلق ان کا جو طرز عمل ہوگا۔ وہ ظاہر ہے۔

آجکل آریہ مہاشوں اور مہاتماؤں نے اعلیٰحضرت حضور نظام دکن و برار کی سلطنت کے خلاف شورش انگیزی شروع کر رکھی ہے۔ سول نافرمانی کا سلسلہ جاری ہے۔ گرمیٔ محفل اور فراہمی چندہ کی خاطر آریہ اخبارات نہایت اہتمام و انہماک کے ساتھ دروغ بافیوں اور بہتان سازیوں میں مصروف ہیں۔ بیکار مہاشوں کو کام مل گیا ہے۔ آریہ لیڈروں کو اپنی لیڈری چمکانے اور اپنے اخباروں کی اشاعت بڑھانے کا ایک سنہری موقعہ ہاتھ آگیا ہے۔ بہت سے ناکام آریہ اور مہاسبھائی لیڈر اس طوفان بے تمیزی میں ابھرنے کی کوشش کر رہے ہیں آریہ سوامی اور سادھو حشرات الارض کی طرح اپنے آشرموں اور مٹھوں سے نکل پڑے ہیں۔

اس سارے ہنگامہ کی علت غائی یہ بیان کی جاتی ہے کہ "نظام راجیہ" میں آریہ سماجیوں کو مذہبی آزادی حاصل نہیں ہے۔ ان پر ایسی قیود عائد ہیں جو مذہبی مراسم کی بجا آوری میں روک ہیں۔ حالانکہ دولت آصفیہ کے ذمہ دار حکام اور اسلامی اخبارات آریہ سماجیوں کے اس بہتان کو حقائق و واقعات کی روشنی میں بالکل غلط ثابت کر چکے ہیں اور بارہا بتایا جا چکا ہے کہ دولت آصفیہ کی حدود کے اندر آریہ سماجیوں یا کسی اور غیر مسلم فرقہ پر قطعاً کوئی ایسی پابندی عائد نہیں جو ان کی مذہبی مراسم کی ادائیگی میں روک ہو۔ ان سے کامل رواداری، مساوات اور انصاف کا سلوک ہوتا ہے وہاں آریہ سماجیوں اور دوسرے ہندوؤں کی حالت بحیثیت مجموعی برطانوی علاقہ کے ہندوؤں اور ریاست کے مسلمانوں سے بدرجہا بہتر ہے وہ ہر طرح سے مطمئن اور خوشحال ہیں۔ موجودہ شورش ایسے غیر ملکی لوگوں کی بپا کی ہوئی ہے جن کا حیدر آباد سے کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود آریہ عوام اپنی رٹ سے باز نہیں آتے اب تو شورش پسندوں کے ایک طبقہ نے دہشت انگیزی بھی شروع کر دی ہے۔ حیدر آباد میں خندہ فساد میں بموں اور زہر خورانی کی متعدد ہولناک وارداتیں ہو چکی ہیں۔

ان حرکات کے باوجود آریہ سماجیوں اور ان کے حلیف مہاسبھائیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ ساری جنگ سچائی اور مذہبی آزادی کی خاطر ہے۔ حالانکہ بہتان طرازی، تعصب اور دیگر غیر شریفانہ حرکات ایسی چیزیں ہیں جو ہرگز سچائی اور مذہبی آزادی کی جنگ میں استعمال نہیں ہو سکتیں اور مذہبی آزادی کی جنگ مذہبی آزادی حاصل ہونے کی صورت میں ہرگز برپا نہیں کی جا سکتی ہے۔ جو چیز پہلے ہی حاصل ہو اس کے حصول کے لئے جنگ بے معنی بات ہے۔ اس کو شرارت یا دیوانگی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جیسا کہ بارہا ثابت کیا جا چکا ہے اور ہم ابھی اوپر کہہ آئے ہیں کہ دولت آصفیہ کے خلاف آریہ سماجیوں کے جملہ الزامات بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں، لیکن اگر ایک لمحہ کے لئے ان کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر سوال ہو سکتا ہے کہ یہ "سچائی کے پجاری" اور "مذہبی آزادی" کے علمبردار اور سورما ہندو ریاستوں کے مظالم اور بے انصافیوں کے متعلق کیوں خاموش ہیں؟ اکثر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں پر ہولناک اور شرمناک مظالم ہو رہے ہیں۔ ان کی مذہبی اور شہری آزادی پر طرح طرح کی پابندیاں عائد ہیں۔ ان کے حقوق نہایت دیدہ دلیری سے ہندو راجاؤں اور ان کے اسلام دشمن وزراء نے غصب کر رکھے ہیں ——— لیکن آج تک کسی آریہ سماجی ایڈیٹر یا اخبار کو ان کے خلاف آواز بلند کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

آراء و خیالات میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن واقعات و حقائق سے کوئی آنکھیں رکھنے والا اور سچ بولنے والا انکار نہیں کر سکتا۔ آیئے ذرا حقائق و واقعات کی روشنی میں ہی ... ہندو ریاستوں کی مسلمان رعایا کی حالت کا جائزہ لیں۔ قریب قریب تمام ہندو ریاستوں میں ذبح بقر سنگین جرم ہے۔ اس "جرم" کی پاداش میں دس دس اور بارہ بارہ سال قید کی سزا دی جاتی ہے مسلمانوں کے معابد پر انصاف کش پابندیاں عائد ہیں۔ جے پور کا تازہ واقعہ سب کے سامنے ہے مسلمان شہر کی جامع مسجد کا دروازہ (جو اس قدر تنگ ہے کہ بیک وقت صرف ایک آدمی گزر سکتا ہے) فراخ کرنا چاہتے تھے اور اس کے لئے سات سال سے عرض معروض کر رہے تھے لیکن شنوائی نہ ہوئی۔ آخر انہوں نے ایک روز بلا منظوری اس کام کو شروع کر دیا۔ حکام ریاست نے ان پر بے محابا گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور بیسیوں مسلمان آن واحد میں شہید و مجروح ہو گئے اکثر ریاستوں میں مساجد کی تعمیر و مرمت کی اجازت بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ بہت سی ریاستوں میں متعدد مساجد پر سرکاری قبضہ ہے۔ ان سے گوداموں وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ بھرت پور وغیرہ میں مساجد شہید بھی کرائی گئی ہیں۔ ریاست نیپال میں جس کو واحد آزاد ہندو سلطنت کہا جاتا ہے مسلمانوں کے خلاف ایسے ایسے بیہودہ اور شرمناک قوانین نافذ ہیں جن کو صحیح طور پر بربریت کا نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ وہاں ذبح بقر پر بعض اوقات سزائے موت تک دیدی جاتی ہے۔ اگر کسی مسلمان سے اتفاقاً کوئی گائے معمولی طور پر بھی زخمی ہو جائے تو اسے بھی سنگین سزا دی جاتی ہے اور بلا تامل برسوں کے لئے جیلخانہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بیسیوں ہندو ریاستوں میں اسلام کی اشاعت منع ہے اور قبول اسلام پر مختلف طریقوں اور بہانوں سے سزائیں دی جاتی ہیں۔ نومسلموں کو حقوق وراثت سے قانوناً محروم کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان ریاستوں میں عیسائیت کی تبلیغ پر کوئی پابندی نہیں اور نہ عیسائی ہونے والے ہندوؤں کو ورثہ سے محروم کیا جاتا ہے۔ بہت سی ہندو ریاستوں میں ہندو تہواروں پر مسلمانوں کو بکری بھیڑ اور مرغی وغیرہ ذبح کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

دور جانے کی کیا ضرورت ہے جنیبہ کی طرف ہی دیکھ لیجئے یہ ایک پہاڑی ہندو ریاست ہے۔ اس کا نظم و نسق بھی زیادہ آریہ سماجیوں و نیم آریہ سماجیوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی اجتماعات اور وعظ پر بھی پابندیاں عائد ہیں کوئی اسلامی مبلغ یا واعظ چلا جائے تو ان لوگوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے تبلیغ اسلام کی اجازت نہیں ہے۔ حالانکہ عیسائی مشنری کھلے بندوں عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ بہت سے معزز ہندو گھرانوں کی عورتیں اور مرد عیسائی ہو چکے ہیں۔ نومسلم مرد و عورتوں کو ورثہ سے محروم کر دیا جاتا ہے حالانکہ عیسائی مذہب قبول کرنے والے ہندوؤں کو ورثہ میں سے باقاعدہ حصہ ملتا ہے متعدد اسلامی اخبارات کا داخلہ باقاعدہ ریاست میں ممنوع قرار دیا جا چکا ہے۔ سول آزادی کی یہ کیفیت ہے کہ حدود ریاست میں کسی اخبار کا اجرا تو بڑی بات ہے گذشتہ دنوں ایک شخص نے کاروباری اغراض سے ایک پریس قائم کرنے کی اجازت چاہی تھی جو نہ دی گئی۔ حال ہی میں مشترکہ سرمایہ کی ایک کمپنی جاری کرنے کی درخواست نامنظور ہو گئی کیونکہ مشترکہ کمپنیوں کے متعلق ماشاء اللہ ریاست کی کتاب آئین میں قواعد موجود نہیں ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود آریہ اخبارات کی زبانیں بند ہیں ان پر سکوت عن الحق کا سناٹا طاری ہے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ جب کبھی "پیغام صلح" یا کسی اور اسلامی اخبار میں حکام جنیبہ کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے تو مذہبی آزادی اور مذہبی حقوق کے نام پر حیدر آباد میں شورش برپا کرنے والے آریہ سماجی لیڈر اور اخبارات ظالم حکام جنیبہ کی حمایت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ایک اور بات بھی قابل غور ہے خود ریاست حیدر آباد میں ہندوؤں کی آبادی کافی ہے۔ قریب کی تمام ریاستیں ہندو ہیں۔ ملحقہ تمام صوبوں میں ہندوؤں کی بے پناہ اکثریتیں اور کانگریسی وزارتیں موجود ہیں۔ لیکن ہیچ و پوچ سب سے زیادہ حیدر آباد سے ہزاروں میل دور پنجاب اور اس کے بعد یو۔ پی اور راجپوتانہ میں بلند ہو رہی ہے۔ شورش پسندیاں سے بیزار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حیدر آباد کے ہندو حالات سے خوب اچھی طرح سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اعلیٰحضرت حضور نظام کی حکومت ہم سے نہایت اچھا، انصاف اور رواداری کا سلوک کر رہی ہے اس لئے ان کی کثیر تعداد موجودہ شورش سے بیزار ہے۔ صرف وہی چند حیدر آبادی ہندو اس میں حصہ لے رہے ہیں جنکو بیرونی آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں نے اپنے دام فریب

میں پھنسا لیا ہے۔ ہندو صوبوں اور ریاستوں کے ہندو بھی جانتے ہیں کہ اس شورش کی بنیاد کذب و افترا پر ہے اس لئے وہ تعصب و مسلم دشمنی کے باوجود اسمیں نمایاں و سرگرم حصہ نہیں لے رہے ہیں)۔ کیونکہ انہیں اس شورش کی کامیابی کی کوئی امید نہیں ہے۔ کشمیری مسلمانوں نے حکومت کشمیر کے ظلم و تشدد کے خلاف عدم تشدد کی دستے اول خود کھڑے ہوئے اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں اس کے بعد پنجابی مسلمانوں نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کشمیری مسلمانوں کی شکایات حقیقت پر مبنی ہیں ان کو امداد کی ضرورت تھی اشتعال کی نہ تھی اس کے برعکس حیدرآبادی ہندوؤں کو کوئی حقیقی شکایت نہیں اس لئے ان کو اشتعال اور فریب کے ذریعہ شورش میں شریک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جب کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کے دو حصے ہونے چاہئیں اس میں ایک فیڈریشن نہیں بلکہ دو فیڈریشن قائم کرنیکی ضرورت ہے ایک مسلم فیڈریشن دوسرا ہندو فیڈریشن۔ کیونکہ ہندوستانی مسلمان ایک جداگانہ اور مستقل قوم ہیں یہ قوم اپنا علیحدہ کلچر مذہب اور روایات رکھتی ہے تو ہندوؤں میں آریہ جی مہاسبھائی اور کانگرسی سب شامل ہیں آگ بگولا ہو جاتے ہیں اور وطن پرستی کی یہ فریب آڑ لیکر مسلمانوں کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے قول کے مطابق ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کرنا وطن سے غداری ہے۔ ہندوستان میں صرف ایک ہندوستانی قوم اور صرف ایک کلچر اور زبان ہونی چاہیئے — لیکن ہندوؤں کے افعال ان کے اس قول کی تردید اور مسلمانوں کے مطالبہ کی تائید کرتے رہتے ہیں۔ ذمہ دار ہندوؤں سے آئے دن ایسی عجیب و غریب، پرتعصب اور قابل نفرت حرکات سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ کہ ان کو دیکھتے ہوئے ہندوستان میں کسی متحدہ قومیت کا تصور بھی ناممکن ہے حال ہی میں اخبارات میں ایک مقدمہ کی سبق آموز کیفیت شائع ہوئی ہے جی۔ آئی۔ پی ریلوے پر ایک ہندو سیٹھ جی اپنی سیٹھانی سمیت کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ انہوں نے سکنڈ کلاس کے ڈبہ میں اپنے لئے چار برتھ ریزرو کرا رکھے تھے دوران سفر میں کسی جنکشن پر جگہ کی قلت کی وجہ سے اسٹیشن ماسٹر نے ایک معزز مسلمان مسافر کو سیٹھ جی والے ڈبہ میں بٹھا دیا اور یہ ڈبہ مردانہ تھا سیٹھانی جی پردہ کی بھی مطلق پابند نہ تھیں لیکن سیٹھ جی اور ان کی رفیقہ حیات چونکہ راسخ العقیدہ ہندو تھے اور چھوت چھات کی آفت ان پر بہت بری طرح مسلط تھی اس لئے اپنے ڈبہ میں ایک مسلمان کی موجودگی ان سے برداشت نہ ہو سکی وہ مسلمان مسافر کے ڈبہ میں قدم رکھتے ہی بگڑ گئے غصہ کی وجہ سے کھانا بھی نہ کھایا بلکہ اسکی بجائے پیچ و تاب کھانے اور خون جگر پینے لگے یہ یکم اکتوبر ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے۔

پینے دو لنکہ پر پہنچکر سیٹھ جی نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنے مشیر قانونی سے مشورہ فرما کر ریلوے پر پانچہزار روپیہ ہرجانہ کی نالش دائر کی اور وجہ یہ بیان کی کہ وہ راسخ العقیدہ ہندو ہیں۔ ریل کے ڈبہ میں ایک مسلمان کی موجودگی سے انکا کھانا پینا بھرشٹ (ناپاک) ہو گیا اور وہ راستہ بھر بھوکے رہے۔ ریلوے نے جواب دیا کہ سیٹھ جی نے صرف چار برتھ ریزرو کرائے تھے۔ سارا ڈبہ ریزرو نہیں کرایا تھا لیکن سیٹھ جی کی ریلوے کے اس معقول جواب سے تشفی نہ ہوئی اور وہ اپنی ضد پر اڑے رہے حتی کہ اس اہم معاملے کو ہائیکورٹ تک پہنچایا آخر قریباً سات مہینے عدالت عالیہ کے چکر لگانے کے بعد جا کر کہیں یہ قصہ اس طرح ختم ہوا کہ ریلوے نے سیٹھ جی کے بھوکے رہنے پر اظہار افسوس کر دیا اور سیٹھ جی نے مقدمہ واپس لے لیا۔ ہم ہر ایک صحیح الدماغ اور انصاف پسند شخص سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ جس ملک میں ذمہ دار سیٹھ صاحبان اسی ایسی حرکات فرماتے ہوں۔ وہاں کسی متحدہ قومیت کا دعویٰ اور اس کی دعوت فریب کاری اور جنون نہیں تو اور کیا ہے؟ ہندو آجکل اسی فریب کاری کے شکار ہو رہے ہیں اور کانگرسی مسلمان بھی اسی جنون میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان قوم کو ان دونوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— لاہور ۲۸ مارچ۔ آج ڈیڑھ بجے بعد دوپہر جسٹس سر ڈگلس ینگ اور جسٹس سر دین محمد (?) لاہور ہائیکورٹ کے ڈویژنل بنچ نے کالا باغ پیر کھنڈ کیس کی اپیل کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ فاضل ججاں نے پیر محی الدین لال بادشاہ صوبیدار عمر الدین اور صوبیدار گلستان وغیرہ کی اپیل منظور کرکے انہیں بری کر دیا ہے۔ تین ملزموں ضمیر و زغنچہ گل اور یار محمد کی سزائیں بحال رکھی ہیں (تمام ملزموں کو عدالت ماتحت نے چھ چھ سال قید کی سزا کا حکم دیا تھا۔

—— موگا ۲۸ مارچ۔ موضع جھنڈیاں میں سپرنٹنڈنٹ پولیس فیروزپور کی سرکردگی میں پولیس کی جمعیت نے ڈاکوؤں کے ایک گروہ سے دو گھنٹے لڑائی کی۔ اس لڑائی کے دوران میں بندوق کے فائر ہوئے اور اشک آور گیس کے بم استعمال کئے گئے۔ تین ڈاکوؤں کو گرفتار کر لیا گیا

—— بمبئی ۲۸ مارچ۔ مسٹر کے۔ ایف نریمان نے پریس کو ایک بیان دے کر گاندھی جی سے اپیل کی ہے کہ وہ سبھاش بابو کے پاس جو علالت کے باعث ان کے پاس نہیں پہنچ سکے تشریف لیجائیں اور کانگرس میں جو جمود و تعطل پیدا ہو گیا ہے اسے دور کریں۔

—— پھلرواں ۲۷ مارچ۔ ایک سادھو چند عورتوں کو لیکر پھلرواں کے نزدیک وارد ہوئے ہیں چند ہی دنوں میں آپ اپنے چیلوں کی وجہ سے بہت مشہور ہو رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ آپ کا بیشاب رکھنے سے انسان کسی بیماری کا شکار نہیں ہو سکتا۔ آپ بند کمرے میں اپنے مریدوں سے ملاقات کرتے ہیں۔

—— کراچی ۲۸ مارچ۔ ہز ایکسیلنسی گورنر سندھ نے دو ہندو وزرا مسٹر نیکل داس اور مسٹر دیال مل دولت رام کے استعفے منظور کر لئے ہیں۔

—— نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ آج مرکزی اسمبلی میں سر محمد ظفر اللہ خاں کی طرف سے پیش کردہ قرارداد ۴۶ کے مقابلہ میں ۵۹ ووٹوں سے نامنظور کر دی گئی۔ اس قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ انگلستان اور ہندوستان کے تجارتی سمجھوتہ کو نافذ کر دیا جائے۔ مسلم لیگ پارٹی نے کسی طرف ووٹ نہ دیئے۔

—— پشاور ۲۸ مارچ۔ آج سرحدی اسمبلی میں قبائلی شورش کے موضوع پر ڈاکٹر خانصاحب نے اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا کہ اس کا واحد حل یہ ہے کہ سرحدی علاقوں اور قبائلی لوگوں کو تنہا چھوڑ دیا جائے۔

—— دہلی ۲۷ مارچ۔ مولانا منظر الدین کے قتل کے سلسلہ میں ابراہیم نواب مرزا عبد القدیر، یعقوب اسمٰعیل وغیرہ جن چھ اشخاص کو دفعہ ۳۰۲/۱۲۰ تعزیرات ہند کے ماتحت گرفتار کیا گیا ہے انہیں آج شیخ محمد افضل صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے اجلاس میں پیش کیا گیا اور ملزموں کا ریمانڈ مانگا گیا۔ کمرہ عدالت لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا عدالت نے جملہ ملزموں کا ۳۰ مارچ تک ریمانڈ دیدیا ہے۔

—— مظفر نگر ۲۷ مارچ۔ بعد نماز جمعہ مظفر نگر میں ایک عام جلسہ ہوا جس میں مولانا محمود الحسن اور مولانا ضیغم الدین نے مدح صحابہ کے متعلق تقریریں کیں۔ پانچ والنٹیر مدح صحابہ کے سلسلہ میں سول نافرمانی کرنے کے لئے لکھنؤ روانہ ہوگئے۔ جن کا شہر میں جلوس نکالا گیا۔ سول نافرمانی کے لئے مزید جتھے روانہ ہونگے ضلع میں سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔

ممالک خارجہ

—— پیرس ۲۸ مارچ۔ سیاسی حلقوں کی چہ میگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اطالیہ کا رویہ مصالحانہ ہو تو فرانس اس کے ساتھ سمجھوتہ کی گفت و شنید کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ کل شام موسیو دلادیہ بین الاقوامی صورت حالات پر ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے اطالیہ کے تازہ مطالبات پر بھی روشنی ڈالیں گے۔

—— بیت المقدس ۲۸ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ عرب مجاہدین کے قائد عبد الرحیم کل برطانوی فوج کے نرغے میں پھنس گئے تھے انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن گولی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیئے گئے —— اس حادثہ پر اظہار تعزیت کے لئے عربوں نے مکمل ہڑتال کی۔ حیفہ میں دو عربوں نے ہڑتال میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا جنانچہ انہیں قتل کر دیا گیا۔

—— نیویارک ۲۸ مارچ۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت فرانس نے امریکہ کو مزید ایک سو طیاروں کی تعمیر کا آرڈر دیا ہے

—— جبل الطارق ۲۸ مارچ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ جنرل فرانکو کی فوجوں نے میڈرڈ پر قبضہ کر لیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جمہوری فوجوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا۔ جب جنرل فرانکو کی فوجیں میڈرڈ میں داخل ہوئیں۔ نیشنلسٹوں کے حامیوں نے مسرت کا اظہار کیا۔

—— ماسکو ۲۸ مارچ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ برطانیہ کے ساتھ تجارتی سمجھوتہ کرنے کے لئے ایک روسی وفد عنقریب انگلستان جائے گا۔

—— لندن ۲۸ مارچ۔ گریمزبے میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر ایڈن نے تمام پارٹیوں کی متفقہ گورنمنٹ کے قیام پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ اس قسم کی حکومت کے دو مقاصد ہونے چاہئیں۔ اول یہ کہ قلیل سے قلیل مدت میں زیادہ سے زیادہ جنگی قوت پیدا کرنے کے لئے مالی حالت اور فوجی طاقت مضبوط کی جائے۔ دوم یہ کہ امن پسند حکومتوں سے مل کر مزید جارحانہ اقدامات کی روک تھام کے لئے ایک مضبوط خارجی پالیسی وضع کی جائے۔ جیسا کہ گذشتہ دوشنبہ کے دن لارڈ ہیلیفکس نے اپنی تقریر میں اشارتاً کہا تھا۔

—— لتھونیا ۲۸ مارچ۔ پچھلے دنوں لتھونیا کی اس وزارت نے استعفے دیدیا تھا جس نے میمل کا علاقہ جرمنی کے حوالہ کر دیا تھا۔ اس کی جگہ نئی وزارت مرتب کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ خیال ہے کہ نئی وزارت میں تین مزید فوجی افسر شامل کئے جائیں گے اور یہ وزارت فوجی نوعیت کی ہوگی۔

—— پیرس ۲۸ مارچ۔ ہوائس ایجنسی کا بیان ہے کہ سلواکیہ کی وزارت حربیہ نے ملکی بچاؤ کے لئے اپنی ہوائی فوج ریزرو فوج اور دوسرے حربی دستوں کو جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا ہے۔

—— برلن ۲۸ مارچ۔ پولینڈ میں جرمنوں کی جان و مال پر حملے ہو رہے ہیں۔ جرمنی کے اکابرین کا خیال ہے کہ پولینڈ میں جرمن اقلیت محفوظ نہیں اور حکومت پولینڈ ان حملوں کے انسداد کیلئے کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ خیال ہے کہ پولینڈ کی یہ حالت پولینڈ اور جرمنی کی دوستی کو برباد کر دے گی۔

—— ٹوکیو ۲۹ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۷ مارچ کو جاپانی فوجوں نے نان چانگ پر پورا قبضہ کر لیا تھا۔

جلد ۲۷ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۱ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۳۹ء — نمبر ۲۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بڑا معجزہ علمی معجزہ ہوتا ہے

فرمایا معجزہ تو علم کا ہی بڑا ہوتا ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہی تھا جواب تک قائم ہے (یہ معرکہ تفسیر الفاتحہ کے لکھنے پر ہوا جو کہ حضرت صاحب ـــ گولڑوی وغیرہ علماء سے مقابلہ میں اشتہار دیکر لکھ رہے تھے)

فرمایا۔ عالم علم سے پہچانا جاتا ہے۔ ہمارے مخالفین میں دراصل کوئی عالم نہیں ہے ایک بھی نہیں ہے ورنہ کیوں مقابلہ میں عربی فصیح بلیغ تفسیر لکھ کر اپنا عالم ہونا ثابت نہیں کرتے۔ ایک آنکھوں والے کو اگر الزام دیا جاوے کہ تو نابینا ہے تو وہ غصہ کرتا ہے غیرت کھاتا ہے اور صبر نہیں کرتا جب تک اپنے بینا ہونے کا ثبوت نہ دے۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا عالم ہونا اپنا علم دکھا کر ثابت کریں۔ فرمایا یہ جو کہا جاتا ہے کہ بہت سے عالموں نے اس سلسلہ کی مخالفت کی یہ غلط ہے۔ خدا نے اپنی تحدیوں اور دعویٰ کے ساتھ علمی معجزات ہماری تائید میں دکھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ مخالفوں میں کوئی عالم نہیں ہے اور یہ بات غلط ہے کہ عالموں نے ہماری مخالفت کی . . . . . . فرمایا۔ انسان کا کام انسان کر سکتا ہے۔ ہمارے مخالف انسان ہیں اور عالم اور مولوی کہلاتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ جو کام ہم نے کیا وہ نہیں کر سکتے۔ یہی ایک معجزہ ہے

(۱۱ جنوری ۱۹۰۱ء الحکم جلد ۵ نمبر ۳)

جواہر ریزے

قرآن مجید

رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ انسان کو پیدا کیا اسے بیان سکھایا سورج اور چاند حساب کے نیچے ہیں اور بوٹیاں اور درخت فرمانبرداری کرتے ہیں اور آسمان کو بلند کیا اور میزان کو قائم کیا تاکہ تم میزان میں سرکشی نہ کرو۔ اور وزن کو انصاف سے قائم کرو اور تول میں کمی نہ کرو۔ اور زمین کو مخلوق کیلئے رکھا۔ اس میں پھل ہیں اور گابھوں والی کھجوریں اور بھوس والا دانہ اور خوشبودار پھول تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے اس نے انسان کو ٹھیکرے جیسی سوکھی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (الرحمٰن)

حدیث شریف

ابوموسیٰ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی مثال جو اللہ نے مجھے علم اور ہدایت دیکر بھیجا ہے بڑے مینہ کی مثال ہے جو زمین پر برستا ہے تو بعض زمین اچھی ہوتی ہے جو پانی کو قبول کر لیتی ہے اور گھاس اور بہت سبزی اگاتی ہے اور بعض زمین پتھریلی ہوتی ہے جو پانی کو روک رکھتی ہے تو اللہ اسکے ساتھ لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے سو وہ اس سے پیتے ہیں اور پلاتے ہیں اور کھیتی کو دیتے ہیں اور کچھ اور زمین پر برستا ہے جو چٹیل ہوتی ہے نہ پانی کو روکتی ہے اور نہ گھاس اگاتی ہے پس یہ اسکی مثال ہے جس کو اللہ کے دین کی کچھ سمجھ آگئی اور جو بات اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے اس سے اسکو بھی نفع پہنچا سو وہ علم سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے اور اس شخص کی مثال جس نے اس پر سر نہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو جو مجھے دیکر بھیجا گیا۔ قبول نہ کیا۔

مسیح کی آمد ثانی کا تصور

قرآن مجید کی آیت او کالذی مر علیٰ قریۃ

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی)

(۲)

آدم کے بیٹوں کی ذہنیت ہمیشہ ایک جیسی رہی ہے۔ تہذیب اور تمدن کے جس درجہ میں سے کوئی قوم گذر رہی ہو بالعموم اس سے اسی قسم کے جذبات اور خیالات کا صدور ہوتا ہے جیسا اس سے پیشتر کسی دوسری قوم نے اس درجہ سے گزرتے ہوئے کیا تھا۔ قرآن مجید بار بار اس حقیقت کو یاد دلاتا ہے کبھی فرماتا ہے قد خلت سنۃ الاولین اور کبھی ارشاد فرمایا قد مضت سنۃ الاولین ومضیٰ مثل الاولین اور کبھی بدقسمت بندوں پر یوں اظہار افسوس کیا ہے یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ وہ اپنے ہی جیسے پہلوں کی ڈگر پر چلے۔ ان کی صفات وہی پہلوں کی صفات ہیں۔ افسوس ان بندوں پر کوئی رسول ان کے پاس نہ آیا مگر یہ اس سے ہنسی اور تمسخر کرتے رہے وھم علیٰ اثارھم یھرعون۔ وہ پہلوں کے نقش قدم پر دوڑے جا رہے ہیں۔

قرآن مجید نے بار بار گذشتہ قوموں اور انبیاء کے قصص اسی لئے بیان فرمائے ہیں کہ ہم ان سے عبرت حاصل کریں اور جب حالات کسی گذشتہ قوم کے واقعات کے ساتھ مطابق نظر آئیں مبادا قدم بید سے راستہ والوں کے نقش قدم پر ہو۔ مغضوب اور ضالین کی اتباع میں نہ ہو۔

زیر بحث مضمون کی گذشتہ قسط میں ہم یہ بتا چکے ہیں کہ

(۱) ربط آیات کے لحاظ سے اس آیت کا موضوع علم کی فضیلت ہے۔

(۲) قومیں علم دین سے ہی زندہ ہوتی ہیں۔

(۳) اس وقت ہم نے یہ بتایا ہے کہ قرآن مجید جن گذشتہ واقعات کو بیان کرتا ہے ان کا اعادہ کسی نہ کسی رنگ میں آئندہ بھی ہوگا۔ اصولاً اس آیت کا مضمون بھی دہرایا جائے گا۔ اور اس وقت یہ آیت ہمارے لئے دلیل راہ ہوگی۔ آیت کے سرسری مطالعہ سے مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) اس آیت میں کسی شخص کا ذکر ہے جو کسی بستی پر گزرا۔

(۲) بستی کونسی تھی جس پر اس کا گذر ہوا؟

(۳) اس وقت بستی کی حالت کیا تھی؟

(۴) وہ بستی کتنی مدت مردہ پڑی رہی؟

(۵) کب زندہ ہوئی اور کس نے زندہ کی؟

(۶) شخص مذکور کے کھانے پینے کا ذکر کیوں کیا گیا؟

(۷) گدھے پر توجہ دینے یا غور کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

(۸) یہ شخص لوگوں کے لئے آیت کیونکر بنا؟

(۹) ہڈیاں کس کی تھیں جو جمع ہوئیں اور ان پر گوشت پوست چڑھ گیا۔

(۱۰) ہمارے لئے اس میں کیا سبق ہے؟

یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے اس شخص کا نام نہیں لیا۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یا تو وہ شخص تاریخ میں معروف شخص ہے یا مقصود بالذات۔ اس تذکرہ میں اس کا نام نہیں بلکہ وہ واقعہ ہے جو اس کے متعلق بیان کیا گیا۔ چونکہ یہ واقعہ خصوصیت کے ساتھ ہمیں سنایا گیا ہے اس لئے اس کے اندر یقیناً ہمارے لئے عبرت اور نصیحت ہے۔ اس لئے یہ امر کسی خاص زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں رہا۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس امت میں یہ واقعہ کئی مرتبہ دہرایا جائے تاکہ یہ سنت الٰہیہ کہلا کر ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے آیت یا نشان بنے۔

اس آیت کے متعلق مفسرین کا متفقہ خیال صرف اسقدر ہے کہ اس میں مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ زندگی روحانی ہے یا جسمانی۔ ہم اس خیال کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس شخص کے سوا ایک اور شخص کا ذکر ہے جسے مردہ زندہ کرنے کا اعجاز بخشا گیا ہے اور وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ بلاشبہ بائیبل میں بعض اور لوگوں کے متعلق بھی مردہ زندہ کرنے کا ذکر موجود ہے اور مسلمانوں کی روایات میں یہ کرامت کئی ایک اولیائے امت کی طرف منسوب ہے۔ اور بزرگان اسلام کا مسلمہ ہے

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

تاہم ہمارے علماء، صوفیاء، اور شعراء نے حضرت مسیح کو اس معاملہ میں خصوصیت دی ہے۔ اس لئے مسیح مردہ میں جان ڈالنے والے کا مترادف ہو گیا ہے۔

اسلامی لٹریچر کے علاوہ یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتب بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ بائیبل میں مسیح کا خطاب دو قسم کے لوگوں کے لئے مخصوص ہے۔ بنی اسرائیل کے مذہبی بادشاہ کے لئے اور مذہبی ریفارمر یا کاہن اعظم کے لئے۔ مسیح بحیثیت بنی اسرائیل کا بادشاہ۔ اس کا ذکر ہم گذشتہ ماہ ایک طویل مسلسل مضمون میں کر چکے ہیں۔ اب ہم مسیح کا مذہبی ریفارمر یا مردوں میں زندگی بخشنے والا ہونے کی حیثیت سے بحث کرتے ہیں۔ لفظ مسیح ارامی زبان میں مشیحا اور عبرانی میں ہمشیح ( ) (المسیح) ہے۔ اس کے اصل معنی مسح کیا گیا یا ممسوح کے ہیں۔ یہود میں یہ ایک رسم تھی کہ وہ اپنے کاہن اعظم اور بادشاہ کے سر پر تیل انڈیلا کرتے تھے جس کی بنا پر اسے مسیح کہا جاتا تھا۔ کسی نبی کو تیل سر پر انڈیل کر نبی بنانے کا ذکر بائیبل میں نہیں البتہ نبی کو مسح کر کے کاہن اعظم بنانے کا ذکر ضرور موجود ہے۔

کاہن مقرر کرنے یا بنانے کے لئے تیل کا ایک خاص نسخہ خداوند یہوواہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الہام فرمایا جس کے اجزا کتاب خروج باب ۳۰ میں مرقوم ہیں۔ یہ خاص تیل کاہن اعظم کے سوا کسی دوسرے شخص کو استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ بظاہر یہ امر ایک مذاق معلوم ہوتا ہے کہ ایک معمولی گدھے چرانے والا شخص (طالوت) سر پر محض تیل چپڑ دیئے جانے کی وجہ سے اس قدر مقدس ہو جائے کہ روح القدس اس سے ہمکلام ہو۔ مگر ہمیں کتب انبیاء کا نہایت گہری نگاہ سے مطالعہ کرنا چاہئے۔ تیل سے مسح کی بنیاد اس مجاز پر رکھی گئی ہے کہ تیل طہارت جسمانی کی ایک چیز ہے اور کاہن کا جسمانی اور روحانی طور پر پاک اور مطہر ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ یہود میں قربانی کے وقت کام آنے والی بے جان چیزوں کو بھی اس تیل سے چپڑا جاتا تھا جو اس رسم میں ایک افراط ہے تاہم بائیبل میں صرف کاہن اعظم کا مسح کیا جاتا تھا۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ مسیحی مترجمین بائیبل نے لفظ ہمشیح (المسیح) جہاں اپنے خیال میں یسوع کے لئے استعمال ہوا سمجھا ہے وہاں اس کا ترجمہ مسیح کیا ہے اور جہاں کاہن اعظم کیلئے استعمال ہوا ہے وہاں ممسوح (anointed) ترجمہ کیا ہے (دیکھئے کتاب خروج اور احبار کا ترجمہ)

ابھی تک ہم نے لفظ مسیح کے ظاہری معنوں پر بحث کی ہے مگر اس کے ایک باطنی معنی بھی ہیں اور وہ علم کے ذریعہ سے قوم کو زندہ کرنے والا ہیں۔ کتب مقدسہ کی رو سے قوموں کی زندگی کے دو اصول ہیں۔ ایک الٰہی بادشاہت اور مذہبی حکومت کے ذریعہ سے اور دوسرے محض علم دین کے ذریعہ سے جو کسی شخص کو خدا کی طرف سے روح القدس کے وسیلہ سے دیا جاتا ہے۔ مسیح پر تیل کا مسح کیا جانا عبارت ہے اس کی روحانی طہارت اور تزکیہ سے اور یہ روحانی طہارت اور پاکیزگی ایک انسان کا خدا کے ساتھ تعلق قائم کرتا ہے اور اسے کتاب کا صحیح علم اور معرفت دی جاتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ قوم کو زندگی اور حیات بخشتا ہے۔ ان دو حالتوں کے الگ الگ دو نام بھی ہیں۔ ایک مریم اور دوسرا مسیح۔ مریم مومن کی وہ حالت ہے جس میں وہ اپنے فروج کی کامل حفاظت کرتا ہے۔ طہارت اور پاکیزگی حاصل کرتا ہے صفت یا حالت اس دوسری حالت کے لئے جس میں اسے علم دیا جاتا ہے بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔ یا اس کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ مریم کا نام عبرانی لغت اور کتاب مقدس کی بنا پر باغیہ اور نبیہ یا روحانی طور پر بہروپ عورت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو کتاب شمار ۱۲:۱-۱۵۔ اور بطرس دوم ۲: ۱۵۔ اور خط یہودا آیت ۸ وغیرہ کتاب استثناء ۲۴: ۹۔ لفظ مریم کا مادہ مرہ ہے جس کے معنی تلخی اور بغاوت ہیں۔ مگر قرآن مجید نے اس کو کامل فرمانبردار اور مطیع کے معنوں میں اختیار کیا ہے (قرآن مجید ۶۶: ۱۲ و ۲۱: ۹۱)

یہ امر ظاہر ہے کہ جب تک ایک شخص خود زندہ نہیں ہوتا۔ وہ دوسروں کو زندگی نہیں بخش سکتا۔ زندگی علم سے پیدا ہوتی ہے اور علم کے ذریعہ ہی دوسروں کو زندہ کیا جا سکتا ہے۔ علماء اور مسیح میں فرق یہ ہے کہ علماء کا علم مس بشر سے پاک نہیں ہوتا لیکن مسیح کے پاس جو علم یا کلام آتا ہے وہ مس بشر سے پاک ہوتا ہے (انا نحن السماکو وہم من نتش) اس لئے خدا کا مسیح ولمہ (anointed of Jehowah) کہا جاتا ہے۔ روح القدس استعارہ ہے علم سے۔ یونانی میں اسے لوگاس کہتے ہیں اور لوگاس عربی میں لغہ کا مترادف ہے۔ انگریزی لفظ لنگویج (Language) اسی سے نکلا ہے۔

انجیل یوحنا کی پہلی آیت میں ہے۔ "ابتدا میں خدا تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا" یہی کلام روح القدس ہے جو علم الٰہی کا مترادف ہے۔ مریم روح القدس کے ذریعہ سے حاملہ ہوتی ہے یعنی کامل طہارت اور پاکیزگی علم الٰہی کے وسیلہ سے اس شخصیت کو پیدا ہوتی ہے جو مردوں کو زندگی بخشتا ہے۔ بعینہ اسی طرح جس طرح ظاہری نظام جسمانی میں عورت طہر کے بعد اس قابل ہوتی ہے کہ وہ اپنے حمل میں بچہ لے سکے۔ طہارت اور پاکیزگی

(باقی صفحہ پر)

علمی ادارے قوم کی روح رواں ہیں

علم کو اسلام کے ہاں بہت بلند درجہ حاصل ہے چنانچہ سب سے پہلی آیت جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی وہ علم ہی کے متعلق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق ۔ اقرا وربک الاکرم ۔ الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم ۔ یعنی پڑھ خدا کے نام سے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا اللہ تو بڑا مہربان ہے جس نے انسان کو علم سکھایا قلم کے ذریعہ سے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو اسے پہلے معلوم نہ تھا"۔ ان آیات سے علم کی فضیلت صاف ظاہر ہے۔ چنانچہ قرآن مجید تو ایسی آیات سے بھرا پڑا ہے جن میں مشاہدہ قدرت کے متعلق نہایت واضح اور صاف اشارات پائے جاتے ہیں مشاہدہ قدرت سے جن علوم نے جنم لیا ہے ان کا منبع اور مخرج قرآن مجید ہی ہے۔ ان طبعی علوم میں اہل مغرب نے مسلمانوں کی تقلید کی ہے۔ جنہوں نے اسے قرآن مجید سے حاصل کیا ــــ علم تاریخ کو سب سے پہلے علمی حیثیت ابن خلدون نے دی اور تاریخ کے اندر اس ارتقائی صورت کو دنیا نے ابن خلدون سے ہی سیکھا جس نے اس علم کو قرآن مجید سے حاصل کیا ــــــ سو اسلامی نقطۂ نگاہ سے کسی قوم کی ترقی کا معیار صرف علم ہی ہے اور ویسے بھی دنیا میں تمام قوموں کی ترقی کا اندازہ ان کے علوم و فنون سے لگایا جاتا ہے جس قوم میں علوم کا رواج کم ہونے لگے سمجھ لینا چاہئے کہ اب وہ قوم صفحہ ہستی سے ناپید ہونے کو ہے جب قوم کی علمی ترقی رک جاتی ہے اس میں طرح طرح کی اجتماعی خرابیاں اور برائیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں جو بالآخر اس کے زوال کا باعث ہوتی ہیں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم و یثبت الجہل و تشرب الخمر و یظہر الزنا ۔ موعودہ گھڑی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے اور جہالت قائم ہو جائے اور شراب پی جائے اور زنا ظاہر ہو۔ قریباً قریباً اسی حقیقت کو علامہ سر اقبال مرحوم نے بیان کیا ہے

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

سو قوموں کے عروج و ترقی میں ان کا امتیازی نشان ان کی تسخیر علوم و فنون رہی ہے جو اسی کی خصوصیات میں رنگین ہوتے ہیں۔ جب اسلامی تہذیب کا ستارہ معراج کمال پر تھا تو اس وقت مسلمانوں کو علمی اعتبار سے جو فوقیت حاصل تھی وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ مغربی مورخ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ ایک فلکلین پول رقمطراز ہے کہ مسلمان فلاسفر ابن رشد۔ ابن سینا۔ الفارابی وغیرہ یونان قدیم اور موجودہ مغربی فلسفے کے درمیان ایک ایسی کڑی ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا سپین میں مسلمانوں کے عہد میں بڑی بڑی یونیورسٹیاں قائم تھیں۔ جہاں تمام اقصائے عالم سے طلباء اکٹھے ہوتے اور علم کی دولت سے سرفراز ہوتے تھے۔ وہاں جغرافیہ، فلکیات اور طبیعیات کی تعلیم نہایت وسیع اور اعلیٰ پیمانہ پر دی جاتی تھی۔ اور ادبی لحاظ سے یورپ پر کبھی ایسا زمانہ نہیں آیا جبکہ شاعری ہر خاص و عام کی زبان ہو کر رہ گئی ہو۔

آج بھی یورپ اقوام کی صف اول میں اس لئے نظر آتا ہے کیونکہ اس میں وہ خصوصیت موجود ہے جو اسے تمام قوموں میں پیش پیش رکھے۔ یورپ صرف علم کی قوت سے دنیا کی ہر چیز کو تسخیر کی دعوت دے رہا ہے۔ سو اس کی علمی قوت کے سامنے ہر چیز جھکتی چلی جا رہی ہے۔ یورپین تہذیب کی بنیاد صرف علم پر ہے اور یورپ کا علم مغربی قوموں کے تصورات، خیالات اور معتقدات سے شدت کے ساتھ متاثر ہے اور اپنی خیالات اور معتقدات کے ذریعہ یورپ دنیا کے دماغوں پر حکومت کر رہا ہے۔ ذرا ان صحیفوں کو تصور میں لاؤ جو یورپ سے شائع ہوتے ہیں۔ ان انکشافات اور اکتشافات کو مدنظر رکھو جو وہاں آئے روز ظہور میں آتے ہیں۔ بڑی بڑی یونیورسٹیاں اور تجربہ خانوں کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ یہ علوم و فنون کے ادارے ہی وہ محکم بنیادیں ہیں جن پر موجودہ تہذیب کی بنیاد دھری گئی ہے اور یورپین اقوام کے پاؤں فاتحانہ انداز سے تمام دنیا کو روند رہے ہیں اور اس کے ظلمت کی گرج سے ہر ملک دہشت زدہ ہے ــــ مسلمان ہی تھے جو علم کی شمع کو لیکر یورپ میں گئے اور مغرب کی تاریک وادیوں کو اس سے منور کیا۔ لیکن آج مسلمان قوم کی اپنی جہالت پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔

اب پھر عالم اسلام میں ایک حرکت۔ اور علمی جستجو پیدا ہوئی ہے۔ ٹرکی، مصر، ایران اور دیگر اسلامی ممالک میں پھر سے علمی ادارے کھلنے دکھائی دینے لگے ہیں اور جہالت کے تیرہ و تاریک بادل چھٹ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان اسلامی ممالک میں اب زندگی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ وہاں جدید اصول تعلیم پر یونیورسٹیاں قائم ہوئی ہیں جہاں طلباء نہایت اعلیٰ پیمانے پر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دن بدن ان کے علمی ذوق اور ذوق میں۔۔۔ ایک اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اسلامی محاسن جدید علوم کے ساتھ ممزوج ہو رہے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمان اپنی ہمسایہ قوم سے علمی لحاظ سے بہت پیچھے ہے لیکن تاہم مسلمانوں کی توجہ علم کی طرف ضرور ہے اور ہندوستان کے طول و عرض میں ایسے اسلامی ادارے پائے جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر دماغ میں ایک انبساط اور خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ گذشتہ پچاس سالوں میں اسلامی ہند نے بڑے بڑے عالم اور مصنف پیدا کئے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے اندر ایک علمی تحریک پیدا کیا اور ان پر خوب کھول کر واضح کیا کہ اگر انہیں دنیا میں ایک باعزت قوم کی زندگی بسر کرنا ہے تو انہیں اپنے اندر علم کو رواج دینا ہوگا۔ اور ان کی یہ مساعی کافی حد تک مشکور بھی ہوئیں۔

اس وقت جبکہ ہر طرف علم کا چرچا ہے اور قوموں کے بڑھنے اور گرنے کا اندازہ صرف علم سے ہی کیا جاتا ہے تو ایسے علمی دور میں ہماری جماعت کو اپنے علمی ادارہ کی طرف خاص طور پر توجہ دینا چاہئے۔ ہماری جماعت ایک خالص علمی اور مذہبی جماعت ہے جو کوئی بھی اس کے وقار اور سطوت کا اندازہ کریگا علمی اداروں سے ہی کریگا۔ اس میں شک نہیں کہ گذشتہ پچیس سالوں میں ہماری قوم نے بڑی بڑی علمی خدمات سرانجام دی ہیں۔ لیکن ہماری علمی ترقی کو کسی خاص مقام پر پہنچ کر رک نہیں جانا چاہئے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے ہاں جو علمی ادارے ہیں ان پر خاص طور پر توجہ دی جائے۔ انہیں ایسی خصوصیات پیدا کی جائیں جو ملک کے علمی اداروں میں ان کی حیثیت کو ممتاز کریں اور سب سے بڑھ کر ہمارے اداروں میں اور تمام ملکی اداروں میں یہ نمایاں فرق ہونا چاہئے کہ ہمارے اسکول یونیورسٹی اس روح کو اپنے اندر لئے ہوئے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری قوم کے اندر پھونکی تھی۔ اگر یہ خصوصیت ان میں نہیں ہے تو پھر وہ یقیناً ایسی چیزیں نہیں جن پر زیادہ فخر کیا جا سکے۔ ہمارے تمام علمی شعبوں پر صرف ایک ہی روح ساری اور طاری رہنی چاہئے کہ وہ سب سے پہلے احمدی ہیں اور اس کے بعد کچھ اور ہیں۔ اس طرح سے انہیں ایک تفوق حاصل ہوگا اور ان کے اندر ایک تقابل اور تخالف سے شدت کے ساتھ قوت عمل پیدا ہوگی جس سے وہ ہر علمی میدان میں بڑھ بڑھ کر قدم ماریں گے

علمی ادارے واقعی قوم کی روح رواں ہوتے ہیں اور جس قوم سے وہ متعلق ہوتے ہیں اس قوم کی نمایاں خصوصیات کا اثر ان پر غالب ہوتا ہے اور وہ اس کی سرشت اور جبلت کے آئینہ دار ہوتے ہیں سو وہ ادارے جو جماعت احمدیہ سے متعلق اور وابستہ ہوں ان پر احمدیت کے اخلاق روح اور علم الکلام کا گہرا اثر ہونا چاہئے اور ان میں پڑھنے والے طلباء کے اندر ایسے جذبات پیدا کرنے چاہئیں جو ان کے خیالات ہوں تاکہ جب تحصیل علم کے بعد وہ باہر نکلیں تو وہ ہمارے زندہ اور چلتے پھرتے مبلغ ہوں۔ اور ان کے اندر ایسے اخلاق پائے جائیں جن سے دنیا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے جب تک ہم اپنے علمی اداروں کے اندر یہ روح پیدا نہیں کرتے تو وہ ہمارے ادارے نہیں ہو سکتے نہ ہی وہ ہماری قوم کے روح رواں بن سکتے ہیں اور نہ قوم کو ان سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

مسلم ہائی سکول لاہور میں جناب آنریبل میاں عبدالحی وزیر تعلیم کی تشریف آوری

جلسہ تقسیم انعامات

مؤرخہ یکم اپریل کو کارپوریشن مسلم ہائی سکول کی طرف سے نہایت وسیع اور شاندار پیمانے پر جلسہ تقسیم انعامات کا اہتمام کیا گیا اور اس جلسہ کی کرسی صدارت کو جناب آنریبل میاں عبدالحی وزیر تعلیم پنجاب نے زینت بخشی اور جلسہ میں جناب رائے بہادر مسٹر منوہن [illegible] ڈائرکٹر، جناب شیخ محمد شریف صاحب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن، جناب سید احمد علی صاحب او۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ اے، جناب ملک غلام رسول صاحب شوق انسپکٹر فزیکل ایجوکیشن پنجاب اور جناب باوا برکت سنگھ ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی وغیرہ وغیرہ بھی شامل تھے ان کے علاوہ بزرگان سلسلہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا صدر الدین صاحب، حضرت مولانا عزیز بخش صاحب، جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب، جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب بھی رونق افروز تھے۔

جلسہ کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد طلباء نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ نعت اور دعا پڑھی۔ بعد میں مولانا یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نے سکول کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جس کا نچوڑ نہایت اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے:۔

گو موجودہ نظام تعلیم کا مطمح نظر طلباء کو محض یونیورسٹی کے امتحانوں کے لئے تیار کرنا ہے۔ لیکن اس سکول کے قیام میں جو روح کار فرما تھی اور جسے عملی جامہ پہنانے کے لئے آج سے ۲۲ سال پیشتر اس کی بنیادیں استوار کی گئیں وہ یہ ہے کہ لڑکوں کو پیکار حیات کے لئے تیار کیا جائے اور ان میں ایسی روح پیدا کی جائے کہ وہ جہد للبقا کے میدان میں بہادر اور مجاہد ثابت ہوں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس علمی ادارہ میں نصابی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ ہمارے ہاں نہایت قابل اور تجربہ کار سٹاف ہے جو طلباء کے دماغی قویٰ کو نشوونما دینے اور ان کی خفتہ قابلیتوں کو بروئے کار لانے میں ہمیشہ مستعد رہتا ہے۔ ہر جس امر پر زور دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ صرف کتابی مطالعہ ہی تعلیم نہیں۔ بلکہ طالب العلم کی ساری شخصیت اور کردار کی بالیدگی ہمارے پیش نظر رہتی ہے۔ ہم اس کے اندر ایک ایسا ضمیر پیدا کرتے ہیں کہ وقت آنے پر وہ بحیثیت ایک شہری کے زندگی کے میدان کارزار میں اپنی صحیح جگہ لے سکے اور گوناگوں ذمہ داریوں کا حریف ہو سکے اور مذہب، ملت، اور کلچر کی ترقی اور عروج کے لئے اپنی خدمات پیش کر سکے ——— ان مذکورہ بالا خصوصیات کو پیدا کرنے کیلئے سکول کی فضا کو اس رفیع نصب العین کا ہم آہنگ بنانے کے لئے امکانی کوشش کی جاتی ہے۔ محنت، محبت اور صاف ستھری زندگی کی پرزور تلقین بھی ہوتی ہے۔ ابتدائی اسلام کی سادہ زندگی اور رفعت خیالات کو ان کے سامنے ہر روز پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے احکامات اور رسول پاک کے ارشادات ان کے سامنے دہرائے جاتے ہیں۔ تاکہ ان میں صداقت، مردانگی اور بنی نوع انسان کی ہمدردی بغیر رنگ و نسل کے امتیازات کے پیدا ہو۔ یہ اخلاق اور روحانی غذا طالب علم کے دماغ پر گہرے نقوش چھوڑتی ہے۔ گو سطحی نظر کو یہ بالکل معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن یہ مذہبی اور اخلاقی تربیت لڑکوں کے شعور خفی میں داخل ہو کر لڑکوں کے نئے علمی درسوں میں اور بازیچہ اطفال میں خضر راہ کا کام دیتی ہے اور جب وہ سکول کی چار دیواری سے نکل کر زندگی کے عظیم الشان سکول میں قدم رکھتے ہیں تو زندگی کے مختلف شعبوں میں یہ ننھی سی شمع ان کے راستوں کو

عقیدت کورانہ!

(از جناب غلام رسول صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور)

مے نماید ایں ہمہ غوغائے تو
سوختن غفلت را عقیدتہائے تو
گامزن اندر رہ باطل بودہ
جانب حق چشم خود نکشودہ
تذکرہ گوئی کتاب میرزا
کاش خواندستی جواب میرزا
"آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست"
در عقیدتہائے تو گوید بنی
گوش کن از من کلام مدعی
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
گر دروں خانہ موجود است کس
باشدش جانانہ ایں یک حرف بس

منور کرتی رہتی ہے ——— اس تعمیری لائحہ عمل کے علاوہ ہم نے دو خرابیوں کو جو اسلام اور ہندوستان کی قابلیت کو نقصان پہنچا رہی ہیں دور کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔ وہ فرقہ دارانہ خیالات جو مسلمانوں میں اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین پائے جاتے ہیں۔ انہیں دور کرنے کے لئے ہم حتی الامکان کوشاں رہتے ہیں ——— کیونکہ یہ سکول اسلامی اصولوں پر قائم ہے۔ اس لئے اس کے پیش نظر تمام اسلامی اور غیر اسلامی جماعتوں کے لئے رفق و ملائمت اور رواداری کی تعلیم دی جاتی ہے اور بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ وہ سب سے پہلے مسلمان ہیں اور اس کے بعد کچھ اور۔ بحیثیت مسلمان کے وہ ایک عالمگیر برادری کے افراد ہیں اور ان کی حب الوطنی جغرافیائی حدود میں مقید نہیں کی جا سکتی۔

اس کتابی اخلاق اور مذہبی تعلیم کے علاوہ جسمانی کلچر کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی ہے اور اسے تعلیم کا ایک نہایت ضروری جزو خیال کیا جاتا ہے۔ ہاکی، فٹ بال، کرکٹ کے علاوہ بوٹنگ اور باکسنگ میں یہ سکول خاص فضیلت رکھتا ہے جس پر ہمارے گذشتہ سال کے نتائج بہترین شاہد ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ ہمارے پاس اپنی گراؤنڈ کوئی نہیں۔ اگر گورنمنٹ اس پر تھوڑی سی توجہ کرے تو یہ کمی بھی دور ہو سکتی ہے ——— سکول میں مجادلہ اور مباحثہ کی مجلسیں بھی قائم ہیں اور سکول کا ایک ماہوار رسالہ بھی ہے۔ ان دونوں کے ذریعہ طلباء کی تقریری اور تحریری قابلیتوں کو صیقل کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس رپورٹ کے بعد تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی جناب آنریبل میاں عبدالحی صاحب نے اپنے ہاتھ سے انعامات تقسیم کئے۔ جب سب انعامات تقسیم ہو چکے تو معزز اور فاضل صدر نے حاضرین کو اپنے صدارتی ارشادات سے مستفید فرمایا اور مبلغ یکصد روپیہ اپنی جیب خاص سے مسلم ہائی سکول کو عنایت فرمایا۔ جس پر تحسین اور آفرین سے سارا پنڈال گونج اٹھا۔ اور حاضرین جو کہ سینکڑوں کی تعداد میں موجود تھے ان کے منہ سے بے اختیار مرحبا کی صدائیں پھوٹ نکلیں۔ آپ نے فرمایا "میں مینجنگ کمیٹی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور آپ سب صاحبان کا جنہوں نے اس جلسہ میں شمولیت کی شکر گزار ہوں۔ میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں کہ سکول کی بنیادیں عالمگیر اخوت پر استوار کی گئی ہیں۔ اور فرقہ دارانہ خیالات کو نزدیک نہیں آنے دیا گیا۔ مجھے خوشی ہے کہ اس سکول میں طلباء کی شخصیتوں کے بنانے پر اتنی توجہ دی جاتی ہے اور ان میں بلند اور رفیع خیالات پیدا کئے جاتے ہیں ——— فرقہ دارانہ خیالات اس تعلیم کا نتیجہ ہیں جو کہ اب تک دی جاتی رہی ہے۔ اس نظام تعلیم کو خیرباد کہنے کا وقت آپہنچا ہے۔ اب سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ایسا نظام تعلیم وضع کیا جائے جو زمانہ کی جدید ضروریات کا حریف ہو سکے۔ پنجاب گورنمنٹ نے ایک ماہرین کی کمیٹی کے ذریعہ پرائمری تعلیم کی ایک سکیم تیار کی ہے جو کہ ان کی ضروریات کے مطابق ہوگی اور یہی امر گورنمنٹ کے زیر تجویز تھا۔ امید ہے کہ جب یہ نیا نظام تعلیم اختیار کیا جائے گا۔ تو یہ سنگ بنیاد کا کام دیگا ——— ہیڈ ماسٹر صاحب میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ کے سکول میں دماغی اور جسمانی دونوں خصوصیتوں کی نشوونما کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنی تقریر کو ختم کروں، میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ہیڈ ماسٹر صاحب اور سکول کے سٹاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ایسا اعلیٰ درجہ کا نظام طلباء میں قائم کیا"۔

اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ یہ جلسہ تقسیم انعامات ہر نوعیت سے کامیاب رہا اور اس کی تعریف میں جو کچھ بھی کہا جائے کم ہے۔ ہم اس جلسہ کا اہتمام کرنے والوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ان کی مساعی ہر لحاظ سے مشکور رہیں۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن جموں

کا ماہوار اجلاس

۵ ماہ فروری کا یہ آخری اجلاس ہمارا ماہوار اجلاس تھا جس میں ہمیں اپنی توقع سے بڑھ چڑھ کر کامیابی ہوئی۔ حاضری ۳۰۰ کے لگ بھگ تھی۔ دریوں، کرسیوں اور سٹیج کا اعلیٰ انتظام تھا۔

فروری کے آخری ہفتہ کے شروع میں تصفیہ کیا گیا تھا کہ ہمارے فاضل دوست قبلہ چودھری عبد الرحمان صاحب "شہادت کربلا" پر ماہوار اجلاس میں تقریر کریں گے۔ اتفاقاً مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع بھی تشریف لے آئے۔ چنانچہ پروگرام میں ان کا نام بھی رکھدیا۔ جلسہ کا پروگرام حسب ذیل تھا۔

تلاوت .... شیخ محبوب عالم صاحب
نظم .... عبد المجید ناز
نظم .... محمد یوسف
تقریر - قبلہ چودھری عبد الرحمن صاحب - ۴۵ منٹ
تقریر - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - ۴۵ منٹ

قبلہ چودھری صاحب نے شہادت کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اور دین اور قوم کے احیاء کیلئے جب قربانی کی ضرورت پیش آئے تو مسلمان کے لئے اپنی جان۔ اپنے اقرباء کی جان۔ اپنا مال۔ اپنی دولت۔ اپنی عزت اور اپنی شہرت ہیچ ہونی چاہیئے اور اسے کمال استقلال اور خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے خون کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی کے واقعات بطور مثال پیش کئے ازاں بعد آپ نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کو بھی شہداء کے زمرے میں اس لئے بڑی اہمیت حاصل ہے کہ آپ سے جب مشیت ایزدی نے خونی قربانی طلب کی تو آپ نے دریغ نہ کیا مزید برآں آپ نے فرمایا کہ گو حضرت امام حسین علیہ السلام بجسد عنصری موجود نہیں۔ لیکن ان کی روح آج بھی موجود ہے جس چیز کے خلاف آپ نے آواز بلند کی تھی آج بھی لوگ حسینی سپرٹ کیساتھ اس فسق و فجور کی مذمت اور حق و راستی کی حمایت پر قائم ہیں۔ پس یہ کہنا جائز ہے کہ ؎

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم پڑھنے کے بعد فرمایا کہ آج یورپ اور امریکہ سے خودکشی کی خبریں کثرت کیساتھ آرہی ہیں کیا وجہ ہے کہ اسلامی ممالک میں اس کی بہت قلت ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ دنیا کی ادنےٰ ادنےٰ مشکلات برداشت کرنے کے عادی نہیں لیکن اسلام ہمیں یہ سبق سکھلاتا ہے کہ مصائب و مشکلات کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اسلام نے مسلمان کو موت کا فلسفہ اچھی طرح سمجھا دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علیؓ کی ایک جنگ کا نقشہ کھینچکر بتلایا کہ آپ گو نوجوان تھے مگر کس قدر جانباز سپاہی تھے اور کبھی جان کی پرواہ نہ کرتے تھے اس نسبت سے آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کو تصور فرمائیں باپ اس قدر شجاع تھا تو آپ کا فرزند بھی کچھ کم نہ تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ گو آج اسلام کا مقابلہ تیر و تفنگ سے نہیں۔ مگر اعتراض کے رنگ میں ضرور ہے۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

آج بھی ایک چھوٹی سی قوم قرآن کریم کے ساتھ جہاد کر رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام کو اور رسول کے پیغام کو اقصائے عالم میں پہنچا رہی ہے تو مسلمانوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے کم از کم یہ سبق تو ضرور لینا چاہیئے کہ جس طرح آپ نے مخالف اسلام طاقتوں کا مقابلہ کیا۔ اسی طرح ان کو بھی چاہیئے کہ اپنی جانوں اور مالوں کو دین کے تبلیغی کاموں میں لگا دیں۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن ینگ مینز ایسوسی ایشن جموں)

مکتوب برلن

مورخہ ۳ مارچ بروز جمعہ شام کے ۸ بجے زیر اہتمام جرمن مسلم سوسائٹی ڈاکٹر نیون ہیوفے صاحب کا ایک کامیاب اور پر رونق لیکچر ہوا۔ صاحب موصوف نے گذشتہ سال مشرقی ممالک مثلاً ٹرکی۔ عراق۔ ایران کا سفر کیا اور وہاں کے باشندگان کے مذہبی۔ معاشرتی اور سیاسی حالات کا بچشم خود ملاحظہ کیا۔ دوران سفر میں آپ نے تقریباً ۵ ہزار تصاویر لیں۔ صاحب مذکور نے ان تصاویر کو دکھاتے ہوئے وہاں کے چشمدید حالات و مشاہدات کا ذکر کیا۔ حاضرین کی تعداد اس قدر تھی کہ بعض احباب کو کھڑا ہونے کی جگہ بھی نہ مل سکی اور کئی بادل نخواستہ واپس چلے گئے آپکا طرز بیان اور پھر اس کے ساتھ تصاویر سونے پر سہاگے کا کام نظر آتا تھا۔ آپ نے مکمل دو گھنٹہ سامعین و ناظرین کو محظوظ کیا۔ اور اپنے لیکچر کی ابتدا برلن مسجد کی تصویر سے کی اور آخری تصویر مسجد امیہ کی دکھاتے ہوئے لیکچر کو ختم کیا۔

دوسرا اجلاس مورخہ ۱۰ مارچ بروز جمعہ کو منعقد ہوا۔ یہ اپنے اندر سوشل رنگ رکھتا تھا۔ ایک نوجوان دوست مسٹر ہیرز نے اسلامی تاریخ کے اہم اور ضروری واقعات کا مختصراً مگر مدلل اور مؤثر پیرایہ میں ذکر کرتے ہوئے اس کے مستقبل کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ موجودہ دنیا میں اسلام کے لئے شاندار مستقبل ہے اور اسلام نے پھر اوج ترقی کو حاصل کرنا ہے۔

اس امر کا اعادہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ علاوہ ان اجتماعات کے مسلمان بچوں کی مذہبی کلاس اردو و عربی کلاسیں بفضلہ تعالیٰ کامیابی اور باقاعدگی سے چل رہی ہیں۔ یہ کلاسیں اتوار، منگل اور جمعہ کو لگتی ہیں۔ (نامہ نگار)

ایک ضروری اطلاع

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کلکتہ سے رقمطراز ہیں کہ میں انشاء اللہ ۳ اپریل کو واپس لاہور آرہا ہوں۔ اور ۳ اپریل ۱۹۳۹ء سے میرا پتہ وہی پرانا پتہ ہوگا

یعنی

مسلم ٹاؤن راچھرہ لاہور

لٹریچر کی تقسیم کا مفید تجربہ

احباب سلسلہ اور بیرونی جماعتوں سے ایک درخواست

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت نے اسلام اور احمدیت کے متعلق جو بیش قیمت اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہے وہ اس زمانہ میں ہر لحاظ سے بے مثال ہے۔ دنیا کی اور کوئی اسلامی جماعت اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ قادیانی جماعت کی تعداد ہم سے کئی گنا زیادہ ہے لیکن اس کا پیدا کردہ لٹریچر مقدار و نتائج دونوں لحاظ سے ہمارے لٹریچر کے پاسنگ بھی نہیں۔

تبلیغی لٹریچر سے پورا پورا فائدہ اسی صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے جبکہ اسے مناسب طریق پر موزوں مقامات اور اشخاص تک پہنچایا جائے۔ سوتی اور جو اہرات خواہ کس قدر بیش قیمت کیوں نہ ہوں لیکن ان کی قدر ہمند رکی تہ اور پہاڑوں کی چٹانوں پر ناممکن ہے۔ لہذا تمام وابستگان سلسلہ کا فرض ہے کہ لٹریچر کی تقسیم سے متعلق بھی پوری توجہ اور احتیاط سے کام لیں اور کوشش کریں کہ اس کا ایک ورق بھی بے مصرف نہ رہے بلکہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ جس طرح ہمارا لٹریچر بے نظیر مفید اور اعلیٰ ہے اسی طرح اس کے تقسیم کا طریق بھی اعلیٰ اور باقاعدہ ہونا چاہیئے

اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر چیزیں انفرادی طور پر لوگوں تک پہنچانی پڑتی ہیں اس کے بغیر چارہ نہیں۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ اگر ضخیم ٹریکٹ اور اخبارات کے خاص نمبر وغیرہ لائبریریوں اور ریڈنگ روموں میں رکھ دیئے جائیں تو اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے اس طرح ایک کاپی بیسیوں اور سینکڑوں بلکہ بعض اوقات ہزاروں آدمیوں کی نظر سے گذرتی ہے۔ ان مقامات پر بالعموم مطالعہ کے شوقین اور علمی مذاق رکھنے والے ہی حضرات تشریف لاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ہمارے لٹریچر کو بھی پڑھ لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان مقامات پر اخبارات اور ٹریکٹ وغیرہ کافی دنوں تک محفوظ رہتے ہیں۔ ان کو ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ مخالفین نے تو اس زمانہ میں کچھ ایسا زہر پھیلا رکھا ہے کہ لٹریچر کو پڑھنا گناہ اور اسے ضائع کرنا ثواب سمجھا جاتا ہے آجکل شہروں کے علاوہ معمولی معمولی قصبات میں بھی ریڈنگ روم کھل رہے ہیں۔ ممکن ہے بعض جگہ ریڈنگ روموں میں لٹریچر رکھنے کے سلسلے میں کوئی دشواری پیش آئے۔ لیکن ایسی دشواریاں کو اکثر حالتوں میں آسانی سے دور کیا جا سکتا ہے۔

یہ باتیں میں نے اپنے تجربے کی بنا پر عرض کی ہیں۔ آج سے قریباً تین سال قبل مجھے حیدر آباد جانے اور وہاں چند ماہ قیام کرنے کا اتفاق ہوا سلسلہ کا کچھ لٹریچر میرے پاس تھا اسے میں نے وہاں کے پبلک ریڈنگ روم میں رکھ دیا وہ کئی ہفتہ تک وہاں محفوظ رہا اور بلا مبالغہ ہزاروں مسلمانوں اور غیر مسلموں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ برخلاف اس کے انفرادی طور پر جو لٹریچر دیا گیا اس سے کچھ زیادہ اچھا نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ آجکل میں رخصت پر اپنے وطن ہوشیارپور میں مقیم ہوں یہ مقام احمدیت کی مخالفت کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے سے مشہور ہے یہاں بھی میں نے حیدر آباد والا طریق اختیار کیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند دنوں کے اندر بیسیوں آدمیوں تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچ گیا۔ تمام مخلص دوستوں اور جماعتوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس طریق کا اپنے اپنے شہروں اور قصبوں میں تجربہ کریں۔ انشاء اللہ وہ اسے بہت مفید آسان اور نتیجہ خیز پائیں گے۔ والسلام۔ (محمد انعام الحق)

(بقیہ صفحہ ۲)

ہی مردہ شے کو زندگی بخشی ہے وہ مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا وکتبہ وکانت من القانتین میں حفاظت عصمت سے مراد روحانی طور پر پاکیزہ زندگی اور طہارت ہی ہے جو نفخ روحانی کا باعث بنتی ہے۔ ورنہ جسمانی طور پر حفاظت عصمت تو دنیا کی بے شمار عورتوں کو حاصل ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق قرآن مجید نے فرمایا۔ فتقبلھا ربھا بقبول حسن وانبتھا نباتا حسنا سو اس کے رب نے اسے اچھی قبولیت سے قبول کیا اور اس کو بہترین نشوونما دی۔ مریم کا یا حالت مریمی کا پہلا درجہ اس کا اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کرنا ہے۔ اپنے آپ کو کلیتاً اللہ کی نذر کر دینا ہے۔ یا اپنے تمام حالات میں دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے اور اسی کا نام مس شیطان سے پاک ہونا ہے۔ اس اقدام پر خدا کی طرف سے یہ انعام ہوتا ہے کہ اس کی نذر قبول ہو کر درجہ بدرجہ نشوونما شروع ہو جاتی ہے اور وہ زکریا کی کفالت میں آ جاتی ہے زکریا کے معنی عبرانی زبان میں ہیں خدا نے یاد کیا۔ گویا اس پردہ حالت یا درجہ آ جاتا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ فاذکرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔ اسی درجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ملنا شروع ہو جاتا ہے وجد عندھا رزقا قال یمریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ یہ بات کوئی اسی ایک عورت سے ہی خاص نہیں۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ اللہ تعالیٰ ایسا رزق بے حساب دیتا ہے کیا آیت کا یہ حصہ ثابت نہیں کرتا۔ کہ وہ رزق جو مریم کو ملتا تھا۔ وہ رزق دوسروں کو بھی بغیر حساب ملتا ہے۔

ایک عورت کی فضیلت یا درجہ فضیلت کے بعد ایک مرد کا ذکر بھی ضروری ہے جو زکریا کے درجہ پر ہے یعنی جسے خدا نے یاد کیا ہے اس وقت مریم کے ہیکل کی نذر کئے جانے مسیح کے ناصری کہلانے اور عیسائیوں کے نصاری کہلانے۔ مسیح کے شاگردان خاص کے حواری کہلانے کے متعلق ایک اچھوتا سلسلہ مضامین میرے دماغ میں ہے۔ مگر اس طرح ہم اپنے مقصود سے بہت دور چلے جائیں گے۔ اس لئے اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہوئے عرض کیا جاتا ہے کہ زیر بحث آیت میں ایک ایسے شخص کا ذکر ہے۔ جو خود زندہ ہوا اور اس نے لاشوں کے شہر اور ہڈیوں کی ایک وادی کو زندگی بخشی وہ شخص خود پاک ہوا اور مردوں میں سے جی اٹھا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے علمی زندگی دی اور اس نے اس فیضان الٰہی کے وسیلہ سے ہڈیوں کو اکٹھا کیا اور ان پر گوشت اور پوست چڑھا دیا۔ بائیبل کی اصطلاح میں ایسے شخص کو مسیح کہا جاتا ہے۔

مگر میں اس مضمون کے شروع میں بتا چکا ہوں۔ مریم مسیح۔ روح القدس۔ ہڈیوں اور لاشوں کی زندگی یہ ایک سنت الٰہیہ کے افراد اور واقعات ہیں۔ جن کا ذکر صرف بائیبل میں ہی موجود نہیں۔ بلکہ ویدوں میں اور دوسری کتب مقدسہ میں بھی موجود ہے۔ اس کا بیان اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

(باقی آئندہ)

وفات حسرت آیات

جناب مولوی سعید اللہ مرحوم منگلور

مانسہرہ کے مختصر حالات

مولوی سعید اللہ مرحوم چھ سال کے تھے کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور پھر آپ نے کچھ عرصہ اپنے ماموں عبد اللہ کے پاس پرورش پائی۔ بعد ازاں آپ خانپور۔ ہزارہ میں قرآن اور احادیث کی تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔ وہاں ایک اہل حدیث عالم سے تعلیم حاصل کی۔ دوران طالب علمی میں آپ ایک دفعہ سیری لوراتے اور آپ کے ہمراہ چند طالب العلم تھے۔ واپسی پر راستہ میں طالب علموں نے کھیت میں سے بہت سے گنے چوری کئے مگر آپ علیحدہ کھڑے رہے۔ جب کھیت کا مالک آیا تو اس نے خود آپ کو بہت سے گنے دیئے اور دوسرے طالب علموں کو پکڑ کر بہت برا بھلا کہا۔ جب مذہبی تعلیم سے فراغت پائی تو آپ واپس منگلور آئے اور یہاں آ کر ۱۸۹۵ء میں امدادی پرائمری مدرسہ کھولا۔ جو بڑی مشکلات سے ۱۹۰۲ء میں منظور ہوا۔ اور آپ کو بطور گرانٹ دو روپے ماہوار تنخواہ ملنے لگی پھر ۱۹۰۸ء میں آٹھ روپے ماہوار ہو گئی اور پھر سکول بہت جلد ترقی پکڑنے لگا۔ اور آپ کے شاگردوں میں خوشنویسی کا تحصیل مانسہرہ میں پہلا نمبر تھا اور پھر آپ کی شہرت کا ڈنکہ دور دور تک ہونے لگا۔ کیونکہ آپ دنیاوی تعلیم کے علاوہ ہر خاص و عام کو مذہبی تعلیم بھی دیتے تھے۔ منگلور کے علاوہ گرد و نواح کے اکثر دیہات آپ کی تعلیم سے فیضیاب ہوئے چنانچہ آپ ہزارہا شاگردوں کے استاد بن کر ۱۹۳۳ء میں پنشن یافتہ ہوئے۔ آپ نے ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان دنوں آپ مفلس حال میں تھے چنانچہ آپ نے حضرت مرزا صاحب سے دعا کرائی۔ حضرت نے فرمایا کہ "غم نہ کرو۔ سب کچھ ہو جائیگا" اس دن سے آپ کی مالی حالت ترقی پانے لگی اور مرتے وقت آپ نے دس ہزار کی جائیداد رہن اور بیع چھوڑی۔ یہ اسی دعا کا نتیجہ ہے۔ آپ ۱۹۱۴ء سے پہلے سالانہ جلسہ پر قادیان جایا کرتے تھے اور بعد ازاں حضرت مولانا محمد علی صاحب کے لاہور آنے پر لاہور سالانہ جلسہ میں شمولیت کرتے تھے۔ آپ کو اس سلسلہ کے ساتھ نہایت اخوت تھی۔ چنانچہ آپ اپنی کمائی کا بیشتر حصہ سلسلہ احمدیہ کی کتب اور ہر سال سالانہ جلسہ میں خرچ کرتے تھے اور آپ کو قرآن اور احادیث کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے کتبخانہ میں مختلف قسم کی تفسیریں مثلاً مولانا محمد علی صاحب کا بیان القرآن و حمائل شریف مترجم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا انوار القرآن ہر دو جلد۔ مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کی تفسیر قرآن۔ مولانا ابو الکلام آزاد کی تفسیر۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی تفسیر قرآن۔ مولوی غلام حسن صاحب کا حسن بیان صحیح بخاری ایک جلد مشکوٰۃ شریف چار جلد رکھی ہوئی تھیں۔ ان کے علاوہ بے شمار کتب اور رسائل آپ کے کتب خانہ میں موجود ہیں اور آپ کو دو زبانیں اردو و فارسی۔ گلستان شیخ سعدی مسدس حالی کے ہزارہا شعر زبانی یاد تھے۔ جن کو آپ دوران گفتگو اور وعظ وغیرہ میں پڑھا کرتے تھے۔ افسران محکمہ تعلیم جب منگلور آتے تو آپ سے کہتے کہ مولوی صاحب کوئی زبانی شعر سنائیں تو آپ سینکڑوں اشعار سنا دیتے تھے۔ آپ جمعہ اور عیدین کی نمازیں۔ مانسہرہ اور دیگر اہل میں پڑھا کرتے تھے اور جب منگلور میں اہلیان وہ جمعہ اور عید کی نماز پڑھنے لگے۔ تو پھر آپ منگلور ہی میں پڑھنے لگے جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ منگلور میں اہلیان پر اثر زمانہ کے حالات کے مطابق وعظ فرماتے کہ سامعین دنگ رہ جاتے تھے۔ دوران وعظ میں شعر اور عمدہ مثالیں چن چن کر بیان کرتے تھے اور جلسہ میلاد النبی میں ساری رات سیرت النبی بیان کرنے سے نہ تھکتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر میں کسی کا دل نہیں دکھایا اور ہر کس و ناکس کے کام آتے تھے خدمت خلق میں نہ رات دیکھی اور نہ دن۔ غرضیکہ منگلور کا نام آپ کی وجہ سے صوبہ سرحد کے کونے کونے میں مشہور ہوا اور آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ قرآن کی تلاوت اور وعظ میں گذارا۔ آخر ستر سال کی عمر پا کر ۲۲ فروری بروز جمعرات وفات پائی۔ آپ کے دو لڑکے ہیں اور اسی حسن اخلاق کی وجہ سے آپ کے جنازہ پر بلا تفریق مذہب سینکڑوں اشخاص شامل تھے اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

غلام ربانی پسر مرحوم مولوی سعید اللہ مرحوم منگلور مانسہرہ

سرکاری اطلاع

(از محکمۂ اطلاعات پنجاب)

محمد خلیل المعروف بہ خلیل صابری سکنہ گوجرانوالہ نے جو معافی مانگی ہے۔ اسے حکومت پنجاب نے منظور کر لیا ہے اور اس کے خلاف بغاوت اور ملک معظم کی رعایا کی مختلف جماعتوں میں نفرت پھیلانے کے الزامات کی بنا پر جو مقدمہ چلایا جا رہا تھا اسے واپس لے لیا گیا ہے۔

گزشتہ ۱۱ نومبر کو خلیل صابری نے بمقام گوجرانوالہ ایک پبلک جلسہ میں ایک نظم پڑھی تھی۔ نظم کو قابل اعتراض خیال کیا گیا اور اس کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوجرانوالہ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی جس میں ایک پبلک جلسہ میں ایک قابل اعتراض نظم پڑھنے پر اظہار افسوس کیا اور اس کیلئے غیر مشروط طور پر معافی مانگی۔ مزید براں اس نے یہ اقرار کیا کہ وہ اس قسم کی کوئی نظم نہیں پڑھے گا اور نہ ہی کوئی ایسی تقریر کریگا جس کے خلاف اسی قسم کا اعتراض کیا جا سکے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ نوجوان ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ اس کی آئندہ زندگی خراب ہو جائے اس نے یہ درخواست کی کہ اس کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا جائے۔

اس کی نوجوانی اور غیر مشروط معافی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے ۲۷ مارچ کو مقدمہ واپس لئے جانیکے متعلق احکام صادر کئے

آئی سی ایس کا امتحان مقابلہ
درخواستیں ۱۱ اپریل تک وصول کیجائینگی

(از محکمۂ اطلاعات پنجاب)

اطلاع عامہ کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ انڈین سول سروس میں داخلہ کے لئے امتحان مقابلہ جون اور جولائی ۱۹۳۹ء میں بمقام لنڈن منعقد ہوگا۔

سیکرٹری سول سروس کمیشن لنڈن ۱۱ اپریل ۱۹۳۹ء تک درخواستیں وصول کرینگے۔ اس امتحان سے متعلقہ ضوابط کی نقول نیز درخواستوں کے فارم اور نصاب کی نقول پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور، سیکرٹری فارین انفارمیشن بیورو پنجاب یونیورسٹی لاہور یا ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

پنجاب میں قیدیوں کیلئے لیکچروں کا انتظام
جیل سپرنٹنڈنٹ صاحبان موضوعات کا انتخاب کرینگے

(از محکمۂ اطلاعات پنجاب)

جیل خانوں میں قیدیوں کے فائدے کیلئے موزوں موضوعات پر لٹیرن سلائڈوں یا متحرک تصاویر کے ساتھ یا ان کے بغیر کبھی کبھی لیکچروں کے متعلق انتظام کرنے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے بارہ میں حکومت پنجاب کی طرف سے اس صوبہ میں جیل خانہ جات کے سپرنٹنڈنٹ صاحبان کو اختیارات دئے گئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ قیدیوں میں ڈسپلن قائم رکھنے اور اس بات کا خیال رکھنے کے لئے لیکچروں کے الفاظ قابل اعتراض نہیں۔ وہ خود یا ان کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحبان لیکچروں کے وقت موجود ہوں گے۔

رفتارِ عالم

ہندوستان

— نئی دہلی۔ یکم اپریل امید کی جاتی ہے کہ سر موریس گوائر فیڈرل چیف جسٹس راجکوٹ کے فیصلہ کو کل تک حکومت کے پیش کر دینگے

— پٹنہ یکم اپریل ضلع ہزاری باغ سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں ۲۹ مارچ کو رام نومی کے دن ہندو مسلم فساد ہو گیا جس کے نتیجہ پر ۶۰ اشخاص مجروح ہوئے تھے۔ پولیس نے ۴۴ اشخاص کو گرفتار کر لیا ہے کل تک اکا دکا حملے جاری تھے ایک سینما کے قریب شدید فساد ہوا تھا جس کے نتیجہ پر سینما شو بند کر دینا پڑا پولیس احتیاطی تدابیر اختیار کر رہی ہے

— جے پور یکم اپریل، ریاستہائے راجپوتانہ کے مسلمانوں کی کانفرنس کے سیکرٹری نے جے پور کے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ ابھی ریاست جے پور سے ہجرت نہ کریں انہوں نے لکھا ہے کہ اس بارے میں مسٹر جناح کی بھی یہی رائے ہے آپ نے اس امر کا اظہار بھی کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی شکایات رفع کرانے کے لئے اس مہینہ کے تیسرے ہفتہ میں ستیہ گرہ شروع کیا جائیگا آپنے مہاراجہ سے درخواست کی ہے کہ ان مسلمان قیدیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیں جو مسجد کے سلسلہ میں قید ہوئے ہیں گولی چلانے کے واقعہ کی تحقیق فیڈرل کورٹ کے کسی جج سے کرائی جائے۔

— نئی دہلی یکم اپریل، آج لاہور اور دہلی کے درمیان ایک طیارہ گم ہو گیا یہ طیارہ ۳ بج کر ۳۵ منٹ پر لاہور سے عازم دہلی ہوا تھا جہاں وہ ۶ بجکر ۳۵ منٹ پر پہنچنا تھا یہ طیارہ اس وقت تک دہلی نہیں پہنچ سکا۔

— نئی دہلی۔ یکم اپریل، سر تامس سٹیوارٹ کی جگہ مسٹر اے جی گاڈ کو گورنر جنرل کی کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا ہے۔

— بنارس۔ یکم اپریل۔ بنارس کی حالت درجہ اعتدال پر آگئی ہے کل شام اس وقت تک کوئی حملہ نہیں ہوا کرفیو آرڈر نافذ ہے اور پولیس احتیاطی تدابیر اختیار کر رہی ہے۔

— پشاور۔ یکم اپریل صوبہ سرحد کے تمام علاقوں میں گذشتہ چار دن کے عرصہ میں خلاف معمول بارش ہوئی ہے۔ پشاور شہر میں بھی خوب بارش ہوئی شہر میں متعدد مکانات منہدم ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے ۷، ۸ کے قریب اشخاص ملبہ کے نیچے دب گئے ہیں۔

— لاہور۔ یکم اپریل، آج بھی لاہور میں کسانوں کا مظاہرہ ہوا جس کے نتیجہ پر ۱۲۳ اشخاص گرفتار ہوئے کل ۱۴۸ اشخاص کو گرفتار کیا گیا تھا انہیں تین تین ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے

— کلکتہ یکم اپریل، مہاراجہ سنتوش اپنی اقامت گاہ میں وفات پا گئے مہاراجہ صاحب بنگال کونسل کے ممبر اور انڈین فٹ بال ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ تھے۔

— مدراس یکم اپریل۔ مدراس اسمبلی کے آج کے اجلاس میں ایک کانگرسی ممبر نے دریافت کیا کہ کیا چپڑاسیوں کے لئے کھدر کی وردیاں بہم پہنچانا ضروری نہیں حکومت کی طرف سے جواب دیا گیا کہ چپڑاسیوں کیلئے کھدر کی وردیاں اس لئے تیار نہیں کی گئیں کہ کہیں وزارت کے بدلنے سے ان کی وردیوں کو از سر نو بدلنا نہ پڑے۔

— ترمیوہیڈ ۲ اپریل گورنر پنجاب نے ایمرسن بند کا افتتاح کیا۔

— اٹاوا۔ یکم اپریل، کنیڈا کے وزیر انصاف نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر جنگ چھڑ گئی تو حکومت کنیڈا برطانیہ کی امداد کرے گی۔

ممالک خارجہ

— براٹسلاوا۔ ۳۰ مارچ آج سلواکیہ کی کابینہ میں ہنگری کے مطالبات پر بحث ہوتی رہی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حکومت سلواکیہ ہنگری کو ۱۵ میل چوڑا علاقہ دینے کے لئے تیار ہے مگر حکومت ہنگری کا یہ مطالبہ ہے کہ اسے سلواکیہ اور کارپیتھو یوکرین کے درمیان ۳۰ میل چوڑا علاقہ دیا جائے تاکہ اسکی ریلوے محفوظ رہ سکے۔

— برلن۔ ۳۰ مارچ، اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حکومت جرمنی نے ڈانزگ اور پولش کوریڈور کے متعلق اپنے مطالبات الٹی میٹم کی صورت میں حکومت پولینڈ کے پیش کئے تھے۔ حکومت پولینڈ نے انہیں منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے اطلاع ملی ہے کہ آج پولینڈ کے سفیر نے وزارت خارجہ میں اگر اس امر کا اعلان کر دیا ہے کہ پولینڈ سے فوجی دباؤ کے زیر اثر یہ مطالبات منوانے کی کوشش کی گئی ہے اس حالت میں پولینڈ انہیں منظور نہیں کر سکتا

— بیت المقدس، ۳۰ مارچ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں برطانوی فوج نے کئی عرب مجاہدین کو گرفتار کر لیا ہے ان میں بعض عرب وہ بھی ہیں جو عرب مجاہدین کی عدالتوں کے رکن تھے مشہور عرب مجاہد قادری حامد کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔

— لندن، ۳۰ مارچ مسٹر چیمبرلین نے دار العلوم میں اعلان کیا ہے کہ برٹش ٹریٹوریل فورس کی تعداد دو چند کر دی جائے۔

— انقرہ ۲۹ مارچ شام سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حلب اور حبلائی کے درمیان کردستان کے پہاڑوں میں رہنے والے قبائل کی مجاہدانہ سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ گئی ہیں۔ قبائل کے سات سو اشخاص نے جن کے پاس دو میدانی توپیں اور بالکل جدید رائفلیں ہیں فرانسیسی حکام کو الٹی میٹم دیا ہے کہ وہ تمام قبائلی سرداروں اور پچاس دیگر اشخاص کو جو زیر حراست ہیں فوراً ہی رہا کر دیا جائے انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر ان مطالبات کو فوراً نہ تسلیم کیا گیا تو اس کا انجام برا ہوگا۔

— کوپن ہیگن ۳۰ مارچ ڈنمارک کے وزیر اعظم نے انہوں میں جو پہلے جرمن علاقہ تھا تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم ہٹلر کے اس اعلان پر اعتماد کرتے ہیں کہ جرمنی یورپ میں اب مزید علاقے حاصل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا آپ نے اعلان کیا ہے کہ سرحد پر فوجی نقل و حرکت کے متعلق جو افواہیں مشہور ہیں ہم انہیں تسلیم نہیں کرتے

— سلامنکا۔ ۳۰ مارچ حکومت فرانکو کا ایک کمیونک مظہر ہے سٹولیڈو کے محاذ پر ۴۰ ہزار اشخاص قید کر لئے گئے اسی طرح دیگر محاذوں پر بھی کئی ہزار آدمی گرفتار کر لئے گئے۔

— سنگاپور، ۳۰ مارچ بندرگاہ پنانگ کا استحکام ۲۰ سال کے بعد اب پھر کیا جا رہا ہے گذشتہ ہفتہ برطانوی فوج کا ایک دستہ وہاں بھیجا گیا تھا عنقریب مزید فوجیں روانہ کی جائیں گی۔

— لندن یکم اپریل۔ کل رات مسٹر چیمبرلین نے دار العلوم میں حکومت برطانیہ کی خارجی پالیسی کی وضاحت میں تقریر کرتے ہوئے اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ اگر جرمن نے پولینڈ پر حملہ کیا تو حکومت برطانیہ اور حکومت فرانس متحدہ طور پر اس کا مقابلہ کرینگے۔

— میڈرڈ۔ یکم اپریل جنرل فرانکو نے اعلان کیا ہے کہ میڈرڈ ہی ہسپانیہ کا دار السلطنت رہے گا۔

— لندن۔ یکم اپریل، آج سفیر پولینڈ نے لارڈ ہالیفیکس وزیر امور خارجہ برطانیہ سے ایک گھنٹہ تک ملاقات کی۔

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
ایس محمد آصف قادیانی
بی اے
عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق بھٹیالپوری پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۷ — لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۱۷ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۳۹ء — نمبر ۲۱

قومِ احمد را العالم فخرِ دوراں کردۂ

یہ تخمیس ہمیں جناب سید تصدق حسین صاحب قادری الغدام کے ذریعہ موصول ہوئی ہے۔ جو جناب محمد جمیل صاحب کرکوک (شمالی عراق) کے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عقیدت کا نتیجہ ہے۔ آپ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمات اسلامیہ کے بیحد معترف ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

آفتابِ علم تو ہر دم ضیا پاشد ہمی — طبعِ فیاضِ تو بر عالم گہر بارد ہمی
خوش بوصفت ہر کسے ایں شعر را خواند ہمی — بردرو بامت ببینیم نورِ حق تابد ہمی
زانکہ تاباں عالمے از نورِ قرآں کردۂ

عالمے گشتہ منوّر از منارِ تازۂ — منعدم شد جہل و ظلمت باشعارِ تازۂ
شد رواں در باغِ ایماں جوئبارِ تازۂ — گلشنِ اسلام را دادی بہارِ تازۂ
خانۂ الحاد و کفر و شرک ویراں کردۂ

من چساں گویم ثنایت اے امیرِ پاک ذات — درسِ قرآں خلق را دادی تو اے والاصفات
آبگینِ قلبِ شاں صیقل زدی باصد نکات — رشحِ کلکِ تو بہ بخشد چشمۂ آبِ حیات
فیض را نازم کہ ارزاں آبِ حیواں کردۂ

سایہ افگن بر تو بادا رحمتِ پروردگار — بر تو بادا بارشِ فضلِ خدا لیل و نہار
صد ہزاراں لعل و گوہر میکنم بر تو نثار — احمدیت را وجودت مایۂ صد افتخار
قومِ احمد را العالم فخرِ دوراں کردۂ

مسیح کی آمد ثانی کا تصور

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۴)

اشاعت گذشتہ مضمون کا ایک حصہ کسی قدر تشریح کا تشنہ رہ گیا ہے۔ اسمیں زکریا کے معنی خدا نے اسے یاد کیا ہم نے بتلائے ہیں۔ عربی میں ذکر عبرانی میں زکر (ز ک ر) اور ارامی زبان میں دکر (د ک ر) کے معنی یاد کرنے کے ہیں۔ یاہ اور یہوہ خدا کا نام ہے انبیاء کے تمام ناموں کے متعلق جو قرآن مجید یا بائبل میں مذکور ہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ صفاتی ہیں اور پیشگوئی کے رنگ میں ہیں۔ اور ان کے مفہوم میں ایک حقیقت موجود ہے جو اس نبی کی کسی خصوصیت یا صفت خاص کو ظاہر کرتی ہے۔ ہم نہیں جانتے ان کے والدین نے ان کے نام کیا رکھے تھے اور اگر یہی نام رکھے تھے تو یقیناً یہ نام الہامی ہوں گے۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ ابراہام کے معنی بکثرت اولاد والا ہیں جو ان کی کثرت اولاد پر دلالت کرتا ہے اور واقعہ میں ایسا ہی ہوا۔ کہ ان کی اولاد کثیر ہے۔ اسمٰعیل کے معنی خدا نے جس کے متعلق دعا کو سنا یا قبول کیا۔ حضرت ابراہیم کی دعا کہ اس کی نسل میں ایک امت ہو اور وہ امت امت مسلمہ ہو۔ اس بارہ میں بائبل صرف اس قدر کہتی ہے کہ اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری دعا کو سنا یعقوب وہ جو اپنے دادا کے نقش قدم پر چلا۔ جیسا کہ قرآن مجید اور بائبل میں لکھا گیا۔ ام کنتم شھداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیه ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک و الٰہ اٰبائک ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق الٰھا واحدا و نحن له مسلمون۔ ادریس جسے بکثرت درس یا تعلیم ربانی دی گئی موسیٰ جسے خدا نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ حزقیل جسے خدا نے زندہ کرنے کا اعجاز بخشا۔ یا مردوں کو زندہ کرنے کی قوت بخشی (حاذق ہے) طالوت جسے علم اور جسم سے وسعت یا درازی دی گئی۔ اگر یہ تمام نام الہامی نہیں تو آگے چل کر نام کی حقیقت ان کے اندر کیسے پیدا ہو گئی

دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مریم کے قول لم یمسسنی بشر میں مسیح کی روحانی پیدائش کا ذکر ہے اس کی مثالیں بکثرت کتب مذاہب میں موجود ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ حضرت سارہؓ حضرت ابراہیم کی دو بیویاں تھیں۔ مگر ان عورتوں سے مراد دو عظیم الشان قومیں ہیں۔ وہ قوم جو ہاجرہؓ سے پیدا ہوئی اور وہ قوم جو سارہؓ سے پیدا ہوئی۔ پولوس نامہ گلاتیوں میں لکھتا ہے ابراہام کے دو بیٹے تھے ایک لونڈی سے دوسرا آزاد سے۔ پر وہ جو لونڈی سے تھا جسم کے طور پر پیدا ہوا اور جو آزاد سے تھا سو وعدہ کے طور پر یہ باتیں تمثیلی بھی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ دو عورتیں دو عہد ہیں ایک کوہ سینا کا جس سے جو پیدا ہوتا ہے غلام بنتی ہے یہ ہاجرہؓ ہے کیونکہ ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے اور موجودہ یروشلم کا جواب ہے اور یہی اپنے لڑکوں کے ساتھ غلامی میں ہے۔ پر اوپر کا یروشلم آزاد ہے سو یہی ہم سب کی ماں ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ اے بانجھ جو نہیں جنتی سو خوش ہو۔ اور تو جو جننے کا درد نہیں جانتی۔ اب بول اور قہقہے مار کیونکہ بے خصم کی اور خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہوئی"
(نامہ گلاتیوں ۴: ۲۲—۲۷)

پولوس نے آزاد اور لونڈی سے مراد شریعت کی پابند اور بے شرع قوم مراد لی ہے۔ گویا ہاجرہؓ اور سارہؓ دو عورتیں بھی ہیں اور دو قومیں بھی ہیں۔ پھر یروشلم بھی دو ہیں۔ ہاجرہؓ عرب کا کوہ سینا اور یروشلم ہے اور سارہ فلسطین کا یروشلم ہے۔

قرآن مجید خود سورۃ تحریم میں دو قسم کی بیویوں کو دو قسم کے کافروں سے تشبیہ دیتا ہے اور دو قسم کے مومنوں کو مریم سے اور فرعون کی بیوی کی مانند بتاتا ہے۔ مشکوٰۃ کی حدیث مریم اور ابن مریم کا مس شیطان سے پاک ہونا۔ اس کے متعلق مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس سے مراد مریم اور ہم صفت لوگ ہیں۔

مریم کا قول لم یمسسنی بشر۔ بائبل کی اصطلاح میں کنواری کا بیٹا اور وید کی اصطلاح میں اگرو (اگرو) کا بیٹا مترادف محاورات ہیں۔ جن کے اندر حقیقت یہ ہے کہ ایک عورت جب پاک ہو جاتی ہے تو اس کے بعد جسمانی حمل کے لئے اسے مرد کے مس کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر ایک عورت یا مرد جب روحانی طور پر پاک ہو جاتا ہے یا گناہ کے گند (کتب مقدسہ کے محاورہ میں حیض) سے مطہر ہو جاتا ہے تو وہ مس بشر کا محتاج نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ براہ راست اس پر اپنی روح (کلام) بھیجتا ہے۔ اس کی بعینہ وہی حالت ہوتی ہے جس کا ذکر یوں کیا گیا ہے یکاد زیتھا یضیٓء ولو لم تمسسه نار قریب ہے کہ اس چراغ کا تیل روشن ہو جائے۔ اگرچہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو۔ اس وقت انسان علماء سے نہیں بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم وحی حاصل کرتا ہے۔ قرآن مجید اس روحانی پاکیزگی کے حصول کے بعد قدرت الٰہی کے دو الگ الگ اعجاز بیان فرماتا ہے ایک بڈھے نے جب ذکر الٰہی میں شغف دکھایا تو خدا نے اسے یاد کیا (زکریا کے معنی) یا اسے زکریا بنا دیا۔ اس کی قوم کا بانجھ پن دور کر دیا اس پیر پوسیدہ مجھ جیسا والا بوڑھا بھی جوان ہو گیا۔ ایک قوم کی شادابی قلبی اور تبلیغ کے ذکر الٰہی سے استقامت اور سعادت پانے کی کتنی بلیغ مثال ہے۔ مبلغ ایک قوم کے بانجھ پن اور راہبی بیچارگی کا نقش کس قدر صحیح الفاظ میں کھینچتا ہے جس میں ان نقوش اور خطوط کو زیادہ نمایاں کرتا ہے کہ اس کے اپنے اندر کوئی قوت اور طاقت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس بھی نہیں جس کے اندر ہر مسلمان کیلئے یہ پیغام ہے۔

نہ ڈر دبدبۂ طوفان سے مانند نہنگ
در طلۂ بحر کی آغوش میں پلنا سیکھو

زمانہ کی ناکامیوں اور نامرادیوں کے ساتھ ذکر الٰہی کی طاقت لیکر نکلو۔ یقیناً یحییٰ جیسا بیٹا پتھروں سے بھی پیدا ہو سکتا ہے یحییٰ کے معنی ہیں "خدا زندہ کرتا ہے"۔ اس کا دوسرا نام یوحنا ہے۔ یعنی خدا نے بولنا شروع کیا۔ قرآن مجید نے اس کے اس دوسرے نام کا ذکر بھی کیا۔ حنانا من لدنا (رحمن۔ حنان۔ یوحنا Yohanna) حنّ اس آواز کو کہتے ہیں جو عورت یا اونٹنی بچہ جنتے وقت نکالتی ہے جس میں یہ خوشخبری ہوتی ہے کہ اس کا بانجھ پن دور ہوا۔

دوسرا اعجاز یہ دکھایا کہ مردوں میں سے ایک زندہ کو اٹھایا اور اس میں زندگی کی وہ روح پھونکی کہ اس نے مردوں کو زندہ کر دکھایا۔ مگر یہ زندگی روح القدس یا کلام الٰہی کے وسیلہ سے تھی۔

زکریا۔ یحییٰ۔ مریم اور مسیح کا ذکر وید اور دوسری کتب مقدسہ میں

مسیح کی چند ایک خصوصیات قرآن مجید اور اناجیل میں مذکور سمجھی جاتی ہیں:-

الف:- وہ کنواری کا بیٹا ہے یا اس کی ماں کو کسی نے نہیں چھوا۔
ب:- وہ محض روح القدس کے فیضان سے پیدا ہوا۔
ج:- اس نے مُردوں کو زندہ کیا۔
د:- اس نے اندھوں کو بینائی بخشی۔
ہ:- جذام زدہ یا روحانی ناپاک لوگوں کو پاک کیا۔
و:- وہ زندہ ہے اور دوبارہ آئے گا۔

یہ ضروری نہیں کہ میں اس جگہ ان تمام امور پر کتب مقدسہ مذاہب کی رو سے روشنی ڈالوں۔ ان تمام امور کے متعلق میں نے کتب مذاہب کا گہری نگاہ سے مطالعہ کیا ہے۔ مذا من فضل ربی

زکریا۔ یحییٰ۔ مریم اور مسیح کے متعلق کوئی پیشگوئی کتب میں موجود ہے۔ یہ میرا خیال نہیں۔ میری تحقیق یہ ہے کہ جو باتیں ان شخصیتوں کے متعلق قرآن مجید اور اناجیل میں مذکور ہیں بعینہٖ وہی وید اور دوسری کتب مقدسہ میں بھی موجود ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ مومنوں کی صفات اور درجات ہیں جو ہر مذہب کے مومنوں میں پائی گئی ہیں۔ مریم اور مسیح کے متعلق ہمارے صوفیا کا خیال بھی یہی ہے کہ امت محمدیہ میں بھی ان کا وجود ہے۔ غور کیجئے۔

رگوید منڈل ۱ سوکت ۔۴ منترہ میں ہے:-

"یم اگرو کیشینی سم ہی رسے بھرے اوردھوہ
تسمئو ممر دشی بہ ابو سے ٹینہ تا سام جراد پینی
ابنی تا ندت اسم پرم تہنیں حیوم استرتم"

"وہ جسے کنواری لمبے بالوں والی (اگرو کیشینی) اپنے حمل میں لیتی ہے۔ مُردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اس زندہ سے ملتے ہی بوسیدہ پن سے ان کو آزاد کرنے کے لئے ایک ملند آواز کے ساتھ وہ آتا ہے ماں کو نئی ارواح سے بھرنے کے لئے زندہ اور غالب ہے"

منتر کے اندر مفصلہ ذیل باتوں کا ذکر ہے:-

الف:- کنواری حاملہ ہوتی ہے۔
ب:- مردہ زندہ ہو جاتا ہے روح القدس کے ملنے سے
ج:- وہ لوگ جو بوسیدہ ہو چکے زندگی کی روح کھو چکے۔ ان کو زندہ کرتا ہے۔
د:- وہ ان کو قیمتا ذنی کہکر یا ملند آواز سے اٹھا کھڑا کرتا ہے۔
ہ:- لوگوں کے اندر جان تو پہلے بھی ہوتی ہے۔ مگر یہ ان میں نئی روح بھرنے یا علم کی روح پھونکنے کیلئے آتا ہے۔
و:- وہ زندہ اور غالب ہے اس لئے زندگی سو زندگی پیدا ہوتی ہے اور اپنی قوت قدسی سے وہ دوسروں کو زندہ کرنے کی قوت رکھتا ہے۔
ز:- جس روح یا علم سے اس نے خود زندگی پائی۔ اس کے ذریعہ (روح القدس کی وساطت سے) وہ مردوں کو زندگی بخشتا ہے۔

اسی طرح رگوید منڈل ۴ سوکت ۹ منترہ ۹ میں ہے:-

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خدا کی طرف سے آنیوالوں کی شان اور ہمت بلند ہوتی ہے

ہماری جماعت کے بہت آدمیوں نے الہام کو بدنام کیا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا .... وَادْخُلِي جَنَّتِي۔

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں۔ جب زمین ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ دی جائے گی۔ اور تیرا رب آئے گا۔ اور فرشتے قطار در قطار، اور اس دن دوزخ لائی جائے گی۔ اس دن انسان یاد کرے گا۔ اور اس یاد سے اسے کیا فائدہ ہوگا۔ کہے گا۔ اے کاش میں نے اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ سو اس دن ایسی سزا دے گا۔ جو کسی نے نہ دی ہوگی۔ اور ایسا جکڑے گا کہ کسی نے نہ جکڑا ہو۔ اے اطمینان پانیوالی جان۔ اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ سو میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

مسیح موعود کے نام میں مصلحت

حضرت مسیح موعود نے اپنا مد مقابل عیسائیت کو چنا ہے یعنی حکم الٰہی کے ماتحت اس کو اپنا مد مقابل رکھا۔ یہاں تک کہ آپکا نام مسیح موعود یا ابن مریم اسی حقیقت کے ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ کہ آپکا مقابلہ عیسائیت کے ساتھ ہے۔ خود بھی آپ نے فرمایا۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

میرا نام ابن مریم اس لئے رکھا گیا۔ کہ مجھ کو مسیحی قوم کے لئے نور عطا کیا گیا ہے۔ کتنا بڑا دل ہے کتنی بلند ہمت ہے۔ کتنی پر عظمت شان ہے۔ ایک شخص جس کے ساتھ کوئی جماعت نہیں۔ کیونکہ عین اسی وقت پر وہ لوگ جو آپ کے مداح تھے۔ ساتھ ہونے کا دم بھرتے تھے۔ وہ اس دعویٰ کی وجہ سے الگ ہو گئے تھے۔ اکیلے ہیں۔ خود مسلمان مخالف بلکہ دشمن ہیں۔ مگر کس کے ساتھ اپنا مقابلہ ٹھیراتے ہیں۔ اس زبردست قوم کے ساتھ جو ظاہری رنگ میں۔ حکومت کے رنگ میں۔ مال اور دولت کے رنگ میں۔ علم اور تحقیقات کے رنگ میں۔ اپنے نظام کے لحاظ سے اور اپنی قربانیوں کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی قوم نظر آتی ہے۔ ایسی قوم نظر آتی ہے جس کا کوئی دوسری قوم مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر مسلمان سارے کے سارے آپ کے ساتھ بھی ہوتے۔ تو بھی میں سمجھتا ہوں۔ کہ کوئی شخص ان کی تائید کی بنا پر اتنا بڑا مد مقابل اختیار نہ کر سکتا تھا۔

حضرت مسیح موعود کا محکم ایمان

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھڑا کیا۔ اس غرض کے لئے کہ تم نے عیسائیت کا مقابلہ کرنا ہے۔ مسیحی دنیا کے اندر اسلام کو پہنچانا ہے۔ پیغام اسلام کو ان قوموں تک پہنچانا ہے۔ جہاں یہ پیغام اب تک نہیں پہنچا۔ کس قدر ایمان اور یقین کے ساتھ آپ کا دل بھرا تھا۔ کہ ایک لحہ کے لئے یہ خیال نہیں گذرا۔ کہ میرے پاس سامان کیا ہے۔ طاقت کونسی ہے؟ جس کیساتھ میں اس عظیم الشان قوم کا مقابلہ کروں۔ جو تمام دنیا پر غالب آئی ہوئی نظر آتی ہے۔ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ۔ ہر بلندی پر غالب آ گئی ہے۔ بلکہ اتنا پختہ یقین۔ اتنا پختہ ایمان۔ اس بات پر تھا۔ کہ اسلام عیسائیت پر غالب آنے والا ہے۔ کہ یہی ایمان اور یقین ان لوگوں کے دلوں کے اندر بھی بھر دیا۔ جو آپ کی صحبت میں جا کر بیٹھے۔ جن کو آپ کے ساتھ ملنے کا اتفاق ہوا۔

عظمت کو پرکھنے کا معیار

کسی شخص کی عظمت کو دیکھنا ہو تو اس سے دیکھو۔ کہ اس کا مد مقابل کون ہے؟ لوگوں نے حضرت صاحب کے مقام کو سمجھا نہیں۔ غور نہیں کیا۔ یہ شخص جو اس قدر بلند ہمت کا مالک ہے۔ کہ اس قوم کے ساتھ ٹکر لگاتا ہے کہ جس سے ٹکر لگانے کے لئے سامان دنیا میں موجود نہیں۔ یہ دنیا کے معمولی انسانوں میں سے نہیں ہو سکتا۔

بعض آدمیوں نے الہام اور خواب کو بدنام کیا ہے

مجھے افسوس ہوتا ہے اس بات پر کہ ہماری جماعت کے بہت آدمیوں نے الہام۔ خواب۔ کو بھی بدنام کیا ہے۔ اسی حقیقت کی وضاحت کے لئے حضرت صاحب کو اپنی کتاب حقیقۃ الوحی لکھنی پڑی۔ اور ابتدا میں ہی لکھا ہے۔ اور اپنی جماعت کے بعض آدمیوں کی وجہ سے ہی لکھا تھا۔ کہ خواب اور الہام لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو گئے ہیں۔ ہماری جماعت میں سے کئی لوگ اسی قسم کے اٹھے۔ مگر قعر گمنامی میں پڑے ہوئے کچھ گذر گئے۔ کچھ گذر جائیں گے۔ افسوس ہے کہ ان چیزوں کے ساتھ اسلام۔ اور حضرت مرزا صاحب کو بدنام کیا گیا۔ اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ ملہم اور خواب بین ایسے ہی ہوتے ہیں۔

خدا کی طرف سے آنیوالوں کی شان اور ہمت بلند ہوتی ہے

وہ لوگ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کی ہمت ان کی شان۔ علم ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ لوگ مخالفت کرتے ہوئے بھی ان چیزوں کی تعریف کرتے ہیں۔ ایک ایک مخالف نے حضرت صاحب کی عداوت کے باوجود آپ کی ہمت اور استقلال کی تعریف کی ہے۔ ایک عیسائی جس نے تحریک احمدیت پر ایک کتاب لکھی ہے۔ معاندانہ نقطہ لگاہ سے۔ وہ شخص جب حضرت صاحب کے اس علم اور استقلال اور ہمت کو دیکھتا ہے کہ چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہونے کے باوجود آپ کس قدر ہمت اور استقلال سے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں تو وہ بھی عش عش کر اٹھتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جو کام کرنیوالے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے سامان اللہ تعالیٰ ایسے پیدا کر دیتا ہے۔ کہ اندھوں کو بھی نظر آ جاتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوےٰ کرتے ہیں۔ ابوبکر رضی جیسا انسان ساتھ ہو جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب دعویٰ کرتے ہیں۔ مولوی نورالدین جیسا عظیم الشان انسان ساتھ ہو جاتا ہے اور کئی سامان خدا جمع کر دیتا ہے۔ چن چن کر ایسے آدمیوں کو ان کے قدموں میں لا ڈالتا ہے۔ جن کے اندر ایسے کام کی ... تھی۔ عیسائیت کا مقابلہ نرا دعویٰ نہ تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ... اس حقیقت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں مقابلہ دو ہی طاقتوں ... ہے۔ اسلام اور عیسائیت۔ یہی دو طاقتیں ہیں۔ جو اس وقت ... دوسرے کے مقابلہ پر لگی ہوئی ہیں۔ اور ان میں سے ایک غالب آنیوالی ہے۔ عیسائیوں کا یہ خیال ہے۔ کہ عیسائیت غالب ... جائے گی۔ اور مسلمان تو کبھی اس طرف توجہ بھی نہیں کرتے ... اسے فضول سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ شخص جس کو خدا نے اس مقابلہ کے لئے اُٹھایا۔ اس کے دل کے اندر ایمان ہے۔ کہ اسلام غالب آ کر رہے ...

بین الاقوامی مسیحی تبلیغی مجلس

میں نے کسی گذشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ عیسائیوں ... بڑی بھاری بین الاقوامی مسیحی تبلیغی مجلس تمام قوموں کی ... کونسل کا ہر دس سال بعد ایک اجلاس ہوتا ہے جس میں سب ... عیسائیت کے غلبہ کی راہیں سوچتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ... ممالک میں دہریت ہی دہریت ہے لیکن ملکوں کے اندر ... تو معلوم ہوگا کہ کس طرح پر عیسائیت کے غلبہ کے لئے لوگوں ... اندر جوش اور ولولہ ہے۔ اس کے لئے اپنا مال اور دولت ... طرح پر خرچ کر رہے ہیں۔

اس کونسل کا اجلاس اس دفعہ مدراس کے قریب ... اس میں بڑے بڑے مسیحیت کے نمایندے آئے۔

ایک مشہور پادری کی تصنیف

ان میں مشہور پادری کریمر بھی تھا۔ جو اس وقت ... سماٹرا میں کام کر رہا ہے۔ ڈچ پادری ہے۔ اس نے ... کے ایما پر ایک کتاب لکھی ہے۔ "غیر مسیحی دنیا میں مسیحیت" اس میں اس نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ... ہیں۔ جو دنیا میں غالب آ رہے ہیں اور ان کے اندر ... جماعتیں بھاری تعداد میں شامل ہو رہی ہیں۔ مگر جہاں ... آتا ہے یہ بھی دکھائی دیتا ہے کہ عیسائیت کے ذرائع اور ... اسلام کے ذرائع اور۔

حضرت مسیح موعود سے قبل عیسائیت اور اسلام کے ...

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت صاحب کے زمانہ ... اور آپکے زمانہ کی ابتدا میں عیسائیت اور اسلام کا ... تھا۔ مسلمان تو ہمیشہ حضرت عیسیٰؑ کو نبی مانتے چلے آئے ... اسی لئے وہ عیسائیت کو باوجود اس کے غلو کے ... تھے۔ مگر اس کے بالمقابل عیسائی مشنریوں نے اسلام کے ... کچھ لکھا ہے وہ اب گذشتہ کا قصہ ہے۔ مگر اس کو پڑھ ... کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی برے سے برا لفظ نہیں جو ... بانی اسلام کے متعلق نہ لکھا ہو۔ یہاں تک کہ آنحضرت ... نعوذ باللہ دجّال بھی کہا گیا۔ وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ ... طرف سے مبعوث فرمایا تھا۔ وہ اس کا ایک علاج ... وہ علاج کیا تھا؟ کہ ان لوگوں کو جنہوں نے محمد رسول اللہ ... علیہ وسلم کی اس طرح ہتک کی ہے۔ بڑا ایک ... سا نقشہ ـــــ وہ بھی انسان کی تصریح کر کے ... کے متعلق کچھ نہیں کہتے جو قرآن کا مسیح ہے۔ بلکہ جو ... کتاب نے نقشہ مسیح کا کھینچا ہے۔ وہ ان کے ... جائے۔ بطور نسخے کے۔ اس سے پہلے بھی ... استعمال کی۔ مگر آپ نے ذرا وضاحت سے اسے ...

لوگوں نے برا بھی کہا مگر اس نسخہ کا اثر دیکھو۔ کہ مسیحیت کا نقطۂ خیال بالکل بدل گیا۔

پادری کریمر کا اعتراف

یہ کتاب جو کریمر نے لکھی ہے۔ اس کا خلاصہ میں نے ایک رسالہ میں دیکھا ہے۔ عجیب بات ہے کہ کریمر اعتراف کرتا ہے کہ دنیا میں تین ہی مذہب الہامی ہیں۔ وحی الٰہی پر مبنی ہیں یہودیت عیسائیت، اور اسلام۔ آخر پادری ہے۔ ایک شوشہ لگاتا ہے۔ کہ اسلام کی وحی محدود اور کمتر درجہ کی ہے۔ مگر اس چیز کو جس کو آج تک بد سے بدنام سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔ اس کے متعلق یہ تسلیم کر لیتا۔ کہ یہ الہامی مذہب ہے۔ یہ عیسائیت کے نقطۂ خیال میں ایک عظیم الشان انقلاب ہے۔ یہ پیدا کیا ہوا ہے۔ اسی شخص کا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کے مقابلہ کے لئے کھڑا کیا۔

اس کتاب میں تسلیم کیا گیا ہے

یہاں تک کہ اس کتاب کے اندر تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر کثرت سے وہ لوگ ہوئے ہیں۔ جو خدا کے ساتھ ہمکلام ہوتے رہے۔ افسوس ہوتا ہے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر۔ جن کے گھر میں یہ فخر تھا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے برگزیدہ لوگوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ یہ لوگ آج اس حقیقت کا انکار کر رہے ہیں۔ اور غیر اس حقیقت کا اقرار کر رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ عظیم الشان تبدیلی مسیح موعود کی پیدا کی ہوئی ہے۔ بلکہ یوں کہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی کامیابی دنیا کو دکھا دی۔ کیا یہ آپ کی کامیابی نہ تھی۔ کہ دعویٰ کے ساتھ ہی یعنی ۱۸۹۱ء میں دعویٰ کیا۔

جماعت کے اندر بے نظیر روح پیدا کر دی

اور ۱۸۹۲ء میں سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ اور اس میں تین سو کے قریب لوگ آتے ہیں۔ جو بیعت میں شامل ہو چکے تھے۔ پھر اتنے بلند مرتبہ انسان آپ کے قدموں میں ڈال دیئے۔ یہی کامیابی ہے۔ پھر یہ بھی آپ کی کامیابی ہے۔ کہ کس طرح پر اس جماعت کے اندر ایک روح پیدا کر دی کہ انہوں نے اسلام کے جھنڈے سبھی ملکوں میں لگا دیئے پھر آپ کی کامیابی کیسی صاف نظر آتی ہے۔ کہ خود عیسائیوں کا خیال تبدیل کر دیا۔ وہ وقت بھی آئے گا۔ جب یہ وسیع پیمانہ پر اسلام میں داخل ہونگے۔ لیکن یہ چھوٹی سی کامیابی نہیں۔ کہ اتنے سخت دشمن اسلام کو الہامی مذہب ماننے لگ گئے۔

ڈاکٹر کریمر کی غلط فہمی

ڈاکٹر کریمر آگے چل کر لکھتا ہے کہ اسلام کا زیادہ زور ایک قوم بنانے پر تھا۔ دنیا میں ایک متحد جماعت بنانے پر تھا جس کے اندر تعلقات بہت مضبوط ہوں۔ لیکن خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنا، یہ عیسائیت ہی کا کام ہے۔ اسلام گویا خدا سے تعلق پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ ظاہری نظام جماعت کا ہی نام ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اسلام خدا کو بلند جگہ دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ طاقت کا مالک اور برتر ہے۔ مگر انسان اور خدا کے درمیان کوئی ربط۔ کوئی تعلق قائم نہیں کیا۔ یہ ان کی پرانی بیماری ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ عیسائیت نے خدا کو باپ کہکر اور مسیح نے یہ کہکر کہ تم خدا کے بیٹے بن جاؤ۔ انسان اور خدا کا زبردست تعلق قائم کر دیا ہے۔ اور یہ خصوصیت کسی اور مذہب کو حاصل نہیں۔ حالانکہ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ انسان کا خدا کے ساتھ جو تعلق اسلام نے پیدا کیا ہے اور جو اس تعلق پیدا کرنے کے لئے ذرائع بتائے ہیں عیسائیت میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا۔ وہ اب اور ابن پر فخر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اسلام انسان کو عبد کا مقام دیتا ہے۔ وہ غلام ہے۔ یہ کوئی تعلق نہیں۔ حالانکہ یہی اصل حقیقت ہے۔ مذہبی حقائق ایسی چیزیں نہیں کہ ایک دن میں دنیا کے اندر پھیل جائیں۔ آہستہ آہستہ پرانے خیالات نکل کر نئے ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔

رب اور عبد کا تعلق جو قرآن کریم نے بیان فرمایا۔ وہ بہت بلند تعلق ہے۔ اس سے جو ابن اور رب میں ہوتا ہے۔

رب اور عبد کی تشریح

اسی لئے میں نے یہ آیت پڑھی یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی۔ وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ۔ اے وہ انسان جو کمال انسانی کو پہنچ چکا ہے لوٹ کر آجا۔ اپنے رب کی طرف۔ یہ بھی اسلام کی تعلیم ہے۔ کہ انسان کا نفس۔ یہ خدا کی طرف سے ہی روح پھونکی گئی ہے ونفخت فیہ روحی۔ اسی لئے خدا کی طرف جانے کو خدا کی طرف لوٹنا کہا گیا ہے۔ اس مذہب کی یہ تعلیم کہاں ہو سکتی ہے جو انسان کی پیدائش کو ہی ناپاک سمجھتا ہے۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی سو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا گویا عباد اللہ میں داخل ہوتا ہے۔ عبد ہونا کیا ہے۔ کمال انسانی کو حاصل کرنا اس بلند مقام پر پہنچ جانا جہاں انسان خدا سے راضی اور خدا انسان سے راضی ہوتا ہے۔ اور انسان جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ جب تک کامل طور پر فرمانبرداری اختیار نہیں کرتا۔ وہ عبد نہیں بنتا۔ کلمہ شہادت میں جو رسول اللہ کے عبد ہونے کا اقرار ہے۔ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ وہاں عبد سے مراد ایسی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ کامل طور پر خدا کی رضا کی راہوں پر چلنے والے ہیں۔ اگر ایک طرف عبد کے مفہوم میں وہ امر داخل ہے جہاں تک ابن کا مفہوم نہیں پہنچتا تو دوسری طرف رب کا مفہوم بھی اتنا بلند ہے کہ اب کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

رب کے کیا معنی ہیں؟ تدریجاً ایک شئے کو بڑھانیوالا اس کی تربیت کرنے والا۔ ایک حالت سے دوسری حالت تک ترقی دینے والا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جائے یہ لفظ رب کے معنے لغت عرب میں ہیں۔ پس رب وہ ہے ...... جو انسان کی تربیت کے وہ تمام سامان کرتا ہے جن سے انسان اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ صرف کھانے کو رزق نہیں دیتا۔ بلکہ اخلاقی اور روحانی ربوبیت بھی کرتا ہے یہاں تک کہ کامل تعلق اللہ تعالیٰ سے پیدا کر دیتا ہے۔ اپنی ہر تربیت ہر ترقی ہر کمال کے لئے ہر قدم پر انسان اپنے رب کا محتاج ہے۔ یہ اتنا بلند مفہوم ہے کہ دوسری کسی زبان میں اس کا ترجمہ بھی نہیں مل سکتا۔ اور ایک لفظ ہی اب کیا۔ اللہ تعالیٰ کے چاروں صفات جو بار بار انسان کے سامنے لائی جاتی ہیں ان میں سے کسی کا بھی کسی دوسری زبان میں ایک لفظ سے ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً رحمٰن۔ وہ رحم کرنیوالا ہے جو انسان کی پیدائش سے پہلے اس کے لئے تمام سامان کرتا ہے۔ اس کا ترجمہ رحم کرنیوالا یا مہربان یا کوئی انگریزی کا لفظ اس مفہوم کو ادا نہیں کرتا۔ ایسا ہی رحیم اور مالک کے لفظ ہیں۔ رحیم وہ رحم کرنیوالا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے سامانوں سے فائدہ اٹھانے پر ان پر اجر مترتب فرماتا ہے۔ اور مالک کے معنی ہیں قانون کی خلاف ورزی کرنے پر گرفتار کرنے والا مگر ایسا گرفت کرنیوالا۔ کہ جس کو چاہتا ہے بخش بھی دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات ہیں جو دن رات ہر مسلمان کے سامنے آتی رہتی ہیں۔ کیونکہ انہیں چار کا ذکر سورہ فاتحہ میں ہے جو ہر مسلمان اپنی نماز میں پانچ وقت بار بار دہراتا ہے۔ پھر عبد اور رب کا تعلق قائم کرنے کے لئے ایک راستہ بھی بتا دیا ہے۔ اور وہ ہے نماز۔ یہ پانچ وقت کی نماز جس سے اکثر نوجوان گھبراتے ہیں۔ یہ کیا ہے۔ یہ بار بار اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا اور اس کے ساتھ ایک تعلق پیدا کرنا ہے۔ پانچ وقت ہم اس تعلق کو پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لئے عبادت کے متعلق ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا تعبد اللہ کانک تراہ ایسی حالت میں کھڑے ہو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ ایسی حالت انسان پر طاری ہو جائے تو چاہے وہ نماز کے معنی سمجھتا ہو یا نہ۔ تعلق پیدا کرنے کے لئے کافی ہے پھر فرمایا فان لم تکن تراہ فانہ یراک اس کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ تم سمجھو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ جس میں یہ کیفیت بھی پیدا ہو جائے تو وہ ہر قسم کی نافرمانی سے بچ جاتا ہے۔ پس پانچ وقت انسانوں کو خدا کے حضور لا کھڑا کرنا اور خدا سے ملا دینا یہ نماز کی اصل غرض ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا المصلی یناجی ربہ

نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے

نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ یعنی جس طرح دو دوست مل کر باتیں کرتے ہیں اس طرح نماز پڑھنے والا خدا کے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر خدا کے ساتھ کامل تعلق پیدا کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے فرمایا۔ الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ نماز مومن کا معراج ہے، اس کی انتہائی بلندی کا مقام ہے کیونکہ یہ کمال انسانی کو پہنچاتی ہے۔ اور خدا کے ساتھ تعلق پیدا کر دیتی ہے۔

لوگ غفلت میں ہیں

میں سمجھتا ہوں۔ لوگ کثرت کیساتھ غفلت میں ہیں۔ وہ اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہیں۔ مسلم بھی اور غیر مسلم بھی۔ ضرورت ہے اس بات کی۔ اور اسی پر حضرت مسیح موعود نے ہمیں لگایا ہے کہ قرآن کو کھول کر بیان کیا جائے۔ حدیث کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو کھول کر بیان کیا جائے۔ جب یہ دنیا کے سامنے آئیں گے۔ تو کوئی ایک دن۔ کوئی دوسرے دن کوئی تیسرے دن۔ اس بلند تعلیم کے سامنے جھک جائے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ ... ان حقائق کو دیکھ کر بھی نفرت کرتے جائیں۔ اس وقت بلاشبہ نفرت ہے۔ کیونکہ اسلام کی صحیح تعلیم کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں ہیں۔ لیکن نفرت کو دور کرنا آپ کا فرض ہے۔ عمل سے بھی دکھا دو۔ اور اپنے علم سے بھی دکھا دو کہ اسلام یہ ہے۔ اور وہ انسان کا خدا کے ساتھ یوں تعلق پیدا کرتا ہے۔ اس نے انسان کی زندگی کا حقیقی مقصد یہ بیان کیا ہے۔ جوں جوں یہ ہوتا جائے اسلام دنیا میں پھیلتا چلا جائے گا دوسرے دینوں پر غالب ہوتا چلا جائے گا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کو یہ دین اس لئے دیکر بھیجا ہے۔ کہ یہ تمام دینوں پر غالب آئے۔ یہ وہ ایمان ہے۔ جس پر حضرت مرزا صاحب نے ہمیں قائم کیا۔ اس پر چھوٹے بڑے سب کو کھڑا ہونا چاہئے۔ یہ ایمان ایک مضبوط میخ کی طرح ہمارے دل ... ہو گڑ جانا چاہئے۔ اگر ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نیا ہو یا پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب کا بالعموم قابل احترام ہیں
(۵) ۔۔۔ دو ۔۔۔ مانا فرض ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۷　　یوم شنبہ ۱۶ صفر ۱۳۵۸ ہجری　　نمبر ۲۱

یورپ اور اشاعت اسلام

جماعت کو مستحکم کرنا ہمارا فرض اولین ہے!

آج سے قریباً نصف صدی قبل جب مغرب کی گیسو بریدہ تہذیب اور غبار آلود تمدن نہایت تیزی کے ساتھ مشرق کو متاثر کر رہے تھے۔ ہر طرف مادی علوم کا چرچا تھا نوجوانوں میں لحاظ کی روئیں سرعت کے ساتھ چل رہی تھیں۔ سارا ایشیا مرعوبیت محض ہو کر رہ گیا تھا یورپ کی اس ناگہانی یورش میں سب سے زیادہ نقصانات اسلام اور مسلمانوں کو برداشت کرنا پڑے اور دوسرے مسلمانوں کے حریف اس حقیقت سے خوب واقف تھے کہ ان کا مقابلہ مشرقی ممالک میں سوائے اسلام اور مسلمانوں کے کسی سے نہیں کیونکہ مسلمانوں نے اس فضا میں آنکھ کھولی تھی جوان کی عظمت رفتہ سے گونج رہی تھی مسلمان ایک حکمران اور متمدن قوم تھی مسلمانوں کے پاس ایک کلچر تھا ایک پیغام تھا اور مغربی ارباب بست وکشاد اس کلچر اور تمدن سے خائف تھے اس لئے انہوں نے چاہا کہ مسلمانوں میں مغربی علوم رائج کر کے قدیم مشرقی اداروں کی وقعت کم کر دی جائے جس سے ان میں ایک قسم کا احساس فروتری پیدا ہو اور ان کی قوت عمل مفلوج ہو کر رہ جائے؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا مسلمان مغربی تہذیب اور حکمرانوں سے شدت کے ساتھ مرعوب ہوئے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی نگاہوں میں قرآن مجید کے محاسن معائب میں بدلنے لگے انہیں اپنے ہر طرف خامیاں ہی خامیاں نظر آنے لگیں اور اغیار کی برتری آنکھوں میں جچنے لگی، ایسے وقت میں اشاعت اسلام اور پھر یورپ میں جا کر دیوانگی نہیں تو اور کیا تھی ——— لیکن اس تاریک زمانہ میں جب مسلمانوں پر ایک قسم کی مذہبی موت طاری ہو چکی تھی اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک گمنام بستی سے اٹھ کر اس فروتری مرعوبیت اور طلسم ہیچ مقداری کے پردوں کو چاک کیا اور خدا تعالیٰ کی مصلحتوں کو واضح کرتے ہوئے کہا۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند　　مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

آپ نے فرمایا کہ مجھے خداوند تعالیٰ نے اس صدی کے اختتام پر مجدد مقرر فرمایا ہے اور مجھ میں مسیحی اور مغربی فتنہ کے مقابلہ کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کے قویٰ ودیعت کئے گئے ہیں میں مغربی قوموں کو اسلام کی دعوت دونگا، اور یہ خداوند تعالیٰ کی مشیت ہے کہ میرے ذریعہ سے ان میں اشاعت اسلام ہو ——— آپ نے فرمایا ان لوگوں کے اندر ایسی تحریکات پیدا ہو چکی ہیں جو انہیں عیسائیت سے بیزار کر دیں گی اور یہ کھنچ کر اسلام کی طرف آئیں گے جیسے آپ کا ایک شعر ہے۔

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

دنیا نے اس آواز کو سنا اور خیال کیا کہ یہ محض ایک تعلی ہے واہمہ ہے جنون ہے اور یوں سمجھنے والے حق بجانب بھی تھے فضا حد سے زیادہ ناسازگار تھی ہر طرف مغربی تہذیب کا طوطی بول رہا تھا ایسے وقت میں یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ کبھی یورپ میں بھی تبلیغ اسلام ہو سکتی ہے لیکن ایسی حالت میں آپ نے ایک کشف دیکھا جس میں اپنے آپ کو لنڈن میں کھڑے پایا جہاں آپ وعظ کر رہے ہیں اور کئی سفید پرندے پکڑے ہیں اور پھر اس کی تعبیر بھی خود ہی کر دی کہ اگرچہ میں تو نہیں میرے شاگرد وہاں پہنچکر انگریزوں کو مسلمان کریں گے چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا اور دنیا نے دیکھا کہ وہ کشف جو اس مجدد اعظم نے دیکھا تھا عالم اسباب میں بھی حرف حرف درست نکلا ——— حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ممتاز شاگرد تھے ۱۹۱۲ء میں ولایت گئے اور وہاں ایک اسلامی مشن قائم کیا جس میں انہیں بہت عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی لارڈ ہیڈلے اور سر آرچی بالڈ ہملٹن جیسے عظیم المرتبت انگریز دائرہ اسلام میں شامل ہو[ئے] آنحضرت اور اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پادریوں نے پھیلا رکھی [تھیں] رفتہ رفتہ دور ہونے لگیں ادھر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا جس نے افکار میں وسعت پیدا کی اور اعمال میں رواداری کی لہر دوڑا دی ——— پھر عین وسط یورپ میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے برلن مشن کو قیام دیا [اور] ایک نہایت عالیشان مسجد تعمیر کی گئی بڑے بڑے جرمن حلقہ بگوش اسلام ہوئے جن میں سے ڈاکٹر حمید مارقوس اور ڈاکٹر بیرن عمر خاص طور پر قابل ذکر ہیں ——— مختصر یہ کہ نہایت قلیل عرصہ میں حضرت مسیح موعود کے فرمان کے مطابق یورپ میں ایک دور جدید کی بنیادیں استوار کر دی گئیں اور یہ سب کچھ مشیت ایزدی کے ماتحت تھا اور وہ مہم جسے سر کرنا باقی مسلمان جوئے شیر کا لانا سمجھتے تھے اسے حضرت مسیح موعود کے شاگردوں نے سر کیا اور دنیا نے اس کا اعتراف کیا چنانچہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی وفات پر جب [لاہور] لاہور میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا تو اس موقع پر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے بیان کیا "جب خواجہ صاحب مرحوم تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان گئے تو میں وہاں موجود تھا میں نے ان کے عزائم کو سن کر رائے دی کہ خواجہ صاحب پاگل ہو گئے ہیں، مغربی دنیا اور اس میں تبلیغ اسلام یہ خیال بالکل عبث اور باطل ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں خواجہ صاحب کیوں اپنی قوتوں کو ضائع کرتے ہیں لیکن آج پورے بیس سال بعد اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ میری رائے غلط تھی اور خواجہ صاحب مرحوم صحیح تھے"۔

اس قسم کی اور بھی متعدد شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں جن میں حضرت مسیح موعود کے شاگردوں کی اسلامی خدمات مسلم قرار دی گئی ہیں ——— لیکن اشاعت اسلام کے پہلو بہ پہلو حضرت مسیح موعود نے ایک جماعت بھی تیار کی جو ہمیشہ اشاعت اسلام کے مقصد کو تقویت دیتی رہے۔ کیونکہ اشاعت اسلام کا بلند پروگرام باقی مسلمانوں پر چھوڑا نہیں جا سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ یہ کام ہے یہ مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے، خدا تعالےٰ کے ہاں یہ مقدر ہو چکا کہ اسلام کے دور جدید کا آغاز حضرت مسیح موعود کی جماعت سے ہو اس لئے اتنے بڑے انقلاب کا حقیقی منبع اور مخرج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہی ہے ——— ہمارے سامنے بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہم ایک بہت بڑی امانت کے امین ہیں اس امانت اور ذمہ داری کا بوجھ جماعت پر ہے ہم اس وقت تک اشاعت اسلام کامیابی اور کامرانی کے ساتھ نہیں کر سکتے جب تک کہ ہماری جماعت منظم اور مضبوط نہ ہو، اب ضرورت ہے کہ جماعت کے اندر ایک نئی جوانی اور قوت عمل پیدا کرنے کیلئے ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں اس میں باقی مسلمانوں کو جذب کیا جائے، اس میں ایسے ادارے قائم کئے جائیں جو اسکی تقویت کا باعث ہوں ان معاندانہ تحریکات کا شدت سے مقابلہ کیا جائے جو اس جماعت کو مٹانا چاہتی ہیں اور اس کے وقار کو کم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اب جبکہ مجلس شوریٰ عنقریب منعقد ہونیوالی ہے ہمارے نمائندوں کا فرض ہے کہ وہ ان امور پر غور کریں جو جماعت کے استحکام اور ترقی کا باعث ہوں۔ اسوقت ہمیں چاہئیے کہ باقی مشاغل سے قطع نظر کر کے صرف جماعت کی تعمیر اور احیاء پر توجہ دیں!

شذرات

ہٹلر اور عیسائیت

تھوڑا عرصہ ہُوا ایک فرانسیسی کیتھولک اخبار جس کا نام ہے (La croix) میں ہٹلر کا ایک بیان شائع ہُوا جس میں جرمن نوجوانوں کے قائدین کو ہدایات دی گئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

" عیسائیت غلاموں کا مذہب ہے اور اس کی تعلیم احمقانہ ہے۔ کیونکہ یہ اعلان کرتی ہے کہ پیچھے رہنے والے آگے ہونگے اور غربا کو سکون قلب حاصل ہے۔ اشتراکیت اور عیسائیت میں کوئی فرق نہیں۔ عیسائیت حبشی الاصل اور جرمن نسل لوگوں کو ایک ہی سطح پر لانا چاہتی ہے۔

عہدنامہ جدید ایک بنی اسرائیلی ایجاد ہے جس کی تعلیم کو منیذ اساطیر سے اخذ کیا گیا ہے عیسائیت جرمن لوگوں کی وحدت قومی کی دشمن ہے بائیبل تالمود کے تسلسل کی ہی ایک کڑی ہے یہ بحیثیت مجموعی ایک یہودی تصنیف ہے اور خاص طور پر عہدنامہ عتیق کو تو اس سے مستثنا نہیں کیا جا سکتا۔

عیسائیت نے جرمن قوم میں اضمحلال پیدا کیا۔ اور انہیں ان اشیا کا علم دیا جس سے وہ پہلے بے خبر تھے۔ چوری اور زنا کا تخیل عیسائیت نے ہی پیدا کیا ہے وغیرہ وغیرہ . . . . . . "

اس مندرجہ بالا بیان سے خوب واضح ہوتا ہے کہ یورپ کی فضا اب عیسائیت کو سازگار نہیں اور مغربی قوموں کا مزاج عیسائیت کو ایک فرسودہ اور پامال تخیل سمجھ کر ٹھکرا رہا ہے۔ ان کے لئے اب ایک ایسے مذہب کی ضرورت ہے۔ جو ابا دری اور جرأت کی تعلیم دیتا ہو۔ جو جنگجو قوموں کی صحیح تربیت کرے۔ انہیں اخلاق حسنہ کے بلند معیار پر قائم کرے۔ اس میں شک نہیں کہ ان قوموں نے علوم اور سائنس میں بہت ترقی کی ہے۔ لیکن یہ ترقی ان کی وجدانی اور روحانی کیفیات کو تشفی نہیں بخش سکتی اور مغربی تمدن باوجود اپنے انتہائی عروج کے مفلس ہے۔ کیونکہ

سه جلوہ ادب کلیم و شعلہ ادب خلیل

البانیہ پر اٹلی کی یورش

افواہ گرم تھی کہ اٹلی عنقریب البانیہ پر قبضہ جمانے والا ہے۔ کل کی خبروں سے معلوم ہُوا تھا کہ یہ افواہ حقیقت میں تبدیل ہو رہی ہے۔ کیونکہ اطالیہ کے تین جنگی جہاز البانیہ کی سب سے بڑی بندرگاہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور برنڈزی میں اطالوی فوجوں کو جمع کیا جا رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اٹلی کے تیور بگڑے ہوئے ہیں اور وہ اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کو منضم کرنا چاہتا ہے۔

لیکن آج اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کل کی اطلاع ایک ہنگامہ خیز یورش کا پیش خیمہ تھی۔ کیونکہ مورخہ ۷ر اپریل کو اٹالین کی ۳۵ ہزار فوج نے جنگی جہازوں اور بمبار طیاروں کی امداد سے حملہ کر دیا۔ غیر مصاف آبادی پر تباہ کن بمباری کی گئی ہے۔ ساحلی شہروں اور قصبوں میں خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں عورتوں اور بچوں کو نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا ہے۔ اطالیہ نے حکومت البانیہ سے چند ایک مطالبات کئے ہیں۔ جن میں سے درج ذیل امور خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

(۱) اطالیہ کو البانیہ میں فوج رکھنے کی اجازت دی جائے۔

(۲) البانیہ میں اطالوی باشندوں کو آباد ہونے دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

سنا ہے کہ البانیہ والوں نے زبردست مظاہرے کئے ہیں کہ اطالیہ والے ہماری نعشوں سے گزر کر البانیہ پر حملہ کر سکتے ہیں جب تک ہم زندہ ہیں۔ وہ اس ملک پر قبضہ نہیں کر سکتے۔

لیکن البانیہ ایک چھوٹا سا ملک ہے اس کے ذرائع محدود ہیں۔ اس کی فوج قلیل ہے۔ وہ یقیناً اطالیہ کی ٹڈی دل فوج کا مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ اٹلی البانیہ پر اپنی عسکری قوت سے چھا جائے گا۔ اور اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کی آئندہ زندگی اٹلی کے رحم پر موقوف ہوگی ـــــ میسولینی کے اس اقدام کو دنیا کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مسلمان نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور البانیہ کے ساتھ گہری ہمدردی رکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہُوا۔ میسولینی نے کہا تھا۔ کہ وہ محافظ اسلام ہے یہ اچھی اسلام دوستی ہے کہ اس نے اسلامی ریاستوں کو ہی نگلنا شروع کر دیا ہے۔ اس واقعہ نے مسلمانان عالم پر خوب واضح کر دیا ہے کہ یہ مطلق العنان اور خود سر انسان ہرگز ہرگز مسلمانوں کا دوست نہیں بلکہ دشمن ہے جس سے ملک و ملت دونوں خطرہ میں ہیں۔ ایسے جبرہ دست انسان کو مسلمان کبھی اپنا خیرخواہ نہیں سمجھ سکتے جس کی ہوس جہانگیری ایک اسلامی ریاست کو پامال کر رہی ہے۔

فرمانروائے عراق کی مرگ ناگہاں

کچھ عرصہ سے مسلمانوں کو بڑے بڑے جانکاہ اور روح فرسا صدمات کا سامنا کرنا پڑا ہے ابھی علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال، مصطفےٰ کمال اتاترک اور مولانا شوکت علی مرحوم کی ماتمی یاد قلوب سے محو نہیں ہوئی تھی کہ بغداد سے مورخہ ۴ر اپریل کو یہ پر ملال خبر موصول ہوئی کہ شاہ غازی والئے عراق موٹر کے ایک اچانک حادثہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شاہ غازی کی عمر ابھی صرف ۲۷ سال کی تھی۔ آپ اپنے بلندبخت باپ کی وفات پر جو ۱۹۳۳ء میں واقع ہوئی۔ شاہی تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور قلیل سی فرمانروائی کے بعد مرگ ناگہاں کا شکار ہوئے اور اس دار فانی سے چل بسے۔

باوجود جوان سالی کے آپ کی نگاہ سیاسی حکمت میں نہایت عمیق تھی۔ آپ میں وہ تمام دماغی اور جبلی قابلیتیں موجود تھیں جو کہ ایک اولوالعزم اور کامران بادشاہ میں ہونی چاہئیں۔ آپ اپنے والد کے حقیقی جانشین تھے۔ حکومت کے تمام شعبوں پر ان کا گہرا اثر تھا۔ وہ عرب قوم کے بہت بڑے مربی اور مہربان دوست تھے۔ ان گوناگوں خصوصیات نے ان کی قدر و منزلت کو عربوں کے قلوب میں بہت بڑھا دیا تھا۔ ملک و ملت کی بہت بڑی بڑی آرزوئیں اور توقعات ان سے وابستہ تھیں۔ لیکن نہایت رنج اور قلق کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ عرب قوم کی آرزوؤں کے یہ شاداب پھول ابھی کھلنے نہ پائے تھے کہ مرجھا کر شاخ ہستی سے گر پڑے۔ موت یقیناً ایک تلخ چیز ہے۔ لیکن جوانان مرگ اتنی تلخ اور رنجدہ ہے کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

تازہ خبروں سے معلوم ہُوا ہے کہ غازی مرحوم کے سہ سالہ شہزادے فیصل کو شاہ فیصل کے لقب سے بادشاہ بنایا گیا ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کمسن بادشاہ میں عرب قوم کو نعم البدل عطا فرمائے اور یہ ننھا بادشاہ بڑا ہو کر تلافی مافات کر دے۔ آمین ثم آمین۔

رباعیاتِ ساجد

(نتیجہ فکر جناب حکیم محمد نعمان صاحب ساجد دارالاحسان غلپوٹ لاہور)

کعبہ میں کلیسا میں۔ نہ مندر میں خدا ہے
وا چشم تری ہو تو ترے گھر میں خدا ہے
جب تک ہے خودی[۱] تم میں خدا دور ہے تم سے
کر دور خودی! تیرے مقدر میں خدا ہے!!

کسی کو شوق رفعت طلبی کا ہے
کسی کو فخر عالی نسبی کا ہے
ساجد یہ حقیقت ہے کہ عالی رتبہ
متبع محمد عربی کا ہے

[۱] یہاں خودی سے مراد شخصیت یا کردار نہیں۔ بلکہ غرور اور نخوت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قانونِ خلع کے متعلق اعتراضات پر تنقید

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

خلع کے متعلق جو کاظمی بل پاس ہؤا۔ اس نے کسی قدر حق تلفیوں کی تلافی کر دی جو ہندوستان میں طلاق کے قانون میں مسلمان عورتوں سے روا رکھی گئی تھیں اگرچہ ابھی تک وہ تمام حقوق عطا نہیں کئے گئے جو اسلام نے عورت کو عطا کئے ہیں تاہم کاظمی بل غنیمت ہے۔ یوں سمجھو کہ مسلمان عورتوں کو ان کے شرعی حقوق دلانے کے لئے یہ پہلا قدم ہے جو اٹھایا گیا ہے۔ ۷؍ مارچ ۱۹۳۹ء کے پیغام صلح میں کسی صاحب عبدالرحیم صاحب شبلی بی کام کا ایک مضمون "قانون خلع" کے عنوان سے میری نظر سے گذرا۔ اس میں انہوں نے اس بل کے مختلف پہلو دکھاتے ہوئے تین اعتراضات کئے ہیں۔ جو قابل غور ہیں اس لئے کہ ان امور کو وہ شرعی سقام بتلاتے ہیں۔ جمعیتہ العلماء دہلی کے مولویوں نے تو سرے سے اس بل کو ہی خلاف شریعت اسلامیہ قرار دے کر وائسرائے کو تار دیدی تھی کہ اس پر دستخط ہی نہ کریں۔ لیکن غنیمت ہے جو شبلی صاحب نے فقط تین شرعی سقام پر اکتفا کیا۔ اب میں انہیں نمبروار لیتا ہوں۔ و باللہ التوفیق۔

پہلا سقم۔ شبلی صاحب یہ بتاتے ہیں:۔

"جدید قانون کی رو سے عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اگر کمسنی میں اس کی شادی اس کے والد یا ولی نے کر دائی ہو تو سن بلوغت کے بعد اگر وہ چاہے تو اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ لیکن شریعت کے رو سے والد کی تکمیل کردہ شادی کو نابالغہ بلوغت کے بعد منسوخ نہیں کروا سکتی۔"

(**تنقید**) کیا شبلی صاحب قرآن کریم کی کوئی آیت یا کوئی حدیث صحیح پیش کر سکتے ہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ والد کی تکمیل کردہ شادی کو نابالغہ بلوغت کے بعد منسوخ نہیں کر سکتی۔ اگر شبلی صاحب کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے تو ان کا مطلب شریعت سے کیا ہے؟ خدا تعالیٰ نے تو تمام جھگڑوں کو فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول کے ماتحت قرآن اور حدیث صحیح کے ذریعہ فیصلہ کرانے کا . . . . . . کا حکم دیا ہے۔ ان میں جو چیز منع نہیں اسے منع کرنے کا حق نہ زید کو نہ بکر کو۔ نہ مجھے نہ شبلی صاحب کو۔ نہ کسی فقیہ اور مجتہد کو غالباً شبلی صاحب نے فقہ کا نام شرع رکھا ہے۔ اور یہ غلط ہے۔ واضح ہو کہ مسلمان قانون دانوں نے جنہیں اسلامی اصطلاح میں فقہا کہا جاتا ہے اگر کوئی اجتہاد اپنی رائے سے کیا۔ تو ممکن ہے کہ ان کے زمانہ میں وہی صورت سب سے بہتر ہو۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارے زمانہ میں وہ اجتہاد صحیح نہ بیٹھتا ہو۔ نبوت کی طرح اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہو گیا۔ نبوت ختم ہے تو اجتہاد ختم نہیں ہو سکتا۔ ورنہ پھر ایسی شریعت ہر قوم اور ہر زمانہ کے لئے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حالات مختلف قوموں اور مختلف زمانوں کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ اگر اگلے لوگوں کو اجتہاد کرنے کا حق حاصل تھا تو آج ہمیں کوئی حق کیوں حاصل نہیں بشرطیکہ وہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اس بی بی نے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خلع کی درخواست کی تھی۔ شوہر میں کوئی نقص نہیں بتایا تھا۔ کاظمی بل کی کوئی شرط شوہر کے خلاف وہاں موجود نہ تھی۔ صرف اتنا عرض کرنے پر کہ شوہر پسند نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً طلاق دلوادی۔ تو جب ایک بالغ عورت اپنے ہاتھ سے اپنی شادی کو تکمیل پر پہنچا کر خلع کرا سکتی ہے یعنی فسخ کرا سکتی ہے تو نابالغی کے حالت کی اپنے والد یا کسی اور ولی جائز کے ہاتھوں تکمیل کردہ شادی کیوں فسخ نہیں کروا سکتی۔ یہ تو بڑا ظلم ہوگا۔ کہ والد یا کسی ولی جائز کی تکمیل کردہ شادی سے عورت کسی صورت اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتی۔ خواہ وہ شوہر اس بی بی کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ ہو۔ بعض دفعہ والدین کو لڑکی کی پسند کا کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ یا اگر پتہ بھی ہو تو وہ اپنی مرضی منوانا اپنے حقوق پدری سمجھتے ہیں۔ اور زبردستی کسی شخص کے گلے منڈھ دیتے ہیں پنجاب کے مغربی اضلاع اور سرحدی صوبہ میں ایسے والدین بکثرت پائے جاتے ہیں جو روپے لیکر لڑکی کی شادی کرتے ہیں، یا دوسر لفظوں میں لڑکی کو فروخت کرتے ہیں۔ جو روپے زیادہ دے وہی لڑکی لے جاتا ہے خواہ وہ شخص لڑکی کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ ہو۔ پھر اگر بلوغت پر پہنچ کر لڑکی کو اتنا بھی حق حاصل نہ ہو۔ کہ وہ اس مکروہ شخص سے اپنا پیچھا چھڑا سکے تو فرمائیے شریعت کا یہ کتنا بڑا نقص ہؤا۔ گویا شوہر کے ظلم سے بچنے کی راہ تو نکل آئی۔ والدین کے ظلم اور نفس پرستی کے بداثر سے بچنے کے لئے اسلام نے کوئی راہ نہیں رکھی۔

سچ پوچھو تو اسلام نے نکاح کو میثاق غلیظ قرار دے کر نابالغی کی شادی کو ختم کر دیا کیونکہ جب تک کہ دونوں فریق بالغ نہ ہوں۔ میثاق غلیظ یعنی پختہ معاہدہ اسے قرار نہیں دیا جا سکتا (یاد رہے کہ حضرت عایشہ کا نکاح بلوغت پر ہؤا تھا۔ نو برس والی روایت غلط ہے) لیکن فرض کر لو کہ اگر نابالغی میں کوئی شخص لڑکی کی طرف سے نکاح کا معاہدہ کر دے خواہ وہ ولی جائز ہی کیوں نہ ہو مگر وہ کسی صورت میں بھی اس حق کو زائل نہیں کر سکتا جو خدا نے اس عورت کو دیا ہے کہ بلوغت کو پہنچنے پر جب وہ نکاح کے معاہدہ کی اہمیت کو سمجھنے کے قابل ہو تو اپنی طبیعت کے خلاف پا کر اسے فسخ قرار دے دے کیونکہ معاہدہ اس کی مرضی کے خلاف کیا گیا تھا۔ شکر ہے جو کاظمی بل میں فقہ کے اس ستم کو رفع کرنے کی صورت پیدا کی گئی ہے۔ مجھے تو ان سے ایسی توقع نہ تھی۔ کیونکہ شبلی صاحب جیسے انسان اس پر خلاف شریعت کا فتویٰ لگانے کے لئے تیار نظر آتے ہیں۔ اور وہ مولویوں کے فتوے سے بہت ڈرتے تھے۔

دوسرا سقم۔ شبلی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اس قانون میں شوہر کی مفقود الخبری کی مدت صرف دو سال مقرر کی تھی۔ حالانکہ امام مالک کے عقیدہ کے رو سے یہ مدت چار برس ہونی چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ اب وسائل رسل و رسائل پہلے سے بہت بہتر ہو گئے ہیں۔ شوہر کے لئے اپنی بیوی بچوں کو اپنے حالات تحریر کرنے یا گذارہ بھیجنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہونی چاہیئے۔ تاہم اگر احتیاطاً یہ مدت دو سال سے کچھ زیادہ مقرر کر دی جاتی تو بہتر ہوتا۔"

تنقید:۔ یہ سقم جو پیش کیا گیا ہے بجائے خود اس قدر سقیم ہے کہ نتیجے . . . . تعجب آتا ہے دو برس کاظمی بل میں میعاد ہے۔ چار برس امام مالک صاحب فرماتے ہیں۔ شبلی صاحب مانتے ہیں کہ اب وسائل رسل و رسائل امام مالک صاحب کے زمانہ سے بہتر ہیں۔ یہ سچ ہے تو پھر اعتراض کیا ہؤا۔ اس حساب سے تو دو سال سے بھی کم میعاد ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ امام مالک صاحب کے زمانہ سے ہزارہا درجہ زیادہ بہتر رسل و رسائل کے آج ذرائع موجود ہیں اور جو اگر یہ کہو کہ امام مالک صاحب سے اختلاف نہ کرو۔ تو پھر شبلی صاحب کا یہ فرمانا کیا معنی کہ دو سال سے کچھ زیادہ ہو تو بہتر ہوتا۔ کیا معنی کہ ڈھائی سال ہوتا یا تین سال ہوتا؟ میں پوچھتا ہوں کہ کیوں؟ جب امام مالک صاحب سے اختلاف ہوا تو دو سال اور اڑھائی سال اور تین سال سب برابر ہیں۔ دو سال میں جس آدمی کا پتہ نہ لگا تو کیا ڈھائی سال میں ضرور پتہ لگ جائے گا؟ اور پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ چار سال یعنے امام مالک صاحب والی معیاد کے بعد اس آدمی کا پتہ لگ جائے۔ اسی لئے تو امام ابو حنیفہ صاحب نے ننانوے برس میعاد رکھی تھی کہ جب اس آدمی کی زندگی کا امکان ہی نہ باقی رہے۔ لیکن سمجھ نہیں آتا کہ بی بی کی زندگی کا امکان پھر کس طرح باقی رہ سکتا ہے۔ جب بی بی بھی نہ رہی اور شوہر بھی نہ رہا۔ تو شادی کیا قبر ہو گئی۔ اور وہاں دونوں جب آپس میں مل گئے تو مفقود الخبری کہاں رہی۔ بات یہ ہے کہ عورت کے صبر کی میعاد ہے۔ ایک عورت بغیر شوہر کے کب تک صبر کر سکتی ہے۔ قرآن کریم کی رو سے زیادہ سے زیادہ جو میعاد کسی جوان عورت کے لئے شوہر کے بغیر زندگی گذارنے کی مقرر ہوتی ہے وہ ایک سال ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت میں بیوہ عورتوں کے لئے حکم ہے کہ وصیۃ لازواجھم متاعاً الی الحول غیر اخراج (بقرہ) کہ شوہر مرتے وقت اپنی بی بیوں کے لئے انہیں ایک سال تک مال و متاع سے سلوک کرنے اور گھر سے نہ نکالنے کے لئے وصیت کر جائیں۔ سوال یہ ہے کہ ایک سال کے بعد اس عورت کے نان و نفقہ کی کیا صورت ہوگی یہاں فقط اتنا ذکر ہے کہ شوہر کے ورثاء ایک سال تک اسے گھر سے نہ نکالیں اور اس کا خرچ برداشت کریں اگر تمام عمر برداشت کریں تو ان کی مرضی۔ مگر اسلام ان پر یہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ جب ایک سال کے بعد عورت کے شوہر کے ورثاء پر اسے نان و نفقہ دینا فرض نہ رہا تو اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ اب وہ عورت اپنے نان و نفقہ کے لئے کوئی اور ذریعہ اختیار کرے۔ عورت کے میکہ میں کوئی ایسا شخص نہ ہوا جو اس کا کفیل ہو سکے۔ تو سوائے اس کے کیا صورت باقی رہ گئی کہ وہ نکاح کر لے۔ ورنہ یا تو بھیک مانگے گی یا محنت مزدوری سے اپنا پیٹ پالے گی۔ اسی مسئلہ سے مفقود الخبر شوہر کا مسئلہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے۔ شوہر غائب ہے قرآن کے رو سے شوہر کی عدم موجودگی میں اس کے ورثاء کو چاہیئے کہ ایک سال تک اسے گھر سے نہ نکالیں۔ اور اس کا خرچ برداشت کریں۔ اس کے بعد وہ عورت کیا کرے شبلی صاحب تو تین سال سے پہلے اسے نکاح کرنے نہیں دیتے۔ تو وہ عورت اب کیا کرے سوائے اس کے کہ بھیک مانگے محنت مزدوری کرے اور بالکل ممکن ہے کہ بدچلنی کر کے اپنا پیٹ پالے۔ مقام غور ہے ایک عورت کے لئے

یہ کوئی بڑی بیبیت ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ کاظمی بل والی دو سال کی میعاد بہت زیادہ لمبی ہے۔ ذرا اپنے آپ کو اس عورت کی جگہ پر رکھ کر دیکھو کہ ایسی حالت میں اگر تم ہو تو کیا کرو۔ ایک جوان عورت کی عفت و عصمت کے لئے یہ کس قدر خطرناک بات ہے کہ شوہر دو سال سے غائب ہے۔ نہ نان و نفقہ کی کوئی صورت نہ حقوق زوجیت کی ادائیگی کی کوئی شکل۔ فاقہ مرتی ہے جوانی کا زمانہ ہے، سینکڑوں ٹھوکریں رستہ میں ہیں لیکن اسلامی شریعت اس عورت کے لئے کوئی نجات کا رستہ تجویز نہیں کرتی کیا اس کے لئے بہترین صورت یہ نہیں کہ شوہر کے مفقود الخبر ہونے کے ایک سال بعد اس کا نکاح فسخ کر دیا جائے اور وہ عورت دوسرا نکاح کرے۔ کاظمی بل والوں نے ایک سال کی بجائے دو سال کر دیا۔ یہ بھی ضرورت سے زیادہ سختی ہے۔ لیکن بایں ہمہ شبلی صاحب ناراض ہیں۔ گویا ان کے نزدیک امام مالک صاحب کا بھی اجتہاد اس زمانہ کے لئے درست نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اپنا اجتہاد منوانا چاہتے ہیں جس کی شریعت اسلامی میں ستم نہیں پڑتا۔ لیکن افسوس ہے کہ بتایا نہیں۔ تجل کر گئے۔

تیسرا سقم ۔ شبلی صاحب یہ بتلاتے ہیں "کہ خلع کے مقدمات کی سماعت کے لئے مسلمان ججوں کی تخصیص نہیں کی گئی۔ حالانکہ یہ امر نہایت ضروری تھا"۔

تنقید ۔ میں پوچھتا ہوں خلع کے مقدمات کی سماعت کے لئے مسلمان جج کی تخصیص کی کیوں ضرورت ہے۔ جب آج مسلمانوں کے تمام مقدمات وراثت و نکاح، طلاق غیر مسلم جج فیصلہ کرتے ہیں۔ کیا یہ کوئی خلع کے لئے ہی تخصیص ہے۔ اگر ہے تو وہ قرآن کی آیت یا حدیث بتلائی جائے جس میں خاص خلع کے لئے کسی ایسی تخصیص کا ذکر ہو۔ افسوس ہے کہ اسمبلی میں سب سے کمزور بات یہی مسلمانوں کی طرف سے پیش کی گئی لیکن جب لا ممبر نے اس پر یہ تنقید کی کہ اس میں غیر مسلم ججوں کی ہتک ہے کیونکہ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ وہ اس مسئلہ کو سمجھنے کے اہل نہیں ہیں تو اس کا کوئی معقول جواب مسلمانوں سے بن نہ پڑا۔ خود ایک مسلمان ممبر نے اعتراض کیا کہ کوئی آیت یا حدیث پڑھو جس کے ماتحت خاص خلع کے مقدمات فیصلہ کرنے کے لئے مسلمان جج کا ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے تو منشی ظفر علیخاں صاحب ایڈیٹر زمیندار نے یہ آیت پڑھ دی کہ **فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم** یعنے اے محمد (رسول اللہ صلعم) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تجھے یہ اپنے جھگڑوں میں فیصلہ کرنیوالا نہ بنا دیں۔ اور اس کے آگے سر تسلیم خم نہ کر دیں۔ میں بھی تماشائیوں کی گیلری میں موجود تھا۔ اور منشی صاحب کے قنت مدیہ پر حیران رہ گیا۔ بڑی خیر گذری جو اسمبلی میں مخالف پارٹی میں کوئی قرآن دان موجود نہ تھا۔ ورنہ منشی صاحب سے اتنا پوچھتا کہ اگر اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ اپنے مقدمات مسلمان ججوں سے ہی فیصلہ کرایا کرو۔ تو آئے دن وراثت نکاح، طلاق لین دین کے مقدمات غیر مسلم ججوں سے کیوں فیصلہ کروایا کرتے ہو۔ اس میں خلع کی تو کوئی تخصیص نہیں بات یہ ہے کہ منشی صاحب نے دفع الوقتی کے طور پر یہ آیت پڑھ دی۔ ورنہ یہ آیت درحقیقت تمام مفسرین و ائمہ متقدمین [illegible] آنحضرت صلعم کی ذات سے مختص ہے اس [illegible] خواہ وہ مقدمات کی نسبت [illegible]

کا جھگڑا اور تمام لوگوں کے معاملات کا جھگڑا کے فیصلہ کرنے کے لئے خدا نے محمد رسول صلعم کو کھڑا کیا ہے۔ آج مومن وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔ اور آپ کو اپنا حکم بنا دے۔ ظاہر ہے کہ آپ کی وفات کے بعد یہ مقام قرآن اور حدیث کو حاصل ہے یعنے اس تعلیم کو جو آپ خدا کی طرف سے لائے اور اپنے بعد اپنی امت کے لئے چھوڑ گئے اور یہی معنے **فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول** کے ہیں کہ اپنے تمام جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے خدا اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ یعنے تمام جھگڑوں کا فیصلہ قرآن و حدیث کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ آئے دن رواج کے ماتحت شریعت محمدی کے خلاف فیصلے ہوتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کی جمعیت دینی کی رگ نہیں پھڑکتی بلکہ برخلاف اس کے خوشی خوشی وکیلوں کی معرفت رواج کے ماتحت فیصلہ کرواتے ہیں۔ عدالتوں میں جا جا کر بیان دیتے ہیں کہ ہمیں شریعت منظور نہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمیں محمد رسول اللہ صلعم کا فیصلہ منظور نہیں ہم رواج کے پابند ہیں۔ غرضیکہ رات دن اس آیت کے خلاف ان کا عمل ہے اور پھر نہایت دیدہ دلیری سے اسمبلی میں یہی آیت پڑھ دیتے ہیں اور اگر یہ غیرت ہو کہ ہم اپنے مقدمات غیر مسلم ججوں سے فیصلہ نہیں کروانا چاہتے۔ تو بہت مبارک ہے۔ ضرور گورنمنٹ میں اس کی تحریک کریں اور ایسا کوئی بل پاس کروائیں۔ لیکن جب تک یہ امر نہ ہو محض خلع کے لئے یہ پخ لگائی کہ اس کے مقدمات کے فیصلہ کے لئے ضرور کوئی مسلمان جج ہی ہو ایک بے معنی بات ہے تمام مقدمات اسلامی تو غیر مسلم جج فیصلہ کریں لیکن خلع کے مقدمہ کے لئے ضرور کوئی مسلمان جج ہو۔ یہ تخصیص کس قدر مضحکہ انگیز؟ اور اگر آیت مذکورہ بالا پر عمل کرنے کا شوق ہے تو آؤ عہد کرو کہ آج سے ہم رواج کے پابند نہ ہوں گے۔ اور ہمارے تمام فیصلے شریعت محمدی کے ماتحت ہوں گے لیکن حالت تو یہ ہو کہ شریعت کے فیصلوں کو بالائے طاق رکھا ہوا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلعم کے فیصلوں کو پس پشت پھینکا ہوا ہو اس

کے ماتحت رواج کے فیصلوں پر عمل ہوتا ہے اور مطالبہ یہ ہو کہ اس آیت کے ماتحت جج مسلمان ہونا چاہیئے۔ لیکن مسلمان جج ہزار فیصلہ کیا کرے جب تک اس کے فیصلے شریعت محمدی پر مبنی نہ ہوں گے وہ محمد رسول اللہ صلعم کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اور بہت مبارک ہے وہ غیر مسلم جج جو شریعت محمدی کے مطابق فیصلہ دیتا ہے۔ کیونکہ وہ عملی طور پر محمد رسول اللہ صلعم کو حکم مان کر جھگڑے کا فیصلہ کرتا ہے۔

کاظمی بل کا حقیقی سقم

کاظمی بل کا حقیقی سقم جو ہے اس کی طرف شبلی صاحب نے توجہ نہیں کی اور وہ یہ ہے کہ جب یہ مذہبی اصول تسلیم کیا گیا کہ مرتد ہونے سے کسی مسلمان عورت کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ تو پھر ایک نومسلمہ عورت کے مرتد ہونے سے کیوں نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اسلام کے قوانین نکاح و طلاق جن اصولوں پر مبنی ہیں وہ خدا کی طرف سے وحی شدہ مانے جاتے ہیں، انسان کی اپنی بناوٹ نہیں مانی جاتی، تو پھر اس بات کو تسلیم کر لینے کے بعد کہ مذہب اسلام کی رو سے مسلمان عورت کا ارتداد نکاح کو فسخ نہیں کرتا۔ اس میں پیدائشی مسلمان عورت اور نومسلمہ میں فرق کرنا صریح انسانی دست اندازی ہے جو خلاف منشائے اسلام ہے۔ مذہبًا دونوں قسم کی عورتیں مسلمان ہیں اور دونوں ایک ہی قانون کے نیچے ہیں۔ اگر ایک مسلمان عورت کا نکاح مرتد ہونے سے نہیں ٹوٹتا تو پھر یہ دونوں صورتوں میں عورت کے ارتداد سے نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ یہ خدائی قانون ہے۔ اسے انسان کی دست اندازی بدل نہیں سکتی۔ ایک کے ارتداد کو وجہ فسخ نکاح ٹھیرانا اور دوسرے کے ارتداد کو نہ ٹھیرانا یہ بے اصولاپن ہے۔ اور یہ محض کانگرس کی سینہ زوری سے ایسا ہوا مثل ہے کہ زبردست کا ٹھینگا سر پر۔ ہندوؤں نے اپنی طاقت سے یہ استثنا پیدا کروائی۔ ورنہ مذہب اسلام کے رو سے اگر پیدائشی مسلمان عورت کا ارتداد فسخ نکاح کی وجہ نہیں بن سکتا تو نومسلمہ عورت کا ارتداد کل فسخ نکاح کی وجہ نہیں بن سکتا۔ ہاں نومسلمہ عورت خلع کرا سکتی ہے۔ لیکن چونکہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

گناہ سے بچنے کی فلاسفی

میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ گناہ سے بچنے کی سچی فلاسفی یہی ہے کہ اس کی ضرر دینے والی تاثیرات کو پہچان لیا جائے اور اس بات پر یقین کر لیا جائے کہ ایک زبردست ہستی ہے جو گناہوں سے نفرت کرتی اور گناہ کرنے والے کو سزا دینے پر قادر ہے۔ دیکھو اگر ایک شخص کسی حاکم کے روبرو کھڑا ہو اور وہاں اس حاکم کا کچھ قیمتی اسباب اِدھر اُدھر پڑا ہو۔ تو وہ شخص اس بات کی کبھی جرأت نہیں کریگا کہ اس اسباب میں سے کچھ چرا لے۔ خواہ چوری کرنے کے کیسے ہی قوی محرکات ہوں اور وہ کتنا ہی اس بدعادت میں گرفتار ہو۔ لیکن اس وقت اس کی ساری قوتوں اور طاقتوں پر ایک موت وارد ہو جائے گی اور اسے ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی کہ چوری کرے۔ اس طرح پر وہ اس بدعادت سے بچ جائے گا۔

بعینہ اسی طرح ہر قسم کے خطاکاروں اور شریروں کا حال ہے کہ جب ان کو ایک ہستی کا پورا پورا علم ہو جاتا ہے جو ان کی شرارتوں اور گناہوں کی سزا دینے پر قادر ہے تو ان کے وہ جذبات دب جاتے ہیں

علمی معلومات

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ممکن ہے

دنیا عجائبات کا ایک سمندر ہے اور اس سمندر کا ہر قطرہ معلومات کا ایک دریا ہے!

از جناب سید ابن حسن شارق گوالیار

یورپ کے سائنسدان مدت سے مردوں کو زندہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ہمارے ناظرین کے حلقہ میں حیرت اور دلچسپی سے سنا جائے گا کہ بڑی حد تک ان کو کامیابی ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ انسان ہزاروں برس تک جوان اور تندرست رہے۔ ان کوششوں میں سائنس کو کس حد تک کامیابی ہوئی ہے اس کا اندازہ شارق صاحب کے مندرجہ ذیل مضمون سے ہو سکتا ہے۔

یہ بات کہ انسان مرنے کے بعد پھر واپس نہیں آ سکتا ہمیشہ سے ایک امر واقعہ کے طور پر تسلیم کر لی گئی ہے لیکن سائنس کی محیر العقول ایجادات نے اب اس مسلمہ حقیقت کو مشکوک کر دیا ہے۔ موت اب وہ منزل نہیں رہی جس کی سرحد عبور کر لینے کے بعد کوئی مسافر پھر واپس آ ہی نہیں سکتا۔

لینن گراڈ (روس) میں ادارہ تحقیقات (رمیہ) کے انچارج پروفیسر زوچانیکو چند سال سے مردوں کو زندہ کرنے کا تجربہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک بار کتے کو کلورا فارم دے کر بے ہوش کر دیا اور پھر ایک ایسا انجکشن دیا جس سے اس کا خون منجمد نہ ہونے پایا اس کے بعد کتے کا سینہ چاک کیا اور اس کے دل کی شہ رگ کو اس طرح کس کر باندھ دیا کہ دوران خون بالکل بند ہو گیا کتا فوراً مر گیا۔

اب انہوں نے ایک خاص آلے کے ذریعہ جسے "آٹوجکٹر" کہتے ہیں تمام شریانوں کو ایک دوسرے سے ملا دیا۔ اور پھر اس مصنوعی قلب، یعنی "آٹوجکٹر" سے تمام شریانوں میں خون پمپ کر کے دوران خون جاری کیا۔ یہ کتا دو منٹ تک مردہ پڑا رہا لیکن جب ڈاکٹر نے پرو جکٹر سے عمل شروع کیا تو چند ہی منٹ بعد کتے میں دوبارہ زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اس نے سانس لیا پھر اس کی آنکھیں متحرک ہوئیں تھوڑی ہی دیر بعد اسے چھینک آئی اور اس کے حواس واپس آ گئے بعد میں اصلی قلب بھی آہستہ آہستہ اپنا کام کرنے لگا۔

ڈاکٹر موصوف نے آٹوجکٹر کو شریانوں سے علیحدہ کر لیا اور قلب کی بند شریانوں کو کھول کر انہیں ملا دیا پھر سینے کے چاک کو سی کر بند کر دیا کتا زندہ ہو گیا وہ کتا جو کہ قطعی طور پر مر چکا تھا

ایک امریکن ڈاکٹر رابرٹ بھی اس قسم کے تجربات اپنے معمل میں انجام دے رہے ہیں۔ اور ان کو بھی کامیابی ہوئی ہے اب تک انہوں نے بھی جانوروں ہی پر تجربے کئے ہیں لیکن اب کسی پھانسی پائے ہوئے مجرم کی تلاش میں ہیں جس کی تازہ تازہ لاش پر وہ اپنے مزید تجربات کر سکیں۔

ڈاکٹر موصوف کا عمل یہ ہے کہ جس جاندار کی موت واقع ہوئی ہو وہ اس کے پھیپھڑوں میں پہلے مصنوعی طریقے سے ہوا داخل کرتے ہیں تاکہ سانس آنے جانے لگے اس کے بعد ایک انجکشن اس مخصوص شریان میں دیتے ہیں جو حرکت قلب کی ضامن ہے۔ اس سے مردہ جسم مرتعش ہو جاتا ہے لیکن اس ارتعاش کی شدت کو روکنے کیلئے وہ ایک تریاق بھی دیتے ہیں۔ جس سے اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے اور معمول کو فوراً نیند آ جاتی ہے۔ اور پھر دو تین ہفتہ تک مسلسل بے ہوشی کی حالت میں پڑا رہتا ہے۔ اگر یہ تریاق نہ دیا جائے تو قلب کی حرکت اس قدر تیز ہو جائے جو نظام جسمانی کی قوت برداشت سے زیادہ ہو۔

لیکن اس میں دقت یہ اور پیدا ہو جاتی ہے کہ جسمانی نظام کے یک لخت عمل کرنے اور متواتر انجکشنوں کے باعث خون کا دباؤ بہت تیز ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ اگر اس سلسلے میں انتقال خون کا عمل صحیح طور پر کر لیا جائے۔ تو مریض مستقل طور پر زندہ و پائندہ ہو جائے گا۔

ایک اخبار نویس سے ملاقات کے دوران میں ڈاکٹر موصوف نے جواب دیا کہ میں ہر انسان کو جو پندرہ منٹ سے زیادہ دیر تک مردہ نہیں رہ چکا۔ دوبارہ زندہ کر دوں گا۔ اس کے بعد جسم انسانی کے اجزاء ترکیبی منتشر و پراگندہ ہو جاتے ہیں اور ان سے پھر کوئی کام نہیں لیا جا سکتا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک ستر سالہ بوڑھے نے اپنے تئیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے اس لئے پیش کیا کہ وہ اس پر اپنے تجربات کریں۔ لیکن وہ اس کی درخواست قبول نہ کر سکے۔ اس لئے کہ اس عمل کیلئے پہلے اسے مارنا پڑتا اور قانوناً قتل عمد جرم ہے۔

اگرچہ اس امریکن سائنس دان نے اب تک بالکل کامیاب تجربات نہیں کئے لیکن ابھی سے یہ بحث شروع ہو گئی ہے کہ آیا قانون اور مذہب کی رو سے انہیں مردہ کو زندہ کر دینے کا حق ہے بھی یا نہیں؟

کہا جاتا ہے کہ جس شخص کو ایک بار پھانسی دیدی گئی۔ اسے دوبارہ اس لئے زندہ نہیں کیا جا سکتا کہ اسے قانون کی رو سے پھر پھانسی دینی پڑے گی۔ مشہور جج مسٹر ریڈروز کا خیال ہے کہ جو شخص اپنے جرم کی پاداش میں ایک بار پھانسی پا چکا ہو دوبارہ اسے پھانسی نہیں دی جا سکتی بہرحال اگر ڈاکٹر موصوف کا تجربہ کامیاب ہو گیا تو خیال فرمائیے کہ دنیا میں کیا زبردست انقلاب آ جائے گا!

مردہ کو دوبارہ زندہ کر لینے کا خواب اگرچہ ابھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا ہے۔ لیکن درازی عمر کا راز البتہ ایک معقول حد تک معلوم کر لیا گیا ہے۔ جرمن ڈاکٹروں نے انسانی غدود کو بندروں کے غدود سے بدل کر اعادہ شباب کا جو طریقہ ایجاد کیا ہے۔ وہ تو انسان کو سو ڈیڑھ سو سال سے زیادہ عمر تک زندہ رکھنے کا ضامن نہیں ہے۔ لیکن حال ہی میں برف کے ذریعے عمر بڑھانے کے ذرائع اور اسباب پر عملاً غور کیا جا رہا ہے۔

چنانچہ ڈچ پروفیسر ہیڈ ڈی لیبل نے لیڈن یونیورسٹی میں مس اینا بروگ کو بیالیس دن تک برف کے انبار میں دبائے رکھنے اور دوبارہ اسے از سر نو شباب یافتہ لڑکی کی صورت میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا پروفیسر صاحب موصوف کی کامیابی کا راز ایک غدودی خلاصہ میں مضمر ہے جسے وہ پچکاری کے ذریعے جسم انسانی میں داخل کرتے ہیں یہ خلاصہ صرف اس قدر حرارت پیدا کر دیتا ہے جس قدر کم سے کم تپش کی صورت میں شعلۂ حیات رکھنے کیلئے ازبس ضروری ہے۔ یہ عمل اسلئے ضروری تھا کہ کم ٹمپریچر کی حالت میں خون جم جاتا ہے۔ جب انہوں نے مس بروگ پر تجربہ کیا۔ تو پہلے انہوں نے اسے ایک مرکب دوا پلائی اور پھر ایک جلدی انجکشن کیا۔ اس کے بعد نمک کے ایک محلول میں غوطہ دے کر ایک تابوت میں رکھ دیا۔ حرارت رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی۔ آخر وہ "سرما خوابی" کی حالت میں آ گئی۔ اب اس کی دن رات نگرانی کی گئی۔ بیالیس دن گزر جانے کے بعد تپش آہستہ آہستہ بڑھائی گئی۔ اور مس بروگ دو دن کے بعد اٹھ کر بیٹھنے کے قابل ہو گئی۔ اب وہ مکمل طور پر ایک شباب یافتہ لڑکی ہے۔

پروفیسر موصوف کا بیان ہے کہ یہ ایک بالکل ہی ابتدائی تجربہ ہے۔ مگر وہ دن ہرگز دور نہیں جب لوگ دو ہزار برس تک زندہ رہنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اس غرض کے لئے البتہ صرف اس قدر کرنا ہوگا کہ ہر پچاس برس کی مدت میں جلا دینے والے عمل سے شباب کا اعادہ کر لیا جائے گا۔

کیا تعجب ہے کہ ڈاکٹر موصوف کا بیان کسی دن صحیح ثابت ہو جائے۔ اور انسان کی عمر کئی کئی ہزار برس کی ہونے لگے۔ کیا یہ سائنس کی مسیحائی نہیں ہے۔

پروفیسر لیبل نے مس بروگ پر جو تجربہ کامیابی کے ساتھ کیا اس سے اعادہ شباب کے امکان کے ساتھ بعض اور اہم امور پر بھی روشنی پڑتی ہے پروفیسر لیبل عرصے سے اس بات پر غور کر رہے تھے کہ جتنی مدت حیوانات اپنی نشو و نما کی تکمیل میں لیتے ہیں۔ بمقابلہ اس مدت کے پانچ پانچ چھ چھ گنی مدت عموماً زندہ رہتے ہیں اس کی کیا وجہ کہ حیوانات میں صرف انسان ہی کی مدت زندگی اس اصول پر پوری نہیں اترتی ضرور اس کی طرز زندگی میں کسی بہت ہی شدید غلطی کا دخل ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا۔ اور انسان سو سوا سو سوا سو سال زندہ رہتا انہوں نے اس کی توجیہ یوں کی۔ کہ بمقابلہ حیوانات کے انسان کی جذباتی زندگی بہت زیادہ ترقی یافتہ ہے چنانچہ اس کی وجہ سے انسان میں جو شکست و ریخت ہوتی رہتی ہے غالباً وہی انسان کے جسم کو وقت سے پہلے ناکارہ بنا ڈالتی ہے۔

تجربے اور مشاہدے سے انہوں نے دو اہم باتیں معلوم کریں۔ ایک تو یہ کہ حرارت کا حیوانی زندگی کی رفتار پر بہت واضح اثر ہوتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ بحر منجمد شمالی میں جو سیاح برف میں دب کر مر گئے تھے۔ ان کی لاشیں برسوں کی مدت کے بعد بھی جب ملیں تو ہر طرح سے محفوظ و مصئون تھیں

چنانچہ انہوں نے سوچا کہ اگر میں کوئی ایسا طریقہ نکال لوں کہ زندہ انسان منجمد ہو کر مر نہ جائے۔ تو اسطرح اسکے سب اعضاء کو ایک تو مکمل آرام اور تازہ دم ہونے کا موقع ملے گا۔ اور دوسرے منجمد انسان چونکہ جذبات سے یکسر خالی ہوگا لہذا شکست و ریخت کا عمل بھی اس کے جسم میں قطعی طور پر معطل ہو جائے گا۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

پنجاب میں برقی قوت کا استعمال

۱۰۱ قصبات اور مواضع میں بجلی مہیا کی گئی

توسیع و ترقی کی سالانہ رپورٹ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب کا وہ کونسا چھوٹے سے چھوٹا قصبہ ہے جہاں برقی قوت کی بہم رسانی کے لئے کسی کمپنی یا مقامی با اختیار جماعت کو لائسنس دیا گیا ہے۔ پنجاب میں انڈین الیکٹرسٹی ایکٹ بابت سال ۱۹۳۷ء کے نظم و نسق کی سالانہ رپورٹ کے بموجب اس سوال کا جواب ڈلہوزی ہے حسن اتفاق سے ڈلہوزی ان چھ قصبوں میں سے ایک قصبہ ہے جہاں برقی قوت کی بہم رسانی کے لئے سال زیر تبصرہ کے دوران میں لائسنس دیئے گئے۔ ان چھ قصبوں میں بھلیرہ ان بھی شامل ہے جو پنجاب میں ڈلہوزی کے بعد چھوٹے سے چھوٹا قصبہ ہے جہاں بجلی مہیا کی گئی ہے۔ ڈلہوزی کی آبادی ۱۰۳۰ ہے اور بھلیرہ ان کی ۱۹۹۲ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ پنجاب میں برقی قوت کی بہم رسانی کے لحاظ سے لاہور سب سے بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی تقریباً چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

سال زیر تبصرہ کے اختتام پر ان قصبوں اور شہروں کی تعداد جہاں برقی طاقت کی بہم رسانی کے لئے کمپنیوں یا با اختیار مقامی جماعتوں کو لائسنس عطا کئے گئے ہیں ۵۹ تھی۔ ان کے علاوہ ۴۲ قصبے یا مواضع ایسے ہیں۔ جو بار محکمہ تعمیرات عامہ کی الیکٹرسٹی برانچ کیطرف سے گوا ئے ہیں نے جو مشینری لگائی ہوئی ہے۔ اس میں کل ۹۵۷،۲ کلوواٹ بجلی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے بالمقابل سال ماسبق میں اس کی مقدار ۲۲۹۳ کلوواٹ تھی۔ لائسنس یافتہ الیکٹرک سپلائی کمپنیوں نے بجلی کے جو یونٹ فروخت کئے۔ ان کی تعداد ۱۳۴۸۳،۳۴۴ سے بڑھ کر ۲۴۳۵،۲۱۴ ہو گئی۔ اس میں میونسپل کمیٹی امرت سر اور جالندھر الیکٹرک سپلائی کمپنی لمیٹیڈ کی طرف سے جو یونٹ فروخت ہوئے وہ شامل ہیں جو محکمہ تعمیرات عامہ کی الیکٹرسٹی برانچ سے خریدے گئے تھے۔

الیکٹرسٹی برانچ نے جو یونٹ فروخت کئے ان کی کل تعداد ۵۴۳۲۵۵۵۴ تھی (اس میں وہ یونٹ شامل ہیں جو میونسپل کمیٹی امرتسر اور جالندھر الیکٹرک سپلائی کمپنی نے فروخت کئے) اس کے بالمقابل گذشتہ سال یہ تعداد ۳۱،۲۶۵۲،۴۳ تھی۔

بنی نوع انسان کی ترقی میں برقی قوت کا استعمال بہت اہمیت رکھتا ہے لیکن بہت سی دوسری اچھی چیزوں کی طرح یہ بھی خدشات . . . . سے خالی ہیں۔ تاہم یہ امر موجب اطمینان ہے کہ صوبہ میں برقی طاقت کے استعمال میں سرعت اضافہ کے باوجود اس سے متعلقہ حادثات کی تعداد جہاں ۱۹۳۹ء میں ۹۱ تھی وہاں ۱۹۳۷ء میں ۸۶ رہ گئی۔ ۱۵ حادثات مہلک ثابت ہوئے۔ الیکٹرک سپلائی کمپنیوں کے چھ ملازم شہتیروں پر گر جانے یا اپنے فرائض کی انجام دہی میں برقی قوت سے بھرے ہوئے تاروں سے چھو جانے کی وجہ سے جان بحق ہو گئے۔ سال مذکور کے دوران میں میٹروں کے متعلق صرف چار تنازعات الیکٹرک انسپکٹر کو فیصلہ کے لئے بھیجے گئے لیکن فیس ادا نہ کئے جانے کی وجہ سے ان میں سے کسی کا بھی فیصلہ نہیں ہوا۔

صحت کے متعلق چند ضروری باتیں

(از دفتر کمشنر اصلاح دیہات پنجاب لاہور)

صحت انسان کے لئے ایک نعمت عظمےٰ ہے اسی لئے کہا ہے کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔

ایک تندرست اور تنومند آدمی سب کچھ کر سکتا ہے لیکن ایک بیمار آدمی کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے بلکہ وہ دوسروں کے لئے ایک مصیبت ہوتا ہے۔ اس لئے ہر فرد و بشر کو اپنی صحت قائم رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

پنجاب میں مندرجہ ذیل چیزیں ہیں جنکی طرف توجہ نہ کرنے سے آدمی بیمار رہتے ہیں۔

(۱) ایسے پانی کا استعمال جس میں جراثیم پائے جاتے ہیں۔
(۲) کوڑا کرکٹ کے سنبھالنے کا صحیح طریقہ نہ استعمال کرنا۔
(۳) بیماریاں پھیلانے والے کیڑوں کو نہ مارنا۔
(۴) کم روشنی اور غیر ہوادار مکانوں میں رہنا

سوال یہ ہے کہ ان باتوں سے نجات کیسے مل سکتی ہے اس کا جواب ذیل میں درج ہے۔ پانی ہمیشہ نل کا پینا چاہئے اور نل زمین کی پتھریلی تہ کو توڑ کر بور کیا جائے۔ کیونکہ جو پانی دو پتھریلی تہوں کے نیچے ہوتا ہے۔ وہ سب سے اچھا ہوتا ہے۔

بالفرض اگر کبھی کنوؤں یا جوہڑوں کا پانی استعمال کرنا پڑے تو اسے ابال کر پینا چاہیئے۔ جس وقت موسم تبدیل ہو۔ کنوؤں میں پوٹاشیم ڈال دینی چاہئے۔ اس کی مقدار چھ اونس سے لیکر ۱۰-۱ اونس تک ہے۔ چونکہ اس کا رنگ زمیندار دیکھ کر اعتراض کرتے ہیں اس لئے ایک اور دوائی پرکلورا جو بڑی زود اثر ہوتی ہے۔ ½ اونس سے لیکر ایک اونس تک ایک کنوئیں میں ڈالی جا سکتی ہے اس کی قیمت پانچ آنے فی پونڈ ہے۔

پانی کی پہچان کے واسطے ایک مشین تیار ہو چکی ہے اس میں پانی بھر کر پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ آیا پانی اچھا ہے یا نہیں اس کی قیمت ۵۴ روپیہ ہے۔

ملیریا

ملیریا ہمیشہ مچھر سے پیدا ہوتا ہے اس لئے اس کا صحیح علاج یہ ہے کہ مچھر کو مار دیا جائے اور مچھر مارنے کیلئے ضروری ہے کہ غیر ضروری گڑھے پُر کئے جائیں۔ گندی نالیوں میں مٹی کا تیل چھڑکا جائے اور اگر کمرے میں مچھر پیدا ہو جائیں تو فلٹ سے مارے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک انگریزی دوائی ہوتی ہے جسے پائروسائیڈ (PYROCide) کہتے ہیں۔ اگر ایک حصہ دوائی میں ۱۹ حصہ مٹی کا تیل چھڑکا جائے تو بھی مچھر فوراً مر جائیں گے۔

پلیگ

پسوؤں سے پیدا ہوتی ہے اور پسو چوہوں سے۔ لہذا اس کے علاج کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ چوہے مارے جائیں وہ اس طرح مارے جا سکتے ہیں کہ انہیں خوراک نہ دی جائے کھانے پینے کا سامان رکھنے والے کمرے علیحدہ اور ایسے بنائے جائیں کہ چوہے ان میں داخل نہ ہو سکیں۔ بالفرض اگر پیدا ہو جائیں تو عصُل مٹی جو کہ محکمہ حفظان صحت سے مفت مل سکتی ہے۔ ان کے بلوں میں رکھکر جلا دی جائے۔ چوہے مر جائیں گے *

سرکاری اعلان

کچھ عرصہ سے ضلع لائل پور میں نہر لوئر چناب کی بیر محل کچھ اور بورالہ کی نوآبادیات میں اس بنا پر شورش جاری ہے کہ اس علاقہ میں تقسیم اراضی کے وقت بعض صورتوں میں مستحق مقامی باشندوں (جو ترقی گذاروں کے نام سے پکارے جاتے ہیں) کے حقوق کو نظرانداز کیا گیا۔ کچھ عرصہ سے حکومت اس طرف گہری توجہ دے رہی ہے۔ اس علاقہ میں گنجان آبادی کے پیش نظر حکومت بطور حق کسی زمین کے متعلق وعادی کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ لیکن اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حالات کے مطابق جہاں تک ممکن ہو امداد دی جائے چونکہ اس وقت مستقل تقسیم کے لئے کوئی زمین قابل استفادہ نہیں۔ اس لئے صرف کاشتکاری کے عارضی پٹوں کے ذریعہ قابل ذکر پیمانہ پر امداد دی جا سکتی ہے۔ قبل ازیں اراضی کے بذریعہ فروخت فیصلہ ہونے تک اس علاقہ میں سرکاری بنجر زمین کا بیشتر حصہ بڑے بڑے ٹکڑوں کی صورت میں صاحب حیثیت اشخاص کو ٹھیکوں پر دیا جاتا تھا جو زیادہ لگان دے سکتے تھے۔ اب حکومت نے ازراہ عنایت یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل ۲۱۵۶ ایکڑ رقبہ میں سے تقریباً ۱۸۰۰ ایکڑ ایک یا دو مربعوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں ٹھیکے پر دیئے جائیں۔ یہ محض چھوٹے کاشتکاروں مثلاً ترقی گذاروں کی آسانی کے لئے کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ ٹھیکہ پر زمین دینے والے کسی سرمایہ دار کی بجائے براہ راست حکومت کے تابع اراضی کاشت کر سکیں۔

ٹھیکوں کی میعاد خریف ۱۹۳۹ء سے پانچ سال کیلئے ہوگی مقامی باشندوں یعنی زراعت پیشہ جماعتوں کے ایسے افراد جو نوآبادکاری کے شروع ہونے سے پہلے نوآبادی میں اقامت اختیار کر چکے تھے کے ٹنڈروں کو بشرطیکہ وہ زیادہ سے زیادہ پیش کردہ رقم سے بہت ہی کم نہ ہوں ترجیح دی جائے گی۔ اور کسی شخص کو ایک مقرر کردہ حصہ سے زیادہ نہیں دیا جائیگا۔ امید کی جاتی ہے کہ اس طرح معتدبہ امداد دی جا سکے گی۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ان ٹھیکوں سے اراضی کے مستقل عطیات کے متعلق کوئی حق پیدا نہیں ہو جائے گا۔

نور احمد
(ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

درخواست دعا

خبر موصول ہوئی ہے کہ جناب مولانا احمد صاحب جو ہماری جماعت کے بلند پایہ فاضل اور پاک سیرت بزرگ ہیں ٹوپی سول ہسپتال مردان میں انتڑیوں اور معدہ کے عارضہ سے بیمار پڑے ہیں تکلیف زیادہ ہے تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان محترم بزرگ کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کامل عنایت فرمائے

آمین　　خاکسار۔ محمد مرتضےٰ خان
پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

بنگال میں صوبجاتی خود اختیاری کے دو سال

وزارت بنگال کی سنہری خدمات

وزیر اعظم کا حقیقت افروز بیان

بنگال کو دو سال تک صوبجاتی خود اختیاری سے مستفید ہوچکا ہے جب ان گزرے ہوئے دو سال پر نظر ڈالتا ہوں تو میرے اندر تسلی اور یاس کے مرکب جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ دو سال پہلے جب ہم نے قلمدان وزارت سنبھالا۔ ہم اس کی جملہ ذمہ داریوں سے کما حقہ واقف تھے۔ لیکن ہم ان دشواریوں اور تکالیف سے مطلق آشنا نہ تھے جن سے ہمیں اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہونے پر دوچار ہونا پڑا ترقی کی رفتار قدرت اور انسان دونو نے مل کر مدھم کی۔ تاہم ان دو سالوں میں جو خدمات ہم نے انجام دی ہیں وہ لاریب ایک سنہری شاہکار ہے جس پر ہم بجا طور پر نازاں ہیں۔

ہمارے خیالات میں سب سے پہلی جگہ ان بےشمار دیہاتیوں کی تھی جو بقائے زندگی کے لئے مردانہ وار جدوجہد کرتے ہیں۔ ہم نے انہیں قرضوں کے ان بار گراں کے نیچے کچلتے اور کراہتے ہوئے پایا کہ اگر انہیں ان کے رحم پر چھوڑ دیا جاتا تو ان سے ہرگز وہ خلاصی نہ پا سکتے۔ بندوبست اراضی کے کچھ ایسے قانون میں وہ جکڑے ہوئے تھے جو بعض لحاظ سے سخت اور ناواجب تھے۔ جہاں کہیں ہم گئے یہ دیہاتی لاکھوں کی تعداد میں ہمارے استقبال کو آئے۔ اپنی درد بھری کہانیاں لئے ہوئے۔ ان کے اس یقین کامل نے جو وہ ہم پر اور ہماری ان طاقتوں پر رکھتے تھے کہ ہم انہیں ناامیدی کی دلدل سے چاہیں تو نکال سکتے ہیں۔ ایک گہرا اثر کیا لازماً جو پہلا قدم ہم نے اٹھایا وہ ان کی فلاح و بہبودی کے لئے ہوئے تھا۔

ہم نے تقریباً ہزار قرضہ سمجھوتہ بورڈ قائم کردیئے ہیں صوبے کے مختلف حصوں میں ۵ کروڑ سے زائد کے قرضے میں معتدبہ تخفیف کردی گئی ہے جس سے قرضدار اور قرضخواہ دونوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ اگلی ششماہی ۲۶ کروڑ روپے کے قرضے میں کمی واقع ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ۳۱ کروڑ روپے کا قرضہ گویا کسانوں کے تمام قرضے کا ایک تہائی کم ہوجائے گا جس سے دیہاتی بےشمار آبادی کو آسانی ہوجائے گی۔ ہم نے بنگال ٹیننسی ایکٹ میں ترمیم کر دی ہے۔ اب کسانوں کو بہت سے نئے حقوق حاصل ہوگئے ہیں اپنے صوبے کے بندوبست اراضی کی چھان بین کے لئے ہم نے ایک کمیشن مقرر کردیا ہے۔ جب اس کمیشن کی تحقیقات مکمل ہوجائیگی اس وقت ہمیں امید ہے کہ زمینداروں اور کسانوں کے مابین تعلقات خوشگوار ہوجائیں گے جس سے صوبے کی حالت پرامن اور ترقی پذیر ہوگی۔ کاشتکاری کے جدید اصولوں کی ترویج سے متعلق ہماری تجاویز کاغذی دور تک نکل آئی ہیں اور کامیاب ہیں محض چند ماہ گزرے ہوں گے کہ میں نے ڈھاکہ میں ایک ایسی درسگاہ کا سنگ بنیاد رکھا ہے جو عنقریب ہمارے نوجوانوں کے لئے زرعی تعلیم کا اعلیٰ مرکز بننا چاہتا ہے۔

ہم نے اپنے صوبے کا صنعتی و حرفتی جائزہ لینے کا اہتمام کیا ہے جو عنقریب پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اس وقت ہم ملکی صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے تندہی سے ایک مفید مہم کا آغاز کریں گے۔ اس دوران میں ہم نے کلکتہ میں ایک صنعتی عجائب گھر قائم کردیا ہے جس کو بنگال کی صنعتوں کا مرکز بنانا ہماری عین تمنا ہے۔

ہمارا ہی وہ صوبہ ہے جہاں ابتدائی تعلیم مفت پھیلانے کی پختہ اسکیم ۵ ضلعوں میں کام کر رہی ہے۔ میں پہلے ہی اعلان کر چکا ہوں کہ آئندہ سال ہم اپنی اسکیم کو بنگال کے ہر ضلع میں نافذ کر دیں گے۔ چنانچہ ۱۲ یا ۱۸ ماہ کی قلیل مدت میں مفت ابتدائی تعلیم کی برکات سے بنگال کا گوشہ گوشہ فیض یاب ہوگا۔

ہم نے تحریک نشو و نمائے جوانان (یوتھ ویلفیر موومنٹ) جاری کردی ہے۔ آج ہر ضلع میں ایک فزیکل آرگنائزر تعینات ہے جو جسمانی نشو و نما کا درس ہمارے جوانوں کو سکھا رہا ہے۔ یہ محض ابتدائی کام ہے۔ ہم تو ہر جوان کو خواہ وہ طالب علم ہو۔ خواہ کسی دیہاتی مشغلہ میں مصروف، اچھی صحت اور دل و گردہ والا دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہم نے دیہات سدھار کی ایک وسیع اسکیم تیار کی ہے ہمارا نصب العین دیہات کی کایا پلٹ دینا ہے۔ ہم اپنے گاؤں کو صحتیاب اور دلفریب بنانا چاہتے ہیں۔ دیہاتی بھائیوں کو اپنی مدد آپ کرنے کا سبق دینا چاہتے ہیں۔ ان میں اچھی زندگی بسر کرنے کی قدرتی خواہش پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کے دماغوں اور خیالات کو صیقل کرکے دیہاتی فضا کو منور کرنا چاہتے ہیں۔

ہم نے ان علاقوں کا خاکہ کھینچنا شروع کردیا ہے جو سیلاب کی زیادتیوں سے وقتاً فوقتاً نقصان اٹھاتے رہے ہیں۔ ہم نے اپنے دماغوں سے خوب کام لیا ہے اور خشک دریاؤں کو سیراب کرنے کے مسئلہ پر خوب ہی غور و خوض کیا ہے اور اب آبپاشی کی متعدد مہمیں بروئے کار ہیں۔ دیہاتی آبپاشی کی ہماری اسکیم اغلباً ہندوستان بھر میں بےنظیر ہے۔

ہم نے کاہ آب (Water - hyacinth) پر عوام الناس کا ایک عظیم حملہ لیا ہے۔ یہی وہ گھاس ہے جو سطح آب پر مسلط ہوکر دیہاتی آبپاشی کے راستے مسدود کردیتی ہے جس سے زیر کاشت علاقے بنجر ہوجاتے ہیں۔ اس "دشمن آب" کے خلاف اپریل کے آخری ہفتے میں صوبہ بھر کی جانب سے وسیع مہم ہوگا جس کی مثال کسی دوسرے صوبہ میں میسر نہ آئے گی۔

ہم نے ہزارہا نظربندوں کو رہا کردیا ہے اور بہت سو تشدد پسند اسیروں کو اس امید پر کہ وہ آزاد ہوکر تعمیری شہری زندگی بسر کریں گے۔ ہم نے اس معاملے میں پہل کی ہے کہ ان نو آزادی یافتہ نوجوانوں کو ٹریننگ دے کر باعزت کاروبار میں لگا دیں مثال کے طور پر کمبھاریہ کوزہ سازی کے کارخانے میں انہیں ٹریننگ دی جارہی ہے اور یہ کارخانہ محض ان لوگوں کے لئے کھولا گیا ہے وہاں ایسی صنعت سکھائی جارہی ہے جس کی تکمیل و تحصیل کے بعد وہ باعزت روزی کما سکیں گے۔

ہم نے اپنے مزدور بھائیوں کو مستحکم اور سچے ٹریڈ یونین پر متحد ہونے کی حمایت کی ہے اور ہم نے مالکان کو ان سے مناسب اور اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دی ہے۔

ان دنوں ہمارے پیش نظر گشتی و ملکی طبی امداد کے دستے (National welfare units) کی اسکیم ہے جو ہمارے دیہاتی بھائیوں کے لئے ازبس مفید ہوگی۔ اس اسکیم کا ایک خاصا یہ ہے کہ ہر ضلع کو ایک گشتی طبی دستہ میسر ہوگا جو لگاتار اس ضلع کے دیہاتوں میں دورہ لگایا کرے گا۔ اس مختصر اور سرسری ریویو میں ہماری گذشتہ دو سالوں کی کوششوں کے ثمرات کا مختصر سا ذکر بھی مشکل ہے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ میں ان تجاویز اور اسکیموں کو تفصیلاً بیان کردوں، جو ہم نے اس صوبے اور یہاں کے باشندوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے بنائی ہیں۔ لیکن میں اس بنگال کی تصویر دیکھ رہا ہوں جو ہر لحاظ سے مطمئن، زیادہ خوش اور ترقی یافتہ ہوگا۔ جس میں یہاں ہر جاتی ہر قوم اور ہر فرقہ اپنے جائز حقوق کے ساتھ مناسب اختیارات کے ساتھ خوش زندگی بسر کرے گا۔ ایک ایسا بنگال جس کے شہر سر بفلک عمارتوں اور جس کے دیہات سادہ جھونپڑیوں سے مملو ہوں گے۔ نہ شہر کو دیہات سے کسی قسم کی رقابت ہوگی۔ اور نہ ہی دیہات کو شہر سے ہر قسم کی نفرت! یہی وہ بنگال اعظم ہوگا۔ جس کی تعمیر میں ہم شب و روز کوشاں ہیں۔ اس مہم میں ہم ان سب بنی نوع انسان کی امداد و اعانت کے متوقع ہیں جو اپنے ملک کے سچے دوست ہیں اور ہم اس قادر مطلق پر اس کے تفضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہیں

خدا کرے باشندگان بنگال ادنے اور اعلیٰ ہندو اور مسلم اپنی حکومت کے بنانے میں پہلے سی موقع کی سہولتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھائیں جو نئے نظام حکومت نے ان تک پہنچادی ہیں اللہ کرے وہ ایک دوسرے کے دوش بدوش چلیں اور خوشگوار زندگی، نیک حیات منزل کو پہنچیں۔ آمین۔

(دی ڈائریکٹر آف پبلک انفرمیشن بنگال)

از عدالت کپورتھلہ باجلاس چوہدری محمد عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے مجسٹریٹ درجہ اول کپورتھلہ

مؤرخہ یکم اپریل ۱۹۳۹ء

محمد حیات علی خاں ولد عظمت علی خاں راجپوت سکنہ کپورتھلہ مدعی

بنام ملاں کرم بخش وغیرہ سکنہ نال گڑھ و رحماں دختر مندا۔ ابراہیم پسران شیرے شاہ متوفی ارائیں سکنہ مرزا پور قائم مقام شیرے شاہ متوفی وغیرہ مدعا علیہم

دعویٰ وصولیابی اراضی بذریعہ تنسیخ ہبہ نامہ رجسٹری ۱۲ ربیع سمت ۴۵

مقدمہ ہذا میں رپورٹ پیادہ سے پایا جاتا ہے کہ مسمیان رحماں ہندو ابراہیم ہر سہ مدعا علیہم لاپتہ ہیں اور کہیں علاقہ باہر میں رہائش رکھتے ہیں۔ اس لئے تاریخ پیشی $\frac{5}{4}$ ۲ مقرر ہوکر اشتہار بھی ہر سہ مدعا علیہم مذکورہ بالا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر جواب دہی مقدمہ ہذا کریں ورنہ عدم حاضری کی نسبت ان کے برخلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔

بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت ہمارے سے جاری ہوا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

رفتار عالم

(بقیہ صفحہ ۲)

"ڈمری بھیہ نیرم اگردز ادانم زلشنات ارد آجیم نہد دی اندھوا کھیت دہم اددا نو زبھوت اُکجھت سمرنت یردۂ"
"گھوڑوں کے مالک (ہر قسم کی قوت کے مالک) تو کنواری کے بیٹے کو دیک کے گھر سے دیکوں سے کھائے ہوئے کو اٹھا لایا۔ اندھا بینا ہو گیا۔ جب اس نے سانپ کو نابود کر لیا۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ جونہی وہ باہر آیا تو اس کے اعضا جو دیمک کے گھر میں جدا جدا ہو گئے تھے۔ پھر باہم اکٹھے ہو گئے"
اس منتر کا مطلب سائنا اچاریہ نے یہیں یہی بتایا ہے۔
اس منتر میں مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
(الف) خداوند تعالیٰ یا اندر دیوتا کو ہر طرح کی قدرت اور طاقت ہے۔ وھو علیٰ کل شئی قدیر۔
(ب) اس کی ایک قدرت تو یہ کہ اس نے کنواری کو بیٹا دیا۔
(ج) وہ ایک کرم خوردہ مردہ قوم کا فرد تھا۔
(د) اسے اللہ تعالیٰ اس لاشوں کی بستی سے اٹھا لایا۔
(ہ) اسے ایک نئی قسم کی بصیرت اور معرفت بخشی گئی یہ دجل کا فیصلہ تھا۔
(و) شیطان نے اسے آزمایا مگر وہ اس پر غالب آیا۔
(ز) مردوں کی بستی سے باہر نکل کر اس نے نئی انصار اور حواری اکٹھے کر لئے۔

(باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۹)

ان امور پر غور کرنے کے بعد انہوں نے مس برگ پر تجربہ کیا۔ جو اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔ مس برگ تیس پینتیس سال کی کنواری خاتون ہیں مگر ان کی صحت اس قدر گر چکی تھی کہ وہ شفا کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے آپ کو تجربے کیلئے بخوشی پیش کر دیا۔
انجماد کا عمل ختم ہونے پر انہوں نے کہا مجھے صرف ایسا معلوم ہوا تھا جیسے نیند آگئی ہو۔ بیالیس دن جیسے چشم زدن میں گزر گئے کیا پتہ موت بھی یونہی آتی ہو۔ میں ہزار دن برس بھی یونہی منجمد حالت میں پڑی رہتی تو ایسا ہی معلوم ہوتا جیسے چند لمحے گزرے ہیں۔
کچھ عرصے بعد جب وہ ڈاکٹر لمپل کے معمل سے رخصت ہوئیں تو انہوں نے کہا "اب میرے لئے زندگی نے نئے معنی اختیار کر لئے ہیں پروفیسر لمپل کے عمل انجماد سے پہلے مجھ پر یاس طاری تھی۔ میرا جسم امراض سے خستہ حال تھا۔ اعصاب میں تاب نہ تھی۔ جگر سست تھا دل کمزور تھا۔ گردوں نے جواب دیدیا تھا۔ لیکن اب سب کچھ بدل گیا ہے۔ مجھے مکمل صحت حاصل ہے۔ اور میں سوچتی ہوں کہ اب میں شادی کر لوں"
اس علاج کے فوائد تمام تر اس اصول پر مبنی ہیں۔ کہ اگر دماغ کو مکمل آرام ملے تو طبعی شکایات آپ سے آپ رفع ہو سکتی ہیں۔ ڈاکٹر صرف دماغ کو سلا دیتا ہے۔ اور یوں جسم کو موقع دیتا ہے۔ کہ وہ بھی آرام پائے۔ اور اپنے آپ کو از سر نو تعمیر کر لے۔ (ماخوذ)

ہندوستان

——— کوئٹہ ۶ر اپریل۔ صوبہ قندھار (افغانستان) کی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ حال ہی میں لڑکوں کی جبری تعلیم کی وجہ سے جو شورش بپا ہوئی تھی وہ بڑی خطرناک تھی۔ حکومت افغانستان نے اس فتنہ و فساد کو فوجی قوت کے مظاہرہ سے دبایا ہے۔ ہلاک شدوں اور مجروحین کی تعداد کے متعلق مختلف اطلاعات ہیں۔ ایک اطلاع انہیں ۵۰ سے ۵۰۰ تک ظاہر کر رہی ہے۔ مگر موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ہلاک شدوں کی تعداد ۲۰۰ سے کم نہیں۔

——— پشاور ۶ر اپریل۔ سرحدی اسمبلی کے آج کے اجلاس میں ۱۲ مسلم لیگی اور ۲ ۔ ۱ ۔ انڈیپنڈنٹ ممبروں نے موٹر سپرٹ بل سے متعلق ایک ترمیم کے مسترد ہو جانے کی وجہ سے واک آؤٹ کیا۔

——— نئی دہلی ۶ر اپریل۔ آج ۵ بجے کے قریب مسٹر گاندھی نے ایک گھنٹہ کے قریب وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔

——— بمبئی ۶ر اپریل۔ بمبئی میں انسداد شراب خوری کا ہفتہ منایا جا رہا ہے۔ وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ احمد آباد میں امتناعی سکیم کامیاب ہو گئی ہے۔ اب اسے دوسرے اضلاع میں بھی نافذ کیا جائے گا۔

——— بمبئی ۶ر اپریل۔ آج صبح سر جیمز گرگ اور لیڈی گرگ انگلستان جانے کی نیت سے وارد بمبئی ہوئے۔ شنبہ کے دن وہ بمبئی سے تار کے ذریعہ عہدہ کا چارج دیں گے۔

——— لاہور ۶ر اپریل۔ حکومت اطالیہ نے یوم اقبال کی تقریب کے سلسلہ میں اپنے قونصل جنرل کی وساطت سے مسٹر میاں یوم اقبال کے نام ایک پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں قونصل جنرل لکھتے ہیں کہ مجھے اس امر کے اظہار میں بے حد مسرت محسوس ہوئی کہ اطالیہ کی فسطائی حکومت نے مجھے اس امر پر مجبور کیا ہے کہ علامہ اقبال کی یاد میں منعقد ہونے والی تقریب کے موقع پر حکومت اطالیہ کی گہری دلچسپی اور اخلاص کا اظہار کر دوں۔

——— مدراس ۶ر اپریل۔ حکومت مدراس نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سال صوبے کے مزید ایک سو سکولوں میں ہندوستانی تعلیم لازمی کر دی جائے۔ گزشتہ سال حکومت نے ایک سو ننانوے سکولوں میں ہندوستانی تعلیم لازمی قرار دی تھی۔

——— اندور ۶ر اپریل۔ مہاراجہ ہولکر نے بنارس یونیورسٹی کو ایک تالاب بنانے کے لئے ۳۰۰۰۰ روپے کا عطیہ دیا ہے۔

——— راولپنڈی ۶ر اپریل۔ تحصیل کہوٹہ کے ایک گاؤں میں ایک مسلمان لڑکی نے خودکشی کر لی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لڑکی کو اپنے باپ سے حمل ہو گیا اور اس بے شرمی سے بچنے کے لئے لڑکی نے اپنے مکان کے اندر ایک کمرہ میں پھانسی لے لی۔

——— پٹیالہ ۶ر اپریل۔ پٹیالہ کے ایک گاؤں جو پال پور میں ایک نمبردار کے مکان پر ڈاکوؤں نے حملہ کر کے مکان کو نذر آتش کر دیا۔ اس حادثے میں ۹ آدمی اور کچھ مویشی جل کر مر گئے۔

ممالک خارجہ

——— بغداد ۴ر اپریل۔ عراق کے حکمران شاہ غازی گزشتہ رات ایک رزہ خیز حادثہ کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ شاہ غازی مرحوم موٹر کار میں نہایت تیزی سے قصر شاہی کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں موٹر بجلی کے ایک کھمبے سے ٹکرا گئی جس کی وجہ سے آپ کا سر بری طرح سے پھٹ گیا اور اس حادثہ کے ۴۰ منٹ بعد رات کے ایک بجے کے قریب آپ جاں بحق ہو گئے۔

——— پیرس ۴ر اپریل۔ ایک اطلاع منظر ہے کہ رائن لینڈ اور آسٹریا کے قریب ۰ ہزار باشندوں نے موسیو دلادیہ کو لکھا ہے کہ جنگ کی صورت میں ہم فرانس کی فوج میں بھرتی ہونے کو تیار ہیں۔

——— انقرہ ۴ر اپریل۔ جنرل عصمت انونو چار سال کے لئے دوبارہ صدر جمہوریہ ترکیہ منتخب ہوئے ہیں۔

——— روما ۴ر اپریل۔ اس جگہ پھر افواہ پھیل گئی ہے کہ عنقریب اطالوی فوجیں البانیہ میں داخل ہو جائیں گی۔ واضح ہو کہ آج سے دس دن پہلے بھی اس قسم کی ایک افواہ پھیلی تھی۔ مگر اس وقت روما میں اس افواہ کی سرکاری طور پر تردید کر دی گئی تھی ——— مزید افواہ یہ مشہور ہے کہ باری اور برنڈسی کی بندرگاہوں پر اطالوی جنگی جہاز تیار کھڑے ہیں کہ فوجوں کو البانیہ کی طرف لیجائیں۔

——— ٹوکیو ۴ر اپریل۔ ایک جاپانی اخبار نے جو جاپانی فوج کا ترجمان ہے اعلان کیا ہے کہ جاپان کو برطانیہ کے متعلق اپنی پالیسی جلد از جلد مکمل طور پر تبدیل کر لینی چاہئے۔

——— بغداد ۵ر اپریل۔ آج شاہ غازی مرحوم کو ان کے والد مرحوم شاہ فیصل کی تربت کے قریب سپرد خاک کر دیا گیا۔

——— تیرانہ ۵ر اپریل ایک اطلاع منظر ہے کہ آج صبح البانیہ کے بادشاہ، شاہ زوغو کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو البانیہ کا ولیعہد ہوگا۔ اس مولود مسعود پر ۱۰۱ توپیں داغی گئیں۔ اور گھر گھر جشن منایا گیا۔

——— وارسا ۴ر اپریل۔ کرنل سلاوک جو تین مرتبہ پولینڈ کے وزیر اعظم رہ چکے تھے۔ کل پستول کی گولی سے سخت مجروح پائے گئے اور پستول بھی ان کے قریب ہی پڑا ہوا تھا۔ بہیں نازک حالت میں انہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ وہاں وہ صبح ہلاک ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے انہوں نے خودکشی کی ہے۔ لیکن خودکشی کی وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہوئی۔

——— لندن ۶ر اپریل۔ آج مسٹر چیمبرلین نے دار العوام میں تقریر کرتے ہوئے اطالیہ اور البانیہ کے تعلقات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ حکومت اطالیہ کا ایک کروزر اور دو چھوٹے جنگی جہاز البانیہ کی سب سے بڑی بندرگاہ ڈراڈسو میں داخل ہو گئے ہیں۔ مگر البانیہ کی طرف سے یہ اعلان بھی شائع ہوا ہے کہ شاہ زوغو فرمانروائے البانیہ نے کوئی ایسی شرط نہیں مانی جس کی وجہ سے البانیہ کی آزادی یا اس کے کسی علاقہ کی سلامتی خطرہ میں پڑ جائے

——— ایتھنز ۶ر اپریل۔ یونانی پولیس نے سالونیکا میں کمیونسٹوں کی ایک خطرناک سازش کا انکشاف کیا ہے۔ اس سازش میں شامل ہونے والے ملک مصر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس وقت تک ۵۰ اشخاص گرفتار ہو چکے ہیں جن میں سے ۲۷ یہودی اور ۲۰ آرمینی ہیں۔

——— لندن ۶ر اپریل۔ سفارت البانیہ متعینہ لندن کیطرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ البانیہ نے کوئی ایسی شرط نہیں مانی جس سے اس کی آزادی پر کچھ حرف آئے اعلان میں مرقوم ہے کہ اگر اطالیہ نے البانیہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس کا سخت مقابلہ کیا جائیگا ——— بلگریڈ کی ایک اطلاع سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ زوغو فرمانروائے البانیہ نے یوگوسلاویہ کے ایک اخبار کے نامہ نگار سے ملاقات کے دوران میں اس امر کا اظہار کیا کہ اگر اطالیہ نے جنگ کرنیکا فیصلہ کر لیا تو البانیہ کا بچہ بچہ اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے آخری قطرہ خون تک بہا دے گا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صبر کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کرو

غرض مومن وہی ہوتا ہے جو صابر ہو جس میں صبر نہیں ہے وہ پورا مومن نہیں ہے۔ صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا اجر بے حساب ہے پس اگر نماز میں کوئی وسوسہ اور وہم پیدا ہو تو مایوس مت ہو بلکہ ہمت اور استقلال اور صبر کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کرتے رہو۔ فتح و شکست ہر جگہ ہوتی ہے مگر آخری فتح مومن اور راستباز ہی کیلئے ہے۔ کیا یہ سچ نہیں۔ والعاقبۃ للمتقین۔ شیطان مومن کے سامنے مخنث ہو جاتا ہے اور اگر مومن نہ ہو ذرا سے شبہات اور اوہام میں پھنس کر گھبرا جاتا ہے تو شیطان اس کو دبا لیتا ہے پس مستقل طور پر بہادر بن کر شیطان کا مقابلہ کرو اور اس سے لڑو جب تک کہ اسے ہلاک نہ کر لو۔

پھر متقی کیلئے ایک اور منزل آتی ہے وہ مما رزقنٰھم ینفقون ہے یعنی جو کچھ ان کو ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے اور دیتے ہی رہتے ہیں لکھا ہے کہ ایمان کبھی کسی حال ہے کبھی کسی حال ہے تو کبھی ہو جاتا ہے اس کیلئے یہ لکھا ہے کہ اول خود دعا کرے اور پھر جن پر حسن ظن ہو ان سے دعا کرائے۔ یہ بھی نہ ہو تو خیرات کرے۔ جب خیرات دیتا ہے تو قبض دور ہو جاتی ہے۔ سوالی اگر آ جاوے تو اس کو پہلے ہی جھڑک نہ دے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک قبض پیدا ہو جاتی ہے اور پھر کچھ بھی دینے کی توفیق نہیں ملتی اور اگر اس کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے گا تو کچھ دینے کیلئے بھی سینہ کھل جائیگا۔ صدقات ایسی چیزیں ہیں کہ ان سے دنیاوی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ اخلاق فاضلہ پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق دی جاتی ہے۔ غرض مختلف مدارج اور اسباب ہیں اور یہ اس لئے ہیں کہ متقی اپنے اصلی درجہ تک پہنچ جاوے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۷)

جواہر ریزے

قرآن مجید

(۱) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے مالوں کو آپس میں ناحق نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے اور جو شخص حد سے نکل کر اور ظلم سے ایسا کریگا ہم اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر آسان ہے (النساء ۴: ۲۹، ۳۰)

(۲) اگر تم ان برائیوں سے بچتے رہو جن سے تم کو روکا جاتا ہے تو ہم تمہاری برائیاں تم سے دور کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ داخل کریں گے۔ (النساء)

(۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے حقوق کی حفاظت کرنے والے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ کا تقویٰ کرو۔ بیشک اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔ اللہ نے ان سے جو ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ ان کیلئے مغفرت اور بھاری اجر ہے۔ (المائدہ ۵: ۸)

حدیث شریف

(۱) جو شخص خدا کا واسطہ دیکر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو اور جو مانگے تو اسے دیدو اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اسکا بدلہ دو اور اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو تو اسکے حق میں نیک دعا کرو۔ یہاں تک کہ اسکا بدلہ اتار دو (بخاری)

(۲) میری امت کا دوسرے ممالک میں سیاحت کیلئے جانا بھی خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ (ابوداؤد)

مسیح کی آمد ثانی کا تصور

(از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۴)

منتر ۷ کے متعلق صرف ایک لفظ کی تشریح ضروری ہے اور وہ اس کنواری کا لمبے بالوں والی ہونا ہے اور اس جملہ کے اندر اس کے مریم ہونے کی طرف صریح اشارہ ہے کیونکہ یہ ہمیں معلوم نہیں کہ مریم علیہا السلام کے سر کے بال بہت لمبے تھے یا نہیں لیکن لمبے بال یقیناً ان لوگوں کا نشان ہوتا ہے جو اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کرتے ہیں یا خدا کے دین اور ہیکل کی نذر کئے جاتے ہیں۔ قاضیوں کی کتاب باب ۱۳ آیت ۵ نیز کتاب شمار باب ۶ آیت ۵ وغیرہ جب وہ اس نذر سے باہر نکلتے تھے اپنا سر منڈوا ڈالتے تھے ہندو سادھوؤں میں بھی لمبے بالوں کا یہی نشان ہے بعض لوگ اسے ظاہری کلام کے اعتبار سے فضول سمجھیں گے۔ مگر ہمیں اس کی حقیقت پر غور کرنا چاہئے۔ بائیبل کی تفسیر میں بہت خوب لکھا ہے۔

The hair was regarded as the symbol of the vital power at its ful natural development, the free growth of the hair on the head of the nazarite represented the dedication of the man with all his strength and powers to the service of God:–

پس لمبے بالوں والا ہونا ایک نشان تھا اس شخص کا جس نے اپنے آپ کو خدا کی نذر کر دیا ہو۔ بائیبل کا مطالعہ کرنے والوں کو سمسون کا قصہ یاد ہوگا کہ جس کی طاقت لمبے بالوں کی وجہ سے تھی جب اس کے بال کاٹ دیئے گئے تو وہ کمزور ہو گیا۔ بائیبل میں یہاں ابہام ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ انسان کے سر کے بالوں میں طاقت نہیں ہوتی۔ بلکہ طاقت اس عہد میں ہوتی ہے جو اس وقت کیا جاتا ہے سکھ مذہب والوں کی پوشل کا مفہوم بھی یہی ہے۔ اپنے اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ رگوید کے منتر کا مفہوم بالکل صاف ہے کہ ایک ایسا شخص جس نے اپنی زندگی خدا کے دین کیلئے وقف کی اس کی پاکیزگی اور طہارت کا یہ نتیجہ تھا کہ بغیر مس بشر یا کسی استاد کے اس نے روح القدس یا علم کا فیضان پایا اور اس کے ذریعہ اس نے مردوں کو زندگی بخشی

رگوید منڈل ۴ سوکت ۳۰ منتر ۱۶ بھی قابل ملاحظہ ہے

اُت تیم بزرم اگرو تہ پرآ درکنم نشت کرتوہ اکھنے

شوا ندرا بھوت

تو نے الگ کئے یا رکے ہوئے کنواری کے بیٹے کو

مقدس گیتوں کا وارث بنا دیا۔ اسے صد ہا قدرتوں

والے اندر

کس طرح الگ کیا ہوا تھا۔ لومڑیوں کے لئے بھٹ ہیں اور ہوائی پرندوں کے لئے بسیرے پر ابن آدم کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہیں۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے جب وہ گناہوں سے رک گیا تو خدا نے اسے اپنے کلام سے نوازا۔

مندرجہ بالا منتروں نے نہایت صفائی کے ساتھ کنواری کے بیٹے کا ذکر ہے جسے بطور استعارہ دیمک کے گھر میں دیمکوں کا کھایا ہوا کہا گیا ہے۔ دیمک سے مراد دنیا یا میٹیریل زندگی اور گناہ ہے۔ دیکھو شت پتھ برہمن۔

یجروید میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ دنیا کی اولین مخلوق ہے۔ بے شک ان معنوں میں بالکل درست ہے۔ جب سے دنیا ہے۔ اس وقت سے گناہ بھی ہے۔ جسمانی طور پر مردہ شخص کو کرم خوردہ یا کیڑوں کا کھایا ہوا کہا جاتا ہے۔ جب ایک مومن اپنے بہیمی جذبات پر موت وارد کر لیتا ہے یا اس دنیا کی سفلی خواہشات سے آنکھیں بند کر لیتا ہو تو اس کی اندرونی یا روحانی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ جناب ایوب کے اس فقرہ میں اس کی تفسیر موجود ہے۔

"ہر چند میرے پوست کے بعد میرا جسم کرم خوردہ ہوگا۔
لیکن میں اپنے گوشت میں سے خدا کو دیکھوں گا۔ اسے
میں اپنے لئے دیکھوں گا اور میری ہی آنکھیں دیکھیں
گی"
(ایوب ۱۹ : ۲۶، ۲۷)

قرآن مجید کی اصطلاح یہ ہے کہ ایسے شخص کو جو اپنے فروج کی حفاظت کرتا اور جذبات پر قابو پا لیتا ہے۔ ابن مریم کہا جاتا ہے (سورہ مریم آیت ۱۲) وید منتر بتلاتے ہیں کہ ایسے کنواری کے بیٹے کو بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ وہ شیطان پر قابو پا لیتا ہے تو وہ مردوں میں سے جی اٹھتا ہے اور اس کے اعضاء الف ماریں اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان منتروں میں وید نے بھی اسی اسلوب کلام کو اختیار کیا ہے۔ جو انجیل کے اندر موجود ہے یعنی دنیا کے فرزند درحقیقت مردہ لوگ ہیں اور وہ شخص اپنے آپ کو کامل طور پر خدا کے سپرد کر دیتا ہے۔ وہ زندہ شخص ہے۔

ایک شخص نے جو مسیح کا شاگرد تھا آ کر کہا۔

"اے خداوند مجھے رخصت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ
کو گاڑ دوں۔ پر یسوع نے اس سے کہا تو میرے پیچھے آ
اور مردوں کو اپنے مردے گاڑنے دے"
(متی ۸ : ۲۲)

صرف دنیا کے لوگ روحانی اصطلاح میں مردے کہلاتے ہیں قرآن مجید نہایت صراحت سے فرماتا ہے۔ اومن کان میتاً فاحییناہ کیا وہ جو مردہ ہے اس کو ہم زندہ کر دیں۔ آگے اس موت اور زندگی کی تشریح کرتا ہے وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس اور اس کیلئے روشنی کر دیں جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلے۔

یاایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (۸ : ۲۴) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کو کہا مانو جب وہ تم کو اس کیلئے بلاتا ہے جو تمہیں زندگی دیتا ہے وید منتر کا یہ کہنا کہ:۔

"رکے ہوئے کنواری کے بیٹے کو مقدس گیتوں کا حقدار بنا دیا"

مسیح پر کیسے صادق آتے ہیں۔ نہ صرف اس مسیح پر جو بنی اسرائیلی ہے۔ بلکہ ہر ایک اس مسیح پر جو مریم یا مقدس کنواری سے پیدا ہوتا ہے یعنی اس اصطفاء اور طہارت کو حاصل کرتا ہے جس کے لئے مریم کا نام بطور استعارہ ہے۔ واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطھرک واصطفاک علی نساء العالمین۔

ایسا شخص برگزیدہ اور مطہر ہوتا ہے اور دنیا میں اپنے وقت پر فرد کامل ہوتا ہے۔ اس وید منتر کو قرآن مجید کی اس آیت کے ساتھ ملا کر دیکھئے۔

رکے ہوئے کنواری کے بیٹے کو مقدس گیتوں کا حقدار بنا دیا۔	ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا (۶۶ : ۱۲) اور مریم بنت عمران جس نے اپنی عصمت کو روکے رکھا تو ہم نے اس میں اپنا کلام پھونک دیا۔

قرآن مجید کی آیت میں فنفخنا فیہ میں ہ کی ضمیر اس لئے مذکر کی ضمیر ہے کہ اس سے مراد مومن مرد ہے۔

جی چاہتا تھا کہ زکریا اور یحییٰ کا ذکر بھی وید سے دکھاتا اور یہ ثابت کر دیتا کہ یہ دونوں نام بھی مخفی درجات مومن سے اشارہ ہیں نہ صرف وید اور ژند اوستھا۔ بلکہ بابل کے کھنڈرات نے جو قدیم مذہب ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اس میں یونانیوں کے سناتن دھرم میں مصر کی پرانی مذہبی روایات میں یہ تذکرہ اسی طرح مذکور ہے۔ مگر ہم اصل مبحث سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور ابھی ہمیں اس سلسلہ میں یورپ اور ایشیا کے موجودہ فلسفہ یا آریہ سماج اور اسلام یا نٹشے اور اقبال کے نظریہ پر بھی کچھ کہنا ہے

اپنے اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہوئے کہ آیت او کالذی مر علی قریۃ الخ میں جس شخص کا ذکر ہے۔ وہ ایک مسیح ہے جو کاہن اعظم ہونے کے اعتبار سے مسیح کا خطاب پائے ہوئے تھا اور اس اعتبار سے بھی کہ وہ ایک ہڈیوں کی وادی یا بستی میں اتار دیا گیا یا مبعوث کیا گیا اور اس کا منشاء ان ہڈیوں کو زندہ کرنا تھا وہ مسیح کہلانے کا حقدار ہے جس طرح ویدوں اور دیگر کتب مقدسہ میں ایسے بکثرت مسیح مذکور ہیں۔ اسی طرح بائیبل کے عہد نامہ عتیق میں چار انبیاء اعظم میں سے ایک نبی حزقیل ہے جس کا نام عبری "یحزقیل" ہے یعنی خدا زندگی کی قدرت اور طاقت دے گا یحزقی۔ ایل اس کے اجزاء ہیں اور اس کا پہلا جزو ہی ہے جسے ہم حاذق کے نام سے جانتے ہیں، مثلاً مسیح الملک۔ حاذق الملک حکیم حاذق وغیرہ وغیرہ

حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

پس حاذق اور مسیح دونوں مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں۔ اس کی اس صفت کا اظہار اس آیت میں کیا گیا ہے۔

دوسرا سوال وہ بستی کونسی تھی جس پر حزقیل نبی کا گزر ہوا؟ بستی یا قریہ مفسرین کے نزدیک بیت المقدس ہے۔ مگر قرآن مجید اور بائیبل میں اکثر قریہ سے مراد اہل بستی ہیں، مثلاً واسئل القریۃ بستی سے پوچھ یعنی اہل بستی یا قوم سے پوچھ۔ وکاین من قریۃ ھی اشد قوۃ من قریتک وتلک القریٰ اھلکناھم لما ظلموا وغیرہ وغیرہ

اس بستی کے متعلق قرآن مجید کے یہ الفاظ انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا سے بھی یہی ظاہر ہے کہ وہ بستی بنی اسرائیل کی قوم ہے مفسرین نے بھی اس سے مراد مختلف شہر لئے ہیں، مگر اس میں ترجیح بیت المقدس کو دی ہے یعنی وہ گری پڑی بستی یروشلم تھا۔

باقی ——— باقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
...

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(١) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نیا ہو یا پرانا
(٢) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(٣) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ...
(۴) ...
(۵) ...

جلد ۲۷ | یوم چہارشنبہ ٢ صفر ۱۳۵۸ ہجری | نمبر ۲۲

اطالیہ کا البانیہ پر فوجی تسلط

اسلامی دنیا میں ایک ہیجان

البانیہ بحر ایڈریاٹک کے کنارے ایک نہایت مختصر سی اسلامی ریاست ہے جس کی کل آبادی تقریباً دس لاکھ ہے جس کا پایہ تخت تیرانہ کے نام سے موسوم ہے ـــــ اس چھوٹی سی مملکت کے بادشاہ کا نام احمد زوغو ہے جس سے اس کی رعایا بہت محبت کرتی ہے ـــــ

پچھلے دنوں یہ افواہ گرم ہوئی کہ اٹلی البانیہ پر قبضہ جمانا چاہتا ہے لیکن ۴ اپریل کو اطالیہ کی نشرگاہ سے اعلان کیا گیا کہ یہ افواہ بالکل بے بنیاد ہے۔ بلکہ ان دونوں ممالک کے درمیان ایک مدافعانہ اتحاد کے متعلق بات چیت ہو رہی ہے ـــــ

لیکن دو دن بعد یعنی ۶ اپریل کو یہ خبر موصول ہوئی کہ اطالیہ کے تین جنگی جہاز البانیہ کی بندرگاہ ڈورازو پر پہنچ گئے ہیں ـــــ مگر ۷ اپریل کی صبح کو البانیہ کے ساحل نے وہ منظر دیکھا جس سے تمام سیاسی حلقوں میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی اور خصوصاً اسلامی دنیا میں ایک نہایت روح فرسا ہیجان پیدا ہو گیا۔ اٹلی کے ۱۷۰ جنگی جہاز چار سو طیارے اور ۳۵۰۰۰ قربانی فوج نے البانیہ پر دھاوا بول دیا ـــــ البانیہ جس کی کل فوج ۱۲۰۰۰ تھی۔ اس ٹڈی دل کا مقابلہ کرنا اس کے لئے ایک ناممکن سی بات تھی۔ صرف ایک دن کے اندر اندر البانیہ کے بڑے بڑے شہروں اور بندرگاہوں مثلاً سانتی کارانتی ولوانا۔ دورازو۔ گیودانی۔ و اسپدا میں فوج کی ٹڈیاں آ گئیں۔ البانیہ کی ملکہ اپنے نوزائیدہ بچے کو جس کی عمر صرف تین دن ہے لیکر یونان چلی گئیں اور شاہ احمد زوغو بھی اپنے ملک کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ قیام پذیر ہیں ـــــ

اس یورش سے پہلے اطالیہ نے ایک شرائط البانیہ کے ارباب حل و عقد کے سامنے پیش کی تھیں جو درج ذیل ہیں

(١) البانیہ میں اطالوی قلعوں کی تعمیر
(٢) یا عارضی طور پر اطالوی فوج کا قیام
(۳) اور یا البانیہ میں اطالوی آمد کی رفتار میں اضافہ

لیکن البانیہ نے ان تحقیر آمیز شرائط کو قبول کرنے سے قطعی طور پر انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں البانیہ پر اطالیہ کی طرف سے فوجی یورش کر دی گئی ـــــ اس فوجی حملہ اور جنگ کے اسباب جو اٹلی کی طرف سے بیان کئے گئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :-

(١) "البانیہ کے محبان وطن شاہ احمد زوغو کی بدنظمی سے تنگ آ گئے تھے۔ انہوں نے اٹلی کو حملے کی دعوت دی نیز البانیہ میں رہنے والے اطالویوں کو دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ لہٰذا ان کی جان و مال کی حفاظت کی ضرورت کے پیش نظر حملہ ضروری ہو گیا۔

(٢) البانیہ اطالوی فوجوں کو یوگوسلاویہ کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ اٹلی اور یوگوسلاویہ کے درمیان خوشگوار تعلقات کا خاتمہ ہو جاتا"

قارئین خود پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ اطالیہ کا یہ عذر
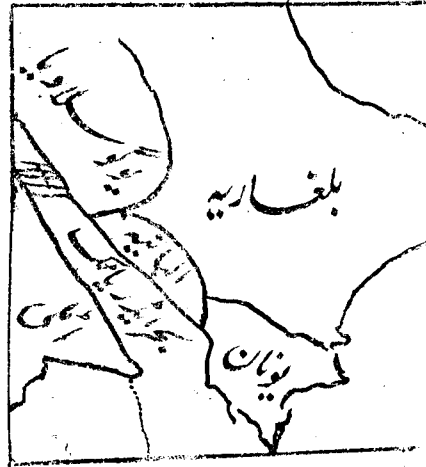
کتنا لنگ اور مضحکہ خیز ہے۔ شاید تاریخ انسانی میں اس سے بڑھ کر فضول عذر جنگ کیلئے آج تک نہ تراشا گیا ہو گا۔ جنگ کی اصلی اور حقیقی وجہ یہ ہے کہ البانیہ نے اٹلی کی شرائط کو ٹھکرا دیا۔ اس لئے اطالیہ اس کے درپے آزار ہو گیا اور اس نے چاہا کہ اس ملک کو جو اس کے مقاصد کی تکمیل میں سدراہ ہے اپنی عسکری قوت کو کام میں لا کر ...

... کرنے کے بعد جب مسولینی نے یمن میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کیا تھا اس امر کا بہت پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ مسولینی محافظ اسلام ہے یہ تحفظ اسلام کا ... اس غرض سے کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ان فاتحانہ اقدامات کو بروئے کار لایا جائے جو اٹلی کے پیش نظر ہیں لیکن اب جبکہ اطالیہ نے یورپ میں ایک اسلامی ریاست کا گلا گھونٹ ڈالا ہے۔ اس سے اسکی اسلام دوستی اور ہمدردی کا پردہ چاک ہو چکا ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں اس خونی بھیڑیے کے خلاف ایک ہیجان اور نفرت کے جذبات پیدا ہو چکے ہیں ـــــ اس تسلط سے اٹلی کی غرض یہ ہے کہ اسے بحیرہ روم میں مزید استحکام حاصل ہو جائے اور البانیہ میں اپنا بحری ہوائی اور بری مستقر بنانے کے بعد ایک طرف یوگوسلاویہ اور دوسری طرف یونان و بلغاریہ کی جانب پیش قدمی کرے اور ان پر فوجی قبضہ جمانے کے بعد دولت ترکیہ کو صفحہ ہستی سے نابود کرنے کی ناپاک کوشش کی جائے ـــــ

یورپ کی فسطائی حکومتوں کی اس حیوانی تندی اور جارحانہ اقدامات کی ذمہ داری حکومت برطانیہ اور فرانس پر عائد ہوتی ہے اگر یہ حکومتیں اپنی خاموشی اور تساہل کو چھوڑ کر ان فسطائی بھیڑیوں کا مہر کھلنے کی کوشش کریں۔ تو بہت جلد اس بین الاقوامی تشویش اور خطرہ کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ ان کے تساہل کے نتیجہ میں جو کچھ ہو گا وہ اظہر من الشمس ہے۔ برطانیہ عظمٰی کے مشرقی مقبوضات پر اس کا بہت برا اثر پڑے گا۔ اور اس کی سطوت کو اتنا شدید نقصان پہنچے گا۔ جس کی تلافی رہتی دنیا تک ناممکن ہے۔ دوسرے اس نازک دور میں تمام اسلامی حکومتوں مثلاً ترکی۔ عراق۔ ایران اور افغانستان کو البانیہ کے واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے اندر متحدہ تحریکات کو پنپنے کا موقع دینا چاہئے۔ آنے والے جنگی حادثات کا مقابلہ صرف اور صرف قوت سے ہو سکتا ہے۔ اتحاد سے بڑھ کر دنیا میں کوئی طاقت نہیں۔ قدرت بھی صرف اصلح اور متحد قوموں کی حفاظت کرتی ہے۔ کمزور دل اور کشتی چھوٹی قوموں کو لائق اعتنا خیال نہیں کرتی۔ ان اسلامی ممالک کو سمجھنا کہ ایک اطلاع بھی منظر ہے۔ جلد از جلد ایک مشترکہ فوج کو متعلقہ سرحدات پر مقرر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ جس وقت جنگ کا امکان ہو۔ فوراً ان سب کو ایک محاذ پر جمع کر لیا جائے۔ اگر اسلامی سلطنتیں متحد ہو کر موجودہ آفات کا حل تلاش نہ کریں گی تو پھر

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

ایک غلط فہمی کا ازالہ

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

یہ غلط فہمی حضرت خالدؓ ابن ولید کے متعلق ہے "ینگ اسلام" میں ایک مضمون کسی صاحب کا نکلا تھا جس میں ایک جگہ یہ بھی لکھا ہوا تھا جس کا مطلب میرے الفاظ میں یہ ہے کہ "حضرت خالدؓ ابن ولید میں دنیا کا تعیش و تنعم کا رنگ غالب تھا۔" یہ حصہ مضمون کا میرے لئے بہت تکلیف دہ تھا۔ مدح صحابہ تو لکھنؤ یا صوبہ یو۔پی میں جرم ہوگا۔ مگر شکر ہے کہ پنجاب یا بنگالہ میں جرم نہیں۔ اس لئے میں یہ اظہار حق کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خالدؓ ابن ولید جیسے جری جرنیل اسلام کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار اس قابل قدر اور اسلام کی مایہ ناز ہستی کے ساتھ سخت بے انصافی ہے۔ وہ شخص جس کی تمام عمر گھوڑے کی پیٹھ پر بسر ہوگئی۔ جو شب و روز خدا کے لئے سر ہاتھ پر رکھے پھرا جس کے اخلاص کی قدر جناب الٰہی کی نگاہ میں اسقدر زبروست تھی کہ خدا کی نصرت ہر قدم پر اس کی دستگیری کرتی نظر آتی ہے۔ جو فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کا مظہر تھا کہ جدھر خالدؓ کا منہ پھرتا تھا۔ خدا کی توجہ بھی اسی طرف پھرتی تھی۔ جس کے ہاتھ پر اسلام کے غلبہ کی پیشگوئیوں کا جلالی رنگ بڑی صفائی سے پورا ہوتا ہمیں نظر آتا ہے۔ اس کی نسبت یہ کہہ دینا کہ اس میں دنیا کے تعیش و تنعم کا رنگ غالب تھا یہ کسقدر افسوسناک ہے۔ تمام عمر خدا کے دین کیلئے لڑتے اور میدان جنگ میں خاک و خون میں لتھڑتے ہوئے بسر کرکے آخری وقت میں بستر مرگ پر لیٹے ہوئے اس جوانمرد کی زبان سے جو الفاظ نکلے وہ اسلام کی تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھے جانے کے قابل ہیں انہوں نے فرمایا کہ "تمام عمر یہی تمنا رہی کہ میدان جنگ میں خدا کے دین کے لئے لڑتے ہوئے جان دوں۔ لیکن آہ آج میں اپنے گھر میں بستر پر مر رہا ہوں" یہ ہیں وہ الفاظ جو اس شہید سرمدی کی زبان سے نکلے جو منھم من قضیٰ نحبہٗ ومنھم من ینتظر کی قرآنی آیت کی صحیح تفسیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ میں سے بعض تو ایسے ہیں۔ جو اپنی جانیں دیکر اپنی قربانی ادا کر چکے اور بعض ایسے ہیں جو شب و روز منتظر ہیں کہ کب موقع ملے اور ہم اپنی قربانی دیں۔ ٹھیک یہی نقشہ ہمیں خالدؓ ابن ولید میں نظر آتا ہے لیکن حضرت خالدؓ کی یہ تمنا کیوں پوری نہ ہوئی رہبری سمجھ کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حضرت خالدؓ ابن ولید کی نسبت سیف من سیوف اللہ کے کلمات نکلے تھے کہ "خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار" تو پھر خدا کی تلوار کو کون توڑ سکتا تھا۔ اگر وہ میدان جنگ میں مارے جاتے تو اس کے تو یہ معنی ہوتے کہ ایک انسان نے خدا کی تلوار کو توڑ دیا اور یہ خدا کی تلوار ہونے کے منافی تھا۔ خدا نے اپنی تلوار کو جب چاہا نیام میں کر لیا یعنی آپ کو وفات دیدی۔ انسان اس تلوار کو توڑ نہ سکتا تھا۔

حضرت خالدؓ ابن ولید نے ایک مرتبہ ایک کافر سردار کے مارے جانے پر اس کی بیوہ سے نکاح کر لیا تھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اعتراض تھا۔ اعتراض کے وجوہ آج ہمارے سامنے پوری طرح موجود نہیں۔ اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے عرض کی کہ خالدؓ کو معزول کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ جس شخص کو خدا کے رسولؐ نے سیف اللہ فرمایا یعنی خدا کی تلوار۔ میں خدا کی تلوار کو نیام میں نہیں کر سکتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ جرم جو حضرت عمرؓ کو بڑا نظر آیا۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظر میں قابل توجہ بھی نہ تھا۔ ورنہ وہ اس طرح چشم پوشی کبھی نہ کرتے۔ وہ جذباتی لوگ نہ تھے عملی لوگ تھے۔ اس بات پر عرصہ گذر گیا۔ حضرت ابوبکرؓ وفات پا گئے۔ حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے خالدؓ کو سپہ سالاری سے معزول کر کے ایک معمولی سپاہی بنا دیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو ان کی جگہ سپہ سالار بنا دیا۔ کسی شخص نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ خالدؓ ابن ولید کا کوئی قصور تو بظاہر نظر نہیں آتا۔ آپ نے ایسی سخت سزا کیوں دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ لوگوں کا یہ خیال ہوگیا تھا کہ جس قدر فتوحات ہو رہی ہیں یہ سب خالدؓ کی بدولت ہیں۔ میں اس خالد پرستی کو مٹانا چاہتا ہوں میں دکھانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی یہ فتوحات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں نہ کہ خالدؓ کی وجہ سے۔ خالدؓ اگر سپہ سالار نہ بھی ہوگا تب بھی اسلام کی فتوحات ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو کام کر رہا ہے پس اس شرک کو مٹانے کے لئے میں نے خالدؓ کو معزول کر دیا" حضرت عمرؓ کا جذبہ توحید اور ایمان تو ملاحظہ فرما چکے۔ اب حضرت خالدؓ کا اخلاص ملاحظہ ہو۔ جب حضرت خالدؓ کو حضرت عمرؓ کا حکم پہنچا کہ سپہ سالاری کا چارج حضرت ابو عبیدہؓ کو دیدو تو چونکہ ساری فوج اپنے سپہ سالار حضرت خالدؓ پر عاشق تھی۔ اس لئے تمام فوج کو یہ بات بہت گراں گزری۔ انہوں نے صاف طور پر حضرت خالدؓ سے کہدیا کہ آپ خلیفہ کا یہ حکم ہرگز نہ مانیں۔ ہم اس معاملہ میں آپ کے ساتھ ہیں۔ لیکن حضرت خالدؓ نے صاف لفظوں میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ خدا کا شکر ہے کہ سپہ سالاری کی ذمہ داری کے بوجھ سے آج میں سبکدوش ہو رہا ہوں۔ اس بوجھ کی وجہ سے میں خدا کے دین کی خدمت پوری طرح کر نہیں سکتا تھا۔ اب میں ایک سپاہی کی حیثیت سے زیادہ خدمت دین کر سکونگا اور سرفروشی کے لئے اب میرے لئے بہت سی روکیں اٹھ گئیں۔ یہ وہ اخلاص کا نمونہ ہے جو ایک اخلاقی معجزہ ہے۔ معمولی سی بات پر کسی سپہ سالار کا یکدم تنزل کر کے سپاہی بنا دینا اس کیلئے کس قدر حوصلہ شکن ہے۔ ساری فوج ساتھ دینے کا وعدہ کرتی ہو۔ اگر دل میں کسی قسم کا شائبہ بھی دنیا طلبی یا بڑا بننے کی تمنا کا ہوتا تو یہ موقعہ زریں دیکھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ پھر جس کی یہ سالاری چلی جائے وہ خود دشمن ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے سے چارج لینے والے کی تذلیل کیلئے سر سے پیر تک زور لگا دیتا ہے۔ لیکن نہیں تاریخ کو پڑھو۔ شام و ایران و مصر و روم کے قیامت خیز معرکے جن میں خالد ابن ولید کی شجاعت اور بہادری آفتاب کی طرح چمکتی نظر آتی ہے۔ سب حضرت ابو عبیدہؓ کی سپہ سالاری کے زیر کمان حضرت خالدؓ کی سرفروشی کے کرشمے ہیں۔

گویا حضرت خالدؓ ابن ولید کفار کے ساتھ جنگ کرنے کے ہی مرد میدان نہ تھے بلکہ نفس کے ساتھ جنگ کرنے اور اسے زیر کرنے میں بھی انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ پس اسلام کے سرفروش مجاہدین کی صف اول میں جس شخص کی جگہ تاریخ پیش کر رہی ہو اس کی نسبت ایسی غلط فہمی بہت قابل افسوس اور قابل اصلاح ہے۔

جناب سید اختر حسین صاحب بی۔ اے آنرز کی تبلیغی رپورٹ کا ملخص

جناب سید اختر حسین صاحب جگ سلائی (نام نگر) سے رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے افضال پر سربسجود ہوں کہ وہ دن بدن زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کر رہا ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ میری ناچیز اور حقیر کوششیں ضرور بارور ہوں گی اور یہاں ہماری ایک منظم اور مضبوط جماعت قائم ہوگی اور وسیع ہوتی جائے گی۔ چند ایک دوست جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے احباب سلسلہ کی طرف مائل ہیں۔ جو جلد ہی شامل ہو جائیں گے۔ انفرادی طور پر اور پرائیویٹ مجالس کے ذریعہ زیادہ تبلیغ ہو رہی ہے قادیانی جماعت سے دو مرتبہ کامیاب گفتگو ہو چکی ہے۔ جس سے حاضرین پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پوزیشن خوب واضح ہو گئی۔

اعلان نکاح

۱۰ اپریل کو بابو احمد الدین صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر جالکے کی صاحبزادی کا نکاح مولوی عمر الدین صاحب مبلغ اسلام کے صاحبزادے بابو عبد الرحمٰن صاحب سے دو ہزار روپیہ حق مہر پر قرار پایا۔ خطبہ نکاح جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے پڑھا۔ جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے جالندھر سے اور جناب بابو غلام حسین صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر نے سیالکوٹ سے شمولیت کی۔ ساری رسم نہایت شرعی طور پر عمل میں آئی۔

اس تقریب کی خوشی میں مولوی عمر الدین صاحب نے مبلغ دس روپیہ اور بابو احمد دین صاحب نے مبلغ سات روپیہ انجمن کو اشاعت اسلام کے لئے عنایت فرمائے

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو طرفین کے لئے بابرکت ثابت کرے۔ آمین۔

سانحہ ارتحال

رامپور سے ہمارے محترم بھائی جناب ایم۔ کے رحمان صاحب یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بھائی محمد فضل الرحمان جو جبلپور میں ریلوے میں ملازم ہیں۔ ان کی دو سال کی دختر محض ایک دن کی علالت کے بعد داغ مفارقت دے گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں جناب ایم۔ کے رحمان اور محمد فضل الرحمان صاحب سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ جناب ایم۔ کے رحمان صاحب کا ایک نواسہ داغ مفارقت دے گیا تھا۔ یہ دوسرا صدمہ ہے جو آپ کو دیکھنا پڑا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صبر عطا فرمائے۔ آمین۔

دار الکتب اسلامیہ کے سرگرم کارکن کی رپورٹ

فروری کے آخری ہفتہ میں چودھری سلطان محمود صاحب جو دار الکتب اسلامیہ کے کارکن ہیں، ہندوستان کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ انہوں نے ہمیں اپنے قیام دہلی کی رپورٹ ارسال کی ہے جو یقیناً قارئین پیغام صلح کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگی۔ اس لئے ہم اسے درج اخبار کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سفر دہلی

میں فروخت کتب کے سلسلہ میں ۸ ار فروری کو لاہور سے روانہ ہوا تھا۔ سب سے پہلے جالندھر چھاؤنی اترا۔ وہاں کیپٹن ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب موصوف بہت تپاک سے ملے۔ آپ نہایت پرجوش احمدی نوجوان ہیں۔ وہاں سے ۲۰ ار فروری کو روانہ ہو کر اسی روز رات کو دہلی پہنچا۔

درس قرآن

خوش قسمتی سے انہی دنوں حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی دہلی میں قیام فرما تھے۔ آپ کے قیمتی مشوروں سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کے درس کی وجہ سے جماعت دہلی میں نئی روح پیدا ہوئی۔ سب احباب وقت پر پہنچتے تھے۔ اکثر احباب کو دور دور سے آنا پڑتا تھا۔ حتیٰ کہ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب گوڑگانواں سے تشریف لاتے رہے۔ درس میں خوب رونق ہو جاتی تھی۔ اکثر غیر از جماعت احباب بھی آپ کے درس کی شہرت سن کر آتے تھے اور اثر لے کر جاتے تھے۔ جناب ڈاکٹر صاحب کے درس کی وجہ سے جماعت تر و تازہ ہو گئی ہے۔ خدا کرے کہ آئندہ بھی ایسی ہی تازگی رہے۔

میاں صاحبان

جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی سی ایس اور جناب میاں غلام عباس صاحب کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ انہیں اکثر تکلیف دیتا رہا۔ جب کوئی کام پڑا بے تکلف جا حاضر ہوا اور ہر دو صاحبان اپنا قیمتی وقت ہرج کر کے مجھے وقت دیتے رہے۔ جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی بہت نیک، خوش خلق اور ہمدرد ہیں۔ آپ سلسلہ کے لئے بے انتہا درد رکھتے ہیں۔ یہی حال جناب میاں غلام عباس صاحب کا ہے۔ ہر دو صاحبان ہماری جماعت کے نوجوانوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

مولانا عمر الدین صاحب

میں جناب مولانا عمر الدین صاحب کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے میرے قیام دہلی کے دوران میں اپنا بائیسکل مجھے دے چھوڑا۔ حالانکہ خود مولوی صاحب کا گذارہ بائیسکل کے بغیر مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکہ آپ کاروباری آدمی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ میں خدمت خلق کا زبردست جذبہ موجود ہے۔ کوئی ادھر سے آیا اور مولوی صاحب کو پکڑ کر لے گیا کہ حضرت یہ کام آپ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کوئی ادھر سے آیا، ساتھ لے گیا۔ مولوی صاحب کا سارا سارا دن اسی طرح گزر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ان کو وقت پر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ خدا کرے کہ آپ کی وجہ سے مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ یہ صرف بائیسکل کی بدولت تھا کہ میں نے تھوڑے سے عرصہ میں تمام دہلی کو چھان مارا۔ شاید ہی کوئی مسلمان ہوگا جس کے پاس میں کتب لے کر نہیں پہنچا۔ ممبران کونسل آف سٹیٹ سے بھی ملا۔ ممبران اسمبلی سے بھی ملا۔ بڑے بڑے سرکاری عہدہ داروں سے بھی ملا۔ دفاتر کے کلرکوں سے بھی ملا۔ میں نے دیکھا کہ مذہبی مطالعہ کا شوق بہت ہی کم ہے ہزار ہا روپیہ دیگر ضروریات پر خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن مذہبی کتب کیلئے پیسہ نکالنا مشکل نظر آتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اس زمانہ میں مذہب کے لئے روپیہ دینے والے صرف احمدی ہی ہیں۔ باقی عام مسلمانوں میں تو احساس تک نہیں کہ مذہبی خدمت بھی کوئی چیز ہے یا اشاعت اسلام کی بھی ضرورت ہے۔ ان کو صرف اپنے کام سے کام ہے سبھی اپنی اپنی جگہ سیاست دان بنے بیٹھے ہیں اور سیاست کا کچھ ایسا چرچا ہے کہ ان لوگوں کو مذہب کی طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ یہاں تک کہ ایک مسلمان عہدہ دار نے مجھ سے کہا۔ کہ تمہیں غلطی لگی ہے۔ میں تو مسلمان ہی نہیں۔ حالانکہ میں خوب جانتا تھا۔ یہ محض اس لئے تھا کہ کہیں کوئی مذہبی کتاب خریدنی نہ پڑے مذہب کا کوئی درد نہیں۔ مذہبی مطالعہ کا کوئی شوق نہیں لیکن اس تاریکی میں کہیں کہیں ستارے بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً بڑے لوگوں میں سے آنریبل ڈاکٹر جسٹس سر شاہ محمد سلیمان صاحب اور آنریبل ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب مسلمانوں کے لئے بہت درد رکھتے ہیں۔ قومی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ انہوں نے میری بہت حوصلہ افزائی کی اور بہت اچھی طرح سے پیش آئے۔ اور جہاں تک ہو سکا، ہر رنگ میں میری مدد فرمائی۔

تیمار پور

تیمار پور دہلی سے باہر ایک بستی ہے۔ جہاں صرف سرکاری ملازم ہی رہتے ہیں۔ ہمارے دوست ملک عبد الرحمٰن صاحب بھی وہیں رہتے ہیں۔ آپ بہت خوش خلق اور با اخلاق آدمی ہیں سلسلہ کی توسیع کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ اور تبلیغ کیلئے بے چین۔ وہاں کے مسلمانوں کو آپ تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اور ملک صاحب موصوف کا وہاں کافی اثر ہے۔ اگر ملک صاحب موصوف کی تبلیغ کی کوشش جاری رہی تو امید ہے کہ کئی آدمی جماعت کے بہت قریب آ جائیں گے۔

دہلی میں کام کا موقع

نومبر سے لیکر اپریل تک دہلی میں . . . . کام کرنے کا بے نظیر موقع ہے۔ اگر نومبر شروع ہوتے ہی مستقل طور پر یہاں ایک مبلغ آجایا کرے جس کے پاس مفت لٹریچر بھی ہو تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔ پبلک لیکچروں کی بجائے لوگوں کو ان کے گھروں پر جا کر ملا جائے۔ ان سے تبادلہ خیالات کیا جائے۔ ان کے اعتراضات دریافت کر کے ان کا جواب دیا جائے اور ان کی ضرورت کے مطابق ان کو مفت لٹریچر بھی دیا جائے۔ ان پر ضرورت اشاعت اسلام واضح کی جائے۔ اور انہیں اشاعت اسلام میں مدد کرنے کے لئے آمادہ کیا جائے یہ طریق یقیناً بہت موثر ثابت ہو سکتا ہے اور اس طرح سمجھدار مسلمانوں کی غلط فہمیاں دور ہو کر انہیں ہماری جماعت سے ہمدردی پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح پر ایک آدمی فروخت کتب کے لئے رہنا بھی ضروری ہے اور اس طرح دہلی میں پانچ چھ ماہ کے عرصہ میں کافی کام ہو سکتا ہے۔ اس موقع سے ہمیں ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

پیر شمس الدین صاحب کی آمد

۲۵ مارچ کو پیر شمس الدین صاحب ٹریولنگ ایجنٹ یہاں وارد ہوئے۔ آپ تقریباً پانچ برس کے بعد سفر یورپ سے واپس آئے ہیں۔ انجمن کا لٹریچر پھیلانے میں آپ نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ واقعی ایسے کارکنوں کی ہمیں قدر کرنی چاہئے۔ آجکل احمدیہ لٹریچر کی فروخت کوئی معمولی کام نہیں۔ بلکہ اس کے انجام دینے کے لئے بڑی بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ مخالفت ہر جگہ پہنچ چکی ہے انگریزی میں مذہبی لٹریچر بعض دوسرے لوگوں نے بھی پیدا کر دیا ہے ملا لوگ ہماری مخالفت میں ہر جگہ ہمہ تن مصروف ہیں۔ ہمارے لٹریچر کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کر کے عام لوگوں کو، اداروں اور لائبریریوں کو خریدنے سے روکا جاتا ہے۔ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ یہاں کی فتح پوری لائبریری میں ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ آئندہ احمدیوں کی کوئی کتاب نہ خریدی جائے۔ ان حالات کے ماتحت ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر ایسی غلط فہمیوں کے ازالہ کی پوری پوری کوشش کرے۔

مسٹر محمد علی جناح سے ملاقات

میں نے اور پیر شمس الدین صاحب نے مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ سے ملاقات کی۔ آپ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور ہمیں کافی وقت دیا۔ دوران گفتگو میں ان سے دریافت کیا گیا کہ اسمبلی کے الیکشن کے دنوں میں احمدیوں کو آپ کی طرف سے کافر قرار دیا گیا تھا یا نہیں۔ نیز مسلم لیگ کا ممبر بننے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ صرف ایک اصولی بات یاد رکھو۔ ہر بالغ مسلمان لیگ کا ممبر ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ مسلمانوں کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ آپ نے لیگ کے متعلق مطبوعہ قواعد اور دیگر لٹریچر متعلقہ لیگ عنایت فرمایا اور کہا کہ اسے مطالعہ کرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کسی کو کافر قرار نہیں دیتے

میری روانگی

میں یہاں سے ۵ اپریل کو روانہ ہونے والا تھا۔ لیکن چونکہ ۷، ۸ اور ۹ اپریل کو مسلم لیگ کا نہایت شاندار جلسہ ہو رہا ہے اور فہرست کتب تقسیم کرنے کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔ اس لئے ان دنوں میں فہرست کتب تقسیم کرنے کے بعد ۱۰ اپریل کو انشاء اللہ بھوپال روانہ ہو جاؤنگا۔ مجھے گلے کی مستقل بیماری ہے اور چونکہ باہر سفر میں کھانا اچھا نہیں ملتا جس کی وجہ سے گلے کی تکلیف زیادہ ہو رہی ہے۔ ویسے بھی موسم گرما میں یہ تکلیف بڑھ جایا کرتی ہے۔ اس لئے سب بزرگوں اور دوستوں سے میری التماس ہے۔ میری صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ میں بہت ممنون ہوں گا۔

(سلطان محمود از دہلی)

دیوان پرنٹنگ پریس کی ضمانت ضبط ہو گئی

لاہور ۸ اپریل۔ انارکلی پولیس کی ایک پارٹی نے دیوان پرنٹنگ پریس لاہور پر چھاپہ مارا اور ایک بیان کردہ قابل اعتراض کتاب "بیعت رضوان کی حقیقت" کی کچھ کاپیوں پر قبضہ کر لیا۔ پریس کیپر پر ایک نوٹس کی تعمیل کرائی جس میں اسے مطلع کیا گیا کہ پریس کی پانچ صد کی ضمانت پنجاب حکومت نے ضبط کر لی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نئی ضمانت بھی طلب کی گئی ہے۔ کتاب مسلمانوں کے دو فرقوں میں منافرت پھیلاتی ہے (انقلاب مورخہ [illegible])

سرکاری اطلاع

پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور میں پھلوں کو محفوظ رکھنے کے متعلق اعلیٰ نصاب

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پھلوں کو محفوظ رکھنے کے متعلق ایک اعلیٰ نصاب جسکی میعاد سات ماہ ہو گی۔ پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور میں یکم جون ۱۹۳۵ء کو شروع ہو گا۔ اس نصاب میں افشردنا۔ رس۔ کارڈیل سرکہ۔ مربہ۔ جیلی۔ مارملیڈ تیار کرنا اور پھلوں اور سبزیوں کو ڈبوں میں بند کرنا۔ اچار ڈالنا۔ پھلوں پر چینی کا شیرہ چڑھانا وغیرہ شامل ہے۔ یہ نصاب صنعت کے علمی عملی اور تجارتی پہلوؤں کے متعلق ہو گا۔

چھ طلبا داخل کئے جائیں گے داخلہ کیلئے کم سے کم قابلیت کا یہ معیار ہے کہ امیدوار علم زراعت میں بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کر چکا ہو۔ یا کیمیسٹری لیکر ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کر چکا ہو۔ داخلہ کے تعلق میں پنجاب کے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔ لیکن اگر مناسب قابلیت کے پنجابی کافی تعداد میں درخواستیں نہیں دیں گے۔ تو غیر پنجابی امیدواروں کی درخواستوں پر غور کیا جائے گا۔ جماعت میں جو طلبا داخل کئے جائیں گے۔ ان سب سے ۲۰ روپیہ ماہوار فیس لی جائے گی۔ علاوہ ازیں غیر پنجابی طلبا کو ۷۲ روپیہ کی رقم دینا پڑے گی جو ادارہ مذکور کے مصارف قیام کے سلسلہ میں انکا متناسب حصہ ہے

ہندوستانی ریاستوں کے باشندوں کو اپنی درخواستیں جیسی کہ صورت ہو متعلقہ دربار۔ ایجنٹ گورنر جنرل یا ریذیڈنٹ کی وساطت سے حکومت پنجاب کے نام ارسال کرنی چاہئیں۔

درخواستیں پرنسپل پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور کی خدمت میں یکم مئی ۱۹۳۵ء تک بھیج جانی چاہئیں۔

جن احباب

کا چندہ اخبار پیغام صلح ختم ہو چکا ہے ان کے نام متعدد بار نوٹس سے یاددہانی کرانیکے بعد وی۔ پی کئے جا رہے ہیں جن کا وصول کرنا

ان کا اخلاقی فرض ہے

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد ولد مراد ذات مصلی سکنہ ننیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۱ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۴ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ غلام حسین شاہ ولد راجہ شاہ ذات سید سکنہ پیلووال تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بہادر ولد لکھن ذات بار سکنہ چک ۱۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ہلال خاں ولد لال خاں ذات سیال سکنہ جبوآنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد لالی ذات کاٹھیہ سکنہ چک ۴۹۴ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ لکھن ولد سلطان ذات گھوگھیانہ سکنہ کوڑا پانوالہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ شیخ بھان ولد موہڑ ذات بھابڑہ سکنہ لانگ جنوبی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۴ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ زاہد محمد ولد رنگ شاہ ذات قریشی سکنہ ملہوانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۸ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ کیسر داس ولد امیر چند ذات نجندہ سکنہ جھوک دایہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۸ ۴/۳۵ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۷ ۳/۳۵

دستخط:۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

از دفتر مجلس جشن میلاد النبی سکندرآباد دکن

اعلان مضامین انعامی بابت ۱۳۵۸ھ

میلاد کمیٹی کا یہ دیرینہ اہم مقصد ہے کہ ہر سال حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ و محاسن اسلام پر دور جدید و قدیم کے محترم اہل قلم و طلبائے کالج کو بہ بزم مضمون نگاری کے حسبہ اسکے بھی حسب ذیل مضامین تجویز کئے گئے ہیں۔ فاضل ادیبوں کی تنقید کے بعد بہترین مضمون نگار کو طلائی تمغہ پیش کیا جائے گا۔ مسابقتی مضامین واپس نہ کئے جائیں گے اور فیصلہ ممتحنین قطعی سمجھا جائے گا۔ گذشتہ سال ان ہی عنوانات کا اعلان کیا گیا تھا۔ مگر بوجوہات چند در چند مجالس منعقد نہ ہو سکے۔ اس لئے اس سال ان ہی مضامین پر طبع آزمائی کی دعوت دی جاتی ہے۔

عنوان اول:۔ **ضرورت تنظیم المسلمین اقتصادی اور معاشرتی نقطۂ نظر سے**

یہ عنوان کل ہندوستان کے اہل قلم حضرات کی طبع آزمائی کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ مضمون فلسکیپ کے بیس صفحوں سے متجاوز نہ ہو اور ایک ہی رخ میں صاف خط میں لکھا جا کر سربمہر لفافہ میں ۱۲ ربیع النور ۱۳۵۸ھ تک معتمد مجلس جشن میلاد النبی سکندرآباد کے پتہ پر آنا چاہیے۔ مسابقت کیلئے کم از کم پانچ مضمون ہونا ضروری ہے۔

عنوان دوم:۔ **اسلامی حقوق النسواں کا اثر غیر مذاہب پر**

یہ عنوان طلبائے مدرسہ نظامیہ و کالج ہائے حیدرآباد کی تقریری مسابقت کے لئے تجویز ہوا ہے۔ نیز یہ طے پایا ہے کہ مسابقت کنندے بتاریخ ۱۲ ربیع النور ۱۳۵۸ھ روز جمعہ ۲ بجے اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد میں جمع ہو کر تین فاضل ممتحنین و حاضرین جلسہ کے روبرو اپنی اپنی باری سے تقریباً پندرہ منٹ تقریر کریں۔ مسابقت کیلئے کم از کم تین کالجوں کی شرکت ضروری ہے۔ مسابقت کنندوں کے نام ۲ ربیع النور ۱۳۵۸ھ تک دفتر جشن میلاد النبی سکندرآباد میں صدر صاحب کالج کے توسط سے وصول ہونے چاہئیں۔ ہر کالج سے دو دو اور کلیہ جامعہ عثمانیہ سے چار طالب علم شریک ہو سکتے ہیں۔ مقررین اپنے ہمراہ کوئی کتاب یا یادداشت نہ رکھیں البتہ ۵ × ۳۵ء۵ انچ کے کاغذ پر کچھ نوٹ لانے کے مجاز ہوں گے۔ طلباء کالج سے مراد بی۔اے تک کے طلباء ہیں۔

عنوان سوم۔ **اخلاق محمدی اور اس کے تاثرات**

یہ عنوان طلبائے ہائی اسکولہائے حیدرآباد و مضافات کی تحریری مسابقت کیلئے تجویز ہوا ہے۔ طلباء بتاریخ ۱۲ ربیع النور ۱۳۵۸ھ روز جمعہ ۲ بجے اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد میں جمع ہو کر ٹھیک ۲ بجے سے ۴½ بجے تک مشغول تحریر مضمون ہوں فلسکیپ کے ۶ سے ۸ صفحات پر مضمون ختم ہو جانا چاہیئے۔ مسابقت کنندوں کو کوئی کتاب نوٹ یا یادداشت ہمراہ لانے کی اجازت نہ ہوگی۔ مسابقت کنندوں کے نام ۲ ربیع النور ۱۳۵۸ھ تک صدر مدرس صاحب کے توسط سے وصول ہونے چاہئیں ہر ہائی اسکول سے چار چار طلباء شریک ہو سکتے ہیں مسابقت کیلئے کم از کم چار ہائی اسکولوں کے طلباء کی شرکت ضروری ہے

المعلن

محمد عارف معتمد جشن میلاد النبی سکندرآباد دکن

رفتار عالم

ہندوستان

—— لکھنؤ ۹ اپریل۔ کل آل انڈیا لینڈ ہولڈرز کانفرنس میں خطبہ صدارت کے دوران میں مہاراجہ دربھنگہ نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ البانیہ پر اٹلی کے حملہ سے جو بین الاقوامی صورت حالات میں پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس نے مجھے یہ اعلان کرنے پر مجبور کیا ہے کہ اگر ڈکٹیٹروں نے برطانیہ کو جنگ کیلئے مجبور کیا اور سلطنت برطانیہ کو خطرہ میں ڈالا تو اس صورت میں ہندوستان کے مالکان اراضی اپنے ملک کی حفاظت اور اپنے شہنشاہ کے وقار کے تحفظ کیلئے اپنی تمام امداد برطانیہ کی مرضی پر موقوف کر دیں گے۔

—— لاہور ۹ اپریل۔ گورنر پنجاب نے "یوم اقبال" کے سلسلہ میں حسب ذیل پیغام بھیجا ہے:۔ میں نے یہ اطلاع بڑی دلچسپی سے سنی ہے کہ "یوم اقبال" ۱۰ اپریل کو تمام ہندوستان میں بلکہ بیرونی علاقوں میں بھی منایا جائے گا۔ لاہور میں اس فلسفی شاعر اور مفکر کی یاد خاص طور پر دھوم دھام سے منائی چاہیئے کیونکہ مرحوم نے اپنی زندگی کے بیشتر برس اس شہر میں گذارے ہیں۔ میں ذاتی طور پر مرحوم کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ لہذا چاہتا ہوں کہ انہیں خاص طور پر خراج تحسین ادا کروں۔ وغیرہ وغیرہ۔

—— لکھنؤ ۱۰ اپریل۔ پنڈت جواہر لال نہرو لکھنؤ کے شیعوں اور سنیوں میں مدح صحابہ اور تبرا کے جھگڑے کے متعلق مفاہمت کرانے میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ شیعوں کے ایک وفد نے پنڈت جی سے ملاقات کی اور تبرا بازی کے متعلق اپنے نقطۂ نگاہ کی وضاحت کی۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جی نے انہیں یقین دلایا ہے کہ وہ مفاہمت کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

—— مدراس ۱۰ اپریل۔ گورنمنٹ گزٹ میں ایک بل کا اعلان کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ سیاسی تحریکات میں حصہ لینے کی بنا پر دوایاشنکے جن ملازمین کو برطرف کیا گیا تھا انہیں بحال کر دیا جائے۔ کیونکہ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ حکومت ایسا اقدام کرنے کی مجاز نہیں۔

—— نئی دہلی ۱۰ اپریل۔ جے پور سے ہجرت کرنیوالے مسلمان آج کل جامع مسجد دہلی کے گرد ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔ یہ لوگ آئندہ کیا اقدام اٹھائیں گے۔ اس بات کا فیصلہ صوبجاتی مسلم لیگ کانفرنس میں منگل کے دن ہوگا۔ اگرچہ جے پور دربار نے تسلی بخش فیصلہ نہ کیا۔ تو مسلمانوں کی بیشتر تعداد جے پور سے چلی آئے گی۔ مہاجرین کی مدد کیلئے مسلمان چندہ کی فراہمی کا انتظام کر رہے ہیں۔

—— مردان ۱۰ اپریل۔ بادشاہ گل نے مہمند علاقہ کے دو بڑے خوانین۔ خان آف خار اور خان آف نواگئی میں صلح کرا دی ہے۔ اس فیصلہ پر چراغاں کیا گیا۔

—— لاہور ۱۰ اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دیوان بہادر پنڈی داس کو جو حال ہی میں ریاست پٹیالہ سے ریٹائر ہوئے ہیں سرجان کولڈسٹریم کی جگہ ریاست کپورتھلہ کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا ہے آپ ریاست کی انتظامی کونسل کے نائب صدر بھی ہوں گے۔

—— جالندھر ۹ اپریل۔ سر سکندر نے بزم اقبال کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اردو صرف ہندوستان کے مسلمانوں کی ہی ملکی زبان نہیں۔ بلکہ یہ مجموعی طور پر ہندوستان کی ملکی زبان ہے۔ آپ نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ باہمی اختلافات کو مٹائیں اور کمیونزم کا قلع قمع کریں۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۸ اپریل۔ اطالوی فوجوں نے البانیہ کے دار الحکومت ترانا کے علاوہ دیگر شہروں پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ زوغو اور ملکہ، یونان کے شہر فلورینا میں پہنچ گئے ہیں۔

—— واشنگٹن ۹ اپریل۔ امریکہ کے سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت امریکہ البانیہ پر اٹلی کا قبضہ تسلیم نہیں کرے گی۔ اور نیز یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اٹلی اور جرمنی دونوں دغاباز اور وعدہ فراموش ہیں۔

—— صوفیہ ۱۰ اپریل۔ مقدونیائی بلغاریہ کے سرکاری حلقوں میں افواہ مشہور ہے کہ سینور مسولینی البانیہ کے ماتحت مقدونیہ کے سارے علاقہ میں ایک حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس حکومت میں یونان۔ یوگوسلاویہ اور بلغاریہ کی اقلیتیں شامل ہوں گی۔

—— لندن ۱۰ اپریل۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ ہر ہٹلر اور سینور مسولینی نے بلقان کی اقتصادیات پر قبضہ کرنے کی ایک سکیم تیار کر لی ہے جس کا نام فیڈرل اکنامک سسٹم رکھا گیا ہے۔ ۲۰ اپریل کو ہر ہٹلر کا یوم تولد ہے۔ امید ہے اس دن اس اسکیم کا اعلان کر دیا جائے گا۔

—— روما ۱۰ اپریل۔ البانیہ کی حکومت کیلئے ایک عارضی کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے جس میں اطالوی سول سروس کے چند ارکان بھی شامل ہیں۔

—— لندن ۱۰ اپریل۔ برطانوی اخباروں نے لکھا ہے کہ حکومت برطانیہ یونان کو بھی اسی طرح حفاظت کا یقین دلاتی ہے جس طرح پولینڈ کو دلایا گیا ہے۔ اس کے عوض حکومت یونان برطانیہ کو اختیار دے گی کہ جنگ کے وقت اسکی تمام بندرگاہوں میں جنگی جہاز داخل کر سکے۔

—— ایتھنز ۱۰ اپریل۔ اطلاع مظہر ہے کہ شاہ زوغو اپنے دوسرے . . . . رفقائے سفر کے ساتھ فلورینا سے عازم ایتھنز ہو گئے ہیں۔

—— شنگھائی ۱۰ اپریل۔ اطلاع مظہر ہے کہ فائرنگ کے ایک حادثہ کی وجہ سے کسٹم کا چینی سپرنٹنڈنٹ اور ایک اور شخص ہلاک ہو گئے ہیں اس حادثہ میں چند آدمی مجروح بھی ہوئے ہیں۔

—— لندن ۱۰ اپریل۔ روما کی اطلاع مظہر ہے کہ فیلڈ مارشل گورنگ اٹالیہ سے لیبیا پہنچ گئے ہیں۔ آپ جرمنی کے وزیر فضائی ہیں۔

—— پیرس ۱۰ اپریل۔ برطانیہ کے دو جنگی جہاز ساحل فرانس کے نزدیک سے گذر کر کسی نامعلوم جگہ کی طرف رخصت ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک جہاز کا نام ملایا ہے۔

—— لندن ۹ اپریل۔ حزب مخالف مسٹر چیمبرلین کو مجبور کر رہی ہے کہ یورپ کو موجودہ نازک صورت حالات سے نکالنے کیلئے روس سے گفت و شنید کریں ورنہ انہیں اپنے عہدہ سے علیحدہ ہونا پڑیگا۔ سیاسی حلقوں میں مسٹر چیمبرلین کی وزارت کے ٹوٹنے کے متعلق مختلف افواہیں پھیل رہی ہیں۔

چار اسلامی سلطنتوں کی کانفرنس

ایران، ترکی، عراق اور افغانستان کا مشترکہ معاہدہ عنقریب ہونے والا ہے۔ ترکی جریدہ افشام نے یہ اطلاع شائع کی ہے کہ ان چاروں حکومتوں کی ایک اسلامی کانفرنس اگست ۱۹۳۹ء میں طہران یا انگورہ میں منعقد ہونے والی ہے جس میں یہ طے کیا جائیگا کہ موجودہ حالات میں قومی نقطۂ نگاہ سے مشرقی ممالک کو کیا کرنا چاہیے۔ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ ترکی، عراق، ایران، افغانستان کی ایک مشترکہ فوج متعلقہ سرحدات پر مقرر کی جائے اور جس وقت جنگ کا امکان ہو۔ فوراً ان سب کو ایک محاذ پر جمع کر لیا جائے +

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ابتلاء کا فلسفہ اور اس کی ضرورت

امتحان خدا کی عادت ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ عالم الغیب خدا کو امتحان کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اپنی سمجھ کی غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ امتحان کا محتاج نہیں۔ انسان خود محتاج ہے۔ تاکہ اس کو اپنے حالات کی اطلاع ہو اور اپنے ایمان کی حقیقت کھلے۔ مخالفانہ رائے سن کر اگر مغلوب ہو جائے تو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قوت نہیں ہے جس قدر علوم و فنون دنیا میں ہیں۔ بدوں امتحان ان کو سمجھ نہیں سکتا۔ خدا کا امتحان یہی ہے کہ انسان سمجھ جاوے کہ میری حالت کیسی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ماموریں اللہ کے دشمن ضرور ہوتے ہیں جو ان کو تکلیفیں اور ایذائیں دیتے ہیں۔ توہین کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں سعید الفطرت اپنی روشن ضمیری سے ان کی صداقت کو پا لیتے ہیں۔ پس ماموروں کے مخالفوں کا وجود بھی اس لئے ضروری ہے۔ جیسے پھولوں کے ساتھ کانٹے کا وجود ہے۔ تریاق بھی ہے تو زہریں بھی ہیں۔ کوئی ہم کو کسی نبی کے زمانے کا پتہ دے جس کے مخالف نہ ہوئے ہوں اور جنہوں نے اس کو دوکاندار۔ ٹھگ۔ جھوٹا۔ مفتری نہ کہا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام پر بھی افترا کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غرض ان پر ہر قسم کے افترا کئے جاتے ہیں تا لوگ آزمائے جائیں اور یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا کے لگائے ہوئے پودے ان نابکاروں کی پھونکوں سے معدوم کئے جائیں۔ یہی ایک نشان اور تمیز ہوتی ہے۔ ان کے غذا کی طرف سے ہونے کی مخالف کوشش کرتے ہیں کہ وہ نابود ہو جائیں اور وہ بڑھتے اور پھولتے ہیں۔ ہاں جو خدا کی طرف سے نہ ہو وہ آخر معدوم اور نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے وہ کسی کی کوشش سے نابود نہیں ہو سکتا۔ وہ کاٹنا چاہتے ہیں اور یہ بڑھتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ہے جو اس کو تھامے ہوئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے کہ ہر طرف سے مخالفت ہوتی ہے۔ مگر آپ ہر میدان میں کامیاب ہوتے ہیں۔ صحابہؓ کے لئے یہ کیسی دل خوش کرنے والی دلیل تھی۔ جب وہ اس نظارہ کو دیکھتے تھے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ۱۶ اپریل کو صبح ۱۰ بجے جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ بیرونجات سے مختلف جماعتوں کے نمائندگان معقول تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے مختلف اہم امور میں بحث و تمحیص کی گئی۔

— جناب شیخ انعام الحق صاحب تین ماہ کی طویل رخصت کے بعد خیر و عافیت کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں۔

— جناب مولوی احمد علی صاحب برادر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنڈیسائیٹس سے بیمار ہیں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت کامل عنایت فرمائے۔ آمین۔

— جیسا کہ پہلے بھی اخبار پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے عالم بے بدل حضرت مولینا احمد صاحب سخت بیمار ہیں اور آجکل سول ہسپتال ٹوپی ضلع مردان میں بغرض معالجہ تشریف فرما ہیں، تمام دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس قیمتی وجود کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے۔ آمین۔

— جناب عبدالرحمن صاحب ہیڈ کلرک سول سرجن جہلم رقمطراز ہیں کہ ان کے صاحبزادہ عطاء الرحمن صاحب بی اے کے امتحان میں شامل ہوئے ہیں انکی کامیابی کیلئے دعا کی جائے۔

— جماعت کے مختلف احباب بیمار اور مشکلات میں گرفتار ہیں ان کے لئے دعا کی جاوے۔

مسیح کی آمد ثانی کا تصور

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

(۵)

آیت اوکالذی مرّ علیٰ قریۃ الخ میں قریۃ کے متعلق مفسرین کی غالب رائے بیت المقدس یا یوروشلم ہے۔ مگر اہل کتاب کے ہاں یوروشلم خود قوم یہود سے کنایہ ہے۔ مثلاً سموئیل نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔

جب فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ یروشلم کو فنا کرے تو خداوند بدی کرنے سے باز آیا۔ اور اس فرشتے کو جو لوگوں کو مارتا تھا کہا بس ہے۔ اب اپنا ہاتھ کھینچ۔ سموئیل دوم ۲۴:۱۶۔ اور تواریخ اول ۲۱ : ۱۵

(۲) کتاب سلاطین دوم میں ہے:۔

"خبردار میں یروشلم پر یہ مصیبت لاؤنگا" (سلاطین دوم ۲۱:۱۲)

(۳) "میں یروشلم کو یوں صاف کرونگا۔ جیسے کوئی رکابی کو صاف کرے۔ ملکہ اُلٹا بھی دے" (سلاطین دوم ۲۱ : ۱۳)

(۴) وہ (نبوکدنضر) تمام یروشلم اور اس کے سرداروں کو لیگیا" (سلاطین دوم ۲۴:۱۴)

(۵) "میرا غصہ یروشلم پر نہ بھڑکے گا" (تواریخ دوم ۱۲ : ۷)

ہمنے پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا تھا کہ گزرنے والا شخص حزقیل تھا۔ اب حزقیل کی وحی الٰہی سے سنو کہ یروشلم کی بستی سے کیا مراد ہے۔

خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے یہی یروشلم ہے جس نے اسے، قوموں اور سلطنتوں کے درمیان جو اس کے آس پاس ہیں اسے رکھا ہے لیکن اس نے میری عدالتوں کو شرارت کرنے اور قوموں کی بہ نسبت زیادہ ٹال دیا ہے"...... سو میں تجھ کو ان قوموں کے درمیان جو تیرے آس پاس ہیں اور ان سب کی نگاہوں میں جو ادھر سے گزر کریں گے۔ ایک خرابہ اور مورد لعنت کروں گا" (حزقیل ۵: ۵ و ۱۴)

پھر خدا کا کلام مجھے پہنچا اور اس نے کہا اے آدمزاد یروشلم کو اس کے نفرتی کاموں سے آگاہ کرا اور کہہ کہ خداوند یہوواہ یروشلم سے یوں کہتا ہے کہ تیری ولادت اور تیری پیدائش کنعان کی سرزمین سے ہے۔ تیرا باپ اموری تھا۔ تیری ماں حتی ہے" (حزقیل ۱۶:۱-۳)

ان تمام آیات میں یروشلم مخاطب ہے مگر مراد اس سے قوم یہود ہے۔

یروشلم یا یہود کی اس وقت کیا حالت تھی۔

حزقیل نبی جب اس بستی یا اس قوم پر سے گزرا تو اس کی حالت اس وقت کیا تھی۔ اسے وھی خاویۃ علیٰ عروشہا سے تعبیر کیا ہے بستی اپنی چھتوں پر گری ہوئی تھی یا وہ قوم حکومت اور بادشاہت کے تختوں سے خالی ہو چکی تھی۔ عام طور پر اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے کہ وہ ویران تھی۔ اس کی عمارات گری ہوئی تھیں۔ بیشک ظاہری طور پر بھی حزقیل کے زمانہ میں یروشلم ویران تھا۔ بخت نصر نے اسے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ چنانچہ حزقیل کی کتاب میں لکھا ہے:۔

"اور وہ ویران زمین جو سارے رہگزروں کی نظروں میں ویران پڑی تھی جوتی جائے گی اور وے کہیں گے کہ یہ سرزمین جو خراب پڑی تھی باغ عدن کی مانند ہو گئی اور اجاڑ اور ویران اور خرابہ شہر محصور اور آباد ہوئے" (حزقیل ۳۶ : ۳۵)

لیکن ان الفاظ کے ایک اور معنی بھی ہیں اور وہ اس بستی کے لحاظ سے نہیں بلکہ قوم کے قرینہ سے ہیں کہ بنی اسرائیل تخت حکومت سے خالی ہو گئے ہوئے تھے اور وہ بابل کے اندر قید تھے (حزقیل بھی انہی قیدیوں میں سے ایک تھے۔ قوم کی اس تباہی اور خرابی کے ذمہ دار ان کے علما تھے جنہیں اس آیت میں قوم کی چھت کہا گیا ہے۔ جس طرح چھت ایک گھر کی حفاظت کرتی ہے اور اس کے اندر سکونت کرنے والوں کو ہر بلا سے بچاتی ہے۔ اسی طرح علما قوم کے نگران اور محافظ ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ خاویۃ علیٰ عروشہا کہ چھتوں کے گرنے کی وجہ سے بستی اجاڑ ہو گئی تھی کتنا لطیف مجاز ہے کہ ایک قوم علمار کی خرابی سے اجاڑ اور برباد ہو گئی۔ فی الحقیقت کسی قوم یا بستی کے قیام کے باعث علما ہوتے ہیں۔ علما گر گئے اور عوام نے ان چھتوں کے نیچے دب کر زندگی کا دم توڑ دیا۔

قوم یا بستی کی ویرانی کے اسباب کیا تھے؟

قوم کی اس حالت کو دیکھکر حزقیل نے انتہائی رنج اور افسوس کے عالم میں کہا۔ انّی یحیی ھٰذہ اللّٰہ بعد موتہا۔ اللہ اس قوم کو کب یا کیونکر زندہ کرے گا۔ قوم کی زندگی علما کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن علما کی حالت عوام سے بڑھ کر گئی گذری ہے۔ قوم کی زندگی کے ظاہری سامان مفقود ہیں۔ نہ تو اسے حکومت اور آزادی حاصل ہے۔ اور نہ علمار کی حالت اچھی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس شخص کو خدا کی قدرت پر کوئی شک نہیں۔ بلکہ قوم کی حالت مایوس کن نظر آتی ہو کہ یہ قوم تو ہزاروں سال تک زندہ ہوتی نظر نہیں آتی جس کے علما عوام سے بڑھ کر گر چکے ہیں۔ اس شخص نے اس زمانہ کے علمار کا کس قدر دردناک نقشہ کھینچا ہے۔ جو ہو بہو اس زمانہ کے علمار کی تصویر ہے۔

اور خداوند کا کلام مجھے پہنچا کہ اے آدمزاد اسرائیل کے چرواہوں کا مخالف ہو کے ان سے نبوت کر ہاں نبوت کر اور ان کو کہہ چرواہوں کی بابت خداوند یہوواہ چرواہوں کو یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل کے چرواہوں پر افسوس جو آپ اپنے تئیں کھلاتے ہیں واویلا ہے کیا چوپانوں کو یہ بات لائق نہ تھی کہ گلوں کو چراویں۔ تم دودھ میں سو لیتے ہو اور اون پہنتے ہو اور انہیں جو موٹے ہو گئے۔ ذبح کرتے ہو پر گلہ نہیں چراتے۔ تم نے کمزوروں کو توانائی نہیں بخشی اور بیماروں کو چنگا نہیں کیا۔ اور ٹوٹے ہوئے کو نہیں باندھا اور وے جو ہانکے گئے ہیں انہیں پھیر نہیں لائے اور جو کھوئے ہوئے تھے ان کو نہیں ڈھونڈھا بلکہ بے مروتی سے اور بے رحمی سے ان پر حکومت کی اور وے تتر بتر ہو گئے کہ ان کا گڈریا نہ تھا۔ ... اس لئے اے چرواہو تم خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوواہ فرماتا ہے۔ مجھے اپنی حیات کی قسم ازبسکہ میری بھیڑیں شکار ہو گئیں۔ ہاں میری بھیڑیں۔ ہر ایک صحرائی درندہ کی خوراک ہوئیں۔ اس لئے کہ کوئی گڈریا نہ تھا اور میرے چوپانوں نے میری بھیڑوں کی تلاش نہ کی۔ بلکہ چرواہوں نے اپنا پیٹ بھرا اور میرے گلے کو نہ چرایا۔ اس لئے اے چرواہو خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوواہ یوں فرماتا ہے کہ دیکھو میں چرواہوں کا مخالف ہوں ..... دیکھو میں اپنی بھیڑوں کو تلاش کروں گا اور انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ (حزقیل ۳۴ : ۱-۵ و ۷-۱۰ و ۱۲)

یہ تھا ان علمار اور ملانوں کا حال جنہیں اپنے طلبے اور مطلب سے مطلب تھا اور قوم کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ یہ قوم کے چرواہے اور گڈریے جو قوم کی ضروریات ان کی بیماریوں اور ان کی کمزوریوں سے ناواقف محض ہیں۔ جو قوم کو جنگلی درندوں، دہریوں، آریوں اور دجال کے جال میں پھنساتے ہیں۔ اور خدا کے گلے جمع کرنے کی بجائے ان میں افتراق اور تکفیر کی چھری چلا کر اسے تتر بتر کرتے ہیں۔ جو مذہب اور دین کے علمی حقائق کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں سلف صالحین کے خلاف ہیں۔ تاکہ معقول پسند لوگ دین سے برگشتہ ہو کر دہریت کا شکار ہو جائیں۔ ہمیں آج تک یہ پتہ نہ چلا کہ ماسمعنا بھٰذا فی اٰبائنا الاولین کہنے والوں اور ان لوگوں میں جو نامعقول باتوں کو سلف صالحین کے اقوال قرار دیتے ہیں کیا فرق ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ صاحب اور دیگر بزرگان دین کے خلاف فتاوی دینے والے یہی تو کہتے تھے ماسمعنا بھٰذا فی اٰبائنا الاولین۔ یہ عقائد سلف صالحین کے خلاف ہیں۔ علمار نے احیار العلوم جیسی بے نظیر کتاب کی وجہ سے امام صاحب پر الحاد کا الزام لگایا اور ان کی کتاب جلا دینے کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ علی بن یوسف مؤلف کتاب مغرب جو نہایت دیندار اور متشرع مشہور تھا۔ پہلے سرے کا عابد تھا۔ جس کے اردگرد ہر وقت علمار کا جمگھٹا رہتا تھا نے ۵۰۳ھ میں فتویٰ دیا کہ امام صاحب کی تالیف احیار العلوم کو جلا دیا جائے۔ اس کا نام و نشان تک نہ رہے تاکہ مسلمانوں کے عقائد میں اس سے کچھ خلل نہ آنے پائے"

مولانا چراغ علی صاحب مرحوم تہذیب الاخلاق میں لکھتے ہیں کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بنا پر گمراہی کے اسباب میں سے پانچواں سبب اجماع کا اتباع کرنا بتایا ہے۔ یعنی اگر کسی بات پر بہت عالم اور مولوی متفق ہو جائیں۔ ان کے اتفاق ہی کو اس امر کی دلیل سمجھنا کہ یہ ضلالت کی راہ ہے۔

پس ایسا شخص جو علمار سو کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ حزقیل نبی کی وحی میں نہایت صفائی کے ساتھ بیان کیا گیا کہ وہ گڈریوں اور چرواہوں کا مخالف ہے اور خدا بھی ان گڈریوں کا دشمن ہے۔ اس کے کلام میں ایسے علمار کے خلاف سختی اور فرازہ کا ہونا ضروری ہے۔ جناب مسیح نے علمار یہود کو جو خطابات دیئے وہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہیں۔ حزقیل نبی بھی ان کو حماقت کسبیوں کی اولاد وغیرہ وغیرہ بیسیوں خطاب دیتا ہے جس کا نقل کرنا بھی مشکل ہے۔ جس شخص کو تحقیق کا شوق ہو وہ حزقیل نبی کی کتاب کا باب ۱۶ پڑھ کر دیکھ لے

پس ایسا شخص ان علمار کا دشمن ہوتا ہے اور علمار اس کے دشمن ہوتے ہیں۔ کیونکہ وھی خاویۃ علیٰ عروشہا نے بتایا ہے کہ قوم کے گرانے کا موجب اس کے علمار ہوتے ہیں۔

ہائے ان مالیوں نے باغ اُجاڑا اپنا

لیکن باغ چونکہ خدا کا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ان مالیوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ وہ راہ جو علمار سو اختیار کرتے ہیں خدا اور مسیح کی تعلیم اس کے بالکل الٹ ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں علمار اس کے خلاف فتویٰ بازی کریں گے اور وہ علمار کے خلاف سختی اختیار کرے گا۔ چنانچہ حزقیل کی وحی میں یہ ملا کہہ دیا گیا

(باقی صفحہ ۹ پر)

ہم کہاں ہیں؟

ہمیں اپنے موجودہ فرائض کا جائزہ لینا چاہیئے

ہم کہاں ہیں؟ ہم اس نازک مقام پر ہیں۔ جہاں ایک طرف آفات کے پہاڑ اور دوسرے پر خطرات کا مہیب سمندر کھول رہا ہے۔ شاید اس خیال کو کوئی دوست انتہائی متشائم پسندی تصور کرے۔ لیکن موجودہ حالات بانگ دہل اس بین حقیقت کا اعلان کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پر یہ دور بڑی مصائب کا دور ہے۔

ان مصائب کے اسباب و علل پر میں نے اپنے گذشتہ مقالوں میں نہایت وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور اپنی موجودہ ذمہ واریوں کو کھول کھول کر بیان کیا ہے لیکن ضروری معلوم دیتا ہے کہ ان کا ایک دفعہ پھر جائزہ لیا جائے۔ نہایت اختصار کے ساتھ ان کا اعادہ کیا جائے۔ شاید بعض قلوب میں اس سے ایسی تحریکات پیدا ہوں جو جماعت کے احیاء۔ تقویت استحکام کا باعث ہوں ـــــ جماعت احمدیہ کا منتہائے مقصود اشاعت اسلام ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اور شاندار مقصد ہے۔ لیکن یہ اس وقت تک حیطۂ عمل میں نہیں آسکتا۔ اپنے پورے عروج و تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک اس کے عقب میں ایک نہایت مخلص انسانوں کی جماعت محنت شاقہ کی وجہ سے پسینہ میں شرابور نہ ہو۔ سو اشاعت اسلام کیلئے توسیع جماعت کی ضرورت ہے اور توسیع کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم ہندوستان کے طول و عرض میں تبلیغی مرکز قائم کریں۔ اور ان جماعتوں تک اپنے صحیح پیغام کو پہنچائیں جو خالص اسلامی تعلیم یعنی احمدیت کے لئے تشنہ ہیں ـــــ لیکن اس تبلیغ اور تسخیر کے راستہ میں دو بہت بڑے بڑے سنگ گراں ہیں۔ پہلا جماعت قادیان یا جماعت قادیان کا وجود و نظام اور دوسرے وہ تحریکات جو مختلف اسلامی حلقوں میں جماعت احمدیہ کے خلاف قلوب میں منافرت پیدا کر رہی ہیں اور دن بدن ایسے تخیل کو نشو و نما دے رہی ہیں جو ہماری آئندہ زلیست کے لئے مہلک ہے ـــــ جماعت قادیان نے چند نوتراشیدہ معتقدات سے ہمیں دنیا کے کونے کونے میں بدنام کر رکھا ہے اور "اپنی خلافت اور برکات خلافت" سے ہر جگہ ایسا ادھم مچا رہی ہے اور ایسے گل کھلا رہی ہے جو نامحسوس طور پر ہمارے راستہ میں پتھر کی طرح روک بن رہے ہیں ـــــ ہمیں ان دو زہریلی تحریکوں کا نہایت بہادری اور استقلال سے مقابلہ کرنا چاہیئے اور الیبن میت و نابود کرنے کے لئے اپنے تمام عملی قواء کو حرکت میں لانا چاہیئے۔ ہماری حیات محض ایک پیکار میں پوشیدہ ہے۔ ہم صرف ایک سخت مقابلے ہی جماعت احمدیہ کو ان آلائشوں سے پاک کر سکتے ہیں جو گذشتہ ربع صدی میں پیدا ہوئی ہیں۔ سو اشاعت اسلام کا ملبند مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک سرگرمی ہو کر ان تحریکوں کے خلاف میدان میں نہ نکلا جائے ـــــ یہ کوشش پیکار اور قربانی تو اپنی جماعت سے باہر درکار ہے لیکن ہمیں اپنی جماعت کے اندر بھی چند ایک خصوصیات پیدا کرنا ضروری ہیں۔ جن سے ایک وحدت اور اخوت قائم ہو۔ شیرازہ بندی ہو ـــــ ان خصوصیات کا سب سے اعلیٰ جزو اطاعت امیر ہے اس خصوصیت کے بغیر کوئی جماعت دنیا میں کامیاب اور کامران زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ بڑے بڑے کارہائے نمایاں ہمیشہ امیروں کی قیادت میں ہی پایۂ تکمیل کو پہنچے ہیں۔ جب تک جماعت کے نظام میں ایک مرکزیت بدرجہ اتم موجود نہ ہو۔ اس وقت تک وہ نظام اپنے ملبند پایہ عظائم کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا۔ لیکن یہ امر یہاں خاص طور پر قابل غور ہے کہ یہ اطاعت کا جذبہ خالص اسلامی جذبہ ہونا چاہیئے جس میں کسی قسم کا شرک موجود نہ ہو۔ ورنہ امیروں کی اطاعت میں بعض دفعہ جو الوہیت کا عنصر شامل ہو جاتا ہے وہ جماعتوں کو اخلاقی لحاظ سے تباہ کر دیتا ہے۔ جس کی ایک زندہ مثال ہمارے سامنے قادیان میں موجود ہے۔ دوسرا جزو یہ ہے کہ اپنے مرکز کو جہاں تک ہو سکے مضبوط کرو اور اسے علمی اور مذہبی اداروں سے مزین کرو۔ اس کی رونق اور شوکت کو بڑھاؤ۔ مرکز کی قوت جماعت کے اعمال پر شدت کے ساتھ اثر انداز ہوتی ہے مرکز کی کمزوری جماعت کے ہر شعبہ پر حادی رہتی ہے ـــــ مرکز میں جتنے ادارے ہوں ان پر جماعت کے مسلک تعلیم اور علم الکلام کا رنگ غالب ہو تاکہ ان میں اور ملک کے باقی اداروں میں ایک امتیاز قائم ہو جائے۔ تاکہ اس علمی اور اخلاقی تخالف سے جماعت کی قوت بڑھے اور وہ اپنے تسخیر کے دائرہ کو وسیع کرے اور دنیا کے تمام علمی۔ ادبی اور مذہبی حلقوں میں اس کی ایک عزت قائم ہو۔ کیونکہ یہ عزت ہی اپنے اندر مقناطیسی اثر رکھتی ہے جس سے جماعت مخالف عناصر کو اپنے اندر جذب کرکے وسیع اور قوی ہوتی ہے۔

ہمارے کسی نوجوان یا فرد میں نکتہ چینی کی روح نہیں ہونی چاہیئے اس ناجائز اور زہریلی نکتہ چینی سے قومیں صفحۂ ہستی سے ناپید ہو جاتی ہیں۔ ہمارے قلوب کے اندر اپنے نظام اور دیگر بزرگان سلسلہ کے متعلق احترام ہونا چاہیئے اور قلب میں ہمیشہ اطاعت اور محبت کے ایسے جذبات موجزن دیکھے جائیں۔ جس سے ہر طرف اخوت اور برادری کا ایک بحر ناپید کنار لہراتا ہوا نظر آئے۔ ہمیں ہر چیز کو آئینی اور اصولی طور پر حاصل کرنا چاہیئے ـــــ وہ خصوصیات جنہیں نہایت اختصار کے ساتھ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہم میں یقیناً موجود ہیں۔ وہ نقائص جو جماعتوں کی تباہی کا موجب ہوں وہ ہم میں نہیں۔ لیکن ضرورت صرف اتنی ہے کہ ہم زمانہ کے تقاضا کو سمجھیں اور اس کے مطابق اپنے آپ کو مستعد کریں۔ ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں اور اس کے مطابق ایسی تجاویز عمل میں لائیں جو ان تقاضوں کی حریف ہو سکیں ـــــ یاد رکھو تحریک احمدیت کی لاج صرف جماعت احمدیہ لاہور کے ہاتھ ہے ورنہ جماعت قادیان نے تو اس تحریک کی لٹیا ڈبو دی۔ اب تم اس جماعت کے اندر ایک اصلاح کے علمبردار ہو اور حالات تمہارے سازگار ہیں۔ آگے بڑھو اور مردانہ وار ان مشکلات کا مقابلہ کرو جو تمہارا راستہ روکے کھڑی ہیں۔ اس مقابلہ اور عزم ملبند اور ان رجحانات کو جو تم میں پیدا ہو چکے ہیں۔ نہایت یقین اور بصیرت کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ آفات کے پہاڑ ٹل جائیں گے اور خطرات کا مہیب سمندر پایاب ہو گا۔

مدیر "پیغام صلح" کی واپسی

شیخ انعام الحق صاحب مدیر "پیغام صلح" نے اپنی علالت کی وجہ سے تین ماہ کی رخصت لی تھی وہ اس طویل رخصت کے بعد صحت اور عافیت کے ساتھ واپس تشریف لے آئے ہیں اور آئندہ پرچہ کی ادارت اور نگارش وہ خود کریں گے ـــــ تین مہینہ تک پیغام صلح کی ادارت میرے پاس رہی۔ اس عرصہ میں میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ اپنے قابل پیشرو کے قائم کردہ ملبند معیار پر اخبار کو قائم رکھوں شاید اس میں بعض دفعہ تساہل بھی ہوا ہو۔ لیکن اس تساہل کو بشریت پر محمول کرنا چاہیئے۔ مجھے خوشی ہو کہ دوستوں نے میرے مقالوں کو پسند کیا اور وہ جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھے گئے ـــــ میں اس معاملہ میں محترمی شیخ انعام الحق صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ ان کے مفید مشورے ہمیشہ میرے شامل حال رہے اور منشی عبداللطیف صاحب منیجر پیغام صلح اور منشی [illegible] صاحب کے تعاون کا خاص طور پر معترف ہوں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔ اگر میری تحریر سے کسی دوست کے قلب میں معمولی سا تحرک بھی پیدا ہوا ہو تو میں اس دوست سے استدعا کرونگا کہ وہ میرے لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام اور سلسلہ کی خدمات کی توفیق [illegible]

ہمارے مسیحا

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

(از جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

حضرت اقدس کے وقت قادیان کی کیفیت

آنکھ نے جو کچھ دیکھا زبان اس کے بیان کرنے سے قاصر ہے کہاں ہے وہ دماغ جو ان تاثرات کو اپنے اندر لا سکے جو اس وقت قادیان کو دیکھنے سے دل پر ہوتے تھے؟ اور کہاں ہے وہ قلم جو ان دنوں کے قادیان کا نقشہ کھینچ سکے۔ جبکہ یہ چھوٹا سا قصبہ اس بدر کامل کے طلوع کی وجہ سے بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ جو سماں کہ ان دیکھے فرشتوں کے ہاتھوں سے قائم کیا گیا ہو اس کا نقشہ انسان کس طرح کھینچ سکتا ہو۔ اللہ۔ اللہ! وہ تقدس جو قادیان کے درو دیوار پر برس رہا تھا۔ وہ شان دلربائی جو اس کے ذرہ ذرہ سے ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ فرحت اور مسرت کے آثار جو وابستگان دامن مسیحیت کے چہروں سے عیاں تھے۔ وہ محبوب حقیقی کے پانے کی خواہش جو ہر ایک دل میں موجزن تھی وہ اطمینان قلب جو وہاں داخل ہوتے ہی حاصل ہو جاتا تھا۔ وہ تقویٰ وہ پرہیزگاری۔ وہ ہر ایک کام میں خدا کی رضا۔ وہ باہمی محبت اور ہمدردی۔ وہ دین کی خدمت کے لئے تڑپ۔ وہ حسن ظنی۔ وہ اخوت و مساوات۔ وہ انکساری اور خدمت خلق کے لئے جوش۔ وہ بدی سے نفرت اور غیر اللہ سے انقطاع۔ وہ توکل وہ یقین۔ وہ نازدی میں سرور اور لذت وہ دعاؤں میں تضرع اور زاری۔ وہ پاک صحبتیں وہ تازہ نشان کس کس بات کو کوئی یاد کرے۔

حضرت اقدس کا اعلیٰ چال چلن

قادیان پر نیکی اور تقدس کی جو فضا چھائی ہوئی تھی۔ وہ ہر ایک کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ اور ایک غیر متعصب حق پسند انسان اس سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ مگر ایک اور بات تھی۔ جو اس سے بھی زیادہ جاذب توجہ تھی اور وہ حضرت اقدس کا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا ذاتی چال چلن تھا۔ جس کے دوست دشمن سب قائل تھے۔ ایک نووارد باوجود ہر ایک قسم کی تحقیقات کے جس بات میں کوئی نقص نہ پا سکتا تھا۔ وہ لڑکپن سے لیکر بڑھاپے تک کا کریکٹر تھا۔ اس وقت قادیان میں ہر ایک قسم کے ایسے آدمی موجود تھے جن کی نسبت یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ حضرت صاحب کے تمام حالات سے واقف ہیں۔ قریبی رشتہ دار، چچا زاد بھائی جو دعوے کے وقت سخت ترین مخالفوں میں تھے اور جن کے لئے جھوٹے الزامات لگا دینا بھی ایک معمولی بات تھی وہاں تھے۔ مسلمان جو دعوائے مسیحیت کو کفر سمجھتے تھے وہاں تھے۔ آریہ لوگ جن کے مذہب کے قلع قمع کے لئے اس طرف سے نیاہ کن حملے ہو رہے تھے۔ وہاں تھے۔ گھر کے ملازم۔۔۔ وغیرہ جو بچپن سے حالات کے واقف تھے اور دعوے کی وجہ سے سخت مخالف ہوئے تھے۔ وہاں رہتے۔ مگر کیا مجال ہے کہ کسی کو یہ جرأت ہو کہ وہ حضرت صاحب کے چال چلن کے برخلاف ایک لفظ بھی کہہ سکے مخالف یا موافق جو کوئی بھی قادیان میں جاتا حضرت کے چلن کے متعلق ضرور تحقیقات کرتا۔ اور یہ تحقیقات ہر ایک کو حیران کر دیتی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بھی جو محض نقص تلاش کرنے کیلئے جاتے ششدر رہ جاتے اور آخر مجبور ہو کر ان کو کہنا پڑتا کہ چال چلن کی پاکیزگی میں تو شک نہیں مگر یہ ایک معمولی بات ہے اور بعض مخالف تو یہاں تک کہہ دیتے کہ "مرزا اگر مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ نہ کرتا تو واقعی اپنے زمانہ کا قطب تھا" بعض لوگ تو حیران ہو جاتے کہ مغلوں میں ایسا انسان کس طرح پیدا ہو گیا۔

کبیرہ گناہ تو ایک طرف رہے۔ کوئی شخص یہ بھی نہ کہہ سکتا تھا کہ لڑکپن میں بھی حضرت نے کوئی جھوٹ بولا ہو۔ نہ کوئی شخص ایسی بات بتا سکتا کہ جس سے یہ مترشح ہو کہ حضرت کی طبیعت میں کسی قسم کا لالچ یا دنیا کی محبت یا شہرت کی خواہش ہو۔ ہندو لوگوں سے اگر حضرت صاحب کے چلن کے متعلق دریافت کیا جاتا تو وہ اپنی عادت کے مطابق فوراً کانوں کو ہاتھ لگاتے اور کہتے۔ "پرمیشر کو جان دینی ہے۔ اس شخص کے چلن کے برخلاف نہ کچھ دیکھا نہ سنا۔ ہم لوگ تو اس کو مہاتما سمجھتے رہے ہیں" ایک دفعہ حضرت اقدس جمعہ کی نماز کے بعد دولتکدہ کو تشریف لیجا رہے تھے اور لوگوں کے ساتھ میں بھی پیچھے پیچھے جا رہا تھا راستہ میں چند ہندو جو انتظار میں کھڑے تھے سامنے آئے اور یہ شکایت کی کہ بڑی مسجد کے ملحقہ مکانات پر حضرت صاحب کے مرید چلتے پھرتے ہیں اور چھتوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ ان مکانوں کی چھت مسجد کے صحن کے برابر تھی۔ ان ہندوؤں نے ان الفاظ سے اپنی شکایت کو شروع کیا۔ "آپ تو شروع سے مہاتما ہیں۔ آج تک نہ کسی کو کوئی تکلیف دی نہ کسی قسم کا دکھ پہنچایا۔ ہم نے کوئی برائی آپ میں نہیں دیکھی۔ مگر آپ کے مرید ہمارے مکانوں کی چھتوں پر پھرتے ہیں اور ان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے لوگوں کو منع فرما دیا اور حکم دیا کہ کوئی ان مکانوں کی چھتوں پر نہ پھرے۔

حضرت صاحب کا خاندان ایک زمینداری خاندان تھا۔ ایسے خاندانوں میں ان لوگوں کی جو دیہات میں کمین کہلاتے ہیں بہت دسترس ہوتی ہے اور بعض وقت ان کو ان حالات کا بھی پتہ مل جاتا ہے جو گھر والوں کو بھی معلوم نہیں ہوتے۔ میراں بخش نامی ایک اسی قسم کا کمین تھا۔ وہ عمر میں حضرت صاحب سے بڑا تھا اور حضرت صاحب کے خاندان کے تمام حالات سے واقف تھا۔ میں اکثر اس کے پاس بیٹھتا اور دیر تک حقہ پیتا رہتا اور باتیں کرتا رہتا وہ حضرت صاحب کے دعوے کا سخت مخالف تھا۔ جب حضرت صاحب کے والد ضعیف ہو گئے تھے۔ تو کچھ عرصہ کیلئے مقدمات کا کام حضرت صاحب کے سپرد ہوا تھا۔ زمین کے متعلق بہت سے مقدمات تھے اور میراں بخش مقدمات کی پیروی میں ہمیشہ حضرت صاحب کے ساتھ جاتا رہتا۔ وہ باوجود مخالفت کے حضرت صاحب کی نیکی اور صداقت کے عجیب و غریب قصے سنایا کرتا۔ اس نے مجھے بتایا کہ بڑے مرزا صاحب ہمیشہ ہمارے لئے ایک یکہ کرایہ پر دے دیتے اگرچہ والد کے سامنے مرزا صاحب یکہ میں سوار ہو جاتے۔ مگر گاؤں سے باہر نکل کر اس سے اتر پڑتے اور مجھ کو حکم دیتے کہ یکہ میں بیٹھے رہو۔ اکثر ایسا ہوتا کہ بٹالہ تک یکہ کے آگے آگے کتاب پڑھتے ہوئے پیدل ہی چلے جاتے اور میں یکہ پر جاتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ وہ اور حضرت صاحب ایک مقدمہ کی پیروی کیلئے گئے دونوں احاطہ کچہری میں بیٹھے رہے۔ آخر نماز کا وقت آیا تو حضرت نے اس کو حکم دیا کہ کچہری کے دروازہ کے قریب بیٹھے اور جب پیشی ہو ان کو اطلاع دے۔ مقدمہ بلایا گیا تو میراں بخش حضرت صاحب کے پاس آیا۔ حضرت صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ ان کو یہ آواز دے کر چلا گیا کہ مقدمہ پیش ہو گیا ہے جلدی آ جیے۔ بہت دیر ہو گئی مگر حضرت صاحب کچہری میں نہ آئے۔ حاکم جلیس نے حکم دیا کہ اگر جلدی نہ آئیگا تو کارروائی یکطرفہ ہوگی۔ میراں بخش پھر آیا تو دیکھا کہ اس وقت تک حضرت صاحب نماز پڑھ رہے ہیں۔ کئی آوازیں دیں اور کہا کہ فوراً آؤ۔ پھر چلا گیا۔ مگر حضرت صاحب نہ پہنچے اور مقدمہ میں یکطرفہ فیصلہ ہو گیا۔ میراں بخش یہ فیصلہ سنکر آیا تو دیکھا کہ اس وقت تک حضرت صاحب سجدہ میں پڑے ہیں۔ وہ پاس بیٹھ گیا۔ آخر حضرت صاحب نے نماز کو ختم کیا اور میراں بخش سے پوچھا "کہ کیا مقدمہ اب تک پیش نہیں ہوا" میراں بخش نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ناراضگی میں کہا۔ "توں بھی مرزے دے گھر لال جمیاں ایں۔ مقدمے دا فیصلہ ساڈے برخلاف ہو گیا اے۔ ہن کا ہے لئی سلام پھیری آ ہور نماز پڑھ لے"۔ یعنی تم بھی مرزا صاحب کے گھر بڑے لائق فرزند پیدا ہوئے ہو۔ مقدمہ ہمارے برخلاف فیصلہ ہو گیا ہے اب کیوں نماز کو ختم کیا ہے اور پڑھ لو" میراں بخش نے مجھ سے کہا کہ مرزا صاحب نے یہ گستاخانہ کلام سنا۔ نہ تو اس کی وجہ سے اور نہ اپنے برخلاف فیصلہ ہونے سے کسی قسم کے افسوس اور ناراضگی کا اظہار کیا اور نہ چہرہ سے کسی قسم کا ملال ظاہر ہوا۔ نہایت اطمینان سے کہا "چلو گھر چلیں"۔ یہ ایک مخالف کی روایت ہے اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا ہی بتایا۔ میراں بخش نے کئی ایک مقدمات کا حال سنایا جن میں محض حضرت صاحب کے سچ کو نہ چھوڑنے کی وجہ سے مقدمات ان کے برخلاف فیصلہ ہو گئے اس طرح سے لوگوں کو مقدمات میں فتح حاصل کرنے کا ایک سہل طریق خود بخود ہی ہاتھ لگ گیا اور بڑے مرزا صاحب نے آخر تنگ ہو کر حضرت صاحب کو مقدمات کی پیروی سے منع کر دیا۔ وہ عام طور پر لوگوں سے شکایت کیا کرتے تھے کہ "میرا یہ لڑکا ملاں ہے اور دنیا کے کاروبار کے لائق نہیں ہے"

بہشت کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ وہاں نہ کسی قسم کا خوف ہوگا نہ غم۔ یہی حالت اس وقت قادیان کی تھی کیسے ہی دنیاوی تفکرات ہوں۔ وہاں داخل ہوتے ہی دل سے محو ہو جاتے تھے جتنے لوگ وہاں رہتے تھے سب ایک ہی رنگ میں رنگین تھے۔ نہ کسی سے حسد تھا نہ کسی قسم کی رقابت۔ ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی اس قدر تھی کہ سگے بھائیوں میں بھی نہ ہو۔ مہمان نوازی اور تواضع سب کا شعار تھا۔ غیبت جس کی وجہ سے آجکل کی مجالس میں رونق ہے نام کو نہ تھی۔ عجیب حالت تھی۔ آدھی رات کو اٹھتے تو عجیب سماں نظر آتا۔ ہر ایک سربسجود ہو کر گریہ و زاری میں لگا ہوا ہے۔ نور کے تڑکے ایک پر رعب آواز میں اذان ہوتی سنکر سب کھڑے ہو جاتے مسجد مبارک کی چھت پر کھڑا ہو کر مولانا عبد الکریم کا اذان کہنا دلوں کو ہلا دیتا تھا۔ اور پھر مولانا جماعت کے وقت ایسی خوش الحانی بلند آواز اور شان سے قرأت پڑھتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا قرآن آسمان سے نازل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسے ایسے آدمی حضرت اقدس کے گرد جمع کر دیئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ خاص طور پر ان کو منتخب کر کے وہاں بھیجا گیا ہے۔ اگر سچ مچ ہی انتخاب

(باقی [illegible] نمبر [illegible])

ہماری جماعت ایک زندہ جماعت ہے

جماعت کے دل میں حضرت مولینا محمد علی صاحب کا بیحد احترام ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہٖ . . . . والی اللہ ترجع الامور

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ کرو۔ جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم نہ مرو۔ سوائے اس حال کے کہ تم فرمانبردار ہو اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب تم باہم دشمن تھے۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور ضرور چاہئے کہ تم میں سے ایک ایسا گروہ رہے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی باتیں آ چکی تھیں اور انہی کے لئے بھاری عذاب ہے۔ جس دن کچھ منہ سفید ہوں گے اور کچھ منہ سیاہ ہوں گے (ان کو کہا جائے گا) کیا تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہوئے۔ سو تم عذاب چکھو اس لئے کہ تم کفر کرتے تھے اور جن کے منہ سفید ہوئے۔ وہ اللہ کی رحمت میں ہیں۔ وہ اسی میں رہیں گے۔ یہ اللہ کے احکام ہیں جن کو ہم تجھ پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اللہ جہانوں کے لئے ظلم کا ارادہ نہیں کرتا اور اللہ کیلئے سب ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کی طرف ہی (سب) کام لوٹائے جاتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ

اس رکوع میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ درج ہے۔ وہ ایسا معجزہ ہے کہ دوست تو دوست دشمن بھی اس کے قائل ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ قیامت تک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے یہ معجزہ کافی رہے گا۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل۔ آپ کی قوت قدسی سے عرب کے لوگوں کے اندر اس وقت الفت پیدا ہوئی۔ جبکہ وہ ریت کے ذرات کی طرح بکھرے پڑے تھے اور ان کا کوئی تعلق ایک دوسرے کے ساتھ نہ تھا۔ بلکہ لکھا ہے کہ ایک قوم دوسری کا شکار کیا کرتی۔ ان میں دشمنی کی آگ خطرناک طور پر بڑھتی رہتی تھی۔ کسی قبیلے کا بڑا آدمی مرتا تو اپنی قوم کو اور اپنی اولاد کو وصیت کر جاتا کہ تم نے فلاں فلاں سے انتقام لینا ہے۔

جن کی گھٹی میں یہ بات ہو کہ اولاد اور قوم کو انتقام کی وصیت کریں اور جنگ وجدال کا بازار گرم رکھیں، انہیں ایک لڑی کے اندر پرونا (فالف بین قلوبکم) الفت پیدا کر دینا۔ صرف الفت پیدا نہیں۔ فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا یہ خدا کا بڑا فضل تھا۔ کہ تم بھائی بھائی ہو گئے۔ الفت اور تنظیم کے درجہ سے بڑھ گئے، اخوت پیدا ہو گئی۔

اخوت پیدا کرنا جیسی اخوت اسلام کی ہے یعنی حقیقی اخوت یہ بڑا مشکل امر ہے۔ کسی نبی یا کسی بڑے انسان کو یہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی کہ وہ حقیقی برادری اپنے اندر پیدا کر سکے۔

ہندوستان کا بہت بڑا انسان

ہمارے اس زمانہ میں دو باتیں نظیر کے طور پر موجود ہیں۔ ہندوستان میں ایک بہت بڑا انسان جو اوتار بھی مانا جاتا ہے یعنی مہاتما گاندھی (بعض نے کہا پیغمبروں سے بھی بڑھ کر ہے۔ مہاتما جی نے کوشش کی کہ ہندوستان کی جاتی کو ایک کر دیں اور اچھوتوں کو ہندو جاتی کے اندر داخل کر دیں۔

اسلامی مساوات کا تو خیال بھی ان کے ذہن میں نہیں آسکتا۔ صرف اتنا کام تھا کہ اچھوتوں کو ہندو قرار دیدیں۔ بات بڑے موقع کی تھی۔ ہندوؤں کو اس سے فائدہ تھا۔ پانچ چھ کروڑ ووٹ بڑھ جاتے تھے۔ ہندوؤں کی قوت زیادہ ہو جاتی تھی اور قوم بھی چاہتی تھی کہ کانگریس کے بازو مضبوط کئے جائیں۔ ہندوستان میں اپنا راج ہو جائے۔ اور "خدا کا اوتار" ان سازگار حالات میں کام کرنے کیلئے آوے۔ اس کام کے لئے پورا زور لگائے۔ برت تک بھی رکھے لیکن آخرش بڑے سے بڑے ہندو مالویہ جی جیسے نے بھی کہدیا کہ مہاتما جی یہ نہیں ہو سکتا آپ مذہب کا بیڑا غرق کر دیں گے۔ اتنا ہو سکتا ہے کہ اچھوت مندر کے باہر سے مورتی کو جھانک لیں لیکن مندر کے اندر وہ داخل نہیں ہو سکتے۔

آنحضرت صلعم کی قوت قدسی

انسان اصلاح میں اپنا تنزل بھی دیکھتا ہو پھر بھی اخوت حقیقی کا قائم کرنا بڑا مشکل امر ہے اور اسی مشکل کے مقابل پر نظر آتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا مقام ہے کتنی زبردست ہے آپ کی قوت قدسی جس نے عرب کے اندر حقیقت اخوت و مساوات پیدا کی۔ یہاں اچھوت ہیں عرب میں غریب اور غلام۔ وہاں کے غربا یہاں کے اچھوتوں کے برابر تھے۔

عرب مشاہیر کی شکایت

ربیعہ بن شیبہ اور عتبہ، مغیرہ اور اس قسم کے اور بڑے بڑے لوگ ایک دفعہ ابوطالب کے پاس جمع ہوئے کہ ہم تمہارے بھتیجے کے پاس بیٹھ نہیں سکتے۔ اس لئے کہ غربا کا جمگھٹ وہاں رہتا ہے۔ یہ ہماری شان کے خلاف ہے۔ ان غربا کو اٹھا دیں تاکہ ہم ان کی مجلس میں بیٹھ سکیں، معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہندوستان میں اچھوت ہیں اس ملک میں غربا کو اچھوتوں کا درجہ دیا جاتا تھا۔

صہیب، عمار بن یاسر، زید، بلال، اس قسم کے غریب انسانوں کو اس قدر نوازا کہ مذہب کی بنیاد ہی ان غربا پر رکھی۔

بعضوں کو جرنیل بنا دیا اور اسامہ بن زید کے ماتحت بڑے بڑے قریشی سرداروں کو رکھا۔

ایک حبشی آنحضرت کے گھر کا مہتمم

حقیقی مساوات اور اخوت قائم کی۔ اپنی بہن غلام کے نکاح میں دے دی اور افریقہ کے ایک حبشی کو اپنے گھر کا مہتمم بنا دیا۔ اس قسم کی اخوت اور مساوات جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی لوگوں کے وہم میں بھی نہیں آسکتی۔

اس وقت یورپ کے اندر رونا ہے جتنا ہے چلاتا ہے یہودیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ نصرانیوں کے لئے بھی۔

یورپ میں عیسائیت مساوات پیدا نہیں کر سکی

انگلستان اور جرمنی دونوں عیسائی اور پروٹسٹنٹ ہیں۔ فرانس اور اٹلی دونوں عیسائی ہیں اور رومن کیتھولک ہیں۔ اسی طرح روس پولینڈ، آسٹریا اور ہنگری بھی عیسائی ہیں۔ مگر سب ایک دوسرے کے خطرناک دشمن۔ لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ تاکہ دنیا کو تیار کرنے کیلئے کہ ان عیسائیوں کو تباہ کیا جائے۔ بیسویں صدی کی مہذب مسیحی اقوام کو دیکھئے ان میں "خدا کا بیٹا" آیا مگر مساوات پیدا نہ ہوئی۔ ہندوستان میں اوتار آئے مگر ایک اچھوت کو ایک برہمن کے ساتھ نہ بٹھا سکا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا معجزہ ہے۔ صرف ایک ملک کو اکٹھا نہیں کیا بلکہ انما المومنون اخوۃ۔ ایران کا مسلمان عرب کا۔ ہندوستان کا۔ افریقہ کا غرضیکہ کسی وطن کا ہو۔ تم سب بھائی بھائی ہو مشرق ومغرب کا مسلمان جو لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے سب ایک ہے۔

اسلامی اخوت یورپ کی آنکھ میں خار کی کھٹک ہے

اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ افریقہ کے کسی مسلمان پر کوئی یورش کرتا ہے تو ہندوستان کے مسلمان کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے اور وہ چیخ اٹھتا ہے۔ آج بھی آپ دیکھیں کہ ایران، مصر، ترکی ان مسلم حکومتوں کی یگانگت یورپ کی ایک ایک قوم کے پہلو میں خار کی طرح کھٹکتی ہے اور وہ حضرت نبی کریمؐ کی اس حقیقی تنظیم پر حیران ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ حیران وخیرہ ہی رہیں گے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنظیم۔ اخوت اور مساوات کا پیدا کرنا۔ انسان کو اتنے بلند شرف تک پہنچا نا بڑا کمال ہے انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے۔ یہ کام صرف اسی رنگ میں ہو سکتا ہے جیسا کہ فرمایا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ تمام دنیا کے مسلمان خدا کی اس مضبوط رسی کو پکڑ لیں۔ صحابہؓ نے پوچھا یا حضرت یہ کونسی رسی ہے فرمایا القرآن ھو حبل اللہ الممدود من السماء الی الارض

وہ قرآن ہے اس کو مضبوط پکڑو جمیعاً۔ تمام کے تمام مل کر۔ یہ حکم تو کافی تھا۔ باوجود اس کے فرمایا۔ ولا تفرقوا تفرقہ نہ رہے۔ فرقہ۔ فرقہ نہ ہو جاؤ۔ ان دو چیزوں کا ایک وقت میں حکم دیا کہ تفرقہ کا نہ ہونا اور متحد ہو کر کام کرنا۔ اس کے اندر قوت کا راز ہے۔ یہی برکات کا جاذب ہوتا ہے۔

پھر جب جماعت کا حکم دیا تو اصول کس قدر بیان فرمایا اتقوا اللہ حق تقٰتہٖ۔ ہم اکالی دل پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ پارٹی جیسا جتھا بنانا نہیں چاہتے۔ یہ سپاہیوں کی فوج۔ ان کا زرہ بکتر تقویٰ ہو۔ یہ جماعت انسانوں کو نقصان نہ پہنچائے۔ یہ فسق وفجور پھیلائیں۔ بلکہ انہیں لوگوں کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

خدا کا تقویٰ اختیار کرو

اس خدمت کے لئے پہلا ہتھیار یہ ہے کہ خدا کا تقویٰ اختیار کرو حق تقٰتہٖ یہ تقویٰ خدائے بزرگ وبرتر کی شان

کے مطابق ہو۔ دنیا کے انسانوں سے ڈرتے ہو حاکم اور بادشاہ سے ڈرتے ہو تو اس کے مقابلہ پر زمین اور آسمان کے بادشاہ کی شان کے مطابق اس کا ڈر کرو تاکہ تم دنیا کے لئے برکت کا موجب ہو۔

جماعت بندی نہایت ضروری امر ہے

یاد رکھو جتھا اور جماعت کے بغیر نہ تو دنیا سے بدی مٹائی جا سکتی ہے اور نہ ہی جاری شدہ نیکی کو قائم رکھا جا سکتا ہے اس لئے جماعت کا بنانا۔ اسے مضبوط کرنا اسے بڑھانا نہایت ضروری ہے۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی اس پر غور کرنے اور اس کا مشاہدہ کرنے سے دنیا آج بھی حیرت زدہ ہے۔ آج باوجود علم کے بڑھ جانے کے اور باوجود یہ جاننے کے کہ جماعت بندی کے یہ فوائد ہیں کوئی شخص اتنی عظیم الشان اخوت قائم نہیں کر سکتا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی۔

حضرت مجدد زمانؑ نے ایک جماعت تیار کی

ہماری جماعت نے بھی نئے سرے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت بندی کے اصول سے فائدہ اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اور سنتوں کے ساتھ اس سنت کے احیا کیلئے بھی ایک امام کو بھیجا۔ منجملہ اور باتوں کے حضرت مجدد زماں نے ایک عظیم الشان کام یہ کیا کہ انہوں نے بھی ایک جماعت بنائی۔

جن لوگوں نے حضرت امام . . . کی زندگی میں قادیان دیکھا وہ جانتے ہیں۔ یہ صرف نام کی جماعت نہ تھی بلکہ بھائی بندی کا رشتہ بہت مضبوط تھا اور فی الحقیقت جب تک اس بھائی بندی کو مضبوط نہ کیا جائے کوئی فائدہ بھی نہیں۔ اسی لئے حضرت امام نے قرآن پر زور دیا ہے کہ تم اس پر چلو اور اس بات پر زور دیا کہ نبی کی سنت پر چلو اور اس پر سارا زور دیا کہ قرآن کے حکم کے خلاف قدم مت اٹھاؤ اور سنت سے ایک انچ باہر نہ جاؤ۔

تقویٰ سے بڑھ کر اور کوئی طاقت نہیں اور جماعت بندی سے بڑھ کر اور کوئی برکت نہیں۔

مسلمانوں کی کس قدر بدقسمتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی عمدہ تعلیم دی۔ مگر مسلمان تتر بتر ہیں۔

مسلمان اتحاد کے بغیر قوی نہیں ہو سکتے

وہاں حکم ہے کہ تفرقہ نہ پڑنے دو۔ مگر یہاں بات بات پر تفرقہ ہے۔ جب تک مسلمان اکٹھے نہ ہوں گے ان میں قوت پیدا نہ ہو سکے گی۔

حضرت امام زماں نے بھی اس پر بڑا زور دیا ہے اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم اسلام کے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں ہمیں گالیاں نکالنا چھوڑ دو۔ ہم کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ ہمیں کافر مت کہو۔ اس امر پر بڑا زور دیا کہ کلمہ گو کو کافر مت کہو۔ اور فرمایا کہ اگر کسی میں 99 وجوہ کفر کی دیکھو اور ایک وجہ ایمان کی ہو تو امام ابو حنیفہ کے حکم کے موافق اسے بھی کافر مت کہو۔ مگر علماء نے ایک نہ مانی

ہمارے امام علیہ السلام کا فرمان

اگر بدقسمتی سے آج جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں میں برکت اسی صورت میں نازل ہو سکتی ہے کہ سب لا الٰہ الا اللہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں۔ تفرقہ چھوڑ دیں اور کسی کے مسلمان ہونے کے لئے اس کا اعلان کافی ہو۔ ہمارے امام نے بڑا زور دیا ہے کہ قرآن پر عمل کرو۔ اسے دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ۔ جماعت کو مضبوط کرو۔

ایک ربع صدی سے جماعت لاہور قائم ہے

لاہور میں پچیس سال سے یہ جماعت ہے۔ جب سے اس کا وجود عمل میں آیا۔ تب سے ہی ہم سن رہے ہیں کہ یہ جماعت غرق ہونے والی ہے۔ لگاتار سنتے رہے کہ یہ جماعت پہلے سال ہی مر جائے گی پھر کہا دوسرے سال مر جائے گی اور پھر تیسرے۔ برابر پچیس سال ہو گئے کہ ہم نے دشمنوں سے بڑے زوردار الفاظ سے اس تمنا کو سنا۔ لیکن اس سالانہ جلسہ پر دشمنوں نے دیکھ لیا کہ جماعت کے اندر بڑی قوت ہے اور یہ بڑی قربانی کر سکتی ہے۔

نہ صرف لاہور نے دیکھا بلکہ مشرق و مغرب کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ اس جماعت کے ذریعہ سے کس قدر خدمت اسلام سرانجام پائی۔ اور یاد رکھو کہ کبھی کسی جماعت سے کوئی خدمت نہیں ہو سکتی جب تک کہ جتھہ بندی نہ ہو۔

ہم میں دو عظیم الشان ہستیاں

ہم میں سے دو عظیم الشان ہستیاں ہیں۔ ایک گذر چکے ہیں اور ایک زندہ ہیں۔ ان کا ہمارے دلوں میں بہت احترام ہے ایک ہیں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم۔ بڑی خدمت ان سے اللہ تعالیٰ نے لی ہے اور یقیناً یقیناً ان کے ذریعہ جماعت کا وقار بہت بڑھا ہے۔ مشرق و مغرب میں جماعت کی عزت ہوئی۔ اور مشرق و مغرب میں ان کا نام بھی چمکا۔

حضرت مولٰینا محمد علی صاحب کی خدمات

اور اسی طرح سے حضرت مولانا محمد علی صاحب کی بہت بڑی خدمات ہیں۔ اتنی خدمات ہیں جو کسی انسان کو شاید نصیب ہوئی ہوں۔ ان کے قرآن کی اردو و انگریزی تفسیروں اور دوسری اعلیٰ درجہ کی کتابوں سے جماعت کا وقار بہت بڑھا ہے۔ ہم سب ان کا احترام کرتے ہیں۔ یہ ہی نہیں وہ تو دشمنوں سے بھی خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ لیکن جس طرح پر حضرت خواجہ کمال الدین کے ساتھ جماعت کا اختلاف ہو جایا کرتا تھا۔ باوجود اس کے ان کا احترام بڑا ہے اور اگر کسی کے دل میں ان کا احترام نہیں تو وہ بدقسمت ہے ان کے ذریعے سے جماعت کا وقار بہت بڑھا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ بھی اختلاف ہوتا ہے اور جب تک ہم زندہ ہیں ہوگا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ کتنا احترام آپ کا تمام جماعت کے دل میں ہے اور جوبلی فنڈ کی کامیابی جہاں اور باتوں کا اظہار کرتی ہے۔ وہاں پر ان کے احترام و تعظیم کا بھی پیمانہ پیش کرتی ہے جو ہمارے دلوں میں ان کے متعلق ہیں۔ یہ جواب کافی ہے ان لوگوں کے لئے جو یہ خواہش کرتے ہیں کہ جماعت مر جائے گی۔ کیونکہ ان کے اندر اختلاف ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس زبردست اخوت اسلامی کا احیاء کیا ہے۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی۔ اس وقت بھی صرف یہ جماعت لاہور ایسی نظر آئے گی جس میں صحیح اخوت اور حقیقی برادری آپ کو مل سکیگی

ہماری جماعت ایک زندہ جماعت ہے

ہم انجمن حمایت اسلام کے مداح ہیں۔ ہمیشہ چندہ دیتے رہے ہیں۔ ان کے پلیٹ فارموں پر لیکچر دیتے رہے ہیں۔ اور کسی مسلمان کے دل کے اندر ان کی مخالفت نہ ہونی چاہیئے۔ مگر انجمن حمایت اسلام کے تمام ممبروں کے دل جانتے ہیں کہ وہ میٹنگوں میں مل تو بیٹھتے ہیں۔ مگر ان کے اندر اخوت نہیں لیکن ہماری جماعت کے اندر تنظیم ہے حقیقی اخوت اور برادری ہے میں زندہ یا مردہ لوگوں کا نام لینا نہیں چاہتا جنہوں نے پلیٹ فارموں پر اس بات کا اعتراف کیا اور کہا۔ "یہ جماعت زندہ جماعت ہے ان کے نمونے پر چلو۔"

جوبلی فنڈ کے متعلق تجاویز

تھوڑے دنوں میں جوبلی کا انتظام اور اس کے متعلق تجاویز قوم کے سامنے پیش ہونے والی ہیں۔ کوشش کرو۔ دعاؤں سے بھی اور تجاویز سے بھی کہ جماعت کی بنیادیں پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائیں اور اس ثمردار درخت کو پہلے کی نسبت زیادہ پھل لگے اس کے لئے دعائیں بھی کرو اور کوشش بھی کرو۔ تاکہ ہماری قوم ایک مضبوط چٹان پر کھڑی ہو جائے۔ جہاں سے اسے کوئی ہلا نہ سکے اور ہم پہلے سے زیادہ اسلام کی خدمت کر سکیں اللّٰہم زد فزد۔ آمین یا رب العالمین۔

(فرقان منصور دائیں) ۸ / ۱۹۳۴

رشتوں ناطوں کے متعلق ضروری اطلاع

رشتہ کی درخواست کے لئے انجمن نے ایک خاص فارم بالنقشہ تجویز کیا ہوا ہے جو طبع شدہ ہے اور جس میں تقریباً تمام ضروری کوائف کا اندراج ہوتا ہے۔ رشتہ کی درخواست کے لئے اس فارم کی خانہ پری ضروری ہے اور کوئی درخواست اس وقت تک صحیح معنوں میں درخواست نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ اس فارم کی خانہ پری نہ کی جائے۔ محض خط لکھ دینا کہ ان اوصاف کا رشتہ درکار ہے کافی نہیں اور نہ اس میں کوئی کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس لئے تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ضرورت مند بھائی ضرورت کے لئے یہ فارم مجھ سے منگوا لیا کریں اور نہایت صحیح صحیح کوائف اس میں درج کر کے فارم واپس میرے نام بھیجا کریں۔ اور اگر چاہیں تو الگ خط میں مزید امور کے متعلق جو ان کے خیال میں ہوں تحریر کر دیا کریں۔ تمام خط و کتابت جو اس سلسلہ میں کی جاتی ہے وہ نہایت احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھی جاتی ہے۔ اور یہ سب کام بطور امانت کے سرانجام دیا جاتا ہے۔ مکرر عرض ہے کہ مجوزہ فارم کی خانہ پری کے بغیر کسی درخواست پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ احباب کو اس کی پابندی ضروری ہے۔

دوسری بات جو میں اصحاب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض دوستوں کا خیال ہے کہ درخواست کرتے ہی رشتہ کا پتہ مل جانا چاہیئے بعض صورتوں میں تو ممکن ہے کہ ایسا ہو سکے۔ لیکن بعض صورتوں میں بہت مشکل ہے اور ایسے معاملات میں عجلت اچھی نہیں۔ اس لئے فارم بھیجنے کے بعد معاً اس امر کی توقع رکھنا کہ فی الفور عملدرآمد ہو جانا چاہیئے قابل اصلاح خیال ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ کہ اس کام میں دعا سے امداد فرمائیں۔ تاکہ ہر قدم جو اس معاملہ میں اٹھایا جائے وہ بابرکت ہو اور تعجیل سے جو نقص لاحق ہو جایا ہوتے ہیں ان سے ہمارے سلسلہ کے احباب مامون و مصئون رہیں۔

محمد مرتضیٰ خاں
پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر۔ مسلم ٹاؤن۔ اچھرہ

جن احباب نے پیغام صلح کا چندہ ابھی تک ادا نہیں کیا ان کے نام متعدد یاد دہانیوں کے بعد وی۔ پی بھیجے جا رہے ہیں جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہو

(بقیہ صفحہ ۲)

کیا جاتا۔ تو نماز کی امامت کرانے اور جمعہ کا خطبہ پڑھنے کے لئے حضرت مولانا عبد الکریم سے بہتر آدمی ملنا محال تھا۔ آواز ایسی پر رعب تھی اور الفاظ میں اس قدر دلکشی تھی کہ پتھر جیسے سخت دلوں پر بھی اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

مہمان نوازی اور تواضع کی ایک مثال مجھے یاد آ گئی۔ بیعت کرنے کے کچھ عرصہ بعد میں معہ ایک دوست کے کہ وہ بھی اس وقت لاہور کے ایک کالج میں تعلیم پاتے تھے قادیان گیا۔ اس وقت مکان بہت تھوڑے تھے۔ سردی کا موسم تھا۔ رات کے وقت ہماری چارپائیاں حضرت اقدس کے مکان کے ایک ایسے کمرہ میں بچھائی گئیں کہ وہاں مختصر کمرہ میں جو گفتگو ہوتی سنائی دی جا سکتی تھی۔ اس کمرہ میں ایک صاحب معہ قبیلہ فروکش تھے۔ وہ پردہ کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ انہوں نے ہماری چارپائیاں وہاں سے اٹھوا دیں۔ اور کوئی جگہ نہ ملتی تھی۔ حضرت اقدس کو اس معاملہ کی اطلاع ہو گئی ہمارے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ نہیں حضرت صاحب یاد فرماتے ہیں۔ وہ ہمیں اس بالاخانہ میں لے گیا۔ جہاں حضرت صاحب خود سویا کرتے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت صاحب ایک تخت پوش پر تشریف فرما ہیں۔ ایک لوٹا اور ایک گلاس پاس پڑے ہیں۔ ایک چارپائی نزدیک ہی بچھی تھی جو اس تخت پوش سے کافی اونچی تھی۔ ہمیں حضرت صاحب نے چارپائی پر بیٹھنے کو کہا۔ ہم نے عذر کیا کہ ہم حضور سے اونچی جگہ پر کیسے بیٹھ سکتے ہیں۔ فرمایا جب ہم کہتے ہیں تو بیٹھ جاؤ کہ الامر فوق الادب۔ ہم بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب نے اپنے دست مبارک سے لوٹے سے گلاس میں دودھ ڈالا اور ہم کو پلایا اور اس تکلیف کیلئے جو ہم کو ہوئی عذر خواہی کی اور کافی عرصہ اس بات پر گفتگو فرماتے رہے کہ خدا کی راہ میں تکلیفیں بھی ہوتی ہیں اور ان تکلیفوں کی وجہ سے بہت ثواب ملتا ہے۔ پھر تشریف لے گئے ایک اور چارپائی بھی اس کمرہ میں آ گئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ پہلی چارپائی جو وہاں پڑی ہوئی تھی، اس پر خود حضرت اقدس سونے کو تھے کہ ہماری پریشانی کی اطلاع پہنچی۔ خود گھر میں اپنے سونے کے لئے کسی اور جگہ انتظام کر لیا اور وہ چارپائی اور کمرہ ہمارے لئے چھوڑ گئے۔

حضرت اقدس کے کیرکٹر میں ایک بات خاص طور پر نمایاں تھی اور وہ یہ تھی کہ حضور میں تصنع نام کو بھی نہ تھا۔ حضور کی رفتار گفتار حرکات سکنات سے قطعاً معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کوئی بات یا فعل تصنع یا تکلف سے کر رہے ہیں۔ میں نے بہت پیروں اور سجادہ نشینوں کو دیکھا ہے۔ چلتے ہوئے نیچی نگاہ کر لیتے ہیں، مگر صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصنع ہے۔ حضرت اقدس جب چلتے تو یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ نگاہ کو نیچا کیا ہوا ہے۔ مگر قدرت نے نگاہ میں ایسی چیز رکھی ہوئی تھی کہ سامنے سے بہت تھوڑی دور دیکھ سکتے تھے اور ارد گرد تو نظر جاتی ہی نہ تھی۔

قادیان کا پرانا بازار بہت تنگ ہے۔ حضرت صاحب جب اس بازار میں سے گذرتے تو دکاندار کھڑے ہو کر ہاتھ سے سلام کرتے۔ مگر میں نے حضرت کو کبھی جواب دیتے نہ دیکھا۔ باہر میدان میں جو زمیندار کھیتوں میں کام کرتے ہوتے وہ بھی راستہ سے ایک طرف کھڑے ہو کر ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سلام کرتے اس کا جواب دیتے ہوئے بھی میں نے حضرت کو کبھی نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ جب حضرت صاحب سیر کو جا رہے تھے۔ تو ایک زمیندار نے اپنا ہل چھوڑ کر راستہ کے ایک طرف کھڑا ہو کر بلند آواز سے السلام علیکم کہا تو حضرت صاحب ایسے ہو گئے جیسے کوئی آواز سن کر چونک پڑتا ہے اور وعلیکم السلام فرمایا۔ اس دن مجھے معلوم ہوا کہ محض ماتھے پر ہاتھ رکھ کر سلام کے جواب کی توقع رکھنا فضول ہے کیونکہ حضرت صاحب کی نظر تو اپنے سامنے ایک دو گز سے آگے نہیں جاتی تھی۔

ایک دفعہ درس میں حضرت مولانا نور الدین صاحب علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اور لوگوں میں تشریف لایا کرتے تھے ہمیشہ "سبحان اللہ سبحان اللہ" پڑھا کرتے تھے۔ مجھے اس وقت یہ خیال گزرا کہ یہ کیا بات ہے ہمارے حضرت نے تو کبھی ایسا نہیں کیا۔ نماز مغرب کے بعد حضرت مسجد مبارک میں بیٹھتے۔ کھانا بھی وہاں ہی مہمانوں کے ساتھ کھاتے اور عشا تک وہاں ہی تشریف رکھتے ہیں جب تک وہاں رہتا اس وقت یعنی نماز مغرب سے لیکر نماز عشا تک حضرت کے پاؤں دباتا رہتا۔ اس روز بھی میں پاؤں دبا رہا تھا اور جو کچھ حضرت مولانا نے درس میں فرمایا تھا وہ مجھے بھول چکا تھا۔ مگر اچانک میرے کانوں میں سبحان اللہ سبحان اللہ کی آواز پڑی۔ میں نے سمجھ لیا کہ حضرت ہمیشہ تسبیح پڑھتے ہیں۔ اور آج ذرا اونچی آواز سے میرا وسوسہ دور کرنے کے لئے پڑھی۔ ایسا اکثر ہوتا تھا کہ جب کسی کو اس قسم کا کوئی وسوسہ گذرتا حضرت صاحب اسی طریق سے دور فرما دیتے میں نے بھی اس موقعہ کے علاوہ اور دو دفعہ مشاہدہ کیا۔ معلوم نہیں حضرت صاحب کو ایسے وسوسوں کا پتہ لگ جاتا تھا یا اللہ تعالیٰ ویسے ہی ان سے ایسا کرا دیتا تھا۔ تسبیح کا خفی آواز سے پڑھنا بھی ظاہر کرتا ہے کہ حضور کوئی فعل دکھانے کیلئے نہیں کیا کرتے تھے۔ میں دو دو تین تین ماہ متواتر قادیان میں رہا اور شاید ہی کوئی دن ایسا ہوگا کہ میں نے وہاں کے قیام کے دوران میں پاؤں نہ دبائے ہوں اور حضرت سے قریب ترین جگہ نہ لی ہو۔ مگر نہ تو اس روز سے پہلے اور نہ بعد میں نے "سبحان اللہ" اونچی آواز سے حضرت کے منہ سے سنا۔

حضرت رسول کریمؐ سے تعشق

حضرت اقدس کے کیرکٹر میں ایک بڑی زبردست خصوصیت یہ تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی درجہ کا عشق تھا۔ اس محبت کا اندازہ حضرت کے نعتیہ کلام سے جو اردو، فارسی اور عربی میں موجود ہے ہو سکتا ہے۔ میں قادیان میں تھا کہ عرب سے ایک عالم کا خط آیا جس میں درج تھا کہ میں نے قصیدہ جو آپ نے رسول اکرمؐ کی نعت میں لکھا ہے پڑھا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں سر کے بل رقص کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچوں۔ قادیان میں اس وقت ڈاک دن ڈھلے آیا کرتی تھی اور ظہر کی نماز کے بعد حضرت کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی۔ بعض وقت تو حضرت وہ خطوط ساتھ لے جاتے اور بعض وقت مسجد میں ہی سن لیا کرتے۔ ایک روز حضرت مولانا عبد الکریم مسجد میں باہر سے آئے ہوئے خطوط سنا رہے تھے کچھ خطوں کے بعد ایک لفافہ میں سے ایک آریہ کا ایک مطبوعہ اشتہار نکلا جس میں حضور سرور کائنات کی ذات کے متعلق بہت سے اعتراض کئے گئے تھے۔ حضرت نے جب وہ اشتہار سنا تو چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا اور یک بیک طبیعت متغیر ہو گئی۔ وہ اشتہار ہاتھ میں لے لیا اور فوراً اندر چلے گئے۔ باقی خطوط بھی نہ سنے اور نہ کوئی اور بات کی۔ عصر کے وقت اندر سے پیغام آ گیا کہ حضرت نماز کیلئے باہر تشریف نہیں لائیں گے۔ کیونکہ ضروری مضمون لکھ رہے ہیں نماز مغرب کے وقت تشریف لائے چہرہ نہایت بشاش تھا۔ ہاتھ میں وہ مضمون تھا جو اس آریہ کے اعتراضات کی تردید میں لکھا گیا تھا۔ نماز کے بعد وہ مضمون سنایا گیا۔ اعتراضوں کے ایسے دنداں شکن جواب دیئے گئے تھے کہ سب حاضرین سنکر ششدر رہ گئے۔ حضرت اقدس کے نام ان کی اپنی ذات کے متعلق بہت گندے اور دل آزار گالیوں سے بھرے ہوئے خط آیا کرتے تھے۔ مگر ان کو پڑھ کر حضرت کو کبھی ملال نہیں ہوا لیکن حضرت رسول کریمؐ کی ذات گرامی کے برخلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتے تھے۔ لیکھرام آریہ کا قصہ عام مشہور ہے۔ اس نے دو تین دفعہ سلام کیا۔ مگر اس کو جواب نہ دیا کسی نے عرض کیا کہ حضور [illegible] لیکھرام ہیں" تو فرمایا "میں جانتا ہوں میرے آقا کو تو [illegible] ہے۔ مجھ کو سلام کرنے کے کیا معنی" حضرت رسول کریمؐ [illegible] جب کسی نے کوئی اعتراض کیا۔ حضرت اس کا جواب دیا۔ ایک [illegible] نے ایک بڑی دل آزار کتاب بنام "امہات المومنین" شائع کی [illegible] ملک کے طول و عرض میں اس کے برخلاف مسلمانوں میں ہیجان پیدا [illegible] گیا اور جگہ جگہ اس کی ضبطی کے متعلق ریزولیوشن پاس ہوئے [illegible] مگر حضرت نے اس کے متعلق لکھا کہ اب اس کی ضبطی سے کیا [illegible] اس سے تو ہمارا عجز ثابت ہوگا۔ ہم اس کا جواب لکھیں گے [illegible] سید احمد خاں مرحوم نے حضرت کی رائے سے اتفاق کیا۔ احمدیت کے برخلاف جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ حضرت نے رسول کریمؐ کی توہین کی ہے [illegible] اپنی ذات کو مقابلہ میں پیش کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر بیہودہ اور [illegible] اعتراض نہیں ہو سکتا۔ رسول کریمؐ سے حضرت کا تعشق انتہائی درجہ تک پہنچا ہوا تھا۔ خود سرور کائنات کی توہین کرنا تو کجا کسی دوسرے سے ذرہ بھر توہین برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

اپنے خادموں سے ہمدردی اور شفقت

جو ہمدردی اور شفقت حضور کو اپنے خادموں سے تھی اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ ہر ایک سے ایسی مہربانی اور محبت سے پیش آتے تھے کہ سب کو یہی خیال ہوتا تھا کہ مجھ پر خاص نظر عنایت ہے [illegible] میں ہر ایک کے کام آتے اور جو امداد ممکن ہو سکتی فرماتے۔ [illegible] سے بار بار قادیان آنے کی اور تعلقات کو استوار کرنے کی [illegible] فرماتے۔ مریدوں کا بھی یہ حال تھا کہ جس کو ذرا موقعہ ملتا قادیان حاضر ہو جاتا۔ ملازم لوگ عام طور پر تعطیلات قادیان میں ہی [illegible] کرتے۔ وہاں جانے کی خواہش ایسی زبردست ہوتی کہ جوں جوں [illegible] آتی خوش ہوتے۔ جب قادیان میں اجتماع ہوتے حضرت [illegible] کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ مریدوں کا ذکر ہمارے دوست [illegible] فرمایا کرتے۔ قادیان میں جو بیمار ہوتے ان کی عیادت کیلئے [illegible] لے جاتے اور علاج بھی تجویز فرماتے اور ہر وقت ان کی بیماری کے حالات کے متعلق دریافت فرماتے رہتے۔ ایک دفعہ ایک شخص کا نام غالباً نور محمد تھا ذات الجنب کی بیماری میں مبتلا تھا غریب آدمی تھا۔ بڑی مسجد کے عقب میں ایک کچے مکان میں رہتا تھا اس کو زیادہ تکلیف ہو گئی۔ اس کی تکلیف کی خبر سنکر گرمی کے موسم میں عین دوپہر کے وقت حضور اس کی جگہ پر تشریف لے گئے حضور کو جاتا دیکھ کر کئی خادم ساتھ ہو گئے۔ بندہ بھی ان میں تھا۔ وہاں پہنچ کر [illegible] تک حضور دعا فرماتے رہے۔ خدا کی قدرت کہ اس کو فوری صحت حاصل ہو گئی۔ مرزا ایوب بیگ مرحوم برادر خورد حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم جن دنوں مرض الموت میں گرفتار [illegible] اپنے بھائی کے پاس فاضلکا میں تھے ان کی زندگی کے آخری ایام میں۔ میں قادیان میں تھا۔ جس قدر فکرمندی ان کی بیماری کے متعلق حضرت کو تھی وہ کسی قریب ترین رشتہ دار کو بھی ہو سکتی ہے اور جب ان کی موت کی خبر پہنچی تو حضرت کو سخت صدمہ ہوا۔ فرمایا "اس قدر [illegible] ہوا ہے کہ رونے کو دل چاہتا ہے۔ مگر خدا کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم ہے" تعلقات کو ہمیشہ قائم رکھنا حضرت کے کیرکٹر کا [illegible] تھا۔ منشی غلام قادر فصیح سیالکوٹ کے ایک مشہور آدمی تھے [illegible] میں وہ بیعت میں داخل ہو گئے۔ اخلاص بھی دکھایا۔ مگر [illegible] بعد میں وہ کر کمزوریات میں پھنس گئے اور سلسلہ عالیہ سے کوئی [illegible] نہ رہا۔ سیالکوٹ کے اصحاب آئے تو حضرت نے ان سے منشی [illegible] کے حالات دریافت فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ شراب نوشی کی [illegible]

بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ حضرت نے ان سے دریافت کیا کہ آپ لوگ ان سے ملتے ہیں یا نہیں۔ جواب نفی میں سن کر حضرت نے فرمایا کہ ہمارا ان سے تعلق قائم ہو چکا ہے اور ہمارا قاعدہ ہے کہ ہم اپنے تعلقات کو ہمیشہ نباہتے ہیں۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ ان سے ملتے رہیں۔ اگر شراب پی کر بازار میں گرے ہوئے ہوں تو بھی ان کو اٹھائیں اور ہر ایک قسم کی ہمدردی کریں۔ ان کی بدقسمتی ہے کہ بری صحبت میں پڑ گئے اور ہماری ہمدردی کے وہ مستحق ہیں"۔

کیرکٹر میں امتیازی نشان

حضرت اقدس کے کیرکٹر میں ایک چیز تھی جو اس کو اور لوگوں کے کیرکٹر سے جدا کرتی تھی۔ حضرت ایک خاص کام کے سرانجام دینے اور ایک خاص فرض کو ادا کرنے کیلئے پیدا ہوئے اور مبعوث ہوئے اور وہ تھا دین حق اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنا۔ اس فرض کو ادا کرنے کی تڑپ آپ میں تھی، وہ بذات خود آپ کی صداقت پر بین دلیل تھی۔ ماموریں کے متعلق عام طور پر مجنون ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے وہ مجنون تو نہیں ہوتے مگر مجنونوں کی ایک عادت ان میں ضرور ہوتی ہے۔ مجنون کو جس بات کی دھن لگ جاتی ہے وہ اس کو کبھی نہیں چھوڑتا اور ہر وقت اسی دھن میں رہتا ہے۔ یہی حال ماموریں کا ہوتا ہے وہ جس کام کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کو ہر وقت اسی کا خیال رہتا ہے۔ اور کوئی شغل۔ کوئی تکلیف کوئی ترغیب کوئی خوف غرض کوئی چیز بھی ان کو اس خیال سے نہیں ہٹا سکتی۔ مجنون اور مامور کی دھن میں یہ فرق ہوتا ہے کہ مجنون کی دھن کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کرتی اور مامور جس کام کے پیچھے لگتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ مثلاً بیٹھے بٹھائے کسی کے مکان کو تالا لگا لینا تھا کہ ان وقت اور بادشاہ کو لکھنا کہ سب کام میرے سپرد کر دو۔ صریح طور پر مجنونانہ فعل ہیں جن سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ ماموریں اس قسم کی لغو حرکتیں نہیں کرتے۔ وہ ایک صداقت لاتے ہیں اور اس صداقت کی اشاعت کے لئے عام معقول ذرائع استعمال کرتے ہیں اور ہر وقت اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ یہی حال ہمارے مسیحا کا تھا اٹھتے بیٹھتے چلتے۔ پھرتے، مسرت اور خوشی کی گھڑیوں میں۔ تکلیف اور مصائب کے وقتوں میں، سفر اور حضر میں غرض ہر وقت یہی خیال تھا۔ کہ جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے کسی طرح وہ پورا کریں۔ میں نے بارہا دیکھا کہ کوئی گفتگو، کوئی شغل تھوڑے عرصہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی شان سے نہیں روک سکتی تھی۔ ایک دفعہ امساک باراں کی وجہ سے قحط کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ اردگرد کے دیہات کے چند زمیندار آئے اور انہوں نے دیہاتی رنگ میں اپنی تکلیف کا اظہار کیا۔ حضرت کی عادت تھی کہ خواہ کوئی کیسی ہی بے معنی گفتگو کرے نہایت توجہ سے سنتے تھے اور کسی کی دلشکنی نہ کرتے۔ دیہاتی لوگ بعض وقت ایسی دور از کار باتیں کرتے کہ حاضرین مجلس تنگ پڑ جاتے۔ مگر حضرت نہ تو زبان سے کوئی ایسا لفظ کہتے نہ کسی اور طرح سے کوئی اشارہ کرتے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ اس سے اکتا گئے ہیں تو غرض یہ ہے کہ وہ زمیندار کافی عرصہ تک امساک باراں کی متعلقہ تکلیفوں اور خطروں کا اظہار کرتے رہے۔ جب وہ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو حضرت نے فرمایا کہ قانون قدرت یہی ہے کہ جب قحط پڑ جاتا ہے تو پھر خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے اور بارش ہو جاتی ہے۔ تھوڑی دیر اس موضوع پر گفتگو فرمائی اور پھر جھٹ رخ بدل دیا اور فرمایا کہ روحانی سلسلہ کا بھی یہی حال ہے۔ جب گمراہی اور ضلالت بہت زیادہ ہو جاتی ہے تو روحانی بارش بھی آسمان سے نازل ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا دنیا میں سب سے زیادہ روحانی قحط اس وقت تھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ پھر قرآن شریف کی آیت ظہر الفساد فی البر والبحر کا حوالہ دیکر اس زمانے کے حالات بیان فرمائے اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات پر بڑی لمبی تقریر فرمائی جس کو سن کر حاضرین کے دل یقین سے بھر گئے اور حضرت سرور کائنات کی عظمت کا نقشہ کھنچ گیا۔

میں نے پنجاب کے ایک بڑے مشہور پیر کی شہرت جن کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ سنی ہوئی تھی۔ اتفاق سے وہ پیر صاحب ایک ایسے شہر میں تشریف لے آئے جہاں میری تعیناتی تھی۔ میرے ایک دوست جن کو ان سے ارادت تھی میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ چلو پیر صاحب سے ملاقات کرائیں۔ شام کا وقت تھا میں اپنے دوست کے ساتھ پیر صاحب کی قیامگاہ پر پہنچا۔ مغرب کی نماز کا وقت تھا بہت سے مرید بھی جمع تھے۔ بہت تھوڑے ان میں سے نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز باجماعت کا کوئی انتظام نہ تھا علیحدہ علیحدہ چند آدمی نماز پڑھ رہے تھے۔ پیر صاحب کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی کیونکہ جس شخص کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں، ان کے گھر کی عورتیں اور دیگر مستورات شرف زیارت حاصل کر رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ کم از کم نماز کا وقت ہے۔ نماز باجماعت میں تو شمولیت ہونی ضروری تھی۔ اس کا کوئی جواب نہ ملا میں واپس آ گیا۔ اگلے روز پھر وہی میرے دوست آئے اور فرمایا کہ آج پیر صاحب تشریف لیجا رہے ہیں اور اس وقت ریلوے سٹیشن پر تشریف لے گئے ہیں۔ میں ان کے ہمراہ ریلوے سٹیشن پر گیا۔ پیر صاحب کو دیکھا کہ مریدوں کے حلقہ میں کھڑے ہیں اور ایک بہت بڑی تسبیح ہاتھ میں ہے اور اس پر کچھ پڑھ رہے ہیں۔ گاڑی کے آنے میں تقریباً ایک گھنٹہ دیر ہو گئی۔ مگر اس تمام عرصہ میں پیر صاحب اپنی تسبیح میں ہی مشغول رہے۔ لوگ آتے اور پاؤں کو ہاتھ لگاتے اور بعض تو ایسی حرکات کرتے جن سے معلوم ہوتا کہ گویا سجدہ کر رہے ہیں۔ مگر پیر صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے اور متواتر اپنے وظیفہ میں مشغول رہے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ آپ جانتے ہیں اگر ہمارے حضرت ہوتے تو اس وقت کیا ہوتا۔ انہوں نے پوچھا کیا ہوتا۔ میں نے کہا اسی ریلوے کو لیکر قرآن شریف کے معارف اور حقائق کے دریا بہاتے اور اسلام کی صداقت پر بے شمار دلائل دیتے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ کل شام کو جس وقت ہم آپ کے پیر صاحب سے ملاقات کرنے کیلئے گئے تھے۔ اس وقت وہاں نماز باجماعت ہوتی جس میں سب حاضرین شامل ہوتے اور ہمارے حضرت صف اول میں ہوتے۔ ایک اور مشہور پیر صاحب کے مجلس میں دو تین دفعہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں بھی یہی حال دیکھا۔

یاد رکھو! اس زمانہ میں اسلام کی شان کو بلند کرنے والا اور ہر وقت اسی غم میں گھلنے والا صرف ایک ہی شخص ہوا ہے اور وہ ہے ہمارا پیارا امام۔ خدا تعالیٰ کی لا انتہا رحمتیں اس کی روح پاک پر ہوں۔

(باقی دارد)

جن احباب

کا چندہ اخبار پیغام صلح ختم ہو چکا ہے ان کے نام متعدد بار دفتر سے یاد دہانی کرانیکے بعد وی۔ پی کئے جا رہے ہیں جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے

ہمارے آنریری کام کرنیوالوں کی فرستادہ رپورٹیں

(از محمد مرتضےٰ خاں صاحب)

(۱)

برادر محمد امین صاحب امرتسر سے حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

بندہ الحمد للہ بفضل خدا کسی نہ کسی کو سلسلہ کی کتب اور اخبارات وغیرہ بھی پڑھنے کے لئے دیتا رہتا ہے۔ کل ایک وکیل صاحب کو بندہ نے اخبار پیغام صلح پیش کیا اور حضرت امیر کا خطبہ پڑھنے کے لئے خصوصیت سے عرض کی۔ انہوں نے یہ پڑھا دوسرے دن جب میں ان سے ملا تو انہوں نے خطبہ کی بہت تعریف کی اور حضرت امیر کی خدمات اسلامی کا اچھے الفاظ میں اعتراف فرمایا۔ اس سے آگے وہ لکھتے ہیں کہ ایک عالم شخص اور بعض اور سعید روحیں ان کے زیر تبلیغ ہیں اور ان میں سے بعض سلسلہ کے بہت قریب ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بھائی محمد امین صاحب کی مساعی میں برکت دے اور ان کو بارور فرمائے۔ اگر سلسلہ کے دوسرے احباب بھی اسی طرح کام کرنے میں سرگرمی دکھائیں تو کس قدر تقویت کا موجب ہو۔

(۲)

برادر منشی فتح الدین صاحب دھرم سالہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

میں چند ٹریکٹ اخبارات پیغام صلح لیکر ہوڑ آنہ پالم پور۔ کانگڑہ وغیرہ دو مرتبہ گیا۔ مولوی صاحبان سے بات چیت ہوئی۔ مولوی صاحبان کلمہ تو پڑھتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ مگر ہر ایک بات میں فضیلت عیسیٰ علیہ السلام کو دیتے ہیں۔ . . . . . جوبلی نمبر ارسال فرمائیں۔ تاکہ جوبلی نمبر ہوڑ آنہ پالم پور۔ کانگڑہ دکھلایا جا سکے۔ ایک امام مسجد کانگڑہ کا ہے اس بیچارے کو بائیبل کا ہی پتہ نہیں کہ کس کو کہتے ہیں۔ انجمن اسلامیہ نور پور رسالے لبساں حلب دھرم سالہ۔ کانگڑہ۔ پالم پور وغیرہ گراتی رہی اور محمد حیات گاندھی اور محمد علی جالندھری حضرت مسیح موعود کے بارہ میں ہزلیات کہتے رہے۔ اب لوگ ان کے جلسوں سے اور چندہ دینے سے اکتا گئے ہیں۔ نودن میں ایک مسجد میں اذان دینے کا جھگڑا درپیش ہے۔ ہندو مسلمان گرفتار ہوئے ہیں، ہندو تو ضمانتیں داخل کر کر کے رہا ہو رہے ہیں۔ مگر مسلمان اندر ہیں۔ انجمن نور پور پیروی کر رہی ہے ؎

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار (مسیح موعودؑ)

اب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو رہا ہے۔ پہلے احراری عنصر سے متاثر ہو کر احمدیوں کا بائیکاٹ کر رہے تھے۔ اب خداوند کریم نے ان پر ہندوؤں کو مسلط کر دیا ہے۔ سود اسلف کے علاوہ دھوبی نائی، ماشکی کمہار سب بائیکاٹ۔ ناک میں دم آیا ہوا ہے غیر مسلم اقوام سب کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتی ہے اور مسلمان اپنے مخالف فرقہ کو خارج از اسلام۔ خاص کر احمدی وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت میں بموجب خطبات حضرت امیر ایدہ اللہ محبت پیدا کرے اور توسیع جماعت کی توفیق بخشے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

اے آدم زاد بنی اسرائیل کے چرواہوں کا مخالف ہو کر ان سے نبوت کر .... خداوند یہوداہ یوں فرماتا ہے کہ دیکھو میں چرواہوں کا مخالف ہوں۔ مگر اس مخالفت اور دشمنی کی وجہ صریح ہے کہ:-

"مجھے اپنی حیات کی قسم آہ میری بھیڑیں شکار ہو گئیں ہاں میری بھیڑیں ہر ایک جنگلی درندہ کی خوراک ہوئیں۔ اور چوپاؤں نے میری بھیڑوں کی تلاش نہ کی۔ انہوں نے اپنا پیٹ بھرا اور میرا گلہ نہ چرایا۔ انہوں نے بے رحمی سے ان پر حکومت کی اور وہ تتر بتر ہو گئیں"

کیا یہی حالت اس زمانہ کے علماء کی نہیں جو بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہوئے تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کرنے والوں کی مخالفت کرتے ہیں اور خدا کے گلے کو جنگلی درندوں سے نہیں بچاتے۔ بلکہ مسلمانوں کو کافر بنا بنا کر قوم کو کمزور کر رہے ہیں

(باقی آئندہ)

جناب تصدق حسین صاحب قادری (بغداد)
کا مکتوب گرامی

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد نے اپنے ایک تازہ مکتوب مؤرخہ ۲۴ محرم الحرام میں جناب چوہدری محمد اسماعیل صاحب کے مضمون "ہمارے مسیحا" کے بارہ میں اپنی رائے ظاہر فرمائی ہے جو ذیل میں قارئین کی تفنن طبع کے لئے درج کی جاتی ہے۔

"رات جناب الحاج عبد اللہ صاحب فجی والے کو "پیغام صلح" کا مضمون "ہمارے مسیحا" پڑھ کر سنایا۔ بڑے میاں پر رقت کی حالت طاری تھی۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ امید ہے قبلہ چوہدری محمد اسماعیل صاحب یہ سلسلہ برابر جاری رکھیں گے اس گرانقدر مضمون میں جن حقائق کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ آئندہ نسلوں کے لئے نہایت مفید اور خضر راہ ثابت ہوگا۔ کاش کہ ہمارے محمودی بھائی بھی ٹھنڈے دل سے ان حقائق پر غور کریں"

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ احمد ولد مراد ذات مصلی سکنہ قاضیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۱/۴/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳/۳/۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ غلام حسین شاہ ولد راجہ شاہ ذات سید سکنہ سیلو وال تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۴/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳/۳/۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بہادر ولد لکھن ذات بار سکنہ چک ۱۲۱ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام چنیوٹ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۱/۴/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور چنیوٹ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۳/۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ جلال خاں ولد لال خاں ذات سیال سکنہ جبوآنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۴/۴/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳/۳/۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد لالی ذات کاٹھیہ سکنہ چک ۵۲ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵/۴/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۳/۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ذات گھوگھیانہ سکنہ کوڑا یا نوالہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے [illegible] جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵/۴/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳/۳/۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ [illegible]

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ذات بھابڑہ سکنہ لانگ جنوبی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر [illegible] درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۱۵/۴/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۱۲/۳/۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ [illegible]

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ذات قریشی سکنہ ملہوانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام [illegible] کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۸/۴/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ [illegible] پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳/۳/۳۶

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ [illegible]

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-ا ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ انجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ذات بھنڈرہ سکنہ جھوک دایہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام [illegible] کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۸/۴/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ [illegible] پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ [illegible]

دستخط:- خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ [illegible]

ہندوستان

—— لکھنؤ ۱۴ اپریل۔ حکومت یو۔ پی نے صوبہ میں پریس ایکٹ نافذ کرنے اور چار شیعہ اور سنی اخبارات سے ضمانتیں طلب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان اخباروں پر الزام یہ ہے کہ وہ مدح صحابہ اور تبرّہ کے متعلق قابل اعتراض مضامین شائع کرتے رہتے ہیں۔

—— لکھنؤ ۱۴ اپریل۔ کانگریس نئی ورکنگ کمیٹی مرتب کرنے کی کوشش کر رہی ہے جس میں اعتدال پسند اور انتہا پسند دونوں قسم کے ممبر شامل ہوں گے۔

—— لاہور ۱۴ اپریل۔ آج پنجاب اسمبلی کی ایک وزیٹر گیلری میں سی۔ آئی۔ ڈی پولیس کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا کیونکہ خیال تھا کہ کسان کسی نہ کسی طریقے سے گیلری سے مظاہرہ کریں گے۔ لیکن ایسا کوئی ہنگامہ نہیں ہوا۔ البتہ اسمبلی کی حدود سے باہر ۵ کسان گرفتار کر لئے گئے۔

—— لاہور ۱۴ اپریل۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ پنجاب میں موٹر سپرٹ کی فروخت پر ٹیکس لگائے جانے کا قانون ۱۹ اپریل ۳۹ء سے نافذ کیا جائے گا۔ اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے گا وہ ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

—— بنوں ۱۴ اپریل۔ حال ہی میں ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ سرحدی اسمبلی کی کانگریس پارٹی سے تین ممبر مستعفی ہو گئے ہیں۔ جن کے نام ڈاکٹر سی سی گھوش، مسٹر ملکم چند اور لالہ مہتاداس ہیں۔ ان مستعفی شدہ ممبروں نے بیان دیا ہے کہ ہمیں اس وزارت پر اعتماد نہیں۔

—— جبل پور ۱۴ اپریل۔ کٹنی میں ایک شخص محمد یونس کو چھرا گھونپ کر ہلاک کرنے کے الزام میں میونسپلٹی کے نائب صدر اور دیگر تین ہندوؤں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کٹنی میں کرفیو آرڈر اب تک نافذ ہے۔

—— جالندھر ۱۳ اپریل۔ میونسپل کمیٹی جالندھر نے پانچ ہزار روپیہ کی رقم اس لئے منظور کی تھی کہ اس سے مسجد امام ناصر الدین کے دروازہ پر گھنٹہ گھر تعمیر کیا جائے۔ یہ روپیہ مسجد کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے گا۔

—— گیا ۱۵ اپریل۔ دو سو کسان جو آل انڈیا کسان کانفرنس کے سلسلہ میں دیہات سے آئے تھے۔ ریلوے لائن کے آگے لیٹ گئے اور مطالبہ کیا کہ انہیں بلا ٹکٹ لے جایا جائے۔ لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔

—— پٹنہ ۱۵ اپریل۔ سیاسی حلقوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کلکتہ میں اعتدال پسندوں اور انتہا پسندوں میں شدید لڑائی ہوگی۔ امید کی جاتی ہے اس اجلاس میں سبھاش بابو کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی جائے گی۔

—— نئی دہلی ۱۵ اپریل۔ خان بہادر شیخ دین محمد صاحب جج ہائیکورٹ کی جگہ ... مسٹر ایس۔ ایل سیل قائم مقام جج مقرر کئے گئے ہیں۔

—— لاہور۔ ۱۶ اپریل، آج لاہور میں کسانوں کے مظاہرے کا ۲۵ واں دن ہے آج ۱۷ کسانوں کو گرفتار کر لیا گیا معلوم ہوا ہے کہ سمجھوتہ کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

ممالک خارجہ

—— لنڈن۔ ۱۵ اپریل، آج حکومت کے ذمہ دار ارکان اور بحری اور فوجی افسر اس موضوع پر غور کرتے رہے کہ برطانیہ کو جبل الطارق اور مصر کے خطرات کو کیسے دور کرنا چاہئے۔ کیونکہ مصر کی سرحد پر اطالیہ اور جبل الطارق کے قریب و جوار میں ہسپانیہ کی فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔

—— قاہرہ۔ ۱۵ اپریل، البانیہ پر اطالیہ کے قبضہ نے مصر میں ہیجان و اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ تمام اسلامی ممالک کی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں اطالیہ کے خلاف زبردست نفرت و حقارت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعظم نے البانیہ پر اطالیہ کے قبضہ کی اطلاع پاتے ہی فوری اجلاس طلب کیا جس میں ان حالات پر غور و خوض ہوا۔

—— روما۔ ۱۵ اپریل، اعلان کیا گیا ہے کہ ڈیوک آف اوسٹا کو البانیہ کا پہلا وائسرائے مقرر کیا جائے گا۔

—— لنڈن۔ ۱۵ اپریل، فرانس برطانیہ اور روس کے درمیان پولینڈ اور رومانیہ کے خطرہ کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔ ماسکو پیرس اور لنڈن میں وزراء خارجہ میں تبادلہ افکار ہوا کہ جنگ کے وقت ان تینوں ملکوں کی ہوائی فوجوں کو متحد طور پر استعمال کیا جائے۔

—— برلن۔ ۱۵ اپریل، وولف ایجنسی کے نامہ نگار کی اطلاع مظہر ہے کہ پولینڈ کے جرمنوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ وہاں کے باشندے جرمن زبان بولنے اور سفید جراب پہننے والوں کو دیکھتے ہی ان پر حملہ کر دیتے ہیں۔

—— لنڈن۔ ۱۵ اپریل، معلوم ہوا تھا کہ میڈرڈ میں فتح کی پریڈ ۵ امئی کو ہوگی۔ مگر اب اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اب تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ یہ معاملہ جنرل فرینکو نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

—— ٹوکیو۔ ۱۵ اپریل، حکومت جاپان نے یورپ میں جنگی خطرات کے پیش نظر یورپ جانے والے جہازوں اور مال اسباب کی شرح بیمہ بڑھا دی ہے۔

—— برلن۔ ۱۵ اپریل، برلن کے ایک سرکاری اخبار میں برطانیہ اور فرانس کی گارنٹی کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں یونان اور رومانیہ کو بتایا گیا ہے۔ کہ اس گارنٹی کے فریب میں نہ آئیں۔

—— بیروت۔ ۱۵ اپریل، شام لبنان اور دمشق کے بڑے بڑے شہروں میں البانیہ پر اطالیہ کے قبضہ کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ مسجد امیہ میں تیس ہزار مسلمانوں کا جلسہ ہوا جس میں مقررین نے اطالیہ کے اس اقدام کی سخت مذمت کی جلوس نعرے لگا رہا تھا کہ خدا ایک ہے اور مسولینی اس کا دشمن ہے۔

—— لنڈن۔ ۱۶ اپریل، اخبار نیوز ریویو میں ایک سیاسی نامہ نگار کا بیان شائع ہوا ہے جس میں اس امر کا انکشاف کیا گیا ہے کہ جرمنی کے وزیر خارجہ نے مسولینی کو ایک نقشہ اور خفیہ دستاویز بھیجی ہیں۔ اور مسولینی کو فوجی امداد کا یقین دلایا ہے۔ نیز اس امر کا اظہار کیا ہے کہ یونان، فلسطین اور مصر پر قبضہ کرنے کیلئے مسولینی جو تیاریاں کر رہا ہے ان پر وہ جلد عمل کر سکتا ہے۔ یورپ کے سیاسی حلقوں میں اس دستاویز کو بے حد اہمیت دی جاتی ہے۔

—— روما۔ ۱۶ اپریل، اٹلی کے وزیر خارجہ کاؤنٹ چیانو نے کل اسمبلی ایک تقریر کے دوران میں اعلان کیا ہے کہ کئی حکومتوں نے البانیہ پر اٹلی کے قبضہ کو تسلیم کر لیا ہے۔ نیز اگر کسی نے اطالیہ اور البانیہ

الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا گلدستہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ
کر دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ | لاہور - یوم شنبہ مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۳۹ء | نمبر ۲۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدائی نشانوں کی تکمیل کے متعلق انبیاء اور اولیاء کی فطری تڑپ

یہ ایک نہایت باریک سِرّ اور دقیق نکتہ معرفت ہے جسے ہر ایک شخص سمجھ نہیں سکتا کہ انبیاء اور اہل اللہ کیوں پیشگوئیوں کے پورا ہونے اور کرنے کیلئے ایک غیر معمولی رغبت اور تحریک اپنے دلوں میں رکھتے ہیں جس قدر بھی انبیاء گذرے ہیں یا اس امت میں اہل اللہ ہوئے ہیں ان کو فطرۃً اس بات کی تڑپ دی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے پورا کرنیکے لئے ہمہ تن کوشش کریں۔ مثلاً دیکھو حضرت مسیح تخت داؤد کی بحالی والی پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے کس قدر کوشش اور سعی کرتے رہے یہاں تک کہ اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ جس کے پاس تلوار اور ہتھیار نہ ہو وہ اپنے کپڑے بیچکر ہتھیار خریدے۔ اب اگر اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح فطرتی جوش نہ رکھتے تھے جو انبیاء کو ہوتا ہے تو ان کے لیا حکم دینے کا کیا مطلب تھا؟ ایسا ہی اگر حضرت نبی کریمؐ میں پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے فطرتی جوش نہ تھا تو آپ کیوں حدیبیہ تشریف لیگئے حالانکہ پیشگوئی میں فتح کا کوئی وقت اور سال بھی بتائی گئی تھی اصل بات یہی ہے کہ انبیاء و اولیاء اللہ تعالیٰ کے نشانات کی عزت کرنا چاہتے ہیں اور چونکہ ان کے پورا ہوجانے پر معرفت اور یقین میں ترقی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ظہور ہوتا ہے جس کے ظہور کے لئے وہ بیتاب ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ انکے پورا کرنے کیلئے سعی بلیغ کرتے ہیں حضرت نبی کریمؐ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی نشان پورا ہوتا تو آپ سجدہ میں گرجاتے جبتک کہ انسان کا دل دھویا نہ جائے اور ایمان کا حجاب اور زنگ کی تہوں سے صاف نہ کیا جائے سچا اسلام اور سچی توحید جو مدار نجات ہے حاصل نہیں ہوسکتی اور دل کے دھونے اور ان حجاب ظلمانی کو دور کرنیکا آلہ یہی نشانات الٰہیہ ہیں جن کے ذریعہ سے خود اللہ تعالیٰ کی ہستی اور نبوت پر ایمان

اخبار احمدیہ

—— برلن کی تازہ ڈاک میں یہ خوشخبری موصول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ۹ اپریل کو جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام خالد رکھا گیا۔ اس خوشی میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے انجمن کو مبلغ دس روپے عطا فرمائے ہیں جزاہ اللہ جناب ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ محترمہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض ہے۔

—— ہماری جماعت کے محترم بزرگ جناب مولوی محمد رمضان صاحب لفہ (سرحد) سے اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے صاحبزادہ ڈاکٹر محمد عبدالرحمان صاحب کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام خلیل الرحمٰن رکھا گیا ہے اس خوشی میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے انجمن کو پانچ روپے عطا فرمائے ہیں جزاہ اللہ۔ مولوی صاحب اور ڈاکٹر صاحب اور ان کے معزز خاندان کے جملہ افراد کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

—— تازہ اطلاع ہے کہ اب جناب مولانا احمد صاحب پہلے کی نسبت افاقہ ہے مزید دعاؤں کی ضرورت ہے۔

—— ہمارے محترم دوست ڈاکٹر رفیق بیگ صاحب کے عزیز شدید علیل ہیں جسکی وجہ سے انہیں بہت پریشانی ہے انکی صحتیابی کیلئے

—— ہمارے دوست چودھری احمد حسین و علی احمد صاحبان ... احمدیت کیوجہ سے مشکلات میں مبتلا ہیں تمام رشتہ دار آمادہ مخالفت ان کیلئے خاص طور پر دعا کیجائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ...

مسیح کی آمد ثانی کا تصور

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی)

(۶)

قرآن مجید کی آیت کا حصہ انّٰی یحیی ھٰذہ اللّٰہ بعد موتھا پہلے جملہ وھی خاویۃ علی عروشھا کی تفسیر ہے۔ ھٰذہ کی ضمیر بتاتی ہے کہ اس بستی سے مراد قوم ہے۔ وھی خاویۃ میں انکی موت کی طرف اشارہ ہے۔ علیٰ عروشھا میں ان کی وجہ موجود ہے یا اس کی حالت موجودہ کی فلمی تصویر ہے۔ اور اس سوال سے کہ اللہ تعالیٰ اسے کیونکر زندہ کرے گا مقصد یہ ہے کہ ایسی مردہ قوم میں زندگی کیونکر پیدا ہوگی۔ ان الفاظ کے اندر خدا کی قدرت پر کوئی شک نہیں بلکہ اس طریق اور ذریعہ کو معلوم کرنے کی دعا کی گئی ہے جس سے قوم زندہ ہوگی۔ اس کے اندر ایک سائنٹیفک اور علمی راز ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی اور طاقت یا انرجی ہر چیز کے اندر موجود ہے مگر اس کے باہر لانے کا طریق ہمیشہ مختلف ہوتا ہے۔ بارود آگ کے ذریعے سے طاقت ظاہر کرتا ہے۔ انجن آگ اور پانی دونوں کی مدد سے قوت کا اظہار کرتا ہے۔ ایک بیج زمین پانی اور دھوپ کے ذریعہ سے اپنا زور دکھاتا ہے۔ ہائیڈرالک مشینیں پانی سے طاقت حاصل کرتی ہیں۔ ایروپلین ہوا کو طاقت کی بنیاد بناتا ہے۔ بجلی حرکت سے اپنی قوت کو بروئے کار لاتی ہے۔ اگر اس انرجی کے پیدا کرنے کا الٹا راستہ اختیار کیا جائے تو نتیجہ صفر رہتا ہے۔ آپ بارود کو پانی میں پھینک دیجئے۔ اس کی قوت ضائع ہو جائے گی۔ آپ بیج کو آگ میں ڈال دیجئے اس کی وہ قوت جو ایک پتھر اور پہاڑ کو شق کر سکتی ہے ضائع ہو جائے گی۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ طاقت اور زندگی مردہ قوم کے اندر بھی ہوتی ہے۔ مگر اس کے اندر سے قوت نکالنے کا طریق کیا ہے اس میں اختلاف ہوتا ہے۔ ایک معمولی انسان کے اندر جو طاقت موجود ہوتی ہے اس کو خرچ کرنے سے اس کی طاقت گھٹتی ہے۔ ایک پہلوان لگاتار اپنی طاقت خرچ کرتا ہے مگر وہ طاقت خرچ نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی جاتی ہے۔ لیکن ایک کاہل آدمی اسے خرچ نہیں کرتا اور بچا کر رکھتا ہے اس میں طاقت کم ہو جاتی ہے۔

مادیات سے آگے گذر کر نفسیات میں اس طاقت کا کرشمہ دیکھئے ماں کی محبت اولاد کی کثرت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے پہلے بچہ پر وہ اپنی پوری محبت خرچ کرتی ہے لیکن دوسرے بچے پر وہ پھر اسی جوش کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔ وہ اپنے پہلے بچہ سے محبت واپس لے کر دوسرے کو نہیں دیتی۔ ہر بچہ کے ساتھ وہ محبت پھر نئے سرے سے موجود ہوتی ہے انسان کے اندر طاقت اور محبت کے لاانتہا خزانے موجود ہیں۔ جہاں چاہو جس وقت چاہو نکال لو۔ وہ ایک ابدی فوارہ کی طرح ہر وقت موجود ہے کوئی چیز سو سال تک بھی مردہ پڑی رہے لیکن اس خاک کے اندر اور اس کے بے حقیقت ذرات کے اندر بھی طاقت موجود ہے صرف اس کے نکالنے اور بروئے کار لانے کا طریق معلوم ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہر چیز میں سے زندگی اور طاقت باہر لانے کا طریق الگ ہے۔ وہ شخص جسے حزقیل کا نام دیا گیا وہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا مظہر ہے جو زندگی اور طاقت کو باہر لاتا ہے۔ حزقیل (خدا زندگی کی طاقت دے گا) اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ زندگی دینا خدا کا کام ہے۔ مگر جس کے ذریعہ خدا کی یہ قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ حاذق اور مسیح کا خطاب پاتا ہے۔ یہود کا یہ خیال تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ یا خدا کا بیٹا پیدا ہو، نہ ان معنوں میں جن میں نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ مانتے ہیں کہ جسمانی طور پر اس کا باپ کوئی نہیں بلکہ وہ صرف خدا سے طاقت اور قدرت پاکر اس کی بادشاہت کا وارث ہو کر بنا دے اور یروشلم پر یہود کی جسمانی بادشاہت ہو۔ وہ کسی روحانی انسان کے طالب نہ تھے اور نہ انہیں روحانی پاکیزگی اور طہارت مطلوب تھی۔ ان کا نصب العین صرف بادشاہت، حکومت اور اردگرد کی ہمسایہ قوموں پر سیاست تھی۔ وہ کانگریسی علماء کی طرح کا ئرس یا خورس (خسرو) کو جو ایک کافر بادشاہ تھا مسیح اور ابن اللہ ماننے کے لئے تیار تھے۔ لیکن سیاست کے بغیر محض روحانی پیشوا کو قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے۔

یہ وہ وقت تھا جب عقیل نامی ایک فلاسفر اناطولیہ میں زندگی کا معمہ حل کرنے میں مصروف تھا اور انسان کی ...... روزی روٹی کیلئے فکرمند تھا۔ وہ لوگوں کی توجہ باہر کی چیزوں کی طرف کھینچتا تھا۔ عقیل کے ہم اس لئے مشکور ہیں کہ لوگوں نے قانون قدرت کی تحقیق عقیل کے راستہ پر چل کر سیکھی۔ لیکن بابل میں عین اس وقت حزقیل اس حقیقی روح کی تلاش میں تھا جس سے انسان اور قوم کی زندگی وابستہ ہے۔ حزقیل سے پیشتر کاہن اور علمائے یہود پرانی یادداشتوں کے محافظ سمجھے جاتے تھے جن کو احادیث یا روایات کہا جاتا تھا کاہن اپنے آپ کو ہیکل میں بند کر کے اپنے گرد ایک جادو کا ماحول پیدا کر کے عجیب و غریب رسومات ادا کیا کرتا تھا۔ حزقیل کو خداوند یہوہ نے پکار کر کہا۔ بنی اسرائیل اپنے مذہب کو گم کر رہے ہیں اور اپنی روحانی زندگی کو کھو چکے ہیں اور اپنے آس پاس کے مشرکین کی طرح زندگی گزارنے لگے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں کوئی ربانی معلم نہیں جو خدا کے فی الواقعی بنی اسرائیل کے اندر موجود ہونے کا اعلان کرے۔ اس خدا کے موجود ہونے کا جو نیکی اور صداقت کا خدا ہے۔ سو وہ غمگین اور حزین ہو کر ان قیدیوں کے بیچ اٹھ کھڑا ہوا اور پکار اٹھا۔ خداوند خدا یوں کہتا ہے اسرائیل کے گڈریوں پر افسوس! جو خود کھاتے ہیں۔ کیا گڈریوں کو اپنی بھیڑوں کو نہ کھلانا چاہئے؟ اس نے اعلان کیا کہ مذہبی لیڈر کا بڑا مقصد لوگوں کی زندگی کی حفاظت ہے۔ وہ قوم کے لئے بمنزلہ ایک چھت کے ہے جو اپنے نیچے پناہ لینے والوں کو بچاتی ہے اور ہر بلا کو اپنے اوپر لیتی ہے۔ پند و وعظ کی ساری دلفریبیاں عبث ہیں۔ انسان کی زندگی کا مقصد اعظم پاک زندگی ہے نبی صرف پیشگوئی کرنے کیلئے نہیں آتا بلکہ وہ ایک ایسا انسان ہے جو لوگوں کو مسائل حاضرہ اور موجودہ حالت کی بابت بتاتا ہے گڈریہ کو خود صداقت کے ماحول میں رہنا چاہئے۔ یہ وہ زندگی کا طریق تھا جو حزقیل نبی کو خدا کی طرف سے بتایا گیا۔ عقیل نے لوگوں کو باہر کی چیزوں کی طرف متوجہ کیا۔ لیکن حزقیل نے لوگوں کو اپنے اندر تبدیلی کرنے کا نسخہ بتایا۔ علماء اسلام اور مسلمانوں کے لئے حزقیل کا یہ تذکرہ جو کچھ براڈ کاسٹ کرتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

بروئے منبر وعظ ہیں آہ یہ بت فروشیاں
بکدۂ غرور تو غازی سومنات ہیں

علماء سو کی کثرت ایک ربانی معلم کے سامنے کوئی وقعت اور حقیقت نہیں رکھتی۔ سواد اعظم کا بت ہمیشہ کسی ابراہیم کی ضرب سے ہی پاش پاش ہوا کرتا ہے اس لئے کہ ابراہیم اور حزقیل اللہ تعالیٰ سے زندگی کا نسخہ لاتے ہیں لیکن علماء کے نسخے دنیا کے گند سے اور زہریلے جراثیم سے پر ہوتے ہیں (... من ماء زنا وسم من قتل) بنی اسرائیل میں علماء اور کاہن بکثرت موجود تھے لیکن قوم کا مسیحا ایک اکیلا حزقیل ہی ثابت ہوا۔ علماء کی کثرت اور کتاب کی موجودگی (جیسا کہ فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ سے ظاہر ہے یعنی تورات کلیتہً اس وقت تک منسوخ نہ ہو چکی تھی۔) قوم کی زندگی کا ذریعہ نہ بن سکی لیکن حزقیل پر جو تازہ روح نازل ہوئی اس نے قوم کی زندگی کا راز اس پر کھول دیا۔ حزقیل نے کتاب کی موجودگی کے باوجود لوگوں کے مردہ رہنے کو ایک نہایت دلاویز تمثیل میں بیان کیا ہے

اور میں نے نگاہ کی تو دیکھو ایک ہاتھ میری طرف بڑھایا ہوا اور دیکھو اس میں کتاب کا طومار ہے اور اس نے اسے کھول کر میرے سامنے رکھ دیا۔ اس میں باہر بھیتر لکھا ہوا تھا اور اس پر نوحہ ... لکھا تھا

پھر اس نے مجھے کہا اے آدم زاد جو کچھ تو نے پایا سو کھا اور اس طومار کو نگل جا اور جا کے اسرائیل کو کہہ۔ تب میں نے منہ کھولا اور اس نے وہ طومار مجھے کھلایا۔ پھر اس نے مجھے کہا اے آدم زاد ایسا کر کہ تیرا پیٹ اس طومار کو جو میں تجھے دیتا ہوں کھا دے اور تو اس سے اپنی انتڑیاں بھر دے تب میں نے کھایا اور وہ میرے منہ میں شہد کی مانند میٹھا تھا۔

(حزقیل باب ۲: ۹ اور ۳: ۱ سے ۳)

ایک ہی چیز جس کے اندر قوم کے لئے نوحہ۔ ماتم اور واویلا تھا وہی چیز ایک روح القدس سے تائید یافتہ کے منہ میں شیریں شہد ہو جاتی ہے اور یہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ یہ حقائق کوئی ایک ہی حزقیل یا مسیح کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اس کے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ اوپر گذر چکا۔ اس زمانہ کا مصلح بھی صاف الفاظ میں فرماتا ہے :-

"اگر سواد اعظم کے یہ معنی ہیں کہ ایک گروہ کثیر ایک طرف ہو تو اگر یہ بات سچی ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہود اور عیسائی قوم کا بھی سواد اعظم تھا۔ جو اہل کتاب ہی تھے۔ بڑے بڑے عالم فاضل اور عابد ان میں موجود تھے ان کے معیار سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تو ان کی شہادت معتبر ماننی چاہئے۔ اصل سواد اعظم وہ لوگ ہیں جو حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالیٰ پر ان کا ایمان ہے اور ان کی شہادت معتبر ہوتی ہے۔ بھلا سوچ کر دیکھو کہ جنگل میں بچھو، سانپ اور درندے وغیرہ ہوں کیا دس ہزار اندھے ان کی نسبت یہ کہیں کہ یہ راہ اختیار کرو تو کوئی ان کی بات مانیگا اور جو ان کے پیچھے چلے وہ سب مریں گے۔ اب اس وقت ایک سواد اعظم نہیں ہے بلکہ کئی سواد اعظم ہیں۔ افیونیوں بھنگیوں چرسیوں شرابیوں وغیرہ کا بھی ایک سواد اعظم ہے تو کیا ان لوگوں کے اقوال کو سند پکڑا جائے۔ جو لوگ حقیقی طور پر قرآن مجید پڑھنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ نے انکو اپنی محبت اور تقویٰ عطا کیا ہے وہ خواہ قلیل ہوں۔ مگر اصل میں سواد اعظم وہی ہے! اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو امۃ کہا ہے حالانکہ وہ فرد واحد تھے مگر سواد اعظم کے حکم میں تھے۔"

قوم کو زندہ کرنے کیلئے حزقیل کی توجہ اس طعام و شراب یا کتاب کی طرف دلائی جاتی ہے جس کے اندر زندگی کا سامان موجود ہے مگر کھولنے کی ...

(نوٹ) مجھے دو تین روز تک ایک لمبا سفر درپیش ہے اس لئے بقیہ مضمون کی اقساط انشاء اللہ تعالیٰ واپسی پر لکھوں گا۔
(عبدالحق)

بلند ترین رُوحانی مقام

(ایک درویش کے قلم سے)

"یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" (القرآن)

"اے نفس خدا کے ساتھ آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میرے بہشت کے اندر آ۔"

"یاد رکھنا چاہیئے کہ اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت انسان کی اس دنیوی زندگی میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ آرام پا جائے اور تمام اطمینان اور سرور اور لذت اس کی خدا ہی ہو جائے۔ یہی وہ حالت ہے جسے دوسرے لفظوں میں بہشتی زندگی کہا جاتا ہے"

(تعلیم الاسلام از مجدد وقت)

ایک زبردست تاریخی غلط فہمی

اجرائے نبوت کے لئے ایک قادیانی یہ دلیل قائم کرتا ہے کہ "اسلام ایک کامل مذہب ہے اور چونکہ کامل مذہب کا کام ہے کہ کامل ترین انسان پیدا کرے، اور نبی کامل ترین انسان ہوتے ہیں، اس لئے اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے متبعین کو مقام نبوت تک لے جائے۔"

یہ خیال ہی غلط ہے کہ نبی ہی کامل انسان ہوتے ہیں ہر وہ انسان خواہ نبی ہو یا غیر نبی جب قرآن کی کماحقہ پیروی کرتا ہے۔ مکمل ترین ہوتا ہے۔

انبیاء کی بعثت کی غرض

نبی دراصل نسل انسانی کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہوتے ہیں اور اس ہدایت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نسل انسانی کی ایسے طریق سے رہنمائی ہو کہ ہر فردِ بشر کو پورا پورا امن اور موقع میسر آئے کہ وہ اپنی تمام کی تمام طاقتوں کو بروئے کار لا کر رضائے الٰہی حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اسی غرض کے لئے مبعوث فرمایا اور مختلف اقوام کو ان کے مخصوص حالات کے ماتحت انبیاء کے ذریعے سے ایسی ہدایت فرمائی جس کی روشنی میں وہ بلند ترین روحانی مقام حاصل کر سکیں۔ انبیاء نبوت کے مقام پر اس ہدایت کے نزول سے پہلے فائز ہو جاتے ہیں اور خوبی کی بات یہ ہے کہ دیگر انسانوں کی طرح ان پر بھی فرض ہے کہ وہ اپنی وحی کی حرف بحرف پیروی کریں گویا کہ وہ بھی اپنی روحانی ترقی کی خاطر آسمانی ہدایت کی پیروی کے محتاج ہیں اور اس کی نافرمانی کی حالت میں اوروں کی طرح مستحق سزا جیسا کہ نبی کریم صلعم کے متعلق قرآن حکیم میں مذکور ہے انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ کہ میں بھی اپنے رب کی نافرمانی کی صورت میں یوم عظیم کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ تو بہرحال انبیاء کو ہدایت دے کر اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ وہ نسل انسانی کو روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچائیں جیسا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں:

"نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کرنے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے، اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لیکر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں (چشمۂ مسیحی ص ۲۴) مگر یہ بات قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء کی تاریخ میں پہلے کوئی شخص نہیں گزرا جو ان انبیا کی اتباع سے نبی بنا ہو۔

دو لابدی نتائج

اس سے دو ہی نتائج واضح ہوتے ہیں کہ یا تو جو ہدایات ان انبیاء کے ذریعے دنیا کی طرف بھیجی گئیں وہ نامکمل تھیں یا روحانی ترقی کا بلند ترین مقام نبوت نہیں مگر اس بات کو ایک ایسا شخص جسے ذرہ بھر بھی عقل سے حصہ عطا ہوا ہے، ایک لمحہ کے لئے بھی قبول نہیں کر سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان اقوام کی طرف نیم سچائی یا نامکمل ہدایت ارسال کی ورنہ ان اقوام کی عدم اصلاح اور خرابی کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر عائد ہوتی ہے کہ اس نے ان کی ہدایت کا ناقص انتظام فرمایا۔ جو کہ صریحاً غلط ہے علاوہ ازیں یہ امر اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے خلاف ہے جو اس نے نسل انسانی سے ترسیل ہدایت کے متعلق ابتدا ہی میں فرمایا تھا۔ کیونکہ ہدایت کا مقصد تھا کہ وہ انسانوں کو لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون (انسان اس ہدایت کی پیروی سے خوف و حزن کی حدود سے بلند ہو جائے گا) کے بلند مقام پر لے جائے گا۔ اور یہ حالت صرف ایک مکمل ہدایت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر ایک انسان سوال کرتا ہے کہ امم سابقہ شرائع کی پیروی سے مقام نبوت حاصل کرنے سے کیوں محروم رکھی گئیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ جو ہدایت ان کو دی گئی وہ تو مکمل تھی مگر گذشتہ چھ ہزار سال میں اس پر ایک بشر بھی عمل پیرا نہ ہو سکا۔ تو یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ ہدایت ناقابل عمل تھی جو کہ ایک بڑا نقص ہے جس پر ایک شخص بھی عمل نہ کر سکا مگر قرآن کی تعلیم سے یہ بات غلط ٹھہرتی ہے کیونکہ اس میں ایسے بزرگوں کا ذکر ہے جو کہ غیر نبی تھے مگر انہوں نے رضائے الٰہی کی راہوں پر قدم مارا جن میں خضر علیہ السلام، مریم صدیقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری۔ اور فرعون کی بیوی قابل ذکر ہیں اور مرزا صاحب نے ثلۃ من الاولین سے بھی یہی استدلال کیا ہے کہ پہلے لوگوں میں بھی ایک ایسا گروہ غیر انبیاء کا ہوا ہے جو کہ کمالات نبوت سے متمتع تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہدایات بھی مکمل تھیں اور ان کے کامل پیرو بھی تھے۔ مگر بلند ترین روحانی مقام نبوت نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کے باوجود نبی نہ ہو سکے۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ پہلی ہدایات ناقص تھیں یا اسلام سے قبل چھ ہزار سال کے لوگ اس قدر غبی، کم ہمت، فاتر العقل، اور ناقص الفہم تھے۔ کہ وہ بلند ترین روحانی مقام یعنی نبوت حاصل نہ کر سکے کیونکہ ان میں سے کوئی "اُمتی نبی"[1] نہیں ہوا۔ جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "پس میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہرگز نہیں ہیں گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی، یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے تا وہ امتی کہلاتے، ان کو خدا تعالیٰ نے الگ الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت کی تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرا دیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۲)

کیا اسلام بھی نامکمل مذہب ہے

تاہم یہ تو ہر کلمہ گو بشمول قادیانیوں کا بھی ایمان ہے کہ اسلام مکمل مذہب ہے قرآن کامل ہدایت ہے اس لئے ضروری ہے کہ بیشمار انسان اس کی پیروی کر کے بلند ترین روحانی مقام پر پہنچے ہوں یعنی نبی بنے ہوں لیکن حیرانگی کی حد نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں ایک بھی انسان مسلمانوں میں ایسا نہیں گذرا جو قرآن کی کامل اتباع سے نبی بن گیا ہو۔ یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ جن کی رہنمائی اور تربیت خود نبی کریم صلعم نے کی اس مقام کو حاصل نہ کر سکے [illegible] یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یا تو اسلام نامکمل ہے یا [illegible] عمل کیونکہ تیرہ صدیوں میں ایک شخص بھی کامل نہ ہو سکا [illegible] پیغمبر اسلام صلعم ۲۳ سال کی کوششوں، دعاؤں اور تربیت کے باوجود ایک بھی کامل انسان پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اگر ہم قادیانی نظریہ کو قبول کر لیں تو گویا ہم نے مان لیا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام قابل اعتراض ہیں گذشتہ تیرہ سو سال کے مسلمانوں بالخصوص صحابہ کرامؓ کا اخلاص محل شک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب بھی [illegible] ہے کہ اس نے انسانوں کی کمزوریوں سے بے خبر ہو کر ایسا قانون عطا فرمایا جس پر اس قدر طویل مدت میں بھی کامل طور پر عمل پیرا نہ ہو سکا۔ ان حقائق کی موجودگی میں یہ مضحکہ خیز امر ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد ایک انسان اس کی پیروی سے نبی بن گیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ بالآخر سات ہزار سال کی جد و جہد کے بعد وہ ایک انسان کو اتباع شریعت سے مقام نبوت پر پہنچانے میں کامیاب ہوا جو کہ غالباً پہلا اور آخری انسان ہے۔

قادیانی دوستوں کے غور کے قابل

میں قادیانی دوستوں سے عرض کروں گا کہ وہ اس [illegible] عقلمندی اور سمجھ سے غور فرمائیں۔ اگر اسلام تیرہ سو سال میں نبی صلعم کی براہ راست نگرانی کے ۲۳ سالہ عرصہ کے [illegible] ایک بھی انسان کو نبی نہ بنا سکا تو یہ اب یا آئندہ بھی کسی انسان کو اس مقام پر نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن اگر اس دور میں اسلام انسان کو بلند ترین مقام پر پہنچاتا ہے تو یقیناً گذشتہ [illegible] بھی اس نے پہنچایا۔ اور ضرور پہنچایا۔ باقی [illegible]

[1] "اُمتی نبی" کا لفظ مخصوص قادیانی اصطلاح کے معنوں میں [illegible] گیا ہے یعنی انبیاء سابقہ کی طرح مکمل نبی جو نبی کی اطاعت [illegible]

سنسکرت کے طلبا کی بے بنیاد شکایات

یونیورسٹی کے حکام کا بیان

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

حال ہی میں صوبہ کے مختلف مقامات پر سنسکرت کے طلبا نے متعدد جلسوں میں ریزولیوشن منظور کر کے اپنی جن شکایات کا اظہار کیا۔ ان پر پنجاب یونیورسٹی کے حکام نے غور کیا ہے۔ شکایات یہ تھیں کہ سنسکرت کے پرچے بناتے وقت یکساں معیار کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ دوسرے امتحانات کی طرح نتیجوں کی تاریخیں مقرر نہیں کی جاتیں۔ سنسکرت کے امتحانات میں بالعموم اور شاستری کے امتحان میں بالخصوص کامیاب طلبا کی فیصدی تقریباً سب سے کم ہے اور امتحان دینے والوں کو اپنے رول نمبر انگریزی میں لکھنے پڑتے ہیں۔ حالانکہ ان کی بیشتر تعداد اس زبان سے بالکل ناواقف ہوتی ہے۔

ان شکایات کے متعلق اصل صورت حالات مندرجہ ذیل ہے۔

پرچے بنانے سے پہلے پرچے بنانے والوں کو ہمیشہ ہدایات بھیجی جاتی ہیں کہ یکساں معیار رکھا جائے۔ نتیجوں کی اشاعت کی تاریخوں کے متعلق پہلے سے اعلان کئے جانے کی پالیسی پر ہر سال بتدریج عمل کیا جا رہا ہے اور ان امتحانات کے تعلق بھی مناسب وقت پر یہی طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ سنسکرت کے امتحانات میں کامیاب طلبا کی فیصدی کے سوال پر کئی مرتبہ غور کیا گیا ہے اور اشاعت سے پیشتر بورڈ آف موڈریٹرز نتیجوں پر غور کر لیتا ہے۔ امیدواروں کے لئے لازمی نہیں کہ وہ اپنے رول نمبر انگریزی میں لکھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں رول نمبر ہندی میں لکھنے چاہئیں۔ البتہ اگر وہ چاہیں تو انگریزی میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی امیدوار ہندی کے علاوہ اپنا رول نمبر انگریزی میں نہ لکھے تو ان امتحانات میں نگرانی رکھنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ رول نمبر انگریزی میں لکھ دیں تاکہ سپرنٹنڈنٹ صاحبان اور دفتر کے لئے غلطی کا امکان نہ رہے۔

[illegible] عالم

ہندوستان

—— ریاست حیدر آباد میں آریہ سماجی شورش بدستور جاری ہے ہندوستان کے بہت سے علاقوں سے آریہ سماجیوں کے جتھے فساد انگیزی کے لئے ریاست کی طرف جا رہے ہیں۔ آریہ سماجی شورش کی وجہ سے مسلمانوں کا اضطراب بھی روز افزوں ہے۔

—— دہلی ۱۷ اپریل۔ حکومت حیدر آباد عنقریب مجوزہ اصلاحات کے متعلق ایک اہم اعلان کرنے والی ہے۔

—— بمبئی ۱۶ اپریل۔ مولوی محمد عرفان صاحب سکرٹری آل انڈیا خلافت کمیٹی حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— مسلمانان جے پور کے مطالبات حکام ریاست نے منظور نہیں کئے اس لئے وہ سول نافرمانی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

—— کلکتہ ۱۷ اپریل۔ آج صبح یہاں سے ۲۶ میل دور محیدیا اسٹیشن پر ڈھاکہ میل بنگال ایکسپریس سے ٹکرا گئی جس کی وجہ سے بہت سا نقصان جان و مال ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے بنگال ایکسپریس محیدیا اسٹیشن پر کھڑی تھی۔ ڈھاکہ میل کے ڈرائیور نے ٹرین بے تحاشا چھوڑ دی اور راستہ میں سگنل کی پرواہ نہ کی۔ اس بے احتیاطی کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہو گیا۔

—— کلکتہ ۱۸ اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ حادثہ کی وجہ سے کئی ڈبے چکنا چور ہو گئے۔ اس وقت تک ۳۵ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں جن میں بنگال اسمبلی کے دو ممبر بھی شامل ہیں۔

—— دہلی ۱۷ اپریل۔ حال ہی میں مسٹر کاظمی کا جو خلع ایکٹ پاس ہوا ہے۔ اس کے ماتحت آج یہاں پہلا مقدمہ دائر کیا گیا

—— نئی دہلی ۱۹ اپریل۔ مولانا مظہر الدین صاحب کے مقدمہ قتل کی سماعت جاری ہے۔ استغاثہ کے گواہوں کے بیانات ہو رہے ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۹ اپریل۔ راجکوٹ کے معاملہ میں نئی نئی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ گاندھی جی نے ریفارم کمیٹی کے ممبروں کی جو فہرست دی تھی۔ اس پر ٹھاکر صاحب کو اعتراض ہے کہ ان سات ممبروں میں سے چھ ریاست کے باشندہ نہیں ہیں۔ مسلمان اور بھیا قوم کمیٹی میں نمائندگی نہ ملنے پر علیحدہ مضطرب ہیں۔

—— ایک بیان میں مسٹر جناح نے مسلمانان راجکوٹ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مجوزہ ریفارمز کمیٹی کا بائیکاٹ کر دیں اور یقین دلایا ہے کہ مسلم لیگ ان کی ہر ممکن امداد کرے گی۔

—— مسٹر جناح نے اپنے اس بیان میں گاندھی جی کے طرز عمل پر نہایت معقول اور پر زور نکتہ چینی کی ہے۔

—— لاہور ۱۹ اپریل۔ آج پنجاب اسمبلی میں حزب مخالف نے ڈپٹی سپیکر سردار دسوندھا سنگھ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پر بحث کرنے کی اجازت کی درخواست ایوان کے سامنے پیش کی جس پر بڑی مشکل سے انہیں ۵۰ ممبروں کی تائید حاصل ہو سکی جس سے انکی طاقت کا صحیح اندازہ ہو گیا۔

—— لاہور ۲۰ اپریل۔ آج وزیر اعظم نے اسمبلی کے اجلاس میں حزب مخالف کو عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی دعوت دی اسکے بعد اجلاس میں شدید ہنگامہ بپا ہوا جس کی وجہ سے اجلاس ملتوی کرنا پڑا

—— الہ آباد ۲۰ اپریل۔ کانگرس کی اندرونی کشمکش بدستور جاری ہے۔ تازہ اطلاع ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے ۹ ممبروں نے مسٹر سبھاش چندر بوس کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

ممالک خارجہ

—— حکومت اٹلی کے وزیر خارجہ نے ایک تقریر کے دوران میں اعلان کیا ہے کہ البانیہ پر اٹلی کا قبضہ بہت سی حکومتوں نے تسلیم کر لیا ہے

—— لندن ۱۵ اپریل۔ حکومت برطانیہ نے جنگ کے وقت [illegible] ہند کو خاص اختیارات دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اس کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء میں ترمیم کی جا رہی ہے۔

—— چین و جاپان کی جنگ کا سلسلہ جاری ہے گذشتہ ہفتہ جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل چینیوں کا پلہ بھاری ہے۔ انہوں نے بہت سے مفتوحہ شہر اور علاقے جاپان سے واپس لے لئے ہیں۔

—— لندن ۱۷ اپریل۔ سفیر البانیہ متعینہ لندن نے البانیہ کی نئی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

—— لندن ۱۷ اپریل۔ ایک مقامی اخبار کا بیان ہے کہ برلن میں اشیائے خوردنی کا شدید قحط رونما ہو گیا ہے۔ چیزیں بہت گراں ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں اضطراب بڑھ رہا ہے اور مارکیٹوں میں ہر روز احتجاجی مظاہرے ہوتے ہیں۔

—— لندن ۱۹ اپریل۔ آج ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے دار العوام میں مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم نے کہا کہ ڈکٹیٹروں کے خلاف محاذ میں چین کو بھی شریک کر لیا جائے گا۔

—— پیرس ۱۹ اپریل۔ فرانس کا سب سے بڑا جہاز "پیرس" نامی امریکہ روانہ ہونے والا تھا کہ اس میں پراسرار طریق پر آگ لگ گئی جس سے بہت سا نقصان ہوا۔ پولیس نے بعض قرائن کی بنا پر دو دن قبل جہاز راں کمپنی کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا تھا۔

—— حکومت افغانستان اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کر رہی ہے۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ چھ ماہ میں اس نے جرمنی سے بہت سی توپیں خریدی ہیں۔

—— فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ دہشت انگیزیوں اور گرفتاریوں کی بھرمار ہے۔ عربوں اور برطانوی افواج میں آئے روز جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔

—— پیرس ۹ اپریل۔ اب یہ خطرہ زیادہ نمایاں ہو گیا ہے کہ جرمنی رومانیہ پر قبضہ کریگا۔

—— لندن ۱۹ اپریل۔ دفتر جنگ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ انگلستان سے جبل الطارق کو مزید برطانی فوج بھیجی گئی ہے۔ حکومت برطانیہ جنگ کے خطرہ کے پیش نظر جبل الطارق کو زیادہ سے زیادہ مسلح کر رہی ہے۔

—— برلن ۱۹ اپریل۔ ہر ہٹلر کل شام اچانک سفر آسٹریا سے اس جگہ وارد ہوا۔ آج صبح اس نے وزیر خارجہ رومانیہ سے دیر تک ملاقات کی۔ وزیر خارجہ جرمنی نے بھی رومانوی وزیر سے ملاقات کی اور اس کے بعد ایک سرکاری اعلان شائع کیا گیا کہ گفت و شنید انتہائی دوستانہ رنگ میں ہوئی اور اکثر امور میں دونوں ممالک کے نقطہ ہائے نظر مطابقت رکھتے ہیں۔

—— رومانیہ کے وزیر خارجہ ہفتہ کے دن لندن جائیں گے اور تین دن قیام کریں گے۔ اس دوران میں ان کی برطانی حکام سے متعدد ملاقاتیں ہوں گی۔

—— گذشتہ دنوں اخبارات میں اطلاع شائع ہوئی تھی کہ سلطنت افغانستان کے صوبہ قندھار میں بغاوت پھیل گئی ہے اس خبر کی حکومت افغانستان نے باقاعدہ تردید کر دی ہے۔

استحکام جماعت کے متعلق ایک ضروری تجویز

رشتے جماعت کے اندر کئے جائیں

تعلقات رشتہ داری کو ان ذرائع میں ایک اہم درجہ حاصل ہے جن کی بدولت قوموں اور جماعتوں میں استحکام اور ان کے افراد کے اندر باہم عمدہ مراسم پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک زندہ اور ترقی کرنے والی قوم اس معاملہ کی طرف خاص توجہ دیتی ہے اور اس کو ایک قومی مسئلہ قرار دے کر اس کا اہتمام کرتی ہے۔ قرون اولیٰ کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ مختلف نسلوں۔ رنگوں اور ملکوں کے افراد رشتہ داری کے ذریعہ ایک کنبہ اور خاندان بن گئے اور اس طریق سے حاصل شدہ اتحاد اور قوت سے انہوں نے اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں۔

افسوس کہ آجکل مسلمانوں کا ہر ایک کام تنظیم و اتحاد کی برکت سے محروم ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلقات رشتہ داری صحیح اصول پر قائم نہیں ہوتے اور وہ قوم کے لئے طاقت کی بجائے باہمی کشیدگیوں عداوتوں اور بے شمار پریشانیوں کا باعث بن گئے ہیں۔ مسلمانوں کی رواج پرستی۔ برادریوں کی غیر اسلامی قیود۔ اقتصادی بدحالی اور قدیم و جدید خیالات و رجحانات کے تصادم نے اس مسئلہ کو بہت ہی مشکل اور پیچیدہ بنا دیا ہے۔ لڑکی یا لڑکے کے انتخاب میں اکثر گھرانوں کا معیار احمقانہ حد تک بلند ہو گیا ہے۔ حالانکہ ان کے ذرائع آمدنی، ساکھ، اثر و وقار علمی قابلیتیں اور عملی صلاحیتیں روز بروز کم ہو رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رشتوں کی تلاش و انتخاب میں بے شمار دقتیں پیش آ رہی ہیں اور قوم کے قریب قریب تمام طبقوں میں ایک ہولناک معاشرتی بدنظمی پیدا ہو رہی ہے جو بے شمار خاندانوں کے بزرگوں کیلئے سوہان روح بنی ہوئی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں تبلیغ و حفاظت اسلام اور اشاعت دین کیلئے ایک جماعت کی بنیاد رکھی اس کیساتھ ہی آپ نے اس خدائی جماعت کے استحکام و فروغ کے لئے مناسب ہدایات ارشاد فرمائیں۔ تعلقات رشتہ داری کی اہمیت اور حاذقت بھی آپ کی نظر دوربین سے پوشیدہ نہ تھی اس لئے آپ نے شروع ہی سے اس بات پر زور دیا کہ لڑکے لڑکیوں کے رشتے جماعت کے اندر کئے جائیں۔ اس کی غرض محض یہ تھی کہ ایک تو باہمی رشتوں کے ذریعہ جماعت میں استحکام پیدا ہو اور افراد جماعت کے اندر صحیح دیانتدار روابط قائم ہوں اور دوسری طرف مسلمانوں کے سامنے تعلقات رشتہ داری کا صحیح اسلامی نمونہ رکھا جائے اور انہیں عملاً بتایا جائے کہ رشتہ داری کے معاملہ کو قوم کی ترقی اور بہبودی میں کس قدر دخل ہے۔ اس کے سوا آپکی اس ہدایت کا اور کوئی مقصد اور کوئی وجہ نہ تھی کہ رشتے جماعت کے اندر ہی کئے جائیں۔ اور آپ نے ہدایت لڑکے لڑکیوں دونوں کے رشتوں کے متعلق فرمائی تھی۔ لیکن افسوس قادیانی جماعت نے کفر و اسلام کا گمراہ کن مسئلہ وضع کر کے اس کو غلط شکل دیدی۔

ایمان داری کا تقاضا ہے کہ واضح طور پر اس غلطی کا اعتراف کیا جائے کہ ہم نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی اس ہدایت پر پوری طرح عمل نہیں کیا ہم انفرادی اور اجتماعی دونوں لحاظ سے اس غلطی کے مرتکب ہوئے مرکز میں رشتوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے اور مشورہ و امداد دینے کا انتظام ہمیشہ رہا ہے متعدد بزرگان جماعت اس فرض کو کمال ہمدردی اور رازداری سے انجام دیتے رہے ہیں مگر یہ انتظام ناکافی تھا بہت سے گھرانوں نے لڑکیوں کے رشتے جماعت کے باہر کر لئے اور لڑکیوں کیلئے بروں کی تلاش جماعت کے اندر کی انکے اس طرز عمل سے بھی دشواری پیدا ہوئی۔ الحمدللہ اب انجمن نے اس اہم معاملہ کی طرف کما حقہ توجہ فرمائی ہے اور رشتوں کے ...... متعلق تسلی بخش انتظام کی ابتدا ہو چکی ہے۔ ۱۳ مارچ کے پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک اہم مضمون "جماعت کے استحکام کی بعض تجاویز" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں جدید انتظام کے متعلق ضروری تفصیلات موجود ہیں۔ حضرت ممدوح نے اس بارہ میں خود بھی امداد و نگرانی فرمائیں گے ویسے یہ خدمت اب مولوی مرتضیٰ خاں صاحب احسن بی۔ اے کے سپرد ہوئی ہے جو اس کے لئے نہایت موزوں ہیں انکے والد محترم حضرت مولانا عبداللہ صاحب مرحوم اس فرض کو عرصہ تک انجام دیتے رہے ہیں۔ گذشتہ اشاعت میں مولوی مرتضیٰ خان صاحب کا ایک اعلان "رشتوں ناطوں کے متعلق ضروری اطلاع" درج ہوا ہے وہ بھی ہر ایک فرد جماعت کو مطالعہ کرنا چاہیئے۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ آیندہ حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایت کے مطابق رشتے ناطے جماعت کے اندر کریں اور مرکز کے اس جدید انتظام سے پورا فائدہ اٹھائیں۔

اس کے ساتھ ضرورت ہے کہ ہم رشتوں کے انتخاب میں ان غلطیوں سے بچیں جو آجکل باقی مسلمانوں میں بدقسمتی سے عام ہو گئی ہیں اور [illegible] ایسا معیار مقرر نہ کریں جو ناقابل عمل ہو یا ہمارے ذرائع سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

عید میلاد النبیؐ

ماہ ربیع الاول کا آغاز ہو چکا ہے عید میلاد النبیؐ کی مبارک تقریب آ رہی ہے مسلمان جگہ جگہ جوش عقیدت کے ساتھ جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کر رہے ہیں یہ ولولہ اور بیداری قابل تعریف ہے مگر ضرورت ہے کہ اس تقریب کو صحیح اور مفید طریق پر اسلامی وقار کے ساتھ منایا جائے۔ اسراف اور دیگر خلاف شریعت امور سے اجتناب کیا جائے۔ صرف یہ مقصد پیش نظر رہے کہ ہم نے اس روز اجتماعوں۔ لٹریچر۔ انفرادی ملاقاتوں اور دیگر ذرائع سے رحمۃ للعالمین کے مبارک پیغام اور مقدس مشن کو اپنوں اور دوسروں تک پہنچانا ہے۔ ہمارے جلسوں اور جلوسوں میں سادگی۔ متانت اور اجلاپن ہونا چاہیئے۔ برادران وطن کی دلجوئی اور اسلامی رواداری کا سختی کے ساتھ خیال رکھنا چاہیئے۔ غیر ضروری روشنی اور آرائش اور مکلف دعوتوں پر روپیہ ضائع نہ کیا جائے۔ جلوسوں میں وقار اور جلسوں میں شائستگی و باقاعدگی نمایاں ہو۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ پرانے طریق کی مجلسیں بالکل ترک کر دی جائیں اور موجودہ ضرورت کے مطابق جلسے منعقد کئے جائیں ان میں حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت پاک کے مقدس واقعات حضور کی پاکیزہ تعلیمات و اخلاق کو بیان کیا جائے۔ ان میں موثر اور بیان نعت پاک نظمیں اور نعتیں پڑھی جائیں۔ مقامی حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے غیر مسلم حضرات کو بھی شمولیت کی دعوت دی جائے سیرت پاک اور اسلام کے متعلق صحیح و مستند لٹریچر ان میں تقسیم کیا جائے۔ عید میلاد النبیؐ کی تقریب کا مقصد اسکے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم رحمۃ للعالمین اور انبیاء کے سردار کی زندگی اور پیغام کو خود یاد کریں دوسروں کو یاد دلائیں اور غیروں تک احسن و معقول طریق سے اسے پہنچا دیں۔

تہذیب کی جھڑپ کے نتائج

طویل انتظار کے بعد سپین کی خانہ جنگی کا خاتمہ ہو گیا جنرل فرانکو نے جرمنی اور اطالیہ کی امداد سے جمہوری حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اس کشمکش میں تہذیب مغرب کے "ہونہار فرزندوں" نے دنیا کو بہت سے خونریز اور ہولناک مناظر دکھائے۔ آج سے دو ڈھائی ماہ قبل جبکہ اس خانہ جنگی کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔ یورپ کے بعض باخبر مبصروں نے تخمینہ کیا تھا کہ:-

"جب سے سپین میں خانہ جنگی شروع ہوئی ہے دس لاکھ آدمی ہلاک اور تقریباً اتنے ہی زخمی ہوئے ہیں۔ ہلاک شدگان میں اڑھائی لاکھ سپاہی ہیں اور باقی عام شہری۔ سپین کی کل آبادی ڈھائی کروڑ کے قریب ہے مالی نقصان کے متعلق سردست کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ لیکن غالباً یہ کئی ارب پونڈ ہوگا۔ اس خانہ جنگی میں پانچ ہزار کے قریب غیر ملکی بھی مارے گئے ہیں۔"

یہ یورپ کے ایک چھوٹے سے ملک کی خانہ جنگی کے نتائج ہیں جن کی گذشتہ جنگ عظیم کی تباہ کاریوں اور عنقریب پیش آنے والی جنگ کے متوقع نقصانات کے سامنے کوئی حقیقت نہیں ـــ یاد

ہے۔ یہ جنگ مغرب کے اُن اہر نشار فرزندوں نے تہذیب و وطن کے نام پر لڑی جو اسلام اور مذہب پر آئے روز طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی مذہبی جنگ اور کسی اسلامی غزوہ کے نقصانات کو تہذیب کی اس معمولی جھڑپ کی تباہ کاریوں سے کوئی دور کی بھی نسبت ہے؟ کاش تہذیب مغرب کے علمبردار اور اندھے مقلد اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

اکالی سینا

برادران وطن روز بروز زیادہ منظم ہو رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی جسمانی حالت کو بہتر بنانے اور نوجوانوں میں فوجی سپرٹ پیدا کرنے کا خاص اہتمام کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تازہ خبر ملاحظہ فرمائیں

"امرتسر ۱۲ اپریل۔ شرومنی اکالی دل نے سکھوں کے مفاد کی حفاظت کیلئے ایک فوجی جماعت "اکالی سینا" کے نام سے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس جماعت میں بھرتی کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور ہندوستان بھر میں اس کی شاخیں قائم ہوں گی اس کا ہیڈکوارٹر امرتسر میں ہوگا۔"

(انقلاب ۱۸ اپریل)

سکھ قوم کی تنظیم پہلے ہی قابل رشک ہے۔ "اکالی سینا" کا قیام ان کا ایک تازہ تنظیمی شاہکار ہے۔ ہندوستان کی دوسری تمام چھوٹی بڑی قوام بھی اپنی اپنی ضرورت کے مطابق اس قسم کی تجاویز کو عملی شکل دے رہی ہیں لیکن افسوس مسلمانوں میں اس کے برعکس انتشار اور خانہ جنگی کی وبا روز افزوں ہے۔ کاش وہ جانتے کہ ہندوستان کی منظم قوموں کے درمیان وہ منتشر اور آپس میں دست و گریباں ہو کر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر انہوں نے اب بھی خانہ جنگی کو ترک نہ کیا تو ان کیلئے بھی قدرت کا فیصلہ وہی ہوگا جو غیر منظم اور نفاق پسند قوموں کے لئے وہ ہمیشہ صادر کرتی آئی ہے قدرت کے قوانین اٹل ہیں۔

خاکسار مدیر کی واپسی

خاکسار مدیر تین ماہ کی رخصت گزار کر ۱۷ اپریل کو اپنی خدمت پر حاضر ہو گیا ہے۔ باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔ امید ہے پہلے کی طرح بزرگوں اور دوستوں کی دعا اور اعانت میرے شامل حال رہے گی۔ میری عدم موجودگی میں شیخ محمد آصف صاحب بی۔ اے قادیانی نے فرائض ادارت کو نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ ان کے مقالات پہلے ہی خراج تحسین وصول کر چکے ہیں ان تین ماہ کے تجربہ نے ثابت کر دیا کہ وہ اچھے مضمون نگار کی طرح کامیاب ایڈیٹر بھی ہیں۔ اس ہونہار نوجوان سے جماعت کی جو علمی توقعات وابستہ ہیں، خدا کرے وہ پوری ہوں ——— میں شیخ صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے میری اور اخبار کی خاطر ادارت کی دماغ پاش اور پریشان کن ذمہ داریوں کو تین ماہ کے طویل عرصہ کیلئے قبول کر لیا اور حتی الامکان کوشش اور محنت سے انہیں نبھایا۔

میں عزیز محترم خواجہ منصور احمد صاحب وائیں کا بھی ممنون ہوں کہ وہ میری عدم موجودگی میں ایڈیٹر صاحب کا ہاتھ بٹاتے رہے یعنی خطبہ جمعہ باقاعدگی کے ساتھ اخبار کے لئے نوٹ کرتے رہے اس اخبار کے ایڈیٹر کے لئے خطبہ کا نوٹ اور صاف کرنا ایک اہم فرض سمجھا جاتا ہے جو کافی وقت محنت اور مشق چاہتا ہے

(محمد انعام الحق)

احباب جماعت کی خدمت میں

ایک پُر مسرت اطلاع

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہوئے اپنے ان احباب کی خدمت میں یہ خوشخبری پہنچانا چاہتا ہوں جنہیں حضرت مسیح موعود کی سوانحعمری کی طباعت میں دلچسپی ہو کہ انشاء اللہ تین ہزار کی تعداد میں یہ کتاب چھپنے لگی ہے جس میں سے ایک ہزار تو انجمن چھپوانے لگی ہے اور دو ہزار حاجی شیخ مولا بخش و حاجی شیخ محمد اسماعیل صاحب لائلپوری چھپوا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحبان کو جزائے خیر دے سلسلہ کی یہ بہت بڑی خدمت ہے جو اللہ تعالیٰ ان سے لینے لگا ہے۔ میں ان کا دل سے شکر گزار ہوں۔

کتابت شروع ہے احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کی نہایت صحت اور خوبصورتی کیساتھ طبع و اشاعت کی توفیق بخشے اور مجھے اتنی طاقت اور صحت اور زندگی عطا فرماوے کہ اس کتاب کا دوسرا حصہ بھی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور اخلاق اور آپ کی خدمات دینیہ پر بحث ہوگی گویا وہ کتاب آپ کی زندگی پر انشاء اللہ تعالیٰ ایک تبصرہ کی حیثیت رکھیگی مجھے تالیف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسے سب قدرت ہے وہ چاہے تو ایک سوکھی لکڑی سے کام لے لے۔ بندہ عاجز ہے مگر وہ خود عملی کل شئی قدیر ہے۔

راقم خاکسار

بشارت احمد

۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء مسلم ٹاؤن۔ لاہور

بعدالت جناب خان صلاح الدین صاحب حنیف

سب جج بہادر درجہ سوئم چنیوٹ

رجسٹرڈ فرم سوداگرمل ولد جیسہ رام بذریعہ چھجو رام ولد صاحب چند اد بیل سکنہ سانگلہ

دعویٰ ۔ ۲ ـ ۲۹۵ روپے ہے

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ بنام محمد ولد بیگ قوم رحانہ سکنہ سانگلہ تحصیل چنیوٹ

مقدمہ بالا میں عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے کہ مدعا علیہ بدستور تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کر رہا ہے لہذا مدعا علیہ کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ اصالتاً یا وکالتاً ۱۵/۵/۳۹ کو حاضر عدالت نہ ہوگا تو مدعا علیہ کے خلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ ۱۲/۴/۱۹۳۹

دستخط حاکم (مہر عدالت)

اخبار کی بے قاعدگی کی اصلاح

بعض مشکلات اور انتظامی دقتوں کی وجہ سے اخبار لیٹ شائع ہو رہا ہے۔ عملہ اخبار کو اس کا احساس ہے اور وہ اسکی اصلاح کی کوشش کر رہا ہے انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر ہی اخبار کی اشاعت میں باقاعدگی پیدا ہو جائے گی۔

اعلانات

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن صوبہ سرحد

کا تیسرا سالانہ اجلاس

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن صوبہ سرحد کا تیسرا سالانہ اجلاس بمقام سفید ڈھیری ضلع پشاور ۲۹ و ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اس میں صوبہ کے مقررین کے علاوہ مرکز سے جناب مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ مجی اور جناب مولانا احمد یار صاحب بھی تشریف لائیں گے۔ پروگرام نہایت مفید اور دلچسپ ہوگا۔ لہذا تمام احباب جماعت اور بالخصوص احمدی نوجوانوں سے درخواست ہے کہ مقررہ تاریخوں پر ضرور تشریف لا کر جلسہ میں شمولیت فرمائیں اور اپنی تشریف آوری کی اطلاع قبل از وقت سکرٹری صاحب کو مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدیں بستر ہمراہ لائیں۔

جناب محمد عبدالرحمٰن صاحب سکرٹری سرحدی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن سفید ڈھیری ضلع پشاور

خاکسار (ڈاکٹر) الہ بخش۔ آنریری افسر تبلیغ و تعلیم

تقسیم قرآن

مولوی عبداللہ صاحب مرحوم و مغفور کے صاحبزادہ مولوی غلام ربانی صاحب اپنے والد مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کچھ کلام اللہ بلا ہدیہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ دو نسخے بیان القرآن بلا جلد اور دو نسخے حمائل مترجم بلا جلد کے بلا ہدیہ تقسیم کے قابل ہیں۔ جو احباب ہدیہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ اپنی درخواستیں اپنی جماعت کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری کی تصدیق سے میرے پاس مندرجہ ذیل پتہ پر آخر اپریل تک بھیجیں۔ جن احباب کو یہ نسخے دیئے جائیں گے ان کو محصول ڈاک اور قیمت جلد (اگر وہ جلد کرانا چاہیں) اپنی گرہ سے ادا کرنی پڑے گی۔ بیان القرآن کے نسخے صرف ایسے اصحاب کو دیئے جائیں گے جو درس دینے کا وعدہ کریں۔

(محمد مرتضیٰ خان۔ مسلم ٹاؤن۔ اچھرہ لاہور)

قابل احمدی معلمہ کی ضرورت

ایک قابل احمدی معلمہ کی ضرورت ہے جو ایک اعلیٰ حیثیت کے سکول میں بچوں کو مروجہ مڈل کے درجہ تک اردو۔ حساب۔ دینیات دستکاری اور امور خانہ داری کی تعلیم بخوبی دے سکے معلمہ میں ان تمام خوبیوں کا ہونا ضروری ہے جن سے وہ صحیح معنوں میں شائستگی پھیلا سکے اور بچوں میں دینداری اور اسلام کی روح پیدا کر سکے تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت۔

منشیوں کی ضرورت

دو ستہ صوم و صلوٰۃ اور امین منشیوں کی ضرورت ہے جو زمیندارہ کام سے واقف اور حساب کتاب بخوبی رکھ سکیں۔ تنخواہ کا امر ودیگر ضروری امور کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت

(محمد مرتضیٰ خان مسلم ٹاؤن اچھرہ۔ لاہور)

خدا نے جماعت احمدیہ کو لوگوں کی رہنمائی کیلئے کھڑا کیا ہے

مسجد کو مرکز بناؤ اور نماز کو قائم کرو

رہنمائی اور ترقی کے تمام اعلیٰ اوصاف اسی ذریعہ سے پیدا ہو سکتے ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا

(ترجمہ) اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کا گروہ بنایا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کے پیشرو بنو اور رسول تمہارا پیشرو ہو۔

مسلمانوں کے متعلق قرآن کریم کی ایک پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو ہم نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی قوم بنایا ہے۔ غرض جس کی یہ ہے کہ تم لوگوں کے پیشرو بنو جس طرح رسول تمہارے لئے نمونے کے طور پر کام دیتا ہے۔ تم تمام دنیا جہان کے لوگوں کے لئے عملی نمونہ بنو۔ یہ آیت تو جن حالات میں نازل ہوئی وہ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا۔ ابھی مدینہ میں آ کر قدم رکھا ہی تھا اور چاروں طرف کفر ہی کفر تھا اس وقت یہ ارشاد الٰہی کہ تم لوگوں کے پیشرو بنو ایک پیشگوئی کے طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دنیا میں اس قدر بلند مرتبہ پر پہنچا دے گا کہ تم لوگوں کے پیشرو بن جاؤ گے۔

اس پیشگوئی کی صداقت پر تاریخ کی شہادت

تاریخ نے کس طرح پر اس کی تصدیق کی کہ ایک قوم جس کا بظاہر زندہ رہنا محال تھا زندہ رہی اور نہ صرف زندہ رہی بلکہ اس نے ترقی کی۔ اور دنیا گواہ ہے کہ یہ قوم دنیا کے لوگوں کی پیشرو اور رہنما بنی۔ ہر بات میں رہنما بن گئی۔ نہ صرف اخلاق اور روحانیت میں جو مذہب کی بڑی غرض ہے۔ بلکہ تمام دنیوی معاملات میں بھی، حکومت اور بادشاہت میں علم کے پھیلانے میں، مخلوق خدا کی ہمدردی کے کاموں میں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں۔ رفاہ عامہ کے اتنے کام کئے کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ علم کو اس قدر پھیلایا۔ اس قدر ترقی دی کہ اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ حکومت اور بادشاہت کو اتنے بلند مقام پر پہنچایا کہ اس سے قبل کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ جیسے بادشاہ کہیں دنیا میں نظر نہیں آتے کہ وسیع سلطنتوں کے مالک ہوتے ہوئے فقیروں کی طرح زندگی بسر کریں۔ اور اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ مخلوق خدا کی خدمت میں لگا دیں۔ یہ ہے قرآن کریم کے الفاظ کا خدا کی طرف سے ہونے کا بین ثبوت جو بات اس وقت فرمائی جب اس کے پورے ہونے کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اس کو کس صفائی سے دنیا نے پورا ہوتا دیکھ لیا

حضرت مسیح موعودؑ کی دو حیثیتیں مسیح موعود اور مہدی معہود

میں اپنے دوستوں کو بھی یہی کہوں گا کہ خدا نے اس زمانہ میں تمہیں بھی لوگوں کی رہنمائی کے لئے کھڑا کیا ہے۔ احمدی جماعت کا وجود کیا چیز ہے؟ حضرت مرزا غلام احمد کے دامن سے وابستگی کا نتیجہ ہے۔ حضرت صاحب کی دو حیثیتیں تھیں۔ ایک مسیح موعود اور ایک مہدی معہود۔ مسیح موعود کی حیثیت یہ تھی جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ کہ مسیحی قوم کی ہدایت اور اس کی رہنمائی کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ ان کے اندر اسلام کا نور پھیلانے کے لئے آپ کو مسیح کا نام دیا گیا۔ مہدی ہونے کی حیثیت سے یہ کام آپ کے سپرد ہوا کہ مسلمانوں کی رہنمائی کا کام کریں۔

جماعت احمدیہ کی بھی یہ دونوں حیثیتیں ہیں

یہ دو حیثیتیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی تھیں۔ یہ دونوں حیثیتیں آپ کی جماعت کی بھی ہیں، آپ کے پیروؤں کی بھی ہیں۔ یعنی ایک تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام ان ممالک میں جہاں یہ اب تک نہیں پہنچا۔ اور دوسرا مسلمانوں کی رہنمائی۔ انہیں راہ راست پر لانے کا کام۔

مسلمانوں کا موجودہ تنزل اور انحطاط

یہ بحث کے قابل بات نہیں رہ گئی کہ مسلمان ایک تنزل اور انحطاط کی حالت میں ہیں۔ وہ اس بلند مقام سے نیچے گر چکے ہیں۔ جس پر انہیں کھڑا کیا گیا تھا۔ اور بجائے لوگوں کے پیشرو بننے کے مسلمانوں کی حالت یہ ہو گئی ہے۔ کہ کوئی کسی غیر مسلم گروہ کو اپنا پیشرو بناتا ہے اور کوئی کسی دوسرے غیر مسلم گروہ کو۔ کوئی مغرب کی تہذیب کا دلدادہ ہے تو کوئی ہندو کلچر کا ثنا خواں۔ مسلمان اس بلند مقام سے جو دنیا کی پیشروی اور رہنمائی کا انہیں دیا گیا تھا نیچے گر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایک شخص کو کھڑا کیا۔ کہ مسلمانوں کو اس کھوئے ہوئے مقام پر پہنچائے۔ ورنہ سوائے اس کے اور کوئی غرض مہدی ہونے کی نہیں ہو سکتی۔

جس طرح مسیح ہونے کی غرض یہ ہے کہ عیسائیت کے اندر تبلیغ کی جائے اسی طرح مہدی ہونے کی غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کی رہنمائی کی جائے انہیں صحیح رستہ پر ڈالا جائے اور اب یہ دونوں کام آپ کی جماعت کے سپرد ہیں۔

رہنمائی کے لئے اعلیٰ درجے کے اوصاف درکار ہیں

لیڈری، رہنمائی۔ بڑا بلند مقام ہے۔ گو ہماری آنکھوں کے سامنے جو لیڈروں کے نمونے ہیں وہ بہت گرے ہوئے ہیں اور در اصل یہی وجہ ہے کہ مسلمان زندہ نہیں ہوتے کہ ان کے لیڈر ایک پست مقام پر کھڑے ہیں۔

رہنما بننے کے لئے بڑے اعلیٰ درجہ کے اوصاف درکار ہیں اور بڑا بلند کیریکٹر چاہئے اور ہمارے نوجوانوں کو اپنی زندگی کا مقصد یہی بنانا چاہئے کہ وہ ان اوصاف کو پیدا کریں۔ دنیا میں بڑا بننا یوں نہیں کہ محض نام سے بڑے بن گئے۔ بلکہ اخلاق اور [illegible] سے بڑا بننا چاہئے۔ یہ وہ منزل مقصود ہے جس پر نوجوانوں کو [illegible] کی کوشش کرنا چاہئے۔

رہنمائی کیلئے کن اخلاق و اوصاف کی ضرورت ہے

وہ اخلاق جو انسان کو لیڈر یا رہنما ہونے کا مستحق [illegible] ہیں۔ ان میں سے مثال کے طور پر میں چند باتیں بیان کرتا [illegible] رہنمائی کے بڑے بڑے اوصاف یہ ہیں کہ انسان کے اندر [illegible] کا مادہ ہو۔ پھر اس قربانی کے اندر اخلاص ہو یعنی [illegible] سے لالچ سے خواہشات سے وہ قربانی بلند ہو۔ کوئی ذاتی [illegible] کے اندر نہ ہو۔ پس قربانی کا وصف، اخلاص کا وصف ہو [illegible] مخلوق خدا کی خدمت کی تڑپ دل کے اندر ہو۔ پھر [illegible] انسان محنت اور مشقت کرنے والا ہو۔ بڑی زبردست [illegible] اور مشقت رہنمائی کے لئے درکار ہے۔ پھر یہ کہ اس کے اندر [illegible] ہو۔ ان اوصاف کا ایک رہنما کے اندر ہونا ضروری ہے

قربانی و اخلاص کا بلند ترین مقام از روئے قرآن

قرآن کریم ایک ایسی جامع اور کامل کتاب ہے کہ [illegible] چیز کی طرف خود توجہ دلاتی ہے۔ قربانی کا اعلیٰ ترین مقام [illegible] جو حضرت نبی کریم صلعم کے لئے فرمایا۔ قل ان صلاتی [illegible] ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ نماز اور [illegible] اور مرنا ہر چیز کے لئے ہے۔ اخلاص کا وہ بلند مقام [illegible] ہر کام محض خدا کی محبت کے لئے کرے۔ واتی المال علی [illegible] ذوی القربیٰ والیتامیٰ

مال اپنے قریبیوں کو بھی دو تو خدا کی محبت کیلئے [illegible] نبی کریم صلعم نے فرمایا وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں [illegible] ہو۔ وہ بھی صدقہ ہے۔ اگر اس فعل کا سرچشمہ خدا کی محبت [illegible] کہ ہر قسم کی قربانی خدا کی محبت کو مد نظر رکھ کر کرو۔ اس میں [illegible] یا نفسانی غرض نہ ہو۔

خدمت خلق کی تڑپ کا اعلیٰ مقام

مخلوق خدا کی خدمت کی تڑپ کا کس قدر اعلیٰ مقام [illegible] لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ تمہاری یہ [illegible] ہے کہ شاید تم اپنے آپ کو ہلاک کر دو۔ اس غم میں کہ وہ [illegible] پر نہیں آتے۔

محنت و مشقت کی زندگی کے متعلق خدائی قانون

محنت اور مشقت کی زندگی اختیار کرنے کے لئے قانون بنا دیا۔ لقد خلقنا الانسان فی کبد [illegible] ہم نے پیدا ہی انسان کو اس لئے کیا کہ وہ محنت کرے پھر فرمایا۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ [illegible] ملتا ہے جتنی کوشش کرے

استقلال کے متعلق ارشاد ربانی

استقلال کے متعلق فرمایا۔ ان الذین قالوا [illegible] اللہ ثم استقاموا۔ اپنے رب پر ایمان لاتے ہیں پھر [illegible] استقامت دکھاتے ہیں۔ دنیا کی کوئی کوشش ان کو اپنے مقام [illegible] ادھر ادھر نہیں کر سکتی

ان اوصاف کو پیدا کرنیکے ذرائع

یہ اوصاف جو تعلیم کے رنگ میں نظر آتے ہیں عملی [illegible] پیدا کرنے کیلئے کونسے رستے تجویز کئے گئے ہیں

ایک بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام کی ساری [illegible] تعلیم، تہذیب اور کلچر کی بنیاد صرف ایک چیز پر ہے [illegible] ہماری تجویز کردہ نہیں بلکہ قرآن کریم کی ابتدائی [illegible]

ہے۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین ھیرن تقبول میں ایمان کی تین باتوں کو بیان فرمایا۔ اللہ پر ایمان ۔ وحی الٰہی پر ایمان آخرت پر ایمان۔

عمل کی دو ضروری باتیں

اور عمل کی دو باتیں بتائیں۔ یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون۔ نماز کا قائم کرنا اور خدا کی دی ہوئی چیزوں کو اس کی مخلوق کی بھلائی کے لئے خرچ کرنا۔ اور فرمایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون۔ فلاح دینی اور دنیوی کامیابی کا انحصار ہی نماز میں خشوع و خضوع پر ہے

نماز کی اقامت مسجد کے اجتماع میں حاصل ہوتی ہے

یہ نماز کا قائم کرنا کیا ہے صرف اتنا نہیں کہ انسان گھر کے کسی کونے میں خدا کے حضور عبادت کرے یہ نماز کی اقامت نہیں نماز کی اقامت مسجد کے اجتماع میں حاصل ہوتی ہے یہ اصل ذریعہ ہے بلند اخلاق اور اعلیٰ اوصاف کو حاصل کرنے کا مسجدوں کے اندر نماز کے لئے جمع ہونا ایک مقدس ماحول میں اجتماع۔ یہی وہ چیز ہے جس سے اخلاق فاضلہ اور بلند اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

مسلمانوں میں تمام خوبیاں مسجد کے ذریعہ ہی پیدا ہوئیں

مسلمانوں کے اندر جتنی خوبیاں ہیں وہ مسجد کے ذریعہ سے ہی پیدا ہوئیں۔ اس اجتماع کی پہلی غرض بے شک ادائے نماز ہے۔ مگر اجتماع سے ہی ہماری ہر قسم کی بہبودی اور بہتری وابستہ ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلعم کے زمانہ میں مسجد مرکز تھی نہ صرف عبادت کے لئے بلکہ مسلمانوں کی بہتری کے تمام کاموں کے لئے اور یہ وہ چیز ہے جو آپ دنیا کی کسی عبادت گاہ میں نہیں پائیں گے۔ اسلام کی عبادت گاہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ مسجد کو ایک ایسا مرکز قرار دیا گیا ہے کہ جس کے ساتھ مسلمانوں کی تمام بھلائی وابستہ ہے

عہد نبویؐ میں مسجد کی مرکزی حیثیت

نبی کریم صلعم کی زندگی کے واقعات تو عام ہیں۔ ہر قسم کے مشورے مسجد میں کرتے تھے۔ سیاسی باتیں مسجد میں ہوتی تھیں۔ ملکی مہمات مسجد میں تیار ہوتی تھیں حتیٰ کہ جگہ کی قلت کی وجہ سے مسجد میں مہمانوں کو بھی ٹھہرا دیتے تھے۔ گویا تمام باتیں جو زندگی کو بہتر بنانے کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں مسجد سے متعلق تھیں۔ یہاں تک کہ تعلیم کا سلسلہ بھی مسجد سے متعلق تھا اور وہ لوگ جو علم حاصل کرتے تھے وہ بھی مسجد کے ایک حصہ میں ہی رہتے تھے۔ اسی وجہ سے بعد کے زمانہ میں مسجدیں علوم کا مرکز بن گئیں۔ مسجدوں کے ساتھ کتب خانے اور لائبریریاں بن گئیں

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی تمام کاموں کیلئے مسجد کو مرکز بنایا

اس زمانہ میں ہم نے حضرت مسیح موعود کو بھی دیکھا ہے آپ کے بھی سارے کام مسجد میں ہوتے تھے۔ ملاقاتیں۔ درس۔ تقاریر یہ سب مسجد میں ہوتا تھا۔ کھانا بھی مدت تک مسجد میں ہی کھاتے رہے۔ یہ مہمانخانہ کا کام بھی دیتی تھی۔ یہ رسول کریم صلعم کی سنت کا احیاء تھا مسجد کو ہر قسم کے کاموں کا مرکز بنایا جائے۔ یہ معمولی بات نہیں مسلمانوں کے دلوں میں مسجد کے ساتھ لگاؤ پیدا کرنا تھا ان کے دلوں میں مسجد سے محبت پیدا کرنی تھی۔ بہت سے لوگ ہیں جنہیں مسجد میں آنے سے شرم آتی ہے عادت نہیں رہی۔ تو اگر مسلمانوں کے اندر کبھی یہ سنت تازہ ہو جاتی کہ مسجد مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے کاموں کا مرکز بن جاتی اور بڑے بڑے لوگوں کو لازماً ان کاموں کے لئے مسجد میں آنا پڑتا۔ تو نماز کے لئے بھی وہ ضرور آجاتے۔

اب تو مسلمانوں نے مسجد کو رہنے کے لئے ۔۔۔ اپاہج اور فقیروں کے لئے سمجھ رکھا ہے ۔۔۔ بڑے لوگ جن کے پاس رہنے کو اچھا مکان ہے

پہننے کو اچھا لباس ہے۔ کھانے کو اچھا ملتا ہے وہ مسجدوں میں آنا اپنے لئے ذلت سمجھتے ہیں سوا اس کے کہ عید کی نماز کے لئے بادشاہی مسجد میں میلے کے طور پر اکٹھے ہو گئے اور سمجھ لیا کہ اجتماع کا مقصد حاصل ہو گیا۔

ودیا مندر اسکیم

ودیا مندر اسکیم کی بڑی شہرت ہے۔ یہ نئی تعلیم کا سلسلہ ہے جس کی بنیاد کانگریس نے رکھی ہے۔ مجھے اس نام پر ہی تعجب آتا ہے ودیا مندر۔ مندر عبادت گاہ اور ودیا علم کو کہتے ہیں تعجب یہ ہے کہ مندر کا کبھی تعلق علم کے ساتھ نہیں ہوا۔ یہ تو مسجد ہی تھی جس کا تعلق علم کے ساتھ تھا۔ مسجدوں کے ساتھ لائبریریاں تھیں۔ مسجدوں سے ہی مبلغ تیار ہوا کرتے تھے جو دنیا میں روشنی پھیلاتے تھے۔

قانون خلع

ہندو اپنی تہذیب کی بنیاد اپنی قدیمی روایات پر نہیں رکھ سکتے مسلمان رکھ سکتے ہیں۔ آج ہی سول میں طلاق کا جو قانون پاس ہوا ہے اس کا ذکر تھا کہ اس قانون کے ذریعے سے مسلمان عورتوں کو کیا کیا حقوق مل گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ بھی حقوق نہیں ملے۔ اسلام نے جو حقوق عورتوں کو دیئے ہیں ان کا سوالہواں حصہ بھی اس قانون نے نہیں دیا اور پھر ان کو حاصل کرنے کے لئے اس قدر روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہوگی کہ عام عورتیں اس سے کوئی بڑا فائدہ نہیں اٹھا سکتیں

اسلام میں عورت کو طلاق کا حق مرد کے مساوی حاصل ہے

اسلام کی تعلیم کی رو سے عورت کا طلاق لینے کا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مرد کو طلاق دینے کا۔ نبی کریم صلعم کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ مجھے میرے خاوند سے طلاق دلوا دیجئے۔ کیا وہ اسے تنگ کرتا تھا۔ مارتا تھا؟ نہیں۔ کیا روٹی کپڑا نہیں دیتا تھا نہیں۔ اس نے صاف کہدیا کہ مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں مگر میں اسے پسند نہیں کرتی طبیعت کی موافقت نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم مہر کا باغیچہ اسے واپس دیتی ہو؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے اسے طلاق دلادی۔

مسلمانوں کی ترقی کا راز عہد نبویؐ کی پیروی میں مضمر ہے

یہ بخاری میں درج ہے افسوس ہے آج محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے کے واقعات مسلمانوں کے لئے نمونہ کا کام نہیں دیتے تو اس قانون کے پاس ہونے پر جب ایک ہندو عورت نے مسلمان عورتوں کو مبارکباد دی تو ایڈیٹر نے کیا خوب کہا کہ مسلمانوں کی یہ ترقی پیچھے قدم اٹھانے سے ہے یعنی انہوں نے اپنی پرانی روایات کو قائم کیا ہے۔ اور سچی بات یہی ہے کہ مسلمان جتنا رسول اللہ صلعم کے زمانہ کی طرف پیچھے ہٹیں گے اتنا ہی وہ آگے بڑھیں گے

مسجد کو مرکز بناؤ

آج نہ گرجا مرکز بن سکتا ہے نہ مندر صرف مسجد ہی مرکز بن سکتی ہے۔ میں نے آپ کو اس طرف کیوں توجہ دلائی ہے اس لئے کہ تم لوگوں نے دوسروں کیلئے نمونہ بننا ہے۔ مسجد کو مرکز بناؤ۔ نماز کیلئے مسجد میں آؤ۔ اگر کبھی نماز کا وقت جا بھی رہا ہے تو بھی نماز مسجد میں آکر پڑھو۔ گھر کی نماز مکمل نماز نہیں ہوتی۔ گھر کی نماز تہجد ہے یا سنتیں اور نوافل۔ فرض نماز مسجد کی نماز ہے۔ تم نمونہ قائم کرو۔ مسجد ہی تمہارے کاموں کا مرکز ہو۔

مسجدوں میں اکٹھے ہوں مشورے کریں جن امور کا تعلق تمام لوگوں سے ہو۔ انہیں یہاں سے ہی طے کریں۔

نماز سے بلند اوصاف پیدا ہوتے ہیں

یہ تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ پہلی غرض مسجد میں آنے کی نماز ہی ہے اور بلند اوصاف نماز ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ میں تو

یہاں تک سمجھتا ہوں کہ محنت کی عادت بھی نماز سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر کوئی محنت کی عادت ڈالنا چاہتا ہے تو نماز کی عادت ڈالے۔ یہ کاہلی اور سستی کو مٹا دیتی ہے جب کسی کو فکر ہوگی کہ گھنٹہ بھر گھنٹہ صبح سے قبل اٹھ کر مسجد میں نماز پڑھنی ہے تو سستی اور کاہلی خود بخود دور ہو گئی۔ ظہر کی نماز میں اپنی مصروفیت کو چھوڑ کر نماز کیلئے جانا ہے۔ قربانی کا سبق دیا۔ پھر سوتے وقت کہا کہ مسجد میں جا کر نماز پڑھو۔ یہاں پھر سستی کو دور کیا۔ یہ جو محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سات برس کی عمر سے بچے کو نماز کی عادت ڈالو۔ اس کی غرض یہی تھی تا کہ اسے اسکی عادت پڑ جائے۔ اسکے دماغ کے اندر یہ بات سما جائے اور جو بات بچپن سے دماغ میں سما جاوے وہ پھر آسانی سے نہیں نکل سکتی۔

میرا اپنا تجربہ

میں اپنا واقعہ جانتا ہوں بچپن سے ہی یہ عادت تھی والدین کا اثر تھا مسجد میں جانے کی عادت تھی۔ ابتدائی طالبعلمی کے زمانہ میں بھی میں اور میرے بڑے بھائی مولانا عزیز بخش صاحب جب ہم کپورتھلہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے تو نمازیں مسجد میں جا کر پڑھا کرتے۔ اگرچہ مسجد ہمارے مکان سے فاصلہ پر تھی۔ حضرت صاحب کے ابتدائی زمانہ میں جماعت کے اندر جوش اسی وجہ سے تھا کہ نماز مسجدوں میں اکٹھے ہو کر پڑھا کرتے تھے۔

مساجد کی اہمیت کو از سر نو قائم کرو

اب مسلمانوں کے نزدیک مسجدوں کی اہمیت نہیں رہی۔ تم انہیں اسقدر اہمیت دو کہ ان کو اپنے ہر کام کیلئے مرکز بناؤ اور ایسی عادت بناؤ کہ تمہیں مسجد میں آئے بغیر چین نہ آئے۔ اس طرح مسجدوں میں آنے سے تم مساوات کا سبق سیکھ گے آپس میں ہمدردی پیدا ہوگی میل ملاقات سے ہی تعلقات محبت پیدا ہوتے ہیں۔ اس غرض کیلئے لوگوں نے کلب بنائے ہیں جنہیں وہ ایمان کے برابر سمجھتے ہیں اسلام نے انسان کی زندگی میں ایسے موقع پیدا کر دیئے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے رہیں تا آپس میں ہمدردی پیدا ہو۔ امیر اور غریب جب پانچ وقت اکٹھے ہونگے اور اکٹھے ہو کر خدا کے حضور گرینگے تو آپس میں ہمدردی ضرور پیدا ہو جائیگی

مساجد ایک اعلیٰ درجہ کا نظام پیدا کرنے کا بھی ذریعہ ہیں

مساوات اور ہمدردی پیدا کرنے کے علاوہ مسجد مسلمانوں میں ایک نظام پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ ایک امام کے پیچھے۔ ایک نظام کے ماتحت ایک آواز پر سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک ہی آواز پر سب جھک جاتے ہیں ایک ہی آواز پر سب زمین پر گر جاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر نظام اور کیا ہو سکتا ہے غرض اگر آپ نے مسلمانوں کی رہنمائی کا کام کرنا ہے جو حضرت مسیح موعود کے مریدین کا منشا ہے تو اس کی صورت صرف ایک ہی ہے کہ تم مسجد کو اپنا مرکز بناؤ مسجد کے اندر نمازیں پڑھو مسجد میں تمہارے درس ہوں لیکچر ہوں مسجد میں تم ملو باتیں کرو اپنی شکایتیں اور حاجتیں بیان کرو۔ اپنے بھائیوں کی شکایتیں اور حاجتیں سنو اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرو۔ یہ کتنا عمدہ نظام مسلمانوں کیلئے بنا ہوا ہے۔ مگر افسوس ہے مسلمانوں نے اسے بالکل بھلا دیا ہے۔ ترک کر دیا ہے

اس نظام کو دوبارہ زندہ کرو

احمدیت اگر اس نظام کو دوبارہ زندہ کرے اور اس کی دوبارہ بنیاد ڈال دے۔ تو یقیناً جس طرح یہ ہو کر رہے گا۔ کہ دین اسلام تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ لیظھرہ علی الدین کلہ اسی طرح یہ بھی ہوگا کہ احمدی وہ جماعت ہوگی جو مسلمانوں کو اٹھانے کے لئے۔ ان میں حرکت پیدا کرنے کے لئے۔ ان میں نظام پیدا کرنے کے لئے۔ انہیں راہ راست پر لانے کے لئے پیش پیش ہوگی مسلمانوں کو یقیناً ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے اور ایسی جماعت صرف وہی ہو سکتی ہے۔ جو خود پہلے اپنے اندر وہ خوبیاں پیدا کرے جو دوسروں کے لئے نمونہ کا کام دے سکیں ؎

(مرقومہ منصور وابس) ۲۵/۳/۴۵

الصلح خیر

پیغام صلح

ضمیمہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۷ — لاہور یوم شنبہ مطبوعہ یکم ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ضمیمہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۹ء — نمبر ۲۵

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات

مجدد وقت کی جماعت کا ایک زبردست ستون گر گیا

اسلام کا عاشق۔ تحریک احمدیت کا جانباز مجاہد۔ قوم کا قابل صد احترام بزرگ چل بسا

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۲۶ اپریل کی شب کو اپنے مکان واقع مسلم ٹاؤن میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آنکھیں اشکبار اور دل بیقرار ہے۔ ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ قلم میں طاقت نہیں کہ اس حادثہ عظیم کی کیفیت لکھ سکے۔ حضرت مرحوم کی صحت اچھی خاصی تھی۔ بظاہر کوئی خاص شکایت نہ تھی۔ حسب معمول گذشتہ جمعہ نماز کے لئے تشریف لائے اور مجلس منتظمہ کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ ہفتہ کے دن آپ کو معمولی سا نجار ہوگیا جو تین چار روز رہا۔ آپ نے غالباً اس انفلوئنزا کا اثر سمجھا۔ کسی کو تشویش کی کوئی وجہ نظر نہ آئی۔ ۲۶ اپریل کو علی الصبح غیر متوقع طور پر یکایک فالج کا شدید حملہ ہوا جس سے آپ خاموش او رہے حس و حرکت ہو گئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وغیرہ بزرگ تو مسلم ٹاؤن میں ہی تشریف فرما تھے۔ اطلاع ملتے ہی شہر سے حضرت مولانا صدر الدین صاحب۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب و دیگر متعدد احباب فوراً مسلم ٹاؤن پہنچ گئے۔ علاج معالجہ شروع ہوا لیکن حالت مایوسانہ تھی۔ آخر رات کے دس بجے حضرت مسیح موعود کی فوج کا یہ جانباز مجاہد ہمیشہ کیلئے ابدی نیند سو گیا —— اس وقت جبکہ یہ سطریں لکھی جارہی ہیں صبح کے پانچ بجے ہیں۔ جنازہ کیلئے صبح ۹ بجے کا وقت مقرر ہوا ہے۔ بعض مقامات پر بذریعہ تار اس حادثہ کی اطلاع دی گئی ہے۔ متعدد دوستوں کا انتظار ہے۔ حضرت مرحوم کی وفات کی خبر سرعت کیساتھ شہر میں پھیل رہی ہے۔ احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت حضرات بھی کثیر تعداد میں مسلم ٹاؤن آرہے ہیں۔ اب چند گھنٹے میں اس عظیم ہستی اور عزیز و قابل صد احترام وجود کو ہمیشہ کیلئے سپرد خاک کر دیا جائے گا —— پھر آنکھیں اسے ڈھونڈینگی اور اس کے دیکھنے کے لئے ترسیں گی لیکن اسے نہ پا سکیں گی —— آہ!

(۲۷ اپریل پانچ بجے صبح)

(خاکسار: مدیر)

حقیقی مُردہ زندہ نہیں ہو سکتا

یورپ کے ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کے دعاوی کی حقیقت

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اخبار پیغام صلح مجریہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء میں شارق صاحب گوالیاری کا ایک مضمون "مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ممکن ہے" کے عنوان سے جب میری نظر سے گذرا۔ تو مجھے انسانی شیخی بازی اور ساتھ ہی اُس لکھنے والے کی جہالت پر افسوس ہُوا جس نے یہ فقرہ لکھا کہ "موت اب وہ منزل نہیں رہی جس کی سرحد عبور کر لینے کے بعد کوئی مسافر پھر واپس آ ہی نہیں سکتا" قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس اعلان کے بالمقابل کہ ربی الذی یحیی و یمیت (کہ میرا رب ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے) ایک مادہ پرست بادشاہ نے بھی کہا تھا۔ کہ انا احی و امیت (میں بھی جلا سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں) لیکن آخر کار دیکھو اُسے فبھت الذی کفر۔ انجام یہی ہُوا کہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ بنا بنایا کچھ نہیں۔

میں شارق صاحب کو نہایت وثوق کے ساتھ یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کہ کوئی انسان خواہ وہ کوئی ڈاکٹر ہے یا سائنس دان کسی حقیقی مردے کو زندہ کر سکے اور نہ آج تک زندگی کے راز کو کسی نے سمجھا۔ جس امر سے شارق صاحب کو غلطی لگی ہے وہ یہ ہے کہ بعض دفعہ اجسام کی زندگی کی مشینری کسی وجہ سے کھڑی ہو جاتی ہے اس کے چلا دینے کو مجازاً کہہ دیا جاتا ہے کہ مردہ زندہ ہو گیا۔ مثلاً آئے دن شفاخانوں میں کلوروفارم دیتے ہوئے ایسے حادثات ہوتے رہتے ہیں کہ تنفس بند ہو جاتا ہے اور انسان ایک عامی کی نظر میں مر جاتا ہے لیکن ایک ڈاکٹر جانتا ہے کہ وہ مرا نہیں صرف تنفس کی مشینری بند ہو گئی ہے۔ چنانچہ مصنوعی تنفس کے ذریعہ سانس پھر چلنے لگتا ہے۔ ایک عامی آدمی کہیگا کہ مردہ زندہ ہو گیا۔ لیکن ایک ڈاکٹر جانتا ہے کہ وہ مرا نہ تھا تنفس کی مشینری بند ہو گئی تھی۔ اسی طرح کلوروفارم کے نیچے دل کی حرکت بند ہونے پر کسی ڈاکٹر نے ایک دفعہ سینہ چاک کر کے دل کو مصنوعی حرکت دی اور وہ چل پڑا یا کوئی دوا محرک اور مقوی پچکاری کے ذریعہ داخل کی اور قلب کی حرکت جاری ہو گئی تو عامی کی نظر میں تو ایک مردہ زندہ ہو گیا لیکن ایک ڈاکٹر جانتا ہے کہ وہ آدمی مرا نہ تھا بلکہ دل کی مشینری تھم گئی تھی جو پھر چل پڑی۔

اسی لئے پھانسی کی سزا جب دی جاتی ہے تو پھانسی پر ایک گھنٹہ مجرم کو لٹکایا جاتا ہے تاکہ جان اس کے جسم کے ذرہ ذرہ سے نکل جائے اور اس کے بعد احتیاطاً ڈاکٹر پھر نبض کو دیکھتا اور اس کی نعش کو اچھی طرح معائنہ کرتا ہے کہ پھر تو زندگی عود نہیں کر آئی۔ کیونکہ فوری حادثہ سے جب زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کیجاتی ہے تو زندگی جسم کے ذرات میں باقی رہتی ہے۔ جب تک کہ تنفس اور دل کی حرکت کو بند ہوئے کافی عرصہ نہ گزر جائے۔ ہاں جو شخص بیماری سے مرتا ہے اس میں زندگی بتدریج کم ہوتی چلی جاتی ہے اور مرنے کے بعد جلدی ہی زندگی اس کے جسم کے ہر حصہ میں ختم ہو جاتی ہے لیکن ایک تندرست آدمی کی زندگی جو کسی فوری حادثہ سے بظاہر ختم ہوئی ہے۔ بہت عرصہ تک جسم کے ہر حصہ میں موجود رہتی ہے۔ اسی لئے بعض دفعہ جنازہ میں سے آدمی بظاہر مرا ہُوا جی اٹھتا ہے اسی طرح ڈوبا ہُوا آدمی بظاہر مر جاتا ہے۔ کئی کئی گھنٹہ بعد بھی ہوش میں لایا جا سکتا ہے۔ گویا موت کی غشی کے ساتھ ہی زندگی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ کچھ عرصہ کے بعد زندگی ختم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ڈاکٹر جو تجربے کر رہے ہیں تو اس کے لئے انہی لوگوں کو لیتے ہیں۔ جو فوری حادثے سے مرے ہوں اور مرنے پر پندرہ منٹ سے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو۔ وہ کسی ایسے مریض کو موت کی غشی سے ہوش میں نہیں لا سکتے یا شارق صاحب کی زبان میں زندہ نہیں کر سکتے جس کی موت کسی فوری حادثہ سے نہ ہو یا جس کی موت پر پندرہ منٹ سے زیادہ کچھ عرصہ گزر گیا ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ موت کی غشی اسی پرسے دور ہو سکتی ہے جس کی رگوں پٹھوں، جسم کے مختلف اجزا میں ابھی زندگی باقی ہو ایسی حالتوں میں ممکن ہے کہ اس تھمی ہوئی مشینری کو وہ چلا سکیں۔ لیکن ہزاروں لاکھوں میں ایک تجربہ کہیں کامیاب ہو سکتا ہے۔ گو ابھی تک کہیں کامیاب نہیں ہُوا۔

خوب یاد رکھیں کہ نری شیخی بازی کو ڈاکٹر جو ڈاکٹر علیق ہوئی زندہ مشینری کو مرنے سے بچا نہیں سکتے انہوں نے تھمی ہوئی مشینری کو کیا چلانا ہے۔ ہزارہا زندہ انسان روز مرتے ہیں۔ انہیں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ تو مرے ہوئے کو جلانا محض زبانی لاف و گزاف ہے کتے کی شریانوں کو کاٹ کر پھر سی دینا اور کسی مشین سے دل کو حرکت دیکر پھر دوران خون جاری کر کے کتے میں آثار زندگی پیدا کر دینا مردہ زندہ کرنا نہیں بلکہ درحقیقت زندہ کتے پر ہی اپریشن کرنا ہے۔ یہاں آئے دن ہسپتالوں میں شریانیں کٹتی اور بگڑتی رہتی ہیں اور محض زندگی کی قوت انہیں جوڑتی ہے۔ ڈاکٹر کی سوئی اور دھاگا بظاہر ان کو جوڑتا ہے۔ مگر حقیقت میں ان کا جڑنا محض زندگی کی قوت پر منحصر ہوتا ہے۔ اس میں ذرا بھی خرابی ہو جائے۔ یا کہیں سے کوئی گندگی اس زخم میں راہ پا جائے تو بڑے سے بڑے سرجن اٹریاں رگڑ کر مر جاتے ہیں اور اس شریان یا اجزائے جسم کو جوڑ نہیں سکتے۔ یہ قدرت کا ہاتھ ہوتا ہے جو ان ٹانکوں کی سلائی کو جوڑتا ہے۔ ڈاکٹر یہاں بے بس ہوتا ہے۔

عطائیوں اور عامیوں کے سامنے کوئی ڈاکٹر جو مرضی چاہے شیخیاں مارے لیکن ایک ڈاکٹر کے سامنے یہ لاف و گزاف عبث ہے کسی کتے کی تازہ تازہ شریانیں جوڑ کر اور قلب کو حرکت دیکر پھر اس میں دوران خون شروع کر دینا ڈاکٹر کی استادی نہیں بلکہ قدرت کی فیاضی ہے کہ رحیم صفت نے ڈاکٹر کی محنت پر پھل لگا دیا۔ ورنہ اگر وہ زخم ذرا بھی سیپٹک یعنی گندے ہو جاتے تو ڈاکٹر صاحب ہاتھ پاؤں مارتے رہ جاتے اور کچھ نہ بنتا۔ یہاں جیتے جاگتوں کے زخم خراب ہو کر ٹانکے نہیں ملتے تو اس کتے کے کیا ملنے تھے۔

پس شارق صاحب اتنی جلدی خوش نہ ہوں کہ موت اب وہ منزل نہیں رہی جہاں سے واپس نہ آیا جا سکے۔ بلکہ وہ انہم لا یرجعون کے ماتحت خوب یاد رکھیں کہ موت وہ منزل ہے جہاں سے کبھی کوئی اس جہان میں واپس نہیں آیا۔ نفس انسانی کا تعلق انسان کی زندگی کے ساتھ ایسا شدید ہے کہ جبتک وہ بکلی ختم نہ ہو جائے انسان کی قبض روح نہیں ہوتی۔ اور نہ عالم میں اس کا دخل ہوتا لیکن جب انسان کے جسم کی زندگی ختم ہو جاتی ہے تو پھر نفس انسانی عالم برزخ میں جا پہنچتا ہے جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں آیا۔

زندہ آدمی کو برف میں دبا کر جو غشی وارد کی جاتی ہے وہ بھی موت نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کی نیند ہوتی ہے جس میں دل و دماغ آرام کرتے رہتے ہیں جس طرح نیند کے بعد انسان تازہ دم اٹھتا ہے اسی طرح اس لمبی نیند کے بعد کوئی شخص اگر تازہ دم ہو کر اٹھے تو بالکل طبعی امر ہے۔ یہاں روز نیند کے ذریعہ انسان پر اس قسم کی ایک موت وارد ہوتی ہے اور روز صبح انسان ایک نئی زندگی لیکر اٹھتا ہے۔ حدیث شریف میں بیداری پر یہ دعا ثابت ہے کہ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا کہ تعریف ہے اللہ کی جس نے ہمیں زندہ کیا۔ ہمارے مرنے کے بعد لیکن سب جانتے ہیں۔ کہ یہ موت مجازی ہے۔ کیونکہ زندگی جسم سے رخصت نہ ہوئی تھی اور یہ قبض نفس انسانی کا عارضی تھا۔ دائمی نہ تھا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جسم کے ذرہ ذرہ سے جب زندگی ختم ہو جاتی ہے اور حقیقی طور پر موت وارد ہو جاتی ہے اس وقت جو قبض نفس انسانی کا ہوتا ہے وہ دائمی ہوتا ہے اور وہی وقت ہوتا ہے جب وہ ایک نئے عالم میں داخل ہوتا ہے جسے عالم روحانی یا عالم برزخ کہا جاتا ہے اور جس کی شان میں قرآن کریم فرماتا ہے کہ من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون کہ بعثت کے دن تک ان کے ورے پردہ ہے یعنی وہ اس عالم برزخ میں قیامت کے دن تک رہیں گے۔ یہی وہ عالم ہے جہاں سے کبھی کوئی واپس اس دنیا میں نہیں آیا۔

شارق صاحب کو میں یہ افسوسناک خبر سنا دینا چاہتا ہوں کہ اہل مغرب حقیقی مردوں کو تو کبھی زندہ نہ کر سکیں گے۔ لیکن زندوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے کروڑہا روپے کے اسلحہ اور سامان اور گیسیں وہ ضرور تیار کر رہے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مسلمانانِ صوبہ یو۔پی کی تباہ کن خانہ جنگی

مدح صحابہؓ اور تبرّا کی اتحاد سوز تحریکات

صوبہ یو۔پی کے نادان مسلمان مدح صحابہ اور تبرّا کی منحوس تحریکات کے ذریعہ بدبختی کا ایک خونین کھیل کھیل رہے ہیں۔ دشمن مسلمانوں کے اس تباہ کن مجنونانہ کھیل کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اس خانہ جنگی کے ذریعہ ان کے دیرینہ مسلم کش ارادوں کی تکمیل خود بخود ہو رہی ہے ــــ اور درد مند مسلمان ان نادانوں کی حرکتوں پر خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ سارا جھگڑا اس بات پر ہے کہ سنی پبلک طور پر مدح صحابہؓ پڑھنے کا حق مانگتے ہیں اور شیعہ حضرات سربازار خلفائے ثلاثہ کو گالیاں دینے کی کھلی اجازت چاہتے ہیں اور اس کو اپنا ایک ضروری اور بنیادی مذہبی شعار بتاتے ہیں یہ جھگڑا مدت سے چل رہا ہے کئی مرتبہ فساد اور ہنگامے ہوئے خون خرابے تک نوبت پہنچی۔ اپنے حق کو منوانے کے لئے پہلے سنیوں نے سول نافرمانی کی۔ جب انہوں نے اپنی الٹی عقل کے مطابق سمجھا کہ صوبہ کی حکومت ان کے مطالبات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہو رہی ہے تو ایک احمقانہ اظہار کامیابی کے ساتھ اس سلسلہ کو ترک کر دیا۔ اس کے بعد شیعہ حضرات نے سول نافرمانی کے میدان میں قدم رکھا۔ وہ اب تک اپنے "کمالات" دکھا رہے ہیں اور لکھنؤ کی یہ چنگاری یو۔پی کے دیگر شہروں اور صوبہ کے باہر بھی مسلمانوں کے خرمن اتحاد کو آگ لگا رہی ہے۔ جگہ جگہ شیعوں کے جتھے سول نافرمانی کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ متعدد مقامات پر شیعہ سنیوں کے درمیان فساد اور کشیدگیاں رونما ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ تباہ کن حماقت غیر ذمہ دار لوگوں اور لاعلاج قسم کے متعصب مجتہدوں اور ملانوں تک محدود تھی۔ لیکن اب روشن خیال اور ذمہ دار طبقے بھی اس وبا سے متاثر ہو رہے ہیں۔ تازہ خبر ہے کہ بہت سے عالی خاندان شیعہ نوجوان حتیٰ کہ واجد علی شاہ سابق تاجدار اودھ کا پوتا بھی اسی سلسلہ میں گرفتار ہو چکا ہے۔ گرفتاریوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے۔ ان ماتم داران حسینؓ اور شائقین تبرّا کے لئے ایک سپیشل جیل تجویز ہو رہا ہے۔ حکومت نے ایک تعزیری چوکی بھی مقرر کر دی ہے جس کے اخراجات "شیعہ، سنی مجاہدین" کے طفیل غریب و فاقہ زدہ مسلمانوں سے وصول کئے جائیں گے۔

اس کے مقابلے میں سنیوں کا تازہ "کارنامہ" یہ ہے کہ ان میں سے پچاس سرپھروں نے ۲۴؍ اپریل کو یو۔پی اسمبلی ہال پر دھاوا بول دیا۔ پولیس کے آدمیوں سے مقابلہ کرتے اور انہیں دھکے دیتے ہوئے وزیر اعظم کے کمرے میں گھس گئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے انہوں نے چند ضروری سرکاری کاغذات بھی پھاڑ ڈالے۔ اب ان "مجاہدین" کے سرغنوں کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ بعض اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عید المیلاد النبیؐ پر سنی مدح صحابہ پڑھینگے اس کے مقابلہ پر غالباً شیعہ تبرّا کریں گے۔ اس طرح زبردست کشمکش اور ہنگامہ کا اندیشہ ہے اور اگر حکومت کی طرف سے فساد کی روک تھام کا کوئی خاص انتظام نہ کیا گیا تو اس مبارک دن لکھنؤ کے مسلمان ضرور کوئی خونین مظاہرہ کر کے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

بعض ذمہ دار اخبارات اور اصحاب یو۔پی کی کانگریس اور کانگریسی وزارت کو اس اختلاف کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ وہ برملا اور دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ کانگریسی مسلمانوں کو باہم لڑا کر اور ان کے اتحاد کو توڑ کر بعض خاص مقاصد کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ کانگریسی اس الزام کی صفائی اب تک پیش نہیں کر سکے۔ اس کشمکش کے قریباً تمام شیعہ سنی رہنما کانگریس کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس کی نیاز مندی اور اس کے احکام کی تعمیل کو ہر ایک بات سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کانگریس کا ان پر غیر معمولی اثر ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے ان خادموں اور رہنماؤں کو اس فتنہ انگیزی سے نہیں روکا۔ یہ حقیقت اس الزام کے وزن کو بہت بڑھا دیتی ہے اور کانگریس اور کانگریسی وزارت پر شبہ قوی ہو جاتا ہے ــــ لیکن اس کے باوجود ہم کہیں گے کہ مسلمانوں کی حماقت نے کانگریس کو اس شرارت کا موقع دیا ہے اس لئے اصل

مقصود دار دی میں۔ دشمن تو دشمنی اور نقصان رسانی [illegible] موقع سے فائدہ اٹھائے گا اس سے گلہ فضول ہے۔

جہاں تک اس کشمکش کا تعلق ہے ہم یہ کہنا چاہتے [illegible] جماعت احمدیہ تمام صحابہ اور آئمہ کو قابل احترام سمجھتی [illegible] یہی اسلامی اصول ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے نزدیک [illegible] صحابہ کی تحریک غیر ضروری اور غیر موزوں ہے مسلمانوں کی [illegible] حالت اور ان کے مشترکہ مفاد کے پیش نظر سنی حضرات کی [illegible] "بدعت" حق طلبی کی تائید نہیں کی جا سکتی۔ مذہبی [illegible] صحابہ کا حق کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تبرّا ایک ایسا فعل [illegible] اسلام اور اخلاق قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ یہی شیعہ سنی [illegible] کا سب سے بڑا سبب ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے [illegible] اور مسلمانوں کو جو شدید نقصان پہنچے اور جو تباہیاں [illegible] ان پر تاریخ گواہ ہے۔ کاش ان سے عبرت کا کوئی [illegible]

شیعہ حضرات تبرّا کی حمایت میں عجیب و غریب دلائل پیش کر [illegible] جن پر ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی۔ مشہور شیعہ اخبار "ناطق" لکھنؤ [illegible] ۱۶؍ اپریل کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"کہا جاتا ہے کہ تبرّا گالی ہے اسلئے ہم یہ سمجھا دینا چاہتے [illegible] تبرّا کیا ہے اور حامیان مدح صحابہ کیطرف سے تو دنیا [illegible] ہے۔ یہ مسلم ہے کہ فطری طور پر ہر شخص میں محبت [illegible] کارفرما ہیں کسی کے برے افعال و کردار سے بیزاری [illegible] اعمال پر اظہار اطمینان و مسرت کرنا روزمرہ کا عمل [illegible]

اوّل تو شیعہ حضرات خلفائے ثلاثہ سے نفرت کرتے ہی [illegible] نہیں اگر ان پاک ہستیوں کے بلند کارناموں کو تاریخ اسلام [illegible] کر دیا جائے تو اس کے بعد جو کچھ باقی رہتا ہے اور اسلام [illegible] اعتراضات وارد ہوتے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اگر [illegible] یہ فرمائیں کہ ہماری تحقیق و خیال کے مطابق خلفائے ثلاثہ [illegible] نعوذ باللہ قابل نفرت ہی ہیں ہم اپنے عقائد کو نہیں [illegible] صرف اپنی تحقیق پر ہی اعتماد کر سکتے ہیں اس لئے ہمیں اظہار نفرت [illegible] یعنی تبرّا کا حق ملنا چاہیئے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ حضرت علیؓ کی [illegible] میں گستاخی کرنیوالے ایک بدبخت خارجی کو یہ حق نہ دیا جائے [illegible] اس کا عقیدہ اور تحقیق حضرت علیؓ پر طرح طرح کے الزامات [illegible] اس شیر خدا سے نفرت کا تقاضا کرتی ہے ــــ [illegible] اس کیلئے تیار ہیں؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر [illegible] وہ تبرّا بازی پر اصرار کرتے ہیں؟ یاد رہے کہ تبرّا بازی کے [illegible] ردِ عمل ہندوستان میں بھی خارجی پیدا کر دے گا۔ شیعہ [illegible] ہیں کہ تبرّا ہمارا پرانا رواج و شعار ہے۔ قدامت کسی [illegible] صحیح ثابت کرنیکا ذریعہ نہیں بن سکتی ہم کہیں گے کہ تبرّا [illegible] اپنی قدامت کے باوجود مدح صحابہ کی غیر ضروری بدعت [illegible] بہت زیادہ مستحق سرزنش و قابل ترک ہے۔

آخر پر ہم نہایت دلسوزی کیساتھ شیعہ سنی حضرات [illegible] میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلام، ملت مسلمہ اور [illegible] رحم کر [illegible] اس کشمکش کو ترک کر دیں کیا مسلمانوں کی [illegible] کے اندر [illegible] ہے اور تبرّا کا شوق پورا نہیں کیا جا سکتا [illegible]

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن پشاور

کا سالانہ اجلاس

۲۹-۳۰؍ اپریل کو سعید ڈھیری ضلع پشاور میں منعقد [illegible] کہ تمام احباب بالخصوص نوجوان اس میں شرکت [illegible]

شذرات

مسلم اقلیتوں کے نمائندے اسلامی صوبوں میں

یو۔پی۔سی۔پی۔بہار بمبئی اور مدراس وغیرہ صوبوں میں جہاں کہ ہندوؤں کی بے پناہ اکثریتیں موجود ہیں اور کانگرسی راج قائم ہے مسلم اقلیتوں پر دردناک۔ اخلاق سوز اور ناقابل برداشت مظالم توڑے جارہے ہیں۔ ان کی تہذیب و تمدن اور زبان کو مٹانے کی منظم کوششیں ہورہی ہیں۔ مسلمانوں کے حقوق تعصب خودغرضی کی کند چھری سے ذبح کئے جارہے ہیں۔ جگہ جگہ فساد برپا کرکے بے قصور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا روزمرہ کا مشغلہ بن گیا ہے۔ کیونکہ ان صوبوں کے ہندو جانتے ہیں کہ کانگرس کے پردے میں خالص ہندو راج قائم ہوچکا ہے۔ اب ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کانگرسی وزارتیں اپنے طرزعمل سے ان کے اس خیال کی تائید و حوصلہ افزائی کررہی ہیں

صورت حالات بہت ہی نازک اور ناقابل برداشت ہوچکی ہے ان مظالم کی روک تھام کیلئے پہلا قدم یہی ہے کہ صحیح حالات پبلک میں لائے جائیں اور مظلوم مسلم اقلیتوں کی زبون حالی سے اسلامی صوبوں کو آگاہ کیا جائے تاکہ اسلامی ہند کی رائے عامہ بیدار ہوکر کسی مناسب اقدام کے لئے آمادہ ہو۔ اسی ضرورت کے پیش نظر آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے اپنے ۲۸ دسمبر ۱۹۳۸ء کے اجلاس میں یہ تجویز منظور کی تھی کہ مسلم اقلیت والے صوبوں کے وفود مسلم اکثریت والے صوبوں کا دورہ کریں تاکہ کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں کو جو تلخ تجربات ہوئے ہیں وہ بلاواسطہ مسلم اکثریت والے صوبوں کو معلوم ہوجائیں۔ یہ خبر باعث اطمینان ہے کہ اس تجویز کو جامۂ عمل پہنانے کے انتظامات مکمل ہوچکے ہیں۔ اراکین وفد کا انتخاب ہوچکا ہے۔ دورہ کا پروگرام طے پاگیا ہے۔ اس بات کا بھی اہتمام کرلیا گیا ہے کہ اراکین وفد کی تقریریں ساتھ ساتھ اخبارات اور دوسرے ذرائع سے شائع ہوتی رہیں۔ وفد کے دو حصے ہونگے ایک بنگال آسام وغیرہ کا دورہ کرے گا دوسرا پنجاب، صوبہ سرحد، اور سندھ کا۔ پنجاب میں دورہ کی ابتداء ۱۰ رمئی ۱۹۳۹ء سے ہوگی۔

موجودہ تعلیم نسواں کے نقائص

محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ ایم ایل اے۔ پارلیمنٹری سیکرٹری حکومت پنجاب نے انجمن خدام راعیاں کے سالانہ اجلاس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"میں اس چیز کو پسند نہیں کرتی کہ لڑکیاں بی اے اور ایم اے بنیں بلکہ یہ چاہتی ہوں کہ وہ اچھی مائیں بنیں تاکہ گھر کا بندوبست اچھی طرح کرسکیں ہمیں ... ہم تمام فضول خرچیاں ترک کردیں کفایت شعاری سیکھیں اور اس طرح آگے بڑھیں"۔

محترمہ بیگم صاحبہ ایک روشن خیال۔ اعلیٰ تعلیمیافتہ اور ضروریات زمانہ سے باخبر خاتون ہیں۔ بیجا قدامت پسندی کا ان کے متعلق کوئی گمان تک نہیں کرسکتا۔ ان کے مندرجہ بالا ارشادات مسلمانوں کے عام حلقوں بالخصوص نئی روشنی کی خواتین و اصحاب کے لئے قابل توجہ ہیں۔ کوئی صحیح الخیال آدمی تعلیم نسواں کی ضرورت واہمیت سے انکار نہیں کرسکتا لیکن اس کیساتھ ہی یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ تعلیم ہماری لڑکیوں کے لئے غیرموزوں اور بہت بڑی حد تک نقصان رساں ہے ——— دنیوی اور دینی دونوں لحاظ سے۔ اس تعلیم سے ہماری قوم کی لڑکیوں کے اندر اچھی بیویاں اور اچھی مائیں بننے کی صلاحیت روزبروز کم ہورہی ہے۔ فضول خرچی اور فیشن پرستی کا مرض زیادہ تر موجودہ تعلیم کے ذریعہ ہی بڑھ رہا ہے۔ خوش اسلوبی اور کفایت شعاری کے ساتھ گھر کا بندوبست کرنے کی قابلیت ان سے مفقود ہورہی ہے۔ اسی طرح قوم اور آیندہ نسل کے لئے ایک زبردست معاشرتی اور اقتصادی خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ ہم لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے مخالف نہیں۔ وہ بڑے شوق سے بی۔اے اور ایم اے بنیں۔ لیکن ہمارے نزدیک موجودہ تعلیم کے یہ نتائج بے حد مضر اور منحوس ہیں۔ انہیں کسی قیمت پر بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ بی۔اے۔ اور ایم اے کی چند ڈگریاں تو اس نقصان کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت شئے ہیں۔

سوانحعمری حضرت مسیح موعود

گذشتہ اشاعت میں احباب نے یہ پرمسرت اطلاع ملاحظہ فرمائی ہوگی کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کی سوانح عمری حصہ اول کی تالیف کا کام مکمل کرلیا ہے۔ مسودہ نظرثانی کے بعد کاتب کے پاس پہنچ چکا ہے۔ کتابت ہورہی ہے انشاء اللہ چند ماہ کے اندر کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوکر وابستگان سلسلہ کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی یہ ایک بہت بڑی دینی و علمی خدمت ہے جو ہمارے نزدیک تاریخ احمدیت میں ایک کارنامہ عظیم کی حیثیت رکھے گی اس کتاب کی تالیف میں موصوف نے بے حد تحقیق و تلاش اور محنت و کاوش سے کام لیا ہے۔ اس کے بعض نامکمل حصے "پیغام صلح" کے خاص نمبروں میں شائع ہوچکے ہیں جن سے اس کے محاسن اور فاضل مؤلف کی جد وجہد کا ایک حد تک اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہ امر اس مسرت میں اضافہ کا باعث ہے کہ کتابت و طباعت کا کام ڈاکٹر صاحب کی زیرنگرانی ہوگا اس لئے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کتاب انشاء اللہ ظاہری محاسن کے لحاظ سے بھی بہت بلند پایہ ہوگی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو سوانح عمری حضرت مسیح موعود کی خاطر خواہ تکمیل اور دیگر بلند پایہ خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سائنس کی ترقی کے باوجود مذہب کی ضرورت

تہذیب نو کے ملحد افرزند نشہ غرور میں سرشار کہہ رہے ہیں کہ انسان اب علم اور سائنس میں اس قدر ترقی کرچکا ہے کہ اس کو خدا اور مذہب کی ضرورت نہیں رہی لیکن وہ نہیں جانتے کہ خدا کے خوف اور مذہب کی رہنمائی کے بغیر علم و سائنس کی ترقی ان کو تباہی کی طرف لے جارہی ہے ——— خود سرکردہ اور ذمہ دار سائنس دانوں کو اس کا اعتراف ہے حال ہی میں مشہور پروفیسر میرلڈ سی اُرے نے جو نوبل پرائز بھی حاصل کرچکے ہیں، اوٹاوہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"کیمسٹری تہذیب کو فنا کردینے پر بھی قادر ہوسکتی ہے اور بنی نوع انسان کو ایسے بیش بہا فوائد بھی پہنچا سکتی ہے جس کا انسان کو وہم وگمان بھی نہیں۔ . . . علم کیمیا کا استعمال اس طریق پر ہونا چاہیئے کہ اس کا نتیجہ انسان کی فلاح و بہبود ہو . . . . کیمسٹری ہماری مغربی تہذیب کو تباہ کرسکتی ہے اور شائد تباہ کردے گی میرے خیال میں یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں کہ اس کے ذریعے ہماری تہذیب قطعاً نیست ونابود بھی ہوسکتی ہے"!

"علم کیمیا کا استعمال اس طریق پر ہونا چاہیئے کہ اس کا نتیجہ انسان کی فلاح و بہبود ہو" یہ نصیحت تو بہت اچھی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس پر عمل کی توفیق خدا کے فضل اور مذہب کی روشنی اور رہنمائی کے بغیر نہیں مل سکتی ہے ——— دیکھ لیجئے جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف اور مذہب کا احترام نہیں وہ سائنس کی ایجادوں اور علم کے انکشافات کو کس وحشت اور بیدردی کے ساتھ اولاد آدم کی ہلاکت و بربادی کے لئے استعمال کررہی ہیں

محکمہ ڈاک کی گراں فروشی

ترقی یافتہ وآزاد ممالک کے برعکس ہندوستان کا محکمہ ڈاک بہت گراں فروش اور سخت گیر واقع ہوا ہے۔ جنگ عظیم کے بعد قریباً تمام ممالک میں محصول ڈاک کی شرح کم کردی گئی لیکن ہمارے ہاں اس میں ناقابل برداشت اضافہ ہوتا رہا۔ اخبارات رسائل اور کتب وغیرہ کے متعلق ہندوستانی محکمہ ڈاک کا رویہ بہت غیرمنصفانہ اور غیرہمدردانہ ہے۔ گذشتہ پچیس سال کے عرصہ میں اس بارہ میں پے در پے ایسے نامناسب قواعد نافذ کر دئے گئے ہیں جن کی وجہ سے پریس کی ترقی اور علم وادب کی اشاعت اور تعلیم کی ترویج کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے ذرا اندازہ فرمائیں کہ اگر ایک آنہ کی کتاب قیمت طلب پارسل کے ذریعہ منگائی جائے تو گاہک کو ساڑھے چھ آنے پڑتے ہیں امریکہ ہندوستان سے بہت زیادہ دولت مند اور تعلیمیافتہ ملک ہے۔ وہاں محکمہ ڈاک کے مصارف بھی ہندوستان کے مقابلے پر بہت زیادہ ہیں لیکن امریکہ میں کتابوں پر محصول ڈاک اس قدر ارزاں ہے کہ تعجب ہوتا ہے۔ اور حال میں ہی اس میں مزید کمی کی گئی ہے۔ اب امریکہ میں ۴۰ تولہ کی کتاب کیلئے ڈیڑھ سینٹ یعنی تین پیسے کا ٹکٹ ڈاک کافی ہوتا ہے حالانکہ ہندوستان میں اسی وزن کی کتاب پر سوا چار آنہ کے ٹکٹ لگانے پڑتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہندوستان کے اخبارات تعلیمی و ادبی ادارے۔ تبلیغی انجمنیں اور تاجران کتب محکمہ ڈاک کی اس گراں فروشی کے خلاف متفقہ طور پر آواز اٹھائیں اور شرح محصول کو کم کرانے کے لئے مؤثر و مسلسل جد وجہد کریں۔

خط وکتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

ایمان زندگی پیدا کرتا ہے

اس سے انسانوں اور قوموں کی مخفی طاقتیں بیدار ہو جاتی ہیں

ہمارے افعال میں زندہ ایمان کے آثار نظر آنے چاہئیں ورنہ مسجد کے امن سے وابستگی بیفائدہ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ومن ایٰتہ انک تری الارض خاشعۃ .... تنزیل من حکیم حمید

(ترجمہ) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تو زمین کو مردہ دیکھتا ہے۔ پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ ہلتی ہے اور پھولتی ہے۔ وہی جس نے اسے زندہ کیا یقیناً مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ لوگ جو ہماری آیتوں کے بارے میں کجروی اختیار کرتے ہیں ہم پر مخفی نہیں تو کیا وہ جو آگ میں ڈالا جاتا ہے بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن کی حالت میں آئے۔ جو چاہو سو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔ جنہوں نے نصیحت کا انکار کیا جب وہ ان کے پاس آگئی (وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے) اور وہ یقیناً عزت والی کتاب ہے۔ جھوٹ نہ اس پر اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ وہ حکمت والے تعریف کئے گئے (اللہ) کی طرف سے اتاری گئی ہے۔

دنیا میں اسلامی خیالات کا غلبہ

میں نے گاندھی جی کی ایک تقریر میں یہ لفظ پڑھے ان کے برت رکھنے کے متعلق عقائد کا مہرت وہ شخص کر سکتا ہے جس کو خدا پر زندہ ایمان ہو۔ ان الفاظ کو پڑھ کر مجھے یہ خیال آیا کہ کس طرح پر اسلام کے خیالات دوسرے لوگوں کے اندر اپنا اثر کر رہے ہیں یہ تو آج ایک واضح بات ہے۔ کہ معاشرت میں۔ تمدن میں اور دیگر ان قوانین میں جن کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے۔ کس طرح یہ لوگ اسلامی قانون کے محتاج ہیں۔ اور اسی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ روحانیت میں بھی اسلامی خیالات غالب آ رہے ہیں اور دوسروں پر اثر ڈال رہے ہیں۔

"زندہ ایمان" اسلام کی اصطلاح ہے

زندہ ایمان ——— اسلام کی ہی اصطلاح ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اسلام نے ایمان کو ایک زندگی قرار دیا ہے۔ اور ایسی بین اور واضح زندگی کہ جس کے اثرات کھلے طور پر نظر آ جائیں۔ یہ جو آیات میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں ومن ایٰتہ انک تری الارض خاشعۃ۔ خدا کی نشانیوں میں یہ بات ہے کہ تم زمین کو مردہ دیکھتے ہو فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت۔ پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو اس کے اندر حرکت پیدا ہوتی ہے اور نشوونما ہوتی ہے۔ ان الذی احیاھا لمحی الموتیٰ۔ وہ خدا جو زمین کو اس طرح پھر زندہ کرتا ہے وہی مردہ انسان کو بھی زندہ کرتا ہے۔

مردہ انسانوں کو زندہ کرنے کا مطلب

مردہ انسانوں کے زندہ کرنے سے کیا مراد ہے ہم یہ مطلب نہیں کہ قیامت کے دن اعمال کی جزا و سزا کیلئے زندہ کرے گا۔ بلکہ جہاں جہاں قرآن مجید میں مردہ زمین کو زندہ کرنے کا ذکر ہے اور اسے حالات انسانی پر منطبق کیا ہے مراد یہ ہے۔ کہ جس طرح ظاہری پانی سے یہ مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آسمانی بارش یعنی وحی الٰہی سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں

مردہ انسان زندہ ہو جاتے ہیں۔ مردہ قومیں زندہ ہو جاتی ہیں اور پھر یہ زندگی کس قدر وسیع ہوتی ہے۔ کس قدر اس کے اثرات تمام حالات انسانی پر وارد ہوتے ہیں کہ زندگی کا کوئی پہلو اس کے اثر سے باہر نہیں رہتا۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں فرمایا ہے۔ اومن کان میتا فاحیینٰہ۔ ایک شخص مردہ ہو پھر ہم اس کو زندہ کر دیں۔ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس اور وہ زندگی کیسی ہے۔ پھر اس کو ایک روشنی عطا کر دیں۔ جسے لیکر وہ لوگوں کے آگے آگے چلے۔ کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں چلتا ہے۔

تعلق باللہ سے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی نشوونما ہوتی ہے

یہاں بھی وہی زندگی مراد ہے وہ زندگی جو وحی الٰہی کے نازل ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا تعلق صرف روحانیات سے نہیں۔ بلکہ انسان کے تمام مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہوتی ہے بظاہر یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی راہیں وحی سے ظاہر فرماتا ہے۔ مگر جب انسان کی زندگی کے ساتھ خدا کا تعلق ہو۔ تو اس کی زندگی کے تمام پہلوؤں میں نشوونما ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی کہ ہمارے نبی کریم صلعم جو روحانیت کے بادشاہ ہیں جن کا مقام روحانیت اس قدر بلند ہے کہ وہاں کوئی زاہد راہب یا تارک دنیا کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کی دنیوی زندگی کے ہر پہلو کو دیکھو کس طرح پر تمام رنگوں میں اعلیٰ درجہ کے امور اس زندگی کے تمام پہلوؤں میں ہمکو نظر آتے ہیں

مسجد کے ساتھ تعلق کا منشا

میں نے پچھلے خطبہ میں بھی کہا تھا کہ ہم کو ایک نمونہ پیدا کرنا چاہیئے مسجد کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا۔ بعض لوگوں کا خیال ہوگا کہ مسجد سے تعلق کے شاید یہ معنی ہیں کہ تسبیح لیکر وظیفہ کرتا رہے۔ نہیں بلکہ اس کا منشا محمد رسول اللہ صلعم کے نمونہ کی پیروی ہے۔ ہم ہر ایک کام کریں۔ مگر ہمارا مرکز مسجد ہو۔ وہ ہمیں سے ہمارے زندگی کے ہر پہلو کی ترقی ہو۔

جب انسان کے اندر ایک ایمان پیدا ہوتا ہے تو وہ ایک [illegible] لائن میں محدود نہیں ہوتا۔ بلکہ ساری زندگی پر حاوی ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی مثال

رسول کریم صلعم کی زندگی کو دیکھیئے۔ آپ مختصراً ہی [illegible] پڑھیں۔ مسلمانوں میں اس کی کمی ہے اسے مسلمان بہت کم پڑھتے ہیں۔ تو آپ کو معلوم ہو کہ کس طرح پر آپ نمازوں کی امامت بھی کراتے تھے۔ دینی ہدایات بھی دیتے تھے۔ جھگڑوں کے فیصلے بھی کرتے تھے۔ راتوں کو تہجد میں کھڑے رہتے۔ دوسری طرف اس قدر بیدار ہیں حالات دنیا کی اسقدر خبر ہے کہ دور سے دور ملک کے [illegible] ہیں ان کی حالت کا بھی علم ہے۔ جنگ کا انتظام کوئی گوشہ نشین زاہد نہیں کر سکتا۔ آپ کو جو مہمات جنگ کیلئے بھیجنا پڑتی تھیں ان سے بھی ظاہر ہے کہ آپ کو لوگوں کے حالات کی کس قدر اطلاع رہتی تھی۔ جہاں کسی قوم نے سر اٹھایا اور اسلام کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا۔ فوراً وہاں فوج بھیجدی جاتی۔

لوگوں کو ایک غلط فہمی

لوگ اس سے ایک غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ کہ شاید یہ مہمیں اسلام کو تلوار سے پھیلانے کیلئے تھیں۔ نہیں بلکہ آپ کو دشمنوں کے ارادوں اور منصوبوں کی پوری اطلاع رہتی تھی اور ان کی سرکوبی کیلئے فوج بھیجنی پڑتی تھی۔ ان دنوں جبکہ نہ اخبار تھے نہ ریلیں تھیں نہ تار برقی۔ اس وقت دور دور کے ملک کے حصوں کے حالات سے بلکہ دوسرے ملکوں کے حالات کی آگاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس قدر بیدار تھے۔ یہ بیداری صرف آپ کے اندر ہی نہیں تھی۔ صحابہؓ کے اندر بھی یہ بیداری تھی۔ آج [illegible] کا نام بدنام ہو چکا ہے۔ کیونکہ جو لوگ مسجدوں سے وابستہ ہیں اور جنہوں نے کچھ علم دین پڑھ بھی ہے وہ سمجھ لیتے ہیں کہ دنیا سے بے خبر رہنا ہی خدا سے تعلق ہے۔ نبی کریم صلعم اور آپ کے ساتھیوں کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنی باخبر قوم تھی۔

ایمان سے مخفی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں

تو میں کہہ رہا تھا کہ ایمان زندگی پیدا کرتا ہے اس سے مخفی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح کہ ایک زمین پر مدت سے بارش نہ ہوئی ہو اور وہ مردہ ہو اسی زمین کو تم ایک بار [illegible] دیکھو اور اسے سرسبز و شاداب دیکھو تو تمہیں یقین ہو جائے کہ خدا اس پر پانی برساتا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ لوگوں کو ایک قوم کی [illegible] کھلی کھلی حالتیں نظر آتی ہیں۔ پہلے مردہ تھی پھر حضرت محمد مصطفےٰ [illegible] کی آواز پر زندہ ہوئی اور زندگی بھی ایسی ملی کہ ان میں تجدید قوت [illegible] پیدا ہو گئی تو لوگ اسی زمین کی طرح جو پانی سے سرسبز ہو گئی [illegible] کیوں نہیں سمجھ سکتے کہ یہ بھی روحانی بارش کی وجہ سے ہوا [illegible] کوئی شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ وحی الٰہی کے نزول سے ایمان پیدا ہوتا ہے اور ایمان سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور انسان کی خفتہ طاقتیں بیدار ہوتی اور نشوونما حاصل کرتی ہیں۔

زندہ ایمان کی لازمی خصوصیت

وہی ملک عرب کے لوگ جو ہر پہلو میں پست ہو گئے تھے [illegible] ہر پہلو میں دنیا کی قوموں کے رہبر اور رہنما بن گئے۔ نہ صرف روحانیات اور اخلاقیات کے رنگ میں بلکہ دنیوی [illegible] معاملات میں بھی ——— ایمان ایک زندگی کا نام [illegible] زندہ ایمان اسی میں ہے جس کی خفتہ طاقتیں بیدار ہو گئی ہوں جن کی خفتہ طاقتیں بیدار نہیں وہ سمجھ لیں کہ ان کا ایمان مردہ یا سویا ہوا ہے جتنی یہ طاقتیں بیدار ہوں گی [illegible]

ایمان زیادہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے نام لیواؤں کا فرض

اس زمانہ کے متعلق بھی ہمارے سید و مولیٰ نے خوشخبری دی تھی۔ لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس ایمان ثریا پر چلا جائیگا تو وہاں سے ایک فارسی الاصل شخص واپس لائیگا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس ایمان کو ثریا سے لائے اور ایک قوم کے دلوں کے اندر وہ ایمان پیدا کیا۔ یاد رکھو کہ اگر ہمارے دلوں میں زندہ ایمان ہے تو وہ اپنے نشانوں سے نظر آنا چاہئے وہ ہمارے کاموں میں نظر آنا چاہئے۔

دنیا دیکھ لے کہ اس قوم میں بیداری ہے جب تک بیداری پیدا نہیں ہوتی تب تک یہ کہنا کہ ہم نے مسیح موعود کا دامن پکڑ لیا ہے بے معنی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دامن پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اندر بھی وہی ایمان پیدا ہو جائے جو حضرت نبی کریم صلعم نے صحابہؓ کرام کے اندر پیدا کر دیا تھا ——— جو اس کو محسوس نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ زبانی کلمہ پڑھ لینے کا نام ایمان ہے وہ غلطی پر ہیں ایمان سے دل کے اندر زندگی کے آثار پیدا ہونے چاہئیں۔

جہاد بالقرآن ہماری جماعت کا اصل مقصد ہے

افسوس ہوتا ہے کہ لوگ دنیا کے ادنیٰ ادنیٰ کاموں کے لئے سب کچھ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے عظیم الشان حکم کو چھوڑا ہوا ہے۔ وجاھدھم بہ جھادا کبیرا۔ اس قرآن کے ذریعہ سے جہاد کبیر کرو۔ یہی ہماری جماعت کا اصل مقام ہے حضرت مرزا صاحب نے ایمان پیدا کرکے ہمیں اس کام پر لگایا ہے کہ ہم جہاد بالقرآن کریں۔

مخالف علماء کی قابل مذمت روش

نبی کریم صلعم کے زمانہ میں دو جہاد ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب نے صرف ایک جہاد کی طرف توجہ دلائی ہے اس لئے نہیں کہ اب جہاد بالسیف کا حکم منسوخ ہے بلکہ اس لئے کہ اب حالات ایسے نہیں کہ جہاد بالسیف کی ضرورت ہے۔ مگر جہاد بالقرآن کی ضرورت ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ تعجب ہے گاندھی عدم تشدد کا نام لیتے تو کہتے ہیں ٹھیک ہے بڑے بڑے مسلمان عالم کانگرس میں داخل ہوتے ہیں اور عدم تشدد کو اپنا مذہب ظاہر کرتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب کہدیں کہ جہاد بالسیف کے حالات یہاں موجود نہیں یہ عدم تشدد کا زمانہ ہے تو نہیں مانیں گے۔ کیا جمعیۃ العلماء والے اب اس کو نہیں مانتے کہ ہمارے ملک میں اس زمانہ میں جہاد بالسیف نہیں بڑے بڑے علماء جنہوں نے مرزا صاحب کو بدنام کیا ہے کہ انہوں نے جہاد کو منسوخ کرکے مسلمانوں کو مار دیا ہے وہ بھی عملاً اسی بات کے قائل ہیں کہ یہ زمانہ جہاد بالسیف کا نہیں کس لیڈر نے جہاد بالسیف کے لئے قدم اٹھایا ہے جو حضرت مرزا صاحب کو بدنام کیا جاتا ہے۔ اور وہ علماء جو کانگرس میں شامل ہیں وہ مونہوں سے بھی اقرار کرتے ہیں کہ یہ جہاد بالسیف کا وقت نہیں۔

خدا کی طرف سے ایک شخص آکر ایک بات کہے تو مانیں گے نہیں مگر ایک سیاسی آدمی وہی بات کہے تو مان لیں گے۔ حضرت مرزا صاحب نے صرف اسی قدر فرمایا تھا۔ دجوہ الجھاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد۔ "جہاد بالسیف کی شرائط اس زمانہ میں اور اس ملک کے اندر نہیں پائی جاتیں"۔ اتنی سی بات مرزا صاحب نے کہی تھی جس پر مسلمانوں نے طوفان اٹھایا کہ مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ کرکے مسلمانوں کو مار دیا ہے اور خود نکمے بیٹھکر اس طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے کہ آپ نے اپنی جماعت کو جہاد بالقرآن میں لگا دیا اور سارے مسلمانوں کو جہاد بالقرآن کی دعوت دی۔

بعض افراد جماعت کی افسوسناک روش

ہماری جماعت جہاد بالقرآن کیلئے اٹھی ہے۔ اگر وہ اس میں سستی کرے تو خدا کے ہاں کسی رشتہ یا قول کی پرواہ نہیں وہ صرف اسی چیز کو قبول کرتا ہے جو دل سے اٹھے اور اس کی قوت عمل اس کام کے اندر لگ جائے ——— افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ میں سے بھی ایسے لوگ ہیں جو سستی کو دور نہیں کرتے اور جماعت کیلئے کمزوری کا موجب ہو رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اب تک ہمارا معاملہ بڑا نرم رہا ہے یہاں تک کہ جن لوگوں نے علی الاعلان دشمنی کی ہے ہم نے انہیں بھی کچھ نہیں کہا۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو عملاً جماعت کا ساتھ نہیں دیتے۔ مگر اپنے آپ کو جماعت کے اندر رکھتے ہیں۔ یہ طریق صحیح نہیں بلکہ جماعت کو صاف کرنا چاہئے۔ ایسے لوگوں سے جو مردہ دل ہوں اور جماعت میں فالحقیقت وہ لوگ رہنے چاہئیں جو زندہ ایمان رکھتے ہیں ——— ہم نے حضرت مسیح موعود کا دامن اس لئے پکڑا کہ ہمارے دلوں میں وہ زندہ ایمان پیدا ہو جو نبی کریم صلعم نے صحابہؓ کے دلوں میں پیدا کیا اور اگر یہ ایمان پیدا نہیں ہوا اور ہمارے کاموں میں اس کے آثار نظر نہیں آتے۔ تو اپنے آپ کو مجدد کے دامن سے وابستہ کرنا بے معنی ہے

جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کیلئے قرآنی وعید

وہ لوگ جو اس جہاد میں شریک نہیں ہوتے۔ یاد رکھو کہ ان کا معاملہ بالکل وہی ہے جو جہاد بالسیف میں پیچھے رہنے والے کا ہوا اس میں کوئی فرق نہیں ——— خدا نے دو فریقوں کو الگ الگ کر دیا ہے ایک مومن اور ایک منافق۔ جو جہاد بالسیف میں شامل ہوئے وہ مومن کہلائے جو شامل نہیں ہوئے وہ منافق کہلائے۔ اسی طرح جو جہاد بالقرآن میں شامل ہیں وہ مومن ہیں جو شامل نہیں [illegible] وہ مومن نہیں۔

بے حقیقت عذرات

تم جو چاہو عذر بنا لو۔ کوئی یہ عذر بنائے کہ میرا گذارہ نہیں ہوتا کوئی یہ کہے کہ مجھے شرح صدر نہیں۔ یہ باتیں خدا کے ہاں قابل قبول نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو رونے کا مقام ہے کہ اتنے عظیم الشان کام قرآن کو دنیا میں پہنچانے کیلئے کسی کو شرح صدر عطا نہ ہو۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ خدا کے آگے گرتے ہوئے روئیں کہ خدایا ہمیں شرح صدر عطا کر اگر کوئی عذر کرے کہ میرے پاس ہے نہیں یا یہ کہے کہ کام کرنیوالوں پر اعتماد نہیں تو یہ ایک عذر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر کام بھی نیک ہو اور کام کرنیوالے بھی خائن نہیں تو یہ عذر کہ ہمیں شرح صدر نہیں۔ مومن کی شان نہیں۔ یاد رکھو کہ یہ جماعت کو اس کے مقام سے گرا دیگا۔

مسیح موعودؑ نے ہمیں قبروں سے باہر نکالا ہے کروڑوں مسلمان بظاہر زندہ نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت وہ قبروں کے اندر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی قبریں کھودیں اور ہمارا بھی حشر وہی ہو جو ان کا ہوا جنہوں نے مسیح موعودؑ کا دامن نہیں پکڑا ——— خدا جہاد میں پیچھے رہنے والے کو معاف نہیں کرتا۔

باعزت زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو جہاد کرو

حضرت ابوبکرؓ کا وہ چھوٹا سا خطبہ جو گو چھوٹا سا ہے مگر اس قدر زبردست ہے کہ اس کا ایک ایک فقرہ زندگی اور موت کے سوال کو حل کرتا ہے ہمارے سامنے رہنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا لا یدع قوم الجھاد فی سبیل اللہ الا ضربھم اللہ بالذل "کوئی قوم خدا کے رستے میں جہاد کو ترک نہیں کرتی۔ مگر خدا اسے ذلیل کر دیتا ہے" اگر دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو جہاد کرو۔ مالوں اور جانوں دونوں طرح سے۔ مالوں سے اس طرح کہ اپنا مال خدا کے دین کو پھیلانے کیلئے خرچ کرو اور جانوں سے اس طرح کہ سوچو کہ وہ کونسے رستے ہیں جن سے تم خدا کے دین کو تقویت پہنچا سکتے ہو اور ان پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

ایک ضروری انتباہ

اس بات کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ یہ جہاد جس کیلئے ہمکو کھڑا کیا گیا ہے۔ اگر ہماری قوم نے اس میں سستی اختیار کی تو یہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ ابھی جوبلی پر جو کامیابی اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی کس قدر بے غفلت ہو کر دوسرے بھی عش عش کر اٹھے مگر بعض لوگ ابھی سے مردگی کے آثار ظاہر کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا ذکر نہیں جنہوں نے سابق ہو کر وعدے کئے تھے بلکہ بعد میں آنیوالوں میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اب انکار کر رہے ہیں انکی تعداد بہت قلیل ہے مگر یہ بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ وعدہ کرکے ایفا نہ کیا جائے۔ بیشک انکا اختیار ہے ہمارے پاس کوئی حکومت نہیں ہم اسے ٹیکس کے طور پر وصول نہیں کر سکتے لیکن جو لوگ مسلسل پیچھے رہتے ہیں وہ خود جماعت سے الگ ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ جماعت کو ایسا طریقہ اختیار کرنا پڑیگا کہ اس کے اندر صرف کام کرنیوالے رہ جائیں۔ جو کرتا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو وہ مجاہدین میں شامل ہے اور جو نہیں کرتا۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو وہ قاعدین میں سے ہے اور قاعدین کے ذکر کو قرآن کریم میں دیکھ لیا جائے میں جماعت کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انہیں اپنے مقام کو سمجھکر اس کے مطابق کوشش کرنی چاہئے۔ یہ جماعت صحیح معنوں میں اس دن اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگی جس دن اس کا ایک ایک فرد اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ خواہ جماعت کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ اگر اس کے افراد باعمل ہیں تو وہ کامیاب اور زندہ ہے۔

موجودہ مصائب و تکالیف کی وجہ ہماری اپنی غفلت ہے

آج بھی ہمارے سامنے مصائب اور تکالیف ہیں تنگی واقع ہو گئی ہے۔ یہ کیوں ہے؟ ہماری غفلت۔ ہمارے کارکنوں کی غفلت۔ ہمارے معاونین کی غفلت اور ہمارے ممبروں کی غفلت سے۔ آج ہی میں نے پوچھا دہلی مشن کا کیا حال ہے تو معلوم ہوا کہ وہ تو مردہ پڑا ہے انجمن کا نظام ہے۔ دفتر ہے۔ وہاں تنخواہ لینے والے کارکن ہوں لیکن ایک زندہ تحریک کو اس طرح مار دیا جائے سخت افسوس کا مقام ہے۔

مبلغین میں یہ روح سرایت کر گئی ہے کہ کسی کو چندہ کیلئے تحریک کرنا کسی سے چندہ مانگنا تمہاری ہتک ہے دنیا کے کاموں کیلئے بڑے بڑے آدمی مانگتے پھرتے ہیں اور تم خدا کے دین کیلئے مانگنے کو اپنی پوزیشن سے نیچے سمجھتے ہو۔ یہ تو جہاد کی دعوت ہے۔ یاد رکھو جس دن تمہارے کارکنوں کے اندر صحیح بیداری پیدا ہو گئی اور ان کے دلوں میں جہاد بالقرآن کا صحیح احساس پیدا ہو گیا اس دن تم زندہ ہو گئے۔ خدا کیلئے اپنے آپ کو سنبھالو قبل اس کے کہ تم پر وہ حالت آ جائے کہ پھر تم سنبھل نہ سکو اس جہاد کو سمجھ کر اٹھو۔

سپین مشن کے لئے مجاہد کی ضرورت

آج ہم خبروں میں پڑھتے ہیں کہ سپین کی جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہے اور اب وہاں ایک حکومت قائم ہو گئی ہے۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ سپین کا نام لیکر ہم نے روپیہ وصول کیا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ ایک سال قبل فکر کرتے اور آدمی تیار کیا جاتا۔ اگر نہیں ہوا تو اب کوئی عذر باقی نہیں یہاں ایک آدمی کے اوپر انحصار ہے جو نکل کھڑا ہو اور دکھ برداشت کرکے اپنے آپ کو سپین میں اس طرح ڈالدے جس طرح مرزا ولی احمد بیگ نے اپنے آپ کو ہالینڈ میں ڈالدیا ہے۔ ہمارے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ کھلا خرچ کر سکیں۔ لیکن اگر ہالینڈ میں ۲۰۰ روپے ماہوار سے مشن قائم ہو گیا ہے تو سپین میں بھی دو سو روپے ماہوار سے قائم ہو سکتا ہے اور انشاء اللہ ہم ہمارے پاس سے کوئی شخص نکلے اور اپنے آپ کو پیش کرے پھر ہم اسکی قابلیت وغیرہ دیکھکر انتظام کریں گے۔ مگر آدمی پہلے نکلنا چاہئے۔

نوجوانان جماعت سے خطاب

میں نوجوانوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ فی الواقع اگر تمہارا ایمان ہے کہ اسلام کی تبلیغ ضروری ہے اور اسلام غالب آنیوالا ہے اور فی الواقع اگر یہ بھی صحیح ہے کہ مسلمانوں نے تبلیغ چھوڑ دی ہے تو تم لوگوں کو اٹھنا چاہئے اور اپنے آپ کو اس کام کے اندر ڈال دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے نام کو صحیح طور پر دنیا میں پہنچا سکیں۔ [illegible]

انجمن کا مستقل فنڈ

یا

صدقہ جاریہ کی عظیم الشان بنیاد

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

جوبلی فنڈ کی آخری میزان

جوبلی فنڈ میں اس وقت تک ۱۹۳۰۱۹ کے وعدے ملچکے ہیں جس میں ۹۶۳۶۹ نقد روپیہ کے وعدے ہیں اور ۹۶۷ کی جائداد کے۔ یوں دو لاکھ کے پورا ہونے میں صرف [illegible] ہزار روپے کی کمی ہے۔ گویا ہمارے جوبلی فنڈ کی بنیاد ایک [illegible] لی بجائے دو لاکھ سے رکھی جا رہی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ [illegible] کے احسان عظیم کے سامنے ہماری گردنیں بے اختیار جھکتی ہیں [illegible] لہ ایک لاکھ کا مل جانا بھی کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا اسنے دو لاکھ دیدیا

جوبلی فنڈ میں حصہ لینے والے احباب سے درخواست

اس موقعہ پر میں ان احباب سے بھی چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اب تک جوبلی فنڈ میں حصہ نہیں لیا اور ان سے بھی جنہوں نے حصہ لیا ہے۔ موخر الذکر سے تو میری درخواست صرف اس قدر ہے کہ وہ علیدا زعلید ایفائے وعدہ کی طرف توجہ دیں۔ اور موعودہ رقم ادا فرمائیں۔ سوائے ان احباب کے جنہوں نے بوقت وعدہ اس روپیہ کو باقساط آخر سال تک ادا کرنے کی اجازت لے لی تھی۔ باقی سب احباب کو چاہئے کہ وہ اپنے حصہ کی رقم بہت جلد محاسب انجمن کے نام بھیجدیں اور جن احباب نے باقساط ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ اپنے وعدے کے مطابق اقساط باقاعدہ ادا کرتے جائیں اور بار بار یاد دہانیوں کی ضرورت نہ رہنے دیں۔

وعدہ کا ایفا اسلامی اخلاق کا طرہ امتیاز ہے

اسلامی اخلاق کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ مسلمان جو وعدہ کرتا ہے اسے پورا کر کے دکھاتا ہے اور موت کو قبول کر لیتا ہے مگر وعدہ شکنی نہیں کرتا۔ کسی دوسرے کے ساتھ جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے اور کس قدر اخلاقی پستی کا ثبوت ہے۔ مگر جو شخص خدا کیلئے وعدہ کر کے توڑتا ہے وہ گویا خدا کے ساتھ جھوٹ بولتا ہے اور خدا کے ساتھ جھوٹ بولنا اپنے آپ کو انسانیت کے مرتبہ سے نیچے گرا دیتا ہے۔ خدا کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔ اس کی سزا معمولی جھوٹ سے بہت بڑھکر ہے

یاایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود

اے مسلمانو! اپنے عہدوں کو پورا کرو

جوبلی فنڈ میں حصہ نہ لینے والے احباب سے چند باتیں

ان اصحاب سے جنہوں نے اب تک جوبلی فنڈ میں حصہ نہیں لیا مجھے مسلسل جہاد کرنا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے سینوں کو کھول دے اور مجھے اس کام میں کامیاب فرمائے کہ میں انہیں صدقہ جاریہ کے اس عظیم الشان کام میں شامل کر سکوں جس کی بنیاد ہماری قوم نے اس وقت رکھی ہے۔ یہ جہاد کیا ہے ان احباب کو سمجھانا ہے کہ خدا کے رستے میں اس وقت ان کا قدم پیچھے نہ ہٹے۔ ان کی منت کرنا ہے کہ ایک ایک شخص جو پیچھے رہتا ہے چھوڑتا ہوا پڑا وہ جماعت کے ساتھ وفاداری نہیں دکھاتا۔ خدا کے رستے میں کام کرنے والی جماعت کے ساتھ وفاداری نہیں دکھاتا۔ علانیہ اور مخفی طور پر انہیں بار بار توجہ دلاتا ہے اور سب سے بڑھکر اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو راتوں کو اٹھ کر اس کے لئے گریہ وزاری کرنا ہے کہ وہ ہم سب کو ایک سطح پر کھڑا کر دے۔

جوبلی فنڈ کا مقصد

اگر کسی دوست کو محض جوبلی کے لفظ کی وجہ سے اعتراض ہے تو اس سے صرف اسی قدر عرض کرنا ہے کہ وہ جوبلی فنڈ کی جگہ مستقل فنڈ کا لفظ رکھ لے۔ کیونکہ میرا منشا اس سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے لئے ایک زبردست مستقل فنڈ قائم ہو جائے۔ یا صدقہ جاریہ کا لفظ رکھ لے۔ کیونکہ میرا منشا صرف یہی ہے کہ جو نیک کام ہم لوگ اپنی زندگیوں میں کرتے رہے ہیں وہ ہمارے بعد بھی جاری رہے اشاعت اسلام کا کام وہ کام ہے جس سے اس زمانہ میں عام مسلمان بہت حد تک غافل ہو چکے ہیں۔ اور مجدد وقت کی جماعت نے اس کام کو زندہ کر کے دکھایا۔ اس کام کے لئے ایک مستقل بنیاد خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وصیت میں رکھی اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کی جماعت کا وہ حصہ جس نے اپنے آپکو آپ کے علم کا وارث ثابت کیا ہے اور جس نے آپ کے اصل کام تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کو ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک رکھکر زندہ رکھا ہے حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کو بھی پورا کر کے دکھائے گا۔ کہ ان کے ذریعہ سے قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی ایک مستقل اور زبردست بنیاد قائم ہو جائے۔ کونسا دل ہے جس میں اشاعت اسلام کی تڑپ موجود ہو اور اس کو اس بات سے خوشی نہ ہو کہ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے ایک مستقل بنیاد قائم ہو جائے۔

اشاعت اسلام کے لئے ہمارے نوجوانوں کی قربانیاں

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم اپنے پیچھے آنے والوں سے ڈرتے ہیں کہ خدا جانے وہ ہماری روایات کو زندہ رکھیں یا نہ رکھیں اور اشاعت اسلام کیلئے قربانیاں کریں یا نہ کریں۔ ہماری قوم کے نوجوانوں نے خدا کے فضل سے اشاعت اسلام کا ایک بے نظیر نمونہ دکھایا ہے۔ ان میں سے بہت سے ہیں جو اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ اس غرض کے لئے دے رہے ہیں۔ پھر جو اصحاب تجارت پیشہ ہیں ان کی اولاد کے اندر بھی تبلیغ اسلام کے کام کی ایک زبردست تڑپ نظر آتی ہے۔ یہ مستقل بنیاد رکھکر فی الحقیقت ہم ان کی ذمہ داریوں کو بڑھا رہے ہیں کہ ان کا کام صرف اس قدر نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں تبلیغ اسلام کے کام کو اپنے دل میں سب سے بلند جگہ دیں۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کو یہ فکر بھی ہونی چاہئے کہ ان کے بعد ان کے اموال سے [illegible] کے طور پر تبلیغ اسلام کا کام ہوتا رہے۔

نصرت الٰہی

جوبلی کے پہلے سال میں ہم نے ایک لاکھ سے [illegible] شروع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نصرت [illegible] اس ارادہ کے پورا کرنے میں ہماری امداد فرمائی۔ بلکہ [illegible] اس قدر برکت ڈالی کہ ایک لاکھ کی جگہ دو لاکھ سے [illegible] رکھوا دی اور اس کے فضل سے کیا بعید ہے کہ یہ دو لاکھ [illegible] سال کے آخر تک تین لاکھ ہو جائے۔ اور ہم میں اور ان [illegible] جماعت میں جن کے سامنے ہم آئے میں ایک کی طرح [illegible] یہ فرق رہ جائے کہ وہ اپنے خلیفہ کے سامنے تین لاکھ [illegible] کی خوشنودی کو حاصل کریں اور ہم تین لاکھ کے مستقل [illegible] تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کی بنیاد رکھکر اپنے [illegible] خوشنودی کے حقدار ہوں۔

میری یہ آرزو کس طرح پوری ہو سکتی ہے

میری اس تڑپ کو پورا کرنا خدا کے اختیار میں ہے [illegible] ہاتھ میں خزانوں کی کنجیاں ہیں اور وہی دلوں کے دروازے [illegible] کھولنے پر قادر ہے ولم اکن بدعائک رب شقیا [illegible] میں شک نہیں کہ مخلصین جماعت کا بڑا حصہ جوبلی فنڈ [illegible] ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسے احباب ہیں اور کافی تعداد [illegible] جن کے دلوں میں اگر اللہ تعالیٰ یہ ڈال دے کہ جو مال ان [illegible] گئے ہیں ان میں خدا کے دین کا بھی حق ہے اور اس کا [illegible] یہ زرین موقعہ ہے تو میری آرزو دنوں میں پوری ہو سکتی ہے [illegible] ہم میں سے کون ہے جو اپنے مال کا حصہ ہر ماہ کاٹ [illegible] اور خوش نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ... اسے ایسے [illegible] میں اپنا مال صرف کرنے کی توفیق دی تو پھر کون ہے [illegible] میں اس خیال سے خوشی پیدا نہ ہو کہ اس کا مال ایسی [illegible] جائے کہ اس سے اس کی وفات کے بعد بھی یہ نیک [illegible] رہے اور جب تک دنیا قائم رہے ہوتا رہے

صدقہ جاریہ کی اپنی قسم کی پہلی مثال

مسلمانوں میں بہت سے مخیر بزرگ گزرے ہیں [illegible] نے بڑی بڑی جائدادیں نیک کاموں کے لئے وقف کر [illegible] آج تک ان کے یہ مال صدقہ جاریہ کا کام دے رہے [illegible] مگر تاریخ اسلام میں شاید یہ پہلی مثال ہو کہ ایک جماعت [illegible] ایک ایسے صدقہ جاریہ کی بنیاد رکھے جس سے تبلیغ اسلام [illegible] اشاعت قرآن کا کام دنیا میں ہمیشہ کے لئے ہوتا رہے [illegible] واحد کا کام اتنا ہی ہوتا ہے جتنا وہ کر دے۔ لیکن جماعت کا کام اگر خدا کو منظور رہے تو ہمیشہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس میں پہلوں کے صدقہ جاریہ پر پچھلوں کے صدقہ [illegible] اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ آج اگر ہم تین لاکھ سے اپنے [illegible] جاریہ کی بنیاد رکھیں تو کیا بعید ہے کہ اور میں یا پچیس [illegible] یہ تیس لاکھ تک پہنچ جائے۔

اس کار خیر میں شرکت ہر ایک احمدی پر فرض ہے

اگر قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اور دوسروں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے صدقہ جاریہ کی اس قدر [illegible] بنیاد کا رکھنا ایک بہت بلند نیکی کا کام ہے [illegible] ایک ایسے مینار کی تعمیر جس سے دنیا میں روز بروز [illegible] زیادہ روشنی پھیلتی جائے۔ لوگوں کو نفع پہنچانے کا [illegible] اور ضرور ہے تو پھر اس کام کے لئے تکلیف اٹھانا [illegible]

کرنا بھی ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ جماعت کا بڑا حصہ اس کے لئے امید سے بڑھ کر قربانیاں کر چکا۔ اب باقی احباب کا فرض ہے۔ کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل جائیں۔ ہماری جماعت کا بنیادی اصول کثرت رائے کا فیصلہ ہے۔ جب قوم کی کثرت رائے ایک بات پر ہو جائے تو سب کا فرض ہے کہ اس کام کے لئے کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ سو جماعت کی کثرت رائے اپنے عمل سے یہ فیصلہ دے چکی ہے کہ ہم نے اس صدقہ جاریہ کی بنیاد رکھنی ہے۔ جو احباب اب تک شامل نہیں ہوئے ان کے لئے دو ہی رستے کھلے تھے۔ ایک یہ کہ کثرت رائے ان کی طرف ہوتی اور فیصلہ یہ ہوتا کہ ایسے صدقہ جاریہ کی بنیاد رکھنے کی ضرورت نہیں۔ سو وہ راستہ بند ہو چکا اب دوسرا راستہ یہی ہے کہ وہ جماعت کے کثیر حصہ کے ساتھ شامل ہو کر جماعت کے استحکام اور تبلیغ اسلام کے کام کی قوت کا موجب بنیں۔

ایک بے بنیاد وسوسہ

بعض دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ انجمن کے دفتر میں بعض نقائص ہیں۔ مگر دنیا کا کونسا کام ہے جو نقائص سے خالی ہو۔ ہاں خدا کے فضل سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انجمن کو اب تک دیانتدار کارکن ہی ملے ہیں اور سوائے ایک برلن کے اخبار کے جہاں دوری کی وجہ سے انجمن پورے طور پر نگرانی نہ کر سکتی تھی۔ انجمن کا کوئی کارکن خیانت کا مرتکب نہیں ہوا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارے اپنے کاموں میں ہمارے نوکر خیانت نہیں کرتے۔ تو کیا ہم اپنے کاروبار کو بند کر دیتے ہیں؟ خیانتیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ ان کا علاج بھی ہوتا رہتا ہے اور کام بھی چلتے رہتے ہیں۔ کوئی شخص کمانا اس لئے نہیں چھوڑ دیتا کہ اس کا کمایا ہوا مال چوری گئے تھے۔ پس خدا کی راہ میں اس عذر پر نہ دینا کہ خیانت کے ارتکاب کا اندیشہ ہے صحیح نہیں اس عذر باطل کو دل سے حرف غلط کی طرح مٹا دو۔

اس قیمتی موقع سے فائدہ اٹھاؤ

اب ہم کس وقت کے انتظار میں ہیں؟ کیا اس وقت دینے کا ارادہ کریں گے۔ جب دنیا بھی چاہیں تو نہ دے سکیں۔ یا اس وقت جب ہم اپنے مالوں سے بے دخل کئے جانے والے ہوں گے؟ میرے دوستو! سوچ لو اور خوب غور کرو کہ مسلمان اگر تباہی کی حالت کو پہنچے ہیں تو اسی لئے کہ قربانیاں کرنی ترک کر دیں۔ نسوا اللہ فنسیہم۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری جماعت کا قدم بھی قربانیوں سے بچنے کی وجہ سے تباہی کی طرف چلا جائے۔ اٹھو اور غنیمت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ دیا ہے کہ ہمارا کچھ مال اس کے رستے میں لگ جائے اور یہی آخرت میں ہمارے کام آئے۔

خیراتی کاموں کے لئے وصیت کا حکم

خیراتی کاموں کے لئے وصیت کا حکم صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور ہے اور کتب علیکم کے الفاظ لا کر اسے فرض قرار دیا گیا ہے۔ پھر اسی وصیت کے حکم کو مجدد وقت نے تازہ کیا اور اپنی وصیت کی رو سے اپنی جماعت کے لئے اسے ضروری قرار دیا۔ پھر تم اور کس بات کے انتظار میں ہو۔ خدا اور اس کے رسولؐ کا حکم موجود۔ مسیح موعودؑ کا حکم موجود۔ کام شروع ہو چکا ہے۔ دو لاکھ سے بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اب اس کو ترقی نہ دو گے تو عند اللہ یقیناً مواخذہ ہو گا۔ کہ خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کا رستہ تمہارے سامنے تھا۔ تمہارے ساتھی اس پر چل رہے تھے۔ مگر تم نے منہ پھیر لیا اور اپنے دوستوں کا ساتھ نہ دیا۔ تمہارا صدقہ جاریہ کا کام جو تم نے جوبلی کے موقعہ پر شروع کیا ہے۔ وصایا کے اموال سے اس قدر ترقی پا سکتا ہے کہ تمہاری اولاد اور اولاد در اولاد ہمیشہ تم پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں بھیجے گی۔ جب وہ تمہاری جماعت کے اس کارنامے کو دیکھیں گی کہ کس طرح اسلام کے لئے دنیا کو فتح کرنے کی مضبوط بنیاد رکھی گئی۔ دن کے اوقات میں علیحدہ ہو کر سوچو۔ راتوں کی تاریکیوں اور تنہائیوں میں رو رو کر دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اس قربانی کی تمہیں توفیق دے اور پھر اپنے رحم سے اسے قبول فرمائے۔

خدا کی راہ میں کام کرنے والے وہ دل چاہئیں کہ آج ایک قربانی خدا کی راہ میں کر چکے ہیں اور کل دوسری کی ضرورت پیش آئی ہے تو کشادہ سینوں سے اس کے لئے تیار ہوں جس طرح ملائکہ اور خدا کے برگزیدہ بندے دن رات خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں۔ وھم لا یسئمون۔ اسی طرح خدا کی راہ میں دینے والے بھی تھکتے نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی شاخ

(از جناب علامہ رسول حنا صاحب احمدی بلڈنگس کھوم)

لگے کہنے اک مونس و غمگسار — جو ہیں راست گو اور حقیقت نگار
ازالہ[1] میں حضرت ہیں فرما گئے — مجھے فکر ہے اس کی لیل و نہار
لکھوں ایک تفسیر قرآن کی — مسائل ہوں جس کے سبھی آشکار
جسے پڑھ کے ہر اہل مغرب پہ ہو — عیاں نور احمدیت کردگار
کرے کوئی غیر اس کو ممکن نہیں — مجھی سے ہو وابستہ تکمیل کار
جو ہے مجھ سے اور ہے مری شاخ سی — یہ ہمت اسے دے گا پروردگار
اٹھا ایک مرد سعادت شعار — کیا اس نے یہ کام مردانہ وار
تفاسیر قرآنی لکھ کر ہوا — جہاں بھر کی نظروں میں وہ کامگار
نظر آیا لیکن وہ لاہور سے — مسیحا کا اک خادم جاں نثار
زمانہ میں مشہور و معروف ہے — مؤلف محمد علی نامدار
رہے پیٹتے دانت اعدا سبھی — خلافت پہ تھا جن کا دار و مدار
یہ سب لاف زن اسکو پڑھکر ہوئے — گریباں میں منہ ڈال کر شرمسار

[1] ازالہ اوہام حضرت مسیح موعودؑ کی مشہور تصنیف

ملک محمد بخش صاحب آسٹریلیا کی قابل تقلید قربانی

جب جوبلی کے چندہ کی میزان ایک لاکھ اسی ہزار کے قریب تھی تو میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ رقم دو لاکھ تک پہنچ جائے تو کیا اچھا ہو۔ ہمارے جسمانی لحاظ سے دور مگر دل سے بہت نزدیک ایک دوست ہیں ملک محمد بخش صاحب آسٹریلیا والے جو ابھی جوبلی میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ باوجود مالی مشکلات کے نقد ادا کر چکے ہیں انہوں نے چالیس روپے اور بھیج دیئے ہیں تاکہ اس نمونہ پر عمل کرتے ہوئے دوسرے احباب بھی اس تھوڑی سی کمی کو پورا کر دیں۔

من لن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا

خاکسار

محمد علی

۲۰ اپریل ۱۹۳۹ء — مسلم ٹاؤن۔ اچھرہ۔ لاہور

اعلانات و مراسلات

حضرت امیر کے دو خطبے ایک ٹریکٹ کی صورت میں

ملک محمد بخش صاحب آسٹریلیا والے نے اپنے خرچ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو خطبے ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء و ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء کے ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں چھپوائے ہیں جو برائے مفت تقسیم دفتر جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں موجود ہیں جو صاحب چاہیں محصولڈاک کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر منگوالیں۔ ان خطبوں کے مضامین کی بعض سرخیاں ذیل میں دی جاتی ہیں:-

(۱) اسلام کے خلاف دجال کی وسیع و خوفناک تیاریاں۔
(۲) قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مر مٹنے والا عزم پیدا کرو۔
(۳) لوگ خدا اور اس کی آیات کا کیوں انکار کرتے ہیں؟
(۴) منکرین خدا کی دلیل اور اس کا جواب۔
(۵) مسلمان چھوٹے چھوٹے ذلیل جھگڑوں میں مصروف ہیں۔ آج کل مسلمانوں کے دلوں سے تبلیغ اسلام کا جوش مٹ گیا۔
(۶) حادثہ کربلا اسلامی تاریخ میں امتیازی درجہ رکھتا ہے۔
(۷) حضرت امام حسین ایک مابند اصول کی خاطر شہید ہوئے۔
(۸) اس واقعہ سے کیا سبق دینا مقصود تھا؟
(۹) اسلام کی بے کسی اور مظلومیت کا نظارہ اور حضرت مسیح موعود کے خیالات و جذبات۔
(۱۰) ہم کو دن رات قرآن کو غالب کرنے کا فکر ہونا چاہیئے فروعی جھگڑے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

خاکسار۔ عزیز بخش جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

قانون خلع

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ قانون خلع پر میرا ایک مضمون ہفت روزہ اخبار "خیام" لاہور میں شائع ہوا تھا۔ شکریہ! کہ آپ نے اسے اپنے موقر جریدہ پیغام صلح میں درج فرما لیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے میرے پیش کردہ "شرعی استفاد" پر اعتراض فرمایا ہے اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ:-

(ا) "خیام" کا تعلق کسی خاص فرقہ یا جماعت سے نہیں ہے اس لئے میں نے وہ رائے پیش کی تھی جس کو تمام مسلمانان ہند کا آئینہ دار سمجھا جا سکتا ہے۔

(ب) میرے نکات صرف وہ تھے جو مرکزی اسمبلی کے مسلمانوں کی طرف سے پیش کئے گئے۔

(ج) ہندوستان میں زیادہ تر احناف آباد ہیں جو باتیں میں نے پیش کیں۔ وہ ان کی فقہ سے ثابت ہیں۔

(د) مسئلہ اجتہادی ہے اس لئے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی رائے پر بھی مزید انتقاد کی گنجائش ہے۔ والسلام

خاکسار

عبدالرحیم شبلی۔ بی کام۔ مدیر خیام و عالمگیر

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے درس قرآن کریم کے نوٹ

بروز ہفتہ بتاریخ ۲۲ اپریل ۳۹ء

وھو الذی انشا جنٰت معروشٰت

گذشتہ رکوعوں میں جو اصل بحث جاری ہے۔ وہ شرک کے خلاف دلائل کی بحث ہے۔ خالق سوائے خدا کے دوسرا اور کوئی نہیں جس قدر اجرام سماوی ہیں یا ارضی اشیاء ہیں۔ ان تمام کا خالق خدا تعالیٰ ہے اور یہ امر ہر مشرک بھی تسلیم کرتا ہے۔ اس رکوع میں یہ ذکر ہے کہ ان نباتات اور حیوانات میں جو انسان کے فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ انسان شرک کی راہیں تلاش کر لیتا ہے۔ چنانچہ اس رکوع کو ان الفاظ سے شروع کیا کہ وہی تو ہے جس نے وہ باغ اگائے ہیں جہاں سے انسان مختلف قسم کے پھل کھاتا ہے۔ کیا ان پھلوں کی پیدائش کسی دیوی۔ دیوتا۔ پیر کے قدرت کی بات ہے؟ قطعاً نہیں۔

مختلفاً اُکلہ

اگر ایک انسان انواع و اقسام کے پھلوں پر ہی غور کرے تو اسے خدا تعالیٰ کی قدرت، حکمت کی عجیب شان دکھلائی دیتی ہے۔ ایک ہی زمین سے اُگنے والے پھل کس قدر مختلف ہوتے ہیں۔ رنگ۔ بو۔ ذائقہ میں کتنا اختلاف ہے۔ پھر ہر ایک پھل کی اپنی اپنی تاثیر اور نفع ہے کیسی حکمت ہے کہ ایک چھوٹے سے بیج میں ایک سارے کا سارا پھیلدار درخت مع اپنی جڑوں پتوں اور پھلوں کے مخفی موجود ہے۔ کیا ایسی حکمت و دانائی کسی ایسی ذات کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے جو باری تعالیٰ سے کمتر درجہ پر ہو۔

کلوا من ثمرہٖ اذا اثمر

پھلوں میں انسان کے لئے بہت سے فوائد ہیں۔ بیماری میں انسان کے لئے ان میں شفا رکھی گئی ہے۔ اگر کسی ضرورت کو انگور پورا کرتا ہے تو کسی اور قسم کی کمزوری میں انار مفید ہے۔ پھر یہی نہیں کہ ایسے ہی پھل موجود ہوں جو صرف امرا کو میسر آسکتے ہیں بلکہ اگر امرا کے لئے ایسے پھل پیدا کئے جو ان کا کام دیتے ہیں تو غربا کے لئے ہزار ہا قسم کی جڑی بوٹیاں پیدا کیں۔ ککڑی کھیرا گل نیلوفر میں خدا تعالیٰ نے شفا رکھ دی ہے۔ نیم کے پتوں اور اس کے پھل میں مختلف قسم کے فوائد و اثرات مضمر ہیں اور لوگ اسے بیماریوں میں استعمال کرتے ہیں۔ غرضیکہ امیر و غریب ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی پیدائش سے فائدہ اٹھانے کے مواقع میسر ہیں کسی کو محروم و بے نصیب نہیں کیا۔

واٰتوا حقہ یوم حصادہٖ ولا تسرفوا

کسی انسان یا معبود باطل کی طاقت میں نہیں کہ پھل کو پکا دے۔ پھر اس قدر انعام و اکرام کی بارشوں کے ہوتے ہوئے اگر انسان خدا تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے بلکہ فوائد اٹھا کر معصیت میں گرفتار ہو جائے تو وہ بڑا ظالم ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ کثرت سے کھانے پینے کے لوازم میسر ہو جائیں تو بدمست ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکامات کو بھول جاتا ہے۔ متکبر و مغرور ہو جاتا ہے۔ اسراف ایسے خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی منشاء یا احکامات کے خلاف ہو۔ نیکی کی راہ میں خواہ انسان کتنا خرچ کرے وہ اسراف نہیں کہلاتا۔ اس ایک ریت میں کتنے اعلیٰ درجہ کے مضامین کا خلاصہ رکھ دیا ہے۔ شرک کا رد اس طرح کیا کہ کوئی معبود باطل نہیں جو تمہارے کسی نفع کی چیز کا خالق ہو۔ پھر خالق حقیقی نے تمہارے نفع کے لئے کس کس قسم کے پھل پیدا کئے ہیں۔ فرمایا اس پیداوار سے غربا کا حصہ ضرور ادا کرو۔ پھر یہ ذکر کیا کہ دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان انعامات کے وارث ہو کر معصیت الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کی معصیت ایسی شے ہے کہ نہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور نہ ہی مخلوق خوش ہوتی ہے۔

کلوا مما رزقکم اللہ ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن

بے شک انواع و اقسام کی نعماء الٰہی سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ مگر ہمیشہ اس بات کا خیال رہے کہ کبر و غرور پیدا ہو کر شیطان کی پیروی اختیار نہ کرے۔ کیونکہ شیطان وہ ہستی ہے جو خدا تعالیٰ سے دور ہے اور شیطان کی پیروی کرنے والا بھی خدا تعالیٰ سے دور جا پڑتا ہے۔

بروز اتوار بتاریخ ۲۳ اپریل ۳۹ء

قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علیٰ طاعم یطعمہ

شرک اور بت پرستی کی تردید کا مضمون چل رہا ہے کہ توہم پرست لوگ کس طرح جانوروں کو معبودان باطل کے آستانوں پر چڑھاتے چڑھاتے ہیں اور پھر اس طرح ہر کسی کو حلال اور کسی کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اس جگہ یہ بتلایا ہے کہ اس شریعت میں ایسی کوئی بات نہیں کہ ایک ہی چیز ایک جگہ پر حلال ہو اور وہی شے دوسری جگہ پر حرام قرار دی گئی ہو۔

البتہ بعض ناپاک چیزیں اس شریعت میں حرام قرار دی گئی ہیں۔ مثلاً مردار، خون۔ سؤر کا گوشت۔

الا ان یکون میتۃ

مردار کیوں حرام ہے؟ اس لئے کہ جو جانور مر جاتا ہے اس کا خون اس کے جسم کے اندر جم جاتا ہے اور خون میں متعدد قسم کے زہریلے مواد ہوتے ہیں۔ اس امر کی درحقیقت اس بات سے بھی ثابت ہے کہ مردار جانور اور ذبح شدہ جانور کی کھال میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ مردار کی کھال میں زہریلا مواد رہ جاتا ہے اس لئے مردار جانور کی کھال پر وہ لچک اور رنگ نہیں آتا جو ذبح شدہ جانور کے چمڑے کو حاصل ہوتی ہے۔ مردار جانور کے چمڑہ کی قیمت بھی اسی لئے کم ہوتی ہے۔

اودماً مسفوحاً

خون حرام ہے اس لئے کہ اس میں زہریلے مواد ہوتے ہیں مگر یورپ میں خون کو سکھا کر کھا لیتے ہیں۔ . . . . . .

اولحم خنزیراً

سؤر کا گوشت بہت حدت پیدا کرتا ہے اور اس ذلیل سے بے حیائی پیدا کرنے کا باعث ہو۔ سؤر کا گوشت اور اس سے [illegible] حرارت کو تیز کرنے والی شراب بہت بے حیائی کا باعث ہیں۔

اھل لغیر اللہ بہ

کسی معبود باطل یا پیر فقیر کے نام پر جو چیز دی جائے وہ حرام ہے مگر آج خود مسلمانوں کی حالت کیا ہے گیارھویں کے پیر کے منکر کو کافر قرار دیا جاتا ہے۔ جب کسی جگہ کسی شخص کو بدنام کرنا منظور ہو تو کہتے ہیں کہ یہ شخص تو بے پیرا ہے۔ گیارھویں کا منکر ہے وغیرہ وغیرہ۔ حضرت مولانا نور الدین فرماتے تھے کہ حضرت محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ میں نے اپنی کتاب میں کوئی ایسا شعر درج نہیں کیا جو غیر اللہ کے لئے کہا گیا ہو۔ جس قوم کے سلف ایسے غیور اور توحید پرست تھے۔ آج اس کی بت پرستی اور توہم پرستی کی کیا حالت ہے؟

غیر باغ ولا عاد

باغ کے معنے خواہش رکھنے والا یعنی لذت کے پیچھے پڑ کر حرام چیز کا استعمال نہ کرنا چاہتا ہو۔ عاد۔ ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کرنے والا ہو۔ بار بار استعمال نہ کرنا چاہتا ہو۔ جان کے جانے کا اگر خطرہ ہو تو حرام چیز کا کھا لینا روا رکھا گیا ہے۔ مگر بہ صرف عذر نہ ہو کہ مقصد تو حرام چیز کو کھا کر لذت اٹھانا ہے بلکہ صرف اضطراری حالت میں یہ امر مجبوری بہ جبر و اکراہ بقدر ضرورت جان کے خطرہ کو دور کر لینا جائز ہے۔

فقل ربکم ذو رحمۃ واسعۃ

آنحضرت سے ارشاد ہوتا ہے کہ شرک جیسی بلا [illegible] سے منع کرنے پر بھی یہ لوگ باز نہیں آتے۔ خدا تعالیٰ [illegible] دنیا ہے کیونکہ وہ بڑی رحیم کریم ذات ہے اسے اس بات میں کوئی فائدہ نہیں کہ اس کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔ فائدہ انسان کا ہے۔

ولا یرد بأسہ عن القوم المجرمین

مجرم اس دنیا میں بھی پکڑا جاتا ہے صرف یہی نہیں کہ آخرت میں سزا ہوگی۔ بلکہ اس عالم میں سزا کا وقت آ جاتا ہے غور کرو کہ اس دنیا میں نیکی، صداقت و دیانتداری کا اثر دکھلائی دیتا ہوا دائمی طور پر بدعملی، جھوٹ اور بددیانتی کا نتیجہ بھی انسان دیکھ لیتا ہے۔

لو شاء اللہ ما اشرکوا

خدا نے انسان کو مجبور محض پیدا نہیں کیا، ہر شخص اپنے عمل کا خود مختار ہے۔ خدا نے اسے تین چیزیں دی ہیں عقل، قوت ارادی اور قدرت۔ ہر انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں فعل جو وہ کرنے لگا ہے وہ بد ہے اسے نہ کرنا چاہئے اور گناہ وہی چیز ہے جو انسان کے دل میں کھٹکے۔ فرمایا۔ الاثم ما حاک فی نفسک وکرھت ان یطلع الناس علیہ۔

ہمارے مسیحا

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو ۔ دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

(مضمون کا ابتدائی حصہ)

ہمارے محترم بزرگ جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا مندرجہ بالا عنوان سے جو مفید و دلچسپ مسلسل مضمون شائع ہو رہا ہے اس کا ابتدائی حصہ غلطی سے اخبار میں طبع نہ ہو سکا اب اسے معذرت کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یہ حصہ دراصل قسط اول ہے۔ قبل ازیں جو تین اقساط شائع ہوئی ہیں۔ انہیں دوسری تیسری اور چوتھی قسط تصور کریں۔ اس کے بعد انشاء اللہ مضمون کی پانچویں قسط ہدیہ قارئین ہو گی۔ (مدیر)

میری پیدائش کی تاریخ کاغذات میں اکتوبر ۱۸۷۵ء درج ہے پس اگر میں یہ کہوں تو خلاف واقعہ نہ ہو گا کہ میں ایسے وقت میں پیدا ہوا جبکہ کارپردازان قضا و قدر دور حاضرہ میں خیام خلافت کے متعلق اپنا کام ختم کر چکے تھے یعنی وہ جوہر قابل جس کا اس منصب عالیہ پر تقرر ازل سے مقدر تھا۔ ان تمام مراحل سے گذر چکا تھا۔ جن میں سے اس کا گذرنا ضروری تھا اور اس بار امانت کو اٹھانے کی قابلیت پیدا کر چکا تھا۔ ملا اعلےٰ میں اس وجود قدسی کے متعلق سرگوشیاں ہو رہی تھیں اور پنجاب کا ایک گمنام گاؤں جس کو دنیا نہیں جانتی تھی۔ آسمان سے بہت قریب ہو چکا تھا۔ کیونکہ وہاں اس تاریک و تار دنیا کے لئے فرشتوں کے ہاتھوں سے ایک روشنی کا مینار تیار کیا جا رہا تھا۔ ملائکہ کی نگاہیں اس نئے آدم پر پڑ رہی تھیں جو اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے ماتحت باوجود اپنی انتہائی عزلت پسندی اور گوشہ نشینی کے اس بار گراں کے اٹھانے کیلئے منتخب ہو چکا تھا۔ دنیا میں حق و باطل کی جنگ ہو رہی تھی۔ باطل بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا تھا اور حق کے حامی چوکڑی بھولے بیٹھے جا رہے تھے۔ باطل جدید اور خطرناک ہتھیاروں اور ہر قسم کی دنیاوی طاقت اور سامان کے ساتھ مسلح ہو کر ایسے زبردست حملے کرتا تھا کہ بظاہر حق جو محض اتفاقی طریق پر شریک جنگ تھا۔ کچھ دنوں کا مہمان معلوم ہو رہا تھا۔ حقیقت میں یہ جنگ ایسی ہی تھی جیسی حال میں اٹلی اور ابی سینیا کے درمیان ہوئی اور قریب تھا کہ جس طرح ابی سینیا ہاتھ پاؤں مار کر بیٹھ گیا ہے۔ حق بھی ہتھیار ڈال دیتا مگر ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ ہونا تھا۔ مشیت ایزدی چپکے چپکے ایک جرنیل کو تیار کر رہی تھی جس نے باطل کے عساکر قاہرہ کو پائمال کرنا تھا اور لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کا نعرہ بلند کرنا تھا۔ وہ جس کی بابت کہا گیا تھا کہ ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا۔ ابھی اپنی جبین نیاز آستانہ الوہیت پر رگڑ رہا تھا۔ اور دین حق کے غم میں اپنی جان پگھلا رہا تھا۔ اسلام کی حمایت کے دعویدار اپنے اپنے پیٹ کی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ مگر وہ تھا کہ

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

کا سماں دیکھ کر دن رات اسی فکر میں تھا کہ کوئی طریق سیل ضلالت کو روکنے کے لئے نکلے۔ نہ ہر ہر طرف سے مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی۔ مگر اس کی روح مایوس ہونے کے لئے پیدا نہیں ہوئی تھی۔ دنیا سے اسے مایوسی ہوئی تو اس کو چھوڑ دیا اور تمام امیدیں اسی قدرت اور طاقت والی ذات سے وابستہ کر لیں جس نے کبھی رکیا رنیوالے کو مایوس نہیں کیا اور اسی کے دروازہ پر دھرنا مار کر یہ کہتا ہوا بیٹھ گیا ؎

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا ٭ کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا ٭ کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

آخر اس کا درد اس حد تک پہنچ گیا کہ وہ بے اختیار ہو کر کہنے لگا ؎

زود آ در بر ما ابر رحمت ہا ببار
یا مرا بردار یارب زیں مقام آتشیں

اس کی تضرع اور آہ و زاری نے آسمان پر ایک تہلکہ مچا دیا اور رحمت حق جوش میں آئی۔ "الیس اللہ بکاف عبدہٗ" کی تیغ پر ور صدا نے اسے دنیا والوں سے بے نیاز کر دیا۔ وہ صرف خدا کا ہی ہو گیا۔ عرفان و یقین کی تمام منزلیں طے ہو گئیں۔ مگر وہ مرد خدا کی معرفت کے لئے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ خلقت کو خدا دکھانے کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ "واصنع الفلک باعیننا و وحینا" کا حکم آیا اور اس حکم نے اسے چونکا دیا۔ وہ شہرت کے نام سے کوسوں دور بھاگتا تھا۔ مگر اس حکم کو بھی نہ ٹال سکتا تھا۔ ہر وقت "انی معک" کی آواز آنے لگی اور اس آواز نے اس میں نہ مٹنے والا ارادہ، نہ پست ہونیوالی ہمت اور کسی سے بھی نہ ڈرنے والی جرأت پیدا کر دی۔ پھر کیا تھا۔ یہ مرد خدا دشمنان اسلام کی متعدد افواج پر ٹوٹ پڑا۔ اس کے ایک ہی حملہ[1] سے دشمنوں کی فوجوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ حق کے نام لیواؤں نے اس غیر متوقع اور کامیاب حملہ کا نام تائید غیبی رکھا اور ان کی جان میں جان آئی۔ حملہ کرنے والے کی توصیف اور تعریف سے آسمان سر پر اٹھا لیا اور ہر طرف سے ایسی ندائیں آنے لگیں ؎

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اس کے بعد اس فاتح جرنیل اسلام کو بارگاہ الٰہی سے ایک اعزازی نشان عطا ہوا۔ یہ نشان ہی نہ تھا بلکہ صلیبی افواج کو قلع قمع کرنے کے لئے ایک ہتھیار بھی تھا یعنی مجدد اعظم کو مسیح موعود کا منصب عطا ہوا ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اور ؎

چوں کافر از ستم بپرستند مسیح را
غیوری خدا بسرشتش کرد ہمسرم

چاہئے تو یہ تھا کہ تمام فرزندان توحید اس ندا کو سنتے ہی اس ملہم ربانی کے جھنڈے کے تلے جمع ہو جاتے۔ مگر ضرور تھا کہ جو نوشتوں میں لکھا تھا پورا ہوتا۔ یہودی صفت علمائے کا علم حلقوں تک ہی تھا باطل پرستوں سے بڑھ کر دشمن نکلے۔ اور عداوت میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگانے لگے ؎

ذرہ بودم مرا بنواختند ٭ چوں خورے گشتم زچشم انداختند

---

[1] مراد از تصنیف براہین احمدیہ

متلاشیانِ روزگار کیلئے معلومات

اساتذہ کی ضرورت

۱۔ مسلم ہائی سکول دسوہہ ضلع ہوشیارپور کیلئے ایک بی ایس سی ٹرینڈ اور ایک بی۔ اے ٹرینڈ اور ایک ایف اے جے۔ اے وی اساتذہ کی ضرورت ہے۔ درخواستیں ۳۰ر اپریل تک بنام ہیڈ ماسٹر صاحب پہنچ جائیں تفصیل کے لئے اخبار احسان مورخہ ۲۴ر اپریل ۱۹۲۹ء صفحہ ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ اسلامیہ ہائی سکول ڈیرہ اسماعیل خان کو دو جے۔ اے۔ وی ٹیچروں کی بمشاہرہ ۴۵ روپے اور ایک ایس۔ وی ٹیچر کی بمشاہرہ ۳۵ روپے اور ایک سند یافتہ ڈرائنگ ماسٹر کی بمشاہرہ ۵۰ روپے ضرورت ہے۔ درخواستیں آنریری سیکرٹری صاحب کے نام فوراً ارسال ہوں تفصیل کیلئے محولہ بالا اخبار ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ پنجاب کے ایک بڑے شہر کے اسلامیہ ہائی اسکول کیلئے مندرجہ ذیل اساتذہ کی ضرورت ہے (ا) ایم۔ اے (انگریزی یا حساب) بی ٹی بمشاہرہ ۶۰۔۳۔۸۰ (ب) بی۔ اے۔ بی۔ ٹی یا ایس۔ اے وی برائے انگریزی۔ حساب اور جنرل نالج بمشاہرہ ۴۵۔۲۔۵۵ سپورٹسمین و تجربہ کار کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ۵ر مئی سے پیشتر معرفت روزنامہ احسان لاہور تفصیل کے لئے محولہ بالا پرچہ اخبار ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ اسلامیہ ہائی اسکول لالہ موسیٰ کے لئے ایک ٹرینڈ گریجویٹ کی فوری ضرورت ہے۔ درخواستیں فوراً اسکول کے سیکرٹری صاحب کے نام ارسال کر دی جائیں تفصیل کیلئے محولہ بالا پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ اسلامیہ گرلز مڈل سکول سیالکوٹ کے لئے ایک جے۔ اے وی استانی کی ضرورت ہے جو مڈل کی جماعتوں کو انگریزی پڑھا سکے درخواستیں فوراً مینجر صاحب اسکول کے نام ارسال کر دی جائیں تفصیل کے لئے محولہ بالا اخبار ملاحظہ فرمائیں۔

۶۔ اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی کیلئے مندرجہ ذیل اساتذہ کی ضرورت ہے۔ (ا) ایک تجربہ کار ایس۔ اے۔ وی۔ یا ایف اے۔ جے وی (ب) ایک تجربہ کار منشی فاضل اور ٹی (ج) چند جے وی مدرسین۔ درخواستیں معہ نقول اسناد بنام پرنسپل اسکول ارسال کی جائیں۔ تفصیل کے احسان مورخہ ۲۳ر اپریل ۱۹۲۹ء صفحہ ملاحظہ کریں۔

قابل احمدی معلمہ کی ضرورت

ایک قابل احمدی معلمہ کی ضرورت ہے جو ایک اعلیٰ پیمانہ کے سکول میں بچوں کو مروجہ مڈل کے درجہ تک اردو۔ حساب۔ دینیات دستکاری اور امور خانہ داری کی تعلیم بخوبی دے سکے۔ معلمہ میں ان تمام خوبیوں کا ہونا ضروری ہے جن سے وہ صحیح معنوں میں استانی کہلا سکے اور بچوں میں دینداری اور اسلام کی روح پیدا کر سکے تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت۔

(محمد مرتضیٰ خان مسلم ٹاؤن اچھرہ)

منشیوں کی ضرورت

دو متدین پابند صوم و صلوٰۃ اور امین منشیوں کی ضرورت ہے جو زمینداره کام سے واقف اور حساب کتاب بخوبی رکھ سکیں تنخواہ کا اور ضروری امور کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت۔

محمد مرتضےٰ خان مسلم ٹاؤن اچھرہ لاہور

مفید اقتباسات

عیسائیت کا تبلیغی نظام

عیسائیوں کے میتھوڈسٹ فرقہ کے افراد کی تعداد چالیس لاکھ سے زائد نہیں۔ اس فرقہ کے ہمہ گیر تبلیغی نظام کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار انگریزی کے مشہور روزنامہ "اسٹیٹسمین" میں شائع ہوئے ہیں:۔

"ان کے ۲۰ ہزار گرجا ہیں۔ پچاس ہزار مبلغ اور واعظ ہیں۔ سنڈے اسکولوں میں دو لاکھ معلم کام کرتے ہیں۔ گرجاؤں کے ممبروں کی تعداد دس لاکھ ہے۔ ایک لاکھ پچیس ہزار سنڈے اسکول لگا رہے ہیں۔"

یہ عیسائیوں کے ایک قلیل التعداد فرقہ کی کارگزاری ہے کیا ہندوستان کے ۹ کروڑ مسلمان اور ان کے علماء نے کبھی ایسے اعداد و شمار پر غور کیا ہے؟

تجارت کے لئے جہاد

مغربی ملکوں میں فروغ تجارت کیلئے کس قدر کوشش کیجاتی ہے اس کے لئے ایک تاجر چائے کا حسب ذیل بیان ملاحظہ ہو:۔

"ہم نے دو آدمی صرف اس غرض سے مقرر کر رکھے ہیں کہ وہ روزانہ مختلف قسم کی چائے بنا کر اس کا ذائقہ چکھتے رہیں۔ صرف ذائقہ کے امتحان کیلئے روزانہ ایک ہزار قسم کی چائے بنائی جاتی ہے چونکہ ہوٹلوں میں چائے دانیوں کے سائز مختلف ہوتے ہیں اس واسطے ہر چائے دانی کے سائز کے مطابق پتیوں کی صحیح مقدار لفافوں کے اندر بند کر کے رکھی جاتی ہے۔"

من جدّ وجد جو شخص جتنی کوشش کرتا ہے۔ اتنی ہی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ ہم مسلمان جھگڑوں، بحثوں اور نکتہ چینیوں میں زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ اسی واسطے ہماری زندگی کا ہر گوشہ نفاق و اختلاف کی "دولتوں" سے مالا مال ہو گیا ہے۔ غیر مسلم اقوام کی زیادہ کوشش صنعت، تجارت، تنظیم اور تحصیل علم میں خرچ ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ دنیا کے بادشاہ بنے ہوئے ہیں آؤ ہم بھی اپنے دماغوں کو فرض شناسی کی طرف متوجہ کریں۔

(الامان)

نازی ہیڈکوارٹر کے گیارہ احکام

جنگ عظیم کے بعد جرمن قوم بالکل درماندہ اور بے دست و پا ہو گئی تھی اس کی فوجی طاقت، سیاسی وقار اور اقتصادی و معاشرتی نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ یورپ میں اس کی حالت قریب قریب وہی ہو گئی تھی جو آجکل ہندوستان میں مسلمانوں کی ہے لیکن بالآخر درماندہ جرمن قوم کو اپنی پستی کا احساس ہوا اور اس نے چند سال کے عرصہ میں وہ طاقت و اقتدار حاصل کر لیا جس کا کہ دنیا خواب میں بھی تصور نہ کر سکتی تھی۔ آج جرمن قوم اور حکومت جرمنی کی جو حیثیت ہے اس سے ... واقف ہے۔ جو لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ایسا محیر العقول انقلاب کس طرح عمل میں آیا۔ انکو مندرجہ ذیل نازی احکام کا مطالعہ بہت کچھ مدد دے گا۔ ہندوستانی مسلمانوں کو ہم خاص طور پر مشورہ دینگے کہ وہ ان احکام کو ذرا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ ان میں ان کے عمل کے قابل بہت سی چیزیں ہیں۔ (پیغام صلح)

(۱) ہر جرمن کو جرمنوں کے ساتھ مجلسی رابطہ قائم رکھنا چاہئے کیونکہ اس طرح وہ ان اشخاص کے اندر جرمن سپرٹ پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے جو کمزور ہیں۔

(۲) غیر ممالک میں رہنے والے ہر جرمن کا فرض ہے کہ وہ اقتصادی لحاظ سے صرف جرمنوں کی اعانت کرے اور خرید و فروخت صرف جرمن دکانوں پر کرے۔ دوسروں سے کاروبار کرنے کی صرف اسی صورت میں اجازت ہے کہ وہاں جرمن لوگ موجود نہ ہوں۔

(۳) ہر جرمن کارخانہ دار کو چاہئے کہ وہ صرف جرمن کارکن اور جرمن مزدور ملازم رکھے۔ اگر جرمن کارکن نہ مل سکیں تو صرف اسی صورت میں دوسروں کی خدمات حاصل کرے۔

(۴) کسی جرمن کو کسی صورت میں یہودیوں کی امداد نہیں کرنا چاہئے اور نہ ان کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے۔

(۵) جرمن صرف اپنی ہمت کے باعث مشہور ہیں۔ اگر تم کاہل ہو تو تم جرمن قوم کی بے عزتی کا باعث ہو۔

(۶) غیر ممالک میں رہنے والا ہر جرمن، جرمن قوم کا نمائندہ ہے۔ تمہارا کیریکٹر اور بد نام جرمن قوم سے منسوب ہوگا۔

(۷) تم اپنا روپیہ اور اپنی بچت کو ہمیشہ جرمن بنکوں اور جرمن کوآپریٹو سوسائٹیوں میں جمع کراؤ۔

(۸) اپنی قوم کی بھلائی کے لئے ہر نقصان برداشت کرنے کے لئے تیار رہو۔ اگر تمام جرمن قوم تمہاری پشت پر نہ ہوگی تو غیر ممالک میں تمہاری اہمیت بہت کم ہو جائے گی۔

(۹) جرمنوں کے لئے روپیہ دینے اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہو۔

(۱۰) بڑے فخر کے ساتھ اپنے آپ کو جرمن کہو۔ اس طرح لوگ تمہاری عزت کریں گے۔

(۱۱) اس بات کو فراموش نہ کرو کہ تمہارا ملک جرمنی ہے نہ خارجی ممالک۔

عمر فاروق رض

(از: ماہر القادری)

تیرے دربر جبّہ سا روم و مدائن کا شکوہ
تیری ٹھوکر پر تھا قیصر و کسریٰ کے تاج!
اللہ اللہ تو نے ٹوٹے بوریے پر بیٹھ کر
سرکشوں سے نذر لی اور بادشاہوں سے خراج
کفر و بدعت کی ترے آتے ہی نبضیں چھٹ گئیں
تیری دانائی نے بدلا تا زمانہ کا مزاج
تیری سطوت کا یہ عالم ہے کہ تیرے نام سے
کفر کے دل میں ہوا کرتا ہے اب بھی اختلاج
اُٹھ کہ پھر انصاف کی گردن تہ شمشیر ہے
آ کہ پھر سارے زمانہ کو ہے تیری احتیاج

(احسان)

"چٹورے کان"

جس طرح بعض لوگوں کی زبان چٹوری ہوتی ہے اور ہر طرح کے مزہ دار کھانے مانگتی ہے اسی طرح آجکل مسلمانوں کے کان چٹورے ہو گئے ہیں اور وہ چٹخارہ دار گرما گرم تقریریں مانگتے ہیں اس عادت میں ایک خرابی بھی ہے کہ اس سے عمل کی موت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جوشیلی تقریریں اور جوشیلے الفاظ سننے سے لوگوں کو عمل کی روکھی پھیکی باتیں پسند نہیں آتیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ (منادی)

خدارا چند باتیں

(۱) ہر مسلمان دوسرے کو السلام علیکم کہا کرے اور جواب وعلیکم السلام کہا کرے۔ مرد عورت کو، عورت عورت کو، بڑا چھوٹے کو، چھوٹا بڑے کو السلام علیکم ہی کہے اور جواب میں وعلیکم السلام۔ آداب، تسلیمات عرض، گڈ مارننگ چھوڑ دے۔

(۲) ہر مسلمان بجائے شکریہ، تھینک یو، تسلیم کے جزاک اللہ کہا کرے۔

(۳) ہر مسلمان جس کام کا وعدہ یا ارادہ کرے انشاء اللہ ضرور کہا کرے یا لکھا کرے۔

(۴) ہر مسلمان اپنے خط کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرے۔ چاہے خط انگریزی ہی میں ہو۔

(۵) ہر مسلمان جو اپنی درخواست عدالت وغیرہ میں دے اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ضرور لکھے۔

(۶) ہر مسلمان اپنے خط کا پتہ صرف اردو میں لکھے بشرطیکہ ہندوستان کے اندر بھیجنا ہو۔ چاہے خط انگریزی یا دوسری زبان میں ہو۔ (الامان)

دمہ کا نفسیاتی علاج

ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک ماہر تحلیل نفسی نے دمہ کے ... کا کامیاب نفسیاتی علاج کیا ہے اس کا خیال ہے کہ بعض اوقات نفسیاتی صدمہ کی وجہ سے بھی ہوتا ہے چنانچہ جب اس کو کسی کی نفسیاتی تشخیص میں کسی صدمہ کا پتہ چلتا ہے تو اس کا ... کرتا ہے اور اس کو اس میں برابر کامیابی ہوتی ... اسی یونیورسٹی کے ایک دوسرے ڈاکٹر نے ... نوجوان مریضہ کا علاج مصنوعی نیند سے کیا ... کے تجربات ابھی مکمل نہیں ہوئے ہیں۔ (معارف)

اسلامی دنیا

—— بغداد ۲۴ اپریل۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ بغداد کی تمام جرمن آبادی کو بغداد چھوڑ جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک جرمن مطبع پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے جہاں جرمن پروپیگنڈے کے لئے تحریریں چھپتی تھیں۔

—— بغداد ۲۴ اپریل۔ موصل میں برطانوی قونصل کے قاتلوں کے خلاف کورٹ مارشل کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ قریباً تمام ملزم موصل سیکنڈری سکول کے طلبہ تھے۔ پہلے ان سب کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا۔ لیکن بعد میں ان کی کم عمری کے پیش نظر یہ سزا طویل قید مشقت میں تبدیل کر دی گئی۔

—— تازہ ترین مردم شماری کے بموجب ترکی کی آبادی میں ۱۲ سال سے کم عرصہ میں ایک تہائی سے زائد اضافہ ہوا۔ ۱۹۲۷ء میں آبادی ۱۳۶۴۸۰۰۰ تھی۔ اب ۱۷۸۲۵۰۰۰ ہے۔

—— تازہ مصری اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ سعودی سفارت خانہ مصر سے ایک بیان شائع ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود کا اس تحریک سے کوئی واسطہ نہیں جو ریاست کویت کو عراق میں ضم کرنے کے لئے جاری ہے۔ سلطان موصوف ہرگز اس تحریک کی تائید نہیں کرتے۔

—— فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ ۲۴ اپریل کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ پولیس نے بیت المقدس میں عربوں نے مہاجرین کی گرفتاریوں کے خلاف ہڑتال شروع کر دی ہے جس کا اثر ستے بیت المقدس میں بھی پھیل رہا ہے۔

—— حیفہ ۲۴ اپریل۔ حیفہ میں یہودیوں کی ہڑتال بدستور ہے۔ چند مقامات پر یہودیوں نے پولیس پر پتھر برسائے۔ پولیس نے یہودیوں پر لاٹھی چارج کیا۔

—— ترکی اور مصر میں اطالوی حملہ اور جنگ کا خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ حکومت اور عوام مقابلے کیلئے تیار ہو رہے ہیں۔

—— لندن ۲۴ اپریل۔ ہر ہٹلر نے مصر اور دیگر بعض چھوٹی حکومتوں سے مسٹر روز ویلٹ کی اپیل کے پیش نظر دریافت کیا تھا کہ آیا انہیں واقعی جرمنی کے حملے کا خطرہ ہے۔ حکومت مصر نے جواب دیا ہے کہ مصر اپنی آزادی کے بقاء و دوام اور اپنے علاقوں کی حفاظت کا بے حد متمنی ہے اگر اس پر حملہ نہ کرنے کا ذمہ لیا جائے تو وہ اسے بے حد پسند کرے گا۔

—— روما ۲۴ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکی کو برلن و روما کے اتحاد میں شامل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اٹلی یوگوسلاویہ اور ترکی کی امداد سے یونان پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر ترکی نے امداد کا یقین نہ دلایا۔ تو ممکن ہے اٹلی اس پر حملہ کر دے۔

—— قاہرہ ۲۱ اپریل۔ آج مصر کے شہر اسوان کے قریب ۲۲ اطالوی جاسوس گرفتار کئے گئے ہیں جن کے قبضہ سے متعدد نقشے اور خطوط برآمد ہوئے ہیں۔ سرکاری اور سیاسی حلقوں میں ان جاسوسوں کی گرفتاری سے سنسنی پھیل گئی ہے۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ شام میں حکومت فرانس بے پناہ مظالم کر رہی ہے۔ عرب بھی مظاہرے کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا پولیس اور فوج سے تصادم ہو جاتا ہے اس طرح ہر روز دو چار عرب شہید ہو جاتے ہیں۔ ملک کی تمام منڈیاں اور بڑے بڑے بازار عملی طور پر بند ہیں۔

ہندوستان

—— لاہور ۲۴ اپریل۔ آج پنجاب اسمبلی نے بھاری اکثریت سے وزارت کے خلاف حزب مخالف کی عدم اعتماد کی تحریکیں مسترد کر دیں جن کی وجہ سے حزب مخالف کو سخت ندامت ہوئی اور دنیا کو اس کی طاقت کا صحیح اندازہ ہو گیا۔

—— صرف تین تحریکوں پر انہوں نے تقسیم آرا کا مطالبہ کیا جن کے نتائج حسب ذیل ہیں وزیر تعلیم $\frac{55}{112}$ وزیر ترقیات $\frac{54}{112}$ - وزیر اعظم $\frac{53}{112}$

—— راجکوٹ ۲۴ اپریل۔ تا حال راجکوٹ کے معاملات کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ معاملات روز بروز پیچیدہ ہو رہے ہیں۔ آج گاندھی جی براستہ بمبئی کلکتہ چلے گئے ہیں۔ پندرہ روز کے بعد واپس آئیں گے۔

—— مسٹر گاندھی کے سکرٹری مسٹر مہا دیو ڈیسائی نے وائسرائے سے اپیل کی ہے کہ راجکوٹ کے معاملہ میں انہیں مداخلت کرنی چاہیئے۔

—— کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس کلکتہ منعقد ہو رہا ہے۔ طول و عرض ہند سے کانگریسی لیڈر وہاں جمع ہو رہے ہیں گاندھی جی بھی گئے ہیں۔ کافی ہنگامہ آرائی کی توقع ہے

—— لکھنؤ میں مدح صحابہ اور تبرّہ کے معاملہ پر شیعہ سنی تنازعہ بدستور جاری ہے۔ گرفتاریاں دھڑا دھڑ جاری ہیں شیعوں کے بعض عالی خاندان نوجوان سول نافرمانی کے سلسلہ میں گرفتار ہو چکے ہیں۔

—— لکھنؤ ۲۲ اپریل۔ آج قریباً ۵۰ سنیوں نے یو۔ پی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کرانے کے لئے اسمبلی ہال پر دھاوا بول دیا۔ حملہ آور پولیس کا حلقہ توڑ کر ہال میں داخل ہو گئے اور بہت سے سرکاری کاغذ تلف کر دیئے۔ اس ہنگامہ کی وجہ سے اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہو گیا۔ اس سلسلہ میں دس گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں

—— کراچی ۲۴ اپریل۔ کراچی پر ہوائی حملہ کی صورت میں شہری آبادی کی حفاظت کے لئے ایک جامع سکیم تیار کی گئی ہے۔ جو ماہرین کی رائے میں تسلی بخش ہے۔

—— بھوپال ۲۴ اپریل۔ ہز ہائنس نواب صاحب بھوپال کی دوسری صاحبزادی کی شادی نواب صاحب پاٹودی سے ہوئی اس سلسلہ میں نواب صاحب بھوپال نے مالیہ میں قریباً ایک لاکھ روپیہ کی معافی نیز پچاس ہزار روپیہ سے بیکار فنڈ کے قیام کا اعلان کیا ہے۔

—— حیدر آباد دکن ۲۵ اپریل۔ جگت گورو اچاریہ حیدر آباد پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے عثمان آباد جیل میں ستیہ گرہی قیدیوں سے ملاقات کی۔ افواہ ہے کہ آپ ریاست کے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے آئے ہیں۔

—— لکھنؤ ۲۴ اپریل۔ آج اسمبلی کے اجلاس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم نے بتایا کہ بنارس اور کانپور کے گذشتہ فسادات میں ۱۷ ہلاک اور ۳۷۴ زخمی ہوئے۔

—— حیدر آباد دکن۔ کل یہاں زلزلہ کا ایک شدید جھٹکا محسوس کیا گیا۔ عوام دہشت کی وجہ سے گھروں سے باہر نکل آئے۔

—— لکھنؤ ۲۳ اپریل ضلع بریلی کے قصبہ نصیر آباد میں شیعہ سنی فساد ہو گیا جس میں گیارہ اشخاص مجروح ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ممالک خارجہ

—— گذشتہ ہفتہ برلن میں ہر ہٹلر کی سالگرہ نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ ایسے اجتماعات برلن میں بہت کم دیکھے گئے ہیں۔ مختلف حکومتوں کے نمائندے اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ برطانیہ اور فرانس نے کوئی نمائندہ نہیں بھیجا۔

—— برلن ۲۲ اپریل۔ اس موقعہ پر مسولینی نے ہر ہٹلر کو پیغام بھیجا کہ اٹلی اور جرمنی کے دشمن کبھی روم و برلن کے محور کو نہیں توڑ سکتے۔ یہ دوستی متواتر کئی آزمائشوں سے گزر چکی ہے۔

—— مسٹر روز ویلٹ صدر امریکہ نے دس سالہ امن کے متعلق جرمنی و اٹلی سے جو اپیل کی تھی۔ مسولینی نے اس اپیل کو ٹھکرا دیا۔ جرمنی ۲۸ اپریل کو اس کا جواب دیگا۔ خیال یہی ہے کہ وہ بھی اس اپیل کو ٹھکرا دیگا۔

—— حکومت برطانیہ نہایت تیزی کے ساتھ اپنی جنگی طاقت میں اضافہ کر رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسے جنگ کا یقین ہو گیا ہے۔ ویسے بھی یورپ کی حالت بحد مخدوش ہو رہی ہے لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ کس وقت جنگ شروع ہو جائے۔

—— میڈرڈ ۲۲ اپریل۔ فیصلہ کیا گیا کہ میڈرڈ (سپین) میں فتح کی پریڈ ۱۴ یا ۱۵ مئی کو ہوگی۔

—— برلن ۲۳ اپریل۔ جرمنی خبر رساں ایجنسیوں کا بیان ہے کہ پولینڈ میں جرمنوں پر شدید مظالم توڑے جا رہے ہیں۔

—— لندن ۲۴ اپریل۔ آج دار العوام میں مسٹر چیمبرلین نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ حکومت برطانیہ اس وقت ترکی اور روس سے بات چیت کر رہی ہے۔ لیکن ابھی اس گفت و شنید کی نوعیت کے متعلق کوئی بیان نہیں دیا جا سکتا ہے۔

—— ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کہ برطانیہ نے چیکوسلواکیہ پر جرمن قبضہ تسلیم نہیں کیا۔

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے اس ہفتہ جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چینیوں کا پلہ بھاری ہے انہوں نے متعدد مفتوحہ شہروں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔

—— بخارسٹ ۲۴ اپریل۔ برطانیہ کی طرف سے جو تجارتی وفد عازم رومانیہ ہوا تھا وہ کل بخارسٹ پہنچ گیا ہے۔ یہ وفد رومانیہ کے ساتھ تجارتی سمجھوتہ کرنے کی غرض سے آیا ہے۔

—— لندن ۲۵ اپریل۔ یہاں کے باخبر حلقوں کا خیال ہے کہ حکومت برطانیہ بہت جلد جبری بھرتی کا اعلان کر دے گی۔

—— لندن ۲۵ اپریل۔ آج دار العوام میں وزیر جنگ نے اعلان کیا کہ جبل الطارق کے دفاعی انتظامات مکمل ہو چکے ہیں اور ہر قسم کی تیاریاں کر لی گئی ہیں۔

—— لندن ۲۵ اپریل۔ حکومت برطانیہ نے لارڈ لوتھین کو واشنگٹن (امریکہ) کا سفیر مقرر کیا ہے۔

—— لندن ۲۵ اپریل۔ ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار مقیم روما کا بیان ہے کہ البانیہ پر حملہ کرنے کیلئے جرمنی نے اٹلی کو مجبور کیا تھا۔

—— (ر) ۲۵ اپریل۔ البانیہ کے پٹرول کے چشمے اٹلی کے زیر اثر آ گئے ہیں جس کی وجہ سے اٹلی کو اقتصادی طور پر بہت فائدہ پہنچے گا۔ البانیہ سے ۳ لاکھ ٹن سالانہ پٹرول حاصل ہوتا ہے۔

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر کے دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - پانچ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۳۹ء — نمبر ۲۶

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

حضرت مسیح موعودؑ کی فوج کا ایک قابل فخر و بہادر جرنیل

جس نے وفادار و جانباز مجاہدوں کی طرح زندگی بسر کی اور ولیوں کی طرح مطمئن وفات پائی

قطعہ تاریخ وفات

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم

(از مولوی غلام رسول صاحب جانباز)

سخی و حبیب خدائے جہاں
کہ ہست آہ امروز خلد آشیاں
غمے دادہ سید محمد حسین
شد از چشم و دل اشک خونی رواں

۱۳۵۸ھ — ۱۹۳۹ء

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

رباعی

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی قبر پر ایک پھول

از جناب مولانا مصطفٰے خان صاحب ایڈیٹر اسکالمک ریویو

آرام کا مزا ہے نہ کچھ لطف چین کا
سب رو رہی ہیں شور ہی شیون کا بین کا
سبطِ رسول کیلئے سب آبدیدہ ہیں
ماتم بپا ہے آج محمد حسین کا

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جنہوں نے ۲۶ اور ۲۷ ۱۹۳۹ء کی شب کو وفات پائی

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم
کی قبول احمدیت کی کہانی مغفور کی اپنی زبانی

حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب مرحوم نے ۱۹۳۳ء میں خاکسار کی درخواست پر اپنی قبول احمدیت کی سرگزشت کے متعلق چند باتیں نہایت اختصار کے ساتھ قلمبند کرائی تھیں وہ درج ذیل ہیں۔ اس کے بعد میں نے بار بار درخواست کی کہ یہ سرگزشت مفصل قلمبند کرا دیجئے۔ چند مرتبہ اس غرض سے کاغذ پنسل لیکر حضرت مرحوم کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ لیکن آپ ہمیشہ اس کام کو التوا میں ڈالتے رہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت مرحوم نہایت خاموشی کے ساتھ دین کیلئے کام اور قربانیاں کرنے کے عادی تھے۔ اپنے حالات و خدمات کی شہرت کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے —— لیکن میری کوشش جاری رہی۔ جب کبھی اطمینان سے گفتگو کا موقع میسر آتا میں اپنی یہ درخواست ضرور پیش کرتا۔ مجھے توقع تھی کہ میرا پیہم اصرار حضرت مرحوم کے اجتناب پر ایک دن ضرور غالب آئے گا —— لیکن آہ! مرحوم جنت کو سدھارے اور میری یہ آرزو دل کی دل ہی میں رہی۔

(راقم ایڈیٹر)

۱۸۹۳ء میں حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ میں اس زمانہ میں وہاں اسکول میں تعلیم پاتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے وہاں ایک وعظ فرمایا جس میں مختلف مذاہب کے طریق عبادت کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلامی طریق عبادت کی فضیلت کو نہایت مدلل اور دلنشین طریق پر ثابت کیا۔ اس سے قبل میں نے ایسا اچھا اور مدلل اور اسلام کی خوبیوں کو ظاہر کرنے والا وعظ کبھی نہ سنا تھا۔ اس کے سنتے ہی مجھے حضرت صاحب سے محبت ہو گئی۔ اس زمانہ میں مخالفت کا خوب زور تھا۔ جہاں کہیں آپ کے خلاف کوئی شخص کچھ کہتا میں اس کا ایک احمدی کی طرح مقابلہ کرتا۔ سیالکوٹ میں تعلیم سے فارغ ہو کر میں میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہو گیا۔ یہ زمانہ بھی اسی طرح گزر گیا۔ یہاں سلسلہ احمدیہ کے بعض اخبارات پڑھنے کا موقع ملتا رہا۔ میں ان اخبارات سے حضرت مرزا صاحب کی تقریریں تلاش کر کے نہایت توجہ اور شوق سے پڑھتا جو نہایت روح پرور اور ایمان کو تازہ کرنے والی ہوتی تھیں۔ اسی اثنا میں ۱۸۹۷ء میں لیکھرام کے قتل کی عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی اور اس کی لاش پوسٹ مارٹم کے لئے ہمارے میڈیکل کالج میں ہی لائی گئی جس سے حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا مجھے یقین ہو گیا اور آپ سے محبت بہت بڑھ گئی۔

۱۸۹۹ء میں میڈیکل کالج سے فارغ ہونے کے بعد میں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں بٹالہ تعینات ہوا۔ اس زمانہ میں پہلی مرتبہ قادیان گیا لیکن بعض ایسے حالات پیش آ گئے جن کی وجہ سے میں اس وقت شامل سلسلہ نہ ہو سکا اور جلدی قادیان سے چلا آیا۔ اس کے بعد میں بمقام بھیرہ تبدیل ہو گیا۔ چونکہ دل میں مذہبی جوش تھا۔ آریوں اور عیسائیوں سے مقابلہ رہتا تھا۔ ان کے جواب میں حضرت مرزا صاحب کے لٹریچر اور علم الکلام کے سوا کسی مولوی یا پیر کی طرف سے کچھ نہ ملا۔ اس ضرورت سے میں نے حضرت مرزا صاحب کی کتابیں مطالعہ کیں۔ براہین احمدیہ اور دوسری کتابیں پڑھنے سے میری تسلی ہو گئی کہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اگر کوئی مجدد اس زمانہ میں ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی ہیں اور آپ کے کلام میں غیرت اسلامی اور محبت رسول اللہ صلعم کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ سب سے بڑی دلیل جس کو کوئی چیز نہ توڑ سکتی تھی وہ یہ کہ اس زمانہ میں جبر کے ذریعہ کسی کے عقیدہ کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے خود اپنی حالت پر غور کیا کہ اگر تلوار میری گردن پر رکھ کر کوئی کہے کہ تم اسلام چھوڑ دو۔ تو میں موت قبول کر دوں گا۔ لیکن عقیدہ میں تبدیلی نہیں کروں گا۔ ہاں اس زمانہ میں دلائل کے ذریعہ خیالات و عقائد کی تبدیلی ممکن ہے۔

پس میری سمجھ میں آ گیا کہ خونی مہدی کا عقیدہ اور انتظار لغو ہے اور اس زمانہ میں جس مہدی کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ وہ ایسا ہی ہونا چاہئے جیسے کہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ جو دلائل کے ذریعہ مخالفین اسلام کے اعتراضات کو دور کرے اور اسلام کی عظمت اور حضرت نبی کریم صلعم کی عزت کو قائم کرے۔ اس لئے میں نے ۱۹۰۲ء میں حضرت اقدس کی بیعت کر لی۔ آپ کو ماننے کی غرض یہ تھی کہ اس غیرت اسلامی اور محبت رسولؐ کو جو آپ کے دل میں چمک رہی ہے اپنے دل کے اندر پیدا کریں۔ اسلام اور مسلمانوں کی بہتری اور ترقی کی کوشش کریں۔

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم
کی علالت، وفات اور جنازہ کی مختصر کیفیت

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی علالت اور وفات کی بہت ہی مجمل کیفیت گذشتہ اشاعت کے صفحہ اوّل پر درج ہو چکی ہے۔ اس وقت اس حادثہ عظیم کو رونما ہوئے چند گھنٹے گزرے تھے۔ تجہیز و تکفین کی تیاریاں ہو رہی تھیں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ ہنگامہ ماتم بپا تھا۔ سب کی آنکھوں سے بے اختیار اشک رواں تھے دماغ سوچنے اور ہاتھ لکھنے سے انکار کر رہے تھے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ چند سطریں کس طرح سپرد قلم ہوئیں۔

یہ حادثہ بالکل غیر متوقع طور پر وقوع پذیر ہوا۔ حضرت مرحوم کی صحت بظاہر بالکل تسلی بخش تھی۔ کوئی ایسی شکایت نہ تھی جس کو کہ خطرناک یا مہلک نہ سمجھا جا سکے۔ وہ خود اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار طبیب تھے۔ ۲۱ اپریل ۱۹۳۹ء حسب معمول نماز جمعہ کیلئے احمدیہ بلڈنگس تشریف لائے اور مجلس منتظمہ کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ عصر کے وقت خاکسار راقم الحروف سے گفتگو فرماتے رہے۔ بالکل چنگے بھلے اور نہایت بشاش تھے۔ غالباً ہفتہ کے روز معمولی بخار ہوا۔ لیکن اس کو کسی نے کوئی اہمیت نہ دی حتیٰ کہ احمدیہ بلڈنگس میں بھی بہت کم احباب کو ان کی علالت کی اطلاع نہ ہوئی۔ کیونکہ قطعاً کسی قسم کا خطرہ محسوس نہ ہوتا تھا۔ عام طور پر یہی سمجھا گیا کہ ملیریا ہے یا انفلوئنزا کا بہت ہی ہلکا سا حملہ ہے۔ چار روز اسی طرح گزر گئے۔ اس اثنا میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور بعض دیگر احباب معمول کے مطابق حضرت مرحوم کے ہاں گئے لیکن کسی کو تشویش کی کوئی وجہ نظر نہ آئی۔

۲۶ اپریل بدھ کے روز علی الصبح فالج کا شدید حملہ ہوا جس سے مرحوم بالکل بے حس و حرکت و خاموش ہو گئے۔ ایک دو گھنٹے گزرنے کے بعد حالت زیادہ نازک ہونے لگی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوا۔ وہ فوراً حضرت مرحوم کے ہاں تشریف لے گئے اور اسی وقت احمدیہ بلڈنگس اطلاع بھجوائی۔ اطلاع ملنے پر حضرت مولانا صدر الدین صاحب، جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور چند دیگر احباب مسلم ٹاؤن چلے گئے۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحبان اور تیمارداران حالت دیکھ کر اسی نتیجہ پر پہنچے کہ امید زیست نہیں۔ تاہم چارہ سازی میں انتہائی جدوجہد کی گئی اور ہر ممکن طبی تدبیر عمل میں لائی گئی۔ بعد ازاں مرحوم کے صاحبزادوں جناب سید الطاف حسین صاحب اور جناب لفٹننٹ ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب اور دیگر اعزہ کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف چند گھنٹے میں پہنچ گئے اس کے بعد شام کو سید الطاف حسین صاحب بھی آ گئے۔

خاکسار راقم الحروف ایک ضروری کام کیلئے اخبار کے مطبع میں گیا ہوا تھا دس بجے کے قریب واپس آیا تو یہ تمام کیفیت معلوم ہوئی۔ فوراً مسلم ٹاؤن پہنچا۔ اکثر بزرگان جماعت وہاں موجود تھے سب کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔ سب خاموش و سرنگوں بیٹھے تھے۔ اس نظارہ سے صورت حالات خود بخود واضح ہو رہی تھی۔ بارہ بجے کے قریب بعض بیرونی جماعتوں کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ شام کو ہم بعض آدمی احمدیہ بلڈنگس واپس آ گئے۔ ابھی واپس آئے دو تین گھنٹے ہی بمشکل گزرے ہوں گے کہ وفات کی اطلاع آ گئی انا للہ۔ فوراً دوبارہ مسلم ٹاؤن پہنچے۔ ہنگامہ ماتم بپا تھا۔ مشورہ سے جنازہ وغیرہ کا وقت مقرر کیا گیا بعض احباب کو تاریں دی گئیں۔ تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی۔ مقامی اخبارات میں خبر وفات درج ہو گئی تھی جس سے صبح سویرے مسلم ٹاؤن میں موٹروں اور تانگوں کا تانتا بندھ گیا۔ بہت سے لوگ پیدل اور سائیکلوں پر بھی پہنچے۔

جنازہ اور تدفین۔ نو بجے کے قریب مسلم ٹاؤن سے جنازہ اٹھایا گیا۔ یہ منظر بہت ہی رقت انگیز اور دردناک تھا۔ حضرت مرحوم کے عزیزوں، دوستوں، ہمسائیوں اور ملازمین کی حالت اس وقت دیکھی نہ جاتی تھی۔ جنازہ کے ہمراہ ایک جم غفیر تھا جس میں احباب جماعت، غیر از جماعت حضرات، ہندو، مسلمان، عیسائی، انگریز سب شریک تھے۔ اکثر کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں تھے۔ مسلم ٹاؤن جیسی شہر سے دور جگہ تو بجے کا وقت دفاتر جانے کی طیاری کا ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اسقدر ہجوم حضرت مرحوم کی ہردلعزیزی کا نمایاں ثبوت تھا۔ پونے دس بجے کے قریب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان کے قریب نہر کے کنارے نماز جنازہ پڑھائی۔ ساڑھے دس بجے کے قریب حضرت مرحوم کو انکے خاندانی قبرستان شاہ جمال میں سپرد خاک کیا گیا۔

ماتم حضرت مرحوم کی وفات پر تمام حلقوں میں گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ لاہور اور بیرونی مقامات سے بہت سے اصحاب تعزیت کیلئے تشریف لا رہے ہیں اور یہ سلسلہ کئی روز جاری رہا۔ تعزیتی تاروں اور خطوط کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ لاہور کے قریباً تمام روزناموں نے وفات کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ معزز معاصر انقلاب نے ایک طویل اور نہایت مؤثر تعزیتی شذرہ لکھا۔ مسلم ہائی سکول لاہور، انگلش سکول مسلم ٹاؤن اور انجمن کے متعلقہ دفاتر میں تعطیل رہی۔

کل من علیها فان و یبقیٰ وجه ربك ذو الجلال والاکرام

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

برادران مکرم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

حضرت شاہ صاحب مرحوم کی وفات پر آپ کی طرف سے کثرت سے تعزیت کے پُردرد خطوط آ رہے ہیں۔ میرے نام بھی اور شاہ صاحب مرحوم کے صاحبزادگان کے نام بھی۔ نہ تو یہ رسمی تعزیت کے خطوط ہیں اور نہ ہیں ان کا رسمی طور پر شکریہ ادا کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ غم سے بھرے ہوئے دلوں کے خیالات ہیں۔ جو پھوٹ کر باہر نکل رہے ہیں اور ایسے ہی غم سے بھرے ہوئے دل سے میں ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔ اگر جماعت پر یہ حق ہے کہ اس صدمہ کے وقت وہ مجھے تعزیت کے خطوط لکھے تو مجھ پر بھی حق ہے کہ میں جماعت سے تعزیت کا فرض ادا کردں۔

پے درپے تین عظیم صدمات

اس سال مجھے اور میری جماعت کو بہت سے غموم برداشت کرنے پڑے ہیں۔ ہمارے عزیز نوجوان دوست سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب فوت ہوئے اور جماعت کو بڑا بھاری نقصان پہنچا پھر ایک ناقابل تلافی نقصان ہمارے نہایت ہی محترم دوست چودھری منظور الٰہی صاحب کی وفات سے پہنچا اور اب اس سال میں یہ تیسرا صدمہ ہے جو جماعت کو پہنچا اور یہ بہت ہی بڑا صدمہ ہے۔ پس یہ غموں کا سال ہمارے لئے عام الحزن کا مقام رکھتا ہے۔ اے اللہ ہم تیرے رحم کے محتاج ہیں۔ رحم۔ رحم رحم فرما۔ اور ہماری خطاؤں سے درگذر فرما۔

شاہ صاحب کی مالک حقیقی کے حضور جانے کی تیاریاں

حضرت شاہ صاحب کی صحت کوئی ڈیڑھ سال سے بہت اچھی ہوگئی تھی۔ اور بیماریوں کے ایک لمبے دور میں سے گذر کر وہ ابتدا بالکل تندرست ہو گئے تھے اور ان کے اس طرح یکایک انتقال کر جانے کا کسی کو وہم بھی نہ تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود سفر آخرت کی تیاری میں مصروف تھے۔ اس سے پہلے ان پر بیماریوں کے بڑے بڑے خطرناک حملے ہوئے۔ مگر اپنے آقا اور مالک کے حضور حاضر ہونے کی تیاری انہوں نے اپنی ایام صحت میں کی۔ اپنی جائداد کا کچھ حصہ وقف کیا۔ کچھ حصہ کی وصیت کی اور باون ہزار کے گرانقدر عطیہ سے صدقہ جاریہ کی ایک عظیم الشان بنیاد رکھی۔ پھر اپنے ورثا کے متعلق بھی جو کچھ کارروائی کرنی تھی وہ اپنی ایام میں کی۔ اور اپنی وصیت کو چند ہی دن ہوئے مکمل کیا۔

آخری ایام عمر میں مرحوم کا قابل رشک شرح صدر

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان ایام میں دنیا سے بے رغبتی اور انقطاع الی اللہ بہت زیادہ ہوگیا گو وہ خدا کے رستے میں ہمیشہ ہی کھلے دل سے دیا کرتے تھے لیکن خدا کی راہ میں دینے کے لئے جو شرح صدر میں نے ان میں ان ایام میں دیکھا وہ بہت ہی بلند تھا۔

پیکر اخلاص کا ایک خاموش کارنامہ

بمشکل تین ماہ ہوئے ہوں گے کہ مرزا ولی احمد بیگ کا خط آنے پر کہ وہ ہالینڈ میں ایک اسلامی مشن قائم کر چکے ہیں اور ابھی دو سال کے لئے دو سو روپے ماہوار کی ضرورت ہے۔ میں نے ایک دو دفعہ یہیں مسلم ٹاؤن میں مسجد میں ان سے اور دیگر دوستوں سے یہ ذکر کیا اور اپنی مشکلات کا ذکر کیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے چند دوستوں کو تکلیف دوں کہ وہ اس رقم کو تھوڑا تھوڑا بانٹ کر پورا کر دیں تو اس پیکر ایثار نے سوچنے کیلئے بھی لمبا وقت نہیں لیا۔ تیسرے ہی دن مغرب کی نماز کے بعد واپس ہوتے ہوئے مجھے علیحدہ کر کے فرمایا کہ آپ کسی کو نہ لکھیں۔ میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ رقم میں اکیلا ادا کر دوں گا۔ اور دو سو روپیہ ماہوار ہر ماہ آپ کو پہنچا دیا کروں گا۔ مگر میرا نام ظاہر نہ کریں اور فرمایا کہ میں نے سوچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو اس قدر فضل کیا ہے اور مجھے اس قدر مال عطا فرمایا ہے تو اسی لئے مجھے یہ دیا ہے کہ میں اس کے رستے میں خرچ کروں۔ یہ ان کے لفظ میرے دل میں تیر کی طرح گڑ گئے۔ میری آنکھوں سے اس وقت خوشی سے آنسو نکل آئے اور گو میں کھڑا تھا۔ مگر میری روح آستانہ الٰہی پر گری ہوئی تھی کہ اے خدا تو نے اس اپنے بندے کو کیسا پاکیزہ قلب عطا فرمایا ہے جس سے مال دنیا کی محبت بالکل نکال لیگئی ہے کمال انسانی کے اس بلند مقام پر پہنچا کر اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی طرف بلا لیا اور ہمارے ملک کی عام عمر طبعی کو بھی وہ پہنچ چکے تھے یعنی ان کی عمر پینسٹھ سال کی ہو چکی تھی تو اس پر شکایت نہیں بلکہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے ہم اس کے مزید فضلوں اور رحمتوں کے امیدوار ہیں۔

شاہ صاحب اور انکے رفقائے مرحوم نے امانت کا پورا حق ادا کیا

کمال کا یہ بلند مقام درحقیقت اس امانت کی ادائگی تھی جو حضرت مسیح موعودؑ نے شاہ صاحب مرحوم کے سپرد کی تھی۔ اپنی وفات کے قریب ہونے کی خبر جب حضرت مسیح موعود کو دی گئی تو آپ نے اپنی جانشینی کا منصب ایک انجمن کو دیا اور اس کے چودہ ممبروں کو منتخب کرتے وقت لاہور کے چار ممبروں پر آپ کی نظر پڑی۔ یہ چار ممبر حضرت شیخ رحمت اللہ مرحوم حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم اور حضرت شاہ صاحب مرحوم تھے جس کمال خوبی اور اخلاص سے ان چاروں نے حضرت صاحب کی امانت کا حق ادا کیا۔ اس کی طرف اس الہام الٰہی میں اشارہ معلوم ہوتا ہے

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ ان چاروں [illegible] کے دلوں میں اس قدر عشق خدا کے دین کی خدمت کا تھا [illegible] ہر اجلاس میں لاہور سے دوڑے آتے تھے اور پھر اس کے [illegible] ہی مالی نصرتوں میں جماعت میں پیش پیش تھے۔ ان دنوں [illegible] کا سفر اچھا خاصا صبر آزما تھا اور پھر ان چاروں اصحاب کو اپنے کاروبار کی مصروفیت بھی بے انتہا تھی۔ مگر خدمت دین کے [illegible] ان دونوں مشکلات کو آسان کر دیا تھا۔ مجھے اس انجمن کے سیکرٹری کا منصب تفویض کیا گیا تھا۔ اور اگر ایک طرف ان چاروں بزرگوں کے مشورے میرے لئے قوت کا موجب تھے تو دوسری طرف ان کے خلوص کا گہرا اثر میرے دل پر تھا۔

ہماری محبت کی انتہا — پنج قالب و یکجان

اور اس طرح ۱۹۰۶ء کی ابتدا میں اس محبت کی بنا [illegible] پڑی جو ہم پانچ میں یہاں تک ترقی کر گئی تھی کہ گویا ہم پنج قالب و یکجان کا مصداق تھے۔ آج یہ چاروں دوست مجھے بعد دیگرے اپنے مولے سے جا ملے ہیں۔ اور میں صدق اور اخلاص اور وفاداری کے نمونے اپنی جماعت میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے ان دوستوں کے جدا ہو جانے کے بعد تنہائی سی محسوس کرتا [illegible] واللہ ولی فی الدنیا والاٰخرۃ

وفاداری، خدمت دین، استقلال و خلوص کا منبع [illegible]

ان چاروں دوستوں نے جو نمونہ وفاداری اور خدمت دین میں استقلال اور اخلاص کا دکھایا ہے۔ آج اس کی نظیر بہت ہی کم ملتی ہیں۔ خدا کے مسیح کی نظر اپنے پیچھے کام چلانے والے چند بزرگوں پر پڑی۔ جن میں یہ چار حضرت مولوی نور الدین کے بعد نمایاں ہستیاں نظر آتی ہیں اور عملی طور پر کام کا [illegible] پر تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی اس امانت کا حق ایسا ادا کیا کہ خدا کی راہ میں ان کا قدم آگے ہی آگے ترقی کرتا چلا گیا۔ شیخ صاحب مرحوم کی مالی اعانت اپنے زمانے میں تمام احباب سلسلہ سے [illegible] لے گئی اور غالباً ایک لاکھ روپے کے قریب انہوں نے خدمت اسلام کے کام میں خرچ کیا۔ خواجہ صاحب مرحوم کو درد اسلام نے [illegible] بے سروسامانی کی حالت میں انگلستان جا پہنچایا اور یورپ میں [illegible] پہلے اسلامی مشن کی بنیاد ان کے پاک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ مرزا صاحب مرحوم اور شاہ صاحب مرحوم نہ صرف احمدیت کی [illegible] کے پروانے تھے اور اپنا مال اور وقت اس کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ بلکہ اسلام کی تمام قومی اور مذہبی تحریکوں میں پیش پیش رہتے۔

موجودہ زمانہ میں مرحوم کی بے مثال مالی قربانیاں

اور آج اس زمانہ میں جس قدر شاہ صاحب مرحوم کے مال سے اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو قوت پہنچی ہے۔ اس کی دوسری نظیر مجھے نظر نہیں آتی۔ یہ ہے اس امانت کا حق جو مسیح موعودؑ نے ان کے سپرد کی تھی۔ یہ چاروں جو کچھ بنے حضرت مسیح موعودؑ کے انفاس طیبہ کی برکت سے بنے۔ جس شخص کی صحبت میں بیٹھنے والے اس بلند مقام کو پہنچے ہوں اس کی صداقت کا انکار کرنا آفتاب کے موجود ہونے کا انکار ہے۔

مرحوم کے خلوص کی زبردست شہادت — تین مساجد کی تعمیر

حدیث میں آتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک مسجد بنواتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔ شاہ صاحب مرحوم نے یکے بعد دیگرے تین مسجدیں بنوائیں۔ سب سے پہلے قادیان میں مسجد نور۔ اس کے بعد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مسجد احمدیہ اور اس کے بعد مسلم ٹاؤن میں مسجد۔ گو شروع قادیان کی مسجد نور قادیان کی بیرونی آبادی کا مرکز ہے اور [illegible]

کے سالانہ جلسے ہوتے ہیں۔ احمدیہ بلڈنگس والی مسجد جماعت احمدیہ لاہور کا مرکز ہے اور مسجد عائشہ جماعت احمدیہ لاہور کی بیرونی آبادی اور مسلم ٹاؤن کی آبادی کا مرکز ہے۔ ایک شخص کا تین مسجدیں بنوانا جن تینوں میں خدا کے آگے اس کثرت سے مخلوق خدا جھکتی ہے شاہ صاحب مرحوم کے خلوص پر ایسی گواہی ہے جس کا ظالم سے ظالم دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا۔

شاہ صاحب مرحوم کی دیگر شاندار خدمات دینی

شاہ صاحب مرحوم کی خدمت کے اور بڑے بڑے زبردست کام ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر بے نظیر ہے۔ وہ جماعت کیلئے زبردست قوت کا موجب تھے اور ہر تحریک جو کی جائے ان کا قدم ہمیشہ سب سے آگے ہوتا تھا۔ ہم جب قادیان میں فتنۂ تکفیر کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے آئے تو ہمارے پاس نہ کوئی روپیہ تھا نہ کوئی مکان۔ ان دونوں بزرگوں نے یعنی مرزا صاحب مرحوم اور شاہ صاحب مرحوم نے اپنا اپنا ایک وسیع مکان انجمن کے حوالے کر کے انجمن کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا۔ اور شاہ صاحب مرحوم نے مسجد تو پہلے ہی بنوا دی تھی۔ اب جب جوبلی کے موقعہ پر تحریک کی گئی تو شاہ صاحب مرحوم نے ۵۲۰۰۰ کی جائداد انجمن کے سپرد کر کے قوم کو ایک ایسے بلند مقام پر پہنچا دیا کہ اس نمونہ کو دیکھ کر دوسرے احباب کا قدم بھی تیز ہو گیا اور بالآخر ہالینڈ مشن کا سارا بوجھ شاہ صاحب مرحوم نے ہی اٹھایا۔ ان کی کل مالی نصرت کا اندازہ کیا جائے تو ڈیڑھ لاکھ روپے سے کم نہ ہوگی۔ اور اس کے علاوہ جو وہ خیرات کرتے تھے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ مگر ہم اس قدر جانتے ہیں کہ اپنے بہت سے عزیزوں کی پرورش کے علاوہ بھی ان کی سخاوت کا دائرہ بہت وسیع تھا اور حاجتمند بہت ان کے پاس آتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے۔ اللّٰھم اکرم نزلہ و وسع مدخلہ و ارفع درجتہ فی الجنۃ

توسیع و استحکام جماعت کے متعلق خدمات

شاہ صاحب مرحوم کے دل میں اگر ایک طرف تبلیغ اسلام کا انتہائی جذبہ موجود تھا تو دوسری طرف وہ توسیع و استحکام جماعت کے فکر میں ڈوبے رہتے تھے۔ یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں اور ان میں مقدم مؤخر کا سوال غلط فہمی پر مبنی ہے۔ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی صحبت میں پرورش پائی تھی۔ ان کی بڑی خوبی ان کی قوت عمل میں نظر آتی ہے۔ تبلیغ اسلام کا موقعہ نظر آیا تو اس کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور جہاں کسی کو جماعت میں شامل کرنے کا موقعہ دیکھا تو وہ کام بھی کر کے دکھا دیا۔ اپنے عزیزوں اور زیر اثر لوگوں کو جماعت میں داخل کیا۔ اس کی مثال بھی کم نظر آتی ہے۔ گذشتہ تین ماہ میں ڈیڑھ دو صد کے قریب نفوس جماعت میں انہی کی تحریک سے شامل ہوئے اور اس دنیا میں ان کا آخری کام بھی اپنے ایک عزیز خدا بخش کو جو ملازمت کے سلسلہ میں بمبئی جا رہا تھا بیعت میں شامل کروانا تھا۔ چنانچہ وفات کے دن سے پہلی شام اسے رقعہ دے کر میرے پاس بھیجا کہ اس کی بیعت لے لیں۔

شاہ صاحب مرحوم کی ایک اور خوبی

شاہ صاحب مرحوم کی ایک اور خوبی جو نمایاں نظر آتی ہے وہ ان کا اپنے گھر والوں میں اسی جذبہ کا پیدا کر دینا ہے جو خود ان کے اندر تھا۔ ان کی وفات کے تیسرے دن جمعہ کے خطبہ میں میں نے اس بات کا ذکر کیا کہ ہالینڈ مشن کا بوجھ شاہ صاحب مرحوم نے ہی اٹھایا ہوا تھا اور یہ خدشہ بھی ظاہر کیا کہ اب آئندہ اس کا کیا حشر ہوگا اور فی الحقیقت اگر ایک طرف شاہ صاحب کی جدائی نے کمر توڑ رکھی تھی تو دوسری طرف ہالینڈ مشن کا فکر میری کمزور پیٹھ پر کوئی چھوٹا سا بوجھ نہ تھا

ہالینڈ مشن کا انتظام — مرحوم کی بیگم صاحبہ اور بچوں کا پیغام

تو اس سے اگلے ہی دن جب میں شاہ صاحب کے مکان پر گیا تو مجھے ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے بچوں کی طرف سے یہ پیغام ملا کہ وہ شاہ صاحب کے وعدے کو پورا کریں گے اور دو سال کے لئے دو سو روپے ماہوار کا بوجھ جو شاہ صاحب نے اٹھایا تھا اب وہ اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ اللّٰھم اجرھم عنی و عن قومی و عن سائر المسلمین۔ احسن الجزاء

میری دلی دعا

میں ان کے اس احسان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے لفظ نہیں پاتا کہ کس طرح انہوں نے اپنے حزن و غم کے اندر میرے غم کا بوجھ ہلکا کیا۔ ہاں میرے دل سے پھوٹ پھوٹ کر یہ دعا نکلتی ہے کہ جس طرح انہوں نے میرے غموں کے بوجھ کو ہلکا کیا ہے اے خدا تو ان کے غموں کے بوجھ کو ہلکا کر دے اور ان پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش برسا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہر ایک احمدی کے دل سے یہی دعا نکلے گی۔ اس وقت گویا شاہ صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ ہمارے لئے شاہ صاحب کے مقام پر کھڑی ہو گئیں اور ہمارا بھی فرض ہوگا کہ ہم ان کا وہی احترام کریں جو شاہ صاحب مرحوم کا کرتے تھے۔ ان کا شاہ صاحب مرحوم کے عہد کو یہ مقام دینا بتاتا ہے کہ شاہ صاحب کی کس قدر عزت ان کے اہل بیت کے دل میں ہے اور یہ انسان کے بلند اخلاص کی شہادت ہے کہ اس کی سب سے بڑھ کر عزت ان لوگوں کے دلوں میں ہوتی ہے جو اس سے سب سے زیادہ قریب ہوں۔

یہ صدمہ عظیم برکتوں کے نزول کا موجب بھی ہو سکتا ہے

ایسے عظیم الشان انسان کا اٹھ جانا جماعت کے لئے بڑا صدمہ ہے۔ مگر یہی صدمہ جماعت پر برکتوں کے نزول کا موجب بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ جماعت خدا کی طرف قدم اٹھائے۔ شاہ صاحب مرحوم کی دنیوی حیثیت کے کئی بیسیوں آدمی جماعت میں ہیں۔ ان سے بڑھ کر مال و منال رکھنے والے بھی ہیں۔ اس کے قریب رکھنے والے بھی ہیں۔ کیا وہ میرے بار کو ہلکا نہیں کر سکتے۔

جرمن مشن کی مشکلات اور جماعت کا فرض

جرمن مشن کا بوجھ اب تک جماعت نے ذمہ دارانہ طریق پر نہیں اٹھایا۔ حالانکہ وہاں مسجد بھی ہے۔ جرمن میں ترجمہ قرآن بھی ہو چکا ہے اور پندرہ سال سے زیادہ عرصہ سے مشن بھی قائم ہے۔ وہاں کے اخراجات اس قسم کے ہیں کہ قادیان کی جماعت اپنی کثرت کے باوجود اس بوجھ کو نہ اٹھا سکی اور بنی ہوئی مسجد کو فروخت کر دیا۔ ہم نے بیسیوں مشکلات کا مقابلہ کر کے مسجد کی تکمیل بھی کی۔ اب اس کی سالانہ مرمت پر قریباً ایک ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ مشن کا کل خرچ جو سالانہ پندرہ ہزار تک تھا۔ اب کم کر کے اس حد تک لایا گیا ہے کہ یہاں سے قریباً دس ہزار روپے سالانہ بھیجنے کی ضرورت ہے۔ باقی کچھ چندہ پروفیسر صاحب وہاں بھی کر لیتے ہیں۔ انجمن کے معمولی ماہوار چندے اس بھاری خرچ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ میں نے دو سال ہوئے سالانہ جلسہ پر تحریک بھی کی تھی کہ اس رقم میں سے پانچ ہزار سالانہ خاص جرمن مشن کے لئے چندہ اگر جماعت کر لیا کرے تو باقی ہم معمولی چندوں سے پورا کر لیں گے۔ اس سال جوبلی کے معمولی عطیے بھی اس مشن کیلئے نہیں آئے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پروفیسر محمد عبد اللہ سخت مشکلات کے اندر کام کو چلا رہے ہیں اور ان کی چیخ پکار کو سنکر دل پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ کیونکہ اس کی آخری ذمہ داری انجمن پر اور اس کے سرکردہ کارکنوں پر عائد ہوتی ہے۔ ایک طرف بہت سے دوست جدا ہو گئے۔ ان کی موت کے صدمات یکے بعد دیگرے دل پر زخم لگا رہے ہیں۔ دوسری طرف مالی مشکلات کا بوجھ ہم جیسے کمزور انسانوں کی پیٹھ توڑنے کیلئے کافی ہے۔

جماعت کے اہل ثروت احباب سے اپیل

کیا اس جماعت میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی مالی حیثیت کے پانچ آدمی موجود نہیں؟ اگر سید صاحب باون ہزار کی جائداد وقف اور وصیت کرنے کے بعد دو سو روپے ماہوار کا بوجھ ہالینڈ مشن کے لئے اٹھا سکتے تھے۔ تو کیا پانچ دوست اس حیثیت کے اس جماعت میں اور نہیں جو جرمن مشن کے لئے دو دو سو روپے ماہوار کا بوجھ اٹھا سکیں۔ خواہ انہوں نے وصیت کی ہے یا نہیں؟ اور میں دو سو بھی نہیں کہتا۔ اگر ایک ایک سو ماہوار کا بوجھ بھی پانچ آدمی اٹھا لیں تو جرمن مشن چل سکتا ہے۔ یہ بھی نہیں تو دس آدمی یکمشت پانچ پانچ سو کی رقم دیدیں تو بھی جلسہ سالانہ تک کام نکل سکتا ہے۔ یہ تو کوئی چیز نہیں۔ آپ کے اندر بہت سے قیمتی آدمی ہیں۔ ان پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں کہ وہ ان کی روح کو پگھلا دے اور آپ کی قوم اعلائے کلمۃ اللہ کا جو کام کر رہی ہے اسے نقصان پہنچے۔ مال سے محبت کر کے اپنے قیمتی انسانوں کو ضائع نہ کرو۔ پانچ سو روپے سے کسی مالدار آدمی کا مال کم نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ شاید اس کے نکلنے سے برکت ہی ہو۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

۲ مئی ۳۹ء

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

کا سالانہ جلسہ

۱۳، ۱۴ مئی ۱۹۳۹ء بروز ہفتہ اتوار کو منعقد ہوگا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۳، ۱۴ مئی ۳۹ء بروز ہفتہ۔ اتوار منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ مہمانوں کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام بذمہ مقامی انجمن ہوگا۔ جلسہ میں تشریف لانے والے حضرات موسم کے مطابق بستر لائیں۔

مرکز سے مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے اور مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی، سید ولایت شاہ صاحب اور جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ بھی شمولیت کیلئے تشریف لے جائیں گے۔ راولپنڈی ڈویژن اور صوبہ سرحد کے احباب کو اس جلسہ میں شرکت کی ضرور کوشش کرنی چاہیے۔

پیغام صلح

جلد ۲۷ — یوم پنجشنبہ ۳ ربیع الاول ۱۳۵۸ ہجری — نمبر ۲۶

آہ! تحریک احمدیت کا رجلِ عظیم

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات پر چند قطراتِ اشک

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایک درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا۔ ایک دلیر ناخدا گرداب مرگ میں ڈوب گیا۔ ایک شیر دل مجاہد شاندار جدوجہد کے بعد ابدی نیند سو گیا۔ ایک گوہر بے بہا ہم سے آناً فاناً چھین لیا گیا۔ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ختم ہو گیا ——— آہ صد آہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب وفات پا گئے ——— موت بھی اپنے کئے پر یقیناً آنسو بہا رہی ہو گی، کیونکہ زمین و آسمان کی بیشمار گردشوں کے بعد محمد حسین شاہ جیسی عظیم الشان ہستیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ ہستیاں نوع انسانی کی سب سے زیادہ بیش بہا متاع ہیں۔ ان کو انسانوں سے چھینتے وقت فرشتہ اجل کا دل ایک دفعہ تو ضرور لرزتا ہو گا۔

انسان اپنے خیالات وجذبات کا اظہار بالعموم الفاظ کے ذریعہ کرتا ہے ——— لیکن محمد حسین شاہ کی بے وقت موت نے ہمارے دلوں میں غم واندوہ کے جو طوفان برپا کر رکھے ہیں ان کے اظہار کے لئے الفاظ ہمارا ساتھ نہیں دیتے۔ وہ اس فرض کو ادا کرنے سے قاصر ہیں، حضرت مرحوم کی ذات ایک چشمۂ فیض، ایک مشعلِ اُمید اور ایک مخزنِ حیات تھی۔ ان کی زندگی سراسر ایک مقدس داستان عشقِ وفا ایک سعیٔ پیہم اور ایک عزمِ محکم کا درجہ رکھتی ہے۔ اس چشمۂ فیض سے قوم مدتوں سیراب ہوتی رہی، اس مشعلِ اُمید نے بارہا مایوسی کی خوفناک تاریکیوں میں ہمیں منزل کا راستہ دکھایا اس مخزنِ حیات نے بہت سے مردہ دلوں کو عزم وزندگی کے ولولوں سے بھر دیا ——— آہ یہ مقدس

داستان عشقِ ووفا ہماری تاریخ کا ایک قابلِ فخر وسنہری باب ہے جو نہ صرف ہمارا بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کا سر بھی فخر سے بلند رکھے گا۔ اس سعی پیہم کے بیسیوں کارنامے مادی اور اخلاقی شکل میں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اس عزمِ محکم نے قوم کو بارہا ایسے وقتوں میں سہارا دیا جبکہ وہ مشکلات ومصائب سے پریشان ہو کر ہمت ہارنے والی تھی ——— ذرا غور کیجئے اس رجلِ عظیم کی وفات ——— ہمارا ایسی بلند وقیمتی شخصیت سے محروم ہو جانا کتنا بڑا حادثہ اور کس قدر عظیم قومی نقصان ہے۔ آنکھیں اگر اس حادثہ پر خون کے آنسو روئیں اور دل اس قومی نقصان پر دیوانہ وار بیقرار ہو۔ تو اس میں ان کا کیا قصور ہے! جیسا کہ ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ محمد حسین شاہ کی زندگی ایک مقدس داستان عشق ووفا ہے ——— یہ داستان اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ آپ سیالکوٹ کے ایک سکول میں تعلیم پا رہے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ وہاں تشریف لے گئے۔ ایک روز حضرت صاحبؑ کا وعظ ہوا یہ نوجوان جس کو قدرت نے مجدد وقت کی فوج کا ایک عظیم المرتبت وبہادر جرنیل بننے کے لئے پیدا کیا تھا مجلس وعظ میں جاتا ہے۔ خدا کے مامور کی مقناطیسی کشش اس کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے وعظ سنتے ہی اس سعید الفطرت نوجوان کے اندر خدمت وحفاظت اسلام کا زبردست ولولہ پیدا ہو جاتا ہے، وہ اپنے تعلیمی مشاغل کے ساتھ ساتھ خدمت وحفاظت اسلام کے کام کو بھی اپنا وظیفہ حیات بنا لیتا ہے ——— واقعات کی رفتار

حضرت مجدد زمان پر اس نوجوان کے اعتقاد کو [illegible] کرتی جاتی ہے۔ گویا قدرت اسے بلند پایہ ذمہ داریوں کے لئے تربیت دیتی ہے۔ سنہ ۱۸۹۹ء میں یہ مدعیٔ عقیدت سرشار حضرت مسیح موعودؑ کے دربار میں قادیان حاضر [illegible] اس کے چند سال بعد سنہ ۱۹۰۲ء اس عہد اطاعت کا اعلان کرتا ہے جس کو کہ اس مردِ مومن نے زندگی [illegible] ساعت تک نباہا۔

عمل کے میدان میں قدم رکھتے ہی اس نوجوان [illegible] جوہر ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ آزمائش ومصائب کی آگ [illegible] کو اور بھی چمکا دیتی ہے دین کے لئے شاندار قربانی [illegible] دور شروع ہوتا ہے۔ داستان وفا کے سب سے زیادہ [illegible] دلگداز اور ایمان افروز حصہ کی ابتدا ہوتی ہے [illegible] کے مامور کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم [illegible] جو عہد کیا تھا اس کا عملی ثبوت مہیا ہونے لگا۔

مامور وقت کا وصال ہو جاتا ہے۔ جماعت پر [illegible] وقت آن پڑتا ہے اس وقت مصائب کا مردانہ وار مقابلہ [illegible] اور قوم کی کشتی کو گرداب انتشار سے بچانے کے لئے [illegible] شخص آگے آتے ہیں ان میں محمد حسین شاہ بھی نمایاں [illegible] دیتا ہے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کا زمانہ [illegible] کے تعمیری کام زور شور سے ہوتے ہیں محمد حسین [illegible] مالی قربانیاں اور عملی جدوجہد یہاں بھی امتیازی [illegible] ہے ——— ساتھ ہی وہ اندرونی فتنوں کی سرکوبی [illegible] پیش پیش ہے۔

اس کے بعد سنہ ۱۹۱۴ء کا ابتلائے عظیم آتا ہے [illegible] جماعت کا حادثہ رونما ہوتا ہے تکفیر اور اجرائے نبوت [illegible] تند آندھیاں چلنے لگتی ہیں اس طوفان میں حضرت مسیح موعودؑ [illegible] تعلیمات اور اصل مشن کی جن چند فرزندانِ خدا نے کامل [illegible] وفا، ہمت وسعی اور ایثار وقربانی کے ساتھ حفاظت [illegible] ان میں اس بہادر جرنیل کا درجہ کئی لحاظ سے [illegible] لاہور میں جماعت کے قیام کے بعد حضرت ڈاکٹر سید محمد [illegible] صاحب نے جس قدر دینی خدمات اور مالی قربانیاں کی ہیں اور [illegible] تعمیری وتنظیمی کارنامے انجام دیئے وہ افراد جماعت کو [illegible]

اس کے علاوہ حضرت مرحوم نہایت بلند اخلاق و [illegible] دوست نواز۔ ہمدرد اور وضعدار بزرگ اور حاذق [illegible] اور حق یہ ہے کہ ان اوصاف میں بے مثال تھے بلحاظ [illegible] رکھتے تھے۔ تقریر نہایت مؤثر تھی۔ اپنے آدمی کی [illegible] فزائی ان پر ختم تھی۔

ایسے بہادر جرنیل کا ہم سے اٹھ جانا۔ جماعت کے [illegible] ستون کا گر جانا۔ ایسے محسن فیض رسان اور تجربہ کار بزرگ [illegible] چھن جانا ایک بہت ہی المناک قومی حادثہ ہے جس پر [illegible] خدا جانے کتنے عرصہ تک روئیں گی اور دل نہ معلوم کب [illegible] تڑپے گا۔ حضرت مرحوم نے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم [illegible] اس لئے اس حادثہ میں سب سے اول مستحق حضرت مسیح موعودؑ [illegible] جماعت اور اس جماعت کے امیر ہیں اس کے بعد حضرت [illegible] مرحوم کی بیگم صاحبہ محترمہ اور لائق ودیندار صاحبزادگان [illegible] سید الطاف حسین صاحب اور جناب ڈاکٹر سید [illegible] صاحب اور مرحوم کی صاحبزادی صاحبہ ودیگر اعزہ واقارب کے ساتھ ساری قوم کی طرف سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور [illegible] سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے [illegible]

شذرات

مسلم ہائی اسکول لاہور

یہ امر باعث اطمینان ہو کہ مسلم ہائی اسکول لاہور جو کہ ہماری مرکزی قومی درسگاہ کا درجہ رکھتا ہے روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس کی نیک شہرت میں اضافہ ہو رہا ہے مخلص و لائق اساتذہ اپنے تجربہ کار و لائق ہیڈ ماسٹر کی رہنمائی میں اس درسگاہ کو ضروریات زمانہ کے مطابق ایک اعلیٰ درجہ کا مکمل معیاری مسلم اسکول بنانے کی کامیاب جد وجہد میں مصروف ہیں۔ یکم اپریل کو آنریبل میاں عبدالحی صاحب وزیر تعلیم کی زیر صدارت جو جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا تھا وہ اسکول کی ترقیات کا ایک دل خوش کن و امید افزا مظاہرہ تھا۔ اس اجتماع کی کارروائی سے حاضرین جلسہ بالخصوص بزرگان جماعت، معززین شہر اور طلبہ کے سرپرست بے حد متاثر ہوئے اور محکمہ تعلیم کے افسران اعلیٰ کو سکول کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے کا بھی موقع مل گیا۔

آنریبل وزیر تعلیم نے مبارکباد دیتے ہوئے واضح الفاظ میں فرمایا کہ اس اسکول کے پیش نظر تعلیم کا ایک اعلیٰ معیار ہے اس اجتماع کے چند روز بعد جناب انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن نے مولانا محمد یعقوب خان صاحب ہیڈ ماسٹر کو ایک خط لکھا جس میں اپنی رائے اور تاثرات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"ڈیئر خان صاحب! میں آپ کو اس نہایت اعلیٰ جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ کی رپورٹ بہت عمدہ تھی اور جوش انگیز تھی میں نے اپنی عمر میں ایسے خطابات شاذ ہی سنے ہیں۔ آنریبل وزیر تعلیم نے جو الفاظ بھی آپ کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں آپ ان کے پورے طور پر مستحق ہیں طلبا کے اخلاق نہایت شائستہ تھے۔ ان کا انعام حاصل کرنے کا طریق عقل و دانش کے عین مطابق تھا بحیثیت مجموعی جلسہ نہایت شاندار اور کامیاب رہا۔" بہترین دعاؤں کے ساتھ آپ کا مخلص

(دستخط) ایس۔ ایم۔ شریف (ترجمہ انگریزی)

ہم اسکول کی اس کامیابی اور نیک شہرت پر مولانا یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر اور ان کے شاف کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ ان کی مخلصانہ مساعی کی بدولت اسکول مزید کامیابی اور ترقی حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ

قوم کا فرض

جیسا کہ ناظرین کو مندرجہ بالا سطور سے اندازہ ہو گیا ہوگا اسکول اور اس کے اساتذہ پہلے ہی قابل تعریف طریق پر ادا کر رہے ہیں انجمن بھی اس قومی درسگاہ پر خاطر خواہ توجہ دے رہی ہے۔ لیکن یہ اسکول اس وقت تک اپنے بلند مقاصد میں کما حقہ کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ قوم عملاً اپنے فرائض کا احساس نہ کرے جو کہ اس قومی درسگاہ کے سلسلہ میں اس پر عائد ہوتے ہیں۔ قوموں کی بقا و ترقی کے لئے صحیح تعلیم و تربیت جس قدر اہم ہے۔ اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس اسکول کے قیام کا اولین مقصد یہ ہے کہ جماعت کے بچے بہترین دنیوی تعلیم کے ساتھ ضروری دینی تعلیم حاصل کریں اور ان کی پاکیزہ اسلامی ماحول میں پرورش و تربیت ہو جو احباب جماعت اپنے بچوں کو اس قومی درسگاہ میں نہیں بھیجتے تو یقیناً وہ اپنے ایک مقدس فرض سے غافل ہیں۔ اسکول کا سٹاف اعلیٰ، محنتی اور مخلص ہے۔ اسکول کے ہیڈ ماسٹر مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایک نہایت فاضل اور تجربہ کار بزرگ اور ماہر تعلیم ہیں۔ انگریزی انشاپرداز اور اخبار نویس کی حیثیت سے بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ اسکول میں تعلیم کا معیار بلند ہے۔ تربیت تسلی بخش ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ صحیح دینی تعلیم بورڈنگ ہاؤس کا اعلیٰ اور کم خرچ انتظام ہے۔ مرکز سلسلہ کی فضا و بزرگان سلسلہ کے ارشادات سننے کے مواقع کثرت سے ملتے رہتے ہیں طلبہ کے اخلاق اور تعلیمی حالت کے ساتھ ہی ان کی جسمانی تربیت کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے مختلف کھیلوں کا بندوبست ہے سکول کا اپنا میگزین شائع ہوتا ہے جو طلبہ کے اندر علمی و ادبی مذاق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ عمدہ لائبریری اور ریڈنگ روم موجود ہے یہ چیزیں اور سہولتیں احمدی طلبہ کو اور کسی جگہ یکجا میسر نہیں آسکتیں لہذا بیرونجات کے احباب کا ضروری فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اپنی اس قومی درسگاہ میں بھیجیں۔ تمام خط و کتابت ہیڈ ماسٹر صاحب سے کی جائے۔

"بچت فنڈ"

"بچت فنڈ" کی طرف احباب جماعت کی توجہ روز بروز کم ہو رہی ہے۔ یہ بات بہت افسوسناک اور ایک زندہ و مجاہد قوم کے شایان شان نہیں ہے۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۳ مارچ میں اس غفلت کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں بجا طور پر سرزنش فرمائی۔

"آج ہی میں نے پوچھا کہ بچت فنڈ کا کیا حال ہے تو معلوم ہوا کہ وہ تو مر چکا ہے۔ انجمن کا نظام ہو دفتر ہو۔ وہاں تنخواہ لینے والے کارکن ہوں۔ لیکن ایک زندہ تحریک کو اس طرح مار دیا جائے سخت افسوس کا مقام ہے۔"

حضرت امیر کا ارشاد بالکل بجا ہے ہمارے خیال میں "بچت فنڈ" اگر مرا نہیں تو سسک ضرور رہا ہے۔ لیکن احباب جماعت اور کارکنان انجمن معمولی کوشش سے اسے از سر نو زندہ کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی ضمنی تحریکات کو چلانے اور ترقی دینے کا فرض بہت بڑی حد تک ہمارے نوجوانوں پر عائد ہوتا ہے ان کی مستعدی ایسے کاموں کو نہایت آسانی سے انجام دے سکتی ہے۔ احمدی نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ عملی اور ٹھوس کام کے بغیر لمبی چوڑی سکیمیں اور بلند پرواز یاں کوئی حقیقت اور کوئی قیمت نہیں رکھتیں۔ کیا مرکزی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے صدر اور ان کے رفقا کار اس طرف توجہ دیں گے؟ اگر وہ کمر ہمت باندھ لیں تو "بچت فنڈ" نہ صرف آئندہ کیلئے انجمن کا ایک مضبوط فنڈ بن سکتا ہو بلکہ گذشتہ غفلت کی تلافی بھی چند روز کے اندر ہو سکتی ہے۔

"بچت فنڈ" کے ذریعہ نہ صرف تبلیغ اسلام کیلئے ایک معتدبہ رقم آسانی سے فراہم ہو سکتی ہو بلکہ اس کی بدولت قوم کے تمام طبقات میں خدمت دین کا ایک زبردست احساس پیدا ہو جائیگا۔

آئندہ جنگ عظیم کی متوقع تباہکاریاں

گذشتہ جنگ عظیم اور تہذیب کی موجودہ "نظر بولی" یعنی چھوٹی چھوٹی جنگوں کے نقصانات کے متعلق اعداد و شمار بارہا ان صفحات میں پیش ہو چکے ہیں۔ آجکل یورپ و امریکہ کی مہذب حکومتیں ایک بہت بڑی جنگ کی تیاریوں میں مصروف دکھائی دیتی ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ جنگ عنقریب برپا ہو کر رہے گی۔ ہٹلر کی ۲۸ اپریل والی تقریر اور حکومت برطانیہ کے جبری بھرتی کے اعلان نے مستقبل قریب میں جنگ کے امکانات کو اور قوی کر دیا ہے۔ اس جنگ کی تباہکاریوں کے تخمینے بھی لگنے شروع ہو گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک تازہ خبر ملاحظہ فرمائیں۔

"لندن ۲۰ اپریل۔ مسٹر ایلیٹ نے کل دار العوام میں نرسنگ کے متعلق بحث میں حصہ لیتے ہوئے نرسوں کی بھرتی پر زور دیا۔ آپ نے [illegible] جنگ کے پہلے چوبیس گھنٹوں میں دو لاکھ بستر درکار ہوں گے۔ یہ بستر ان ہسپتالوں کے لئے درکار ہوں گے جن کے لئے نرسوں کا بندوبست کر لیا گیا ہے۔ ایک لاکھ بستر احتیاط کے طور پر موجودہ ہسپتالوں میں زائد رکھے جائیں گے جن کیلئے سٹاف ابھی مہیا نہیں کیا گیا صرف اس پروگرام کو جامہ عمل پہنانے کے لئے بیس ہزار نرسیں درکار ہیں۔"

جنگ کے پہلے چوبیس گھنٹوں کے اندر برطانیہ کے چھوٹے سے ملک پر جو تباہی آئے گی۔ اس کے متعلق یہ اندازہ ہے۔ اسی سے آپ آنیوالی جنگ کی ہولناکیوں کا تصور فرما لیں۔ گذشتہ جنگ عظیم اور آنیوالی جنگ دونوں تہذیب مغرب کا ثمرہ ہیں جب تہذیب کے نتائج و اثرات اولاد آدم کیلئے اس قدر مہیب ہوں۔ کیا وہ مبارک اور باقی رکھنے کے قابل ہو سکتی ہے؟ یہ سوال تہذیب کے تمام علمبرداروں اور نقالوں اور اس تہذیب کو جنم دینے والی تمام یورپین عیسائی اقوام سے ہے۔

جناب خلیفہ قادیان کی نئی مہم

جناب خلیفہ قادیان کا دماغ نئی نئی تجاویز سوچنے اور اسکیمیں تیار کرنے کیلئے بہت موزوں واقع ہوا ہے۔ یہ تجاویز اور سکیمیں نتائج کے لحاظ سے مفید ثابت ہوں یا نہوں لیکن انکا یہ فائدہ خلیفہ صاحب کو ضرور ہوتا ہے کہ مریدوں کے خیالات اور قوائے عمل ایسے انداز میں مصروف رہتے ہیں کہ ان بیچاروں کو نظام جماعت کے متعلق کچھ سوچنے اور اس پر تنقیدی نظر ڈالنے کی مہلت ہی نہیں ملتی۔ قادیانی جماعت کی تنظیمی قوت کچھ اسی قسم کی آمرانہ حکمت عملیوں کی وجہ سے ہی قائم دکھائی دے رہی ہے۔

حال ہی میں جناب خلیفہ صاحب نے ایک تعلیمی مہم کا آغاز فرمایا ہے جس کا مقصد موصوف کے الفاظ میں یہ ہے کہ قادیان میں کوئی مرد یا عورت ان پڑھ نہ رہے۔ قادیانی نوجوانوں کی نئی انجمن "خدام الاحمدیہ" کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ ایک خاص پروگرام کے ماتحت چند ماہ کے عرصہ میں قادیان کے تمام ان پڑھوں کو تعلیمیافتہ بنا دیں۔ [illegible] کے بعد قریبی دیہات کے حال پر توجہ فرمائی جائے گی۔ ترویج تعلیم ایک مفید و قابل قدر خدمت خلق ہے۔ جو کوئی بھی اس خدمت کو صحیح مقاصد کے ساتھ صحیح طریق پر انجام دے وہ مستحق تحسین و حوصلہ افزائی ہے لیکن یاد رہے غلط طریق پر اور غلط مقاصد کے ماتحت جو تعلیم دی جاتی ہے وہ فائدہ کی بجائے نقصان کا موجب ہوتی ہے۔ ایسی تعلیم سے جہالت بہتر ہے۔ صحیح تعلیم کا

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات

ہمارے لئے بہت بڑا صدمہ اور زبردست قومی نقصان ہے

دین کیلئے مرحوم کا بینظیر اخلاص اور قربانیاں۔ موجودہ وقت میں ہمارے فرائض

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۳۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اولئک ھم المھتدون (البقرۃ ۲: ۱۵۳-۱۵۷)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے اور جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر تم محسوس نہیں کرتے اور ضرور ہم کسی قدر ڈر اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کریں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو۔ وہ جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور رحمت ہے اور یہی وہ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

خدا کے راستہ میں کام کرنے والوں کے لئے وعدہ الٰہی

جو خدا کے رستہ میں مارے جاتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے کہ ایسا آدمی مرتا نہیں بلکہ زندہ ہی ہوتا ہے۔ خدا کے راستہ میں کام کرنے والا خواہ وہ دشمن کے ہاتھ سے مارا جائے یا اس پر طبعی موت آجائے وہ فی الحقیقت خدا کے رستہ میں ہی مرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی وعدوں کا محل ہوتا ہے جن وعدوں کا محل جنگ کرتے ہوئے شہید ہونے والے لوگ۔ آج اس زمانہ میں ——— اور غور کیا جائے تو ہر زمانہ ہی میں یہ حالت نظر آتی ہے کہ خدا کیلئے اور خدا کے دین کیلئے دشمن سے جنگ کرنا ہمیشہ میسر نہیں آتا۔ لیکن خدا اور اس کے دین کیلئے اپنی جان کو لگا دینا یہ ہر وقت اور ہر ملک میں انسان کو میسر آسکتا ہے

صدمۂ عظیم ——— حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کی وفات

آج ہمارے دلوں پر ایک ایسا غم کا بوجھ ہے کہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا اور رنج و غم کی وجہ سے میں تو اپنے اندر خطبہ کی طاقت بھی نہیں پاتا ——— لیکن خدا کا فرض ہے اسے ہر حالت میں ادا کرنا ہے ——— ہمارے محترم دوست ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب پرسوں شام ہم سے جدا ہو گئے۔ یا پرسوں صبح ہی کہئے کیونکہ دراصل وہ پرسوں صبح ہی دوسرے عالم میں منتقل ہو چکے تھے[1]

حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب سے ہمارا تعلق اور اس کا مقصد

ان کا ہمارے ساتھ تعلق محض ایک بات کیلئے ہوا۔ اور اسی بات کے لئے آخر تک رہا اور وہ بات تھی خدا کے دین کی خدمت اور اس کے قرآن اور رسولؐ کی محبت اور عشق۔ اتنا بڑا زمانہ گزر گیا اس تعلق کے اور پر کہ میں صحیح طور پر نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسا سنہ تھا جبکہ ان کی قادیان میں آمد و رفت شروع ہوئی اور انہوں نے کب سلسلہ میں شمولیت کی۔ پہلے[2] ان کی آمد و رفت قادیان میں معمولی طور پر شروع ہوئی۔ لیکن ۱۹۰۵ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب ہے اور آپ نے اس انجمن کی بنیاد رکھی اور اس انجمن میں کام کرنے والوں کو چنا تو لاہور سے ان چار اصحاب کا انتخاب ہوا یعنی (۱) شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم (۲) خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم (۳) مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم (۴) چوتھے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم۔ ویسے تو اور آدمی بھی تھے اس انجمن کے کل ممبروں کی تعداد ۱۴ تھی۔

خدمت دین کا بےنظیر عشق

لیکن ان چاروں میں خدا کے دین کی خدمت کا بے نظیر عشق تھا۔ ۱۹۰۲ء کی ابتدا سے ان کی آمد و رفت قادیان میں اس کثرت سے ہوئی تھی کہ انجمن کے قریباً ہر اجلاس میں پہنچتے تھے۔ اسی زمانہ سے میرا ان چاروں کے ساتھ وہ تعلق محبت پیدا ہوا کہ جسے آخر تک کوئی چیز توڑ نہ سکی۔

اسلام کے چار وفادار خادم

اس کے بعد بھی بہت سے تعلقات محبت پیدا ہوئے اور اب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ایسے دوست موجود ہیں جو مجھ جیسے ناکارہ اور بے حقیقت انسان پر اپنی جان تک فدا کرنے کو تیار رہیں۔ حالانکہ وہ اپنے اغراض، تقویٰ اور خدمات دین کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ میں ان پر اپنی جان قربان کر دوں۔ مگر ہم پانچوں نے بہت سے کام اکٹھے مل کر کئے اور ایک دوسرے کے حالات سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔ ان میں سے چار تو اپنی وفاداری کا ثبوت دے چکے ہیں اور خدا کو اس حالت میں جا ملے ہیں کہ وہ اس کے دین کی خدمت کرنے والے تھے ——— اپنی جانوں سے بھی اور اپنے مالوں سے بھی۔ پانچواں حالت انتظار میں ہے اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کا انجام کیسا ہوگا۔ انسان نہایت کمزور اور بے بس ہستی ہے اسے کسی چیز پر اختیار نہیں۔ خدا کے دین کی خدمت اور اس کے لئے قربانی کی توفیق اور اچھا انجام بھی اس کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم پر بڑی بڑی مشکلات کے وقت آئے ان میں سے سب سے بڑا مشکل کا وقت ۱۹۱۴ء کا اختلاف تھا جس کی وجہ سے جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس وقت بھی ہم پانچوں نے مل کر سوچا اور اسی نتیجہ پر پہنچے کہ ہم نے اپنی زندگیوں کو خدا کے دین کی خدمت کے لئے وقف کیا ہے۔ اگر قادیان میں وہ حالت میسر نہیں آسکتی جس میں کہ دین کی خدمت کا کام ہو سکے تو دنیا کے جس کونے میں یہ حالت میسر آسکتی ہے وہیں چلے جانا چاہیئے ——— کام بہرحال یہی کرنا ہے۔ ان چاروں نے اپنے اس عہد کو بڑی وفاداری اور بڑے ہی اعلیٰ طریق پر نبھایا۔ اور میرے لئے یہ بڑی قوت کا موجب تھے۔

حضرت شاہ صاحب کا اخلاص اور عدیم النظیر مالی قربانیاں

اب ان میں سے صرف شاہ صاحب ہی باقی تھے۔ ان کے اندر بے حد اخلاص تھا اور اس زمانہ میں تو انہوں نے خدا اور اس کے دین کے لئے اخلاص میں جس قدر ترقی کی ہے اس سے آپ میں سے بہت سے لوگ اس قدر واقف نہیں ہیں جتنا کہ میں واقف ہوں ——— یہ ہماری جوبلی فنڈ کی تحریک کو کامیاب بنانے کا سہرا سید محمد حسین شاہ کے ہی سر ہے۔ انہوں نے ۵۰ ہزار کی چھلانگ لگا کر اس فنڈ کو ایک پست مقام سے ایک دم بلند مقام پر پہنچا دیا۔ جو شخص وقت واحد میں خدا کے دین کیلئے اتنی بڑی قربانی کر سکتا ہے آپ ذرا اس کے اخلاص کا اندازہ لگائیں ۵۰ ہزار روپیہ کوئی چھوٹی سی چیز نہیں ہے ——— اس کے باوجود وہ خدا کے رستہ میں کام کرتا ہوا کبھی تھکتا نہیں۔

ہالینڈ مشن کیلئے مرحوم کی خاموش قربانی

یہ چھلانگ لگانے کے بعد ہی انہوں نے دین کے لئے ایک بہت بڑی قربانی کی جس کو سنکر آپ تعجب کریں گے۔ ہالینڈ مشن قائم ہونے کا واقعہ آپ کے سامنے آچکا ہے اس کے لئے جو دو سو روپے ماہوار امداد ملی وہ سید محمد حسین شاہ صاحب کی ہی تھی۔ امداد کا اعلان تو میں کرچکا ہوں لیکن نام ظاہر کرنے کی شاہ صاحب مرحوم نے اجازت نہیں دی تھی اس لئے میں خاموش رہا۔ آج ان کی وفات کے بعد اس کا ذکر کرتا ہوں۔ جب مرزا ولی احمد بیگ ہالینڈ جا پہنچے اور وہاں مشن قائم کر دیا تو انہوں نے مجھے خط لکھا کہ میں نے ہالینڈ میں ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ میرا پکا ارادہ ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کا کام کرنے کا ہے۔ اب یہ خدا کے اختیار میں ہے کہ وہ مجھے زندہ رکھے یا مردوں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے لکھا کہ اگر دو سال کیلئے ۲۴۰۰ روپیہ ماہوار کا انتظام آپ کی طرف سے ہو جائے تو یہ کام چل نکلیگا۔ خدا شاہد ہے کہ اس وقت مرزا ولی احمد بیگ کو یہ امداد دینے کی مجھے بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ویسے تو میرا ہمیشہ ہی ایمان رہا ہے اور مشاہدہ اور تجربہ بھی یہی ہے کہ دین کے کاموں کے لئے خدا خود نصرت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن سچی بات ہے کہ اس وقت ظاہر رنگ میں کوئی سامان نظر نہ آتا تھا۔ طبیعت یہ بھی گوارا نہ کرتی تھی کہ ایک ایسے کام کرنے والے آدمی کو مشکلات میں چھوڑ دیا جائے اور اس کی امداد نہ کی جائے جس نے محض دین کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو اتنی دور ایک غیر ملک میں جا ڈالا ہے اور مرد ایسے حالات پر بھی [illegible] مشکل ہو رہے تھے۔ پھر قوم ابھی جوبلی کے موقعہ پر بہت بڑی قربانی کر چکی تھی۔ کوئی نئی تحریک کرنے کی بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اسی

---

[1] حضرت شاہ صاحب مرحوم پر ۲۶ اپریل ۱۹۳۹ء کو علی الصبح فالج کا شدید حملہ ہوا۔ اس کے بعد آپ بالکل بیہوش ہو گئے۔ آخری دم تک یہی کیفیت رہی۔ ڈاکٹر صاحبان نے کہدیا کہ امید زیست بالکل نہیں۔ صرف سانس آ رہی تھی۔ دس بجے شب کے قریب یہ بھی ختم ہو گئی۔ اناللہ۔

[2] ۱۸۹۳ء میں شاہ صاحب مرحوم نے پہلا مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کی سیالکوٹ میں زیارت کی۔ ۱۸۹۹ء میں قادیان میں آمد و رفت شروع ہوئی اور ۱۹۰۲ء میں آپ نے شرف بیعت حاصل کیا (پیغام صلح)

کشمکش میں ایک دو دن گزر گئے اور میں سوچ ہی رہا تھا کہ کن کن دوستوں کو لکھوں کہ وہ اس بار کو اٹھائیں۔ دس دوست اگر بیس بیس روپے ماہوار کا بوجھ اٹھالیں یا بیس دوست دس دس روپے کا تو کام ہو سکتا ہے۔ تیسرے دن نماز مغرب کے بعد جبکہ مسجد میں شاہ صاحب اور بعض دوسرے دوست بھی تھے۔ ایسا ہی ذکر تھا یہی باتیں کرتے ہوئے ہم مسجد سے نکل پڑے۔ باقی تمام دوست تو اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ صرف شاہ صاحب اور میں رہ گئے کیونکہ ہمارے گھروں کا کچھ راستہ مشترک تھا۔ شاہ صاحب، مجھے تاریکی میں لیکر ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ "میں نے فیصلہ کر لیا ہے"! میں نہ سمجھا کہ کس بات کا انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے اس کے بعد وہ فرمانے لگے کہ "خدا نے مجھے جو اس قدر دیا ہے یہ اسی لئے ہے کہ میں اس کے راستہ میں خرچ کروں۔ یہ لنڈن مشن کا دو سو روپیہ ماہوار میرے نام لکھ لیں۔ یہ رقم میں اداکیا کروں گا لیکن میرا نام ظاہر نہ کریں"۔ انسان دنیا میں سب کچھ ——— بڑی سے بڑی قربانی کر لیتا ہے۔ پھر بھی اس کے دل میں خیال ہوتا ہے کہ لوگ اسے عزت کی نظر سے دیکھیں۔ لیکن یہ شخص اتنی بڑی قربانی کرتا ہے اور اس پر تاکید ہے کہ میرا نام ظاہر نہ ہو۔

دینی کاموں میں مرحوم کی بیش بہا امدادیں

ان قربانیوں کے علاوہ وہ ہر وقت دینی کاموں میں امداد کے لئے تیار رہتے اور امداد کرتے۔ اگلے دن قرآن کریم کے جرمن ترجمہ کی طباعت کے اخراجات میں کچھ کمی پیش آگئی۔ کتاب کا حجم اندازہ سے بڑھ گیا۔ شاہ صاحب کو علوم ہوا تو انہوں نے ڈھائی ہزار روپیہ دیا اور کہا کہ میں نے یہ روپیہ حج کے لئے رکھا ہوا تھا۔ جب حج کو جاؤں گا واپس لے لونگا۔ فی الحال انجمن اس سے کام چلائے۔ مالی ان کا پختہ ارادہ حج کو جانے کا تھا۔ چنانچہ ہم نے یہ ڈھائی ہزار روپیہ لیکر برلن بھیج دیا۔ ذرا غور کیجئے اتنا بڑا دل آجکل کہیں اور نظر آتا ہے؟ مسلمان قوم کی جو حالت ہے وہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہی ہے

ہر حالت میں اللہ کی رضا پر شاکر رہنا چاہئے

اللہ تعالے نے ہمیں اتنا بڑا معاون دیکر واپس بلا لیا اور ہم میں نہ رہنے دیا۔ بہرحال اس کی رضا پر شاکر رہنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مبارک احمد کی وفات پر کیا خوب فرمایا تھا کہ ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دینے والا بھی وہی اور لینے والا بھی وہی اس میں کسی کا کیا دخل اور کیا اختیار ہے۔

انسان کا بھروسہ ہمیشہ اللہ کی ذات پر ہو

بیماری کے حملے کے بعد جس وقت میں نے شاہ صاحب کی حالت جا کر دیکھی میری تو کمر ٹوٹ گئی۔ میں روتا تھا اور سوچتا تھا کہ اب یہ سامان کہاں سے ملیگا۔ ایسا معاون کس طرح ہاتھ آئیگا آخر یہی بات سمجھ میں آئی کہ خدا ہی سب کچھ دیتا ہے اور بے اختیار وہ فقرہ یاد آیا جو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فرمایا تھا۔ اما لعد من کان منکم یعبد محمدا صلعم فان محمد اقد مات ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت یعنی "جو شخص تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد صلعم وفات پا گئے اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا زندہ ہے" بے شک وہی ذات پاک ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہے اور انسان کا بھروسہ صرف اسی پر ہونا چاہئے وہ چاہے تو ایک طرف سے سامان کر دے اور چاہے تو دوسری طرف سے۔

جماعت کی توسیع و استحکام کیلئے مرحوم کا جذبہ اور عملی کوشش

شاہ صاحب مرحوم دین کی خدمت اور جماعت کے استحکام کے لئے عملی رنگ میں کوشش کرتے اور جہاں تک موقع ملتا اپنے عزیزوں کو جماعت میں شامل کرتے۔ اپنے بعض عزیزوں کو تو انہوں نے پکڑ کر بیعت کرائی۔ اس سلسلہ میں ان کا آخری کام اور آخری خدمت یہ تھی کہ جب ان کے عزیز ... حسین صاحب کے فرزند ... حسین صاحب بمبئی جانے لگے تو وفات سے ایک روز پہلے شاہ صاحب نے رقعہ بھیجا کہ میرا یہ عزیز بمبئی جا رہا ہے اس کی بیعت لے لیں ——— بڑے ہی مضبوط ارادے کا انسان تھا۔ شام کے چھ بجے کے قریب وقت تھا کہ رقعہ میرے پاس پہنچا اور میں بیعت لینے کے بعد اٹھ کر شاہ صاحب ہی کے ہاں چلا گیا۔ اس وقت وہ بالکل صحیح سالم تھے۔ بخار ضرور تھا۔ لیکن یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتی تھی کہ وہ ہم سے اس قدر جلد جدا ہو جائیں گے۔

مرحوم نے اللہ کے راستے میں بیشمار مال دیا

بہرحال بلا شبہ یہ سچ ہے کہ ایسے قیمتی و مخلص انسان بہت کم پیدا ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں تو مسلمانوں کے اندر شاید ان کی بہت ہی زیادہ کمی ہے۔ خدا نے انہیں اپنے افضال سے دیا بھی اس قدر جس کی کوئی حد نہیں اور اپنی راہ میں دینے کی توفیق بھی اس قدر دی جس کی کوئی حد نہیں۔ مال تو خدا دنیا ہی ہے لیکن اس کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بہت کم لوگوں کو ملتی ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ انسان کے کام وہی مال آتا ہے جو کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھوں آگے بھیج دیتا ہے۔

اس صدمہ میں ہمیں کیا کرنا چاہئے ہے ——— صبر اور دعا

شاہ صاحب کی جدائی سے میں اپنے اندر بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ آپ لوگ بھی کمزوری محسوس کر رہے ہوں گے بے شک ان کی وفات ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے لیکن ہمیں اس موقعہ پر وہ کرنا چاہئے جس کی کہ قرآن کریم میں تلقین ہے۔ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ یعنی صبر اور نماز کے ساتھ خدا سے مدد مانگو ——— صبر خدا کے رستہ میں ثابت قدم رہنا اور مشکلات کو برداشت کرنا صلوٰۃ ——— نماز اور دعا۔ خدا کے حضور گرنا اور رونا یہی وہ بات ہے جس کی کہ مشکلات و مصائب میں اسلام نے تلقین کی ہے۔ آپ میں سے بہت سے ہیں جو دین کی نصرت کیلئے دعائیں مانگتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان دعاؤں کی وجہ سے ہی ہم مشکلات پر غالب آتے رہتے ہیں۔

مرحوم فی الحقیقت جماعت کے ایک زبردست ستون تھے

ہمارے اخبار نے شاہ صاحب مرحوم کی وفات کی خبر شائع کرتے ہوئے بالکل صحیح لکھا ہے کہ "حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا ایک ستون گر گیا"! ویسے بھی لوگ یہی کہتے تھے اور بات بھی سچی ہے شاہ صاحب فی الحقیقت جماعت کے ایک بہت بڑے ستون تھے

شاہ صاحب مرحوم کے دیندار و سعید صاحبزادے

لیکن خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے . . . .

. . . . اگر وہ چاہے تو مرحوم کے ان دو بچوں (حضرت شاہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے سید الطاف حسین صاحب اور سید بشیر حسین صاحب۔ پیغام صلح) ہی کو ایک ستون کی بجائے دو ستون بنادے۔ میرے ساتھ تو ان بچوں کے بڑے تعلقات ہیں اور مولوی صاحب (حضرت مولانا صدر الدین صاحب) کے ساتھ بھی ان کے بڑے تعلقات ہیں۔ شاید مجھ سے بھی زیادہ یا میرے جتنے ہی۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالے نے انہیں کیسے سعید اور پاکیزہ دل عطا کئے ہیں۔ یہاں ان کا ایک بچہ ڈاکٹر سید بشیر حسین میرے سامنے بیٹھا ہے ان سے میری زیادہ خط و کتابت رہتی ہے ان کے دل میں خدمت دین کا ایسا اعلیٰ درجہ کا ولولہ ہے جو بہت کم نوجوانوں میں پایا جاتا ہے۔ شاہ صاحب کے بڑے لڑکے سید الطاف حسین بھی یہاں موجود ہیں۔ ان کے ساتھ مجھے کم خط و کتابت کا اتفاق ہوا ہے۔ مگر میں نے انہیں بھی ایسا ہی پایا ہے۔

ڈاکٹر سید بشیر حسین کا جذبہ دینی

ڈاکٹر سید بشیر حسین کی تو یہ کیفیت ہے کہ جب کبھی میں نے انہیں کسی قومی تحریک کے سلسلہ میں لکھا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ آپ اس طرح تحریک کیوں کرتے ہیں۔ آپ حکم کریں میں آپ کے ہر ایک حکم کی تعمیل کیلئے حاضر ہوں اور خدا شاہد ہے کہ جس طرح میں نے انہیں کہا ہمیشہ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ میں نے آمدنی کے دسویں حصہ کیلئے لکھا ——— جو لوگ اعلیٰ عہدوں پر ملازم ہوتے ہیں ہمیں ان کی تنخواہیں تو بڑی بڑی ضرور نظر آتی ہیں لیکن ان بیچاروں کو بچتا بچاتا کچھ نہیں کیونکہ ان کو اخراجات بھی اپنی حیثیت کے مطابق کرنے پڑتے ہیں ——— میرے لکھنے پر اس نیکدل نوجوان نے فوراً جواب دیا کہ میری اتنی تنخواہ ہے آپ فوراً رقم مقرر کر کے مجھے اطلاع دیں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ میرا خط پہنچتے ہی انہوں نے بارہ مہینوں کے بارہ چیک کاٹ کر بھیج دیئے۔ ہر ایک چیک پر مہینے کی پہلی تاریخ درج تھی تاکہ دفتر مہینہ شروع ہوتے ہی فوراً ان کا چندہ وصول کر لیا کرے ——— پھر میں نے جوبلی کے موقعہ پر لکھا۔ تب بھی انہوں نے یہی جواب دیا کہ آپ حکم کریں میں تعمیل کیلئے حاضر ہوں۔ آپ میرے حصہ کی رقم معین کر دیں۔

تمام دوست مرحوم کے صاحبزادوں کیلئے دعا کریں

میرے تو دل سے اس نوجوان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں اور آپ میں سے ہر ایک کے دل سے بھی شاہ صاحب مرحوم کے بچوں کے لئے دعائیں نکلنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خدمت دین کی بہت بہت توفیق دے اور ان کو شاہ صاحب کا قائمقام بنائے اور ہم شاہ صاحب اور اپنے ہر ایک مرحوم دوست کے لئے یہی کر سکتے ہیں کہ ایک تو دعائے مغفرت کریں ——— شاہ صاحب مغفرت حاصل کرنے کے لئے تو اپنی زندگی ہی میں سامان کر چکے ہیں اور در اصل ہر شخص اپنی مغفرت کا سامان اپنی زندگی ہی میں کرتا ہے اور دوسری بات جو ہم ان کے لئے کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ان کے بچوں کے لئے دعائیں کریں

شاہ صاحب مرحوم نے اپنے اعمال سے مغفرت حاصل کر لی

شاہ صاحب نے تو فی الحقیقت مغفرت حاصل کر لی اپنی زندگی کے آخری ایام تو انہوں نے اس طرح گذارے کہ گویا وہ دوسرے جہان میں جانے کے لئے بالکل تیار بیٹھے ہیں اس زمانہ میں ان کے اخلاص اور شرح صدر نے بے حد ترقی کی۔ عین اس وقت جبکہ ان پر بیماری (فالج) کا حملہ ہوا مجھے بار بار ایسی آواز سنائی دی کہ گویا کوئی کہہ رہا ہے کہ

کندھوں پہ اٹھا کر لے چلو اللہ کی طرف

کندھوں پہ اٹھا کر لے چلو اللہ کی طرف

حالانکہ مجھے ان کی بیماری کا خیال تک بھی نہ تھا اور مجھے بیماری کے حملے کے قریباً دو گھنٹے بعد اس کی اطلاع ہوئی۔ سو میں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لیا۔

میری دلی آرزو

اس صدمہ میں میرے ساتھ کوئی ہمدردی ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ وہ اس ستون کی بجائے جماعت میں بہت سے ستون پیدا کرے موت کا کوئی وقت

محمودی خلافت کے دس ثمرات تلخ

ملت محمودیہ کے ایک مشہور اعتراض کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

ملت محمودیہ کا ایک امتیاز خصوصی

لیجئے باسی کڑھی میں پھر ابال آیا یعنی پھر کسی نے پوچھا ہے کہ آپ نے مولوی نور الدین صاحب مرحوم کی کیوں بیعت کی تھی اور ان کو خلیفہ کیوں مانا تھا۔ یہ بہت پرانا سوال ہے جو ہم سے آج سے پچیس سال قبل بھی پوچھا گیا تھا اور جس کا جواب ہم نے انہی دنوں میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ دیدیا تھا لیکن چونکہ یہ ملت محمودیہ کا امتیاز خصوصی ہے کہ وہ چند یاد کرائی ہوئی باتوں کو طوطے کی طرح رٹتے رہتے ہیں خواہ ان کا معقول و مسکت جواب پچاس دفعہ دیا جا چکا ہو۔ اس لئے پھر کسی محمودی صاحب نے اسی اعتراض کو رٹ دیا۔

ہمارا فعل کوئی شرعی حجت نہیں ہے

میں تو کہتا ہوں کہ اس سوال کے پوچھنے کی ضرورت کیا ہے ہمارا فعل کوئی شرعی حجت نہیں۔ ہم کوئی خدا کے رسول نہیں ہیں کہ ہمارے نمونہ کی تقلید کرنی ضروری ہو۔ ممکن ہے ہم ایک فعل درست کریں اور ممکن ہے اس میں غلطی کر جائیں اس کو حجت پکڑنا کسی مذہبی محقق کا کام نہیں ہو سکتا۔ پس جو یہ پوچھتا ہے کہ تم نے مولوی نور الدین صاحب کی بیعت کیوں کی تھی اس کا مقصد تحقیق حق نہیں ہو سکتا۔ وہ محض الزامی رنگ میں ایک اعتراض کر کے اپنے کسی غلط فعل کی پردہ پوشی کرنا چاہتا ہے۔ اگر ایک آزاد آدمی اس کا یہ جواب دیدے کہ ہم نے غلطی کی تھی اور چھ برس کے تجربہ نے اس غلطی کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔ اب ہم پھر اسی غلطی کو دہرانا نہیں چاہتے تو فرمائیے کہ پھر اس کا کیا جواب ہوگا۔ سوائے اس کے کہ تم گالیاں دو اور کوسنے لگ جاؤ لیکن میں یہ جواب دینا نہیں چاہتا۔

حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ سے بیعت کی نوعیت اور اسکی وجوہ مگر تین باتیں کہہ دینا چاہتا ہوں وہ سن لو:-

(۱) **اوّل** یہ کہ ہم نے مولانا نور الدین مرحوم کی بیعت خدا کے کسی حکم کے ماتحت نہیں کی۔ کیونکہ حضرت مولوی نور الدین صاحب آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ نہ تھے۔ آیت استخلاف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ آپ کی وحی میں خدا نے خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس لئے آپ کے بعد خلفائے محمدیہ کا سلسلہ چلا اور انہی میں سے ایک حضرت مسیح موعودؑ تھے جنہیں ماننے کی خدا نے ہمیں توفیق بخشی۔ مگر حضرت مسیح موعود پر آیت استخلاف نازل نہیں ہوئی۔ آپ کی وحی میں آپ کو خلافت کا کوئی وعدہ نہیں دیا گیا جماعت کے لئے آپ پر فقط یہ وحی نازل ہوئی تھی کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کہ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غالب کرتا رہوں گا۔ اسی کے ماتحت آپ نے وصیت لکھی اور اس میں اپنا جانشین انجمن کو بنایا اور خلافت کا ذکر تک نہیں کیا اور کہا تو یہ کہا کہ سب مل کر کام کرو۔ پس جس بزرگ پر آیت استخلاف نازل ہی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد کسی شخص کو آیت استخلاف کے ماتحت کیسے خلیفہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

(۲) **دوم** یہ کہ ہم نے مولانا نور الدین مرحوم کی بیعت محمد رسول اللہ صلعم کے حکم کے ماتحت بھی نہیں کی۔ کیونکہ مولانا موصوف مجدد نہ تھے

(۳) **سوم** یہ کہ ہم نے مولانا نور الدین مرحوم کی بیعت حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کے ماتحت بھی نہیں کی۔ کیونکہ الوصیت میں ایسا کوئی حکم نہ تھا۔ ہاں فقط اتنا حکم تھا کہ جماعت کے بزرگ لوگ جن پر چالیس آدمی اتفاق کریں۔ غیر احمدیوں کو احمدی جماعت میں داخل کرنے کے لئے میرے نام سے بیعت لیں۔ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے مرید بنائیں نہ کہ اپنے۔ پس احمدیوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کسی اور شخص کی بیعت کرنے کا حکم نہ تھا۔

ہماری بیعت بیعت اطاعت تھی

پس حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کی بیعت کیلئے جب نہ خدا کا حکم تھا نہ رسولؐ کا حکم تھا۔ نہ امام وقت حضرت مسیح موعودؑ کا حکم تھا۔ تو پھر ظاہر ہے کہ یہ ہمارا اپنا فعل تھا۔ جو درست بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس کو شرعی حجت بنا لینا سخت غلطی ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت مولانا نور الدین مرحوم انجمن کے (جو حضرت مسیح موعود کی جانشین تھی) پریذیڈنٹ تھے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد لازمی بات تھی کہ وہی قوم کے امیر قرار دیئے جاتے۔ جیسے کہ آج بھی ہماری انجمن لاہور میں جو انجمن کا پریذیڈنٹ ہوتا ہے وہی قوم کا امیر ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف کو بھی امیر قرار دیا۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لینے میں کوئی ہرج نہ تھا بعض پیر پرستوں نے اپنی عادت کے مطابق انہیں پیر سمجھ کر بیعت کی ہو تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔ ہم اپنی جانتے ہیں کہ ہم نے انہیں امیر سمجھ کر ہی بیعت کی تھی۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اس وقت بھی اعتراض اٹھایا تھا

مولوی محمد علی صاحب نے اس وقت بھی اعتراض کیا تھا کہ احمدیوں کو مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے تو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے کہا کہ چلو امیر کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کر لینے میں کیا ہرج ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی اچانک وفات سے بعض لوگوں کے قلوب میں جو انتشار اور بددلی اور وساوس پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے ایک رنگ میں تجدید بیعت ہو جائے گی۔

لغوی معنوں میں خلیفہ

مولوی نور الدین صاحب کو خلیفہ اگر کسی نے کہا یا لکھا تو لغوی معنوں میں تھا جس کے معنی ہیں پیچھے آنے والا۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ حضرت عمرؓ کو خلیفۂ خلیفہ رسول اللہ کہا کرتے تھے۔ یعنی رسول اللہ کے خلیفہ ابوبکرؓ کا خلیفہ۔ جس کے صاف معنی ہیں کہ ابوبکر کے بعد میں آنے والا۔ اسی رنگ میں مولانا نور الدین صاحب مرحوم کو خلیفہ کہا گیا۔ آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ کیسے مانا جا سکتا تھا جبکہ حضرت مسیح موعود پر کوئی آیت استخلاف نازل نہیں ہوئی۔

حضرت مولانا کی پوزیشن عملاً امیر کی تھی

یہ سچ ہے کہ خلافت محمودیہ کے خواب دیکھنے والوں نے کئی دفعہ فتنہ انگیزیاں کیں لیکن عملی طور پر مولانا نور الدین مرحوم کی پوزیشن ... ایک امیر کی پوزیشن سے کبھی بلند نہیں ہوئی اس کے دو واضح ثبوت ہیں:-

حضرت مولانا نے کبھی انجمن کے فیصلہ کو اپنے حکم سے نہیں توڑا

(۱) اول یہ کہ مولوی نور الدین صاحب کا طرز عمل۔ انہوں نے کبھی انجمن کے فیصلہ کو اپنے حکم سے نہیں توڑا۔ انجمن کے قواعد میں ایک قاعدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود کو اختیار حاصل ہے کہ وہ انجمن کے فیصلہ کو رد کر دیں۔ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد مولانا نور الدین صاحب کی زندگی میں یہ قاعدہ اسی شکل میں رہا۔ وہاں سے مسیح موعود کا نام کاٹ کر مولوی نور الدین صاحب نے اپنا نام نہیں لکھوایا۔ لیکن مولانا نور الدین صاحب کی وفات پر میاں محمود احمد صاحب نے سب سے پہلا کام یہی کیا کہ قوم کو جمع کر کے اس قاعدہ کو بدلا۔ وہاں سے مسیح موعود کا نام کاٹ کر اپنا نام درج کروایا۔ یعنی انجمن پر اپنی حکومت کو قائم کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ موجودہ استبدادی خلافت کی بنیاد ڈالنے والی اور مساوات و جمہوریت کو مٹانے والی جناب میاں محمود احمد صاحب ہی کی ذات والا صفات ہے جنہوں نے امیر کی حیثیت کو بدل کر ایک مطلق العنان خلیفہ کی گدی قائم کر دی۔

حضرت مولانا کو میاں صاحب کا تاریخی سرٹیفکیٹ

دوسرا ثبوت۔ دوسرا ثبوت وہ سرٹیفکیٹ ہے جو جناب میاں محمود احمد صاحب نے مولوی نور الدین صاحب کی خلافت کو ان کی زندگی میں ہی عطا فرمایا تھا۔ وہ اس طرح کہ جب مولانا نور الدین صاحب نے لوگوں کے سامنے برملا فرما دیا کہ میاں صاحب (یعنی میاں محمود احمد صاحب) نے بھی اس مسئلہ کو نہیں سمجھا تو جناب میاں محمود احمد صاحب ایسے برافروختہ ہوئے کہ ۲۵ فروری ۱۹۱۴ء کے الفضل میں ایک مضمون لکھ مارا جس میں صاف لفظوں میں اعلان کیا کہ خلیفہ سے اختلاف ہو سکتا ہے اور بعض امور میں نہ صرف یہ کہ خلیفہ غلطی کر جاتا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کی رائے بالمقابل درست ہوتی ہے چنانچہ اسی بنا پر اخبار میں مولانا نور الدین صاحب کو نیچا دکھانے کے لئے اعلان کر دیا گیا کہ خلیفہ صاحب سے فتویٰ پوچھنے کے بجائے ایک کمیٹی کا احباب ہمیں لکھ دیا کریں۔ ہم حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے مسائل کا جواب نکال کر بھیجدیا کریں گے۔ گویا خلیفہ صاحب کو سرے سے جواب ہی دیدیا۔ اب میاں محمود احمد صاحب اپنی خلافت کے لئے جو مرضی چاہے قاعدے بنائیں اور خلیفہ کو معصوم اور مطاع الکل قرار دیں لیکن اس وقت ناپنے کا پیمانہ اور تھا اور وہی صحیح تھا۔ اب جب میاں صاحب موصوف خود خلیفہ بنے تو ناپنے کا پیمانہ بھی بدل گیا گویا دینے کا پیمانہ اور تھا اور لینے کا پیمانہ اور ہے

میاں صاحب کی خلافت سے اسلام کو کس قدر نقصانات پہنچے

مجھے ایک دفعہ کسی شخص نے کہا کہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کے خلاف مولوی نور الدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا ایک ایسی بدعت تھی جس نے قوم کو غلط راہ پر ڈال دیا۔ یہ امر صحیح ہو یا غلط مجھے اس سے بحث نہیں میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ مولوی نور الدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت محض بیعت اطاعت تھی اور مولوی نور الدین صاحب کو محض ایک امیر سمجھ کر کی گئی تھی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ موجودہ خلافت محمودیہ نے اس بیعت سے بہت ناجائز فائدہ

معصیت! اور اس کی حیثیت ایک غلط پیرایہ میں دکھا کر لوگوں کو گمراہ کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعد ناحق اور زبردستی آیت استخلاف کے ماتحت ایک فرضی خلافت کا ڈھونگ رچا دیا جو سراسر بدعت اور باعث صد ضلالت ہے۔

اسلام کو اس بدعتی خلافت سے نفع پہنچا یا نقصان وہ مندرجہ ذیل فہرست سے ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو۔

پہلا نقصان ــــــ اجرائے نبوت کا اتحاد شکن عقیدہ

(۱) ختم نبوت جیسے عظیم الشان مسئلہ کو برباد کر دیا گیا اور اجرائے نبوت کا خطرناک عقیدہ جماعت میں جاری کر کے امت مسلمہ کی وحدت اور امن کو تباہ کر دیا گیا۔ اب آئے دن نبی آیا کریں گے اور لوگ کافر بنا کریں گے اور امت مسلمہ روز ایک نئے نبی کے آنے کی وجہ سے کفر کے گڑھے میں گرتی اور اس کی وحدت ... ٹکڑے ٹکڑے ہوتی رہے گی۔

دوسرا نقصان ــــــ بہائیت کیلئے دروازہ کھول دیا

(۲) بہائیت کے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ کیونکہ جب نبوت کیلئے دروازہ کھول دیا گیا تو اگر ایک نبی اپنی وحی نبوت کے ذریعہ کسی حکم کو منسوخ کر دے تو کسی نے اس کا ہاتھ پکڑ لینا ہے؟ جب وحی نبوت آنے لگی تو شریعت پر سے یقیناً امان اٹھ گیا۔ کسی شخص کو نبی مان کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہم آپ کا حکم جو ناسخ شریعت سابقہ ہو مان نہیں سکتے۔ امتی کی وحی ولایت تو شریعت سابقہ کے ماتحت رکھی جا سکتی ہے۔ لیکن ایک نبی کی وحی نبوت بجائے خود شریعت سابقہ پر حکم اور حاکم ہوتی ہے۔ ...... وہ جو حکم چاہے رکھے اور جو چاہے منسوخ کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سے کئی سال قبل جب محفوظ الحق علمی جو پہلے قادیان میں اخبار "الفضل" کے ایڈیٹر اور بہت نمایاں ہستی تھے اور بعد میں ان کی بہائیت ظاہر ہو جانے پر وہ قادیان سے نکل کر چلے گئے تھے اور بہائیوں کے سرکردہ آدمیوں میں سے شمار ہونے لگے تھے ایک دفعہ مجھے دہلی میں ایک مجلس میں ملے تو انہوں نے اپنی بہائی جماعت کے لوگوں سے مجھے تعارف کرایا تو میں نے دیکھا کہ میری عین توقع کے مطابق ان میں ۹۵ فیصدی محمودیوں میں سے نکل کر آئے ہوئے لوگ تھے۔

تیسرا نقصان ــــــ تکفیر المسلمین

(۳) دنیا بھر کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو کافر و خارج از اسلام قرار دے کر اسلام کا تختہ الٹ دیا اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو برباد کر دیا۔ حضرت اقدس آئے تھے تکمیل اشاعت اسلام کرنے اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے۔ لیکن اس بدعتی خلافت نے اپنے فتوے کفر کے ذریعہ مسلمانوں کی تکفیر کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا اور تیرہ سو سال کی محنت شاقہ سے جو لوگ مسلمان بنے تھے انہیں بھی دائرہ اسلام سے خارج کر کے پادریوں اور دیگر دشمنان اسلام کے مقاصد کی (غیر ارادی) طور پر تکمیل کر دی۔ اگر اس خلافت محمودیہ کی سلور جوبلی پر وہ لوگ بھی خوشیاں منائیں تو انہیں حق پہنچتا ہے۔

چوتھا نقصان ــــــ اسلامی جمہوریت کو استبدادیت سے بدل دیا

(۴) خود خلافت اسلامیہ کا نقطہ نظر ہی بدل دیا۔ اس سے قبل خلافت اسلامیہ اعلیٰ درجہ کی جمہوریت پر مبنی تھی جس میں خلیفہ امت کے سامنے اپنے ہر ایک قول اور فعل کے لئے جوابدہ تھا۔ خلافت محمودیہ نے اسے جمہوریت سے استبدادیت میں بدل دیا اور اس کے معصوم اور مطاع الکل ہونے پر بھی زور دیکر اسے رومن کیتھولک عیسائیوں کے پوپ کی حیثیت دیدی۔ یہاں تک کہ خلیفہ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی مستوجب سزا ٹھیرایا گیا۔ خلیفہ سیاہ کرے یا سفید کرے امت کا فرض ہے۔ کہ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بنی ہوئی سب کچھ دیکھے اور دم نہ مارے۔ اس طرح یزید کی خلافت بھی سچی ثابت ہو گئی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا اس کے استبداد اور فسق و فجور کے مقابلہ میں علم حریت بلند کرنا نعوذ باللہ بغاوت ٹھہر گیا۔

پانچواں نقصان ــــــ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کو پس پشت پھینکا

(۵) حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کو جو اعلیٰ درجہ کی جمہوریت پر مبنی تھی پس پشت پھینک کر اسے ایک ردی کاغذ کی حیثیت دیدی۔

چھٹا نقصان ــــــ حضرت مسیح موعودؑ کی خطرناک توہین

(۶) حضرت مسیح موعودؑ کو ۱۹۰۱ء تک اپنا دعویٰ نہ سمجھنے والا ٹھیرا کر ان کی سخت ہتک کی۔ گویا وہ ۱۹۰۱ء تک جو دعویٰ نبوت سے انکار کرتے رہے اور ایسے مدعی پر لعنت بھیجتے رہے تو یہ ان کی نادانی اور لاعلمی تھی۔ بقول محمودی صاحبان ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعودؑ یکایک اسی دعویٰ نبوت کے مدعی بن گئے جس پر کل تک لعنت بھیجتے رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے آدمی کے دعوے پر سے امان اٹھ گیا۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے کچھ اور عرصہ زندہ رہتے تو کچھ اور ہی دعویٰ کر دیتے۔ جو شخص سالہا سال خود اپنے دعویٰ کو سمجھ نہیں سکا۔ اس نے کسی دوسرے کو اپنا دعویٰ کیا سمجھانا ہے اور ایسا شخص یقیناً مذہبی حیثیت سے حکم عدل نہیں قرار دیا جا سکتا۔

ساتواں نقصان ــــــ جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں بدنام کر دیا

(۷) احمدی جماعت کو تمام دنیا میں بدنام کر دیا۔ خدمت دین کی وجہ سے جو عزت اور ہر دلعزیزی مسلمانوں کے دلوں میں اس جماعت کو حاصل ہوئی تھی وہ خلافت محمودیہ کے غالیانہ عقائد نے حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیا اور سلسلہ کی ترقی کو سینکڑوں برس پیچھے ڈال دیا۔

آٹھواں نقصان ــــــ جماعت کو سیاسیات کے دلدل میں پھنسایا

(۸) احمدی جماعت کی توجہ کو حضرت اقدس کے اصل منشاء حفاظت و اشاعت اسلام سے ہٹا کر سیاست کے جوڑ توڑ اور ریاست کے بنانے کی طرف ڈالدیا جس کی وجہ سے ان کی نظر میں خدمت دین کی وہ وقعت نہیں رہی جو دنیوی اور سیاسی اقتدار کے حصول کی ہے۔ گویا عملی طور پر جماعت کا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اصول الٹا دیا گیا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بجائے اشاعت اسلام کے الیکشنوں میں اور کانگرس کے خلاف سیاسی جوڑ توڑ میں لاکھوں روپیہ قوم کا صرف کر ڈالا گیا۔ اور قوم کے دل کو کوئی چوٹ نہ لگی۔ بلکہ وہ انہی امور کو اپنے چندوں کی غرض و غایت اور بہترین مصرف خیال کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم نظر آتی ہے۔

نواں نقصان ــــــ قوم میں جاسوسی اور جوڑ توڑ کی عادت ڈالی

(۹) کارخاص کے نام سے ایک حصہ قوم کو نہ صرف سیاسی امور میں بلکہ تمام جماعتی اور مذہبی امور میں جاسوسیاں کرنے اور اپنے مقاصد کے حصول کیلئے طرح طرح کے جوڑ توڑ کرتے رہنے کی عادت ڈالدی۔ جو اگرچہ اہل مذاہب حقہ کے نزدیک منافقت سمجھی جاتی ہے۔ مگر وہ لوگ خود اب اسے حق پرستی اور تقویٰ کے منافی نہیں سمجھتے۔ بلکہ کار ثواب جانتے ہوئے اسے خدا سے ملنے کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔ گویا حق پرستی کے متعلق ذہنیت ہی بدل گئی۔

دسواں نقصان ــــــ قوم میں انسان پرستی کی لعنت مسلط کر دی

(۱۰) قوم کو انسان پرستی کی عادت ڈالدی۔ خلیفہ جسے حلال کہدے اسے حلال سمجھتے ہیں۔ جسے حرام کہدے اسے حرام سمجھتے ہیں خلیفہ کے حکم کے سامنے شریعت کا حرام و حلال کالعدم نظر آتا ہے۔ مثلاً کسی احمدی نے اپنی لڑکی غیر احمدی کو دیدی۔ چونکہ امت محمودیہ کی رو سے وہ نکاح شرعاً حلال نہ تھا۔ اس لئے وہ احمدی خلیفہ کے حکم سے جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد عرضی پرچہ کرنے اور سفارش پہنچنے پر اس احمدی کو معافی مل جاتی ہے اور پھر وہ جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی لڑکی کا نکاح غیر احمدی سے برابر قائم رہتا ہے فسخ نہیں ہوتا۔ گویا جو نکاح پہلے شرعاً حرام قرار دیا گیا تھا وہ اب خلیفہ کی معافی کے نیچے حلال ہو جاتا ہے۔ کیا یہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کے ماتحت شرک نہیں اور کیا یہ رومن کیتھولک عیسائیوں کے کنفشن سے مشابہ نہیں۔ ان کے ہاں بھی پوپ یا اس کا کوئی نمائندہ پادری ایک گنہگار کو گناہ کر لینے کے بعد اعتراف گناہ کرنے پر معاف کر دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو موجودہ خلافت محمودیہ کے زمانہ میں خلیفہ کا مقام خدا کے مقام سے بھی اونچا ہو گیا ہے۔ کیونکہ جب خلیفہ مطاع الکل ہے اور ساتھ اس کے وہ اپنے قول اور فعل کے بارے میں قوم کے آگے جوابدہ نہیں ہے۔ تو اس کے یہ صاف معنی ہیں کہ جو خلیفہ کہے سو کرو۔ خواہ وہ خدا کے حکم کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر خلاف ہوگا۔ تو خلیفہ خود خدا سے بھگت لیگا۔ کیا اس سے بڑھ کر انسان پرستی اور کوئی متصور ہو سکتی ہے!!!

"قادیانی اخبارات خلافت جوبلی پر ان ثمرات تلخ کو سامنے رکھیں"

تلک عشرۃ کاملۃ۔ میں نے مختصراً یہ دس ثمرات تلخ خلافت محمودیہ کے بیان لکھدیئے ہیں۔ غور کرنے اور تلاش کرنے سے ایسے کئی دس ثمرات تلخ مل سکتے ہیں۔ سنا ہے آجکل قادیانی اخبارات سلور جوبلی کی تقریب پر خلافت محمودیہ کے پچیس سال کے ثمرات شیریں جمع کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ ان دس ثمرات تلخ کو بھی نظر سے اوجھل رہنے نہ دیا جائے گا ♦

(بقیہ صفحہ ۶)

لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ افراد میں صحیح الخیالی۔ آزادی ضمیر خودداری، اعلیٰ اخلاق اور صالح انداز فکر کے اوصاف پیدا ہو جائیں۔ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قادیان اور قادیانی جماعت کے اندر ان اوصاف کی بیحد کمی ہے اور خلافت محمودیہ کے عہد میں ان کو قوم کے اندر پیدا کرنے اور ترقی دینے کی بجائے ان کی بیخ کنی کی کوشش کی گئی ہے۔ واقعات اس پر شاہد ہیں لہٰذا جو تعلیم ان اوصاف سے محروم ہوگی۔ اس کی ترویج کی جدوجہد مستحق تحسین و حوصلہ افزائی نہیں ہے۔

بہرحال قادیانی جماعت کے مایوس کن حالات کے باوجود ہماری یہ دلی تمنا ہے کہ جناب خلیفہ قادیان کو اللہ تعالیٰ صحیح تعلیم کی ترویج کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ اسی طرح ان کی جماعت کے اعمال و ذہنیت اور اخلاق میں اصلاح ممکن ہے اور اسی ذریعہ سے وہ پیر پرستی کے تاریک گڑھے سے باہر نکل کر اپنا نفع نقصان سوچنے کے قابل ہو سکتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں جہاں صحیح تعلیم کے ذریعہ قومیں اور نسلیں آزاد و لائق بن رہی ہیں۔ وہیں غلط تعلیم کے ذریعہ بہت سی قوموں میں غلامی اور پستی ذہنی کے جراثیم پیدا کر کے ان کی روح اخلاق کو برباد کیا جا رہا ہے اکبر الہ آبادی نے اپنے مندرجہ ذیل مشہور شعر میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

بلند ترین روحانی مقام

(ایک دردمند دل کے قلم سے)

(۲)

قادیانی مغالطہ اور غلط فہمی

کسی قادیانی سے دریافت کیجئے کہ جناب گذشتہ تیرہ صدیوں میں کوئی نبی کیوں نہ آیا تو فوراً کہہ اٹھیگا کہ پہلے نبی کی ضرورت نہ تھی اور نبی کریم صلعم کی قوت قدسی اس زمانے کے لئے کافی تھی۔ یہ الفاظ اس شخص کی زبان سے ہی نکل سکتے ہیں جو کہ عقل و فہم کے زیور سے عاری ہو۔ یہاں ضرورت کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا جب اتباع قرآن سے بلند ترین روحانی مقام نبوت تک پہنچنے کا دروازہ ہر انسان کے لئے کھلا ہے تو ہر انسان اسلام کی پوری اتباع کر کے اس درجے کو ہر وقت حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ پہلے ہزارہا انسان ہو گزرے ہیں جو کہ بلند ترین روحانی مقام کو پہنچے تو معاملہ واضح ہو جاتا ہے کہ نبوت روحانی مراتب کا کوئی درجہ نہیں بلکہ ایک منصب ہے جو کہ ضرورت کے وقت کسی شخص کو عطا ہوتا ہے جس میں اس کے ذاتی عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ گویا کہ نبوت وہبی چیز ہے کسبی نہیں۔

ایک خطرناک قادیانی عقیدہ

یہ خیال کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں تو نبی کریم صلعم کی روحانیت کسی نئے نبی کے آنے میں مزاحم رہی ظاہر کرتا ہے کہ اب حضور کی قوت قدسی نعوذ باللہ کمزور ہو چکی ہے۔ کیا یہ حضرت نبی کریم کی قوت قدسی پر بلا واسطہ حملہ نہیں ہے۔ آؤ اس بات پر ایمان لائیں کہ آپ کی قوت قدسی پہلے کی طرح ...... قوی ہے اور تا قیامت رہے گی اور اس کو تقویت دینے کے لئے کسی نئے نبی کی اب ضرورت باقی نہیں ہے

دوسری ٹھوکر

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی قوت قدسی قوی ہے مگر آپ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے نبی بھیجا گیا ہے تو اس حالت میں واضح رہے کہ اللہ تعالے کے راستہ میں کونسی رکاوٹ تھی جو اس نے آپ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایک سے زیادہ نبی ظاہر نہ کئے۔ کیونکہ جس قدر زیادہ نبی آتے اتنی قدر آپ کی عظمت زیادہ ظاہر ہوتی۔ لیکن کیا اس دلیل کے دیتے ہوئے بھی آپ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ قبل ازیں نبی اس لئے نہ آئے کہ ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ کی عظمت کا اظہار تو اس ضرورت کو ظاہر کرتا ہے کہ ابتدا اسلام ہی سے لوگ نبی بننے شروع ہو جاتے اور درحقیقت اس زمانہ کی نسبت ابتدائی زمانہ میں نبی آنا تو آپ کی زیادہ عظمت ظاہر ہوتی۔ کیونکہ دنیا دیکھ لیتی کہ شجر اسلام نے اپنا پھل دینا شروع کر دیا ہے اور لوگ اس کی اتباع سے کس قدر جلد ثمر نبوت سے مستفید ہونے لگ گئے ہیں۔

تیسری ٹھوکر

ایک بات یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلعم کی وفات سے تین سو سال بعد تک مسلمان درست رہے۔ مگر بعد کے ہزار سال کے مسلمان کجی کا شکار رہے اور ان کی اصلاح نہ ہو سکی اور آخر اللہ تعالے نے ایک نبی کھڑا کیا تاکہ وہ ان گمراہیوں کو دور کرے۔ خوبی کی بات یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ گذشتہ صدیوں میں نبی اس لئے نہ آئے کہ حضور صلعم کی قوت قدسی کام کر رہی تھی اور دوسری طرف ایک ہزار سالہ کجی ظاہر کر کے یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ اس کجی کو حضور کی قوت قدسی بھی دور نہ کر سکی اور آخرکار ایک اور نبی نے آ کر اس اصلاح کا بیڑا اٹھایا جسے حضور صلعم سرانجام نہ دے سکے۔ تو اس حالت میں بڑا کون ہوا؟ سنو نبی کریم صلعم کی قوت قدسی آج بھی اس طرح کام کر رہی ہے جیسے کہ پہلے تھی اور جس طرح آج لوگوں کو راہ راست پر چلا رہی ہے گذشتہ صدیوں میں بھی چلایا۔ اور آپ کا آفتاب رسالت پوری شان و قوت کے ساتھ جلوہ ریز ہے جس کی موجودگی میں کسی اندھے چراغ کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسیح موعود کے ارشادات و اعترافات

کچھ اور لکھنے سے پہلے میں قادیانی حضرات سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت صاحب میں کونسی ذاتی خصوصیت اور فضیلت تھی جو کہ اور اکابر اسلام میں نہیں پائی جاتی — کیونکہ جن باتوں کے حضرت صاحب خود مدعی تھے وہ باتیں آپ نے پہلے اولیائے امت میں تسلیم کی ہوئی ہیں۔

مجددین کے محمد، احمد، اور ظلال نبی ہونے کی تصدیق

"ہر ایک صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایک قائمقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کی آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائمقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

"اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رہنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول کی طرف اشارہ ہے لیکن یہ نزول کسی خاص فرد میں محدود نہیں۔ صدہا ایسے لوگ گزرے ہیں کہ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔" (ایضاً صفحہ ۳۴۶)

"جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ واقعی طور پر نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔"

(فتح اسلام حاشیہ صفحہ ۷)

ملہمین کے ہونے کا ثبوت

اس کی تصدیق کے لئے شیخ عبد القادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دیگر اولیاء اللہ کی کتابیں دیکھنی چاہئیں کہ کس کثرت سے ان کے الہامات پائے جاتے ہیں۔ بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہوتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب ہوتا ہے .... اور امت محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بے خبر کا کام ہے۔ اس امت میں آج تک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال ہو گئے ہیں جن کی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح متحقق ہو چکی ہیں ...... اور نیز ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ الزام کہ صحابہ کرام سے ایسے الہامات ثابت نہیں ہوتے بالکل ہیچ اور غلط ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق بکثرت ثابت ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے باعلام الٰہی ... مطلع ہو جانا جس کو بیہقی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ اگر الہام نہیں تھا تو اور کیا تھا اور پھر ان کی یہ آواز کہ یا ساریۃ الجبل الجبل مدینہ میں بیٹھے ہوئے منہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرت غیبی سے ساریہ اور اس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سنائی دینا اگر خرق عادت نہیں تھی تو اور کیا چیز تھی۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعض الہامات و کشوف مشہور و معروف ہیں ...... کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کو بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے اور محدث بفتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۸)

"ایسا ہی جمیع مشاہیر اولیاء کرام اپنے ذاتی تجارب سے اس بات کی گواہی دیتے آئے ہیں کہ خدا تعالے کے اپنے اولیاء سے مکالمات و مخاطبات ہوتے ہیں اور کلام لذیذ رب عزیز کی بوقت دعا اور دوسرے اوقات میں بھی اکثر وہ سنتے ہیں۔" (ازالہ اوہام چھوٹی تقطیع صفحہ ۱۹)

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ایسے شخص سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے شخصوں کی دعا سنتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور پیش از وقت ان کو غیب کی خبریں بتلاتا ہے اور ان کی تائید کرتا ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں اسلام میں ایسے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں یہ نمونہ دکھلانے کے لئے یہ عاجز موجود ہے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱۵)

"اسی طرح خدا تعالے نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور محبوبانہ اخلاق کے بیان میں ہے اور اس کے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہزارہا عاشق بنائے اور میں ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں۔" (چشمہ معرفت حصہ دوم)

مثیل انبیاء ہونے کا اظہار

اور حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے کلمات طیبہ

ذیل جو تذکرۃ الاولیا میں حضرت فریدالدین عطار صاحب نے بھی لکھے ہیں اور دوسری معتبر کتابوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر ہی جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ہی آدم ہوں۔ میں ہی شیث ہوں۔ میں ہی نوح ہوں۔ میں ہی ابراہیم ہوں میں ہی موسیٰ ہوں۔ میں ہی محمدؐ ہوں صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ اخوانہ اجمعین (ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۹)

"اللہ وتر ہے اور وتر سے پیار کرتا ہے اور اسی لئے اسکی یہ سنت جاری ہے کہ وہ بعض اولیا کو بعض انبیاء کے قدم پر بھیجتا ہے۔ پس جو شخص کسی نبی کے قدم پر مبعوث ہوتا ہے۔ وہ ملاء اعلیٰ میں اسی نبی کے نام سے پکارا جاتا ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۶)

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے۔ جو بمطابق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ملہم اور محدث تھے" (شہادۃ القرآن صفحہ ۲۶)

ہر زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس مجدد کی کاروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کاروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے" (ایضاً صفحہ ۵)

"حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ اس لئے عالم وحی میں حضرت عمر کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا"

(ایام الصلح صفحہ ۳۵)

"تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو جاتا ہے۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں۔ علماء انبیاء کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما مثیل انبیاء ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کو مثیل انبیاء قرار دیا اور ایک حدیث میں ہے علماء انبیاء کے وارث ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے چالیس آدمی ابراہیم کے قلب پر ہوں گے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مثیل ابراہیم قرار دیا" (ایضاً صفحہ ۱۶۳)

"خداتعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف بعض ایسے افراد کو عطا کیا۔ جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک اتم درجہ تک پہنچ گئے۔ اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنی اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے۔ ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا۔ دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا"

(الوصیت صفحہ ۱۰)

(باقی آئندہ)

مفید و پر معلومات اقتباسات

مفلس ہندوستان میں عہدیداروں کی بیش قرار تنخواہیں

ہندوستان کا افلاس ضرب المثل کی طرح مشہور ہے لیکن یہاں کی حکومت کے عہدہ داروں کی تنخواہیں اتنی بیش قرار ہیں کہ دنیا میں کہیں ان کی مثال نہیں مل سکتی، ہندوستانی افسروں کی تنخواہوں کے مقابلے کے لئے پہلے ایک ایشیائی ملک جاپان کو لیجئے۔

جاپان کے وزیر اعظم کی تنخواہ ۶۲۲۵ روپے ماہوار ہے لیکن ہندوستان کے غیر کانگرسی صوبوں کے وزرائے اعظم کی تنخواہیں تین ہزار سے چار ہزار روپے ماہوار تک ہیں۔ کانگریسی وزرا نے اپنے لئے رضاکارانہ طور پر کچھ کم تنخواہیں مقرر کی ہیں۔

وزیر اعظم کے علاوہ دوسرے جاپانی وزرا کی تنخواہ کا معیار ۴۴۰ روپے اور سکرٹریوں کا ۲۷۵ روپے ماہانہ ہے، ہندوستان میں اوڑیسہ کا چیف سیکرٹری ۲۱۵۰ روپے اور بنگال کا چیف سیکرٹری ۵۳۳۳ روپے ماہوار لیتا ہے۔

کوریا (جاپان) کے گورنر جنرل کو ۴۴۰ روپے ماہوار ملتے ہیں اور پنجاب کے گورنر کی تنخواہ ۸۳۳۳ روپے ماہوار ہے ایک جاپانی اعلیٰ عہدیدار کی تنخواہ ۴۳۳ روپے تک ہو سکتی ہے لیکن بمبئی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ۱۱۵۰ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ --- جاپان کی شہنشاہانہ اقتدار پسندی کے خلاف بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن جہاں تک تحقیق ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں رشوت اور بد عملی کا بازار کسی دوسری جگہ سے زیادہ گرم نہیں۔

اب یورپی ممالک کی مثالیں لیجئے۔ پولینڈ ہندوستان کے صوبہ بہار سے بہت زیادہ مالدار ہے اور اس کی آبادی نسبتاً کم ہے لیکن پولینڈ کے صدر جمہوریہ کی ماہوار تنخواہ ۵۰۰۰ روپے مقرر ہے اور بہار کا گورنر ۸۳۳۳ روپے ماہوار تنخواہ وصول کرتا ہے۔ ہندوستان میں تو بعض ڈپٹی کمشنر بھی صدر جمہوریہ پولینڈ سے زیادہ تنخواہیں لیتے ہیں۔ پولینڈ میں کل تیرہ افسر ایسے ہیں جنہیں ایک ہزار روپے ماہوار سے زیادہ تنخواہ ملتی ہے لیکن بہار میں ایسے افسروں کی تعداد جنہیں ایک ہزار سے زیادہ تنخواہ ملتی ہے ۱۵۶ ہے

اب امریکہ کو لیجئے۔ دولتمندی میں امریکہ سے ہندوستان کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہندوستان کے مقابلہ میں امریکہ کی آمدنی فی کس ۲۲ گنا سے بھی زیادہ ہے اور معیار زیست بے انتہا بلند ہے۔ اگر افسروں کی تنخواہیں عوام کی آمدنی کے تناسب سے مقرر کی جائیں تو ہندوستانی افسروں کی تنخواہیں امریکائی افسروں کی تنخواہوں کا تقریباً $\frac{1}{22}$ واں حصہ مقرر ہونی چاہئیں۔ حالت یہ ہے کہ امریکا کے تربیت یافتہ مزدور (۱۹۳۳ء) کے اعداد شمار کے مطابق) تین سو سے چار سو پچاس روپے ماہوار تک تنخواہ طلب کر سکتے ہیں۔ ممالک متحدہ امریکہ کی آبادی ہندوستان سے کم ہے لیکن آمدنی دس گنا زیادہ ہے۔ صدر جمہوریہ امریکہ جیسی عظیم الشان شخصیت کا مقابلہ وائسرائے ہند سے کیا جانا ہو گا۔ صدر امریکہ کا مشاہرہ ۱۷۰۶۲ روپے ہے لیکن ہندوستان کے وائسرائے کا ماہوار مشاہرہ ۲۱۳۳۳ روپے ہے۔ امریکہ کے ایک وزیر کا بینہ کا ماہانہ ۲۱۴۳ روپے ہوتا ہے۔ لیکن وائسرائے کی کونسل کے ممبر ۶۶۶۶ روپے ماہوار لیتے ہیں۔

نیویارک کی ریاست کے گورنر کی تنخواہ ۵۷۸۶ روپے کے برابر ہے۔ لیکن صوبہ متوسط (ہند) کا گورنر ۶۰۰۰ روپے لیتا ہے، جنوبی ڈاگوٹا کے گورنر کو ۶۲۲ روپے ملتے ہیں لیکن دہلی کا چیف کمشنر ۳۰۰۰ روپے ماہوار لیتا ہے۔ امریکہ میں چیف جسٹس کی تنخواہ ۴۵۰۰ روپے ہوتی ہے لیکن بنگال کے چیف جسٹس کے ۶۰۰۰ روپے ماہوار مقرر ہیں۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے کہ ہندوستان کے وائسرائے کو تنخواہ کے علاوہ اور بھی بہت سے وظائف اور الاونس ملتے ہیں۔

اب انگلستان کو لیجئے۔ ہندوستان اور انگلستان کی آبادی میں علی الترتیب ۱۰۰ اور ۱۲ کی نسبت ہے۔ لیکن ہندوستان کی ۳۷-۱۹۳۶ء کی آمدنی کے مقابلے میں انگلستان کی آمدنی ۲۱ فیصدی زیادہ ہے اب یہ طرفہ تماشا دیکھئے کہ وزیر اعظم انگلستان کی تنخواہ وائسرائے سے آدھی ہے۔ وائسرائے ہندوستان کی آمدنی کے ہر ہزار روپے میں ایک روپیہ لیتا ہے۔ لیکن انگلستان کا وزیر اعظم ہر سو ہزار (یعنی لاکھ) روپے میں سے ایک روپیہ لیتا ہے۔ گویا ملک کی آمدنی کے لحاظ سے وائسرائے کی تنخواہ وزیر اعظم انگلستان سے دس گنا زیادہ ہے۔

ایک برطانوی سول افسر کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ ۳۳۳۳ روپے ہوتی ہے (لیکن اتنی تنخواہ بہت کم لوگوں کو ملتی ہے) اکثر افسر ۷۷۷ سے ۱۰۰۰ روپے ماہوار تک پر مطمئن ہوتے ہیں۔ وزرائے کابینہ کی ماہانہ تنخواہ ۵۵۵۵ روپے ہوتی ہے۔ اس کا مقابلہ ہندوستان کی تنخواہوں سے کیجئے جن میں سے بعض کے متعلق اوپر اعداد و شمار فراہم کئے گئے ہیں۔

دراصل انگریزوں نے ابتدا میں ہندوستان کے انگریز افسروں کو زیادہ سے زیادہ جلب زر کا موقع دینے کے لئے تنخواہوں کے یہ معیار مقرر کئے تھے۔ اب ان عہدوں پر پچاس فیصدی ہندوستانی آئی۔ سی۔ ایس والے فائق ہو گئے ہیں۔ لیکن جب تک ہندوستان میں برطانوی شہنشاہیت کا اقتدار ہے، غالباً عوام کے روپے کے اس مسرفانہ استعمال پر کوئی پابندی عائد نہ کی جائے گی۔

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر کے دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - پانچ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۳۹ء — نمبر ۲۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے

یاد رکھو کہ دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے۔ اگر دعاؤں میں اثر نہ ہوتا تو پھر اس رشتہ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شناخت کی یہ زبردست دلیل اور اسکی ہستی پر بڑی بھاری شہادت ہے کہ محو و اثبات اسکے قبضۂ اختیار میں ہے۔ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت۔ دیکھو اجرام سماوی کتنے بڑے اور عظیم الشان نظر آتے ہیں جنہیں دیکھ کر بعض نادان انکی پرستش شروع کر دیتے ہیں اور ان میں صفات الٰہی ماننے لگ پڑتے ہیں جسطرح کہ ہندو۔ گبر و دیگر عناصر پرست قوم جو سورج وغیرہ کو اپنا معبود سمجھکر اس کی پرستش کرتے ہیں کیا ایسے لوگ یہ دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ سورج اپنے اختیار سے چڑھتا اور غروب ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں اگر بالفرض وہ ایسا دعویٰ کر بھی دیں تو انکے پاس کوئی ثبوت موجود نہیں ہے وہ ذرا سورج کے سامنے دعا کریں کہ ایک دن وہ نہ ہی سر نہ ہو یا دوپہر کے وقت ہی غروب ہو جاوے جس سے اسکی طاقت اور ارادہ کی حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ سورج کا پابندی کیساتھ ایک خاص وقت پر طلوع و غروب ہونا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ تمام امور اسکے اپنے قبضۂ اختیار سے باہر ہیں۔ کوئی وجود اپنے ارادہ کا مالک تب ہی معلوم ہو سکتا ہے جبکہ دعاؤں کو سنے اور جو امور اسکی طاقت میں ہوں انہیں کر کے بھی دکھا دے غرض اگر اسلام میں قبولیت دعا نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بھی بہت سے شکوک پیدا ہو سکتے تھے اور ضرور ہوتے اور جو مذہب قبولیت دعا کے قائل نہیں انکے پاس خدا کی ہستی کی بھی کوئی دلیل نہیں۔

(جنوری ۱۹۰۲ء)

ایک ضروری اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

کا

سالانہ جلسہ

۱۳، ۱۴ مئی ۱۹۳۹ء (ہفتہ، اتوار) کو منعقد ہوگا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۳، ۱۴ مئی بروز ہفتہ، اتوار کو منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں مرکز سے

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ مجی
جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے

اور پشاور سے

جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی

شرکت فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں دیگر مقررین کی تقریریں بھی ہوں گی۔ پروگرام نہایت مفید اور دلچسپ رکھا گیا ہے راولپنڈی نزد بزن ... اور صوبہ سرحد کے احباب کو اس دینی اجتماع میں ضرور شرکت کرنی چاہیے۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام مقامی انجمن کے ذمہ ہوگا تشریف لانے والے احباب موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں اور آنے سے سیکرٹری صاحب جماعت راولپنڈی کو جلد اطلاع دیں۔

جناب ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا ماتم

تعزیتی قراردادیں اور خطوط وغیرہ

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرحوم کے صاحبزادگان کے نام احباب جماعت اور غیراز جماعت حضرات کے بے شمار تعزیتی خطوط اور تاریں آئی ہیں۔ متعدد مقامات پر ماتمی جلسے منعقد ہوئے جن میں اظہار افسوس و ہمدردی کی قراردادیں منظور کی گئیں۔ ان میں سے چند خطوط اور قراردادیں درج اخبار کی جاتی ہیں۔ آئندہ اشاعتوں میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (مسلم ایڈیٹر)

مسلم ہائی سکول لاہور میں تعزیتی جلسہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات پر مسلم ہائی سکول ۲۷ راپریل کو بند رہا اور سکول کے اساتذہ و طلبہ کے خاص جلسہ میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوا ہے۔

"مسلم ہائی سکول کے اساتذہ اور طلبہ یہ جلسہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی اچانک وفات کو ایک عظیم اور ناقابل تلافی قومی نقصان سمجھتے ہوئے اس پر انتہائی غم و افسوس کا اظہار کرتا ہے اور مرحوم کے صاحبزادگان اور پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اعلےٰ علیین میں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔"

جماعت سیالکوٹ کا تعزیتی جلسہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب زاد عنایتہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ۲۷ راپریل کو اخبارات کے ذریعہ یہ دلگداز خبر پہنچی ہی آئی کہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس پر جمعہ کے دن سب احباب مسجد میں جمع ہوئے خطبہ جمعہ میں محترم و مکرم سید امجد علی شاہ صاحب نے حضرت مرحوم مغفور کے حسنات کا تفصیلاً ذکر فرمایا جو اس قدر موثر اور پر درد تھا کہ شاہ صاحب خود بھی پھوٹ پھوٹ کر رو دئے اور احباب جماعت کو بھی رلایا۔ خطبہ جمعہ کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں نہایت خلوص اور درد دل سے اپنے محسن بزرگ کے حق میں دعائیں کی گئیں۔ یہ ایسا بڑا قومی نقصان ہوا ہے جس کی تلافی بظاہر محال ہے۔ جماعت سیالکوٹ کی طرف سے اس سانحہ عظیم یعنی حضرت مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر ان کے عزیزوں کی خدمت میں بطور عزا پرسی اظہار افسوس کیا گیا۔ اس خاندان کے لئے یہ انتہائی رنج و آزمائش کا وقت ہے۔ خداوند کریم اُن کے ساتھ ہو۔

خاکسار شیخ غلام حسین سکرٹری جماعت سیالکوٹ۔

جماعت راولپنڈی کی تعزیتی قرارداد

آج مورخہ ۲۸ کو بعد نماز جمعہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا جنازہ غائبانہ ادا کیا گیا اور ایک تعزیتی اجلاس، خصوصی زیر صدارت محمد عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد بالاتفاق رائے سے منظور ہوئی:-

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا یہ اجلاس خصوصی حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی ناگہانی اور المناک وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے اور جماعت کے اس زبردست ستون، مخیر اور مجاہد بزرگ کی جدائی کو جماعت کے لئے سانحہ عظیم تصور کرتا ہے اور خداوند کریم و رحیم سے دعا کرتا ہے کہ مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز جماعت کو اس اتباع، قربانی اور مجسم خدمت رحمت کا نعم البدل عطا فرمائے تاکہ وہ بزرگ جو محض اس اللہ کی ذات پاک کے بھروسہ پر ان چراغوں نے روشنی کی اور ربع صدی تک اس سے عالم کو منور اور مستفیض کیا تو ہم بھی

معزز معاصر انقلاب کا تعزیتی شذرہ

آہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ!

شان سیاد رود ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف میڈیکل سروس پنجاب کا انتقال ایک نہایت افسوسناک واقعہ ہے۔ آپ کی ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں بسر ہوئی جو لوگ مرحوم و مغفور کو جانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ آپ اپنے دل میں تبلیغ اسلام، مسلمانوں کی تعلیم اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے نہایت مخلصانہ تڑپ رکھتے تھے اور کسی موقعہ پر بھی مسلمانوں کی صحیح ضروریات میں مالی، جانی اور اخلاقی امداد سے پہلوتہی نہ فرماتے تھے۔ آپ کا تعلق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ساتھ تھا جس کو آپ نے بارہا ہزار ہا روپے کے عطیات دیئے اور آپ کے انتقال سے اس جماعت کو خصوصاً اور مسلمانوں کو عموماً نہایت ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ آپ نے اپنی ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد فیروزپور روڈ پر مسلم ٹاؤن کے نام سے ایک خالص اسلامی آبادی کی بنیاد رکھی جو آج اللہ کے فضل سے ایک نہایت پر رونق اسلامی محلہ بن گیا ہے۔ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام اور نشر تعلیم کا آپ کو خاص شوق تھا اور اس پر بے شمار روپیہ صرف کرتے تھے۔ یتامیٰ اور بیواؤں کی امداد اور غربا کی دستگیری ان کا شعار خصوصی تھا۔ مسلم ٹاؤن میں آپ نے اپنے خرچ سے مسلمان بچوں کے لئے یورپین لائنوں پر ایک سکول قائم کیا جو بے حد مفید ثابت ہو رہا ہے۔ غرض ڈاکٹر صاحب کی ساری زندگی اسلام کیلئے وقف تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ ہمیں آپ کے صاحبزادوں سید الطاف حسین صاحب اور لفٹنٹ ڈاکٹر بشیر حسین اور صاحبزادی اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔

(انقلاب ۲۹ راپریل ۱۹۳۹ء)

اور بندگان الٰہی اس نعمت سے محروم نہ رہیں۔

قرار پایا کہ اس کی نقول سیدنا حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، کیپٹن سید بشیر حسین شاہ، آئی۔ ایم۔ ایس و سید الطاف حسین شاہ صاحبان اور اخبار پیغام صلح کو ارسال کی جائیں۔

(فخر الدین احمد)

جناب چوہدری سلطان علی صاحب کا تعزیت نامہ

لائل پور مورخہ ۲۷ راپریل ۱۹۳۹ء

مکرمی شاہ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی اچانک اور بے وقت وفات حسرت آیات کا پڑھ کر دل کو اس قدر رنج اور غم ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل۔ شاہ صاحب کی علالت طبع کا کوئی حال معلوم نہ ہوا، اور نہ ہی یہ پتہ چلا کہ ناگہاں مرض الموت کیا تھی۔ شاہ صاحب قبلہ کا بے حقیقی اور بے بہا وجود کا اٹھ جانا حضور نہ ان کے لئے بلکہ جملہ مسلمانوں کے لئے اور خصوصاً جماعت احمدیہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تو گویا دست راست ٹوٹ گیا ہے۔ حضرت قبلہ مولوی صاحب (یعنی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ) کو تو از حد رنج اور صدمہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے کون چون و چرا کر سکتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والسلام راقم سلطان علی۔ پرنسپل زراعتی کالج لائلپور

میاں غلام عباس صاحب نسیم ملٹری اکونٹنٹ جنرل کا

تعزیت نامہ

نئی دہلی ۲۹ راپریل ۱۹۳۹ء

حضرت مخدوم و مکرم سلمہٗ و ایدہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج صبح شیخ محمد لطیف صاحب نے ... صاحب کے حوالہ سے قبلہ سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کے ارتحال کا ذکر کیا اور پھر میاں نصیر احمد صاحب کے نام ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہ کے ایک نوازش نامہ سے اس افواہ کی تصدیق ہوئی۔ اللہ کریم اس چھوٹی سی قوم پر جو محض اس کی خدمت کیلئے وقف ہو رہی ہے رحم کرے۔ شاہ صاحب کا وصال اس کیلئے ایک ایسا ناقابل تلافی نقصان ہو کہ اللہ میاں کے احسان پورا کرنے سے ہی اس کی تلافی ممکن ہے ورنہ ظاہری صورت میں تو کسی صورت اس کی تلافی ممکن نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میں نے آج سید الطاف حسین و سید بشیر حسین کو ایک تار کے ذریعہ اپنے افسوس و ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کریم ہمیں صبر کی اور انہیں مرحوم و مغفور کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے لیے اور سب افراد قوم کیلئے یہ ایک ذاتی نقصان ہے۔ اللہ کریم ہی اپنی رحمت سے اس کی تلافی کی کوئی سبیل پیدا کرے۔

(غلام عباس)

زندہ جاوید محمد حسین شاہ

نوجوانان سلسلہ کیلئے ایک قابل تقلید زندگی

وہ چال چل کہ عمر خوشی سے کٹے تری
جس جا پہ تیرا ذکر ہو، ہو ذکر خیر ہی

وہ کام کر کہ یاد تجھے سب کیا کریں
اور نام تیرا لیں تو ادب سے لیا کریں

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ کی جدائی کو جماعت کے تمام طبقات نے غم و اندوہ کے شدید ترین جذبہ کے ساتھ محسوس کیا ہے یقیناً جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو اس صدمہ عظیم سے متاثر نہ ہوا ہو۔ دل دیوانہ وار بیقرار ہیں اور آنکھیں اشکبار۔ حضرت مرحوم کی بلند پایہ شخصیت ہماری بیش بہا قومی متاع تھی وہ ہم سے چھن گئی۔ اس پر قوم کی بیقراری ایک قدرتی امر ہے۔

لیکن ایک مجاہد قوم کی یہ لازمی خصوصیت ہونی چاہئے کہ وہ بڑے سے بڑے نقصان پر بھی ہراساں نہ ہو اور دامن استقلال کسی حالت میں بھی اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ بلکہ کافی سوچ بچار کے بعد اس نے جو راستہ اختیار کر رکھا ہے اس پر برابر قدم بڑھاتی چلی جائے۔ مصائب کے پہاڑ اور صدمات کے طوفان انگیز سمندر اس کے عزائم اور قوائے عمل پر کوئی حوصلہ شکن اثر نہ ڈال سکیں۔

موت و حیات قدرت کا ایک اٹل قانون ہے جس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ موت کا وقت ہر ایک انسان پر لازمی طور پر آکر رہیگا۔ حضرت سید محمد حسین شاہ کی وفات بھی قدرت کے اسی اٹل قانون کے مطابق ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گوشت پوست کا بنا ہوا ایک فانی جسم فنا ہو گیا۔ لیکن اس کی روح اور کارنامے زندہ ہیں اور وہ ایسے ہیں جن کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں محمد حسین شاہ زندہ ہے۔ نہ صرف زندہ بلکہ زندہ جاوید۔ جب تک حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت صفحہ ارض پر موجود ہے۔ اس مجاہد اعظم کی زندگی میں روز بروز زیادہ پائیداری پیدا ہوتی چلی جائے گی ——— محمد حسین شاہ تاریخ احمدیت کے صفحات میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ہماری آئندہ نسلوں کی یادوں میں زندہ رہیگا ——— نہ صرف وہ خود زندہ رہیگا بلکہ اس کی زندگی میں دوسروں کو زندہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس کی داستان حیات ہمارے لئے ایک مشعل راہ ہے ——— اگر ہم منزل مقصود کی طرف بڑھنا اور اس تک پہنچنا چاہتے ہیں تو یہ مشعل ہمیں بہت کچھ روشنی عطا کر سکتی ہے۔ آؤ منگا ماتم کو بس کریں اور اس مجاہد اعظم کے نقش قدم پر چل کر اس مقصد کی تکمیل میں مصروف ہو جائیں جو اس کی زندگی کا واحد مقصد تھا جس مقصد کیلئے اس نے اپنی ساری عمر اپنی جوانی اور بڑھاپا وقف کر دیا اور دنیا کو بتا دیں اور منوا دیں کہ محمد حسین شاہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

اس مضمون کی ابتدا میں جو شعر درج کئے گئے ہیں وہ حضرت مرحوم کے مکان کے ملاقاتی کمرے میں ایک جلی قلم خوبصورت قطعہ کی شکل میں لکھے ہوئے آویزاں ہیں۔ جب کبھی حضرت مرحوم کی خدمت میں سلام کیلئے داخل ہونے کا شرف حاصل ہوتا یہ اشعار بھی نظر سے گزرتے۔ لیکن ان کا جو اثر دل پر حضرت مرحوم کی زندگی کے آخری دن ہوا وہ پہلے نہ ہوا تھا ——— محمد حسین شاہ کی زندگی قریباً تمام وابستگان سلسلہ کے سامنے ہے اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ان اشعار کے بالکل مطابق ہے۔ ان اشعار کو ان کی زندگی کا خلاصہ کہہ لیجئے یا ان کی زندگی کو ان اشعار کی تفسیر ——— آج محمد حسین شاہ کو سب یاد کر رہے ہیں۔ ہر زبان پر اس کا ذکر خیر کے ساتھ جاری ہے۔ اس کی یاد آتے ہی ہر شخص کا سر احترام سے جھک جاتا ہے۔ آؤ ذرا اس بلند پایہ شخص کی زندگی پر غور کریں تاکہ سمجھ سکیں کہ اس کو خراج تحسین کا حقدار بنانے والی کونسی باتیں تھیں۔

محمد حسین شاہ صاحب کا آغاز شباب ہے۔ دنیا کی رنگینیاں اور دنیوی عز و جاہ کے سنہرے دلکش میدان اس کے سامنے ہیں دل میں جوانی کی تمنائیں اور ولولے مچل رہے ہیں تعلیم سے فارغ ہو کر یہ عملی زندگی کی جدوجہد میں مصروف ہو چکا ہے۔ کامیابی اس کے قدم چوم رہی ہے ——— ان حالات میں یہ شخص جس کے دل میں ازل ہی سے دین فطرت کی خدمت و اشاعت کا جذبہ رکھ دیا گیا تھا مجدد وقت کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ احمدیت کی مخالفت جنگل کی آگ کی طرح چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ مجدد وقت کے خدام کی جان و مال اور عزت محفوظ نہیں ہے۔ مسجدوں، درگاہوں اور مدرسوں اور برادریوں میں ہر جگہ احمدیوں کو مٹا دینے اور برباد کر دینے کے منصوبے ہو رہے ہیں۔ ہر مقام پر ملاؤں کا فرکنٹ ہے۔ پیر انہیں گمراہ ٹھہراتا ہے۔ برادری کا چودھری ان کے بائیکاٹ کی تلقین کرتا ہے لوگ ان کو محلوں سے نکالنے بلکہ شہر بدر کرنے کے درپے ہیں لیکن محمد حسین شاہ ایک جذبہ یقین و ایمان کے ساتھ اسی آگ میں مردانہ وار کود پڑتا ہے۔ ایک عہد اور عزم کر لیتا ہے ایک مقصد اپنے سامنے رکھ لیتا ہے۔ پھر اپنی عمر کی آخری سانس تک اس عہد کا پابند رہتا ہے۔ اسی میں اسکی حقیقی مسرت اور کامیابی کا راز ہے۔

وہ خطرناک مصیبتوں اور مخالفتوں میں بھی اپنے عزم کو نہیں چھوڑتا ——— وہ اپنی بھری جوانی اسی عشق میں بسر کر دیتا ہے وہ اپنی محنت کی کمائی اسی راہ میں لٹا دیتا ہے ——— وفا اس عاشق صادق کے خمیر میں ہے۔ مصیبتیں اس کے عزم میں زیادہ پختگی پیدا کر دیتی ہیں۔ یہ آزمائش کے ہر ایک مرحلے کے بعد زیادہ پر امید اور بلند ہمت نظر آتا ہے۔ یہ ہر ایک مشکل اور رکاوٹ کو بام کامیابی کی سیڑھی سمجھتا ہے۔ اس کے ایمان محکم اور عزم راسخ کے کارنامے ہم سب کے سامنے ہیں۔ نوجوانو! ذرا اس شخص کے قابل فخر اور شاندار اندوختہ عمل پر نظر کرو اور سوچو کہ آج سے چالیس سال قبل یہ تمہاری طرح بلکہ تم سے زیادہ بے سر و سامان بے زر تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا اللہ نے اس کے عوض اسے سب کچھ دیا۔ اس نے دنیا کو اپنا مقصود نہ بنایا لیکن دنیا اور اس کی عزتیں اور دولتیں لونڈی کی طرح آکر اس کے قدم بوس ہو گئیں ——— اگر تم محمد حسین شاہ کی طرح اپنے دل میں جذبہ عشق و وفا اور عزم محکم پیدا کر لو تو وہ سب کچھ کر سکتے ہو جو اس مرد مومن اور اس کے ساتھیوں نے کیا۔

احمدی نوجوانو! تم کس سوچ میں پڑے ہو۔ یہ فیلسوفوں جیسی سوچیں میدان عمل کے مجاہدوں کے شایان شان نہیں بلند ہمت کاروان سالار رستے کے خطرات کی وجہ عزم سفر فسخ نہیں کر دیا کرتے۔ شیر دل ملاح متلاطم سمندروں سے ڈر نہیں جایا کرتے۔ کیا شاہین بچے آندھی کے خوف سے شوق پرواز ترک کر دیا کرتے ہیں؟ پھر تمہارے پس و پیش کیا مطلب؟ مسیح موعودؑ کے مقدس دامن کو پکڑنے والا ہر ایک آدمی ایک مجاہد ہے وہ مجاہدانہ زندگی اور بے باک جدوجہد کو کسی حالت، کسی جگہ، اور کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ دین کے لئے دیوانہ وار جہاد کرنا ازل سے احمدی کی قسمت میں ہے ——— اگر تم سچے احمدی ہو تو تمہیں یہی کرنا چاہئے۔ اور یہی کرنا ہوگا ازل کے نوشتے اور قسمت کے فیصلے نہیں بدلا کرتے۔

اسلام ایک ندا دے رہا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے غلام مسیح موعودؑ کی مقدس روحیں تمہیں کچھ کہہ رہی ہیں۔ تمہارے بزرگوں کے دلوں میں چند پاک خواہش بیقرار ہیں ——— اُٹھو اپنے فرض کو ادا کرو دستِ اجل نے محمد حسین شاہ کو ہم سے چھین لیا تو تم اس کی جگہ ثابت قدمی سے کھڑے ہو جاؤ۔ اسی مرد مومن کے شیوہ کو اختیار کر لو ——— اور دنیا کو بتا دو کہ احمدی مائیں خدمت اسلام کے لئے محمد حسین شاہ جیسے فرزند اب بھی پیدا کر سکتی ہیں۔ جو کہ اپنی عزیز سے عزیز متاع کو اسلام اور پیغمبر اسلام کی عظمت برقرار رکھنے کیلئے بیدریغ قربان کر دیتے ہیں۔

سوانح عمری حضرت مسیح موعودؑ

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک شذرہ لکھا تھا جس میں بتایا تھا کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی سوانحعمری (حصہ اول) کی تالیف کا کام مکمل کر لیا ہے۔ مسودہ نظرثانی کے بعد کاتب کے پاس پہنچ چکا ہے۔ کتابت ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ اسی سال کے اندر کتاب شائع ہو جائے گی۔ نیز بتایا تھا کہ کتابت و طباعت وغیرہ کا سارا کام ڈاکٹر صاحب موصوف کی سکیم کے مطابق اور انہی کی زیر نگرانی ہو گا۔ کتاب کا تخمینہ ہے ۲۲×۲۰/۸ کے قریباً ایک ہزار صفحات ہو جائیں گے۔

اس سلسلہ میں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ کتاب انشاء اللہ تین ہزار کی تعداد میں طبع ہو گی جس میں سے ایک ہزار کاپی انجمن کی ہے اور باقی دو ہزار ہماری جماعت کے قابل احترام بزرگ جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب و حاجی شیخ محمد اسماعیل صاحب لائلپوری چھپوا رہے ہیں۔ شیخ صاحبان لائلپوری سے تمام وابستگان سلسلہ اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ اکثر دینی کاموں میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ اس کار خیر میں ان بزرگوں کی شرکت نے طباعت کے مرحلہ کو بہت کچھ آسان کر دیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ قدرے تاخیر ہو جاتی۔ اس کتاب کی تالیف میاں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک قابل قدر اور مستحق شکریہ کارنامہ ہے۔ وہیں اس کی طباعت میں شیخ صاحبان لائلپوری کی امداد بھی ناقابل فراموش واقعہ ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو ہمیشہ از بیش اور اپنی اعلیٰ جبلت کے مطابق خدمات دین کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی عمر میں برکت دے۔ آمین ثم آمین۔

طلبا کی مجلسی تربیت

ہمارے ملک میں صحیح اور قومی ضروریات کے مطابق تعلیم کی جو کمی ہے اس سے سب واقف ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ تمدنی تربیت کا فقدان ہے۔ اس بارہ میں مسلمان قوم اپنے ہمسایوں کی نسبت بہت زیادہ درماندہ ہے۔ زیادہ رنجیدہ بات یہ ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت و اہمیت کا کوئی عملی احساس بھی نہیں ہے۔ حالانکہ زندہ اور جدوجہد حیات میں کامیاب اقوام اس امر کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیتی اور اہتمام کرتی ہیں۔ تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے

"ترکی کی وزارت تعلیم نے حال ہی میں ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ جس میں کالجوں، سکولوں اور صنعتی اداروں کے اساتذہ کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ طلبہ کو مجلسی آداب کی تعلیم دیا کریں اور مجلسی آداب میں طلبہ کی تربیت کا خاص خیال رکھیں۔ باہمی میل ملاقات اور سلام پیام کے طریقے سکھلائے جائیں اور انہیں بتایا جائے کہ ضیافتی جلسوں اور اسی نوعیت کے دیگر مجلسی اجتماعات میں انسان کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے۔ سرکلر میں لکھا ہے کہ ایسے آداب اور طریقے زندگی میں کامیاب ہونے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ لہٰذا طلبہ کو ابتدائی مدارس میں ان کا عادی بنا دیا جائے تاکہ بعد کی زندگی میں وہ انہیں استعمال کر سکیں۔"

کاش ترک قوم کی یہ مثال، آئندہ نسل کی تربیت کے متعلق ہندوستانی مسلمانوں میں کوئی صحیح احساس عمل پیدا کر دے۔ موجودہ حالت تو یہ ہے کہ سکول کے طلبہ تو رہے ایک طرف، ہمارے بڑے بڑے کالجوں کے طلبہ بھی مجلسی آداب سے ناواقف ہیں۔ مغربی تہذیب کے یہ اندھے نقال مجلسی اجتماعات میں بے جان پتلوں کی طرح خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ یا ان سے طرح طرح کی بدتمیزیاں سرزد ہوتی ہیں۔ ہم جیسی ایک تبلیغی جماعت کو تو اس بات کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان نہایت شائستہ، عمدہ تربیت یافتہ اور مجلسی اخلاق و آداب سے کماحقہ واقف ہوں ہمیں اس کے متعلق انفرادی طور پر بھی کوشش کرنی چاہئے اور ہماری درسگاہوں کا بھی فرض ہے کہ وہ طلبہ کی تربیت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں اور انہیں اس قابل بنا دیں کہ وہ سوشل حلقوں میں اچھی حیثیت حاصل کر کے ان پر اپنا اخلاقی اثر ڈالیں اور ان میں کامیابی کے ساتھ اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچا سکیں۔

مذہبی سکھوں کے "مطالبات"

سکھوں کا دعویٰ ہے کہ ہمارے دھرم میں ذات پات کی تمیز بالکل نہیں بلکہ اس کی بجائے اعلیٰ درجہ کی مساوات موجود ہے چند سال ہوئے جب ڈاکٹر امبیدکار کی زیر قیادت اچھوتوں نے ہندو دھرم ترک کرنے کا ارادہ کیا تھا تو سکھوں نے بڑے طمطراق سے انہیں سکھ دھرم قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن ان کا یہ دعوے واقعات و حقائق کی روشنی میں بالکل غلط ثابت ہو رہا ہے۔ سکھوں میں باقاعدہ اچھوت موجود ہیں جنہیں "مذہبی سکھ" کہا جاتا ہے۔ ان مظلوموں کی مصائب و مشکلات بھی وہی ہیں جن کی وجہ سے ہندو قوم کے اچھوت ہزاروں سالوں سے نالاں چلے آ رہے ہیں۔ اعلیٰ ذات کے سکھ ان سے مکمل چھوت چھات کرتے ہیں اور ان کو جانوروں سے زیادہ ذلیل سمجھتے ہیں۔

زمانہ کے اثرات سے مذہبی سکھوں کے اندر بیداری پیدا ہوئی۔ اور اب وہ رفتہ رفتہ اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں انہوں نے شرومنی گوردوارہ کمیٹی کی ملازمتوں میں معقول نمائندگی مانگی۔ اعلیٰ ذات کے سکھوں نے اس مطالبہ کو بہرے کانوں سے سنا۔ آخر تنگ آ کر چند مذہبی سکھوں نے دربار صاحب کمیٹی امرتسر کے دفتر کے سامنے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ جب بات بڑھی تو گذشتہ ہفتہ دربار صاحب کمیٹی اور گوردوارہ کمیٹی کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں اعلیٰ ذات کے سکھوں نے ان غریبوں کے مطالبہ کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ مذہبی سکھوں کے مطالبات ناجائز اور سکھ مذہب کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہیں۔ افسوس ان بنیادی اصولوں کی تشریح نہیں کی گئی۔ تازہ اطلاع ہے کہ اس سلسلہ میں گفت و شنید کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ختم ہو گئی۔ یہ واقعہ صاف بتا رہا ہے کہ سکھوں کے اندر کس قدر مساوات ہے۔ اور ان کے دعاوی اور عمل میں کس حد تک مطابقت ہے۔ اس سے قبل ننکانہ صاحب میں بھی مذہبی سکھ ستیہ آگرہ کر چکے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سکھ مذہب بہت بڑی حد تک اسلامی تعلیمات کا خوشہ چین ہے۔ حضرت باباگورو نانک صاحب اسلامی احکام اور اسلامی مساوات کے کامل پیرو تھے۔ لیکن بعد میں سکھ قوم تمدنی، معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے ہندوؤں کے ساتھ وابستہ ہو گئی ——— چھوت چھات، ذات پات اور عدم مساوات ہندو تمدن اور ہندو دھرم کا امتیازی نشان اور لازمی نتیجہ ہے ——— سکھ قوم اس مصیبت سے کس طرح محفوظ رہ سکتی تھی!

امرتسر میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ

مورخہ ۳ کو زیر اہتمام جناب میاں شریف احمد صاحب مینیجنگ پریم اثر معقول فلور اینڈ آئل ملز امرتسر جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منعقد ہوا جس میں شمولیت کے لئے مرکز سے حضرت مولانا صدر الدین صاحب و مولانا احمد یار صاحب ایم اے تشریف لائے۔ قاضی عبد الرشید صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ میاں احمد الدین صاحب نے نعت حضورؐ سے سامعین کو گرمایا اس کے بعد جناب مولانا احمد یار صاحب نے تقریر کی جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدیم النظیر کامیابی پر روشنی ڈالی اور آپ کی قربانی اور استقلال کا اسوہ حسنہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ پھر حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے اپنے مواعظ حسنہ سے تشنہ روحوں کو سیراب فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح آنحضورؐ نے عرب جیسی بکھری ہوئی قوم کو ایک سلک میں منسلک کر دیا اور کس طرح رنگ و نسل کے امتیازات کو مٹاتے ہوئے مختلف قوموں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ آخر جناب میاں شریف احمد صاحب نے تمام حاضرین کی مٹھائی سے تواضع کی اور جلسہ بخیر و خوبی دعا کے ساتھ ختم ہوا۔ صدارت کے فرائض جناب ملک خدا بخش صاحب نے سرانجام دیئے۔ اختتام جلسہ کے بعد تمام احباب جماعت نے کھانا جناب میاں صاحب کے ہاں تناول فرمایا۔ آپ نے جس اخلاص اور محبت کا نمونہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس پر اجر عظیم عطا فرمائے اور دین و دنیا میں سرفراز فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین　　نامہ نگار

آج دنیا میں پھر ظلم و فساد کا دور دورہ ہے

یورپ کی دجالی تہذیب بندوں کو خدا سے دور لیجارہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی غرض اور آپکی جماعت کے فرائض

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون۔

ترجمہ:- خشکی اور تری میں فساد غالب آگیا۔ لوگوں کے ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے اپنے ہاتھوں نے کئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے ان کو ان کے بعض اعمال کے نتائج کا مزہ چکھائے تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں

سخت ترین تاریکی کا زمانہ

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے جو حالت فساد کی دنیا میں پیدا ہوئی۔ وہ آج تمام دنیا میں مسلم ہے کہ وہ زمانہ ایک سخت ترین تاریکی کا زمانہ نظر آتا ہے۔ شرک، بت پرستی، توہم پرستی یہ تو خیر عقائد سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ دیگر اعمال کے رنگ میں دنیا بدترین حالت تک پہنچ چکی تھی ظلم اور استبداد کا دور دورہ تھا۔ کمزوروں اور غریبوں کے حق کو دنیا میں پہچانا نہیں جاتا تھا۔ اس کے لئے دلوں میں درد پیدا نہ ہوتا تھا۔ بلکہ طاقتور اور دولتمند جہاں تک ممکن تھا۔ غریبوں بے کسوں پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے اور یہ حالت ساری دنیا کی تھی۔ اخلاق کی پستی اور فواحش کا ارتکاب کھلا نظر آتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اور خدا کے درمیان کوئی بڑا سخت پردہ حائل ہو گیا ہے اور دنیا خدا سے دور بھاگی جا رہی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ انقلاب عظیم

اس وقت اللہ تعالےٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ ایک شخص پر اپنی روح نازل فرما کر دنیا کی ان بیماریوں کا علاج کرتا ہے۔ کس قدر زبردست انقلاب ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی اس روح کے نزول کی وجہ سے پیدا ہوا۔ کونسی طاقت ایسی تھی جو ان بدیوں کا علاج کر سکتی۔ صرف وہ روح جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس نے آہستہ آہستہ اوّل ملک عرب میں اور اس کے بعد اس کے ذریعہ سے تمام دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔

توحید کا شور بلند ہو گیا۔ ظلم اور استبداد کی جگہ رحم اور غریبوں اور بے کسوں کی حق رسی نے لے لی۔ طاقتور اور کمزور کو یکساں کر دیا گیا۔ دولتمند اور غریب میں فرق مٹا دیا گیا۔ بڑا عظیم الشان انقلاب ہے۔

پیغمبر یا مصلح کی روح اس کے پیروؤں میں سرایت کرجاتی ہے

پھر وہ انسان اور دیگر اسی قسم کے انسان جن پر خدا کی روح نازل ہوتی ہے وہ آخر انسان ہوتے ہیں۔ اپنی زندگی کا پیمانہ ختم کر کے اپنے مولا کی طرف چلے جاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ روح جو پیغمبر یا مصلح پر نازل ہوتی ہے۔ وہی روح اگر اسکی امت کے اندر سرایت نہ کر جائے۔ تو پھر یہ کام ختم ہی سکتا۔ سو وہ روح ان کے پیروؤں کے اندر سرایت کر جاتی ہے۔

ظلم و استبداد کو مٹانا مذہب کی ایک بھاری غرض ہے میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک چھوٹا سا خطبہ ہے جو نہایت جامع ہے۔ اسی خطبہ میں یہ بھی لفظ ہیں کہ:-

"تم میں سے قوی ترین انسان میرے نزدیک کمزور ترین ہے۔ یہاں تک کہ میں وہ حق جو اس کے ذمہ ہے اس سے لے لوں اور تم میں سے کمزور ترین انسان میرے نزدیک قوی ترین ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق اسے دلا دوں"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جہاں خدا کا نام بلند کرتے تھے دوسری طرف استبداد اور ظلم کو مٹاتے بھی تھے۔ یہ لفظ بتاتے ہیں کہ دنیا میں استبداد کا دور دورہ نہ رہنے کو مذہب کی عظیم الشان اغراض میں سے ٹھہرایا۔

صحابہؓ کے ذریعہ یہ روح تمام دنیا میں پھیلی نیکی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اور صرف مسلمانوں پر نہیں بلکہ غیر مسلموں پر بھی اس کا اثر ہوا۔ اسلام کی پاکیزہ تعلیم غیر مسلموں پر بھی اثر کر گئی

آج پھر ظلم و فساد کا دور دورہ ہے

ظهر الفساد فی البر والبحر۔ آج پھر ہم کو اسی کا نظارہ نظر آتا ہے۔ کہا جائے گا کہ آج دنیا میں شرک نہیں۔ بت پرستی نہیں۔ ممکن ہے کہ آج پتھروں کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا نہ ہو۔ مگر سچ یہ ہے کہ آج بھی شرک اور بت پرستی عام ہے۔ کہیں ملک اور وطن بت بنا ہوا ہے۔ کہیں قوم بت بنی ہوئی ہے۔ کہیں طاقت بت بنی ہوئی ہے کہیں مال اور دولت بت بنا ہوا ہے۔ یہ بت ہیں جن کی آج پوجا ہو رہی ہے اور وہ یورپ کی مادی تہذیب۔ وہ کیا چیز ہے۔ وہ درحقیقت ان تمام بتوں کی پوجا ہے خدا کی عبادت چھوڑ کر۔ اور اس کا نتیجہ آج ہم کو یہ نظر آتا ہے کہ آج دنیا میں پھر ایک طرف شرک پھیلا ہوا ہے تو دوسری طرف ظلم کا دور دورہ ہے

مسلمان سب سے زیادہ کس مپرسی کی حالت میں ہیں

طاقتور کمزور کو کھانے اور دولتمند غریب کا خون چوسنے کیلئے تیار ہیں۔ دنیا میں یہ آپ کو صاف نظر آ جائے گا۔ ہاں یہ بھی نظر آتا ہے کہ اس ظلم اور استبداد کے دور دورہ میں مسلمان سب سے بڑھ کر کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ ... خدا ظلم نہیں کرتا۔ مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے اپنے ... ہے اور اسی کا نتیجہ آج بھگت رہے ہیں۔

اسلام کا بے مثال کارنامہ ـــــ عالمگیر برادری

مسلمانوں کی ایک برادری بنائی گئی تھی ... بنانا۔ ایک عالمگیر برادری کا بنانا۔ اسلام کے عظیم الشان کا ... میں سے تھا۔ ملک، زبان، رنگ، نسل جن سے کوئی ... سکتی تھی۔ ان سب حد بندیوں کو توڑ کر ایک وسیع اخوت کا ... قائم کیا۔ جو مشرق، مغرب، شمال، جنوب میں کام آئے اور ... غرضیکہ ہر جگہ پھیل گیا۔

مسلمانوں کی بربادی کا سبب نفاق ہے

مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے اس عالمگیر ... اخوت کو توڑا۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوا جب مسلمان مسلمان ... نہ رہا تو اس کو کھانے کیلئے دنیا کی قومیں دوڑنے لگیں ... میں آیا ہے۔

"وقت آئیگا کہ دنیا کی قومیں مسلمانوں کو اس طرح کھانے ... دوڑیں گی۔ جیسے بھوکے شوربے کے پیالے کی طرف ..."

اسلامی ملک البانیہ کی عبرت انگیز مثال

آج وہی حالت ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ... ملک نگلے گئے۔ کھائے گئے اور اب ان دو چار دنوں ... ایک اور مسلمان حکومت اور بادشاہت کو کمزور ہونے ... ایک طاقتور قوم نے نگل لیا ـــــ یونان اور رومانیہ کی ... کیلئے بڑی بڑی طاقتیں تیار ہیں۔ پولینڈ کی حفاظت کیلئے ... تیار ہیں۔ مگر غریب البانیہ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ نگلا گیا ... مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی طاقت کو برباد کیا ... اندر اتحاد ہو تو آج بھی وہ اپنی قوت کو منوا سکتے ہیں۔ مگر ... میں اتحاد نہیں۔

کیا ہے؟ اگر دنیا کے مسلمان اتنا ہی عزم کر لیں ... رنگ میں مقابلہ نہیں کر سکتے تو ایسے ظالموں کی تجارت کو خریدنا ... دیں گے۔ آخر دنیا کے ۵۰ ــــ ۶۰ کروڑ انسان یہ ارادہ کر ... تو آپ جانتے ہیں کہ اس تجارت پر کتنا اثر پڑے گا۔ مگر ... کہ اول تو مسلمانوں کو اس طرف توجہ ہی نہیں اور اگر ... جائے تو ان میں قوت عمل نہیں ہے۔ وہ دن شدید ہوگا۔ اور ... مگر اگر ایک دفعہ مسلمان عزم کر لیں تو بڑی سے بڑی طاقت ... ہو جائے کہ یہ زندہ قوم ہے۔ اسے چھیڑنا مفید نہیں ... مسلمان کی حمایت کیلئے اٹھے۔ مگر کیسے اٹھے اسے ... سے ہی فرصت نہیں ملتی۔

مجدد وقت کے کام کی تکمیل اس کے پیروؤں کے ذمہ

ہم میں سے ہر ایک کا ایمان ہے کہ اس فساد کو ... تہذیب پر مبنی تھا۔ جسے دجالیت سے موسوم کیا گیا ... اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی رحمت پھر جوش میں آئی ... ایک مجدد پر اس کا نزول ہوا۔ اور وہ کام آج اس ... کے ذمہ ہے۔

کامیابی یکساں طریق پر نہیں ہوتی

یہ خیال کبھی نہ کرنا چاہئے کہ کامیابی یکساں ... ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آتے ہیں۔ ان ... ہوتی ہے۔ مگر ان کا پیغام تین سو سال تک کس مپرسی کی ... رہتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلعم تشریف لاتے ہیں ... کے اندر اندر خدا کے نام کو بلند سے بلند مینار پر ...

یہاں بھی ایک مسیح آیا۔ شاید خدا کے علم میں یہی بات ہو کہ اس مسیح کو اس پہلے مسیح کے ساتھ اس رنگ میں مماثلت ہے کہ ایک لباذہت بکار ہے۔ اس انقلاب کے لانے کیلئے جس غرض کیلئے اللہ تعالیٰ کی روح نازل ہوئی۔

تم کس طرح غالب آسکتے ہو؟

مگر یاد رکھو کہ آپ لوگ جو آج مسیح موعودؑ کی جگہ پر کھڑے ہیں اگر آپ کے اندر خدا کی وہ روح سرایت نہیں کر گئی جو مسیح پر نازل ہوئی تھی تو ہمارے تمام دعوے اشاعت اسلام کے تبلیغ اسلام کے اور جماعت کی طاقت کو بڑھانے کے بے سود ہیں۔ ان کا نتیجہ کچھ نہیں۔ تم اگر غالب آسکتے ہو تو اس روح کے ساتھ غالب آسکتے ہو جس کے ذریعہ سے اس سے قبل لوگ غالب آئے۔

محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہؓ دنیا کی طاقت اور مال کے ذریعہ غالب نہیں آئے بلکہ خدا کی اس روح کے ساتھ غالب آئے جو نبی کریم صلعم پر نازل ہوئی اور صحابہؓ کے اندر سرایت کر گئی۔ آپ بھی اگر غالب آسکتے ہیں تو اس روح کے ساتھ ہی غالب آسکتے ہیں جو مسیح موعود پر نازل ہوئی اور آپ کی جماعت کے اندر سرایت کر گئی۔ یا اسے سرایت کر جانا چاہئے۔

مسلمان بھی دجالی تہذیب کے زیر اثر آرہے ہیں

سو بیشک ایک طرف دنیا میں یہ حالت نظر آئے کہ دنیا خدا سے بڑی تیز رفتاری سے دور جا رہی ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ خود مسلمان بھی خدا سے دور جا رہے ہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ ہر چیز کیلئے ان کی طبیعتوں کے اندر جوش۔ غیرت اور ولولہ پیدا ہوتا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن کے لئے جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہوتا۔ تو کیا یہ سچ نہیں کہ یہ لوگ خدا سے دور جا رہے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ قرآن کی تہذیب کے پیرو بھی یورپ کی تہذیب جس کی بنیاد ہی مادیت پر ہے سے متاثر ہو رہے ہیں اور جاہلیت کا اثر جیسا اور قوموں پر ہے وہاں مسلمانوں پر بھی ہو۔

ہماری جماعت کے قیام کا مقصد

خدا نے ہماری اس جماعت کو کھڑا کیا کس غرض کیلئے؟ اس غرض کے لئے کہ دنیا جو خدا سے دور جا رہی ہے اسے خدا کی طرف واپس لایا جائے ــــــ کتنا بڑا کام ہے۔ ایک بے کس جماعت جس کی تعداد کچھ نہیں جس کے پاس مال نہیں۔ ایک طرف دیکھو اور دوسری طرف دنیا اپنے سارے ساز و سامان سے خدا سے دور جا رہی ہے

ہماری کامیابی کیلئے لازمی شرط

کیا یہ کام اس جماعت کے لئے ممکن ہے؟ یقیناً ہے۔ بشرطیکہ ہماری قوم خدا کی طرف اس تیز رفتاری سے بڑھے جس تیز رفتاری سے لوگ خدا سے دور جا رہے ہیں۔ اگر آپ نے اپنے منصب کو سمجھا ہے۔ اگر آپ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ایمان کو ثریا سے واپس لانے کے لئے آئے تھے اور یہ جاننے کے باوجود اگر آپ کے اندر وہ روح کام نہیں کر رہی جو مسیح موعود کے اندر تھی تو تم کبھی اشاعت اسلام کے کام میں کامیاب نہیں ہو سکتے

خدا کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھاؤ

خدا کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھاؤ۔ ایک چنگاری تمہارے اندر یقیناً مسیح نے ڈال دی ہے۔ اب اسے مشتعل آگ کی صورت میں تبدیل کرنا آپ کا کام ہے۔

مجھے بعض وقت افسوس ہوتا ہے کہ ایک دنیادار دنیا کے کام کیلئے وہ جوش دکھاتا ہے جو ہماری جماعت کے بعض لوگ خدا کے دین کے کام کے لئے نہیں دکھاتے۔

معاصرین کے افکار

ایک افسوسناک غیر اسلامی حرکت

مبالہ سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں ۲۹ اپریل کو رات کے وقت ایک احمدی اپنی ۹ ماہ کی بچی کی نعش کو دفن کرنے کیلئے قبرستان لے گیا لیکن احراریوں نے بے شمار مسلمانوں کو جمع کر لیا اور اس معصومہ کی نعش کو قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہ مسلمان رات بھر وہیں بیٹھے رہے پولیس بھی پہنچ گئی جب احراری کسی طرح نہ مانے تو پولیس اس نعش کو لے کر دوسرے قبرستان میں گئی۔ وہاں بھی یہی کیفیت تماشائی ہجوم بے قابو ہو رہا تھا۔ اس لئے حکام اور پولیس کا اجتماع بہت زیادہ ہو گیا۔ آخر حکام نے نعش کو قبرستان کے نزدیک سرکاری زمین میں دفن کرا دیا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کی پیشوائی کا دعویٰ کرنیوالے اشخاص مسلمانوں کو کدھر لے جا رہے ہیں۔ ایک نو ماہ کی بچی کی نعش کے ساتھ یہ سلوک ہمارے نزدیک قطعی طور پر غیر اسلامی بلکہ خلاف انسانیت ہے مسلمانوں کے قبرستانوں میں ملحدوں زندیقوں اور سیہ کاروں کی نعشیں تو دفن ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک معصوم بچی کی نعش دفن نہیں کی جا سکتی جس کا قصور صرف یہ ہے کہ اس کا باپ بعض عقائد میں مسلمانوں کا ہم آہنگ نہیں ہے ہمارے خیالات احمدیت اور احمدیوں کے متعلق سب کو معلوم ہیں لیکن ہم مبالہ کے احراریوں کی اس نازیبا حرکت کو کسی اعتبار سے بھی روح اسلامی کے مطابق نہیں سمجھتے۔ (انقلاب)

ایک دنیادار جب ایک دنیوی تجارت کو نفع مند سمجھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کا مال بڑھ رہا ہے تو اپنی تمام پونجی اور طاقت اس کام کیلئے لگا دیتا ہے مگر دین کے خدمتگاروں میں وہ لوگ بھی نظر آتے ہیں جو خدا کے دین کی خدمت کو نفع مند دیکھکر اور اس میں کامیابی حاصل کر کے بھی اپنی پونجی اور طاقتوں کو اس کام میں لگانے سے پیچھے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمہارے چھوٹے چھوٹے کاموں میں وہ برکت ڈالی ہے کہ آج یہ کمزور جماعت دنیا میں وہ کام کر رہی ہے۔ جو بڑی سے بڑی جماعت سے نہیں ہو سکا پھر بھی تمہارے دل میں وساوس اٹھتے ہیں۔ کیا ہوگا! ہمارا مال کہاں جائیگا؟ تم نے جو چھوٹی چھوٹی قربانیاں کی ہیں خدا نے ان میں اتنی برکت ڈالی ہے کہ گویا تم نے خدا کی راہ میں خزانے لٹا دئیے ہیں۔

زیادہ ہمت اور کوشش کے ساتھ کام کرو

تمہاری اتنی چھوٹی سی قربانی سے اتنے عظیم الشان کام کی بنیاد رکھی گئی ہے اور اگر خدا چاہے تو وہ بنیاد ایسی عظیم الشان ہو کہ قیامت تک اس سے دنیا میں روشنی پھیلتی رہے ــــــ ان عظیم الشان کامیابیوں کو دیکھ کر کیوں دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ ہم پہلے سے دوگنی۔ چوگنی بلکہ دس گنی طاقت خرچ کریں۔ کیوں ہم اور خدا کے آگے نہیں جھکتے۔ اور عاجزی نہیں کرتے اور زیادہ نہیں گڑگڑاتے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایک طرف ہم اور زیادہ عاجزی سے خدا کے حضور گریں۔ اور دوسری طرف اپنی طاقت کو اور زیادہ اس کے راستہ میں لگائیں۔ تو خدا تعالیٰ کی نصرت کا وہ کھلا نظارہ دنیا دیکھے گی جس سے خدا کی ہستی پر یقین پیدا ہو جائے گا۔ اور جس مقصود کا حاصل کرنا آج دنیا کی نگاہ میں بالکل ناممکن نظر آتا ہے وہ مقصود ہم حاصل کر لیں گے

(مرقومہ منصور والیکم) ۱۵ ؍۳ ؍۳۶

زہد ربانی

مسیحیوں کے تبلیغی مشن جو مخصوص مسلمانوں کو بہکانے اور راہ راست سے ہٹانے اور ممالک اسلامی میں ارتداد پھیلانے کے لئے قائم ہیں۔ ایک نہیں متعدد ہیں۔ ان میں سے ایک مشن کا نام الجیرز مشن بینڈ ہے جس کا مقصد الجیریا (الجزائر) اور ٹیونس کے مسلمانوں کو مسیحی بنانا ہے اور اس غرض کے حصول کیلئے شفاخانے، مدرسے وغیرہ کھولتے ہیں۔ اس مشن میں داخل ہونیوالے طلبہ (مبلغین) کیلئے جو ہدایت نامہ ہے اس کی دفعہ ۹ ملاحظہ ہو:-

"کوئی مبلغ اس مشن میں داخل نہیں ہو سکتا یا اگر داخل ہو سکتا ہو تو برقرار نہیں رکھا جا سکتا جب تک وہ تمباکو نوشی اور تمام نشیلی چیزوں سے احتراز کامل کیلئے تیار نہ ہو"

مشن والوں نے تو یہ وضع احتیاط ظاہر ہے کہ صرف اس غرض سے قائم کی ہے کہ شکار بھڑکنے نہ پائے۔ ورنہ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ مسیحیوں کے ہاں تمباکو کیا معنی، تشدد سے تند شراب بھی نہ حرام ہے نہ مکروہ۔ لیکن کیا یہ خود اسلام کا ایک اعجاز نہیں کہ جو انہیں گمراہ کرنے آتے ہیں وہ بھی کم از کم اس حد تک تو رعایت تقویٰ پر مجبور ہو ہی جاتے ہیں۔ اسلام کا دشمن بھی اسلام کے فیض سے محروم نہیں! ؎ میخانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے۔

اللہ! اللہ کفر کی یہ بے مائگی کہ اسلام پر چھاپہ مارنے کا قصد کیا بھی تو اسلام ہی کا جامہ سالوس پہن کر! (صدق)

زبان کی چاٹ

ایک جرمن اخبار کے حوالہ سے پاینیر ۲۱ مارچ میں جرمن کھانوں کا حال چھپا ہے یعنی ان کھانوں کی فہرست جو عام جرمن گھرانوں میں پورے ایک ہفتہ تک کھائے جاتے ہیں۔ دن اور رات میں دو وقت کے حساب سے یہ کل ۱۴ وقتوں کی فہرست ہے اس میں خاص بات یہ ہے۔ کہ:-

(۱) شراب یا کوئی نشہ آور چیز ان ۱۴ وقتوں میں سے ایک وقت کے کھانے میں بھی نہیں۔

(۲) گوشت مچھلی اور انڈا یہ دونوں چیزیں بھی بہت ہی کم ہیں گوشت تو ۱۴ میں صرف ایکبار اور مچھلی اور انڈا بھی دو تین بار سے زائد نہیں۔

(۳) کھانے کے اقسام بھی زائد نہیں۔ عموماً ایک وقت میں بس دو تین طرح کے کھانے ہیں۔

(۴) عموماً غذا ابلی ہوئی۔ سبزی۔ پھل کبھی خشک، کبھی تر۔ اور کبھی پنیر اور کبھی دودھ ہے۔

ایک پر قوت، تنومند تندرست قوم کے کھانے کی اس سادگی کو سن کر ہماری قوم جو زبان کی چاٹ میں پڑ کر روز بروز اپنے معدے کو ضعیف سے ضعیف تر اور اپنی جیبوں کو مفلس سے مفلس تر بنائی جا رہی ہے اپنی خوش خوری اور دسترخوانی تکلفات پر غور کریگی؟

(صدق)

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی آخری تحریر

حضرت مسیح موعودؑ کی فوج کے جانباز مجاہد کا شوق جہاد

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنے دل میں اشاعت احمدیت اور توسیع جماعت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے تھے حتیٰ کہ اس فرض کو انہوں نے بستر مرگ پر بھی فراموش نہ کیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۹ء میں حضرت مرحوم کے اسی جذبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اس سلسلہ میں ان کا آخری کام اور آخری خدمت یہ تھی کہ جب ان کے عزیز عنایت حسین صاحب کے فرزند عزیز فدا حسین صاحب بمبئی جانے لگے۔ تو وفات سے ایک روز پہلے شاہ صاحب نے رقعہ بھیجا کہ میرا یہ عزیز بمبئی جا رہا ہے۔ اس کی بیعت لے لیں ——— بڑے ہی مضبوط ارادے کا انسان تھا۔ شام کے چھ بجے کے قریب وقت تھا کہ رقعہ میرے پاس پہنچا اور میں بیعت لینے کے بعد گو شاہ صاحب ہی کے ہاں چلا گیا . . . . " حسن اتفاق سے یہ رقعہ دستیاب ہو گیا۔ چنانچہ ہم اس کا عکس قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ یہ چیز اس لحاظ سے بھی تاریخی حیثیت رکھتی ہے کہ یہ حضرت مرحوم کی آخری تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجاہد پر اپنی ہزاروں رحمتیں نازل کرے۔

(نوٹ) یہ تحریر حضرت مرحوم نے وفات سے ایک روز قبل ۲۵ اپریل ۱۹۴۹ء کی شام کو لکھی تھی

قبلہ حضرت مولوی صاحب سلامت

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ حامل رقعہ عزیز فدا حسین حاضر خدمت ہوتا ہے۔ یہ انڈین نیوی ڈیپارٹمنٹ کے سلیکشن (انتخاب) میں آگیا ہے۔ وہاں سے اپریل وائرلیس کام سکھلایا جائے گا۔ ۲۷ تاریخ کو بمبئی جا رہا ہے۔ آپ اس کی بیعت قبول فرما کر اسکی روحانی بہبودی اور ترقی کے لئے دعا کریں۔ یہ ماہوار چندہ بھی باقاعدہ دیا کرے گا۔

خاکسار

سید محمد حسین

مرثیہ

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

(از مولوی غلام رسول صاحب جانباز)

خزاں بن کر بہار آئی خوشی کا سب چمن اجڑا | ہوئی ویران دنیا آہ ہر دشت و دمن اجڑا

سدھارے ہمنوا افسوس اب سارا وطن اجڑا | محافل ہائے یاراں کا متاع انجمن اجڑا

چلے ہیں خلد کو ساقی ہوا برباد میخانا

گراں ہے سید السادات کا دنیا سے اٹھ جانا

عزیز و اقربا اس دم بحال زار پھرتے ہیں | شکستہ خاطر و غمگیں جگر افگار پھرتے ہیں

پریشاں حال ہیں اور جان سے بیزار پھرتے ہیں | کلیجے ہاتھ سے تھامے ہوئے سب یار پھرتے ہیں

قیامت خیز ہے لاریب ہنگام جدائی بھی

قسم کھانے کے لائق زیست کی ہے بیوفائی بھی

فدائے دین و ملت تھا وہ سید عالم و رساں | وہ سید مظہر ایماں وہ سید عاشق یزداں

فلاح قوم کا جس دل میں تھا اک درد بے پایاں | زمانہ بھر کی نظروں سے وہ اندم ہو گیا پنہاں

جہاں فرقت میں اس کی رات دن آنسو بہائیگا

سخی لکھپال لکھ داتا وہ داتا پھر نہ آئیگا

قصور خلد کی ہے آج تیرے دم سے آرائش | یہاں لیکن بھڑکتی ہے دلوں میں ہجر کی آتش

عطا ہو صبر سے وہ اقربا کے دل کی کاوش | ترے مرقد پہ ہر دم ہو خدا کے فضل کی بارش

بچھڑنا شاق ہے لے راہیٔ ملک عدم تیرا

نہ بھولے گا زمانے کو کبھی لطف و کرم تیرا

ایک بے لوث بیخوف مردِ خدا کی وفات

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

از جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب

مردِ مومن کی سب سے بڑی وہ نشانیاں ہوتی ہیں اس کا دل مصفا و مطہر ہوتا ہے۔ اس میں کینہ رنج اور انتقام کا جذبہ نہیں رہتا اور خود پاک صاف ہونے کے باعث وہ نڈر و بے خوف ہوتا ہے، حق کی تائید و نصرت میں اور باطل کو مٹا دینے کے لئے اس دل میں ایک بے پناہ جذبہ موجزن ہوتا ہے، مخالفت کی شدت، مصائب کی کثرت اُسے کسی گھبراہٹ میں نہیں ڈالتی ہے۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنے سینہ میں مردِ مومن کا دل رکھتے تھے دل ایسا صاف شفاف تھا کہ اس کا ہر جذبہ چہرہ پر لکھا ہوا پڑھ لو، گویا آپ کا چہرہ صحیح معنوں میں آپ کے دل کا آئینہ دار تھا، کوئی اخفا نہیں بناوٹ اور تصنع نہیں، تکلف کرنا گویا آتا ہی نہیں، جو کچھ دل میں ہے وہی زبان پر موجود ہے ایسے صاف گو، یک رنگ انسان موجودہ زمانہ میں دیکھنے میں بہت، کم آتے ہیں، کیونکہ تہذیب حاضرہ کے کرشموں میں سے ایک "معجزہ" ملمع سازی حیلہ جوئی اور دو رنگی کا پایا جانا ہے۔ صاف باطنی اور یک رنگی کے ساتھ حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب اپنے پہلو میں ایک جری اور قوی قلب رکھتے تھے جنت میں داخل ہونیوالوں کی ایک نشانی لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ہوا کرتی ہے میرے ناقص خیال میں یہ قلبی حالت حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب مرحوم مغفور پر اسی دنیا میں وارد تھی، جو کام کرتے اس میں کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ محسوس نہ کرتے، جو عزم کر لیا اُسے نبھایا نہ یہ دغدغہ ہے کہ اسبات کا نتیجہ کیا ہوگا نہ یہ خوف ہو کہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا جس کام کو ہاتھ ڈالتے ہیں بیخوفی اور بے لوثی اس میں کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے، مشکلات میں ہراسانی ناکامیوں کی بددلی یہ باتیں آپ سے کوسوں دور تھیں خدا تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے اسی قسم کے سلوک روا رکھتا ہے جس قسم کی ان کی نیات، وعادات ہوں چنانچہ حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب نے جس متوکلانہ اور مومنانہ رنگ میں شجاعت و عزم کا اظہار کیا خداتعالیٰ نے ویسا ہی آپ کو بدلہ بھی دیا، توکل اور شجاعت کے باعث، خداتعالیٰ نے آپ کو اپنے دنیاوی کاروبار میں بھی بڑی برکت اور ترقی دی، اپنی ملازمت میں منتخب شدہ سول سرجن کا گریڈ حاصل کیا، پھر ہزاروں روپیہ تجارت میں اور زمینوں کے کاروبار میں لگایا اور اس سے بیحساب دولت پیدا کی۔

مجاہدانہ شان

جہاد خواہ سیفی ہو یا مالی، صحیح معنوں میں اسکی توفیق اسی شخص کو ملتی ہے جو اپنے سینہ میں بیخوف دل رکھتا ہو، وہی انسان اپنی جان جوکھوں میں ڈال سکتا ہے اور وہی اپنے مال کو قربان کرنیکی ہمت دکھلا سکتا ہے جو نڈر ہو جو لوگ ہر بات میں پھونک پھونک کر قدم رکھنے کے عادی ہوں ان سے یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ کوئی ایسے کار ہائے نمایاں سرانجام دے سکیں گے جن میں جان و مال کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو ایسے لوگ ہر بات کو منطقی رنگ میں لیتے اور حسابی نقطۂ نگاہ سے جانچنے تولنے کے عادی ہوتے ہیں، یہ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں مجاہدانہ رنگ پیدا کرنے کے لئے نڈر و بیباک ہونا پہلی خصلت ہے، مردہ قوموں کا احیاء مجاہدانہ سپرٹ کے اظہار سے وابستہ ہے، جس سپرٹ کا خاصہ بے خوفی، شجاعت عزم کا پیدا کرنا ہے۔ حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کو خداتعالیٰ نے مجاہدانہ فطرت عطا فرمائی تھی آپ جس امر کو حق سمجھتے تھے اس کے لئے اپنا سب کچھ نثار کر دینا حتیٰ کہ فنائیت کے مقام تک پہنچ جانا ہی دانشمندی خیال کرتے تھے، حق کا بول بالا ایسے اصحاب کی کوششوں کا مرہونِ منت ہے جو اسکی تائید و نصرت میں اپنا سب کچھ لٹا دینا ہی عین دانائی یقین کرتے ہیں، پھر مجاہدانہ شان کا خاصہ صرف یہی نہیں کہ نصرت حق کے لئے انسان اپنی جان اور اپنے سارے مال و متاع کے ساتھ ہر وقت کمربستہ کھڑا ہو بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ فساد و شرارت کے مقابل ہمہ تن تیار ہو حضرت اقدس حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے سب سے بڑے مجاہد حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ فرمایا ہے۔

عاشقِ صدق و سداد و راستی ٭ دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے

بعض طبائع جن میں درحقیقت مجاہدانہ شان مفقود ہوتی ہے وہ تقویٰ کا مفہوم اس امر تک محدود کر لیتی ہیں کہ انسان بے شر محض ہو، اگر شرارت و فساد کے مٹانے کی اُسے قدرت و طاقت بھی خداتعالیٰ نے دی ہو تو بھی وہ اس سے اغماض کر کے گذر جائے ایسی طبائع ممکن ہے خود نیک صالح ہوں مگر وہ دنیا میں حق و راستی کو کسی وسیع پیمانہ پر قائم کرنے کے قابل نہیں ہوتیں، حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب جہاں ایسا قلب سلیم رکھتے تھے جس میں حق و راستبازی کیلئے سچا جوش و اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا وہاں ساتھ ہی شرارت و فساد کو مٹانے پر بھی ویسا ہی عزم راسخ و تڑپ رکھتے تھے۔

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"

جو انسان ایسی خوبیوں کا مالک ہو جیسے کہ حضرت شاہ صاحب تھے اسے ہی خداتعالیٰ اپنے ماموروں کی رفاقت کے لئے چن لیتا ہے چنانچہ حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کو حضرت اقدس حضرت مرزا صاحب سے بیحد جوشِ محبت و عقیدت تھا، حضرت اقدس نے اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا لائف ممبر آپ کو منتخب کیا تھا۔ پھر یہ بھی خداتعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ حضرت اقدس کے مندرجہ بالا الہام کے پورا کرنے میں حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کا بہت بڑا حصہ ہے واقعات یوں ہیں کہ جب مئی ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس کو متواتر الہاموں کی بنا پر یہ یقین ہو گیا کہ آپکی رحلت کا وقت بہت قریب ہے اس وقت آپ قادیان سے لاہور تشریف لے آئے اور حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے چنانچہ حضرت اقدس کی وفات بھی شاہ صاحب کے مکان میں ہوئی اور پھر نعشِ مبارک کو قادیان میں لیجا کر دفنایا گیا گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے وقت کے قریب حضرت اقدس کی طبیعت بےچین و بیقرار ہو رہی تھی کہ ایسے مقام پر آپکی روح مبارک پرواز کرے جس جگہ پر آپ کے مقاصد نے تکمیل پانا ہے، متذکرہ بالا الہام میں الفاظ مکہ اور مدینہ استعارتاً استعمال ہوئے ہیں گویا مفہوم یہ ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش گو مکہ معظمہ تھی مگر آپکے مقاصد یعنی اشاعت اسلام کی ترقی و ترویج کا راستہ مدینہ منورہ میں جاکر کھلا ویسے ہی حضرت اقدس کے ساتھ مقدر یہ تھا کہ آپکی جائے پیدائش میں ایسے حالات پیش آجائیں گے کہ اشاعت اسلام کا نصب العین اسجگہ سے تکمیل نہ پاسکے گا بلکہ وہ کوئی اور جگہ ہوگی، اب اگر حضرت اقدس کی وفات قادیان میں ہی واقع ہوتی تو اسجگہ کا تعین جس جگہ آپکے مقاصد ہجرت کر کے چلے جائیں گے قیاس پر منحصر ہوتا اور یا واقعات اسے بتلاتے مگر خداتعالےٰ کی عجیب شان ہے کہ اگر ایک طرف الہام الٰہی نے یہ بتلا دیا کہ حضرت اقدس کے مقاصد دوسری جگہ ہجرت کر جائیں گے تو دوسری طرف وفات کے واقعہ نے اسبات پر مہر ثبت کر دی کہ وہ جگہ احمدیہ بلڈنگس لاہور ہی ہے۔ حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کے مکان کو ہی یہ اعزاز و افتخار حاصل ہوا جہاں حضرت اقدس کی روح مبارک اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملی۔ حضرت اقدس کا وفات کے قریب لاہور تشریف لے آنا اسبات کی دلیل ہے کہ آپکی روح اس مقام پر جانے کے لئے بیقرار تھی جہاں آپ کے مقاصد نے تکمیل پانا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا البتہ قادیان کے حصہ میں بھی ایک چیز آئی ہے اور وہ ہے حضرت اقدس کا جسم مبارک بغیر روح کے، اب واقعات کے رنگ میں بھی دیکھو تو حضرت اقدس کا اپنی وفات کے قریب دوسری جگہ ہجرت کر جانا مگر آپ کی نعشِ مبارک قادیان میں ہی دفن کئے جانا اس امر کی نشانی تھے کہ حضرت کے مقاصد و مطالب تو لاہور چلے جائیں گے البتہ بے حقیقت اپنے روح ظاہری امور جو حضرت اقدس کی ذات مبارک سے تعلق رکھتے ہیں وہ قادیان کے حصہ میں آئیں گے اب غور کرو کہ جہاں ایک طرف جماعت احمدیہ لاہور اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ یہ جماعت ہی حضرت مسیح موعودؑ کی سچی جانشین ہے یہ امور پیش کرتی ہے کہ حضرت اقدس کے اصل نصب العین یعنی اشاعتِ اسلام و اشاعت نور فرقان کی حامل ہے وہاں جماعت قادیان اپنی خلافت کی تائید میں جسمانی امور کو ہی پیش کرتی ہے یعنی یہ کہ حضرت اقدس کا مقبرہ مبارک قادیان میں ہے، آپ کا مقام وہاں ہے جسمانی رنگ میں جن لوگوں کو آپ سے تعلق تھا وہ وہاں ہیں وغیرہ

اسلامی آزادی و شوریٰ

حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کی فیاضانہ دریا دلی اور صفت جاں نثاری کے بعد جو اور خوبی نمایاں طور پر دکھلائی دیتی ہے وہ ہے آپ کی اسلامی آزادی کی سپرٹ اور اصول شوریٰ کی پابندی۔ پیر پرستی، کورانہ تقلید سے آپ کی طبیعت کو سخت نفرت و کراہت تھی، پیر پرستی کی لعنت کو آپ

مرکزی احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا تعزیتی اجلاس

عمرہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

نو/غہ ۷ رمئی بروز اتوار بعد از نماز مغرب زیر صدارت جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی تعزیت میں مرکزی احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا ایک اجلاس منعقد ہوا ——— اجلاس کی روئداد کا ملخص درج ذیل ہے:۔

مولوی ابراہیم صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت سے جلسہ کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد شوکت علی صاحب: انہوں نے ایک نظم جس کا عنوان تھا "موت" نہایت درد انگیز اور پُر تاثیر لہجہ میں پڑھ کر سنائی ——— اس کے بعد راجہ کرامت حسین صاحب نے شاہ صاحب کی وفات پر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ "حضرت شاہ صاحب کی قربانی ہمارے لئے ایک شاندار مثال ہے ہم نوجوانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ ان بزرگوں کی علیحدگی سے ہم نوجوانوں کی قوت عمل کو شل نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہم میں ذمہ داری کا احساس پہلے سے فزوں تر ہو جانا چاہیئے حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب مرحوم کی روح کو ہماری مرثیہ خوانی سے کوئی مسرت حاصل نہیں ہوگی بلکہ انہیں حقیقی فرحت اور خوشی اس وقت حاصل ہوگی۔ جب وہ دیکھیں گے کہ سینکڑوں نوجوان ان کی جگہ لینے اور قربانی کرنے کیلئے تڑپ رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

راجہ صاحب کے بعد مولانا احمد یار صاحب نے اپنے تاثرات کو بیان کیا۔ فرمایا "قبلہ شاہ صاحب مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ ذرا کسی دوست سے ناراض ہوئے تو فوراً اسے گلے لگا لیا۔ دوسری خوبی ان میں فیاضی تھی۔ غربا کی پرورش ان میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ ہر ایک کی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ جب کسی سفر سے لوٹتے تو ہر ایک سے آکر ملتے اور ہر ایک کے قلب میں گھر کر لیتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ انجمن کی خدمت کی آپ کا جینا سب سے زیادہ ہوا کرتا تھا۔ آپ نے پہلے دن سے جو قربانی شروع کی اخیر دم تک اس پر قائم رہے۔ آپ کو ہمیشہ جماعت کی ترقی اور استحکام کا خیال رہتا۔ اگر ہم سب میں وہی جذبات پیدا ہو جائیں تو ہم میں اجتماعی لحاظ سے ایک تغیر عظیم پیدا ہو سکتا ہے۔ مولانا ممدوح کے بعد خواجہ عبد الغنی صاحب دکاندار احمدیہ بلڈنگس نے پنجابی زبان میں حضرت شاہ صاحب مرحوم کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ کہنے لگے "میں غریب آدمی ہوں۔ شاہ صاحب غریب پرور تھے اس لئے میں اکثر ان کے چشمہ جود و سخا سے فیضیاب ہوتا رہا ہوں ——— میں آپ کو شاہ صاحب کی غریب پروری کا ایک واقعہ سناتا ہوں جو ان کی وفات سے تین دن پہلے پیش آیا۔ بھوپال سے قاضی مظہر الحق صاحب جو شاہ صاحب کے کارکن ہیں ان کا ایک خط آیا کہ فلاں ہندو ملازم بیمار ہے اور کام کے لائق نہیں۔ اس لئے میں نے اسے معطل کر دیا ہے۔ لیکن شاہ صاحب کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً ایک خط کے ذریعہ اس ہندو ملازم کی اشک شوئی کی۔ اور قاضی صاحب کو تنبیہ کی۔ غرضیکہ حضرت شاہ صاحب کی زندگی میں ہزاروں واقعات ہیں جنہیں پھر کبھی بیان کروں گا۔ جب بٹ صاحب اپنے خیالات کو بیان کر چکے تو چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ سٹیج پر آئے اور انہوں نے حاضرین مجلس کو یوں خطاب کیا۔ قبلہ شاہ صاحب کی وفات پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ اگر میں بھی انہیں باتوں کا اعادہ کروں تو یہ چنداں دلچسپ نہ ہوگا ——— میں صرف اس امر کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے جن بلند اخلاق کو بیان فرمایا اور جماعت میں پیدا کرنے کی کوشش کی حضرت شاہ صاحب مرحوم نے اپنے عمل سے ان اخلاق کی صداقت پر مہر ثبت کی وغیرہ وغیرہ

اس کے بعد صاحب صدر نے صدارتی اشارات کے بعد جلسہ ختم کیا۔ صاحب صدر نے فرمایا حضرت شاہ صاحب مرحوم میں جو چیز نمایاں طور پر نظر آتی تھی وہ ان کا ندر اور بے خوف ہونا تھا۔ اور یہی وہ بلند جذبہ ہے جس سے تمام اخلاق حسنہ جنم لیتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب مرحوم کے تمام اخلاق اور خوبیاں اسی جذبہ کی تربیت یافتہ تھیں ——— حضرت شاہ صاحب مرحوم کی یہ تمنا تھی کہ بیت ال احمدیہ بلڈنگس میں ایک ہال تعمیر کیا جائے۔ میرے ناچیز خیال میں حضرت شاہ صاحب کی یادگار اس سے بہتر اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ ان کی اس خواہش کو پورا کیا جائے اور ان کی یادگار کے طور پر ایک ہال تعمیر کیا جائے صدارتی اشارات کے بعد دعا پر مجلس تمام ہوئی۔ (المیں محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن)

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ۵ رمئی کو حضرت ممدوح نے حسب معمول نماز جمعہ پڑھائی اور ایک پر نصائح مؤثر خطبہ ارشاد فرمایا جو انشاء اللہ بہت جلد درج اخبار کیا جائے گا۔

——— حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات پر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی غم و افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ بے شمار تعزیتی خطوط، تار دل اور قرار دادوں کے علاوہ بیرونی جماعتوں میں سے احباب خود تعزیت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرحوم کے صاحبزادگان کے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔

——— حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کے حادثہ وفات کی وجہ سے حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا درس چند روز کے لئے ناغہ ہو گیا تھا۔ اب حضرت موصوف نے ۷ رمئی سے اس بابرکت سلسلہ کو پھر شروع کر دیا ہے۔ قرآن شریف اور حدیث دونوں کے درس نماز مغرب کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہوتے ہیں۔

——— مستری فضل الدین صاحب کے صاحبزادے محمد بشیر صاحب کا عقد ۳۰ راپریل ۱۹۴۵ء کو خواجہ غلام محمد صاحب ولد خواجہ عبد الرحمان صاحب بٹ (احمدیہ بلڈنگس) کی صاحبزادی کے ساتھ ... روپے مہر پر ہوا۔ خواجہ غلام محمد صاحب نے برات کی مدارات اعلیٰ پیمانہ پر کیں۔ مستری فضل الدین صاحب ... نے اس تقریب کی خوشی میں مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ہم دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ خدا اس رشتہ کو مبارک و بابرکت بنائے۔ آمین۔

——— مولوی الٰہ بخش صاحب کارکن دفتر محاسب کی شادی خانہ آبادی بھی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

——— جناب عبد الرحمان صاحب ہیڈ کلرک سول سرجن جہلم کے صاحبزادے عزیز لطف الرحمان صاحب امسال ایک امتحان میں شریک ہوئے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔

——— امسال جماعت کے بہت سے طلبہ اور طالبات مختلف امتحانوں میں شریک ہوئے ہیں۔ ان سب کی کامیابی کیلئے بھی دعا کی جائے۔

——— حضرت مولانا عزیز بخش صاحب کا مزاج گذشتہ دنوں کچھ ناساز ہو گیا تھا۔ اب چند دنوں کے لئے بغرض تبدیل آب و ہوا اپنے گاؤں تشریف لے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مزاج رو بہ اصلاح ہے۔ اس قیمتی و بابرکت وجود کے لئے تمام وابستگان سلسلہ حضور سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت و توانائی کے ساتھ مولانا کو تا دیر سلامت رکھے (تازہ اطلاع کی خبر ہے کہ مولانا گاؤں سے واپس تشریف لے آئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں بہت کچھ افاقہ ہے)

——— چوہدری محمد سرفراز خان صاحب، بدوملہی ضلع سیالکوٹ گذشتہ ہفتہ بعارضہ ... علیل ہو گئے تھے اب افاقہ ہے۔ چوہدری صاحب موصوف بھی ہماری جماعت کے قیمتی رکن ہیں۔

——— شیخ عبد السلام صاحب آڑھتی جڑانوالہ کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔

——— جناب شیر محمد صاحب اختر ہیڈ کلرک دفتر انجمن کی خورد سال صاحبزادی سیڑھی پر سے گر کر سخت زخمی ہوئی۔ دائیں بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

ان تمام بیماروں کیلئے دعائے صحت کی جائے

——— افسوس ہمارے کشمیر کے ایک دوست ... خان صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ اس صدمہ میں ہمیں خان صاحب موصوف اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے (۵ رمئی کو نماز جمعہ کے بعد جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

——— نہایت رنج و افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب عبد اللہ خان صاحب نمبردار چک ۱۲۵ ج ۔ ب ضلع لائل پور کا آٹھ سالہ صاحبزادہ عزیز عبد المنان وفات پا گیا۔ انا للہ۔ نہایت ہونہار اور سعید بچہ تھا۔ اس صدمہ میں ہمیں جناب عبد اللہ خان صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

——— ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس سول ہسپتال مردان کا بڑا صاحبزادہ بعارضہ محرقہ سخت بیمار ہے حالت تشویشناک ہے۔ سب احباب اس کیلئے درد دل سے دعا کریں۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی
مقدمہ ۴۹ سال ۱۹۳۹ء

بعدالت جناب سردار غلام فرید خانصاحب
پی سی ایس ۔ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ملتان

سوبھا مل ولد راماں مل ذات کا ٹھیال سکنہ خانپور تحصیل میلسی

بنام

محمد علی ولد الٰہی بخش ۔ شیرن ولد گگنہ اقوام ارائیں وبخشہ ولد نامعلوم ذات کھوکھر ۔ بدھو ولد خوشیال قوم ۔۔۔ ہرنسگھ ولد گورمکھ سنگھ و دیال سنگھ ولد لال سنگھ اقوام کھتری و چانن مل ولد خوشیال قوم ۔۔۔ رام کشن ولد ماجھی مل ذات ۔۔۔ نابالغ بسرپرستی ۔۔۔ مل ولد مول مل قوم چراغی ۔۔۔ نانا حقیقی خود ۔۔۔ ولد ہیرا مل ۔ ۔۔۔ مل ۔ ۔۔۔ بالغان ۔۔۔ نابالغ بسرپرستی پرسید یال مدعا علیہ ۱۳ چچا حقیقی خود ۔۔۔ پرسید یال ۔ ۔۔۔ مل ولد فقیرا مل ۔۔۔ مل ولد ۔۔۔ اقوام ۔۔۔ قوم ۔۔۔ سکنہ ۔۔۔ مدعا علیہ ۵ سکنہ ۔۔۔ مدعا علیہ ۹ حال ملازم ۔۔۔ سکنہ ۔۔۔ تحصیل میلسی ۔

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۔/۲۰۰ روپیہ بابت پیداوار فصل ربیع ۱۹۳۲ء ۔۔۔ موضع ۔۔۔ مندرجہ جمعبندی سال ۱۹۳۳ء ۳۴

مقدمہ مندرجہ عنوان محمد علی مدعا علیہ ۱ و شیرن مدعا علیہ ۲ و بخشہ مدعا علیہ ۳ و بدھو مدعا علیہ ۴ کو متعدد بار طلب کیا گیا ہے۔ مگر معمولی طریقہ سے ان پر تعمیل نہیں ہوتی اور دیدہ و دانستہ حاضری عدالت سے گریز کر رہے ہیں۔ لہٰذا حسب منشاء آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بذریعہ اشتہار ہٰذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ محمد علی شیرن ۔ بخشہ ۔ و بدھو مدعا علیہم مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۹ء کو بوقت ۸ بجے صبح حاضر عدالت ہٰذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کریں۔ ورنہ بصورت عدم تعمیل کارروائی یکطرفہ ان کے خلاف عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ یکم مئی ۱۹۳۹ء بہ ثبت دستخط و مہر عدالت جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

ملک کشمیر کے تحفے

مشک یعنی کستوری اصلی نمبر ۱ و نمبر ۲ ۔ کیسر اصلی
۔۔۔ ۵ تولہ ۔ ۱۲ تولہ ۔ ۸ تولہ
پتہ ریچھ ۔ اندری ریچھ ۔ ست شلاجیت آفتابی
۔۔۔ ۱ تولہ ۔ ۴ فی عدد ۔ ۱۵ سیر
شہد خالص ۲ پونڈ کی بوتل ۔ گل بنفشہ ۔ برہمی بوٹی
۔۔۔ ۱ فی عدد ۔ ۲ سیر ۱۲ سیر
چربی شیر خالص ۔ چربی چیتا خالص ۔ چربی ریچھ خالص
۔۔۔ ۱ سیر ۔ ۲ سیر ۔ ۲ سیر
رس یعنی رسونت
۔۔۔ ۱۵ من

علاوہ اس کے ہر ایک جڑی بوٹی ہمارے ہاں سے مل سکتی ہیں۔ ہمارا پتہ حکیم ۔ وید عطار نوٹ کر لیں۔

المشتہر
بودھراج پریم چند کمیشن ایجنٹ
اودھم پور (جموں کشمیر)

موسم سرما کے شاہی تحفے
جناب حکیم حاجی نذر محمد صاحب دہلوی ریاست کپورتھلہ کے

خاص الخاص مجربات

شاہی یاقوتی ۔ مقوی اعضاء رئیسہ دماغ بے نظیر چیز ہے قیمت میں تولے (صرر)
معجون لبوب اکبر ۔ نہایت اعلیٰ ٹانک ہے تمام اعضاء کے لئے مقوی قیمت میں تولے (صرر)
ماء اللحم سہ آتشہ انگوری طیوری عنبری ۔ نہایت لذیذ اور لاجواب مقوی دوا ہے ۔ قیمت تین روپے فی بوتل (رفوٹ) تمام امراض کا علاج مردانہ زنانہ بذریعہ خط و کتابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں حکیم صاحب موصوف پیچیدہ امراض کے علاج میں بہت ماہر ہیں۔ احمدی احباب سے خاص رعایت۔

المشتہر منیجر شاہی دواخانہ دہلی حال جگراؤں ضلع لدھیانہ پنجاب

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ۔ ۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہٰذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ ہشتاں مراد ولد ۔۔۔ ذات مصلی سکنہ ۔۔۔ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے مقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۶ ۱۰/۳۹ مقرر کیا ہے لہٰذا اسے مذکور کے تمام قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ تحریر مورخہ ۔۔۔
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ۔ ۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہٰذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ سنت لال ولد ۔۔۔ ذات کھورانہ سکنہ گھمیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے مقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۷ ۔۔۔ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکورہ جھنگ نے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔
تحریر مورخہ ۱۵ ۳/۳۹
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

پیغام صلح
میں اشتہار دیکر اپنی تجارت بڑھائیں

مبلغ انتالیس سو روپیہ انعام 3900

آخری تاریخ لفافہ ۔۔۔ مئی نتیجہ انعام ۔۔۔ کو تقسیم اخبار ملاپ ۔۔۔ دیکھیں

فیس داخلہ ۔۔۔ آٹھ آنہ پانچ حل ۔۔۔ منظور ہوں گے پانچ حلوں کی فیس دو روپیہ

بہت جلد کیجئے دو منٹ کی محنت یقینی انعام

		۱۵
	۱۳	
۱۱		

یہ کمپنی روپیہ کمانے والی نہیں ہے بلکہ کئی دفعہ انعام تقسیم کر چکی ہے۔ غلط ثابت کرنے پر مبلغ پچاس روپیہ انعام ۔ حل منظور شدہ وہی ہوگا جو مندرجہ بالا ۔۔۔ خانہ ہر طرف سے میزان کیا جائے انتالیس ہو۔ ایک ہندسہ ایک ہی دفعہ استعمال ہو ۔۔۔ اخبار لاہور کے پاس محفوظ ہے۔ انعام لینے کا حقدار وہی صاحب ہوگا۔ درست حل کرنے والے کو مبلغ پچاس روپیہ کی گارنٹی دی جاتی ہے۔ داخلہ بڑھ جانے پر ۔۔۔ درست ہونے پر انعام برابر تقسیم ہوں گے۔ منیجر صاحب کا فیصلہ قانونی طور پر قطعی قابل تسلیم ہوگا۔

دی منیجر گلن کمپنی بٹشن ۱۲۵ لوئر بازار شملہ

ایک ٹیوٹر کی ضرورت

ایک کالج کے طالبعلم کیلئے جو تھرڈ ایئر میں تعلیم پاتا ہے اور دو پرائمری کے طلبہ کیلئے ایک ٹیوٹر کی ضرورت ہے۔ ایسے دوست درخواست بھیجیں جنہوں نے بی۔ اے میں فارسی اور تاریخ لئے ہوئے ہوں۔ طعام اور قیام کے علاوہ بیس روپیہ ماہوار تنخواہ دی جائے گی جو حسب قابلیت کے مطابق ترقی بھی ہو سکتی ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کی جائے:۔
غلام فرید خانصاحب واہ ۔ آر ۔ ایس ضلع اٹک

ہندو دنیا پر ایک نظر

ڈاکٹر دیش مکھ نے مرکزی اسمبلی میں ہندو عورتوں کے حق طلاق کے متعلق جو بل پیش کیا تھا اس کی ہندو قوم کے صحیح الخیال مردوں اور ہندو آریہ سماجی خواتین نے پرزور تائید کی۔ بے شک ہندو اور آریہ دھرم طلاق کی اجازت نہیں دیتا اور یہ اس غیر فطری مذہب کی ایک بہت بڑی خامی ہے۔ لیکن لاکھوں کروڑوں مظلوم ہندو آریہ عورتوں کے حقوق اور زندگیاں اس خامی کی وجہ سے قربان نہیں کی جا سکتیں۔ عورتیں تو ڈاکٹر دیش مکھ اور ان کے ہم خیالوں سے بے حد خوش ہیں اور ان کو دعائیں دے رہی ہیں۔ لیکن قدامت پرست اور استبداد پسند مرد اس کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ آریہ سماجی اخبارات تو شروع ہی سے اس بل کے خلاف ہیں۔ ان کی اس بل کے بارے میں "آریہ گزٹ" جس کے متعلق رقمطراز ہے:۔

"مغربی سبھیتا (تہذیب) کی رو میں بہنے والے اس بل کی حمایت کریں تو کریں۔ مگر کوئی ہندو اس بل کے حق میں اپنی آواز نہیں نکال سکتا۔ ہندو دھرم کا ایک دھارمک (مذہبی) رشتہ ہے جو کسی بھی حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا۔ ہندوؤں میں شادی دھارمک فرائض کی تکمیل کیلئے ہوتی ہے نہ کہ اس کا مقصد شہوانی جذبات کی سیری یا رنگ رلیاں ہے۔ پھر اس میں طلاق کو گنجائش کہاں؟"

آریہ دھرم تو خیر سے عقد بیوگان کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ سوامی دیانند جی نے اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ آریہ اور ہندو عقد بیوگان کے خلاف عرصہ تک یہی رٹ لگاتے جو کہ آج طلاق کی مخالفت میں "آریہ گزٹ" اور اس کے ہم خیال لگا رہے ہیں کہ ہندو ودواہ ایک دھارمک رشتہ ہے جو زندگی اور موت کسی حالت میں بھی نہیں ٹوٹ سکتا ہے۔ لیکن آریہ سماج اور دوسرے ہندو اس بارہ میں اس "اٹوٹ یعنی ناقابل شکست دھارمک رشتہ" کو نہایت دیدہ دلیری سے توڑ چکے ہیں۔ طلاق کے معاملہ میں بھی یہ بہت جلد ٹوٹ کر رہے گا۔ اگر ہندو پنڈتوں اور آریہ مہاتموں نے نہ توڑا تو ہندو قوم کی ستم رسیدہ دیویاں اسے توڑیں گی۔ حیرت ہے کہ آریہ دھرم کے اس "پاکیزہ دھارمک رشتہ" میں نیوگ کی گنجائش تو نکل آتی ہے لیکن طلاق کی نہیں۔

ارشاد ہوتا ہے "ہندوؤں میں شادی دھارمک فرائض کیلئے ہوتی ہے اس کا مقصد شہوانی جذبات کی سیری نہیں۔ یہ دعوی تو بڑا بلند اور بظاہر بہت دل خوش کن ہے اور اس دعوی کی روشنی میں کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو آریہ قوم کے مرد اور عورتیں انسانی فطرت سے کچھ علیحدہ واقع ہوئے ہیں۔ لیکن واقف کار جانتے ہیں کہ یہ دعوے ہندو قوم کی اخلاقی زبون حالی کے ان لرزہ خیز واقعات کے بالکل برعکس ہے جو کہ آریہ پنڈت اور مہاشے برھواہ لواہ کی ضرورت ثابت کرنے کے سلسلہ میں بالعموم بیان کیا کرتے ہیں۔

اس حقیقت سے تو غالباً "آریہ گزٹ" بھی انکار کرنے کی جرأت نہیں کرے گا کہ ہندوؤں میں ایسی عورتیں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں جن کو ان کے شوہروں نے معلق چھوڑ رکھا ہے یا جن کے شوہر ناقابل علاج لاعلاج امراض میں مبتلا ہیں۔ ان عورتوں کی زندگیاں برباد ہو رہی ہیں یا وہ بداخلاقی کے گڑھے میں گری ہوئی ہیں۔ یہ روزمرہ کے واقعات و مشاہدات ہیں۔ ان کے ثبوت میں ہندو آریہ اخبارات کے صفحات ہی سے بے شمار ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ "آریہ گزٹ" کے دھرم نے اس کا کیا علاج بتایا ہے۔ انصاف و معقولیت کا تقاضا ہے کہ یا تو کوئی ایسا علاج بیان کیا جائے جو موجودہ حالات میں قابل عمل اور کارگر ہو۔ یا پھر مذاق کی مخالفت چھوڑ دی جائے ——— آریہ دھرم کی ایک خامی اور نقص پر لاکھوں کروڑوں عورتوں کی زندگیوں اور عزتوں کو قربان کر دینا مہاپاپ نہیں تو اور کیا ہے؟ آخر آریہ سماج عقد بیوگان کے بارہ میں بھی اپنے دھرم کا ایک بنیادی اصول توڑ ہی چکا ہے تو پھر اب اس ضد اور تکلف کے کیا معنے۔ زمانہ بتا رہا ہے کہ ہندو اور آریہ قوم کو اپنے فرسودہ دھرم کے بہت سے قوانین توڑنے ہوں گے۔ اس کے بغیر وہ زندگی کے میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتی۔

راجکوٹ کے معاملہ میں گاندھی جی کو نہ صرف سیاسی بلکہ اخلاقی لحاظ سے بھی بہت بڑی شکست ہوئی۔ اپنی سیاسی شکست کا اعتراف تو وہ مکلف روانہ ہوتے وقت صاف الفاظ میں کر چکے ہیں۔ ان کی اخلاقی شکست یہ ہے کہ راجکوٹ کی اقلیتوں یعنی مسلمانوں اور اچھوتوں وغیرہ سے وہ اپنے وعدوں کا ایفا نہ کر سکے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ہندوؤں کا یہ مہاتما کس دیدہ دلیری کے ساتھ وعدوں کو توڑ اور اقلیتوں کے حقوق کو پامال کر سکتا ہے۔ گاندھی جی نے راجکوٹ میں جو کچھ کیا۔ وہ دراصل ان کے اور ان کی قوم کے آئندہ ارادوں اور دلی خواہشات کا عکس ہے۔

جہاں تک راجکوٹ کے مسلمانوں کا تعلق ہے واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ پہلے گاندھی جی نے اصلاحات والی کمیٹی میں دو مسلمان نمائندوں کو لینے کا حتمی اور غیر مشروط وعدہ کیا لیکن بعد میں اس سے منحرف ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مسلمانوں کے نمائندے صرف اسی صورت میں اصلاحات والی کمیٹی میں لئے جا سکتے ہیں کہ وہ پرشید (ریاست کی کانگریسی جماعت) کے ممبروں کی غیر مشروط حمایت کا اقرار کر لیں۔ یہ شرط بالکل بے معنی اور خلاف انصاف تھی۔ راجکوٹ کے ذمہ دار مسلمانوں نے گاندھی جی سے متعدد ملاقاتیں کیں اور ان ملاقاتوں کے دوران میں غیر مشتبہ طور پر واضح کر دیا کہ مسلمان نمائندے پرشید کے ممبروں کے ساتھ اتفاق رائے کیلئے سعی و کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گے اور اس امر کا بھی یقین دلا دیا کہ مسلمان دربار راجکوٹ کے آلہ کار ہرگز نہیں۔ ان کا مقصد اپنے جائز حقوق کا تحفظ ہے۔ مگر اصول کے مطابق آزادانہ ووٹ دینے کے حق پر کوئی پابندی گوارا نہیں کی جا سکتی۔

لیکن گاندھی جی اپنی فضول اور خلاف اصول شرط پہ اڑے رہے۔ دنیا کے ہر ایک انصاف پسند اور عقل مند انسان کی نظروں سے ان کی اس شرط کی حیثیت پوشیدہ نہیں۔ اصلاحات والی کمیٹی کا مقصد یہ ہے کہ وہ ریاست کی رعایا کیلئے مناسب اختیارات و حقوق کا تعین کرے۔ اس میں قاعدہ کے مطابق ریاست کی تمام قوموں کی نمائندگی ضروری تھی۔ تمام طبقات کے نمائندوں کو حق تھا کہ وہ آزادانہ اپنی آرا کا اظہار اور اپنے مطالبات پیش کریں۔

لیکن اول تو گاندھی جی اور سردار پٹیل نے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کو حق نمائندگی سے محروم رکھنے کی کوشش کی۔ اسی اثنا میں ٹھاکر صاحب راجکوٹ سے تنازعہ ہو گیا تو حالات کی مجبوری کی وجہ سے اقلیتوں سے نمائندگی کا وعدہ کر لیا جب فیڈرل کورٹ کے انگریز جج نے گاندھی جی کے حق میں فیصلہ دیدیا تو پھر آپ نہایت بے تکلفی کے ساتھ اس وعدہ سے منحرف ہو گئے ——— سوال یہ ہے کہ کیا گاندھی جی اور ان کے رفقاء اپنے لئے ایسی نمائندگی کو نمائندگی سمجھیں گے اور اسے قبول کرنے کیلئے تیار ہوں گے کہ ان پر یہ پابندی لگا دی جائے کہ ہر حالت میں فلاں جماعت کے نمائندوں کے ساتھ رائے دو؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر گاندھی جی دوسروں سے اس بات کے کیوں متوقع ہیں کہ وہ ایسی نام نہاد و ذلیل نمائندگی کو قبول کر لیں اور اس پر مطمئن ہو جائیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہندو قوم کے لینے اور دینے کے باٹ ہمیشہ مختلف ہوتے ہیں۔

بہرحال راجکوٹ کے معاملہ سے اقلیتوں کو کانگریس کے ارادے زیادہ واضح طور پر معلوم ہو گئے۔

گاندھی جی کے ایک مشہور حاشیہ نشین مسٹر ستیہ مورتی ممبر مرکزی اسمبلی معاملہ راجکوٹ کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"راجکوٹ ریفارمز کمیٹی میں مسلمانوں اور بھائیوں کو نمائندگی نہ دینے کے متعلق مسٹر گاندھی نے جو رویہ اختیار کیا ہے وہ اس اصول کے عین مطابق ہے کہ مسلمان اور ہر شخص پہلے ہندوستانی ہیں اور بعد میں کچھ اور"

"پہلے ہندوستانی اور بعد میں کچھ اور" یہ کانگریسی ہندوؤں کا ایک خطرناک فریب ہے۔ یہ ہندوستان کی خود غرض ظالم اور بے اصول اکثریت کی ایک ذلیل چال ہے۔ یہ کانگریس کے برہمنوں اور بنیوں کا ایک جادو ہے اور اس اصول کے استعمال کا نتیجہ ہر جگہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو اکثریت اقلیتوں کے حقوق غصب کر لیتی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مسلمانوں۔ اچھوتوں اور دوسری اقلیتوں کو ہندوستانی کی حیثیت سے ان کے تناسب کے مطابق یا اس سے زیادہ حقوق اور نمائندگی کانگریس نے دی ہو۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ہم صاف کہہ دینا چاہتے ہیں مسلمان نسل و وطن کی قیود سے یکسر آزاد ہیں۔ مسلمان اول بھی مسلمان ہے اور آخر بھی مسلمان ہے۔ اسلام ملک کی بہتری، ہمسایہ کے ساتھ انصاف و رواداری، مخلوق خدا کی خدمت و امداد کی اعلیٰ تعلیم دیتا ہے۔ لیکن مسلمان کا مذہب اس کے لئے ہر ایک چیز پر مقدم ہے۔ ملکوں اور وطنوں کی تیتیاں اس تعلق کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔

بلند ترین روحانی مقام

(ایک درویش کے قلم سے)

(۳)

محدثیت اور ملہم ہونا بھی وہبی امر ہے

ایک دعوکا خیال ہے اور وہ یہ ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کسبی چیز ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ یہ بھی نبوت کی طرح ایک وہبی چیز ہے جو کسی کی جدوجہد سے نہیں بلکہ عطائے الٰہی سے تعلق رکھتی ہے جس طرح ایک نبی کا نبوت کے حصول میں اس کی جدوجہد کا حصہ نہیں ہوتا جیسا کہ انبیاء کی زندگیوں سے ظاہر ہے۔ اسی طرح امتی کا مکالمہ و مخاطبہ بھی کسب کا نتیجہ نہیں اور نہ ہی یہ مقصود بالذات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی زمانے میں بہت سے انسان تقدس کی منازل طے کر چکے ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا سلوک نہ کرے۔ اس موضوع پر حضرت صاحب نے کافی روشنی ڈالی ہے جس کی روشنی میں واضح ہو جائے گا کہ اگر حضرت صاحب کو دیگر اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ سچی خوابیں آئیں اور مبشرات سے حصہ ملا تو وہ ان کی ذاتی کوشش نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت زمانہ کو جانتے ہوئے ایسا کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس زمانہ میں جس چیز کی جس قدر اسلام کی تائید کے لئے ضرورت سمجھتا ہے۔ اسی قدر اس زمانہ میں اس کا اظہار کرتا ہے جس میں ملہم کا ذرہ بھر دخل نہیں ہوتا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

"صفت رحمانیت کی کیفیت ...... یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور میں آتی ہے۔ جیسا کہ خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ تمام جود اور بخشش صفت رحمانیت کی رو سے ہے اور کوئی شخص دعوے نہیں کر سکتا کہ یہ چیزیں میرے کسی عمل کی پاداش میں بنائی گئی ہیں۔ اسی طرح خدا کا کلام بھی جو کہ بندوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اترا وہ بھی اس صفت کی رو سے اترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہیں کہ یہ دعوے کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر میں خدا کا پاک کلام کہ جو اس کی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنے والے اور زہد اور عبادت میں زندگی بسر کرنے والے اب تک ہزاروں لوگ گزرے ہیں لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام جو اس کے فرائض اور احکام کو دنیا میں لایا اور اس کے ارادوں کو خلق اللہ پر مطلع کیا انہیں خاص دنوں میں نازل ہوا کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تھی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام انہیں لوگوں پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہوں۔ کیونکہ پاک کو پلید سے کچھ میل اور مناسبت نہیں۔ لیکن یہ ہرگز ضروری نہیں کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلام الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو۔ بلکہ خدائے تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضرورت حقہ سے وابستہ ہے۔ پس جس جگہ ضروریات حقہ پیدا ہو گئیں اور دنیا نے زمانہ کی اصلاح کے لئے واجب معلوم ہوا کہ کلام الٰہی نازل ہو۔ اسی زمانہ میں خدائے تعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانے میں گو لاکھوں آدمی نفوس اور طہارت کی صفت سے متصف ہوں اور گو کیسے ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہوں۔ ان پر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہیں ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو۔ ہاں مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنوں سے ہو جاتے ہیں اور وہ بھی اس وقت جبکہ حکمت الٰہیہ کے نزدیک ان مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورت حقہ پیدا ہو۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۸ حاشیہ ۱۱)

یہاں ایک اور بات عرض کر دوں کہ نبی کی طرح محدث، مجدد وغیرہ ہونا بھی روحانی درجے نہیں ہیں اور نہ ہر انسان جو طہر و اقدس زندگی بسر کرے اس منصب پر سرفراز کیا جاتا ہے۔ بلکہ محدثیت اور مجددیت ایک موہبت ہے جسے اکتساب سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور جب کبھی ضرورت زمانہ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ متعدد متقی انسانوں میں سے کسی کو اس خاص ضرورت کے پورا کرنے کے لئے چن لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

"ولاشك ان التحدیث موھبة مجردة لاتنال بكسب البتة كما هو شان النبوة" (حمامة البشریٰ صفحہ ۸۲)

"اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی۔ جیسے کہ شان نبوت ہے۔"

"ہاں یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات و مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہو لیکن یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہوا اس پر خواہ مخواہ بغیر کسی ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدائے تعالیٰ یونہی بلاضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے۔ بلکہ خدا کی کتاب اسی وقت نازل ہوتی ہے جب فی الحقیقت اس کے نزول کی ضرورت پیش آ جائے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدائے تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں۔" (ایضاً صفحہ ۲۵۲)

پھر ان سے کوئی پوچھے کہ قرآن میں کہیں لکھا ہے کہ اگر فلاں تعداد کو کسی امتی کو زیادہ مکالمہ و مخاطبہ کا شرف ملا تو وہ نبی ہو جائے۔ پھر حضرت مسیح موعود نے جو امور اپنے متعلق پیش کئے ہیں ان کو دوسروں میں بھی تسلیم کیا ہے۔ اگر شرط یہی ہو کہ اگر کسی سے فلاں حد سے بڑھ کر مکالمہ و مخاطبہ ہو تو وہ نبی ہو جاتا ہے تو کیا پھر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انبیائے سابقہ اس وقت نبی کہلائے جبکہ ان پر بکثرت وحی ہوئی۔ کیا موسیٰ علیہ السلام اس وقت نبی نہیں بن گئے تھے جبکہ وہ اس ذمہ داری سے بچ کر دہلی لوٹ رہے تھے اور جب کہ خدا نے انہیں صرف اتنا ہی فرمایا۔ اذھب الیٰ فرعون۔ کہ جا فرعون کو دعوت دے۔ کیا نبی کریم صلعم محض اقرا باسم ربك الذی خلق۔ کے نزول سے نبی نہیں بن گئے تھے اور خود حضرت مسیح موعود کثرت کو شرط نبوت نہیں فرماتے بلکہ وہ نبوت کی شرط وحی رسالت و نبوت کو ٹھہراتے ہیں جس کو وہ اب قیامت تک کیلئے منقطع سمجھتے ہیں۔ ایسی وحی اگر ایک ہی بار ہو پھر بھی ایسی وحی کا حامل نبی ہو جاتا ہے اور وحی رسالت اور نبوت کے علاوہ خواہ شب و روز وحی ہوتی رہے وہ وحی ولایت سے بڑھ کر نہیں ہو کہ وحی رسالت کا چھیالیسواں حصہ ہے وحی نبوت کے متعلق آپ فرماتے ہیں:

"ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور ایک ہی فقرہ جبرئیل لاویں اور چپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونا شروع ہو گئی۔ تو تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

"انبیاء کے متبعین کی سادہ لوحی"؟

میں پھر اصل مقصد کی طرف رجوع کرتا ہوں "اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ محض اسلام کی پیروی سے کوئی اعلیٰ ترین مقام یعنی نبوت کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ ضرورت وقت نہ ہو۔ تو پھر اسلام پر عمل کرنے کی کہاں ضرورت رہی خدا ضرورت کے وقت خود کسی انسان کو پاک و صاف رکھ کر نبی بنا دے گا۔ جیسا کہ اس کی سنت رہی۔ اگر قادیانی منطق کو لیا جائے تو نتیجہ ظاہر ہے کہ گذشتہ چھ ہزار سال تک لوگ جنت الحمقا کی سیر کرتے رہے ہیں جب کہ وہ اس حقیقت سے باخبر تھے کہ روحانیت کے انتہائی مقام تک محض ضرورت کے وقت پہنچ سکتے ہیں اور ان کی جدوجہد محض بے اثر ہے تو بھی وہ پوری پوری اطاعت الٰہی کی کوشش کرتے رہے۔ اور بالخصوص وہ لوگ قابل اعتراض ہیں جو کہ نبیوں کی زندگیوں میں ہوتے رہے ہیں۔ کیونکہ ان پر روشن تھا کہ ایک نبی کی موجودگی میں کوئی اور شخص اس مقام پر بلاضرورت نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اور یہ الزام سب سے بڑھ کر صحابہ کرام پر عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسے نبی کے زمانہ میں تھے جو کہ بہترین نبی تھے اور جنہوں نے متواتر متنبہ کر دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ لیکن ان اعلانات و حقائق کی موجودگی میں بھی وہ آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دل و جان مصروف رہے۔ حالانکہ وہ اچھی طرح باخبر تھے۔ وہ اعلیٰ درجہ روحانی مقام نبوت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

لیکن دوستو! وہ جانتے تھے کہ اصل بلند ترین حقیقی مقام کیا تھا۔ انہوں نے اس کیلئے جدوجہد کی اور اس پر پہنچے ہاں افسوس کہ قادیانی ...... عقل کی رسائی وہاں تک نہیں۔ مذکورہ بالا سطور میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ایک امتی کا کمال مقام نبوت پر پہنچنا نہیں اور یہ عقیدہ صریح طور پر قرآن و حدیث اور عقل کے مخالف واقع ہوا۔

(باقی انشاء اللہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صادق کا وجود خدا نما ہوتا ہے

صادق سے صرف یہی مراد نہیں کہ انسان زبان سے جھوٹ نہ بولے۔ یہ بات تو بہت سے دیگر مذاہب مثلاً ہندوؤں اور دہریوں میں بھی پائی جا سکتی ہے۔ بلکہ صادق سے مراد وہ شخص ہے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہو نیکے علاوہ اس کے تمام حرکات و سکنات و اقوال سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں گویا یوں کہو کہ اس کا وجود ہی صدق ہو گیا ہو اور اس کے اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں۔ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو اپنے حرکات و سکنات و اقوال و افعال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحت نیت اور پاک ارادے اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو گا تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئیگا۔ کیونکہ صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے۔ انسان اصل میں انسان کا مجموعہ ہے یعنی دو محبتوں کا۔ ایک انس وہ خدا تعالیٰ سے کرتا ہے، اور دوسرا انس بنی نوع انسان سے، چونکہ انسانوں کو تو اپنے قریب پاتا اور دیکھتا ہی اور اپنی نوع ہونے کی وجہ سے ان سے فوراً متاثر ہو جاتا ہے، اس لئے ایک کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے، انسان کے دراصل دو وجود ہوتے ہیں ایک وجود تو وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں تیار ہوتا ہے اور جسے ہم اور تم دیکھتے ہیں جسے لیکر وہ رحم مادر سے باہر آتا ہے اور یہ وجود بلا کسی فرق کے سب انسانوں کو ملتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور وجود بھی انسان کو دیا جاتا ہے جو صادق کی صحبت میں تیار ہوتا ہے۔ یہ وجود بظاہر ایسا نہیں ہوتا ہے کہ ہم اسے چھو کر یا ٹٹول کر دیکھ لیں مگر وہ ایسا وجود ہوتا ہے کہ اس کے پیدا ہونے پر اس مادی وجود پر ایک قسم کی موت وارد ہو جاتی ہے۔

(۲۱ نومبر ۱۹۰۱ء)

جماعت راولپنڈی کے سالانہ جلسہ کی تاریخوں میں تبدیلی

پیغام صلح کی گذشتہ دو اشاعتوں میں اعلان کیا گیا تھا کہ جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ ۱۳، ۱۴ مئی ۱۹۳۹ء کو منعقد ہوگا لیکن بعض وجوہ پر تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی۔ اب اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ جلسہ انشاء اللہ

۲۰، ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء بروز ہفتہ اتوار

منعقد ہوگا۔ اس جلسہ میں مرکز سے

جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت ہندی
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فیجی
جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے۔

اور پشاور سے

جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی۔

شرکت فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں دیگر اصحاب کی بھی تقریریں ہونگی۔ پروگرام نہایت مفید، موثر اور دلچسپ رکھا گیا ہے۔ راولپنڈی ڈویژن اور صوبہ سرحد کے احباب کو اس دینی اجتماع میں ضرور شرکت کرنی چاہئے۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام مقامی انجمن کے ذمہ ہوگا۔ تشریف لانیوالے احباب موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں اور اپنے ارادہ سے سیکرٹری صاحب جماعت راولپنڈی کو جلد اطلاع دیدیں۔

تمام احباب تاریخوں کی تبدیلی کو نوٹ فرمالیں

حضرت مولانا صدرالدین صاحب

کے درس قرآن کریم کے نوٹ

(سورۃ اعراف)

مؤرخہ ۶ رمئی ۱۹۳۹ء

المص (انا اللہ اعلم افصل)

اس کے معنی مفسرین نے مختلف کئے ہیں اور اس کے متعلق بہت سی روایتیں امام طبری نے بیان کی ہیں۔ اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ میں اللہ بہت جاننے والا اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہوں۔ اکثر روایتوں میں ص کے معنی افضل اور بعض میں صادق کے معنی بھی ہیں۔

کتب انزل الیک

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف نازل کی ہے۔ تو پڑھا لکھا انسان نہیں ہے۔ نہ علماء و شعراء کی مجلس میں بیٹھا ہے۔ نہ تیرے ملک میں کتب خانے اور علمی مراکز ہیں۔ لیکن باایں ہمہ اس کتاب میں اعلیٰ درجے کی حکمت، علوم اور فصاحت و بلاغت موجود ہے۔ یہ چیز قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست اور ناقابل انکار ثبوت ہے۔ ایک شخص جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتا جس کے ملک اور قبیلہ میں علم اور تعلیم کا چرچا نہیں، وہ ایسی اعلیٰ تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے کہ وہ بے مثال ہے۔

فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ و ذکریٰ للمومنین

فرمایا کہ جس قدر عظیم الشان یہ کتاب اور اس کا مقصد ہے اسی قدر اس کے پھیلانے کے لئے وسعت اخلاق اور وسعت قلب کی ضرورت ہے۔ بہت سے آدمی بڑے عالم ہوتے ہیں بہت اچھا مناظرہ کرتے ہیں منطق کے زور سے دوسروں کو خاموش کرا دیتے ہیں لیکن لوگوں کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتے۔ اگر دل میں تنگی ہو تو علم میں کوئی کشش نہیں ہو سکتی۔ حضرت نبی کریمؐ کے اخلاق اور قلب کی وسعت لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس انسان کے دل اور اخلاق کے اندر اس قدر وسعت ہے اس کا کلیجہ اتنا بڑا ہے جس کی کوئی حد اور کوئی نظیر نہیں ہے۔ ہر مذہب ملت کے انسان اس سے سبق حاصل کریں کہ ان کے اعتقادات میں جس قدر وسعت ہوگی اسی قدر وہ بڑھیں گے اور تنگی ان کی ہلاکت کا موجب ہوگی۔

لتنذر بہ۔ لوگوں کو بے ایمانی اور بدعملی کے نتائج سے ڈرائے۔ ذکریٰ للمومنین۔ اس کتاب کی تعلیمات مومنوں کے لئے شرف و بزرگی کا باعث ہوں گی۔

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم

لوگو! اس عظیم الشان کتاب کی مخالفت چھوڑ دو اور اس کی اتباع کرو۔

ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون

خدا کو چھوڑ کر ان لوگوں کے پیچھے نہ لگو جنہوں نے خدا اور رسول کو چھوڑ دیا ہے اور تمہیں بت پرستی اور شرک سکھاتے ہیں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں اور اپنی خواہشات کے مقابلے میں خدا اور رسول کی پیروی کرتے ہیں اور یہ غور کے قابل بات ہے کہ ایسی بلند و اعلیٰ کتاب اور پیغمبر کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرنا کس قدر نقصان کی بات ہے۔

وکم من قریۃ اھلکنھا فجاءھا باسنا بیاتا او ھم قائلون

ان کا حق اور اس کی مخالفت کے نتائج سے ڈرو تاریخ تمہارے سامنے ہے۔ جن لوگوں نے خدا کے رسولوں کی مخالفت کی وہ ہلاک ہوئے اور ایسے وقت میں ہلاک ہوئے جبکہ ان کے پاس تعیش کے سامان تھے اور ان کو ہلاکت کا خیال تک نہیں آ سکتا تھا۔ اپنی کمزوری و بربادی کا وہم و گمان بھی نہ ہو لیکن عذاب انہیں آ لے۔ ذرا برٹش ایمپائر کی طرف دیکھئے۔ کیا آج سے چند سال قبل انگریزوں کو اس بات کا وہم بھی ہو سکتا تھا کہ عنقریب ہم پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اٹلی اور جرمنی جیسی چھوٹی حکومتیں انہیں ڈرا دھمکا سکیں گی لیکن آج یہ بات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومتوں اور بادشاہتوں کی طاقت اور جاہ و جلال بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مطلب خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ آرام اور بے فکری کی حالت میں بدکرداری اور نافرمانی خدا کے عذاب کو لانے کا موجب ہوتی ہے۔

فما کان دعوٰھم اذ جاءھم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظلمین۔

جب بدکردار و نافرمان انسانوں پر خدا کا عذاب آ جاتا ہے تو ان کی اکڑبازی ختم ہو جاتی ہے اور وہ اقرار کرنے لگتے ہیں کہ ہم بے شک ظالم تھے۔

فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین

اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ جن لوگوں کے پاس پیغمبروں کو بھیجا گیا ان سے بھی بازپرس ہوگی اور پیغمبروں سے بھی۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ پیغمبروں سے پوچھا جائے گا کہ قوم نے تمہاری دعوت کا کیا جواب دیا۔

فلنقصن علیھم بعلم وما کنا غائبین۔

پھر ہم ان پر علم کے ساتھ بیان کریں گے اس لئے کہ ہم کبھی غائب نہیں ہوتے۔ ہر ایک چیز کا نامہ اعمال اور حساب کتاب سامنے رکھ دیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ دیکھو یہ تمہارے ہاتھ اور پاؤں آنکھ اور کان اور نظام اعصابی وغیرہ کیا گواہی دیتے ہیں۔

والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون

جس طرح اجسام کو تولنے کیلئے ترازو ہیں۔ اسی طرح اعمال کو تولنے کیلئے بھی ترازو ہیں۔ گو وہ اجسام تولنے والے ترازوؤں سے مختلف ہوں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ وہی فلاح پائیں گے اس دنیا کی زندگی میں ہی دیکھ لیجئے کہ اعمال کا وزن ہوتا ہے جن کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوتا ہے وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں اور وہی معزز ہوتے ہیں۔

ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسھم بما کانوا بایتنا یظلمون

اس کے بعد بتایا کہ جن لوگوں کی نیکیاں تول میں کم ہیں وہ وہی ہیں جنہوں نے ہماری آیتوں کے بارے میں ناانصافی سے کام لیا۔ انہیں جھٹلایا۔ وہ اپنے ہاتھوں اپنے تئیں نقصان پہنچانے والے ہیں۔

ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش قلیلا ما تشکرون

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان تمام کائنات پر فوقیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس زمین پر قدرت و تصرف و اختیار دے رکھا ہے اور تمام قسم کی زینت و معیشت کے سامان عطا کئے ہیں جن کو وہ اپنے تصرف میں لا سکتا ہے۔ یہ بہت بڑے احسان و فضل کا بیان ہے۔

اس کے بعد فرمایا قلیلا ما تشکرون۔ پھر بھی تم قدردان نہیں شکرگزار نہیں۔ چاہے تو ان نعماء کو جانوروں کی طرح استعمال کرے اور چاہے تو ان کو دینی خدمت میں لگا دے۔

(مرقومہ: محمد انعام الحق)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ سنت لعل ولد محکو رام ذات کھورانہ سکنہ گھسیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ مصالحت صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۸/۱۴ ۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۳/۵ ۳۹

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسکہ ہاشماں زوجہ مراد ولد دلو ذات مصلی سکنہ بستی جھبانوالی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے مقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۶/۲۶ ۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۳/۲۷ ۳۹

دستخط: خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

مسلمانوں کی تشویشناک جسمانی کمزوری

اسلامی ہند کیلئے خطرۂ عظیم ——— احمدی نوجوانوں کیلئے ایک لمحہ فکریہ

آجکل ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی قومی زندگی گوناگون خطرات میں محصور ہے۔ سیاسی لحاظ سے وہ بہت درماندہ ہیں۔ ان کی اقتصادی اور تعلیمی کمزوری اظہر من الشمس ہے۔ تجارت میں ان کا حصہ برائے نام ہے۔ ہندوستان کے ہر ایک صوبہ میں زمینیں اور جائدادیں نہایت تیزی کے ساتھ ان کے ہاتھوں سے نکل کر اغیار کے قبضہ میں جا رہی ہیں۔ سودی قرض کا بارِ عظیم اور طرح طرح کی فضول خرچیاں ان کی اقتصادی حالت کی اصلاح میں سدِ راہ ہیں آج سے کچھ عرصہ پہلے تک ان کی جسمانی حالت دیگر اقوام ہند کی نسبت بہت کچھ بہتر تھی۔ لیکن افسوس آج مسلمان اس نعمت و برتری سے بھی بہت بڑی حد تک محروم ہو چکے ہیں۔

ہمارے نزدیک خیالی خطرات کی بنا پر شور مچانا اور معمولی باتوں کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرنا کوئی احسن فعل نہیں۔ بلکہ ایک بہت بڑا قومی جرم ہے۔ اس طرح ہمتیں پست ہو جاتی ہیں۔ قوم کے اندر خودداری و خود اعتمادی کی روح کمزور پڑ جاتی ہے۔ لیکن حقیقی خطرات پر خاموش رہنا اور قوم کو ان سے آگاہ نہ کرنا یہ بھی ایک گناہ عظیم ہے۔ حقائق کس قدر ہی غیر پسندیدہ و تاریک کیوں نہ ہوں انہیں نظرانداز کرنا ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ ہر وہ مسلمان جس کی آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کی جسمانی حالت برادرانِ وطن کے مقابلہ میں کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی ہے۔ اس بارہ میں مسلمانوں کی برتری و فوقیت کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب وہ پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ صورت حالات کو زیادہ تشویشناک بنانے والی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی اس کمزوری کا احساس تک نہیں وہ ابھی تک اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم جسمانی لحاظ سے بہت افضل ہیں۔ دوسری طرف برادرانِ وطن ان کی اس کمزوری سے خوب واقف ہو چکے ہیں۔ ذرا اس قوم کا تصور کیجئے جو اپنی بعض خامیوں سے بیخبر و بے پرواہ ہو اور اس کے برعکس دشمن انہیں خوب اچھی طرح جانتا ہو بعض دفعہ غیر کا مطالعہ بہت صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اخبار "ریاست" دہلی نے جو کہ ایک غیر مسلم جریدہ ہے حال ہی میں مسلمانوں کی جسمانی کمزوری کے متعلق چند کھری کھری باتیں لکھی ہیں۔ وہ رقمطراز ہے :-

"اگر غور کے ساتھ اعداد و شمار پر توجہ کی جائے تو یہ اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ پچھلے پندرہ برس میں ہندوؤں میں سیر اور ورزش کا شوق تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہیں جہاں کے ہندو مرد، ہندو عورتیں اور ہندو بچے صبح سیر کیلئے اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے ہوں۔ چند میل پیدل نہ چلتے ہوں اور کوئی قصبہ ایسا نہیں جہاں ہندوؤں کی ورزش کے لئے اکھاڑے قائم نہ کر لئے گئے ہوں چنانچہ اس اسپرٹ کا دلچسپ ثبوت آپ کو دہلی اور لاہور میں ہر صبح کے وقت مل سکتا ہے۔ جہاں پانچ بجے صبح سے آٹھ بجے تک ہزارہا کی تعداد میں مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان اور بچے تنہا اور ٹولیوں کی صورت میں سیر کیلئے جاتے ہیں۔

...... ورزش اور سیر کے متعلق ہندوؤں کی ترقی اور مسلمانوں کی اس گراوٹ کا صاف اور صریح ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے فسادات میں آج سے پندرہ برس پہلے تو ہر جگہ ہندو پٹتے تھے۔ مگر اب کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں مار نہ کھاتے ہوں۔" (۱۰ اپریل)

یہ شہری ہندوؤں اور مسلمانوں کا موازنہ تھا۔ اس کے بعد معاصر موصوف نے دیہات کی کیفیت بیان کی ہے :-

"اب لیجئے مسلمان کاشتکاروں کی حالت، پنجاب کا صوبہ کاشتکاری کے اعتبار سے دوسرے تمام صوبجات میں اہم پوزیشن رکھتا ہے۔ اس صوبہ کے ایک سکھ اور ایک مسلمان کاشتکار کا مقابلہ کیجئے۔ سکھ کاشتکار رات کے دو بجے بیدار ہو کر صبح سات بجے تک ہل چلاتا ہے اور سات بجے دھوپ نکلنے پر اپنے کام کو ختم کر دیتا ہے۔ مگر مسلمان کاشتکار صبح سات بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوتا ... کے بعد ایک آدھ گھنٹہ حقہ پینے میں صرف کرتا ہے ... زیادہ ہونے کے باعث اس سے کام نہیں ہو سکتا ... یہ ہے کہ سکھ کاشتکار کے مقابلہ پر مسلمان کاشتکار ... نصف کام بھی نہیں کر سکتا جس کے باعث مسلمان کا ... کی نسل بھی دن بدن کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے۔"

آخر پر ہمارا معاصر مندرجہ الفاظ میں مسلمانوں کو مخاطب ... کرتا ہے کہ :-

"اگر مسلمان سورج نکلنے کے بعد بیدار ہوتے ہیں ... اور سیر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ ان میں محنت کا مادہ ... کم ہو رہا ہے تو ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ قدرت ان کی ... کے وارنٹ تیار کر رہی ہے۔ ان کی موجودہ ... اور کاہلی کی حالت ان کو بالکل مٹا دینے کا باعث ..."

اخبار "ریاست" نے جو کچھ لکھا وہ بالکل درست ... ضرورت تھی کہ مسلمان اسے کان کھول کر سنتے۔ اسلامی اخبارات اس پر پوری توجہ دیتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ دنیا ایک ... جد و جہد ہے۔ قدرت نے انسانوں اور قوموں کی ترقی و ... کیلئے چند قوانین مقرر کر رکھے ہیں جو انسان یا قومیں ترقی کرنا ... کے ساتھ زندہ رہنا چاہتی ہیں ان کیلئے ان قوانین کی پابندی لازمی ہے۔ مسلمان آج کل بہت بڑی حد تک ان قوانین ... سے غافل و بے پروا ہیں اس کا نتیجہ جو کچھ ہوگا وہ ...

جماعت احمدیہ بھی مسلمانوں ہی کا ایک حصہ ہے ... اس سچی بات کا اعتراف کرنا چاہئے کہ جسمانی کمزوری ... میں وہ باقی مسلمانوں کے ساتھ کافی حد تک شریک ہے ... نوجوانوں کی تندرستیاں ایسی نہیں جیسی کہ ہونی چاہئیں ... اور صبح خیزی کے اس قدر پابند نہیں جس قدر کہ ہمارے بزرگ تھے یا ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں ... کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن اس کے باوجود ضرورت ہے کہ ... احمدیہ کے تمام افراد کی صحت عمدہ اور جسمانی حالت بہتر ... جد و جہد حیات کے ہر ایک مرحلے پر عمدہ صحت درکار ہے ... مشاہدہ یہی ہے کہ کمزور صحت رکھنے والے دائم المرض ... عورتیں اپنے فرائض کو بہتر طریق پر ادا نہیں کر سکتے۔ وہ نہ صرف ... دوسروں کے لئے بلکہ اپنے لئے بھی مصیبت و ذلت کا باعث ... بن جاتے ہیں۔ عمدہ دماغ کا زیادہ تر انحصار عمدہ صحت پر ہے ...

لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی صحت کو بہتر اور جسمانی حالت ... مضبوط بنانے کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اس طرح اول ... دینی و دنیوی فرائض کو زیادہ بہتر طریق پر ادا کر سکیں گے۔ دوسرے ... اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے ایک عمدہ نمونہ پیش کر ... شاید یہ نمونہ ان کو اپنی تقلید پر آمادہ کر سکے اور اسی کے ذریعہ ان ... کی غفلت دور ہو جائے۔

ہمارے خیال میں اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ... خرچ کی ضرورت نہیں صرف صحیح احساس اور کامل توجہ ... ہم سب صبح سویرے اٹھیں اور نماز فجر کے بعد باہر کھلی ... سیر کو نکل جائیں۔ اپنی زندگی کو باقاعدہ اور غذا کو سادہ بنا لیں ... جسمانی حالت ایک دو سال میں بہت کچھ ترقی کر سکتی ہے ... اور حضور کے اکثر شاگرد سیر کے پابند تھے۔

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر پوری سنجیدگی سے غور ... ہے۔ اس لئے ہم بزرگان سلسلہ سے اظہار خیالات ... طالب ہیں ✦

مسلم اقلیتوں کے نمائندے پنجاب میں

قبل ازیں ان کالموں میں مسلم لیگ کونسل کی اس مفید تجویز کا ذکر ہو چکا ہے کہ مسلم اقلیت والے صوبوں کے وفود مسلم اکثریت والے صوبوں کا دورہ کریں۔ اور اپنے ذاتی مشاہدات و تجربات کی بنا پر ان مظالم اور ناروا سلوک کو بیان کریں جو کہ ان صوبوں کی ہندو اکثریتیں اور کانگریسی وزارتیں مسلمانوں سے کر رہی ہیں۔

الحمد للہ یہ مفید تجویز جامہ عمل پہن چکی ہے۔ صوبہ یو۔پی سی۔پی۔ اور بہار کے ذمہ دار اور سرکردہ اصحاب پر مشتمل ایک نمائندہ وفد پنجاب، صوبہ سرحد اور سندھ کے دورے کے لئے ۱۰ مئی کو لاہور پہنچ چکا ہے اور آجکل اپنے کام میں مصروف ہے۔ ہم اپنے ان معزز مہمانوں کا دلی خیر مقدم کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور ان کے پر حقائق و عبرت انگیز بیانات شمالی ہند کے مسلمانوں کی رائے عامہ کو بیدار کر دیں۔

یہ وفد ہندوستان کے ان صوبوں سے آ رہا ہے جہاں مہاسبھائی ذہنیت رکھنے والی کانگرسی وزارتوں کی مسلم کش اندھیر گردی کا دور دورہ ہے جہاں مسلمانوں کے حقوق کو پوری دیدہ دلیری سے پامال کیا جا رہا ہے۔ جہاں ان کی شہری اور مذہبی آزادی پر طرح طرح کی قیود عائد کی جا رہی ہیں جہاں ان کے کلچر اور زبان کو مٹا دینے کی ناپاک کوششیں ہو رہی ہیں۔ جہاں مسلمانوں کی عزتیں اور جانیں بہت بڑی حد تک غیر محفوظ ہیں اور جہاں فرزندان توحید کا خون گوسالہ پرستوں نے بہت ارزاں سمجھ رکھا ہے

مسلم اکثریت والے صوبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان مظلوم بھائیوں کی درد بھری کہانی گوش دل سے سنیں اور ان کے مصائب کا کوئی مؤثر علاج سوچیں مسلم اقلیتوں کی حفاظت کا فرض یقیناً مسلم اکثریتوں والے صوبوں پر عائد ہوتا ہے اگر انہوں نے اپنے اس مقدس فرض سے پہلوتہی کی تو ہندوستان میں مسلمان قوم کا مستقبل بہت زیادہ تاریک و پر خطر ہو جائے گا اور تاریخ ان کے اس قصور کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گی۔

۱۰ مئی کی شب کو لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں اراکین وفد نے وہ لرزہ خیز مظالم بیان کئے جو اُن کے صوبوں میں مسلمانوں پر ہو رہے ہیں۔ ان کو سن کر بہت سے دل لرز گئے۔ اور بہت سی آنکھیں پُر نم ہو گئیں۔

وفد کا آئندہ پروگرام

وفد کا آیندہ پروگرام یہ ہے کہ لاہور میں یہ تین حصوں میں تقسیم ہو جائے گا ایک حصہ انبالہ ڈویژن کی طرف روانہ ہوگا۔ اور امرتسر۔ جالندھر۔ لدھیانہ اور انبالہ وغیرہ کا دورہ کرے گا۔ دوسرا حصہ ملتان ڈویژن کی طرف جائے گا اور منٹگمری، ملتان، لائل پور، اور گوجرانولہ وغیرہ مقامات کا دورہ کرے گا۔ تیسرا حصہ راولپنڈی ڈویژن کی طرف جائے گا۔ اور سیالکوٹ گجرات۔ راولپنڈی۔ اور کیمل پور وغیرہ مقامات کا دورہ کرے گا۔ اول الذکر دونوں قافلے ۱۶ مئی کو لاہور واپس آ جائیں گے۔ اور غالباً اسی روز کیمل پور روانہ ہو جائیں گے۔ جہاں کہ تیسرا قافلہ ان کا منتظر ہوگا اور ۱۷ مئی کو یہ صوبہ سرحد کو روانہ ہو جائیں گے ۱۷ سے ۲۳ مئی تک وفد صوبہ سرحد کا دورہ کرے گا اس کے بعد سندھ کی طرف جائے گا۔ امید ہے کہ ان سطور کے شائع ہونے تک اس پروگرام کے مطابق دورے شروع ہو چکے ہوں گے جن جن مقامات پر یہ وفود جائیں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان کا پر تپاک خیر مقدم کریں اور ان کی باتوں کو ہمدردی و توجہ سے سنیں۔ ایک تازہ اطلاع ہے کہ مدراس اور بمبئی کی صوبائی مسلم لیگوں کا ایک مشترکہ وفد آیندہ مہینے آسام اور بنگال میں دورہ کرے گا اور وہاں کے مسلمانوں کو مدراس اور بمبئی کی کانگرسی حکومتوں کے عہد میں مسلمانوں کی زبوں حالی سے آگاہ کرے گا۔ علاوہ ازیں بہت جلد ایک وفد عربی اور مغربی ممالک کے دورہ کے لئے بھی بھیجا جائیگا۔ یہ وفد عرب ملکوں کے علاوہ جرمنی۔ اٹلی اور برطانیہ کا دورہ کرے گا۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں پر جو کچھ گذر رہی ہے اس سے ان ملکوں کے باشندوں کو آگاہ کریگا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے لندن میں اپنا ایک دفتر کھول دیا ہے۔ اور عنقریب ایک دفتر قاہرہ میں قائم کیا جائے گا۔۔ دعا ہے اللہ مسلم لیگ کو ان مفید تجاویز پر عمل کی توفیق دے۔ یقیناً اسی طریق پر وہ ملت کی خدمت کر سکتی اور اپنی زندگی و قوت کا ثبوت دے سکتی ہے۔

جنگ قریب ہے

مختلف ممالک وسیع پیمانہ پر جنگی طیاریاں تو عرصے کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود سمجھا جاتا تھا کہ مستقبل قریب میں کسی بڑی جنگ کا امکان نہیں۔ مگر اب حالات میں حیرت انگیز تغیر ہو گیا ہے۔ جرمنی کے ارادے سب کو معلوم ہیں۔ آجکل وہ پولینڈ کے ایک حصہ پر قبضہ جمانے کی کوشش میں مصروف ہے اور کسی حالت میں بھی اس کوشش سے دستبردار ہوتا نظر نہیں آتا۔ عین ممکن ہے کہ اسی بات پر جنگ شروع ہو جائے دو تازہ خبریں ہمارے اس خیال کی تائید کیلئے کافی ہیں۔ ۱۱ مئی کو مسٹر چیمبرلین نے دار العوام میں تقریر کرتے ہوئے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا کہ:۔

"حکومت برطانیہ یہ نہیں دیکھ سکتی کہ یورپ کی حکومتیں یکے بعد دیگرے نقشہ یورپ سے مٹتی چلی جائیں حکومت برطانیہ نے پولینڈ اور رومانیہ کو جو گارنٹی دی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ برطانیہ جارحانہ اقدام کو برداشت نہیں کرے گا۔ اگر پولینڈ کے خلاف تشدد کا مظاہرہ ہوا تو اس صورت میں بین الاقوامی جنگ چھڑ جائے گی اور حکومت برطانیہ اس سے علیحدہ نہیں رہ سکتی"۔

دوسری تازہ خبر یہ ہے کہ:۔

"وارسا ۱۱ مئی۔ پولش اخبار لکھ رہے ہیں کہ پولینڈ کی سرحد پر جرمنی کی بہت بڑی فوج جمع ہو رہی ہے ہورادیا کی سرحد پر جرمنی کی فوجی سرگرمیاں پہلے کی نسبت بڑھ گئی ہیں۔ ان واقعات نے پولینڈ میں ہیجان طاری کر رکھا ہے"۔

یورپ کے امن کی حالت ایک تودہ بارود کی مانند ہو رہی ہے۔ اس قسم کی چنگاریاں خدا جانے کب اسے بھک سے اڑا دیں۔ دنیا آگ و خون کے ایک ہولناک سمندر کے کنارے کھڑی دکھائی دیتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنا رحم کرے۔

اعلانات

ایک ٹریکٹ کی ضرورت

کچھ عرصہ ہوا حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک انگریزی ٹریکٹ Back to Quran & Back to Mohammad شائع کرایا تھا جس کا عربی میں بھی ترجمہ ہو کر الرجوع الی القرآن والرجوع الی محمد کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اب مفت اشاعت کے لئے ان کے دوبارہ چھپوانے کی ضرورت ہے لیکن دفتر کو کوئی کاپی نہیں ملتی ہے۔

لہذا ناظرین اخبار پیغام صلح کی خدمت میں التماس ہے کہ جس صاحب کے پاس ان ٹریکٹوں کی کاپی ہو وہ دفتر ہذا میں بھیجدیں اگر چاہیں تو ان کی قیمت انہیں دی جائے گی ورنہ دوبارہ شائع ہونے پر ان کی خدمت میں ایک ایک کاپی بھیجدی جاوے گی۔ والسلام۔ عزیز بخش جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور۔

رشتوں کی ضرورت

۱۔ سید خاندان کی ایک شریف لڑکی کے لئے سید خاندان میں رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی انگریزی مڈل تک تعلیمیافتہ اور خانہ داری میں ماہر اور نہایت شریف الطبع ہے۔ لڑکا نیک تندرست با روزگار ہونا چاہیئے باقی امور بذریعہ خط و کتابت

۲۔ شریف قریشی خاندان کی دو تعلیمیافتہ لڑکیوں کے لئے جن میں سے ایک انٹرنس ایس۔ وی ہے۔ اور دوسری ایف۔ اے میں تعلیم پا رہی ہے سید یا قریشی خاندان میں رشتہ کی ضرورت ہے جو اعلیٰ ملازمت رکھتا ہو، اور صاحب جائداد اور خاندانی شریف اور نیک چلن ہو۔

۳۔ سید خاندان کی دو نجیب الطرفین، انگریزی مڈل پاس ٹرینڈ لڑکیوں کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے لڑکا سید مغل یا پٹھان خاندان سے ہو۔ نیک صالح پابند صوم و صلوٰۃ احمدی ہو بر سر روزگار ہو۔ باقی امور کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کریں۔

محمد مرتضیٰ خان مسلم ٹاؤن اچھرہ لاہور۔

مباحثہ جمشید پور کیوں نہ ہو سکا؟

ایک غلط بیانی کی تردید

(از جناب سید اختر حسین صاحب بی۔ اے مولوی فاضل)

اخبار "الفضل" ۲۴ اپریل میں مجھے مکرم چودھری عبداللہ خاں صاحب کا وہ مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا جس میں انہوں نے یہ دکھانے کی کوشش فرمائی ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جمشید پور نے یا میں نے قادیانی جماعت سے مناظرہ سے فرار کیا ہے۔ مجھے کم از کم چودھری صاحب موصوف کی ذات سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ اصل واقعہ کو اس طرح پیش فرمائیں گے۔ اور واقعہ کے بعض نہایت ضروری پہلوؤں کو اس طرح اخفا میں رکھینگے

حق یہ ہے کہ ہماری جانب سے قادیانی جماعت کو چند مضامین پر گفتگو کا چیلنج دیا گیا تھا۔ مضامین یہ تھے؟

(۱) "خاتم النبیین" کا مفہوم لغت اور محاورہ عرب میں کیا ہے؟

(۲) "حقیقی نبی" اور مجازاً اسم نبوت پانے سے کیا مراد ہے؟

(۳) کیا آج بھی کلمہ طیبہ مسلمان کرنے کے لئے کافی ہے یا کسی اور نبوت پر ایمان لانے کی ضرورت ہے؟

(۴) کیا مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا انکار کرنے والے اسلام سے خارج ہیں؟

اس پر قادیانی جماعت تیار نہ ہوئی اور جماعت قادیان کے سکرٹری صاحب سے ہمیں لمبے لمبے خطوط موصول ہوئے جن میں اول تو یہ دعوے کیا جاتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ واقعی نبی ہیں۔ دوم اس بات پر زور دیا جاتا تھا کہ اگر گفتگو کرنا ہو تو صرف ایک موضوع زیر بحث آئیگا۔ اور وہ مسئلہ نبوت ہے یہ انکا واضح فرار تھا۔ جسے وہ طویل خطوط کے پردہ میں چھپا رہے تھے۔ آخر کار ان کے پاس مولوی نور محمد صاحب پہنچے کہ زبانی مضامین وغیرہ کے متعلق ان سے تصفیہ کرلیں۔ جو شرائط مباحثہ ان کے درمیان طے ہوئے ان کے متعلق مولوی نور محمد صاحب نے انہیں کہدیا کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ان میں ترمیم ہو سکے گی۔ ان شرائط میں ایک شرط یہ تھی۔ کہ مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کو حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ اور جناب مرزا محمود احمد صاحب کی تحریرات کی روشنی میں اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں ثابت کیا جائیگا۔ یہ وہ اصولی بات تھی جس کے باعث مباحثہ میں تاخیر ہوئی۔ میں نے چودھری عبداللہ خاں صاحب سے عرض کر دیا کہ مدعی کا دعویٰ مدعی کے اپنے کلام سے ہی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک اس کے دعوے نبوت کا تعلق ہے کسی اور شخص کی تحریرات حجت نہیں اس لئے اس شرط کو منسوخ کر دیا جائے۔ ہاں اگر آپ کو حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تحریرات کو زیر بحث لانے کا شوق ہو تو ہم بخوشی اس کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ موضوع بحث یہ ہو کہ:-

"حضرت مولانا نور الدین صاحب کی وفات تک جماعت احمدیہ کا مذہب کیا تھا" اس میں حضرت مولانا محمد علی صاحب اور دیگر بزرگان قوم کی تحریرات اور واقعات کو پیش کیا جا سکتا ہے اس قسم کا مباحثہ پہلے قصور میں برادر مکرم شیخ رحمت الہیٰ صاحب اور چودھری صاحب کی موجودگی میں ہو چکا ہے۔ میں نے چودھری صاحب پر اور جمشید پور کی قادیانی جماعت کے دیگر ارکان پر یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ صرف حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تحریرات کو زیر بحث لانا درست نہیں۔ ملت اور قوم بہرحال ایک فرد پر مقدم ہے۔ اگر تمام جماعت احمدیہ کا متفقہ مذہب یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت اقدس مسیح موعود غیر نبی ہیں۔ تو حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کی بعض متشابہ تحریرات کا جنہیں قادیانی اصحاب پیش کرتے ہیں وہی مفہوم لینا پڑے گا۔ جو حالات کے مطابق ہوگا۔

لیکن چودھری صاحب موصوف اور ان کی جماعت کے دیگر ارکان اس مخلصانہ تجویز پر عمل کیلئے آمادہ نہ ہوئے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے اس غضب پر دوسرا غضب یہ کیا ہے کہ اپنے مضمون میں انہوں نے جہاں یہ لکھا ہے کہ میں نے مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تحریرات کو زیر بحث لانا منظور نہ کیا۔ وہاں انہوں نے یہ ذکر تک نہیں کیا کہ اس کے مقابل میں نے کیا تجویز پیش کی تھی۔ میں نے تو انہیں نہ صرف زبانی کہا تھا بلکہ لکھوا کر بھی بھیج دیا تھا۔ اگر حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریرات پر ضرور بحث کرنا مقصود ہے تو ایک الگ مستقل مضمون کی حیثیت سے ان تحریرات کو پیش کیجئے۔ ہم جناب صاحبزادہ صاحب اور دیگر اصحاب کی تحریریں پیش کریں گے۔

کاش کہ چودھری صاحب اس امر کا ذکر بھی فرما دیتے۔ کہ انہوں نے ہماری اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ مگر چودھری صاحب کو شاید یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اگر یہ حقیقت تحریر میں آگئی۔ تو پھر جماعت احمدیہ لاہور کی شکست ثابت کرتے کرتے اہل دانش کے نزدیک اپنی شکست ہی ثابت ہو جائے گی۔

اس مباحثہ کے سلسلہ میں جو خط و کتابت مکرم بابو علم الدین صاحب اور مکرم مولوی نور احمد صاحب نے جماعت قادیان سے کی ہے وہ بڑی دلچسپ ہے اور صرف اس کا مطالعہ ہی اصل حقیقت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اس خط و کتابت کے بعض کاغذات جمشید پور میں ہیں اور میں وہاں لکھ رہا ہوں کہ مجھے بھیج دیئے جائیں۔ اگر یہ خط و کتابت شائع ہو گئی تو اس مغالطہ کا جواب خود بخود آجائیگا جو چودھری عبداللہ خاں صاحب نے اپنے مضمون میں دیا ہے میں مذکورۃ الصدر مضامین پر گفتگو کیلئے اب بھی قادیانی جماعت کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ان کی خواہش ہو تو اس امر پر بھی گفتگو کے لئے تیار ہوں کہ ۱۹۱۴ء تک جماعت احمدیہ کا مذہب کیا تھا آیا اس وقت جماعت کے عقائد یہی تھے جو اب قادیانی جماعت کے ہیں یا وہ مذہب تھا جو جماعت لاہور کا ہے۔

مکرم چودھری عبداللہ خاں صاحب کے مضمون کے مرکزی نقطہ کو میں نے لیکر یہ سطور لکھی ہیں۔ ورنہ جہاں تک ان کے مضمون کے بے تعلق اور استہزائیہ حصہ کا سوال ہے۔ میں نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔

سے پہلی آیت میں لفظ "اکبر" استعمال کر کے انتہائی مقام کی طرف اشارہ کیا تھا۔

اب قادیانیوں کے پاس کونسی بات رہ گئی ہے بجز اس کے وہ اپنی بات پر مصر رہتے ہوئے ان آیات قرآنی کو ٹال کر جائیں اور کوئی جائے فرار نہیں۔ اب وہ خود ہی بتائیں کہ قرآن کی رو سے صحابہ کرامؓ بلند ترین روحانی مقام تک پہنچ گئے وہ مقام، مقام نبوت ہے یا کوئی اور؟ اب وہ انتہائی مقام کوئی بھی ہو۔ اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ رضائے الہیٰ کی جنت ہے تاہم ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اس مقام پر صحابہ کرامؓ ضرور پہنچے تو کیا مقام نبوت تھا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ایک بھی صحابی نبی نہیں ہوا اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بلند مقام جہاں ایک امتی پہنچ سکتا ہے نبوت ہرگز نہیں۔

اب ذرا آنکھیں کھولئے یہاں اسلام اور پیغمبر اسلام صلعم کی حقیقی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ قرآن کی رو سے آنحضرت نے بے شمار انسانوں کو روحانیت کے انتہائی درجے تک پہنچایا مگر [illegible] کے عقیدہ کی رو سے تیرہ سو سال میں صرف ایک انسان ہی اس مقام کو حاصل کر سکا۔ پھر شان کا اظہار کس بات میں ہے؟ اس بات کے ماننے میں کہ اسلام اپنے ہزارہا متبعین کو انتہائی درجے پر لے گیا یا اس بات کے ماننے میں کہ صرف ایک انسان کو کامل بنا سکا۔ اس صورت میں کون اسلام کی عظمت پر حملہ آور ہے اور کون نبی کریم صلعم کی قوت قدسی کا استخفاف کر رہا ہے؟

(ختم شد)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت الارشاد مولوی [illegible] دہلیہ میں مصروف ہیں۔

— مسلم ہائی سکول لاہور کے سالانہ معائنہ پر جو گذشتہ مارچ کے آخر میں ہوا۔ انسپکٹر صاحب اس سکول کے کام سے بہت مسرور ہوئے اور بطور اظہار خوشنودی سکول کے ڈرائنگ ماسٹر صاحب کو جو غیر سند یافتہ ہیں سپیشل [illegible] عطا فرمایا۔ یہ رعایت شاذ و نادر ہی صرف ان اسکولوں کے اساتذہ کو دی جاتی ہے جن کے متعلق محکمہ تعلیم کی رائے بہت ہی اچھی ہو۔

— جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی۔ اے مولوی فاضل جمشید پور سے واپس تشریف لے آئے ہیں اور [illegible] چند روز کے قیام کے بعد جھنڈہ چلے گئے۔ وہاں ان کے عزیز سید فرمان علی شاہ صاحب اسسٹنٹ [illegible] ریلوے پولیس بعارضہ تپ محرقہ شدید علیل ہیں۔ تمام احباب ان کے لئے دعائے صحت کریں۔

— مولوی محمد ابراہیم صاحب سابق پرنسپل [illegible] لاہور حال منگو کے ضلع گوجرانوالہ ڈیڑھ ماہ سے شدید علیل [illegible]

— جناب مرزا غلام سرور صاحب موضع کیل [illegible] بعارضہ دق بیمار رہیں، اب کچھ افاقہ ہے۔

ان دونوں کیلئے بھی دعا کی جائے

— جن خریداران پیغام صلح کا چندہ ماہ مئی میں ختم ہو رہا ہے یا اس سے قبل ختم ہو چکا ہے وہ از راہ کرم زر چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

بلند ترین روحانی مقام

(ایک درویش کے قلم سے)

(۴)

اس اُمت کی روحانی ترقی کا انتہائی مقام کیا ہے؟

اب میں قرآن و سنت کی روشنی میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ اس امت کی روحانی ترقی کا انتہائی مقام کیا ہے۔ ابتداء میں تعلیم اسلام کا حوالہ اس پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس کے الفاظ دوبارہ نقل کئے جاتے ہیں

"یاد رکھنا چاہئے کہ اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت انسان کی اس دنیوی زندگی میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ آرام پا جائے اور تمام اطمینان اور سرور اور لذت اس کی خدا میں ہی ہو جائے۔ یہی وہ حالت ہے جسے دوسرے لفظوں میں بہشتی زندگی کہا جاتا ہے۔"

حقیقت الوحی صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دے کر اس کی پرستش کرنا ہی ولایت ہے جس کے آگے کوئی درجہ نہیں۔ مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔"

دراصل انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسانوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کی جنت میں داخل ہو جائیں۔ دنیوی زندگی میں اخلاقی اور روحانی قوانین کی غرض و غایت اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ تمام نسل انسانی میں ایک ایسے قانون کا نفاذ ہو جس کی موجودگی میں ہر ایک انسان کو کامل موقع ملے کہ وہ کامل امن و آسائش کے ساتھ اپنے مالک حقیقی کی رضا کے وسائل اختیار کر کے اس کی رضا حاصل کرے۔ پس ایک انسان کی اس دنیا میں یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہوا اس جنت میں داخل ہو جائے جو کہ عباد اللہ اور کاملین امت کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور یہی ایک راستہ ہے جو کہ انسان کے لئے کھلا ہے اور ہر شخص جو کہ وحی آسمانی کی کماحقہٗ پیروی کرتا ہے۔ بلا استثناء اس نعمت عظمےٰ سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ یہی بلند ترین روحانی مقام ہے۔ ایک مومن کی کوشش اسی قدر ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی رضا اور لقاء سے متمتع ہو جائے اور بس۔ قرآن حکیم فرماتا ہے۔

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد (سورہ ھود)

"انسانوں میں سے وہ اعلیٰ درجے کے انسان ہیں جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں وہ اپنی جان دیتے ہیں۔ اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمت ہے۔" (تعلیم اسلام)

ذیل کی آیات سے بھی واضح ہو جائے گا کہ سب سے بڑھ کر روحانی مقام رضائے الٰہی کا حصول ہی ہے

وعد اللہ المؤمنین والمؤمنٰت جنٰت تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا ومسٰکن طیبۃ فی جنٰت عدن ورضوان من اللہ اکبر ذالک ھو الفوز العظیم۔

"اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے جنت عدن میں طیب جائے رہائش ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تمام مراتب سے بڑھ کر ہے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی اس بلند ترین نعمت کی کیفیت واضح کرتی ہے۔ جو کہ وہ مومنین کو عطا کرنے والا ہے۔ اور یہ نعمت جنت اور خوشنودی رحمان کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سودا بھی مومنین کے ساتھ جنت کیلئے ہی ہے۔ نہ کہ نبوت کے لئے چنانچہ فرمایا:۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ ..... وذالک ھو الفوز العظیم (التوبہ)

"اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات پر خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

یاایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ ...

...... ذالک الفوز العظیم (سورہ صف)

"اے ایمان والو۔ کیا میں تمہاری اس تجارت کی طرف رہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلائیگی تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو وہ تمہارے نقائص کو تم سے دور رکھیگا اور تمہیں باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشگی کے باغات میں مبارک ٹھکانا ہے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

پس مسلم کے لئے سب سے بڑی اور بہترین نعمت رضاء و خوشنودی الٰہی کا حصول ہے۔ قرآن اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی رو سے یہ بلند ترین مقام ہے۔ یہاں قرآن نے رضوانٌ من اللہ یعنی خوشنودی الٰہی کے لئے اکبر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اکبر دراصل تفضیل کل ہے یعنی جس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ گویا رضائے الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اسی طرح جنت کے حصول کی کامیابی کو "فوزاً عظیماً" کہا ہے۔ عظیم کے معنی حضرت مسیح موعود کی زبان سے سن لیجئے:۔

"انک لعلیٰ خلق عظیم ۲۹ یعنی تو اے نبی اے خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے۔ یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں۔ کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ جس قدر طول و عرض میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطہ ادراک سے باہر ہو۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۴ ؟)

یہی وہ بلند ترین مقام ہے جسے نبی کریم صلعم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حاصل کیا۔ اور قرآن اس حقیقت پر مہر شہادت ثبت کرتا ہے۔

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریۃ۔ جزاؤھم عند ربھم جنٰت عدن تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا ابداً رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (البینہ)

"بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالح کئے۔ وہی توبہترین لوگ ہیں۔ ان کی جزا ان کے رب کے پاس ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔"

"والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنٰت تجری تحتہا الانہار خٰلدین فیہا ابداً ذالک الفوز العظیم

اور جہاں تک انصار اور مہاجرین سے اولین سبقت کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو نیکی کے جوش کے ساتھ ان کی متابعت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہو گئے۔ اور اس نے تیار کی ہے ان کے لئے جنت جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس میں تا ابد رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

صحابہ کرامؓ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے بلند ترین مقام کے متعلق اس سے واضح شہادت نہیں مل سکتی۔ ایک آیت میں تو مذکور ہے کہ رضوان من اللہ اکبر۔ کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی سب سے بڑھ کر ہے۔ جس کا لازمی ثمر جنت میں پہنچ جانا ہے اور آخری دو آیات ظاہر کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بلند ترین مقام کو پہنچے۔ جیسا کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے الفاظ سے واضح ہے۔

یہ بات بلاشک و شبہ واضح ہو گئی ہے کہ ایک امتی کا انتہائی عروج رضائے الٰہی کا حصول ہے نبوت نہیں اور جس بلند مقام تک اسلام پہنچا سکتا ہے۔ صحابہ کرام وہاں پہنچ گئے۔ اس امر کی تائید میں ایک اور حوالہ درج کرتا ہوں۔

والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنٰت لھم فیہا نعیم مقیم

اور ان لوگوں کا اللہ تعالےٰ کے ہاں سب سے بلند درجہ ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور وہی کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے رحمت اور خوشنودی اور جنت کی جہاں ان کے لئے ابدی نعمتیں ہیں خوشخبری دیتا ہے۔"

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کے مرتبہ کے اظہار کیلئے "اعظم" کا لفظ استعمال ہوا ہے عظیم کی تشریح تو آپ پڑھ چکے ہیں۔ اعظم بھی تفضیل کل ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی درجہ ہی نہیں ہوتا۔ اس

(باقی صفحہ ۵ پر)

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا ماتم

جماعت مرار کا اظہار افسوس و ہمدردی

ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
۲۹ر اپریل ۱۹۳۹ء کو جب میں اپنے گاؤں موضع مرار رسنارم میں پہنچا تو تمام جماعت نے حال وفات ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم سن کر بہت افسوس کیا اور ۳۰ر مئی کو بعد نماز جمعہ سب نے جنازہ غائبانہ مرحوم کا پڑھا اور اس کے بعد وارثانِ مرحوم اور حضرت امیر قوم کی خدمت میں اظہار ہمدردی کی قرارداد پاس کر کے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے وارثوں کو صبر جمیل کی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو جو صدمہ اور نقصان ان کی وفات سے پہنچا ہے اس کی تلافی کرے اور حضرت امیر جماعت کو جو حزن و ملال اس صدمہ سے ہوا ہے ان کی تسلی خاطر کے سامان پیدا کر دے۔ مرحوم کے اخلاق حسنہ اور ان کی بیش بہا خدمت اسلام کی سب نے بڑی تعریف کی اور اخبار پیغام صلح میں ان حالات کے شائع کرانے کی استدعا کی۔ والسلام۔
عزیز بخش۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

جماعت سرینگر کا تعزیتی جلسہ

آج مورخہ یکم مئی ۱۹۳۹ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینگر کا نمائندہ اجلاس اسلام کے مجاہد اعظم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی بے وقت موت پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اس کو مسلم قوم کے لئے عموماً اور احمدیہ جماعت کے لئے خصوصاً ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے۔ دعا ہے کہ مولا کریم مجاہد مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

جماعت سرینگر کو اس حادثہ جانکاہ کے واقع ہونے کی وجہ سے حضرت امیر قوم و دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے قرار پایا کہ ریزولیوشن ہذا کی ایک نقل حضرت امیر قوم اور دوسری نقل اخبار پیغام صلح کو بھیجی جائے۔
خاکسار۔ سکرٹری

مسٹر نصیر احمد صاحب فاروقی کا تعزیت نامہ

ارون لاج شملہ ۲۹ر اپریل ۱۹۳۹ء

برادر مکرم سید الطاف حسین شاہ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ابھی والد صاحب کے خط سے حضرت قبلہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے انتقال کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس حادثہ اور مصیبت کیلئے ہم تیار نہ تھے۔ کیونکہ ہمیں تو ان کی بیماری تک کا علم نہ تھا۔ دل میں غم امنڈ رہا ہے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ اللہ۔ اللہ کیا انشراح تھا اور کس قدر جوش اور اخلاص رکھتا تھا۔ ہماری جماعت کے لئے کس قدر باعثِ استحکام و تقویت تھا اور ہم پر ہم میں سے ہر ایک سے ذاتی طور پر کس قدر محبت اور مہربانی کرتے تھے۔ اسی ذاتی تعلق کی وجہ سے دل پگھلتا ہے اور ان کا اٹھ جانا اپنے ایک بہت نزدیکی بزرگ کے انتقال کی طرح غمگین کرتا ہے۔ ان کی جگہ ہمیشہ خالی رہے گی۔ کیونکہ ایسا مخلص اور ایسا بزرگ انسان دوبارہ مشکل پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بیش از بیش رحمتیں نازل فرمائے اور آپ سب کو بھی صبر اور تسکین عطا فرمائے۔ اب آپ اس قیمتی خاندان کے بزرگ ہیں۔ امید ہے کہ آپ اپنے صبر اور رضا سے اپنے چھوٹے بھائی اور والدہ محترمہ اور ہمشیرہ محترمہ کیلئے باعث تقویت ہوں گے۔

میں نے برادر عزیز سید بشیر حسین صاحب کو بھی خط لکھا ہے اور اس میں بھی لکھا ہے۔ مگر اگر آپ بھی لاہور میں ہیں اور یہ میری بیوی کی طرف سے اپنی والدہ محترمہ اور ہمشیرہ محترمہ کی خدمت میں دلی اور انتہائی ہمدردی پیش کریں۔ [illegible] کا ذکر کرتے ہوئے دل میں خیال ہوتا ہے کہ یہ تو ہمارا [illegible] ہے کہ کوئی ہم سے ہمدردی کرے۔ مگر پھر بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ [illegible] کتنا ہی محسوس کریں آپ کا صدمہ اور نقصان ہم سے [illegible] زیادہ ہے۔ پھر دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو صبر [illegible] عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ ہو۔ خاکسار
نصیر احمد فاروقی

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور کا تعزیتی جلسہ اور قرارداد

مورخہ ۵ر مئی ۱۹۳۹ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی تعزیت میں احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی روئداد کا ملخص درج ذیل ہے:۔

محترمہ سید بیگم صاحبہ نے قرآن مجید کی تلاوت سے جلسے کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد حامدہ فاروقی صاحبہ نے حضرت شاہ صاحب مرحوم کی موت سے جو قوم کو نقصان عظیم پہنچا ہے اس کا اور ان کے حسن اخلاق کا ذکر نہایت مؤثر پیرائے میں کیا۔ پھر ایک اور ممبر لڑکی نے حضرت شاہ صاحب کی ان خدمات پر جو انہوں نے مسلمان قوم کی کی ہیں ایک مضمون پڑھا۔ اس کے بعد محترمہ مسز چوہدری ظہور احمد صاحبہ نے اپنی ایک لکھی ہوئی حضرت شاہ صاحب پر نظم پڑھی جس پر تمام حاضرات جلسہ کے آنسو رواں ہو گئے۔ آخر میں محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر نے ایک مبسوط مضمون حضرت شاہ صاحب پر پڑھا اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن باچشم پرنم اور باتفاق رائے پاس ہوا۔ ازاں بعد دعائے مغفرت کے بعد جلسہ ختم ہو گیا۔

نقل ریزولیوشن

احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن کا یہ جلسہ اپنے بزرگ قوم حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی اچانک اور بے وقت وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور آپ کی وفات حسرت آیات کو قوم کیلئے ایک نقصان عظیم سمجھتا ہے جس کی تلافی فی الحال نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کے بیقرار دلوں کو تسکین عطا فرمائے ہمیں اس صدمہ عظیم میں اپنی بزرگ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت شاہ صاحب۔ بی بی صفیہ بیگم صاحبہ بی بی فرخندہ بیگم صاحبہ۔ بی بی انور بیگم صاحبہ اور صاحبزادگان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے اور ہم ان کے ساتھ شریک غم ہیں خداوند کریم ہم سب کو توفیق دے کہ ہم حضرت شاہ صاحب مرحوم و مغفور کے نقش قدم پر چل کر آپ کے نام اور کام کو زندہ رکھیں۔ آمین
خاکسار:۔ سکرٹری احمدیہ گرلز ایسوسی ایشن لاہور۔

چودھری محمد سرفراز خان صاحب [illegible] تعزیت نامہ

از بدوملہی ۳۰ر اپریل ۱۹۳۹ء

مخدومی و مکرمی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل شب ۹ بجے کے قریب کو حادثہ ارتحال مخدوم سید محمد حسین شاہ صاحب کی خبر [illegible] برادر زادہ نے دی جو عزیز لے ہیڈ ماسٹر صاحب [illegible] بدوملہی سے سنی تھی۔ بندہ کو اس قدر صدمہ پہنچا جو بیان [illegible] ہو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند کریم شاہ صاحب کو [illegible] رحمت اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ شاہ صاحب [illegible] بڑی خوبیوں کے انسان تھے اور احمدیہ انجمن اشاعت [illegible] کے رکن عظیم۔ انجمن کو مرحوم کی ذات سے بڑے عظیم [illegible] حاصل ہوتے تھے جن سے انجمن محروم ہو گئی۔ خدا [illegible] ہے اس کا قائم مقام انجمن میں پیچھے نظر نہیں آتا [illegible] تو اپنے فضل و کرم سے قوم کی آئندہ پود میں [illegible] کر جس سے انجمن کا باغ بامراد اور پھلتا پھولتا رہے [illegible] لمبے رات چوگنی ترقی دے ...... شاہ صاحب [illegible] بڑے بھائی سید نادر شاہ صاحب مرحوم بندہ کے [illegible] اس تعلق سے بندہ کو اور بھی صدمہ محسوس ہوا ہے [illegible] بندہ کے پاس الفاظ موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب [illegible] رحمت فرمائے اور اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ [illegible] صاحب کا نعم البدل انجمن کو عطا فرمائے اور پسماندگان [illegible] شاہ صاحب کی وفات سے جو صدمہ جناب کو پہنچا ہے بندہ اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ نیازمند اگلی [illegible]
محمد سرفراز خان احمدی۔ از بدوملہی

فیروزپور کا تعزیت نامہ

جناب شیخ [illegible] قریشی [illegible]
فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں۔ بخدمت جناب [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اخبار پیغام صلح میں جناب [illegible] شاہ صاحب کی اچانک موت کا پڑھ کر نہایت ہی افسوس ہوا [illegible] سے ایک ستون تھے خداوند کریم انہیں غریق رحمت کرے [illegible] حضرت شاہ صاحب کے پسماندگان کی خدمت میں التجا ہے [illegible]

مسلم لیگ کے ممبروں کیلئے چند کام

مبارک بشیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ جائنٹ سکرٹری پنجاب مسلم لیگ آرگنائزنگ کمیٹی

۱۔ ہندوستان کے ہر شہر اور ہر چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں ایک انجمن اسلامیہ ایک مسلم لیگ کی شاخ، ایک مسلمانوں کی انجمن صنعت و تجارت اور ایک اُردو انجمن قائم کرو اور ان کو زندہ جماعتیں بنا کر دکھاؤ۔

۲۔ اپنا ایمان مضبوط کرو۔ قرآن مجید اور اسلامی تاریخ کا باقاعدہ مطالعہ کرو۔ اور موجودہ حالات کی روشنی میں اس کے معنی سمجھو اگر تم زندگی کے ہر شعبے میں دلچسپی لے سکو اور اس پر اپنا اثر ڈال سکو تو سمجھ لو کہ تمہارا ایمان صحیح ہے۔ اور اگر تم پر مایوسی چھا جائے یا تم غم و غصہ کا شکار ہو جاؤ تو سمجھو کہ تمہارے ایمان میں کوئی کسر باقی ہے۔ قرآن مجید اور اسلامی روایات کی تعلیم عوام میں پھیلاؤ۔ اس مطلب کے لئے اُردو میں آسان کتابیں فراہم کرو۔ عام تعلیم کیساتھ بچوں کو صحیح قسم کی اسلامی تعلیم بھی دو۔ اور انہیں اسلامی تہذیب کے مفہوم سے آگاہ کرو۔ لیکن ان میں تنگ خیالی پیدا نہ ہونے دو۔ ایک طرف دقیانوسی کٹر پن سے اور دوسری طرف فیشن ایبل دہریت سے سخت پرہیز کرو۔

۳۔ جمعہ کے دن کوئی سمجھدار شخص جو حالات سے واقف ہو، اپنے دل نشین خطبے سے مسلمانوں کو دینداری اتحاد و محبت، حصول تعلیم، محنت، کفایت شعاری اور اپنی اخلاقی و مالی حالت کو سدھارنے کی ترغیب دے۔

۴۔ کثیر التعداد میں مسلم لیگ کے دو آنے کے ممبر بناؤ اور انہیں مسلم لیگ کے حالات سے آگاہ رکھو۔ اور بتاؤ کہ اس کا بڑا مقصد ہندوستان میں مسلمانوں کی قومیت کا برقرار رکھنا اور اسے ترقی دینا ہے۔ مسلمانوں کو ترغیب دو کہ وہ آپس میں اتحاد پیدا کریں۔ لیکن غیر مسلموں کیخلاف کبھی نفرت نہ پھیلاؤ۔

۵۔ دنیا کی تازہ ترین تحریکات سے واقفیت حاصل کرو۔ ہر روز اخبار پڑھو۔ اور اپنے ان پڑھ بھائیوں کو سناؤ تاکہ سب مسلمان اپنوں اور غیروں کی کارروائیوں سے بخوبی واقف رہیں۔

۶۔ مقامی حالات کے مطابق مسلمانوں کی مالی حالت کو سدھارنے کی کوشش کرو۔ زیادہ تر مسلمان دکانداروں سے سودا سلف خریدو۔ زکوٰۃ کا صحیح مصرف سیکھو اور سکھاؤ

۷۔ جگہ جگہ اُردو ریڈنگ روم کھولو، بالغوں کو اُردو پڑھاؤ۔ ہر شخص۔ ہر سال میں کم از کم ایک شخص کو اُردو لکھنا پڑھنا سکھا دے۔ امیر لوگ سال میں کم از کم تین شخصوں کو اُردو لکھنے پڑھنے کے قابل بنانے کا ذمہ لے لیں۔

۸۔ شہر کے ہر محلے میں اور ہر گاؤں میں مسلمان رضا کاروں کی ایک باقاعدہ باوردی جماعت ہو۔ جو مسلم قومی گارڈ کا کام دے۔ اُن کے فرائض میں اسلامی مجلسوں جلوسوں کا انتظام، تمام ہندوستانی بیکس بھائیوں کی امداد، بچوں کی حفاظت، حفظانِ صحت کی تعلیم، امن و امان کا قیام، فساد کی روک تھام وغیرہ شامل ہوں۔ ہر مسلمان رضاکار چاند تارے کا اسلامی نشان لگائے۔

۹۔ فضول غیر اسلامی رسم و رواج سے بچو۔ فضول خرچی۔ نمائش، پیر پرستی، قبر پرستی، شادی غمی کی بے معنی رسوم اور سینکڑوں اور توہمات سے پرہیز کرو لیکن تمام ایسی باتوں میں جو اسلام کی روح کے منافی نہ ہوں۔ غیر مسلموں کے ساتھ آزادانہ شرکت کرو۔ اسلام کے معنی تعصب نہیں بلکہ ساری نوع انسان کی برادری اور روحانی اشتراکیت کا قیام ہے۔ بجائے حد سے بڑھے ہوئے جوش کے صبر و استقلال پیدا کرو۔

۱۰۔ عورتوں کو اُن کے حقوق دو۔ انکی جہالت اور کمزوری دور کرو۔ ان کو جائز اور مناسب آزادی دو۔ لیکن انہیں انتہائی مغربیت سے بچاؤ۔ (۱۱) باوجود ہزاروں اختلافات کے متحد و منظم رہو۔ اور مسلمانوں میں عوام سے ربط پیدا کر کے تحریک جاری کرو۔ (۱۲) یہ سب کام خود کرو اور دوسروں سے کرنے کو کہو۔

گائے اور ہندوستان

برادرانِ وطن کیلئے چند قابلِ غور حقائق

مصر کے مشہور علمی رسالہ "الہلال" میں "گائے اور ہندوستان" کے موضوع پر ایک مفید اور پر معلومات مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کے ضروری حصہ کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے، ہندوؤں کی گائے پرستی ہندوستان کی بہت بڑی سیاسی اور اقتصادی مصیبت ہے۔ اس مضمون میں اعداد و شمار کی بنا پر ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان گائے پرستی کی وجہ سے کس قدر عظیم اقتصادی نقصان اُٹھا رہا ہے گائے کی وجہ سے ہندو مسلم فسادات تو آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ کانگریسی صوبوں میں گذشتہ دو سال سے انکی غیر معمولی کثرت ہے۔ کانگریسی ہندو مصر و ترکی وغیرہ اسلامی ممالک کے خاص اکابر کی آراء و خیالات غلط رنگ میں مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے طعن کیا کرتے ہیں۔ کیا وہ خود مصر کے ایک مشہور اور نمایاں علمی رسالہ کے مندرجہ ذیل خیالات پر غور اور ان سے کوئی عملی سبق حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں؟ (پیغام صلح)

کل روئے زمین پر تقریباً انتیس ۲۹ کروڑ گائیں ہیں۔ جن میں سے اکیس کروڑ پچاس لاکھ صرف ہندوستان میں ہیں جو ہندوستان کی پیداوار میں برابر کی حصہ دار ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں نہ انسان ہی اپنا پیٹ بھر سکتا ہے اور نہ گائے ہی۔ خواہ مخواہ یہ فرض کر لیا ہے کہ ہندوستان نے چونکہ گائے کو پرستش کے مقام رفیع تک پہنچا دیا ہے اس لئے یہاں گائے کی افزائش نسل تمام ملکوں سے زیادہ ہے۔ لاکھ گائے کی تقدیس کا یہ مذہبی عقیدہ دراصل اقتصادی بہبودی پر مبنی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کی گائے تمام دنیا سے زیادہ قلیل النسل اور اس کے باشندے تمام دنیا کی قوموں سے کم دودھ استعمال کرتے ہیں اور اسکا راز یہ ہے کہ یہ لاکھوں گائیں جن کے لئے ہندوستان کی زمین پر پیٹ بھر چارہ بھی نہیں ملتا۔ انتہا درجہ دُبلی اور لاغر ہیں۔ ان میں سے اکثر لاغری کی وجہ سے نہ افزائش نسل کے قابل ہوتی ہیں اور نہ کسی اور کام کے۔ اگر ہندوستانی ان لاغر گایوں کی پرورش سے دست کش ہو جائیں اور افزائش نسل سے انہیں محروم کر دیں تو وہ اپنے ملک کو افلاس کی مصیبت سے بچا سکیں گے۔

اگر ہندوستان کی جگہ کوئی دوسرا ملک ہوتا اور اسکے اقتصادی راستے میں اس قسم کی دشواری پیش آتی تو وہ پہلی فرصت میں ان ناکارہ گایوں کو بلا تردد ذبح کر ڈالتا اُن کے گوشت سے فائدہ بھی اُٹھاتا اور اس تنازع للبقا کی کشمکش رزق سے بھی نجات حاصل کرتا۔ مگر ہندوستان میں ہندو تو گوشت کھانے کو قطعاً حرام ہی سمجھتے ہیں صرف مسلمان اور یورپین گائے کا گوشت کھاتے ہیں۔ سو اول تو ان کی تعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت کم ہے دوسرے یہاں گوشت زیادہ مرغوب بھی نہیں ہے۔

اس پر طرفہ یہ کہ ہندو قوم مسلمانوں اور عیسائیوں کو ذبح بقر سے روکتی ہے اور ان کے لیے بڑے بڑے گئو شالے اور پنجرا پول بنائے گئے ہیں جنمیں بوڑھی اور دبلی گائیں رکھی جاتی ہیں انکو انسانوں کے بچوں کی طرح پالا جاتا ہے، بالآخر وہ مر جاتی ہیں، اور انکی مردہ نعشوں سے کتوں، بھیڑیوں اور گدھوں کی تواضع کی جاتی ہے اس میں شک نہیں کہ بعض ہندوستانی گائے بہترین نسل کی ہوتی ہیں حتیٰ کہ امریکہ اور فلپائن وغیرہ ممالک میں گائے کی نسل کو بہتر بنانے کے لئے لوگ انہیں لیجاتے ہیں، مگر گائے کی کثرت اور بہتات ہندوستان میں اسقدر ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ان اچھی نسل کی بچھیوں کیلئے کافی چارہ اور غذا کا میسر آنا دشوار ہے۔ اس لحاظ سے دوسرے ملکوں کی گائے بہتر اور کثیر المنفعت ہوتی ہے۔ دوسرے ممالک گائے سے جس قدر منافع اور فوائد حاصل کرتے ہیں ان سے ہندوستانی محروم ہیں۔

ہندوستان کی گائے کا نشو و نما بہت سست ہے چوتھے پانچویں سال سے پہلے بچہ نہیں دیتی حالانکہ دوسرے ممالک کی گائے دوسرے سال ہی بچہ دیدیتی ہے اس کے دودھ میں مکھن بھی زیادہ ہوتا ہے۔ معمولی گائے کے دودھ سے سال بھر میں پانچ چھ سو پونڈ مکھن نکلتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ گائے دنیا کے تمام ملکوں کے واسطے خیر و برکت اور نفع رساں مخلوق ہے مگر ہندوستان کے لئے ایک مصیبت کبریٰ اور سامان ادبار ہے، اگر ہندوستان میں یہ مصیبت نہ ہوتی

رباعیاتِ ساجد

نتیجۂ فکر۔ زبدۃ الحکماء جناب حکیم محمد نعمان ساجد

مسلم! ترا مذہب ہے تو تقویٰ کے سہارے
طاقت تیری قائم ہے تو اعضا کے سہارے
جینا ہے تو جی۔ طاقت و تقویٰ کے بھروسے
کیوں موت کے منہ جاتا ہے عیسیٰ کے سہارے

محمد کی ہو اُمت اور پھر ساجد! تن آسانی؟
جہاد فی سبیل اللہ بھی آیت ہے قرآنی!
مسیحا کے سہارے تو گرا ہے قعرِ ذلت میں
کہاں ہے لاالٰہ تیرا۔ کہاں تیری مسلمانی؟

تار کا پتہ مسلمان لاہور

اے تازہ کن گلستاں ماتم بہ آں ماؤ بیاد آ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۳۹ء | نمبر ۲۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کو گناہ سوز فطرت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

پس اللہ تعالیٰ کو جیسا کہ وہ ہے کسی غلطی کے بدوں شناخت کرنا اور اسی دنیا میں سچے اور صحیح طور پر اسکی ذات و صفات کی معرفت حاصل کرنا ہی تمام اور روشنیوں اور تجلیات کی کلید ہے۔ اسی سے وہ آگ پیدا ہوتی ہے جو سب سے پہلے انسان کی گنہگار حالت پر موت وارد کرتی ہے اور پھر اسکو نور عطا کرتی ہے جس سے وہ گناہ کو شناخت کرتا اور اسکی زہر پر اطلاع پاکر اس سے ڈرتا اور دور بھاگتا ہے۔ پس یہی دو قسم کی آگ ہے جو ایک طرف گناہ کو جلاتی اور دوسری طرف نیکیوں کی قدرت عطا کرتی ہے اور اسکا نام جلال اور جمال کی آگ ہے۔ کیونکہ انسان گناہ سے تو جلالی رنگ اور ہیبت سے ہی بچ سکتا ہے یعنی جب یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا میں شدید العذاب ہے اور مالک یوم الدین ہے تو اس وقت انسان پر ایک ہیبت سی طاری ہو جائیگی جو اسے گناہ سے بچائیگی اور جمال نیکیوں کی طرف جاذب کرتا ہے یعنی جب یہ معلوم ہو جائے کہ خدا تعالیٰ رب العلمین ہے رحمٰن ہے اور رحیم ہے تو بے اختیار ہو کر دل اسکی طرف کھنچا جائیگا اور ایک سرور اور لذت نیکیوں کا صدور ہونے لگیگا جس طرح چاندی اور سونے کے صاف کرنیکے لئے ضروری ہے کہ اسے کٹھالی میں ڈال کر اس کے نیچے خوب آگ روشن کی جائے جس سے وہ میل کچیل جو انکے شامل ہوتا ہے الگ ہو جاتا ہے، پھر بعد اسکے انکو عمدہ اور خوبصورت زیورات کی شکل میں لانے کیلئے جو کسی حسین کیلئے بنایا جائے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ دوبارہ آگ دیکر انکو مفید مطلب بنا لیا جائے اور جبتک انکو دو آگوں میں نہ ڈالا جائے وہ خوبصورت اور درخشاں زیور کی شکل اختیار نہیں کر سکتے بعینہ اسی طرح جبتک انسان بھی جلالی اور جمالی آگوں میں نہ ڈالا جاوے گناہ سوز فطرت لیکر نیک بننے کے قابل نہیں ہوتا۔ اسلئے سب سے پہلے گناہ کو جلایا جاتا ہے اور پھر جمالی آگ اسے نیکی کی قوت عطا کی جاتی ہے تب اسکی فطرت میں ایک روشنی اور چمک آ جاتی ہے جو نیکی اور بدی میں تمیز دیتا کر اسے نیکی کی طرف جذب کرتی ہے۔ اسوقت اسے ایک نئی پیدائش ملتی ہے۔ (۲۱ نومبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دین میں مصروف ہیں۔

— برادر محترم جناب سید تصدق حسین صاحب لندن سے رقمطراز ہیں کہ "جناب ڈاکٹر علاؤالدین صاحب اور جناب ایس۔ بی۔ لاری صاحب کی تنخواہ میں اضافہ ہوا ہے۔ جس پر ہر دو صاحبان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کیا گیا۔ خوشی ہو کر جناب ڈاکٹر علاؤالدین صاحب نے دو پونڈ اور جناب لاری صاحب نے نصف پونڈ کا عطیہ انجمن کے لئے دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء"

— پیغام صلح۔ دعا ہے ان دونوں صاحبان کی یہ ترقی انکی دینی و دنیوی کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین۔

— جناب مولانا احمد صاحب قبلہ نا حال علیل ہیں۔

— جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی کا چھوٹا صاحبزادہ علیل ہے۔

— جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی کے عزیز سید فرمان علی صاحب کو پہلے کی نسبت افاقہ ہے لیکن تکلیف باقی ہے۔

احباب ان بیماروں کیلئے درد دل سے دعائے صحت کریں

— جناب پروفیسر محمد فہمی رضا (قاہرہ) اپنے ۱۰ مئی کے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ قاہرہ کے ایک عیسائی مشرف باسلام ہوئے جن کا اسلامی نام عبداللہ المہدی رکھا گیا ہے۔

— پیغام صلح۔ ہم اپنے اس نئے بھائی کا دلی خیر مقدم کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور خدمت دین کی توفیق دے۔

سفید ڈھیری اور اُودھم پور کے جلسے

میرے ایک تبلیغی دَورہ کے دلچسپ حالات

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری)

سفید ڈھیری کا کامیاب جلسہ

۲۹۔۳۰ اپریل سفید ڈھیری متصل اسلامیہ کالج پشاور میں صوبہ سرحد کے احمدی نوجوانوں کا سالانہ جلسہ تھا۔ مرکز کی طرف سے جناب ڈاکٹر محمد عصمت اللہ صاحب، جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے۔ اور راقم الحروف شریک جلسہ ہوئے۔ سفید ڈھیری کا جلسہ بالکل ہمارے لاہور کے سالانہ جلسہ کے نمونہ پر ہوتا ہے۔ دُور دُور کے نہ صرف نوجوان بلکہ بزرگ بھی تشریف لا کر باعث رونق بنتے ہیں۔ گویا دو تین دن کیلئے جنگل میں منگل کا نظارہ ہوتا ہے اس جلسہ کے سرپرست سفید ڈھیری کے مشہور بزرگ جناب ملک کندن خانصاحب ہوتے ہیں اور آپ ہی کی وجہ سے یہ رونق ہے۔ اخویم عبدالرحمٰن صاحب نوجوان طبقہ کے قابل اور پُرجوش پریزیڈنٹ ہیں آپ کی تگ و دو نے سرحدی نوجوانوں کو منظم کر رکھا ہے اور وہ اس جوش سے کام کرتے ہیں کہ ہماری مرکزی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

قادیانی حضرات کی عنایت

دو روز خوب خوب لیکچر ہوئے۔ جناب مولانا احمد یار صاحب کے ایک لیکچر میں قادیانی حضرات نے بدمزگی پیدا کرنی چاہی اور مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر پیش کیا۔ مولانا ممدوح نے اقبال مرحوم کے کلام سے اس شعر کی ایسی توضیح فرمائی کہ سارا جلسہ وجد کر اُٹھا۔

"خاکسار" جماعت کا تعاون

راقم الحروف دو سال سے سفید ڈھیری کے جلسہ میں شریک ہو رہا ہے۔ ورکنی لیکچر ہوتے۔ وہاں کے لوگ بالعموم اور "خاکسار" بالخصوص محبت اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں خاکسار باوردی جلسہ میں شریک ہو کر مہمانوں کی خدمت کرتے اور انتظامات میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ جلسہ کے خاتمہ پر خاکساروں کے سالار نے مجھے باہر بلا کر خاکساروں کو ایک قطار میں کھڑا کیا پھر ایک تقریر میں احمدیوں کی خدمت اسلام کا ذکر کیا۔ اس کے بعد تمام مجلس نے سلامی اتاری اور باری باری مجھ سے مصافحہ کیا۔ سالار مجلس نے معانقہ کیا، اور رخصت ہو گئے۔

ڈوڈہ (جموں) کی طرف روانگی

مجھے سفید ڈھیری میں ہی مرکز کی طرف سے تار ملا کہ ڈوڈہ ریاست جموں میں ۲ مئی کو پہنچو کہ ۳ مئی عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر لیکچر ہے۔ ۳۰ اپریل شام کو سفید ڈھیری کا جلسہ ختم ہوا۔

بٹوٹ میں

یکم مئی پشاور سے روانہ ہو کر ۲ مئی صبح جموں پہنچا۔ اسی وقت آگے بٹوٹ بذریعہ لاری روانہ ہو گیا بٹوٹ جموں سے ۸۰ میل ہے ۳ بجے بعد دوپہر بٹوٹ پہنچا وہاں معلوم ہوا کہ بٹوٹ سے آگے ڈوڈہ ٹچر کے ذریعہ دو روز میں سفر طے ہوگا۔ جو ٹچریں آج رات کو ڈوڈہ کی طرف سے آئیں گی وہی کل صبح روانہ ہوں گی گویا ۳ مئی کی صبح کو چل کر ۴ مئی کی شام کو میں ڈوڈہ پہنچ سکوں گا مگر جلسہ تھا ۳ مئی کو۔ اس لئے مجبوراً ایک تار دوڈہ والوں کو بھیجا کہ میں ۳ مئی کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔ آیندہ ہدایات کے لئے بٹوٹ میں انتظار کر رہا ہوں۔ دو گھنٹے بعد جواب ملا کہ عید میلاد النبی ۳ مئی کو ہے اس لئے آپ واپس جائیں جس کے لئے ہمیں افسوس ہے۔

اسلامیان اُودھم پور کی دعوت

رات بٹوٹ ایک مسلم ہوٹل میں گذاری علی الصبح لاری کے ذریعہ جموں کی طرف روانگی ہوئی دل میں سخت صدمہ تھا کہ شاید میں حضرت محمد رسول اللہؐ کی عید میلاد میں شرکت سے محروم رہوں گا اور مجھے حضورؐ کی خدمت کا موقعہ نہ مل سکے گا۔ لاری ۹ بجے کے قریب اُودھم پور پہنچی ایک ہوٹل میں چائے پی اور پھر لاری پر سوار ہو گیا۔ لاری چلدی کہ دور سے سیرت کمیٹی کے چند ممبران نے مجھے دیکھا، ان میں سے ایک صاحب نے سرینگر کشمیر میں میرے لیکچر سُنے ہوئے تھے آواز دیکر لاری والوں کو روکا اور میرے قریب آ کر کہا کہ ہم نے عید میلاد النبیؐ کا جلسہ کرنا ہے۔ بہت سے علماء کو لاہور اور جموں تاریں دے رکھی ہیں مگر جواب کہیں سے نہیں آیا خدا نے آپ کو ہمارے لئے غائبانہ بھیجدیا ہے۔ ہمارے جلسہ میں شرکت کیلئے یہاں اُتر پڑیں اپنی دل کی مراد پوری ہوتی دیکھ کر میں اُتر پڑا۔ سیرت کمیٹی کے ممبران اس غائبانہ امداد پر اتنے خوش ہوئے کہ جب میں نے کہا کہ لاری والے کو میں نے بٹوٹ سے جموں تک کا کرایہ دیا ہوا ہے۔ اودھم پور سے آگے جموں تک کا کرایہ واپس لے لو تو انہوں نے کہا کہ یہ کرایہ ہم لاری والوں کو بطور انعام دیتے ہیں کہ اس لاری سے ہماری مراد پوری ہوئی کہ ہمیں آدمی مل گیا۔

جلوس

دو بجے دن جلوس نکالا گیا۔ جس کے آگے بینڈ باجہ اور گھوڑ سوار تھے۔ بازار کے ایک ایسے مقام پر جہاں ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہے درمیان بچھا کر میز کرسی لگا دی گئی اور مجھے لیکچر کے لئے کھڑا کیا گیا۔ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک گھنٹہ کے قریب لیکچر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصلاحات کیں اور دنیا پر جو احسانات کئے وید منتروں اور قرآن کی آیتوں سے انہیں واضح کیا۔ اس لیکچر کا اتنا اثر ہوا کہ رات کے لیکچر میں ہندو کثرت سے شریک ہوئے حالانکہ چاند گرہن لگا ہوا تھا۔ ایسے موقعہ ہندو پوجا پاٹ میں مصروف ہوتے ہیں اور دریا پر نہانے جاتے ہیں۔

مدیر اخبار نیّر اسلام

جلوس شام کو ختم ہوا۔ رات آٹھ بجے لاہور سے جناب مولانا غلام نبی صاحب انصاری ایڈیٹر نیّر اسلام تشریف لائے انہیں بھی تار گیا ہوا تھا۔ مولانا موصوف مجھ سے فرمانے لگے کہ چونکہ جلسہ میں ہندوؤں کی کثرت ہوگی یہ آپ احمدیوں کا ہی کام ہے کہ ان لوگوں کے سامنے اسلام اور نبی کریم صلعم کے حالات کو پیش کریں میں تھکا ہوا ہوں صرف نصف گھنٹہ بولوں گا۔ میں نے کہا جو ارشاد تو تعمیل ہوگی قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک عرب صاحب بٹوٹ کو جانے کے لئے ایک روز پہلے اُودھم پور ٹھہرے ہوئے تھے میرا انہیں علم ہوا تو میری قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔

تقریر اور اس کا اثر

رات ۹ بجے جلسہ شروع ہوا۔ ۱۲ بجے جلسہ ختم ہوا۔۔۔ ۔۔۔ منتظمین جلسہ اپنی کامیابی پر بہت خوش تھے عرب صاحب پہ دن اور رات کے لیکچروں کا اتنا اثر ہوا کہ مولانا انصاری صاحب کی موجودگی میں مجھے مخاطب کرنے فرمانے لگے کہ مرزا صاحب آپ جس رنگ میں حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت کو پیش کرتے ہیں میرا تو ایمان ہے کہ اگر آپ نماز روزہ، حج وغیرہ کچھ بھی نہ کریں تو بھی آپ کی نجات ہوگی۔ میں نے بار بار استغفار کی کہ یہ مقام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مل سکا تو مظفر بیگ جیسے نااہل انسان کو کہاں میسر۔ عرب صاحب کہنے لگے کہ میں خود بھی یہ سب کچھ جانتا ہوں مگر میرا ذوق مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے میں نے پھر استغفار کی۔

مدیر نیّر اسلام سے دلچسپ تبادلہ خیالات

رات بارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک مولانا انصاری سے بحث رہی۔ انصاری صاحب نے "تجدید اخوت" کے فارم چھپوا رکھے ہیں ان پر دستخط کراتے پھر رہے ہیں کہ ہم آیندہ اپنے آپ کو صرف مسلمان کہیں گے۔ انصاری صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن جب ہمارا نام مسلمان رکھتا ہے تو ہمارا کیا حق ہے کہ ہم اپنے آپ کو شیعہ، سُنّی یا احمدی کہیں۔ میں نے انصاری صاحب کو کہا کہ اس کے متعلق ہم قرآن سے ہی مشورہ لے لیتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک جماعت اپنے اندر کوئی خصوصیت پیدا کر لیتی ہے تو اس خصوصیت کے مطابق خود قرآن اُسے مسلمان کے علاوہ اور دوسرا نام بھی دیتا ہے۔ مثلاً جن لوگوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی چونکہ یہ ایک خصوصیت تھی جو ان لوگوں نے اپنے اندر پیدا کی باوجود اس کے کہ قرآن انہیں پہلے ایک نام "مسلمان" دے چکا ہے مگر اب اس خصوصیت کی وجہ سے انہیں مسلمانوں کو ایک اور نام "مہاجرین" دیا۔ پھر آگے جن لوگوں نے مدینہ میں ان مہاجرین کی امداد کی ان کا نام بھی مسلمان تھا مگر باوجود مسلمان نام ہونے کے انہیں بھی ان کی خصوصیت کی وجہ سے ایک اور نام "انصار" دیا گیا پس مسلمانوں کی کوئی جماعت اپنی کسی خصوصیت کے ماتحت اپنا کوئی امتیازی نام رکھ لے تو یہ قرآن کے عین مطابق ہے ولتکن منکم اُمّۃ الخ کے حکم کے ماتحت حضرت مرزا صاحب نے خدمت دین اسلام کے لئے ایک جماعت بنائی اور اس کا نام احمدی رکھا یہ اس فوج کا نام ہے جس نے دین احمد کے لئے جہاد کرنا ہے اور چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجانا ہے انصاری صاحب یہ تو فرمائیے ہم اگر اپنے نام کے آگے احمدی لکھیں تو مجرم اور آپ اپنے نام کے آگے انصاری لکھیں تو عین ثواب۔ بھلا آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ قرآن تو آپ کو صرف مسلمان کہے اور آپ ایک اور نام انصاری بھی اختیار کر لیں۔ غرض انصاری صاحب سے خوب دلچسپ بحث رہی۔ آپ ایک فراخ حوصلہ بزرگ ہیں۔ اور بڑے صبر و تحمل سے بات کو سنتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کے مداح ہیں اور ہمارے سلسلہ کے اکثر بزرگوں سے بھی واقف ہیں۔

مکتوب امیر

استحکام جماعت کے متعلق چند ضروری تجاویز

بیرونی جماعتوں کے نمائندہ احباب سے اپیل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران مکرم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

۱۹۳۷ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ایک اجتماع خاص احباب کا ہوا تھا جس کی غرض جماعت میں قوت عمل کو بڑھانا اور اس کے نظام کو مستحکم کرنا تھا۔ اس اجتماع میں جو امور سب اصحاب کے اتفاق رائے سے طے ہوئے تھے وہ حسب ذیل تھے۔

۱۔ ہر جگہ درس قرآن کریم کا سلسلہ جاری ہو خواہ وہاں ایک دو آدمی ہی ہوں۔

۲۔ تبلیغ کے سلسلہ کو وانذر عشیرتک الاقربین کی ہدایت کو مدنظر رکھتے ہوئے وسیع کیا جائے اور جماعت کا ہر ایک فرد سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں میں تبلیغ کا حق ادا کرے۔ اس کے بعد جہاں تک ممکن ہو دوسروں میں

۳۔ جہاں جہاں جماعت ہے وہاں ایک مقام اجتماع کا مقرر ہو۔ جو جماعت کا مقامی مرکز ہو اور وہاں ایک لائبریری بھی ہو جو اس سلسلہ کی ضروری کتب اور مفت اشاعت کے ٹریکٹ وغیرہ موجود رہیں۔

۴۔ جماعت میں جہاد بالمال کی زبردست روح پیدا کی جائے اور ہر شخص چھوٹا ہو یا بڑا۔ مرد ہو یا عورت۔ اپنی استطاعت کے مطابق ہر ماہ کچھ نہ کچھ چندہ ادا کرے اور سب دوست بجٹ فنڈ اور ایک آنہ فنڈ میں بھی شامل ہوں۔

۵۔ مرکز سے جو تحریک ہو اس میں ہر جماعت کے سب کے سب افراد حصہ لیں۔

۶۔ ہر دوست اس بات کا خیال رکھے کہ وہ کس ذریعہ سے جماعت کو یا اس کے مقاصد اشاعت قرآن و تبلیغ اسلام کو مدد پہنچا سکتا ہے۔

ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں افسوسناک التوا

ان تمام باتوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر جماعت کا ایک نمائندہ لیا گیا تھا۔ جو ان امور کو عمل میں لانے کا ذمہ دار تھا ان میں سے بعض اصحاب نے تو خود اپنے نام پیش کئے تھے اور بعض کے نام منتخب کرکے ان کو اطلاع دی گئی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ یہ امر سوا سال کے عرصہ سے اسی طرح معرض التوا میں پڑا رہا۔ نہ یا ہر نہ دفتر سے کوئی خاص کارروائی اس میں ہوئی اور نہ ہی ان احباب نے جنہوں نے یہ کام اپنے ذمے لیا تھا۔ کوئی باقاعدہ کارروائی کی۔

التوا کی وجوہ اور نتائج

میں خود علیحدہ ہی اس کے بعد بیمار ہوگیا اور جب کچھ کام کرنے کے قابل ہوا تو جوبلی کا اس قدر کام سامنے تھا کہ دوسرے کسی امر کی طرف میری توجہ نہ جا سکی۔ ایک یا سوا سال تک اس کام کے معرض التوا میں پڑا رہنے سے جماعت کو بہت نقصان پہنچا ہے اور آمدنی میں بھی بجائے اضافہ ہونے کی کمی ہوگئی ہے اور اس وجہ سے انجمن کی مالی مشکلات بھی بڑھ گئی ہیں مگر از ماست آنچہ بر ماست۔ ہماری مشکلات صرف ہماری اپنی غفلت کا نتیجہ ہیں۔

مرکز کی غفلت اور نمائندہ احباب کا تساہل

مجھے اس بات سے بھی انکار نہیں کہ اس بارے میں سب سے بڑھکر ذمہ دار مرکز کی سستی اور لاپروائی ہے اگر مرکز سے اس بارے میں متواتر تحریکات ہوتی رہیں تو وہ احباب جو ایک عزم کو لیکر اٹھے تھے۔ اپنی اپنی جگہ پر کام میں لگ کر مرکز کے لئے بھی قوت کا موجب ہوتے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی درست ہے کہ ان احباب نے بھی اپنے اس عہد کی طرف توجہ نہیں کی۔ جو انہوں نے اس اجتماع کے موقع پر کیا تھا۔ ایک ایک دوست کو ایک جماعت کا نمائندہ قرار دینے کا مقصد یہی تھا کہ وہ خود اس ذمہ داری کو محسوس کریں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہر جماعت میں صرف ایک آدمی مومنانہ عزم کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو ہماری ساری مشکلات دنوں میں حل ہو سکتی ہیں۔ افسوس ہے تو صرف یہی کہ تھوڑی سی سستی سے ہم اپنے آپ کو عظیم الشان فوائد سے محروم کرتے ہیں۔ میرے دوستو! اٹھو۔ ایک ایک لمحہ جو آپ سستی میں گزار رہے ہیں وہ آپ کے اپنے نقصان کا موجب ہے جماعت کے نقصان کا موجب ہے اسلام کے نقصان کا موجب ہے

مرد مسلمان کا عزم مقصد پر غالب آتا ہے

مجھے علم ہے کہ ان مقاصد کو حاصل کرنے میں مشکلات ہیں۔ شاید بڑی بڑی مشکلات بھی ہیں۔ لیکن ایک ایسے مسلمان کے سامنے جس کے اندر مسیح وقت نے ایک نئی روح پھونکدی ہے یہ مشکلات اس طرح اڑ جانی چاہئیں جس طرح تیز آندھی کے سامنے خس و خاشاک اڑ جاتے ہیں۔ اپنے اس عہد کو یاد کرو۔ اپنی انجمن کی مشکلات پر غور کرو جن کی وجہ سے آپ کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر دین اسلام کی مشکلات پر غور کرو جن کو دور کرنے کے لئے آپ کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کی جماعت دنیا میں قائم ہوئی ہے۔ اگر اسلام کی مشکلات اور اپنی جماعت کی مشکلات کی اہمیت آپ کے سامنے ہو تو اپنی مشکلات آپ کو خود ہی ہیچ نظر آنے لگیں گی۔

ہر جماعت میں ایک صاحب عزم و ہمت کی ضرورت ہے

ہر جماعت میں صرف اگر ایک آدمی کمر ہمت باندھ کر کھڑا ہو جائے تو وہ ساری جماعت کو بیدار کر سکتا ہے۔ اور اس وقت ہمارے ہاتھ میں اور کوئی دوسرا طریق بھی نہیں ہمارے پاس مبلغ بہت کم ہیں اور حضرت مسیح موعود کے زمانے میں کام کا طریق بھی یہی تھا کہ ہر فرد اپنے اندر جوش رکھتا تھا۔ ایک ایک آدمی نے ایک ایک زبردست جماعت بنا دی۔ کیا ان [illegible] نقش قدم پر چل کر ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اس [illegible] کو کام میں لگا دیں۔

درس قرآن کریم

قرآن کریم کا درس پہلی بات ہے [illegible] ہے۔ اس کے لئے کسی بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ بیان القرآن [illegible] سے ہی دو دوست اکٹھے ہو کر ایک یا دو رکوع ایک [illegible] سنا دیں۔ دوسرا دوست نہ ہو تو اپنے بیوی بچوں کو [illegible] آخر خدا کا کلام پڑھنا یا سننا رائیگاں نہیں جائیگا [illegible] بہت کا قوت عمل بڑھے گی۔ اسی طرح اپنے رشتہ داروں [illegible] عزیزوں کو اس نظام میں منسلک کر لینا کچھ مشکل نہیں صرف [illegible] کوشش کی ضرورت ہے۔

چندوں میں باقاعدگی کی ضرورت

چندوں کی موجودہ حالت بہت قابل افسوس ہے [illegible] بہت بڑا حصہ چندوں میں شامل نہیں۔ اور یہی ہماری ساری کمزوری [illegible] موجب ہے۔ پھر جو دیتے ہیں وہ اپنی وسعت کے مطابق نہیں [illegible] سب دوستوں کو ایک شرح پر لانے کی کوشش کرنی چاہئے [illegible] ایک آنہ فی روپیہ یا پچاس سے کم آمدنی والوں میں تین پیسے فی [illegible]

جوبلی فنڈ میں سے بیرونی جماعتوں کی امداد کی [illegible]

ایک اور بات بھی آپ کے علم میں لانے کی ضرورت [illegible] وقت انجمن نے جوبلی فنڈ میں سے کچھ رقوم جماعت کے [illegible] کے کاموں کے لئے صرف کر دینے کا فیصلہ کیا ہے [illegible] ایک ہزار روپیہ بیرونی جماعتوں کی امداد کے لئے الگ [illegible] ہے۔ لیکن اس امداد سے صرف وہی جماعتیں فائدہ [illegible] ہیں۔ جو اس وقت بیدار ہو کر کام میں لگ جائیں۔ [illegible] نمائندے اس بات کا یقین دلائیں کہ اس امداد [illegible] کے نظام کو مضبوط کر دیں گے۔

جماعتوں کے نمائندگان سے اپیل

اس لئے میں نیچے نمائندگان جماعت کی وہ فہرست [illegible] کرتا ہوں جو ۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تیار ہوئی [illegible] سب اصحاب اپنے اپنے نام دیکھکر اپنی جماعت کے نظام اور استحکام کے کام کو اپنی فوری ذمہ داری سمجھیں[1]۔ اور ایک [illegible] ضائع نہ ہونے دیں۔ سردست میں علیحدہ علیحدہ خطوط انہیں لکھ [illegible] اس میں بھی بہت سا وقت اور روپے کا خرچ ہے [illegible] اسی تحریک کو جو اخبار میں شائع ہو رہی ہے کافی سمجھیں [illegible] سے پہلے پہلے مجھے اطلاع دیں کہ انہوں نے اپنی اپنی جماعت [illegible] کام شروع کر دیا ہے۔ چندوں کے متعلق مجھے چند امور کی اطلاع ان احباب کی طرف سے اسی تاریخ تک مل جانی چاہئے

۱۔ کل احباب جماعت کی تعداد اس میں کمانے والوں [illegible] خواتین اور نوجوان بھی شامل کئے جائیں خواہ وہ کتنا ہی [illegible]

۲۔ جماعت کے موعود ماہوار چندے کی کل میزان

۳۔ بجٹ فنڈ میں حصہ لینے والوں کی تعداد

ماہ مئی کا چندہ بھی حتی الوسع ان نئی فہرستوں کے مطابق وصول [illegible] چاہئے اور ان اصحاب کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہر ماہ کا [illegible] اس ماہ کی ۱۰ تاریخ تک وصول کرکے منی آرڈر ہو جانا چاہئے [illegible] بعد میں وصول ہو کر دوسرے ماہ کے چندے کے ساتھ بھیجدے [illegible] نظام پختہ ہو کہ بہت بڑا حصہ چندوں کا ۱۰ تاریخ تک وصول ہو کر [illegible] انجمن کے نام بھیجدیا جائے۔ جماعتوں کے نمائندگان کی فہرست [illegible]

والسلام۔ خاکسار۔ محمد علی

[1] جن احباب کو میں نے علیحدہ خطوط لکھے ہیں۔ گو ان کے نام فہرست میں نہ ہوں۔ مگر وہ اسی طرح ذمہ دار ہوں گے جس طرح یہ نمائندگان جماعت۔

اصلاحات :- (ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی آرا سے متفق ہونا ضروری نہیں)

خواجہ حسن نظامی صاحب کے نام

(از جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" قادیان)

خواجہ صاحب موصوف نے اپنے اخبار منادی دہلی مورخہ ۸ رمئی کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے :-

"ایڈیٹر "نور" نے جو ہندی ترجمہ قرآن مجید کا شائع کیا ہے اس کو اگر میرے ہندی ترجمہ کے سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ میری محنت سے کس قدر ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے .... اگر تقویٰ اور دیانتداری کے دعویٰ دار لوگوں کا اس طرح تجربہ ہو جائے تو سود استا ہے۔"

بحیثیت ایک اخبار کے ایڈیٹر و مالک اسکے ار مصنف و مؤلف و مترجم و مبلغ کے یہ میری شہرت و نیکنامی، دیانت اور امانت پر سخت حملہ ہے۔ بہتر اس کے کہ میں اپنی بریت کیلئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔ میں خواجہ صاحب کو یہ موقعہ دیتا ہوں کہ وہ عدالت کے باہر اس کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ دیال سنگھ کالج لاہور۔ سناتن دھرم کالج لاہور۔ گورنمنٹ کالج لاہور یا خالصہ کالج امرتسر کے ہندی یا سنسکرت کے پروفیسروں میں سے کسی ایک پروفیسر کے سامنے جس کو خواجہ صاحب موصوف منتخب کریں۔ ہم دونوں اپنا اپنا ترجمہ رکھدیں جس فریق کے برخلاف ثالث کا فیصلہ جائے اس کا یہ اخلاقی فرض ہوگا کہ وہ اس فیصلہ کی نقل چار دفعہ تصرف اپنے اخبار کے ٹائٹل پیج کے اول صفحہ پر جلی حروف میں شائع کرے۔ بلکہ ملک کے کسی مشہور اخبار میں جسے بریت یافتہ فریق منتخب کرے۔ اپنے اخراجات سے چار دفعہ نمایاں جگہ پر شائع کرائے۔

کیونکہ بحیثیت نومسلم ہونے کے میری ذمہ داری اہم ہے اگر خدانخواستہ ثالث کا فیصلہ میرے برخلاف ہؤا۔ تو میں علاوہ مذکورۃ الصدر شرائط کے پورا کرنے کے ایک سو روپیہ کسی رفاہ عام کے کام یا شعبہ میں بطور تاوان ادا کرونگا۔ غالباً جون کے پہلے ہفتہ میں ان مذکورۃ الصدر کالجوں میں تعطیلات ہو جائیں گی۔ لہذا اس سے قبل ہی یہ معاملہ مذکورہ بالا پروفیسروں میں سے کسی کے سامنے پیش کر دینا نہایت ضروری ہوگا کیونکہ تاخیر میرے حق میں مضر ہے۔ اگر خواجہ صاحب ان شرائط کے ساتھ اس تصفیہ پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر میرے لئے یہ ضروری ہو جائے گا۔ کہ یکم جون کے بعد اپنی بریت کے لئے دیوانی یا فوجداری

باجونسی صورت بھی مناسب ہو خواجہ صاحب موصوف پر دعویٰ دائر کر کے اپنے لئے انصاف حاصل کروں۔ اور اس صورت میں اس مقدمہ کے عواقب و نتائج کے خواجہ صاحب موصوف ذمہ دار ہوں گے۔ پیج ۱۷ رمئی کا "نور" جس میں یہ مضمون درج ہے خواجہ صاحب کے نام بذریعہ رجسٹری بھجوا رہا ہوں۔ خواجہ صاحب نے منادی کے ۸ رمئی کے جس پرچہ میں میرے برخلاف لکھا تھا۔ ان کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ یہ منادی کا پرچہ مجھے بھی بھیجتے۔ مگر مجھے ایک تیسرے شخص کے ذریعہ یہ پرچہ پہنچا۔ آئندہ اگر خواجہ صاحب موصوف اپنے پرچہ میں میرے متعلق کچھ لکھیں تو ان کا یہ اخلاقی فرض ہوگا کہ وہ پرچہ میرے پاس بھی بھجوائیں۔

فہرست نمائندگان

جالندھر۔ مولوی عبدالرحمان صاحب۔
گوجرانوالہ۔ شیخ محمد حسین صاحب۔
وزیرآباد۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب۔
گجرات۔ حافظ محمد حسین صاحب طبیب۔
جہلم۔ شیخ عبدالعزیز صاحب۔
راولپنڈی۔ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب۔
پشاور۔ ڈاکٹر نظام الدین صاحب
ہری پور۔ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب۔
بازید خیل۔ جناب فضل علی صاحب۔
سعید و مصری۔ ملک کندل خانصاحب۔
شیخ محمدی۔ استاد صاحب گل صاحب۔
اسلامیہ کالج۔ بابو عبداللہ خانصاحب۔
ایبٹ آباد۔ شیخ محمد احمد صاحب۔
مانسہرہ۔ قاضی عبدالرشید صاحب
کھی۔ میاں رزغان صاحب
داتہ۔ مولوی محمد یمین صاحب
پونچھ۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب
سرینگر۔ جناب عبدالصمد صاحب
کھاریداہ۔ چوہدری عبدالرزاق صاحب گنائی۔
اودھم پور۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم۔
جموں۔ مستری یعقوب علی صاحب۔
سیالکوٹ۔ شیخ غلام حسین صاحب۔
پسرور۔ جناب قاضی نثار محمود صاحب۔
مدو تلہاں۔ چوہدری محمد سرفراز خانصاحب مولوی مسیح الزمان
سادکی۔ کنجاہ۔ ملک غلام سرور صاحب۔
چندر کے منگولے۔ چوہدری اللہ دتا صاحب۔
برنالہ۔ چوہدری عطا الٰہی صاحب۔
کوٹلی۔ چوہدری عمرالدین صاحب۔
کلانور۔ مرزا سکندر بیگ صاحب
شیخوپورہ۔ مولوی عالم دین صاحب وکیل۔
لائل پور۔ قاضی فضل قادر شہ صاحب کارخانہ حاجی مولا بخش صاحب
جھنگ۔ جناب میاں غلام رسول صاحب منیجر
ملتان۔ جناب عبدالعزیز خانصاحب۔
چک ۱۵ ـ چوہدری محمد حسین صاحب۔
ڈیرہ غازیخاں۔ جناب محمد اعظم صاحب۔
علی پور۔ جناب قاضی شیر محمد صاحب۔
گوجرہ۔ چوہدری عبداللہ خاں صاحب
امرتسر۔ بابو ثناء اللہ صاحب۔
مرالہ۔ جناب چوہدری احمد علی صاحب۔
لدھیانہ۔ جناب فضل رب صاحب۔
دہلی۔ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی۔
علیگڑھ۔ پروفیسر عنایت علی صاحب۔
شملہ۔ جناب عبدالعزیز صاحب۔
فیروزپور۔ شیخ بشیر احمد صاحب
پٹیالہ، سامانہ۔ سامانہ قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالہ ماسٹر صادق علی صاحب
بمبئی۔ مرزا معصوم بیگ صاحب
چک ۳ اوکاڑہ۔ چوہدری نظام الدین صاحب
چک ۶ـ۷ ـ ۴ ـ چوہدری عبدالمجید صاحب
کپورتھلہ۔ سید عبدالمجید صاحب
بہاول نگر۔ شیخ عبدالعزیز صاحب۔

نوٹ۔ جن جماعتوں کے نام اس فہرست میں نہیں وہاں سے کوئی صاحب اپنا نام خود پیش کریں۔

محمد علی

پنجاب یونیورسٹی کا اسلامی تاریخ پر ایک نیا حملہ

مسلمانان پنجاب اور حکومت پنجاب کا فرض

برادران وطن نے ہندو راج کے قیام، ہندو کلچر کے استحکام رواج اور اسلامی حقوق و روایات کی بیخ کنی کی منحوس کوششیں ایک خاص نظام کے ماتحت جاری کر رکھی ہیں۔ ملک کے مختلف حصوں میں ان کا طریق کار اور ذرائع عمل مختلف ہیں۔ اکثر کانگرسی صوبوں اور ہندو ریاستوں میں ان کی بے پناہ اکثریتیں موجود ہیں اور انہیں ہر قسم کے وسائل اور سیاسی غلبہ حاصل ہے۔ اس لئے وہاں وہ پوری دلیری کے ساتھ کھلم کھلا اس کام کو انجام دے رہے ہیں اور اپنی سیاسی برتری و طاقت کو بے تکلف و بیدریغ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن ملک کے جن حصوں میں ان کی حکومتیں اور اکثریتیں موجود نہیں ہیں۔ وہاں ان کے کام کرنے کے طریقے دوسرے ہیں۔ ان علاقوں میں بھی بالعموم وہ پورے طور پر منظم ہیں اور زبردست اقتصادی فوقیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں تجارت، سرکاری دفاتر اور تعلیمی اداروں پر چھائے ہوئے ہیں۔ لہذا ان ذرائع سے وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کوشاں ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی پر روز اول ہی سے ہندوؤں کے ایک مسلم دشمن اور متعصب طبقہ کا قبضہ ہے۔ عملی طور پر ایک آریہ سماجی یونیورسٹی بنی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ اس یونیورسٹی میں مسلمانوں کے حقوق پوری دیدہ دلیری سے پامال ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات سے بے پرواہی برتی جا رہی ہے۔ اسلامی علوم اسلامی زبانوں اور اسلامی تاریخ کو ہر لحاظ سے نقصان پہنچانے اور گرانے کی ہر ممکن سعی کیجاتی ہے۔ یونیورسٹی کی تقریباً تمام قابل ذکر مجالس منتظمہ میں نہایت خطرناک ذہنیت رکھنے والے ہندوؤں کی بھاری اکثریت ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی ہر ایک آواز اور ان کا ہر ایک مطالبہ بہرے کانوں سے سنا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ سے اس یونیورسٹی میں اسلامی تاریخ سے نہایت نادا سلوک کیا جا رہا ہے اور اس امر کی پے در پے کوششیں ہو رہی ہیں کہ مسلمان اسلامی تاریخ سے بیگانہ ہو جائیں۔ اس اہم مضمون کی تعلیم پر طرح طرح کی حوصلہ شکن قیود عائد کی جا رہی ہیں۔ اس کے برعکس ہندو تاریخ پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل بی۔ اے کو طلبہ کیلئے تاریخ کے بورڈ آف سٹڈیز نے یہ حرکت کی کہ تاریخ ہند میں سے مغلوں کے دور کو اسلامی تاریخ سے متبادل بنا دیا یعنی کوئی طالب علم یہ دونوں مضمون بیک وقت نہیں لے سکتا۔ مغلوں کا عہد حکومت تاریخ ہند میں سب سے زیادہ شاندار اور لائق مطالعہ اسلامی دور ہے۔ اگر مسلمان طلبہ اسکو لیں تو انہیں اسلامی تاریخ سے محروم رہنا پڑتا ہے حالانکہ یہ مضمون ان کے لئے تاریخ ہند کے اس حصہ سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور ستم یہ کیا کہ پہلے اسلامی تاریخ عباسی خلفاء کے انجام یعنی بغداد کی تباہی تک پڑھائی جاتی تھی لیکن اب اسے صرف خلفائے راشدین اور بنی امیہ تک محدود کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کے تمام حلقوں نے یونیورسٹی کی اس افسوسناک حرکت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ ان کی تعلیمی و علمی مجالس نے قراردادیں منظور کیں۔ ان کے اخبارات و رسائل نے پرزور مقالات لکھے لیکن بورڈ آف سٹڈیز کی غیر مسلم اکثریت نے اس طوفان احتجاج کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی۔

بی۔ اے کی جماعتوں کے نصاب الیف۔ اے پر توجہ ہوئی ہے۔ یہاں بھی ایک گہری اور خطرناک چال کے ماتحت اسلامی تاریخ پر حملے کا آغاز ہو چکا ہے جس کا انکشاف سید عبد القادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کے ایک مکتوب کے ذریعہ ہوا ہے سید صاحب موصوف کے مکتوب کا ماحصل یہ ہے کہ الیف۔ اے کی تاریخ ہند کے تین حصے ہیں۔ اول ہندوؤں کا دور۔ دوم افغان سلاطین کا دور یعنی مغل حکومت سے پیشتر تک کی اسلامی تاریخ سوم برٹش دور ہمیشہ پہلے سالانہ امتحان میں تاریخ ہند میں سے عموماً سات سوالات کئے جاتے تھے۔ ان میں سے تین سوال ہندوؤں کے دور کے متعلق تین افغان سلاطین کے متعلق اور ایک برٹش دور کے متعلق ہوتا تھا لیکن اس سال خلاف معمول چار سوالات ہندوؤں کے دور کے متعلق اور صرف دو سوالات افغان سلاطین کے متعلق کئے گئے ہیں۔ اس طرح گویا الیف۔ اے میں بھی اسلامی تاریخ کی اہمیت کو کم کرنے کی خطرناک کوشش شروع کر دی گئی ہے۔ تاریخ کے جس حصہ سے زیادہ سوالات امتحان میں آئیں گے طلبہ لازمی طور پر اس حصہ کو زیادہ توجہ اور محنت سے مطالعہ کریں گے۔ پنجاب یونیورسٹی کے غیر مسلم ارباب اختیار کی اس روش سے زیادہ مسلمانان پنجاب اور حکومت پنجاب کی بے حسی قابل افسوس ہے اگر مسلمانوں کو یونیورسٹی کی اس خطرناک روش کا حقیقی احساس ہو اور وہ اپنے احساس کا اظہار مؤثر و مسلسل طریق پر کریں تو ان مسلم کش دیدہ دلیریوں کا سلسلہ بہت جلد ختم ہو سکتا ہے۔ اگر حکومت پنجاب یہ سمجھے کہ پنجاب کی مسلم اکثریت کے حقوق اور کلچر کی حفاظت اس کا فرض ہے تو حالات میں فوراً تبدیلی ہو سکتی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے حلقہ عمل و اثر میں مسلمانوں کی تعداد ستر فیصدی کے قریب ہے لیکن اس کے باوجود ان سے اچھوتوں کا سلوک ہو رہا ہے۔

پروفیسر سید عبد القادر صاحب نے اپنے مکتوب میں بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ہندوؤں کی تاریخ ہندو دھرم یا مختلف اوقات میں اس کے تغیرات کی ایک داستان ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

"ہمیں طلبہ کو ویدوں، رامائن، مہابھارت اور گیتا کی تعلیم دینی پڑتی ہے، ہندو فلسفہ کے مختلف نظام سکھانے پڑتے ہیں، یہ بتانا پڑتا ہے کہ جین مت کیوں پیدا ہوا کس طرح پھیلا؟ اور اسکی تعلیمات کیا تھیں؟ بدھ مت کیوں پیدا ہوا؟ کس طرح پھیلا اور اس کی تعلیمات کیا تھیں اور اس کے زوال کے اسباب کیا تھے؟"

سید صاحب موصوف نے ہندو تاریخ کے متعلق گذشتہ عشرہ سال کے سوالات پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ تاریخ سیاسی نہیں بلکہ مذہبی ہے۔ ایک ایسی تاریخ کو زبردست اسلامی اکثریت رکھنے والے علاقے کی یونیورسٹی میں اس کی حیثیت سے بہت زیادہ اہمیت دینے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمان اور دوسرے غیر ہندو طلبہ کو ناواجب طور پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ہندو مذہب اور اس کی مختلف شاخوں کے متعلق ضرور بضرور علم حاصل کریں۔ یہ ہندو کلچر کو ایک سرکاری ادارہ کے ذریعہ پھیلانے کی بہت ہی خطرناک اور ناقابل برداشت کوشش ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے عہد کی تاریخ بہت مرتب و مستند ہے اس کے برعکس ہندو عہد کی تاریخ کی اساس زیادہ تر ناقابل تسلیم، خلاف عقل اور مضحکہ خیز مذہبی نیم مذہبی گیتوں اور افسانوں پر ہے اور یہ جہالت ولاعلمی کی تاریکی میں اس طرح کھوئی ہوئی ہے کہ انسانی قیاس کے سوا اس تاریکی میں کوئی رہبر نہیں ملتا۔ کیا یہ ہندوستان کی آئندہ نسلوں پر ظلم نہیں کہ انہیں ملک کے شاندار و زریں عہد کی مستند تاریخ سے محروم کر کے عہد قدیم کی افسانوی تاریخ پڑھنے پر مجبور کیا جا رہا ہے محض اس لئے کہ یہ فرسودہ اور ناقابل ترک ہندو کلچر کے ترویج کے لئے راستہ صاف کیا جائے اور مسلمان نوجوان اپنے شاندار عہد ماضی سے بیگانہ ہو جائیں اور اس طرح انہیں یقین دلایا جا سکے کہ ان کا ماضی بھی ان کے حال کی طرح ہے لہذا مستقبل بھی روشن و کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کو پنجاب یونیورسٹی کے اس حملے کا کہ جو اس نے اسلامی تاریخ پر کیا ہے استقلال و پامردی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ انہیں حکومت سے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ یونیورسٹی کے نظام میں اس قسم کی تبدیلی کرے کہ مسلمانوں کو مجالس منتظمہ میں ان کی تعداد کے مطابق حیثیت حاصل ہو جائے۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی تمام دل کی شکایات دخل تلخیوں کا ازالہ قطعی ناممکن ہے۔

آہ! شیخ محمد حسین صاحب

سیالکوٹ سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن اور جناب ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب شور کوٹ کے والد محترم جناب شیخ محمد حسین صاحب ۱۲ مئی کو بروز جمعہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک بلند اخلاق و دیندار بزرگ تھے۔ دینی و قومی کاموں میں ہمیشہ دلچسپی لیتے رہتے تھے۔ اس صدمہ میں ہمیں مرحوم کے لائق فرزندوں اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ محترم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب خدمت دین کی خاطر سات سمندر پار ایک غیر وطن میں مقیم ہیں۔ پردیس میں شفیق والد کی وفات کی خبر قدرتی طور پر ان کے لئے بہت رنجدہ اور غیر معمولی صدمہ کا باعث ہوگی۔ اس صدمہ میں ہماری جماعت ان کے ساتھ شریک ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو توفیق صبر دے۔ آمین ثم آمین۔

آہ! چودھری خدابخش صاحب

جناب رانا نصر اللہ خانصاحب ممبر پنجاب اسمبلی کے والد محترم جناب چودھری خدابخش صاحب سب انسپکٹر پولیس متعینہ بیکوال کے دردناک حادثہ قتل کی اطلاع اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اکثر احباب نے مطالعہ کی ہو گی۔ چودھری صاحب مرحوم انسپکٹر صاحب بیکوال اور پولیس کے دیگر عملہ کے ہمراہ سکہ سازی کے ایک معاملہ کی تفتیش کے لئے اپنے علاقہ میں تشریف لے گئے خانہ تلاشی کے بعد انسپکٹر صاحب بیانات قلمبند کر رہے تھے کہ ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ چودھری صاحب ان کو بچانے کیلئے آگے بڑھے کہ قاتل نے ان پر مہلک وار کر کے کئی زخم لگائے۔ تھوڑے عرصہ میں آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی انا للہ۔ مرحوم ایک فرض شناس افسر اور ایک دیندار، بلند اخلاق دوست نواز اور کنبہ پرور بزرگ تھے۔ ہریانہ ضلع ہوشیارپور کے معزز رانا خاندان کے قابل فخر فرد اور ہمارے سلسلہ کے مشہور رکن جناب نواب خانصاحب مرحوم، مغفور تحصیلدار ہریانہ کے قریبی عزیز تھے۔ ہمیں اس صدمہ میں محترم رانا نصر اللہ خانصاحب اور مرحوم کے معزز خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

خطبہ جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(بقیہ صفحہ ۸)

وہ بڑا ہو کر ہماری قوت کا موجب بن جائیگا کیونکہ دین کے لئے قربانی کی عادت اس میں ابتدائی عمر میں ہی راسخ ہو جائے گی، جس طرح نماز کی عادت بچوں کے لئے ابتدائی عمر میں ضروری ہے، اسی طرح دین کے لئے دینے کی عادت بھی بچوں کو ابتدائی عمر میں ضرور ڈالنی چاہیئے، جو والدین اپنے بچوں کو یہ عادت نہیں ڈالتے وہ گویا ان کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں، کالج اور اسکول کے طلبا بھی بڑی آسانی سے دو آنہ چار آنہ ماہوار دے سکتے ہیں میرا مقصد یہ ہے کہ آپ سب اس کام میں لگ جائیں جماعت کا ہر ایک فرد جہاد میں عملی شرکت کرنیوالا ہو یہ وہ پروگرام جو اس وقت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ چندوں کی وصولی دفتر کے انتظام اور نظام کو چاہتی ہے۔ لیکن دفتر اس وقت تک کچھ نہیں کر سکتا جب تک کہ آپ تعاون نہ کریں۔

ہمارے سکولوں کے شاندار نتائج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال ہمارے سکولوں کا نتیجہ امتحان میٹرکولیشن گذشتہ سالوں سے بھی زیادہ شاندار رہا۔

مسلم ہائی سکول لاہور نے ۱۵۵ امیدوار بھیجے جن میں سے ۱۴۸ کامیاب ہوئے یعنی نتیجہ تقریباً ۸۸ فیصدی رہا۔

مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ نے ۲۳ امیدوار بھیجے جن میں ۲۲ کامیاب ہو گئے نتیجہ تقریباً ۹۶ فیصدی رہا۔

امید ہے یہی یا کم از کم دو ڈبل لفٹ بھی یہ سکول حاصل کرے گا۔ الحمدللہ۔

شادی و غمی کے موقعوں پر دین کیلئے بھی کچھ خرچ کرو

پھر ولادت، موت۔ شادی وغیرہ یہ موقع خرچ کرنے کے ہیں۔ ان موقعوں پر ہر ایک شخص تھوڑا بہت اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی ان موقعوں پر دین کیلئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اگر کسی کے گھر بچہ پیدا ہو تو اس کا اعلان تبلیغ اسلام کے لئے کسی عطیہ کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اسی طرح شادی کے موقع پر بھی خدا کے دین کیلئے کچھ دینا چاہئے۔ شادی پر ہر ایک شخص کا دو ہزار۔ ہزار، پانچ سو، دو سو کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا ہے۔ اس میں سے دسواں، بیسواں، پچاسواں حصہ خدا کے لئے ہونا چاہئے۔

بدعات کو چھوڑ کر کوئی اچھی بات اختیار کرو

موت کے موقع پر جو بدعات ہوتی ہیں مثلاً قل۔ دسواں چالیسواں وغیرہ۔ ان سب کو ہم نے بیشک چھوڑا اور اگر نہیں چھوڑا تو چھوڑنا چاہئے لیکن بدعت کا صرف چھوڑنا ہی کوئی زیادہ خوبی کی بات نہیں۔ بلکہ اس کی بجائے کوئی اچھی بات اختیار کرنی چاہئے۔ ہمارے مرحوم دوست شاہ محمد خان صاحب انجینئر نے ایک دفعہ تحریک کی تھی کہ فاتحہ خوانی اور جمعراتوں کی جگہ ہمیں اشاعت اسلام فنڈ میں کچھ دینا چاہئے چنانچہ انہوں نے فاتحہ خوانی اور رسال کی جمعراتوں کا حساب کر کے بتایا تھا۔ میں پھر انہوں کا کہ جب کسی بدعت کو آپ چھوڑیں تو اس کی جگہ کوئی نیک فائدہ مند کام اختیار کریں۔

بجٹ فنڈ

اسی لئے ہم نے بجٹ فنڈ کیلئے جمعرات کا دن مقرر کیا تھا اس فنڈ کا مقصد صرف روپیہ جمع کرنا ہی نہیں بلکہ اس سے آپ لوگوں کو اور آپ کے گھر والوں کو اسلام کی مصیبت کا کچھ احساس ہوتا رہے جب گھروں میں جمعرات کے روز کھانے میں کچھ کمی کی جائے گی اور عورتیں اور بچے ایک آنہ۔ دو آنہ کچھ نہ کچھ بچائیں گے تو ان میں خدمت اسلام کی ضرورت اور اسلام کی موجودہ مشکلات کا ایک زبردست احساس پیدا ہوگا۔

اپنی زکوٰۃ کو منظم کرو

اسی طرح اپنی زکوٰۃ کو منظم کرو۔ تنظیم زکوٰۃ ایک اصول اور ذریعہ ہے مسلمانوں کی فلاح کا۔ وہ اس کو چھوڑ کر پستی میں جا پڑے ہیں لہٰذا میں اپنی جماعت کو بڑی تاکید سے تنظیم زکوٰۃ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جیسا کہ میں پہلے بھی کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ انفرادی طور پر زکوٰۃ کا زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ خرچ کیا جا سکتا ہے۔ باقی دو تہائی زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع کرانا لازمی ہے۔ اس کے متعلق شریعت کے تاکیدی احکام موجود ہیں۔ انفرادی طور پر خرچ کرنے سے زکوٰۃ کا حقیقی منشا پورا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان قوم پر فلاح کی راہ بند ہے۔ اول تو ہر ایک صاحب نصاب مسلمان زکوٰۃ نہیں نکالتا اور جو نکالتے ہیں وہ ادھر ادھر انفرادی طور پر تقسیم کر دیتے ہیں جو بالعموم غیر مستحق لوگوں کے ہاتھ لگتی ہے۔ باقی مسلمانوں کے لئے تو یہ عذر ہو سکتا ہے کہ ان کا بیت المال نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کا باقاعدہ بیت المال موجود ہے۔

خواتین جماعت سے خطاب

اس بارہ میں، میں خواتین جماعت کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ان کے پاس زیور ہوتا ہے ہر ایک عورت کو اپنی جگہ سوچنا چاہئے کہ وہ اس زیور کو کس وقت کیلئے سنبھال کر رکھتی ہے کیا وہ نہیں جانتی، وہ آنکھیں بند ہوتے ہی اس سے محروم کر دی جائیگی جن عورتوں کے پاس زکوٰۃ کے لائق زیور ہو ان کا فرض ہے کہ وہ اس میں سے باقاعدہ زکوٰۃ نکالیں۔ اس طرح اگر ان کا سارا زیور بھی خرچ ہو جائے تو انہوں نے کچھ کھویا نہیں بلکہ حاصل ہی کیا۔

ہر ایک فرد جماعت تبلیغ میں معاون بنے

اس کے علاوہ ہر ایک فرد جماعت کو تبلیغ میں معاون بننا چاہئے دفتر سے کچھ ٹریکٹ لیلو۔ انہیں تقسیم کرو۔ کچھ لوگوں سے باتیں کرو۔ دیکھئے آپ سب لوگ باتیں کرنے کی عادت ڈالیں۔ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہم باتوں میں دوسروں سے دب جائینگے کبھی نے حضرت مسیح موعود پر یہ اعتراض کر دیا تو پھر کیا ہوگا۔ خوب یاد رکھو کہ جس طرح کوئی مبلغ عیسائی یا اور کوئی غیر مسلم اسلام پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتا جس سے کسی مسلمان کو شرمندہ ہونا پڑے۔ کیونکہ اسلام کے اندر ایسی زبردست طاقت ہے کہ اس کا پیش کرنے والا کسی میدان میں بھی شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی بھی کسی میدان میں بھی شرمندہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے ہاتھ میں صداقت کے اصلی اصول ہیں۔ سو اس بات سے مت ڈرو کہ ہم کیا گفتگو کریں کوئی

۴۴

دبا دے گا۔ نہیں بلکہ پوری قوت اور جرأت کے ساتھ لوگوں کے سامنے احمدیت کو پیش کرو۔ اس سے تم کہیں شرمندہ نہیں ہو سکتے بلکہ تمہارے اندر قوت پیدا ہو گی۔

نوجوان اپنے بزرگوں کے کام کو سنبھالیں

میں اپنی جماعت کے نوجوانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی عمروں کو ضائع نہ کرو بلکہ انہیں خدمت دین کے نیک کام پر لگاؤ۔ بزرگوں کی وفات سے اس وقت جو کمزوری محسوس کی جا رہی ہے اس کی تلافی کا اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں کہ آپ اس کام کو سنبھالیں جو یہ بزرگ کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی اس کی توفیق دے۔

ہماری قومی زندگی کا انحصار صرف جہاد پر ہی

ہر ایک فرد جماعت کو دینی جہاد میں شرکت کرنی چاہئے

خطبہ جمعہ ۵ مئی ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین (العنکبوت ۲۹: ۶۹)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ہمارے لئے جہاد کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنے رستوں پر چلائیں گے اور اللہ یقیناً نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے

اٹل خدائی قوانین

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام کے اندر بڑے بڑے عجیب قانون انسانوں کی بہتری اور ان کی فلاح کے بیان فرمائے ہیں اور وہ اسی طرح اٹل قانون ہیں جس طرح پر خدا کے وہ قانون اٹل ہیں جو کہ ظاہری طور پر کام کرتے نظر آتے ہیں۔ گویا جس طرح پر خدا کے ان قوانین سے جو کہ نیچر میں کام کر رہے ہیں خدا کی ہستی پر شہادت ملتی ہے اسی طرح ان قوانین سے بھی جو کہ قرآن کریم میں مذکور ہوئے ہیں اور جن پر انسانوں کی فلاح اور بہبودی کا مدار ہے خدا کی ہستی پر زبردست شہادت ملتی ہے۔

ایک زبردست قرآنی قانون

الٰہی قوانین میں سے ایک زبردست قانون یہ ہے الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہمارے لئے جہاد کرتے ہیں ہم ان کو اپنی رضا کے راستوں پر چلائیں گے اور منزل مقصود پر پہنچا دیں گے اور وہ لوگ جو نیکی اور بھلائی کرتے ہیں خواہ وہ اپنے ساتھ کرتے ہیں یا دوسروں کے ساتھ اللہ ان کے ساتھ ہے

مسلمانوں نے جہاد کے سبق کو بالکل بھلا دیا

خدا کے لئے جہاد کرنا اس سبق کو مسلمانوں نے بالکل بھلا دیا ہوا ہے، شاید اس غلط فہمی کے نتیجے بھلا دیا کہ جہاد صرف تلوار کے ساتھ ہوتا ہے یا ویسے ہی اور کوئی اسباب اس سبق کو بھلانے کے پیدا ہو گئے ——— کوئی توکل کا غلط مفہوم سمجھ لیا گیا یا ایمان اور اعمال صالح کا کوئی غلط مفہوم سمجھ لیا گیا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں سے جہاد جاتا رہا۔ خدا کے لئے کوئی کام کرنا اور خدا کے راستے میں کوشش کرنا یہ مسلمانوں کی زندگی کا بڑا بھاری ذریعہ اور سامان تھا۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت پر زمانہ کی شہادت

اسی جہاد کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی لیکن انہوں نے اس کو غلط پیرایہ میں لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس جہاد کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی تھی اس کی طرف ان کا قدم نہ اٹھا ——— حضرت مسیح موعودؑ کی باتیں اور آپ کا کلام اس قدر پُر معارف اور مؤثر ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا ایک شخص جو الگ تھلگ گاؤں کا رہنے والا ہے۔ جس نے نئی تعلیم حاصل نہیں کی اور جس کو دنیا کے جدید حالات کا مطلق کوئی علم نہیں اس کے منہ سے وہ باتیں نکلتی ہیں کہ ان باتوں کے حق ہونے پر ایک زمانہ شہادت دے اٹھتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ احمدیت کا زمانہ ہے ——— اسم احمد کی تجلی کا زمانہ ہے اور اس کا مفہوم بھی بتا دیا کہ اسلام پر وہ حالت وارد ہو گی جو کہ حضرت نبی کریم صلعم کی ابتدائی مکی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

ایک عیسائی مشنری کا مضمون

مجھے بڑا تعجب ہوا کہ آج ہی میں نے عیسائیوں کے مشہور رسالہ مسلم ورلڈ میں ان کے ایک مشنری کا مضمون پڑھا مضمون نگار مسلمانوں کی موجودہ حالت پر سرسری تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "ابتدائی مکی حالات اب اسلام میں عام ہو گئے ہیں"۔ آجکل تو تمام مسلمان ملکوں اور ساری دنیا میں یہ حالت عام نظر آتی ہے اور ہر ایک شخص اسے دیکھ سکتا ہے لیکن آج سے پچاس سال پیشتر ایک گاؤں کے رہنے والے کا یہ بات کہنا کہ اسلام کے لئے ابتدائی مکی زمانہ واپس آ گیا ہے کس قدر بڑی بات ہے! ——— آج ایک دشمن بھی حالات کا مطالعہ کر کے یہ کہتا ہے اور مسلمان بھی بالآخر اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ یہ کس قدر بین شہادت ہے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے تھے آسمانی روشنی کی مدد . . . سے فرماتے تھے۔ ورنہ انسانی فہم و فراست سے یہ بات ممکن نہیں ہے،

ہندو قوم کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا زبردست پیغام

اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جن کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے توجہ دلائی ہے بالآخر لوگوں کو وہی باتیں ماننی پڑیں۔ مثال کے طور پر آپ نے اس ارشاد قرآنی کی طرف توجہ دلائی وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کہ کوئی نبی اور رسول نہ آیا ہو۔ دیکھ لیجئے کہ باوجود شدید مخالفت کے یہ خیال کس طرح مسلمانوں میں عام ہو گیا ہے۔ بڑے بڑے مخالفین بھی دوسرے مذاہب اور اقوام میں نذیر کے آنے کو تسلیم کرنے لگے ہیں ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے پیشتر ہندو قوم کو ایک بہت بڑا پیغام دیا تھا جو آپکی آخری کتاب پیغام صلح میں چھپا ہوا موجود ہے۔

ہماری غفلت کے باوجود مجدد وقت کے پیغام کی کامیابی

اور در اصل یہ پیغام اس قابل ہے کہ اس پر پورا زور دیا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری جماعت کی بھاری فروگذاشت ہے کہ اس نے اس پیغام پر زور نہیں دیا۔ یہ ایک ایک ہندو کے دل کو کھا جانے والا ہے۔ اس پیغام میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہندوؤں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ دیکھو ہم تمہارے [illegible] اور ہادیوں کو مانتے ہیں ان کی عزت کرتے ہیں تم بھی [illegible] محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو نبی مان لو جن کی تعلیم بالکل [illegible] اور واضح اور نہایت اعلیٰ ہے باوجود اس کے کہ اس [illegible] ہندوؤں تک پہنچانے کے لئے ہماری طرف سے پوری [illegible] نہیں کی گئی لیکن پھر بھی بہت سے ہندوؤں کے منہ [illegible] جاری ہے کہ بیشک حضرت محمد صاحب خدا کے نبی اور رسول [illegible]

برہمو سماج کا جلسہ میلاد النبیؐ

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ مولانا محمد یعقوب خان [illegible] اچیف ایڈیٹر لائٹ و ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور [illegible] نے بتایا کہ وہ برہمو سماج کے جلسہ کی صدارت کر رہے [illegible] جو کہ اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم میلاد [illegible] تھا۔ اس جلسہ میں ایک سے زیادہ ہندو لیکچراروں نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلعم کی رسالت اور اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا اور یہ کہا کہ اگر یہ اسلام ہے تو وہ مسلمان ہیں۔ حالانکہ [illegible] نے بھی اپنی صدارتی تقریر میں یہ حق تھا ادا کیا اور انہوں نے ان ہندو [illegible] کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ بیشک مسلمان ہیں اور ہم سے بہتر مسلمان ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں نے اپنے فرائض کو چھوڑ دیا ہے اور آپ لوگ ان فرائض کو ادا کر رہے ہیں۔

مسلمانوں نے جہاد کو چھوڑ دیا غیر مسلم اسمیں مصروف ہیں

بات بالکل سچی ہے آج ہر ایک۔ قوم جہاد میں مصروف ہے خواہ وہ ملک و حکومت کے لئے جہاد کر رہی ہو یا دولت [illegible] کے لئے بہرحال جہاد میں مصروف ضرور ہے لیکن اگر کوئی قوم جہاد میں مصروف نہیں ہے تو وہ مسلمان ہیں، افسوس جس قوم کو یہ تعلیم دی گئی تھی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ [illegible] آج اس قوم کی یہ حالت ہے کہ جہاد اس میں سے بالکل نکل گیا ہے کسی نیک کام کے لئے کوشش کرنا ان میں نہیں رہا، لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں پر فلاں کا بہت اثر ہے اور فلاں کا بہت اثر ہے لیکن [illegible] بات یہ ہے کہ کسی کا بھی اثر نہیں بالکل مردنی چھائی ہوئی ہے اور اپنی روایات کے مطابق وہ کوئی کام نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں کی مردہ دلی کی ایک عبرت انگیز مثال

اگلے دن ہی ایک دوست سے اقبال مرحوم کے مقبرہ کا ذکر آیا۔ انہوں نے کہا کہ مقبرہ کی تعمیر کے لئے ایک نقشہ تجویز [illegible] جس پر غالباً پچاس ساٹھ ہزار روپے خرچ کا اندازہ ہے [illegible] تک صرف چار ہزار روپیہ جمع ہوا ہے ——— میرا خیال [illegible] کہ اس چار ہزار روپے میں سے بھی بہت سے ولایت [illegible] سوچو یہ کیا حالت ہے؟ مان لو اقبال کی شخصیت اور اسکی شاعری یہی ایک چیز مسلمانوں کو اپیل کرتی ہے لیکن اس کے لئے بھی [illegible] جہاد نہیں کر سکتے کیونکہ جہاد کی روح ان کے اندر سے نکل گئی [illegible]

آپ کی قوم صرف جہاد کے ذریعہ زندہ رہ سکتی ہے

آپ خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ اگر آپکے بڑوں [illegible] نوجوانوں، عورتوں، اور بچوں سے جہاد کی روح نکل جائے تو آپ کی قوم بھی اسی مردہ قوم کا حصہ ہو گی اور زندہ کہلانے کی مستحق نہ ہو گی۔

ہمارے تعلقات اخوت مضبوط ہیں

ہمارے مرحوم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی [illegible] ہماری قوم نے بہت محسوس کیا۔ بڑے درد بھرے [illegible] ہیں لیکن جس چیز کی توقع اس موقعہ پر میں قوم سے [illegible] کچھ اور ہے۔ موت پر غم عام بات ہے عزیز [illegible]

"The early Makkan attitude has now become general in Islam."

اور دوست، دوستوں کے لئے مغموم ہوتے اور اظہار غم و افسوس کرتے ہیں گو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان خطوط سے ہماری جماعت کی برادری کا تعلق اخوت ظاہر ہوتا ہے، شاہ صاحب مرحوم کی وفات پر اس ملک کے اندر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک افراد جماعت کے دل ہل گئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے تعلقات اخوت مضبوط ہیں اور اسی طرح مضبوط ہیں یا شاید اس سے بڑھکر جسقدر کہ خون کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔

اسلام کو سر اور جانیں دینے والے مجاہدوں کی ضرورت ہے

بیشک یہ بڑی بات ہے لیکن جس چیز کو میں چاہتا ہوں وہ یہ عزم ہے کہ ہم نے فلاں چیز یا مقصد کو ضرور حاصل کرنا ہے۔ ہم نے فلاں منزل تک ضرور پہنچنا ہے، ہماری جماعت کا ایک بلند مقصد ہے، شاہ صاحب مرحوم ہماری جماعت کے ایک بہادر رکن تھے۔ میں جماعت کے اندر اس جذبہ اور خواہش کو چاہتا ہوں کہ کوئی آگے بڑھے اور کہے کہ اگر سید محمد حسین شاہ فوت ہو گئے ہیں تو میں ان کی جگہ لیتا ہوں ——— اگر ایک بہادر لڑتا ہوا مر گیا ہے تو اس کی جگہ میں سنبھالتا ہوں، اسلام کو ضرورت ہے لڑنیوالوں کی جو سر اور جانیں دینے کے لئے تیار ہوں۔

مجھے ڈاکٹر شاہ صاحب رحؒ کی جگہ سنبھالنے والے کی تلاش ہے

دنیا ایک عارضی جگہ ہے، موت ہر ایک کو آنی ہے، اس سے کوئی باہر نہیں۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے تو طبعی عمر میں وفات پائی ——— حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے ساٹھ اور ستر برس کے درمیان طبعی عمر فرمائی ہے۔ مجھے تو اس قسم کے خطوط کا انتظار ہے کہ جماعت میں سے کوئی صاحب مال اور کوئی صاحب جائداد لکھے کہ جو جگہ سید محمد حسین شاہ کی وفات سے خالی ہوئی ہے میں اس کو لینے کے لئے تیار ہوں اس طرح حوصلہ اور ہمت بڑھتی ہے۔ خدا کے فضل سے اس چھوٹی سی جماعت میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو اس مقام کو لینے کے اہل ہیں اللہ تعالیٰ نے انکو بہت کچھ مال و دولت دیا ہے۔

نوجوانان سلسلہ حضرت ڈاکٹر شاہ صاحبؒ کی تقلید کریں

لیکن میں اس سے بھی نیچے اترتا ہوں ۱۹۰۲ء میں جب سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کر کے خدمت دین کا عزم کیا تھا، ذرا غور کیجئے اس وقت ان کے حالات کیا تھے! اس وقت وہ معمولی انسان تھے یہی ڈیڑھ دو سو کے ملازم ہونگے جیسے کہ آجکل ہمارے بہت سے دوست ہیں۔ اس وقت ان کے پاس اس قدر جائیداد اور مال ہرگز نہ تھا کہ کوئی ان سے اس قدر عظیم الشان خدمات دینی کی توقع وابستہ کر سکتا ہے۔ لیکن اس وقت بے سرو سامانی کے باوجود انہوں نے ایک عزم کر لیا اور مجدد وقت کے ہاتھ میں دے کر ایک اقرار کیا۔ اس کے بعد وہ جہاد میں مصروف ہو گئے اسی عزم اور جہاد نے ان کو اس قدر خدمت دین کے قابل بنا دیا۔ انہوں نے بیشک دنیا کے لئے بھی جہاد کیا اور دنیا کے لئے جہاد کرنا برا نہیں بشرطیکہ انسان دین کے لئے بھی جہاد کا حق ادا کرے اور دنیا کے جہاد کو خدمت دین کا ذریعہ بنائے۔ ہم میں سے بہت سے لوگ آج اس حالت میں ہیں جس میں کہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم ۱۹۰۲ء میں تھے یعنی جبکہ انسان دنیوی زندگی کی پہلی منزل میں داخل ہو کر کچھ کمانے لگتا ہے۔ اگر ہمارے یہی نوجوان دوست اپنے دل میں وہی بات ٹھان لیں جو کہ ہمارے اس بزرگ مرحوم دوست نے اپنے دل میں ٹھان لی تھی ——— اگر وہ ایسا کریں تو کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آٹھ سال بعد، دس سال بعد، بارہ سال بعد خدا تعالیٰ ... وہی کام ان سے نہ لے جو کہ اس نے دین کے لئے حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب سے لیا۔

خدا کی طرف قدم اٹھانے کا بہترین زمانہ جوانی ہے

حدیث میں آتا ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو قدم اسکی طرف آتا ہے، نوجوانی کا زمانہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف قدم اٹھانے کا بہترین زمانہ ہوتا ہے، میں تو اپنے نوجوان دوستوں سے توقع رکھتا تھا اور اب بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ماتم کا جلسہ کرتے اور اس میں کوئی نوجوان اٹھ کر کہتا کہ میں سید محمد حسین شاہ رحؒ کی جگہ لوں گا اور وہی عزم کرتا جو کہ اپنی جوانی میں اس بہادر انسان نے کیا تھا ——— دیکھئے ہم لوگ گذرنے والے ہیں اور کچھ زیادہ کام کرنے کے اب قابل نہیں۔ ہماری دعا اس وقت ان نوجوانوں کے ساتھ ہوگی ——— اور شاید موت کے بعد بھی جو کہ دین کے لئے جہاد کرنے کا فیصلہ اور عزم کریں اور اس کام کو انجام دینے کی دل میں ٹھان لیں۔

کامیابی کی منزل تمہارے سامنے ہے

میں پھر خدا کے اس حکم کی طرف توجہ دلاتا ہوں والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا الخ کامیابی کی منزل تمہارے سامنے ہے، بشرطیکہ تم غفلت اور جمود اور سستی اور بے پروائی کو چھوڑ دو، جو خدا کے راستہ میں دیتا تھکتا نہیں وہ سمجھ لے اس کے دل میں خدمت دین کا صحیح جذبہ موجود ہے ——— دیکھئے انسان تھکتا اس چیز سے ہے جس میں اس کو لذت نہ آئے اور جس میں اُسے لذت آئے اس سے وہ ہرگز نہیں تھکتا۔ اگر خدا کے رستہ میں مال دینے اور جہاد کرنے سے لذت پیدا ہو اور اس میں خوشی محسوس ہو تو انسان کا قدم آگے بڑھے گا اور اگر اس میں کوئی تھکان محسوس کرے تو سمجھو وہ رہ گیا۔

علم کے ذریعہ خدمت دین کرنیوالوں کو نصیحت

اور یہی بات میں ان لوگوں سے کہوں گا جو علم حاصل کر رہے ہیں اور علم کے ذریعہ دین کی خدمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جس نے یہ محسوس کیا کہ میں نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے وہ رہ گیا اور جس نے یہ خیال کیا کہ میں نے علم کے وسیع سمندر سے ابھی ایک قطرہ بھی حاصل نہیں کیا اور کوئی بڑے سے بڑا عالم اس سمندر سے اسی قدر حاصل کرتا ہے جس قدر کہ ایک چڑیا اپنی چونچ میں پانی لے سکتی ہے اور اسی خیال کے ماتحت اس نے اپنی جد وجہد کو جاری رکھا وہ بہت کچھ حاصل کریگا، اور انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ علم کے ذریعہ دین کی خدمت ایک بہت بڑا مرحلہ ہے اس کے لئے انسان کو ساری عمر جد وجہد جاری رکھنی پڑتی ہے، غرضیکہ آپ لوگوں کے سامنے ایک بہت بڑا کام اور بہت بڑا مجاہدہ ہے۔

جوبلی فنڈ کی وجہ سے دیگر کاموں کو کمزور نہ ہونے دو

گذشتہ دنوں آپ نے بیشک ایک بڑا کام کیا یعنی چند ماہ کے اندر قریباً دو لاکھ کے مستقل فنڈ کا انتظام کر دیا جو تبلیغ کی عمارت کے لئے بطور ایک بنیاد کے کام دیگا، یہ ایک چھوٹی سی بنیاد ہے جو کہ آپ لوگوں نے تبلیغ اسلام کی عمارت کے لئے رکھی ہے لیکن اس کے ساتھ آپ اس بات کو سمجھ لیجئے کہ اگر آپ نے اس کی وجہ سے موجودہ کاموں سے عدم توجہی کی جیسا کہ دو تین سال سے ہو رہا ہے تو صدقہ جاریہ کی یہ بنیاد قائم نہ رہ سکے گی۔ میں نے تو آپ لوگوں سے وعدہ کیا ہے کہ جوبلی فنڈ کا روپیہ بطور مستقل سرمایہ کے محفوظ رہے گا۔ ضرورت کے وقت میں تو اپنے وعدہ کا پاس کرتا ہوا اس فنڈ سے خرچ نہ کروں گا لیکن میرے بعد اس کا کون ذمہ لے سکتا ہے؟ آپکی ہمت اور اولوالعزمی اسی بات میں ہے کہ اگر آپ نے ایک طرف اس عظیم الشان صدقہ جاریہ کی بنیاد ڈالی ہے تو دوسری طرف دیگر جاری شدہ کاموں میں بھی کمزوری پیدا نہ ہونے دیں۔

اپنے سست دوستوں کی غفلت کو دور کریں

اس صدقہ جاریہ کے سلسلے میں آپ کو جو قربانی کرنی پڑی ہے اس کے باوجود ان کاموں کو پوری قوت اور باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھیں، یہ کوئی بڑی بات نہیں، اگر ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں ٹھان لے کہ وہ غفلت اور سستی کو دور کر کے پوری قوت سے کام کرے گا اور دوسروں کو بھی پوری قوت کے ساتھ کام کرنے پر آمادہ کرے گا تو یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کبھی دینی کاموں میں بہت قوت کا موجب تھے لیکن خدا جانے کیا تغیر آ گیا ہے کہ ان میں پہلے جیسا جذبہ باقی نہیں انہوں نے امداد کا جو وعدہ کیا تھا، اس پر وہ قائم نہیں رہے، ان کے متعلق آپ نے یہ کرنا ہے کہ ایسے لوگوں کو تلاش کر کے انہیں میدان عمل میں لائیں ان کی غفلت اور سستی کو دور کریں۔

اپنی کمائیوں میں سے خدا کا حصہ باقاعدہ ادا کرو

آپ میں سے ہر ایک شخص اپنی کمائی میں سے خدا کا حصہ نکالے اور اس کو خدا کے لئے ہی رہنے دے، میرے نزدیک بڑا مجاہد وہی ہے جو کہ اپنی کمائی میں مقررہ حصہ خدا کے لئے باقاعدہ ادا کرتا ہے اب رہی یہ بات کہ کسی کا یہ حصہ تھوڑا بنتا ہے یا زیادہ اس کی میرے نزدیک کوئی حقیقت نہیں کسی کی آمدنی تھوڑی ہے اور کسی کی زیادہ ——— یہ خدا کی تقسیم ہے، اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں، آپ میں سے چھوٹے سے چھوٹا آدمی بڑے سے بڑے آدمی کے برابر ہو سکتا ہے اگر وہ اپنے اس عزم کو پوری باقاعدگی اور دیانت سے ادا کرے جو کہ اس نے خدمت دین کے لئے کیا تھا اور بڑے سے بڑا آدمی بھی چھوٹا ہے جو اپنے عزم اور اقرار کو پورا نہ کرے۔

جماعت کے کھوئے ہوئے دوستوں کو واپس لاؤ

اول آپ خود اپنے متعلق عزم کریں کہ ہر قسم کی غفلت اور سستی کو چھوڑ دیں گے، اس کے بعد یہ عزم کریں کہ آپ اپنے ان کھوئے ہوئے دوستوں کو واپس لائیں گے جن کا کبھی جماعت کیسا تھ تعلق تھا لیکن اب وہ تعلق کمزور ہو گیا ہے یا بالکل نہیں رہا۔ ان کو ضرور واپس لانا اور جماعت کی قوت کا موجب بنانا چاہیئے۔

چندوں میں باقاعدگی ضروری ہے

دوسرے وہ لوگ جن کے اندر ایک بدعادت راسخ ہو گئی ہے اور انہوں نے احمدیت صرف اسی چیز کو سمجھ رکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیا جائے، کسی دینی کام میں شرکت ان کے لئے چنداں ضروری نہیں ہے یہ لوگ سخت غلطی پر ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ احمدیت صرف حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لینے ہی کا نام نہیں، بلکہ یہ اس جہاد میں عملی شرکت کا نام ہے جس کی بنیاد کہ حضرت مسیح موعود نے رکھی ہے، جو اس میں شرکت نہیں کرتا وہ احمدی نہیں ——— احمدی ایک عملی قوم کا نام ہے۔ اس زمانہ میں آدمی اپنا تھوڑا سا مال خرچ کر کے بڑے سے بڑے جہاد میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس لئے جو افراد جماعت چندوں کی ادائیگی میں کمزور ہیں انہیں ان کے دوسرے بھائی سمجھائیں۔

قوم کا ہر ایک فرد مجاہد بنے

پھر جماعت میں ایسے نوجوان بھی ہیں جن کے باپ دین کی بڑی خدمت کرتے ہیں اور اب وہ نوجوان خود برسرکار ہیں لیکن اس کے باوجود اس جہاد میں حصہ نہیں لیتے، غالباً وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا باپ جو خدمت دین میں حصہ لیتا ہے وہی کافی ہے، یہ انکی سخت غلطی ہے، ایسے نوجوانوں کو اسی جہاد میں حصہ لینے کے لئے تیار کرنا چاہیئے ——— میں تو قوم کے ہر ایک فرد، ہر ایک مرد، عورت، بوڑھے بچے اور جوان کو مجاہد دیکھنا چاہتا ہوں

بچوں کو دین کے لئے قربانی کی عادت ڈالو

ایک عورت اور لڑکی بھی مجاہد ہو سکتی ہے، اگر وہ اپنی جیب سے ایک آنہ یا دو آنہ بھی دینی کام کے لئے دیتی ہے، ایک لڑکی یا لڑکا جو چھوٹی عمر میں اپنی جیب سے ایک دو آنہ دیتا ہے

ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب مرحوم

دفتر ہستی میں تھی زرّیں ورق تیری حیات ٭ تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات

(از جناب محترمہ آمنہ نعیم صاحبہ بی۔ اے۔ آنرز جھنگ)

جس چیز کو انسانی زندگی کا ارفع ترین معیاری اصول سمجھا جاتا ہے وہ اطاعت احکامِ الٰہی ہے اور اس کی تمام تر کامیابیوں کا راز اور ان کی تکمیل کا سرچشمہ اسی اطاعتِ احکام خداوندی میں مضمر ہے۔ لیکن جب ان اصولوں پر عملی طور پر کاربند ہونیکا وقت آتا ہو تو ہمارے پاؤں استقلال کی اطراف مستقیم سے ڈگمگا جاتے ہیں اور باوجود اس بات کو جانتے ہوئے کہ مشیّتِ ایزدی انسان کی حیات و ممات پر اتنی ہی قادر ہے جتنی کہ اس کی بے بسی اس کے اپنے احوال پر۔ تاہم پھر بھی رنج و غم دکھ اور شکایات کا ایک ایسا لامتناہی ہجوم ہماری دماغی طاقتوں پر اپنا تصرف جماتا ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی رضا پر راضی ہو کر اس سے مدد چاہنا بھول جاتے ہیں۔ اور روز روز کر موت کے بے وقت عمل پر گریہ کناں ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ہم غور کریں تو یہ انسان کی بے بضاعتی اور اس کی بے دست و پائی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہم ایک چیز کی خواہش رکھتے ہیں جس کا حاصل کرنا ہمارے بس کی بات نہیں، ہماری تمنائیں نامرادیوں سے بچتی، سہمتی ہوئیں ایک ایسی دنیا بسانا چاہتی ہیں جس کا وجود میں آنا ہی ناممکن ہے، ہم اپنی آرزوؤں امیدوں محنتوں اور کوششوں کا ایک ایسا جال بچھاتے ہیں کہ بالآخر خود ہی اس میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن مبارک ہیں وہ ہستیاں جن کی زندگی کی دوڑ دھوپ کا ماحصل محض دنیاوی فضول کھیلوں میں گرفتار ہو کر رہ جانا نہیں، بلکہ دین کی ضروریات کو دنیاوی راحتوں پر مقدم سمجھنا ہے۔ اگر ان کے پاس مال کی فراغت ہے تو اس میں سے وہ باافراط خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اگر ان کے وسائل محدود ہیں تو بھی وہ دین کی ضروریات کی خاطر اپنے دنیاوی عیش و آرام کو التوا میں رکھتے ہیں، چنانچہ یہی وہ سعید شخصیتیں ہیں جن کی زندگیاں دنیا اور آخرت دونوں میں اپنے معراج کو جا پہنچیں اور جنہوں نے اپنے ایثار، جوش اور عمل کے بدلے اپنے لئے عاقبت کا میدان جیت لیا۔

سیّد محمد حسین شاہ صاحب مرحوم دنیا کے اسی کامیاب و خوش نصیب ترین طبقے کے ایک فرد تھے۔ ان کی زندگی ایک کامیاب ترین زندگی تھی اور جاہ و منزلت، دولت و عزت، کوئی بھی ایسی چیز نہ تھی جس سے خدا تعالیٰ نے انہیں مالا مال نہ کیا ہو۔ وہ دین کے ایک سرفروش سپاہی تھے جو اپنے خدا اور اس کے احکام کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہ بھولے انہوں نے اپنے مال کو ہمیشہ خدا کا مال سمجھا۔ آپ جماعت احمدیہ کے عناصر خمسہ میں سے ایک تھے جنکے قول فعل اور عمل نے دیگر حضرات کو جماعت احمدیہ کی بنیادیں استوار کرنے کی تقویت بخشی۔ آپ کا سونا، بیٹھنا، اُٹھنا جاگنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و رضا کا آئینہ دار تھا۔ انہوں نے ہر ایسی آواز پہ لبیک کہا، جہاں اُنکے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی ضرورت پڑی۔ اور اس معاملہ وہ سب سے بازی لے گئے وہ جنتی تھے اور جنت کے لئے ہی پیدا ہوئے تھے۔

ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح نے آپ کی عدیم النظیر فیاضیوں کی وجہ سے انہیں جماعت کے ستون سے تعبیر کیا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں وہ جماعت کی ان بنیادی اینٹوں میں سے ایک اینٹ تھے جن پر آج اتنی بڑی عمارت بلند کی گئی ہے، ان کا ایثار قوم کے لئے نمونہ اور ان کا عمل بہت سے کمزور دلوں کی تقویت کا باعث تھا۔

جانے والے جاتے ہیں اور اپنی نشانیاں چھوڑ جاتے ہیں جن سے ان کی یاد ایک عرصہ تک دلوں سے محو نہیں ہوتی۔ سیّد محمد حسین شاہ صاحب اپنی یاد کا ایک ایسا نقش چھوڑ گئے ہیں جو دن بدن اور بھی گہرا ہوتا چلا جائے گا اور جماعت ان کی سخاوت پر ہمیشہ ہمیشہ تک ناز کرتی رہے گی۔

اللہ تعالےٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور وہ اپنے خریدے ہوئے مقامِ اعلےٰ پر شاد و مطمئن رہیں، لیکن قوم کا سپہ سالار جب میدان جنگ کے کسی نئے محاذ پر اپنے سپاہیوں کو بلائے گا تو اپنے اس جانباز سپاہی کو ان میں نہ پاکر خون کے آنسو روئے گا اور کہے گا ؎

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آمنہ نعیم۔ بی۔ اے۔ آنرز

مفید معلومات

شوقیہ کام صحت کا ذریعہ ہیں

اس زمانے میں طبیعت کا گراں رہنا اور دل پژمردگی عالم طاری رہنا انسانی صحت کے دو بڑے دشمن [illegible] اور ان کا بہترین تدارک علم اور علم کو کام میں لانا ہیں یعنی مختلف چیزوں کا علم حاصل کر کے [illegible] کو شوقیہ کاموں میں لگانا۔ اس قسم کا عصبی اضمحلال دور کرنے کے لئے کاموں میں دلچسپی کا [illegible] ہے۔ اور دلچسپی ایسے کاموں سے پیدا ہوتی ہے جو اپنی ایجادوں اور جن کے ذریعے [illegible] اپنی قابلیت اور اپنے علم کے اظہار کا موقعہ ملے۔ ایک معروف کار مرد اور خانہ داری کی [illegible] میں الجھی ہوئی عورت کو دوسرے لوگوں پر کہ جو اتنے معروف نہ ہوں بہت کچھ تفوق حاصل [illegible] اگرچہ اپنے اس تفوق کا انہیں احساس نہیں ہوتا۔ یہ حقیقت قابل لحاظ ہے کہ ایسی عورتیں [illegible] نے علم حاصل کر کے اپنی زندگی کا ایک مخصوص مقصد بنا لیا ہو ان پر عصبی فرسودگی کی یہ کیفیت [illegible] عورتوں کی بہ نسبت بہت کم طاری ہوتی ہے کہ جو کنوئیں کی مینڈک کی طرح اپنی دنیا اپنے گھر [illegible] محدود کرلیں اور باقی دنیا سے کوئی واسطہ نہ رکھیں۔

اسی طرح ایک اور حقیقت بھی دیکھنے میں آتی ہے اور وہ یہ کہ اکثر ایسے مرد کہ جن کی [illegible] بہت معروف گزری ہے جب ملازمت یا کاروبار چھوڑ کر آرام کی زندگی بسر کرنا شروع کرتے [illegible] تو ایکدم سے ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ روزمرہ کے مشاغل کو اور اپنے مقصد [illegible] کو چھوڑ کر یہ لوگ ایسا محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ہیں، اور فرصت [illegible] جس زندگی کی انہیں تلاش تھی اس کا کچھ بھی لطف انہیں نہیں ملتا۔ اس قسم کے لوگوں کے [illegible] یہ اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ کوئی شوقیہ شغلہ اختیار کرلیں یا اپنے لئے کوئی ایسا فرض [illegible] وضع کرلیں جس سے انہیں انس اور شغف پیدا ہو جائے اور جو اس کام کی جگہ لے لے کہ جو [illegible]

اُن کے لئے ایک یہ تدبیر بھی مناسب ہو کہ خدمت شہریار فاہِ عامہ کے کاموں میں [illegible] لینا شروع کر دیں۔ اور اس طرح ان کی وہ قوت عمل جو بیکاری کی وجہ سے اضمحلال اور [illegible] کا باعث بن جاتی مفید کاموں میں صرف ہونے لگے گی، اس بات کا احساس کہ وہ خلق [illegible] خدمت کر رہے ہیں اور اپنے کاروبار سے الگ ہو جانے کے بعد بھی اس قابل ہیں [illegible] کام آسکیں اُن کے دلوں کو حقیقی مسرت سے بھر دے گا۔ اور اس سے یہ بھی ہوگا کہ ان کو [illegible] رفقاءِ کار مل جائیں گے جن کی صحبت بجائے خود زمانہ کہولت کو ان سے دُور رکھنے میں [illegible]

ہندوستان میں غذائی جائزے کے نتیجے

آدمی جتنا زیادہ دولت مند ہوتا ہے [illegible] ہی زیادہ وہ مرغن غذا کھاتا [illegible]

ریسرچ فنڈ ایسوسی ایشن کی غذائی مشاورتی کمیٹی نے غذائی جائزہ کے بعد معلوم کیا ہے کہ ہندوستان میں یہ خصوصیت ہے کہ دولت کے اضافہ کے ساتھ لوگوں کی خوراک زیادہ مرغن ہوتی [illegible]

یہ جائزہ چار طبقے کے لوگوں یعنی آسام کے قلیوں، بنگال کے متوسط زراعت پیشہ [illegible] کلکتہ کے اہل ثروت اور فیروز پور پنجاب کے مشترک متوسط طبقہ کے لوگوں کی غذا [illegible] مشتمل تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ آسام کے قلیوں کی غذا میں لحمی اجزا چربی۔ چونے۔ وٹامن [illegible] وٹامن سی اور لوہے کی کمی ہوتی ہے۔ بہت سے خاندانوں میں دودھ نہیں پیا جاتا۔ [illegible] درجے کے زراعت پیشہ لوگوں کی خوراک بہتر ہوتی ہے اگرچہ اس میں چربی اور [illegible] کی کمی پائی جاتی ہے کلکتہ کے اہل ثروت کی غذا کا معیار تقریباً یورپ کی غذا کا ہے۔

غذائی جائزے کے ساتھ ساتھ بچوں کے قد وزن اور کمزوری کی بھی جانچ کی گئی [illegible] بچوں کا قد اور وزن کلکتہ کے خوشحال لوگوں کے بچوں سے بہت کم اور دیہاتی بچوں کے [illegible] میں بین بین تھا۔ اگرچہ سالانہ وزن کے اضافہ کے اعتبار سے کلکتہ کے بچے بہتر [illegible] جسمانی وزن کے سالانہ فیصدی اضافہ کی شرح آسام کے مزدوروں کے بچوں کی زیادہ [illegible] غذا کے باوجود ان بچوں میں نشو و نما کی قوت خوشحال طبقے کے برابر معلوم ہوتی ہے۔

فیروز پور پنجاب میں جن خاندانوں کی غذاؤں کا جائزہ لیا گیا ان میں ہندو مسلم [illegible] کاریگروں کا طبقہ نیز کچھ بہتر بھی شامل تھے۔ ان لوگوں کی غذا کا معیار تقریباً کلکتہ [illegible] خوشحال لوگوں کی غذا کا تھا۔ پنجاب کے بہتروں کی غذا بھی آسام کے قلیوں سے بہتر [illegible] مجموعی پنجاب میں بہتر غذا کھائی جاتی ہے۔ (ہمدرد صحت)

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا ماتم

جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ ہالینڈ کا تعزیت نامہ

بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے جناب کا والا نامہ مؤرخہ ۲۰ راپریل ۱۹۳۹ء ابھی ابھی ملا۔ حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کی غیر متوقع اور اچانک وفات کا جو صدمہ مجھے ہوا۔ اس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ وہ ایک ہیرا تھے۔ ان کے سینے میں ایک نہایت ہی نرم اور مہربان دل تھا۔ خداوند کریم ان کی روح کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

جناب میری طرف سے مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار فرمائیں۔ میں ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب کو خود خط لکھتا لیکن مجھے ان کا ایڈریس معلوم نہیں ہے۔

میری دلی دعا ہے کہ خداوند کریم ہالینڈ مسلم مشن کو حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب جیسا اور کوئی مربی[1] عطا فرمائے۔ یہ خدا کا اپنا کام ہے اور میرا ایمان ہے کہ وہ اسکی مدد آپ کریگا۔ مجھ میں اس سے زیادہ تحریر کی طاقت نہیں۔ زیادہ آداب۔

مرزا ولی احمد بیگ (ترجمہ از انگریزی)

[1] حضرت شاہ صاحب مرحوم نے ہالینڈ مشن کو دو سو روپیہ ماہوار دو سال کے عرصہ کیلئے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ قارئین پیغام صلح اس امر سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ حضرت مرحوم کی بیگم صاحبہ محترمہ نے اس وعدہ کو پورا کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بزرگ و قابل احترام خاتون کو جزائے خیر عطا فرمائے (پیغام صلح)

جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کا تعزیت نامہ

مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے والا نامہ سے حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم ومغفور کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی جس نے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابھی جناب میر غلام مصطفیٰ شاہ صاحب مرحوم اور جناب خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب کی مفارقت کے زخم بالکل ہرے تھے کہ دل پر حضرت شاہ صاحب کی دائمی جدائی کی سب سے بڑھ کر کاری ضرب لگی۔ حضرت مرحوم اپنی بے نظیر اور بے مثل نیکیوں کے باعث یقیناً جنت الفردوس میں مقیم ہوں گے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

آج جمعہ تھا۔ بعد نماز جمعہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔

مؤرخہ ۵ رمئی ۱۹۳۹ء — غمزدہ محمد عبداللہ از برلن

میاں غلام شبیر صاحب تمیم ای۔ اے۔ سی شیخوپورہ کا تعزیت نامہ

حضرت قبلہ امیر قوم سلمہ اللہ تعالیٰ وایدہ اللہ بنصرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت قبلہ فخر قوم سید محمد حسین شاہ صاحب کی ابدی مفارقت کی جس وقت سے خبر سنی ہے بیحد رنج و افسوس ہے اور دل بیقرار رہتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کی شان پرانے بادہ کش اٹھتے جاتے ہیں۔ یکے بعد دیگرے ہم سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ مرحوم کے وجود سے ہماری جماعت کو بیحد طاقت میسر تھی۔ موجودہ زمانہ میں ایسا مجاہد پیدا ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ اللہ کریم ہی ہم نوجوانوں کے دلوں میں وہ تڑپ پیدا کر دے جس سے حضرت قبلہ شیخ رحمت اللہ صاحب، مرزا یعقوب بیگ صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور سید صاحب مرحوم کے قلوب گرما جاتے تھے۔ مرحوم کی جگہ پر کرنیوالا نظر تو کوئی نظر نہیں آتا۔ مولا کریم ہم نوجوانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

۳۰ اپریل — خادم طالب دعا۔ غلام شبیر تمیم

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مبلغ راولپنڈی کا تعزیت نامہ

سلیم منزل محلہ کمیٹی شہر راولپنڈی۔ مورخہ ۲۸ راپریل ۱۹۳۹ء

بخدمت شریف حضرت امیر قوم مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل اخبار "زمیندار" کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت قبلہ سید محمد حسین شاہ صاحب رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس حادثہ کا سب سے بڑا اور گہرا زخم حضور کو ہے جن کا ایک سخی اور فیاض متقی اور غمخوار دوست اس دنیا فانی سے چلا گیا ہے۔

مجھ پر ان کا بڑا احسان یہ تھا کہ ان کی اور مرحوم مرزا یعقوب بیگ صاحب کی تحریک پر "پیغام صلح" ۱۹۱۲ء میں میرے نام جاری کیا۔ جس میں مسجد کانپور کے ضمن میں حفاظت مساجد قوم کیلئے حضور کا ایک مضمون درج تھا جسے پڑھ کر میری زندگی میں ایک ذہنی انقلاب واقع ہوا۔ اس کے بعد وہ ہر مشکل کے وقت میرے لئے میری ذات سے بھی زیادہ میرے غمخوار ثابت ہوتے تھے۔ کئی دفعہ میں خطرناک بیماری سے محض ان کی دوا بلکہ دعا سے بچ گیا۔ اب شاید ایسا مخلص احمدی جماعت کو سو سال میں بھی میسر نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انکو جنت اعلیٰ میں انبیا اور صلحا کی معیت نصیب کرے اور انکے پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

خاکسار۔ محمد عصمت اللہ

مکتوب جرمنی

برلن میں عید میلاد النبی کا شاندار جلسہ

جرمن مسلم سوسائٹی کی خدمات اسلامی

اسلامی تصوف پر لیکچر — مؤرخہ ۷ راپریل بروز جمعۃ المبارک شام کے آٹھ بجے جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک کامیاب و پررونق جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ہمارے مکرم دوست جناب ڈاکٹر عمران حسین صاحب نے "اسلام میں تصوف" کے موضوع پر ایک کامیاب و بصیرت افروز لیکچر دیا۔ سب سے اول جناب امام صاحب مسجد برلن نے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا افتتاح کیا اور فاضل لیکچرار کا حاضرین سے موزوں الفاظ میں تعارف کرایا۔ اس کے بعد فاضل لیکچرار نے اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر نہایت کامیابی کے ساتھ روشنی ڈالی۔ لیکچر کے بعد حاضرین کی تواضع چائے بسکٹ وغیرہ سے کی گئی۔ یہ اجتماع رات کے گیارہ بجے کے قریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

"مسلم ایوننگ" — مورخہ ۲۱ راپریل بروز جمعۃ المبارک کو "مسلم ایوننگ" کا شاندار اجتماع ہوا۔ مسٹر ارشاد الکزبری (رئیس عرب) نے "خلافت کی نوعیت، اہمیت اور موجودہ حالت" کے موضوع پر ایک نہایت مدلل و مؤثر تقریر کی۔ آپ نے اسلامی خلافت کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان پر الگ الگ تبصرہ فرمایا اور اس طرح اس کی اہمیت کو نمایاں کیا۔ تقریر کے بعد اس موضوع پر بحث شروع ہوئی جس میں حاضرین نے آزادی سے حصہ لیا۔ شب کے گیارہ بجے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ عید میلاد النبیؐ — ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲ رمئی ۱۹۳۹ء کو برلن مسجد کے وسیع ہال میں جلسہ میلاد النبیؐ منعقد ہوا۔ اس تقریب سے قریباً ایک ہفتہ قبل ممبران جرمن مسلم سوسائٹی، مسلمانان برلن اور ان کے احباب کو باقاعدہ دعوتی رقعے بھیجے گئے۔ ان میں سے اکثر احباب نے اس مبارک اجتماع میں شرکت فرمائی۔ حکومت جرمنی کے K - D - F کے ممبران کافی تعداد میں موجود تھے۔ المانوی مسلمانوں کے علاوہ عرب۔ ترکی۔ ہندوستان۔ ترکستان۔ افغانستان اور ایران وغیرہ کے مسلمان اور نمائندے کافی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو جناب محمد رشید حاوی نے نہایت خوش الحانی سے کی اور اس کا حاضرین پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اس کے بعد جرمن مسلم سوسائٹی کے نائب صدر ڈاکٹر ملبر نے حاضرین کا نہایت موزوں الفاظ میں خیر مقدم کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اس قدر کثیر تعداد میں دنیا کے سب سے عظیم الشان انسان کے حالات واقوال سننے کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں۔ بعد ازاں علامہ پروفیسر گرلسٹانز نے جو بیان کی ایک مشہور یونیورسٹی میں علوم شرقیہ کے پروفیسر اور بہت بڑے عالم ہیں اپنی تقریر شروع کی۔ فاضل لیکچرار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تصاویر پیش کیں۔ ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرووں یعنی مسلمانوں نے اپنے الفاظ میں کھینچی ہے اور دوسری وہ جو غیر مذاہب والوں نے۔ اور دونوں لفظی تصاویر کا موازنہ کیا اور تقریر کے آخری حصہ میں آنحضرت صلعم اور اسلام کے متعلق مشہور جرمن شاعر گوئٹے کے اقوال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جرمنی کو یہ فخر حاصل ہے کہ جو تصویر اس کے بڑے بڑے فلاسفروں اور شاعروں نے آنحضرت صلعم کی پیش کی ہے۔ وہ اس تصویر سے بہت ملتی ہے جو کہ خود مسلمانوں کے ہاں موجود ہے۔ آپ کا مؤثر انداز کلام۔ طرز تقریر۔ اعلیٰ خیالات اور ان کا تسلسل و ربط ایسی باتیں تھیں جنہوں نے تقریباً ایک گھنٹہ سامعین کو مسحور رکھا۔

جلسہ کا اختتام جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کی تقریر دلپذیر پر ہوا۔ آپ نے ڈاکٹر اقبال مرحوم کی تصانیف کا نچوڑ ان الفاظ میں پیش کیا کہ انفرادی زندگی، اجتماعی اور قومی زندگی کے مقابل کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور اصل اور حقیقی زندگی صرف جماعتی زندگی ہے۔ آپ نے مرحوم کی دو ایک نظمیں اور ان کا ترجمہ حاضرین کو سنایا۔

تقاریر کے بعد حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے خاطر تواضع کی گئی اور یہ مبارک جلسہ رات کے بارہ بجے برخاست ہوا۔ ہم اس سلسلہ میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے دامے درمے قلمے سخنے جلسہ کو بارونق و کامیاب بنانے میں امداد دی۔ جلسہ کا کل خرچ مقامی چندہ سے پورا ہوا۔

اقتباسات

ہندوستانی مسلمانوں کا تاریک مستقبل

گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں اخبار "ریاست" دہلی کے جس شذرہ کا ذکر کیا گیا تھا وہ درج ذیل ہے۔ اس کے تمام حصوں سے ہمیں کامل اتفاق نہیں تاہم ایک غیر مسلم اخبار کی یہ تحریر اس قابل ہے کہ مسلمان اسے پڑھیں اور اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں (پیغام صلح)

لاہور کے ایک مسلم روزانہ اخبار میں امرتسر کے مسلم ریفرشمنٹ روم کے متعلق ایک شکایت شائع ہوئی ہے کہ صبح ساڑھے سات بجے جب گاڑی ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو انگریزی اور ہندو ریفرشمنٹ روم کے ایک درجن سے زیادہ ملازم پلیٹ فارم پر موجود تھے جو ہاتھوں میں چائے کے ٹرے لئے ہوئے لوگوں کو چائے خریدنے کی دعوت دے رہے تھے۔ مگر مسلم ریفرشمنٹ روم کا کوئی ملازم وہاں موجود نہ تھا، چنانچہ اس شکایت کرنے والے نے ایک قلی کو مسلم ریفرشمنٹ روم میں بھیجا کہ وہاں سے کسی ملازم کو بلا لائے۔ قلی گیا تو وہاں سے اپنے ساتھ ایک لڑکے کو لایا جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ابھی سو کر اُٹھا تھا۔ اور اپنے ہاتھوں سے آنکھیں مل رہا تھا۔ اس لڑکے سے کہا گیا کہ وہ چائے لائے یہ لڑکا واپس مسلم ریفرشمنٹ روم میں گیا۔ مگر واپس نہ آیا اور گاڑی امرتسر سے روانہ ہوگئی۔

یہ شکایت بظاہر تو ایک معمولی سا واقعہ ہے مگر اس کو غور سے دیکھا جائے اور اس واقعہ کی وجوہ اور مسلمانوں کے مستقبل پر غور کیا جائے تو یقیناً ان لوگوں کو افسوس ہوگا جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے، اور چاہتے ہیں کہ ہندوستان کی دوسری اقوام کے ساتھ مسلمان بھی ترقی کریں۔ چنانچہ ہم آج یہاں دوسری اقوام کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اور اس سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ مسلمان آنکھیں کھول کر اپنی موجودہ گری ہوئی حالت پر توجہ کریں۔

اگر غور کے ساتھ اعداد و شمار پر توجہ کی جائے تو یہ اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ پچھلے پندرہ برس میں ہندوؤں میں سیر اور ورزش کا شوق تیزی کیساتھ بڑھ رہا ہے، کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہیں جہاں کے ہندو مرد، ہندو عورتیں اور ہندو بچے صبح سیر کے لئے اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے ہوں . . . . چند میل پیدل نہ چلتے ہوں، اور کوئی قصبہ ایسا نہیں جہاں ہندوؤں کی ورزش کے لئے اکھاڑے قائم نہ کر لئے گئے ہوں، چنانچہ اس اسپرٹ کا دلچسپ ثبوت آپ کو دہلی ورلاہور میں صبح کے وقت مل سکتا ہے جہاں پانچ بجے صبح سے آٹھ بجے صبح تک ہزارہا کی تعداد میں مرد عورتیں، بوڑھے جوان اور بچے جمنا اور راوی کے کنارے سیر کے لئے جاتے ہیں اور اس کثیر تعداد میں جاتے ہیں کہ ان راستوں پر سے کسی موٹر یا تانگہ کا تیزی سے گذرنا ممکن نہیں ہوتا اس سیر اور تفریح کے باعث ہندو دن بدن مضبوط ہو رہے ہیں اور اس کے مقابلہ پر مسلمان صبح آٹھ بجے سے پہلے تو پلنگ کو نہ چھوڑیں گے بڑے بڑے شہروں میں بھی سیر کرنیوالے مسلمان مردوں کی مجموعی تعداد چند درجن سے زیادہ نہیں، اور عورتوں کے متعلق تو بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ ان بیچاریوں کے لئے تازہ ہوا اور سیر کے معنی ہندوستانی مسلمان بدچلنی سمجھتے ہیں اور شہروں میں ہزارہا گھر ایسے ہیں جن کی خواتین نے ایک مکان کی چار دیواری کے اندر اپنا بچپن، اپنا شباب، اور اپنا بڑھاپا گذار دیا اور یہ بدنصیب اس روز مکان سے باہر نکالی گئیں جب ان کی روح جسم کو چھوڑ چکی تھی

ورزش اور سیر کے متعلق ہندوؤں کی ترقی اور مسلمانوں کی اس گراوٹ کا صاف اور صریح ثبوت اس سے ملتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے فسادات میں آج سے پندرہ برس پہلے تو ہر جگہ ہندو پٹتے تھے مگر اب کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں سے مار نہ کھاتے ہوں۔

سیر اور ورزش کے مسئلہ کے بعد اب لیجئے صحت اور صفائی۔ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ اور امیر گھرانوں کو چھوڑ کر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانوں کے متوسط اور غریب طبقہ میں روزانہ غسل کرنا خلاف عقل اور غیر ضروری سمجھا گیا ہے چھتر فیصدی لوگوں کے قریب جاتے ہوئے بھی ان کے جسم سے بو آتی ہے۔ یہ لوگ جسم اور کپڑوں کی صفائی ہفتہ میں صرف ایک روز یعنی جمعہ کے روز ضروری سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں اور سکھوں میں غسل کرنا مذہبی احکام کی حد تک ضروری ہے، اور شاید ہی کوئی ایسا سکھ یا ہندو ہوگا جو ہر روز غسل نہ کرتا ہو۔ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بعض ہندوؤں میں بھی بغیر صابن وغیرہ کے غسل کرنا اور صرف دو چار لوٹے پانی کے اپنے جسم پر ڈال لینا صحت کے لئے کافی نہیں اور مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ میں ہندوؤں سے زیادہ صفائی اور ستھراپن موجود ہے مگر مجموعی حیثیت سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس فرق کا اقرار کرنا پڑتا ہے جس کے باعث مسلمانوں کی صحت دن بدن تباہ ہوتی چلی جا رہی ہے اور ہندوؤں کی صحت پر روزانہ غسل کا ایک نمایاں اثر ہے۔

اب لیجئے مسلمان کاشتکاروں کی حالت۔ پنجاب کا صوبہ کاشتکاری کے اعتبار سے دوسرے تمام صوبہ جات سے زیادہ اہم پوزیشن رکھتا ہے، اس صوبہ کے ایک سکھ اور ایک مسلمان کاشتکار کا مقابلہ کیجئے، سکھ کاشتکار رات کے دو بجے بیدار ہو کر صبح سات بجے سورج نکلنے تک ہل چلاتا ہے اور سات بجے دھوپ نکلنے پر اپنے کام کو ختم کر دیتا ہے۔ مگر مسلمان کاشتکار صبح سات بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوتا بیدار ہونے کے بعد ایک آدھ گھنٹہ حقہ پینے میں صرف کرتا ہے اور دھوپ زیادہ ہونے کے بعد اس سے کام نہیں ہو سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سکھ کاشتکار کے مقابلہ پر مسلمان کاشتکار اوسطاً نصف کام بھی نہیں کر سکتا جس کے باعث مسلمان کاشتکاروں کی نسل بھی دن بدن کمزور اور پست ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بابا فرید گنجشکر نے ایک جگہ کہا ہے: ع

"پچھلی رات نہ جاگیوں جیوندا ڑا مویوں"

یعنی اگر پچھلی رات (علی الصباح) بیدار نہیں ہوتا تو سمجھ لے کہ تو زندہ ہی مر گیا۔ بابا فرید کے اس قول کے مطابق اگر مسلمان سورج نکلنے کے بعد بیدار ہوتے ہیں صفائی اور سیر کو ضروری نہیں سمجھتے اور ان میں محنت کا مادہ دن بدن کم ہو رہا ہے تو ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ قدرت ان کی موت کے وارنٹ تیار کر رہی ہے۔ انکی موجودہ بے حسی غفلت اور کاہلی کی حالت ان کو بالکل مٹا دینے کا باعث ہوگی۔ اور ان کا ایک طرف تو دن بدن خود مٹتے چلے جانا اور دوسری طرف ملک کی آزادی کی راہ میں مشکلات پیدا کرنا یقیناً دنیا کی نظروں میں ان کو ذلیل و رسوا کرنے کا باعث ہوگا۔ اے کاش کہ ہندوستانی مسلمان ہماری اس مخلصانہ آواز پر توجہ دیں اور اپنے مستقبل پر غور کریں۔ (ریاست ۱۰ اپریل)

اعلانات

یوم وصال کا شاندار جلسہ

۲۶ رمئی بروز جمعہ بعد نماز مغرب مسلم ہائی سکول لاہور میں مرکزی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک نہایت شاندار جلسہ منعقد ہوگا جس میں عظیم المرتبت بزرگان سلسلہ حضرت مسیح موعود کی حیات بابرکات کے متعلق عقیدت آمیز جذبات و خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔ سب احباب مطلع رہیں۔ پروگرام عنقریب اعلان کیا جائے گا۔ (محمد آصف۔ بی۔ اے قادیانی)

ایک ٹریکٹ کی ضرورت

کچھ عرصہ ہوا حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور نے انگریزی ٹریکٹ Back to Quran and Back to Mohd. شائع کرایا تھا جس کا عربی ترجمہ ہو کر "الرجوع الی القرآن والرجوع الی محمد" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اب مفت اشاعت کیلئے ان کے دوبارہ چھپوانے کی ضرورت ہے۔ لیکن دفتر میں کوئی کاپی نہیں ملتی۔ لہٰذا ناظرین اخبار "پیغام صلح" کی خدمت میں التماس ہے کہ جن صاحب کے پاس ان ٹریکٹوں کی کاپی ہو وہ دفتر ہذا میں بھیج دیں۔ اگر وہ چاہیں تو ان کی قیمت دی جائے گی ورنہ دوبارہ شائع ہونے پر ایک ایک کاپی ان کی خدمت میں بھیجدی جائے گی۔ خاکسار

عزیز بخش جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس لاہور

جماعت پونچھ کا سالانہ جلسہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ریاست پونچھ کا سالانہ جلسہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ رمئی ۱۹۳۹ء بروز ہفتہ، اتوار، پیر منعقد ہوگا جس میں مرکز سے جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی، مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی اور سید اختر شاہ صاحب گیلانی بی۔ اے مولوی فاضل تشریف لیجائیں گے۔ پونچھ اور کشمیر کے احباب کا فرض ہے کہ اس جلسہ میں شمولیت فرما کر اسکو ہر لحاظ سے کامیاب بنائیں۔

ضرورت رشتہ

معزز صدیقی خاندان کی تین لڑکیوں کے لئے جن میں دو انٹرنس پاس اور تیسری اردو تعلیم یافتہ ہے کسی شریف تعلیم یافتہ، برسر روزگار، متدین رشتہ کی ضرورت ہے ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ خاندان معزز اور شریف ہونا چاہیئے

جماعت راولپنڈی کا جلسہ سالانہ

۲۰، ۲۱ رمئی ۱۹۳۹ء کو منعقد ہوگا۔ مرکز سے مبلغ راولپنڈی روانہ ہو رہے ہیں۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— لندن ۱۳ مئی۔ آج یہاں کے ذمہ دار اخبارات میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ حکومت فرانس اور حکومت ترکی کے مابین مکمل سمجھوتہ ہوگیا ہے۔ حکومت فرانس اسکندرونہ کا علاقہ ترکی کے حوالے کردینے پر رضامند ہوگئی ہے۔

—— پیرس ۱۳ مئی۔ یہاں کے اخبارات کا بیان ہے کہ ترکی نے روس کے علاوہ رومانیہ سے بھی معاہدہ کرلیا ہے۔

—— برلن ۱۳ مئی۔ جرمنی اور اطالیہ میں ترکی اور برطانیہ کے معاہدہ پر مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ روما کے سیاسی حلقوں کا بیان ہے کہ ترکی نے یہ معاہدہ کرکے سخت غلطی کی ہے۔ برلن کے ایک سرکردہ اخبار نے ترکی کو انتباہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسے بہت جلد اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا۔

—— لندن ۱۳ مئی۔ لندن کے اخباروں کا بیان ہے کہ حکومت ترکی نے عہد کرلیا ہے کہ اگر جنگ کے وقت فلسطین اور مصر پر چڑھائی ہوئی تو حکومت ترکی ان ممالک کی حفاظت کرے گی۔

—— انقرہ ۱۳ مئی۔ ترکی پارلیمنٹ نے برطانیہ اور ترکی کے معاہدہ کو منظور کرلیا ہے۔ وزیر امور خارجہ نے اعلان کیا کہ آخری معاہدہ کے لئے برطانیہ اور ترکیہ میں مذاکرات جاری ہیں۔

—— استنبول ۱۲ مئی۔ ترکی اخباروں نے ترکی اور برطانیہ کے معاہدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ڈکٹیٹروں نے بلقان میں جو طرز عمل اختیار کیا ہے اس نے ترکی کو موجودہ معاہدہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

—— بیت المقدس ۱۲ مئی۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہ ۱۸۰۵ یہودی جو گذشتہ دنوں ناجائز طور پر فلسطین میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہوئے گرفتار کئے گئے تھے انہیں فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

—— فلسطین میں ہر ماہ ایک ہزار یہودیوں کو آباد ہونے کی اجازت ہے۔ آئندہ ماہ ایک ہزار میں سے ۸۰۰ یہودی کم کردیئے جائیں گے۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ شام کے طول و عرض میں فرانس کے خلاف آزادی کی جدوجہد جاری ہے شامی طلبہ اس جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ شامی عربوں نے فرانسی مصنوعات کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے۔

—— طہران ۱۱ مئی۔ ایران کے محکمہ زراعت نے فیصلہ کیا ہے کہ جنوبی ایران میں ربڑ کی کاشت کی جائے

—— لندن ۱۲ مئی۔ احمد زوغو سابق شاہ البانیہ ان دنوں استنبول میں مقیم ہیں۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ آپ بہت جلد سویڈن روانہ ہو جائیں گے۔

—— لندن ۱۲ مئی۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ اٹلی اپنی فوجیں طرابلس میں جمع کر رہا ہے۔ جنرل فرانکو کی فوجیں بھی مراکش میں نقل و حرکت کر رہی ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے مصر پر حملہ کا خطرہ ہے جوابی کارروائی کیلئے مصری اور برطانی فوجوں نے بھی نقل و حرکت شروع کر دی ہے۔

—— انقرہ ۱۲ مئی معلوم ہوا ہے کہ ترکی اور یونان مشترکہ طور پر ایک جنگی تیاری کر رہے ہیں ان دونوں حکومتوں کے تعلقات پہلے سے زیادہ خوشگوار ہوگئے ہیں

—— برلن ۱۲ مئی جرمن براڈکاسٹنگ سروس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہر روز عربی زبان میں خبریں براڈکاسٹ کرے گی۔

ہندوستان

—— مسلم لیگ کا وفد پروگرام کے مطابق پنجاب میں دورہ کر رہا ہے۔ ہر جگہ کے مسلمانوں نے وفد کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور وہ کانگریسی وزارتوں کے مظالم سن کر بہت متاثر ہوئے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ تمام کانگریسی صوبوں کا ایک مشترکہ وفد مسلم لیگ کے وفد کے جواب میں پنجاب کا دورہ کریگا۔ اور ان الزامات کا جواب دینے کی کوشش کرے گا جو مسلم لیگ کے وفد نے کانگریسی وزارتوں پر لگائے ہیں۔

—— لکھنؤ ۱۳ مئی۔ شیعہ سنی مصالحت کیلئے مسلسل کوشش ہورہی ہے لیکن تاحال کامیابی نہیں ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یو۔ پی کی کانگریسی وزارت کا رویہ مصالحت کے حق میں نہیں اور اس کی یہ خواہش معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے ان دونوں فرقوں میں کشیدگی جاری رہے۔

—— گاندھی جی ۱۲ مئی کو راجکوٹ پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے اپنی آئندہ روش کے متعلق نہایت مبہم اعلان کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی پالیسی سابق کی طرح اقلیتوں کے خلاف اور روشنی ہوگی

—— حکومت حیدرآباد کے خلاف آریہ سماجی شورش جاری ہے گذشتہ دنوں جیل میں چند آریہ سماجی شورش پسندوں کا انتقال ہوگیا۔ آریہ سماجی اخبارات اور لیڈروں نے اس سلسلہ میں خوب دل بھر کر جھوٹ بولا۔ اور بہتان طرازیاں کیں حکومت حیدرآباد نے ان کے تمام بیانوں کی تسلی بخش طور پر تردید کردی ہے

—— شملہ ۱۳ مئی۔ ریاست جموں کشمیر میں ان غیر ریاستی باشندوں کے داخلہ کی ممانعت کردی گئی ہے۔ جو تپ دق میں مبتلا ہوں۔

—— سرینگر ۱۲ مئی مسلمانوں کے مجلسی، اقتصادی اور سیاسی مفاد کے تحفظ کے لئے بعض مقتدر مسلم نمائندوں نے ریاست میں مسلم لیگ کی بنیاد قائم کر دی ہے۔

—— کلکتہ ۱۲ مئی۔ کل شام بنگال اسمبلی نے ۷۵ مقابلہ میں ۱۲۸ ووٹوں سے کلکتہ میونسپل کارپوریشن کا ترمیمی بل پاس کردیا۔ کرشک پرجا پارٹی غیر جانبدار رہی۔

—— آسام کی کانگریسی وزارت سخت خطرے میں ہے ممکن ہے بہت جلد ٹوٹ جائے۔

—— گذشتہ دنوں گیا میں شدید ہندو مسلم فساد ہوگیا تھا جس میں بہت سے آدمی زخمی ہوئے تھے۔ اب حالات رو بہ اصلاح ہیں

—— لاہور ۱۳ مئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ گذشتہ سہ ماہی میں جو ۳۱ مارچ کو ختم ہوئی۔ پنجاب میں موٹروں کے ۲۶۱ حادثے ہوئے۔ جن سے ۲۷۸ آدمی ہلاک و زخمی ہوئے ہلاک شدگان کی تعداد ۶۵ تھی۔

—— لدھیانہ ۱۲ مئی۔ کل مسلم لیگ کے وفد کے ارکان کی ہلاس کی صورت میں لیا جا رہا تھا کہ مسلم لیگ اور احرار کے حامیوں میں لڑائی ہوگئی۔ قریباً تیس آدمی مجروح ہوئے۔

—— شملہ ۱۳ مئی۔ مرکزی اسمبلی کا آئندہ اور آخری اجلاس شملہ میں ۲۲ اگست کو منعقد ہوگا خیال ہے کہ اجلاس بہت مختصر ہوگا

—— لاہور ۱۲ مئی سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب آج شولاپور سے واپس لاہور ہوئے۔ آپ چند دنوں تک شملہ تشریف لیجائینگے

—— پشاور ۱۲ مئی۔ سرحد اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے دو ممبر کانگریسی پارٹی میں شامل ہوگئے ہیں اب پچاس ممبروں میں ۲۷ کانگریسی ہیں۔

ممالک خارجہ

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے ۱۲ مئی کو جاپانی طیاروں نے چنگ کنگ پر بمباری کی جس کے نتیجہ میں ۲۰۰ آدمی ہلاک و مجروح ہوئے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک چین میں دس لاکھ اشخاص ہلاک و مجروح اور ۶۰ لاکھ بچے بے خانماں ہوچکے ہیں۔

—— لندن ۱۳ مئی۔ کل مانچسٹر میں بم پھٹنے کے جو حادثے رونما ہوئے تھے۔ اس سلسلے میں بہت سے اشخاص گرفتار ہوچکے ہیں

—— روما ۱۳ مئی مسولینی نے اٹلی کی حدود میں بعض فرانسیسی اخباروں کا داخلہ بند کردیا ہے۔ اندیشہ ہے کہ کہیں اس کی وجہ سے دونوں حکومتوں کے تعلقات میں مزید کشیدگی پیدا نہ ہو جائے

—— ٹوکیو ۱۳ مئی۔ امریکن سفیر متعینہ ٹوکیو نے چنگ کنگ پر جاپانی بمباری کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے امریکن جائیداد کو بھی بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔

—— برلن ۱۳ مئی۔ جرمن اخبارات کا بیان ہے کہ پولینڈ میں جرمنوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ پولشوں کا انتظام بے حد اشتعال انگیز ہے۔

—— میڈرڈ ۱۳ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ جنرل فرانکو دو کروڑ پونڈ قرضہ لینا چاہتا ہے اس سلسلہ میں فرانسیسی بنکوں سے بات چیت ہورہی ہے۔

—— آجکل جرمنی میں برطانیہ کے خلاف شدید پروپیگنڈا ہو رہا ہے

—— لندن ۱۳ مئی۔ برطانیہ میں کوئلے سے تیل نکالنے کا ایک کارخانہ قائم ہونے والا ہے جس کے ذریعہ دس لاکھ گیلن سالانہ تیل تیار ہوگا۔

—— لندن ۱۳ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ خرابی صحت کی بنا پر لارڈ پلائی ماؤتھ نائب وزیر خارجہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے

—— لندن ۱۲ مئی۔ برگوس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ میڈرڈ میں فتح کی پریڈ ۱۹ مئی کو ہوگی۔ اس کے بعد اطالوی فوجیں ہسپانیہ سے اٹلی چلی جائیں گی۔

—— لندن ۱۲ مئی۔ آج شاہ جارج ششم اور ملکہ برطانیہ کی رسم تاجپوشی کی دوسری سالگرہ منائی گئی۔

—— جنیوا ۱۲ مئی۔ لیگ کونسل کا اجلاس دوشنبہ کو منعقد ہونے والا تھا۔ مگر حکومت روس کی التماس پر ملتوی ہوگیا۔

—— لندن ۱۳ مئی۔ انگلستان کے دفاعی امور کے ریسرچ کیلئے آٹھ سائنس دانوں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے۔

—— ڈبلن ۱۲ مئی۔ آئرلینڈ میں جرمنی کی طرف سے زبردست پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ بہت سے اشتہارات اور ڈاکٹر گوئبلز کے دستخط سے شائع شدہ متعدد مکتوب پکڑے گئے ہیں حکومت آئرلینڈ ان کے متعلق مناسب کارروائی پر غور کر رہی ہے

—— انقرہ ۱۳ مئی۔ ترکی اور انگلستان کے معاہدہ کے بعد اب توقع کی جاتی ہے کہ ترکی فرانس اور روس اور [illegible] درمیان ایک معاہدہ ہوجائے گا۔ لندن اور پیرس کے حلقوں میں اس خبر پر اظہار مسرت کیا جا رہا ہے۔ مگر جرمنی میں اضطراب نمایاں ہے۔

—— روما ۱۳ مئی۔ آج اٹلی کے وزیر تجارت نے ایوان میں تقریر کی ان کی تقریر سے مترشح ہوتا تھا کہ آجکل اٹلی شدید مالی مشکلات میں مبتلا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قوم کے تمام افراد ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں

اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جائے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی محبت اور عفو و کرم کو عام کیا جائے اور تمام عادتوں پر رحم اور ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کیا جائے۔ ذرا ذراسی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دلشکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔ ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں جس کو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اس کیلئے دعا کرے محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے۔ مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے ہمدردی نہ کی جائے تو اس طرح بگڑتے بگڑتے انجام بد ہوجاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔ پردہ پوشی کی جائے ...... دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔ اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے پچھلے سلسلے منقطع ہوگئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر، غریب، بچے، جوان، بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں انکو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔

(۲۴ اگست ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— سیرت حضرت مسیح موعود مؤلفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی کتابت کا کام جاری ہے۔ امید ہے عنقریب طباعت کا سلسلہ بھی شروع ہو جائے گا۔ اس کتاب کی تیاری کے لئے خاص اہتمام کیا گیا ہے احباب دعا کریں کہ یہ کام جلد پایہ تکمیل کو پہنچے۔

— نوجوانان مرکز حضرت مسیح موعود کے یوم وصال کی تقریب کے سلسلہ میں تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس روز مرکزی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک شاندار جلسہ منعقد ہوگا۔

— جناب محمد عبداللہ صاحب جموں توی ۱۱ مئی کو بذریعہ تحریر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں داخل ہو کر شامل جماعت احمدیہ لاہور ہوئے۔ اس سے پیشتر آپ قادیانی جماعت میں شریک تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

— جناب میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس کی ہمشیرہ محترمہ علیل ہیں۔

— جناب مولانا احمد صاحب تا حال علیل ہیں۔

— ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ایم۔ بی۔ بی ایس سول ہسپتال مردان کا شیر خوار صاحبزادہ عزیز عبدالرحیم بعارضہ تپ محرقہ ابھی تک علیل ہے۔

ان تمام بیماروں کیلئے احباب درد دل سے دعائے صحت کریں۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب

کے درس قرآن کریم کے نوٹ

(سورہ اعراف ۷: ۶۵ — ۷۹)

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ

اس سے قبل ذکر تھا کہ نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ انہوں نے ان کو نیک اعمال اور خدا کی پرستش کی تلقین کی۔ بدکرداری اور خدا کی نافرمانی سے روکا لیکن ان کی قوم نے ان کی بات نہ سنی جس کی وجہ سے اس پر خدا کا عذاب نازل ہوا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے بھی یہی پیغام اس قوم کو جا کر دیا کہ عبادت کے قابل صرف اللہ کی ذات ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے جس نے نہیں پیدا کیا ہو یا کائنات کی کسی ایک چیز کو پیدا کیا ہو۔ معبود وہی اللہ ہو سکتا ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ تمہارے لئے زمین و آسمان پیدا کئے اور تمام نعمتیں تمہیں عطا کیں۔ تم اس کا تقویٰ کرو اور اس کے خوف سے اپنی بداعمالیوں اور بدکرداریوں سے باز آ جاؤ۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ

لیکن اس قوم میں سے جن لوگوں نے اس پیغام سے انکار کیا ان کے سرداروں نے کہا کہ اے ہود ہم تجھے بے عقلی میں مبتلا دیکھتے ہیں اور جھوٹوں میں سے سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اگر تم خدا کی طرف سے ایلچی اور رسول بن کر آئے ہو تو یہ فقر و فاقہ اور بے سروسامانی کیسی ہے؟ خدا کے ایلچی کو تو بہت زرق برق لباسوں میں نہایت شان و شوکت سے آنا چاہئے۔ اس کے ساتھ سواریاں اور باڈی گارڈ ہونے چاہئیں۔

قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ

اس نے کہا اے میری قوم میرے معاملہ میں کوئی بے عقلی کی بات نہیں۔ میں تو جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔ اس کی عبادت کی تلقین کرتا ہوں۔ بدکرداری اور خدا کی نافرمانی سے ڈراتا ہوں۔ اور یہی رسول کا کام اور یہی اسی کی علامت ہوتی ہے۔

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ

میں تو تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اور اپنی پیغام رسانی میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کوئی ذاتی اغراض رکھتا ہوں۔

أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ

کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم میں سے ہی ایک شخص کے ذریعہ نصیحت آئی تاکہ تم کو ڈرائے اور بتائے کہ اگر تم اسی طرح گناہوں میں لتھڑے رہے۔ تو خدا کا عذاب تم پر آئے گا۔ اہل باطل اور اعجوبہ پسند لوگوں کا خدا کے رسولوں اور ماموروں پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ تو ہماری طرح ہی کھاتے پیتے، اٹھتے اور بیوی بچے رکھتے ہیں۔ یہ خدا کے مامور اور رسول کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ ایک ایسے شخص کو تو فوراً ماننے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں جو دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر پہاڑ کی چوٹی یا کھوہ میں بیٹھ گیا ہو۔ ان لوگوں کی ذہنیت ہی کچھ اس قسم کی ہوتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی کفار مکہ اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے وقالوا مال هٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تم کو نوح کی قوم کے بعد حاکم بنایا اور تم کو بناوٹ اور قوت میں بڑھایا سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تاکہ تم کامیاب ہو۔ حکومت و طاقت اور مضبوط و قوی جسموں والی قومیں بھی جب بدکردار اور نافرمان ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کر دیتا ہے۔ حکومت اور طاقت اور مضبوط جسم اس لئے نہیں ہیں کہ انسان خدا کی نافرمانی اور بدکرداری کرے۔

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۖ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ

انہوں نے کہا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور ان بتوں اور پتھروں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے۔ تو بار بار ہمیں جس کے عذاب سے ڈراتا ہے اگر تو سچا ہے تو پھر وہ عذاب نازل کرا کے دکھا جس سے کہ تو ہمکو ڈراتا ہے۔ اہل باطل کا یہ بھی ہمیشہ شیوہ ہے کہ وہ برائی اور شرک کو اس بنا پر ترک کرنے سے انکار کیا کرتے ہیں کہ یہ ہمارے باپ دادا کا طریق ہے۔ آج مسلمانوں کی بھی یہی کیفیت ہے کہ انہوں نے شرک و بدعت کی بہت سی باتوں کو اختیار کر رکھا ہے اور ان کو چھوڑنے سے اسلئے انکار کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ یہ ہمارا خاندانی طریق ہے۔ ہمارے مرشدوں نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ کیا وہ قرآن اور حدیث تم سے بہتر نہیں جانتے تھے۔ یاد رکھو یہ اہل باطل کا طریق ہے اس سے بچو۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ

اس نے کہا یقیناً تمہارے رب کی طرف سے تم پر پلیدی آ چکی ہے۔ کیا تم میرے ساتھ ان ناموں کے بارہ میں جھگڑتے ہو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نام رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کے لئے کوئی مضبوط دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو۔ میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ مسلمانوں نے بھی بڑی بڑی قبریں بنائی ہیں۔ کہیں چڑے شاہ کی قبر ہے اور کہیں گھوڑے شاہ کی قبر ہے اور فی الحقیقت ان میں چڑے اور گھوڑے ہی دفن ہیں اس زمانہ میں تمام مسلمان ممالک میں اس قدر قبر پرستی ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ یہ بھی قرآن نے ایک اصول باندھا ہے کہ یہ صرف نام ہیں معبودان باطلہ کے اندر کوئی حقیقت نہیں ہوتی

فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ

سو ہم نے ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے اپنی طرف سے رحمت کے ساتھ نجات دی اور ہم نے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ وہ مومن نہ تھے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کے کلام کو جھوٹ گردانتے ہیں اور اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں وہ بالآخر نیست و نابود ہو جاتے ہیں

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ

اور ثمود کی طرف اس کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا اور کوئی معبود اور عبادت کے لائق نہیں۔

قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشان ہے سو اس کو چھوڑ دو اللہ کی زمین میں۔ تاکہ یہ چرے اور اس کو کوئی دکھ اور ایذا نہ دو۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑ لیگا۔ پہلے صالح نے اس قوم کی اصلاح کیلئے ان کو یہ تلقین کی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ معبود ہونے کا استحقاق نہیں رکھتے انہوں نے کسی کو پیدا نہیں کیا اور نہ یہ کسی کی ربوبیت کرتے ہیں یعنی پہلے صالح نے قوم کے سامنے دلائل پیش کئے اس کے بعد کہا اگر تم ان دلائل کو نہیں مانتے تو دیکھو ایک نشان بتاتے ہیں تم اپنے دیوتاؤں اور دیویوں کے نام پر اونٹنیاں چھوڑتے ہو دیکھو یہ اونٹنی اللہ کا نشان ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے اور دکھ اور ایذا نہ دے بلکہ آزادی کے ساتھ چرنے دو۔ اگر کسی نے اللہ کے اس نشان کو دکھ پہنچایا تو اس کے لئے دردناک عذاب ہو

وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ

اور یاد کرو جب تم کو عاد کے بعد حاکم بنایا اور تمہیں زمین پر ٹھکانا دیا۔ تم اس کے میدانوں میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر کوٹھیاں بناتے ہو۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔ اس قوم کو اللہ تعالیٰ کے احسانات اور نعمتیں بتائی جاتی ہیں کہ تمہیں عاد کے بعد حاکم بنایا اور زمین میں تمہیں ٹھکانا دیا اور تمہیں اس قدر طاقت اور قدرت دی کہ تم میدانوں میں بڑے بڑے محلات تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو کاٹ کر کوٹھیاں بناتے ہو۔ کبھی پہاڑوں کو ہموار کرنے کے لئے کاٹا جاتا ہے اور کبھی پہاڑوں کو کھودنے کیلئے کاٹا جاتا ہے۔ پہاڑوں کے اندر کھود کر بھی مکانات بنائے جاتے ہیں اور میں نے ایسے مکانات خود دیکھے ہیں۔ اسی ہندوستان میں بدھ اور جینیوں وغیرہ کے زمانہ کے اس قسم کے مکانات موجود ہیں۔ پہاڑ کھڑا ہے اور اس کے اندر کھود کر مکان تیار کر لیا گیا ہے یہ اتنا بڑا کمرہ جہاں ہم بیٹھے ہوئے ہیں تو چھوٹا ہے۔ اس سے بہت بہت بڑے بڑے ہال اور کمرے پہاڑوں کو کھود کھود کر بنائے گئے ہیں ان میں خوبصورت مورتیاں ہیں ان میں تعمیر اور بت تراشی کا بعد کمال

(باقی صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال

اس تقریب کا حقیقی مقصد کیا ہے؟

آج سے پچاس سال پیشتر اسلام اور مسلمانوں کی جو حالت تھی ذرا اس کا تصور کرو۔ مادیت، دہریت، عیسائیت، آریہ سماج، برہمو سماج دیو سماج غرضیکہ دنیا کی بے شمار تاریکیاں اس چشمۂ نور کو نابید کرنے کا عزم راسخ لیکر چاروں طرف چھائی ہوئی تھیں۔ ان کی طرف سے اسلام پر پے در پے خطرناک حملے ہو رہے تھے۔ اسلام کے ہزاروں لاکھوں فرزند اس کے آغوش رحمت و ہدایت سے جدا ہو کر کفر کے طوفان میں بہے جا رہے تھے۔ تمام مسلمانان عالم پر خاموشی و بے حسی چھائی ہوئی تھی غنیم کی فوجیں اسلام کے قلعہ پر حملہ آور تھیں اور مسلمانوں کے علماء ذلیل فروعی اختلافات پر آپس میں دست و گریباں ہو رہے تھے تکفیر کی گرم بازاری تھی۔ دشمن کے حملوں سے بےخبری و بے پروائی تھی مسلمان امرا اپنی عیش پرستیوں میں محو تھے۔ عوام کو جہالت پیر پرستی اور غلط عقائد نے بیکار کر رکھا تھا۔ بے بسی کی حالت طاری تھی عیسائیت دنیا بھر کے مسلمانوں کو جذب کر لینے کا عزم کئے ہوئے تھی اور تحقیق تھی کہ وہ چند برس کے اندر اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہو جائے گی ہندوستان میں آریہ سماج ایک طوفانی ندی کی طرح امڈا ہوا تھا اور بہا رہا تھا۔ . . . . . . ارسالت کر وڑ فرزندان توحید کے ایمان کو اپنی گمراہی کی رو میں بہا لے جائے برہمو سماج ایک دوست نما دشمن کی طرح مصروف کار تھا۔ یہ وہ مایوس کن حالات تھے جن میں ایک مرد خدا نور ایمان، دولت عزم اور سعادت عمل لیکر اٹھا۔ اس نے تمام مخالف اسلام طاقتوں کو مردانہ وار للکارا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کو اپنے آہنی پنجے کی گرفت میں لیکر اسلام کے آگے سرنگوں کر دیا۔ اسلام کا یہ پہلوان جو کبھی لڑا اور سب کو زیر کر لیا۔ جانتے ہو یہ پہلوان مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔

دنیا میں بے شمار اندھے ہیں۔ انہیں سورج کے نور کا اندازہ ہی نہیں وہ عین دوپہر کے بارہ بجے اس خزانہ نور و حرارت کے وجود کا انکار کر سکتے ہیں۔ دنیا میں لاکھوں کروڑوں ایسے بے عقل ہیں جو اپنے دوستوں اور محسنوں کو دشمن سمجھتے ہیں اور ان کیساتھ دشمنوں سے بڑھ کر سلوک کرتے ہیں۔ آج اگر اس پہلوان اسلام اور مسلمانوں کے سچے محسن کو مسلمان کہلانیوالے کافر و دجال کہتے ہیں تو اس پر تعجب کیوں۔ آج اگر اس کی جماعت پر کفر کے فتوے صادر کئے جا رہے ہیں تو یہ کونسی حیرت کی بات ہے؟ لیکن یاد رکھو نیکی اور سچائی کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے ——— حضرت مرزا غلام احمد صاحب نیکی اور صداقت کے علمبردار تھے۔ وہ نیکوں اور صادقوں کے سرتاج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق و غلام تھے وہ دنیا میں خدا اور اس کے رسول کا نام بلند کرنے، خدا کا کلام پھیلانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے ——— وہ کامیاب ہیں اور کامیاب رہیں گے۔ کوئی بدلی چاند کو چھپا لے۔ تو اس سے اس کی ضیا باریوں میں کمی نہیں آ سکتی۔ اگر آج احمدیت اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت پر غلط بیانیوں بہتان طرازیوں، بدگمانیوں کے تاریک پردے ڈالے جا رہے ہیں تو اس سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

۲۶ مئی حضرت مسیح موعود کا یوم وصال ہے۔ یہ ایک موقع ہے کہ اس پہلوان اسلام اور عاشق رسول کے حالات اور کارنامے مسلمانوں کے سامنے پیش کئے جائیں جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے کہ ہم رسمیاں منانا نہیں چاہتے۔ ہم شخصیت پرستی اور مشاہیر کی پوجا کو کفر سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے **یوم وصال** کی تقریب اس سے بالکل علیحدہ اور کہیں زیادہ بلند ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ صحیح معنوں میں خادم اسلام تھے۔ آپ نے اپنی ساری عمر اسی راہ میں بسر کر دی۔ آپکے حالات زندگی اور کارنامے لوگوں کے لئے قبول صداقت کا باعث بن سکتے ہیں اور خود ہمارے ایمانوں اور قوت عمل میں بیداری و زندگی پیدا کر سکتے ہیں۔

آجکل حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کی اندھی اور بے

پناہ مخالفت ہو رہی ہے۔ چاروں طرف مخالفت کے طوفان اٹھ رہے ہیں لیکن ہمیں بہادر مجاہدوں کی طرح ان طوفانوں پر ایک نگاہ حقارت ڈال کر ان میں کود پڑنا چاہئے۔ ہم یقیناً یقیناً صداقت پر ہیں اگر تمہیں اس بات کا پختہ یقین ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم باطل سے ڈر کر پیچھے ہٹو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ بازاری نعرے۔ یہ شیطانی بہتان طرازیاں اور غلط بیانیاں صداقت پر غالب آ جائیں گی؟ نہیں نہیں ——— ہرگز نہیں۔ جو اس کا ایک لمحہ کے ہزارویں حصے کے لئے بھی وہم کرے وہ صداقت کی توہین کرتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ بہادر اہل عزم کے دعوتی راستے کی رکاوٹوں سے خوف کھا کر درماندوں کی طرح ہمت ہار کر بیٹھ نہیں جایا کرتے بلکہ شیر مردوں کی طرح ان رکاوٹوں کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا کر راستہ صاف کر لیا کرتے ہیں بہادر اور دین کے مجاہد احمدیو! تم بھی ایسا کیوں نہیں کرتے اٹھو عزم کرو کہ ہم ہر جگہ ۲۶ مئی کو **حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال** منائیں گے تم مفلس ہو۔ تمہارے پاس شاندار جلسوں کے اہتمام کے لئے خرچ نہیں ——— اسکی کوئی پروا نہ کرو قناعت اور سادگی کے ہتھیاروں سے کام لو۔ مخالفت کی وجہ سے لوگ تمہارے جلسوں میں نہیں آئیں یہ وہم تمہاری احمدیت کی توہین ہے۔ صداقت کا پہنچانا تمہارا فرض ہے۔ تم کم و بیش کے فکر سے آزاد ہو کر اس فرض کو ادا کرو۔ قبولیت حق کے لئے دلوں کے دروازے کھولنا اللہ کا کام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہزار دل کے اجتماع میں ایک دل پر بھی اثر نہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دس آدمی جمع ہوں اور دس کے دس صداقت کو قبول کریں ——— پس ایک پر دلانہ بہادرانہ عزم کیساتھ اٹھو ۲۶ مئی کو ہر جگہ یوم مسیح موعود مناؤ اور اپنی جرأت ایمانی اور زندگی کا ثبوت دو۔

نوجوانان جماعت کا فرض

گذشتہ سالوں کی طرح اس مرتبہ بھی نوجوانان مرکز نے حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال منانے کا ارادہ کیا ہے مرکزی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی خواہش ہے کہ اس روز ہر جگہ اہتمام کیساتھ جلسے منعقد کئے جائیں جن میں حضرت مسیح موعود کی سیرت اور عظیم الشان کارناموں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے جلسوں کے انعقاد کے علاوہ سلسلہ سے متعلق لٹریچر بھی تقسیم کرنا چاہئے۔ نوجوانان لاہور نے اس روز ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے ارکان ان انتظامات میں مصروف ہیں ضرورت ہے کہ دیگر مقامات کے نوجوان بھی میدان میں آئیں اور بزرگوں کے مشورہ و ہدایت کے مطابق جلسوں کا انتظام کریں۔

ہماری خواہش ہے کہ ہر اس مقام پر جہاں کہ جماعت کے دو چار آدمی بھی موجود ہوں حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ضرور منایا جائے۔ مرکزی مبلغین و مقررین کا ہر جگہ پہنچنا ممکن نہیں اس لئے احباب کو خود ہی کوشش کر کے تقریریں تیار کر لینی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتب کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب اور اخبار کے نمبروں کا مطالعہ تقریروں کی تیاری میں بہت معاون ہو گا۔ (۱) تحریک احمدیت مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ (۲) عالمگیر مذہبی انقلاب ٹریکٹ از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ (۳) پیغام صلح کے گذشتہ تمام مسیح موعود نمبر (۴) جوبلی نمبر پیغام صلح (۵) قبول احمدیت نمبر مطبوعہ ۱۹۳۲ء (۶) پیغام صلح کا خاص نمبر مطبوعہ اپریل ۱۹۳۲ء (۷) پیغام صلح کے تمام جلسہ نمبر۔

مرکز میں کئی قسم کے ٹریکٹ اور ہینڈ بل موجود ہیں جو بعض قیمتاً اور بعض مفت ملتے ہیں وہ بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ اگر جماعت کے

تمام افراد اور خاصکر نوجوان ۲۶ مئی کا سارا دن خدمت دین کے لئے وقف کر دیں اور اس روز صبح کے وقت لٹریچر تقسیم کریں اور لوگوں سے تبلیغی ملاقاتیں کریں، نماز جمعہ کے بعد یا شام کے وقت جگہ جگہ جلسے منعقد

مسلم ہائی سکول لاہور کا قابلِ تعریف نتیجہ

چند ہفتے ہوئے ہم نے ان صفحات میں اپنی مرکزی قومی درسگاہ یعنی مسلم ہائی اسکول لاہور کی بعض تازہ ترقیوں اور اصلاحات کا ذکر کیا تھا جو کہ اس سکول کی شہرت اور نیکنامی میں اضافہ کرنے والی ہیں اس کے بعد امتحان میٹریکولیشن کا نتیجہ شائع ہوا۔ ہمیں یہ دیکھ کر بیحد خوشی ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ اس امتحان میں بھی ہمارا یہ سکول بہت اچھا رہا ہے اور اس کا نتیجہ دل خوش کن اور تسلی بخش ہے۔ اس نے امسال ۵۵ امیدوار امتحان میں بھیجے تھے جن میں سے ۴۸ کامیاب ہوئے یعنی قریباً ۸۸ فیصدی اوسط رہی مسلمانوں کی قومی درسگاہوں کے اساتذہ اور منتظمین کو جن صبر آزما مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سے ہر کوئی واقف نہیں ہے۔ اس اسکول کو تو بعض مسلمان حلقوں کی تخریبی ذہنیت نے بھی بار ہا نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور فتویٰ دیا کہ احمدیوں کا سکول اس قابل نہیں کہ اس میں مسلمان بچے تعلیم پائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ان مشکلات اور رخنہ اندازیوں کے باوجود یہ سکول ہر لحاظ سے ترقی کر رہا ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ لاہور کے تمام اسلامی سکولوں میں سے ہمارے اس سکول کا نتیجہ سب سے بہتر ہے

اس کامیابی پر ہم سکول کے فاضل و مخلص ہیڈ ماسٹر مولانا یعقوب خانصاحب اور دیگر اساتذہ اور طلبہ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ سال نتیجہ اس سے بھی بہتر ہوگا۔ ہمیں صرف مسلم سکولوں میں ہی نہیں بلکہ سب سکولوں میں سے اول رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مسلم ہائی سکول بدوملہی کا شاندار نتیجہ

ہماری دوسری قومی درسگاہ مسلم ہائی اسکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ کا نتیجہ لاہور کے سکول سے بھی زیادہ شاندار رہا ہے۔ اس اسکول نے امسال ۲۳۔ امیدوار بھیجے جن میں سے ۲۲ کامیاب ہو گئے یعنی اوسط ۹۶ فیصدی رہی۔ سات امیدوار فرسٹ ڈویژن میں۔ گیارہ سیکنڈ ڈویژن اور چار تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ سکول کے ایک طالب علم سلطان احمد نے ۶۹۹ نمبر حاصل کئے اس کا وظیفہ خدا کے فضل سے یقینی ہے۔ ایک دوسرے طالب علم امر سنگھ نے ۶۸۳ نمبر حاصل کئے۔ اس کے وظیفہ کی بھی پوری توقع ہے۔ ایک تیسرے طالب علم نثار احمد نے ۶۳۷ نمبر حاصل کئے۔ اس کے وظیفہ کا بھی بہت کچھ امکان ہے۔ پنجاب میں سب سے اول رہنے والے امیدوار نے ۷۴۰ نمبر حاصل کئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمارے اسکول کے ان طلبا کی یہ کامیابی بہت امید افزا اور مسرت انگیز ہے۔ غالباً پنجاب میں اور کوئی ایسا اسکول نہیں جس کا نتیجہ بحیثیت مجموعی اس قدر اچھا رہا ہو۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اسکول نے دسویں جماعت کے تمام طلبہ کو امتحان میں شرکت کی اجازت دیدی تھی کسی کو روکا نہ تھا۔ اس شاندار نتیجہ پر جماعت کے تمام حلقوں میں خوشی کا اظہار ہو رہا ہے انجمن کی مجلس منتظمہ نے بھی اپنے ۹ ار مئی کے اجلاس میں اس پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ پیغام صلح ساری جماعت کی طرف سے بدوملہی کے لائق ہیڈ ماسٹر صاحب۔ ان کے رفقائے کار اور طلبہ کو پر اخلاص دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور توقع کرتا ہے کہ ہمارا یہ سکول کامیابی کے اس قابل فخر معیار کو نہ صرف قائم رکھیگا۔ بلکہ اس میں سال بسال اضافہ کرتا رہیگا۔

جو حضرات مسلم اسکولوں کے نتائج اور تعلیم پر مایوسی کا اظہار کیا کرتے ہیں ان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ کم از کم جماعت احمدیہ لاہور کی یہ دونوں درسگاہیں نہایت امید افزا تعلیمی خدمت کر رہی ہیں اور وہ اپنی کوششوں اور محنتوں کے نتائج کے لحاظ سے یہ مطالبہ کرنے کا حق رکھتی ہیں۔ تمام مسلمان بالخصوص احمدی حضرات اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے ان میں داخل کرائیں۔

چند مخلصانہ باتیں

ہمارے اسکولوں کے مذکورہ بالا نتائج یقیناً قابل قدر اور لائق حوصلہ افزائی ہیں۔ ان پر ہر ایک خیرخواہ قوم کی خوشی قدرتی ہے۔ لیکن ہم اس موقع پر اظہار مسرت اور مبارکباد پیش کرنے کے علاوہ ان سکولوں کے اساتذہ اور طلبہ کی خدمت میں انتہائی خلوص سے چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں ان نتائج پر قانع ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس امر کی کوشش کرنی چاہیئے کہ سال بسال نتائج زیادہ اچھے اور شاندار ہوتے جائیں اور ہمارے سکولوں کے طلبہ کو صرف فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے اور چند وظائف حاصل کر لینے پر قناعت نہیں کر لینی چاہئے بلکہ ان کی سعی یہ ہو کہ یونیورسٹی میں اول رہیں اور گذشتہ ریکارڈ توڑیں۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ ہمارے طلبہ جسمانی اور اخلاقی لحاظ سے بھی پنجاب میں نمایاں فوقیت رکھنے والے ہوں۔ ان کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ جد وجہد حیات میں انفرادی اور قومی دونوں لحاظ سے حصہ لے سکیں۔ ان کے اخلاق اعلیٰ، ان کے کیریکٹر مضبوط ہوں۔ ان کے ضمیر اچھے اور جسم توانا ہوں۔ زمانہ اس وقت ہم سے ہر جہتی ترقی کا مطالبہ کر رہا ہے۔ زمانہ کے اس مطالبہ کو پورا کئے بغیر ہم دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمارے اسکولوں کا یہ فرض ہے کہ وہ قوم کی جد وجہد حیات میں کامیاب حصہ لینے والے نوجوان دیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔ ثم آمین

ایک ہونہار احمدی بچہ

جناب چوہدری سلطان علی صاحب پروفیسر زراعتی کالج لائل پور اپنے والا نامہ مورخہ ۹ ار مئی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

امسال میرے ایک لڑکے اور ایک لڑکی نے میٹریکولیشن کا امتحان دیا تھا اور بفضل خدا دونوں امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس خوشی میں مبلغ صد روپیہ بطور چندہ بذریعہ منی آرڈر ہمراہ بھیج رہا ہوں۔

لڑکے کی عمر اس وقت ۱۱ سال ہے۔ پچھلے سال اس نے پانچویں جماعت کا امتحان دیا تھا۔ اس کے بعد اس کو سکول سے ہٹا کر پرائیویٹ طور پر گھر پر میٹریکولیشن کی تیاری کرائی گئی۔ یعنی بچہ آٹھ دس مہینے کی تیاری کے بعد وہ امتحان میں بیٹھ گیا اور خدا کے فضل و کرم سے امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے ۔

اس ہونہار بچہ کی کامیابی پر نہ صرف اس کے معزز والدین اور خاندان ہی بلکہ ساری قوم فخر کر سکتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ قوم کے اس ہونہار فرزند کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور اس کی اس غیر معمولی کامیابی کو اس کی آئندہ دینی و دنیوی ترقیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔ ہم چوہدری صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ محترمہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں

یوم وصال
کی
تقریب پر شاندار جلسہ

جیسا کہ تمام احمدی احباب کو علم ہے ۲۶ ر مئی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کا دن ہے اس روز مرکزی احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی طرف سے ساڑھے آٹھ بجے رات مسلم ہائی سکول واقعہ احمدیہ بلڈنگس میں ایک نہایت شاندار جلسہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جس کی کرسی صدارت کو جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے شرف قبولیت بخشا ہے۔

اس جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان و نوجوانان سلسلہ اپنے عقیدت آمیز خیالات کا اظہار کرینگے تمام احمدی دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی شمولیت سے اس جلسہ کی رونق کو بڑھائیں اور اپنے ہمراہ غیر از جماعت احباب کو بھی لائیں۔

جلسہ کا پروگرام درج ذیل ہے:۔

تلاوت قرآن مجید۔	جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب
نظم	خواجہ شوکت علی صاحب وائیں
محمد اعظم۔	راجہ کرامت حسین صاحب
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تصوف	مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے
تقریر	حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ
حضرت سرور کائنات خاتم النبیین ہمارے پیغمبر ہیں۔ ان کے بعد ہم کسی کو پیغمبر نہیں مانتے حضرت مرزا صاحب ان کے خادم ہیں	حضرت مولانا صدر الدین صاحب
اسلامی نشاۃ الثانیہ کا قائد اعظم	جناب ڈاکٹر الہٰی بخش صاحب
تحریک احمدیہ اور غلبہ اسلام۔	جناب مولانا یعقوب خانصاحب
حضرت مرزا صاحب کا مقام	جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق نبی کریم سے	جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے

المشتہر

الیس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن احمدیہ بلڈنگس لاہور

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام

آہ! ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ مرحوم

(از جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم رئیس اعظم جھنگ)

فانی ہر ایک چیز ہے فانی جہان ہے
مقصود اس فنا سے مگر امتحان ہے

یوں تو مجھے سید مرحوم مغفور سے شناسائی اور تعارف کا شرف تقریباً ۳۵ سال سے ہے۔ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اس شمع ہدایت پر اس پروانہ کو ہمہ تن جاں نثار پایا۔ مگر بہت زیادہ قریب سے دیکھنے اور بہت عمیق مطالعہ کرنے کا موقعہ پچیس سال گذشتہ سے متواتر حاصل رہا۔ اور اس قدر لمبے عرصہ کے تجربہ اور اس قدر گہرے مطالعہ سے میں نے شاہ صاحب مرحوم کو ایمان۔ تقویٰ ـ اخلاص اور اخلاق کے بہت ہی اعلیٰ اور ارفع مقام پر پایا ہے اور ان کا یہ مقام ہر پہلو سے قابل حسد رشک اور تقلید تھا ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نصرت اور اسلام کی صداقت اور غلبہ پر مرحوم کا ایمان اور یقین بہت ہی اعلیٰ مقام رکھتا تھا۔ بارہا سلسلہ جماعت کو ایسے ایسے خطرناک ابتلاؤں کا سامنا ہوا۔ اور بہ لحاظ سامان اور حالات موجودہ یاس کا سا عالم چھا گیا ہوتا مگر ایسے عام موقعوں پر اس مرد مجاہد کا زندہ ایمان اور کامل ایثار آڑے آتا رہا اور ہمیشہ ڈگمگاتی ہوئی حالتوں کو حیرت انگیز حوصلہ مندی اور جرأت میں بدل دیتا رہا۔

حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے محبت بلکہ عشق میں مرحوم اپنی آپ ہی مثال تھا اور ہمارے لئے تو ہمیشہ ہی قابل رشک نمونہ تھا اور عمر بھر آرزو رہی کہ اس محبت اور عشق کا رنگ میسر آئے۔

جہاد فی سبیل اللہ میں بفضلہ تعالیٰ جہاں جماعت کی قربانیاں من حیث الجماعت قابل صد شکر و فخر ہیں۔ اور اس راہ میں جن پاک ہستیوں نے بقول غالب مرحوم ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کا زندہ نمونہ پیش کیا ہے وہاں سید صاحب مرحوم کی پاک ہستی بہت ہی اونچے مقام پر نمایاں اور درخشاں ہے اور اس بارہ میں سید کے صالحات باقیات قیامت تک قائم و دائم رہیں گے۔

رافت اور عاطفت میں بھی سید کا مقام بہت ہی اعلیٰ تھا رافت کے مقام میں یا اپنی قدر شخصیت میں [illegible] اسے بچوں کی طرح بلکتے دیکھا ہے۔ اور اس کی عاطفت پر اس کے وابستگان دامن کی نوعیت اور تعداد زندہ شہادت ہے۔ امیر مرحوم کا یہ شعر شاید اس کی شاعرانہ قال ہو مگر میں نے تو اسے اپنے سید میں واقعی حال پایا ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

غیرت ایمانی میں بھی مرحوم کا مقام بہت ہی اونچا اور قابل رشک تھا۔ ایک دفعہ ایک بڑے آدمی کی ایک بڑی لغزش پر جب کہ میں اور میرے جیسے اور بھی بہت اپنی دون ہمتی سے خاموش رہے کہ اتنے میں حضرت شاہ صاحب اور محترمی مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم تشریف لائے اور آتے ہی ان دونوں فرشتوں نے غیرت ایمانی کا وہ نمونہ دکھلایا جو انہیں کا خاص حق تھا اور دنیاوی وجاہت اور مادی اغراض پر اس قدر جرأت اور دلیری سے لات ماری کہ مومنانہ غیرت کی دھاک بٹھا دی اور میرے لئے تو وہ مقام اسی روز سے آج بھی آرزو اور قابل رشک ہے۔

مومنانہ صفائی دل کے بارہ میں اگرچہ کوئی کہہ تو گیا ہے کہ ؎

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

مگر ہم نے اس دعوے کو عمر بھر اس جواں مرد سید کے حال میں دیکھا ہے اور قابل رشک پایا ہے۔ بارہا اختلاف رائے پر سخت الفاظی بلکہ جسمانی مقابلہ کی تیاری تک کی نوبت پہنچی مگر اس حالت کا گزرنا تھا کہ سید صاحب کا دل بچوں کے دل کی طرح صاف تھا اور اس قدر صاف تھا کہ حیرانی ہوتی تھی۔

مہمان داری اور مہمان نوازی اسلام کا خاص امر اور ایک مخصوص خلق ہے۔ مجھے سالہا سال سے سید کے مہمان رہنے کی سعادت حاصل ہے اور علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ سرور اور انبساط کی جو کیفیت مہمان نوازی میں سید صاحب کی ہوتی تھی۔ اس کی شان شاذ ہی دیکھنے میں آئی ہے۔ اور اس خلق میں بھی سید صاحب کا مقام بہت ہی اعلیٰ تھا۔

عزم اور ارادہ میں بھی مرحوم فاذا عزمت فتوکل علی اللہ کی زندہ مثال تھے۔ شاہ صاحب نے ہمیشہ بڑے بڑے کاموں کا عزم کیا جن میں بعض معاملات میں کامیابی ناممکن نہیں تو محال ضرور نظر آتی تھی اور ہم نے بعض دفعہ اسے سید صاحب کی ناعاقبت اندیشی پر محمول کیا۔ بلکہ بعض کاموں میں [illegible] کو واقعی ناکامی کا منہ بھی دیکھنا پڑا مگر وہ رہے عزم ہمارا سید ہمیشہ ہی ع

شیر سید تھا تیز تر ہے وقت فتن آب میں

کا مصداق رہا اور اسی عزم کی بدولت ہمیشہ کامیاب ہی رہا۔

دیانت۔ ایام ملازمت میں مرحوم ایک ایسے کام پر تھے اور مجھے ذاتی علم ہے کہ ایک زمانہ میں ایسی فضا میں تھے کہ اہل الغرض لوگوں کی تحریص اور تحریک کا مقابلہ بہت ہی بڑے ایمان اور جرأت کا کام تھا مگر کس قدر فخر کا مقام ہے کہ بڑے بڑے آدمیوں میں کسی کو ایسی تحریص کے ذکر تک آپ کی جرأت نہیں ہوئی۔

غرض کہاں تک گن سکوں۔ اگرچہ سید ہم میں اب نہیں رہا مگر اس کے تقویٰ اور اخلاق کے ثابت کردہ نقوش ہمارے دلوں پر اور ہماری آنکھوں کے سامنے منقش ہیں اور ہمارے لئے مشعل راہ [illegible] ہے کہ ہم سب اور خصوصاً ان کے دوست اور ان کی اولاد اور سلسلہ کے نوجوان اس پاک نمونہ کو اختیار کریں ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللھم اغفر لہ وارحمہ واعفہ واعف عنہ۔ آمین

موت

(از جناب شوکت علی صاحب دائیں متعلم اسلامیہ کالج لاہور)

یہ نظم خواجہ شوکت علی صاحب دائیں نے مرکزی بلڈنگ احمدیہ لاہور کے اس تعزیتی جلسہ میں پڑھی جو [illegible] ۳۹ء کو حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کے لئے جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا

پیش قدرت آدمی ناچار ہے مجبور ہے
موت دنیا کا ازل سے دائمی دستور ہے
اس کے دست سرد سے بیشک پناہ ممکن نہیں
خواب آور جام ہے اس سے فنا ممکن نہیں
یہ تو بندوں کو خدا کا قرب کرتی ہے عطا
گرچہ اس کے رحم کا ہے ظاہری پردہ جفا
یہ تو لے جاتی ہے خاکی کو جہان نور میں
اور دکھاتی ہے جو پنہاں تھا شرار طور میں
اس جہان رنگ و بو سے ہم کو لے اڑتی ہے یہ
جاوداں دنیا میں پہنچا کر ہمیں مرتی ہے یہ
ہم سے لیتی ہے ہماری زندگی مستعار
اور سراپا زندگی کا بخشتی ہے افتخار
کھول دیتی ہے دریچے عالم افلاک کے
مشت خاکی کو سکھا دیتی ہے صف املاک کے
سلسلہ ہائے مدارج افتتاح کرتی ہے یہ
ہم کو جام زندگی دیتی ہے خود مرتی ہے یہ
چھین لیتی ہے کبھی جو یہ ہمارے اقربا
ہم بھی کیا ناداں ہیں پھر کرتے ہیں جو آہ و بکا
شکوہ کرتے ہیں فلک سے اور گلہ تقدیر سے
عقل کی بیچارگی کا خامئ تدبیر سے
گر نہیں جاتے حضور مالک کون و مکاں
جس کے حکم "کن" سے پیدا ہو گئے لاکھوں جہاں
یہ بھی اس کی قدرت محکم کی اک برہان ہے
جاوداں ہر دم جواں رہنے کا اک سامان ہے

مولوی سرور شاہ صاحب مفتی جماعت قادیان اور دیگر قادیانی علماء سے ایک سوال

ایک محمودی بزرگ کی طرف سے پیر پرستی کا افسوسناک مظاہرہ

کل مورخہ سات مئی کو چوہدری فضل احمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ حال پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نوشہرہ اور خاکسار کے درمیان امارت میاں محمود احمد صاحب کے متعلق گفتگو ہوئی۔ چوہدری صاحب موصوف نے بیعت کی حقیقت پر ایک تحریر لکھی۔ اور خاکسار نے بھی ایک تحریر لکھی۔ چوہدری صاحب کی تحریر کا یہ ہے کہ وہ میاں صاحب کو معصوم خیال کرتے ہیں اور گویا تقلید کو انہوں نے اپنا دستور بنایا ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "میں اپنے آپ کو ایسا خیال کرتا ہوں یعنی سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی ہر ایک چیز مال و دولت جسمانی و روحانی جس میں عقل بھی داخل ہے بیع کر دی ہے اگر مجھے ان کی کوئی بات ایسی معلوم ہو کہ وہ شریعت کے حکم کے برخلاف ہے تو بھی میں ان کی اس بات کو طوعاً و کرہاً تسلیم کروں گا"۔ خاکسار مولوی سرور شاہ صاحب اور دیگر علماء جماعت قادیان سے سوال کرتا ہے کہ آیا وہ بھی چوہدری فضل احمد صاحب کے عقیدہ کے ہیں۔ ذیل میں ہر دو تحریر کی نقل درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ و علی عبدہ المسیح الموعود

میں مرزا محمود احمد صاحب قادیانی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا خلیفہ برحق سمجھتا ہوں۔ اور میں نے ان کے ہاتھ پہ بیعت کی ہوئی ہے اور ان کی بیعت کو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کو حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سمجھتا ہوں۔ اس بیعت میں میں اپنے آپ کو ایسا خیال کرتا ہوں یعنی سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی ہر ایک چیز مال و دولت جسمانی روحانی جس میں عقل بھی داخل ہے بیع کر دی ہے۔ اگر مجھے ان کی کوئی بات ایسی معلوم ہو کہ وہ شریعت کے برخلاف ہے تو بھی میں ان کی اس بات کو طوعاً و کرہاً تسلیم کروں گا۔ کیونکہ میں سمجھونگا کہ میری عقل کی غلطی ہے اور وہ بات درست ہے۔

فضل احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ

۷/۵/۳۹ پسرور۔ نوشہرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں نے میاں محمود احمد صاحب کی بیعت تنظیم کی ہوئی ہے میاں صاحب نے اپنے سب سے پہلے خطبہ میں بیان کیا تھا کہ اگر میں ٹیڑھا ہوں تو مجھے سیدھا کرنا۔ میں ان کے سب بیعت کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کا واسطہ دیکر نصیحت کرتا ہوں کہ میاں صاحب کو رسول کا درجہ نہ دیں۔ اگر وہ ٹیڑھے ہوں جیسا کہ وہ ہیں۔ مثلاً سود دے رہے ہیں تو انہیں سیدھا کریں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار

۷/۵/۳۹ محمد لطیف ریٹائرڈ سب جج

وہ کاغذ جس پر تحریریں درج ہیں میرے قبضہ میں ہے۔

الراقم محمد لطیف ساکن تلونڈی عنایت خاں

مورخہ ۸/۵/۳۹ ڈاکخانہ پسرور ضلع سیالکوٹ

جناب خلیفہ قادیان کی تعلیمی مہم

مخدومی جناب مدیر السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

۳ مئی کے پیغام صلح میں صفحہ ۷ کے تیسرے کالم میں "جناب خلیفہ قادیان کی نئی مہم" کے عنوان کے نیچے جو نکتہ چینی خلیفہ صاحب کی تعلیمی مہم کے متعلق کی گئی ہے اس کو دیکھ کر ایک گاؤں کے نمبردار کی وہ بات یاد آگئی جس نے گاؤں کی مسجد کے میاں جی سے اپنی ناراضگی کا اظہار لوگوں میں اس انداز سے کیا کہ "میں اس میاں جی کی بانگ پر کلمہ نہیں پڑھونگا" وہی بات آپ نے کی۔ خلیفہ صاحب سے عقائد کا اختلاف سہی لیکن کیا ضرور ہے کہ معقول باتوں میں بھی اختلاف کیا اور پھر اس اختلاف کو تعلیمی حلقہ سے نکال کر اس تعلیم کو پیر پرستی کا تاریک گڑھا ہی بنا دیا گیا۔ اللہ اکبر۔ اس سے نظام جماعت بھی نظر انداز ہو گیا۔ تنقیدی نظریں بھی غائب ہو گئیں۔ اس تجویز کو جو خلیفہ صاحب نے پیش کی ہے معرض بحث میں لانے کے لئے کسی لمبے چوڑے استدلال کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دیکھئے کہ عام خواندگی کی اہمیت پر ایک دنیا زور دے رہی ہے۔ ۹ مئی کا انقلاب ملاحظہ فرمائیے اس کے صفحہ ۹ پر میاں بشیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء سکرٹری پنجاب مسلم لیگ ارگنائزنگ کمیٹی نے مسلم لیگ کے ممبروں کے لئے چند کام "جو تجویز کئے ہیں ان میں سے ساتویں نمبر پر ایک کام یہ ہے کہ بالغوں کو اردو پڑھاؤ۔ ہر شخص سال میں کم از کم ایک شخص کو اردو لکھنا پڑھنا سکھائے۔ امیر آدمی سال میں کم از کم تین شخصوں کو اردو پڑھنے لکھنے کے قابل بنانے کا ذمہ لے"

اور ملاحظہ فرمائیے۔ سول ملٹری گزٹ ۹ مئی ۳۹ء میں "بمبئی میں خواندگی کی مہم کی کامیابی" کے عنوان سے ایسوشی ایٹڈ پریس نے یہ خبر بھیجی ہے کہ "ایک نیا پرجوش جذبہ بمبئی کے دس ہزار سے زیادہ مردوں اور عورتوں کی زندگیوں میں پیدا ہو رہا ہے جنہوں نے صرف ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے نام لکھنے اور سادہ فقرے پڑھنے سیکھ لئے ہیں۔ انہیں اس عظیم کامیابی پر فخر ہے اور وہ بڑے شوق سے پڑھ رہے ہیں۔ یہ اس تعلیمی مہم کا نتیجہ ہے جو محض ہفتہ گذشتہ میں ہی شروع کی گئی تھی"

اب آپ ہی ان حالات پر غور فرما کر اور اس بات کو بھی مدنظر رکھ کر کہ پنجاب کے وزیر تعلیم صاحب بھی اپنے ملازموں کو پڑھنا لکھنا سکھا رہے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ جو تعلیمی مہم خلیفہ صاحب نے شروع فرمائی ہے اس میں کیا نقص ہے کیا وہ بہترین تجویز نہیں ہے!

سید عبد المجید

پیغام صلح :- ہم فاضل مراسلہ نگار کی خدمت میں مودبانہ التماس کریں گے کہ وہ پیغام صلح کے اس شذرہ کا مکرر مطالعہ فرمائیں اگر اس وقت محمد لطیف صاحب ریٹائرڈ سب جج کے مندرجہ بالا مراسلہ کو بھی پیش نظر رکھیں تو زیادہ اچھا ہے۔

اعلان بیعت

(۱)

بحضور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بندہ بخیریت ہے اور حضور کی خیریت از درگاہ ایزدی نیک مطلوب۔ حال آنکہ تقریباً عرصہ تین سال تک راقم جماعت محمودیہ قادیان میں بذریعہ تبلیغ ماسٹر خلیل الرحمٰن احمدی ساکن پنجیڑی حال قادیان شامل رہا۔ لیکن بعد ازاں شیخ عبد العزیز احمدی جہلم کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کا اتفاق ہوتا رہا اور ان کے ذریعہ سے لاہور سے لٹریچر وغیرہ ملتا رہا جس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح الموعود کا نہ تو نبوت کا کوئی دعویٰ ہے اور نہ ہی حضور کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر ہو سکتا ہے لہذا بذریعہ تحریر ہذا حضور کی بیعت میں داخل ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ بذریعہ اعلان قادیانی جماعت سے بیعت فسخ کرتا ہوں۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ استقامت بخشے اور سلسلہ عالیہ کی خدمات کرنے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔ خط کو پیغام صلح میں درج فرما کر مشکور فرمادیں۔ فقط

خاکسار

سلطان عالم خاں مدرس مڈل سکول پنجیڑی

ضلع میرپور

(۲)

بتاریخ ۳ مئی ۳۹ء حضرت چوہدری فضل داد صاحب چوہدری رحمت خاں صاحب ساکن کوٹلی کوہالہ رنگپور نے حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرما دے۔

عزیز بخش جائنٹ سیکرٹری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر اصحاب

جماعت کے سب بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر انہیں حضرت مولینا نورالدین مرحوم اور حضرت مولینا عبد الکریم صاحب مرحوم کے واقعات زندگی یاد ہوں یا انہوں نے بعض اور بزرگوں کے ذریعہ سے بعض حالات سنے ہوں تو ان واقعات اور حالات سے مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر ضرور آگاہ کریں۔ شکر گذار ہوں گا۔

والسلام

ایس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

دکھایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کو بہت بڑی قدرت طاقت اور حکمت دی گئی تھی جس سے وہ میدانوں میں بڑے بڑے محل تعمیر کرتے تھے اور پہاڑوں کو کاٹ کر عالیشان کوٹھیاں بناتے تھے جب انسان کو اس قدر قدرت اور نعمت ملے تو چاہئے تو یہ کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ لیکن افسوس انسان کی یہی ہے کہ وہ خدا کو بھول جاتا ہے اور فتنہ و فساد پھیلاتا ہے۔ بدکرداری میں مبتلا ہوتا اور مخلوق خدا کو دکھ دینا شروع کر دیتا ہے اس وقت وہ خدا کی عبادت کو ایک فضول اور غیر ضروری کام سمجھتا اور کہتا ہے کہ نماز میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اسے کسی مفید کام میں صرف کرنا چاہئے۔

قال الملا الذین استکبروا من قومہ للذین استضعفوا لمن امن منھم اتعلمون ان صلحا مرسل من ربہ قالوا انا بما ارسل بہ مؤمنون

ان لوگوں کے سرداروں نے جنہوں نے اس قوم میں سے تکبر کیا تھا اور خدا کا حکم نہیں مانا تھا ان لوگوں سے کہا جو کہ ایمان لے آئے تھے کہ کیا تم فی الحقیقت مانتے ہو کہ صالح کو خدا نے بھیجا ہے۔ اور ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں۔ اہل باطل کا یہ بھی پرانا شیوہ ہے کہ وہ خدا کے ماموروں اور ان پر ایمان لانے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ ان کی حیثیت کیا ہے حالانکہ حیثیت کا سوال بالکل بے حقیقت ہے۔ خدا کا مامور جب آتا ہے تو وہ اپنے پاس بیٹھنے اور رہنے والوں میں اللہ کی محبت اور تقویٰ پیدا کر دیتا ہے۔ کسی امور کی صداقت پرکھنے کیلئے صرف یہی ایک کسوٹی کافی ہے۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک جھوٹا اور بے ایمان آدمی اپنے پاس بیٹھنے اور رہنے والوں پر ایسا پاک اثر ڈال سکے۔ ایک دن کیلئے اثر ڈال لے گا۔ دو دن کیلئے ڈال لیگا۔ لیکن مستقل طور پر قطعی کوئی اثر نہیں ڈال سکیگا۔ ایک دن دکھلاوے کے طور پر تہجد پڑھ لیگا۔ دو دن پڑھ لیگا۔ لیکن بہت جلد اس کی ریاکاری ظاہر ہونے لگے گی۔

قال الذین استکبروا انا بالذی امنتم بہ کفرون

جو متکبر تھے انہوں نے خدا کے رسول پر ایمان لانے سے انکار کر دیا اور اس کی باتوں کو نہ مانا۔

فعقروا الناقۃ وعتوا عن امر ربھم وقالوا یصلح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین

ان لوگوں نے اپنے رب سے سرکشی کی۔ اس کے حکم کو نہ مانا اور تکبر سے کہنے لگا۔ اے صالح اگر تو مرسلوں میں سے ہے تو وہ عذاب لے آ جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔

فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جثمین

جب انہوں نے یہ کہا تو ان پر زلزلے کا عذاب آیا۔ اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ یہ ایک بہت عبرتناک نظارہ تھا۔

قال یقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون النصحین

صالح نے کہا اے میری قوم یقیناً میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ لیکن تم وہ قوم ہو جو خیر خواہ کو پسند نہیں کرتے ہو۔

مرقومہ۔ محمد انعام الحق

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

دفتر عالم

ہندوستان

— پنجاب یونیورسٹی کے میٹرک کے امتحان کے نتائج شائع ہو چکے ہیں۔ امسال تقریباً ساڑھے چوبیس ہزار طلباء امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے اٹھارہ ہزار کے قریب کامیاب ہوئے۔

— لکھنؤ میں شیعہ سنی تنازعہ کی نسبت بدستور ہے مصالحت کا ابھی ہرگز کوئی امکان نہیں۔ اگر یہی صورت رہی تو حکومت یو۔ پی اپنا فیصلہ نافذ کر دے گی۔

— لاہور ۹؍مئی۔ آج بعد دوپہر پونے دو بجے کے قریب ریلوے کیرج شاپ مغلپورہ لاہور میں خالی پٹرول ٹینک پھٹنے سے ہولناک دھماکا ہوا جس سے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔

— لکھنؤ ۹؍مئی۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ اس ہنگامہ تبرا ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ۲۲ پنجابی مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

— شملہ ۷؍مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ سال آئندہ سے حکومت ہند مرکزی اسمبلی کا اجلاس شملہ میں منعقد کرنے کا سلسلہ بند کر دینا چاہتی ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کونسل چیمبر کی فروخت کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کے پاس بعض اہم تجویزیں پیش کی جا رہی ہیں۔

— تحقیقات پر معلوم ہوا ہے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے اس بات کا امکان ہے کہ پنجاب اسمبلی کا سیشن شملہ میں منعقد ہوگا۔ تاہم آخری فیصلہ وزیر اعظم پنجاب کی شملہ میں آمد پر ہوگا۔

— شملہ ۷؍مئی۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ [illegible] پراجیکٹ کی تعمیر کا کام عنقریب شروع ہو جائے گا۔ موجودہ مالی سال کے دوران میں جس قدر تعمیر کا کام انجام دیا جائے گا۔ اس کے اخراجات کے سلسلہ میں ۱۰-۷ لاکھ روپیہ کی رقم کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

— گاندھی جی آجکل راجکوٹ میں مقیم ہیں۔ آپ نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ مجھے احساس ہو گیا ہے کہ راجکوٹ کے معاملہ میں میں غلطی پر تھا اس لئے میں چیف جسٹس کے فیصلہ سے بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں اور اس فیصلہ کی رو سے جو فوائد مجھے ملے تھے ان سے دستبرداری کا اعلان کرتا ہوں۔

— اس بیان میں گاندھی جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں اور بھائیوں سے میں وعدہ ایفا نہ کر سکا۔ اور ان کی ناراضگی کا موجب بنا۔ نیز میرا مرن برت رکھنا بھی درست نہ تھا کیونکہ اس میں تشدد کا عنصر موجود تھا۔ آخر میں آپ نے مسلمانوں اور بھائیوں، والسرائے اور ٹھاکر صاحب وغیرہ سے معافی مانگی ہے۔

— کراچی ۸؍مئی۔ گورنر سندھ نے بزم منڈلی کو خلاف قانون قرار دیدیا ہے

— شملہ ۹؍مئی۔ ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ۵؍مئی کو رزمک کے نزدیک جو تین ہندو اغوا کر لئے گئے تھے وہ دوسرے دن رہا کر دیئے گئے۔

— لاہور ۸؍مئی۔ حکومت پنجاب صنعتی سکیموں پر خرچ کرنے کیلئے ایک کروڑ روپیہ قرض لینا چاہتی ہے۔ غالباً ان سکیموں کے مطابق پنجاب میں بڑے بڑے صنعتی کارخانے قائم کرنے کی تجویز ہے۔

— لاہور ۸؍مئی۔ آج لاہور پولیس نے شہر اور سول علاقہ کے قریباً ایک ہزار آوارہ گردوں کو گرفتار کر کے عدالت کے سامنے پیش کیا۔ عدالت نے انہیں پانچ پانچ روپیہ یا بصورت عدم ادائیگی سات سات دن قید کی سزا کا حکم دیا۔

ممالک خارجہ

— لندن ۷؍مئی۔ آج رات حکومت برطانیہ نے مسئلہ فلسطین کے متعلق اپنی تجاویز ایک قرطاس ابیض کی صورت میں شائع کر دی ہیں۔ حکومت برطانیہ نے عربوں کے اس مطالبہ کو منظور نہیں کیا کہ میکموہن کے خطوط کی اساس پر فلسطین کو ایک عرب ریاست میں تبدیل کیا جائے۔

— برطانوی تجاویز میں قابل ذکر امور یہ ہیں کہ آئندہ دس سال کے اندر فلسطین کو ایک آزاد ریاست بنایا جائے اور آئندہ پانچ سال کے دوران میں ۷۵ ہزار یہودیوں کو فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے تاکہ فلسطین کی کل آبادی عربوں کا ۱/۳ ہو جائے۔ اس کے بعد یہودیوں کا داخلہ بند کر دیا جائے گا۔

— عراق اور سعودی عرب کی حکومتوں نے حکومت برطانیہ کو مطلع کر دیا ہے کہ فلسطین سے متعلق برطانیہ کی نئی تجاویز ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں ہیں اور ہم انہیں عرب ممالک کے استرداد کے مترادف سمجھتے ہیں۔

— برطانیہ کی ان تجاویز کی خبر پہنچتے ہی فلسطین کے یہودیوں نے جگہ جگہ فساد برپا کر دیا جس کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ عربوں نے ہڑتال بھی کی۔

— لندن ۷؍مئی۔ آج دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر نو آبادیات نے کہا کہ حکومت برطانیہ مفتی اعظم کو فلسطین جانے کی اجازت نہیں دے گی۔

— ملک معظم بخیریت کینیڈا پہنچ گئے ہیں وہاں ان کا شاندار خیر مقدم کیا گیا۔

— کیوبک (کینیڈا) ۸؍مئی۔ آج ملک معظم اور ملکہ معظمہ مانٹریال روانہ ہو جائیں گے۔ وہاں ان کا ایک عظیم الشان شاہی جلوس نکالا جائے گا۔ جو شہر میں ۲۷ میل کا فاصلہ طے کریگا۔ شہر میں شاہی دعوت کے بعد شاہی جوڑا اٹاوہ تشریف لے جائے گا۔

— البانیہ پر اٹلی کے قبضہ کی وجہ سے عراق میں اٹلی کے خلاف سخت غم و غصہ کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ عراقی اخبارات سخت لب و لہجہ میں مقالات سپرد قلم کر رہے ہیں۔

— بیت المقدس ۸؍مئی۔ برطانیہ کی جدید حکمت عملی کے متعلق مفتی اعظم کی پارٹی بالکل خاموش ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ مفتی اعظم کی ہدایات کا انتظار کر رہی ہے۔

— بیت المقدس ۸؍مئی۔ فلسطین میں یہود کے ناجائز داخلہ کو روکنے کیلئے قانون موجودہ میں اہم تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔

— لندن ۸؍مئی۔ نیویارک ٹائمز رقمطراز ہے کہ امریکہ فلسطین کے معاملات میں دخل نہیں دیگا اور برطانیہ کی جدید حکمت عملی میں دخل اندازی کرنا امریکہ مناسب خیال نہیں کرتا۔

— جافہ ۸؍مئی۔ جافہ میں یہودیوں نے مکمل ہڑتال اور زبردست مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نعرے لگا رہے تھے کہ عربوں کی حکومت تسلیم نہیں کی جائے گی۔ یہودی عرب حکومت کا زبردست مقابلہ کریں گے اور فلسطین میں اکثریت کی حکومت ہرگز قائم نہیں ہونے دیں گے۔

— حیفہ ۸؍مئی۔ یہودیوں نے اجتماعی مظاہرہ کیا۔ ایک بازار میں مظاہرین نے پولیس پر خشت باری کی۔ لیکن حالات پر بہت جلد قابو پا لیا گیا اور ایک جگہ یہودیوں نے بم پھینکا لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا۔

معاصرین کے افکار

”نیشلسٹ“ کی وہم پرستی

”میرے انتخابِ صدارت کے بعد ہی اور عین اجلاس کانگریس کے وقت بڑی شدید و خطرناک علالت اور اس کا سلسلہ اب تک قائم رہنا، میرے ایک نہیں متعدد تعلیم یافتہ اور فنِ جوتش کے ماہر دوست مجھے عرصہ سے یقین دلا رہے ہیں کہ نتیجہ ہے کسی جادو یا سفلی عمل کا، جسے اصطلاح میں ”مرن کریا“ کہتے ہیں۔ اور جو میرے دشمن میرے اوپر کر رہے ہیں“۔

یہ لب لباب ہے، اس طویل انگریزی مضمون کا جو ”ماڈرن ریویو“ (اپریل نمبر) میں شائع فرمایا!۔ یہ بوس بابو وہ ”روشن خیال“ بزرگ ہیں جنہیں جواہر لال نہرو کی طرح ڈھونڈھے سے بھی خدا کہیں نظر نہیں آتا، اور جو ”وطن“ کی ”نجات“ اسی میں سمجھے ہوئے ہیں کہ سوشلزم اور کمیونزم کے حربوں سے مذہب کا خاتمہ ہی کر کے رکھ دیا جائے! مرض و علالت عجیب ہو یا نہ ہو لیکن تشخیص مرض کے عجیب ہونے میں تو بہر حال کلام ہی نہیں! یہ ہے کُل کائنات ہمارے ”مجاہدینِ وطن“ کی آزاد خیالی کی! اور انکار کرتی ہے خدائے واحد کی پرستاری سے، اور گرتی ہے تو آکر کہاں! جوتشیوں، نجومیوں، فال کھولنے والوں، ٹونے ٹوٹکے کرنے والوں کے قدموں پر!

جواریوں کی تہذیب

امریکہ والوں نے حال میں ایک مختصر سی ”انسائیکلوپیڈیا“ آٹھ جلدوں میں شائع کی ہے، اس میں ”قمار“ کے تحت میں اس کے معنی، روپیہ یا کسی اور مال کی بازی لگانے کے درج کر کے لکھتے ہیں، کہ اب اس کی بہت سی صورتیں ہیں۔

”مثلاً تاش یا بیلرڈ یا گھوڑ دوڑ میں گھوڑوں پر بازی لگانا، وقس علی ہذا۔ ولایات متحدہ (امریکہ) میں قمار خانہ کھولنا ایک قابل تعزیر جرم ہے لیکن اکثر ولایتوں اور علاقوں میں قانونی ممانعت کے باوجود مختلف طبقات میں یہ کھلم کھلا جاری رہا کیا یہاں تک کہ نیویارک میں ۸۴-۱۸۸۱ء میں اس کے خلاف زبردست مہم شروع ہوئی جس کی نقل دوسری ولایات میں بھی کی گئی، تاہم قمار بازی دوسرے ناموں کے پردہ میں اب بھی جاری ہے۔ (کنسائز انسائیکلوپیڈیا، جلد ۳، ص ۸۲۶)

گویا قانون کی کتابوں میں لکھا ہوا جُرم تو مدت سے تھا، باقی جو سرگرم و زبردست عملی تحریک اس کے خلاف شروع ہوئی اُسے بھی اب ۵۰، ۵۵ برس ہو چکے، اس پر بھی زور شور دوسرے دوسرے ناموں اور نئی نئی اصطلاحوں کی آڑ میں جاری ہے! ـــــ یہ ہے جواریوں کی وہ ”تہذیب“ جس کا جُوا کس شوق و اشتیاق کے ساتھ اپنی گردن میں ڈال لینے کو خود ہمارے بھائی بند بیتاب نظر آ رہے ہیں:

حرمتِ مے کا امریکی فتوی!

روزنامہ لیڈر کا سائنٹیفک مقالہ نگار لکھتا ہے:۔

”ڈاکٹر جنہیں ہر قسم اور ہر طبقہ کے مریضوں کا تجربہ رہتا ہے، بارہا یہ رائے ظاہر کر چکے ہیں، کہ شرابی بمقابلہ غیر شرابیوں کے مرض نمونیا کا کہیں زیادہ شکار ہوتے رہتے ہیں، حال میں شکاگو کے ہسپتال میں جو اعداد فراہم ہوئے ہیں، اُن سے اس رائے کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔

۲۲۴۳ کی تعداد میں نمونیا کے مریض تھے، ان میں
سخت شرابیوں کی شرح ہلاکت ۸۷، ۴۹ رہی
معتدل شرابیوں کی 〃 〃 ۴، ۳۴ 〃
غیر شرابیوں کی 〃 〃 ۴۵، ۲۲ 〃

طبی شہادتیں اس کی بھی موجود ہیں، کہ نمونیا کے علاوہ، دوسرے امراض متعدی سے بھی شرابیوں کی قوّتِ مدافعتِ مرض بہت ضعیف ہو جاتی ہے“۔ (لیڈر، ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء)

مرض وہی، دوائیں وہی، دوائیں کرنے والے وہی، مگر مریض، مختلف، کچھ پینے والے، کچھ کم پینے والے، کچھ نہ پینے والے، اور اسی بہت پینے، کم پینے، اور نہ پینے کی مناسبت سے نتائج مختلف اور اختلاف بھی کیسا، نہ پینے والوں، اور بہت پینے والوں کے درمیان، ایک اور دو سے زائد کی نسبت، ۲۲.۰ اور ۴۹ کا فرق اور خصوصیت تنہا ایک مرض کی نہیں، ہر مرض میں شرابیوں کی قوّت مدافعت کمزور! امریکہ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں پر یہ حقیقت کہیں آج جا کر، تجربہ اور تنقیح اور تحقیق کے بعد روشن ہو رہی ہے اور مسلمان کے ہاں عامی سے عامی کو اوّل روز سے معلوم ہے۔ مومن اور غیر مومن میں فرق اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا! (صدق)

لڑکیوں کو گانے اور ناچنے کی تعلیم

دہلی سے ہمعصر دین و دنیا لکھتا ہے کہ اس ہفتہ دہلی میونسپلٹی کا سب سے شاندار اور قابل فخر کارنامہ یہ ہے کہ خداوندانِ شہر نے ایک ایسی تجویز منظور کی ہے کہ جس کے ذریعہ لڑکیوں کے لئے دہلی کے میونسپل مدارس میں گانا اور ناچنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس تجویز کا سب سے دلچسپ پہلو یہ ہے کہ جب خان بہادر عبداللہ، ڈاکٹر حسین بخش اور مُلّا واحدی نے گانے اور ناچنے کی تجویز کی مخالفت کی تو ہندو ممبران نے گانے اور ناچنے کے مسئلہ کو بھی ہندو مسلم سوال بناتے ہوئے فرمایا، کہ

”اس فن پر اگر کمیٹی کچھ روپیہ خرچ کرتی ہے تو وہ ناجائز نہ ہوگا مسلم لڑکیوں کی ڈولیوں پر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے ایسی حالت میں اگر گانا سکھانے پر ہندو لڑکیوں پہ روپیہ صرف کیا جائیگا تو وہ ناجائز خرچ نہیں ہے“

اب ذرا دیکھئے! یہ ہے ہمارے ہندو بھائیوں کی ذہنیت ان کو اتنا معلوم نہیں کہ گانے اور ناچنے کی تعلیم جس طرح ایک مسلم لڑکی کے لئے مضر ہو سکتی ہے، بالکل اسی طرح ایک ہندو لڑکی کے لئے بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔

ہندوستان کی ترقی اور فلاح کے لئے ناچنے اور گانے والی لڑکیوں کے مقابلے میں ایسی ماؤں کی ضرورت ہے جن کی گود میں پل کر قوم کے افراد آگے بڑھ سکیں، اس لئے ہمارا فرض یہ ہے کہ لڑکیوں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا عیسائی ایسی تعلیم دی جائے جو ان کو [illegible] (بیان)

میکلیگن کالج کا داخلہ اور مسلمان

میکلیگن انجنیئرنگ کالج مغلپورہ کے داخلہ کی تاریخیں ۱۹ مئی مقرر تھیں، لیکن اب پرنسپل صاحب نے ۳۰-۳۱ مئی تک بڑھا دی ہیں، درخواستوں کے فارم ہر وقت مل سکتے ہیں میکینکل اور الکٹرک انجنیئری کی تعلیم کا بہترین انتظام اس کالج میں موجود ہے اس کے علاوہ اب سول انجنیئرنگ کے لئے بھی طلبہ کو تیار کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ہم ہر سال مسلمانوں کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے لڑکوں کو انجنیئرنگ کی تعلیم دلائیں، اس لئے کہ اب یہ شعبہ روز بروز ترقی کرے گا۔ اور سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں انجنیئروں کی مانگ بہت بڑھ جائے گی لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ وقت آنے پر کافی مسلمان انجنیئر مہیا نہ ہو سکیں گے اور پھر مسلمان بیٹھے ہوئے شکایت کیا کریں گے، کہ حکومت ہم سے انصاف نہیں کرتی۔

میکلیگن انجنیئرنگ کالج کے شعبہ A اور B میں متعدد وظائف بھی دیئے جاتے ہیں، ان وظائف اور کالج کے مصارف وغیرہ کی تفصیل پراسپکٹس میں چھپ چکی ہے، اور ہر شخص پرنسپل صاحب کے نام چٹھی لکھ کر منگا سکتا ہے۔ مسلمان نوجوانوں کو چاہیئے کہ دھڑا دھڑ اس کالج میں داخل ہوں اور ہمسایہ اقوام کا نہایت کامیاب مقابلہ کر کے انجنیئرنگ کے ہر شعبے میں اپنی قابلیت و اہلیت کا ثبوت دیں ✦ (انقلاب)

حرم سرائے فرنگ

”لنڈن - ۶ مارچ - آج عدالت طلاق میں جسٹس ہاجسن نے لارڈ ولنگڈن (وائسرائے ہند) کے صاحبزادے لارڈ ٹلین ڈن اور ان کی لیڈی کے درمیان طلاق دلا دی۔ شادی جون ۱۹۲۴ء میں ہوئی تھی، آغاز ۱۹۳۸ء میں شوہر کو پتہ چلا کہ بیوی کے تعلقات فلاں شخص سے قائم ہیں، اور دونوں فلاں ہوٹل میں بطور میاں بیوی کے رہ چکے ہیں“ (مراسلہ نگار خصوصی، بمبئی کرانیکل ہفتہ وار ۹ مارچ ۱۹۳۹ء)

”مسٹر اڈگر ویلس کے صاحبزادہ مسٹر بین ویلس کی بیوی کو بدچلنی کے الزام میں طلاق مل گئی شادی جون ۱۹۳۴ء میں ہوئی تھی نومبر ۱۹۳۸ء میں بدچلنی کھل گئی، ثبوت فلاں ہوٹل میں ملا“ (ایضاً)

یہ دونوں واقعات صرف ایک تاریخ کے ایک اخبار سے ہیں ایک میں لارڈ ولنگڈن کے صاحبزادہ اور بہو، اور دوسرے میں انگلستان کے مشہور اہلِ قلم کے صاحبزادہ اور بہو، طبقۂ خواص کے نمائندہ طبقہ خواص کے! کُل مقدمات طلاق کا کوئی حساب لگائے! جو ہر ہفتہ بلکہ ہر روز ”صاحب“ کے دیس میں پیش ہوتے رہتے ہیں، تو ان کی میزان خدا ہی بہتر جانتا ہے کہاں تک پہنچے یہ نقشہ ہے روزانہ زندگی کا اس قوم کی، جو تالیاں پیٹ پیٹ چلائی، کہ دیکھو مسلمانوں کے ہاں ”پردہ“ کا مسئلہ ہے، اور ٹھٹھے لگا لگا کر چیخی، کہ لو اور سنو مسلمانوں کے ہاں کثرت ازدواج کا رواج ہے! جس نے افسانہ و حکایت کی راہ سے ناٹک و سینما کے پردوں سے اور تاریخ کا نام لے لے کر، پروپیگنڈا کا وہ زور باندھا کہ ”مشرق“ کی ”حرم سرا“ کو ایک ضرب المثل کا درجہ دے دیا، اور آج اُس مغرب کے ہاں یہ کیسا اندھیر مچا ہوا ہے! ✦ (صدق)

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — نرای فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
چھپا پبلشر
دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - ۶ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
سترہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم شنبہ مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء — نمبر ۳۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر صلیب سے کیا مراد تھی؟

اب وہ وقت آگیا ہے جس کے بارہ میں حضرت نبی کریمؐ نے قبل از وقت خبر دی تھی کہ مسیح موعود آکر صلیب کو توڑیگا۔ جس سے آنحضرت صلعم کی یہ مراد نہ تھی کہ وہ آکر لکڑی اور پتھر کی صلیبیں توڑتا پھریگا۔ کیونکہ اگر یہ ظاہری صلیبیں توڑ ڈالنے ہی سے کوئی شخص مسیح موعود ہو سکتا تھا تو پھر حضرت عمرؓ اور سلطان صلاح الدین کے زمانہ میں بہت سی صلیبیں ٹوٹیں۔ علاوہ بریں صلیبوں کے اس طرح توڑ ڈالنے سے کوئی فائدہ بھی نہیں۔ کیونکہ اگر لکڑی کی ایک صلیب توڑ ڈالی جائے تو اس کے بدلے اور دس بن سکتی ہیں۔ اسی طرح چاندی سونے کی بھی بن سکتی ہیں۔ لیکن نہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کیلئے جو کسر صلیب مقرر کر رکھا تھا تو اس سے مراد لکڑی اور پتھر کی صلیبوں کا توڑنا نہ تھا۔ کیونکہ اس سے وہ ظالم قرار دیا جا سکتا تھا۔ بلکہ مسیح موعود کی کسر صلیب سے مراد یہ تھی کہ مذہب عیسوی کے اصولوں کو دلائل و براہین سے توڑ دیا جائے …… اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں۔ بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق و معارف و حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات و نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ سے اس کی ترقی و اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔ اس لئے وہ تمام معترضین آگاہ رہیں جو اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کیلئے کسی قسم کے جبر کی محتاج نہیں ہیں۔ اگر کسی شخص کو شک ہو تو وہ میرے پاس کچھ عرصہ رہ کر آزما لے اور بچشم خود دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین و نشانات سے دیتا ہے یا نہیں (۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

مکتوب امیر کی یاد دہانی

استحکام جماعت کے متعلق تجاویز پر عمل کرنے کی ضرورت

بیرونی جماعتوں کے نمائندہ احباب سے اپیل

۱۸ مئی ۱۹۳۹ء کے پیغام صلح میں مندرجہ بالا عنوان سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ضروری مکتوب شائع ہوا ہے۔ جس میں بیرونی جماعتوں کے نمائندہ احباب کو استحکام جماعت کی اُن تجاویز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو دسمبر ۱۹۳۷ء میں ایک خاص اجتماع کے اندر اتفاق رائے سے طے ہوئی تھیں۔ ضرورت ہے کہ حضرت ممدوح کے اس مکتوب گرامی پر بیرونی جماعتیں اور ان کے نمائندگان اپنی پہلی فرصت میں توجہ دیں۔ بعض موانعات کی وجہ سے جن کا ذکر مکتوب میں موجود ہے پہلے ہی ان مفید تجاویز کو عملی رنگ دینے میں تاخیر ہو چکی ہے۔ لہٰذا اب مزید تاخیر مطلق نہیں ہونی چاہئیے۔ نمائندہ احباب حضرت ممدوح کی ہدایات کے مطابق فوراً کام شروع کر کے

۳۰ مئی ۱۹۳۹ء تک اطلاع دیں

مذکورہ بالا مکتوب میں جو ہدایات درج ہیں ان کو بغور مطالعہ کیا جائے اور اطلاع دیتے وقت پیش نظر رکھا جائے۔ (صدر انجمن)

جناب سید تصدق حسین قادری بغداد کی تبلیغی ڈائری کا ایک ورق

قارئین "پیغام صلح" ہمارے محترم دوست و قابل فخر آنریری کارکن سید تصدق حسین صاحب قادری سے بخوبی واقف ہوں گے۔ آپ اپنی بے شمار کاروباری مصروفیتوں کے باوجود خدمت و تبلیغ اسلام کا کام پورے جوش، خلوص اور باقاعدگی سے انجام دیتے رہتے ہیں۔ عراق میں جس قدر ہماری جماعت کا کام ہوا ہے اس میں بہت بڑا حصہ سید صاحب موصوف کی مساعی سے انجام پایا ہے۔ آپ نہ صرف خدمت دین کا باقاعدہ کام کرتے ہیں۔ بلکہ اس کی ہفتہ وار رپورٹ بھی باقاعدگی سے بھیجتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی ایک تازہ رپورٹ کا ہم درج ذیل حصہ جناب مولانا عزیز بخش صاحب نبلہ جائنٹ سکرٹری انجمن نے اشاعت کے لئے اخبار کو عنایت فرمایا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالے ہمارے اس قابل فخر مجاہد کو خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور جماعت میں ان کی تقلید کرنے والے بہت سے نوجوان پیدا کر دے۔ آمین ثم آمین (پیغام صلح)

سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد ہفتہ وار اپنی ڈائری کی نقل بھیجتے ہیں جس میں نہایت دلچسپ معلومات کا ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ ایک نمونہ کا کام دیتی ہے کہ کس طرح اپنے احباب کیلئے کو تبلیغ و تنظیم کا کام کرنا چاہئے۔ اور جس کسی کے ساتھ بھی واسطہ پڑے اس کو حق بات کے پہنچانے میں دریغ نہ کرنا چاہئے۔ مثال کے طور پر گذشتہ ہفتہ کی ڈائری سے چند ایک نوٹ ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔ (خاکسار عزیز بخش جائنٹ سکرٹری)

۱۰ ارمئی جناب انعام الحمید صاحب آئی۔سی۔ایس ٹریڈ کمشنر برائے ہند مقیم اسکندریہ کو لائٹ مجریہ ۸ ر اپریل بھجوایا۔

۱۱ رمئی احباب سے آنہ و بجٹ فنڈ وصول کیا۔ چودہری علی محمد صاحب سپرداڑر چی کو "ینگ مسلام" ۱۵ ر مارچ۔ شیخ عبدالرحمن ہندی دمشق کو "پیغام صلح" ۳ ر مارچ۔ شیخ محمود شلتوت مصر کو "کال آف اسلام" بھجوایا

۱۲ رمئی سامحمد محمود صاحب ذھنی قاہرہ مصر کو خط لکھ کر لاہور سے بھیجی ہوئی کتب "دی ریلیجن آف اسلام" و "حمامۃ البشریٰ" کے پہنچنے کا حال دریافت کیا۔

۱۳ رمئی مندرجہ بالا کو "لائٹ" ۱۶ ر اپریل اور ڈاکٹر احمد اللہ صاحب کو "پیغام صلح" ۱۸ ر اپریل بھجوائے

میاں عبداللہ خانصاحب محمودی جمشید پور کا ایک مضمون "الفضل" ۲۰ ر اپریل میں نظر سے گزرا۔ ان کی خدمت میں بغرض قبول حق کتاب مرأۃ الاختلاف بھجوائی۔

جناب حکیم محمد یعقوب شاہ صاحب محمودی ملتانی کو "پیغام صلح" ۳ ر مارچ و ٹریکٹ تکفیر کا نتیجہ و مسئلہ خلافت بھجوایا۔

۱۴ رمئی کنور مظہر علی خانصاحب معہ دو اشخاص دکان پر ملنے آئے۔ ان سے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ یہاں سے بھیجے ہوئے لٹریچر پر بہت موصوف نے جے پور کی ایک لائبریری میں بہت سا لٹریچر رکھوا دیا تھا۔

جناب سعید احمد صاحب کو یا مالا بار کو "خاتم النبیین کی حقیقت" اور جناب مولانا محمد علی صاحب مدرس مالا بار کو "پیغام صلح" مجریہ ۱۳ ر اپریل اور ڈاکٹر عبدالغنی صاحب شہبندر بیروت لبنان کو "لائٹ" ۷ ر اپریل بھجوایا۔

۱۵ رمئی دکان پر عبدالرحمن صاحب انصاری آئے سلور جوبلی نمبر کی ایک کاپی لے گئے۔ جناب عبدالحکیم صاحب محمودی مقیم شملہ کو مرأۃ الاختلاف اور جناب مولوی نصیر بن حمید راساں ضلع میرٹھ و مولوی محمد سلیمان مقیم کنڑا ضلع بارہ بنکی و محمد الیاس صاحب بی۔ اے مقیم سہارنپور کو "مسلمان کیا کریں" کے جواب میں "بعثت مجددین" بھجواتے ہوئے شمولیت سلسلہ کی دعوت دی گئی۔

جناب مولوی محمد صدیق صاحب محمودی مقیم لندن کو "ینگ اسلام" مجریہ ۱۵ ر مارچ بھیجتے ہوئے گذارش کی گئی کہ آپ حضرات غور و فکر سے تعصب سے علیحدہ ہو کر مطالعہ کریں تا آپ کو معلوم ہو جائے کہ "پیغامی" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام دنیا میں ہم بیانگ بلند پیش کر رہے ہیں۔

نواب الحاج احسان علی خاں صاحب ریاست مالیر کوٹلہ کو "دو خطبے" (اس میں واقعہ کربلا پر سیدنا امیر قوم نے نہایت اچھی روشنی ڈالی ہے) اور آر ایس ملک مقیم ہگلی بنگال کو "خاتم النبیین کی حقیقت" بھجوائے۔

مورخہ ۲۴ ر اپریل ۱۹۳۹ء کے روز بھاؤنگر میں فرزندم عزیز سید قاسم علی صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تعزیت کا خط لکھا گیا۔ مرحومہ اپنے پیچھے ایک لڑکا چھوڑ گئی ہے (خدا تعالے اسے عمر دے اور نیک اور خادم دین بنائے عزیز بخش)

۱۶ رمئی یوسف علی صاحب بمبئی و جناب صادق بھائی صاحب ناگپور کو "کال آف اسلام" بھجوایا۔

بیروت سے "لائٹ" کے تبادلہ میں "مجلۃ الامیان" وصول ہوا جو دوماہی رسالہ ہے۔ جناب محمد روحی فیصل بیروت کو "اسلامک برادرہڈ" کتاب بھجوائی۔

اخبار علمیہ

مصر میں آثار قدیمہ

دریائے نیل کے دہانے کے قریب تیل ہاگر (TAN-EL-HAGAR) میں آج کل کھدائی کا کام جاری ہے۔ یہاں ایک مقبرہ سے ایک لاش بالکل محفوظ نکلی ہے۔ یہ لاش سر سے پاؤں تک سونے سے ڈھکی ہوئی ہے۔ چہرہ پر سونے کی ایک نقاب ہے جس کی شکل باز کے سر سے ملتی ہے اس کے ساتھ خستہ حالت میں دو اور ڈھیر نکلے ہیں۔ البتہ ایک گلے میں تعویذ کا ہاتھ ہے جس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ دونوں ملازم تھے۔ لاش چاندی کے کفن میں لپٹی ہوئی ہے۔ فراعنہ کے مقبروں سے اب تک جتنی لاشیں برآمد ہوئی ہیں ان میں سے کسی کا کفن چاندی کا نہیں تھا۔ مصر قدیم میں چاندی سفید سونا کہلاتی تھی جو بہت کمیاب اور سونے سے زیادہ قیمتی ہوتی تھی۔

ڈاکوؤں نے مصر کے اکثر مقبروں کو شدید نقصان پہنچایا ہے لیکن یہ مقبرہ بالکل صحیح و سالم ہے۔ مقبرہ کی دیواروں پر سوسن لس (KPAOU - SEN - NES) کا نام لکھا ہوا تھا۔ کھودنے والوں نے سمجھا کہ یہ لاش اس بادشاہ کی ہے جو حضرت سلیمانؑ کے سینکڑوں داماد وں میں سے ایک تھا۔ لیکن اس کے زیورات پر شی شونک لکھا ہوا پایا گیا۔ اور یہی اصلی نام قرار پایا۔ اس میں سے کچھ ظروف بھی ملے ہیں مصر کے فرمانروا شاہ فاروق کے سامنے تین ظروف کھولے گئے۔ ان میں سے ہر ایک میں لاش کی شکل کا ایک بکس نکلا۔ مقبرہ کے ایک کونے میں ایک صراحی پائی گئی ہے جو مٹی سے بالکل بھری ہے اس کو اب تک نہیں کھولا گیا ہے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ اس میں اسم ملیں گے۔

مصر کے بائیسویں شاہی خاندان (۹۵۰ قبل مسیح) میں پانچ شی شونگ گزرے ہیں۔ مذکورہ بالا لاش اگر شی شونگ اول کی ہے تو یہ وہی ظالم اور فاتح شی شونگ ہے جس کا ذکر انجیل میں ان الفاظ میں آیا ہے کہ شاہ ریہوبوم کی حکومت پانچویں سال میں مصر کے بادشاہ شی شاک نے بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ خدا اور بادشاہ کے گھروں کے خزانے لے گیا اور وہ سونے کی ڈھالیں بھی جن کو حضرت سلیمان نے بنایا تھا۔ اگر یہ لاش واقعی اسی شی شونگ کی ہے تو یہ انکشاف تاریخی حیثیت سے بہت اہم ہوگا۔

سمندر میں ریڈیم کی تلاش

آجکل ڈاکٹر چارلس پیگوٹ (کارنیجی انسٹیٹیوشن امریکہ) سمندر کی تہ سے ریڈیم نکالنے کی فکر میں ہیں۔ ریڈیم سب سے قیمتی دھات ہے ایک پونڈ کی قیمت ایک کروڑ روپیہ ہے۔ دنیا میں اب تک سارا ریڈیم تولہ دو تولہ کے قریب ہے۔ جو ان کانوں سے نکالا جاتا ہے۔ [illegible] امراض کے علاج اور گھڑیوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بلجیم کانگو میں کچھ زیادہ مقدار میں دستیاب ہوا۔ پھر کینیڈا کے شمالی مغربی علاقوں میں اس دھات کی بہتر قسم ملی۔

اب امید کی جاتی ہے کہ چارلس پیگوٹ کی کوشش سے یہ دھات سمندر کی تہ سے بہت زیادہ مقدار میں برآمد ہوگی۔ پیگوٹ سمندر کے نچلے طبقات کا ماہر ہے۔ اتفاق سے بحری ناروے کے محکمہ [illegible] کے ذریعہ سے اس کو سمندر کی تہ کی کیچڑ کا دل گئی۔ اس نے اس کا کیمیاوی تجزیہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس میں زمین کی تمام دھاتوں سے زیادہ شعاع زنی کے اجزا ہیں۔ پیگوٹ نے زمین کی تہ سے کیچڑ نکالنے کی غرض سے ایک عجیب و غریب آلہ ایجاد کیا ہے۔ اس نے ایک آبدوز بندوق تیار کی ہے جس میں بہت سی نلکیاں ہیں۔ بارود بھر کر اس کو سمندر میں ڈال دیا جاتا ہے نیچے پہنچ کر بارود مشتعل ہو جاتا ہے نلکیاں چھوٹ جاتی ہیں اور سمندر کی تہ کی کیچڑ نلکی میں بھر جاتی ہے۔ اب تک یہ نلکیاں سمندر کے اندر تین میل تک جا سکی ہیں لیکن پیگوٹ سات میل اندر کی کیچڑ نکالنا چاہتا ہے اس کے لئے اس نے لوہے کی ایک سکری بنائی ہے جو نیچے $\frac{5}{16}$ انچ اور اوپر $\frac{1}{16}$ انچ موٹی ہے۔ اس کا وزن پانچ ٹن ہے۔ یہ ایک بہیہ دار مشین میں لپٹی ہوئی ہے جو ایک سو گھوڑوں کی طاقت کے انجن سے چلتی ہے اب اسی کے ذریعہ سے پیگوٹ اپنی نلکیوں کو اندر ڈالے گا۔ پیگوٹ کی رائے ہے کہ نہ صرف ریڈیم بلکہ لوہا، تانبا اور جست وغیرہ دوسری دھاتیں بھی سمندر کی تہ سے برآمد ہوں گی۔ اگر پیگوٹ کو اس میں واقعی کامیابی ہوگئی تو دنیا میں بہت سی بیش قیمتی دھاتوں کا بڑا اضافہ ہو جائے گا اور ایسے زمانہ میں یہ اضافہ بہت مفید ہوگا جبکہ ماہرین ارضیات کا خیال ہے کہ مستقبل قریب میں بہت سی دھاتیں بہت جلد ختم ہو جائیں گی۔ کیونکہ یورپ میں ۱۸۵۰ء اور امریکہ میں ۱۹۱۰ء کے بعد تیل کے سوا کسی اور دھات کی کوئی کان معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ مثلاً امریکہ میں بارہ ارب [illegible] بلا ملین کے پیسے استعمال ہوتے ہیں اگر اس کی مزید کانیں دریافت نہ ہوئیں تو [illegible] نے لگے گی۔ اگر گذشتہ [illegible] سمندر سے برآمد ہوگئی [illegible]

حیدر آباد کے خلاف آریہ سماجی شورش پر ایک نظر

حکومت حیدر آباد کے خلاف آریہ سماجی شورش اب سارے ملک کے خرمن امن کیلئے آتش قیامت خیز کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ آریہ سماجیوں کی شرارتوں اور اشتعال انگیزیوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے وُہ جگہ جگہ اعلیٰ حضرت حضور نظام، سلطنتِ حیدر آباد۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سوقیانہ اور دل آزار نعرے لگاتے پھرتے ہیں مسلمان حتی الامکان صبر و ضبط سے کام لیتے ہیں لیکن بعض مقامات پر صورتِ حالات ناقابلِ برداشت ہوگئی۔ جس کا نتیجہ فساد کی صورت میں رونما ہوا۔ اس سے قبل دہلی، لکھنؤ، رہتک وغیرہ متعدد مقامات پر اسی وجہ سے فسادات ہو چکے ہیں اب آریہ سماجی شورش کے سب سے بڑے مرکز شولاپور سے ہولناک فساد کی اطلاع آئی ہے۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں، کہ ۲۱ مئی کی شب کو آریہ سماجی شورش پسندوں نے ایک جلوس نکالا جو حسب معمول مسلم آزار و اشتعال انگیز نعرے لگاتا رہا۔ نماز کا وقت قریب تھا کہ جلوس اسی طرح اپنی دیوانگی اور بازاری پن کا مظاہرہ کرتا ہوا ایک مسجد کے قریب پہنچا مسلمانوں نے اُنہیں ہر چند سمجھایا کہ نماز کا وقت ہے کم از کم اس وقت یہاں ایسے نعرے نہ لگاؤ لیکن آریہ سماجیوں نے ایک نہ مانی بلکہ انکا رویہ زیادہ اشتعال انگیز ہوگیا جس کا نتیجہ ہولناک تصادم کی صورت میں رونما ہوا۔

بعد کی اطلاع ہے کہ ۲۲ مئی کو پھر فساد کا اعادہ ہوا کیونکہ آریہ سماجیوں کی طرف سے شرارتوں اور اشتعال انگیزیوں کا سلسلہ باقاعدگی و تنظیم کے ساتھ جاری ہے۔ بازار بند اور گلیاں سنسان نظر آرہی ہیں۔ مقامی اخبارات کو تاکید کی گئی ہے، کہ وُہ فساد کے متعلق خبریں اور مضامین شائع کرنے میں خاص احتیاط سے کام لیں۔ حکومت بمبئی نے پونہ کے فوجی حکام سے درخواست کی ہے کہ وہ ایک لمحہ کے نوٹس پر فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دیں تاکہ بوقتِ ضرورت ان سے کام لیا جاسکے۔ بعد کی اطلاع ہے کہ فوج پونا سے شولاپور پہنچ چکی ہے)۔ آخری اطلاع کے مطابق ۲۱ مئی کو ۲ ہلاک اور ۲۱ مجروح ہوئے، اور ۲۳ مئی کو ۲ ہلاک اور ۱۳ مجروح ہوئے ہسپتال میں متعدد زخمیوں کی حالت خطرناک ہے، حالات ابھی تک قابلِ اصلاح نہیں ہوئے۔ اگر احتیاطی تدابیر کامیاب نہ ہوئیں تو مزید تصادم کا خطرہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماجیوں نے عزم کر رکھا ہے کہ وُہ ہر حالت میں اپنی شورش جاری رکھیں گے اس چیز نے صورتِ حالات کو بہت زیادہ مخدوش بنا دیا ہے۔

یہ خبر بھی اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شولاپور نے حکم نافذ کیا ہے، کہ آریہ سماجی رضاکار بارہ گھنٹوں کے اندر اندر ضلع شولاپور کی حدود سے باہر نکل جائیں کیونکہ انکی سرگرمیوں کی وجہ سے فساد کا احتمال ہے تعمیل نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائیگی، ایک غیر مصدقہ خبر یہ ہے کہ انگریزی علاقہ میں آریہ سماجی شورش پسندوں کی گرفتاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ صوبہ بمبئی کی کانگریسی حکومت نے خونین فساد کے بعد وہ کام کیا جو کہ اُسے آج سے بہت پہلے کرنا چاہیئے تھا۔ آریہ سماجی کافی عرصہ سے شولاپور میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ انہوں نے وہاں ایک کانفرنس بھی منعقد کی جس میں نہ صرف حکومتِ نظام بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھی نہایت اشتعال انگیز تقریریں ہوئیں لیکن ان سے کوئی بازپرس نہ کی گئی۔ کانفرنس کے بعد آریہ سماجی شورش کا باقاعدہ آغاز ہوا، ملک کے طول و عرض سے جتھے شولاپور پہنچنے لگے، صوبہ کی اسمبلی میں اُن کے متعلق سوالات بھی پوچھے گئے لیکن پھر بھی ڈاکٹر کھیر کی حکومت کو ہوش نہ آیا —— اب خونین ہنگاموں کے بعد یہ معمولی سی پابندیاں عائد کی گئی ہیں، وُہ بھی ضلع شولاپور کی حدود تک۔

ہمارا خیال ہے کہ صوبہ بمبئی کی کانگریسی حکومت کا یہ قدم بھی محض منافقت پر مبنی ہے، آریہ سماجی شورش پسند شولاپور کے علاوہ دوسرے شہروں اور علاقوں میں بھی ہنگامے بپا کر رہے ہیں، انکی ان حرکات کا نتیجہ وہی ہوگا۔ جو کہ شولاپور اور بعض دیگر مقامات پر ظاہر ہو چکا ہے ضرورت تھی کہ صوبہ بھر میں آریہ سماجیوں کی امن شکن اور خلافِ قانون حرکات پر پابندیاں عائد کی جاتیں —— پھر تمام کانگریسی حکومتوں کا دعویٰ ہے کہ ہمارے کاموں میں ہم آہنگی اور یکجہتی ہے، یہ سب کانگریس ہائی کمانڈ کی حلقہ بگوش اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہیں، اور کانگریس ... آریہ سماجی شورش سے علیحدگی کا اعلان کر چکی ہے تو کیا وجہ ہے کہ تمام کانگریسی صوبوں میں آریہ سماجیوں کی شورش پسندی اور اشتعال انگیزی کے متعلق مناسب کارروائی نہیں کی جاتی؟ معلوم ہوا ہے کہ اب آریہ سماجی اپنی شورش کا مرکز شولاپور سے صوبہ سی پی میں اٹارسی کے قریب ایک مقام پر منتقل کرنے والے ہیں یا کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ وہاں انکو شولاپور جیسے حالات پیدا کرنے کی اجازت ہی نہ دی جائے لیکن اُمید نہیں کہ سی پی کی کانگریسی وزارت کے کان پر کسی خونین ہنگامے کے بغیر جوں بھی رینگے۔

حیدر آباد کے خلاف آریہ سماجی شورش کے سلسلہ میں بھی کانگریس کے ہندو لیڈروں نے انتہائی منافقت و مسلم دشمنی کا ثبوت دیا ہے، کانگریس ویسے تو اس شورش سے علیحدہ ہے اور ایک سے زائد مرتبہ اسکا اعلان بھی کر چکی ہے لیکن اسکے ہندو لیڈر در پردہ یا بلاواسطہ آریہ سماجیوں کو اخلاقی و مالی امداد دے رہے ہیں، پنڈت نہرو کی ایسی تحریریں پریس میں آچکی ہیں جن کا مقصد اس شورش کی تائید و حوصلہ افزائی کے سوا اور کچھ نہیں۔ گاندھی جی بھی آریوں کو در پردہ مشورے دیتے رہتے ہیں، کانگریسی لیڈروں کی اس شرمناک منافقت کو دیکھ کر کانگریسی جمعیتہ العلماء دہلی کا اخبار "الجمعیتہ" بھی خاموش نہیں رہ سکا۔ وہ اپنی ۱۶ مئی کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

> اس سلسلہ میں تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ گاندھی جی در پردہ اس تحریک کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ حیدر آباد کی تحریک میں حصہ لینے والے آریہ لیڈر گاندھی جی اور پنڈت نہرو سے مشورہ حاصل کر رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک مسٹر گاندھی کا یہ فعل بیحد رنجدہ اور افسوسناک ہے۔

معاصر "الجمعیتہ" کا مسلک اور کانگریس سے پیار سب کو معلوم ہے۔ یہ اپنی کانگریس دوستی کیوجہ سے بڑے بڑے اسلامی قومی مصالح کو نظر انداز کر چکا ہے اور کرتا رہتا ہے مسلمانانِ ہند کی زبردست اکثریت کے برخلاف ہر موقع پر کانگریس اور اسکے مفاد کی حمایت کرنا اس کا شیوہ قدیم ہے لیکن کانگریسی لیڈروں کی اس منافقت پر اس سے بھی صبر نہیں ہو سکا چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:۔

> "اگر ستیہ اور اہنسا کا ڈھنڈورا پیٹنے والے یہ لیڈر بدترین قسم کی ناانصافی اور ظلم کو اپنی فرقہ پرستی میں جائز سمجھتے ہیں تو ہم انکا اعتراض نہیں کرنا چاہتے لیکن ملک کی مشترکہ سیاسیات کی رہنمائی کرتے وقت ہم ان سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کانگریس کے بنیادی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے مسٹر گاندھی یا پنڈت نہرو کس طرح اسکے مہا سبھائی لیڈروں کے ساتھ ملکر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کریں گے۔"

ان الفاظ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کانگریس کے ہندو لیڈروں کی حالت اور انکی ذہنیت کیا ہے، جو مسلمان کانگریس میں شریک ہیں اور دوسروں کو اسمیں شرکت کا مشورہ دیتے ہیں وہ کس قدر غلطی پر ہیں۔

اس پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" اپنی ۱۲ مئی کی اشاعت میں اس [illegible] کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔

> "حیدر آباد ستیا گرہ اپنی قسم کی نرالی اور بے نظیر تحریک ہے اس سے پہلے کئی ستیا گرہ دیکھنے اور سننے میں آئے لیکن اس [illegible] ستیا گرہ کی شان لاجواب ہے"۔

اسمیں کیا شک ہے کہ تحریک نرالی اور بےنظیر ہے کیونکہ اس تحریک کے سلسلہ میں جس قدر جھوٹ بولا گیا اور جسقدر بہتان تراشے گئے ہیں اور جس بدتمیزی اور پست فطرتی کا مظاہرہ کیا گیا اور جسقدر لوگوں کو فریب دیا گیا ہے اسکی دوسری کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسکی شان یقیناً لاجواب ہے کیونکہ اوّل تو آوارہ لونڈے، بیکار نوجوان، اور نہایت ہی لاعلاج قسم کے جاہل لوگ بھرتی کرکے بھیجے جا رہے ہیں جن میں سے بہت سے معافی مانگ کر واپس آ رہے ہیں جو کوئی معقولیت پسند آدمی جاتا ہے تو وُہ حالات کا مطالعہ کرکے حیران ہو جاتا ہے اور آریہ سماجیوں کی بہتان طرازیوں پر تین حرف بھیج اور [illegible] کے حکام سے معذرت کر کے اس شورش سے بے تعلقی کا اعلان کر [illegible] کیونکہ حدودِ ریاست میں قدم رکھتے ہی وُہ دیکھ لیتا اور محسوس کر لیتا ہے کہ [illegible] سے خوشحال و مطمئن ہیں اور انہیں شہری حقوق اور مذہبی آزادی حاصل [illegible] اور آریہ سماجی اخبارات اور لیڈروں کے افسانے بالکل بے بنیاد اور [illegible] سے غلط ہیں۔

آریہ سماجی اپنی شورش کے متعلق دعوے تو بہت کرتے [illegible] وہ کر دینگے، اتنے لاکھ اور اتنے کروڑ آدمی جیل میں بھیج دینگے پھر [illegible] کیا جا رہا ہے، پے در پے سفید جھوٹ بولے جا رہے ہیں لیکن اب [illegible] حلقوں میں حالات کی مجبوری یا ضمیر کی ملامت کیوجہ سے سچی باتیں [illegible] پر آنے لگی ہیں۔ جات پات توڑک منڈل کا آرگن سالہ "کرانتی" اپنی تازہ [illegible] میں لکھتا ہے کہ آریہ سماجیوں میں جوش کی کمی ہے اور جوش پیدا کرنے کیلئے کہہ رہا ہے کہ چلو حیدر آباد۔ بوڑھے نحیف، بستر سے لگے ہوئے سب سے آگے کمر باندھ رہے ہیں، روپیہ بھی اپنی طاقت سے بڑھ کر دا رہے ہیں لیکن یہ سارا جوش و خروش مٹی میں مل جائیگا اور انکا جوش چند دن میں ہی دودھ کے جھاگ کی مانند بیٹھ جائیگا۔ آریہ گزٹ ان سچی باتوں پر بہت بگڑا ہے —— سچ کڑوا ہی ہوتا ہے۔

جالندھر کی اطلاع ہے کہ وہاں ۲۰ مئی کو بابا بدن سنگھ [illegible] نے آریہ سماج مندر میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

> "میری سکیم یہ ہے کہ ستیہ آگرہ میں اندھے والنٹیر بھیجے جائیں۔ اگر ایک لاکھ اندھے قید ہو جائیں تو نظام گورنمنٹ کو دو لاکھ آدمی اُن کے انتظام کے لئے بھیجنے پڑینگے نیز بوڑھوں کا بھی ایک جتھہ بنانا چاہیئے وہ بھی گھروں پر مرنے کی بجائے حیدر آباد میں جا کر مریں۔"
>
> (انقلاب ۲۴ مئی)

تجویز دلچسپ ہے لیکن ایک لحاظ سے اس پر پہلے ہی عمل ہو رہا ہے حیدر آباد جو آریہ سماجی جا رہے ہیں اگر وہ آنکھوں کے اندھے نہیں تو اندھے ضرور ہیں۔ باقی رہی حیدر آباد جا کر مرنے والی تجویز تو ریاست کے خلاف شورش بپا کرنیوالے آریہ سماجیوں پر جسمانی نہیں تو اخلاقی موت وارد ہو چکی ہے۔ ورنہ وہ اس قدر کذب بیانیاں بہتان طرازیاں اور اشتعال انگیزیاں ہرگز نہ کرتے +

اہلحدیث کا چیلنج منظور

گذشتہ محرم الحرام کے موقع پر دہلی کی جماعت اہلحدیث (امامیہ) نے خود ہمیں دعوت دے کر بلایا اور اپنے جلسہ سالانہ کو رونق دینے کے لئے ہم سے عقائد احمدیہ بمقابل عقائد اہلحدیث پر مناظرہ کیا اور اس کام کے لئے مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی کے صاحبزادگان جو دونوں مولوی ہیں۔ ہمارے مد مقابل ہوئے بجائے اس کے کہ اصولی بحث ہو۔ روپڑی مولوی صاحبان نے کج بحثی اختیار کی اور شریفانہ طریق کلام کی بجائے استہزا کا پہلو اختیار کیا۔ مگر خدا کی قدرت اثنا ء بحث میں جب ان کو یہ کہا گیا کہ آیت کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کے معنی بجز اس کے کچھ ہو ہی نہیں سکتے کہ حضرت عیسےٰ سے جب روز حشر یہ سوال ہوگا کہ اے عیسےٰ تونے لوگوں کو کہا تھا کہ تجھ کو اور تیری ماں کو سوائے خدا کے دو معبود ٹھہرا یا جائے تو حضرت عیسےٰ فرمائیں گے کہ جب تک میں ان میں رہا توحید کی تعلیم دیتا رہا اور یہ کب ممکن ہے کہ میں وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں۔ میں نے تو یہی کہا کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ اور میں اس پر ان کی نگہبانی کرتا رہا۔ جب تک ان میں رہا۔ مگر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو بعد میں تو ہی ان کا نگران حال تھا۔

ان معانی کو احادیث اور قرآن کریم اور محاورہ عرب سے صحیح ثابت کیا گیا اور فریق مخالف کو گھر تک پہنچانے کے لئے مبلغ پچاس روپے انعام کے فریق مخالف کے پاس بطور امانت رکھدیئے گئے اور پہلے فریق مخالف کے امام مولوی عبد الستار صاحب کو ہی حکم مان کر ان کے حلفی فیصلہ پر بلا کسی مزید بحث کے انعام دینے کا اقرار برسر اجلاس کیا گیا۔ مگر وہ اس فیصلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اگرچہ روپڑی مولویوں نے ان سے التجا بھی کی۔ پھر ہم نے مولوی خدا بخش صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کو حکم مان لیا۔ لیکن انہوں نے باوجود ہمارے مخالف اور اہلحدیث کے ہمخیال ہونے کے روپڑی مولویوں کو انعام نہ دیا۔ حالانکہ اس کیلئے بڑے بڑے علماء نے جو سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کیلئے حرام کو حلال قرار دیدینا اپنا ہنر سمجھتے ہیں اپنا پورا پورا زور لگایا اور ہر ممکن طریق سے ہمارے خلاف فیصلہ کرانا چاہا۔ پر کچھ تصرف الٰہی ایسا زبردست تھا کہ مولوی خدا بخش صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور ان کو صاف کہدیا کہ جب تک تم لوگ محاورہ عرب سے کوئی مثال توفی کے استعمال کی ایسی نہ دکھاؤ۔ جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور بندہ مفعول بہ اور باب تفعل ہو اور کوئی قرینہ موجود نہ ہو اور وہاں معنے سوائے موت اور قبض روح کچھ اور ہوں۔ تب تک میں کسی طرح انعام آپ لوگوں کو نہیں دے سکتا۔ اس پر علماء کرام نے متفقہ کوشش بھی کی اور انفرادی طور پر بھی۔ تمام لغت کی کتابیں چھان ماریں۔ مگر مطلوبہ مثال نہ ملی پر نہ ملی جس پر انعام کی رقم آپ کو دی جانے سے انکار کر دیا گیا اور روپڑی علماء چپکے سے کاغذات لیکر چلدیئے۔ ادھر ہم نے حکم صاحب سے مطالبہ کیا کہ وہ یا تو ان واقعات کی حلفاً تصدیق کریں تاکہ وہی فیصلہ سمجھا جائے اور یا تکذیب کریں۔ ورنہ انہیں اب ہمارے خلاف فیصلہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے ان حالات میں بجائے فیصلہ لکھنے کے اپنے ہی ہم عقیدہ جماعت کو مزید ذلیل کرنے کے بڑی خوشی سے انعام کی رقم احمدی جماعت کے حوالہ کردی۔

یہ صحیح صحیح واقعات ہیں جن کی تردید نہ اب تک کسی نے کی ہے نہ کوئی کرسکتا ہے۔ ہاں بعض عقل کے اندھوں کی اشک شوئی کے لئے ایک غیر معروف مولوی صاحب نے جو بیان ایک مسجد کے امام ہیں ایک پوسٹر شائع کیا جس میں لکھا کہ احمدی جماعت کا یہ جھوٹ ہے کہ عیسےٰ کی وفات ثابت ہوگئی۔ مگر اس ملاں صاحب کو یہ بھی خبر نہیں کہ انعام کی رقم کا دیا جانا وفات وحیات مسیح کے فیصلہ پر موقوف نہ تھا۔ بلکہ لفظ توفی کے معنی بجز موت یا قبض روح کچھ اور ثابت کرنے پر مدار تھا۔ اور فریق مخالف اس مطالبہ کو پورا نہ کرسکا اس لئے انعام سے محروم رہا۔ پس ملاں صاحب کے پوسٹر میں تو واقعات کا انکار نہ تھا اس لئے ہم نے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔

اس ملاں صاحب کے بےمعنی پوسٹر سے بجائے ہماری تردید کے ہماری تصدیق ہوتی ہے اور پبلک نے بھی غالباً اسی نظر سے اس پوسٹر کو دیکھا۔

دہلی کے اہلحدیث میں سے ایک صاحب جو نابجرم میں صدر بازار میں ان کی دوکان ہے۔ انہوں نے اپنے مولوی عبد اللہ معمار صاحب امرتسری سے ہمارے پوسٹر کا جواب لکھوا کر حال ہی میں شائع کیا ہے۔ کل ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء کو اتفاق سے یہ پوسٹر مجھے ایک مسجد کے دروازہ پر نظر پڑ گیا۔ جب میں نے اسے پڑھا۔ تو مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ کیونکہ اس پوسٹر میں بھی واقعات کی تکذیب نہیں کی گئی اور نہ ہی ہمارے انعامی مطالبہ کا کوئی جواب ہے۔ ہاں اس میں ہمارے انعامی مطالبہ سے بچنے کے لئے ہمارے مطالبہ کو بیجا مطالبہ قرار دیا ہے۔ اور اس پر خیر سے آپ نے

ایک سو روپیہ انعام

کا چیلنج بھی دیا ہے اور لکھا ہے کہ احمدی جماعت اگر کتب لغت یا کسی عربی زبان کی گرامر سے دکھا دے کہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ جب فعل توفے کا فاعل اللہ ہو اور مفعول انسان ہو تو اس کے معنے سوائے موت یا قبض روح کے اور نہیں ہوتے تو میں ایک سو روپیہ انعام دونگا۔ معمار صاحب کا سارا پوسٹر

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

کا مصداق ہے۔ مگر چونکہ معمار صاحب کو اپنی اس کج بحثی پر ناز ہے اور وہ اس پر یکصد روپیہ انعام بھی مقرر کرتے ہیں اور اپنی پاکٹ بک محمدیہ میں بھی اس مطالبہ کو پیش کیا ہوا ہے اس لئے ہمیں انکا یہ

"انعامی چیلنج منظور ہے"

اب چاہے معمار صاحب تحریری بحث کرلیں یا تقریری۔ دہلی میں یا امرتسر میں یا کسی اور مقام پر غرض مساوی شرائط کے ساتھ وہ جہاں چاہیں اور جب چاہیں ہم سے مناظرہ کرلیں۔ ہم لغت عرب سے اس امر کا ثبوت دیں گے کہ قاعدہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فاعل اور بندہ مفعول بہ ہو اور توفے (باب تفعل) فعل ہو تو معنی موت یا قبض روح کے سوا کچھ ہوتے ہی نہیں۔ ہمارا ثبوت انشاء اللہ منقولی و معقولی ہوگا۔

فیصلہ کون کرے گا؟

ہماری رائے میں اس انعامی مباحثہ کے فیصلہ کے لئے تین منصف ہونے چاہئیں۔ جن میں مولوی عبد اللہ صاحب معمار کے استاد جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور جناب مولوی خدا بخش صاحب مدرس مدرسہ امینیہ ضرور شامل ہوں اور ایک تیسرا شخص اور چن لیا جائے جو بالکل غیر جانبدار ہو۔

انعام کی رقم

انعام کی رقم مباحثہ سے قبل ایک امین کے سپرد کر دی جائے امین کا فرض ہوگا کہ جس فریق کے حق میں فیصلہ ہو اسے انعام کی رقم دیدے۔

کیا معمار صاحب مباحثہ کریں گے؟

ہم اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتے اس کا جواب واقعات دینگے مگر ہمیں امید نہیں کہ معمار صاحب اس انعامی مباحثہ کی جرأت کریں۔ کیونکہ ان کے متعلق میرا سابقہ تجربہ ایسا ہی ہے۔ اگر وہ واقعی مباحثہ کے لئے تیار ہوں تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ بہتر ہو کہ اس کا مطبوعہ جواب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کی معرفت مجھے بھیجدیا جائے۔

۲۳ مئی ۱۹۳۹ء — عمر الدین احمدی۔ دہلی۔

وفات حسرت آیات

افسوس کہ ہمارے محترم دوست منشی محمد حسین صاحب صادق، یعنی مولانا منصور احمد صاحب مرحوم مدیر "ادبی دنیا" لاہور کے والد ماجد ۱۲ مئی کو بعارضہ فالج انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاہور کے بہت سے احمدی احباب مرحوم کو جانتے تھے۔ یہ راجہ غلام نادر خاں صاحب مرحوم کے یار غار تھے اور بڑی خوبیوں کے آدمی تھے حضرت صاحب اور سلسلہ احمدیہ سے بہت اخلاص اور عقیدت رکھتے تھے اور اس کی خدمات دینیہ کی دل سے قدر کرتے تھے۔ سات آٹھ سال ہوئے کہ آپ مرض اختلاج قلب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ شدت مرض کے ایام میں مجھے آپ نے ایک وصیت کی جس کا ایک حصہ تو پرائیویٹ معاملات کے متعلق ہے جس کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں۔ دوسرا حصہ یہ تھا کہ میری وفات پر جماعت احمدیہ میرا جنازہ ضرور پڑھے۔ اس لئے میں سب احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ مرحوم کی وصیت کے مطابق احباب ان کا جنازہ غائبانہ پڑھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

منشی صاحب مرحوم نہایت باذوق، ملنسار، متواضع اور مہمان نواز بزرگ تھے۔ خدا نے ان کو محبت کرنے والا دل دیا تھا۔ اپنے احباب اور اعزا سے نہایت اخلاص اور وفا کا سلوک کرتے تھے اور آپ کا دستر خوان بہت وسیع تھا۔ ہمیں آپ کی زوجہ محترمہ اور فرزندان ارجمند مسٹر مظفر احمد و مسٹر محمود احمد سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور متعلقین کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔ آمین

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مصطفٰے خاں

پیغام صلح: ہمیں جناب مولانا مصطفٰے خاں صاحب بی۔ اے ایڈیٹر رسالہ اسلامک ورلڈ کے مندرجہ بالا مراسلہ سے جناب منشی محمد حسین صاحب صادق مرحوم کی وفات کا معلوم کر کے بہید رنج ہوا۔ مرحوم واقعی بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے ہمارے تبلیغی کام کو قدر و محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس حادثہ وفات پر ہم ساری جماعت کی طرف سے مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور لائق فرزندوں کی خدمت میں اظہار افسوس و ہمدردی کرتے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق دے آمین ثم آمین

مرحوم نے اپنی وصیت میں یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ میری وفات پر جماعت احمدیہ میرا جنازہ ضرور پڑھے۔ لہذا ہم تمام احباب اور جماعتوں کی خدمت میں پر زور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے مقامات پر مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں

مجدد اعظم کا ایک عظیم الشان کارنامہ

فروعی اختلافات کی اہمیت کا خاتمہ کر دیا

آجکل مسلمانوں کے فروعی اختلافات ان کے تنزل و پستی کا سب سے بڑا باعث بنے ہوئے ہیں اور بعض اوقات یہ ایسی خوفناک کشمکش کی بنیاد بن جاتے ہیں۔ جو کہ نہ صرف اسلامی مفاد کیلئے انتہائی نقصان رساں ہوتی ہے بلکہ اس کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کی نظروں میں بے آبرو ہونا پڑتا ہے۔ لکھنؤ میں ان دنوں مدح صحابہ اور تبرا کی تحریکات کے سلسلہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کی ایک واضح مثال ہے۔ معمولی اور فروعی اختلاف کو فریقین کے رہنماؤں کی کم عقلی و ذاتی اغراض نے اس قدر ناگوار اور رسوا کن صورت دیدی ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے بہترین مصالح بیدریغ اس پر قربان کئے جا رہے ہیں۔

اصل میں بات یہ ہے کہ ہر ایک چیز کو اس کی حیثیت کے مطابق اہمیت دینے میں ہی قوموں کی زندگی اور ترقی کا راز پوشیدہ ہے جو قوم غیر اہم اور معمولی امور پر اپنی تمام تر طاقت یا اس کا بہت بڑا حصہ ضائع کر دیتی ہے ضروری ہے کہ وہ اہم معاملات میں کمزوری دکھائے آج مسلمانوں کے ہاں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ان کے علماء ان معمولی اختلافات پر جو کہ کارزار گرم کئے ہوئے ہیں مسلمانوں کی طاقتیں اس خانہ جنگی میں ضائع ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں کا خون پیکار اتحاد اسلامی کیلئے زبردست روک ثابت ہو رہا ہے۔ اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے

تمام دردمند اور مخلص مسلمان اس صورت حالات سے پریشان ہیں۔ اس کی اصلاح کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ لیکن اب تک کوئی کوشش خاطر خواہ کامیاب نہیں ہوئی۔ بلکہ اس قسم کی بعض مساعی نوجوانوں کی ٹھوکر کا باعث بن گئی ہیں اور انہوں نے ان سے غلط طور پر متاثر ہو کر ایک ایسی راہ اختیار کر لی ہے جو دین کی طرف نہیں بلکہ بے دینی کی طرف جاتی ہے۔

اس خطرناک و تباہ کن مصیبت کا کامیاب علاج احمدیت کے پاس موجود ہے۔ اگر غور و انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو احمدیت ایک ایسی اصلاحی اسلامی تحریک ہے جس میں فروعی اختلافات کو اہمیت دینے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے اور صرف اسی تحریک میں اتحاد اسلامی کے مہتم بالشان کام کو انجام دینے کی قابلیت موجود ہے۔ یہ کوئی خوش فہمی یا لفظی دعویٰ نہیں بلکہ واقعات اس کی زبردست تائید کرتے ہیں

ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور نے اپنے علم اور عمل سے فروعی اختلافات کی اہمیت کا پورے طور پر خاتمہ کر دیا۔ جس وقت مسیح موعودؑ نے اپنا مشن شروع کیا ہے اس زمانہ میں فروعی اختلافات کا ہنگامہ موجودہ وقت سے بھی زیادہ ناگوار صورت میں بپا تھا۔ آپ کے سامنے ایک بلند مقصد تھا۔ آپ نے بے دھڑک ہو کر اپنا کام شروع کیا۔ آپ کی بعض تعلیمات لوگوں کو لاعلمی کی وجہ سے کچھ نئی سی معلوم ہوئیں۔ اس کی وجہ سے آپ کی سخت مخالفت بھی ہوئی۔ مناظروں اور بحثوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ نے فروعی اختلافات کو کوئی اہمیت نہیں دی اور صرف انہی باتوں کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ جن کا تعلق اسلامی اصولوں اور اسلام کی ترقی کے ساتھ تھا۔ آپ کی جماعت میں شیعہ، سنی، اہلحدیث وغیرہ مختلف فرقوں کے افراد شریک ہوئے وہ اپنے ساتھ فروعی اختلافات بھی لائے لیکن جماعت احمدیہ کے اندر داخل ہوتے ہی ان اختلافات کی اہمیت یکسر زائل ہو گئی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ فروعی اختلافات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ ان کو کشادہ دلی اور رواداری سے برداشت کرنا چاہئے۔ ان کو اہمیت دینا اور ان کی وجہ سے معرکہ کارزار برپا کر لینا غلطی ہے اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب قوم اپنے اصولوں اور مقاصد کو فراموش کر دے۔ جس قوم کے پاس اعلیٰ درجہ کے اصول اور بلند مقاصد ہوں۔ وہ فروعی اختلافات کی وجہ سے آپس میں ہرگز الجھ نہیں سکتی۔ یہ اختلافات زمین پر گری ہوئی خشک ٹہنیاں ہیں۔ جس شخص کی نظر درخت کے پختہ و شیریں اثمار پر ہو وہ خشک ٹہنیوں کی پروا کیسے کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پیچھے ایک جماعت

چھوڑی جو خدا کے فضل سے حضور کے مسلک پر قائم ہے۔ اس کے سامنے خدمت و تبلیغ اسلام کا بلند مقصد ہے وہ اس مقصد کیلئے سرگرم عمل ہے وہ ہرگز کسی ایسے فروعی اختلافات کو اہمیت دینے کیلئے تیار نہیں جو اسلام کے کسی اصول و مقصد پر اثر انداز ہو۔ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے جماعت کا طرز عمل اس پر گواہ ہے جو روشن خیال اتحاد دوست اصحاب ان اختلافات اور ان کی وجہ سے پیدا شدہ مذہبی نزاع سے گھبرا گئے ہیں انہیں مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ ان کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کی آغوش امن کھلی ہوئی ہے۔ یہ جماعت خدمت اسلام کے ایسے بلند مقام پر کھڑی ہے جہاں فروعی اختلافات خود بخود حقیر اور بے حقیقت نظر آنے لگتے ہیں۔ ہر ایک فرد سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ روشن خیال اور اتحاد دوست مسلمانوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے اس شاندار کارنامہ اور جماعت احمدیہ لاہور کے اس نمایاں مسلک کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائے۔

ترک بچوں کا جذبۂ خدمت قوم

تازہ عربی اخبارات کے ذریعہ مندرجہ ذیل دلچسپ خبر ہندوستان پہنچی ہے

"ترکی میں بارہ سال کے بچوں نے ایک نئی مہم جاری کی، وہ سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو کی تعداد میں جمع ہو کر لوگوں سے چندہ وصول کرتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہوائی جہازوں کیلئے حکومت کی مدد کرو۔ اور اپنی قوم کو تباہی سے بچاؤ۔ یہ بچے جب کسی دکان یا مکان پر پہنچتے ہیں تو لوگ ان کا استقبال کرتے ہیں انہیں شربت پلاتے ہیں اور پھل کھلاتے ہیں اور نہایت فراخدلی کیساتھ انہیں چندہ بھی دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص چندہ دینے سے انکار کر دے تو یہ تمام بچے اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ترک نہیں کسی اور ملک کا باشندہ ہے . . . . . عام طور پر لوگ ان بچوں کی باتوں کا برا نہیں مانتے بلکہ انکی بے انتہا عزت کرتے ہیں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے دو ماہ میں اتنا چندہ جمع کر لیا ہے کہ اس سے ہوائی جہاز آسانی سے خریدا جا سکتا ہے"۔

ترک ایک زندہ قوم ہے، اس کے سامنے ایک مقصد ہے قوم کے تمام طبقات کو اس مقصد سے ہمدردی اور دلچسپی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکوں کے کمسن و معصوم بچے بھی اس قدر جوش و سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہماری قوم کے سامنے بھی ایک بہت بلند مقصد اور اعلیٰ ترین کام ہے ——— خوب یاد رہے کہ جب تک ہم میں اپنے مقصد اور کام کے لئے ایسا ہی جوش و سرگرمی پیدا نہیں ہوتی خاطر خواہ کامیابی مشکل ہے۔

ضرورت ہے کہ احمدی نوجوان ترک بچوں کے اس کارنامہ اور روح پر غور کریں اور اس سے سبق سیکھیں۔

لاہور میں یوم وصال

کامیاب و بارونق جلسہ

لاہور ۲۶ مئی آج شام بعد نماز مغرب حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کی مبارک تقریب کے سلسلہ میں ایک جلسہ بصدارت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب منعقد ہوا۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب، جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب، ڈاکٹر اکرم صاحب [illegible] نے پُر اثر تقریریں کیں [illegible]

شذرات

قادیانی جماعت کے نظام کی حقیقت

جناب خلیفہ قادیان اور انکی جماعت کو اپنی کثرت تعداد و نظام پر بہت ناز ہے۔ یہ لوگ ہر موقع پر ان چیزوں کو اپنی صداقت و کامیابیوں کے ثبوت میں پیش کرتے رہتے ہیں لیکن اندرونی حالات سے واقف لوگ انکے نظام کی حقیقت کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور انہیں اس "لفافہ" کے اندر کا مضمون معلوم ہے۔ بعض اوقات جناب خلیفہ صاحب اور قادیانی جماعت کے ذمہ دار بزرگوں کی زبان و قلم پر بھی غیر ارادی طور پر ایسی باتیں آجاتی ہیں جن سے قادیانی نظام کے متعلق مفید معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔ گذشتہ دلوں جناب خلیفہ صاحب نے قادیان کی مساجد کی توسیع کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی لیکن اس کی کسی نے پروا نہ کی اس پر آپ بہت خفا ہوئے اور ۵ مئی کے خطبہ جمعہ میں بہت کچھ اظہار ناراضگی کیا۔ اس خطبہ میں اپنی مرکزی انجمن کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

"ہر تحریک کامیابی کیلئے پروپیگنڈا چاہتی ہے ضروری ہوتا ہے کہ لوگوں تک اسے پہنچایا جائے اور وصولی کا انتظام کیا جائے۔ آواز کان میں پڑی اور سنکر چلے گئے یہ علامت تو قرآن کریم نے منافقوں کی بتائی ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرماتے تو مومن اسے سنکر ذہن نشین کر لیتے تھے اور عمل پر مستعد ہو جاتے تھے لیکن منافق باہر نکلتے ہی کہتے تھے ماذا قال آنفاً ابھی ابھی یہ کیا کہہ رہے تھے۔ ہماری جماعت اس بات کی دعویدار ہے کہ وہ خلافت کا احترام کرتی ہے اگر یہ صحیح ہے تو سب سے زیادہ احترام مرکزی انجمن کی طرف سے ہونا چاہیئے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہی سب سے زیادہ میری ہدایات کو نظر انداز کرتی ہے۔ اسکی مثال بالکل من چہ سرائم و طنبورہ من چہ سرائد والی ہے طنبورہ کچھ اور بجاتا ہے اور بجانے والا کچھ اور بجاتا ہے اور اس کے باوجود ناظر شکایت کرتے ہیں کہ آپ پبلک میں ہمارے خلاف ریمارکس کرتے ہیں اس سے پبلک میں ہماری عزت قائم نہیں ہوتی۔"

(الفضل ۱۳ مئی ۱۹۳۹ء)

جناب خلیفہ صاحب کے یہ الفاظ قادیانی نظام کی اصل کیفیت اور اندرونی حالت پر ایسی تیز روشنی ڈالتے ہیں کہ اس کے تمام خد و خال بالکل صاف نظر آسکتے ہیں۔ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمودی جماعت کے مرکز میں اُنکی مرکزی انجمن کے سب سے زیادہ ذمہ دار کارکن خلیفہ صاحب کی باتوں کو ایک کان سے سنتے اور دوسرے کان اڑا دیتے ہیں۔ دوسرے ذرائع کے علاوہ اس طریق پر بھی "منافقت" کی دبا جماعت کے مرکز کے قلب میں جا پہنچی ہے ——— اس گرمی گفتار سے اسکی شناعت غیر معمولی ہی معلوم ہوتی ہے غالباً اسی لئے چارہ سازی کا دعویدار بر سر منبر مایوسانہ انداز میں شکوہ و شکایت کا دفتر کھولے کھڑا ہے۔

جو لوگ قادیانی نظام کے معترف یا اس سے متاثر ہیں انہیں ذرا خلیفہ صاحب کے ان الفاظ پر غور کرنا چاہیئے۔

خلیفہ کی عزّت اور قابلیّت

اسی خطبہ جمعہ میں جناب خلیفہ صاحب اپنے ناظروں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :-

"تم لوگ اپنے طریق کو بدلو پھر خود بخود تمہاری عزت قائم ہو جائیگی۔ جب تک تم اس ہستی سے اپنے آپکو وابستہ نہیں کرتے جسے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اور امیر المومنین بنایا ہے۔ میں کتنا ہی کیوں نہ کہوں لوگ تمہاری عزت نہیں کرینگے کیونکہ عزت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور خدا تعالیٰ اس شخص کی عزت کس طرح کرسکتا ہے جو اُس کے مقرر کردہ خلیفہ کی عزت نہیں کرتا جب تک آپ لوگ گوش بر آواز نہیں رہتے اور یہ خیال نہیں رکھتے کہ کیا آواز امیر المومنین کی طرف سے آئی ہے۔ اور پھر اس پر عمل کرنے کیلئے مستعدی سے دوڑ نہیں پڑتے اس وقت تک آپ لاکھ سر پٹکیں اپنی عزت قائم نہیں کرسکتے جس دن آپ لوگ اپنی ذمہ داری کو سمجھینگے اسی دن لوگوں میں بھی آپ کی عزت قائم ہو جائیگی۔"

(الفضل ۱۳ مئی ۱۹۳۹ء)

یہ تو میاں صاحب کا پرانا دعوےٰ کہ میں خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں اور اکثر وہ اپنے اس دعویٰ کا اعادہ زور شور سے فرماتے رہتے ہیں گو اس کا کوئی معقول ثبوت اُنکے پاس موجود نہیں ہے۔ اس قسم کے دعاوی کو عقل سے معرا پیر پرست لوگ ہی مانا کرتے ہیں ——— خلیفہ کے نہ ماننے والوں یا اس پر اعتراض کرنے والوں یا اسکے احکام کی تعمیل نہ کرنے والوں کو ایسی دھمکیاں دینا بھی جناب میاں صاحب کی قدیم عادت ہے لیکن گذارش یہ ہے کہ جو شخص اسقدر بلند بانگ دعاوی کے باوجود اپنی صدر انجمن کے کارکنوں اور ہر وقت پاس رہنے والے مصاحبوں اور ناظروں کی بھی اصلاح نہ کرسکا۔ اور ان کی یہ کیفیت ہے کہ وہ خلیفہ کی بات کو ایک کان سن کر دوسرے کان منافقوں کی طرح اڑا دیتے ہیں۔ اس کی قابلیت کے متعلق کس طرح کوئی اچھی رائے قائم کی جاسکتی ہے؟ جناب میاں صاحب کے دعوے تو اس قدر بلند ہیں کہ آسمان کی خبر لاتے ہیں اور اسقدر وسیع ہیں کہ تمام کرہ ارض اور نسلِ انسانی کو اپنی لپیٹ میں بے تکلف لے لیتے ہیں لیکن ان کی روحانی اور تنظیمی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ اُن کے ناظر ہی ان کی اس "وسیع و عریض" خلافت کا احترام نہیں کرتے۔ چراغ تلے اندھیر کی اس سے زیادہ روشن مثال شاید ہی کسی دوسری جگہ مل سکے۔

کیا کبھی جناب میاں صاحب نے اس بات پر غور کیا ہے کہ انکے دعاوی عمل و معقولیّت کی دنیا میں کیا حیثیت رکھتے ہیں!۔

ذلّت کی انتہا

یو۔پی کے مسلمانوں نے لکھنؤ میں مدح صحابہ اور تبرا کی منحوس تحریکات کی شکل میں بدبختی اور تباہی کا جو شغل اختیار کر رکھا ہے اس کی دردناک تفصیلات کئی مرتبہ ان صفحات میں بیان ہوچکی ہیں۔ یہ کشمکش پہلے ہی ہر لحاظ سے مسلمانوں کیلئے نقصان رساں اور باعثِ ذلت تھی۔ اب اس میں ایک اور شرمناک اور ذلت آفریں پہلو کا اضافہ ہوا ہے۔ روزنامہ "شہباز" لاہور اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ پنجاب سے سکھوں کا ایک جتھا تبرا میں حصہ لینے کیلئے لکھنؤ پہنچ گیا ہے۔ تحریک تبرا میں سکھوں کی شرکت سے غالی شیعہ بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس بات کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ سکھوں نے کس ذہنیت اور کن مقاصد کے ماتحت اس تحریک میں شرکت کی ہے۔

آہ! مسلمانوں کی حماقت، عیر مآل اندیشی، برادر کشی اور بے حسی کا کس قدر رنجدہ اور عبرت ناک منظر ہے کہ آج غیر ہمدردوں اور دوستوں کے بھیس میں اس کی خانہ جنگیوں کی آگ پر تیل چھڑک رہے ہیں۔ اب یہ عین ممکن ہے کہ سکھوں یا ہندوؤں کا کوئی جتھا مدح صحابہ کی تحریک میں شرکت کے لئے بھی لکھنؤ پہنچ جائے۔ کیا یو۔پی کی کانگریسی حکومت کی چالاکیاں اور سیاسی چالیں اور وہاں کے ہندوؤں کی ریشہ دوانیاں کم تھیں کہ ہمارے شیعہ بھائی سکھوں کی امداد پر خوش ہو رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم کرے اور وہ غیروں کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے آپکو خانہ جنگیوں کے ذریعہ تباہ نہ کریں۔

ایک قابلِ توجّہ تجویز

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے صاحبزادہ جناب مسٹر ممتاز احمد صاحب فاروقی کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں :-

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ، -

مکرمی سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات حسرت آیات پر ساری قوم احمدیہ نوحہ زن ہے۔ حضرت صاحب کا ایک پرانا صحابی اُٹھ گیا۔ اور ہماری جماعت کا ایک رکن اعظم ٹوٹ گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔ میں دیکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ یہ پُرانے بزرگ ایک ایک کرکے اپنے مولیٰ حقیقی سے ملتے جارہے ہیں اور ان کی جگہ لینے والے بہت کم ہیں کیا یہ ہمارا فرض نہیں ہے، کہ ہماری آئندہ نسلوں کے لئے ہم ان بزرگانِ دین کے نقشِ قدم کو بحال رکھنے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کرنے کے لئے، ان بزرگوں کے مختصر حالاتِ زندگی بمع اُن کی فوٹو اور اُن کی خدماتِ دین و سلسلہ کے کتابی صورت میں شائع کریں۔ ان میں سب بزرگوں کا ذکر ہو جو کہ وفات پا چکے ہیں یا جو بقید حیات ہیں۔ مہربانی فرماکر میری اس تجویز کو اخبار میں درج فرماکر اور اس پر اپنی رائے دیکر مشکور فرمائیں۔

میری دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ اخبار "پیغام صلح" میں وقتاً فوقتاً بہت سی نظمیں چھپتی رہی ہیں۔ وہ نظمیں بھی اور چند ایک اور نظمیں جو ہمارے دوستوں نے اس سے پہلے لکھیں جو کہ مناسب حال ہوں اور جن سے کچھ مفید نتائج اخذ ہوسکیں اور ہماری جماعت کے نوجوانوں کے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا کرسکیں۔ انکو ایک کتابی صورت میں شائع فرمادیں ممکن ہے اگر انجمن اس میں کوئی عمل درآمد نہ کرے تو چند ایک احباب مل کر شائع کرسکیں۔ اس تجویز پر بھی غور فرمائیں۔ والسلام۔

خاکسار: (ممتاز احمد فاروقی)

پیغامِ صلح: - یہ تجویز جماعت کے تمام اہل الرائے اصحاب کی توجہ کی مستحق ہے ہم ان بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کسی قریبی اشاعت میں کرینگے (انشاء اللہ)

حضرت شاہ صاحب کی وفات پر محمودی جماعت کا افسوسناک طرز عمل

الفضل کا غیر شریفانہ اظہار مسرت غلط بیانیوں سے لبریز دل آزار مضمون

قادیانیوں نے خدمت و اشاعت اسلام کی بجائے پیر پرستی کو اپنا مقصد بنا لیا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون (یونس - ۱۴)

(ترجمہ) پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ ہم دیکھیں تم کس طرح عمل کرتے ہو۔

حضرت شاہ صاحب کی وفات پر الفضل کا افسوسناک مضمون

مجھے کچھ حیرت ہی تھی کہ ہماری جماعت کو اتنا بڑا نقصان پہنچے اس کا ایک بہت بڑا رکن ہم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو جائے اور قادیان میں اس پر کوئی خاص نوٹس نہ لیا جائے۔ سو، مئی کے "الفضل"[1] سے وہ حیرت جاتی رہی۔ اس اخبار میں شاہ صاحب مرحوم کی وفات پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ وہی کچھ ہے جس کی کہ ایک پیر پرست قوم سے توقع ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں کا قاعدہ ہے پہلی بات یہی ہونی چاہئے تھی۔ کہ عداوت محمود کی وجہ سے یہ موت واقع ہوئی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ۔

الموز ہ ۔ ۔ (یعنی شاہ صاحب مرحوم) نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں عداوت محمود کا بھیانک مظاہرہ کیا۔ اس نے ان لوگوں کے خیال کے مطابق یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی عداوت محمود کا مظاہرہ کرے اور خدا اسے نہ پکڑے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی ناگہانی اور عبرتناک موت واقع ہوئی ہے۔

محمودی دشمنان احمدیت کے نقش قدم پر چل رہے ہیں

مجھے یہ باتیں پڑھ کر اس لئے رنج ہوا کہ یہ لوگ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا پیرو کہتے ہیں لیکن آج ان کی حالت وہی ہے جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دشمنوں کی تھی۔ ان لوگوں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر بیان کے جہلاء نے کہا تھا

خلیفہ کی صداقت کا زبردست نشان"

قادیان میں حضرت شاہ صاحب کی وفات کو بہت بڑا نشان ظاہر کیا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ آج سے پچیس سال پیشتر ۵ رمئی ۱۹۱۴ء کو میاں محمود احمد صاحب کے متعلق کوئی اشتہار یا اعلان شائع کیا گیا تھا جس پر چھ آدمیوں کے دستخط تھے۔ اس کی سزا دیکھئے آج پچیس سال بعد ان چھ میں سے تین مر گئے ۔۔۔ اس سے بڑھ کر خلیفہ کی سچائی کا نشان اور کیا ہوگا؟ اگر اب بھی غیر مبائعین کو یہ نشان نظر نہ آئے تو ان کا اپنا قصور ہے۔

"محبت محمودؓ کے ناگفتہ بہ مظاہرے

افسوس ہے کہ ان لوگوں کو اپنے گھر کی باتیں اور واقعات نظر نہیں آتے۔ ہم تو خیر ان کے عقائد کو زیر بحث لانے کی وجہ سے "عداوت محمودؓ کے مظاہرے کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے گھر میں ان کے بڑے بڑے مرید جو ناگفتہ بہ الزامات ان پر لگاتے ہیں وہ شاید سب "محبت محمودؓ" کے ہی مظاہرے ہیں۔ بڑے پرانے پرانے مرید جنہوں نے زندگیاں وقف کیں۔ اپنے مال دیئے اور گھر بار چھوڑ کر قادیان میں آ بسے وہ اُٹھتے ہیں اور ایسے ایسے ناگفتہ بہ الزامات لگاتے ہیں کہ جن کو ہمارے لئے زبان پر لانا بھی مشکل ہے۔ یہ مولوی عبدالکریم جنہیں عام طور پر مباہلہ والا کہا جاتا ہے ۳۰-۱۹۲۹ء سے جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ وہ تو محبت محمودی کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ خدا ان کو نہیں پکڑتا۔ اب جو اور اُٹھتے ہیں ان کو بھی خدا نہیں پکڑتا۔ اس لئے یہ سب "محبت محمودؓ" کے ہی مظاہرے ہیں۔ اس کا ہاتھ تو صرف جماعت لاہور کے اوپر ہی اُٹھتا ہے اور جو کوئی جس طرح چاہے مظاہرہ کرے اور جو کچھ چاہے کہے ۔۔۔ ذرا غور کیجئے کہ ان لوگوں کی عقلوں کو کیا ہو گیا ہے۔ اس کو ایک بہت بڑا نشان قرار دیا جا رہا ہے کہ ایک اشتہار پر دستخط کرنیوالے چھ آدمیوں میں سے پچیس[25] سال کے عرصہ میں تین مر گئے۔ ایک ستر[70] سال کی عمر میں اور ایک پینسٹھ سال کی عمر میں ۔۔۔ شاید اس عرصہ میں قادیانی جماعت میں سے کوئی نہیں مرا ہوگا۔ بھلا محمود کی محبت رکھنے والے کس طرح مر سکتے ہیں (اور اگر کسی کی موت کی خبر شائع ہوئی ہو تو اسے صحیح نہ سمجھنا چاہئے اور بہشتی مقبرہ جو قبروں سے بھرا ہوا ہے وہ سب ہی فرضی قبریں ہیں)

خدا کی نصرت کا انحصار تعداد اور مال پر نہیں

پھر لکھا ہے کہ جماعت لاہور کی خدمات دینی خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوئیں ۔۔۔ خدا کے رجسٹروں کو رکھنے والے یہ خلافت کے حامل ہی تو ہیں اور ان کو ان رجسٹروں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کا عمل خدا کے ہاں مقبول ہے اور کس کا نامقبول۔ جن لوگوں کے نزدیک خدا کی نصرت صرف اس چیز کا نام ہو کہ کتنی بڑھ گئی ہے یا مال بہت ہو گیا ہے وہ اس قسم کی باتیں نہ کریں تو اور کیا کریں؟ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہوئے تھے تو کتنے آدمیوں کو لے کر کھڑے ہوئے تھے اور آج بھی کتنے کروڑ آدمی تحریک احمدیت سے علیحدہ ہیں۔ کیا اس قلت تعداد کی وجہ سے یہ تحریک خدا کی نصرت سے محروم قرار دی جائے گی؟ ۔۔۔ خوب یاد رکھو خدا تعداد اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا۔

قادیانی حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین ہرگز نہیں ہیں

اگر حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کی غرض یہ تھی کہ آپ کے بہت سے مرید ہو جائیں جس طرح کہ پیروں کے ہوتے ہیں یا جس طرح کہ پیرخانوں کی بڑی بڑی جائدادیں بن جاتی ہیں اس طرح آپ کی بھی بڑی بڑی جائدادیں بن جائیں تو بے شک قادیان کے لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین کہلا سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے آنے کی غرض یہ تھی کہ اشاعت قرآن اور اشاعت اسلام کی جائے تو پھر حالات واضح بتلاتے ہیں کہ قادیان کے لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین کہلانے کے ہرگز مستحق نہیں ہیں۔ اگر جانشینی اعمال کے لحاظ سے ہے تو قادیان کے اعمال اب دوسرے ہیں اور ویسے بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا جانشین انجمن کو ہی قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے "الوصیۃ" میں لکھا ہے کہ میں ترکے کا دسواں حصہ مانگتا ہوں اور اپنے پیروؤں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ کم از کم دسویں حصہ مال و جائداد کی وصیت کریں یہ اپنے لئے نہیں مانگتا بلکہ انجمن کیلئے مانگتا ہوں۔ اور پھر بالصراحت یہ تحریر فرما کر کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے انجمن ہی کو اپنا جانشین قرار دیا۔ پس نہ اعمال کے لحاظ سے اور نہ ہی آپ کی وصیت کی رو سے قادیانی گدی حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین کہی جا سکتی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی اشاعت کی جائے قرآن کو دنیا میں پھیلایا جائے اور مخالفین اسلام جو حملے کر رہے ہیں ان کو روکا جائے اور ان کا جواب دیا جائے مذاہب غیر کا مقابلہ کیا جائے تو قادیان کے لوگ اور جو کچھ ہوں سو ہوں لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین کہلانے کے ہرگز حقدار نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے اس کام کو چھوڑ رکھا ہے جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد تھا۔

قادیانیوں نے پیر پرستی کو اپنا مقصد بنا لیا ہے

اس کی بجائے پیر پرستی کو انہوں نے اپنا مقصد بنا لیا ہے۔ قادیانی جماعت کے ایک شخص کی تحریر یہاں ہمارے اخبار میں چھپنے کے لئے آئی ہے اس میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ میں نے خلیفہ کی بیعت کر کے اپنی ہر ایک چیز مال، دولت جسمانی و روحانی جس میں عقل بھی داخل ہے خلیفہ کے پاس بیع کر دی ہے۔ اگر مجھے خلیفہ کی کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف شریعت ہو تب بھی میں بلا چون و چرا تسلیم کروں گا[5] بھلا ان لوگوں کو کوئی کیا سمجھا سکتا ہے۔ یہ لوگ جو کچھ ان کے منہ سے نکل جائے اس کو وحی من السماء سمجھتے ہیں۔ خود غور کرنے اور سوچنے سمجھنے کی ان میں قابلیت ہی نہیں رہی۔

خدا کی نصرت قلوب کے اندر نظر آتی ہے

محمودی خلافت پچیس[25] سال گزر گئے۔ اب اس خلافت کی جوبلی منانے کی تیاریاں بھی بڑے زور شور سے ہو رہی ہیں۔ لیکن اس پچیس سال کے عرصہ میں ان سے اتنا نہ ہو سکا کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ہی شائع کر دیتے۔ یہ لوگ خلافت کی جوبلی کیلئے تین لاکھ روپیہ جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کاش اس موقع پر ہی یہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع کر دیتے۔ لیکن یہ کام ان سے اب تک نہ ہو سکا حالانکہ انہوں نے اختلاف کے تھوڑا عرصہ بعد ہی اعلان کیا تھا کہ جماعت لاہور قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کیا شائع کرے گی۔ ہم ایک پارہ ماہوار کے حساب سے ڈھائی سال کے عرصہ میں مکمل ترجمہ چھاپ دیں گے چنانچہ ایک پارہ انہوں نے شائع بھی کیا۔ اس کے بعد ۲۵ سال گزر گئے لیکن اب تک خاموشی ہے ۔۔۔ خوب یاد رکھیں۔ خدا کی نصرت تعداد اور اموال میں نہیں بلکہ خدا کی نصرت قلوب کے اندر نظر آتی ہے۔ ایک جماعت کے دلوں کو اس طرف سے ہٹا دیا گیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کا کام زندہ رکھیں۔ دوسری جماعت کے قلوب کو اس طرف لگا دیا گیا ہے کہ یہ کام زندہ رہے۔

جانشین کے فیصلہ کا صحیح طریق

اب جانشین کے متعلق فیصلہ کرنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین وہ جماعت ہے جس کی توجہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کام کی طرف سے ہٹ گئی یا وہ جماعت جانشین ہے جو کہ اس کام کو پوری کوشش سے انجام دے رہی ہو اور اس کے لئے قربانیاں کر رہی ہے۔ ایک ترجمہ چھوڑ اللہ تعالیٰ کے

[1] یہ مضمون جناب خلیفہ قادیان کے مصاحب خاص مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا جالندھری صاحب کا لکھا ہے (پیغام صلح)

[5] یہ تحریر ۱۸ مئی کے پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہے۔

فضل سے آپ کی جماعت نے یورپ کی تین زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کر دیئے۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ وہ جماعت جس کو کہ اپنی کثرت پر بڑا ناز ہے ایک زبان میں بھی ترجمہ نہیں شائع کر سکی۔

قادیانیوں کی آنکھیں بند ہیں

موت وحیات کا مسئلہ تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ سب نے مرنا ہے۔ کوئی چھوٹی عمر میں مر جاتا ہے کوئی بڑی عمر میں حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ ۴۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے جب وہ سخت بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعود نے آپ کیلئے دعا کی تو الہام ہوا "ستائیس سال کی عمر" انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب اس کو کس کا نشان بتائیں؟ ان لوگوں کو ان باتوں کا ذرا خیال نہیں آتا اور وہ ذرا اپنے گھر کی طرف بھی نظر نہیں کرتے ان کی آنکھیں بالکل بند ہیں سب کی زبان اسی بات پر اکڑ ہوتی ہے کہ یہ سب کچھ عداوت محمود کا نتیجہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک رؤیا

اب مجھے بار بار مخاطب کر کے کہا جاتا ہے تم اکیلے رہ گئے ہو اب بھی توبہ کر لو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی ایک رؤیا یا الہام ہے جس میں کہ وہ مجھ سے فرما رہے ہیں:۔

"آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

اب اس کا مطلب یہ لیا جا رہا ہے کہ آؤ محمود اور اسکی جماعت کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں قادیان کی شہرت کی جو کیفیت ہے اسے سب جانتے ہیں اس کے لحاظ سے ایک صالح آدمی کو یہ کہنا کہ تم بھی ان لوگوں میں جا بیٹھو الہام الٰہی نہیں ہو سکتا۔

خدا کے ہاں عمل کے سوا اور کوئی چیز مقبول نہیں ہے۔

قادیان میں الہامات اور پیشگوئیوں پر بڑا زور دیا جا رہا ہے حضرت صاحب کی اپنی اولاد اور اپنے بیٹے کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ یہ الہامات ہیں۔ لیکن خوب یاد رکھیں کہ خدا کے ہاں عمل کے سوا اور کوئی چیز مقبول نہیں ہے صوفی عباس علی لدھیانوی کے متعلق کس قدر الہامات تھے لیکن وہ اپنے اعمال کی بدولت گر گیا۔ الہامات پر زیادہ زور دینا صحیح نہیں عمل سب سے بڑی چیز ہے۔ اگر ایک شخص کا عمل اس کے متعلق الہامات کے برعکس ہو تو پھر کچھ بھی نہیں۔

حضرت صاحب کی رؤیا کا صحیح مطلب

چونکہ قادیان سے ان باتوں کا پروپیگنڈا ہوتا رہتا ہے۔ وقتاً فوقتاً حضرت صاحب کے اس رؤیا کو غلط طریق پر پیش کیا جاتا ہے اور مجھے بعض قادیانی دوستوں کے خط بھی آ رہے ہیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ خدا کیلئے جلدی کیجئے اور ہماری جماعت میں شامل ہو جایئے۔ ان لوگوں نے کبھی اس رؤیا پر غور نہیں کیا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ "آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں بھی ایک نیک کام کا ارادہ رکھتا تھا لیکن میری قوم نے مجھے مفسد قرار دیکر طرح طرح کے حملے مجھ پر کئے۔ اور تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ تمہارا ارادہ بھی وہی نیک ارادہ تھا جو میرا تھا۔ اس لئے تم میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔" اس طرح تو ایک بھاری مناسبت پیدا ہو گئی۔ اور آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ کی اہمیت نظر آتی ہے۔ اب حضرت صاحب تو اپنے پاس بٹھاتے ہیں اور قادیانی کہتے ہیں کہ محمود کے پاس بیٹھ جاؤ۔

ایک قابل غور بات

قابل غور بات ہے کہ صالح اور نیک ہونے کی ایسی شہادت کی ضرورت اسی وقت ہوتی ہے جبکہ کسی کی طرف سے بدگمانی کی گئی ہو کسی کے نیک اور صالح ہونے پر شبہ کیا گیا ہو۔ یہ دراصل عالم برزخ کا قول ہے یہ حیات بعد الموت کا کہ آپ فرماتے ہیں یہ دنیا میں تم بھی ایک نیک ارادہ خدمت اسلام کا لیکر اٹھے تھے مگر جن کو اس کام پر لگانا تھا وہی مخالف ہو گئے۔ تم بھی ایک نیک ارادہ لیکر اٹھے تھے مگر وہی لوگ مخالف ہو گئے ہیں جنہیں اس نیک کام پر لگانا چاہا۔ اس لئے تمہیں میری معیت حاصل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی عزت اور فخر کا مقام ہے۔ میں تو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ادنیٰ غلام اور خاک پا سمجھتا ہوں۔ لیکن جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے ان کو نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کی معیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مجھ جیسے ناچیز انسان کے ہاتھوں سے جو عمل ہوئے ہیں اس پاک انسان کی معیت کی عزت عطا فرمائی جس کو اس زمانہ میں قرآن کو دنیا میں پہنچانے کیلئے کھڑا کیا تھا۔

ایک اور فیصلہ کن شہادت

اس کے علاوہ ایک دوسری شہادت بھی موجود ہے جس کی روشنی میں اس رؤیا کا مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے اور صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کس غرض سے پاس بٹھاتے ہیں۔ حضرت صاحب "ازالہ اوہام" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دیئے ہیں۔۔۔۔ یہ سچ بات ہے کہ یورپ اور امریکہ نے اسلام پر اعتراضات کرنے کا ایک بڑا ذخیرہ پادریوں سے حاصل کیا ہے اور ان کا فلسفہ اور طبعی بھی ایک الگ ذخیرہ نکتہ چینی کا رکھتا ہے۔۔۔۔ ان اعتراضات کا کافی جواب دینے کیلئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے۔۔۔۔ سو میری صلاح یہ ہے کہ۔۔۔۔ عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکیگا۔ جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہو اور مجھ میں ہی داخل ہے۔" (صفحہ ۷۷۳ تا ۷۷۷)

قادیانی جماعت سعادت عمل سے کیوں محروم ہے؟

اس سے کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے خدمت قرآن کا یہ کام اسی شخص سے لیا جس کو کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی شاخ قرار دیا۔ گویا اپنے پاس بٹھایا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک اتنی بڑی جماعت سے انگریزی ترجمہ قرآن کی توفیق چھین لی گئی اور ایک نہایت ہی قلیل جماعت کو جس کی قلت پر یہ لوگ اس وقت ہنستے تھے اور کہتے تھے۔ ان کے سالانہ جلسہ پر ساٹھ آدمی آئے اور ہمارے ہاں بارہ ہزار آئے اور پھر وہ جماعت سخت بے سروسامانی کی حالت میں تھی یہ توفیق دیدی کہ اتنا عظیم الشان کام ان کے ہاتھ سے کرا دیا۔ کاش ان لوگوں کی آنکھیں

خادمان دین کی وفات پر قادیانیوں کا اظہار مسرت

مجھے واقعی اس بات پر درد پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی عقلوں پر کس طرح پردہ پڑ گیا ہے اور یہ کہاں سے کہاں جا پہنچے ہیں۔ اتنے روشن واقعات۔ جماعت لاہور کا خدمت اسلام کا اس قدر عظیم بلند کام ان لوگوں کو دکھائی نہیں دیتا اور یہ نہیں سوچتے کہ وہ کس کام کی مخالفت دن رات کرتے رہتے ہیں۔ اور جو کچھ انا پ شناپ دل میں آتا ہے لکھ اور بول دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ جن لوگوں کی موت پر یہ خوشیاں مناتے ہیں۔ انہوں نے دین کی اور سلسلہ کی کس قدر خدمت کی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ انہیں کس قدر عزیز رکھتے تھے۔

حضرت خواجہ صاحب کی وفات پر خلیفہ قادیان کا طرز عمل

اگلے دن ہی خواجہ نذیر احمد صاحب نے[1] بتایا کہ گذشتہ دنوں جب وہ قادیان گئے تو میاں محمود احمد صاحب ان سے کہنے لگے میرے والد اور آپکے والد کے بڑے تعلقات تھے۔۔۔ بڑے تعلقات تھے لیکن میاں صاحب نے ان تعلقات کا پاس یہ کیا کہ جب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات کا تار قادیان پہنچا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا تک نہ کی۔ جنازہ نہ سہی دعائے مغفرت ہی کر لیتے۔ مگر اس کی بجائے بہت ہی تکلیف دہ کلمات مرحوم کے متعلق کہے اور یہ نہ سوچا کہ خواجہ صاحب نے ہندوستان اور یورپ کے اندر دین کی خدمت کا کس قدر پائیدار اور قیمتی کام کیا ہے۔

حد سے گری ہوئی ذہنیت

یہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ ہر ایک نے مرنا ہے۔ میں نے بھی مرنا ہے زید اور بکر نے بھی مرنا ہے اور میاں محمود احمد نے بھی مرنا ہے کسی کے مرنے پر خوشی کا اظہار حد سے گری ہوئی ذہنیت ہے اور یہ فعل اس قابل نہیں کہ ایک مذہبی کہلانے والی جماعت اس پر فخر یا اپنے اخبار اور رسالوں میں اس کا ذکر کرے۔ ایک تو لوگ ویسے ہی بانیٔ عقائد کی وجہ سے بیزار ہیں اور ان غلط عقائد کی وجہ سے احمدیت کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اس پر جب ان کی طرف سے اس گری ہوئی ذہنیت اور اخلاق کا اظہار ہوتا ہے تو یہ بیزاری اور بڑھتی ہے۔

"الفضل" کا سفید جھوٹ

"الفضل" کے اسی مضمون میں یہ لکھا ہے کہ ہم (یعنی جماعت لاہور) کے اکابر نے اعلان کیا تھا کہ میاں محمود احمد صاحب بچے ہیں اور اسی وجہ سے انکی بیعت سے انکار کیا تھا اس طرح اختلاف رونما ہوا۔ یہ محض جھوٹ ہے۔

اختلاف کن باتوں پر ہوا؟

اختلاف کا باعث دو باتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ میاں محمود احمد صاحب مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اس لئے ہمیں ان سے اختلاف تھا۔ یہ محمودی لوگ قسم دیکر اپنے خلیفہ سے جس کی یہ پوجا کرتے ہیں پوچھیں اور وہ قسم کے ساتھ اعلان کرے کہ آیا اختلاف کی پہلی وجہ یہ تھی یا نہیں اور اسی کے متعلق ہم نے ان سے ذکر کیا تھا یا نہ۔ دوسری وجہ اختلاف کی یہ تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا لیکن میاں محمود احمد صاحب کہتے تھے کہ حضرت کی جانشین انجمن نہیں بلکہ خلیفہ ہے۔ خلیفہ ہر لحاظ سے بااختیار اور مطلق ہے۔ وہ انجمن کے کثرت رائے سے کئے ہوئے فیصلوں کو مسترد کر سکتا ہے۔ وہ انجمن کے جس فیصلہ کو چاہے ٹھکرا دے۔ جی چاہے تو انجمن کو بھی توڑ ڈالے۔ حضرت مسیح موعودؑ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے انجمن کو اپنا جانشین مقرر کیا کسی خلیفہ کو اپنے بعد ہرگز جانشین نہیں بنایا۔ "الوصیۃ" موجود ہے دیکھ لو اس میں خلیفہ کا لفظ تک موجود نہیں۔ سارا جھگڑا انہی دو باتوں پر تھا۔ اب بھی انہی باتوں پر ہے۔ (۱) کلمہ گوؤں کی تکفیر (۲) دوسرے ایسے مطلق خلیفہ کا وجود جس کو ہر قسم کے اختیارات حاصل ہوں اور وہ جو جی چاہے کرے

قادیانی پیر پرستی کا تباہ کن نتیجہ

چنانچہ اس کا نتیجہ بھی دیکھ لیجئے کہ کیا ظاہر ہو رہا ہے۔ اب کہا جاتا ہے کہ خلیفہ پر سچے اعتراض کرنیوالا بھی سیدھا جہنم میں جاتا ہے۔ خواہ وہ اعتراضات قرآن وحدیث کی رو سے صحیح ہی ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء پر تو لوگ اجتماع عام میں بھی بڑی آزادی سے اعتراضات کیا کرتے تھے اور وہ ان کا جواب دیا کرتے تھے لیکن یہاں سچے اعتراضات کرنیوالا بھی جہنمی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ ہوتے ہی فرمایا تھا کہ اگر تم مجھے دیکھو کہ میں ٹیڑھا چلتا ہوں تو تم مجھے درست کر دو لیکن یہاں خلیفہ کو سیدھا کرنا تو ایک طرف رہا۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر خلیفہ ٹیڑھا چلے تو اس کے ساتھ ساری قوم کو بھی ٹیڑھا ہونا پڑے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو کہ ساری قوم ٹیڑھے راستے پر چل رہی ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

[1] حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور کے بڑے صاحبزادے

نجدی ملّانوں کے جہل وجمود

کے چند دلچسپ و سبق آموز واقعات

موجودہ زمانہ میں ملانوں کا جہل وجمود اور تعصب و تنگ خیالی مسلمان قوم کی پستی و زوال کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ ملا خود ایک خطرناک تاریکی وجہالت میں مبتلا ہے اور قوم کو بھی اسی مصیبت میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے۔ وہ اصلاح ترقی اور روشن خیالی کا دشمن ... اور جمود وجہل کا دلدادہ ہے۔ رواداری ومعقولیت اور غور وتدبر سے اسے بیر ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی موجودہ دینی وقومی ضروریات کا حل نہ سوچیں بلکہ اس کی اندھی تقلید کرتے چلے جائیں۔ اس نے مذہب کے نام پر ایسے باطل عقائد پھیلا رکھے ہیں جنہیں اسلام کی پاک روشن تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس نے امت مسلمہ پر ترقی کے دروازے بند کر رکھے ہیں جب کبھی مسلمان میدان ترقی کی طرف قدم اُٹھاتے ہیں ملا تکفیر کا ڈنڈا لیکر دیوانہ وار ان پر لپکنے دوڑتا ہے۔ گذشتہ ڈیڑھ سو سال میں دنیا کے مختلف مُلکوں کے اندر مسلمانوں پر بے شمار تباہیاں آئیں۔ انکی سلطنتیں اور دولتیں اغیار کے قبضہ میں چلی گئیں۔ انکی عزتیں اور آزادیاں دشمنوں کے ہاتھوں بے دردانہ تباہ ہوئیں۔ اگر ان حوادث ومصائب کی وجوہ تلاش کی جائیں، تو ملا کا وجود ان میں سب سے زیادہ نمایاں نظر آئیگا۔ ملا عرصہ تک جدید علوم وفنون کے حصول اور جدید ایجادات کے استعمال کو گناہ کبیرہ بلکہ کفر بناتا رہا۔ ٹرکی میں پریس جاری ہوا، تو ملا نے اس کو حرام قرار دیا۔ ہندوستان میں انگریزی تعلیم کے لئے اسکول اور کالج کھولے گئے تو ملا آگ بگولا ہو گیا اور ان میں پڑھنے پڑھانے والوں کو بلا تامل جہنمی قرار دیا۔ ہندوستان، ٹرکی، ایران، عرب، مصر، عراق، افغانستان وغیرہ غرضیکہ ہر جگہ ملا نے اسی قسم کی حرکتیں کیں اور جدوجہد حیات میں مسلمانوں کو صدیوں پیچھے ڈال دیا۔ گذشتہ دنوں حافظ وہبہ سعودی سفیر مقیم لندن نے ایک کتاب لکھی جس میں نجدی ملانوں کی بعض جہالتوں اور حماقتوں کا بھی ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں اُنہوں نے بہت سے دلچسپ اور عبرت انگیز واقعات بیان کئے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل کئے جاتے ہیں

اصلاح پسند اور صحیح الخیال مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس قسم کے واقعات پر گہری نظر سے غور کریں اور دیکھیں کہ اس زمانہ میں ملا کا وجود اپنے جہل وجمود اور قابل مذمت ذہنیت کی وجہ سے قوم کیلئے کسقدر نقصان رساں ثابت ہو رہا ہے مسلمان اس وقت تک دینی ودنیوی لحاظ سے ترقی نہیں کرسکتے جب تک کہ وہ ملا کے اثر وتقلید سے آزاد ہو کر قرآن وحدیث کی پاکیزہ تعلیمات کو اپنا راہبر ورہنما نہیں بناتے ۔ (پیغام صلح)

حافظ وہبہ لکھتے ہیں، ۱۳۴۶ھ میں اعلیٰ حضرت شاہ نے مجھے ایک نجدی عالم کے ساتھ مدینہ بھیجا، تاکہ انتظامی اور دینی حالات کی جانچ کروں۔ باتوں میں لاسلکی خبر رسانی اور بعض دوسری مفید ایجادوں کا ذکر نکل آیا۔ یہ سنتے ہی شیخ نے کہا "مگر یہ چیزیں یقیناً جنات کے ذریعہ عمل میں آتی ہیں! معتبر راویوں نے مجھ سے کہا ہے کہ لاسلکی کی مشین چلتی ہی نہیں جب تک اُس پر کسی جانور کو کاٹ کر بھینٹ نہ چڑھایا جائے اور شیطان کے نام کا وظیفہ نہ پڑھا جائے"۔

حافظ وہبہ لکھتے ہیں، میں نے لاسلکی کا نظریہ اور تاریخ دونوں کو بیان کیا۔ مگر شیخ نے ایک نہ سنی اپنی ہی بات پر اڑا رہا مجبوراً مجھے چپ ہو جانا پڑا۔ پھر چند روز بعد یہ ہوا کہ شیخ نے مجھ سے خواہش کی کہ اُس کے ساتھ حضرت حمزہ کے مزار پر چلوں، جو مدینہ سے موٹر پر آدھ گھنٹہ کے فاصلے پر ہے۔ یہاں راستے میں ایک لاسلکی کا اسٹیشن بھی ہے، میں نے اسٹیشن کے سامنے موٹر رکوا دی۔ شیخ نے سبب پوچھا تو میں نے کہا ہم لاسلکی کی مشین دیکھیں گے، اور اگر یہاں بھینٹ چڑھائی جاتی اور شیطان کا نام لیا جاتا ہے تو میں فوراً مشین جلا دوں گا۔ چاہے نتیجہ کچھ بھی نکلے کیونکہ دین اللہ کا ہے ابن سعود کا نہیں ہے! بہت ممکن ہے کہ شاہ کو دھوکہ دیا گیا ہو اور وہ اس مشین کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہوں!

شیخ یہ سُن کر بہت خوش ہوا، مگر ہر طرف تلاش وجستجو کے بعد بھی کسی جانور کی کوئی ایک ہڈی بھی نظر نہ آئی۔ پھر لاسلکی کے ماسٹر نے شیخ کو خبر بھیجنے اور قبول کرنے کا طریقہ دکھایا اور چند ہی لمحوں کے اندر شاہ ابن سعود اور شیخ میں صاحب سلامت اور مزاج پرسی ہو گئی۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت جدہ میں تھے۔

اس تجربے کے بعد شیخ کا عقیدہ کچھ متزلزل تو ہو گیا مگر اُس نے خیال کیا کہ میں کوئی چال چلا ہوں، چنانچہ وہ کئی بار تنہا اسٹیشن میں گیا، اور ایسے وقت جب کسی کو اس کے آنے کی توقع نہیں ہوسکتی تھی۔ بعد میں مکہ جاتے ہوئے راستے میں شیخ نے مجھ سے کہا کہ وہ اپنے سابق خیالات سے توبہ کرتا ہے۔

حافظ وہبہ لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت شاہ ابن سعود نے ان سے ذیل کا واقعہ بیان کیا:-

شاہ نے فرمایا، ۱۳۴۳ھ میں جب علماء نجد کو معلوم ہوا کہ میں ریاض اور دوسرے نجدی شہروں میں لاسلکی کے اسٹیشن قائم کرنا چاہتا ہوں، تو وہ جمع ہو کر میرے پاس آئے اور مجھ سے کہنے لگے "اے عمر دراز! جن لوگوں نے تجھے مشورہ دیا ہے کہ تو اس چیز کو استعمال کرے اور ہمارے ملک میں اسے داخل کرے، اس نے تجھے دھوکہ دیا ہے۔ فلبی ہم کو مصائب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور ہمارے ملک کو انگریزوں کے سپرد کر دینے کی کوشش میں ہے"۔

شاہ کہتے ہیں، میں نے علماء کو جواب دیا "تم غلطی پر ہو۔ ہمیں کسی نے بھی دھوکہ نہیں دیا ہے۔ بحمد للہ میں نہ کمزور عقل رکھتا ہوں نہ کوتاہ بین ہوں مجھے کوئی بھی جُل دے نہیں سکتا۔ فلبی محض ایک تاجر ہے۔ اِس سودے میں اس نے واسطے کا کام کیا ہے، ہمارا ملک ہمیں بہت پیارا ہے۔ ہم کسی قیمت میں بھی اُسے کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ برادرانِ علماء! تم اس وقت میرے سر پر ہو، ایک دوسرے کو تھامے رہو، مجھے سر دہلانے پر مجبور کرو۔ ورنہ تم میں سے بعض یا اکثر گر پڑینگے اور تم جانتے ہو کہ جو کوئی گر جائے، اُسے دوبارہ میرے سر پر جگہ نہیں ملے گی، دو چیزیں ایسی ہیں جن میں میں کسی کی زبان سے کوئی مخالفت کا لفظ نہیں سن سکتا، کیونکہ دونوں چیزیں بہت ضروری ہیں لاسلکی اور موٹر، پھر کتاب وسنت میں کوئی ایسی نص موجود نہیں جو ان چیزوں کے خلاف حکم دیتی ہو"۔

حافظ وہبہ لکھتے ہیں کہ ریاض میں جب لاسلکی کا آلہ لگایا گیا تو لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اب قیامت قریب ہے اور علماء نے اپنے جاسوس چھوڑ دیئے۔ کہ لاسلکی اسٹیشن میں جا کر شیطانوں اور اُن پر بھینٹ کے جانوروں کو دیکھیں! اسی پر بس نہیں، بعض کم درجے کے علماء نے لاسلکی کے مہتمم کو رشوت دینا چاہی کہ بتائے کس وقت شیطان آتے ہیں؟ اور کیا شیطان مکہ میں رہتا ہے یا ریاض میں؟ اور یہ کہ اس کی کتنی ... خبریں لانے لے جانے کا کام کرتی ہیں؟ لیکن ابن رفادہ ... بغاوتوں کے دوران میں جب لاسلکی کا فائدہ ان علماء نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، تو اپنے تعصب پر بہت پشیمان ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر اصحاب

جماعت کے سب بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں التماس ہے، کہ اگر انہیں حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم کے واقعات زندگی یاد ہوں یا اُنہوں نے بعض اور بزرگوں کے ذریعہ سے بعض حالات کو سُنا ہو تو ان واقعات، اور حالات سے مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر ضرور آگاہ کریں شکر گزار ہونگا۔ والسّلام

ایس۔ محمد آصف قادیانی بی۔ اے
احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

بیکار تعلیم یافتہ نوجوانوں کیلئے نفع آور کام

حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم جون ... شاہدرہ انڈسٹریل ریسرچ لیبارٹری میں مٹی کے برتن ... کام سکھانے کے لئے ایک کلاس کھولی جائے ... تعلیم یافتہ نوجوانوں کو یہ کام سکھایا جائے تاکہ ... خوبصورت برتن بنا کر اپنی روزی کما سکیں۔ اس ... یقیناً بہت کم سرمایہ کی ضرورت ہے اور کافی نفع کی ...

۱۲ وظائف بھی دیئے جائیں گے جو پندرہ ... بیس روپے تک ہونگے۔

تمام درخواستیں بنام ڈاکٹر جے۔ ایل ... کیمسٹ شاہدرہ ۳۱ مئی سے قبل پہنچ جانی چاہئیں۔

معاصرین کے افکار

روح اسلام

"یقین رکھو۔ فرمانبرداری کرو۔ جنگ کرو۔ ان تین مختصر احکام کے اندر ہر فتح و ظفر کا راز شامل رہا ہے اور شامل رہیگا"

مسولینی نے آخر مارچ میں اپنی ایک معرکۃ الآرا تقریر میں ایک لاکھ کے مجمع کے سامنے کہا ۔۔۔ یہ صاف آپ ہی کے ہاں کے احکام ایمان، اطاعت اور جہاد کا ترجمہ ہے کہ نہیں؟ اور ترجمہ کہنے کا جی نہ چاہے تو توارد یا اس سے آگے بڑھ کر سرقہ سے تعبیر کیجئے لیکن بہرحال ہے حقیقت آپ ہی کے خزانہ سے لی ہوئی۔ یہ اور بات ہے کہ دولت ہو کسی کی اور کام میں کسی کے آ رہی ہو۔

حوصلہ افزا اعداد

سرکاری اعداد شائع ہوئے ہیں کہ تمباکو کی مقدار سگرٹ نوشی کی مد میں۔

برطانیہ عظمیٰ میں	فی کس	۲،۳۳ پونڈ ہے
امریکہ میں	"	۲،۳۲ " "
جرمنی میں	"	۱،۰۶ " "
ہندوستان میں	"	۰،۵۷ " "

آپ نے دیکھا، ہندوستان ابھی اس معیار سے ترقی یافتہ ملکوں سے کتنا پیچھے ہے۔ لیکن کوئی وجہ مایوس ہونے کی نہیں۔ اس لئے کہ سعادت مند شاگرد کی رفتار ترقی سے اچھی اور استادوں ہی کے قدم بقدم رکھ رہا ہے چنانچہ اسی سرکاری رپورٹ کے بموجب ہندوستان در ماہیں۔

زمانہ قبل جنگ میں سگرٹوں کی تعداد ایک ارب ۲ کروڑ تھی ۱۹۲۹ء میں یہ تعداد ترقی کر کے ۶ ارب ۵۰ کروڑ ہو گئی ۳۵ء میں یہ تعداد ۷ ارب ۲۰ کروڑ سے متجاوز ہو گئی

اتنے حوصلہ افزا اعداد کے بعد بھی ہندوستان کے شاہراہ ترقی پر ہونے میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اعداد سے تسلی نہ ہوئی ہو تو رپورٹ مذکور کی یہ دلنشین تشریح و تصریح بھی حاضر ہے۔

"ہندوستان میں اس افزونی طلب کے دو اسباب خاص ہیں ایک لوگوں کا رفتہ رفتہ مغربی طرز معاشرت اختیار کرتے جانا۔ دوسرے بازار میں سگرٹوں کے نرخ کا ارزاں ہونا جانا"

سلامت رہے سیلاب فرنگیت کی رو جس بہانہ سے بھی جانے لئے ملک و قوم کی روز افزوں ترقیوں کو ناپتے جائیے۔ (صدق)

سچا استاد

سچے استاد کیلئے تو ضروری ہے کہ وہ دوسرے آدمیوں سے محبت رکھتا ہو۔ اس کے دل میں آدمیوں سے بحیثیت آدمی پیار ہو اب ان سچے معلموں، اچھے استادوں پر نظر ڈالئے تو ان میں بہت سے مذہبی لوگ نظر آئیں گے۔ حسن و جمال کے دلدادہ آرٹسٹ ان کی صف میں ملیں گے لیکن یہ صفتیں ان کی ذہنی بناوٹ میں ہوتے ہیں۔ تانا بانا دیجئے نہی نوع کی محبت استاد کی کتاب زندگی کے سرورق پر علم نہیں لکھا ہوتا۔

محبت کا عنوان ہوتا ہے۔ اسے انسانوں سے محبت ہوتی ہے ان ننھی ننھی جانوں سے محبت ہوتی ہے جو آگے چل کر ان خوبیوں کے حامل بننے والے ہیں۔ ان میں جہاں تک اور جس اسلوب سے ان خوبیوں کی تکمیل کا سامان ہے۔ یہ اس میں مدد دیتا ہے۔ اسی کام میں اپنے دل کے لئے تسکین اور اپنی روح کے لئے تسکین پاتا ہے

(ڈاکٹر ذاکر حسین خاں امیر جامعہ ملیہ سالانہ رپورٹ جامعہ ملیہ)

میٹرک کے نتائج

پنجاب یونیورسٹی کے میٹرک امتحان کے نتائج شائع ہو چکے ہیں تقریباً ساڑھے چوبیس ہزار طلبہ امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے ساڑھے اٹھارہ ہزار کے قریب کامیاب ہوئے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ہر سال پڑھے لکھے بے روزگاروں کی تعداد میں جو ہولناک اضافہ ہو رہا ہے اس کا انجام کیا ہو گا۔ ان ساڑھے اٹھارہ ہزار میں سے کوئی دو ڈھائی ہزار طالب علم کالجوں میں چلے جائیں گے۔ ممکن ہے کچھ زیادہ بھی چلے جائیں لیکن سوال یہ ہے کہ باقی پندرہ سولہ ہزار کا ہجوم دفتروں کے گرد جوتیاں چٹخانے کے سوا کیا کرے گا۔ سارے ملک کے سرکاری اور غیر سرکاری ادارے اتنے بڑے ہجوم کو اپنے اندر جذب نہیں کر سکتے جب تک پڑھے لکھے نوجوان صنعت و حرفت چھوٹی موٹی تجارت اور ایجنسی اور کنویسنگ وغیرہ کے کاموں کی طرف زیادہ توجہ نہ کریں گے۔ بے روزگاری روز بروز بڑھتی چلی جائے گی۔ ملازمتوں میں اب نئے امیدواروں کی بہت ہی قلیل گنجائش ہے اس ذریعہ معاش پر تکیہ کرنا بالکل نادانی ہے۔ میٹرک پاس طلبہ کی تعداد میں ہر سال اٹھارہ بیس ہزار کا اضافہ ہو رہا ہے اور یہ بہت ہی نازک مسئلہ ہے جس پر قوم کے بہترین دماغوں کو غور کرنا چاہئے ورنہ ایک دن ایسا آئیگا کہ پڑھے لکھے بے روزگار بھوکوں مرنے لگیں گے اور سڑکوں پر ان کی نعشیں پڑی ہوئی نظر آئیں گی۔ (انقلاب)

لڑکیوں کی تعلیم

صوبہ متحدہ کی ایجوکیشن کانفرنس جو حال ہی میں ہوئی ہے کے موقع پر اپنی صدارتی تقریر میں جناب نواب زادہ محمد لیاقت علی خاں بی۔ اے۔ آکسن۔ اعزازی سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک فاضلانہ خطبہ پڑھا۔ جس میں تعلیم نسواں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:۔

"ہمیں لڑکیوں کی تعلیم پر خاص طور سے توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ لڑکیوں کا نصاب تعلیم نسائی ضروریات مشرقی انسانی خصوصیات اور اسلامی اخلاقیات و روایات کے مطابق بنانا چاہئے۔ ان کے مدرسوں کا ماحول شریف گھروں کا سا ماحول ہو۔ ان واہی باتوں کو مسلمان سننا گوارا بھی نہیں کرتے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترک تعلیم ہو آج تک مشترک تعلیم کا کوئی ایسا نتیجہ کسی نے بیان نہیں کیا ہے جو دلنشین ہو یہ کہ استار و یقین ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا الگ الگ انتظام کیا جائے ایک لغو تجویز ہے مسلمان حکومت کی کوتاہیوں پر اپنی مصالحتوں اور قومی خصوصیات کو قربان نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے کہ مسلمانوں میں بعض افراد ایسے ہوں جو مخلوط تعلیم کے مؤید ہوں۔ مگر مسلمانوں کی ساری قوم اس کے خلاف ہے" ہمیں فاضل مقرر کے خیالات سے پورا پورا اتفاق ہے کہ ملک میں لڑکیوں کی تعلیم علیحدہ ہونی چاہئے اور نصاب بھی لازمی طور پر علیحدہ ہونے چاہئیں (رفاقت)

مختلف کالجوں کے داخلہ کے متعلق معلومات

زنانہ اسلامیہ کالج انجمن حمایت اسلام لاہور

انجمن حمایت اسلام لاہور کے یونیورسٹی سے منظور شدہ زنانہ اسلامیہ کالج واقعہ کوپر روڈ کا داخلہ ۲۶ مئی سے شروع ہو گا اور ایک ہفتہ تک جاری رہیگا۔ خط و کتابت کا پتہ۔ پرنسپل زنانہ اسلامیہ کالج کوپر روڈ لاہور

مالیرکوٹلہ کالج مالیرکوٹلہ

میں ایف۔ اے (آرٹس) فرسٹ ایئر کا داخلہ ۲۷ مئی سے شروع ہو کر دس دن تک رہیگا۔ اس کالج میں کوئی ٹیوشن فیس یا ہوسٹل کا کرایہ نہیں۔ اخراجات بہت کم ہیں۔

ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر

میں بی۔ اے۔ بی۔ اے آنرز۔ ایف۔ اے۔ ایف۔ ایس سی۔ میڈیکل وغیرہ۔ ایف۔ اے۔ ایف۔ ایس سی سائنس اور ڈاکٹری کے مضامین کی کلاسز کا داخلہ ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء سے شروع ہو گا۔ وظائف۔ فیس معافی اور دیگر رعایتوں کے لئے درخواستیں داخلہ کے پہلے ہفتہ میں پہنچ جانی چاہئیں۔

علی گڈھ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

سیشن ۱۹۳۹-۴۰ء میں مختلف جماعتوں کا داخلہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء کو شروع ہو گا۔ بی۔ ٹی کلاس میں داخلے کی درخواست بھیجنے کی آخری تاریخ یکم جون ۱۹۳۹ء ہے۔

اسلامیہ کالج لاہور

فرسٹ ایئر ایف۔ اے اور ایف۔ ایس سی کا داخلہ ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء سے شروع ہو کر ۵ جون تک جاری رہے گا۔ ہر طالب علم کا ذاتی طور پر حاضر ہونا لازمی ہے۔ ایف۔ ایس سی میں داخل ہونے والے طلباء میں سے بہترین طلبہ کو جو فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے ہوں۔ دس دس روپے ماہوار کے وظائف عطا کئے جائینگے

ایمرسن کالج ملتان

انٹرمیڈیٹ کے فرسٹ ایئر میں ایف۔ ایس سی اور آرٹس (جغرافیہ جو بی۔ اے تک پڑھایا جاتا ہے) داخلے کی درخواستوں پر ۲۹ مئی سے ۳۱ مئی ۱۹۳۹ء تک غور و فیصلہ کیا جائے گا۔ ہوسٹل میں گنجائش محدود ہے اس لئے جلد درخواستیں بھیجدینی چاہئیں۔ فیس کے علاوہ مستحق طلبہ کو مالی امداد بھی دی جاتی ہے مفصل تفصیلات کالج کے پراسپکٹس سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج رہتک

فرسٹ ایئر ایف۔ اے۔ ایف۔ ایس سی (میڈیکل اور نان میڈیکل) کا داخلہ ۲۷ مئی کو شروع ہو کر دس روز تک جاری رہے گا ذاتی انٹرویو لازمی ہے۔

زمیندارہ کالج گجرات

میں فسٹ ایئر کلاس کا داخلہ ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء سے شروع ہو کر دس دن تک جاری رہے گا۔ فرسٹ ایئر کے آرٹس کے طلبہ کی فیس جس میں تمام چندے شامل ہیں۔ ۶ ۔۔ ۷ روپیہ ہو۔ سائنس کے طلبہ کی ماہوار فیس ۔۔ ۶ ۔۔ ۸ ہے۔ بورڈنگ ہوس کے کل اخراجات جن میں خوراک کا خرچ بھی شامل ہے ساڑھے چھ روپے ماہوار سے زائد نہیں ہوتے۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا معلومات ان اعلانات کا خلاصہ ہیں جو کہ ان کالجوں کی طرف سے مختلف اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔

عراق کا فرقہ صابئیہ
بابل قدیم کی ایک دلچسپ یادگار

یہ امر نہایت تعجب خیز ہے کہ قدیم زمانے کا فرقہ صابیہ عراق عرب میں ابھی تک موجود ہے۔ گو امتداد زمانہ سے یہودیت عیسائیت اور اسلام کے اثر سے یہ مذہب کسی قدر ان مذاہب کے مخلوط عقائد کا مجموعہ بن گیا ہے۔ لیکن معاشرت و تہذیب اور دیگر امور میں یہ ان سے بالکل الگ ہے۔

ان لوگوں کا اصلی نام "ماندین" ہے اور ان کی زبان نہایت پرانی ہے جو قدیم سریانی زبان سے کسی قدر مشابہ ہے۔ مختلف علماء نے اس زبان کو سیکھنے اور ان لوگوں کے مذہب اور لٹریچر پر عبور حاصل کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر زیادہ کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ ان کا لٹریچر طبع شدہ نہیں ہے۔ بلکہ نایاب قلمی نسخوں کی صورت میں پایا جاتا ہے اور ہر شخص ان کا مطالعہ نہیں کر سکتا۔

جرمن کے مشہور مستشرق بیئر مین نے ان کے لٹریچر کو ان کے علاقے میں دو سال رہ کر حاصل کیا تھا اور موجودہ زمانے میں "ماندی" لٹریچر کے وہ سب سے بہت عالم سمجھے جاتے ہیں۔ گو ان کے مذہب کی کتابیں اور دیگر مذہبی لٹریچر ماندی زبان میں ہے لیکن ان کے روزمرہ بول چال کی زبان عربی ہے۔

سترھویں صدی میں اس فرقہ کی تعداد میں ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ مگر جنگ عظیم کے بعد ان لوگوں کی تعداد گھٹ کر تین ہزار نفوس رہ گئی ہے اور یہ سب آبادی عراق عرب ہی میں ہے بغداد میں ان کی کافی تعداد آباد ہے لیکن زیادہ تعداد سوق الشیوخ میں مقیم ہے۔ چونکہ مذہباً انہیں پانی کے قریب رہنے کا حکم ہے اس بنا پر یہ دریا سے دور دراز علاقوں میں آباد نہیں ہوتے۔ ان کی تعداد میں روز بروز کمی واقع ہونے کی سب سے بڑی وجہ خانہ جنگیاں ہیں، اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کچھ عرصہ سے ان کی عورتیں مسلمانوں کے علقہ ازدواج میں آ رہی ہیں اور بتدریج مسلمانوں میں مخلوط ہونے کی وجہ سے ان کی اصلی تعداد میں کمی ہو رہی ہے۔

معاشرت

ان لوگوں نے یہ تین پیشے اختیار کر رکھے ہیں: چاندی کا کام کشتی سازی، پارچہ بافی یعنی کھال رنگنا۔ یہ لوگ ایک خاص قسم کی کشتی تیار کرتے ہیں جو "شحوف" کہلاتی ہے۔ چاندی کے کام میں ان کی ہنرمندی بہت مشہور ہے۔ شکل و صورت کے لحاظ سے ہر صابی مرد و زن نہایت دلکش اور حسین ہے اور ظاہری شکل سے پہچانا جا سکتا ہے کہ یہ شخص صابی فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ سکھوں کی طرح یہ لوگ اپنے بال نہیں ترشواتے، مرد نیلے رنگ کا کپڑا نہیں پہن سکتے۔ اسی طرح ان کی عورتیں بھی نیلے رنگ کی کوئی چیز استعمال نہیں کر سکتیں۔

مذہب

ان کا مذہب عجیب و غریب قسم کا ہے۔ یہ قدیم بابلی ستارہ پرستی، یہودیت، مسیحیت اور اسلام کے عقائد سے مخلوط طور مرکب ہے۔ یہودیت سے انہوں نے قربانی کی رسم لی اور مسیحیت سے عشائے ربانی بہ شکل بپتسمہ (حضرت یحییٰ) کی تعلیم کا خیال اخذ کیا۔ اسی طرح مسلمانوں کی کئی چیزیں ان کے مذہب میں داخل ہیں۔

ان کی سب سے بڑی کتاب "سدرہ ربا" ہے اس میں ان کے مذہب کے اصول مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔ عجائب مختلف و متضاد باتیں بھی نظر آتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وقتاً فوقتاً مختلف مصنفین نے اس پر طبع آزمائی کی تھی۔ یہ بہت نادر اور نایاب کتاب ہے۔ مختلف مستشرقین اور دیگر فضلا نے اس کی نقل حاصل کرنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔ اس نسخے کی ایک نقل برٹش میوزیم میں ایک ناقص لاطینی ترجمے کے ساتھ موجود ہے۔

دوسری کتاب "الاسداج" ہے جس کے دو تہائی حصے میں مُردوں کے لئے دعائیں ہیں اور ایک تہائی حصے میں مردوں کیلئے دعائیں ہیں۔ اس کتاب میں حضرت آدم کی موت کا واقعہ بھی درج ہے حضرت آدمؑ کو یہ لوگ بہت بڑا پیغمبر مانتے ہیں۔ تیسری ایک اور کتاب ہے جس میں پجاریوں کے لئے ہدایتیں ہیں۔ علاوہ ازیں چند رسالے بھی ہیں جن میں سے کچھ رسائل علم نجوم سے متعلق ہیں اور چند رسالوں میں شادی نکاح کی رسومات مندرج ہیں۔ ایک رسالہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سوانح حیات پر مشتمل ہے۔

عبادت گاہیں

ان کے عبادت خانے اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں کہ ان میں صرف دو یا تین پجاریوں کی گنجائش ہوتی ہے ان معابد کے بیچوں بیچ چھوٹی نہریں یا ندیاں جاری رہتی ہیں۔ ان ندیوں کے پاس دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ ان عبادتگاہوں میں صرف ایک الماری ہوتی ہے جس میں مذہبی کتابیں اور ضروری سامان رکھا جاتا ہے یہاں عورتیں اور مرد دونوں پوجا پاٹ کر سکتے ہیں۔ عورتیں بھی پجارن بننے کیلئے بہ شرطیکہ وہ کسی پجاری مرد کی شادی شدہ ہو۔ یہ لوگ مخالف سیارہ کو دنیا کا ملبع خیال کرتے ہیں اور قطبی ستارہ کو جنت کے قریب سمجھتے ہیں اس بنا پر وہ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ ہر اتوار کو بپتسمہ کی رسم ادا کی جاتی ہے۔

گزشتہ تاریخ

یہ فرقہ قدیم زمانے میں بڑی شان و شوکت رکھتا تھا۔ شام و عراق کے وسیع علاقوں میں اسی کی آبادی تھی کہا جاتا ہے کہ نمرود کی قوم اسی فرقے سے تعلق رکھتی تھی۔ جو طوفان نوح کے بعد عالم وجود میں آئی۔ آثار و قرائن سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے اور قرآن مجید میں جا بجا یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ساتھ صابیوں کا ذکر آیا ہے جو اس بات کی قوی شہادت ہے کہ بہت عرصے تک یہ فرقہ بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ خود اسلامی عہد میں اس قوم کی کئی نامور ہستیاں فلسفہ، ریاضی اور علم نجوم کی ماہر تھیں خلفاء عباسیہ کے عہد میں حران ان کا مرکز تھا اور اس زمانے میں ثابت بن قرہ صابی اور سنان بن ثابت جیسے نامور حکما اور فلاسفر اسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بعض خلفاء اسلام کی طرف سے ان پر انعام و اکرام کی بارشیں برستی تھیں اور یہ اسلامی خلفاء کی رواداری اور رہبرانہ پالیسی کا نتیجہ ہے کہ اب تک اس فرقے کی قومی زندگی فنا نہیں ہوئی۔ آجکل بھی حکومت عراق نے اقلیت کی حیثیت سے انہیں بہت سی رعایتیں دے رکھی ہیں۔

کامیاب زندگی
کے لئے ضروری صفات

ہم میں سے ہر شخص کامیاب زندگی بسر کرنا چاہتا ہے لیکن اس کامیابی [illegible] کی توضیح اور تشریح کرنا مشکل ہے کیونکہ ہر شخص کا معیار اور نقطہ نظر [illegible] تاہم معیار کتنا ہی بلند ہو . . . . اور نقطہ نظر کتنا [illegible] کیوں نہ ہو، زندگی کو کامیاب بنانے کیلئے مندرجہ ذیل اوصاف ضروری [illegible]

(۱) تجسس کا شوق۔ بچوں میں تجسس اور تلاش کا غیر معمولی شوق [illegible] ہم اتنے سوالات کیا کرتے ہیں کہ بعض اوقات ان کے بزرگوں [illegible] ہوتی ہے لیکن بچوں کا زیادہ سے زیادہ سوالات کرنا بہت ہی [illegible] جو بچے جتنے زیادہ تجسس اور تلاش و تحقیق کے مشتاق ہونگے اتنا [illegible] سوالات کرینگے اور اسی سے ان کی اندرونی قوت کا اندازہ [illegible] تجسس کا شوق ایک غیر معمولی قوت ہے جس سے اگر فائدہ اٹھایا [illegible] ہر شعبہ کی کامیابی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے سائنسدان تجسس [illegible] اور فطرت کے رموز دریافت کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ مؤرخ تجسس ہی سے تحقیق و تدقیق کا بہتر سے بہتر نمونہ [illegible] کی ساری کامیابی کا انحصار اسی تجسس پر ہے۔ غرض تجسس میں [illegible]

(۲) لطف اندوزی۔ زندگی کی جس کامیابی میں لطف [illegible] اور فضول ہے۔ اس لئے ایسی کامیابی کے حصول میں وقت [illegible] جس میں لطف و مسرت کی توقع نہ ہو۔ لطف و مسرت کی [illegible] کو عمل میں لانے کی سب سے بڑی محرک ہے۔ اگر یہ توقع نہ ہو [illegible] اور مصنوعی ہو جاتی ہیں۔

(۳) ولولہ۔ لطف اندوزی کی توقع ہی سے ولولہ پیدا [illegible] کوئی کامیابی بغیر ولولہ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا کے تمام [illegible] ہی سے انجام پاتے ہیں۔ دونوں کی شدت اور فراوانی [illegible]

(۴) افضلیت کی خواہش۔ مگر ولولہ سے کامیابی اسی [illegible] سکتی ہے جب وہ اصلی اور عملی ہو۔ دنیا میں کوئی شخص بغیر [illegible] نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بہت ممکن ہے کہ ایک شخص ولولوں کی [illegible] باوجود کامیاب نہ ہو۔ اس کیلئے سبقت کا جذبہ ضروری [illegible] خواہش اور تفوق و برتری کے جذبہ ہی سے ولولوں میں گرمی [illegible] لیکن سبقت لیجانے کی کوشش میں احتیاط ضروری [illegible] کام میں سبقت لیجانے کی کوشش کرنی چاہئے جس میں ہم کو [illegible] ہماری صلاحیت کی اعانت ہم کو منزل مقصود تک ضرور [illegible] اس لئے ہم جس کام میں امتیاز حاصل کرنا چاہتے ہوں اس کو خوب [illegible] سوچ اور سمجھ کر شروع کرنا چاہئے۔ ورنہ محض خیالات کی دنیا [illegible] خواہشوں کے گھوڑے دوڑانے سے نہ ولولوں میں سرگرمی [illegible] تکمیل ہو سکتی ہے۔

(۵) اعتماد ذات۔ ہم کو جب تک اپنی ذات پر پورا بھروسہ [illegible] کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ زندگی کی رنگینی اور خوشی کا انحصار [illegible] ہی پر ہے۔ بعض اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اعتماد ذات کے [illegible] حاصل کی ہے لیکن ان کی کامیابیوں میں ذہنی انتشار [illegible] زیادہ ہوتے ہیں۔ اعتماد ذات، ذہن و ادراک کی تربیت [illegible] اور اپنی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ [illegible]

(۶) اگر مندرجہ بالا تمام اوصاف موجود ہوں [illegible] ہیں تو کامیابی کی شاہراہ پر گامزن ہونا مشکل [illegible] کریں گے تو بہت ممکن ہے کہ اس میں دقتیں حائل ہوں۔ [illegible] یا آخر میں ناکامی ہو مگر یہ صادق ہے کہ مشکلات صبر و سکون [illegible]

۴۴ ۱۰۰ اگر یہ اوصاف موجود نہیں تو ہماری تمام کوششیں بے مدعا ہو کر رہ جائیں گی۔ (ماخوذ)

اسلامی دنیا

—— بیت المقدس ۲۴ مئی - آج گورہ فوج اور عربوں کے ایک گروہ میں زبردست لڑائی ہوئی - فریقین نے ایک دوسرے پر خوب گولیاں برسائیں - اس لڑائی میں گورہ فوج کا ایک میجر ہلاک اور تین افسر مجروح ہوگئے - لڑائی کے نتیجہ پر عرب منتشر ہوگئے مگر گورہ فوج نے ان کی گیارہ نعشوں پر قبضہ کر لیا -

—— فلسطین کے متعلق برطانیہ نے جو نئی تجاویز قرطاس ابیض کی شکل میں شائع کی ہیں ان کو قریباً تمام عرب ممالک نے ناپسند کیا ہے - اور اعراب فلسطین کے حق میں مضر بتایا ہے - یہودی بھی ان کی وجہ سے بے چین نظر آتے ہیں -

—— لندن ۲۳ مئی - کل رات دارالعوام میں فلسطین سے متعلق حکومت برطانیہ کا قرطاس ابیض منظور ہوگیا - مگر بل کی مخالفت کرنے والوں اور بل کی حمایت کرنے والوں کی تعداد میں زیادہ فرق نہ تھا - لہٰذا حزب مخالف اور سرکردہ برطانی اخبارات کا خیال ہے کہ حکومت برطانیہ کو فلسطین کی گتھی سلجھانے کے لئے از سر نو سوچ بچار کرنی چاہیئے -

—— روزنامہ ٹائمز نے لکھا ہے کہ مسئلہ فلسطین پیچیدہ صورت اختیار کر چکا ہے - اس گتھی کو سلجھانے کیلئے یہی بہتر ہے کہ عرب حکومتوں کی فیڈریشن قائم کی جائے -

—— بیروت کے عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ سید عبدالرزاق عارف جو جدوجہد آزادی میں اعراب فلسطین کے قائد اعظم رہے ہیں اور گذشتہ دنوں شام چلے گئے تھے اب دوبارہ اچانک نمودار ہوگئے ہیں - آپ فلسطین میں داخل ہو کر دوبارہ جدوجہد آزادی کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں لینے کا ارادہ رکھتے ہیں -

—— گذشتہ دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ شام میں حکومت فرانس نے جبری بھرتی کا اعلان کر دیا ہے - مگر اب سرکاری طور پر اس خبر کی تردید کر دی گئی ہے -

—— معلوم ہوا ہے کہ انگلستان کے عیسائیوں کا ایک بہت بڑا طبقہ معاملۂ فلسطین میں یہودیوں سے ہمدردی رکھتا ہے اور مختلف طریقوں سے ان کی اخلاقی امداد کر رہا ہے -

—— بیت المقدس ۲۱ مئی - کل تل عفیت میں یہودی نوجوانوں کے ایک ہجوم نے زبردست مظاہرہ کیا - پولیس نے بڑی کوشش سے ہجوم کو منتشر کیا - اس کوشش میں چند یہودی زخمی بھی ہوئے -

—— لندن ۲۳ مئی - فلسطین کی یہود کونسل نے حکومت برطانیہ کے قرطاس ابیض کو مسترد کر دیا ہے اور حکومت برطانیہ کو انتباہ کیا ہے کہ اگر فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ پر پابندیاں عائد کی گئیں تو وہ سول نافرمانی کریں گے اور حکومت کو مالیہ وغیرہ دینا بند کر دیں گے -

—— بیت المقدس ۲۲ مئی - آج دو ہزار یہودی عورتوں نے پرامن طریق پر مظاہرہ کیا - اور فلسطین کے متعلق برطانوی تجاویز کی مذمت کی -

—— بیت المقدس ۲۱ مئی - کل سماریہ کے قریب گورہ فوج اور عربوں کے ایک ہجوم میں زبردست تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں ایک سیکنڈ لفٹنٹ اور ایک گورہ سارجنٹ زخمی ہوئے - عربوں کا بھی نقصان ہوا -

—— پشاور ۲۵ مئی - کابل میں جشن استقلال منایا جا رہا ہے جس کیلئے زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں جشن ۲۸ مئی سے ۴ روز تک جاری رہیگا - شاہ افغانستان اس موقع پر افغانی فوج کی سلامی لیں گے - اس کے بعد فوج کی زبردست پریڈ ہوگی - افغانی مصنوعات کی ایک عظیم الشان پریڈ بھی منعقد ہوگی -

ہندوستان

—— ملیدیہ لاہور کے ایڈمنسٹریٹر مسٹر میکناب کے چند احکام کے خلاف ۱۲ مئی کو لاہور کے قریباً سولہ ہزار بھنگیوں نے مکمل ہڑتال کر دی - جو قریباً ڈھائی دن جاری رہی - بھنگیوں نے سڑکوں گلیوں اور گھروں کی صفائی کا کام بالکل چھوڑ دیا - اور زبردست مظاہرے کئے - صفائی نہ ہونے کی وجہ سے لاہور شہر ایک غلاظت کدہ بن گیا جگہ جگہ غلاظت اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر نظر آنے لگے - مہلک وباؤں کے پھیلنے کا زبردست خطرہ پیدا ہوگیا -

—— چونکہ صورت حالات بہت تکلیف دہ ہو چکی تھی - اس لئے آنریبل میجر خضر حیات خاں وزیر بلدیات لاہور پہنچے - گفت و شنید ہوئی - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۳ مئی کو بعد دوپہر ہڑتال کا خاتمہ ہو گیا - بھنگیوں نے کام شروع کر دیا - گورنمنٹ نے ان کے بعض مطالبات منظور کر لئے اور بعض کے متعلق وعدہ کیا کہ ان پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا -

—— شولاپور ۲۲ مئی - آریہ سماجی رضاکاروں نے ایک مسجد کے سامنے باجہ نوازی پر ضد کی - جس کی وجہ سے شدید ہندو مسلم فساد ہوگیا جس میں ۱۲ آدمی ہلاک اور ۲۱ مجروح ہوئے -

—— شولاپور ۲۳ مئی - کل شام کے فساد کے بعد حالات پر قابو پا لیا گیا تھا - مگر آج عصر کے بعد پھر فساد شروع ہوگیا - جس میں ۲ آدمی ہلاک اور ۱۳ مجروح ہوئے

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شولاپور نے حکم دیا تھا کہ تمام آریہ سماجی رضاکار ریاست سے نکل جائیں - چنانچہ آریہ سماجی [illegible] سے [illegible] چلے گئے -

—— مسلم لیگ کا وفد صوبہ سرحد میں اپنا دورہ ختم کر کے سندھ روانہ ہوگیا - صوبہ سرحد میں وفد کے دورہ کا بہت اچھا اثر ہوا - وہاں بھی ایک جلسہ میں لاہور کی طرح زندہ سانپ چھوڑا گیا -

—— نئی دہلی ۲۴ مئی - مولانا منظر الدین صاحب کے قتل کے مقدمہ کے آٹھوں ملزموں کو سیشن سپرد کر دیا گیا -

—— لکھنؤ ۲۴ مئی - لکھنؤ کے شیعوں کا ایک وفد مسٹر گاندھی سے ملاقات کرنے کے لئے راجکوٹ گیا ہے -

—— پشاور ۲۱ مئی - ایک آنریری نے مسجد مہابت خاں میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر پنجاب اور سرحد کے ہندوؤں نے ریاست حیدرآباد کے خلاف شورش جاری رکھی تو ہم قبائلی علاقے سے تمام ہندوؤں اور سکھوں کو نکال دیں گے -

—— راجکوٹ ۲۱ مئی - ٹھاکر صاحب کے دستخطوں سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ چونکہ مسٹر گاندھی کے بیان کے بعد جو ۱۶ مئی کو اخبارات میں شائع ہوا ہے ریاست کی حدود میں سول نافرمانی کی تحریک کا کوئی امکان باقی نہیں رہا - اس لئے ہنگامی حالات کے ماتحت یکم اگست ۳۸ء کو جو احکام نافذ کئے گئے تھے وہ واپس لئے جاتے ہیں -

—— بیان میں اس امر کی بھی تصریح ہے کہ جرمانے اور ضبط شدہ جائدادیں درخواستیں موصول ہونے پر واپس کر دی جائیں گی -

—— بمبئی ۲۵ مئی - حکومت بمبئی نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا ہے کہ حکومت نے فرقہ وارانہ کشیدگی کے پیش نظر شولاپور کو آریہ سماجی ستیہ آگرہ کا مرکز بنانے کی اجازت [illegible]

—— پٹیالہ ۲۵ مئی - یہاں حیدرآباد کے خلاف مظاہروں پر ہندو مسلم فساد ہوگیا - پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا - شہر میں فوج کا زبردست پہرہ ہے

ممالک خارجہ

—— ملک معظم آجکل کینیڈا کے دورہ میں مصروف ہیں - ہر مقام پر ان کا عقیدت و احترام کے ساتھ استقبال کیا گیا -

—— لندن ۲۳ مئی - آج شاہ انگلستان کی والدہ ملکہ میری کو ایک حادثہ پیش آیا - ان کی موٹر ایک لاری سے ٹکرا گئی - ملکہ کو معمولی خراشیں آئیں - البتہ آپ کو ذہنی صدمہ بہت زیادہ ہوا - لیکن بعد کی خبر ہے کہ آپ روبصحت ہیں -

—— روما ۲۳ مئی - اٹلی کی مالی حالت روز بروز نازک ہو رہی ہے - آج اطالوی چیمبر میں ایک سرکاری بیان کے ذریعہ اس امر کا انکشاف کیا گیا کہ گذشتہ تین سال کے دوران میں اٹلی کے اخراجات آمدنی کی رقم سے بقدر ۴۰ - ارب لیرا بڑھ گئے - اس رقم میں سے ۳۰ - ارب لیرا اسلحہ بندی اور انتظامی امور پر صرف ہوئے -

—— لندن ۲۳ مئی - معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ، فرانس اور سوویٹ روس کے مجوزہ سمجھوتے کے متعلق برطانیہ مشرقی یورپ کی حکومتوں کی رائے کا انتظار کر رہا ہے - عام خیال یہی ہے کہ حکومت ترکی اور حکومت یونان مجوزہ اتحاد کا خیر مقدم کریں گی -

—— پیرس ۲۲ مئی - میڈرڈ سے ایک مصدقہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ امن کے زمانہ میں ہسپانیہ کی فوج تین لاکھ جوانوں پر مشتمل رہے گی -

—— لندن ۲۴ مئی - آج عصر کے وقت مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ نے دارالعوام میں اعلان کیا کہ روس اور برطانیہ میں اہم امور کے متعلق مفاہمت ہوگئی ہے - ابھی دونوں حکومتوں کی طرف سے آخری تصفیہ کا اعلان نہیں ہوا - جن امور کے متعلق تاحال مفاہمت نہیں ہوئی وہ بالکل جزوی ہیں -

—— ٹوکیو ۲۴ مئی - جاپانی اخبارات اس امر پر زور دے رہے ہیں کہ حکومت جاپان کو اطالیہ اور جرمنی سے اپنے تعلقات زیادہ مضبوط کرنے چاہئیں -

—— ٹوکیو ۲۳ مئی - جاپانی اور خارجی منگولیا کی افواج میں زبردست تصادم عمل میں آ رہے ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ جاپانیوں نے خارجی منگولیہ کے سات طیارے گرا لئے ہیں -

—— برلن ۲۳ مئی - یہاں ایک جدید یونیورسٹی کھولی گئی ہے - اس میں فضائی حملوں کے خلاف احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی تعلیم دی جائے گی - اس یونیورسٹی کے ماتحت ۷ سکول قائم ہونگے

—— ٹوکیو ۲۳ مئی - مانچوکو اور سوویٹ سرحد پر ایک زبردست حادثہ عمل میں آیا - بیان کیا جاتا ہے کہ روسیوں نے ایک سوویٹ دریا سے مانچوکو کی ایک کشتی پکڑ لی جس کے نتیجہ میں سرحدی دستوں میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے -

—— جنیوا ۲۳ مئی - آج لیگ کونسل کے اجلاس میں ڈانزگ کے امور پر بحث کی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ اس کے درجہ میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے نہ ہی انجمن اقوام سے اس کا تعلق توڑا جائے -

—— چونگ کنگ ۲۲ مئی - گذشتہ ہفتہ صوبہ ہوپی کے شمالی حصہ میں چینی اور جاپانی فوج میں خونریز جنگ ہوئی جس میں چینیوں نے جاپانی فوج کے ۸۰۰ آدمی ہلاک کر ڈالے -

—— ماسکو ۲۵ مئی - یہاں کے برطانوی سفیر کو حکومت برطانیہ نے ایک چٹھی بھیجی ہے جس میں روس، فرانس اور برطانیہ کے اتحاد کے سلسلہ میں اپنی آخری تجاویز درج کی ہیں اور اس خط کو حکومت روس تک پہنچانے کی ہدایت کی ہے

پیغام صلح

جلد ۲۷ — لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۹ء — نمبر ۳۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لذتِ روح اور لذتِ نفس میں فرق

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ٹھہر چکا تھا لیکن ان نام نہاد پیروں اور مسلمانوں نے حضرت نبی کریمؐ کا اسوہ حسنہ چھوڑ کر اپنے نئے طریقے ایجاد کر لئے۔ اور قرآن شریف کو تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے دیگر وظائف اور کافیوں کا رواج شروع کر دیا، اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کی بجائے ذکر و اذکار کر لینا کافی ٹھہرا دیا۔ یہ جملہ امور لذتِ روح کیلئے نہیں بلکہ لذتِ نفس کی خاطر ہیں، کیونکہ لذتِ روح تو انہیں اعمال و افعال کے بجا لانے سے مل سکتی ہے جنکی تعلیم اور تلقین حضرت نبی کریمؐ نے فرمائی۔ لوگوں نے لذّتِ نفس اور لذّتِ روح میں فرق نہیں سمجھا، اور غلطی سے دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ اگر لذّتِ نفس اور لذّتِ روح ایک ہی چیز ہے، تو میں پوچھتا ہوں کہ جن بدمعاش اور بدچال چلن لوگوں کو ایک بدکار کنچنی کے گانے سے بہت لذّت حاصل ہوتی ہے۔ کیا اس لذّت کی وجہ سے انہیں عارف باللہ اور کامل انسان کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جن لوگوں نے خلافِ شرع اور خلافِ پیغمبرؐ نئی راہیں نکالی ہیں، ان کو یہی دھوکا لگا ہے کہ وہ نفس اور روح کی لذّت میں فرق نہیں کر سکے، ورنہ وہ ان خلافِ شرع بیہودگیوں میں روح کی لذّت اور اطمینان پانے کی کوشش نہ کرتے۔ ان لوگوں کو نفس مطمئنہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ جو قرآن شریف کو چھوڑ کر بلھے شاہ کی کافیوں میں روحانی لذّت کے جویاں ہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ روحانی لذّت صرف قرآن شریف سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

(۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ... میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح انشاء اللہ ... تشریف لے جائیں گے۔

— ۱۸ مئی کے پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ ... بہت ضروری مکتوب شائع ہوا تھا جسکی یاددہانی ... صفحہ اوّل پر بھی درج ہے بیرونی جماعتوں کے نمائندہ احباب ... میں توجہ فرمائیں اور حضرت ممدوح کی ہدایات کے متعلق ... فی الفور جواب طلب امور کا جواب تحریر کر دیں۔ اس کام میں ... تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا درس قرآن ... باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ مقامی احباب ... کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ انشاء اللہ ... ڈلہوزی تشریف لے جائینگے۔ آپ سے خط و کتابت کا پتہ ...

"برہ وین" — ڈلہوزی

— جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل ... ہند کے طویل دورے سے واپس آ گئے ہیں آپ کے دورہ کی ... قسط پیش نظر اشاعت میں درج ہو رہی ہے۔

— مولانا موصوف کی بیگم صاحبہ کئی ماہ سے علیل ... کیلئے احباب خاص طور پر دعا کریں۔

— سید انور حسین صاحب گیلانی ... کے دورہ سے واپس آ گئے ... "سیرت" "خلافت" اور احمدیت کے مضامین پر کامیاب تقریریں ...

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا دورہ جنوبی ہند

انجمن محمدیہ کے جلسہ سیرت کی روئیداد

انجمن محمدیہ ہبلی کے مرکزی ستون چند ایک غریب احمدی ہیں جو ریلوے ورکشاپ میں ملازم ہیں۔ انکے چہروں سے غربت اور محنت کے آثار نمایاں ہیں مگر انکے دل خلوص اور نور ایمان سے پُر ہیں اور اسی کا یہ اثر ہے، کہ دوسرے اہل دل لوگوں کو بھی اُنہوں نے اپنے نیک مقاصد میں امداد کے لئے آمادہ کر لیا ہے۔ سال گذشتہ اُنہوں نے متواتر پانچ روز تک مجالس میلاد منعقد کیں، غیر مذاہب اور مسلمانوں کے معزز طبقہ کو شمولیت کی دعوت دی، ایک عظیم اور وسیع ہال کرایہ پر لیا، ہندی، اُردو، انگریزی اور کنڑی زبان میں اچھی اچھی تقریریں کرنیوالوں کا انتظام کیا باہر سے آنے والے لوگوں کے ہر قسم کے اخراجات برداشت کئے، یہ ایک وقتی اور ہنگامی جلسہ کیلئے انکی مساعی اور خدمات نہیں اسکے علاوہ سیرت کمیٹی کی طرح انکی یہ ایک سالانہ کروٹ نہیں، روزانہ پنجگانہ نماز کی طرح انکی دینی خدمت سال بھر جاری رہتی ہے۔ چار سو نومسلمین کی تعلیم وتربیت اور انکی نگرانی و بہبودی کا بار اسی غربا کی جماعت نے اُٹھایا ہوا ہے آریہ سماجیوں نے بارہا ان نومسلموں پر چھاپا مارا مگر ان لوگوں نے اس فتنہ کو کامیاب نہیں ہونے دیا اس کا اندازہ کرنا کہ اس کیلئے کسقدر ہمت اور ایثار کی ضرورت ہے، بہت مشکل ہے یہ لگن یہ عشق اور دین کیلئے اسقدر قربانی اس آگ، حرارت ایمانی اور نور ربانی نے پیدا کی ہے جو مجدد وقت دُنیا میں لایا ہے۔ پارسال ان لوگوں نے ہماری جماعت کے قابل فخر مبلغ و محقق جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت وعبرانی کو بلایا تھا، لوگ مولانا کی پُر خلوص و مدلل تقریروں سے اسقدر محظوظ و متاثر ہوئے کہ امسال پھر اس انجمن نے مولانا کو اصرار کے ساتھ دعوت دی چنانچہ مولانا نے انکی خاطر یہ طویل سفر گوارا فرمایا، یہ لوگ مولانا کی تقریروں سے اور مولانا ان لوگوں کے کام سے بے حد خوش ہوئے، مولانا نے خاکسار مدیر سے فرمایا کہ سفر کی کوفت بھوک پیاس تکان کو میں فوراً بھول جاتا ہوں جب ان کے ہنستے ہوئے چہروں کو دیکھتا ہوں سال گذشتہ کی نسبت اس سال ان لوگوں کا خلوص دوسرے لوگوں میں زیادہ مقبول ہوا وہ لوگ جو پارسال مخالف تھے اس سال انکے موافق اور ممد تھے جلسہ کی کارروائی اور کیفیت جو انجمن محمدیہ کے سیکرٹری صاحب نے لکھ کر بھیجی ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ (مدیر)

معذرت:۔ جلسہ عید میلاد النبیؐ کی روئیداد روانہ کرنے میں تاخیر ہو گئی، جلسہ ختم ہونے کے معاً بعد ہم لوگ مسلم لیگ کانفرنس پونا میں شمولیت کیلئے روانہ ہو گئے۔

مختصر روئیداد جلسہ

ہمارا جلسہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۳۹ء سے شروع ہو کر ۲۔ مئی ۱۱ بجے شب کو ختم ہو گیا۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولوی محمد بڈن صاحب بردور کی تشریف آوری سے جلسہ بہت ہی بارونق ہوا مولانا عبدالحق صاحب جلسہ سے دو روز پہلے ہبلی پہنچ گئے اور ایک روز کیلئے دھارواڑ محبوب خانصاحب انسپکٹر رجسٹریشن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور جلسہ شروع ہونے سے پہلے تشریف لے آئے محبوب خانصاحب نے بھی اپنے دورہ کو منسوخ کر کے جلسہ میں شمولیت کی۔ اس سال کے جلسہ کی صدارت جناب سردار محبوب علیخاں صاحب دبرادر نواب شاہ نور) ایم ایل اے نے قبول فرمائی تھی انکے ارشاد کے موافق ہم لوگوں نے بازار میں اپنا پنڈال کھڑا کیا، لوگوں نے بھی ہماری محنت کی داد دی اور بڑی کثرت سے تقاریر سننے کیلئے جمع ہوتے رہے مولانا عبدالحق صاحب کی اُردو تقاریر اور مولانا بڈن صاحب کی کنڑی تقاریر سے لوگ بہت ہی محظوظ ہوئے۔ پنڈال کی سجاوٹ اور تقاریر کی عمدگی لوگوں کو جلسہ گاہ میں کھینچ لائی۔

جلسہ کا پہلا دن

پہلا جلسہ ۳۰۔ اپریل کو تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا جو ایک نومسلم خورد سال بچہ نے کی، اسکے بعد ایک اور نومسلم نے نعت اور نظم پڑھی جسے سن کر صدر صاحب آبدیدہ ہو گئے اور نہایت دل سوزی سے مسلمانوں کو اپنی حالت سدھارنے اور علم حاصل کرنے کی ہدایت فرماتے رہے۔

اس کے بعد جناب عبدالرحمٰن صاحب حکیم پریذیڈنٹ انجمن نے اُردو زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی بیان کئے اور کچھ پیشگوئیاں کتاب "میثاق النبیین" مؤلفہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی سے اقتباس کر کے نہایت دلنشین پیرایہ میں بیان فرمائیں۔

اس کے بعد مولانا محمد بڈن صاحب احمدی نے کنڑی زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل بیان کئے اور یہ ثابت کیا کہ جگت گرو اور سرور عالم کا خطاب صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے اور دوسرے لوگ جو آجکل جگت گرو کہلاتے ہیں، اُن کے اندر وہ شرائط نہیں پائے جاتے جو جگت گرو میں پائے جانے چاہئیں درلڈ ٹیچر اور جگت گرو کہلانا آسان ہے مگر دُنیا کی رہنمائی اور کُل قوموں کی ہدایت کی قابلیت حاصل کرنا محال ہے۔ یہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ آپ نے کل قوموں کی ضروریات کو پورا کیا۔ یہ تقریر کنڑی زبان میں نہایت جوش اور روانی کے ساتھ جاری رہی جس سے کنڑی لوگوں نے بہت فائدہ اُٹھایا، کیونکہ مولوی صاحب کنڑی زبان کے نہایت فصیح مقرر ہیں۔

مولانا عبدالحق صاحب کی تقریر دلپذیر

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تقریر کیا تھی حقائق اور علوم کا ایک بہتا ہوا دریا تھا۔ جو تمام لوگوں کو سیراب کرتا چلا گیا آپ نے قرآن مجید کی آیت قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ الخ کی نہایت دلنشین تفسیر کی اور بتایا کہ اس آیت سے پیشتر عیسائیوں کے ساتھ اس مناظرہ کا ذکر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے کیا، مسیح کی الوہیت کی تردید اور اس کی بیکسی کی تصویر کھینچتے ہوئے قرآن مجید نے فرمایا وہ خدا یا خدا کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔ ایک کلمہ سواء یا عدل وانصاف کی بات ہے کہ سوائے ایک خدا کے دوسرا خدا نہیں اس پر تمام الہامی مذاہب جمع ہو سکتے ہیں، یہ ایک [illegible] ہے جس پر کھڑے ہو کر ہم مذہبی لوگ اپنے اختلافات کا فیصلہ کر سکتے ہیں مسیحیت میں صرف ایک بات ہے جو مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو اپیل کر سکتی ہے اور وہ خدا کی راہ میں مسیح کا مظلوم ہونا اور دکھ اُٹھانا ہے مسیحیوں نے واقعات کربلا کی طرح نہایت درد انگیز پیرایہ میں بیان کیا ہے وہ جو اپنی بھیڑوں کا انتہا درجہ کا خیر خواہ اور انکی بھلائی کا جویا تھا جس نے اپنی زندگی صرف اسی ایک مقصد کے لئے وقف کر دی اُس نے اپنا آخری دن شریعت کے سکھانے اور لوگوں کو نصیحت کرنے میں صرف کیا، دن بھر کا تھکا ماندہ بیکس اور ہارا ہوا رات کو بھی آنے والے رُوح فرسا اور جانگداز واقعات کے خوف سے سو نہ سکا وہ اپنے بے رحم دُشمنوں کے ہاتھوں میں پڑا اس سے ایک بھاری اور بوجھل صلیب اُٹھوائی گئی جس کے اُٹھانے کی اس میں ہرگز طاقت نہ تھی، جب وہ اس بوجھ کے نیچے اپنی ہمت توڑ چکا تو ایک اور شخص کو اس کی مدد کیلئے بلایا گیا اسے دھکے دیئے گئے نہایت وحشیانہ پن سے اس کے جسم سے کپڑے اُتارے گئے اس کے منہ پر تھپڑ مارے گئے، ایسی دردناک حالت میں دشمنوں کے طعنے تیر ونشتر سے کم نہ تھے انتہائی وحشت اور بربریت کے ساتھ اس کے جسم میں اس زندہ جسم میں میخیں ٹھونکی گئیں اسکے دوست ایسی مصیبت کے وقت میں اسے تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے ایک و تنہا اور دشمنوں کے نرغہ میں ایک معصوم ناکردہ گناہ جو ڈاکو اور چوروں سے بدتر سمجھا گیا، کیونکہ سبت کی حرمت کو ملحوظ رکھ کر ایک ڈاکو کو چھوڑ دینا جائز سمجھا گیا۔ مگر مسیح کو صلیب پر کھینچنے کا بار بار مطالبہ کیا گیا مامورانِ الٰہی کے خلاف عوام اور علماء کی قساوتِ قلبی کی یہ ایک دردناک مثال ہے، ان تمام حادثات اور واقعات کو سُن کر ایک انسان کا دل غم اور رنج سے پگھل جاتا ہے، مگر صرف اسی صورت میں کہ وہ انسان تھا اور اپنی بھیڑوں کا انتہائی بہی خواہ، لیکن اگر وہ خدا تھا یا خُدا کا بیٹا تو اسکی یہ بے بسی اور بیچارگی دیکھ کر ہمیں ہنسی آتی ہے، لوگوں کی اصلاح کا یہ سنگین گرہی اُصول کسی عقلمند انسان کو اپیل نہیں کر سکتا یہ ایک کمزور کا کمزور ترین ہتھیار ہے جو بات ہم عقل اور دلائل کے ساتھ منوا نہیں سکتے وہ ہم اپنی موت کا ڈراوا دیکر منواتے ہیں۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی دین میں جبر نہیں، نہ تلوار کا خوف اور نہ اپنی موت سے ڈرا کر اپنی بات منوانا کا اکراہ، گمراہی اور ہدایت عقلی دلائل کے ذریعہ الگ الگ کر دی گئی ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کلمہ سواء یا عدل وانصاف کی طرف لوگوں کو بلا کر ساری دنیا کی قوموں کو ایک مشترک بلند مقام کی طرف بلاتا ہے جس میں نہ رنگ کے دیوتا کی پوجا ہے نہ وطن و قومیت کے بت کی پرستش اور نہ ذات و پات کی دیوی کی ناز برداری اور نہ پنڈتوں اور پادریوں کی حکومت، ماسوا کی ان ساری زنجیروں سے الگ کر کے صرف ایک خدا کی عبادت کا رشتہ ساری دنیا کی گردنوں میں ڈالتا ہے، اسلئے اس آیت میں تمام اہل کتاب کو تعالوا سے خطاب کیا ہے، جس کے معنی پستی سے بلندی کی طرف بُلانا ہیں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر تمام قومیں انسانیت کے بلند مقام سے گر گئی ہیں اور آدم کی اولاد میں انسانیت کا رشتہ کمزور ہو کر، قبائل، اقوام وطن اور رنگ و نسل کی الگ الگ زنجیریں مضبوط ہو گئی ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ان زنجیروں کو توڑ کر نسل انسانی میں انسانیت کا رشتہ مضبوط کرنا ہے۔ (باقی آئندہ)

جلد ۲۷ یوم چہار شنبہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۸ ہجری نمبر ۳۲

ہالینڈ میں یوم میلاد النبی صلعم

قارئین پیغام صلح اور احباب جماعت اس امر سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ ہمارے جماعت کا رکن جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے ہالینڈ ہیگ میں ایک تبلیغی مشن قائم کر دیا ہے۔ مرزا صاحب موصوف نے اس مشن کی بنیاد بالکل بے سروسامانی کے عالم میں رکھی تھی جب حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کو اس کی کیفیت معلوم ہوئی تو انہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ دو سال کے لئے دو سو روپیہ ماہوار کی گرانقدر امداد اس مشن کیلئے عطا فرما دی۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد حضرت مرحوم کا انتقال ہو گیا وہ دست کرم جس نے ہالینڈ مشن کو سہارا دینے کا عزم کیا تھا ہمیشہ کے لئے ہم سے چھن گیا۔ لیکن آفرین ہے حضرت . . . . . مرحوم کی بیگم صاحبہ محترمہ پر، اس عالی ہمت و مخیر خاتون نے بلا تامل حضرت مرحوم کے وعدہ کی تکمیل کا ذمہ لے لیا۔ اس طرح ہالینڈ مشن کے سلسلہ میں انجمن کے تفکرات ایک حد تک کم ہو گئے ہیں۔

یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ یہ مشن امید افزا رفتار کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے اور کام کی ابتدائی مشکلات پر عزم و ہمت سے غالب آ رہا ہے۔ چند ماہ کے عرصہ میں اس نے ہالینڈ کے مذہبی و علمی حلقوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے اور اس ملک کی فضا میں ایک ایسی حرکت پیدا کر دی ہے جو اشاعت اسلام کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا ۹ ارمئی کا لکھا ہوا ایک خط جو ابھی موصول ہوا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کی خدمت اقدس میں پہنچا ہے۔ اس میں مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اتوار مورخہ ۲ ارمئی ۱۹۳۹ء کو (Baron Van Tuyll) کے ہاں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک سو کے قریب منتخب اشخاص مدعو تھے۔ بیرن صاحب موصوف نے سیرت نبوی پر ایک عمدہ اور مؤثر تقریر فرمائی ان کی تقریر کا انحصار حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف محمد دی پرافٹ پر تھا۔ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے مختلف شعبوں پر روشنی ڈالی یہ پہلا موقع ہے کہ ہالینڈ میں یوم میلاد نبی منایا گیا

اللہ تعالے کے فضل سے میری تبلیغی مساعی غیر معمولی طور پر مشکور ہو رہی ہیں۔ روز بدن میرا تعارف صاحب اثر اور تعلیم یافتہ لوگوں سے ہو رہا ہے۔ اگر اس قرینہ سے میں ایک سال تک کام کرتا رہوں تو انشاء اللہ امید قوی ہے کہ ہالینڈ میں مسلمانوں کی ایک جماعت معرض وجود میں آ جائیگی جو ہالینڈ مشن کے اعلائے کلمۃ اللہ میں ممد و معاون ہوگی"

ہماری دلی دعائیں مرزا صاحب موصوف کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہالینڈ میں اشاعت اسلام کے نیک و بلند مقصد میں کامیاب فرمائے اور ان کی توقعات بہت جلد پوری ہوں۔ آمین ثم آمین۔

ہالینڈ یورپ کا ایک قابل ذکر ملک ہے جو دنیا میں سیاسی و علمی دو لحاظ سے نمایاں حیثیت کا مالک ہے۔ مختلف مشرقی اقوام و ممالک سے ان کے گہرے روابط ہیں۔ عربی اور دوسری مشرقی زبانوں کے بڑے بڑے عالم ہالینڈ میں موجود ہیں۔ یہاں کی یونیورسٹیاں اور علمی مراکز قدیم مشرقی کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ اگر ہالینڈ میں ہمارا تبلیغی مشن خاطر خواہ مستحکم ہو گیا تو اس کے اثرات و نتائج اس ملک کی حدود کے اندر ہی نہیں بلکہ اس سے باہر بھی . . . - - - - - - - کرۂ ارض کے کئی حصوں میں بہت دل خوش کن اور دور رس ہوں گے۔

پنجاب یونیورسٹی کا اسلامی تاریخ پر حملہ

پنجاب یونیورسٹی عرصہ سے اسلامی تاریخ پر پے درپے ناروا حملے کر رہی ہے۔ گذشتہ چند سال سے ان حملوں میں ناقابل برداشت شدت پیدا ہو گئی ہے۔ یونیورسٹی کے غیر مسلم ارباب اختیار کی کوشش یہ ہے کہ نصاب میں اسلامی تاریخ کی حیثیت کو کمزور کر کے اس کی بجائے ہندو اور سکھ تاریخ کو غیر معمولی اہمیت دی جائے۔ اس سے ان کا مقصد ہندو کلچر کے لئے راستہ صاف کرنا ہے۔ پہلے بی۔ اے کے نصاب میں اسلامی تاریخ پر حملہ کیا گیا۔ اس کے بعد ایف۔ اے کی جماعتوں پر توجہ ہوئی ہے اور اس بارہ میں بہت سی گہری اور قابل نفرت چال چلی جا رہی ہے جس کا انکشاف حال ہی میں جناب سید عبد القادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کے ایک مکتوب سے ہوا ہے۔ اس مکتوب کا مفصل ذکر ہم پیغام صلح کی ۸ ارمئی کی اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں کر چکے ہیں۔ یونیورسٹی کی اس ... روش نے شمالی ہندوستان کے اسلامی حلقوں میں ... کر دی ہے۔ چنانچہ ہماری انجمن نے بھی اپنے ... مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:۔

"یہ اجلاس پروفیسر سید عبد القادر صاحب کے ... کی تائید کرتا ہے جو انہوں نے تاریخ ہند کے اسلامی ... کی وقعت گھٹانے سے متعلق پنجاب یونیورسٹی کے رجحان کے خلاف بلند کیا ہے اور یونیورسٹی سے درخواست کرتا ہے کہ اس رجحان کو مؤثر طریق پر ختم کرنے کے وسائل اختیار کرے"

اگر پنجاب یونیورسٹی نے اپنے موجودہ طرز عمل میں تبدیلی ... اپنی گذشتہ غلطیوں کی تلافی نہ کی تو مسلمانوں کی بے چینی ... ترقی کرے گی۔ ہمارے خیال میں یونیورسٹی کی روش نے ایسی صورت حالات پیدا کر دی ہے کہ حکومت کی مؤثر مداخلت ضروری ہو گئی ہے حکومت کو معاملہ کی اہمیت سمجھنے ... اور مسلمانوں کے ساتھ انصاف کی مخلصانہ اور فوری سعی کرنی چاہئے ... اپنے اعمال اور ذہنیت کے لحاظ سے آریہ سماجی ... ہوئی ہے۔ اس کی تمام مجالس منتظمہ میں غیر مسلموں کو بے پناہ ... حاصل ہے۔ اس کے قریباً تمام شعبوں کے عملہ میں آریہ سماجی بے تحاشا بھرے ہوئے ہیں اور روز اول سے ان کا اجارہ ... ضرورت ہے کہ اقلیت کی اجارہ داری کو ختم کر کے اکثریت ... کی مجالس منتظمہ اور عملہ میں جائز حق دیا جائے۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی شکایات اور حق تلفیوں کا ازالہ ناممکن ہے۔

لارڈ ولنگڈن کا "وعظ"

ہندوستان کے سابق وائسرائے لارڈ ولنگڈن نے ... سوسائٹی کے ۱۳۵ ویں اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا:

"ہندوستان کے بہت سے کٹر ہندوؤں اور مسلمانوں نے مجھ سے بارہا کہا کہ بائیبل نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس میں دلپذیر مضامین ہیں۔ یورپ کو موجودہ تباہی و بربادی سے بچانے کیلئے اس کے دکھ اور درد کا واحد علاج صرف اور صرف بائیبل ہے۔ بائیبل کی اشاعت اور ... ہی ضروری ہے" (قومی گزٹ ۹ ارمئی بحوالہ ٹائمز آف انڈیا ۱۶ ارمئی)

لارڈ موصوف ایک کامیاب مدبر اور مشہور سیاست دان ہیں ... حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے یہ ایک ایسی بات کس طرح ارشاد فرمائی جو واقعات و حقائق کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ یہ غالباً فارن بائیبل سوسائٹی کی "روحانی" اجتماع اور پادریوں کی "مقدس" صورتوں کا اثر ہوگا کہ ... واقعات پر انحصار کرنے والا ایک مدبر بے دلیل دعویٰ کر ... لارڈ موصوف ہندوستان کے وائسرائے تھے۔ ان کے حضور ... ہونے والے کٹر برہمنوں اور ہندوؤں کی زبان سے بائیبل کی ... کی توثیق اور حیثیت ہو سکتی ہے وہ بالکل ظاہر ہے ... کے حضور باریاب ہونے والے یہ کٹر برہمن اور ہندو اکثر ... مختلف مشکلات ہی بیان کیا کرتے ہوں گے۔ حیرت ہے کہ لارڈ ... نے اپنے طویل عہد حکومت میں ایک مرتبہ بھی تباہی و بربادی ... کا یہ بہترین نسخہ اس ملک میں ارشاد نہ فرمایا حالانکہ بدنصیب ... یورپ سے زیادہ تباہ حال اور مصیبت زدہ ہے۔ ہندوستان ...

میں ان کے عدم عقولیت کے اندر اس نسخہ مصائب و تباہی کے تجربہ کا نہایت نتیجہ خیز موقع میسر آسکتا تھا۔

بائیبل کو یورپ یا دنیا کے کسی اور براعظم کی مشکلات اور دکھوں کا علاج بنانا ایک ایسی خوش فہمی یا خود فریبی ہے جس کا عقل و معقولیت ایک انچ بھی ساتھ نہیں دے سکتی۔ تقریباً سارا یورپ عیسائیت اور بائیبل کا حلقہ بگوش ہے۔ اس کے باوجود اس کے مختلف ممالک ایک دوسرے کو خاک و خون میں تڑپانے کے لئے آمادہ جنگ نظر آتے ہیں۔ اس وقت دنیا کے لئے سب سے بڑی مصیبت یورپ کی دجالی تہذیب ہے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس تہذیب کو عیسائیت یعنی بائیبل کی عقائد و تعلیمات کے نتائج و اثرات ہی نے جنم دیا ہے۔ اس تہذیب کے بعض اجزا بائیبل کے عقائد و تعلیمات کا ثمر ہیں اور بعض ان تعلیمات و عقائد کے ردعمل کا۔

اگر لارڈ موصوف فی الحقیقت اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ بائیبل یورپ کو تباہی اور دکھ سے بچا سکتی ہے تو ان کا فرض ہے کہ حکومت برطانیہ کو دشمن وطن کے تمام پروسیع و خوفناک جنگی تیاریوں کو بجائے بائیبل کی اشاعت و تقسیم پر آمادہ کریں گے اور اسی کو کافی سمجھ لیں لیکن وہ ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ ان کا تعلق انگلستان کے اس سیاسی طبقہ سے ہے جو جنگی تیاریوں کا زبردست حامی ہے حالانکہ بائیبل کی تعلیم یہ ہے کہ ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا بھی سامنے کر دینا چاہئے۔ جو کوئی اس تعلیم پر عمل کرنا چاہتا ہے۔ اس کیلئے جنگی تیاریاں اور خوفناک اسلحہ بالکل بے معنی ہیں۔

ایک نیک نمونہ

مؤرخہ ۵ ۴۲/۱ کو چوہدری بشیر احمد صاحب ولد جناب چوہدری علی گوہر صاحب نمبردار چک ۹ کا نکاح زبیدہ بیگم صاحبہ بنت جناب چوہدری غلام رسول صاحب کے ساتھ مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے نے بعوض مبلغ ۲۳۲ روپے حق مہر پڑھا۔ اس خوشی میں جناب چوہدری عزیز احمد صاحب پی سی۔ ایس نے مبلغ پچاس روپے اشاعت اسلام فنڈ میں انجمن کو عنایت فرمائے اور جناب چوہدری غلام رسول صاحب نے مبلغ پانچ روپے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو طرفین کیلئے موجب برکت و خیر بنائے اور زوجین کو دینی و دنیوی نعمتوں سے متمتع فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

اس موقعہ پر جناب چوہدری علی گوہر صاحب نے جس سادگی اور پابندی شریعت کا نمونہ دکھایا۔ وہ احباب جماعت کیلئے خصوصاً اور دیگر مسلمانوں کے لئے عموماً قابل تقلید ہے۔ یہ شادی بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مطابق کی گئی۔ تمام قسم کی بدعات اور غیر شرعی رسوم سے کامل اجتناب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ جناب چوہدری صاحب موصوف کو اس سے بھی زیادہ نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے اور دین و دنیا میں سرفراز فرمائے آمین ثم آمین۔ (نامہ نگار)

معذرت

ریویو کیلئے چند چیزیں کئی روز ہوئے موصول ہوئی تھیں مصروفیت کی وجہ سے تا حال ان پر ریویو نہ ہو سکا۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں کیا جائیگا۔ اس تاخیر پر ہم معاصر قومی گزٹ بمبئی اور رسالہ غنچہ لاہور سے خاص طور پر معذرت خواہ ہیں۔ (مدیر)

آہ! ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم

(از جناب سید عبدالمجید صاحب عاصم ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کپورتھلہ)

مرحوم کی زندگی کیا تھی حقیقی اسلام کا ایک پیکر تھی جو ہمارے لئے عملی زندگی کا ایک بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ مرحوم کی زندگی پر بعض احباب نے وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ اس پر زیادہ لکھنا فضول ہے۔ مگر دلی جذبات ہیں جو کہ بلا اظہار رک نہیں سکتے آہ! اس فانی دنیا میں خدائی وعدہ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ (۲۸ : ۵۸) کی مصداق خدا کے نور میں چلنے والی ہی بہشتی زندگی تھی جس نے مرحوم کے لئے میرے دل میں خاصی تڑپ پیدا کر رکھی تھی۔ ابھی پچھلے نومبر کی بات ہے کہ میں نے انہیں ایک خط لکھا تھا جس کے جواب میں ان کا جو خط آیا تھا۔ وہ بھیجتا ہوں اسے اخبار میں درج فرما دیجئے اور دیکھئے کہ اس اولوالعزمی پر بھی مرحوم کو اتنا انکسار تھا۔ اللہ اکبر۔ اسی خط میں ان کی جبلی اور فطری نیکیوں کا ایک طوفان برپا نظر آتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ آنکھ نہیں جو مرحوم کے حسن عمل کو دیکھے اور وہ کان نہیں ہیں جو مرحوم کی باتوں کے سننے کے قابل ہوں

چشم دیگر باید ت تا حسن او دیدن توان
گوش دیگر تا کلام دوست بشنیدن توان

اگر غور سے دیکھا جائے تو مرحوم کی موت، موت نہیں ہو بلکہ

ظاہرش مرگ و بباطن زندگی ۔ ظاہرش فانی نہاں پائندگی

کی مصداق ہے۔ اور یہی ایک ایسی موت ہے جو خوش نصیبوں کے حصہ میں ہی آتی ہے۔ آہ! یہی وہ موت ہے جس کی نسبت کسی صاحب نے پورا نقشہ کھینچکر رکھ دیا ہے۔

منت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگاں بدعا آرزو کنند

مرحوم کی زندگی کی آخری ساعتیں جس اطمینان سے گزری ہیں اس کو دیکھنے سے اس شعر کی عملی تصدیق ہو جاتی ہے کہ

تلخ نبود پیش ایشاں مرگ تن
چوں روند از چاہ زندان در چمن

یہی وہ نفوس ہیں جو ارشاد يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (۸۹ : ۲۷-۳۰) کے حقیقی مخاطب ہیں۔

اور سب کچھ لکھ چکنے کے بعد جب میں غور کرتا ہوں سوچتا ہوں اور احتساب نفس کرتا ہوں تو زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا ہے

کردۂ بر دیگراں نوحہ گری ⁂ مدتے بنشین و بر خود میگری

اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے خدائے بزرگ و برتر ہمیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین (سید عبدالمجید از کپورتھلہ)

حضرت شاہ صاحب مرحوم و مغفور کا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از مسلم ٹاؤن ۹ ۱۱/۲۸

اخویم مکرمی جناب میر صاحب سلامت باشند

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ نوازشنامہ باعث مشکوری ہوا۔ اس میں حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے جو ریمارک جناب نے میرے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔ ان کو پڑھ کر میں شرمندہ ہو گیا۔ کاش اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے قربانی کے اس مقام تک پہنچا دے۔ جہاں مہربانی سے آپ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔ من آنم کہ من دانم۔ کہاں صحابہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہوں نے نہ صرف اپنے وطن اور مال کو ہی بلکہ جانوں تک کو اشاعت اسلام کی خدمت کیلئے قربان کر دیا اور اسلام کی کھیتی کی ایسی آبپاشی فرمائی کہ ایک صدی میں کروڑہا روحیں نجات پا گئیں اور اسلام کے جھنڈے تلے آگئیں اور کہاں ہم کہ پچاس سال صدی پر گذر گئے اور ہنوز روز اول۔ بہرحال جناب کی اس ذرہ نوازی کے بہت ممنون ہوں۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے پختہ ایمان دیا ہو اور یہ بھی یقین ہو کہ یہ جس قدر مال و متاع اس نے ان کے سپرد کیا ہے یہ سب اس کی امانت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس کے راہ میں دینے کے لئے بخل کو کام میں لا دے۔ صحابہ کرام نے یہ سمجھ لیا تھا کہ مال و وطن تو کیا ان کی یہ زندگی بھی خدا کی امانت ہے۔ اس لئے جب انہیں بلاوا آتا وہ سب کچھ قربان کر دیتے۔ حضرت مجدد زمان بھی اسی ایمان کو دوبارہ دنیا میں لانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا ہوا تھا کہ مسلمانوں میں دنیا پرستی کا مرض اثر کر گیا ہے۔ اس لئے وہ عہد لیا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔ کاش اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس مقام پر پہنچا دے۔ جہاں پہنچانے کیلئے مجدد زماں نازل ہوئے۔

جہاں تک صحابہ کرام کا تعلق ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ہمیں تو ان کی برابری کجا کشف برداری کی خدمت بھی اگر دی جائے تو ہمارے لئے فخر کا باعث ہے آپ کے اخلاص اور محبت کا احسان تو میں اتار نہیں سکتا۔ صرف عرض کرتا ہوں کہ میں نے کبھی اکیلے تصویر نہیں کھنچوائی۔ کبھی گروپ میں کسی نے مجبور کیا تو تصویر کھنچوائی۔ اس لئے میرے پاس کوئی تصویر اکیلی نہیں۔ البتہ آپ کے ارشاد کی تعمیل ہو۔ کسی روز تصویر کھنچوا کر خدمت میں بھیجدونگا لیکن اگر معاف فرماویں تو یہ عرض کرونگا کہ ہمارے سامنے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی بہت بہت اعلیٰ تصویریں قرآن میں موجود ہیں لیکن افسوس ہے کہ مسلمان ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ یہ کمزوری ایمان ہے کاش قرآن کو پڑھیں تو اس شجاعت اور مقام قرب الٰہی کو حاصل کر سکیں۔ جو پہلے مسلمانوں اور خاصکر صحابہ کرام میں تھی

در انصار نبی بنگر کہ چوں شد کار زنادانی
کہ از تائید حق سرچشمۂ نصرت شود پیدا

اگر نصرت الٰہی کی دل میں قدر ہو اور اس کے حصول کے انسان کو تڑپ ہو اور پھر اسی طرح سے یقین رکھتا ہو کہ دنیا و مافیہا میں کامیابی۔ اطمینان قلب۔ راحت کے لئے صرف اسی کی ہی ضرورت ہے۔ تو تائید حق میں جسقدر قربانی کرے کم ہو گی اور تائید حق آجکل کیا ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے جان و مال پیش کر دینا اور یہ ہم احمدیوں کی زندگی کا نصب العین ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔ خاکسار
سید محمد حسین

حضرت مولانا صدرالدین صاحب

کے درس قرآن مجید کے نوٹ

(سورۃ اعراف ۷: ۹۴–۱۰۸)

وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یضرعون

اس آیت کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ جب کبھی ہم نے کسی بستی میں نبی نہیں بھیجا تو اس کے رہنے والوں کو سختی اور دکھ میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی کریں۔ لیکن یہ کوئی بات نہیں بنتی۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ہر ایک کتاب کا ایک انداز اور اسلوب ہوتا ہے۔ قرآن کریم کا بھی ایک خاص انداز اور اسلوب ہے۔ جب تک ہم اس کو مدنظر نہ رکھیں۔ اس کی آیات کے اصلی معنی نہیں سمجھ سکتے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی بستی میں کوئی نبی اور رسول آتا ہے اور اس بستی کے لوگ اس کو نہیں مانتے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر کچھ دکھ اور تکلیف بھیجتا ہے۔ اس دکھ اور تکلیف کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان میں مبتلا ہو کر عاجزی اختیار کریں اور اللہ کی طرف رجوع کریں ان کے دل نرم ہو جائیں۔ انکار حق سے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ دلوں کی اس سختی کو دور کرنے کیلئے دکھ اور عذاب آتا ہے۔ دکھ اور مصائب بھی انسان کی اصلاح کا ایک بھاری ذریعہ ہیں۔ اس لحاظ سے ان کو ایک بڑی رحمت اور نعمت کہا جا سکتا ہے۔ آپ ذرا غور کریں۔ اگر سب لوگ راجہ اور نواب ہو جائیں تو پھر دنیا کی کیا حالت ہو دولت اور حکومت انسان کو بہت بدمست بنا دیتی ہے۔ پہاڑی سلسلہ اور دوسرے پہاڑی علاقوں میں بے شمار چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں ہر پہاڑی پر ایک راجہ موجود ہے ان کی آمدنیاں معمولی ہیں لیکن وہ راجہ کہلاتے ہیں۔ اپنے علاقہ میں حکمران ہیں۔ اگر ان کے اخلاق و کردار کے متعلق تحقیقات کی جائے تو بہت ہی ناخوشگوار باتیں معلوم ہوں۔ یہ تو چھوٹے چھوٹے راجہ ہیں۔ ان کے علاوہ ہندوستان میں بڑے بڑے راجہ اور نواب بھی موجود ہیں ان سب کی حالت ایک جیسی ہے۔ الا ما شاء اللہ ——— اصل میں بات یہ ہے کہ دولت اور اختیار بڑی ہی خطرناک چیز ہے یہ انسان کو اندھا بنا دیتی ہے اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کوئی دولت و حکومت کو اپنی فدمت بنائے اور اس کو خلق خدا کی خدمت کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھے تو یہ مفید چیز ہے۔ لیکن جب یہ چیزیں حاوی ہو کر انسان کے اوپر سوار ہو جاتی ہیں تو یہ اس کو اول درجے کا خودغرض نفس پرست ظالم اور بدکردار بنا دیتی ہے۔ مصائب اور تکالیف انسان کو سیدھا کرنے کیلئے آتی ہیں اور ان کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی کھوئی ہوئی انسانیت واپس مل جاتی ہے۔ مصائب کی وجہ سے انسان کو اپنی اصل حقیقت اور بے بسی معلوم ہو جاتی ہے اور وہ اپنی کمزوری سے واقف ہو جاتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے اور بدکاری سے باز آ جاتا ہے۔

ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس اٰباءنا الضراء والسراء فاخذنٰھم بغتۃ وھم لا یشعرون

پھر ہم نے تکلیف کی جگہ بھلائی بدل دی۔ یہاں تک کہ وہ خوشحالی میں بڑھ گئے اور کہنے لگے ہمارے باپ دادوں کو بھی دکھ اور خوشی پہنچتے رہتے ہیں۔ تب ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور وہ بے خبر تھے۔ جب مصائب اور تکالیف آنے کے بعد ان کی حالت دوبارہ بہتر ہو گئی اور ان لوگوں نے کثرت اموال (عفوا) کے باعث انکار حق کیا۔ اور اپنی بداعمالی میں کوئی کمی نہ اٹھا رکھی۔ اور مصیبت کے ایام بھول گئے اور کہا کہ تکالیف آیا ہی کرتی ہیں۔ نبی کے انکار کی وجہ سے ایسا نہیں ہوتا تب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نافرمانی کی سزا دی اور ناگہانی طور پر ان کو پکڑ لیا۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا ہی چلا دیتا ہے جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی لیکن اس کے باوجود ایک سرے سے سرے تک تباہی پھیلا دیتی ہے۔ بیماری پھیلتی ہے جانور اور کھیتیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ خدا بڑی قدرت رکھتا ہے اس کی حکومت زمین و آسمان پر ہے۔ اس سے ڈرکر رہنا مناسب ہے۔

ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون

اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان سے اور زمین سے برکتیں کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا تب ہم نے ان کو ان کے اعمال کی سزا میں گرفتار کر لیا۔ اخذنٰھم کے لفظی معنی تو ہیں پکڑ لیا۔ لیکن اس کے اصلی معنی سزا دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ لوگ تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر بے شمار نعمتیں اور برکتیں نازل کرتے۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی ہم نے ان کو ان کی نافرمانیوں کی سزا دی۔

افامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون ۔ اوامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا ضحی وھم یلعبون

تو کیا بستیوں والے نڈر ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت آئے جب وہ سو رہے ہوں اور کیا بستیوں والے نڈر ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر چاشت کے وقت آئے جب وہ کھیل رہے ہوں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہر وقت آ سکتا ہے لیکن انسان غافل یا لہو و لعب میں پڑ کر اس بات کو بھول جاتا ہے۔ یہ کوئٹہ کا زلزلہ رات کے وقت جبکہ لوگ سوئے پڑے تھے آ گیا اسی طرح بہار کا زلزلہ دن کے وقت جبکہ لوگ اپنے کاروبار میں مصروف تھے آیا۔ پھر کبھی ایسی ہوائیں چلتی ہیں جن میں انفلوانزا آ جاتا ہے اور گھروں کے گھر صاف کر جاتا ہے۔ وللہ جنود السمٰوٰت والارض اس کے پاس ہر ایک چیز کے لشکر ہیں جہاں چاہے تباہی بھیج دے۔

افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخٰسرون

سو کیا وہ اللہ کی تدبیر سے نڈر ہو گئے تو اللہ کی تدبیر سے کوئی نڈر نہیں ہوتا مگر وہی جو لوگ گھاٹے میں رہنے والے ہوتے ہیں اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ محض نقصان اٹھانے والی قومیں ہی اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے غافل ہوتی ہیں اور کوئی [illegible] تعالیٰ کی تدبیر سے بچ نہیں سکتی۔ اللہ کی تدبیر کا مقابلہ [illegible] سکتا۔ صرف تقویٰ کی راہ سلامتی کی راہ ہے۔

اولم یھد للذین یرثون الارض من بعد اھلھا ان لو نشاء اصبنٰھم بذنوبھم ونطبع علی قلوبھم فھم لا یسمعون

کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات واضح نہیں ہوئی جو [illegible] پہلے رہنے والوں کے بعد زمین کے وارث ہوئے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو مصیبت میں ڈال دیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں تو وہ کچھ سمجھ نہیں سکتے۔ یعنی کیا ان [illegible] ان لوگوں پر یہ چیز واضح نہیں ہوتی کہ جب قومیں بدکردار [illegible] ہیں تو ہم ان کو پکڑ لیتے ہیں۔ نطبع علی قلوبھم کا مطلب [illegible] کہ کوئی ٹھپہ ہے جس کے ساتھ دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ نہیں بلکہ [illegible] یہ ہے کہ بدکرداری حق کا منکر بنا دیتی ہے اور حق کا انکار دل سخت کر دیتا ہے اور دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ حدیث شریف میں [illegible] ہے کہ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک [illegible] داغ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ استغفار نہ کرے اور گناہ کرتا چلا جائے تو یہ داغ بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے سو خدا کے ہاتھ میں کوئی مہر پکڑی ہوئی نہیں ہے جو سیاہی کے ساتھ انسان کے دل پر لگا دی جاتی ہے۔ بلکہ انسان کے اعمال بد کی وجہ سے اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔

تلک القریٰ نقص علیک من انبائھا ولقد جاءتھم رسلھم بالبینٰت فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل کذٰلک یطبع اللہ علی قلوب الکٰفرین

یہ ہیں بستیاں جن کے حالات ہم تمہیں سناتے ہیں اور [illegible] ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلائل لے کر آئے مگر وہ ایسے [illegible] تھے کہ دلائل سن کر اور نشانات دیکھ کر اس بات کو ماننے کیلئے تیار نہ تھے [illegible] جھٹلا چکے تھے۔ اس طرح اللہ کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ حق کا انکار انسان کے دل کو سخت کر دیتا ہے تو پھر اس کے اندر ضد اور ہٹ پیدا ہو جاتی ہے جو انسان کو [illegible] قبول صداقت سے محروم رکھتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ [illegible] زمانے میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی ضد کی وجہ سے حضور [illegible] کے روشن دلائل اور نشانات دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے۔ [illegible] بھی ہمارے سامنے ایسے بہت سے واقعات پیش آئے کہ [illegible] لوگ محض ضد کی وجہ سے قبول حق سے محروم رہے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود کے ملنے والوں میں سے تھے [illegible] دوسرے کو بچپن سے جانتے تھے۔ حضرت صاحب نے براہین احمدیہ شائع کی تو مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ میں زبردست ریویو لکھا اور یہاں تک لکھ دیا کہ گذشتہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں اسلام کی حمایت میں اس قدر اعلیٰ اور مدلل اور کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ لیکن جب حضرت صاحب نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تو یہی مولوی محمد حسین صاحب مخالف ہو گئے اور بنارس، دہلی اور نہ معلوم کہاں کہاں سے کفر کے فتوے لائے۔ ان کی یہ مخالفت محض ضد کی وجہ سے تھی میں سمجھتا ہوں کہ وہ دل سے حضرت صاحب کو سچا نبی [illegible] تھے۔ انہوں نے اپنا بچہ عبدالباسط تعلیم کے لئے قادیان [illegible] بھیجا۔ ذرا غور کیجئے۔ ایک شخص جو اول درجہ کا مخالف اور [illegible] خطرناک دشمن ہے۔ لوگوں کو قادیان جانے اور حضرت صاحب سے ملنے سے روکتا ہے۔ لیکن خود اپنے جگر گوشہ کو تعلیم کیلئے قادیان [illegible] ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دل سے حضرت صاحب [illegible]

ہے اور سمجھتا ہے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے اور آپ کے سکولوں میں پڑھانے والے لوگ سچے اور با اخلاق ہیں، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ جیا یہ اور وہ بڑے بڑے تبلیغی مقامات کے سکولوں کو چھوڑ کر اپنے بیٹے کو قادیان بھیجے۔ کیا یہ عظیم الشان دلیل حضرت مسیح موعود کی صداقت کی نہیں ہے؟ مولوی محمد حسین صاحب یقیناً حضرت صاحب کو صادق سمجھتے تھے۔ لیکن محض ضد کی وجہ سے وہ حق کو قبول کرنے سے محروم رہے اور دلوں پر مہر لگ جانے کا مطلب یہی ہے۔

وما وجدنا لاکثرھم من عھد وان وجدنا اکثرھم لفسقین

اور ہم نے ان میں سے بہتوں کو عہد کا توڑنے والا اور نافرمان پایا۔

ثم بعثنا من بعدھم موسی بایتنا الی فرعون وملائہ فظلموا بھا فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین

تب ہم نے ان کے پیچھے موسےٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ مگر انہوں نے ہماری تعلیمات کے ساتھ ناانصافی برتی۔ تو دیکھو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ فرعون بہت طاقت والا اور حضرت موسیٰ بالکل بے سروسامان۔ حضرت موسےٰ کو ایسے جاہ و جلال اور شان و شوکت رکھنے والے بادشاہ کے پاس دعوتِ حق کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ دیکھئے سامان والا کس طرح تباہ ہوتا ہے اور بے سامان والا کس طرح کامیاب۔

وقال موسی یفرعون انی رسول من رب العلمین

اور موسےٰ نے فرعون سے جا کر کہا کہ میں جہانوں کے رب کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں اور تمہارے لئے ایک پیغام لایا ہوں۔

حقیق علی ان لا اقول علی اللہ الا الحق قد جئتکم ببینۃ من ربکم فارسل معی بنی اسرائیل

. . . . اور کہا میرے لئے صرف حق بات کا کہنا ہی واجب ہے۔ اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل لایا ہوں۔ اس لئے تم بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ یعنی یہ لوگ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ان کو رہا کر دو۔

قال ان کنت جئت بایۃ فات بھا ان کنت من الصدقین

فرعون نے جواب میں کہا کہ اگر تو سچا ہے تو وہ نشان دکھا جو تو اپنے رب کی طرف سے لایا ہے یعنی کوئی معجزہ دکھا

فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للنظرین

اس کے جواب میں حضرت موسےٰ نے اپنا عصا ڈالا اژدہا ہو گیا اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے سفید اور چمکدار تھا۔ بیضاء کے معنی عربی ڈکشنریوں میں نیک دست دلائل کے بھی لکھے ہیں جو لوگوں کے دلوں میں گھر کر جائیں۔

---

۴۴ پھر یہ ہوا کہ آپ کے بعد مرا۔ مگر آخر کار بے نیل مرام مرا۔ اس لئے دعا کی صحت میں شک نہیں"
(مرقع قادیانی اگست ۱۹۰۷ء صفحہ)

ہماری تو دعا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس سے بھی لمبی عمر پائیں اور سلسلہ احمدیہ کی تمام عظیم الشان کامیابیوں کا نظارہ کریں تاکہ اگر ایک وقت دنیا ان کے وجود سے عبرت حاصل کرے تو دوسری طرف جب وہ خود دنیا سے گزریں تو کفِ حسرت ملتے ہوئے گزریں۔ اور اپنی "بے نیل مرام موت" کا کامل احساس کر جائیں۔
(اختر گیلانی)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی ناکام زندگی

صداقت احمدیت کا عظیم الشان ثبوت ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء کو لاہور میں ایک تقریر کی جس کا عنوان تھا کہ "میری زندگی مرزا کی موت ہے" اور ناواقف لوگوں میں جہاں ان کی عظمت کا سکہ جمانا چاہا۔ وہاں بزعم خود یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ان کے مقابلہ میں (نعوذ باللہ) ہلاک ہوئے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ پر قطعاً نہیں نکلے

حضرت مرزا صاحب کا اعلان

اصل بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک اعلان کیا تھا کہ:-

"میں نے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طرح سے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے۔"
(اعجاز احمدی صفحہ ۱۴)

اور فرمایا:-

"اگر اس چیلنج پر وہ (یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب ناقل) مستعد ہوئے کہ صادق کاذب سے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۳۷)

چنانچہ اس کے مطابق حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنی طرف سے اشتہار آخری فیصلہ شائع فرما دیا جس میں اللہ تعالیٰ سے یوں دعا فرمائی کہ:-

"اب میں تیری ہی تقدیس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔"

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھ دیا کہ:-

"میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" (المحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے مقابلہ منظور نہیں کیا

مولوی ثناء اللہ صاحب اس چیلنج پر تیار نہیں ہوئے۔ جیسا کہ ذیل کے حوالجات سے واضح ہوگا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس تحریر کا کیا مفہوم سمجھا۔ آیا یکطرفہ دعا۔ یا دعائے مباہلہ؟ اس کا جواب خود ان کی اپنی تحریر دیتی ہے کہ یہ دعائے مباہلہ ہے جس کیلئے فریق ثانی کی منظوری ضروری ہے تاکہ وہ بھی اس قسم کی دعا شائع کر سکے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں جو انہوں نے اشتہار آخری فیصلہ کے نیچے اخبار میں رقم فرمائے۔

(۱) "اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی گئی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔" (المحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

(۲) "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔" (المحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

(۳) "کرشن قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا۔"
(مرقع قادیانی جون ۱۹۰۸ء)

اب اگر واقعی حضرت مرزا صاحب کا اشتہار دعائے مباہلہ تھی تو چاہئے تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اس کے مقابل دعا شائع کرتے اور پھر خدائی فیصلہ کے طالب ہوتے۔ مگر وہ اس کیلئے تیار نہیں ہوئے۔

صرف مباہلہ میں جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتا ہے

پس جب مباہلہ کیلئے مولوی صاحب تیار ہی نہ ہوئے تو ان کا حضرت مرزا صاحب کی موت کو ان کے کذب کی دلیل ٹھہرانا حد درجہ کی بزدلی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ:-

"کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہلاک ہو گئے۔ ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔" (اخبار الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے کونسا فیصلہ طلب کیا

مولوی ثناء اللہ صاحب نے مقابل آکر دعائے مباہلہ تو کی نہیں، اخبار المحدیث میں یہ لکھوا دیا کہ:-

"خدا تعالیٰ جھوٹے، دغا باز، مفسد، نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔" (المحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

خدائی فیصلہ

چنانچہ جب غیرتِ الٰہی نے یہ دیکھا کہ مولوی ثناء اللہ اس صحیح اور بہترین طریق فیصلہ یعنی مباہلہ کی طرف نہیں آتے اور مقابل دعا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے تو پھر ان کو دوسرے طریق سے ان کے اپنے مسلمات کے مطابق انہیں ذلیل کیا۔ انہیں حضرت مرزا صاحب سے لمبی عمر دے دی اور ثابت کر دیا کہ دونوں فریق میں سے کون سا جھوٹا، دغا باز، مفسد اور نافرمان ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی بے نیل مرام زندگی

احمدیت کا وہ پودا جس کی بنیاد حضرت مرزا احمد صاحب علیہ السلام نے رکھی تھی۔ آج ایک عظیم الشان درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں تمام اقصائے عالم میں پھیل رہی ہیں۔ اس تحریک کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وہ خدمت کی ہے جس کی نظیر کسی دوسری اسلامی جماعت میں نظر نہیں آتی۔ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام ہمنوا اس جماعت کی تخریب اور استیصال کے ارادوں میں ناکام رہے ہیں اس لئے ان کی زندگی ان کی موت سے بدتر ہے کیونکہ وہ خود لکھتے ہیں۔ کہ

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر مسیلمہ ۴۴

معاصرین کے افکار

غلاموں کی خوشیاں اور کامیابیاں

ایک معزز معاصر نے یوم النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقامی جلوس کی کیفیت اس طرح شائع کی ہے:۔

فقید المثال جلوس۔ انسانوں کا بہتا ہوا سمندر۔ تکبیر کے فلک شگاف نعرے سے
نعرہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤنگا ــــ اکہ میں توڑ کے اس کو بھی نکل جاؤنگا
جلوس کے شرکا کسی طرح بھی دو لاکھ سے کم نہیں تھے۔ یہ جلوس دو میل سے زیادہ لمبا تھا۔ جلسہ سے عیدگاہ تک کا فاصلہ پانچ گھنٹوں میں طے ہوا۔ جلوس انسانوں کا ایک بہتا ہوا سمندر معلوم ہوتا تھا جس میں ہزاروں قسم کے رنگین جھنڈے سرخ، سبز اور زرتار تھے اور ان کی رنگینیاں فضا میں ایک عجیب اور پرلطف نظارہ پیش کر رہی تھیں، جلوس کے چھوٹے اور بڑے جھنڈوں کی تعداد چار ہزار تھی جس کی تیاری میں تین، چار ہزار روپیہ صرف ہوا ہوگا۔ ایک جھنڈا موم کا تھا جس کی صنعتی حیثیت بہت نمایاں تھی جلوس میں کلکتہ، بمبئی، ناگپور، سی پی، جے پور اور اڑیسہ وغیرہ کے مسلمان بھی شامل تھے۔ پانچ ہزار بہشتی شامل جلوس تھے جلوس کا نظارہ ایک پرسکون سمندر کا تھا جس میں کوئی تلاطم نہ ہوا اور جھنڈوں کی کیفیت دور سے جہازوں کے اڑتے ہوئے بادبانوں کا منظر پیش کر رہی تھی" وغیرہ وغیرہ (اخبار کے چار کالم)

غلام اور افتادہ حال قوموں کی خوشیوں کا یہ ایک نظارہ ہے۔ دو لاکھ آدمی ایک جگہ جمع ہوئے اور پانچ گھنٹوں تک نعرے لگا کر اور جھنڈے اڑا کر منتشر ہو گئے۔ جھنڈے بنانے میں تین چار ہزار روپیہ صرف ہو گیا۔ تمام دن کاروبار بند رہا۔ اس کا درد کسی کو نہیں کہ نہ مسلمانوں میں سیرت رسول کی اشاعت ہوئی۔ نہ غیر مسلموں میں ذکر رسول کا بیان ہوا۔ نہ یتیموں کی خبر لی گئی، نہ بیواؤں کو نوازا گیا! نہ درود خوانی ہوئی، نہ قرآن پڑھا گیا، نہ مسلمانوں کو اصلاح حال کی طرف توجہ دلائی گئی، نہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کیلئے کوئی کوشش عمل میں لائی گئی مسلمانوں کی عظمت کے لئے یہ کافی کیوں سمجھ لیا گیا۔ ہے کہ دو لاکھ آدمی سارا دن بازاروں اور سڑکوں پر پھرتے رہے، اور شام کے وقت گھروں کو تشریف لے گئے۔

خدا تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم فرمائے جن کی فتح مندیوں کا معیار اب صرف اسی قدر رہ گیا ہے، کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر یا تو سڑکوں اور بازاروں میں گھوم پھرتے ہیں اور یا نعرے لگا کر اور شور کرکے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے زمین پر انسانوں کا سمندر بہا دیا ہے اور زبان سے شور کرکے آسمان کے سینے کو چھلنی کر دیا ہے۔ صاحبو! آسمان کو چھلنی نہ کرو، کچھ تعلیم، تجارت، صنعت، دین، اخلاق اور اتحاد کا بھی فکر کرو کسی قوم کی عظمت کا راز زبانی شور میں نہیں ہے۔ (ایمان)

"شیعہ سکھ"

ہمیں یہ معلوم کرکے بے حد تعجب ہوا، کہ پنجاب کے بعض سکھوں نے بھی لکھنؤ کی تبرا ایجی ٹیشن میں حصہ لیا ہے۔

سکھوں کا یہ اقدام مسلمانوں کی اکثریت کے خلاف انتہائی بغض و عناد کا مظاہرہ ہے ہم ان سکھوں سے پوچھنا چاہتے ہیں، کہ اگر نانک پنتھی گورو گوبند سنگھ کو برا بھلا کہنا شروع کردیں اور مسلمان ان کے ساتھ شامل ہو جائیں، تو کیا یہ سکھوں کو اچھا معلوم ہوگا؟ اس کے علاوہ شیعہ تو اصحاب ثلاثہ کے خلاف بعض شکایات پیش کرتے ہیں، خواہ وہ بجائے خود کتنی ہی غیر معقول ہوں سکھوں کو حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ سے کیا تکلیف پہنچی ہے؟ اگر سکھ اس ذلیل حرکت سے باز نہ آئے تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے، کہ دوسرے لوگ بھی ان کے باہمی مذہبی جھگڑوں میں دخل دیا کریں گے۔ اور یہ امر بے حد ناقابل برداشت ہوگا۔

لکھنؤ کے شیعہ غالباً سکھوں کی اس "حب اہل بیت" اور بغض شیخین سے بہت خوش ہونگے لیکن انہیں معلوم رہنا چاہیئے کہ سکھوں کو مسلمانوں کے بزرگوں کے متعلق رعایت یا حفظ مراتب کی کوئی ضرورت نہیں اگر آج وہ شیعوں کے ساتھ مل کر حضرات صحابہ کی شان میں بے ادبی کے کلمات کہیں گے تو کل ان سے کچھ بعید نہیں کہ کسی کی انگیخت پر اہل بیت رسولؐ کے برخلاف بھی زبان درازی کر دیں۔

مسلمان جب کبھی آپس میں لڑینگے۔ اغیار ان کی لڑائی کو تیز کرکے ایسا فائدہ اٹھائینگے جس سے سب مسلمانوں کو نقصان ہو۔ جو لوگ اپنے ساتھ اغیار کو ہم آہنگ پاکر پھولے نہیں سماتے انکو معلوم رہنا چاہیئے کہ خود انکی جڑ بھی کٹ رہی ہے۔ اور وہ بے خبر ہیں * (انقلاب)

تقریر کی تیاری کے متعلق ضروری ہدایات

تقریر کی تیاری میں حسب ذیل چیزوں کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے ان سے [illegible] اپنی قابلیت اور موثر آواز سے تقریر کو بہت کامیاب بنا سکتا ہے اور اسے نظرانداز کر دینے [illegible]

۱۔ تقریر تیار کرتے وقت مقرر کو اپنے آپ کو سامعین میں کا ایک فرد سمجھنا چاہیئے [illegible] پڑتے ہوئے تو یہ کبھی تصور نہ کرے کہ حاضرین اس کے موضوع سے اسی کی طرح دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ [illegible] ہے، کہ سامعین میں سے بہت سے اشخاص تقریر کے موضوع سے بالکل ناواقف اور [illegible] اس لئے مقرر کو اپنے مضمون کو بہت ہی دلچسپ پیرایہ میں پیش کرنا چاہیئے۔ تاکہ حاضرین محسوس کریں کہ جلسہ میں ان کی شرکت رائیگاں نہیں گئی، اس کے لئے حاضرین کے ذہن کا اندازہ لگانا [illegible] ان میں بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں، جو دن بھر کی مشغولیتوں سے تھکے ماندے ہوتے ہیں بعض گھر [illegible] کے تردد و فکر سے پراگندہ خاطر ہوتے ہیں اور بعض بیکاری اور کاہلی کے باعث دماغی [illegible] معطل اور جامد رہتے ہیں، ایک مقرر کے لئے ان تمام ذہنی کیفیتوں کا تجربہ کرنا اور ان کو سامنے رکھنا [illegible] تاکہ وہ اپنی تقریر میں تنوع پیدا کرکے ہر قسم کے اشخاص کو مطمئن کر سکے، تقریر کو دلچسپ بنانے [illegible] تنوع بہت ہی ضروری جزو ہے۔

۲۔ تقریر کرتے وقت تقریر کے مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے، اکثر مقرر اس لئے ناکام ہیں۔ کہ ان کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد حاضرین کو سوچنا پڑتا ہے، کہ ان کی تقریر کا مدعا کیا تھا [illegible] تک تقریر کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، اس وقت تک مقرر کے خیالات میں ترتیب اور ان کے [illegible] اثر ہونے نہیں پاتا۔ مقرر جتنے رموز و نکات بھی بیان کرنا چاہے، انکو تقریر کا ایک خاص مقصد [illegible] بیان کرنا چاہیئے، وہ اپنی تقریر میں خواہ کچھ بھی کہے لیکن اس سے تقریر کا مقصد عیاں اور ظاہر ہونا [illegible] ڈسرائیلی کا قول ہے کہ کامیابی کا راز مقصد کی استقامت ہی میں ہے، تقریر بھی بغیر مقصد کے بالکل ناکام [illegible]

۳۔ تقریر کا آغاز ہمیشہ دلچسپ ہونا چاہیئے، ابتداء ہی میں رنج، افسوس، غم اور ملال کے [illegible] حاضرین کے جذبات پژمردہ ہو جاتے ہیں، اس کے بعد مقرر کی شگفتہ بیانی مشکل سے کوئی [illegible] ہے۔ ایک مقرر کو جب یہ معلوم ہو جائے کہ جلسہ کی فضا اس کے موافق نہیں ہے، اور حاضرین [illegible] باتوں کو قبول اور تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، تو اس کو تقریر کی ابتدا بہت ہی خوشگوار اور [illegible] کرنی چاہیئے، یا جب وہ پرجوش اور پرکیف تقریر کے ذریعہ سے حاضرین کے جذبات کو [illegible] تک پہنچانا چاہے۔ تو اس کو ابتدا ہی سے اپنے اور حاضرین کے درمیان ہمدردانہ اور محبت آمیز [illegible] اور تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۴۔ تقریر میں سادگی اور اخلاص کا پہلو زیادہ نمایاں ہونا چاہیئے مقرر کو یہ سمجھ لینا چاہیئے [illegible] حاضرین اس کے موضوع سے بالکل ناآشنا ہیں اس لئے تقریر کے الفاظ بالکل سادہ اور اصطلاحات [illegible] بہت ہی آسان ہونے چاہئیں، تاکہ حاضرین کو سمجھنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو، خیالات کیسے ہی [illegible] مشکل، نازک اور باریک ہوں، اگر ان کو سادہ اور آسان الفاظ میں پیش کیا جائے، تو تقریر زیادہ موثر اور [illegible] کامیاب ہو سکتی ہے، خیالات خواہ مشکل اور پیچیدہ ہوں لیکن الفاظ مغلق اور پریشان کن نہ ہوں [illegible]

ایک مقرر کو الفاظ اور اصطلاحات کی سادگی پر اسی وقت قابو ہو سکتا ہے، جب کہ وہ اپنے موضوع [illegible] پر غیر معمولی طریقہ سے تیار ہو، جب تک موضوع پر پوری تیاری نہ ہو، جلسہ میں آکر بولنا مناسب [illegible] اور جب وہ تیار ہو جائے، تو جلسہ میں سیدھا کھڑا ہو کر بولے، بولتے وقت سر کو اونچا رکھے جو کچھ کہنا [illegible] چاہتا ہو صاف آواز میں کہے، زیادہ نہ چلائے اور نہ اپنے بازو کو حرکت دے، اور جو کچھ کہے اس میں اخلاص [illegible] کی بو ہو، حاضرین کو جب تک یہ محسوس نہ ہوگا، کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس کے دل کی آواز ہے اس وقت [illegible] اس کی تقریر کامیاب اور اس کا پیام موثر نہ ہوگا۔

۵۔ تقریر کے حقائق کی وضاحت اور واقعات کی خشکی دور کرنے کیلئے مثالیں اور قصے بہت ہی ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں اس لئے تقریر میں ان کا حوالہ بھی ضروری ہے، ذاتی تجربے اور مشاہدے کی مثالیں اور قصے [illegible] ہونگے، مگر کوئی مثال یا قصہ نفس موضوع سے دور اور الگ نہ ہونے پائے۔

۶۔ تقریر محض تقریر کرنے کی خاطر نہیں کرنی چاہیئے۔ جب تک کوئی بات واقعی کہنے کی نہ ہو اس وقت تک نہ کہی جائے محض اپنی آواز سنانے کیلئے تقریر کرنا ایک فعل عبث ہے، تقریر کا کوئی [illegible] ہونا چاہیئے اور تقریر کے خاتمہ میں عمل و حرکت کی بھی دعوت دینی چاہیئے، اور موضوع کے [illegible] پر روشنی ڈالنے کے بعد کچھ عملی مشورے بھی دینے چاہئیں، اگر حاضرین اس مشورے پر عمل کرنے کیلئے [illegible] ہوگئے تو مقرر کی تقریر بلاشبہ کامیاب اور موثر ہوگی۔

ہندوستان

— ۳۰ مئی کو لاہور اور شمالی ہند کے چند دیگر مقامات پر سلطان ٹیپو مرحوم کی یادگار میں یوم ٹیپو منایا گیا اور جلسے منعقد کئے گئے۔

— شملہ ۲۷ مئی۔ ملک معظم نے انڈین ٹیرف بل کی منظوری دیدی ہے۔

— کلکتہ ۲۷ مئی۔ شیعہ سنی تنازعہ کے سلسلہ میں آج سر سلطان احمد نے مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات کی۔ دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔

— لکھنؤ میں شیعوں کی طرف سے سول نافرمانی کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔

— حیدر آباد دکن ۲۷ مئی۔ سلطنت حیدر آباد میں آریہ سماجی شورش کا سلسلہ ختم کرانے کیلئے پھر بات چیت شروع ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دفعہ ایک بہت بڑا سیاسی لیڈر حکومت حیدر آباد اور آریوں میں سمجھوتہ کرانے کے لئے میدان میں نکلا ہے۔

— سبھاش بابو آجکل اپنے فارورڈ بلاک کو مقبول بنانے کے سلسلہ میں ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں۔

— امرتسر ۲۹ مئی۔ آج کٹڑہ جیل سنگھ میں ایک سکھ لڑکے نے مسلمان لڑکے کو قتل کر دیا۔

— دہلی ۲۹ مئی۔ مہاشہ کرشن ایڈیٹر "پرتاپ" لاہور جو آریہ سماجی شورش کے چھٹے ڈکٹیٹر ہیں۔ ۱۲۵ رضاکاروں کے ساتھ یہاں پہنچے۔ مقامی ہندوؤں نے آپ کا جلوس نکالا۔

— کراچی ۲۷ مئی۔ صوبہ سرحد کے دورہ کے بعد آج صبح آل انڈیا مسلم لیگ کا وفد اس جگہ پہنچا۔ وفد کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ سر عبداللہ ہارون نے وفد کے اعزاز میں لنچ دیا جس میں خان بہادر الٰہی بخش وزیر اعظم سندھ بھی شریک ہوئے۔

— لاہور میں ملیریا کے ایڈمنسٹریٹر کے خلاف بے چینی بڑھ رہی ہے۔ فاکروبوں کے بعد اب پرائمری سکولوں کے استاد اور قصاب ہڑتال کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت پنجاب نہایت سنجیدگی سے مسٹر میکناب کو اس عہدہ سے الگ کر دینے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

— دارجیلنگ ۲۷ مئی۔ ہندوؤں کے ایک وفد نے آج گورنر بنگال سے ملاقات کر کے مطالبہ کیا کہ ملازمتوں کے متعلق فرقہ وارانہ تناسب کے سلسلہ پر دوبارہ غور کیا جائے اور بنگال میں جو تناسب مقرر کیا گیا ہے اس میں ترمیم کی جائے۔

ممالک خارجہ

— بیت المقدس ۲۹ مئی۔ نشاشیبی پارٹی نے فلسطین کے متعلق برطانی قرطاس ابیض کو آئندہ گفت وشنید کی اساس کے طور پر منظور کر لیا ہے۔

— چین و جاپان کے درمیان جنگ بدستور جاری ہے۔ ۲۹ مئی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جاپانی فوجوں نے نانچنگ سے ۲۰ میل شمال کی طرف ماننگ سو پر قبضہ کر لیا۔ یہ مقام فوجی نقطہ نگاہ سے [illegible] خیال کیا جاتا ہے۔

— لندن ۲۶ مئی۔ شام کی حکومت نے ان تمام اطالوی ملازمین کو جو ریلوے اور شام کے دوسرے محکموں میں ملازم تھے ملازمت سے علیحدہ کر دیا۔ اطالوی حلقوں میں اس اقدام سے سنسنی پھیل گئی۔

— مصر کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ محکمہ حفاظت مصر نے طے کیا ہے کہ صرف قاہرہ میں زہریلی گیس سے حفاظت کیلئے ۱۲۰ تہ خانے بنائے جائیں۔ یہ تہ خانے مختلف ۳۲ مقامات پر بنائے جا رہے ہیں۔ ان کی چھتیں بم پروف ہوں گی۔

— لندن ۲۸ مئی۔ کل دار العوام میں وزیر نوآبادیات نے بیان کیا کہ فلسطین کے متعلق قرطاس ابیض قاعدہ کے مطابق مجلس اقوام کے جنرل سیکرٹری اور مستقل انتدابی کمیشن کے ممبروں کو بھیج دیا گیا ہے۔ کمیشن مذکور قرطاس ابیض پر اپنے آئندہ اجلاس میں غور وفکر کریگا۔

— عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی اور شام میں اس افواہ کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے کہ شام میں شاہی حکومت قائم کر دیجائیگی۔ عربوں، ترکوں، انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین اس امر پر [illegible]

— خود شامیوں کا خیال ہے کہ شام کی آزادی سے پہلے بادشاہت اور بادشاہ کا معاملہ دونوں قابل از بحث ہیں۔ ان کے خیال میں اس قسم کی تجاویز شامیوں کے جذبہ آزادی کو کمزور کرنے کیلئے کیجا رہی ہیں۔

— رنگون ۲۹ مئی۔ برما کی وزارت مستعفی ہو گئی۔ نئے وزراء کل صبح حلف وفاداری اٹھائیں گے۔ [illegible] کی وجہ یہ ہے کہ کامرس منسٹر نے وزیر اعظم کے مشورہ پر مستعفی ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

— ٹوکیو ۲۹ مئی۔ مانچوکو کی سرحد پر جاپانی فوجوں اور خارجی منگولیا کے لشکروں میں خونریز لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ کل جاپانیوں نے خارجی منگولیا کے ۳۲ طیاروں کو گرا لیا۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دھاورام ولد ماکورام ذات اینوڑہ سکنہ میر نجوالہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۶/۳۵-۱ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۵/۳۵-۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ رانا ملک ولد شورا مداس ذات کھیرا سکنہ گگی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۶/۳۵-۵ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۵/۳۵-۱۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دولت رام [illegible] ہیرانند ذات نارنگ سکنہ جھمب تحصیل و ضلع جھنگ نے [illegible] ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۶/۳۵ [illegible] کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۵/۳۵-۱۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ پہلوان ولد سلطان ذات ڈھڈانہ سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۶/۳۵-۵ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۵/۳۵-۱۰

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ رحیم محبت ولد سکھر ذات بلوچ سکنہ سدا ماہنی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۶/۳۵-۷ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۵/۳۵-۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ رام لبھایا [illegible] ولد کوبنداس ذات کھورانہ سکنہ نیکوکارہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ [illegible] مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۵/۳۵-۷

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تائید اسلام کیلئے خوارق ونشانات کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا

غرضیکہ قرآن شریف اپنے اندر ایک ہمیشہ روح زندگی رکھتا ہے اور بغیر کسی قسم کی نسبت اور مقابلہ کے وہ ایک مستقل اعجاز ہے ہمیں بھی جو اعجاز کلام دیا گیا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسی ایک عمارت کو نقشہ کی صورت میں دکھایا جاتا ہے۔ یا ایک آئینہ کو دوسرے آئینہ میں دکھایا جائے مسلمانوں کیلئے یہ امر کس قدر رنج کا موجب ہوتا اگر یہ قبول کر لیا جاتا کہ ان کو کوئی خوارق یا نشانات نہیں دیئے گئے۔ کیونکہ گذشتہ نشانات آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے بطور ایک کہانی کے رہ جاتے ہیں لیکن فطرت انسانی ہمیشہ تازہ بتازہ نشانات دیکھنا چاہتی ہے۔ مجھے ان خشک موحدوں پر نہایت افسوس آتا ہے جو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اب خوارق ونشانات کوئی نہیں ہو سکتے اور نہ ان کی ضرورت ہے۔ ایسی خشک زندگی سے تو مر جانا ہی بہتر ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کو اب بند کر دیا ہے اور اس پر قفل لگا دیا ہے تو اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کی تعلیم دینے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ ایک شخص کی مشکیں باندھ دی جائیں اور پھر اسے مار مار کر کہا جائے کہ چل۔ بھلا ایسی صورت میں وہ کیسے چل سکتا ہے۔ فیوض وبرکات کے دروازے تو خود بند کر دیئے اور پھر ساتھ ہی کہدیا کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا نماز میں ہر روز کئی بار مانگا کرو۔ اگر قانون قدرت یہ رکھا تھا کہ آنحضرتؐ کے بعد معجزات اور برکات کا سلسلہ ختم کر دیا تھا اور کسی شخص کو کسی قسم کا کوئی فیض اور برکت نہیں ملنی تھی تو پھر اس دعا کی تعلیم دینے کا کیا مطلب؟ اگر اس دعا کا کوئی نتیجہ نہیں تو پھر نصاریٰ کی تعلیم کے آثار ونتائج اور اسلام کی تعلیم کے آثار ونتائج میں کیا فرق ہوا۔ لکھا تو انجیل میں بھی یہی ہے کہ اگر تم پہاڑ کو بھی ہلا سکو گے لیکن اب ایک جوتی بھی سیدھی نہیں کر سکتے پھر یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح جیسے معجزات بھی دکھاؤ گے لیکن ایک بھی عیسائی کوئی معجزہ

بہائی مذہب سے میرا کوئی تعلق نہیں

ایک نہایت ضروری تردید

بعض اصحاب نے یہ خیال پھیلا رکھا ہے کہ میں نے بہائی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ میرے بعض دوستوں اور بزرگوں کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے اس کے متعلق میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سراسر ایک بے بنیاد پروپیگنڈا ہے۔ بہتان ہے اور افترا ہے۔ اسلام کے متعلق میرے وہی خیالات ہیں جو پہلے تھے۔ میں حضرت صاحب کو مجدد صدی چہاردہم سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک صرف اسلام ہی وہ دین ہے جو تا قیامت رہے گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی ایسا شخص ظاہر نہیں ہو سکتا جو آپ کے دین اسلام کو منسوخ کر سکے۔

فقط والسلام

امین گیلانی (مولوی فاضل)
ٹیچر ایس۔ آر۔ ہائی سکول جموں

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری

احمدی نوجوانوں کیلئے ایک قابل تقلید موقع عمل

ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک تبلیغی جماعت ہے جس کا مقصد وحید اشاعت اسلام و قرآن ہے ــــ ہم اپنے اس مقصد میں اُس وقت تک خاطر خواہ کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہمارے ہر ایک فرد کے دل میں تبلیغ کا جذبہ پوری شدت کے ساتھ موجزن نہ ہو۔ لئے ضرورت ہے کہ ہر ایک احمدی میدان تبلیغ میں ایک جانباز مجاہد کی طرح مصروف عمل رہے۔

تحریک احمدیت کی پچاس سالہ تاریخ ہمارے سامنے ہے ابتدائی دور میں اس کو جن حالات سے گزرنا پڑا۔ وہ بہت ہی ناموافق تھے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے ساتھ ہی مسلمانوں میں ایک زبردست طوفان بپا ہو گیا۔ مولوی کفر کا فتوے لیکر اٹھے۔ پیر اپنی خانقاہوں میں بیٹھے بیٹھے صدائے مخالفت بلند کی۔ اپنے مریدوں کو ابھارا ادھر کا یہ عوام تو بیچارے سادہ لوح تھے۔ انہوں نے اپنے مولوی اور پیر کی بات کو سچ جان کر اس ندائی تحریک کو برباد کرنے کیلئے کمر ہمت باندھی ـــــ یہ مولوی اور پیر کے اندھے مقلد تھے۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ وہ خدا کے مامور کے مقابلہ پر ناکام و نامراد رہیں گے ـــــ بہرحال مخالفت کا ایک بہت ہی زبردست اور خوفناک طوفان اٹھا۔ چاروں طرف احمدیت کے خلاف۔ تکفیر بہتان طرازی۔ توہین و تحقیر، مقاطعہ اور اشتعال کے حربے بیدریغ استعمال ہونے لگے۔ لیکن احمدیوں نے نہایت استقلال و بہادری سے اس طوفان مخالفت کا مقابلہ کیا۔

جہاں تک انسانی تدبیر کا تعلق ہے۔ ہمارے خیال میں [illegible] احمدیوں کی کامیابی کی وجہ ان کا جذبۂ تبلیغ ہی ہے [illegible] میں جماعت کے پاس کوئی تنخواہ دار مبلغ نہ تھا۔ لیکن اس [illegible] ہر ایک احمدی اپنے آپ کو مبلغ سمجھتا تھا اور حتی الامکان [illegible] تبلیغ کا کام سرانجام دیتا تھا ـــــ سب خدمت دین [illegible] سرشار رکھتے۔ سب کے دل اسی عشق کی آگ سے گرم تھے [illegible] اسی رنگ میں رنگین ہو گئی تھی۔ اس زمانہ میں اگر ایک جید احمدی عالم مسند درس پر بیٹھ کر اس فرض کو انجام دیتا تو ایک ان پڑھ دیہاتی اپنے گاؤں کے تکیہ میں اپنے ساتھیوں کو صداقت کی طرف بلاتا طالب علم سکول اور کالج میں۔ کلرک اور سرکاری ملازم اپنے دفاتر میں تاجر اپنی دوکانوں پر بیٹھے بیٹھے کلمۂ حق کو دوسروں تک پہنچانا ضروری سمجھتے تھے ـــــ اُس زمانہ میں جماعت کے ایک ایک فرد کے دل میں زبردست جرأت ایمانی تھی وہ نہایت بے باکی اور خود اعتمادی کے ساتھ اس کام کو کرتے اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرماتا ـــــ ایسے بہت سے واقعات ہمارے بزرگوں کو یاد ہونگے کہ گاؤں کے ایک ان پڑھ احمدی نے بڑے بڑے مولویوں کا مقابلہ کر کے اُن کو اپنے زبردست دلائل سے خاموش کر دیا۔ اسی جذبۂ عشق۔ اسی لگن۔ اسی فرض شناسی اور اسی شوق تبلیغ کی وجہ سے تحریک احمدیت کا کارواں ہجوم آفات و طوفان مخالف کے باوجود منزل کامیابی کی طرف تیزی کے ساتھ قدم اُٹھاتا رہا۔

افسوس آجکل یہ جذبہ کسی حد تک کمزور پڑ گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری غریب اور چھوٹی سی جماعت نے خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ اور وہ ایسی قربانیاں ہیں جن پر بڑی بڑی تعداد اور دولت رکھنے والی جماعتیں بھی فخر کر سکتی ہیں لیکن ہمارے خیال میں جماعت کے بعض افراد اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ وہ محض چندہ دیکر اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جاتے ہیں ـــــ اب یہ انجمن کے باقاعدہ مبلغوں کا کام ہے کہ وہ لوگوں میں جا کر تبلیغ کریں یہ ایک بہت ہی نقصان رساں غلط فہمی ہے جس کا فوری ازالہ ضروری ہے ـــــ باقاعدہ اور تنخواہ دار مبلغین اور مناظرین کی ضرورت و اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن ان کا وجود و انتظام دیگر افراد جماعت کو اُنکے فرض تبلیغ سے سبکدوش نہیں کر سکتا بلکہ تبلیغ کا کام پوری وسعت اور خاطر خواہ کامیابی کے ساتھ اسی حالت میں انجام پا سکتا ہے جب ہر ایک احمدی اپنے آپ کو دین کا سپاہی اور اسلام کا مبلغ سمجھے اور اپنے حلقۂ عمل و اثر میں تبلیغ دین حق کرتا رہے۔

بعض دوستوں بالخصوص ہمارے بعض نوجوانوں کا خیال ہے کہ ایک شخص اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول رہ کر تبلیغ نہیں کر سکتا اس کے لئے بس یہی کافی ہے کہ انجمن کو چندہ دے چھوڑے کیونکہ انکی کاروباری مصروفیتیں اور دنیوی فرائض انکو ادھر متوجہ ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اگر وہ تبلیغ کرتا پھرے تو اس کا کاروبار چوپٹ ہو جائے گا۔ یہ خیال بالکل غلط ہے جب ہم دوسرے کاموں کے لئے اپنی مصروفیتوں کے باوجود وقت نکال لیتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ فریضۂ تبلیغ کے لئے وقت نہ نکال سکیں دور اول میں اگر ہمیں بہت سے احمدی ایسے ملتے ہیں جنہوں نے اپنا گھربار چھوڑ کر قادیان میں ڈیرا ڈال دیا تھا اور خدمت دین کے لئے وقف ہو گئے تھے تو ان سے زیادہ تعداد میں ایسے احمدی نظر آتے ہیں جو اپنی کاروباری مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ خدمت دین کا کام کرتے رہے ان کا اندوختۂ عمل ہر لحاظ سے قابل فخر ہے۔ جناب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب مرحوم و مغفور سرکاری ملازم تھے۔ اکثر دورہ پر رہتے لیکن اس کے باوجود انہوں نے خدمت دین کا اس قدر کام کیا۔ جسے ہماری تاریخ بصد عزت و احترام یاد رکھے گی۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم۔ یہ سب اپنے اپنے کاروبار کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے سلسلہ کی ایسی شاندار خدمات انجام دیں جن کی نظیر بہت مشکل سکتی ہے۔

یہ پرانے بزرگ تھے۔ آیئے ہم آپ کو احمدیت کے ایک نئے مجنون کے جذبۂ عشق کی کیفیت سنائیں۔ ہمارے اکثر احباب جناب سید تصدق صاحب قادری بغداد کے اسم گرامی سے واقف ہونگے۔ یہ جماعت بغداد کے روح رواں ہیں۔ سلسلہ میں شریک ہوئے انہیں زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ ایک کثیر المشاغل کاروباری آدمی ہیں۔ لیکن دل میں چونکہ خدمت دین کا جذبہ ہے اس لئے وہ اپنی کاروباری مصروفیتوں کے باوجود خدمت دین کے لئے وقت نکال لیتے ہیں۔ اور اس کو نہایت باقاعدگی تسلسل مستعدی اور خوبی سے انجام دیتے ہیں۔ مقامی جماعت کی تنظیم۔ چندوں کی وصولی۔ اجتماعات کا اہتمام۔ لٹریچر کی تقسیم و اشاعت۔ بزرگوں اور احباب سے خط و کتابت۔ اکابر و سیاحوں سے تبلیغی ملاقاتیں۔ یہ تمام فرائض بخوبی انسان نے اپنے ذمہ لے رکھے ہیں پھر مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش ہے۔ سید تصدق حسین اور جماعت کے ان نوجوانوں میں جو کہ خدمت دین کے لئے کوئی حرکت و قربانی نہیں کرتے یقیناً صرف یہی ایک فرق ہے کہ ایک کے دل میں زبردست جذبۂ عشق موجود ہے اور دوسرے اس سے محروم ہیں۔ فرصت کا کوئی سوال نہیں۔ عشق مصروفیتوں کے ہجوم میں بھی وقت نکال لیا کرتا ہے۔

۷ مئی کی اشاعت میں جناب سید تصدق حسین صاحب کی تبلیغی ڈائری کا ایک ورق شائع ہوا تھا۔ اس کے مطالعہ سے ان کے کام کرنے کا انداز معلوم ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اس بات کو اپنے اوپر فرض کر لیا ہے کہ ہر روز خدمت دین کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہے، اس میں ناغہ نہیں ہونے دینا۔ اگر ہمارے تمام نوجوان ایسا ہی عزم کر لیں تو چند سالوں کے اندر ہم کہیں سے کہیں پہنچ جائیں۔

نوجوانان جماعت کو ہماری ان باتوں پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے ـــــ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں سید تصدق کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شذرات

بدبختی کی راہ

یو۔پی کے شیعوں اور سنیوں نے خانہ جنگی کا جو نہایت افسوسناک سلسلہ شروع کر رکھا ہے وُہ روز بروز زیادہ نازک اور پیچیدہ صورت اختیار کرتا جا رہا ہے، اس سے نہ صرف مسلمانوں کی بہترین قوتیں جو کہ قومی تعمیر و اصلاح میں صرف ہونی چاہیئے تھیں ضائع جا رہی ہیں بلکہ اس ہنگامہ کی وجہ سے اسلام اور مسلمان غیروں کی نظروں میں بھی حقیر ہو رہے ہیں، یہ جھگڑا بجائے خود کافی ذلّت آفریں ہے لیکن فریقین کی تعدادِ بے عقلی اس میں مسلمانوں کی تذلیل و بربادی کے نئے نئے پہلو پیدا کر رہی ہے خدا جانے اِس حماقت کا آخری نتیجہ کیا ہوگا کیا یو۔پی کے مسلمانوں کیلئے یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ وُہ اپنے ایک خانگی تنازعہ کیلئے غیروں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے مخالفوں کے دروازوں پر ذلیل خوار ہو رہے ہیں، انکے وفود گاندھی، نہرو اور پنت وغیرہ ہندو لیڈروں کے آگے بے عزتی کے ساتھ سرِ نیاز خم کر رہے ہیں۔

پہلے لکھنؤ اور اس کے مضافات ہی میں اس ہنگامہ کا زیادہ زور تھا لیکن اب یو۔پی کے دوسرے شہروں میں بھی مسلمانوں نے بدبختی کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا ہے، اس سلسلہ میں ایک تازہ خبر ملاحظہ فرمائیں اور مسلمانوں کی بے عقلی کا ماتم کریں۔

> لکھنؤ ۲۱ مئی۔ رائے بریلی میں سنیوں نے مدحِ صحابہ ایجی ٹیشن شروع کر دیا ہے گذشتہ دو روز میں ۵۰ سنی گرفتار ہو چکے ہیں آج سنیوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ حکومت سے اس امر کا مطالبہ کیا جائے کہ وُہ سنیوں اور شیعوں کی علیحدہ علیحدہ ملازمتوں پر مردم شماری کرے اور ان کو مناسب آبادی کے لحاظ سے ملازمت میں حصّہ دیا جائے گا۔

مجالسِ قانون ساز کی نشستوں کے بارہ میں شیعہ پہلے ہی اس قسم کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ عرصہ ہوا تا دیانیوں نے بھی یہی مطالبہ کیا تھا اسکے بعد احراریوں نے بھی بعض اسلامی جماعتوں کے متعلق اسی قسم کے احمقانہ مطالبات کئے، اب رائے بریلی کے سنیوں کی طرف سے اس حماقت کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ ہمارے خیال میں ایسی تجاویز اوّل درجہ کی بے عقلی و بے تدبیری کا نتیجہ ہیں اور انکو ناقابلِ برداشت قومی غداری کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس قسم کے رجحانات، اتحادِ اسلامی اور ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی و جماعتی مفاد کیلئے سم قاتل کا درجہ رکھتے ہیں یہ ایک بدبختی کی راہ ہے ——— ضرورت ہے کہ ذمہ دار اور ہوشمند مسلمان اس فتنہ کے انسداد کی طرف بہت جلد توجہ دیں۔

زنانہ اسلامیہ کالج لاہور

لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کا مسئلہ مسلمان قوم کیلئے نہایت نازک اور تکلیف دہ صورت اختیار کر گیا ہے، زمانہ کی ضروریات اور ہمسایہ اقوام کا جذبۂ جد و جہد و مسابقت اس امر کا شدید تقاضا کر رہا ہے کہ مسلمان لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلائیں لیکن دوسری طرف یہ مصیبت ہے کہ تعلیم نسواں کا نصاب ہماری قومی ضروریات و روایات کے لحاظ سے از حد ناقص اور قابلِ اصلاح ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ ہمارے پاس اپنی ایسی درسگاہیں موجود نہیں ہیں، جہاں کہ مسلمان شرفا کامل اطمینان کے ساتھ اپنی لڑکیوں کو بھیج سکیں۔ اب تک مسلمان لڑکیاں اعلیٰ تعلیم کیلئے سرکاری یا ہندوؤں اور عیسائیوں کے کالجوں میں شریک ہوتی رہی ہیں۔ سرکاری کالجوں میں گنجائش محدود ہے، اکثر مقامات پر عملہ غیر مسلم ہے اس لئے اس کا رویّہ مسلمان طالبات کے ساتھ ہمدردانہ نہیں ہوتا ہندو اور عیسائی کالجوں میں اسلامی جذبات و شعائر کا قطعاً کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا اسلامی روایات اور کلچر سے ان کالجوں کی فضائیں بالکل ناآشنا ہوتی ہیں۔ ایسی جگہ مسلمان لڑکیوں کو بھیجنا ایک قومی خطرہ مول لینا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں بارہا مسلمانوں کو تلخ تجربے ہو چکے ہیں۔

ان حالات میں لاہور کے اندر ایک ایسے زنانہ اسلامیہ کالج کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی جو کہ ساز و سامان اور انتظامات کے لحاظ سے سرکاری اور غیر مسلم کالجوں کی ہمسری کر سکے اور ذمہ داری کے ساتھ مسلمان لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دے۔ اور اس میں مروجہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی بندوبست ہو یہ مقام مسرت ہے کہ انجمن حمایتِ اسلام لاہور نے اپنے زیرِ انتظام دنگرانی میلا ہور میں کوپر روڈ پر ایک زنانہ اسلامیہ کالج کھول دیا ہے جس کا پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ باقاعدہ الحاق ہو چکا ہے تعلیم کے سلسلہ میں انجمن مذکور کی خدمات پہلے بھی بڑی حد تک قابلِ قدر ہیں اس کا یہ اقدام اسکی قومی خدمات کی فہرست میں ایک مفید اضافہ ہے جس پر وُہ مستحق مبارکباد ہے۔

نیک ارادے اور دل خوش کُن تفصیلات

اس کالج کے متعلق اربابِ انتظام کی طرف سے اخبارات میں جو تفصیلات شائع ہوئی ہیں وُہ بہت اُمید افزا اور دل خوش کُن ہیں مثلاً کالج مذکور کے سکرٹری خانصاحب چودھری محمد حسین صاحب نے ایک اخباری ملاقات کے دوران میں فرمایا، کہ :۔

> "صُوبہ میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کیلئے کوئی ایسا خاطر خواہ کالج نہ تھا جو مغربی تہذیب کے اثرات سے انہیں بچاتا یہ کالج اسی مقصد کیلئے معرضِ وجود میں آیا ہے، ہم اس ارادہ کے ذریعہ صحیح اسلامی نسوانیت کا تصوّر پیدا کرنا چاہتے ہیں اس مقصد کے پیشِ نظر ہم اس بات کا خیال رکھینگے کہ جو لڑکیاں تعلیم کی غرض سے اس کالج میں داخل ہونگی انہیں سینما دیکھنے اور بناؤ سنگار کے تباہ کن اثرات سے بچایا جائیگا وُہ ایسا یونیفارم پہنیں گی جو سادہ ہونے کے علاوہ سستا ہوگا، انہیں بیش قیمت ساڑھیوں کے رواج کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائیگی ہم اس بات کا بھی خیال رکھیں گے کہ لڑکیاں اپنے بال "فیشن زدہ" لڑکیوں کی بجائے اپنی ماؤں کی طرح بنائیں اس لئے کالج میں پردہ کی سخت پابندی ہوگی"
>
> (انقلاب ۳ جون ۱۹۳۹ء)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیکرٹری صاحب اور دیگر منتظمین کالج کو ان نیک ارادوں پر عمل کی توفیق دے۔ موجودہ تعلیم نے لڑکوں اور لڑکیوں میں فیشن پرستی کا جنون پیدا کر دیا ہے جو اقتصادی و اخلاقی لحاظ سے بہت ہی نقصان رساں ہے اگر یہ کالج اپنی طالبات کو اس وبا سے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو گیا تو یہ بھی اس کی بہت بڑی خدمت ہوگی مسلمانانِ پنجاب کا فرض ہے کہ وُہ اس کالج کی حتّی الامکان اخلاقی و مالی امداد کریں، اور اپنی بچیوں کو تعلیم کیلئے اس میں بھیجیں اور دیگر کالجوں پر اس کو ترجیح دیں۔

بھائی پرمانند کا "اُپدیش"

بھائی پرمانند جی جنہیں اُنکے عقیدت مند اور ہمخیال "دیوتا سروپ" کہتے ہیں، ہندوؤں کے انتہائی متعصب اور تنگ خیال طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، لا علاج قسم کے آریوں اور مہاسبھائیوں کے لیڈر ہیں مسلمانوں کی مخالفت اور انکو مختلف طریقوں سے نقصان پہنچانا آپکا مقصدِ حیات ہے لیکن آپ کی ایک عادت قابلِ تعریف ہے کہ وُہ باتیں جو دوسرے ہندو لیڈروں کے دل میں ہوتی ہیں وہ بالعموم مختلف پیرایوں میں، بے اختیار انکی زبان پر آ جاتی ہیں۔ ہندو سنگٹھن کے آپ بہت بڑے حامی ہیں حال ہی میں آپ نے اپنے اخبار "ہندو" میں ایک مضمون "طاقت کا راز" کے عنوان سے لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ قومی طاقت کا راز جتھہ بندی میں ہے، اسکے بعد ہندوؤں کو جتھہ بندی کی تلقین ہے اور ہٹلر کے مظالم، شیواجی کی لوٹ مار وغیرہ کو نظیر کے طور پر پیش کر کے ہندوؤں کو انکی نقالی پر آمادہ کرنا چاہا ہے۔ اسی سلسلہ میں وُہ گورو گوبند سنگھ جی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

> "گورو گوبند سنگھ نے جب مغل ایمپائر کے خلاف آزادی کا جھنڈا کھڑا کیا تو اسوقت انکی حالت محض ایک فقیر کی سی تھی اُنہوں نے لازمی سمجھا کہ اپنا ایک جتھہ پیدا کریں... ...چنانچہ آپنے ایک جتھہ پیدا کیا جس کے ہر ممبر کو ہدایت تھی کہ وُہ گھر بار اور ماں باپ چھوڑ دے شادی نہ کرے مغل خزانہ یا افسروں کو لوٹ مار کر کے سب آپس میں بانٹ کر کھائیں"۔ (ہندو ۱۸ مئی ۱۹۳۹ء)

ہم نہیں لکھ سکتے کہ گُرو گوبند سنگھ کے متعلق ایسی باتیں لکھنا تاریخی لحاظ سے کہاں تک صحیح ہے اور سکھ قوم جو بندہ بیراگی کے بارہ میں "دیوتا سروپ" کی کافی گوشمالی کر چکی ہے ان باتوں کو کہاں تک درست سمجھتی ہے ——— لیکن ہر ایک صاحبِ انصاف یقیناً ہمارے اس خیال کی تائید کریگا کہ اس قسم کی لوٹ مار ایک مذہبی پیشوا کے شایانِ شان نہیں ہے اور اس کو ایک بہت ہی قابلِ اعتراض اور خلافِ اخلاق تشدد کے سوا اور کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

ہندوؤں کو تشدد کی تلقین

گورو گوبند سنگھ کا یہ صحیح یا غلط نقشہ پیش کرنے کے بعد بھائی پرمانند جی ہندوؤں کو اسی قسم کے تشدد کی تلقین مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں :۔

> "اگر ہندو چاہتے ہیں کہ وُہ اپنے اندر طاقت پیدا کریں، تاکہ وُہ اپنی اس ماتری بھومی کے اندر عزت کے ساتھ رہ سکیں، تو اُن کے سامنے بھی راستہ جتھہ بندی کا یہی ہے"۔

یعنی وُہ بھی اسی طرح لوٹ مار کریں۔ سرکاری خزانہ اور مسلمان افسروں اور امرا کو لوٹیں۔ رام راج کے قیام کا اعلان تو کانگریسی صوبوں میں بڑے زور شور سے ہو رہا ہے، اس اعلان کو بھائی پرمانند جی کے ارشادات سے ملا کر پڑھیں تو ہندوؤں کے سب منصوبے خود بخود سامنے آ جائینگے ——— لیکن مسلمانوں کی خوابِ غفلت اور گراں گوشی ان حقائق کو کب خاطر میں لاتی ہے!

خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانا ہمارا واحد مقصد ہے

اس مقصد کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے اور دل کے نزدیک رکھو

اسلام کا روحانی غلبہ حضرت مسیح موعودؑ کا مقرر کردہ نصب العین ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (آل عمران ۳ : ۱۳۸)

ترجمہ:- اور نہ سست ہو اور نہ غمگین ہو۔ اور تم ہی غالب رہو گے۔ جب تم مومن ہو۔

انسان کی زندگی کے دو آزمائشی وقت

دو وقت انسان کی زندگی میں ایسے آتے ہیں جبکہ اس کی صحیح فطرت ظاہر ہوتی ہے اور لوگوں پر بھی اس کی اصلیت واضح ہو جاتی ہے۔ ایک وہ وقت جب انسان انتہائی مصیبت میں ہو اور دوسرا وہ وقت جبکہ انسان انتہائی طاقت کے مقام پر پہنچا ہوا ہو ——— یعنی ایسے اوقات جب انسان کی اپنی زندگی دوسروں کے رحم پر ہو۔ یہ دونوں حالتیں انسان کیلئے بڑی بھاری آزمائش کا موقع ہوتی ہیں۔ لیکن زیادہ تر بیکسی کی حالت میں انسان کی اصل فطرت ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں انتہائی بیکسی کے اوقات

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی ایسے بہت سے اوقات آئے اور حضورؐ کی زندگی پر غور کرنے والوں کو اس قسم کے اوقات میں عظیم الشان سبق ملتے ہیں۔ وہ وقت بھی واقعی انتہائی بیکسی کا وقت تھا جبکہ آپ غار کے اندر ایک ساتھی کیساتھ چھپے بیٹھے تھے۔ اور دشمن آپ کی تلاش میں غار کے منہ پر پہنچ چکا تھا۔ یوں سمجھئے کہ اب موت اور اس انسان کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہ گیا تھا۔ سارا سال سے دشمن تاک میں تھا اس کی طرف سے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے بہت بڑے انعام کا اعلان ہو چکا ہے اور اب وہ بالکل غار کے منہ پر کھڑا ہے۔ ایسا موقع ہے کہ بظاہر بھاگ جانے کی بھی کوئی صورت نہیں۔ قرآن کریم نے بھی ان الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار (جب اس کو ان لوگوں نے جو کافر تھے نکال دیا اس حال میں کہ وہ دو میں کا دوسرا تھا۔ جب وہ غار میں تھے)

بیکسی کے اوقات میں حضرت نبی کریم صلعم کی دلی کیفیت

سوال یہ ہے کہ ایسے وقتوں میں جبکہ موت سامنے کھڑی دکھائی دیتی ہے۔ بھاگنے کی کوئی صورت نہیں انتہائی بیکسی کی حالت ہے۔ اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کیا خیالات موجزن تھے۔ کیا کوئی یاس کی حالت دل پر آتی ہے۔ کیا کوئی خوف یا ڈر آتا ہے ——— نہیں ایسی حالت میں بھی غم تو یہاں تک دور ہے کہ اپنے ساتھی (حضرت ابوبکر صدیقؓ) سے کہتے ہیں لاتحزن (غمگین نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اس قدر زبردست ہے کہ اس وقت بھی خدا کو گویا دیکھ رہے ہیں اپنے ساتھ محسوس کر رہے ہیں ان اللہ معنا

جنگ احد کا واقعہ

ایسی ہی انتہائی بیکسی کا وہ وقت تھا جبکہ احد کی جنگ میں مسلمانوں کا لشکر ایک غلطی کی وجہ سے پراگندہ ہو گیا۔ تین ہزار کے مقابلہ پر صرف سات سو کے قریب مسلمان تھے۔ ایک خاص مورچہ پر کفار کا قبضہ ہو جانے کی وجہ سے دشمن نے آگے سے بھی حملہ کر دیا اور عقب سے بھی۔ گویا آگے بھی دشمن ہے اور عقب پر بھی دشمن۔ ایسی پریشانی میں بہت سے لوگ بھاگ بھی گئے۔

جنگ احد میں حضرت نبی کریم صلعم کی دعا

اس موقع پر آپ کی ایک دعا احادیث میں مذکور ہے اس کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر ایمان خدا پر تھا۔ اللهم لا تعين علينا اللهم لا قوة لنا الا بك اللهم ليس يعبدك بهذا البلد غير هولاء النفر (اے اللہ یہ ہم پر غالب نہ آئیں۔ اے اللہ ہمیں کوئی قوت نہیں۔ مگر تیرے ساتھ۔ اے اللہ سوائے اس گروہ کے اس شہر میں کوئی تیری عبادت کرنے والا نہیں) بظاہر تو نظر آتا ہے کہ اب بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ دشمن ضرور غالب آجائے گا۔ لیکن خدا کے اس رسول کی نظر اپنے خدا پر ہے اور وہ مطلق پریشان نہیں ہوتا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بتاتی ہیں۔ آپ کا کس قدر تعلق خدا کے ساتھ تھا کہ اس وقت بھی جبکہ موت سامنے نظر آتی ہو کوئی غم یا حزن آپ کے قریب تک نہ آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی تسلی

اسی موقع پر یا اسی موقعہ کے لئے یہ آیت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (اور نہ سست ہو اور نہ غمگین ہو اور تم ہی غالب رہو گے جب تم مومن ہو) کسی نے بہت ہی اچھا کہا ہے کہ ان لوگوں پر جو خدا کے محبوب ہوتے ہیں مصیبت بھی آتی ہے تو اس کے نیچے کرم کا خزانہ پوشیدہ ہوتا ہے۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

بات بالکل سچی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مصیبتیں آئیں اور آپ انتہائی بیکسی کی حالت کو پہنچے۔ تب ہی اللہ تعالیٰ کو یہ تسلی دینے کی ضرورت پیش آئی۔

یہ تسلی ساری امت محمدیہ کے لئے ہے

یہ تسلی صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی نہیں تھی۔ بلکہ آپ کی ساری امت کیلئے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دی ہے کہ اگر تمہارا ایمان سچا ہے تو تم ہر حالت میں کامیاب ہو گے۔ اگر کبھی ایسا وقت بھی آجائے کہ بظاہر اسلام لسپا ہوا اور [illegible] دشمنوں سے گھرا ہوا نظر آئے اس وقت بھی [illegible] نہ ہونا۔ اگر تم مومن ہو تو غلبہ بالآخر تمہارے لئے ہی [illegible]

کونسی چیز انسانوں کو ہرا دیتی ہے؟

جانتے ہو وہ چیز جو انسانوں کو ہرا دیتی ہے وہ کیا ہے وہ چیز ہے یاس کا انسانوں پر غالب آجانا حزن کا [illegible] دل پر وارد ہو جانا سستی کا ان پر غالب آجانا۔ اگر اس بات [illegible] انسان کا ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے گا۔ اور [illegible] ہم ہی غالب آئیں گے۔ خواہ حالات بظاہر کیسے ہی نا [illegible] کیوں نہ ہوں تو پھر انسان کا قدم مضبوط رہتا ہے اور یہ ایمان [illegible] رہے تو قدم سست پڑ جاتا ہے اور وہ مقابلے کے قابل نہیں [illegible] اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو جس نے ہمیشہ کیلئے اس [illegible] کو پھیلانا ہے یہ تسلی دی ہے۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

حضرت مسیح موعود نے اس خوشخبری کو از سر نو [illegible]

اس زمانہ میں بھی ایک مرد خدا اٹھا جس نے اس خوشخبری [illegible] از سر نو زندہ کیا۔ اس کو دوبارہ مسلمانوں کے سامنے پیش [illegible] ایک جماعت کے دلوں میں گاڑ دیا۔ یہ مرد خدا اس زمانے [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ اسلا[illegible] اور سلطنتیں یکے بعد دیگرے تباہ ہو رہی اور لوٹی [illegible] طرف تباہی، بربادی کا منظر تھا اور رسوائی ذلت اور [illegible] اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس وقت ایک شخص کھڑا ہوتا ہے اور [illegible] مسلمانوں کو سناتا ہے کہ اسلام کے غلبہ کا وقت آگیا۔ اٹھو اور [illegible] کام میں لگ جاؤ۔ اور قرآن کریم کے ان الفاظ میں غلبہ [illegible] اعلان کرتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ [illegible] دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

حق کی دعوت دینے والے ہی کامیاب ہوں گے

ایک حدیث ہے جس کے پورے الفاظ مجھے اس [illegible] یاد نہیں ہیں۔ لیکن اس کا منشا و مطلب یہ ہے کہ میری امت [illegible] ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جو حق پر ہوگا اور وہی غالب [illegible] ہوگا۔ لوگوں کے خیالات جسمانیات کی طرف بہت [illegible] ہیں۔ چنانچہ اس حدیث سے بھی لوگوں نے یہی مراد لی [illegible] ایک گروہ ایسا ہوگا جو جسمانی طور پر مغلوب نہیں ہوگا۔ لیکن [illegible] مسلمانوں میں سے دس بیس لاکھ مسلمان جسمانی طور پر مغلوب [illegible] تو اس سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اصل میں اس [illegible] یہ مطلب نہیں ہے بعض احادیث قرآن کریم کی نہایت [illegible] تشریح ہیں اور دراصل حدیث قرآن کریم کی تشریح ہی [illegible] ہوئی ہے۔ ہوئی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولتکن [illegible] امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون۔ سو چاہیے کہ تم میں [illegible] گروہ ایسا رہے جو خیر یعنی قرآن کی طرف لوگوں کو دعوت دے [illegible] باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے۔ اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

مجدد وقت کا کارنامہ۔ دعوت حق کیلئے ایک گروہ [illegible]

اب اس حدیث اور قرآن کی اس آیت کو [illegible] مطلب صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ امت میں سے وہ [illegible] حق کے کام پر لگ جائیں گے وہی کامیاب ہوں گے۔ [illegible] کہ ۷۲ فرقے اسلام میں غلط راستہ پر ہیں اور [illegible] دراصل اس میں اسی گروہ کی طرف اشارہ ہے۔ [illegible]

جھگڑنے والے ہیں اور ایک فرقہ دعوت الی الحق کے کام پر لگا ہوا ہے وہی فرقہ صحیح راستہ پر ہے جو لوگوں کو دعوت حق دیتا ہے حضرت مسیح موعود کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک گروہ دعوت حق کیلئے کھڑا کیا۔

جماعت احمدیہ کا غلبہ

اس گروہ کا غلبہ بالکل ظاہر ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ باوجود ساری دنیا کی مخالفت کے یہ گروہ طاقت پکڑتا گیا ——— ذرا سوچئے کہ ایک پودا اگا لوگ اس کو تباہ کرنے کی انتہائی کوشش کرتے رہے۔ اس کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے زور لگاتے رہے لیکن اس کے باوجود وہ بڑھتا رہا۔ اس بات کو چھوڑیئے کہ اس کی ترقی ہماری خواہشات کے مطابق ہے یا نہیں لیکن ترقی وہ ضرور کر رہا ہے اس حقیقت سے اشد ترین مخالفین بھی انکار نہیں کر سکتے۔ وہ اصل یہی غلبہ کا نشان ہے۔

روحانی اور جسمانی غلبہ

حضرت مسیح موعود آئے اور اپنا کام پورا کر گئے۔ ایک جماعت کی بنیاد رکھ گئے جس کا کام اعلائے حق اور اشاعت قرآن و اسلام ہے۔ جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ جسمانیات کی طرف لوگوں کے خیال جلد پہنچ جاتے ہیں ہم بھی جب اسلام کی موجودہ حالت دیکھتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ اسلام کو جسمانی غلبہ حاصل ہو۔ بے شک جسمانی غلبہ بھی بڑی زبردست چیز ہے اور اس کے نتائج بہت جلد آنکھوں سے نظر آجاتے ہیں۔ روحانی غلبہ کے نتائج اس قدر جلد عام لوگوں کو نظر نہیں آسکتے ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض اوقات صرف روحانی غلبہ حاصل ہوتا ہے اور جسمانی غلبہ حاصل نہیں ہوتا اور بعض اوقات جسمانی غلبہ حاصل ہوتا ہے روحانی نہیں ہوتا اور بعض اوقات یہ دونوں غلبے اکٹھے حاصل ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہم کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں نظر آتا ہے۔ لیکن بالعموم یہ دونوں بہت مشکل ہیں۔ آپ کو روحانی غلبہ کے نتیجہ میں جسمانی غلبہ بھی حاصل ہوا۔ لیکن تاریخ میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کو ہی دیکھ لیجئے۔ اس میں روحانی غلبہ نظر آتا ہے لیکن جسمانی غلبہ نظر نہیں آتا۔ بعد میں مدینہ جاکر اسی روحانی غلبہ کے نتیجہ میں جسمانی غلبہ بھی آپ کو حاصل ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود کا مقصد اسلام کا روحانی غلبہ ہے

لوگ جسمانی غلبہ کو حاصل کرنے کی بہت کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کے نتائج بہت جلد نظر آجاتے ہیں اور طبائع کا رجحان عام حالتوں میں اس طرف زیادہ ہوتا ہے۔ ہماری جماعت میں سے بھی بعض لوگ اٹھتے ہیں کہ فلاں قوم نے ایسا نظام بنا لیا ہے۔ فلاں تحریک نے یہ اثر و رسوخ حاصل کر لیا ہے۔ میرے خیال میں ان لوگوں کی نگاہیں اصل مقام سے پھسل گئی ہیں۔ وہ اپنے اصل مقصد سے ہٹ گئے ہیں میں جسمانی غلبہ کو ناجائز نہیں کہتا۔ دنیوی غلبہ کو حاصل کرنے کیلئے جو دنیوی ذرائع استعمال ہوتے ہیں ان میں سے اکثر جائز ہیں۔ لیکن خوب یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود کی غرض یہ نہ تھی بلکہ آپ کی اصل غرض اشاعت اسلام و قرآن ہی تھی۔ اور اس طرح جسمانی غلبہ بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر کسی ملک کی قوم یا اس کے بڑے حصہ کو مسلمان کر لیا جائے تو کیا اس سے مسلمانوں کو جسمانی غلبہ حاصل نہ ہو جائے گا۔ لیکن ہمارا اصل مقصد جسمانی غلبہ نہیں ہے اور نہ ہونا چاہئے

روحانی غلبہ کے بعد جسمانی غلبہ خود بخود حاصل ہو جائے گا۔

سچ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جسمانی طور پر بھی بادشاہ تھے لیکن یاد رہے۔ انہوں نے روحانی غلبہ کے لئے سر توڑ کوشش کی اور روحانی غلبہ پا لیا ان کے ساتھ ہی بادشاہت بھی مل گئی۔

ایک طرز یہ بھی تھی لیکن اس کے علاوہ ایک طرز اور بھی ہے وہ یہ کہ آپ بادشاہوں کو مسلمان کر لیں حضرت مسیح موعود نے یہی طرز اختیار کی اور فرمایا کہ پہلے اسلام کا روحانی غلبہ حاصل کرو پھر جسمانی غلبہ خود بخود مل جائیگا لیکن جسمانی غلبہ کیلئے ہماری خواہش دنیوی رنگ میں نہ ہونی چاہئے۔ نہ اس کیلئے ہمیں دنیا کے سامانوں کی ضرورت ہے۔

بعض جماعتوں کی غلط روی

یہ غلطی بعض جماعتوں سے ہوئی ہے جو اسلام کے غلبہ کو اپنا مقصد بناتی ہیں مگر جسمانی ذرائع کے پیچھے لگ گئی ہیں مثلاً قادیان والے یا جیسے علامہ مشرقی کی تحریک۔ آپ نے اخبارات میں خاکسار تحریک کے متعلق مضامین پڑھے ہوں گے۔ میں نے بھی جب کبھی اس جماعت کے کسی ممبر سے ملاقات کا موقع ملا یہی سوال کیا کہ آپ کا آئیڈیل یعنی نصب العین کیا ہے۔ اس کا جواب ہمیشہ یہی ملا کہ "غلبہ اسلام"۔ لیکن اگر ان کا مقصد اسلام کا وہ غلبہ ہے جو کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے الفاظ میں قرآن کریم کے اندر بیان ہوا ہے تو وہ جسمانی ذرائع سے حاصل ہونے کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ یہ روحانی ذرائع سے حاصل ہوگی۔

ایک "خاکسار" کے ساتھ گفتگو

تین چار سال کا ذکر ہے اسی مسجد میں خاکسار جماعت کے ایک ممبر آئے۔ ان سے بات چیت ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ کی تحریک کا مقصد اسلام کا غلبہ ہے تو پھر اس تحریک میں ہندوؤں اور سکھوں کو شامل کرنے کی کیا وجہ؟ آج اس تحریک کا قائد ایک مسلمان ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ کل اس کی شان قیادت کسی ہندو یا سکھ کے ہاتھ چلی جائے۔ اس طرح یہی غلبہ تنزل میں بدل سکتا ہے۔ اس بات کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔

جماعت قادیان کا طرز عمل

اسی طرح قادیان میں جو ذرائع اختیار کئے گئے ہیں وہ کوریں ہوں یا فوجیں یا اسی قسم کی دوسری چیزیں۔ وہ بھی اسلام کے روحانی غلبہ کیلئے مفید نہیں ہو سکتیں ہیں ممکن ہے کہ کل کو ہندوستان میں مسلمانوں کو ایسے حالات پیش آجائیں کہ یہ کوریں وغیرہ کچھ کام دے جائیں لیکن ان چیزوں کو حضرت مسیح موعود کے مقرر کردہ مقصد سے کوئی واسطہ نہیں

حضرت نبی کریم کی مکی زندگی سے سبق لو

اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اگر ایمان رکھتے ہو تو تم غالب ضرور ہو گے۔ خواہ ظاہری حالات کیسے ہی مایوس کن کیوں نہ ہوں حضرت نبی کریم کی مکی زندگی کے تیرہ سال ہمارے سامنے ہیں۔ اس زندگی میں مسلمانوں کا سارا زور نمازوں اور دوسرے روحانی مجاہدات اور تبلیغ اسلام پر ہی رہا کبھی جسمانی مقابلہ کی تیاری نہیں کی گئی۔ لیکن جب مدنی زندگی میں جسمانی مقابلہ کی ضرورت پیش آئی تو انہی نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے والے مسلمانوں میں لڑائی کی طاقت آگئی اور انہوں نے جسمانی طور پر بھی دشمن کا مقابلہ کیا اور خوب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا بڑی وسیع ہے۔ بعض اوقات روحانی غلبہ کے ساتھ جسمانی غلبہ بھی عطا کر دیتا ہے۔ میں اس بات کو پھر دہراتا ہوں کہ میرے نزدیک جسمانی غلبہ یا اس کو حاصل کرنے کی کوشش ناجائز نہیں۔

ہمارا مقصد خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانا ہے

مگر اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ وہ چیز جس کو ہر وقت ہمیں اپنی آنکھوں کے سامنے اور دل کے نزدیک رکھنا چاہئے۔ وہ وہی ہے جو کہ حضرت مسیح موعود کے آنے کی غرض تھی یعنی اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن۔ میں اس کو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل سمجھتا ہوں کہ میں نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں قادیان میں بھی یہی کہا کہ ہمارے سامنے ایک میدان ہے ہم کو اسی کیلئے وقف رہنا چاہئے۔ وہ خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کا میدان ہے۔ لاہور آنے کے بعد جو کہ مختلف قسم کی تحریکات کا مرکز ہے۔ جہاں کہ مختلف تحریکات کو دیکھ کر طبائع میں جوش و خروش بھی پیدا ہو جاتا ہے ہم کو یہاں ان تحریکات کی موجودگی میں اور اپنے بڑے بڑے ذہنوں کو ان میں حصہ لیتے ہوئے دیکھ کر بھی ہمارا مقصد ایک ہی رہا۔ وہ ہے دین کو دنیا میں پھیلانا۔ خدا کرے آئندہ بھی ہم اسی مقصد پر قائم رہیں اور اسی پر ہمارا خاتمہ ہو اور اسی پر ہمارے بعد آنے والے قائم رہیں۔ آمین ثم آمین۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کا دورہ

اس ہفتہ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ لاہور تشریف لائے ۴ رجون کو دورہ پر روانہ ہوں گے آپ کے دورہ کا پروگرام حسب ذیل ہے۔ ۶ رجون۔ کپورتھلہ۔ ۷ رجون۔ مرار ۸ رجون۔ جالندھر۔ ۹ رجون۔ پھگواڑہ ۱۰ رجون۔ مالیر کوٹلہ

انڈین ملٹری اکیڈیمی

اور رائل انڈین نیوی میں داخلہ کا امتحان

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گزٹ آف انڈیا مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۳۹ء میں جو نوٹس شائع ہوا تھا۔ اس کے مطابق فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی طرف سے انڈین ملٹری اکیڈیمی ڈیرہ دون اور رائل انڈین نیوی میں داخلہ کا امتحان ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء اور اس کے بعد کی تاریخوں کو بمقام دہلی منعقد ہوگا۔ درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ یکم جولائی ۱۹۳۹ء ہے۔ درخواستوں کے فارم اور مکمل تفاصیل ۲۲ مئی ۱۹۳۹ء کے بعد متعلقہ صوبائی حکومتوں دوسری حکومتوں یا دربار وں سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

پنجاب میں ہوزیری کی صنعت

ٹریننگ کیلئے عمدہ موقع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب میں ہوزیری کی صنعت کی بدولت اس صوبہ کے موزوں نوجوانوں کو ملازمت کا اچھا موقع مل سکتا ہے لہذا ایسے نوجوانوں کے فائدہ کیلئے مطلع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ہوزیری انسٹی ٹیوٹ لدھیانہ میں جدید ترین مشینوں پر ہوزیری کے سامان تیار کرنے کی تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے ٹریننگ کی دو جماعتیں ہیں۔ جماعت الف ان لوگوں کیلئے ہے جو میٹریکولیشن کا امتحان پاس کر چکے ہوں۔ اس کے نصاب کی مدت دو سال ہے۔ جماعت ب دوسرے لوگوں کیلئے ہے اور اس کی مدت نصاب ایک سال ہے۔ ان جماعتوں میں نیا داخلہ سوموار ۱۹ جون کو ہوگا۔ جو لوگ داخل ہونا چاہتے ہوں۔ انہیں ۱۵ جون تک اپنی درخواستیں ہوزیری اکسپرٹ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ لدھیانہ کی خدمت میں بھیجدینا چاہئیں جن کے پاس سے درخواست کے مقررہ فارم اور دوسری ضروری معلومات دستیاب ہو سکتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

جلیل القدر اصحاب

جماعت کے سب بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر انہیں حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم کے واقعات زندگی معلوم ہوں۔ یا انہوں نے بعض اور بزرگوں کے ذریعہ سے بعض حالات کو سنا ہو۔ تو ان واقعات اور حالات سے مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر ضرور آگاہ کریں۔ شکرگزار ہوں گا۔ والسلام

ایس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے

احمدیہ بلڈنگس لاہور

معاصرین کے افکار

قضیہ مدح صحابہ

قرآن مجید کے چودھویں پارہ میں سورۂ نحل کے خاتمہ کے قریب ایک آیت ہے جس کی اردو یہ ہے کہ:۔

"بلاؤ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت، اور موعظۂ حسنہ کے طریق سے اور مناظرہ کرو ان سے (یعنی مخالفین سے) بحسن اسلوب و آئین شائستہ"۔

غیروں کو دین کی طرف تو بلانا ہی چاہیئے تھا منکروں کو دعوت اسلام تو بہرحال دینی ہی تھی یہ اس کے ساتھ قیدیں اور شرطیں کیسی؟ ——— جی ہاں، اس کے لئے بھی قیود تھیں، شرائط تھیں پابندیاں تھیں، اور ان کی ضرورت پیغمبر تک کے لئے جو خود ہی دنیا بھر سے بڑھ کر حکیم فطرت، نباض انسانیت، اور شیریں زبان تھے، پھر ہمارا آپ کا تو ان شرائط کو نظر میں رکھے بغیر بول اٹھنا حماقت محض، اور بے سوچے سمجھے زبان چلا دینا، سرتا سر زہر، سوال زہر پلانے والے کی نیت کا نہیں، صرف زہر کے اثر کا ہے۔

"حکمت" اور "موعظۂ حسنہ" کی شرح و تفسیر میں اقوال بہت سے ملینگے، حاصل اور لب لباب یہ ہے کہ باتیں ایسی ہوں جو مخاطب کے دل میں گھر کر جانے والی ہوں، دلائل ایسے ہوں جو پتھر کو پانی کر دیں، نہ ایسے جو موم کو بھی پتھر بنا کر چھوڑیں، جو ضد اور عداوت کی رائی کا پہاڑ بنا کر کھڑا کر دیں، اور پھر نوبت اگر مناظرہ و جوابات الزامی کی آجائے، جب بھی شائستگی اور خوشگواری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے ——— منکرین کا عناد ظاہر و واضح ہے، کامیاب تبلیغ وہ نہیں جو اس آگ کو ہوا دے، دانائی کی راہ یہ ہے کہ ان دہکتے ہوئے انگاروں کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا جائے، ضدی بچہ دوا کا نام سنتے ہی چیخنے چلانے پچھاڑیں کھانے لگتا ہے، طبیب اناڑیوں سے بڑھ کر اناڑی، اور نادان ہوگا، اگر ضد میں آکر دوا کی کڑواہٹ، اور بڑھا دے۔ شفقت و حذاقت کے معنی یہ ہیں کہ کونین کی گولی پر شکر اس طرح لپیٹے، کہ بچہ مٹھائی سمجھ کر لپک جھپٹ، دوڑے!

قرآنی معیار آپ کے ہاتھ آگیا۔ مدح صحابہ کا قضیہ آنکھوں کے سامنے ہے خطاب ان سطور میں حضرات شیعہ سے نہیں۔ اپنے سنی بھائیوں سے ہے۔ اسی قرآنی پیمانہ سے اس کی پیمائش کیجئے، اور کام جوش سے کم اور ہوش سے زیادہ لیجئے۔ ......

مدح صحابہ یقیناً آپ کا حق اور قیمتی حق شرعاً بھی اور قانوناً بھی گفتگو اس کے حق ہونے نہ ہونے میں ہے ہی نہیں، سوال صرف اس قدر ہے کہ آپ نے اپنے طرز عمل سے اپنے رسول برحق کے ہمدموں اور ہمنشینوں کی عظمت و محبوبیت کہاں تک پھیلائی؟ مخالفین کے دلوں میں کہاں تک جگہ پیدا کی؟ منافرت و عداوت کے زنگ کو کہاں تک ہلکا کیا؟ غیروں کو کہاں تک اپنے سے قریب لائے؟ بیگانوں میں کہاں تک یگانگت پیدا کی؟ جن کی مدح و توصیف میں گیتا اور تمبورا اور ژند سب متفق ہیں اور انکی عظمت کا کلمہ خود کلمہ گویوں کی زبان سے کہاں تک پڑھا سکے؟ جو منکر تھے، وہ اس ذکر خیر کی طرف کچھ بڑھے

یا کچھ دور اس سے ہٹے؟ قدم "وصل" کی منزلوں کی طرف اٹھا یا اور "فصل" کی وادیوں کی طرف جا پڑا؟ دل پسیجے، نرم ہوئے یا اور تمتمائے، بھڑکے، بھلگے؟ خوشی کی بات کیا تھی، کیا یہ کہ سال بھر میں صرف ایک دن نکلنے کی اجازت ملنا، وہ بھی فلاں وقت اور فلاں راستہ سے، پولیس اور فوج اور مجسٹریٹوں سنگینوں، بندوقوں اور پستولوں کے سایہ میں، یا اخلاق پاک میں وہ لطف حلاوت پیدا کر دینا، کہ دشمن بھی دوست بن کر آنکھوں سے آئیں، شوق و اشتیاق کے کانوں سے سنیں اور آپ سال کے ہر دن ہر وقت، جہاں اور جب چاہیں بلا بے کھٹکے، ذکر جمیل، روم اور مصر اور ایران کو پرچم اسلام کے نیچے لے آنے والوں کا، قرآن پاک کے جمع و کتابت کروانے کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین رفیقوں اور عزیزوں کا کرتے رہیں؟ (صدق)

مسٹر ستیہ مورتی کا رام راج

یہ امر اب محتاج ثبوت نہیں ہے کہ ہندوستان [illegible] میں اقلیتوں کو پامال کر کے خالص ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہندو مہا سبھائی لیڈروں مثلاً مسٹر ساورکر [illegible] تو نہایت صفائی اور وضاحت سے بار بار کہہ چکے ہیں [illegible] کا ملک ہے اور وہی اس پر حکومت کرنے کا حق [illegible] اقلیتوں کو چاہیئے کہ اکثریت کی اطاعت کریں یا [illegible] جائیں۔ کانگریسی لیڈر پہلے کسی قدر محتاط تھے لیکن [illegible] اکثریت کے راج کی حمایت میں اظہار خیال کرتے [illegible]

پچھلے دنوں مسٹر ستیہ مورتی نے جنوبی ہندوستان [illegible] میں تقریر کرتے ہوئے اکثریت کے حق حکومت [illegible] خیالات کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اصول جمہوریت کا [illegible] کہ اقلیت کو اطاعت کرنی چاہیئے اس کے بعد [illegible] کی، کہ پانچ سال کے اندر ہندوستان میں سوراجیہ قائم [illegible] اور وہ حقیقی معنوں میں رام راج ہوگا، جو لوگ رام راج سے واقف نہ ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ رامائن پڑھیں [illegible] نے بے حد مسرت کا اظہار کیا۔ اور خوب تالیاں بجائیں [illegible]

رامائن میں "رام راج" اس حکومت کو کہا گیا ہے [illegible] برہمنوں کی سرداری، اونچی ذات کے ہندوؤں کی [illegible] اور ان دو جماعتوں کے سوا باقی تمام جماعتوں کی غلامی [illegible] ہے۔ ستیہ مورتی کے اس بیان کو ہندو سبھائیوں [illegible] کے ساتھ ملا کر پڑھئے۔ تو صاف معلوم ہو جائے گا [illegible] اس ملک میں اونچی ذات والے ہندوؤں کی حکومت [illegible] کرنے کا خواہشمند ہے جس میں اچھوتوں مسلمانوں [illegible] اور عیسائیوں کی حیثیت غلاموں اور شودروں کی [illegible] جو مسلمان اس رام راج کے قیام کے لئے کانگریس [illegible] تعاون کر رہے ہیں۔ ان کو عبرت اندوز ہونا چاہیئے

(انقلاب)

رفتار زمانہ

ہندوستان

—— شولا پور ۱۳ مئی۔ شولا پور میں امن قائم ہوگیا ہے۔ اس لئے کرفیو آرڈر واپس لے لیا گیا ہے پولیس نے ۲۵۔ اشخاص کو نقض امن کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۳ مئی۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مولانا قطب الدین عبد الوالی فرنگی محل کو پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی۔ آپ پر الزام یہ ہے کہ آپ نے مولانا مظہر الدین صاحب مرحوم مدیر "الامان" کے قتل پر ایک آتش ریز تقریر کی تھی۔

—— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۱۹۳۹ء میں پنجاب سول سروس (جوڈیشل برانچ) میں کوئی بھرتی نہیں کی جائے گی

—— شملہ ۱۳ مئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت ہند اور توری خیل اور مداخیل قبائل میں صلح ہوگئی ہے۔

—— لکھنؤ ۱۳ مئی۔ بنارس کی اطلاع ہے کہ شیعہ قیدیوں نے کل بنارس جیل میں مسٹر گوبند نائب پارلیمنٹری سکرٹری پر جب وہ جیل کا معائنہ کرنے گئے تھے حملہ کر دیا۔ ان پر پتھر اور مٹی پھینکی اور گالیاں دیں۔ ان کا ایک ساتھی مجروح ہوا۔

—— اس حملہ کی سزا کے طور پر شیعہ قیدیوں سے بہت سی مراعات چھین لی گئیں۔ بی کلاس والوں کو سی کلاس میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کی تحقیقات ایک مجسٹریٹ کرے گا۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ سنیوں نے رائے بریلی میں سول نافرمانی شروع کر دی ہے مسٹر گاندھی سے جو وفد ملنے گیا تھا وہ واپس آگیا ہے۔

—— کوئٹہ ۱۳ مئی۔ بلوچستان مسلم لیگ کانفرنس ۱۱ جون کو منعقد ہو رہی ہے۔

—— مسٹر سبھاش چندر بوس جون کے دوسرے ہفتہ میں لاہور آ رہے ہیں۔

—— راولپنڈی کے ٹھاکروں نے بھی چند مطالبات پیش کر کے میونسپلٹی کو ہڑتال کی دھمکی دی ہے۔

—— حکومت بمبئی نے اعلان کیا ہے کہ کانگریسی جھنڈا اس وقت تک سرکاری عمارتوں پر نہ لہرایا جائے جب تک اتفاق رائے سے اس کے لئے فیصلہ نہ کیا جائے۔

ممالک خارجہ

—— انقرہ ۱۳ مئی۔ کل جمہوریہ ترکی کے صدر عصمت انونو نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ترکی اور برطانیہ کا سمجھوتہ جارحانہ نوعیت کا نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبات سے متاثر ہو کر کیا گیا ہے

—— ترکی اور فرانس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ان دونوں ممالک کے درمیان ایک دوسرے کی امداد کرنے کے متعلق اصولی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

—— آپ کی تقریر نہایت پرجوش تھی۔ آخر پر آپ نے کہا کہ اب ترکی جاگ اٹھا ہے وہ اپنی حفاظت کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ لیکن ساتھ ہی امن عالم کے قیام میں بھی امداد دینے کو ترکی ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ بڑی قومیں چھوٹی قوموں کو نگل جائیں۔ اسی لئے ترکی نے بلقانی ریاستوں میں اتحاد قائم کیا ہے

—— ماسکو یکم جون۔ کل شام سوویٹ پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے روس کے وزیر اعظم موسیو مولوٹوف نے کہا کہ برطانیہ اور فرانس کی تجاویز میں بہت سے تحفظات ایسے ہیں جن کی وجہ سے سمجھوتہ ہے ...

—— آپ نے کہا کہ روس اس قسم کا معاہدہ چاہتا ہے جو خالص دفاعی نوعیت کا ہو۔ جو روس کے ... ہمسایوں کی حفاظت کا ذمہ دار ہو۔ لیکن فرانس اور برطانیہ کی تجاویز سے یہ مقصد پورا نہیں ہوتا۔

—— پیرس اور لندن میں اس تقریر کے متعلق بڑی حد تک امید افزا خیالات کا اظہار ہو رہا ہے لیکن امریکہ میں اس تقریر نے حیرانی اور گھبراہٹ پیدا کر دی ہے۔

—— معلوم ہوا ہے آجکل ترکی اور مصر کے درمیان معاہدہ کیلئے گفت و شنید ہو رہی ہے۔

—— بیت المقدس ۱۳ مئی۔ فلسطین کی عرب ہائی کمیٹی نے جو مفتی اعظم کی حامی ہے۔ ایک فیصلہ کے ذریعہ فلسطین کے متعلق برطانوی قرطاس ابیض کو نامنظور کر دیا ہے۔

—— علاوہ ازیں اس نے فیصلہ کیا ہے کہ برطانیہ کے ساتھ کسی قسم کا میل جول نہ رکھا جائے۔

—— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چین رفتہ رفتہ کامیاب ہو رہا ہے۔ اس نے اپنے مفتوحہ علاقوں کا کافی حصہ جاپان سے واپس لے لیا ہے۔

—— برلن ۱۳ مئی۔ آج صبح ڈنمارک اور جرمنی نے ایک معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اس معاہدہ کی رو سے ...

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ... رام ولد ... رام ذات ... سکنہ ... تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۶/۳۹ ۱ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۳۹ ۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ رام لال ولد شور ... ذات کھتری سکنہ ... تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۶/۳۹ ۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۳۹ ۱۰

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دولت رام ولد ... ذات نارنگ سکنہ ... تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۶/۳۹ ۸ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۳۹ ۱۰

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ... ولد ... ذات ... سکنہ احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۶/۳۹ ۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۳۹ ۱۰

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ... ولد ... ذات بلوچ سکنہ ... تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۶/۳۹ ۷ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۳۹ ۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱-۱۲ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ رام لبھایا کرم چند ولد ... ذات ... سکنہ ... تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۶/۳۹ ۵ مقرر کیا ہے لہذا جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۵/۳۹ ۷

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیار پوری پرنٹر و پبلشر کے دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ لاہور یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۹ء نمبر ۳۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسانی پیدائش کی اصل غرض — گناہ کی صحیح تعریف

اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ انسانی پیدائش کی بھی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ جملہ انسان خدا کے ہی ہو جائیں۔ انہی وجوہات سے انبیاء کی بعثت کی غرض انسانوں کو اسی مقصد کی طرف رہبری کرنا ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے گمشدہ متاع اور مقصد کو پھر حاصل کر لیں۔ اگرچہ گناہ کی بہت سی اقسام ہیں اور اسکے بہت سے شعبے اور شاخیں ہیں یہاں تک کہ ادنیٰ قسم کی غفلت بھی گناہ میں داخل ہے۔ لیکن سب گناہوں سے بڑا گناہ جو انبیاء کے اس مقصد عظیم کے مقابل انسانوں کو اصل مقصد سے ہٹانے کیلئے راستہ میں پڑا ہوا ہے وہ شرک کا گناہ ہے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں انسانوں کی پیدائش کی اصل غرض و مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہی ہو جائیں اور ہر قسم کے گناہوں اور ان کے محرکات سے بالکل دور رہیں لیکن بدقسمت انسان اپنی غفلت سے گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جوں جوں وہ اس میں ... ترقی کرتا جاتا ہے اسی قدر اپنے اصلی مدعا یعنی خدا تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر کار اس سفلی جگہ میں جا گرتا ہے جو جملہ مصائب و تکالیف و مشکلات۔ اور ہر قسم کے دکھوں کا گھر ہے جسے جہنم کہا جاتا ہے۔ دیکھو اگر ایک انسان کا کوئی عضو مثلاً بازو یا انگلی یا انگوٹھا اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جائے تو کس قدر کرب و دکھ پیدا ہوتا ہے۔ یہ جسمانی نظارہ روحانی اور آخری عالم پر ایک زبردست دلیل ہے۔ گناہ کی تعریف یہی ہے کہ انسان اس مقصد سے جو فطرتاً اس میں رکھ دیا گیا ہے دور ہٹ جائے اور دور رہنے کا نتیجہ لازمی طور پر درد میں مبتلا ہونا ہے ۔

۴ دسمبر ۱۹۰۱ء

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور علیل ہیں۔ حضرت ممدوح ۴ رجون کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں تا اطلاع ثانی آپ سے خط و کتابت کا پتہ یہ ہے۔

دار السلام — ڈلہوزی

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اس سے قبل ڈلہوزی تشریف لیجا چکے ہیں۔ وہاں آپ سوانح عمری حضرت مسیح موعود کے کام میں مصروف ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس قابل احترام بزرگ کو اس مبارک اور ضروری کام کی خاطر خواہ تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور تادیر زندہ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

— حضرت مولانا صدرالدین صاحب گذشتہ ہفتہ چند روز کیلئے لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ گذشتہ جمعہ کے روز واپس آگئے ہیں موصوف کا درس باقاعدہ جاری ہے۔

— جناب ایس عبید اللہ صاحب سیکرٹری جماعت وزیر آباد تحریر کرتے ہیں کہ چوہدری محمد لطیف صاحب اکونٹنٹ کمیٹی وزیر آباد کے لڑکے نے امسال پنجاب یونیورسٹی کا بی۔ اے۔ اور ایف اے کا امتحان دیا ہے احباب انکی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

— خواجہ عبد الغنی صاحب بٹ دکاندار احمدیہ بلڈنگز درد گردہ سے علیل ہیں ان کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

— انچارج صاحب دفتر تحصیل احباب کو بقایا کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ آج کل جماعتیں اور احباب ادائیگی کی طرف خاطر خواہ باقاعدگی اور مستعدی سے کام نہیں لے رہے ہیں۔

اسلام میں قانون جزیہ

مخالفین کے اعتراضات کا جواب

"اگرچہ کوئی شخص برف کی طرح بے داغ اور اولے کی طرح سفید کیوں نہ ہو تو بھی وہ اعتراضات کا نشانہ بننے سے بچ نہیں سکتا" (قول شکسپیر)

مورخ گبن لکھتا ہے۔ اگرچہ مسلمانوں کی طرف سے یہودیوں اور نصاریٰ دونوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جاتی تھی لیکن اگر وہ ایک مقررہ محصول جسے جزیہ کہتے ہیں اور جسے مسلمان حکمرانوں نے وقتاً فوقتاً غیر مسلم رعایا پر عائد کیا ادا کرنے پر راضی ہو جاتے تھے تو انہیں مذہب اور تعلیم دونوں کی آزادی عطا کر دی جاتی تھی۔

گبن نے جزیہ کو معمولی سا محصول یا خراج کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے متعلق آج تعلیم یافتہ طبقہ میں اس درجہ غلط فہمی پائی جاتی ہے اور لوگوں نے اس کی تشریح ایسے انداز میں کی ہے کہ آج جزیہ کی حقیقت ہی نگاہوں سے غائب ہو گئی ہے۔ اسلام نے دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ باہمی مفاہمت کی کہ تین چیزیں ان کے سامنے پیش کیں۔ اسلام یا خراج یا جنگ۔ یہ صورتیں ان کفار کے لئے تھیں جنہوں نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی طرح مسلمانوں کے ساتھ علانیہ غداری کی۔ جنہوں نے مجلس اتحاد اقوام کا رکن ہونے کے باوجود اسلام کے خلاف سازش کی اور آنحضرت صلعم کے دشمنوں کی مدد کی۔ جنہوں نے اپنی معاشرتی، اخلاقی اور روحانی پستی کے باوجود اپنی مضرت رساں رسوم کی اشاعت کی۔ جنہوں نے یہود کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور عیسائیوں میں اسلام کے خلاف نفرت اور دشمنی کے جذبات بھڑکائے تاکہ وہ اسلام جیسے امن پسند مذہب کی اشاعت میں مزاحم ہوں ان سب باتوں کے باوجود اسلام نے اپنے دشمنوں کے ساتھ نہایت رواداری کا سلوک رکھا اور جب اس نے کفار سے اپنے اصولوں کو تسلیم کرانے کے لئے کہا تو اس میں کوئی سختی کی بات نہ تھی۔ یہ محض اس لئے کہ اسلام انہیں سابقہ معاہدات کی خلاف ورزی کے بعد بھی از سر نو اصلاح حال کا موقع دینا چاہتا تھا۔ گویا یہ ایک مہربانی کا کام تھا۔ بلکہ یہ ایک عالمگیر اخوت کے قیام کی کوشش تھی تاکہ تو مسلموں کی جان و مال کی حفاظت ہو سکے اور مخالفت کا خاتمہ ہو جائے اور امن و امان کا دائرہ وسیع ہو سکے۔ اگر مخالفین کو یہ صورت پسند نہ ہو تو پھر آزادی۔ مساوات اور اخوت قائم کرنے کے لئے دوسری صورت یہ تھی۔ کہ وہ بقول گبن ایک معمولی ٹیکس دیں۔ یا بقول شیفار تھوڑی سی رقم بطور خراج ادا کر دیں۔ واضح ہو کہ آخر الذکر شخص وہ ہے جو ترکی حکومت کے ماتحت عیسائیوں کی حالت کا نقشہ نہایت مظلومانہ انداز میں کھینچنے کا عادی ہے۔

اسلام تو ایک اعتدال کی راہ ہے جزیہ کے عائد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اور ذمی اقوام کے درمیان ایک رابطہ اتحاد قائم ہو جائے اور اس میں مسلمانوں پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ لیکن اگر یہ بھی ناپسند ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہیں کہ کفار مسلمانوں سے جنگ کے خواہاں ہیں۔ تمام اقوام عالم میں، تمام ممالک میں اور تمام زمانوں میں جو ہمسایہ قوم دوستانہ تعلقات رکھنے کے لئے آمادہ نہ ہو وہ سخت ناپسند کی جاتی ہے اور جو سلطنت اس کو برداشت کرتی ہے اس کا حشر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دشمن ہمسایہ کی ماتحت ہو جاتی ہے۔ اور اس کے ملک پر دشمن کا قبضہ ہو جاتا ہے یا اس کو ہاتھ پکڑا رہنا پڑتا ہے آج بھی اگر کوئی قوم تاوان ادا نہ کرے یا شرائط تسلیم نہ کرے تو اسے جنگ کا الٹی میٹم دیا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بھی تین ہی صورتیں ہیں۔ یا تو کوئی قوم مجلس اقوام کی رکن بن جائے یا غیر جانبدار رہے۔ یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ سیاسی تعلقات کی صرف یہی تین صورتیں ممکن ہیں۔

اسلامی سلطنت میں آمدنی کے ذرائع یہ تھے۔ اولاً عشر ثانیاً لگان ثالثاً خراج یا جزیہ اور رابعاً ذرائع۔ ذرائع آمدنی کی ایک صورت تھی منجملہ دیگر صورتوں کے جن کا بیان کیا گیا۔ اس کی نوعیت کو سمجھنے کیلئے ہمیں اولاً اس زبان پر توجہ کرنی چاہئے جس میں یہ لفظ پایا جاتا ہے اور اس مفہوم پر جو اس زبان میں لیا جاتا ہے۔ ثانیاً اس زمانہ کو مدنظر رکھنا ہوگا جبکہ یہ ٹیکس ایران اور عرب پر عائد کیا گیا۔ ثالثاً اس حقیقت کو سمجھنا چاہئے۔ جو کہ اس کے عائد کرنے میں مضمر ہے۔

ارباب لغت نے لفظ جزیہ کو اسی مفہوم میں لیا ہے جس میں لفظ خراج لیا جاتا ہے۔ موجودہ مصنفین نے ان الفاظ کا مفہوم جو غیر زبانوں سے عربی میں لئے گئے۔ عموماً غلط طریق پر پیش کیا ہے۔ مفاتیح العلوم میں جو لغت کی مستند کتاب ہے۔ لکھا ہے کہ لفظ جزیہ جو ذمیوں سے خراج وصول کرنے کے لئے مستعمل ہے۔ دراصل غیر زبان کا لفظ ہے جسے معرب کر دیا گیا ہے۔ اس کی اصل گزیہ ہے جس کے معنے فارسی زبان میں خراج کے آتے ہیں۔ جزیہ جو کہ دراصل فارسی لفظ ہے ظہور اسلام سے پہلے ایران و عرب میں موجود تھا۔ اور اس کے معنے یہی ہیں جو لفظ جزیہ کے آتے ہیں اور قدیم زمانہ میں جو واقعات رونما ہوئے ان کے ضمن میں اس کے معنی وہی ہیں جو جزیہ کے ہیں۔ مثلاً ۵ ق م میں اہل ایتھنس نے ایشیائے کوچک کے باشندوں پر جزیہ لگایا اور اس کے معاوضہ میں انہوں نے ان کو فنیقی لوگوں سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا۔ گویا یہ دشمنوں سے حفاظت کرنے کا ٹیکس تھا۔ رومیوں نے فرانس کو فتح کرنے کے بعد ان پر ۵ گنی سے لیکر ۱۵ گنی سالانہ تک ٹیکس لگایا۔ گویا یہ شرح اس شرح سے سات گنا زیادہ تھی جس کے لحاظ سے مسلمانوں نے غیر مسلموں پر جزیہ عائد کیا تھا۔ ایرانیوں نے یہ ٹیکس خود اپنی ہم مذہب رعایا پر عائد کیا۔ جزیہ اور خراج کی شرح نوشیرواں کے زمانہ میں مقرر ہوئی تھی۔ اس نے یہود و نصاریٰ پر ٹیکس لگایا۔ یہ اصلاح مسلمانوں کی اختراع نہیں ہے اور نہ اس کا مذہبی خیالات میں اتحاد و اختلاف سے کوئی تعلق ہے۔ نوشیرواں اور اس کی رعایا کا مذہب یکساں تھا۔ اس کے باوجود اس نے اپنی رعایا پر جزیہ لگا دیا۔ اور ابوجعفر طبری عہد حکومت نوشیروانی کا سب سے بڑا مورخ اس مسئلہ کے ضمن میں لکھتا ہے:۔

"جزیہ لوگوں پر بشرح ۱۲، ۸، ۶، ۴ درہم سالانہ عائد کیا گیا تھا لیکن امراء علماء سپاہی مصنفین اور درباری اس سے مستثنیٰ تھے نیز بیس سال سے کم اور پچاس سال سے زائد عمر والوں کو بھی معافی تھی"۔

نیز لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے ایران فتح کیا۔ تو انہوں نے اسی اصول کی پابندی کی۔ اور اس بات کی علامہ ابو حنیفہ نے اپنی کتاب الاخبار میں بھی تائید کی ہے۔

بقول طبری نوشیروان کا مقصد جزیہ لگانے سے یہ تھا کہ افواج ملک کی حفاظت کرتی ہیں اور جسمانی صعوبات برداشت کرتی ہیں تو مناسب ہے کہ حکومت اپنے خزانہ میں کچھ رقم بطور زر محفوظ رکھے تاکہ وہ ان کی خدمات اور جانفشانی کی تلافی کر سکے۔

رومی سلطنت میں بھی یہ ٹیکس جزیہ ہی کے نام سے موسوم تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ٹیکس ساسانی عہد حکومت میں ایران میں بھی رائج تھا۔ پس اگر مسلمانوں نے اس کو مصر، شام، عراق اور ایران میں لگایا۔ تو محض قدیم دستور کی پیروی کی۔

جزیہ وہ ٹیکس تھا جو افراد پر لگایا جاتا تھا نہ کہ مال و دولت پر یا اسباب تجارت پر۔ چونکہ افراد پر لگایا جاتا تھا۔ اس لئے اسے افرادی ٹیکس کہہ سکتے ہیں۔ انگریزی زبان میں اس کے لئے جو لفظ ہے اس کا ماخذ جرمن اور لاطینی زبانیں ہیں اور اس بنا پر یہ بات ثابت ہے کہ جزیہ مسلمانوں کی ایجاد نہیں ہے اور چونکہ انگلستان میں یہ ٹیکس ۱۳۳۷ء اور ۱۶۹۸ء کے مابین لگایا گیا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کے عائد کرنے میں اسلام نے کوئی اثر لوگوں پر ڈالا۔ بلکہ انگریزوں نے خود ان کی حکومت ہی نے یہ ٹیکس لگایا تھا اور اس کے اسباب سیاسی تھے۔ وہ یہ کہ فرانسیسی جنگوں سے بہت نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی کے لئے یہ ٹیکس لگانا ضروری تھا۔ چنانچہ کلب کی تاریخ انگلستان سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے

"بہرکیف جان آف گانٹ جب برسر اقتدار آ گیا اور ۱۳۳۷ء کی پارلیمنٹ نے سابقہ نظام حکومت میں تبدیلی کر دی اور لوگوں پر نیا ٹیکس لگایا۔ جو حکومت کے افراد پر فی کس کے حساب سے عائد کیا گیا تھا۔ ۱۳۸۱ء تک لوگوں نے اسے برداشت کیا۔ لیکن اس سال جان آف ڈرالفورڈ نے جو ایک کاشتکار تھا۔ ایک ٹیکس کلکٹر کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اس نے اس کی بیٹی کی توہین کی تھی۔ اس پر تمام انگلستان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ رچرڈ کی غیر حاضری میں کینٹ کے لوگوں نے محل کے دروازے توڑ ڈالے اور اسقف اعظم کو جو کہ وزیر خزانہ تھا اور خزانچی بھی تھا قتل کر دیا۔ کیونکہ اس ٹیکس کی وجہ سے لوگ اس سے سخت ناراض تھے۔"

یہ پول ٹیکس جزیہ سے بہت کچھ مشابہ تھا جس طرح جزیہ غیر مسلم افراد پر عائد کیا جاتا تھا۔ یہ ٹیکس بھی غیر انگلش افراد پر لگایا گیا تھا اول الذکر اس صورت میں جبکہ حکومت کی آمدنی کم ہو جاتی تھی۔ عائد کر دیا جاتا تھا۔ یا اس صورت میں جبکہ نئی بھرتی ہوتی تھی۔ مسلمان بھی انہی حالات میں عائد کرتے تھے۔ لیکن جنگوں پر خرچ کرنے کے بجائے وہ اس کا بیشتر استعمال کرتے تھے۔ مثلاً سرحد کی حفاظت، قلعوں، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر اور بقیہ رقم محکمہ تعلیم میں منتقل کر دی جاتی تھی۔ انگلستان میں اس ٹیکس کی شرح افراد کی حیثیت کے لحاظ سے مقرر تھی۔ یا جس طرح افراد کی تقسیم کی جاتی تھی، اور مفلس اس سے مستثنیٰ تھے۔ لیکن جزیہ کی شرح نہ تو بے حد زیادہ تھی اور نہ ہنگامی اوقات مثلاً سفینہ وان یا ہنگامی صورتوں میں وصول کیا جاتا تھا۔ بلکہ اسلام نے صرف بیس سال سے زیادہ عمر والوں پر عائد کیا۔ جو کہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کر سکتے تھے اور آزادی کا لطف اٹھا سکتے تھے۔ لیکن انگلستان میں یہ ٹیکس سولہ سال کی عمر والوں پر عائد کیا جاتا تھا۔ امریکہ میں یہ ٹیکس حکومت کی آمدنی کا مستقل ذریعہ ہے اور ادا کرنے والے کو رائے دینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن اسلام نے بہت زیادہ رعایت کی اور ذمیوں کو بہت زیادہ حقوق عطا کئے۔ مثلاً انہیں مسلمانوں کے برابر شہری حقوق حاصل تھے اور ان کی جائداد کی قیمت مسلمانوں کی جائداد کے برابر تھی اور ان کی جان مسلمانوں کی طرح عزیز تھی۔ چونکہ اسلام نے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

لکھنؤ کا شیعہ سُنّی قضیہ

فریقین سے ہندوستان کے سربرآوردہ مسلم لیڈروں کی دردمندانہ اپیل

لکھنؤ کا شیعہ سُنی تنازعہ نہایت مارب رجدہ سعماں رسان اور تباہ کن صورت اختیار کر چکا ہے۔ ہر ایک مسلمان جس کے دل میں دین و ملت کی خیرخواہی کا سچا جذبہ موجود ہے وہ فریقین کی بےعقلی کا ماتم کرنے پر مجبور ہے۔ ہم بھی ان کالموں میں اس تنازعہ کی موجودہ تکلیف دہ صورت پر کئی مرتبہ آنسو بہا چکے ہیں۔

بہت سی مایوسیوں اور ناکامیوں کے بعد اس ہفتہ امید کی ایک جھلک دکھائی دی ہے مصالحت کے لئے ایک مؤثر قدم اُٹھایا گیا ہے۔ پہلے مولانا ابوالکلام آزاد نے اس جھگڑا کی تصفیہ کرانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے شیعہ حضرات سے تبرا ایجی ٹیشن بند کرنے کی درخواست کی اور ارادہ ظاہر کیا کہ "اس تحریک کے بند کئے جانے کے بعد شیعہ اور سنیوں کی ایک نمایندہ کانفرنس طلب کرونگا اور اس بات کی حتی الامکان کوشش کرونگا کہ ایسا فیصلہ ہو جائے جو باہمی واداری اور معاملہ فہمی پر مبنی ہو" مولانا کا یہ ارادہ بہت مبارک ہے اور ان کا مشورہ واقعی مخلصانہ اور قابل قدر ہے لیکن مولانا کی کانگرس سے وابستگی اور آل انڈیا کانگرس پارلیمنٹری سب کمیٹی میں ان کی حیثیت اور ذمہ داریوں کے پیش نظر اندیشہ تھا کہ ان کی یہ آواز زیادہ مؤثر ثابت نہ ہوگی کیونکہ بہت اسلامی حلقے یہ یقین کرتے ہیں کہ یو۔ پی کی کانگرسی وزارت ہی اس جھگڑا کو طول دینے کی ذمہ دار ہے اور وہ اپنے مفاد اور خواہشات کے ماتحت آرزومند ہے کہ یہ جھگڑا جلد ختم نہ ہو

مقام مسرت ہے کہ اس کے بعد ملک کے ۲۲ سرکردہ مسلم لیڈروں کی طرف سے ایک دردمندانہ اپیل شائع ہوئی ہے ان لیڈروں میں دونوں فرقوں کے ذمہ دار و با اثر اصحاب شامل ہیں سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب۔ مولوی فضل حق وزیر اعظم بنگال۔ سر ناظم الدین ہوم منسٹر بنگال، سر مرزا اسمٰعیل دیوان ریاست میسور۔ سر سید سلطان احمد سر شفاعت احمد خاں نواب نثار علی قزلباش۔ سر رضا علی۔ سر عبداللہ ہارون کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ اس اپیل میں سب سے اوّل لکھا ہے کہ

"ہم دونوں فرقوں کے مسلمانوں سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلام میں پھوٹ نہ ڈالیں۔ یہ جھگڑا خانگی حیثیت رکھتا ہے اگر ہم نے خود ہی اسے حل نہ کیا تو اس طرح ہم ہندوستان و بیرون ہندوستان کے معقول آدمیوں کا احترام اور ہمدردی کھو بیٹھیں گے اس وقت نازک حالت ہے اگر ہم نے غیر دوستانہ حلقوں کو اپنے اختلافات سے سوء استفادہ کرنے دیا تو اس سے لازمی طور پر مسلمانوں کی پوزیشن کمزور ہو جائے گی اور سیاسی اور دیگر حلقوں میں ہمارے مفاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچیگا۔"

اس کے بعد یو۔ پی کی وزارت نے اس قضیہ کا جو بے معنی حل تجویز کیا ہے اس کے نقائص ظاہر کر کے اسے رد کیا گیا ہے اور دونوں فرقوں سے درخواست کی گئی ہے کہ اگر وہ سردست مدح صحابہ اور تبرا بازی ترک کر دیں تو قابل اطمینان اور مستقل مصالحت کے لئے سازگار فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ اس اپیل میں بجا طور پر کہا گیا ہے کہ

"سر عام مدح صحابہ پڑھنے کی غرض سے کسی سُنی ملک میں جلوس نہیں نکالا جاتا اور شیعہ یہ یاد رکھیں کہ ایران کی مذہبی رسومات میں سر عام تبرہ بازی کا کوئی رواج نہیں۔"

اپیل کے آخر میں ان اکابر نے مندرجہ ذیل الفاظ میں فریقین کو اطمینان دلایا ہے۔

"ہم نے مختلف صوبوں کے شیعہ سُنی اکابر سے صلاح مشورہ کیا ہے انکا خیال ہے کہ مندرجہ بالا اصول پر گفت و شنید سے اس مسئلہ کا تسلی بخش حل نکل آئے گا ...... ہم دو باتوں پر زور دیتے ہیں اول یہ کہ مفاہمت عارضی نہ ہو بلکہ مستقل بنیادوں پر ہو۔ دوم یہ کہ مفاہمت دونوں فرقوں کے سمجھوتہ کے نتیجہ پر ہو مستقل سمجھوتہ صرف شیعوں اور سنیوں کی باہمی رضامندی سے ہو سکتا ہے۔ ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری یہ خواہش ہرگز نہیں کہ ان رسومات پر پابندیاں عائد کی جائیں جن پر موجودہ قضیہ سے پہلے شیعہ اور سُنی عمل کرتے تھے۔"

یہ اپیل ملک کے ذمہ دار اور صاحب تدبر رہنماؤں کی ہے اس [illegible] نہایت خلوص اور دردمندی سے دونوں قوموں کو مخاطب کیا [illegible] کہ انکی یہ آواز رائیگاں جائے گی شیعہ اور سنی دونوں اس اپیل [illegible] خلوص کیساتھ خیر مقدم کریں گے جن جذبات خلوص کیساتھ یہ کی گئی [illegible] اس طرح ہندوستانی مسلمانوں کو ایک تکلیف دہ اور ذلت آمیز تنازعہ سے جلد نجات مل جائے گی۔ خدا کرے ایسا ہی [illegible]

مسٹر ممتاز احمد فاروقی کی تجویز

۱۷ مئی کی اشاعت میں جناب مسٹر ممتاز احمد صاحب فاروقی [illegible] حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مراسلہ قابل توجہ تجویز کے عنوان سے [illegible] ہوا تھا امید ہے قارئین نے اسے بغور ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ مسٹر ممتاز [illegible] صاحب فاروقی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ایک ضروری تجویز پیش کی [illegible]

"میں دیکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ یہ پرانے بزرگ ایک ایک کر کے مولیٰ حقیقی سے ملتے جا رہے ہیں اور انکی جگہ لینے والے بہت کم [illegible] یہ ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہماری آیندہ نسلوں کے لئے ہم ان بزرگوں [illegible] دین کے نقش قدم کو بحال رکھنے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کر [illegible] کے لئے ان بزرگوں کے مختصر حالات زندگی [illegible] اور انکی خدمات دین و سلسلہ کے کتابی صورت میں شائع [illegible] ان میں سب بزرگوں کا ذکر ہو جو کہ وفات پا چکے ہیں [illegible] بقید حیات ہیں۔"

مندرجہ بالا سطور میں جس اہم ضرورت کی طرف فاضل مراسلہ نگار نے [illegible] ہے اس کا احساس کافی عرصہ ہوا بعض کارکنان انجمن کو [illegible] سے ایک مختصر لیکن جامع کتاب "یادرفتگان" کے نام سے [illegible] صاحب بی۔ اے قادیانی لکھ رہے ہیں جس میں حضرت مولانا نور الدین صاحب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب [illegible] حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم۔ حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب [illegible] حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم اور جناب بابو [illegible] مرحوم کے حالات ہونگے اس کتاب کا کافی حصہ آصف صاحب لکھ چکے ہیں۔ یہ کام حضرت امیر ایدہ اللہ کی اجازت اور ہدایت سے [illegible] کر رہے ہیں۔ جماعت کے ایک جلیل القدر بزرگ کی مفصل [illegible] عمری خاکسار مدیر پیغام صلح کے زیر تالیف ہے۔ احباب [illegible] اللہ تعالیٰ اسکی تکمیل کی توفیق دے۔ بہرحال بزرگان و احباب [illegible] کے متعلق اپنی آرا اور مشوروں کا اظہار اخبار کے ذریعہ [illegible] کام کی اہمیت و وسعت اس بات کی طالب ہے کہ [illegible] باہمی تعاون سے انجام دیں اور تقسیم کار کے اصول کو [illegible]

فاروقی صاحب کی دوسری تجویز پیغام صلح [illegible] کو کتابی صورت میں چھاپنے کے متعلق تھی ضرورت ہے کہ [illegible] حضرات اس طرف توجہ فرمائیں۔ یہ تجویز بھی بہت [illegible] یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ گوجرانوالہ سے [illegible]

جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب کا مراسلہ ملا ... [illegible] وہ تین سو احباب حضرت مسیح موعود کے حالات شائع [illegible] ہیں۔ یہ مراسلہ پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ [illegible] سلسلہ کے قدیم و معزز رکن ہیں۔ ان کا یہ ارادہ بھی [illegible] اس کے علاوہ ضرورت ہے کہ جن بزرگوں اور دوستوں [illegible] مسیح موعود کے صحیح و مستند حالات معلوم ہوں وہ انہیں مضامین کی شکل [illegible] کراتے رہیں۔ اس طرح یہ حالات بلا کسی زحمت کے محفوظ [illegible] سوانح نگار حسب ضرورت ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے

شذرات

محمودی جماعت کی حد سے گری ہوئی ذہنیت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ ۱۲ رمئی ۱۹۳۹ء "حضرت شاہ صاحب کی وفات پر محمودی جماعت کا افسوسناک طرز عمل" کے عنوان سے ۲۷ مئی کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ میں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا تھا کہ:-

"جب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات کا تار قادیان پہنچا تو انہوں (جناب خلیفہ قادیان) نے نظر انداز کرنا کوشش کی۔ جیسے جنازہ نہ سہی دعائے مغفرت ہی کر لیتے۔ بلکہ اسکی بجائے بہت ہی تکلیف دہ کلمات مرحوم کے متعلق کہے اور یہ نہ سوچا کہ خواجہ صاحب نے ہندوستان اور یورپ کے اندر دین کی خدمت کا کس قدر شاندار و قیمتی کام کیا ہے۔"

بعض ناواقف اصحاب نے اس واقعہ پر حیرت کا اظہار کیا ہے وہ تعجب کرتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب اور انکی جماعت کس طرح حضرت خواجہ صاحب مرحوم جیسے جلیل القدر مبلغ اسلام اور خادم مسیح موعودؑ کی وفات پر خلاف اخلاق بلکہ خلاف انسانیت طرز عمل اختیار کر سکی حالانکہ یہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی محبت اور رواداری کے بڑے بڑے دعوے کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعہ کو ذرا وضاحت سے بیان کر دیا جائے۔

۲۸ر دسمبر ۱۹۳۲ء کو حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی وفات کی خبر بذریعہ تار قادیان پہنچی۔ یہ محمودی جلسہ سالانہ کا آخری دن تھا۔ خلیفہ صاحب نے اجتماع عام کے اندر خواجہ صاحب کی وفات کا ذکر دل آزار الفاظ میں کیا۔ چونکہ یہ بہت تکلیف دہ بات تھی اس لئے ہم نے ۴ر جنوری ۱۹۳۳ء کے پیغام صلح میں "جناب میاں صاحب کا انداز تعزیت" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا جس میں انکے اس طرز عمل کے متعلق اظہار افسوس کیا۔ اس نوٹ کے شائع ہونے کی دیر تھی کہ "الفضل" نے بے تحاشا ہمیں گالیاں دینا شروع کر دیں۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے خلاف بھی بہت کچھ لکھا حالانکہ انکی وفات کا صدمہ بالکل تازہ تھا۔ اور دنیا کو دھوکا دینے کے لئے لکھ دیا گیا کہ جناب خلیفہ صاحب نے خواجہ صاحب کے لئے دعائے مغفرت کی تحریک کی تھی۔ یہ بالکل غلط اور سفید جھوٹ تھا۔ چونکہ ذمہ دار محمودی اکابر کے نزدیک حضرت خواجہ صاحب کے لئے دعائے مغفرت کا تصور تک ناقابل برداشت تھا اور "الفضل" کی غلط بیانی سے انہیں یہ اندیشہ لاحق ہو گیا تھا کہ شاید کوئی نیا محمودی سچ مچ ہی دعائے مغفرت نہ کر بیٹھے اس لئے ۲۶ر جنوری ۱۹۳۳ء کے "الفضل" میں مولوی جلال الدین صاحب شمس نے مندرجہ ذیل اعلان کرایا گیا۔

"اخبار "الفضل" مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۳ء صفحہ ۴ میں "جناب خواجہ کمال الدین کا انتقال" کے عنوان کے ماتحت جو یہ لکھا گیا کہ "حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں خواجہ صاحب کے لئے دعائے مغفرت کا ارشاد فرماتے ہوئے کہا" یہ صحیح نہیں ہے میں نے حضور کی **تقریر اول سے آخر تک سنی حضور نے دعائے مغفرت کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے**۔"

یہ ہے اصل واقعہ۔ اس سے محمودی جماعت کی پست ذہنیت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے اکثر اکابر کی وفات پر محمودیوں کا طرز عمل اسی قسم کا رہا ہے۔ حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب کی وفات پر "الفضل" نے جو حرکت نازیبا کی اسکی تفصیل محولہ بالا خطبہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ——— پیر پرستی عقل کے اندھوں کو پست اخلاق کے ایسے ہی تاریک گڑھوں میں گرا دیا کرتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس قسم کی حرکات ان لوگوں سے قطعاً ممکن نہیں ہیں جن میں ذرہ بھر بھی شرافت، وسعت قلب اور خدا خوفی ہو ——— لیکن افسوس محمودی جماعت کا طرز عمل ایسا ہی ہے۔ خدا اسے ہدایت دے۔

شادی بیاہ کی تقریبات میں اصلاح

حال ہی میں اخبار "ٹائمز" لندن کے نامہ نگار مقیم استنبول کی مندرجہ ذیل اطلاع ہندوستان کے مختلف انگریزی اُردو روزناموں میں شائع ہوئی ہے کہ:-

"ترکی میں بیاہ شادیوں پر فضول خرچیاں روکنے کے لئے ترقی پر ہیں اس سلسلہ میں وزیر داخلہ نے صوبائی حکام کو شادی کی تقریب جہیز اور شادی کے تحائف پر پابندی عائد کرنے اور تمام موقعوں پر ایک دن میں ختم کرانے کے متعلق ہدایت کی ہے۔ آجکل تو یہ حالت ہے کہ بعض حالات میں شادی کے اخراجات پورے کرنے کیلئے والدین کو اپنی جائیدادیں گروی رکھنی پڑتی ہیں اور ساہوکاروں سے

احباب جماعت اور خریداران "پیغام صلح" کی خدمت میں

ایک ضروری اپیل

اب کچھ عرصہ سے پھر قومی اخبار "پیغام صلح" قوم کی اس توجہ سے محروم ہے جس کا یہ مستحق ہے پیغام صلح ہماری جماعت کا واحد اردو آرگن ہے۔ اور گذشتہ ۲۶ سال سے متواتر دین و قوم کی خدمت میں مصروف ہے سلسلہ کے متعلق تمام ضروری اطلاعات۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و ارشادات۔ بزرگان احباب جماعت کے افکار و مضامین مبلغین و علماء جماعت کے مقالات نتائج تحقیق یہ ساری چیزیں باقاعدگی کے ساتھ اس اخبار میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ **پہلی ضروری بات** یہ ہے کہ ہر ایک احمدی مرد عورت، نوجوان بوڑھا اس اخبار کو پڑھے اور جو پڑھ نہیں سکتا وہ دوسرے سے پڑھوا کر سنے سب سے بڑھکر یہ کہ ہر ایک احمدی اس کا خریدار بننے کی کوشش کرے طلباء اور کم استطاعت احباب کے نام رعایتی چندہ پر اخبار جاری کر دیا جاتا ہے۔ **دوسری ضروری بات** یہ ہے کہ ہر ایک دوست اس اخبار کے لئے جدید خریدار مہیا کرنے کی پوری کوشش کرے۔ **تیسری ضروری بات** یہ ہے کہ ہر ایک دوست اپنا چندہ اخبار باقاعدگی سے ادا کرتا رہے اور دوسروں کو بھی اس کے متعلق توجہ دلائے۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ بہت احباب اخبار کے خریدار نہیں ہیں اور جو خریدار ہیں ان میں سے بھی بہت سے اپنا چندہ باقاعدہ ادا نہیں کرتے اس طرح اخبار کی مالی مشکلات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

لہٰذا گذارش ہے

۱ — خریدار صاحبان اپنی بقایا رقوم اور آئندہ سال کا چندہ بہت جلد بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ ورنہ انکی خدمت میں وی۔ پی بھیجے جائیں گے جنہیں وصول کرنا انکا اخلاقی فرض ہوگا۔

۲ — اپنے حلقہ اثر میں اخبار کے جدید خریدار مہیا کرنیکی انتہائی کوشش کرنی چاہیئے۔

جماعت کا کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسا نہ رہے جو کہ قومی اخبار کا خریدار نہ ہو۔

قرضہ لینا پڑتا ہے بعض خاندانوں میں شادی بیاہ کو آتشزدگی کی واردات اور زلزلہ سے بھی زیادہ تباہ کن سمجھا جاتا ہے۔"

ہندوستانی مسلمانوں کی حالت بھی بعینہٖ یہی ہے۔ انکے بیشمار گھرانے شادی بیاہ کی فضول اسرافانہ مراسم کی وجہ سے تباہ ہو چکے ہیں۔ حکومت ترکی مستحق مبارکباد ہے کہ اس نے ہمارہ میں اصلاح کی ضرورت کا بروقت احساس کر کے مؤثر کارروائی کی کاش ہندوستانی مسلمان بھی اس طرف توجہ کریں۔ اگر مرکزی اسمبلی یا صوبائی مجالس قانون ساز میں اس کے متعلق کوئی محفوظ و مفید قانون منظور کرا لیا جائے تو مناسب ہوگا اسمبلیوں کے مسلم ارکان مسلمان قانون دانوں اور اسلامی انجمنوں کو اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ ترک ایک آزاد اور نسبتاً خوشحال قوم ہے۔ ملک کی تجارت صنعت و حرفت اور دوسرے ذرائع آمد پر انکا اپنا قبضہ ہے لیکن ہندوستانی مسلمان اقتصادی طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ ذرائع آمدنی پر برادران وطن اور غیر ملکی سرمایہ دار

قابض ہیں جو پیسہ مسلمان کی جیب سے ایکدفعہ نکل جاتا ہے پھر اس کا کسی مسلمان کے پاس واپس آنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہندوستانی مسلمان اس بارہ میں اصلاح کے بہت زیادہ محتاج ہیں۔

دربار پٹیالہ کے خلاف مسلمانوں کی شکایات

پٹیالہ میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ رہے ہیں۔ لیکن گذشتہ دنوں آریہ سماجی شورش پسندوں کی اشتعال انگیزی کی وجہ سے ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ آریوں کے دہلی اور حیدر آباد جانے والے جتھوں نے بازاروں میں جلوس کے ساتھ گشت کیا اور نہایت دل آزار نعرے لگائے۔ وہ مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود اشتعال انگیزی سے باز نہ آئے۔ پولیس بھی ان کی امن شکن حرکات کو نظر انداز کرتی رہی۔ اس غلطی اور غفلت کا نتیجہ ہندو مسلم فساد کی صورت میں ظاہر ہوا۔ فساد کی تفصیلات سے صاف ظاہر ہے کہ ابتداء آریوں اور ہندوؤں کی طرف سے ہوئی تھی۔ اور وہی اصل ذمہ دار ہیں۔ لیکن یہ امر بے حد قابل افسوس ہے کہ حکام پٹیالہ ان کی بجائے مسلمانوں کو اندھا دھند گرفتار کر رہے ہیں۔ اور اصل مجرموں کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ علاوہ ازیں مسلمان عوام کو مرعوب اور مسلمان اکابر کو مقدمات میں پھنسا کر بے آبرو کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پنجاب کی بعض ذمہ دار اسلامی انجمنوں نے اس بارہ میں مہاراجہ بہادر کو توجہ دلائی لیکن تا حال کوئی تسلی بخش نتیجہ ظاہر نہیں ہوا اب مسلم لیگ نے اپنا ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے جس سے مداخلت کی امید کی جا سکتی ہے ہم ہز ہائینس مہاراجہ صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ معاملات کو زیادہ خراب ہونے سے بچائیں۔ اپنے عہدہ داروں کو مسلمانوں کے خلاف انتقامی کارروائی سے روکیں۔ اگر وہ اپنے اور اپنے عہدہ داروں کے موجودہ طرز عمل کو انصاف و معقولیت پر مبنی سمجھتے ہیں تو انہیں ایک ذمہ دار مسلمان وفد کو پٹیالہ آ کر تحقیق حالات کی فوراً اجازت دیدینا چاہیئے۔

والیان ریاست اور فیڈریشن

بمبئی کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ ہندوستان کے والیان ریاست اس ہفتہ کے اندر فیڈریشن کے بارہ میں آخری فیصلہ کا اعلان کر دینگے والیان ریاست کی سٹینڈنگ کمیٹی اور ریاستوں کے وزراء کی سٹینڈنگ کمیٹی اور ان دونوں کمیٹیوں کے مشترکہ اجلاس جمعرات ۸ر جون سے بمبئی میں منعقد ہوں گے جن میں بیاض مسند نشینی کے ترمیم شدہ مسودہ کے متعلق والیان ریاست کے فیصلہ کی روشنی میں غور و فکر کیا جائے گا علاوہ ازیں یہ خبر بھی موصول ہوئی ہے کہ ۵ر جون سے کلکتہ میں مشرقی ہندوستان کے والیان ریاست کی کانفرنس بھی ہو رہی ہے جس کی توقع ہے اس کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ بمبئی میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں کے متعلق مشرقی ہند کی ریاستوں کے حکمران کیا رویہ اختیار کریں ——— دیکھئے والیان ریاست کیا فیصلہ کرتے ہیں فیڈریشن کے جلد یا بدیر نفاذ کا بہت کچھ انحصار والیان ریاست کی شرکت پر ہے۔ فیڈریشن کا نفاذ ہندوستان کی سیاسیات اور حکومت کے طرز عمل پر بہت گہرا اثر ڈالے گا۔ اس سے ملک کے اندر ایک ایسا آئینی انقلاب پیدا ہو جائیگا جس سے اکثریت سے زیادہ اقلیتیں متاثر ہوں گی یہی وجہ ہے کہ فیڈریشن کے بارہ میں وہ زیادہ تشویش و بے چینی کا اظہار کر رہی ہیں اور فیڈریشن کی مجوزہ صورت ان کیلئے ناقابل قبول ہے ——— خدا تعالیٰ مسلمانوں کیلئے بہتر حالات پیدا کر دے اور ان کو ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان کام

تعلیم اسلام کے چہرے سے ایک ہزار سال کے بدنما دھبوں کو دور کر دیا

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

مخبر صادق صلعم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری امت کے تین قرن یا تین صدیاں بڑی اچھی حالت میں گذریں گی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم اور فرمایا ثم یکون فیج اعوج۔ اس کے بعد ایک کجرو گروہ پیدا ہو جائے گا جن کے متعلق فرمایا لیسوا منی ولست منھم نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ اسی فیج اعوج کے زمانے میں تعلیم اسلامی کے خوبصورت چہرے پر بہت سے بدنما دھبے ڈال دیئے گئے جنہیں اعدائے اسلام نے اسلام سے تنفر پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا۔ ان دھبوں کو چودہویں صدی کے مجدد نے صاف کر کے از سر نو اسلام کا خوبصورت چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا تجدید کا یہی عظیم الشان کام ہے جس کی وجہ سے احمدی مبلغین مہذب دنیا کو اسلام کے سامنے جھکانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند باتوں کا ذکر میں اس مضمون میں کروں گا۔

۱۔ قرآن کریم۔ حدیث نبوی۔ اجتہاد ائمہ کا صحیح مقام

کوئی مسلمان بھی نہیں جسے اس بات سے انکار ہو کہ مسلمانوں کی ہدایت کا اصل سرچشمہ قرآن کریم ہے مگر عملی زندگی میں قرآن کریم کو سب سے پیچھے ڈالا گیا ہے جس چیز کو آج شریعت اسلام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے وہ قرآن حدیث نہیں بلکہ فقہ اسلامی ہے۔ یعنی قرآن و حدیث سے آئمہ کا اجتہاد۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک چار اماموں میں سے ایک کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اہل تشیع اپنے آئمہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اہل حدیث نے کچھ ترقی کی . . . . مگر وہ بھی حدیث پر آ کر ٹھہر گئے ہیں۔ ایک طلاق کے مسائل کو ہی لے لیں۔ باوجود قرآن کریم کے اندر اعلیٰ ترین اصول کی موجودگی کے جن سے دوسری قومیں اپنی مشکلات کو حل کر رہی ہیں۔ خود مسلمان فقہ کی قیود کے اندر اس قدر جکڑے ہوئے ہیں کہ کسی مسلمان رہنما کو یہ جرأت نہیں کہ وہ یہ کہہ سکے کہ ہم قرآن کریم کے اصول پر عمل پیرا ہوں گے۔ اور اگر اس کے خلاف کوئی بات فقہ میں ہے تو ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ کسی مقدمہ میں ہائیکورٹ کے مسلمان ججوں کے سامنے بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن شریف کی رو سے یہ مسئلہ یوں ہے۔ بلکہ فتاوی عالمگیری یا زیادہ سے زیادہ ہدایہ پر آ کر سند ختم ہو جاتی ہے عیسائی مصنفین جو اسلام کی تصویر کھینچتے۔ وہ بھی صرف فقہی مسائل کو سامنے رکھ کر کھینچتے ہیں اس لئے وہ اسلام کی صحیح تصویر نہیں ہوتی۔ حضرت مجدد کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے بلاخوف لومۃ لائم اس صحیح اصول کو قائم کیا کہ:۔

۱۔ قرآن کریم تمام چیزوں پر مقدم ہے اور اسلام کی تعلیم کا وہی اصلی سرچشمہ ہے۔

۲۔ حدیث میں چونکہ اکثر روایت بالمعنی ہے۔ یعنی رسول اللہ صلعم کے دہن مبارک کے الفاظ اکثر حالتوں میں نہیں اور پھر اس کی حفاظت بھی قرآن کریم کی طرح نہیں ہوئی۔ جس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس لئے حدیث وہی قبول کی جائے گی جو قرآن شریف کے مطابق ہو۔ اور جو حدیث صراحت قرآنی کے خلاف ہو اسے قبول نہ کیا جائے گا۔

۳۔ آئمہ کا اجتہاد یا فقہ ان دونوں کے ماتحت ہے اس لئے اجتہاد آئمہ یا فقہ کو اسی وقت قبول کیا جائے گا جب وہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔ اور جو اجتہاد قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔

پس تمام مسائل پیش آمدہ میں اول قرآن کریم کو لیا جائیگا اس کے بعد اور اس کے ماتحت شریف کو اور ان دونوں کے ماتحت اجتہاد ائمہ کو۔

۲۔ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے

اجتہاد کا دروازہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا اس بارے میں حدیث صحیح موجود ہے کہ جب حضرت معاذ کو گورنر یمن کر کے بھیجا گیا تو رسول اللہ صلعم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم فیصلے کس طرح کرو گے تو انہوں نے عرض کیا کتاب اللہ سے فرمایا۔ اگر کتاب اللہ میں کوئی بات نہ پاؤ؟ عرض کیا سنت رسول اللہ سے فرمایا۔ اگر وہاں بھی نہ پاؤ؟ عرض کیا پھر میں اجتہاد کروں گا۔ تو اجتہاد صرف اس لئے تھا کہ جو امر قرآن و حدیث سے نہ ملے اس کا حل مسلمان قیامت تک اجتہاد سے کرتے رہیں۔ مگر تیسری صدی کے بعد مسلمانوں نے یہ دروازہ خود اپنے اوپر بند کر لیا اور اسی لئے اب وہ کسی امر میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ اجتہاد آئمہ کو ہی تعلیم اسلام کا اصل ماخذ سمجھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اس اصول کی غلطی کو واضح کیا اور یہ بتایا کہ اجتہاد کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے اور جو حالات مسلمانوں کو آج پیش آ رہے ہیں ان کا حل بھی قرآن و حدیث کے اندر موجود ہے اور سب سے پہلے انہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

۳۔ قرآن کریم میں ناسخ منسوخ کوئی نہیں

یہ بات عام طور پر مسلمانوں کے اندر پھیل گئی ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کے اندر بعض آیات دوسری آیات کو منسوخ کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ امر اس صورت میں درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ جب قرآن کریم کے اندر اختلاف مانا جائے۔ گویا ایک آیت ایک امر بیان کرتی تو دوسری اس کے بالکل خلاف کہتی ہے اس لئے ایک ناسخ ہوئی، اور دوسری منسوخ مگر قرآن کریم فرماتا ہے۔ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ اگر قرآن کریم خدائے عالم الغیب کا کلام نہ ہوتا تو اس میں اختلاف ہوتا۔ باوجود اس تصریح کے مسلمان اس بات کو مانتے تھے کہ اس میں اختلاف ہے اور بعض آیات دوسری آیات [illegible] کرتی ہیں۔ مگر اس بات پر اتفاق کبھی نہیں ہوا کہ وہ کون [illegible] آیات ہیں بعض نے انکی تعداد پانچسو بتائی ہے [illegible] صرف پانچ مجدد وقت کا یہ احسان ہے کہ اس نے اسلام [illegible] چہرے سے اس بدنما دھبے کو صاف کیا اور بتایا کہ قرآن میں کوئی ناسخ و منسوخ نہیں۔ کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے [illegible] اختلاف نہیں۔

۴۔ تعلیم اسلام کی وسعت کو از سر نو زندہ کیا

قرآن کریم بالصراحت فرماتا ہے ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر دنیا کی کوئی قوم نہیں جس میں نذیر نہ آیا ہو [illegible] امۃ رسول ہر امت میں رسول آیا ہے۔ ولکل قوم ہاد ہر ایک قوم میں ہادی گذرا ہے۔ مگر ان تصریحات کے باوجود [illegible] اس بات کے قائل ہو گئے کہ سوائے یہودیوں اور عیسائیوں کے دنیا کی تمام کی تمام قومیں وحی الٰہی سے محروم رہی ہیں [illegible] یہودیوں اور عیسائیوں سے مسلمانوں کے اندر آئی۔ مجدد وقت [illegible] اس غلط بیانی کو دور کر کے تعلیم اسلام کی وسعت کو زندہ کیا اور [illegible] کہ اصولاً ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ایرانیوں میں [illegible] میں، چینیوں میں غرض کہ دنیا کی ہر قوم میں خدا کی طرف سے [illegible] آتے رہے ہیں۔ اور اہل کتاب کے متعلق جو احکام ہیں [illegible] اور عیسائیوں کے علاوہ دنیا کی دوسری قوموں پر بھی [illegible]

۵۔ کفار کا دوزخ سے نکالا جانا

مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ بہشت [illegible] کے لئے ہے اور باقی تمام لوگ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے اور ان کے تمام نیک عمل حبط ہو جائیں گے۔ مجدد وقت [illegible] اس حقیقت کو ظاہر کیا کہ تمام انسان اپنے اعمال کی سزا [illegible] کہ مشرک اپنے شرک کی سزا بھگت کر اور کافر اپنے [illegible] کی سزا بھگت کر اور مسلمان اپنے اعمال بد کی سزا بھگت کر [illegible] سب دوزخ سے نکل جائیں گے اور اس کے لئے قرآن [illegible] ان ربک فعال لما یرید اور حدیث شفاعت کی [illegible] پیش کی۔ کہ جب صالح اور نبی اور رسول شفاعت کر [illegible] تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ ارحم الراحمین باقی رہ گیا۔ تو [illegible] بھر کر دوزخ سے لوگوں کو نکال دے گا۔ ظاہر ہے کہ [illegible] میں سارے آسمان اور زمین آ جاتے ہیں۔ انسان کون [illegible] باہر رہ جائے گا۔ اور پھر ان احادیث اور اقوال [illegible] میں دوزخ پر فنا آنے کا ذکر ہے اور اس طرح اسلام [illegible] کی خوبصورتی اور معقولیت کو اور دیگر مذاہب پر اس کی فوقیت کو [illegible]

۶۔ عقل اور مذہب

قرآن کریم میں عقل اور فکر سے کام لینے پر بار بار [illegible] گیا ہے اور استنباط اور اجتہاد کا دروازہ کھول کر ہی بتایا ہے کہ [illegible] دلائل کو اسلام کسقدر وزن دیتا ہے۔ مگر اسی تاریکی کے زمانہ [illegible] اعوج کہا گیا ہے۔ جب اجتہاد کا دروازہ مسلمانوں پر بند کیا گیا [illegible] ہی مذہب میں عقل کے دخل کو بھی ناجائز قرار دیا گیا۔ [illegible] کہ مسلمانوں میں علمی ترقی کا دروازہ بھی بند ہو گیا نئی تعلیم کی روشنی [illegible] اس تنگ خیالی کا رد عمل پیدا ہوا تو مذہب کی بنیاد [illegible] عقلی دلائل پر قرار دی گئی۔ حالانکہ یہ بھی درست نہیں [illegible] میں حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر [illegible]

کی ..... اور بتایا کہ مذہب کے اصول کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے لیکن اس کے اصول سب عقل کے مطابق ہیں۔ اور اسکے بعض فروع کو معلوم کرنے میں بھی عقل انسانی معاون ہو جاتی ہے انسان کی عقل قوائے عالم کو اور مادہ کی صفات کو دریافت کر سکتی ہے اور یوں ان پر ایک گونہ تصرف حاصل کرکے انہیں مسخر بھی کر سکتی اور اپنے کام میں لا سکتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اور اسکی صفات کو عقل انسانی دریافت نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ ان پر تصرف حاصل کرنا ایک امر ممتنع ہے۔ لیکن جو امور اللہ تعالیٰ اپنی وحی کے ذریعہ سے انسان پر ظاہر فرماتا ہے ان کا خلاف عقل ہونا بھی ممتنع ہے۔ پس نہ تو یہ بات درست ہے کہ مذہب میں عقل کا کوئی دخل نہیں اور نہ یہ درست ہے کہ اصول مذہب کی بنیاد عقل پر ہے یا عقل انسانی خود انہیں دریافت کر سکتی ہے ان کا انکشاف وحی الٰہی سے ہی ہوتا ہے مگر انکی صحت یا غلطی عقل کی کسوٹی سے پرکھی جاسکتی ہے اور فروع کے معلوم کرنے میں بہت کچھ عقل سے مدد لی جاسکتی ہے یہ وہ درمیانی رستہ ہے جس پر مجدد وقت نے ڈالا اور ایک طرف وحی الٰہی کی ضرورت کو واضح کیا۔ دوسری طرف عقل سے کام لیکر علمی ترقیات کا دروازہ کھولنے کی ہدایت کی۔

۷۔ اسلام اور تلوار

اسلام کے خوبصورت چہرے پر شاید سب سے زیادہ بدنما دھبہ تھا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ یہ اعتراض کرنے والے اصل میں اعدائے اسلام تھے مگر مسلمان بھی آہستہ آہستہ اسکے اثر کے نیچے ایسے آگئے کہ ایک رنگ میں انہوں نے اسے قبول کر لیا اور بالخصوص دو باتوں میں غلط رستہ اختیار کرکے اعدائے اسلام کے اس اعتراض کو قوت دی یعنی ایک اس بات کو تسلیم کرکے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے اور مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور دوسرے اس عقیدہ کو تسلیم کرکے کہ امام مہدی آئیں گے اور تلوار سے لوگوں کو مسلمان کریں گے اعدائے اسلام کی اصل غرض یہ تھی کہ اس طرح اسلام سے تنفر پیدا کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ اسلام اپنی روحانی طاقت سے نہیں پھیلا۔ بلکہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور اس میں لوگوں کو فتح کرنیکی روحانی طاقت کچھ بھی نہیں۔ مسلمانوں نے اپنی طاقت کے زمانے میں اس خیال کو ان دونوں مسائل سے قوت دی۔ کیونکہ جب مرتد واجب القتل ہوا تو معلوم ہوا کہ اسلام تلوار کے خوف سے لوگوں کو مسلمان رکھتا ہے۔ ورنہ اس مذہب کا دلوں پر کوئی اثر نہیں۔ اور اگر مہدی آکر تلوار سے لوگوں کو مسلمان کریگا تو معلوم ہوا کہ پہلے بھی اسلام کی ترقی کا موجب تلوار ہی ہوئی ہے مجدد وقت نے اس غلط خیال کا قلع قمع کیا اور قرآن و حدیث کو پیش کرکے دکھایا کہ قرآن کریم کی اصولی تعلیم یہ ہے کہ مذہب میں جبر کوئی نہیں اور کسی کو تلوار دکھا کر مسلمان کرنا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اور اسلام جس قدر پھیلا صرف اپنی روحانی طاقت سے پھیلا۔ اس طرح پر ایک طرف تلوار کے اعتراض کو دور کیا تو دوسری طرف اسلام کی روحانی طاقت کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ مہدی کوئی ہے جو اسلام کی روحانی طاقت کیساتھ اسلام کو دنیا میں پھیلاتا ہے۔ دین کو تلوار کی ضرورت تو پڑ سکتی ہے لیکن دین اپنی تبلیغ کے لئے تلوار کا محتاج نہیں اس طرح پر آپنے تبلیغ اسلام کی عظیم الشان بنیاد رکھی اور جہاد کی حقیقت کو بھی واضح کیا کہ جہاد کبیر وہی ہے جو قرآن کریم کے ذریعے سے کیا جائے

وجاھدھم بہ جہادًا کبیرًا۔

۸۔ ختم نبوت کا مسئلہ

حالانکہ ختم نبوت کا مسئلہ توحید کے مسئلے کی طرح اسلام کا بنیادی پتھر تھا۔ لیکن حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد ثانی کے مسئلے میں غلط فہمی نے ختم نبوت

مسیح زماںؑ کی نظر میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا رتبہ

(از جناب غلام رسول صاحب مہاجر احمدیہ بلڈنگس لاہور)

زمانہ میں جب سرکشی بڑھ گئی
جہاں بھر میں طاعون جب چھا گئی
بھلا کیوں نہ گھبرائیں اہل زمیں
ان ایام میں حضرت فخر قوم
وصیت بھی کر دی گئی اس گھڑی
عیادت کو آئے مسیح زماںؑ
سبھی حال حضرت سے بیمار نے
نہ گھبرائیں مولانا! بولے حضور
محافظ ہے دو حامیوں کا مرے
اگر آپ کو یہ مرض ہو گیا
پہ رکھ کر رکھا ہاتھ جب نبض پر
شفا پائی بیمار نے اس گھڑی
محمد علی کو بچشم امام
مسیحا نے صدیق جانا جسے
ہوا اسے مگر نفس در نار بغض

جلال خدا جوش پہ آ گیا
ہر اک قلب پر ہول طاری ہوا
سروں پر جو منڈلا رہی ہو قضا
قضا کار تپ میں ہوئے مبتلا
بہت دل میں کھٹکا تھا طاعون کا
تو پوچھا پریشانی کا ماجرا
بیاں وحزن کھول کر کہہ دیا
مرے ساتھ وعدہ ہے اللہ کا
نہیں ان کو کچھ خوف طاعون کا
تو لاریب دعوے ہے جھوٹا مرا
مرض کا نشاں تک نہ باقی رہا
مسیحا کا ظاہر ہوا معجزا
ذرا دیکھا اسے ہمدم باصفا
اسے آج تو کیا سمجھنے لگا
بنا کے بری پیش انکار را

(ماخوذ از نشان حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳)

پر بھی ایک دھبہ ڈال دیا تھا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات پا جانیکی تصریح قرآن کریم میں موجود تھی لیکن انکی آمد ثانی کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ان تصریحات کی غلط تاویل کرکے انہیں آسمان پر بجسد عنصری زندہ سمجھ لیا گیا اور آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی کے آجانیکو ممکن مان کر ختم نبوت کے مسئلے کو مشتبہ کر دیا گیا۔ مجدد وقت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کیطرف رہنمائی فرمائی۔ کہ ختم نبوت کے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آسکتا خواہ نیا ہو یا پرانا۔ نبی سوائے اس کے نہیں آسکتا کہ دنیا میں اسکے آنیکی ضرورت ہو اور ختم نبوت کے بعد اور قرآن کریم کے ذریعے سے تکمیل دین کر دینے کے بعد یہ ضرورت نہیں رہی پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو انکا واپس آنا کس طرح ممکن ہے۔ آپنے ان احادیث کی طرف توجہ دلائی جن میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا حلیہ اور دیا گیا ہے اور آنیوالے مسیح کا حلیہ اور جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مخبر صادق نے جس آنیوالے کی خبر دی وہ کوئی مسیحی صفت مجدد تھا جو اس امت کے اندر پیدا ہوگا۔ خود مسیح نہ تھا۔ اس انکشاف عظیم کیساتھ آپنے اس دھبہ کو بھی دھو ڈالا جو عیسائی تعلیم اسلام پر لگاتے تھے کہ اسکی رو سے حضرت عیسٰی انسانی حوائج سے بالاتر ہیں کہ وہ بغیر کھانے پینے کی احتیاج کے اسی جسد عنصری کیساتھ آسمان پر موجود ہیں۔ اور ان کے جسم میں کوئی تغیر بھی نہیں آتا جس سے وہ الآن کما کان کا مصداق ٹھہرا کر خدا تعالیٰ کی صفات میں شریک ٹھہرتے تھے آپنے آمد ثانی کی حقیقت کو واضح کرکے ان تمام حصص تعلیم اسلام کو پاک کر دیا جنکو پیش کرکے عیسائی مسلمانوں کو دین اسلام سے منحرف کرتے تھے۔

۹۔ دجال اور یاجوج ماجوج وغیرہ کا ظہور

جس طرح مسیح کی آمد کی اصل حقیقت نظروں سے مخفی تھی اور پردہ مجدد وقت نے ہی اٹھایا اسی طرح دجال اور یاجوج ماجوج کے ظہور کے متعلق جن باتوں کا ذکر تھا انہیں ظاہر پر حمل کرکے اور انکی حقیقت پر غور نہ کرنیکی وجہ سے تعلیم اسلام کا یہ حصہ قصے اور کہانی کے رنگ میں نظر آتا تھا اور معقولیت پسند اصحاب نے ایسے امور کو جن سے خود احادیث کو بھی پایہ اعتبار سے ساقط خیال کر لیا۔ مجدد وقت کا یہ احسان عظیم ہے کہ جن باتوں کو دور از عقل کہانیاں سمجھا جاتا تھا۔ انہی کو آنحضرت صلعم کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان بنا دیا اور یہ دکھا دیا کہ یہ تمام حقائق ہیں جو احادیث کے اندر موجود ہیں جنمیں آج سے تیرہ سو سال پیشتر اس زمانے کا نقشہ کھینچا گیا ہے یہ اس قدر زبردست انکشاف مجدد وقت نے کیا کہ وہ لوگ بھی جو آپکے مخالف تھے وہ بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ آپکے ذریعہ ہی وہ چیز جسے اسلام پر ایک بدنما دھبہ سمجھا جاتا تھا صداقت اور حسن کا ایک زبردست نشان بن گئی۔ اگر آپ مبعوث نہ ہوئے ہوتے تو اس عظیم الشان حقیقت کی طرف بھی کسی کی توجہ نہ گئی ہوتی۔

۱۰۔ سلسلہ نبوت کی صداقت پر گواہی

قرآن کریم میں بالتصریح یہ امر موجود ہے کہ وحی غیر انبیا کو بھی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ غیر انبیاء کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ اوحینا الی ام موسٰی اور اوحیت الی الحواریین اس پر صریح دلیل ہیں۔ حدیث صحیح میں بھی بالصراحت یہ لفظ موجود ہیں۔ رجال یکلمون من غیر ان یکوا انبیاء۔ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو گو نبی نہ ہونگے مگر اللہ تعالیٰ ان سے کلام کریگا۔ با ایں مسلمانوں میں یہ خیال آہستہ آہستہ مروج ہو گیا کہ نبوت کیساتھ ہی کلام الٰہی کا سلسلہ بھی بند ہے اور اب اللہ تعالیٰ کسی بشر سے کلام نہیں کرتا۔ دوسرے مذاہب تو پہلے ہی سلسلہ کلام الٰہی کو ختم کر چکے تھے۔ مسلمانوں نے بھی ان کا تتبع کیا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گذشتہ زمانے میں اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کو لوگوں نے ایک قصہ اور کہانی کہہ دیا۔ مجدد وقت نے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ گو نبوت کا سلسلہ اختتام کو پہنچ چکا۔ اسلئے کہ قرآن کریم نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا۔ مگر کلام الٰہی کا سلسلہ اس امت میں برابر جاری رہا ہے اور آیندہ بھی قیامت تک جاری رہیگا اور یہ سلسلہ نبوت کی صداقت پر ایک گواہی ہے اور خود اپنے وجود کو اس بات میں گواہ کے طور پر پیش کیا۔ اس طرح سلسلہ کلام الٰہی کو ختم کر دینے سے سلسلہ نبوت پر اشتباہ پیدا ہوتا تھا اس کو دور کرکے اسلام کی صداقت کو روشن کیا۔ تلک عشرۃ کاملۃ باتیں اور بھی بہت ہیں۔ مگر اس مضمون کے لئے یہ دس کافی ہیں۔

محمد علی

ہندو دنیا پر ایک نظر

برادرانِ وطن ملک کی آزادی کے نام پر ہندو راج کے قیام کی پر فریب خطرناک کوششوں میں مصروف ہیں۔ ہندو مہا سبھا، آریہ سماج اور اسی قسم کی دوسری ہندو جماعتیں تو اب اپنے دلی ارادوں کا اظہار صاف صاف الفاظ میں کرنے لگی ہیں لیکن کانگرس مصلحتاً احتیاط سے کام لے رہی ہے۔ اس نے تاحال رواداری اور وطن پرستی کا لفظی نقاب پہن رکھا ہے۔ لیکن کانگرس اور دوسری ہندو جماعتوں کے عمل اور رفتار میں اس قدر یکجہتی اور ہم آہنگی ہے کہ اصل حقیقت کا خود بخود اظہار ہوتا رہتا ہے۔ ہندو مہا سبھا کہتی ہے کہ یہ ملک ہندوؤں کا ہے انہیں آزادی و سربلندی کیساتھ صرف ہندوؤں کو بسنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ مسلمان اور دوسری اقلیتیں غلاموں اور شودروں کی طرح رہیں یا اس ملک سے نکل جائیں وہ کہتی ہے کہ ہندو کلچر اور ہندو تہذیب کے سوا باقی تمام کلچروں اور تہذیبوں کو ہندوستان سے مٹا دیا جائے۔

لیکن کانگرس نے اس مقصد کی تکمیل کیلئے دوسرا طریق اختیار کر رکھا ہے اور وہ یقیناً زیادہ موثر اور خطرناک ہے۔ وہ کہتی ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک آزاد ہیں یا آزادی کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں اس لئے ہندوستان کو بھی اپنی غلامی کی منحوس زنجیریں کاٹ دینی چاہئیں۔ غیر ملکی اقتدار کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکنا چاہیئے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب تمام ہندوستانی ایک قومیت کی سلک میں منسلک ہو جائیں۔ ہمارا کلچر، تہذیب، زبان سب کچھ ایک ہو۔ مذہب صرف پرائیویٹ معاملہ کی حیثیت سے باقی رہے۔ وطن کی آزادی اسکا وقار اور مفاد ہر چیز پر مقدم اور فائق ہو لیکن عملاً آزادی وطن سے کانگرس کی مراد ہندو قوم کی آزادی اور وطن کے وقار اور مفاد کا مطلب اسکی لغت میں ہندوؤں کا وقار اور مفاد ہے۔ وہ ہندی زبان کو ہندوستانی کے نام سے سارے ملک میں رائج دینا چاہتی ہے۔ ہندوستانی تہذیب اور ہندوستانی کلچر اس کے نزدیک صرف ہندو قوم کی فرسودہ تہذیب اور کلچر ہے کانگرس چاہتی ہے کہ وہ قومیت کی آڑ میں ہندوستان کی باقی اقوام کو ہندو قوم میں جذب کر لے اسکی طرف سے ہندی زبان کی امداد و سرپرستی مختلف تعلیمی و اصلاحی سکیموں کے اجرا کی شکل میں ہندو تہذیب اور کلچر کی اشاعت و ترغیب اور دوسری اس قسم کی حرکات اسی مقصد کے حصول کی کوششیں ہیں۔

ہندوستان ایک وسیع براعظم ہے۔ اس میں مختلف مذاہب اور نسل رکھنے والی قومیں آباد ہیں۔ جنکی تاریخ۔ زبان۔ تہذیب و تمدن۔ مزاج اور عادات و اطوار بالکل مختلف ہیں۔ سیاسی جوڑ توڑ اور غیر فطری طریقوں سے ان تمام اقوام کو ایک متحدہ قومیت میں ڈھالنا یا جذب کر لینا قطعی ناممکن ہے۔ کانگرس اور دوسری ہندو جماعتیں ایک ایسی کوشش میں مصروف ہیں جو تاریخ و تجربہ کی روشنی میں قوانین قدرت کیخلاف بغاوت کا درجہ رکھتی ہے اسکا نتیجہ ہندوستان کے اندر ایک تباہ کن خانہ جنگی کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ کانگرسی صوبوں میں نہایت کثرت کیساتھ ہندو مسلم فسادات ہو رہے ہیں۔ انکی وجہ یہی ہے کہ ان صوبوں کے ہندوؤں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہندو راج کے قیام کے لئے راستہ صاف ہو چکا ہے۔ اب ہماری حیثیت حاکموں اور مسلمانوں کی محکوموں کی ہے — مسلمانوں کا فرض

کہ وہ ہندوؤں کے آگے جھک جائیں۔ ان کے اندر جذب ہو جائیں اور انہی کے طور طریقے اور تمدن اختیار کر لیں — لیکن مسلمان اپنی انفرادی حیثیت کی حفاظت کے لئے بجا طور پر مصر ہے۔ ان دو مختلف رجحانات اور مقاصد کا نتیجہ جگہ جگہ ہولناک فسادات کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ خوب یاد رکھیں کہ ہندوستان کی آزادی و سربلندی کسی مصنوعی اور فرضی متحدہ قومیت کی تشکیل اور کسی متحدہ کلچر اور تہذیب کی ترکیب پر منحصر نہیں۔ بلکہ اس کے تمام دکھوں کا علاج متحدہ قومیت کی بجائے ایک متحدہ "جمہوریت" ہے جس میں تمام چھوٹی بڑی قوموں کو سچی آزادی حاصل ہو اور ان کا مذہب کلچر، حقوق اور پرسنل لا سب چیزیں حقیقی طور پر محفوظ ہوں جس میں اکثریت کو اقلیتوں کی پامالی کا جنون لاحق نہ ہو — ہندوستان کی حقیقی نجات کا راستہ یہی ہے لیکن کانگرس اس راستہ پر چلنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ اس طرح اس کا اصلی مقصد یعنی ہندو راج کا قیام پورا نہیں ہو سکتا ہے۔

سلطنت حیدرآباد کے خلاف آریہ سماجی شورش کی فساد انگیزیاں روز بروز زیادہ وسعت اختیار کرتی جاتی ہیں۔ ویسے تو آریہ سماجی یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کے لئے یہ شورش بپا کی ہے اول تو سلطنت حیدرآباد میں ان کے مذہب اور مذہبی مراسم پر قطعاً کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ بارہا ذمہ دارانہ طریق پر ان کے اس غلط الزام کی تردید ہو چکی بفرض محال اگر کوئی پابندی عائد ہے تو وہ سلطنت حیدرآباد کی حدود کے اندر ہے اس کے لئے سارے ملک کے امن و امان کو تباہ کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ لیکن آریہ سماجی شورش پسندوں کا طریق یہ ہے کہ وہ ادھر ادھر سے رضاکار بھرتی کرتے ہیں جن میں زیادہ تر بیکار نوجوان۔ آوارہ لونڈے اور فریب خوردہ سادہ لوح شامل ہوتے ہیں بالعموم سستی شہرت کے خواہاں آریہ سماجی لیڈر ان کے رہنما بنتے ہیں۔ جب یہ لوگ آریہ سماجی شورش کے مرکز کو روانہ ہوتے ہیں تو راستہ میں جو بڑا شہر پڑتا ہے اس میں قیام کر کے وہاں فساد پھیلاتے ہیں طرح طرح کی شرارتیں کرتے ہیں۔ پہلے پٹیالہ میں ان لوگوں کی وجہ سے فساد ہو چکا ہے۔ اب بھوپال سے اطلاع آئی ہے کہ وہاں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ان لوگوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ یہ شہر میں داخل ہو کر اشتعال انگیز نعرے لگانے اور بازاروں میں آوارہ گردی کرتے ہیں اسلئے نقض امن کا اندیشہ تھا اگر ریاستوں اور صوبائی حکومتوں کو امن عزیز ہے تو انہیں فوراً ان شورش پسندوں پر اسی قسم کی پابندیاں عائد کر دینی چاہئیں۔

یہودیوں کی طرح ہندو بھی ایک زر پرست، خود غرض اور بے اصول قوم ہے جس بات میں فائدہ دیکھا وہی کر لی، جائز و ناجائز۔ معقول غیر معقول کا سوال انکے نزدیک یکسر بے معنی ہے ایک چیز ایک وقت میں جائز، مفید اور وطن پرستی اور انصاف کی دلیل ہوتی ہے بشرطیکہ ہندوؤں کو اس سے فائدہ پہنچے لیکن وہی چیز اس صورت میں دوسرے وقت ناجائز و نقصان رساں اور وطن دشمنی و فرقہ پرستی کی دلیل بن جاتی ہے اگر وہ ہندوؤں کی اجارہ داری کے خلاف ہو۔ حکومت پنجاب نے اسمبلی میں مارکیٹنگ بل پیش کر کے پاس کرایا تاکہ بے ایمان آڑھتی، غریب اور ان پڑھ زمینداروں کو

نہ لوٹ سکیں۔ پنجاب کے بنیوں نے اس مفید قانون کیخلاف شور مچایا کہ جلسے اور کانفرنسیں منعقد کی گئیں، ہڑتالوں کا زور رہا، بائیکاٹ کی دھمکیاں دی گئیں۔ پنجاب کے بعد صوبہ سرحد کی کانگرسی حکومت نے بھی اسی قسم کا بل پاس کر دیا وہاں بھی ہندوؤں نے چیخ و پکار مچا رکھی ہے۔ گورنر کے پاس داد فریاد ہو رہی ہے ایک کانفرنس بھی منعقد کر ڈالی گئی جس میں بڑی گرم گرم تقریریں ہوئیں۔ یہ اسلامی صوبوں میں ہندوؤں کی طرف سے اس بل کی مخالفت کی کیفیت ہے حالانکہ اس بل کا مقصد محض بے ایمانی کا انسداد ہے۔ ہندوؤں کے کسی جائز حق پر یہ اثر انداز نہیں ہوتا۔ لیکن ان صوبوں میں چونکہ آڑھتی زیادہ تر ہندو اور زمیندار مسلمان ہیں اس لئے ہندو قوم کو یہ گوارا نہیں کہ ہندو آڑھتی چالاکی اور بے ایمانیوں سے جو روپیہ مسلمان زمینداروں سے لوٹتے ہیں اسکا سلسلہ رک جائے۔

اب اس تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔ یو۔ پی کی کانگرسی حکومت نے بھی ایک اسی قسم کا بل مرتب کر کے پیش کیا ہے اور یقین ہے کہ وہ کانگرسی ممبروں کی اکثریت سے پاس ہو جائیگا۔ لیکن اسکے خلاف کوئی شور و غوغا نہیں ہے۔ نہ اخبارات میں آتش بار اور مغالطہ انگیز مضامین ہیں نہ ہندوؤں کا گیا بنئے کا کوئی ماتمی صدا ہے۔ نہ جلسے اور کانفرنسیں ہیں نہ ہڑتالوں اور بائیکاٹ کی دھمکی ہے۔ زیادہ تعجب پنجاب کے کانگرسی اور نیم کانگرسی ہندو اخبارات اور لیڈروں پر ہے انہوں نے پنجاب کے مارکیٹنگ بل پر شور مچایا اس کے بعد صوبہ سرحد کے مارکیٹنگ بل پر دہائی دی۔ لیکن یو۔ پی کے بل کے متعلق ان پر سکوت مرگ طاری ہو گیا ہے نہ انکی زبان گویا ہوتی ہے نہ ان کا قلم حرکت کرتا ہے وجہ صاف ظاہر ہے کہ یو۔ پی میں زمیندار زیادہ تر ہندو ہیں اس لئے یہاں ہندو آڑھتیوں کی بے انصافیوں اور بے ایمانیوں کا انسداد ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ضروری ہے تاکہ زمینداروں کی حالت سدھر جائے اور وہ صوبہ کی کانگرسی حکومت کو بر وقت مالیہ ادا کر سکیں لیکن پنجاب اور صوبہ سرحد میں یہ گوارا نہیں کیا جا سکتا یہاں ہندوؤں کے کسی طبقہ کی ایسی آمدنی کا ذریعہ بند نہیں ہونا چاہیئے جو کہ وہ غیر ہندوؤں سے حاصل کرتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ پنجاب اور صوبہ سرحد میں مارکیٹنگ بل ایک آفت۔ بے انصافی اور ظلم ہے۔ فرقہ پسندی اور انگریز پرستی کا ثبوت ہے۔ لیکن یو۔ پی میں انصاف و رحمت ہے۔

گذشتہ دنوں مختلف صوبوں کے ہوم منسٹروں کی ایک کانفرنس شملہ میں منعقد ہوئی تھی جس میں دیگر امور کے علاوہ ہندو مسلم تعلقات بھی زیر بحث آئے اور تمام صوبائی حکومتوں کیطرف سے فرقہ پرستی کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرنے کی تجویز منظور کی گئی ممکن ہے کہ اس کے بعد تمام حکومتیں باہم مشورہ سے کوئی قانون بھی بنائیں۔ یہ تجویز نہایت بابرکت ہو سکتی ہے اگر اس پر نیک نیتی سے عمل کیا جائے۔ اور فرقہ پرستی کی صحیح تعریف کر کے اس کے مناسب حدود متعین کر دئیے جائیں ورنہ یہ تجویز کانگرسی حکومتوں کے لئے اقلیتوں کو پامال کرنیکا ایک خطرناک حربہ ثابت ہوگی کیونکہ کانگرس اور دوسری ہندو جماعتوں کے نزدیک مسلمانوں کا اپنے جائز حقوق کے لئے آواز بلند کرنا۔ اپنے مذہب کلچر اور زبان کی حفاظت کا مطالبہ کرنا بحیثیت قوم اپنی انفرادی حیثیت کو برقرار رکھنا یہ سب چیزیں اول درجہ کی "فرقہ پرستی" ہیں وہ مسلمانوں کو ان سے باز رکھنا۔ اور ان جرائم کے ارتکاب پر سنگین سزائیں دینا قوم پرستی سمجھتی ہیں اسلامی صوبوں کی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ اس ضروری معاملہ کی طرف فی الفور توجہ کریں اور فرقہ پرستی کی تعریف اور اس کے حدود کے تعین پر زور دیں ورنہ یہ تجویز مسلمانوں کے لئے بہت بڑی مصیبت اور نقصان کا باعث بن جائے گی۔

(ایڈیٹر کا نامہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

مراسلات

خواجہ حسن نظامی صاحب

اپنی تحریر کو غلط مان کر اسکو سچے دل سے واپس لیتے ہیں

(از جناب شیخ ... محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان)

ناظرین کو یاد ہوگا کہ خواجہ حسن نظامی نے اپنے اخبار منادی ۸ مئی کے پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ ایڈیٹر نور نے جو ہندی ترجمہ قرآن مجید کا شائع کیا ہے اس کو اگر میرے ہندی ترجمہ کے سامنے رکھ کر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ میری محنت سے کسقدر ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے"۔ اس کے جواب میں میں نے ۷ ارمئی کے نور میں اسکی پرزور تردید کرتے ہوئے خواجہ صاحب موصوف کو اس کے فیصلہ کے لئے چیلنج کیا تھا اس کے جواب میں خواجہ صاحب موصوف کے وکیل جناب کیشب چندر صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ دہلی خواجہ صاحب موصوف کی طرف سے یہ لکھتے ہیں کہ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب نور قادیان۔

جناب من تسلیم! ہم اپنے مؤکل خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی ہدایت کے بموجب آپ کو حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:

ہمارے مؤکل نے آپکے اخبار نور مورخہ ۱ مئی ۱۹۳۹ء کے صفحہ اول پر جو نوٹ شائع ہوا ہے وہ بتاریخ ۲۴ ماہ حال بمقام ریاست منگرول کاٹھیاواڑ پڑھا۔ آپکے اس نوٹ کی اشاعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے مؤکل کا شبہ غلط تھا بحیثیت مسلمان بھائی ہونے کے آپ کا بیان ہمارے مؤکل کی نگاہ میں غیرمسلم لوگوں کی رائے زیادہ وزنی ہے اور ہمارے مؤکل آپ کو سچا سمجھتے ہیں اور وہ اس معاملہ کا کسی غیرمسلم سے فیصلہ کرانا غیرضروری سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہمارے مؤکل اپنی تحریر کو غلط مان کر اسکو سچے دل سے واپس لیتے ہیں۔ اور یہ تحریر اخبار منادی کے روزنامچہ کے حصہ میں شائع کرنیکو بھیجتے ہیں"۔

گو اس وقت تک منادی کے پرچہ میں یہ تحریر میری نظر سے نہیں گذر سکی۔ کیونکہ غالباً کوئی نہیں ہے۔ غالباً منادی کے آئیوالے پرچے میں یہ تحریر ضرور شائع ہو جائے گی۔ خواجہ صاحب موصوف کیلئے میرے دل میں پہلے بھی عزت تھی اور اب اُن کے اس "اعتراف حق" نے میرے دل میں انکی عزت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ مقدمات میں پڑنے سے میں حتی الوسع خود بھی گریز کرتا ہوں۔ میں قریباً تیس تینتیس سال سے قادیان میں رہتا ہوں۔ قادیان میں نظارت امور عامہ بھی ہے اور محکمۂ قضا بھی جہاں مقدمات کی مفت شنوائی ہوتی ہے مگر آجتک میرا کوئی مقدمہ نہ بحیثیت مدعی اور نہ مدعاعلیہ نہ تو محکمہ قضا میں گیا اور نہ ہی امور عامہ میں۔ یہ نہیں کہ مجھے کبھی شکایات پیدا نہیں ہوئیں اور بہت ہوئیں مگر میں نے ہمیشہ چشم پوشی اور درگذر سے کام لیا البتہ مجھے کسی وقت بحیثیت شہر کی کمیٹی کے ممبر انچارج ہونے کے کئی ایک مقدمات میں آنا پڑا اور وہ بھی سرکاری ضابطہ کو پورا کرنے کے لئے۔ ورنہ میں اپنی مرضی سے تو کسی دشمن پر بھی مقدمہ کرنے سے گریز کرتا ہوں۔ اور پھر خواجہ صاحب موصوف تو ٹھہرے ہی میرے اپنے۔ اگر میں اس مرحلہ پر مقدمہ کے لئے آمادہ ہوتا۔ تو محض اسلام کی شان اور وقار کی خاطر کیونکہ کسی قدیمی مسلمان کا بددیانت ہونا اسلام کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جتنا کہ ایک نو مسلم کا۔ کیونکہ دوسرے مسلمانوں کو تو اتفاق حسنہ سے یہ نعمت ملی ہے مگر ایک نو مسلم اسلام کو منتخب کرتا ہے۔ اور وہ کئی ایک قربانیوں کے بعد اس نعمت عظمےٰ کو پاتا ہے اس لئے جب کوئی برا فعل ایک نو مسلم سے سرزد ہوگا۔ تو نہ صرف یہی کہ وہ نو مسلم کی پوزیشن کو خراب کرے گا۔ بلکہ اسلام پر بھی ایک خطرناک دھبہ لائے گا کیونکہ ایسی صورت میں لوگ یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہونگے کہ کیا اسلام کی یہی ٹریننگ اور تعلیم ہے؟ بلاشبہ اسلام کا روشن مستقبل نو مسلموں کے دیانتدار اور باوقار ہونے میں ہے۔ کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور اسلام کے تازہ پھل نو مسلم ہیں۔ لہٰذا ایک نو مسلم کا عملی نمونہ جو دوسروں پر اچھا اثر ڈال سکتا ہے اس کے بالمقابل سینکڑوں لیکچر اور ہزاروں مناظرے ہیچ۔ اس لئے محض اسلام کی شان کو بلند کرنے کے لئے اس مرحلہ پذیر ہے لئے یہ ضروری ہوگیا تھا کہ میں اپنی خاطر نہیں بلکہ اسلام کی شان کو بلند کرنے کیلئے، باوجود عدیم الفرصت ہونے کے (کیونکہ آجکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہندی سیرت کی تکمیل پر میرا بہت وقت خرچ ہو رہا ہے) میں اس مقدمہ کی سردردی میں پڑتا مگر مجھے خوشی ہے کہ خواجہ صاحب موصوف نے عقلمندی اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہوئے عدالت سے باہر ہی اپنی تحریر کو غلط مانتے ہوئے اور اس کو سچے دل سے واپس لیتے ہوئے اس ناگوار تنفیہ کا ڈراپ سین کر دیا۔ اور میں اخلاقی جرأت کے اظہار پر اپنے معزز بھائی اور دوست جناب خواجہ صاحب موصوف کو سچے دل سے مبارکباد دیتا ہوں

شراب کی ناجائز کشید کی روک تھام

پنجاب میں ارتکاب جرم کا معیار کم رہا

صوبہ کے اسلامی اضلاع اس لعنت سے بہت حد تک پاک ہیں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

جہاں تک شراب کی ناجائز کشید کا تعلق ہے پنجاب کے تمام اضلاع میں لاہور سب سے بڑھ کر ہے اس کے بعد دوسرے درجہ پر امرتسر۔ اس قسم کے جرائم کے لئے پنجاب میں جو سزائیں دی گئیں ان کی تقریباً ایک تہائی تعداد کے لئے یہ دونوں اضلاع ذمہ وار تھے۔

خوش قسمتی سے صوبہ میں اس قسم کے جرائم کا معیار کم رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عملہ ابکاری کی طرف سے شراب کی ناجائز کشید کے خلاف لگاتار کڑی نگرانی رکھی گئی۔

پنجاب میں آبکاری کے نظم و نسق کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ۳۹-۱۹۳۸ء میں صوبہ بھر میں ایسے جرائم کے لئے کل ۸۰۱ ۹ اشخاص سزایاب ہوئے۔ یہ تعداد گذشتہ تین سال کی اوسط (۹۸۲) کے تقریباً مساوی ہے۔ لائلپور میں ۱۸۵ اشخاص کو سزائیں ملیں۔ امرتسر کے سوائے جہاں ۱۰۱ اشخاص سزایاب ہوئے یہ تعداد باقی کسی اور ضلع کے سزایاب اشخاص کی دوگنا تعداد سے بھی زیادہ ہے۔

شمال میں ان اضلاع میں جہاں زیادہ تر مسلمانوں کی آبادی ہے اور جن میں ڈیرہ غازیخان مظفرگڈھ۔ میانوالی۔ اٹک۔ جھنگ اور راولپنڈی شامل ہیں شراب کی ناجائز کشید تقریباً تقریباً بالکل نہیں ہوئی۔ ان علاقوں میں جائز طور پر کشید کردہ شراب کی کھپت بھی بہت ہی کم ہوئی۔ وسطی پنجاب میں جو لاہور اور جالندھر کی ڈویژن پر مشتمل ہے جائز طور پر کشید کردہ شراب کی کھپت زیادہ ہے اور شراب کی ناجائز کشید بھی نمایاں طور پر زیادہ ہوتی ہے۔

یہ امر افسوسناک ہے کہ قوانین آبکاری کے خلاف اہل دیہات جن جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں انکی وجہ سے ابھی تک انکے ہمسایوں کی ضمیر کو صدمہ نہیں پہنچتا۔ بہت سے اشخاص ایسے جرائم کو چھپانے کے لئے تیار ہیں اور اکثر اوقات دیہات میں وہ لوگ بھی جن کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا ہے حکام کو اطلاع دینے میں پس و پیش سے کام لیتے ہیں۔ لہذا یہ نہایت ضروری ہے کہ پرائیویٹ اطلاع دہندگان کو حکام تک اطلاع پہنچانے کے لئے موزوں انعامات دیئے جائیں اور اس طرح ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ ایسے جرائم کے سدباب میں مدد ملے۔ تاہم عوام میں بالخصوص وسطی پنجاب کے دیہاتی رقبوں میں حکام آبکاری کو امداد نہ دینے کا جو رجحان پایا جاتا ہے اس کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کلی امتناع کی پالیسی نافذ کی جائے گی تو کیا یہ بات اس کی کامیابی کے خلاف نہ جائے گی۔

یہ امر کہ ان مشکلات کے باوجود قوانین آبکاری کے خلاف جرائم کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوا۔ آبکاری کے نظم و نسق کی حسن کارگذاری کا ثبوت ہے بالخصوص جب یہ بات پیش نظر رکھی جائے کہ جائز طور پر کشید کردہ شراب پر محصول بڑھا دیا گیا۔ شراب کی کھپت میں اضافہ کئے بغیر زیادہ آمدنی حاصل کرنے کے لئے سال مذکور کے دوران میں منجملہ دیگر امور کے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی گئیں۔

(۱) مصالحہ دار سپرٹ پر کشید کی بھٹیوں کے متعلق محصول ۷ روپیہ ۴ آنہ فی ریل۔ پی گیلن سے بڑھا کر ۷ روپیہ ۱۴ آنہ کر دیا گیا۔

(۲) مقرر کردہ حدود سے باہر بوتلوں میں سپرٹ بھرنا بند کر دیا گیا۔

(۳) جالندھر اور انبالہ کی ڈویژنوں میں دیسی سپرٹ کے متعلق پرچون کے نرخوں پر نگرانی رکھی گئی۔

(۴) ڈی نیچرڈ سپرٹ کے متعلق پرمٹ فیس آٹھ آنہ فی گیلن سے بڑھ کر ۱۲ آنہ فی گیلن کر دی گئی۔

ان تدابیر کی وجہ سے نیز چرس پر محصول دوگنا کرنے اور پہاڑی افیون کی فروخت کی ممانعت کر دینے سے ۳۹-۱۹۳۸ء میں سال ماسبق کے بالمقابل محکمہ آبکاری کو تقریباً ۲½ لاکھ روپیہ کا زیادہ خالص منافع ہوا۔ اس اضافہ کے ساتھ ساتھ شراب اور چرس کی کھپت بھی مقابلتاً کم ہوئی۔

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا دورہ جنوبی ہند

انجمن محمدیہ ہبلی کے جلسہ سیرت کی روئداد

سلسلہ کے لئے (۲) ۳۱ مئی کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں

نسل انسانی میں رشتہ اخوت مضبوط نہیں ہو سکتا جب تک ساری دنیا اور کل قوموں کا ایک نبی تسلیم نہ کیا جائے اور مذاہب کے عقائد کی بنیاد صرف خدا کی کتاب نہ ہو۔ پادریوں اور پنڈتوں کی باتوں کو چھوڑ کر خدا کی کتاب کو فیصلہ کرنے والا سمجھا جائے۔ اب بھی وید، توراۃ، ژند اوستا اور انجیل اسلامی اصولوں کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کے اندرونی اختلافات کو کسی اصول کے ماتحت حل کر لیا جائے۔ عیسائیوں کے وفد نجران کے سامنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح اور امن کا یہی کلمہ سواء یا انصاف کی بات کہی۔ تمام مذاہب اپنے اندرونی اختلافات کی وجہ سے ہلاکت کے گڑھے پر کھڑے ہیں۔ ان کو اس گڑھے سے بچانے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

برنارڈ شا جو ایک اعلےٰ درجہ کے مصنفین میں سے ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عیسائی دنیا کو یہی پیغام دیتا ہے اور ہندوستان کے سارے بڑے بڑے لیڈر ذات پات کے جھگڑوں کی نسبت ہندو قوم جو بربادی کی راہ پر چل رہی ہے اس سے بچانے والا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھتے ہیں۔ یہ تقریر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی جس سے ہندو مسلمان اور عیسائی سب ہی متاثر ہوئے۔

اس کے بعد سردار محبوب علی خانصاحب صدر جلسہ نے اختتامی تقریر میں صرف اس قدر فرمایا کہ میں مولانا کی اس تقریر کے سامنے کچھ بول نہیں سکتا۔ انہوں نے کسی مذہب پر حملہ نہ کرتے ہوئے جو اسلام کو پیش کیا۔ وہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔ میں انشاء اللہ اگر کچھ کہوں گا تو اس جلسہ کے آخر پر کچھ کہوں گا۔

پنجم مئی کے جلسہ کی کارروائی

(۱) صدر جلسہ سردار محبوب علی خانصاحب ایم۔ ایل۔ اے

(۲) پہلے مولانا محمد یوسف صاحب شموگی احمدی نے ہندی میں تقریر کی جو بہت دلچسپ تھی اور لوگوں نے اسے دلچسپی سے سنا

(۳) مولانا محمد بڈن صاحب کی تقریر کنٹری زبان میں ہوئی۔ آپ نے ہندوؤں کے یوگ یعنی تصوف کی بنا پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کی۔

(۴) ایم۔ ابن طبیب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل جو برہمن قوم سے ہیں۔ ان کی تقریر کا اب وقت تھا مگر وہ ایک ضروری کام کی وجہ سے بمبئی چلے گئے اور مولانا عبدالحق صاحب کی تقریر نہ سن سکنے پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ایک معذرت نامہ لکھ بھیجا۔ کیونکہ وہ گذشتہ سال مولانا کی تقاریر سن چکے تھے اور ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔

اس کے بعد مولانا عبدالحق صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ اور آپ نے قرآن مجید کی آیت ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب کی نہایت عمدہ تفسیر کی اور یہ بتایا کہ یہ اعتراض تین قسم کے لوگوں کا ہو سکتا ہے (کہ محمد رسول اللہ معاذاللہ رسول نہیں) ایک وہ جو دہریہ ہیں۔ دوسرے وہ جو دہریہ تو نہیں۔ مگر منکرین وحی اور الہام ہیں یا تیسرے وہ جو وحی اور الہام کو مانتے ہیں اور انبیاء پر ایمان لائے ہیں۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر انہیں شک ہے۔ قرآن مجید کا کمال یہ ہے کہ ان تینوں قسم کے لوگوں کے اعتراضات کا جواب ایک آیت کے جملہ کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب میں دیا ہے۔ اس کے بعد مولانا نے ایک جامع اور بسیط تقریر میں اس ایک آیت کی بنا پر تینوں قسم کے لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیا۔ اگر غیر مذاہب کے لوگ عش عش کرنے لگے۔ افسوس ہے ان کی پوری تقریر جو سائنس اور مختلف مذاہب کی کتابوں کے حوالجات سے پر تھی۔ اس مختصر رپورٹ میں درج نہیں کی جا سکتی۔ آپ کی تقریر قریباً رات کے دس بجے تک جاری رہی۔

ششم مئی کے جلسہ کی کارروائی

خورد سال دو مسلم بچوں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور مخدوم حسین طالب (احمدی) نے ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد سردار محبوب علی خان صاحب (برادر نواب صاحب ہبلی) ایم۔ ایل۔ اے کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ مولانا امام الدین صاحب احمدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اردو زبان میں بیان کئے جن کو لوگوں نے بہت پسند کیا

خاکسار محمد حسین سیکرٹری انجمن محمدیہ ہبلی نے اردو میں انا اعطینٰک الکوثر الخ کی تفسیر انوار القرآن مولفہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد سے اخذ کر کے سنائی کس طرح سے یہ پیشگوئی تیرہ سو سال سے اب تک پوری ہوتی چلی آ رہی ہے اور کثرت سے لوگ محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے ہیں۔ اس کے بالمقابل آریہ اور عیسائی لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بھی یہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے

پھر مولانا بڈن صاحب نے کنٹری زبان میں اپنی کل والی تقریر کو پورا کیا اور غیر مذاہب کی کتابوں کے بہت سے حوالجات کو پیش کر کے بتایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے میں ہی نجات ہے

آپ کے بعد سید رستم صاحب بلال کندگول سے تشریف لائے تھے انہوں نے مرہٹی زبان میں ایک مضمون پڑھ کر سنایا جسے مرہٹی سمجھنے والوں نے بہت پسند کیا۔ ان کے بعد مولانا عبدالحق صاحب کی تقریر "غیر مذاہب کی کتابوں میں بشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر شروع ہوئی جس میں آپ نے وید منتروں کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ محمد کی تعریف دنیا کے تمام مذاہب کے لوگ اب بھی کر رہے ہیں۔ ہندوؤں نے طلاق، لڑکیوں یا عورت کو ورثہ دینے کا اصول۔ بیواؤں کا نکاح وغیرہ وغیرہ بیسیوں اصول اسلام کے تسلیم کر لئے ہیں۔ پہلے انہی مسائل پر ہماری ان کی بحث ہوا کرتی تھی اور وہ مانتے نہیں تھے۔ مگر اب وہ اسلام کے ہاتھ سے وہی پیالہ پی رہے ہیں جو شریعت اسلامیہ نے تیار کیا ہے۔ اسی ضمن میں آپ نے عیسائی مذہب کے اس سوال کا جواب بھی دیا۔ کہ اسلام عیسائیت اور توراۃ کی نقل ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک قرآن مجید میں ان انبیاء کا ذکر کثرت سے ہے جو بنی اسرائیل کے انبیا سمجھے گئے ہیں۔ مگر اس ذکر میں جو قرآن مجید نے ان انبیاء کا کیا ہے اور بائیبل کے نقشوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قرآن مجید کا غیر مذاہب پر کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ ان کے انبیاء کی تطہیر کرتا ہے۔ یہودی قوم حضرت یعقوب علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ مگر یعقوب کے معنی عبرانی زبان میں دوسرے کا حق دھوکے سے مار لینے والا کے ہیں اور توراۃ میں اس کی سیرت شروع سے آخر تک اسی کے مطابق دکھائی گئی ہے کہ وہ ہر جگہ دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے اگر قرآن مجید بائیبل کی نقل کرتا تو یعقوب علیہ السلام کے متعلق ان باتوں کو بھی نقل کرتا مگر قرآن مجید میں ایسا نہیں۔ پس قرآن مجید بائیبل کی نقل بھی نہیں۔ اسی طرح بائیبل میں مریم کے معنی باغیہ عورت کے ہیں۔ مگر قرآن مجید ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا کہتا اور والدہ صدیقہ کہہ کر اس کی بریت کرتا ہے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مذاہب پر کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ ان کے راستبازوں کی تطہیر کرتے ہیں اور ان کی عزت دنیا میں قائم کرتے ہیں۔

مولانا کی اس قسم کی تقاریر میں یہ خوبی ہے کہ غیر مذاہب کے لوگ بھی آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ چنانچہ آریہ سماج کے سکرٹری نے کہا لاہور والے مولوی صاحب تو ہر شئی میں او ر عیدوں کے بڑے لائق ہیں۔ چنانچہ ان کی تقاریر سے متاثر ہو کر ایک عیسائی پادری نے جلسہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کیں۔ اور جلسہ کی بہت تعریف کی

اس کے بعد خطبہ صدارت کا وقت تھا۔ سردار محبوب علی خان ایم۔ ایل۔ اے نے فرمایا کہ میں احمدی جماعت کی خدمات کی تعریف کرتا ہوں۔ یہ ایک بے نظیر خدمت اسلام کر رہے ہیں۔ میں انجمن محمدیہ اور لاہور کی جماعت اشاعت اسلام کے کام کی تعریف کرتا ہوں اور ووکنگ مشن کی امداد بھی کرتا ہوں۔ تین روز تک جو یہاں جلسہ ہوا اور اس میں تقاریر ہوئیں اس میں سب کے لئے محبت اور اتفاق کا پیغام تھا۔ اگر مسلمان ایسے جلسوں میں شریک ہو کر تقاریر سنیں تو میں یقین کرتا ہوں کہ فرقہ بندی کا عہد ختم ہو گا۔

اس کے بعد مولانا عبدالحق صاحب کی تحریک سے قبلہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کی وفات کے متعلق ایک افسوس کا ریزولیوشن پاس کیا گیا اور صاحب صدر نے تمام حاضرین سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی درخواست کی اور اس ریزولیوشن کی ایک کاپی اخبار "پیغام صلح" اور "انقلاب" میں بھیجنے کی قرارداد منظور ہوئی۔

نقل قرارداد تعزیت حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب

"ہم تمام ممبران محمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہبلی اور حاضرین جلسہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات پر اپنے رنج و الم کا اظہار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ایک ناقابل برداشت ... نقصان ہوا ہے۔ ایسے قحط الرجال کے زمانہ میں ایسے انسان کا پیدا ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ مرحوم کے ایثار اور بلندی اخلاق کے نمونہ کے لوگ مسلمانوں میں نایاب ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ مرحوم کو خدا غریق رحمت کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور جماعت احمدیہ سے بھی اس نقصان عظیم میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں"

نوٹ:- ۱۷ ربیع الاول کو مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔

باقی ــــ باقی

جوبلی کی تحریک اور مرحوم بزرگوں کی حقیقی یادگار

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن)

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا مضمون دربارہ جوبلی اخبار پیغام صلح میں پڑھا۔ اللہ تعالے نے جو کامیابی جماعت کو جوبلی فنڈ میں عطا فرمائی ہے اس کی مثال فی زمانہ کم ہی نظر آتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کامیابی جماعت اور اس کے امیر کے اخلاص اور صدق دل پر زبردست دلیل ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

ہماری تحریک جوبلی ایک لاکھ کی تھی۔ مگر محض اللہ کے فضل و کرم سے یہ دوگنی کے قریب قریب پہنچ گئی۔ اکثر اس کے بالکل برعکس دیکھنے میں آتا ہے۔ جلسوں اور جوبلیوں کے موقع پر اگر دس لاکھ کی تحریک ہو تو شاید ایک دو لاکھ جمع ہو جاتا ہوگا۔ اور اگر ایک لاکھ کا عزم ہو تو صرف چند ہزار تک پہنچ کر یہ فنڈ ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر ہماری جماعت کو اللہ تعالے نے ایسا فضل عطا کیا ہے کہ اس کے امیر ایک لاکھ کی تحریک فرماتے ہیں تو اللہ تعالے اس کو دوگنا کر دیتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر انسان ایک قدم اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھاتا ہے تو اللہ دو قدم اس کی طرف اٹھاتا ہے۔ اگر انسان چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ ہم نے اس حدیث شریف کا جوبلی فنڈ کی تحریک میں عینی مشاہدہ کیا ہے۔ لیکن ہمیں اس کوشش کو جاری رکھنا چاہیئے۔ خوب یاد رہے کہ حرکت زندگی کی نشانی ہے۔ جمود موت کا دوسرا نام ہے۔ زمانہ سلف میں بھی ہمیں یہی قانون کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور موجودہ زمانہ میں بڑی بڑی سلطنتوں اور قوموں کے حالات کا مطالعہ کرو تو اس اصول میں ان کی کامیابی کا راز مضمر نظر آئے گا۔

لیس للانسان الا ما سعیٰ

اس قحط الرجال کے زمانہ میں ہماری جماعت کو بڑے بڑے بھاری صدمے پہنچے ہیں جن کی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے بابو محمد منظور الٰہی صاحب و سید مصطفےٰ شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی جدائی کے زخم ابھی تازہ ہی تھے کہ اب حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات نے ان تازہ زخموں میں ایک اور کاری زخم کا اضافہ کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ وہ بے نیاز ہے اور اس کے خزانے ہمیشہ پر ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ انسانی زندگی کا راز کوشش اور جدوجہد میں مضمر ہے۔

اگر ہم انسانی تاریخ پر غور کریں تو صاف نظر آتا ہے کہ انسان کسی دوسرے انسان کی عزت اس کے مال و دولت، جاہ و جلال، رعب و دبدبہ حتیٰ کہ اس کے علم و ہنر وغیرہ کی وجہ سے بھی نہیں کرتا۔ ہم نے کبھی کسی شخص کی حقیقی عزت اور اس کا سچا احترام اس وجہ سے نہیں کیا کہ وہ بڑی بڑی دماغی اور روحانی طاقتوں کا مالک تھا۔ اور اگر کبھی کسی قوم یا گروہ نے کسی انسان کی اس کے جین حیات میں ان وجوہات کی بنا پر عزت کی ہو تو بھی ہے۔ یہ اس کی وفات کے بعد قطعاً جاری نہیں رہی۔ بلکہ اس ظاہری عزت اور احترام کا اس کی موت کے ساتھ ہی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جس شخص نے اپنے تمام جسمانی، دماغی اور روحانی قویٰ کو مخلوق خدا کی خدمت میں لگا دیا ہو۔ اس کی زندگی اور موت اللہ تعالے کی رضا کے لئے ہو گئی ہو۔ جس نے حقیقی فلسفہ حیات کو سمجھ کر عملاً اس کا ثبوت دیا ہو۔ اس کا احترام، اس کی عزت، موت سے منقطع نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ہمیشہ ترقی کرتی جاتی ہے۔ اسی صداقت کو قرآن کریم ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

"لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء"

سو حقیقی اور ابدی زندگی مخلوق خدا کی خدمت میں مضمر ہے ہماری جماعت کے وفات یافتہ دوست۔ مثلاً حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، خواجہ صاحب، بابو محمد منظور الٰہی صاحب، سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی عزت اور ان کا احترام ہمارے دلوں میں صرف ان کے نیک عمل کی وجہ سے ہے ان کا کیریکٹر، ان کے اخلاق فاضلہ، ان کے اوصاف حسنہ ہمیں ان کا گرویدہ بنائے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ بنائے رکھینگے ؎

جس جا پہ تیرا ذکر رہا ہر ذکر حسنہ رہی
اور نام ترا الیس نوا دمہ سے ادا کریں

اگر ہم ابدی زندگی کے متلاشی ہیں تو ہمیں اپنی جماعت کے وفات یافتہ احباب کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین

ان احباب کا اپنے مولیٰ سے جاملنا ہے اور باقی جو ہیں وہ تیار بیٹھے ہیں۔ میں نے کسی بزرگ کے ساتھ مقابلہ نہیں کرنا ہے اور نہ ہی کسی دوست کے راستے میں کوئی روک ہوں۔ نہ آئندہ ہوں گا۔ اگر وہ اپنے طور پر بزرگان سلسلہ کے حالات شائع کرنے والے ہیں۔

اگر خدا کو منظور ہو۔ میرا یہ ارادہ بار ور ہو اور اس کار خیر کے ذریعہ سے میری مغفرت بارگاہ ایزدی میں ہو سکے اور ہماری آئندہ نسل کے واسطے میری یہ کوئی تحریر شائع ہو جانے کی صورت میں ایک رہنما کا کام دے سکے کیونکہ خدا کی مرضی ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے خالص پاک احباب کے پاک حالات تا قیامت درخشاں ہوں اور وجب کشش جویان راہ حقیقت ہوں۔ والسلام

حسن علی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

اعلانات

سپاس تعزیت

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات پر بے شمار احباب نے خطوط اور تاروں کے ذریعہ اظہار تعزیت فرمایا ہے۔ ان خطوط کا فرداً فرداً جواب دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاہم اگر کسی بہن یا بھائی کو جواب نہ پہنچا ہو تو ہماری مجبوریوں کے پیش نظر اس فروگذاشت کو معاف فرما دیں۔ ہم اس ہمدردی کے لئے ان تمام احباب کے شکر گزار ہیں۔

اہلیہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم
سید الطاف حسین۔ سید بشر حسین

ایک نہایت ضروری اطلاع

(از جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب سینیئر اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ گوجرانوالہ)

جملہ برادران سلسلہ کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے کہ پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں ایک چٹھی از جناب مکرم مسٹر ممتاز احمد صاحب فاروقی خلف قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب شائع ہوئی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوت شدہ احباب اور نیز ان مریدان باوفا کے حالات جمع کر کے شائع کئے جا دیں۔ جو اب تک زندہ ہیں۔ ان کی چٹھی کے جواب میں مخلصانہ عرض ہے کہ خاکسار جس زمانہ میں سانڈہ کلاں لاہور میں اپنی ڈیوٹی پر تھا۔ کہ اللہ تعالے نے حضرت صاحب کے دوستوں کے حالات لکھنے کے لئے دل میں تحریک پیدا کی۔ بہ باعث دنیاوی مصروفیتوں کے میں جلدی اس کام کو مکمل نہ کر سکا۔ مگر برابر دعا کرتا چلا گیا۔ اب میں نے اس بات کے لئے تہیہ کر لیا ہے اور اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ تعالے اس کار خیر کو مکمل کرنے کا ارادہ اس سال کے آخیر تک ہے۔ میں جملہ احباب سلسلہ سے کسی حوالہ یا مالی امداد کا طلبگار نہیں ہوں۔ تمام مسالہ اللہ تعالے کے فضل و کرم سے میرے پاس ہے۔ میں نے کم از کم ۳۰۰ اصحاب مسیح موعود کے حالات کو لکھ کر شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ نامور میں ان احباب کا ذکر کروں گا جنہوں نے حضرت صاحب کے زمانہ تک بعد میں حضرت مولوی صاحب کے وصال تک اور انتشار سلسلہ کے بعد حضرت صاحب کے سلسلہ کی خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ میں حضرت صاحب حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم۔ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مرحوم حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کابل۔ حضرت سید محمد احسن صاحب مرحوم۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم وغیرہ کے حالات لکھ چکا ہوں اور باقی اصحاب کے حالات جلدی ختم کرنے کے لئے کوشش کر دوں گا۔ میں اپنی کم علمی اور کم نفس شناسی کا معترف ہوں۔ مگر ساتھ ہی دوستوں سے دعا کے لئے ملتجی ہوں۔ جن کے لئے میں عرصہ قریباً ۴ سال سے برابر دعا کرتا رہا ہوں۔ اکثر حضرت

(بقیہ صفحہ ۲)

ہر مسلمان پر فوجی خدمت لازمی قرار دی تھی اور غیر مسلمانوں کو اس بارہ میں آزادی تھی۔ اس لئے مسلمان اس ٹیکس سے مستثنٰے تھے جس طرح نوشیروان کے زمانہ میں فوجی لوگ مستثنٰے تھے۔ غیر مسلموں کو فوجی خدمت کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا تھا اور اگر وہ فوج میں بھرتی ہو جاتے تھے تو پھر ان کو بھی مستثنٰے کر دیا جاتا تھا۔ برہما میں یہ صورت حال آج بھی موجود ہے۔ چنانچہ پائنیر مؤرخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۳۲ء میں لکھا ہے:-

"محکمہ مال کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ برہما کی انڈین ملٹری پولیس فوج کے افراد شخصی ٹیکس سے مستثنٰے ہیں"۔ اسی طرح حبشہ میں رعایا پر جنگی ٹیکس عائد کیا گیا تھا۔ جیسا کہ ہندوستان ٹائمز مؤرخہ ۱۲ر مئی ۱۹۳۵ء سے معلوم ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے فرامین جو آج بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ بتاتے ہیں کہ یہ جزیہ گویا اس حفاظت کا معاوضہ تھا جو ان غیر مسلم افراد کی مسلمانوں کے ذمہ تھی چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنے زمان مبارک میں جو آپ نے والی ایلا کو دیا۔ یہ لکھا کہ ہم ان لوگوں کی دشمنوں سے حفاظت کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے بوقت وفات وصیت فرمائی۔ غیر مسلم جو ہماری رعایا ہیں۔ وہ دراصل اللہ اور اس کے رسولؐ کی حفاظت میں ہیں اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ انہیں دشمنوں سے محفوظ رکھیں

الغرض جزیہ اس حفاظت کا بدلہ تھا جو مسلمانوں پر واجب تھی کہ فوجوں کے ذریعہ اپنی غیر مسلم رعایا کی حفاظت کریں اور غیر مسلم رعایا اس حفاظت کی واجبی نذر کرتی تھی۔ چنانچہ یہ بات صلح ناموں سے ثابت ہو سکتی ہے۔

(۱) صلح نامہ جو سلابہ ابن نطونہ اور اس کی قوم کے ساتھ ہوا۔
(۲) صلح نامہ جو عراق عرب کے مسلمان گورنر اور وہاں کے باشندوں کے درمیان ہوا جس کی توثیق بہت سے صحابہؓ نے بھی کی۔
(۳) صلح نامہ جو نعمان بن مقرن اور صحابہ رسولؐ کے درمیان ہوا
(۴) صلح نامہ جو حفص بن محسن اور ———— کے مابین ہوا جس کی رو سے طے پایا کہ جب تک مسلمان جزیہ وصول کریں گے ان پر ذمیوں کی حفاظت فرض ہو گی۔ اس سلسلہ میں یہ بات خاص طور پر قابل تذکرہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے مسلمان ذمیوں کی حفاظت سے قاصر ہوتے تھے تو جزیہ کی رقم واپس کر دیتے تھے۔ چنانچہ جب ہرقل نے شام پر حملہ کیا تو ابو عبیدہؓ نے وہاں کے باشندوں کو جزیہ کی رقم واپس کر دی۔ ڈاکٹر آرنلڈ لکھتا ہے کہ جو عیسائی اسلامی فوجوں میں بھرتی ہو جاتے تھے وہ جزیہ سے مستثنٰے قرار دیئے جاتے تھے چنانچہ انطاکیہ کا عیسائی قبیلہ اور شمالی ایران کا ایک قبیلہ یہ دونوں جزیہ سے مستثنٰے تھے۔

ترکی حکومت میں بھی جو عیسائی بری یا بحری فوج میں ملازمت کر لیتے تھے وہ جزیہ سے مستثنٰے قرار دیئے جاتے تھے۔ مثلاً میگیر یا ہائیڈرا اور سپیڈ سٹیز کے باشندے اور تاریخی شواہد موجود ہیں۔ کہ جو مسلمان فوجی خدمت سے مستثنٰے ہو جاتے تھے انہیں جزیہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ مثلاً جب مصری فلاحین کو جو کہ مسلمان تھے۔ فوجی خدمت سے مستثنٰے کیا گیا تو عیسائیوں کی طرح ان پر بھی ٹیکس عائد کیا گیا۔

(اشاعت اسلام)

پیغام صلح کی توسیع اشاعت احمدی کا فرض ہے

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ الٰہی بخش ولد احمد بخش ذات لوہار سکنہ جھنگ شہر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۱۲ ۶/۳۵ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا ہائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۹ ۵/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ چانداس ولد لوبدھا رام ذات راولی سکنہ چک نمبر ۵ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۱۲ ۶/۳۹ مقرر کیا ہے لہٰذا ہائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مؤرخہ ۹ ۵/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد ستار ولد تنہ ذات بدھڑ سکنہ چک بدھڑ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ [illegible] مقرر کیا ہے۔ لہٰذا ہائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۹ ۵/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ [illegible] ذات کلاس سکنہ چک نمبر ۴۴۴ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ [illegible] مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ [illegible] کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۱۰ ۶/۳۹ مقرر کیا ہے [illegible] صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ [illegible] کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۹ ۵/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ [illegible]

رفتار عالم

اسلامی دنیا

——— انقرہ ۵ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکی اور مصر میں ایک جدید معاہدہ زیر غور ہے۔ جو انیگو ترکی معاہدہ کے تتمہ کا کام دے گا۔ اس سلسلہ میں ترکی کے وزیر خارجہ سراج اوگلو انقرہ میں مقیم مصری سفیر سے کئی ملاقاتیں کر چکے ہیں۔

——— لندن ۵ رجون۔ سیاسی حلقوں میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ شاہ زوغو سابق شاہ البانیہ شام کا بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی عام ہے کہ تخت شام پر ان کا حق بہت کمزور ہے۔

——— لندن ۵ رجون۔ ترکی اور برطانیہ کے معاہدہ سے نہایت خوشگوار اثرات ظاہر ہونے کی توقع ہے۔ برطانیہ کے ذمہ دار اخبارات کا خیال ہے کہ اس معاہدہ کی وجہ سے اب مشرقی بحیرہ روم میں برطانیہ کی پوزیشن بہت مضبوط ہو جائے گی۔ اور یہ بھی ممکن ہوگا کہ برطانیہ اور ترکی دونوں مل کر شمالی راستہ ہند کے جرمنی کو آگے بڑھنے سے روک دیں۔

——— پیرس ۴ رجون۔ اسکندرونہ کا مسئلہ اصولی طور پر طے ہو گیا ہے لیکن تفصیلات ابھی طے نہیں ہوئیں۔ فوجوں کی نقل و حرکت، اقلیتوں کے تحفظ، اسکندرونہ کے خالی کرنے کا طریق وغیرہ اس قسم کے مسائل تا حال تصفیہ طلب ہیں۔ مگر امید کی جاتی ہے کہ یہ مسائل بھی بہت جلد طے ہو جائیں گے۔

——— پیرس ۳ رجون۔ آئندہ ہفتہ تک سلطان مراقش پیرس تشریف لائیں گے۔ آپ حکومت فرانس کے مہمان ہوں گے۔

——— فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ دہشت انگیزی روز بروز ترقی پر ہے۔ مسلمان اور یہودی دونوں تشدد پر اتر آئے ہیں۔

——— بیت المقدس ۳ رجون فلقلیہ جہاں آج صبح عربوں نے ریلوے لائن کی حفاظت کرنے والی فوج پر حملہ کیا تھا۔ برطانی فوجیں عربوں سے وسیع پیمانہ پر جنگ کر رہی ہیں کل اس مقام پر چار برطانوی سپاہی اور تین یہودی بھی ہلاک ہو گئے تھے۔

——— بیت المقدس ۳ رجون۔ تازہ اعداد و شمار ظاہر ہیں کہ ماہ مئی کے دوران میں فلسطین کے اندر ۴۰ آدمی ہلاک اور ۱۰۰ زخمی ہوئے۔

——— سرکاری گزٹ میں ہائی کمشنر فلسطین کا ایک حکم شائع ہوا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مفتی اعظم فلسطین میں داخل نہیں ہو سکتے۔

——— انقرہ ۳ رجون۔ ترکی جرنیلوں کا ایک وفد انقرہ سے عازم لندن ہو گیا ہے۔ یہ وفد حکومت برطانیہ کے ارباب حل و عقد سے تبادلہ افکار کرنے کے بعد فوجی معاہدہ کرے گا نیز ترکی فوج کیلئے برطانی اسلحہ ساز کمپنیوں کو آرڈر دیگا۔

——— بیت المقدس۔ ۲ رجون۔ آج ایک بہت ہی خطرناک بم دروازہ یافہ میں پھٹا جس سے ۵ عرب شہید اور ۱۰ مجروح ہوئے۔ شہر کے دیگر حصوں میں ۳۔ اور بم بھی پھٹے۔ ان بموں سے ٹیلیفون کے دو ہزار تار خراب ہو گئے۔ آج شہر میں یہودیوں کی منڈیاں بند رہیں۔

——— تازہ ترکی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ البانیہ کے عوام نے حکومت اٹلی کے خلاف شورش برپا کر دی ہے۔ وہ جدید حکومت کا شیرازہ پریشان کرنا چاہتے ہیں۔

——— اس اضطراب کی وجہ یہ ہے کہ اطالوی فوجی پولیس شاہ زوغو کے دشمنوں کی امداد سے شاہ زوغو کے تمام مرد رشتہ داروں کو گرفتار کر رہی ہے اب تک ان کے رشتہ داروں میں سے تقریباً دس فیصدی گرفتار کئے جا چکے ہیں باقی ماندہ رشتہ دار یا پہاڑیوں میں چھپ گئے ہیں یا یونان کی سرحد میں داخل ہو گئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ

ہندوستان

——— حیدرآباد دکن ۴ رجون۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ریاست میں اصلاحات جاری کرنے کے متعلق شاہی اعلان ۱۹ رجون کو کر دیا جائے گا۔

——— لاہور ۴ رجون۔ میونسپلٹی کے ایڈمنسٹریٹر کی مخالفت مختلف حلقوں میں بڑھ رہی ہے۔ آج قصابوں کا ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا جس میں گوشت فروشوں پر جدید ٹیکس کی زبردست مخالفت کی گئی۔ عام طور پر مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ مسٹر میکناب کو اس عہدہ سے فوراً علیحدہ کر دیا جائے۔ لاہور کے خاکروب دوبارہ ہڑتال پر آمادہ نظر آتے ہیں۔

——— امرتسر ۵ رجون۔ خالصہ کالج امرتسر کی منتظمہ کمیٹی نے ۲۵ رجون کو راجہ رنجیت سنگھ کی پہلی صد سالہ برسی منانے کا اعلان کیا ہے اس تقریب کیلئے وسیع پیمانہ پر انتظامات کر رہی ہے۔

——— شملہ ۵ رجون۔ لکھنؤ کے شیعہ سنی تضیہ کے حل کیلئے ہندوستان کے ۲۳ سرکردہ مسلم لیڈروں نے ایک مؤثر اور پر درد اپیل شائع کی ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ جھگڑا فاتحی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا فیصلہ آپس میں ہی ہو جانا چاہئے۔ بہترین حل یہ ہے کہ مدح صحابہ اور تبرا بازی فوراً ترک کر دی جائے۔

——— اس سے قبل مولانا ابوالکلام بھی اسی قسم کی ایک اپیل کر چکے ہیں۔

——— لاہور ۵ رجون۔ حکومت پنجاب اور محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائرکٹر نے ڈاکٹر اقبال مرحوم کے مقبرہ کی تعمیر کی اجازت دیدی ہے۔ ۲۵ ہزار روپیہ خرچ کا اندازہ ہے تعمیر کا کام بہت جلد شروع کر دیا جائے گا۔

——— بھوپال ۵ رجون۔ حیدرآباد جانے والے آریہ سماجی ستیہ گرہیوں کو بھوپال میں داخلہ کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اس قسم کے رضاکار بھوپال کے بازاروں میں جلوس نکال کر اشتعال انگیز نعرے لگاتے تھے۔ ریاست گوالیار نے بھی اس قسم کا حکم دیا ہے۔

——— مسلم لیگ کے وفد نے صوبہ سندھ میں اپنا دورہ ختم کر لیا۔ یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا مسلم لیگ کیلئے صوبہ میں رفتہ رفتہ سازگار فضا پیدا ہو رہی ہے۔

——— ریاست کوچین نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے مسلم لیگ قائم کر لی ہے۔

——— کلکتہ ۴ رجون۔ آج یہاں جمعیۃ العلماء کانفرنس کا دوسرا دن تھا۔ اجلاس شروع ہونے سے قبل مسلم لیگ کے بہت سارے حامی جلسہ میں پہنچ کر نعرے لگانے لگے۔ اس کی وجہ سے سخت گڑبڑ پیدا ہو گئی . . . . . اور بالآخر پولیس کو ہال خالی کرنا پڑا۔

——— کلکتہ ۳ رجون۔ بنگال اسمبلی اور بنگال کونسل کے اچھوت ممبروں نے گورنر بنگال کی خدمت میں ایک عرضداشت پیش کی ہے کہ وزیر اعظم بنگال جو ملازمتوں میں تناسب رکھنا چاہتے ہیں وہ بہت معقول ہے اسے منظور کر لیا جائے۔

——— وزیر اعظم نے دونوں قوموں کے درمیان پچاس پچاس کا تناسب مقرر کیا ہے۔

——— علیگڑھ ۳ رجون۔ آنریبل سر شاہ سلیمان جج فیڈرل کورٹ و وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ اس ہفتہ چند ماہ کیلئے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی عدم موجودگی میں خان بہادر محمد عبید الرحمان خاں شروانی ایم۔ ایل اے دیو پی قائم مقام وائس چانسلر کی حیثیت سے کام کریں گے۔

ممالک خارجہ

——— برلن ۴ رجون۔ آج یہاں سابق جرمن فوجیوں کے مظاہرہ میں ہر ہٹلر نے غیر متوقع طور پر تقریر کی۔ اس میں ہر ہٹلر نے حسب معمول انگلستان اور فرانس کے خلاف اپنے سابقہ الزامات دہرائے اور کہا کہ یہ ممالک جرمنی کا محاصرہ کرنا چاہتے ہیں۔

——— روما ۴ رجون۔ آج شاہ اطالیہ نے البانیہ کے ایک وفد کو شرف ملاقات بخشا اور البانیہ کے نئے دستور اساسی کی ایک نقل دی۔

——— معلوم ہوا ہے کہ آئندہ البانیہ میں فسطائی ڈھنگ پر حکومت ہوگی۔ فوج اور غیر ملکی امور اطالیہ کے اختیار میں ہوں گے۔

——— روما ۳ رجون۔ حکومت روما نے ایک نیا قانون منظور کیا ہے جس کی رو سے یہودی اور غیر یہودی پیشہ وروں کی آپس میں ملاقات اور راہ رسم کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

——— کیپ ٹاؤن ۴ رجون۔ کل یونین گورنمنٹ کی اسمبلی میں ایشیاٹک بل کی تیسری خواندگی پاس ہو گئی۔

——— لندن ۳ رجون۔ کل آدھی رات کے وقت برکن ہیڈ کے قریب فاصلہ پر تھیٹس نامی برطانوی آبدوز کشتی ڈوب گئی۔ انتہائی کوشش کے باوجود ۱۰۳ آدمیوں میں سے صرف ۴ بچائے جا سکے۔ ۹۹ ڈوب گئے۔

——— ہر ہٹلر نے ایک برقیہ کے ذریعہ اس حادثہ پر اظہار افسوس کیا ہے۔

——— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے گذشتہ ہفتہ جاپانیوں کو کئی مقامات پر شدید نقصان پہنچا ہے۔ ماہ مئی میں دونوں طاقتوں کا دس سے زائد مرتبہ تصادم ہوا جس میں ۱۵ ہزار جاپانی ہلاک ہوگئے۔

——— اب چینیوں نے جنگ چھاپہ مار کا طریق اختیار کیا ہے اس سے جاپانی بہت پریشان ہیں۔ جاپان کی اقتصادی حالت بھی اس جنگ کی وجہ سے روز بروز خراب ہو رہی ہے۔

——— لندن ۵ رجون۔ برطانیہ کے اخباروں نے لکھا ہے کہ پوپ کی طرف سے برطانیہ۔ فرانس۔ اطالیہ۔ جرمنی اور پولینڈ کی حکومتوں پر زور دیا جا رہا ہے کہ آپس میں جھگڑا چکانے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور باہمی مذاکرات کے ذریعہ اختلافات کو رفع کر دیں۔

——— روزنامہ "ڈیلی ہیرلڈ" کا بیان ہے کہ پوپ تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ روس، برطانیہ اور فرانس کا معاہدہ کہیں یورپ میں بالشویزم کی نشر و اشاعت کا ذریعہ نہ بن جائے۔

——— آجکل جاپانی اخبارات پر زور مقالات لکھ رہے ہیں کہ اگر اطالیہ اور جرمنی نے چین کے لئے اسلحہ بھیجنا بند نہ کیا تو جاپان سے ان کے تعلقات خراب ہو جائیں گے۔

——— ٹوکیو ۵ رجون۔ جاپان کے دفتر جنگ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ چینگ تنگ کے مقام پر جاپانی اور روسی لشکریوں کے درمیان تصادم ہو گیا۔ جس میں سولہ روسی اور پانچ جاپانی ہلاک ہوئے۔

——— اس اعلان میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بیرونی منگولیا اور روس کی سرحد پر چار سو روسی بمبار طیارے جمع ہو گئے ہیں اور روسی فوج کی بھاری تعداد میں متعدد موٹر کاریں جمع ہو رہی ہیں۔ حالات نازک صورت اختیار کر رہے ہیں۔

——— لندن ۵ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ ہسپانوی خانہ جنگی کے دوران میں جن برطانوی جہازوں کو جنرل فرانکو کے طیاروں نے نقصان پہنچایا تھا حکومت برطانیہ نے جنرل فرانکو سے ان کے نقصان کا معاوضہ طلب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

ایڈیٹر محمد الفاظ ... ہوشیار پوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد ... چھپا اور ... دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپیہ
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ لاہور یوم سہ شنبہ مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۳۹ء نمبر ۳۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قومی ترقی صرف قرآن کریم کی اتباع سے ہو سکتی ہے

کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں لوگ لگے ہوئے ہیں صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے ساتھ رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انہوں نے وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصہ میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور ان کی ہی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کرتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سِر یہ تھا۔ خدا داری چہ غم داری۔

مسلمانوں کے فتوحات اور کامیابیوں کی کلید یہی ایمان تھا صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق و فجور اختیار کیا پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑا اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کیجاتی ہے ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جاویگا وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہوگا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کیطرف نہ ہوگا ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا۔ یہ تندرست نہ ہونگے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئیگا جس راہ سے پہلے آیا تھا۔

(تقریر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۰ء)

ایک ضروری اعلان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم

کا

سالانہ جلسہ

۱۳، ۱۴ جون ۱۹۳۹ء (منگل بدھ) کو ہوگا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم کا سالانہ جلسہ ۱۳، ۱۴ جون ۱۹۳۹ء (بروز منگل بدھ) کو منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں مرکز سے

حضرت مولانا صدر الدین صاحب
جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی
جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے

شرکت فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں دیگر مقررین کی تقریریں ہوں گی۔ پروگرام نہایت مفید اور دلچسپ رکھا گیا ہے۔ گجرات، وزیر آباد، راولپنڈی وغیرہ قریبی مقامات کے احباب اس دینی اجتماع میں شرکت کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ ... کے قیام و طعام کا انتظام مقامی انجمن کے ذمہ ہوگا۔ ... بستر ہمراہ لائیں۔

جلسہ کا افتتاح ۱۳ جون کی شام کو ہوگا

عیسائیت کی ناکامی

اسلام ہی نوع انسانی کو حقیقی اطمینان و تسکین بخش سکتا ہے

(مسٹر جلال الدین لارڈ بریڈنٹن بارٹ مرحوم ایم اے)

میری ابتدائی تعلیم و تربیت کا اثر

چونکہ میں نے عیسائی والدین کے زیر اثر ابتدائی تعلیم و تربیت پائی، اس لئے میں بچپن ہی میں مذہب اور روحانیات سے دلچسپی لینے لگا۔ اور عیسائی تعلیمات کی اتباع خود پر لازم کر لی، مگر میں اس بات پر آمادہ نہیں تھا، کہ ان عام اصولوں کو مثلاً اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے بندے پر وحی نازل کرتا ہے تسلیم کر دوں یہی وجہ تھی کہ میں نے تمام چیزوں کو غیر تسلی بخش پا کر اپنی توجہ صرف کلیسا کی ہدایت پر منعطف کر دی۔

عیسائیت پر لفظ ناکامی کا اطلاق کس طرح ہوتا ہے؟

عیسائیت کی ناکامی کے بیان سے اس وقت اور کوئی دوسرا موضوع زیادہ آسان نہیں ہے لیکن تاہم ہمیں غور کرنا ہے کہ عیسائیت پر لفظ ناکامی کا اطلاق کس طرح ہوتا ہے۔ عیسائیت حقیقت میں کیا چیز ہے۔ اس سے مقصد کیا ہے اور یہ کیا چاہتی ہے جب تک ہم ان چیزوں کو پیش نظر نہیں رکھیں گے، ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے، غالباً عیسائیت کے متعلق بقول عام نظریہ ہبرٹ جرنل کے ایک مضمون نگار نے جنوری ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں خوب بیان کیا ہے۔ اس لئے میرے لئے یہی مناسب ہے کہ میں پروفیسر براؤن کے مضمون کے اس حصہ کو یہاں دہرا دوں۔

"عیسائیت بہت بری طرح تباہی میں گرفتار نظر آتی ہے۔ خواہ کوئی شخص اس میں جتنا چاہے اضافہ کر دے مگر یہ انہی لوگوں کے لئے تسلی بخش ہوگی جو اسے گذشتہ زمانہ میں قبول کر چکے ہیں، خدا کی پدریت انسانی اخوت حضرت مسیح کے ذریعہ نجات اور کلیسا کی حکومت و رہنمائی یہ سب چیزیں ہمارے سامنے موجود ہیں، مگر ہم جب ان کا مقابلہ موجودہ زمانہ کے حقائق سے کرتے ہیں۔ تو یہ بے حد درجہ غیر فطری اور مصنوعی نظر آتی ہیں، ایک وہ شخص جو تمام دنیا میں بے شمار انسانوں کو انتہائی مصائب اور مشکلات میں گھرا ہوا دیکھ رہا ہے، وہ خدا کی ہمہ گیر پدریت کا کیسے ذکر کر سکتا ہے؟

ایک وہ شخص جو انتہائی غم مصیبت اور دقت کی تلخی کو محسوس کرتا ہے اس سے یہ توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے کہ وہ خدا کی پدریت پر ایمان رکھے؟

عیسائیت کا دوسرا اہم اصول "انسانی اخوت" اس سے زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ صورت حال یہ ہے کہ کلیسائے عیسائیت میں کہیں بھی کامل مساوات نہیں پائی جاتی اور عیسائیت کے پیرو جو نسل انسانی آباد ہے اور جو خود کو عیسائی اور صرف عیسائی کہتی ہے، اسے بھی مساوات کا حقدار نہیں سمجھا جا سکتا، خواہ عیسائیت کچھ اور ہو یا نہ ہو، یہ بین الاقوامی مذہب ضرور ہے اور اسے اس نظریہ و اصول کے خلاف سب سے احتجاج بلند کی جو انعام و اکرام کا مستحق صرف ایک قوم کو سمجھتا تھا۔ اس نے یہودیوں اور یونانیوں کے مابین جو خلیج حائل تھی اُسے پاٹ دیا اور ایک ایسے اجتماعی نظام کی بنیاد رکھی جس میں دونو کا لحاظ رکھا گیا۔ مگر اس دور میں خود عیسائیت میں وہ خرابیاں انتہا کو پہنچ گئی ہیں، جنہیں دور کرنے کیلئے حضرت مسیح تشریف لائے تھے"۔

مجھے یہ بھی بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا اقتباس میں جہاں اس بات کی کافی صراحت موجود ہے کہ عیسائیت کا مقصد و منہاج کیا ہے، وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا عیسائیت کا مقصد یہی سمجھتی رہی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عیسائی عقیدہ کو روحانی اور ذاتی طور پر محترم سمجھنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سے لوگ محض رقابت کی بنا پر عالمگیر پدریت انسانی اخوت کے اس مرکزی نظریہ کے . . . قائل ہوتے ہیں، خواہ یہ عقیدے انسان کے عملی تجربہ سے کتنے بھی بالاتر کیوں نہ ہوں مگر اس چیز سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے انسان کی سرشت پر مفید اثرات ڈالے، بہت سے عیسائیوں کے نزدیک عیسائیت سے مفہوم لیکن اعتقاد رکھنا ہے، مگر اس اعتقاد نے عام رائج الوقت عیسائی عقیدہ میں کچھ اصلاح نہیں کی۔

عیسائیت کے اصول ناقابل عمل ہیں

اس وقت تک انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو تبدیل عیسائیت کے وقت کچھ ابتدائی روحانی اصول و ضوابط کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی چیزیں عقیدے کے مرکزی خد و خال ہیں، مگر اس کے برعکس عام رائج الوقت عیسائیت میں یہی روحانی اصول و ضوابط قطعی طور پر ضمنی چیزیں بن گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ محض مذہبی رسوم، جذباتی عقائد پر زور دیئے اور مذہبی مسائل تثلیث میں ذہنی موشگافیاں کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا ان حالات کو پیش نظر رکھ کر اگر ہم عیسائیت کی ناکامی پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا، کہ یہ انسانوں کے دلوں میں گھر کرنے اور زندۂ جاوید اصول و ضوابط کی صورت اختیار کرنے میں ناکام رہی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اب تک دنیا کی روزمرہ کی ضروریات اور زندہ مقاصد سے بے تعلق رہی ہے اور اسے زیادہ تر نظری حیثیت حاصل رہی ہے، یہ سچ ہے کہ اس کی نظری حیثیت بہت خوشنما ہے، مگر ناقابل عمل اور انسانوں کی پہنچ سے بالا ہے یہی وجہ ہے کہ آج سے کچھ دن پہلے پادری یہ شور مچا رہے تھے کہ عیسائیت عوام پر اپنا اثر کھو چکی ہے۔ اور یہ کہنا بے فائدہ ہے کہ پادریوں کا یہ عقیدہ کہ دنیا گناہوں سے بھری پڑی ہے، عوام میں روحانیت پیدا کرنے کی بے بنیاد خواہش کی تکمیل کیلئے مفید ثابت نہیں ہوا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ لوگ مذہب سے کٹ گئے ہیں اور مذہب کو ان کی زندگی میں کچھ زیادہ دخل نہیں رہا۔ اور اس کے نتیجہ کے طور پر صورت حال کا اور زیادہ خراب ہونا یقینی ہے۔

عیسائیت کو قطعی طور پر دنیا کا اعتماد حاصل نہیں

اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس صورت حال کو کسی بالکل مختلف چیز سے تعبیر کیجئے، یا یہ مان لیجئے کہ انسانی دماغ میں زوال کے آثار پیدا ہو چکے ہیں، اور اب انسان پرانی قسم کی دفتری عیسائیت کے دوبارہ خواہش مند نہیں ہو سکتے، بلکہ اب تو انہیں ایک لطیف ترین اور اعلیٰ عقیدہ کی ضرورت ہے مگر اس ضرورت کو بہت کم محسوس کیا جا رہا ہے، بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص موضوع زیر بحث پر بحث کرتے وقت دفتری قسم کی عیسائیت کو برا بھلا کہنا شروع کر دے۔ کیونکہ دفتری قسم کی عیسائیت پورے طور پر ناکام ہو چکی ہے اور نہ صرف دنیا کی حد سے زیادہ مصائب و آفات کو دور کرنے کے سلسلہ میں ہی ناکام نہیں رہی، بلکہ اس سے یہ بھی نہیں ہو سکا کہ انسان کو ترغیب دے سکے کہ وہ اپنی روزمرہ کی ضروریات میں اسکے معلوم شدہ اصول و ضوابط کے ساتھ اتحاد کرے۔ اور نہ ہی اس نے اپنے ماننے والوں کی کبھی اس قسم کی حوصلہ افزائی کی، کہ وہ یہ امید رکھ سکیں کہ آیا ان اصول و ضوابط کو عملی جامہ پہنانا انسانی بس کی چیز ہے یا نہیں اس کے برعکس اس کا نظریہ امن و سلامتی اور کمال دوسری دنیا کیلئے مخصوص ہے، اور یہ دنیا اس کے اظہار کے لئے موزوں مقام نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ چونکہ عیسائیت نے دنیا کے سامنے کوئی دلنشین تعلیم پیش نہیں کی، وہ ناکام رہی ہے اور اسے ناکام ہونا ہی چاہیئے اور نہ صرف یہ انسانی طبیعت سے کچھ بالا بالا چیز ہے، بلکہ اسے قطعی طور پر دنیا کا اعتماد بھی حاصل نہیں ہے کیونکہ اس نے عوام کی مرضی اور منشا کے خلاف ایک مخصوص جماعت کو پورے نظم و نسق کا اجارہ دار بنا دیا ہے اور یہ جماعت وہ ہے جس نے عوام کے ضمیر کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر پورے نظام پر قبضہ کر لیا ہے۔

پادریوں کی بادشاہت کیخلاف رد عمل

پادریوں نے جو بادشاہت قائم کر رکھی تھی، کچھ دنوں سے اس کے خلاف بہت قوی رد عمل ہو رہا ہے اس رد عمل نے آزادی فکر اور جوش کن اور قوی آزادی خیال کی صورت اختیار کر لی ہے گو یہ تحریک ہر اعتبار سے ان بے قاعدگیوں کو ختم کرتی معلوم ہوتی ہے، جو پادریوں کے تسلط کی وجہ سے دنیا میں رونما ہوئیں اور لوگوں کو روایات پارینہ کی اندھا دھند اطاعت سے نجات دلا رہی ہے۔

رد عمل کی تحریک اپنے مقاصد میں زیادہ کامیاب نہیں

مگر یہ اپنے ان مقاصد میں کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہوئی جو کہ پیش نظر بانیان تحریک نے اسے شروع کیا تھا، قطع نظر اس سے کہ زندگی کا مقصود و منتہا محض انکار نہیں ہے، وہ لوگ جنہوں نے مذہبی آزادی حاصل کرنے کیلئے عقلیت پر نظر رکھی، وہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں انسانوں کی جذباتی، معاشرتی اور اجتماعی ضروریات کے بہتر حل تجویز نہ کر سکے اور نہ ہی انہوں نے انسانی تسکین کا کوئی بندوبست ہی کیا ہے۔

موجودہ نسل کس چیز کی تلاش میں ہے؟

موجودہ دور کے انسانوں کی مذہب سے بے تعلقی سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدیم عیسائی مذہبی اصلاحات سے دور بھاگ رہے ہیں، بلکہ ایک ایسے مکمل اور تسکین بخش اصول حیات کی تلاش میں ہیں جو عقل کے مطابق ہونے کے علاوہ اپنے اندر اس بات کی صلاحیت بھی رکھتا ہو کہ وہ دلوں کی گہرائیوں میں اتر جائے اور اس طرح انسانوں کے مابین ایک محکم رشتہ مودت و اتحاد قائم ہو جائے۔

دنیا کی امیدیں اسلام سے وابستہ ہیں

یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے کہ اسلام نے چودہ سو سال ہوئے اس قسم کی مکمل اور حقیقی مودت و اخوت مہیا کر دی ہے، اور یہ اخوت اب بھی ہمارے سامنے ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے مذہب کو دنیائے انسانیت میں ایک قوی عنصر بنانے کی ضرورت ہے۔ اور صرف اسلام کے زندہ اصول ہی اسکے مستحق ہیں کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے۔ اسلام دنیا کے سچے مذہب کے متعلق لوگ جو محسوس کر رہے ہیں کہ صرف یہی شاہراہ کو زندگی کی تمام تر آسائشیں عطا کر سکتا ہے اور جو مذہب ایسا نہیں

(باقی بر صفحہ ۹)

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی افسوسناک غلط بیانیاں

دہلی کے جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے اخبار منادی مورخہ ۸ مئی ۱۹۳۹ء میں دو افسوسناک غلط بیانیاں کی ہیں۔ پہلی غلط بیانی مسٹر وار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" قادیان کے ہندی ترجمہ قرآن کے متعلق تھی کہ:-

"ایڈیٹر نور نے جو ہندی ترجمہ قرآن مجید شائع کیا ہے اسکو اگر میرے ہندی ترجمہ کے سامنے رکھکر دیکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ میری محنت سے کس قدر ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے ۔۔۔۔ اگر تقویٰ اور دیانتداری کے دعویدار لوگوں کا اس طرح تجربہ ہو جائے تو یہ سستا سودا ہے۔"

اس غلط بیانی سے ایڈیٹر صاحب "نور" کو بجا طور پر رنج پہنچا اور انہوں نے خواجہ صاحب کو نوٹس دیا کہ ثالث کے ذریعہ فیصلہ کریں ورنہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا۔ خواجہ صاحب نے معاملہ فہمی اور عقلمندی سے کام لیتے ہوئے دلی اظہار افسوس کیا اور اپنے اس بیان کو واپس لے لیا ان کا معذرت نامہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے ——— چونکہ یہ معاملہ طے ہو چکا ہے اس لئے اس تفصیل میں جانا ضروری نہیں کہ اس تحریر سے خواجہ صاحب کا کیا مقصد تھا۔ یہ بات بہت بڑی حد تک ظاہر بھی ہے

ایڈیٹر صاحب "نور" کے ہندی ترجمہ قرآن کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ صاحب نے ہماری انجمن پر بھی بلاوجہ "عنایت" فرمائی اور خواہ مخواہ بدعہدی اور خیانت کا الزام لگا دیا۔ ارشاد فرماتے ہیں

"ہندی ترجمہ کیساتھ عربی متن شائع کرنے میں میرا بہت خرچ ہوا تھا۔ پہلے میں نے احمدیہ انجمن لاہور کے انگریزی ترجمہ میں جو عربی بلاک شائع ہوئے تھے ان کی خریداری کا معاملہ کیا۔ لاہور والوں نے مجھ سے کہا کہ بلاک لندن میں ہیں۔ ہم دو ہزار روپے ان بلاکوں کے لینگے۔ میں نے یہ رقم منظور کر لی اور پانچسو روپے پیشگی دے دیئے۔ بلاک لندن سے آئے تو مجھے لاہور بلایا گیا۔ میں لاہور گیا تو دیکھا کہ ٹوٹا ہوا صندوق ہے اور بلاک بہت ابتر اور پراگندہ حالت میں ہیں۔ میں نے کہا مجھے مطبوعہ قرآن مجید سامنے رکھ کر ہر صفحہ کے بلاک تیار کرا دیجئے۔ جواب دیا گیا ہم اس کے ذمہ وار نہیں ہیں ۔۔۔۔ جو کچھ ہے آپکے سامنے ہیں ہم اور کوئی بات سننی نہیں چاہتے۔ میں نے کہا تو پھر میری پیشگی رقم واپس دے دیجئے میں معاملہ نہیں کرتا کہا گیا وہ رقم واپس نہیں مل سکتی۔"

خواجہ صاحب کا یہ بیان صحیح نہیں ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ انکی یاد غلطی کرتی ہے یا انہوں نے جان بوجھ کر غلط بیانی و مبالغہ سے کام لیا ہے۔ انہوں نے بلاکوں کا سودا کیا۔ انجمن نے معقول رقم خرچ کر محض ان کی خاطر بلاک ولایت سے منگائے۔ خواجہ صاحب لاہور تشریف لائے۔ اس کے بعد انہیں خیال آیا کہ انگریزی ترجمہ قرآن کے بلاک ہندی ترجمہ کیساتھ برابر نہیں آ سکتے کیونکہ ہندی اور انگریزی زبان کے ٹائپ میں بہت فرق ہے۔ اس پر انہوں نے طرح طرح کی خلاف معاہدہ شرطیں پیش کرنا شروع کر دیں۔ خواجہ صاحب تاجر آدمی ہیں عرصہ سے کتابوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ طباعت کے کام سے اچھی طرح واقف ہیں۔ انہیں یہ بات پہلے سوچنی چاہیئے تھی کہ انگریزی ترجمہ کے بلاک ہندی ترجمہ میں کام دے سکتے ہیں یا نہیں۔ پہلے انہوں نے بلاک خریدے اور خریدنے کے بعد انہیں لینے اور رقم ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ خواجہ صاحب نے معاہدہ کی صریح خلاف ورزی کی تھی۔ انجمن کی قانونی پوزیشن نہایت مضبوط تھی۔ لیکن اس کے باوجود اس نے درگذر سے کام لیا۔ صرف خواجہ صاحب کی پیشگی رقم (جو بلاکوں کے کرایہ پر صرف ہو چکی تھی) پر اکتفا کر کے باقی ڈیڑھ ہزار روپے کے متعلق قانونی چارہ جوئی نہ کی۔

خواجہ صاحب کی یاد عجیب ہے وہ بلاکوں کے اس معاملے کی تفصیلات بھول گئے اور اس کے ساتھ یہ بھی بھول گئے کہ جب ان کا یہ ہندی ترجمہ تیار ہوا تھا تو ان کی درخواست پر ہمارے [illegible] نے دہلی جا کر اور کئی مہینے صرف کر کے بلا معاوضہ مسودہ کی [illegible] نظر ثانی کی حالانکہ دوسرے آدمی خواجہ صاحب کے قول کے مطابق اس ترجمہ کے کام کا معقول معاوضہ لیتے رہے ——— ہمارے مبلغین کی اعلیٰ قابلیت اور بے غرضی کا [illegible] ان کے روزنامچہ کے صفحات میں اب تک موجود ہے۔ خواجہ صاحب نے اپنی اس تحریر کے ذریعہ انجمن کی دیانت پر افسوسناک حملہ اور اس کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی [illegible] کی ہے ان کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ ان کی ایسی [illegible] کو اگر قانون کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو کیا نتیجہ نکلے گا۔

دنیا میں ایسے بہت سے جائز و شریفانہ ذرائع موجود ہیں جو خواجہ صاحب اپنے ہندی ترجمہ کی شہرت و فروخت کے لئے بآسانی اختیار کر سکتے ہیں۔ وہ والیان ریاست اور امراء سے اپنے اس کارنامہ کی "داد" بھی بڑے شوق سے وصول کریں لیکن اس مقصد کے لئے انہیں دوسروں کے خلاف غلط بیانی نہیں کرنی چاہیئے۔

گذشتہ دنوں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے خواجہ صاحب موصوف کے چند خاص اچھوتے [illegible] خیالات کے متعلق جو مدلل اور مسکت مضامین لکھے [illegible] ہے کہ ان سے بھی خواجہ صاحب کو بہت تکلیف پہنچی ہے [illegible] تھی کہ وہ معقولیت کیساتھ ڈاکٹر صاحب ممدوح کے مضامین کا جواب دیتے لیکن اس کی بجائے انہوں نے اپنی اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے تمسخر کا طریق اختیار کیا اور اپنے خاص [illegible] انداز میں پھبتیاں اڑانے لگے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"ڈاکٹر بشارت احمد صاحب میرے خلاف مضامین لکھا کرتے ہیں اور جو اس قدر طلسماتی ہوتے ہیں کہ بغیر سر کے بولتے ہیں اور بغیر پاؤں کے چلتے ہیں اور بغیر دل کے دھڑکتے ہیں اور بغیر ناک کے سانس لیتے ہیں اور جن کا مطلب سمجھنے کے لئے مولانا الیاس برنی مصنف کتاب "قادیانی مذہب" حیدرآباد دکن کا دماغ درکار ہے"

خواجہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے مضامین کو طلسماتی [illegible] کر لیا ——— بے شک جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ ہم خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ان مضامین کی سحر آفرینی کا سبب یہ ہے کہ ان میں [illegible] معقولیت ہوتی ہے۔ ان مضامین کا سر پاؤں دل [illegible] ذرہ سب کچھ موجود ہے۔ مگر جو شخص چشم بصیرت سے محروم ہو اسے یہ چیزیں کس طرح نظر آئیں۔ ان مضامین کا مطلب سمجھنے کے لئے اگر مولانا الیاس برنی کا دماغ خواجہ صاحب ضروری سمجھتے ہیں تو بڑے شوق سے اسے مستعار لے لیں۔ باقی رہیں ان کی پھبتیاں ان کا جواب ایڈیٹر اخبار "منادی" یا سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار "ریاست" ہی دے سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب کو اس بارہ میں اپنے انہی قدیم دوستوں اور رازداروں سے رجوع کرنا چاہیئے ہمیں اس کام کا سلیقہ قطعاً نہیں البتہ معقولیت کے ساتھ گفتگو کے لئے حاضر ہیں۔

شذرات

تہذیب نو کی ہلاکت آفرینیاں

گذشتہ جنگ عظیم تہذیب مغرب کا ایک ہولناک خونیں کارنامہ تھی جس نے انسانوں کو بے دریغ ہلاک کرنے کے علاوہ انسانیت کو بھی نیم مردہ کر دیا۔ اب مغربی ممالک اس سے بھی بہت زیادہ خوفناک، انسانیت سوز اور ہلاکت آفریں جنگ لڑنے کی مجنونانہ تیاریوں میں مصروف ہیں۔ ان تیاریوں کی بعض تفصیلات سے تو عوام واقف ہیں۔ آتشبار توپوں خطرناک بموں، زہریلی گیسوں اور شعاعوں کی کیفیت اخبارات و رسائل سے لوگوں کو معلوم ہوتی رہتی ہے۔ یہ ہیں وہ چیزیں جو مہذب یورپ کے مہذب ماہرین فن اور سائنس دانوں نے انسانوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں موت کی نیند سلانے کے لئے ایجاد کی ہیں اور یورپ کی حکومتیں جو ایشیائی اور افریقی ممالک پر تہذیب سکھانے کے بہانے قبضہ کرنے کی عادی ہو چکی ہیں۔ ان آلات ہلاکت و تباہی پر بے دریغ روپیہ صرف کر رہی ہیں۔ لیکن یاد رہے ان سے بھی بہت زیادہ مہلک آلات تیار ہو چکے ہیں جن کی تفصیلات مختلف حکومتوں نے محکمہ ہائے جنگ اور ماہرین ہی کو معلوم ہیں۔ یہ راز تاحال پبلک کو نہیں بتائے گئے۔ ہر ایک حکومت ان رازوں کی حفاظت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرتی ہے۔ ——— آجکل یورپ کے مدبروں اور سیاستدانوں کی زبانوں پر صلح و امن کا وعظ ہے۔ جرمنی اور اٹلی کے ڈکٹیٹر ہوں یا برطانیہ اور فرانس کے وزرائے اعظم سب امن و صلح پکار رہے ہیں۔ لیکن ان کی حکومتوں کے خزانے سامان جنگ کی وسیع تیاری پر بے دردی سے لٹ رہے ہیں اور ان کے سائنس دان مہلک سے مہلک سامان حرب و ضرب تیار کرنے پر مصروف ہیں۔ یہ سب کچھ تہذیب، امن اور وطن کے نام پر ہو رہا ہے۔

حکومت برطانیہ کی جنگی تیاریاں

برطانیہ بھی دیگر مغربی حکومتوں کی طرح اسی کام میں مصروف ہے۔ اس سلسلہ میں لندن کی ایک دلچسپ اور سبق آموز خبر ملاحظہ فرمائیں:-

"لندن ۹ رجون۔ جنرل گلوبن نے برطانیہ کے جدید ترین ٹینکوں کا معائنہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان ٹینکوں میں ایک ٹینک ایسا بھی تھا۔ جسے بہت خفیہ رکھا جاتا ہے اور صرف رات کے وقت باہر نکالا جاتا ہے۔ آپ نے ایک فوجی مظاہرے کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ متذکرہ صدر ٹینک عجیب و غریب ہے۔ اور سامان حرب میں ایک نہایت خوفناک چیز ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ برطانیہ کے پاس اور بھی بہت چیزیں ہیں۔ جو صرف جنگ کے وقت ہی منصہ شہود پر آئیں گی اور جنگ کے دوران میں حد درجہ تباہ کن ثابت ہوں گی۔ یہ یاد رہے کہ گذشتہ جنگ عظیم کے دوران میں جرمنی نے ایسے اسلحہ اور آلات ظاہر کئے تھے جو جنگ سے دس سال پہلے تیار ہو چکے تھے۔ مگر انہیں صرف جنگ کے دوران میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ اور فرانس، اطالیہ اور جرمنی میں یکساں طور پر ایسے آلات اور توپیں اور بندوقیں تیار کرنے کی خفیہ خفیہ کوششیں ہو رہی ہیں جو حد درجہ خطرناک ہوں۔ چنانچہ یہ چاروں طاقتیں غیر معمولی طور پر اس سلسلے میں کامیاب ہیں۔ جنگ عظیم کے بعد سے اب تک ایسی ایسی چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں۔ جو مدت قلیل میں دنیا کی تمام آبادی کیلئے ہلاکت کا باعث ہو سکتی ہیں"

یورپ کو اپنے علم و فضل اور اپنے فنون و ایجادات پر بہت ناز ہے نہ صرف ناز بلکہ غرور۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی اقوام مشرقی کو جاہل و حقیر سمجھتی ہیں۔ کاش انہیں اپنے مندرجہ بالا کارناموں کے نتائج کا بھی کچھ احساس ہوتا اور وہ انسان ہو کر خون آشام بھیڑیوں کے مسلک پر چلنے سے باز آئیں۔ کیا وہ تہذیب جس کے اثرات اولاد آدم کے لئے اس قدر تکلیف دہ اور منحوس ہوں زندہ رہنے اور ترقی کرنے کے قابل ہے؟ یہ بالکل سچ ہے کہ یورپ کی موجودہ تہذیب دنیا کے لئے سب سے بڑی لعنت ہے۔ وہ دن بڑا ہی مبارک ہوگا جبکہ دنیا اس تہذیب سے نجات حاصل کرے گی۔

بدنصیب فلسطین

فلسطین میں کافی عرصے سے اضطراب، ہنگاموں، تشدد اور دہشت انگیزی کا دور دورہ ہے۔ حکومت برطانیہ نے کئی تدبیریں سوچیں کئی حل تجویز کئے لیکن ان میں کوئی بھی کارگر کامیاب نہ ہوا۔ گذشتہ دنوں اس نے فلسطین کے متعلق جو قرطاس ابیض شائع کیا۔ اس نے حالات کو بد سے بدتر بنا دیا۔ عربوں کے علاوہ اب یہودی بھی تشدد پر اتر آئے ہیں۔ عربوں کی مصائب میں اضافہ ہو گیا ہے۔ بم اور پستول پٹاخوں کی طرح چل رہے ہیں۔ گورے فوج اور یہودیوں کے ساتھ عربوں کے تصادم روز و شب ہوتے رہتے ہیں۔ سارا ملک آفت کدہ بنا ہوا ہے جس میں کسی قوم کے لئے بھی امن و اطمینان موجود نہیں ہے ——— ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ موجودہ درد ناک حالات کی تمام تر ذمہ داری حکومت برطانیہ پر ہے۔ برطانی سیاست دانوں نے گذشتہ دس پندرہ سال میں مختلف مواقع پر اپنی نااہلیت اور بے تدبیری کا بارہا مظاہرہ کیا۔ لیکن فلسطین کے بارہ میں ان سے جو پے در پے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہ بہت ہی افسوسناک و سنگین ہیں۔ فلسطین کا مسئلہ نہ صرف برطانی سیاست کی ناکامی کا زبردست ثبوت ہے بلکہ یہ برطانی حکومت اور انگریز قوم کی ساکھ اور دیانت پر بھی سیاہ دھبہ کا درجہ رکھتا ہے۔ حکومت برطانیہ زبردست اخلاقی قوت کے بغیر اس کے حل کرنے میں قطعاً کامیاب نہیں ہو سکتی ہے عربوں کے مطالبات بالکل جائز اور مبنی بر انصاف ہیں۔ فلسطین کو یہود کا وطن بنانے کے حق میں کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ دنیا میں اور خود برطانیہ کے پاس بے شمار ایسے وسیع قطعات موجود ہیں جہاں یہود کو آسانی کیساتھ آباد کیا جا سکتا ہے۔ پھر خدا جانے وہ فلسطین پر یہود کی آفت نازل کرنے پر کیوں مصر ہے۔ ضرورت ہے کہ برطانیہ عربوں کے مطالبات ایک ذمہ دار سلطنت اور ایک دیانتدار قوم کی طرح فوراً منظور کرے۔ اور فلسطین میں یہودیوں کی آمد بالکل روک دی جائے اس کے بغیر امن ناممکن ہے

زنانہ اسلامیہ کالج لاہور

انجمن حمایت اسلام لاہور کے زنانہ اسلامیہ کالج کے متعلق کسی گذشتہ اشاعت میں ایک طویل شذرہ لکھا جا چکا ہے جس میں ہم نے مسلمانوں کے تمام حلقوں سے درخواست کی تھی کہ وہ اس کالج کی مالی و اخلاقی امداد کریں۔ اپنی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم کیلئے اس میں بھیجیں اور دوسرے سرکاری و غیر سرکاری کالجوں پر اس کو ترجیح دیں۔ اس کے بعد کالج کے آنریری سیکرٹری صاحب کی طرف سے ایک قابل قدر بیان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے دو اہم اعلان کئے ہیں۔ اول یہ کہ الف۔ اے اور بی۔ اے کی فیس ۸۔ اور ۱۰ روپے کی بجائے ۶۔ اور ۸ روپے کر دی ہے تاکہ مسلمانوں کے ہر طبقہ اور جماعت کی لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں اور فیس کی زیادتی کی وجہ سے اس نعمت سے محروم نہ رہیں۔ دوسرا نہایت اہم اعلان انہوں نے یہ کیا ہے کہ کالج سے ملحق ہوسٹل میں اس کالج کی طالبات کے علاوہ وہ طالبات بھی شریک ہو سکتی ہیں جو دوسرے مقامی کالجوں میں تعلیم پا رہی ہیں ہمارے خیال میں یہ اقدام نہایت مفید اور مستحسن ہے۔ دیگر کالجوں کے ہوسٹلوں کی فضا اسلامی نقطہ خیال سے قابل اطمینان نہیں ہے وہ طالبات جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے دوسرے کالجوں میں داخل ہیں یا داخل ہوں گی۔ وہ اس اسلامی کالج کے ہوسٹل سے پورا فائدہ اٹھا سکتی ہیں اور انہیں اوقات تعلیم کے سوا اسلامی فضا میں رہنے کا موقع میسر آ سکتا ہے۔ اس اعلان میں بتایا گیا ہے کہ:-

"اس ہوسٹل کی سب سے زیادہ قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ دیگر ہوسٹلوں کے اخراجات کے مقابلے میں اس کے اخراجات کم ہونگے علاوہ ازیں ہوسٹل میں پردہ کا نہایت عمدہ انتظام ہے ...... ہوسٹل میں نگرانی کیلئے وارڈن مقرر کی گئی ہے۔ اگر دیگر مذاہب کی طالبات بھی اس ہوسٹل میں داخل ہونا چاہیں تو ان کیلئے بھی انتظام کیا جا سکیگا بشرطیکہ وہ اس ہوسٹل کے قواعد کی پابندی منظور کریں۔ اور سب سے زیادہ پابندی مکمل پردے کی ہے ...... دیگر ہوسٹلوں میں آزادی کی ایسی فضا ہے جو ہندوستان کی نسوانی دنیا کے لئے کسی صورت میں بھی موزوں نہیں ہے۔ ہندوستانی لڑکیوں کو ایسی فضا سے بچانے کے لئے یہ رعایت رکھی گئی ہے"

ان انتظامات کے لئے انجمن حمایت اسلام اور کالج کے آنریری سیکرٹری صاحب مستحق مبارکباد ہیں۔ دعا ہے کہ ان کے یہ انتظامات خاطر خواہ کامیاب و مقبول ہوں۔

انسانی بے بسی کا ایک نظارہ

اخبار بین حضرات اس خبر سے واقف ہوں گے کہ گذشتہ ہفتہ برکن ہیڈ کے قریب "تھیٹس" نامی ایک برطانی آبدوز کشتی غرق ہو گئی ۱۰۳ آدمی اس میں سوار تھے جن میں سے صرف ۴ بچے باقی ۹۹ غرق ہو گئے غرق ہونے والوں کو بچانے کی انتہائی کوششیں کی گئیں جن میں کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ اس حادثہ پر برطانیہ عظمیٰ کے طول و عرض میں صف ماتم بچھ گئی۔ اخبارات نے دردناک مقالے لکھے تعزیتی جلسے منعقد ہوئے پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے درد بھرا بیان دیا۔ محکمہ بحر نے نصیحت پاس و حسرت اپنی کوششوں کی ناکامی کا اعلان کیا۔ ملک معظم آجکل افریقہ کے دورہ میں مصروف ہیں۔ انہوں نے وہاں سے بذریعہ تار اظہار افسوس و ہمدردی کیا۔ لندن کے میئر نے ڈوب مرنے والوں کے پسماندگان کی امداد کیلئے فنڈ کھولا جس میں شاہی خاندان، ملک کے امراء و عوام سب حصے لے رہے ہیں۔

یہ حادثہ انسان کی بے بسی کا ایک سبق آموز نظارہ ہے۔ بیشک دنیا سائنس میں بہت ترقی کر گیا ہے۔ اس نے حفاظت کے بڑے بڑے سامان کر لئے ہیں۔ ان پر وہ نازاں اور بعض وقت مغرور بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن قدرت کی بے پناہ طاقتوں کے سامنے اس کی بے بسی کی کیفیت آج بھی وہی ہے جو سینکڑوں صدیاں پہلے تھی۔ اس کے کرہ ہیبت جہاز ڈوب سکتے

(باقی صفحہ پر)

حضرت مجدّدِ وقت کی صدائے روحانی ترین دلیل

دلوں میں خدا اور رسول کی محبت اور دین کیلئے غیرت پیدا کرو

خطبہ جمعہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب

وواعدنا موسٰی ثلثین لیلۃ واتممنٰھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ وقال موسٰی لاخیہ ھٰرون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین۔

ترجمہ:- اور ہم نے موسٰی سے تیس ۳۰ رات کا وعدہ کیا اور ان کا اتمام دس (راتوں) کے ساتھ کیا۔ پس اس کے رب کا مقرر کردہ وقت چالیس رات پورا ہو گیا اور موسٰی نے اپنے بھائی ہارون سے کہا میری قوم میں میری جگہ رہنا اور اصلاح کرنا اور فساد کرنے والوں کی پیروی نہ کرنا۔

انبیا اور مامورین کے لئے چلّہ کشی ضروری ہے

قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسٰی قرار دیا گیا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسٰیؑ کے ایک چلّہ کا ذکر کیا ہے۔ حضرت موسٰیؑ ایک عظیم الشان پیغمبر ہیں۔ ان کی عظمت اس لئے بھی ہے کہ ان کا کام بہت مشکل تھا۔ اور جیسا بڑا کسی کا مقام ہوتا ہے اتنی ہی زیادہ جدوجہد اس کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کام کیلئے جدوجہد کرنا اس کے راستے میں مصیبت برداشت کرنا ایک ایسا مرحلہ ہے جس کے لئے چلّہ کشی نہایت ضروری ہے۔ یہ چیز چلّہ کشی کے بغیر بالکل حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی عمر چلّہ کشی میں گزری۔ اس لئے کہ ان کا کام تمام انبیاء سے زیادہ مشکل تھا۔

انبیاؑ اور ملکی لیڈروں میں فرق

اور دراصل انبیاؑ کا کام اور ملکی اور ہنگامی تحریکوں کے لیڈروں سے بہت زیادہ مشکل اور ان سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ کیونکہ ان تحریکوں کا بیج لوگوں کے دلوں میں پہلے سے موجود ہوتا ہے وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے حقوق حکومت نے غصب کر رکھے ہیں۔ ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ ہمارے اوپر ظلم ہو رہا ہے۔ اس احساس نے لوگوں کو پہلے ہی جدوجہد کیلئے تیار کر رکھا ہوتا ہے ——— لیکن انبیاؑ کا کام اس سے بہت مشکل اور علیحدہ نوعیت کا ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ہنگامی تحریکات کے فرزند نہیں ہوتے بلکہ ان کا مقصد لوگوں کو بیاد رنباہ کن رسومات و عادات اور خلاف مد افعال سے علیحدہ کرنا ہوتا ہے۔ ان کو شرک اور بدکرداری سے بچانا ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ان کے دلوں اور دماغوں میں خوب اچھی طرح رچی ہوئی ہوتی ہیں اور لوگ ان کو چھوڑنے کیلئے بالکل تیار نہیں ہوتے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی چلّہ کشی

ذرا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چلّہ کشی پر غور کیجئے حضور ۲۵ سال کے خوبصورت نوجوان تھے جبکہ حضرت خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہوئی ——— آپ بہت زبردست نوجوان تھے۔ بڑی قوت اور شجاعت کے مالک تھے۔ ایسی قوم میں پیدا ہوئے کہ قوت و شجاعت اور مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی صفات جس کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی تھیں۔ پھر ایک امیر کبیر عورت سے شادی ہوئی ہے۔ تمام مصیبتیں کٹ جاتی ہیں۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ کے ملازم کی حیثیت سے بھی کام کیا تھا اور یہ ملازمت آپ کو محض غربت کی وجہ سے کرنی پڑی تھی۔ آپ کے چچا ابو طالب بہت غریب آدمی تھے۔ دولت

چچا بھتیجا اکثر اسی کی اصلاح کیا کرتے تھے کہ غربت کس طرح دور ہو سکتی ہے

حضرت خدیجہؓ کی تین خوبیاں

ان حالات میں ایک ایسی خاتون سے حضورؐ کی شادی ہوتی ہے جس میں تین خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اوّل آ کہ یہ خاتون صاحب مال ہیں بہت بڑی دولت اس کے پاس ہے۔ دوسرے اس کے اخلاق بہت اعلیٰ اور بلند ہیں اور ایک پاکیزہ دل اور روح کی یہ مالک ہیں تیسرے جس طرح یہ خاتون اخلاق حسنہ اور صفات محمودہ کی مالک تھی۔ اسی طرح ظاہری حسن بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا رکھتی تھیں۔ ان کی ایک نوجوان کیا ملک خوش خلق سے شادی ہوتی ہے اور شادی کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا شغل ہے؟ اکثر چلّہ کشی کے لئے غار حرا میں تشریف لیجاتے ہیں۔ لیکن حضرت خدیجہؓ بھی کس قدر بلند پایہ خاتون ہیں کہ اپنے ہاتھ سے کھانا باندھ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصت کرتی ہیں ——— یہ خاتون بھی بہت بلند پایہ ہے اور یہ نوجوان بھی بے نظیر ہے نہ کوئی جوان اپنی جوانی میں ایسا ہوا ہوگا۔ اور نہ ہی کسی عورت نے ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلعم کا بلند منصب اور عظیم الشان فرض

۲۵ سال کی عمر میں جو یہ چلّہ کشی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو چالیس سال کی عمر میں پیغمبری ملتی ہے۔ آپؐ کو اس منصب کا کوئی خیال اور وہم تک نہیں۔ بہت بڑی ذمہ داری کا کام سپرد ہوتا ہے۔ ایک ایسے ملک کی اصلاح کا حکم ہوتا ہے جو کہ شرک و جہالت، جوا، شراب، زنا اور ڈکیتی اور دوسری قسم قسم کی معصیتوں اور برائیوں میں مبتلا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حکم ہو یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القراٰن ترتیلا۔ اے اوڑھنے والے رات کو قیام کر سوائے تھوڑے حصہ کے (یعنی) اس کا آدھا یا اس سے کچھ کم کر لے یا اس پر بڑھا لے اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔ لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو اٹھ کر اس قدر عبادت کرتے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے ——— تکلف سے کون ایسا کر سکتا ہے اور کون اس قدر عبادت کے لئے کھڑا رہ سکتا ہے۔ یہ چیز اسی سے ممکن ہے جس کے دل میں یقین کے طور پر یہ بات موجود ہو کہ خدا ایسا کرنے کے لئے کہتا ہے اور اسی طرح تزکیہ نفس، تقویٰ، ہمت اور استقلال پیدا ہوگا۔ یہ چیزیں اس کام کی تکمیل کے لئے ضروری ... ہیں جو کہ خدا کی طرف سے اس کے سپرد ہوا ہے۔

انبیاء اور مامورین کا مشکل کام

خدا کے نبیوں اور مامورین کو اعلیٰ درجے کے اخلاق و صفات

ہوتے ہیں اور وہ کام کرنا ہوتا ہے جس کے [illegible]

یہی وہ عظیم الشان فرق ہے جو کہ انبیاء اور [illegible]

تحریکات کے لیڈروں کا کام بہت آسان ہے۔ [illegible]

ایک نامی آواز دیتا ہے۔ ہزاروں آدمی اس کے پیچھے لگ [illegible]

کوئی اس کے اخلاق کی تحقیق نہیں کرتا۔ وجہ یہ ہے کہ [illegible]

جلے ہوئے ہوتے ہیں۔ حالات کی مجبوری اور یکسانی کی [illegible]

مل بیٹھتے ہیں لیکن انبیا اور مامورین چاہتے ہیں کہ لوگوں کے [illegible]

اخلاقوں میں تبدیلی کی جائے۔ یہ کام بہت ہی مشکل ہے [illegible]

نہیں سمجھتے نہیں مانتے۔ محلے والے نہیں مانتے۔ [illegible]

ہے اسے سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔

قرآن کریم تمام مشکلات کا حل ہے

انہی مشکلات پر غالب آنے کے لئے مامور [illegible]

ترجمہ کرتے عبادت اور روزہ کا شغف ان کا معمول ہو جاتا ہے۔ [illegible]

دیکھتے ہیں جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ حضرت نبی کریم [illegible]

علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے قم اللیل رات کو اٹھو اور [illegible]

تمام مشکلات پر غالب آنے کا علاج رکھتا ہے اس میں [illegible]

شفا ہے۔ اسے پڑھنے سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے جو کہ [illegible]

کے لئے بیحد ضروری ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا کمال

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کس قدر کمال [illegible]

ہو گئے لیکن پھر بھی تہجد کے لئے اٹھتے رہے۔ حضرت عائشہ [illegible]

ہے لما دخل العشر شدّ میزرہ واحیٰ لیلہ وایقظ اھلہ

کہ جب رمضان کی آخری دس راتیں شروع ہوتیں تو حضرت نبی کریم [illegible]

علیہ وسلم اپنا لنگوٹ کس لیتے اور راتوں کو عبادت سے زندہ کرتے [illegible]

اپنے اہل کو جگا کر ساتھ کر لیتے۔ خوب یاد رکھئے کہ رات [illegible]

والی چیز ہے۔ جب گھر میں رونق ہو تب آدمی [illegible]

عبادت الٰہی میں مصروف ہوں تو رات نے تو خود بخود زندہ [illegible]

وہ شخص جو ساری عمر تہجد پڑھتا ہے اور راتوں کو عبادت [illegible]

باوجود جب رمضان کی آخری دس راتیں آتی ہیں تو رات [illegible]

نہ صرف خود بلکہ اپنی بیویوں کو بھی نہیں سونے دیتا۔ لکھا ہے [illegible]

کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان راتوں میں اپنی بیویوں کو بھی جگا [illegible]

الٰہی میں شریک رکھتے تھے ——— یہ مرد اور عورتیں مل کر [illegible]

تعلق پیدا کرتے ہیں۔ پھر قوم کی اصلاح کے لئے کھڑے ہو [illegible]

ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیتے ہیں ——— [illegible]

کی ساری تاریخ میں بے نظیر ہے۔

نماز روزہ و دیگر عبادات کا مقصد تزکیہ [illegible]

نماز اور روزہ اور دیگر عبادات کا مقصد تزکیہ [illegible]

سے بھی تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن [illegible]

کیونکہ یہ تمام قسم کی بے حیائیوں اور بری باتوں سے روکتی ہے [illegible]

شخص نمازیں پڑھنے کے باوجود بے حیائی کے کاموں [illegible]

سے نہیں رکتا تو سمجھو کہ اس کی نمازیں بے فائدہ اور بے [illegible]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ہیں تو اس روزے سے بھی [illegible]

تزکیہ نفس ہی ہے۔ آپ فرماتے من لم یدع قول الزور [illegible]

بہ فلیس للّٰہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ

کہ صرف پیٹ ہی [illegible]

کان، زبان وغیرہ ہر ایک عضو کا روزہ رکھو۔ آنکھ [illegible]

بدنظری اور دوسرے برے افعال سے بچاؤ۔ جو شخص [illegible]

برا نا۔ بدنظری اور دوسرے برے کام کرتا ہے [illegible]

یہاں البتہ دانہ ہے اور رضا کو انسانوں سے محبت پیار سے رہنے کی کوئی حاجت اور کوئی پروا نہیں ہے۔

غرضیکہ نماز بھی ایک علاج اور ذریعہ ہے تزکیہ نفس کا۔ اور روزہ بھی ایک علاج اور ذریعہ ہے تزکیہ نفس کا

حضرت نبی کریم صلعم کی بعض دعائیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن رات دعاؤں اور استغفار میں لگے رہتے۔ احادیث میں آپ کی بہت سی دعائیں مذکور ہیں۔ ہم ہر روز یہاں درس حدیث میں پڑھتے ہیں۱؎ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس شخص کے دل میں کیا ولولہ اور عشق ہے۔ آپ تو سب سے زیادہ پاک اور مقدس انسان ہیں۔ خدا کے محبوب ہیں انبیاء کے سردار ہیں۔ اس کے باوجود شب و روز دعا اور استغفار میں مصروف ہیں۔ اللھم اغسل خطایای بماء الثلج والبرد ونق قلبی کما ینقی الثوب الابیض من الدنس۔ اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی کے ساتھ دھو ڈال اور میرے دل کو ایسا صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے

اللھم طھر قلبی من النفاق وعملی من الریاء ولسانی من الکذب وعینی من الخیانۃ فانک تعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور۔ اے اللہ میرے دل کو نفاق سے پاک کر دے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو گناہ سے۔ کیونکہ تو آنکھوں کی خیانت اور جو کچھ دلوں میں ہے جانتا ہے

اللھم اعوذ بک من منکرات الاخلاق والاعمال والاھواء۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ناپسندیدہ اخلاق برے اعمال اور بری خواہشات سے۔

اللھم اعوذ بک من شر سمعی ومن شر بصری ومن شر لسانی ومن شر قلبی ومن شر منیی۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اپنے کان کے شر سے۔ اپنی آنکھ کے شر سے۔ اپنی زبان کے شر سے۔ اپنے دل کے شر سے اور اپنی خواہشات کے شر سے۔

محمد رسول اللہ صلعم سب سے زیادہ کامیاب نبی ہیں

ان دعاؤں میں دن رات لگے رہتے اور تزکیہ نفس کی انتہائی کوشش کا نتیجہ کیا ہوا؟ عورتیں اولیاء ہو گئیں مرد اولیاء ہو گئے۔ ان مردوں اور عورتوں کی تاریخ کا دنیا نے بڑی باریک نگاہ سے مطالعہ کیا ہے اور ہر زمانہ میں اور ہر مقام پر مطالعہ کیا ہے اور ہمیشہ انہیں دنیا کی خواہشات سے پاک پایا ہے۔ اگر کوئی مخلوق خدا کی اصلاح و بہتری کا کام کرنا چاہے تو اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ تزکیہ نفس کرے اور خدا کے ساتھ تعلق رکھے۔ اور خدا کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے نمازوں سے اور نفلوں سے اور روزوں سے۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق خدا کی بہتری کا جو طریق اختیار کیا وہ کامیاب ہوا اور آپ تمام انبیاء میں سب سے زیادہ کامیاب نبی ہیں۔

صحابہؓ اور صحابیاتؓ کا بلند مقام

حضرت عیسیٰؑ کی زندگی میں ان کے شاگرد کوئی بلندی اور اعلیٰ اخلاق حاصل نہ کر سکے اور انہوں نے کوئی اچھا نمونہ دنیا کے سامنے پیش نہ کیا۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور صحابیاتؓ ــــ مرد اور عورتیں آپ کی زندگی میں ہی بہت بلند مقام پر پہنچ گئیں۔ سب سے زیادہ مشکل مقام حکومت کا ہوتا ہے۔ لیکن اس مشکل مقام پر بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد نہایت

۱؎ حضرت مولانا صدر الدین صاحب ہر روز بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگز میں قرآن کریم اور حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ صرف جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے۔ مقامی احباب کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

کامیاب رہے۔ انہوں نے اعلیٰ درجہ کے اخلاق دکھائے حتیٰ کہ اس بارہ میں عصر حاضر کا بھی بڑے سے بڑا آدمی اچھی حکومت اور بااخلاق حکمرانوں کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی مثال دینے پر مجبور ہے۔ تخت حکومت پر بیٹھ کر اور تاج حکومت سر پر رکھ کر ان لوگوں کو اپنے نفس پر قابو رہا ــــ یہ بڑا مشکل مقام ہے۔ اس کٹھن وادی میں بڑے بڑوں کے قدم پھسل جاتے ہیں۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد اور غلام کامیاب اور ثابت قدم رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا استاد بڑا انسان تھا۔ اسے اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نفس حاصل تھا۔ اس میں یہ قابلیت اور طاقت تھی کہ خاک کو چھو کر سونا بنا دے

مجدد وقت کی صداقت کی روشن دلیل

ہم نے بھی اس زمانہ میں ایک امام کو دیکھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ہی بلند ہے۔ لیکن اگر کسی میں آپ کی خوبو بھی نہ ہو تو کامیابی کا منہ ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ اگر ایک مجدد صرف مسائل سنا دیتا اور مناظرے کرتا اور بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھ دیتا تو کچھ بھی نہ تھا۔ اگر وہ اپنے پاس بیٹھنے والوں میں خدا اور رسولؐ کی محبت اور دین کی غیرت پیدا نہ کر دیتا۔ حضرت مرزا صاحب کا سب سے بڑا کمال اور سب سے بڑا کارنامہ اور آپ کی صداقت کی سب سے بڑی روشن دلیل یہی ہے کہ آپ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں میں خدا اور رسول کی محبت اور دین کی غیرت پیدا کر دی

حضرت مرزا صاحب کا عشق قرآن اور تزکیہ نفس

جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چلہ کشی سے اور نمازوں اور روزوں اور تہجد اور تلاوت قرآن کے ذریعہ تزکیہ نفس حاصل کیا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے کیا۔ سیالکوٹ میں آپ ملازم تھے۔ لیکن آپ کے ساتھی اور محلہ کے لوگ جانتے ہیں کہ آپ دن رات نمازوں اور تلاوت قرآن کریم میں مصروف رہتے۔ کچہری سے آنے کے بعد آپ کا یہی شغل تھا۔ لوگ کہتے کہ عجیب شخص ہے جب دیکھو دروازہ بند ہے اور قرآن پڑھنے میں مصروف ہے۔ یہ کوئی شخص تکلف سے ہرگز نہیں کر سکتا۔ ایک دن کرے گا دو دن کرے گا۔ آپ کے پاس ایک حمائل شریف تھی جسے آپ نے بے شمار مرتبہ پڑھا اور اس پر بہت سے زیادہ مقامات پر نشانات لگے ہوئے تھے۔ جہاں کوئی حکم آتا آپ نشان لگا لیتے تاکہ دیکھ سکیں کہ اس حکم پر کہاں تک آپ عمل کرتے ہیں ــــ قرآن کریم کے ایک ایک حکم پر غور و فکر کیا۔ ایک ایک بات اور دلیل پر تدبر کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ جب کبھی کوئی مضمون یا کتاب لکھتے تو سارا قرآن پڑھتے۔ راتیں آپ تہجد میں گزارتے ہیں۔ مہینوں روزے رکھتے ہیں۔ کیا ایک نفس پرست انسان ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کی لو خدا سے لگی ہوئی ہو۔ ایک بدبخت دنیادار ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ دنیادار لوگ بھی موجود ہیں لیکن ان کے پاس بیٹھنے والوں سے پوچھو۔ [illegible] اتنے بڑے مفتی ہیں لیکن نماز تک نہیں پڑھتے۔ ان کے کوئی اخلاق نہیں ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں دوسروں کا مال کھا جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے لوگوں کو باخدا بنا دیا

لیکن حضرت مرزا صاحب کے پاس بیٹھنے والے ایک نہیں دو نہیں تین نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں آدمیوں نے گواہی دی کہ یہ بڑا بااخلاق، دیندار اور خدا پرست انسان ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کے پاس بیٹھنے والے سینکڑوں ہزاروں باخدا بن گئے۔ ان کے دل میں خدا اور رسولؐ کی محبت اور اسلام و قرآن کا عشق پیدا ہو گیا ــــ اس سے بڑھ کر ایک مجدد کی صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

ہماری قوم پر بہت بڑی حجت

ایک بات میں پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اب پھر کہتا ہوں کہ ہماری قوم پر بہت بڑی حجت ہے۔ قرآن کریم حجت ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی حجت ہے اور سب سے آخر مجدد وقت کی مثال حجت ہے۔ کوئی حضرت مرزا صاحب میں لاکھ نقص نکالے۔ لاکھ اعتراض کرے لیکن اس کا کسی کے پاس کیا جواب ہے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں خدا اور رسولؐ اور دین کی محبت پیدا ہو گئی اور انہوں نے اسلام اور قرآن کی اشاعت کے لئے بے شمار قربانیاں کیں۔

دین کی غیرت اور اعلیٰ اخلاق پیدا کرو

افسوس ہے اب بہت سے دوستوں نے صرف اسی بات کو کافی سمجھ لیا ہے کہ وہ چندہ دے چھوڑیں اور اس سے انجمن پانچ دس مبلغ رکھ چھوڑے۔ خوب یاد رکھو اس طرح ہم اپنے مقصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ حقیقی کامیابی اس بات میں ہے کہ لوگ تمہیں دیکھیں اور تمہارے اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ اعمال سے متاثر ہوں۔ بطور کفارہ چند مبلغ رکھ لینا درست نہیں نہ یہ کامیابی کی راہ ہے۔ بلکہ اس امر کی ضرورت ہے کہ ہمارے مردوں میں، ہماری عورتوں میں، ہمارے نوجوانوں اور بچوں میں اس بات کی غیرت ہو کہ ہمارا امام سچا ہے اور اس کی سچائی کا اظہار ہمارے اخلاق و اعمال کے ذریعہ سے ہونا چاہئے اور ہم سے ہرگز کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو ہمارے امام کی صداقت اور اس کے اعلیٰ مقام کے منافی ہو اور اس کی صداقت پر حرف آنے کا موجب ہو۔ اگر مامور اور امام آئیں اور چلے جائیں اور اپنی تعلیمات کا کوئی اثر نہ چھوڑ جائیں تو دنیا کو کیا؟

ضروری تلقین

میں اپنی قوم کو بڑے زور کے ساتھ تلقین کرتا ہوں کہ ہمیں اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے چاہئیں۔ اگر ہم اعلیٰ اخلاق کو چھوڑ دیں تو پھر کامیابی مشکل ہے۔ جہاں بھی ہم میں سے کوئی آدمی جائے وہ اعلیٰ اخلاق دکھائے تاکہ لوگ تسلیم کریں کہ یہ سچے مسلمان ہیں۔ ان کا قدم سنت پر ہے۔ انکے دل میں اسلام کا درد ہے اور انکا امام برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

رشتوں ناطوں کے سلسلہ میں ایک ضروری اطلاع

پیغام صلح ۱۳ مارچ ۳۹ء کے صفحہ پر جس رشتہ کا ذکر ہے اس کے متعلق اب مزید خط و کتابت کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ رشتہ عمل میں آ چکا ہے۔ خدا جانبین کیلئے خیر و خوبی کا موجب کرے۔

مرتضٰے خان

اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اشتہار

اقوام سالسی میں جو اب داخل اسلام ہو گئی ہیں۔ ایسے متدین باعلم اصحاب کی ضرورت ہے۔ جو ان کے اندر قرآن کی دینی تعلیم دے سکیں اور تبلیغی کام کر سکیں۔

معاوضہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا۔

درخواستیں بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا دورہ جنوبی ہند

انجمن محمدیہ ھبلی کے جلسہ سیرت کی رُوئداد

(۱۳)

۳ مئی ۳۹ء کا دن عیدمیلاد کا اصل دن تھا۔ اس روز جناب پٹھان صاحب، وکیل صدر انجمن اسلامیہ دھارواڑ نے مولوی عبدالحق صاحب کو دھارواڑ کے جلسہ سیرت میں تقریر کی دعوت دی تھی۔ جو انجمن کے اپنے ہال میں عصر کے وقت مسٹر جی۔ ایچ۔ آئی۔ سی۔ ایس، ڈسٹرکٹ جج دھارواڑ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مولانا صاحب تین روز کی مسلسل تقاریر سے تھکے ہوئے تھے تاہم ایک گھنٹہ تک عورت کی ذات پر محمد رسول اللہ صلعم کا احسان۔ آپ نے اس مضمون پر تقریر کی جسے ہندو، مسلمان، عیسائی اور یہودی حضرات نے بہت پسند کیا۔

اسی روز شب کے وقت ہبلی کی عیدمیلاد کمیٹی کے جلسہ میں جس کے صدر سردار محبوب علی خانصاحب ہیں، مولانا عبدالحق صاحب کو باصرار تقریر کے لئے بلایا گیا۔ اس جلسہ میں لوگوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا۔ آپ نے سورہ فاتحہ کی پہلی آیت کی تفسیر کی اور ڈیڑھ گھنٹہ تک قرآن مجید کی خوبیوں کا مقابلہ ہندو دھرم کی کتابوں اور مذاہب سے کرکے دکھایا۔ یہ تقریر نہایت مؤثر تھی جس نے مسلمانوں کے اندر زندگی کی روح پھونک دی۔ مولانا ان پے در پے تقاریر کی وجہ سے بہت تھک گئے تھے۔ ہم لوگ خیال کرتے تھے کہ ان کو کچھ دن یہاں ٹھہر کر آرام کرنا چاہئیے۔ مگر آپ سردار محبوب علی خانصاحب کے اصرار پر دوسرے ہی دن شولاپور مسلم لیگ کانفرنس میں شمولیت کے لئے واپس روانہ ہوگئے اور اپنی تکان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس سال کے جلسہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ سال گذشتہ جو لوگ ہماری جماعت کے مخالف تھے اور جلسہ کے خلاف کوششیں کرتے تھے۔ اس سال وہ بخوشی ہمارے جلسہ میں شریک ہوئے۔

سردار محبوب علی خانصاحب مولانا کی تقاریر سے بہت خوش ہوئے۔ شولاپور مسلم کانفرنس کے منتظمین نے کانفرنس میں تقریر کے لئے مولانا صاحب کو دعوت دی جو وقت کی قلت کی وجہ سے ناتمام رہی۔

شولاپور میں مولانا صاحب کی ملاقات مولانا محمد عبداللہ صاحب تیماپوری سے ہوئی۔ انہوں نے باصرار مولانا کو اپنے ہاں تشریف لے چلنے کی دعوت دی۔ مگر آپ نے قلت فرصت کی وجہ سے عذر کیا۔

عبدالجبار صاحب فاضل سے بھی کانفرنس کے موقعہ پر ملاقات ہوئی۔ امید ہے کہ آپ اس رپورٹ کو اخبار میں شائع کرکے مشکور فرمائینگے فقط

راقم محمد حسین گھوڑے سوار سکرٹری انجمن محمدیہ ھبلی

مفیار ہیں اور ان کے صاحبزادے بہت پرجوش احمدی ہیں۔ ماسٹر زین الدین صاحب جو شولاپور میں معلم ہیں۔ احمدیت پر فدا ہیں ان کا ارادہ سالانہ جلسہ پر حاضر ہو کر بیعت کرنے کا ہے۔ اور بھی کئی ایک دوست جذبات احمدیت سے متاثر ہیں۔ اس سال ان سے ملاقات کا موقعہ ملا۔

حیدرآباد میں چند روزہ قیام

حیدرآبادی دوستوں کا تقاضا تھا کہ میں شولاپور سے حیدرآباد ضرور پہنچوں اور ایک دوست نے یہاں تک لکھدیا کہ ہمیں عمر بھر اس کا گلہ رہے گا۔ کہ آپ حیدرآباد سے اس قدر قریب سے گزر گئے۔ حیدرآباد میں آریہ سماجیوں کی ستیہ گرہ جو دراصل اسنیا گرہ ہے یقینی جھوٹ اور جھوٹے پروپیگنڈہ کا ایک بے مثال مظاہرہ ہے۔ اس کی وجہ سے بھی حیدرآباد دیکھنا ضروری تھا کہ کونسے نئے مظالم ہیں جو نظام گورنمنٹ نے ان پر کئے ہیں کہ وہ اس قدر سیخ پا ہو رہے ہیں۔ کیونکہ میں ذاتی طور پر اس امر سے واقف ہوں کہ جس قدر آزادی ہندوؤں کو ریاست حیدرآباد میں حاصل ہے اس قدر آزادی یقیناً برٹش انڈیا میں بھی کسی کو حاصل نہیں۔ اور مسلمانوں پر جس قدر ستم ریاست نظام نے روا رکھا ہے کہ ہندوؤں کی خاطر ان کے مذہبی حقوق سلب کئے ہوئے ہیں۔ اس کی نظیر ملنا بھی مشکل ہے۔

حیدرآباد کی گاڑیوں میں آریہ لوگ آزادی کے ساتھ مذہبی پروپاگنڈہ کرتے ہیں۔ دوسری طرف ریاست کے مسلمان تبلیغ کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے اشاعت اسلام کی روح کو فنا کر چکے ہیں اور ہندو دھرم کے اس نئے شاخسانہ کے عمائد و عقائد سے نابلد ہیں۔ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ شولاپور کے ایک آریہ سماجی اپاہج ماسٹر جن کے پاؤں تو چلنے سے معذور تھے مگر ان کی زبان قینچی کی طرح چلتی تھی گاڑی میں فرما رہے تھے کہ آریہ سماجی وہ ہوتا ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا اس کی جان بھی چلی جائے تو وہ سچ کو نہ چھوڑے گا کیونکہ اُن کے مذہب کا یہ پہلا اصول ہے کہ سچ کو اختیار کیا جائے اور جھوٹ کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ سنکر گاڑی میں سوار دوسرے مسلمان اس ماسٹر صاحب کو سچا سمجھنے لگے مگر میں نے ماسٹر صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ معاف فرمائیے میں آپ کی کتابوں اور دھرم سے واقفیت کی بنا پر کہتا ہوں کہ آریہ سماجی وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ جھوٹ بولے۔ دھرم کے نام پر۔ برہمن کے نام پر۔ گائے کے نام پر جھوٹ بولنے کا تو دید ہی دھرم شاستر نے فتوی دے رکھا ہے۔ ایسے ویسے معمولی آریوں کو تو چھوڑئیے خود سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں جھوٹ بولنے کی کھلی اجازت دی ہے خود جھوٹ بولا ہے کئی ایک منتر ویدوں سے منسوب کئے ہیں جن کا نام نشان تک ویدوں میں نہیں منتروں میں جان بوجھ کر تحریف کی ہے جھوٹ بولنے والوں کی تعریف کی ہے۔ اپنے ٹرنک کی طرف اشارہ کرکے ہر بات کا ثبوت دینے کے لئے میں تیار ہوگیا تو

ماسٹر صاحب یہ کہکر خاموش ہوگئے کہ آپ تو پٹیشہ ور [illegible]

حیدرآباد میں سید عبدالجبار شاہ صاحب [illegible] صدیق حسین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ باوجود [illegible] کے لئے جماعت کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے [illegible] ان کو ان کے ارادوں میں کامیاب کرے اور [illegible] ابتلاء سے انہیں محفوظ رکھے۔

حیدرآباد سے روانہ ہوکر بمبئی کے راستہ [illegible] واپسی کا خیال تھا چنانچہ بمبئی میں بہن اصغری بیگم صاحبہ سلیم اور اُن کے بچوں سے ملاقات ہوئی یہ وہی [illegible] ہیں جن کو سوامی شردھانند کے چنگل سے چھڑا کر [illegible] اسلام کی راہ دکھائی تھی اس لئے مجھے اُن سے محبت [illegible] اور وہ میری بے انتہا عزت کرتے ہیں [illegible] شاہجہان ہوٹل کے پروپرائٹر میرے [illegible] ہیں۔ جب بھی بمبئی سے گذرتا ہوں اُن کے [illegible] کے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا ہے اُن کے بیٹے [illegible] اسم بامسمےٰ مسعود ہیں اور قرآن مجید سے [illegible] انہیں عشق ہے چار روز تک انہوں نے [illegible] میں ٹھہرایا اور قرآن مجید کے مشکل مقامات کے متعلق [illegible] خیالات ہوتا رہا۔ بات کی تہ تک وہ کس قدر [illegible] ہیں اس پر میں اب تک متاثر ہوں۔

(عبدالحق ودیارتھی)

(بقیہ نوٹ)

برق رفتار کشتیوں۔ اس کی فلک بوس دسنگین عمارتوں [illegible] کو قدرت کی ایک ہلکی سی جنبش طوفان کی [illegible] کا ایک جھونکا، زلزلہ کا ایک جھٹکا، بجلی کی ایک [illegible] گھونسلے کی طرح توڑ پھوڑ کر اور بکھیر کر رکھدیتی ہے۔ [illegible] کو ملکہ بحر کہا جاتا ہے ان کا بحری بیڑہ اور اس کے [illegible] دنیا بھر میں بے نظیر مانے جاتے ہیں۔ [illegible] بچانے کے لئے ملکہ بحر کے بہترین ماہر بہترین غوطہ [illegible] انجنیئر جمع ہو جاتے ہیں۔ اپنا انتہائی زور صرف کرتے ہیں لیکن [illegible] نہیں ہوتے اور قدرت کے سامنے بالکل بے بس ہوکر رہ جاتے ہیں [illegible] سچ ہے حقیقی عظمت خدا کے لئے ہے اور اسی کی ذات پاک [illegible] معنوں میں قدرت وطاقت کی مالک ہے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات [illegible] میں مصروف ہیں۔

— حضرت مولانا صدرالدین صاحب جلسہ [illegible] شرکت کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔ دو تین روز کے بعد [illegible] میں آئے گی۔ اس کے بعد حضرت موصوف جلد تشریف [illegible]

— مرکز سے بعض دیگر اصحاب بھی اس جلسہ میں شرکت کے لئے [illegible] ہو چکے ہیں۔

— انتہائی افسوس کیساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب قاضی محبوب عالم صاحب (گوجرانوالہ) کی اہلیہ محترمہ [illegible] وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم قاضی صاحب [illegible] کی یادگار ایک صاحبزادہ ہے جو احباب کی دعاؤں [illegible]

دیگر حالات

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

احباب شولاپور

شولاپور میں ہمارے کئی ایک دوست ہیں۔ ایک تو ایلی

تاریخ کی بین الاقوامی کانگریس

اس سال تاریخ کی بین الاقوامی کانگریس کا آٹھواں اجلاس گذشتہ اگست اور ستمبر میں زیورچ میں منعقد ہوا۔ اس میں ۵۶ مختلف قوموں کے ۱۲۰۰ مؤرخین جمع ہوئے تھے، ہندوستان کی طرف سے پادری ہراس پرنسپل سینٹ زیویر کالج بمبئی اور پروفیسر ہارون خان شیروانی، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سرکاری نمائندے تھے۔ مشرقی اور اسلامی ممالک میں سے افغانستان، البانیہ، الجیریا، چین، مصر، ایران، فلسطین، شام اور ترکی کے نمائندے آئے تھے۔ الجیریا کی نمائندگی فرانسیسیوں نے کی، افغانستان کی طرف سے مجلس اقوام کے افغانی نمائندہ نے شرکت کی، شام سے ہز اکسلنسی امیر شکیب ارسلان تھے، فلسطین کی جانب سے یہودیوں کی یونیورسٹی کا ایک پروفیسر شریک ہوا، ترکی کے نمائندے ڈاکٹر فواد کوپریلی اور ڈاکٹر حامد زبیر کوسے تھے، اوّل الذکر انگورہ میں تاریخ کے پروفیسر اور آخر الذکر میوزیم کے ڈائرکٹر جنرل ہیں، ہندوستان سے مذکورہ بالا دو سرکاری نمائندوں کے علاوہ کلکتہ یونیورسٹی، برار ریسرچ سوسائٹی بمبئی اور پنجاب یونیورسٹی کے نمائندے بھی شریک تھے۔

کانگریس مختلف شعبوں پر مشتمل تھی مشرقی شعبوں کے ارکان میں فادر ہراس اور پروفیسر شیروانی بھی تھے، پروفیسر شیروانی نے ایک مہینہ پیشتر یہ تجویز بھیجی تھی، کہ اسلام کے تمدنی اثرات کو مغرب کے مؤرخوں نے نظر انداز کر رکھا ہے اسلئے اس کانگریس کو اسکی طرف خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تجویز پر غور کرنے کیلئے مشرقی شعبہ کا ایک جلسہ کانگریس کے کھلے اجلاس سے ایک دن پہلے منعقد ہوا اس میں کانگریس کے صدر ڈاکٹر ٹمپرلی کے علاوہ انگلستان، چین، جرمنی اور نیدرلینڈ کے نمائندے بھی شریک تھے، پروفیسر شیروانی کی تجویز اور اسلامی کلچر کی اہمیت پر دیر تک بحث ہوتی رہی۔ آخر میں متفقہ طور پر طے پایا کہ آئندہ کانگریس میں ہندوستان اور مشرق میں جو اسلامی اثرات پیدا ہوئے ہیں ان کیلئے ایک شعبہ کا اضافہ کیا جائے، اور مشرقی زبانوں کی کتابیں کانگریس کی کتابیات میں لاطینی حروف میں شامل کر لی جائیں۔

۲۸۔ اگست کو ڈاکٹر ٹمپرلی (کیمبرج یونیورسٹی) کی صدارت میں کانگریس کا اجلاس شروع ہوا، کانگریس کی سرکاری زبانیں فرانسیسی، جرمن، اطالوی اور انگریزی ہیں، ان ہی چار زبانوں میں تقریریں ہوئیں اور مقالات پڑھے گئے، مقالات کی تعداد ۲۸۵ تھی، اسلامیات اور مشرقیات سے متعلق مندرجہ ذیل مضامین پڑھے گئے :-

(۱) بازنطی کا فری جیبالی شہزادہ ڈاکٹر زبیر کوسے (انگورہ)، فرانسیسی زبان میں۔

(۲) "صلیبی جنگ کے زمانہ میں شام میں مغربی یورپ کی قوموں کی ریاست (کا زوال" از پروفیسر لا۔ نتے دس سانق) انگریزی زبان میں)۔

(۳) "صلاح الدین اعظم کی سیرت" از امیر شکیب ارسلان (شام)، فرانسیسی زبان میں۔

(۴) "سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کی تاریخی اہمیت"۔ از ڈاکٹر اے، ایچ لی، بیر (اربانا) انگریزی زبان میں۔

(۵) "پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں مغربی یورپ اور مشرقی سوال"۔ از ڈاکٹر جے ڈابرووا کی (کراکو) جرمن زبان میں۔

(۶) "ازمنہ وسطیٰ میں ترکی اسلامی جاگیرداری" از ڈاکٹر فواد کوپریلی (انگورہ)، فرانسیسی زبان میں۔

(۷) "بحر روم کے مسائل، ولیم ثالث سے ۱۹۱۴ء تک"۔ از پروفیسر پی سلواز (روم)، اطالوی زبان میں۔

(۸) "انیسویں صدی عیسوی میں بحر روم"۔ از ڈاکٹر وائی، ایم گوبلے (پیرس)، فرانسیسی زبان میں۔

(۹) "تجدید عیسائیت کی مخالفت کے زمانہ میں ترکی کے مسائل"۔ از ڈاکٹر ماٹوبساک (بیرنگ) فرانسیسی زبان میں۔

(۱۰) "پارسٹن سے ڈس رائیلی کے زمانہ تک انگلستان اور ترکی کی آزادی" از ڈاکٹر اچ ٹمپرلی (کیمبرج)، انگریزی زبان میں۔

(۱۱) "انقلاب فرانس اور یونانیوں کی آزادی"۔ از ڈاکٹر ڈاس کالاکس۔ (ایتھنس)۔

(۱۲) "والاچیا اور مولداویا کے دیوان (وزیر) کے انتخاب (۹۴-۱۸۸۹ء) میں دوسری قوموں کا حصہ"۔ از پروفیسر اوٹے، ٹی (جیسی)، فرانسیسی زبان میں۔

(۱۳) "کمبوڈیا ہندوستانی مندر کا ایک کمیاب طرز"۔ از ڈاکٹر گھوشال (کلکتہ)، انگریزی زبان میں۔

(۱۴) "گوریا خاندان کے ماتحت سلطنت ختن"۔ از پروفیسر اچ اسی سیٹھ (ناگپور)، انگریزی زبان میں۔

(۱۵) "سندھ کے تالپور فرمانرواؤں کے زمانہ میں جرم اور سزا"۔ از مسٹر اے، بی، اڈوانی (کراچی) انگریزی زبان میں۔

(۱۶) "مینا تور کی داستان موہنجوداڑو کے کتبوں کی روشنی میں"۔ از فادر ہراس (بمبئی) انگریزی زبان میں۔

(۱۷) "مشرقی عیسویت اس کا طرز زندگی اور عمل اور اس کے مقابلہ میں اسلام اور مذہب مانی"۔ از پروفیسر گوناری۔ (روم) اطالوی زبان میں۔

(۱۸) "اسلامی سیاسی خیالات اور پولٹیکل سائنس میں اس کی اہمیت"۔ از پروفیسر ہارون خان شیروانی (عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد) انگریزی زبان میں۔

(۱۹) "اٹھارہویں صدی عیسوی میں موریا کی آبادی"۔ از پروفیسر جون لپاس (کلیج)، فرانسیسی زبان میں۔

ہر مقالہ کے خاتمہ پر بحث ہوتی تھی جس میں نقد و تبصرہ اور سوال و جواب کی پوری آزادی تھی، اس کانگریس کا آئندہ اجلاس ۱۹۴۳ء میں روم میں ڈاکٹر لابینڈ (واشنگٹن ممالک متحدہ) کی صدارت میں ہوگا ✦ (معارف بحوالہ اسلامک کلچر)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-اے ایکٹ امداد مقروضین پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۸ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ الٰہ بخش ولد احمد بخش ذات لوہار سکنہ جھنگ شہر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۱۲/۶/۳۶ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۹/۵/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-اے ایکٹ امداد مقروضین پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۸ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ پانداس ولد دلیپ رام ذات راولی سکنہ چک نمبر ۵ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے، اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۱۲/۶/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۹/۵/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-اے ایکٹ امداد مقروضین پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۸ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد متا، متا ولد دتہ ذات بھڑ سکنہ چک بھڑ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۱۰/۶/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۹/۵/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-اے ایکٹ امداد مقروضین پنجاب سنہ ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۸ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب سنہ ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عبدالحق ولد احمد یار ذات کلاس سکنہ چک نمبر ۲۲۲ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۱۰/۶/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مؤرخہ ۹/۵/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

عیسائیت کی ناکامی

(بقیہ صفحہ ۲)

کرنا وُہ لازمی طور پر ناقابل ثابت ہوگا، اور دُنیا اُسے اور اسکی ضرورت کو فراموش کردیگی اسلئے دنیا کی اُمیدیں صرف اسلام سے وابستہ ہیں اور یہ وُہ مذہب ہے جسے خود خداوند تعالےٰ نے مکمل کیا۔

جنگِ عظیم کے دوران میں پادریوں کا طرزِ عمل

۱۹۱۴ء و ۱۹۱۸ء میں جرمنی کے ساتھ جو جنگ ہوئی اُس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ لوگوں کو اپنے رہنماؤں سے متعلق ایک بالکل نئی قسم کی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوا، عیسائی مذہبی علماء نے اس خوفناک جنگ کے مقصود کو واضح کرنیکے سلسلے میں جو کوششیں کیں اس سے دُنیا کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا۔ جب دنیا جنگ کے خلاف شدید غصہ محسوس کررہی تھی، تو یہ پادری صرف اس چیز پر اکتفا کئے بیٹھے تھے کہ ہر روز وعظ کرتے رہیں جس میں اللہ سے اپنی ملاقات کے حالات بیان کرتے، اسی رسالہ "ہبرٹ جنرل" میں، جس سے ہم نے شروع مضمون میں ایک اقتباس نقل کیا ہے مس رابنسن ایک دوسری مضمون نگار نے اس بات کی پوری وضاحت کی ہے کہ کس طرح عیسائی پادریوں نے پوری سنجیدگی کے ساتھ اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے کہ جنگِ عظیم طبعی نظامِ حیات کا ایک لازمی جزو ہے گو بہ صورت حالات پہلی حالت سے مختلف ہے، مگر اسی طرح ناگزیر ہے، جس طرح کہ غربت۔

لندن کے بشپ کی کتاب

کچھ مدت ہوئی یہ تمام خیالات ایک عجیب و غریب عنوان والی کتاب "اللہ کا ایک دن" میں خاص طور پر ظاہر کئے گئے لندن کے بشپ اس کتاب کے مصنف تھے، اس کتاب سے بہت عجیب و غریب قسم کے نتائج برآمد ہوئے۔ ایک اور پادری نے اعلان کیا کہ لڑائی اللہ کا وُہ خطبہ ہے جس میں اُس نے انسانیت کو مخاطب کیا ہے اور یہ اسی خدا کا خطبہ ہے جو مصیبت اور پریشانی کے موقعہ پر طویل اور مذہبی خطبے دیا کرتا ہے۔

ڈاکٹر گور نے اپنی تازہ ترین تصنیف "دی وار اینڈ دی چرچ" میں بلا تامل اس بات کی تصریح کردی ہے کہ:-

> "اللہ تعالیٰ نے یورپین اقوام کے گناہوں کی سزا میں
> ان پر جنگ کا دیوتا مسلّط کردیا ہے خدا ان قوموں کو جنہوں نے
> اس دُنیا کی چیزوں سے متعلق اپنی خواہشات پوری کرلی
> ہیں اجازت دیتا ہے کہ وُہ اس حقارت آمیز سلوک کی
> بنا پر جو انہوں نے اللہ سے روا رکھا ایک دوسرے کو سزا دیں۔
> اسی طرح اور اس قسم کے واقعات بھی ظہور میں آتے
> ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسان کو ذلیل و حقیر کرتا ہے۔"

انسانیت کیساتھ کلیسا کا شرمناک سلوک

ایک طرف تو ہم کلیسا کے یقین پر اپنی آنکھوں پر دُہ عجیب و غریب چشمہ لگا لیتے ہیں جو اس کی طرف سے ہمارے لئے مہیا کیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف کلیسا انسانیت کے ساتھ یہ شرمناک برتاؤ کرتا ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ ان حالات میں کلیسا اور انسانیت ایک دوسرے سے آنکھ ملا سکتے ہیں؟ کیا لوگوں کا ایمان ہے کہ وُہ اللہ کے منشا کی خاطر لڑتے اور مرتے ہیں؟ کیا یہ ہمارا ایمان ہے کہ پچھلی جنگ جو جرمنی سے لڑی گئی وُہ ہمارے گناہوں کا نتیجہ تھی؟ کیا سپاہیوں کا یہ نظریہ ہے کہ انہیں میدانِ جنگ میں لانے کا باعث ان کے گناہ تھے؟ اور یہی ان کی تکالیف اور موت کا باعث بنتے ہیں؟ اور کیا کسی طرح بھی ممکن ہے کہ ہم کسی ایسے اصول کو صحیح مان لیں جس میں اس قسم کی دعوے کیا گیا ہو؟ اور کیا رحیم و کریم اللہ اس قسم کے خوفناک دعووں کو دیکھ کر خوش ہوسکتا ہے؟

کلیسا کی بزدلی

اس تمام اختلاف کے ساتھ جو مجھے مذکورہ بالا خیالات سے کرنا ہو گا ہے، میں کہونگا کہ پادریوں کی طرف سے اس قسم کے بیہودہ خیالات کا اظہار ایسے مکروہ ترین اور قابلِ نفرت کفر کی اشاعت ہے جو انسانوں کو گناہگار بنا دیتا ہے۔

اپنی حکمتِ عملی کے عین مطابق مغربی اور مشرقی کلیسا نے خود کو ہمیشہ دُور کھڑے رہ کر تماشہ دیکھنے کی حکمتِ عملی پر عمل کرنے کیلئے تیار رکھا ہے، بجائے جرأت سے سامنے آنے کے اور یہ اعلان کرنے کے کہ مختلف حالات میں ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن سے عیسائیت کا نظام ٹوٹ جاتا ہے، اور حضرت مسیح کی تعلیمات کی خلاف ورزی ہوتی ہے حضرت مسیح کے یہ پیروکار خود کو ساری عیسائی دُنیا کے روحانی مفاد کی حفاظت اور نگہبانی کے دعویدار ظاہر کرتے ہیں۔

پوپ کا افسوسناک طرزِ عمل عیسائیت کا تاریک پہلو

پوپ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے جو اُس نے رومن نظام کے متعلق کہے ہیں، عیسائیوں کے اس طریق کار کا انداز ظاہر ہوتا ہے۔

"رومہ کا بڑا پادری ایک طرف تو حضرت مسیح علیہ السلام کا نائب ہے جنہوں نے ساری دُنیا اور ہر ایک فرد کیلئے اپنی جان دی، اور دوسری طرف وُہ تمام کیتھولک عقیدہ کے عیسائیوں کا مشترکہ باپ ہے اور تمام جنگ آزما اشخاص پر یکساں مہربان ہے، کیونکہ ہر طرف اس کے کثیر فرزند ہیں اور ان تمام کی نجات اس کے کیلئے ایک سی اہمیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وُہ ان کے مختلف مفاد کو پیشِ نظر رکھے گا بلکہ ان کے اس عام عقیدہ پر نظر کریگا، جو ان سب میں مشترک ہے، اور جو ان سب کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے، اور اگر وُہ اس کے برعکس چلے گا تو اس طرح نہ صرف وُہ صلح و امن قائم کرنے میں ناکام رہے گا بلکہ سب سے زیادہ بڑی چیز یہ ہے کہ وہ مذہب سے متعلق نفرت و حقارت پیدا کردیگا اور اس کی وجہ سے حقیقی امن جاتا رہے گا اور کلیسا ایک بہت بڑی دقت میں مبتلا ہو جائے گا"

اس قسم کے اعلان سے ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ پوپ غیر جانبدار شخصیت کا مالک ہے، وُہ ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہتا کہ جس سے عدم مساوات کا شائبہ تک ظاہر ہو، جو اس کے نزدیک قابلِ نفرت چیز ہے اسکی طرف سے ظلم و ستم کے خلاف ایک حرف بھی نہیں کہا گیا۔ اور نہ ہی اس نے اقوامِ عالم کے اس نقصان پر افسوس ظاہر کیا جس پر ان کے جوانمرد اور بہترین افراد مارے گئے، اور نہ ہی اس نے اس بہیمیت اور بے انصافی کے خلاف آواز بلند کی جس نے غیر جانبدار بھولے بھالے اشخاص کو مجبور کیا کہ وُہ خود پر حملہ آور ہونیوالوں کی رضا پر رضامند ہو جائیں اور ایک دوسرے کی گردن کاٹنے پر تیار رہوں۔

پوپ کا یہ فرض تھا کہ وُہ تمام دُنیا کے لوگوں کے ضمیروں سے اپیل کرتا، اسکی بجائے اُس نے اپنے پادریانہ دماغ کی اختراع کی طرف اشارہ کر دینے کو کافی سمجھا، اس صورتِ حال کی موجودگی میں ہم پوچھ سکتے ہیں کہ لوگ عیسائیت کے اس تاریک پہلو کو کیا کریں؟

عیسائیت کو اسلام کیلئے جگہ خالی کرنی پڑیگی

اگر عیسائیت سے عدم مدافعت اور عدم تشدد کے غیر مؤثر اُصول کے سوا اور کچھ مراد نہیں جو آزمائش اور ابتلا کے وقت اپنے پیروکاروں کو قطعی بزدل اور ناکارہ بنا دے، تو پھر کیا آج کل کا انسان اگر وُہ انسان ہے اپنے آپکو عیسائی کہنے کیلئے تیار ہوگا؟ یا وہ شخص کون ہے جو ایسا کرنے کے بعد خود کو حساس کہہ سکے؟ عیسائیت لازمی طور پر [illegible] اور ایک ایسے مذہب کے لئے جگہ خالی کردے گی جو سچا مذہب [illegible] اللہ نے انسانوں کی رہنمائی کیلئے بنایا ہے۔ اور یہ مذہب اسلام [illegible] یہ سچ اور نیک نیتی اور رواداری کا حامل ہے، یہ انسان [illegible] کا پُورا پورا خیال رکھتا ہے، اور صراطِ مستقیم کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے، اسلام ہی تمام دنیائے انسانیت کو اطمینان و تسلی [illegible] سکتا ہے اور مسلمان ہی دُنیا کی ایک ایسی قوم ہیں جن [illegible] میں اخوتِ اسلامی پائی جاتی ہے، عیسائیت کی طرح اسلام [illegible] محض زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔

عیسائیت کی ناکامی پر جلدیں لکھی جا سکتی ہیں [illegible] اور جگہ اس کی اجازت نہیں دیتی +

برادرانِ جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست

از جناب موسیٰ خانصاحب پلیڈر اوڈریگمنٹ

اگرچہ بہت سے دوستوں کو علم ہے کہ ایک [illegible] فرزند البشیر احمد خاں معہ دیگر چار رفقاء ۴ نومبر ۳۸ء [illegible] حوالات میں مقید ہے اور قبل ازیں اخبار پیغام صلح اور [illegible] ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک وارشاد سے احباب جماعت نے [illegible] کیں۔ الاعدالت ماتحت نے مقدمہ سپرد سیشن کردیا [illegible] روز سے معلوم ہوا کہ عدالت سیشن جج صاحب [illegible] مقدمہ کی تاریخ پیشی ۸ رجون ۳۹ء مقرر ہوئی [illegible] سے میں خود بیمار رہ کر ازحد کمزور ہوگیا ہوں [illegible] روحانی برادری کا سلسلہ اس طرح سے قائم رہ سکتا ہے [illegible] اور تمام اخوان جماعت احمدیہ ہی اس مصیبت اور ابتلا [illegible] مصیبت اور اسباب الذیل کرکے دلی توجہ سے دعا [illegible] مصائب جو گذشتہ پانچ چھ ماہ سے مجھ پر اور میری اولاد [illegible] ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ سب دور کرکے ہمیں آرام کی زندگی [illegible] کوئی فرد جماعت عالیہ اس موقع پر للہ اپنی اعلیٰ [illegible] میرے لئے انتظار نہیں کرسکتا۔ تو کم از کم سب احباب [illegible] مقدمہ صرف پانچ منٹ میرے ابتلاء و مصائب [illegible] دلی توجہ سے دعا فرمایا کریں۔ میں ایسے تمام دوستوں [illegible] تہ دل سے مشکور رہوں گا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ دعا [illegible] ایک بہترین ذریعہ ہے جو مشکل سے مشکل مہمات کو حل کر [illegible] بشرطیکہ اس میں دل اور زبان میں یکسانیت ہو [illegible] احمدیہ بلڈنگس اور دیگر تمام جماعتوں کے احباب [illegible] میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین [illegible] مقدمہ میں پوری کامیابی دے اور جلد لزمان کو بری [illegible] حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب، حضرت مولانا [illegible] خانصاحب لشپاوری، حضرت مولانا صدرالدین صاحب [illegible] ہے کہ بذاتِ خود اور احباب حلقہ خود سے دعا [illegible] راقم کو نجات کامل حاصل ہو۔ آمین ثم آمین۔

پیغامِ صلح
کی توسیعِ اشاعت ہر احمدی کا فرض ہے

اے پیغام ہر سعید خود ... نام تو نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا لسان آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

عالمگیر الیکٹرک پریس میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیار پوری پرنٹر و پبلشر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
دس شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۳۹ء — نمبر ۳۶

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیحؑ پر اسلام کا احسان عظیم

سچی بات یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کے بارے میں عیسائی اور یہودی ہر دو اقوام نے افراط اور تفریط سے کام لیا ہے عیسائیوں نے تو یہاں تک افراط پر قدم مارا ہے کہ ایک عاجز انسان کو جو ایک ضعیفہ عورت کے پیٹ سے عام آدمیوں کی طرح پیدا ہوا خدا بنا لیا اور پھر اسے گرایا بھی تو یہاں تک کہ اسے ملعون بنا دیا اور ہاویہ میں گرا دیا۔ دوسری طرف یہودیوں نے یہاں تک تفریط کی کہ معاذ اللہ اسے ولدالزنا قرار دیا جسے بعض انگریزوں نے بھی تسلیم کیا ہے اور اس کا سارا الزام حضرت مریم پر لگایا جاتا ہے۔ لیکن قرآن شریف نے آکر ان ہر دو اقوام کی غلطیوں کی اصلاح کی۔ عیسائیوں کو بتایا کہ مسیحؑ خدا کا رسول تھا خدا نہ تھا۔ اور نہ ہی یہ ملعون تھا بلکہ مرفوع تھا اور یہودیوں کو بتایا کہ ولدالزنا نہ تھا بلکہ اس کی ماں مریم صدیقہ ایک پاکباز عورت تھی ...... یہی افراط تفریط اس زمانہ میں بھی ہو رہی ہے۔ اسی لئے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں ان کی اصل عزت کو قائم کروں مسلمان اپنی غلطی اور ناواقفی سے حضرت مسیحؑ کی صفات انسانی صفات سے بڑھ کر قرار دیتے ہیں اور ان کی موت کے اصل راز کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور عیسائی ان کو مصلوب قرار دیکر لعنتی قرار دیتے ہیں۔ اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ مسیحؑ کا اصل درجہ دنیا پر ظاہر ہو۔ اور ان کے ذمے سے سارے الزامات دور کر دیئے جائیں۔ جو پہلے بھی ایک دفعہ حضرت رسول کریمؐ دور کر چکے تھے۔ پس اسلام کا کس قدر احسان حضرت مسیحؑ پر ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان باتوں پر خوب غور کریں گے۔

(۲۳ دسمبر ۱۹۰۱ء)

جماعت جہلم کا کامیاب جلسہ

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تشریف آوری

حسب اعلان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم کا سالانہ جلسہ ۱۳ و ۱۴ جون کو منعقد ہوا۔ مرکز سے حضرت مولانا صدرالدین صاحب، مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے اور جناب مرزا مظفر بیگ صاحب تشریف لے گئے تھے۔ ان کی تقریریں ہوئیں جو نہایت توجہ اور اطمینان سے سنی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ تعداد ... میں سامعین کی تعداد کافی ہوتی تھی۔ جلسہ گاہ بالکل پر ہو جاتی تھی حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تقریریں ختم نبوت اور سیرت النبیؐ کے مضامین پر ہوئیں اور ان پُر معارف تقریروں سے ہر فرقہ اور طبقہ کے لوگ غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے جہلم کی پبلک قابل تعریف ہے کہ کسی نے کارروائی میں خلل ڈالنے کی مطلق کوشش نہ کی اور شرافت و اعلیٰ اخلاق کا ثبوت دیا۔ جلسہ میں شرکت کے علاوہ بعض غیر از جماعت احباب نے حضرت مولانا سے ملاقات کرکے تبادلہ خیالات بھی کیا۔ اس کامیاب دینی تقریب پر ہم احباب جہلم کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیک مساعی میں خیر و برکت عطا فرمائے اور انہیں خدمت دین کی بیش از بیش توفیق دے۔ مفصل رپورٹ کا انتظار ہے۔ موصول ہونے پر شائع کر دی جائے گی۔

دیگر جماعتیں جنہوں نے تا حال اپنے جلسے منعقد نہیں کئے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے ہاں انعقاد جلسہ کی کوشش کریں۔ تاریخیں مرکز کے مشورہ سے مقرر کی جائیں۔

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد کی تبلیغی ڈائری کا ایک ورق

مؤرخہ ۵ ربیع الثانی ۲۴ مئی بروز بدھ

حضرت الاستاذ محمد بک الانصاری ادفینا مصر اور حضرت الصحافی القدیر مدیر مجلہ الامالی بیروت لبنان کو "کال آف اسلام" بھجوایا۔ اخویم ابراہیم آدم صاحب سجوانی سے ان کے قیام ہندوستان میں ان کی تبلیغی کارروائیاں دریافت کیں یہ سن کر خوشی ہوئی کہ موصوف نے اپنی حسب استطاعت موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

مؤرخہ ۶ ربیع الثانی ۲۵ مئی بروز جمعرات

احباب جماعت سے آمد وبجٹ فنڈ وصول کیا۔ اخویم عبدالصمد صاحب برق سے جناب آغا ذوالفقار علی صاحب کے ہاتھ خط ملا بلوچ عبائی البصرہ کو آغا صاحب موصوف کی ملازمت کے بارے میں خط لکھا۔ ایک نووارد شخص وزیر الوین صاحب نامی جو کانگڑہ کے رہنے والے ہیں، اور دہلی میں ریلوے میں ملازم ہیں ملاقات ہوئی۔ کچھ باتیں ہوئیں۔ احمد یوسف صاحب نامی ایک شخص سے "اسلامی محاکمہ" مؤلفہ سید محمود علی شاہ برائے مطالعہ ملا۔ یہ پمفلٹ ۱۹۳۶ء میں "ہمارے عقائد اور ہمارے کام" نامی ٹریکٹ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مؤلف صاحب نے رسالہ مذکور میں انصاف سے کام نہیں لیا حقیقت کو چھپا کر واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت الاستاذ الامیر عبدالقوی دمشق۔ استاذ سید محمد ملکین ہانگ کانگ کو "کال آف اسلام" اور ڈاکٹر احمد اللہ صاحب جمع بانیہ کو "پیغام صلح" مجریہ ۲ اپریل بھجوایا۔

مؤرخہ ۷ ربیع الثانی ۲۶ مئی بروز جمعہ

ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح کو حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی وفات کے سلسلہ میں ہوائی ڈاک سے خط بھیجا اخویم سید عابد علی صاحب کو میاں محمد حسین کاپیوری کی ملازمت کے سلسلہ میں خط لکھا۔ فرزند سید قاسم علی صاحب بھاؤ نگر کو خط بھیجا اخویم عبدالصمد صاحب برق کرکوک کو خط لکھا۔ استاذ مصطفےٰ صالح امیابہ مصر استاذ السید ابراہیم ترکی قاہرہ کو "کال آف اسلام" بھجوایا۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کو پورے اکتیس سال ہوئے۔ آج شام کی گاڑی سے جناب حافظ شریف حسین صاحب ہندوستان کے لئے بصرہ تشریف لے گئے۔ الوداع کہنے اسٹیشن پر گیا۔ اخویم ابراہیم آدم صاحب بھی ہمراہ تھے سٹیشن پر انہیں "بعثت مجددین" "کال آف اسلام" "خاتم النبیین کی حقیقت" "خطبہ صدارت بر موقع سلور جوبلی" "المسیح الدجال" نامی کتب راستہ میں مطالعہ کے لئے دی گئیں۔

مؤرخہ ۸ ربیع الثانی ۲۷ مئی بروز ہفتہ

بحری ڈاک ملی۔ "پیغام صلح" کے پانچ عدد پرچے یعنی ۲۷ ۔ لغایت ۹ مئی تک وصول پائے۔ لائٹ اس دفعہ نہیں ملا۔ دو کنگ گزٹ بھی جناب التفات حسین خالف صاحب اور اخویم سجوانی صاحب کو پیغام صلح کے تازہ پرچے پڑھنے کے لئے دیئے۔ استاذ محمد اسماعیل قنبوب مصر کو "کال آف اسلام" اور جناب عبدالعزیز صاحب مقیم طوزخورماتو کو تازہ پرچے پیغام صلح کے بھجوائے۔ رات گھر پر جناب محمد عمر صاحب مع اہل وعیال، خورشید حسن صاحب نازش وماسٹر حبیب جبانیہ سے کربلا ونجف وبابل ہوتے ہوئے آئے۔ اخویم عبدالرحمن صاحب بھی تشریف لائے موصوف کی آنکھیں درد کر رہی ہیں۔ اسماعیل محمود صاحب اور خالقین سے اخویم سید عابد علی صاحب بھی تشریف لائے۔ سید صاحب موصوف نے اپنا انجمن کا چندہ ادا کیا۔ دوستوں کو وہ خط پڑھ کر سنایا جو حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب کی یاد میں لاہور لکھا گیا۔ تمام دوستوں کو اس عظیم حادثہ کا سخت ترین صدمہ ہے۔ اخویم عبدالوہاب صاحب کے ہاتھ کرکوک سے اخویم عبدالصمد صاحب کا ارسال کردہ مکتوب... عابد علی صاحب کے ہاتھ پہنچا۔ اخویم ابراہیم آدم صاحب سجوانی مع فرزند عبدالکریم تشریف لائے ہوئے تھے۔ اخویم معظم علی رئیس سوختہ اور صوفی عبدالحمید صاحب دہلوی آج شام سے واپس لوٹے ملاقات ہوئی۔

مؤرخہ ۹ ربیع الثانی ۲۸ مئی بروز اتوار

اخویم محمد شیر گل صاحب سے مدینت اللہ جوابا صاحب رقعہ ملا۔ کہ آج ان کے فرزندان کی جبانیہ میں تقریب ختنہ عمل میں آوے گی اور شمولیت کے لئے اصرار فرمایا ہے۔ لیکن افسوس کاروبار کی وجہ سے اس تقریب سعید میں شمولیت سے محروم رہا۔ برادرم الحاج جوابا صاحب کے ہاتھ سرے اور جملہ اخوان سلسلہ کی جانب سے تہنیت کا خط ارسال کر دیا گیا ہے اور یہ بھی عرض کر دی گئی ہے کہ اس خوشی کے موقع پر "دار الیتامیٰ" کو فراموش نہ کریں۔ برادر عزیز شیخ سجاد علی صاحب نیپونگ نیپال (رپینانگ) اپنے خط مرقومہ ۲۳ مئی میں لکھتے ہیں کہ ان کے ایک نوجوان سکھ دوست نے اسلام قبول کرتے ہوئے حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ کو بیعت کا خط لکھا۔ اب شیخ صاحب موصوف کے ساتھ اور جناب کی مزید قوت دفاع اسلام کے لئے ملک ملایا میں کام کرے گی۔ اللّٰھم زد فزد۔ آغا ذوالفقار علی صاحب فلوجہ محمد سالار خان صاحب بلوچ بصرہ اور اخویم عبدالصمد صاحب برق کرکوک کو خطوط لکھے۔ اخویم سید عابد علی صاحب اور عبدالوہاب صاحب خالقین گئے۔ سید احمد کویا۔ مولوی محمد علی کڈلورم مالابار اور نواب الحاج احسان علی خان ریاست مالیرکوٹلہ کو "مسیح موعود اور ختم نبوت" ٹریکٹ بھجوایا۔ اول الذکر دونوں صاحبان کو ٹریکٹ "احمدیوں کی مشکلات کا حل" بھی ارسال ہوا۔ رات التفات حسین خالف صاحب گھر پر تشریف لائے۔

مؤرخہ ۱۰ ربیع الثانی ۲۹ مئی بروز پیر

سویرے ناشتہ میں ایک شیعہ بزرگ آغا سجاد مرزا قزلباش لکھنوی اتفاقاً مل گئے۔ چہ بتانے پر دکان پر تشریف لائے مسلمانوں کی اصلاح اور تنظیم پر سیر کن گفتگو رہی۔ آج محترمی السید مصطفےٰ بکری رمن (اشراف بغداد) دکان پر تشریف لائے۔ گل محمد صاحب کے والد ابراہیم بھائی بصرہ سے تشریف لائے۔ الحاج شیخ عبدالرحمن دمشق کو "پیغام صلح" ۱۲ اپریل اور چودھری علی محمد صاحب بمبئی کو "ووکنگ گزٹ" بابت مئی بھجوایا۔ جناب یوسف علی صاحب بمبئی کو ان کے خط کا جواب دیا۔ اخویم شیخ سجاد علی صاحب نیپونگ نیپال (رپینانگ) کو خط لکھا اور اس نومسلم نوجوان کو جو سکھ سے مسلمان ہوئے اور جماعت میں شامل ہوئے تہنیت کا خط بھی ارسال کیا۔ رات اخویم ابراہیم آدم [illegible] اعزاز میں گھر پر دعوت طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ جناب حاجی [illegible] صاحب، مرزا فتح محمد صاحب، کنور معظم علی، صوفی عبدالحمید [illegible] رامپوری، فیض محمد، گل محمد، حاجی عبدالرحمن، جناب ابراہیم [illegible] اسماعیل محمود تشریف لائے۔ اخویم عبدالرحمن صاحب انصاری [illegible] آنکھیں درد کر رہی ہیں۔ اس لئے تشریف نہ لا سکے جناب التفات [حسین] خان بھی بوجہ کسی ضروری کام کے نہ آسکے۔ مختلف پہلوؤں پر گفتگو [illegible]

مؤرخہ ۱۱ ربیع الثانی ۳۰ مئی بروز منگل

سویرے اخویم عبدالرحمن صاحب الانصاری کو دیکھنے ان کے گھر گیا۔ رات کو آنکھوں کے درد کی وجہ سے سخت تکلیف رہی اللہ تعالیٰ آرام بخشے۔ فرزند طالب علی اب تک کلی صحتیاب نہیں [illegible] اس کی بھی آنکھیں درد کر رہی ہیں۔ اخویم عبدالصمد صاحب برق کرکوک کا خط آیا۔ اخویم محمد سالار خان صاحب بلوچ مارگل کو پیغام صلح کے پرچے جو اس ڈاک سے ملے ہیں بھجوائے۔ اللہ جوابا صاحب سے [illegible] ہوا کہ محمد شیر گل صاحب کے فرزندان کی تقریب ختنہ بخیر وخوبی انجام پائی للہ الحمد۔ سید محمود علی شاہ مؤلف اسلامی محاکمہ کو خطبہ صدارت [بر] موقع سلور جوبلی نامی پمفلٹ بھیجتے ہوئے گذارش کی گئی ہے کہ [illegible] سے علیحدہ ہو کر دیکھیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق بخشے۔

مؤرخہ ۱۲ ربیع الثانی ۳۱ مئی بروز بدھ

جناب آغا ذوالفقار علی صاحب فلوجہ سے خط آیا [illegible] سکرٹری انجمن اسلامیہ مادھوپور ریاست [illegible] حضرت سیدنا امیر بر موقع سلور جوبلی بھیجا۔ سکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو خط ارسال کیا [illegible] ہفتہ واری ڈائری بھجوائی گئی۔ جناب محمد صدیق صاحب محمودی [illegible] لندن کو "ینگ اسلام" مجریہ یکم اپریل جس میں مسئلہ خلافت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ارسال کیا۔ اخویم چودھری علی محمد صاحب بمبئی تشریف لائے۔ راستہ میں ملاقات ہوئی۔ آپ [illegible] تک بغداد میں ٹھہریں گے۔ مکرمی نے ماہ مئی میں انجمن کا چندہ ادا [کیا]

مؤرخہ ۱۳ ربیع الثانی یکم جون بروز جمعرات

احباب سے آمد وبجٹ فنڈ لیا گیا ماسٹانی احمد [illegible] الناصرہ مصر کو [illegible] TO ISLAM CONST WORK AND [illegible]s I. Though ht بھجوایا۔ استاذ محمد زهران محمود [illegible] احمدیہ ڈوکٹرائن بھجوایا۔ جناب چودھری علی محمد صاحب نے [illegible] الحاج چودھری نصر اللہ صاحب متصل تھانہ پھلور ضلع جالندھر [کے] نام اخبار "پیغام صلح" جاری کرنے کے لئے فرمایا۔ استاذ [illegible] محمد ردحی فیصل بیروت لبنان کے نام "پرافٹ آف اسلام" بھجوا[یا] احمد عبدالحلیم صاحب اشرف منزل کانپور کا ایک کھلا خط [illegible] میں نظر سے گذرا۔ موصوف کی خدمت میں دعوت عمل اور [illegible] بھجوایا۔ شام کو اخویم عبدالرحمن انصاری کی عیادت کو گیا آنکھوں میں تکلیف زیادہ تھی بعد عصر کے وقت اخویم اسماعیل محمود [illegible] مزاج پرسی کے لئے گئے تھے۔

مؤرخہ ۱۴ ربیع الثانی ۲ جون بروز جمعہ

حضرت الاستاذ امین عبدالرحمن مالک رسالہ [illegible] قاہرہ کو "لائٹ" مجریہ ۲۴ اپریل۔ الشیخ حسین سامی [illegible] استاذ محی الدین سعید البغدادی قاہرہ کو "احمد[illegible]" جناب محمد اسماعیل صاحب محمودی سکنہ محمد اللہ ضلع گجرات [illegible] مسلمانوں کی تکفیر کا نتیجہ۔ مسئلہ خلافت بھجوایا۔ کتاب [illegible] احمد یوسف صاحب سے بغرض مطالعہ ملی ہمرزا اللہ دتہ [illegible] کثیف ذہنیت پر افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے رحم فرمائے [illegible]

"اہلحدیث" کی الٹی سمجھ

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی غلط بیانیاں اور بدحواسیاں

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور ان کا اخبار "اہلحدیث" غلط بیانیاں کرنے میں تو روز اول سے مشاق ہیں لیکن اب ان سے بدحواسیاں بھی غیر معمولی طور پر سرزد ہونے لگی ہیں۔ خدا جانے یہ مولوی عمرالدین صاحب شملوی کی ان پے در پے ضربوں کا اثر ہے جو وہ آخری فیصلہ کے متعلق مناظرہ کے چیلنجوں کی شکل میں لگا رہے ہیں یا اخبار "تنظیم اہلحدیث" جیسے گھر کے بھیدی کی حقیقت بیانی اور راز افشانی کا نتیجہ ہے۔

پیغام صلح ۲ مئی کے مقالہ افتتاحیہ کا عنوان تھا "مجدد اعظم کا ایک عظیم الشان کارنامہ —— فروعی اختلافات کی اہمیت کا خاتمہ کر دیا۔" مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث ۱۶ جون میں اس کے متعلق ایک طویل مضمون شائع کیا جس کی ابتدا حسب عادت انہوں نے مندرجہ ذیل الفاظ سے کی ہے:

"خدا امت مرزائیہ کو سچ بولنے کی توفیق بخشے آج تک تو ان کی جو تحریر ہم نے دیکھی ہے جس میں مرزا صاحب کے کمالات و فضائل بیان کئے گئے ہوں وہ ضرور غلط اور پراز کذب و زور ہوتی ہے۔"

"پیغام صلح" کے مذکورہ بالا افتتاحیہ کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

"اس بیان کی تردید کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ "پیغام صلح" سے چند سوال کرنا کافی ہوگا۔ (۱) کیا مرزا صاحب نے کتاب سر الخلافہ جو لکھی ہے وہ شیعوں کے برخلاف نہیں ہے (۲) کیا قصیدہ اعجازیہ مندرجہ کتاب اعجاز احمدی میں مرزا صاحب نے شیعوں کو مخاطب کر کے نہیں کوسا (۳) کیا حکیم نورالدین کو مرزا صاحب نے بذریعہ خط حکم نہیں دیا کہ آپ اہلحدیث بننے کی بجائے حنفی بنیں۔"

صاف معلوم ہوتا ہے کہ معترض دفور غم اور احساس نامرادی کی وجہ سے بدحواس ہو گیا ہے اس نے ہماری تحریر کو اچھی طرح پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ہم نے عرض کیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے فروعی اختلافات کی اہمیت کا خاتمہ کر دیا۔ آپ کی بعثت سے قبل مسلمان حقیر باتوں اور معمولی معمولی فقہی اختلافات پر سرگرم پیکار تھے۔ رفع یدین اور اسی قسم کے دوسرے غیر اہم مسائل پر کشت و خون تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ کسی مسجد میں کوئی وہابی چلا جاتا تھا تو حنفی مسجد کا فرش دھلاتے۔ حضرت صاحب نے مسلمانوں کو فروعی اختلافات کو اہمیت دینے سے روکا، ورنہ جب تک اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے، فروعی اختلافات ختم نہیں ہو سکتے، البتہ انکو اہمیت دینا اور انکی حدود سے انہیں آگے بڑھانا بُرا اور نقصان رساں ہے۔ حضرت مرزا صاحب اور احمدیت نے اسی بات سے روکا ہے اور یہ بات واقعی ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

ہماری گفتگو صرف فروعی اختلاف کے متعلق تھی۔ یہ لکھا تھا کہ احمدیت نے انکی اہمیت کا خاتمہ کیا ہے۔ ہمارے الفاظ چھپے ہوئے موجود ہیں:-

"اگر غور و انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو احمدیت ہی ایک ایسی اصلاحی اسلامی تحریک ہے جس میں فروعی اختلافات کو اہمیت دینے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے اور صرف اسی تحریک میں اتحاد اسلامی کے مہتم بالشان کام کو انجام دینے کی قابلیت ہے .... جس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا مشن شروع کیا ہے اس زمانہ میں فروعی اختلافات کا ہنگامہ موجودہ وقت سے بھی زیادہ ناگوار صورت میں بپا تھا، آپکے سامنے ایک بلند مقصد تھا ..... آپکی سخت مخالفت بھی ہوئی مناظروں اور بحثوں کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ نے فروعی اختلافات کو کوئی اہمیت نہ دی اور صرف انہی باتوں کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا جن کا تعلق اسلامی اصولوں اور اسلام کی ترقی کے ساتھ تھا۔"

ہمارے معاصر نے اعتراض کرنے میں اپنی بدحواسی کی وجہ سے بنیادی غلطی کی ہے کہ فروعی اختلافات اور فروعی اختلافات کی اہمیت کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے۔ "اہلحدیث" نے ہم پر جو سوالات کئے ہیں انکا جواب یہ ہے کہ ..... ہم صرف فروعی اختلافات کو غیر اہم قرار دیتے ہیں، البتہ مختلف فرقوں کے عقائد و اعمال میں جو خلاف اسلام نقصان رساں چیزیں موجود ہیں، انکی مخالفت شدت کے ساتھ کرتے ہیں، اسی ضرورت کے ماتحت حضرت مرزا صاحب اور آپکے شاگردوں

نے شیعوں اور دیگر فرقوں کے بعض غلط [illegible]
لکھا ہے۔ مثلاً وہابی جماعت کے بعض فروعی مسائل [illegible]
کے باوجود ہم انکو کوئی اہمیت نہیں دیتے لیکن [illegible]
نے اپنی تفسیر میں جو بعض جلیل القدر انبیاء [illegible]
شرمناک الزام لگایا ہے اسکی تردید کو ہم اپنا فرض [illegible]
یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے اور اسکی زد اسلام پر [illegible]
حضرت مرزا صاحب نے ایک محکم اصول قائم کیا [illegible]
اول قرآن پھر اس کے ماتحت حدیث اور ان دونوں [illegible]
فقہ۔ اس اصول کی پابندی کے ساتھ آپ فقہ حنفی [illegible]
لیکن اسکے باوجود آپ نے فروعی مسائل کی حد تک [illegible]
شدت کے ساتھ کوئی پابندی عائد نہ کی۔ اور آج [illegible]
کا مسلک یہی ہے —— دعا ہے اللہ تعالیٰ [illegible]
مولوی صاحب مذکور کو ان باتوں پر ٹھنڈے دل [illegible]

خلافت محمودیہ کی "برکات"

محمودی جماعت کے اخبارات اور کارکن [illegible]
کی مفروضہ "برکات" کا راگ اکثر الاپتے رہتے ہیں [illegible]
خلیفہ کے عہد میں یہ ہوا اور وہ ہوا۔ ان بیانات [illegible]
کی حقیقت قصائد اور فسانوں سے زیادہ نہیں [illegible]
اخبار نویسوں اور مبلغوں کا جم غفیر روٹی حلال کرنے [illegible]
قسم کی حرکات نہ کرے تو پھر کیا کرے؟ قادیانیوں کی [illegible]
سرائی اور فسانہ نگاری کا سلسلہ ویسے تو ہمیشہ جاری [illegible]
لیکن جب سے پیغام صلح مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۹ء [illegible]
بشارت احمد صاحب کا ایک پر حقائق مضمون [illegible]
کے دس ثمرات تلخ" شائع ہوا ہے، انکے اس شغل میں [illegible]
تیزی و تندی پیدا ہو گئی۔ مختلف محمودی اصحاب [illegible]
کے صفحوں کے صفحے سیاہ کرتے چلے جا رہے ہیں جن [illegible]
ہمیں مخاطب کیا جاتا ہے۔ مولوی اللہ دتا [illegible]
صاحب اور "فاروق" والے میر قاسم علی صاحب [illegible]
پر ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے اس کام [illegible]
باندھ رکھی ہے۔

خلافت محمودیہ کی متعدد "برکات" سے ہم [illegible]
اس خلافت کی ایک بہت بڑی "برکت" جس کو تمام برکات [illegible]
کا خلاصہ کہا جا سکتا ہے، یہ ہے کہ جناب خلیفہ صاحب [illegible]
مریدوں کو عقل و شعور اور غور و فکر سے [illegible]
دیا ہے کہ وہ خدا کی ان نعمتوں کو کم از کم دینی [illegible]
بالکل غیر ضروری اور بیکار سمجھنے لگے ہیں۔ پیغام [illegible]
میں جناب خلیفہ قادیان کے ایک مخلص مرید [illegible]
صاحب پریذیڈنٹ جماعت محمودیہ پسرور کا اعلان [illegible]
ہے جس میں وہ صاف فرماتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب [illegible]

"بیعت میں، میں اپنے آپ کو ایسا خیال کرتا [illegible]
سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی ہر ایک چیز مال و دولت [illegible]
جسمانی و روحانی جس میں عقل بھی داخل [illegible]
ہے، اگر مجھے ان (جناب خلیفہ قادیان) کی [illegible]
ایسی معلوم ہو کہ وہ شریعت کے برخلاف [illegible]
میں انکی بات کو بلا چون و چرا تسلیم کر لوں گا [illegible]

یہ کوئی نادر نمونہ نہیں ہے۔ جناب خلیفہ صاحب [illegible]
غلامی میں بہت سے ایسے مخلصین موجود ہیں [illegible]
کہ عقل [illegible]

شذرات

مغربی جمہوریت کی ایک جھلک

دورِ حاضر کی مشہور جمہوری حکومت ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر مسٹر روزویلٹ کے بعض اخراجات کی دلچسپ تفصیل ملاحظہ ہو:-

"پریذیڈنٹ روزویلٹ کو سرکاری طور پر ۱۵ ہزار پونڈ سالانہ تنخواہ ملتی ہے اس کے علاوہ دیگر مصارف بھی ہیں جو خاصی مقدار رکھتے ہیں۔ واشنگٹن کا وائٹ ہاؤس پچاس لاکھ پونڈ کی مالیت کا ہے اس کی شان برقرار رکھنے کیلئے حکومت ایک خاص رقم دیتی ہے مسٹر روزویلٹ کو موٹر کاریں بہم پہنچائی جاتی ہیں کیونکہ آپ لنگڑے ہیں اور سونٹے کے بغیر نہیں چل سکتے۔ حکومت آپکے ڈاکٹروں کے بل بھی ادا کرتی ہے اور آپ کو نوکروں کا سٹاف مہیا کرتی ہے۔ چونکہ مسٹر روزویلٹ ریاست ہائے متحدہ میں بہت سے دورے کرتے ہیں اسلئے آپ کا سفر خرچ بھی بہت ہوتا ہے اس کی مقدار پانچ ہزار پونڈ سالانہ ہوتی ہے۔ آپ کے کپڑوں کی دھلائی کا خرچ ایک ہزار پونڈ سالانہ ہوتا ہے۔ جو قوم ادا کرتی ہے"۔

وائٹ ہاؤس کے عملے اور دیگر مصارف کی کیفیت بھی سن لیجئے:-

"وائٹ ہاؤس کے تمام عہدہ داروں اور نوکروں کو تنخواہیں بھی سرکاری خزانہ سے ملتی ہیں، نیز ایک درجن موٹر ڈرائیور بھی جو وائٹ ہاؤس میں متعین ہیں، سرکاری تنخواہ پاتے ہیں۔ ڈرائیوروں کی تنخواہ قریبًا ساڑھے تین ہزار پونڈ ہوتی ہے، انکی کاروں پر قریبًا سات ہزار پونڈ سالانہ خرچ آتا ہے اور انکی وردیوں پر ۵۰۰ پونڈ۔ جب مسٹر روزویلٹ کی اقامت ہوٹل میں ہوتی تو وہ کبھی بل ادا نہیں کرتے کیونکہ یہ دیکھنا حکومت کا فرض ہے کہ ان کا بل اور ہوٹل کے سٹاف کا انعام سرکاری خزانہ سے ادا ہو۔ ..... انکے اگنبوٹ کا خرچ جو دس ہزار سے بیس ہزار روپیہ سالانہ تک ہوتا ہے۔ قومی خزانہ سے ادا کیا جاتا ہے"۔

بیسویں صدی کو جمہوریت اور مساوات کا دور کہا جاتا ہے جبکہ حقوق طلبی کی صدائیں چاروں طرف سے بلند ہو رہی ہیں مزدوروں اور کسانوں کے مطالبات کے خوف سے بادشاہ اور سرمایہ دار پریشان ہو رہے ہیں۔ —— اسی بیسویں صدی اور اسی دورِ جمہوریت و آزادی میں کی ایک مشہور جمہوری سلطنت کے صدر کے اخراجات اور تنخواہ کی تفصیل اوپر عرض ہوئی ہے، یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ فرانس، جرمنی وغیرہ تمام مغربی حکومتوں کے صدروں حتیٰ کہ روس کی اشتراکی حکومت کے ڈکٹیٹر کے مصارف اسی قسم کے شاہانہ ہیں اور سب قومی خزانہ سے پورے کئے جاتے ہیں ✠

اسلامی جمہوریت کی ایک جھلک

بیسویں صدی کے ترقی یافتہ دور کی مغربی جمہوریت کا نقشہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔ اب ذرا ساڑھے تیرہ سو سال پیچھے ہٹ کر سچی اسلامی جمہوریت کے پریذیڈنٹوں یعنی خلفائے راشدین کے حالات پر بھی ایک نظر ڈالئے۔ اس زمانہ میں وہ سب سے زیادہ مستحکم سلطنت کے مالک ہیں۔ روم و ایران کے خزانوں کی دولت مدینہ منورہ میں بہی چلی آرہی ہے۔ مال غنیمت کی کثرت ہے خلیفہ دن رات سرکاری کام کرتا ہے۔ —— لیکن بیت المال یعنی قومی خزانے سے صرف چند درہم روزانہ لیتا ہے مسجد ہی میں اُس کا دفتر ہے، اور وہیں اس کی عدالت، اسی جگہ امور سلطنت طے کئے جاتے اور مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے۔ —— خلیفہ کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ تو مسجد کی کھردری چٹائی پر لیٹ جاتا ہے، گھر میں کوئی لونڈی اور ماما نہیں ہے، قوم پر نہ اسکے تفریحی مشاغل کا بار ہے، نہ اُسکے لئے فلک بوس آراستہ محلات ہیں۔ معمولی جھونپڑا رہنے کیلئے ہے۔ روکھی سوکھی روٹی کھاتا ہے —— اس کا "دربار" ہر ایک فریادی اور ضرورت مند کیلئے کھلا ہوا ہے کسی روکنے والے دربان اور سکرٹری کا نشان تک نہیں ہے —— یاد رہے کہ یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ دُنیا جمہوریت کے نام تک کو فراموش کر چکی تھی۔ نہ صرف قدیم روایات بلکہ مذہبی عقائد کے لحاظ سے بھی بادشاہوں کی اطاعت و پرستش کو فرض سمجھا جاتا تھا —— لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگرد اُٹھے اور قرآنی حکم کے مطابق اُنہوں نے شاہ پرستی کا طلسم توڑ دیا اور لوگوں کو بتا دیا۔ کہ بادشاہ بھی تمہاری طرح خالقِ حقیقی کی مخلوق ہیں۔ تختِ حکومت پر بیٹھ کر اور تاجِ زریں سر پر رکھ کر ان کو قطعًا کوئی غیر معمولی اختیارات حاصل نہیں ہو جاتے —— ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ لوگوں پر ناجائز دباؤ ڈالیں یا قومی خزانہ کو اپنی فضول خرچیوں اور عیش پرستیوں کیلئے صرف کریں۔ خلفائے راشدین نے جو کہا کر کے دکھلا دیا —— یہ دونوں نمونے اور طریقے اربابِ بصیرت کے سامنے ہیں اور وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ دنیا کیلئے مغربی جمہوریت اور شاہ خرچ صدر مفید ہیں یا اس کے دکھوں کا علاج اسلامی جمہوریت کے قواعد کی پابندی اور خلفائے راشدین کی تقلید میں ہے ✠

موسم گرما کی تعطیلات

چند دنوں تک کالجوں میں موسم گرما کی تعطیلات شروع ہو جائیں گی۔ اس کے کچھ بعد سکول بھی بند ہو جائیں گے۔ ان ایام میں طلبہ اور اساتذہ کو کافی فرصت ہوتی ہے اور ان میں سے اکثر سیر و تفریح یا اپنے عزیزوں، دوستوں سے ملاقات کے لئے سفر بھی کرتے ہیں —— سکولوں اور کالجوں میں پڑھنے پڑھانے والے احمدی نوجوانوں کے لئے خدمت دین، اشاعت اسلام اور توسیع جماعت کا یہ ایک عمدہ موقع ہوتا ہے۔ اگر وہ ذرا توجہ اور باقاعدگی سے کام لیں۔ تو آسانی کے ساتھ بہت مفید کام کر سکتے ہیں۔ انجمن کا مطبوعہ لٹریچر پاس رکھیں۔ جہاں جائیں اسے مناسب طریق پر تقسیم کریں۔ کچھ بات چیت بھی کریں۔ آریہ اور عیسائی نوجوان ان اوقات فرصت میں اکثر اپنے مذہب اور قوم کے لئے کوئی نہ کوئی مفید کام کرتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ ۵ رمئی ۱۹۳۵ء میں فرمایا تھا کہ:-

"ہر ایک فردِ جماعت کو تبلیغ دین میں معاون بننا چاہئے۔ دفتر سے کچھ ٹریکٹ منگوا لیں تقسیم کرو۔ کچھ لوگوں سے باتیں کرو دیکھئے آپ لوگ باتیں کرنے کی عادت ڈالیں۔ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہم باتوں میں دوسروں سے دب جائیں گے کسی نے حضرت مسیح موعودؑ پر یہ اعتراض کر دیا تو میرا کیا ہوگا خوب یاد رکھو کہ جس طرح کوئی ہندو، عیسائی یا اور کوئی غیر مسلم اسلام پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتا جس سے کسی مسلمان کو شرمندہ ہونا پڑے۔ کیونکہ اسلام کے اندر ایسی زبردست طاقت ہے کہ اس کا پیش کرنے والا کسی میدان میں بھی شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں نہایت صحیح اور اعلیٰ اصول ہیں۔ سو اس بات سے مت ڈرو کہ ہمیں گفتگو میں کوئی دبا لیگا نہیں بلکہ پوری قوت اور جرأت کے ساتھ لوگوں کے سامنے احمدیت کو پیش کرو۔ اس سے تم کہیں شرمندہ نہیں ہو سکتے بلکہ تمہارے اندر قوت پیدا ہوگی"۔

موسم گرما کی تعطیلات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس مفید ہدایت پر عمل کا ایک عمدہ موقع مہیا کرتی ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دفتر جائنٹ سیکرٹری انجمن سے تقسیم کیلئے بہت سا لٹریچر بلا قیمت مل سکتا ہے۔ وہاں سے حسب ضرورت منگا لیں۔

محترمہ آمنہ تسنیم صاحبہ بی اے آنرز

احباب سلسلہ اور اکثر قارئین پیغام صلح ہماری جماعت کے قابل صد احترام بزرگ جناب خان، بہادر میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس رئیس اعظم جھنگ کے اسم گرامی و خدمات دینی سے بخوبی واقف ہیں۔ جناب میاں صاحب ممدوح نہایت بالغ نظر مدبر صائب الرائے اور دین کا بے حد درد رکھنے والے بزرگ ہیں۔ آپ کی خدمات دینی و مالی قربانیاں تاریخ احمدیت میں نمایاں درجہ رکھتی ہیں —— یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ممدوح کی اولاد میں بھی یہ خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ آپ کے صاحبزادوں نے مختلف اوقات میں انجمن کی جو گرانقدر خدمت کی اور مستقل طور پر کرتے رہتے ہیں وہ سب کو معلوم ہے اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو عمر دراز عطا کرے اور اپنے والد محترم کے نقش قدم پر چلنے کی پوری توفیق ارزانی فرمائے۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ جناب میاں صاحب موصوف کی صاحبزادی محترمہ آمنہ تسنیم صاحبہ نے امسال بی۔ اے آنرز کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا ہے۔ ہماری اس قابل عزت بہن میں بھی اپنے لائق احترام والد اور بھائیوں کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں محترمہ عمدہ علمی قابلیت رکھتی ہیں اور اعلیٰ درجہ کی شاعرہ اور مضمون نگار ہیں۔ اکثر دوستوں نے پیغام صلح یا بعض دوسرے اخبارات و رسائل میں محترمہ کے اشعار و مضامین پڑھے ہوں گے۔ ان کی امتحان میں کامیابی پر ہم جناب میاں صاحب قبلہ اور ان کے معزز خاندان کے دیگر افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اگر محترمہ آمنہ تسنیم صاحبہ اور جماعت کی دوسری اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین پیغام صلح کی قلمی اعانت کریں تو یہ قومی اخبار خواتین سلسلہ کیلئے زیادہ مفید بن سکتا ہے اور ان میں دینی تحریکات کیلئے مزید شوق اور دلچسپی پیدا ہو سکتی ہے۔ امید ہے ہماری یہ معزز بہنیں اس طرف توجہ فرمائیں گی۔ محترمہ آمنہ تسنیم صاحبہ سے ہم خاص طور پر

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی از دہلی)

۲۷ مئی ۱۹۳۹ء کا اہلحدیث "یادگار رمز ا" کے نام سے شائع ہوا ہے اس میں صفحہ ۶ پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے یادگار رمز ا کے ماتحت احمدی جماعت کو مخاطب کیا ہے، اور آپ کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود نے آخری فیصلہ شائع کیا تھا اس کے متعلق اپنے شاگرد مولوی عبداللہ ثالث المعروف بہ معمار کا ایک مضمون درج کیا ہے، جس کا عنوان ہے۔

"قادیانیوں کے حق میں جرمن شعاع یعنی آخری فیصلہ"

ہے۔ اس مضمون میں لن ترانیاں تو معمار صاحب نے بہت ہانکی ہیں مگر مضمون میں ایک بھی ایسا پہلو بحث کا نہیں جسے خدا کے فضل سے احمدی جماعت نے بارہا بالکل صاف نہ کر دیا ہو۔ میں نے گذشتہ سال اس مسئلہ پر امرتسر میں انہی معمار صاحب سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی موجودگی میں بحث کی۔ کوئی تیر نہ تھا جو ہمارے ترکش میں باقی رہا ہو۔ مگر وہ ہماری اس دلیل کو کہ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم نے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ و ہلاک ہو جاتے ہیں وہ جگہ تو نکالو جہاں یہ لکھا ہے"

(الحکم ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۰۷ء)

کسی طرح بھی توڑ نہ سکا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہمخیال بحث کیوں نہیں کرتے

ہم نے بارہا اس آخری فیصلہ کو مباہلہ کے طور پر فیصلہ کے رنگ میں پیش کیا۔ معمار صاحب اس پر مخالفانہ دلائل دیتے رہے جنہیں پکے بعد دیگرے اسی وقت ختم کر دیا گیا۔ بالآخر میں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی موجودگی میں اسی موضوع پر ایک معقول رقم انعام کی مقرر کر دی اور کہا کہ چلو اس بحث کو اب اس طرح فیصلہ کر لو۔ اس کے بعد تیری جاسے قیام پر آکر بھی معمار صاحب وعدہ کرتے رہے۔ آخر وہی ہوا جو باطل پر ہونے والوں کا ہوا کرتا ہے یعنی معمار صاحب بالکل خاموش ہو گئے

یادگار رمز ا"میں آخری فیصلہ پر بحث کو ہمارے لئے جرمن شعاع یا شعاع موت قرار دیا ہے۔ مگر ہم حیران ہیں کہ اس قدر زبردست خیالی کے یقینی ذریعہ کو ہاتھ میں رکھنے کے باوجود آخری فیصلہ پر ہم سے بحث کرتے ہوئے خود مولوی ثناء اللہ صاحب اور پھر ان کے ہمخیال لوگوں کو موت کی غشی کیوں آ جاتی ہے

دہلی میں مخالفین کی زبردست ناکامی

لدھیانہ میں بحث کرتے وقت جو حالت مولوی ثناء اللہ صاحب کی تھی۔ اس کا میں خود شاہد ہوں۔ ابھی کل کی بات ہے۔ دہلی میں احمدیوں سے اہلحدیث کا مناظرہ ہوا۔ انعام کی رقم ثالث کے سپرد کر دی گئی پھر جائز و ناجائز زور بھی اہلحدیث نے خوب لگایا۔ ساری سیف الاسلام ساتھ تھی۔ اسرار کوشش کر رہے تھے۔ مولوی محمد منظور صاحب بریلوی

ایڈیٹر "الفرقان" تک ہمارے خلاف زور لگاتے رہے مگر بالآخر احمدیت کو فتح ہوئی۔ اہلحدیث کو انعام سے محروم کر دیا گیا۔ اس لئے نہیں کہ ثالث کے اختیار سلب ہو چکے تھے بلکہ اس لئے کہ ثالث صاحب باوجود ہمارے ہم مشرب نہ ہونے کے اور احمدیت کے مخالف دو انجمنوں کے بانی ہونے کے اہلحدیث کے دلائل سے مطمئن نہ تھے۔ مولوی صاحب کو سکتے تھے کہ جس طرح زبانی ان کو شکست خوردہ قرار دیکر انعام سے محروم قرار دیا تھا۔ لکھ کر ہمیشہ کے لئے ان کو شرمندہ کر دیتے۔ مگر انہوں نے نہ تو غلاف دیانت فیصلہ ہی لکھا، حالانکہ اس کے لئے ہر قسم کا زور ان پر ڈالا گیا اور نہ ہی فیصلہ اہلحدیث کے خلاف لکھ کر دیا۔ مگر انعام کی رقم ہمیں واپس کر دی۔ ان سچے واقعات کو جب ہم نے ایک پوسٹر کے ذریعہ شائع کیا اور اسے احمدیت کی فتح قرار دیا۔ تو بقول اہلحدیث "ایک غیور و مخلص" نوجوان امرتسری حال وارد دہلی نے وہ ہمارا اشتہار جواب کیلئے اہلحدیث کو بھیجا۔ جس کا جواب معمار صاحب نے ایک بڑے پوسٹر کی صورت دیا۔ اور ہم تسلیم کرتے ہیں بیچارے معمار نے بڑی عمدگی سے جواب دیا ہے۔ مگر ایک واقف حال کی نگاہ میں ان کا یہ جواب پرکاہ کی حقیقت بھی نہیں رکھتا اور ڈوبتوں کو تنکے کا سہارا بہم پہنچا یا گیا ہے۔

معمار صاحب میدان میں آئیں

اگر معمار صاحب کو گھمنڈ ہو کہ انہوں نے واقعی جواب دیدیا ہے تو بسم اللہ وہ میدان میں آئیں اور انعام کا اپنا وعدہ پورا کریں پھر وہ دیکھ لیں کہ ان کا جواب، عذر گناہ بدتر از گناہ نکلتا ہے یا نہیں۔ اس وقت وہ اپنی پاکٹ بک کے باقی دلائل بھی سامنے لے آئیں تاکہ انہیں پاکٹ بک کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے۔ میں ان کو پہلے ہی ایک مضمون کے ذریعہ ادھر متوجہ کر چکا ہوں۔ مگر وہ کیا بحث کریں گے۔ ان کے ہمراہ کچھ شور مچانے اور فتنہ برپا کرنے والے ساتھی ہوں جو میدان مناظرہ میں داد دیتے رہیں تو وہ بول سکتے ہیں۔ ورنہ وہ مناظرہ کر ہی نہیں سکتے۔

ہاں تو اہلحدیث کے ان مخلص اور غیور نوجوان کو میں نے تلاش کیا۔ جو ئندہ یابندہ۔ معلوم ہوا کہ احمدیت کی مخالفت پر ادھار رکھائے بیٹھے ہیں۔ زبان بہت ناشائستہ ہے اور ناقابل خطاب آدمی ہے تو میں نے ایسے شخص سے گفتگو کرنے سے بکلی اعتراض کیا اور ان سے یہ کہہ لیا کہ معمار صاحب کا ہمارے جواب میں جو پوسٹر ہے وہ کہاں سے ملیگا۔ مگر وہ کچھ ایسے تیس مار خاں واقع ہوئے تھے کہ چاہتے تھے کہ میں ان سے وہیں بحث کر دوں۔ آخر اس کے کہنے پر میں نے ایک تحریر لکھدی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"اگر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری خود یا ان کا کوئی مناظر میرے ساتھ تحریراً تقریراً اور ہر دو طرح آخری فیصلہ پر مفصل بحث کرے اور غیر جانبدار منصفین پھر احمدی جماعت کے خلاف فیصلہ دیدیں تو میں مبلغ تین صد روپیہ بطور انعام احمدی جماعت کی طرف سے دوں گا۔ بشرطیکہ اہلحدیث کی طرف سے بھی اتنی ہی رقم بطور انعام مقرر کر دی جائے اور یہ کل چھ سو روپے

غالب آنے والے فریق کے لئے بطور انعام [illegible]
بتا دیتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز ہرگز [illegible] نہ آئیں گے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ حق لیا [illegible]
یہ تحریر دے کر میں نے امرتسری غیور و مخلص سے [illegible] کو مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس بھیج دو اور دیکھ لینا کہ [illegible] سے گریز کریں گے۔ جبکہ وہ بیسیوں مرتبہ مجھ سے آج تک [illegible] تو ان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ کہیں کہ میں آپ سے بحث [illegible] مولانا محمد علی صاحب سے ہی کرونگا۔ پھر اس عذر کا خاتمہ اس [illegible] کہ میری طرف سے مباحثہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible] پیش کر دینے کی اجازت بھی موجود ہے۔

مگر آج تک تو انہوں نے پھر کوئی جواب نہیں دیا اور [illegible] وہ کوئی جواب دیں گے کسی محکم اصول کے ماتحت گفتگو کرنا [illegible] اور نقشہ اثبات کو سے کر ۲۰ و ۳۰ جلد چھوٹے چھوٹے فقرے خلاف [illegible] بنا کر انہیں چھاپ کر تقسیم کرنا آسان ہے۔ ویسے فقروں کا [illegible] بار رٹنا اور گالیاں دینا کسی شریف الطبع انسان کا کام نہیں [illegible] اس امرتسری مخلص کا یہی شغل ہے۔

آخری فیصلہ

کی دعا جب شائع ہوئی تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس طرح [illegible] نامنظور کرتے ہوئے لکھا کہ یہ نہ الہام اور نہ پیشگوئی بلکہ [illegible] ہے اور یہ حجت نہیں ہو سکتی۔ اگر نہ قبول ہو تو بھی اس سے [illegible] نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اولی العزم انبیاء کی بعض دعائیں قبول نہیں ہوئیں [illegible]
یہ بھی لکھا کہ اس اصول کی رو سے تو مسیلمہ کذاب [illegible] اور معاذ اللہ آنحضرت صلعم جو اصدق الصادقین ہیں۔ وہ کاذب رسول ثابت ہوتے ہیں۔

کسی نے یہ سوال حضرت مسیح موعود کے روبرو پیش [illegible] تو مسیح موعود نے بڑے زور سے فرمایا کہ یہ لوگ جھوٹے [illegible] جو ایسی باتیں بتاتے ہیں۔ ہم نے کبھی اور کہیں نہیں لکھا کہ [illegible] قرار پانے کے ہی صادق کے سامنے کاذب مر جاتا ہے [illegible] لکھا ہے کہ مباہلہ کی صورت میں کاذب کا صادق کے سامنے [illegible] ہو جانا لازمی ہے۔ ورنہ مرسلان الٰہی کے کاذب دشمن ان کی [illegible] گئے وقت موجود رہے ہیں۔ ہاں یہ کبھی نہیں ہوا کہ صادق اور [illegible] مباہلہ کرنے والا بچ رہا ہو اور وہ مرسل اور مامور مر گیا ہو۔

معاملہ حل ہو گیا کہ جس تحریر کو مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible] بدعا لکھا تھا۔ وہ دراصل صادق کی زندگی میں کاذب کی موت [illegible] ہونے کی وجہ سے مباہلہ کی دعا ہے اور مباہلہ میں فریقین [illegible] ایک دوسرے پر لعنت ڈالا کرتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ ذہنیت مولوی [illegible] صاحب امرتسری میں نہ تھی کہ اس دعا کی اشاعت پر جو ملین [illegible] مطابق اور مباہلہ پر تیاری کو دیکھ کر شائع کی گئی تھی فوراً [illegible] اپنے الفاظ میں دعا کرتا۔ اس نے نہایت بزدلی سے [illegible] اور حیلہ سازی سے اس مباہلہ کی دعا کو ٹال دیا۔

مبارک احمد کی وفات

اتفاق کی بات اسی سال حضرت مسیح موعود کے [illegible] مرزا مبارک احمد کی وفات خدا کی خبر کے مطابق واقع ہوئی [illegible] صاحب نے اسے اپنے مباہلہ کا اثر جتانے کے لئے [illegible] لگا کر مضامین شائع کئے اور وہ اہلحدیث اور مرقع قادیانی کے [illegible] تک نابود نہیں ہوئے جن میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے [illegible] کی بددعا کو دعا مباہلہ تسلیم کیا ہے۔ مگر چونکہ دعا مباہلہ ہونے کی [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس مقابلہ سے فرار کر جانے کے [illegible] اعتراض باقی نہیں رہتا۔ اس لئے معمار صاحب فرماتے ہیں [illegible]

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اقرار

"رہ گیا مرزائیوں کا یہ عذر کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اشتہار کو مباہلہ کہا ہے، سو جواباً عرض ہے کہ مرزا جی کا یہ قاعدہ بھی تھا کہ وہ یکطرفہ دعاؤں کو مباہلہ کہا کرتے تھے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری کی یکطرفہ دعا کو مباہلہ قرار دیا۔

(نزول المسیح صفحہ ۳۱)

اس قاعدہ کی رو سے مرزا صاحب اور مرزائیوں نے اس دعا کو مباہلہ کہہ کر باوجود ثنائی انکار کے بھی بحال رکھا (ملاحظہ ہو مرزا صاحب کا اشتہار تبصرہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۲۵)

اسی قاعدہ کو ملحوظ رکھ کر مولانا ثناء اللہ صاحب نے الزامی طور پر مباہلہ لکھا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ:۔

مرزا صاحب کو میرے حق میں دعا بد کئے ہوئے جس کو وہ اور اس کے وام افتادہ مباہلہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ایک سال سے کچھ روز زیادہ گذر گئے ہیں۔

(مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء)

اس بیان سے صاف واضح ہے کہ مولانا صاحب تحقیق خود اسے مباہلہ نہیں بددعا سمجھتے تھے۔ ہاں بطور الزام اسے مباہلہ بھی کہا۔ مرزائی صاحبان اپنے مسیح موعود کی سنت کے ماتحت ان الفاظ کو تو چھوڑ گر پہلی سطور کو پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو جی خود مولوی ثناء اللہ نے اشتہار آخری فیصلہ کو مباہلہ لکھا ہے"۔ . . . .

. . . .

ایک اور واضح بیان

مولوی ثناء اللہ صاحب کا ایک اور بیان سنئے:۔

"چونکہ مرزا اور مرزا کی اندھی تقلید میں مرزائیوں نے اس آخری فیصلہ کا نام مباہلہ رکھا (دیکھو تبصرہ صفحہ ۱) اس لئے میں نے بھی اس کو کہیں کہیں مباہلہ کہہ دیا ہوگا۔ ورنہ دراصل مباہلہ نہیں بددعا ہے"۔

(مرقع قادیانی بابت اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۴)

معمار کی خواہش

"حاصل یہ کہ مرزا جی کا یہ آخری فیصلہ بر لحاظ سے مرزائی ذہن کے حق میں آسمانی شعاع موت کا حکم رکھتا ہے۔ بس معمار صاحب کو چاہئے کہ جہاں ہوں مرزائیوں کو اس آسمانی حربے سے تباہ و نابود کر دیں" (اہلحدیث ۲۶ مئی ۱۹۳۹ء)

معمار کا پہلا عذر

پہلا عذر یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب یکطرفہ دعاؤں کو مباہلہ قرار دیا کرتے تھے اس لئے الزامی رنگ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی ایسا کہا۔

جواب

چونکہ حضرت مرزا صاحب خدا کے مامور تھے اور سنت اللہ کے مطابق آپ کی مخالفت بھی ہوئی اور آپ نے تمام مخالفین کو یہ الہام الٰہی پہلے سے ہی سنا دیا ہوا تھا کہ

انی مھین من اراد اھانتک

یعنی ہر شخص جو آپ کی اہانت کا ارادہ کرے گا میں اسے ذلیل کر دوں گا۔ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ مخالف جو مجھ سے جنگ کرتا ہے وہ خدا سے مقابلہ کرنے والا ہے اور جس قدر چاہو رو رو کر بددعائیں کر لو۔ اور میری ہلاکت کے لئے جو ہو سکے کر لو۔ پر یاد رکھو کہ میں عیدار شاخ ہوں جو مجھے کاٹنا چاہتا ہے وہ اپنا فکر کرے۔ میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں کوئی مجھے اکھاڑ نہیں سکتا۔

اب اس کے بعد آپ کے مخالفین میں سے جو آپ کی موت کی بددعا کرے یا آپ کے مقابل لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہے تو یہ مباہلہ نہیں تو اور کیا ہے؟ حضرت مرزا صاحب نے تمام علماء اور صوفیاء کے نام لکھ کر سب کو دعوت مباہلہ دیدی اور لکھ دیا کہ اگر ایک ہزار بھی مخالف مقابلہ پر نکل آوے اور ہمیں ان میں سے ایک بھی وعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے بچ رہے تو میں جھوٹا ہوں گا۔ پھر تو کوئی مقابل نہ ہوا مگر بعض نے آپ کے مقابل رکھا یا موت کی دعا کی تو وہ دست بدست پکڑے گئے۔ اب یہ مباہلہ نہیں تو اور کیا ہے۔

مباہلہ کسے کہتے ہیں؟

حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ:۔

"مباہلہ کا خلاصہ تو صرف یہ فقرہ کہ اپنے اور فریق ثانی کا نام لیکر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۴)

پس جبکہ حضرت مرزا صاحب نے مخالفین کو مباہلہ کے لئے دعوت دیدی اور عام اجازت دیدی کہ آپ کو بالمقابل رکھ کر صادق کی زندگی میں کاذب کی موت کی تمنا کر کے دیکھ لیں۔ تو اب لوگوں کا یکطرفہ بددعا کرنا بھی مباہلہ ہی ہے۔

لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے بالمقابل مسیح موعود کی دعوت مباہلہ اور پھر اشتہار مباہلہ (آخری فیصلہ) کو الزامی رنگ میں مباہلہ کہنا بے معنی ہے۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہ مامور من اللہ تھے اور نہ ان کی طرف سے مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کی آمادگی بلکہ بجائے جان بچانے کے لئے حیلہ جوئی کرتے تھے اور جب آخری فیصلہ یعنی مباہلہ کا صاف صاف اعلان ہوا۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس مباہلہ کو نامنظور کرتے ہوئے رحم کی بھی درخواست کی اور جیتے رہنے کی تمنا نے ان سے بہت سے ہیر پھیر کرائے۔ معمار اور ان کے ممدوح مولوی ثناء اللہ صاحب دونوں معترف ہیں کہ:۔

"مرزا اور مرزائیوں نے اس آخری فیصلہ کا نام مباہلہ رکھا"

جبکہ مرزا صاحب نے اس آخری فیصلہ کا نام مباہلہ رکھا تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ حضرت مرزا صاحب تاحیات خود اس اشتہار کو مباہلہ کا اشتہار ہی سمجھتے رہے۔ تو اب کسی غیر کا کیا حق ہے کہ اسے مباہلہ کے سوا کوئی اور نام دے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا عذر گناہ بدتر از گناہ

رہا یہ عذر کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تو الزامی طور پر اسے مباہلہ کہا ہے۔ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی مثال ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ایک معمولی مناظرانہ چال چلنے والے مولوی ہیں ولیس اس لئے وہ جس طرح مطلب نکلتا دیکھتے ہیں اسی طرح نکال لیتے ہیں۔ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم دیکھیں کہ انہوں نے آخری فیصلہ کو کیوں مباہلہ لکھا۔ سنئے مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"آج تک مرزا صاحب نے کسی مخالف سے ایسا کھلا مباہلہ نہ کیا تھا۔ . . . . . خدا نے ذوالجلال کی حکمت سے ان کے قلم سے ایسا مباہلہ شائع ہوا جو اپنی صفائی کی وجہ سے کسی تاویل کو برداشت نہ کر سکے" (ثنائی اشتہار مجریہ ۱۳ مئی ۱۹۰۸ء)

معمار صاحب ذرا ایمان سے کہنا کہ یہ تحریر وفات مسیح موعود پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے شائع کی تھی۔ اس میں "الزامی رنگ" میں آخری فیصلہ کو مباہلہ قرار دیا ہے یا واقعی رنگ میں۔ ناظرین یاد رکھیں کہ معمار صاحب یہاں خاموشی اختیار کریں گے۔

"اندھے کے پاؤں کے نیچے آئی ہوئی بٹیر"

پس جب کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس اشتہار کو حقیقت کے مطابق مباہلہ ماننے کی کمائی پڑی اور احمدیوں نے ہر طرح ناطقہ بند کر دیا۔ تب مولوی صاحب یہ کہہ سوجھی کہ یہ تو ایک بددعا ہے۔ اور الہامی طور پر قبول شدہ ہونے کی وجہ سے پیشگوئی ہے۔ اس پر آخر لدھیانہ میں انعامی مباحثہ ہوا جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو ناکامیابی ہوئی۔ مگر سکھ ثالث کے فیصلہ کی بنا پر بلا استحقاق مولوی صاحب کو انعام دلا دیا گیا۔ اس لئے مولوی صاحب اس

"اندھے کے پاؤں کے نیچے آئی ہوئی بٹیر"

کو دبائے بیٹھے ہیں اور جس طرح اندھے کے ہاتھ میں اگر کوئی چیز آ جائے تو وہ اسے بہت مضبوط پکڑتا ہے اور کسی طرح نہیں چھوڑتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ پھر میرے ہاتھ میں یہ چیز کب آئے گی اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب اس تین صد روپیہ کو دبائے بیٹھے ہیں۔ دوبارہ بحث یا پبلک بحث یا اپیل کو بھی پسند نہیں کرتے

ہم بار بار قادیان کی طرف سے بھی اور جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے بھی دوبارہ انعامی مباحثہ کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج کر کے تھک گئے ہیں۔ مگر مولوی صاحب محض بہانہ سازی سے اپنی جان کو بچاتے ہیں۔ لیکن اب ہم پھر ایک مرتبہ ان پر اتمام حجت کے طور پر لکھتے ہیں:۔

آخری فیصلہ پر انعامی مباحثہ

حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار آخری فیصلہ کے متعلق ہم مقدار انعام میں اضافہ کرتے ہوئے دوبارہ مباحثہ کا چیلنج کرتے ہیں۔ موضوع بحث وہی ہوگا جو مباحثہ لدھیانہ میں تھا۔ بلکہ یہ مباحثہ اسی بحث کا تتمہ ہوگا۔ بحث تحریری ہوگی اور پرچے بحث کے مساوی ہونگے اور کل پرچے ایک جلسہ میں پبلک کو سنا دیئے جائیں گے۔ اور تین کس ثالث ہوں گے جن کو فیصلہ تحریری مدلل اور حلفیہ دینا ہوگا۔

انعام

پہلے مناظرہ میں تین سو کی رقم میں پچاس روپے صاحب تھے اب میں اس رقم کو دس گنا زیادہ کرتا ہوں۔ یعنی احمدی جماعت کی طرف سے پانچ سو روپے کا میں خود ذمہ دار ہوں بشرطیکہ اتنی ہی رقم مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے ہم خیال لوگوں کی طرف سے انعامی رقم میں ڈال کر اسے ایک ہزار پورا کر دیں اور یہ ایک ہزار روپیہ فریق فاتح کو بطور انعام دیا جائے گا۔ یہ انعامی رقم مباحثہ سے پہلے فریقین کو ثالثوں کے سپرد کر دینی ہوگی جسے وہ خود رکھیں یا امین کے سپرد کر دیں۔

خدائی فیصلہ

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس مقدمہ میں حق پر ہونے کا یقین ہے یعنی ان کو یہ ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب واقعی کاذب و مفتری ہونے کی وجہ سے ان کے بالمقابل خدائی فیصلہ کے رنگ میں ہلاک کئے گئے ہیں اور اسے زندہ رکھا گیا ہے تو وہ اپنے آخری پرچے میں یہ لکھ دیں۔

"میں اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاقتدار کی ذات کی قسم کھا کر اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے آخری فیصلہ والی دعا کے مطابق مجھ کو زندہ رکھ کر صادق ثابت کر دیا ہے اور مرزا صاحب کو میرے سامنے موت دے کر مفتری علی اللہ اور کذاب ثابت کر دیا ہے۔ اگر میں اپنے اس بیان میں حق پر نہیں یا میں لوگوں کو دیدہ دانستہ دھوکہ دے رہا ہوں تو مجھ پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو اور میں اپنے فریق مقابل کے بالمقابل اس کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں۔ آمین یا رب العالمین آمین"۔

اس کے بالمقابل ہم بھی اسی طرح حلف اٹھائیں گے اور فریق مخالف کی زندگی میں موت کی تمنا کریں گے۔ اس طرح یہ ایک مباہلہ ہو جائے گا جو قرآنی فتمنوا الموت ان کنتم صادقین کے ماتحت ہوگا اور اس طرح جو فیصلہ ہوگا۔ وہ مباحثہ پر خدائی تصدیق ہوگی۔

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب اس میدان میں نکلیں گے سر دھڑ کی بازی!!

ہندو دنیا پر ایک نظر

سلطنت حیدرآباد کے خلاف آریہ سماجیوں نے جو شورش برپا کر رکھی ہے اس کو آریہ اخبارات ستیاگرہ دھرم یدھ اور دھرم اندولن کے نام دے رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس شورش کے سلسلہ میں ان لوگوں نے جس قدر جھوٹ بولا ہے اور جس قدر بہتان تراشیاں کی ہیں اس کی مثال مشکل سے ملیگی۔ نام مذہب کا ضرور لیا جا رہا ہے لیکن مذہبی معاملات سے اس طوفان بے تمیزی کو دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ سلطنت حیدرآباد میں تمام مذاہب اور فرقوں کے جائز حقوق کا مناسب احترام کیا جاتا ہے اور کسی مذہب کے پیرؤوں پر کوئی نا واجب پابندی عائد نہیں ہے۔ یہ بھی عجیب تماشہ ہے کہ ریاست حیدرآباد میں ہندو، مسلمان۔ عیسائی۔ پارسی۔ یہودی۔ بدھ۔ سکھ شیعہ۔ سنی۔ سناتن دھرمی۔ لنگایت۔ یعنی بے شمار مختلف عقائد کے لوگ آباد ہیں۔ سب مطمئن و خوشحال۔ کسی کو کوئی شکایت نہیں۔ صرف آریہ سماجی ہی چیخ رہے ہیں۔ اس چیخ پکار کی آخر کوئی وجہ بھی ہونی چاہئے اگر حیدرآباد کی حکومت متعصب ہے اور وہاں کا ناجدار صرف مسلم نواز ہے تو لازمی طور پر دوسرے غیر مسلم بھی شاکی و غیر مطمئن ہوتے یقین جانئے کوئی آریہ سماجی اس سوال کا معقول جواب نہیں دے سکتا کیونکہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور ان کی برپا کی ہوئی شورش سراسر کذب و شرارت پر مبنی ہے۔

آریوں کی بہتان طرازیوں اور کذب بیانیوں کا پردہ تو ان کے ہم عقیدہ لوگوں کے ذریعہ ہی چاک ہو چکا ہے اور ہندوستان کے تمام انصاف پسند اور معقول حلقوں نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ حیدرآباد میں آریوں یا دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ کوئی بے انصافی یا قابل اعتراض سلوک نہیں ہو رہا ہے۔ وہاں کی حکومت کا طرز عمل تمام فرقوں (بشمول اہل اسلام) کے ساتھ یکساں ہے ــــــ آج کی مجلس میں ہم آریہ سماجیوں کے مطالبات کی نامعقولیت سے اپنے ناظرین کو واقف کرانا چاہتے ہیں تاکہ انہیں اندازہ ہو سکے کہ سوامی دیانند کے یہ چیلے جھوٹ بولنے میں انتہائی مشاق اور دلیر ہونے کے ساتھ اپنے مطالبات میں کس قدر خود غرض اور بے عقل ہیں۔

آریوں کا ایک بہت بڑا بہتان یہ تھا کہ انہیں اور دوسرے ہندوؤں کو مندر اور ہون کنڈ وغیرہ بنانے سے روکا جاتا ہے ان کی تعمیر پر بار بار جب پابندیاں عائد ہیں یہی وجہ ہے کہ آریہ سماجی مندر اور ہون کنڈ نہیں تعمیر کر سکتے ہیں۔ اسی پر کذب بنیاد پر انحصار کر کے انہوں نے یہ احمقانہ مطالبہ کیا کہ آریہ سماج مندروں وغیرہ کی تعمیر سے تمام پابندیاں مٹا دی جائیں حقیقت یہ ہے ہندوستان کے دوسرے حصوں کی طرح حیدرآباد میں بھی معابد کی تعمیر کے لئے چند ضروری قواعد موجود ہیں جن پر گذشتہ ۳۰ سال سے عمل ہو رہا ہے۔ ان قواعد کی پابندی مسلمانوں کو بھی دوسرے لوگوں کی طرح کرنی پڑتی ہے۔ جب کسی کو کوئی مسجد، مندر، گرجا یا آتشکدہ تعمیر کرنا ۔۔۔ ہوتا ہے تو وہ حسب قواعد باقاعدہ درخواست دیتا ہے ۔۔ حکومت علی العموم تعمیر معابد کی درخواستوں کو منظور کر لیتی ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ قیام امن کے لحاظ سے کوئی خاص قباحت نظر آئے۔ مثلاً کسی دوسری قوم کی عبادت گاہ بہت ہی قریب ہو یا مستقبل میں تصادم کا اندیشہ ہو۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ آریہ سماجیوں کے پاس اپنی تعداد کے لحاظ سے کافی عبادتگاہیں ہیں۔ مملکت دکن میں ان کی کل تعداد صرف ۳۷۰۰ ہے اور ان کے معابد کی تعداد ۴۵ ہے ــــــ گویا ۸۲ آریہ سماجیوں کیلئے ایک عبادتگاہ موجود ہے۔ اور دوسری قوموں کی عبادتگاہوں کا تناسب ان کی آبادی کے پیش نظر حسب ذیل ہے :-

قوم	کتنے افراد کے لئے ایک معبد موجود ہے
ہندو (مندر)	۳۸۲
مسلمان (مسجدیں)	۲۷۵
عیسائی (گرجا)	۱۱۴۷
پارسی (آتشکدے)	۹۴۲
جین (مندر)	۲۱۴۴۳

سمجھ میں نہیں آتا جبکہ ہندوستان کے تمام حصوں، تمام کانگرسی و غیر کانگرسی صوبوں اور ساری ہندو مسلمان ریاستوں میں تعمیر معابد کے متعلق اس قسم کے انتظامی قواعد نافذ ہیں۔ تو حیدرآباد میں ان کو کیوں ترک کر دیا جائے ــــــ پھر آریہ سماجیوں کے پاس ضرورت سے زیادہ تعداد میں معابد موجود ہیں۔ وہ بھی دوسرے فرقوں کی طرح درخواست دیکر مزید معابد تعمیر کر سکتے ہیں۔ تو اس صورت میں انکے اس شور و غوغا اور چیخ پکار کی غرض بدامنی اور شرارت کے سوا اور کیا سمجھی جا سکتی ہے ؟ ــــــ مسلمان دکن پر صدیوں سے حکمران ہیں۔ موجودہ حکومت کے قیام کو بھی دو سو سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ اسلامی عہد میں غیر مسلموں نے ہزاروں لاکھوں معابد و مناور حکومت کی اجازت سے تعمیر کئے اور خود آریہ سماجیوں کو ۴۵ معابد تعمیر کرنے کی اجازت ان قواعد کی موجودگی میں مل گئی تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ان قواعد کو قیام امن کی تمام ضرورتوں اور مصلحتوں کو پس پشت پھینک کر نظر انداز کر دیا جائے محض اس لئے کہ چند شرارت پیشہ اور فسادی آریہ سماجی ایسا چاہتے ہیں۔ تعمیر معابد پر اس قسم کی پابندیاں ظلم۔ بے انصافی اور مذہبی مداخلت ہے تو اس کا ارتکاب بدرجہا شدت کے ساتھ کانگرسی صوبوں کے رام راج اور ہندو راجاؤں کی ریاستوں میں ہو رہا ہے۔ اگر آریہ سماجیوں کی نیت نیک ہوتی تو وہ پہلے ان مقامات پر ایسے قواعد کے خلاف آواز بلند اور سول نافرمانی کا ہنگامہ برپا کرتے

اگر آریہ سماجیوں میں دیانت انصاف اور شرافت کا کوئی شائبہ ہوتا تو وہ ان مظالم کو دیکھ کر شرم محسوس کرتے جو کہ ہندو صوبوں اور ریاستوں میں مسلمانوں پر ہو رہے ہیں۔ ریاست جے پور کے مسلمان برسوں سے صرف اتنی بات کی التجا کر رہے تھے کہ جامع مسجد کا دروازہ مسجد ہی کی دکانوں کو مسمار کر کے ذرا کشادہ کر لینے کی اجازت دیدی جائے یہ مسجد نہایت وسیع ہے اور دروازہ اس قدر تنگ کہ ایک وقت میں صرف ایک آدمی گذر سکتا ہے۔ بات معمولی تھی۔ لیکن ریاست کے فرعون مزاج حکام نے برسوں عرض و معروض کرنے کے باوجود اجازت نہ دی۔ آخر مسلمانوں نے ایک روز دکان توڑ کر راستہ کشادہ کرنا چاہا تو حکومت نے بے محابا ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ بیشمار مسلمان زخمی ہوئے۔ بہت سی ریاستوں میں مساجد پر حکومت اور ہندوؤں کا قبضہ ہے۔ بہار میں گذشتہ دنوں ہندوؤں نے کانگریسی راج کے زمانہ میں متعدد مساجد کو مسمار اور نذر آتش کر دیا تھا۔ اکثر ہندو ریاستوں میں ذبح بقر پر پابندیاں عائد اور اس کے لئے سنگین سزائیں مقرر ہیں۔ حتیٰ کہ باہر سے گائے کا گوشت لانیوالوں کو کئی کئی سال اور کئی کئی کیلئے جیل بھیجدیا جاتا ہے لیکن آریوں نے کبھی ان مظالم کے خلاف آواز بلند نہیں کی۔ ان مذہبی آزادی کے ٹھیکیداروں میں اگر کوئی ایمانداری ہوتی اور اگر یہ کسی اصول کے پابند ہوتے تو سب سے پہلے ان مظالم کا قلع قمع کرنے کے لئے میدان میں آتے۔

حیدرآباد کے خلاف آریہ سماجی شورش نے ملک کے مختلف حصوں میں ایک نہایت ہی خطرناک قسم کی بے چینی اور فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کر دی ہے اور یہ روز افزوں ہے حتیٰ کہ ان حلقوں اور حکومتوں کو بھی اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہونا پڑا ہے جنہیں حکومت نظام یا مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلہ میں ایک تازہ اور اہم خبر یہ ہے:-

"نئی دہلی ۵ / جون۔ حکومت مدراس نے صوبہ مدراس کے اس غرض سے حیدرآباد ایجی ٹیشن کے حامیوں اور ان کے جلسے اور جلوسوں کے خلاف دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا ہے۔ نظام کے خلاف حال ہی میں ایک پمفلٹ شائع ہو کر مدراس میں تقسیم ہوا تھا۔ حکومت مدراس نے اس پمفلٹ کو بھی ضبط کر لیا ہے"

مدراس سے بھی آریہ سماجی شورش کو نمایاں امداد مل رہی ہے اور وہاں حکومت نظام کے خلاف غلط اور سراسر بے بنیاد پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اگر حکومت مدراس یہ حکم آج سے چند ماہ قبل دیدیتی تو زیادہ اچھا تھا۔ بہر حال ہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ اس نے مزید تاخیر نہیں کی اور اپنی ہم مشرب حکومتوں کے سامنے ایک اچھا نمونہ پیش کر دیا ہے

مدراس بھی ایک کانگرسی صوبہ ہے اور تمام کانگرسی صوبوں کی حکومتوں کو یکجہتی اور ہم آہنگی کا دعویٰ ہے۔ سب کانگرس ہائی کمانڈ کی ہدایات کے مطابق اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہیں ــــــ اگر دیگر کانگرسی صوبے مدراس کی تقلید نہ کریں تو واقعی قابل تعجب ہوگا۔ صوبہ بمبئی میں شولا پور اس شورش کا بڑا مرکز ہے۔ وہاں حکومت بمبئی نے کچھ پابندیاں عائد کیں۔ لیکن بعد میں بڑی حد تک انہیں منسوخ کر دیا۔ سی۔ پی میں اکولہ کے قریب بھی آریوں کا ایک اڈا بنایا گیا ہے ــــــ اگر کانگرس ہائی کمانڈ کو ملک کا امن عزیز ہے تو اسے بمبئی اور سی۔ پی کی حکومتوں کو بھی مدراس کی تقلید پر مجبور کرنا چاہئے۔ ورنہ آریوں کو شورش انگیزی کی کھلی اجازت دینا خود ان کے لئے مضر ہوگا۔ مگر ہمارے خیال میں اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ذمہ داری حکومت پنجاب پر عائد ہوتی ہے کیونکہ اس شورش نے پنجاب ہی سے سر اٹھایا ہے اور سب سے زیادہ روپیہ اور رضاکار پنجاب کے آریہ سماجی مہیا کر رہے ہیں۔ بیشک ہمارے صوبہ کے وزیر اعظم نے ذاتی طور پر اس شورش کو بند کرانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ان کی حکومت نے آریہ اخبارات کو چند نوٹس دینے کے سوا اور کچھ نہیں کیا ــــــ حکومت پنجاب کو صورت حالات کا صحیح جائزہ لینے اور مسئلہ کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ موجودہ حالات میں اس کی خاموشی نہایت ہی قابل اعتراض اور اسلامی حلقوں کے لئے اضطراب انگیز ہے

سچا مذہب

اسلامی نظام نہایت استوار ہمہ گیر اور زندہ ہے

لوگوں نے کسی زمانہ میں ایک مشہور تارک الدنیا فلسفی سے پوچھا کہ سچے مذہب کی شناخت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میری رائے میں مذہب کی منطقی تعریف جس طرح عموماً لوگ کرتے رہتے ہیں بہت ناکافی ہے۔ لیکن اس نے حسب معمول پتہ کی بات یہ کہی کہ سچا مذہب وہ ہے جو زندگی کے متعلق جملہ امور میں رہنمائی کر سکے۔ یہ بات کہ مذہب کے متعلق یہ نظریہ کس حد تک صحیح ہے۔ بادی النظر میں آشکارا نہیں ہو سکتا۔ ایک معمولی دماغ کے آدمی کے لئے یہ دشوار ہے کہ وہ تنازع للبقا یا زراعتی ترقی کے لئے ایک مفید آلہ کے ایجاد کی کوشش اور کسی خانقاہ میں روحانی ترقی کے لئے دعاؤں میں مطابقت پیدا کر سکے۔ اول الذکر بات کو خالص مادی اور اس لئے غیر مذہبی قرار دیا جائے گا۔ اور آخر الذکر بات کو حقیقی مذہب کا سنگ بنیاد۔ اگرچہ دنیا کے اکثر مذاہب مثلاً مسیحیت۔ بودھ دھرم اور ہندو دھرم مذہب کی یہی تعریف کرتے ہیں لیکن روحانی مذہب کے متعلق یہ تصور بالکل غلط ہے۔ وہ مذہب ہی نہیں جو محض روحانی پہلو کی تربیت کا ذکر کرے اور مادی پہلو کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھے اور نہ وہ نظام قابل وقعت ہے جو اپنے پیروؤں کو خلاف فطرت زندگی بسر کرنے کی تلقین کرے۔ کیونکہ فطرت انسان کے فائدہ کے لئے ہے اور انسان کو فطرت کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہئے۔ ہم اپنی صحت اور مسرت کیلئے فطری قوانین کی اتباع پر مجبور رہیں۔ اس لئے ان چیزوں کے حصول کے لئے ہمیں اس معاہدہ کی پورے طور سے پابندی کرنی لازم ہے جو ہمارے اور فطرت کے مابین ہو چکا ہے۔ لیکن ہمارا علم بلکہ سائنٹیفک علم اس قدر محدود ہے کہ کسی نہ کسی مذہب کا ہونا بہت ضروری ہے۔ تاکہ ہماری کشمکش حیات میں رہنمائی کر سکے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایسا مذہب یا نظام خواہ وہ دنیا کے کس گوشہ میں پیدا ہوا ہو۔ اپنے سامنے دوگونہ مقصد رکھتا ہو۔ اولاً وہ ہمیں ہمارے ماحول کی حقیقت سے آگاہ کرے تاکہ ہم کو اس کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے میں آسانی ہو۔ اور یہ بات بہت ضروری ہے کیونکہ کوئی ذی روح مطابقت کی زندگی بسر نہیں کر سکتا جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ وہ اپنے ماحول سے مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بلحاظ تنظیم اور درست سوسائٹی اور ان اقتصادی اصولوں کے جن سے صلح اور دوا نمت پیدا ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ مذہب ہمیں غیر مشہود حقائق کے متعلق صحیح علم عطا کرے تاکہ ہم اس کی پیروی کر کے روحانی کمال حاصل کر سکیں اور اس طرح کہ ہماری جسمانی زندگی کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

پس ایک سچے مذہب کے یہ دو بنیادی اصول ہیں اور ان دو روحانی اور مادی قوانین پر حاوی ہیں جو بنی نوع انسان کی اس دنیا اور آخرت میں کامیابی کے ضامن ہیں اور ان قوانین کی شرط لازمی الہام ربانی ہے۔ اب ہم بجا طور پر یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ایسا مذہب کونسا ہے جو ہم کو زندگی کے متعلق سب کچھ تعلیم دیتا ہے۔ اس کا جواب ہمیں موازنہ مذاہب عالم سے بآسانی مل سکتا ہے۔ مجوسیت اور یہودیت کی ثنویت نواز تعلیمات اسی بنا پر فرسودہ ہو چکی ہیں کہ وہ زندگی کے مسائل کا حل پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ اور ہندو دھرم کی عالمگیریت اس لئے فنا ہو گئی کہ اس میں معبودوں کی کثرت ہے اور یہ چیز ہماری عقلی اور روحانی ترقی میں حائل ہے بودھ دھرم مذاہب کی فہرست سے اس لئے خارج ہے کہ اولاً بدھ نے انسان کی مادی زندگی سے بالکل اعتنا نہیں کیا۔ اس لئے اس کی تعلیم فطرت کے خلاف ہے۔ دوسرے اس کی تعلیمات میں باہمی ترقی کے امکانات بالکل نہیں ہیں۔ تیسرے خدا کے متعلق اس کا تصور ناقص اور لا یعنی تھا۔

مسیحیت کے نظام میں بھی ہمیں نقائص نظر آتے ہیں کیونکہ برخلاف دیگر مذاہب کے نہایت غیر مربوط مذہب ہے۔ جناب یسوع نے نہ تو مادی ترقی کا راستہ دکھایا اور نہ روحانی ترقی کا مرتبہ سکھایا۔ انہوں نے اپنے الہامات کو بیان تو کر دیا۔ لیکن مادی زندگی کی پیچیدگیوں کا کوئی حل نہیں بتایا اور جب تک ان کو حل نہ کیا جائے۔ روحانیت تک پہنچنا معلوم۔ علاوہ بریں روحانیت کے حصول کا جو طریق انہوں نے بتایا وہ ایک عام انسان کے لئے قطعاً ناقابل عمل ہے۔ جب تک وہ فطرت کے اصولوں سے جنگ نہ کرے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ان کی تعلیم کا یہ نقص اور مادی اور روحانی قوانین میں وحدت کا فقدان اب مسلم تسلیم شدہ امر ہو چکا ہے اور علمائے مسیحیت کا یہ دعوے کہ مسیحیت عالمگیر مذہب ہے۔ دقت اور تہذیب کے معقول باطل قرار پا چکا ہے اور اگر مسیحی یورپ کے بعض مشہور مفکرین کی رائے جو انہوں نے مسیحیت کے متعلق ظاہر کی ہے۔ قابل وقعت قرار دی جائے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسیحیت فنا ہو چکی ہے۔ اگرچہ کلیسائیت اب بھی زندہ رہنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہے۔

مشہور مسیحی پادری ڈین۔ انج۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ یورپین سوسائٹی پر اب مسیحیت کا کوئی اثر باقی نہیں ہے۔ اور اگر سوسائٹی پر روحانی یا اخلاقی طاقت اثر انداز نہ ہوئی تو مسیحیت کا خاتمہ ہے اور مسیحیت سوسائٹی پر اثر انداز ہونے میں ناکام رہی ہے۔ کیونکہ اس کے اندر یہ جوہر موجود نہ تھا کہ وہ ہزار سالہ انسانیت کی ضرورت کو پورا کرتی اور اب اس کا نظام بدل دینا ناممکن ہے جب تک اس کے بنیادی اصولوں کو نہ بدلا جائے اور موجودہ مسیحیت کا قصر اپنی پوشیدہ حالت میں اپنی بنیادوں پر مبنی ہے اور مسیحیت کے زوال کا باعث یہ ہے کہ وہ اپنے اندر شان عالمگیری نہیں رکھتی۔

ان مذاہب کے بالمقابل دنیا میں ایک ایسا مذہب بھی ہے جو تمام بنی نوع آدم کو تسلی دے سکتا ہے اور موجودہ سوسائٹی کی روز افزوں ضروریات کو پورا کر سکتا ہے یعنی اسلام جو امن و صلح کا علمبردار ہے۔ اسلام کا یہ دعویٰ کہ میں دنیا میں اکیلا سچا مذہب ہوں۔ عقائد تحکمانہ اور رموز عذبانی پر مبنی نہیں ہے بلکہ خالص عقلی تعلیمات پر۔ کیونکہ اسلام ایک روحانی روشنی بھی ہے اور اخلاقی بھی جو بد نظمی کے سمندر میں گمراہ انسان کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ اسلام کی خوبی اس کی تعلیمات کی سادگی میں مضمر ہے۔ اس کی تعلیمات اس درجہ سہل اور قابل عمل ہیں کہ انسان بغیر کسی دشواری کے ان کو قبول کر سکتا ہے بعض ان معبودوں اور بچوں کے فرائض اس درجہ صفائی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اور سوسائٹی میں ان کی ذمہ داریاں ایسی واضح کر دی گئی ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو مسرت اور کامیابی یقینی ہے۔ اسلام کی عبادات سے بھی ظاہر ہو سکتی ہے کہ اس کی تعلیمات عین فطرت کے مطابق ہیں۔ بلکہ وہ قوانین فطرت کی موئد ہیں۔ اسلام میں جو رواداری، حریت اور آسانی پائی جاتی ہے وہ اس کی عالمگیر اور زندہ ہونے کا ثبوت ہے۔ جس عمدگی کے ساتھ اس نے روح اور مادہ میں توازن قائم کیا ہے اس کی بنا پر اس کا حق اور جمال بیشک بے نظیر ہو گیا ہے اور اسی طرح روحانی اور اخلاقی قوانین کا امتزاج بھی عدیم المثال ہے۔

دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کا حل اسلام میں موجود نہ ہو اور کوئی ضرورت ایسی نہیں۔ جسے پورا نہ کیا گیا ہو کوئی سوال نہیں جس کا جواب نہ دیا گیا ہو۔ اسلامی نظام جو نہایت استوار ہمہ گیر اور زندہ ہے۔ وہ قرآن مجید پر مبنی ہے جس کے متعلق بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اس میں آج تک ایک نقطہ کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے ۱۳½ سو سال سے جوں کا توں موجود ہے تکمیل ہوئی ہے نہ ہی دنیا کی کوئی طاقت آج تک اسلام کو متزلزل نہیں کر سکی اور زمانہ کی کسوٹی پر یہ مذہب کھرا ثابت ہوا محض اس لئے کہ اس نے زندگی کی اہمیت کو پورے طور پر سمجھا ہے اور اسے وہ حسن عطا کیا جو دنیا کے کسی دوسرے مذہب نے نہیں کیا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ یہ کلمہ طیبہ اسلام کی بنیاد ہے۔ جو شخص اللہ کی توحید اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے اور آپ کے ارشادات پر عمل کرتا ہے وہ مسلمان ہے خواہ نسل کے اعتبار سے وہ آریائی ہو یا سامی یا منگولی۔ اسلام میں قومیت کی بنیاد وطن یا نسل نہیں بلکہ مذہب ہے اور ہر شخص جو اسلام قبول کرتا ہے۔ وہ اسلامی عالمگیر اخوت کے دائرہ میں شامل ہو جاتا ہے جس کے حصول کے لئے بنی آدم اس قدر کوشاں نظر آتے ہیں (رسالہ اشاعت اسلام لاہور)

(نوٹ:- ۱۲ ارجون کی اشاعت میں عیسائیت کی ناکامی کے عنوان سے جو مضمون درج ہوا ہے وہ بھی اسی رسالہ سے ماخوذ ہے۔)

اعلان بیعت

۱۔ محمد عبد اللہ ولد غلام احمد ساکن ڈڈنگپور تحصیل کھلہ کا ضلع تشمیر حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں قادیانی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں لیکن میں ان کے عقائد کو درست نہیں پاتا ہوں اس لئے میں جماعت لاہور میں داخل ہوتا ہوں اور اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب مجدد زمانی تھے اور نبی نہ تھے۔ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتا ہوں۔

۲۔ اصحاب ذیل نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت تحریری کی ہے:-

(۱) فضل دین صاحب ولد کالا ذات ... ڈاکخانہ ... ضلع سیالکوٹ
(۲) جلال الدین صاحب ولد فضل دین صاحب " " "
(۳) عاکم بی بی صاحبہ زوجہ جلال الدین صاحب " " "
(۴) جمال الدین صاحب ولد جلال الدین صاحب " " "
(۵) کمال الدین صاحب " " " "

۳۔ میاں دوست محمد صاحب خلف میاں فتح محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس عال دار کوئٹہ ۱۰ ارجون ۶۹ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر کے شامل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے ہیں۔

انڈین ملٹری اکیڈیمی اور رائل انڈین نیوی میں

داخلہ کے لئے مقابلہ کا امتحان

انڈین ملٹری اکیڈیمی ڈیرہ دون کی اس ٹرم میں جو ۲۲ جنوری ۱۹۴۰ء کو یا اس کے قریب شروع ہوگی اور رائل انڈین نیوی میں مقابلہ کا امتحان مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو یا بعد دوشنبہ اور ایام مابعد کے دوران میں دہلی میں منعقد ہوگا۔ یہ امتحان فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی طرف سے لیا جائے گا۔

(۲) یہ امتحان انڈین ملٹری اکیڈیمی اور رائل انڈین نیوی میں خالی اسامیاں پر کرنے کی غرض سے اپنی نوعیت میں مشترکہ ہوگا۔ ایک امیدوار دونوں یا ایک کے لئے امتحان میں داخل کئے جانے کی درخواست دے سکتا ہے۔ اگر وہ بطور امیدوار دونوں کیلئے داخل ہونا چاہتا ہے تو اسے اپنی درخواست کے فارم میں اس امر کو بیان کر دینا چاہئے۔ علیحدہ درخواستوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسی درخواست اور امتحان کی فیس صرف ایک مرتبہ ادا کرنا ہوگی۔ اگر وہ دونوں کے لئے بطور امیدوار کامیاب ثابت ہو جائے تو اسے بالعموم اس شعبہ میں لیا جائے گا جسے اس نے اپنی درخواست میں ترجیح دی ہوگی۔ لیکن گورنمنٹ ہند اس امر کی مجاز ہوگی کہ وہ اسے دونوں میں سے کسی ایک میں لے لے۔

(۳) اس امتحان میں انڈین ملٹری اکیڈیمی میں داخلہ کے لئے ۱۵ اسامیاں خالی ہوں گی۔ لیکن حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اپنے لئے یہ حق محفوظ رکھتے ہیں کہ وہ آخری تین اسامیوں کو ان امیدواروں سے نامزدگی کے ذریعہ پر کریں۔ جو امتحان میں پاس تو ہو گئے ہوں۔ لیکن پہلی بارہ اسامیوں کے پر کرنے کے لئے کافی نمبر حاصل کرنے میں ناکام رہے ہوں۔ دو اسامیاں رائل انڈین نیوی کے شعبہ انتظامی میں داخلہ کے واسطے پیش کی جائیں گی۔

(۴) ہندوستانی فوج کے جملہ شعبوں یعنی رسالہ۔ توپخانہ سگنلز انجینیری اور پیدل فوج کے لئے ایک ہی امتحان ہوگا۔ جملہ امیدوار انڈین ملٹری اکیڈیمی میں داخل ہونے پر فوج کے ٹیکنیکل شعبہ کیلئے اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں اور اس مطلب کے لئے انہیں ریاضی میں آزمائشی امتحان دینا ہوگا۔ جو امیدوار اس مضمون میں اطمینان بخش نتیجہ ظاہر کریں گے۔ انہیں پہلی اور دوسری ٹرم میں دو بچ ونگ کی ابتدائی جماعت (پری پریٹری دو بچ ونگ) میں داخل کیا جائے گا۔ دوسری ٹرم کے اختتام پر کمانڈنٹ دو بچ ونگ مرتب کرنے کی غرض سے کیڈٹوں کو منتخب کرے گا۔

(۵) یہ ضروری ہے کہ انڈین ملٹری اکیڈیمی میں داخلہ کے امیدواروں کا یوم پیدائش ۲ نومبر ۱۹۱۹ء سے پہلے اور یکم نومبر ۱۹۲۱ء کے بعد نہ ہو۔ امتحان رائل انڈین نیوی کے امیدواروں کا یوم پیدائش مارچ ۱۹۲۰ء سے پہلے اور یکم مئی ۱۹۲۲ء کے بعد نہ ہو۔ عمر کے متعلق یہ تعین کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(۶) جو امیدوار امتحان مذکور میں شریک ہونا چاہے اسے اپنی درخواست مقررہ فارم پر معہ ضروری کاغذات کے ان ہدایات کے موجب جو فارم مذکور پر درج ہوں فیڈرل سروس کمیشن کے پاس ارسال کر دینا چاہئے۔ درخواستیں کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر یا پولیٹیکل افسر یا ایجنٹ یا پرنسپل پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون کے پاس یکم جولائی ۱۹۳۹ء کو یا اس سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں۔ قواعد اور درخواست کے فارم کی نقول پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنروں یا جائنٹ پبلک سروس کمیشن پنجاب و صوبہ سرحد شمال مغرب لاہور کے دفاتر سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

یہ امر کہ درخواست کی فارم انہیں فلاں وقت پر پہنچی درخواست کے دیر سے بھیجنے کی صورت میں بطور عذر قابل شنوائی نہیں ہوگا۔ جو امیدوار فارموں کے لئے دیر سے درخواست بھیجیں گے وہ اس کے لئے خود ذمہ دار ہوں گے۔

(۷) درخواستیں ڈاک میں بصیغہ رجسٹری بھیجی جانی چاہئیں۔ اگر کوئی امیدوار اپنی درخواست بصیغہ رجسٹری نہیں بھیجے گا تو وہ نقصان کا آپ ذمہ دار ہوگا۔ اگر کوئی امیدوار یہ چاہتا ہو کہ اس کی درخواست کی رسید بھی اس کو ...

نوٹ: اگر کوئی امیدوار انڈین ملٹری اکیڈیمی ڈیرہ دون میں داخلہ کے لئے مارچ اپریل ۱۹۳۹ء کے امتحان مقابلہ میں شریک ہوا ہو اس میں کامیاب نہ ہونے کی صورت میں وہ اکتوبر ۱۹۳۹ء کے امتحان مقابلہ میں شامل ہونا چاہے تو اسے پہلے امتحان کے نتیجہ کا انتظار کئے بغیر اپنی درخواست مقررہ تاریخ تک بھیج دینی چاہئے۔ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو اکتوبر کے امتحان کے لئے اس کی امیدواری منسوخ کر دی جائیگی۔

اے۔ ڈی آسکوتھ

ہوم سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کیلئے اطلاع

انجمن تحفظ حقوق مسلمین پنجاب کے جائنٹ سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:-

ہمیں فیڈرل پبلک سروس کمیشن کی طرف سے قواعد ہدایات ملازمت اور درخواست کے فارموں کی چند کاپیاں موصول ہوئی ہیں جو حسب ذیل مقابلہ کے امتحانوں کے لئے استعمال کی جا سکتی ہیں۔ مقابلہ کے یہ امتحان آئندہ موسم سرما میں ہوں گے۔

(۱) انڈین ملٹری اکیڈیمی ڈیرہ دون۔

(۲) رائل انڈین نیوی۔

نمبر ایک یعنی انڈین ملٹری اکیڈیمی (ہندوستانی فوجی درسگاہ) کے لئے عمر کی شرط ۱۸ سے لیکر بیس سال تک اور نمبر ۲ رائل انڈین نیوی (ہندوستانی بحری فوج) کے لئے عمر کی شرط انیس سے لیکر اکیس سال تک ہے۔ درخواستیں یکم جولائی ۱۹۳۹ء کو یا اس سے پہلے پہلے ڈپٹی کمشنر کلکٹر یا پولیٹیکل افسر علاقہ متعلقہ کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔

(۳) انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ سروس امپیریل کسٹم سروس ملٹری اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ اور انڈین ریلوے اکاؤنٹس سروس۔

(۴) پوسٹل سپرنٹنڈنٹ (درجہ دوم) سروس۔

(۵) ٹرانسپورٹیشن (ٹریفک) دکمرشل ڈیپارٹمنٹ (سٹیٹ ریلویز اعلے ریلویز اسسٹنٹ منٹ)

جو تعلیم یافتہ نوجوان متذکرہ صدر ملازمتوں کے امتحانات مقابلہ میں شرکت کرنے کے خواہاں ہوں، انہیں چاہئے کہ مسلم رائٹس پروٹیکشن بورڈ پنجاب (انجمن تحفظ حقوق مسلمین پنجاب) کے دفتر واقعہ برکت علی اسلامیہ ہال بیرون موچی دروازہ لاہور کے دفتر سے درخواستوں کے فارم اور متعلقہ قواعد منگوا کر حاصل کریں۔

اس کے علاوہ حکومت پنجاب کے محکمہ انہار و نہر میں آبپاشی تل پروجیکٹ کے سلسلہ میں اوورسیئروں، سروئیر وغیرہ کی بہت سی اسامیاں نکلنے والی ہیں۔ جن کے لئے امیدوار حضرات کو چاہئے کہ فی الفور

"سپرنٹنڈنٹ انجنیئر تل پروجیکٹ لاہور"

کو اپنی درخواستیں بھیج دیں۔ اس محکمہ میں مسلمان ملازمین کا تناسب بہت کم ہے۔ لہذا مسلمان امیدواروں کو فوری توجہ مبذول کرنی چاہئے۔

جو مسلمان نوجوان متذکرہ صدر اسامیوں کے لئے یا کسی اور ملازمت کے لئے مزید تفصیلات حاصل کرنے کے آرزومند ہوں وہ حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

خاکسار صاحب شیخ غلام محی الدین جائنٹ سکرٹری آل پنجاب مسلم رائٹس پروٹیکشن بورڈ برکت علی اسلامیہ ہال بیرون موچی دروازہ لاہور

احباب جماعت اور خریداران "پیغام صلح" کی خدمت میں

ایک ضروری اپیل

اب کچھ عرصہ سے قومی اخبار "پیغام صلح" قوم کی اس توجہ سے محروم ہو رہا ہے جس کا کہ یہ مستحق ہے۔ پیغام صلح ہماری جماعت کا واحد اردو آرگن ہے اور گذشتہ ۲۶ سال سے متواتر دین و قوم کی خدمت میں مصروف ہے۔ سلسلہ کے متعلق تمام ضروری اطلاعات، حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و ارشادات، بزرگان و احباب جماعت کے افکار و مضامین، مبلغین و علمائے جماعت کے مقالات و نتائج تحقیق ہماری رجسٹری باقاعدگی کے ساتھ اس اخبار میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

پہلی ضروری بات یہ ہے کہ ہر ایک احمدی مرد و عورت، نوجوان، بوڑھا اس اخبار کو پڑھے اور جو پڑھ نہیں سکتا وہ دوسرے سے پڑھوا کر سنے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر ایک احمدی اس کا خریدار بننے کی کوشش کرے۔ طلبہ اور کم استطاعت احباب کے نام رعایتی چندہ پر اخبار جاری کر دیا جاتا ہے۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ ہر ایک دوست اس اخبار کے لئے جدید خریدار مہیا کرنے کی پوری کوشش کرے۔

تیسری ضروری بات یہ ہے کہ ہر ایک دوست اپنا چندہ اخبار باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتا رہے اور دوسروں کو بھی اس کے متعلق توجہ دلائے۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ بہت سے احباب اخبار کے خریدار نہیں ہیں اور جو خریدار ہیں ان میں سے بھی بہت سے اپنا چندہ باقاعدہ ادا نہیں کرتے۔ اس طرح اخبار کی مالی مشکلات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

لہذا گذارش ہے

۱۔ خریدار صاحبان اپنی بقایا رقم اور آئندہ سال کا چندہ جلد بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں ورنہ ان کی خدمت میں وی۔ پی بھیجے جائیں گے جنہیں وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

۲۔ اپنے حلقہ اثر میں اخبار کے جدید خریدار مہیا کرنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ جماعت کا کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسا نہ رہے جو کہ قومی اخبار کا خریدار نہ ہو۔

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— بغداد ۱۴ ارجون۔ وزیر اعظم عراق نوری السعید پاشا نے فیصلہ کیا ہے کہ بجٹ کے علاوہ دیگر اہم معاملات طے کر لینے کے بعد موجودہ پارلیمنٹ کو توڑ دیا جائے گا۔

—— لندن ۱۴ ارجون معلوم ہوا ہے کہ فرانس اور ترکیہ کے درمیان جو معاہدہ مرتب ہوا ہے اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ صوبہ اسکندرونہ کی واپسی کے متعلق ہے، دوسرے حصے میں مشرقی بحیرہ روم کی حفاظت کا ذکر ہے۔

—— انقرہ ۱۴ ارجون۔ رومانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر گفنکو نے ترکیہ کے وزیر خارجہ سے گفت و شنید ختم کر لی ہے۔ رات آپ نے صدر جمہوریہ ترکیہ عصمت انونو سے بھی ملاقات کی۔ آج رات آپ انقرہ سے عازم ایتھنز ہو جائیں گے۔

—— تازہ ترکی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ بین الاقوامی کشیدگی کی وجہ سے ترکی کی تجارت پر آ۔ ردن بدن ترقی کر رہی ہے

—— پیرس ۱۴ ارجون۔ فرانس اور ایران کے تعلقات از سر نو خوشگوار ہو گئے ہیں۔ آج صبح سفیر ایران پیرس پہنچ گیا ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر فرانسیسی اخبارات کے بعض مضامین کی وجہ سے ناراض ہو کر شاہ ایران نے اپنا سفیر واپس بلا لیا تھا۔

—— دمشق ۱۳ ارجون۔ شام میں نیا وزارتی بحران پیدا ہو گیا ہے پچھلے چار مہینوں میں یہ تیسرا وزارتی بحران ہے۔ افواہ گرم ہے کہ سیاسی حالات بگڑ رہے ہیں۔ صدر عنقریب مستعفی ہو جائے گا۔

—— بیت المقدس ۱۴ ارجون۔ آج چار عربوں کو سزائے موت دی گئی۔ ان کے خلاف الزام یہ ہے کہ وہ ایک خلاف قانون جماعت کے رکن ہیں۔

—— جنیوا ۱۴ ارجون۔ آج انجمن اقوام کے انتدابی کمیشن میں فلسطین اور شرق اردن کی رپورٹ پر بحث ہوئی۔ کل وزیر نو آبادیات برطانیہ قرطاس ابیض پیش کریں گے۔

—— حکومت اٹلی یمن میں اپنے قدم جمانے کی کوشش کر رہی ہے یمن کا ایک جزیرہ "شیخ سعید" ہے جو فوجی لحاظ سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پہلے اٹلی نے اس جزیرہ میں تجارتی رعایتیں مانگیں جو نہ ملیں۔

—— اب ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اریٹیا کے اطالوی گورنر نے یمن کو ایک نوٹ بھیجا ہے کہ اس جزیرہ میں ایک اطالوی ایجنسی قائم کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہاں کے اطالوی باشندوں کی حفاظت کا بندوبست ہو سکے ورنہ اطالیہ اپنے مفاد کے لئے دوسرے طریقے استعمال کرنے پر مجبور ہوگا

—— امام یمن نے اس نوٹ کا یہ جواب دیا ہے کہ ۲۰ ہزار منظم فوج ترکی اور عراقی افسروں کی قیادت میں وہاں روانہ کر دی اور جزیرہ کی قلعہ بندی سرعت کے ساتھ شروع ہو گئی ہے۔

—— بیت المقدس ۱۴ ارجون۔ قرطاس ابیض کی اشاعت کے بعد فلسطین میں حالات بہت خراب ہو گئے ہیں تشدد اور دہشت انگیزی کا دور دورہ ہے۔ اکثر پبلک مقامات اور سرکاری عمارتوں میں بم پھٹ رہے ہیں

—— لندن ۶ ارجون۔ معلوم ہوا ہے کہ جنرل عصمت انونو صدر جمہوریہ ترکیہ عنقریب شاہی مہمان کی حیثیت سے لندن تشریف لائیں گے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ ترکی کے بعض مدبر تحریک پاکستان کے حق میں ہیں اور انہوں نے اس کے متعلق نہایت گہرے خیالات کا اظہار کیا ہے

—— قاہرہ کی بعض اطلاعات مظہر ہیں کہ ترکی اور مصر کے بعض سرکردہ مسلمانوں نے احیائے خلافت کی خفیہ کوشش شروع کر رکھی ہے۔ مگر کم از کم ترکی میں اس تحریک کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

ہندوستان

—— اعلیحضرت حضور نظام نے جامعہ ملیہ دہلی کو ایک لاکھ روپے کی گرانقدر رقم عنایت فرمائی ہے۔ اعلیحضرت کی حکومت جامعہ ملیہ کو ایک ہزار روپے ماہانہ کی مستقل گرانٹ دیتی ہے اور اس سے قبل عمارت کے فنڈ میں پچاس ہزار روپیہ عطا فرما چکی ہے۔

—— امرتسر ۱۴ ارجون۔ امرتسر میں خاکروبوں نے لاہور کی طرح زبردست ہڑتال کر دی تھی۔ انہوں نے حکام بلدیہ کے خلاف تشدد آمیز اور اخلاق سوز مظاہرے بھی کئے جس کی وجہ سے بہت سے خاکروب گرفتار کر لئے گئے۔ آج دو روز کے بعد انہوں نے ہڑتال ختم کر دی اور خود بخود کام پر آ گئے۔ گرفتار شدہ خاکروبوں میں سے اکثر معافی مانگ کر رہا ہو چکے ہیں۔

—— لاہور ۱۴ ارجون۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب کی تحقیقی کمیٹی نے ہائیکورٹ کے چند ججوں اور پنجاب کے بعض کمشنروں کے عہدوں کو اڑا دینے کی سفارش کی ہے۔ اس خبر کی سرکاری طور پر تردید ہو گئی ہے

—— بنوں ۱۴ ارجون۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قبائلیوں کا ایک بہت بڑا لشکر بنوں کی طرف آ رہا ہے۔ قیاس ہے کہ یہ لشکر حکومت کو دھمکی دینے کی خاطر نقل و حرکت کر رہا ہے۔

—— شملہ ۱۴ ارجون۔ حکومت ہند دس ریلوے برانچ لائنوں کو گھاٹے کی وجہ سے بند کر دینے کی فکر میں ہے۔ ان میں سے ۲ جنوبی ہند میں اور ۳ پنجاب میں ہیں۔ کانگڑہ ویلی لائن بھی ان میں شامل ہے

—— ڈھاکہ ۱۴ ارجون۔ ڈھاکہ (مرکزی دیہاتی) حلقہ سے مسلم لیگ کے امیدوار سید صاحب عالم بنگال اسمبلی کے ضمنی انتخاب میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

—— جے پور ۱۴ ارجون۔ مسلمانان جے پور نے دربار کے نام ایک مکتوب ارسال کر کے لکھا ہے کہ اگر ان کے مطالبات منظور نہ ہوئے تو جمعہ کے روز سے سول نافرمانی شروع کر دی جائے گی۔

—— سکھر ۱۴ ارجون۔ یہاں کے ایک سرکردہ کانگریسی سیٹھ سینتیل داس اور ان کی لڑکی دونوں نے میٹرک کا امتحان دیا۔ لڑکی پاس ہو گئی لیکن باپ فیل ہو گیا۔

—— نئی دہلی ۱۵ ارجون۔ حکومت مدراس نے مدراس کے طول و عرض میں حیدرآباد میں ایجی ٹیشن کی حمایت اور اس سلسلہ میں جلسے جلوسوں کے خلاف دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا ہے۔ مملکت نظام کے خلاف حال ہی میں ایک پمفلٹ شائع ہو کر مدراس میں تقسیم ہوا تھا حکومت مدراس نے اس پمفلٹ کو ضبط کر لیا ہے۔

—— گوالیار ۱۴ ارجون۔ ہز ہائی نس مہاراجہ گوالیار نے آج صبح دربار کے موقع پر بہت سی ضروری اصلاحات کا اعلان فرمایا جس میں تحریر و تقریر کی آزادی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

—— لاہور ۱۵ ارجون۔ گورنر جنرل نے پنجاب اسمبلی کے سارجنٹ ایٹ آرمز بل کی منظوری دیدی ہے۔

—— سیالکوٹ، بٹالہ اور بعض دیگر مقامات کے بھنگیوں نے بھی ہڑتال کی دھمکی دی ہے۔

—— کراچی ۱۴ ارجون سندھ کی وزارت پھر خطرے میں ہے۔ پانچ مسلمان ممبر وزارت پارٹی سے الگ ہونے والے ہیں۔

—— حصار ۱۴ ارجون۔ متواتر پانچ سال کے بعد چند روز سے حصار بارش ہو رہی ہے۔ زمیندار خوش ہیں کہ اب قحط سالی کا خاتمہ ہو جائیگا

—— لاہور ۱۶ ارجون مسٹر ایس۔ پی۔ ناپ ڈپٹی کمشنر شملہ آج صبح انتقال کر گئے۔ آپ تحریک شہید گنج کے ایام میں لاہور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔

ممالک خارجہ

—— ہائی فکس ۱۵ ارجون۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ نئی دنیا کا دورہ ختم کر کے آج یہاں کی بندرگاہ سے عازم انگلستان ہو گئے۔ اہل کینیڈا نے ملکہ معظمہ، ملکہ میری اور شہزادیوں کے لئے بہت سے تحائف پیش کئے

—— ہونگ کنگ ۱۴ ارجون۔ اس ماہ کے آغاز میں جاپانیوں نے جنوبی شانسی میں زبردست اقدام شروع کر رکھے تھے۔ مگر انہیں بری طرح شکست اٹھانا پڑی۔ چینیوں نے بہت سے مفتوحہ شہر جاپانیوں سے واپس لے لئے۔

—— ماسکو ۱۵ ارجون۔ مسٹر ولیم سٹرنگ نے جو حکومت برطانیہ کے خاص ایلچی کی حیثیت سے روس پہنچے ہیں۔ وہاں کے برطانوی اور فرانسیسی سفیروں سے مذاکرات شروع کر دیئے ہیں۔

—— برلن ۱۵ ارجون۔ کئی روز سے اس امر کا اندیشہ تھا کہ ہٹلر سلواکیہ پر زبردستی قبضہ کر لیگا۔ آج کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ حکومت جرمنی نے اپنے اس ارادے کو بروئے کار لانے کیلئے جرمن فوجوں کو مارچ کا حکم دیدیا ہے۔

—— چین میں جاپان اور برطانیہ و فرانس کے مابین جنگ کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ چین کے ایک مشہور شہر ٹین سین پر جاپان کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اس میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کی کافی آبادی ہے اور شہر میں ان کے مخصوص علاقے موجود ہیں جہاں انہیں خاص اختیارات حاصل ہیں

—— چند روز ہوئے ان علاقوں میں جاپان کے چند نامدار چینی قتل ہو گئے۔ جاپان نے قاتلوں کا مطالبہ کیا۔ برطانیہ نے بلا کافی ثبوت کے قاتلوں کو جاپان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر جاپان نے شہر کے برطانوی اور فرانسیسی حصوں کی زبردست ناکہ بندی کر دی ہے۔

—— ٹین سین ۵ ارجون۔ جاپانیوں نے انگریزی علاقہ میں گوشت اور مکھن کی درآمد بالکل روک دی ہے۔ جاپانیوں کے تین جنگی جہاز سمندر میں راستہ روکے کھڑے ہیں۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ جمعہ کے روز ۵۰ ہزار جاپانی انگریزی علاقہ پر پرامن دھاوا بول دیں گے۔

—— بعض نوی علاقوں میں یہ تجویز پیش ہوئی ہے کہ ایک مخلوط کمیشن مقرر کر کے واقعہ قتل کی تحقیقات کرائی جائے۔ لیکن جاپان نے اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے۔

—— جاپانیوں کی خشاء معلوم ہوتی ہے کہ مشرق اقصٰی کے معاملات میں انگریز چین کی امداد کرنے کی بجائے جاپان سے تعاون کریں۔

—— لندن ۱۵ ارجون۔ برطانوی سفیر متعینہ ٹوکیو نے ملک معظم کی حکومت کی ہدایت کے مطابق حکومت جاپان کو انتباہ کیا ہے کہ ٹین سین میں جاپانی فوجی افسروں نے جو اشتعال انگیز اقدام اختیار کر رکھا ہے اس سے افسوسناک نتائج ظہور پذیر ہونے کا اندیشہ ہے۔

—— لنڈن ۱۵ ارجون۔ آج ایوان عام میں وزیر اعظم نے ٹین سین میں جاپانیوں کی طرف سے ناکہ بندی۔ تجارت اسلحہ پر سانحہ کی نوعیت کے تعین اور ممالک خارجہ میں برطانیہ کی طرف سے سلسلہ نشر و اشاعت کے انتظامات پر بیان دیا۔

—— اس بیان میں وزیر اعظم نے کہا کہ اب اس ناکہ بندی سے جاپان کی غرض و غایت یہ ہے کہ شمالی چین میں برطانوی حکام سے زیادہ وسیع پیمانے پر امداد اور تعاون حاصل کرے۔

—— برلن ۱۵ ارجون۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ بلغاریہ اور جرمنی کی تجارتی بات چیت جو پچھلے دنوں معطل ہو گئی تھی۔ اب از سر نو شروع کر دی گئی ہے

—— روما ۱۶ ارجون۔ ہسپانیہ اور مراکش کے ساحل کے قریب بحری قوتوں میں اطالیہ کی بحری فوج عنقریب ایک زبردست بحری مشق شروع کرنے والی ہے۔

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

ماڈرن الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ: سالانہ - پانچ روپے۔ ششماہی - تین روپے۔ طلباء سے: سالانہ - چار روپے۔ ششماہی - دو روپے۔ ممالک غیر سے ۔۔۔ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطابق ۳ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۳۹ء — نمبر ۳۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان پورا موحد کس طرح کہلا سکتا ہے؟

انسان عموماً کوئی نہ کوئی حصہ گناہ کا اپنے ساتھ رکھتے ہیں بعض لوگ موٹے اور جلی گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور بعض اوسط درجہ کے گناہوں میں۔ اور پھر بعض باریک در باریک گناہوں کا شکار ہوتے ہیں۔ جیسے بخل، ریاکاری وغیرہ اور جب تک انسان ان سے رہائی حاصل نہ کرے اپنے گمشدہ انوار کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے کونسا طریق اختیار کیا جائے کہ انسان پورا پورا موحد کہلا سکے؟ سو اس بارہ میں یہ بات قابل غور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت اقسام کے احکام دیئے ہیں جن کی بجا آوری ہم پر لازم ہے لیکن بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں کہ انکی بجا آوری ہر ایک انسان کو میسر نہیں ہوتی۔ مثلاً حج کی ادائیگی جو صرف اس آدمی پر فرض ہے کہ جسے استطاعت ہو اور اس کے لئے راستہ کا امن ہو اور اپنے پیچھے جو متعلقین چھوڑ جائے۔ ان کے گذارہ کا بھی معقول انتظام ہو جب اس قسم کی ضروری شرائط پوری ہو جائیں تب انسان حج کے لئے جا سکتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ ہے۔ اسے وہی شخص ادا کر سکتا ہے۔ جو صاحب نصاب ہو۔ اسی طرح نماز میں بھی شرائط ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ایک بات ہے۔ جس میں کوئی تغیر نہیں اور وہ یہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ جو سب باتوں کی جڑھ اور اصل ہے۔ اور باقی جتنے امور ہیں۔ وہ اس کے مکملات ہیں۔ توحید کی تکمیل نہیں ہوتی۔ جب تک کہ عبادت میں بجا آوری نہ ہو یعنی اس کا مطلب یہ ہو کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا اپنے اس اقرار میں اسی وقت سچا سمجھا جاتا ہے جبکہ وہ حقیقی طور پر عملاً ثابت کر دکھائے کہ فی الحقیقت اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا محبوب و مطلوب مقصود نہیں۔

(۲۱ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب نواب خاں صاحب جموں سے حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے صاحبزادے عبدالرحیم زبیر خاں آجکل ولایت میں انجینیری کا امتحان دے رہے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے احباب خاص طور پر دعا کریں۔

—— جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب منیجر گوجرانوالہ کے فرزند ارجمند محمود حسن صاحب نے امتحان بی کام پاس کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ ہم اس کامیابی پر ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دعا ہے عزیز مذکور کی یہ کامیابی انکی آئندہ دینی و دنیوی ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

—— مرزا محمود احمد صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول بی۔ ٹی کے امتحان میں اور چوہدری عبدالحمید صاحب ٹیچر سکول ہذا ایس۔ اے وی کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ پیغام صلح ان دونوں کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔

—— انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ محمد لقمان صاحب میٹ دکاندار احمدیہ بلڈنگس کی نوجوان شادی شدہ صاحبزادی عمر ۲۳ سال ۱۸ جون کی صبح کو وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے دو لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ اس صدمہ میں ہمیں عبدالرحمان صاحب اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ تمام احباب از راہ عنایت مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں۔

خطبہ جمعہ

مؤرخہ ۱۶ جون سنہ ۱۹۳۹ء

فرمودہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انہ لا یحب المعتدین

(ترجمہ) تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دوروں میں پیدا کئے۔ پھر وہ عرش پر متمکن ہے۔ رات کو دن کا لباس پہناتا ہے وہ اس کے پیچھے لگاتار چلی آتی ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم سے کام میں لگائے گئے ہیں سن لو بنانا اور حکم دینا اسی کا کام ہے۔ اللہ بابرکت ہے جو جہانوں کا رب ہے۔ اپنے رب کو عاجزی سے اور دل ہی دل میں پکارو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق اور موجد ہے

ان ربکم۔ تمہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارا رب تمہاری ربوبیت کرنے والا، تمہاری نشوونما کرنے والا کون ہے ——— وہ اللہ ہے جو تمام اعلیٰ درجہ کی صفات کا مالک ہے۔ ایک صفت اس کی یہ ہے کہ زمین و آسمان اور اس کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کا بنانے والا وہی ہے اور اس کارخانہ کائنات کے بنانے کی ایک غرض یہ ہے کہ تمہارے لئے تمام قسم کے نشوونما اور ربوبیت کے سامان مہیا کئے جائیں۔ ایک چیز جو تمہارے ساتھ قریب کا تعلق رکھتی ہے وہ لیل ونہار ہیں ——— رات کا پردہ دن کے اوپر آپڑتا ہے دن ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے لگاتار برابر دن آگے چلتا ہے اور رات اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اس زمین پر جس قدر زندگی کے مظاہر ہیں کیڑوں، پھولوں، پھلوں، حیوانوں اور انسانوں کی ہر ایک کی زندگی کا دارومدار دن اور رات کا رخانے پر ہے اور کارخانہ سورج، قمر اور نجوم کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ حکومت کرنا اس ہستی کا کام ہے جس نے اس کارخانہ کو ایجاد کیا۔ ایجاد کے بغیر حکومت تامہ کبھی بھی میسر نہیں آسکتی۔

خدا کی ربوبیت تمام مخلوق کیلئے ہے

دیکھو یہ ربوبیت کسی ایک طبقہ کے لئے نہیں ایک قوم کیلئے نہیں۔ تمام انسانوں اور قوموں کے لئے اس کی رحمت اور اس کی برکات کی بارش یکساں ہے جس مضمون سے اس کو شروع کیا۔ اسی پر ختم کیا۔ ربکم کے لفظ سے شروع کیا اسی لفظ پر آیت کو ختم کر کے فرمایا کہ وہ صرف تمہارا ہی رب نہیں بلکہ تمام اقوام اور تمام عالموں کا رب ہے۔

خدا کے ساتھ انسان کا تعلق کس طرح ہو سکتا ہے؟

اس آیت کے اندر کئی مضامین کو جمع کیا ہے۔ انسان کا تعلق خدا کے ساتھ اس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کی صفات پر اسے یقین ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کی ایک بڑی صفت یہ ہے کہ وہ تمام کائنات کا موجد ہے ——— ایک ایک ذرے کے اندر جو ذرہ صفات ہیں۔ ان سب کا موجد ہے اور پھر ہر ایک چیز کو اس کی رحمت ڈھانکے ہوئے ہے ——— قرآن توجہ دلاتا ہے کہ مومن کا تعلق خدا سے ہونا چاہئے۔ عرفان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ خالق اور موجد ہے ——— ایجاد کرنے والا ہے

(۲) ایجاد کرنے کے بعد قائم رکھنے کے لئے نشوونما کے لئے ترقی کی تمام منازل طے کرانے کیلئے وہ سب سامان مہیا فرماتا ہے۔

کرشمہ لیل ونہار

اس نے صرف انہیں ہی نہیں بنایا بلکہ تمہارے لئے زمین اور آسمان بنایا اور دن اور رات کے نظام کو بنایا۔ دن اور رات کا کرشمہ جو زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے اس کو بنایا۔ انسان دن کو کام کرتا ہے جب وہ تھک جاتا ہے اور اس کی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں تو اس کا تدارک کرنے کے لئے رات کا ایک پردہ کھینچ دیا جاتا ہے کبھی ہلکی ہلکی روشنی کے لئے قمر نمودار ہو جاتا اور کبھی ستارے ——— رات کو آرام لینے سے انسان کی خرچ شدہ قوتیں بحال ہو جاتی ہیں اور جس طرح وہ نیند اور آرام کیلئے بیقرار تھا، اسی طرح بیقرار ہو کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ یہ کرشمہ کیسا عجیب ہے کبھی دن رات برابر ہو جاتے ہیں کبھی بڑھتے ہیں۔ کبھی شدت کی گرمی ہوتی ہے اور کبھی شدت کی سردی شروع ہو جاتی ہے۔ میوہ جات، پھل اور لباس اور تمام قسم کی روئیدگی صرف اسی تغیر کی وجہ سے ہے۔ سورج اور چاند کی وجہ سے ہی دن رات اور موسموں کی تبدیلی عمل میں آتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اسی کا انتظام ہے۔

دراصل حکومت موجد ہی کر سکتا ہے

دراصل حکومت وہی کر سکتا ہے جس نے کسی چیز کو ایجاد کیا ہے اسی لئے فرمایا۔ الا لہ الخلق والامر وہی بناتا ہے اس لئے اسی کے ہاتھ میں حکومت ہے۔ ایک دفعہ امریکہ والوں نے جرمنی کے لوگوں سے ایک زیپلن خریدا۔ زیپلن جرمنی کی ایجاد ہے اور کوئی قوم اسے نہیں بنا سکی۔ یہ ایک بہت بڑا ہوائی جہاز ہوتا ہے جس میں بڑی تعداد میں آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ کئی کروڑ پونڈ پر اسے خریدا گیا اور شرط یہ تھی کہ جرمنی سے امریکہ تک اسے اڑا کر دکھایا جائے اور جرمن ڈرائیور کے ہمراہ امریکہ کے انجنیئر اور ماہرین بیٹھیں تاکہ ان کو اس زیپلن کے متعلق پورا علم حاصل ہو جائے۔ میں ان دنوں جرمنی میں ہی تھا۔ میرے سامنے یہ جہاز تیار ہوا۔ اور اسے برلن شہر پر اڑا کر دکھایا گیا بہت خوبصورت جہاز تھا اور بڑا لمبا چوڑا ——— جب امریکہ پہنچا اہل جرمن نے رقم وصول کر لی تو کہا کہ تم نے شاید اس لئے خریدا ہے کہ تم ایسے جہاز بنا لو گے۔ تم اسے ہرگز ہرگز نہیں بنا سکتے۔ اس کے پرزوں کی حقیقت انہیں معلوم نہیں ہو سکتی۔ الغرض حقیقی علم موجد کو ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا

اسی طرح یقین جانئے کہ خدا جو موجد ہے وہ ذرہ ذرہ کی تمام صفات کو جانتا ہے ہم کبھی کبھی گلاب یا بنفشہ کی کسی صفت سے اطلاع پا جاتے ہیں۔ مگر پتے پتے میں بے شمار خواص ہیں جن کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا تو پھر خالق کی ذات اور شان کا کیسے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ خدا جو کائنات کا موجد ہے جو حکم جاری کرے وہ یقیناً بہت فائدہ مند اور پر حکمت ہو گا۔ پس ادعو ربکم۔ مالک ہدایت کو مانو۔ تمام احسانات اور فیض کا سرچشمہ ہے اور اسی کو پکارو اور اسی کی عبادت کرو۔

خدا کا احسان اور رحمت تمام قوموں اور جہانوں پر ہے

پھر فرمایا کہ خدا کسی خاص ملک یا قوم کا خدا نہیں بلکہ اس کا فضل تمام قوموں اور تمام جہانوں پر ہے۔ ایسے خدا کی عبادت کا مطلب ہے کہ ہمارے دل وسیع ہو جائیں۔ جن قوموں کے اعتقادات تنگ ہیں ان کے اخلاق بھی تنگ ہیں۔ اعتقادات میں وسعت ہو تو اخلاق میں بھی وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

خدا کی عبادت کا ایک بڑا مقصد

خدا کی عبادت کا ایک مقصد یہ ہے کہ یقین کرے کہ میرا خدا تمام مخلوقات اور تمام بنی نوع انسان کا خدا اور رب ہے اس کا فضل تمام دنیا پر جاری ہے۔ جیسے زبادہ رحمتی وسعت کل شئی۔ ایسی صورت میں ہر مسلمان کو خیال کرنا چاہئے کہ آیا وہ اپنے دل کے اندر تنگی تو نہیں پاتا۔ اور ایسے پیغمبر کی امت ہو کر جو نصرانیوں، یہودیوں، بت پرستوں وغیرہ وغیرہ کے ساتھ نہایت اعلیٰ اخلاق کے ساتھ پیش آتا ہے دل کی تنگی جائز نہیں ہے۔ انسان کی فطرت کے اندر ہے کہ وہ احسان فراموش نہیں۔ کوئی شخص میٹھی بات کہے تو وہ دوست بن جاتا ہے کسی کو پنکھے کے نیچے بٹھا دیں۔ چارپائی بیٹھنے کے لئے بچھا دیں۔ کسی کے گھر تک پھل پہنچا دیں تو وہ بھولتا نہیں ہے شریف انسان احسان کو کبھی نہیں بھولتا۔ تو خدا کے احسانوں کی حد نہیں۔ اس کے آگے ضرور جھکنا چاہئے اس سے تعلق رکھنا چاہئے اور اس کو فراموش نہ کرنا چاہئے ان اللہ لا یحب المعتدین سرکشی کرنے والوں کو جو احسانات عظیمہ کے باوجود خدا کے احکام توڑیں خدا پسند نہیں کرتا۔ مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ خدا کے آگے سرکشی کرے۔ غفلت اور چیز ہے اور سرکشی اور ——— غفلت ہو سکتی ہے اور نہ ہی سرکشی اس کا شعار ہو۔

خوشحالوں کی غفلتیں اور غلط فہمیاں

جن کو کھانے کو ملتا ہے وجاہت ہو سرور بھی نہیں۔ ان کے لئے خدا کے آگے سر جھکانا مشکل ہے جن کی کھیتیاں خوب لہلہاتی ہیں، سرسبز نظر آتی ہیں انکو خدا کے آگے سر جھکانا مشکل ہے۔ شہروں میں جو بیرسٹر، ڈاکٹر ہیں انہیں خوب فراغت سے روٹی ملتی ہے ان کیلئے مشکل ہے کہ وہ نماز پڑھیں۔ الا ماشاء اللہ کس لئے پڑھیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری لیاقت کی وجہ سے ہمیں ملا۔ حالانکہ یہ غلط ہے وہ غلطی میں مبتلا ہیں۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ اسے لیاقت کی وجہ سے زیادہ رزق ملا اس کے ہمسایہ میں ایسے آدمی ہوں گے جو لیاقت میں اس سے زیادہ ہیں مگر ان کے پاس دولت نہیں۔ وجاہت نہیں بڑے بڑے لائق آدمی مارے مارے پھرتے ہیں اور معمولی معمولی آدمی اچھی جگہوں پر ہیں ——— اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنا فضل کر دے۔

اللہ تعالیٰ سرکش آدمیوں کو پسند نہیں کرتا ہم کو چاہئے کہ ہم سرکش نہ ہوں۔ رعونت اور تکبر ہمارے پاس نہ آنا چاہئے مدمروں کے مقابل کر دبانا چاہئے خدا کے احسانات کو سامنے رکھکر اس کے حضور گریں۔ آدمی اپنے بھائیوں اور بدکرداریوں سے اجتناب کریں۔ فتبارک اللہ رب العالمین جس نے رب العالمین کی عبادت کا اصل مقصد پا لیا وہ مبارک ہے جس نے اس مقصد کو پا لیا اپنے دل کو وسیع کر لیا۔ رشتہ داروں کیلئے عزیزوں کیلئے، ہمسایوں کے لئے دولت خرچ کرنا سیکھ لیا۔ اپنا دسترخوان وسیع کر لیا۔ اس نے عبادت کے مقصد کو سمجھ لیا۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس حقیقی مقام کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین (مرقومہ منظور احمد ...)

سپین مشن

کیا احمدی نوجوانوں میں کوئی طارق ثانی نہیں ہے؟

آج سے قریباً چھ سال قبل ہم نے سپین مشن کی تجویز کی شکل میں ایک نہایت ضروری اور شاندار عزم کیا تھا اس کے لئے باقاعدہ فنڈ کھولا گیا ابتدائی تیاریاں ہوئیں۔ لیکن اسی اثنا میں سپین میں خانہ جنگی شروع ہو گئی جس کا سلسلہ کئی سال تک جاری رہا —— اب اس خانہ جنگی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ رفتہ رفتہ حالات ٹھیک ہو رہے ہیں لہٰذا اب وقت آ گیا کہ ہم اپنے اس عزم کو عملی رنگ دینے کی فکر کریں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء میں اس کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ:-

"آج ہم خبروں میں پڑھتے ہیں کہ سپین کی جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہے اور اب وہاں ایک حکومت قائم ہو گئی ہے۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ سپین کا نام لے کر ہم نے روپیہ وصول کیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ایک سال قبل فکر کرتے اور آدمی تیار کیا جاتا۔ وہ اگر نہیں ہوا تو اب کوئی عذر باقی نہیں —— ہاں ایک آدمی کے اوپر انحصار ہے جو نکل کھڑا ہو اور دکھ برداشت کر کے اپنے آپ کو ہسپانیہ میں اس طرح ڈال دے۔ جس طرح مرزا ولی احمد بیگ نے اپنے آپ کو ہالینڈ میں ڈال دیا ہے" (۲۲ اپریل ۱۹۳۹ء)

حضرت ممدوح نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ سپین میں مشن کے قیام کے لئے سب سے بڑی ضرورت ایک ایثار پیشہ، باہمت اور مخلص کارکن کی ہے اور اس کے لئے سب کی نظریں احمدی نوجوانوں کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے لئے پہلے ہی کافی مشکلات موجود ہیں اور کسی نئے کام کا اجرا ان مشکلات میں اور اضافہ کر دیگا۔ مگر آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ مشکلات کے اس حصار کی طرف بھی بار بار نہ دیکھیں جو اس وقت قوم کے گرد موجود ہے ہم یہ بات حالات پر پوری طرح غور کرنے کے بعد کہہ رہے ہیں۔

یقین جانئے کہ کام کرنے والوں کی زندگی میں کوئی ایسا لمحہ نہیں آتا۔ اور نہ آ سکتا ہے جب کہ ان کے سامنے مشکلات موجود نہ ہوں۔ آپ ذرا تھوڑی دیر کے لئے اپنے ماضی پر غور کریں۔ کیا جب آپ نے انجمن کی بنیاد رکھی تھی . . . . کیا جب آپ نے انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت، ووکنگ اور برلن مشن کے قیام کا عزم کیا تھا۔ اور جس وقت جوبلی فنڈ کی تحریک شروع کی گئی۔ کیا ان اوقات میں آپ کے سامنے مشکلات موجود نہ تھیں؟ یقیناً موجود تھیں اور غالباً آجکل سے زیادہ موجود تھیں۔ لیکن عزم راسخ اور جذبہ صادق ان سب پر غالب آیا —— اب بھی ایسا ہو سکتا ہے۔

سپین دراصل ایک اسلامی ملک اور مسلمانوں کی ملکیت ہے ہماری بدبختی سے یہ غیروں کے قبضے میں چلا گیا اور اس طرح چلا گیا کہ بظاہر مسلمانوں کا نام و نشان وہاں موجود نہ رہا۔ یہ ہماری گمشدہ دولت ہے۔ اس پر قبضہ کرنا ہماری غیرت و عزت کا سوال ہے اب تبلیغ کے ذریعہ اس ملک کو فتح کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

احمدی مجاہدو! غفلت نہ کرو۔ ہم اپنے نوجوانوں کو خاص طور پر مخاطب کر رہے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک بلند عزم کیا۔ اس کا نتیجہ انگریزی ترجمۃ القرآن اور متعدد بیش بہا تصانیف کی شکل میں موجود ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم مغفور کے دل میں ایک اعلیٰ خواہش پیدا ہوئی۔ ووکنگ مشن اس کا ثمر ہے۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے ایک بڑا خواب دیکھا۔ برلن مسجد اور مشن اسی خواب کی تعبیر ہے۔ ہمارے نوجوان بھائیو! دنیا کو یہ سمجھنے کا موقع نہ دو کہ اب جماعت احمدیہ ایسے سپوت پیدا کرنے سے عاجز آ گئی ہے۔ بلکہ اس امر کا ثبوت دو کہ اس جماعت کی مائیں ملت مسلمہ کو اب بھی محمد علی، کمال الدین اور صدر الدین جیسے سپوت دے سکتی ہیں اور ہمیشہ دیتی رہیں گی۔ انشاء اللہ۔

ہم عرصہ سے اندلس (سپین) کی داستان تباہی پڑھ کر روتے ہیں۔ ہمارے شاعروں نے اس تاریخی حادثہ پر مرثیے لکھے ہمارے سیاحوں نے اس اجڑے گلشن میں جا جا کر سرد آہیں بھریں اور زار زار آنسو بہائے ضرورت ہے کہ رونے رلانے کا یہ سلسلہ ختم کر کے اس ملک پر فاتحانہ تبلیغی یلغار شروع کر دی جائے۔ طارق ابن زیاد نے اس ملک کو تلوار کے ذریعہ فتح کیا تھا —— کیا اب ہم میں کوئی طارق ثانی موجود نہیں جو قلم و تبلیغ سے دوبارہ اس کو مسخر کرے۔ دیکھئے ہم ایک عزم کر چکے ہیں۔ ایک کام کا بیڑا اٹھا چکے ہیں۔ حالات نے ہمارے راستے میں ایک روک پیدا کر دی تھی۔ وہ روک دور ہو چکی ہے —— یہ بات مومنانہ اولوالعزمی اور ہماری گذشتہ روایات کے بالکل خلاف ہوگی کہ اگر ہم اس عزم کو عملی جامہ نہ پہنائیں۔ ضرورت ہے ہمارے نوجوان اپنے دل میں کوئی جذبہ اور حرارت پیدا کریں اور ان میں سے ایک ذرا دل والا اور مرد انہ وار میدان عمل میں آ کر کہیں کہ ہم سپین مشن کے کام کو اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ اور اس کے لئے اپنی زندگی وقف کرتے ہیں اگر ایسا ہو جائے تو پھر سب کچھ ہو سکتا ہے۔

اپنے نوجوانوں سے کام لو

گذشتہ اشاعت میں ایک شذرہ کے ذریعہ ہم نے تحریک کی تھی کہ سکولوں، کالجوں کے نوجوان طلباء اور اساتذہ موسم گرما کی تعطیلات میں خدمت دین و توسیع جماعت کا کچھ کام کریں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارے نوجوانوں میں خدمت دین و تبلیغ احمدیت کا زبردست جذبہ موجود ہے۔ اگر ان سے کوئی کام لینے والا ہو۔ تو وہ بہت مفید کام کر سکتے ہیں ضرورت ہے کہ نوجوانوں کے اس شوق و جذبہ کی حرارت کو بیکار نہ جانے دیا جائے بہت سے نوجوان انفرادی حیثیت سے کام کرنے میں تکلف کرتے ہیں۔ اگر کوئی باقاعدہ ہدایت و مشورہ دینے والا ہو تو پھر وہ بلا تکلف میدان عمل میں آ پڑتے۔ ہم نے گذشتہ سال بھی مرکزی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے معزز عہدہ داروں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ موسم گرما کی تعطیلات میں نوجوانان جماعت سے تبلیغ کا کام لینے کی کوئی منظم کوشش کریں۔ اور ان کے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز کر دیں۔ لیکن غالباً تاخیر کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکے۔ اس مرتبہ ہم تعطیلات سے قبل اس ضروری تجویز کو ان کے گوش گذار کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ اول وہ ایک اعلان کر کے معلوم کریں کہ کون کون نوجوان ایام تعطیلات میں تبلیغ کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کا قیام اس دوران میں کن کن علاقوں میں رہے گا۔ اس طرح کام کرنے والوں اور اُن کے علاقوں کا ایک نقشہ مرتب کر لیا جائے۔ اور ہر ایک کارکن کی ضرورت کے مطابق لٹریچر بھجوا دیا جائے۔ اور ضروری ہدایات دی جائیں اور ان سے خط و کتابت رکھی جائے جن علاقوں میں ایک سے زائد کارکن ہوں ان کا خط و کتابت یا دوسرے ممکن ذرائع سے آپس میں تعارف کرا دیا جائے اگر مرکزی ایسوسی ایشن ذرا ہمت اور مستعدی سے کام لے تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ اس طرح چند ہفتوں کے اندر بلا کسی قابل ذکر خرچ کے ملک کے مختلف گوشوں میں پیغام حق پہنچ جائے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر مرکزی ایسوسی ایشن صحیح معنوں میں بیدار ہے۔ اور کوئی مفید کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو اس تجویز پر ضرور غور کرے گی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں

شذرات

دجّالی تہذیب کی اخلاق سوزیاں

یورپ کی دجّالی تہذیب کی اخلاق سوزیاں روز بروز ترقی پر ہیں عصمت و پاکبازی کی سرزمین یورپ میں داستان پارینہ اور بے معنی الفاظ سے زیادہ حقیقت نہیں رہی، بے حیائی اور نفس پرستی کا دور دورہ ہے۔ حکومتیں بدکاری و بے حیائی کا انسداد کرنے کی بجائے ان کی حمایت و سرپرستی کر رہی ہیں۔ اور ایسے ایسے واقعات ظہور میں آ رہے ہیں جنکو سُن کر آدمی محو حیرت ہو جاتا ہے۔ حسین عورتوں کی نمائشیں اور مقابلے یورپ میں آئے دن ہوتے ہی رہتے ہیں۔ مقابلہ میں اوّل آنے والی لڑکی کو ملکہ حُسن کا خطاب دیا جاتا ہے ——— فرانس کی ایک ملکہ حسن سونیا جیسی پر آجکل عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے اس کی جرم کی تفصیل و نوعیت ذرا ملاحظہ ہو:۔

"مس بیسی کسی زمانہ میں رقاصہ تھی، ۱۹۲۹ء میں اسے ملکہ حسن کا خطاب دیا گیا اور اس کا کام یہ مقرر ہوا کہ وہ اشتہار بازی اور نشر و اشاعت کے لئے مصوّر کے سامنے بطور "نمونہ" کھڑی ہوا کرے۔ ایک روز مصوّر نے کہا کہ کپڑے بالکل اُتار دو۔ کیونکہ میں نے ایک اشتہار کے لئے تمہارا عریاں فوٹو کھینچنا ہے۔ لیکن ملکہ حسن نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ اس پر فرانس کی ایک عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ حسن پر بعض اور الزامات بھی لگائے گئے ہیں۔ مثلاً اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں نیویارک کی نمائش میں فرانس کے حسن کی نمائندگی کرونگی۔ لیکن عین وقت پر اس نے امریکہ جانے سے انکار کر دیا۔ پھر اس سے کہا گیا کہ اپنے حسن کی نمائش اکابرین و عمائد شہر کی ایک مجلس میں کرے لیکن اس نے یہ بھی نہ کیا۔"

ہمارے خیال میں ان سطور پر تبصرہ کی قطعاً ضرورت نہیں ——— لعنت ہے، اس تہذیب پر جو عورتوں کو ایسی ذلیل ترین بے حیائیوں کے لئے مجبور کرتی ہے۔ اور اگر وہ اس سے انکار کر دیں تو ان پر عدالتوں میں مقدمات چلاتی ہے۔ یورپ کے آرٹ اور پروپیگنڈے کی تعریف کرنے والوں نے کبھی ایسے واقعات پر بھی غور کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے؟

مغربی تہذیب کا اثر مشرق میں

مس بیسی جس بنا پر ملزم قرار دیکر عدالت میں لائی گئی ہے وہ اسقدر اخلاق سوز ہے کہ قارئین پیغام صلح میں سے بہت سے بزرگ اور احتیاط پسند اصحاب اس واقعہ کا ذکر بھی ان کالموں میں پسند نہ کرینگے ——— ممکن ہے بعض حضرات کو اسکے صحیح تسلیم کرنے میں ہی تامل ہو۔ ہمیں اپنے تمام قارئین کے جذبات کا احترام ہے لیکن ہم عرض کرینگے۔ کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے اور اسکو ذمہ دار اخبارات نے شائع کیا ہے ——— . . ہم اس واقعہ کا ذکر اس لئے کر رہے ہیں کہ یورپ کی لعنتی تہذیب کا اثر اکثر مشرقی و اسلامی ممالک اور خود ہندوستان میں بہت ہی سرعت سے ہو رہا ہے ہندوستان کی تمام اقوام میں بھی بے غیرتی، بے حیائی اور عریانی جیسے اخلاقی عوارض کے جراثیم پھیل رہے ہیں۔ ہماری قدیم تہذیب دم توڑتی دکھائی دے رہی ہے۔ پنجاب کے صدر مقام لاہور میں ایسے ایسے کلب اور ناچ گھر قائم ہو چکے ہیں جہاں بیحیائی کی حرکات سکھائی جاتی ہیں اور عریانی و آوارگی کے سبق دیئے جاتے ہیں ——— شرفا زادوں کے علاوہ بعض شرفازادیاں بھی وہاں جاتی ہیں۔ یہی حال ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں کا ہے۔ شرافت کا معیار بدل گیا ہے۔ یورپ زدہ سوسائٹی کے جذبات غیرت فنا ہو چکے ہیں۔ اور ایسے حلقے پیدا ہو گئے ہیں۔ جن میں عریانی اور نمائش حسن کو لازمہ تہذیب سمجھا جاتا ہے

اس کی ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو:۔

"ٹریبیون اور سول ملٹری گزٹ میں چند لڑکیوں کی عکسی تصاویر نیم برہنہ لباس میں شائع ہوئی ہیں جنہیں دیکھ کر ہر ایک غیرت مند انسان کی آنکھیں شرم سے نیچی ہو جاتی ہیں، ان لڑکیوں میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی اور تصاویر کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے تیراکی کا مقابلہ کیا، ایک نوجوان لڑکا اور نوعمر لڑکی تیرنے کے بعد نیم برہنہ حالت میں اس طرح بیٹھے دکھائے گئے ہیں کہ ٹانگوں سے ٹانگیں مل گئی ہیں۔ یہ تصاویر ہزار ہا انسانوں نے دیکھیں ان سعادت مند لڑکیوں کے والدین بھی خوش ہو رہے ہونگے۔" (شہباز ۲۲ جون)

ایسے واقعات اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ مشرق بھی مغرب کے نقش قدم پر چل کر معصیت و بے حیائی کے سمندر میں غرق ہو رہا ہے ——— ابھی وقت ہے کہ اس کو اس تباہی سے بچایا جائے ورنہ بہت جلد پانی سر سے اونچا ہو جائیگا۔ دجّال کا ایک بڑا خطرناک حربہ اس کی یہ دجّالی تہذیب ہے۔ لہٰذا اس کا مقابلہ اس قوم کا فرض ہے جو کہ قتل دجّال کے لئے کھڑی ہوئی ہے ✦

حاکمان "کانگرس" کی ذہنیت

لاہور کے مشہور کانگریسی کارکن ڈاکٹر ستیہ پال اور ان کا حامی "نیشنل کانگرس" سبھاش چندر بوس کے حامی ہیں، کانگرس کا صاحب اقتدار طبقہ ان سے جو سلوک کر رہا ہے اس کی کیفیت اخبار مذکور کے الفاظ میں ہی سنیئے:۔

"صوبہ کے موجودہ حاکمان کانگرس نے ہمیں کچلنے کیلئے دریدہ سازش تو ایک عرصہ سے کی ہوئی ہے۔ جا بجا کر لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں، ان کو ہمارا اخبار پڑھنے سے روکتے ہیں۔ لیکن اب تو آپ نے (اس کے متعلق) سرکلر جاری کر دیا ہے۔ پریس پر ایسی پابندیاں عائد کرنا نہ اخلاق ہے نہ انصاف!"

سبھاش چندر بوس یا ڈاکٹر ستیہ پال کا دوسرے کانگرسیوں سے کوئی اصولی اختلاف نہیں، بعض فروعی باتوں اور طریق کار کا اختلاف ہے لیکن کانگرس کا صاحب اقتدار طبقہ اپنے ہی ہم عقیدہ اور ہم مسلک لوگوں کے فروعی اختلاف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور بقول اخبار مذکور ریشہ دوانیوں اور سخت گیریوں پر اتر آیا ہے۔ جن لوگوں کا اپنوں کے ساتھ یہ سلوک ہے وہ مسلم لیگ اور دوسری حریف جماعتوں کے حامیوں پر جو ظلم کریں تھوڑا ہے۔ کانگرسیوں کی یہی ذہنیت ہندو صوبوں میں مسلمانوں پر مظالم کی ذمہ دار ہے۔ یہ لوگ اقتدار کے نشہ میں بدمست ہو گئے ہیں اور معقول سے معقول اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی بھی ان میں تاب نہیں ہے۔

ایک ضروری خط

مکرمی محترم ایڈیٹر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

"ہمارے مسیحا" کے عنوان سے جو سلسلہ مضامین پیغام صلح میں چھپتا رہا ہے وہ خدا کے فضل سے بہت مقبول ہوا۔ یہ خدا کا فضل تھا ورنہ میں کیا اور میری قابلیت کیا۔ بہت سے دوست مجھ سے استفسار کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا؟ ان کی اطلاع کے لئے گذارش ہے کہ یہ سلسلہ مضامین انشاء اللہ جاری رہے گا۔ اس وقفہ میں میں نے ایک کتاب "زمیندار اور ساہوکار" کے نام سے لکھی ہے جو عنقریب طبع ہوگی۔ اس وجہ سے مضامین کا یہ سلسلہ عارضی طور پر بند ہو گیا جس کا مجھے بھی افسوس ہے۔ انشاء اللہ عنقریب پھر جاری ہوگا۔ ارادہ ہے کہ جب یہ مضامین تکمیل کو پہنچ جائیں اس وقت ایک کتاب کی شکل میں ان کو شائع کیا جائے۔

میرے ایک قادیانی دوست مجھے ملنے آئے انہوں نے مجھ سے ان مضامین کا ذکر "الفضل" کے حوالہ سے کیا۔ میں نے اسکی ایک قسط انکو سنائی۔ ان پر وجد کی حالت طاری ہو گئی اور انہوں نے زور سے سفارش کی کہ یہ مضامین ضرور کتاب کی شکل میں شائع ہونے چاہئیں۔ اور بھی بہت سے دوستوں کی یہی خواہش ہے انشاء اللہ تعالیٰ انکی اس خواہش کی تعمیل کی جائے گی۔ توفیق عطا اللہ

[illegible]

آمادۂ پیکار یورپ

دُنیا میں قیام امن کیلئے اشاعت اسلام کی ضرورت

(از محمد انعام الحق)

جب انسان خدا اور اُس کے احکام کو فراموش کرکے مادی سازو سامان اور مادی ترقیوں کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لیتا ہے۔ تو اس پر ہلاکتوں اور بربادیوں کے نئے نئے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اطمینان قلب کی دولت جو صرف خدا پرستوں ہی کا حصہ ہے۔ اس سے چھین لی جاتی ہے سازوسامان اور زرومال اس کے لئے مصیبت بن جاتے ہیں۔ اخلاق عالیہ سے وہ محروم ہو جاتا ہے۔ اس کی ترقیوں پر ناکامیاں منتج ہیں۔ اس کے مادی علوم وفنون پر جہالت کھیلے ملتی ہے تاریخ عالم گواہ ہے کہ مادہ پرست قوموں نے ہمیشہ اپنے علوم وفنون اپنے تمول اور اپنی تہذیب کے خنجر سے ہی خودکشی کی ہے۔ ان کا یہی سرمایہ غرور ان کی عبرت ناک تباہیوں کا سبب بنا ہے۔

یورپ کی مادہ پرستی

یورپ آج کل مادہ پرستی کی زبردست رو میں بہا جا رہا ہے۔ وہ بہت بڑی حد تک خدا کو بھول چکا ہے۔ اس کو اپنے وسیع خزانوں. عظیم الشان درس گاہوں. گنجان آباد شہروں. اپنی فوجوں اور جنگی سامانوں. اپنے علوم وفنون اور نئی تہذیب پر نہ صرف بھروسہ بلکہ غرور ہے یورپ والے کہہ رہے ہیں۔ جب ہم خدا اور مذہب کے بغیر ترقی کر سکتے ہیں۔ بڑے بڑے شہر بسا سکتے ہیں۔ قسم قسم کی محیر العقول ایجادیں کر سکتے ہیں۔ ملک فتح اور سلطنتیں قائم کر سکتے ہیں۔ تو ہمیں خدا اور مذہب کی کیا ضرورت ہے؟ یورپ کے اس فرعونی دعوے اور اس کی مادی ترقیوں کی وجہ سے دنیا رفتہ رفتہ اس سے متاثر ومرعوب ہو رہی ہے اس کے سیاسی اثر کے ساتھ مادیت ولامذہبی کی رو مذہب پرست اقوام وممالک میں بھی چلنی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ یورپ کی مادی ترقیوں کا نتیجہ کیا ہے۔ اس نے خدا کو بھول کر اور مذہب سے علیحدہ ہو کر جو کچھ حاصل کیا بظاہر وہ بہت شاندار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا ہرگز نہیں ہے۔ جیسا کہ ظاہر بین انسانوں کو نظر آرہا ہے اس وقت یورپ کی اخلاقی حالت بہائم سے بھی بدتر ہو رہی ہے۔ وہ بداخلاقی کے ایسے خوفناک اور گہرے غار کے کنارے کھڑا ہے جس میں گرنے کے بعد کوئی قوم بھی سلامت نہیں بچی۔ اس موضوع کو فی الحال ہم نظرانداز کرتے ہیں۔ کیونکہ آج کی صحبت میں ہم یورپ کی فنی ترقیوں اور ایجادات پر کچھ عرض کریں گے۔

یورپ کی جنگی تیاریاں

یورپ نے برق ودخان کی طاقت سے عظیم الشان کارخانے قائم کر دیئے شہر بسا دیئے صنعتی دنیا میں عدیم المثال انقلاب پیدا کر دیا۔ اس نے ہوائی جہاز ایجاد کرکے نوع انسان کو محو حیرت کر دیا۔ اس نے علم کیمیا کو ترقی دے کر دنیائے علوم وفنون میں گرانقدر اضافہ کیا ——— لیکن اس کی ساری ترقیوں کا ماحصل کیا ہے ؟

خونریزی و بربادی

ہم نے جو کچھ کہا۔ اسے صحیح تسلیم کرنے میں شاید آپ تامل کریں۔ لیکن کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ آج یورپ کا سارا تمول اور ذہنی وعلمی قابلیتیں عیاشی ونفس پرستی کے بعد جنگی تیاریوں پر صرف ہو رہی ہیں۔ یورپ کی ہر ایک سلطنت سامان جنگ بڑھا رہی ہے۔ اس کے سائنسدان تباہ کن آلات میں مصروف ہیں۔ ایسے وسائل دریافت کر رہے ہو رہی ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ کم سے کم وقت بستیوں اور انسانوں کو فنا کیا جا سکتا ہے آمادہ پیکار نظر آتا ہے۔ ماہرین سیاست کو عنقا کا یقین ہے۔ وہ یورپ کی موجودہ حالت کو ایک ہیں۔ جو معمولی چنگاری سے قیامت برپا کر تیاریوں کے متعلق کچھ عرصہ ہوا ولایتی جرائد میں تھیں ان کا ضروری اقتباس ملاحظہ ہو:-

آئندہ تصادم زیادہ تر زہریلی اور ... شعاعوں سے ہوگا۔ اس میں کسی کو کیونکہ یہ چیز آج بھی صاف نظر آرہی آفرینیوں کے وہ وہ سامان موجود ہیں کانوں پر ہاتھ دھرنے پڑتے ہیں۔ آئندہ جنگ عام ہوگی۔ جس میں بیک وقت ہزاروں۔ لاکھوں ... ہو جائیں گی۔ خاص مقام جنگ کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ جس مارا وہی مقتل بن جائے گا۔ فوجی اور شہری کوئی بھی نہیں ہوں گے۔ اور تو اور بوڑھے۔ عورتیں اور بچے وستم کا تختہ مشق بنائے جائیں گے "

جنگی ہوائی جہازوں۔ بموں اور زہریلی گیسوں کے متعلق لکھا ہے :-

"ان ہوائی جہازوں سے اس طریق پر کام لیا جائیگا۔ کہ وہ تیز سے تیز روشنیوں میں بھی نظر نہ آسکیں۔ اور ان کے پاس ہلاکت آفرینی کے اس قدر سامان ہوں گے۔ کہ زمین پر بسنے والے ان سے کسی حالت میں بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ بم نہایت خطرناک قسم کے استعمال کئے جائیں گے۔ صرف ایک بم ایک ہزار مربع میل تک قیامت برپا کر دے گا۔ ان بموں کے گرنے سے سطح زمین پر نہ صرف زہریلی۔ مہلک گیس۔ بلکہ خوفناک بیماریوں کے جراثیم بھی پھیل جائیں گے۔ بعض بموں کی وجہ سے زمین پر آگ پھیل جایا کرے گی۔ اور تمام اشیاء جل بھن کر خاک سیاہ ہو جایا کریں گی۔ ان بموں سے مضبوط سے مضبوط عمارتیں بھی پناہ نہ دے سکیں گی۔ ان کے علاوہ برقی بم ایجاد کئے گئے ہیں۔ جو وزن میں تو ایک گرام کا ہزارواں حصہ ہوں گے لیکن جیسے ہی کسی چیز سے ٹکرائیں گے آس پاس کی فضا کا درجہ حرارت تین ہزار ڈگری ہو جائے گا۔ اور تمام چیزیں جل کر معاً راکھ ہو جائیں گی۔ بہت سی گیسیں بھی ایجاد کی گئی ہیں۔ جو قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا کرکے انسانوں کو ہلاک کیا کریں گی "

ان کے علاوہ ہلاکت کے ایسے سامان بھی ایجاد ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل دنیا کو معلوم نہیں ہو سکی۔ تاحال ان کے راز صرف حکومتوں

اس ہولناک کھیل سے بار لعنت میں گرفتار ہے۔ اس ارادہ کو ہر رحم اور دیگر مذاہب مادہ پرستی سے بڑی طرح ہیں۔ سائنس وفلسفہ کے پے در پے حملوں کا ... اس کی بات نہیں۔ عیسائیت تو صدیوں ... باوجود یورپ کو مادیت کی لعنت سے بچانے ... ناکام رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ صرف ... مذہب ہے۔ جو اس کام کو نہایت خوبی ... دے سکتا ہے۔ صرف اسی کی تعلیم یورپ ... دامن کا ایک کامیاب وتسلی بخش پیغام ... اگر یورپ میں اسلام کی باقاعدہ تبلیغ کی ... استقبال کرے گا

احمدیہ یورپ میں اپنی تبلیغی کوششوں ... دیکھ چکی ہے اور دیکھ رہی ہے

[مس]یح موعود علیہ السلام

[...] خانصاحب

—

[...]رنے۔ اور
[...] ۔مالب فرماتے۔ انا ہے
[...]ی مہمانوں کے آگے رکھتے۔
[...] رکھانا کھانے کی حالت میں بار بار اُٹھ کراندر
[...] ے اور کبھی ایک چیز اور کبھی دوسری چیز لاتے اور
[...] سے باصرار فرماتے یہ بھی کھائیے یہ بھی کھائیے۔ حافظ
[...]ی صاحب مرحوم پٹیالوی نابینا تھے۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت مجھے
[...] سے لقمہ بنا کر دیتے اور میں کھاتا۔ میرزا لقی بیگ ساانوی
[...]ل میں چھوٹا بچہ تھا جب میں اپنے والد کے ہمراہ قادیان
[...]رت مجھ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ تیسرے پہر خود میرے
[...]ر سے ڈبل روٹی اور چائے لاتے اور مجھے دیتے۔ میرے
[...]ض کرتے کہ حضرت کیوں تکلیف فرماتے ہیں آپ جواب
[...]ے کہ یہ بچے ہیں انکو جلدی بھوک لگتی ہوگی۔
[...]باہر سے تحفہ کے طور پر جب کوئی چیز یا پھل آم وغیرہ
[...]طشتری میں رکھ کر اُٹھا لیتے اور مہمانوں کی آرام گاہ پر
[...]یجاتے اور اُنہیں اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔
[...]یک دفعہ پٹیالہ والے مولوی محمود الحسن صاحب قادیان
[...] دن قیام کے بعد اُنہوں نے حضرت کی خدمت میں

[...] کیا کہ حضور مجھے اب گھر جانے کی اجازت دیجئے حضرت نے
[...] ابھی اور ٹھہریئے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ سِل
[...]کام کی شکایت ہوگئی ہے میرا سینہ کمزور ہے
[...] بڑھ نہ جائے اور زیادہ تکلیف ہو جائے
[...] آپ کا یہاں ہی علاج کر دیتے ہیں خادم
[...] مولوی صاحب کیلئے چوزہ کی یخنی تیار کیا
[...] روز دیا کرو۔ مولوی صاحب فرماتے تھے
[...] میں یخنی پیتا رہا۔ اور بالکل چاق چوبند

[...]دب صاحب (مولوی مبارک علی صاحب مرحوم
[...]ن کیا کرتے ہیں کہ چھوٹی عمر تھی جب میں قادیان
[...] ادھر اُدھر گھومتا رہتا۔ اور جب کھانے
[...] نہ ہوتا حضرت میری تلاش میں آدمی بھیجتے
[...] حاضر نہ ہو جاتا حضرت کھانا نہ کھاتے بعض دفعہ
[...] استاد کے بیٹے ہیں ان کی مجھے بہت خاطر
ہے۔

[...]فعہ بڑی رات گئے ایک مہمان آگیا کوئی چارپائی
[...] اور سب سو رہے تھے حضرت نے فرمایا ذرا ٹھہریئے
[...]بھی انتظام کرتا ہوں، آپ اندر تشریف لے گئے اور دیر
واپس تشریف نہ لائے۔ مہمان نے خیال کیا کہ شاید حضرت
[...] گئے۔ اس نے ڈیوڑھی میں جھانکا تو دیکھا کہ ایک صاحب
[...] بُن رہے ہیں اور حضرت خود مٹی کا دیا لئے کھڑے ہیں چارپائی
[...] اور مہمان کو دی گئی، ادھر مہمان صاحب عرق ندامت میں
غرق ہو رہے تھے کہ میں نے آدھی رات کے وقت حضرت کو اس
قدر تکلیف دی اور اُدھر حضرت ہیں کہ استعذار فرما رہے ہیں کہ معاف
[...]رنا چارپائی لانے میں دیر ہو گئی ہے آپکے ایسے ہی اخلاق کریمانہ
دیکھ کر لوگ آپ پر جان و دل سے نثار تھے۔

جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم کی طبیعت سب جانتے
ہیں کہ کس قدر تیز واقع ہوئی تھی۔ ایک دفعہ بہت سے مہمان آئے
تھے۔ میر صاحب مرحوم کسی مہمان سے کسی قدر سختی سے پیش آئے
یہ دیکھ کر حضرت کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور بڑے دردبھرے
لہجہ میں فرمایا میر صاحب مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے میر صاحب
مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ آپ بار بار اس فقرہ کو دہراتے۔
بیان کرنے والا کہتا ہے کہ قریب تھا کہ آپ کے آنسو نکل پڑتے
پھر فرمایا میر صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیئے، کہ یہ مہمان آپکے
پاس نہیں میرے پاس آتے ہیں۔

بذل و کرم

حضرت مسیح موعودؑ بڑے سخی تھے آپ کا حال دُنیا داروں
کی طرح نہ تھا کہ . . . مال کو سنبھال سنبھال کر رکھیں، ہاں آپ فضول
خرچ بھی نہ تھے، کہ بے جا طور پر مال خرچ کر ڈالیں۔ کَانَ
بَیْنَ ذَالِکَ قَوَاماً۔ ایک دفعہ آپ کو معلوم ہوا کہ فلاں مرید
مالی تنگی میں مبتلا ہے۔ آپ نے پچیس روپے ایک پوٹلی میں
باندھے اور اس کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ شخص بے انتہا
خوش ہوا کہ حضرت نے اس کے غریب خانہ کو قدوم میمنت لزوم [...]
مشرف فرمایا۔ حضرت نے اُس کے جملہ حالات دریافت کئے [...]
پوچھا کہ کسقدر تنخواہ ملتی ہے، اور گذران کی کیا حالت ہے۔ اُس [...]
کہا کہ آٹھ روپیہ تنخواہ ملتی ہے، آپ نے فرمایا کہ لئن شکرتم
لازیدنکم۔ تھوڑے پر خدا کا شکر کرو۔ خدا زیادہ بھی دیگا۔ [...]
آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور روپوں کی پوٹلی [...]
چارپائی پر چھوڑ آئے۔ آپکے چلے جانے کے بعد اس شخص [...]
دیکھا کہ روپوں کی پوٹلی چارپائی پر پڑی ہے۔ وہ یہ پوٹلی [...]
حضرت کے پیچھے پیچھے بھاگا اور آپ سے کہنے لگا [...]
آپ یہ پوٹلی بھول گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا [...]
لئے ہی یہ روپے چھوڑ آیا ہوں۔

سائل آپ کے پاس آتے، آپ کسی کو رد نہ کرتے [...]
ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا [...]
کی سخت ضرورت بیان کی کہنے لگا کہ اگر [...] روپے [...]
مکان قرضخواہوں کی قرقی سے بچ سکتا ہے۔ آپ اندر [...]
لے گئے اور بجائے پچاس کے ساٹھ روپیہ مولوی [...]
صاحب مرحوم کو بھیجے کہ فلاں شخص کو دیدیں۔ مولانا [...]
صاحب نے کہلا بھیجا کہ سائل کا سوال تو ۵۰ روپیہ کا [...]
حضرت کو غلطی لگی ہے کہ ۶۰ روپے بھیجے ہیں۔ حضرت [...]
فرمایا کہ ۵۰ روپیہ تو انہوں نے قرض ہی دینا ہے باقی [...]
پاس کرایہ وغیرہ کے لئے کیا بچے گا؟ یہ ۱۰ روپے [...]
کرایہ وغیرہ کے لئے ہیں۔

سید عبدالحی صاحب عرب نے جب شادی کی تو ایک [...]
حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری بیوی [...]
ہے کہ ہمیں اپنا مکان بنوانا چاہیئے اس لئے [...] فلاں [...]
ہوں وہ مالدار لوگ ہیں مکان کے لئے روپیہ دے دیں [...]
نے فرمایا اچھا کوشش کر دیکھئے۔ چنانچہ یہ گئے اور [...]
واپس آگئے۔ حضرت سے ملے اور اپنا قصہ بیان کیا حضرت
مسکرا کر فرمایا کہ عرب صاحب زمیلبی سخن ودین [...]
پریشان نہ ہوں، آپ کے مکان کے لئے روپیہ ہم دیں [...]
چنانچہ دوسرے دن آپ نے ۵۰۰ روپے آپ کو تعمیر مکان
کے لئے دیا۔ (حسب اجازت)

ہندو دنیا پر ایک نظر

ریاست حیدر آباد کے خلاف آریہ سماجی شورش کا جوش و خروش اب رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے اسکے دم توڑنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ آریہ سماجی پروپیگنڈے کے دم خم بظاہر تو قائم ہیں لیکن اندرونی طور پر آریہ سماجیوں کو فکر لاحق ہو رہا ہے، کیونکہ اول تو صحیح حالات کی اشاعت سے ان لوگوں کی غلط بیانیوں کی حقیقت دُنیا کو معلوم ہو گئی ہے۔ دوسرے اب شورش بپا کرنے کیلئے رضاکار فراہم کرنے میں بہت دقت پیش آرہی ہے، آریہ سماجی لیڈر اب اس کوشش میں ہیں کہ اس شورش کے لئے بڑے بڑے ہندو لیڈروں کی حمایت و ہمدردی حاصل کی جائے۔ لیکن یہ کوشش بھی بہت بڑی حد تک ناکام ہو رہی ہے۔ ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ :۔

"دارجیلنگ ۱۵ جون ۔ معلوم ہوا ہے کہ آرین ڈیفنس کمیٹی کا سیکرٹری ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کے پاس حیدر آباد کی ستیہ گرہ کے سلسلہ میں ان کی تائید و حمایت حاصل کرنے کیلئے اس جگہ آیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر موصوف نے اس تحریک سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا جس کے متعلق ایک بیان میں اُنکے پرائیویٹ سیکرٹری نے اعلان کر دیا ہے"۔

دیکھئے اب آریہ سماجی اور مہاسبھائی اپنے شاعر اعظم کی کن کن طریقوں سے ہجو لکھتے ہیں۔

ہندوؤں نے اچھوت ادھار کی جو پُر فریب تحریک شروع کر رکھی ہے وُہ چونکہ خود غرضی پر مبنی ہے۔ اور ہندو دھرم، ہندو تمدن اور ہندو نظام معاشرت کے اندر اچھوتوں کی بہتری و اصلاح کی کوئی صورت نہیں ہے، یہی وجہ ہے، جہاں کہیں زمانہ شناس ہندو لیڈر یا ریاستیں مصلحتاً بھی اچھوتوں کے فائدہ کا کوئی کام کرتی ہیں راسخ العقیدہ ہندو فوراً شور مچا دیتے ہیں، راجکوٹ کی ایک اطلاع ملاحظہ فرمائیں:۔

"ریاست راجکوٹ نے اچھوت بچوں کو سرکاری سکولوں میں داخلہ کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا ہے، جس سے بتبانہ کے سناتن دھرمیوں میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ ایک اجلاس میں انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ شہر کے اچھوت علاقوں میں دورہ کر کے اچھوت والدین کو اپنے بچے سرکاری سکولوں میں داخل کرانے سے منع کیا جائے، اگر وُہ یہ بات نہ مانیں تو پھر ایک نمائندہ وفد ٹھاکر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے اس ارادہ کو بدل دینے کی درخواست کرے"۔

گاندھی جی تحریک اچھوت ادھار کے بہت بڑے حامی اور رہنما ہیں۔ راجکوٹ سے بھی انکا تعلق بہت قدیم اور مستحکم ہے۔ گذشتہ دنوں آپ نے راجکوٹ کے ہندوؤں کی خاطر وہاں کی حکومت سے ٹکر لی اور مرن برت رکھا —— اس کے باوجود گاندھی جی راجکوٹ کے راسخ العقیدہ ہندوؤں کو اچھوتوں کے ساتھ معمولی روا داری برتنے کیلئے بھی آمادہ نہیں کر سکے۔ —— جو لوگ گاندھی جی کو کامیاب و جلیل القدر رسولوں اور نبیوں کے مقدس گروہ میں شمار کرنے کی جسارت کیا کرتے ہیں اُنہیں اس قسم کے واقعات پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔

بمبئی ہائیکورٹ کے ایک فاضل جج نے ایک مقدمہ کا فیصلہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

"ہندو شاستروں کی رو سے شراب پینا گناہ ہے لیکن شراب کی تجارت جائز ہے"۔

قطع نظر اس سوال کے ہندو شاستروں کا محققانہ مطالعہ فاضل جج کے فیصلہ کے اس حصّہ کی تائید کرتا ہے یا نہیں (کیونکہ بعض لوگ انہی دھرم شاستروں سے شراب نوشی کے جواز میں دلائل پیش کیا کرتے ہیں) کسی مذہب کی یہ ایک بہت بڑی خامی ہے، کہ وُہ شراب جیسی نقصان رساں چیز کی تجارت کی کھلی اجازت دیدے اور اس بات کو جائز رکھے کہ اس کے پیرو شراب کشید و فروخت کر کے دوسروں کی دولت اور اخلاق پر ڈاکہ ڈالیں اور دنیا میں بدی و افلاس کو ترقی دیں۔ کیا ہمارے آریہ سماجی دوست بتائینگے کہ ایسا مذہب عالمگیر کہلانے کا ذرہ بھر بھی مستحق ہو سکتا ہے؟ معزز معاصر "الفضل" نے اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے بڑی پتے کی بات لکھی ہے کہ :۔

"اصل بات یہ ہے کہ ہندو مذہب میں شراب کی تجارت اسلئے جائز ہے کہ اس میں مالی نفع ہوتا ہے، اور شراب پینا اس لئے گناہ ہے کہ اس میں مالی نقصان ہوتا ہے۔ صحت کی غالباً حلال ہو گی۔ ہندو دھرم غالباً ایک اقتصادی مسلک کا نام ہے۔ جن کاموں میں پیسہ آئے وہ جائز۔ جن میں پیسہ جائے وُہ ناجائز"۔

اب آریہ سماجیوں نے ہندوستان میں آریہ راج کے خواب دیکھنے شروع کر دئیے ہیں۔ بمبئی میں ایک "آل انڈیا آریہ راج سبھا" قائم کی گئی ہے۔ یو۔پی میں بھی اس کی شاخ کھولی گئی ہے، اس کی ۴ غرض و غایت "آریہ گزٹ" کی زبان سے سنئے :۔

"رشی دیانند بھارت کو پھر سے آریہ ورت بنانا چاہتے تھے اور انکا لکش آریہ سوراجیہ تھا۔۔۔ ستیارتھ پرکاش میں تین سبھاؤں کا ہونا ضروری بتایا ہے، راج آریہ سبھا، دھرم سبھا اور ودیا سبھا۔ اوّل الذکر کو چھوڑ کر آریہ سماج نے دھرم اور ودیا پر جہاں تک ہی اپنی سرگرمیاں مرکوز کی ہیں سیاسیات کا ساتھ دینے سے پیچھے رہ گیا اور اس غلبہ کے کم ہو جانے سے آریہ سنسکرتی کو جو دھکا لگا وُہ عیاں ہے۔۔۔۔ آل انڈیا آریہ راج سبھا۔۔۔۔ راج نیتی کے دائرہ میں ویدک اور قوم کش سیاسی اصولوں کا مقابلہ کریگی"۔

مشغلہ دلچسپ ہے لیکن آریہ سماجی لیڈروں کو یاد رہے کہ اگر وُہ ہندوستان میں فرسودہ اور ظالمانہ اور ناقابل عمل نظامِ حکومت کے رواج اور آریہ راج کے قیام کے خواب دیکھ رہے ہیں تو انکی ناکامی اور نامرادی اتنی ہی یقینی ہے

معاصرین کے افکار

ٹائمز آف انڈیا پریس اور سرکارِ دو عالم

"ٹائمز آف انڈیا" پریس بمبئی نے چند ماہ سے انگریزی میں نئی کتابیں شائع کرنے کی سکیم تیار کی ہے جسے "ہوم یونیورسٹی کلب سکیم" سے موسوم کیا گیا ہے، اس سلسلے کی ساتویں کتاب "ایک سو بڑے آدمیوں کے سوانح" کے نام سے چھپی ہے جس میں کوئی سات آٹھ صفحے سرکارِ دو عالم صلعم کی سیرتِ طیبہ کے لئے وقف کئے گئے ہیں، ہمارے ایک کرمفرما نے اس کتاب میں سے چند اقتباسات نقل کر کے بھیجے جن کو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ان سوانح حیات کو قلمبند کرنیوالا کوئی پرلے درجے کا جاہل یا باطن یا متعصب آدمی ہے، اس نے رحمت عالم و عالمیان کو ظالم اور بے رحم اور انتقام پسند بتایا ہے اور سیرت مبارکہ پر اس بے باکی سے اظہار خیال کیا ہے کہ اسکے الفاظ سے ہر مسلمان کا خون کھولنے لگتا ہے۔ ہم ان اقتباسات کو نقل کر کے اپنے اخبار کو آلودہ کرنا اور مسلمانوں کے دلوں کو صدمہ پہنچانا مناسب نہیں سمجھتے لیکن اس کتاب کی اشاعت کے خلاف اپنے عمیق ترین غم و غصہ کا اظہار ضروری خیال کرتے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ ٹائمز پریس نے اس مضمون کی اشاعت کیلئے صدق دل سے معافی مانگی ہے اور لکھا ہے کہ یہ مضمون کسی مسلمان سے لکھوایا جانا چاہیئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا، اور ایک بیرونی آدمی نے اسکو ایسے انداز سے لکھا کہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچی حالانکہ ہمیں ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگے ٹائمز آف انڈیا پریس نے اعلان کیا ہے کہ ان نسخوں کے سوا جو دفتر سے بھیجے جا چکے ہیں، باقی تمام نسخوں میں سے جو دفتر میں موجود ہیں، یہ قابلِ اعتراض صفحے پھاڑ کر نکال دیئے گئے ہیں، اور ہمارے مسلمان دوستوں کو اجازت ہے کہ وہ ہمارے "ورلڈ کیس" کے کالموں میں اپنا نقطہ نظر پیش کریں۔

غنیمت ہے کہ ٹائمز والوں کو اپنی حماقت کا جلد ہی احساس ہو گیا لیکن ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا دو سو سال کے تعلق کے باوجود اب تک انگریزوں کو اس امر کا احساس نہیں ہوا کہ مسلمان اپنے آقا و مولا کی کے معاملہ میں کسقدر ذکی الحس واقع ہوا ہے، ہمیں تو یقین نہیں آتا کہ بیسیوں واقعات کے باوجود اب تک انگریز اور اخبار نویس مسلمانوں کی اس ذکاوت حس سے بے خبر ہیں حقیقت میں اس قسم کی تحریریں خالص شرارت اور فتنہ انگیزی کی نیت سے لکھی جاتی ہیں، کم از کم ہندوستان میں رہنے والے انگریزوں کو تو اس معاملے میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیئے اب چونکہ ٹائمز پریس نے معافی مانگ لی ہے قابلِ اعتراض اوراق کتاب سے نکال دیئے ہیں، اور مسلمانوں کو تاثرات اور خیالات کے اظہار کا حق دیدیا ہے اسلئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اب اس معاملے کو ختم کر دیں اور گمراہوں کی ہدایت کیلئے دعا کریں (واتعالے)

عیسائیت کی بیچارگی

مغربی زندگی سے عیسائی مذہب کو جس دلیری کیساتھ علیحدہ کیا جا رہا ہے، اسکا اندازہ یورپ کے اس ماحول سے لگایا جاتا ہے جسمیں "باپ بیٹا اور روح القدس" کے لئے کسی قسم کی گنجائش نہیں رہی چنانچہ تین چار برس پہلے جبسات اکابر عالم کے انتخاب کے لئے ایک انگریزی اخبار کیطرف سے امتحانِ مقابلہ ہوا تھا تو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت شیکسپیر اور چارلی چپلن کے حق میں زیادہ رائیں موصول ہوئی تھیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یورپی عیسائیت مذہب کو شاعری اور ظرافت کی سطح سے بھی نیچے رکھنا چاہتی ہے۔

آج سے دو برس پہلے میسور میں ہندوستانی عیسائیوں کی ایک کانفرنس ہوئی جس میں تقریر کرتے ہوئے ایک جرمن نمائندہ نے کہا تھا، کہ موجودہ جرمنی میں حضرت مسیح کی نسبت ہر ہٹلر کو زیادہ مقبولیت حاصل ہو رہی ہے اس بیان کی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ جرمنی میں رومن کیتھولک فرقہ کے پادری اثر و اقتدار سے محروم کر دیئے گئے ہیں اور بائبل کے احکام و اوامر بھی نازیت کے سانچے میں ڈھالے جا رہے ہیں اس صورت حال سے ظاہر ہے کہ یورپی عیسائیت کا جہاز الحاد و سیاست کی تاریکی میں ڈوب چکا ہے اب اسمیں روحانی روشنی پھیلانے کیلئے کسی ایسے مکمل مذہب کی ضرورت ہے جو روحانی تسکین کے علاوہ سیاسیات میں بھی رہنمائی کر سکے، یہ مذہب یقیناً اسلام ہی ہو سکتا ہے جسکی روشنی انسانی زندگی کے ہر شعبہ کو روشن کر سکتی ہے لیکن مسلمانوں کو تو ابھی ملح صحابہ اور تبرابازی ہی سے فرصت نہیں ملتی

۴ ویدک نظامِ تعلیم یعنی گروکل سسٹم بُری طرح ناکام ہوا۔ ویدک دھرم کے بنیادی اصولوں کو خود آریہ سماجی یکے بعد دیگرے چھوڑ رہے ہیں۔ ان گذشتہ تجربات کی روشنی میں ٹنڈ کی کے اس نئے کام کا حشر ملکا دینے والا ...

میڈیکل سکول امرتسر

میں مخلوط تعلیم کے متعلق انتظامات

طالبات کیلئے خاص سہولتیں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

صوبہ میں زنانہ ڈاکٹروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے خیال سے جن کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے ہر صوبجاتی حیثیت کے ہسپتال کے ساتھ ایک لیڈی ڈاکٹر کے ماتحت زنانہ شعبہ ملحق کرنے کے متعلق محکمہ طب کے پروگرام میں اس وقت تک دقت محسوس ہوئی ہے۔ حکومت پنجاب نے زنانہ طبی تعلیم کی طرف بہت توجہ مبذول کی ہے۔ اس وقت تک لیڈی ڈاکٹر زیادہ تر میڈیکل سکول لدھیانہ اور لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج دہلی سے مہیا کی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ ادارے نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ۱۹۳۲ء میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ صوبہ میں زنانہ ڈاکٹروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے میڈیکل سکول امرتسر میں مخلوط تعلیم رائج کی جائے۔ دراصل یہ تجربہ کے طور پر شروع کی گئی تھی۔ لیکن طالبات کی طرف سے اس کا بہت زیادہ خیر مقدم کیا گیا۔ چنانچہ شروع میں داخلہ کے لئے ان کی تعداد ۱۰ مقرر کی گئی تھی۔ جسے بعد ازاں ۱۵ تک بڑھا دیا گیا۔ گذشتہ سال آنریبل وزیر تعلیم سکول کے معائنہ کے بعد انتظامات سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ آپ نے حکم صادر فرمایا کہ داخلہ کے لئے طالبات کی تعداد ۲۵ مقرر کر دی جائے۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ اس وقت سکول مذکور میں ۶۷ طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ جن میں سے ۳۹ ہندو ۱۹ مسلمان ۸ سکھ اور ایک عیسائی ہے۔

طالبات کے قیام کو زیادہ آرام دہ بنانے کے لئے حکام انتظامیہ نے ان کے لئے ایک پرائیویٹ ہوسٹل کھول دیا جو کواپریٹو اصولوں پر چلایا جا رہا ہے۔ ایک یورپین خاتون کی زیر نگرانی پردہ کے متعلق انتظامات کئے گئے ہیں یہ ہوسٹل لیکچراروں اور ڈیمانسٹریٹروں پر مشتمل ایک کمیٹی کے زیر انتظام ۱۹۳۷ء سے اطمینان بخش طریق پر کام کر رہا ہے۔

طالبات کو سہولتیں مہیا کرنے کے سلسلہ میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ مستحق امیدواروں کو وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ اور سکول کی فیس معاف کر دی جاتی ہے۔ وظیفے مندرجہ ذیل ذرائع سے حاصل کئے جاتے ہیں:۔

(۱) کاونٹس آف ڈفرن فنڈ
(۲) ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب
(۳) سرگنگا رام ٹرسٹ سوسائٹی لاہور
(۴) سر میلکم ہیلی میموریل سرسلپ ٹرسٹ فنڈ
(۵) مختلف مقامی جماعتیں۔

رفتار زمانہ

ہندوستان

—— لکھنؤ میں شیعوں اور سنیوں کی کشیدگی بدستور ہے۔ شیعوں نے مولانا ابوالکلام کے اس مشورہ کو ماننے سے انکار کر دیا کہ تبرا ایجی ٹیشن بند کر دی جائے۔

—— لیناور ۱۸ جون۔ آج صبح ڈاکٹر خانصاحب وزیر اعظم صوبہ سرحد کے صاحبزادہ خان خانصاحب بار ایٹ لا انتقال فرما گئے۔ انا للہ۔

—— پشاور ۱۸ جون۔ سوبھاش بابو پنجاب کا دورہ ختم کر کے آج یہاں پہنچے۔ لیکن ڈاکٹر خان کے صاحبزادہ کے انتقال کی وجہ سے انہیں صوبہ سرحد کے دورہ کا بیشتر حصہ ترک کرنا پڑے گا۔

—— حکومت پنجاب لاہور میں کارپوریشن قائم کرنے کی سکیم مرتب کر رہی ہے۔ اس میں پسماندہ اقوام کو جداگانہ نیابت دی جائے گی ہندو اس تجویز کی مخالفت کر رہے ہیں۔

—— ریاست بہاولپور میں مسلمانوں نے سول نافرمانی شروع کر دی متعدد جتھے گرفتار ہو چکے ہیں۔

—— لاہور میں کانگریسیوں نے جو نام نہاد کسان ایجی ٹیشن جاری کر رکھی ہے وہ اب دم توڑ رہی ہے۔

—— مدراس میں ہندی کے خلاف ہندوؤں نے تحریک دوبارہ جاری کر دی ہے گرفتاریاں دھڑا دھڑ عمل میں آ رہی ہیں۔

—— بنارس ۱۸ جون۔ کل یہاں ہندو مسلم فساد ہو گیا جس میں چار اشخاص مجروح ہوئے۔ پولیس نے حالات پر قابو پا لیا ہے۔

—— کانپور ۱۹ جون۔ آج شام پھر کانپور میں ہندو مسلم فساد ہو گیا جس میں تیس کے قریب اشخاص مجروح ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ربتھ یاترا کا جلوس مسلمانوں کے ایک محلہ میں جا رہا تھا کہ اس پر اینٹیں پھینکی گئیں۔ پولیس کو گولی چلانی پڑی۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے جس کی رو سے پانچ اشخاص سے زیادہ کے اجتماع کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ لاٹھیوں اور دوسرے اسلحہ کو لے کر چلنا ممنوع قرار دیا گیا۔ کرفیو آرڈر بھی نافذ کر دیا گیا ہے۔

—— شملہ ۲۰ جون۔ جرمن مہم جو آج کل تسخیر ہمالیہ کی کوشش میں مصروف ہے۔ اس وقت تک ہمالیہ کی ایک چوٹی پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئی ہے جو سطح سمندر سے ۲۴۰۰۵ فٹ بلند ہے۔

—— کراچی ۱۹ جون۔ کراچی میونسپل کارپوریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ اردو یا ہندی کی بجائے ہندوستانی کا لفظ استعمال کیا جائے۔

—— لاہور ۱۵ جون۔ حکومت پنجاب نے نہر جمن غربی سے سیراب ہونے والے رقبوں میں فصل نخود کے آبیانہ میں ۵۰ فیصدی معافی دے دی ہے۔

—— پونا ۱۹ جون۔ شولاپور فساد کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مہاراشٹر کانگرس نے مقرر کی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے معلوم ہوا ہے کہ رپورٹ میں آریہ سماجیوں کو فساد کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ ساری ذمہ داری مسلمانوں اور مسلم لیگ پر ڈال دی گئی ہے۔

—— لاہور ۲۰ جون۔ تحریک خاکسار کے بانی علامہ مشرقی نے لکھنؤ کے شیعہ سنی لیڈروں کو الٹی میٹم دیا ہے کہ اگر انہوں نے اس ماہ کے آخر تک ایجی ٹیشن کا خاتمہ نہ کیا تو ان کے خلاف سخت کارروائی کرنے کی غرض سے ۲۰۰۰ خاکساروں کی جماعت لکھنؤ بھیجی جائے گی۔

—— کانپور ۲۱ جون۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ پرسوں کے فساد میں ۴ آدمی ہلاک اور ۲۷ مجروح ہوئے۔ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے

ممالک خارجہ

—— شنگھائی ۲۰ جون۔ ٹین سین میں حالات بدستور ہیں انگریزی علاقہ کے خلاف جاپانی ناکہ بندی کا آج ساتواں دن تھا اشیائے خوردنی کی سخت قلت اور شدید گرمی کی وجہ سے محصور انگریز بہت تکلیف کی حالت میں ہیں۔

—— انگریزی سفیر مقیم ٹوکیو بار بار احتجاج کر رہا ہے لیکن اس کا حکومت جاپان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ حکومت برطانیہ فی الحال کسی نوع کی جوابی کارروائی کے لئے آمادہ نظر نہیں آتی جاپانیوں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔

—— عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ ایران کی دعوت پر شاہ فاروق والئے مصر نے ایران جانے کا فیصلہ کر لیا ہے آئندہ چند ہفتوں میں آپ عازم ایران ہو جائیں گے۔ وہاں آپکے استقبال کی وسیع پیمانہ پر تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— لندن ۲۰ جون۔ حکومت برطانیہ شاہ زوغو سابق فرمانروائے البانیہ کے رہائش کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر وہ سیاسیات میں حصہ نہ لیں تو انہیں انگلستان میں رہائش کی اجازت مل جائے گی۔

—— بیت المقدس ۱۹ جون۔ حیفہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں آج عربوں کی سبزی منڈی میں دو بم پھٹے۔ ان بموں سے اٹھارہ اشخاص ہلاک اور چوبیس زخمی ہوئے۔ دھماکوں نے سارے شہر میں ہیجان و اضطراب برپا کر دیا۔

—— اس حادثہ سے عربوں میں خاص طور پر زبردست اشتعال پیدا ہو گیا عربوں کے مشتعل ہجوم ادھر ادھر گھوم رہے ہیں جن کی وجہ سے گورہ فوج اور پولیس بلائی گئی ہے۔ شہر میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔

—— ٹین سین ۱۹ جون۔ آج جاپانیوں نے برطانوی آبادی کے باہر متعدد اشتہارات تقسیم کئے جن میں چینیوں کو متنبہ کیا گیا کہ اگر وہ انگریز گھرانوں کی بدستور ملازمت کرتے رہے تو ان کے خلاف شدید کارروائی کی جائے گی۔ برطانوی قونصل جنرل نے اس واقعہ کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے

—— برلن ۱۹ جون۔ جرمن فوجیں سلواکیہ کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ لاتعداد ٹینک مشین گنیں توپیں اور موٹر کاریں پراگ سے ہو کر مشرق کی طرف بڑھ رہی ہیں سلواکیہ کی سرحد پر دس ڈویژن فوج جمع ہو چکی ہے۔ اس ملک کی آزادی شدید خطرہ میں نظر آ رہی ہے۔

—— ٹین سین ۱۹ جون۔ برطانی قونصل جنرل نے انگریزوں اور برطانوی رعایا کے دوسرے افراد کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس وقت تک ٹین سین کی برطانوی بستی سے باہر نہ نکلیں جب تک کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور نہ ہو جائیں۔

—— ٹین سین ۱۹ جون۔ چند روز ہوئے جاپانی افسروں نے ٹین سین کی برطانوی بستی کے گرد خاردار تار لگا دیا تھا۔ آج جاپانی کمانڈر نے اعلان کیا ہے کہ آج کی رات اس تار میں بجلی کی رو چھوڑ دی جائیگی

—— برلن ۱۸ جون۔ کل ہر ہٹلر نے سلطان ابن سعود کے خاص ایلچی خالد الہود سے بمقام برچیگاڈن ملاقات کی جہاں ہر ہٹلر اور مقالہ نگار نے اکٹھے چائے نوش کی۔ گفت و شنید کا سلسلہ دیر تک جاری رہا لیکن ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کن مسائل پر مبادلہ افکار ہوا

ہندو دنیا پر ایک نظر

ایک ہندو اہل قلم نے ہم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے تھا کہ آریہ سماج سو سال کے اندر ختم ہو جائے گی۔ پیغام صلح اس دعوے کا اعادہ کرتے ہوئے کئی مرتبہ لکھ چکا ہے کہ آریہ سماج کی موت قریب ہے۔ لیکن مشاہدہ کچھ اور بتا رہا ہے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ ریاست حیدرآباد کے خلاف ستیہ آگرہ میں آریہ سماج نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ اس کے زندہ اور طاقتور ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

بے شک حضرت مرزا صاحب کا ارشاد ہے کہ آریہ سماج سو سال کے اندر مذہبی حیثیت سے ختم ہو جائے گی اور ہم نے بھی بارہا لکھا ہے کہ آریہ سماج ایک مذہبی سوسائٹی کی حیثیت سے قریب المرگ ہے ——— واقعات یقیناً حضرت مرزا صاحب کے دعوے اور ہمارے بیانات کی تائید و تصدیق کر رہے ہیں۔ معترض کی نظر میں کچھ کمزور معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ انہیں سب کچھ خود بخود دکھائی دیتا اور وہ اس اعتراض کی زحمت گوارا نہ فرماتے۔ آریہ سماج نے ایک مذہبی جماعت کی حیثیت سے جنم لیا اور اب تک وہ اس کی دعویدار ہے۔ اس نے چند مخصوص عقائد و خیالات پر اپنی بنیاد رکھی۔ اور انہی خیالات و عقائد کا پرچار کیا ——— اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اگر وہ اپنے ان خیالات و عقائد پر مضبوطی سے قائم ہے اور اس کے وہ خیالات و عقائد پھیل رہے ہیں تو بے شک آریہ سماج زندہ و طاقتور ہے۔ بصورت دیگر اس کے قریب المرگ ہونے میں کسی عقلمند کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

آریہ سماج نے بڑے زور شور سے وید کو دنیا کی الہامی کتاب کی حیثیت سے پیش کیا اور کہا کہ وید دنیا کی ابتدا میں رشیوں پر نازل ہوئے تھے۔ لیکن اب خود آریہ سماجی حلقوں میں اس دعوے کی تردید ہو رہی ہے۔ پنڈت راجہ رام کا ترجمہ اور پنڈت دھرم دیو کی صاف بیانیاں اس بات کا ناقابل انکار ثبوت ہیں۔ آریہ نوجوانوں کا اعتقاد وید پر سے اٹھتا جاتا ہے ——— شاید اس کو موجودہ زمانہ کی ہوا کا اثر کہا جائے۔ لیکن بڑے بڑے بلند پایہ اور ذمہ دار آریہ سماجی بھی وید کے الہامی کتاب ہونے سے انکار کر چکے ہیں ——— اس کی ایک واضح مثال لالہ لاجپت رائے جی آنجہانی ہیں۔ وہ ساری عمر آریہ سماج کے ایک سرکردہ رکن اور پرجوش کارکن رہے لیکن آخری عمر میں انہوں نے ویدوں کو ماننے سے صاف انکار کر دیا

ورن آشرم آریہ سماج کا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ سوامی دیانند جی نے "ستیارتھ پرکاش" میں اس پر بہت زور دیا ہے اور بڑی تفصیل سے اس کے قواعد و اصول بیان کئے ہیں۔ لیکن آریہ سماج ان کے مطابق ورن آشرم کو قائم کرنے میں قطعاً ناکام رہا ہے ——— حتیٰ کہ اب آریہ سماج کے اندر ایک ایسی طاقتور جماعت پیدا ہو گئی ہے جو ورن آشرم کو سرے ہی سے اڑا دینا چاہتی ہے۔ چنانچہ ذات پات توڑک منڈل کے سٹیج سے بارہا اس کا اعلان ہو چکا ہے۔ آریہ سماجی پنڈت اور مہاشے بہتیرا تلملاتے ہیں۔ ورن آشرم کے حق میں سوامی دیانند جی کے ارشادات پیش کرتے ہیں۔ لیکن ذات پات توڑک منڈل والوں کی آواز ان کے شور و غوغا کے باوجود بلند ہو کر اپنا اثر ظاہر کر رہا ہے۔

نیوگ آریہ سماج کا ایک مایہ ناز مسئلہ ہے۔ سوامی دیانند جی نے بڑی تفصیل سے اس کو ستیارتھ پرکاش میں بیان کیا ہے۔ اور ویدوں اور برہمنوں اور پرانوں خدا جانے کہاں کہاں سے نیوگ کے حق میں دلائل تلاش کر کے پیش فرمائی ہیں۔ انہوں نے نکاح بیوگان کی سخت مخالفت کر کے اس کی بجائے نیوگ کا حکم دیا ہے۔ اس شرمناک مسئلہ کی تائید میں آریہ سماجیوں کی بیسیوں کتابیں اور سینکڑوں ہزاروں مضامین اور ٹریکٹ موجود ہیں۔ لیکن ان کے عمل کی کیا کیفیت ہے۔ اب آریہ سماجی حلقوں میں کوئی نیوگ کا نام تک نہیں لیتا۔ اس کے برعکس نکاح بیوگان کا پرچار ہو رہا ہے۔ جگہ جگہ بدھوا آشرم قائم ہیں۔ بیوہ عورتوں کی شادی کا اعلان آریہ اخبارات میں نمایاں طریق پر کیا جاتا ہے۔

سوامی دیانند جی نے گروکل نظام تعلیم کی پرزور تلقین کی ہے اور ستیارتھ پرکاش میں اس کے متعلق ایک طول طویل لائحہ عمل موجود ہے۔ لیکن ان کے انتقال کے چند سال بعد ہی آریہ سماجیوں کے اندر اس بارہ میں سخت اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ ایک فریق گروکل کے حق میں تھا اور دوسرا مروجہ نظام تعلیم کے مطابق اسکول اور کالج قائم کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس اختلاف نے آریہ سماج کو اس حیثیت سے دو حصوں میں بانٹ دیا۔ یہ دونوں حصے اب تک رقیبانہ حیثیت سے موجود ہیں۔ ایک کو کالج پارٹی یا ماس پارٹی کہتے ہیں دوسرے کو گروکل پارٹی یا گھاس پارٹی۔ ان کے اختلافات روز بروز ترقی کر رہے ہیں۔

آریہ سماج کی گروکل پارٹی نے سوامی شردھانند جی آنجہانی کی قیادت میں گروکل قائم کیا۔ جگہ جگہ اس کی شاخیں کھولیں لیکن یہ لوگ سوامی دیانند جی کی ہدایات پر عمل نہ کر سکے اور اپنے مقصد میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ گروکل بظاہر قائم ہے لیکن اس میں سوامی دیانند کی تعلیمی سکیم رائج نہیں ہے۔ ان کی بعض ہدایات کی تو ان گروکلوں میں نہایت دیدہ دلیری سے مٹی پلید ہوتی ہے

بہت سی باتوں میں سے یہ چند ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں۔ اب جناب معترض اور ان کے تمام ہم خیال حضرات غور فرمائیں کہ ایک مذہبی جماعت اپنے بنیادی اور مسلمہ اصول و عقائد کو چھوڑ رہی ہو تو کیا یہ اس کی مذہبی موت نہیں ہے؟ یہ وہ مسائل و عقائد ہیں جن کے لئے آریہ سماج مدتوں دوسروں سے اور آپس میں لڑتا رہا لیکن آج اس نے خود ہی انہیں پس پشت پھینک دیا ہے۔ اس نے تعلیم یافتہ نوجوان اور فاضل پنڈت رفتہ رفتہ وید کے منکر ہو رہے ہیں۔ ورن آشرم کی جڑ پر کلہاڑا چل رہا ہے۔ گروکل نظام تعلیم ناکام ہو چکا ہے۔ نیوگ کی بجائے بدھوا بواہ کا چرچا ہے ——— اور اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں ——— یہ کچھ آریہ سماج کی مذہبی موت نہیں تو اور کیا ہے؟

باقی رہی ریاست حیدرآباد کے خلاف آریہ سماجیوں کی شورش اور ان کا جوش و خروش تو معاف فرمائیں۔ یہ ہنگامہ آریہ سماج کی مذہبی ہی نہیں۔ بلکہ اخلاقی موت کا بھی ثبوت ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں آریہ سماجیوں نے نہایت شرمناک جھوٹ بولے ہیں۔ بدترین قسم کی بہتان طرازیاں کی ہیں۔ سادہ لوح نوجوانوں اور بیکار دیہاتیوں کو طرح طرح کے فریب دیکر بھرتی کرایا ہے۔ جگہ جگہ فساد برپا کئے ہیں۔ پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں میں ان امور پر اچھی طرح روشنی ڈالی جا چکی ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ریاست حیدرآباد میں آریہ سماجیوں کو قطعاً کوئی تکلیف نہیں ہے۔ چند مخصوص اغراض کے ماتحت انہوں نے دھرم اور مذہب کے نام پر یہ ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور بس۔

رمل میزم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

مقدمہ نمبر ۴۸ سال ۱۹۳۹ء

بعدالت جناب سردار غلام فرید خان صاحب بہادر

پی۔سی۔ایس اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ملتان

سوہیال ولد رامان مل ذات کا مبپال ساکن پیر تحصیل میلسی ضلع ملتان مدعی

بنام

الہ بخش ولد جیسہ قوم کھرل۔ سیرن ولد گنیا قوم ارائیں ساکنے ملک درین۔ بدھو مل ولد خوشیال قوم لنڈ۔ گورکھ سنگھ ولد گورکھ سنگھ۔ دیال سنگھ ولد لال سنگھ کھتری۔ جیون مل ولد خوشیال مل ذات لنڈ۔ رام کشن ولد ماچی مل ذات رہیجہ نابالغ بسرپرستی رسیل مل ولد مولا مل قوم چرانی پوترہ نا حقیقی خود۔ کھیم چند ولد ہیرا مل۔ دیر دل داد دھو مل بالغان۔ دھرم ول مل بسرپرستی پرتھا مدعا علیہ نمبر ۱۷ چچا حقیقی خود پسران ہیرو بال۔ پر بھدیال پسران جیون مل رسیل مل ولد فقیر امل۔ گنیشا مل ولد دسنا مل اقوام گور پوترہ بیکھا مل ولد کنیا مل قوم تیرہ ساکنے فاینور تحصیل میلسی۔ دیال سنگھ حال ساکنہ حال دھاڑی منڈی پٹواری حال مدعا علیہم و سابقہ علاقہ گمبلی چک نمبر ۳۷ دیر دل مدعا علیہ نمبر ۹ حال ملازم بردکان لدہا مل سیٹھ واقعہ غلام داہ تحصیل میلسی

دعوے دلایا نے مبلغ ——— ۲۰ روپیہ بابت بیگھا فصل خریف سال ۱۹۳۶ء و فصل ربیع ۱۹۳۷ء بابت اراضی جاہ واہنیاں والہ واقعہ موضع ملک درین تحصیل میلسی کھاتہ کھیوٹ نمبر ۴۴ کھتونی نمبر ۱۷۱ خسرہ نمبرات $\frac{130}{6\text{-}7\text{-}14 \mid 18 \mid 24}$ مندرجہ جمعبندی سال $\frac{1933}{1934}$ء حسب دفعہ ۷ شق دوم حرف ک شق سوئم حرف ن ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء

مقدمہ مندرجہ صدر احمد مدعا علیہ نمبر ۲ کو متعدد بار طلب کیا جا چکا ہے مگر اس پر تعمیل ہو نہیں سکی اور وہ دانستہ حاضری عدالت سے گریز کر رہا ہے لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاتا ہے کہ احمد مدعا علیہ مورخہ $\frac{7}{25}$ کو بوقت ۸ بجے صبح حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کرے ورنہ بصورت عدم تعمیل اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۱۵ جون ۱۹۳۹ء بثبت دستخط و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

مذاکرہ علمیہ

یہودیوں کی جلاوطنی پر ایک نظر

از روئے قرآن کریم

قرآن کریم کی تین عظیم الشان پیشگوئیاں

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

ویسے تو قرآن کریم کا لفظ لفظ ایک اعجاز ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

پہلے سمجھے تھے کہ موسےٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو دیکھا تو ہر ایک لفظ مسیحا نکلا

لیکن بعض دفعہ تو اس کی بیان کردہ صداقتیں اور پیشگوئیاں اس شان معجز نمائی سے جلوہ نما ہوتی ہیں کہ انسان حیرت سے سر دھنتا رہ جاتا ہے اور اس کی روح کی گہرائیوں سے بے اختیار حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر نکلنے لگتا ہے کہ

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

پہلی پیشگوئی ——— یہودیوں کی ذلت اور مسکنت

آجکل یہودیوں کی جلاوطنی ایک بین الاقوامی سوال بنا ہوا ہے جس نے تمام عالم میں ایک حشر بپا کر رکھا ہے۔ انسان حیرت میں آجاتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ قوم یہود کی تعداد بھی خاصی کثیر ہے۔ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں دنیا کے مختلف حصوں میں یہ لوگ پھیلے ہوئے ہیں اور دولت و مال کی فراوانی کی تو کوئی انتہا ہی نہیں۔ ایشیا ہو یا افریقہ، یورپ ہو یا امریکہ۔ یہودی سے بڑھکر کوئی قوم دولتمند نہیں مگر پھر یہ کیا تماشہ ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں یہ قوم ذلیل سمجھی جاتی ہے۔ روس اور پولینڈ اور جرمنی اور اٹلی کو چھوڑو۔ وہاں سے یہ ہمیشہ اور آج بھی جلاوطن ہو رہے ہیں۔ انگلستان اور امریکہ میں بھی جہاں کی تجارت ان کے ہاتھوں میں ہے اور جو ان کی حمایت کا دم بھر رہے ہیں۔ یہ قوم ذلیل ہی سمجھی جاتی ہے۔ اگر ایشیا میں ایک شخص یہودی کہلانے کو اپنی سخت ذلت سمجھتا ہے تو انگلستان اور امریکہ میں بھی یہودی نہایت حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ خواہ وہ لکھ پتی اور کروڑپتی ہی کیوں نہ ہو۔ اسے سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ خدا کی طرف سے ہی ذلت کی مار ان پر ماری گئی ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباؤ بغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنۃ ذالک بانھم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ط ذالک بما عصوا و کانوا یعتدون (آل عمران) (ترجمہ معہ تفسیر) ان پر (یعنی یہود پر) ذلت کی مار کی گئی ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں سوائے اس کے کہ اللہ کے عہد کے ذریعہ سے (یعنی مسلمان ہوجانے کی صورت میں) اور لوگوں کے عہد کے ذریعہ سے (یعنی دوسری قوم کے ماتحت امن سے زندگی بسر کرنے کی صورت میں) ان لوگوں کو پناہ ملجائے اور یہ لوگ اللہ کے غضب کا محل بن گئے ہیں اور ان پر مسکینی کی مار ماری گئی۔ (اس ذلت اور مسکنت کی مار کی وجہ بیان فرماتے ہیں) یہ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کے حکموں اور نشانوں کا انکار کرتے رہے اور ناحق طور پر نبیوں کے قتل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور یہ لوگ حد سے بڑھ جاتے تھے۔ گویا اس سزا کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ خدا کے حکموں کے نہ صرف حد درجہ کے نافرمان بلکہ اس کے خلاف سرکشی کرنے والے لوگ تھے۔ پھر ان نافرمانیوں اور سرکشیوں کی اصلاح کے لئے جب خدا نے انبیاء اور مصلحین ربانی بھیجے اور طرح طرح کے نشانات آسمانی سے ان میں ایسا زندہ ایمان پیدا کرنا چاہا جس سے ان کے اعمال کی اصلاح ہوجائے تو ان ناشکروں نے ہمیشہ انکار کیا۔ بلکہ یہاں تک حد سے گزرے ہوئے لوگ تھے۔ کہ ان خدا کے برگزیدوں کے قتل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا تھا کہ ان پر ذلت اور مسکنت کی مار ماری جاتی۔

نجات کی دو صورتیں

لیکن اس سزا کے اعلان کے بعد یہ بتلا دیا کہ اگر اس حالت سے نکلنا چاہتے ہیں تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔

(۱) پہلی صورت جو سب سے زیادہ یقینی ہے وہ تو ہے حبل من اللہ کے ذریعے سے یعنی وہ وجوہات جن کے نتیجہ میں یہ سزا ملی ہے۔ وہ اپنے اندر سے نکال دیں۔ تو یہ سزا بھی ٹل جائے گی۔ جن نبیوں کے قتل کرنے کی یہ لوگ کوشش کرتے رہے وہ ہیں حضرت عیسٰی اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم۔ اور جن آیات اللہ کا انکار کیا ہے۔ وہ ہیں انجیل اور قرآن۔ انہیں اگر مان لیں تو اسلام میں داخل ہو کر اس سزا سے بچ سکتے ہیں، اور خدا کی رحمتوں اور برکتوں کے وارث بن سکتے ہیں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے جسے بعد میں اسی لئے رکھا کہ اس میں امن کے ملنے کا احتمال تو ہے۔ مگر یقینی نہیں۔ وہ یہ ہے کہ دوسری قوموں سے امن اور وفاداری کا عہد کرکے وہاں بحیثیت ایک رعایا کے اپنی زندگی بسر کریں۔ مگر اس حالت میں ان کی پرامن زندگی حاکم قوم کے رحم پر موقوف ہوگی۔ اسی لئے اس کے ساتھ ہی فرمایا۔ وباؤ بغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنۃ۔ چونکہ یہ قوم خدا کے غضب کی محل ہے اس لئے اس پر مسکنت کی مار ماری گئی ہے

مسکنت کے معنی

یہاں مسکنت کے معنی افلاس نہیں ہے۔ یہود قوم سے بڑھکر تو کوئی قوم دولتمند نہیں۔ پھر مسکنت کے معنی افلاس کے تو ہو نہیں سکتے۔ شاید کسی کے دل میں یہ وسوسہ گزرے کہ شاید نزول قرآن کے وقت یہودی مفلس ہوں گے۔ یہ قطعاً غلط ہے۔ نزول قرآن کے وقت تو عرب کے یہود اس قدر دولتمند تھے کہ سارا عرب ان کا مقروض تھا۔ خود آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ بعض وقت یہودیوں کے مقروض ہوجاتے تھے پس مسکنت کے معنے افلاس کے تو ہرگز نہیں۔ دراصل مسکنت کا مادہ سکن ہے جو حرکت کے بعد ٹھیرنے کا نام ہے۔ مفردات امام راغب میں اس کے معنی زوال رعب کے ہیں اور نہایہ ابن اثیر میں اس کے معنی تھک جانے اور حال بد میں داخل ہوجانے اور ضعف اور کمزوری کے ہیں۔ یعنی کسی قوم کا ایسا کمزور ہوجانا کہ پھر حکمران ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں نہ مارسکیں پس مسکنت کے معنی ہوئے محکومیت کا دوام یعنی اس قوم نے اگر ان آیات اللہ اور نبیوں کو نہ ماننا جن کا یہ انکار کرتی رہی ہے اور جن کے قتل کرنے کی یہ کوشش کرتی رہی ہے تو ذلت کی مار ان پر سے ہٹ نہیں سکتی۔ سوائے اس کے کہ کسی اور قوم کے ماتحت یہ امن اور وفاداری کا عہد کرکے اپنی زندگی بسر کریں اور اس حالت میں ان کی امن کی زندگی محض حاکم قوم کے رحم پر موقوف ہوگی۔ کیونکہ ذلت کی مار کے ساتھ مسکنت یعنی دوامی محکومیت کی مار بھی ان پر ماری گئی ہے۔ اگر یہ حکمران ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں بھی ماریں گے تو بھی اس میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ کیونکہ ذلت اور محکومیت کی سزا خدا کی طرف سے ان پر پڑی ہے جب تک ان چیزوں کے اسباب زائل نہ ہوں۔ کوئی انسانی قوت اس سزا کو ٹال نہیں سکتی۔ کیونکہ خدا کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔

دوسری پیشگوئی یہود کی جلاوطنی کی

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو دیکھا کہ بڑی دولتمند قوم ہے اور بوجہ اپنی دولتمندی کے قوموں کی سیاست پر بڑا اثر ڈال رہی ہے۔ اس لئے آپ نے یہود سے ایک معاہدہ کیا کہ ہم تم جب ایک شہر میں بستے ہیں تو کوئی دشمن اگر مدینہ پر چڑھ کر آئیگا تو ہم مل کر اپنے شہر کے بچاؤ کے لئے اس کی مدافعت کریں گے۔

یہودیوں کی معاہدہ شکنی اور ریشہ دوانیاں

لیکن حالت یہ ہوئی کہ اس معاہدہ کو ہمیشہ اس قوم نے بالائے طاق رکھا اور خود باہر کے دشمنوں سے ساز باز کرکے انہیں مدینہ پر چڑھا چڑھا کر لاتے رہے اور مدینہ کی حفاظت میں کچھ حصہ لینا تھا خود اندر سے دشمن سے ملے رہتے تھے اور عین جنگ کے دوران میں مسلمانوں کی قلیل جماعت کا قلع قمع کردینے کے لئے کوشش کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلعم کو مار ڈالنے کی بھی کوشش کی۔ آپ کو ایک معاہدہ کے لئے اپنے محلہ میں بلایا اور ایک دیوار کے نیچے بٹھا کر باتیں شروع کردیں۔ اور پیچھے سے چکی کا پاٹ پھینک دینا چاہا تاکہ اس سے کچل کر مرجائیں کہ عین موقعہ پر حضرت نبی کریم صلعم کو علم ہو گیا اور آپ اٹھ کر چلے آئے۔

مدینہ سے یہودیوں کی جلاوطنی

غرضیکہ مدینہ میں ان کی منصوبہ بازیاں اور ریشہ دوانیاں انتہا کو پہنچ گئیں تو حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ یا تو تجدید معاہدہ کرو۔ یا پھر شہر چھوڑ کر نکل جاؤ۔ کیونکہ ایسی صورت میں مدینہ میں کوئی امن نہ تھا بلکہ ہر وقت مسلمانوں کی جماعت کو خطرہ رہتا تھا۔ اس قوم نے تجدید معاہدہ نہ کیا اور جلاوطن ہوگئی۔ چنانچہ قرآن کریم اسی جلاوطنی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ھوالذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتاب من دیارھم لاول الحشر ط ما ظننتم ان یخرجوا وظنوا انھم مانعتھم حصونھم من اللہ فاتٰھم اللہ من حیث لم یحتسبوا وقذف فی قلوبھم الرعب یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ولو لا ان کتب اللہ علیھم الجلاء لعذبھم فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب النار۔ (الحشر) (ترجمہ معہ تفسیر) وہی خدا ہے جس نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جو کافر ہیں (یعنی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کرتے ہیں) ان کے

گھروں سے پہلی جلاوطنی کے لئے نکالا۔ تم خیال نہ کرتے تھے کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ کی سزا سے بچا لیں گے۔ سو اللہ ان پر ادھر سے آیا جہاں سے انہیں گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ وہ اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں سے خراب کرتے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں سے بھی۔ سو اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو۔ اور اگر اللہ نے ان پر جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی۔ تو انہیں اس دنیا میں عذاب دیتا (یعنی اگر یہ وطن چھوڑ کر نہ نکل جاتے تو یہ اپنی ریشہ دوانیوں اور منصوبہ بازیوں سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچا سکتے بلکہ الٹا سزا پاتے) اور آخرت میں ان کے لئے (ان کے اپنے اعمال کے بدلہ میں) آگ کا عذاب ہے۔

حشر اوّل

اوّل الحشر یعنی پہلی جلاوطنی یہود کی مدینہ سے تھی۔ معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے رہنے اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بازیوں اور ریشہ دوانیوں اور طرح طرح کی فتنہ انگیزیوں کے باعث یہ لوگ مدینہ سے جلاوطن کئے گئے۔ مگر مسلمانوں نے ان کے ساتھ ہٹلر والا برتاؤ نہیں کیا کہ روپیہ پیسہ نہ لیجائیں اور اس طرح جرمنی کی سلطنت یہودیوں کو نکال کر ان کی لاانتہا دولت پر قبضہ کرے بلکہ حکم دیدیا کہ جو کچھ مال و دولت اپنے ساتھ لیجا سکتے ہو لیجاؤ۔ چنانچہ یہ تنگدل قوم اپنے گھروں کی لکڑیاں تک اکھیڑ کر لے گئی اور مکانوں کو خراب اور مسمار کر کے گئی تاکہ یہ سالم مکان مسلمانوں کے ہاتھ نہ آئیں۔ اس قوم سے کچھ لوگ تو شام چلے گئے اور کچھ خیبر میں جا آباد ہوئے جو عرب میں ایک اور زبردست یہودی آبادی تھی۔ قرآن کریم نے ان کی اس جلاوطنی کا نام اوّل الحشر رکھا ہے یعنی یہ پہلی جلاوطنی تھی۔ اوّل الحشر کا لفظ بتلاتا ہے کہ کئی جلاوطنیاں اس قوم کے لئے مقدر تھیں جن میں سے یہ پہلی تھی۔

حشر ثانی

خیبر میں یہود نے پھر وہی شرارت شروع کر دی جو مدینہ میں کیا کرتے تھے۔ اپنے روپے کے بل پر انہوں نے ادھر تو قبائل عرب کو اکسایا اور ادھر کسرائے ایران سے جو ایک بڑا زبردست بادشاہ تھا ساز باز کی۔ ان کی ان شرارتوں کی وجہ سے ایک دفعہ تو خود آنحضرت صلعم کو ان پر چڑھائی کرنی پڑی۔ اس وقت تو ان کا فتنہ دب گیا لیکن جب مسلمانوں کو ایران اور روم سے مقابلہ پڑا تو ایسے نازک وقت میں اس مار آستین قوم نے پھر فتنہ انگیزی شروع کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ انہوں نے عین عرب کے اندر اس قسم کی مفسد قوم کو رہنے دینا مسلمانوں کے لئے خطرناک سمجھ کر انہیں خیبر سے نکل جانے کا حکم دیا اور اسلامی فیاضی کے ماتحت پھر انہیں اجازت دیدی گئی کہ جو کچھ مال و اسباب لیجا سکتے ہیں لے جائیں۔ چنانچہ یہ اس قوم کی دوسری جلاوطنی تھی۔ اس کے بعد یہ سب شام میں جا بسے۔

تیسری پیشگوئی دکھوں کی مار اور جلاوطنی

مذکورہ بالا دونوں حشر یعنی جلاوطنیاں مسلمانوں کے زمانہ میں وقوع میں آئیں۔ جن کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں نے ان کی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں سے تنگ آ کر انہیں اپنے مرکزی وطن سے جلاوطن کر دیا۔ لیکن نہ تو ان کو اپنا مال و دولت ساتھ لے جانے سے روکا اور نہ انہیں بکلی اپنی سلطنت سے خارج کیا۔ بلکہ یہ لوگ شام میں آن بسے۔ جہاں مسلمانوں کی ہی حکومت تھی۔ مسلمانوں نے ٹھیک اس حکم پر عمل کیا۔ و**لولا ان کتب اللّٰہ علیھم الجلاء لعذبھم فی الحیٰوۃ الدنیا**۔ کہ اگر ان پر خدا نے جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو یقیناً خدا انہیں دنیا میں عذاب دیتا یعنی جلاوطنی کافی سزا ہے۔ جلاوطنی کی صورت میں مزید سزا دینے کی ضرورت نہیں۔ ....

عیسائیوں کے ہاتھوں یہودیوں پر دکھ کی مار

لیکن اب قرآن کی ایک اور پیشگوئی کے ظہور کا وقت آیا۔ اور وہ عیسائیوں کے ہاتھوں ان پر دکھ کی مار تھی۔ جو جلاوطنی کے علاوہ اتلاف مال و جان پر بھی مشتمل تھا۔ قرآن کریم یہود کی شرارتوں اور سرکشیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ **واذ تاذن ربک لیبعثن علیھم الی یوم القیٰمۃ من یسومھم سوء العذاب ان ربک لسریع العقاب وانہ لغفور الرحیم** (الاعراف) اور جب تیرے رب نے جتلایا کہ وہ ضرور ضرور روز قیامت تک ان پر (یعنی قوم یہود پر) ایسے حاکم مسلط رکھیگا جو انہیں بُرے بُرے دکھ اور تکلیفیں پہنچائیں گے۔ بے شک تیرا رب (عملوں کے نتائج میں جو سزا دیتا ہے وہ) جلد پکڑتا ہے اور بے شک وہ مغفرت اور رحم کرنے والا ہے (یعنی اگر اپنے اعمال میں اصلاح کر لو تو رحم سے کام لے کر معاف بھی کر دیتا ہے)

مغربی عیسائی سلطنتوں کا یہودیوں کیساتھ سلوک

یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوتی چلی آئی ہے۔ اس کے لئے یورپ کی تاریخ پڑھو۔ فرانس اور انگلستان۔ پولینڈ اور روس کی تاریخ اس داستان خونیں سے بھری ہوئی ہے۔ اس قوم کی دولت ہمیشہ ان کی وبال جان بنی رہی۔ انہیں ہندو مہاجنوں کی طرح ارد گرد کی قوموں کا خون چوسنا خوب آتا ہے۔ سود کی لعنت ان کے ساتھ چلتی ہے۔ جہاں جاتے ہیں سود خوری اور لین دین کے بیوپار سے تھوڑے ہی عرصہ میں مال و دولت کے اجارہ دار بن جاتے ہیں۔ یورپ کی عیسائی سلطنتوں کی نگاہوں میں ان کی دولت ہمیشہ کھٹکا کی۔ انہیں جب صلیبی اور دوسری جنگوں کے لئے روپے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے ان کی دولت پر ہاتھ مارا۔ اس بیچاری قوم نے سیدھی طرح دولت حوالے نہ کی۔ تو انہوں نے انہیں قتل کیا۔ مار مار بھگایا۔ لوٹا کھسوٹا اور مال و دولت پر قبضہ کر کے جنگ کی آگ کو خوب بھڑکایا۔ خدا جانے ان کی مال و دولت میں کیا نحوست بھری ہے کہ دنیا کے کشت و خون میں اس کا بڑا حصہ صرف ہوتا رہا ہے۔ انگلستان اور فرانس نے انہیں جلاوطن تو نہیں کیا۔ مگر روس اور پولینڈ نے انہیں لوٹ کھسوٹ کر جلاوطن بھی کیا اور ہزاروں کی تعداد میں یہ لوگ ٹرکی میں آن بسے۔

یہودیوں کے متعلق جرمنی کا طرز عمل

دنیا کی مشہور جنگ عظیم میں جب یورپ کی طاقتیں جنگ کی آگ میں کود پڑیں اور خاک و خون سے کھیلنے لگیں تو لطف یہ کہ دونوں فریق کی نبرد آزمائی یہودیوں کے روپوں کی مرہون منت تھی۔ ایک دفعہ ان سلطنتوں نے لوٹ کھسوٹ سے تو روپیہ نہیں لیا۔ البتہ دونوں طرف کی طاقتیں یہود سے روپے قرض لے لیکر لڑ رہی تھیں اور بعد میں جب جنگ ختم ہوئی تو ساری سلطنتیں قوم یہود کی قرضدار ہو کر رہ گئیں۔ اور دنیا کو ایسا نظر آنے لگا کہ اب یہود کی چڑھ بن گئی۔ کیونکہ قرضدار کی قرضخواہ کے سامنے کیا عزت و وقعت ہو سکتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ اب یہود کی حیثیت اقوام عالم میں ڈکٹیٹر کی ہو گی۔ گویا وہ ذلت اور مسکنت کی خدائی سزا اس جنگ عظیم نے ان پر سے اتار کر پھینکدی۔ لیکن خدا کی باتیں سچی اور اس کے قوانین اٹل ہیں۔ یکایک حالات نے ایک پلٹا کھایا اور سنا تو یہ سنا کہ ہٹلر نے جرمنی سے یہود کو نکالنا شروع کر دیا ہے اور اس طرح نکالنا شروع کیا ہے کہ جلاء یعنی جلاوطنی اور سوء العذاب یعنی بدترین عذاب، دونوں کو اس قوم پر وارد ہو گئے ہیں۔ انہیں حکم ہے کہ جرمنی کی ساری سلطنت سے نکل جاؤ۔ یعنی آسٹریا اور چیکوسلوکیا پر بشمول جرمنی ہر جگہ سے نکل جاؤ۔ اور کوئی روپیہ مال و اسباب ساتھ نہیں لیجا سکتے۔ اللہ اللہ! ایک تو جلاوطنی۔ دوسرے غیر وطن میں پیسہ پاس نہیں کیا اس سے بڑھ کر ذلت اور مسکنت کی مار انسانی ذہن تجویز کر سکتا ہے؟ پھر وطن سے نکلو تو آگے کہیں جگہ نہیں جہاں جا کر بسیں۔ پولینڈ کی سرحد پر ہزاروں

یہود کھڑے ہیں۔ نہ پولینڈ گھسنے دیتا ہے نہ جرمن واپس آنے دیتا ہے۔ اسی دکھ سے سینکڑوں یہودی امراء و شرفا نے خودکشی کر لی۔

برطانیہ کی چالاکی اور اس کا نتیجہ

انگلستان والے تو بڑے ہوشیار ہیں۔ انہوں نے بظاہر بہت ہمدردی جتلائی لیکن یہ نہ کیا کہ ان جلاوطنوں کو اپنے ملک یا اپنی کسی نوآبادی ہی میں بسا لیں۔ انہوں نے یہ بلا فلسطین کے سر... وہاں عرب بیچارے گھبرائے کہ یہ لاکھوں کی تعداد میں گھس آئے تو ہم کہاں بیٹھیں گے اور یہ کس قدر سینہ زوری اور زبردستی ہے کہ دوسروں کے گھر میں گھستے چلے آنا اور جو روکو تو آگے سے غرانا۔ انہوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ جب شنوائی نہ ہوئی تو تنگ آمد بجنگ آمد عمل شروع کر دیا۔ جرمنی نے یہود کو نکالا تو اٹلی نے بھی نکالنا شروع کر دیا۔ غرضیکہ یہ جلاوطنی کا عذاب **کتب علیھم الجلاء** کے ماتحت ایسا اس قوم پر محیط ہے کہ عبرت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ سوء العذاب کا وعید کس صفائی سے پورا ہو رہا ہے اور دولت کی دیکھو تو کمی کوئی نہیں بلکہ سب سے زیادہ۔ تعداد دیکھو تو کروڑوں کی۔ لیکن ذلت اور مسکنت ایسی ساتھ لگی ہوئی ہے کہ بقول حضرت مسیح ابن آدم کو سر دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ آخر اسی برگزیدۂ خدا کو ستانے کی یہ سزا ہے۔ خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ اس بگڑی کو بنانا چاہا تھا مگر اس رحمۃ للعالمین کا بھی انکار کر دیا۔

یہود کے اخراج کی وجہ

لطف یہ ہے کہ ہٹلر نے جو وجوہات یہودیوں کو جرمنی سے نکالنے کی دی ہیں۔ ان میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جنگ عظیم کی آگ انہی یہود کی سلگائی ہوئی تھی۔ انہی کی دولت تھی جو اس جنگ کی آگ میں تیل ڈالتی رہی اور یہی وجہ تھی کہ یہ جنگ اتنے عرصہ تک چلتی رہی۔ دونوں محارب فریق اس درجہ یہودیوں کے روپوں کے مرہون منت تھے۔ کہ ایک دفعہ کسی بڑی یہودی لیڈی نے جرمنی سے فرانس کو جانا تھا۔ تو ہر دو لڑنے والے فریق نے جنگ کو اتنی دیر بند رکھا جتنی دیر میں وہ یہودن خیریت سے گزر گئی۔ پس ان نے سارے جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کا باعث ان یہودیوں کو قرار دے کر انہیں جلاوطن کیا۔ گو بظاہر نظر آتا قصور ان بیچاروں کا نظر نہیں آتا۔ لیکن مدینہ منورہ میں تو علی الاعلان یہودیوں نے اہل اسلام کے ساتھ سازشیں اور منصوبہ بازیاں کی تھیں اور نہایت خطرناک فتنہ اٹھایا تھا۔ تاہم مسلمانوں نے ان کو اجازت دیدی کہ وہ اپنا سب مال و اسباب جو لیجا سکتے ہیں لیجائیں۔ لیکن ہٹلر نے یہ اجازت نہ دی اور ان کی دولت پر بھی قبضہ کر لیا۔ پہلوں نے صرف جلاوطنی کی سزا دی تھی۔ ہٹلر نے جلاوطنی کے ساتھ ضبطی مال کا عذاب بھی دیا۔ وہاں ان کا قصور نمایاں تھا۔ یہاں ہٹلر بہانے بنانے پر تیار رہا۔ دونوں صورتوں میں قرآن کی پیشگوئی سچی ثابت ہوئی۔ پہلے بھی پوری ہوئی۔ آج بھی پوری ہو رہی ہے۔ آئندہ بھی پوری ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسئلہ جہاد کے متعلق شیخ الازہر کے خیالات

مخالفین احمدیت کیلئے ایک لمحہ فکریہ

اس زمانہ میں مسلمان دین کے متعلق جن غلط فہمیوں میں مبتلا تھے ان میں ایک بڑی غلط فہمی یہ تھی کہ انہوں نے جہاد کے مفہوم کو صرف جہاد بالسیف تک محدود کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاد بالسیف، جہاد کی صرف ایک شکل ہے جس کی اجازت حسب ضرورت چند خاص شرائط کے ساتھ اسلام نے دی ہے قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے۔ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اللہ کے راستہ میں ان لوگوں کیساتھ لڑو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو۔ لیکن جہاں دینی معاملات میں تلوار کے ذریعہ مداخلت نہ کی جاتی ہو وہاں جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں رہتی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے موجودہ زمانہ میں ہندوستان کے حالات کے پیش نظر فرمایا کہ

وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد

یعنی جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں۔

مخالفین نے اس صاف اور سیدھی بات میں طرح طرح کے الجھاؤ پیدا کرنیکی کوشش کی۔ انکی طرف سے قسم قسم کی غلط بیانیاں کی گئیں حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا گیا کہ حضرت مرزا صاحب جہاد کے منکر ہیں اور مسلمانوں کو اس سے روکتے ہیں حالانکہ یہ ایک سفید جھوٹ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ جہاد کو منسوخ قرار نہیں دیا بلکہ احکام قرآنی کے مطابق اور اس کے وسیع مفہوم کو بیان فرمایا اور اس ملک میں موجودہ زمانہ کے اندر اسلام کو جس جہاد کی ضرورت ہے اسکی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی اور ساتھ ہی یہ بتایا کہ جہاد بالسیف ایک مشروط اور وقتی جہاد ہے لیکن دین کی تبلیغ اور قرآن کی اشاعت سب سے بڑا جہاد ہے جو کہ ہر جگہ اور ہر زمانہ میں مسلسل جاری رہنا چاہیئے اور یہی جہاد کبیر ہے وجاھدھم بہ جہادا کبیرا۔ لیکن ملاؤں کے زیر اثر مسلمان اس بات کو نہ مانتے وہ اسی پر زور دیتے رہے کہ جہاد کے معنی صرف جہاد بالسیف کے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاد بالسیف کی تو ان میں ہمت اور توفیق ہی نہ تھی اسلئے وہ جہاد بالقرآن اور جہاد بالمال، جہاد بالقلم اور جہاد باللسان سے بھی محروم ہو گئے۔ آج مسلمانوں پر بے عملی اور بے حسی کی جو نحوست چھائی ہوئی ہے وہ مجدد وقت کی اسی بات کو نہ ماننے کا نتیجہ ہے۔ دین کی مدافعت و اشاعت کا جذبہ اور اس کے لئے مال خرچ کرنے کی توفیق مسلمانوں میں سے قریباً مفقود ہو چکی ہے۔

جس طرح یورپ کے عیسائی اور لامذہب اور ہندوستان کے آریہ وغیرہ اسلام کی شدید و خطرناک مخالفت کے باوجود اس دین فطرت کے احکامات کو قبول کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں اور اس طریق پر اسلام کی صداقت کا اقرار عملاً کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح احمدیت کے مخالف مسلمان بھی رفتہ رفتہ احمدیت کے اصولوں کو کسی نہ کسی شکل میں قبول کر رہے ہیں ——— ہندوستان کا مولوی یہ تسلیم کر چکا ہے کہ موجودہ زمانہ میں ہندوستان کے اندر جہاد بالسیف ممکن نہیں ہے۔ اور اس کا عمل بھی اسکی گواہی دے رہا ہے۔ اب ہندوستان کے باہر کا ایک بہت بڑا مولوی اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ جہاد صرف اسی کا نام نہیں کہ تلوار لیکر میدان جنگ میں لڑا جائے بلکہ جو کوئی لڑنے والوں کو کسی قسم کی مدد دیتا ہے۔ یا دین کی اور کوئی خدمت کرتا ہے وہ مجاہد ہے۔

اخبار بین حضرات علامہ شیخ مصطفیٰ المراغی شیخ الازہر کے اسم گرامی سے واقف ہونگے۔ آپ قاہرہ کی مشہور عالم اسلامی یونیورسٹی الازھر کے افسر اعلیٰ ہیں اس سال آپ نے یوم میلاد النبیؐ پر ایک طویل تقریر فرمائی جس کا خلاصہ عربی اخبارات کی وساطت سے اردو کے بعض روزناموں اور ہفتہ واروں میں درج ہو چکا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مصیبت کے وقت جو خدمت بھی انجام دی جائے گی۔ اس کا [illegible] جہاد میں ہوگا۔ وہ کسان جو کاشتکاری کرکے مجاہدین کے لئے رسد فراہم کرے وہ خود مجاہد ہے جو شخص مجاہدین کو کھانا اور پانی بہم پہنچاتا ہے اس کا شمار بھی مجاہدین میں ہے۔ جو شخص لوگوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کرتا ہے وہ بھی مجاہدین کے زمرہ میں شامل ہے۔"

اس کے بعد شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ

"جو لوگ اپنی جان سے جہاد کر سکتے ہیں ان کو جان سے جہاد کرنا چاہیئے اور اگر کسی میں اس کی قدرت [illegible] استطاعت نہیں ہے تو اسے مال کے ذریعہ جہاد میں حصہ لینا چاہیئے اور اگر ان دونوں کاموں میں سے کسی ایک کی بھی صلاحیت نہیں رکھتا تو اس کا فرض یہ ہے کہ وہ قوم کو مذہب اسلام کے احکام سکھائے۔"

شیخ موصوف نے ان الفاظ کے ذریعہ [illegible] مفہوم کا وہ تنگ دائرہ جو ہندوستان اور دوسرے [illegible] مولویوں نے اپنی تنگ خیالی اور کوتاہ فہمی سے قائم کر [illegible] توڑ دیا ہے اور اس بات کو واضح طور پر تسلیم کر لیا ہے [illegible] کے وقت دین کی جو خدمت بھی انجام دی جائے گی اس کا [illegible] جہاد میں ہوگا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ موجودہ زمانہ میں [illegible] سے بڑی مصیبت کیا ہے اور دشمن اس پر کس ذریعہ سے حملہ آور [illegible] رہا ہے ——— آج تلوار کے ذریعہ اسلام کو مٹانے کی ناکام کوششوں کا خاتمہ ہو چکا ہے ——— [illegible] شمشیر بکف، خون آشام عیسائی دیوانے اب نظر نہیں [illegible] تلوار کی جگہ قلم نے لے لی ہے اور اسلام کی مخالفت اور تبلیغ کفر و ضلالت کے ذریعہ ہو رہی ہے ——— دین کی سب سے بڑی ضرورت اس وقت یہ ہے کہ [illegible] لٹریچر اور تبلیغ حق کے ذریعے کی جائے۔ مضامین سے اخبارات [illegible] دیا جائے۔ اسلام کی خوبیاں بیان کی جائیں۔ قرآن کو مختلف [illegible] ترجمہ کرکے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلایا جائے۔ یورپ میں اسلام کے لئے مشن کھولے جائیں۔ تاکہ اسلام کی [illegible] ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے پیروؤں تک کلمہ حق [illegible] حضرت مجدد وقت نے ضروریات زمانہ کے مطابق اپنی [illegible] تلقین کی اور انکی جماعت بھی یہی کر رہی ہے اور اس وقت [illegible] بڑا جہاد ہے۔

باقی رہا جہاد بالسیف۔ سو حضرت مرزا صاحب [illegible] ہرگز ہرگز منسوخ قرار نہیں دیا اور نہ یہ ان کا یا کسی اور کا [illegible] ہے کہ اسے منسوخ قرار دے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان [illegible] ہیں کہ جہاد بالسیف کے لئے چند شرائط قرآن نے لازمی [illegible] ہیں۔ جہاں ان شرائط کی پابندی کے ساتھ جہاد کی [illegible] ضرورت پیدا ہو جائے۔ وہاں جہاد بالسیف بھی [illegible] فرض ہے +

شذرات

قضیۂ فلسطین اور مسٹر برنارڈ شا

قضیۂ فلسطین کے متعلق حکومت برطانیہ نے جو افسوسناک و غیر منصفانہ روش اختیار کر رکھی ہے اور اعراب فلسطین کیساتھ اسکی طرف سے جو جو بے انصافیاں اور مظالم ہو رہے ہیں۔ انکی وجہ سے عالم اسلامی تو پہلے ہی مضطرب و نالاں تھا لیکن اب غیر مسلم دنیا کی رائے عامہ بھی رفتہ رفتہ اس معاملہ میں برطانیہ کے خلاف ہو رہی ہے ——— حتیٰ کہ برطانیہ کے سب سے بڑے فلسفی اور انشا پرداز مسٹر برنارڈ شا کو بھی اس روش کی پرزور الفاظ میں مذمت کرنی پڑی۔ تازہ ولایتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ حال ہی مشہور اخبار "سنڈے ریفری" کے نمایندہ نے قضیۂ فلسطین کے سلسلہ میں مسٹر موصوف سے ملاقات کر کے ان کی رائے دریافت کی تو موصوف نے کہا کہ:-

"قضیۂ فلسطین کے بارہ میں برطانیہ کو اس وقت جن الجھنوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لارڈ بالفور نے اپنے اس رسوائے عالم اعلان میں فلسطین، ڈاکٹر ویزمان (یہودیوں کی انجمن کے صدر) کو دیدیا تھا حالانکہ فلسطین ان کی ملکیت نہ تھا کہ جسے چاہے دے ڈالتے۔ ایسے تو وہ جزیرہ مڈغاسکر بھی دے سکتے تھے"

مسٹر برنارڈ شا کی یہ حق گوئی اور صاف بیانی قابل قدر ہے۔ ضرورت ہے کہ حکومت برطانیہ اور اس کے غلط کار مدبران الفاظ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ یہ بالکل سچ ہے کہ قضیۂ فلسطین کی بنیاد لارڈ بالفور کا اعلان ہے۔ اعراب فلسطین اور تمام مسلمانان عالم یہی کہتے ہیں کہ برطانیہ نے اپنے تمام عہدوں اور تمام وعدوں کو پس پشت پھینک کر ایک ایسا خطہ زمین یہودیوں کے حوالے کر دینا چاہا ہے جو قطعاً اس کی ملکیت نہیں ہے۔ حالانکہ برطانیہ کے پاس بیسیوں ایسے وسیع قطعات ارض موجود ہیں جہاں وہ بیشمار یہودیوں کو آسانی سے آباد کر سکتی ہے۔ لیکن باایں وہ فلسطین کو وطن یہود بنانے پر مصر ہے۔ جب تک انگریز مدبر اس خیال کو ترک نہیں کرتے فلسطین میں قیام امن قطعی ناممکن ہے

حکومتِ جاپان کا ایک صحیح فیصلہ

حکومت جاپان مذہب اسلام کو سرکاری طور پر تسلیم نہ کرتی تھی۔ مسلمانوں کے پے در پے مطالبات پر گزشتہ سال اسبارہ میں ایک تجویز بھی جاپانی پارلیمنٹ میں پیش ہوئی جس کو حکومت نے اس عذر کیساتھ مسترد کر دیا کہ وہ اسلام کی تبلیغ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرے گی۔ چونکہ یہ فیصلہ اطمینان بخش نہ تھا اس لئے مسلمان اس مقصد کیلئے متواتر کوشش کرتے رہے کہ جاپان میں مذہب اسلام کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا جائے حکومت مصر نے بھی اس کے لئے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کیا۔ اس ہفتہ جو عربی اخبارات موصول ہوئے ہیں ان میں یہ اطمینان بخش خبر درج ہے کہ:-

وزارت خارجیہ مصر کے سوال پر مصر کے جاپانی سفارت خانہ نے ٹوکیو سے دریافت کر کے اطلاع دی ہے کہ حکومت جاپان مدود جاپان میں صرف دو مذاہب کو سرکاری طور پر تسلیم کرتی تھی (۱) جاپان کا عام مذہب جو بدھ مذہب کی ایک شکل ہے (۲) عیسائیت لیکن اب اس نے ان دو مذاہب کے ساتھ اسلام کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ گذشتہ دنوں وزیر اعظم نے پارلیمنٹ جاپان میں اعلان کیا کہ شہنشاہ جاپان کی حکومت دو مسلمہ مذاہب کیساتھ مذہب اسلام کو بھی شامل کرتی ہے اور اعلان کرتی ہے کہ جو کچھ حقوق و مراعات ان دونوں مذاہب کو حاصل ہیں وہی مراعات و حقوق اسلام کو بھی حاصل ہونگے اس سرکاری اعتراف سے یہ فائدہ ہوگا کہ مسلمانوں کے ساتھ بھی خصوصی رعایتی معاملہ ہوگا اور جو کوئی انجمن مسلمانوں کی وہاں قائم ہوگی اسے ٹیکسوں وغیرہ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔ نیز حقوق معاشرتی و سیاسی میں ان کا بھی اتنا ہی لحاظ رکھا جائے گا جتنا کہ مندرجہ بالا دونوں مذاہب کا رکھا جاتا ہے۔

حکومت جاپان نے بہت اچھا کیا کہ اس فیصلہ کے ذریعہ مسلمانوں کے

> ### رُباعیاتِ ساجدؔ
> نتیجۂ فکر زبدۃ الحکما الحکیم محمد نعمان صاحب ساجد منڈیر پورہ (لاہور)
>
> اخوت مردِ مومن کی کہاں ہے
> عداوت ہی عداوت اب عیاں ہے
> مدینے کے مہاجر اور انصار
> یہ افسانہ ہے یا اک داستاں ہے؟
>
> ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مسلم کو کس شمشیر نے
> کر دیا اغیار کا پابند کس زنجیر نے
> غیر کی تلوار سے مسلم مرا کرتا نہیں
> مار ڈالا ہم کو ساجدؔ فتوئ تکفیر نے

ایک جائز و معقول مطالبہ کو تسلیم کر کے اپنی ایک افسوسناک فروگذاشت کی تلافی کر دی مسلمان کم و بیش دنیا کے ہر ایک حصہ میں آباد ہیں۔ جاپان میں بھی اب ان کی کافی تعداد موجود ہے جس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود حکومت جاپان کا اسلام کو سرکاری مذہب تسلیم نہ کرنا ایک بھاری غلطی تھی۔

مسلمانوں کا فرض

حکومت جاپان کا یہ فیصلہ یقیناً مسلمانوں کے لئے موجب مسرت ہوگا لیکن خوش ہولینے کے علاوہ ان کا ایک فرض بھی ہے۔ جاپان ایک ترقی یافتہ ملک اور جاپانی دنیا کی ایک اولوالعزم، علم دوست اور متمدن قوم ہے ——— حکومت جاپان نے اپنے اس فیصلہ کے ذریعہ تبلیغ اسلام اور اس ملک میں اسلامی انجمنوں کے قیام کے لئے بہت سی سہولتیں اور رعائتیں مہیا کر دی ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسلمان ان سے فائدہ اٹھائیں اور پوری کوشش کے ساتھ اسلام کا پیغام اور قرآن کا نور اس ملک میں پھیلائیں۔ جاپانی قوم عیسائیت اور بدھ دھرم اور شنٹو مذہب سے (جو آجکل زیادہ تر جاپان میں رائج ہیں) بالکل مطمئن نہیں وہ اپنی روحانی پیاس بجھانے، اپنے دل کو تسکین دینے اور اپنی بہت سی معاشرتی و تمدنی گتھیاں سلجھانے کے لئے کسی مکمل مذہب اور قابل عمل لائحہ زندگی کی متلاشی ہے اگر ان تک صحیح طریق پر اسلام کی صحیح تعلیمات کو پہنچایا جائے تو یقیناً اس قوم کا معقول حصہ جلد یا بدیر دین حق کو قبول کر لے گا

عربی اخبارات نے یہ بھی لکھا ہے کہ:-

وزارت خارجیہ مصر نے اس جواب کے بعد مسلمانان جاپان اور مسلمانان مصر کے مابین رشتۂ اخوت کو مضبوط کرنے کی غرض سے یہ طے کیا ہے کہ علمائے ازہر میں سے ایک آدمی باری باری سے وہاں مستقل طور پر قیام رکھے جو تبلیغ کی خدمت بھی انجام دے گا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں شیخ اکبر مصطفےٰ المراغی شیخ الازہر اور وزارت خارجہ کے مابین مراسلت ہو رہی ہے۔

حکومتِ مصر کا یہ احساس قابل تعریف ہے۔ لیکن جاپان میں تبلیغ و خدمت اسلام روشن خیال اور ضروریات دین سے صحیح واقفیت رکھنے اصحاب سے ہی ممکن ہے۔ علمائے ازہر کی غالب تعداد تو اول درجہ کی تنگ خیال اور پست ذہنیت ہے ——— ایسے لوگ اسلام کے مبلغ اور نمایندہ ہونے کی اہلیت سے بالکل محروم ہوتے ہیں۔

حکومتِ بنگال کا قابلِ تعریف فیصلہ

دوسرے صوبوں کی طرح بنگال میں بھی سرکاری ملازمتوں پر غیر مسلموں کا اجارہ قائم ہے اسبارہ میں بنگال کی حالت پنجاب سے بھی زبون ہے وہاں اکثریت میں ہونیکے باوجود مسلمانوں کو غالباً بیس فیصدی ملازمتیں بھی حاصل نہیں ہیں حق وزارت نے اس بے انصافی کو محسوس کرتے ہوئے آیندہ کے لئے ملازمتوں میں مسلمانوں کیلئے ۵۰ فیصدی تناسب مقرر کر دیا ہے حکومت بنگال، کے محکمہ نشر و اشاعت کی طرف سے ہمیں ایک مراسلہ موصول ہوا ہے جسمیں اس فیصلہ کی ضروری تفصیلات درج ہیں (یہ مراسلہ اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے) اس میں بتایا گیا ہے کہ ان اسامیوں کے سوا جو کہ غیر ہندوستانی اشخاص سے پر کی جاتی ہیں آیندہ براہ راست تقرری میں ۵۰ فیصدی اسامیاں مسلمانوں کے لئے مخصوص ہونگی۔ علاوہ ازیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اعلیٰ سرکاری عہدے چونکہ زیادہ تر غیر مسلموں کے قبضہ میں ہیں اس لئے زیادہ تر وہی ترقی پائیں گے۔ وہاں تناسب قائم رکھنے کے لئے مسلمانوں کو براہ راست مقرر کر دیا جائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانان بنگال کی تعداد اور انکی پے در پے حق تلفیوں کے مقابلہ میں پچاس فیصدی تناسب کم ہے لیکن گزشتہ روایات اور موجودہ مشکلات کے پیش نظر اس فیصلہ کو حق وزارت کی انصاف پسندی کا ایک عمدہ ثبوت سمجھا جا سکتا ہے۔ وزیر اعظم بنگال نے مسلمانوں کیلئے پچاس فیصدی تناسب مقرر کرانے میں نہایت مضبوطی اور استقلال سے مشکلات کا مقابلہ کیا ہے امید ہے اس فیصلہ کو نافذ کرانے میں بھی وہ اسی مضبوطی اور استقلال سے کام لیں گے۔

حکومت ہند اور حکومت پنجاب نے بھی مسلمانوں کیلئے ملازمتوں میں تناسب مقرر کر رکھا ہے لیکن افسوس اس پر پوری طرح عمل نہیں ہوتا اور یہ حالت

مغرب میں اشاعت اسلام

یورپ پر مجدد وقت کی تبلیغی ترکتاز ـــ احمدی نوجوانوں کا ایک مقدس فرض

"اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت، کفر و ضلالت میں ہیں، آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں۔ اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے۔ اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی۔ کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت اسلام کا شکار ہو جائیں گے۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم (۱۹۰۵ ـ ۵۱۶))

"میری صلاح یہ ہے کہ . . . . عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں (مغربی ممالک) میں بھیجی جائیں۔ اور اگر قوم میری مدد میں مصروف ہو۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۷۱ تا ۷۷۳)

حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئیں یقیناً یقیناً تاریخ اسلام میں ایک عظیم الشان انقلاب اور شاندار و کامران دور کا پیش خیمہ تھیں۔ اس سے قبل یہ بات کسی مسلمان کے دماغ میں آ ہی نہ سکتی تھی۔ کہ یورپ میں بھی اسلام کی تبلیغ کی جائے یا مغربی اقوام بھی اسلام قبول کر سکتی ہیں۔ وہ اس کو تقریباً ناممکن خیال کرتے تھے۔ لیکن قادیان کا ایک دیہاتی الحقؑ اور نہایت دلیری سے اپنے اس فاتحانہ عزم کا اعلان کیا۔ کیونکہ وہ خدا کا مامور تھا۔ خدائی طاقتیں اس کے ساتھ تھیں۔ وہ اسلام کو کفر پر غالب کرنے کے لئے آیا تھا۔ مغرب کی تہذیب سیاست اور علوم سے مرعوب مسلمان تو اسی بات کو غنیمت سمجھتے تھے۔ کہ کسی طرح مغرب کے حملوں سے اپنے تئیں بچالیں۔ اس میں بھی انہیں کامیابی ہوتی نظر نہ آتی تھی۔ لیکن اپنی مایوسانہ حالات اور مسلمان قوم کے ضعف و شکستگی کے عالم میں یہ مرد خدا یورپ کو فتح کرنے کے لئے تیار رہتا ـــ اگر آپ نتائج پر ذرا گہری نظر سے غور کریں گے تو علوم ہوگا کہ مجدد زمان کے یہ الفاظ دور حاضرہ میں اسلام کی یورپ پر پہلی تبلیغی ترکتاز تھی۔ اس کے بعد خدا کے فضل سے تبلیغی فتوحات کا ایک شاندار سلسلہ شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے جن سے یہ ناممکن کام خود بخود ممکن ہو گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ مختلف افراد کے مختلف افعال ہی سے مرتب ہوتی ہے۔ لیکن بعض بلکہ اکثر کارنامے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی اہمیت کے اظہار و اعتراف اور تعریف و ستائش کا خوشگوار فرض زمانہ مستقبل کے مؤرخ کے مقدر میں ہی ہوتا ہے۔ ان کو انجام دینے والوں کے ہم عصر ان کی پوری قدر و قیمت سے ناواقف رہتے ہیں۔ جس روز حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاموشی کے ساتھ انگریزی ترجمۃ القرآن کی ابتدا کی تھی۔ یقیناً وہ دن تاریخ اسلام میں بڑا ہی مبارک دن تھا۔ حضرت ممدوح کی کئی برس کی محنت شاقہ کا حیرت انگیز طور پر اور اس کے شاندار نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن اس کی پوری قدر و قیمت ابھی تک نظر سے پوشیدہ ہے۔ اس کا صحیح اندازہ آج سے بہت بعد کیا جائے گا۔ اسی طرح حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور کا حوصلہ فرسا اور نا موافق حالات میں انگلستان جانا اور کامیاب ہونا، ووکنگ مشن کا قیام، حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی جرمنی پر فاتحانہ یورش، برلن مسجد کی تعمیر، برلن مشن کا آغاز، جرمن ترجمۃ القرآن، ڈچ زبان میں ترجمہ، ہالینڈ اور جاوا مشن وغیرہ یہ سب تاریخ اسلام کے روشن باب ہیں۔ یہ کوششیں اسلام کے شاندار مستقبل کی بنیادیں ہیں۔ انہی اجزاء سے ہماری آئندہ تاریخ مرتب ہو رہی ہے ـــ ہمارے مشن، ہماری تبلیغی کوششیں، ہماری اسلامی تصانیف ہمارے ٹریکٹ اور رسالے آج ممکن ہے لوگوں کو معمولی نظر آئیں لیکن وہ وقت جلد آنے والا ہے جبکہ دنیا کو ہماری یہ تبلیغی جدوجہد صلیبی جنگوں کے ہم پلہ نظر آئے گی ـــ آج ہمارے مسلمان بھائی اس بات کو مشکل سے باور کریں گے لیکن حقیقت یہی ہے کہ کسی مغربی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کسی مغربی ملک کو فتح کر لینے سے کم نتیجہ خیز نہیں ہے ـــ آج نہیں تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں ہمارے اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہمارے مشنوں اور مبلغوں کی سرگرمیوں کا ذکر۔ گذشتہ صدیوں کے مجاہدین کے کارناموں کے پہلو بہ پہلو کیا جائے گا۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کا وہ مبارک کام جس کی ابتدا حضرت مسیح موعودؑ نے کی تھی۔ خدا کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس کے لئے بہت بڑا میدان موجود ہے۔ لیکن ہم نے اب تک جو کچھ کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ کام ابھی باقی ہے۔ بیسیوں ممالک ہمارے لٹریچر کے شائق اور ہمارے مبلغوں کے منتظر ہیں ہم نے یورپ کو فتح کرنا ہے۔ ہم نے مغربی اقوام کو مسلمان بنانا ہے۔ یہ کام جس قدر ہمت اور عزم چاہتا ہے اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے دو چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ ایک یورپین زبانوں میں اسلامی لٹریچر، دوسرے قابل دیندار باہمت اور روشن خیال مبلغ۔ یہ دونوں ضرورتیں صرف نوجوانوں کی کوشش و ایثار سے پوری ہو سکتی ہیں۔ اس سلسلہ میں دیگر مشکلات کے علاوہ سب سے بڑی دقت زبان کی اجنبیت ہے۔ مغربی زبانوں میں سے صرف انگریزی ہندوستان میں مروج ہے انگریزی دان نوجوان آسانی سے مل سکتے ہیں۔ لیکن ہماری ضرورت کو یہ پورا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمیں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو دین کا صحیح عشق اور اشاعت اسلام کا بے پایاں شوق رکھنے کے علاوہ دینی علوم اور انگریزی زبان میں یکساں ماہر ہوں۔ لیکن چند قابل عزت بزرگوں اور نوجوانوں سے قطع نظر موجودہ کیفیت بالعموم یہ ہے کہ انگریزی دان طبقہ عربی سے نابلد ہے اور عربی دان حضرات انگریزی زبان سے ناواقف ہیں۔ دیگر مغربی زبانوں کا ذکر ہی کیا ہے۔ اگر ہمارے نوجوان سمجھتے ہیں کہ یورپ میں تبلیغ اسلام جماعت احمدیہ کا فرض ہے تو انہیں چاہئے کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار کریں۔ سر دست زیادہ نہیں تو آٹھ دس ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنی زندگیاں اس کار خیر کے لئے وقف کر دیں اور دنیوی عہدوں اور عزت کی بجائے خدمت دین کو اپنا مقصد حیات بنالیں اور دینی علوم اور مغربی زبانوں کے حصول میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں تاکہ وقت آنے پر ہمیں ہر زبان میں اچھے مصنف اور مبلغ مل سکیں۔ یقیناً یہ کام بے اندازہ ایثار اور محنت چاہتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ہر ایک کامیابی کے لئے محنت و ایثار لازمی شرط ہے۔ اس موقع پر ہم اپنے نوجوانوں کی انجمن ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کو خاص طور پر مخاطب کریں گے اگر وہ دین اور سلسلہ کی کوئی ٹھوس اور قابل قدر خدمت انجام دینا چاہتی ہے تو قوم کو چند ایسے نوجوان دے جو اس کام کو ہاتھ میں لیں۔ انگریزی کے علاوہ تین زبانیں زیادہ توجہ کے قابل ہیں یعنی جرمن فرنچ اور اسپینی۔ جوانی۔ جوش اور ولولوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس عمر میں انسان طبعاً پر جوش اور ہنگامی تحریکات کو پسند کرتا ہے لیکن ہمارے نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ مختلف اوقات میں قوموں کی مختلف ضرورتیں ہوا کرتی ہیں۔ خادمان قوم کو ان کے مطابق ہی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے۔ اگر کسی وقت حالات کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جوان میدان عمل میں داد شجاعت دیں تو کسی وقت اس امر کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ خاموشی کے ساتھ کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر تحصیل علم کریں۔ آج ہمیں محمد علی، کمال الدین اور صدر الدین جیسی ہستیوں پر ناز ہے۔ ہم فخر سے ان کے کارناموں کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ انہوں نے اپنی عمر کے بہترین سال اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے تیار کرنے پر صرف کر دیئے تھے۔

(مسلم مبلغ)

صداقت مسیح موعودؑ کا ایک پہلو

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی قلم سے)

اگر یہ سچ ہے کہ ہر ایک چیز اپنی فطرت و خاصیت کے مطابق اپنے گرد وپیش پر اثر ڈالتی ہے۔ اور دنیا میں جو شخصیت جس قدر بھی عظیم الشان ہوگی۔ وہ اپنا اثر گرد وپیش اور اپنی صحبت میں بیٹھنے والوں پر اتنا ہی زیادہ ڈالے گی۔ اور اسی قسم کا اثر ڈالے گی۔ جس میں خود اس کی فطرت رنگین ہے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک شخصیت کا کوئی دانا اور سلیم الفطرت انسان انکار نہیں کرسکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ آپ کی صحبت میں بیٹھ کر سوائے خدا کے اور کچھ یاد نہ آتا تھا۔ دنیا سے دل سرد ہو جاتا تھا۔ آپ کی توجہ الی اللہ کا یہ اثر پڑتا تھا۔ کہ نماز میں وہ لذت اور خشوع و خضوع میسر آتا تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ انسان قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کا مصداق بن جاتا تھا۔ یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک صرف نماز میں رہ جاتی تھی۔ نماز کے وقت کا اس طرح انتظار ہوتا تھا۔ جس طرح روزہ دار کو افطار کا۔ آپ کے غض بصر کا یہ اثر پڑتا تھا۔ کہ کسی غیر محرم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا سخت تکلیف دہ تھا۔ اگر سامنے سے مستورات آتی نظر پڑتی تھیں۔ تو مردوں کو چھپنے اور منہ پھیرنے میں اسی قدر عجلت ہوتی تھی جس قدر پردہ دار عورتوں کے درمیان میں کسی مرد کے آجانے سے عورتوں کو ہو۔

آپ کی شفقت علی اللہ کا رنگ بھی الگ اثر رکھتا تھا۔ ایک احمدی کو دوسرے احمدی بھائیوں سے بڑھ کر پیار ہوتا تھا کسی دنیوی رشتے سے اتنی محبت نہ تھی۔ جس قدر احمدیت کے رشتے سے اور یہ سب آپ کی پاک فطرت اور سچی ہمدردی انسانی اور یک رنگ دوستی کا اثر تھا۔ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے جس طرح سچے اور مخلص اور بے تکلف دوست آپس میں پیش آیا کرتے ہیں۔ اپنے مریدوں کو اپنا غلام نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ اور اسی رنگ میں برتاؤ کرتے تھے۔ پیٹھ پیچھے ان کا نام عزت سے لیتے تھے ان کے مشوروں پر عمل کرتے تھے۔ ان کی درخواستوں پر جہاں کہیں وہ لے جائیں چلے جاتے تھے۔ اس وقت ان کی سادگی اور بھولا پن ایسا ہوتا تھا۔ کہ بے اختیار قربان ہونے کو دل چاہتا تھا۔ اپنے دوستوں یعنی مریدوں کی ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں پر ان کی نہایت حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ بڑی خندہ پیشانی سے ملا کرتے تھے۔ اس وقت یہ وہم بھی نہ ہوسکتا تھا۔ کہ یہی وہ شخص ہے جسے خدا نے مسیح موعودؑ کے جلیل القدر منصب پر کھڑا کیا ہے۔ ان کے دل میں اس منصب کی وجہ سے مطلق اپنی بڑائی یا فوقیت کا احساس نہ تھا۔ ان کے عمل اور معاملات میں بھی مطلق کبر کا نشان نظر نہ آتا تھا۔ دوستوں سے نہایت بے تکلفی اور خندہ پیشانی سے ملنا۔ انہیں بہتر سے بہتر جگہ بٹھانا۔ انہیں خود کھانا لا لا کر دینا۔ ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ آرام کا خیال رکھنا اور ٹھیک اسی طرح مدارات کرنا جس طرح ایک یک رنگ دوست اپنے دوست کی مدارات کرتا ہے۔ آج پیروں اور خلیفوں کو دیکھو۔ کہ ان کی پیری اور خلافت اندر اور باہر سوتے اور جاگتے۔ دن کو اور رات کو کسی وقت ان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ باہر ہیں تو ادب سے سر جھکاؤ۔ اندر ہیں تو ان کے آگے تھرتھراؤ۔ سوتے ہیں تو وہ خلیفہ ہیں جاگتے ہیں تو وہ پیر ہیں وہ ہر وقت باعث دہشت ہیں۔ مگر یہ حالت مسیح موعودؑ میں نام کو نہ تھی۔ آپ سے مل کر دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ ہر ایک شخص کا یہی خیال ہوتا تھا۔ کہ حضرت صاحب مجھ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں۔ دوستوں میں بے تکلف باتیں کرنا۔ ہنستے رہنا۔ ان کی صحبت کو جنت بنائے رکھتا تھا۔

دوستوں کی تکلیفوں کا علم ہو جانے پر ہر طرح مدد کو آمادہ ہو جاتے تھے۔ کسی کو مالی مشکلات ہوتیں۔ تو کسی مخفی طریقہ سے روپیہ بھیج دینا اور کسی پر اس امر کو ظاہر نہ کرنا۔ پھر دوستوں کو روپے دے کر واپس نہ لیتے تھے۔ ایک دفعہ حکیم فضل دین مرحوم کو روپوں کی ضرورت ہوئی۔ دو سو یا پانسو روپے (مجھے تعداد ٹھیک یاد نہیں) حضرت صاحب سے انہوں نے منگوا بھیجے۔ آپ نے بھیج دیئے۔ جب حکیم صاحب کے ہاتھ میں روپے آگئے۔ تو انہوں نے حضرت کی خدمت میں روپے واپس بھجدیئے۔ آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ فرمایا کہ میں نے قرض نہیں دیئے تھے۔ جو واپس لوں۔ میں تو اپنے مال کو اپنا اور دوستوں کا مشترکہ مال سمجھتا ہوں۔ جب کسی کو ضرورت ہوئی اس نے لے لیا۔ چنانچہ آپ کو ضرورت ہوئی آپ نے لے لیا۔ اچھا کیا مجھے ضرورت ہوگی اور میرے پاس نہ ہوگی تو آپ سے منگا لوں گا۔

آپ کی فیاضی دوست دشمن سب پر حاوی تھی۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کا بھتیجا عبدالرحمٰن جو ایک مشہور بھنگڑی چرسی آدمی تھا۔ لوگ اس کو برا سمجھتے اور نفرت کرتے تھے۔ اس نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے کچھ روپے مانگے۔ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ ایسے آدمی کو حضرت صاحب کبھی کچھ نہ دیں گے۔ مگر سب کی توقع کے خلاف آپ نے اسے مطلوبہ رقم بھیجدی۔ عبدالرحمٰن لوگوں پر ہنسا اور کہنے لگا نادانو! خدا کے مامور کو اپنے نفسوں پر قیاس نہ کرو۔ یہ لوگ آسمانی بارش ہوتے ہیں۔ اگر باغ پر برستے ہیں۔ تو روڑی پر بھی برس جاتے ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جیسا دشمن آپ کو قید کرانے ذلیل کرانے عدالت میں کھڑا ہوتا ہے۔ آپ کے وکیل نے جرح میں کچھ ایسے سوالات کرنے چاہے جس کی زد مولوی بٹالوی صاحب کے حسب نسب پر پڑتی تھی۔ آپ نے فوراً وکیل کو ان سوالات سے روک دیا۔ آپ کی فیاضی اور سیر چشمی نے نہ چاہا۔ کہ آپ کے دشمن کی اس طرح برسر عدالت ذلت ہو۔

غرضکہ آپ کی صحبت کیمیا تھی جو مس خام کو کندن بناتی تھی جو یادِ الٰہی اور تقویٰ اللہ آپ کی صحبت میں بیٹھ کر قلب پر طاری ہوتا تھا وہ صاف طور پر بتاتا تھا۔ کہ اس محفل کے ساقی کے قلب میں کس قدر تقویٰ اور محبت الٰہی موجزن ہے آپ ہی کی صحبت کا یہ کرشمہ ہے۔ کہ آپ کے خدام کے قلب میں اسلام کی محبت و حفاظت و اشاعت کا درد اور ولولہ خدا کے فضل سے ماشاء اللہ ایسا نمایاں ہے۔ جس کا مقابلہ مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں کرسکتی۔ کیا یہ نعوذ باللہ ایک کافر کے قلب کا اثر ہے۔ یا سچے مومن اور عارف باللہ کا روحانی کرشمہ ہے۔ کیا کوئی پاک دل اور انصاف پسند قلب ہے جو اس پہلو پر خدا سے ڈر کر غور کرے۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

حکومتِ بنگال کا قابلِ تعریف فیصلہ

سرکاری ملازمتوں میں فرقہ وار تناسب

حکومت بنگال کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ:-

قطع نظر ان آسامیوں سے جو غیر ہندوستانی اشخاص سے پُر کی جاتی ہیں۔ باقی ملازمتوں میں تقرری کے وقت حکومت کی آئندہ حکمتِ عملی یہ ہوگی کہ:-

براہ راست تقرری میں (۵۰) پچاس فیصدی آسامیاں مسلمانوں کے لئے مخصوص رہیں گی۔ پست اقوام میں سے اگر صلاحیت اور قابلیت رکھنے والے امیدوار دستیاب ہوئے تو ان کے لئے ۱۵ فیصدی آسامیاں محفوظ رکھی جائیں گی لیکن اس قسم کے تحفظ کے ذریعہ غیر مسلموں کو (۳۰) تیس فیصدی سے زیادہ آسامیاں نہیں دی جائیں گی۔

حکومت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ دیگر اقلیتوں کیلئے کسی قسم کا تحفظ (مثلاً ۵ فیصدی) تو نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اہل اور قابل امیدوار ملنے پر ان اقوام کے لئے آئندہ خاص لحاظ کیا جائے گا۔

سرکاری ملازمتوں پر جو لوگ کام کرتے چلے آرہے ہیں ان کی ترقی میں فرقہ وارانہ تناسب کو کوئی دخل نہ ہوگا۔ بلکہ محض حق اور قابلیت پر، مدتِ ملازمت پر ترقیاں دی جائیں گی۔

حالات کے پیش نظر جن جن شعبوں میں سرکاری ملازمتوں کی تقرری کے لئے امتحاناتِ مقابلہ کی گنجائش ہوگی یہی ذریعہ تقرر بنایا جائے گا کامیاب امیدواران میں سے ہی انتخاب ہوگا۔ تاکہ ہر فرقہ اور مذہب کے پیروؤں کو پورا پورا موقع مل سکے۔ اگر کسی سال مقررہ فیصدی سے کم امیدوار کسی فرقہ یا قوم کے ہوئے تو بقیہ جگہیں امتحانات مقابلہ سے پُر کی جائیں گی جس میں محض قابلیت معیار انتخاب ہوگا یہ مزید آسامیاں پہلے پُر کردہ ملازمتوں پر کسی قسم کا اثر نہ ڈالیں گی۔

اس سلسلہ میں انتخاب بھی ایک ذریعہ تقرر ہوگا۔ تحفظ میں یہ امر قابل غور ہے کہ کسی فرقہ یا قوم کے لئے اس کے اجتماعی یا انفرادی قابلیت، مثلاً فوجی خدمات، ایسٹرن فرنٹیئر وغیرہ کی بنا پر آسامیاں مخصوص کر دی جائیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ یہ اصول تحفظ صوبہ بھر کے لئے عام ہے کسی ایک جگہ کے لئے قائم نہیں کیا جائے گا۔

سرکاری ملازمتوں میں اونچے درجے پر غیر مسلموں کی تعداد زیادہ ہے اسلئے وہ ہی ترقی پائیں گے وہاں تناسب قائم کرنے کیلئے مسلمانوں کو براہ راست مقرر کر دیا جائے گا۔

اگر غیر مسلموں کی تعداد پچاس فیصدی سے زیادہ ہوگی تو توازن قائم رکھنے کے لئے اسی حساب سے مسلمانوں کے لئے اضافی تحفظ کا حصول برتا جائے گا۔ اور اگر کہیں مسلمان ۵۰ فیصدی سے بڑھ گئے وہاں غیر مسلموں کو ہی اسی اضافی تحفظ کے اصول سے مستفید کیا جائے گا

مقررہ فی صدی سے زائد تعداد ہونے کی صورت میں توازن قائم رکھنے کے اصول پر وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق نظر ثانی ہوتی رہے گی تاکہ حصہ وافر مقررہ فی صدی پر لایا جاسکے جو حکومت کی حکمت عملی کے مطابق ہے۔"

کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض قسمت آزما تھے؟

(از ٹی۔ ایل۔ واسوامی)

حال ہی ایک کتاب بعنوان "خداؤں کے خلاف بارہ" چھپی ہے اس کے مصنف مسٹر بالتھاؤ ہیں اور انہوں نے دنیا کے بارہ بڑے آدمیوں کو چنا ہے۔ مسٹر بالتھاؤ انہیں "قسمت آزما" "قانون شکن" کہتے ہیں مندرجہ ذیل الفاظ میں انہوں نے اپنا جو بنیادی نظریہ بیان کیا ہے اسے قوی بنانے کے لئے وہ ان بڑے آدمیوں کی نفسیات سے بحث کرتے ہیں۔

"قسمت آزماؤں کے باعث تاریخ میں ہمیشہ بہت بڑے قانونی رخنے پڑتے رہے ہیں مگر میرا ذاتی نظریہ اس کے خلاف ہے میں تاریخ کو قسمت آزماؤں کے نہیں بلکہ تخلیقی شخصیتوں کے کارناموں کا مجموعہ سمجھتا ہوں۔ وہ تاریخ میں نئی نئی چیزیں پیدا کرتی ہیں۔ اور دنیا کی قومیں ان تاریخی ابطال کی وجہ سے نئی زندگی حاصل کرتی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ترقی کشمکش کا نتیجہ ہوتی ہے۔ قدیم ہندوستان اور قدیم یونان نے اپنے کشمکش کے دور میں عظمت حاصل کی۔ ان دنوں میں قوم اپنی تمام قوت اگل دیتی ہے جس طرح کوئی پیدائش درد اور تکلیف کے بغیر نہیں ہوتی، اسی طرح قوم اس وقت تک نئی زندگی حاصل نہیں کرتی جب تک اسے کشمکش سے دوچار نہ ہونا پڑے دو مختلف عناصر میں جو تقابل اور کھینچ تان ہوتی ہے اسی کا نتیجہ ترقی ہے۔ مگر کھینچا تانی یا تقابل۔ اس قسمت آزمائی سے بہت مختلف ہے جسے مسٹر بلتھاؤ تاریخ کی کلید قرار دیتے ہیں۔

"خداؤں کے خلاف بارہ" میں مسٹر بلتھاؤ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہواں قرار دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قسمت آزماؤں کی صف میں جگہ دینا میرے خیال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن اور حضورؐ کی ذات کو نہ سمجھنے کے مترادف ہے۔ مسٹر بلتھاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غیر صادق انسان کی حیثیت دیتے ہیں۔ اور وہ اپنے ناظرین کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ محمد رسول اللہؐ نے اسلام کی بنیاد محض اسلئے رکھی کہ وہ مکہ کو عظمت دیں۔ اسلام اس مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ تھا۔ اسی لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے پرچارک اور قسمت آزما کے سوا اور کچھ زیادہ شخصیت نہیں رکھتے۔" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر عربؐ کے متعلق یہ کتنی بڑی غلط بیانی ہے اس بلند و بالا پیغمبرؐ کی ذات کے بارہ میں یہ کتنی بڑی کوتاہ فہمی ہے جس نے اپنے مشن کی پکار اپنے قوی دل سے اٹھتی سنی جس کو حکم دیا گیا "یا ایھا المدثر قم فانذر" اے کمبل پوش بندے اٹھ اور اپنے رب کا پیغام عام کر۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بادشاہ حبشہ کے حضور میں ایک مسلمان نے آپؐ کے متعلق کیا خوب کہا تھا:۔

بادشاہ! ہم جاہل تھے۔ ہم بتوں کے پجاری تھے۔ ہم مردوں کا گوشت کھاتے تھے ہم شرمناک افعال و حرکات کے مرتکب ہوتے تھے۔ ہم وعدے کے پابند نہ تھے ہم اپنے ہمسائیوں کیساتھ برا برتاؤ کرتے تھے۔ ہم میں سے قوی کمزوروں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اصلاح کے لئے (بلایا)، اس نے ہمیں بت پرستی سے روکا۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، وعدہ کی پابندی، اور ہمسائیوں سے نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں لڑائی اور خونریزی سے منع کیا یہی وجہ ہے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ اس کی پیروی کی۔ اور اس کے احکام کی اتباع کی کوشش کی۔"

کتنے پاکیزہ، مؤثر اور سچے ہیں یہ الفاظ! انسان انہیں سنکر روئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ کے حالات پڑھو تو تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا حسن نظر آئے گا۔ ایک بادشاہ اور مذہبی رہنما ہونے کے باوجود آپ اپنے ہاتھ سے اپنی بکریوں کا دودھ دوہتے، اپنے جوتے سیتے اور ایک مزدور کی حیثیت سے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے۔ آپ کی رہائش اور لباس کتنا سادہ تھا تم کبھی اس بادشاہ عرب کو پھٹے پرانے کپڑے پہنے صحابہ میں بیٹھے دیکھو گے۔ آپ کو یہ معلوم تھا کہ انسان کا اصل ٹھکانہ یہ دنیا نہیں ہے۔ یہ تو ایک لازوال زندگی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ آپ نے ایک بار فرمایا:۔

میری مثال تو اس مسافر کی ہے جو دھوپ اور تھکاوٹ کی وجہ سے ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام لینے کے لئے بیٹھ گیا۔ تاکہ تھوڑی دیر کیلئے آرام کرے اور پھر اپنے اصل سفر پر روانہ ہو جائے۔"

آپؐ ہمیشہ دعا فرمایا کرتے:۔ اھدنا الصراط المستقیم اے رب ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ اسلام کے معنے امن اور سلامتی کے ہیں۔ لوگ حضورؐ کو ستاتے ہیں۔ مگر آپ اپنے اللہ کے اس حکم کے تابع ہیں:۔ "یا ایھا المدثر قم فانذر" آپ اس حکم کی تعمیل میں اٹھتے ہیں اور اسلام، امن و سلامتی کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ کتنے بڑے صابر اور اپنے دشمنوں کو معاف کرنیوالے تھے۔ عبداللہ بن ابی منافق نے مکہ والوں اور یہود کو اس بات پر اکسایا کہ وہ اسلام کو مٹا ڈالیں۔ مگر جب یہ مرا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اس کے جسم پر اپنی قمیص ڈال دیتے ہیں۔ حضور ایک درخت کے نیچے تنہا لیٹے ہیں۔ ایک دشمن سے سامنا ہوتا ہے۔ دشمن تلوار میان سے نکال لیتا ہے اور پوچھتا ہے۔ محمدؐ کہو اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور جواب دیتے ہیں، اللہ، اور کس قدر تعجب کی بات ہے کہ یہ الفاظ سن کر دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑتی ہے۔ اور حضور تلوار کو اٹھا لیتے ہیں اور دشمن سے پوچھتے ہیں کہ بولو اب تمہیں اب مجھ سے کون بچائے گا۔ دشمن کانپنے لگتا ہے تو حضورؐ اسے معاف کر دیتے ہیں۔ قرآن حکیم کے الفاظ ہیں:۔

ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔ ہم نے تمہیں سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا آپ غریبوں کو جس درجہ چاہتے تھے، یہ چیز کتنی دلنشیں اور پیاری ہے۔ آپؐ نے کبھی کسی فقیر کو مایوس نہیں کیا۔ بلکہ اپنے ہاتھ سے اس شخص کے ہاتھ میں روپیہ پیسہ رکھا جو حاجتمند تھا۔ آپؐ نے کبھی اپنے نوکر کو برا بھلا نہیں کہا۔ آپؐ نے ہر غلام کو آزاد کر دیا۔ آپؐ نے بھوکے کو ہمیشہ کھانا کھلایا۔ اور خود بھوکے رہے۔ آپؐ یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کے بہت مشتاق تھے۔

یتیم کو ڈانٹنا، اور بھوکے کو کھانا نہ کھلانا، دونوں چیزیں آپؐ کے نزدیک بے دینی کے مترادف ہیں۔ آپ نے عورت کی عزت کی اور فرمایا، جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے آپ چھوٹے بچوں سے بہت محبت کرتے۔ آپ انہیں اپنی گود میں اٹھا لیتے اور انہیں پیار کیا کرتے، ہم نے دنیا کو غریبوں اور محتاجوں کی طرح کیوں دیکھیں جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کے لئے محبت تھی۔ آپؐ اپنے [illegible] سے محبت کرتے تھے۔ اور اس کا خاص خیال رکھتے تھے آپؐ کے لباس میں اگر کوئی بلی سو جاتی تو آپؐ اسے نہ [illegible]

"ایک بار ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کے لئے کنوئیں سے پانی کھینچا۔ تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اس نے جنت خرید لی"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک قسمت آزما نہیں تھے دنیا کے عظیم المرتبت ابطال میں سے ایک تھے۔ علم [illegible] کی تعریف و توصیف بیان کرنا اور آپ سے دلی عقیدت رکھنی ضروری ہے۔ آپؐ دنیا کی ایک بہت بڑی قوت تھے [illegible] کے نقاد نہ تو آپ کی نفسیات کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کے پیغام کو۔ ہندوستان نے بھی ابھی تک آپ سے انصاف نہیں کیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام اور آپ کے تاریخی زندگی کے لئے اب نئے شارحین کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

(رسالہ اشاعت اسلام لاہور)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی
مقدمہ نمبر ۵۰ سال ۱۹۳۹ء

بعدالت جناب سردار غلام فرید خان صاحب بہادر
پی سی۔ ایس واسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ملتان

سوہن لال ولد رام لال ذات کاٹھیال سکنہ خانیوال تحصیل میلسی [illegible] بنام عظیم ولد داب۔ احمد ولد عزنی معروف مجنا اقوام [illegible] ملک [illegible]۔ بدھو ولد خوشیال قوم بونڈہ۔ گردھاری سنگھ ولد [illegible] ولد لال سنگھ اقوام کھتری۔ جانن مل ولد خوشیال قوم بونڈہ [illegible] ولد ماجھی مل ذات [illegible] نابالغ بسرپرستی ربیل مل ولد مولا [illegible] پوترہ نانا حقیقی خود۔ لیکھو مل ولد ہیرا مل۔ دیو دت مل ولد [illegible] دوہر سوہن لال نابالغ بسرپرستی [illegible] مدعا علیہ ۱۲ [illegible] پسران جیوٹھ مل۔ ربیل مل ولد نعمرا مل۔ گنیش مل ولد [illegible] گوردوارہ۔ میگھا مل ولد کنیا مل قوم بیترہ سکنائے خانیوال [illegible] مدعا علیہ سکنہ حال دھاڑی منڈی بٹوارہ مال حلقہ پرانہ علاقہ تحصیل [illegible] ۔ دیو دت مدعا علیہ نمبر ۹ حال ملازم بر دکان [illegible] تحصیل میلسی مدعا علیہم

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۸ — ۳۶ بابت پیداوار فصل خریف ۳۷ء فصل ربیع ۳۸ء ۱/۸ حصہ لگان چاہ دانیاں والہ [illegible] موضع ملک درہن تحصیل میلسی کھاتہ کھیوٹ [illegible] کھتونی [illegible]

نام ۷، اخسرہ نمبرات ۱۲۳ [illegible] ۱۳ تا ۱۹ و ۲۲ تا ۲۵ [illegible] ۱۲۸ ۱-۲-۹-۱۰ ۱۲۹ ۲ تا ۱۱ و ۱۳ مندرجہ جمعبندی سال [illegible]

حسب دفعہ ۷۷ شق دوم حرف ک شق سوئم حرف ن ایکٹ ۱۲ [illegible]

مقدمہ مندرجہ عنوان احمد مدعا علیہ نمبر ۲ کو متعدد بار طلب کیا گیا ہے مگر اس پر تعمیل سمنات نہیں ہوتی اور وہ دیدہ دانستہ طور پر تعمیل سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ احمد مدعا علیہ مورخہ [illegible] ۳۹ کو بوقت ۷ بجے صبح عدالت ہذا میں حاضر ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کرے ورنہ بصورت عدم تعمیل اس کے خلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ۱۵ جون ۳۹ء بثبت دستخط و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم (مہر عدالت)

مسلمان اور آب رسانی

مس سی تنود نزنرلر (

نے مندرجہ بالا عنوان سے حیدرآباد کے "اسلامک کلچر" ۱۹۳۹ء میں ایک مقالہ لکھا تھا۔ اس کی تلخیص ذیل میں درج ہے:۔

مسلمانوں نے جب کوئی محل۔ باغ یا مقبرہ بنوایا تو اس میں پانی کی تلاش ضرور کی۔ ان کو پانی خصوصاً آب رواں سے بڑی شیفتگی تھی اور اس فن کا انہوں نے بہت ہی گہرا مطالعہ کیا تھا۔ ایسے مخطوطات اب بھی موجود ہیں جن میں پانی کی چرخی پانی کی کل اور پانی کی گھڑی وغیرہ کی تصویریں اور پانی کو بلندی پر پہنچانے اور پانی کے توازن کو قائم رکھنے کی تفصیل پائی جاتی ہے۔ اس سلسلہ کا قدیم ترین نسخہ کتاب الصنعۃ ہے جس کو موسیٰ بن شاکر کے دو لڑکوں محمد احمد اور حسن نے ۸۶۰ء میں لکھا تھا اس میں پانی کے متعلق سو سے زیادہ فنی ترکیبیں بتائی گئی ہیں مثلاً گرمابہ اور سردابہ اور سطح کنوئیں بنانے کے طریقہ کا مفصل بیان ہے۔ اس میں پانی بہنے کے بعض ایسے ظروف کا بھی ذکر ہے جن سے ترنم پیدا ہوتا تھا۔

ہندوستان میں جب مسلمان آئے تو پانی سے زینت و آرائش کا مظاہرہ انہوں نے ہر جگہ کیا۔ فتوحات کی مشکلات ختم ہونے کے بعد اس ذوق کی تکمیل میں انہوں نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ قلعہ محل اور مسجد کی تعمیر کے ساتھ انہوں نے باغ بھی بنوائے جن میں پانی کے بہتر سے بہتر مناظر دکھائے گئے۔ اس سے تفریح کا بڑا اور عمدہ سامان پیدا ہو گیا۔

مسلمانوں کے باغوں میں آب رواں کا چشمہ بہت ہی ضروری چیز تھا۔ اس سے اسلامی تعمیرات میں نہ صرف ایک خوشگوار پہلو پیدا ہو گیا تھا۔ بلکہ باغ کا حسن منتہائے کمال کو پہنچ گیا تھا۔ بابر کہا کرتا تھا کہ انسان کی سب سے بڑی مسرت باغ ہے۔ چنانچہ ہندوستان کی گرم اور تیز دھوپ میں وہ دور دراز کی منزلیں طے کر کے باغ کی تعمیر کے معائنہ کے لئے آتا تھا۔ اس کے نزدیک ہندوستان کی ایک بڑی خرابی یہ تھی کہ یہاں مصنوعی نہریں نہ تھیں۔ اس لئے اس نے جابجا پانی کی چرخیاں بنا کر مصنوعی چشمے جاری کئے اور خوشگوار اور متناسب تفریح گاہیں بنوائیں۔

باغ میں پانی لانے کے مختلف طریقے تھے کبھی وہ لمبے نالہ کے ذریعہ سے لایا جاتا تھا۔ جو کئی حصوں میں تقسیم ہوتا تھا اور اس سے پانی باغ کے ہر گوشہ میں پھیل جاتا تھا۔ کبھی بہتے ہوئے چشمہ میں بند باندھ کر باغ میں پانی رواں کیا جاتا تھا۔ جو صرف درختوں اور پودوں کو سینچنے ہی کے کام میں نہیں آتا تھا بلکہ باغ کی فضا اور اردگرد کے کمروں کو ٹھنڈا کرنے کے مصرف میں بھی لایا جاتا تھا۔

مسلمانوں کے باغوں میں پھول ہوتے یا نہ ہوتے لیکن ان میں عمارت، درخت، سبزہ اور چشمہ کا ہونا ضروری تھا۔ ان کے بغیر باغ کی تعمیر فنی حیثیت سے مکمل نہیں ہوتی تھی۔ چشمے پتھر کی نہروں میں بہتے تھے اور ان کے بیچ میں جابجا سبزہ اگا ہوتا تھا۔ اس نظام ترتیب سے ہندوستان کی خشک اور سوکھی زمین میں ایک خوشگوار اور دلفریب نخلستان پیدا ہو گیا تھا۔

ہندوؤں کی طرح مسلمانوں کو محض تالاب کھود دینے سے تسکین نہ ہوتی تھی۔ بلکہ ان کے ذوق کی تشنگی فواروں کی ہلکی پھواروں نہروں کی ترنم ریز موجوں اور چشموں کی چمکتی لہروں سے بجھتی تھی۔ حجروں کی تعمیر میں وہ اپنے حسن تخیل سے کام لیتے تھے۔ گو مقامی مجبوریوں کی وجہ سے بعض اوقات ان کے ذوق کا مکمل مظاہرہ نہیں ہوتا تھا لیکن عام طور سے باغوں میں خوبصورت اور ہلکے پھلکے فوارے ضرور ہوتے تھے جن کا پانی پتھر کے بنے ہوئے نازک اور سبک آبشار میں گرتا تھا۔ یہ فوارے نہروں اور چمن کی روشوں کے بیچ میں یا کمروں کے فرش پر ہوا کرتے تھے جس سے باغ کی زینت و آرائش کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا اور پانی بھی استعمال میں رہتا تھا۔ ترو تازہ حوضوں میں معمار اور سنگ تراش اپنی جدت تخیل سے کام لے کر سنگ تراشی مینا کاری۔ کاشی کاری اور نقاشی کا بہترین نمونہ پیش کرتے تھے۔

چشمہ کی سطح کثیر الاضلاع بنائی جاتی تھی۔ تاکہ اس میں روشنی کے عکس سے تڑپ پیدا ہو اس میں چمک ہو۔ اس کے لئے نہر کی تہ میں ماہی پشت جال ہوتا تھا جس کے چھوٹے چھوٹے خانوں سے پانی نکلتا تھا۔ کبھی چشمہ کی تہ میں سیاہ پتھر کے پیچ در پیچ ٹکڑے پیوست کر دیئے جاتے تھے جس سے لہریں پیدا ہو رہی ہیں۔ کبھی ان پتھروں پر مچھلی کی شکلیں بنا دی جاتی تھیں جو پانی کی لہروں میں زندہ مچھلیوں کی طرح پیرتی نظر آتی تھیں۔ اس قسم کی صنعت دہلی۔ آگرہ۔ دکن اور خصوصاً درنگ آباد میں بی بی کے مقبرہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

قلعہ دہلی کی نہر بہشتی محلوں سے گذرتی ہوئی دیوان خاص میں پہنچی تھی۔ اس میں پانی ایک حوض سے آتا تھا جو شاہی حمام کے اوپر واقع تھا۔ یہاں سے پانی ایک خمیدہ نل کے ذریعہ سنگ مرمر کے فرش پر بہتا تھا۔ نہر کے پانی سے آس پاس کا حصہ بہت ہی سرد رہتا تھا۔ اور اس کی متحرک چمک ایک خوشگوار منظر پیش کرتی تھی اور اس کی دھیمی ترنم اور شیریں آواز سے فضا میں ایک روح پرور نغمہ گونجا رہتا تھا۔ تفریح کے لئے شاہی خاندان کے افراد رنگین مچھلیوں کی گردنوں میں زیورات ڈال کر اس شفاف چشمہ میں چھوڑ دیتے تھے جن میں وہ تیرتی اور کھیلتی ہوئی بہت ہی بھلی معلوم ہوتی تھیں۔

مسلمانوں نے پانی سے متعلق بعض عظیم الشان کارنامے بھی انجام دیئے ہیں۔ اجمیر میں ایک چشمہ نور کے نام سے اب تک مشہور ہے جہانگیر نے اس مقام پر ایک باغ بنوایا تھا۔ اور اس باغ سے وہ ایک فوارہ ۲۸ گز کی بلندی پر لے جانا چاہتا تھا۔ جو اگر مکمل ہو جاتا تو ہر زمانہ کے لئے ایک عجیب و غریب کارنامہ ہوتا۔ گولکنڈہ کے قلعہ میں مٹی کا ایک نل اب تک موجود ہے اس کے ذریعہ سے پانی محل۔ باغ اور حوض میں ۴۰۰ فیٹ کی بلندی تک پہنچایا جاتا تھا۔

پانی کی انجینئرنگ کے کمال کی مثالیں بیجاپور میں بکثرت دیکھی جا سکتی ہیں۔ بیجاپور ایک خشک مقام ہے۔ مگر مسلمانوں کے عہد میں یہاں دور اور قریب دریا سے پانی لا کر اس کو ایک خوشگوار جگہ بنا دیا گیا تھا۔ تور وہ نہر کے ذریعہ سے یہاں پانی چار میل کے فاصلہ سے آتا تھا جو انجینئرنگ کی ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔

مسلمان کاریگروں کی ایک عمدہ صنعت بیجاپور کی ست منزل میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس کی ہر منزل کے غسلخانہ اور حوض میں پانی نل کے ذریعہ پہنچایا جاتا تھا۔ وہاں ایک دوسری عمارت مبارک خاں کا محل تھا اس میں بھی پانی کی بہترین نمائش کی گئی تھی۔ محل کی تین منزلیں تھیں اور اس کے ہر حصہ میں نل کی بھول بھلیاں تھی۔ عمارت کی کرسی کے اردگرد دو سکی شکل کے بریکٹ بنے ہوئے تھے۔ جو اوپر جا کر نل کی صورت میں تبدیل ہو جاتے تھے۔ اور نل کے ذریعہ پانی چڑیوں کی چونچ اور کلغی میں سے ہو کر گرتا تھا دوسری منزل کی کارنس پر بھی اسی طرح نہر رواں تھی اور اس کے قبہ پر بھی پانی کا نل تھا۔ تیسری منزل پر ایک فوارہ تھا جس وقت تمام فوارے کھول دیئے جاتے ہوں گے اور نہر کا پانی گر کر نیچے کے ایک تالاب میں گرتا ہوگا۔ تو کتنا پرکیف اور دلفریب منظر آنکھوں کے سامنے ہوتا ہوگا۔

مسلمانوں نے حوض کے بیچ میں بھی پرتکلف عمارتیں بنائیں ان عمارتوں کے چھوٹے چھوٹے سوراخوں اور نلوں سے پانی فوارہ میں آتا تھا۔ جہاں سے ہیروں کے ریزے کی طرح ہوا میں بلند ہو کر تالاب میں گرتا تھا۔ بیجاپور کے پاس کماٹگی میں شاہی خاندان کے لئے ایک شکارگاہ تھی۔ یہاں جھیل کے بغل میں بہت سے بنگلے تعمیر کرائے گئے تھے۔ جن میں پانی کی فراہمی کا پورا سامان تھا۔ موسم گرما میں شاہی خاندان کے افراد یہاں تفریح کے لئے آتے تھے اور شکار کھیلتے تھے۔ ان عمارتوں میں کثرت سے حوض اور فوارے تھے . . . .

. . . . عمارت کی اندرونی چھت میں پتھر کے مشک گلاب کے پھول بنے ہوئے تھے۔ جن میں اوپر کی چھت کے حوض سے پانی آتا تھا۔ ان سے پانی کی پھواریں اس طرح اڑتی تھیں جیسے آسمان سے واقعی بارش ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کی عمارتوں میں پانی کی بھول بھلیاں بھی عجیب و غریب ہوتی تھیں۔ ایک پتلی نہر پتھر کے فرش سے نکالی جاتی تھی۔ جو ہر سمت سے ہو کر گذرتی تھی اور علیحدہ علیحدہ حصوں میں تقسیم ہوتی تھی۔ مگر جس وقت اس میں پانی رواں ہوتا تھا تو یہ ایک متحرک معمہ معلوم ہوتی تھی۔ پانی کبھی مخالف سمتوں میں۔ کبھی متصل نہروں میں، کبھی ادھر ادھر اور کبھی پیچ و خم کھا کر بہتا رہتا تھا۔

مسلمان پانی کے دلفریب اور جمالیاتی پہلو سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے شالامار کے پرتکلف دربار اور مزین چشمے میں زندگی کا اصلی لطف اٹھایا۔ مرنے کے بعد باغ کو اپنی آرامگاہ بنایا۔ جہاں کی زینت و آرائش سے ان کی روح کو سکون اور اطمینان حاصل ہے۔ زمانہ کے انقلاب و تغیر کے باوجود ان کی خوابگاہیں حوادث روزگار سے محفوظ ہیں۔ اور آج بھی ان کی آرامگاہوں کے فواروں سے جس وقت آفتاب کی سنہری کرنوں اور ماہتاب کی سیمیں شعاعوں میں پھواریں بلند ہوتی ہیں تو بے ساختہ باغ عدن کے صناع کے الفاظ زبان پر آتے ہیں کہ "یہ کس قدر بھلے ہیں!"

(معارف)

اعلانات و اطلاعات

ضروری یاددہانی

بہت سے احباب کے ذمہ چندہ اخبار پیغام صلح کی بقایا رقوم ہیں۔ انکی خدمت میں بذریعہ خطوط یاددہانی اور حساب کی تفصیل ارسال کی جارہی ہے۔ ازراہ کرم یہ تمام دوست واجب الادا رقوم جلد از جلد بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر ممنون فرمادیں ورنہ ہفتہ عشرہ کے انتظار کے بعد ان کی خدمت میں وی پی ارسال کئے جائیں گے۔ جنہیں وصول کرنا ان کا اخلاقی اور قومی فرض ہوگا جو احباب زیادہ رقوم یکمشت ادا نہیں کرسکتے۔ وہ بذریعہ اقساط ادا فرمادیں۔ اور اپنے ارادہ کی اطلاع فوراً دفتر کو دیں نوازش ہوگی۔ (نیاز کیش۔ مینجر پیغام صلح)

ضرورت ہے

"مغرب میں تبلیغ اسلام یا اسلام کا دور جدید"

اس نام کا ایک ٹریکٹ اردو میں مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مولینا محمد علی صاحب چند سال ہوئے شائع ہوکر مفت تقسیم ہوا تھا۔ اس کی اب کوئی کاپی دفتر میں نہیں رہی ہے اور مانگ بہت ہے۔ اس لئے اب اس کے دوبارہ چھپوانے کی ضرورت ہے احباب جماعت میں سے جس صاحب کے پاس ایک یا ایک سے زیادہ کاپیاں ہوں دفتر جائنٹ سیکرٹری میں بھیجدیں۔ دوبارہ طبع ہونے پر جس قدر کاپیاں وہ چاہیں گے ان کو بھیجدی جائیں گی۔ (عزیز بخش جائنٹ سیکرٹری)

سرکاری اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب ایگریکلچر کالج لائلپور میں پھلوں اور ترکاریوں کو محفوظ رکھنے کے متعلق دو ہفتوں کے تعلیمی نصاب کا انتظام کیا گیا ہے جو ۱۱ر جولائی ۱۹۳۹ء سے ۲۵ر جولائی تک رہے گا۔ زیادہ سے زیادہ ۲۵ر طلبا داخل کئے جائیں گے۔

داخلہ کے لئے کم از کم تعلیمی معیار پنجاب یونیورسٹی کے میٹریکولیشن کے مساوی سٹنڈرڈ مقرر کیا گیا ہے۔ بیرون پنجاب سے آنیوالے طلبا کی درخواستوں پر اسی صورت میں غور کیا جائے گا جبکہ پنجابی طلبا داخلہ کے لئے کافی تعداد میں نہ آئیں۔ پنجابی طلبا سے ۵ روپے اور ہندوستانی ریاستوں اور دوسرے صوبوں سے آنیوالے طلبا سے ۱۵ روپے فیس لی جائے گی۔ طلبہ کے لئے ہوسٹل میں قیام کا انتظام کیا جائے گا۔ جس کے لئے ۲ روپے ۱۴ آنے کرایہ اور ایک روپیہ فی لیمپ بجلی کا خرچ دینا ہوگا۔ ہوسٹل کے لئے پانچ روپے بطور ضمانت بھی لئے جاتے ہیں جو کورس کے اختتام پر واپس دے دیئے جائیں گے۔ طلبہ کو کھانے کا انتظام خود کرنا ہوگا

داخلہ کی درخواستیں پرنسپل پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور کی خدمت میں ۳۰ر جون سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔

گورنمنٹ سنٹرل ویونگ انسٹی ٹیوٹ امرتسر میں داخلہ کے متعلق اطلاع

گورنمنٹ سنٹرل ویونگ انسٹی ٹیوٹ امرتسر کا آئندہ سیشن ۱۶ر اکتوبر ۱۹۳۹ء سے شروع ہوگا۔

(۱) ڈپلوما کی اعلیٰ جماعت (

۲۔ آرٹیزن اور مخواب کی کلاسوں میں داخلے کے لئے تصدیق شدہ درخواستیں ٹیکسٹائل ماسٹر گورنمنٹ سنٹرل ویونگ انسٹی ٹیوٹ امرتسر کو ۱۵ر جولائی ۱۹۳۹ء تک پہنچ جائیں۔

درخواست کنندوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے یونیورسٹی کے یا سکول لیونگ سرٹیفکیٹ کی نقول نیز چال چلن اور عمر کے متعلق اسناد تصدیق کرانے کے بعد داخلے کی درخواستوں کے ہمراہ بھیجیں۔

مروجہ قواعد وضوابط کے ماتحت اوسطاً ۸ روپے ماہوار کے چند وظائف مستحق طلبا کو دیئے جائیں گے موروثی اور پیشہ ور پارچہ بافوں کو ترجیح دی جائے گی۔ باہر سے آنے والے لڑکوں کی اقامت کے لئے انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ ایک ہوسٹل بھی ہے۔ پارچہ بافی سے متعلق علمی وعملی تعلیم و تربیت کے ساتھ رنگائی۔ چھپائی اور دھلائی کا کام بھی سکھایا جاتا ہے۔

مزید تفصیل انسٹی ٹیوٹ کے پراسپکٹس سے معلوم کی جاسکتی ہے جس کی قیمت معہ محصولڈاک ۶ آنے ہے۔ یہ پراسپکٹس مینجر گورنمنٹ بک ڈپو لاہور سے منگوایا جاسکتا ہے۔

(بقیہ کالم ۳)

لاوا بہ نکلتا۔ چند دن گزرے تو ایک قطعہ زمین جس کا رقبہ ۵ مربع کیلومیٹر تھا۔ سمندر سے اُبھر آیا۔

لوگوں نے اس جزیرے کا نام فرڈینینڈا رکھدیا لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ وہاں سکونت اختیار کرتا۔ البتہ کبھی کبھی ماہی گیر وہاں تھوڑی دیر کے لئے چلے جاتے تھے۔ آخر انگلستان نے فیصلہ کیا۔ کہ فرڈینینڈا پر قبضہ کرکے اس میں کچھ فوج مقرر کر دی جائے۔ ابھی فوج نے اس جزیرہ پر قبضہ ۔ ۔ ۔ نہیں کیا تھا۔ کہ ایک دن پھر بڑے زور کا زلزلہ آیا اور یہ جزیرہ آہستہ آہستہ سمندر میں غرق ہونے لگا۔ چند دنوں کے بعد صرف پہاڑ کی چوٹیاں سمندر سے باہر رہ گئیں۔ ایک دن پھر پانی کا ایک ستون سطح سمندر سے بلند ہوا۔ اور اس نے ان چوٹیوں کو اپنے آغوش میں لے لیا۔ (ماخوذ)

معلومات

مغربی ممالک میں عورتوں کے سیاسی حقوق

انگلستان اور امریکہ میں عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہیں۔ لیکن مغرب کی بہت سی جمہوریتوں میں ان کی بہنیں ان حقوق سے محروم ہیں۔ فرانس تو دنیا کا بہت بڑا جمہوری ملک ہے وہاں عورتوں کو حق رائے سے محروم رکھا ہوا ہے۔ ایوان نمائندگان نے بارہا اس بل کو منظور کیا۔ کہ فرانس کی عورتوں کو حق رائے دہی دیا جائے لیکن ہر بار سینٹ نے جو قدامت پسند ہے اس بل کو مسترد کر دیا۔ اگرچہ فرانس کی خواتین کو سیاسی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ تاہم انہیں کابینہ میں نائب وزیر کی حیثیت سے لیا جاتا ہے۔ اور ان میں اکثر خواتین مجلس اقوام میں فرانس کی نمائندگی کرچکی ہیں۔ فرانسیسی عورتوں کو اگرچہ سیاسی حقوق حاصل نہیں۔ تاہم وہ فرانس کی قومی زندگی کی تعمیر میں بہت زیادہ حصہ لیتی ہیں۔ فرانسیسی خواتین قانون دانی میں خاص شہرت رکھتی ہیں۔ اگر انہوں نے بھی اینگلو میکسن بہنوں کی طرح حق رائے حاصل کرنے کی جدوجہد کی تو انہیں اس میں ضرور کامیابی ہو جائے گی۔

بلجیم میں بھی عورتوں کو حق رائے دہی سے محروم رکھا گیا ہے۔ پچھلی بڑی لڑائی میں جن بلجی عورتوں نے فوجی خدمات سرانجام دی تھیں۔ صرف انہیں حق رائے دہی دیا گیا۔ بلجیم میں عورتوں کو ایوان نمایندگان اور سینٹ میں انتخاب لڑنے کا حق حاصل نہیں۔ اس کے باوجود وہ بلدیات کے انتخاب میں حصہ لے سکتی ہیں۔ بعض شہروں میں میئر کے فرائض عورتیں سرانجام دے رہی ہیں۔

سوئٹزرلینڈ میں جو دنیا کی قدیم ترین جمہوریت ہے۔ ابھی عورتوں کو حق رائے دہی حاصل نہیں ہے سوئٹزرلینڈ کی عورتوں کو حق رائے دہی سے کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ سوئٹزرلینڈ کے آئین کی رو سے وہاں کی عورتوں کو بہت سے شہری اور خاندانی حقوق حاصل ہیں۔ سوئٹز خواتین بہترین انتظامی ہوتی ہیں۔ انہیں خانگی فرائض کا بہت احساس ہوتا ہے۔

عجیب وغریب جزیرے

جن لوگوں کو جغرافیہ سے دلچسپی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ دنیا کا معاملہ بہت عجیب وغریب ہے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ سمندر سے خشکی کا ایک قطعہ یکبارگی نمودار ہوگیا۔ اور چند سال کے بعد دیکھا۔ کہ اس جگہ سمندر لہریں مار رہا ہے۔ جہازرانوں کی نگاہ سے اس قسم کے تماشے اکثر گزرتے رہتے ہیں۔

اس قسم کے واقعات میں جزیرہ فرڈینینڈا کا معاملہ نہایت عجیب ہے۔ ۱۸۳۱ء میں جزیرہ سسلی کے قریب چند ماہی گیر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ یکبارگی زمین لرزنے لگی سمندر متلاطم ہوگیا۔ اور اس میں سے ایک پانی کا ستون جو تقریباً پچاس میٹر اونچا تھا پیدا ہوا۔ اس کے بعد آگ کا ستون نظر آیا۔ جس کی بلندی ایک ہزار میٹر کے قریب تھی۔ کئی روز تک تو یہ کیفیت رہی۔ کہ آگ اور دھوئیں کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔ جب دھواں دور ہوا تو ایک آتش فشاں پہاڑ نظر آیا جس کی چوٹیوں سے کبھی کبھی آگ کے شعلے اٹھتے اور

رفتار سیاسی

اسلامی دنیا

—— پیرس ۲۲ رجون۔ ترکی اور فرانس کے درمیان جس معاہدہ کیلئے گفت وشنید ہو رہی تھی وہ کامیابی سے ختم ہوگئی ہے معاہدہ کے دو حصے ہیں پہلے حصہ پر انقرہ میں اور دوسرے حصہ پر پیرس میں دستخط ہونگے

—— پہلے حصہ کے ذریعہ فرانس نے اسکندرونہ کا علاقہ ترکیہ کے حوالے کر دینے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے اور دوسرے حصہ کے ذریعہ دونوں ممالک نے ایک دوسرے کی امداد کا اعلان کیا ہے آخری حصہ اس معاہدہ سے ملتا جلتا ہے جو حال ہی میں ترکی اور برطانیہ کے درمیان طے پایا ہے۔

—— انقرہ ۲۳ رجون۔ ترکی اور فرانس کے نئے سمجھوتہ کے پہلے حصہ پر آج انقرہ میں دستخط ہوگئے ہیں۔ جس کے مطابق حکومت فرانس نے اسکندرونہ کا علاقہ حکومت ترکی کے حوالے کر دیا ہے۔

—— بعض دلایتی اور عربی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے روس اور حکومت مصر کے مابین ایک غیر سرکاری گفت وشنید تجارتی و سیاسی تعلقات کے لئے جاری ہے۔

—— برلن ۲۲ رجون۔ حیدر وزیر سلطان ابن سعود کے ایک خاص ایلچی خالد الہود نے ہر ہٹلر سے ملاقات کی تھی جس کی وجہ سے طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں اور سیاسی حلقے مختلف قسم کی ہیجان خیز قیاس آرائیاں کر رہے تھے۔

—— لیکن خالد الہود نے اعلان کیا ہے کہ میں نے ہر ہٹلر سے رسمی ملاقات کی تھی کسی قسم کی سیاسی گفت وشنید نہیں ہوئی۔ علاوہ ازیں اس نے اعلان کیا ہے کہ ہم "برطانیہ کے اچھے دوست ہیں"۔

—— استنبول ۱۲ رجون۔ ترکی اخبارات جرمنی کی نشرگاہ کی اس حرکت کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں کہ ہر روز اس نشرگاہ سے تلاوت قرآن مجید کے بعد عربی زبان میں جو خبریں اور تقریریں نشر کی جاتی ہیں۔ ان میں عربوں کو ترکی کے خلاف بہکانے اور مشتعل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

—— انقرہ ۲۲ رجون۔ ترکی میں مصر کے وزیر خارجہ یحیٰی پاشا کا سرکاری دورہ ختم ہوگیا جو بے حد کامیاب رہا اور تمام حلقوں کا خیال ہے کہ اس دورہ نے ترکی اور مصر کے باہمی تعلقات خصوصاً تمدنی اور اقتصادی تعلقات زیادہ مستحکم کر دیئے ہیں۔

—— تازہ عراقی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ دریائے دجلہ میں غیر معمولی طغیانی کی وجہ سے بصرہ میں بے حد تشویش پھیلی ہوئی ہے دریا کے دونوں کناروں پر پانی چڑھ رہا ہے۔ کھجور کے بے شمار چھوٹے چھوٹے درخت برباد ہوگئے ہیں۔

—— عربی ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حکومت جاپان نے دین اسلام کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا ہے۔

—— حکومت ایران نے اپنے ملک کے نوجوانوں میں ہوابازی کا شوق پیدا کرنے کے لئے نیشنل فلائنگ کلب قائم کی ہے جس میں فن ہوابازی کی مشق کرائی جائے گی۔

—— انقرہ ۲۴ رجون۔ آج پارلیمنٹ کے اجلاس میں ترکی اور فرانس کے جدید معاہدے پر بحث کی گئی۔ پارلیمنٹ کے ارکان نے اس معاہدہ پر بے حد مسرت کا اظہار کیا۔ وزیراعظم پر اعتماد کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی

—— پیرس ۲۴ رجون۔ انقرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت ترکی اسکندرونہ پر قبضہ کرنے کے بعد بندرگاہ اسکندرونہ کو وسیع کرے گی اور اس کی قلعہ بندی بھی کرے گی۔

ہندوستان

—— بمبئی ۲۳ رجون۔ حکومت بمبئی نے فیصلہ کیا ہے کہ ضلع شولاپور میں آریہ رضا کاروں پر عائد شدہ پابندیاں رفع کر دی جائیں۔ شہر شولاپور میں یہ پابندیاں بدستور عائد رہینگی۔

—— شملہ ۲۳ رجون۔ غیر ملکیوں کی رجسٹریشن کا قانون یکم جولائی سے نافذ ہو جائے گا جس کی رو سے ہندوستان میں داخل ہونے والے تمام غیر ملکیوں کو اپنے پاس پاسپورٹ رکھنے پڑیں گے اور شناخت کے ثبوت کا انتظام کرنا ہوگا۔

—— لکھنؤ میں شیعہ سنی تنازعہ بدستور جاری ہے مصالحت کی کوئی صورت سر دست نظر نہیں آتی۔

—— لاہور ۲۳ رجون۔ حکومت پنجاب نے ہندوستانی ریاستوں کے قانون تحفظ کی دفعہ ۴ سے ۷ تک ایک سال کیلئے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— ان دفعات کی رو سے پنجاب کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ریاستوں کے خلاف خطرناک نوعیت کی تقریروں کا سدباب کر سکیں گے اور جتھوں کو ان علاقوں میں سے گزرنے سے باز رکھ سکیں گے۔

—— مردان ۲۲ رجون۔ فقیر ایپی اور ان کے ساتھی سرحد کے آزاد علاقوں کا دورہ کر کے عوام کو جہاد کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دورے کامیاب ہو رہے ہیں

—— کراچی ۲۲ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ سندھ کے وزیر اعظم خان بہادر اللہ بخش بہت جلد بذریعہ طیارہ انگلستان روانہ ہو جائیں گے۔ وہاں جا کر آپ وزیر ہند سے بیراج کے قرضہ کے متعلق مبادلہ افکار کریں گے

—— مدراس ۲۳ رجون۔ پولیس کمشنر مدراس نے زیر دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند آریہ سماج کے ذمہ دار کارکنوں کو نوٹس دیا ہے۔ کہ وہ حیدرآباد ستیہ آگرہ کے سلسلہ میں کوئی جلسہ نہیں کر سکتے۔

—— کلکتہ ۲۱ رجون۔ بنگال اسمبلی نے ساہوکارہ بل پر دوبارہ غور کیا اور چار دفعات کے علاوہ باقی تمام پر بحث ختم کر دی ہے۔

—— شملہ ۲۲ رجون۔ یہاں کے بعض ذمہ دار حلقوں میں قیاس کیا جاتا کہ ریاستوں کی عدم رضامندی کے باوجود ۱۹۴۱ء میں فیڈریشن نافذ کر دیا جائے گا۔

—— ریاست جے پور کے خلاف مسلمانوں کی سول نافرمانی تا حال جاری ہے۔

—— پشاور ۲۳ رجون۔ ۱۹ اور ۲۰ رجون کی درمیانی شب کو بنوں رزمک روڈ پر ایک پل کے نیچے دو بم پھٹے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پل کو معمولی نقصان پہنچا ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

—— روزنامہ "شہباز" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ تحریک خاکسار ریاست حیدرآباد میں خلاف قانون قرار دے دی گئی ہے۔

—— پشاور ۲۳ رجون۔ بنوں رزمک روڈ پر ڈسٹرکٹ پولیس کی ایک گارد گشت کر رہی تھی کہ فقیر ایپی کے حامی ایک سو مسلح پٹھانوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر گولیاں چلائیں۔ کوئی حملہ آور ہلاک یا مجروح نہ ہوا۔ برعکس اس کے ایک کانسٹیبل ہلاک اور ایک سخت مجروح ہوا۔

—— بعض حلقوں میں اس شبہ کا اظہار کیا جاتا تھا کہ خاکسار تحریک کو جرمنی کی نازی گورنمنٹ کی طرف سے مالی امداد ملتی ہے۔ اس سے متاثر ہو کر حکومت ہند نے سیاسی خفیہ پولیس کو تحقیقات کا حکم دیا ہے۔

—— کراچی ۲۴ رجون۔ حکومت سندھ نے واردھا تعلیمی سکیم اور ودیا مندر سکیم پر

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۲ رجون۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ سیر کینیڈا سے فارغ ہونے کے بعد آج ساؤتھمپٹن میں وارد ہوئے۔ جہاں آپ کا والہانہ خیر مقدم کیا گیا۔

—— یہاں سے ملک معظم اور ملکہ معظمہ ٹرین کے ذریعہ عازم لندن ہوئے۔ وہاں واٹرلو کے سٹیشن پر اہل لندن نے نہایت شاندار خیر مقدم کیا۔ پلیٹ فارم پر برطانوی وزرا کے علاوہ غیر ملکی سفرا بھی موجود تھے

—— ٹین سین کے قضیہ کا تا حال کوئی تصفیہ نہیں ہوا جاپان کا طرز عمل بدستور ہے۔

—— ہانگ کانگ ۲۲ رجون۔ سوٹیاؤ سے آمدہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ جاپانی بحری کمانڈر نے غیر ملکی جہازوں کو سوٹیاؤ کی بندرگاہ سے نکل جانے کا الٹی میٹم دے دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ اگر اس حکم کی تعمیل نہ کی گئی۔ تو جاپانی حکام سوٹیاؤ میں بسنے والے غیر ملکیوں کی جان و مال کی حفاظت کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔

—— اس وقت سوٹیاؤ کی بندرگاہ میں ایک برطانوی اور ایک امریکی جنگی جہاز لنگر انداز ہیں۔ یہ دونوں جہاز سوٹیاؤ کے ساحل سے جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایک اور برطانوی جنگی جہاز بندرگاہ سے باہر کھڑا ہے اور بوقت ضرورت بندرگاہ میں داخل ہونے کیلئے تیار ہے

—— سوٹیاؤ ۲۳ رجون۔ امریکن امیر البحر نے اعلان کیا ہے کہ اگر امریکہ کے کسی باشندے کے جان و مال کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ملی ذمہ داری جاپان پر ہوگی۔

—— سنگاپور ۲۲ رجون۔ آج یہاں برطانوی اور فرانسیسی فوجی افسروں کی کانفرنس ہوئی جس میں مشرق بعید کے بری، بحری اور فضائی امور کے علاوہ ٹین سین کی موجودہ صورت حالات پر غور و فکر کیا گیا۔

—— لندن ۲۲ رجون۔ حکومت برطانیہ نے آج جاپان کو انتباہ کر دیا ہے کہ ٹین سین کے انگریزی علاقہ کے خلاف اس نے جو کارروائی شروع کر رکھی ہے اسے زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

—— چونگ کنگ ۲۲ رجون۔ ایک چینی فوجی مبصر نے اعلان کیا ہے کہ جنوبی شانسی کے خلاف جاپانیوں نے جو مہم شروع کر رکھی ہے۔ وہ اس دفعہ پھر ناکام رہی ہے۔

—— ہانگ کانگ ۲۳ رجون۔ سوٹیاؤ پر جاپانیوں کا مکمل قبضہ ہو گیا ہے۔ اس وقت شہر میں آگ کے شعلے اور دھوئیں کے بادل بلند ہو رہے ہیں۔ چینیوں کی عمارتوں کو دھڑا دھڑ نذر آتش کیا جا رہا ہے۔

—— ٹوکیو ۲۲ رجون۔ جاپانی ذرائع سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ منچوکو کی سرحد پر روس اور جاپان کے درمیان جنگ بدستور جاری ہے۔ سب سے بڑی لڑائی کل ہوئی۔

—— اس لڑائی کے متعلق جاپانیوں کا بیان ہے کہ روسیوں کے ۱۵۰ طیارے سرحد عبور کر آئے تھے۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف ۱۸ جاپانی طیارے موجود تھے۔ اس طرح ایک زبردست جنگ شروع ہو گئی۔ جاپانی دعوے کرتے ہیں کہ اس معرکہ میں ہم نے روسیوں کے ۴۹ طیارے گرا لئے اور ہمارے صرف ۵ طیاروں کو نقصان پہنچا۔

—— ٹوکیو ۲۴ رجون۔ جاپانیوں نے جزائر چوشان پر قبضہ کر لیا ہے یہ جزائر شنگھائی سے ایک سو میل کے فاصلہ پر ہیں۔

—— لندن ۲۴ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۵ راگست کو لندن اور اس کے گرد و نواح میں فضائی حملوں سے بچنے کے لئے ... کیا جائے گا۔ یہ مظاہرہ اس قسم کے تمام گزشتہ مظاہروں سے ...

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ
کر دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۳۹ء — نمبر ۳۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تثلیث کا عقیدہ یکسر غلط ہے —— باطنی شریعت توحید کو چاہتی ہے

"تثلیث کا عقیدہ خود تراشیدہ اور من گھڑت ہے۔ انبیاء کے صحیفوں میں اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا اور ملنا بھی نہ چاہیے کیونکہ یہ حق کے خلاف ہے۔ پس یہودیوں کا توحید پر اتفاق اور تثلیث پر کسی ایک یہود کا بھی قائم نہ ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ عقیدہ ہی باطل ہے۔ خود عیسائیت کے مختلف فرقوں میں تثلیث کے متعلق ہمیشہ سے اختلاف چلا آیا ہے۔ یونیٹرین یعنی موحد فرقہ آج تک عیسائیوں میں موجود ہے۔ میں نے خود ایک یہودی سے دریافت کیا تھا کہ توریت میں کہیں بھی تثلیث کا ذکر ہے اور یا تمہارے تعامل میں کہیں بھی اس کا پتہ لگتا ہے تو اس نے صاف طور پر یہ کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ ہماری توحید وہی ہے جو قرآن میں بیان شدہ ہے اور ہمارا کوئی بھی فرقہ تثلیث کا قائل نہیں۔ پھر اس نے کہا۔ اگر تثلیث پر مدار نجات ہوتا تو ہمیں جو توریت کے احکام کو چوکھٹوں اور آستینوں پر لکھنے کا حکم ہے کہیں تثلیث کے لکھنے کا بھی حکم ہوتا۔ اس کے علاوہ دوسری دلیل تثلیث کے ابطال پر یہ ہے کہ باطنی شریعت میں اس کے لئے کوئی نمونہ نہیں ہے۔ باطنی شریعت بجائے خود توحید چاہتی ہے۔ پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتاب میں اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے جزیرے میں رہتا ہو جہاں تثلیث نہیں پہنچی تو اس سے توحید ہی کا مطالبہ کیا جائے گا نہ تثلیث کا۔ اسی سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ باطنی شریعت توحید کو چاہتی ہے نہ تثلیث کو۔

(۲۳ دسمبر ۱۹۰۱ء)

صوبہ سی پی کے ایک صداقت پسند

"پیغام صلح" کے مسیح موعود نمبر کا اثر

جناب محمد عبدالرزاق صاحب جبل پور (سی۔ پی) اپنے والا نامہ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۳۹ء میں جناب آنریری جائنٹ سکرٹری صاحب انجمن کو تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میری نگاہ سے آپ کے اخبار "پیغام صلح" کا مسیح موعود نمبر ۳۸ سنہ گزرا۔ پڑھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ آپ کی جماعت کے خلاف یقیناً غلط پروپیگنڈا کیا گیا ہے۔ اس نمبر کے دیکھنے کے بعد مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت نہایت اعلیٰ تھی۔ ان کے متعلق جو نبوت کے دعوے کا بہتان لگایا جاتا ہے یہ سراسر غلط ہے۔ آپ کی جماعت نے جو اشاعت اسلام کے سلسلہ میں یورپ میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ میں اس کو بھی نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں اور مجھے اس کا اعتراف ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے پیرو حقیقتاً مسیحائی کر رہے ہیں۔ براہ کرم آپ اعلان کے مطابق مجھے احمدیت کے متعلق تمام لٹریچر فری ارسال فرمایئے۔ اگر میری عقل و ضمیر نے اسے قبول کر لیا تو میں فوراً آپ کے حلقہ میں شامل ہو کر ...... احمدیت کی تبلیغ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں گا۔ والسلام

نوٹ:- جناب آنریری جائنٹ سیکرٹری صاحب نے ان کو مطلوبہ لٹریچر بھجوا دیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں قبول صداقت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

مجددِ اعظم اور تعظیمِ شریعتِ قرآن

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے تئیں خلفاء میں شامل کیا ہے

(از حضرت مولانا صدر الدین صاحب)

آیہ کریمہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات
لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من
قبلھم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفاء یا تو بادشاہ ہوتے ہیں یا
مجدد دین۔ اور خلیفہ اس صورت میں حکم عدل ہو سکتا ہے جب وہ
خدا تعالیٰ کے قوانین اور اس کے حبیبؐ کی بیان کردہ تشریح اور
اس کے عمل کے موافق اپنی زندگی بنائے۔ اور انہیں قوانین کے
مطابق تمام امور میں فیصلہ دے۔ اگر وہ ان قوانین کو چھوڑ دے
تو اس پر عدل کا لفظ صادق نہیں آئے گا۔ اس نے اپنی خواہشات
کی پرستش اور اپنے خیالات کی پیروی اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے
احکام کا تارک ہو کر ظالم ٹھہرا۔ خلفاء حکم عدل ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت
ابوبکرؓ تھے انہوں نے فرمایا الست بخیرکم فان احسنت
فاعینونی وان زغت فقوّمونی واطیعونی ما اطعت
اللہ ورسولہ فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلا
طاعۃ لی علیکم۔ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت
کروں تو میری پیروی کرو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔
خلفاء خواہ بادشاہ ہوں یا مجدد ان کے لئے ایک ہی حکم ہے اور وہ یہ
ہے یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و
اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ
الی اللہ والرسول۔

قرآن اور حدیث کی عظمت

حضرت مسیح موعود کو اس کسوٹی پر پرکھو اور دیکھو کہ وہ سب
سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تعظیم کرنیوالے اور
ان پر بڑی پابندیوں سے عمل کرنیوالے تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں اپنے
الہامات کو قرآن اور حدیث پر عرض کرتا ہوں تاکہ ان کو پرکھوں۔
اگر میں الہام کو قرآن و حدیث کے برخلاف پاؤں تو اس کو کھنگار کی
طرح پھینک دوں (آئینہ کمالات اسلام) اس سے ان کے حکم عدل
ہونے کی توضیح ہو جاتی ہے کہ ان کے الہامات قرآن و حدیث
پر حکم اور عدل نہیں ہیں بلکہ وہ ان معنوں میں حکم و عدل ہیں کہ پوری صحت
و پابندی کے ساتھ وہ قرآن و حدیث کے دائمی قوانین کے مطابق
اپنے فیصلے جاری کریں۔ چنانچہ یہی آپ کا عمل تھا۔

انہوں نے اس اصول کے بیان کرنے کے ضمن میں یہ دکھایا
ہے کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول
کے حکم نامہ پر ان کا عمل تھا۔ انہوں نے اپنے تئیں اولی الامر میں
شامل کر رکھا تھا۔ اولی الامر یا تو بادشاہ وقت ہوتا ہے۔ اور یا مامور من اللہ
ان دونوں کے امور کو پرکھنے کے لئے ہمارے پاس قرآن و حدیث
کی کسوٹی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے الہامات کو اسی کسوٹی
پر پرکھا۔ اور اپنے اوپر نظری رنگ اور عملی رنگ میں قرآن و حدیث
کی صحیح اور باریک پابندی لازم کر رکھی تھی۔ یوں تو ان کی ساری زندگی
میں قرآن و حدیث کی اصل غرض و غایت کی تصویر نظر آتی تھی جو ان کے
پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت
پیدا کرتی تھی۔ اُن کے قول و فعل میں قرآن و حدیث کی عظمت و توقیر
نظر آتی تھی۔ لیکن ان کی زندگی کا ایک واقعہ جو ذیل میں درج کیا جاتا
ہے خصوصیت سے بتاتا ہے کہ ان کا تقویٰ اس رنگ میں کتنا باریک
اور کس قدر مضبوط تھا۔ وہ واقعہ یہ ہے۔

ایک واقعہ

ایک دفعہ ماہ رمضان کے ۲۹ روزے گزر جانے پر
اور شام کو چاند نظر نہ آنے پر تیسواں روز حسب معمول قادیان میں
رکھا گیا۔ اس تیسویں روزے کی چاشت کے وقت حضرت صاحب
کو الہام ہوا "آج عید ہے چاہے کرو چاہے نہ کرو" حضرت صاحب
نے یہ الہام اپنے دوستوں کو سنایا۔ ایک دوست نے عرض کیا کہ روزہ
افطار کرلیں۔ فرمایا روزہ افطار کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ شریعت
میں رویت ہلال شرط ہے یہ کہیں نہیں لکھا کہ کسی ملہم کے الہام
سے بھی روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ روزہ افطار نہ کیا گیا
ہاں بعد میں بیرونجات سے گواہی بذریعہ تار آگئی کہ آج عید ہے۔ اس
گواہی پر افطاری کی گئی اور وہ بھی شریعت کا حکم ہے کہ یا تو اپنی رویت
ہو یا دوسروں کی شہادت رویت ہلال کے متعلق مل جائے۔

ماموریت کا مقصد

جن لوگوں نے حضرت صاحب کو شریعت کی پابندی اور اس کا پاس
اس حد تک کرتے دیکھا اُن کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت،
قرآن کریم اور شریعت غرا کی عظمت گڑ گئی اور یہی مقصد تھا حضرت صاحب
کی ماموریت کا۔ اس مقصد کے حصول میں وہ یقیناً کامیاب ہوئے۔ جب
انہوں نے سینکڑوں اور ہزاروں دلوں پر قرآن مجید اور شریعت بیضا کی عظمت
کا نقش خوب گہرا کر دیا۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اتنی بڑی عظمت اللہ
اور اس کے رسولؐ کے فرمودہ کی نہیں ہے انہوں نے حضرت صاحب کے
مبعوث ہونے کی غرض کو نہیں پایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو جس میں
سخت وعید ہے۔ یاد رکھیں فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک
فیما شجر بینھم یاد رکھو وہ لوگ ایماندار نہیں ہیں جو اپنے امور متنازعہ
میں رسول اللہ کو حکم قرار نہیں دیتے۔ اسی کی تفسیر حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون
احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنی وہ شخص
ایماندار نہیں جو مجھے اپنے باپ اور بیٹے اور تمام جہان سے بڑھ کر پیارا
نہیں سمجھتا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیار کرنیوالا وہ شخص ہے جو
آپ کے ہر قول و فعل کی عظمت کرتا ہو اور اپنے تمام خیالات آپ کے فرمودہ کے
ماتحت چلاتا ہو ایسا نہ ہو کہ قرآن کو حدیث کو چھوڑ کر اپنا قانون چلاتا ہو۔ اور
فتویٰ تیار کرتے وقت نہ احکام الٰہی کی پرواہ کرتا ہو اور نہ اس تشریح کی
طرف رجوع کرتا ہو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں کی ہے۔
جو شخص ایسا کرتا ہے یقیناً اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعظیم و
تفخیم نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اس وعید کو یاد رکھے کہ یا ایھا الذین
امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ
سمیع علیم۔ اے مومنو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے مت بڑھو
خدا کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ یقیناً سنتا ہے جو تم بیان کرتے ہو اور
جانتا ہے تمہارے دل کی کیفیات۔ پس دل کے اندر خدا اور اس کے رسولؐ
کی عظمت پیدا کرو۔ اور اپنے اقوال و افعال میں اس عظمت کی جھلک دکھاؤ۔

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر زلال محمدؐ است

اس شعر میں حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے علوم جیسے کچھ
بھی ہیں وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض جاریہ سے ہیں
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و عرفان کے مقابلہ میں ان کی مثال
ایسی ہے جیسا کہ سمندر کے سامنے ایک قطرہ۔

اس اصول کو مدنظر رکھ کر جو قرآن و حدیث نے بیان فرمایا اور
جس کی پابندی شدت کیساتھ حضرت مرزا صاحب کے قول و فعل
میں پائی جاتی ہے۔ ہم ان کے دعوے کو پرکھتے ہیں۔ آؤ دیکھیں
اللہ اور اس کے رسولؐ نے مجددین کے آنے کی خوشخبری دے رکھی ہے
یا انبیاء کے آنے کی خبر ہے۔

آنحضرتؐ آخری نبی ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ خود رسول اللہؐ
نے بھی فرمایا ہے لا نبی بعدی۔ میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا
اور فرمایا تھا انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی یحشر الناس
علیٰ قدمی وانا الماحی الذی یمحو اللہ بالخطایا وانا العاقب
والعاقب الذی لا نبی بعدہ۔ فرمایا میں العاقب ہوں یعنی
سب سے آخر میں آنیوالا ہوں اور العاقب کے بعد لا نبی بعدہ مزید زور
کے لئے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ایک دفعہ حضور نے فرمایا
کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء فلما ھلک نبی
وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء۔ یعنی بنی اسرائیل کی
سرداری انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا اس کا جانشین
نبی ہوتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلفاء ہوں گے۔ یعنی بنی اسرائیل
میں نبوت اور بادشاہت تھی اور ہمارے ہاں بادشاہت اور ولایت
رہے گی۔ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی ہے۔

ختم نبوت اور مسیح موعودؑ

اب دیکھیے حضرت مرزا صاحب نے اس اصول کے متعلق جو
اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس امت کی بہتری کے لئے مقرر فرمایا
کیا لکھا ہے وہ کہتے ہیں خاتم النبیین نص صریح ہے۔ اور نبی کے آنے کے
لئے مانع ہے۔ اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا جس طرح قرآن خاتم
کتب سماوی ہے۔ اور جس طرح شریعت محمدی خاتم شرائع ہے اسی
طرح محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ اور فرمایا ونؤمن بانہ خاتم
الانبیاء لا نبی بعدہ۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ
آخری نبی ہیں۔ اور ان کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا اور لکھا ہے
کہ نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے ولا سبیل الیھا الی یوم القیامۃ
ومن قال انی لست من امۃ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وسلم وادعیٰ انہ نبی صاحب الشریعۃ او من دون
الشریعۃ ولیس من الامۃ فمثلہ کمثل رجل غمرہ السیل
المنھمر فالقاہ وراءہ ولم یغادر حتیٰ مات ترجمہ: اور
اس کی طرف قیامت تک کوئی راستہ نہیں۔ اور جس نے کہا میں امت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہوں۔ اور دعویٰ کیا اس نے کہ
نبی صاحب الشریعت ہونے کا یا بغیر شریعت والا ہونے کا حالانکہ وہ
امت محمدیہ میں سے نہیں۔ پس اس کی مثال ایسا مرد کی ہے جس کو تند
پانی (صفحہ ۱۱ پر)

اسلام اور ڈکٹیٹر شپ

اسلامی نظام حکومت اعلیٰ درجہ کی جمہوریت پر مبنی ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

دجال سے ڈرانے کی وجہ

حضرت نبی کریم صلعم نے جو دجال سے اپنی امت کو ڈرایا تھا تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ حق باطل سے ڈرتا ہے۔ بلکہ باطل کی نسبت تو قرآن کریم نے فرمایا ہے "بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق" کہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں۔ پس حق اس کا دماغ کچل دیتا ہے اور باطل بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ پس ایں صورت دجال سے ڈرانے کی جو وجہ تھی وہ اس لفظ دجال کے اندر موجود ہے۔ جو دجل سے مشتق ہے جس کے معنے دھوکے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ ہونے کی وجہ سے دجال کے معنی یہ ہیں کہ وہ دھوکا دینے میں ایسا کمال رکھتا ہو کہ بڑے بڑے اہل علم اور صاحبان بصیرت چکمہ کھا جائیں۔

مغربی تہذیب اور کلچر کی دجالیت

دیکھو تو مغربی تہذیب اور کلچر یہاں کہیں اپنے کسی غلط اصول اور گمراہ کن عقیدہ کو حق کا لباس پہنا کر پیش کرتا ہے تو اس میں ایسی دلکشی اور حسن پیدا کر کے پیش کرتا ہے کہ بڑے بڑے مصنف اور اہل الرائے اس کے ذریعہ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اور اس کے آگے مرعوب ہو کر سپر ڈال دیتے ہیں۔ ایسی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں جن میں سے ایک یہی ڈکٹیٹر شپ ہے۔

ڈکٹیٹر شپ کیا ہے؟

ڈکٹیٹر شپ کیا ہے؟ یہی کہ ایک شخص اپنے دماغ اور اپنی طاقت کے ماتحت ایک قوم کو اپنے پیچھے لگا لیتا ہے۔ وہ جو بولتا ہے وہی قانون ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں اس پر اعتراض کرنے والا مستوجب سزا قرار پاتا ہے وہ اپنے اقوال و افعال کا قوم کے سامنے ذمہ دار نہیں۔ پہلے زمانہ میں ایسے شخص کو مطلق العنان بادشاہ کہا کرتے تھے۔ مذہبی حلقہ میں اس قسم کا آدمی پیر کہلاتا ہے۔ آج مغربی تہذیب و کلچر نے جب جمہوریت کے خلاف قدم اٹھایا تو اسی مطلق العنان شخصیت کو ایک ایسے نئے اور خوبصورت لباس میں ملبوس کر کے پیش کیا۔ یعنی اس کے سر پر سے تاج اور قدموں کے نیچے سے تخت ہٹا کر مگر اس کے ہاتھوں کو مطلق العنانی میں اور زیادہ مضبوط کر کے اسی کا نام ڈکٹیٹر رکھ کر پیش کیا اور اس کی چمک دمک ایسی دکھائی کہ انہیں لوگوں کی آنکھیں جو مطلق العنان شہنشاہیت کو اور پیر خانوں کو نوع انسانی کے لئے ایک لعنت سمجھتے تھے چکاچوند ہو کر رہ گئیں۔

ڈکٹیٹر شپ اور جمہوریت

اور وہی لوگ جو ان مطلق العنان شخصیتوں کی خواہ وہ دینی ہوں یعنی پیر یا دنیوی ہوں یعنی مطلق العنان بادشاہ، تابعداری کو بہت ادنیٰ درجہ کی غلامی سمجھتے تھے۔ آج غور کرنے بیٹھ گئے کہ ممکن ہے کہ ڈکٹیٹر شپ ہی نوع انسانی کے لئے مفید ہو۔ وہ اتنی بین اور صاف حقیقت کو بھول گئے کہ کئی دماغوں کے غور و فکر اور مشورہ سے جو کام ہوتا ہے اس میں غلطی کا احتمال بہت کم ہو جاتا ہے بہ نسبت ایک دماغ کی اندھا دھند پیروی کے۔ بالکل ممکن ہے کہ ایک ڈکٹیٹر ایک قوم کو ترقی کے رستہ پر لیجائے اور دوسرا ڈکٹیٹر تنزل کے گڑھے میں جا پھینکے۔ . . . .

. . . . . یا وہی ڈکٹیٹر جو ایک وقت میں صحیح رستہ پر پڑ کر قوم کو ترقی کے راستہ پر لے جا رہا ہو۔ دوسرے وقت غلط قدم اٹھا کر ہلاکت کے گڑھے میں گرا دے۔ ایک دماغ کی پیروی زیادہ خطرناک ہے بہ نسبت کئی دماغوں کے متفقہ مشورہ کی پیروی کے۔

ڈکٹیٹر شپ کے نقائص اور خطرات

میں مانتا ہوں کہ بعض دماغ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں اور وہ اپنی قوم کو ترقی کے رستہ پر ڈال کر بڑا کارنمایاں کر دکھاتے ہیں لیکن ایسے دماغ دنیا میں شاذ و نادر کا حکم رکھتے ہیں اور بہت کم دنیا کے اسٹیج پر آتے ہیں اور اسی لئے وہ تاریخ عالم میں ایک نمایاں حیثیت میں نظر آتے ہیں۔ پس ایسے نایاب دماغوں کی عمدہ رہنمائی کی وجہ سے یہ ایک قاعدہ نہیں بن سکتا کہ ایک شخص واحد کے دماغ کی پیروی اور اس کی مطلق العنان حیثیت جسے ڈکٹیٹر شپ کہا جاتا ہے بہت سے فہیم دماغ اور صائب الرائے لوگوں کے دماغوں کے باہمی مشورہ کی پیروی سے اور قومی آزادی سے جسے جمہوریت کہتے ہیں بہتر ہے کسی شخص واحد کی کامیابی اس کی قابلیت اور زبردست شخصیت کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ ڈکٹیٹر شپ کی وجہ سے۔ میں تو اسے خدا کا فضل سمجھتا ہوں کہ اس شخص واحد کا دماغ صحیح رستہ پر پڑ گیا اور قوم کو ترقی کے منزل مقصود پر لے گیا۔ ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ غلط رستہ پر پڑ کر قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں جا پھینکتا۔ نپولین کی زبردست شخصیت اور قابل دماغ نے فرانس کی سلطنت کو یورپ میں کس قدر بڑھایا اور ترقی دی لیکن جتنی جلدی وہ بڑھی تھی اس کی غلطی نے اسے اتنی ہی جلدی برباد بھی کر دیا۔ پس ڈکٹیٹر شپ بجائے خود کسی قوم کی ترقی کا سبب نہیں۔ آخر انگریزوں کی سلطنت کا دنیا کے ہر حصہ میں پھیل جانا کسی ڈکٹیٹر شپ کا نتیجہ نہیں۔ امریکہ کی ترقی اور ثروت، روس کی وسعت و عظمت کسی ڈکٹیٹر کی رہین منت نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس سینکڑوں قومیں اپنے اپنے وقت میں مختلف حالات کے ماتحت معراج ترقی پر پہنچیں جو کسی ڈکٹیٹر شپ کا نتیجہ نہ تھا۔ در اصل یہ کسی قابل شخصیت یا کسی قوم کی قابل شخصیتوں کے علم اور عمل کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ یا سچ پوچھو تو خدا کے فضل کا نتیجہ ہوا کرتا ہے جو اس قوم میں ایسے قابل دماغ پیدا کر دیتا ہے۔ ڈکٹیٹر شپ کو اس سے کوئی واسطہ نہیں پس ڈکٹیٹر شپ کو اس شخصیت سے الگ کر کے دیکھنا چاہئے جس کی ترقی سے دیکھنے والوں کے دل مرعوب ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اس کی ترقی اس کی اپنی زبردست شخصیت اور قابلیت کی وجہ سے ہے نہ کہ ڈکٹیٹر شپ کی وجہ سے۔ سوال تو یہ ہے کہ اگر ایک نالائق شخص ڈکٹیٹر بن جائے تو وہ کیا کرے گا، یہی کہ قوم کو تباہ کر دیگا۔ یہ قوم کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک لائق ڈکٹیٹر مل گیا۔ پس ڈکٹیٹر شپ میں خطرات بہت زیادہ ہیں اور اگر نتیجہ اچھا نکلے بھی تو اس کے دیرپا ہونے کی امید بہت کم ہوتی ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ کب ڈکٹیٹر کے دماغ [illegible] نالائق ڈکٹیٹر کی سینہ زوری قوم کو تباہ و برباد کر دے [illegible] جمہوریت میں غلطی کا احتمال بہت کم اور اچھے نتیجے کے [illegible] زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں ایک شخص کی نالائقی کی تلافی دوسرے شخص کی لیاقت کر دیتی ہے۔

سلطنت کا قرآنی تخیل

اب میں دکھانا چاہتا ہوں کہ اسلام نے [illegible] سلطنت کا تخیل پیش کیا وہ جمہوریت کا تھا یا ڈکٹیٹر شپ کا [illegible] ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کریں۔

۱۔ قرآن کریم نے سلطنت کا جو تخیل پیش کیا ہے [illegible] قانون کی رکھی ہے۔ جب کہ وہ فرماتا ہے "یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول [illegible] ذلک خیر و احسن تاویلا۔ (النساء) یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور تم میں سے جو صاحب امر [illegible] ذمہ حکومت کا کام ہو ان کی اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی بات میں تم میں اور صاحب امر میں تنازعہ ہو جائے تو اس معاملہ کو اللہ اور رسول یعنی قرآن اور سنت کی طرف پھیر دو۔ یہی بہتر اور باعتبار انجام کے [illegible]

اسلام میں حکومت قانون کی ہے

اب قرآن اور سنت چونکہ مسلمانوں کے لئے قوانین کا [illegible] ہیں۔ اس لئے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی سلطنت [illegible] قانون کی ہوگی۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ قانون کی [illegible] اور ان لوگوں کی اطاعت کرے جو اس قانون کو [illegible] اس کے بغیر کسی سوسائٹی کا نظام اور حکومت چل نہیں سکتی [illegible] کہ وہ لوگ جو قانون کو [illegible] چلاتے ہیں وہ اسے [illegible] جائیں یا اس کو صحیح طور پر نہ برتیں اور رعایا کو ان کی [illegible] پیدا ہو تو اس کے رفع کرنے کے لئے یہ اصول بتایا کہ [illegible] جو شکایت ہو اسے اصل قانون کی طرف پھیرو۔ گویا [illegible] اختیارات اور جوڈیشل یعنی عدالتی اختیارات کو الگ کر دیا [illegible] حاکم اپنے اقوال و افعال کے لئے قانون کی عدالت میں اسی طرح [illegible] ہے جس طرح ایک عامی آدمی۔ بلکہ ایک عامی آدمی کو اگر کسی [illegible] سے کوئی شکایت ہو تو وہ اسے قانون کی عدالت میں [illegible] جہاں حاکم کی غلطی ثابت ہونے پر اسے سزا دی جا سکتی ہے [illegible] اس غلطی کی اصلاح ضرور کی جائے گی۔ گویا اسلام میں حکومت قانون کی ہے اور حاکم ہو یا رعایا سب اس کے ماتحت ہیں [illegible]

حکام کے لئے لائحہ عمل۔ مشورہ کی تاکید

۲۔ اب صاحبان امر یعنی حکام کے لئے لائحہ عمل ملاحظہ ہو۔ قرآن کریم مسلمانوں کی نسبت فرماتا ہے۔ امرھم شوریٰ بینھم [illegible] کہ ان کے تمام امور آپس کے مشورہ سے انجام پاتے ہیں یعنی حکومت کے قوانین کو جب قرآن و سنت سے مستنبط کرنا ہو تو کسی قسم کا [illegible] حل کرا و باہمی مشورہ اور غور و فکر سے مستنبط کرنا چاہئے [illegible] بروئے کار لانے کے لئے جو طریق اختیار کئے جائیں اور جو [illegible] قائم کیا جائے وہ سب امور بھی باہمی مشورہ سے سرانجام [illegible] عقلمند نہیں جانتا کہ ایک شخص واحد کے دماغ سے غلطیوں کا احتمال زیادہ ممکن ہے بہ نسبت بہت سے اہل الرائے اور فہمیدہ دماغوں کے باہمی مشورہ کے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کے تمام کاموں کو شوریٰ پر مبنی قرار دیا۔

شوریٰ کے فیصلوں کی اہمیت

اور جب شوریٰ سے ایک امر طے پا جائے تو [illegible]

عزم کے لفظ سے یاد فرمایا جس کا ٹھیک ترجمہ انگریزی میں ریزولیوشن ہے۔ اس کے متعلق قرآن نے حکم دیا کہ وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ (آل عمران) کہ لوگوں سے معاملات میں مشورہ لے لیا کرو۔ پھر اس کے بعد جو عزم کرلو تو خدا پر بھروسہ کرکے اس پر عمل شروع کردو۔ یعنی مشورہ کرنے اور ریزولیوشن پاس کرنے محض جمہوری تک محدود نہ رہ جاؤ بلکہ ان پر عمل بھی ہونا چاہئے اور مشورہ کے بعد جو عزم ہو جائے اس میں پس وپیش نہ کیا کرو بلکہ خدا پر بھروسہ کرکے اسے عمل میں لے آیا کرو۔

اس آیت کے ایک غلط معنی

اس آیت کے یہ معنی کرنے کہ لوگوں سے مشورہ تو کرو لیکن بعد میں جو اپنی مرضی ہو وہی کیا کرو اور مشوروں کی پرواہ نہ کرو۔ ایسی تحریف معنوی ہے جس سے کلام بالکل مہمل ہو جاتا ہے۔ اگر اپنی مرضی سے ہی سب کچھ کرنا ہے تو پھر مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو لوگوں کو ذلیل کرنا ہوا۔ کہ ان سے مشورہ لے کر پھر اس کے خلاف عمل کیا جائے۔ گویا انہیں جتلا دیا کہ تم سب احمق ہو۔ ہم تمہارے مشورہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اس آیت میں تو شاورھم فی الامر کے بعد فاذا عزمت میں ف تعقیب اور نتیجہ کے لئے پڑی ہوئی ہے یعنی اس ف کا مطلب یہ ہے کہ مشورہ کے بعد جو کچھ عزم ہو اس پر عمل کرو۔ تو پھر ایسے غلط معنے کرنے کس قدر تحریف ہے جس میں اس ف کو درمیان سے اڑا دینا پڑتا ہے اور پھر امرھم شوریٰ بینھم کا صریح حکم کہاں چلا جائیگا؟

مجلس شوریٰ کیلئے طریق انتخاب

۳۔ پھر مجلس شوریٰ کے لئے ان فہمیدہ دماغوں کے انتخاب کا طریق ملاحظہ ہو۔ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے:۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (النساء) بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں۔ یعنی مجلس شوریٰ کی ذمہ داریاں اور حکومت کے امور سب قوم کی امانتیں ہیں جو چاہئے کہ ایسے لوگوں کے سپرد کی جائیں جو اس کے اہل اور ان ذمہ داریوں کی قابلیت رکھتے ہوں اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کا وقت آئے تو انصاف سے فیصلہ کرو یعنی نہ تو انتخاب میں دھڑے بازی اور قوم پرستی مدنظر ہو۔ بلکہ انصاف سے حکومت کی امانت ان لوگوں کے سپرد کی جائے جو اس کے اہل اور قابل نظر آئیں اور منتخب شدہ لوگ، جو اب قوم کے امانت دار ہیں مجلس شوریٰ میں کسی امر کا فیصلہ اس طرح کریں کہ وہ مبنی بر عدل وانصاف نہ ہو۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے فیصلہ میں کسی کی رعایت اور پاس خاطر مدنظر نہ رکھیں گویا ایک طرف مسلمان قوم کو یہ حکم ہے کہ عدل وانصاف کو مدنظر رکھکر اپنے نمائندے ایسے لوگ منتخب کرے جو حکومت کی امانت کو صحیح طور پر اٹھانے کے اہل ہوں اور دوسری طرف منتخب شدہ لوگ اپنی جگہ بلا رد ورعایت اسی قسم کے عدل وانصاف پر نظام حکومت قائم کریں کہ قوم کو صاف نظر آجائے کہ واقعی امانت اس کے اہل کو پہنچ گئی یعنی وہ لوگ اپنے اقوال وافعال کے لئے قوم کے سامنے جوابدہ ہیں۔

خلاصہ

اب میں پھر بطور خلاصہ عرض کئے دیتا ہوں:۔

(۱) اسلام میں حکومت قانون کی ہے جو مبنی بر قرآن وسنت ہے۔ اس قانون کو بروئے کار لانے کے لئے اولو الامر کی ضرورت ہے۔ مگر ان اولو الامر یعنی حکام کی گردنیں بھی اس قانون کے جوئے کے نیچے اسی طرح ہیں جس طرح عام رعایا کی۔ یعنی انگلستان اختیارات جو ڈسپل اختیارات سے الگ اور اس کے سامنے جوابدہ ہیں۔ کسی مطلق العنان شخص واحد کی حکومت نہیں قانون کی حکومت ہے۔ ہر ایک شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا حاکم کیوں نہ ہو اس قانون کے جوئے سے باہر نہیں ہو سکتا۔

(۲) **حکومت کا نظام صحیح جمہوریت پر مبنی ہے** یعنی قوانین سے استنباط اگر ہوگا۔ تو وہ قوم کے قابل دماغوں کے مشورہ سے ہوگا قوانین پر قوم کو عملدرآمد کرانے کے لئے جو طریق حکومت اختیار کیا جائیگا وہ باہمی مشورہ سے ہوگا۔ جو کچھ مشورہ سے طے پائیگا حکام اس پر عملدرآمد کریں گے۔ اس میں اگر کچھ غلطی ہوگی تو قوم کے ایک ایک فرد کو اجازت ہے کہ وہ قانون کے آگے چارہ جوئی کرے۔

(۳) اس شوریٰ کیلئے جن شخصوں کو انتخاب کیا جائے اس کے بارے میں قوم کو حکم ہے کہ حکومت اور شوریٰ کی امانتوں کو اہل شخصوں کے سپرد کیا جائے جو اس کے اہل ہوں۔ اس میں کسی قسم کی دھڑے بازی اور بے انصافی نہ ہونی چاہئے۔ پھر منتخب شدہ لوگ جو رائے بھی دیں اور جو فیصلہ بھی کریں یا عمل کریں وہ سب عدل وانصاف پر مبنی ہو کسی کی رو رعایت اس میں نہ ہو۔ وہ اپنے اقوال وافعال کیلئے قوم کے سامنے جوابدہ ہیں۔ یہ ہے وہ اسلامی سلطنت کا تخیل۔ جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے اور جو صحیح جمہوریت پر مبنی ہے

حضرت نبی کریمؐ کی سنت

اب ہم حضرت رسول کریم صلعم کی سنت کو لیتے ہیں۔ کیونکہ آیت فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول کے ماتحت ضروری ہے کہ اس متنازعہ فیہ مسئلہ میں بھی ہم قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں۔ قرآن تو سن لیا۔ اب سنت رسول ملاحظہ ہو:۔

غزوہ احد کا ایک واقعہ

غزوہ احد کے موقعہ پر جب کفار مکہ مدینہ پر چڑھ کر آئے تو حضرت نبی کریم صلعم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ آیا شہر میں رہ کر مقابلہ کیا جائے یا شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے۔ خود حضرت نبی کریم صلعم اور ایک جماعت صحابہؓ کی یہ رائے تھی کہ شہر میں رہ کر مقابلہ کیا جائے۔ لیکن چونکہ صحابہ کی کثرت رائے اس طرف ہوگئی کہ شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے اس لئے آنحضرت صلعم نے کثرت رائے کے ماتحت اپنی رائے کو چھوڑ دیا۔ گویا سوائے ان امور کے جن میں خدا کی طرف سے بذریعہ وحی آپ کو ہدایت دی جاتی تھی۔ دیگر کاموں میں آپ نے ٹھیک امرھم شوریٰ بینھم کے ماتحت شوریٰ کے ماتحت کثرت رائے پر فیصلہ اور عمل کیا۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی جب مشورہ کے بعد یہ عزم کر لیا گیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے تو پھر آپ نے فوراً اسی کے مطابق عمل کر لیا۔ بعد میں بعض صحابہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم نے خدا کے رسول کی رائے کے خلاف رائے دی۔ یہ ٹھیک نہ ہوا۔ اس لئے آپ سے عرض کی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو شہر کے اندر رہ کر ہی مقابلہ کیا جائے تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور اپنے عمل سے دکھلا دیا کہ جب بعد مشورہ کے کثرت رائے سے ایک فیصلہ ہو جائے تو پھر اس پر ایسا مستقل عزم ہونا چاہئے جو کسی وسوسہ سے متزلزل نہ ہو سکے۔ یہ وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ کی صحیح تفسیر ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ آیت نازل بھی اسی جنگ احد کے موقعہ پر ہوئی تھی۔

خلفائے راشدین کی سنت چند سبق آموز واقعات

اب سنت خلفائے راشدین ملاحظہ ہو۔ یعنی حضرت نبی کریم صلعم کے صحابہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے کس قسم کی سلطنت قائم کی۔ سب سے پہلے جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنتے ہیں تو اپنے پہلے خطبہ میں ہی وہ فرماتے ہیں کہ ان احسنت فاعینونی وان زغت فقومونی کہ اگر میں نیک کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرو۔ کیا یہ ڈکٹیٹرشپ ہے یا صحیح معنوں میں جمہوریت ہے۔ آپ کا کوئی کام بھی شوریٰ کے بغیر نہ ہوتا تھا۔

آپ کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ بنتے ہیں۔ ان کے وقت میں شوریٰ کا مرتبہ اس درجہ کمال پر پہنچا ہوا تھا کہ پریذیڈنٹ کی رائے صرف ایک رائے گنی جاتی تھی۔ موجودہ زمانہ میں تو پریذیڈنٹ کی رائے دو کے برابر گنی جاتی ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فقط ایک گنی جاتی تھی (دیکھو الفاروق مصنفہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم)

حضرت عمرؓ خلیفہ ہیں اور خطبہ پڑھتے ہیں کہ مہر کم باندھا کرو اور اس پر بڑا زور دیتے ہیں۔ ایک بڑھیا اٹھ کر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتی ہے۔ وان ..... اٰتیتم احدٰھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا (النساء) یعنی اگر تم سونے کا ڈھیر بھی عورتوں کے مہر میں دیدو تو اس میں سے کچھ لے نہیں سکتے۔ اور کہتی ہے کہ اے ابن خطاب جب خدا ہم کو دیتا ہے تو تو کون ہے جو اس میں روک ڈالے۔ حضرت عمرؓ اس بڑھیا کو سزا نہیں دیتے۔ بلکہ واپس منبر پر جاکر لوگوں کو خطاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ مدینہ کی عورتیں عمر سے بہتر قرآن سمجھتی ہیں اور کہا کہ میں اپنا حکم واپس لیتا ہوں“۔

اسی طرح انہوں نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو تم کیا کرو گے۔ ایک شخص نے کہا کہ ہم تلوار سے تمہیں سیدھا کردیں گے۔ انہوں نے بظاہر غصہ کی شکل بنا کر کہا کہ کیا تو نے یہ الفاظ کہنا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں میں نہیں کہتا ہوں۔ تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ”خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک اسلام میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اگر خلیفہ غلط چلے تو اسے درست کرنے کو تیار ہیں۔

حضرت عمرؓ جو خلیفہ تھے۔ حضرت معاذ بن جبل۔ حضرت زید بن ثابت کی عدالت میں ایک مقدمہ دائر کر دیتے ہیں۔ فریقین عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل نے کہا کہ اگر عمر قسم کھا جائیں تو میں اپنا دعوے چھوڑتا ہوں۔ اس پر حضرت زید بن ثابت نے جو جج تھے کہا کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم جج بننے کے قابل نہیں ہو۔ عدالت میں یہ ترجیح ناقابل معافی ہے“۔

ایسی صدہا مثالیں ہیں۔ جو حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر خلیفہ کے زمانہ کی ہیں۔ کیا اس سے بڑھکر اور اعلیٰ جمہوریت انسانی ذہن تجویز کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

نتیجہ

پس اسلام میں کوئی ڈکٹیٹرشپ نہیں۔ اس نے مسلمانوں کو جہاں ہر قسم کی غلامی سے آزادی دی ہے۔ وہاں ڈکٹیٹر کی غلامی سے بھی آزادی دی ہے اور جو نظام حکومت بلکہ نظام قومی تیار کیا ہے وہ اعلیٰ درجہ کی جمہوریت پر مبنی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

وادی نیل میں فروغ احمدیت کے سامان

مصری ملانوں کی اندھی مخالفت اور اس کا نتیجہ

مخالفت شجر صداقت کے لئے کھاد کا درجہ رکھتی ہے۔ دنیا کی تاریخ آپ کے سامنے ہے ہر جگہ اور ہر زمانہ میں یہی نظر آتا ہے کہ جب کبھی بھی خدا کی طرف سے کوئی مامور آیا اور اس نے اصلاح و حق کی پکار بلند کی تو مخالفت کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا ——— اسی مخالفت میں حق کی قبولیت و فروغ کے سامان پوشیدہ ہوتے ہیں ——— حق ابتدا میں بے سرو سامان نظر آتا ہے اس کی حالت ایک ننھی سی کمزور کونپل کی سی ہوتی ہے۔ مخالفین طرح طرح سے بغض و عناد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ قسم قسم کی تکالیف دیتے ہیں بہتان طرازیاں کرتے ہیں۔ یہی چیزیں حق کے پودے کے لئے کھاد بن جاتی ہیں اور وہ مخالفت کی تیز و تند آندھیوں کے ہجوم میں دیکھتے دیکھتے معمولی و کمزور پودے سے بڑھکر ایک تناور اور پھلدار درخت بن جاتا ہے ——— یہ مخالفت ہی ہوتی جو ایک طرف سعید الفطرت انسانوں کے دلوں میں صداقت پر غور و فکر کا شوق پیدا کر دیتی اور دوسری طرف معاونین حق کو آزمائش کی آگ میں ڈال کر کندن بنا دیتی ہے۔ اور ان کے عزم میں مزید استحکام پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کی طاقتیں اور قابلیتیں زیادہ بیدار ہو جاتی ہیں۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ کے حالات کا مطالعہ کیجئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی منادی شروع ہی کی تھی کہ کفار مکہ نے مخالفت کا ہنگامہ بپا کر دیا۔ اس مخالفت میں جوں جوں تیزی و تندی پیدا ہوتی گئی اسلام کے فروغ و قبولیت [illegible] کھلتی گئیں۔ موجودہ زمانہ میں تحریک احمدیت نے اسلام کے ابتدائی عہد کے واقعات کی یاد کو پھر تازہ کر دیا ——— پنجاب کے ایک غیر معروف اور الگ تھلگ گاؤں میں ایک دیہاتی خدمت علم پا [illegible] نے اور مسلمانوں کو اسلام کی حفاظت و اشاعت کی دعوت [illegible] اور پیہ دیوانہ وار اس کے دشمن بن جاتے ہیں اور مخالفت [illegible] وقیقہ اٹھا نہیں رکھتے لیکن [illegible] شجر [illegible] کے لئے ابر رحمت بن جاتی ہے آپ کی تحریک احمدیت [illegible]

کارنامے اور ایک ایک کامیابی پر ذرا گہری نظر سے غور کیجئے۔ آپ کو اسکی وجوہ میں مخالفت ضرور کار فرما نظر آئے گی۔ ہمارے کئی ایک سرکردہ اراکین نے محض لوگوں کی مخالفت سے متاثر ہو کر احمدیت کا مطالعہ شروع کیا اور انہیں اللہ تعالیٰ نے قبول صداقت کی توفیق دے دی۔ کئی ایک بلند پایہ تصنیفات محض مخالفت سے متاثر ہو کر لکھی گئیں۔ مخالفین نے غلط اعتراضات کئے۔ ان کا جواب دینا پڑا۔ اس طرح ہمارے پاس بیش بہا علمی ذخیرہ جمع ہو گیا۔ ہماری بعض جماعتیں اور مشن بھی اسی طرح قائم ہوئے

آج کل مصر میں احمدیت کی مخالفت کا نیا طوفان اٹھا ہے وہاں کے بعض ملانے اور ملا منش اخبار نویس احمدیت کی اندھی مخالفت میں مصروف ہیں۔ یعنی وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے فروغ احمدیت کے سامان ہو رہے ہیں ——— اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ہمارے البانیہ کے دو نوجوان ایوب کوریا اور خلیل اشپلی دینی تعلیم و تربیت کے لئے لاہور آئے اور مرکز میں چند سال رہ کر مزید عربی تعلیم کے لئے قاہرہ گئے اور وہاں کی مشہور یونیورسٹی جامعہ ازہر میں داخل ہو گئے ——— جامعہ ازہر میں دو احمدی نوجوانوں کا داخلہ مصری ملانوں کے ایک طبقہ سے برداشت نہ ہو سکا انہوں نے اس کے برخلاف شور و غوغا برپا کر دیا۔ شیخ الازہر سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ان احمدی طالب علموں کو مصر سے نکال دیا جائے۔ اس ہنگامہ میں ایڈیٹر "الفتح" [illegible] انہوں نے اپنے رسوائے عالم اخبار میں تحریک احمدیت اور حضرت مسیح موعود کے متعلق بہت سی شرمناک غلط بیانیاں کی ہیں۔ ایڈیٹر مذکور کو مصر کا مولوی ظفر علی خاں یا مولوی ثناء اللہ سمجھ لیجئے "الفتح" کی حیثیت "زمیندار" یا "اہلحدیث" کی ہے اور اس کی [illegible] اندازہ بھی ان سے ملتا جلتا ہے۔

ہمارے نوجوان البانوی دوست اس مخالفت [illegible] استقلال وہمت سے مقابلہ کر رہے ہیں اور انہوں نے [illegible] کا عزم کر لیا ہے حال ہی میں انہوں نے عربی زبان میں ایک رسالہ چھپوایا ہے جس میں تحریک احمدیت کے مقاصد [illegible] کے عقائد اور مخالفین کے مشہور اعتراضات و غلط بیانیوں کا جواب موجود ہے۔ یہ رسالہ مصر کے اکابر اور علم دوست حضرات کو بھیجا گیا ہے۔ ایڈیٹر "الفتح" اور اس کے ہم مشرب ملانوں کی غوغا آرائی کی وجہ سے مصر کے اندر تحریک احمدیت کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔ ہمارے یہ دونو نوجوان اس سے پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اپنے تعلیمی مشاغل کے ساتھ ساتھ اشاعت حق کی بھی کوشش کرتے رہیں گے ——— مصر کے اس نئے ہنگامہ مخالفت نے مزید عربی لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کی ضرورت واضح کر دی ہے جس کی طرف جماعت کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

ایوب کوریا و خلیل اشپلی ہمارے یہ دونوں دوست مرکز اور اپنے وطن سے ہزاروں میل دور ہیں۔ ہم تمام وابستگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ اُن کے لئے دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو بارور کرے اور انہیں مزید جوش ہمت اور استقلال کیساتھ اظہار حق کی توفیق عطا فرمائے اور مخالفین کو ہدایت دے۔ آمین ثم آمین۔

مرکز سے انہیں ضروری لٹریچر اور ہدایات بھیجدی گئی ہیں۔

مظلوم احباب چنیبہ

ریاست چنبہ صحیح معنوں میں سرزمین بے آئین ہے۔ وہاں نہ صرف انتہا درجہ کی بے آئینی بلکہ تعصب و مسلم کشی کا بھی دور دورہ ہے مشٹی بھر مسلمان بالخصوص چنبہ کی مختصر و غریب جماعت احمدیہ عرصہ دراز سے تختہ مشق ستم بنی ہوئی ہے۔ حکومت کی برسر اقتدار پارٹی پر ایک جابر و متعصب شخص اور اس کے خاندان کا قبضہ ہے جن کی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ چنبہ کا الگ تھلگ محل وقوع حکام ریاست کے لئے سر دست بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے مظالم بہت کم پنجاب کی پبلک اور پریس کو معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ قدرت کے مخفی ہاتھ اب مظلوموں کی حمایت کے لئے رفتہ رفتہ حرکت میں آ رہے ہیں۔ ریاست کی بے آئینی اور وہاں کے مظالم کا احساس ہندوؤں کے معقول طبقہ میں بھی پیدا ہو رہا ہے۔ گذشتہ دنوں اخبار فروشی کے جرم میں ایک ہندو اور ایک مسلمان پر جو مقدمہ چلایا گیا۔ اس نے پنجاب کے بعض غیر مسلم حلقوں کو بھی معاملات چنبہ کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ یقین ہے کہ مظلوموں کی آہیں عنقریب چنبہ کی بلند پہاڑیوں کو عبور کر کے شمالی ہند کی رائے عامہ میں امید افزا تیز حرکت پیدا کر دیں گی۔

ہم چنبہ کے احمدی احباب اور دیگر مظلومین کو اپنی ہمدردی کا یقین دلاتے ہوئے ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں وہ مصائب آئینی حد و ہمدردی رکھیں اور صبر و استقلال سے کام لیں انشاء اللہ ان کے مصائب کے خاتمہ کا دن قریب آ رہا ہے۔

گراں گوش حکام چنبہ کو کچھ کہنا بے فائدہ ہے لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ رعایا کی بے چینی و مظلومیت کسی حکومت کے لئے بھی مفید نہیں ہو سکتی۔ چنبہ لاکھ الگ تھلگ سہی لیکن پھر بھی ہندوستان کا حصہ ہے۔ انقلاب و اصلاح طلبی کی ہوائیں دیر [illegible] اس خطہ جنت نشان میں بھی پہنچ کر رہیں گی۔ اس بیسویں صدی میں قرون وسطیٰ کے طرز حکومت اور طور طریقوں پر اصرار عقلمندی کے خلاف ہے۔

شذرات

"تہذیب کا شاہکار"

تین سین میں جاپانیوں نے انگریزوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس سے اخبار بین طبقہ خوب اچھی طرح واقف ہو چکا ہے۔ تین سین چین کا ایک مشہور تجارتی شہر ہے جس پر جاپان کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اس شہر میں انگریزوں، فرانسیسیوں اور امریکنوں وغیرہ کے علیحدہ علیحدہ علاقے ہیں جن میں انہیں خاص حقوق حاصل ہیں۔ بعض حالات واقعات کی بنا پر مقامی انگریز و جاپانی حکام میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جاپانیوں نے انگریزی علاقہ کی ناکہ بندی کر لی اور اس میں سامان خورد و نوش کی درآمد روک دی۔ اور بھی طرح طرح سے انگریزوں کو اذیتیں دیں جن کی مفصل کیفیت اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ جنگ اور مخالفت کی صورت میں ایسا ہوتا ہی ہے لیکن جاپانیوں کی ایک حرکت اخلاقی لحاظ سے بہت ہی قابل مذمت ہے۔ وہ یہ کہ جاپانی سپاہیوں نے تلاشی کے بہانے متعدد انگریز مرد اور عورتوں کو پبلک مقامات پر برہنہ کر کے ناگفتہ بہ طریقوں سے ان کی تذلیل کی ——— انگریز قوم تہذیب مغرب کی بہت بڑی علمبردار اور جاپانی مغربیت کے ہونہار شاگرد ہیں۔ مہذب شاگرد کا مہذب استاد کے ساتھ یہ سلوک بہت ہی سبق آموز اور عبرت انگیز ہے اور اس کو مغربی تہذیب کا ایک "شاہکار" کہا جا سکتا ہے۔

اگر سرحد آزاد یا عرب و افریقہ کے قبائل میں کسی انگریز یا انگریزن کے ساتھ خدانخواستہ اس قسم کے سلوک کی کوئی معمولی سی افواہ بھی مشہور ہو جاتی تو ساری مہذب دنیا بلبلا اٹھتی۔ اسلامی و مشرقی تہذیب پر خدا جانے کیا کیا حملے ہوتے اور کن کن طریقوں سے اپنی طاقت کا ثبوت دیا جاتا ——— لیکن چونکہ برطانیہ اور جاپان دونوں مہذب اور تہذیب مغرب کے پرستار ہیں۔ اس لئے سب کچھ سکون دل کے ساتھ برداشت ہو رہا ہے اور معاملہ "زدار زنوں" کی عزت سے آگے نہیں بڑھا۔

خودکشی پر اصرار

یو۔ پی کے نادان شیعوں اور سنیوں نے مدح صحابہ اور تبرا کی اتحاد شکن تحریکات کی شکل میں بدبختی، تباہی اور جنگ ہنسائی کا جو تماشہ شروع کیا تھا۔ وہ بدستور جاری ہے۔ مخلص و ذمہ دار شیعہ سنی رہنماؤں نے بار بار ان سے اپیلیں کیں کہ خدا کے لئے اس سلسلہ کو بند کر دو۔ یہ کشمکش ملت اسلامیہ کے بہترین مصالح کیلئے بہت ہی مضر ہے۔ اس میں شیعہ سنی کسی فریق کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن ان تحریکات کے رہنماؤں پر کچھ ایسا جنون مسلط ہے کہ وہ کسی کی نہیں سنتے۔ اس جلتی آگ پر تیل چھڑکنے والے کئی پوشیدہ ہاتھ بھی مصروف کار ہیں۔ سنیوں کو بھڑکانے والوں کی تو پہلے ہی کمی نہ تھی۔ لیکن تعجب کہیں سنی ذرا ہوش میں آتے ہیں، احراری لیڈر پھر ان کو آمادہ فساد کر دیتے ہیں ——— اب اسے مسلمانوں کی بدبختی سمجھئے یا "دست غیب" کی کرامت کہ کوئی مخلصانہ سے مخلصانہ اپیل بھی اس فتنہ انگیزی کو روکنے میں تاحال کامیاب نہیں ہو سکی۔ احراری حضرات کی سعئی بلیغ کا نتیجہ یہ ہے کہ لکھنؤ اور اس کے قرب و جوار کے علاوہ یو۔ پی کے دیگر شہروں میں بھی یہ وبا سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ ایک تازہ خبر ہے کہ بریلی میں اب یہ ہنگامہ پورے شباب پر ہے۔ احراریوں نے آگرہ سے ایک جتھا مدح صحابہ پڑھنے کیلئے بریلی بھیجا جو بریلی پہنچتے ہی گرفتار کر لیا گیا۔ ۳۰ رجون کو لکھنؤ میں فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔ پولیس کی بروقت آمد سے حالات بدل گئے ورنہ کشت و خون میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی تھی۔

شیعوں اور سنیوں کا اس افسوسناک کشمکش سے باز نہ آنا ہمارے نزدیک خودکشی پر اصرار کے مترادف ہے۔ خدا جانے اس کا انجام کیا ہوگا اور مسلمانوں کو اس کی وجہ سے کون سا روز بد دیکھنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

پیر جواں ہمت

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا یہ بھی ایک بہت بڑا ثبوت ہے کہ انہوں نے اپنے اصحاب اور پاس بیٹھنے والوں میں زبردست روحانی اخلاقی انقلاب اور دین کی خدمت و غیرت کا سچا جذبہ پیدا کر دیا۔ مختلف طبقوں، مذہبوں، شہروں اور وطنوں کے افراد آپ کے حلقہ ارادت میں شریک ہوئے اور سارے ایک ہی رنگ میں رنگے گئے۔ سب ایک ہی عشق میں مجنوں ہو گئے ——— وہ خدا کے دین، رسولؐ اور کتاب کا عشق تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کے بزرگوں کی شان ہی نرالی ہے اور ان میں دین کی خدمت اور ان کے لئے قربانی کا جو جذبہ ہے وہ فی الحقیقت بے نظیر ہے۔ ان بوڑھوں کی جوان ہمتیاں آج بھی جوانوں کو شرماتی اور درس عزم و عمل دیتی ہیں۔

حضرت مولانا عزیز بخش صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری انجمن بھی ان بزرگوں میں سے ایک ہیں۔ واقعی ان کی ہمت، باقاعدگی اور جذبہ خدمت دین بے نظیر ہے۔ انہیں ریٹائر ہوئے عرصہ ہو گیا۔ عمر ستر سال کے قریب ہے۔ کبر سنی کے بعض عوارض بھی لاحق ہیں لیکن ہمت جواں ہے۔ دن رات کام میں لگے ہوئے ہیں۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس کے امام ہیں۔ پانچوں نمازیں نہایت پابندی کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب لاہور سے باہر ہوں تو درس قرآن بھی دیتے ہیں ——— پھر جائنٹ سکرٹری کے فرائض اس کے علاوہ ہیں۔ دفتر میں نہایت باقاعدگی کے ساتھ تشریف لاتے اور کام کرتے ہیں۔ لٹریچر کی ترسیل اور بیرونی ممالک اور زیر تبلیغ اصحاب سے خط و کتابت انہی کے ذمہ ہے۔ اور یہ ان کاموں کو بلا معاوضہ بڑے شوق سے انجام دیتے ہیں ——— پھر انکساری اس قدر کہ اپنی خدمات پر کوئی اظہار فخر ہے نہ ... تعریف و حوصلہ افزائی کی تمنا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو تادیر سلامت رکھے ——— اب صرف یہ چند صورتیں باقی رہ گئی ہیں۔

ان سطور کا مقصد مدح سرائی نہیں۔ یہ بزرگان قوم اور آپ کا قومی اخبار دونوں ان چیزوں سے بلند اور بے نیاز ہیں ——— ان سطور کا مقصد صرف یہ ہے کہ جماعت کے نوجوانوں کو ان بزرگوں کی طرف توجہ دلائی جائے اور ان میں ایسا جذبہ پیدا کیا جائے کہ آئندہ عمل کر وہ اپنے ان بزرگوں کے صحیح جانشین بن سکیں۔ لہٰذا ہم جماعت کے تمام نوجوانوں بالخصوص مرکزی ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے عہدہ داروں کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ ان بزرگوں سے کچھ سبق حاصل کریں۔

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

——— حضرت مولانا صدر الدین صاحب چند روز کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ تک واپس آ جائیں گے۔

——— شیخ محمد آصف صاحب بی۔ اے قادیانی اخبار پیغام صلح کے جائنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔ اب آپ مستقل طور پر مضامین لکھا کریں گے اور باقاعدہ کچھ وقت اخبار کو دیا کریں گے۔

——— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آجکل سیرت مسیح موعود کے کام میں مصروف ہیں۔ کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش اسلوبی سے انجام پا رہا ہے۔

——— شیخ احمد علی صاحب ریٹائرڈ اوورسیر پٹیالہ کے صاحبزادہ عزیز شیخ عماد الدین صاحب نے امسال بی۔ اے آنرز کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے اپنے ماہوار سرکاری وظیفہ میں سے مبلغ پانچ روپے جوبلی فنڈ میں دئیے ہیں۔ عزیز موصوف ہمارے مسلم ہائی سکول کے پرانے طالب علم ہیں۔

——— جناب عبد الرحمٰن صاحب ہیڈ کلرک سول سرجن جہلم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے صاحبزادہ عزیز عطاء الرحمٰن صاحب بھی بی۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

پیغام صلح:- ہم ان عزیزوں کی کامیابی پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کامیابی کو مزید دینی و دنیوی ترقیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

——— ہماری جماعت کے محترم رکن جناب نور محمد صاحب آجکل بیمار اور رسالی سینی ٹوریم میں زیر علاج ہیں۔ ان کی صحت کیلئے تمام احباب دعا کرتے رہیں۔ نہایت مخلص رکن ہیں۔

——— جناب ایم موسیٰ خان صاحب لیڈر رنشی فاضل ہند واڑہ کشمیر بدستور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے تمام دوست خاص طور پر دعا کریں۔

معذرت

پیش نظر پرچہ ۳۰ رجون اور ۳ رجولائی کی مجموعی اشاعت ہے جو بعض انتظامی مشکلات کی وجہ سے یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔ قارئین کرام مطلع رہیں۔

اشتہار

اقوام سالسی میں جو اب داخل اسلام ہو چکی ہے دو ایسے متدین باعلم اصحاب کی ضرورت ہے جو ان کے اندر رہ کر دینی تعلیم دے سکیں اور تبلیغی کام کر سکیں۔

معاوضہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا۔

درخواستیں بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ہندو دنیا پر ایک نظر

برادران وطن کی تنگ نظری پست خیالی اور مہا سبھائی ذہنیت نے ہندوستان میں ایسی حکومت کے قیام کو ناممکن بنا دیا ہے جو تمام اقوام کے حقوق، مذہب، کلچر اور زبان کی یکساں محافظ ہو۔ وہ ہندو راج کے قیام اور ہندو کلچر کے احیا اور ہندی، سنسکرت زبان کے رواج کے درپے ہیں اور اب یہ بات ان کی دل کی گہرائیوں سے نکل کر برملا ان کی زبانوں پر آگئی ہے کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے اس میں ان کا ہی راج ہوگا۔ باقی اقوام کو ان کا ماتحت اور غلام بنکر رہنا پڑے گا ـــــــ ہندوؤں کے ان ارادوں اور طرز عمل نے مسلمانوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنے مستقبل کی حفاظت کے لئے کوئی موثر کوشش کریں۔ وہ آٹھ نو کروڑ کی تعداد میں اس ملک کے اندر آباد ہیں۔ متعدد علاقوں میں ان کو نمایاں اکثریت حاصل ہے۔ انہوں نے کم و بیش ایک ہزار برس تک برِ اعظم ہندوستان کے بہت بڑے حصے پر حکومت کی ہے اور اپنے عہد حکومت میں علمی و فنی اور سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے اس ملک کی اس قدر عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں جن کی مثال ... تاریخ ہند کا کوئی دوسرا عہد ہرگز پیش نہیں کر سکتا۔

موجودہ حالات میں ہندو مسلم تنازعہ کا عملی اور اطمینان بخش حل اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ جن علاقوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہ ہندو حصہ ہو اور جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ مسلمان حصہ ہو۔ اقلیتوں کے تحفظ، باہمی تعلقات وغیرہ کے لئے مساوی حیثیت سے اصول و قواعد وضع کر لئے جائیں۔ موجودہ دور میں سب سے پہلے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے یہ تجویز پیش کی۔ تمام اسلامی ہندوستان کی طرف اسکی پرجوش تائید ہوئی اس کے بعد حیدرآباد کے ڈاکٹر لطیف نے اس بارہ میں ایک سکیم مرتب کی جسے نہ صرف ہندوستان کے اہل فکر صاحب بلکہ بعض مغربی اور اسلامی ممالک کے ارباب سیاست کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اب نواب سر محمد شاہنواز آف ممدوٹ نے ایک جدید سکیم پیش فرمائی ہے جس پر غالباً بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی آئینی سب کمیٹی کے اجلاس میں غور ہو رہا ہوگا۔ نواب صاحب ممدوح نے اپنی سکیم میں ہندوستان کو پانچ حصوں پر تقسیم کیا ہے ان کی سکیم کا خلاصہ پیش نظر اشاعت میں صفحہ گیارہ پر درج ہے۔

اس قسم کی تمام تجاویز ابھی مکمل طور پر غور و فکر اور بحث و تمحیص کے مرحلے سے نہیں گزریں۔ ان میں مناسب ترمیم ممکن بلکہ لازمی ہے۔ ضرورت ہے کہ برادران وطن، ہندوستان کی اس تقسیم کا اصولی طور پر تسلیم کر کے مسلمانوں کے ساتھ گفت و شنید کریں اور اس اصول کی بنا پر ملک کو تقسیم کر کے آپس میں کوئی مستقل تصفیہ کر لیا جائے ـــــــ لیکن ان کے دماغ میں تو سارے ملک پر ہندو راج کا سودا سمایا ہوا ہے اس لئے وہ مسلمانوں کے اس خیال کے اظہار پر ہی بھڑک اٹھتے ہیں ـــــــ

انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہندوستان میں کسی مشترکہ قومیت کی تشکیل قطعی ناممکن ہے۔ اس خیال خام سے باز آجانا ہی بہتر ہے۔ اس کے بعد ہندوستان کی آزادی و بہتری اور ہندو مسلم مسئلہ کے حل کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر باقی نہیں رہتی کہ ہندو اور مسلم علاقے علیحدہ علیحدہ کر دئے جائیں۔

نواب صاحب ممدوح نے اپنی محولہ بالا سکیم کی تمہید میں بالکل صحیح فرمایا ہے کہ:-

"اپنے علاقوں میں حکومت خود اختیاری کے لئے مسلمانوں کو پیدائشی حق حاصل ہے۔ آئینی اور اخلاقی طور پر دنیا کی کوئی طاقت انہیں اُن کے اس حق سے محروم نہیں کر سکتی اور اسلامی علاقوں کو ہندووانہ ہندوستان سے علیحدہ کئے جانے کی تجویز کی غیر معقول مخالفت کے باوجود مسلمان اگر اپنے اس حق کے حصول کے لئے تمام ممکن طریقے اختیار کریں اور انتہا تک جائیں تو وہ حق بجانب ہوں گے"۔

یہ الفاظ اسلامی ہندوستان کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔ ہندوؤں کا فرض ہے کہ وہ خود غرضی اور تنگ خیالی کو چھوڑ دیں اور **"خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو"** کے زرین اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ اسلامی ہند کے اس جائز مطالبہ اور مخلصانہ دعوت مفاہمت کو قبول کریں۔ اگر انہوں نے آج رضامندی اور خوش دلی سے مسلمانوں کی اس آواز کو نہ سنا تو کل زمانہ کا زبردست ہاتھ اور حالات و واقعات کی طوفانی رو ان کو خود بخود یہ آواز سننے پر مجبور کر دے گی ـــــــ برادران وطن کو خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک ایسی قوم جو ہندوستان میں نو کروڑ کی تعداد میں موجود ہے اور جس نے صدیوں ہندوؤں پر حکومت کی ہے اس کو ہندو قومیت کے اندر جذب کرنا قطعی ناممکن ہے۔

ہندو پریس کی ایک تازہ سبق آموز خبر ملاحظہ فرمائیں

"امرتسر کی مشہور دانی (مخیر) فرم باوا گورمکھ سنگھ اینڈ سنز نے شولاپور میں ڈی۔ اے۔ وی کالج بنانے کے لئے پچاس ہزار روپیہ کی گرانقدر رقم دان کی ہے"!

شولاپور صوبہ بمبئی میں ریاست حیدرآباد کی سرحد پر ایک مشہور شہر ہے یہیں آریہ سماجی شورش کا سب سے بڑا مرکز قائم ہے۔ اب آریہ سماجی اس کوشش میں ہیں کہ وہاں کالج کی صورت میں ایک مستقل مرکز کھول دیا جائے جس میں تعلیم کے بہانے شوریدہ سر ہندو نوجوانوں کو تعصب، مسلم دشمنی کا سبق اور شورش انگیزی کی عملی تعلیم دی جائے۔ مقصد اس سے ایک اسلامی سلطنت کے امن کے لئے مستقل خطرہ پیدا کرنا ہے۔ یہ خبر اس قابل ہے کہ تمام مسلمان بالخصوص تحریک مدح صحابہ اور تبرا کے "سورما" اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ ہندو اور سکھوں میں عقائد کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن وہ اپنے بعض معمولی سیاسی مقاصد کے لئے آپس میں اس حد تک متحد ہو گئے ہیں کہ آریہ سماجی شورش کی تقویت کے لئے ایک سکھ پچاس ہزار روپے کی رقم خطیر دے دیتا ہے۔ لیکن مسلمانوں ... کا تو اللہ، رسول، قرآن، دین سب ایک ہے نہ صرف یہ بلکہ ان کا اس ملک میں مرنا جینا اور مستقبل سب کچھ مشترک ہے ـــــــ کیا یہ انتہائی بدبختی نہیں ہے کہ اس کے باوجود وہ آپس میں دست و گریباں ہیں۔

ریاست حیدرآباد کے خلاف آریہ سماجی شورش نے اسلامی ہند میں جو بےچینی پیدا کر رکھی ہے اب وہ رفتہ رفتہ عزم مدافعت کی شکل اختیار کر رہی ہے بلکہ ایک لحاظ سے عمل کی ابتدا ہو چکی ہے۔ لاہور اور ہندوستان کے دیگر متعدد شہروں میں مسلمانوں کے پرجوش جلسے منعقد ہوئے جن میں اعلان کیا گیا کہ اگر آریہ جتھوں کی روانگی کا سلسلہ بند نہ ہوا تو جلد مسلمان رضاکاروں کے جتھے آریہ جتھوں کو حدود ریاست میں داخل ہونے سے باز رکھیں گے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ صوبہ سرحد کے ایک نمایندہ وفد نے لاہور آکر آریہ لیڈروں کو متنبہ کیا ہے اگر یہ شورش بدستور جاری رہی تو اس کا اثر قبائل آزاد کے ہندوؤں پر خصوصاً اور صوبہ سرحد کے ہندوؤں پر عموماً پڑے گا اور نتائج کی تمام ذمہ داری اس شورش کے بانیوں پر ہوگی۔ نیز اطلاعات بتا رہے ہیں کہ اگر آریہ سماجی جلد اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو عنقریب ردِ عمل کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جس کا مقابلہ کرنا ان کے لئے بہت مشکل ہوگا۔

آریہ اور مہاسبھائی کہتے ہیں کہ ریاست حیدرآباد میں ہندوؤں کو ملازمتیں نہیں دی جاتیں۔ حال ہی میں ریاست کی طرف سے ملازمتوں کے متعلق اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف محکموں میں ہندوؤں کا تناسب یوں ہے۔ محکمہ زراعت میں ۸۵ فی صدی محکمہ صنعت و حرفت ۹۲ فیصدی۔ محکمہ رسل و رسائل ۹۶ فی صدی تجارت ۹۱ فیصدی اور بہت سے دوسرے محکموں میں ۸۴ فی صدی سے بھی زیادہ۔ کشمیر، کپورتھلہ، الور وغیرہ متعدد ہندو ریاستیں ایسی ہیں جن کی آبادی میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ کیا آریہ سماجی اور مہاسبھائی ان ریاستوں کی ملازمتوں کے متعلق اعداد و شمار پیش کرنے کی جرأت کریں گے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ وہاں مسلمانوں کا کیا تناسب ہے لیکن امید نہیں کہ یہ لوگ اس کی جرأت کر سکیں کیونکہ بہتان طراز حق کا مقابلہ کرنے کی قابلیت سے محروم ہوتے ہیں۔

شورش پسندوں کا ایک دوسرا بہتان یہ ہے حکومت حیدرآباد کا محکمہ امور مذہبی مساجد کو گرانقدر امداد دیتا ہے اور ہندوؤں کے مندر محروم رہتے ہیں۔ اس بہتان کی حقیقت مستند اعداد و شمار کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔

"حکومت حیدرآباد میں ۳۱۸۴ مندر ہیں جن میں سے ۱۲۰۵ مندر حکومت سے امداد حاصل کر رہے ہیں۔ ریاست کے محکمہ امور مذہبی کے ذریعہ مذہبی اداروں کو ۷۰ ۸ ۲۲ ۱ روپیہ کی امداد دی جاتی ہے تین لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی جائیداد و اراضی جو مستقل طور پر مندروں کے لئے وقف ہے اس کے علاوہ کئی مندر ایسے ہیں جنہیں ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیریں عطا ہوئی ہیں ریاست کے باہر بھی بہت سے مندروں کو فراخدلی سے امداد دی جاتی ہے۔ ایسے مندروں میں سے صرف ایک بندرا بن کے مندر ہی... ۱۹ روپے سالانہ امداد ملتی ہے۔ علاوہ ازیں ہندوؤں کی مذہبی تعلیم کے لئے باقاعدہ پجاری مقرر ہیں ... شاستری اور ۷۱ بھجن گانے والے حضور نظام کے خزانہ سے تنخواہ پاتے ہیں۔ جگت گرو کو بھی بہت سی مراعات ملی ہیں ہندو ریاستوں میں بھی دھرم ارتھ کے باقاعدہ محکمے موجود ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی اس قسم کی مذہبی رواداری کی مثال نہیں پیش کر سکتی

راولپنڈی جہلم اور پونچھ میں جلسے

قادیانی حضرات سے مناظرے اور حق کا بول بالا

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری)

راولپنڈی کا جلسہ

۲۰-۲۱ رمئی کو جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ تھا۔ سرحد کے بہت سے احباب شرکت جلسہ کے لئے تشریف لائے۔ مقامی مبلغ جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کے علاوہ پشاور سے جناب میر بادشاہ صاحب گیلانی لاہور سے جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے۔ مولوی فاضل ومنشی فاضل، اور خاکسار راقم الحروف راولپنڈی پہنچے۔ جماعت راولپنڈی نے طعام وقیام کا خاطر خواہ بندوبست کر رکھا تھا۔ اور جلسہ خدا کے فضل وکرم سے از بس کامیاب رہا۔ جلسہ کی مفصل رپورٹ لکھ کر جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے نام بھیجی تھی۔ مگر غالباً ڈاکخانہ کی بیقاعدگی کی وجہ سے یہ رپورٹ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح تک نہیں پہنچ سکی اور اس طرح راولپنڈی کے جلسہ کے حالات شائع ہونے میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی

قادیانیوں کی افسوسناک غلط بیانیاں

غلط بیانی اور حق پوشی قادیانی حضرات کی خصوصیات میں سے ہے۔ "الفضل" میں جلسہ کے حالات کو ایسا غلط رنگ دیا گیا کہ بنا بخدا ایسی تقریر کے یہ مجاور جھوٹ بولنے میں اس قدر دلیر ہیں کہ گویا موت کے بعد کوئی پوچھنے والا ہے ہی نہیں۔ ہم نے اپنے جلسہ میں لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا تھا۔ یہ کسے معلوم نہیں کہ لاؤڈ اسپیکر والے خود اپنا گراموفون اور ریکارڈ لیکر آتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر لگانے کے بعد چند ریکارڈ بجا کر امتحان کر سکیں کہ آلہ کام دے رہا ہے کہ نہیں۔ قادیانی غلط بیانی ملاحظہ ہو ۳رجون کے الفضل میں لکھا ہے :-

"امسال غیر مبائعین نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ پبلک ان کے جلسہ میں نہیں آتی۔ گراموفون کو آلہ نشر الصوت کیساتھ لگوایا جس طرح ہوٹلوں والے گاہکوں کو اکٹھا کرنے کے لئے گراموفون یا ریڈیو سے کام لیتے ہیں۔ اسی طرح پیغامیوں نے گراموفون سے **خوب** کام لیا۔ الخ"

ہم قادیانی غلط بیانی پر سوائے **فلعنت اللہ علی الکاذبین** کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ میجک لینٹین پر مداریوں کی طرح تماشہ دکھاتے پھرنا۔ سبز سبز عماموں کی نمائش سپیشل ٹرینیں، کوروں کی دوڑ دھوپ دکان خلافت کے گاہکوں کو جس طرح اکٹھا کر سکتی ہے بیچارے ہوٹل والے دو چار ریکارڈوں کیا کر سکیں گے۔

ہمارے فاضل مبلغین کے باطل شکن لیکچر

ہمارے فاضل مبلغین کے لیکچروں نے قادیانی دجل فریب کے تار وپود بکھیر کر رکھدیئے اور پبلک ایسی متاثر ہوئی کہ ہر مسلمان اس پر خوشی کا اظہار کر رہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے نہ تو دعویٰ نبوت کیا ہے اور نہ کلمہ گو مسلمانوں کی تکفیر کی ہے۔ قادیانی حضرت کو ہماری کامیابی کس طرح بھاتے انہیں تو اسی میں لذت آتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبی لاکر مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور لوگوں کو بتلا جائے کہ حضرت مرزا صاحب مسلمانوں کو کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے تھے۔

قادیانیوں سے کامیاب مناظرہ

قادیانیوں نے مناظرہ کے لئے وقت مانگا چنانچہ انہیں وقت دیا گیا۔ اجرائے نبوت، وکفر واسلام پر مولانا احمد یار صاحب کے ساتھ قادیانی مبلغ مولوی چراغ دین صاحب کا مناظرہ ہوا۔ مناظرہ سے پہلے بہت سے غیر از جماعت معززین نے بالعموم اور جناب خان صاحب سردار فتح محمد خان، ایم۔ ایل۔ اے نے بالخصوص ہم سے ذکر کیا کہ قادیانی حضرات نے ہمیں ایک ٹریکٹ دیا ہے اور کہتے ہیں کہ لاہوری جماعت کے امیر مولانا محمد علی صاحب خود بھی حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے رہے ہیں۔ چنانچہ ہم لوگ آج مناظرے کے مناظرے سے اندازہ لگائیں گے کہ حق پر لاہوری جماعت ہے یا قادیانی۔

مناظرہ بڑا اور خوب ہوا۔ خدا کے فضل واحسان سے جناب مولانا احمد یار صاحب کے مضبوط معقول دلائل نے پبلک پر ایسی حالت طاری کر دی کہ پبلک کی طرف سے بار بار نعرہ ہائے تحسین بلند ہوتے تھے۔

ایک معزز غیر از جماعت کا اعتراف

جناب خان صاحب سردار فتح محمد خان۔ ایم۔ ایل۔ اے قادیانی حضرات کے سٹیج پر بیٹھے تھے۔ مناظرہ کے خاتمہ پر ہمارے سٹیج پر تشریف لائے اور کھلے الفاظ میں ہمیں ہماری فتح پر مبارکباد دی اور فرمایا کہ آج معلوم ہوا کہ لاہوری جماعت حضرت مرزا صاحب کے اصل مذہب پر ہے اور قادیانی جماعت نے خواہ مخواہ نبوت کا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے اس مناظرے سے اتنی کیفیت حاصل ہوئی کہ اگر یہ مناظرہ چار رات برابر جاری رہتا تو بھی میں بغیر کسی تکان کے اسے بڑی خوشی سے سنتا رہتا۔

یہ ہے راولپنڈی میں ہماری فتح وکامیابی۔ اگر ہم نے جھوٹ لکھا ہے تو قادیانی حضرات ہمت کریں اور سردار صاحب ممدوح سے تردیدی اعلان کرائیں لیکن وہ ایسا ہرگز ہرگز نہ کر سکیں گے ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

قادیانیوں کی خفیف الحرکتی اور میدان مقابلہ سے فرار

اس مناظرہ سے قادیانیوں کو جو ذلت وشکست نصیب ہوئی اس کا انہیں بہت صدمہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دلوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ایک ہی صورت دیکھی کہ اپنا جلسہ کر کے لیکچر کے ذریعہ پبلک کو پھر مغالطہ میں ڈالا جائے۔ چنانچہ ۲۲ رمئی کو ان کا جلسہ ہوا مولوی چراغ دین صاحب بہت دیر تک اپنی صفائی پیش کرتے رہے اور گذشتہ شب والی اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے مگر جب ہماری طرف سے جناب مولانا احمد یار صاحب اعتراضات کے لئے کھڑے ہوئے اور باقاعدہ بحث شروع ہوئی تو پبلک نے ہمارے فاضل مبلغ کے دلائل پر پھر متواتر نعرہ ہائے تحسین وآفرین بلند کئے اور قادیانیوں کو بہت نیچا دیکھنا پڑا۔ پبلک نے قادیانیوں کو اتنا تنگ کر دیا کہ انہوں نے جلسہ بند کر کے میز کرسیاں گیس وغیرہ اٹھا لئے۔ ایک کرسی پر مولانا احمد یار صاحب کھڑے بول رہے تھے کہ وہ کرسی بھی کھینچ لی گئی۔ اور یوں قادیانیوں کو اپنے جلسہ گاہ سے بھی راہ فرار اختیار کرنا پڑی پس جب حالات یہ ہیں تو قادیانیوں کی شرافت ملاحظہ ہو الفضل میں لکھا ہے :-

"پیغامیوں کے لئے ان کا یہ سالانہ جلسہ ان کی منافقت کو طشت از بام کرنے کا موجب ہی ہوا۔ اور حاضرین اچھی طرح جان گئے کہ پیغامی اپنے مرشد کے خلاف عمل پیرا ہیں۔"

ہم ایک بار پھر فلعنت اللہ علی الکاذبین کہتے ہیں اور راولپنڈی کے قادیانیوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ آمین کہیں۔ (باقی)

قبول احمدیت

قاہرہ (مصر) میں توسیع جماعت احمدیہ

مندرجہ ذیل احباب قاہرہ (مصر) حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کو مجدد صدی چہاردہم مہدی ومسیح موعود تسلیم کر کے تحریری طور پر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں شامل ہوئے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اور اشاعت اسلام اور تبلیغ جماعت میں حتی الوسع کوشش کرنے کا اور قرآن کریم اور سنت نبوی پر عمل کرنے کا عہد کیا ہے۔ یہ سب احباب بذریعہ جناب پروفیسر محمد فہمی عوض وجناب شیخ محمود السید البسیونی داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔

بتاریخ یکم مئی ۳۹ء

۱۔ جناب حسین عبد النبی

۲۔ جناب علی صماد محمد

۳۔ جناب محمد عبد السمیع

۴۔ جناب علی محمد المفرجی

۵۔ جناب محمود سید عبد المجید

۶۔ جناب محمود سید عراجی

۷۔ جناب حامد عبدہ الغیشی

۸۔ جناب صناع احمد صناع

۹۔ جناب امین عبدہ الغیشی

۱۰۔ جناب اسماعیل یوسف محمد

بتاریخ ۱۵ رمئی ۳۹ء بذریعہ جناب الشیخ المحمود السید البسیونی

۱۱۔ جناب حنفی مصطفےٰ

۱۲۔ جناب ہمام العنانی البسیونی

۱۳۔ جناب عبد السلام السید

۱۴۔ جناب احمد السید

۱۵۔ جناب السید البسیونی

۱۶۔ جناب مصطفےٰ السید

۱۷۔ جناب بیومی العنانی

۱۸۔ جناب محمد العنانی

۱۹۔ جناب محمود السید البسیونی

۲۰۔ جناب عبد الحمید العنانی

۲۱۔ جناب عبد الحمید عبد العالی

۲۲۔ جناب عبد العال علی

۲۳۔ جناب حسن احمد

۲۴۔ جناب سید مصطفےٰ

۲۵۔ جناب محمد مصطفےٰ

۲۶۔ جناب عبد العزیز محمد

۲۷۔ جناب علی سالم

۲۸۔ جناب عطوہ سالم

۲۹۔ جناب رزق سالم

۳۰۔ جناب محمد رزق

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت بخشے اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ تاکہ وہ اپنے ہموطن لوگوں کے لئے نمونہ ہوں۔ ان احباب کا داخل سلسلہ ہونا جناب پروفیسر فہمی عوض اور جناب سید محمود البسیونی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کی کوششوں میں برکت ڈالے تاکہ اور بہت سی سعید روحیں داخل جماعت ہو کر خدمت دین اسلام کے نیک کام میں لگ جائیں۔

(عزیز بخش جائنٹ سکرٹری)

مراسلات

جماعت احمدیہ لاہور کی شاخہائے راولپنڈی و جہلم کے سالانہ جلسے اور پبلک پر ان کا اثر

(از جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مبلغ راولپنڈی)

اس سال احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی اور جہلم کے سالانہ جلسے ۲۰ ر ۲۱ ر ۲۲ مئی کو راولپنڈی میں اور ۲۳ ر ۲۴ جون کو جہلم میں منعقد ہوئے جن میں غیر از جماعت اصحاب بھی معقول تعداد میں تشریف لائے اور ہماری باتوں کو سکون و غور کے ساتھ سنا ان غیر از جماعت سامعین میں سے چند بہت بلند پایہ مفکر بھی تھے۔ تقریروں کے موضوع دونوں مقامات پر قریباً ایک ہی تھے مثلاً ختم نبوت ہی اتحاد اسلامی کی بنیاد ہو سکتی ہے۔ تکفیر اتحاد اسلامی کو تباہ برباد کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب اتحاد اسلامی کے بہت بڑے مبلغ و داعی تھے اور ختم نبوت پر فاضل مقررین نے فلسفیانہ، صوفیانہ، عالمانہ اور محققانہ رنگ میں معقول اور منقول دلائل پیش کئے ہیں۔ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ مجددیت کا ہے۔ مدعی نبوت ان کے نزدیک لعنتی اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور ہی اس وقت ایک ایسی جماعت ہے جو مدافعت اسلام و تبلیغ اسلام کر رہی ہے اور یہی جماعت عیسائیت، مادیت، نیچریت اور دیگر عقائد باطلہ کا پامردی و استقلال سے مقابلہ کر رہی ہے اور اس زمانہ میں اس جماعت کی کوششوں سے غیروں پر اسلام کی معقولیت و افضلیت ظاہر ہو رہی ہے ——

اور اگر نظر غور سے دیکھا جائے۔ دیگر تمام مذاہب کی ہستی ہی اسی وجہ سے قائم ہے۔ ورنہ مغرب کا فلسفہ مذہب کا نہایت آسانی سے خاتمہ کر سکتا ہے

ہمارے مقررین نے اپنی دلائل قرآن کریم کی آیات احادیث اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ سلف صالحین اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال و تحریرات سے پیش کیں۔ ختم نبوت پر جو اعتراضات امکانی طور پر ہو سکتے ہیں وہ خود وارد کر کے ان کا نہایت اطمینان بخش اور محققانہ جواب دے دیا۔ ان معقول و موثر تقریروں کا غیر از جماعت اصحاب پر یہ اثر ہوا کہ انہوں نے اعتراف کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے کلام میں کوئی ابہام نہیں۔ ان کا دعوےٰ کے شروع سے جو مذہب ہے وہ ہی آخر تک ہے۔ ختم نبوت پر زور اور محدثیت کے حقق وجود پر ہر زمانہ کی شہادت وقوعی۔ تاکہ ختم نبوت کے ساتھ تعطل کلام باری نہ سمجھا جائے۔ اور ورثاء انبیاء محدث ہر زمانہ نبوت پر اپنے آپ کو بطور گواہ ثابت کرتے رہیں۔ اور حضرت صاحب اور ان سے پہلے بزرگوں نے ... میں ایسے الفاظ جن کو نادان اور جاہل معترض نبوت پر محمول کریں۔ وہ محض اس مشابہت کو ظاہر کرنے والے ہیں جو نبوت اور محدثیت میں ہے۔ ورنہ ختم نبوت کے بعد نبی کیسا؟ اور خداوند کریم کی ہستی پر قطعی الدلالت شہادت کہ وہ اب بھی زندہ اور موجود ہے اس کے تازہ بتازہ کلام اور اس کی خلاف قرآن پیشگوئیوں کی وجہ سے اسے ... علیم اور رب ... برداشت۔ اس عالم کے ذرہ ذرہ پر حکمران اور متصرف نظر آتی ... کے سامنے تمام عالم کے

بادشاہ اور حکیم اور تمام قسم کے ماضی اور مستقبل کی باعتبار علم نفی وجود کا رکھتے ہیں چنانچہ اس کا اثر راولپنڈی میں رہنے والے اصحاب خود کر سکتے ہیں۔ جو چند دن پہلے ایسے الہام سے بھڑک اٹھتے تھے۔ اب اسے ختم نبوت کے منافی نبوت کے طور پر سمجھتے ہیں اور حضرت صاحب کو نعوذ باللہ کذاب کہنے والا اور کلام خدا کو ماننے والا۔ اپنے الہامات اور دلائل کے خلاف لکھنے والا ہرگز نہیں سمجھتے اور یہی ایک چیز ہے جو ایک ثانی تقریر دلانی اصحاب کو سن کر حق پر تجدید کر گئی ہے جس کا نتیجہ انشاء اللہ احمدیت کی ترقی اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی قبولیت ہوگا۔

قادیانی اصحاب پر ان تقریروں کا یہ اثر پڑا ہے کہ چونکہ ختم نبوت کے معنی جو لاہوری احمدی اور حضرت مسیح موعود کرتے ہیں۔ وہ موجودہ قادیانی خلیفہ کے بالکل خلاف اور برعکس ہیں۔ اس لئے کسی طرح ایسی تاویلات کریں جن سے موجودہ خلیفہ کے علم میں شک نہ پڑے حضرت مسیح موعود کی عزت جو کچھ بد ظنی ایک محقق کے دل میں پیدا ہو جائے وہ قبول۔ مگر ان کو اپنے خلیفہ کی بات منوانی ہے جس کی وہ بیعت کر چکے ہیں۔ ... علاوہ ... لاہوری ... حضرت صاحب کو نبی کہتے تھے۔ اب کسی وجہ سے ان کو مرتبہ سے گراتے ہیں اور وہ وجہ خود خلیفہ نے بتلائی ہے۔ یا وہ غیر احمدیوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اپنی جماعت میں کہتے ہیں کہ لاہوری حضرت صاحب کو بالکل چھوڑ چکے ہیں غیر احمدیوں کو کہتے ہیں کہ وہ ہم سے ہر طرح ... ہیں۔ صرف خلافت کی ناکامی سے ناراض ہو کر ہم سے اختلاف کر رہے ہیں۔ ان میں اب قوت برداشت غیر احمدی مخالفت کی دلائل سننے پر ظاہر کرتے تھے بالکل جاتی رہی ہے اور اگر ان کا بس چلے تو ہر طرح اپنا تشدد ظاہر کر دیں۔ یہ اغلباً اطاعت امیر کے لامحدود پروپیگنڈے کی وجہ سے ہے جو آجکل بعض ناقص النظر فلسفیوں کی نقالی پر بعض مسلمان جماعتیں بھی کر رہی ہیں جس کی وجہ سے آزادی ضمیر ... اور پریس کی آزادی حق گوئی حق پرستی سب سیاسی ماحول سے مفقود ہو گئی ہیں۔ ان کی جگہ باطل پرستی مصنوعی تدبر اور ناعاقبت اندیشی اور ظلم و تشدد نے لے لی ہے اور تمام اخلاق عالیہ کو اطاعت امیر نے ہضم کر لیا ہے اور اب انسان اور مذہبی انسان ایک مشین کی طرح بے جان ... اور یہی تغیر ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی بے شمار دلائل تو ایک طرف قرآن مجید کی صریح النص آیات بھی ان کے دل کو قبول حق پر آمادہ نہیں کر سکتیں اپنی تائید کے لئے ہر ایک جھوٹ، کتمان حق سب جائز بلکہ ایک مذہبی خدمت سمجھی جاتی ہے۔ یہ امر بھی ہر دو جگہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ لوگ اب ہمارے مبلغوں کے سامنے بھی ایسا ہی بھاگیں گے جس طرح عیسائی اور آریہ سماج سیدھا مقابلہ کرنے کے بجائے وسوسہ اندازی اور باطل پروپیگنڈے سے کرتے ہیں میرا ارادہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ میں بھی اس موسم گرما میں ایک یا دو دن کے جلسے ہو جائیں اور یہ تبلیغ کا سب سے بہتر اور مؤثر ذریعہ ہے جس میں انشاء اللہ قادیانی ہمارے لیکچراروں کی بے پناہ زد سے ہرگز محفوظ نہیں ہو سکتے۔ فقط

خاکسار

عصمت اللہ

اعلانات و اطلاعات

ضروری یاددہانی

بہت سے احباب کے ذمہ چندہ اخبار "پیغام صلح" کی بقایا رقوم ہیں۔ ان کی خدمت میں بذریعہ خطوط یاددہانی اور حساب کی تفصیل ارسال کی جا رہی ہیں۔ از راہ کرم یہ تمام دوست واجب الادا رقوم جلد از جلد بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ ورنہ ہفتہ عشرہ کے انتظار کے بعد ان کی خدمت میں وی پی ارسال کئے جائیں گے جنہیں وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ جو احباب زیادہ رقوم یکمشت ادا نہیں کر سکتے وہ بذریعہ اقساط ادا فرمائیں اور اپنے ارادہ کی اطلاع فوراً دفتر کو دیں۔ نوازش ہوگی۔ (خاکسار منیجر اخبار پیغام صلح)

میوہسپتال کے خلاف شکایات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

اخبارات میں بعض اوقات لوگوں کی طرف سے شکایات شائع ہوتی ہیں کہ میو ہسپتال لاہور کا طبی عملہ ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا۔ اکثر یہ شکایات نامکمل ہوتی ہیں اور دیر سے شائع ہوتی ہیں اس لئے ان کی باقاعدہ طور پر تحقیقات نہیں ہو سکتی۔

محکمہ کے حکام یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ باقاعدہ طور پر تحقیقات کرنے کی غرض سے ان لوگوں کو جنہیں میو ہسپتال کے عملہ کے خلاف کوئی شکایت ہو چاہئے کہ وہ اس شکایت کو فوراً ہسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ یا ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے نوٹس میں لائیں۔

پنجاب کے جیلوں میں تعلیم بالغان
قیدی ٹیچروں کا تقرر

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب کی تعلیم بالغان کی مہم کے سلسلہ میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جیلوں میں جو کام ہو رہا ہے اسے تیز تر کر دیا جائے۔

بعض جیلوں میں تنخواہ دار ٹیچر کام کر رہے ہیں۔ اب تجویز کیا گیا ہے کہ تنخواہ دار ٹیچروں کے علاوہ ان جیلوں میں اور دوسری جیلوں میں تعلیم یافتہ قیدی بھی مقرر کئے جائیں۔ اس غرض سے انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب نے تمام جیل سپرنٹنڈنٹوں کو لکھا ہے کہ وہ ایسے قیدیوں کو احتیاط کے ساتھ منتخب کر کے ان کی فہرست پیش کریں۔ جو دوسرے قیدیوں کے ٹیچروں کے طور پر کام کرنے کا شوق رکھتے ہوں۔ قیدی ٹیچروں کا انتخاب ان لوگوں میں سے کیا جائے گا جن کی سزا ۲ سے ۵ سال تک باقی ہو۔

جب ایسے قیدیوں کی مناسب تعداد مل گئی تو ایک جیل میں جمع کر کے محکمہ تعلیم کے افسروں سے انہیں پڑھانے کے طریقوں کی تعلیم دلائی جائے گی۔ اس کے بعد انہیں مختلف جیلوں میں ٹیچروں اور اسسٹنٹ ٹیچروں کے طور پر بھیج دیا جائے گا۔ ان کو پڑھانے کا کام صرف قید کے دوران میں ہی کرنا پڑے گا۔ اگر ان کے نتائج اچھے نکلے تو انہیں سزا کی عام معافی کے علاوہ جو قواعد کے ماتحت ملتی ہے مزید معافی بھی دی جائے گی۔

"استعداد"

مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں سے محروم رکھنے کیلئے ہندوؤں کا ایک فریب

(آنریبل مولوی فضل حق وزیر اعظم بنگال کے ایک مدلل مقالہ کا مختصر عکس)

ہندوستان کے ہر حصہ میں قریباً تمام سرکاری محکموں پر عرصہ دراز سے ہندوؤں کی اجارہ داری قائم ہے مسلمانوں کو ملازمتوں میں برائے نام حصہ حاصل ہے۔ جب کبھی حکومت ہند یا کوئی صوبائی حکومت مسلمانوں کی مسلسل چیخ و پکار اور پیہم مطالبات سے متاثر ہو کر ان کی اس حق تلفی کے ازالہ کی کوشش کرتی ہے تو برادران وطن طوفان مخالفت بپا کر دیتے ہیں۔ اندرونی ریشہ دوانیوں کے علاوہ حکومت اور مسلمانوں کے خلاف وسیع پروپیگنڈا شروع ہو جاتا ہے اور سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ سرکاری ملازمتیں "استعداد" کی بنا پر ملنی چاہئیں۔ چونکہ مسلمان "استعداد" سے محروم ہیں۔ اس لئے انہیں سرکاری ملازمتوں سے بھی محروم رہنا چاہئے۔ ــــ حال ہی میں حکومت بنگال نے ملازمتوں میں مسلمانوں کے لئے جو تناسب مقرر کیا ہے۔ اس پر بنگال اور دوسرے صوبوں کے ہندوؤں نے بہت شور مچایا۔ ان کے اس شور اور پروپیگنڈا کے جواب میں آنریبل مولوی فضل حق صاحب وزیر اعظم بنگال نے انگریزی زبان میں ایک مضمون لکھا جس میں ہندوؤں کے بے معنی اعتراضات کا نہایت مسکت جواب دیا ہے۔ اس مضمون کا اردو خلاصہ جسے حکومت بنگال نے محکمہ نشر و اشاعت کی وساطت سے موصول ہوا ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اس مضمون میں اعداد و شمار وغیرہ صوبہ بنگال کے پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن چونکہ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی حق تلفی اور اس بارہ میں ہندوؤں کی روش تمام صوبوں میں قریب قریب ایک ہی انداز رکھتی ہے۔ اس لئے اس کا مطالعہ یقیناً مسلمانوں کے لئے مفید ہوگا۔ (پیغام صلح)

زبان انگریزی کی نامکمل ہی لغت کی تمام وسعت میں Efficiency کے بجز شاید ہی کوئی اور لفظ زیادہ آشنا اور زیادہ غلط مستعمل ہوگا۔ حالانکہ سبھی اس کو بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ یہی وہ پراسرار لفظ ہے کہ جس نے ہمیشہ اس کی طرف دست اعانت دراز کیا اور یہ اس کی امداد و سعادت کو آ پہنچا۔

اگر آپ حقائق و مصائب میں کھو گئے ہیں تو بے ساختہ "استعداد" کا منتر "رانگ" پیش کر سکتے ہیں۔ انہیں بھول جائیں اور استعداد کے باغ کی سیر کریں۔

کچھ عرصہ سے ملازمتوں کے فرقہ وارانہ تناسب کے رسہ کشی میں اس کا دل کھول کر استعمال ہوا ہے۔ ایسے ہی وقت کے لئے یہ لفظ تراشا گیا ہے۔ گورنر کے حضور جو عرضداشت پیش کی گئی۔ اس میں ہندو وفد نے اسی لفظ کو "ممتاز پایہ" دیا ہے اور ان خود آرا اخبارات نے جو اپنے آپ کو "قومی" کہکر جتلاتے ہیں اس معاد وار لفظ کی گہرائیوں میں یوں غرق ہو گئے کہ ان کی نظروں میں "عوام الناس" کے فلاح کے لئے سوائے اس لفظ کے اور کوئی چیز جچتی ہی نہیں۔

لکھنے کو تو میں اس لفظ کے متنوع پہلوؤں پر دفتر کے دفتر سیاہ کر سکتا ہوں۔ لیکن آج کے مختصر نوٹ میں "سرکاری ملازمتوں میں حکومت کے نظریہ" اس اصطلاح کے استعمال پر روشنی ڈالوں گا۔ لفظ "استعداد" کے حقیقی معانی یہ ہیں کہ ملازم اپنے آقا کی اس رقم کا تسلی بخش بدل بصورت خدمت پیش کرے جو رقم کہ اس پر خرچ کی جا رہی ہے۔ وضاحت کے لئے تصور کر لیجئے کہ ہمیں ایک باورچی چاہئے کسی کو ملازم رکھتے وقت ہم یہ خیال کریں گے۔ کہ تنخواہ کا بدل بصورت خدمت اچھا کھانا پکانا ہو۔ بس یہی اس کی استعداد ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس قسم کی مثالیں بہت سی تصور کر سکتے ہیں۔

ملازمتوں کے مختلف شعبوں میں پچھلے دنوں تقرری کے وقت استعداد کے سوال پر خوب گرماگرمی رہی ہے۔ ہندو وفد استدلال لایا ہے کہ ملازمتوں سے تسلی بخش اور با استعداد کام اور خدمات حاصل کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ انتخاب محض ادبی قابلیت پر ہو، دوسری کسی صلاحیت کا خیال نہ کیا جائے۔ بالفاظ دیگر حکومت امتحانات مقابلہ قائم کرے۔ تاکہ امیدوار کی لیاقت کا امتحان ہو سکے اور اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والوں کا تقرر ہو۔ یا یوں کہئے کہ حکومت ملازم رکھتے وقت ہر تمام تجربہ، تدبر و سیاست کو خیرباد کہ دے۔ مختلف محکموں کے شعبوں کی ضروریات سے آنکھیں میچ لے اور ممتحن کی تیار کردہ فہرست نمبر کو اختیار کرے۔

آئیے صحبت کو ذرا اچھی طرح پرکھیں۔ سب ڈپٹی کلکٹر کو لیجئے۔ یہی صوبائی نظم و نسق کا ذمہ دار ہے ضلع بھر کی عدالتہائے (ریونیو) کی نظر سے گزرتی ہے۔ یہی یونین بورڈ۔ لوکل بورڈ۔ خزانہ، سب رجسٹری کا معائنہ کرتا ہے۔ دیہی شفاخانوں، مراکز صحت اور دیگر دیہاتی انتظامات کو دیکھتا ہے۔ دیہی پروگرام کی روز افزوں ترقی کے ساتھ اس کی ذمہ داریاں بھی بڑھتی جاتی ہیں۔ ان فرائض کی ادائیگی کے وقت سرکل آفیسر کو دیہاتیوں سے ملنا ہے جن میں سے بیشتر ان پڑھ ہیں اور ضروریات نظم و نسق سے بیخبر۔ سال بھر میں ایک بار بھی ایسا موقع نہیں آتا کہ ان فرائض میں سرکل آفیسر اپنی انگریزی کے کمالات دکھا سکے کیونکہ بلا نوشت و خواند بنگالی میں ہوتی ہے اور بسا اوقات علاقہ کی مخصوص بنگالی میں۔ اسے شاندار ESSAY لکھنے کا اتفاق نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ پتا کہ ۱۸ صدی میں انگریزی مضمون نویسوں کا کیا کمال تھا۔ یونیورسٹی کی ڈگریاں اور ڈپلومے دھرے رہ جاتے ہیں۔ بیچارے کو بنگالی سیکھنے کے لئے پیرپا ٹھ شالے کی طرف آنا پڑتا ہے۔ یہ درست ہے کہ اچھی تعلیم سے وہ اگر بنگالی میں مہارت پیدا کرے تو مافی الضمیر کو بصورت احسن پیش کر سکے گا۔ یا وہ معاملات نظم و نسق سے سکے گا۔ لیکن اس سے زائد کچھ نہیں۔

سرکل آفیسر کی دوسری قابلیت جو اس کی ڈیوٹی کا جزو ہو وہ یہ ہو کہ لوگوں پر اس کا اثر و نفوذ ہو۔ وہ دیہاتیوں میں دیہاتی زندگی کے متعلق جوش و جذبہ پیدا کرنا۔ ان کے نقائص کو معلوم کرنا اور یہ کہ وہ اپنے آپ پر قابو رکھے آپے سے باہر نہ ہو جائے۔ خواہ اشتعال کتنا ہی ہو۔ یہی وہ نازک وقت ہے جہاں انسانی بردباری اور انفرادی مناسبت پرکھی جاتی ہے۔ تاکہ حاصل کردہ ڈگریاں اس سے عمدہ برآ ہو سکتی ہیں۔ ایک انسان دنیا سے شاعروں اور ادیبوں سے بیخبر و ناآشنا ہو پھر بھی وہ دیہاتیوں کا عزیز ہو۔ قابل تعظیم ہو با اثر ہو، مقتدر ہو۔ اس کی قوت حافظہ میں کتابوں کی کتابیں محفوظ نہ رہ سکتی ہوں۔ لیکن وہ تفویض کردہ فرائض کو بخوبی سرانجام دے رہا ہو۔

تو ظاہر ہے یونیورسٹیوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ بہترین سرکل آفیسر ثابت نہیں ہو سکتے ہیں۔ اکثر یہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ کالجوں کے چمکیلے گریجوایٹ کا شمار "زیادہ ناکام لوگوں" میں ہوا ہے۔ اکثر ہوا ہے کہ کم تعلیم یافتہ لوگ محنت، تجربہ اور صلاحیت سے اعلیٰ منصب کو پہنچ گئے ہیں۔

ملازم رکھتے وقت حکومت کو ان امور کا خیال رکھنا ہوگا:

(الف) امیدوار کافی معلومات عامہ رکھتا ہو۔ اپنی سمجھ اور شعور سے کام لے سکتا ہو جو فرائض اسے دیئے جائیں ان کی ادائیگی میں یونیورسٹی ڈگری لابدی اور ضروری نہیں۔

(ب) وہ صاف طبیعت کا مالک ہو جلد جوش میں بھر نہ آنے والا اور قدرت نے اسے مصائب کے وقت سینہ سپر کرنے کا دل دیا ہو۔

(ج) وہ خود کام کرنے کا جذبہ لئے ہو اور دوسروں میں پیدا کر سکے۔

(د) تکان اور محنت کا عادی ہو، دوڑ دھوپ کر سکتا ہو۔

میں یہ کہتا ہوں اس نظریہ سے اگر مسلمانوں اور اچھوتوں کو پرکھا جائے گا تو وہ کہیں زیادہ بہتر سرکل آفیسر پیش کر سکتے ہیں بہ نسبت اس جماعت کے جو محض اعلیٰ ڈگری یافتہ گریجوایٹ ہی پیش کر سکتی ہے۔

پھر سرکل آفیسر کے لئے یہ بات موافق کام کرے گا۔ اگر وہ اسی قوم یا جماعت سے ہو جن پر وہ تعینات ہے اس طرح وہ ان کے جذبات اور دل میں گھر کر سکتا ہے۔ یہ دلیل کہ ہندوؤں میں زیادہ گریجوایٹ ہیں اور یہ کہ وہ امتحانات پاس کرنے کے گر سے خوب واقف ہیں۔ نہ تو درست ہے نہ منطقی تجربہ نے بتایا ہے مسلمان اور اچھوت سرکل آفیسر بہترین ثابت ہوئے ہیں۔

ہندو وفد نے "امتحانات مقابلہ" پر زور دیا ہے۔ اگر میں یہ تسلیم بھی کر لوں پھر بھی میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مضامین پر بہت کچھ انحصار ہے۔ مجھے تو سرکل آفیسر کی جسمانی صحت کا کام جذبہ پیدا کرنے کا سلیقہ، تیرنا اور سواری کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ مضامین میں شامل کرائے جائیں، تو حکومت کو "امتحانات مقابلہ" سے امیدوار لینے سے کیا عذر ہو سکتا ہے؟ لیکن میں یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ محکمے کا نظم و نسق محض ادبی قابلیت سے پرکھا جا سکتا ہے۔ یہ اصول خوب جونیر سول سروس پر بھی عائد ہوتا ہے اور دیگر پر بھی۔

یہ عام خیال ہے کہ مسلمان اعلیٰ تعلیم یافتہ بہت کم ہیں بنگال سیکرٹریٹ کے اعداد و شمار پر غور کریں تو اس یاد رہے الزام کا کہ بدل جاتا ہے۔

سیکرٹریٹ کے مختلف شعبوں میں ۱۱۰۰ افسر ہیں جن میں سے ۶۶۷ غیر مسلم ۴۳۳ مسلم۔ ۶۶۷ ہندوؤں میں سے ۴۶ فیصدی گریجوایٹ اور ۴۳۳ مسلمانوں میں سے ۴۹ فیصدی گریجوایٹ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہندوؤں کی بہ نسبت مسلمانوں میں زیادہ گریجوایٹ ہیں اور سنیئے غیر مسلم میں ۱۵ فیصدی ایسے ہیں جو میٹرک نہیں ہیں لیکن مسلمانوں میں دس فیصدی۔

اب ذرا عارضی اسامیوں کی طرف آیئے۔ ۲۲۱ میں سے ۱۵۲ غیر مسلم ۱۰۹ مسلم۔ ۱۵۲ ہندوؤں میں ۴۶ فیصدی گریجوایٹ لیکن ۱۰۵ مسلم میں سے ۵۴ فیصدی گریجوایٹ۔ کم قابلیت کے زمرہ میں غیر مسلم میں ۱۵ فیصدی ایسے ہیں جو میٹرک نہیں ہیں لیکن مسلم میں ۷ فیصدی میٹرک نہیں ہیں اور محکموں میں ۱۲۱۳ افسران ہیں جن میں سے ۵۰۱ غیر مسلم ۴۵۹ مسلم غیر مسلم میں ۲۲ فیصدی گریجوایٹ، مسلم میں ۲۷ فیصدی، غیر مسلم ۳۰ فیصدی میٹرک نہیں مسلم ۲۶ فیصدی۔

مجدد اعظم اور تعظیم شریعت قرآن

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے تئیں خلفاء میں شامل کیا ہی

(بقیہ صفحہ ۲)

کر دے روک کا رکھا۔ اور پہلی طرف لے جائے اور نہ چھوڑے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

پھر لکھا ہے لا نبی لنا تحت السماء من دون نبینا المجتبیٰ ولا کتاب لنا من دون القرآن۔ وکل من خالفہ نقد جر نفسہ الی اللظی۔ ومن انکر احادیث نبینا التی قد نقدت ولم تعارض القرآن فہو اخو ابلیس وانہ اتباع النفسہ للعنۃ واضاع الایمان وان القرآن مقدمہ علی کل شئی۔ (مواہب الرحمن مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اور فرمایا واما النبوۃ التی تامہ کاملۃ جامعۃ بجمیع کمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعہ من یوم نزل فیہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین
یعنی ہم محمد رسول اللہ کے بعد وحی نبوت بند ہونے پر ایمان رکھتے ہیں یعنی اس دن سے جس دن خاتم النبیین کے الفاظ نازل ہوئے۔

اور فرمایا "سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"۔

پھر فرمایا میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

نبی نہیں محدث آسکتے ہیں

پھر لکھا ہے "میں کامل یقین سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں"

اس میں بتایا ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ ہاں رسول اللہ کا فیض روحانی جاری ہے اور اس فیض سے محدث پیدا ہوتے ہیں اور ان محدثین میں سے میں ایک ہوں اور اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت ختم ہو چکی لیکن مجددین کا سلسلہ اس امت کی بہتری کے لئے جاری ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ اب غور کر کے دیکھو لو کہ روحانی زندگی کے تمام جاودانی چشمے محض حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل دنیا میں آگئے ہیں۔ یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے مانند اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتی ہے۔ اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کے مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان اس کے ہاتھ پر جاری ہوتے ہیں"

پھر لکھا ہے "وما کان لی ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین" اور مجھ سے ہو نہیں سکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں، اور کافروں کی قوم سے جا ملوں۔ پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے جو کمالات نبوت میں رکھے ہیں۔ مجموعی طور پر وہ ہادی کامل پر ختم ہو چکے ہیں۔ اب ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے مجددین کے ذریعہ سے دنیا پر اپنا پرتو ڈالتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو قیامت تک رکھے گا"۔

ان بیانات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ اور اس کے رسول کی شدید محبت ہے۔ اور قرآن اور حدیث کے سامنے وہ اپنا سر جھکاتے ہیں۔ اور ان سے روگردانی کرنا کفر یقین کرتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کے رو سے محمد رسول اللہ کو آخری نبی یقین کرتے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ صاحب شریعت ہو یا غیر صاحب شریعت ان کے خیال میں فیض محمدی جاری ہے۔ اور اسی فیض سے مجددین اور محدثین پیدا ہوتے ہیں جن میں سے ایک آپ ہیں۔ اور ان کے آنے کی غرض یہ ہے کہ لوگ قرآن و حدیث کی پوری اتباع اپنے اوپر لازم کرنا سیکھ لیں۔ اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دکھلائی جائے۔

(چشمہ معرفت صہ ۳۲۵)

چنانچہ وہ بیعت لیتے وقت کبھی یہ نہ منواتے تھے کہ مجھے نبی مان لو بلکہ وہ لوگوں سے عقد اخوت قائم کرتے تھے۔ کیونکہ ان کا اور ہمارا نبی ایک ہی، یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور انما المومنون اخوۃ میں ہم اور وہ شامل ہیں۔ اسی جماعت مسلمین میں مامورین بھی ہوتے ہیں۔ جو مجدد یا محدث کہلاتے ہیں۔ اور اس جماعت مسلمین میں ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ داخل ہیں۔ جن کی کفش برداری کو حضرت مرزا صاحب اپنا فخر بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ پرچہ "الحکم" میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ان کے بیان کے متعلق یوں رپورٹ فرمائی ہے:۔

"آپ نے چھ گھنٹے کامل تقریر فرمائی۔ اس سارے مضمون میں آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کے محامد اور فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برداری کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جناب شیخین علیہما السلام کے فضائل مذکور فرمائے۔ اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاک پا ہوں جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہیں سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا"

غرض یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بیعت میں اپنے اور ہمارے درمیان عقد اخوت قائم کیا۔ چنانچہ اپنی بیعت میں بھی یہ الفاظ استعمال کئے کہ "اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا مرگ قائم رہے گا"۔ اور اس سلسلہ اخوت میں صحابہ کرامؓ کا رتبہ اس قدر بلند ہے کہ ان کا خاک پا ہونا اپنا فخر بیان کیا۔ اور بار بار کہا کہ میں مدعی نبوت کو کافر و کاذب سمجھتا ہوں اور اسے دائرہ اسلام سے خارج جانتا ہوں

لفظ نبی کا عام استعمال

آپ نے وصیت فرمائی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خطاب کے طور پر الہام میں نبی کر کے پکارا لیکن میرے ساتھ تعلق جوڑنے والے اسکو اپنی عام بول چال میں استعمال نہ کریں۔ کیونکہ اس سے اسلام میں فساد پڑتا ہے۔ اور چونکہ وہ نبی نہ تھے اسلئے انہوں نے اپنے بعد سلسلہ خلافت قائم نہیں کیا۔ وہ خود خلیفہ تھے۔ ان کا خلیفہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا اسلئے انہوں نے اپنا جانشین انجمن احمدیہ کو قرار دیا۔ اور تمام امور میں انجمن کا فیصلہ قطعی قرار دیا۔ ان کی ان تحریرات کی موجودگی میں ان کو نبی کہنا ان کو گالی دینا ہے ان کی مخالفت کرنا اور ان کے مشن کو تباہ کرنا ہے اور قرآن و حدیث کو جواب دینا ہے۔ ان کے بعد انجمن احمدیہ کو جانشین نہ ماننا ان کے احکام کی خلاف ورزی کرنا ہے اور جس نظام کو انہوں نے قائم کیا تھا۔ اس کو درہم برہم کرنا ہے ان کے بعد خلافت اسلامیہ کو نئے سرے سے جاری کرنا اسلام کو نہ سمجھنا اور حضرت صاحب کی بعثت کی اصل غرض سے جو محمد رسول اللہ کے کمالات کا دکھانا تھی روگردانی کرنا ہے۔

تکفیر بازی کی مخالفت

حضرت مرزا صاحب اس لئے تشریف لائے تھے کہ مسلمان کروڑ مسلمانوں کی تقویت کا باعث ہوں۔ اس لئے ان کے مریدوں کی محدود تعداد کے سوائے عامۃ المسلمین کو کافر قرار دینا بڑی جرأت و گستاخی ہے۔ جناب الٰہی میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اور خود مجدد وقت کے اس حکم کی مخالفت ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کی تکفیر نہ کرو اور من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہ کے حکم صریح کی مخالفت ہے یہ وہ حکم ہے جو کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت غرا میں لکھا ہے۔ اور اس کو کوئی انسان منسوخ نہیں کر سکتا۔

ہندوستان کی تقسیم کی جدید سکیم

نواب سر محمد شاہنواز خان آف ممدوٹ کی ایک قابل غور تجویز

جناب سر محمد شاہنواز خان آف ممدوٹ نے مذہب، ثقافت اور زبان کے لحاظ سے ہندوستان کی دوبارہ تقسیم کے متعلق ایک سکیم مرتب کر کے آل انڈیا مسلم لیگ کی آئینی سب کمیٹی کو بھیجی ہے جس پر ۲۷ جولائی کے اجلاس میں غور ہوا ہوگا۔

ہندوستان کی جدید سکیم

نواب سر محمد شاہنواز صاحب ایم۔ ایل۔ اے کی اسکیم کے مطابق ہندوستان کو ذیل کے پانچ ملکوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

(۱) علاقہ سندھ کی فیڈریشن جیسیں پنجاب، سندھ، صوبہ سرحد، کشمیر، بلوچستان، امب، دیر، سوات، چترال، خیرپور، قلات، لاس بیلا، کپورتھلہ، مالیرکوٹلہ شامل ہوں گے (پنجاب میں مشرقی ہندو علاقہ شامل نہیں)

(۲) ہندو انڈیا فیڈریشن، جیسیں یو پی، سی پی، بہار، بنگال، ۔۔۔ اڑیسہ، آسام، مدراس، بمبئی، ہندوستانی ریاستیں شامل ہوں گی (راجپوتانہ اور دکن کی ریاستوں کو نکال کر)

(۳) راجستان فیڈریشن: جیسیں راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کی ریاستیں شامل ہوں گی

(۴) دکنی ریاستوں کی فیڈریشن

(۵) بنگال فیڈریشن

ہندوستان کا نیا نقشہ

اس سکیم کے ماتحت ہندوستان کے نقشہ میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کرنی پڑیں گی:۔

(۱)۔ انبالہ ڈویژن، کانگڑہ، اونہ، گڑھ شنکر، اور دہلی کو شامل کر کے ایک علیحدہ صوبہ بنایا جائے اور یا اس علاقہ کو صوبجات متحدہ میں شامل کیا جائے۔

(۲) مغربی بنگال کے ہندو علاقوں کا بہار سے الحاق۔

(۳)۔ ۔۔۔ مارا اور سلہٹ کے اضلاع کا مسلم بنگال سے الحاق

(۴) شمال میں ۔۔۔ پارا کے موجودہ ضلع کا ایک ایسا کوریڈور جو مسلم بنگال اور ہندو بنگال کو آپس میں ملحق کرے۔

(۵)۔ اس قسم کا ایک اور کوریڈور جس کی رو سے حیدرآباد کو سمندر تک ۔۔۔

(۶) راجستان فیڈریشن اور ریاست پٹیالہ کے درمیان ایک کوریڈور

یہ تمام تبدیلیاں صوبوں کی موجودہ حدبندیوں کو بدل دینے سے کی جا سکتی ہیں۔ نواب صاحب کے خیال میں اس سکیم سے ذیل ۔۔۔

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— یروشلم ۲۹ رجون - آج فلسطین کے سابق مفتی اعظم پر حملہ کیا گیا برطانوی باڈی گارڈ نے حملہ آور کو گولی سے ہلاک کر دیا - اس حملہ میں ایک انگریز سپاہی بھی زخمی ہوا -

—— یروشلم - ۲۹ رجون - معلوم ہوا ہے کہ یہودیوں نے آج عربوں کی ایک جماعت پر حملہ کر دیا جس سے دس عرب شہید اور بیس زخمی [illegible] شہر میں کرفیو آرڈر کا نفاذ کر دیا گیا ہے -

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر حکومت عراق کی اس تجویز پر غور کر رہی ہے جس میں حکومت مذکور نے تمام عربی ممالک کو مشورہ دیا کہ آیندہ ہر سال کسی اسلامی ملک میں تمام عربی ممالک کی ایک کانفرنس منعقد کی جایا کرے - جس میں تمام عربی ممالک کے اقتصادی اور تجارتی مفاد پر غور کیا جایا کرے گا -

—— قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ عنقریب جدہ میں دنیا بھر کے مقتدر مسلم لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی جس میں مصر، شرق قریب - ہندوستان، ہسپانیہ - جاوا - سماٹرا وغیرہ کے مسلمان اکثر جمع ہوں گے -

—— حیفہ ۲۹ رجون - اندازہ کیا گیا ہے فلسطین کی موجودہ جدوجہد آزادی میں ۵ ہزار عرب بچے یتیم ہو گئے ہیں - عرب سٹوڈنٹس لیگ نے ان یتیموں کی امداد کے لئے اپیل کی ہے -

—— استنبول ۲۹ رجون - شاہ زوغو اپنی ملکہ اور شہزادے کے ساتھ کچھ عرصہ سے ترکی میں مقیم تھے آج فرانس کے ارادے سے یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں -

—— طرابلس میں اطالویوں کی حکومت بہت تشدد کر رہی ہے جس کی وجہ سے عربوں میں شدید بے چینی پیدا ہو گئی ہے -

—— معلوم ہوا ہے کہ شاہ فاروق والئے مصر اور ملکہ فریدہ اس موسم گرما میں دو تین ہفتوں کے لئے انگلستان جائیں گے - اُن کی آمد پرائیویٹ ہوگی -

—— دمشق ۲۹ رجون - ایک اطلاع مظہر ہے کہ شامی عربوں نے اسکندرونہ کی ترکوں کو حوالگی کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا - ایک دو مقامات پر مظاہرین نے ترک قہوہ خانوں پر خشت باری کی اور ترک سفارت خانہ کے سامنے مخالفانہ نعرے لگائے - پولیس کے ساتھ بھی مظاہرین کا تصادم ہو گیا -

—— بعض حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ عرب اطالیہ اور جرمنی کی انگیخت پر یہ مظاہرے کر رہے ہیں -

—— لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ شاہ محمد زوغو سابق والئے البانیہ کی دو بہنیں عنقریب امریکہ جائیں گی جہاں وہ البانیہ میں اٹلی کے خلاف مخالف تحریک جاری کرنے کے لئے چندہ جمع کریں گی -

—— چندہ کی یہ رقم شاہ البانیہ کے ایک سابق لے - ڈی - سی کے سپرد کر دی جائے گی جو البانیہ کے شمالی ضلع میں اطالویوں سے جنگ کے لئے فوجیں تیار کر رہا ہے -

—— یروشلم - ۳۰ رجون - فلسطین کی صورت حالات روز بروز زیادہ نازک ہوتی جا رہی ہے - آج کی اطلاع ہے کہ یہودیوں نے ایک بم پھینک کر گیارہ عربوں کو مجروح کر دیا -

—— انجمن اقوام کے انتدابی کمیشن نے فلسطین کی رپورٹ پر بحث ختم کر دی ہے - اطلاع ملی ہے کہ کمیشن نے قرطاس ابیض کے متعلق کوئی سفارش نہیں کی -

ہندوستان

—— مراد آباد - ۲۸ رجون - گذشتہ شب ½۲ کے قریب چاند پور ساباز اور بلداؤ اسٹیشنوں کے درمیان دہلی ڈیرہ دون ایکسپرس کو زبردست حادثہ پیش آیا انجن اور تین مال کے اور تین مسافروں کے ڈبے الٹ گئے - دس آدمی ہلاک اور اکیس زخمی ہوئے -

—— حیدرآباد دکن - ۲۸ رجون - کل یہاں آریوں کی شرارت کی وجہ سے مسلمانوں اور سکھوں میں فساد ہو گیا جس کی وجہ سے ایک سکھ ہلاک اور ایک مسلمان شدید مجروح ہوا - پولیس نے حالات پر قابو پا لیا -

—— صوبہ سرحد میں احراریوں اور خاکساروں کے درمیان متعدد مقامات پر فساد ہو چکے ہیں -

—— لاہور ۲۸ رجون - راجہ رنجیت سنگھ کی صد سالہ برسی کی تقریب کے سلسلہ میں سکھوں نے آج ایک عظیم الشان جلوس نکالا جو قریباً ڈیڑھ میل لمبا تھا -

—— لاہور ۲۸ رجون - آریہ سماجیوں نے ریاست حیدرآباد کے خلاف جو شورش بپا کر رکھی ہے اس کی وجہ سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے - صوبہ سرحد کے مسلمان خاص طور پر مضطرب ہو رہے ہیں - آج لاہور میں ایک جلسہ بھی ہوا جس میں طے کیا گیا ہے کہ اگر آریوں نے اپنی شورش بند نہ کی تو مسلمان ۱۵ جولائی کے بعد آریہ جتھوں کو روکنے کے لئے عملی اقدام کریں گے -

—— معلوم ہوا ہے کہ صوبہ سرحد کا ایک نمایندہ وفد لاہور آیا ہے جو آریہ سماجی لیڈروں کو مشورہ دے گا کہ حیدرآباد کے خلاف اپنی شورش بند کی جائے ورنہ اس کا اثر قبائل آزاد کے ہندوؤں پر پڑے گا اور صوبہ سرحد کے ہندوؤں پر عموماً پڑے گا - غالباً یہ وفد دہلی بھی جائیگا

—— بنوں ۲۹ رجون - آج شب ایک مشہور قبائلی لیڈر رنگی نواز کے لشکر نے بنوں چھاؤنی اور شہر پر گولیاں برسائیں - اس کے جواب میں سرکاری فوج نے مشین گنوں سے گولیاں چلائیں اور فضائی قوت سے کام لیا -

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ بنوں کے قریب نہرو ل کی زیر قیادت قبائلی لشکر کی سرگرمیاں بڑے زور شور کے ساتھ جاری ہیں

—— بمبئی - ۳۰ رجون - معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی پرسوں صوبہ سرحد کو روانہ ہو جائیں گے -

—— لاہور ۲۹ رجون - آج شام کو راجہ رنجیت سنگھ کی صد سالہ برسی منانے کے سلسلہ ان کی سمادھ پر ایک ہوائی جہاز کے ذریعہ پھولوں کی بارش کی گئی - علاوہ ازیں ایک نمائش منعقد کی گئی جس میں راجہ انجہانی کے زمانہ کی تحریرات اور تحائف رکھے گئے تھے -

—— لکھنؤ ۲۹ رجون معلوم ہوا ہے کہ حکومت یو - پی اور یو - پی کے جاگیرداروں میں لگانداری کے بل کی بہت سی دفعات پر سمجھوتہ ہو گیا ہے -

—— کانگریسی صوبہ آسام میں ہندی زبان کو رائج کرنے کی کوشش کر رہی ہے

—— پٹیالہ کے مسلمانوں پر وہاں کے حکام بدستور مظالم کر رہے ہیں - جس کی وجہ سے اسلامی حلقوں میں بے چینی روز بروز بڑھ رہی ہے -

—— راجپوتانہ کی مشہور ریاست جودھ پور میں بھی یہی کیفیت ہے -

—— ۲۳ رجون کو ہندوستان کے بہت سے مقامات پر یوم حیدرآباد منایا گیا مسلمانوں نے اس روز جلسے منعقد کر کے حیدرآباد کے خلاف آریہ سماجی شورش کی مذمت کی -

—— شملہ ۳۰ رجون - وزارت مالیات حکومت ہند ۵ رجولائی کو ۱۰ کروڑ روپیہ قرضہ لیگی - یہ قرضہ ۱۹۳۹ء کیلئے ۳ فیصدی شرح سود پر لیا جائیگا -

ممالکِ خارجہ

—— ڈینزگ ۲۹ رجون - ایک اطلاع مظہر ہے کہ جرمنی نے ڈینزگ پر قبضہ کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے - چنانچہ آج بعد دوپہر چار ہزار جرمن سپاہی ڈینزگ میں داخل ہو گئے ہیں -

—— اس خبر سے پولینڈ کے سیاسی حلقوں میں غیر معمولی ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا ہے - حالات کی نزاکت کے پیش نظر پبلک کو زہریلی گیس سے محفوظ رہنے کے نقاب دے دیئے گئے ہیں

—— اس خبر سے برطانی اور فرانسیسی پریس سخت مشتعل ہو رہا ہے صاف لکھ رہا ہے کہ برطانیہ اور فرانس پولینڈ کی امداد سے ہرگز پہلو تہی نہیں کریں گے -

—— وارسا - ۲۹ رجون - جرمنی کا مقابلہ کرنے کے لئے پولینڈ کی افواج اور جنگی بیڑہ تیار ہے - عوام جرمنی کے خلاف پُر زور مظاہرے کر رہے ہیں - بیشمار پولوں نے جرمنی سے مقابلہ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کا حلف اُٹھایا ہے -

—— ماسکو ۲۹ رجون - معلوم ہوا ہے کہ منگولیا کی سرحد پر روسی اور جاپانی طیاروں کی فضائی جنگ بدستور جاری ہے - چونکہ اس جنگ کو روکنے کی تاحال کوئی کوشش نہیں کی گئی اس لئے سیاسی حلقے اس کو ایک زبردست جنگ کا پیش خیمہ خیال کرتے ہیں

—— لندن ۲۹ رجون - ٹین سین کی صورت حالات قدرے رو بہ اصلاح ہے - جاپانیوں کا رویہ کچھ نرم ہو گیا ہے - مگر اب انہوں نے انگریزوں کی بجائے امریکنوں پر سختی شروع کر دی ہے - گویا یہ امریکہ کے انتباہ کا جواب ہے -

—— ایک اطلاع مظہر ہے کہ سوٹیاؤ - سونچاؤ اور فوچاؤ کی بندرگاہ میں برطانوی اور امریکن جنگی جہاز ابھی تک کھڑے ہیں جاپانی افسروں نے انہیں متعدد بار وہاں سے چلے جانے کو کہا مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی

—— تسانسی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جاپان کے فوجی افسروں نے وہاں پر امریکن مشن کو یہ نوٹس دیا ہے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر وہاں سے اپنا ہسپتال اور عمارات اُٹھا لیں ورنہ ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی - اس جائیداد کی قیمت چار لاکھ ڈالر کے قریب ہے مگر جاپانی اس کے لئے صرف ستر ہزار ڈالر رقم پیش کر رہے ہیں

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت جاپان چین کے اندر رہنے والے تمام امریکنوں کو نوٹس دینے والی ہے کہ وہ اپنی عمارات مکانات کا ملبہ ایک مدت معینہ کے اندر اندر وہاں سے اُٹھا لیں

—— یورپ کے سیاسی حالات روز بروز پیچیدہ ہو رہے ہیں ۲۸ رجون کو فرانسیسی وزیر اعظم موسیو ایم ولادیہ نے اس خیال کا اظہار کیا موجودہ بین الاقوامی صورت حالات نے گذشتہ بیس سال کے بعد از سر نو خطرناک صورت اختیار کر لی ہے

—— لندن کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اب یہ بات یقینی معلوم ہوتی ہے کہ پارلیمنٹ برطانیہ توڑ دی جائے گی اور نئے انتخابات نومبر کے مہینہ میں عمل میں آئیں گے -

—— لندن ۲۸ رجون - آج لندن کے ایک محلہ میں آگ لگ گئی دیکھتے دیکھتے دور تک پھیل گئی - آگ بجھانے کے ڈیڑھ سو انجن کئی گھنٹے کی کوشش کے بعد بمشکل آگ پر قابو پا سکے - بہت سے مرد اور عورتیں مجروح ہوئیں کئی مکانات اور عظیم الشان دکانیں جل گئیں، نقصان کا اندازہ دس لاکھ پونڈ ہے

—— پیرس - ۳۰ رجون - بیس ہزار جرمن فوج جدید ترین اسلحہ سے لیس ہو کر فرانس کی سرحد پر پہنچ گئی جس کی وجہ سے فرانس میں شدید ہیجان و اضطراب پیدا ہو گیا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اصلاح قلب کی ضرورت

سب سے پہلے اپنے دلوں میں انکسار، اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ۔ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادات یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔ پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہش تمہارے قویٰ اور تمہارے اعضا کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں۔ کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔

(فتح اسلام)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب تا حال واپس لاہور تشریف نہیں لائے (انتظار ہے)

— جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان عنقریب ہندوستان آ رہے ہیں

— جناب نواب خانصاحب احمدی جموں سے تحریر فرماتے ہیں کہ انکے صاحبزادے عبدالرحیم زبیر خاں صاحب نے ولایت میں انجنیئری کا امتحان دیا تھا۔ بذریعہ تار انکی کامیابی کی خبر موصول ہوئی ہے الحمد للہ۔ مبارکباد۔

— جناب شیخ غلام حسین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ موضع پھٹے کلاں میں شیخ عبدالعزیز صاحب گرداور تا[illegible] کی صاحبزادی عزیزہ صغرا بیگم صاحبہ کا عقد شیخ صاحب موصوف کے عزیز میاں قمر الدین صاحب احمدی سے مبلغ پانچ صد روپے مہر پر ہوا۔ شیخ صاحب نے اس مسرت میں مبلغ پانچ روپے بطور شکرانہ انجمن کو دئیے ہیں

— پیغام صلح، دلی مبارکباد عرض ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بابرکت بنائے۔

ایک نیک خاتون کی وفات

جناب ملک کندل خانصاحب موضع سفید ڈھیری ضلع پشاور نہایت افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ انکی اہلیہ صاحبہ محترمہ ۲۳-۲۴ جون کی درمیانی شب کو طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک خاتون تھیں ہمیں اس صدمہ میں خانصاحب موصوف اور انکے معزز خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے تمام دوست اور جماعتیں جنازہ غائب پڑھیں

"رفعہ اللہ الیہ"

حیاتِ مسیح کا غلط عقیدہ رکھنے والوں کیلئے قابلِ غور امور

(از جناب مولانا عمرالدین صاحب شملوی)

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی شان میں قتل کی نفی کے بعد "بل رفعہ اللہ الیہ" جملہ واقع ہے۔ اس جملے سے عیسائی لوگ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ عیسیٰؑ کو صلیب پر مرنے کے بعد زندہ کر کے آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اور اس طرح کسی دوسرے نبی یا رسول کو خدا نے آسمان پر زندہ نہیں اُٹھایا۔ پس مسیحؑ سب نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں، بلکہ انہوں نے یہاں تک کہا کہ مسیحؑ کا زندہ آسمان پر جانا اس کے خدا ہونے کی دلیل ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان بھی اس غلط خیال میں پھنس گئے اور وہ بھی یہی ماننے لگ گئے کہ عیسےٰؑ زندہ ہی آسمان پر اُٹھا لئے گئے، عیسائی تو مرنے کے بعد عیسےٰؑ کا زندہ ہوتا اور آسمان پر زندہ جانا مانتے تھے مگر مسلمانوں نے کہا کہ نہیں وہ مرے ہی نہیں بلکہ انکی بجائے کوئی اور مارا گیا اور عیسےٰؑ زندہ ہی آسمان پر چلے گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ نصاریٰ نے اس امر کو مسیحؑ کی فضیلت اور خدائی کی دلیل بنا کر مسلمانوں کو شرمندہ کرنا شروع کیا اور وہ بڑی دلیری سے مسلمانوں کے مقابل اس امر کو پیش کرتے رہے مسلمانوں نے نصاریٰ کے اس غلط خیال کو جو مسیحؑ کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے کا ہے اسلئے قبول کر لیا کہ جس طرح انجیل میں بھی مسیحؑ کے نزول کا بڑی شد و مد سے ذکر موجود ہے اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی ایک مسیحؑ کی آمد یا نزولِ مسیحؑ کی متواتر پیشگوئی موجود ہے۔

اگر مسیحؑ کے نزول کی خبر انجیل و قرآن اور احادیث نبویہ میں نہ ہوتی تو عیسےٰؑ کے آسمان پر زندہ جانے کا غلط خیال کبھی مسلمانوں میں غالباً نہ پھیلتا اور آج جو مسلمان "بل رفعہ اللہ الیہ" سے مسیحؑ کا آسمان پر زندہ اُٹھایا جانا نکالتے ہیں کبھی نہ نکالتے کیونکہ عربی زبان میں رفع الی اللہ کے معنے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانا نہیں ہیں اور نہ یہ معنے کسی طرح ہو سکتے ہیں، بلکہ اس کے معنے تو تقرب الی اللہ کے ہیں۔ قرآن مجید میں مسیحؑ کی وفات کا وعدہ پہلے ہے اور رفع الی اللہ کا اس کے بعد ذکر ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وفات کے بعد رفع الی اللہ ہونے والا تھا۔ قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر رفع کا لفظ بلندیٔ مرتبہ یا تقرب الی اللہ کے معنوں میں استعمال شدہ موجود ہے۔ مثلاً ایک شخص کے جس نے موسیٰؑ کے مقابل فرعون کا ساتھ دیا تھا جس کا نام بلعم باعور لکھا ہے اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔ "لو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض"۔ یہاں "لرفعناہ" کا ترجمہ اخلد الی الارض کے مقابل یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو اس شخص کو اپنی آیات کے ساتھ بلند مرتبہ کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا اسلئے رفعت سے محروم رہا۔ یہاں رفعت کے بالمقابل اخلد الی الارض کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ جس طرح زمین کی طرف جھکنے سے مراد زمین پر سجدہ کرنا یا بیٹھنا نہیں بلکہ سفلی خواہشات کی طرف جھک جانا یا خدا سے دوری مراد ہے اسی طرح رفع الی السماء کے معنے آسمان پر چڑھنا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا قرب مراد ہیں جیسا کہ احادیث میں رفع الی السماء کے معنے بلندیٔ مرتبہ یا تقرب الی اللہ کے ہی آئے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے:۔ اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن سے ساتویں آسمان تک بلندیٔ مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ عربی زبان میں ایک محاورہ ہے کہ

من تواضع للہ رفعہ اللہ

یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کی اللہ نے اُسے اُٹھایا۔ یعنی بلند مرتبہ کیا۔

غرض "رفعہ اللہ الیہ" کے الفاظ ایسے نہ تھے کہ جن سے مسیحؑ کا آسمان پر زندہ چلے جانا نکالا جا سکتا۔ مگر مسیحؑ کے نزول کا متواتر وعدہ جو صحف آسمانی اور احادیث میں موجود ہے۔ اس کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے نصاریٰ اور اہل اسلام دونوں کو یہ غلطی لگی کہ وہ مسیحؑ کے آسمان پر زندہ جانے کے قائل ہو گئے ورنہ رفع الی اللہ کے معنے تقرب الی اللہ کے سوا کچھ نہیں ہیں اور ناممکن ہے کہ کوئی عربی دان اسکے خلاف کچھ اور معنے ثابت کر سکے۔

رفعت کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں جو دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کی حالت میں پڑھی جاتی "وارفعنی" کا جملہ موجود ہے جو بتا رہا ہے کہ آنحضرت صلعم ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے رفعت مانگا کرتے تھے اور یقیناً حضورؐ کو ایسی رفعت حاصل ہوئی کہ ہم کہتے ہیں:۔ ؎

بلقائے کہ رسید ہی نہ رسد ہیچ نبی

یعنی جو علو مرتبت اور رفعت شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی، وہ کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں اور کسی انسان کا تو کیا ذکر ہے مسلمان اس بات کو یوں تو مانتے ہیں مگر پھر بھی حضرت عیسےٰؑ کو اپنی نادانی سے آسمان پر زندہ ہی مانتے ہیں اور آنحضرت صلعم کی شان میں باوجود اسی رفع الی اللہ کے موجود ہونے کے بھی زمین میں ہی مدفون مانتے ہیں۔ کیا خوب فرمایا ہے حضرت مجدد زمان نے ؎

مسیحؑ ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند۔
مگر مدفونِ یثرب را نہ دادند ایں فضیلت را

ایسے لوگوں نے ان کو جنہوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ تا قیامت زندہ نبی ہیں اور موسےٰؑ و عیسےٰؑ سب فوت ہو چکے کافر بلکہ اکفر قرار دیکر اپنے محرومِ ازلی ہونے کا ثبوت دے دیا۔ بالکل سچ فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے کہ۔ ؎

زہے نا فہمیٔ عرفاں چوں محروم ازل بودند + نہادند نام کافر را جرم عشاق ملت را

گر حق حق ہے وہ ہمیشہ غالب آتا ہے کوئی اسے مٹا نہیں سکتا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تھوڑے عرصہ میں ہی اب یہ انقلاب ہو چکا ہے کہ بڑے بڑے علامہ دل سے وفاتِ مسیحؑ کے قائل ہو چکے ہیں اور عام الناس میں سے بھی حیاتِ مسیحؑ کا خیال مٹتا جا رہا ہے اور اکثر لوگ جو تعلیم یافتہ ہیں وہ حیاتِ مسیحؑ کے خیال کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور وہ وقت آنے والا ہے کہ تمام دُنیا اس غلط خیال کو چھوڑ کر حضرت مجدد وقت اور مسیح آخر الزمان حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے پیشکردہ نظریہ کو صحیح مان لے گی کیونکہ خدا تعالیٰ نے شواہد پیدا کرتا چلا جائیگا، کہ انکار کی گنجائش ہی نہ رہیگی ✤

آنحضرت صلعم کی شان میں رفعہ اللہ الیہ کا استعمال

اور آج ہم بل رفعہ اللہ الیہ سے مسیحؑ کو آسمان پر زندہ چڑھانے والے مولویوں اور انکے ہم خیال دوسرے لوگوں پر اتمام حجت کے طور پر ایک روایت جو ائمہ اہل بیت میں سے حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے پیش کرتے ہیں جس میں قرآن مجید کے الفاظ رفعہ اللہ الیہ کو بجنسہٖ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں حسب ذیل طریق پر استعمال کیا گیا ہے:۔

قال السماء رسول اللہ رفعہ اللہ الیہ

(تفسیر آیت والسماء رفعھا ووضع المیزان تفسیر صافی) یعنی امام رضاؑ نے کہا کہ والسماء رفعھا میں آسمان سے مراد آنحضرت صلعم کی ذات ہے جسے خدا نے اپنی طرف اُٹھا لیا۔ کیا کوئی مولوی صاحب سنی ہوں یا شیعہ اس عبارت میں رفعہ اللہ الیہ کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آسمان پر زندہ جانا ثابت کر سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر حضرت عیسےٰؑ کے متعلق انہی الفاظ سے آسمان پر زندہ جانا کیوں مراد لیا جاتا ہے۔ انصاف! انصاف!!۔

(بقیہ صفحہ ۷)

بہت ہنسے اور فرمایا، آگے بھی پڑھ دو:۔

انک لن تستطیع معی صبرًا

پھر فرمایا، اچھا کل صبح سے پڑھینگے اور سب غصہ جاتا رہا۔ اور پہلے سے بھی زیادہ محبت سے پڑھانے لگے۔

آپ کو اپنی تعریف سننے سے بڑی نفرت تھی اور آپ اس سے ناراض ہو جایا کرتے تھے، ایسا ہی آپ کسی کی تعریف اُس کے سامنے نہ فرماتے تھے، ہاں دوستوں میں اسکی غیر موجودگی میں تعریف کر دیتے۔

آپکی زندگی استغناء کا بہترین نمونہ تھی۔ اور آپ نے ہمیشہ اپنے احباب کو یہی نصیحت کی کہ کسی انسان سے توقعات وابستہ نہ رکھیں کیونکہ اگر کسی انسان سے توقعات وابستہ ہوں اور وہ پوری نہ ہوں تو پھر دُکھ ہوتا ہے اور ہر بات میں خدا پر کامل بھروسہ ہونا چاہیئے

حضرت کی یادگاریں

حضرت مولانا مرحوم مغفور کے دو جوان صاحبزادے برادرم عبدالاحد خان اور برادرم عبدالواجد خان صاحب ہیں دونو بفضلہ تعالیٰ بی، اے، بی ٹی ہیں۔ اور سرحد کے محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں، ان کے علاوہ دو اور چھوٹے بچے ہلال اور سعید الرحمان ہیں ایک کم سن بچی آمنہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی بیگم صاحبہ کو اور ان بچوں کو اس صدمہ جانکاہ میں صبر و استقلال عطا فرمائے اور انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے (آمین)

چند مفید حوالے

(مرتبہ جناب منشی نواب خانصاحب احمدی)

اسلام میں فرقہ احمدیہ اور فرقہ احمدیہ میں اولاد جسمانی اور روحانی کی تعریف اور پایہ

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود امام زمان مجدد صدچہاردہم و الف آخر علیہ السلام کے پاک ارشادات

۱۔ اقتباس از کتاب رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۶۳

ہماری جماعت میں اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا ترقی ہوگئی ہے اور تہمت لگاتے ہیں کہ افترا، غیظ و غضب میں مبتلا ہیں کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں۔ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیکنامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین کہا گیا ہے۔ گویا کہ حضور عامۃ المسلمین کے باپ ہیں۔

جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیات ظاہری کا باعث۔ مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا اور اس مرکز اصلی کی طرف عود کرتا ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے۔

۲۔ البشریٰ انت منی بمنزلۃ اولادی … السماء صک

اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤں گا اور اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا۔ اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے

۳۔ (تریاق القلوب صفحہ ۲۰۱ میں)

شیطان آواز دے گا کہ اس تنازعہ میں جو مابین مسلمین اور نصاریٰ ہوگا۔ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے اور آسمان سے آواز آئے گی یعنی الہامی طور پر جتلایا جائے گا۔ کہ حق آل محمد کے ساتھ ہے تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵ سے اقتباسات

(الف) اس حدیث میں لفظ آل عیسیٰ اور آل محمد محض استعارہ کے طور پر بیان کئے گئے ہیں

(ب) دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کی کوئی آل نہ تھی۔

(ج) پس اس جگہ بلاشبہ آل عیسیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ خدا ہے اور ہم اس خدا کے فرزندوں کی طرح ہیں اور مرکر اس کی گود میں سرتے ہیں۔

۴۔ سو اسی قرینہ سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی دنیوی رشتہ مراد نہیں ہے بلکہ آل سے مراد وہ لوگ ہیں جو فرزندوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ بلکہ ہر جگہ آل کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی مراد ہے۔ نہ دنیوی رشتہ کی۔ کہ جو ایک سفلی اور فانی امر ہے جو موت کے ساتھ ہی لا انساب بینہم کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے

۵۔ نبی کا نفس بھی اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ آل کے لفظ سے محض اس کی یہ غرض ہو کہ عام دنیاداروں کی طرح ایک سفلی اور فانی رشتہ کا لوگوں کو بہرہ پہنچایا جاوے۔

۶۔ ظاہر ہے کہ نبی کی نظر آسمان پر ہوتی ہے اور اس کا ساحت عزت اور مبلغ ہمت اس سے پاک ہے کہ وہ بار بار ایسے رشتوں کو پیش کرے جن کے ساتھ ایمان اور صداقت اور تقویٰ لازم اور ملزوم نہیں ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماوے کہ یہ دنیوی رشتے تو اسی دنیا تک ختم ہو جاتے ہیں اور قیامت میں انساب میں رہیں گے لیکن اس کا نبی ایک ادنیٰ سے رشتہ پر ہی زور دیتا ہے جو لڑکی کی اولاد ہے۔

۷۔ حق تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک اور عظیم الشان انبیاء جو جو کلمات منہ پر لاتے ہیں وہ اس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتے ہیں کہ گویا زمین سے شروع ہو کر آسمان پر جا پہنچتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ آسمان سے زمین تک آفتاب کی شعاع کی طرح نازل ہوتے ہیں اور وہ تمام کلمات اسی درخت کی طرح ہوتے ہیں جس کی جڑ نہایت مضبوط اور زمین کے پاتال تک پہنچی ہوا ور شاخیں آسمان میں داخل ہوں۔ لیکن وہی کلمات جب عوام کے محاورہ میں آتے ہیں تو عوام کالانعام اپنے محدود فہم اور کوتاہ عقل کی وجہ سے نہایت ذلیل معنوں میں ان کو لے آتے ہیں جو روحانیوں کے نزدیک قابل شرم ہوتے ہیں کیونکہ ان کی دنیوی عقلوں کو آسمان سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا۔ وہ نہیں جانتے کہ روحانی روشنی کیا شئے ہے۔ اسی لئے وہ علیداس موٹی سمجھ کے موافق نبی کے اعلیٰ مقاصد اور بلند تر ارشادات کو صرف دنیوی اور فانی رشتوں پر ہی ختم کر دیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس فانی اور ناپائدار رشتہ کے وراء الوراء اور قسم کے رشتے بھی ہوتے ہیں اور ایسا ہی اور قسم کی آل ہوتی ہے جو مرنے کے بعد منقطع نہیں ہو سکتی اور نفی لا انساب بینہم کے نیچے نہیں آتی

۸۔ نہ صرف اس قسم کی آل جو فدک جیسے ایک نام کے باغ اور چند درختوں کے لئے لڑتے پھریں اور مشتعل ہو کر کسی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا کہیں اور کسی عمر کو

۹۔ بلکہ خدا کے پیاروں اور مقبولوں کے لئے روحانی آل کا لقب نہایت موزون ہے

۱۰۔ اور وہ روحانی اولاد اپنے نانا سے وہ وراثت پاتے ہیں جن کو کسی غاصب کا ہاتھ غصب نہیں کر سکتا اور وہ ان باغوں کے وارث ٹھہرتے ہیں جن پر کوئی دوسرا قبضہ ناجائز نہیں کر سکتا

۱۱۔ پس یہ سفلی خیال بعض اسلامی فرقوں میں اس وقت سے آگیا جبکہ ان کی روح مردہ ہو گئی اور اس کو روحانی طور پر آل ہونے کا کچھ بھی حصہ نہ ملا۔ اس لئے روحانی مال سے لاوارث ہونے کی وجہ سے ان کی عقلیں موٹی ہو گئیں اور ان کے دل مکدر اور کوتہ بین ہو گئے

۱۲۔ اس میں کسی ایماندار کو کلام نہیں ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور آئمۃ الہدیٰ تھے اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل تھے۔

۱۳۔ لیکن کلام اس میں ہے کہ کیوں آل کی اعلیٰ قسم کو چھوڑ دیا گیا ہے اور ادنیٰ پر فخر کیا جاتا ہے۔

۱۴۔ تعجب ہے کہ وہ اعلیٰ قسم امام حسن اور امام حسین کے آل ہونے کی یا اور کسی کے آل ہونے کی جس کی رو سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں اور بہشت کے سردار کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ اس کا تو کچھ ذکر ہی نہیں کرتے اور ایک فانی رشتہ کو بار بار پیش کیا جاتا ہے جس کے ساتھ روحانی وراثت لازم اور ملزوم نہیں۔

۱۵۔ اگر یہ جسمانی رشتہ جو جسمانی تعلق سے پیدا ہوتا ہے ضروری طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک حقدار ہوتا تو سب سے پہلے قابیل کو یہ حق ملتا جو حضرت آدم علیہ السلام کا پہلوٹھا بیٹا تھا اور پیغمبر زادہ تھا اور پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی کے اس بیٹے کو حق ملتا۔ جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے انہ عمل غیر صالح کا لقب پایا۔

۱۶۔ سو اہل معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ اگر امام حسین اور حسن رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفلی رشتہ کے لحاظ سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ … وہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی وارث ہوتے جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ ہوتا ہے۔ تو کیا روح کا کوئی بھی رشتہ نہیں۔ بلکہ حدیث صحیح اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ روحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے دشمنی اور دوستی بھی ہوتی ہے۔

۱۷۔ اب ایک عقلمند انسان سوچ سکتا ہے کہ کیا لازوال اور ابدی طور پر آل رسول ہونا جائے فخر ہے یا جسمانی طور پر آل رسول ہونا جو بغیر تقویٰ اور ایمان کے کچھ بھی چیز نہیں

۱۸۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں۔ بلکہ اسی تحریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق صرف جسمانی طور پر آل رسول ہونا نہیں۔ کیونکہ وہ بغیر روحانی تعلق کے ہیچ ہے اور حقیقی تعلق انہی ترکیوں کا رسول سے ہے کہ جو روحانی طور پر ان کی آل میں داخل ہیں۔ رسولوں کے معارف اور انوار روحانی رسولوں کے لئے بجائے اولاد ہیں جو ان کے پاک وجود سے پیدا ہوتے ہیں اور جو ان معارف اور انوار سے نئی زندگی حاصل کرتے ہیں۔ وہی ہیں جو روحانی طور پر آل محمد کہلاتے ہیں۔

احمدیت میں روحانی اولاد کی چند مثالیں حضرت اقدس علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات

۱۔ حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے"

۲۔ حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"تارک روزگار مے بینیم"

۳۔ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ تذکرۃ الشہادتین میں مفصل ذکر ہے

۴۔ اسی طرح پر کتاب ازالہ اوہام۔ دیگر کتب اور اشتہارات اخبارات میں درجہ بدرجہ خدام کے تذکرے درج ہیں اور ان کے ملاحظہ پر ازدیاد ایمان ہو سکتا ہے اور ان بزرگوں کی خدمات و کارنامے حضرت اقدس علیہ السلام کے ذیل میں مسطور ہو کر چھپ چکے ہوئے ہیں۔ . . . .

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے ایل۔ایل۔بی کا پایہ احمدیت میں

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۔ حوالہ اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۲/۳۹ء

اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک جوان صالح خدا کے فضل کو پاکر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی جبی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ پلیڈر۔ اور میں اس کے آثار عمدہ پاتا ہوں اور مدت سے اپنے دنیاوی کاروبار کا ہرج کرکے خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم اور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب سے حقائق اور معارف قرآن شریف سن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی۔ کہ جوان موصوف خدا کے فضل سے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا۔ جو ہم جنسوں کے لئے لائق پیروی ہونگے اے خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ (اشتہار انصار)

۲۔ اخبار بدر جلد ۱ مطابق شعبان ۱۱/۲ء

مولوی محمد علی صاحب نے ایک خط خالد سنوع صاحب (ایک نومسلم انگریز) کا پڑھ کر سنایا۔ اس میں راقم نے اس امر پر تعجب کیا ہوا ہے کہ میگزین کی انگریزی مولوی محمد علی صاحب کی ہوتی ہے میر ناصر نواب کی تائید پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب کا ایسا ہی عمدہ انگریزی لکھنا ایک خوارق عادت امر ہے۔ چنانچہ انگریزوں نے بھی خیال کیا ہے کہ ہم نے کوئی یورپین رکھا ہوا ہے۔ جو کہ انگریزی رسالہ لکھتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے بیان کیا کہ خدا کا فضل ہی ہے۔ ورنہ اس سلسلہ سے پہلے میرا ایک حرف تک شائع نہیں ہوا۔ اللھم زد فزد۔

۳۔ اخبار مندرج بالا (۲)

حضرت اقدس نے "الحکم" اور "البدر" کے ایڈیٹروں کو بلا کر تاکید کی کہ وہ مضامین کے شائع کرنے میں ہمیشہ محتاط رہا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ غلطی سے کوئی بات غلط پیرایہ میں بیان ہو جائے یا کسی الہام کے لفظ غلط شائع ہوں تو اس سے معترض لوگ دلیل پکڑیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایسے مضامین مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کو دکھا لیا کریں۔ اس میں آپ کو فائدہ ہے اور تمام لوگ غلطیوں سے بچتے ہیں۔

۴۔ حوالہ اخبار الحکم ۱۱/۵، ۳۰۔ مورخہ ۱۱/۵/۹ قبل ظہر

فرمایا۔ ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے۔ مروجہ تعلیم کو اس واسطے ساتھ رکھا گیا ہے کہ یہ علم خادم دین ہوں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف۔اے یا بی۔اے پاس کرکے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں۔ ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے کام آوے۔ مشکل یہ ہے کہ جس کو ذرا بھی استعداد ہو جاوے وہ دنیا کی طرف جھک جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں ایسے لوگ پیدا ہوں

جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور وہ اکیلے ہیں۔ ان کا ہاتھ بٹانے والا یا قائم مقام نظر نہیں آتا۔

۵۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان (جانشین) کا حضور علیہ السلام نے خود اپنے دست مبارک سے مولانا محمد علی صاحب کو سکرٹری شپ کا منصب تفویض کردیا۔

۶۔ اخبار البدر ۲/۷ ۲۱

مولوی محمد علی صاحب کو بلا کر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یورپ و امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے واسطے ایک انگریزی زبان میں کتاب لکھی جاوے اور یہ آپ کا کام ہے۔

۷۔ بحوالہ اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۲۹ مارچ ۱۹۳۹ء مضمون چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ای۔اے۔سی حضور اقدس علیہ السلام نے قادیان سے لاہور کے آخری سفر ۵ اپریل ۱۹۰۸ء کے وقت مولانا مولوی محمد علی صاحب کو اپنی غیر حاضری میں امیر مقرر فرمایا۔

زمانہ بیعت احمدیت سے لیکر تا وصال مبارک ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ملفوظات بھی حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب تا ابد محفوظ و مسطور ہو چکے ہوئے ہیں

اللہ تعالیٰ جس پر چاہے فضل کرے اور جتنا چاہے فضل کرے

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا سعادتمندانہ اعتراف

دیباچہ قرآن کریم انگریزی صفحہ xciv

(1) And lastly, the greatest religious leader of the present time, Mirza Ghulam Ahmad of Qadian has inspired me with all that is best in this work. I have drunk deep at the fountain of Knowledge which this great reformer mujaddad and Mehdi in Islam, of the present century and founder of Ahmadiyya movement, has made to flow. There is one more person whose name I must mention in this connection the late Maulvi Hakim Nur Din, who in his last illness patiently went through much the greater part of the explanatry notes and made many valuable suggestions. To him indeed the Muslim world owes a great debt of gratitude as the leader of new turn given to the exposition of the Holy Quran. He has done his work and passed away silently, but [illegible]

the whole of his life in studying the Holy Quran and must be ranked with the greatest expositors of the Holy book. It is a pity that his valuable commentary has not yet been given to the world, but when that manuscript sees the light it will xx reveal that he was one of the master minds.

ترجمہ: "بالآخر اس بات کا ظاہر کردینا بھی ضروری ہے کہ میری اس تفسیر میں جو سب سے اچھی باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ میں نے موجودہ زمانہ کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے حاصل کی ہیں ـــــ میں نے اسی سرچشمہ علم وفضل سے خازم آشامی کی ہے جو اس صدی کے مصلح اعظم مجدد زماں مہدی دوران یعنی بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بہایا ہے ـــــ اس سلسلہ میں ایک اور بزرگ بھی ہیں جن کا ذکر کرنا میرے لئے نہایت ضروری ہے وہ حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم ہیں۔ جو مرض الموت میں بھی نہایت صبر واستقلال کے ساتھ تفسیر کے اکثر حصہ کی نظر ثانی فرماتے رہے۔ اور متعدد بیش قیمت نکات سے مستفید کیا اسلامی دنیا فی الحقیقت انہیں کی مرہون احسان ہے۔ کیونکہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے قرآن شریف کی تفسیر میں نئے نقطہ نگاہ کی بنیاد ڈالی ہے۔ انہوں نے اپنے فرض کو ادا کیا اور نہایت خاموشی کے ساتھ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ـــــ یہ امر واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنی عمر عزیز قرآن مجید کے مطالعہ میں صرف کردی بے شک ان کی جگہ قرآن پاک کے مفسرین عظام کی صف اول میں ہے۔ لیکن یہ افسوسناک امر ہے کہ ابھی تک ان کی بلند پایہ تفسیر دنیا کے سامنے نہیں آئی۔ لیکن جب وہ مسودہ روشنی میں آئے گا تو یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ کہ حضرت ممدوح ایک بلند دماغ مفکر تھے"

بےشمار صلوٰۃ وسلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر جس نے اعتراف فرمایا کہ اس کو استاد کامل حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کے بدولت اس منصب جلیلہ پر خدمت دین عطا ہوئی اور اسی طرح پر مبارک ہے حضرت مولانا محمد علی صاحب جس نے اپنے مرشد وآقا علیہ السلام کی اطاعت کامل کی بدولت انگریزی نویسی میں خوارق عادت امر کا اعزاز حاصل کیا ... اور مفسر قرآن کریم بزبان انگریزی ... ہو کر عملاً اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درخت طیبہ کی شاخ ثابت کیا۔ خدا تعالےٰ بطفیل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے ہر بھائی کو خدمت دین کی ایسی توفیق عطا کرے کہ اس کا دین کو دنیا پر مقدم کرنا ثابت ہو جائے +

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

آہ! حضرت مولانا احمد صاحب

جماعت کا سب سے بلند پایہ عالم چل بسا!

ابھی ہماری آنکھیں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کے غم ہی میں اشکبار تھیں کہ فرشتہ موت نے ہمارے زخمی دلوں پر ایک اور کاری زخم لگایا ——— آہ! حضرت مولانا احمد صاحب ۳ جولائی کو طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مرحوم عالم بے بدل تھے۔ ان کی اس حیثیت سے اکثر احباب جماعت واقف ہیں۔ لیکن جن دوستوں کو حضرت مرحوم کی بے نظیر شخصیت کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت مرحوم عالم بے بدل کے علاوہ بھی بہت کچھ تھے ——— وہ عالم باعمل تھے۔ زاہد بے ریا تھے۔ درویش بے نیاز تھے ——— آہ! یہ شخص استغنا کا پیکر، غیرت و شجاعت کا مجسمہ تھا۔ طوفان مصائب میں کوہ وقار اس کا قاصہ تھا۔ پوری بے خوفی غیر جانبداری لیکن خوش خوئی کے ساتھ حق بات ہر ایک کے منہ پر کہدینا اس کی عادت تھی۔ اس کے پہلو میں ایک زندہ اور قوی دل تھا جو دین وملت کیلئے ہر آن بیقرار رہتا تھا۔ اس کے اندر اسلام اور احمدیت کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ——— یہ شخص صحیح معنوں میں مرد مجاہد تھا۔ اللہ تعالیٰ کی لاکھ لاکھ رحمتیں اس پر ہوں حضرت مولانا احمد صاحب اگر چاہتے تو اپنے علم و فضل کو دنیوی عزت وجاہ کے حصول کا ذریعہ نہایت آسانی اور کامیابی سے بنا سکتے تھے۔ ہندوستان کا بڑے سے بڑا مدرسہ اور دار العلوم ان کو قدردانی کیسا تھ مسند درس پر بٹھاتا لیکن انہوں نے فقر و استغنا کو اس پر ترجیح دی اور اپنی پوری زندگی ایک باوقار و بے نیاز درویش بوریا نشین کی حیثیت سے بسر کردی۔ اہل جاہ کے دروازے پر کبھی نہ گئے۔ جو کوئی بھی اس درویش کے جھونپڑے میں آیا جھک کر آیا اور یہ اس سے مساویانہ حیثیت سے ملے۔

انہوں نے دنیوی عزت و دولت پر لات ماری۔ زمانہ کے امام کو قبول کیا اور تحریک احمدیت کے ایک پرجوش مجاہد بن گئے۔

ان کو سلسلہ میں شامل ہوئے کوئی بہت لمبا عرصہ نہیں ہوا لیکن شامل ہونیکے بعد اخلاص و ایثار کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا کہ تاریخ احمدیت مرحوم کو اپنے مجاہدین کی صف اول میں امتیاز کیسا تھ جگہ دیگی۔

مرحوم کو شہرت سے نفرت تھی اور قوت برداشت بھی غیر معمولی تھی اس لئے آپ نے اپنے علم و فضل کا اشتہار کبھی گوارا نہ کیا۔ احمدیت کی وجہ سے آپ کو پے در پے جن مصائب اور مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا ان کا چرچا بھی کبھی آپ نے پسند نہ فرمایا۔ اپنے مخصوص احباب اور شاگردوں کے ساتھ سرسری ذکر فرما دیتے تھے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قبول احمدیت کے بعد آپکے بعض رشتہ داروں اور گاؤں والوں کی طرف سے آپکی اسقدر مخالفت ہوئی کہ آپکا ہی عزم اور ایمان تھا کہ جس نے اس مخالفت کا مقابلہ کیا۔ اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے ——— دین وملت اور اپنے احباب اور شاگردوں کی معمولی معمولی تکالیف پر بیقرار ہو کر رو دینے والا یہ قابل احترام عالم اپنی مصائب کو نہایت ضبط و خاموشی کیساتھ برداشت کرنیکا عادی تھا۔

حضرت مولانا احمد صاحب کی وفات فی الحقیقت ایک بہت بڑا قومی سانحہ اور نقصان ہے۔ آپکے انتقال سے جو جگہ خالی ہوگئی ہے اس کے پر ہونے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی ——— اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں ہے حضرت مرحوم جیسی بلند پایہ شخصیتیں بہت ہی کم اور خاص حالات میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس صدمہ عظیم میں ہم ساری جماعت کی طرف سے حضرت مرحوم کی بیگم صاحبہ محترمہ، صاحبزادوں، صاحبزادی اور دیگر تمام احباب اعزہ کی خدمت میں افسوس و ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مولانا مرحوم کی داستان حیات اور ان کا علم و فضل اور اخلاص و ایثار اس قابل ہے کہ اس کا پوری تفصیل کیساتھ تذکرہ کیا جائے سردست ہم جناب سید اختر حسین صاحب کا ایک مختصر مضمون جو مرحوم کے بعض مجمل حالات پر مشتمل ہے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ انشاء اللہ مستقبل میں درج کرتے ہیں امید ہے

مدیر ”صدق“ کی خدمت میں

دہلی کے ایک ادارہ کی طرف ”اسلام میں غلامی کی حقیقت“ کے موضوع پر ”الرق فی الاسلام“ کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ جناب مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی مدیر اخبار ”صدق“ اس پر ریویو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

”اہل فرنگ کا تسلط جس دن سے اہل ہند کے دل و دماغ پر قائم ہوا اس وقت سے جو چند اعتراضات اسلام اور مسلمانوں پر ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ غلامی ہے۔ اور ہمارے متکلمین نے بھی حسب معمول نفس الزام کو قبول کر کے کوشش صرف یہ دکھانے کی ہے کہ جرم اتنا سنگین نہیں ہے۔ امیر علی سرسید۔ چراغ علی۔ محمد علی لاہوری وغیرہم سب اسی قسم کے وکیل ہیں کہ اپنے موکل کے جرم کا اقبال تو مثلاً کر لیتے ہیں اور اس کے بعد درخواست صرف اس کی کرتے ہیں کہ حاکم عدالت سزا ہلکی دے اور مجرم کی مجبوریوں کا لحاظ کرے ضرورت تھی کہ اس ذہنی مرعوبیت سے آزاد ہو کر پوری جرأت و بے خوفی سے نفس مسئلہ کی تحقیق کی جائے“

(صدق ۱۵ رجون ۱۹۳۹ء)

امیر علی، سرسید اور چراغ علی کے متعلق ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے لیکن محمد علی لاہوری پر یہ الزام بالکل غلط ہے۔ کیا محترم مدیر ”صدق“ اپنی تحریروں کا حوالہ پیش کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے جن کی بنا پر انہوں نے یہ خیال قائم کیا ہے تاکہ ان کی غلط فہمی کا ازالہ کیا جا سکے۔

محمد علی لاہوری تو اسلام کا وہ جری پہلوان ہے جس کی ایمان افروز تحریروں کے سامنے بڑے بڑے دہریہ اور مغربی فلسفہ کے شیدا سرنگوں ہو گئے۔ جناب مدیر ”صدق“ تو اپنے تجربہ کی بنا پر اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں ——— ظاہر ہے جس شخص کا دماغ اہل فرنگ سے مرعوب ہو اس کی تحریروں میں یہ اثر اور کشش نہیں ہو سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ مجدد زماں کا کوئی سچا شاگرد یورپ سے مرعوب و متاثر نہیں ہو سکتا ہے۔ مدیر موصوف ذرا غور فرمائیں کہ جن لوگوں نے یورپ کو اسلام کے لئے فتح کرنے کا عزم کر رکھا ہو اور جنہوں نے وہاں اسلام کے جھنڈے جا گاڑے ہوں وہ یورپ سے مرعوب ہو سکتے ہیں؟

تلاشِ گمشدہ

میرا لڑکا قاضی نور الدین قوم کلاسر عمر ۱۸ سال عرصہ سات آٹھ ماہ سے لاپتہ ہے جسکی وجہ سے میں اور دیگر افراد خاندان بہت پریشان ہیں۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اگر کسی کو اس کا کوئی سراغ ملے تو وہ ازراہ کرم مجھے اطلاع دیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے گا۔ حلیہ حسب ذیل ہے۔

قد لمبا۔ رنگ پکا۔ ناک بڑی لیکن کسی قدر چپٹی۔ ہر دو ابرو کے درمیان زخم کا داغ دائیں بازو پر نام نور الدین انگریزی حروف میں پکی رنگ سے لکھا ہوا ہے۔ میرا پتہ یہ ہے:-

خاکسار قاضی عبد الرحمان احمدی پنشنر ریڈر ساکن جتوئی ضلع مظفر گڑھ

شذرات

لکھنؤ کی وبا سرحد میں

شیعہ سنی مناقشات کی جو انحاد سوز اور ذلت آفریں وبا لکھنؤ میں پھوٹی تھی۔ سب سے پہلے اس نے مقامی اور قرب وجوار کے مسلمانوں کو متاثر کیا اس کے بعد یہ صوبہ یو۔ پی کے دوسرے شہروں میں پہنچی اور ہر جگہ شیعوں سنیوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیا۔ رفتہ رفتہ اس نے پنجاب کا رخ کیا اور اس صوبہ کے مختلف علاقوں سے شیعوں کے جتھے لکھنؤ جانے لگے۔ اب مسلمانوں کی بدبختی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ سرحدی قبائل بھی اس سے محفوظ نہیں رہے۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے:-

"پشاور ۴ جولائی۔ کوہاٹ سے خبر موصول ہوئی ہے کہ پاراچنار میں شیعوں اور سنیوں کے درمیان کشیدگی پھیل رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں سنیوں کی تعداد کم ہے اور انہوں نے لکھنؤ جا کر شیعہ ایجی ٹیشن میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ دوسری طرف سنیوں نے عزم کر لیا ہے کہ وہ شیعوں کو لکھنؤ نہ جانے دیں گے۔ چنانچہ شدید صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ بے شمار رائفلوں سے مسلح سنی پاراچنار سے کوہاٹ جانے والی سڑکوں اور راستوں کی نگرانی کر رہے ہیں"۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر سرحد میں خدانخواستہ اس وبا کو بڑھنے کا موقع دیا گیا اور اس کی فوری روک تھام نہ ہوئی تو اس کے نتائج بہت ہی تباہ کن ہوں گے۔ کیونکہ گذشتہ واقعات شاہد ہیں کہ سرحدی قبائل میں جب کبھی شیعہ سنی تنازعہ شروع ہوتا ہے تو بہت جلد نازک صورت اختیار کر لیتا ہے اور عرصہ تک جاری رہتا ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ اس "معرکہ" کے "مجاہدوں" کے دماغ عقل و شعور سے بالکل خالی کیوں ہو گئے ہیں اور انہیں اپنے "جہاد" کے شرمناک اور ذلت آفریں نتائج کیوں نظر نہیں آتے؟ خدا جانے وہ ذلت و بربادی کے کس درجے کے منتظر ہیں جس سے دوچار ہونے کے بعد وہ اپنی حرکات سے باز آئیں گے۔

جنگ چین و جاپان سے ایک سبق

چین و جاپان کی جنگ بہت طول پکڑ گئی۔ دونوں ملک اس کی وجہ سے شدید مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ لیکن ان مشکلات کے باوجود کسی نہ کسی طرح سامان جنگ کے لئے روپیہ فراہم کرنے میں کامیابی کے ساتھ مصروف ہیں۔ عوام و امراء دونوں خوشدلی کے ساتھ اس کام میں حصہ لے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ جاپان کا شہنشاہ اور چین کا صدر جمہوریہ بڑھ چڑھ کر ایثار و قربانی کے نمونے پیش کر رہے ہیں جاپان کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ:-

"شہنشاہ جاپان نے ملکی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت سادہ زندگی بسر کرنی شروع کر دی ہے۔ ان کے لباس میں جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اب وہ اپنی موٹر میں پٹرول کی بجائے کوئلہ استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ چین میں جو جاپانی جنگی موٹریں اور ٹینک کام کر رہے ہیں ان کے لئے پٹرول کی کفایت ہو سکے"۔

جمہوریہ چین کا صدر آجکل بہت ہی معمولی تنخواہ لے رہا ہے وہاں کے عوام و امراء تحفظ وطن کے لئے جوشاندار قربانیاں کر رہے ہیں ان سے اخبار بین حضرات ناواقف نہ ہوں گے بیرونی ممالک میں مقیم چینی بھی خدمت وطن کیلئے بے قرار ہیں۔ ہانگ کانگ کی ایک خبر مظہر ہے کہ انہوں نے سرمایہ فراہم کر کے حکومت چین کو بہت سے ہوائی جہاز بھیجے ہیں۔

یہ خبریں بہت سبق آموز ہیں۔ ہماری قوم کے عوام اور عوام سے بڑھ کر امراء اور لیڈروں کو ان سے ایثار و قربانی کا سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اس جنگ سے جاپان کا مقصد کیا ہے؟ اپنی سلطنت کو وسیع کرنے کے لئے چین پر قبضہ کرنا جو کم از کم اخلاقی لحاظ سے ایک ناروا فعل ہے۔ چین اس حملہ سے بچاؤ کے لئے مصروف جدوجہد ہے ــــ لیکن ہم تو اس سے بہت بڑی اور بہت زیادہ اہم جنگ میں مصروف ہیں۔ وہ جنگ کفر و اسلام کی جنگ ہے۔ مجدد زمانؑ کے تمام مرید اس جنگ میں اسلام کی طرف سے لڑنے کے مدعی ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ سوچنا چاہئے کہ کیا ہمارے اندر ایثار و قربانی کا اسی قسم کا جذبہ موجود ہے؟ جاپان اپنے لئے چین کو فتح کرنا چاہتا ہے لیکن ہم اسلام کے لئے ساری دنیا کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔ چین، جاپان کے حملے کی مدافعت کرنا چاہتا ہے۔ ہم اسلام پر چاروں طرف سے ہونے والی یورشوں کو روکنا چاہتے ہیں۔ ہماری قربانیوں کو بھی اسی نسبت سے بڑا اور شاندار ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔

آیندہ مردم شماری

آیندہ مردم شماری اب قریب آگئی ہے۔ اخبارات میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ حکومت ہند نے جملہ انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ قریباً تمام صوبوں میں افسران کا تقرر ہو چکا ہے۔ بہت جلد وہ اپنا کام شروع کر دیں گے۔ ابتدائی مراحل تو ڈیڑھ دو سال سے طے ہو رہے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں جب کہ قوموں کے حقوق اور پوزیشن کا انحصار زیادہ تر ووٹ کی طاقت اور تعداد پر ہے مردم شماری بہت اہم چیز بن گئی ہے۔ لیکن افسوس مسلمان اس کی اہمیت سے غافل ہیں۔ برادران وطن ہر مردم شماری پر مسلمانوں کی حیثیت مختلف لحاظ سے گرانے اور اپنی حیثیت کو ناجائز اور غلط طور پر بلند کرنے کی منظم کوشش کرتے ہیں ان کی یہ کوشش بڑی حد تک کامیاب ہوتی ہے۔ جہاں تک ناجائز ذرائع و حرکات کا تعلق ہے ہم مسلمانوں کو اس سے کامل اجتناب کی تلقین کریں گے۔ اس قسم کی حرکات سود خوار اقوام کیلئے ہی مناسب ہیں۔ البتہ مسلمانوں کا یہ ضروری فرض ہے کہ وہ مردم شماری کے موقعہ پر اپنے حقوق و حیثیت کی پوری طرح نگہداشت کریں۔ کسی جگہ مسلمانوں کی تعداد اور ووٹ کم درج نہ ہونے پائیں برادران وطن کوشش کیا کرتے ہیں کہ پنجابی۔ اردو اور دوسری زبانیں بولنے والوں کا اندراج بھی ہندی بولنے والوں کے خانہ میں کر دیا جائے اس بات کی بھی نگرانی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی باتیں کوشش و نگرانی کی محتاج ہیں [illegible] ہوا ہے کہ آریہ سماجی اور بہائی نو مسلم قوم کو شدھ کرنے کی [illegible] کر رہے ہیں۔ گویا انکی طرف سے مسلمان قوم پر زبردست حملہ کیا جا رہا ہے اس سے خبردار رہنا بھی ضروری ہے۔

مسلمان نوجوانوں کو ابھی سے ہر جگہ تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں یہ کام معمولی توجہ و سعی سے ہو سکتا ہے لیکن اسکے لئے باقاعدگی اور تنظیم لازمی ہے۔

سید تصدق حسین صاحب قادری ناظر بغداد کی تبلیغی ڈائری

احباب جماعت کیلئے ایک قابل تقلید مثال

(از جناب مولانا عزیز بخش صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری لاہور)

سید تصدق حسین صاحب قادری ناظر بغداد کی تبلیغی ڈائری باقاعدہ ہفتہ وار ہوائی ڈاک سے آتی رہتی ہے۔ ۲۷ رجون تک آچکی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب ممدوح ہر روز بلا ناغہ تبلیغ کا کام بذریعہ ڈاک سرانجام دیتے رہتے ہیں اور ایسا اسلامی لٹریچر اپنے دوستوں آشناؤں کو بھیجتے رہتے ہیں جس کی نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ غیر مسلموں کو بھی اس زمانہ میں ضرورت ہے۔ مثلاً جون کی دوسری پانزدہی میں آپ نے مصر کے بہت سے معزز اشخاص کو حضرت امیر کا ٹریکٹ اسلامک برادرہڈ اپریل ۱۹۳۶ء کا بذریعہ ڈاک بھیجا۔ اس ٹریکٹ میں اسلامی اخوت کے اصولوں کو انگریزی میں اس خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم اصحاب بھی تعصب سے خالی ہو کر اسے دیکھیں تو ان کا دل بھی اس اسلامی برادری میں شامل ہونے کو چاہے۔ چنانچہ جو نامور ہستیاں اس زمانہ میں اسلامی برادری میں شامل ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر بھی اس ٹریکٹ میں کیا گیا ہے اور جس مسرت کا اظہار انہوں نے شامل ہونے کے وقت کیا ہے اس کو ان کے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اس ٹریکٹ کی چند ایک کاپیاں ابھی دفتر میں باقی رہی ہیں۔ اگر کوئی اور دوست اسی ہمت اور استقلال سے اس ٹریکٹ کو دوسروں تک پہنچانا چاہیں تو محصول ڈاک کے لئے ٹکٹ بھیج کر منگوالیں یا اپنے جن احباب کو بھجوانا چاہیں۔ ان کے پتے لکھ کر دفتر ہذا میں بھیج دیں اور جس قدر اشخاص کو بھجوانا چاہیں۔ اسی قدر محصول ڈاک کی رقم ارسال فرما دیں۔

دوسرا ٹریکٹ حضرت امیر کا جو سید صاحب اپنے احباب کو بھیجتے رہتے ہیں۔ وہ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" ہے جس میں اسلامی اصولوں کی فلاسفی مختصر الفاظ میں اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کی گئی ہے۔ یہ ٹریکٹ بھی اشاعت اسلام کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کی بھی اب معدودے چند کاپیاں دفتر میں باقی ہیں اور اس کو بھی دوسروں تک اس طرح پہنچایا جا سکتا ہے جس طرح پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اور کوئی ٹریکٹ اردو یا انگریزی منگوانے ہوں تو ان کے لئے بھی محصول ڈاک کے ٹکٹ آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجنے چاہئیں۔

حضرت مولینا احمد مرحوم و مغفور کی سیرت کا ایک ورق

(از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل)

مورخہ ۳ جولائی کو یہ وحشت انگیز خبر پہنچی کہ استاذی المحترم حضرت قبلہ مولانا احمد صاحب قضائے الٰہی سے راہی ملک بقا ہو گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ حضرت مولانا کی وفات جماعت کیلئے کوئی معمولی صدمہ نہیں۔ کیونکہ وہ ایک ایسے شخص کی جدائی ہے۔ علم وفضل، حلم و وقار اور زہد و تقویٰ کے ایک بہت بلند مقام پر تھا، اور جسے دیکھ کر صحابہ کرام کی زندگی کا ایک ہلکا سا نمونہ سامنے آجاتا تھا۔

مجھے جو چیز ان چند سطور کو تحریر کرنے پر مجبور کر رہی ہے وہ ان سے تلمذ کا شرف ہے، جو بالخصوص ۱۹۱۲ء سے لیکر ۱۹۲۴ء تک قائم رہا، اس دوران میں مجھے ان سے قرآن مجید کے حقائق و معارف سننے کے علاوہ حدیث و اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی بعض کتب بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا، اور حضرت مولانا کا یہ احسان مجھے کبھی نہیں بھولیگا کہ اس قلیل عرصہ میں جو بمشکل دو سال کا تھا، انہوں نے مجھے اس طرز پر تعلیم دی کہ زبان عربی، اور دینیات سے ایک مس پیدا ہو گیا۔ اور اس قابل ہو گیا کہ ۱۹۲۲ء میں مولوی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہو سکوں، جو عام حالات میں ناممکن تھا۔

اس تعلیمی زمانہ میں اور اسکے بعد بھی حضرت مولانا سے مجھے کامل عقیدت کا تعلق رہا۔ افسوس یہ ہے کہ حضرت نے اپنی زندگی کے آخری دو تین سال اپنے وطن مالوف نوروبی ضلع پشاور میں گذارے اسلئے ان سے ملاقات کا موقعہ صرف جلسہ سالانہ پر ملتا تھا۔

حضرت مولانا سے تلمذ کے تعلق کے باعث مجھے انکی سیرت کا نہایت قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ میں اپنے کئی ایک احباب سے ذکر کیا کرتا ہوں کہ حضرت کو جب ابتداءً دیکھا تو مجھے انکی شخصیت نے اتنا متاثر نہ کیا، جتنا بعد ازاں کیا۔ میری حضرت سے ملاقات ۱۹۲۰ء میں ہوئی، ملاقات سے قبل میں نے چند ایک سوالات راولپنڈی سے لکھ کر لاہور حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام بھجوائے تھے جن کا جواب حضرت مولانا احمد مرحوم کے ذریعہ موصول ہوا۔ اور میری یہ خواہش تھی کہ ان بزرگ کی زیارت کر دوں۔ لاہور میں جب ان سے ملاقات ہوئی تو مجھے شروع میں محسوس ہوا کہ حضرت کی طبیعت میں تنگی زیادہ ہے۔ مگر بعد کی ملاقاتوں میں یہ خیال جاتا رہا، اور ان کی سیرت کا اصل پہلو سامنے آگیا جس سے یہ حالت ہوئی کہ دن بدن میرے دل میں انکی محبت اور عزت بڑھتی گئی۔

حضرت مولانا عمر رسیدہ تھے لیکن بایں ہمہ آپکی طبیعت میں عزم، جفاکشی اور سخت کوشی جوانوں سے بڑھ کر تھی، اور جن لوگوں کو متواتر ان کی صحبت سے مشرف ہونے کا موقع ملا ہے وہ جانتے ہیں، کہ باوجود اس کے کہ آپ کی عمر زیادہ تھی، آپ کے خیالات اور ارادے ہمیشہ جوان رہتے تھے، اور آپ کی مجالس میں زیادہ نوجوان ہی نظر آتے تھے۔ جو اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ان کی گفتگو نفسیاتی لحاظ سے نوجوانوں کی طبیعت سے کوئی بیگانگی نہ رکھتی تھی۔

حضرت کا علم

مجھے آج تک جسقدر علماء سے شرف تلمذ حاصل ہوا ان میں سے کسی کے علم وفضل کا مجھ پر اتنا اثر نہیں ہوا جس قدر حضرت مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا۔ حضرت مولانا زبان عربی کے فاضل تھے، اور بلاتکلف عربی میں تقریر و تحریر کر سکتے تھے۔ جب آپ جاوا میں مکرم مرزا ولی احمد بیگ صاحب (مبلغ ہالینڈ) کے ساتھ گئے تو وہاں آپ مستقل طور پر درس قرآن عربی زبان میں دیتے رہے اور عربی میں تقاریر کرتے رہے۔

قرآن مجید پر حضرت کو بڑا عبور تھا۔ آپ کا درس قرآن جسے دو سال تک مجھے سننے کا موقع ملا حقائق و معارف سے پُر ہوتا تھا۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ قرآن مجید میں موجودہ دور کے تمام مسائل کا خواہ وہ عمرانی ہوں یا سیاسی حل موجود ہے۔ اور ان کے درس کی نمایاں خوبی یہی تھی کہ وہ آیت کی تفسیر مختصر طور پر کرتے جس میں خطابت کا رنگ نہ ہوتا تھا، کیونکہ حضرت مولانا کو خطابت سے طبعًا اجتناب رہا ہے لیکن اس تفسیر میں مسلمانوں کی زندگی کے مسائل کو بالخصوص اور دنیا کے حالات کو بالعموم چھیڑتے جاتے۔

حضرت مولانا مرحوم کے وہ مضامین جو مولوی ریاست علی صاحب ندوی کے جواب میں نکاح صغیرہ کے مسئلہ پر چھپتے رہے ہیں، وہ انکی وسعت نظر اور بلندیٔ فکر کی شہادت ہیں اس کے علاوہ بھی آپ کے جو مضامین کبھی چھپے ہیں وہ بہت بلند پایہ ہیں بخاری شریف کے ترجمہ اور تشریح میں بھی حضرت امیر ایدہ اللہ کو حضرت مولانا مرحوم نے کافی امداد دی ہے۔

رقتِ قلب

حضرت کی طبیعت میں رقت بہت تھی، اور بسا اوقات ایسا ہوا کہ دوران گفتگو میں یا درس کے دوران میں کسی آیت یا حدیث پر بے ساختہ حضرت کی چیخ نکل گئی۔ ایک مرتبہ مسجد میں درس فرما رہے تھے۔ یہ عام درس تھا حضرت مولانا عزیز بخش صاحب اور مکرم مولانا دوست محمد صاحب بھی اس درس میں موجود تھے مولانا مرحوم نے قرآن مجید کی تلاوت کی، ذکر حضرت ابراہیم کا تھا۔ جب انہوں نے کہیں حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو چھوڑا۔ حضرت ابراہیم کی اس قربانی کا ذکر فرما رہے تھے کہ بے اختیار چیخ نکل گئی اور دیر تک روتے رہے، جب ذرا اطمینان ہوا تو درس پھر جاری کیا۔

کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت کے سامنے کسی نے کوئی آیت یا حدیث کسی خاص موقعہ پر پڑھ دی اور آپکی آنکھوں سے آنسوؤں کی قطاریں رواں ہو گئیں۔

حضرت کا زہد و تقویٰ

حضرت مرحوم ایک پکے تہجد گزار تھے، رات کے پچھلے حصہ میں اٹھتے اور نماز تہجد کے بعد نماز فجر تک تلاوت قرآن مجید کرتے رہتے۔ نماز فجر سے قبل مسجد کے صحن میں ٹہلتے رہتے اور قرآن مجید پڑھتے رہتے۔ مجھے بے حد مسرت ہوتی تھی جب کبھی حضرت مولانا کو نماز فجر پڑھانے کا موقعہ ملتا تھا کیونکہ ان کی آواز میں ایک خاص جاذبیت تھی، اور قرآن مجید پڑھنے کی ان کی اپنی خاص طرز تھی جس کا دل پر بڑا اثر ہوتا تھا۔

معاملات میں بے حد صاف تھے، اور معاملات میں ان کا اصول "تعاملوا کالاجانب" تھا یعنی معاملات اجنبیوں کی طرح کرو جس میں کسی کی رعایت نہ ہو۔ اصول کے بڑے پابند تھے قرض سے پرہیز کرتے تھے، اور اگر کبھی انہیں قرض لینے کا اتفاق ہوا تو قرض خواہ سے زیادہ انہیں قرض کا خیال رہتا تھا اور ہر وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح یہ قرض اتر جائے۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی کے بارہ میں حضرت پکے افغان یا عرب تھے ایک مرتبہ کسی وجہ سے آپ کے سپرد مہمانخانہ کا انتظام کیا گیا۔ ان دنوں پشاور کی طرف کے کچھ مہمان آئے ہوئے تھے مگر حضرت کوئی واقف کار نہ تھے، حضرت اپنے معیار کے مطابق جس طرح ان کی مدارات کرنا چاہتے تھے اس کیلئے مہمانخانہ کے میزانیہ میں گنجائش نہ تھی، آخر آپ نے اپنی طرف سے ان پر خرچ کرنا شروع کر دیا اور جس دن وہ روانہ ہوئے، اس دن انکو رستے کیلئے بھی کئی قسم کے کھانے تیار کرا کے دیئے۔ ان کے رخصت ہونے کے بعد آپ نے لکھ دیا کہ میرے لئے مہمانخانہ کا سنبھالنا مشکل ہے کیونکہ میری ذاتی آمدنی اتنی نہیں کہ حسب خواہش سب مہمانوں کو خوش کر سکوں۔ اور اس طرح اس فریضہ سے سبکدوش ہو گئے۔

ان تمام صفات عالیہ کے ساتھ حضرت میں ظرافت کا مادہ بھی تھا، اور نہایت برجستہ اور پاکیزہ مذاق رکھتے تھے جس سے ان کی محفل میں ہمیشہ رونق رہتی تھی

ایک مرتبہ چند قادیانی اصحاب آئے، اور آپ سے گفتگو کرنے کے خواہشمند ہوئے ابتداء میں ہی انہوں نے سوال کیا کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے؟ فرمایا "اسمہٗ احمد"۔ یہ ان پر ایک طنز تھی کہ محض احمد نام سے اگر کوئی پیشگوئی کا مصداق آسکتا ہے تو اس حد تک آپ بھی مصداق ہیں۔

آپ کی تمام گفتگو بے حد عالمانہ ہوتی مگر اس کے باوجود اختصار کا مرقع ہوتی، لہٰذا آپ جب کبھی مزاح فرماتے تو اس میں بھی ان کا اختصار باقاعدہ قائم رہتا۔ میری عادت تھی کہ حضرت مولانا کے درس میں ان سے بہت زیادہ سوال کرتا میری نیت بہرحال حصول علم کی ہوتی، لیکن ان کو یہ پسند نہ تھا، چنانچہ ایک دفعہ درس فرما رہے تھے کہ میں نے ایک اعتراض کیا، جس کا انہوں نے کچھ جواب دیا، میں نے پھر کچھ دریافت کیا۔ اس گفتگو میں آپ ناراض ہو گئے اور کتاب بند کر کے اٹھ آئے اور کہا میں تمہیں نہیں پڑھانا چاہتا۔ میں نے حضرت کا احترام ہمیشہ محفوظ رکھا ہے اور اس گفتگو میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے میں نے حضرت کے مقابل کچھ کہا ہو لیکن وہ زیادہ تنقیدی پہلو کو پسند نہ فرماتے تھے اور اسی لئے ان کو مناظروں سے بھی نفرت تھی، میں نے اس پر بڑا افسوس کیا اور اسی وقت حضرت سے معافی مانگنے دوڑا۔ مگر آپ کو اس وقت کچھ غصہ تھا، نہ سنا۔ دوسرے دن ظہر کی نماز سے قبل مسجد کے دروازہ میں مل گئے سلام عرض کیا تو مسکرا پڑے، میں نے عرض کیا:-

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا

ترجمہ:- کیا میں تیری اتباع کروں کہ تو مجھے اس میں سے کچھ بھلائی سکھائے جو تجھے سکھلائی گئی ہے ـــــ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہی تھی۔ حضرت مولانا احمد رحمۃ اللہ کا جواب وہ ہے جو حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو دیا تھا۔ کہ "تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا۔"

(باقی صفحہ ۔۔۔ پر)

کیا جماعت قادیان میں تبلیغ ممکن ہے؟

(از جناب شیخ محمد اصف صاحب بی۔ اے۔ قادیانی)

کوئی شخص اپنے گم گشتہ بھائی کی تلاش کر رہا تھا اس تلاش میں اس کا کسی جنگل سے گذر ہوا دور سے اسے ایک متحرک شے نظر آئی گمان ہوا کوئی جنگلی درندہ ہے گردوپیش نے اس گمان کو تقویت دے کر یقین کے درجہ تک پہنچا دیا وہ متحرک شے اسے اپنے کچھ قریب آتی ہوئی معلوم دی جب اس نے غور سے دیکھا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ درندہ نہیں انسان ہے جب قریب اور بڑھا تو اس کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ وہ انسان اس کا بھائی ہے۔ دونوں بھائی ٹوٹ کر گلے ملے اور اس مسرت کی وجہ سے جو انہیں ایک دوسرے سے مل کر حاصل ہوئی اُن کے رخساروں پر اشک شادی بہ نکلے سو بعض دفعہ زمانہ اور فاصلہ کا بعد انسانی دماغوں میں مختلف قسم کی غلط فہمیاں پیدا کر دیتا ہے اور چنانچہ اسی قسم کی غلط فہمیاں آجکل جماعت لاہور اور جماعت قادیان کے درمیان پیدا ہو چکی ہیں دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو غیریت اجنبیت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں حالانکہ یہ دونوں ایک ہی سرچشمہ سے پھوٹ کر بہی ہوئی دو نہریں ہیں لیکن دن بدن ان کے درمیان فاصلہ اور تفاوت بڑھتا چلا جا رہا ہے اس وقت بھی اگر جماعتوں کے مزاج کو سمجھ کر دونوں کو قریب کرنے کی کوشش کی جائے تو تعجب نہیں دونوں کے درمیان بُعد کم ہو اور آپس میں محبت اور اخوت کے جذبات بڑھیں اور ان جذبات کے بڑھنے سے ہو شاید ایک دن امتزاج بھی پیدا ہو جائے چنانچہ اس قسم کے رابطہ اور درمیانی راستہ کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت قادیان کی توجہ اپنے ایک مضمون میں جو پیغام صلح مورخہ ۱۷ رستمبر ۱۹۱۲ء میں چھپا تھا مبذول کرائی تھی اگر اس وقت سے حضرت امیر کے ارشاد کو مستقل طور پر پیش نظر رکھا جاتا تو آج حالات نہایت خوشگوار ہوتے حضرت فرماتے ہیں:۔

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گو سلسلہ کے اندرونی اختلافات نے جماعت کو دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے مگر دونوں فریق پھر بھی ایک ہی ہیں، دونوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتے ہیں اور دونوں اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی بعثت کی اصل غرض اشاعت اسلام تھی اور اسلام پر قائم ہو کر اصول دین میں تو خود ہی اتحاد موجود ہے۔ پس جب تک دونوں سلسلہ کی اصل غرض کو مدنظر رکھتے ہیں یہ اختلاف باعث رحمت ہو سکتا ہے کیونکہ اشاعت اسلام جیسے مقدس کام میں جسے مسلمانوں نے آج عملی رنگ میں بالکل ترک کر رکھا ہے ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش بھی ایک پاک خواہش ہے اور جس طرح سے ایک درخت کی دو شاخیں سلسلہ کی تقویت کا موجب ہو سکتی ہیں بشرطیکہ ایک دوسرے سے بغض اور عداوت اور ایک دوسرے کے کام میں روک ڈالنے کو ترک کیا جائے مگر بعض کم فہموں اور کوتہ اندیشوں نے اس اختلاف کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے سلسلہ کی تباہی کا موجب بنانا چاہا ہے۔"

جب سے سلسلہ میں اختلاف پیدا ہوا ہے اس وقت سے ایک طبقہ صرف اپنی ذاتی اغراض کو حاصل کرنے کے لئے دونوں جماعتوں کو برسرپیکار دیکھنا چاہتا ہے ہو سکتا ہے اس گروہ کی نیت اس میں ہو کہ وہ دونوں جماعتوں کو آپس میں لڑاتا ہے کیونکہ اچھے تعلقات استوار ہونے سے ان کے ناسد چہروں سے نقاب اٹھنے کا اندیشہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ لوگ بھی جو صحیح طور پر جماعت اور سلسلہ کے خیر خواہ ہیں وہ ان محدود لوگوں کے خیالات کو ساری جماعت کی طرف منسوب کرنے لگیں اور انہیں دوسری جماعت میں سوائے عیوب کے اور کچھ نظر نہ آئے یہ ایک غلط فہمی ہے جس کی وجہ مجموعی تعلق کا نقصان ہے۔ ہمیں شک نہیں کہ قادیانی صحیفہ نگار ہمیشہ سے غیر محتاط الفاظ استعمال کرتے چلے آئے ہیں اور اس کے جواب میں ہمارے اخبارات کو بھی بعض دفعہ اپنے رویہ میں ایک حد تک درشتی پیدا کرنے کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اس طعن و تشنیع کی بجائے اگر تحمل اور بردباری سے کام لیا گیا ہوتا تو وہ اس سے بدرجہا بہتر تھا اور اس کے نتائج بھی نہایت بہتر صورت میں رونما ہوتے مگر جب رنجشیں حد سے تجاوز کر جاتیں تو اس وقت اعصاب کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور دماغ کا اخلاقی توازن قائم نہیں رہتا اور یہی وہ وقت ہوتا ہے جب زبان اور قلم سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جو نفاق اور اختلاف کی آگ کو تیز کرتے ہیں۔

جماعت قادیان میں جذبات کو برانگیختہ کرنے کو ایک مستقل صورت دیدی گئی ہے نفرت اور حقارت کو تعصب کی حد تک پہنچا دیا گیا ہے لیکن تاہم جماعت قادیان میں ایک ایسا عنصر موجود ہے جو اس طریق کار کو پسند نہیں کرتا اور اس عنصر میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے وہ لوگ ایسی روش سے تنفر کا اظہار کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بعض لوگ وقتاً فوقتاً جماعت لاہور کی طرف رجوع کرتے رہتے ہیں جماعت قادیان میں ایک رَو پیدا ہو چکی ہے جس کا رخ جماعت لاہور کی طرف ہے گو ابھی اس کی رفتار بہت دھیمی ہے لیکن وہ محسوس طور پر موجود ہے اگر کوئی شخص نظر غائر سے اس کا مطالعہ کرے گا تو اس پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی میں خود ایسے ذمہ دار لوگوں سے واقف ہوں جن کے رویہ میں اس وقت زمین اور آسمان کا فرق ہے وہ چاہتے ہیں کہ ان کا رابطہ جماعت لاہور کیسا تھ بڑھے مگر موجودہ صورت حالات ان کے سازگار نہیں ——— وہ نوامیس فطرت جن کا تعلق اجتماع انسانی سے ہے ابتدا میں ان کی رفتار بہت دھیمی ہوا کرتی ہے ان سے پیدا ہونیوالے شاندار نتائج کی کوئی تاریخ معین نہیں کی جاسکتی مگر اس میں شک ہی کیا ہے کہ وہ رَو جو دنیا میں پیدا ہوتی ہے ہر تحریک جو کسی جماعت میں اٹھتی ہے رفتہ رفتہ اس کے عناصر ترکیبی اتنے مضبوط ہو جاتے ہیں کہ انسان کی مدافعانہ کوششیں اور اسباب ان کے راستہ میں حائل ہو کر یوں ہوا میں اڑتے ہیں جیسے دھنکی ہوئی روئی کے گالے طوفان گردباد کے سامنے اڑ جاتے ہیں۔

سو جماعت قادیان انقلاب پذیر ہے اور گذشتہ سالوں کے ہولناک واقعات اس انقلاب آفرینی پر بہترین شاہد ہیں البتہ اس انقلاب کو انسانی تدابیر اور چارہ سازی التوا میں ڈالے ہوئے ہے مگر کیا انقلاب بھی کبھی مصنوعی کوششوں سے رکے ہیں جب ان کا وقت آپہنچتا ہے تو وہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹتے ہیں البتہ پیش خیمہ کے طور پر ان سے پہلے چند واقعات ایسے آتے ہیں جو اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ جماعت کی ہیئت ترکیبی میں اختلال پیدا ہو چکا ہے اور اس کے ستون اپنی جبلی کمزوری کی وجہ سے متزلزل ہیں ——— غرض جماعت قادیان کی موجودہ حالت ایک تغیر عظیم کی حالت ہے وہ آہستہ آہستہ تغیر پذیر ہے گو اس تغیر کی رفتار کو بعض واقعات کبھی کبھی تازیانہ دکھاتے ہیں لیکن اس طوفان کے بعد پھر کچھ وقفہ کیلئے خاموشی چھا جاتی ہے مگر اس خاموشی کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ تحریک اور رو مٹ چکی ہے ———

سو وہ غلط فہمیاں اور وہ رکاوٹیں جن کو زمانہ خود بخود دور کرتا ہے اگر ان کے زہر کو دور کرنے کے لئے ہم بھی کچھ کوشش کریں تو یہ رکاوٹیں اور غلط فہمیاں جو دو بھائیوں کے درمیان حائل ہیں بہت جلد دور ہو سکتی ہیں مگر سوال یہ ہے کہ ہماری طرف سے مسلسل اور مستقل سعی نہیں کی گئی ہمیں ہمیشہ جماعت قادیان سے یہ شکوہ رہتا ہے کہ وہ ہماری باتوں کو نہیں سنتے وہ ہمارے قریب نہیں آتے مگر آخر وہ ہماری باتوں کو سنیں کیوں اور ہمارے قریب کیوں آئیں جبکہ ہماری طرف سے انہیں قریب لانے کے لئے کوئی مستقل کوشش ہی نہیں کی گئی کیا آجتک ہم نے کسی ایسے مستقل فنڈ کی بنیاد رکھی ہے جس سے جماعت قادیان میں تبلیغ کی جائے اور ان کے اندر پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے ہرگز نہیں ہماری طرف سے آجتک کوئی مستقل کوشش وجود میں نہیں آئی ——— جماعتوں کو ایک بات کا یقین دلانے کے لئے اور ان میں بعض اداروں میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے اس بات کو بار بار دہرانے کی ضرورت ہوا کرتی ہے، وہ لوگ جو جماعتوں کی نفسیات سے واقف ہیں جانتے ہیں کہ جماعتیں ہمیشہ اس بات کو قبول کرتی ہیں جو بار بار ان کے سامنے آتی رہے اور بعض دفعہ وہ اس اعادہ سے غلط باتوں کو بھی تسلیم کر لیتی ہیں اور نا محسوس طور پر ان اغلاط کو سچ سمجھتی رہتی ہیں غلط پراپیگنڈے کو دور کرنے کے لئے صحیح پراپیگنڈے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تندرست رجحانات پیدا کرنے کے لئے ایک مستقل اشاعت درکار ہوا کرتی ہے مگر کیا آج تک ہم نے کسی مستقل اشاعت اور تبلیغ کا بندوبست کیا ہے یہ اخبار نویسی نوک جھونک اور مناظرانہ طنزیں مستقل اشاعت نہیں بلکہ یہ چیزیں تو اختلاف کو بڑھاتی ہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ ایسا بورڈ مقرر کیا جائے جو جماعت قادیان کے موجودہ رجحانات کا جائزہ لے اور اس کے بعد ان کی ذہنیت کیمطابق لٹریچر پیدا کرے اور اس لٹریچر میں اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھے کہ ایسی باتوں کا ذکر نہایت نرم زبان میں کیا جائے جن کے متعلق جماعت قادیان بہت سریع الحس ہو چکی ہے ہمارا مطمح نگاہ حملہ کرنا نہ ہو بلکہ ایسی غلط فہمیوں کو دور کرنا ہو جو شومئی قسمت سے پیدا ہو چکی ہیں ——— جماعت قادیان من حیث الجماعت بُری جماعت نہیں اس میں نیک لوگ بھی ہیں ایسے بھی ہیں جو حق بات کو سنتے ہیں جو ہمارے کام کو تحسین اور تعریف کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میں خود ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو ہماری جماعت اور ہمارے کام کے متعلق نہایت نیک جذبات رکھتے ہیں مگر افسوس کا مقام ہے ان تک کبھی صحیح طور پر اپنے خیالات کو پہنچایا ہی نہیں گیا ہماری طرف سے بعض مضامین جماعت قادیان کے متعلق چھپتے رہتے ہیں اور جب چھپ چکتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کے پاس پہنچ گئے حالانکہ وہ صرف ہماری اپنی ہی جماعت میں چکر کاٹتے رہتے ہیں تعجب ہے کہ بعض خیالات جن سے ہم چاہتے ہیں کہ جماعت قادیان متاثر ہو ان سے ہم اپنے ہی آپ کو متاثر کرتے ہیں اور نتیجہ یہ نکال لیتے ہیں کہ جماعت قادیان میں اثر پذیری نہیں ہے حالانکہ عملی طور پر ہم نے اس جماعت پر اثر ڈالنے کی کوشش ہی نہیں کی ——— اگر آج بھی جماعت قادیان کے لئے کسی مستقل اشاعت کا اہتمام کیا جائے تو ان میں یقیناً اشاعت ہو سکتی ہے جب بغیر کسی قسم کی اشاعت کے بعض قادیانی دوست ہماری طرف رجوع کرتے ہیں تو اشاعت پر نتائج کیا نکلیں گے وہ اظہر من الشمس ہے۔

(حسب اجازت)

راولپنڈی، جہلم اور پونچھ میں جلسے
قادیانیوں سے مناظرے اور حق کا بول بالا

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری)

(۲)

جہلم کا جلسہ

راولپنڈی کے بعد ۱۳ر جون کو جماعت جہلم نے سالانہ جلسہ کیا۔ مرکز کی طرف سے حضرت مولانا صدر الدین صاحب، جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب۔ جناب مولانا احمد یار صاحب اور خاکسار راقم الحروف شریک جلسہ ہوئے۔ متعدد مضامین پر لیکچر ہوئے اور جہلم کی سمجھدار پبلک نے حسب معمول ہر اجلاس کو رونق دے کر ہر لیکچر سے خوب فائدہ اٹھایا۔ ہمارے فاضل مبلغین نے مسئلہ ختم نبوت کو ایسا کھول کر بیان کیا کہ ہر مسلمان کا دل خوشی سے بھر گیا۔ حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کو صاف کیا گیا کہ حضرت نے نہ تو دعوی نبوت فرمایا اور نہ ہی مسلمانوں کو کافر خارج از دائرہ اسلام قرار دیا۔

قادیانیوں کو صدمہ

ہم نے دیکھا کہ ہر مسلمان کو حضرت مرزا صاحب کی اس پوزیشن پر خوشی ہو رہی تھی۔ مگر قادیانیوں کو حضرت مرزا صاحب کی یہ عزت افزائی ایک آنکھ نہ بھائی۔ انہیں خوشی ہے تو اس میں کہ حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کا مکفر ثابت کریں تاکہ علماء کو حضرت مرزا صاحب کی ذات پر فتوے کفر لگانے اور مسلمانوں کو لعنت ملامت کے آوازے کسنے کا موقعہ مل سکے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

مناظرہ سے قادیانیوں کا فرار

چنانچہ پہلے دن کے لیکچروں کو ہی سن کر قادیانیوں نے بحث کے لئے وقت مانگا۔ رات کے بارہ بج چکے تھے اور پروگرام کے مطابق جلسہ کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے انہیں دوسرے دن وقت دینے کا وعدہ دیا گیا۔

۱۴ر جون کو منادی کے ذریعہ اعلان کیا گیا اور قادیانی جماعت کو ایک چٹھی کے ذریعہ اطلاع دی گئی کہ آج رات آپ کو مناظرے کے لئے وقت دیا جائے گا۔ چنانچہ رات کے اجلاس میں ہمارے مبلغین کے لیکچر پھر ختم نبوت پر ہوئے۔ اور جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے مولوی فاضل منشی فاضل نے اعلان فرمایا کہ میں مناظرے کے لئے حاضر ہوں۔ قادیانی حضرات سامنے آئیں اور ہم سے مناظرہ شروع کریں۔ ہم ثابت کریں گے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی ہرگز نہیں کیا اور نہ مسلمانوں کو کافر خارج از دائرہ اسلام قرار دیا۔ قادیانی حضرات ثابت کریں کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کے مکفر تھے۔ قادیانیوں کی طرف سے ان کے مقامی امام صاحب۔ ایک کونے سے بولنے اور چیخنے لگے کہ شرائط طے کرو۔ صدر جلسہ نے کہا کہ تمام پبلک گواہ ہے۔ کل رات آپ لوگوں نے بحث کے لئے وقت مانگا۔ ہم نے حسب وعدہ آج آپ کو وقت دیا ہے۔ اور شرائط کیا ہیں؟ اٹھو ہمت کرو اور حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کا مکفر ثابت کرو۔ ورنہ پبلک کے سامنے حضرت مرزا صاحب کی یہ پوزیشن آچکی ہے کہ حضرت خادم دین اسلام کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ اور تکفیر کی لعنت سے انتہائی بیزاری کا اظہار فرماتے رہے۔

پبلک کا فیصلہ ــــــ قادیانی اتحاد شکن ہیں

صدر جلسہ اور پبلک کے بار بار اصرار کے باوجود قادیانی نمائندے نے آگے بڑھ کر مناظرہ شروع کرنے کا حوصلہ نہ کیا۔ لوگ جلسہ کو خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے اور بلند آواز سے کہتے تھے کہ قادیانی جھوٹے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے نبوت کا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ لاہوری جماعت کے دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو مجددیت کا دعوے تھا۔ نبوت کا نہیں۔ غرضیکہ بہت دیر تک صدر جلسہ اور پبلک قادیانی نمائندہ کو سامنے آکر مناظرہ شروع کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ مگر قادیانیوں نے حوصلہ نہ کیا اور یوں جلسہ رات کے بارہ بجے ختم ہوا اور لوگ خوشی کے نعرے لگاتے ہوئے منتشر ہوئے۔ الغرض راولپنڈی کی طرح جہلم میں بھی مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ قادیانیوں نے حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کو ایک غلط رنگ دے رکھا ہے۔ اور لاہوری احمدی جماعت حضرت مرزا صاحب کے صحیح عقائد کو پیش کرنے میں راستی پر ہے۔

ایک غیر از جماعت رئیس کی طرف سے دعوت چائے

ہمارے مبلغین کی عزت افزائی میں ایک غیر از جماعت مقامی رئیس نے دعوت چائے دی جس کے لئے ہم ان کے شکرگزار ہیں۔

احباب جہلم کا شکریہ

جناب شیخ قمر الدین صاحب نے طعام و قیام کا بہترین انتظام فرما رکھا تھا۔ آپ اور آپ کے صاحبزادگان نے جس خلوص سے ہمارے آرام و آسائش کا خیال رکھا۔ اللہ کریم اپنی درگاہ سے جزائے خیر دے۔ شیخ صاحب ممدوح حضرت صاحب کے زمانے کے ایک بزرگ ہیں اور آپ کا وجود قادیانیت کے لئے پیام مرگ ہے۔ "قمر الہدیٰ" کتاب آپ کی تصانیف لطیفہ ہے۔ شیخ صاحب ممدوح کے علاوہ مقامی جماعت کے ہر ایک دوست نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں خاص کوشش کی۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب بابو عبدالحق صاحب و بابو امام الدین صاحب بالخصوص شکریہ کے مستحق ہیں اللہ کریم جزائے خیر دے۔ آمین۔

پونچھ کا جلسہ

پونچھ کے جلسہ کی تاریخیں ۱۷، ۱۸، ۱۹ر جون مقرر ہو چکی تھیں۔ اس لئے جناب مولانا احمد یار صاحب اور خاکسار راقم الحروف ۱۵ر جون جہلم سے براستہ میرپور پونچھ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور ۱۶ر جون کی شام کو پونچھ پہنچ گئے

پونچھ کی مسلم پبلک

خاکسار راقم الحروف پہلی جانے پونچھ جاتا رہا۔ اور مہاراجہ صاحب پونچھ کی نائب صدارت میں لیکچر ہوتے رہے۔ آریہ سماج کے بڑھتے ہوئے زور کو روکا اور ایک بار آریہ سماج سے چیلنج بازی کے بعد ایک نامیاب دلیل پر ٹکا رہا۔ مگر آریہ پنڈتوں کو مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا۔ ہماری ان ہی خدمات کا اثر تھا کہ پونچھ کی مسلمان پبلک ہم سے بے حد مانوس ہے اور ہر طبقہ اور فرقہ کے مسلمان ہم سے محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے جلسہ کا انتظام وغیرہ بہت حد تک غیر از جماعت مسلمان ہی کرتے رہے۔

مقامی ملاّنوں کی فتنہ انگیزی

ہماری یہ ہر دلعزیزی مقامی ملاّنوں کو نہ بھائی۔ انہیں خطرہ معلوم ہونے لگا کہ پونچھ کا سارا شہر "مرزائی" بننے لگا ہے۔ شہر کی تمام مساجد کے ملاّؤں نے سر جوڑا اور پھر ایک مضمون لکھ کر اپنے اپنے دستخط کئے اور ہمیں بھیجدیا۔ اس مضمون میں ہم سے خواہش ظاہر کی گئی کہ صدق و کذب حضرت مرزا صاحب پر مناظرہ کیا جائے۔ ہم نے (۱) حدیث مجدد (۲) حیات و وفات حضرت مسیح (۳) احمدیت و ملاّازم تین مضامین مناظرے کے لئے پیش کئے اور ملاّؤں کو لکھا کہ ان تینوں مضامین سے صدق و کذب حضرت مرزا صاحب معلوم کر سکتے ہو۔ مگر ملاّؤں کو ان مضامین پر مناظرہ کرنا موت کا کھیت نظر آنے لگا اور یوں بہت سا وقت خط و کتابت میں شائع کر دیا۔

قادیانی مبلغ سے کامیاب مناظرہ

قادیانیوں کے مقامی مبلغ مولوی محمد حسین صاحب سے اجرائے نبوت و مسئلہ تکفیر پر مناظرہ مقرر ہوا۔ قادیانی مناظر نے خواہش ظاہر کی کہ نصف گھنٹے میں وہ اپنے تمام دلائل کو پیش کر دیں گے۔ نصف گھنٹے میں ان دلائل کا جواب دیا جائے۔ ہم نے ان کی اس خواہش کو منظور کر لیا چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے وقت میں حضرت مرزا صاحب کی کتب سے ۶-۷ حوالے اجرائے نبوت کے پیش کئے اور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت مرزا صاحب اجرائے نبوت کے قائل تھے اور نبی کریم صلعم کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ ہماری طرف سے جناب مولانا احمد یار صاحب جواب کے لئے کھڑے ہوئے اور نصف گھنٹے میں قادیانی مناظر کا تمام پھیلایا ہوا جال ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا اور ہر ایک حوالے کی ایسی بین اور ستھری تشریح کی کہ عام پبلک کا ایمان تازہ ہو گیا اور ان کے ذہن نشین ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب جس نبوت کا ذکر کرتے رہے اس کا مفہوم محدثیت تک ہی محدود رکھتے رہے اور حضرت نبی کریم کے بعد انبیاء کے سلسلہ کو منقطع قرار دیتے رہے۔ مکفرین کے علاوہ آپ نے کسی مسلمان کی تکفیر کو روا نہیں رکھا۔

اس مناظرہ نے ایک طرف قادیانیوں کو باطل پر ثابت کیا تو دوسری طرف ملاّنوں کی کمر بھی توڑ دی۔ پبلک میں لاہوری جماعت کی پہلے ہی رغبت اور محبت موجود تھی۔ اس میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

ملاّنوں کا مناظرہ سے فرار اور ذلت

جب ہم نے دیکھا کہ مولوی ہمارے پیش کئے ہوئے تین مضامین پر مناظرے کے لئے تیار نہیں ہو رہے اور فضول خط و کتابت میں صدق و کذب مرزا صاحب کی بری رٹ لگا رہے ہیں تو ع

دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید

لے ہم نے ملاّؤں کے اس مضمون کو

کرتے ہوئے انہیں اطلاع دی کہ رات کے اجلاس میں آ کر ہم سے مناظرہ کر لیں

پروگرام کے مطابق "حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات" پر پہلے میرا لیکچر تھا۔ اس کے بعد ملانوں سے مناظرہ۔ ملانے جلسہ گاہ (جامع مسجد بازار پونچھ) میں پہنچے اور کہا ہم لیکچر سننا ہی نہیں چاہتے انہیں پروگرام کی پابندی پر توجہ دلائی گئی۔ مگر ملانوں کے نمائندہ مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل دیوبند نے شور و غوغا ہی بلند کیا۔ پر تمام پبلک نے ان پر آوازے کسے اور کھلے کھلے الفاظ میں لعنت ملامت کی۔ غرض سب ملانے ایک طرف ان کے مقتدی ایک طرف۔ خود اپنے مقتدیوں کے منہ سے لعنت ملامت کے الفاظ سن کر ملانوں کے ہوش و حواس قائم نہ رہے اور منہ پر جھاگ پر جھاگ لا کر کہنے لگے۔ تم لوگوں پر مرزائیوں کا اثر ہو گیا ہے کہ جن مولویوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہو انہیں پر لعنت ملامت کرتے ہو۔ اس پر ایک پرجوش "خاکسار" نے بلند آواز سے کہا:۔ "مرزا مظفر بیگ"۔ سینکڑوں آوازیں بلند ہوئیں۔ "زندہ باد"۔ اس خاکسار نے کہا کہ جب ہم پر آریوں کی طرف سے مصیبت پر مصیبت ڈھائی جاتی تھی اور ان کے پنڈت بدزبانی کر رہے تھے اس وقت یہی مظفر بیگ لاہور سے آ کر ہمیں بچاتا تھا اور اسی کی یہ برکت ہے کہ آج آریہ چپ سادھے بیٹھے ہیں۔

ہم نے اعلان کیا کہ ہم لیکچر نہیں دیتے۔ چلو مولوی صاحبان مناظرہ شروع کریں اور صدق و کذب حضرت مرزا صاحب پر جی کھول کر دلائل پیش کر کے جواب لیں۔ اب کیا تھا مولوی عبدالرحمن صاحب بغلیں جھانکنے لگے اور کہا کہ ہم تو صرف شرائط طے کرنے آئے ہیں۔ مولوی صاحب کے اس جواب نے ملانوں کی رہی سہی عزت بھی خاک میں ملا دی۔ پھر تو جو جس کے منہ پر آتا تھا کہتا تھا اور مولوی صاحبان کو ایسا ذلیل ہو کر مسجد سے نکلنا پڑا کہ العظمۃ للہ۔ مولویوں کے فرار کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات پر میرا لیکچر ہوا۔

جلسہ کی غیر معمولی کامیابی

ہمارا جلسہ تین دن تھا مگر پبلک کے متواتر اصرار سے جلسہ پانچ دن کیا گیا اور اللہ کے فضل و کرم سے توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ مولانا احمد یار صاحب نے اپنے کمالات علمی سے پبلک کو خوب محظوظ فرمایا۔ مولانا ممدوح قادیانیوں اور ملانوں کے لئے بلائے بے درماں ہیں۔

میری علالت اور احباب کی تیمارداری

میری دائیں ٹانگ پر چوبیس اور بائیں پر نو پھوڑے نکلے ہوئے تھے۔ ان سے مواد و پیپ نکلتا تھا۔ دردوں اور ٹیسوں سے مجھے بہت تکلیف تھی۔ ڈاکٹر بشیر محمود صاحب نے علاج میں توجہ فرمائی۔ میاں عبداللہ صاحب سکرٹری۔ حافظ غلام رسول صاحب بی۔ اے۔ منشی غلام احمد صاحب مجاہد۔ بابو عبدالعزیز صاحب سب انسپکٹر پولیس وغیرہم احباب نے میری بہت تیمارداری کی۔ بعض اوقات مرہم پٹی کرتے احباب کے ہاتھ مواد و پیپ سے آلودہ ہو جاتے اور میرا دل انہیں دعائیں دیتا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم تمام احباب کو جزائے خیر دے۔

ڈاکٹر بشیر محمود صاحب

ڈاکٹر بشیر محمود صاحب (جو قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں) کی پرتکلف دعوت کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ ایک شریف النفس نوجوان ہیں۔ اللہ کریم آپ کے کاروبار میں ترقی دے۔ آمین۔

مسلمانان پونچھ کا شکریہ

آخر پر ہم مسلمانان شہر پونچھ اور بالخصوص مقامی خاکسار جماعت کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔ سب بھائیوں نے جس محبت و خلوص کا ثبوت دیا ہے۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔

بعض مشاہدات و تاثرات

راولپنڈی۔ جہلم اور پونچھ میں قادیانی حضرات سے مقابلہ ہوا۔ ہم نے ان تینوں مقامات پر دیکھا کہ پبلک کی اس ذہنیت میں جو ملانوں کے بھڑکانے سے پیدا ہو چکی تھی۔ ایک نمایاں فرق پیدا ہو چکا ہے۔ پہلے جب لاہوری احمدی قادیانیوں سے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے متعلق مناظرہ کرتے تھے تو لوگوں کی اکثر خوشی اس میں ہوتی تھی کہ کسی طرح حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ثابت ہو جائے تاکہ علما کا فتویٰ کفر مرزا صاحب کے حق میں سچا ثابت ہو۔ لوگ اس تعصب اور خودغرضی کے ماتحت کہا کرتے تھے کہ قادیانی لوگ مرزا صاحب کی اصل تعلیم پر چل رہے ہیں۔ مگر اب ہم نے دیکھا تو زمین و آسمان کا فرق پایا۔ لوگوں کو حقیقی خوشی اب اس میں حاصل ہوتی ہے کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ثابت ہوں اور حضرت مرزا صاحب کی کتب سے بھی یہی ثابت ہو کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور کہ خود حضرت مرزا صاحب کو بھی نبوت کا دعویٰ نہ تھا۔ ہم نے دیکھا کہ جب ہم حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کو صاف کرتے تھے تو لوگوں کو ایک قلبی خوشی اور کیفیت حاصل ہوتی تھی۔

پونچھ میں ایک غیر از جماعت کا اعلان حق

پونچھ کے جلسہ میں (قادیانیوں سے مناظرے کے دوسرے دن) ایک غیر از جماعت مسلمان نے کھڑے ہو کر بھری مجلس میں اعلان کیا کہ لاہوری جماعت راستی پر ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے صرف مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ مجدد پہلے بھی آتے رہے۔ اب اگر ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لیں گے۔ تو کوئی کفر لازم نہ آئے گا۔ مگر ان (قادیانی مبلغ کی طرف اشارہ کر کے) قادیانیوں کا مذہب غلط ہے۔ نبوت کا ڈھونگ رچا رکھا ہے اور سب مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ ہماری جماعت کو جگہ جگہ جلسے کر کے قادیانیت کے خلاف وسیع پیمانہ پر جہاد کرنا چاہیئے۔ لوگوں کی طبائع اب اس طرف آ رہی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی اصل پوزیشن کو سمجھیں۔ مولوی ہزار بکا کریں۔ مگر مسلمانوں کو فطرتی طور پر اسی میں خوشی حاصل ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلعم ہی آخری نبی ہیں اور یہی عقیدہ وحدت اسلامی کا بنیادی پتھر بن سکتا ہے۔ مولویوں اور قادیانیوں کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کی اصل پوزیشن کو جو غلط رنگ دیا گیا ہے۔ جدا ہو جائے گا۔ تو لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں گے جیسا کہ ہم نے راولپنڈی۔ جہلم اور پونچھ میں دیکھا۔

(بقیہ صفحہ ۱۱)

(۱) ملک عرب کو، بدکاروں کا تباہ اور ناپاک کرنا۔

(۲) وہاں آریہ دہرم کا ناپید ہو جانا۔

(۳) ان دشمنان حق کا، ابرا کی طرح تباہ اور برباد ہو جانا۔

(۴) آنحضرت صلعم کو خدا کی طرف سے برہما کا لقب عنایت ہونا، تاکہ آپ بدوؤں کی اصلاح کر سکیں اور آپ اب تعمیر قومی میں مصروف ہیں۔

(۵) ہندی راجہ کو اس ملک میں جانا مناسب نہیں ہے۔ لہذا اس کا تزکیہ نفس اس وقت ہوگا۔ جب مسلمان ہندوستان میں وارد ہوں گے۔

(۶) آنحضرت ہندو دہرم کی تصدیق کریں گے۔ اور یہاں کی اقوام کے حالات کی اصلاح فرمائیں گے اور ان کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کریں گے جس سے وہ بھٹک گئے تھے۔

(۷) آنحضرت صلعم... کے پیرو ختنہ کرائیں گے۔ داڑھی رکھیں گے سر پر چوٹی نہ ہوگی۔ اور دنیا کے مذہب میں ایک زبردست انقلاب پیدا کریں گے۔

(۸) آپ کا مذہب کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر مسجد کے مینار سے باواز بلند اس کی تبلیغ کی جائے گی۔

(۹) سور کے علاوہ، وہ لوگ دوسرے جائز حیوانات کا گوشت استعمال کریں گے۔

(۱۰) ہندو، کوشا گھاس کے ذریعہ اپنے آپ کو پاک کرتے ہیں لیکن یہ لوگ جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ سے اپنے نفوس کو پاک کریں گے۔

(۱۱) ان کا لقب مسلمان ہوگا۔ کیونکہ یہ لوگ ان لوگوں سے جنگ کریں گے، جو مذہب کو ناپاک کرتے ہیں

(۱۲) یہ گوشت خوروں کا مذہب خدا کی طرف سے ہوگا۔

اسجگہ ہم اس اعتراض کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، جو مخالفین اسلام اس موقعہ پر کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ جب پیشگوئی میں آریہ دہرم کو دیگر مذاہب پر تفوق دیا گیا ہے تو پھر اسلام کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ جب آریہ دہرم کا نزول ہوا تھا تو مقامی حالات کے موجب وہ لوگوں کے لئے مفید ہوگا۔ اور اس وقت وہ ضروریات انسانی کے لئے مکتفی بھی ہوگا۔ اور اس لحاظ سے وہ انسان کے لئے بہترین مذہب قرار پایا۔ لیکن جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اس زمانہ میں اسکی حالت کیا ہو گئی تھی، اس کا حال ہم کو مہارشی ہی سے پوچھنا چاہیئے۔ (ملاحظہ ہو بھوشیہ پران باب ۳۔ فصل ا۔ مناجات ۴۔ شلوک ۱۰ تا ۲۳) اور یہ سطور لائق توجہ ہیں:۔

"سات مقدس شہروں مثلاً کاشی جی وغیرہ میں ظلم و ستم عام ہیں۔ ہندوستان اب راکھشسوں کا وطن بن گیا ہے۔ اور بھیل اور دوسری وحشی اقوام کا مسکن ہے۔ لیکن ملیچھوں کی سرزمین میں ملیچھ دہرم (اسلام) کے پیرو، بہادری دکھا رہے ہیں۔ اور بڑے عقلمند اور دانشمند ہیں تو وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہیں جبکہ آریہ ورت میں انتہائی بدعنوانیاں نظر آ رہی ہیں۔ اسلام، ہندوستان اور ملحقہ جزائر پر حکومت کرے گا۔ پس اے نیک مرد! ان امور سے واقف ہونے کے بعد اللہ کی عبادت کر، اور اسی کی حمد و ثنا کر۔"

ان شلوکوں میں لفظ آریہ اور ملیچھ اکثر استعمال ہوئے ہیں۔ لفظ آریہ کے بارہ میں ہمیں کافی معلومات ہیں۔ لیکن دوسرا لفظ ہنوز محتاج تشریح ہے۔ لفظ ملیچھ کو برے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنے وحشی غیر مہذب، ناپاک لوگ۔ لیکن دیاس جی کی نظر میں ملیچھ وہ ہے جسکی عقل تیز ہو۔ زندگی اور افعال پاکیزہ ہوں۔ روحانیت اعلیٰ پایہ کی ہو اور جو خدا پرست اور پابند مذہب ہو۔ (رسالہ اشاعت اسلام م

آنحضرت صلعم کی بشارت

ہندوؤں کی مشہور مقدس کتاب بھوشیہ پران میں

(از جناب میرزا معصوم بیگ صاحب بی اے)

ہنود کی مذہبی کتابیں تین حصوں میں منقسم ہیں (۱) وید (۲) اپنشد (۳) پران۔ ان سب کتابوں کو برہمن گرنتھ کہتے ہیں جو ویدوں کی تفسیر ہے، سرتی کہا جاتا ہے۔ یعنی الہامی کتابیں۔ وید فی الحال چار ہیں۔ رگوید، یجروید، سام وید اور اتھروید۔ ان میں سے رگوید قدیم ترین ہے۔ اور اتھروید نسبتاً زمانہ مابعد کی تصنیف ہے۔ اس وید کا نام اس کے مضامین کی نوعیت سے ماخوذ نہیں بلکہ ایک قدیم زمانہ کے انسان سے وابستہ ہے جس کا نام اتھروان تھا۔ اور جس کے متعلق رگوید میں یہ لکھا ہے کہ وہ سب سے پہلا آدمی ہے جس نے رگڑ سے آگ پیدا کی۔ ویدوں کی عبارت نہایت خشک اور پیچیدہ ہے۔ اور اس کا سمجھنا بھی بہت مشکل ہے۔ جو لوگ ویدوں کے ماہر سمجھے جاتے ہیں مثلاً گوروکل کانگڑی کے پنڈت وہ کہتے ہیں کہ وید بخوبی سمجھنے کے لئے کم از کم تیس سال کی مدت درکار ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ وید ہندوؤں کی مستند ترین کتاب ہے اور انکے مذہبی عقائد کا سرچشمہ ہے۔

اپنشدوں میں ہندوؤں کا قدیم فلسفہ قلمبند کیا گیا ہے جس کا مقصد تحقیق روح انسانی ہے۔ ان میں انسان اور خدا کی نوعیت اور باہمی تعلق پر بحث و نظر کی گئی ہے۔ بعض مشہور پنڈتوں مثلاً راجہ رام موہن رائے کی نظر میں اپنشدوں کا مرتبہ ویدوں سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

اہمیت اور تقدس کے لحاظ سے پرانوں کا درجہ ان کے بعد ہے۔ ویدوں کے برخلاف یہ کتابیں بہت سلیس اور دلچسپ ہیں۔ یہ ہنود کی ہر دلعزیز کتابیں ہیں۔ جن کو وہ بہت مسرت اور فائدہ کیساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کتابوں میں کائنات کی پیدائش اور فنا، ابتدائی آریہ اقوام، ہنود کے مقدس اوتاروں اور بہادروں کا تذکرہ مندرج ہے۔ مشہور رشی ویاس جی نے یہ کتاب اٹھارہ ضخیم جلدوں میں مرتب کی ہے۔ اور اس میں برہمن پوران، بھاگوت پوران، اور بھوشیہ پوران وغیرہ شامل ہیں۔ پورانوں کے متعلق ہنود کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اتنے ہی قدیم ہیں جتنے وید، اور انہی کے زمانہ سے چلے آتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت خود وید مقدس سے بھی ملتا ہے۔ (ملاحظہ ہو اتھروید باب ۱۱ مناجات ۷ شلوک ۲۴)۔

"شلوک اور گیت، سحر آمیز مناجاتیں، پوران، قربانی کی دعائیں، اور تمام آسمانی دیوتا جو بہشت میں رہتے ہیں سب ابتدائی مادہ سے پیدا ہوئے ہیں" (نیز اتھروید باب ۱۵۔ مناجات ۶۔ شلوک ۱۲)۔

"وہ (طالبعلم) ایک وسیع خطہ کی طرف چلا گیا۔ اور اتہاس پورانوں، گاتھا اور نرساس نے اسکا اتباع کیا"

رگوید میں بھی پورانوں کا تذکرہ موجود ہے۔ خصوصاً اس کے ان شلوکوں کا جو قربانی کے وقت پڑھے جاتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو رگوید منڈل ۱۰۔ مناجات ۳۔ شلوک ۶)

مہارشی ویاس جی بلاشبہ بہت بڑے فاضل تھے اور ہندو ان کو بہت عزت اور مرتبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ مختلف علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ویدوں کی موجودہ ترتیب اور مضمون وار تقسیم انہی کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے اور مہابھارت اور گیتا بھی انہی کی قلم کی ممنون احسان ہے۔ ویاس جی نے ویدانت یعنی ہندو فلسفہ پر بھی ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ لیکن ان کی سب سے نامور تصنیف جیسا کہ اوپر بیان ہوا پران ہی ہیں۔ جو ۱۸ جلدوں میں ہیں۔ بھوشیہ پران میں، جو اسی کتاب کا ایک حصہ ہے، ایک عالمگیر ہادیٔ دین کی خوشخبری مذکور ہے جن کا اسم گرامی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے چنانچہ اس مضمون میں ہم اسی پیشگوئی پر تفصیلی تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔

بھوشیہ پران کے لفظی معنے ہیں "مستقبل کی خبریں" اور اس پوران کو بھوشیہ پران اسی لئے کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں مہارشی نے آئندہ واقعات کا حیرت انگیز تذکرہ کیا ہے۔ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق یہ کتاب بھی ویدوں کی طرح الہامی ہے۔ جسے پرماتما نے ویاس جی پر نازل کیا۔ اور انہوں نے صرف خدائی الہامات کو مدون کیا۔ اور مضمون خدا کی طرف سے ہے۔ اس کتاب کے باب ۳ فصل ۳۔ مناجات ۳ شلوک ۵ تا ۸ میں یہ عبارت درج ہے۔

"غیر ملک سے ایک معلم روحانی اپنے اصحاب کے ساتھ آئے گا۔ اس کا نام محمد ہوگا۔ اس ملک کا راجہ اس فرشتہ خصلت عرب کو گنگا کے پانی اور دوسری پانچ پاکیزہ اشیاء کے ساتھ غسل دے گا۔ اور پورے ایمان کے ساتھ اس کی پرستش کریگا اور کہے گا میں تجھے سجدہ کرتا ہوں اے فخر بنی آدم ؟ اے باشندہ صحرا جو ابلیس شیطان کو قتل کرنے کی طاقت عطا کرتا ہے۔ اور تو اپنے بدکار دشمنوں سے محفوظ ہے۔ اے مظہر ذات الٰہی مجھے اپنی غلامی میں قبول کر۔ میں تیرے قدموں میں پناہ لیتا ہوں"

مہارشی ویاس جی نے آنحضرت صلعم کی جو حمد و ثنا کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) اس کا نام نامی (حضرت) محمد (صلعم) ہوگا
(۲) وہ صحرا کا باشندہ ہوگا۔
(۳) اس کے ساتھ جاں نثار صحابہ ہوں گے۔
(۴) وہ فرشتہ خصلت اور گناہوں سے معصوم ہوگا۔
(۵) ہندوستان کا راجہ اس پر ایمان لائے گا۔
(۶) یہ پیغمبر اپنے دشمنوں کے مکر سے محفوظ رہے گا۔
(۷) وہ شیطان کو قتل کرے گا یعنی بدی کی بیخکنی کر دے گا۔
(۸) وہ مظہر ذات باری ہوگا۔
(۹) او فخر بنی نوع آدم ہوگا۔
(۱۰) مہارشی اس پیغمبر کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ اور اس کے قدموں میں پناہ لیتا ہے۔

بعثت نبوی کے متعلق یہ کس قدر شاندار پیشگوئی ہے جس کے مطالعہ کے بعد آنحضرت صلعم کی صداقت پر کسی قسم کا شک باقی نہیں رہ سکتا۔ بعض تنگ مزاج لوگوں نے اس پر یہ اعتراض وارد کیا ہے کہ جس راجہ کا اس پیشگوئی میں ذکر کیا گیا ہے وہ راجہ بھوج ہے جو راجہ شالباہن کے بعد دسویں پشت میں ہوا۔ اور گیارہویں صدی مسیحی میں حکومت کرتا تھا۔ یعنی آنحضرت صلعم سے ۵۰۰ سال بعد ہوا ہے۔ اس لئے یہ پیشگوئی آپ پر چسپاں نہیں ہو سکتی لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں۔ کیونکہ "بھوج" کسی خاص آدمی کا نام نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے راجوں کا لقب تھا۔ جس طرح "فرعون" شاہان مصر کا۔ اور "قیصر" شاہان روم کا۔ مشہور راجہ بھوج سے پہلے بھی بہت سے راجے اس لقب سے گذرے ہیں۔ چنانچہ ایتریا برہمن میں جو نہایت قدیم کتاب ہے ایک راجہ بھوج کا ذکر ہے (ملاحظہ ہو ۸: ۱۲ و ۱۴: ۱: ۲۷) پنینی جو سنسکرت کا مشہور نحوی گذرا ہے اور اسلام سے بہت پہلے ہوا ہے۔ وہ اپنی تصنیفات میں ایک راجہ بھوج اور اس کے جانشینوں اور دارالحکومت کا ذکر کرتا ہے (۱: ۷۵)۔

اس پیشگوئی میں ایک لفظ اور بھی لائق غور ہے۔ آنحضرت صلعم کا دریائے گنگا اور پنج گنو کے پانی سے غسل کرنا۔ یاد رہے کہ اس عبارت میں رشی نے کسی واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ اس رؤیا کا جو اس نے دیکھا۔ اس رویا سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم معصوم اور پاک ہوں گے۔ "گنگا جل" اور "پنج گنو" ہنود کے عقیدہ کے مطابق گناہوں سے پاک کرنے کے ذرائع ہیں جس طرح عیسائی لوگ دریائے یردن کے پانی کو سمجھتے ہیں۔

اب ہم شلوک ۱۰ تا ۲۷ پر تبصرہ کریں گے۔ جن میں مہارشی نے اس سے بھی زیادہ وضاحت سے کام لیا ہے۔

"عرب کی مشہور سرزمین کو بدکاروں نے ناپاک کر دیا ہے اور اب آریہ دھرم وہاں ناپید ہے۔ قبل ازیں ایک شیطان وہاں ظاہر ہوا تھا جسے میں نے جلا کر راکھ کر دیا۔ اب وہ پھر ظاہر ہوا ہے جسے ایک زبردست دشمن نے بھیجا ہے۔ لیکن جس کو میں نے رہنما کا لقب دیا ہے، ان دشمنوں کی اصلاح کے لئے، وہ مشہور شخص محمد ہے۔ وہ اب ان تغافل شعاروں کی اصلاح کے لئے پوری کوشش کر رہا ہے۔ اے راجہ! تجھے اس مذموم ملک میں جانا مناسب نہیں۔ کیونکہ میری مہربانی سے تیرا تصفیہ تو یہیں ہو جائے گا"

ایک رات دیوی انسانی فرشتہ راجہ بھوج کے سامنے ظاہر ہوا۔ اور تاج کی شکل میں اس نے کہا "اے راجہ! آریہ دھرم کو دوسرے مذاہب پر فضیلت حاصل ہے۔ لیکن میں خدا کے حکم سے گوشت کھانیوالوں کے مذہب کی تبلیغ کروں گا۔ میرے پیرووں کا ختنہ کیا جائے گا۔ اور وہ اپنے سروں پر چوٹی نہیں رکھیں گے بلکہ داڑھی رکھیں گے اور وہ بڑے انقلاب پسند ہوں گے۔ وہ باواز بلند لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں گے۔ اور تمام اچھی اور جائز چیزیں کھایا کریں گے۔ سؤر کو چھوڑ کر باقی سب حیوانات کا گوشت کھائیں گے۔ اور گھاس کے بجائے جنگ کر کے اپنا تصفیہ کریں گے۔ ان کا لقب مسلمان ہوگا۔ کیونکہ وہ ان لوگوں کے برخلاف جنگ کریں گے، جو مذہب کو خراب کرتے ہیں اور ان گوشت خوروں کا مذہب میری طرف سے ہوگا"

اس پیشگوئی میں مہارشی نے آنحضرت صلعم کی بعثت کی بہت سی نشانیاں بیان کی ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

(باقی صفحہ ۱ پر)

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— معلوم ہوا ہے کہ عراقی اخبارات میں طہران سے آمدہ ایک حیرت انگیز خبر شائع ہوئی ہے کہ رضا شاہ پہلوی تاجدار ایران نے اپنے ولیعہد سلطنت کے حق میں تخت سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— علاوہ ازیں بیان کیا گیا ہے کہ شاہ موصوف نے اپنے وزیر خارجہ کو بھی مستعفی ہونے پر مجبور کیا ہے۔ حکومت کے بعض دیگر مقتدر عہدہ دار بھی ملازمت سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔ ان اقدامات کی وجہ تاحال پردہ راز میں ہے۔

—— لنڈن ۳ رجولائی۔ سرکاری طور پر فلسطین سے خبر موصول ہوئی ہے کہ مجاہدین کے آٹھ سابق سالاروں کے دستخطوں سے جو آجکل دمشق میں ہیں ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ اس اعلان میں قرطاس ابیض نامنظور کرنے پر مفتی اعظم اور عرب ہائی کمیٹی کو ملعون کیا گیا ہے اور الزام لگایا کہ انہوں نے قرطاس ابیض کو ذاتی مفاد کی خاطر مسترد کر دیا ہے۔

—— عرب اور اسلامی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ مفتی اعظم کے اثر و رسوخ کو زائل کرنے کے لئے ایک پر اسرار پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور اس کی تہ میں عربوں اور مفتی فلسطین کی دشمن طاقت کا ہاتھ ہے۔

—— تازہ ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی و مصر کی طرح ایرانی لڑکیوں میں بھی جنگی جوش ترقی کر رہا ہے۔ حال ہی میں "مجلس دختران وطن" کی نمائندہ خاتون ماہ طلعت نے وزیر جنگ کے سامنے ایرانی لڑکیوں کا ایک نمائندہ وفد پیش کیا۔ جس نے انجمن مذکور کی پانچ ہزار ممبر لڑکیوں کی طرف سے فوج میں بھرتی ہونے پر اصرار کیا۔

—— بغداد ۴ رجولائی۔ پارلیمنٹ عراق میں جنرل نوری السعید وزیر اعظم . . نے اعلان کیا کہ عراق کی حدود میں کسی یہودی کو داخلہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ علاوہ ازیں آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ حکومت عراق فلسطین کے متعلق برطانیہ کے قرطاس ابیض کو مسترد کر دے۔

—— فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ دہشت انگیزی اور قتل و غارت کا سلسلہ پہلے کی طرح جاری ہے۔ بم کثرت سے پھٹ رہے ہیں۔

—— حیفہ ۴ رجولائی۔ کل ایک مقامی قہوہ خانہ میں بم پھٹنے سے ایک عرب ہلاک اور ۲۴ عرب اور چار یہودی مجروح ہوئے۔

—— مختلف ذرائع سے خبریں موصول ہو رہی ہیں کہ یوگوسلاویہ کے مسلمانوں پر وہاں کی حکومت طرح طرح کے مظالم کر رہی ہے ان کی مذہبی آزادی رفتہ رفتہ سلب کی جا رہی ہے۔

—— اطالوی ذرائع سے یہ خبر موصول ہو رہی ہے کہ سلطان ابن سعود آجکل زبردست جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ وہ یورپ کے موجودہ حالات سے فائدہ اٹھا کر اپنی سلطنت کو ساحل بحر ہند تک وسیع کرنا چاہتے ہیں۔ حضر موت، عقبہ اور معان کے مشہور مقامات پر قبضہ سلطان کی جنگی سکیم میں شامل ہے۔

—— بعض اطلاعات کی بنا پر قیاس کیا جاتا ہے کہ حکومت ترکی اسکندرونہ پر قبضہ کرنے کے بعد حکومت ایران کو وہاں ایک آزاد بندرگاہ تعمیر کرنے کی اجازت دیگی۔

ہندوستان

—— بنوں ۴ رجون۔ سرحد پر شورش بدستور جاری ہے۔ کل کی اطلاع ہے کہ علاقہ تاجوری میں پولیس اور سرحدی ڈاکوؤں میں شدید تصادم ہوا۔

—— ناگپور ۴ رجولائی۔ ناگپور یونیورسٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ جلسہ تقسیم اسناد میں کانووکیشن ایڈریس پڑھنے کے لئے سبھاش بابو کو دعوت دی جائے۔

—— بمبئی ۴ رجولائی۔ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ختم ہو گیا۔ اس اجلاس میں متعدد قرار دادیں منظور کی گئیں۔ ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا گیا ہے کہ فلسطین کے عرب شہیدوں کے پسماندوں کی امداد کے لئے فنڈ کھولا جائے۔

—— گذشتہ دنوں ہندو اخبارات میں یہ غلط اطلاع شائع ہوئی تھی کہ کیتھل (ضلع کرنال) میں مسلمانوں نے ۲۵ رجون کو آریہ سماجیوں کے جلوس پر حملہ کر دیا تھا۔ اب بعد تحقیقات سرکاری طور پر اس کی تردید ہو گئی ہے۔

—— بمبئی ۳ رجولائی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے اس سال ۲۸، ۲۹، ۳۰ ردسمبر کو لاہور میں لیگ کا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— بمبئی ۳ رجولائی۔ کل سبھاش چندر بوس (کانگرس کے فارورڈ بلاک کے لیڈر) نے مسٹر جناح سے ان کے دولتکدہ پر ملاقات کی۔ جو نصف گھنٹے تک جاری رہی۔ تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں کانگرسی اور دیگر سیاسی حلقوں میں اس ملاقات کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے جیلوں میں جو قیدی ماخوذ ہیں۔ آئندہ انہیں تین موقعوں پر اپنے پرائیویٹ کپڑے پہننے کی اجازت ہو گی (۱) جب وہ عدالت میں پیش کئے جائیں (۲) جب وہ ایک جیل سے دوسرے جیل میں منتقل کئے جائیں (۳) جب وہ اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کریں۔

—— پنجاب کے ہندو اچھوتوں کے اس مطالبہ پر کہ انہیں لوکل باڈیوں میں جداگانہ نیابت دی جائے۔ بہت مضطرب ہو رہے ہیں اور طرح طرح کی ریشہ دوانیاں ان کی طرف سے کی جا رہی ہیں۔

—— شملہ ۴ رجولائی۔ آئندہ مردم شماری کے لئے حکومت ہند کی تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مرکزی اسمبلی کے شملہ سیشن میں مردم شماری کے متعلق ایک بل پیش کیا جائے گا۔

—— لکھنؤ ۴ رجولائی۔ یو۔ پی کے آئندہ اجلاس میں مسٹر محمد سعید خاں ایم۔ ایل۔ سی ایک بل پیش کریں گے۔ جس کا مدعا غیر مسلموں کو قرآن کریم چھاپنے شائع کرنے اور فروخت کرنے سے روکنا ہے۔

—— بنگال کے اکثر علاقوں میں کثرت سے بارش ہو رہی ہے شدت باراں کی وجہ سے بعض اوقات ریلوے لائن کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

—— بمبئی ۴ رجولائی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے ایک قرار داد کے ذریعہ سر عبد الحلیم غزنوی کو چار سال کے لئے مسلم لیگ کی ممبری سے علیحدہ کر دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مرکزی اسمبلی میں لیگ پارٹی کے فیصلہ کے خلاف ووٹ دیا تھا۔

ممالک خارجہ

—— لنڈن ۵ رجولائی۔ مذاکرات ماسکو میں ایک نئی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ حکومت روس نے ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کو گارنٹی دینے سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ فرانس اور برطانیہ نے روس کی خواہش کے مطابق فن لینڈ، لٹویا اور استھونیا کو حفاظت کی گارنٹی دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔

—— ایک اور غیر مصدقہ خبر ہے کہ دول بالٹک یعنی فن لینڈ وغیرہ کی حفاظت کے متعلق برطانیہ اور فرانس کی تجویزیں حکومت روس نے بعض شرائط کے ساتھ منظور کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے۔ پولینڈ، ترکی، رومانیہ اور یونان کے بارے میں بھی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ لیکن ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کی حفاظت کے متعلق روس نے صاف انکار کیا ہے۔

—— ہانگ کانگ ۶ رجولائی۔ سوچیاؤ کی صورت حالات زیادہ خراب ہو رہی ہے جاپانی جنگی طیارے بندرگاہ پر منڈلا رہے ہیں۔ بمباری کا ہر لحظ خطرہ ہے انگریز اور امریکن باشندے وہاں سے نکل رہے ہیں۔

—— ماسکو ۶ جولائی۔ مانچوکو کی سرحد پر روسیوں اور جاپانیوں کی شدید جنگ بدستور جاری ہے روسی اور جاپانی دونوں اپنا اپنا بھاری ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

—— لنڈن ۶ رجولائی۔ روزنامہ "ڈیلی میل" رقمطراز ہے کہ مسٹر چرچل کو وزیر بحر مقرر کیا جائے گا اور اس کا اعلان عنقریب ہو جائیگا کابینہ میں بعض اور تبدیلیاں بھی ہوں گی۔

—— لنڈن ۶ جولائی۔ کچھ عرصہ پیشتر شاہ و ملکہ بلجیم نے ملک معظم اور ملکہ معظمہ کو بلجیم آنے کی دعوت دی تھی اب سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے اس دعوت کو منظور کر لیا ہے اور وہ ۲۴ راکتوبر کو چار روز کے لئے بلجیم جائیں گے۔

—— ٹین سین کے جھگڑے کا کوئی فیصلہ تاحال نہیں ہوا ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حالات نے زیادہ تشویش ناک صورت اختیار کر لی ہے غالباً جاپانی ناکہ بندی زیادہ شدید کرنے والے ہیں (بعد کی خبر ناکہ بندی زیادہ شدید کر دی گئی ہے)

—— واشنگٹن ۵ رجولائی۔ مسٹر روزویلٹ صدر امریکہ نے اخبار نویسوں کے ایک اجتماع میں بیان کیا کہ جنگ چھڑ جانے پر امریکہ علیحدہ نہیں رہ سکتا۔

—— لنڈن ۶ رجولائی۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ ڈانزگ میں حالات بدستور نازک ہیں۔ پولینڈ کی فوجیں ڈانزگ کی سرحد پر پہنچ گئی ہیں اور مورچہ بندی میں مصروف ہیں۔

—— ایک اور اطلاع ہے کہ جرمن سپاہ بدستور ڈینزگ کے آزاد شہر میں داخل ہو رہی ہے اس کے علاوہ پرشیا کے راستہ سے بھی وہاں اسلحہ کافی مقدار میں بھیجا جا رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت پولینڈ نے . . . عنقریب ڈینزگ پر یلغار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

—— لنڈن ۶ رجولائی۔ برطانیہ نے یورپ میں جن ممالک کو امداد دینے کا وعدہ کیا ہے وہ ان کو ہتھیار بندی اور دیگر فوجی اخراجات کے لئے قرضے دے گا۔ اس سلسلہ میں پولینڈ، ترکی، اور یونان نے برطانیہ سے مالی امداد طلب کی تھی۔

—— روم ۵ رجولائی۔ معتبر حلقوں کا بیان ہے کہ اطالوی سپاہی جنہوں نے ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں حصہ لیا تھا اب جاپان کی طرف سے جنگ چین کے لئے بھرتی کئے جا رہے ہیں اور ان کی ایک مقدار جاپان روانہ بھی ہو گئی ہے

—— نیویارک ۵ رجولائی۔ صدر روزویلٹ نے ایک نامہ . . . کیا کہ . . .

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

مالک الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر کے دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - ۴ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۳۹ء — نمبر ۴۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح کے حواری اور حضرت محمد صلعم کے صحابہ

یہودا اسکریوطی نے تیس ۳۰ روپے لے کر اپنے اُستاد مسیح کو دشمنوں کے ہاتھ بیچدیا اور ایک دوسرے حواری پطرس نے مسیح کے سامنے کھڑے ہو کر اس پر لعنت کی لیکن دوسری طرف ہمارے نبی کریمؐ کے صحابہؓ نے اُحد اور بدر کی لڑائیوں میں آپ کی حفاظت میں اپنے سر کٹوا دیئے۔ اب مقام انصاف ہے کہ اگر حضرت نبی کریمؐ نہ آئے ہوتے اور قرآن شریف نہ ہوتا تو ایسے نبی کے بارہ میں لوگ کس رائے کا اظہار کرتے جس کی تعلیم اور قوت قدسیہ کا نمونہ یہودا اسکریوطی اور پطرس ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ انگریز مصنفین کو صاف طور پر اس امر کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دنیا کی حالت بہت بُری ہوتی اور کہ آنحضرتؐ نے درندوں اور وحشیوں کو درست کیا اور پھر ایسے صادق و وفادار لوگ تیار کئے جنہوں نے آپ کی رفاقت میں اپنے مال و جان کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی۔ اس قسم کی وفاداری جو صحابہؓ میں تھی اور ایسی اطاعت و ایثار و جان نثاری پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ مقتدا اور متبوع میں اعلےٰ درجہ کی قوت قدسی اور جذب نہ ہو پھر انہیں مصنفین نے لکھا ہے کہ عربوں کو صرف سچی راستبازی ہی نہ سکھائی گئی تھی بلکہ ان کی دماغی قوتوں کی بھی تربیت کی گئی تھی۔ حواری تو ایک گاؤں کا بھی انتظام نہ کر سکے لیکن صحابہؓ نے دنیا کا سارا انتظام کر کے دکھا دیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے والدین نے کسی ملک پر حکومت کی تھی اور اس لئے وہ انتظام ملک داری اور قوانین سیاست سے واقف تھے ؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ صرف حضرت نبی کریمؐ کی پاک تربیت اور قرآن شریف کی کامل تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ایک طرف اس نے ان کو فرشتہ بنا دیا تو دوسری طرف وہ عقل مجسم ہو گئے ✤

(۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— حضرت مولانا صدرالدین صاحب واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں اور درس کا سلسلہ باقاعدہ شروع کر دیا ہے۔

— حضرت مولانا عزیز بخش صاحب چند روز سے بیمار ہیں۔ کام بخار علیل ہیں تمام احباب اُن کے لئے خاص طور پر دعا کریں

— جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب سیکرٹری انجمن ... بیمار ہیں۔ اب پہلے کی نسبت کچھ افاقہ ہے۔ احباب انکے لئے بھی دعا کریں

— جناب ایم۔ موسیٰ خانصاحب پلیڈر ... تا حال مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور احباب جماعت دعا کے طالب ہیں۔

— جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کے دورہ کا پروگرام حسب ذیل ہے :-

۱۱ ر ۱۲ ر جولائی چھچھرولی - ۱۳ ر ۱۴ ر جولائی انبالہ ۱۵ ر ۱۶ ر جولائی کورکشیتر - ۱۷ ر ۱۸ ر جولائی نیچوڑ (کارکانا سیمنٹ) ۱۹ ر ۲۰ ر جولائی بٹھور ۲۱ ر تا آخر ماہ جولائی انبالہ اور پٹیالہ کے علاقہ میں اچھوت سکھوں میں پرچار کریں گے

معذرت

خاکسار :- مدیر ایک ہفتے سے بخار علیل ہے اس وجہ سے بیشتر نظرات ... مرتب نہیں ہو سکی اور اسی وجہ سے پرچہ ایک روز دیر سے شائع ہو رہا ہے ✤

ہندو دنیا پر ایک نظر

گذشتہ ماہ ۱۵ اپریل کا ذکر ہے کہ صوبہ مدراس کے ایک گاؤں دیوکوٹاہ میں ہندوؤں نے چند عیسائی خاندانوں کو شدھ کر کے ہندو دھرم میں شامل کیا۔ اس موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر راجگوپال اچاریہ وزیر اعظم مدراس کا بھیجا ہوا مندرجہ ذیل تار بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

"از طرف راجگوپال اچاریہ وزیر اعظم حکومت مدراس بنام نو ہندو دیوکوٹاہ صوبہ مدراس ——— مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے کہ آپ ... ہمارے پراچین ہندو دھرم میں شریک ہوئے ہیں۔ ہمارا ہندو دھرم ایک ہی دھرم ہے جو خدا کے پاس پہنچنے کا ایک صاف اور صحیح رستہ بتاتا ہے۔ ہندو دھرم دنیا کا قدیم اور سچا مذہب ہے۔ آج کا دن میرے لئے ایک بڑی مسرت اور فخر کا دن ہے۔"

وزیر اعظم مدراس کے اس پیغام مبارکباد کا انداز تبلیغی ہے اور اس سے دو باتیں بالکل عیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہیں ان عیسائیوں کے ہندو ہونے سے بیحد مسرت ہوئی ہے۔ دوسرے یہ تار انہوں نے وزیر اعظم کی حیثیت سے دیا ہے۔

وزیر اعظم کی اس حرکت پر صوبہ مدراس کے عیسائیوں میں قدرتی طور پر بے چینی پیدا ہوئی۔ چنانچہ مدراس اسمبلی کے ایک عیسائی ممبر نے اسمبلی کے اجلاس میں ان پر سخت نکتہ چینی کی اور مسٹر راجگوپال کو اور کوئی جواب بن نہ آیا تو انہوں نے یہ کہکر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کی کہ "میں نے یہ تار ایک ہندو کی حیثیت سے دیا تھا نہ کہ وزیر اعظم کی حیثیت سے۔" حالانکہ تار کی طرز اور الفاظ کی روشنی میں یہ عذر گناہ بدتر از گناہ نظر آتا ہے اور اس سے عیسائیوں کا کوئی طبقہ بھی مطمئن نہیں ہو سکا۔ چنانچہ عیسائی رسالہ "گارڈین" لاہور اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"ہندوؤں کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے کہ کانگریس تمام ہندوستانیوں کی مشترکہ جماعت ہے اور اسے کسی خاص مذہب وملت سے وابستگی نہیں۔ مذہبی معاملات میں کانگریس کی پالیسی غیر جانبدارانہ ہے ...... مگر کانگریس کی عملی کارروائی ان کے کاغذی اصولوں کے برعکس ہے ..... وزیر اعظم (مدراس) کا جواب صرف غیر تسلی بخش ہی نہیں بلکہ نہایت مضحکہ خیز ہے۔ گویا زخم پر نمک چھڑکا ہے۔ اگر صاحب موصوف (وزیر اعظم مدراس) کانگریس اور وزارت سے مستعفی ہو کر اس قسم کی حرکات کرتے تو کسی کو اعتراض کا موقعہ نہ ہوتا۔ مگر جب تک وہ حکومت کی مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ ان کی شخصیت وزارت کے عہدے سے الگ نہیں کی جا سکتی۔ اس قسم کا تار بھیجنے کا صرف ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان نئے ہندوؤں پر یہ ظاہر ہو کہ حکومت مدراس بھی ان کی پشت پناہ ہے۔ تاکہ دوسرے ضعیف الاعتقاد مسیحی لوگوں کی ہمت افزائی ہو، اور لوگ کثرت سے شامل ہو کر ہندو دھرم میں شریک ہوں۔" (جولائی ۱۹۳۹ء)

ہم اس واقعہ کے آئینی پہلو پر بحث نہیں کرنا چاہتے ہیں معلوم نہیں موجودہ ضابطہ قانون صوبوں کے وزیر اعظموں اور دوسرے ذمہ دار حکام کو ایسے پیغام ہائے مبارکباد کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ لیکن یقینی امر ہے کہ اگر کسی اسلامی صوبہ کا وزیر اعظم یا کوئی مسلمان یا انگریز افسر اس قسم کی کارروائی کر بیٹھتا تو آریہ سماجی اور مہاسبھائی تو رہے ایک طرف کانگریسی ہندو بھی آگ بگولہ ہو جاتے ——— ہمارے خیال میں اس واقعہ کے اندر مسلمانوں کے لئے ایک عبرت اور ایک سبق ہے۔ اسی لئے ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ہندو دھرم قطعاً تبلیغی مذہب نہیں ہے اور یہ دوسرے مذاہب کے افراد کو جذب کرنے کی طاقت سے بھی یکسر محروم ہے لیکن اس کے باوجود ہندوؤں میں ضروریات زمانہ کے پیش نظر زبردست تبلیغی جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ عوام کو چھوڑیئے۔ ہندو قوم کے اکابر بھی اپنی سیاسی حیثیت اور سرکاری مناصب کی ذمہ داریوں کو فراموش کر کے مختلف طریقوں سے تحریک شدھی کو تقویت پہنچاتے رہتے ہیں ——— اسلام ہر حیثیت سے ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اس کی الہامی کتاب، اس کا مذہبی لٹریچر اور روایات اس کی چودہ سو سالہ تاریخ، سب اس کے تبلیغی مذہب ہونے پر گواہ ہیں۔ تبلیغ دین مسلمان کا ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے لیکن افسوس مسلمانوں نے اپنے اس سبق اور فرض کو فراموش کر دیا اور غیر اس پر عامل ہیں ——— کیا آج کسی مسلمان وزیر یا کسی مسلمان کانگریسی لیڈر میں یہ جرأت ہے کہ وہ راجگوپال آچاریہ کی طرح نومسلموں کو پرجوش مبارکباد دے سکے؟

اسلامی ہند کے تمام طبقات کو اس پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔

آریہ سماجی بدستور رٹ لگا رہے ہیں کہ ریاست حیدر آباد میں ویدک دھرم کے پرچار کی اجازت نہیں ہے۔ اس پر غازی محمود دھرمپال نے ایک نہایت معقول اور معنی خیز سوال اٹھایا ہے۔ آریوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔ غازی صاحب پوچھتے ہیں کہ آریوں کی ویدک دھرم سے مراد کیا ہے؟ تاکہ ان کے جواب کی روشنی میں دنیا دیکھ سکے کہ آریوں کی شکایت کہاں تک درست ہے۔ غازی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ویدک دھرم سے مراد آریہ سماج کے وہ دس اصول ہیں جو کہ سوامی دیانند جی آنجہانی نے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جون ۱۸۷۷ء میں آریہ سماج کی بنیاد رکھتے ہوئے وضع کئے تھے۔ تو تاجدار دکن نے ان اصولوں کے خلاف کوئی قیود عائد نہیں کیں۔

اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر ویدک دھرم سے آپ کی مراد چار وید، چار اپ وید، چار برہمن، رگ نتھ۔ ۱۸ سمرتی، ۱۸۰ اپ سمرتی رحیلہ اپ نشد چھ درشن شاستر، ۱۸ اپران ۱۸ اپ پران، رامائن، مہابھارت، گیتا، ریوک نگھنٹو، مہابھاشیہ، اشٹادھیائی وغیرہ وغیرہ کتب ہیں تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان کتب میں کس کتاب کو مملکت آصفیہ کی حدود میں ممنوع الاشاعت قرار دیا گیا ہے۔ یا ان کتب کے کس حصے کی کتھا یا تعلیم پر قیود عائد کئے گئے ہیں؟ اگر ویدک دھرم سے مراد سوامی دیانند کا ویدوں کا بھاشیہ یا تفسیر ہے تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ تاجدار دکن نے اپنی مملکت کی حدود میں سوامی دیانند کے اس بھاشیہ کے کس حصے کو ممنوع الاشاعت قرار دیا یا ضبط کیا ہے؟"

اسی طرح انہوں نے سوامی جی کی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش اور سوامی جی کی سوانح حیات کے متعلق آریوں سے دریافت کیا ہے۔

سوال معقول اور برمحل ہے۔ سب سے پہلے ویدک دھرم کے معنی اور اس کی حدود کا تعین ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر کوئی شخص آریوں کی شکایت کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم یقین دلاتے ہیں کہ کوئی ذمہ دار آریہ اس سوال کا جواب نہیں دے گا۔ معقولیت اور اصول پسندی کیا شے ہے لوگ کیا سمجھتے ہی نہیں اور اس میں انکی موت بھی ہے دیگر مذاہب کے خلاف بدزبانی اور ان کے پیشواؤں اور بانیوں کے متعلق ہرزہ سرائی طرح طرح کی افتراء پردازی اور غلط بیانیاں آریوں کا شیوہ قدیم ہے۔ اسی بنیاد پر آریہ سماج کی عمارت کھڑی ہے اور انہی چیزوں کی وجہ سے آریہ سماج کے اندر حرکت پیدا ہوتی ہے یہ لوگ ہر جگہ کی طرح حیدر آباد میں بھی انہی چیزوں کی آڑ لینا چاہتے ہیں۔ صاف طور پر تو اپنا مدعا ظاہر نہیں کر سکتے اس لئے ویدک دھرم کے پرچار کی آڑ میں اصل ...

کانگریسی مولویوں کے متعلق مسلمانوں کے خیالات و آرا

مخالفین حضرت مسیح موعود کیلئے ایک لمحہ فکریہ

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغدادی نے اخبار "الامان" ۲۵ مئی ۱۹۴۳ء کا ایک اقتباس مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ برائے اشاعت بھیجا ہے:- "مخالفین حضرت مسیح موعود پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ حضور نے علماء کو گالیاں دیں۔ بیہودہ کہا۔ آج انہی مخالفین میں سے لوگ اٹھتے ہیں جو علماء کے کرتوت کی وجہ سے ان کو نہایت بیہودہ سنائے دیئے رہے ہیں۔" ہم اس کو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کرتے ہیں۔ (پیغام صلح)

علماء امت کے احترام کا مسئلہ کانگریسی حلقہ میں موضوع بحث بنا ہوا ہے اور خواہ مخواہ مسلم لیگ پر یہ الزام عائد کیا جارہا ہے کہ مسلم لیگ علماء کے وقار کی دشمن ہے اور اس کو ختم کرنا چاہتی ہے اس لئے یہ ضروری معلوم ہوا کہ اس ابلہ فریب الزام کی حقیقت واشگاف کر دی جائے۔ تاکہ عامۃ المسلمین خود فیصلہ کرسکیں۔ کہ کانگریسی مسلمانوں اور مولویوں کا مسلم لیگ پر الزام کہاں تک درست ہے اور کہاں تک کانگریسی مولوی اس الزام تراشی میں حق بجانب ہیں۔

(مدیر)

مسلم لیگ پر علماء کی اتہام طرازی

اس سے پیشتر کہ اس موضوع پر خامہ فرسائی کی جائے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ کانگریسی مولویوں کو یہ شکایت مسلم لیگ کے عروج اور تحریک اتحاد اسلام کی ہمہ گیر مقبولیت سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ الزام مسلم لیگ پر لگانا صریح ظلم اور دروغ محض ہوگا۔ کہ خواہ مخواہ مسلم لیگ کو دشمن علماء جماعت قرار دیا جائے۔ کانگریسی مولویوں اور مسلم لیگیوں میں مابہ النزاع مسئلہ کانگریس کی شرکت کا ہے جس کے متعلق کانگریسی مولوی دہلی کی جمعیۃ العلماء کانفرنس مارچ ۱۹۲۰ء میں فیصلہ کر چکے ہیں کہ بلا شرط کانگریس میں داخل ہو جانا چاہئے۔ یہ ایک علیحدہ موضوع بحث ہے جس پر شرعی اور عقلی نقطہ نظر سے سیر حاصل تبصرہ اور بحث کی جاچکی ہے اور ہندوستان کے علماء ربانی کے فتاوے بھی شائع ہو چکے ہیں کہ کانگریس میں مسلمانوں کا بلا شرط داخلہ ناجائز ہے۔ رہا یہ امر کہ جب کانگریسی مولویوں نے اپنے لئے الگ راہ عمل بنالی۔ اور خدا اور رسول کے احکام کے خلاف ایک کافر مشرک کو رہنما اور امام خواہ سیاسی ہی سہی تسلیم کر لیا۔ کانگریسی مولویوں کے رویہ پر مسلمانوں کی نکتہ چینی حق بجانب ہے۔ کیونکہ وہ بھی تو آخر علماء اسلام ہیں۔ مگر تعجب اور افسوس ہے تو اس امر پر کہ کانگریسی مولویوں کی اس روش پر کسی کی طرف سے ذرا بھی تنقید یا اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو اس کے خلاف تکفیر، تفسیق، غداری، دشمن علماء اور دشمنان رسول تک کے خطابات عطا کئے جاتے ہیں۔ کانگریسی مولویوں کا فرض تھا۔ اگرچہ دنیا کا کوئی انسان معصوم اور منزہ عن الخطا نہیں ہوتا اور سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی انسان سے عدم صدور خطا و غلط کا امکان نہیں۔ تاہم اختلافی مسائل میں ہمیشہ یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ سائل کی تشفی اور اطمینان کر دیا جائے۔ نہ یہ کہ خواہ مخواہ اس کو مورد الزام گردان کر اس پر ہر طرح سے طعن و تشنیع کی جائے۔ اور جس جماعت سے سائل متعلق ہو اس کو مورد الزام قرار دیا جائے۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

کانگریسی مولویوں کی بے راہ روی

مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۱۳ء میں ایک خط کے جواب میں لکھا تھا کہ:-

"ہم نے تو پولیٹیکل خیالات مذہب ہی سے سیکھے ہیں۔ ہمارے عقیدے میں تو ہر وہ خیال جو قرآن کے سوا اور کسی تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو ایک کفر صریح ہے اور پالیٹکس بھی اس میں داخل ہے۔"

آگے ہندوؤں کے ساتھ پولیٹیکل معاملات میں شرکت کے متعلق لکھتے ہیں:-

"ہم کسی کے ساتھ نہیں۔ بلکہ صرف خدا کے ساتھ ہیں۔ اسلام اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کے پیروؤں کو اپنی پولیٹکل پالیسی قائم کرنے کے لئے ہندوؤں کی پیروی کرنی پڑے۔"

پھر لکھا ہے کہ:-

"ان کو کسی جماعت میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں وہ خود دنیا کو اپنی جماعت میں شامل کرنیوالے اور اپنی راہ پر چلانے والے ہیں۔"

آخر پر لکھا ہے:-

"اگر مسلم لیگ مسلمانوں کی پولیٹکل رہنمائی چاہتی ہے تو اس کو یہی راہ اختیار کرنی چاہئے۔"

(مضامین آزاد حصہ دوم)

مولانا آزاد کی یہ تصریحات اس قدر واضح اور بین ہیں جس کے بعد کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ آخر مولانا آزاد بھی تو اسی گروہ کے ایک فرد ہیں جس گروہ نے مارچ میں کانگریس کی شرکت کا فیصلہ کیا تھا۔ ہم اس وقت قرآن و حدیث کو بیچ میں نہیں لانا چاہتے۔ ایک ایسے عالم کی تحریر پیش کرتے ہیں جس کے نقش قدم پر کانگریسی علماء کا طبقہ چل رہا ہے۔ اب ناظرین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ کانگریسی مولوی کس قدر دیندار اور ان کی کانگریس میں شرکت مولانا آزاد کی اس تحریر کی روشنی میں کس حد تک درست ہے۔

کانگریسی مولویوں پر نکتہ چینی ناقابل عفو گناہ ہے

شہید ملت الحاج مولانا مظہر الدین اور ان کے اخبارات اپنی کانگریسی مولویوں کی نظریوں اور رایوں پر تنقید کیا کرتے تھے۔ اسی جرم میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ قاتل نے حملہ کرتے وقت یہی الفاظ کہے تھے کہ تم علماء کو گالیاں دیتے ہو۔ گویا کانگریسی مولویوں کے نزدیک کانگریسی مولویوں کی روش پر نکتہ چینی وہ ناقابل عفو جرم ہے جس کی سزا صرف قتل ہے (معاذ اللہ من ذالک)

اگر ایک بدو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جبکہ وہ مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے۔ بلا دھڑک اعتراض اور سوال کر سکتا ہے کہ مال غنیمت میں سے تمہیں بھی ایک ہی چادر ملی تھی جو تیرے بدن پر بھی ہے تو آپ نے کرتہ کیسے بنالیا۔ حضرت [illegible] اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو آواز دیتے ہیں۔ [illegible] ہو کر بیان کرتے ہیں کہ ایک چادر اپنے حصہ کی میں نے [illegible] ہے۔ اگر ایک بدو کو رغلط فہمی کے طور پر) حضرت فاروق [illegible] فعل پر اعتراض اور روکنے ٹوکنے کا حق ہے تو کوئی وجہ [illegible] کہ ایک مسلمان کانگریسی مولویوں کے اس خلاف شرع فعل [illegible] میں شرکت) پر ان سے جواب طلب نہ کر سکے۔ [illegible] مولوی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے درجہ کو نہیں پہنچ [illegible] فاروق رضی اللہ عنہ تو نہایت نرم لہجہ میں اس کی غلط فہمی [illegible] اور سائل کی تشفی کرتے ہیں اور اس کو بغاوت یا غداری سے تعبیر نہیں کرتے۔ مگر کانگریسی مولوی ہیں کہ جہاں کسی نے [illegible] مولویوں کے خلاف چوں کی۔ تو انہوں نے فوراً اسے [illegible] کیا اور پھر اس کے ساتھ جو وہ لوگ سلوک کرتے ہیں [illegible] والے جامع مسجد میں جلسوں کے حالات سے بخوبی [illegible] ہیں

کانگریسی مسلمان یہودیوں کے نقش قدم پر

بے شک علماء قابل احترام اور واجب الاتباع ہیں [illegible] ہر مسئلہ میں علماء جو وہ غلط کیوں نہ ہو ان کی اتباع [illegible] کانگریسی مسلمان بھی کانگریسی علماء کے چشم و ابرو کے [illegible] کوئی اشارہ ہو تو آنکھیں بند کر کے فوراً اسی کام کو کر [illegible] مرض تو یہودیوں میں بھی تھا جن کے متعلق قرآن میں فرمایا [illegible] اتخذوا احبارھم ورھبانھم انہوں نے اپنے علماء [illegible] اربابًا من دون اللہ کو خدا کے علاوہ اپنا [illegible] رب بنانے کے یہ معنی نہیں کہ ان کی پرستش [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب علماء و مشائخ [illegible] کا حکم دیتے تھے تو وہ وہی کام کرتے اور جب ان کو [illegible] تو رک جاتے۔" مطلب یہ ہے کہ علماء و مشائخ کے حکم کو [illegible] تسلیم کر لینا اور ان کی ہر بات پر آمنا و صدقنا کہنا خدا [illegible] یہ حق صرف خدا ہی کا ہے کہ اسی کے آگے سر تسلیم خم کیا جائے

اسلام شخصیت پرستی کا سخت دشمن ہے

سطور بالا میں عہد فاروقی کا جو واقعہ پیش کیا گیا ہے [illegible] اسلامی حریت کا روح پرور منظر ہے۔ اسلام نے بتوں کا [illegible] شخصیت پرستی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ تاکہ بتوں کے ختم ہونے کے [illegible] لوگ مقدس لباس میں سامنے آکر پرستش نہ کرانے لگیں [illegible] کو سامنے رکھئے اور غور کیجئے کہ کانگریسی مولوی اسلامی تعلیمات کو چھوڑ کر بقول مولانا آزاد قرآن کے سوا کسی دوسری درسگاہ کے [illegible] شدہ خیالات پر عامل ہیں جن کو مولانا آزاد نے کفر صریح [illegible]

غیر مسلم کی سیاسی امامت اور قرآن کا فیصلہ

مسلمانوں کا خیال ہے کہ ایک کروڑ گاندھی اور [illegible] مل کر بھی مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا حسین احمد یا [illegible] کے گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ یہ علماء توحید کے قائل [illegible] جواہر بت پرست لامذہب ہیں۔ پس جو شخص اللہ کے [illegible] کرنے۔ وہ جس کی زبان پر خدا کا نام آنا بھی ناگوار [illegible] سے نکالنا شروع چاہتا ہو جس میں خدا کا نام آتا ہو [illegible] متعلق کوئی کانگریسی انکار کرے گا۔ کہ وہ دشمن خدا نہیں [illegible] اگر نہیں ہے تو بتلایا جائے کہ عدو اللہ کون ہے

عدو اللہ وعدو المسلمین کے متعلق قرآن میں [illegible] حکم دیا گیا ہے کہ [illegible]

ساہوکاروں کی رجسٹریشن کا قانون

پنجاب میں نئے قانون کا نفاذ۔ طریق کار کے نمایاں قواعد

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

اس ماہ کے شروع میں پنجاب میں "قرضوں" کی وصولی کے متعلق ایک اہم تبدیلی ہوگئی ہے

اب کوئی ساہوکار تاوقتیکہ وہ اپنے آپ کو رجسٹر نہ کرالے اور اپنے کاروبار کو چلانے کے لئے ایک لائسنس حاصل نہ کرے کسی قرضہ کی وصولی یا کسی قرضہ کے متعلق ڈگری کے اجرا کے بارہ میں کامیابی کے ساتھ نالش نہیں کرسکتا۔

یہ تبدیلی پنجاب میں ساہوکاروں کی رجسٹریشن کے قانون کی وجہ سے عمل میں آئی ہے جو یکم جولائی ۱۹۳۹ء سے نافذ کیا گیا ہے۔

قانون مذکور کی شرائط و احکام ان نالشات یا اجراکی درخواستوں پر عائد نہیں ہوتے جن کا اس قانون کے شروع ہونے کے وقت فیصلہ نہیں ہوا۔ صرف وہ نالشات اور درخواستیں نئے قانون کے تحت میں آئیں گی۔ جو اس کے بعد دائر کی جائیں گی۔ ایک ساہوکار جو ابھی تک رجسٹرڈ نہ ہوا ہو۔ اور جس نے ابھی تک لائسنس حاصل نہ کیا ہو مقدمہ بازی جاری رکھ سکتا ہے بشرطیکہ وہ عدالت متعلقہ کو یہ اطمینان دلادے کہ اس نے رجسٹرڈ ہونے اور لائسنس حاصل کرنے کے لئے کلکٹر کو درخواست دے رکھی ہے اور اس درخواست کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں جب تک رجسٹریشن کے لئے ساہوکار کی درخواست کا کلکٹر تصفیہ نہ کردے اور اسے لائسنس نہ مل جائے۔ نالش یا درخواست کا آخری طور پر فیصلہ نہیں کیا جائیگا

کوئی ساہوکار رجسٹریشن کے لئے اس ضلع کے کلکٹر کو درخواست دے سکتا ہے۔ جہاں درخواست کنندہ اپنی سکونت رکھتا ہو۔ اور اگر پنجاب میں اس کی کوئی سکونت نہ ہو تو جہاں صوبہ میں اس کے کاروبار کی اصل بڑی جگہ ہو۔ درخواست ایک مقررہ فارم پر کی جائے گی۔ اور اس پر کورٹ فیس لگی ہوگی۔

علاوہ ازیں درخواست کنندہ کو رجسٹریشن کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے سے پہلے پانچ روپیہ فیس ادا کرنا ہوگی جس ساہوکار کے پاس رجسٹریشن کا سرٹیفکیٹ ہوگا۔ وہ لائسنس حاصل کرنے کیلئے درخواست کرسکیگا۔ ایسی درخواست کے متعلق کورٹ فیس کے علاوہ لائسنسوں کی عطا ہوگی یا تجدید کے لئے مندرجہ ذیل فیس واجب الادا ہوں گی

(۱) اس ضلع کے لئے جہاں ساہوکار پہلے رجسٹرڈ کیا جائے۔ پانچ روپیہ سالانہ

(۲) ہر ایسے دوسرے ضلع کے لئے جہاں لائسنس جائز قرار دیا جائے۔ دو روپیہ سالانہ زیادہ سے زیادہ سارے صوبہ کے لئے پندرہ روپیہ سال ہوگی اور اس میں ابتدائی فیس شامل ہوگی) جب درخواست کنندہ مقررہ فیس سرکاری خزانہ میں جمع کرا دے گا۔ اور خزانہ کی رسید پیش کردے گا۔ تو کلکٹر مقررہ فارم پر اس کے نام ایک لائسنس جاری کردے گا۔ لائسنس ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ تین سال کے لئے جاری کیا جاسکتا ہے۔ یا اس کی تجدید ہوسکتی ہے بشرطیکہ درخواست کنندہ کی طرف سے عرصہ مذکور کے لئے پوری فیس پیشگی ادا کر دی جائے۔ کسی ساہوکار کا لائسنس منسوخ ہوسکتا ہے۔ اگر قانون مذکور کے نفاذ کے بعد اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہؤا ہو یا وہ کسی ایسی فرو گذاشت کا مجرم ثابت ہؤا ہو۔ جس کے متعلق:۔

(۱) کسی عدالت نے دو نالشوں سے زیادہ کی صورت میں یہ فیصلہ کیا ہو کہ وہ قانون انضباط حسابات پنجاب مصدرہ ۱۹۳۰ء میں مقررہ طریق پر باقاعدہ حساب رکھنے سے قاصر رہا ہے۔ یا اس نے اپنے مقروضین کو بروئے قانون مذکور ان کے حسابات کے متعلق ششماہی فردیں بہم نہیں پہنچائیں۔

(۲) کسی عدالت نے ایک سے زیادہ نالشات کی صورت میں یہ قرار دیا ہو کہ اس نے غایت شرح سے زیادہ شرح سود وصول کی ہے جو قانون امداد مقروضین مصدرہ ۱۹۳۴ء میں مقرر کی گئی ہے۔ یہ غایت شرح کفالتی قرضوں کی صورت میں ۱۲ فیصدی سالانہ سادہ سود یا ۹ فیصدی سالانہ سود در سود اور غیر کفالتی قرضوں کی صورت میں ۱۸¾ فیصدی سالانہ سادہ سود یا ۱۴ فیصدی سالانہ سود در سود ہے۔

(۳) کسی عدالت نے یہ قرار دیا ہو کہ کسی نالش کے متعلق اس نے کسی دستاویز میں قرضہ کی رقم کو دی ہوئی اصل رقم سے زیادہ دکھایا ہے۔

(۴) اگر کسی عدالت میں اس کی دائر کردہ نالش خارج ہو جائے اور یہ قرار دیا جائے کہ اس نے قرضہ کے متعلق کسی دستاویز میں بددیانتی یا دغابازی سے اہم تبدیلی کردی ہے۔ یا یہ قرار دیا جائے کہ بہر حال نالش فریب کاری سے دائر کی گئی ہے۔

(۵) اگر وہ کسی مالی کاروبار کے متعلق جعلسازی یا دھوکہ دہی کا مجرم ثابت ہوجائے۔

جب کوئی قانونی عدالت کسی ساہوکار کے خلاف یہ قرار دیدے کہ اس نے اس قسم کی حرکت کی ہے جس کا ذکر اوپر دائے پیراگراف میں کیا گیا ہے تو کلکٹر اپنی مرضی سے یا کسی غرضمند فریق کی درخواست پر ساہوکار کا لائسنس منسوخ کرسکتا ہے۔ ساہوکار کو اس کا لائسنس منسوخ کرنے کا فیصلہ صادر کرنے سے پہلے باضابطہ فارم پر اس کارروائی کا نوٹس دیا جانا چاہئے۔ کلکٹر کے حکم کے خلاف کمشنر کے پاس اپیل ہو سکے گی۔

ساہوکار کے لائسنس کی تنسیخ کا اثر یہ ہوگا کہ اگر وہ اس مدت میں جس کے لئے اس کا لائسنس منسوخ کیا گیا ہے کسی قرضہ کی واپسی کے لئے مقدمہ دائر کرے گا۔ یا کسی ڈگری کے اجرا کی درخواست کرے گا تو یہ درخواست مسترد کردی جائے گی۔ بہرحال کوئی مقدمہ یا درخواست جو لائسنس کی تنسیخ کے دن کسی عدالت میں معرض التوا میں پڑی ہوگی اس پر لائسنس کی تنسیخ کا اثر نہیں ہوگا۔ مزید یہ کہ اگر ساہوکار کلکٹر کے حکم کی تنسیخ کے خلاف اپیل داخل کردے۔ یا نگرانی کی درخواست پیش کردے تو جب تک اس اپیل یا نگرانی کا کوئی فیصلہ نہ ہوگا اس وقت تک ساہوکار کا لائسنس منسوخ نہیں سمجھا جائے گا۔

یہ بات ظاہر ہے کہ لائسنس کی تنسیخ سے [illegible] کا نقصان کوئی نہیں ہوتا۔ وہ مدت تنسیخ گزرنے کے [illegible] سے کہ قرضہ کی واپسی کے لئے مقدمات دائر کرسکتا ہے یا ڈگریوں کے اجرا کی درخواستیں دے سکتا ہے۔ گویا لائسنس کی تنسیخ [illegible] صرف یہی ہوگا کہ ساہوکار کی قانونی چارہ جوئی میں کچھ [illegible] ہو جائے گی۔

دوسری طرف یہ بات بھی ظاہر ہے کہ مدت تنسیخ کے دوران میں شاید اس کے بعض یا سارے نادصول شدہ قرضوں [illegible] قانونی چارہ جوئی کی میعاد گزر جائے۔ کیونکہ لائسنس کی [illegible] اسے کامیابی کے ساتھ دعوے کرنے کے ناقابل بنا [illegible] بہرحال یہ قانون اس ساہوکار کے لئے جس کا لائسنس [illegible] چکا ہو یہ رعایت روا رکھتا ہے کہ وہ کمشنر صاحب کی خدمت [illegible] درخواست کرکے اپنے نادصول شدہ قرضوں کے متعلق ایک خاص سرٹیفکیٹ حاصل کرے۔ کمشنر صاحب کو اختیار ہوگا [illegible] بعض یا سارے نادصول شدہ قرضوں کے متعلق سرٹیفکیٹ [illegible] کریں۔ جن قرضوں کے متعلق یہ سرٹیفکیٹ حاصل کیا جائے [illegible] پر لائسنس کی تنسیخ کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ایک ضروری التماس

(۱) جن احباب نے میری التجا پر ٹریکٹ "مغرب میں تبلیغ اسلام" کی کاپیاں بھیجدی ہیں ان کا مشکور ہوں۔ اب اور کسی کاپی کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) [illegible] Back To Quran [illegible] ۱۹۲۶ء کی مطبوعہ آئی ہے۔ اگر اس کے بعض حصص جو کسی [illegible] صاحب کے پاس ہو تو ارسال فرمادیں۔

(۳) اب تیسری التماس یہ ہے کہ ایک اردو ٹریکٹ [illegible] ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے باطل شکن قلم کا نتیجہ [illegible] "آئینہ غلو و اختلاف" کے نام سے شائع ہؤا تھا جو [illegible] تقسیم ہوچکا ہؤا ہے اور اب اس کی ایک کاپی بھی [illegible] اس کو دوبارہ چھپوانے کے لئے جن صاحب کے پاس ایک [illegible] ایک سے زیادہ کاپی ہو۔ دفتر سکرٹری میں یا جانا [illegible] میرے نام ارسال فرماکر مشکور فرمادیں۔ والسلام

خاکسار

عزیز بخش جائنٹ سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible]

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد سجاول ذات بلوچ سکنہ ٹوڈل تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۹ $\frac{6}{39}$ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱ $\frac{5}{39}$

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ درگا داس ولد لالہ بھگوان ذات کھتری سکنہ نگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲ $\frac{8}{39}$ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ $\frac{6}{39}$

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عنایت ولد محمد ذات سیال رجیانہ سکنہ کوٹ رستم تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲ $\frac{8}{39}$ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ $\frac{6}{39}$

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بھورا رام بھیمنداس ولد بھورا رام ولد کرپا رام ذات کھوڑ سکنہ ہیرک سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲ $\frac{8}{39}$ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۶ $\frac{6}{39}$

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

دفتر عالم

ہندوستان

—— کراچی ۱۱ر جولائی۔ حکومت سندھ کوشش کر رہی ہے کہ سندھ میں جداگانہ یونیورسٹی قائم کی جائے۔ امید ہے کہ ۱۹۴۰ء میں سندھ میں علیحدہ یونیورسٹی قائم ہو جائے گی۔

—— لاہور ۱۰ر جولائی۔ آج یہاں کشمیری بازار میں آگ لگ گئی۔ کئی مکان اور دوکانیں جل گئیں۔ نقصان کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب ہے۔

—— شملہ ۱۰ر جولائی۔ چند روز تک شملہ میں صوبوں کے وزراء مال کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی۔

—— حیدرآباد دکن ۱۲ر جولائی۔ آریہ سماجیوں کی شورش ابھی تک جاری ہے آج ریاست کے مختلف مقامات پر ۴۰ کے قریب آریہ سماجی گرفتار کئے گئے۔

—— الہ آباد ۱۰ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں مسٹر سبھاش چندر بوس کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے سوال پر غور کیا جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے ۹ر جولائی کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے ریزولیوشنوں کے خلاف مظاہرات کرائے ہیں

—— ایبٹ آباد ۱۰ر جولائی۔ گاندھی جی صوبہ سرحد میں پہنچکر اپنے کام میں مصروف ہو گئے ہیں۔ آج انہوں نے میاں خان عبدالغفار سے ایک بہت طویل ملاقات کی۔

—— بنگال کے سیاسی قیدیوں نے جیلوں میں جو بھوک ہڑتال کی تھی۔ وہ بدستور جاری ہے۔ حکومت بنگال ان کے آگے جھکنے کے لئے تیار نظر نہیں آتی۔ گاندھی جی نے قیدیوں کو بھوک ہڑتال ترک کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

—— لاہور ۱۰ر جولائی۔ ماہ رواں کے آخر لاہور میں اچھوتوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس بصدارت ڈاکٹر امبیدکار منعقد ہوگی جس کے لئے وسیع پیمانہ پر تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— شملہ ۱۰ر جولائی۔ گذشتہ ہفتہ شملہ میں والیان ریاست اور ریاستی وزیر اعظموں کے درمیان جو کانفرنسیں ہوتی رہی ہیں ان کے پیش نظر امید ہے کہ فیڈریشن کا نفاذ جلد ہو جائے گا۔ کیونکہ والیان ریاست رفتہ رفتہ فیڈریشن کے حق میں ہو رہے ہیں۔

—— بمبئی ۸ر جولائی۔ آج فارورڈ بلاک کے لیڈر مسٹر سبھاش چندر بوس نے دوبارہ مسٹر جناح سے ان کے دولتکدہ پر ملاقات کی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔ مسٹر بوس نے نمائندہ اخبارات سے کہا کہ میری مسٹر جناح کے ساتھ ملاقاتوں سے گاندھی جی پوری طرح باخبر ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو اخبارات میں ان کی تفصیل شائع کرا دی جائیگی

—— آگرہ ۸ر جولائی۔ مقامی پولیس نے کل شام مولوی احمد سعید صاحب سکرٹری جمعیۃ العلماء کو جیلی ماران، دہلی کو مدح صحابہ کی تحریک میں حصہ لینے کے جرم میں گرفتار کر لیا۔

—— دہلی ۸ر جولائی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء نے وزیر اعظم یو۔پی اور یو۔پی کے مسلم وزراء سے تار کے ذریعہ درخواست کی ہے کہ وہ مولوی احمد سعید صاحب کی گرفتاری کے معاملہ میں فوری مداخلت کریں۔

—— لاہور ۱۱ر جولائی۔ حکومت پنجاب نے آخری فصل ربیع کیلئے ساڑھے پانچ لاکھ روپے کی مزید معافی ان اضلاع کے زمینداروں کے کیلئے منظور کی ہے جہاں اجناس کی قیمتیں ان قیمتوں کی بہ نسبت بہت زیادہ گھٹ گئی ہیں جو بندوبست کے وقت فرض کی گئی تھیں۔

—— مدراس میں ہندوؤں کی طرف سے ہندی زبان کے خلاف ایجی ٹیشن بدستور جاری ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۰ر جولائی۔ آج برطانی پارلیمنٹ میں مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم نے مسئلہ ڈانزگ کے متعلق ملک معظم کی حکومت کی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے صاف اور واضح الفاظ میں کہا کہ اگر پولینڈ کو مجبوراً لڑنا پڑی تو معاہدے کے مطابق برطانیہ پولینڈ کی امداد کرے گا۔

—— وزیر اعظم برطانیہ کے اس اعلان پر یورپی ممالک میں مختلف خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جرمنی میں اس کی وجہ سے غم و غصہ کی شدت بہت بڑھ گئی ہے۔

—— ٹوکیو ۱۰ر جولائی۔ جاپان میں برطانیہ کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ دوسری طرف شمالی چین کے علاقہ شانسی میں لڑائیاں جاری ہیں اور برطانوی مال کو نذر آتش کیا جا رہا ہے۔

—— ہانگ کانگ ۱۱ر جولائی۔ مانچوکو کی سرحد پر روس اور جاپان کے درمیان فضائی جنگ بدستور جاری ہے۔ جاپانیوں کا دعویٰ ہے کہ ایک تازہ جھڑپ میں ہم نے روسیوں کے ۲۸ طیارے گرا لئے ہیں۔

—— لندن ۱۰ر جولائی۔ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کی جنگی قوت میں قابل اطمینان اضافہ ہو رہا ہے اور وہ جنگ کے لئے تیار ہے۔

—— ہسپانیہ میں پھر خانہ جنگی کا اندیشہ ہے۔ شمالی علاقہ کے بعض قبائل نے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی جسے بڑی مشکل سے دبایا گیا۔ سلطنت پسندوں اور آزاد خیالوں کے اختلافات روز افزوں ہیں جن کی وجہ سے شمالی ہسپانیہ کی فضا مکدر ہو گئی ہے۔

—— لندن ۱۰ر جولائی۔ حکومت اٹالیہ نے ٹیرول کے علاقہ سے انگریزوں، فرانسیسیوں اور ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کے باشندوں کو ۴۸ گھنٹوں کے اندر نکل جانے کا نوٹس دیا ہے

—— وارسا ۱۱ر جولائی۔ پانی کے نیچے بارود کی سرنگیں بچھانے والے جرمنی کے سات چھوٹے جہاز ڈانزگ پہنچ گئے ہیں۔

—— پولش حلقوں کا بیان ہے کہ ان جہازوں کی آمد کا مطلب یہ ہے کہ جنگ چھڑ جانے کی صورت میں پولینڈ کے بحری بیڑے کو آسانی سے محاصرہ میں لیا جا سکے۔

—— ٹینگھائی ۱۱ر جولائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ چین میں جاپانیوں نے از سر نو انگریزوں کے ساتھ سختی شروع کر دی ہے۔ کل ایک انگریز سوار کی جاپانی سنتریوں نے برہنہ کر کے نہایت ذلت کے ساتھ تلاشی لی

—— ٹوکیو ۱۱ر جولائی۔ آج بھی مانچوکو کی سرحد پر جاپانیوں اور روسیوں کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی۔ روسی طیاروں نے سومیل تک گولے برسائے۔

—— لندن ۱۱ر جولائی۔ آج بلغاریہ اور یوگوسلاویہ کی حکومتوں کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ وہ جنگ میں غیر جانبدار رہیں گی

—— ٹوکیو ۱۱ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے چین میں جاپانی طیاروں نے امریکہ کے بہت سے مشنوں کو بمباری سے تباہ کر دیا ہے آج امریکن سفیر مقیم ٹوکیو نے اس کارروائی کے خلاف حکومت جاپان کے پاس ایک احتجاجی نوٹ بھیجا ہے

—— گذشتہ دنوں اطلاع موصول ہوئی تھی کہ شاہ ایران اپنے ولیعہد کے حق میں تخت سے دستبردار ہونے والے ہیں اب اس جنبش کی شاہانہ طریق پر تردید ہو گئی ہے

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سلسلہ رسالہ و آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر
کے دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - ۴ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور یوم دوشنبہ مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۳۹ء — نمبر ۴۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انبیاء و مامورین کی باتوں کو نہ سننے والے آخرکار عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں

انسان اپنی ہی غفلت سے ہلاک ہوتا ہے۔ جو لوگ انبیاء و مامورین کی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور انکے وجود کو بیہودہ اور فضول خیال کرتے ہیں اور انکی پاکیزہ باتوں پر کسی قسم کا غور نہیں کرتے اسکے نتیجہ میں وہ لازمی طور پر تمام فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ مامور کی بات کو نہایت توجہ اور غور سے سننا چاہیئے لیکن جو لوگ ان باتوں کیطرف توجہ اور غور نہیں کرتے۔ ان کی مثال یہی ہے کہ کان رکھتے ہوئے نہیں سنتے اور آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور دل رکھتے ہوئے نہیں سوچتے۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جن کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہوتا ہے اور اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کی باتوں پر ہنسی کرتے اور اُن سے فائدہ نہ حاصل کرکے تمام فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں اور آخرکار عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں لیکن جو لوگ حسن ظن سے کام لے کر صبر و استقلال سے ماموروں کی باتوں کو توجہ سے سنتے ہیں وہ ضرور فائدہ حاصل کر لیتے ہیں اور سچائی کی چمک ان کے دلوں کو روشن کر دیتی ہے۔ اور آنکھیں کھل جاتی ہیں اور اُن کے کانوں میں سننے کی ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کا دل ان باتوں پر غور و خوض کرتا ہے جس سے ان میں عمل کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ تسکین قلب حاصل کر لیتے ہیں۔ دنیا میں بھی ہم یہی قانون قدرت دیکھتے ہیں کہ جب ایک انسان کو نیکی و بھلائی کرنے کا موقع ملے اور وہ اسے جان بوجھ کر ضائع کر دے تو وہ اس موقع کے ضائع ہو جانے سے غم و ہم اور ایک قلبی درد محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر جو لوگ انبیاء اور مامورین کا زمانہ پاکر اسے ضائع کر دیتے ہیں وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے۔ افسوس ہے کہ دنیا دار لوگ اس راز سے بے خبر ہیں۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اعلانات

ایک ضروری التماس

(۱) جن احباب نے میری التجا پر ٹریکٹ مغرب میں تبلیغ اسلام کی کامیابی بھیجدی ہیں ان کا مشکور ہوں۔ اب اور کسی کاپی کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) Back to Quran کی صرف ایک کاپی ۱۹۲۶ء کی مطبوعہ آئی ہے۔ اگر اس کے بعد کی چھپی ہوئی کوئی کاپی کسی صاحب کے پاس ہو تو ارسال فرمادیں۔

(۳) اب تیسری التماس یہ ہے کہ ایک اردو ٹریکٹ جو میاں بشارت احمد صاحب کے باطل شکن قلم کا نتیجہ تھا غالباً ۱۹۱۶ء میں غلو و اختلاف کے نام سے شائع ہوا تھا۔ جو تمام ہو چکا ہوا ہے اور اب اس کی ایک کاپی بھی نہیں ملتی اس کو دوبارہ چھپوانے کے لئے جن صاحب کے پاس ایک یا ایک سے زیادہ کاپی ہو دفتر سیکرٹری میں یا براہ راست میرے نام ارسال فرما کر مشکور فرمادیں۔ والسلام

خاکسار۔ عزیز بخش جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

تلاش گمشدہ

میرا لڑکا قاضی نورالدین قوم کلاسر عمر ۱۷ سال عرصہ ۸ ماہ سے لاپتہ ہے جس کی وجہ سے میں اور دیگر افراد خاندان بیحد پریشان ہیں تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اگر کسی کو اس کا کوئی سراغ ملے تو براہ کرم مجھے اطلاع دیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیگا حلیہ حسب ذیل ہے رنگ پکا، ناک بڑی لیکن کسی قدر میٹھی۔ ہر دو بازو کے درمیان زخم دائیں بازو پر نام نورالدین انگریزی حروف میں بکی و ثنائی سے لکھا ہوا ہے

(خاکسار قاضی عبدالرحمٰن احمدی پنشنر ریڈر ساکن جتوئی ضلع مظفر گڑھ)

موت العالم

آہ! مولانا احمد صاحب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

وہ جو کہا جاتا ہے کہ عالم کی موت ایک شہر کی موت ہوتی ہے وہ مولانا احمد مرحوم کی موت پر بہت ٹھیک صادق آتا ہے۔ مولانا مرحوم سے مجھے بہت محبت تھی اور بارہا ان کے ساتھ مذہبی مسائل میں مجھے گفتگو کا موقعہ ملا ہے۔ ہر موقعہ پر مجھے ان کا علم ایک دریائے بیکراں نظر آیا ہے اور تبحر علمی کے ساتھ ساتھ ان کی معقول پسندی اس قدر حسن اور اعتدال اپنے اندر رکھتی تھی کہ حیرت ہو جاتی تھی کہ پرانے طرز کا عالم اور اس قدر زمانہ حال کے علوم پر وسیع نظر۔ طرز استدلال اس قدر معقول ہوتا تھا کہ جس مسئلہ پر بحث کرتے تشفی کر دیتے۔

مولوی ریاست علی صاحب ندوی سے جب نکاح صغیرہ پر بحث کی تھی اس وقت تو پبلک نے مولانا مرحوم کے تبحر علمی اور وسیع نظری کو دیکھا ہی تھا۔ مگر یہ تجربہ میں بارہا کر چکا تھا اور پھر لطف یہ کہ اس قدر علیم معقول و منقول ہوتے ہوئے مزاج میں اس قدر منکسر المزاجی تھی کہ اپنے علم پر فخر و تکبر کبھی ان کے قریب نہیں پھٹکا۔ ان کے علم و فضل کے سامنے میں ایک طفل مکتب سے بھی کمتر تھا۔ لیکن بارہا جب کبھی کسی آیت کی تفسیر میں نے ان سے دریافت کی تو ہمیشہ فرماتے کہ آپ کے سامنے میں کیا تفسیر کروں۔ میں شرم سے کٹ جاتا کہ میرے جیسا آدمی اور ان کو کس قدر مجھ پر حسن ظنی ہے اور میری کس قدر حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ میں بصد ہو کر دریافت کرتا تب اپنے خیالات کا اظہار فرماتے بشکل سے مشکل حدیث کو اس عمدہ طرح حل کر کے دکھاتے کہ دل کو ٹھنڈک پڑ جاتی۔ کئی دفعہ خیال ہوتا کہ ان سے حدیث پڑھی جائے۔ لیکن فرصت ہی نہ ہوئی۔ موقعہ ہی نہ رہا۔

جب بیماری کی وجہ سے وہ انجمن کی ملازمت سے الگ ہو کر وطن جانے لگے۔ تو مجھے بڑا قلق پیدا ہوا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ہم علم کے ایک دریا سے محروم ہونے لگے ہیں لیکن احمدیت کی وجہ سے ان کے خاندان کی مخالفت ان کے وطن میں اسی قدر زوروں پر تھی کہ ان کا وہاں موجود رہنا ضروری تھا۔ ویسے بیماری بھی ایسی ہو چکی تھی کہ کسی طرح خلاصی ہی نہ ہوئی۔ خدا جانے کیا بات ہے۔ دل جس شخص کی محبت اور عزت ہوتی ہے اس کی نسبت دل یہ کبھی ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ کہ یہ مر بھی سکتا ہے۔ مولانا مرحوم بیمار رہتے تھے مگر یہ کبھی خیال نہ آیا کہ یہ مر بھی سکتے ہیں اور خیال آتا بھی تو معاً ذہن بند ہو گیا جا سکتا ہے۔ ایسے آدمی زندہ جاوید ہوتے ہیں۔ شاید اسی لئے موت ان سے بعید نظر آتی ہے۔ یہاں دو کوڑی کا مولوی ہوتا ہے تو اپنے علم پر اس کا کبر و غرور سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ پھر مولانا احمد جیسا عالم متبحر ہو۔ باعمل ہو اور اپنے علم و فضل پر غرور اس کے پاس نہ پھٹکے اور شہرت طلبی کبھی اس کے دل کے کونے میں گذر نہ کرے۔ کس قدر حیرت انگیز ہے یہی وہ علمائے ربانی ہوتے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء

باوجود اس قدر علم و فضل کے علم کی پیاس ان کی کسی طرح بھی کم نہ ہوتی تھی۔ کوئی تفسیر یا علمی کتاب نکلے ایک طالب علم کی طرح اسے سب سے پہلے وہ پڑھتے پھرتے مجھے تعجب ہوتا۔

آجکل جن لوگوں کو ذرا سا بھی علم سے حصہ ملتا ہے وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہمارا علم کا پیالہ بھر گیا ہے۔ اب ہم علم سیکھنے کے نہیں ہیں بلکہ علم سکھانے کے لئے ہیں۔ مگر یہ وسوسہ کبر نفس ان کے دل میں کبھی نہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ مجھے ان کے پڑوس میں دیوار بہ دیوار رہنے کا موقع ملا۔ تو ان کی تہجد گزاری اور قرآن خوانی نے مجھے بہت متاثر کیا۔ جب امامت کراتے تھے تو قرآن کریم اس قدر پُر تاثیر طریق پر پڑھتے تھے کہ میری نور روح وجد کر اٹھتی تھی۔ کون جانتا تھا کہ یہ دوست اس قدر جلد ہم سے جدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرماوے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلاوے۔ آمین

اقتباسات

ترکی میں شادی کے اخراجات

ترکی حکومت نے شادی کا نیا قانون پاس کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ترکوں کو کفایت شعار بنایا جائے۔ وزارت کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ جو لوگ اس قانون پر عمل نہیں کریں گے انہیں بھاری جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ ترکی کے قانون شادی کے اہم اجزا حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ دلہن کو بیکار جہیز نہ دیا جائے۔

۲۔ شادی کے تحائف اور نذریں بند کر دی جائیں۔

۳۔ شادی کے جلوس میں دلہن کی گاڑی کے پیچھے پانچ سے زیادہ گاڑیاں نہ ہوں۔

۴۔ ہوٹلوں اور باغوں وغیرہ میں شادی کی مجلسیں نہ کی جائیں۔

شادی کی فضول خرچیاں مسلمانوں کی بربادی کا ایک مستقل نشان ہیں۔ ہر ایک اسلامی گھر جو آباد ہو۔ ضروری ہے کہ اس کو ایک یا زائد شادی کی رسوم ادا کرنی پڑیں۔ کسی گھر میں جتنے بچے ہوں گے وہاں لامحالہ اتنی ہی شادیاں کی جائیں گی۔ اب اگر ایک موقع پر بھی کسی گھر میں بداعتدالی اور فضول خرچی کا ارتکاب ہو جائے۔ تو اس سے وہ گھر لازمی طور پر مقروض کمزور یا برباد ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ شادی بیاہ کے تحت میں ہمارے اسلامی گھروں پر بربادی اور کمزوری کا جو مستقل وار ہوتا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو محفوظ کر لیا جائے۔

شادی کی فضول خرچیوں کی اصل بنیاد عورتوں کی رسم پرستی ہے۔ اسلام میں شادی صرف نکاح خوانی اور ولیمہ کا نام ہے۔ لیکن اگر اسلام کو جواب دے دیا جائے تو شادی کی رسمیں پورے ایک سال کے اندر بھی ختم نہیں ہوتیں اور یہ سب کی سب رسمیں فضول خرچی ہی کا سامان ہیں۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی شادیوں کو نمائشی رسوم سے نکالیں اور شان و شوکت۔ ریاکاری اور تکلف کی بجائے دلہا اور دلہن کی زندگی کے مستقبل کے فائدوں کا لحاظ کریں۔ تاکہ ہمارے قومی اور خاندانی قرضوں میں روز بروز اضافہ نہ ہو۔ شادی اور بیاہ کی تقریبات پر فضول خرچی اور بداعتدالی کو رواج دینے کا واحد نتیجہ یہ ہے کہ آخر کار ہماری شادیاں مرگ کے ہم پلہ بن جاتی ہیں۔ (ایمان)

مہذبوں کی سفاکی

اخبارات نے عوام کو بڑی غیرت دلائی۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء سے لنچنگ کے واقعات میں بہت کمی ہو رہی ہے اور ۱۹۳۶ء میں تو سال بھر میں کل آٹھ واقعات ہوئے۔ (پانیر ۲۱ر مئی ۱۹۳۷ء بحوالہ نیویارک ٹائمس)

"لنچ" کرنے کی اصطلاح کے معنی اگر ذہن سے نکل گئے ہوں تو ایک بار پھر اپنی یاد یازہ کر لیجئے ۔۔۔ مہذب اور سفید فام امریکی آبادی کے درمیان کالی مخلوق (نیگرو) آباد ہے۔ اس بدنصیب قوم کے کسی بدنصیب فرد کے خلاف اس کے فرضی یا واقعی جرم کی بنا پر جب گوری آبادی کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں تو عدالتی کارروائی سے قطع نظر کر کے گوروں کی قانون دست جماعت قانون اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے اور تعذیب خود بن جاتی ہے۔ بدنصیب مجرم کا دوڑ دھوپ کر پکڑ لیا گیا ہو تو جاتا ہے۔ حوالات یا جیل سے اسے نکال لایا جاتا ہے۔ اور ہزارہا انسان، نادوزندوں کے مجمع میں اسے زندہ جلا کر یا اور طرح طرح کے عذابوں میں سر راہ مبتلا کر کے ختم کیا جاتا ہے اور پولیس اور فوج اور عدالتیں سب بے بسی کے ساتھ یہ تماشا دیکھتی رہتی ہیں ۔۔۔ ہاں تو پریس کے غیرت دلانے پر اب ان ہولناک تماشوں کی تعداد گھٹ گئی ہے۔ یہاں تک کہ سال میں آٹھ رہ گئی ہے۔ آٹھ سال میں ایک نہیں۔ ایک سال میں آٹھ۔ کیا خوب ہے۔ اطمینان! اور اطمینان آخر کیوں نہ محسوس ہو جب ۱۸۸۲ء سے کہ اسی سال سے، ان واقعات کا باقاعدہ اندراج شروع ہوا ہے ۱۹۳۶ء تک پولیس کے علم میں ۱۱۲ر۵ واقعات آ چکے ہیں جاہل اور ان پڑھ ہندوستان اب تک تہذیب جدید کی ان برکتوں سے محروم ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ اسے بھی جلد از جلد مہذب تعلیم یافتہ روشن خیال بنا کر انسانیت کی اسی سطح پر لے آئیں۔ (صدق)

گلشن تہذیب کی بہاریں

مرکز تہذیب امریکہ کے مرکزی شہر نیویارک کی نفاستوں، نزاکتوں اور آرٹ نوازیوں سے کون ناواقف ہے؟ ۱۹۳۶ء میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس مہذب شہر میں

۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکیوں اور لڑکوں میں امراض جنسی کے مریضوں کی تعداد ۲۳۸۳ ہے (سیکسولوجی، نیویارک اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۹۳)

تعداد کل مریضوں کی نہیں صرف ۱۶ برس سے کم والوں اور کم والیوں کی اور وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ تحفظ امراض کے آلات ایک ایک کے ہاتھ میں اور اعلیٰ سے اعلیٰ اسپتال قدم قدم پر کھلے ہوئے ۔۔۔ ایک ادارہ ... جو اس شہر میں بن بیاہی ماؤں کی امداد کے لئے قائم ہوا اس کا بیان ایک خاص ہائی سکول کے متعلق ہوکسنوں کیلئے ہی ہے یہ ہے کہ وہاں سے اوسطاً ہر ماہ، دو لڑکیاں ادارہ مذکور میں داخل ہوتی رہتی ہیں۔ (ایضاً)

ان بن بیاہی ماؤں سے جن کے سن ۱۶ سال سے کم ہیں ۹۷ ماؤں نے پچھلے سال درج رجسٹر ہوئیں! (ایضاً) یہ تعداد تمام آلات منع حمل کے باوجود! اور نیویارک نیوز دادی ہے شہر کی بن بیاہی ماؤں میں ۹ فیصدی ایسی ہیں جو ۱۶ سال سے کم عمر کی ہیں (ایضاً) اور اس پر ہمارے "روشن خیالوں" کا بقیہ

بقیہ یہ پرشور مطالبہ ہے کہ جو کچھ بھی ہو۔ ہم کو تعلیم اور تہذیب کی اس راہ پر چلاؤ۔

جلد ۲۷ — لاہور یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۳۹ء — نمبر ۴۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انبیاء و مامورین کی باتوں کو نہ سننے والے آخرکار عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں

انسان اپنی ہی غفلت سے ہلاک ہوتا ہے۔ جو لوگ انبیاء و مامورین کی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور انکے وجود کو بیہودہ اور فضول خیال کرتے ہیں اور انکی پاکیزہ باتوں پر کسی قسم کا غور نہیں کرتے اسکے نتیجہ میں وہ لازمی طور پر تمام فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ مامور کی بات کو نہایت توجہ اور غور سے سننا چاہیئے لیکن جو لوگ ان باتوں کیطرف توجہ اور غور نہیں کرتے۔ ان کی مثال یہی ہے کہ کان رکھتے ہوئے نہیں سنتے اور آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور دل رکھتے ہوئے نہیں سوچتے۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جن کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہوتا ہے اور اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کی باتوں پر ہنسی کرتے اور ان سے فائدہ نہ حاصل کر کے تمام فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں اور آخرکار عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں لیکن جو لوگ حسن ظن سے کام لے کر صبر و استقلال سے ماموروں کی باتوں کو توجہ سے سنتے ہیں وہ ضرور فائدہ حاصل کر لیتے ہیں اور سچائی کی چمک ان کے دلوں کو روشن کر دیتی ہے۔ اور آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ان کے کانوں میں سننے کی ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے ان کا دل ان باتوں پر غور و خوض کرتا ہے جس سے ان میں عمل کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ تسکین قلب حاصل کر لیتے ہیں۔ دنیا میں بھی ہم یہی قانون قدرت دیکھتے ہیں کہ جب ایک انسان کو نیکی و بھلائی کرنے کا موقع ملے اور وہ اسے جان بوجھ کر ضائع کر دے تو وہ اس موقع کے ضائع ہو جانے سے غم و ہم اور ایک قلبی درد محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر جو لوگ انبیاء اور مامورین کا زمانہ پاکر اسے ضائع کر دیتے ہیں وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے، افسوس ہے کہ دنیا دار لوگ اس راز سے بے خبر ہیں۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اعلانات

ایک ضروری التماس

(۱) جن احباب نے میری اپیل بابت تحریک مغرب میں تبلیغ اسلام کی کاپیاں بھیجدی ہیں ان کا مشکور ہوں۔ اب اور کسی کاپی کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) Back to Quran کی صرف ایک ہی ۱۹۲۶ء کی مطبوعہ آئی ہے۔ اگر اس کے بعد کی چھپی ہوئی کوئی کاپی کسی صاحب کے پاس ہو تو ارسال فرما دیں۔

(۳) اب تیسری التماس یہ ہے کہ ایک اردو ٹریکٹ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے باطل شکن قلم کا نتیجہ کچھ عرصہ ہوا "آئینہ غلو و اختلاف" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ جو تمام ملت ختم ہو چکا ہوا ہے اور اب اس کی ایک کاپی بھی نہیں ملتی ہے اس کو دوبارہ چھپوانے کے لئے جس صاحب کے پاس ایک یا ایک سے زیادہ کاپی ہو دفتر سیکرٹری میں یا براہ راست میرے نام ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ والسلام

خاکسار۔ عزیز بخش جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

تلاش گمشدہ میرا لڑکا قاضی نورالدین قوم ککا اسٹر عمر ۱۰ سال عرصہ سات آٹھ ماہ سے عدم پتہ ہے جس کی وجہ سے میں اور دیگر افراد خاندان بہت پریشان ہیں تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اگر کسی کو اس کا کوئی سراغ ملے تو وہ از راہ کرم مجھے اطلاع دیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیگا حلیہ حسب ذیل ہے۔ رنگ پکا، ناک بڑی لیکن کسی قدر چپٹی۔ ہر دو ابرو کے درمیان زخم داہنے بازو پر نام نورالدین انگریزی حروف میں پکی و تختائی سے لکھا ہوا ہے۔

(خاکسار قاضی عبدالرحمٰن احمدی پنشنر زیلدار ساکن جتوئی ضلع مظفرگڑھ)

موت العالم

آہ! مولانا احمد صاحب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

وہ جو کہا جاتا ہے کہ عالم کی موت ایک شہر کی موت ہوتی ہے وہ مولانا احمد مرحوم کی موت پر بعینہٖ ٹھیک صادق آتا ہے۔ مولانا مرحوم سے مجھے بہت محبت تھی اور بارہا ان کے ساتھ مذہبی مسائل میں مجھے گفتگو کا موقعہ ملا ہے۔ ہر موقعہ پر مجھے ان کا علم ایک دریائے بیکراں نظر آیا ہے اور تبحر علمی کے ساتھ ساتھ ان کی معقول پسندی اس قدر حسن اور اعتدال اپنے اندر رکھتی تھی کہ حیرت ہوجاتی تھی کہ پرانے طرز کا عالم اور اس قدر زمانہ حال کے علوم پر وسیع نظر۔ طرز استدلال اس قدر معقول ہوتا تھا کہ جس مسئلہ پر بحث کرتے تشفی کر دیتے۔

مولوی ریاست علی صاحب ندوی سے جب نکاح صغیرہ پر بحث کی تھی اس وقت تو سب نے مولانا مرحوم کے تبحر علمی اور وسیع نظری کو دیکھا ہی تھا۔ گو یہ تجربہ میں بارہا کر چکا تھا اور پر لطف یہ کہ اس قدر عالم معقول و منقول ہوتے ہوئے مزاج میں اس قدر منکسر المزاجی تھی کہ اپنے علم پر فخر و تکبر کبھی ان کے قریب نہیں پھٹکا۔ ان کے علم و فضل کے سامنے میں ایک طفل مکتب سے بھی کمتر تھا۔ لیکن بارہا جب کبھی کسی آیت کی تفسیر میں نے ان سے دریافت کی تو ہمیشہ فرماتے کہ آپ کے سامنے میں کیا تفسیر کروں۔ میں شرم سے کٹ جاتا کہ میرے جیسا آدمی اور ان کو کس قدر مجھ پر حسن ظنی ہے اور میری کس قدر حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ میں بضد ہو کر دریافت کرتا تب اپنے خیالات کا اظہار فرماتے بمشکل سے مشکل حدیث کو اس عمدہ طرح حل کر کے دکھاتے کہ دل کو ٹھنڈک پڑ جاتی۔ کئی دفعہ خیال ہوتا کہ ان سے حدیث پڑھی جائے۔ لیکن فرصت ہی نہ ہوئی۔ موقعہ ہی نہ رہا۔

جب بیماری کی وجہ سے وہ انجمن کی ملازمت سے الگ ہو کر وطن جانے لگے۔ تو مجھے بڑا قلق ہوا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ہم علم کے ایک دریا سے محروم ہونے لگے ہیں لیکن احمدیت کی وجہ سے ان کے خاندان کی مخالفت ان کے وطن میں اسی قدر زوروں پر تھی کہ ان کا وہاں موجود رہنا ضروری تھا۔ ویسے بیماری بھی ایسی تھی کہ کسی طرح خلاصی ہی نہ ہوئی۔ خدا جانے کیا بات ہے۔ دل جس کی عزت اور عزت ہوتی ہے اس کی نسبت دل یہ کبھی ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ کہ یہ مر بھی سکتا ہے۔ مولانا مرحوم بیمار رہتے تھے مگر یہ کبھی خیال نہ آیا کہ یہ مر بھی سکتے ہیں اور خیال آتا بھی تو عاجز بندہ کیا بنا سکتا ہے۔ ایسے آدمی زندہ جاوید ہوتے ہیں۔ شاید اسی لئے موت ان سے بعید نظر آتی ہے۔ یہاں دو کوڑی کا مولوی ہوتا ہے تو اپنے علم پر اس کا کبر و غرور سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ پھر مولانا احمد جیسا عالم متبحر ہو۔ باعمل ہو اور اپنے علم و فضل پر غرور اس کے پاس نہ پھٹکے اور شہرت طلبی کبھی اس کے دل کے کونے میں گذر نہ کرے۔ کس قدر حیرت انگیز ہے یہی وہ علمائے ربانی ہوتے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء

باوجود اس قدر علم و فضل کے علم کی پیاس ان کی کسی طرح بھی کم نہ ہوتی تھی۔ کوئی تفسیر یا علمی کتاب نکلے ایک طالب علم کی طرح اسے سب سے پہلے وہ پڑھتے تھے مجھے تعجب ہوتا۔

آجکل جن لوگوں کو ذرا سا بھی علم سے حصہ ملتا ہے وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہمارا علم کا پیالہ بھر گیا ہے۔ اب ہم علم سیکھنے کے نہیں ہیں علم سکھانے کے لئے ہیں۔ مگر یہ وسوسہ کبر نفس ان کے دل میں کبھی نہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ مجھے ان کے پڑوس میں دیوار بہ دیوار رہنے کا موقع ملا۔ تو ان کی تہجد گذاری اور قرآن خوانی نے مجھے بہت متاثر کیا جب امامت کراتے تھے تو قرآن کریم اس قدر پُر اثر طریق پر پڑھتے تھے کہ میری تو روح وجد کر اٹھتی تھی۔ کون جانتا تھا کہ یہ دوست اس قدر جلد ہم سے جدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ مغفرت فرمادے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلادے۔ آمین

جاتا ہے۔ حوالات یا جیل سے اسے نکال لایا جاتا ہے۔ اور ہزارہا انسان، نا درندوں کے مجمع میں اسے زندہ جلا کر یا طرح طرح کے عذابوں میں سرراہ مبتلا کر کے ختم کیا جاتا ہے اور پولیس اور فوج اور عدالتیں سب بے بسی کے ساتھ یہ تماشا دیکھتی رہتی ہیں —— ہاں تو پولیس کے غیرت دلانے پر اب ان ہولناک تماشوں کی تعداد گھٹ گئی ہے۔ یہاں تک کہ سال میں آٹھ رہ گئی ہے۔ آٹھ سال میں ایک نہیں۔ ایک سال میں آٹھ۔ کیا خوب ہے۔ اطمینان! اور اطمینان آخر کیوں نہ محسوس ہو جب ۱۸۸۲ء سے کہ اسی سال سے ان واقعات کا باقاعدہ اندراج شروع ہوا ہے ۱۹۳۹ء تک پولیس کے علم میں ۱۱۲ر۵ واقعات آچکے ہیں جاہل اور ان پڑھ ہندوستان اب تک تہذیب جدید کی ان برکتوں سے محروم ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ اسے بھی جلد از جلد مہذب تعلیم یافتہ و روشن خیال بنا کر انسانیت کی اسی سطح پر لے آئیں۔ (صدق)

گلشن تہذیب کی بہاریں

مرکز تہذیب امریکہ کے مرکزی شہر نیویارک کی نفسنتوں، نزاکتوں اور آرٹ نوازیوں سے کون ناواقف ہے؟ ۱۹۳۶ء میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس مہذب شہر میں

۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکیوں اور لڑکوں میں امراض جنسی کے مریضوں کی تعداد ۲۳۸۳ ہے (سکیسولوجی، نیویارک اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۹۳)

تعداد کل مریضوں کی نہیں صرف ۱۶ برس سے کم والوں اور کم والیوں کی اور وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ تحفظ امراض کے آلات ایک ایک کے ہاتھ میں اور اعلیٰ سے اعلیٰ اسپتال قدم قدم پر کھلے ہوئے —— ایک ادارہ ... جو اس شہر میں بن بیاہی ماؤں کی امداد کے لئے قائم ہوا اس کا بیان ایک خاص ہائی سکول کے متعلق جو کمسنوں کیلئے ہی ہے یہ ہے کہ وہاں سے اوسطاً ہر ماہ، ۱۰ لڑکیاں ادارہ مذکور میں داخل ہوتی رہتی ہیں (ایضاً)

ان بن بیاہی ماؤں سے جن کے سن ۱۶ سال سے کم ہیں ۹۷ اولادیں پچھلے سال درج رجسٹر ہوئیں (ایضاً) یہ تعداد تمام آلات منع حمل کے باوجود! اور نیویارک نیوز راوی ہے شہر کی بن بیاہی ماؤں میں ۷ فیصدی ایسی ہیں جو ۱۷ سال سے کم عمر کی ہیں (ایضاً) اور اس پر ہمارے "روشن خیالوں" کا ضد

اقتباسات

ترکی میں شادی کے اخراجات

ترکی حکومت نے شادی کا نیا قانون پاس کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ترکوں کو کفایت شعار بنایا جائے۔ وزارت کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ جو لوگ اس قانون پر عمل نہیں کریں گے انہیں بھاری جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ ترکی کے قانون شادی کے اہم اجزا حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دلہن کو بیکار جہیز نہ دیا جائے۔

۲۔ شادی کے تحائف اور نذریں بند کر دی جائیں

۳۔ شادی کے جلوس میں دلہن کی گاڑی کے پیچھے پانچ سے زیادہ گاڑیاں نہ ہوں۔

۴۔ ہوٹلوں اور باغوں وغیرہ میں شادی کی مجلسیں نہ کی جائیں

شادی کی فضول خرچیاں مسلمانوں کی بربادی کا ایک مستقل عنوان ہیں۔ ہر ایک اسلامی گھر جو آباد ہو۔ ضروری ہے کہ اس کو ایک بار ضرور شادی کی رسوم ادا کرنی پڑیں۔ کسی گھر میں جتنے بچے ہوں گے وہاں لامحالہ اتنی ہی شادیاں کی جائیں گی۔ اب اگر ایک موقع پر بھی کسی گھر میں بد احتدالی اور فضول خرچی کا ارتکاب ہو جائے۔ تو اس سے وہ گھر لازمی طور پر مقروض کمزور یا برباد ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ شادی بیاہ کے تحت میں ہمارے اسلامی گھروں پر بربادی اور کمزوری کا جو مستقل وار ہوتا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو محفوظ کر لیا جائے۔

شادی کی فضول خرچیوں کی اصل بنیاد عورتوں کی رسم پرستی ہے۔ اسلام میں شادی صرف نکاح خوانی اور ولیمہ کا نام ہے۔ لیکن اگر اسلام کو جواب دیدیا جائے تو شادی کی رسمیں پورے ایک سال کے اندر بھی ختم نہیں ہوتیں اور یہ سب کی سب رسمیں فضول خرچی ہی کا سامان ہیں۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی شادیوں کو نمائشی رسوم سے نکالیں اور شان و شوکت۔ ریاکاری اور تکلف کی بجائے دلہا اور دلہن کی زندگی کے مستقبل کے فائدوں کا لحاظ کریں۔ تاکہ ہمارے قومی اور خاندانی قرضوں میں روز بروز اضافہ نہ ہو۔ شادی اور بیاہ کی تقریبات پر فضول خرچی اور بد اعتدالی کو رواج دینے کا واحد نتیجہ یہ ہے کہ آخرکار ہماری شادیاں مرگ کے ہم پلہ بن جاتی ہیں۔ (امیان)

مہذبوں کی سفاکی

اخبارات نے عوام کو بڑی غیرت دلائی۔ چنانچہ ۱۹۱۱ء سے لنچنگ کے واقعات میں بہت کمی ہو رہی ہے اور ۱۹۳۲ء میں تو سال بھر میں کل آٹھ واقعات ہوئے۔ (پاینیر ۲۲ مئی ۱۹۳۲ء بحوالہ نیویارک ٹائمس)

"لنچ" کرنے کی اصطلاح کے معنی اگر ذہن سے نکل گئے ہوں تو ایک بار پھر اپنی یاد تازہ کر لیجئے —— مہذب اور سفید فام امریکہ آبادی کے درمیان کالی مخلوق (نیگرو) آباد ہے۔ اس بدنصیب قوم کے کسی بدنصیب فرد کے خلاف اس کے فرضی یا واقعی جرم کی بنا پر جب گوری آبادی کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں تو عدالتی کارروائی سے حاصل ہے نیاز ہو کر گوروں کی قانون دوستی بھتی تو لنچ آبادی ہی کی تعذیب خود بن جاتی ہے۔ بدنصیب مجرم کا دوڑ دھوپ کر کھینچا گیا مجرم

نغمہ ہے یہ شور مطالبہ ہے کہ جو کچھ بھی ہو۔ ہم کو تعلیم اور تہذیب کی اس راہ پر چلاؤ۔

مذاکرۂ علمیہ

قرآن کریم کی ترتیب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال:- قرآن مجید میں نظم و ترتیب نہیں۔ ایک منتشر سا ہدایت نامہ کیوں ہے؟

جواب:- قرآن مجید کی نظم و ترتیب ایسی اعلیٰ اور اکمل اور ابلغ ہے کہ عقل انسانی اس پر آ کر ششدر رہ جاتی ہے۔ جو انسان اپنے علم کی کمی ہوتی ہے کہ خدا کے کلام میں ترتیب نظر نہیں آتی۔ جنہیں قرآن کریم کے علم سے کچھ بھی حصہ ملتا ہے وہ جہاں اس کتاب کی فصاحت و بلاغت معنوی و حسن اسلوب علم و حکمت اور اخلاق انسانی پر اس کے اعلیٰ درجہ کے اثر کو بے نظیر پاتے ہیں۔ وہاں اس کی ترتیب کو بھی بے مثال پاتے ہیں۔ یہاں قرآن کریم کی ترتیب دکھانے کا نہ موقع ہے نہ اخبار میں اس کی گنجائش۔ آپ کو دیکھنا ہے تو حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر بیان القرآن پڑھیں اور قرآن کریم کے پارہ ۳۰ و ۲۷ کی تفسیر انوار القرآن جلد اوّل و دوم کے نام سے جو اس خاکسار نے شائع کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح سورتوں میں، رکوعوں میں، آیتوں میں باہمی نظم و ترتیب ہے اور کیسی لاجواب نظم و ترتیب ہے۔

انسان کا علم چونکہ خدا کے علم کے سامنے لاشے ہے۔ وہ اپنی بے علمی سے اعتراض کر دیتا ہے۔ خدا کے فعل کو دیکھو تو وہاں بھی ناواقف آدمی کو بظاہر بے ترتیبی نظر آتی ہے۔ مثلاً زمین کے کسی حصہ کو دیکھ کر کوئی اعتراض کر دے کہ خدا نے دنیا کیسی بے ترتیب بنائی ہے۔ کہیں درخت ہے تو ساتھ ہی پتھر بھی ہے۔ وہیں ریت ہے مٹی ہے۔ وہیں دریا بہہ رہا ہے۔ میدان بھی ہے پہاڑ بھی ہے۔ یہ کیوں نہیں کیا کہ ایک جگہ درخت ہی درخت ہوتے دوسری جگہ دریا ہی دریا ہوتے، تیسری جگہ پتھر ہی پتھر ہوتے اور کچھ نہ ہوتا۔ یہ سب گڈ مڈ کیوں بنایا۔ ظاہر ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والا ایک عقلمند سائنس دان کی نظر میں جاہل ٹھہرے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جو چیز جہاں موجود ہے وہیں اس کی ضرورت تھی۔ علیم و حکیم کی ترتیب و نظم اسی کو کہتے ہیں کہ ہر چیز اپنی ضرورت کے موقع پر موجود ہو۔ البتہ جو چیز بے ترتیب ہو گی اس کی موجودگی نظم یا ترتیب کے ماتحت نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح انسان کے وجود کو دیکھو تو ناواقف آدمی کو کس قدر بے ترتیبی نظر آتی ہے۔ دو کانوں کے بیچ میں سر اور چہرہ ہے۔ دو آنکھوں کے بیچ میں ناک ہے۔ ناک کا تنفس سے تعلق ہے۔ اس کے عین نیچے منہ ہے جس کا کھانے اور باتوں سے تعلق ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سارے وجود کا یہی حال ہے۔ پھر کوئی نہ کہہ بیٹھے کہ یہ سب بے ترتیب ہیں۔ تنفس کے اعضاء ایک طرف ہونے چاہئیں تھے۔ اور کھانے اور باتوں کے اعضاء دوسری طرف۔ اور سننے کے اعضاء تیسری طرف۔ یہ سب گڈ مڈ بنانے سے کیا فائدہ تھا۔ لیکن یاد رہے کہ ایسا کہنے والا بیوقوف کہلائے گا۔ ایک ڈاکٹر جانتا ہے کہ جو عضو جسم انسانی میں جس جگہ بنا ہوا ہے اس سے بہتر اس کے لئے موقع او محل نہیں ہو سکتا تھا۔ پس ترتیب و تنظیم جو علم و حکمت کے ماتحت ہوتی ہے اس کی تعریف یہی ہوتی ہے کہ اس کی ہر چیز صحیح موقعہ پر حسب ضرورت رکھی ہوئی ہو۔ البتہ اس کی ضرورت اور موقعہ کو سمجھنے کے لئے انسان کو خود بھی علم ہونا چاہئے۔ ایک بے علم انسان کو علم و حکمت کی ترتیب اپنی لاعلمی کی وجہ سے بے ترتیبی نظر آتی ہے۔

کسی کمرہ میں اگر ہر ایک چیز کرسی، میز، الماری وغیرہ ترتیب و ضرورت و موقعہ رکھی ہوں تو ہم کہیں گے کہ اس کا سجانے والا بڑا سمجھدار تھا۔ اگر کوئی ایک طرف میزیں ہی میزیں رکھ دے اور دوسری طرف کرسیاں ہی کرسیاں رکھ دے اور تیسری طرف تصویروں کا ڈھیر لگا دے تو ایسے پھوہڑ اور بدسلیقہ اور احمق سمجھا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی صفت چونکہ العلیم اور الحکیم ہے۔ یعنی وہ کامل علم اور کامل حکمت والا ہے اس لئے اس کے کلام میں ہر ایک آیت جہاں پڑی ہے اپنے صحیح موقع و محل پر پڑی ہوئی ہے۔ جیسے جیسے قرآن کا علم بڑھتا ہے۔ انسان ان کے موقعہ و محل کو دیکھ کر سر دھنتا ہے۔

پس لاعلمی کی وجہ سے اگر آیات کی ترتیب سمجھ میں نہ آوے تو جلدی سے ترتیب کا انکار کر دینا غلطی ہے۔ سمجھ نہیں آتا تو کسی سمجھنے والے سے پوچھو۔ جس طرح کسی مشین کے پرزے اگر سمجھ میں نہیں آتے تو ان پرزوں کو سمجھنے والوں سے پوچھا جاتا ہے۔ ان کو گڈ مڈ سمجھ کر چھوڑ نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح قرآن کریم کی آیات کی ترتیب سمجھنے کے لئے اس کا علم رکھنے والوں سے پوچھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اپنے کلام کا وہ علم عطا فرما دے۔ کسی مشین کا بنانے والا جیسا ہر ایک پرزہ کی مصلحت اور مقصد کو خود سمجھتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ خدا کے لامحدود علم پر احاطہ کرنا انسان کے محدود علم کا کام نہیں۔ ہاں جتنا علم وہ خود عطا فرما دے جیسا کہ قرآن کریم میں وہ خود فرماتا ہے ولا یحیطون بشیٍٔ من علمہٖ الا بما شاء اور اس کے علم سے کچھ بھی احاطہ نہیں کرتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اور فرمایا۔ وقل رب زدنی علما کہ یوں دعا کیا کرو کہ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔ پس جب یہ علم بڑھتا ہے تو قرآن کے حسن اور اس کی عجیب و غریب ترتیب اور نظم کو دیکھ کر روح وجد کر اٹھتی ہے۔ وہ ایک روحانی موسیقی ہے جو انسان کی فطرت کو جگاتی اور اس کے مردہ قلب میں جان ڈالتی ہے جس طرح ظاہری موسیقی میں گانے والا ایک راگ کو جب چھیڑتا ہے تو پہلے راگ کی شکل مختصر ہوتی ہے پھر وہ راگ کو اٹھا کر اور پھیلا کر دکھاتا ہے اور اس کے ہر ایک پہلو کو سامنے لاتا ہے اور پھر واپس اسی پہلی منزل پر لا کر اسے ختم کر دیتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم ہر سورت میں جس مضمون کو لیتا ہے پہلے مختصر طور پر ذکر فرماتا ہے پھر اس مضمون کو پھیلاتا ہے اور اس کے ہر پہلو پر بحث کرتا اور انسانی فطرت کی ہر کمزوری اور ہر وسوسہ کو جو اس مضمون سے تعلق رکھ سکتا ہے سامنے لا کر ان کا جواب دیتے ہوئے تمام لوازمات مضمون پر روشنی ڈال کر بالآخر نہایت حسن ترتیب اور خوش اسلوبی کے ساتھ اسی مقام پر پڑھنے والے کو واپس لے آتا ہے جہاں سے شروع کیا تھا۔ اسی لئے ہر سورت کی ابتدا اور آخر آپس میں مشابہ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی تفسیر کرتے ہیں۔ خالق فطرت جس طرح انسانی فطرت کو سمجھتا ہے خود انسان بھی نہیں سمجھتا۔ اس لئے اس کی ہدایت ان تمام لوازمات پر مشتمل ہوتی ہے جو کسی امر میں ضروری ہوتی ہیں اور وہ اسی ترتیب سے چلتی ہے جس طرح فطرت انسانی کو اس کی یکے بعد دیگرے ضرورت ہوتی ہے۔ پس قرآن کریم کے مطالعہ میں ان امور کو ذہن میں رکھیں تو پھر اس کی ترتیب سمجھنے میں آسانی ہو [illegible] انشاء اللہ الرحمٰن۔

قضاء و قدر کیا چیز ہے؟

سوال:- قضاء و قدر پر اعتراض۔

جواب:- اس پر آپ میرا رسالہ تقدیر پڑھ لیں۔ اس میں [illegible] بحث ہے۔ مختصراً یوں سمجھ لیں کہ جس طرح انسان جب کسی خاص منشاء و مقصد کو سامنے رکھ کر ایک چیز بناتا ہے تو اس کے ہر ایک عنصر کو کسی خاص اندازہ پر رکھتا ہے تاکہ اس سے اس چیز کے بنانے کا مقصد حاصل ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب یہ کل کائنات کسی منشاء و مقصد کے ماتحت بنائی تو اس کی ہر ایک چیز کو ایک اندازہ سے [illegible] تاکہ اس کائنات کے بنانے کا مقصد حاصل ہو۔ اسی اندازہ کا نام [illegible] جس طرح خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الذی خلق فسوی والذی قدر فھدی کہ خدا وہ ہے جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک بنایا اور پھر ہر چیز کا اندازہ کیا اور اس کو اپنے مقصد پیدائش کے حاصل کرنے کے لئے اس اندازہ کے ماتحت چلایا۔

انسان چونکہ تمام کائنات کا لب لباب تھا۔ اور اس کی ترقی [illegible] علم و عمل پر مقدر تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس کے لئے تقدیر الٰہی یہ [illegible] کہ اسے علم سیکھنے اور اس کے ماتحت عمل کرنے کے لئے ارادہ اور اختیار [illegible] کا میدان کھلا دیا جاتا۔ پس انسان کے متعلق قرآن کی رو سے تقدیر الٰہی [illegible] یہ ہے کہ جن حالات میں اس کو رکھا گیا ہے اس کے ماتحت اور جو قوتیں اس کو عطا کئے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ وہ صحیح علم کو حاصل کرے اور اس کے مطابق عمل کر کے ترقی کرتا ہوا اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل [illegible] اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ بلکہ اگر یہ اندازہ پہلے سے [illegible] تو نہ انسان کوئی ترقی کر سکتا۔ نہ کوئی قاعدہ نہ قانون ہوتا سب گڈمڈ [illegible] ہوتی اور اس کے یہ معنی ہوتے کہ نعوذ باللہ خدا ہی کوئی نہیں۔ خدا [illegible] ہستی اور تقدیر لازم اور ملزوم امر ہے۔

وحی کی ضرورت

سوال:- وحی پر اعتراض

جواب:- صحیفہ قدرت میں جب ہم یہ نظارہ ہر جگہ دیکھتے ہیں کہ جو چیز بھی پیدا ہوئی ہے وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قدرت کی ہدایت پر بے اختیار چل رہی ہے۔ جیسا کہ قرآن کی آیت بھی صاف طور پر بتاتی ہے۔ الذی قدر فھدی۔ تو پھر ضرور تھا کہ انسان بھی اپنے مقصد پیدائش کے حصول کے لئے قدرت سے ہدایت پاتا۔ اس لئے انسان کو بھی قدرت نے ہدایت دی۔ مگر چونکہ انسان کے وجود میں دو حصے ہیں۔ ایک تو وہ حصہ ہے جو بے اختیار قدرت کی ہدایت کے ماتحت چل رہا ہے۔ مثلاً دل کی حرکت، دوران خون، ہاضمہ کا نظام [illegible] اس لئے اس حصہ میں تو ہدایت کا رنگ وہی ہے جو کائنات کی دوسری اشیا میں نظر آتا ہے۔ مگر انسان میں ایک دوسرا حصہ بھی ہے جسے قلب انسانی کہتے ہیں جو دنیا کی تمام چیزوں سے اسے امتیاز بخشتا ہے اور جس کے ماتحت انسان علم حاصل کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے اور یہی وہ حصہ ہے جس کے ذریعہ انسان ترقی کرتا ہوا اپنے مقصد پیدائش کو حاصل کر لیتا ہے یعنی خلیفۃ اللہ بن جاتا ہے۔ اس حصہ میں جب انسان کو ارادہ اور اختیار دیا گیا ہو کہ وہ علم صحیح حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرے اور عمل اپنے ارادہ سے کرے تو پھر ظاہر ہے کہ اس حصہ میں قدرت کی ہدایت اس رنگ میں تو نہیں ہو سکتی کہ اس کے ارادہ کو معطل کر کے بے اختیاری کے رنگ میں دوسری چیزوں کی طرح اس سے عمل کرایا جائے۔ کیونکہ پھر اس طرح امتیاز انسانی ہی اٹھ جاتا ہے اور عمل کرنا اس پر انعام کا مستحق ہونا بے معنی ہو جاتا ہے۔ پس اس حصہ انسانی میں تو قدرت کی ہدایت اسی رنگ میں ہو سکتی ہے کہ اسے بذریعہ علم ان راہوں کا [illegible] دکھایا جائے جن پر وہ اپنے ارادہ سے عمل کر کے ترقی کرتا ہوا اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرے۔ لہٰذا انسان کے پیدا کرنے والے کی طرف سے جو انسان کو ہدایت ملتی ہے وہ ان راہوں کا علم دیا جاتا ہے جن پر چل کر وہ ترقی کر کے اپنے مقصد پیدائش کو حاصل [illegible]

مجاہد عراق کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

مولانا حسرت موہانی بغداد میں

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری کی تازہ تبلیغی ڈائری کے ضروری حصے درج ذیل کئے جاتے ہیں (پیغام صلح)

مورخہ ۱۱ر جمادی الاول ۲۹ر جون بروز جمعرات

احباب جماعت ادریچوں سے ۲ دینار چندہ فنڈ وصول کیا۔ جناب الاستاذ محمد محمود زہران محمود بیہ مصر استاذ محی الدین البغدادی قاہرہ مصر کو "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" اور جناب الحاج الشیخ عبد الرحمن الهندی دمشق الشام کو "پیغام صلح" مجریہ ۹ رمئی بھجوایا۔

مورخہ ۱۲ر جمادی الاول ۳۰ر جون بروز جمعہ

سویرے ماسٹر عبد اللطیف صاحب کی بیکری میں موصوف کے صاحبزادہ سے معلوم ہوا کہ کل شام زعیم الہند مولانا حسرت موہانی بیکری میں آکر آپ کو (یعنی خاکسار کو) دریافت کرتے تھے۔ میں نے دریافت کیا کب آئے؟ کہاں ٹھہرے؟ اس کے متعلق لاعلمی کا اظہار کیا۔ دکان پر آکر سجادہ نشین سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے دیوان خانہ میں ٹیلیفون کیا کہ کیا مولانا النقیب صاحب کے مہمان ہیں؟ مگر وہاں سے بھی اطلاع ملی کہ نہیں۔ قریباً ساڑھے نو بجے جناب الحاج عبد اللطیف صاحب کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے سے مولانا صاحب گزرتے دکھائی دیئے۔ دوڑ کر ملاقات اور مصافحہ کیا خیر و عافیت پوچھی۔ حاجی صاحب کی دکان پر بٹھلایا۔ آپ کے ہمراہ ایک سکھ بیرسٹر جگدیش سنگھ صاحب نامی بھی ہیں۔ مولانا لندن سے آرہے ہیں اور ہندوستان واپس جائیں گے۔ استاذ الشیخ حسین سامی بدوی قاہرہ اور الشیخ محمود خلیفہ قاہرہ کو "اسلامک ریویو" بھجوایا۔ زعیم الہند مولانا حسرت موہانی مع جگدیش سنگھ جی بیرسٹر دکان پر دوبارہ تشریف لائے۔ جگدیش سنگھ جی برٹش گائنا سے آرہے ہیں اور اب کوئٹہ جا دیں گے۔ میں نے موصوف کی خدمت میں "ٹیچنگ آف اسلام" اور "دی فاؤنڈر آف سکھ ازم" ہدیہ پیش کیا۔ سردار صاحب موصوف نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے اس ہدیہ کو قبول فرمایا اور اپنا کوئٹہ کا پتہ بھی دیا۔ مولانا صاحب سے یہ معلوم ہوا کہ انہیں سلور جوبلی نمبر پیغام صلح مل گیا تھا۔ ان کی خدمت میں دو ٹریکٹ لائٹ کے اور ایک پرچہ پیغام صلح کا پیش کیا۔ فرزندا براہیم امتحان میں پاس ہو گیا۔ اس کی والدہ کی طرف سے دار الیتامیٰ کی مد میں مبلغ یا بجز دیئے گئے۔

اخویم جناب البی۔ بی۔ علی صاحب مینانگ ملایا کو خط کا جواب دیا گیا۔ عصر کے وقت پھر جناب مولانا حسرت موہانی صاحب دکان پر آئے۔ مولانا کی لندن کی مصروفیات پر گفتگو رہی۔ کہتے تھے کہ کوشش کر رہے تھے اس میں کامیابی یقینی ہے۔ فیڈریشن کا نفاذ ہندوستان میں ہو نہیں سکے گا۔ جس کی کئی ایک وجوہات بیان کیں۔ مسٹر بوس کا فارورڈ بلاک مسلم لیگ کی مخالفت اور ہندوستان کی ریاستوں کی عدم رضامندی۔ مولانا مسلم لیگ کے اخراجات پر سفر کر رہے ہیں۔ پھر اگست میں ایک وفد کی شکل میں اسی راستہ سے لندن جاویں گے۔ مسٹر جناح کے اخلاص کی مولانا تعریف کرتے تھے۔ کوئی پون گھنٹہ گفتگو رہی۔ شام کو سات بجے ٹرین کی روانگی کا وقت تھا۔ اس لئے مولانا موصوف رخصت ہوئے۔ ساڑھے چھ بجے چند دوستوں کے ہمراہ مولانا کو الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن پر گیا۔ بیرسٹر جگدیش سنگھ صاحب کو بھی الوداع کہا

مورخہ ۱۳ر جمادی الاول یکم جولائی بروز سنیچر

جناب چودھری علی محمد صاحب بمبئی کو پیغام صلح مجریہ ۹ رمئی بھجوایا۔ استاذ سلیم آفندی المهدی (نومسلم) ناصرہ استاذ طہ آفندی حافظ نبی سواحیب مصر کو "پرانٹ آف اسلام" بھجوایا۔ جناب چودھری علی محمد صاحب بمبئی سے تشریف لائے۔ حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب کی وفات کا انہیں بڑا ہی صدمہ ہے رات گھر پر اخویم عبد الرحمن صاحب اسماعیل صاحب اور سید عابد علی صاحب (جو خانقین سے تشریف لائے) آئے ہوئے تھے اخبارات پر کافی دیر تک گفتگو رہی۔ عبد الرحمن صاحب انصاری کا فرزند عزیزم طالب امتحان میں پاس ہو گیا۔ اس خوشی میں عبد الرحمن صاحب نے دار الیتامیٰ میں سوا روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا اور اخویم اسماعیل صاحب نے اپنے فرزند عدنان کے پاس ہونے کی خوشی میں دار الیتامیٰ میں دو روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اخویم سید عابد علی صاحب کے فرزندان سید محمد علی اور سید شاہد علی کا ایک ایک درس میں فیل ہونے کی وجہ سے سکولیں کھلنے پر دوبارہ امتحان ایا جاوے گا۔ اسی طرح اخویم عبد الرحمن صاحب کی صاحبزادی کا بھی امتحان ایا جاوے گا۔ باقی فرزند عامد علی پاس ہو گیا اور فرزند زاہد علی کا جو ثانویہ غیری میں تعلیم لے رہا ہے ابھی نتیجہ نہیں نکلا۔ خداوند کریم کامیابی دے۔

مورخہ ۱۴ر جمادی الاول ۲ر جولائی بروز اتوار

حضرت الاستاذ رضوان محمد رضوان قاہرہ کو "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" اور جناب استاذ احمد محمود ذہنی ناصرہ کو ٹریکٹ سیریز جلد ۳ ایک ۱۹۳۷ء جنوری نمبر ایک بھجوایا۔ جناب محترم التفات حسین خانصاحب سویرے کی ٹرین سے کرکوک سے تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ اخویم عبد الصمد صاحب برق نے ایک خط ارسال کیا اور ایک پاؤنڈ اپنی طرف سے انجمن کے چندہ میں بھیجا اور پانچ شلنگ ایک امریکن پادری (Mr.

clarence mueller

جو شمالی عراق میں امریکن مشنری ہیں۔ اخبار کی امداد کے سلسلہ میں ان کی طرف سے بھجوائے۔ ان پادری صاحب کے خیالات پر سلسلہ کے انگریزی اخبارات اور دیگر لٹریچر نے بڑا اثر کیا ہے۔ ان کے نام اخبار لائٹ جاری کرنے کے لئے لاہور لکھونگا (خط آگیا ہے) خط میں اخویم عبد الحکیم صاحب کی علالت کی خبر پڑھ کر تشویش لاحق ہے۔ خداوند کریم شفائے کلی بخشے۔ ڈاکٹر علاء الدین صاحب کی جانب سے مفت تقسیم لٹریچر اسلامی کی مد میں دو پاؤنڈ ملے معرفت سید عابد علی صاحب

ایک ہندوستانی سیاح مسٹر زیان جو بمبئی کے باشندہ ہیں اور موٹر سائیکل پر دنیا کی سیاحت کے لئے نکلے ہوئے ہیں مطالعہ کیلئے "پرانٹ آف اسلام" اور ایک دوسری انگریزی کتاب لیگئے۔ اخویم سلطان علی صاحب محمد شیر گل صاحب حبانیہ کو انجمن کے حسابات اور ڈائری کی نقل اور جناب ماسٹر عبد اللطیف صاحب انگلش بیکری حبانیہ کو خط محمد عمر صاحب کے ہاتھ بھجوایا۔ جناب ڈاکٹر احمد اللہ خانصاحب حبانیہ کو "پیغام صلح" ۱۲ر مئی بھجوایا۔ اخویم محمد سالار خانصاحب بلوچ البصرہ سے آئے۔ شام کو ملاقات ہوئی۔ ان سے بصرہ میں تبلیغی کاموں کی رپورٹ سنی اور اپنی تبلیغی ڈائری برائے مطالعہ دی۔

مورخہ ۱۵ر جمادی الاول ۳ر جولائی بروز پیر

جناب شفیق نقاش مالک مجلۃ الاریان بیروت کو لائٹ مجریہ ۸ رمئی و ۸ر جون، جناب ریاض الدین صاحب الفاروقی قاہرہ کو "دی فاؤنڈر آف سکھ ازم"، جناب استاذ عمر فروخ مالک مجلۃ الامالی بیروت و جناب الاستاذ محمد کاب الانصاری ادفینا مصر کو "اسلام دی ریلیجن ہیومینٹی" بھجوایا۔ کے۔ بی عبد القادر بمبئی کو مراۃ الاختلافات، ڈاکٹر سید عابد علی صاحب بمبئی کو اسلامک ریویو۔ ایم۔ اے رحمن بی۔ اے بمبئی کو لائٹ مجریہ یکم مارچ ۱۹۳۵ء بھجوایا۔ ڈاکٹر محمد اللہ صاحب افغانستان کو اسلامک ریویو اور ایچ۔ ایم۔ ایچ اسماعیل ہانگ کانگ کو ٹریکٹ سیریز جلد ۳ جنوری ۱۹۳۷ء جلد ایک بھجوایا۔ مسٹر نور الدین الیکٹریشن خانقین کو خط لکھا اور ٹریکٹ "محمد دی ٹیچر آف قرآن" بھجوایا۔ جناب ڈاکٹر اله دین صاحب خانقین کو دو پاؤنڈ کے عطیہ کے سلسلہ میں شکریہ کا خط لکھا۔ جناب حسین خانصاحب انگیت پوری کو خطبہ صدارت اور جناب غلام محی الدین صاحب مقیم تار میگر جنوبی ہند کو "علماء رسوا اور توہین انبیاء" بھجوایا۔

مورخہ ۱۶ر جمادی الاول ۴ر جولائی بروز منگل

ڈاکٹر احمد عبد السلام الکردا فی ناصرہ اور استاذ عبد القوی صاحب الجزائری دمشق الشام کو Cantklulinsamto

Islamic court Islami Kenya. اور جناب چودھری علی محمد صاحب سپروائزر بمبئی کو پیغام صلح ۱۲ر مئی بھجوایا۔ جناب محمد عبد الغنی صاحب سرور پہلواں ایران اور جناب آرہ آئے۔ خان لودھی نئی دہلی اور جناب سیٹھ حاجی عمر عثمان کولمبو سیلون اور جناب سید محمد سقف تھیکیٹ مالابار کو "دعوت عمل" بھجوایا۔ جناب اے رسی ملک ہگلی بنگال اور جناب محمد اسحاق محمد یعقوب صاحب ابوا ضلع ناسک کو اسلامک ریویو بھجوایا۔ بابو محمد اسمٰعیل صاحب فوق محمودی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ہند کورٹ ضلع ضلع دزیور کو مراۃ الاختلافات اور ٹریکٹ مرید ڈن کے الزامات بھجوایا۔ رات اخویم عبد الرحمن صاحب انصاری گھر پر تشریف لائے۔ ان سے اصلاحی امور پر گفتگو رہی۔ خود انصاری صاحب کو وہ یا توں پر عمل پیرا ہونے کے لئے کہا گیا

مورخہ ۱۷ر جمادی الاول ۵ر جولائی بروز بدھ

حضرت الاستاذ عبد الفتاح السرنجاوی قاہرہ۔ ڈاکٹر توفیق الحکم قاہرہ کو ٹریکٹ سیریز جلد ۳ جنوری ۱۹۳۷ء نمبر ایک بھجوایا اور جناب الشیخ عبد الرحمن ہندی دمشق کو پیغام صلح مجریہ ۱۲ر مئی بھجوایا۔

تنظیم جماعت کی ایک قابل تعریف مثال

احباب عراق کے باہمی عمدہ مراسم

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد، ملک عراق میں نہایت سرگرمی کیساتھ خدمت دین و سلسلہ میں مصروف ہیں اور اپنی تبلیغی ڈائری باقاعدگی کیساتھ مرکز میں بھیجتے رہتے ہیں۔ اس ڈائری کی دو قسطیں ہم پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں میں درج کر چکے ہیں تیسری پیش نظر پرچہ میں شائع کی جا رہی ہے —— اس سے ہماری غرض ایک باہمت و سرگرم کارکن سلسلہ کی عملی جد و جہد کا چرچا ہی نہیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ وابستگان سلسلہ بالخصوص احمدی نوجوان اس لائق تعریف مرقع عمل سے سبق حاصل کریں اور اس کی تقلید پر کمربستہ ہو جائیں۔

قبل ازیں ہم بتا چکے ہیں کہ سید تصدق حسین صاحب قادری کس طرح ایک مصروف کاروباری آدمی ہونے کے باوجود خدمت دین اور اشاعت اسلام و احمدیت کے لئے کافی وقت نکال لیتے ہیں اُن کے دل میں جو آگ اور جذبہ موجود ہے اور انہوں نے جو عزم کر رکھا ہے اس کی بدولت یہ تن تنہا شخص اس قدر کام کرتا ہے جو بڑے بڑے عملے رکھنے والے دفاتر کے لئے بھی موجب رشک ہے۔ سید صاحب موصوف کے آئینہ عمل یعنی ان کی ڈائری میں قارئین کرام دیکھ سکتے ہیں کہ ان کا حلقہ تبلیغ نہ صرف عراق و دیگر عربی ممالک کا احاطہ کئے ہوئے ہے بلکہ وہ یورپ - امریکہ - آسٹریلیا ایران، ہندوستان اور ایشیا کے دیگر متعدد ممالک تک پھیلا ہوا ہے —— ہم اس شخص کو حضرت چودھری محمد منظور الٰہی صاحب کا سچا شاگرد اور مقلد کہہ سکتے ہیں اگر یہ مرکز میں ہوتے تو حضرت مرحوم کے صحیح جانشین ہوتے۔ بغداد میں بیٹھ کر بھی ان کی تبلیغی جد و جہد کم قابل قدر اور نتیجہ خیز نہیں۔

اگر اس تبلیغی ڈائری کی تینوں قسطوں کو قارئین بغور پڑھیں تو انہیں اس مرقع عمل میں ایک اور مفید و قابل تحسین بات یہ نظر آئے گی کہ احباب عراق کے باہمی مراسم نہایت عمدہ ہیں۔ وہ اسلامی اخوت کی مضبوط لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ ان کے باہمی تعلقات کی کیفیت بالکل ایک خاندان کے افراد کی سی ہے۔ آپس میں خط و کتابت اور میل ملاقات، خدمات دینی میں کامل تعاون و یکجہتی۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شرکت یہ تمام باتیں آپ ان میں نظر آئیں گی۔ جماعت بغداد جو قابل تعریف وسعت۔ باقاعدگی اور ایثار کے ساتھ خدمات دینی انجام دے رہی ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ ان کی یہ تنظیم ہے۔

ضرورت ہے پنجاب و سرحد اور ہندوستان کے دیگر مقامات کی جماعتیں، جماعت بغداد سے سبق حاصل کریں اور اس کے نقش قدم پر چلیں۔ تحریک احمدیت نے اپنے دور اوّل میں نہایت سرعت کیساتھ ترقی و مقبولیت حاصل کی اور پورے عزم و استقلال اور خوشدلی کے ساتھ عالمگیر مخالفت کا مقابلہ کیا۔ ایمان محکم اور قبول صداقت کے ساتھ تنظیم اور باہمی تعلقات کی مضبوطی ہی وہ چیز تھی جس نے جماعت کے اندر بڑھنے اور غالب آنے کی طاقت پیدا کر دی تھی۔ اسلام اور احمدیت کا رشتہ اُس وقت تمام خونی اور دنیوی رشتوں سے زیادہ مستحکم اور زیادہ عزیز تھا۔ اس وقت ایک احمدی بجا طور پر یہ سمجھتا اور محسوس کرتا تھا کہ میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ جب تک میرا قدم جادہ صداقت پر ہے میری پشت پر ہزاروں افراد کی ایک زبردست جماعت موجود ہے جو بڑی سے بڑی قربانی کو بھی بچوں کا کھیل سمجھتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں احمدیوں کا بائیکاٹ کیا جاتا تو وہ بائیکاٹ کے ہنگامہ سے مرعوب ہونے کی بجائے اس کو دیکھ کر بے پروائی سے مسکرا دیا کرتے تھے۔ ان کو وطنوں اور برادریوں سے نکالا جاتا تو وہ ذرّہ بھر بھی پروا نہ کرتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے، ہماری برادری، ہماری جماعت ہے اور جس جگہ بھی اس برادری کے چند افراد موجود ہیں ہم اس بستی کو اپنا وطن بنا سکتے ہیں —— ضرورت ہے اسی جذبہ اخوت اور اسی تنظیم کو جماعت میں دوبارہ ترقی دی جائے۔ جماعت کے اندر اپنے آپ کو کوئی فرد لاوارث اور بے یار و مددگار محسوس نہ سمجھے

ایک تبلیغی جماعت کے لئے یہ امر باعث توہین ہے کہ ایک نیا آدمی اس میں شامل ہو کر اپنے آپ کو لاوارث اور بے یار و مددگار تصور کرے۔

تنظیم جماعت کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اپنے پُر معارف خطبات اور بصیرت افروز مضامین میں قیمتی اور قابل عمل نصائح فرما چکے ہیں۔ ہماری تنظیم سیاسی اور مغربی ذرائع سے نہیں ہو سکتی بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے اور حضرت مجدد زمان کی پیروی کر کے ہم منظم ہو سکتے ہیں ہماری تنظیمی کمزوری کا علاج مغربی طور طریقوں کے اتباع میں نہیں بلکہ قرون اولیٰ کے ایمان افروز اور حیات بخش دور کی تقلید میں ہے۔ ہماری تنظیمی جد و جہد کا مرکز مسجد ہونا چاہیئے۔ جن جماعتوں کے پاس اپنی مساجد ہیں وہاں باقاعدہ نمازوں جمعہ اور درس قرآن کا انتظام ہو تمام افراد جماعت کم از کم دن میں ایک بار جمع ہوں۔ مختصر سا کتب خانہ، سلسلہ کے اخبارات و لٹریچر وغیرہ بھی موجود رکھے جائیں جہاں مساجد نہیں وہاں کوئی کمرہ یا مکان اس غرض کے لئے مخصوص کیا جائے۔ جب افراد جماعت آپس میں باقاعدہ روزانہ ملیں گے تو انہیں ایک دوسرے کے حالات تکالیف، اور ضروریات کا علم ہوتا رہے گا، اور وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہیں گے —— بس یہی ہماری تنظیم کا بنیادی پتھر ہے۔

اچھوتوں میں بیداری

ہندوؤں کے ظالمانہ سلوک اور منافقانہ طرز عمل کی وجہ سے ہندوستان کے اچھوتوں میں بھی بیداری کے امید افزا آثار پیدا ہو رہے ہیں اور وہ اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے میدان عمل میں آ گئے —— انکی طرف سے جداگانہ انتخاب کے حق کا جو مطالبہ ہو رہا ہے وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حکومت پنجاب نے اُن کے اس صحیح و جائز مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے تجویز کی ہے کہ لاہور کارپوریشن میں اچھوتوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دیا جائے۔ اس تجویز پر ہندو حلقوں میں ایک شور قیامت بپا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اچھوتوں کو ہندوؤں سے علیحدہ کرنے کی ایک خطرناک گہری چال ہے حالانکہ ہندوؤں کی یہ غوغا آرائی محض اس لئے ہے کہ اس تجویز کی وجہ سے آیندہ ہندوؤں کو اچھوتوں کے حقوق غصب کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

اگر ہندو، اچھوتوں کو سچ مچ اپنا بھائی اور اپنی قوم کا ایک حصہ سمجھتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج تک لاہور یا کسی دوسرے شہر میں کبھی کسی ہندو نشست کے لئے کوئی اچھوت منتخب نہیں ہو سکا؟ اچھوت ہزار ناقابل سہی لیکن کیا سارے پنجاب میں ان کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو کسی میونسپلٹی کا رکن بن سکے؟ معاشرتی لحاظ سے دیکھا جائے تو ہندو اچھوتوں کو جانوروں سے زیادہ ذلیل سمجھتے ہیں۔ بالعموم اُن کو اپنے محلوں میں مکان کرایہ پر نہیں دیتے۔ انہیں اپنے کنوؤں سے پانی نہیں بھرنے دیتے، ہندو دھرم سالوں، سراؤں، دھرمسالوں میں ان کا داخلہ بند ہے۔ ان کے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھاتے۔ ان سے تعلق رشتہ داری قائم نہیں کرتے —— اور تو اور بڑی بات یہ ہے کہ ان کے سائے تک سے پرہیز کرتے ہیں۔ سیاسی اعتبار سے ان کے سلوک کی یہ کیفیت ہے کہ آج تک ایک اچھوت بھی ہندوؤں سے منتخب نہیں ہو سکا، اس کے باوجود جب اچھوت ہندو قوم سے علیحدگی کا اعلان اور جداگانہ حق انتخاب کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہندو چراغ پا ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ انکی اغراض پرستیاں اور چالاکیاں اب زیادہ دیر تک کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ اچھوت بیدار ہو رہے ہیں۔ اصول و انصاف کا تقاضا اور زمانہ کی ہوا اُن کے حق میں ہے —— ان کی مظلومیت کا دور بالآخر ختم ہو کر رہے گا۔

شذرات

"انوار القرآن"

جیسا کہ احباب جماعت و دیگر علم دوست حضرات کو معلوم ہے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تفسیر "انوار القرآن" کے دو حصے شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا حصہ پارہ عم کی تفسیر پر مشتمل ہے اور دوسرا ستائیسویں پارہ کی تفسیر ہے اس میں تھوڑا سا حصہ پارہ ۲۶ کا بھی آ گیا ہے۔ یہ دونوں حصے نہ صرف جماعت کے مختلف حلقوں بلکہ ملک کے دیگر روشن خیال اسلامی طبقات سے بھی خراج تحسین وصول کر چکے ہیں حتیٰ کہ بعض مخالف بھی دبی زبان سے اس کی تعریف پر مجبور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو اعلیٰ درجہ کا فہم قرآن عطا فرمایا ہے اور آپ کو قرآن کریم سے عشق ہے۔ موصوف عرصہ تک مختلف مقامات پر قرآن کریم کا درس دیتے رہے۔ آپ کا درس سن کر بہت سے افراد کو قبول احمدیت کی توفیق نصیب ہوئی بہت سے ایسے افراد جو مسلمان والدین کے گھر پیدا ہونے اور اسلامی نام رکھنے کے باوجود مذہب اور خدا سے برگشتہ تھے دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔ کئی ایک مقامات پر محض آپ کے درس کی وجہ سے مستقل طور پر جماعتیں قائم ہو گئیں۔

ڈاکٹر صاحب نے قرآن کریم کے مختلف حصوں کو سمجھنے اور حل کرنے کے لئے ربع صدی سے زیادہ عرصہ تک غور و فکر اور مختلف علوم کا مطالعہ کیا ہے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی پاک مجلسوں میں بیٹھنے اور ان سے قرآن کریم کی تفسیر سننے کے مواقع بھی آپ کو میسر آئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلیٰ درجہ کا فہم اور مدلل و دلنشین طرز بیان عطا ہوا ہے۔ انوار القرآن ان تمام اوصاف خصوصیات کا مجموعہ اور نچوڑ ہے ——— جن احباب کو اس کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ تفسیر کس پایہ کی ہے اور جو تا حال اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں وہ مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں اس کی خوبیوں کا بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

پھر یہ دونوں حصے ظاہری لحاظ سے بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کے حسن مذاق اور لطافت پسندی کی چلتی جاگتی تصویر بلکہ شاہکار ہیں۔ نہایت خوبصورت اور صحیح کتابت، روشن و صاف چھپائی۔ اعلیٰ درجہ کا سفید چکنا کاغذ، عمدہ دیدہ زیب جلد جس پر کتاب اور مفسر کا نام سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ ہدیہ بہت ہی کم پہلے حصہ کا ہدیہ دو روپے اور دوسرے کا ڈھائی روپیہ دوسرے حصہ کی ضخامت پہلے سے بہت زیادہ ہے۔

وابستگان سلسلہ کے فرائض

"انوار القرآن" کی اشاعت کا سلسلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے . . . احباب جماعت کے مسلسل اصرار پر شروع کیا تھا۔ پہلا حصہ شائع ہوا تو دوسرے کے لئے تقاضے شروع ہو گئے۔ اب تیسرے کی فرمائش ہو رہی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ جماعت کے تمام حلقوں نے اس کتاب کی قدر دانی کی لیکن ابھی بہت دوستوں کے کتب خانے اس سے خالی ہیں انہیں فوراً یہ تفسیر حاصل کر کے اپنے کتب خانوں کو مکمل کر لینا چاہیئے ضرورت ہے کہ جماعت کا ہر ایک پڑھا لکھا فرد اس کو توجہ و شوق سے پڑھے اور اپنے ان پڑھ دوستوں، رشتہ داروں، بیوی بچوں کو پڑھ کر سنائے جو احباب درس قرآن دیتے ہیں ان کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ ازبس مفید ہوگا۔

علاوہ ازیں ہم تحریک کرنا چاہتے ہیں کہ صاحب استطاعت دوست "انوار القرآن" غیر از جماعت حلقوں میں پہنچانے کی کوشش کریں ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ یہ کتاب جہاں کہیں بھی غیر از جماعت حضرات نے پڑھی ہے ان پر اچھا اثر ہوا ہے۔ جب پہلا حصہ شائع ہوا تو میرے ایک ہم محلہ پروفیسر اسے مطالعہ کے لئے لے گئے اور قریباً چھ مہینوں کے بعد کتاب مجھے واپس ملی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ پروفیسر صاحب کے پاس یہ کتاب بمشکل ایک ہفتہ رہی اور اس عرصہ میں انہوں نے نہایت عجلت سے اس کا مطالعہ کیا۔ باقی وقت اُن کے شاگردوں اور دوستوں میں گردش کرتی رہی جس کسی نے بھی اسے پڑھا اس کی تعریف پر مجبور ہوا۔

ڈاکٹر صاحب موصوف "سوانح عمری حضرت مسیح موعودؑ" کے کام سے فارغ ہو لیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ ان کی خدمت میں "انوار القرآن" حصہ سوم کی ترتیب و اشاعت کی پرزور درخواست کی جائے گی۔ پیغام صلح کو امید واثق ہے وہ اس درخواست کو رد نہیں فرمائیں گے لیکن اس سے قبل یہ ضروری ہے کہ ہم سب کوشش کر کے اس تفسیر کو اسلامی ہند کے تمام حلقوں میں پہنچا دیں۔ انوار القرآن کی تیاری و اشاعت کے تمام مرحلے خاکسار راقم الحروف کی آنکھوں کے سامنے ہی طے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا ہے۔ ان کی محنت و قربانی مزید قدر دانی کی مستحق ہے۔ ہدیہ اوپر عرض ہو چکا ہے۔ ملنے کا پتہ "**دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور**" ہے۔ محصول ڈاک ہدیہ کے علاوہ ہوگا۔

"دارالکتب اسلامیہ" لاہور

سلسلہ کلام شروع ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے قومی کتب خانہ "**دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور**" کے متعلق بھی چند الفاظ عرض کر دیئے جائیں۔ دارالکتب مذکور نے لٹریچر کی تیاری و اشاعت کے سلسلہ میں جماعت و تحریک احمدیت کی جو شاندار تاریخی خدمت سرانجام دی ہے وہ اظہر من الشمس ہے سلسلہ کے لٹریچر کے علاوہ دارالکتب ہر قسم کی اسلامی، تعلیمی، علمی، ادبی اور فنی کتابیں ان کی مقررہ قیمتوں پر مہیا کر سکتا ہے اس کے کاروباری مراسم ہندوستان، یورپ، امریکہ اور اسلامی ممالک کی مشہور دارالاشاعتوں کے ساتھ قائم ہیں اور اس بارہ میں یہ ہر وقت آپ کی خدمت کے لئے آمادہ ہے۔ اس قومی کتب خانہ کی معرفت کتابیں خریدنا ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہے کیونکہ اس طرح احباب ایک پائی مزید صرف کئے بغیر قومی کتب خانہ کی امداد و استحکام کا ثواب حاصل کریں گے غیر معروف کتابوں کی فرمائش کیوقت کتاب کے مصنف، پبلشر وغیرہ کا نام پوری وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

ہندو راج کے ناقوس

کانگرسی وزارتوں کے اکثر مقامات پر مسلمان اقلیتوں پر دردناک مظالم ہو رہے ہیں جن کا ذکر پوری تفصیل کے ساتھ اخبارات میں آ چکا ہے۔ ان صوبوں میں مسلمانوں کی عزت، جان، مال، سیاسی حقوق، مذہبی و شہری آزادی اور کلچر وغیرہ سب چیزیں بہت بڑے خطرے میں ہیں۔ گذشتہ دنوں ان صوبوں کا ایک نمائندہ وفد مسلم لیگ کے زیر انتظام اپنی داستان درد سنانے شمالی ہندوستان آیا تھا، اور اس نے پنجاب، صوبہ سرحد اور سندھ کا کامیاب دورہ کر کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے مظالم سے آگاہ کیا اور اس طرح اسلامی ہند میں ایک انتہا درجہ کی حرکت پیدا ہو گئی۔ کانگرس مسلمانوں کی اس بیداری کو برداشت نہ کر سکی چنانچہ اب وہ اس کوشش میں ہے کہ کانگرسی مسلمانوں کا ایک وفد شمالی ہندوستان میں بھیجا جائے اور وہ مسلم لیگ کے سچے بیانات کی جھوٹی تردید کر کے حق نمک ادا کرے۔ چنانچہ ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ

"لاہور ۱۳ جولائی۔ مسلم لیگ وفد کے پراپیگنڈہ کے جواب میں چند کانگرسی مسلمانوں پر مشتمل ایک وفد مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا معلوم ہوا ہے کہ اس وفد کے لئے مولوی حفیظ الرحمٰن ممبر آل انڈیا کانگرس کمیٹی دیو بند، مولانا احمد حسین مدنی، خان عبدالغفار خاں اور مولانا نور العین کو صوبہ پنجاب کا دورہ کرنے کی دعوت دی گئی ہے"

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی حالت پر رحم کرے جنہیں مسلمانوں کی زبوں حالی، مظلومیت اور اسلامی مفاد کی بربادی پر رحم نہیں آتا اور وہ مولانا اور مولوی کہلا کر بڑے بڑے جبے اور عمامے پہن کر ہندو راج کے ناقوس بنے ہوئے ہیں۔ معزز معاصر "انقلاب" نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ

ایک زمانہ تھا جب مولانا سید احمد بریلوی اور مولانا شاہ اسماعیل شہید جیسے علماء حق یہ سنتے تھے کہ فلاں علاقہ میں غیر مسلم مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں تو وہ اعلان جہاد کر کے ہزارہا مومنین مخلصین کو اپنے ساتھ لیتے اور مہینوں تک چلے کر دوسروں کی منزلیں طے کر کے اس طرح مخالفوں پر جھپٹ پڑتے کہ وہ مبہوت ہو کر رہ جاتے۔ لیکن آج انہی علما کے ننگ اسلاف جانشین جب یہ سنتے ہیں کہ کسی علاقے کے ہندوؤں کے ہاتھوں ستائے ہوئے مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں سے فریاد کر رہے ہیں تو یہ علما ان فریادیوں کو جھٹلانے کے لئے ہندوؤں کے کارکن بن کر وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ الشا اللہ ۔

سلف ان کے وہ تھے خلف ان کے یہ ہیں . . .

بہر حال ہمیں زندگی کی منزل بڑی کٹھن معلوم ہوتی ہے۔ اگر مسلمان زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں دیگر مصائب کیساتھ اس مصیبت کا بھی مقابلہ پامردی و جرأت کیساتھ کرنا ہوگا مسلم لیگ کا فرض ہے کہ وہ بتائے کہ اس کانگرسی وفد کیساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہیئے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں
— حضرت مولانا صدر الدین صاحب بھی بخیریت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں
— حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور کے صاحبزادے خواجہ صلاح الدین محمود صاحب انگلستان میں شدید علیل ہیں۔ اپریشن ہوا ہے۔
— جناب بابو محمد دین صاحب کے صاحبزادہ بلال محمد بھی بہت بیمار ہے۔ ان دونوں کیلئے تمام دوست خاص طور پر دعائے صحت کریں۔
— چوہدری محمد دین صاحب موضع مانک متصل نارووال کا پانچ سالہ بچہ عزیز محمد عبداللہ وفات پا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے قبل چوہدری صاحب کے دو بچے فوت ہو چکے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل و نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔
— مسٹر نذیر محمد صاحب اختر ہیڈ کلرک انجمن چند روز سے بعارضہ اسہال علیل ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔
— مسلم ہائی سکول لاہور اس ہفتہ موسم گرما کی تعطیلات کیوجہ سے بند ہو گیا
— مینیجر صاحب اخبار خریداران پیغام صلح کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ جن احباب کا چندہ اخبار ماہ جولائی میں ختم ہو رہا ہے یا اس سے قبل ختم ہو چکا ہے، وہ از راہ کرم بہت جلد بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں ورنہ وی۔پی۔ ارسال ہونگے۔

استاذی المکرم حضرت مولانا احمد صاحب کی مجالس کے تاثرات

(از جناب سید محمد امین گیلانی خطیب مولوی فاضل جموں)

۸ جولائی ۱۹۵۹ء کا اخبار "پیغام صلح" ہمارے لئے ایک المناک خبر لایا۔ آہ! ہماری قوم کا بلند پایہ فاضل جو ہمہ تن علم و عمل تھا جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت اسلام میں صرف ہوتا رہا۔ جس کی ہر بات ایک نصیحت ہوتی تھی۔ جو کامل متبع اسوۂ نبی کریم صلعم تھا۔ جس نے مخالفین جیسی سخت قوم کا مقابلہ نہایت جوانمردی سے کیا اور اس علاقہ میں تبلیغ احمدیت کے شدید مخالف تھے ہیں۔ احمدیت کا بیج بو رہا۔ آہ! وہ خدا کا پیارا مسیح زمان کا شیدائی ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔

پہلی ملاقات

اگست ۱۹۲۳ء کا واقعہ ہے کہ ہم چند طالب علم موسم گرما کی تعطیلات میں قادیان سے اپنے وطن کو جا رہے تھے۔ چند طالب علم پشاور کے تھے اور چند ضلع ہزارہ کے اور ایک صاحب سماٹرا کے رہنے والے تھے اور وہ بھی ہمارے ساتھ سوئٹزرلینڈ کی سیروسیاحت کی غرض سے جا رہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں ابھی جماعت قادیان سے تعلق رکھتا تھا۔ جب ہم لاہور پہنچے تو قادیانی جماعت کی مسجد میں اپنا سامان چھوڑ کر سیر کے لئے احمدیہ بلڈنگز میں گئے۔ ہم میں سے ایک صاحب کی احمدیہ بلڈنگز میں کچھ شناسائی تھی وہ ہم سب کو مسافر خانہ کی بالائی منزل پر لے گئے۔ وہاں پر ایک طالب علم تشریف فرما تھے۔ ان سے گفتگو ہوئی۔ وہ اخی المکرم سید اختر حسین صاحب گیلانی تھے۔ ان سے اختلافی مسائل پر ہم بحث ہی کر رہے تھے کہ ایک بزرگ صورت تشریف لائے۔ ان کی وضع قطع بالکل سادہ تھی۔ لیکن ہر کوئی بڑی شخصیت کے مالک نظر آتے تھے آپ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہوئے۔ اور ہمیں بڑی نرمی سے کچھ سمجھانے لگے۔ اس وقت میں جناب میاں صاحب کی خلافت ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آپ بڑے احترام سے میاں صاحب کا نام لیتے اور سمجھاتے رہے۔

شرف تلمذ

کچھ عرصہ تبادلہ خیالات کے بعد آخر مجلس برخاست ہوئی اور ہم قادیانی مسجد میں چلے گئے۔ لیکن ہم میں سے کسی دوست کو یہ علم نہ تھا کہ یہی وہ مولانا احمد صاحب ہیں جن کا ذکر ہم بارہا قادیان میں سن چکے تھے۔ کچھ مدت بعد جب لطف الٰہی نے خاکسار جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوا۔ تو مجھے کلی طور پر احمدیہ بلڈنگز میں آ کر رہنے کا موقعہ ملا۔ اس دوران میں اس بزرگ صورت کی شخصیت کا علم ہوا کہ یہی حضرت مولانا احمد صاحب ہیں۔ چنانچہ مولانا صاحب سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ اور متواتر چار سال تک کچھ کتابیں مولانا صاحب سے خاکسار نے پڑھیں۔ لیکن افسوس کہ علم تفسیر کا درس نہ لے سکا کیونکہ ۱۹۲۷ء کے آخر میں آپ مستقل طور پر اپنے وطن مالوف زرو بی تحصیل صوابی ضلع مردان تشریف لے گئے اور وہ استفادہ کا موقع ہم سے چھن گیا اگرچہ آپ نے متعدد مرتبہ مجھے بذریعہ خطوط رقم فرمایا کہ اگر تم ہمت کر سکتے ہو تو یہاں چلے آؤ میں تمہیں اور بقیہ کتابیں پڑھا دوں گا لیکن افسوس کہ بعض مجبوریوں نے مجھ سے طالب علمی کا زمانہ جلدی ہی چھین لیا۔

مولانا کا علم

حضرت استاذی المکرم عربی کے تمام علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے لیکن خاص کر علم حدیث اور تفسیر میں آپ بے نظیر عالم تھے۔ جیسا کہ جماعت قادیان میں مولانا سید سرور شاہ صاحب ایک اعلیٰ پایہ عالم ہیں۔ اسی طرح جماعت لاہور میں مولانا مرحوم کا درجہ تھا۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ مولانا مرحوم بعض فنون میں سید صاحب سے بھی بہت بڑھ گئے تھے۔ آپ کے سامنے ہم طالب علم جس فن کی کتاب لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے بلا مطالعہ اس کا درس دیا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ مولانا جملہ فنون کی کتابوں کے حافظ ہیں۔ عربی لغت پر آپ کو پورا عبور حاصل تھا۔ اہل زبان کی طرح زبان پر قابو رکھتے تھے۔ محترم شیخ منظور الٰہی صاحب مرحوم و مغفور کی جب قدر خط و کتابت ممالک عربیہ سے تھی۔ وہ انہی کے ذریعہ ہوتی تھی۔

طریق تعلیم

آپ کا تعلیم دینے کا یہ طریق تھا کہ طالب علم سے عبارت پڑھواتے تھے۔ اور اگر کہیں اعراب میں غلطی ہو جاتی تو وہیں روک دیتے اور فرماتے دوبارہ پڑھو۔ اور ذرا سوچ کر پڑھو صرف و نحو کی کتابوں کو تم نے کس غرض کے لئے یاد کیا ہے۔ اگر عبارت صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ تو پھر کس کام کی یہ کتابیں۔ الغرض بار بار پڑھنے سے جو غلطی ایک دفعہ طالب علم سے ہو گئی۔ دوبارہ نہ ہوتی سبق بالکل تھوڑا دیتے تھے لیکن جب کسی کتاب کا درس دیتے ہر فن کی باتیں اس میں بیان کر دیتے تھے۔ چند دنوں کے بعد طالب علم خود بخود چل پڑتا تھا۔ اگر کوئی طالب علم غبی ہوا اور مولانا اس سے ناامید ہو جاتے تو اسے صاف کہہ دیتے کہ میں انہیں نہیں پڑھا سکتا۔ میں اکثر دوران تدریس میں ہی اعتراض کر دیا کرتا تھا تو آپ فرماتے۔ ذرا صبر کیا کرو۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے یہ اعتراض کرنا ہے لیکن ذرا میری تقریر کو تو ختم ہونے دیا کرو۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی اعتراض باقی رہے تو پوچھ لیا کرو۔ جلدی نہ کیا کرو کئی دفعہ آپ میرے بیجا اعتراضات کی وجہ سے مجھ سے ناراض بھی ہوئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد مجھے بنس کر بلا لیتے بلکہ ایک دفعہ مجھ سے بڑے ناراض ہوئے اور سبق سے اٹھ کر تشریف لے گئے۔ میں وہیں مغموم بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ مسجد کے پاس سے گزرے اور مجھے وہیں بیٹھا دیکھ کر فوراً بلا لیا اور اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ احمدیہ بلڈنگز میں بعض طالب علم صرف مطلب کی غرض سے آتے ہیں اور کچھ عرصہ وہ اپنا مدعا پورا کر کے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ مولانا صاحب کے زمانہ میں بھی ایسے طالب علم آئے۔ آپ نے جس طالب علم کے متعلق جو رائے قائم کی وہ تحقیق کچھ عرصہ بعد درست ہی ثابت ہوا۔ آپ کے شاگردوں میں سے ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ مولانا کو مجھ سے زیادہ محبت ہے۔

مناظروں سے نفرت

آپ کے شاگردوں میں سے اخی المکرم سید اختر حسین صاحب گیلانی اور خاکسار نے مولوی فاضل پاس کرنے کے لئے انجمن کی ملازمت اختیار کی۔ ہم مناظرے بھی کرتے جلسوں میں حصہ لیتے لیکن مولانا صاحب نے بہت دفعہ فرمایا کہ میرے دو شاگرد حقیقی معنوں میں کامیاب شاگرد ہیں۔ لیکن دونوں میری طبیعت کے خلاف مناظر واقع ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے تھے اکثر مناظر جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس واسطے مجھے مباحثات سے نفرت ہے جب کبھی گفتگو میں بحث کی صورت پیدا ہو جاتی تو گفتگو ختم کر دیتے جب کبھی کوئی غیر از جماعت دوست احمدیہ بلڈنگز میں تحقیق کی غرض سے تشریف لاتے تو آپ سب سے پہلے یہی فرماتے کہ بحث کی صورت نہ اختیار کرنا میں بحث سے گھبراتا ہوں۔ مسجد میں جب کبھی حضرت امیر قوم کی خدمت میں مولانا مرحوم کی موجودگی میں کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو آپ مولانا صاحب کو جواب دینے کے لئے فرماتے تھے۔ آپ کا جواب جامع اور مختصر ہوتا تھا۔ قرآن مجید کے آپ حافظ نہ تھے لیکن مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے آپ کو قرآن مجید پر اس قدر عبور تھا کہ اگر امام صاحب کہیں سے بھول جاتے تو فوراً مولانا صاحب آیت پڑھ دیتے۔ جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو اس کا حل قرآن مجید، سنت نبوی اور احادیث سے کرتے۔ فقہ حنفی کے آپ عالم بے بدل تھے۔ جماعت کے مفتی بھی تھے جب آپ نے اپنے وطن مالوف میں مستقل رہائش اختیار کی تب بھی جماعت کے فتاویٰ ان سے ہی منگواتے جاتے رہے۔ آپ جس زمانہ میں بخاری کے ترجمہ میں ہمہ تن مصروف تھے۔ میں نے آپ کی کاوش کو دیکھ کر ایک دن عرض کیا کہ آپ کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ اتنی محنت نہ کریں کام تو آخر ختم ہو ہی جائے گا۔ آپ فرماتے تھے۔ یہ وقت جو اس محنت میں صرف ہوتا ہے یہی دوسرے جہان میں کام آنا ہے۔ آپ جماعت کے ہر فرد کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے سے بڑا سمجھتے تھے۔ لیکن خاص کر تین بزرگوں کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ یعنی حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر قوم مولانا غلام حسن صاحب پشاوری۔ مولانا عزیز بخش صاحب۔ ان تینوں بزرگوں کی نیکی اور تقویٰ کے آپ گرویدہ تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ دل چاہتا ہے کہ مولانا غلام حسن صاحب خان صاحب کی خدمت میں ہی رہوں۔

رقت قلب

آپ جب کبھی نماز پڑھاتے تو دوران نماز میں اکثر رو پڑتے۔ آپ کوئی بڑے مقرر نہ تھے۔ دوران تقریر میں آپ کی زبان رکتی تھی۔ لیکن پھر بھی جب کبھی حضرت امیر قوم کی عدم موجودگی میں آپ خطبہ جمعہ دیتے تو کچھ اس انداز سے بیان فرماتے کہ سامعین کے دل کو مسحور کر لیتے اور اپنے ساتھ انہیں بھی رلا دیتے۔

شمولیت سلسلہ

آپ نے حضرت امیر قوم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور حضرت مجدد صدی چہاردہم کی شرف صحبت سے محروم رہے تھے۔ جب کبھی حضرت صاحب کے صحابہ سے ان کا ذکر سنتے تو رو پڑتے۔ اکثر دیکھا گیا کہ حضرت صاحب کی مجلس کا ذکر ہو رہا ہے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بندھی ہوئی ہے۔ جب کبھی کوئی طالب علم اپنی غربت و مفلسی کا اظہار کرتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

نصائح

مولانا صاحب مرحوم اپنے شاگردوں کو دوران تعلیم میں اکثر نصائح فرماتے رہتے تھے۔ لیکن جب مولانا صاحب اپنے وطن تشریف لے گئے تو اس کے بعد بھی میں نے آپ کے ساتھ خط و کتابت جاری رکھی۔ آپ کے کئی خطوط اس وقت تک میرے پاس موجود ہیں۔ اس واسطے میں مولانا صاحب کے الفاظ میں ہی چند نصائح ان کے مختلف خطوط سے درج کروں گا۔ آپ نے ہی مجھے اورنٹیل کالج لاہور میں مولوی عالم کلاس میں داخل کرایا تھا۔ ہمارے پروفیسر سید طلحہ صاحب مولانا صاحب کے شاگرد تھے۔ سید صاحب ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ جب سہ ماہی امتحان کا نتیجہ نکلا تو میں اپنی کلاس میں سکنڈ رہا۔ اول اور دوم کو وظیفہ ملتا تھا۔ لیکن نتیجہ نکلنے کے بعد ایک پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ میں "امینِ اِلٰہی" کو کسی صورت میں وظیفہ نہ لینے دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے سید طلحہ صاحب کو بھی مجبور کیا کہ آپ امین گیلانی کے پرچوں کو دوبارہ دیکھیں اور ان کے نمبر کم کر دیں۔ اس پر مولانا مرحوم نے سید صاحب کو ذیل کا خط لکھا:۔

"جناب مخدوم سید صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عزیز سید محمد امین صاحب نے نتیجہ لا کر دکھلایا۔ نتیجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وظیفہ کا حقدار ہے لیکن سنا ہے کہ آپ نتیجہ نکلنے کے بعد کسی اور لڑکے کے پرچوں پر نظر ثانی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ کوئی بھی نظر ثانی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سامنے رہے۔ ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ نیز جس وقت میں نے نتیجہ دیکھا تو عبادہ کی بیعت والی حدیث کا ترجمہ کر رہا تھا۔ جس میں بیعت کی شرطوں میں سے یہ بھی ایک شرط ہے۔ وان لا ننازع الامر اھلہ ......

والسلام

۲۸ ۱۱/۴/۴۳ اصغر احمد

میرا ایک خط پر مولانا نے مجھے تحریر فرمایا ہے:۔

"عزیزی امین اللہ سلمہ۔ وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپ کے امتحان میں کامیابی سے بہت مسرت ہوئی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا تجربۃ بھی صادق ہے اللہ تعالیٰ آپ پر بے انتہا رحم و کرم کرے اور بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔ اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ انسان اپنے آپ کو حقدار ثابت کرے تو اللہ ظالم نہیں بلکہ رحمان اور رحیم ہے اور سامنے سے ساتھ ہو لیتا ہے۔ واللہ لیعطی من لیشاء و یبلیہ۔ مجھ کو زیادہ خوشی اس وقت ہوگی جبکہ میں یہ سن لوں کہ حضرت الامین پاس ہو گئے۔ مجھ کو آپ سے محبت ہے۔ فرمان نبوی ہے اس واسطے یہ فقرہ لکھا ہے۔ والسلام

۲۷ ۱/۴/۴۳ اصغر احمد

مندرجہ بالا خط تو مولانا کا مولوی فاضل کے ٹسٹ کے امتحان پر ملا تھا۔ اس کے بعد سالانہ امتحان کی کامیابی پر ایک طویل نصیحت آمیز خط ملا۔ اس سے چند ضروری باتیں ذیل میں درج کرتا ہوں "اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے آپ کی محنت بار آور کی۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ آپ کی بہت قابل داد ہے کہ آپ نے کتابیں محنت سے مطالعہ کیں جس کا ثمرہ آپ کو مل گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب اور بامراد زندگی عطا کرے اور دین و دنیا میں ترقی دیتا رہے۔ میرے منہ سے آپ کیلئے دل سے دعا نکلتی ہے .... آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ احمدیہ بلڈنگس میں معلم ہو گئے ہیں۔ انما اعطاک ہوا حسان تھا۔ احمدیہ بلڈنگس میں رہ کر اپنی عزت اور خودداری کو قائم رکھیں۔ خاکسار اصغر احمد

۱ ۸/۴/۴۴

ایک خط میں استاذی المکرم اپنے گاؤں کے لوگوں کی مخالفت کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گاؤں میں دل اداس ہے اور آخر پر فرماتے ہیں "حضرت صاحب کے مزار پر جانے کیلئے دل بہت بیقرار ہے" حقیقت یہ ہے کہ مولانا صاحب کو حضرت صاحب کی ذات والا صفات سے اس قدر محبت تھی کہ عموماً بے تاب ہو جاتے تھے۔ میں توضیح عرض کروں گا کہ ان کی مجلس میں بیٹھ کر آنحضرت صلعم اور حضرت صاحب کی مجلس کی جھلک معلوم ہوتی تھی کیونکہ اس شخص کی کوئی بات آنحضرت صلعم کے فرمان کے خلاف نہ تھی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی فدائی تھے۔

تہجد گزاری

آپ بلا ناغہ تہجد پڑھا کرتے تھے۔ مجھے مولانا صاحب کے ساتھ رہنے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ جب آپ اہل و عیال کو گھر چھوڑ کر تدریس کے لئے لاہور مقیم رہے تو آپ کے ساتھ آپ کے فرزند عبدالواحد صاحب تھے۔ میں بھی عموماً آپ کی خدمت میں ہی رہتا۔ رات دن آپ کی خدمت میں رہنے کا موقعہ ملا۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے اور اذان سے پہلے ہی عام طور پر مسجد میں جا کر ٹہلنا شروع کر دیتے۔ آپ کی جسمانی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی تھی۔ آپ سردیوں میں بھی معمولی کپڑے کی ایک چادر اوڑھ کر صبح کے وقت مسجد میں تشریف لاتے اور نماز شروع ہونے سے قبل مسجد میں ٹہلتے اور قرآن مجید پڑھتے جاتے۔ تلاوت قرآن مجید کچھ اس انداز سے فرماتے کہ دل بے ساختہ مائل ہو جاتا تھا۔

نماز جمعہ کے بعد آپ کے مکان پر جماعت کے نوجوانوں کی ایک محفل لگی رہتی تھی۔ آپ نوجوانوں میں بیٹھ کر بے تکلف گفتگو فرماتے۔ نوجوانوں کو آپ سے دلی محبت تھی اور اسی طرح آپ بھی قوم کے نوجوانوں سے محبت کرتے تھے۔ خصوصاً مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے۔ شیخ محمد احمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل ایبٹ آباد و مکرم عزیز احمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی لاہور اور ماسٹر محمد یعقوب صاحب بی۔ اے سے بہت بے تکلفی تھی۔ مجھے امید ہے کہ محترم مرزا صاحب قلم اٹھائیں گے۔ اور حسب یادداشت مولانا صاحب مرحوم کے ارشادات سے ہمیں مستفید فرمائیں گے۔ مولانا صاحب کے جس قدر مجھ ناچیز پر احسانات ہیں وہ میں قیامت تک فراموش نہیں کر سکتا۔ آپ کی ذرہ نوازی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج میں اس قابل ہوں کہ اپنی زندگی آزادی سے بسر کر رہا ہوں۔ اور کسی کا محتاج نہیں۔ میری زبان سے مولانا صاحب کیلئے ہمیشہ دعا نکلتی ہے۔ ان کے شاگردوں میں سے اخی المکرم سید اختر حسین صاحب جیسا عالم آپ دوستوں کے سامنے ہے سچ ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جس درخت کا پھل اختر حسین صاحب جیسا فاضل ہو۔ اس کی خوبیاں اور فوائد بیان کرنا مجھ جیسے ناچیز کی بساط کیا ہے۔

امین گیلانی (مولوی فاضل)

ٹیچر ایس۔ آر ہائی سکول۔ جموں

پنجاب میں شہد کی مکھیاں

گورنمنٹ بی فارم کترائی (کلو) میں شہد کی مکھیاں پالنے کی ترکیب سکھانے کے لئے دو ماہ کا کورس ۱۶ر اگست ۱۹۴۹ء کو شروع ہوگا جس میں ۱۵ طلباء داخل کئے جائیں گے اور ان طلباء کو ترجیح دی جائیگی جو صوبے کے اپنے علاقوں میں شہد کی مکھیاں پالنے کا کام ایک صنعت کے طور پر جاری کرنے کے خواہشمند ہوں۔ آٹھ جگہیں کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین یا نامزدگان کے لئے مخصوص کی جائیں گی۔ کوآپریٹو سوسائٹیوں کے باقاعدہ ارکان کو رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب لاہور کی معرفت درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔ غیر سرکاری طلبہ کو اپنی درخواستیں اپنی مقامی حکومتوں یا دربار وں کی معرفت حکومت پنجاب کے پاس بھجوانی چاہئیں۔ جو پرنسپل پنجاب ایگریکلچرل کالج لائلپور کے پاس ۲۵ر جولائی سے پہلے پہنچ سکیں۔ یہ تاریخ درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹیز کے باقاعدہ ارکان سے اس کورس کی فیس پانچ روپے۔ باشندگان پنجاب سے دس روپے اور دیگر طالبات سے تیس روپے لی جائے گی۔ جو طلبہ داخلہ کیلئے درخواستیں کریں وہ اس قابل ہونے چاہئیں کہ انگریزی یا کسی ورنیکلر زبان میں ان لیکچروں کے نوٹ لے سکیں جو تعلیم کے دوران میں دیئے جائیں گے۔ طلباء کو اپنی سکونت اور طعام کا بندوبست خود کرنا ہوگا۔ (محکمہ اطلاعات، پنجاب)

کہوٹہ میں خاص ٹریننگ کلاس

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ۱۰ر جولائی سے کوآپریٹو سوسائٹیز کے سب انسپکٹروں کے لئے جو تمام صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد سے لئے گئے ہیں ایک خاص ٹریننگ کلاس کھولی گئی ہے جس میں ان کو کوآپریٹو سوسائٹیوں کے کام اور دیگر متعلقہ سرگرمیوں مثلاً زراعت، ڈیری، ریلیف، تعلیم، حفظان صحت، مارکٹنگ وغیرہ کی گہری تعلیم دی جائے گی۔ اس کلاس کا مقصد امیدواروں کو ایسی صلاحیت سے آراستہ کرنا ہے کہ وہ زراعت پیشہ دیہاتیوں اور شہر کے ارکان انجمنہائے امداد باہمی کی مناسب رہنمائی کر سکیں۔ کلاس میں دس امیدوار داخل کئے گئے ہیں۔ جو کم از کم چار ماہ کا بیرونی تجربہ رکھتے ہوں۔

ہالینڈ مشن

جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا تازہ مکتوب

چند روز ہوئے شہر ہیگ سے جناب مرزا ولی احمد صاحب کا ایک خط مرزا مسعود بیگ صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن کے نام آیا ہے جس میں الینڈ مشن کے تبلیغی کام کی کیفیت درج ہے اس مکتوب کے ضروری حصہ کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے (پیغام صلح)

مکرمی مرزا مسعود بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جہاں تک میرے کام کا تعلق ہے میں حتی الامکان اپنے مشن کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ہر روز نماز عصر کے بعد دو گھنٹے قرآن مجید کے ڈچ ترجمہ کی نظر ثانی پر صرف کرتا ہوں جس میں دو ڈچ دوست میرے شریک کار ہوتے ہیں طباعت اور گرامر کی اغلاط صحیح کی جاتی ہیں زبان کو سلیس اور عام فہم بنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے ہی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں اطلاع دے چکا ہوں کہ یہاں کی ایک پرنٹنگ فرم نے وعدہ کیا ہے کہ وہ نظر ثانی کے بعد قرآن مجید کو شائع کرے گی۔

بعد از نماز مغرب جاوی طلباء کے حلقہ میں قرآن مجید کا ایک درس دیتا ہوں۔ افسوس ہے کہ طلباء کی یہ جماعت باقاعدہ درس نہیں لے سکتی کیونکہ یہ طلباء مزدور پیشہ ہیں بعض اوقات انہیں گیارہ بجے تک کام کرنا پڑتا ہے اور نماز مغرب یہاں پونے دس بجے شروع ہوکر پورے دس بجے ختم ہو جاتی ہے۔

آجکل چونکہ موسم گرما ہے اس لئے میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہ طلبا باقاعدگی سے درس میں شامل ہو سکیں خیال ہے کہ جب ڈچ لوگوں کی توجہ اسلام کی طرف ہو گی تو وہ یقیناً ان مزدور پیشہ لوگوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں گے۔

میں نے ان تمام جاوی بچوں کی ایک فہرست تیار کی ہے جو ڈچ ماؤں کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں اور ہیگ (Hague) اور اس کے گردونواح میں رہائش رکھتے ہیں۔ ان بچوں کے والدین کو ملتا ہوں اور تلقین کرتا ہوں کہ وہ ان بچوں کے اسلامی نام رکھیں ان کا ختنہ کریں قرآن مجید باقاعدہ پڑھنے کیلئے انہیں بھیجا کریں اور نماز عربی زبان میں ادا کریں۔

بعض والدین نے میری پیہم التماس کو لائق اعتنا سمجھا ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو چھوٹے بچوں کو مذہبی تعلیم دینی ضروری خیال نہیں کرتے مگر میں مایوس نہیں ہوں میں ان سے اکثر ملتا ہوں اور انشاء اللہ آہستہ آہستہ انکو نقطہ نگاہ سے متفق کر لوں گا۔

میں ان خواتین اور شرفا تک بھی پہنچتا ہوں جو اسلام میں دلچسپی لیتے ہیں اور اسلامی محاسن پر ان سے تبادلۂ خیالات بھی ہوتا ہے اس نوع کی ملاقاتوں کو میں "انفرادی تبلیغ" کے نام سے موسوم کرتا ہوں۔ میرا حلقہ احباب دن بدن وسیع ہو رہا ہے ان کے سماء گرامی مجھے اس لائبریری سے حاصل ہوتے ہیں جن کا تعلق مذہبیات سے ہے اس مذکورہ بالا لائبریری کا میں رکن ہوں جہاں مجھے خاطر خواہ ہمارے کے اخبارات دیکھنے کا موقع ملتا ہے اور اس لائبریری میں اسلام اور تحریک احمدیت کے متعلق لوگوں سے گفتگو بھی ہوا کرتی ہے۔

Baron Van Tuyll کے ہاں ہم نے ہفتہ وار روزہ لیکچروں کا اہتمام کیا ہوا ہے جس میں چند منتخب خواتین اور شرفا شامل ہوتے ہیں بیرن صاحب موصوف عربی اور قرآن مجید پڑھتے ہیں اور ان کی بیگم صاحبہ اردو زبان کی تحصیل کرتی ہیں۔

ہر ہفتہ Leiden جانا میرا معمول ہے وہاں یونیورسٹی کے جاوی طلبا کو مذہبی ہدایات دیتا ہوں انکے ساتھ بعض ڈچ طلبا بھی شامل ہوکر میری باتوں کو شوق اور انہماک سے سنتے ہیں۔

خواہ میں کسی پارک میں ہوں یا ٹرام پہ سفر کر رہا ہوں میں ... اشاعت اسلام کا موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ میرا عمامہ، میرا لباس، میرا چہرہ ڈچ لوگوں کے لئے جاذب توجہ ہیں جونہی وہ میری طرف متوجہ ہوتے ہیں میں انہیں تبلیغ شروع کر دیتا ہوں۔

میں ایک ڈچ سکول میں داخل ہو گیا ہوں جہاں موثر پیرایہ میں ڈچ زبان لکھنا اور بولنا سکھایا جاتا ہے کیونکہ میرے لئے ضروری ہے کہ میں براہ راست ڈچ لوگوں کو حصانی کردوں میں جرمن زبان بھی سیکھ رہا ہوں جس شخص کے لئے جرمن زبان سیکھنا مشکل نہیں جو ڈچ زبان سے واقف ہو کیونکہ ان دونوں زبانوں کے مبادی ایک ہی ہیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ ۱ مداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سلطان ولد سجاول ذات بلوچ سکنہ ڈول تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے مقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۹ ۷/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۳۱ ۵/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ ۱ مداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ عنایت ولد محمد ذات سیال رجبانہ سکنہ کوٹ رستم تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ ۱ مداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ مشتلی ولد [illegible] ذات حبٹ سکنہ چک ۱۹۴ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ ۱ مداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ درگا داس ولد لالہ بیجناتھ ذات کھتری سکنہ گگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ ۱ مداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ بھورا رام بھیند اس ولد بھوا رام ولد کپا رام ذات مکڑ سکنہ ہیرک سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۴-۱ ایکٹ ۱ مداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ مجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دیویدتہ رام المعروف ٹکو ولد کھر رام ذات تیرہ سکنہ گگھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

موجودہ زمانہ کے علمائے سُو

اور پیشہ ور رنگین واعظ

(از مولانا اکبر شاہ خان صاحب مرحوم نجیب آبادی)

سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ نقصان رسان پیشہ ور واعظوں کا گروہ ہے۔ ان کا حلقۂ اثر بہت وسیع اور انکی پھیلائی ہوئی مصیبتیں بڑی ہلاکت آفرین ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کے پیدا کئے ہوئے وبائی کیڑے غیر تعلیمیافتہ مسلمانوں کے دلوں کو رات دن ماؤف کرتے رہتے ہیں۔ ان کے پاس عجیب عجیب قسم کے چوغے، عمامے، تسبیحیں، عصا وغیرہ سامان بطور آلات بازیگری ہوتا ہے۔ بعض مثنوی رومی نہایت خوش الحانی سے گاتے ہیں بعض کو فارسی اُردو کے دلچسپ اشعار یاد ہوتے ہیں۔ بعض خود بھی شاعر ہوتے ہیں اور اپنے اشعار نہایت دلربا انداز میں گاتے ہیں بہت سی کہانیوں اور جھوٹی سچی روایات ترتیب دے کر اپنے وعظ کو زبانی یاد کر لیتے ہیں جو فونوگراف کے ریکارڈ کی مانند نہایت عمدگی اور طلاقت کیساتھ ادا کر دیا جاتا ہے۔ بعض کے ہمراہ ایک دو خوش آواز لڑکے بھی ہوتے ہیں جنکی خوش الحانی سے خوب امداد لی جاتی اور مجلس کو گرمایا جاتا ہے۔ واعظ صاحب کی تمام تر کوشش اس بات میں صرف ہوتی ہے کہ سامعین خوش ہوں اور ان کے مذاق کی پوری پوری پیروی کی جائے۔ چنانچہ ایک بستی میں پہنچکر معلوم کرتے ہیں کہ یہاں اہل حدیث لوگوں کا زور ہے اور ان سے روپیہ وصول ہو سکیگا اور ضیافتوں کا لطف رہے گا تو وہاں واعظ صاحب اہل حدیث بن جاتے تقویۃ الایمان و تنویر العینین والا واعظ شروع کرتے اور آمین و رفع یدین کے عامل ہو جاتے ہیں۔ وہاں سے رخصت ہو کر کسی دوسری بستی میں پہنچتے ہیں اور وہاں دوسری قسم کے لوگ دیکھتے ہیں تو فوراً مولود عرس وغیرہ کے جواز میں سلسلۂ وعظ شروع ہو جاتا ہے۔

ہر ایک واعظ کا مقطع یہ ہوتا ہے کہ کچھ دلواؤ کبھی کسی مسجد کبھی کسی مدرسہ کبھی کسی یتیم خانہ کبھی کسی انجمن کو بطور آلۂ ایصال زر استعمال کیا جاتا ہے، غرضیکہ سارے وعظ کا زور زرطلبی پر ختم ہوتا اور سارے گانے بجانے کی تان شَیۡئًا لِلّٰہِ پر ہی ٹوٹتی ہے بقول شخصے ؎

ایں ہمہ از پئے آنست کہ زر میخواہد

عموماً وعظ میں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوش و خروش ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی ذیل میں عاشقانہ غزلیں پڑھ کر واعظ صاحب اپنی خوش الحانی سے سامعین کے دلوں کو مسرور کرتے ہیں۔ لیکن سیرت النبی صلعم کا کوئی ایک صحیح واقعہ اور اس سے کوئی مفید نتیجہ جو مسلمان کے لئے نیک تحریک کا موجب ہو مطلق بیان نہیں کرتے اور نہ بیان کر سکتے ہیں بعض اوقات تصوف کی باتیں اور صوفیائے کرام کی جھوٹی سچی حکایتیں سناتے ہیں مگر خود اپنا نمونہ اس کے برعکس پیش کرتے ہیں۔ ان پیشہ ور واعظوں سے بعض کی نسبت تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ وعظ سے فارغ ہو کر اور لوگوں سے روپیہ جمع کر کے شراب خانوں میں اور بازاری عورتوں کے یہاں چھپ چھپ کر اور بھیس بدل بدل کر جاتے ہیں۔ بعض ایسے بھی سنے گئے ہیں کہ عورتوں کو بھگا کر لے جاتے ہیں۔ اکثر پیشہ ور واعظ سفر میں اپنا انداز رئیسانہ رکھتے ہیں۔ بعض اپنے میزبانوں سے نفیس کھانوں کی فرمائش کرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ بعض روٹی کھانا چھوڑ دیتے ہیں بادام، مغز، مصری، ربڑی، لکھنوی طرز پر تیار کی ہوئی چاء کیک اور گوشت وغیرہ سے اپنا تنور شکم پُر کرتے ہیں۔ میزبان سے اگر ذرا قصور ہو جائے اور ان کیلئے گرم دودھ اور مرغن کھانوں میں دیر ہو جائے تو واعظ صاحب فوراً روٹھ جاتے اور ایک قیامت برپا کر دیتے ہیں۔ بادشاہوں کی طرح اپنی تعظیم کراتے ہیں۔ چلتے وقت اس شہر یا قصبہ کی سوغاتیں بھی ساتھ لیتے ہیں بعض اوقات اپنی بیوی کے لئے پاجامہ کا کپڑا، بنارسی دوپٹہ اور بچوں کی جوتیاں تک بھی عجیب و غریب طرز عمل اختیار فرما کر اور چالاکی و فریب بازی میں ٹھگوں اور نمبر دس کے بدمعاشوں کو مات دے کر اپنے معتقدین سے مفت منگوا لیتے ہیں۔

اسٹیشن ریلوے تک بڑی شان و شکوہ کیساتھ پہنچتے ہیں۔ شہر والے جو واعظ صاحب کو وداع کرنے ہمراہ آئے تھے۔ ان میں سے جب کوئی عقیدتمند واعظ صاحب کیلئے بکنگ آفس کیطرف ٹکٹ خریدنے جاتا ہو تو واعظ صاحب بجائے اس کے کہ اس ٹکٹ کی قیمت اپنے پاس سے نکال کر دیں جاتے ہوئے کو روک کر کہتے ہیں کہ آپ کو شاید معلوم نہیں میں ہمیشہ سیکنڈ کلاس میں سفر کیا کرتا ہوں۔ مجبوراً بیچارے کو سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ لا کر دینا پڑتا ہے۔ عام طور پر پیشہ ور واعظوں کے ایجنٹ بھی ہوتے ہیں جو ان کی گرم بازاری میں کوشاں رہتے ہیں۔ بعض پیشہ ور واعظ صاحب مصنف بھی ہوتے ہیں، وہ اپنی فروختنی کتابوں کا ذخیرہ بھی ساتھ رکھتے ہیں اور ان کے تمام وعظ کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہو جاتا ہے کہ ہماری کتابیں خرید لو اور دو دو یا چار چار آنے میں جنت کی کلید ہاتھ سے نہ جانے دو۔ بعض سرمہ فروش اور بقچہ لگانیوالے بھی واعظ بن کر اپنا کام نکالتے اور خوب ٹکے سیدھے کر لیتے ہیں۔

زیادہ چالاک اور شیرین قامت سے درست واعظوں کا تو شہروں و قصبوں ہی میں پیٹ بھر جانا ہو جاتا ہے زیادہ دیہے کے ہوتے ہیں وہ دیہات میں بھی دورہ کرتے اور بیچارے گاؤں والوں کو اچھی طرح اپنا معمول بنا کر لوٹتے ہیں۔ ان پیشہ ور واعظوں کی روزی مسلمانوں کی جہالت کی وجہ سے چل رہی ہے اور ان کی تعداد خطرناک طور پر ترقی کر رہی ہے اور یہ سب مسلمانوں کو جاہل اور احمق ہی رکھنے میں اپنی مقصد وری یقین کرتے ہیں۔ ان پیشہ ور واعظوں کی ایک خاص علامت یہ بھی ہے کہ یہ نئی روشنی کے تعلیمیافتہ لوگوں سے بہت گھبراتے ہیں اور نہ ان کو نصیحت کرنا چاہتے ہیں اور نہ اُن کو راہ راست پر لانیکی قابلیت رکھتے ہیں۔ درحقیقت ان پیشہ وروں کے ذریعہ تاریکی کو تقویت اور جاہلوں کے بگڑے ہوئے مذاق کی اعانت ہوتی ہے اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ بھیڑیوں نے واعظوں کا لباس پہن رکھا ہے اور جیب کتروں نے خانقاہوں میں بستر جمائے ہیں کسی کو یہ شبہ نہ گذرے کہ میں نے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ بعض ایسے قیمتی وجود موجود ہیں جو ہر ایک اعتبار سے قابل تعریف اور نمونہ ٹھہرائے جانے کے قابل ہیں لیکن وہ اسقدر کم ہیں کہ انکا عدم و وجود برابر ہے میں نے مجموعی طور پر ایک عام نظر ڈالی ہے کسی خاص شخص یا اشخاص کا نام نہیں لیا نہ میرا یہ مدعا کہ بلا وجہ کسی کا دل دکھایا جائے میں نے چند وہ عیوب بیان کئے جن کا مجھ کو علم ہوا۔ کچھ بعید نہیں کہ ان حلقوں میں جو مذکورہ بالا صفات سے موصوف ہیں میری اس تحریر سے کھلبلی مچے اور مجھ کو ہدف ملامت بنانے کی کوشش ہو لیکن الحمد للہ میں نے جو کچھ لکھا ہو نیک نیتی سے اور رضائے الٰہی کیلئے لکھا ہے لہذا مجھ کو نہ کسی کی مخالفت کا خوف ہے نہ کسی کی موافقت کی احتیاج ؎

جہانیاں ز تو برگشتہ اند گر غالب ترا چہ باک خدائے کہ داشتی داری

موجودہ زمانہ کے علمائے سُو کی ایک خاص شناخت یہ ہے کہ ان میں اس قربانی اور فداکاری کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا جس کو اسلام خصوصیت سے مسلمان میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہ لوگ رضائے الٰہی کیلئے نہ کوئی جسمانی اذیت برداشت کر سکتے ہیں، نہ مالی قربانی ان سے ممکن ہے حالانکہ جو اسلام سے زیادہ واقف ہے (جس کو زیادہ تقرب الٰہی حاصل ہے) وہ بڑی آسانی سے اپنا مال اور اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کر سکتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ ؕ (التوبہ-۱۴)	خدا تعالیٰ نے مسلمانوں سے اُن کی جانیں اور انکے مال اس وعدے پر خرید لئے ہیں کہ انکے بدلے انکو جنت دیگا۔

لیکن اس زمانہ کے علمائے سُو سب سے زیادہ بزدل اور سب سے زیادہ اپنی جان و مال و جاہ کے عاشق زار اور ہر خطرہ کے مقام سے کوسوں دور رہنے والے ہوتے ہیں اور خطرہ کے پاس تک نہیں پھٹکنا چاہتے اگر کوئی خطرہ نہ ہو تو سب سے زیادہ لاف زنی کرنیوالے اور قید و بند کا اندیشہ یا کسی حکومت و اقتدار کی طرف سے چشم نمائی کا احتمال ہو تو دم دبا کر خاموش اور کلمۂ حق کے اظہار و اعلان میں گونگے ہو جاتے ہیں۔ گویا ان کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ مسلمانوں کو کافر بنانے اور علمائے حق پر غرانے کے لئے شیر مردم لیکن طاقتور دشمن اسلام کے مقابلے میں دُم کٹے ہوئے گیدڑ۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے۔

اعلان

مولوی انیس احمد بی۔ اے۔ علیگ کو انجمن حمایت اسلام لاہور نے دو ماہ کیلئے از یکم نومبر ۳۸ء لغایت ۳۱ دسمبر ۳۸ء سفیر مقرر کیا تھا اور مندرجہ ذیل رسید بکیں مالیتی ایک ہزار روپیہ فراہمی چندہ کے لئے ان کے سپرد کی تھیں۔

(۱) ۵۰ رقمی رسید والی از ۲۴۵۳ تا ۲۴۷۳ ۲۰ عدد مالیتی ۱۰۰۰ روپیہ
(۲) ۲۰ رقمی رسید والی از ۸۴۶ تا ۸۵۵ ۱۰ عدد ۲۰۰
(۳) ۵۰ رقمی رسید والی از ۲۱۰ تا ۲۱۱ دو عدد ۱۰۰
(۴) ۱۰ رقمی رسید والی از ۷۷ تا ۸۱ پانچ عدد ۵۰

مولوی انیس احمد مذکور ۳۱ دسمبر ۳۸ء کے بعد انجمن ہذا کے سفیر یا نمایندہ نہیں رہے۔ انجمن ہذا کی مذکورہ بالا رسید بکیں تاحال اُن کے پاس ہیں۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب انہیں ان رسیدات پر یا کسی دوسری رسید یا تحریک پر انجمن حمایت اسلام لاہور کے لئے چندہ نہ دیں اور نہ کسی دیگر قسم کا انجمن کے متعلق لین دین کریں۔ نیز جن اصحاب سے وہ انجمن کے نام پر چندہ جمع کر چکے ہیں ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس امر کی اطلاع از راہ نوازش دفتر انجمن ہذا کو دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ مولوی انیس احمد صاحب موصوف نے باوجود تقاضوں کے ابھی تک انجمن کو اپنی وصولیوں وغیرہ کا واجب حساب نہیں دیا۔

سکرٹریان انجمن حمایت اسلام لاہور

اعصابی فساد کا علاج

ہم میں سے بعض اشخاص ایسے ہیں جن کو دنیا کی کوئی فکر لاحق نہیں ہوتی ہے۔ وہ کسی فکر، خوف اور خطرہ سے مطلق نہیں گھبراتے۔ یہ ان کی جسمانی صحت کی دلیل نہیں۔ بلکہ ان کی طبیعت ہی کچھ ایسی مضبوط واقع ہوتی ہے کہ ان کے ذہنی سکون میں انتشار پیدا ہی نہیں ہوتا ہے لیکن بعض اشخاص ایسے بھی ہیں جو معمولی سی فکر اور خطرہ سے بالکل منتشر اور پراگندہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کی صحت کی کمزوری کی علامت نہیں بلکہ اس کا تعلق ان کے اعصاب کے فساد سے ہوتا ہے۔

اعصاب کا فساد فطری نہیں بلکہ ماحول کے اثرات سے پیدا ہوتا ہے۔ بچوں کا ماحول جتنا زیادہ خوشگوار ہوگا، اتنا ہی زیادہ وہ اعصابی فساد سے محفوظ رہیں گے۔ اس لئے والدین کو اپنے بچوں کی تربیت اور پرورش میں بہت زیادہ احتیاط رکھنے کی ضرورت ہے۔ عام طور سے والدین اپنے بچوں سے یا تو بیحد محبت کرتے ہیں، یا غیر معمولی درشتی سے پیش آتے ہیں۔ دونوں صورتیں بچوں کے لئے مہلک ہیں۔ بچوں کی نہ حد سے زیادہ ناز برداری کی جائے اور نہ ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ۔ بلکہ ان کی تربیت ایسی ہونی چاہیے کہ وہ خود حالات کا اندازہ لگائیں۔ اپنی زندگی کی پیچیدگیوں کو سلجھائیں اور خود داری اور عزت نفس کا احساس ان میں پیدا ہو۔ ان کی مدح و ستائش کی جائے لیکن بہ اعتدال نہ بڑھنے پائے۔ طنز و تشنیع سے ان کو ان کی حماقت اور کمتری کا احساس نہ دلایا جائے۔ بلکہ والدین کا رویہ ایسا ہو کہ وہ یہ سمجھیں کہ ان کے والدین ان کے حاکم جابر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے مہربان دوست ہیں جو ان کے قصور کو نظر انداز تو نہیں کریں گے۔ لیکن ان کی ہر حرکت پر حرف گیر بھی نہ ہوں گے۔ اگر والدین شروع سے اس قسم کی احتیاط رکھیں تو وہ اپنے بچوں کو اعصابی فساد سے محفوظ رکھنے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

یہ تو حفظ ما تقدم کی صورتیں ہیں، لیکن اس طرح بھی اعصابی فساد کا علاج ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کو بات بات پر غصہ آتا ہو یا معمولی خطرہ سے اس پر غیر معمولی ہیبت طاری ہو جاتی ہو۔ یا تھوڑی سی الجھن سے اس کے سر میں درد اور معدہ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہو تو یہ کوئی لاعلاج مرض نہیں۔ یہ تمام باتیں مندرجہ ذیل نفسیاتی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہیں۔

(۱) جن اشخاص میں اعصابی فساد ہو۔ ان کو بلا تامل اس مرض کا اقرار کر لینا چاہیئے اس اعتراف میں کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ ان کی طرح بہت سے اشخاص اس مرض کے شکار ہوتے ہیں۔

(۲) وہ اس کا صاف صاف اظہار کرتے ہیں کہ وہ غیر معمولی زود رنج، حساس اور عصبی المزاج ہیں وہ اپنے اندیشہ، خوف اور ڈر کو ظاہر کرنے میں مطلق نہ شرمائیں۔ مثلاً اگر وہ ریل کی سواری سے گھبراتے ہوں تو مسافروں سے اپنی گھبراہٹ کو چھپانے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ اگر ان میں ان کو کوئی ہمدرد نظر آئے تو اس سے اپنی حالت کو بیان کر دینا چاہیئے کہ ہم کو ریل کے سفر سے ڈر معلوم ہوتا ہے، ہم جانتے ہیں کہ یہ ڈر مضحکہ انگیز ہے لیکن پھر بھی ڈرتے ہیں۔ مگر اس اعتراف اور اقرار میں ایک احتیاط ضروری ہے بعض اعصابی مریض ایسے ہوتے ہیں جو ہر وقت صرف اپنے اعصابی فساد کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ یہ چیز ان کے لئے مفید ہونے کی بجائے اور بھی مہلک ہے۔

(۳) بعض اعصابی مریض اپنے مرض کے خلاف جنگ کرنے میں اپنی ساری قوتیں ختم کر دیتے ہیں جنگ کرنا دانشمندی نہیں، یہ امر واقعہ ہے کہ اس کے خلاف جنگ نہیں کی جا سکتی ہے۔ جنگ کی کشاکش اور دباؤ سے مرض کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اس لئے اعصابی فساد سے جنگ کرنے کے بجائے وہ اپنے ذہن کو مرتب، عمل کو منضبط، خیالات کو پر امن اور اعتماد ذات کو مستحکم بنانے کی کوشش کریں۔

(۴) انہیں اپنی ذات کو فراموش کر کے دوسروں کے متعلق زیادہ سوچنا چاہیئے۔ اعصابی فساد کے مریض عموماً اپنے سارے خیالات کا مرکز اپنی ذات کو بناتے ہیں۔ وہ دنیا اور دنیا کے تمام لوگوں سے غافل ہو کر صرف اپنی ذات اور اپنے مرض کے متعلق سوچتے رہتے ہیں جو ان کے لئے بہت ہی مہلک ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی ذات کے بجائے دوسرے لوگوں کی ذات سے دلچسپی لینے کی کوشش کریں۔ مثلاً جب وہ کسی صحبت میں شریک ہوں تو وہ کوئی ایسا کام کریں یا ایسی گفتگو کا سلسلہ چھیڑیں جس سے دوسرے لوگ محظوظ ہوں۔ یا کسی ایسے آدمی سے دوستی پیدا کر لیں جن کو معاشرت میں لوگوں نے نظر انداز کر دیا ہو۔ تاکہ اس کی ذات سے دلچسپی و تعلق پیدا کر کے اپنی ذات کو بھول جائیں۔

(۵) ان کو اپنا کام محنت اور ایمانداری سے کرنا چاہیئے۔ اعصابی مریض اپنے کام کی ذمہ داری، بلندی اور سختی کا مبالغہ آمیز ذکر کرتے ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کام سے جان چرانا چاہتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ جو کام بھی ہو اس کو ہنسی خوشی سے انجام دینا چاہیئے۔ تردد، رنج اور افسوس سے نہ صرف کام ادھورا اور نامکمل رہتا ہے بلکہ اعصابی فساد بھی بڑھ کر خطرناک صورت اختیار کر لیتا ہے۔

(۶) ان کو کھیل اور تفریح میں ضرور حصہ لینا چاہیئے خصوصاً وہ ظرافت سے پورا لطف اٹھانے کی کوشش کریں۔ ذہنی مرض اور تکدر کو دور کرنے کی بہترین صورت ظرافت ہے۔ اس کے علاوہ اپنی دوراندیشی کے احساس، غلطیوں کے اعتراف اور عاجزی و انکساری کی مزاولت سے اعصابی فساد خود بخود دور ہو جاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اعصابی فساد مدتوں کا مرض ہوتا ہے۔ لہذا اس کے ازالہ کے لئے بھی ایک مدت درکار ہے اگر مندرجہ بالا نفسیاتی ترکیبوں پر صبر و سکون اور استقلال سے عمل کیا جائے تو اعصابی فساد کی ناگواریاں اور عصبی المزاجی کی تلخیاں ضرور دور ہو جائیں گی۔ (معارف)

پنجاب کیلئے آلۂ کشاورزی کے نئے ڈیزائن

موجدوں کیلئے تین ہزار روپیہ کا انعام

لاہور ۱۳ ر جولائی۔ محکمہ اطلاعات پنجاب کا ایک اعلان مظہر ہے کہ پنجاب میں ایک ایسے آلہ کشاورزی کے ڈیزائن تیار کرنے کے لئے جس میں بیل جوتے جا سکیں اور جو اس صوبہ کے حالات کے لئے موزوں ہو، ایک مقابلہ ہوا تھا جس کے نتیجہ کا اعلان ہو گیا ہے۔ بہترین ڈیزائن کے لئے تین ہزار روپیہ کا انعام مقرر ہوا تھا۔ اس مقابلہ میں بلا لحاظ قومیت ہر شخص شامل ہو سکتا تھا۔ نیز اس مقابلہ میں سرکاری ملازم حصہ لے سکتے تھے۔

چالیس اشخاص مقابلہ میں شریک ہوئے۔ ان میں سے دو کو بہترین قرار دیا گیا چنانچہ انعام دو ڈیزائنوں کے تیار کرنے والوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ . . . .

یہ مقابلہ حکومت پنجاب کی اس سکیم کے سلسلہ میں منعقد کیا گیا تھا جو اس نے گزشتہ سال اختیار کی تھی۔ اور جس سے یہ مقصود تھا کہ ایسے ترقی یافتہ زرعی آلات کے ڈیزائن ایجاد کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جو مقامی حالات کے لئے موزوں ہوں اور جنہیں ایک اوسط درجہ کا پنجابی کاشتکار خرید سکے۔ اس سکیم کے مطابق پہلا مقابلہ ایک ایسے موزوں آلہ کشاورزی کے ڈیزائن تیار کرنے کے متعلق ہوا تھا جس میں بیل جوتے جا سکیں، جس کی ایک اوسط درجہ کا کاشتکار مرمت کر سکے۔ جو زمین میں نمی کی زیادہ سے زیادہ مقدار کو محفوظ رکھنے کے لئے بارش یا آبپاشی کے بعد بہت جلد غیر مزروعہ اراضی کو بخوبی الٹ پلٹ سکے۔ اور مقطاروں میں بوئی ہوئی فصلوں یعنی . . . . . . یا دوسری فصلوں کی کاشت کے لئے موزوں ہو۔ چالیس اشخاص مقابلہ کے لئے شریک ہوئے۔ اس کمیٹی نے جو ان ڈیزائنوں کا معائنہ کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ دس ایسے ڈیزائن منتخب کئے جو لحاظ سے بہترین معلوم ہوئے اور متعلقہ اشخاص سے کہا گیا کہ وہ پیش کردہ نقشوں اور تفصیلات کے مطابق پورے سائز کے آلات تیار کریں۔ نمونے کے ان آلات کی بعد ازاں کھیتوں میں عملی طور پر آزمائش کی گئی۔ کمیٹی مذکور نے آخر میں دو آلات منتخب کئے اور یہ سفارش کی کہ تین ہزار روپیہ کا انعام ان کے موجدوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ان میں سے ایک آلہ کشاورزی کی پانچ نوکیں ہیں، اور اسے مشترکہ طور پر سردار درشن سنگھ ڈپٹی ڈائرکٹر اور چودھری نیک عالم اکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹر زراعت پنجاب نے تیار کیا ہے اور دوسرا ایک سادہ اور سستا آلہ ہے جو ایک معمولی سو ہل کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے۔ تاکہ وہ آلہ کشاورزی میں تبدیل ہو جائے۔ سردار رلیکہ سنگھ اوورسیر شعبہ زراعتی انجینئرنگ لائل پور اس کے موجد ہیں۔

حکومت پنجاب نے فیصلہ کرنے والی کمیٹی کی سفارش منظور کر لی ہے اور مقابلہ میں شامل ہونے والے ان اصحاب کو انعام دیا گیا ہے۔ اب ان دونوں آلات کے آخری ڈیزائنوں کو پیٹنٹ کرانے کے متعلق انتظامات کئے جا رہے ہیں اور مناسب وقت پر ان آلات کو تجارتی پیمانہ پر تیار کرنے کے لئے ٹنڈر طلب کئے جائیں گے۔

امسال تین ہزار روپیہ کا ایک اور انعام جو اس سلسلہ کی دوسری کڑی ہے بھوسہ سے علیحدہ کرنے کی ہاتھ سے چلانے والی سستی اور سفری مشین کے ڈیزائن تیار کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس دوسرے مقابلہ میں شریک ہونے والے اصحاب کو چاہیئے کہ وہ اپنے ڈیزائن آئندہ ۳۱ ر اکتوبر تک صاحب ڈائرکٹر محکمہ زراعت پنجاب کی خدمت میں بھیجدیں۔

جن احباب کی طرف اخبار "پیغام صلح" کا چندہ بقایا ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی فرصت میں رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں تاکہ دفتر کو وی پی کے خرچ کا متحمل نہ ہونا پڑے +

دفترِ عالم

اسلامی دنیا

—— قاہرہ ایرانی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایران بحیرہ خزر سے لیکر خلیج فارس تک ریلوے لائن بچھا رہی ہے۔ یہ فاصلہ ایک ہزار چار سو کلو میٹر ہے۔ اس لائن کی تکمیل کے مصارف کی متحمل حکومت ایران خود ہی ہوگی۔ کسی سے قرضہ نہیں لیا جائے گا۔

—— دمشق میں عربوں کی ایک کانفرنس عنقریب منعقد ہونیوالی ہے اس میں شام کے موجودہ حالات پر بحث کی جائے گی۔ افواہ ہے کہ شرق اردن کے موجودہ حکمران امیر عبداللہ کو شام کا بادشاہ بنایا جائے گا۔ لیکن ذمہ دار حلقوں سے اس افواہ کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود امیر عبداللہ کے بادشاہ شام بنائے جانے کے خلاف ہیں۔

—— ترکی میں قانون نافذ تھا کہ کوئی فوجی ملازم ۲۵ سال سے کم عمر میں شادی نہ کرے۔ لیکن اب ترکی پارلیمنٹ نے اس قانون کو ختم کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ آیندہ ترکی سپاہیوں کو اجازت ہوگی کہ جب وہ چاہیں شادی کر لیں۔

—— عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق نے تجویز پیش کی ہے کہ اسلامی حکومتوں کی ایک نمایندہ کانفرنس ہر سال کسی بڑے شہر میں منعقد ہوا کرے جس میں سیاسی امور کے علاوہ اقتصادی معاملات پر بھی غور و فکر ہوا کرے۔ حکومت مصر نے اس تجویز کا گرمجوشی کیسا تھ خیر مقدم کیا ہے۔

—— مسلمانان رومانیہ کی درخواست پر شاہ مصر نے شہر بخارسٹ کی ایک مشہور قدیمی مسجد کو اپنے صرف سے دوبارہ تعمیر کرا دیا ہے۔ چند روز ہوئے کہ نو تعمیر مسجد کا افتتاح شاندار طریقے سے کیا گیا۔

—— اخبار امرت بازار پتر کا کلکتہ کا نامہ نگار مقیم جدہ رقمطراز ہے کہ بیرونی حملوں کے انسداد کے لئے حکومت یمن نے وسیع پیمانہ پر فوجی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ وہ قلیل مدت میں دس لاکھ سپاہ کو میدان جنگ میں لا سکتی ہے۔

—— طہران ۱۳ر جولائی۔ وزارت خارجہ کے دفاتر اپنی پرانی عمارت سے منتقل ہو کر نئی عمارت میں چلے گئے ہیں۔ وزارت خارجہ کی یہ عمارت نہایت شاندار اور خوبصورت ہے۔

—— شام کی وزارت پھر ٹوٹ گئی ہے اب فرانسیسی ہائی کمشنر کی کوشش کے باوجود کوئی شخص وزارت مرتب کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا متعدد افراد کو ترتیب وزارت کی دعوت دی گئی سب نے اسے نامنظور کر دیا۔

—— ۲۸ر جولائی کو ترکی میں کونٹ گورٹ چیف آف دی اسٹاف عساکر برطانیہ کی صدارت میں ایک خفیہ فوجی اجتماع منعقد ہوگا جس میں فرانس، برطانیہ، پولستان، ترکی اور رومانیہ کے ارکان حربیہ شرکت کریں گے۔

—— عراق و شام میں ان دونوں ممالک کے الحاق کی ایک زبردست تحریک شروع ہوئی ہے۔ حکومت فرانس اس تحریک کے سخت خلاف ہے اور اس کو کچل دینا چاہتی ہے۔

—— عراق میں جست، لوہے، پارے اور عمدہ پتھروں کی متعدد کانیں دریافت ہوئی ہیں، حکومت عراق ان سے پورا فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

—— لندن ۱۴ر جولائی۔ کل برطانی فوجوں نے فلسطینی عربوں کے لیڈر منصور یوسف کو گرفتار کر لیا ہے۔ ناصرہ کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں سلیم صاحب بھی گرفتار ہو چکے ہیں۔

ہندوستان

—— بمبئی ۱۳ر جولائی۔ حکومت بمبئی نے اعلان کیا ہے کہ جب تک کسی سکول میں تمام طلبہ متفق نہ ہوں بندے ماترم کا گیت نہ گایا جائے۔

—— کلکتہ ۱۳ر جولائی۔ مولوی نصیر الحق وزیر بنگال بیمار ہیں اور اس وجہ سے چند روز تک اپنے سرکاری فرائض ادا نہ کر سکیں۔

—— امرت سر ۱۳ر جولائی۔ افواہ ہے امرتسر میڈیکل سکول کو بہت جلد کالج بنا دیا جائے گا۔

—— شملہ ۱۳ر جولائی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت ہند ہندوستانی فوج کو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق بنانا چاہتی ہے۔ لہذا محکمہ فوج نے فیصلہ کیا ہے کہ آیندہ فوج میں زیادہ سے زیادہ الیکٹریشن اور مستری بھرتی کئے جائیں۔

—— شملہ ۱۳ر جولائی۔ ہندوستان و جاپان کے تجارتی مذاکرات کے سلسلہ میں جو عنقریب شملہ میں شروع ہونیوالے ہیں حکومت ہند نے سر عبداللہ ہارون کو ہندوستانی نمایندوں کا غیر سرکاری مشیر مقرر کیا ہے۔

—— لکھنؤ۔ ۱۳ر جولائی۔ سید رضا امام بعارضہ تپ محرقہ انتقال فرما گئے۔ آپ مشہور قانون دان سر علی امام مرحوم کے فرزند تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— سرحد پر بدستور شورش جاری ہے۔

—— مسٹر بوس اور کانگرس کی گاندھی پارٹی کے تعلقات روز بروز کشیدہ ہو رہے ہیں۔ مسٹر بوس نے امتناع شراب سے متعلق حکومت بمبئی کی اسکیم سخت مخالفت کر رہے ہیں جس کی وجہ سے گاندھی پارٹی میں بہت برہمی پیدا ہو گئی ہے۔

—— شملہ ۱۳ر جولائی۔ توقع ہے کہ ہندوستان تبت روڈ اب پختہ کر دی جائے گی اس سڑک کی لمبائی شملہ سے درہ شپکی تک دو سو میل ہے۔ حکومت ہند نے حکومت پنجاب کو اخراجات کا تخمینہ تیار کرنے کے لئے لکھا ہے۔

—— کراچی ۱۲ر جولائی۔ کراچی میونسپل کارپوریشن نے اعلان کیا ہے کہ کارپوریشن کے آیندہ انتخابات میں شہر کا ہر جوان ووٹ دے سکے گا۔

—— پشاور ۱۳ر جولائی۔ اس جگہ ۱۴ سے ۲۱ر جولائی تک مسلم لیگ کا ہفتہ منایا جائے گا۔ ۲۲ر جولائی کو ایک جلوس نکالنے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔

—— لاہور ۱۴ر جولائی۔ مہابیر دل پنجاب کے سیکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ دہلی کے شومندر کے خلاف ستیہ گرہ ترک کر دی گئی ہے۔

—— شملہ ۱۴ر جولائی۔ امید کی جاتی ہے کہ وائسرائے مرکزی اسمبلی کی مدت میں ایک سال کی توسیع کر دیں گے۔

—— مسٹر گاندھی آجکل صوبہ سرحد میں راجمان ہیں۔ ان کی اہلیہ بھی تبدیل آب و ہوا کے بہانے وہاں پہنچ گئی ہیں۔ گاندھی جی کا قیام ایبٹ آباد میں ہے۔

—— الہ آباد ۱۲ر جولائی۔ پرسوں اس جگہ مقامی شیعوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اور شیعوں سے استدعا کی گئی کہ وہ کانگرس سے الگ ہو جائیں۔

—— لاہور ۱۳ر جولائی۔ آج لاہور ہائی کورٹ موسم گرما کی تعطیلات کے باعث بند ہو گئی۔

—— شملہ ۱۴ر جولائی۔ اس جگہ برما اور ہندوستان کے مشترکہ بچاؤ کے سلسلہ میں بات چیت کا آغاز کل سے ہو جائے گا۔ گورنر برما کل یہاں پہنچ جائیں گے۔

ممالکِ خارجہ

—— لندن ۱۴ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر چرچل کو کابینہ میں شامل کر لیا گیا ہے۔

—— لندن ۱۴ر جولائی۔ حکومت برطانیہ نے دفاعی امور کے لئے دس کروڑ پونڈ کے مصارف کی ایک سکیم بنائی ہے اس میں ۵۰ کروڑ پونڈ قرضہ لیا جائے گا۔

—— لندن ۱۴ر جولائی۔ سر فلپ میکڈانلڈ سیلون کے سابق چیف جسٹس کو پریوی کونسلر مقرر کیا گیا ہے۔

—— سنگٹاؤ ۱۴ر جولائی۔ آج صبح برطانوی قونصل خانہ میں دو بم پھینکے گئے جاپانی حکام نے اس واقعہ کے متعلق برطانوی افسروں سے معافی مانگ لی ہے اور حادثہ کی تحقیق کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

—— لنڈن ۱۴ر جولائی۔ دار العوام میں ایک بل پیش کیا گیا جس کے مطابق ... کروڑ پونڈ قرضہ دیا جائے گا۔ اس قرضہ سے ترکیہ، رومانیہ، یونان اور پولینڈ استفادہ کریں گے۔

—— ڈانزگ ۱۴ر جولائی۔ کل ڈانزگ کے نازی لیڈر ہر فارسٹر اور ہر ستزکی نے ہر ہٹلر سے برلن میں آکر ملاقات کی۔

—— میڈرڈ ۱۴ر جولائی۔ ممکن ہے کہ جنرل فرانکو عنقریب روما اور برلن جائیں۔ اطلاع ملی ہے کہ جنرل فرانکو کے روما جانے کے بعد سینور مسولینی بھی میڈرڈ آئیں گے۔

—— شنگھائی ۱۴ر جولائی۔ شرق بعید میں مختلف مقامات پر برطانیہ کے خلاف جاپانی اور ان کے زیر اثر لوگ مظاہرے کر رہے ہیں اور انگریزوں کو طرح طرح سے دق کیا جا رہا ہے۔

—— میڈرڈ ۱۴ر جولائی۔ جنرل فرانکو نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ جنگ چھڑنے پر حکومت ہسپانیہ غیر جانبدار رہے گی۔ ہسپانیہ میں نہ جرمن پالیسی کام کرے گی نہ ہی اطالوی پالیسی۔

—— پیرس ۱۳ر جولائی۔ ایک فرانسیسی اخبار کے نامہ نگار مقیم برلن نے اطلاع دی ہے کہ جرمنی اپنا ایک تجارتی وفد روس بھیج رہا ہے۔ توقع ہے کہ یہ وفد دو ہفتے تک ماسکو روانہ ہو جائے گا۔

—— برلن کے تجارتی حلقوں کا بیان ہے کہ حکومت جرمنی روس کو ساڑھے سات کروڑ پونڈ قرضہ دو سال کے لئے دینے پر آمادہ ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ روس اور برطانیہ کے درمیان معاہدہ نہ ہونے پائے۔

—— ٹوکیو۔ آج ٹوکیو میں برطانیہ کے خلاف پھر مخالفانہ مظاہرے کئے گئے۔

—— ماسکو ۱۴ر جولائی۔ مانچوکوا و منگولیا کی سرحد پر جاپانیوں اور روسیوں میں ابھی تک جنگ جاری ہے۔ فریقین ایک دوسرے پر بمباری کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ جاپانی فوجیں روز بروز محاذ جنگ سے پیچھے ہٹ رہی ہیں۔

—— لندن ۱۴ر جولائی۔ برطانیہ کے مشہور کوہ پیما جنرل سی جی بروس کا ۷۳ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

—— میڈرڈ ۱۴ر جولائی۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ جنرل فرانکو ۱۵ر جولائی کو ہسپانوی مراکو کا دورہ کریں گے۔

—— لندن ۱۴ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ یوگوسلاویہ کا شہزادہ اور شہزادی پال آیندہ ہفتہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ سے ملاقات کرنے لندن آ رہے ہیں۔

—— لندن ۱۴ر جولائی۔ آج آدھی رات سے صبح چار بجے تک رائل ایئر فورس مشقی ہوائی پرواز کریں گے انگلستان اور ویلز کے ایک وسیع علاقہ میں جس میں کہ دس شہر آباد ہیں روشنی بالکل گل کر دی جائے گی۔

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

شرح چندہ
سالانہ - ۴ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الٰہی
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس
میں باہتمام شیخ محمد انعام الٰہی
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر
دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۷ — لاہور یوم جمعہ مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۲۹ء — نمبر ۸۳

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حق اور کشش — یہ دو چیزیں ہی انبیاء دنیا میں لیکر آتے ہیں

اب یہ غور کرنا چاہئیے کہ ہمارے نبی کریمؐ کے پاس وہ کیا چیز تھی جس نے ان لوگوں (صحابہ کرامؓ) کو ایسا گرویدہ بنا لیا کہ وہ آپ پر اپنی جانیں دینے کیلئے تیار ہو گئے اور اپنے تمام دنیوی مفاد، منافع اور تمام ملکی اور قومی تعلقات کو قطع کرنے کیلئے آمادہ ہو گئے نہ صرف آمادہ بلکہ انہوں نے قطع تعلق کر کے اور اپنی جانوں کو فدا کر کے دکھا دیا کہ وہ آپ کیساتھ کس خلوص اور ارادت سے ہمراہ ہوئے تھے۔ بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا جو ایک دنیادار انسان کیلئے تحریص اور ترغیب کا موجب ہو سکے۔ خود آپ نے یتیمی میں پرورش پائی تھی۔ وہ اوروں کو کیا دے سکتے تھے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ بلاشک آپ کے پاس کوئی مال و دولت اور دنیوی تحریص و ترغیب کا ذریعہ نہ تھا اور ہرگز نہ تھا لیکن آپ کے پاس وہ زبردست چیزیں جو حقیقی اور اصلی مؤثر اور جاذب ہیں موجود تھیں وہی آپ نے پیش کیں اور انہوں نے ہی ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ چیزیں تھیں حق اور کشش۔ یہ ہر دو چیزیں ہی ہوتی ہیں جن کو انبیاء لیکر دنیا میں آیا کرتے ہیں اور جب تک یہ دونو چیزیں موجود نہ ہوں انسان کسی ایک سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور نہ کسی دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ حق ہو لیکن اس کے ساتھ کشش نہ ہو تو کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو تو اس سے کیا فائدہ۔ بہت سے لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں جو اس دنیا میں موجود ہیں جنکی زبان پر حق ہوتا ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ وہ حق مفید اور مؤثر ثابت نہیں ہوتا کیوں؟ وجہ یہ کہ وہ حق صرف ان کی زبان پر ہے لیکن دل اس سے آشنا نہیں اور وہ کشش جو دل کی قبولیت کے بعد پیدا ہوتی ہے انکے پاس نہیں ہے اس لئے وہ جو کچھ کہتا ہے محض اوپر کے دل سے کہتا ہے جس کا سننے والے پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ (۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں حسب معمول خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب چوہدری محمد سرفراز خانصاحب ... سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا ایک دیوانی مقدمہ ... رہا ہے۔ اب بحث کے لئے ۵ اگست ۱۹۲۹ء تاریخ ... احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ... صاحب موصوف کو کامیابی عطا فرمائے۔

— جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب خلف الرشید ... صاحب مرحوم مغفور وزیرآباد سے لکھتے ہیں کہ ان کی ... محترمہ ایک سال سے بیمار ہیں ... ہر تیسرے مہینے شدید دورہ ہوتا ہے۔ وابستگان سلسلہ ... کی صحتیابی کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

— انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ... احمد الدین صاحب مالک ... میاں پیر محمد احمد الدین ... چہرم لاہور ۱۰ جولائی کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک و دیندار رکن جماعت تھے۔ ... مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر ... فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے خاندان ... جملہ افراد سے دلی ہمدردی ہے۔

— ایک اور افسوسناک خبر یہ ہے کہ جناب خانصاحب ... صاحب اسسٹنٹ گیریزن انجنیر کی نوجوان صاحبزادی ... ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب ... ۸ جولائی کو وفات پا گئیں۔ انا للہ ...

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی جرأت ایمانی پر الہلال کی شہادت

مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں وہ اپنے علم و فضل کے لحاظ سے وحید العصر ہیں۔ اختلاف سلسلہ احمدیہ کے متعلق انہوں نے "الہلال" مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ وہ رائے کتنی دلچسپ اور صداقت کا پہلو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ وہ قارئین کرام خود ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا موصوف رقمطراز ہیں:۔

"جماعت احمدیہ

گذشتہ اشاعت میں ہم مولوی حکیم نورالدین صاحب رئیس جماعت احمدیہ کے انتقال کی خبر درج کر چکے ہیں جو رسالے کے مرتب ہونے کے بعد پہنچی تھی۔ اب جو اخبارات شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت میں مسئلہ خلافت اور تکفیر و عدم تکفیر مسلمین کی بنا پر باہم اختلاف و نزاع پیدا ہو گیا ہے۔

ایک عرصہ سے اس جماعت میں مسئلہ تکفیر کی بنا پر دو جماعتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ ایک گروہ کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر احمدی مسلمان بھی مسلمان ہیں گو وہ مرزا صاحب کے دعوؤں پر ایمان نہ لائے ہوں لیکن دوسرا گروہ صاف صاف کہتا تھا کہ جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیں وہ قطعی کافر ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آخری جماعت کے رئیس صاحبزادہ بشیر الدین محمود ہیں۔ اس گروہ نے انہیں اب خلیفہ قرار دیا ہے۔ مگر پہلا گروہ تسلیم نہیں کرتا۔

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے اس بارے میں جو تحریر شائع کی ہے اور جس عجیب و غریب جرأت اور دلاوری کے ساتھ قادیان میں رہ کر اظہار رائے کیا ہے۔ جیاں . . پہلے گروہ کے رئیس ہیں وہ فی الحقیقت ایک ایسا واقعہ ہے جو ہمیشہ اس سال کا ایک یادگار واقعہ سمجھا جائے گا۔"

اس جماعت کا بیان ہے کہ ان کی تعداد کم از کم تین لاکھ ہے لیکن مسلمانان عالم کی تعداد آج چالیس کروڑ تک اندازہ کی گئی ہے۔ پس اگر غیر احمدیوں کو کافر سمجھ لیا جائے تو اس تمام مردم شماری کی بنا پر چالیس کروڑ میں سے انتالیس کروڑ ستانوے لاکھ کی تعداد نکال دینی پڑے گی۔ وہ دین الہٰی جس کو درخت خدا نے لگایا۔ آج اس کی شاخوں میں صرف تین لاکھ پھل باقی رہ گئے ہیں!"

جماعت لاہور کے قائدین نے یقیناً ان مسائل کے خلاف ایک مستقل اور عظیم الشان جہاد کیا ہے۔ اگر یہ برگزیدہ ہستیاں ان مسموم عقائد کے خلاف سینہ سپر نہ ہوتیں تو آج قادیانی اصحاب غلو میں چار قدم آگے ہوتے۔ معلوم نہیں ان حقائق کے ہوتے ہوئے کیوں جماعت لاہور کی خدمات اسلامی کا اعتراف نہیں کیا جاتا۔ جماعت احمدیہ لاہور نے جہاں یورپ میں تثلیث کے بت کو توڑا۔ اور اس کی جگہ اشاعت اسلام کے علم نصب کئے ہیں۔ اور قرآن مجید کو یورپ کی مختلف زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا ہے اس کے علاوہ پہلو اس نے مشرق میں ایک بہت بڑی اسلامی خدمت سرانجام دی ہے۔ یہ مجاہد جماعت متواتر پچاس سال تک مسئلہ تکفیر اور اجرائے نبوت کے راستہ میں سنگ گراں بنی رہی اور ان کے مسموم زہر کو فرق اسلام میں پھیلنے سے روکا لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے در حقیقت جسے آج سے ایک ربع صدی پیشتر جناب مولانا ابوالکلام آزاد کی عمیق نگاہ نے بھانپ لیا تھا۔ اسے علامہ اقبال اپنی زندگی کے آخری سالوں میں جان بوجھ کر نظر انداز کر گئے اور جماعت لاہور پر ایسا ظلم کیا جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے جماعت لاہور کو اسی طرح مورد الزام گردانا جس طرح وہ جماعت قادیان کو ان کے غلط عقائد کی اشاعت کی وجہ سے تصور کرتے تھے۔ جہاں علامہ مرحوم کی اسلامی خدمات ہمیشہ بدر کامل کی طرح اجاگر رہیں گی وہاں اس بدر کامل سے اس ظلم کی سیاہی بھی ابدالآباد تک ایک بدنما داغ بن کر نمایاں ہوگی علامہ مرحوم یہاں سے بیٹھ کر یورپ میں فلسفہ کے بال کی کھال اتار لیتے تھے لیکن انہیں اتنا نظر نہ آیا کہ جماعت احمدیہ قادیان اور جماعت احمدیہ لاہور میں بہت بڑا اصولی اختلاف ہے اور جماعت لاہور مدت سے ان عقائد فاسدہ کے خلاف جہاد کئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے تحریک احمدیت پر علامہ مرحوم برستہ تھے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ علامہ مرحوم کے انکار میں جذبات کو بہت دخل تھا اور ان کا جماعت لاہور کے متعلق رویہ بھی محض جذباتی اور ذاتی تھا لیکن جو حقیقت ہے۔ وہ مولانا ابوالکلام آزاد کے مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے اور جماعت لاہور یا اس کے امیر کا کارنامہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ہمیشہ تاریخ اسلام میں ایک یادگار واقعہ سمجھا جائے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم مولانا کے اس بیان کی غیر احمدی احباب میں خوب اشاعت کریں تاکہ ان کی آنکھوں سے وہ پردہ ہٹے۔ جو عارضی طور پر پیدا ہو گیا ہے۔

راقم۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے

احباب سلسلہ کی خدمت میں ایک ضروری خط

برادران مکرم و معظم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۳۰ء میں ایک چھوٹی سی تحریک ایک آنہ فنڈ کی شروع کی تھی پیش نظر یہ امر تھا کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس مرد اور عورت اور بچہ بھی اس پر عامل ہو سکے گا اور کسی کیلئے بوجھ نہ ہوگا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دس سال میں ہماری جماعت بغیر کسی ادنےٰ سے ادنےٰ تکلیف کے پچاس ہزار روپیہ کا سرمایہ جمع کر کے اس سے کوئی عظیم الشان مفید کام کر سکے گی۔

جماعت کی قربانیوں کا یوں تو سب کو اعتراف ہے۔ ایک بہت ہی مختصر جماعت نے اس وقت اتنا بڑا بوجھ اٹھایا ہوا ہے کہ شاید اس کی نظیر مشکل ہی مل سکے۔ بالخصوص جوبلی کے موقع پر جماعت نے جو ایثار دکھایا ہے وہ بلاشبہ عدیم النظیر ہے۔ لیکن جو بات امیر قوم نے پیش کی تھی وہ اس قدر معمولی تھی کہ کسی شخص کو کوئی بوجھ محسوس ہوئے بغیر قوم کا اندوختہ بڑھ جاتا وہ صرف ایک آنے کا ایک ماہ میں مطالبہ تھا۔ اس طرح پر کہ جو شخص سو روپے ماہوار سے کم کماتا ہے وہ اپنے معمولی چندہ کے ساتھ ایک آنہ مزید عطا کرے اور جو شخص ایک سو روپے ماہوار یا اس سے زیادہ اور تین سو روپے ماہوار سے کم کماتا ہے وہ دو آنے ماہوار زائد ادا کرے۔ اور جو شخص تین سو روپے ماہوار یا اس سے زیادہ کماتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار اپنے چندے کے ساتھ زائد ادا کرے۔ اسی طرح وہ خواتین جن کے ہاتھوں میں گھروں کے اخراجات ہیں ان کیلئے کونسی مشکل ہے کہ ایک آنہ ایک ماہ میں خدا کی خوشی کے لئے الگ کر دیں اور وہ بچے جن کی تعلیم شاید ہر گھر میں اس زمانے میں سب سے بڑا خرچ ہے۔ ایک آنہ وہ بھی الگ کر دیں اور بچپن ہی سے ان کے دماغوں پر یہ نقش ہو جائے کہ دین کی خدمت بھی کوئی چیز ہے۔ اور جہاں اتنا ہمارے کپڑوں پر، فیسوں پر، کتابوں پر، جیب خرچ پر روپیہ جاتا ہے ایک آنہ خدا کی راہ میں بھی نکل جائے تو اگر ہمارے بزرگ اور ہمارے نوجوان اور ہماری محترم خواتین اور ہمارے عزیز بچے اس چھوٹے سے کام میں سب کے سب لگ جاتے تو یقیناً پچاس ہزار نہیں ایک لاکھ روپیہ دس سال میں جمع ہو جاتا۔ اس میں کسی کو تکلیف بھی نہ تھی بلکہ بغیر کسی تکلیف کے ہر بڑے چھوٹے کے لئے یہ راحت کا سامان تھا کہ ہم نے دینی عمارت کے استحکام میں کچھ حصہ لیا۔ ہم میں کون شخص خرچ کرنے میں اتنا محتاط ہے یا امکانی طور پر ہو سکتا ہے کہ دس پندرہ روپے خرچ کرے تو اس میں سے ایک آنہ ضائع نہ ہو جاتا ہو۔ آسودہ حال لوگ تو اپنے بچوں کی خوشی کیلئے ان کے کھلونوں کیلئے، ان کی مٹھائیوں کیلئے ہی بے شمار روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اگر ادنیٰ توجہ بھی اس طرف کی ہوتی تو یہ دانہ دانہ جمع ہو کر آج دس سال میں پچاس ہزار روپیہ یقیناً ہمارے ہاتھ میں ہوتا مگر افسوس اکثر احباب نے اس طرف توجہ نہیں کی ہے۔ تمام احباب جماعت کو اس کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ یہ کام بہت چھوٹا ہوگا مگر اس کے نتائج بہت بڑے ہیں۔

دوسرا امر جس کی طرف میں اسی خط میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ "بچت فنڈ" ہے جس کی طرف سال ۱۹۳۲ء میں خیر النظر کے موقع پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی تھی۔ اس کا منشا یہ تھا کہ ہم اپنے اموال میں سے کچھ تزکیہ خدا کی راہ میں ضرور دیتے ہیں اور بالآخر اس کا کچھ اثر ہمارے اخراجات پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات بار بار مشاہدہ کے طور پر آئے کہ ہم خدا کے دین کی خاطر کچھ تکلیف برداشت کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور اس کیلئے تجویز یہ کی گئی تھی کہ ہر ایک دوست اپنے گھر میں مہینہ میں تین چار دفعہ یا ہر جمعرات کے دن اپنے کھانے میں کچھ تخفیف کرے اور اگر دو یا زیادہ قسم کا کھانا کھاتا ہے تو صرف ایک قسم کا کھانا کھائے اور اگر ایک قسم کا کھانا کھاتا ہے اور گوشت کھاتا ہے تو گوشت کو چھوڑ کر دال یا سبزی کھائے اور اگر دال یا سبزی کھاتا ہے تو اسے بھی چھوڑ کر خشک روٹی کھا لے۔ اگر خشک روٹی کھاتا ہے تو ان ایام میں معمول سے نصف غذا کھا لے یا بجائے روٹی کے خشک بھنے ہوئے دانوں پر گزارہ کرے۔ بہرحال کسی نہ کسی صورت میں رنگ میں اس کے سامنے اور اس کے بال بچوں اور بیوی کے سامنے یہ بات آ جائے کہ وہ خدا کے دین کی خاطر تقویت پہنچانے کے لئے کچھ تکلیف اٹھا رہے ہیں اور جو رقم اس طرح بچے اسے ساتھ ہی ساتھ ایک صندوقچی میں ڈالتے جائیں جو اس غرض کیلئے انجمن سے مہیا کی گئی تھی اور اگر ممکن ہو تو یہ انتظام کر دیا گیا تھا کہ ایسی صندوقچیاں مقفل ہر ایک گھر میں پہنچا دی جائیں اور ہر مہینے یا ہر دو ماہ بعد رقم نکال کر انجمن کو بھجوا دی جائے۔ اس تصریح کے ساتھ کہ یہ "بچت فنڈ" کی رقم ہے۔ لیکن اس تحریک پر بھی کما حقہ توجہ نہیں دی گئی ——— اس لحاظ سے چھوٹی سی تحریک سے اس قدر عظیم الشان نتائج پیدا ہو سکتے ہیں کہ صرف "بچت فنڈ" کی رقم سے ہی تمام مبلغین پوری توجہ سے اس پر عامل ہوں تو یورپ میں ایک جگہ دو مشن چل سکتے ہیں۔ ابتداء تحریک کے وقت احباب جماعت نے اس طرف توجہ کی تو صرف اسی "بچت فنڈ" کی مدد سے آسٹریا میں ایک مشن کھولا گیا اور اب بھی تمام احباب کما حقہ اگر اس مفید تحریک کی طرف توجہ فرمائیں تو یورپ میں اشاعت اسلام کا کوئی نیا مرکز قائم ہو سکتا ہے۔ تو صرف و ثقہ سعی کی ضرورت ہے۔ امید ہے تمام احباب جماعت ہر دو امور مندرجہ بالا پر خاص توجہ دیکر عنداللہ ماجور ہونگے بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں خاص طور پر التماس ہے کہ وہ اپنی جماعت میں ان تحریکات کو از سر نو پوری توجہ سے رائج کریں۔ والسلام۔ خاکسار

۱ مسعود بیگ۔ اسسٹنٹ سکرٹری تکمیل و تبلیغ

فرزندانِ تثلیث کی تبلیغی مساعی

اور ان کے تلخ نتائج

"مسلم ورلڈ" ایک مسیحی رسالہ جس کا مقصد صید عالم اسلام میں عیسائی مبلغوں کے مشاغل پر ناقدانہ تبصرہ کرنا اور مختلف اسلامی مسائل میں ان کی رہنمائی کرنا ہے۔ اس کے جولائی ۳۹ء کے شمارے میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "مشرقی افریقہ کا تجربہ"۔ فاضل مضمون نگار کا نام پادری اے رولینڈ ہٹ وے ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"مشرقی افریقہ میں گزشتہ بارہ سالہ تبلیغی مساعی پر نظر دوڑاتے ہوئے شہادت دے سکتا ہوں کہ ہماری تبلیغ سے کوئی شخص بھی عیسائی نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان جن سے میرے دوستانہ مراسم ہیں انہوں نے کبھی حضرت مسیح کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی تکلیف گوارہ نہیں کی۔ سو میرے لئے زمانہ ماضی پر نظر ثانی کرنا باعث سکون و اطمینان نہیں۔ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ میں اس مسئلہ پر دوبارہ غور کرونگا اور اسلامی دنیا کے تبلیغی مسئلہ کو سلجھا کر رہوں گا ——— بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ عالم اسلام میں تبلیغ کرنے کے دو طریق ہیں پہلا طریق یہ کہ دوران تبلیغ میں اختلافی مسائل کو نظر انداز کیا جائے۔ ابتداء میں میں اس طریق کا موید تھا۔ لیکن اب نہیں۔ میرا خیال بدل چکا ہے۔ کیونکہ اس طرح تو ہماری طرف کوئی توجہ ہی نہیں دیتا۔ دوسرا طریق جو عدد درجہ کا سریع الاثر ہے وہ یہ ہے کہ ہم نہایت تحدی اور قطعیت کے ساتھ اسلامی دنیا میں اپنے عقائد کو پیش کریں اور ڈنکے کی چوٹ پر کہیں کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور یہ کہ مسئلہ توحید اور مسئلہ تثلیث میں بنیادی اختلاف ہے۔ چنانچہ میں نے تجربہ کے طور پر نہایت تحدی کے ساتھ مسیح کی الوہیت اور تثلیث کو پیش کیا اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر اعتراض بھی کر دیئے۔ جن سے گو عیسائی تو کوئی نہیں ہوا۔ لیکن کم از کم یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمان بھڑک اٹھے اور ہماری طرف متوجہ ہو گئے رسول اسلام سے جو جنگ تھی ہے اس کی نوعیت بالکل روحانی ہے جیسا کہ دانیال نبی کے زمانہ میں ایک ایرانی شہزادہ تھا جو خدا کے ایلچی کو دانیال تک پیغام لے جانے سے روکتا تھا۔ اسی طرح آج بھی ایک عربی شہزادہ ہے (یعنی حضرت پیغمبر عربی صلعم ناقل) جو پیغام اور خدا کے مرسل کو اسلامی دنیا تک پہنچنے نہیں دیتا۔ یہاں صرف گوشت اور خون سے لڑائی نہیں کرنا ہے۔ ہمیں اصولوں سے لڑنا ہے اور عالم اسلام کی تاریکی کے حکمرانوں سے لڑنا ہے۔[1] وغیرہ وغیرہ"

پادری صاحب کے سارے بیان کا بین السطور مطلب یہ ہے کہ ہمیں نہایت زور اور درشتی کے ساتھ اپنے عقائد کو اسلامی ممالک میں پیش کرنا چاہئے اور اس سے زیادہ درشتی کے ساتھ اسلام کو اعتراضات کا ہدف بنانا چاہئے اور نیز یہ کہ ان کے جادۂ تبلیغ میں پیغمبر رسول عربی صلعم کا وجود مبارک سنگ گراں ہے جب تک ان سے براہ راست جنگ نہ کی جائے۔ راستہ صاف نہیں ہو سکتا۔ پادری صاحب کی یہ تجویز کوئی نئی تجویز نہیں اس سے پہلے اسے استعمال کیا جا چکا ہے اور مجدد وقت نے جس سختی سے اس دابۃ الارض کی کمر توڑی تھی امید تو نہ تھی کہ دوبارہ اس میں کوئی حرکت پیدا ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ضربیں جو آج سے نصف صدی قبل عیسائی نظام تبلیغ کے مرکز عصبی پر پڑنا شروع ہوئی تھیں۔ ان کی درد کا احساس اب کم ہونے لگا ہے۔ ورنہ آزمائی ہوئی چیز کو آزمانا دانائی نہیں۔ لیکن وہ دوبارہ اسے آزما کے دیکھ لیں۔ نتیجہ وہی نکلے گا۔ جو پہلے نکلا تھا کیونکہ ابھی عالم اسلام میں بہت سے موسیٰ ہیں جو اس طلسم سامری کو توڑ سکتے ہیں

خون اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری

ہمارے خیال میں پادری صاحب نے اسلامی نفسیات کا تجزیہ کرنے میں غلطی کی ہے۔ مسلمان اعتراضات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ برداشت کر سکتا ہے کہ خواہ مخواہ آنحضرت صلعم (فداہ ابی و امی) کو اعتراضات کا ہدف بنایا جائے اس سے تو سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے اندر نفرت کے جذبات بھڑک اٹھیں۔ جیسا کہ ان کا تجربہ بھی ثابت کرتا ہے اور کوئی مفید نتائج نہیں نکل سکتے۔ کیونکہ مسلمان کا ضمیر آنحضرت کی محبت سے اٹھایا گیا ہے۔ اور اس روحانی وجدان کو کبھی اس کے ضمیر سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ایک اور طریق ہے اور وہ یہ کہ کوئی ایسا طریق استدلال ایجاد کیا جائے۔ جس سے اس روشنی کے زمانہ میں مسیح کی الوہیت ثابت ہو سکے اور دنیا کو یہ مسئلہ سمجھ آ جائے کہ ایک کے تین اور تین کا ایک کیسے بن سکتے ہیں اور علم ریاضی کا کونسا اصول اس کی حمایت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس سوال کے علاوہ ایک تاریخی اعتراض بھی مسئلہ تثلیث پر پڑتا ہے۔ وہ یہ کہ آج یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ تثلیث یونانی ضمیات سے عبارت ہے۔ حضرت پولوس نے یونانی اور رومی قوموں کا نفسیاتی تجزیہ کر کے مسئلہ تثلیث کی تراش سے ان ملحد قوموں کی صنم آشنا آنکھوں میں خیرگی پیدا کی تھی۔ چونکہ ان کی ذہنیت پہلے ہی ایسے نظریوں کو قبول کرنے پر مائل تھی اس لئے رفتہ رفتہ انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل سے بالکل علیحدہ ایک جدید امت پیدا ہوئی جس کا سنگ بنیاد مسیح کی الوہیت تھا۔

لیکن یہ الوہیت بھی بہت سے معقول دلائل کی زد میں ہے جب تک وہ اعتراضات دور نہ ہو جائیں مسلمان اسے قبول نہیں کر سکتا۔ یعنی حضرت مسیح میں وہ خصوصیات موجود نہ تھیں۔ جس سے ان کی الوہیت ثابت ہو سکے۔ مثلاً حضرت مسیح فرماتے ہیں "اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا"

(مرقس ۱۳ باب ۳۲ آیت و متی ۲۴ باب ۳۶ آیت)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح آئندہ کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے اور یہ الوہیت کے منافی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کے متعلق ابن اللہ کا لفظ آیا ہے یہ کتب مقدسہ کی ایک اصطلاح ہے صحف اولیٰ کے محاورہ میں انبیاء وغیرہ کو اکثر ابن اللہ کہا گیا ہے۔ اس محاورہ کے معنی وسیع ہیں ضرور نہیں اس کا اطلاق حقیقی اولاد پر ہو۔ کتب مقدسہ میں بیٹے کا لفظ استعمال کر دینا کوئی غیر معمولی بات نہیں مثلاً:۔

(۱) آدم علیہ السلام خدا کے بیٹے۔ لوقا ۳ باب ۳۸
(۲) سیث علیہ السلام خدا کے بیٹے۔ پیدائش ۶ باب ۲
(۳) اسرائیل علیہ السلام خدا کے بیٹے خروج ۴ باب ۲۲
(۴) افرائیم خدا کا پلوٹھا بیٹا۔ یرمیا ۳۱ باب ۹ و ۲۰
(۵) داؤد علیہ السلام خدا کے بڑے بیٹے زبور ۸۹۔ ۲۶۔ ۲۷

ان کے علاوہ اور متعدد مثالیں بیان کی جا سکتی ہیں کہ ان قدیم صحیفوں میں خدا کے برگزیدوں کو ابن اللہ کہا گیا۔ لیکن باوجود اس کے وہ آج تک انسان ہی خیال کئے جاتے ہیں اور اسی محاورہ میں جو ان دنوں رائج تھا حضرت مسیح نے ابن اللہ کا لفظ اپنے لئے استعمال کیا۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ جو شخص مشہود اور محسوس ہو اسے الوہیت کا پیکر خیال کیا جائے۔ جو شخص کھاتا پیتا ہو سوتا ہو اٹھتا بیٹھتا ہو اسے حقیقی معنوں میں ابن اللہ کہا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید نے کیا خوب فرمایا ہے ما المسیح ابن مریم الا رسول ...... لھم الاٰیات ثم انظر انی یؤفکون سورۃ المائدۃ

ترجمہ:۔ مسیح ابن مریم تو ایک رسول ہی ہے۔ اس سے پہلے بھی رسول ہو گزرے ہیں اور اس کی ماں ایک نیک بخت عورت تھی یہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دیکھو ان لوگوں کے لئے ہم کیونکر سچے نشان کھول کر بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ کہاں بہکے جاتے ہیں۔

اس آیت میں خالق کائنات انسان کو قانون فطرت کی طرف

---

[1] اس سے آگے چونکہ زبان آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخی کی حد تک پہنچی ہوئی ہے اس لئے اس کے ترجمہ کا اقتباس نہیں دیا گیا۔

توجہ دلاتا ہے کہ وہ لوگ جن میں یہ عوارض اور صفات پائے جاتے ہوں۔ وہ کیسے الوہیت کے درجہ کو پہنچ سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ جو ان عوارض سے پاک ہے وہ کیسے انہیں اپنا بیٹا بنا سکتا ہے۔ وہ تو واحد ہے لاشریک ہے اس کا کوئی ساتھی نہیں۔

انی یکون لہ ولد ...... وھو لطیف خبیر

(سورہ انعام) ترجمہ:۔ اس کے کہاں سے بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا تو کوئی ساتھی نہیں۔ اس نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہ کل چیزوں کو جاننے والا ہے۔ یہی تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کل اشیاء کا خالق ہے۔ اس کی عبادت کرو۔ وہ سب کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں پا سکتیں۔ یا آنکھیں نہیں گھیر سکتیں۔ وہ آنکھوں کو پاتا یا انکا احاطہ کرتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے۔

سوبجائے اس کے کہ مسلمان کے مذہب پر اعتراضات کئے جویں آنحضرت کی ذات پاک کو اعتراضات کا ہدف بنایا جائے۔ یا مسیح کی الوہیت کو تحدی اور قطعیت سے پیش کیا جائے۔ نہایت ضروری ہے کہ مسلمان کے سامنے ان براہین و دلائل کو بھی پیش کیا جائے جو مسیح کی الوہیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مسلمان صرف خدا کی الوہیت کا قائل ہے۔ وہ خدا جس کے قوانین ذرات میں پوشیدہ ہو کر سورج کی شعاؤں پر رقص کرتے ہیں۔ ہوا کے غیر مرئی جھونکوں میں چھپے ہوئے ہیں اور دریا و سمندر کی لہروں پر تیر رہے ہیں۔ مسلمان خدا کے علاوہ کسی اور کی الوہیت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جب تک مسئلہ الوہیت کی وضاحت نہیں کی جائے گی مسلمان کے لئے اس عقیدہ میں کوئی جاذبیت نہیں۔

(الیس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے)

مم

اکابر اسی طرح بے تعصبی اور غیر جانبداری سے اسلام کے دیگر احکام و قوانین پر غور کریں تو اُن پر اسی قسم کی اور بہت سی حقیقتیں منکشف ہو سکتی ہیں۔

خانصاحب چوھدری روشن الدین صاحب کو صدمہ

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ ہماری جماعت کے معزز رکن جناب خانصاحب چودھری روشن الدین صاحب اسسٹنٹ گرزن انجینیر کی نوجوان صاحبزادی اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب پراچہ ۷ اور ۸ رجولائی کی درمیانی شب کو وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت شریف۔ دیندار بلند اخلاق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ خاتون تھیں۔ شادی کو تھوڑا عرصہ ہوا تھا۔ ہمیں اس صدمہ میں جناب چودھری صاحب موصوف اور ان کی بیگم صاحبہ محترمہ جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب پراچہ اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔

شذرات

محمودی دعاوی کی حقیقت

محمودی جماعت حضرت مسیح موعودؑ کے اصل مشن یعنی تبلیغ و حفاظت اسلام اور اشاعت قرآن سے بہت دور ہٹ گئی ہے اب اس کے مشاغل کا دائرہ بالعموم پست قسم کی ناکام و مضحکہ خیز سیاسی سرگرمیوں اور اپنے پیر کی اندھی تقلید اور محمودی خلافت کی مدح سرائی تک محدود ہو کر رہ گیا ہے ——— اور محمودی خلافت ماشاءاللہ کچھ ایسے حالات سے دوچار رہتی ہے کہ کوئی دوسرا کام انجام دینا تو ایک طرف رہا۔ وہ جماعت کی تمام طاقت کو صرف کرنے کے باوجود اپنی حفاظت سے بھی عہدہ برا نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ محمودیوں کے اندرونہ عمل میں کوئی ایسا فعل نظر نہیں آتا۔ جو اسلام اور تحریک احمدیت کے لئے مفید ہو ——— ان لوگوں کا مذاق اور ذہنیت بگڑ گئی ہے اور توجہ اصل کام سے ہٹ گئی ہے۔

محمودی اصحاب حضرت مسیح موعودؑ سے محبت و عقیدت کے بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں۔ انہیں اپنی کثرت تعداد پر بھی بہت ناز ہے۔ لیکن جہاں تک عمل کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود کا نام بھی ان کے اندر کسی اچھے کام کے لئے کوئی حرکت پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال ملاحظہ ہو۔ امسال تمام محمودی اخبارات میں سے صرف "الحکم" نے "سیرت مہدی" کے نام سے اپنا "مسیح موعود نمبر" شائع کیا۔ یہ کل ایک ہزار چھپا۔ لیکن مہینوں کے پروپیگنڈا اور چیخ پکار کے باوجود محمودی جماعت یہ قلیل المقدار نمبر بھی نہ خرید سکی اور اسکا کافی حصہ دفتر "الحکم" میں پڑا ہے اور بیچارے ایڈیٹر "الحکم" کے دل میں "رنج و غم کی کسک" اٹھ رہی ہے اور وہ بصد حسرت و یاس فرماتے ہیں کہ:۔

"مگر کسی کو اتنا بھی خیال پیدا نہ ہوا کہ اپنے محبوب (حضرت مسیح موعودؑ) کے ذکر کی ایک ہزار کاپی ہی خرید کر تقسیم کر دیتا۔ یہ تو بڑی بات ہے۔ بلکہ سینکڑوں آدمیوں نے مل کر بھی اس قسم کی خواہش کا اظہار نہ کیا ...... کاش کوئی دردمند اُٹھے اور اس قلیل المقدار تعداد کو مفت تقسیم کرانے کا انتظام کر دے۔"

محمودی جماعت ذرا غور کرے!

محمودی اصحاب جماعت لاہور کو طرح طرح کے طعنے دیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ پیغامیوں نے حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ چھوڑ دیا ہے۔ یہ آپ کا نام تک پیش نہیں کرتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح پوزیشن اور دعاوی کو ہمیشہ پورے زور اور صفائی سے پیش کیا ہے اور الحمد للہ اس نیک کام کیلئے ہماری جماعت میں ولولہ اور قربانی کا جذبہ موجود ہے اور باتوں کو چھوڑیئے۔ "پیغام صلح" کا مسیح موعود نمبر جب کبھی شائع ہوتا ہے معمولی تحریک پر ہزاروں کاپیوں کی فرمائشیں آجاتی ہیں اور بعض اوقات تو دوسرا ایڈیشن شائع کرنا پڑتا ہے اور دوسری طرف محمودی جماعت ہے کہ اپنے ایک سرکردہ اخبار کے مسیح موعود نمبر کی ایک ہزار کاپی بھی خرید کر مفت تقسیم نہیں کر سکتی۔ حالانکہ جہاں تک زبانی دعووں کا تعلق ہے۔ وہ زمین آسمان کے قلابے ملا دینے کی عادی ہے ——— ہمارے محمودی دوستوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ زبانی جمع خرچ اور فضول طعنہ زنی صحیح

اور ٹھوس عمل سے بالکل مختلف چیز ہے اور اس نعمت و سعادت سے وہ محروم ہیں خدا جانے مولوی اللہ دتا عرف ابو العطا جالندھری صاحب (جنکا آجکل سب سے بڑا مشغلہ سبز عمامہ باندھ کر جماعت لاہور کے خلاف غلط بیانیاں کرتے پھرنا ہے) کی نظر سے "الحکم" کی یہ سطور گذری ہیں یا نہیں جن میں اس نے اپنی جماعت کی بے حسی کا ماتم کیا ہوا ہے۔ مگر کیے مہدی کی اس حقیقت بیانی اور ماتم سرائی کے متعلق ان کا ارشاد گرامی اور رائے عالی کیا ہے؟

سودخوری کی لعنت

سودخواری، دنیا کی بہت بڑی لعنتوں میں سے ایک ہے جو انسان کو خون آشام درندہ بنا دیتی ہے۔ اس سے اخلاق حسنہ کی دولت چھین لیتی ہے ——— اس کی بدولت انسان سیم و زر کا ذلیل و حقیر پجاری اور غلام ہو کر رہ جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ سودخواری اور سودی لین دین سے طرح طرح کے اخلاقی مفاسد، معاشرتی مصائب اور اقتصادی حوادث پیدا ہوتے ہیں، سودخواری کی بدولت مالدار و ناتجربہ کار نوجوان عیاشی اور فضول خرچی سیکھتے ہیں اور دنوں میں اپنی جائیدادیں تباہ کر کے روٹی کے ٹکڑے کے محتاج ہو جاتے ہیں فضول خرچ، رواج پرست اور ناعاقبت اندیش خاندان سودی روپیہ لیکر اپنے آپ کو برباد کر لیتے ہیں ——— افرادہی نہیں بلکہ بڑی بڑی سلطنتیں اربوں پونڈ سودی قرضہ لیکر اولاد آدم کے لئے تباہی و بربادی کے سامان مہیا کرتی ہیں اور اپنی رعایا کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو آگ و خون کے کھیل میں ضائع کرتی ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم کی طوالت کا باعث سودی روپیہ ہی تھا۔ اسلام نے نہایت سختی کیساتھ سودی لین دین سے منع فرمایا ہے اور اس کو حرام قرار دیا ہے یورپ اور دوسری غیر مسلم اقوام عرصہ تک اسلام اور مسلمانوں پر اس وجہ سے طعنہ زن رہیں۔ لیکن اب رفتہ رفتہ انہیں بھی احساس ہو رہا ہے "شیر پنجاب" سکھ قوم سب سے ذمہ دار اردو پرچہ ہے وہ اپنی ایک تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ:۔

"ہم اسلام کے اس حکم پر مذاق اڑایا کرتے تھے کہ سود حرام ہے لیکن اب ہم پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہے کہ مسلمانوں کو سودخوری سے بچا کر حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور انہیں خوفناک اخلاقی گراوٹ اور یہودیوں کے سے انجام سے بچا لیا ہے مسلمان اپنے مذہب پر جان قربان کر دیتا ہے مسلمان اپنی قوم کے لئے قربانی کر سکتا ہے اور وہ انفرادی حقوق کو اجتماعی حقوق پر نچھاور کر سکتا ہے۔ مگر زیادہ تر ہندو سکھ سودخوار ان خوبیوں سے معرا ہیں۔ ہمیں گذشتہ چند ماہ میں ساہوکاروں کے کیرکٹر کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے اور ہم ایمانداری کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کالے قوانین اور دوسری سزائیں آدمیوں کی طرف سے نہیں، بلکہ قدرت کی طرف سے ساہوکاروں کو مل رہی ہیں"۔

معزز معاصر "شیر پنجاب" کا یہ اعتراف حقیقت قابل مبارکباد اور لائق قدر ہے۔ ضرورت ہے کہ اس پر تمام ہندو اور سکھ اور اُن سے زیادہ وہ مسلمان جو غیروں کے اعتراضات سے مرعوب ہو کر سود کے جواز کی کوششیں فرمایا کرتے ہیں ٹھنڈے دل سے غور کریں اگر "شیر پنجاب" اور دوسرے ہندو سکھ اخبارات …

چند احکامِ قرآنی

جن پر مسلمانوں کو موجودہ زمانہ میں خاص طور پر عمل کرنیکی ضرورت ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ و عدوکم .... انہ عزیز حکیم

(الانفال ۸ : ۶۳ - ۶۰)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا ہی دین اپنی قوم کو نہیں سکھایا جس کی ضرورت مسجد کے اندر ہے بلکہ حضرت نے اپنی قوم کو اس ضروری دین کا علم بخشا ہے جس کی روشنی میں وہ دنیوی زندگی کے سب کاروبار اور مراحل میں بھی کامیاب ہو سکتی ہے۔

دنیا کے لئے جنگ لازمی چیز ہے

اس دنیا میں سب سے مشکل کام سلطنت کا چلانا ہے۔ سلطنت کیساتھ جنگ لازمی چیز ہے۔ یہ کسی نہ کسی رنگ میں ضرور کرنی پڑتی ہے کبھی کبھی کسی پیغمبر اور مصلح نے کوشش کی کہ اس دنیا سے جنگ کا وجود مٹا دیا جائے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے ـــــ یعنی ان کی کوششوں سے جنگ مٹ نہیں سکی۔ جنگ کبھی حقوق کی تلفی پر ہوتی ہے اور کبھی حقوق کی حفاظت کیلئے۔ اور حفاظت حقوق انسان کی فطرت کے اندر رکھی ہوئی ہے، جو لوگ چاہتے ہیں کہ جنگ کا خاتمہ کیا جائے ان کی نظر دور نہیں جا سکی اور نہ وہ فطرت انسانی کو اچھی طرح سمجھ سکے ہیں۔

حضرت نبی کریمؐ نے اپنی قوم کو حکمرانی و جنگ کے اعلیٰ قوانین سکھلائے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اپنی قوم کو سلطنت کے نہایت اعلیٰ درجہ کے قوانین دیئے ہیں وہاں جنگ کرنے معاہدہ کرنے اور معاہدہ کو فسخ کرنے کے بھی نہایت اعلیٰ اور منصفانہ قوانین سکھلائے اور خود ان پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ جنگ کے اندر بھی انصاف، ایفائے عہد، بلند اخلاقی اور خدا پرستی کی تلقین کرتے ہیں۔ ایسی تعلیم قرآن کریم کے سوا اور کسی الہامی کتاب میں نہیں ملتی۔

یورپ اسلام کے قوانین جنگ کا محتاج ہے

اس بیسویں صدی کو تہذیب کا زمانہ کہا جاتا ہے اور یورپ کو اپنی تہذیب پر ناز بھی ہے۔ لیکن گذشتہ جنگ عظیم نے ثابت کر دیا کہ اسلام کے قوانین جنگ کا یورپ سخت محتاج ہے ـــــ آج ایک قوم دوسری قوم کو کھا جانا چاہتی ہے۔ معاہدوں کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا انصاف کو پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔ آجکل اخبارات میں یورپ کے جو حالات چھپ رہے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہت بڑی ہولناک جنگ ہمارے سامنے ہے۔ اور قطعاً امید نہیں کہ یورپ اس میں بھی کوئی اچھا نمونہ دکھائے۔

حضرت نبی کریمؐ کے صبر و برداشت کا بے نظیر نمونہ

تو ہاں میں ذکر کر رہا تھا کہ دنیا سے جنگ مٹائی نہیں جا سکتی کیونکہ یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ سرورِ کائناتؐ نے دشمنوں کی چیرہ دستیوں اور مصائب کے مقابل پر ایک عرصہ دراز تک صبر کرنے کا نمونہ بھی دکھایا ہے۔ اور اس کے بعد میدان جنگ میں نکلنے کا نمونہ بھی پیش کیا ہے۔ حضورؐ نے مکہ میں ۱۳ سال تک کفار کے مظالم کو نہایت صبر و استقلال کیساتھ برداشت کیا اور کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا ـــــ یہ بھی بہت بڑا مشکل مقام ہے۔ ایک شخص جس کی گھٹی میں شجاعت پڑی ہو اور جس کی رگوں میں شیروں کا خون بہتا ہو اس کے باوجود وہ دشمن کے مقابلہ میں صبر و برداشت سے کام لیتا ہے ـــ یہ بہت مشکل کام ہے اور اس کے اندر ہماری اپنی قوم کے لئے بھی نمونہ ہے اور دوسروں کے لئے بھی نمونہ ہے۔ اپنی قوم کے لئے اس لئے کہ ... بہت سے آدمی معمولی معمولی مصائب میں ڈگمگا جاتے ہیں۔ اُن کے ایمان کمزور ہو جاتے ہیں اور وہ خدا سے شکوہ شکایت کرنے لگ جاتے ہیں تمام احسانات الٰہی کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ خوب یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مصائب کبھی کسی انسان پر نہیں آئیں۔ جنہیں حضورؐ نے لاجواب صبر کا نمونہ دکھایا۔

سرورِ کائنات صلعم کی لاجواب شجاعت

مکہ میں آپنے جس برداشت اور صبر کا ثبوت دیا اور مدینہ میں جو شجاعت آپنے دکھلائی وہ دونوں لاجواب ہیں ـــــ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود بے نظیر شجاعت دکھائی بلکہ ساری قوم کے اندر یہ ولولہ پیدا کر دیا کہ خدا تعالیٰ کے رستہ میں جان دینا یعنی شہید ہونا نہایت بلند مقام ہے۔ مشرق و مغرب میں ایک ایک مسلمان شہادت کا عاشق ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ کیا وہ قوم مر سکتی ہے جس کے ایک ایک فرد کے دل میں جام شہادت نوش کرنے کا ولولہ موجود ہو؟

حضور صلعم نے اپنے سپاہیوں کو با اخلاق و باخدا بنا دیا

علاوہ بریں حضورؐ نے ان مشکلات میں قوم کو تلقین فرمائی کہ کسی سے خواہ مسلمان ہو خواہ دشمن دھوکہ نہیں کرنا۔ کسی کا مال نہیں کھانا۔ اگر دشمن خیانت اور بد عہدی بھی کریں تب بھی اُن سے خیانت اور بدعہدی نہیں کرنا۔ واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علٰی سواء ان اللہ لا یحب الخائنین (اور اگر تجھے کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) عدل و انصاف کے ساتھ ان کی طرف پھینک دے کیونکہ اللہ دغابازوں سے محبت نہیں کرتا) ـــــ میدان جنگ کیا تھا ایک کالج تھا۔ دوسری قومیں اپنے تلنگوں کو وحشی جانور اور اول درجے کا بد اخلاق بنا دیتی ہیں ـــــ آج اس بیسویں صدی میں "مہذب" یورپ کا سپاہی بھی اول درجے کا وحشی اور بد اخلاق ہے۔ وہ شراب پیتا ہے، بدکاری کرتا ہے، جب کسی شہر کو فتح کرتا ہے تو لوٹ مار مچاتا ہے۔ عورتوں کی عصمت دری اور بے حرمتی کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کو اخلاق سکھلانے کا کالج بنا رکھا تھا۔ حضورؐ نے اپنے سپاہیوں کو اوّل درجہ کا با اخلاق بنایا۔ وہ دوسرے کا مال نہیں کھاتے تھے، وہ شراب اور لوٹ مار کے نزدیک نہ جاتے تھے۔ وہ پرائی عورت کو آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔

ترک سپاہیوں کے متعلق انگریزی اخبارات کا اعتراف

آج چودہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی مسلمان سپاہی کے اندر یہ اثرات موجود ہیں۔ جنگ عظیم کے دوران میں انگریزی اخباروں نے بارہا لکھا اور اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ شراب پی کر جنگ کرنا [illegible] نہیں ہے۔ اس جنگ میں ترک سپاہی شراب سے کامل اجتناب کر کے اور روزہ رکھ کر یورپ کے شامیوں سے بہت زیادہ [illegible] اور استقلال سے لڑے۔

دیانت کا بلند اسلامی معیار

پھر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر دیانت [illegible] دیا اور دیانت کا اتنا بلند معیار قائم کیا جو فی الحقیقت بے نظیر [illegible] فرمایا کہ ہم کسی کو کارندہ یا عامل (من استعملناہ [illegible] مخیطا فما فوقھا فھو غلول) مقرر کرتے ہیں۔ اور [illegible] سوئی سے حقیر چیز چھپا لے تو وہ بد دیانت ہے پھر یہ صرف [illegible] ہی نہیں تھی بلکہ دیانت کے اس بلند معیار پر عمل کر کے بھی [illegible] سن رکھو کوئی قوم دیانتدار کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی جب [illegible] کہ وہ عملاً اپنے آپ کو دیانت دار ثابت نہ کر دے۔

ایک سبق آموز تاریخی واقعہ

سیرت کی کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک [illegible] سعد بن وقاصؓ کا بھائی جنگ میں دشمن کے ہاتھوں شہید ہو [illegible] کو اس کا بڑا رنج ہوا اور انہوں نے اپنے بھائی کے انتقام میں [illegible] بن عاصی کو قتل کر کے اس کی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی اور [illegible] ہوئے اور خوشی کے نعرے لگاتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے [illegible] بن عاصی کو قتل کر کے اس کی تلوار چھین لی ہے۔ اور اس [illegible] میرا سینہ ٹھنڈا کیا ہے۔ آپ یہ تلوار مجھے دیدیں کہ یہ میری تسکین کا [illegible] ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار دینے سے انکار کر دیا اور حکم دیا کہ اس کو مال غنیمت کے ڈھیر میں پھینک [illegible] اور فرمایا یہ تلوار نہ میری ہے اور نہ تمہاری۔

اصول کی پابندی

ذرا غور کیجئے کہ آج اس بیسویں صدی میں یورپ کی [illegible] سپاہیوں کو خوب لوٹ مار کی اجازت دے دیتی ہیں۔ لیکن [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ہرگز روا نہیں رکھتے [illegible] ایک ایک سپاہی کو اس بات کا یقین تھا کہ ہم اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ دین اور قوم کے لئے لڑتے ہیں ـــــ آنحضرت [illegible] پادشاہ وقت اور خدا کا محبوب ہو کر اپنے ایک جانباز سپاہی کو اس کے بھائی کے قاتل کی تلوار دینے سے انکار کر دیا حالانکہ [illegible] معمولی بات تھی لیکن اصول و دیانت کے خلاف تھی۔

اخلاق نبویؐ کی ایک اور شان

اور سعد حسب الحکم تلوار مال غنیمت میں پھینک کر [illegible] لیکن وہ کہتے ہیں کہ خدا ہی جانتا ہے کہ اس وقت میرے دل کی [illegible] ہوئی اور بھائی کی موت کا صدمہ اور اپنی طاقت سے حاصل کی [illegible] کا چھن جانا ـــــ تھوڑی دیر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سعدؓ کے پاس وہ تلوار لے کر خود گئے اور فرمایا کہ [illegible] مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار دیدیا۔ (یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول) ہے اس لئے میں یہ تلوار [illegible] دیتا ہوں۔ یہاں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کس قدر بلند نظر آتی ہے۔ جیسے کہ رہا ہیں لیکن بغیر حکم خداوندی [illegible] استعمال نہیں کرتے [illegible] تعلیم نہیں دیتے کرتی [illegible] اور پادشاہ وقت ہو کر ... اپنے ایک جانباز [illegible] ہیں ـــــ آج بڑا آدمی [illegible] بار طلب نہ کرے اسے چین نہیں آتا۔

حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر بلند انسان [illegible]

پیدا کئے۔ ایک واقعہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی بیوی نے عراق کے گورنر کی بیوی کو تحفہ میں عطر بھیجا۔ گورنر کی بیوی نے عطر کی شیشیوں کو خالی کر کے ان میں جواہرات بھر کر حضرت عمرؓ کی بیوی کو واپس بھیج دیں۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے جواہرات سے بھری ہوئی یہ شیشیاں اپنی بیوی سے چھین لیں۔ وہ کہنے لگیں۔ تم کیونکر چھین سکتے ہو۔ یہ ہدیہ ہیں جو میرے تحفہ کے جواب میں آئی ہیں۔ اس سے آپ کو کیا واسطہ! حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں یہ تمہارا مال نہیں۔ نہیں یہ اس لئے تحفہ آیا ہے کہ تم خلیفہ کی بیوی ہو۔ لہذا یہ جواہرات بیت المال میں جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خود آنحضرتؐ نے بھی ایسا ہی کیا۔

ایک عامل کا واقعہ

ایک عامل کا ذکر ہے کہ باہر سے کچھ مال جمع کر کے لائے اور حضرتؐ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ یہ تو زکوٰۃ وغیرہ کا مال ہے اور یہ چیزیں مجھے ہدیہ میں ملی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم ماں کے گھر بیٹھے ہوتے اور تمہیں یہ چیزیں بھیجتا تب یہ ہدیہ ہوتیں۔

اسلام عہد شکن دشمن کے ساتھ بھی خیانت کی اجازت نہیں دیتا

اپنی قوم کو حضورؐ نے دیانت کا یہ سبق دیا اور دوسری قوم کے مقابلے پر حضورؐ نے کیا سبق دیا؟ مدینہ کے یہودیوں اور بعض دوسرے قبائل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تھا لیکن بعد میں انہوں نے معاہدہ شکنی کی۔ اور مسلمانوں کی مخالفت اور ان کو نقصان پہنچانے کے لئے اندر ہی اندر تیاری کرتے رہے۔ ایسی صورت میں بھی یہ حکم دیا واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علیٰ سواءٍ ان اللہ لا یحب الخائنین۔ اللہ کو یہ بھی پسند نہیں کہ مسلمان عہد شکن دشمن کے ساتھ بھی خیانت کریں۔ بلکہ حکم ہے کہ جب دشمن کی طرف سے کوئی خلاف معاہدہ حرکت ہو تو اس وقت عدل و انصاف کے ساتھ معاہدہ فسخ کر دو۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ چالاکی کی جائے کہ اندر ہی اندر تیاری کرتے رہو اور جب موقع ملے تو دشمن کو نیست و نابود کر دیں ——— نہیں اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ بہت قسم کی مکاریاں اور چالاکیاں ہیں جن کو دنیا کی دوسری قومیں استحسان کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ لیکن صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا خدا ہی ان بے ایمانیوں کو برا سمجھتا ہے اور اس سے روکتا ہے۔ پھر فرمایا۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم۔ یعنی اس کے بعد بھی دشمن اگر صلح کی طرف جھکیں تو بھی ان کی طرف جھک جا۔

طاقت کے سامان جمع کرنے کا حکم

صلح کرنے کا حکم ذیل کے حکم کے بعد ہے۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم وآخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم (اور جو کچھ طاقت کے سامان فراہم کرنے اور گھوڑوں کے سرحدوں پر باندھ رکھنے سے تم سے ہو سکے ان کے لئے تیار رکھو۔ تم اس کے ساتھ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوفزدہ رکھو گے اور ان کے سوائے اوروں کو (بھی) ان کو تم نہیں جانتے۔ اللہ ان کو جانتا ہے) یعنی طاقت کے جو سامان تم سے ممکن ہیں ان کو جمع کر لو۔ اور باوجود طاقت کے بڑھ جانے کے اگر دشمن صلح کا پیغام بھیجے تو صلح کر لو اپنی طاقت کا استعمال نہ کرو۔ دشمنوں کے ساتھ اگر وہ چاہیں تو صلح کرو۔ رباط الخیل کے معنی مفسرین نے مختلف کئے ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے قوت کی تخصیص نہیں کی۔ ہر طرح کا سامان فراہم کرنے کی تلقین کی ہے۔ اس کے معنی طاقت کے تمام سامان ہیں۔ جو مختلف زمانوں میں مختلف ہوں گے۔ حکم ہے کہ ان سارے سامانوں کو حتی الامکان جمع کرو۔ تاکہ تم خدا اور اپنے دشمنوں کو مرعوب رکھ سکو۔

قرآن کریم کا ایک اعجاز

اور اس کے ساتھ ہی فرمایا وآخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم (ان کے سوائے اوروں کو بھی۔ ان کو تم جانتے نہیں۔ اللہ ان کو جانتا ہے) یہ بھی قرآن کریم کا اعجاز ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے ہر زمانہ میں نئے نئے دشمن پیدا ہوتے رہیں گے۔ طاقت کے سامانوں کو فراہم کرنے کے حکم کے بعد فرمایا کہ وما تنفقوا من شیءٍ فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون (اور جو کوئی چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تم کو پوری واپس دی جائے گی اور تمہاری حق تلفی نہ ہوگی) اللہ کے راستہ میں جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اس کا بڑھ چڑھ کر اجر ملتا ہے۔

اسلام اسباب پرستی اور ترک اسباب دونوں کو رد کرتا ہے

اس وقت یورپ کا مطلع صاف نہیں ہے جنگ کے آثار صاف نظر آتے ہیں مسلمانوں پر بھی بلا آنے والی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمان ان احکام الٰہی پر پوری طرح غور کریں۔ خوب یاد رکھئے کہ اسلام اسباب پرستی کا بھی دشمن ہے اور ترک اسباب کی بھی تلقین نہیں کرتا۔ وہ اسباب کا مہیا کرنا اور توکل علی اللہ کا سبق دیتا ہے۔ مسلمان کا کام ہے کہ اسباب کو جمع کرنے اور طاقت کو بڑھانے کی ممکن کوشش کرے اور خدا پر بھروسہ رکھے۔ اور جب اسباب موجود نہوں تب مایوس بھی نہ ہو۔ اسباب کے فقدان پر مایوس ہونا یہ بھی مسلمان کی شان نہیں۔

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے پادریوں کی کوشش

اس زمانہ میں آپ کو معلوم ہے کہ جہاں مسلمانوں کو کمزور کرنے کی تکالیف مغرب کو لگ رہی ہے وہاں ان کے دین اور ایمان کو چھیننے کے لئے بھی سخت جدوجہد کر رہے ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے پادری کروڑوں پونڈ سالانہ اس لئے پانی کی طرح بہا رہے ہیں تاکہ تمہاری روحوں پر پنجہ ماریں۔ تمہارے جسموں کو تو انہوں نے پہلے ہی محکوم بنا رکھا ہے۔ اب روح پر پنجہ مارنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ عیسائیوں کے مشن ورمشن اس ملک میں اور دوسرے ملکوں میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے کھلے ہوئے ہیں۔

مجدد وقت کی طرف سے حکم قرآنی کی تعمیل

لیکن مسلمان غفلت کی نیند سوئے پڑے ہیں۔ اس زمانہ کے امام نے اس طرف توجہ کی تو مسلمان ان کے دست و بازو بننے کی بجائے ان کے دشمن بن گئے۔ اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس حکم قرآنی کی تعمیل کی اور کفر کے مقابلے پر طاقت اور اسباب جمع کئے۔

یورپ میں اسلامی طاقت کے دو زبردست نشان

انگلستان میں ووکنگ مشن اور جرمنی میں برلن مشن اس وقت کے دو زبردست نشان ہیں۔ پادری جو یورپ سے چل کر یہاں مسلمانوں کا ایمان چھیننے آتے ہیں۔ یہ مشن گویا ان کے گھروں پر چڑھائی کی ہے اس طرح ان کے مرکزوں میں اسلام کا جھنڈا اگا ہوا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں آپ کے ان مشنوں کا بڑا رعب ہے۔ پادریوں نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ ان کی وجہ سے ان کے دانت ٹوٹ گئے ہیں۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے اس کام میں بھی امام وقت کا ساتھ نہ دیا۔ یورپ میں یہ دونوں مشن اسلام کے دو زبردست قلعے ہیں۔

امام وقت کے دو شاگردوں کی عظیم الشان قلمی خدمات

پھر اس امام وقت کے دو شاگردوں نے قلمی رنگ میں بھی زبردست طاقت جمع کی۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی کتابوں کے متعلق دوست، دشمن سب کو اعتراف ہے کہ یہ اسلام کی تائید مدافعت اور اس کی اشاعت کا زبردست ذریعہ ہیں۔

اسلام طاقت جمع کرنے کا حکم کس غرض سے دیتا ہے؟

اسلام طاقت پیدا کرنے اور سامان جمع کرنے کی تلقین کمزور پر تسلط حاصل کرنے کی غرض سے نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں آزادی اور صلح و آشتی قائم کر دی جائے۔ کمزوروں اور غریبوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے کوئی زبردست طاقت کسی زیردست پر ظلم نہ کر سکے۔ اس کا مال نہ چھین سکے۔ کمزور کی طرف سے صلح کا پیغام ظالم ہمیشہ ٹھکرا دیا کرتے ہیں۔ اس زمانہ ہی میں دیکھ لیجئے حبشہ اور البانیہ کے پیغامات صلح کس بیدردی اور تکبر کے ساتھ ٹھکرائے گئے۔ صلیب کی پرستش کرنے والی قوموں نے غریب اقوام کے ساتھ کس طرح بھیڑیوں کا سا بلکہ اس سے بھی بدتر سلوک کیا۔

اخوت اسلامی

اسباب جمع کرنے اور دشمن کے ساتھ صلح کرنے اور اللہ پر توکل کرنے کی تلقین کے بعد فرمایا۔ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین۔ والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم۔ وہی ہے جس نے اپنی نصرت کے ساتھ اور مومنوں کے ساتھ تجھے قوت دی اور یہ دلوں میں الفت پیدا کرنے سے تھا اگر تو جو کچھ زمین میں ہے۔ سب کا سب خرچ کر دیتا تو ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتا۔ لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت ڈال دی۔ بے شک وہ غالب حکمت والا ہے) عرب کے لوگ بالکل درندہ صفت تھے۔ کسی نے کسی کے ہاں بچہ مارا تو اس پر جنگ ہے۔ کسی کے کھیت میں کسی کی اونٹنی چلی گئی تو اس پر جنگ ہے۔ کسی کی کتیا ماری گئی تو اس پر جنگ ہے۔ اسلام نے ایسے درندوں میں بے نظیر اخوت پیدا کر دی۔ انہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ یہ چیز اور کسی ذریعہ سے بالکل ناممکن تھی۔ اسلام نے اخوت پر بڑا زور دیا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں نے، اخوت کے سبق کو بالکل بھلا دیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔

خلاصہ کلام

غرضیکہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر مسلمانوں کو آجکل خاص طور پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ ان آیات میں مسلمانوں کو حکم ہے:۔

(۱) طاقت کے ساز و سامان جمع کرنے کی کوشش کرو اور اس کے ساتھ ہی اللہ پر توکل کرو۔

(۲) طاقت کے حصول کیلئے انفاق فی سبیل اللہ ضروری ہے۔

(۳) آپس میں اخوت قائم کرو کیونکہ اس میں طاقت و عزت کا راز مضمر ہے۔

(۴) دشمن کے ساتھ اس کی بدعہدی کے باوجود انصاف کا سلوک کرو۔

(۵) میدان جنگ میں اللہ کا ذکر کیا کرو۔ ان لوگوں کی طرح نہیں لڑنا جو شہرت حاصل کرنے اور اکڑ فوں دکھلانے کے لئے لڑتے ہیں۔ جنگ سے بھی مسلمانوں کا مقصد خدا کی رضا جوئی، حق کی حمایت ہونا چاہئے اور جنگ میں مسلمانوں کو نہایت بلند اخلاق کا ثبوت دینا چاہئے۔

فیصلہ کی اشاعت کس وقت قابل مواخذہ ہے

عدالت عالیہ پنجاب کا ایک تازہ فیصلہ

چند دن ہوئے عدالت عالیہ پنجاب کے فل بنچ نے اتحاد پریس بل روڈ لاہور کے ایک استغاثہ کے متعلق فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ کسی فیصلہ کی اشاعت میں اس کے بعض حصوں کو جلی حروف میں طبع کرنا جس سے منافرت پیدا ہو قابل مواخذہ ہے۔

تھوڑا عرصہ ہوا اتحاد پریس بل روڈ لاہور سے حکومت پنجاب نے ایک پمفلٹ طبع کرنے کی بنا پر مبلغ ایک ہزار روپیہ کی ضمانت مانگی تھی۔ ضمانت کی طلبی کی وجہ یہ قرار دی گئی تھی کہ پمفلٹ مذکور میں جو عدالت عالیہ پنجاب کا فیصلہ شائع کیا گیا ہے۔ اس سے ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقوں کے درمیان منافرت پھیلنے کا احتمال ہے۔

پمفلٹ کی تفصیل یوں ہے۔ کچھ عرصہ ہوا جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی ضمانت لی گئی تھی اور ان کی اپیل نظر ثانی دوبارہ ضمانت مسٹر جسٹس سکیمپ نے رد کر دی تھی۔ ضمانت طلبی کی وجوہات یہ تھیں کہ اپیل کنندہ جو جماعت احمدیہ قادیان کے ایک رکن ہیں انہوں نے جناب خلیفہ صاحب قادیان کو مورد الزام گردانتے ہوئے کہا تھا کہ ان پر بعض ایسے اخلاقی معائب ہیں جن کی وجہ سے وہ اس قابل نہیں کہ انہیں جماعت احمدیہ قادیان کا لیڈر تسلیم کیا جا سکے۔ اسی کارروائی کے دوران میں انہوں نے بحیثیت اپیل کنندہ کے ایک تحریری بیان بھی ساتھ ہی منسلک کیا تھا۔ جو قانونی لحاظ سے جناب خلیفہ صاحب کے حق میں مزیل حیثیت عرفی کا مصداق تھا۔ چنانچہ یہ بیان بھی اس فیصلہ کے ساتھ شامل کیا گیا۔ جو مسٹر جسٹس سکیمپ نے سنایا تھا۔ جب فیصلہ سنایا جا چکا تو عدالت عالیہ کے اس فیصلہ کی ایک نقل کا اردو ترجمہ بصورت اشتہار شائع ہوا۔ اور اس ترجمہ میں جو سلسلہ طور پر ہائیکورٹ کے اس مذکورہ بالا فیصلہ کا ترجمہ ہے اس کے تین حصے جلی حروف میں طبع کئے گئے اور باقی فیصلہ کو خفی حروف میں ہی رہنے دیا گیا۔

پہلا حصہ تو اپیل کنندہ کے تحریری بیان کا ہی تھا اور دوسرا حصہ جناب خلیفہ صاحب کے اس اشتعال انگیز اظہار بیان سے متعلق تھا۔ جو انہوں نے برسر منبر الزام دہندوں کے متعلق اختیار کیا۔ اور جسے فاضل جج نے اپنی تمثیل نظر سے جانچتے ہوئے اپنے فیصلہ میں درج کیا تھا اور تیسرے حصہ کا تعلق الزام دہندوں کے جواب سے تھا۔

پمفلٹ اتحاد پریس بل روڈ میں طبع ہوا لیکن گورنمنٹ پنجاب نے اس پمفلٹ کو ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقوں کے درمیان منافرت پھیلانے پر محمول کرتے ہوئے ضبط کر لیا۔ کیونکہ قانون مطبوعات (ہنگامی اختیارات مختصرہ) کی دفعہ ۴ فقرہ (ح) کی رو سے وہ قابل مواخذہ خیال کیا گیا اور اس بنا پر پریس مذکور کے مالک سے مبلغ ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی۔ حکومت کے اس حکم کے خلاف اتحاد پریس نے عدالت عالیہ میں استغاثہ دائر کر دیا۔

اس کے مشیر قانونی نے بحث کرتے ہوئے کہا کہ عدالت عالیہ کے کسی فیصلہ کی اشاعت اگر وہ حرف بحرف طبع کیا گیا ہو تو قابل مواخذہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ان سب کے لئے جو اس سے علاقہ رکھتے ہیں۔ دلچسپی اور فائدہ کی چیز ہے اور اس لحاظ سے عدالت عالیہ کے فیصلہ کو زیادہ اشاعت پذیر ہونا چاہئے ـــــ اس نے مزید استدلال کیا کہ اگر یوں ہو تو خلاف قانون ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو پھر عدالت عالیہ کے ہر فیصلہ کا اخبارات یا کسی قانونی صحیفہ میں شائع ہونا بھی قابل مواخذہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

بنچ نے مشیر قانونی سے اتفاق کیا اور کہا کہ یہاں تک تو یہ مسئلہ صحیح ہے لیکن اس مقدمہ کی نوعیت مختلف ہے۔ کیونکہ اس پمفلٹ کے قارئین کی توجہ خاص طور پر ان عبارتوں کی طرف مبذول کرائی گئی ہے جو خلیفہ قادیان کی عزت اور ان کی حیثیت عرفی کے تحت آتی ہیں اور یہاں ظاہری طور پر بدی اسے دق کرتا ہے کیونکہ اس پر پمفلٹ مذکور کے جلی لفظوں سے کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس لئے یہ واضح امر ہے کہ فیصلہ اپنی حقیقی صورت میں طبع نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مقصد تو یہ تھا کہ پبلک پڑھے اسے صرف ان حصص کو جو جلی ہیں اور انہیں دیکھنے میں مبالغہ ہو۔ اس لئے ہمارا خیال ہے کہ فیصلہ کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر مقدمہ میں صرف اسی نقطہ پر ہوتا تو ہمارا اسی قسم کا خیال یوں ہوتا کہ کسی فیصلہ کے بعض حصوں کو جلی حروف میں طبع کر کے شائع کرنا جس سے نفرت پیدا ہوتی ہو قابل مواخذہ ہے۔

مشیر قانونی نے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ یہ مقدمہ قانون مطبوعات کی دفعہ ۴ فقرہ ا (ح) کی زد میں نہیں آتا جب ایک فرقہ کے مختلف ارکان ایک دوسرے سے جھگڑیں یا توہین آمیز الزامات لگائیں تو اس لحاظ سے وہ ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقوں کے درمیان منافرت پھیلانے کے مرتکب نہیں ہوتے۔

فاضل ججوں نے تسلیم کیا کہ یہ دفعہ صرف ان معاملات کے لئے مخصوص ہے۔ جہاں دو معین جماعتوں کے درمیان منافرت کے جذبات برانگیختہ کئے جائیں۔ نہ کہ جب ایک ہی جماعت کے دو طبقوں میں ایسی صورت حالات پیدا ہو جائیں۔ فاضل ججوں نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ یہ بہت قوی دلیل ہے۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ قانون مطبوعات کی دفعہ ۴ فقرہ ا (ح) یہاں وارد نہیں ہوتی مقدمہ کی اس حالت پر پہنچ کر حکومت کے فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے دلائل پیش کرتے ہوئے پمفلٹ کی عبارت کو پریس ایکٹ کی ۔ ۔ ۔ ایک دوسری دفعہ ۴ فقرہ ا (د) کے ماتحت لانے کی کوشش کی اور کہا کہ گو مواخذہ پریس ایکٹ کی دفعہ ۴ فقرہ ا (ح) کے ماتحت کیا گیا ہے۔ لیکن . . . .

اول الذکر دفعہ کے ماتحت اب بھی گورنمنٹ کے حکم کو بحال کیا جا سکتا ـــــ اصل میں دفعہ ۴ فقرہ ا (د) کا تعلق ان امور کے ساتھ ہے جن سے ملک معظم حکومت جو برطانوی ہندوستان میں قانون سے قائم ہے یا کوئی جماعت اور طبقہ جو ملک معظم کی رعایا ہے میں منافرت پھیلتی ہو۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اس دفعہ سے استدلال کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسری جماعتیں اس مضمون کے پڑھنے پر جماعت احمدیہ کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گی کیونکہ ان کے نزدیک وہ جماعت جو ایسے لیڈر کی رہنمائی میں ہو جس پر جماعت کا ایک حصہ یوں الزام لگاتا ہے۔ قابل نفرین ہے۔

ایڈووکیٹ جنرل کی اس دلیل کے متعلق کہ پمفلٹ مذکورہ پر فقرہ ا (ح) کی بجائے فقرہ ا (د) چسپاں ہوتا ہے۔ فاضل ججوں نے لکھا۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل کی اس پوزیشن کا قبول کیا جانا یہ معنی رکھتا ہے کہ جب کبھی ملک معظم کی رعایا کے کسی ایک فرقہ کے ارکان کے درمیان کوئی داخلی جھگڑا رونما ہوا تو ہر وہ شخص جو حریف گروہ پر سخت لہجہ میں نکتہ چینی کریگا۔ اس دفعہ کی گرفت میں لایا جا سکیگا۔ ہمارے خیال میں دفعہ مذکور کی طاقت گیرائی کی توضیح مجلس وضع قوانین کے منشا سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ اگر یہ توضیح قبول کر لی جائے تو مطبوعات کی مطابع کی آزادی یکسر ختم ہو جائیگی ان حالات میں ہماری رائے یہ ہے کہ اس معاملہ پر ایکٹ کی دفعہ ۴ فقرہ ا (د) کا اطلاق نہیں ہوتا۔

ان مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر ہم خیال کرتے ہیں کہ درخواست منظور کی جانی چاہئے اور گورنمنٹ کا حکم جو زیر بحث پمفلٹ کی ضبطی اور اتحاد پریس کی ضمانت کے بارہ میں دیا گیا منسوخ عدالت کے منسوخ ہونا چاہئے۔

(بقیہ صفحہ ۸)

شائع کیا گیا ہے کہ اقامت خانوں کے عبادت خانے کے کمروں میں صرف معمولی طور پر عبادت کرنے کی اجازت ہے اور ایسا کام نہ ہو سکے گا جس میں کسی دوسرے مذہب والوں کے احساسات کا لحاظ نہ رکھا جائے۔ چونکہ بندے ماترم کی گیت وہی ہے جو فرقہ وارانہ کشاکشی کا سبب ہندوستان میں بن چکی ہے اس میں اس قسم کے گیتوں کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو طلبا رجامعہ کے اعلام کی پرواہ نہ کر کے ضبط کو توڑنے کے مرتکب ہوئے ہوں۔ ان کے اظہار ندامت کرنے پر لے لئے جانے کی کوشش اور ان کے ساتھ فراخدلانہ حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ہندو مسلم اتحاد کا جلسہ

قصبہ جن گڑھ تعلقہ گلبرگہ شریف کے ہندو مسلمانوں نے اپنے قدیم روابط اور اتحاد کو مزید مستحکم کرنے کے لئے ایک بڑا جلسہ کیا جس میں حکومت آصفی کے ساتھ وفاداری اور جاں نثاری کا اعلان کیا۔ اور باغی افراد اور انجمنوں کے خاتمہ کی استدعا سرکار سے کی گئی نیز حکومت بلا لحاظ مذہب و ملت رواداری، فیاضی اور غربا نوازی کا اعتراف کیا گیا۔

مسلم اقتدار کے لئے یوم دعا

علمائے ملت نے یہ بیان شائع کرایا ہے کہ مسلمانان حیدرآباد جس نازک دور سے گزر رہے ہیں وہ سب پر ظاہر ہے ایسے زمانہ میں مسلمان اپنے حصول کامرانی کے لئے امان رحمت الٰہی کا سہارا تلاش کرتا ہے۔ جو اس کا معین ایمان ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس وقت تمام مسلمانان دکن ایک جگہ جمع ہو کر بارگاہ ایزدی میں رجوع ہوں اور صمیم قلب سے دعا کریں۔ خدائے تعالیٰ اس دور ابتلا فتن سے نجات عطا فرمائے اور سلطنت اسلامیہ آصفیہ کے اقتدار اور مسلم وقار کو قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

ایک افسوسناک حادثہ

۲۷ رجون کی شب میں ایک افسوسناک حادثہ ہوا جس کی وجہ سے حیدرآباد کے امن میں دوبارہ نقص واقع ہوا ایک سکھ جماعت اور چند راہگیروں میں بمقام افضل گنج تکرار ہو گئی۔

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر کے دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۷ — لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۳۹ء — نمبر ۷۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے مواخذہ کا طریق مخفی کیوں رکھا؟

مُردے دنیا میں دوبارہ اپنے حالات سُنا سکتے تو دُنیا کے سارے لوگ فرشتوں کی سی زندگی بسر کرنیوالے ہوتے اور دُنیا میں گُناہ پر ایک موت طاری ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا اور پردہ اخفا میں ہی رکھا تاکہ نیک اعمال کرنے والوں کی نیکی کا اجر اور ثواب ضائع نہ ہو جائے دیکھو! اگر امتحان شروع ہونے سے پہلے ہی سوالات کو شائع کر دیا جائے تو اُن کے جوابات دینے میں کسی شخص کی لیاقت اور قابلیت کیا معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے مواخذہ کا طریق افراط تفریط سے بچا کر رکھا ہے اگر وہ سارے کے سارے پردے کھول دیتا اور کوئی امر بھی مخفی اور پوشیدہ نہ ہوتا اور مردے آ کر کہہ دیا کرتے کہ جنت و نار سب حق ہیں تو بتاؤ کہ دنیا میں کوئی شخص دہریہ اور بُت پرست رہ سکتا تھا؟ مثلاً اگر اس گاؤں کے ہی دو چار مردے زندہ ہو کر مرنے کے بعد کی ساری حقیقت آ کر اپنے بیٹوں۔ پوتوں اور عزیز و اقارب کو بتا دیں تو پھر کون روگردان رہ سکتا ہے؟ کوئی بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص آفتاب کے وجود پر ایمان لائے کہ وہ موجود ہے اور روشنی دیتا ہے تو اس ایمان کا اسے کیا ثواب مل سکتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی قدر و قیمت اور نیکی کی جزا کے لئے یہ پسند فرمایا ہے کہ کچھ اخفا بھی ہو۔ ایک دانشمند آدمی سعادت حاصل کرتا ہے اور بیوقوف اس سے محروم رہ جاتا ہے۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

احباب سلسلہ کی خدمت میں

ایک ضروری اپیل

آنہ فنڈ اور بچت فنڈ

گذشتہ اشاعت کے دوسرے صفحہ پر عالی جناب مرزا عزیز بیگ صاحب سیکرٹری تحصیل و تبلیغ کی ایک اپیل آنہ فنڈ اور بچت فنڈ کے متعلق شائع ہوئی تھی۔ امید ہے کہ اکثر قارئین کرام کی نظر سے یہ گذر چکی ہوگی ... تمام وابستگان سلسلہ پوری توجہ سے مطالعہ فرمائیں۔

عالی جناب مرزا صاحب موصوف نے جن موثر الفاظ میں ان فنڈوں کی ضرورت اور فوائد کو واضح کیا ہے اس کے بعد کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ان فنڈوں کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ احباب جماعت ... محسوس کئے بغیر ان میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ہر مہینے آنہ فنڈ ... یا چار آنے یا ایک روپیہ حسب حیثیت دے دینا اور ہفتہ میں ایک ... سادہ غذا کھانا اور اس طرح سے چند پیسے یا آنے پس انداز کر کے بچت فنڈ میں جمع کرا دینا ایک ایسا فعل ہے جس کے لئے کوئی خاص زحمت ... لیکن اس کا فائدہ اتنا بڑا ہے کہ آنہ فنڈ سے تبلیغ ... معقول مستقل سرمایہ فراہم ہو سکتا ہے اور بچت فنڈ ... میں ایک نہیں دو مشن چل سکتے ہیں بشرطیکہ تمام افراد جماعت باقاعدگی سے حصہ لیں۔ اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہماری ... عورتوں، جوانوں اور بچوں میں خدمت دین کا جذبہ پیدا ہو جائے گا جو ان سب چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

کسبِ حلال اور راستبازی

مسلمان کی دو امتیازی خصوصیات

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۳ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب

یاایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحاً انی بما تعملون علیم (المومنون ۲۳: ۵۱)

ترجمہ:۔ اے رسولو! پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ اور اچھے عمل کرو میں اسے جو تم کرتے ہو جانتا ہوں۔

انبیاء سے اللہ تعالیٰ کا ضروری خطاب

یہ خطاب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کیساتھ کیا ہے اور اس میں دو ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(۱) ایک یہ کہ کھانا پینا حلال و طیب ہو۔

(۲) اعمال اعلیٰ درجہ کے خوبصورت جن کے اندر صلاحیت ہو بجا لاؤ اور اس کیساتھ ہی یہ ضروری ہے کہ وہ اس بات کا پورا یقین رکھیں کہ اللہ ان کی تمام کاروائی اور اُن کے ایک ایک عمل سے خوب اچھی طرح سے واقف ہے ——— جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے یہ خطاب اللہ تعالیٰ کا پیغمبروں کیساتھ ہے اور جو لوگ اُن کے متبعین ہیں اُن سے تو اس سے بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر خطاب ہے کیونکہ پیغمبر معصوم ہوتے جب اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو یہ ہدایت فرماتا ہے کہ ان کا کھانا پینا حلال اور طیب اور اعمال خوبصورت ہونے چاہئیں تو ظاہر ہے کہ دوسرے لوگوں کو اس ہدایت کی کس قدر ضرورت ہے اور انہیں اسکا کس قدر خیال رکھنا چاہیئے۔

زبان نبوی سے اس آیت کی تشریح

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے دین کا اثر ہماری زندگی پر ہو۔ ہمارا لین دین، کھانا پینا۔ اُٹھنا بیٹھنا اور جملہ معاملات ارشادِ الٰہی کے مطابق ہوں حضور نے حدیث شریف میں اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے بڑے زور سے تلقین کی فرمائی ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا وان اللہ امر المومنین بما امر بہ المرسلین فقال یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا وقال یا ایھا الذین آمنو کلوا من طیبات ما رزقنکم (یعنی خدا تعالیٰ پاک ہے اور وہ صرف پاک چیزوں ہی کو قبول کرتا ہے اور خدا تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا کہ پیغمبروں کو حکم دیا تھا۔ یعنی اے ہمارے رسولو! حلال و طیب چیزیں کھاؤ اور خوبصورت عمل کرو اور اسی طرح مومنوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم ہمارے دئیے ہوئے رزقوں میں سے حلال و پاکیزہ چیزیں کھاؤ)

حرام رزق کھانیوالے کی دُعا قبول نہیں ہوتی

پھر وعظ کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر فرمایا یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یارب یارب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک (یعنی ایک شخص ہو جس نے بڑا لمبا سفر کیا ہو جس کی وجہ سے وہ درماندہ ہوگیا ہو اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور وہ غبار آلودہ ہو اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا پھیلا کر اور خدا کو پکار پکار کر دُعا کرتا ہو۔ کس طرح ایسے انسان کی دعا قبول ہو سکتی ہے جبکہ اس کا کھانا حرام ہے اسکا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام کی کمائی کا ہے اور اس کی نشوونما حرام سے ہوئی ہے ——— ایسے انسان کی دُعا ہرگز قبول نہیں ہو سکتی) اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حلال و پاکیزہ رزق کھانے پر کس قدر زور دیا ہے اور حرام کھانے سے کس قدر سختی کیساتھ روکا ہے۔

رسول خدا نے اعلیٰ درجہ کی دیانتدار اور ممتاز قوم پیدا کی

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختصر کلام فرمایا کرتے تھے جو دلوں کے اندر اتر جایا کرتا تھا ہماری طرح طول طویل لیکچر اور لمبے چوڑے خطبے نہیں دیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زبردست قوم پیدا کی جو دیانت اور راستبازی میں لاجواب تھی ——— یاد رکھئے کہ راستبازی اور حلال کی کمائی انسان کو معزز کر دیتی ہے اس سے اس کی عمر لمبی ہو جاتی ہے ہمارے سلف صالحین دنیا کے رہبر تھے اس بات میں کہ وہ سچی بات کہتے تھے اور حلال طیب کمائی کھاتے تھے ——— ایک زمانہ تھا کہ یہ دونوں باتیں ہر ایک مسلمان کی امتیازی خصوصیات تھیں اور یہی وجہ تھی کہ مسلمان جہاں جاتے اپنی انہی خصوصیات کی وجہ سے معزز ہو جاتے احادیث میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو سفر پر روانہ کرتے تو وقت رخصت فرماتے کہ میں نے تمہارے دین، امانت اور اعمال کے نتائج کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔۔ (استودع کم اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم)

اولیا اور صوفیا نے کسب حلال پر زور دیا ہے

خوب یاد رکھو کہ اگر تمہارے معاملات اور لین دین میں راستبازی ثابت نہیں تو تم نے دین کی صحیح روح کو نہیں پایا۔ اولیا اور صوفیاء کرام نے بھی اپنی کتابوں میں کسب حلال پر زور دیا ہے اور اس کے متعلق بڑے بڑے لطائف لکھے ہیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کسب حلال سے بڑی بڑی برکات نازل ہوتی ہیں ——— گھروں پر برکات نازل ہوتی ہیں۔ اولاد پر برکات نازل ہوتی ہیں۔ افسوس اب لوگوں کا خیال ان ضروری باتوں کی طرف نہیں رہا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منہ امن الحلال ام من الحرام (یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو حرام حلال کی پرواہ نہیں رہیگی) چنانچہ آجکل بالعموم یہی کیفیت ہے۔

حلال و حرام کی شناخت کے قواعد

پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال و حرام کے قواعد بھی نہایت وضاحت سے بیان فرمائے فرمایا الحلال بین والحرام بین وبینھما مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات استبرأ لدینہ وعرضہ (یعنی حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے ہر ایک شخص کی فطرت اور اس کا دل بالعموم اس بات کی گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں چیز حلال ہے یا حرام ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی حلال و حرام کا فیصلہ نہیں کر سکتا اور شبہ میں پڑ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں جس نے مشتبہ چیزوں سے اجتناب کیا۔ اس نے اپنے دین اور آبرو کو بچا لیا۔

صرف نیکی کے مال سے بدی مٹائی جا سکتی ہے

پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یکسب عبد مال حرام فیتصدق منہ فیقبل منہ ولا ینفق منہ فیبارک لہ فیہ ولا یترک خلف ظھرہ الا کان زادہ الی النار ان اللہ لا یمحو السیئ بالسیئ ولکن یمحو السیئ بالحسن ان الخبیث لا یمحو الخبیث (یعنی جو شخص حرام کی کمائی سے صدقہ دیتا ہے وہ قبول نہیں ہوتا اور مال حرام کو خرچ کرنے سے برکت ہوتی ہے اور جو شخص مال حرام میں سے اپنے پیچھے چھوڑتا ہے وہ گویا اس کے لئے دوزخ کا توشہ ہے اس سے اس کو کوئی [illegible] نہیں ——— صرف نیکی کے مال سے بدی مٹائی جا[illegible] ہے۔ بدی کے مال سے بدی نہیں مٹائی نہیں جا سکتی۔ کوئی [illegible] خبیث چیز دوسری خبیث چیز کو دور ہی نہیں کر سکتی اس کیساتھ ہی حضور نے فرمایا لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولی بہ (یعنی حرام مال کھانے سے جو گوشت اور جوانی پیدا ہوتی ہے وہ دوزخ کے لائق ہے جنت میں وہ داخل نہیں ہو سکتی)

نیکی اور بدی کی شناخت کے متعلق ایک محکم اصول

اب میں ایک اور حدیث آپ کو سناتا ہوں ایک شخص وابصہ بن معبد نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے ایک قاعدہ بیان فرمایا استفت نفسک، استفت قلبک ثلثا البر ما اطمانت الیہ النفس واطمان الیہ القلب والاثم ما حاک فی النفس وتردد فی الصدر وان افتاک الناس (یعنی اس کے متعلق اپنے نفس اور دل سے فتویٰ پوچھ لیا کرو اور فرمایا کہ نیکی وہ چیز ہے جس سے دل میں اطمینان اور ٹھنڈک پیدا ہو اور بدی وہ چیز ہے جس کے کرنے سے دل میں اضطراب اور کھٹکا پیدا ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمودہ اصول بالکل صحیح ہے۔ یقیناً یقیناً نیکی سے انسان کے دل میں ایک راحت اور ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور بدی سے تردد اور کھٹکا پیدا ہوتا ہے۔ اگر سارا جہان اور سارے مولوی ایک چیز کے جائز ہونے کا فتویٰ دیں لیکن انسان کا اپنا دل نہ مانے تو یقیناً وہ ناجائز ہی ہوتی ہے۔ انسان اپنے آپ اور اپنے ارادوں سے خوب واقف ہے)

راستبازی اور کسب حلال کو اپنا شیوہ بناؤ

خوب یاد رکھیں کہ ہمارا دین صرف قیامت کے دن ہی کے لئے ہی نہیں بلکہ اس دنیا اور دنیوی زندگی کے لئے بھی ہے۔ ہمیں اپنے وجود کو ایسا نافع بنانا چاہیئے کہ دنیا میں ہماری وجہ سے حق پرستی اور حلال کھانے کی نیکی پھیلے۔ اگر لوگ حلال کھانے کی پابندی کریں اور سچ بولیں تو دنیا سے تمام دکھ اور بدیاں مٹ جائیں۔ پھر کسی کو کیا ضرورت ہے رشوت کی اور کیا ضرورت چوری اور ڈاکہ زنی کی ——— مسلمان کے لئے بڑی ضرورت ہے کہ وہ اپنے لین دین اور معاملات میں دکھلائے کہ میں مسلمان ہوں، احکام خداوندی کی پابندی کرتا ہوں، راستبازی اور کسب حلال میرا شیوہ ہے۔ اگر انسان ایسا کرے تو اس کا دل راحت و اطمینان سے بھر جاتا ہے [illegible] کے کاروبار۔ معاملات۔ . . . . . . اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

حضرت مولانا احمد صاحب مرحوم کی قبولیت احمدیت کی وجوہ مغفور کی اپنی زبانی

۱۹۳۳ء میں خاکسار مدیر نے دیگر معتمد بزرگان سلسلہ کے علاوہ حضرت مولانا احمد صاحب مرحوم و مغفور کی خدمت میں بھی درخواست کی کہ اپنی قبولیت احمدیت کے واقعات قلمبند فرماویں۔ حضرت مرحوم نے پہلے تو انکار کیا۔ آخر میرے پیہم اصرار پر فرمانے لگے کہ میں وہ امور اختصار کے ساتھ لکھ دیتا ہوں جو میرے شمولیت سلسلہ کا باعث بنے ——— اس وعدہ کے ایفا میں انہوں نے مندرجہ ذیل مدلل و مؤثر اور عالمانہ مضمون عنایت فرمایا تھا۔ (مدیر)

حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے پیشتر قرآن کریم کی جو عظمت مسلمانوں کی نگاہ میں تھی وہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس لئے کہ جیسا کہ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ لا یبقی من القرآن الا رسمہ قرآن کا صرف نقش باقی رہے گا۔ اس کے علوم اس کے حقائق و معارف، اس کی حقیقی عزت و عظمت دلوں سے اٹھ جائے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے قرآن کریم کا بعینہٖ وہی نقشہ تھا جو مندرجہ بالا فقرہ میں ہے۔ مقلدین علماء حنفی ہوں یا کسی اور امام کے پیرو۔ ان کے نزدیک تو دین کی ساری عمارت فقہی روایات پر مبنی ہے وہ تو حدیث کی بھی فقہی روایات کی خاطر تاویل کرتے ہیں اور اگر تاویل نہ ہو سکے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور قرآن کریم کا نام لینا اور اس سے استدلال کرنا تو ان کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔ گو آج تحریک احمدیت کی وجہ سے وہ پہلی جیسی حالت نہیں رہی اور علماء

اہلحدیث کے نزدیک بھی حدیث قرآن پر قاضی ہے

اور بصورت تعارض وہ حدیث کو قرآن پر مقدم کرتے ہیں اور حدیث کی خاطر قرآن کریم کی تاویل کرتے ہیں۔ الحق مباحثہ لدھیانہ جو حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے درمیان ہوا تھا۔ اس کی شہادت کے لئے کافی ہے۔ حالانکہ حدیث کی تاویل قرآن کریم کی خاطر بصورت تعارض کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ قرآن کریم کے الفاظ محفوظ ہیں اور حدیثوں میں روایت بالمعنی اور راویوں کے تصرف سے اس قدر اختلاف ہوا ہے کہ ایک محقق انسان پریشان ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ کبھی خیال نہیں ہو سکتا کہ یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں۔ پھر عموماً باقی فرق اسلامیہ

قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ مانتے ہیں

جس سے قرآن کی حیثیت باقی تحریف شدہ کتاب کی سی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ عموماً قرآن کریم میں تین قسم کا نسخ مانا جاتا ہے (۱) قرآن کا وہ حصہ جو موجودہ قرآن کریم میں نہیں اور اس کا حکم باقی ہے (۲) دوسرا وہ حصہ جو موجودہ قرآن کریم میں موجود تو ہے مگر اس کا حکم اور اس پر عمل کرنا ممنوع (بالفاظ دیگر جو حصہ واجب العمل ہے وہ قرآن سے نکال دیا گیا ہے اور جو حصہ ناقابل عمل ہے اسے موجودہ قرآن میں محفوظ کر لیا گیا ہے) اور تیسرا حصہ وہ ہے جو موجودہ قرآن کریم میں ہے ہی نہیں اور اس کا حکم بھی منسوخ ہے۔ تحریف دو قسم ہے ایک لفظی دوسری معنوی اور اس قسم کا نسخ قرآن کریم میں تسلیم کرنا اس بات کے تسلیم کرنے کے مترادف ہے کہ قرآن کریم میں لفظی تحریف بھی ہوئی اور معنوی بھی ہوئی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی خلاف ورزی کی۔ پھر مفسرین نے اپنی تفسیروں میں موضوع ضعیف اور اسرائیلی قصے اور روایات اس قسم کی نقل کر دی ہیں کہ جس سے قرآن کریم کی عزت اور عظمت کچھ بھی باقی نہیں رہتی بلکہ عزت و عظمت کے بجائے الٹا اپنی روایات کی بنا پر اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو مخالفوں نے مورد اعتراضات بنایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی عظمت اس طرح قائم کی کہ فرمایا

قرآن کریم حدیث و فقہ پر مقدم ہے

اگر کوئی حدیث یا فقہی روایت قرآن کریم کے خلاف نظر آئے تو پہلے اس فقہی روایت اور حدیث کی ایسی تاویل کرنی چاہئے کہ وہ قرآن کے موافق ہو جائے۔ ورنہ اسے ترک کر دیا جائے۔ کیونکہ نبی کریم کا فرمان قرآن کریم کے خلاف نہیں ہو سکتا اور فقہا کا اجتہاد رائے ہے اور وہ وحی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ قرآن کریم کا نہ کوئی حکم منسوخ ہے اور نہ اس کی کوئی آیت منسوخ التلاوۃ ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ حفاظت قرآن کریم کا سچا ہے اور قرآن کریم تحریف سے پاک ہے۔ نیز وہ ان الزامات اور اعتراضات سے بہت بلند ہے جو مفسرین کی روایات کی بنا پر کئے جا سکتے تھے۔

ایک اور طرح بھی قرآن کریم کی عظمت حضرت صاحب نے قائم کی کہ جس طرح قرآن کریم عقائد اور احکام اسلام اور مواعظ و نصائح کے لحاظ سے مکمل کتاب ہے اسی طرح وہ اس لحاظ سے بھی کامل کتاب ہے کہ اپنے کسی دعویٰ کو وہ بلا دلیل نہیں چھوڑتا۔ بلکہ اپنے نزدیک دعویٰ پر خود ہی دلیل پیش کرتا ہے اور اپنے دعوے کے اثبات میں کسی کی وکالت کا محتاج نہیں ہے۔ قرآن کریم کے اس کمال کو امت محمدیہ میں سے اور پھر اولیاء اور مجددین میں سے حضرت مسیح موعودؑ نے ہی دریافت کیا ہے اور یہ قرآن کریم کی ایسی خصوصیت بیان کی ہے کہ کوئی الہامی کتاب یہ خصوصیت سوائے قرآن کریم کے نہیں رکھتی اور اس خصوصیت سے قرآن کریم کی عظمت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ انسانی عقل اس کے سامنے سجدہ کرتی ہے اور جس طرح اس خصوصیت سے قرآن کریم کی عظمت بڑھ جاتی ہے اسی طرح اس خصوصیت کے معلوم کرنے والے کی عظمت ماننے کیلئے انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ پاک دل انسان جس نے قرآن کی یہ عظمت دنیا میں قائم کی اور قرآن کریم کے اس کمال کو دریافت کیا۔ اس کی روح کس قدر پاک تھی اس کا قلب کس قدر مطہر تھا اس کا علم قرآن کریم کے متعلق کس قدر وسیع تھا گویا کہ قرآن کریم اس کے آئینہ قلب میں منعکس ہو چکا تھا اور اس کے دل میں خود قرآن کریم کی عظمت کس قدر تھی۔ اس ایک ہی بات سے میں تو اس قدر متاثر ہو جاتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ ایک ہی خصوصیت جو علوم قرآن کے متعلق ان کو حاصل تھی وہ اس بات کی شہادت کیلئے کافی ہے کہ آپ کا دعویٰ منجانب اللہ مامور ہونے کا سچا ہے اور اہل بصیرت کیلئے یہ دلیل کافی ہے اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آپ کا مقام باقی مجددین سے بہت بلند ہے۔

آنحضرتؐ کی عظمت قائم کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر عیسائی اور ان کی تقلید کر کے آریہ جو اعتراضات کرتے تھے۔ نہ صرف معقولیت سے ان کی تردید کی۔ بلکہ اس کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خوبیاں [illegible] کیں۔ وہ کمالات ظاہر کئے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میں ایک آفتاب نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کی امت کی [illegible] ہوئی۔

اسلام کی عظمت قائم کی

یہاں لاہور میں جب جلسہ مذاہب ہوا اور مختلف [illegible] نمائندوں اور ہر ایک مذہب کے مختلف وکیلوں نے پانچ مجوزہ [illegible] پر اپنے اپنے خیالات ظاہر کئے تو اس میں عام مقبولیت اس مضمون [illegible] ہوئی جو اس مرد خدا نے لکھا تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے [illegible] کے فتح کرنے کیلئے بھیجا تھا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پہلے [illegible] مضمون کی مقبولیت کی پیشگوئی کی تھی یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صدی چہاردہم مہدی و مسیح موعود [illegible] یہ خصوصیت بھی میرے احمدی ہونے کے لئے کافی ہے اور [illegible] ہوں کہ ہر ایک ذی علم انصاف پسند اسے اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سمجھیگا اور آپ کا مصدق ہوگا۔

اسلام اور امت مسلمہ کی عظمت قائم کی

آپ نے قرآن کریم اور احادیث سے ثابت کیا کہ امت [illegible] کے اولیاء اللہ سے بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح [illegible] امتوں کے کاملین سے کرتا تھا اور اب یہ خصوصیت صرف [illegible] کو حاصل ہے کہ اس امت کے کامل افراد سے اللہ تعالیٰ [illegible] اور باقی مذاہب کے پیروؤں سے اب اللہ تعالیٰ کلام نہیں [illegible] اسلام کے پیرو ہی اس نعمت الٰہی سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔ [illegible] باقی فرقے اور علماء عموماً اللہ تعالیٰ کی صفت مکالمہ اب معطل [illegible] اور امت محمدیہ کو اس نعمت سے محروم سمجھتے ہیں۔ مگر پہلی امتوں کی [illegible] سے بھی اللہ تعالیٰ کلام کرتا تھا۔ مگر امت محمدیہ کے مردوں کو بھی [illegible] نعمت دینا ممنوع سمجھتے ہیں اور اس کے باوجود امت محمدیہ کو باقی [illegible] سے افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ متضاد باتیں حیران کن ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جس طرح دلائل سے یہ ثابت کیا کہ [illegible] امت کے اولیاء سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا رہا ہے اسی طرح اپنے آپ کو مشاہدہ کے لئے پیش کیا کہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت ثابت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مکالمہ اور مخاطبہ سے ممتاز کر دیا ہے جس کے گواہ مسلم اور غیر مسلم [illegible]

تکفیر کلمہ گو اور اہل قبلہ کے خلاف آواز اٹھائی

علماء اور مشائخ نے مسلمانوں کی باہمی تکفیر میں اس قدر غلو کیا کہ امت مسلمہ کو ٹکڑے کر دیا اور وحدت اسلامی جو مسلمان قوم کیلئے بمنزلہ قلب کے تھی پارہ پارہ کر دیا اور اخوت اسلامی کے رشتہ کو جس میں ساری قوم منسلک تھی توڑ کر انہیں پراگندہ کر دیا اور ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کوئی ایسا مسلمان مشکل نظر آئے گا جو تمام علماء اور مشائخ کے نزدیک مسلمان ہو۔ افغانستان [illegible] کی تباہی فتویٰ تکفیر کی وجہ سے ہی ہوئی۔ حضرت صاحب نے کلمہ گوؤں اور اہل قبلہ کی تکفیر کو جرم قرار دے کر اعلان کیا کہ ایسے مکفرین کو [illegible] کی سزا دی جائے کیونکہ جب تک تکفیر کی بیماری دور نہ ہوگی۔ وحدت اسلامی قائم نہیں ہو سکتی۔

ختم نبوت کو صحیح معنوں میں قائم کیا

ختم نبوت کا عقیدہ جیسا کہ قرآن کریم اور بیشمار صحیح احادیث سے ثابت شدہ تھا ویسا ہی مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ بھی تھا لیکن [illegible] کے ساتھ ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی اور ان کی آمد ثانی کا عقیدہ بھی انہیں تقلیدی طور سے چلا آتا تھا جو اس [illegible] عقیدہ کے خلاف تھا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

کرنے کے بالمقابل ایک اور نبوت کے اجراء کے مترادف تھا حضرت صاحب نے قرآن وحدیث اور امت کے اجماعی اور مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کو قائم رکھ کر حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے نزول ثانی کے عقیدہ کو قرآن اور احادیث کی بنا پر باطل قرار دیا اور ثابت کردیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا اور نہ پرانا۔ اور نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف مجددین اور محدثین آپ کے بعد آسکتے ہیں۔

یاجوج ماجوج اور دجال کی احادیث کو ایک حقیقت بنایا

موجودہ علوم کی اشاعت کے سامنے یاجوج ماجوج اور دجال کی احادیث افسانوں سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتی تھیں حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایسے معنے کہہ دیے کہ آج وہی احادیث ایک حقیقت نظر آتی ہیں کہ یاجوج ماجوج اور دجال یہی یورپ کی اقوام ہیں اور ان کے مختلف حالات کی بنا پر ان کے مختلف نام یاجوج ماجوج اور دجال رکھے گئے ہیں۔

حدیث مجدد کی صداقت اور عظمت قائم کی

اللہ تعالیٰ حسب وعدہ کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ مجدد بھیجا دیگا۔ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہا۔ حدیث مجدد کو محدثین نے صحیح قرار دیا اور بعثت مجددین سے اللہ تعالیٰ اپنے فعل سے اس حدیث کی تصدیق کرتا رہا ہے۔ چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟ یہ وہی جس نے اس صدی کے سر پر دعویٰ مجددیت کیا اور سابقہ مجددین سے بہت بڑھ کر کام کرکے دکھایا یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس طرح اپنے دعوے کی صداقت سے حدیث مجدد کی عظمت قائم کی اور اللہ کے فضل سے اس حدیث کی صداقت کی ایک اور شہادت مل گئی

مجددین امت کی عزت قائم کی

اگر چودھویں صدی کے مجدد حضرت صاحب نہ ہوں تو اور کوئی مدعی تو ہے نہیں اور نصف صدی سے زیادہ وقت گذر گیا تو یہ صدی بلا مجدد رہے گی جس سے حدیث کی صداقت پر زد پڑتی ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ پہلے جس نے مجددیت کا دعویٰ کیا وہ نعوذ باللہ جھوٹا تھا اور اس طرح بڑے بڑے اولیاء امت کو جیسے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو نعوذ باللہ جھوٹا ماننا پڑے گا۔ حضرت صاحب نے ہی چودھویں صدی کے سر پر اس صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور ہر رنگ میں اس کو ثابت کیا جس سے حدیث مجدد جرح سے محفوظ رہ گئی اور مجددین کی عزت قائم رہے۔

مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا

جہاد بالقرآن یا اسلام کی نشر و اشاعت مسلمانوں کا ایک سب سے اہم فریضہ ہے جس سے مسلمان عموماً اور طبقہ علماء و مشائخ خصوصاً غافل اور بے پرواہ تھے اور عیسائی اپنے مجددد القوم اور مجدد دوالوقت اور محرف و تبدیل شدہ مذہب کی اشاعت و تبلیغ میں منظم طور سے عیسائیت کی تبلیغ میں لگا دیا اور ہر طرح سے چاروں طرف سے حملہ شروع کردیا۔ قرآن پر اعتراضات کئے۔ تمام اسلامی تعلیم پر اعتراضات کئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراضات کئے اور مسلمانوں کے غلط عقائد اور غلط تفسیروں سے کام لیکر اسلام کو بدنام کرنے لگے۔ اسلام کی بری تصویر دنیا کے سامنے پیش کی اور مسلمانوں کے غلط عقائد ان کی جہالت اور لاپرواہی ان کی معاون اور مددگار رہی اور ان کے علماء و مشائخ نے کبھی بھی محسوس نہیں کیا کہ ان کے ذمہ بھی تبلیغ یا غیر مذاہب کا مقابلہ یا دین اسلام کی حفاظت کا فرض عائد ہوتا ہے اتنے میں ایک گمنام اور غیر معروف بستی سے عیسائیت اور تمام غیر مذاہب کے خلاف اور مذہب اسلام کی حفاظت کی آواز اٹھی اور یہ آواز ایسے شخص کی تھی کہ دعوے سے پہلے ان کے علم و فضل زہد و تقویٰ اور زور قلم کے وہی علماء معترف تھے جو بعد میں ان کی تکفیر کے مجرم ہوئے۔ اسی آواز نے مسیح الغنی کا کام دیا۔ اور اپنے پاس جہاد بالقرآن کرنے والوں کی ایک پاک جماعت پیدا کرلی جو دین اسلام سے محبت کرتے تھے اور اس کے دین میں کامیاب ہونے کا یقین رکھتے تھے۔ اور اللہ کا نام لیکر وہ جہاد شروع کیا جس کا اثر آج دنیا کے ہر ایک کونہ میں کم و بیش نظر آتا ہے یہ جہاد مسلمانوں کا ایک سبق تھا جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھایا تھا اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اس پر عمل کرکے ساری دنیا میں اسلام کو پہنچایا۔ لیکن رفتہ رفتہ مسلمان یہ سبق بھول گئے اور ایک گمنام بستی کے رہنے والے نے آکر یہ سبق ان کو یاد دلایا اور ان کو اس طرف متوجہ کردیا۔ مسلمانوں میں علماء بہت ہیں مشائخ اور پیروں کی کمی نہیں۔ کیوں ان میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ملی۔ کہ وہ اس کام کی طرف خود متوجہ ہوتے اور باقی مسلمانوں کو بھی اس کی طرف دعوت دیتے؟ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ علماء اور مشائخ اس بات کے اہل ہی نہیں رہے تھے۔ تمام دنیا میں سے اس جہاد اور اس کے لئے جماعت بنانے کی آواز حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کی زبان مبارک سے نکلی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ آواز ان کی اپنی آواز نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی آواز تھی۔ جو ان کی زبان سے نکلی اور انہی کی توسط سے دنیا میں پہنچی۔ یہ بات بھی میرے احمدی ہونے کے لئے کافی ہے۔ چونکہ یہ مجھے اس بات کے ماننے پر مجبور کرتی ہے کہ اس آواز کے اٹھانے والا بالکل سچا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھا۔ جھوٹے آدمی کو اتنے بڑے عظیم الشان کام کی توفیق ہرگز نہیں مل سکتی۔ جو آج ان کے توسط سے دنیا میں ہو رہا ہے۔

اپنے مریدوں کو مجاہد بنا دیا

آپ نے اپنے متبعین کو علوم الٰہیہ قرآنیہ کے ہتھیاروں سے ایسا مسلح کردیا کہ وہ مذہبی جہاد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوتے ہیں اور ان کو اپنی کامیابی پر اس قدر پختہ یقین ہوتا ہے کہ یورپ جیسے ترقی یافتہ ممالک میں وہ پہنچتے ہیں۔ اور ان کے اہل علم و قلم کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیتے ہیں۔ اس جہاد کے لئے قوم کے اندر مالی قربانی کا مادہ اس قدر اعلیٰ پیدا کیا کہ ہر ایک متنفس اپنی ماہوار آمدنی میں سے کچھ حصہ یعنی پانچواں دسواں سولھواں حصہ اس جہاد کے لئے دیتا ہے اور اس طرح ساری قوم حسب مقدور جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کرتی رہتی ہے۔

اپنے متبعین کی زندگی میں تبدیلی پیدا کی

احمدیت میں شامل ہونے سے جو اخلاص پر مبنی ہو عموماً یہ دیکھا کہ احمدی کی زندگی میں کم و بیش تبدیلی پیدا ہوئی۔ برائیوں سے بچنے کا جذبہ اس میں پیدا ہوجاتا ہے۔ نیکی میں پہلے کی نسبت زیادہ ترقی کرتا ہے۔ مال کا کچھ حصہ صرف اللہ کی راہ میں ہر ماہ باقاعدہ دیتا ہے۔ نمازوں میں باقاعدگی زیادہ پیدا ہوجاتی ہے پہلے اگر نماز بھی نہ پڑھتا ہو تو پھر تہجد کی نماز بھی پڑھنے لگ جاتا ہے۔ انسانوں کے باہمی حقوق کا احساس زیادہ ہوجاتا ہے اور علوم دینیہ میں پہلے کی نسبت تو بہت زیادہ ترقی کرجاتا ہے۔ ایسے بہت دیکھے جو پہلے قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھ سکتے تھے۔ بعد میں قرآن و حدیث کے ترجمے اور مطالب کے عالم بن گئے۔ استثناء ہر جگہ ہوتی ہے لیکن عام حالت یہی دیکھی جو اوپر لکھی گئی ہے۔

عزت اور شہرت کی قربانی سکھا دی

سب چیزوں سے عزیز سب سے محبوب ترین امر جس پر انسان باقی ہر ایک چیز قربان کرتا ہے وہ عزت اور شہرت ہے اور یہ ایسا بت ہے کہ اس کی پرستش کی وجہ سے بہت سے لوگ بڑے بڑے لوگ لقائے الٰہی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بہت سی نیکیوں سے رک جاتے ہیں۔ عزت اور شہرت کے پرستاروں کی گردن اللہ اور رسول کے احکام کے سامنے نہیں جھکتی۔ کسی صحیح اصول کے سامنے نہیں جھکتی۔ اور اس قسم کی باتوں کو اپنی عزت اور شہرت پر قربان کردیتے ہیں۔ اور عزت و شہرت کے قربان کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ احمدی بننے اور احمدی رہنے سے انسان ایک بہت بڑے عظیم الشان بت کو جو اس کے اندر چھپا ہوا موجود ہوتا ہے توڑ کر ایک بڑا مجاہد بن جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص جو قبول احمدیت سے پہلے اپنی قوم میں اپنے کنبہ میں، اپنے متعلقین میں، اپنے دوستوں میں کتنی بڑی عزت اور شہرت بھی رکھتا ہو۔ کتنا بھی ہر دلعزیز ہو۔ احمدیت کے بعد وہ عزت و شہرت جاتی رہتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت کے بدلے اس کو ذلیل کرنے کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے اور جہاں جائے جہاں بیٹھے۔ جہاں رہے۔ انگشت نمائی اور ہر ممکن ذریعے سے اس کی تحقیر کی جاتی ہے اور وہ ان تمام ذلتوں کو حق بات کے قبول کرنے کی خاطر اپنے پروردگار کے لئے بڑی کشادہ دلی سے خوشی خوشی برداشت کرتا رہتا ہے۔ اور اس بات میں فرحت اور مسرت محسوس کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنی عزت و شہرت کو صرف اللہ کی راہ میں قربان کردیا۔ اور اس قربانی کے بعد وہ ایک اور بڑی قربانی کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر اس راہ میں جو اس نے محض رضاء الٰہی کے لئے اختیار کی ہے اس کی جان بھی جائے تو جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اور اس میں قرون اولیٰ جیسی روح اسلام پیدا ہوجاتی ہے اور اس کا اسلام ایک تقلیدی اور رسمی اسلام نہیں رہتا بلکہ علیٰ وجہ البصیرت ایمان ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ایک امتیازی علامت ہے (علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی) وہ اپنی ان قربانیوں سے اللہ کی راہ میں تکلیف برداشت کرنے سے ثابت کر دیتا ہے کہ اگر ایسا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو عزت اور شہرت، تکالیف اور مصیبتیں جان اور مال کی محبت اور خوف۔ کنبے برداری سے علیحدگی۔ عزیزوں اور قریبیوں کا مقاطعہ یہ امور اس کے اسلام لانے میں روک نہ ہوتے۔ اور ان تمام مشکلات کا مقابلہ کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوجاتا۔ غرض احمدیت سے مردہ اسلام زندہ اسلام ہوجاتا ہے اور تقلیدی اسلام تحقیقی اسلام بن جاتا ہے رسمی اسلام ایک حقیقت بن جاتا ہے۔ حق کے قبول کرنے میں کوئی روک اس کے سامنے نہیں رہ سکتا۔ غرض احمدیت سے ان کا اسلام ہر ایک پہلو سے تازہ اور زندہ ہوجاتا ہے کیونکہ احمدیت صرف چند نظریوں کے قبول کرنے کا نام نہیں۔ ساری دنیا کے علماء اور مشائخ مل کر بھی یہ انقلاب کسی حالت میں بھی پیدا نہیں کرسکتے۔ کیونکہ ان کے دل مسخ ہوچکے ہیں۔ وہ اپنی اصلاح کی طرف خود بھی قدم نہیں اٹھاتے۔ اوروں کی اصلاح کس طرح کرسکیں۔ وہ قوم اور مذہب کا درد اپنے سینوں میں نہیں رکھتے۔ ان کا علم اور مشیخیت صرف ایک پیشہ ہے جس پر ان کی حیات فانی کا دارومدار ہے۔ یہ انقلاب اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ مامور اور فرستادہ مجدد وقت، مسیح موعود اور مہدی ہی پیدا کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے سچے متبعین پر بہت بہت برکات نازل کرے +

جلد ۲۷ | یوم چہارشنبہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ ہجری | نمبر ۴۴

حضرت مسیح موعودؑ اور غلبہ اسلام

مولوی ثناء اللہ صاحب کا ایک بے معنی اعتراض اور اس کا جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری حضرت مسیح موعودؑ اور تحریک احمدیت کی مخالفت میں بسا اوقات اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ روشن واقعات اور محسوس حقائق کا بھی بڑی دیدہ دلیری سے انکار کر دیتے ہیں ——— حق کے منکروں اور صداقت کے دشمنوں کی کیفیت یہی ہوتی ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ ۲۶ رمئی ۳۹ء میں فرمایا تھا

"اس زمانہ میں بھی ایک مرد خدا اُٹھا جس نے اس خوشخبری (ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین) کو از سر نو زندہ کیا اس کو دوبارہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اس کو ایک جماعت کے دلوں میں گاڑ دیا۔ یہ مرد خدا اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ اسلامی سلطنتیں اور طاقتیں یکے بعد دیگرے تباہ ہو رہی اور ٹوٹ رہی تھیں۔ چاروں طرف تباہی اور بربادی کا منظر تھا اور سوائے ذلت اور شکست کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس وقت ایک شخص کھڑا ہوتا ہے اور یہ خوشخبری مسلمانوں کو سناتا ہے کہ اسلام کے غلبہ کا وقت آ گیا ہے"

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو ان سچی باتوں سے بہت تکلیف پہنچی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے اخبار "اہلحدیث" ۴ر جولائی ۳۹ء میں ایک طویل شذرہ لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام کا غلبہ نہیں ہو رہا ہے اور اُن کے انداز تحریر سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اسلام کے غالب آنے کا یقین بھی مطلق نہیں ہے۔ انہوں نے اسلامی سلطنتوں کی تباہی اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا ذکر کرنے کے بعد ازراہ تمسخر لکھا ہے کہ

"مولوی محمد علی صاحب کے الفاظ کو ملحوظ رکھ کر دنیا کے حالات کو بنظر غائر دیکھیے تو گمان ہو گا کہ مولوی صاحب شاید خواب میں باتیں کر رہے ہیں"

ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ بالکل صحیح ہے۔ اسلام دنیا کے ہر ایک حصہ میں غالب آ رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے غلبہ اسلام کی جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ حرف حرف پوری ہو رہی ہے ——— اگر مولوی صاحب کمزوری ایمان یا فقدان بصیرت کی وجہ سے اسلام کو غالب آتے نہ دیکھ سکیں تو اس میں کسی کا قصور ہے ——— اندھے کو آفتاب کس طرح نظر آ سکتا ہے؟

اسلام کچھ مقدس و اعلیٰ اصولوں اور پاکیزہ عقائد و تعلیمات کے مجموعہ کا نام ہے۔ کسی خاص قوم، جماعت یا جتھے کا نام نہیں ہے ——— اگر یہ اصول اور تعلیمات و عقائد مقبول ہو رہے ہیں اور دشمنوں اور مخالفوں کا نقطہ نظر اور طرز عمل ان کے متعلق خوشگوار طور پر تبدیل ہو رہا ہو تو پھر ہر ایک انصاف پسند اور حق گو آدمی کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلام غالب آ رہا ہے ——— خواہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُن جیسے دوسرے لاکھ انکار کرتے رہیں۔

واقعات و حقائق کی روشنی میں جو کوئی ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیگا اسے صاف نظر آ جائیگا اسلام روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس کے اصول مقبول ہو رہے ہیں اسلام کا سب سے بڑا دشمن یورپ اور عیسائیت تھی۔ یورپ پہ سے عیسائیت کی گرفت بہت بڑی حد تک ڈھیلی ہو چکی ہے، اس کے برعکس وہ اسلام کے بہت سے اصولوں کو قبول کر چکا ہے۔ اسلام نے یورپ کی ذہنیت، رجحانات، معاشرت، ضابطہ قوانین وغیرہ ہر ایک چیز پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ اسلام، قرآن اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہل یورپ کا نقطہ نظر حیرت انگیز طور پر تبدیل ہو رہا ہے اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کے علم الکلام کی بدولت ہوا۔ ——— اور اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کی طفیل یورپ میں اشاعت اسلام کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے سینکڑوں بلند پایہ اور تعلیمیافتہ یورپین حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں ——— حضرت مسیح موعودؑ سے قبل کوئی اس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

پھر اپنے ملک میں دیکھئے یہاں اسلام کے سب سے خطرناک مخالف آریہ سماجی تھے انہوں نے اپنے مسلم و بنیادی عقائد کے خلاف جس طرح اسلامی

تعلیمات کی خوشہ چینی کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے [illegible] اور ذات پات کی تمیز کے خلاف شور، یہ سب چیزیں [illegible] نہیں تو اور کیا ہیں؟ ہمارے نزدیک غلبۂ اسلام اس چیز کا نام [illegible] مسلمان کہلانے والے خواہ ان کی ایمانی و اخلاقی کیفیت [illegible] کیوں نہ ہو دنیوی لحاظ سے ترقی کر جائیں مولویوں کے [illegible] چلتے رہیں اور ان کی شکم پُری ہوتی رہے بلکہ ہمارے نزدیک غلبہ [illegible] اس چیز کا نام ہے کہ اسلام کی صداقت اور قرآن کا نور [illegible] تعلیمات کو لوگ قبول کریں اور اللہ کی مخلوق اس کے [illegible] بگوش ہو ——— سو یہ سب کچھ ہو رہا ہے [illegible] بعض لحاظ سے دھیمی ہے لیکن اس کے اثرات بہت روشن و [illegible] اُمید افزا ہیں۔

تین نوجوانوں کی وفات

افسوس! اس ماہ ہماری جماعت کے تین [illegible] وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

(۱) جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی کے [illegible] صدیق احمد صاحب کا انتقال ۱۵ر جولائی کو شملہ میں [illegible] ایک سال سے صاحب فراش تھے۔ دق کا نامراد عارضہ [illegible] کے ٹی۔ بی ہسپتال میں علاج ہوتا رہا۔ کچھ افاقہ بھی ہوا لیکن [illegible] موسم گرما کے آغاز میں مرض نے دوبارہ شدید حملہ کیا۔ مولوی [illegible] انہیں تبدیل آب و ہوا اور علاج کے لئے شملہ لے آئے [illegible] جولائی کو اپنے والدین بہن بھائیوں اور دیگر اعزہ و احباب کو [illegible] داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ۔ مرحوم ایک شریف [illegible] اخلاق و ہمدرد، زندہ دل اور کثیر الاحباب نوجوان تھے۔

(۲) ہماری جماعت کے دلی صفت اور فرشتہ سیرت [illegible] جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب جالندھری کا [illegible] عزیز بشیر الرحمان سولہ سال کی عمر میں بعارضہ تپ محرقہ وفات [illegible] انا للہ۔ عزیز مرحوم بھی نہایت سعید الفطرت، ہونہار [illegible] تھے۔ نہ صرف خانگی کاروبار بلکہ جماعتی امور میں بھی اپنے والد [illegible] کے دست راست تھے۔

(۳) تیسری نہایت ہی افسوسناک وفات [illegible] فتح الدین صاحب [illegible] سالہ کے جوان صاحبزادے [illegible] محمد رمضان صاحب کی ہے۔ مرحوم کی عمر قریباً [illegible] سال کی [illegible] ۵ اروز تپ محرقہ میں مبتلا رہنے کے بعد ۲۹ر جولائی کو انتقال [illegible] انا للہ۔ مرحوم نہایت نیک اور تبلیغی ذوق رکھنے والے [illegible] اکثر سلسلہ کا لٹریچر منگا کر اپنے حلقہ اثر میں تقسیم کرتے [illegible] اپنے پیچھے ایک بیوہ اور چھ بچے چھوڑے ہیں۔ یہ وفات [illegible] سے بہت ہی زیادہ افسوسناک ہے کہ مرحوم تمام خاندان کے [illegible] کے کفیل تھے۔ منشی فتح الدین صاحب بہت ضعیف [illegible] کوئی قابل ذکر آمدنی نہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ پسماندگان کا [illegible] ناصر ہو۔

ان صدمات میں ہم جناب مولوی عمر الدین [illegible] جناب مولوی عبد الرحمان صاحب اور جناب منشی فتح الدین [illegible] اور ان کے جملہ خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی [illegible] یقین سعید، ہونہار اور رشید نوجوانوں کی وفات ایک [illegible] نقصان ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار [illegible] میں جگہ دے اور پسماندگان کو توفیق صبر عطا فرمائے [illegible] تمام جماعتیں جنازہ غائب پڑھیں۔

شذرات

محمودی جماعت اور خدمت قرآن

گذشتہ اشاعت کے ایک شذرہ میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ خدمت و تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کی توفیق محمودی جماعت سے چھن گئی ہے۔ اب ان لوگوں کے مشاغل کا دائرہ بالعموم پست قسم کی ناکام مضحکہ خیز سیاسی سرگرمیوں اور اپنے پیر کی اندھی تقلید اور محمودی خلافت کی مدح سرائی تک محدود ہو کر رہ گیا ہے یہ لوگ اسلام اور حضرت مسیح موعود سے محبت کے جو دعاوی کرتے ہیں وہ حقیقت سے معرا ہیں حضرت مسیح موعود سے ان لوگوں کو جس قدر محبت ہے اس کا ایک مظاہرہ انہوں نے اس طرح کیا کہ امسال قادیانی اخبارات میں سے صرف "الحکم" کا مسیح موعود نمبر ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ ایڈیٹر اپیلیں اور التجائیں کر کر کے تھک گیا لیکن اس قلیل المقدار پرچے کا ایک حصہ ابھی تک جوں کا توں رکھا ہے اور بیچارے ایڈیٹر کے دل میں رنج و غم کی کسک اٹھ رہی ہے ——— اس کسک کو دربار خلافت کا کوئی فرمان تاحال دور کر سکا ہے نہ مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا جالندھری صاحب کا پروپیگنڈا ——— اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

اب ذرا محمودیوں کی قرآن سے محبت کی کیفیت بھی سن لیجئے۔ ماشاء اللہ زبانی جمع خرچ بہت کچھ ہے لیکن اندوختہ عمل پر نظر کیجئے تو وہ صفر ——— قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ تو ربع صدی سے زیادہ عرصہ ہو گیا شائع نہ ہو سکا بڑے بڑے دعوے ہوئے تیاریاں ہوئیں۔ اعلانات اور اپیلوں کا زور شور رہا ——— حتیٰ کہ مولوی شیر علی صاحب ولایت تشریف لے گئے اور خالی ہاتھ واپس بھی آ گئے ——— جناب خلیفہ صاحب نے جو تفسیر لکھی تھی وہ پردۂ اخفا سے باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ خدا جانے اس میں کیا بھید ہے اور اس کو کیوں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ آجکل پھر "الفضل" میں اطلاعات شائع ہو رہی ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب ڈلہوزی میں بیٹھے قرآن کریم کا ترجمہ کر رہے ہیں ——— امید نہیں یہ بیل بھی منڈھے چڑھے ——— یہ ہے کل کائنات محمودی حضرات کی خدمت قرآن کی۔ لاکھوں روپیہ کا بجٹ رکھنے والی اور لاکھوں کی تعداد کا دعویٰ کرنیوالی جماعت کو اس پر کچھ ندامت محسوس کرنی چاہیئے۔

ایڈیٹر صاحب "نور" کا تلخ تجربہ

نہ صرف یہ کہ محمودی حضرات من حیث الجماعت خدمت قرآن کا کوئی کام نہیں کر سکے بلکہ ان کی ذہنیت اور مذاق بھی اس قدر بگڑ گیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی باہمت انسان انفرادی حیثیت سے خدمت قرآن کا کچھ کام کرے تو جماعت کی طرف سے اس کی کوئی قدر اور حوصلہ افزائی نہیں ہوتی۔ قارئین کرام جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" قادیان کے اسم گرامی سے واقف ہونگے انہوں نے ہندی اور گورمکھی میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے بعض اور مفید کتب بھی مختلف زبانوں میں لکھی ہیں ان کا تجربہ ان کے اپنے الفاظ میں ہی سن لیجئے ۱۱ر جولائی کے "نور" میں وہ لکھتے ہیں:۔

میرا ذاتی تجربہ بہت تلخ ہے۔ میں نے قریباً بیس پچیس ۲۵ سال سکھوں اور آریوں میں تبلیغی کام کیا۔ اکثر حالات میں سفر خرچ بھی اپنی گرہ سے خرچ کیا۔ کیا مجال کہ میری تبلیغ سے ان اقوام کو کبھی اشارتاً بھی شکایت کا موقع ملا ہو بلکہ مداح ہیں۔ اگر قوم ساتھ دیتی تو یقیناً آج کم از کم سکھوں میں تبلیغ کرہ ہوائی بہت کچھ بدلا ہوا ہوتا اگر کچھ بھی پاس خاطر ہوتا تو مجھے دوسری طرف توجہ کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ قرآن کریم کے گورمکھی و ہندی تراجم اور گورمکھی سیرت میں مدد زیادہ تر مجھے غیراز جماعت دوستوں سے ملی تھا میرے اپنے بھائیوں نے اس میں بہت ہی کم حصہ لیا۔ محنت کر جانے دیجئے جس کتاب پر گھر کی لاگت پانچ روپے آئی وہ میں نے ایک روپیہ چار آنہ پر دی مگر پھر بھی میرے اپنے بھائیوں کو یہ خواہش رہتی ہے اور وہ اس پر زور دیتے ہیں کہ ہمیں مفت ملے۔"

مدیر موصوف کا تلخ تجربہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں اس تحریر کے لفظ لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ محمودی جماعت میں خدمت دین و قرآن کا شوق اور اس کے لئے قربانی کا جذبہ باقی نہیں رہا ——— وہ اپنے پیر کو خوش کرنے کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں لیکن خدا کو خوش کرنے کا خیال شاید ہی انہیں آتا ہو ——— کاش محمودی حضرات بالخصوص ان کی جماعت کے سربرآوردہ اکابر اس افسوسناک صورت حالات پر غور کریں ——— ان سطور کا مقصد طعن نہیں بلکہ مخلصانہ توجہ دلانا ہے۔

مولوی اللہ دتا صاحب کی غلط بیانی

جناب خلیفہ قادیان کے مصاحب خاص مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا جالندھری نے ۵ر جولائی کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تشریف لائے۔ دو تین محمودی ضلع دھماش کے مولوی نما نوجوان ان کے ہمراہ تھے۔ اتوار کا دن تھا انجمن کے دیگر دفاتر بند تھے۔ مولوی صاحب مذکور اور ان کے ہمراہی تھوڑی دیر دفتر پیغام صلح میں ٹھہرے معمولی گفتگو ہوتی رہی۔ واپس جا کر مولوی صاحب نے اپنی احمدیہ بلڈنگس میں تشریف آوری اور خاکسار مدیر سے گفتگو کی کیفیت ایک طویل مضمون کی شکل میں رقم فرمائی ہے جو ۱۲ر جولائی کے "الفضل" میں چھپا ہے۔ اس میں مولوی صاحب مذکور نے حسب عادت بہت سی غلط بیانیاں فرمائی ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"ہم ایڈیٹر صاحب (پیغام صلح) کے دفتر میں بیٹھے ہی تھے کہ حکیم عبدالعزیز ممبر مصری پارٹی وہاں آ گئے ایڈیٹر صاحب نے بتایا کہ یہ یہیں رہتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ ان لوگوں کے "مرکز" کی مرکزیت اب اسی بات پر موقوف ہے کہ جملہ عدوان محمود کے جمع ہونے کی جگہ ہے؟"

خاکسار مدیر نے ہرگز نہیں کہا کہ حکیم صاحب احمدیہ بلڈنگس میں رہتے ہیں۔ ان کی مستقل قیامگاہ تو قادیان میں ہے بائیکاٹ کے باوجود وہ مولوی صاحب کو ہر روز نہیں تو کبھی کبھی تو ضرور نظر آتے ہوں گے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ جن ایام میں مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا جالندھری صاحب لاہور میں قیام فرما تھے۔ انہی دنوں میں حکیم صاحب اپنے مقدمہ کے سلسلہ میں لاہور آئے۔ معلوم نہیں کس طرح انہیں مولوی جالندھری صاحب کی احمدیہ بلڈنگس میں تشریف آوری کا پتہ چل گیا اور انہوں نے اس محمودی پارٹی کو دفتر پیغام صلح میں آ لیا۔

خدا جانے کیا وجہ ہے حکیم صاحب اور ان کے رفقا کو دیکھتے ہی ان سبز عماموں والوں کے ہاتھوں کے طوطے بلکہ چہروں کا رنگ بھی اڑ جاتا ہے۔ یہی حالت حکیم صاحب کی آمد پر مولوی جالندھری صاحب اور ان کے رفقا کی ہوئی۔ حکیم صاحب نے ان سے تبادلہ خیالات کی خواہش کی اور وہ انہیں جواب دینے کی بجائے مجھ پر بگڑنے لگے کہ تم نے کہیں سے حکیم صاحب کو ہمیں دق کرنے کیلئے بلوا لیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط تھا مولوی جالندھری کی کشش ہی کہیں سے حکیم صاحب کو کھینچ لائی ——— میں بڑی مشکل سے مولوی صاحب کو اس بات کا یقین دلانے میں کامیاب ہو سکا۔

مولوی جالندھری صاحب اور ان کے رفقا کی ساری زندہ دلی شگفتہ مزاجی اور رواداری کلام حکیم صاحب کے آتے ہی رخصت ہو گئی اور انہوں نے آداب مجلس کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حکیم صاحب کے ساتھ گفتگو سے انکار کر دیا اور فرمانے لگے کہ ہمارا نظام ان سے گفتگو کی اجازت نہیں دیتا خیر نہیں۔ مولوی جالندھری صاحب اور جناب خلیفہ صاحب کے دوسرے مصاحب اس قدر غلط بیانیاں کرنے کے کیوں شائق ہیں؟

مولوی اللہ دتا صاحب کے طعنے

مولوی اللہ دتا عرف ابوالعطا جالندھری صاحب نے اپنے مولہ بالا مضمون میں ہمارے مرکز کی مرکزیت پر طعنہ زنی فرمائی ہے۔ ہمارے دفاتر میں اتوار کی تعطیل پر بھی معترض ہوئے ہیں۔ ہم ان طعنوں کا جواب حقائق سے دے سکتے ہیں مگر اس کی تکلیف بھی مولوی صاحب مذکور اور ان کے ہم پیشہ و ہم مشرب حضرات کیلئے ناقابل برداشت ہو گی۔ انہوں نے ہمارے مرکز یعنی احمدیہ بلڈنگس کو بے رونق اداس جگہ لکھا ہے لیکن ہم غریب محمودی دربار خلافت کی رونق کہاں سے لائیں۔ گدڑی پوش بوریا نشین کے پاس نوابی ٹھاٹھوں کی نمائش حماقت ہے۔ مولوی صاحب بڑے شوق سے احمدیہ بلڈنگس کو عدوان محمود کے جمع ہونے کی جگہ کہیں۔ حالانکہ ہم صرف باطل و غلو کے دشمن ہیں اور احمدیہ بلڈنگس صرف خادمان دین اور مجاہدین احمدیت کا مرکز ہے کسی کی ذات سے ہمیں کوئی پرخاش نہیں ہے ———

کاش مولوی صاحب مذکور ہمارے مرکز پر طعنہ زنی کرنے سے پیشتر ذرا سوچتے کہ ان کی خلافت کا قصر کن لوگوں کا مرکز ہے اور اس کی شہرت کو زبان خلق سے نقارہ سے سنتے کہ وہ کیسی ہے ——— بیشک ہمارے دفاتر میں اتوار کو تعطیل ہوتی ہے۔ لیکن مولوی صاحب مذکور بھول گئے کہ محمودی خلافت کا سرکاری آرگن "الفضل" بھی اتوار کو تعطیل کرتا ہے۔ اگر اتوار کی تعطیل جرم ہے تو اس کا مجرم محمودی خلافت کا نقارہ بھی ہے۔

یہ باتیں بہت معمولی اور چھوٹی ہیں جب کبھی محمودیوں کے مجبور کرنے کی وجہ سے ان کا ذکر مجبوراً کرنا پڑتا ہے تو ہمیں بیحد رنج ہوتا ہے۔

سُود خوری کے عواقب

ایک ذمّہ دار سکھ اخبار کا آوازۂ حق

ہم اسلام کے اس حکم پر مذاق اُڑایا کرتے تھے کہ سُود حرام ہے لیکن اب ہم پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہے کہ مسلمانوں کو سود خوری سے بچا کر حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور انہیں خوفناک اخلاقی گراوٹ اور یہودیوں کے انجام سے بچایا ہے۔ مسلمان اپنے مذہب پر جان قربان کر دیتا ہے مسلمان اپنی قوم کے لئے قربانی کر سکتا ہے۔ اور وہ انفرادی حقوق کو اجتماعی حقوق پر نچھاور کر سکتا ہے، مگر زیادہ تر ہندو سکھ سود خور ان خوبیوں سے معرّا ہیں۔ ہمیں گزشتہ چند ماہ میں شاہوکاروں کے کیریکٹر کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے، اور ہم ایمانداری کیساتھ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کالے قوانین اور دوسری سزائیں آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ قدرت کی طرف سے شاہوکاروں کو مل رہی ہیں،

شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت

شاہوکار کتنا ہی دیانتدار کیوں نہ ہو اُسے عدالت میں جانا اور مقدمہ بازی کرنا ضرور پڑتا ہے۔ عدالت میں "دھرم سے سچ کہوں گا" کہہ کر تھوڑا بہت جھوٹ ضرور بولنا پڑتا ہے۔ ہر روز شاہوکاروں کے مقدمات عدالتوں میں رہتے ہیں۔ جہاں قسم اٹھا کر جھوٹ بولنا پڑتا ہے کیونکہ موجودہ قانون ایسا پیچیدہ اور ناقص ہے کہ سچے مقدمات بھی محض سچ بولنے سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اور مقدمہ بازوں کو خواہ وہ سچے ہوں یا جھوٹے جھوٹ ضرور بولنا پڑتا ہے۔ اس لئے دروغ گوئی مقدمہ بازوں کی فطرت ثانیہ بن کر رہ جاتی ہے۔ اور وہ جھوٹ بولنا پاپ نہیں سمجھتے۔ بجائے خود یہ خوفناک گراوٹ ہے اور کئی دوسری گراوٹوں کا سنگ بنیاد۔ آجکل لطف یہ کہ جھوٹی شہادت دینا مقدمہ بازوں میں بھاجی کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ زید ایک مقدمہ میں بکر کے حق میں جھوٹی شہادت دیتا ہے اور بکر اس قرضہ کو اتارنے کے لئے زید کے حق میں جھوٹی شہادت دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ یہ بھاجیاں کبھی ختم ہی نہیں ہوتیں کیونکہ بینکروں اور شاہوکاروں کا جب تک وہ شاہوکارہ کرتے ہیں۔ مقدمات سے بچے رہنا قریباً ناممکن ہے اور انہیں گواہوں کی ہر مقدمہ میں ضرورت رہتی ہے۔

مقدمہ بازوں کو خواہ وہ اُن سے راضی ہوں یا ناراض افسروں کو جھک کر سلام کرنا پڑتا ہے۔ ان کی جھڑکیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ اور اُنکی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ یہ خودداری کے عین منافی بات ہے، اس سے خودداری کی سپرٹ رفتہ رفتہ مرجاتی ہے۔ اور مقدمہ باز مطلب براری سے غرض رکھنے لگ جاتا ہے۔ اسے اپنی عزت یا بے عزتی کا خیال نہیں رہتا۔ یا یہ خیال بہت ہی کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ بھی بجائے خود بھاری گراوٹ ہے۔

مقدمہ بازوں کو رشوت ضرور دینی پڑتی ہے۔ پیادوں کو وہ رشوت دیتے ہیں۔ بیلف کو وہ رشوت دیتے ہیں۔ اہلمد کو وہ رشوت دیتے ہیں۔ اور اگر حاکم عدالت رشوت خور ہو تو اسے بھی رشوت دیتے اور رشوت دے کر اُن سے ناجائز کام کراتے ہیں۔ یہ پاپ بھی ہر روز انہیں کرنا پڑتا ہے۔ اور رشوت ہی ان کی زندگی کا معمولی شغل بن جاتا ہے۔ وہ اسے کوئی پاپ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ہر نقطہ خیال سے رشوت دینا اور دلانا پاپ ہے۔

جو لوگ یہ سب کچھ روزانہ کرتے ہیں۔ اُن سے یہ اُمید رکھنا کہ لین دین کے معاملات میں بالکل صاف ہوتے ہونگے اور ان میں کالی بھیڑیں نہ ہونگی۔ اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے، اس قسم کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ بھولے بھالے سیدھے سادے دیہاتی لوگوں کی سادگی اور جہالت سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر بعض لوگوں نے چند آنے یا چند روپے نقد دے کر انکے ہزاروں روپوں کی جائیدادیں سنبھال لیں، اور انہیں مالی طور پر تباہ کر دیا۔ یہ کام ڈاکہ اور چوری سے بھی زیادہ بُرا اور اخلاق کش ہے ایسے ہی دشواتش گھات یا غداری کہتے ہیں۔ یعنی کوئی شخص اعتبار کرے اور اس کے اعتبار کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر اسے برباد کر دیا جائے۔ یا نقصان پہنچایا جائے۔ بعض لوگ یہ کام بھی بطور پیشہ کرتے ہیں۔ اور جو کرتے ہیں اُن کے ضمیر مر جاتے ہیں۔ خواہ وہ پانچ کی بجائے پانچسو نمازیں پڑھیں، ہزار پاٹھ کریں، لاکھ پوجا کریں۔ وہ راندۂ درگاہ ہیں۔ اور وہ واہگورو کا اکال پورکھ کے افضال و اکرام سے محروم رہیں گے۔

اس پیشہ سے جہاں انسان روپیہ کا عاشق ہو کر کائر اور بزدل بن جاتا ہے۔ وہاں سنگدل اور ظالم بھی ہو جاتا ہے۔ روپیہ نکالنے کے لئے مقدمہ بازوں کو دوسروں کی مصیبتوں سے فائدہ اُٹھانا پڑتا ہے، مثلاً شادی کے موقعہ پر شاہوکار وارنٹ قرقی لے جاتا ہے۔ ہمیں ایک نہایت افسوسناک واقعہ کا علم ہے کہ مقروض زمیندار کے کسی عزیز رشتہ دار کی موت ہو چکی تھی۔ اس کے تمام اعزا و اقربا دور و نزدیک سے موت کی خبر سُن کر گاؤں میں اس کے گھر پہنچے ہوئے تھے۔ گھر میں روپیہ کی پہلے ہی کمی تھی۔ ماتم کے اخراجات کے لئے روپیہ کی ضرورت پوری کرنے کا فکر دامنگیر تھا۔ کہ شاہوکار وارنٹ قرقی لئے پہنچ گیا۔ جب اس فرشتہ اجل کے آنے کی خبر سُنی تو مقروض اپنے رشتہ داروں سے علیحدہ اسے الگ حویلی میں لے گیا۔ پگڑی اُتاری اور اس کے پاؤں پر رکھدی آج مجھے تنگ نہ کرو۔ مجھ پر رحم کرو اور خدا کے لئے واپس چلے جاؤ میرے رشتہ دار جو ماتم پرسی کیلئے آئے ہیں اُن کے سامنے میری بے عزتی نہ کرو۔ میں جائیداد بیچ کر بھی اُن کے رخصت ہوتے ہی روپیہ تمہیں ادا کر دونگا۔ خدا کے لئے میرے تازہ زخموں پر نمک پاشی نہ کرو۔ کوئی صاحب دل شخص ہوتا تو رحم کھاتا اور اس موقعہ کا ہرگز ناجائز فائدہ نہ اُٹھاتا۔ مگر مقروض کی منت سماجت کا ڈگریدار پر اُلٹا اثر ہوا۔ اُس نے سمجھا کہ اب لوہا گرم ہے۔ مقروض تو بے عزتی کے خوف سے روپیہ اپنی جان بیچ کر ادا کر دے گا لہٰذا وہ نہ مانا اور اُس نے بیلف سے کہا۔ کہ مقروض زمیندار کے گھر میں جو غلہ پڑا ہے۔ مویشی کھڑے ہیں۔ یا کوئی اور سامان ہے سب قرق کر کے کسی سپردار کے حوالے کر دو۔ آخر برداشت کی بھی حد ہوتی ہے۔ مقروض مایوس ہو کر از خود رفتہ ہو گیا اور اس نے ساہوکار کو وہیں قتل کر ڈالا۔

شادیوں کے موقعہ پر تو عموماً ایسا کیا جاتا ہے کہ باراتیں [illegible] جاتے ہیں اور بہوؤں کے زیورات و پارچات معمولی اخلاق و مروت [illegible] خیرباد کہنا پڑتا ہے۔

شاہوکاری پیشہ سے عام طور پر لوگوں کی مصیبتوں کا فائدہ اُٹھانے کی [illegible] سود خور کو دامنگیر رہتی ہے یعنی کسی کے گھر ماتم ہو جائے۔ کوئی بیماری میں [illegible] کسی مقدمہ میں پھنس جائے لڑکی لڑکے کی شادی کے اخراجات [illegible] کسی کو بیوپار میں گھاٹا پڑ جائے کسی کا مکان گر جائے فصل تباہ ہو [illegible] جائے تو سود خور کے پوں بارہ ہو جاتے ہیں، اور وہ ان مصائب کا [illegible] اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ بہت [illegible] ایسے موقعوں پر نہایت نیک بلند جذبات سے متاثر ہو کر ضرور تمند [illegible] مندی کرتے ہیں اور مناسب فائدہ بھی اُٹھاتے ہیں لیکن زیادہ تر [illegible] ہوتے ہیں۔ اور وہ اچار جیوں کی طرح ایسے مرتبوں کے انتظار میں رہتے ہیں اس سپرٹ سے بھی آدمی کی آتما اتنیہ کرن اور من ملین (میلے) ہو جاتے ہیں۔ وہ محنت نہیں کرتے اور دوسروں کی محنت پر پلنے والے [illegible] سے خیرات خوروں کی طرح نکمے اور غیر ہمدرد ہو جاتے ہیں۔

انہیں دنیا اور اسکی دولت بیحد عزیز ہے۔ اور اس سے دستبردار [illegible] ہونیکے لئے تیار نہیں۔ وہ کھاتے اچھا نہیں پہنتے اچھا نہیں۔ اگر ایک کی [illegible] ہو تو دوسرا ہمدردی کا اظہار کرنیکو تیار نہیں۔ اور کم حوصلگی اس حد تک [illegible] ہوتی ہے کہ ایک شخص کا ایک نہایت نزدیکی رشتہ دار ڈاکوؤں [illegible] سے بھاگ کر اسکے مکان میں پناہ لینے کیلئے آیا۔ تو اس نے خوف کے [illegible] اس نزدیکی رشتہ دار پر اپنے مکان کے دروازے بند کر دیئے بیچارا رشتہ دار [illegible] ذبح کر ڈالا گیا۔ مگر اس سے دروازہ نہ کھولا گیا اور نہ اُسے چھڑانے کیلئے [illegible] نکلنے کی جرأت کی، غرضیکہ ان کی بزدلی و خود غرضی اب ضرب المثل بن چکی ہے [illegible] اخوت، احسان اور اپکار کے جذبات کا ان میں فقدان [illegible] دنیا کی نگاہوں میں یہودیوں کی طرح دن بدن ذلیل ہوتے جا رہے ہیں۔ نہ ان [illegible] دولت ہے نہ جائداد۔ اور نہ عزت ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر [illegible] گھیب میں سینکڑوں سکھ کھتری، اور برہمن فوجی سردار تھے۔ سرکاری [illegible] فوجی سردار موجود تھے۔ حکام انکی عزت کرتے تھے۔ مقامی لوگ انکی عزت کرتے تھے۔ مگر شاہوکارہ و معمولی دکانداری جیسے ادنی پیشوں پر سپاہی پیشہ کو ان لوگوں نے قربان کر دیا کیونکہ فوج میں محنت کر کے روپیہ ملتا تھا اور ان پیشوں میں بغیر ہاتھ کے محض قلم چلانے سے روپیہ مل جاتا ہے اور ملتا بھی سپاہی [illegible] زیادہ ہے۔ یعنی نہ تو یہ لوگ زمیندار رہے نہ سپاہی۔ محض دوسروں کی کمائی [illegible] سرمایہ کے سود سے گذارہ کرنیکا پیشہ انہوں نے اختیار کر لیا جنہیں محنت [illegible] کرنی پڑتی روپیہ تو انہوں نے غریب اور سیدھے سادے لوگوں [illegible] جی بھر کے حاصل کیا۔ مگر ہر اعتبار سے گر گئے ......

لوگ ہیں، دنیا پرست لوگ ہیں، اور محنت و مشقت یا جان کو جوکھوں میں [illegible] روپیہ نہیں کمانا چاہتے بلکہ دوسروں کی کمائی سے اپنی تعلیم اور دماغی [illegible] اُٹھا کر روپیہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہر اعتبار سے گرتے جا رہے ہیں اور [illegible] ہیں اور دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ اس تمام گراوٹ، زوال اور ذلت کی [illegible] ایک سود خوری کارفرما ہے جو سود نہیں کھاتے وہ سردار ہیں، زمین [illegible] بہادر ہیں۔ اور باعزت ہیں، ان سے لکھو کھہا روپیہ سود خوروں نے حاصل [illegible] جنہوں نے حاصل کیا وہ من حیث القوم تباہ ہو رہے ہیں مگر [illegible] دیا وہ پھل پھول رہے ہیں۔ اسلئے اگر کوئی ہم سے پوچھے اور ہماری [illegible] پر عمل کرے تو کم از کم سکھوں کو سود خوری فی الفور من حیث القوم ترک کر دینی چاہیئے۔ اسے اچھا پیشہ نہیں سمجھنا چاہیئے اسے حتی الامکان ترک کر [illegible] مقابلہ میں یہ جگہ صنعت و حرفت اور زراعت و فوجی پیشے اختیار کرنے چاہئیں [illegible]

مکتوب حیدرآباد

۲۰ جولائی ۱۹۳۹ء

حضور نظام اور ہز مجسٹی کا خطاب

گذشتہ جمعہ بلدہ کی مشہور مکہ مسجد اور دیگر مساجد میں حضور نظام کو ہز مجسٹی کے خطاب کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

حیدرآباد اور وفاق

مجلس عاملہ حیدرآباد و وفاق ہند کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس نے حیدرآباد کے وفاق میں شرکت کے مسئلہ پر والیان ریاست کی کمیٹی منعقدہ بمبئی کی قرارداد کی روشنی میں غور کیا اور فیصلہ کیا کہ چونکہ حیدرآباد کی حیثیت دوسری ریاستوں سے جداگانہ ہے اس لئے اس کی مرضی کے خلاف شرکت وفاق پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ سیاسی رائے سے کسی قسم کا کوئی اثر برطانوی حکومت ہند یا محکمہ سیاسیات ہند استعمال کرے تو رعایا حیدرآباد صورت حال سے عہدہ برآہ ہونے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

اس قرارداد کو سر صدر اعظم بہادر کے پاس بھیجنے کی تجویز ہوئی ہے تاکہ کمیٹی کے اس عزم کو وہ حکومت اعلیٰ تک پہنچائیں اس امر پر بھی غور کیا گیا کہ اگر حیدرآباد کو شرکت وفاق پر مجبور کرنے کے قرائن پیدا ہو جائیں۔ تو کیا کارروائی کی جائے۔ یہ تجویز زیر بحث آئی کہ وائسریگل لاج دہلی پر حیدرآباد سے جتھے روانہ کئے جائیں جو اس امر کے اظہار کے لئے کہ حیدرآباد اپنی مرضی کے خلاف مجبور نہیں کیا جا سکتا اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں۔ ایک تحریک یہ بھی زیر غور آئی کہ ایک بااثر وفد حیدرآباد سے شملہ روانہ ہو کر وائسرائے سے ملاقات کرے آخرالذکر دو تجاویز قبل از وقت تصور کر کے جا کر فی الحال مسترد کر دی گئیں۔

ادارہ تحصیل معیشت

ادارہ تحصیل معیشت ایک سرکاری ادارہ ہے جس کی غرض ملک کے بے روزگاروں کے لئے روزگار فراہم کرنے میں مدد پہنچانا ہے۔ اس ادارہ کی مجلس مشاورت کا پہلا اجلاس حال ہی میں منعقد ہوا تھا۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام تعلیمات نے اس کا افتتاح فرمایا۔ نواب صاحب نے اپنی تقریر میں ان تمام تدابیر پر روشنی ڈالی۔ جو حکومت ملک میں بیروزگاری کو روکنے کے لئے اختیار کر رہی ہے۔ آپ نے اس ادارہ کے دائرہ عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی محکمہ کے اختیارات تقرر میں مداخلت کرنا ان کا کام نہیں ہے۔ اخیر میں نواب صاحب نے اخبارات سے اپیل کی کہ مجلس کی سرگرمیوں کی مناسب تشہیر کریں۔

حیدرآباد اور سرحدی مسلمان

سرحدی وفد کے ارکان کل شام کو حیدرآباد کے بعض مقامات کا تفصیلی دورہ کرنے کے بعد دہلی واپس ہو گئے۔ وفد دہلی کے آریہ سماجی لیڈروں کی درخواست پر حیدرآباد آیا ہوا تھا۔ دوران قیام میں اس وفد نے سرحدی مسلمانوں کا یہ پیام پہنچایا کہ سرحدی بھائی اور سرحد کے مسلمانوں کا بچہ بچہ اسلامی سلطنت حیدرآباد دولت آصفیہ کے وقار کے تحفظ کیلئے جان و مال سے تیار ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ سرحد والوں کو بیان کرنی نہیں آتیں وہ صرف بندوق، گولی اور موت سے فیصلہ کرتے ہیں۔

مجلس علماء دکن اور اتحاد المسلمین

صدر مجلس علماء دکن اور صدر مجلس اتحاد المسلمین کی طرف سے یہ متحدہ بیان شائع کیا گیا ہے کہ ان دونوں جماعتوں میں باہم نہ تو کوئی غلط فہمی نہ کبھی پیدا ہوئی ہے نہ اب ہے۔ بلکہ بحمد اللہ کامل اتحاد عمل ہے اور سیاسی مسائل کے لئے مجلس علماء کی رائے میں بھی اتحاد المسلمین ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ مجلس ہے۔

ریاست حیدرآباد میں اصلاحات

حیدرآباد دکن میں آئینی اصلاحات کی سفارشات کے لئے ایک کمیٹی حضور نظام کے حکم سے ۲۲ ستمبر ۱۹۳۷ء کو مقرر ہوئی تھی۔ جس نے اپنی رپورٹ مکمل کر کے حضور نظام کی خدمت میں پیش کر دی ہے اور اب ایک فرمان شاہی کے رو سے رپورٹ شائع کر دی گئی ہے

تجاویز اور سفارشات

رپورٹ نہایت مفصل اور جامع ہے اور اس میں تمام امور کی ذرا ذرا سی تفصیل پر بحث کی گئی ہے۔ کمیٹی کی سفارشات اور تجاویز کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ فرمانروا کے قطعی اور کامل اقتدار کے ماتحت حکومت کے ساتھ عوام کے مؤثر اشتراک عمل کی ضرورت ریاست کے داخلی اور خارجی استحکام کے لئے ناگزیر ہے۔

شہریت کے حقوق۔ نیاز مندی و مذہبی ارتباط، تقریر، تحریر اور تنقید عامہ کے حقوق کے استعمال کی آزادی ہونی چاہئے۔

مفادات کی نمائندگی۔ اجتماعی اداروں کے انتظام میں عوام کی منتخبہ نمائندگی مؤثر ہونی چاہئے اور کمیٹی کی یہ بھی قطعی رائے ہے کہ ایسی نمائندگی فرقہ وار یا علاقہ وار انتخابات کے ذریعہ نہیں ہونی چاہئے بلکہ جہاں تک حالات اجازت دیں۔ ہر ایسے ادارے میں نمائندگی کا انتظام مختلف معاشی اور دوسرے اغراض اور مفادات کی منظم انجمنوں کے ذریعہ ہونا چاہئے۔

مجلس قانون ساز

ریاست کی موجودہ قانون ساز مجلس میں اس طرح ترمیم کی جائے کہ اس میں غیر سرکاری عنصر کی اس طرح توسیع کی جائے کہ مختلف مفادات کی مؤثر انتخابی نمائندگی کی گنجائش فراہم ہو سکے کمیٹی کی تجویز ہے کہ مجلس قانون ساز ۷۷ ارکان پر مشتمل ہو۔

مجلس مقننہ کی تشکیل کے بارے میں حضور نظام نے اپنے فرمان شاہی میں یہ تجویز فرمائی ہے کہ اس کے ۴۲ ارکان منتخب ہوں اور ان کا انتخاب حسب ذیل طریق پر عمل میں لایا جائے۔

(۱) والیان سمستان و جاگیرداران ۲ (۲) معاش داران ۲ (۳) زراعت پیشہ ۲

زراعت پیشہ میں سے پٹہ دار ۸۔ اور کاشتکار ۸ کل ۱۶ ہے

(۴) مزدوری پیشہ مشاورت ۲ (۵) صنعت و حرفت ۲ (۶) تجارت ۲ (۷) بنک کاری ۲ (۸) پیشہ وکالت ۲ (۹) پیشہ طبابت ۲ (۱۰) گریجویٹ ۲ (۱۱) مجلس اضلاع ۲ (۱۲) اضلاع کے بلدیات اور قصباتی کمیٹیاں ۲ (۱۳) بلدیہ حیدرآباد ۲۔

نامزد ارکان

اور مجلس مقننہ کے ۳۳ ممبر حسب ذیل طریق پر نامزد کئے جائیں

۵۔ ارکان ذیل کے علاقوں سے:۔

(ا) سرسہ پائیگاہ ۳ - (ب) علاقہ پیشکاری ا (ج) علاقہ سالار جنگ ا

اور ۲۸ ارکان سرکار عالی کی طرف سے جن میں ۱۴ سرکاری اور ۱۴ غیر سرکاری ارکان ہوں گے۔

ارکان مذکورہ صدر کے علاوہ ارکان باب حکومت اور صرف خاص کے ۳ نمائندے جن کو حضور نظام مقرر کریں گے مجلس مقننہ کے ارکان ہوں گے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

ایک اور ارشاد قرآنی ــــ ماپ تول پورا ہو

پھر قرآن کریم میں حکم ہے یقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم (ھود ۱۱: ۸۵) اے میری قوم ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ یہ بھی کس قدر اعلیٰ اصول ہے۔ قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ بھی صحیح ماپ اور باٹ اور پورا ماپنے اور تولنے کی تاکید ہے۔ اور ان لوگوں پر افسوس ہے جو لینے اور دینے کے ماپ اور باٹ علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورا ماپ تول کر چیز لینا انسان کی فطرت میں ہے۔ وہ انسان کس قدر بدبخت ہے اور بد دیانت ہے جو لیتے وقت پورا ماپ تول کر لیتا ہے اور دیتے وقت کم دیتا ہے۔ اور جو شخص خدا کا حق بھی ادا نہیں کرتا اس پر بھی قرآن کریم میں افسوس کیا ہے

کامیاب اور معزز ہونے کا ایک گر

ایک جگہ فرمایا ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون تباہی ہو اس انسان پر جو اپنے حقوق پورے لیتا ہو لیکن دوسروں کو کم دیتا ہے۔ قرآن کریم کے ان احکام اور اس آیت پر بھی صوفیاء کرام نے بڑے بڑے لطیفے لکھے ہیں۔ ہر ایک انسان جو دوسروں سے چاہتا ہے وہی خود کرے اگر وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے عزت اور تہذیب سے پیش آیا کریں اور اس کا ادب لحاظ کریں تو اسے خود بھی دوسروں کیساتھ اسی طرح پیش آنا چاہیئے۔ اگر قرآن کریم کے ان احکام پر عمل کیا جائے تو انسان یقیناً کامیاب اور معزز ہو جاتا ہے وہ ایک چھوٹی دکان میں بیٹھ کر معمولی کاروبار کر کے بھی ترقی اور عزت حاصل کر سکتا ہے۔ مثلاً اسی حکم پر عمل کرے کہ چیزوں کو پورے ماپ تول سے دیا کرے تو درحقیقت ایک دکاندار کی اسی میں بڑائی، کامیابی اور نیک نامی ہے۔

ضروری نصیحت

ہماری جماعت پر خصوصاً اور تمام مسلمانوں پر عموماً اس بارہ میں بہت بڑا فرض عائد ہوتا ہے کیونکہ ہمارا دین اور ہماری شریعت مکمل ہے۔ افسوس ہم مسلمان ان چیزوں کی طرف سے غافل ہیں جو ہمارے اخلاق کی جڑ ہیں۔ ہمارے معاملات اور لین دین میں بہت غفلت ہے۔ بے شک آج وہی زمانہ ہے جس کی نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منہ امن الحلال ام من الحرام۔ لیکن ایسے ابتلاء کے زمانہ میں ہمارے لئے زیادہ ثواب حاصل کرنے کا موقع ہے ہم میں سے ہر ایک کو اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ نمونہ مسلمان بن کر دکھائے۔

مشاورتی مجالس

اصلاحاتی کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ نظم و نسق میں عوام کے اشتراک عمل کی غرض سے چند مشاورتی کمیٹیاں بنائی جائیں۔ اس سلسلے میں ایک تعلیمی کمیٹی بھی ہو گی۔ اس کمیٹی کے ماتحت چند اور کمیٹیاں بنائی جائیں۔ جو ابتدائی تعلیم، ثانوی تعلیم، تعلیم بالغان، ٹیکنیکل اور صنعتی تعلیم، جسمانی تعلیم، نسواں اور پست اقوام کی تعلیم سے متعلق امور میں مشورے دیں گی

مذہبی شکایات

کمیٹی نے ایک سفارش یہ بھی کی ہے کہ یہ معلوم کرنے کیلئے کہ حقیقت میں عوام کو حکومت سے مذہبی شکایات ہیں۔ حکومت ایک کمیشن مقرر کرے اور اس تحقیقات کے نتائج کی روشنی میں ایسی انسدادی تدابیر کی سفارش کرے جن کے بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔

فتنۂ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

فتنۂ غلو سے بچنے کا حکم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا صریح ارشاد قابل غور ہے فرماتے ہیں قل یاھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھوآء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سوآء السبیل (مائدہ) کہدے اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے گمراہ ہو چکے اور جو بہتیروں کو گمراہ کر چکے ہیں اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے ہیں۔

اسی حکم الٰہی کو پڑھ کر انسان کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ہر ایک دنیا کا فرزند جو اپنی بڑائی اور بزرگی کا متمنی ہوتا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے بڑی سے بڑی ہستی مانیں اور اس کو ماننے میں جس قدر بھی غلو سے کام لیں اس کے لئے خوشی کا موجب ہوا کرتا ہے لیکن یہ کیسی زبردست حق پرستی ہے کہ حکم ہوتا ہے کہ خبردار جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اپنی عقیدت اور ارادت میں غلو کے مرتکب نہ ہو جائیں یعنی حد سے نہ بڑھ جائیں کہ یہ طریق حق نہیں ہے اور ضلالت کا راستہ ہے اور اس طرح انسان خود بھی سیدھے راستہ سے بھٹک جاتا ہے اور بہتیرے دوسرے لوگوں کی بھی گمراہی کا موجب ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کیا حق پرستی کی اس سے بڑھ کر مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ صراط مستقیم پر اعتدال و توازن کے ساتھ قائم رہنے کا یہ حکم کس قدر دلپذیر ہے

غلو کی پہلی مثال ــــــ عیسائیت

یہ سچی بات ہے کہ جس قدر غلو نے دین حق کو نقصان پہنچایا ہے دین حق کی مخالفت نے نہیں پہنچایا۔ اس کی مثال ہمیں عیسائیت کی تاریخ میں نمایاں طور پر ملتی ہے۔ حضرت عیسٰی ابن مریم کی مخالفت یہود نے بہت سخت کی اور قوم نے عام طور پر انہیں قبول نہیں کیا۔ صرف معدودے چند آدمی ان پر ایمان لائے۔ لیکن باایں ہمہ ان کی تعلیم دنیا میں پھیلی اور بڑے زور سے دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چھا گئی مگر افسوس ہے کہ غلو نے اس تعلیم کو ایسا بگاڑا۔ کہ بجائے مفید ہونے کے مضر ہو گئی۔ حضرت عیسٰی کو بجائے نبی ماننے کے اور توحید الٰہی کو ان کے مشن کا اصل مقصود قرار دینے کے انہیں خدا بنا کر شرک کا فتنہ تمام دنیا میں پھیلا دیا گیا۔ گویا اس غلو نے ان کے سارے مشن پر پانی پھیر دیا۔ بلکہ اس تعلیم کو نسل انسانی کے لئے اس قدر مضر بنا دیا۔ کہ قرآن کریم کو نہایت سخت وعید کے الفاظ میں اس کا ذکر کرنا پڑا۔ فرماتا ہے تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا۔ ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ (مریم)

ترجمہ:۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں۔ اس بات کی وجہ سے کہ لوگوں نے خدائے رحمٰن کا بیٹا قرار دیا۔

دیکھئے۔ وہی مسیح ہے جو برگزیدہ نبی ہے۔ خدا کا رسول ہے۔ نبی ہے جس کے ماننے میں اس زمانہ میں انسان کی نجات وابستہ تھی۔ لیکن اسی کے ساتھ ارادت اور عقیدت میں جہاں غلو ہوا سارا کھیل بگڑ گیا۔ اُسے انسان کے لئے پیار اور محبت اور اخلاص اور عقیدت کی وجہ سے جہاں نبی کے مرتبہ سے بڑھا کر خدا بنایا اور معاً اس درجہ کی ضلالت اور گمراہی میں جا پڑے جس کی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر جائیں۔ اتنا وعید کسی حق کی مخالفت اور تکذیب پر نہیں سنایا گیا جتنا اس غلو پر سنایا گیا۔ وجہ یہی کہ حق کے مخالف حق سے ٹکرا کر خود مٹ جاتے ہیں اور اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ لیکن حق کے ماننے والے خود اگر غلو کی وجہ سے اس کی شکل بگاڑ دیں تو اس سارے مشن کا باقی کچھ نہیں رہتا۔ دیکھو تو اس غلو نے آخر حضرت مسیح کے مشن کو بجائے مفید ہونے کے مضر بنا کر رکھدیا۔

غلو کی دوسری مثال ــــــ محمودیت

اسلام میں بھی مسلمانوں نے بعض جگہ غلو سے کام لیا ہے یہ پیر پرستیاں۔ قبر پرستیاں بزرگوں اور ولیوں کے ساتھ محبت اور ارادت میں غلو کا ہی نتیجہ ہے کہ خدا کی طرح انہیں پوجنے لگ گئے۔ لیکن وضاحت کے لئے ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔ چودھویں صدی کے سر پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ مجددیت کیا۔ مسیح اور مہدی دو لقب تھے جو اس صدی کے مجدد کو جناب الٰہی کی طرف سے دیئے گئے تھے۔ آپ کا مشن کتنا عظیم الشان تھا۔ کہ اسلام کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کر کے دکھاتا اور اس کی تبلیغ واشاعت کو دنیا کے کناروں تک پہنچاتا۔ لیکن جب بعض مریدوں نے ارادت اور عقیدت میں غلو کر کے انہیں مجددیت سے بڑھا کر نبی اور رسول بنا دیا۔ جس کے نہ ماننے سے انسان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو آپ کے سارے مشن پر پانی پھر گیا۔ دنیا میں اسلام تو نہ پھیلا البتہ کفر ایسا پھیلا کہ سوائے چند ہزار یا زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ احمدیوں کے باقی سب مسلمان کافر بن گئے۔ اگر یہ سچ ہو تو سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی بعثت سے نفع ہوا یا نقصان۔ ظاہر ہے کہ نقصان۔ کیونکہ اسلام تو نہ پھیلا کفر پھیل گیا مجھے افسوس ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے جب تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء میں یہ خطرناک عقیدہ تراشا تو یہ نہ سمجھا کہ اس کا اثر کیسا خطرناک پڑیگا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس عقیدہ سے انہوں نے خود اسلام کی جڑ پر تبر رکھدیا۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت عملاً منسوخ ہو گئی۔ صحابہؓ اور مسلمانوں کی ۱۳۰۰ برس کی تبلیغ دعوت اسلام کی ساری محنت خاک میں مل گئی۔ میاں صاحب کیا بنا بیٹھے ظاہر ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ سیاسی میدان میں ان کی سعی ان کیلئے کوئی ریاست بنا دے تو عجب نہیں لیکن اسلام کی خدمت انہوں نے ایسا کیا کی ہے جو آگے کسی قسم کی امید ہو۔ ہاں انہوں نے نہ صرف احمدیت کے مشن پر پانی پھیر دیا بلکہ اسلام کی بھی شکل بگاڑ دی کیونکہ میاں صاحب نے اپنی سطاع الکل خلافت سے اسلامی حریت و جمہوریت کو تباہ اور برباد کر دیا اور ختم نبوت کے معنی اجرائے نبوت کے لیکر اسلام کی وحدت اور جماعت کو پارہ پارہ کر دیا۔

غلو کی تیسری مثال ــــــ شیعیت

مسلمانوں میں غلو کی ایک اور مثال شیعیت ہے۔ [illegible] جس شخص سے محبت اور عقیدت وارادت ہوتی ہے اس کے [illegible] اہل بیت سے محبت ہونا بھی لازمی امر ہوتا ہے لیکن اس محبت میں [illegible] غلو پیدا ہو جائے تو پھر وہی ضلالت و گمراہی کا گڑھا سامنے [illegible] کون مسلمان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اہل بیت سے محبت نہیں کرتا۔ اور ان کی عزت کرنا ضروری نہیں سمجھتا لیکن [illegible] اس محبت اور عقیدت میں غلو کے مرتکب ہوئے خواہ اخلاص سے [illegible] کسی سیاسی غرض سے۔ انہوں نے اسے ایسا رنگ دیا جو تمام اسلامی [illegible] جماعت و وحدت کے لئے سخت مضر اور خطرناک ہو گیا۔ حضرت علیؓ کی محبت اور عزت کی خاطر ضروری نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ [illegible] دی جائیں۔ کسی شخص کی خوبیاں اگر دوسروں کی عیب شماری کئے بغیر نمایاں نہیں ہو سکتیں تو وہ کیا خوبیاں ہوئیں۔ یہ اہل بیت کی محبت میں ناحق کے غلو کا نتیجہ ہے ورنہ جو کامیابیاں اور اسلام کا غلبہ [illegible] حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں نظر آتا ہے وہ حضرت علیؓ کی امارت میں نہیں نظر آتا۔ ہم حضرت علیؓ کو خدا کا برگزیدہ اور مقرب مانتے ہیں مگر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ جو نصرت الٰہی کا نظارہ [illegible] دکھائی دیتا ہے وہ اگر حضرت علیؓ کے ساتھ نظر نہ آئے تو اس سے کیسے آنکھیں بند کر لیں کسی واضح حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن غلو حق پر مبنی نہیں ہوتا۔ وہ ایک برگزیدہ انسان کو اس کی حیثیت سے [illegible] بڑھا چڑھا کر دکھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے مرتبہ میں غلو [illegible] تک کیا گیا کہ ان میں سے بعض نے انہیں خدائی کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ چنانچہ شیعوں کے بعض فرقے مثلاً اثنا عشریہ اور نصیریہ حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ عام طور پر شیعوں اور ان کے [illegible] لوگوں میں یہ روایت بہت مشہور ہے کہ معراج میں رسول اللہ صلعم کے سامنے کھانا جب جناب الٰہی کی طرف سے پیش ہوا اور آپ نے کھانا کھانے سے انکار کیا تو سراپردہ الٰہی سے ایک ہاتھ نکل کر آپ کے ساتھ کھانا کھانے لگا جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہچان لیا کہ وہ حضرت علیؓ کا ہاتھ ہے۔ بلکہ آپ نے وہ انگشتری بھی پہچان لی جو آپ نے حضرت علیؓ کو دی تھی اور جسے وہ انگلی پر پہنا کرتے تھے۔ جس کے معنی [illegible] ہیں کہ خدائی پردہ کے اندر حضرت علیؓ جلوہ افروز تھے۔ [illegible] کس نے نہیں سنا۔ غرضیکہ طرح طرح سے حضرت علیؓ اور امام حسین علیہ السلام کی نسبت غلو کیا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں جب [illegible] مرزا صاحب نے ایک دفعہ لکھدیا کہ میں امام حسین سے افضل ہوں تو لاہور کے مشہور شیعہ مجتہد علی حائری صاحب نے ایک رسالہ لکھا جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو تمام انبیاء سے افضل قرار دیا اس میں انہوں نے بتایا کہ آدمؑ کی جو توبہ قبول ہوئی یہ حضرت امام حسین کے طفیل ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام جو طوفان سے بچے یہ سب حضرت امام حسین کا طفیل تھا۔ حضرت یوسفؑ کنوئیں سے [illegible] حضرت اسمٰعیلؑ کی جگہ دنبہ ذبح ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ آگ سے [illegible] رہے۔ حضرت موسٰیؑ سمندر سے پار ہو گئے۔ حضرت عیسٰیؑ یہودیوں کے ہاتھ سے مصلوب ہونے سے بچے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کے ہاتھ سے بچے۔ بلکہ ان پر فتح پائی۔ یہ سب امام حسین کی طفیل۔ الغرضیکہ کائنات میں جو کچھ انبیاء و رسل کے [illegible] مہربانیاں ہوئیں۔ یہ سب حضرت امام حسینؓ کی [illegible] غلو کی کوئی انتہا نہیں۔ اور اس غلو نے [illegible]

وہ تاریخ اسلام میں خون کے حرفوں سے لکھا ہوا موجود ہے اور شیعہ سنی کے جھگڑے نے جو نقصان پہنچایا۔ اور آج تک [illegible] بازی کے لئے ستیاگرہ کی شکل میں جیسا کچھ یہ مسلمانوں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا رہا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔

معاصرین کے افکار

غلو در غلو کی مثال

خدا کی شان اہل تشیع میں بھی بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے۔ جنہیں خود ان کے علماء نے بھی غلات کا نام دیا ہے۔ غلات غالی کی جمع ہے۔ گویا اہل تشیع کے علماء کے نزدیک بھی وہ فرقے غالی ہیں۔ اور ہمارے نزدیک وہ غالی در غالی ہوئے۔ ان میں ایک فرقہ اسماعیلیہ تھا۔ ان میں امامت کی شان نبوت سے افضل مانی جاتی تھی۔ سر آغا خاں صاحب اسی فرقہ کے امام ہیں جنہیں ان کے مرید مظہر الوہیت سمجھتے اور اکثر انہیں سجدہ بھی کرتے ہیں۔ اسی اسماعیلیہ فرقہ کی ایک اور شاخ تھی۔ فرقہ باطنیہ جس کا بانی حسن بن صباح تھا۔ ان میں امامت کا وجود قائم قیامت سمجھا جاتا تھا۔ عقیدہ یہ تھا کہ جب امام قائم آ گیا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ قیامت قائم ہو گئی۔ لہذا شریعت ظاہر کا بھی اس کا جوا لوگوں کی گردن سے اٹھ گیا۔ اب باطنی شریعت کا عمل دخل ہو گا اور اس کا علم سوائے امام کے اور کسی کو نہیں ہوتا۔ اس لئے جو وہ حکم دے۔ بس عین دین ہے اور اس کی تعمیل بلا چون و چرا کرنا مرید پر فرض ہے۔ حسن بن صباح نے کوہ البرز کی سرسبز اور دلفریب وادیوں میں ایک مصنوعی جنت بنا کر اور رہبت سے نوجوانوں کو بھنگ پلانے کے بعد بیہوشی میں وہاں پہنچا کر ان کے دل پر یہ اثر ڈالا کہ قائم امام کے وجود سے قیامت قائم ہو گئی اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسی دنیا میں ہمیں جنت میں پہنچا دیتا ہے۔ گو وہاں کا قیام عارضی ہوا کرتا تھا کیونکہ فقط اثر ڈالنا مقصود تھا۔ یہی وہ لوگ تھے جو اپنے اس عقیدہ کی وجہ سے فدائیوں کا کام دیتے اور امام کے کہنے سے وہ کچھ کر گزرتے تھے جو نہ کرنا چاہئے تھا۔ جان پر کھیل جانا ان کے لئے کوئی بات ہی نہ تھی۔ صدہا آئمہ مسلمین نے ان کے خنجروں کے ذریعہ جام شہادت پیا۔ بڑے بڑے سلاطین ان کے خنجروں سے کانپتے تھے۔

فرقہ شیخیہ اور مرزا علی محمد باب

اہل تشیع کے اندر جو غلات پیدا ہوئے۔ انہی میں سے ایک فرقہ شیخیہ تھا جو امام مہدی غائب کی ہمیشہ موجودگی کے قائل تھے اور ایسے وجودوں کے بھی قائل تھے جو ان سے در پردہ تعلقات رکھتے ہیں اور جن کے ذریعہ امام غائب سے مومنین شیعہ کو وقتاً فوقتاً ہدایات ملتی رہتی ہے۔ انہی درمیانی وجودوں میں سے ایک مرزا علی محمد تھا وہ باب اس لئے کہلاتا تھا کہ امام غائب کے لئے وہ بطور دروازہ کے تھا جس کے ذریعہ امام غائب سے ہدایات ملتی رہتی ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اس شخص نے خود ہی امام مہدی کا دعویٰ کر دیا اور صاحب وحی و الہام ہونے کا دعویٰ کر کے ایک کتاب البیان پیش کر دی جس کے متعلق اس کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ خدا کی طرف سے بذریعہ وحی اس پر نازل ہوئی ہے۔ مرزا علی محمد باب کی حیثیت چونکہ اب خود امام مہدی کی ہو گئی تھی۔ اس لئے اس کے مرید فرقہ شیخیہ سے کٹ کر الگ ہو گئے اور بابی کہلانے لگے۔ لیکن علی محمد باب کے اس افترا علی اللہ پر چھ برس سے زیادہ نہ گزرے تھے جو گورنمنٹ ایران نے اسے قتل کر دیا۔

بابی اور بہائی

مرزا علی محمد کی وفات کے بعد بابی فرقہ دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ ایک تو اصل بابی یا اہل البیان تھے جنہوں نے مرزا علی محمد باب کا جانشین مرزا یحییٰ صبح ازل کو مانا اور یہی اصلی اور صحیح جانشین تھا۔ اور دوسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے ایک شخص مرزا حسین علی بہاء اللہ کو اپنا امام اور پیشوا مانا۔ یہ شخص اصل سلسلہ سے سرکشی کر کے ایک نئے عقیدہ اور نئے مذہب کا بانی ہوا۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے اس کے مرید بہائی کہلاتے ہیں۔ یاد رہے کہ میں یہاں بابیوں اور بہائیوں کی تاریخ نہیں لکھ رہا۔ جب کسی نے ان کی مفصل تاریخ پڑھنی ہو تو حضرت مولانا محمد علی صاحب کی انگریزی کتاب دی بابی موومنٹ پڑھے جس میں انہوں نے ان کی مفصل تاریخ نہایت مستند حوالجات کی بنا پر لکھی ہے اور ان کے عقائد پر مفصل بحث کی ہے۔ میں صرف یہاں غلو سے جو فتن پیدا ہوئے ان کا ذکر مختصر کر رہا ہوں۔ البتہ یہ ضرور دکھانا چاہتا ہوں کہ بہاء اللہ صاحب نے جو پوزیشن اختیار کی تھی وہ پوزیشن کیا وہی تھی جو ایک ملہم یا نبی اور رسول کی ہوتی ہے یا اس سے بالکل مختلف تھی۔ اس کی وجہ یہ کہ آجکل کے بعض تازہ بہائی لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ مظہر الوہیت فقط ایک اصطلاح ہے۔ ورنہ نبی و رسول سے بڑھ کر بہاء اللہ کا کوئی دعویٰ نہ تھا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اسی دھوکے کو شکست اذہام کرنا چاہتا ہوں و باللہ التوفیق۔

(باقی آئندہ)

نظام اسلامی میں اجتہاد کی اہمیت

جو لوگ دور سے کسی چیز کو محض سرسری نظر سے دیکھ کر رائے قائم کر لیتے ہیں، ان کی رائے عموماً غلط ہوا کرتی ہے۔ ایسی ہی غلطی وہ لوگ کر رہے ہیں جنہوں نے قرآن کا غائر مطالعہ نہیں کیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر تحقیقی نظر نہیں ڈالی اور محض پہلے سے قائم کردہ مفروضات کی بنا پر فیصلہ کر دیا کہ اسلام اب سے ۱۳ سو برس پہلے ایک مذہبی تحریک تھی جو اس زمانہ کے مخصوص تمدنی حالات میں تو بلا شبہ مفید ثابت ہوئی۔ مگر اب حالات بہت بدل چکے ہیں۔ اس زمانہ کے حالات میں وہ پرانا مسلک کچھ فائدہ مند ثابت نہ ہو گا۔ اس غلط فہمی کے پیدا ہونے اور جڑ پکڑنے میں خود مسلمانوں کے اپنے طرز عمل کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ انہوں نے خود بھی اسلام کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اور اسے ایک تحریک (Movement) کے بجائے محض زمانہ سلف کی ایک مقدس میراث بنا کر رکھ دیا۔

اگر ایک سلیم الفطرت آدمی اپنے ذہن سے تاریخی اور سیاسی تعصبات اور پیشگی مفروضات کو نکال کر اسلام کا سائنٹیفک مطالعہ کریگا تو اس پر یہ حقیقت خود بخود منکشف ہو جائے گی کہ اسلام کسی خاص زمانے کی مذہبی تحریک نہیں ہے جس کی بنیاد وقتی اور مکانی حالات پر ہو۔ بلکہ یہ ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو انسانی فطرت کے حقائق پر مبنی ہیں اور عام قوانین فطری کے ساتھ کامل موافقت (Harmony) رکھتے ہیں۔ انسان کے حالات اور ضروریات خواہ کتنے ہی بدل جائیں مگر اس کی فطرت ہر حال میں یکساں رہتی ہے۔ زمانہ خواہ کتنے ہی پلٹے کھائے بہرحال کائنات فطرت اور قوانین میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ لہذا جو فطری اصول طوفان نوح کے وقت انسانی زندگی کے لئے مفید تھے وہی اس بیسویں صدی عیسوی میں بھی مفید ہیں اور وہی سنہ ۵۰ عیسوی میں بھی منزل سعادت کی طرف انسان کی رہنمائی کے لئے کافی ہوں گے۔ تغیر جو کچھ بھی ہو گا۔ ان فطری اصولوں میں نہیں بلکہ بدلتے والے حالات پر ان کے انطباق (Application) میں ہو گا۔ اسلام کی اصطلاح میں اس کا نام اجتہاد ہے یعنی اصولوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ کر قانون کی اسپرٹ کے مطابق نئے حالات پر منطبق کرنا۔ اور یہ اجتہاد ہی وہ چیز ہے جو نظام اسلامی کو ایک محرک یا متحرک (Dynamic) نظام بناتا ہے اور اس کے قوانین کو حالات و ضروریات کے مطابق مرتب (Adjust) کرتا رہتا ہے۔

(ترجمان القرآن)

پروگراموں کی انارکی

اے عزیزان اسلام! آپ دنیا بھر کی اسلامی انجمنوں کے پروگرام کو دیکھ جائیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ ہر ایک نئے سے نئے شگوفے کھلاتے ہیں کوئی جماعت وطنیت کی پجاری ہو گی۔ کوئی سوشلزم کی حامی ہو گی۔ کسی پر انقلاب کا جنون سوار ہو گا۔ کوئی روٹی کے لئے ہلا رہا ہو گا۔ لیکن ان تمام پروگراموں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملیگا کہ جس کا دل پروردگار عالم کی یاد سے سیراب ہو۔ آج تم کو تعلیم پر بھروسہ ہے۔ سیاسیات پر تکیہ ہے جلسوں اور جلوسوں کی آس ہے۔ قرار دادوں اور ریزولیوشنوں کی دھن ہے نعروں اور ہنگاموں پر اعتقاد ہے لیکن اللہ کی ذات پر کوئی اعتقاد نہیں ہے تم نے اس کی رضا اور اس کے توکل کو اپنے دلوں کے حجرے سے باہر نکال کر پھینک دیا ہے اور اب تمہیں صرف وہی پروگرام مرغوب ہیں جن میں یاد خدا کا کوئی دخل نہ ہو۔

اچھی طرح سمجھ لو کہ جب تک تمہاری گردنیں بارگاہ خداوندی کی زمین بوسی کے لئے تیار نہ ہوں۔ تم کتنی ہی شورشیں کیوں نہ اٹھاؤ۔ غلامی کی موت کسی حال میں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ (ایمان)

”نئی تعلیم“

”نام بتاؤ، چار ایسے باجوں کے جن کے تار بجائے جاتے ہیں! اور تین ایسے باجوں کے جو منہ سے بجتے ہوں“

”نام لکھو، پانچ ایسے فلموں کے جو تمہارے خیال میں بہترین ہوں۔ مع ان کے ممتاز اداکاروں کے!“

آپ کہتے ہوں گے کہ یہ سوالات کسی ایسے پرچہ امتحان کے معلوم ہوتے ہیں جو پیرس یا نیو یارک کے کسی ”میوزک کالج“ یا ”آرٹ اکاڈمی“ میں آیا ہو۔ جی نہیں، قیاس غلط ہے۔ سوالات ایسے پرچہ سے منقول ہیں جو آپ کے ہندوستان ہی کے شہر لاہور کے زنانہ کالج کے امتحان ”معلومات عامہ“ میں آیا ہے اور جن کی اشاعت لاہور کے جریدہ ”اسلام“ نے پبلک کی معلومات عامہ دخاصہ دونوں میں اضافہ کی خاطر کر دی ہے۔

مبارک ہیں وہ شریف زادیاں جو یہ تعلیم پا پا کر اپنے گھرانوں کا نام روشن کریں۔ مبارک تر ہیں وہ والدین جو اپنی صاحبزادیوں کی ان روشن خیالیوں کا نظارہ کر کر کے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بہم پہنچائیں اور مبارک ترین تمدن کے علمبردار وہ جانشین اخبارات جو اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے ان کمالات کو عین دلیل ترقی قرار دے دیکر شاباش اور زندہ باد کے نعرے بلند کرتے رہیں! ——— دہلی اور لکھنؤ کے بڑے سے بڑے رنگین مزاج تاجداروں اور نوابوں کے زمانہ میں بھی گویوں اور سازندوں، بھانڈوں اور رقص کرنے والے طائفوں کو ”علم“ اور ”تعلیم“ کی یہ سرپرستی کہاں حاصل تھی؟ ——— لیکن ترقی کی منزل اب بھی ذرا دور رہی ہے۔ ابھی انگلستان کی طرح ساری تدابیر اختفار و آلات منع حمل کے باوجود ناجائز ولادتوں کا شمار کم از کم ۴۰ ہزار سالانہ تک تو پہنچ لے۔

(صدق)

علمی معلومات

مزاج کا مطالعہ

اشخاص کے مزاج کی تین قسمیں ہوتی ہیں، ایک وہ جو اپنی طبیعت کی اندرونی کیفیات ( ) کے مطالعہ کے عادی ہیں، دوسرے وہ جو صرف اپنی ظاہری کیفیات ( ) کا مطالعہ کرتے ہیں، تیسرے وہ جو اپنی دونوں کیفیتوں ( ) پر نظر رکھتے ہیں۔

اگر کوئی شخص دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کے بجائے گھر میں بیٹھ کر دلچسپ کتابیں پڑھتا ہو، اجنبیوں سے ملنے میں گھبراتا ہو، اور اپنے اوپر بیجا اعتراض سے کبیدہ خاطر ہوتا ہو، اپنے کپڑے اور ظاہری شکل کا زیادہ خیال رکھتا ہو، کسی اہم بات کا فیصلہ کرنے میں دوسروں کی رائے پسند نہ کرتا ہو، خاموشی سے سوچتے سوچتے مضمحل ہو جاتا ہو ... کئی دوستوں کے بجائے صرف ایک مخلص دوست سے انس اور محبت رکھتا ہو، کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے اس کے ہر پہلو کو اچھی طرح سوچتا ہو، کسی بات کا فیصلہ کرنے سے پہلے اس کی اہمیت سے زیادہ اپنے اصول کو پیش نظر رکھتا ہو، تو اس کا مزاج اول الذکر قسم کا ہے اور وہ فطری طور پر خاموش، جفاکش، حساس اور عزت پسند ہوتا ہے وہ زیادہ تر خواب و خیال کی دنیا میں رہنا پسند کرتا ہے، اس مزاج کے لوگ تصنیف و تالیف، تلاش و تحقیق، آرٹ اور ایجاد کے زیادہ دلدادہ ہوتے ہیں، لیکن اس قسم کا مزاج متوازن نہیں ہوتا ہے، اس میں توازن پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایسے مزاج والے اشخاص کو جسمانی ورزش خوب کرنا چاہیئے، جسمانی ورزش کی تفریح میں ان کے دماغ کے رجحانات تخیل کی اونچی دنیا سے اتر کر ایک مناسب سطح پر آجاتے ہیں ایسے مزاج کے لوگوں میں دماغی یکسوئی رہتی ہے، وہ اپنے ماحول سے دلچسپی پیدا کر کے اس ناخوشگوار پہلو کو دور کر سکتے ہیں، اس کے لئے دوستوں سے ملنا، مصیبت میں ہمسایوں سے ہمدردی کرنا، مجلس بحث و مناظرہ میں حصہ لینا مفید ہے، اس قسم کی باتوں سے اپنی ذات کے ضروریات سے زیادہ احساس کو کم کرنے کا موقع ملتا ہے، جس سے اندرونی کیفیات کے مطالعہ کی شدت میں کمی ہوتی ہے۔

دوسری قسم کے مزاج کے وہ لوگ ہیں جن کو اپنے دوستوں سے اپنی زندگی کے واقعات اور تجربات بیان کرنے میں لطف آتا ہے، ان کو لوگوں کے سامنے اپنی رائے ظاہر کرنے میں جھجک نہیں ہوتی، نئے نئے لوگوں سے ملنے جلنے میں خاص مہارت رکھتے ہیں، اجنبیوں سے بندے ہوئے کمرے میں داخل ہونے میں حجاب نہیں کرتے، اپنی پسندیدگی و ناپسندیدگی میں متشدد ہوتے ہیں، کسی بات کی نفی میں جواب دینے میں نہیں گھبراتے، مواقع کا ہر قسم کا فائدہ اٹھاتے ہیں مباحثوں میں جلد مشتعل اور برافروختہ ہو جاتے ہیں، ان کے دوستوں کا حلقہ جتنا زیادہ وسیع ہوتا ہے، اتنا ہی زیادہ ان کو زندگی کا لطف ملتا ہے،

ایسے لوگ فطرۃً ہمیشہ خوش رہتے ہیں، ان کو کوئی غم اور فکر نہیں ہوتا عام طور سے وہ کھلاڑی، اداکار تماشوں کے منتظم، اور میزبان بہترین ہوتے ہیں لیکن ان کیلئے بھی چند نفسیاتی ہدایتیں ہیں، جن کے ذریعہ وہ اپنے مزاج کی اصلاح کر سکتے ہیں، عام طور سے ان کو اپنے مشاغل سے سطحی دلچسپی ہوتی ہے اس لئے وہ اپنی تمام قوتوں کو معاشرتی زندہ دلی میں برباد کر دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، انہیں اپنی جسمانی اور ذہنی قوتوں کو مجتمع کرنا چاہیئے، ان کے دل میں آزادی اور ذمہ داری کا احساس ہو اور جب وہ کسی کام کو شروع کریں، تو اس کو آخر تک پہنچائیں، اور جس کام میں کامیابی کی امید نہ ہو اس کو ہاتھ نہ لگائیں، ان کے لئے کھانے پینے، بولنے چالنے اور معاشرت کی دوسری دلچسپیوں میں حصہ لیتے وقت ضبط اور احتیاط بھی ضروری ہے، تاکہ ان کی گفتگو سے کسی شخص کی ذات پر حرف گیری نہ ہو، اور ان کے کام سے ناخوشگوار صورتیں نہ پیدا ہو جائیں۔

تیسری قسم کے لوگوں کا مزاج بہت متوازن ہوتا ہے وہ لوگ طبعاً نہ جنگجو ہوتے ہیں، اور نہ عزلت پسند وہ زندگی کے تمام مسائل کی پیچیدگیوں کو آسانی سے سلجھا لیتے ہیں، ہر قسم کے لوگوں سے تعلق قائم کر سکتے ہیں، ان کے کام میں دقت اور رکاوٹ کم پیدا ہوتی ہے ایسے لوگ، استاد، باپ، کپتان، اور تیماردار کے فرائض نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دیتے ہیں، مگر بعض اوقات ان کے مزاج کا رجحان مذکورۂ بالا دو قسموں میں سے کسی ایک کی طرف ہو جاتا ہے اس میلان کو روکنے کی آسان صورت یہ ہے کہ جب وہ اس قسم کا خطرہ محسوس کریں، تو ان کو فوراً کسی دلچسپ مشغلہ میں مصروف ہو جانا چاہیے۔

(معارف)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محی ولد اللہ دتہ ذات تیلی سکنہ گھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۴ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط - خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دلیا ولد محمد ذات کھچیانہ سکنہ نائی گرانوالی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ، ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۴ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط - خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ ولی ولد بہادر ذات سرگانہ سکنہ گجری تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ - ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۴ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گنگا رام ولد گوبند رام ذات بجاج سکنہ ککی نو تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ، ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۵ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط - خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ جوالا داس ولد بیلی رام ذات کتیال سکنہ ساہیر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ، ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۴ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط - خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ امیر چند ولد دلیا ذات برہمن سکنہ پیر کوٹ سدھانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۵ ۸/۳۶ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

رفتار عالم

اسلامی دنیا

—— استنبول ۲۲ر جولائی. معلوم ہوا ہے کہ سابق شاہ البانیہ احمد زوغو نے لندن میں قیام کا ارادہ ترک کر دیا ہے. اب وہ امریکہ جائیں گے جہاں آپ سیر و سیاحت کے علاوہ تجارت بھی کریں گے.

—— تازہ ترکی و عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ترکی نے زمانہ جنگ کے لئے ترک عورتوں کی ایک کور بنائی ہے. اس میں اب تک تین ہزار ترک خواتین بھرتی ہو چکی ہیں. انہیں حربی درسگاہ میں باقاعدہ تربیت دی جائے گی.

—— یہ تمام خواتین انجمن ہلال احمر کی ممبر ہیں. زمانہ جنگ میں ان کے فرائض حسب ذیل ہوں گے (۱) زخمی اور بیمار سپاہیوں کی فوری اور پہلی امداد (۲) ہوم نرسنگ. (۳) ہلال احمر سٹور کی حفاظت (۴) سپاہیوں کی مرہم پٹی اور خوراک کا انتظام اور موٹر ڈرائیوری.

—— استنبول کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ دنوں وزیر خارجہ مصر اور وزیر خارجہ ترکی کے درمیان انگورہ میں جن مسائل پر گفت و شنید ہوئی تھی. ان میں یہ مسئلہ بھی تھا کہ شام پر فرانسیسی انتداب کا خاتمہ کر کے اسے ترکوں کے حوالے کر دیا جائے اور فلسطین سے برطانی انتداب کو ختم کر کے اسے حکومت مصر کے حوالے کر دیا جائے.

—— مشہور ترکی اخبار "قاسم" نے مطالبہ کیا ہے کہ شام و فلسطین ترکوں کے حوالے کر دیئے جائیں. کیونکہ ان پر حکمرانی کا حق صرف ترکی کو پہنچتا ہے اس طرح برطانیہ اور فرانس کو جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا. عرب ممالک میں اس مطالبہ سے زبردست دلچسپی پیدا ہو گئی ہے.

—— حکومت یمن کے مشہور جزیرہ "شیخ سعید" پر اطالوی قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں. لیکن حکومت یمن کسی حالت میں یہ جزیرہ اٹلی یا کسی اور سلطنت کے حوالے کرنے کیلئے آمادہ نہیں ہے اس نے مدافعت کا ہر ممکن سامان مہیا کر لیا ہے. برطانیہ اور فرانس بھی چاہتے ہیں کہ اٹلی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو. کیونکہ یہ جزیرہ جنگی لحاظ سے بہت اہم ہے اس پر اٹلی کا قبضہ برطانیہ اور فرانس کے لئے طرح طرح کی مشکلات پیدا کر دے گا.

—— بغداد کے مشہور اخبار "البلاد" کا بیان ہے کہ پانچ اعلیٰ ترکی افسر عرب کے جنگی انتظامات کو دیکھنے کے لئے حجاز پہنچ گئے ہیں. معلوم ہوا ہے کہ حکومت یمن و حجاز نے بدوؤں کی فوجی تعلیم و تربیت کی توسیع کی رفتار تیز کر دی ہے. ۴۰ سال کی عمر تک کے لوگوں کے لئے فوجی قواعد لازمی کر دی ہے. حکومت کی طرف سے ان کو جدید اسلحہ بھی دیئے گئے ہیں.

—— اسی سلسلہ میں ایک اطلاع یہ ہے کہ غازی عصمت انونو صدر جمہوریہ ترکی نے شاہان ممالک عربیہ کو حفاظت حرمین کی طرف توجہ دلائی ہے اور ۶۰ جدید قسم کے جنگی طیارے جو حال ہی میں روس سے خریدے گئے ہیں. ترکی ہوا بازوں کی زیر نگرانی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھیج دیئے گئے ہیں. کیونکہ عالمگیر جنگ کی صورت میں ہوائی حملہ کا خطرہ ہے.

—— غازی عصمت انونو کی تحریک پر ایران نے بھی کچھ طیارے شکن توپیں حفاظت حرمین کیلئے بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے.

—— امید ہے معاہدہ سعد آباد میں مصر، یمن اور حجاز کو بھی شامل کر لیا جائے گا.

—— بیت المقدس ۲۱ر جولائی. چند دنوں سے فلسطین میں جنگ و جدال اور قتل و غارت کا سلسلہ بند تھا. لیکن کل دفعتاً متعدد مقامات پر گولی چلنے کے واقعات عمل میں آئے. تل ابیب اور دوسرے دو شہروں میں ۸ دفعہ گولی چلی ہے.

ہندوستان

—— کلکتہ ۲۳ر جولائی. بنگال کے سیاسی قیدیوں کی بھوک ہڑتال بدستور جاری ہے. سر ناظم الدین ہوم منسٹر نے اعلان کیا ہے کہ حکومت اس بھوک ہڑتال سے مرعوب ہو کر اپنی پالیسی اور فیصلے کو ترک نہیں کر سکتی.

—— کلکتہ ۲۳ر جولائی. آج بنگال اسمبلی کی کانگرس پارٹی کے صدر مسٹر سرت چندر بوس نے سر ناظم الدین سے دو مرتبہ ملاقات کر کے بھوک ہڑتال قیدیوں کی رہائی کے متعلق تبادلہ خیالات کیا.

—— ناگپور ۲۱ر جولائی. سی. پی اسمبلی کے ضمنی انتخاب میں مسلم لیگ کو ایک اور فتح حاصل ہوئی. مشرقی برار کے دیہاتی مسلم حلقہ سے اس نے مسٹر احمد حسین کو کھڑا کیا تھا. وہ کانگرسی امیدوار مسٹر شاہ رخان کے مقابلے میں ڈیڑھ ہزار ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہو گئے.

—— کلکتہ ۲۲ر جولائی. بنگال کے کانگرسی بھوک ہڑتال قیدیوں کے معاملہ کو آل انڈیا معاملہ بنانا چاہتے ہیں. انہوں نے کانگرسی وزارتوں کو مستعفی ہو جانے کی بھی درخواست کی ہے.

—— ریاست حیدر آباد میں اصلاحات کا اعلان ہو چکا ہے جس کا خلاصہ اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے. انگریزی ولایتی اخبارات اور ہندوستان کے ذمہ دار حلقوں نے ان اصلاحات کا خیر مقدم کیا ہے حتیٰ کہ مسٹر ساورکر صدر ہندو مہاسبھا نے بھی ان کو ترقی کی طرف ایک قدم قرار دیا ہے. امید ہے اب آریہ سماجی اپنی شورش ختم کر دیں گے.

—— ریاست حیدر آباد کے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت مجلس اتحاد المسلمین نے ان اصلاحات کو حکمران کے اختیارات اور مسلمانان دکن کیلئے مضر قرار دیا ہے اور ان میں ترامیم کا مطالبہ کیا ہے.

—— ایبٹ آباد ۲۲ر جولائی. امید ہے کہ ۲۵ر جولائی کو گاندھی جی گورنر صوبہ سرحد سے ملاقات کریں گے.

—— گاندھی اپنا صوبہ سرحد کا دورہ عنقریب ختم کر کے ۲۷ر جولائی کو واردھا جائیں گے. کشمیر جانے کا ارادہ بعض پراسرار وجوہ کی بنا پر انہوں نے ملتوی کر دیا ہے.

—— شملہ ۲۲ر جولائی. ایک اعلان مظہر ہے کہ فیڈریشن کے سلسلے میں والیان ریاست کی طرف سے جواب موصول ہونے کی مدت میں وائسرائے ہند نے ایک ماہ کا اضافہ کر دیا ہے یعنی میعاد یکم ستمبر تک بڑھا دی ہے.

—— اعلان میں وضاحت موجود ہے کہ یہ مدت اس لئے بڑھائی گئی ہے کہ والیان ریاست حکومت برطانیہ کی دعوت پر اچھی طرح غور کر سکیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حکومت برطانیہ دستاویز شمول وفاق کے سلسلے میں از سر نو اصولی گفت و شنید کا آغاز کرنا چاہتی ہے.

—— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ ریاست حیدر آباد نے وفاق میں شریک ہونے سے قطعی طور پر انکار کر دیا ہے.

—— شملہ ۲۱ر جولائی. برما اور ہندوستان کے دفاع کے سلسلہ میں دونوں ممالک کے درمیان جو بات چیت شملے میں ہو رہی تھی. وہ آج ختم ہو گئی. معلوم ہوا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان مشترکہ بچاؤ کے بارے میں گہرے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں.

—— اچانک حملہ کی صورت میں دفاعی اقدامات کے سلسلے میں ایک لمبی چوڑی سکیم مرتب کی گئی ہے جس کے ماتحت دونوں ممالک ضروری معاملات میں ایک دوسرے کی امداد کریں گے.

—— ایک بنگالی انجینئر نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کو انجن کیساتھ لگا دینے سے ریلوے ٹرینیں ہر قسم کے حادثات سے محفوظ ہو جایا کریں گی.

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۴ر جولائی. ہسپانیہ میں از سر نو شورش پھیل رہی ہے چند سابق جرنیل اس شورش میں حصہ لے رہے ہیں اور عوام کو حکومت کے خلاف بھڑکا رہے ہیں.

—— چین و جاپان کے درمیان جنگ بدستور جاری ہے. جاپانیوں کی پیش قدمی کی رفتار بہت سست ہو گئی ہے. اب بہت سے حلقوں میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ جاپان چین کو فتح نہیں کر سکتا.

—— وارسا ۲۴ر جولائی. حکومت پولینڈ نے اپنے قطعی فیصلہ کا اعلان کیا ہے کہ اگر ڈانزگ کا مسئلہ صلح صفائی سے حل نہ ہوا تو پولینڈ جنگ کریگا.

—— ٹوکیو ۲۴ر جولائی. ایک جاپانی خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ مانچوکو اور خارجی منگولیا کی سرحد پر خونریز معرکے ہو رہے ہیں جن میں بمبار طیارے بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں. آج خارجی منگولیا کے ۸۰ بمبار طیاروں نے جنگ میں حصہ لیا جن میں سے ۳۹ کو جاپانیوں نے نیچے گرا کر تباہ کر دیا.

—— لندن ۲۴ر جولائی. یورپ کے بعض ذمہ دار حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ ڈانزگ کے معاملہ میں مسولینی نے ہٹلر کے ساتھ نہایت سرد مہری کا برتاؤ کیا ہے جس کی وجہ سے ہر ہٹلر کے حوصلے پست ہو گئے ہیں اور اس نے ڈانزگ سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے.

—— بعض مدبرین کا خیال ہے کہ ہر ہٹلر اب ڈانزگ کو نظر انداز کر کے اپنی توجہ ریاستہائے بلقان کی طرف مبذول کرے گا.

—— لندن ۲۴ر جولائی. برطانیہ کے بہت سے حصوں میں طوفان رعد و برق نے خوفناک تباہی مچا رکھی ہے. لندن اور دوسرے شہروں میں بہت سے مکانات تباہ ہو گئے ہیں.

—— لندن ۲۴ر جولائی. روما کے سیاسی حلقوں میں اس خبر سے سنسنی پھیل گئی ہے کہ مسولینی اور ہر ہٹلر میں شدید اختلافات رونما ہو گئے ہیں اور مزید اختلافات پیدا ہونے کی توقع ہے.

—— روما ۲۴ر جولائی. عنقریب بحر روم میں اطالوی بحری بیڑے کی مصنوعی جنگ ہو گی.

—— لنکھائی ۲۴ر جولائی. روس اور منگولیا کی فوجیں مانچوکو کی سرحد عبور کر کے جاپانی علاقہ میں داخل ہو گئی ہیں. خونریز جنگ ہو رہی ہے آج جاپانی فوجوں نے جوابی حملہ کیا. جس میں کئی سو بمبار طیاروں نے حصہ لیا.

—— لندن ۲۴ر جولائی. دار العوام میں مسٹر سموئیل ہور وزیر خارجہ نے آئرش ریپبلکن پارٹی کی دہشت انگیزی کے انسداد کے لئے ایک مسودہ قانون پیش کیا.

—— مسودہ پیش کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہمارے پاس ایسی اطلاعات موجود ہیں. جن کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ دہشت انگیزوں کو بیرونی طاقتوں کی امداد حاصل ہے. اگر دہشت انگیزی کی تحریک کو دبایا نہ گیا تو ملک کا امن خطرے میں پڑ جائے گا.

—— ماسکو ۲۲ر جولائی. طاس ایجنسی کی اطلاع ہے کہ برلن میں جرمنی اور روس کے درمیان تجارت اور قرضہ کے متعلق گفت و شنید دوبارہ شروع ہو گئی ہے.

—— لندن ۲۴ر جولائی. حکومت برطانیہ کے پاس پہلے ہی ضرورت سے زیادہ پٹرول موجود ہے اس کے باوجود زمین دوز ذخیرے بنائے جا رہے ہیں جن میں لاکھوں گیلن پٹرول جمع کیا جائے گا.

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کی قابلیت اسکی فراست سے ظاہر ہوتی ہے

محسوس اور مشہود چیزوں پر ایمان لانے سے کوئی ثواب نہیں مل سکتا۔ ایک مسجد یا درخت یا آفتاب کی ہستی پر ایمان لانے والا اور اُن کے وجود کا اعتراف کرنے والا کسی جزا کا مستحق نہیں ہے۔ لیکن جو شخص کسی مخفی امر کو عقل و فکر سے معلوم کر کے اس پر ایمان لاتا ہے تو بلاشک وہ قابل تعریف فعل کرنیوالا ٹھہرتا ہے اور ہر قسم کی مدح و تعریف کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ جب ہر ایک امر کا کامل انکشاف ہو گیا تو پھر اجر کیا؟ مثلاً اگر کوئی شخص ۲۹ دن کے ہلال کو دیکھتا ہے تو اس کی نظر قابل تعریف سمجھی جاتی ہے لیکن اگر کوئی شخص چودہ دن کے چاند کو جب وہ بدر ہو چکا ہو اور ساری دنیا میں اس کی کامل روشنی پھیل چکی ہو دیکھ کر لوگوں کو کہتا پھرے کہ آؤ میں تمہیں چاند دکھاؤں تو وہ مسخرا اور فضول گو ٹھہرایا جائے گا۔ غرض ہر شخص کی قابلیت اس کی فراست سے ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ امور اخفاء میں رکھے ہیں اور کچھ ظاہر کر دیئے ہیں۔ اگر وہ ہر ایک امر کو بالکل ظاہر کر دیتا تو ایمان کا ثواب جاتا رہتا اور اگر ہر ایک امر کو وہ پردہ اخفاء میں رکھتا تو جملہ مذاہب تاریکی میں دبے رہتے اور کوئی امر بھی قابل اطمینان نہ رہتا اور کوئی مذہب دوسرے کو غلطی پر نہ کہہ سکتا اور نہ ہی مواخذہ کا اصول قائم رہ سکتا۔ کیونکہ یہ تکلیف مالایطاق تھی جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے انسان کے لئے ہلکا سا امتحان رکھا ہوا ہے جس میں کوئی لمبی چوڑی مشکلات نہیں۔ باوجودیکہ دوسرا عالم ایسا اَدق ہے کہ انسان کی سمجھ سے باہر ہے اور جو شخص وہاں جاتا ہے واپس نہیں آتا تاہم اللہ تعالیٰ نے انوار و برکات کا ایک سلسلہ قائم کر رکھا ہے جس کے ذریعہ سے اسی دنیا میں پتہ لگ جاتا ہے اور آخرت کے مخفی امور متحقق ہو جاتے ہیں۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار زمیندار کی غلط بیانی کی تردید

ہمارے البانوی طلبہ جامع ازہر میں بدستور تعلیم حاصل کر

ہماری جماعت کے دو باہمت البانوی نوجوان مسٹر اپشطی اور مسٹر ایوب کروجا دینی تعلیم کے لئے لاہور آئے اور چند سال مرکز میں مقیم رہ کر دینی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اس کے بعد وہ عربی زبان کی تحصیل کے لئے مصر جا کر ازہر قاہرہ میں شریک ہو گئے۔

روزنامہ "زمیندار" اور بعض دوسرے مقامی اخبارات میں یہ غلط خبر شائع ہوئی ہے کہ جامع ازہر کے ارباب حل و عقد نے انہیں احمدی ہونے کی وجہ سے جامع سے خارج کر دیا ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ خبر صحیح نہیں ہے یہ دونو نوجوان بدستور ازہر کے طالب علم ہیں۔ ہماری معلومات کا سب سے قابل ذکر ذریعہ ان کے اپنے خطوط ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ قاہرہ کے "الفتح" اخبار نے جو تنگ خیال و تنگ نظر مصری ملانوں کا ترجمان اور تحریک احمدیت کا مخالف ہے ان طلباء کے خلاف بہت شور مچایا اور ان کو ازہر سے خارج کرانا چاہا لیکن وہ اپنے نامبارک مقصد میں کامیاب نہیں ہوا اور انشاء اللہ آئندہ بھی نہ ہوگا۔ یہ دونو نوجوان اپنے تعلیمی مشاغل کے ساتھ حتی الامکان تبلیغی خدمات بھی انجام دیتے رہتے ہیں اور احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کے ازالہ کی کامیاب سعی کر رہے ہیں۔

تمام افراد جماعت ان نوجوانوں کیلئے جو کہ اپنے مرکز اور وطن سے ہزاروں میل دور پردیس میں مقیم ہیں خلوص دل سے دعا کریں۔

اخلاقِ نبوی کی ایک نمایاں خصوصیت

تعمیرِ قومی کا راز ——— اپنوں کی قدردانی

{ از حضرت مولانا صدر الدین صاحب }

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاتعداد دلربا خصوصیات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ حضورؐ اپنوں کی بڑی قدردانی کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خداتعالیٰ کی صفت شاکر سے اپنے تئیں رنگین کر رکھا تھا۔ جس طرح خداتعالیٰ اپنے بندوں کی سعی کی قدردانی کرتا ہے اسی طرح وہ ستودہ صفات ذات جو صفت الشاکر کی مظہر اتم تھی۔ بندگان الٰہی کی سعی کی قدردانی کرکے ان کو اپنے جذبۂ عشق و محبت میں محو کر دیتی تھی۔ حضورؐ کا اعتقاد تھا کہ وہ شخص جو بندگان الٰہی کی سعی یا احسان کی قدردانی نہیں کرتا گویا وہ خداتعالیٰ کے انعامات کی قدردانی نہیں کرتا۔ فرمایا لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس۔ حضورؐ نے خود اس پر عمل کرکے دکھایا۔ جیسا کہ حضورؐ ہر احکامات پر عمل کرکے دکھاتے تھے۔ جو ان کی زبان مبارک سے نکلتی تھی۔ یا جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ اُن کے عمل کا ذکر شروع کیا جاتا ہے جو خود ہی اس مضمون کو واضح کرتا ہے اور ہزار دلچسپی کا موجب ہے۔

ذیل میں چند واقعات درج کئے جاتے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف بڑے آدمیوں ہی کی قدردانی نہیں کی بلکہ حضورؐ نے چھوٹے آدمیوں کی بھی قدردانی کی ہے۔ صہیب و بلال، سلمان، وغیرہ غیر طبقوں میں سے تھے مسافر و بیکس تھے۔ زید اور یاسر اگرچہ عرب تھے لیکن بہت کم حیثیت تھے زید تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے درم دے کر خریدا ہوا تھا جن کو انہوں نے حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا حضرتؐ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ زید پر حضور کے کرموں کا بڑا گہرا اثر تھا اور عشق و محبت میں یہاں تک ترقی کر گئے تھے کہ جب اُن کے والد اور دوسرے رشتہ داروں نے حضرتؐ کے حضور میں آکر درخواست کی کہ زید کو اجازت مرحمت فرمایئے کہ ہمارے ساتھ اپنے وطن میں چلا جائے تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس کو پورا اختیار دیتا ہوں اگر وہ چاہے تو اپنے بزرگوں کیساتھ وطن کو چلا جائے۔ اس پر زید نے کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو محبت میرے ساتھ رکھتے ہیں اور جو احسانات میرے اوپر کرتے ہیں وہ ماں باپ کی محبت اور کرم سے بدرجہا بڑھ کر ہیں اس لئے میں حضور کی خدمت میں رہنے کو ماں باپ کیساتھ چلا جانے پر ترجیح دیتا ہوں حضورؐ نے اس کے صلہ میں زید کے متعلق فرمایا کہ زید میرے اہل بیت میں سے شمار ہوگا۔ حضورؐ جو فرماتے تھے وہ صرف دل خوش کن الفاظ نہ ہوتے تھے بلکہ ہر ایک شخص یقین کرتا تھا کہ یہ حقیقت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنے شاہی خاندان کی لڑکی، اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کی شادی زید سے کر دی۔ پھر انکے کمالات کی قدردانی یہاں تک کی کہ ان کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور اُن کے بیٹے اسامہ کو بھی فوج کا کمانڈر مقرر فرمایا۔ فتح مکہ کے دن اسامہ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ حضورؐ کیساتھ ایک ہی اونٹنی پر سوار تھے۔

بلال کی شکل و شباہت کا نقشہ لفظ حبشی سے سامنے آجاتا ہے۔ وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سفید رنگ عربوں کی نظر میں نیچا تھا۔ لیکن حضرت نبی کریمؐ نے ان کو مؤذن مقرر کرنے کے علاوہ اپنے گھر کے تمام امور کا اختیار دے رکھا تھا اور بلالؓ کی نسبت فرمایا انی اسمع دق نعلیک بین یدی فی الجنة کہ تو جنت میں میرے آگے آگے چلے گا اور یہ امر ایسا یقینی ہے کہ میں تیرے پاؤں کی آہٹ سن رہا ہوں۔

سلمانؓ فارسی سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ ایک دن ان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ آخری زمانہ میں سلمان کی نسل سے ایک انسان پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا پر بھی اُٹھ گیا ہوگا تو لنالہ رجل من ابناء فارس، الغرض حضور تمام غریب الوطنوں اور غریب مزاج انسانوں سے بڑی محبت کرتے تھے اور اسی کرم کی تائید میں ایک آیۃ شریفہ اُتری ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ان غربا کو اس آیت کے نزول نے اور بھی معزز کر دیا اور وہ فخر سے اس بات کا ذکر کرتے تھے کہ ہمارے حق میں یہ آیت اُتری اور فخر کیا کہ حضور علیہ السلام کے تعلقات کا یوں ذکر کرتے تھے وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقعد معنا ویدنو منا حتی تمس رکبتنا رکبتہ وکان یقول معکم المحیا ومعکم الممات یعنی حضورؐ ہم میں مل کر بیٹھا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ لگ جاتے تھے حتیٰ کہ ہمارے گھٹنے حضور کے گھٹنوں کو مس کرتے تھے۔ اور حضورؐ فرماتے میرا جینا اور مرنا تمہارے ہی ساتھ ہوگا، اسی طرح حضور کے کرم اور طبیعت کے حسن کی بات سنیئے حضرت انس نے دس سال حضورؐ کی خدمت کی وہ کہتے ہیں حضور نے اس دس سال کے عرصہ میں مجھے کسی امر پر ملامت نہیں کی اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا اور میری خدمت کی وجہ سے میری والدہ کا احترام کرتے تھے اور میرے چھوٹے بھائی سے محبت کرتے تھے ایک دفعہ میرا بھائی آیا تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا کہ ما فعل النغیر۔ تیری چڑیا کا کیا حال ہے؟ اس سے اس کا دل باغ باغ ہو گیا اور خود ہمارے دلوں پر کیفیت طاری ہو گئی۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی حضورؐ نے ان کو بھلایا نہیں ان کی سہیلیوں کی بھی قدر کرتے تھے، ان کو گوشت وغیرہ بطور تحفہ بھیجتے رہتے تھے۔ اس پر حضرت عائشہ رشک کھاتی تھیں اور ایک دفعہ کہنے لگیں کہ میں ابوبکرؓ کی لڑکی باکرہ۔ نوجوان، سیرت و صورت میں ہر طرح ترجیح کے قابل ہوں لیکن آپ مری ہوئی بڑھیا کا ذکر تے رہتے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا کہ خدیجہؓ نے مجھے اس وقت مانا جب کہ میرا ماننے والا کوئی نہ تھا اور مال سے اس وقت میری مدد کی جبکہ میں نادار تھا۔ یہ وفا اور قدردانی جو ایک وفات یافتہ خاتون کے متعلق بھی حضرتؐ کے اعمال سے ظاہر ہوتی تھی زندوں کے اعتماد کو بڑھاتی اور ان کی گرویدگی کو دوچند کر دیتی تھی۔ خود حضرت عائشہؓ کی جو قدردانی حضورؐ نے کی وہ تمام مسلمانوں پر عیاں ہے۔ حضرت عائشہؓ کی ہمشیرہ اسما بنت ابوبکرؓ کا بھی بڑا احترام کرتے تھے۔ اُمہات المومنین میں سے ہر ایک کی گواہی ہے کہ حضورؐ اس قسم کے شوہر تھے کہ اس سے بہتر ہو نہیں سکتا۔ اگر قریشی بیویاں خوش تھیں تو مصر کی مریم جو پہلے عیسائی تھیں وہ بھی خوش تھیں اور خیبر کی صفیہ جو پہلے یہودن تھیں وہ بھی انتہا درجہ کی خوش تھیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حلیمہ سعدیہ کے ہاں بچپن میں پرورش پائی تھی۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ اپنی دایہ کو اماں کرکے پکارتے تھے۔ ایک دفعہ اس کی قوم کے مرد اور عورتیں کثیر تعداد میں جنگ میں بطور قیدیوں کے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ حلیمہ سعدیہ ان کو چھڑانے کے لئے آئیں۔ بدو عورت تھیں، حالت خراب تھی، سفر کی وجہ سے ان پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ لشکر کی فرودگاہ میں چلی آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے لئے سفید چادر بچھائی اور ان کو اکرام و محبت کے ساتھ بٹھایا تمام لشکر حیران ہو کر پوچھتا تھا کہ یہ کون عورت ہے۔ حضورؐ فرماتے کہ میری اماں حلیمہ سعدیہ ہیں۔ حلیمہؓ نے آنحضرت صلعم سے یوں خطاب فرمایا، اے محمدؐ تو نے اپنی خالاؤں اور پھوپھیوں کو قید کر لیا یہ کیا کیا! حضرتؐ نے فوراً ان قیدیوں کو آزاد کر دیا جو قریش کے حصہ میں آئے تھے اور ظہر کے وقت باقی تمام مسلمانوں سے درخواست کی کہ حلیمہ سعدیہ میری اماں ان قیدیوں کی رہائی کے لئے آئی ہیں ہم نے قریش کا حصہ تو آزاد کر دیا ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ تم لوگ بھی اپنے حصہ کے قیدیوں کو آزاد کر دو" اس پر لوگوں نے خوشی سے باقیماندہ قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دفعہ حلیمہ سعدیہ کی لڑکی شیما آئیں اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں شیما ہوں۔ آپ میرے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور کھیل میں ایک دفعہ آپ نے خفا ہو کر میری پیٹھ پر کاٹا جس کا نشان اس وقت تک موجود ہے، اس نے وہ نشان دکھایا حضورؐ نے فرمایا انعمی عندنا مکرمة محببة آپ میرے ہاں قیام کیجئے گا۔ میں آپ کی اکرام اور محبت کیساتھ تواضع کروں گا۔

حبشہ کے لوگ آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ حضورؐ نے خود اُٹھ کر کمر باندھی تاکہ ان کی تواضع کریں اور بار بار فرماتے تھے کہ ان لوگوں نے ہمارے دوستوں کے ساتھ جب حبشہ میں ہجرت کر گئے تھے بڑی نیکی و احسان کا سلوک کیا تھا۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس احسان کے بدلے میں جہاں تک ہو سکے ان سے حسن سلوک کریں اور اپنے ہاتھ سے ان کی خدمت کریں۔

حضرت خالدؓ کی شجاعت کی بہت تعریف کرتے اور ان کا احترام کرتے تھے۔ اُن کو "سیف اللہ" کہکر پکارتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے تدبر، امانت و دیانت کی وجہ سے بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے ان کو "امین الامۃ" کہکر پکارتے۔ کسی نے تیراندازی کے جوہر دکھائے تو ان کی قدردانی ہوئی، کسی نے قرآن کریم حفظ کیا تو قدردانی ہوئی کسی نے اچھے لحن سے قرآن کریم پڑھکر سنایا تو اس پر ہی فریفتہ ہیں اور اس کو کہتے ہیں لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد یعنی تجھے خدا نے لحنِ داؤدی عطا کیا ہے۔ حضرت حسانؓ اچھے شعر کہتے تو ان کے متعلق فرماتے تھے کہ حسان روح القدس کی تائید سے شعر کہتا ہے۔ الغرض سب کی قدردانی فرماتے تھے اور جو قدردانی حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خدمت سے کی وہ تو اُمت پر عیاں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی نسبت فرماتے ہیں ان امن الناس علی۔ حضرت ابوبکرؓ نے سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کیا۔ حق دوستی بھی ادا کیا ہے اور اپنا مال بھی مجھ پر صرف کیا ہے، حضرت عمرؓ نے جب اسلام قبول کیا تو حضورؐ نے بڑی خوشی کی اور اس زور سے اللہ اکبر کے نعرے لگائے کہ مکہ معظمہ گونج اُٹھا اور فرمایا کہ خدا نے آسمان پر عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کی خوشی کی ہے، ان کو فاروق کا خطاب دیا۔ پھر ساری عمر حضرت عمرؓ کی نازبرداری کی۔ حضرت عمرؓ نے حضرتؐ سے اختلاف رائے کا اظہار کیا اور بعض دفعہ بڑی سختی سے اختلاف کیا۔ لیکن حضرتؐ کی وفا اور

(باقی بر صفحہ ۹)

"الفضل" کی افسوسناک و غیر شریفانہ روش

جناب خلیفہ قادیان اور محمودی اکابر کی توجہ کے قابل

ہمارا اور محمودی جماعت کا اختلاف ایک ظاہر و مشہور حقیقت ہے۔ ہمارے نزدیک محمودی لوگ سخت غالی ہیں اور جناب میاں محمود احمد صاحب کے وضع کردہ مخصوص عقائد اور طرز عمل نے اسلام اور احمدیت کو بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے ــــــ تاہم ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ یہ اختلاف اصول و عقائد کے دائرہ تک محدود رہے لیکن محمودی اکابر و اخبارات نے ہماری اس خواہش کا کبھی بھی احترام نہیں کیا۔ یہ لوگ بالعموم تحریر و تقریر میں اخلاق و اصول کی پابندیوں سے آزاد ہو کر بد اخلاقی، سخت کلامی۔ دشنام طرازی اور ذاتیات پر اتر آتے ہیں۔ اخبار "فاروق" تو اخلاق کی ایسی سطح پر ہے جہاں سے شریفانہ انداز تحریر کی توقع ہی فضول ہے۔ لیکن افسوس جناب خلیفہ صاحب کے سرکاری آرگن "الفضل" کی حالت بھی اس بارہ میں سخت مایوس کن ہے اس اخبار کے ایڈیٹر اور مضمون نگار بالخصوص مولوی اللہ دتا عرف ابو العطا جالندھری صاحب اس بات کے عادی ہو چکے ہیں کہ وہ ہر وقت اور ہر موقع پر جماعت لاہور کے خلاف فضول گوئی کرتے رہیں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب مرحوم اور ہمارے بعض دیگر بزرگوں کی وفات پر ان لوگوں نے جو کچھ لکھا وہ لیئی اخلاق کا بہت ہی رنجیدہ منظر ہے بعض اوقات یہ لوگ ضابطہ اخلاق سے بے نیاز ہو کر بہت ہی بے قابو ہو جاتے ہیں اور اس وقت تک ان کے ہوش ٹھکانے نہیں آتے جب تک کہ ان کی خدمت میں "آئینہ" نہ پیش کر دیا جائے جس میں کہ یہ اپنے، اپنی جماعت اور اپنے پیر کی شرارت و اعمال کی کیفیت ملاحظہ کر سکیں۔

آجکل "الفضل" اسی قسم کے دورے میں مبتلا ہے اور اس لئے وہ کثرت سے اپنے صفحات جماعت لاہور کی مخالفت میں سیاہ کر رہا ہے۔ ہماری خاموشی کی وجہ سے اس کا جنون بڑھ رہا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دماغی توازن کو درست کرنے کے لئے کوئی چارہ سازی کی جائے چنانچہ آج کے مقالہ کا مقصد یہی ہے۔

جناب خلیفہ صاحب نے چند سال سے اپنے بڑھتے ہوئے سیاسی مشاغل کے بے پناہ مصارف کو پورا کرنے کیلئے فراہمی چندہ کی غرض ایک مستقل تحریک، "تحریک جدید" کے نام سے جاری کر رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے مریدوں کو سادگی و کفایت شعاری کی تلقین بھی فرماتے رہتے ہیں۔ تاکہ وہ اس طرح روپیہ پس انداز کر کے انکو زیادہ چندہ دے سکیں خیر ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ ہم تو جناب خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کے غلو اور بے راہ روی اور موجودہ روش کے مخالف ہیں۔ اور ان کی اصلاح چاہتے ہیں جب یہ چیزیں درست ہو جائیں گی۔ تو تمام بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اخبار "الفضل" نے اپنی ۳۰ جولائی کی اشاعت میں "تحریک جدید" کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ملاحظہ ہو:۔

"حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ مطالبات تحریک جدید کی مقبولیت دنیا میں"

اس مضمون میں پیر پرستانہ ذہنیت اور اندھی عقیدت کے ساتھ جناب خلیفہ صاحب کی مدح سرائی کی گئی ہے اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ "تحریک جدید" کے سلسلہ میں جناب خلیفہ صاحب نے اپنی جماعت کو جو تلقین کی ہے اب دنیا کی بڑی بڑی قومیں سلطنتیں اور ڈکٹیٹر اس کی تقلید پر مجبور ہو رہے ہیں۔

"تحریک جدید کے مطالبات (کو) دنیا میں عام مقبولیت حاصل ہوتی جا رہی ہے حتیٰ کہ بڑی بڑی حکومتیں بھی ان کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں تھوڑا ہی عرصہ ہوا یہ خبر آئی تھی کہ مسولینی نے اٹلی میں کھانے پر گوشت کی ایک سے زیادہ پلیٹوں کی ممانعت کر دی ......

جاپان کے لوگوں کو اپنے لئے سونا چاندی استعمال ترک کر دینے کی تحریک کی جا رہی ہے ......

شاہ جاپان نے اپنی عینک کا سنہری فریم تک حکومت کے حوالے کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو سادہ تمدن اختیار کر کے زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے...... چین کی حکومت نے بھی اسی طرح کیا۔"

"الفضل" کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ اٹلی، جاپان چین اور دوسری بڑی بڑی حکومتیں جناب خلیفہ قادیان کا تتبع کرتی ہیں بیچاری منتظر رہتی ہیں اور جب جناب خلیفہ صاحب تجاویز پیش فرماتے اپنی جماعت کے لئے فرماتے ہیں۔ یہ بھی ان پر عمل شروع کر دیتی ہیں مرید اپنے پیروں کی مدح سرائی میں بڑے بڑے مبالغے کیا کرتے ہیں لہذا ہمیں "الفضل" کے ان الفاظ پر ذرا بھی تعجب نہیں۔ اندھی عقیدت جو بھی کرے تھوڑا ہے ــــــ جب محمودی جماعت میں ایسے کہنے والے اور احمق بننے والے دونوں موجود ہوں تو یقیناً نتائج اسی قسم کے مضحکہ خیز خوش اعتقادیوں کی شکل میں ظاہر ہوں گے۔

لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ اس مضمون میں "الفضل" نے بلا وجہ جماعت لاہور کے خلاف فضول گوئی کی ہے۔ شاید اپنے پیر کی مدح سرائی کے ساتھ ساتھ جماعت لاہور کی ہجو محمودیوں کے نزدیک "تکمیل ایمان" کیلئے ضروری ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"اس تحریک کے اعلان پر بعض دشمنان ازلی نے حسب معمول اعتراضات کئے اور کہا اس میں کوئی ایسی بات نہیں جسے اس قدر اہمیت دی جاتی ہے۔ اعداء نے تو جو کچھ کیا۔ کیا تعجب ہے کہ وہ لوگ بھی زبان طعن دراز کرنے سے باز نہ رہ سکے جن کے امیر کی ساری عمر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خوشہ چینی میں بسر ہوئی۔"

"الفضل" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو بزرگ کہہ گئے ہیں کہ جو بوتل والی چھلنی کو بولنا نہیں چاہیئے" بالکل درست ہے لہذا "الفضل" اور اس کے ہم مشرب اس قسم کی باتیں کہنے کی بجائے خاموش رہا کریں تو بہتر ہے۔ کیونکہ ان کے نامہ اعمال میں جگہ جگہ اس قسم کے عیب ایسی ناگفتہ بہ چیزیں اور نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ اب چونکہ "الفضل" نے خواہ مخواہ ہمارے خلاف اپنے قلم کو حرکت دی ہے لہذا اب وہ بھی سن لے۔

ہم اعتراف کرتے ہیں کہ خلیفہ صاحب لیپ پوتی کے جوڑ توڑ خوب جانتے ہیں انہیں اپنی جماعت کو احمق بنانے کا فن آتا ہے۔ لیکن اسلام و احمدیت کی خدمت اور مسلمانوں کی بہتری کی کوئی اور مفید تجویز سوچنے کی اہلیت ان کے دماغ میں مطلق نہیں لہذا خوشہ چینی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کا طرز عمل آپ کے سامنے ہے۔ ہم کہتا کوئی بھی دیانتدار، شریف اور سمجھدار آدمی ان کی پیروی کا تصور تک نہیں لا سکتا۔ ہر زمانہ میں سچے اولو العزم لیڈر کے وقت سادگی و کفایت شعاری کی تلقین کیا کرتے ہیں یہ بات ان کی تو ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ کی مثالیں مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کا زمانہ ہمارے سامنے ہے۔ ان میں سادگی ہی سادگی نظر آتی ہے یہ لوگ اپنے مصارف کم کر کے روپیہ پس انداز کرتے اور راہ مولیٰ میں خدمت دین کے لئے دیتے۔ اگر جناب خلیفہ صاحب نے اپنے یا اپنی جماعت کے سیاسی مشاغل کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ایک جدید تحریک جاری کر دی اور چند تجاویز اپنے مریدوں کے سامنے رکھ دیں تو اس میں انہوں نے کونسا تیر مارا؟

اور خلیفہ صاحب میں ایک خصوصیت نظر آتی ہے کہ اپنے مریدوں کو تو سادگی و کفایت شعاری کی تلقین کرتے

مخلص اور را سیاسی لیڈروں کے برعکس ان کی اپنی زندگی نہایت پرتکلف اور مسرفانہ ہے۔ وہ نہ صرف اپنی ذاتی دولت کو بلکہ قوم کے روپیہ کو بھی نہایت بیدردی سے ضائع کر رہے ہیں بقول "الفضل" تحریک جدید کے مطالبات دنیا بھر میں قبولیت حاصل کر رہے ہیں لیکن افسوس قصر خلافت میں انہیں کوئی مقبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ یورپ کے سفر اور ویمبلی کی نمائش کی سیر اور پیرس کے اندر "یورپین سوسائٹی کے اخلاقی مفاسد کی ٹوہ" میں انہوں نے قوم کا جو تقریباً پون لاکھ روپیہ پھونک کے رکھ دیا تھا۔ وہ تو خیر پرانی بات ہو لیکن ان کا یہ اعتراف تو کچھ زیادہ پرانا نہیں کہ محمودی حکومت نے حکومت انگریزی کی حمایت اور کانگریس کی مخالفت میں لاکھوں روپے صرف کئے۔ پھر مقدمہ بازیوں، سیاسی جوڑ توڑ اور سودوں اور نیشنل لیگ جیسیوں کی سلامیوں پر جو ہزاروں روپے بیدریغ برباد ہو رہے ہیں وہ تو سب کے سامنے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں جناب خلیفہ صاحب نے تحریک جدید کی بنیاد رکھی اور اس کے چند ماہ بعد ہی اپنی کفایت شعاری اور سادگی کا یہ تماشا پیش فرمایا کہ ایک معمولی شہادت دینے کے لئے قادیان سے گورداسپور گئے تو نوابوں اور راجاؤں کی طرح سپیشل ٹرینوں کا اہتمام کیا گیا اور ہزاروں رضا کار خلیفہ صاحب کے جلوس میں تھے پھر روزمرہ کی ڈاکٹری رپورٹیں۔ لاؤڈ سپیکر اور عملہ کثیر سمیت طول و طویل سیاسی و تفریحی سفر یہ سب سادگی ہی سادگی اور کفایت شعاری ہی کفایت شعاری ہے۔

آجکل خلیفہ صاحب "ترجمہ قرآن" کے بہانے دھرمسالہ میں فروکش ہیں۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وہاں ان کی قیام گاہ کسی والئے ریاست کا کیمپ معلوم ہوتی ہے ——— وہی شان و شوکت اور وہی اہتمام۔ پھر ذرا سی بات پر قادیان اور دھرمسالہ کے درمیان تاریں چلتی ہیں۔ برق رفتار کاریں دوڑتی ہیں۔ ڈاکٹری رپورٹ کا تکلف یہاں بھی ہے نہ صرف خلیفہ صاحب کی ناسازی طبع بلکہ کل "اہلبیت" کی ڈاکٹری رپورٹ باقاعدگی کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔ بیچارے حشمت اللہ صاحب اسی ڈیوٹی پر مقرر ہیں کہ مرزا ناصر احمد صاحب کے اگزیما، مرزا انس احمد کی پیچش اور مرزا منور احمد کے شکم کی قراقر کسی اہلبیت کے نزلہ اور کسی کی نسلی اور کسی کی چھینک کا اعلان پوری باقاعدگی سے کرتے رہتے ہیں۔

ہم جناب خلیفہ قادیان اور سیر نماسہ پوش محمودی اکابر کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ "الفضل" اور اس کے مضمون نگاروں کو سمجھائیں ... انہیں تہذیب و شرافت سے بات کرنے کی تلقین کریں اور انہیں جماعت لاہور کے خلاف سخت کلامی و دشنام طرازی سے روکیں۔ ورنہ اگر پیغام صلح کے کسی جوشیلے نوجوان اور واقف اسرار مضمون نگار نے کوئی سچی کی سچی بات لکھ دی تو قصر خلافت ہی کیا۔ ساری محمودی جماعتوں میں ایک ناقابل بیان "ہلاہٹ" شروع ہو جائیگی اور قادیان کے ناظر صاحبان حکام کے دفاتر اور بنگلوں کے سامنے واویلا کرتے نظر آئیں گے ✦

شذرات

(از ایس محمد آصف۔ قادیانی۔ بی۔ اے)

تبدیلی مذہب پر پابندی

"مدراس میل" کے ایک تازہ مطبوعہ سے معلوم ہوا ہے کہ میسور مجلس وضع قوانین میں ایک بل مسٹر ڈی وی گنڈپا کی طرف سے پیش کیا گیا جس کا لب لباب یہ تھا کہ ایک ایسا قانون پاس کیا جائے کہ ہر وہ شخص جو اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہتا ہو وہ قانونی توسط اور تعارف سے ایسا کرے مذہب تبدیل کرنے سے پندرہ روز پیشتر حکام متعلقہ کو اطلاع دے اور پھر ایک ہفتہ بعد اطلاع دے کہ اس نے مذہب تبدیل کر لیا ہے ——— لیکن یہ ریزولیوشن شدید مخالفت کے بعد رد کر دیا گیا اور ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب میسور کی حکومت نے بھی اس بل کے مؤیدوں کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ اپنی نوعیت میں یہ ایک عجیب واقعہ ہے جس سے ہندو ذہنیت کافی حد تک مترشح ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا ریزولیوشن ہے جسے عقل سلیم ٹھکرا دیتی ہے اس کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ ضمیر کی آزادی کو مسخ کر دیا جائے دنیا میں ڈھونڈھے بھی ایسا ملک نہیں ملے گا جہاں ایسی غیر طبعی پابندیوں کے لئے انسانی دماغ میں خواہش پیدا ہوتی ہو یہ شرف صرف بھارت ورش اور اس کے متمدن باسیوں کو ہی حاصل ہے ——— حقیقت یہ ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا حکومت میسور نے مذہب تبدیل کرنیوالوں کو ورثہ اور جائیداد کے معاملہ میں کچھ سہولتیں عنایت کی تھیں اور یہ انہیں کی کھٹک ہے جس کی وجہ سے ایسے ضمیر سوز اقدامات شروع ہو گئے۔

آخر حکومت کو ضرورت ہی کیا ہے کہ وہ خواہ مخواہ رعایا کے مذہبی امور میں دخل انداز ہو حکومت کی طرف سے ہر فرد کو اپنے مذہبی خیالات پر پورا پورا اختیار ہونا چاہیئے تاریخ شاہد ہے کہ وہ حکومت جو رعایا کے مذہبی امور میں دخل دیتی ہے وہ بہت جلد ہی صفحہ ہستی سے رخصت بھی ہو جاتی ہے کیونکہ رعایا کے قلوب مکدر ہو جاتے ہیں راعی کو رعایا کی خوشنودی حاصل نہیں ہوتی جس کے نتائج نہایت فاسد نکلتے ہیں اور نتیجہ نہایت تباہ کن نکلتا ہے۔

یہ واضح امر ہے کہ اس ریزولیوشن کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ ہندوستان کے تبلیغی مذاہب کی کوششوں کو بارور نہ ہونے دیا جائے تاکہ ہندو کی اکثریت ہمیشہ محفوظ رہے مگر اکثریت کا مطلب یہ نہیں ہوا کرتا کہ اکثریت دنیا سے انوکھی، من مانی باتیں کیا کرے اور اس کی مرضی دوسرے کے ضمیر پر بھی دھاوا بول دے ——— افسوس کا مقام ہے کہ ہندو ذہنیت اس تعلق سے جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ہے انسانوں کو محروم کرنا چاہتی ہے مگر ان پر روشن ہونا چاہیئے کہ ضمیر پر ایسی پابندیاں عائد کرنے سے نتائج الٹ نکلا کرتے ہیں ✦

قادیانی رؤسا کا طرزِ عمل

سنہ ۱۹۱۴ء میں "الہلال" ہفتہ وار اسلامی مصور رسالہ میں ایک صاحب مشیر حسن قدوائی کے خطوط "اسلام لندن میں" کے عنوان سے چھپا کرتے تھے جن میں زیادہ تر ووکنگ مشن اور اس کی اسلامی خدمات پر روشنی ڈالی جاتی تھی انہیں مذکورہ بالا صاحب کا ایک خط الہلال مورخہ ۱۵۔۲۲۔ اپریل کی اشاعت میں شائع ہوا جس کا ایک اقتباس ہم درج ذیل کرتے ہیں :-

"پچھلے جمعہ کو خواجہ صاحب (یعنی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم) بوجہ علالت نہ آسکے تو عثمانی امام خیر الدین آفندی نے نماز پڑھائی اور خواجہ صاحب کے ایک ساتھی چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے۔ اور ایک احمدی طالب علم چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بی۔ اے نے بھی اسی امام کے پیچھے نماز پڑھی وغیرہ وغیرہ"

چودھری فتح محمد صاحب سیال قادیانی جماعت کے موجودہ نظام میں ناظر اعلیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں وہاں کے ارباب حل و عقد میں ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے اور چوہدری ظفر اللہ خانصاحب جو آجکل سر چودھری ظفر اللہ خاں ہیں ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں قادیانی حضرات جماعت لاہور کے متعلق عموماً کہا کرتے ہیں کہ انہوں نے طرز عمل میں تبدیلی پیدا کی مگر کوئی ان سے پوچھے کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھنے سے پہلے اپنی آنکھ کے شہتیر کی کھٹک محسوس نہیں کرتے ہو کیا؟ کیا جماعت قادیان کے پاس اس بات کا کوئی جواب ہے کہ ان کے عمائد پہلے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز کیوں پڑھا کرتے تھے ہمارے خیال میں کوئی نہیں۔ یقیناً ان لوگوں نے اپنے مسلک کو تبدیل کیا ہے اور الزام جماعت لاہور پر تھوپا جاتا ہے کہ وہ صحیح مسلک سے ہٹ چکی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ان بڑے لوگوں کا غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کرنا صاف بتاتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں یہ تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج تصور نہ کرتے تھے یہ تبدیلی بعد میں واقع ہوئی ہے اور مسئلہ تکفیر بعد کی ایجاد ہے۔

جلسہ مذاہب

چند روز ہوئے پیرس میں ایک جلسہ مذاہب منعقد ہوا تھا اس کے خطبہ افتتاحیہ میں سر فرانسس ینگ ہزبنڈ نے ... جو کچھ کہا اس کا ملخص یہ ہے۔

"ہمیشہ سے افراد نے خواہ ان کی حیثیت قوموں اور جماعتوں کی ہو اپنی آزادی کو حتمی طور پر منوایا ہے اور اپنی انفرادیت کو ہر صورت برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے مگر اس کے بالمقابل ایک اتحاد و یگانگت کے لئے بھی ہمیشہ سے سعی ہوتی رہی ہے جس کا مقصد اختلافات کو مٹانا اور ایک متحدہ مرکزی نقطہ پر پہنچنا ہے۔ سیاستدان جمعیت اقوام میں ایک بین الاقوامی سیاسی اور معاشی سمجھوتہ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اس جلسہ کا ماحول مجلس سرود بنا دیں اور یہاں سے ایسے میٹھے اور شیریں نغمات بلند ہوں کہ شش جہات میں ایک ارتعاش پیدا ہو جائے۔ قدرت نے تمام انسانوں میں خواہ وہ مشرقی ہوں یا مغربی، مسلمان ہوں یا عیسائی ہندو ہوں یا یہودی ایک وحدت رکھی ہے اس وحدت کو مضبوط کیا جائے اور اس مقام سے ایک روحانی سرچشمہ پھوٹ نکلے رفتہ رفتہ جس کی موجیں اور لہریں دنیا کے کناروں کو اپنی آغوش میں لے لیں"

فاضل خطیب کی پاک آرزوئیں نہایت قابل قدر ہیں مگر مغرب میں ان کا بروئے کار آنا ایک ناممکن سی بات ہے جب تک وہاں وطنیت اور قومیت کا زہر آلود تخیل موجود ہے جب تک سفید فام انسان جغرافیائی حدود میں مقید ہے اس وقت تک یہ نظریے کہاں پنپ سکتے ہیں۔ یورپ کے موجودہ مادی نظام کو ایک نظام اخلاق سے پاش پاش کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ نظام اخلاق جو مغرب کے مادی نظام کا مقابلہ کر سکے صرف اسلام ہے اور اسلام میں وہ طاقت ہے جو اخلاق اور انسانیت کی حکومت کو از سر نو دنیا میں قائم کر سکتا ہے ورنہ عیسائیت اور دیگر مذاہب تو مغربیت کے قدموں میں سجدہ ریز ہو کر گر پڑے مگر اسلام ایک اخلاقی، معاشی اور روحانی نظام کی وجہ سے مادیت کے لئے مسلسل پیکار ہے اسلام ہی وہ مذہب ہے جس سے ایک بین الاقوامی برادری معرض وجود میں آ سکتی ہے کیونکہ اس کی بنیاد ہی بین الاقوامی ہے اور اسلام کے پاک بربط میں سے ہی وہ پاک نغمات پھوٹیں گے جن سے شش جہات میں ایک ارتعاش پیدا ہو جائے گا۔

(ایس محمد آصف۔ قادیانی۔ بی۔ اے)

فتنۂ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

{از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب}

(۲)

بہاء اللہ کا دعویٰ مظہر الوہیت ہونے کا تھا

میں پچھلی قسط میں لکھ آیا ہوں کہ بعض تازہ بہائی اپنی لاعلمی کی وجہ سے یا دانستہ دھوکا دینے کی نیت سے ناواقف لوگوں کو یہ کہکر دھوکا دیتے ہیں کہ بہاء اللہ صاحب کا دعوےٰ نبی اور رسول ہونے کا تھا مظہر الوہیت کہنا فقط اصطلاح کی تبدیلی کی وجہ سے ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں یہ غلط ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ایک بہائی یا اُن کے شیدائی کا فرض ہے کہ "کتاب اقدس" میں سے جو بہائیوں کے نزدیک خدا کی کتاب ہے۔ یہ نکال کر دکھائے کہ بہاء اللہ صاحب نے مظہر الوہیت ہونے یا خدائی کا دعویٰ جو کیا ہے اس سے مراد فقط نبوت و رسالت ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں، جس طرح حضرت مرزا صاحب نے اگر نبی کا لفظ اپنے متعلق استعمال کیا تو ساتھ ہی اپنی کتاب میں اپنے قلم سے لکھدی یہ ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ و المخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک (حقیقۃ الوحی) کہ اللہ نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اس سے زیادہ مراد رکھے۔ پس بہاء اللہ صاحب نے اپنی آسمانی کتاب "کتاب اقدس" میں اگر نبی و رسول کے بجائے یہ ایک نئی اصطلاح اختیار کی تھی تو اُن کا یہ بھی فرض تھا کہ اسی کتاب اقدس میں اپنے قلم سے یا اگر خدا کتاب اقدس کا لکھنے والا تھا تو خدا خود اس اصطلاح کی تشریح کر دیتا۔ اور لوگوں کو اس غلط فہمی سے نکال دیتا جو کتاب اقدس کے پڑھنے سے ہوتی ہے۔ لیکن ایسی کوئی تحریر کتاب اقدس میں موجود نہیں۔ پھر زید یا بکر کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی طرف سے کہتا پھرے کہ مظہر الوہیت سے مراد نبوت ہے۔

بہائیوں کی کتاب اقدس میں کیا ہے؟

"کتاب اقدس" میرے پاس موجود ہے جو میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب سے پڑھنے کو عاریۃً لی ہے۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اس میں نہیں یہ نہیں لکھا ہے کہ مظہر الوہیت سے مراد نبوت رسالت ہے۔ اس کتاب کی ابتدا میں کچھ شریعت کے احکام میں جو ایک فقہ کی کتاب کی صورت میں درج ہیں۔ بعد میں وہ خطوط ہیں جو بہاء اللہ صاحب نے قید خانہ سے اپنے دوستوں کو لکھے تھے اور جنہیں الواح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سارا مجموعہ "کتاب اقدس" کہلاتا ہے۔ اسے پڑھکر حیرت ہوتی ہے کہ خدا یہی وہ کتاب ہے جو قرآن کی ناسخ ہے جس میں سوائے متشابہات کے اور کچھ بھی نہیں۔ توحید کا نام لے کر تمام کتاب بہاء اللہ پرستی یعنے انسان پرستی سے بھری ہوئی ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ اگر لکھنے والا کوئی مجنون نہیں تو پھر وہ ایک ایسا شخص ہے جو قید خانہ کے اندر پڑا ہوا اپنی تقدیر سے نالاں ہے کبھی بابیوں پر جو اس کے مخالف تھے بگڑتا ہے اور انہیں برا بھلا کہتا ہے اور کبھی اپنے دوستوں کو سبز باغ دکھاتا ہے۔ مگر اس شکوہ و آہ و فغاں کے ساتھ ساتھ کبر نفس اور تعلّی کا یہ عالم ہے کہ اپنے آپ کو مظہر الوہیت اور تمام آسمان و زمین کا خالق اور ان تمام آیات قرآنی کا مصداق بناتا ہے جو قیامت کے دن خدا کی مالک یوم الدین صفت کے ظہور اور خدا کی آمد اور اس کے انصاف اور فیصلہ اور نیکیوں کو نیک بدلہ اور بدوں کو سزا دینے کے متعلق ہیں۔ ان تعلّیوں کو پڑھکر حیرت ہو جاتی ہے۔

اختلالِ دماغ یا ڈھٹائی

کوئی انسان اگر کچھ کر کے دکھائے تو اس قسم کی تعلّیاں اسے زیب بھی دیتی ہیں۔ لیکن ایک شخص جو تمام عمر جیلخانہ میں پڑا سڑتا رہا۔ اور آخر کار جلا وطن ہو کر عکا میں جا کر مر گیا۔ وہ اگر یہ کہے کہ میرا آنا خدا کا آنا ہے اور قرآن میں جو لکھا ہے کہ خدا کا تخت بچھے گا اور اس کی عدالت قائم ہوگی، اور وہ نیکوں کو نیک بدلہ اور بدوں اور شریروں کو سزا دے گا اُن سب آیات کا مصداق میں ہوں اور میں ہی وہ ہستی ہوں جس نے مالک یوم الدین کی شان کیساتھ آنا تھا تو فرمایئے اسے اختلالِ دماغ نہ سمجھا جائے تو اور کیا سمجھا جائے اور اگر اختلالِ دماغ نہیں ہے تو پھر حد درجہ کی ڈھٹائی ہے کہ خود تو شریر لوگوں کے پنجے میں پھنسے ہوئے جیلخانہ میں پڑے سڑ رہے ہیں اور نیکوں کو کہیں سر چھپانے کو جگہ نہیں ملتی اور دعویٰ یہ ہے کہ میں دنیا بھر کی عدالت کرنے اور نیکوں کو نیک بدلہ اور بدوں کو سزا دینے آیا ہوں۔ کیا بہاء اللہ صاحب کی زندگی کے حالات اس دعویٰ سے ذرہ برابر بھی مطابقت رکھاتے ہیں یا اس کے بالکل برعکس ہیں۔

مشہور بہائی محفوظ الحق علمی صاحب سے ملاقات

کئی سال ہوئے ایک دفعہ دہلی میں محفوظ الحق صاحب علمی سے جو پہلے محمودی تھے پھر بہائیوں کے بہت بڑے مشنری بن گئے۔ گفتگو کا موقع ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ بہاء اللہ صاحب کا دعویٰ کیا ہے؟ انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ دائرہ نبوت ختم ہے۔ اور دائرہ الوہیت شروع ہے۔ چونکہ اب دنیا ارتقاء کے ماتحت بہت آگے نکل گئی ہے اس لئے اس کی ہدایت کے لئے اب نبوت کافی نہیں اس لئے نبوت ختم کر دی گئی۔ اب دنیا کی ہدایت کے لئے خود خدا کو آنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت بہاء اللہ میں خدا کا ظہور ہوا۔

محفوظ الحق صاحب کے دلائل

پھر انہوں نے قرآن کریم کی چند آیتیں پڑھیں جن کا مصداق انہوں نے بہاء اللہ صاحب کو بتایا۔ ان آیتوں میں سے دو عرض کرتا ہوں

واشرقت الارض بنور ربها ووضع الكتاب وجيء بالنبيين والشهداء وقضي بينهم بالحق وهم لا يظلمون ووفيت كل نفس ما عملت وهو اعلم بما يفعلون - (الزمر) اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی اور کتاب اور اعمالنامے رکھے جائینگے اور نبی اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور لوگوں میں انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوگا اور جس نے جیسے عمل کئے ہیں سب کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور وہ خدا اس سے خوب واقف ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ دوسری آیت یہ تھی کہ ان الساعة آتية اكاد اخفيها لتجزي كل نفس بما تسعى (طٰہٰ) بیشک ساعت یعنی قیامت آنیوالی ہے اور ہم اس کے وقت کو [illegible] رکھنے کو ہیں تاکہ ہر شخص کو اس چیز کا بدلہ دیں جس کے لئے وہ سعی کرتا [illegible] غرضیکہ چند اسی قسم کی آیتیں پڑھکر محفوظ الحق علمی صاحب نے بتلایا کہ حضرت بہاء اللہ ان کے مصداق ہیں ان کا آنا خدا کا آنا ہے جس کا ان آیات میں وعدہ ہے۔

میرے اعتراضات پر محفوظ الحق کی بے بسی

یہ سُن کر میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں نے [illegible] ہمیں تو بڑی مایوسی ہوئی۔ ہم تو ان آیات کو پڑھ کر یہ سمجھتے تھے کہ [illegible] تعالیٰ جب جلوہ افروز ہوں گے تو اس وقت شریروں اور [illegible] کو اپنے کئے کی سزا ملے گی اور مظلوموں کی دادرسی ہوگی لیکن کس قدر مومنین کی بدقسمتی ہے کہ جب ان کی آرزوؤں اور تمناؤں کے وہ وقت آیا کہ بقول آپ کے خدا بہاء اللہ صاحب کی شکل میں جلوہ افروز ہوا تو اپنے پرستاروں کو نفع پہنچانے اور منکروں اور شریروں کو [illegible] دینے اور مظلوموں کی دادرسی کرنے کے بجائے خود انہی شریروں کے پنجہ میں پھنس گیا اور ان شریروں نے آپ کے مفروضہ خدا حضرت بہاء اللہ کے ساتھ ایسی بُری کی کہ جیلخانہ میں پکڑ کر ٹھونس دیا۔ جہاں وہ [illegible] تمام عمر پڑے سڑتے رہے اور اپنے آپ کو مظلوم مظلوم کہکر فریاد کرتے رہے اور آخر کار جلا وطن ہو کر مر گئے۔ معاذ اللہ کیا بڑا نقشہ خدا کا [illegible] یہ کیسی جلوہ افروزی خدا کی ہے کہ آئے تو تھے مظلوموں اور [illegible] کی دادرسی کرنے لیکن ظالموں کے ہاتھ سے وہ درگت بنی کہ [illegible] بھلی۔ اور اشرقت الارض بنور ربها کے ماتحت دنیا [illegible] نور سے روشن ہونے کے اسی طرح ظلمت میں پھنسی رہی۔ ہم تو [illegible] جلوہ افروزی پر بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے مگر سخت مایوسی ہوئی اس کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے۔

کتاب اقدس میں بہاء اللہ کے دعوے

کتاب اقدس کو پڑھ جاؤ ساری کتاب اسی قسم کے دعووں [illegible] بھری پڑی ہے کہ الہامی کتب کا نازل کرنیوالا اور رسولوں کو [illegible] والا خود آگیا۔ کہیں نہیں لکھا کہ میں نبی اور رسول ہوں، کہیں نہیں اعلان کیا کہ انا بشر مثلکم یوحی الیّ۔ کہ میں تمہاری طرح ایک [illegible] ہوں ہاں میری طرف خدا کے حضور سے وحی کی جاتی ہے۔ کتاب اقدس میں جا بجا بہاء اللہ صاحب کو مظہر الوہیت اور [illegible] بتایا ہے۔ اس میں جو الواح ہیں ان میں جا بجا بہاء اللہ صاحب [illegible] لکھتے ہیں کہ میری زبان سے خدا بولتا ہے اور میری قلم سے [illegible] ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ صاحب کتاب اقدس میں خود لکھتے ہیں [illegible] جو خطوط درج ہیں ان کے لکھنے والے وہ خود ہیں اور [illegible] میں اس کا اقرار بھی ہے۔ اور پھر اسے خدا کا کلام بھی بتلاتے [illegible] اس وجہ سے کہ وہ خود یعنی یا خدا کا ایسا مظہر ہیں جن [illegible] خدا کا بولنا اور جس کا لکھنا روز تصنیف کرنا خود خدا کا [illegible] کرنا ہے۔

کتابِ اقدس میں سے چند حوالے

اب میں چند حوالجات کتاب اقدس میں سے [illegible]

(۱) کتاب اقدس کے آخری صفحہ ۳۸۰ پر یوں تحریر ہے [illegible]

انزله المظلوم في السجن الاعظم لمن امن بالله [illegible] انا نذكر من يذكرنا ونبشر من اقبل الى الله مولى [illegible] ان السميع من سمع آياتي والبصير من اقبل الى [illegible] والعزيز من شرب رحيق الوحي من اياد الكرم [illegible] المقبل اقبل الى الله والقاصد قصد المقصود [illegible] في سجنه الاعظم ... ومريئا لمن شرب [illegible]

من هذا القلم یعنے یہ کتاب ہے جسے مظلوم نے (یعنے بہاء اللہ نے) جو اس عظیم الشان قید خانہ میں قید ہے نازل کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر جو مالک القدم ہے یعنے جو ازل سے مالک چلا آتا ہے۔ بیشک ہم یاد رکھتے ہیں اس کو جو ہمیں یاد کرتا ہے اور خوشخبری دیتے ہیں اُسے جو آتا ہے اللہ کی طرف جو مولی الامم ہے یعنے تمام قوموں کا آقا ہے۔ بیشک سننے والا وہی ہے جس نے میری آیتوں کو سُنا اور دیکھنے والا وہی ہے جو میرے مقام کی طرف آیا۔ اور عزت والا وہی ہے جس نے میرے معزز ہاتھ سے وحی کی شراب پی۔ خوشی ہے اس کے لئے جو اللہ کی طرف آتا ہے اور قصد کرتا ہے مقصود حقیقی کو پانے کے لئے جبکہ وہ اس قید خانہ اعظم میں قید ہے ..... اور مبارک ہے وہ جو زندگی کے کوثر کا پانی پیتا ہے اس قلم سے "

اس حوالہ سے کونسی باتیں صاف ہوگئیں؟

اس حوالہ سے چند باتیں صاف ہوگئیں۔

۱۔ یہ کتاب اسی مظلوم نے نازل کی ہے جو قید خانہ اعظم میں قید ہے۔ یعنے بہاء اللہ صاحب نے۔

۲۔ جب کتاب نازل کرنیوالے خود بہاء اللہ صاحب مظلوم ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ اس کتاب کا نزول قوم کی طرف ہوا پس بہاء اللہ صاحب کا مقام کتاب کے نازل کرنیوالے کا ہے نہ کہ اس شخص کا جس پر کتاب نازل ہوئی ہو۔

۳۔ عزت والا وہ شخص ٹھہرا جو اس وحی کی شراب کو بہاء اللہ صاحب کے ہاتھوں سے پیتا ہے۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ کتاب کے نازل کرنیوالے خود بہاء اللہ مظلوم ہیں پس یہ وحی کی شراب وہی خطوط ہیں جو بہاء اللہ مظلوم اپنے مریدوں یا بندوں کو لکھتے ہیں۔ پس **وحی** کا لفظ جو کتاب اقدس میں استعمال ہوتا ہے وہ ان معنوں میں نہیں ہوتا کہ کوئی کلام خدا کی طرف سے بہاء اللہ مظلوم پر نازل ہوتا ہے۔ بلکہ ان معنوں میں ہوتا ہے کہ بہاء اللہ مظلوم کوئی خط مریدوں کو لکھتے ہیں یا کوئی کتاب اپنے قلم سے لکھتے ہیں جیسا کہ اس حوالہ کے آخر میں فرماتے ہیں کہ طوبیٰ لمن شرب کوثر الحیوان من هذا القلم کہ مبارک ہے وہ جو پیتا ہے زندگی کے کوثر کا پانی اس قلم سے۔ یعنے بہاء اللہ صاحب مظلوم کے قلم سے جو کچھ لکھا ہے وہ کوثر الحیوان ہے۔ اور وہی رحیق الوحی یعنے وحی کی شراب ہے جو بہاء اللہ صاحب مظلوم اپنے مریدوں کو اپنے قلم سے لکھ کر پلایا کرتے ہیں۔

اپنے قلم کے متعلق بہاء اللہ کا دعوےٰ

گویا بہاء اللہ صاحب کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور ان کا قلم خدا کا قلم ہے۔ چنانچہ اسی کتاب اقدس میں بہاء اللہ صاحب کا ایک خط اپنے دوستوں کو لکھتے ہیں۔ اس میں اپنے قلم کی نسبت جو کچھ دعویٰ فرماتے ہیں وہ قابل توجہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ یا حزب اللہ قد ارسل الیکم کتاب رقم من قلم اللہ رب العرش العظیم (کتاب اقدس صفحہ ۱۲۱) ترجمہ اے اللہ کے گروہ بیشک تمہاری طرف خط بھیجا گیا جسے اللہ کے قلم نے جو رب العرش العظیم ہے لکھا ہے۔ . . . .

. . . دیکھ لیجئے یہ ایک خط ہے جسے انہوں نے خود لکھا تھا مگر اسے رب العرش العظیم کے قلم سے لکھا ہوا بتلاتے ہیں۔

بہاء اللہ کے دعویٰ مظہر الوہیت کے چند اور ثبوت

اسی طرح وہ یہ نہیں کہتے کہ خدا مجھ سے بولتا ہے۔ بلکہ خود بولتے ہیں اور اسے خدا کا کلام قرار دیتے ہیں کتاب اقدس صفحہ ۹۲ پر لکھتے ہیں اُذکرا اذ نطق لسان العظمة فی اوّل الایام فی السجن الاعظم یاد کر جب کلام کیا لسان العظمة یعنے خدائے عظیم کی زبان نے ابتدائی دنوں میں قید خانہ اعظم کے بیچ میں۔ قید خانہ میں بہاء اللہ مظلوم نے جو کچھ مرید سے کہا تھا اُسے یاد دلاتے ہیں لیکن اپنے بولنے کو لسان العظمة یعنے خدائے عظیم کا بولنا بتاتے ہیں۔ غرضیکہ ساری کتاب کا یہی رنگ ہے۔ کہ ایک طرف تو الواح کو جو مریدوں کی طرف لکھے ہوئے خطوط ہیں اس بہاء اللہ مظلوم کی طرف سے نازل شدہ بتاتے ہیں جو قید خانہ میں قید ہے۔ دوسری طرف انہی خطوط کو رحمان کی طرف سے نازل شدہ بتلاتے ہیں جیسا کہ ایک خط کے شروع میں لکھتے ہیں کتاب انزله الرحمان (کتاب اقدس صفحہ ۱۴۳) یہ کتاب یا خط ہے جو رحمان نے نازل کیا۔ دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں کہ کتاب انزله المظلوم.. قد حضر کتابك لدی المظلوم وعرضه العبد الحاضر لدی الوجه (کتاب اقدس صفحہ ۱۴۳) یہ کتاب یا خط ہے جسے مظلوم نے نازل کیا۔ (پھر مخاطب کے خط کی رسید بھی اس خط میں دیتے ہوئے فرماتے ہیں) کہ بیشک تیرا خط مجھ مظلوم کے پاس پہنچا۔ اور ایک بندہ نے جو حاضر تھا میرے سامنے پیش کیا۔ ذرا یہاں عبد کا لفظ بھی قابل توجہ ہے۔ مالک الملک جو قید خانہ میں قید تھے تو بندہ نے ہی خط پیش کرنا تھا۔ دیکھ لیجئے مرید کے خط کا جواب لکھ رہے ہیں اور اسے وحی قرار دے رہے ہیں جو غائب پر نازل ہو رہی ہے۔ کہاں تک لکھا جائے۔ اس قسم کے حوالوں سے کتاب بھری پڑی ہے۔ کتاب اقدس اسی قسم کے الواح یعنے خطوط اور ابتدا میں کچھ احکام فقہ پر مشتمل ہے یہی وہ کتاب ہے جو بہائیوں کی آسمانی کتاب ہے اور جسے خدا کا کلام اور ناسخ قرآن کہا جاتا ہے۔ لیکن خدا کا کلام اسے اس لئے نہیں کہا جاتا کہ وہ بذریعہ جبریل بہاء اللہ صاحب پر نازل ہوئی تھی بلکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ بہاء اللہ صاحب نے اپنے قلم سے یہ خطوط لکھے ہیں اور احکام شرعی تجویز کئے ہیں اور چونکہ خدا ان میں حلول کئے ہوئے تھا اس لئے ان کا بولنا خدا کا بولنا اور ان کا لکھنا خدا کا لکھنا تھا۔

بہائیوں کا ایک غلط استدلال

میں نے بہاء اللہ صاحب میں خدا کا حلول کرنا اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ ساری کتاب اقدس انہی خیالات کا مجموعہ ہے۔ اسی کتاب اقدس میں بہاء اللہ صاحب نے کئی جگہ صریح دعوےٰ کیا ہے کہ ان کا بولنا ایسا ہی ہے جیسا کہ خدا درخت اور آگ میں سے حضرت موسیٰ سے بولا تھا۔ چنانچہ کتاب اقدس صفحہ ۱۴۲ پر لکھا ہے یحدث به الناس فی الاشجار یعنے جس طرح حضرت موسیٰ کو مخاطب کرکے درخت اور آگ میں سے خدا بولا تھا ویسا ہی آج مجھ میں سے یعنے بہاء اللہ صاحب میں سے خدا بولتا ہے۔ اس سے بڑے فخر سے بہائی لوگ اور بعض بہائیوں سے مرعوب قلوب ورزبانیں یہ استدلال کیا کرتی ہیں کہ جب درخت اور آگ میں سے خدا بول سکتا ہے تو حضرت بہاء اللہ صاحب کے جسم اور زبان میں سے خدا کیوں نہیں بول سکتا۔

خدا مادی چیزوں میں حلول نہیں کیا کرتا

اس کا جواب یہ ہے کہ نہ کسی مادی درخت اور آگ میں سے خدا کبھی بولا اور نہ بہاء اللہ صاحب کے جسم میں کبھی خدا داخل ہو کر بول سکتا ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط اور سراسر جہالت پر مبنی ہیں۔ مادی چیزوں میں خدا حلول نہیں کیا کرتا۔ اس کی ذات اس سے پاک ہے یہ آتش پرستی اور درخت پرستی اور انسان پرستی کی تعلیم ہے جو خدا کو ان مادی چیزوں میں حلول کرتا ہوا اور بولتا ہوا مانا جائے۔ بُت پرست بھی یہی کہتے ہیں کہ ان بتوں میں پرماتما حلول کر جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس شرک اور عناصر پرستی کی تعلیم کو قرآن کریم کی خالص توحید و معرفت الٰہی کی تعلیم کا ناسخ قرار دیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ ایسی پُرحکمت باتیں ہیں جن کا علماء کے پاس جواب کوئی نہیں۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کا اصل واقعہ

قرآن کریم میں کہیں نہیں کہ حضرت موسےٰ سے خدا کسی مادی درخت یا آگ میں بولا تھا۔ دوسرے نبیوں کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی بذریعہ وحی منصب رسالت عطا ہوا تھا۔ البتہ اُن کے ساتھ یہ عادت الٰہی تھی کہ وحی متلو کے نزول کے وقت ان کو انقطاع تام کے حصول کے لئے دوسرے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ شریعت کے احکام کے نزول کے وقت بھی ان کو اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کرکے طور سینا پر چالیس راتیں گذارنی پڑی تھیں۔ یہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انقطاع الی اللہ کا کمال تھا کہ ہر وقت خلوت وجلوت میں آپ پر وحی متلو کا نزول ہوا کرتا تھا۔ اور آپ کے لئے کسی علیحدگی کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں عادت الٰہی اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ ان پر جب وحی متلو ہوتی تھی تو اس کے لئے انہیں دوسرے لوگوں سے علیحدگی کی ضرورت ہوتی تھی۔ چنانچہ یہی وجہ تھی جو انہیں کشفی نظر میں ایک چمک نظر آئی یا اگر کشفی نظر نہ بھی مانا جائے تب بھی آگ کی تلاش میں کسی چمکار نے انہیں بیوی سے علیحدہ ہونے پر آمادہ کیا۔ لیکن جب آپ وہاں پہنچے تو ایک بہت بابرکت جگہ تھی اور درختوں والی تھی۔ تو دائیں طرف سے یہ آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہوں خدا رب العالمین یعنے علیحدگی ہوتے ہی آپ پر وحی الٰہی شروع ہوگئی۔ میں اصل الفاظ نقل کر دیتا ہوں۔

قرآن کریم فرماتا ہے فلما اتٰها نودی من شاطئ الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة ان یموسیٰ انی انا اللہ رب العالمین۔ (القصص) اور جب موسےٰ آگ کے پاس پہنچا تو وادی کے دائیں طرف سے درختوں والی بابرکت جگہ میں آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہوں اللہ تمام جہانوں کا رب۔ یہ ہے وہ آیت جس کے معنی یوں کئے جاتے ہیں کہ درخت میں سے آواز آئی۔ اور محض اس لئے کئے جاتے ہیں کہ مادی اجسام میں خدا کا حلول منوایا جائے۔ حالانکہ بات بالکل صاف ہے کہ جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچے تو وادی کے دائیں جانب سے آواز آئی اس حالت میں کہ موسیٰ اس مبارک جگہ میں تھے جو درختوں والی تھی گویا علیحدگی ہوتے ہی درختوں والی بابرکت جگہ میں حضرت موسیٰ کو وحی شروع ہوگئی۔ اور وادی کے دائیں جانب سے آواز آنے کی خصوصیت اس لئے کی گئی تا بتایا جائے کہ انبیاء کی وحی اُن کے اندر سے خدا کے بولنے کی آواز نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ آواز خارج سے آتی ہے جس سے وہ خود بھی حیران رہ جاتے ہیں۔

بہاء اللہ صاحب کے علم قرآن کی حقیقت

مگر بہاء اللہ صاحب کے علم قرآن اور توحید کی آن ملاحظہ ہو کہ سیدھی سادی آیت کی معنی وہ کی جو عناصر پرستی کی ممد ٹھہرتی ہے تاکہ اس سے انسان پرستی کا جواز نکالا جائے یا للعجب! کیا یہ خدا تھا جو بہاء اللہ صاحب کی شکل میں آیا تھا جسے آیت قرآنی کے معنی کرتے ہوئے اتنا پتہ نہ لگا کہ ان معنوں سے میری اپنی توحید کی جڑ کٹتی ہے۔ اور بُت پرستی اور عناصر پرستی اور انسان پرستی کی بنیاد پڑتی ہے۔

بہاء اللہ صاحب اپنے لئے خدائی مقام تجویز کرتے ہیں

اس سے جہاں بہاء اللہ صاحب کے توحید و معرفت الٰہی کے علم کی قلعی کھل گئی۔ وہاں ان کے دعوے پر بھی اچھی طرح روشنی پڑ گئی کیونکہ اس مثال سے معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے لئے موسیٰ کا مقام تجویز نہیں کرتے جو مقام نبوت و رسالت ہے بلکہ موسیٰ کے خدا کا مقام تجویز کرتے ہیں جس نے موسیٰ کو اس مبارک وادی میں پکارا تھا۔ اور یہ فرق خود انہوں نے اپنے قلم سے کیا ہے جیسے بالحرش العظیم کا قلم بتلاتے ہیں۔

ایک اور حوالہ

میں حوالہ اوپر دے آیا ہوں۔ لیکن ایک اور حوالہ سن لو۔ ایک خط میں فرماتے ہیں یا علی اکبر اسمع النداء من شطی الوادی الایمن (کتاب اقدس صفحہ ۱۲۷) اے علی اکبر سن لے آواز وادی کے دائیں کنارے والی۔ یعنی جو خدا کی آواز موسیٰ کو وادی کی دائیں طرف سے آئی تھی وہ آج تو مجھ سے سن رہا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ موسیٰ کو خدا کا پکارنا بذریعہ وحی تھا مگر بہاء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ نہیں۔ ایک مادی درخت میں حلول کر کے خدا نے پکارا تھا۔ اسی طرح آج میرے جسم میں خدا حلول کر کے دنیا کو پکار رہا ہے۔ پس یہ مقام نبوت و رسالت کا نہیں جو بہاء اللہ صاحب اپنے لئے تجویز کرتے ہیں بلکہ یہ مقام الوہیت کا ہے۔ مکلَّم کا نہیں مکلِّم کا ہے۔

بہاء اللہ کے فدائیوں اور مخفی شیدائیوں سے خطاب!

بہاء اللہ صاحب کے فدائیو یا مخفی شیدائیو! تقیہ یا دھوکا دہی سے کام نہ لو اور خدا سے ڈرو۔ بہاء اللہ صاحب نے کہیں نہیں کہا کہ خدا مجھ پر بذریعہ وحی کلام نازل کرتا ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے وہ خود کلام کرتے ہیں یا لکھتے ہیں اور اسے خدا کا کلام بتاتے ہیں وہ صاف کہتے ہیں کہ اُن میں حلول کر کے خدا بولتا ہے جس طرح درخت میں حلول کر کے خدا بولا تھا۔ پس اُن کی پوزیشن کسی ملہم یا نبی و رسول کی نہیں جن کو مخاطب کر کے خدا بولا کرتا ہے۔ بلکہ خود خدا کی ہے جو نبیوں اور رسولوں یا دوسرے لوگوں کو مخاطب کر کے بولا کرتا تھا۔ پس اس فرق کو نہ بھولو۔ اس کے بعد بہاء اللہ صاحب کی پوزیشن کو نبی و رسول کی پوزیشن بتانا یا تو تقیہ ہے یا صریح دھوکا دہی ہے۔ (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت مولانا صدر الدین صاحب ۲۸ جولائی کو لاہور سے باہر تشریف لے گئے۔ انشاء اللہ دو ہفتہ تک واپس عمل میں آ دیگی

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی آجکل ڈلہوزی میں قیام فرما ہیں۔ تفسیرت مسیح موعود کا کام بدستور جاری ہے۔ پہلی جلد کی کتابت اور اس کے ساتھ ساتھ طباعت بھی ہو رہی ہے۔

—— جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی ۲۸ جولائی کو ڈلہوزی سے تشریف لائے اور آج ۳۱ جولائی کو کشمیر کے دورہ پر جا رہے ہیں

—— جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کئی ہفتے سے پھوڑوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ابھی تک کامل افاقہ نہیں ہوا۔ آپ بھی امروز فردا میں طویل دورہ پر تشریف لے جانے والے ہیں۔ آپ کی صحت کامل کے لئے تمام احباب دعا کریں۔

دولت، حکمت، بہشتی مقبرہ

پر ایک مختصر سا تبصرہ

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج میں نے ایک عزیز کے نام خط لکھا تھا جو نئے ملازم ہوئے ہیں۔ اس میں چند نصائح لکھی تھیں جن کو میرے دل نے چاہا کہ اخبار میں شائع کر دوں تاکہ دوسرے نوجوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں (بشارت احمد)

"آپ دنیا کے جنگل میں نئے داخل ہوئے ہیں۔ یاد رکھیں دولت جہاں فضل ربی ہے۔ وہاں ابتلا بھی ہے۔ کیونکہ دولت جبھی فضل ربی ہوتی ہے جب اس سے نفس میں تکبر اور خود پسندی نہ پیدا ہو اور دولت کا مصرف صحیح ہو۔ یعنے نہ اسراف ہو۔ نہ بخل۔ **اسراف** یہ ہے کہ جس چیز کی ضرورت نہ ہو وہاں خرچ کیا جاوے۔ اور **بخل** یہ ہے کہ کسی چیز کی جہاں خود ضرورت ہے مگر ہم دولت کی محبت کی وجہ سے وہاں خرچ نہیں کرتے یا ہمارے عزیزوں دوستوں اور خدا کے دین کو ضرورت ہے مگر ہم دل کی تنگی کی وجہ سے وہاں خرچ نہیں کرتے۔

اسی لئے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ؎

تونگری بدل است نہ بمال

وبزرگی بعقل است نہ بسال

یعنے تونگری دل سے ہے مال سے نہیں۔ اور بزرگی عقل سے ہے عمر کے زیادہ ہونے سے نہیں۔ مال ہو مگر دل میں وسعت نہ ہو تو وہ روپیہ ٹھیکری سے بدتر ہے۔ جب اپنے یا اپنے عزیزوں یا خدا کے دین کے لئے کام نہ آیا تو اس سے بہتر ہے کہ اس کی جگہ پتھر ہوتے تا انسانی قلب بخل کے ردی اخلاق سے تو پاک رہتا۔

اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب کے نزدیک بہترین **مال حکمت** ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ جسے حکمت دی گئی اسے بڑا مال دیا گیا۔ حکمت قرآن کریم کی اصطلاح میں نام ہے **علم** کا مگر **ایمان** اور **عمل صالح** کے ساتھ انسان کا شرف کل مخلوقات پر بوجہ **علم** کے ہے۔ جیسا کہ آدم کے تذکرہ میں قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ لیکن وہی علم ایک لعنت بن جاتا ہے اگر **اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ ہو**۔ اور یہی علم ایک گدھے کا بوجھ ہے اگر **عمل** نہ ہو۔ پس جب **علم** کے ساتھ **ایمان اور عمل** دونوں ہوں تو وہی حقیقی معنوں میں حکمت ہے جس کے سکھانے کے لئے خدا کی وحی اور کتاب آتی ہے اور جس کے حقیقی معلم نبی اور رسول اور اُن کے توابع اور خلفاء ہوتے ہیں۔ پس یہ وہ حکمت ہے جو اگر کسی کو مل جائے تو سمجھو کہ بڑی دولت مل گئی۔ اور یہی وہ دولت ہے جو ہمیشہ ساتھ رہے گی۔ سونا چاندی تو اسی دنیا میں رہ جائے گا۔ ہاں وہ جو صحیح مصرف میں صرف ہو گیا۔ وہ ایک نیک عمل تھا جو ساتھ جائے گا پس مبارک ہے وہ جو اس دولت کو حاصل کرنا اپنا مقصود زندگی بناتا ہے جسے قرآن کریم نے حکمت کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ کھانا پینا۔ تعلق زوجیت تو مقصد انسانیت نہیں۔ یہ تو تقاضائے حیوانیت ہے۔

افسوس ہے کہ آجکل مادہ پرستی اور دنیا پرستی نے انسان کا مطمح نظر اس قدر نیچا کر دیا ہے کہ لوگوں نے اسی زندگی کے عیش و آرام کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا ہے۔ نتیجہ یہ کہ خود غرضی اور خود مطلبی اور خود پسندی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ آپس کی محبتیں۔ ایثار و قربانی۔ وسعت قلبی۔ فیاضی و انسانی ہمدردی سب دنیا سے رخصت ہوتی چلی جاتی ہیں، عموماً ہر ایک تعلق میں کوئی نہ کوئی نفسانی غرض پنہاں ہوتی ہے یہ ایک جہنم ہے جو دنیا میں سلگ رہا ہے گو محجوب نگاہوں سے پنہاں ہے۔ کیا خوب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے ؎

جہنم کز و داد فرقان خبر

ہمیں حرص دنیاست جان پدر

اگر دنیا میں جنت بنانا چاہتے ہو تو یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً ۔۔ ماتحت خدا کی رضا کو اپنا مقصد زندگی بناؤ۔ اس مطمح نظر کے ہوتے ہوئے تمہارا علم مکمل حکمت ہوگا۔ اور دنیا و آخرت میں تم جنت کے وارث ہو گے۔

درحقیقت یہی وہ بہشتی مقبرہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مد نظر تھا۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے رضائے الٰہی کے ماتحت تقویٰ اور قربانی کی شرط لگائی تھی۔ اگر یہ حاصل نہیں تو کسی قبرستان کی چار دیواری تمہیں جنت میں نہیں لے جا سکتی۔ مالک یوم الدین خدا ہے کسی انجمن کے دفتر کے ملازم نہیں۔ حقیقت کو سمجھو۔ ظاہر ہے جاؤ۔ تقویٰ اور قربانی کو پرکھنے والی اور دلوں کے بھیدوں کو پڑھنے والی صرف جناب الٰہی کی ذات ہے۔ انسان نہیں۔ حضرت اقدس نے جس بہشتی مقبرہ کی طرف رہنمائی کی تھی وہ ان شرائط میں پنہاں ہے جو آپ نے اس میں داخلہ کی لگائی تھیں۔ ظاہر پرست لوگ چھلکے کو لے لیتے ہیں اور مغز کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے۔ اللہ راضی ہو تو آسمان اور زمین سب جنت ہی جنت ہے۔ جیسا کہ فرمایا سابقوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو اور جنت کی طرف جس کا پھیلاؤ زمین آسمان کے پھیلاؤ کے مانند ہے۔ جب اللہ راضی ہو تو زمین و آسمان سب بندہ کے لئے جنت اور بہشتی مقبرہ بن جاتا ہے۔

—— جناب سید تصدق حسین صاحب قادری لغبد المصطفیٰ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"بھاؤ نگر سے فرزند سید قاسم علی نے یہ غمناک خبر دی ہے کہ مورخہ ۶ جولائی کو میرے بھائی سید محمد علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سخت صدمہ ہے"

پیغام صلح:- اس صدمہ میں ہمیں سید تصدق حسین صاحب اور ان کے معزز خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین۔ ثم آمین

ہندو دنیا پر ایک نظر

جیسا کہ ہم پہلے بھی کئی مرتبہ بتا چکے ہیں کہ سلطنت حیدر آباد کے خلاف آریہ سماجی شورش سراسر شرارت اور مسلم دشمنی پر مبنی ہیں۔ آریہ سماجیوں کی بیان کردہ شکایات کی حیثیت کذب و بہتان سے زیادہ نہیں ہے یہی وجہ ہے یہ شورش اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اور کئی ہفتے سے آریہ سماجی لیڈروں کو روپیہ اور رضا کاروں کی فراہمی میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آ رہی ہیں۔ جہاں تک ان لوگوں کے پروپیگنڈا اور اخباری بیانات کا تعلق ہے۔ ان کے دم خم پہلے جیسے ہی نظر آتے ہیں لیکن اندرونی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ دہلی۔ لاہور اور شولاپور کے آریہ کیمپوں پر افسردگی بے دلی اور شکست کے آثار غالب نظر آ رہے ہیں۔ آریہ سماجی لیڈروں کو محسوس ہو رہا ہے کہ کاٹھ کی ہنڈیا ایک ہی دفعہ چڑھا کرتی ہے۔ کچھ عرصہ کے لئے تو وہ جھوٹ بول کر دنیا کو دھوکا دے سکتے تھے۔ لیکن مستقل طور پر ایسا کرنا مشکل ہے۔ اب اصل حالات دنیا کو معلوم ہو رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی آریہ سماجی شورش پر مردنی چھا رہی ہے۔

جس روز سے اعلیٰحضرت حضور نظام کی حکومت نے اصلاحات کا اعلان کیا ہے۔ اس شورش کے سرغنوں کی مشکلات میں نمایاں طور پر اضافہ ہو گیا ہے۔ ہندو مہاسبھا کے صدر مسٹر ساورکر حکومت نظام کے اس اقدام پر اظہار اطمینان کر چکے ہیں۔ پنڈت مالویہ نے بھی یہ مشورہ دیا ہے کہ ہندوؤں کو شورش ختم کر کے ان اصلاحات سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ آریہ سماجی لیڈر چاہتے ہیں۔ کہ اس بہانے سے شورش ختم کر کے خود مول لی ہوئی مصیبت کا خاتمہ کر دیں —— لیکن یہ نام نہاد "ستیہ آگرہ" ان کے لئے سانپ کے منہ میں چھچھوندر بن گئی ہے۔ انہوں نے طرح طرح کے جھوٹ بول کر نوجوانوں کو شورش کے لئے اکسایا تھا۔ اور ان کے سامنے بڑے بڑے دعوے کئے تھے۔ اخلاقی جرأت سے تو آریہ سماجی روز اول ہی سے محروم ہیں۔ اس لئے یہ تو وہ کر ہی نہیں سکتے کہ صاف صاف کہہ دیں کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ ہم نے خواہ مخواہ جان بوجھ کر یہ شورش بپا کی تھی۔ اس لئے اب ہم اسے ختم کئے دیتے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا کریں تو آریہ سماجی نوجوان فرنٹ ہو جائیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس امر کا اعتراف کریں کہ اب ہم میں شورش کو جاری رکھنے کی ہمت نہیں ہے۔ اس طرح بھی کرکری ہوتی ہے۔ بڑے بڑے آریہ مہاشوں، پنڈتوں اور سوامیوں کی ناک کٹتی ہے۔

ہندو مہاسبھا تو اس شورش سے علیحدہ ہو چکی۔ مسٹر ساورکر اور پنڈت مالویہ کے اعلانات اس پر شاہد ہیں۔ آریہ سماج کے ذمہ دار اور نسبتاً اعتدال پسند افراد بھی اس شورش کو بند کرنے کے حق میں ہیں۔ سنا ہے مہاشہ کرشن آف "پرتاپ" جو بڑے طمطراق سے ڈکٹیٹر بن کر قید ہونے گئے تھے اورنگ آباد جیل سے پیغام پر پیغام بھیج رہے ہیں کہ شورش کو فوراً بند کر دو۔ اب آریہ سماجی حلقوں میں ان امور پر غور ہو رہا ہے۔ اختلافات کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد اندرونی کشمکش شروع ہو جائیگی —— ممکن ہے کہ اس کشمکش کے دوران میں بعض عجیب و غریب راز اور مزے مزے کی باتیں منظر عام پر آئیں۔ آریہ سماجی لیڈر بھی ایک دوسرے کے راز اسی طرح افشا کریں جس طرح پنجاب کے کانگریسی لیڈر آجکل کر رہے ہیں۔

اب یہ حقیقت شک و شبہ سے بالا ہو چکی ہے کہ کانگریس اور اس کے بڑے بڑے ہندو لیڈر آریہ سماجی شورش کی پشت پر ہیں۔ گاندھی جی اور دوسرے کانگرسی اکابر کی شہ پر ہی آریہ سماجیوں نے یہ شرمناک امن شکن اور تشدد آمیز ہنگامہ بپا کیا ہے۔ اب جبکہ آریہ سماجی کیمپوں میں ضعف و اضمحلال اور شکست و افسردگی کے آثار پیدا ہو چکے ہیں اور ہندو مہاسبھا آریہ سماج کا ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ کانگریسی اندرونی طور پر آریہ سماجیوں کو از سر نو آمادہ فساد کر رہے ہیں۔ چار پانچ روز ہوئے آرین لیگ کے صدر مسٹر گھنشام سنگھ گپتا سپیکر سی۔ پی اسمبلی نے دہلی میں آریہ سماجیوں کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:-

"ہمیں ہندوستان کے سب سے بڑے آدمی نے مشورہ دیا ہے کہ جنگ جاری رکھیں اور اصلاحات سے گمراہ نہ ہو جائیں"

کانگریسیوں اور آریہ سماجیوں کے نزدیک یقیناً ہندوستان کا سب سے بڑا آدمی گاندھی جی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ لہذا جس شخصیت کو مسٹر گھنشام سنگھ گپتا نے "ہندوستان کے سب سے بڑے آدمی" کے پردے میں چھپانا چاہا ہے۔ وہ خود بخود ظاہر ہو رہی ہے —— یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس تقریر سے چند روز پہلے مسٹر گھنشام سنگھ نے سیوا گرام میں گاندھی جی سے ملاقات کر کے آریہ سماجی شورش کے متعلق ہدایات حاصل کی تھیں

اس سے گاندھی جی اور ان کے رفقاء کی منافقت اور مسلم دشمنی صاف عیاں ہے لیکن ہمیں امید ہے۔ گاندھی جی اور کانگریس کی مذموم انگیخت و امداد کے باوجود آریہ سماجی، حیدر آباد کے خلاف اپنی شورش کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکیں گے اور اس کا انجام وہی ہوگا جو ہر ایک باطل تحریک کا ہوا کرتا ہے۔

آریہ سماجی مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ ہماری یہ تحریک اسلام یا مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے۔ ہم تو انسانی و مذہبی حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں مسلمانوں کو ہماری مخالفت کرنے کی بجائے ہمیں امداد دینی چاہئے —— آریہ سماجی "بگلا بھگتوں" کے اس اپدیش کی حقیقت سے مسلمان خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ لہذا ہمیں کچھ عرض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ لیکن آریہ سماجیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر انسانی و مذہبی حقوق کے لئے ہی جنگ کرنی تھی تو اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہندو ریاستیں تھیں۔ راجپوتانہ کی تمام ہندو ریاستوں اور کشمیر، الور، گوالیار اور جیند وغیرہ میں بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ ناگفتہ بہ اور انصاف سوز سلوک ہو رہا ہے۔ جیند وغیرہ متعدد ہندو ریاستوں میں تو خود ہندو بھی نالاں ہیں۔ ڈیڑھ ہزار میل دور جا کر حیدر آباد کے خلاف فرضی شکایات کی بنا پر شورش بپا کرنے کی بجائے آریہ سماجیوں کو جیند اور اسی قسم کی دوسری ریاستوں کے خلاف جہاد کرنا چاہئے تھا۔

جیند میں مسلمانوں پر جو گزرتی ہے اس کا ذکر بھی جانے دیجئے۔ آریہ سماجی بھی وہاں حکام ریاست کے ہاتھوں طرح طرح کی تکالیف اٹھا چکے ہیں۔ عرصہ تک ان کی مذہبی آزادی سلب رہی ہے جس پر "آریہ گزٹ" اور "پرکاش" کے فائل گواہ ہیں۔ اب بھی حالات کچھ زیادہ بہتر نہیں ہیں جیند کی رعایا کو جس قدر "شہری آزادی" حاصل ہے اور وہاں کا نظم و نسق جس "معقولیت و خوبی اور انصاف" سے چلایا جا رہا ہے اس کی کیفیت مہاشہ کرشن کے اخبار "پرتاپ" (۱۰ر جولائی) کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے اول ارشاد ہوتا ہے۔

"پنجاب کی پیاری ریاست جیند ان ریاستوں میں سے ایک ہے . . . . . جن میں ابھی تک وسطی زمانہ کی سی طرز حکومت جاری ہے"

ریاست مذکورہ میں لوگوں کو جس حد تک شخصی آزادی حاصل ہے اس کا اندازہ "پرتاپ" کے بیان کردہ مندرجہ ذیل واقعہ سے کیجئے۔

"ریاست جیند کے کار پردازان نے پچھلے دنوں ایک شخص کو اس بناء پر سڈیشن کے الزام میں دو سال قید کی سزا دیکر کہ اس نے ایک روزنامہ اخبار کے پرچے تقسیم کیوں کئے۔ بغاوت کے جرم کی ایک نئی تفسیر کر ڈالی"

ریاست میں انصاف و قانون کی مٹی بقول "پرتاپ" اس طرح پلید کی جاتی ہے کہ:-

"ایک ہی شخص پولیس اگزیکٹو اور جوڈیشری کا افسر اعلیٰ ہے وہی شخص کسی پر مقدمہ چلانے کی اجازت دیتا ہے وہی گرفتار کرتا ہے اور وہی ہائیکورٹ کے جج کی حیثیت میں آخری فیصلہ دیتا ہے"

ریاست کے نظم و نسق اور "حسن انتظام" کے متعلق "پرتاپ" لکھتا ہے کہ:-

"ریاست کی لمبائی ۷۰ میل اور چوڑائی ۵۰ میل ہے لیکن سارے علاقہ میں سوائے جیند شہر کے کوئی عدالت نہیں باقی کے لوگوں کو مقدمات کی پیروی کے لئے ۵۰،۷۰ میل کے فاصلے سے . . . ہم اونٹ کی دشوار گزار پابندیوں کو طے کر کے آنا پڑتا ہے۔ اور آنے جانے میں ان کے دو ہفتے صرف ہو جاتے ہیں۔ . . . . نہ صرف عدالت میں ملزموں کو اپنے وکیل کھڑے کرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ ریاست جیند کی سرزمین پر وکیل پریکٹس ہی نہیں کر سکتے"

ریاست میں ملازمین کی لیاقت کا جو معیار ہے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے:-

"عدالتوں کی مختاری کا کام ایک ان پڑھ شخص کے سپرد ہے۔ جو اپنے دستخط بھی نہیں کر سکتا"

جیند میں مسلمانوں پر جو مظالم ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر "پرتاپ" نے بالکل نہیں کیا۔ نہ اس سے اس کی توقع ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ جو کچھ بھی اس نے لکھا ہے۔ کچھ کم شرمناک نہیں ہے اور بہت سی ہندو ریاستوں کے حالات اس سے بھی زیادہ تاریک ہیں۔

"پرتاپ" کا یہ اپنا بیان اور اعتراف موجود ہے۔ اسی "پرتاپ" کے مالک مہاشہ کرشن حیدر آباد ڈکٹیٹر بن کر گئے۔ اسی "پرتاپ" کے صفحات ہر روز سلطنت حیدر آباد کے خلاف غلط بیانیوں اور بہتان طرازیوں سے سیاہ کئے جاتے ہیں۔ کیا مہاشہ کرشن اور ان کا اخبار "پرتاپ" اور ان کے تمام ہم مشربوں کے لئے یہ امر باعث صد شرم نہیں کہ وہ ریاست جیند کے خلاف کوئی عملی اقدام نہیں کر سکے اور حیدر آباد کے خلاف انہوں نے مفروضہ شکایات کی بنا پر شورش برپا کر رکھی ہے حالانکہ "ستیہ آگرہ" کے لئے سب سے زیادہ موزوں جیند اور اس جیسی دوسری ہندو ریاستیں ہیں۔

انبالہ میں شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی کامیاب تقریریں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مورخہ ۱۹ ر و ۲۲ ر جولائی ۱۹۳۹ء کو صدر بازار انبالہ میں باہتمام مقامی سیرت کمیٹی مولوی شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی دو نہایت کامیاب تقریریں ہوئیں۔ ۱۹ ر جولائی کو بادل محیط تھے اور گرمی شدید تھی بعد نماز عشاء چوک صقلیگراں میں مولوی صاحب کی تقریر "رحمۃ للعالمین" پر تھی۔ علاوہ مسلمانوں کے ہندو اور سکھ صاحبان کثیر تعداد میں شریک جلسہ تھے۔ مقامی والنٹیر کورین اور جمعیت خاکساران صدر بازار انبالہ نے انتظام میں حصہ لیا۔ مولانا کی تقریر نہایت پُراثر تھی۔ آپ نے دلائل قاطع کے ساتھ حضور سرور کائنات صلعم کی ذات اقدس کو رحمۃ للعالمین ثابت کیا اور بتایا کہ دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل اسلام اور صرف اسلام ہے۔ آج جو بدامنی دنیا پر چھائی ہوئی ہے وہ محض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی دوری کی وجہ سے ہے۔ اگر آج دنیا حضور کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دے تو تمام دنیا میں فی الفور امن اور سلامتی کا دور دورہ ہو جائے اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت کہ یہ تمام ہادیان مذاہب کی عزت کرنا سکھاتا ہے اس کی تشریح نے عام مسلمانوں اور ان ہندوؤں اور سکھ صاحبان پر بڑا اثر کیا جو جلسہ میں موجود تھے۔ جلسہ تقریباً ۱۰ بجے شروع ہوا اور ساڑھے بارہ بجے تک نہایت کامیابی سے جاری رہا۔

سامعین کا اشتیاق بہت بڑھا ہوا تھا اس لئے اُسی وقت گرنتھی صاحب کے دوسرے وعظ کے لئے ۲۲ ر جولائی تاریخ مقرر ہوئی۔ چنانچہ ۲۲ ر جولائی کو اسی چوک میں کارکنان سیرت کمیٹی کی طرف سے تقریر کا اہتمام ہوا۔ ابھی قرآن پاک کی تلاوت ختم ہو کر نعت پڑھی جا رہی تھی کہ آسمان سے تقاطر شروع ہو گئی۔ سامعین کو سخت مایوسی ہوئی۔ کارکنان کی محنت رائیگاں جاتی ہوئی دیکھ کر نوجوان سیکرٹری سیرت کمیٹی نے فوراً جلسہ کا انتقال ایک قریب کی مسجد میں کر دیا۔ لوگ مسجد کے اندر اور باہر باوجود کچھ بوندا باندی کے مولوی صاحب کی تقریر نہایت شوق اور سکون کے ساتھ سن رہے تھے۔ مولوی صاحب نے موجودہ سائنس کے معلوم کردہ حقائق کو قرآن پاک کے بیان کردہ حقائق کی تصدیق میں پیش کرتے ہوئے آیہ ن۔ والقلم وما یسطرون الخ کی تفسیر ایسے عالمانہ پیرائے میں بیان کی کہ حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔ یہ حقیقت کہ آج سائنس کی معلومات کس طرح قرآن پاک کی تصدیق کر رہی ہیں حاضرین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئی۔ اس کے بعد قرآن پاک کا لاثانی ہونا اور تمام دنیا کا اس جیسی ایک آیت پیش کرنے میں عاجز رہنا نہایت موثر پیرائے میں حاضرین کے ذہن نشین کرایا گیا۔ اور اختتام پر حاضرین جلسہ اپنے دلوں میں اسلام اور قرآن پاک کی عظمت لئے ہوئے رخصت ہوئے۔

آج کے جلسہ میں گو بارش نے بے چینی پیدا کر دی تھی تاہم مسجد میں جا کر جلسہ نہایت کامیابی سے جاری رہا۔ آج بھی لال کرتی بازار کی مسلم سکوٹ کور اور جمعیۃ خاکساران نے باوردی جلسہ کا اہتمام کیا اور اختتام پر خاکساروں کی جماعت نے گرنتھی صاحب کے اعزاز میں دو منٹ کی سلامی دی۔ پبلک کا اشتیاق بڑھا ہوا ہے ممکن ہے مولوی صاحب کو ابھی اور تقریریں بھی کرنی پڑیں۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار،

محمد صدیق خان احمدی۔ صدر بازار انبالہ

(بقیہ صفحہ ۲)

محبت اور اکرام میں فرق نہیں آیا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کے ساتھ بھی محبت کی۔ جہاں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی لڑکیوں کو فخر ازدواج بخشا وہاں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے گھر اپنے کلیجے کے ٹکڑے بھیج کر ان کے گھروں کو منور فرمایا۔ ایک دفعہ ایک جنگ میں فرمایا میں ایسے شخص کے ہاتھ میں علم دینے والا ہوں جس کو اللہ اور اس کا رسول محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سب لوگ اشتیاق سے منتظر تھے کہ کس کے حصہ میں یہ سعادت آتی ہے۔ یہ حضرت علیؓ کی قدر دانی تھی۔

حضرت عباسؓ جو حضور کے چچا تھے ایک جنگ میں قیدی ہو کر مدینہ میں پہنچے تو حضور ان کو دیکھ کر بیقرار ہو گئے۔ رات کے وقت نیند نہ آئی اور تکرار سے فرمایا میرے چچا عباسؓ کی مشکیں نرم کر دو کیونکہ مجھے اذیت ہوتی ہے۔ اس وقت عبداللہ بن ابی دشمن رسالت نے حضرت عباسؓ کو اپنی قمیص پہنائی تو حضور نے اس کو یاد رکھا۔ عبداللہ بن ابی کی وفات پر اس کی میت کو اپنا کرتہ پہنانے کا شرف بخشا اور اپنے چچا پر جو احسان تھا اس کو اُتارا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر حضور بڑے بے چین ہوئے اور ان کے جنازہ پر ستر تکبیریں پڑھیں۔ سعد بن معاذ انصاری جو قبیلہ اوس کے سردار تھے ان کی موت کے موقعہ پر فرمایا اهتز عرش الرحمٰن لموت سعد بن معاذ یعنی سعد کی موت سے عرش الٰہی بھی رنج والم سے تھرا اُٹھا۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی شاعر نے کہا ؎

وما اهتز عرش الله من موت هالك
سمعنا به الا لسعد ابی عمرو

ان واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں، عورتوں، نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں، تمام کی قدردانی کی اور ان کے ساتھ محبت کی۔ ان کیساتھ وفا کی، اور اس قدردانی سے چھوٹے بڑے امیر غریب سب نے حصہ لیا۔ قوم تو چھوٹے بڑوں سب سے مل کر بنتی ہے۔ اس لئے وہ ہستی جس نے ایک قوم تیار کرنی تھی اس نے ساری کی ساری قوم کو اکرام و محبت کی نگاہ سے دیکھا اور ہر فرد واحد کے ساتھ وفا کی۔ حضور کی قدرشناسی نے تمام کی تمام قوم کو گرویدہ بنا لیا اور جو چاہا اُن سے کام لیا۔ یہ سب کچھ ذاتی تعلقات محبت و وفا کی بنا پر ظہور میں آیا اور حضور کی ذاتی رحیمیت و کریمیت کا کرشمہ تھا ورنہ اگر وہ عہد نبوت کا ڈر دکھاتے اور بادشاہت کا خوف دلاتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لو کنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك کوئی شخص ان کے نزدیک نہ پھٹکتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

رفتار عالم

ہندوستان

— حیدرآباد دکن ۲۸ جولائی۔ اصلاحات کے اعلان کے بعد یہاں کے مسلمانوں نے اصلاحات کے خلاف مظاہرے شروع کر دیئے تھے کئی روز مسلسل جلوس نکل رہے تھے آج ان مظاہروں کی وجہ سے ہی ہندو مسلم فساد ہو گیا۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ محلہ دھول پیٹھ میں مسلمان نعرے لگاتے ہوئے گذر رہے تھے کہ بعض اشخاص نے ان پر فائر کئے جس سے فساد شروع ہو گیا اور بہت جلد قریبی محلوں میں پھیل گیا۔

— ایک اطلاع مظہر ہے کہ فساد فرو کرنے کے لئے پولیس کو دو بار گولی چلانی پڑی۔ کرفیو آرڈر اور دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ قیام امن کے لئے فوج کا پہرہ مقرر کیا گیا ہے۔ فساد اور پولیس کی فائرنگ سے متعدد اشخاص ہلاک و مجروح ہوئے۔

— شملہ ۲۸ جولائی۔ پنجاب کے موجودہ گورنر کی میعاد آئندہ سال ختم ہو رہی ہے۔ دوسرا گورنر کون مقرر کیا جائے گا؟ اس سلسلہ میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ موجودہ گورنر کی میعاد میں ہی توسیع کر دی جائے گی۔

— سرحد پر شورش بدستور جاری ہے۔ مختلف قسم کے حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ ۲۸ جولائی کی خبر ہے کہ مشک عالم کے لشکریوں نے سرکاری چوکیاں جلا دیں۔ اور رائفلیں لیکر بھاگ گئے۔

— سرحدی فوج علاقہ میں طیاروں کی امداد سے دیکھ بھال کر رہی ہے پولیٹیکل ایجنٹ نے وزیرستان کے قبائلیوں کو طلب کیا ہے تاکہ وہ اپنے رویہ کی وضاحت کریں۔

— کپورتھلہ ۲۷ جولائی۔ کپورتھلہ کے میونسپل انتخابات ختم ہو گئے۔ مقامی مسلم لیگ کی طرف سے سات امیدوار مقابلہ کے لئے کھڑے کئے گئے جن میں ایک ہندو اور ایک سکھ بھی شامل تھے۔ کامیاب ہو گئے۔

— حیدرآباد دکن ۲۸ جولائی۔ آج اعلیٰحضرت حضور نظام کی طرف سے ایک شاہی فرمان جاری کیا گیا ہے جس کے ذریعہ اصلاحات کے خلاف مظاہرے کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

— پانڈیچری ۲۸ جولائی۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ فرانسیسی ہند کے حکام آئندہ جنگ کے پیش نظر دفاعی سرگرمیوں میں مصروف ہیں عام بھرتی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ فوجی بھرتی کے لئے باقاعدہ دفتر کھول دیا گیا ہے۔

— سندھ کی وزارت پھر خطرے میں خان بہادر اللہ بخش کانگریسی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

— آسام کی کانگریسی وزارت بھی بہت خطرے میں ہے۔ کانگریسی کوششیں کر رہے ہیں کہ سر سعد اللہ کو ساتھ ملا کر مشترکہ وزارت قائم کریں۔

— کراچی ۲۷ جولائی۔ سکھر کی مشہور عمارت "منزل گاہ" کو حکومت نے مسلمانوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں مسلم لیگ نے سول نافرمانی کا فیصلہ کیا ہے روپیہ اور رضاکاروں کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔

— گوجرانوالہ ۲۸ جولائی۔ یہاں ہندوؤں اور سکھوں کے تعلقات نہایت کشیدہ ہیں۔ فساد کا خطرہ ہے۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ علامہ مشرقی قائد تحریک خاکسار کو کانگرس کیساتھ اشتراک عمل کی دعوت دی گئی تو انہوں نے مسترد کر دی۔

— اگست کے پہلے ہفتہ میں گاندھی جی دہلی میں وائسرائے سے ملاقات کریں گے

— حکومت یو۔پی نے فیصلہ کیا ہے کہ سرکاری ملازموں کو تحفے دینے کی ممانعت کر دیجائے

ممالک خارجہ

— بغداد ۲۷ جولائی۔ عراق کی حکومت نے دفاعی ضروریات کے لئے ایک کروڑ دس لاکھ کا میزانیہ منظور کیا ہے۔

— تازہ ترین مردم شماری کے مطابق جرمنی کی آبادی سات کروڑ ستانوے لاکھ ہے اس میں بوہیمیا اور موراویا کی آبادی شامل نہیں ہے۔

— لندن ۲۷ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ روس کیساتھ معاہدہ کے لئے بیتاب ہے وہ دول ثلاثہ کے معاہدہ کی تفاصیل موصول ہونے سے پہلے ہی برطانیہ اور روس کے فوجی مشن گفت و شنید شروع کر دیں گے۔

— لندن ۲۷ جولائی۔ بعض باخبر حلقوں میں یہ افواہ بڑے زور سے گشت لگا رہی ہے کہ برطانوی وفد دس دن کے اندر روس روانہ ہو جائیگا۔

— بغداد ۲۷ جولائی۔ حکومت عراق نے حکمت سلیمان سابق وزیر اعظم عراق کو رہا کر دیا ہے۔ آپ کو حکومت عراق کا تختہ الٹنے کی سازش کے الزام میں چھ سال قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی۔

— لندن ۲۷ جولائی۔ حکومت ترکی نے اسکندرونہ کو اپنا فوجی مرکز بنانے کا اعلان کر دیا ہے۔ یہاں چالیس ہزار فوج رکھی جائے گی۔

— ٹوکیو ۲۷ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ آج ٹین سین کے بارے میں جاپان اور برطانیہ کے درمیان موٹی موٹی باتوں پر سمجھوتہ ہو گیا ہے صرف اقتصادی مسائل پر بحث کرنا باقی ہے۔

— نیویارک ۲۷ جولائی۔ جاپان نے چین میں امریکہ کے خلاف کاروائیاں شروع کر رکھی تھیں۔ گذشتہ ڈیڑھ دو ماہ میں جاپانیوں نے کئی امریکن مشن اور عمارتیں تلف کر دیں۔ امریکہ نے جاپان کے اس تشدد کا جواب اس شکل میں دیا ہے کہ جاپان کیساتھ اپنے تجارتی معاہدہ کو منسوخ کر دیا۔

— علاوہ ازیں حکومت امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ مشرق بعید میں اپنے وقار اور سیاسی مفاد کی پوری حفاظت کرے گی۔ اگر جاپان اپنی جارحانہ کاروائیوں سے باز نہ آیا تو سختی کیساتھ اسکا مقابلہ کیا جائیگا

— امریکہ کے اس اعلان سے جاپان کے تجارتی اور سیاسی حلقوں میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی ہے۔

— لندن ۲۷ جولائی۔ انگلستان میں دہشت انگیزی کے واقعات بدستور ہو رہے ہیں۔ آج لورپول میں تین اور بم پھٹے۔

— کل بم پھٹنے کی جو وارداتیں ہوئی تھیں اُن کے متعلق آئرلینڈ کی سینٹ سے جواب طلب کیا گیا تھا۔ مسٹر ڈی ویلرا نے سینٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں بم پھینکنے اور دہشت انگیزی کی وارداتیں کرنیوالوں سے قطعاً کوئی ہمدردی نہیں۔

— میڈرڈ ۲۸ جولائی۔ جنرل فرانکو نے کابینہ کا ایک اجلاس طلب کیا ہے امید کی جاتی ہے کہ کابینہ میں بہت سی تبدیلیاں ہونگی۔

— بیت المقدس ۲۸ جولائی حکومت نے حال ہی میں ایک سو یہودیوں کو دہشت انگیزی کے جرم میں گرفتار کیا ہے۔

— واشنگٹن ۲۸ جولائی۔ حکومت امریکہ نے حکومت حجاز کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات قائم کر لئے ہیں اور مسٹر برٹ نس سفیر متعین مصر کو سعودی حکومت میں اپنا سفیر مقرر کر دیا ہے۔

— دمشق ۲۸ جولائی۔ ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ اسکندرونہ پر ترکی کا قبضہ ہونیکے بعد تقریباً چودہ ہزار آرمنی اسکندرونہ سے ہجرت کر چکے ہیں۔

— ہانگ کانگ ۲۸ جولائی۔ شمالی چین کے دریاؤں میں سخت طغیانیاں پیدا ہونے کا خطرہ لاحق ہے اس لئے جاپانیوں نے اپنی فوجی سرگرمیاں ترک کر دی ہیں اور چینیوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ تھا سندو ولد بادل ذات ورک سکنہ چک ۱۷۵ تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۱۹ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرض خواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ چمن لال ولد میاداس ذات کھتری سکنہ کالی تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۲ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد لعل ذات مرالی سکنہ سدکانہ مرالی تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۳ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گنگا رام ولد لچھمن شام ذات چوپڑہ سکنہ پیر تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۵ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے حفاظتِ اسلام کیلئے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے

اس زمانہ میں دو قسم کے مشرک پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اسلام کو نابود کرنے کی بے حد سعی کی ہے اور اگر خدا تعالےٰ کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو قریب تھا کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ دین کا نام ونشان مٹ جاتا مگر چونکہ اس نے وعدہ کیا ہوا تھا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور یہ وعدہ حفاظت چاہتا تھا کہ جب اسلام پر غارتگری کا موقع آئے تو وہ اس کی خبر لے۔ چوکیدار کا کام ہے کہ وہ نقب لگانیوالوں کو پوچھتے ہیں اور جرائم پیشہ لوگوں کو جرم کرتے ہوئے دیکھ کر اپنا فرض منصبی بجا لاتے ہیں۔ اس طرح چونکہ اس زمانہ میں فتن جمع ہو گئے تھے، اور اسلام کے قلعہ پر ہر قسم کے مخالف اپنے اپنے ہتھیار باندھ کر ہر طرف سے حملہ کرنے کو تیار ہو گئے تھے . . . . اسلام کی مخالفت کے یہ مواد ایک عرصہ دراز سے پک رہے تھے وہ آخر کار اب پھوٹ نکلے۔ جیسے ابتدا میں نطفہ ہوتا ہے اور پھر ایک عرصہ مقررہ کے بعد بچہ بن کر نکلتا ہے۔ اسی طرح پر اسلام کی مخالفت کے بچے کا خروج ہو چکا ہے جو اب بالغ ہو کر پورے جوش اور قوت میں ہے اس لئے اس کو تباہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک حربہ نازل کیا اور اس مکروہ شرک کو جو اندرونی اور بیرونی طور پر پیدا ہو گیا تھا دور کرنے کے لئے اور پھر اللہ تعالیٰ کی توحید اور جلال قائم کرنے کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اور میں بڑے دعوے اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ بیشک یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے اور اسی نے اپنے ہاتھ سے اس کو قائم کیا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنی تائیدوں اور نصرتوں سے جو اس سلسلہ کے لئے اس نے ظاہر کیں۔ دکھا دیا ہے۔

(۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

ماہ رجب اور فراہمی زکوٰۃ

احباب سلسلہ اور بیرونی جماعتوں سے ضروری اپیل

زکوٰۃ، اسلام کا ایک مشہور اور ضروری رکن ہے۔ ہر ایک صاحب [illegible] مسلمان مرد، عورت پر زکوٰۃ فرض ہے لیکن افسوس اس زمانہ میں [illegible] فریضہ سے بہت بڑی حد تک غافل ہیں۔ مسلمانوں کی کثیر تعداد صاحب نصاب [illegible] کے باوجود زکوٰۃ نہیں نکالتی اور جو زکوٰۃ نکالتے ہیں وہ بھی بالعموم [illegible] اُدھر غیر مستحقین میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ مال زکوٰۃ کا بیت المال [illegible] کرانا ضروری ہے تاکہ وہاں سے ایک نظام کے ماتحت دینی و قومی ضرورتوں پر صرف [illegible]

ہماری جماعت میں فریضہ زکوٰۃ سے اسقدر غفلت [illegible] جاتی لیکن کما حقہ پابندی بھی نہیں۔ اس خامی کے ازالہ کی کوشش [illegible] ہندوستان میں ماہ رجب ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مخصوص ہے اور [illegible] بہت قریب آ گیا ہے اس لئے احباب سلسلہ اور بیرونی [illegible] مندرجہ ذیل امور کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔

۱۔ جماعت کے تمام صاحبِ نصاب مرد و عورت مقررہ [illegible] باقاعدگی کیساتھ زکوٰۃ نکالیں اور اسے مرکزی بیت المال [illegible] انفرادی طور پر ایک تہائی سے زیادہ زکوٰۃ صرف کرنا از روئے [illegible] منع ہے۔

۲۔ ہر جماعت کے صدر اور سیکرٹری صاحبان ادائیگی زکوٰۃ کی [illegible] پر تحریک کریں۔ فراہمی کا انتظام بھی خاطر خواہ [illegible]

۳۔ غیر از جماعت احباب سے بھی حتی الامکان تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن کے لئے زکوٰۃ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

(مدیر)

قرآن کریم کی صداقت کا ایک اعجازی نشان

قوم یہود پر دائمی عذاب کی پیشگوئی ۔ مسلمانوں کا افسوسناک فقدان عمل

خلاصہ خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام ڈلہوزی[1]

فلما عتوا عن ما نہوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وانہ لغفور رحیم

(الاعراف ۱۶۶ - ۱۶۷)

ترجمہ:۔ سو جب انہوں نے اس سے سرکشی کی جس سے روکے گئے تھے ۔ ہم نے ان کو کہا ذلیل بندر ہو جاؤ اور جب تیرے رب نے خبر دیدی کہ ان پر قیامت کے دن تک ایسے لوگوں کو اٹھاتا رہے گا جو انکو برا عذاب دیں گے ۔ بےشک تیرا رب بدی کی سزا دینے میں جلدی کرنے والا ہے اور یقیناً وہ بخشنے والا رحم کرنے والا بھی ہے

قوم یہود کے متعلق قرآن کریم کی پیشگوئی

اس رکوع میں قوم یہود کی متعدد سرکشیوں کا ذکر کرنے کے بعد بالآخر ارشاد ہوتا ہے کہ جب اس قوم یہود نے اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے حد درجہ کی سرکشی اختیار کی۔ تو ہم نے اس قوم کو ذلیل و خوار کر دیا۔ بندر بنا دیا۔ ان کی بداعمالیاں جب حد سے متجاوز ہوگئیں تو پھر ان پر ایک اور عذاب مسلط کر دیا گیا اور وہ یہ کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا۔ جو ان کو عذاب میں مبتلا کرتے رہیں گے۔ یہ ان کی بداعمالیوں اور کفران نعمت کی سزا ہے۔ ہاں پھر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ لوگ رجوع الی اللہ کر لیں گے اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لینگے تو اللہ تعالیٰ ان کو اس عذاب سے نکال بھی دیگا۔ کیونکہ وہ اگر سریع العقاب ہے تو غفور رحیم بھی ہے۔

قرآن کریم کا ایک اعجاز

یہ آیت قابل غور و فکر ہے۔ یہ قرآن کی ان آیات مختصرہ میں سے ہے جو ایک طرف تو قرآن حکیم کے کلام ربانی ہونے پر شہادت دیتی ہیں تو دوسری طرف دیگر الہامی کتابوں کے مقابلہ میں اسے ایک اعجازی امتیازی نشان بھی دیتی ہیں۔ تمام دیگر الہامی کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لو۔ کہیں یہ کہیں نظر نہ آئیگا کہ وہ کتاب خود اپنے منجانب اللہ ہونے پر کوئی شہادت یا برہان پیش کر کے یا حامل کتاب کی صداقت پر کوئی گواہی دے۔ یہ صرف قرآن حکیم کا ہی امتیازی اعجاز ہے کہ صرف یہی نہیں کہ . . . . ایک ہی وقت یعنی رسول کے بعثت و زندگی میں کچھ ایسے نشانات بطور حجت بالغہ پیش کر دیئے اور ان نشانات سے وہ لوگ متاثر ہو کر خدا اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اور آنے والے لوگوں کے لئے ایک تاریخی شہادت چھوڑ گئے۔ بلاشبہ یہ بھی ایک عظیم الشان طریق ہدایت ہے۔ مگر اس میں دقت یہ پیش آجاتی ہے کہ یہ تمام واقعات و شواہد تاریخ کے محتاج ہو جاتے ہیں اور جس صورت میں تاریخ مستند و محکم نہ ہو راہیوں کیلئے ٹھوکر کا باعث ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر خود آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات لے لیجئے۔ قرآن کریم گواہ ہے کہ مصائب و آلام کے زمانہ میں ذات باری تعالیٰ نے حضور کو اور حضور کے ساتھیوں کو متعدد خوشخبریوں اور پیشگوئیوں سے تسکین و تسلی دی صحابہ کرامؓ نے اپنی آنکھوں سے ان خوشخبریوں کو حرف بحرف پورے ہوتے دیکھا۔ ان کے ایمانوں میں لذت آئی اور ان کے اعمال بلند تر محکم تر ہوئے۔ یہ تمام واقعات اب کتب سیر و تاریخ میں من و عن محفوظ ہیں۔ ان کی صحت پر قرآن خود بھی شاہد ہے اور محفوظ بھی ایسے طریق سے ہیں کہ ان کی صحت پر مخالف کا قلم بھی نقطہ چینی کرتے لرزتا ہے۔ مومن کیلئے یہ حالات باعث سکون و ایمان افروز ہیں۔ ان سے اس کے معاملات میں اس کے اعمال دائمہ میں سرور اور لذت پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کریم کا اعجاز ہر زمانہ کے لئے ہے

مگر قرآن کریم کا اعجاز اگر صرف اسی پر ہی ختم ہو جاتا تو ہدایت کے سرچشمہ کی شہادت محض تاریخ ہی رہ جاتی۔ مگر یہ معجزانہ کلام آنیوالے لوگوں کے لئے۔ ہر زمانہ کے لئے مزید حجت کے سامان بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور چشم بینا درکار ہے اور عقل سلیم۔ وہ ہر زمانہ میں غور کرنے والوں کیلئے ایسی ہدایت بھی پیش کرتا ہے جس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ یہ کلام بلاشبہ کلام الٰہی ہے اور اس کا حامل ایک صادق رسول ہے۔

یہودیوں پر دائمی عذاب مسلط کرنے کی خبر

۔ ۔ آیت جو میں نے خطبہ کی ابتدا میں پڑھی ہے اسی قسم کی حجت کا کام دیتی ہے۔ فرماتا ہے کہ جب یہودیوں نے سرکشی اختیار کی اور جن باتوں سے روکا گیا ان میں تجاوز میں حد سے گزر گئے تو ہم نے انہیں کہا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ۔ اور پھر یہ بھی خبر دیدی کہ ہم قیامت تک ان پر ایسے لوگوں کو اٹھاتے رہیں گے۔ جو ان کو سخت ترین عذاب دیتے ہیں اور پھر فرماتا ہے کہ ہم انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسی زمین میں پھیلا دیں گے۔ ان میں کچھ نیک لوگ بھی ہیں اور کچھ صلاحیت سے بہت دور نکل گئے ہیں۔ اور ہم ان کو آسائش اور تکلیف کے ذریعے آزماتے رہیں گے تاکہ وہ رجوع کریں۔ یہاں ان پر ایک دائمی عذاب مسلط کر دینے کی خبر دی گئی ہے اور وہ خبر یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک ان پر ایسے لوگوں کو اٹھاتا رہے گا۔ جو ان کو طرح طرح کے عذاب دیں گے۔ ہاں کبھی انکی آزمائش شکھ و راحت کے ذریعہ ہوگی تو کبھی دکھوں کے ذریعہ سے بھی ہوگی۔

قوم یہود کی موجودہ مصائب۔ قرآن کی صداقت کا روشن ثبوت

گذشتہ تاریخ کو چھوڑ کر آؤ آج ہم ان واقعات پر غور کریں جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ وہ وقت بھی ہماری آنکھوں کے سامنے گزرا ہے۔ جب اس قوم کو اس قدر رسوخ و عروج حاصل تھا کہ یورپین اقوام کی اکثر گورنمنٹوں پر ان کا حقیقی قبضہ تھا۔ ان کے مالیات۔ ان کی پالیسی اور ان کے اخبارات پر ان کا قابو تھا۔ ہٹلر کی تقاریر اور اس کی سوانح عمری سے پتہ چلتا ہے کہ قوم یہود جرمن قوم کے تمام قوا پر اس قدر مسلط تھی۔ کہ ان کی نشو و نما کی طاقت سلب ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اخبارات ان کے قبضہ میں تھے۔ اقتدار و دولت ان کے زیر اثر تھے۔ اس زمانہ میں کون ایسی پیشگوئی کی جرأت کر سکتا تھا کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب یہ قوم ذلیل و خوار ہو کر رہیگی یہ زمانہ یہود کے سکھ و راحت کی انتہا کا زمانہ ہے۔ پھر زمانہ کروٹ بدلتا ہے تو چاروں طرف سے ان پر مصیبت پر مصیبت نازل ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ان کو امن کی جگہ نہیں ملتی۔ ان کے جان و مال سب خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ ان کا تمام سابقہ اثر و رسوخ اور طاقت سب یک قلم رخصت ہو جاتے ہیں۔ یہ دکھ کی حالت میں ان کی آزمائش ہے۔ یہ واقعات کیا قرآن کریم کی متذکرہ بالا آیت کی کھلی کھلی تفسیر نہیں؟ اور پھر ایسا نقشہ دنیا نے پہلی دفعہ نہیں دیکھا۔ افسوس ہے کہ خود مسلمانوں نے بھی قرآن حمید پر غور کرنا اور اس سے نصیحت پکڑنا چھوڑ دیا ہے۔ ان ہدایات کے سامنے بھی ان کے ایمانوں میں حرکت پیدا نہیں ہوتی۔

متعصب عیسائیوں کا ایک بے معنی اعتراض

پست نگاہ اور کوتاہ اندیش عیسائی جب اس قسم کی آیت پر نظر ڈالتا ہے تو وہ نہ تحقیق سے کام لیتا ہے نہ بصیرت سے وہ بلاتحقیق کہہ اٹھتا ہے کہ حضور صلعم جب مکہ میں تھے تو یہود سے سلوک و اتحاد تھا۔ کہ آپ ابھی توانا نہ تھے۔ اس لئے ان کے حق میں کوئی ناپسندیدہ بات نہ کہتے تھے۔ ہاں جب مدینہ تشریف لیگئے اور وہاں زور پکڑا۔ تو اس قسم کی سخت سزاؤں کا ان کے لئے ذکر کرنے لگ گئے۔ ان لوگوں کی متعصب نگاہوں سے اصل حقیقت اوجھل رہتی ہے۔ انہیں یہ بھی نظر نہیں آتا کہ آیت مذکورہ بالا جس سورت میں واقع ہے یعنی سورۃ اعراف وہ ساری کی ساری بالاتفاق مکی ہے۔ مکہ میں تو ان لوگوں کو بھی تسلیم ہے۔ کہ آپ کے تعلقات یہود سے ناخوشگوار نہ تھے کوئی شہادت موجود نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ حضور صلعم کو یہودیوں کی طرف سے کوئی خطرہ تھا۔ ان حالات میں اگر یہ کلام آپ کا اپنا ہوتا تو ان کے ہولناک مستقبل کا نقشہ کیوں پیش کرتے؟ یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ اپنے مختصر قیام مکی میں یہودیوں کی طرف سے کسی دل آزاری کے نہ ہوتے ہوئے ان کے حق میں اس قدر المناک حشر کی پیشگوئی بلاخوف و خطر ایسے کھلے کھلے الفاظ میں کر دیتے کہ یہ قوم عذاب الٰہی کی مورد قیامت تک رہے گی۔ اس لئے کہ سرکشی میں یہ حد سے بڑھ چکی ہے اور صلاحیت سے دور جا پڑی ہے۔ متعصب معترض کو یہ حقیقت نظر نہیں آتی کہ ذات باری تعالیٰ کو حضور کو پہلے سے ہی باخبر کر دینا مقصود تھا کہ یہ قوم جو مکہ میں بے ضرر نظر آتی ہے آپ کی مدنی زندگی میں موجب زحمت ہوگی۔ صلاحیت سے دشمنی ان کی فطرت میں داخل ہو چکی ہے۔ جب یہ صورت واقع ہو تو ان کو تسلی و اطمینان رہے کہ خدا کے ہاں ان کی اس قسم کی برائیوں کی سزا یہ مقرر ہو چکی ہے وہ آئے دن کسی نہ کسی کے ہاتھوں مصیبت میں مبتلا رہیں گے۔

مسلمانوں کا افسوسناک فقدان عمل

افسوس مسلمانوں پر ہے کہ ان حقیقت افروز شہادتوں کے ہوتے ہوئے ان کے ایمان قرآن مجید پر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر محض لفظی اقرار و تکرار سے زیادہ وقیع نہیں ہوتے الا ماشاءاللہ۔ انکے اعمال انکے ایمان کی تصدیق کم کرتے ہیں۔ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ ایمان قولی جب تک عمل سے اس کی پختگی اور صلاحیت ظاہر نہ ہو کوئی معنی خیز بات نہیں۔ قیاس کر لو آج جرمن قوم جو

(باقی صفحہ [illegible] پر)

---

[1] جناب چودھری محمد یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر نے ڈلہوزی سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ جولائی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں قلمبند کر کے ارسال فرمایا ہے جو درج ذیل ہے۔ پیغام صلح چودھری صاحب موصوف کی اس عنایت اور تکلیف فرمائی کا بیحد ممنون ہے اگر ممکن ہو تو وہ اس سلسلہ کو از راہ کرم جاری رکھیں۔ (مسلم میر)

محمودی جماعت کی اخلاقی پستی!

"الفضل" کا ایک دل آزار غیر شریفانہ مضمون

گذشتہ اشاعت میں ہم محمودی جماعت اور ان کے اخبارات واکابر کی اس افسوسناک روش کا ذکر کر چکے ہیں کہ یہ لوگ اختلاف کو اصول وعقائد تک محدود نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمیشہ ذاتیات پر اتر آتے ہیں اور ہر وقت اور ہر موقع پر جماعت لاہور کے خلاف نہایت ہی افسوسناک غلط اور دل آزار باتیں بولتے اور لکھتے رہتے ہیں ——— اس ضمن میں ہم نے "الفضل" اور اس کے بعض سرکردہ مضمون نگاروں کا خاص طور پر ذکر کیا تھا۔ محمودی جماعت کی اس پستیٔ اخلاق اور بے اصولی کے متعلق کچھ لکھنا اور ان لوگوں کی مایوس کن روش کا ذکر "پیغام صلح" کے صفحات میں کرنا ہمارے لئے بہت ہی ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ یہ جماعت اپنے تئیں حضرت مسیح موعودؑ اور مجدد وقت کے مقدس نام کے ساتھ منسوب کرتی ہے لیکن جب اس کا تاریک اور منافی صداقت و شرافت طرز عمل سامنے آتا ہے تو دل کو بہت دکھ ہوتا ہے ——— لیکن بعض اوقات حالات ہمیں یہ ناخوشگوار اور رنجیدہ فرض ادا کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

"الفضل" ۲۰ جولائی ۱۹۳۹ء میں ایک محمودی مرزا عبدالرحمان صاحب کا مضمون حضرت مولانا احمد صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق شائع ہوا ہے۔ جو بیحد دل آزار ہے اور اس میں حضرت مرحوم، انکے دو صاحبزادوں اور ہماری جماعت کے بعض دیگر معزز، اکابر اصحاب کے متعلق بہت ہی رنجیدہ غلط بیانیاں کی گئی ہیں ——— افسوس ان غلط بیانیوں کو کذب و بہتان کے سوا اور کسی لفظ سے موسوم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ عرصہ سے محمودی جماعت کا شیوہ ہو گیا ہے کہ جماعت لاہور کے اکابر یا سرکردہ کارکنوں میں سے جب کبھی کوئی فوت ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس کی عیب شماری شروع کر دیتے ہیں اور اس بارہ میں بالعموم طرح طرح کی غلط بیانیوں۔ الزام تراشیوں اور طعنہ زنیوں سے کام لیتے ہیں۔ ابھی چند ماہ ہوئے حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات پر "الفضل" میں جو کچھ لکھا گیا۔ اس سے قارئین "پیغام صلح" بخوبی واقف ہیں۔

. . . .

اس کے بعد جب حضرت مولانا احمد صاحب مرحوم کی وفات کا صدمہ پیش آیا تب بھی یہ سنگدل لوگ نمک پاشی اور نیش زنی سے نہ چوکے۔ آنحضرت صلعم کا صریح حکم ہے مرنے والوں کی نیکی کا ذکر کرو۔ ان کی عیب شماری نہ کرو۔ لیکن محمودی جماعت کی روش اس فرمان نبوی سے بالکل برعکس ہے ——— محمودی جماعت فرشتوں کی جماعت نہیں۔ ان کے ہاں جو فوت ہوتے ہیں فرشتے نہیں ہوتے۔ اگر ان کے متعلق بھی کوئی عیب شماری کا یہی طریق اختیار کرے۔ تو کیا محمودیوں کو یہ پسند ہوگا ——— اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر یہ لوگ حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کو کیوں بھول گئے ہیں؟

محولہ بالا مضمون میں لیث در کے ایک غیر ذمہ دار اور مخالف سلسلہ اخبار "پیغام سرحد" کی اطلاع پر انحصار کر کے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت مولانا احمد صاحب مرحوم اور ان کے دو صاحبزادے عبدالاحد اور عبدالواحد صاحبان اور حضرت مرحوم کے بعض احباب نے احمدیت کو ترک کر دیا تھا اور یہ سراسر غلط بات "الفضل" کے مضمون نگار نے اس قدر وثوق سے بیان کی ہے گویا "پیغام سرحد" کا بیان ان کے نزدیک حی من السماء ہے۔ اس قسم کے اخبارات میں خود محمودی جماعت اور ان کے خلیفہ کے متعلق جو کچھ لکھا جاتا ہے۔ کیا کبھی اس کو بھی ان لوگوں نے یہ وقعت دی ہے اور اسے بھی اسقدر وثوق سے شائع کیا ہے؟ آخر وہ کونسی بات ہے جو محمودیوں کے متعلق ان اخبارات میں نہیں لکھی جاتی؟ اخبار "پیغام سرحد" کے بیان کی حقیقت اسی بات سے معلوم ہو سکتی ہے کہ حضرت مولانا احمد صاحب کے صاحبزادے مولوی عبدالواحد صاحب نے حال ہی میں اپنی زندگی تبلیغ دین کیلئے وقف کی ہے اور سرکاری نوکری چھوڑ کر تبلیغی ٹریننگ کیلئے مرکز میں آ گئے ہیں۔ وہ "پیغام سرحد" اور "الفضل" کی ان غلط بیانیوں کی پر زور تردید کرتے ہیں ——— اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مولانا احمد صاحب نے جماعت میں شامل ہو کر بعد احمدیت کے لئے بیش بہا قربانیاں کی ہیں عظیم الشان خدمات دینی انجام دیں۔ بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں۔ ایسی تکالیف جن کے تصور سے بھی "الفضل" اور اس کا مضمون نگار ہراساں ہو جائیں۔ اور حضرت مرحوم آخر دم تک احمدیت کے عقائد پر پختگی کے ساتھ قائم رہے۔ "الفضل" کے مضمون نگار نے صرف اس غلط بیانی پر ہی اکتفا نہیں کیا کہ حضرت مولانا احمد صاحب مرحوم و مغفور، ان کے صاحبزادے اور چند احباب نے [illegible] بد ظن احمدیت کو ترک کر دیا تھا بلکہ ساری جماعت لاہور کو مرتد قرار دے دیا ہے۔ لکھا ہے کہ:۔

"اخبار پیغام (صلح) مرتدوں کی تعریف کیوں نہ کرے
جبکہ سب پیغامی قریباً خود بھی مرتد ہو چکے ہیں"

یہ ہمیں آج معلوم ہوا کہ خدائی رجسٹر نہ صرف جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان بلکہ ایک ایک محمودی کے ہاتھ میں ہے جن سے انہیں جماعت لاہور کے ایک ایک فرد کی دلی کیفیت اور ایمان کا حال معلوم ہوتا رہتا ہے۔ آہ یہ لوگ سچائی اور تقویٰ سے کس قدر دور جا پڑے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں موت اور یوم حساب یاد نہیں رہا ورنہ غلط بیانیوں اور الزام تراشیوں میں اس قدر جری نہ ہوتے اس مضمون کا لکھنے والا خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری ساری کی ساری جماعت صداقت پر قائم ہے حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس مشن کو کامیاب بنانا اس کی زندگی کا مقصد وحید ہے۔ اسلام اور احمدیت کیلئے وہ مسلسل قربانیاں کر رہی ہے۔ قلت تعداد کے باوجود اس کی تبلیغی مساعی کے نتائج شاندار اور بیحد امید افزا ہیں۔ لیکن ایک محمودی مضمون نگار اٹھتا ہے اور اس ساری خادم اسلام جماعت کو مرتد قرار دے دیتا ہے ——— یہ کس قدر اخلاقی پستی ہے اور ان کا یہ طرز عمل معقولیت و دیانت سے کس قدر بعید ہے؟

ہم محمودی اکابر کی خدمت میں ایک مرتبہ پھر گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے اخبارات اور مضمون نگاروں کو سمجھائیں۔ اگر ہماری طرف سے ان پر تنقید کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ساری سچی باتیں بیان کی گئیں تو یہ امر ان کے لئے خوشگوار نہ ہوگا۔ انہیں دوسروں پر خواہ مخواہ کلوخ اندازی سے باز رہنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا [illegible] نمائشی تقدس کا محل ؎

سست بنیاد بھی ہے آئینہ دیوار بھی ہے

یو۔پی کے اچھوت لیڈروں کا وفد پنجاب میں

کانگرسی صوبوں کے ہندو راج میں مسلمانوں کے علاوہ دیگر [illegible] بھی نالاں ہیں۔ اچھوتوں کو خاص طور شکایات ہیں۔ کانگریس کے لیڈر بظاہر اپنے آپ کو اچھوتوں کا ہمدرد ظاہر کرتے ہیں لیکن ہمدردی بالکل اسی قسم کی ہے جس قسم کی "بگلا بھگت" کو مچھلیوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ جہاں تک زبانی جمع خرچ کا سوال ہے یہ لوگ اچھوتوں کو بھائی کہتے ہیں ان کی اصلاح کے لئے بعض [illegible] بھی ان لوگوں کے لئے نافذ کرتے ہیں۔ لیکن جہاں ان کے حقوق کا سوال آتا ہے اور اچھوت کچھ مانگتے ہیں تو "وطن پرست" [illegible] فوراً لال پیلی آنکھیں نکال کر انہیں دھمکانا اور فرقہ پرستی کا طعنہ [illegible] شروع کر دیتے ہیں ——— اقلیتوں کے مطالبات کے [illegible] میں وہ یہ حربہ استعمال کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔

پہلے اچھوت ہندوؤں کے مظالم اور حق تلفیوں پر [illegible] رہتے تھے لیکن اب ان میں بیداری پیدا ہو چکی ہے [illegible]

عمل میں آ گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ خبر دلچسپی کیساتھ سُنی جائے گی کہ صوبجات متحدہ کے آدنواسی اچھوت لیڈروں کا ایک وفد عنقریب پنجاب آنیوالا ہے جو کانگرسی صوبوں کی حکومتوں کے مظالم بیان کرے گا اور شمالی ہندوستان کے مسلمانوں اور اچھوتوں کو بتائیگا کہ گاندھی جی کے چیلوں کے "رام راج" میں اُن کے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ مسلمانان پنجاب کا فرض ہے کہ وہ اس وفد کو ہر قسم کی اخلاقی امداد دیں اور اُن کے کام میں سہولتیں بہم پہنچانے کی کوشش کریں

سر سکندر حیات خاں کی سکیم

فیڈریشن کے متعلق سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب کی متبادل سکیم جس کا چرچا بہت دنوں سے تھا گذشتہ ہفتہ شائع ہو گئی ہے۔ اس سکیم کے شروع میں ممدوح نے ایک جامع تمہید لکھی ہے جس میں حکومت برطانیہ کے مجوزہ فیڈریشن کے نقائص پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ہندوستان کو ایک ایسے وفاق کی ضرورت ہے جس میں صحیح صوبجاتی آزادی کا بندوبست موجود ہو۔ اپنی سکیم کے متعلق ممدوح کا دعویٰ ہے کہ اس سے نہ صرف اس فطری جذبہ کی تسکین ہوتی ہے جو اقلیتوں میں اپنے مذہبی تمدنی سیاسی اور اقتصادی حقوق کی حفاظت کے لئے پایا جاتا ہے بلکہ ریاستوں کو بھی اپنے اندرونی معاملات میں برطانی ہند یا مرکزی حکومت کی طرف سے مداخلت کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا ——

اس سکیم میں جغرافی حد بندی کے اصول پر ایک آل انڈیا فیڈریشن قائم کرنے کی غرض سے ہندوستان کو سات منطقوں میں تقسیم کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔

اس سکیم پر غور اور اس کے حسن وقبح پر اظہار رائے سیاستدانوں کا کام ہے اور ہم اس کام کو انہیں کے لئے چھوڑتے ہیں ——

اس قسم کی سکیموں اور تجاویز سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں جن پر حکومت برطانیہ اور برادران وطن کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ ایک یہ کہ مجوزہ فیڈریشن سے ہندوستان کا کوئی طبقہ بھی مطمئن نہیں ہے۔ اقلیتیں اور ریاستیں خاص طور پر خائف ہیں۔ اس کو زبردستی ہندوستان پر ٹھونسنا حکومت برطانیہ کی بہت بڑی غلطی ہوگی جس سے اس کو اجتناب کرنا چاہیئے دوسرے برادران وطن سارے ملک پر اپنا اقتدار جما کر اقلیتوں کو غلام و پامال کرنے کا جو عزم کئے ہوئے ہیں وہ بے حد خطرناک ہے اور اس سے مسلمان اور دوسری اقلیتوں کے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے ہیں۔ کانگریسی صوبوں میں ہندوؤں کے طرز عمل نے ان اندیشوں کو بہت زیادہ تقویت دے دی ہے —— ہندوؤں کو اگر ہندوستان سے . . . . کچھ ہمدردی ہے تو انہیں اس عزم سے فوراً دستبردار ہو جانا چاہیئے اور مسلمانوں کے ساتھ صلاح ومشورہ سے کوئی ایسا دستور حکومت تجویز کرنا چاہیئے جس میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے اطمینان وتالیف قلوب کا بندوبست موجود ہو۔

سارے ہندوستان پر ہندو راج کا خواب انشاء اللہ کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ اقلیتیں اپنے حقوق حاصل کر کے رہیں گی —— جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں ان کے اقتدار کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔

{ بقیہ صفحہ ۲ }

مُبلّہ کے ہر اشارہ پر جان ومال قربان کرنا اپنا ایمان جانتی ہے اور دنیا کو چیخ چیخ کر اس کا یقین دلاتی رہی ہے۔ اگر ان کے ایمان کی یہی کیفیت ہو کہ ان کے زبانی دعوؤں کے پیچھے عمل کی طاقت معدوم ہو تو جس قوم کا موجودہ اثر و رعب خاک میں مل جا دے۔ یہی فقدان عمل ہے یہی ازدیاد ایمان ہے جو مسلمانوں کی موجودہ پستی کا ذمہ دار ہے مسلمانوں کے دعوے تو بہت بلند ہیں۔ منہ سے کہتے ہیں کہ ہمارے جان اور مال سب اسلام پر فدا ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم پر فدا ہیں لیکن عملاً یہ حالت ہے کہ اسلام کی تائید کیلئے محمد رسول اللہ صلعم کے مقابلہ سے دفاع کیلئے ایک انگلی اٹھانیکو تیار نہیں ایک پائی خرچ کرنیکو تیار نہیں۔ اس بے معنی ایمان کی نفی مقصود تھی اور ایک متحرک باعمل ایمان کی ضرورت تھی جس کی طرف اس حدیث میں بھی توجہ دلائی۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین صحابہؓ نے اس پر پورے اتر کر دکھایا۔ ان کو رسول خدا دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب تھے۔ اس لئے ایمان کا نتیجہ بھی دیکھ لیا یعنی وہ کامیابی جس کی نظیر دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ آج مسلمانوں کو دنیا کی تمام چیزیں محبوب ہیں۔ لیکن محبوب نہیں تو محمد رسول اللہ صلعم نہیں۔ سب کچھ خرچ کرنے کے لئے تیار ہیں روپے نہیں لٹتے تو جان نہیں لٹتے ہاں محمد رسول اللہ صلعم کی عزت کا سوال ہو اللہ کریم ہم سب کو توفیق دے کہ ہم میں قوت عمل پیدا ہو اور ہمارے ایمان قرون اولےٰ کے مسلمانوں کے سے ہوں ✽

الفضل کی ایچاپیچیاں

گذشتہ مہینہ کے شروع میں ہمارا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس کا عنوان تھا "کیا جماعت قادیان میں تبلیغ ممکن ہے؟" اس کے جواب میں الفضل مورخہ ۱۶ جولائی میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "غیر مبائعین کو فیصلہ کن مناظرہ کی دعوت"۔ اس میں جہاں الفضل نے اور جلے پھپھولے پھوڑے ہیں وہاں یہ بھی کہا ہے "اس روش پر ربع صدی گذرنے کے بعد جو غیر مبائعین کی آنکھ کھلی تو انہوں نے دیکھا کہ غیر احمدیوں میں انہیں کوئی پوچھتا نہیں ان کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوا عام طور پر غیر مبائعین کی روش کو منافقانہ طریق قرار دیا جاتا ہے ——

اس حالت کو مشاہدہ کر کے انہیں خیال ہوا کہ ہم نے غلطی کی اور ہمیں جماعت قادیان کے بارے میں اپنے رویہ کو بدلنا چاہیئے اور انہیں تبلیغ کرنی چاہیئے" اس کے بعد کچھ اور بے ربط اور ڈھیلی سی عبارت لکھکر اخیر میں جماعت لاہور کو ایک فیصلہ کن مناظرہ کی دعوت دی ہے۔

معاصر الفضل کو جماعت لاہور کی موجودہ رفتار سمجھنے میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے، اصل میں جماعت قادیان کی طرف توجہ کا باعث یہ نہیں کہ عام مسلمانوں میں ہماری تبلیغ نہیں ہوتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت قادیان میں چند ایک ایسی تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ جنہوں نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ اس جماعت کی طرف توجہ کریں، پچیس سالہ تجربہ کے بعد جماعت قادیان کا ہر ایک عنصر اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہے کہ پیر پرستی کوئی احسن چیز نہیں اور اس عنصر کی موجودگی پر وہ واقعات شاہد ہیں جو وقتاً فوقتاً سرزمین قادیان میں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں ہمیں اُن واقعات کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہم جانا پسند کرتے ہیں۔ البتہ ہم ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ خواہ ان واقعات کی نوعیت کچھ ہی ہو ہمیں ان سے کوئی تعرض نہیں لیکن کوئی شک نہیں کہ جماعت قادیان میں ایک گروہ دن بدن ترقی پذیر ہے جو پیر پرستی کو کوئی احسن چیز نہیں سمجھتا اس سے عملی طور پر بیزاری کا اظہار کرتا ہے بس یہی ہمارے طریق کی فتح ہے اور جہاں کہیں بھی یہ حالات پیدا ہوں گے وہاں بحیثیت اسلامی مشنری جماعت کے پہنچنا ہمارا فرض ہے۔ اور دوسرے ہم پر یہ بہتان کہ ہم جماعت قادیان کے بزرگوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں ہرگز نہیں جماعت قادیان بھی حضرت مسیح موعودؑ کی نام لیوا جماعت ہے اس لئے وہ جماعت ہمارے بھائیوں پر مشتمل ہے ہم انہیں بُرا کیوں کہنے لگے البتہ بعض امور میں ہم انہیں غلطی پر تصور کرتے ہیں اور یہ ایک اصولی امر ہے ہم حتی الامکان ان اصولی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے ورنہ ذاتیات میں اُلجھنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

باقی رہا فیصلہ کن مناظرہ گو ہمارے مضمون کا یہ مطلب تو نہیں تھا خیر اگر معاصر الفضل کی یہی خواہش ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد مسئلہ تکفیر پر ایک فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے، مسئلہ تکفیر کے صاف ہونے سے سب مسائل صاف ہو جائیں گے جماعت احمدیہ کے وہ تمام مسائل جن میں اُلجھنیں اور غلط فہمیاں ہیں ان کی کلید صرف ایک مسئلہ ہے اور وہ ہے مسئلہ تکفیر اس کے صاف ہونے سے سب مسائل صاف ہو جاتے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق ہمیں یہ دعویٰ ہے کہ قادیانی دوست ہرگز میدان میں نہیں آئیں گے اور مجبوراً آئیں گے بھی تو اس میں اس قسم کی ایچاپیچیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جس سے الجھاؤ پیدا ہو اور اصل مقصد فوت ہو جائے۔

ہم پر آج تک یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ جماعت قادیان کے ارباب حل وعقد ہمیشہ ہمیں مناظرہ اور مباہلہ کے چیلنج دیتے رہتے ہیں مگر جو انہیں چیلنج دیتے ہیں ان کا چیلنج قبول نہیں کیا جاتا خواہ وہ ان کی اپنی جماعت سے ہی کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں اب بھی اُن کی جماعت کے بعض لوگ موجود ہیں جو جناب خلیفہ صاحب سے مناظرہ اور مباہلہ کرنے کو تیار ہیں مگر جناب خلیفہ صاحب نے کبھی ان کی گذارشات کو شرف قبولیت نہیں بخشا۔

مگر جو جماعت ان چیزوں کو تضیع اوقات خیال کرتی ہے اور جس کی پچیس۲۵ سالہ کارگذاری پر راستی اور حسن عمل گواہ ہے تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ وہ بزرگ قرآن مجید کی تفسیر لکھتے لکھتے جن کے بال سفید ہو گئے انہیں تفسیر نویسی کے چیلنج دیئے جاتے ہیں اور چیلنج دینے والے وہ ہیں جنہیں اتنی توفیق نہ ملی کہ وہ قرآن مجید کا یورپ کی ایک زبان میں ہی ترجمہ کر دیتے ✽

ایس محمد آصف۔ قادیانی بی۔ اے

مولوی فخرالدین صاحب ملتانی کی دوسالہ برسی

قادیان میں جلسہ اور جلوس

مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۹ء کو مولانا مولوی فخرالدین صاحب ملتانی شہید کی دوسالہ برسی منائی جائے گی جس میں شہید مرحوم کے حالات زندگی بیان کرنے کے علاوہ مختلف الخیال لوگ "قتل انسانی ایک بہت بڑا گناہ اور پاپ ہے" کے موضوع پر تقاریر فرمائیں گے اور پرامن ماتمی جلوس بھی نکالا جائے گا۔ احباب سے درخواست ہے کہ تشریف لا کر جلسہ کی رونق بڑھائیں۔

نوٹ: جلسہ کا پروگرام بعد میں شائع کیا جائے گا۔

الداعی: حکیم عبدالعزیز احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ انصاریہ قادیان

فتنۂ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۳)

بہاء اللہ صاحب کی پوزیشن رسولوں کے بھیجنے والے کی ہے

پچھلی قسط میں وضاحت سے دکھا چکا ہوں کہ کتاب اقدس میں بہاء اللہ صاحب نے جو اپنی پوزیشن قائم کی ہے وہ کسی رسول یا نبی کی نہیں بلکہ رسولوں کے بھیجنے والے کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی وحی کے وقت جو پوزیشن خدا کی تھی اور جو بقول ان کے یہ تھی کہ خدا درخت کے اندر سے بول رہا تھا۔ ٹھیک وہی پوزیشن وہ اپنی قائم کرتے ہیں وہ اپنے تئیں حضرت موسیٰ کی طرح مہبط وحی قرار نہیں دیتے بلکہ جس سے خدا بولتا تھا۔ بلکہ وہ اپنی حیثیت اس خدا کی قرار دیتے ہیں جو موسیٰ سے ہم کلام ہوا کرتا تھا۔

کتاب اقدس کے تین فیصلہ کن حوالے

چنانچہ صاف طور پر کتاب اقدس میں ایسے الفاظ موجود ہیں جن کی صرف تین حوالے پیش کرتا ہوں۔

۱ ۔ یا حسین اسمع ما تکلم بہ مکلم الطور (کتاب اقدس صفحہ ۱۱۵) اپنے مرید حسین کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے حسین سن جو طور پر کلام کرنے والا تجھ سے کلام کرتا ہے۔ گویا طور پر جو حضرت موسیٰ سے کلام کرتا تھا یعنی خدا وہ آج ایک شخص حسین کو مخاطب کر کے کلام کر رہا ہے اور وہ خود جناب بہاء اللہ بنفس نفیس ہیں۔

۲ ۔ ایک پرانی ملاقات کو یاد دلاتے ہوئے اپنے مرید نصیر کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ انظر ثم اذکر اذ تکلم معک مکلم الطور وتوجہ الیک وجہ الظہور (کتاب اقدس صفحہ ۱۱۷) دیکھ پھر یاد کر جب تجھ سے کلام کرتا تھا طور پر کلام کرنے والا اور خدا کا ظہور یعنی بہاء اللہ تیری طرف متوجہ تھا اور تجھ سے باتیں کرتا تھا۔

۳ ۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں۔ یا ملاء الارض قد اتیٰ یوم النصر وظہر مکلم الطور بآیات عجز عنہا من فی السموات والارضین (کتاب اقدس صفحہ ۱۰۱) اے زمین کے لوگو! بے شک خدا کی نصرت کا دن آ گیا اور طور پر کلام کرنے والا ظاہر ہو گیا ایسے نشانات کے ساتھ جن سے وہ تمام لوگ جو آسمانوں اور زمین میں بستے ہیں، عاجز آ گئے ہیں (سبحان اللہ کیا نشانات آسمانی ہیں اور کس قدر آسمان و زمین کی مخلوق ان کے سامنے عاجز آ گئی ہے کہ جیلخانہ میں پڑے پڑے ساری عمر بیت گئی اور جیلخانے ہی میں مر گئے۔)

چند مزید قابل غور حوالے

اس کے بعد میں چند ایسے حوالے پیش کرتا ہوں جن میں صاف طور پر بہاء اللہ صاحب اپنے آپ کو رسولوں اور نبیوں کا بھیجنے والا اور کتابوں اور آیات کا نازل کرنے والا قرار دیتے ہیں۔

۱ ۔ یا ملاء الارضین والسموات قد اتیٰ منزل الآیات بسلطان لا تقوم معہ جنود العالم ولا سطوۃ الذین غفلوا عن ہذا الامر العظیم (کتاب اقدس صفحہ ۹۴) اے زمینوں اور آسمانوں کے لوگو۔ بے شک آ گیا آیات کا نازل کرنے والا۔ ایسے غلبہ کے ساتھ کہ جس کے مقابلہ میں تمام جہان کا لشکر ٹھہر نہیں سکتا اور نہ ان لوگوں کی طاقت و سطوت کوئی کام آ سکتی ہے جو اس امر عظیم یعنی بہاء اللہ صاحب) کی آمد سے غافل ہیں" یہ آیات کا نازل کرنے والا یعنی خدا صاحب کی آمد کی خبر بیان دی جا رہی ہے۔ وہ خود جناب بہاء اللہ ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ وہ اس شان سے تشریف لائے ہیں کہ تمام عالم کی فوجیں اور سلطنتیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ لیکن جب بہاء اللہ صاحب کی زندگی کے واقعات پر نظر ڈالو۔ تو یہ تعلّی کس قدر مضحکہ خیز نظر آتی ہے۔

۲ ۔ پھر ایک مرید کو لکھتے ہیں جس سے کبھی بہاء اللہ صاحب مخاطب ہو کر باتیں کرتے رہے تھے۔ طوبیٰ لک بما توجہ الیک وجہ اللہ وتکلم معک مکلم الطور فضلاً من عندہ وانہ لہو المفضال القدیم (کتاب اقدس صفحہ ۷۷) خوشخبری ہو تجھے اس لئے کہ خدا کے منہ یعنی اس کے ظہور بہاء اللہ نے تیری طرف توجہ کی تھی اور تجھ سے طور پر کلام کرنے والا یعنی بہاء اللہ کلام کرتا تھا۔ یہ اس کا فضل ہے بے شک وہ بڑا فضل کرنے والا اور قدیم ہے۔ پھر آگے چل کر فرماتے ہیں وقد ارسلنا الرسل وانزلنا الکتب کہ بے شک ہم نے رسول بھیجے اور ہم نے کتاب نازل کی۔ ممکن ہے یہاں کسی کو یہ وسوسہ گزرے کہ مرسل رسل اور منزل کتاب سے مراد شاید یہاں خدا ہو اور بہاء اللہ نہ ہو لیکن یہ وسوسہ غلط ہے۔ کیونکہ اسی کے آگے چل کر فرماتے ہیں۔ کم من عالم تمسک بالشریعۃ ولما افتیٰ علیٰ منزلہا کہ بہت سے عالم ہیں جو شریعت سے تمسک کرتے ہیں اور پھر اسی کے ساتھ اس شریعت کے نازل کرنے والے پر فتویٰ لگاتے ہیں۔ یہ ان علماء کی شکایت ہے جو بہاء اللہ صاحب پر فتویٰ تکفیر لگاتے تھے۔ اس سے صاف پتہ لگ گیا کہ شریعت نازل کرنے والا اور کتب اور رسولوں کو بھیجنے والا یہاں خدا نہیں بلکہ خود بہاء اللہ صاحب بنفس نفیس ہیں۔

۳ ۔ ہذا الیوم تشرفت الطور بکلمۃ والسدرۃ بظہورہ والکتاب بمنزلہا ولکن القوم اکثرہم لا یفقہون (کتاب اقدس صفحہ ۲۲۸) یہ وہ زمانہ ہے جس میں طور کو شرف ملا اس کے کلام کرنے والے سے اور سدرہ کو اس پر ظہور کرنے والے سے اور کتاب کو اس کے نازل کرنے والے سے اور اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔ یعنی اس زمانہ میں بہاء اللہ صاحب کے وجود میں طور پر کلام کرنے والا یعنی خدا اور محمد رسول اللہ صلعم کی معراج میں سدرہ پر ظہور کرنے والا اور آسمانی کتابوں کو نازل کرنے والا خود اپنی ذات سے ان چیزوں کو بزرگی بخش رہا ہے یعنی آ پہنچا ہے لیکن اسے اکثر لوگ نہیں سمجھتے (سمجھیں کیونکر۔ انسان کو خدا کیسے سمجھ لیں۔ کیونکہ طور پر کلام کرنے والا، سدرہ پر ظہور کرنے والا۔ کتابوں کا نازل کرنے والا تو خدا تھا۔ اب بہاء اللہ کو خدا سمجھ کر شرف انسانیت کی توہین کس طرح کریں۔ ناقل)

۴ ۔ اہل "البیان" یعنی بابیوں کو مخاطب کر کے بہاء اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ یا ملاء البیان تاللہ قد اتیٰ منزلہ ومرسلہ (کتاب اقدس صفحہ ۲۲۰) اے البیان (یہ وہ کتاب ہے جسے علی محمد باب نے بطور الہامی کتاب کے پیش کیا) والو اللہ کی قسم بے شک آ گیا اس کا نازل کرنے والا اور اس کا بھیجنے والا۔ گویا علی محمد باب پر البیان کتاب نازل کرنیوالے خود بہاء اللہ صاحب تھے جو بحیثیت خدا عرش بریں سے تشریف لے آئے ہیں۔ لیکن البیان والے کب انہیں ماننے تھے اس لئے شکایت کرتے ہیں کہ:۔

۵ ۔ قل کم دون نقطۃ البیان ویفتون علیٰ من نزلہا ویقرؤن الآیات وینکرون منزلہا فاعتبروا یا اولی الابصار (کتاب اقدس صفحہ ۹۵) نقطۃ البیان یعنی الباب کتاب البیان کو تو یاد رکھتے ہیں اور البیان کے بھیجنے والے پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور آیات الٰہیہ کو پڑھتے ہیں اور ان کے نازل کرنے والے کا یعنی بہاء اللہ کا انکار کرتے ہیں پس عبرت پکڑو اے بصیرت والو۔

بہاء اللہ کو نبیوں اور رسولوں کے عقیدہ پر پرکھنے کا مطالبہ غلط ہے

میرے خیال میں ایک عقلمند کے لئے یہ حوالجات اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ بہاء اللہ صاحب نے اپنی حیثیت کسی نبی اور رسول اور ملہم کی قرار نہیں دی جو مہبط وحی ہوتا ہے یعنی اس پر کتاب نازل ہوتی ہے۔ یا خدا اس سے کلام کرتا ہے بلکہ وہ اپنی حیثیت خود نبی اور رسول بھیجنے والے کی اور رسولوں اور ملہمین سے کلام کرنے والے کی قرار دیتے ہیں۔ پس کس قدر غلطی اور فریب ہے۔ اگر بہاء اللہ صاحب کے کذب و صدق کو اس معیار پر پرکھنے کے لئے مطالبہ کیا جائے جو نبیوں اور رسولوں اور مامورین ملہمین کا ہے۔

رسولوں اور ماموروں کی صداقت پر حضرت مرزا صاحب کی پیش کردہ ایک دلیل

رسولوں اور ماموروں کی صداقت پر حضرت اقدس مرزا صاحب نے جہاں سینکڑوں دلائل قائم کئے تھے وہاں ایک دلیل یہ بھی پیش کی تھی کہ قرآن کریم میں ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین کہ اگر ہم پر یہ (یعنی محمد رسول اللہ صلعم) کوئی کلام افترا کرتے (یعنی خدا نے آپ پر وحی نہ کی ہو۔ اور آپ اپنے دل سے گھڑ کر پیش کر دیں کہ یہ خدا کا کلام ہے) تو ہم اسے اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ پس آپ کا ۲۳ سال تک اپنے دعویٰ نبوت و رسالت پر زندہ رہنا اس بات پر دلیل ہے کہ مفتری علی اللہ ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہتا۔

بہاء اللہ صاحب کی صداقت پر یہ دلیل پیش نہیں کی جا سکتی

مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا جب بہائیت میں ایک نو گرفتار صاحب اس دلیل کو بہاء اللہ صاحب کی صداقت پر بطور دلیل پیش کر کے بہت مخر کرنے لگ گئے۔ اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ان کی جہالت کہوں یا بھولا پن کہوں۔ کیونکہ دل کو چیر کر کسی نے نہیں دیکھا۔ خدا جانے وہ اپنے نفس سے فریب خوردہ ہوں۔

چند قابل غور امور

اس آیت پر غور کرنے کے لئے چند امور قابل توجہ ہیں۔

۱ ۔ سب سے پہلے تو یہ کہ یہ ایک ایسی دلیل ہے جو صرف ان لوگوں کے سامنے پیش کی جا سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کو صادق اور راستباز، خدا کا نبی اور رسول مانتے ہیں۔ ایک منکر کے لئے یہ کوئی دلیل نہیں۔ لیکن وہ کہہ سکتا ہے کہ ۲۳ سال کی میعاد کو ئی علمی میعاد یا معقولی طور پر کسی کی صداقت کے لئے معیار ہو سکے۔ پس منکرین محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت کیلئے جو دلائل پیش ہو سکتے ہیں وہ ہیں آپ کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم۔ آپ کے اخلاق فاضلہ۔ آپ کی تائید میں نشانات آسمانی اور نصرت الٰہیہ کا ظہور۔ آپ کی

عادت کامیابی وغیرہ وغیرہ۔ یہی وہ دلائل ہیں جو ہر ایک راستباز اور مامور من اللہ کی صداقت کے لئے بطور معیار کے ہر ایک منکر اور مومن پر حجت ہو سکتے ہیں۔

۲۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۲۳ سال والی میعاد آپ کا معیار صداقت نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ میعاد کا سوال آپ کی وفات کے بعد ہی پیدا ہو سکتا تھا۔ زندگی میں نہیں ہو سکتا تھا۔ پس آپ کی زندگی میں جو لوگ آپ کو صادق مان کر ایمان لائے۔ وہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ تعلیم، آپ کے اخلاق فاضلہ اور نشانات سماوی اور نصرت الٰہیہ کے ظہور وغیرہ کو دیکھ کر ہی ایمان لائے اور یہی وہ معیار صداقت ہے۔ جو آج بھی منکرین رسالت محمدیہ پر حجت ہے۔ اور اگر ایک مسلمان انہی دلائل پر اکتفا کرے اور ولو تقول الخ والی آیت کو یوں استدلال کرے کہ اگر آپ نعوذ باللہ مفتری ہوتے تو اللہ تعالےٰ اس آیت کے ماتحت آپ کو داہنا ہاتھ سے پکڑ لیتا یعنی آپ کو بہاء اللہ صاحب کی طرح جیلخانہ میں ڈال دیتا اور جلا وطن کر دیتا (کیونکہ ہاتھ سے پکڑنے سے یہی مراد ہے کہ ایسی سزا دینا جس سے کام میں رکاوٹ پیدا ہو جائے) اور آپ کو ہلاک کر دیتا یعنی اسی قید اور جلاوطنی کی حالت میں بہاء اللہ صاحب کی طرح ناکامی کی موت دیتا اور آپ کو وہ خارق عادت کامیابی ہرگز نصیب نہ ہوتی۔ جو آج ہمیں آپ کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ تو اس میں کوئی ہرج نظر نہیں آتا۔ کیونکہ خود ولو تقول والی آیت میں کوئی ۲۳ سال کی میعاد کا ذکر نہیں۔ صرف واقعات سے استدلال کیا گیا ہے۔

۳۔ تو پھر یہ ۲۳ سال میعاد والی دلیل کیا ہوئی جس کو اہل بہاء، بہاء اللہ صاحب کی صداقت کے لئے پیش کرتے ہیں جو غیر مسلموں کیلئے کوئی دلیل نہیں۔ عام مسلمانوں کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ صرف احمدیوں کے لئے دلیل رہ گئی۔ کیونکہ ان کے امام نے اس سے استدلال کیا ہے اور مفتری علی اللہ کے لئے ایک معیار قائم کیا ہے کہ وہ ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اس دلیل کو محض ایک تائیدی دلیل کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ ورنہ اس دلیل پر آپ کے دعویٰ کی بنا نہ تھی۔ کیا جب تک آپ کے دعویٰ الہام پر ۲۳ سال نہ گزرے تھے۔ اس وقت تک آپ صادق نہ تھے؟ پس ایک تائیدی دلیل کو اسقدر اہمیت دینا کہ اس پر کسی کے صادق ہونے کی بنا قائم کرنا سخت غلطی ہے اور اگر یہی وہ لاجواب دلیل ہے جس پر بہاء اللہ صاحب کی صداقت کی بنا ہے تو پھر نہ تو یہ غیر مسلموں پر حجت ہے۔ نہ عامۃ المسلمین پر۔ تو گویا بہاء اللہ صاحب احمدیوں کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے؟

بہاء اللہ صاحب کو اس معیار کے نیچے لانا سخت غلطی ہے

اب میں انشاء اللہ یہ دکھاتا ہوں کہ جناب بہاء اللہ کو اس معیار کے نیچے لانا سخت غلطی ہے کیونکہ جو وعید اس آیت میں ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو کسی کلام کو پیش کر کے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ نے بذریعہ وحی والہام اس پر نازل فرمایا ہے۔ یہ وعید اس شخص کیلئے ہرگز نہیں جو اپنے کلام کو پیش کر کے صاف کہتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ میری اپنی تحریر ہے۔ اسے خدا کا کلام میں اس لئے قرار دیتا ہوں کہ میں خدا کا ظہور ہوں اور میرا بولنا خدا کا بولنا ہے کیونکہ میری زبان "لسان العظمۃ" یعنی خدائے عظیم کی زبان ہے اور میرا لکھنا خدا کا لکھنا ہے۔ کیونکہ میری قلم "قلم اللہ رب العرش العظیم" ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ خدا پر افترا نہیں۔ کیونکہ مدعی علی الاعلان کہتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے میری تحریر ہے۔ ہاں چونکہ میں خدا کا ظہور ہوں۔ اس حیثیت سے یہ خدا کا کلام ہے اور خدا کی کتاب ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے اور یہ کلام جو میں پیش کرتا ہوں وہ خدا کی طرف سے بذریعہ وحی نازل شدہ ہے بلکہ وہ صاف کہتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ مگر میں بحیثیت خدا کے منہ سے کلام کرتا ہوں اس لئے میرا اپنا کلام خدا کا کلام ہے خدا میری زبان سے اسی طرح بول رہا ہے جس طرح کبھی درخت میں سے موسیٰ سے ہمکلام ہوا تھا۔ یعنی اپنی پوزیشن متکلم اور منزل الکتاب کی قائم کرتا ہے نہ کہ مکلّم اور مہبط وحی کی۔ پس اگر کسی کی ایسی عقل ماری گئی ہو کہ وہ مادی اجسام میں خدا کا حلول مانتا ہو اور عناصر پرستی اور انسان پرستی کا قائل ہو تو بیشک مان لے کہ یہ بہاء اللہ صاحب نہیں بول رہے یا لکھ رہے بلکہ خدا بول رہا یا لکھ رہا ہے۔ لیکن کوئی عقلمند جس میں ذرا بھی عقل سلیم کا مادہ ہوگا۔ اس لغویت کو ماننے کیلئے تیار نہ ہوگا۔

خدا نے جب ایک سلسلہ نبیوں اور رسولوں اور ماموروں کا نوع انسان کی ہدایت کیلئے قائم کیا اور بذریعہ وحی والہام اپنی ہدایت کو ملہمین کے قلوب پر نازل کرنے کا طریق اختیار کیا تو سچے اور جھوٹے مدعی ماموریت میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے دنیا میں ہی اس کی نامرادی اور ہلاکت کا وعید بھی ارشاد فرمایا۔ کیونکہ جبریل یا ملائکہ کے ذریعہ وحی والہام کا نزول انسان کے قلب پر ہوتا ہے اور یہ ایسا امر ہے جو انسانی نظر سے مخفی ہوتا ہے۔ اس لئے اس مخفی امر کے سچ اور جھوٹ معلوم کرنے کیلئے کوئی امتیازی نشان ضرور ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ایک شخص جب اپنے آپ کو خدا کا ظہور کہتا ہے اور اپنے کلام کو خدا کا کلام کہتا ہے تو اس میں کوئی مخفی امر نہیں جس کا وہ مدعی ہے۔ وہ لوگوں کے سامنے خود بولتا ہے اور اسے اپنا ہی کلام بتاتا ہے۔ وہ لوگوں کے سامنے خود لکھتا ہے اور اسے اپنی ہی تحریر بتاتا ہے۔ اس میں خدا پر افترا کوئی نہیں۔ ہاں وہ اپنے کلام کو اور اپنی تحریر کو خدا کا کلام اور خدا کی تحریر اس لئے کہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا ظہور کہتا ہے۔

فیصلہ طلب امر کیا ہے؟

پس ان حالات میں فیصلہ طلب یہ امر رہ جاتا ہے کہ آیا یہ شخص واقعی خدا کا ظہور ہے یا نہیں۔ مگر یہ امر فیصلہ طلب ہرگز نہیں۔ کہ اس پر خدا کی کوئی وحی نازل ہوتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ یہاں ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ لہٰذا آیت لو تقول الخ کا وعید جو مدعی وحی والہام کے لئے ہے۔ ایسے مدعی پر کیسے عائد ہو سکتا ہے جو مدعی وحی والہام نہیں بلکہ مدعی الوہیت یا مظہر الوہیت ہے۔ مدعی الوہیت یا مظہر الوہیت کی صداقت جانچنے کے لئے جو کوئی بھی معیار قائم کرو۔ وہ ظاہر ہے کہ لو تقول والی آیت کے معیار سے جدا ہوگا۔ کیونکہ وہ مکلّم من اللہ (یعنی مدعی وحی والہام) لوگوں کے لئے ہے نہ کہ متکلم ہونے کے مدعی کے لئے۔ پس اس آیت کو بہاء اللہ صاحب کی صداقت کے بارے میں پیش کرنا پرلے درجہ کی حماقت اور نادانی ہے یا دانستہ چالاکی اور دھوکا دہی ہے۔

ظہور اللہ ہونے کا دعویٰ غلط اور خلاف عقل ہے

باقی رہا ظہور اللہ ہونے کا دعویٰ۔ سو یہ خود اس قدر لغو اور بدیہی البطلان امر ہے۔ جسے عقل انسانی کبھی قبول نہیں کر سکتی۔ کہاں خدائے ذوالجلال والاکرام مالک السموات والارض اور کہاں ایک عاجز انسان۔ انسانی فطرت اپنے عجز اور بے بسی کو خوب پہچانتی ہے۔ ایسے مدعی کی لغویت اور جھوٹے ہونے کی شناخت کے لئے دنیا میں کسی سزا اور وعید کی ضرورت نہیں۔

کرشمہ غیرت الٰہی ــــ بہاء اللہ صاحب کی ناکام و نامراد زندگی

لیکن یہ عجیب کرشمہ غیرت الٰہی ہے کہ خدا نے مظہر الوہیت بننے کے مدعیوں کو ہمیشہ اسی دنیا میں ہی ناکامی و نامرادی کی موت سے مارا۔ فرعون خدا سے سرکش ہو کر مدعی الوہیت بنا تھا۔ مگر موسیٰ کے مقابل کس طرح نامرادی کی موت سے ہلاک ہوا۔ بہاء اللہ صاحب کا دعوےٰ مظہر الوہیت سرکشی کے رنگ میں نہ تھا۔ الوہیت کے حلول کے رنگ میں تھا۔ لیکن خدا کی شان ان کی تمام عمر جیلخانہ اور جلاوطنی میں بسر ہوئی اور روتے اور چیختے اور مظلوم مظلوم کی فریاد کرتے ہی گزری اور آخر کار ایک ناکام انسان کی موت مرے اور ساری تعلیاں اور شیخی بازیاں دھری رہ گئیں۔ یہ اسی لئے تھا کہ خدا کی عظمت جبروت کے مقابلہ میں بشریت کا عجز اور کمزوری نمایاں ہو کر مظہر الوہیت ہونے کے دعوے کی قلعی کھلتی رہے۔

بہائی صاحبان کی ایک اور دھوکہ دہی

یہاں بعض بہائی صاحبان صوفیا کے مقام فنا فی اللہ کی آڑ میں پناہ لیتے ہیں۔ لیکن تصوف کا فنا فی اللہ تخلق باخلاق اللہ یعنی خدا کی اخلاق میں رنگین ہونے کا دوسرا نام ہے۔ ایسا شخص واقعی خدا نہیں بن جاتا کہ اس کے اپنے کلام اور تحریر کو فی الحقیقت خدا کا کلام اور تحریر کہا جا سکے۔ سینکڑوں فانی فی اللہ بزرگ گزرے ہیں لیکن کسی نے اپنے کلام کو خدا کا کلام قرار نہیں دیا اور نہ اپنے قلم کو خدا کا قلم بتایا۔ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں کوئی بات کہنا اور بات ہے اور حقیقت کے رنگ میں کسی بات کو پیش کرنا اور بات ہے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اگرچہ یہ کہا کہ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود" لیکن کبھی اپنی مثنوی کو خدا کے کلام کی حیثیت میں پیش نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ مصرعہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں تھا۔ حقیقت کے رنگ میں نہ تھا۔ فانی فی اللہ لوگ چونکہ خدا کی رضا میں اس قدر فنا شدہ ہوتے ہیں کہ ان کا بولنا اور چلنا اور پھرنا خدا کی عین رضا کے ماتحت ہوتا ہے اور قطعی اپنی خواہش نفس سے نہیں ہوتا۔ اس لئے مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کا بولنا خدا کا بولنا ہوتا ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جو کچھ وہ بولتے ہیں وہ ان کا کلام نہیں ہوتا بلکہ خدا کا کلام ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب فقط اسی قدر ہوتا ہے کہ ان کا کلام خدا کی رضا کے ماتحت ہوتا ہے اپنی خواہش نفس سے نہیں ہوتا۔

صوفیا کرام اور بہاء اللہ صاحب کا فرق

لیکن بہاء اللہ صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ان کا کلام خود خدا کا کلام ہے اور خدا ان کی زبان سے ویسے ہی بولتا ہے جیسے درخت میں سے حضرت موسیٰ سے بولا تھا۔ گویا بہاء اللہ صاحب کے کلام کو مجازاً خدا کا کلام نہیں کہا گیا بلکہ حقیقت میں خدا کا کلام کہا گیا۔ اور یہی وہ فرق نمایاں ہے جو ایک فانی فی اللہ ولی اللہ میں اور بہاء اللہ کے مظہر الوہیت بننے کے دعوے میں ہے۔ پہلا انتہائے عبودیت ہے اور دوسرا ادعائے الوہیت ہے۔

بہاء اللہ کے خدا کا ظہور ہونیکے دعوے پر چند حوالجات

اب میں بہاء اللہ صاحب کے خدا کا ظہور ہونے کے دعوے پر چند حوالجات پیش کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) یاملا الانشاء اسمعوا نداء مالک الاسماء انہ ینادیکم من شطر سجنہ الاعظم (کتاب اقدس صفحہ ۵۴) اے انشا کے لوگو۔ مالک الاسماء کی آواز کو سنو وہ تمہیں پکارتا ہے اپنے قید خانہ اعظم کی طرف سے۔ ظاہر ہے کہ قید خانہ اعظم میں پکارنے والا وہ خود جناب بہاء اللہ صاحب ہی تھے جو وہاں قید لیکن یہاں وہ اپنے آپ کو **مالک الاسماء** فرماتے ہیں یعنے اللہ تعالیٰ کے ناموں کے مالک۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے مالک سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کون ہو سکتا ہے۔ مالک الاسماء کون ہے یہ خود بہاء اللہ کی قلم سے سنو۔ فرماتے ہیں **من یجد لذۃ الضراء فی سبیل اللہ مالک الاسماء** (کتاب اقدس صفحہ ۳۴۶) ترجمہ۔ جو لذت پاتا ہے اللہ مالک الاسماء کی راہ میں تکلیف اٹھانے میں گویا خود بہاء اللہ صاحب نے مالک الاسماء اللہ کو فرمایا ہے۔ اب مذکورہ بالا حوالہ پھر پڑھو کہ بہاء

ندا، مالک الاسماء انه ینادیکم من شطر سجنه الاعظم۔ کہ مالک الاسماء کی آواز کو سنو وہ تمہیں اپنے قید خانہ اعظم میں سے پکارتا ہے۔ اب بھی سمجھ میں آیا کہ نہیں کہ بہاءاللہ صاحب ہی اللہ مالک الاسماء ہیں۔

۲۔ ضع سوائی و خذ کتابی بامرک لسان عظمتی من هذا المقر الذی لا یری فیه الا الله مالک الوجود

(کتاب اقدس صفحہ ۹۷) اپنے مرید علی کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ میرے سوائے سب کچھ چھوڑ دے اور میری کتاب کو پکڑ لے۔ تجھے میری عظمت والی زبان حکم دیتی ہے اس جائے قرار سے (یعنی جیلخانہ سے) جہاں کچھ نہیں دکھائی دیتا سوائے اللہ مالک الوجود کے۔ گویا اس جیلخانہ میں جو بہاءاللہ صاحب نظر آتے ہیں یہ خود اللہ مالک الوجود بنفس نفیس ہیں۔

۳۔ ایک زیارت کرنیوالے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وقام لدی الباب و دخل بعد الاذن تلقاء الوجه وسمع وقال لک الحمد یا اله الغیب والمشهود ولک الثناء یا رب الارباب۔ اشهد انک قد کنت مکنونا فی ازل الازال واظهرت نفسک فی یومک هذا

(کتاب اقدس صفحہ ۲۱۱) وہ کھڑا ہوگیا دروازہ کے پاس اور اجازت کے بعد اندر داخل ہوا بہاءاللہ کے سامنے منہ کی طرف پھر ان کا دعویٰ سن کر بولا (یاد رہے کہ یہ بہاءاللہ صاحب کو مخاطب کرکے کلام کر رہا ہے) کہ تیرے لئے حمد ہے اے غیب اور ظاہر کے معبود اور تیرے لئے ثناء ہے اے ربوں کے رب۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو ازل الازال سے مخفی چلا آتا تھا۔ اور اس زمانہ میں تو نے اپنی ذات کو ظاہر کیا۔ کسقدر صفائی سے خدائی کا دعویٰ ہے۔ کس طرح مرید نے بہاءاللہ صاحب کے سامنے کھڑے ہوکر ان کو مخاطب کرکے ان کی خدائی کی گواہی دی ہے کہ وہ خدا جو ازل سے مخفی چلا آتا تھا۔ آخر اپنی ذات کو اس نے آپکے (یعنے بہاءاللہ کے) وجود میں ظاہر کیا۔ یاد رہے کہ اس حوالہ سے صاف ہوگیا کہ خدا نے ابتدائے دنیا سے آج تک کسی کے وجود میں ظہور نہیں کیا سوائے بہاءاللہ صاحب کے۔ وہ بہاءاللہ صاحب کے ظہور تک مخفی تھا فقط بہاءاللہ صاحب کے وجود میں اس نے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔

۴۔ یا نصیر یذکرک الخبیر و یذکرک الایام التی کنت فیها لدی الباب وسمعت نداء الله رب الارباب

(کتاب اقدس صفحہ ۱۱۲) اپنے ایک مرید نصیر کو ایک پرانی ملاقات یاد دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اے نصیر تجھے الخبیر (یہ خدا کی صفت الخبیر ہے جس سے مراد یہاں خود جناب بہاءاللہ صاحب ہیں) یاد کرتا ہے اور وہ دن یاد کرتا ہے جب تو دروازہ کے پاس کھڑا تھا اور اللہ کی جو تمام ربوں کا رب ہے آواز سن رہا تھا" کس صفائی سے اپنے آپ کو اللہ رب الارباب کہا ہے جناب بہاءاللہ صاحب ہی کلام فرمارہے تھے جسے نصیر سن رہا تھا۔ مگر فرماتے ہیں وہ اللہ رب الارباب بول رہا تھا۔ اب اس کے ساتھ اوپر کا حوالہ ۳ پھر پڑھو جب مرید نے بہاءاللہ صاحب کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ **لک الحمد یا اله الغیب والمشهود ولک الثناء یا رب الارباب**۔ کہ تیرے لئے حمد ہے اے غیب اور ظاہر کے معبود اور تیرے لئے ثناء ہے اے رب الارباب۔ اتنی صفائی سے دعویٰ خدائی کے بعد بھی کوئی بہائی انکار کرتا چلا جائے تو اس سے بڑھکر دھوکا دہی اور ابلہ فریبی ممکن نہیں کبھی تو انسان کو شرمانا بھی چاہیئے۔ جھوٹ اور تقیہ کہاں تک چلے گا۔

۵۔ یا صادق یذکرک مولی العالم فی السجن الاعظم اذا حاطه الاحزان من کل الجهات بما اکتسبت ایدی الظالمین۔

(کتاب الاقدس صفحہ ۱۹۳) اپنے مرید صادق کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں کہ اے صادق تجھے یاد کرتا ہے تمام جہانوں کا کارساز اور آقا جو قید خانہ اعظم میں قید ہے اور غموں نے اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اور یہ ظالموں کے کرتوت کی وجہ سے ہے۔ (سبحان اللہ کیا سارے جہان کے کارساز کی شان ہے کہ قید خانہ میں غموں اور پریشانیوں میں گھرے ہوئے پڑے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے) اسی طرح کئی ایک مریدوں مثلاً آقا بابا وغیرہ کو یاد کیا ہے۔ پھر اس کیا تھ اپنی عبادت کا بھی حکم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

۶۔ یا محمد قبل تقی یذکرک قلمی الاعلی فی هذا الحصن الذی بنی من الصخرة الملساء انک اذا فزت به و وجدت منه عرف عنایتی قم وقل لک الحمد یا من اقبلت الی من شطر السجن ولک الثناء یا من ذکرتنی

(کتاب الاقدس صفحہ ۲۲۲) مرید کو حکم ہوتا ہے اے محمد تقی (یہ محمد تقی کو محمد قبل تقی کہنا خالص بہاءاللہ صاحب کی ادا ہے) میری "قلم اعلیٰ تیرا ذکر کرتی ہے اس قلعہ میں جو چکنی چٹان سے بنا ہوا ہے (یہ قید خانہ تھا) بیشک جب تجھے میرا یہ خط ملے اور اس سے میری عنایت کا تجھے پتہ لگے تو کھڑا ہوجا اور کہہ کہ اے وہ جو میری طرف قید خانہ کی متوجہ ہوا تیرے لئے حمد ہے اور اے وہ جس نے میرا ذکر کیا تیرے لئے ثنا ہے۔ (خط کے ملنے پر بہاءاللہ صاحب کا اپنی عبادت کا حکم کیا صریح انسان پرستی نہیں؟)۔

۷۔ ایک مرید محمد علی کو بھی اپنی عبادت کا انہی الفاظ میں حکم ہوتا ہے **یا محمد قبل علی ..... ختمنا اللوح باسمک فافرح وقل لک الحمد یا مولی العالم ولک الثناء یا مجری الانهار**

(کتاب الاقدس صفحہ ۲۲۳) اے محمد علی ہم نے اس خط کو تیرے نام پر ختم کیا پس خوش ہوجا۔ اور کہہ کہ تیرے لئے حمد ہے اے مولی العالم یعنے اے تمام جہانوں کے کارساز اور تیرے لئے ثناء ہے اے دریاوں کے جاری کرنیوالے۔ یہ وہی **مولی العالم فی السجن الاعظم** ہیں جن کا ذکر حوالہ ۵ میں کر آیا ہوں۔ یعنے یہ بہاءاللہ صاحب ہیں جن کی حمد وثنا کرنے اور عبادت کرنے کا یہاں حکم دیا جارہا ہے۔

۸۔ قل سبقت رحمته العالم واحاطه فضله کل صغیر و کبیر انه فی السجن یذکر احبائه

(کتاب الاقدس صفحہ ۳۴۵) بیشک اس کی رحمت تمام عالم پر سبقت لیگئی اور اس کا فضل ہر چھوٹے بڑے پر احاطہ کئے ہوئے ہے، بیشک وہ اپنے دوستوں کو قید خانہ میں یاد کرتا ہے۔ (قربان اس رحمت اور فضل کے جو تمام عالم پر چھایا ہوا ہے اور حال یہ ہے کہ خود جیلخانہ میں پڑے کراہ رہے اور سڑرہے ہیں اس خدائی دعوے اور قید خانہ کی بے بسی کا کیا عجب جوڑ ہے۔)

۹۔ ایک مرید کو خط لکھ رہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ **اذا فزت باللوح وشربت منه رحیق الوحی قم ثم اقبل الی السجن بقلبک وقل لک الحمد یا من ذکرتنی فی سجنک العظیم**

(کتاب الاقدس صفحہ ۲۴۹) جب تجھے میرا خط ملے۔ اور اس میں سے وحی کی شراب تو پیئے (یعنی یہ خط ہی وحی ہے جو بہاءاللہ صاحب اپنے مرید پر نازل فرمارہے ہیں) پھر کھڑا ہوجا اور اپنا منہ قید خانہ کی طرف حضور قلب کے ساتھ کر اور کہہ کہ تیرے لئے حمد ہے اے وہ جس نے میرا ذکر کیا اپنے عظیم قید خانہ میں۔ اس خط میں بہاءاللہ صاحب اپنے مرید کو خط بھیجنے اور اپنی حمد اور عبادت کا حکم دے رہے ہیں کہ قید خانہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہوجا اور دل کو صاف کرکے کہہ کہ تیرے لئے حمد ہے اے وہ جس نے مجھے یاد کیا قید خانہ میں؛ اس سے بڑھ کر صاف صاف شرک اور انسان پرستی کی تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے۔ بہاءاللہ صاحب کے مرنے کے بعد اب ان کی قبر کی طرف عبادت کے وقت منہ کیا جاتا ہے۔ یعنے ان کی قبر قبلہ ہے۔ ان کی زندگی میں ان کا قید خانہ قبلہ تھا اور ان کے حکم سے تھا جیسا کہ اس حوالہ سے ظاہر ہے۔

۱۰۔ اپنے مرید کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں **انی خلقت الخلق لعرفانی فلما اظهرت نفسی کفر واداعن مذل**

(کتاب الاقدس صفحہ ۳۵۲) بیشک میں نے مخلوق کو پیدا کیا اپنی پہچان کے لئے لیکن جب میں نے اپنے آپ کو (بہاءاللہ کے وجود میں) ظاہر کیا تو لوگوں نے انکار کیا اور منہ پھیرا۔

خدائی دعویٰ اور شرک انسان پرستی کی تعلیم

اب اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت درکار ہے کہ بہاءاللہ صاحب کا دعویٰ خدائی کا تھا۔ خالق ہونے کا تھا۔ رب الارباب ہونے کا تھا منزل الکتاب اور مرسل الرسل ہونے کا تھا پھر [illegible] ہونے کا تھا۔ یا للعجب ایسی وہ صریح شرک اور انسان پرستی کی تعلیم ہے جسے قرآن کریم کی اعلیٰ درجہ کی توحید کی تعلیم کی ناسخ قرار دیا جاتا ہے خدا جانے عقلوں پر کیوں پردے پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ میں نے بطور مشتے نمونہ از خروارے فقط چند حوالے کتاب الاقدس سے پیش کئے ہیں۔ ورنہ ساری کتاب اسی قسم کی مشرکانہ تعلیم سے بھری پڑی ہے۔ کہاں تک لکھوں، اگر در خانہ کس است [illegible]

(باقی دارد)

مکتوب بغداد

ایک دیوبندی مولوی سے تبادلہ خیالات

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغدادی کی طرف سے گذشتہ ہفتہ بذریعہ ڈاک موصول ہوئی ہے اس کا ایک حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ مدیر

مورخہ ۲۴ جمادی الاول ۱۲ جولائی بروز بدھ

جناب صادق صاحب ناگپور۔ یوسف علی صاحب بمبئی۔ الشاعر استاد محمد الاسمر قاہرہ۔ استاذ احمد عماد المولی قاہرہ کو "پرافٹ آف اسلام" بھجوایا۔ اخویم عبدالصمد صاحب المشہور ... صارم آج تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ابن جناب فاروقی صاحب مصر نے میرا پتہ دیا ہے جناب قاضی عبدالصمد صاحب موصوف ادارہ علمیہ حیدرآباد دکن کے رکن داخل ہوئے ہیں۔ ازہر میں ... کی غرض سے گئے تھے لیکن کہتے ہیں کہ ازہر کی تعلیم دیوبندی تعلیم سے بہتر نہیں۔ قاضی صاحب موصوف نے اردو میں چند کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ جن میں سے تاریخ تفسیر مجھے مطالعہ کے لئے دی [illegible] تفسیر میں قاضی صاحب نے زمانہ حال کے مفسرین کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ مگر اس میں حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی تفسیر کا کہیں ذکر نہیں آیا ہے۔ میں نے قاضی صاحب سے اس کا سبب دریافت کیا [illegible] آدمی صاف گو معلوم ہوتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ اس کتاب [illegible] پر ادارہ علمیہ حیدرآباد نے اعتراض کیا ہے۔ میں ان کی [illegible] کے خلاف نہیں لکھ سکتا تھا۔ یعنی دوسرے الفاظ میں یہ کہ [illegible] علمیہ حیدرآباد کے اشارہ پر دور حاضرہ کے مفسر اعظم [illegible] کیا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ آج آپ لوگ کسی وجہ کی بنا پر [illegible] پردہ ڈالیں۔ مگر آئندہ آنے والی نسلیں آپ کے کارنامہ [illegible] خوش نہ ہوں گی۔ اور عجب نہیں نفریں ہوا کریں اور [illegible]

ھوالناصر

جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی

کی انبالہ میں موثر و کامیاب تقریریں

(از جناب محمد صدیق خانصاحب احمدی - انبالہ چھاؤنی)

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرنتھی صاحب کی ۲ تقریریں سننے کے بعد جیسا کہ مجھے پہلے امید تھی جس کا گذشتہ خط میں ذکر بھی کیا گیا تھا انبالہ کی مسلم پبلک میں آپ کے وعظ سننے کا اشتیاق بہت بڑھ گیا۔

چنانچہ ۲۳ رجولائی کو مسلم لیگ کے چند کارکن خاکسار کے مکان پر جہاں کہ گرنتھی صاحب قیام پذیر ہیں تشریف لائے اور بڑے شوق و اصرار کے ساتھ گرنتھی صاحب کی خدمت میں التماس کی کہ آج شب کو ہم جناب کے وعظ کا انتظام کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہماری اور جملہ تعلیمیافتہ مسلم پبلک کی یہی خواہش ہے کہ آجکل مسلمانوں کو اسی قسم کے وعظوں کی ضرورت ہے جیسی کہ آپ کی جماعت کے مبلغین بیان فرمایا کرتے ہیں۔ دوسرے پرانے خیالات کے مولویوں سے اب پبلک بڑی حد تک بیزار ہو چکی ہے۔ اس لئے التماس ہے کہ آپ ضرور ہمیں مستفید فرماویں۔

گرنتھی صاحب نے ان کی درخواست کو بسر و چشم قبول منظور فرمالیا اور شب کو بڑے اہتمام کے ساتھ جلسہ کا انتظام مذکورہ بالا احباب کی طرف سے کیا گیا۔ مقامی کوروں کے ذریعے باقاعدہ اعلان تمام صدر انبالہ میں کیا ہوا تھا۔ جلسہ کا انتظام ایک خاص اور وسیع بازار میں کیا گیا جہاں ہندو اور سکھ پبلک کافی آباد ہے اور پاس ہی ایک گرجا بھی ہے۔ سامعین کی تعداد تقریباً دو ہزار کے قریب تھی جس میں انبالہ صدر رحیمن۔ لال کرتی اور توپ خانہ بازاروں کی مسلم پبلک کے علاوہ ہندو سکھ اور عیسائی صاحبان بھی بڑی کثرت سے موجود تھے۔ تقریر کا موضوع "اسوہ حسنہ" تھا۔ ضمناً اتحاد بین المسلمین۔ مسلمانوں کی فرقہ بندی کی . . . . . نزد بد وغیرہ مسائل بھی اچھی وضاحت سے نہایت دلکش پیرائے میں بیان کئے گئے۔

آج آپ نے آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی تفسیر بیان فرمائی اور دکھایا کہ دنیا کے ہر خطہ کے انسانوں کے لئے اور ہر انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کیلئے حضرت رسول خدا صلعم ہی بہترین نمونہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی ذات بابرکات میں تمام انسانی کمالات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ آپ اگر ایک طرف ایک بادشاہ کے کامل نمونہ ہیں تو دوسری طرف ایک حمال کیلئے بھی اسی طرح کامل نمونہ ہیں ایک مجرد۔ ایک شادی شدہ۔ ایک برہمن۔ ایک کشتری۔ ایک ویش یعنی تاجر۔ ایک شودر یعنی خادم۔ غرضیکہ ہر ایک انسان کیلئے آپ کی زندگی میں ہی بہترین نمونہ موجود ہے۔ آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا حضرت مسیح یا سوامی دیانند یا کوئی اور مذہبی لیڈر تمام بنی نوع انسان کیلئے نمونہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کی زندگیوں میں تمام باتیں پائی نہیں جاتیں اور اگر کسی میں ایک آدھ بات ہے بھی تو وہ اس کمال اور خوبی کی نہیں ہے جیسا کہ رسول خدا صلعم کی زندگی میں۔ دوران تقریر میں گرنتھی صاحب نے اسلام پاک کیساتھ دیگر مذاہب کا مقابلہ کر کے بھی دکھایا کہ کس طرح نامعلوم طریق پر غیر قومیں فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسلامی اصول کو یکے بعد دیگرے اپنا دستور العمل بناتی جا رہی ہیں۔ آخر میں آپ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ سب مل کر تبلیغ کریں اور دنیا کے سامنے صحیح اسلام پیش کریں۔ دس بجے سے ایک بجے رات تک کل مجمع کیا ہندو کیا مسلمان نہایت اشتیاق سے بیٹھے رہے اور نہایت خیر و خوبی اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

۲۴ رجولائی کی کارروائی

انبالہ میں آجکل خاکسار تحریک کا بھی بہت کچھ چرچا ہے بلکہ صد سے زائد خاکسار سپاہی بھرتی ہو چکے ہیں۔ ۲۳ تاریخ کو اراکین مسلم لیگ کے بعد خاکساروں کا وفد ان کے مقامی سالار کی قیادت میں گرنتھی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ ہم اپنے انتظام کے ماتحت جناب کی ایک تقریر کرانا چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے عرض کر دیا۔ آج کا وقت تو گرنتھی صاحب اراکین مسلم لیگ کو دے چکے ہیں۔ انشاء اللہ کل ۲۴ رجولائی کو آپ کو وقت دیا جا سکیگا۔ اس کے بعد گرنتھی صاحب اور راقم الحروف نے ان کو سلسلہ احمدیہ کے متعلق چند باتیں سمجھائیں۔ شیخ ظفر حسن صاحب سالار بہت سلجھی ہوئی طبیعت کے نوجوان ہیں اور تحریک احمدیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۲۴ رجولائی کو حسب وعدہ اسی جگہ پر کہ جہاں کل وعظ ہوا تھا جلسہ منعقد ہوا۔ جب ہم جلسہ گاہ میں پہنچے تو کیصد خاکساروں نے صف بستہ ہو کر گرنتھی صاحب کے استقبال میں باقاعدہ سلامی دی اور نعرے بلند کرتے۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے ایک خاکسار سپاہی نے اتحاد بین المسلمین کے متعلق ایک نظم پڑھی۔ بعد ازاں ایک خاکسار سپاہی نے اخبار "اصلاح" سے علامہ مشرقی کا ایک مضمون پڑھا جس میں مولویوں کو خوب آڑے ہاتھوں لیا گیا ہے۔ اس کے بعد

گرنتھی صاحب کی تقریر

شروع ہوئی۔ آج کی تقریر کا موضوع "مجاہدہ" تھا۔ آپ نے اسلامی جہاد کا فلسفہ نہایت وضاحت سے بیان فرمایا اور بتایا کہ اسلامی جہاد کی غرض مظلوم کی حمایت اور مذہبی آزادی قائم کرنا ہے۔ سورہ حج کی آیت سے یہ ثابت کیا گیا کہ جہاد کا اولین حکم اس وقت دیا گیا جب دشمنوں کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اور ساتھ حکم دیا کہ جہاد کی غرض یہ ہے کہ مندر گرجے۔ راہبوں کی کوٹھڑیاں اور مساجد یعنی ہر مذہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کی جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ از روئے تعلیم اسلام کوئی ایسا خونی مہدی نہیں آسکتا۔ کہ جو تلوار سے کر کافروں کو قتل کرے یا جبراً مسلمان بنائے۔ کیونکہ ایسا فعل قرآن کی صریح تعلیم لا اکراہ فی الدین کے خلاف ہے۔ ہاں اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ جہاد کی شرطیں پائی جاسکیں۔ اس وقت اسلام کی حفاظت کے لئے اگر کوئی مدافعانہ مقابلہ کرنے والا بھی آجاوے تو ہمیں اس سے انکار نہیں۔ قرآن شریف نے جہاد بالسیف کے ساتھ ایک اور جہاد کی بھی تلقین فرمائی ہے جس کو "جہاد کبیر" یا تبلیغ کہتے ہیں۔ یہ جہاد ہر وقت ہر مسلمان پر فرض ہے اور اسی کی آج اشد ضرورت ہے۔

جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ آج کے مجمع میں سامعین کی تعداد گذشتہ دنوں سے کہیں زیادہ تھی۔ ہندو بھی آج بکثرت آئے تھے۔ اور اخیر وقت تک رہے۔ اختتام جلسہ پر خاکسار سپاہیوں نے صف بستہ ہو کر گرنتھی صاحب اور اہالیان شہر کے اعزاز میں تین مرتبہ سلامی ادا کی اور نعرے چلائے ◆

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ تھما مند ولد سبا دل ذات ورک سکنہ چک ۲۷۵ تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۱۹ ۵/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ چمن لال ولد میاداس ذات کھتری سکنہ کابلی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۲۲ ۵/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ محمد ولد لعل ذات مرالی سکنہ سدکانہ مرالی تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مؤرخہ ۲۳ ۵/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲-۱ ایکٹ امداد مقروضین

پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ گنگا رام ولد لچھمن شاہ ذات چوپڑہ سکنہ شیر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مؤرخہ ۲۵ ۵/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جملہ مذکور کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مؤرخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ہندوستان

—— لاہور ۳۱ جولائی۔ فیڈریشن کے متعلق سر سکندر حیات کی متبادل سکیم شائع ہوگئی ہے۔ اس سکیم پر مختلف حلقوں میں مختلف خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کانگریسی اور ہندو بہت چراغ پا ہو رہے ہیں۔

—— بمبئی ۳۱ جولائی۔ مسٹر جناح صدر مسلم لیگ نے فیڈریشن کی مخالفت میں ایک زبردست بیان شائع کیا ہے جس میں ملک معظم اور وائسرائے سے استدعا کی ہے کہ ہندوستان پر فیڈریشن زبردستی نہ ٹھونسا جائے کیونکہ ہندوستان کا کوئی طبقہ بھی اس سے خوش و مطمئن نہیں ہے۔

—— بنوں ۳۰ جولائی۔ گورنر سرحد کی منظوری سے شمالی وزیرستان کے پولیٹیکل ایجنٹ نے تمام باشندوں کو فقیر ایپی سے کسی قسم کی ملاقات یا بات چیت کی شدید ممانعت کر دی ہے۔

—— حیدر آباد دکن میں گذشتہ ہفتہ معمولی طور پر ہندو مسلم تصادم ہوا لیکن حالات پر بہت جلد قابو پا لیا گیا۔

—— صوبہ مدراس کے سناتن دھرمی وہاں کی کانگریسی حکومت کے اس وجہ سے مخالف ہو رہے ہیں کہ اس نے مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کا قانون نافذ کر دیا ہے۔ ۳۰ جولائی کو ان کا ایک عظیم الشان جلسہ مدراس میں منعقد ہوا جس میں گرم گرم تقریریں ہوئیں۔

—— دہلی ۳۱ جولائی۔ ہندو مہا سبھا کی ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ حیدر آباد کے خلاف شورش ختم کر دی جائے اور اگر اعلیٰ حضرت حضور نظام کے فرمان پر حکومت دکن نے عمل کیا تو ہندو اشتراک عمل سے کام لیں گے۔

—— نئی دہلی ۳۱ جولائی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ایک اجلاس ۲۷ اگست کو دہلی میں منعقد ہوگا جس میں گورنمنٹ آف انڈیا کی متبادل سکیموں پر غور و فکر کیا جائے گا۔

—— لاہور ۳۱ جولائی۔ پنجاب یونیورسٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ہر سال ایک کی بجائے دو مرتبہ سالانہ امتحان منعقد کئے جائیں ایک اپریل میں اور دوسرا ستمبر میں۔ طلبہ کو اختیار ہوگا کہ وہ جس امتحان میں چاہیں بیٹھیں۔ امید ہے کہ اس فیصلہ کا تجربہ بی اے کے امتحانوں سے شروع کیا جائے گا۔

—— بمبئی یکم اگست۔ آدھی رات گذر جانے پر بمبئی میں امتناع شراب کی مہم کا آغاز ہوا۔ حکام نے میخانوں اور ہوٹلوں میں بچی کھچی شراب اپنے قبضہ میں کر لی۔

—— بمبئی یکم اگست۔ آج یہاں کے مسلمانوں نے پراپرٹی ٹیکس کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جس پر کانگریسی حکومت نے گولی چلا دی۔ لاٹھی چارج بھی کیا جس سے متعدد مسلمان شدید مجروح ہوئے۔ بارہ دن کے لئے کرفیو آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔

—— شملہ ۳۱ اگست۔ امید ہے کہ لاہور کارپوریشن بل اواخر اگست تک شائع کر دیا جائے گا۔

—— شملہ یکم اگست۔ معلوم ہوا کہ وائسرائے نے موجودہ مرکزی اسمبلی کی میعاد میں ایک سال کی مزید توسیع کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔

—— شملہ ۳۱ اگست معلوم ہوا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا اجلاس آخر اکتوبر میں شروع ہوگا اور اپریل کے وسط تک یعنی مسلسل چھ ماہ جاری رہے گا درمیان میں معمولی وقفے ہوں گے۔

—— بمبئی میں پولیس نے مسلمانوں پر جو گولی چلائی اس کے متعلق سر کریم بھائی ابراہیم نے بیان دیا ہے کہ مسلمانوں کا جلوس بالکل پر امن تھا۔ کانگریسیوں نے خشت باری کر کے انہیں جوابی کارروائی کے لئے مجبور کیا۔

—— بنوں ۲ اگست۔ فقیر ایپی کا لفٹننٹ مشک عالم ایک ڈاکہ میں مارا گیا۔

ممالک خارجہ

—— لندن یکم اگست۔ یہاں ذمہ دار حلقوں میں خیال کیا [illegible] کہ پارلیمنٹ کے عام انتخابات غالباً وسط نومبر میں ہونگے۔

—— برلن یکم اگست۔ جرمنی میں بہت بڑے پیمانہ پر ایک [illegible] مشق کی تیاری ہو رہی ہے۔ شمال مغربی جرمنی کے ایک وسیع علاقہ [illegible] میں ۴۸ گھنٹہ تک ہر قسم کی آمد و رفت کی ممانعت کر دی گئی ہے [illegible] ملکیوں کو یہ مشق دیکھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

—— روما یکم اگست۔ جرمنی کی طرح اطالیہ میں بھی وسیع پیمانہ [illegible] جنگی مشق کی گئی جس کو جرمنی اور ہنگری کے رئیس ارکان حرب [illegible] مشاہدہ کیا بحیرہ روم میں اطالوی فوجیں جن بحری جنگ کی مشق کر رہی تھیں وہ اب ختم ہو چکی ہے۔

—— لنڈن یکم اگست۔ ایک ذمہ دار برطانوی بحری افسر [illegible] کیا ہے کہ لنڈن کی بندرگاہ ناقابل تسخیر ہے۔

—— برلن یکم اگست۔ برلن کے فضائی دفاع کے انچارج [illegible] کیا ہے کہ دشمن کے فضائی حملوں سے دنیا بھر میں برلن [illegible] شہر ہے۔

—— لندن یکم اگست۔ کل مسٹر چیمبرلین نے دارالعوام میں اعلان [illegible] کیا ہے کہ برطانیہ اور فرانس کے فوجی مشن بہت جلد ماسکو روانہ کر دیئے جائیں گے تاکہ تینوں ملکوں کے درمیان سیاسی گفت و شنید کے ساتھ فوجی بات چیت بھی مکمل ہو جائے۔

—— بیت المقدس یکم اگست۔ ماہ جولائی میں سارے فلسطین [illegible] کے ہنگاموں میں ۸۴ اشخاص ہلاک اور ۷۰ مجروح ہوئے [illegible]

—— ٹوکیو یکم اگست۔ ٹین سین کے متعلق گول میز کانفرنس [illegible] اقتصادی کمیٹی کا اجلاس جاری ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ جاپان [illegible] برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ ٹین سین کی عدالت اور پولیس [illegible] عہدے جاپانیوں کو دئیے جائیں۔

—— لندن یکم اگست۔ وزیر داخلہ برطانیہ نے آئرش ریپبلکن [illegible] کے ۱۹ ارکان کو ملک بدر کرنیکا حکم دیا ہے۔

—— قاہرہ یکم اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ مصر میں مقیم اطالوی باشندوں [illegible] کے مکانوں کی تلاشی لی جا رہی ہے۔ مصری پولیس کا خیال ہے [illegible] کے مکان میں اسلحہ موجود ہے۔

—— اطالوی باشندوں نے مصر میں فسطائی انجمنیں قائم کر [illegible] یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکام نہر سویز نے پورٹ سعید اور [illegible] کے درمیان کام کرنیوالے اطالوی باشندوں کو علیحدہ کر دیا [illegible]

—— برلن اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ ہر ہٹلر اپنے رفقا [illegible] یہ مشورہ طلب کر رہے ہے کہ کوئی ایسا طریقہ سوچا جائے [illegible] جرمنی جنگ کے بغیر ڈینزگ پر قبضہ کر سکے۔

—— مختلف رفقا نے ہٹلر کو مختلف تجویزیں بتلائی ہیں [illegible] غور و فکر کرنے کے لئے متعدد قانونی مشیروں کو طلب کیا گیا ہے۔

—— قاہرہ ۲ اگست ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ [illegible] مصری بحری بری اور فضائی عساکر آپس میں متحد ہو کر ایک [illegible] مصنوعی جنگ لڑیں گے جو ۲ اگست سے ۲۶ اگست تک [illegible] رہے گی۔ شاہ فاروق بھی اس جنگ کا معائنہ کریں گے۔

—— چنگ کنگ ۲ اگست۔ حکومت چین کا ایک سرکاری اعلان [illegible] ہے کہ جون سے اس وقت تک چینی جنگوں میں جاپان کے [illegible] ہزار نوجوان ہلاک ہو گئے ۹۵ جاپانی ٹینک تباہ کر دیئے گئے [illegible] جہاز غرق کر دیئے گئے اور ۵۰ ہوائی جہاز نیچے گرائے گئے۔

مذہبی دُنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والی کُتب
وہ کتب جن کا ہر احمدی گھر میں ہونا ضروری ہے
تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل
یعنی ہر چہار حصص براہین احمدیہ۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے مقابل بے نظیر انعامی کتاب ہے۔ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۵۲۲۔ قیمت قسم اول ولایتی کاغذ مجلد ۸ مجلد ہے۔ قسم دوم معمولی کاغذ مجلد عہ ۱۲ مجلد ۸
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم
یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت عہ (۲) شحنہ حق (رد اعتراضات آریہ) قیمت ۸ (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات در بارہ نبوت و معجزات حضرت نبی کریمؐ کے مدلل جوابات) قیمت مکمل بے جلد ۱۲ مجلد حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۳۳۹
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم
یعنی (۱) فتح اسلام (اشاعت اسلام کیلئے مختلف شعبوں کی وضاحت) قیمت ۵
(۲) توضیح المرام (حضرت مسیح موعودؑ کے سماوی نزول کی حقیقت) قیمت ۵ (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصہ (وفات مسیح۔ حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث) گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے۔ ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ قیمت مکمل جلد کی قیمت بے جلد ۱۲ مجلد ہے حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۵۰۳
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم
یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت ۱۳ (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر بھوپالی کی مفصل اور قابل دید بحث قیمت عہ (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سر آوردہ علماء اور پیروں کو آسمانی فیصلہ کی طرف دعوت دی گئی ہے قیمت ۵ (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں در بارہ صداقت دعویٰ خود) ۵ مکمل جلد کی قیمت مجلد ۱۲ مجلد ہے حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۳۹۹
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم
یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر نہایت مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیمیافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے) قیمت ۸ (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۴ (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ) قیمت ۱۲ (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے) قیمت ۴ (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات) قیمت ۴ قیمت مکمل مجلد ہے۔ مجلد ۸ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۷۹۵
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم
یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب تفسیر سورۃ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام) قیمت ۱۲ (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے) قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد انعامی کتاب) قیمت ہر دو حصہ عہ (۵) سر الخلافۃ (عربی۔ خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ (۶) اتمام حجت (عربی۔ مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے) قیمت ۴ یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بیحد مفید ہیں۔ قیمت مکمل مجلد ہے۔ مجلد للعہ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۵۰۱
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم
ضیاء الحق (دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات) قیمت ۴ (۲) شہادت القرآن ۸ (۳) انوار الاسلام (عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد) قیمت ۸ (۴) نور القرآن حصہ اول و دوم (عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں) قیمت عہ (۵) ست بچن ۶ (۶) آریہ دھرم ۶ مکمل مجلد ہے مجلد ہے
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہشتم
(۱) لیکچر جلسہ مہوتسو قیمت ۶ (۲) انجام آتھم معہ ضمیمہ قیمت عہ (۳) سراج منیر قیمت ۶ (۴) استفتاء قیمت ۲ (۵) تحفہ قیصریہ قیمت ۲ (۶) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۳ (۷) حجۃ اللہ قیمت ۶ قیمت مکمل مجلد ۱۲ مجلد ہے
ست بچن (سکھوں پر اسلام کی حجت) باوا نانک کا صحیح مذہب قیمت ۶
آریہ دھرم۔ آریوں کے مسئلہ نیوگ کی فلاسفی۔ قیمت ۶
الوصیت معہ عکس تحریر حضرت مجدد اعظم و ضروری نوٹ جس کے ذریعہ سے آپ نے اپنی وفات کے بعد نظام اشاعت قائم کیا۔ قیمت ۲
تقریر اور خط۔ از حضرت مسیح موعود۔ قابل دید رسالہ ہے قیمت ۳
ملفوظات احمدیہ حصہ اوّل حضرت مجدد اعظم کی بے نظیر اور روحانی زندگی پیدا کرنے والی۔ مردہ قوم میں زندگی کی روح پیدا کرنے والی تقاریر کا مجموعہ۔ قیمت کاغذ ولایتی مجلد ۴ مجلد ہے
ملفوظات احمدیہ حصہ دوم یعنی منظور الٰہی ۱۸۹۶ء تا ۱۹۰۲ء تک ان تقاریر کے پڑھنے سے اس خدا نما شخصیت کی اعلیٰ درجہ کی روحانیت کا پتہ ملتا ہے جس نے مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا کی۔ ان تقاریر کی قدر و منزلت سے ہی ہو سکتی ہے۔ قیمت ... عا
ملفوظات احمدیہ حصہ سوم حضرت مجدد اعظم کی تقاریر تاریخوار جمع کی گئی ہیں قیمت ... عہ
" " " چہارم از ۱۵ اپریل ۱۹۰۲ء تا یکم ستمبر ۱۹۰۲ء ... عہ
" " " پنجم از یکم ستمبر ۱۹۰۲ء تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء ... عہ
" " " ششم از ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء تا ۵ نومبر ۱۹۰۲ء ... عہ
" " " ہفتم از ۵ نومبر ۱۹۰۲ء تا دسمبر ۱۹۰۲ء ... عہ
ملنے کا پتہ:۔ مینجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت نبی کریمؐ کے منجانب اللہ ہونے کا زبردست ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی اے نبی کریمؐ ہم نے تمہیں تمام عالم پر رحمت کے لئے بھیجا ہے۔ آپ کو تو کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ اس وقت آریہ ورت کی کیا حالت تھی اور وہ کس خطرناک بت پرستی کے تاریک غار میں گرا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں وید کے ماننے والوں میں انسان کی شرمگاہ تک کی پرستش مروج تھی نہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ بلاد شام کے عیسائیوں کا کیا حال ہے اور وہ کس قسم کی انسان پرستی میں مصروف ہو کر اخلاق اور اعمال صالحہ کی قیود سے نکل کر بالکل تاریک زندگی بسر کر رہے تھے۔ نہ آپ کو ایران و مصر کا حال معلوم تھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے غرض آپ تو ایک الگ تھلگ ملک کے جنگل میں پیدا ہوئے تھے نہ اس وقت کوئی تاریخ کی کتاب مدون ہوئی تھی جو آپ نے پڑھی ہو اور نہ کسی مکتب یا مدرسہ میں آپ نے کچھ تعلیم پائی تھی جس کے ذریعہ سے معلومات وسیع ہو جاتے اور نہ کوئی اور ذرائع۔ مثلاً تار، اخبار، یا ڈاک خانہ لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے آپ کے پاس تھے۔ دنیا کے بگڑ جانے کی اطلاع تو اللہ تعالےٰ نے ہی آپ کو بذریعہ اپنے کلام کے دی . . . .

آپ کا زمانہ ایسا بگڑا ہوا تھا کہ ساری دنیا میں کفر و شرک کی ظلمت پورے زور سے پھیلی ہوئی تھی۔ عین اس وقت اللہ تعالےٰ نے آپ کو پیدا کیا تاکہ آپ اس تمام تاریکی کو دور کریں ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ چاروں طرف فسق و فجور کی ترقی تھی۔ شرک و بدعت کا زور تھا نہ تو اعتقاد درست تھے اور نہ ہی اعمالِ صالحہ اور اخلاق باقی رہے تھے آپ کا پیدا ہونا بجائے خود آپ کی مسیحائی اور من جانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

احمدیت اور قادیانیت

مصر کے مشہور اخبار "البلاغ" کے ایک شذرہ کا ترجمہ

اخبار البلاغ اپنی ۱۳ جولائی کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

"ہم نے قبل ازیں اشارہ کیا تھا کہ ازہر کے اکابر دو اجنبی طلبا (ہمارے البانوی طلبا مسٹر خلیل پیچلی اور مسٹر ایوب کروہا سے مراد ہے) کے سلسلہ میں احمدیت اور قادیانیت کی تحقیق کر رہے ہیں۔ ان دو طالب علموں پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے احمدیت کے لٹریچر کی اشاعت کی۔ آج ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ صاحب الفضیلۃ شیخ قسم العام نے اپنی تحقیقات مکمل کر لی ہے۔ دونوں طلبا نے اقرار کیا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کا کام اشاعت و احیاء تعلیم اسلام ہے اور جس کی بنیاد مرزا غلام احمد نے رکھی ہے لیکن طلبا قادیانیت سے بیزار ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ قادیانیت احمدیت سے خارج شدہ ایک شاخ ہے۔ جس نے ایسے عقائد ایجاد کر لئے ہیں جو اسلام یا احمدیت سے تعلق نہیں رکھتے اور احمدیت کی تعلیم قادیانیت کے قطعاً خلاف ہے۔ ان دونوں نے شیخ قسم العام کے سامنے احمدیت کے اغراض و مقاصد کے متعلق مطبوعہ لٹریچر بھی پیش کیا ہے۔ شیخ الجامعہ (الاستاذ المراغی) کو جماعت احمدیہ کے امیر کی طرف سے ایک خط بھی ملا ہے جس میں اس جماعت کے اغراض و مقاصد اور اس کے عقائد و خیالات کے ذکر کے ساتھ جماعت قادیان سے برأت کا اظہار ہے جو بانیٔ سلسلہ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرتی ہے۔

ان دونوں طلبہ کے معاملہ سے قبل بھی شیخ الجامعہ نے ان دونوں جماعتوں کے خیالات کے متعلق تحقیقات کیلئے ایک کمیٹی بنانے کا خیال کیا تھا۔ سو اب وہ کمیٹی بن گئی ہے اور وہ بھی اپنی رپورٹ شیخ الجامعہ کے سامنے پیش کرے گی"۔

(مترجمہ سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی بی۔ اے۔ مولوی فاضل)

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ جناب مولینا احمد یار صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل)

مصر

ہمارے البانوی بھائی مسٹر خلیل الشطی داؤد جو قریباً عرصہ چار سال یہاں تعلیم حاصل کر کے آجکل عربی تعلیم کی مزید تکمیل کے لئے مصر میں مقیم ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مصر کے مولوی ہندوستان کے مولویوں سے کوئی زیادہ روشن خیال نہیں ہیں جب سے انہوں نے مصر میں قدم رکھا ہے علماء سو نے ان کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے۔ تقریر و تحریر دونوں ذریعوں سے جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے وہاں کے چند اخبارات جن میں اعتراضات درج ہیں ان کے جوابات ارسال کئے ہیں۔ جن کو پڑھ کر انہیں علیہ ما علیہ بھی ضرور شرمانا ہوگا۔

بہت سی غلط عبارتیں بغیر حوالوں کے حضرت اقدس کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ اسی طرح سے ایسی کتابوں کی عبارتیں آپ کی طرف منسوب کی گئی ہیں جو حضرت صاحب کی تصنیف نہیں ہیں۔ یہ ہے ان مولویوں کی ایمانداری جو اپنے آپ کو ورثۃ الانبیاء سمجھے بیٹھے ہیں۔ ایک اور نمونہ بھی ان کی مولویت کا ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارے ان بھائیوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں جو مولوی اس وقت مصر میں پیش پیش ہے وہ اس سے قبل قادیانیوں کا تنخواہ دار مبلغ تھا جب تک اسے پیسے ملتے رہے تب تک وہ ان کے عقائد کی نشر و اشاعت کرتا رہا جب سے اس کی تنخواہ بند ہوئی ہے اسی دن سے اس نے سلسلے کے خلاف بالکل جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے یہ آیہ شریفہ اشتروا بآیات اللہ ثمناً قلیلاً فصدوا عن سبیلہ انھم ساء ما کانوا یعملون خوب ان پر چسپاں ہوتی ہے اب مولوی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے بھائیوں کو جامعہ ازہر سے جہاں وہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں نکالا جائے تمام احباب سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی ان کی کامیابی کے لئے تہ دل سے دعا کی جائے۔ انہوں نے ایک رسالہ بھی حضرت اقدس اور جماعت کی پوزیشن کی وضاحت کے لئے عربی زبان میں تحریر کیا ہے جس کا نام انہوں نے "الاحمدیہ کما عرفناھا" رکھا ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت اقدس کے کارناموں اور آپ کے تجدید دین کی تشریح کی ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور نے جو کچھ آج تک دین اسلام کی خدمت کی ہے وہ بھی اس میں نہایت وضاحت سے لکھی گئی ہے۔ آخر پر تمام ذی ہوش مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ سوچیں اور غور کریں کہ وہ شخص جس نے اس قدر دین کی خدمت کی ہے کیا اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھا دیا ہے اور اس کے ماننے والوں نے اللہ اور اس کے رسول صلعم کے نام اور اس کی تعلیم کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا ہے۔ کافر ہے اور یہ علماء جو علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل شعر کے مصداق ہیں۔ پکے مومن اور مسلمان ہیں ؎

کار کافر فکر تدبیر جہاد
کار ملا فی سبیل اللہ فساد

ایک اور دوست احمد محمود ذہنی صاحب جو مصر کے محکمہ زراعت میں ملازم ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر قوم کی تصنیف کردہ کتاب "دی ریلیجن آف اسلام" وصول پائی۔ اس کے مطالعہ سے میں بہت محظوظ ہوا ہوں۔ حضرت مولانا ممدوح اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اسلام کی خدمت کی ہے وہ محتاج بیان نہیں اور آپ کی جماعت جس طرح شب و روز تائید اسلام میں مصروف ہے خداوند تعالیٰ دیگر مسلمانوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ بھی اسی طرح دین متین کی حمایت کے لئے کمربستہ ہو جاویں۔ سب سے زیادہ مسرت مجھے حضرت اقدس کی کتاب "حمامۃ البشریٰ" پڑھ کر حاصل ہوئی اگر حضرت اقدس کی اور کتابیں بھی عربی میں ہوں تو ان کی قیمتوں اور جائے حصول سے مطلع فرما دیں تاکہ میں خرید سکوں۔

ڈچ گیانہ

ہمارے دوست مولوی عبداللہ صاحب ڈچ گیانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے خطوط ملتے رہے۔ بیوی بچوں کی بیماری کی وجہ سے جواب دینے سے قاصر رہا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل خیریت ہے۔ جمیع احباب سے درخواست ہے کہ میرے اہل و عیال کی صحت اور کامیابی کے لئے تہ دل سے دعا کریں۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی قریباً آٹھ دس ہزار ہے۔ لیکن حالت دن بدن بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ ایک مسجد ہے وہ بھی پانچ ہزار کی مقروض ہے جو امیر ہیں ان کو دین سے کوئی واسطہ نہیں۔ غرباء میں اتنی استطاعت نہیں کہ وہ کسی قسم کی مالی امداد کر سکیں۔ علماء جو ہیں انہیں آپس کے جھگڑوں سے فرصت نہیں۔ جب سے میں آپ کی جماعت میں شامل ہوا ہوں اللہ تعالیٰ نے خدمت دین کا وہ جذبہ اور شوق عطا فرمایا ہے کہ اگر یہی جذبہ یہاں کے چند دیگر ذی استطاعت لوگوں میں بھی پیدا ہو جائے تو اسلام بہت ترقی کر سکتا ہے حضرت ابو منظور الہٰی صاحب مرحوم کی تحریک پر لوگوں میں کچھ بیداری پیدا ہوئی تھی۔ مگر دست اجل نے انہیں ہم سے چھین لیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہ گئے۔

ہند

مولوی احمد حسین صاحب جو یہاں تبلیغی کلاس میں بھی کچھ عرصہ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں کلکتہ میں مقیم ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے جو رسائل ٹریکٹ ارسال کئے وہ خاص خاص لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔ کام سے جب فراغت ملتی ہے تو باقی وقت تبلیغ دین میں صرف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میری کامیابی کے لئے دعا فرما دیں۔

باقی ـــ باقی

عدم تشدد کی پالیسی نبی عربی کی پالیسی ہے

احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ کی تقریر

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

لاہور۔ ۱۹ جولائی۔ قلعہ گوجر سنگھ میں گذشتہ شب کو مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے تحریک خاکساران اور مسلم لیگی پروپیگنڈا کی تردید میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ابھی مجھے ایک شخص نے رقعہ دیا ہے جس نے اپنی بزدلی کی وجہ سے اس کے نیچے اپنا نام بھی درج نہیں کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ چونکہ عدم تشدد کی پالیسی گاندھی جی کی پالیسی ہے اور اس نے مسلمانوں کو بزدل اور نامرد بنا دیا ہے۔ اس کو ترک کر دینا چاہیئے اور گاندھی کا چیلا نہیں بننا چاہیئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ عدم تشدد کی پالیسی مسٹر گاندھی کی نہیں بلکہ رسول عربی کی تیرہ سو برس کی مکی پالیسی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمان تعصب میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ اپنے نبی کریمؐ کی تعلیم کو نہیں جانتے اور اس کو گاندھی کی تعلیم سمجھتے ہیں معترض کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تو ان کے قول کے مطابق گاندھی کا چیلا ہوں لیکن وہ مسلم لیگ کو ہی یہ کہدیں کہ تلوار لیکر خالد بن ولید بن جائے اور انگریزوں کی فوج میں بھرتی ہو کر اسلامی ممالک کی پالیسی کو ترک دے تمام رجعت پسند طاقتوں اور غلامی سے پیار کرنے والے مسلم لیگیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اب غلط اور جھوٹے پروپیگنڈے سے تحریک حریت وطن ہرگز نہ دب سکے گی آخر میں شاہ صاحب نے لوگوں سے اپیل کی وہ مجلس احرار میں شامل ہو کر رضاکار بنیں اور غریبوں کی اس آزادی کی فوج کو مضبوط بنائیں۔ نومبر میں قادیان کی تحریک شروع ہونیوالی ہے (اخبار انجام۔ غازی آباد۔ ۲۴ جولائی)

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حالات کے ماتحت ہندوستان کے مسلمانوں کو جہاد بالسیف سے روک کر جہاد کبیر یعنی تبلیغ و اشاعت دین پر لگانا چاہا اس وقت فرقہ مولویاں نے آپکی بہت مخالفت کی۔ آپنے ہر چند سمجھایا کہ میں اسلام کے حکم جہاد کا منکر نہیں ہوں لیکن اسوقت اسلام ایسے حالات سے گذر رہا ہے جیسے حالات اس کو مکی زندگی میں پیش آئے تھے اس وقت حضور سرور کائنات کی جمالی زندگی تھی اور اس وقت آپکے جمالی نام اسم احمد کا دور تھا۔ اسی مناسبت سے آج میں صفت احمدیت کا مظہر ہوں اس وقت ہم کو ہر صورت میں عدم تشدد سے کام لینا پڑیگا۔ ہاں ایک وقت آ وے گا کہ جب صفت محمدیت جلوہ گر ہوگی اور رایات محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتادہ کا نظارہ بھی ہوگا لیکن اس وقت رسول خدا کی مکی زندگی کا نمونہ واجب العمل ہے۔ مگر مولویوں نے اس وقت آپکی سخت مخالفت کی۔ خدا کی قدرت ہے کہ آج وہی فرقہ مولویان بڑے فخر سے اس بات کو پیش کر رہا ہے جس کی اس وقت مخالفت کرتا تھا۔۔ اے اصحاب بصیرت غور کرو اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرو

محمودیت اور بہائیت ایک ہی کشتی میں

ایک محمودی مولوی کے سوال کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مولوی اللہ دتا صاحب کا طعن

"الفضل" ۱۹ر جولائی ۱۹۳۹ء میں مولوی اللہ دتا ابوالعطا جالندھری صاحب کا ایک مضمون نکلا ہے جس میں غیر مبائع اصحاب سے ایک ضروری سوال" کے عنوان کے تحت مجھ سے بالخصوص دریافت کیا ہے کہ آیا مولوی عبید اللہ صاحب کشمیری بہائی بن گئے ہیں یا نہیں؟ اور آیا وہ لاہوری جماعت میں تھے یا قادیانی؟ یہ گویا ایک طعن کیا ہے کہ تم جو کہتے تھے کہ محمودیت نے بہائیت کے لئے رستہ کھولدیا ہے تو اب مولوی عبید اللہ صاحب لاہوری جماعت میں سے نکل کر کیوں بہائی بن گئے۔ اس کے جواب میں مجھے مجبوراً کچھ لکھنا پڑا کیونکہ مجھ سے خاص طور پر سوال کیا گیا ہے

میاں محمود احمد اور بہاء اللہ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں

غرض یہ ہے کہ مولوی عبید اللہ صاحب کا دل چیر کر تو میں نے دیکھا نہیں کہ وہ سچ مچ دل سے بہائی بن گئے ہیں یا نہیں؟ اور یا تک تو وہ ہی کہتے رہے کہ میں جو کچھ لکھتا ہوں ان محمودیوں پر حجت تمام کرنے کے لئے لکھتا ہوں اور ان کا یہ کہنا سچ تھا کیونکہ ان کی باتوں کا کوئی معقول جواب محمودی صاحبان سے تو اب تک بن نہیں پڑا اور بن پڑے کیسے جبکہ عملی طور پر میاں محمود احمد صاحب اور بہاء اللہ صاحب اول ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ اس کے وجوہات بالکل نمایاں ہیں اور قابل غور ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

بہاء اللہ کے مقابلہ پر میاں صاحب کا کارنامہ

بہاء اللہ صاحب نے ایک نئی آسمانی کتاب اور نئی شریعت پیش کی جس کے ذریعہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلعم کی شریعت کو منسوخ ٹھہرایا۔ میاں محمود احمد صاحب نے محمد رسول اللہ صلعم کی لائی ہوئی آسمانی کتاب اور شریعت کو محمد رسول اللہ صلعم سے چھین کر حضرت مسیح موعود کو دیدیا اور صاف لفظوں میں کہدیا کہ اب قرآن وہ قرآن نہیں ہے جو محمد رسول اللہ صلعم لائے تھے۔ بلکہ قرآن وہ قرآن ہے جو حضرت مسیح موعود لائے ہیں۔ اگر مسیح موعود کے قرآن سے الگ ہو کر کوئی قرآن پڑھیگا۔ تو وہ قرآن کو بجائے یہدی من یشاء کے یضل من یشاء کا مصداق پائے گا۔ یعنی قرآن بجائے ہدایت دینے کے اس کو گمراہ کرے گا۔ گویا دشمنان اسلام کا یہ اعتراض سچا ہے کہ خدا قرآن کے ذریعہ گمراہ بھی کیا کرتا ہے (نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات)

میاں صاحب کا ایک قابل توجہ خطبہ جمعہ

۴ر جولائی ۱۹۲۴ء کے "الفضل" میں میاں محمود احمد صاحب کا خطبہ جمعہ میرے اس بیان پر شاہد ہے۔ شرعی اور غیر شرعی نبوت پر بحث کرتے ہوئے جناب میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں۔

"ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نیا حکم نہیں لایا۔ ورنہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی ہی شریعت دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے رسول کریم صلعم تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ آپ قرآن پہلے نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے پھر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے۔ اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اور کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا۔ جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھایا جاوے۔ اور اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر قرآن کو بھی دیکھے گا تو اس کے لئے یہدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا یضل من یشاء والا قرآن ہوگا"

بہاء اللہ کی طرح میاں صاحب بھی رسالت محمدیہ کو منسوخ قرار دیتے ہیں

مذکورہ بالا حوالہ پڑھو اور غور کرو کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کے آگے کس قدر زبردست دیوار کھینچی ہے کہ بجائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود کے فنا فی الرسول ہونے کی صداقت کے ثبوت کے لئے محمد رسول اللہ صلعم پر نظر ڈالی جائے۔ اب بقول میاں صاحب محمد رسول اللہ صلعم محتاج ہیں کہ ان کی صداقت کے ثبوت کے لئے حضرت مسیح موعود پر نظر ڈالی جائے۔ اس زمانہ میں اب نبوت ہے تو مسیح موعود کی ہے اور قرآن ہے تو مسیح موعود کا ہے اور شریعت ہے تو مسیح موعود کی ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم گزشتہ نبیوں کے زمرہ میں چلے گئے۔ جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں تمام انبیاء و رسل کی نبوت ختم ہو کر ان کا شمار گذشتہ نبیوں میں ہو گیا تھا۔ اور وقت کے نبی محمد رسول اللہ صلعم تھے۔ اسی طرح آج ان کی بھی رسالت ختم ہو کر ان کا شمار اب گذشتہ نبیوں میں ہے۔ اور وقت کے نبی حضرت مسیح موعود ہیں۔ یہاں تک کہ شریعت بھی حضرت مسیح موعود کی ہے۔ پس جو نقصان رسالت محمدیہ کو بہاء اللہ صاحب کے ہاتھوں پہنچا۔ وہی نقصان میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھوں سے پہنچا۔ دونو نے رسالت محمدیہ کو منسوخ کر کے رکھدیا۔

مذکورہ بالا حوالہ پر پھر غور کرو۔ دیکھ لو کہ میاں محمود احمد صاحب کے عقیدہ کے مطابق شریعت اور قرآن اگرچہ محمد رسول اللہ صلعم لائے تھے۔ مگر یہ اب ان کے نہیں رہے۔ اب اس کے وارث اور مالک حضرت مسیح موعود ہیں۔ گویا خدا نے محمد رسول اللہ صلعم سے ان کی ساری رسالت کا چارج حضرت مسیح موعود کو دیکر نعوذ باللہ انہیں ریٹائر کر دیا اب اس زمانہ کے نبی و رسول صاحب کتاب و شریعت حضرت مسیح موعود ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم نہیں ہیں۔ ان کا شمار اب گزشتہ نبیوں میں ہے جن کی رسالت کا کام اب ختم ہو چکا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت کے بعد فقط حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے سے کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح اب حضرت مسیح موعود کی بعثت کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لانے سے کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔

بہائی اور محمودی عقائد کا نتیجہ ایک ہے

پس یہ دونوں شخص یعنی بہاء اللہ صاحب اور میاں محمود احمد صاحب اس قرآن اور شریعت محمدیہ کو جو محمد رسول اللہ صلعم لائے تھے کالعدم قرار دیتے ہیں۔ آپس میں بالکل متفق ہیں۔ بہاء اللہ نے قرآن اور شریعت محمدیہ کو نئی کتاب کے ذریعہ منسوخ کر کے رکھ دیا۔ اور میاں محمود احمد صاحب نے محمد رسول اللہ صلعم سے قرآن اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو چھین کر اور حضرت مسیح موعود کو دے کر یہاں تک کہ اس کا تعلق محمد رسول اللہ صلعم سے ہی کالعدم کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ دونو نے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کو تو یقیناً منسوخ کر دیا۔ ایک نے نئی شریعت لا کر دوسرے نے ان کی شریعت کو چھین کر۔ دونو کا نتیجہ بالکل ایک ہے۔ دونو کے نزدیک اب محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لا کر کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا جس طرح بہائیوں کے نزدیک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اب منسوخ ہے۔ ویسے ہی میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک بھی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ عملاً منسوخ ہے۔ کیونکہ محض اس کلمہ کو پڑھنے سے اب کوئی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا جس طرح بہائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ گذشتہ نبیوں میں سے ایک ہیں۔ اور زمانہ کے روحانی مقتدا بہاء اللہ صاحب ہیں جن پر ایمان لائے بغیر اب کوئی شخص اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ ٹھیک اسی طرح میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک محمد رسول اللہ گذشتہ نبیوں میں سے ایک ہیں اور زمانہ کے روحانی مقتدا حضرت مسیح موعود ہیں جن پر ایمان لائے بغیر اب کوئی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ پس ایسے یہ دونوں بزرگ یعنی بہاء اللہ صاحب اور میاں محمود احمد صاحب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔

عصمت کبریٰ کا دعویٰ — میاں صاحب اور بہاء اللہ میں لطیف مماثلت

اور مزہ یہ ہے کہ جس طرح بہاء اللہ صاحب نے صاحب عصمت کبریٰ ہونے کا دعویٰ کیا یعنی یہ کہ وہ کبھی غلطی نہیں کر سکتے اسی طرح میاں محمود احمد صاحب نے بھی اپنی خلافت کو اسی مقام عصمت کبریٰ پر لا کھڑا کیا۔ یعنی صاف طور پر اعلان کیا کہ خلیفہ معصوم ہوتا ہے وہ کبھی غلطی نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اس پر سچے اعتراض کرنے والا بھی مستوجب سزا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے صاحب عصمت کبریٰ ہونے میں بھی ایک بڑی لطیف مماثلت ہے۔

بہاء اللہ صاحب کا ایک لطیفہ

وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ بہاء اللہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں۔ سننے والوں کو پتہ تھا کہ تاریخی طور پر یہ غلط ہے۔ لیکن ... عصمت کبریٰ کے عقیدہ سے سکر کہا کہ آمنا و صدقنا۔ کیونکہ ... کبریٰ غلطی نہیں کر سکتا اور اس پر سچے اعتراض کرنے والا بھی ... ہوتا ہے۔ بہاء اللہ صاحب کے مرنے کے بعد عبد البہاء ... جانشین ہوئے تو انہوں نے ایک مرتبہ کہیں کہدیا کہ حضرت داؤد ... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں۔ سننے والوں نے ...

کی زبان سے سن کر کہا۔ آمنا وصدقنا۔ لیکن ایک منچلے سچے اعتراض کرنے والے نے منہ سے بیخوف ہو کر عرض کر ہی دیا کہ حضور بہاءاللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت داؤد حضرت موسیٰ سے پہلے ہوئے ہیں اور اب حضور فرما رہے ہیں کہ بعد میں ہوئے۔ آپ بھی صاحب عصمت کبریٰ۔ وہ بھی صاحب عصمت کبریٰ۔ اب ان دونوں میں سے ٹھیک کون ہے۔ تو عبدالبہا صاحب نے فرمایا کہ صاحب عصمت کبریٰ کبھی غلطی نہیں کر سکتا اس وقت وہ ٹھیک تھے اب میں ٹھیک ہوں یعنی بہاءاللہ صاحب کے زمانہ میں یہ ٹھیک تھا کہ حضرت داؤد حضرت موسیٰ سے پہلے ہوئے ہیں اور میرے زمانہ میں یہ ٹھیک ہے کہ حضرت داؤد حضرت موسیٰ سے بعد میں ہوئے ہیں۔

جناب میاں صاحب کے "متضاد ارشادات"

بالکل یہی نقشہ میاں محمود احمد صاحب کے متضاد ارشادات میں نظر آتا ہے۔ خلیفہ تو صاحب عصمت کبریٰ ٹھہرا۔ اس کی جو بات ہوتی ہے صحیح ہوتی ہے۔ ایک وقت وہ کوئی بات جس طریق پر کہتا ہے اس وقت وہی صحیح ہوتی ہے اور دوسرے وقت میں اسی بات کو پہلی سے برعکس کہنے لگتا ہے تو اس وقت وہ صحیح ہوتی ہے۔

مثلاً "القول الفصل" میں میاں محمود احمد صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۲ء میں اپنا دعویٰ دربارہ نبوت تبدیل کیا خلیفہ تو صاحب عصمت کبریٰ ہوتا ہے غلطی نہیں کر سکتا۔ اس وقت وہ صحیح تھا۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد میاں صاحب موصوف نے "حقیقۃ النبوۃ" میں لکھ دیا کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنا دعویٰ دربارہ نبوت تبدیل کیا۔ اس وقت یہ صحیح ہو گیا۔ ایسی کئی متضاد باتیں ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ صاحب عصمت کبریٰ کی کبھی ایک بات صحیح ہوتی ہے۔ کبھی اس کے بالکل برعکس صحیح ہوتی ہے۔

۲۵ رفروری ۱۹۱۴ء کے "الفضل" میں میاں محمود احمد صاحب نے لکھ دیا تھا کہ خلیفہ غلطی کر سکتا ہے اور اس پر بڑا زور دیا تھا۔ اس وقت وہ صحیح تھا۔ اب ان دنوں میں اس پر زور ہے کہ خلیفہ غلطی نہیں کر سکتا۔ اس وقت یہ صحیح ہے۔ ابتدائے خلافت میں میاں صاحب کا ارشاد تھا کہ الوصیت میں خلافت کا ذکر ہے تب وہ صحیح تھا مگر ۱۹۲۷ء میں میاں صاحب نے فرمایا کہ خلافت جیسا ضروری مسئلہ الوصیت میں لکھے جانے سے رہ گیا۔ اب یہ صحیح ہے۔ کیونکہ صاحب عصمت کبریٰ غلطی نہیں کر سکتا۔ "تشحیذ الاذہان" میں میاں صاحب نے ایک دفعہ خاتم النبیین کے معنے لکھے تھے کہ نبوت کو ختم کرنے والا۔ تب وہ صحیح تھا۔ اب یہ معنی کرتے ہیں کہ نبوت کو اپنی مہر سے جاری کرنے والا۔ اب یہ صحیح ہیں۔ کیونکہ صاحب عصمت کبریٰ الٹی سیدھی جو ہانک دے وہ سب صحیح ہوتا ہے۔

میاں صاحب نے بہاءاللہ کی تقلید کی ہے

پس بہاءاللہ بیچارہ نے صاحب عصمت کبریٰ ہونے کا دعویٰ کر دیا تو میاں محمود احمد صاحب نے کوئی الگ اور انوکھی بات تو نہیں کی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ میاں صاحب موصوف نے اسی بزرگ کی تقلید کی ہے۔

میاں صاحب نے دین محمدی میں بھی ردوبدل کیا ہے

شاید کوئی محمودی اپنے نمبر کو یوں تسلی دینا چاہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت عملاً منسوخ ہو گئی اور دنیا کے ساڑھے کروڑ مسلمان چشم زدن میں کافر ہو کر رہ گئے تو ہماری بلا سے۔ اچھا ہے سب دوزخ میں جلیں گے ہم جنت میں عیش کریں گے۔ جگہ با فراغت ملے گی زیادہ بہتر نہیں ہو گی جتنے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں ہمارا نفع ہے۔ کیونکہ اس طرح بہشت "کھچا کھچ" نہیں بھرے گا۔ بلکہ ساری جنت کے واحد مالک ہم ہی ہونگے ہم تو جب "الفضل" میں یہ پڑھتے ہیں کہ "یہ پیغامی بھی مرتد ہیں" تو ہمارا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگتا ہے کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بہشت کا واحد اجارہ دار ہمیں بنا دیا جب تک رد مانگے پوپ کی طرح بہشت کی کنجیاں ہمارے خلیفہ صاحب کے ہاتھ میں ہیں یعنی بہشتی مقبرہ پر ان کا قبضہ ہے اس وقت تک ہمیں کوئی ڈر نہیں۔ شریعت زید کے پاس جائے یا بکر کے پاس رہے بہشتی مقبرہ تو ہمارے خلیفہ کے پاس ہے جو اپنی جماعت کے قاتل بھی بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیتے ہیں علاوہ ازیں میاں صاحب نے اگرچہ رسالت و شریعت حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے چھین کر حضرت مسیح موعود کو دیدی لیکن بہاءاللہ صاحب کی طرح دین محمدی میں تو کوئی ردوبدل نہیں کیا۔ سو اس کے جواب میں میں ان کی تسلی کر دینا چاہتا ہوں کہ میاں محمود احمد صاحب نے دین محمدی میں بھی ردوبدل کیا ہے۔ اور وہ یوں کہ قرآن میں تو تھا۔ الیوم اکملت لکم دینکم کہ آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا یعنی ایمان اور اعمال کے بارے میں دین اپنی تکمیل کو پہنچ چکا۔ اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی لیکن میاں محمود احمد صاحب نے ایک نیا نبی اور نئی وحی نبوت کا جسے اصطلاح قرآن میں کتاب کہا جاتا ہے اضافہ کر کے دین کے حصہ ایمانیات میں ایک نبی اور ایک کتاب کا اضافہ کر دیا جس کا منکر کافر خارج از اسلام ہے اور اتنا ہی نہیں آئندہ کے لئے ہزاروں نبیوں کے آنے کا بڑے زور سے اعلان کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے نزول کے وقت ابھی دین کامل نہ ہوا تھا۔ ابھی اس میں ہزاروں نبیوں کی نبوت اور کتابوں کا اضافہ ہونا باقی ہے۔ پس جو دین کامل نہیں ہے۔ اس کی تکمیل کیلئے بہاءاللہ صاحب تشریف لے آئیں یا زید و بکر تشریف لے آئیں بات ایک ہی ہے

محمودی فتنہ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے خطرناک نتائج

. . . . . . مولوی عبداللہ صاحب کو الزام دینے والے پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ محمودیت کے لباس میں بہائیت تو پنہاں نہیں ہے۔ یہ دروازہ اجرائے نبوت و تکفیر المسلمین کا جس سے عدم تکمیل دین لازم آتی ہے۔ جو میاں محمود احمد صاحب نے کھولا ہے جیب برا کھولا ہے۔ اگر خدا کے فضل نے اپنے کسی کرشمہ قدرت سے اس فتنہ کا سدباب نہ کر دیا تو اسلام کی وحدت اور جمعیت کو پارہ پارہ کر دینے بلکہ اس کی جڑ کاٹ دینے کا سارا بار میاں محمود احمد صاحب کی اور ان لوگوں کی گردنوں پر ہو گا جو ان کی کورانہ تقلید میں یا اپنے پیٹ کے پیچھے دین کو بچوں کا کھیل بنا رہے ہیں اور اس فتنہ کو فروغ دے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا دامن پاک ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دامن اس سے پاک ہے وہ لکھ گئے ہیں کہ:-

"جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں۔ ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم دین اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہ ہی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہو گا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے"

(خط حضرت مسیح موعود مرقومہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

جماعت احمدیہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی درخواست

(از جناب ایم موسیٰ خان صاحب منشی فاضل طیب گڑھ کشمیر)

راقم نے قبل ازیں دعا کی ایک درخواست بذریعہ پیغام صلح جماعت عالیہ سے کی تھی جو ۱۳ رجبان ۱۹۳۹ء کو اخبار میں شائع ہوئی۔ اس میں مختصر عرض صرف اس قدر تھی کہ میرے فرزند کو جو مقدمہ قتل میں گرفتار ہے خدا اپنے فضل و کرم سے بری کرے اور اس کیلئے روزانہ ہر ایک بھائی صرف پانچ منٹ دلی توجہ سے دعا کرے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ و حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب پشاوری جن سے راقم کو نیاز حاصل ہوا اور ایڈیٹر صاحب پیغام صلح شیخ محمد انعام الحق صاحب کے علاوہ حضرت سید عبدالمجید صاحب کیورتھلہ جن سے کوئی شناسائی نہیں نہایت ہمدردانہ طریق سے مجھے خط لکھا اور میری دعا سے امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان ہر چہار بزرگوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ باقی احباب جماعت سے بھی مجھے یہی توقع ہے۔ ہمدردی کے ایک لفظ کی میرے نزدیک اس پریشانی کی حالت میں ہزارہا اشرفیوں سے بڑھ کر قیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا بھلا کرے۔ پہلا مقدمہ ختم ہو گیا۔ لیکن میرے فرزند پر دوبارہ قتل کا مقدمہ قائم کیا گیا۔ جس کی ابتدائی تحقیقات کل ختم ہو گئی ہے اور صاحب مجسٹریٹ درجہ اول نے اسے سیشن سپرد کر دیا ہے۔ اس لئے اہل الغرض مجنون کے مقولہ پر میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جملہ ممبران جماعت عالیہ احمدیہ کی خدمت میں نہایت عاجزانہ التماس کرتا ہوں کہ للہ اپنے اس دور افتادہ بھائی کی اگر اور کسی طریق سے امداد نہیں کر سکتے ہو۔ تو کم از کم تا فیصلہ مقدمہ روزانہ کسی خاص وقت پر صرف پانچ منٹ دلی توجہ سے دعا فرمایا کریں۔ کہ یا ارحم الراحمین تو اپنا فضل و کرم بشیر احمد خاں کے حال پر مبذول کر اس کے گناہ معاف کر۔ اور اس مقدمہ قتل سے اس کو جلدی بریت دے آمین ثم آمین۔ مجھے جماعت کے زہد و تقویٰ اور ایثار نفسی سے بہت کچھ توقع ہے کہ اگر میری اس پریشانی اور مصائب میں دعاؤں سے امداد فرمائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا فضل جوش میں آئیگا اور ایک دن اللہ تعالیٰ کامیابی اور مسرت کا عطا کریگا۔ میں ۲۲ رد سمبر ۱۹۳۸ء سے اس وقت تک مصیبت مذکورہ میں گرفتار ہوں۔ اس لئے دعا کی یہ دوسری درخواست پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حضرت مسیح موعودؑ اور مسئلہ جہاد

اسلامی دنیا رفتہ رفتہ مجددِ زمان کے خیالات و عقائد کو قبول کر رہی ہے

جن امور میں مولویوں اور پیروں نے حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کی شدید مخالفت کی ان میں مسئلہ جہاد کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جہاد کے متعلق مسلموں اور غیر مسلموں میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں ان کے ازالہ کے لئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ جہاد بالسیف، جہاد کی صرف ایک شکل ہے جس کی اجازت حسب ضرورت چند خاص شرائط کے ساتھ اسلام نے دی ہے۔ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اللہ کے راستہ میں ان لوگوں سے لڑو ... جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو۔ لیکن جہاں دینی معاملات میں تلوار کے ذریعہ مداخلت نہ کی جاتی ہو وہاں جہاد بالسیف کی ضرورت نہیں رہتی چنانچہ حضرت مسیح موعود نے موجودہ زمانہ میں ہندوستان کے حالات کے پیش نظر فرمایا کہ وجد الجہاد معدوم فی ہذا الزمن وہذا البلاد (یعنی جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں۔

مخالفین نے اس کلمہ حق پر طوفان بے تمیزی برپا کر دیا افسوسناک غلط بیانیاں کیں۔ اس سیدھی سادھی بات میں طرح طرح کے ایچ پیچ پیدا کئے حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا گیا کہ مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ جہاد کے منکر ہے۔ اب بھی بعض حلقوں سے اس غلط بیانی کا اعادہ ہوتا رہتا ہے لیکن حضرت مجدد زمان نے جو صدائے حق بلند کی تھی اور تعلیم قرآنی کو جس صفائی و جرأت سے پیش کیا تھا شدید مخالفت کے باوجود اس کے مفید اثرات ظاہر ہو رہے ہیں ——— ہندوستان کے ملا نے زبان سے حضرت مسیح موعود کی مخالفت کر رہے ہیں لیکن ان کا طرز عمل اس اسلامی خیال و عقیدہ کی پکار پکار کر تائید کر رہا ہے جو کہ جہاد کے متعلق حضرت مسیح موعود نے پیش کیا تھا۔

اسلامی ممالک کے اکابر و علماء بھی اب اسی طرف آ رہے ہیں ہم ۲۷ جون ۱۹۳۹ء کے پیغام صلح میں علامہ شیخ **مصطفےٰ المراغی شیخ جامعہ ازہر** قاہرہ کے خیالات مسئلہ جہاد کے متعلق پیش کر چکے ہیں آج مصر کے ایک اور بلند پایہ مفکر و اہل قلم **ڈاکٹر علی زکی مصری** کے خیالات اسی مسئلہ کے متعلق پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامی ممالک سے دلچسپی رکھنے والے علم دوست حضرات ڈاکٹر صاحب موصوف کے اسم گرامی سے یقیناً واقف ہوں گے۔ حال ہی میں انہوں نے انگریزی زبان میں ایک عمدہ کتاب **اسلام دنیا میں** (Islam in the world) کے نام سے لکھی ہے ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس تصنیف کا علمی حلقوں میں گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا ہے . . . .

دار المصنفین اعظم گڈھ کے ماہوار رسالہ "معارف" (ماہ جولائی ۱۹۳۹ء) میں مولوی مسعود عالم صاحب ندوی کا طویل مقالہ اس کتاب کے متعلق شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر علی زکی صاحب اپنی اس کتاب میں مسئلہ جہاد کے متعلق فرماتے ہیں:-

> "جہاد یا مذہبی جنگ (لغوی معنی کوشش اور جد و جہد کے ہیں) اصل میں دفاعی تھا اور مخصوص حالات میں اس کی اجازت دی گئی ہے جب مسلمانوں پر زیادتیاں ہو رہی ہوں یا جب انہیں مذہبی عداوت کی بنا پر بے رحمی کے ساتھ گھروں سے نکالا جاتا ہو یا جب کوئی قوم اسلامی علاقہ پر حملہ آور ہو اور ملک و وطن کی بے حرمتی پر اتر آئے، یا جب باغی اور غدار مسلمانوں کو ان کے ملک سے نکالنے کی سازش کریں"۔

مسئلہ جہاد کے متعلق یہ خیالات کس قدر صحیح ہیں اور ان کو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی صدائے بازگشت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ مقام مسرت ہے کہ اسلامی دنیا رفتہ رفتہ اسلامی جہاد کے صحیح مفہوم کو سمجھنے لگی ہے۔ در اصل اسلام کی تبلیغ و ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں نے جہاد کے متعلق جو غلط خیالات قائم کر رکھے ہیں ان کا ازالہ کیا جائے۔

جہاں ہمیں ڈاکٹر زکی علی صاحب کے ان صحیح خیالات کے اظہار پر مسرت ہوئی وہاں یہ دیکھ کر رنج ہوا کہ مولوی مسعود عالم صاحب ندوی نے ہندوستانی ملاؤں کی ذہنیت زیر اثر ان اسلامی خیالات سے اختلاف کیا ہے ——— خدا جانے ندوہ و دیوبند کے اہل علم بلا ضرورت و شرائط جہاد بالسیف کے اس قدر شائق کیوں ہیں مولوی صاحب موصوف کے ارشادات پر ہم کسی آئندہ اشاعت میں کچھ عرض کریں گے۔

آہ! مولانا محمد امام الدین صاحب

جناب مولانا مولوی محمد امام الدین صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار [illegible] کی وفات گذشتہ ماہ کا ایک قومی حادثہ ہے ——— بعض احباب مولانا مرحوم سے کما حقہ واقف نہ ہوں گے کیونکہ وہ جنوبی ہندوستان کے رہنے والے تھے اور غالباً انہیں مرکز میں آنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا لیکن اس بعد مکانی کے باوجود وہ ہمارے خدمت دین کے کام میں نمایاں طور پر شرکت فرماتے رہے۔ ان کا شمار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان بلند پایہ معاونین میں سے ہے جن کا نام تاریخ احمدیت میں ہمیشہ احترام کے جذبات کے ساتھ سنہری حرفوں میں محفوظ رہے گا۔

مولانا مرحوم بیشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اسلام اور آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے انہیں عشق تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ و تحریک احمدیت اور بزرگان سلسلہ سے بے حد محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ احمدیہ لٹریچر کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اس سے فائدہ اٹھاتے اور اپنے حلقہ اثر میں اس کی اشاعت کرتے ہر ایک مفید دینی و قومی تحریک میں حتی الامکان شریک ہوتے اور دل سے امداد دیتے۔ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت ساری عمر ان کا شعار رہا سلجھا ہوا علمی مذاق رکھتے تھے انگریزی زبان کے عمدہ مضمون نگار تھے آپ کے مضامین اخبار "لائٹ" میں شائع ہوتے رہے ہیں جو آپ کی اعلیٰ قابلیت اور ورد اسلامی کے آئینہ دار ہیں۔

علاوہ ازیں مرحوم نہایت بلند اخلاق صلح پسند، [illegible] دوست نواز، غریب پرور بزرگ تھے۔ ہمیشہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی خاموشی کے ساتھ امداد کرتے رہتے۔ ان بلند اوصاف کی وجہ سے علاقہ کے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں میں آپ کو عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ اور آپ کی وفات پر سب لوگ ماتم کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کے مرکز میں مرحوم کی وفات کی خبر انتہائی افسوس کے ساتھ سنی گئی ——— ہمارے نزدیک یہ ایک ملی نقصان ہے۔ ہم مولانا مرحوم کے معزز خاندان کے جملہ افراد سے ساری جماعت احمدیہ کی طرف سے دلی ہمدردی و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پیش نظر اشاعت میں مولانا مرحوم کے داماد صاحب [illegible] منظر حسین صاحب کا ایک مکتوب شائع ہو رہا ہے جس میں مولانا مرحوم کی وفات کے حالات اور خدمات اسلامی کی کیفیت درج ہے اس مکتوب سے معلوم ہوا کہ مولانا مرحوم کی عرصہ سے خواہش تھی کہ لاہور آ کر بزرگان جماعت سے ملاقات کریں اور جلسہ سالانہ میں شریک ہوں۔ لیکن ضعف و علالت اور کبر سنی کی وجہ سے ان کی [illegible] پوری نہ ہو سکی۔ اب ڈاکٹر صاحب موصوف نے لاہور تشریف [illegible]

شذرات

امتناع شراب اور پارسی قوم

حکومت بمبئی نے امتناع شراب کی جو مہم شروع کی ہے اس کی وجہ سے پارسی قوم بہت ناراض ہے۔ کیونکہ شراب کی قریباً ساری تجارت انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور امتناع شراب سے پارسی سوداگروں کو کروڑوں روپیہ کا نقصان اٹھانا پڑیگا ——— علاوہ ازیں مذہبی لحاظ سے بھی انہیں شکایت ہے کیونکہ ان کے ہاں شراب حرام نہیں بلکہ کسی قدر واجب احترام ہے اور اکثر مذہبی رسوم کی بجا آوری میں اس کا استعمال ضروری ہے۔ چنانچہ حکومت بمبئی نے پارسیوں کو مذہبی رسوم میں شراب کے استعمال کی اجازت دیدی ہے۔ لیکن پارسی قوم اس پر مطمئن نہیں ہے ایک طرف وہ ایجی ٹیشن کر رہی ہے اور دوسری طرف اس نوعی مصیبت کے ازالہ کے لئے اس کے افراد آتشکدوں میں جمع ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں۔ چنانچہ معزز معاصر "انقلاب" نے پارسیوں کے اس قسم کے ایک مذہبی اجتماع کی کیفیت اپنے مخصوص انداز میں یوں بیان کی ہے:-

"پچھلے دنوں سرداوبائی کے آتشکدے میں بمبئی کے بڑے بڑے معتقد پارسی جمع ہوئے جن میں بے شمار خواتین بھی شامل تھیں اور بڑے بڑے موبد اور دستور (یعنی پیر مغاں) بھی رونق افروز تھے جن کی براق عماموں اور لمبے لمبے جبّوں سے تقدس برس رہا تھا۔ پارسیوں کا ایسا اجتماع پہلے شاذ ہی ہوا ہوگا۔ اس لئے کہ امتناع شراب جیسی بڑی قومی مصیبت پہلے کبھی نازل نہ ہوئی تھی ——— حضرات دستور کرام نے آتش پاک کی حضور میں اوستا سے چند آیات تبرکاً تلاوت کر کے اہرمزد یزداں سے نہایت تڑپتی ہوئی دعا مانگی کہ "اے یزداں بخشائندہ بخشائش گر! آج مغان آتش پرست کی یہ مٹھی بھر جماعت باشندگان ہند کے ہاتھوں مصیبت میں گرفتار ہے۔ ان لوگوں نے آتش سیال کی تجارت ہمارے ہاتھ سے چھین کر ہمیں روٹی کے ٹکڑے کو محتاج کر دیا ہے۔ حالانکہ ہم تیرہ سو سال سے ان کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہماری حفاظت فرما۔" کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد ایک کانفیڈنشل دعا "اہرمن" سے بھی مانگی گئی جس کی رپورٹ ہمارا نامہ نگار حاصل نہیں کر سکا۔"

رومن کیتھولک عیسائیوں، ہندوؤں کے بعض فرقوں اور چند دیگر مذاہب میں شراب مذہبی رسوم کی بجا آوری میں ضروری ہے۔ امریکہ میں جب امتناع شراب کا قانون نافذ ہوا تھا تو رومن کیتھولک عیسائیوں کو اپنی عبادت میں شراب استعمال کرنے کی خاص طور پر اجازت دی گئی تھی ——— لیکن عقل، سائنس اور مشاہدات و تجربات متفقہ طور پر شراب کو نوع انسانی کے لئے ایک بہت بڑی لعنت قرار دیتے ہیں۔ ایک طرف یہ مذاہب ہیں جن کی عبادات کیلئے شراب ضروری ہے۔ اور دوسری طرف اسلام ہے جس نے شراب کو برائیوں کی جڑ قرار دیا اور نہایت سختی کے ساتھ اس کی ممانعت کی۔ ہر ایک صاحب عقل و انصاف فیصلہ کر سکتا ہے کہ دین فطرت کونسا مذہب ہے اور ابناء آدم کی فلاح و بہبود کس مذہب کے ذریعہ ممکن ہے۔

اس زمانہ میں امتناع شراب کی جو کوششیں ہندوستان، یورپ اور دنیا کے بعض دیگر ممالک میں ہو رہی ہیں یہ پیغمبر اسلام کے اسی حکم کی صدائے بازگشت ہیں جو حضور نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر امتناع شراب کیلئے دیا تھا۔ اور آپ کے ارشاد کے ساتھ ہی مسلمانوں نے خم توڑ دیئے تھے۔ اور شراب مدینہ کی گلیوں میں بہتی نظر آتی تھی۔ کون کہتا ہے کہ اسلام کے اصول و قوانین دنیا میں غالب نہیں آ رہے ہیں؟

ہندو دھرم تبلیغی مذہب نہیں

پنجاب کے راسخ العقیدہ ہندوؤں کا مشہور اخبار "سناتن دھرم پرچارک امرتسر" آریہ سماج کی تحریک شدھی کا شدید مخالف ہے اور اکثر اس کے متعلق بڑی پتے کی باتیں لکھتا اور سبق آموز تجربات بیان کرتا رہتا ہے ——— اس پر اخبار "آریہ گزٹ" کو بہت تاؤ آتا ہے چنانچہ یہ اپنی ۱۱ اگست کی اشاعت میں "سناتن دھرم پرچارک" کو دقیانوسی اور محدود خیال اخبار کہتا ہوا رقمطراز ہے:-

"ہمیں بعض سناتن دھرمیوں کی کج فہمی پر رحم آتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی کے لاکھوں اور کروڑوں لال گنوا کر بھی شدھی کی مخالفت کر رہے ہیں...... اس قسم کی کوتاہ اندیشی سوائے کسی مردہ جماعت کے فرد کے اور کس میں ہو سکتی ہے۔ جو قوم دوسروں کو جذب کرنے کی شکتی (طاقت) اپنے اندر نہیں رکھتی اور بیرونی حملوں کے مقابلہ میں کوئی حفاظتی قدم نہیں اٹھاتی اس کی ہستی آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ یہ اس قسم کے لوگوں کی کم عقلی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہندوؤں میں سے ایک چوتھائی حصہ کٹ کر اس سے الگ ہی نہیں بلکہ اس کا جانی دشمن ہو گیا ہے۔"

ہندوؤں کی تباہی کا یہ افسانہ بالکل صحیح سہی لیکن اس کا کیا علاج کہ ہندو دھرم سرے سے تبلیغی مذہب ہی نہیں ہے۔ اس میں کسی غیر آدمی کو داخل کرنے کی اجازت ہے نہ کسی غیر کو جذب کرنے کی طاقت ہندوؤں کے مذہبی قوانین اور معاشرتی نظام کی ترکیب و نوعیت ہی ایسی ہے کہ اس میں باہر کے کسی آدمی کا دخل و گزر ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راسخ العقیدہ ہندو اپنے مذہب کی تبلیغ کے شدید مخالف ہیں۔

اشدھی آریہ سماج کی ایجاد ہے۔ اس "حفاظتی قدم" کا نتیجہ بھی سب کے سامنے ہے۔ آریہ سماج آج تک کسی قابل ذکر پڑھے لکھے غیر ہندو کو جذب کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ سماجی حلقوں میں اس ناکامی پر بارہا ماتم ہو چکا ہے۔ آریہ سماج نے اشدھی کی تحریک تو جاری کر دی۔ لیکن اس "نقل" یا "حفاظتی قدم" سے ہندو یا آریہ دھرم میں دوسروں کو جذب کرنے کی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ نتیجہ ظاہر ہے۔

ہندو دھرم کے مسلمہ احکام و قوانین کی موجودگی کی روشنی میں راسخ العقیدہ ہندو اگر تحریک اشدھی کی مخالفت کرتے ہیں تو کیا برا کرتے ہیں؟ اس پر چراغ پا ہونا نادانی ہے۔

قہوہ خانوں میں کتب خانے

تازہ ترکی یعنی اخبارات کے ذریعہ ایک دلچسپ اور قابل غور خبر موصول ہوئی ہے کہ:-

"حال ہی میں ترکی میں ایک انجمن قائم ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو شطرنج بازی اور سگریٹ نوشی سے روکے اور ان میں کتابوں کے مطالعہ کا شوق پیدا کرے۔ اس انجمن نے ترکی کے ہوٹلوں اور قہوہ خانوں سے کام شروع کیا ہے۔ ہر قہوہ خانے میں دو دو سو کتابیں رکھدی ہیں تا کہ لوگ جب قہوہ اور چائے سے فارغ ہوں تو بجائے شطرنج بازی اور سگریٹ نوشی کے ان کتابوں کے مطالعہ میں مصروف ہو جائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ صرف ایک ہی ہفتے میں اس کے خوشگوار نتائج سامنے آ گئے ہیں اور قہوہ نوشوں میں کتب بینی کا شوق بڑھ رہا ہے۔"

ہندوستان میں بھی چائے سگریٹ اور تاش و شطرنج وغیرہ کی وبا سرعت کیساتھ پھیل رہی ہے۔ مسلمانوں میں اس وبا کی ترقی کی رفتار بہت تیز ہے جگہ جگہ چائے خانے کھل رہے ہیں مسلمان نوجوان وہاں جاتے ہیں اور چائے اور ناشتہ کے بعد سگریٹ نوشی اور شطرنج بازی وغیرہ میں مصروف ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ پہروں جاری رہتا ہے ——— اس طرح وہ بے دریغ اپنا پیسہ، وقت اور صحت ضائع کرتے ہیں۔ کاش ترکی کی تقلید میں ہندوستان کی کوئی اسلامی انجمن اٹھے اور چائے خانوں میں شطرنج بازی اور سگریٹ نوشی کی بجائے مفید کتابوں کے مطالعہ کو رواج دیدے ——— لیکن موجودہ حالات میں جبکہ تخریبی کاموں کا شوق مسلمانوں میں عام ہو رہا ہے غالباً اس تعمیری کام کی توقع لاحاصل ہے ہمارے احباب اور بیرونی جماعتوں کو چاہیئے کہ جہاں جہاں مقامی حالات اجازت دیتے ہوں سلسلہ کا لٹریچر ہوٹلوں اور چائے خانوں میں رکھ دیں۔

پیر پرستی اور ڈکٹیٹر شپ کے نتائج

رادھا سوامی، ہندوؤں کا ایک پیر پرست فرقہ ہے۔ اس میں گرو کی حیثیت بالکل ایک مطلق العنان پیر اور ڈکٹیٹر کی ہوتی ہے۔ دیال باغ آگرہ اسی فرقہ کی ایک شاخ کا مرکز ہے۔ دیال باغ کے گذشتہ گرو اور ڈکٹیٹر صاحب جی مہاراج انتہائی ایک مدبر اور عقلمند آدمی تھے چنانچہ انہوں نے اپنی جماعت اور دیال باغ کو بہت ترقی دی اور اس کو ہندوستان کا ایک مشہور صنعتی مرکز بنا دیا ——— لیکن ان کی آنکھیں بند ہوتے ہی یہ بنا بنایا کھیل بگڑنے لگا۔ دیال باغ ایک صنعت گاہ اور رادھا سوامیوں کے مذہبی مرکز کی بجائے خانہ جنگی اور تشدد کا اکھاڑا بن گیا۔ پارٹیاں تو سر صاحب جی مہاراج کی زندگی ہی میں قائم ہو چکی تھیں اندرونی طور پر کشمکش جاری تھی ——— لیکن نئے گرو اور ڈکٹیٹر کے انتخاب پر کھلم کھلا جنگ شروع ہو گئی۔ آجکل حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ ایک اچھے ڈکٹیٹر کے مرنے کے ساتھ ہی سب کیا کرایا چوپٹ ہو گیا۔ تعمیر کی جگہ تخریب نے لے لی۔ ڈکٹیٹر شپ کے حامیوں اور پیر پرستی کے شیدائیوں کو اس پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔

دیال باغ کی موجودہ کیفیت

اخبار "پیارا دیال باغ" جو دیال باغ کی ایک پارٹی کا آرگن ہے اپنی ایک تازہ اشاعت میں وہاں کی موجودہ کیفیت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے:-

قادیان مشن کی ضرورت

قادیانیت اشاعتِ اسلام کیلئے سدِّراہ ہے

کچھ عرصہ سے جماعت احمدیہ لاہور کے اندر ایک تحریک چلی آتی ہے کہ قادیان میں ایک مشن کھولا جائے لیکن جیسا کہ ہر تحریک کا خاصہ ہے وہ آہستہ آہستہ بڑھتی اور پھیلتی ہے اسی طرح یہ تحریک بھی آہستہ آہستہ پنپ رہی ہے۔ وہ بزرگ جنہوں نے جماعت قادیان کے موجودہ حالات اور اُن کے اسباب علل کا نظرِ غائر سے مطالعہ کیا ہے وہ نہایت شدت کیساتھ اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ جماعت قادیان کے لئے منظم تبلیغی قدم اُٹھا دینا چاہیئے اور عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں ہی یہ قدم اُٹھ جائے ——

اس مبارک اقدام کے لئے حالات کی سازگاری کسی شرح وبسط کی محتاج نہیں جماعت قادیان جس مسلک پر گذشتہ ربع صدی سے چل رہی تھی اس مسلک کے محاسن اور معائب کو زمانہ نے خود بخود اُجاگر کر دیا ہے۔ وہ قادیانی عمائد ۱۹۱۴ء میں شخصیت پرستی کے نشہ میں جن کی آنکھوں سے بصارت گر گئی تھی اب زمانہ کی پیہم ٹھوکروں نے اُن کی آنکھیں کھول دی ہیں، میں خود ایسے قادیانی بزرگوں کو جانتا ہوں جو ۱۹۱۴ء کے ہنگامی انتخاب پر کفِ افسوس ملتے ہیں لیکن ساتھ ہی انہیں یہ شکوہ ہے کہ اگر ہم سے یہ غلطی ہوئی تھی تو تم ہمیں چھوڑ کر کیوں گئے اور اب جبکہ حالات کی استواری ہمارے بس کی بات نہیں تو تم ہماری مدد کو کیوں نہیں پہنچتے ہم اگر مقید ہیں تم تو آزاد ہو، اگر ہم نے تمہیں جلا وطن کیا تم ہمیں زنداں سے نجات دلا دو اور لا تثریب علیکم الیوم کہتے ہوئے ہماری خطاؤں کو بخش دو

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

قادیانی بزرگ گو بعض مقامی اور اجتماعی پابندیوں کی وجہ سے اپنے مافی الضمیر اور زود پشیمانی کا اعلان نہیں کر سکتے لیکن ان کی خاموشی ان کا افسانہ سنا رہی ہے دماغوں والے سوچتے ہیں کانوں والے سنتے ہیں اور آنکھوں والے دیکھتے ہیں اور جو کچھ دیکھتے ہیں وہ اُن کے لبوں پر نہیں آسکتا لیکن اس امر پر سب کا ایک خاموش اتحاد ہے کہ قادیان کی فضا ایک تغیرِ عظیم کے لئے تشنہ ہے اور یہی وہ وقت ہوتا ہے جب جماعتیں دوسری جماعتوں کی جگہ لیتی ہیں کیا ایسے سازگار وقت میں جماعت لاہور اپنے مرکز کی طرف سے نہ لوٹے گی اور وہاں سے بیٹھ کر ان غلط فہمیوں کا ازالہ نہیں کرے گی جو تمام اقصائے عالم میں تحریکِ احمدیت کے متعلق پیدا ہو چکی ہیں۔ یہ امر بالکل واضح ہے کہ غلط فہمیاں وہیں سے دور ہو سکتی ہیں جہاں سے وہ غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہوں اور تحریک احمدیت کے متعلق تمام غلط فہمیاں قادیان سے پیدا ہوئی ہیں اور قادیان میں بیٹھ کر ہی دور کی جا سکتی ہیں۔

قادیان میں مستقل نبوت کا عقیدہ تراشا گیا قادیان میں مسئلہ تکفیر ایجاد ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف دعویٰ نبوت کو منسوب کیا گیا اور یہ سب اس لئے ہوا کہ قادیان کی موجودہ خلافت کو قیام حاصل ہو اور موجودہ خلافت بھی بشریت سے اُٹھ کر الوہیت تک جا پہنچی اور ان سب عقائد نے مل ملا کر تحریکِ احمدیت، جو خالص اسلامی تحریک تھی کی لٹیا ڈبو دی نتیجہ یہ نکلا کہ تمام اسلامی حلقوں میں اس تحریک کو مشتبہ نظروں سے دیکھا جانے لگا اور اس کی مماثلت بہائیت کے ساتھ قائم ہونے لگی اور کیونکہ جماعت لاہور بھی اس تحریک کی علمبردار تھی اس لئے ان ناگزیر نتائج کا اسے بھی خمیازہ بھگتنا پڑا اور اشاعت اسلام کے راستہ میں قسم قسم کی قباحتیں اور روکاٹیں پیدا ہونے لگیں۔ جب نامحسوس طور پر قادیانیت ہی ہمارے راستہ میں سدِراہ ہوئی تو جماعت کے خیرخواہ بزرگوں نے خیال کیا کہ ہماری قلت ہمارے آڑے آ رہی ہے اور اُن کے مخلص دماغوں نے استحکام جماعت اور توسیع جماعت کی مختلف تجاویز سوچنا شروع کر دیں حالانکہ حقیقی وجوہات عدم توسیع اور استحکام نہ تھیں بلکہ قادیانیت تھی جو آہستہ آہستہ ہمارے راستوں کو مسدود کر رہی تھی۔

یہ قانون فطرت ہے کہ جب کسی نظام حیات میں خواہ وہ شخصی ہو یا اجتماعی معمولی سا اختلال پیدا ہوتا ہے تو طبیعت خود بخود اسے دور کرنا شروع کر دیتی ہے یہی قانون فطرت ہمارا مشعلِ راہ ہوا اور ہم اس مرض کی تشخیص کرنے میں کامیاب ہو گئے یہ مرض جن جراثیم سے پیدا ہوا ہے وہ قادیانیت کے جراثیم ہیں علاج کے لئے سب سے بڑا مرحلہ تشخیص ہوا کرتی ہے جب تشخیص درست ہو تو مرض آدھا رہ جاتا ہے

گذشتہ پچیس سال کے عرصہ میں جماعت احمدیہ لاہور نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے ہیں متعصب عیسائی پادریوں سے بھی خراج تحسین وصول کیا ہے اور انہیں مجبوراً کہنا پڑا ہے کہ احمدی اس وقت دنیا میں اسلام کے سب سے بڑے کام کرنیوالے مبلغ ہیں اور وہ بڑے بڑے علامہ اور شاعر جنہوں نے بعد میں تحریک احمدیت کے راستہ میں روڑے اٹکائے اور اشاعت اسلام میں تعطل پیدا کیا انہیں بھی کبھی اسلامِ خالص کا نمونہ اسی تحریک میں نظر آتا رہا ہے حضرت مجدد وقت کی وفات پر انہی مسلمانوں نے ثناخوان سرائی کی تھی مگر آج وہ اس پاک اور مبارک وجود کو اور اس کی مجاہد اسلامی جماعت کو دائرہ اسلامی سے خارج تصور کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے میں ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں اور یہ سارے گل جماعت قادیان کے کھلائے ہوئے ہیں، ان آتشین بھولوں کو زبردستی ہمارے دامن میں جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے پھیلا ہوا تھا ڈال دیا گیا ہے سو تمام احباب جماعت پر واضح ہونا چاہیئے کہ ہم اس وقت تک اشاعت اسلام میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم ان زہریلے پھولوں کو اپنے دامن سے پھینک نہ دیں۔ اب ہم زیادہ دیر تک قادیانی گیہوں کے ساتھ پس نہیں سکتے یہ ہماری طاقتِ برداشت سے باہر ہے ہم یہ تمام دنیا پر واضح اور عیاں کر دینا چاہتے ہیں کہ تحریک احمدیت کا سفید دامن قادیانی الائشوں اور دھبوں سے پاک ہے اور ان کے عقائد جدید کی اشاعت میں نہیں اس خالص اسلامی تحریک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

قادیانی مبلغین نے ہمیں دوسروں کی نظروں میں خوب بدنام کیا ہے جماعت قادیان کے اندر ہم پر طرح طرح کے اتہامات لگائے ہیں ہمیں حضرت مسیح موعود کے دشمن، مرتد، باغی احمدیت کے لئے غیروں سے سازباز کرنیوالے اور خدا جانے کیا کیا کچھ کہا گیا ہے انہوں نے ہر قسم کا کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے جس سے ہمارے تصور کو نفرت انگیز بنایا جا سکے متواتر پچیس سال تک قادیان کی بے پناہ گالیوں کا ہدف رہے ہیں انہوں نے ہمیں پانی پی پی کر کوسا ہے غرضیکہ ان سبز عمامہ والوں نے ہمیں چھلنی میں چھان ڈالا آخر ہماری خاموشی رنگ لائی جماعت قادیان میں باوجود انتہائی روک تھام کے وہ رجحانات پیدا ہوئے جن کا رُخ جماعت لاہور کی طرف ہے۔ اب ہم ہر ممکن طریقہ سے جماعت قادیان پر واضح کر دیں گے کہ جن الزامات کے نیچے ہمیں لایا جاتا تھا اور جن ناموں سے ہمیں یاد کیا جاتا تھا وہ ایک طویل جھوٹ اور بہتان کے سوا باطل پراپیگنڈا کے ذریعہ سے ہمارے اور جماعت قادیان کے درمیان ایک وسیع خلیج کو حائل کر دیا گیا ہے اب وقت آ پہنچا ہے کہ ہم اس خلیج کو پاٹ دیں کیونکہ یہ قادیانی بہتانات اشاعت اسلام کے راستہ میں سدِراہ ہیں۔

اس لئے جب تک ہم تمام روکاوٹوں کو جو جماعت قادیان میں یا غیر احمدیوں میں ہوں دور نہیں کرتے اس وقت تک اشاعت اسلام کا شاندار پروگرام بروئے کار نہیں آسکتا اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے جماعت قادیان کی اصلاح کی جائے اور یہ اصلاح بغیر قادیان میں ایک مرکز قائم کئے نہیں ہو سکتی ہماری آئندہ کامیابی اور فلاح صرف اسی ایک جہاد سے وابستہ ہے جس کے لئے ہمیں ہر وقت کمربستہ رہنا چاہیئے اور اپنی موجودہ حالت اور اس کے نتائج پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ جماعتیں ہمیشہ جہاد سے برقرار رہتی ہیں البتہ جہاد کی نوعیت بدلتی رہتی ہے جماعت قادیان کے موجودہ نظام کے خلاف ہمارا جہاد محض ایک اصلاحی جہاد ہے ہم نے صرف صحیح حالات کو اور اپنی اصلی حالت کو جماعت قادیان کے سامنے پیش کرنا ہے جب اس جماعت کے سامنے ہماری صحیح پوزیشن آجائے گی تو غلط فہمیاں خود بخود دور ہو جائیں گی اس جہاد میں ہمارا رویہ جماعت قادیان کیساتھ ایسا ہونا چاہیئے جو ایک بھائی کا دوسرے بھائی کی اصلاح کے وقت ہوا کرتا ہے۔ جماعت قادیان من حیث الجماعت بری جماعت نہیں ہے بلکہ صرف اس کا موجودہ نظام مورد الزام ہے۔

مذکورہ بالا حالات اور کیفیات کی موجودگی میں قادیان مشن کی ضرورت پر روشنی ڈالنے کی مزید ضرورت نہیں جب حالات سازگار ہیں فضا موافق ہے اور جماعت قادیان کا ایسا عنصر موجود ہے جو شخصیت پرستی سے بیزار اور ہماری صدا پر کان دھرنے کو تیار ہے جب ہم پر یہ امر بھی واضح ہو چکا ہے کہ اشاعت اسلام کے راستہ میں قادیانیت ایک بہت بڑی روک ہے تو معلوم نہیں موجودہ وقت کے علاوہ وہ کونسا وقت ہو گا جب قادیان میں مشن کھولنے کی ضرورت پیش آئے گی ——

ہماری جماعت کے ہر اس دوست کو جس کے اندر اشاعت اسلام کے ولولے ہیں جو توسیع جماعت اور استحکام جماعت کا خواہاں ہے قادیان مشن کی تحریک پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔

ایس محمد آصف قادیانی بی۔ اے۔

اسلام کی تسخیر ناممکن ہے

اسلام کی ترقی پر کیتھولک پادریوں کا اضطراب

حال ہی میں رسالہ "پیغام قلب مقدس" میں جو بمبئی سے شائع ہوتا ہے۔ ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "اقوام مسیحی کو اشاعت اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے؟" اس مضمون میں یہ لکھا ہے کہ "مسیحیت اور تہذیب دونوں کے لئے اشاعت اسلام ایک مستقل خطرہ ہے" سمجھ میں نہیں آتا کہ کیتھولک پادریوں کو ایسے غیر مہذب الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوگئی ؟ حالانکہ انہیں کسی نے مشتعل نہیں دلایا۔ اور نہ کوئی ایسا سبب پیدا ہوا ؟ اگر یہ کہا جاتا کہ مسیحیت کو بحیثیت مذہب اسلام سے خطرہ ہے (اور بلاشک یہ ایک حقیقت ہے) تو ایک بات بھی تھی۔ لیکن یہ سمجھ میں نہ آیا کہ تہذیب کو اسلام سے کب خطرہ ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسیحیت، یا کلیسائی مسیحیت، خود اپنے پاؤں پر کبھی بھی کھڑی نہیں ہو سکی ہے۔ اس نے ہمیشہ دوسروں کا سہارا تلاش کیا ہے۔

ایک قدیم ضرب المثل ہے کہ تم تمام دنیا کو محصور کر سکتے ہو لیکن بولنے کی زبان نہیں پکڑ سکتے۔ یہ مثل ان پادریوں کے حق میں بالکل صادق آتی ہے جنہوں نے اسلام اور اس کے متعلقین کے بارہ میں ہمیشہ بے سروپا باتیں بیان کی ہیں۔ پادریوں نے اسلام کی اشاعت کا اعتراف کرنے کے بعد یہ بھی کہا ہے کہ تہذیب کو اسلام سے خطرہ ہے۔ اس قسم کی باتیں اسلامی دنیا کے لئے نئی نہیں ہیں۔ بلکہ قبل ازیں اس قسم کا دروغ سامنے آچکا ہے اور ہم نے بار ہا اس کی دھجیاں اُڑا دی ہیں اور اس دروغ کو ابھی تک زندہ ہونے کی توفیق نہیں مل سکی۔

ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا پادریوں کے علاوہ کسی اور کو بھی اسلام کی اشاعت سے کوئی خطرہ ہو سکتا ہے ؟ کاش یہ پادری، مذہبی امور پر لکھتے وقت اس سے بہتر مذہبی سپرٹ کا مظاہرہ کر سکتے۔ کیا مذہب ہی رہ گیا ہے کہ اس کے متعلق تعصبانہ اور جاہلانہ انداز میں اظہار خیالات کیا جائے ؟ کیا کیتھولک کلیسا کا یہ فرض نہیں کہ وہ ان پادریوں کو مضمون نگاری کا بہتر اور پُرامن طریق سکھائے ؟ اگر ان لوگوں میں دیانت کا مادہ ہوتا تو وہ اس بات کو تسلیم کر لیتے کہ تہذیب کو اگر کوئی خطرہ ہو سکتا ہے تو مسیحیت سے جس کی فرسودگی اس درجہ عیاں ہو چکی ہے کہ اب گرجوں میں خالی بنچیں اور خالی نشستیں نظر آتی ہیں۔ اور یہ نظارہ مسیحی دنیا میں عام ہو چکا ہے۔

پادری کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مسیحیت کو اسلام سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ اسلام ایسا مذہب ہے جس نے مسیحیت کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔ پس کوئی تعجب نہیں اگر پادریوں کو اسلام ایک خطرہ نظر آرہا ہے۔ کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو مسیحیت کے بعد ظاہر ہوا ہے اور اس کا دعوےٰ ہے کہ میں مسیحیت کی اصلاح اور تکمیل اور اس کو منسوخ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ یہی وہ مذہب ہے جو صاف لفظوں میں مسیحیت کی سچائی کا انکار کرتا ہے۔ جس نے ہر میدان میں مسیحیت کو شکست دی ہے اور اس وقت بھی کئی مقامات میں مسیحیت سے بازی لئے جاتا ہے۔

لیکن یہ کہنا کہ تہذیب کو اسلام سے کوئی خطرہ ہے، ایک ایسی غلط بیانی ہے جس کی اچھی طرح تردید کرنی چاہیئے۔ کیتھولک پادریوں کو یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ ان کی جماعت ازمنہ وسطےٰ میں، تہذیب و تمدن کے لئے ایک حقیقی خطرہ ثابت ہو چکی ہے، انہیں ازمنہ مظلمہ، اور محکمہ احتساب کو فراموش کرنا زیبا نہیں ہے۔ جس نے تہذیب تمدن کو تباہ کرنے کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے مسیحیت کے جسم میں ناسور پڑ گئے۔ بلکہ اسے مزید تحقیق کرنا چاہیئے کہ وہ کونسا مذہب ہے جس نے یورپ میں علم وفن کی روشنی پھیلائی ؟ اگر ان پادریوں میں جناب مسیح کی اس تعلیم کی اشاعت میں کچھ خلوص ہوتا کہ "جو شخص تیرے دائیں گال پر طمانچہ مارے تو اپنا بایاں گال بھی اس کے سامنے کر دے" تو یہ لوگ پہلے خود اس تعلیم پر عمل کرتے۔ اور دنیا کے سامنے ایک ایسا مذہب نہ پیش کرتے۔ جن کی تاریخ بیگناہوں کے خون اور ظالموں کی تلوار سے مرتب ہوئی ہے۔

میں کیتھولک پادریوں سے یہ بات دریافت کرنی چاہتا ہوں کہ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے تو شیطان اس کی رہنمائی کرتا ہے یا عقل و دانش ؟ اور کیا وہ ان دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں؟ یہ ان کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ کچھ فراست سے کام لیتے اور ایسی غیر مہذب طرز اختیار نہ کرتے۔

ہندوستان کے اچھوت اگر اسلام قبول کرتے ہیں تو محض معاشرتی مساوات کی خاطر نہیں بلکہ اس میں اور فوائد بھی ہیں۔ وہ لوگ اس قدر مساوات یا خطابات یا اعزاز کے لئے نہیں۔ بلکہ اس حریت فکر کے لئے اسلام قبول کرتے ہیں جو یہ مذہب انہیں عطا کر سکتا ہے اور ساتھ ہی انہیں اعلیٰ اخلاقی اصولوں کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ یہ اچھوت اگر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو اس لئے کہ ان کا آبائی مذہب انہیں قابل تحمل نظر نہ آیا۔ اور ایک غیر خوشگوار اور ناقابل تفہیم بار رہا۔

بلاشبہ یہ معلوم کرنا بہت فخر کا موجب ہے کہ خود مسیحیت اس امر کا اقرار کرتی ہے کہ نہ صرف افریقہ میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی اسلام ترقی کر رہا ہے۔ اور بلاشبہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔ اسلام کو یہ فوقیت صرف سوشل اور سیاسی اعتبار سے حاصل نہیں ہے۔ بلکہ اس لئے کہ صداقت اسلام کی رگ رگ میں پوشیدہ ہے اور اسلام بلاشک، امن اور امان اور صلح کا مذہب ہے۔

کیتھولک پادری کہتے ہیں کہ "مسیحیت اور تہذیب کو پھر اسلام کی جانب سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ مصیبت صرف دعا ہی سے ٹل سکتی ہے" اچھا جس چیز کے لئے وہ چاہیں دعا کریں لیکن یہ حقیقت تو کبھی نہیں مٹ سکتی کہ اسلام اس مسخ شدہ مسیحیت کے لئے ہمیشہ ایک "مستقل خطرہ" ثابت ہوگا۔ اگر ان لوگوں سے ہو سکے تو اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے انتہائی کوشش کر دیکھیں۔ مگر یہ یاد رہے کہ حق ہمیشہ پائدار اور قائم ہے اور جھوٹ (باطل) مٹ جائے گا۔

یورپ کے تقریباً تمام ممالک کلیسائی مذہب سے تنگ آچکے ہیں اور اس کا ثبوت وہ طرز عمل ہے جو آج کل یوم سبت کے شعار کو روا رکھا جاتا ہے۔ اور لوگ رفتہ رفتہ کلیسا اور مسیحیت دونوں سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ علاوہ بریں بعض ممالک تو مسیحیت سے اس درجہ تنگ آچکے ہیں کہ وہ اب اس "کیتھولک خطرہ" سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور بلاشبہ یہ مذہب شروع سے اب تک ایک خطرہ ہی رہا ہے۔ کیتھولک پادری لکھتا ہے کہ یہ ایک تکلیف دہ مگر حیرت انگیز حقیقت ہے کہ متعدد مقامات میں اسلام نے عیسائیت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ترقی کی ہے حالانکہ مسیحی پادریوں اور راہبوں اور راہبات نے تبلیغ کے سلسلہ میں بہت کچھ ایثار کیا ہے۔

اسلام کی ترقی ممکن ہے حیرت انگیز معلوم ہو۔ لیکن ان لوگوں کو چند سال تک صبر کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد انہیں معلوم ہوگا کہ اب ان کے مذہب کی حالت اس درجہ زبوں ہو گئی ہے کہ وہ کہیں کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔

بلاشبہ اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ باوجود اشد مخالفت، اس کی ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن کیتھولک پادریوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک نامور مسلمان نے لکھا ہے کہ "کائنات کا ہر ذرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے" بلاشبہ ترقی کرنا اقلیم فطرت کا قانون ہے گھونگے سے لیکر عالیشان گرجے تک، گھاس کی پتی سے لیکر عظیم الشان بلوط کے درخت تک، جگنو کی چمک سے لیکر برقی محراب تک جھینگر کے شور سے لیکر موسیقی کے نغمہ تک ہر شئے مسلسل ترقی کر رہی ہے کائنات میں نہ تعطل ہے اور نہ رجعت قہقری۔ اسی طرح اگر یہ پادری اپنے مذہب میں ترقی چاہتے ہیں تو انہیں دوسروں پر اعتراض ناروا کرنے سے احتراز لازم ہے کیونکہ وہی مذہب ترقی کر سکتا ہے جس کی بنیاد کامل صداقت پر قائم۔ لیکن ان لوگوں کو شائد دوسروں پر الزام عائد کرنے ہی میں مسرت محسوس ہوتی ہے۔

آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ شیشے کے مکانات میں رہتے ہیں انہیں دوسروں پر پتھر پھینکنے سے اجتناب کرنا لازم ہے اپنے مذہب کے قیام کے لئے دوسرے مذاہب پر ناروا اعتراضات کرنے سے یہ لوگ اس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کر سکتے کہ عقلمند اور صاحب فہم اصحاب کی نظروں میں ذلیل ہو جائیں۔

(رسالہ اشاعت اسلام لاہور)

"فتن غلو"

"بہائیت پر ایک محققانہ نظر"

مندرجہ بالا عنوان سے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا جو ایمان افروز عالمانہ سلسلہ مضامین پیغام صلح میں چھپ رہا ہے۔ خاطر خواہ کتابت کے انتظام کی دشواری کی وجہ سے اس کی اشاعت عارضی طور پر ملتوی کر دی گئی ہے۔ اب چوتھی قسط انشاء اللہ ۱۶ر یا ۱۷ر اگست کے پرچے میں شائع ہوگی۔ اس التوا پر ہم حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔

پیش نظر اشاعت میں ڈاکٹر صاحب ممدوح کا ایک مضمون "محمودیت اور بہائیت ایک ہی کشتی میں" درج ہو رہا ہے یہ بلند پایہ مضمون بھی بہت پر از معلومات اور مستحق غور و فکر ہے۔

(مسلم حبیب)

درخواست دعا

(۱) جناب محمد عارف بیر صاحب برادر بابو محمد صدیق صاحب مرحوم حال ساکن چک ۲۴۵ لائلپور کی صاحبزادی بعارضہ خناق شدید علیل اور میو ہسپتال لاہور میں بغرض علاج شریک ہیں۔

(۲) جناب غلام احمد صاحب احمدی سرینگر کی اہلیہ محترمہ بھی کچھ علیل ہیں۔

ان دونوں کیلئے احباب دعائے صحت کریں

آہ! مولانا محمد امام الدین صاحب

جماعت احمدیہ کا ایک بہت بڑا معاون چل بسا

افسوس گذشتہ ماہ ہماری جماعت کے ایک اور بہت بڑے مخلص اور ایثار پیشہ معاون ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے یعنی مولوی محمد امام الدین صاحب وظیفہ یاب تحصیلدار ساکن مچھلی بندر کا ۸ رجولائی کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کے داماد جناب ڈاکٹر مظہر حسین صاحب چیف میڈیکل آفیسر ریاست بنگن پلی نے ان کی وفات کی کیفیت اور خدمات اسلامی کے مختصر حالات لکھ کر بھیجے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔ (ایڈیٹر)

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج گرامی۔ یہ خبر سنکر آپ کو ضرور صدمہ ہوگا کہ مولوی محمد امام الدین صاحب وظیفہ یاب تحصیلدار ساکن مچھلی بندر مورخہ ۸ رجولائی ۱۹۳۹ء کو انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی صحت آخر تک بالکل اچھی تھی۔ شب میں بعد نماز مغرب ایک کسی قدر اونچے تخت پلنگ پہ بیٹھ کر تسبیح وتہلیل میں جیسا کہ ان کی عادت تھی مشغول تھے کہ یکا یک گر پڑے اور فوراً بیہوش ہو گئے۔ اسی حالت میں دس منٹ کے اندر اندر رحلت فرمائے۔

تیسرے دن جنازہ بڑے شان سے اٹھا۔ قریب ہزار آدمی کا مجمع تھا مسلم لیگ کے والنٹیر سیاہ پھریرا لئے ہوئے آگے آگے تھے۔ تمام مسلمانوں کی دکانیں بند کر دی گئیں اور اس دن شہر بھر پر ایک پژمردگی اور اداسی چھائی ہوئی تھی۔

مرحوم مقامی مسلم لیگ کے پٹرن ہی تھے۔ اسلام کی خدمت میں مرحوم گو کہ بوڑھے تھے مگر کام کے لحاظ سے اچھے اچھے نوجوانوں کو پیچھے ڈال دیتے تھے۔ انجمن احمدیہ لاہور کے بڑے مداح تھے۔ "پیغام صلح"۔ "اسلامک ریویو"۔ "لائٹ"۔ "ینگ اسلام" اور "مسلم ریوائیول" کے ایک دیرینہ خریدار تھے۔ "لائٹ" کو اکثر پرجوش مضامین بھیجا کرتے تھے۔ ان کا کتب خانہ احمدیہ لٹریچر سے بھرا پڑا ہے خواجہ کمال الدین مرحوم کی تمام تصانیف۔ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کی تمام تصانیف۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تمام تصانیف۔ اور "پیغام صلح"۔ "لائٹ"۔ . . . . . . اور "اسلامک ریویو" کے ابتدا سے ۱۹۳۸ء تک کی جلدیں ان کی الماریوں میں مجلد موجود ہیں۔

یہ جلدیں صرف زینت کتب خانہ ہی نہ تھیں۔ بلکہ ہر ایک کے باترتیب نوٹس موجود ہیں ان میں سے کوئی کتاب ایسی نہ تھی جس کو انہوں نے ایک یا دو دفعہ مطالعہ کر کے نوٹس نہ لئے ہوں۔ قرآن مجید کے مطالعہ کا شوق جنون کی حد تک پہنچ چکا تھا۔ ہر روز صبح بعد نماز وہ بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کے سامنے بیان القرآن۔ احسن القرآن اور انوار القرآن کی جلدیں کھلی ہوئی ہیں۔ آپ مطالعہ میں غرق ہیں اور ایک نوٹ بک سامنے دھری ہوئی ہے۔ جس میں وہ نوٹس بھی لیتے جاتے ہیں اور ایک طرف ہم پانچ مسلمان بھائی اور ایک دو ہندو دوست جو سامنے بیٹھے ہوتے ہیں ان کو مرحوم نکات قرآن سمجھا رہے ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں سے ان کو خاص دلی محبت تھی۔ جب کبھی کسی بزرگ کی موت کی خبر "پیغام صلح" یا "لائٹ" میں دیکھ پاتے۔ "آہ! ایک اور مرد مجاہد چل بسا" کی چیخ نکل جاتی اور ایک طرف آنسوؤں کی قطار بند ہو جاتی۔ خواجہ کمال الدین مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر سنتے ہی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہو گیا ملنے والوں سے اس مرد مجاہد کے کارنامے بیان کرتے اور روتے جاتے۔ تین دن تک مرحوم کا یہی حال رہا۔

موجودہ بزرگان جماعت میں سے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور مولوی محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" کی ملاقات کا بہت شوق رکھتے تھے۔ مجدد زماں خواجہ کمال الدین مرحوم۔ لارڈ ہیڈلے مرحوم اور دیگر انگریز نومسلموں کی تصویر بڑے سائز کے ساتھ موجود ہے۔ بلکہ ان سلسلہ کی تصاویر یہاں کے دیوان خانہ کو زینت اور رونق دے رہی ہیں۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تصویر خاص صاحب موصوف سے خواہش کر کے منگوائی گئی تھی

چونکہ عمر ۷۰ سال سے تجاوز کر گئی تھی اور کسی قدر دل کی شکایت (انجائنا پکٹورس) سے مجبور بھی تھے۔ مجھ سے اکثر کہا کرتے تھے کہ ایک سال ضرور لاہور چل کر انجمن کے سالانہ جلسہ میں شریک ہو کر بزرگان سلسلہ سے ملاقات کر کے آنا چاہئے۔ یہ ایک آرزو تھی۔ جو مرحوم اپنے ساتھ لیتے گئے۔ انشاء اللہ اگر زندگی نے وفا کی تو ضرور میں ان کی اس آرزو کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

جب کبھی انجمن کی طرف سے چندہ کی تحریک ہوئی یہ بزرگ بڑی فراخدلی سے چندہ دیتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ ایک روپیہ اپنی زندگی میں خیرات کرنا بہتر ہے ایک ہزار سے جو بعد میں ان کے نام سے دیئے جائیں۔ اسی لئے وہ اپنی زندگی ہی میں ووکنگ مسجد کے لئے ۲ صد روپے اور ریلیف فنڈ میں ایک صد روپیہ اپنی اوسط درجہ کی آمدنی میں سے دے چکے تھے۔ اب ان کے وصیت نامہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک صد روپیہ مولانا محمد علی صاحب کے نام اور ایک صد روپیہ مولانا خواجہ عبد الغنی صاحب کے نام اشاعت اسلام کے کام میں لگانے کے لئے روانہ کرنے کی اپنے صاحبزادے کو وصیت فرما گئے ہیں۔ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ زہد وتقویٰ میں یکے تھے بیباک صداقت اور بے لوث محبت ان کا دستور العمل تھا۔ تہجد گذار تھے۔ اس ضعیفی میں بھی سخت سے سخت موسم گرما میں پورے رمضان کے روزے رکھتے اور رات اور دن تلاوت قرآن کریم میں ہمہ تن مشغول رہتے غرباء اور طلباء کی ہمیشہ مدد کیا کرتے۔ آج بھی ایک غریب لڑکا جو میٹرک کے درجہ تک اس سال پہنچ گیا ہے انہی کے زیر پرورش تھا۔ اس کے تمام ضروریات کے بھی کفیل تھے غرض بہت سی خوبیاں تھیں مرحوم میں۔ خدا غریق رحمت کرے آمین

نوٹ۔ نماز غائبانہ پڑھنے کے لئے اور دعائے خیر کرنے کیلئے مولانا محمد علی صاحب قبلہ امیر جماعت سے خاص التماس کرنے کی وصیت فرما گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مولانا صاحب مرحوم کی اس آرزو کو پورا کریں گے۔ والسلام

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۰ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حسنہ ولد محمد ذات [illegible] سکنہ کوٹ دیوان تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۶ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ دنیا م ولد غلام ذات کھوکھر سکنہ روڈو سلطان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۶ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے۔ لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ میر چند [illegible] ولد میر [illegible] ذات نگھوڑ سکنہ ساہیوال تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۱ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سدانند ولد لعل چند ذات گند سکنہ جھنگ شہر تحصیل وضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کیلئے یوم مورخہ ۲۲ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے لہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

معاصرین کے افکار

مساواتِ ادیان کا قدیم نظریہ نئے لباس میں

ملک عرب ہے، اور اُس کی یہی زمین اور یہی آسمان۔ بعثت خاتم المرسلین میں ابھی ایک عرصہ باقی ہے۔ دینِ ابراہیمی کسی نہ کسی شکل میں رائج ہے۔ اور اللہ کی توحید کی منادی بہرحال ہوئے جا رہی ہے۔ اتنے میں معزز قبیلہ نزار کے ایک معزز رُکن عمرو بن لحی پیدا ہوتے ہیں اور اپنی سیاحت کے دوران میں مختلف قوموں کی مورتیوں کو دیکھتے ہیں، کہ بارش کی ضرورت ہوتی ہے، تو فلاں دیوتا کی پُوجا شروع ہوتی ہے، بیماری سے نجات کی تلاش ہوتی ہے، تو فلاں دیوی ماتا کو پکارا جاتا ہے اور اولاد کی طلب ہوتی ہے تو چڑھاوے فلاں بت پر چڑھتے ہیں۔ . . . . دل کہتا ہے کہ یہ نظارہ بھی کیسا دلچسپ، کتنا خوشگوار ہے، ہر حاجت کے لئے حاجت روا موجود ہے، ہر مشکل کے لئے ایک مشکل کشا عاشر اور ان رنگا رنگیوں کے مقابلہ میں روکھی سوکھی توحید میں رکھا کیا ہے ——— سفر سے واپسی ہوتی ہے، تو تنہا نہیں، ساتھ میں پتھر کے بہت سے بت بھی۔ یہ بت فلاں قبیلہ کا ہے، اور وہ مورتی فلاں قوم کی! خانہ کعبہ کی سادگی و بے رنگی دور ہو گئی، اور سجاوٹ کے لئے بہتیری مجسمے خوب ٹھاٹ آگئے

اور پھر نظر انتخاب محض عرب ہی کے مذاہب تک کیوں محدود رہے ہر مذہب یکساں احترام کے قابل ہے۔ موسوی اور مسیحی اور ابراہیمی سب ہی کے لئے دروازہ کعبہ کھل جانا چاہئیے، کعبہ کو اس سے کیسی مرکزیت کیسی مرجعیت حاصل ہو جائے گی! دنیا بھر کی مخلوق زیارت کے لئے کھنچی چلی آرہی ہے! موسیٰ اور عیسیٰ اور مریمؑ اور ابراہیمؑ سب ہی کے مجسمے نصب ہو گئے!

یاروں نے بُت شکن کو بُت ہی بنا کے چھوڑا!

"دیوانِ مذاہب" کا تخیل کس درجہ رنگین و جاذبِ نظر! "مساواتِ ادیان" کا نظریہ کس قدر رنگین اور نظر فریب! دو ہزار سال کہن کی "روشن خیالی" "مسکراتی، صدیوں پیشتر کی "رواداری" اِترائی۔ وہم کے دم میں خلوت کی سفیدی پر جلوت کی سیاہیاں چھا گئیں، وحدت، کثرت میں گم ہو گئی، اور جو گھر دوئی کے نقش و نگار سے بھی آشنا نہ تھا شرک کا پورا نگار خانہ بن گیا!

"مساواتِ ادیان" کا نظریہ آج پھر نئے سرے سے بیدار ہوا ہے عمرو بن لحی کی روح تڑپ رہی ہے کہ ہندوستان میں کسی قالب میں پھر جنم لے! "رواداری" اور "روشن خیالی" کی کیسی کیسی حسین و جمیل اصطلاحیں تیار ہو رہی ہیں، "مذاہب کے جزو مشترک" کی پُر بہار فضا، پروپیگنڈا کی فسوں سازیوں اور سحر طرازیوں کے ساتھ کس کس طرح وجود میں لائی جا رہی ہے، اور کیسی عجیب طرب، "تماشہ" کے

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

کے شاعرانہ خواب کی کیسی کیسی دلکش و دلآویز تعبیریں، "روٹی کا سوال" "پیٹ کا مسئلہ" "قومیت کی معاشی بنیادوں" "غلاموں کا کوئی مذہب نہیں" "آزادی وطن کا مقدس فریضہ" "جہادِ آزادی" کے ناموں، اخبار آن کیا بڑا پریس سے اور پلیٹ فارم سے، اسکولوں کے دیوار سے اور در سے، مسجدوں کے محراب و منبر سے پیش ہو رہی ہیں! اور مسلمان غریب بجز اس کے اور کیا کہے —

وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں اے خدا
رکھیو میرے دعوئے وارستگی کی شرم!

"حصارِ موت!"

لیڈر کا سائنٹیفک نامہ نگار، لندن رقمطراز ہے:۔

"ہماری موت ایک آفاقی شعاع سے واقع ہوتی ہے۔ موت کا یہ نظریہ آجکل اہل سائنس کے زیر تحقیق ہے ان لوگوں کا قول یہ ہے کہ ہماری پیدائش ہی کے وقت سے ایک پُر اسرار شعاع جو کرۂ ارض کے باہر سے کہیں سے آتی ہے اور جو ہمارے ذرات جسم کو برابر فنا کرتی رہتی ہے، بالآخر ہمیں بالکل مغلوب کر لیتی ہے، اور ہم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ شروع شروع ہم اس تخریبی شعاع کا آپ مقابلہ کر لیتے ہیں اور جتنے ذرات فنا ہوتے ہیں اُن سے زیادہ پیدا ہوتے جاتے ہیں، لیکن رفتہ رفتہ ضعف اور پیرانہ سالی کے باعث ہماری قوت مدافعت کمزور پڑتی جاتی ہے اور آخر میں ہم شکست کھا کر مرتے ہیں اور یہی موت ہے۔

اس بلا کا توڑ یہ ہے کہ ہم شروع ہی سے سیسہ کی ۲۰ فٹ دبیز دیواروں کے اندر رہا کریں تجربوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شعاع سیسہ کے ۱۹ فٹ سے زائد میں نفوذ نہیں کر سکتی . . . . . تجربے ابھی جانوروں پر کئے جا رہے ہیں۔"

(لیڈر ۱۱ جولائی ۱۹۳۹ء)

گویا محققین باکمال کی تحقیق یہ ہے کہ انسان اگر شروع ہی سے ایک مستحکم قلعہ (۲۰ فٹ موٹی دیواروں والے) کے اندر رہنا شروع کر دے، تو نہ بڑھاپا اس پر مسلط ہو سکے گا اور نہ موت اُسے اپنی زد میں لا سکے گی! ——— قرآن مجید میں جب یہ آیت اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ تم جہاں کہیں بھی ہو، موت بہرحال تم تک پہنچ کر رہے گی خواہ تم مضبوط قلعوں کے اندر کیوں نہ ہو، نظر سے گذرتی تھی، تو خیال آتا تھا کہ ایسی کھلی ہوئی اور بدیہی حقیقت جس سے کسی عالم کو کیا معنی کسی عامی کو بھی اختلاف نہیں، اتنی صراحت اور اس تاکید کے ساتھ آخر کیوں بیان ہوئی ہے؟ عقدہ آج جا کر کھلا۔ قدیم مفسرین بیچاروں کا دماغ یہاں تک کہاں پہنچ سکتا تھا کہ بیسویں صدی عیسوی کے نادانوں کی نہیں، داناؤں کی ایک جماعت اس دعوے کو لے کر اُٹھے گی کہ موت کا مقابلہ اینٹ اور چونے کے حصار سے کیا جا سکتا ہے! اور قرآن، مشرک و ملحد قوموں کے ہزارہا خرافات کی طرح، اس جہل کو بھی رفع کر لے گا! اللہ اکبر! کون تھاہ پا سکتا ہے، عقلاء کی بے عقلیوں کی اور محققین کی جہل پرستیوں کی!

(صدق)

ہندوستان کے علماءِ سُو ایک ترک کی نظر میں

مسٹر یوسف آفندی ایک ترکی مشنری نے جو اسلامی برادری و رشتۂ اخوت کو قائم کرنے کے لئے ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں۔" امرت بازار پتریکا" کے ایک نمائندہ کے سوال کے جواب میں کہ "آج اسلام خطرہ میں ہے" کے جواب میں پٹنہ میں حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

آج اسلام خطرہ میں ہے لیکن یہ خطرہ کسی پروپیگنڈا کا نتیجہ نہیں بلکہ خود ہماری بیوقوفی کا نتیجہ ہے ہم لوگوں نے ملاؤں کو اپنے اوپر بالکل مسلط کر دیا اور وہ لوگ اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کے احساس سے اس قدر بے پروا ہو گئے ہیں کہ انہیں دو روپے دیدو اور وہ ایک حلال چیز کو حرام قرار دیدیں گے اب ان ملاؤں کا کام ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فقط یہ رہ گیا ہے کہ وہ بجائے کافروں کو مسلمان بنانے کے مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں یہ بلا اس قدر گردن زدنی ہے اور اس کے اندر حرص و آز کا مادہ اس قدر سرایت کر گیا ہے کہ اب ان کے اندر کو حرام و حلال کی تمیز جاتی رہی ہے۔ مسٹر یوسف نے اپنے پُر اعتماد لہجہ میں بتایا کہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ خرابی اور رکیب ملا ازم ہے! ان ملاؤں نے اسلام کو ایک کتابی مذہب بنا رکھا ہے اور اس کے اصول و مبادیات کو محض حروف اور الفاظ میں پنہاں رکھا ہے۔ لیکن اسلام اپنے تمام پیروؤں میں زندگی پیدا کرتا ہے اس اسلام نے وحشیوں اور جاہلوں میں ۱۳ سو برس سے پہلے ایسی زندگی پھونکدی تھی جس کی نظیر تاریخ کے ورق پر نہیں ملتی۔

اس کے بعد انہوں نے خود آپ ہی سوال کیا اور پھر اس کا جواب بھی دیا آج ہم لوگوں کے پاس کیا ہے؟ ہم تعلیم یافتہ لوگ قرآن سے بہت دُور جا پڑے ہیں جو ہماری تمام باتوں کی رہنمائی کر سکتا ہے اور اسی طرح پر ہم لوگوں نے ملاؤں کو چھوڑ دیا ہے کہ وہ جاہل اور نا تعلیم یافتہ لوگوں کو گمراہ کرتے رہا کریں۔

آخر میں مسٹر یوسف نے کہا کہ ہمارے آج کے لیڈران اور اسلام کے نام نہاد پیشوا قرآن سے بالکل غافل ہو رہے ہیں اور اس کے احکام سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے تمام اصول چھوڑ رکھے ہیں۔ اور عنقریب تباہی و بربادی کے غار میں گرنے والے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے ضرورت ہے کہ قرآن پاک کی ہدایات پر عمل کریں تب ہو سکتا ہے کہ اسلام خطرہ سے نکل جائے۔ (الامان دہلی)

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— بیت المقدس ۴ راگست ۔ تاحال فلسطین میں دہشت انگیزی کا سلسلہ بدستور جاری ہے کل مقامی ریڈیو اسٹیشن میں تین بم پھٹے جن سے دو آدمی ہلاک اور تین شدید مجروح ہوئے۔ اس سلسلہ میں پولیس نے تین یہودیوں کو گرفتار کیا ہے ۔

—— تازہ مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ وفد پارٹی کے لیڈر نحاس پاشا سے احمد ماہر پاشا وزیر مالیات کے خلاف الزام لگایا تھا کہ وہ کسی بنک کے معاملہ میں دلچسپی لے رہے ہیں ۔ وزیر . . . . موصوف نے نحاس پاشا کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا ہے ۔

—— تمام عربی ممالک میں فلسطین کی موجودہ صورت حالات کی خبر سے بے چینی موجود ہے جلسے اور مظاہرے ہوتے رہتے ہیں ۔

—— انگورہ ۵ راگست ۔ ترکی فوجیں ۵ راگست سے ۱۲ راگست تک کرک سیلی اور ایڈریا نوپل کے درمیان ۔ ۸۰ میل کے محاذ پر جنگی مشق کرے گی ۔ ۲۵ راگست کو رئیس ارکان حربیہ ایڈریا نوپل کے قریب فوج کی سلامی لیں گے ۔ سلامی کے وقت غیر ممالک کے فوجی سفیر بھی موجود ہوں گے ۔

—— بیت المقدس ۵ راگست ۔ فوجی عدالت نے دو عربوں کو پھانسی کی سزا دی ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عربی عدالتوں سے جن عربوں کو غداری کے الزام میں پھانسی کی سزا دی جاتی تھی ان کو یہ عرب پھانسی پر چڑھاتے تھے ۔

—— قاہرہ ۴ راگست ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت یمن میثاق سعدآباد میں شامل ہونے کے سوال پر غور کر رہی ہے ۔ یہ معاہدہ کافی عرصہ ہوا ترکی، ایران، عراق اور افغانستان کے مابین ہو چکا ہے ۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ تمام اسلامی سلطنتیں مل کر اپنی سیاسی آزادی کو برقرار رکھنے کی کوشش اور جنگ کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں ۔

—— لندن ۴ راگست ۔ حال ہی میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں اینگلو عرب یونین قائم ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے انگریزوں اور عربوں میں دوستانہ تعلقات قائم کئے جائیں ۔ اس یونین میں مصر، فلسطین ۔ شام اور شرق اردن کے اندر گرکویٹ ہیں ۵۰ ہزار انگریز بھی شریک ہو چکے ہیں ۔

—— گذشتہ ہفتہ عراقی پولیس کا حاکم اعلیٰ حکیم علوی لبنان میں شاہ فیصل کی آمد کے سلسلہ میں انتظامات کرنے جا رہا تھا کہ راستہ میں اس نے خودکشی کر لی ۔ اس پر عراق کے سیاسی حلقوں میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں ۔

—— قاہرہ ۴ راگست ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر نے فیصلہ کیا ہے کہ غریب بچوں کو مفت دودھ دیا جائیگا اور جب وہ جوان ہو جائیں گے تو ان سے فوجی کام لیا جائے گا ۔

—— گذشتہ دنوں بعض اخبارات میں اس قسم کے بیانات شائع ہوئے تھے کہ عراق اور سعودی . . . میں کچھ کشیدگی ہے لیکن قونصل عراق مقیم بمبئی نے ان بیانات کی پرزور تردید کی ہے ۔

—— انقرہ ۴ راگست ۔ بحیرہ اسود کے ساحلی علاقہ کو سیلاب نے تباہ کر ڈالا ۔ بیشمار دیہات سیلاب زدہ ہو چکے ہیں ۔ فصلوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے ۔

—— قاہرہ ۵ راگست ۔ تخت شام کے متعلق عراق کے شاہی خاندان اور فرانس کے مابین گفت و شنید ہو رہی ہے ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت فرانس امیر عبداللہ فرمانروائے شرق اردن یا امیر زید میں سے کسی ایک کو شام کا حکمران بنا دے گی ۔

ہندوستان

—— بنگال کے سیاسی قیدیوں نے عارضی طور پر دو ماہ کے لئے بھوک ہڑتال ترک کر دی ہے ۔ حکومت بنگال نے اعلان کیا ہے کہ اس نے ان قیدیوں کی رہائی کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا اور نہ وقت مقرر کرنے کے بارے میں کسی دوسری پارٹی سے سمجھوتہ کیا ہے بلکہ حکومت بنگال کے خیال میں معاملہ وہیں آگیا ہے جہاں بھوک ہڑتال سے پہلے تھا ۔

—— اس بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت بھوک ہڑتال یا کسی اور دھمکی سے اپنی حکمت عملی تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے حکومت چاہتی ہے کہ قیدیوں کے معاملہ پر انفرادی حیثیت سے غور کیا جائے اب اسی پالیسی پر عمل ہو گا ۔

—— حیدرآباد دکن ۴ راگست آج یہاں کے مسلمانوں نے انجمن اتحاد المسلمین کے فیصلہ کے مطابق . . . . ہڑتال منائی ۔

—— اس قرارداد کا مطلب یہ تھا کہ حکومت نظام نے اصلاحات کے معاملہ میں مسلمانوں کی درخواست پر اپنی پالیسی بدلنے کا کوئی اظہار نہیں کیا اس لئے احتجاج کے طور پر ہڑتال کی جائے ۔

—— لکھنؤ ۴ راگست ۔ مسٹر علی ظہیر ایم ۔ ایل ۔ اے نے شیعہ بورڈ کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے ۔ آپ بورڈ کے سرکردہ ممبروں میں سے تھے ۔

—— آگرہ ۴ راگست حکومت گوالیار نے یکم نومبر سے خسارہ کی وجہ سے بھنڈ آگرہ لائن بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

—— لاہور ۴ راگست ۔ سر فضل حسین مرحوم کی یاد میں جو لائبریری گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعمیر تھی اور جس کا سنگ بنیاد لارڈ لنلتھگو نے ۲۶ راکتوبر ۱۹۳۷ء کو رکھا ہے ۔ اب قریباً مکمل ہو چکی ہے ۔ اس عمارت پر سوا لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے ۔

—— گذشتہ ہفتہ بنگال کے بعض علاقوں میں بارشوں کی وجہ سے سیلاب آئے اور بہت سا نقصان ہوا ۔ یوپی اور بہار میں بھی سیلاب آئے

—— بمبئی ۵ راگست ۔ آج مسٹر جناح نے اپنی ایک تقریر میں اس خیال کا اظہار کیا کہ ہندوستان کے لئے ڈیموکریسی ایک لعنت ہے جو اسے تباہی و بربادی کے سمندر میں دھکیل رہی ہے ۔

—— شملہ ۴ راگست ۔ گذشتہ دو ہفتوں میں رزمک کے گرد و نواح میں قبائلی ڈاکوؤں کی معاندانہ سرگرمیاں اور ان کی طرف سے شبخون کی وارداتیں ہوتی رہیں ۔ انہوں نے بموں کے ذریعہ سڑکوں اور ٹیلیگراف کے تاروں اور کھمبوں کو بہت سا نقصان پہنچایا ۔

—— شملہ ۴ راگست ۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ ہندوستان سے مصر اور ملایا فوجیں بھیجنے سے ہندوستان کے خزانہ کو ایک کروڑ روپیہ کی بچت ہو گی ۔

—— شملہ ۴ راگست ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند محکمہ ڈاک و تار کے ملازمین کو فضائی حملوں سے بچنے کی تربیت کا جلد انتظام کرے گی ۔

—— علی گڑھ ۴ راگست مسلم یونیورسٹی گزٹ کی ایک اطلاع ہے کہ آئندہ یونیورسٹی اور اس سے متعلقہ دفاتر اتوار کی بجائے جمعہ کو بند رہا کریں گے ۔

—— شملہ ۴ راگست ۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض ریاستیں فیڈریشن میں شامل ہونے کے لئے آمادہ ہو گئی ہیں ۔

—— الہ آباد ۶ راگست ۔ آج یہاں فرقہ وارانہ تصادم ہو گیا جس کی وجہ سے حکام نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی کئی آدمی زخمی ہوئے ۔ فساد کی خبر سن کر لوگوں نے دکانیں بند کر دیں ۔

ممالکِ خارجہ

—— لندن ۴ راگست ۔ برطانوی اخباروں کے نامہ نگاروں کی اطلاع ہے کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب جرمن فوج پولینڈ کی غربی سرحد پر پہنچ گئی ہے اور سرحد سے پانچ میل کے فاصلہ پر مورچہ بندیوں کا کام شروع ہے ۔ سرحدی جنگی خانوں کو توپ خانہ کے مورچوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ دیگر جنگی تیاریاں بھی ہو رہی ہیں ۔

—— دوسری طرف وانزگ کے بالمقابل جرمنی علاقہ پامیریا میں ۵۰ ہزار چیک قلعہ بندیاں کر رہے ہیں ۔ یعنی پولینڈ کو ہر طرف سے گھیرا جا رہا ہے ۔

—— چنگ کنگ ۴ راگست آج جاپانی طیاروں نے چین کے پایہ تخت پر زبردست بمباری کی جس سے برطانیہ اور جرمنی کے سفارت خانے تباہ ہو گئے ۔ فرانسیسی سفارت کے آٹھ ملازم مجروح ہوئے

—— لندن ۴ راگست ۔ آئرش ریپبلیکن آرمی کے اہم اشخاص کو انگلستان سے نکل جانے کا حکم دیا گیا ۔

—— لندن ۴ راگست ۔ برطانوی پارلیمنٹ کا اجلاس ختم ہو گیا ۔

—— ٹوکیو ۔ ۴ راگست آج پھر جاپان کے بڑے بڑے شہروں میں برطانیہ کے خلاف زبردست مظاہرے ہوئے ۔ ٹوکیو میں ۲۵ ہزار اشخاص نے برطانوی سفارت خانے کے سامنے نعرے لگائے ۔

—— ٹین سین ۴ راگست معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں نے ٹین سین کی برطانوی بستی پر پھر پابندیاں عائد کر دی ہیں ۔ گوشت اور پھلوں کی درآمد روک دی گئی ہے ۔

—— لندن ۴ راگست ۔ کل دارالعوام میں اعلان کیا گیا کہ ۱۹۳۹ء کے لئے جو بحری پروگرام مرتب کیا گیا تھا اس میں ترمیم کی جائے گی زیر تعمیر جنگی جہازوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا ہے ۔

—— ٹوکیو ۔ ۵ راگست ۔ جاپان کے فوجی افسروں نے مسٹر چیمبرلین کے بیان پر تبصرہ کر کے ظاہر کیا ہے کہ اس سے جاپان اور برطانیہ کے مذاکرات کا جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا ۔ اور جاپانی فوج شرق بعید میں ضروری کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائے گی ۔

—— ٹوکیو ۔ ۵ راگست ۔ جاپانی اخباروں نے لکھا ہے کہ ٹین سین کے انتظام کے متعلق برطانیہ اور جاپان میں سمجھوتہ ہو گیا ہے ۔

—— لندن ۵ راگست دفتر خارجہ کے افسر اعلیٰ سر ولیم سٹرینگ جو لندن ماسکو گفت و شنید کے دوران میں برطانوی سفیر کی مدد کے لئے ماسکو گئے ہوئے تھے واپس لندن آ رہے ہیں ۔

—— واشنگٹن ۵ راگست ۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ سینٹ کے ممبر مسٹر ٹافٹ نے جو سابق صدر کے صاحبزادے ہیں جمہوری نمایندے کی حیثیت سے صدارت کیلئے اپنا نام پیش کر دیا ہے ۔

—— ٹوکیو ۴ راگست ۔ میدان جنگ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ مانچوکو اور منگولیا کی سرحد پر صورت حالات کشیدہ ہیں ۔ روسی فوجوں نے سرحد کو عبور کرنے کی بار بار کوشش کی لیکن ناکام رہیں

—— جاپانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے چند دنوں میں ۹۸ روسی طیاروں کو تباہ کر دیا ہے ۔

—— لندن ۴ راگست یوگوسلاویہ کے شہزادہ پال کل سہ پہر کے وقت عازم یوگوسلاویہ ہو گئے ۔

—— پیرس ۴ راگست ۔ فرانسیسی فوجی مشن اپنے برطانوی رفیقوں سے ملاقات و تبادلہ خیالات کے لئے آج عازم لندن ہو جائے گا دونوں لندن سے ہفتہ کے دن ماسکو روانہ ہوں گے ۔

مذہبی دُنیا میں انقلابِ عظیم پیدا کرنیوالی کتب!
وہ کتب جن کا ہر احمدی گھر میں ہونا ضروری ہے
تصنیفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل یعنی ہر چہار حصص براہین احمدیہ۔ اسلام کی حقانیت تمام قسم کے مخالفین اسلام کے رو میں بے نظیر انعامی کتاب ہے۔ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۵۲۲ قیمت قسم اوّل ولایتی کاغذ بیجلد عہ مجلد ہے قسم دوم معمولی کاغذ بیجلد للعہ مجلد عہ
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم یعنی (۱) سرمہ چشم آریہ (رد اعتراضات) قیمت (۲) شحنہ حق (رد اعتراضات آریہ) قیمت ۸ ر (۳) ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب (عیسائیوں کے اہم اعتراضات دربارہ نبوت و معجزات حضرت نبی کریمؐ کے مدلل جوابات) قیمت مکمل بے جلد عہ مجلد عہ۔ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۳۳۹
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم یعنی (۱) فتح اسلام (اشاعت اسلام کے لئے مختلف شعبوں کی وضاحت) قیمت ۵ ر (۲) توضیح المرام (حضرت مسیح موعودؑ کے سماوی نزول کی حقیقت) قیمت ۵ ر (۳) ازالہ اوہام ہر دو حصص (وفات مسیح موعود حقیقت دجال۔ یاجوج ماجوج وغیرہ اور دلائل دعاوی مسیحیت پر مفصل بحث) گویا یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی بنیادی اینٹ کا حکم رکھتی ہے۔ ہر ایک طالب حق کے لئے اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے قیمت عہ مکمل جلد کی قیمت بیجلد عہ مجلد ہے ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۵۰۳
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم یعنی (۱) الحق مباحثہ لدھیانہ قیمت ۳ ر (۲) الحق مباحثہ دہلی حضرت مسیح موعودؑ اور مولوی محمد بشیر بھوپالی کی مفصل اور قابل دید بحث۔ قیمت عہ (۳) آسمانی فیصلہ۔ ہندوستان کے سربرآوردہ علماء اور پیروں کو آسمانی فیصلہ کی طرف دعوت دی گئی ہے قیمت ۵ ر (۴) نشان آسمانی (اولیائے امت کی پیشگوئیاں دربارہ صداقت دعویٰ) مکمل جلد کی قیمت بیجلد عہ مجلد ہے حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۳۹۹
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم یعنی (۱) آئینہ کمالات اسلام (اسلام کی بے نظیر خوبیوں کو نہایت وضاحت سے بیان کر کے اس کے اصولوں کی سچائی پر نہایت مدلل بحث کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے لائق ہے۔ قیمت عہ (۲) برکات الدعا (دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کر کے نیچری خیالات کا رد کیا گیا ہے) قیمت ۴ر (۳) جنگ مقدس (اسلام اور عیسویت کی سچائی پر حضرت مسیح موعودؑ اور پادری عبداللہ آتھم کا مباحثہ) قیمت ۱۲ر (۴) حجۃ الاسلام (عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر (۵) سچائی کا اظہار (عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات) قیمت ۴ر قیمت مکمل بیجلد ہے مجلد للعہ۔ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۷۹۵
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم یعنی (۱) تحفہ بغداد (عربی زبان میں اہل عراق کو دعوت) قیمت ۴ر (۲) کرامات الصادقین (عربی میں انعامی کتاب تفسیر سورہ فاتحہ۔ رد مخالفین اسلام) قیمت ۱۲ر (۳) حمامۃ البشریٰ (اہل عرب کو دعوت۔ وفات مسیح و دعاوی مسیحیت پر نہایت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت عہ (۴) نور الحق (عربی میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد۔ انعامی کتاب) قیمت
ہر دو حصہ عہ (۵) سر الخلافت (عربی۔ خلافت راشدہ کی صداقت پر) قیمت ۸ ر (۶) اتمام الحجت (عربی۔ مخالفین اسلام پر حجت قائم کی گئی ہے۔ قیمت ۴ر یہ جملہ کتب عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہیں۔ قیمت مکمل بے جلد ہے مجلد للعہ حجم ۲۰×۲۶/۸ صفحہ ۵۰۱
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہفتم ضیاء الحق۔ دعویٰ مسیحیت کی صداقت پر مخالفین کے جوابات۔ قیمت ۴ر (۲) شہادۃ القرآن (۳) انوار الاسلام (عیسائیوں کے مقدمہ کی روئداد) قیمت ۸ ر (۴) نور القرآن حصہ اوّل و دوم۔ عیسائیوں کے بہت سے اعتراضات کے جوابات جو وہ اسلام پر کرتے رہتے ہیں۔ قیمت عہ (۵) ست بچن ۶ر۔ آریہ دھرم ۶ر مکمل بیجلد عہ مجلد ہے
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ہشتم (۱) لیکچر جلسہ مہوتسو۔ قیمت ۲ ر (۲) انجام آتھم معہ ضمیمہ۔ قیمت عہ (۳) سراج منیر قیمت ۶ ر (۴) استفتاء قیمت ۲ ر (۵) تحفہ قیصریہ قیمت ۳ ر (۶) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۳ ر (۷) حجۃ اللہ قیمت ۶ ر قیمت مکمل بیجلد عہ مجلد ہے
ست بچن۔ (سکھوں پر اسلام کی حجت) باوا نانک صاحب کا صحیح مذہب۔ قیمت ۶ ر
آریہ دھرم۔ آریوں کے مسئلہ نیوگ کی فلاسفی۔ قیمت ۶ ر
الوصیت معہ عکس تحریر حضرت مجدد اعظم وضروری نوٹ۔ جس کے ذریعہ سے آپ نے اپنی وفات کے بعد نظام اشاعت قائم کیا۔ قیمت ۱۰ ر
تقریر اور خط۔ از حضرت مسیح موعود۔ قابل دید رسالہ ہے۔ قیمت ۳ ر
ملفوظات احمدیہ حصہ اوّل حضرت مجدد اعظم کی بے نظیر اور روحانی زندگی پیدا کرنے والی۔ مردہ قوم میں زندگی کی روح پیدا کرنیوالی تقاریر کا مجموعہ۔ قیمت کاغذ ولایتی بیجلد عہ مجلد ہے
ملفوظات احمدیہ حصہ دوم یعنی منظور الٰہی ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۲ء تک ان تقاریر کے پڑھنے سے اس خدا نما شخصیت کی اعلیٰ درجہ کی روحانیت کا پتہ چلتا ہے۔ جس نے مردہ مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا کی۔ ان تقاریر کی قدر و منزلت مطالعہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ قیمت ۔۔۔۔ عہ
ملفوظات احمدیہ حصہ سوم۔ حضرت مجدد اعظم کی تقاریر تاریخوار جمع کی گئی ہیں قیمت عہ
چہارم از ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء تا یکم ستمبر ۱۹۰۲ء ۔۔۔۔ عہ
پنجم از یکم ستمبر ۱۹۰۲ء تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء ۔۔۔۔ عہ
ششم از ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء تا ۵ نومبر ۱۹۰۲ء ۔۔۔۔ عہ
ہفتم از ۵ نومبر ۱۹۰۲ء تا دسمبر ۱۹۰۲ء ۔۔۔۔ عہ
ملنے کا پتہ: مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عیسوی عقائد خلافِ عقل ہیں

دوسرا طریق حق کی شناخت کا یہ ہے کہ عقلِ سلیم بھی انکی ممد و معاون ہو عقل ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اسے استعمال کرنا چھوڑ دیا جائے تو دین دنیا میں بڑا فتور پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر امر کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے جب ہم ان عیسوی عقائد کو عقل کے ذریعہ سے پرکھتے ہیں تو وہ ان عقائد کو دور سے دھکے دیتی ہے۔ کیا ایک عقلمند کے نزدیک یہ بات قابل قبول ہو سکتی ہے کہ ایک عاجز انسان جس میں انسانیت کے سارے لوازم اور بشریت کی ساری کمزوریوں کے نمونے موجود ہوں خدا بن سکتا ہے۔ بھلا کیا عقل سلیم اسبات کو ایک لمحہ کیلئے بھی روا رکھ سکتی ہے کہ مخلوق اپنے خدا کو جو خالق ہے کوڑے مارے اور اس کے منہ پر تھوکے اور پھر پکڑ کر اسے سُولی پر چڑھا دے اور وہ یہ ساری ذلت دیکھ کر اور خدا ہو کر اپنی رسوائی کا تماشا دکھاتا رہے۔ پھر کیا عقل اسبات کو مان سکتی ہے کہ ایک عورت کا بچہ جو نو مہینے تک ماں کے پیٹ میں رہے خونِ حیض کھائے اور آخر دوسرے انسانی بچوں کی طرح چیختا چلاتا پیدا ہو وہ خدا ہو سکتا ہے۔ کیا کسی شخص کا اس پر دلی اطمینان ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خدا کہلا کر ساری رات موت سے بچنے کیلئے دعائیں کرتا رہے اور اس کی دعائیں قبول نہ ہوں۔ ایسا ہی کیا عقل سلیم تجویز کر سکتی ہے کہ کسی شخص کی خودکشی سے دوسرے لوگوں کے گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ اگر یسوع کے روٹی کھانے سے اس کے حواریوں کے پیٹ بھر جایا کرتے تھے تب تو یہ بات کچھ قابل غور بھی ہو سکتی ہے کہ کسی شخص کے دردِ سر کا علاج اپنے سر میں پتھر مار لینا بھی ہے۔

(۲۴ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور حسب دستور مقدس تفسیر میں مصروف ہیں۔

—— حضرت ممدوح ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بی بی نے جو اپنے آپ کو خادمہ مسیح موعود لکھتی ہیں۔ دعا کیلئے لکھا ہے۔ انشاء اللہ دعا کی جائے گی اگر وہ دعا کی غرض بھی واضح کر دیتیں تو بہتر تھا"

—— حضرت مولانا صدر الدین صاحب ابھی تک لاہور واپس تشریف نہیں لائے انتظار ہے۔ غالباً اتوار کی شب تک پہنچ جائیں گے

—— جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب قریشی جموں مزید طبی تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ قریباً ڈیڑھ سال وہاں قیام رہے گا ۱۰ر اگست کی شب کو لاہور ریلوے اسٹیشن پر متعدد دوستوں اور احباب جماعت نے آپ کو الوداع کہا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے اور کامیابی و خیریت سے واپس لائے۔ آمین ثم آمین

—— جناب ایم موسیٰ خان صاحب پلیڈر کشمیر کا صاحبزادہ ایک مقدمہ قتل میں ماخوذ ہے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہیں ان کی اپنی صحت بھی خراب ہو رہی ہے۔ تمام احباب اُن کے صاحبزادہ کی بریت اور انکی صحت یابی کے لئے مسلسل دعا کریں۔

—— جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی بیمار ہیں انکے لئے بھی دعائے صحت کی جائے۔

—— جناب سید اختر حسین صاحب کی خالہ صاحبہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سید صاحب چند یوم کے لئے اپنے وطن گئے ہیں۔

پیغام صلح ۔ اس صدمہ میں ہمیں سید صاحب اور انکے خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین ثم آمین

"خاتم النبیین" کی حقیقت

اور

ایک قادیانی مبلغ کی افسوسناک مغالطہ اندازی

{از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل}

اخبار الفضل مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۹ء میں مولوی جلال الدین صاحب شمس کا (جو جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے آجکل انگلستان میں تبلیغ کرتے ہیں) ایک مضمون خاتم النبیین کی حقیقت پر چھپا ہے۔ جو انہوں نے ہمارے محترم دوست سید تصدق حسین صاحب قادری کی تحریک پر لکھا۔ میں الفضل کا خریدار نہیں نہ اس کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں اور نہ ہی اس مضمون کا بخصوصیت سے میرے جواب میں لکھا گیا تھا کوئی پرچہ قادیان سے بھجوایا گیا۔ اس لئے مجھے صرف چند دن ہوئے کہ اس مضمون کی اطلاع ملی۔ یہ ایک مختصر سا مضمون ہے جس میں شمس صاحب نے میرے رسالہ "خاتم النبیین کی حقیقت" کا یہ حوالہ دے کر کہ جماعت احمدیہ لاہور حضرت مسیح موعود کو حکم و عدل تسلیم کرتی ہے۔ تمام بحث سے اجتناب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے چند حوالے پیش فرمانے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

جہاں تک رسالہ "خاتم النبیین کی حقیقت" کا تعلق ہے میں نے اس میں سر دست صرف لفظ خاتم النبیین کے معانی کو از روئے قرآن حدیث لغت اور محاورہ عرب لیا ہے۔ اور اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ قرآن حدیث لغت و محاورہ عرب سے اس کے معنی "آخری نبی" کے سوا کچھ دکھائے جائیں۔ شمس صاحب نے اس کے مقابل حضرت مسیح موعود کے چند اقوال پیش کر کے ایک بنیادی غلطی کھائی ہے کیا میری تصریحات کے باوصف وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے دعوے کا مدار حضرت مسیح موعود کی تحریرات ہیں۔ نہ کہ قرآن حدیث لغت اور محاورہ عرب !!!

حضرت صاحب کی تحریرات میں سے تائید ابدیت کی نفیں اور جہاں تک میرا علم ہے حضرت صاحب نے کبھی بھی خاتم النبیین کے وہ معنے نہیں کئے جو قادیانی اصحاب کرتے ہیں۔ ان چند حوالوں میں بھی جنہیں شمس صاحب نے اپنے مضمون میں پیش کیا ہے حضرت نے بار بار اس کے معنے "لا نبی بعدی" ہی کئے ہیں یہ نہیں کئے کہ وہ نبی جس کی پیروی سے آئندہ انبیاء پیدا ہوں گے۔ بس میرا دعوی ثابت ہے جو صرف اس قدر ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنے "افضل النبیین" یا "وہ نبی جس کی پیروی سے آئندہ نبی بنیں گے" نہیں قادیانی جماعت خاتم (بفتح تاء) کے معنے "آخری" نہیں کرتی حضرت مرزا صاحب کرتے ہیں۔ "فالحق احق ان یتبع واظہر"

ایک مکروہ خیانت

مجھے افسوس ہے احقاق حق کی خاطر مجھے مضمون نگار صاحب کی ایک نازیبا مغالطہ اندازی کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے۔ میں حیران ہوں کہ اپنے غلط عقائد کی تائید میں حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ راولپنڈی کے مناظرہ میں قادیانی مناظر صاحب نے ایڈیٹر بدر کے ایک نوٹ کو جو خطوط وحدانی کے اندر تھا۔ خطوط وحدانی اڑا کر حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر دیا۔ جب انہیں توجہ دلائی گئی کہ اس کا کیا مطلب تو کھسیانے ہو کر فرمانے لگے کہ ایسے خطوط وحدانی میں کر دینے ممکن ہے ایڈیٹر صاحب نے ہی یہ جملہ لکھا ہو۔ ایسا ہی معاملہ شمس صاحب کے مضمون میں پیش ہے اور میں یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ شمس صاحب نے نادانستہ طور پر یہ غلطی کی ہو ——— ارشاد ہوتا ہے:۔

"پھر فرماتے ہیں (یعنی حضرت مسیح موعود ——— ناقل)

آنچہ ناآشنایان حقیقت بمغز سخن نارسیدہ بلفظ رسول و رسالت و نبی و نبوت اعتراض می کنند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است و بمضمون حدیث لا نبی بعدی احدے بعد از آنحضرت نبی نتواند بود ایشان معنی ختم نبوت را اصلاً نفہمیدہ اند چہ بر وجود ذی جود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کمال درجہ نبوت ختم شدہ است نہ نبوت آرے تا روز قیامت غیر از امت و امتی بودن آنحضرت نبی صاحب شریعت جدیدہ نخواہد رسید چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رانیز ہمیں اعتقاد است کذا نقل محمد طاہر فی تکملہ مجمع بحار الانوار الغرض عقیدہ ایشان کہ سلسلہ نبوت ختم شدہ است اما کمالات نبوت بذات سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ختم گشت" (تذکرۃ الشہادتین فارسی)

کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ شمس صاحب نے اس طرح اخفائے حق سے کام لیا یہ الفاظ ہرگز حضرت مسیح موعود کے نہیں بلکہ مترجم کے ہیں۔ ترجمہ مولوی علی اشرف صاحب سنبھلی نے کیا ہے جنہوں نے اپنی طرف سے جگہ جگہ حاشیہ میں نوٹ لکھے ہیں۔ جو حاشیے حضرت مسیح موعود کے ہیں ان کے نیچے "از حضرت اقدس امام ہمام" کے الفاظ ہیں۔ اور جو سنبھلی صاحب کے ہیں ان کے نیچے "خاکسار سنبھلی احمدی" ——— کے الفاظ ہیں۔ اس نوٹ کے نیچے بھی خاکسار سنبھلی احمدی لکھا ہوا ہے۔ (دیکھو صٓ حاشیہ)

اگر مضمون نگار صاحب ذرا بھی تقویٰ و دیانت سے کام لیتے تو یہ نوٹ حضرت مسیح موعود کی طرف کبھی منسوب نہ کرتے مگر انہوں نے اس کے لئے کیا کیا اہتمام کیا۔ تذکرۃ الشہادتین اردو کی بجائے تذکرۃ الشہادتین فارسی کا انتخاب کیا اس لئے کہ اردو کتاب کے حاشیہ پر نوٹ حضرت اقدس کے اپنے ہیں۔ اور ان میں ایسا کوئی حوالہ نہیں۔ پھر اس حوالہ کو بھی درج کیا تو یہ نہیں لکھا کہ کتاب کے کس صفحہ کا ہے۔ متن کا حوالہ ہے۔ یا حاشیہ کا۔ نہ ہی اس قدر گوارا کیا کہ حوالہ پورا درج کر دیں۔ کیونکہ اس طرح انہیں خطرہ تھا کہ "خاکسار سنبھلی احمدی" کے الفاظ بھی درج کرنے پڑ جائیں گے۔

اس کتاب کا فارسی ترجمہ ۱۹۰۴ء میں ضرور شائع ہوا ہے لیکن نوٹ کا ذمہ دار وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے اسے لکھا ہے خود میاں محمود احمد صاحب نے بیان دیا تھا کہ بہت سے امور اخبار میں درج ہو جاتے ہیں جو میں نے نہیں دیکھے ہوتے یا میں نے نہیں کئے ہوتے۔ اگر حضرت مسیح موعود اس نوٹ کو دیکھ لیتے تو قطعاً اس کے طبع کرنے کی اجازت نہ دیتے۔

بہر حال میرا مطلب تو صرف اس قدر ہے۔ کہ ہم صرف حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے جوابدہ ہو سکتے ہیں اگر مترجم یا کوئی اخبار نویس کوئی چیز اپنی طرف سے اضافہ کرے تو اس کی ذمہ دار وہ خود ہے اور وہ ہمارے لئے کچھ حجت نہیں۔

بد قسمتی سے مناظرہ یا مبادلہ افکار کا مطلب ہمارے قادیانی دوستوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے جھوٹ، خیانت، اور تحریف ہر چیز جائز ہے۔ اور اس کا مظاہرہ وقتاً فوقتاً ان کے علماء و اکابر کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر شمس صاحب آیت۔ یا اہل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون کو مد نظر رکھتے۔

اس سلسلہ میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت قادیان کی طرف سے دن بدن افتراء و بہتان کا خطرناک طوفان اٹھ رہا ہے۔ اجراء نبوت کے غیر اسلامی عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے بزرگان امت مثل محی الدین ابن عربی عبد الکریم جیلانی امام شعرانی، وغیرہم کی طرف بھی یہ عقیدہ منسوب کیا ہے اور بعض اقوال بھی افتراء کے طور پر ان کی طرف منسوب کئے ہیں میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کوشش میں ہوں کہ اولین فرصت میں ان تمام افتراءات کا مکمل و مبسوط جواب اپنی جماعت کے سامنے بالخصوص، اور عامۃ المسلمین کے سامنے بالعموم پیش کروں۔ بالآخر حق حق ہے اور باطل باطل۔ وما یبدی الباطل وما یعید۔

مکتوب بغداد

احمدیت کے متعلق عربی لٹریچر کی ضرورت

(جناب سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کا ایک اقتباس)

اخویم عبد الصمد صاحب برتی کرکوک کا خط آیا ہے۔ جس میں وہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اخبار "پیغام صلح" پہنچا مصر میں قیام سلسلہ کی بات پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی خداوند کریم اپنی نصرتوں کے ابواب کھول دے اور ہم کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آپ نے قبلہ عزیز بخش صاحب کی تحریر کو پڑھا ہوگا اور ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے ایڈیٹوریل نوٹ کو بھی مطالعہ فرمایا ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ مصر کے اس نئے ہنگامہ مخالفت نے مزید عربی لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کی ضرورت واضح کر دی جس کی طرف جماعت کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کے واسطے فوراً ایک فنڈ قائم کیا جاوے جس میں میری طرف ۲۵۰ پنس (پانچ شلنگ) اور عبد الکریم صاحب کی طرف سے ۲۵۰ پنس درج فرمالیں۔ تجویز مذکورہ نہایت ضروری اور مفید ہے انشاء اللہ شام کو دوستوں کے سامنے پیش کروں گا۔ ضرورت ہے کہ مرکز میں بھی اس کے لئے تحریک کی جاوے۔"

۲۹ جولائی ۱۹۳۹ء

جذبۂ خوف قوتِ فعال کا دشمن ہے

یہاں کوتاہی ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری
جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے (اصغر)

یہ درست ہے کہ جذبۂ خوف ایک حد تک انسانی زندگی کیلئے مفید ہے اور بعض دفعہ ڈرنے میں ہی عافیت ہوا کرتی ہے لیکن وہ خوف جو غیر طبعی ہو اور جس کی وجہ محض ایک بزدلی ہو وہ نظامِ عصبی کے اختلال کی علامت ہوا کرتا ہے۔

فرضی تصورات سے خائف رہنا محض ایک بیجان رسی کو سانپ سمجھ کر اعصاب میں لرزہ اور دل میں دھڑکن پیدا کر لینا ایسی کیفیات نہیں جن پر فخر کیا جا سکے۔ جذبۂ خوف عموماً ان قوموں اور افراد میں زیادہ ہوا کرتا ہے جن میں قوتِ عمل کم ہو اور تخیل ضرورت سے زیادہ ہو ایسی قومیں جن میں [illegible] کی عصبی بیماریاں موجود ہوں ان سے کسی کارہائے نمایاں کی توقع رکھنا فضول ہے۔

اگر ہم اپنی نگاہ کو وسیع کر لیں اور اس میں کچھ تھوڑا سا عمق پیدا کر لیں تو ہمارا اس نتیجہ پر پہنچنا یقینی امر ہے کہ وہ خدا کے منتخب شدہ لوگ جن میں قوتِ فعال بدرجۂ اتم موجود ہو وہ اہل باطل کی ظاہری شان و شوکت، کثرت اور سطوت سے مرعوب نہیں ہوا کرتے اگر آنحضرت صلعم کے صحابہ بھی باطل کی ظاہری شوکت سے دبنے والے ہوتے اور قیصر و کسریٰ کی بیرونی شوکت اور جبروت انہیں مرعوب کر دیتی تو ان کی تلواروں سے ان ظالم اور قاہر حکمرانوں کی حکومتوں کے تختے نہ الٹتے اور ان کے نعرۂ تکبیر سے ان کے کوہ وقار ایوانوں میں ایک کھلبلی نہ مچتی یہ سب ایک طرزِ نظر کے کرشمے ہیں جس نے دنیا میں اتنا شاندار انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ قرآن مجید کا بلند اخلاق تھا جس نے عربوں کی نگاہوں میں قوموں کی کثرت اور ان کے ساز و سامان کو ہیچ کر دیا اور ان کے جسمانی اور روحانی قوا ان سے مرعوب نہ ہوئے۔

اگر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں خوف اور دہشت موجود ہوتی تو ان کے ارادے یقیناً پست اور کمزور ہوتے کیونکہ خوف اور دہشت قوتِ ارادی کو بالکل کمزور اور مضمحل کر دیتے ہیں اور بلند آرزوئیں جو قوتِ ارادی کو استحکام بخشتی ہیں یاس اور نا امیدی میں بدل جاتی ہیں اور وہ قلوب جن میں زندگی کی حرارت ہوتی ہے یخ بستہ ہو کر رہ جاتے ہیں ان پر موت اپنا تسلط جما لیتی ہے وہ محرکات جن سے خوف یاس اور نا امیدی پیدا ہوں حیاتِ اجتماعی کے لئے زہر ہلاہل ہیں دنیا میں وہی قومیں باقی رہا کرتی ہیں جن کے دامن آرزوؤں کے رنگین اور شاداب پھولوں سے معمور ہوں ایک جگہ شاعرِ مشرق نے کیا خوب کہا ہے:-

نا امید از آرزوئے پیہم است
نا امیدی زندگانی را سم است
زندگی را یاس خواب آور بود
ایں دلیل سستیٔ عنصر بود
اے کہ در زندانِ غم باشی اسیر
از نبی تعلیم لا تحزن بگیر

کثرت سے مرعوب ہونا تو محض ایک فریب ہے تاریخ انسانی میں ہزاروں ایسے واقعات ملتے ہیں جبکہ قلت نے کثرت پر فتح پائی۔ قرآن مجید بھی نہایت زور کیساتھ اس حقیقت کی تائید کرتا ہے اور ہمارے رسولِ اکرم صلعم کی ساری زندگی قرآن مجید کی اس پرزور تائید پر زندہ اور فعال شہادت ہے اور آنحضرت صلعم کی تمام جنگیں جو اہل باطل سے ہوئیں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر ہیں وہ لوگ جن کا ایمان خدا تعالیٰ کی ہستی پر محکم ہو وہ بیش و کم کا خیال نہیں کیا کرتے کیونکہ ان کے نزدیک کثرت سے مرعوب ہونا شرک ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ وہ قوت جو قوموں کو برقرار رکھتی ہے وہ قوتِ اخلاق ہے وہ ایک جذبہ ہے روح ہے اور ایک اعلیٰ درجہ کا وجدان ہے ورنہ کثرت تو ایسی چیز نہیں جسے زندگی کی بنیاد قرار دیا جا سکے کثرت تو حشرات الارض کی بھی ہوا کرتی ہے تو کیا ان کی کثرت کا یہ مطلب ہوا کرتا ہے کہ وہ باقی انواع پر غالب آ جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں ——

دنیا میں ہمیشہ مٹھی بھر صالح قوموں نے غلام قوموں کی کثرت پر حکومت کی ہے کثرت کی ضرورت تو غلامی کے لئے ہے کیونکہ حکومت کے لئے فتوحات اور تسخیر وہ جماعتیں کیا کرتی ہیں جن کی تعداد تھوڑی ہو جن کے ہر فرد کے قلب میں انقلاب اور حریت کے دہکتے ہوئے انگارے ہوں جن کی بعضوں میں بجلی کی رو چلتی ہو جو جہالت اور گمراہی کی تاریکیوں میں خرمنِ کفر پر گرے اور اسے جلا کر خاکستر کر دے۔

سو کثرت محض ایک فریب ہے اور فریبِ نگاہ ہے!

اس دور میں جماعتِ احمدیہ لاہور کو ایسی قوتوں کا مقابلہ کرنا ہے جنہیں اپنی کثرت پر ناز ہے اور جنہیں اپنے ظاہری ساز و سامان پر پندارِ باطل ہے لیکن وہ جو اپنی اکثریت پر اتراتے ہیں ان پر روشن ہونا چاہیئے کہ ہم ان کی اکثریت سے مرعوب نہیں کیونکہ ہمارا دنیا میں زندہ رہنا صرف اس لئے ہے کہ ہمارے وجود سے اعلائے کلمۃ اللہ ہو خدا اور اس کے رسول کا نام دنیا کے کونہ کونہ تک پہنچے ہوا اور جن جماعتوں کا یہ عزم ہوتا ہے وہ بزدل نہیں ہوا کرتیں اور ان کے پیش نظر ہمیشہ قرآن مجید کے احکام رہتے ہیں۔

ومن یعمل من الصالحات وھو مومن فلا یخاف ظلما ولا ھضما (طٰہٰ) — اور جو نیکوکار اور باایمان ہو اس کو کسی ظلم و ناانصافی سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔

اتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ (احزاب) — کیا انسانوں سے ڈرتے ہو حالانکہ سب زیادہ خدا کو اسکا حق حاصل ہے۔

ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک مجاہد جماعت ہیں جسے خداوند تعالیٰ نے اپنی مشیت کے ماتحت تیار کیا ہے اور ہر ایک جہاد کیلئے جس کی اس زمانہ میں ضرورت ہے ہر وقت تیار ہیں اور ہماری اس روحِ جہاد پر گذشتہ پچیس سال کی قربانیاں خوب گواہ ہیں اور آئندہ بھی جب جہاد کی ضرورت پیش آئے گی اس کے لئے قربانی کرنے میں ہمارا قدم اس تیزی کیساتھ اٹھے گا جیسا کہ پہلے اٹھتا رہا ہے اگر یہ ضرورت بھی پیش آئی کہ کسی ظالم اور جابر انسان کے سامنے نہایت بیباکی کے ساتھ کلمۂ حق کہا جائے اور اس کی ریاکاری اور منافقت کو روزِ روشن میں لایا جائے تو انشاء اللہ ہم اس سے بھی گریز نہیں کریں گے کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔

قال النبی صلعم احب الجھاد الی اللہ کلمۃ حق یقال لامام جائر (رواہ احمد والطبرانی) — آنحضرت صلعم فرماتے ہیں خدا کے نزدیک سب سے محبوب جہاد وہ کلمۂ حق ہے جو کسی ظالم امام کے سامنے کہا جائے

اور پھر ایک جگہ ترمذی میں لکھا ہے۔

ان من اعظم الجھاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر — جہادِ اکبر کسی ظالم حکمران کے آگے عدل کی بات کہنا ہے

سو اس زمانہ میں سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ ہر اس قوت کو جو اشاعتِ اسلام کے رستہ میں روک ہو شدید مقابلہ کیساتھ اپنے راستہ سے ہٹا دیا جائے اس جہاد کے لئے ہمارے قلوب پہاڑوں سے زیادہ محکم ہیں اور ہمیں کسی کی کثرت کا رعب نہیں ہماری مدد کو آسمان سے فرشتے اتریں گے اور باطل کے مقابلہ میں ہمارے قلوب کو اتنا قوی کر دیں گے کہ [illegible] بتانِ آذری کا رقص رعشۂ خوف بن جائے گا یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو وہ صالح بندوں کیساتھ ہی پورا کرے گا اور ہم اس کے فضل و کرم سے امید رکھتے ہیں کہ ہم صالح جماعت ہیں اور نیک ارادہ رکھتے ہیں اور ہمیں اسکی رحمت سے کامل توقع ہے کہ وہ ہماری مساعی کو ضائع نہیں کرے گا اور ہمارے اس اقدام پر جو باطل کے مقابلہ میں اٹھے رحمتیں نازل فرمائے گا اور ہمارے قلوب کو خوف سے خالی کر دے اور ہمیں اپنے دین کی نصرت کے لئے ایسا ذوقِ عمل دے جس سے اسلام کے دورِ جدید کا ظہور جلد آئے آمین ثم آمین

(ایس محمد اصف قادیانی۔ بی۔ اے)

شذرات

جرمن ترجمۃ القرآن شائع ہوگیا

۲۲؍جون کے پیغام صلح میں ہم نے احباب جماعت کو یہ خوشخبری سنائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمن ترجمۃ القرآن کی طباعت مکمل ہوگئی ہے۔ صرف جلدبندی کا مرحلہ باقی ہے جو زیادہ سے زیادہ چند ہفتوں میں طے ہو جائیگا۔ اب برلن کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ جلدبندی کی تکمیل بھی ہوگئی ہے اور ترجمہ مختلف احباب شائقین کو بھیجا جا رہا ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمکو یورپ کی ایک قابل ذکر زبان میں اپنے کلام پاک کے ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی۔ جرمن زبان جرمنی و آسٹریا کے علاوہ وسط یورپ کے اکثر ممالک میں بولی یا سمجھی جاتی ہے، اس زمانہ میں جرمنی کی علمی و فنی ترقیاں اور روزافزوں سیاسی برتری اظہر من الشمس ہے۔ اس کیساتھ ہی جرمن زبان کا حلقہ اثر روزبروز وسیع ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں جرمن قوم ایک صحیح الفطرت اور علمی مذاق رکھنے والی قوم ہے۔ قبول حق کی صلاحیت اس میں بہت زیادہ ہے۔ انشاءاللہ اس ترجمہ کی اشاعت سے یورپ میں تبلیغ اسلام کی ایک نئی راہ کھل جائے گی اور اس کا انقلاب انگیز اثر جلد یا بدیر ضرور محسوس ہوگا۔ اس موقع پر ہمیں مالک حقیقی کے حضور سجدۂ شکر بجا لانے کے ساتھ دعا بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جرمن زبان بولنے والی اقوام افراد کو اس ترجمہ قرآن کے ذریعہ قبول سعادت کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ دلوں کو پھیرنے والا وہی ہے ——— ہمارے احباب کا فرض ہے کہ وہ اس ترجمہ کی مفت تقسیم میں دل کھول کر حصہ لیں۔

جیساکہ پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ ترجمہ مع متن شائع ہوا ہے۔ طباعت نہایت عمدہ اور دیدہ زیب ہوئی ہے۔ اس کی تقطیع بڑی ہے۔ کاغذ موٹا استعمال ہوا ہے۔ ضخامت گیارہ سو صفحات ہے لیکن ان خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف دس مارک یعنی سوا چھ روپیہ رکھا گیا ہے تاکہ اہل جرمنی تک اس کو آسانی سے پہنچایا جا سکے۔

ہالینڈ مشن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہالینڈ مشن ترقی کر رہا ہے۔ جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب کی مخلصانہ تبلیغی مساعی رفتہ رفتہ کامیاب ہو رہی ہیں۔ مرزا صاحب موصوف اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہالینڈ میں "مسجد کمیٹی" تعمیر مسجد کے سلسلہ میں پوری کوشش کر رہی ہے۔ اس کمیٹی کی طرف سے ملکہ ہالینڈ کی خدمت میں درخواست کی گئی ہے کہ ایک قطعہ زمین تعمیر مسجد کے لئے مسلمانوں کو دیا جائے توقع ہے یہ درخواست منظور ہو جائے گی احباب کی دعاؤں کی ضرورت ہے خدا کرے مسجد کمیٹی کی مساعی جلد بارآور ہوں۔ یورپ کے اس مرکز کی فضا میں بھی مینار مسجد سے صدائے اذان بلند ہو۔ آمین ثم آمین۔

مرزا صاحب موصوف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ عنقریب ملک بلجیم کا ایک تبلیغی دورہ کریں گے بلجیم کے شمالی حصہ میں تلفظ کے معمولی فرق سے ڈچ زبان ہی بولی جاتی ہے۔ وہاں کی تحریری زبان میں البتہ کوئی فرق نہیں ہے۔ بلجیم میں بہت سے جاوی طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان طلبہ نے ہی مرزا صاحب موصوف کو بلجیم آنے کی دعوت دی ہے۔ انشاءاللہ مرزا صاحب کے تبلیغی دورہ سے اس ملک میں بھی اشاعت اسلام کے لئے ایک میدان تیار ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی مساعی کو ہر جگہ کامیاب و بامراد کر رہا ہے ہماری معمولی معمولی کوششوں اور قربانیوں پر بڑے بڑے نتائج مرتب ہو رہے ہیں، خدا کے اس احسان اور فضل کا ہمیں شکر ادا کرنا چاہیئے جس کی بہترین اور عملی شکل یہ ہے کہ ہم اپنی کوششوں اور قربانیوں کو زیادہ وسیع اور ان کی رفتار کو زیادہ تیز کر دیں۔ اگر چند درجن نوجوان جوش صادق اور عزم راسخ کے ساتھ میدان عمل میں آجائیں۔ یورپ اور دوسرے براعظم کی زبانیں سیکھیں۔ ان میں قرآن مجید کے تراجم کریں یا ان ملکوں میں اشاعت اسلام کے لئے نکل جائیں تو ربع صدی سے بھی کم عرصہ میں دنیا میں ایک بہت بڑا مذہبی انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔

شاتم رسول بیلی رام

مسلمانوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے جو غیر معمولی عقیدت و محبت ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ایک کلمہ گو ہر ایک مصیبت اور ذلت کو برداشت کریگا لیکن اپنے مولا و آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں معمولی سے معمولی گستاخی بھی اس کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ لیکن افسوس بہت سے تلخ تجربات کے بعد بھی حکومت اور برادران وطن اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ آئے دن ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں بعض بدبخت انسان اس پیغمبر اعظم اور پاکوں کے سردار کی شان میں گستاخی کر کے اپنی پست فطرتی کا ثبوت دیتے رہتے ہیں اور حکومت بھی ایسا ہم کے ناقابل برداشت اور شرمناک واقعات کو معمولی سمجھنے کی عادی ہو چکی ہے۔

حال ہی میں ٹیلیگراف ٹریننگ کلاس لاہور کے انچارج انسٹرکٹر بیلی رام کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مسلمان طلباء کی موجودگی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہتک آمیز کلمات کہے تھے جس کی وجہ سے تمام شمالی ہندوستان کے اسلامی حلقوں میں بجا طور پر بے چینی پیدا ہو گئی مسلمانوں نے بیلی رام کی حرکت نازیبا کی شکایت ذمہ دار احکام تک پہنچائی لیکن افسوس انہوں نے مسلمانوں کی اس جائز شکایت کو بہرے کانوں سے سنا۔ بیلی رام سے بازپرس کرنے اور اس کو قرار واقعی سزا دینے کی بجائے اسے ترقی دے کر تبدیل کر دیا گیا۔ حکومت کی اس حرکت کی وجہ سے مسلمانوں کی بے چینی بہت بڑھ گئی ہے۔

آزاد تحقیقات کا مطالبہ

اس وقت ہمارے سامنے حکومت پنجاب کا ایک سرکاری بیان موجود ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ

"پوسٹ ماسٹر جنرل حلقہ پنجاب و صوبہ سرحد نے بیلی رام پر الزام کی ذاتی طور پر کامل تحقیقات کی ہے جس کے نتیجہ میں انہوں نے قرار دیا ہے کہ اس نے پیغمبر اسلام کے خلاف توہین آمیز کلمات استعمال نہیں کئے۔ بیلی رام نے حسب ذیل کا تحریری بیان دیا ہے کہ۔ "میں نے مذہب اسلام یا رسول پاک کے خلاف نہ تو کبھی کوئی بیان دیا اور نہ کوئی الزام لگایا۔ میں اس قسم کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا تھا۔ میں تمام مذاہب کی عزت کرتا ہوں"

افسوس واقعات کی روشنی میں ہم اس بیان کو سخت مغالطہ انگیز کہنے پر مجبور ہیں۔ پوسٹ ماسٹر جنرل کی "کامل تحقیقات" بالکل یکطرفہ اور برائے نام تھی اور دراصل اس کو تحقیقات کہنا ہی غلطی ہے کیونکہ مسلمان طلبا کے جن کی طرف سے کہ بیلی رام پر الزام لگایا گیا ہے بیان تک نہیں لئے گئے اور انہیں اس الزام کا ثبوت پیش کرنے کا مطلق موقع نہیں دیا گیا۔ باقی رہا بیلی رام کا تحریری بیان جس کو اس کی برأت کی وجہ قرار دیا گیا ہے سو اس کی حیثیت ایک ملزم کے بیان کی ہے اور دنیا کا کوئی ضابطہ صرف ملزم کے بیان کو اس کے بے قصور ہونے کی وجہ قرار نہیں دے سکتا۔

معاملہ نازک ہے اور اس کی نزاکت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے مسلمانوں کی طرف سے آزاد تحقیقات کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، دیگر اسلامی انجمنوں کے علاوہ ۴؍اگست کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے بھی مندرجہ ذیل قرارداد منظور کر کے اس کی نقول آنریبل وزیر رسل و رسائل، ڈائرکٹر جنرل محکمہ ڈاک۔ آنریبل وزیر اعظم پنجاب، پوسٹ ماسٹر جنرل اور اخبارات کو بھیجی ہیں:

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ جلسہ بیلی رام ٹیلیگراف انسٹرکٹر کے ان ہتک آمیز الفاظ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے جو اس دریدہ دہن شخص نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں استعمال کئے ——— اور حکومت کے اس فیصلے کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس کی رو سے بیلی رام کو ترقی دے کر تبدیل کیا گیا اور مسلم طلبا پر الزامات عائد کئے گئے ہیں، یہ اجتماع اس معاملہ کی خاطر خواہ فیصلہ کرنے کے لئے ایک ایسی آزاد تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر کا مطالبہ کرتا ہے جس میں جمہور کے نمائندے بھی شامل ہوں"

آزاد تحقیقات کا مطالبہ نہایت معقول اور جائز ہے، حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ کی نزاکت کا صحیح احساس کرتے ہوئے مسلمانوں کے اس جائز مطالبہ کو فی الفور قبول کر لے۔

آہ! جناب ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹی

انتہائی افسوس کیساتھ اطلاع دی جاتی ہے جناب ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹی سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ جو ایک مخلص قومی کارکن تھے ۶؍اگست کو بمقام گاندربل (کشمیر) وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، میت سیالکوٹ لا کر خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کی گئی۔

مرحوم ہماری انجمن کے نہایت قدیم اور مخلص معاون اور بہت خوبیوں کے بزرگ تھے۔ اس حادثہ میں ہمیں مرحوم کے لائق فرزند خان بہادر ڈاکٹر عبدالحمید ڈائرکٹر پبلک ہیلتھ اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو توفیق صبر دے۔

فلسفۂ زکوٰۃ[1]

زکوٰۃ کے متعلق احکام قرآنی کی تعمیل کرو

{از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ}

زکوٰۃ کی اہمیت

اس وقت میں آپ کی توجہ ایک ضروری امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ نماز اور زکوٰۃ اسلام کے دو عظیم الشان ارکان ہیں۔ قرآن کریم میں ان پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ بیشمار جگہ ان دونوں کی ساتھ ساتھ تاکید آئی ہے جس سے زکوٰۃ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں زکوٰۃ اور اس کے متعلق احکام کو بہت کم سمجھا گیا ہے۔ بہت لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور جو کرتے ہیں وہ بھی اس طرح نہیں کرتے جس طرح قرآن شریف نے حکم دیا ہے۔ بلکہ جس طرح خود چاہتے ہیں ادا کرتے ہیں۔ اب قرآن شریف میں نماز کا حکم ہے۔ فرض کیجئے ایک شخص سارا دن نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن ... عصر اور ... نہیں پڑھتا جو نماز کے لئے ضروری ہیں ... وضو نہیں کرتا۔ یا رکعات اور ارکان کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ قرآن شریف کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا بلکہ اپنی خواہش کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل بھی اس صورت میں ہو گی جب وہ احکام قرآنی کے مطابق ادا کی جائے۔

زکوٰۃ کی فلاسفی

آپ زکوٰۃ کی فلاسفی پر غور کریں۔ زکوٰۃ کا منشاء ہی یہ ہے کہ صاحب نصاب لوگوں کے مال سے مقررہ حصہ نکال کر قومی بیت المال میں جمع ہو اور وہاں سے قوم کی بہتری کے لئے ایک نظام کے ماتحت صرف ہو۔ قرآن شریف میں جو زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بتلائے گئے ہیں ان میں سے ایک زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنیوالوں کی تنخواہیں ہیں یاد رکھئے **قرآن کریم کے نزدیک کوئی زکوٰۃ، زکوٰۃ نہیں جو باقاعدہ قومی بیت المال میں جمع ہو کر خرچ نہ ہو۔**

منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد مبارک میں منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جو جنگ ہوئی وہ تاریخ اسلام میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ لوگ زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار نہیں کرتے تھے زکوٰۃ کے حکم کو مانتے تھے لیکن مال زکوٰۃ کو قومی بیت المال میں جمع کرانے بغیر اپنے طور پر اپنی مرضی سے خرچ کرنا چاہتے تھے۔ ان کے اس مطالبہ کے آگے بہت سے صحابہ بھی نرم پڑ گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہنے لگے کہ اس کی اجازت دیدی جائے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اس بات کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا اگر کوئی مال زکوٰۃ میں سے اونٹ کا ونٹ باندھنے کی رسی بھی رکھے تو میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا۔ چنانچہ جنگ ہوئی کیونکہ یہ خیرات نہ تھی بلکہ اسلامی ٹیکس تھا اور اس کو نہ دینا بغاوت اختیار کرتا ہے۔

زکوٰۃ قومی خیرات ہے

زکوٰۃ ایک پبلک چیریٹی (قومی خیرات) ہے۔ اس کو ایک نظام کے ماتحت ہی خرچ ہونا چاہیئے قومی بیت المال قوم کے جسم کے اندر دل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح دل تمام جسم سے خون اکٹھا کر کے پھر اس کو تقسیم کرتا ہے اور صحت وحیات جسمانی کو قائم رکھنے کے لئے ہر وقت یہ عمل انجام دیتا رہتا ہے۔ اسی طرح قومی بیت المال کا کام بھی یہ ہے کہ وہ متمول وصاحب نصاب لوگوں کے مال سے مقررہ حصہ لیکر جمع اور پھر اس کو مناسب طریق پر خرچ کرے تاکہ حیات قومی برقرار رہ سکے۔ آج سرمایہ کی غلط تقسیم سے دنیا کو جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کا ایک بہترین حل احکام قرآنی کے مطابق زکوٰۃ کی ادائیگی اور تقسیم ہے۔

تقسیم زکوٰۃ کا مروجہ طریق غلط ہے

لیکن مسلمانوں نے زکوٰۃ کے متعلق آج کل جو طریق اختیار کر رکھا ہے وہ قرآن کے منشاء کے خلاف ہے۔ ہر سال ماہ رجب شروع ہونے ہی ملک کے گوشے گوشے سے ہٹے کٹے فقیروں اور پیشہ ور منگتوں کے غول کے غول نکل پڑتے ہیں اور اس مال زکوٰۃ کو جو قومی بہتری اور غریبوں اور محتاجوں اور یتیموں اور بیواؤں کی امداد پر صرف ہونا چاہیئے ہتھیا لیتے ہیں۔ اس طرح قوم کو زکوٰۃ سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے کیونکہ بیکاروں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ دوسرے مسلمان تو ایک حد تک معذور رہتے ہیں کیونکہ ان کا قومی بیت المال کوئی نہیں لیکن ہماری جماعت کا قومی بیت المال تو خدا کے فضل سے قائم ہے۔ مگر باایں ہمہ بہت سے احمدی احباب بھی زکوٰۃ کے متعلق قرآنی احکام کی پوری پابندی نہیں کرتے۔ ہر ایک احمدی کی زکوٰۃ کو قومی بیت المال میں داخل ہونا چاہیئے۔ جہاں سے وہ باقاعدہ تقسیم ہو۔ اور اس پر پوری پابندی سے عمل کیا جائے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں کوئی فرد غریب اور غیر تعلیم یافتہ نہ رہے۔ بلکہ ہر ایک کمانے کے قابل ہو کر جماعت کے استحکام کا موجب ہو۔ چند سال پیشتر ہمارے احباب نے اس طرف توجہ کی تھی اور زکوٰۃ جمع ہونا شروع ہو گئی تھی لیکن افسوس اب پھر بہت سے احباب کی توجہ اس طرف نہیں رہی ہے۔

خدا اور رسولؐ کے حکم کے سامنے لیت ولعل اچھی نہیں

یاد رکھئے خدا اور رسولؐ کے حکم کے سامنے لیت ولعل اچھی نہیں بعض لوگ کچھ دیتے ہیں تو احسان رکھتے ہیں معلوم نہیں کس پر احسان رکھتے ہیں۔ خدا کے رستہ میں اور اس کے احکام کی تعمیل میں کچھ دینا کسی پر احسان نہیں یاد رکھئے ہم سب امیر ہوں یا غریب بڑے ہوں یا چھوٹے خدا اور رسول کے سامنے یکساں حیثیت رکھتے ہیں اور یکساں طور پر ذمہ دار ہیں جس طرح قضا وقدر کے احکام کے سامنے امیر غریب میں فرق نہیں رہتا۔ بیماری آتی ہے اور ہر ایک پر آتی ہے، موت آتی ہے اور ہر ایک پر آتی ہے اور اس رستے سے سب کو گذرنا پڑتا ہے اسی طرح خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کے سامنے امیروں اور غریبوں کو یکساں سر جھکانا چاہیئے۔ اس سے زیادہ کیا ناشکری ہو گی کہ جس کو خدا نے اپنے فضل سے ایک سو روپیہ دیا ہے وہ اس میں سے خدا کی راہ میں اڑھائی روپے دینے سے انکار کرے۔ حساب کتاب کے وقت کوئی ٹال نہیں سکتا اور جو حکم سے نافرمانی کرتا ہے حساب کتاب کے وقت کیا جواب دیگا؟

[1] حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ کا اقتباس

مکتوب برلن

ماہ جولائی کی تبلیغی سرگرمیاں جرمن ترجمۃ القرآن شائع ہو گیا

ماہ جولائی ۱۹۶۳ء کے پہلے ہفتہ میں جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کا ایک لیکچر "اسلام کے بنیادی اصول" کے موضوع پر ہوا۔ امام صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں اسلامی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر عالمانہ اور فلسفیانہ رنگ میں روشنی ڈالی۔ حاضرین کی تعداد کافی زیادہ تھی اور جناب ڈاکٹر ... صدر جلسہ تھے۔

سوشل "ایوننگ" کا اجتماع

۲۱ ماہ جولائی کو جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک سوشل ایوننگ کا اجتماع منعقد ہوا۔ اس میں جناب ڈاکٹر ڈیورنٹ صاحب نے مسلمانان یوگوسلاویہ کے چشم دید حالات وواقعات بیان کئے۔ دو سال ہوئے ڈاکٹر صاحب نے اسلام قبول کیا تھا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا دینی جوش رکھتے ہیں امسال وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو دیکھنے سراجیوو (یوگوسلاویہ کا دار السلطنت) تشریف لے گئے وہاں کے مسلمان اس نومسلم فاضل سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر موثر اور ...

محترمہ بیگم ڈاکٹر عبداللہ کی دینی مساعی

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی بیگم صاحبہ نے برلن کی مسلم خواتین کے باقاعدہ اجتماعات کا انتظام کر رکھا ہے۔ چنانچہ ماہ جولائی میں دو زنانہ جلسے منعقد ہوئے جن میں ایسے اسلامی مسائل پر بحث وتمحیص وتبادلہ خیالات ہوا جن کا تعلق صنف نازک سے ہے ایک اجتماع میں "اسلامی پردہ" کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ ان جلسوں میں ہماری اسلامی بہن آمنہ موسلر خاص طور پر دلچسپی لیتی ہیں وہ باقی مسلمان خواتین کے لئے ایک قابل رشک نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر اور خدمت دین کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے۔

عربی کلاسیں

ماہ جولائی میں ۵ روز ایک عربی کلاس جاری رہی۔ ابتدائی عربی کلاس اور بچوں کی تعلیمی کلاس بوجہ تعطیلات بند رہیں۔ اگست میں دوبارہ جاری ہوں گی۔

جرمن ترجمۃ القرآن کی اشاعت

احباب یہ سنکر خوش ہوں گے کہ ماہ جولائی میں ہمارا جرمن ترجمۃ القرآن مکمل طبع اور مجلد ہو کر شائع ہو گیا ہے چنانچہ آجکل احباب کی خدمت میں بھی بھیجا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ اس نے اس کام کی توفیق مجدد وقت کی جماعت اور آپ کے ایک بہادر جرنیل کو عطا فرمائی۔

(نامہ نگار)

دوستوں سے اپیل

اسلئے میں اپنے تمام دوستوں اور خواتین سلسلہ کو کہتا ہوں کہ ہر ایک صاحب نصاب ضرور زکوٰۃ ادا کرے اور قرآنی احکام کے مطابق ادا کرے یعنی انجمن کے بیت المال میں بھیجے بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کر کے اشاعت اسلام کی مد میں خزانہ انجمن میں ارسال کرنی چاہیئے، صاحب نصاب لوگوں میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوں گی کیونکہ ان کے پاس زیور ہوتا ہے، اس لئے میں اپنی بہنوں کو خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔

معاصرین کے افکار

سکھ آریہ اتحاد

سکھ آریہ اتحاد سکھوں اور آریہ سماجیوں میں کس قدر اختلاف ہے؟ دونوں قوموں کے مذہبی رہنما الگ الگ ہیں۔ مذہبی کتابیں الگ الگ ہیں، زبانیں اور رسم الخط علیحدہ ہیں۔ اور ان کی مجلسی زندگی میں بھی کوئی اشتراک عمل موجود نہیں ہے لیکن پھر بھی عارضی قومی مصلحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے، یہ دونوں قومیں اس طرح کام کر رہی ہیں کہ گویا ایک جسم کے دو حصے ہیں۔ "سکھ سماجی اتحاد" کی ایک تازہ اطلاع ملاحظہ ہو:-

"امرتسر کی مشہور روانی فرم باوا گورمکھ اینڈ سنز نے شولاپور میں ڈی۔اے۔وی کالج بنانے کے لئے ۵ ہزار کی رقم دان کی ہے۔" (اخبار ملاپ لاہور)

کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی اہل حدیث نے احناف کو سکول بنانے کے لئے چندہ دیا ہو؟ کسی شیعہ نے کبھی اہل حدیث انجمن کی امداد کی ہو؟ کسی بریلوی نے کسی دیوبندی کا ہاتھ پکڑا ہو؟ حالانکہ مسلمانان ہندوستان خواہ شیعہ ہوں یا سنی، دیوبندی ہوں یا بریلوی، سب کا خدا ایک ہے، کتاب ایک ہے، رسول ایک ہے، قبلہ ایک ہے اور عقائد و فرائض ایک ہیں، لیکن افسوس کہ ہم ایک ہونے کے باوجود ٹکڑے ٹکڑے ہوتے جاتے ہیں۔ ہم دوست تھے لیکن دشمن بن چکے ہیں۔ یہ انتہا ہے کہ آج کو قوموں کی جگہ اتحاد و اتفاق کی اسپرٹ پائی جاتی ہے۔ مگر مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ آپ اپنے چاروں طرف نظر اٹھائیں آپ دیکھیں گے ہر جگہ احرار اور خاکسار الجھے ہوئے ہیں، کانگرسی مسلمان، لیگیوں سے دست و گریبان ہیں، کہیں حنفیوں اور وہابیوں میں مناظرے ہیں، کہیں دیوبندیوں اور بریلویوں میں جنگ ہے کہیں علماء کی جمعیتیں ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں۔ کیا کبھی آپ نے غور فرمایا، ہماری اس جنگ کا آخر مطلب کیا ہے؟

غیر قومیں تو اختلافات و تضاد کے باوجود ایک ہو رہی ہیں مگر ہم ایک ہونے کے باوجود اخوت اسلامی کے رشتے کاٹ رہے ہیں۔ اے عزیزان اسلام! آپ اپنے اندر صالحیت اور صالحیت پیدا کریں آپ اپنے اندر اللہ کا ڈر پیدا کریں، آپ مسلمانوں کو نفاق کے راستے سے روکیں۔ دیکھئے آپس کی نا اتفاقی کے باعث مسلمانوں کی حالت کس قدر ابتر ہو رہی ہے۔

کچھ فکر ہے شوکت کا کر تو ہے چمن کا والی: بلبلوں کو پھونک ڈالا اس لب شبنم کا ہوا نے

بادشاہی یا تجارت

یورپ کی فضا کارہ بار ہے اور ہندوستان کی فضا بیکار ہو رہا ہے ہندوستانی رؤساء و امراء کا ذکر نہ کرو، یہاں کے فقیروں اور تہی دستوں کی دلی خوشی اسی میں ہے کہ وہ چارپائی پر لیٹے رہیں، حقے کے کش لگاتے رہیں تاش کھیلتے رہیں اور پاؤں پسارے رات اور دن سوتے رہیں یا باتیں کرتے رہیں۔ ہندوستان کے فقیر بھی کاروبار کر کے خوش نہیں ہیں مگر یورپ کے بادشاہ بھی تجارت اور کاروبار سے علیحدہ رہنا نہیں چاہتے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

اسپین کا سابق بادشاہ الفانسو، پٹرول کا بہت ہی بڑا تاجر تھا اسی پٹرول کی تجارت سے اس نے نیویارک میں بہت بڑی جائداد خریدی۔ پھر اسی تجارت کے سوال پر اسپین کے ڈکٹیٹر پریمو ڈی ریورا سے اسکا اختلاف ہوگیا۔ الفانسو بادشاہی سے بے دخل ہوگیا مگر اس نے تجارت نہیں چھوڑی۔

یوگوسلاویہ کا بادشاہ الگزنڈر جب مقتول ہوا تو اس نے ۸ لاکھ پونڈ کی جائداد چھوڑی جس کی روزانہ آمدنی چھ سو سے ایک ہزار پونڈ تک تھی۔ اگرچہ بادشاہ کی اپنی تنخواہ ڈھائی لاکھ پونڈ سالانہ تھی۔ لیکن وہ پھر بھی تجارت کرتا تھا۔ پہلے اس نے شراب کا کاروبار کیا، اس کے بعد سیمنٹ، لکڑی وغیرہ کی تجارتیں بھی شروع کر دیں۔

رومانیہ کا بادشاہ کارل کے متعلق دنیا صرف اس قدر جانتی ہے کہ وہ عشق و محبت کا دل جلا تھا مگر آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ اس نے سوز عشق کے باوجود اپنی تجارتی سرگرمیوں کو ٹھنڈا نہیں پڑھنے دیا۔ کارل کی شاہی تنخواہ ۳۰ ہزار پونڈ سالانہ تھی اس رقم سے بیس ہزار پونڈ سالانہ اسے بچ جاتے تھے، اس کی دولت ۲ لاکھ پونڈ تک پہنچ چکی تھی تاہم وہ کئی ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں میں شریک تھا اور بڑے انہماک سے تجارت کرتا رہتا تھا۔

معاشی زندگی کے لئے اسلام کا اولین سبق تجارت ہے۔ ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ بے ہمت نہ ہو اور کوئی بھی چھوٹی بڑی تجارت شروع کر کے اپنی مالی مشکلات کو حل کرے، غریبی اور مالی تکالیف کا اس سے سوا کچھ بھی علاج نہیں کہ کام کیا جائے۔ صرف زمین اور جائیداد بیچ کر کوئی قوم کب تک زندہ رہ سکتی ہے۔

(زمان)

پیغام صلح کی توسیع اشاعت ہر ایک احمدی کا فرض ہے

مراسلات

گھی فروخت کرنے کی کوآپریٹو سوسائٹیاں

گھی بنانے والوں کے لئے ایک منافع بخش تجویز

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

کاشتکاروں کے لئے پنیر، مکھن وغیرہ بنانے اور گھی تیار کرنے کا کام بطور ایک زائد پیشہ کے اس وقت تک منافع بخش ثابت نہیں ہو سکتا جب تک ان کے تیار کرنے کی لاگت کو کم کرنے کے لئے مؤثر اقدام نہ کیا جائے۔ یا جب تک گھی بنانے والوں کو ان کی پیداوار کی ایک معقول قیمت وصول کرنے کے قابل نہ بنایا جائے۔

پنجاب میں بحالت موجودہ یہ صنعت نہایت غیر منظم ہے غیر ضروری اور ناکارہ مویشی کے زائد مصارف کی وجہ سے ان چیزوں کے تیار کرنے کی لاگت بہت زیادہ ہے کاشتکار کو اپنی پیداوار کو یا مقامی منڈی میں کم سے کم قیمت پر فروخت کرنی پڑتی ہے اور عام طور پر یہ قیمتیں اتنی پست ہوتی ہیں کہ اسے منافع کے لئے کچھ بھی نہیں بچ سکتا۔ اس نقصان کی تلافی کے لئے اسے گھی میں آمیزش کرنی پڑتی ہے۔ یا بصورت دیگر اپنے کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

گھی کی صنعت کی ایک اور تشویشناک خصوصیت یہ ہے کہ گاہک تک پہنچنے کے قبل اسے بیشمار بیوپاریوں کے ہاتھوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ جو نفع حاصل کرنے کے لئے عام طور پر کئی قسم کی بددیانتیوں اور ملاوٹ سے کام لیتے ہیں۔ بسا اوقات منڈیوں میں مصنوعی اشیاء جن میں خالص گھی کی فیصدی مقدار نہایت قلیل ہوتی ہے گھی کے نام سے فروخت کی جاتی ہیں۔ اس طرح قدرتی طور پر گاہکوں کا اعتماد متزلزل ہوگیا ہے اور وہ گھی بیچنے والوں کے گھی خالص ہونے سے متعلق تمام دعاوی کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے بیان پر ذرا تامل سے ہی یقین کرتے ہیں۔

عوام کے دلوں میں اعتماد کے احیاء کے لئے حکومت نے خالص اور امتحان شدہ گھی کو سربمہر کرنے اور A.G. مارک (اگ مارک) کا ٹھپہ لگانے کا سودمند سسٹم جاری کیا ہے۔ لیکن اس نظام کے ماتحت گھی بنانیوالوں کی بہ نسبت تاجر زیادہ فائدہ حاصل کرتے ہیں وہ دیہاتوں سے خالص گھی کی کثیر مقدار نسبتاً کم قیمت پر خرید کر اور کسی ماہر تجربہ سے اس کے نمونوں کا امتحان کرا کے اسے ٹینوں میں سربمہر کر کے آگ مارک کا ٹھپہ لگوا لیتے ہیں جو گھی خالص ہونے کی گارنٹی بن جاتا ہے۔ منڈی میں اس طرح کے گھی کی قیمت کافی بڑھتی ہے۔ مگر منافع قدرتی طور پر تاجروں کو ملتا ہے اور لیکن گھی بنانیوالوں کے فائدہ کے لئے انہیں منظم کرنے کا بہترین طریق گھی مہیا کرنے کی ایک کوآپریٹو سوسائٹی قائم کرنا ہے جو فروخت کے لئے ممبروں کی گھی کی پیداوار کو اکٹھا کرے اور اس کا امتحان کرانے کے بعد خالص ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے اسے معقول داموں پر فروخت کرے۔ لالہ موسیٰ میں ایک گھی سپلائی کی سوسائٹی کے اجراء سے ضلع گجرات میں اس طریقہ کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہ سوسائٹی اپنے قلیل عرصہ حیات میں اپنے مہیا کردہ گھی کے خالص ہونے پر عوام کا اعتماد حاصل کر چکی ہے اور اس طرح اس کے ممبروں کا گھی بہتر قیمت پر فروخت ہوتا رہا ہے سوسائٹی فروخت کے لئے صرف مصدقہ اوصاف کا گھی قبول کرتی ہے اور جو ممبر دوسری بار کے لئے ملاوٹ والا گھی پیش کرے۔ اسے سوسائٹی سے فی الفور نکال دیا جاتا ہے یہ سوسائٹی صرف اپنے ممبروں کی پیداوار ہی کے بیچنے کا کام کرتی ہے۔

گھی پیدا کرنے کے مختلف رقبوں میں اس قسم کی سوسائٹیوں کا اجراء صحت اور اقتصادی نقطۂ نگاہ سے نہایت ضروری ہے اور اگر اس زرعی صنعت کو اچھی طرح منظم کیا جائے اور اسے نشوونما دی جائے تو اس کا مستقبل واقعی نہایت شاندار ہوگا۔

چرمی کام کی ٹریننگ کیلئے وظائف

محکمہ صنعت و حرفت نے اس امر کا فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے دیہاتی لڑکوں کو گورنمنٹ انڈسٹریل سکول قصور کے چرمی شعبہ میں ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے ہر ماہ پانچ روپے کے دس وظائف دیئے جائیں۔ یہ وظائف سال میں دس ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے قابل استفادہ نہ ہوں گے۔

درخواستیں انسپکٹر آف انڈسٹریل سکولز پنجاب کے پاس زیادہ سے زیادہ ۱۵ اگست ۱۹۳۹ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

رفتار عالم

ہندوستان

—— امرتسر ۱۰ راگست۔ احراری لیڈر مولوی مظہر علی اظہر کو آج یہاں باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— لاہور ۱۰ راگست۔ حکومت پنجاب نے حویلی نفل پراجیکٹ کیلئے ۲½ کروڑ روپیہ قرض لینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ قرضہ سرکاری تمسکات کی فروخت سے حاصل کیا جائے گا۔ جن کے لئے تین فیصدی سالانہ شرح سود مقرر ہے اور جو دس سال بعد ۱۵ راگست ۱۹۴۹ء کو قابل واپسی ہوں گے۔

—— پٹیالہ ۱۰ راگست۔ حکام ریاست نے تین کے سوا باقی ان تمام مسلمانوں کو رہا کر دیا ہے جو حالیہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں گرفتار کئے گئے تھے

—— لاہور ۹ راگست۔ ۱۹۳۸ء کی فصل ربیع کو ژالہ باری کی وجہ سے جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی کے لئے حکومت پنجاب نے آبیانہ اور مالیانہ میں تقریباً چھ لاکھ روپے کی معافی کی منظوری دیدی ہے۔

—— نینی تال ۱۰ راگست۔ یو۔پی کونسل میں حکومت کی طرف سے ایک سوال کا یوں جواب دیا گیا کہ اس وقت تک گیارہ ہزار شیعہ گرفتار ہو چکے ہیں۔

—— بنوں ۹۔ اگست۔ بنوں اور کوہاٹ کے ضلعوں کے دو سرحدی علاقوں کو ہوائی فوج کی نگرانی میں دیدیا گیا ہے۔ تاکہ مخالف سرحدی گروہ انہیں برطانوی ہندوستان پر حملہ کرنے کیلئے استعمال نہ کر سکیں۔

—— دہلی ۷ راگست۔ ریاست حیدرآباد کے خلاف آریوں نے ستیہ گرہ بند کر دیا ہے۔ کیونکہ ان کے لیڈر حکومت نظام کے اعلان سے مطمئن ہو گئے ہیں۔ یہ تو بیان ہے دراصل آریہ سماج اس ستیہ گرہ کو جاری رکھنے سے عاجز آ گیا تھا۔

—— لاہور ۹ راگست۔ ناگپور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ریاست حیدرآباد اس امر پر رضامند ہو گئی ہے کہ ستیہ گرہ کے تمام قیدیوں کو ۱۷ راگست تک رہا کر دے۔

—— جے پور ۹ راگست۔ سیٹھ جمنا لال بجاج کو رہا کر دیا گیا ہے دربار کے اعلان میں مرقوم ہے کہ رہائی غیر مشروط ہے۔

—— واردھا ۱۰ راگست۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ایک قرارداد اس مضمون کی پیش ہوئی ہے کہ سبھاش چندر بوس کو آئندہ کانگرس کے کسی عہدہ پر متمکن نہ کیا جائے بلکہ وہ ایک معمولی رکن کی حیثیت سے کانگرس میں شامل ہو سکتے ہیں۔

—— اس قرارداد پر ابھی بحث و تمحیص ہو گی۔ امید کی جاتی ہے کہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں یہ قرارداد منظور ہو جائے گی۔

—— کراچی ۹ راگست۔ آج صوبہ سندھ بھر میں حکومت کے احکام کے مطابق لوگوں نے جمع ہو کر بارش کیلئے دعائیں مانگیں۔ کیونکہ صوبہ میں امساک باراں کی وجہ سے قحط کا خطرہ ہے۔

—— واردھا گنج ۹ راگست۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کانگرس ورکنگ کمیٹی نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ سندھ میں کولیشن پارٹی کو مضبوط بنانے کی غرض سے کابینہ آسام میں دو اور مسلم وزراء شامل کئے جائیں

—— علی گڑھ ۸ راگست۔ کل یہاں شہر کے ایک حصہ میں ہندو مسلم فساد ہو گیا جس کے نتیجہ میں قریباً ایک درجن آدمی زخمی ہو گئے

—— شملہ ۷ راگست۔ یہاں کے باخبر حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ سیلون سے ہندوستانیوں کے اخراج کی سکیم کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت ہند حکومت سیلون سے تعلقات منقطع کرنے والی ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۰ راگست۔ یوگوسلاویہ میں حالات نہایت نازک ہو رہے ہیں۔ کچھ عجب نہیں کہ یہ حالات چند دنوں میں خوفناک عالمگیر جنگ کا پیش خیمہ بن جائیں۔

—— تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اطالیہ اور جرمنی نے یوگوسلافیہ کی سرحدود پر سامان جنگ جمع کرنا شروع کر دیا ہے۔ اطالوی فوجیں البانیہ کے راستے سے یوگوسلافیہ کی حدود پر پہنچ چکی ہیں اور دوسری طرف جرمن فوجیں اپنے پورے سازوسامان کے ساتھ آسٹریا سے گزر کر یوگوسلافیہ کی شمال مغربی سرحد پر جمع ہو گئی ہیں۔

—— اطالیہ اور جرمنی کا مطالبہ یوگوسلافیہ سے یہ ہے کہ وہ برلن روم محور میں شامل ہو جائے۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ یوگوسلافیہ اس مطالبے کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

—— حالات سے یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اگر یوگوسلافیہ نے برلن روم محور کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا تو چند دنوں کے اندر اندر دونوں طرف سے اس پر حملہ کر دیا جائے گا۔

—— واشنگٹن ۱۰ راگست۔ صدر روزویلٹ نے اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں جس کی رو سے فلپائن کو ۱۹۴۶ء میں آزاد کر دیا جائے گا۔

—— طہران ۱۰ راگست۔ آجکل ایران کی مردم شماری ہو رہی ہے گذشتہ مردم شماری کے وقت آبادی ایک کروڑ پچاس لاکھ تھی۔ لیکن اب امید کی جاتی ہے کہ ایران کی آبادی دو کروڑ کے قریب ہو گی۔

—— لندن ۱۰ راگست۔ مسٹر چیمبرلین وزیراعظم برطانیہ کا خیال ہے کہ بین الاقوامی صورت حالات کے درست ہونے کے دن بہت قریب آ گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے عام انتخابات کی تاریخ ۲۵ راکتوبر مقرر کی ہے۔

—— قاہرہ ۱۰ راگست۔ مصری پولیس قاہرہ کے اطالوی باشندوں کے مکانوں کی تلاشیاں لے رہی ہے۔ ان سب کا تعلق روم کے فاشی مرکز سے ہے

—— قاہرہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ حکومت مصر نے جدہ مکہ اور عرفات کے درمیان عظیم الشان پکی سڑک کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ سے چھ ہزار پونڈ منظور کئے ہیں اور حرمین شریفین کی بعض تعمیری اصلاحات کیلئے ۹۲ پونڈ کی منظوری دی گئی ہے۔

—— قاہرہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ آجکل اطالوی حملہ کے خطرہ کے پیش نظر ہے۔ نہر سویز کی نگرانی خاص طور پر کی جا رہی ہے۔ غیر معمولی حفاظتی تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ بندرگاہ سعید سے تمام اطالوی نکال دیئے گئے ہیں۔

—— ترکی پارلیمنٹ کا موجودہ سیشن ختم ہو گیا ہے اس کے آخری اجلاس میں بین الاقوامی مسائل اور ترکی گورنمنٹ کی سیاسیات پر وزیر خارجہ نے ایک طویل تقریر کی۔

—— دوران تقریر میں وزیر موصوف نے کہا کہ ہم ایسا امن چاہتے ہیں جو ہمارے شرف و عظمت کو برقرار رکھے۔ اگر ایسا نہیں ہو تو ہم لڑنا مرنا اور فتح حاصل کرنا بھی جانتے ہیں۔

—— پیرس ۱۰ راگست۔ فرانس اور ترکی کے تجارتی معاہدہ کی گفت و شنید کامیاب ثابت ہوئی۔ معاہدے کی شرائط حکومت ترکیہ کی منظوری کے لئے انقرہ روانہ کر دی گئی ہیں۔

—— لندن ۹ راگست۔ آج ملک معظم نے بحری بیڑے کا معائنہ کیا۔

—— لندن ۹ راگست۔ لندن کی فضا میں ہوائی جہازوں کی مشقی جنگ جاری ہے معلوم ہوا ہے کہ اس مشقی جنگ سے اس امر کا یقین ہو گیا ہے کہ برطانیہ کی فضائی طاقت اتنی مضبوط اور مستحکم ہے کہ دنیا کی اور کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۵۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ حسنہ ولد محمد ذات لوہار سکنہ کوٹ دیوان تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۶ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے۔ ہذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ وریام ولد غلام ذات کھوکھر سکنہ روڈہ سلطان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۶ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ امیر چند و دھوا رام ولد امیر چند ولد کھوتہ رام ذات گکھوں سکنہ ساہجر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۱ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

قاعدہ ۱۔ منجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ منکہ سدانند ولد لعل چند ذات گندر سکنہ جھنگ شہر تحصیل و ضلع جھنگ نے زیر دفعہ ۹۔ ایکٹ مذکور ایک درخواست دیدی ہے اور یہ کہ بورڈ نے بمقام صدر جھنگ درخواست کی سماعت کے لئے یوم مورخہ ۲۲ ۸/۳۹ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور صدر جھنگ کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔

تحریر مورخہ ۲۶ ۶/۳۹

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شناخت حق ایک ذریعہ ــــــ خدائی تائید اسکے ساتھ ہوتی ہے

تیسرا ذریعہ حق کی شناخت کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی معیت سچے مذہب اور اہل حق کیساتھ ہوتی ہے اور وہ سچے مذہب اور اہل حق کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور ان کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا باغ اور اس کے پھل ہوتے ہیں اور یہ کبھی کسی شخص نے نہ دیکھا ہوگا کہ ایک شخص باغ لگا کر خود اسکی طرف سے غافل اور لاپرواہ ہو جاتے نہیں بلکہ وہ اسکی آبپاشی شاخ تراشی و حفاظت وغیرہ تمام امور کا جو اس کی سرسبزی اور شادابی کے لئے ضروری ہوتے ہیں پورا پورا اہتمام کرتا ہے۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ اپنے راستبازوں اور اپنی طرف سے بھیجی ہوئی صداقتوں کی تائید کے لئے ہمیشہ تازہ بتازہ تائیدات سماوی بھیجتا رہتا ہے۔ جن کی روشنی میں صادق چلتے اور انہیں سے شناخت کئے جاتے ہیں اب اس معیار پر عیسائی مذہب اور اس کے عقائد کو آزما کر دیکھ لو تو ظاہر ہو جائے گا کہ اس میں بجز بوسیدہ ہڈیوں اور مردہ باتوں کے اور کیا رکھا ہے۔ اس بات کو تمام پادری صاحبان مانتے ہیں کہ عیسائی مذہب میں اس وقت ایک بھی شخص ایسا نہیں جو اپنے مذہب اور اسکے عقائد خون مسیح کی سچائی پر تائیدات سماوی کی مہر لگا سکے۔ یہ تو بڑی بات ہے میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ انجیل کے اقرار دادہ نشانوں کے مطابق تو شاید ایک بھی ایماندار عیسائی کا دنیا کے پردہ پر پایا جانا امر محال ہے۔

(۲۴ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ــــ حضرت مولانا صدرالدین صاحب ۱۳ر اگست کو واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں اور درس قرآن کا سلسلہ باقاعدہ شروع کر دیا ہے۔

ــــ جناب ایم موسیٰ خانصاحب کشمیر بدستور پریشانی میں مبتلا ہیں ان کا صاحبزادہ ایک مقدمہ قتل میں ماخوذ ہے۔ خانصاحب موصوف تمام احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اُن کے اور ان کے صاحبزادے کے لئے ہر روز درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کے لئے دعا کا خاص طور پر ارشاد فرمایا ہے۔

ــــ جناب قاضی شیر محمد صاحب مبلغ علی پور بیمار ہیں ان کے لئے بھی دعائے صحت کی جائے۔

ــــ ہماری جماعت بغداد کے احباب خدمت دین کے لئے ہر رنگ میں قربانیاں کر رہے ہیں چنانچہ سید تصدق حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اخویم سلطان محمد صاحب اکیلریشن بصرہ نے لٹریچر کی مفت تقسیم کے لئے نصف پونڈ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ دیگر احباب جماعت کے لئے یہ قابل تقلید مثال ہے، مفت لٹریچر کی اشاعت خدمت اسلام کا ایک اہم حصہ ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس نیک کام میں حصہ لینے کی توفیق دے۔

(جائینٹ سیکرٹری)

ــــ مینجر صاحب اخبار پیغام صلح خریدار صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے بقایاجات بہت جلد ادا فرما دیں اخبار کو روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔

”میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ جناب مولوی احمد یار صاحب ایم اے ایم او ایل)

مصر

ہمارے البانوی بھائی مصر میں بدستور خدمت دینی میں مصروف ہیں۔ اخباروں کے تازہ پرچے جو انہوں نے مرکز میں ارسال کئے ہیں اُن کے مطالعہ سے حالات نہایت امید افزا نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اب مصر کے لوگ بھی جو اس سے قبل تحریک احمدیت کے متعلق قسم قسم کے اوہام اور غلط فہمیوں میں مبتلا تھے اصل حقیقت سے آگاہ ہونے لگے ہیں، اب ان پر اچھی طرح واضح ہوتا جا رہا ہے کہ احمدیت اور قادیانیت بالکل الگ الگ تحریکیں ہیں۔ ان کا آپس میں دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ تحریک احمدیت کے بانی خدا کے برگزیدہ مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ انہوں نے اس تحریک کی بنیاد مسلمانوں میں قوت عمل پیدا کرنے اور انہیں ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے رکھی تھی مگر تحریک قادیانیت کے بانی جناب مرزا بشیر الدین محمود ہیں جن کے ورثہ اخلاق کے متعلق خود ان کے مریدوں میں بہت سی چہ میگوئیاں ہوتی ہیں انشاءاللہ تعالیٰ ہمارے البانوی بھائیوں کی کوششوں سے قادیانیوں نے جو اس پاک تحریک کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کر رکھی ہیں بہت جلد دُور ہو جائیں گی اور اس کا منور چہرہ آفتاب نصف النہار کی طرح چمکنے لگے گا۔

قادیانی مبلّغ کا افسوسناک بیان

مصر کے ایک اخبار میں قادیانی مبلغ کا ایک بیان چھپا ہے۔ بیان کیا ہے! افتراءات اور بہتانات کا پلندہ ہے۔ آج تک تو قادیانی حضرات کو مصر میں بولنے کی جراءت نہ ہوئی مگر ہماری کامیابی کو دیکھ کر یہ کب خاموش رہ سکتے تھے۔ محض ہمارے بھائیوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ان کا مبلّغ فلسطین کے ایک کونے سے بولا ہے کہ پیغامیوں (یعنی ہمارے البانوی بھائیوں) نے جو کتب کمیشن کے سامنے پیش کی ہیں بیشک وہ کتابیں تو حضرت مسیح موعود کی تصنیف کردہ ہیں لیکن ان میں آپ نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہے۔ ان سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے بعد کی کتب میں آپکا اقرار موجود ہے“۔ یہ ہیں قادیانی مبلغ۔ یہ ہیں ان کے عقائد اور یہ ہے حضرت اقدس کی عزت ان کی آنکھوں میں۔ جب وہ لوگ یہ پڑھیں گے تو ضرور دل میں سوچیں گے کہ خدایا یہ نبی کیسا ہے کہ کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ۔ لیکن انہیں اس سے کیا۔ ان کا مقصد تو پیغامیوں کو نیچا دکھانا ہے حضرت اقدس کی عزت رہے یا نہ رہے سلسلہ بدنام ہوتا ہے تو ہوتا رہے اس کے جواب میں مرکز سے حضرت اقدس کی آخری کتاب ”حقیقۃ الوحی“ کمیشن کو بھیجی گئی ہے۔ جس کا آخری حصہ جو عربی زبان میں ہے اور الاستفتاء کے نام سے موسوم ہے اس میں بھی حضرت اقدس نے بالوضاحت لکھدیا ہے

انقطعت النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و لا نبی بعدہ۔ یعنی آنحضرت صلعم کے بعد نبوت بند ہوگئی لہذا اب آپکے بعد کوئی نبی نہیں پھر دوسری جگہ اس استفتاء میں فرماتے ہیں سمیت نبیا من اللہ تعالیٰ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرا نام نبی مجازی طور پر رکھا ہے نہ حقیقی طور پر۔ اس قسم کے اور بہت سے اس میں حوالجات ہیں جن پر نشان لگا کر انہیں بھیجد یئے گئے ہیں، اس سے آپ قادیانیوں کی تبلیغ اور دیانتداری کا اندازہ لگا سکتے ہیں البانوی تبلیغ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

ریاستہائے ملایا

ہمارے بھائی عبدالحمید صاحب وہاں سے لکھتے ہیں کہ آپکا خط ملا۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے رات دن تبلیغ اسلام میں مصروف ہوں۔ جماعت کی توسیع کے لئے بھی خوب کوشاں ہوں امید ہے اللہ ذوالجلال جلد از جلد میری کوششوں کو بار آور فرمائے گا۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی اردو تفسیر بیان القرآن سے خوب تبلیغ ہو رہی ہے۔ جس کو پڑھنے کے لئے دیتا ہوں وہی اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض قادیانی حضرات سے ملاقات کرنے کا موقع ملا وہ بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت فرمائے۔

جنوبی افریقہ

اسمٰعیل داؤد محمد صاحب و یونس محمد احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ آپکے رسائل ملے۔ ان کے مطالعہ سے دل کو اطمینان و سکون حاصل ہوا۔ آپکے انگریزی رسائل ہم نے غیر مسلموں کو بھی دیئے جن کے پڑھنے سے وہ بھی بہت محظوظ ہوئے اور اب اسلام کے متعلق مزید لٹریچر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مہربانی فرما کر اس قسم کا لٹریچر ضرور بھیجا فرما دیں۔ یہاں کے لوگوں کی نہایت ہی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ بجائے غیروں کو اسلام میں داخل کرنے کے محض چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کو کافر بناتے رہتے ہیں اس قوم سے اسلام کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ اس وقت آپ کی ہی انجمن ہے جو صحیح طور پر خدمت اسلام کا کام کر رہی ہے اللہ تعالیٰ اسے ابدالآباد تک قائم رکھے۔ آمین۔

جاپان کے مذاہب

اگرچہ جاپانی زیادہ تر بدھ مت اور شانتو مت کے پیرو ہیں۔ تاہم اسلام اور عیسائیت کی تبلیغ وہاں بڑے زور شور سے ہورہی ہے شانتو مت اور بدھ مت جاپان کے دو عظیم مذاہب ہیں۔

شانتو مت زیادہ تر قدرتی مظاہر اور آباؤ اجداد کی پوجا سے تعلق رکھتا ہے۔ جاپانیوں کے دلوں میں قدرتی مظاہر اور مناظر کا بہت احترام ہے، پودوں درختوں اور پھولوں کے وہ بیحد مشتاق ہیں اس لئے وہ اپنے گھروں کے سامنے پھولوں کے خوبصورت تختے لگاتے ہیں طرح طرح کے مختلف رنگوں کے پھولوں کو اس طرح آپس میں ملا کر بوتے ہیں کہ پھولوں کے رنگوں کا تناسب دیکھنے والوں کی آنکھوں میں طراوت پیدا کر دیتا ہے یہ بھی ایک آرٹ سمجھا جاتا ہے اور پھولوں کی سجاوٹ بھی ایک مذہبی خدمت متصور کی جاتی ہے۔

سورج کی دیوی کا نام امتیراسو رومی کامی بیان کیا جاتا ہے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اپنے بھائی سوسا نو نو مکوتو سے اس کی لڑائی ہو گئی وہ خفا ہو کر ایک غار میں چھپ گئی اور تمام روئے زمین پر تاریکی چھا گئی لوگ بہت حیران ہوئے کہ اب کیا کیا جائے انہوں نے جا کر اس سے التماس کی کہ دیوی باہر آؤ اور آ کر دنیا کو منور کرو ہمیں سخت مصیبت کا سامنا ہو رہا ہے۔ اس کے بعد مردوں اور عورتوں نے ناچنا اور گانا شروع کر دیا روٹھی ہوئی دیوی بڑی مشکل سے غار سے نکلی اور دنیا پھر سے منور ہو گئی

چونکہ اب دنیا والوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ سورج کی دیوی کے روٹھنے کے نتائج بہت تکلیف دہ رونما ہوتے ہیں، اس لئے انہوں نے اس کی پرستش شروع کر دی پرستش ناچنا اور گانا مقرر ہوئی کیونکہ ناچ اور گانے کی آواز سن کر ہی وہ باہر نکلی تھی۔

انہوں نے دیوی کی یاد میں بہت سے مندر تعمیر کرنے اور ان مندروں میں دیوی کے مجسموں کے سامنے ناچنا شروع کیا، آئینہ تلوار برچھی اور مقدس پوشاک تقدیس، نیکی اور عبادت گذاری کے نشانات تصور کئے گئے

شانتو مت کے پیرو جاپان کے طول و عرض میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں شہنشاہ جموں کا مقبرہ اور حسنا نقاہ جو کاشیا وارا کے مقام پر ہے جاپان کی بڑی بڑی عبادت گاہوں میں شمار ہوتے ہیں۔

جاپانیوں کے مکان میں بھی چھوٹی چھوٹی عبادتگاہیں ہوتی ہیں وہاں سرماء خاص خاص مذہبی رسومات ادا کی جاتی ہیں جو عموماً مردوں چاولوں یا پھولوں اور پودوں کے متعلق ہوتی ہیں جاپانی اپنے بزرگوں کی بیحد عزت کرتے ہیں اور اسے بھی عبادت سے تعبیر کرتے ہیں

گھریلو عبادت گاہوں کے علاوہ جاپان میں جا بجا عبادتگاہیں خانقاہیں اور مندر وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ چاولوں کے دیوتا یا زراعت کے دیوتا کی بھی پرستش کرتے ہیں، ان عبادتگاہوں کے دروازوں پر لومڑیوں کے مجسمے نصب کر دیئے جاتے ہیں۔

جاپان میں کنفیوشس ازم کی ترویج چھٹی صدی میں ہوئی تھی یہ مذہب کوریا اور چین کی مشنریوں نے یہاں پھیلایا تھا۔ اس مذہب کو جاپان کے مذاہب میں دوسرا درجہ حاصل ہے اس مذہب کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ رعایا کو راعی کا وفادار رہنا چاہیئے یہ مذہب شانتو مت کے اصولوں پر بھی بہت حد تک اثر انداز ہوا ہے۔

اس دلچسپ حقیقت کو بیان کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بدھ مت کے اصول بھی کنفیوشس ازم پر بہت بری طرح اثر انداز ہوئے ہیں لیکن پھر بھی زیادہ زور کنفیوشس ازم کا ہے اور بہت سی یونیورسٹیوں اور سکولوں میں کنفیوشس ازم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

شہنشاہ تینجی کے عہد میں یعنی آج سے ۱۲۶۴ سال پہلے ایک یونیورسٹی کھولی گئی اس کے بعد یکایک ملک میں جا بجا سکول اور کالج کھلنے لگے اور تعلیم عام ہونے کے ساتھ کنفیوشس ازم بھی عام ہونے لگی۔ یعنی ان سکولوں اور کالجوں میں کنفیوشس ازم کی تعلیم دی جانے لگی۔

(شاہد)

قرآن کریم بے نظیر کتاب ہے۔ حضرت محمد صلعم بے مثال ہادی ہیں

جرمن ترجمۃ القرآن کی تکمیل ـــــ ہر ہٹلر کو مطالعہ قرآن کی دعوت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب

انہ لقراٰن کریم فی کتٰب مکنون لا یمسہ الا المطھرون تنزیل من رب العالمین (الواقعہ ۵۶: ۷۷-۸۰)

ترجمہ:- یقیناً یہ قرآن نفع پہنچانے والا ہے، محفوظ کتاب میں سوائے پاکوں کے اسے کوئی نہیں چھوتا۔ جہانوں کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

وانہ لکتٰب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (حٰم السجدہ)

ترجمہ:- اور وہ یقیناً غالب آنیوالی کتاب ہے۔ باطل نہ اس پر اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے وہ حکمت والے تعریف کئے گئے (اللہ) کی طرف سے اتاری گئی ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرا (الاحزاب)

ترجمہ:- یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

بے نظیر کتاب اور بے مثال ہادی

میں نے جو آیات تلاوت کی ہیں۔ ان میں ایک حصہ قرآن کریم کے متعلق ہے اور ایک حصہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ قرآن کریم جیسی اعلیٰ کتاب دنیا میں اور قطعاً کوئی نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہادی اور کامل پیغمبر اور انسانیت کا کمال اپنے اندر رکھنے والا بشیر بھی دنیا میں دوسرا کوئی نہیں ہوا۔ قرآن کریم کے متعلق ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ یہ ایک لکھی ہوئی محفوظ اور نفع پہنچانیوالی کتاب ہے۔ اس کی برکات کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا اور دوسری جگہ فرمایا کہ یہ ایک غالب رہنے والی کتاب ہے۔ اس کی تعلیمات پر آگے سے زد پڑتی ہے نہ پیچھے سے۔ اس کی تعلیمات کی ضرور تعریف کی جائیگی اور انہیں زمانہ قبول کریگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اندر تمہارے لئے ایک نیک نمونہ ہے

قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق دعاوی

قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بڑے بڑے دعوے ہیں اور وہ بہت ہی مشکل دعوے ہیں ان کو پورا کرنا قطعاً کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور ایسے دعوے صرف خدا تعالیٰ ہی کرسکتا ہے جو قیامت تک کے تمام واقعات سے واقف ہو ـــــ ذرا غور کیجئے کہ کتنا بڑا دعوے ہے کہ قرآن کریم بہترین کتاب ہے۔ اس سے اعلیٰ اور بہتر کتاب تا قیامت اور کوئی نہیں ہوگی اور یہ کتاب ہمیشہ محفوظ و بے نظیر پائی جائیگی۔ ہر زمانہ میں فائدہ رساں ہوگی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے بے نظیر نمونہ رہینگے ـــــ ان باتوں پر ہر ایک مسلمان یقین رکھتا ہے اور اسی یقین کو لیکر ہر ایک مسلمان اسلام اور اس کی تعلیمات اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بے دھڑک پیش کرسکتا ہے۔

جرمن ترجمۃ القرآن کی اشاعت ـــــ ہر ہٹلر کے نام خط

دو تین دن ہوئے میں نے ہر ہٹلر (جرمنی کے ڈکٹیٹر) کو ایک مختصر خط لکھا ہے۔ ابھی پرسوں کی بات ہے یا اس سے ایک دن پہلے کی کہ ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب (امام مسجد برلن) کی طرف سے اطلاع ملی کہ جرمن ترجمۃ القرآن مکمل ہوگیا ہے۔ میں نے یہ اطلاع ملتے ہی فوراً ایک خط ہر ہٹلر کو تحریر کیا اور اس میں یہ باتیں مختصر طور پر لکھیں کہ آپ یقیناً بہت بڑے آدمی ہیں اور ایک بڑا آدمی دوسرے بڑے آدمیوں کی باتیں سننے اور ان کے حالات کا مطالعہ کرنے کا یقیناً مشتاق ہوتا ہے اس جرمن ترجمۃ القرآن کے مطالعہ سے آپ کو ایک ایسی کتاب اور ایک ایسی عظیم الشان ہستی کا علم حاصل ہوگا جنہوں نے دنیا کے بہت بڑے حصہ پر گہرا اثر ڈالا اور آج تیرہ چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی وہ اثر موجود ہے اور وہ ہستی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ بادشاہ بھی ہیں اور ایک عظیم الشان مذہب کے بانی اور ایک زبردست اور بے نظیر اخوت کی بنیاد ڈالنے والے، حضور نے ایسے کمالات دکھائے جن کی دوسری کوئی مثال دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہل اور وحشی بدوؤں کو دنیا کے قائد بنا دیا

قرآن کریم اخلاق نبوی کا فوٹو ہے

اس قسم کا عظیم الشان انقلاب پیدا کرنیوالے انسان کے حالات معلوم کرنے کیلئے قرآن کا جاننا کافی ہے۔ کیونکہ قرآن کا جاننا محمد رسول اللہ کا جاننا ہے۔ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم قرآن کو نہیں پڑھتے ہو۔ قرآن ہی میں اخلاق نبوی کا پورا نقشہ (کان خلقہ القراٰن) موجود ہے۔ کیونکہ حضور قرآن کریم پر بہترین عمل کرنیوالے تھے۔ قرآن کا پڑھنا اخلاق نبوی کو جان لینا ۔۔ ایک ہی بات ہے۔ یہی بات میں نے ہر ہٹلر کو لکھی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ امید ہے آپ کچھ وقت اس ترجمہ قرآن کو پڑھنے پر صرف کریں گے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔

قرآن کریم کی اپنے متعلق پیشگوئی

قرآن کریم نے اپنے متعلق جو دعویٰ کیا ہے کوئی انسان اپنی کتاب کے متعلق اس قسم کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

قرآن کریم کے سوا اور کوئی الہامی کتاب موجود نہیں ہے

وید۔ انجیل۔ توریت۔ ژند اوستا الہامی کتابیں ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی صحیح اور اصلی حالت میں موجود نہیں ہے۔ موجودہ توریت حضرت موسیٰ کی کتاب نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ موسیٰ مر گیا۔ انجیل کے متعلق خود عیسائیوں کو اعتراف ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ کے قریباً سو سال بعد لکھی گئی۔ یہ دراصل حضرت عیسیٰ کی سیرت کے حالات پر مشتمل ہے لیکن وہ بھی اس زبان میں نہیں جو حضرت عیسیٰ بولتے تھے مرقس نے حضرت عیسیٰ کی وفات کے کوئی سو سال بعد روم جا کر یونانی زبان میں لیکچر دیئے لوگوں نے مرقس سے کہا کہ ان لیکچروں کو لکھ دو۔ آج یہ لکھے ہوئے لیکچر مرقس کی انجیل کہلاتی ہے۔ باقی تینوں انجیلیں بھی سوائے سیرت کے حالات کے اور کچھ نہیں۔ اصل انجیل نہ کبھی لکھی گئی اور نہ ہی کبھی پڑھی گئی۔ وید اور ژند اوستا کی حیثیت اس سے بھی کم ہے۔ سو اس زمانہ میں قرآن کریم کے سوا اور کوئی آسمانی کتاب ہی موجود نہیں ہے۔ کسی اور کتاب کے پڑھے جانے کا سوال تو الگ رہا

قرآن کریم کی حفاظت کا محیر العقول خدائی انتظام

قرآن کریم کے متعلق دعویٰ ہے کہ یہ کتاب پڑھی جائے گی اور محفوظ رہے گی۔ قرآن کریم کے پہلے حافظ تو خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضور کو قرآن کریم سے بیحد عشق تھا۔ دن رات اسے پڑھتے۔ لوگوں سے پڑھوا کر سنتے۔ حضور کی مثال سے سینکڑوں حافظ پیدا ہوئے اور انہوں نے بڑی محنت اور عشق سے اس کتاب کو اپنے سینوں میں محفوظ کیا۔ آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی یہ حالت ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں بھی بلا مبالغہ قرآن کریم کے لاکھوں حافظ موجود ہیں۔ جو لفظ بلفظ مکمل قرآن زبانی سنا سکتے ہیں اور اس طرح قرآن کریم سینہ بسینہ محفوظ چلا آتا ہے۔ دوسری الہامی کتابیں تو اول صحیح حالت میں نہیں ہیں۔ لیکن جس حالت میں بھی وہ موجود ہیں ان کا کوئی حافظ نہیں ہے۔

قرآن کریم سب سے زیادہ پڑھی جانیوالی کتاب ہے

پھر مسلمان روزانہ پانچ وقت نمازوں میں قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اسلامی گھروں میں صبح چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں فرشتوں کی طرح تلاوت قرآن میں مصروف ہوتے ہیں کہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی ایسا وقت نہیں ہوتا کہ کسی نہ کسی حصہ زمین پر یہ پانچ نمازیں نہ پڑھی جاتی ہوں۔ مثلاً یہاں ہندوستان میں جب فجر کی نماز پڑھی جاتی ہے تو عین اسی وقت کسی حصہ دنیا میں ظہر کا وقت ہوتا ہے کہیں عصر کا اور کہیں مغرب اور عشا کا۔ غرضیکہ ان پانچ نمازوں کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے اور ہر وقت قرآن پڑھا جاتا ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی چالیس اور ساٹھ کروڑ کے درمیان بیان کی جاتی ہے گویا اتنے مسلمان ہر لحظہ قرآن شریف پڑھتے ہیں ـــــ یقیناً قرآن شریف سب سے زیادہ پڑھی جانیوالی کتاب ہے اور اس کے مقابل دنیا میں اور کوئی کتاب نہیں ہے جو پڑھی جاتی ہو۔ یہ کتنی بڑی پیشگوئی ہے۔ کیا اس کا پورا کرنا کسی انسان کے اختیار میں ہے

قرآن کریم کے بلند معانی و مطالب اور حیرت انگیز کشش

پھر یہ کتاب اپنے معانی کے لحاظ سے بھی بہت بلند اور بے مثال ہے اس کے معانی اور مطالب سے جہاں ایک عالم پورا لطف اٹھاتا ہے۔ وہاں ایک بے علم اور عربی زبان سے نا واقف شخص بھی اس سے لطف اٹھاتا ہے۔ بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت سے بے علم اور غیر مسلم ہندو، سکھ، عیسائی اور اہل یورپ باوجود نہ سمجھنے کے لطف اٹھاتے ہیں۔ یہ کونسی طاقت ہے جس نے ان پڑھوں کے لئے اس کتاب میں لطف اور کشش رکھ دی ہے؟ ـــــ اس کے پڑھے جانے میں لطف ہے اس کے سنے جانے میں لطف ہے۔ اس کے معانی میں لطف ہے۔

قرآن کریم قابل فہم کتاب ہے

پھر یہ کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہو۔ کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ جو تمام زمانوں۔ ملکوں اور نسلوں کی ضروریات سے خوب واقف

طرح واقف ہے۔ ہندوستان کے بعض لوگوں نے امریکا اور جاپان جاکر ویدانت پر لیکچر دیئے ہیں۔ لیکن ویدانت کی باتیں کچھ اس قسم کی ہیں کہ انہیں کوئی سمجھ نہ سکا۔ بس یہی ان کی خوبی تھی۔ لیکن قرآن کریم کی باتیں نہایت معقول، مفید اور سمجھ آنے والی ہیں

دنیا کیلئے مستقل قابل تقلید اسوہ حسنہ

پیران آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ آپ کے اسوہ حسنہ میں تاقیامت انسانوں کی رہنمائی اور پیروی کے لئے ہر قسم کا نمونہ ملیگا۔ مصلحین وقتی طور پر اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسرا گال سامنے کردو۔ یہ تعلیم وقتی طور پر اچھی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جو شخص ایک عملی ضابطہ حیات اور اعلیٰ اخلاق کا طلبگار ہو رہا ہے وہ اس تعلیم کو اچھی نہیں کہہ سکتا ہے۔

مسیحی تعلیم کی ناکامی

آج ہر ہٹلر جرمنی کے چھینے ہوئے علاقے واپس لے رہا ہے جو جنگ عظیم کے بعد دوسروں نے زبردستی اس سے چھین لئے تھے اگر وہ حضرت مسیح کی اس تعلیم پر عمل کرے تو ان علاقوں کو واپس لینے کی بجائے یہ کہے کہ باقی علاقے بھی تم لے لیو۔ ہر ہٹلر نے اس بارہ میں مسیحی تعلیم کی نہیں بلکہ اسلامی تعلیم کی پیروی کی ہے . . . .

. . . .

. . . .

حضرت نبی کریم نے بادشاہت کا بےنظیر نمونہ پیش کیا

حضرت نبی کریم نے بادشاہت اور حکومت کا جو اسوہ حسنہ پیش کیا ہے یقیناً وہی قابل تقلید ہے۔ آپ بادشاہ تھے تاج و تخت کے مالک تھے۔ لیکن کوئی تخت تھا نہ تاج۔ آج کوئی نواب یا رئیس اس سے بھی ہو جائے تو اس کی امنگیں یہ ہوتی ہیں کہ مکان اچھا ہو بیوی کے لئے سونے کے زیور ہوں۔ سواری کیلئے موٹریں ہوں۔ جو لوگ راجاؤں اور نوابوں کے حالات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان میں کس قدر نفسانیت اور تن پروری ہوتی ہے۔ دن رات انہیں یہی خیال لگا رہتا ہے کہ میرا محل ہو باغات ہوں۔ ایک محل موجود ہے تو دوسرا ہو . . . .

لباس در لباس تیار کرائے جاتے ہیں۔ موٹروں پر موٹریں خریدی جاتی ہیں

حضورؐ کی سادگی و بےنفسی

لیکن ہر انسان ابی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تخت کی ضرورت ہے۔ تاج کی حاجت اور نہ محلات کی تمنا جس حجرہ میں رہتے ہیں وہی کافی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بیویوں کے حجرے ہیں لاڈلی بیٹی فاطمہؓ آتی ہیں کہ ابا جان آٹا پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ گھر بار کا سارا کام خود کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے لوگوں کے پاس نوکر ہیں۔ ایک خادمہ مجھے بھی عنایت فرمائیں۔ حضورؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم تم کو ایک وظیفہ بتاتے ہیں جس کے پڑھنے سے آپ کو خادمہ کی حاجت ہی نہ رہے ——— اپنے گھر میں جب بتایا وظیفہ ہی بتایا۔ حضورؐ کی غذا نہایت سادہ تھی۔ کھجور کھا لیتے تھے اونٹنی کا دودھ پی کر گزارہ کر لیتے تھے۔ مہینوں گھر میں آگ جلانے کی نوبت نہ آتی۔

ایک قابل غور واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضورؐ کے حجرہ میں جو مسجد سے ملحق تھا گیا دیکھتے ہیں کہ حضورؐ ایک کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے اور چٹائی کے نشان جسم مبارک پر لگے ہیں۔ بس یہی چٹائی حضورؐ کے محل شاہی یعنی حجرہ کا فرنیچر ہے۔ حضرت عمرؓ رو پڑے اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ قیصر و کسریٰ دنیا کے معمولی بادشاہ ہیں لیکن عظیم الشان محلات میں رہتے ہیں۔ آپ تو دین دنیا دونوں کے بادشاہ ہیں اور اس معمولی حجرہ میں گزر کر رہے ہیں ——— آجکل کا کوئی انسان ہوتا تو کہہ دیتا کہ ہاں یہ پیغمبری اور بادشاہت کیا ہے مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ لیکن حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو یہ جواب دیا کہ یہ قیصر و کسریٰ کی بادشاہت چند روزہ ہے لیکن ہمارا اجر غیر منقطع ہے۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ اے عمرؓ میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں تمہارے ہاتھ میں دیکھتا ہوں اور فرمایا انا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح۔ میں دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہتا ہوں۔ جو چلتے چلتے ایک درخت کے سائے میں آرام کرنے کو ٹھہر جائے اور پھر چل دے۔

بادشاہت میں فقیری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اپنی جدوجہد کا اجر کسی سے نہیں مانگتے۔ ہمارا اجر جناب الٰہی کے پاس ہے ——— ذرا غور کیجئے کہ زور بازو سے سلطنت حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد بھی فقر و فاقہ ہی میں بسر کرتے ہیں۔ کوئی شاہی محل تعمیر ہوتا ہے نہ تاج و تخت بنتا ہے۔ وہی سادہ اور فقیرانہ کھانا اور لباس ہے۔ دن بھر خدمت خلق میں مصروف رہتے ہیں رات عبادت میں بسر ہوتی ہے ——— یہ کیفیت بادشاہت حاصل کرنے کے بعد بھی بدستور قائم رہتی ہے۔ آج کوئی ای۔ اے سی بھی ہو جائے تو صبح آٹھ بجے سے پہلے نہیں اٹھتا۔ میرے ایک عزیز دوست ڈپٹی کمشنر ہیں۔ ایک دفعہ میں ان کے شہر میں گیا اور انہیں کہلا کر بھیجا کہ میرے پاس وقت بہت کم ہے۔ آپ مجھے کل صبح بہت سویرے ملاقات کیلئے کوئی وقت دیدیں۔ انہوں نے نہایت خلوص کے ساتھ لکھ بھیجا کہ ہاں ضرور آپ نو بجے تشریف لے آئیں۔ گویا نو بجے صبح ان کے نزدیک بہت سویرا تھا

تاریخ عالم میں بےمثال شخصیت

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر باقاعدہ تہجد کے لئے اٹھتے رہے۔ تکلف سے کوئی ایک دن اٹھ سکتا ہے دو دن اٹھ سکتا ہے۔ ساری عمر تکلف سے اٹھنا ناممکن ہے کیا دنیا بھر کی تاریخ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اور کوئی بشر ہے کہ ایک لاجواب مذہب کا بانی اور بےنظیر سلطنت کا بانی اور ایک بےمثال قوم کا بانی ہو۔

ہم بڑے فخر کیساتھ اپنی کتاب اور رسول کو پیش کر سکتے ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ بیشک آج مسلمانوں کی حالت کمزور ہے لیکن ہمارا دین اور ہمارا پیغمبر آج بھی سب سے بلند نظر آتے ہیں۔ اور ہم بڑے فخر اور اطمینان سے ان کو ہر جگہ اور ہر ایک ملک میں پیش کر سکتے ہیں اور دنیا کی جملہ مشکلات کا حل حضورؐ کی پیروی کرنے میں ہے۔ آپ دعا کریں کہ ہر ہٹلر کو میں نے جو اس خط کے ساتھ جرمن ترجمۃ القرآن بھیجا ہے۔ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ دعا مسلمان کا بہت بڑا حربہ ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے قبولیت دعا کے بڑے بڑے کرشمے دیکھے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کوئی شخص الفت اور صدق سے قرآن کریم کا مطالعہ کرے تو وہ اس کا ضرور گرویدہ ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری دعا کو قبول فرمائے آمین۔

ضروری اطلاع

زکوٰۃ کی اپیلیں جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو اور بعض احباب کو فرداً فرداً بھیجی گئی ہیں۔ سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ جماعت کے صاحب استطاعت احباب سے زکوٰۃ وصول فرما کر خزانہ انجمن میں بھجوا دیں فرداً فرداً بھی احباب سے درخواست ہے کہ امید ہے فرضیت زکوٰۃ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مضمون انہوں نے پڑھ لیا ہوگا۔ لہذا اس اہم فریضہ کو ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

نوٹ:۔ یہ مضمون پیغام صلح کی پیش نظر اشاعت میں درج ہے۔

اسسٹنٹ سکرٹری تکمیل و تبلیغ

یوم جمعہ یکم رجب المرجب ۱۳۵۸ ہجری

قومیں عمل اور جہاد سے زندہ رہتی ہیں

ہم جہاد کے قائل ہیں

دنیا میں جو قومیں اپنے خیالات اور معتقدات کے لئے جہاد اور سعی نہیں کرتیں انہیں صفحۂ ہستی سے ناپید کر دیا جاتا ہے۔ ہر قوم اپنے نصب العین اور اس سے متعلقہ معتقدات سے زندہ ہے جب کسی قوم کے تصورات اور معتقدات مرتے ہیں ساتھ ہی وہ قوم بھی ایک آخری ہچکی لیکر ختم ہو جاتی ہے ——— نٹشے نے واقعی خوب کہا تھا "کہ انسانی دنیا درحقیقت حسیات اور خیالات کی دنیا ہے آج تک جتنے نظریئے قائم ہوئے ان میں ہی حسیات کارفرما رہی ہیں اور ان خیالات اور حسیات کا واحد مرکز عزم للقوۃ ہے" یعنی ہر قوم کے خیالات اور تصورات کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ دنیا پر چھا جائیں اور ان کی روشنی میں باقی تمام نظریئے اور لائحۂ عمل ماند پڑ جائیں اور اس قوم کی سطوت اور قوت ہر نظریئے پر اور ہر ادارے پر مسلط ہو جائے۔ مگر ایسا کب ہوا کرتا ہے جب وہ قوم جوان خیالات اور معتقدات کی حامل ہے غائیت درجہ کی محکم اور صالح ہو۔ تو ہیں صرف عمل اور روح جہاد سے مرغوب ہوا کرتی ہیں اور صرف اس شوق عمل اور جوش جہاد سے زندہ جاوید ہو جایا کرتی ہیں عمل اور جہاد کا یہ مطلب نہیں کہ انسان تلوار لیکر کھڑا ہو جائے اور کہے یا تو میرے خیالات کو تسلیم کرو ورنہ شمشیر کے معیار پر ہمارا اور تمہارا فیصلہ ہوگا یوں نہیں یہ تو بربریت ہے جسے عقل سلیم قبول نہیں کر سکتی یوں تو محض تلوار کے زور سے ہلاکو اور چنگیز نے بھی اپنا سکہ منوا لیا تھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک مصلح اور پیغمبر ہلاکو اور چنگیز کے مترادف ہیں حالانکہ وہ خیالات اور پیغام جو ایک مامور اور پیغمبر دنیا میں لیکر آتا ہے اُن کو اگر پھیلنے سے بذریعہ شمشیر روکا جائے تو پھر دفاعی طور پر تلوار اُٹھانا عین تقاضائے حریت اور آئین انسانیت ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تمام مذہبی جنگیں دفاعی جنگیں ہیں اعلائے کلمۃ اللہ اور دفاعی جنگیں مل جل کر اسلام کی تقویت کا باعث ہوئے ہیں۔ متواتر تیرہ سال تک آنحضرت صلعم نے مکہ میں کونسی تلوار چلائی تھی اور پھر کیا مدینہ میں بیٹھ کر جتنی جنگیں ہوئیں وہ دفاعی جنگیں نہ تھیں؟

چنانچہ خدا اور خدا کا رسول جس جہاد کی تلقین اور ہدایت کرتے ہیں وہ صرف ایک بہادرانہ اشاعت اور تبلیغ کا جہاد ہے جس میں اخلاقی جرأت کمال کو پہنچی ہوئی ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فلا تطع الکفرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا

یعنی قرآن مجید کی اشاعت اور دنیا میں پہنچانے کو بھی جہاد ہی کہا گیا ہے بلکہ جہاد کبیر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور چنانچہ قرآن مجید کی تعلیم پر عمل اور اسکی اشاعت کو ہی صحیح اسلام تسلیم کیا گیا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

یعنی قرآن مجید کے معیار پر زندہ رہنا اور دوسروں کو زندہ رکھنا ہی حقیقی اسلام ہے۔ اور اسی جہاد کے متعلق ہی رسول پاک نے فرمایا ہے۔

الجھاد اربع الامر بالمعروف جہاد چار چیزیں ہیں اچھی باتوں کا حکم والنھی عن المنکر والصدق کرنا بری باتوں سے منع کرنا صبر اور فی مواطن الصبر وشنان اور آزمائش کے موقع پر سچ بولنا اور الفاسق (رواہ ابو نعیم) بدکار سے عداوت رکھنا۔

اور ایک اور جگہ آنحضرت صلعم کا فرمان درج ہے:۔

ایھا الناس ان اللہ تعالیٰ لوگو خدا فرماتا ہے اچھی باتوں کا یقول امروا بالمعروف و حکم کرو اور بُری باتوں سے منع کرو نھوا عن المنکر قبل ان قبل اس کے کہ تم پکارو اور میں تدعونی فلا اجیبکم وتسألونی نہ بولوں تم مانگو اور میں نہ دوں فلا اعطیکم وتستغفرونی تم مغفرت چاہو اور میں مغفرت فلا اغفر لکم (رواہ الدیلمی) نہ دوں۔

یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن مجید کے اخلاق کی دنیا میں اشاعت کرو اور اگر تم ان کی تبلیغ و اشاعت سے منہ موڑو گے تو یاد رکھو میں تم سے اپنا رشتہ قطع کر لوں گا اور اس وقت تمہاری

گریہ زاری کسی کام نہیں آئے گی سو مسلمانوں کی بقا صرف اسی امر میں ہے کہ وہ قرآن مجید کے اخلاق اور رسول کریم صلعم کے اسوہ حسنہ کو دنیا میں زندہ رکھیں اور یہی ان کا سب سے بڑا جہاد ہے اور اسی پر ہی مسلمانوں کے علماء اور سنجیدہ طبقہ کا ہمیشہ ایمان رہا ہے چنانچہ ایک جگہ مولانا ابو الکلام آزاد فرماتے ہیں "یہ کیسی عالمگیر غلطی ہے کہ اسلام کے جہاد کو صرف جنگ و قتال ہی میں محدود سمجھا جاتا ہے؟ افسوس کہ غیروں کے ساتھ تم بھی اس غلطی میں مبتلا ہو۔ ——— (حالانکہ) جہاد مقدس صرف اس سعی اور جد صالح کا نام ہے جو ایثار و جاں نثاری کے ساتھ راہ حق و صداقت میں ظاہر ہو اور اس کا سب سے بڑا اظہار امر بالمعروف اور دعوۃ حق و عدل ہے" چنانچہ اس کی پرزور تائید پچھلے دنوں ایک مصری فاضل جن کا نام ڈاکٹر ذکی علی ہے نے کی ہے اور اپنی ایک معروف کتاب میں لکھا ہے جس کا ذکر پیغام صلح مورخہ ۱۸ اگست میں وضاحت کے ساتھ ہو چکا ہے کہ "اسلام میں مذہبی جنگ یا جہاد محض دفاعی ہے اور مخصوص حالات کے اندر اس کی اجازت دی گئی ہے"

چند دنوں کی بات ہے کہ مجلس احرار کے بھی ایک ممتاز قائد نے مسلمانوں کی بھری مجلس میں اس امر کا اعلان کر دیا کہ عدم تشدد کی پالیسی غریب گاندھی کی نہیں بلکہ رسول عربی کی تیرہ سو برس کی پالیسی ہے"

علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم جہاد کے متعلق یہی نظریہ رکھتے تھے چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں شعر

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سو جماعت احمدیہ کا یہی مسلک رہا ہے اور ان مندرجہ بالا بیانات کی بندش اور ترکیب بہت حد تک احمدیت کی مرہون منت ہے احمدیت نے ہی قرآن مجید اور اسوۂ رسول کو اسکی روح کو از سر نو زندہ کیا ہے اور اس غلط فہمی کو دور کیا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کسی تلوار کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ اس اسلامی اور قرآنی جہاد کی قائل ہے اور ہمیشہ رہے گی اور آج بھی اسی میدان میں گامزن ہے اعلائے کلمۃ اللہ کرنا خدا اور خدا کے رسول کا نام بلند کرنا اخلاق کو قائم کرنا اور معائب کو دور کرنے کی کوششیں کرنا جماعت احمدیہ کا روشن نصب العین ہے۔ اور یہی وہ جہاد ہے جس کی وجہ سے وہ صفحہ ہستی پر قائم ہے اور قائم رہے گی اور اس جہاد سے اسے دنیا کی کوئی قوت روک نہیں سکتی اور اس کے قلب میں ماسوا اللہ کے کسی کا خوف نہیں کیونکہ وہ اس حقیقت سے خوب واقف ہے کہ

بیم غیر اللہ عمل را دشمن است
کاروان زندگی را رہزن است

ایس۔ محمد آصف، قادیانی۔ بی۔ اے۔

شذرات

ذلت کی انتہا

لکھنؤ کے شیعہ سنی تنازعہ سے مسلمان قوم کو جو اخلاقی، سیاسی اور اقتصادی نقصان پہنچ رہا ہے اور اس کی جو بے آبروئی ہو رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ اس آتش اتحاد سوز کی چنگاریاں ایک طرف بہار سے ہوتی ہوئی بنگال تک پہنچی ہیں۔ تو دوسری طرف پنجاب سے گزر کر انہوں نے سرحدی قبائل کو مشتعل اور آپس میں دست و گریبان کر دیا ہے۔ اغیار ہنس رہے ہیں اور مسلمانوں میں جو چند صحیح الخیال لوگ موجود ہیں وہ اپنی قوم کی شرمناک خانہ جنگی پر خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ لیکن اس ہنگامہ کے "مجاہدوں" کو کسی بات کا قطعاً کوئی احساس نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک تازہ خبر ملاحظہ فرمایئے:

"لکھنؤ ۱۵ اگست۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لکھنؤ نے زیر دفعہ ۱۴۴ احکام نافذ کئے ہیں جن کے ذریعہ لکھنؤ کے شیعوں کو قابل اعتراض نعرے لگانے اور ایسے جھنڈے اٹھا کر چلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے جن پر قابل اعتراض عبارت لکھی ہو۔ گھروں کی چھت پر کھڑے ہو کر تبرا بازی بھی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کریں گے انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ پولیس کو اختیارات دیئے گئے ہیں کہ وہ جس مکان میں چاہے داخل ہو سکتی ہے۔"

گویا اب یو۔پی پولیس کا ایک معمولی سے معمولی کانسٹیبل لکھنؤ کے بڑے سے بڑے شیعہ گھرانے کے زنانخانہ میں گھس کر انکی عورتوں کی بے پردگی کر سکتا ہے اور انہیں ڈرا دھمکا سکتا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ لیکن امید نہیں کہ یہ بے آبروئی اور ذلت بھی لکھنؤ کے "مجاہدوں" کے جوش خانہ جنگی پر کوئی اثر ڈالے ——— خدا جانے اس جنون کا انجام کیا ہوگا اور مسلمان قوم کو ابھی کونسی کونسی ذلتیں دیکھنا باقی ہیں۔

آریہ سماجی شورش کا انجام

حکومت حیدر آباد کے خلاف آریہ سماجی شورش ختم ہو گئی جن لوگوں کی نظریں حقائق پر تھیں انہیں روز اول سے ہی یقین تھا کہ یہ شورش جلد اپنی موت مر جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس شورش کے دوران میں ہم نے بارہا آریہ سماجی لیڈروں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم ممدود ریاست میں مذہبی آزادی کے طلبگار ہو جو پہلے ہی معقول وجائز حد تک ہر ایک مذہب و ملت کے افراد کو حاصل ہے۔ جو چیز حاصل ہو اس کے حصول کیلئے ہنگامہ آرائی اور شورش حماقت ہے۔ لیکن آریہ سماجیوں پر تعصب و اسلام دشمنی کا جنون سوار تھا۔ ان کے لیڈروں کو اپنی دکانوں کی رونق اور چندہ درکار تھا اس لئے انہوں نے کسی کی ایک نہ سنی۔ آخر چند ماہ گزرنے کے بعد جب رضا کاروں اور روپے کی فراہمی میں دشواریاں پیش آنے لگیں تب ان لوگوں کو دال آٹے کا بھاؤ معلوم ہوا۔

آریہ سماجیوں نے اپنی شورش حکومت نظام کے توضیحی بیان پر بند کی ہے اور اس بیان کو وہ اپنی کامیابی قرار دیکر آریہ سماج مندروں کی محفوظ چاردیواریوں اور اخبارات کے کالموں میں فتح کے ڈنکے بجا رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں اپنی شرارت پسندی، چھچھورپن اور بزدلی پر اظہار ندامت کرنا چاہیئے تھا۔ مذکورہ بالا بیان میں آریہ سماجیوں کو قطعاً کوئی نیا حق نہیں دیا گیا۔ حکومت نظام اس میں کسی اصولی مسئلہ پر بالکل نہیں جھکی۔ حیدر آباد کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے سرکاری حلقوں میں آریہ سماجیوں کے دعویٔ فتح و ظفر کا مضحکہ اڑایا جا رہا ہے۔ ایک سرکاری ترجمان نے اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے پر زور الفاظ میں کہا کہ:

"اصول کا کوئی ایک نقطہ بھی آریہ سماجیوں کو نہیں دیا گیا۔ جنہوں نے عملاً اپنے آپ کو حکومت کے رحم و کرم کے حوالہ کر دیا تھا۔"

آریہ سماج نے اپنی شورش کی وجہ سے ہندو مسلم اتحاد اور ملک کے امن و امان کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ اپنی شورش کی ناکامی کے بعد اسے مزید محتاط ہو جانا چاہیئے ——— یاد رہے کہ فتح کا بڑے سے بڑا دعویٰ بھی اس کی شکست کا مستقل طور پر پردہ پوش نہیں ہو سکتا۔

صوبہ بمبئی کے اوقاف اسلامی پر ٹیکس

جیسا کہ اخبار بین حضرات کو معلوم ہوگا کہ حکومت بمبئی کو امتناع شراب کی وجہ سے ایک کروڑ روپیہ سالانہ کا نقصان برداشت کرنا پڑیگا اس نقصان کو پورا کرنے کیلئے اس نے جائداد غیر منقولہ پر ٹیکس لگا دیا ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ جن علاقوں میں ٹیکس لگایا گیا ہے ان میں مسلمانوں کی جائداد نصف کے قریب ہے اور بمبئی و احمد آباد کی کل جائیداد غیر منقولہ میں سے ۳۳ فیصدی کے مالک مسلمان ہیں۔ جہاں تک امتناع شراب کا تعلق ہے مسلمان اس کے حامی ہیں اور انہیں لازمی طور پر حامی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس نئے ٹیکس پر انہیں یہ اعتراض ہے کہ صوبہ بمبئی میں شراب زیادہ تر ہندو اور دیگر غیر مسلم پیتے ہیں وہی اس کی تجارت کرتے ہیں۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس لعنت سے بہت بڑی حد تک محفوظ ہیں۔ اس لئے ہندوؤں کی معاشرتی اصلاح کے مصارف اور حکومت کے مالی نقصان کا جرمانہ مسلمانوں پر ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

اس ٹیکس کا سب سے زیادہ قابل اعتراض پہلو یہ ہے کہ اوقاف اسلامی کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اسلامی جائدادیں جن کی آمدنی مساجد، مدارس، مکاتب، یتیم خانوں، محتاج خانوں، بیوہ خانوں اور ہسپتالوں وغیرہ کے مصارف کیلئے وقف کی جا چکی ہے۔ اس ٹیکس کی وجہ سے پانچ چھ لاکھ روپے سالانہ کا نقصان برداشت کریگی ——— یہ گویا مسلمانوں کی قومی زندگی اور قومی اداروں پر حکومت بمبئی کا ایک زبردست حملہ ہے۔ بمبئی میں مکانوں کے کرائے گر جانے کی وجہ سے پہلے ہی ان اوقاف کو کافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ اب کانگریسی حکومت کا یہ ٹیکس رہی سہی کسر نکال دیگا۔ کانگریسی مسلمانوں میں اگر اپنے دین اور قومی مفاد کا کوئی ذرہ بھر بھی ... احساس باقی ہو تو انہیں حکومت بمبئی کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ کم از کم اسلامی اوقاف کو اس جدید ٹیکس سے مستثنیٰ کر دے۔ مسلمانان بمبئی اس بارہ میں کوشاں ہیں لیکن امید نہیں کہ بمبئی کی مغرور کانگریسی حکومت طاقتِ اتحاد کے انتہائی ثبوت کے بغیر آمادۂ انصاف ہو۔

سر شیخ عبدالقادر بالقابہ کی مراجعت ہند

لندن میں پانچسالہ قیام کے بعد سر عبدالقادر سابق جج ہائیکورٹ گزشتہ ہفتہ مراجعت فرمائے ہند ہوئے۔ ممدوح ۱۲ اگست کو لاہور تشریف لانیوالے تھے لیکن سر مرزا اسمٰعیل دیوان میسور کی پر اصرار دعوت پر چند روز کے لئے میسور چلے گئے۔ اب امید ہے کہ اسی ہفتہ لاہور تشریف لے آئیں گے۔

لندن میں شیخ صاحب ممدوح انڈیا کونسل کے ممبر کی حیثیت سے قیام فرما رہے اور انہوں نے اس اہم عہدہ کی نازک ذمہ داریوں کو نہایت قابلیت، تدبر اور قابل تحسین طریق پر انجام دیا ——— بڑے بڑے انگریز مدبروں کو اس ہندوستانی مدبر کی قابلیت اور معاملہ فہمی کا اعتراف کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں انگلستان میں ممدوح کی اسلامی، ادبی اور مجلسی سرگرمیاں ہندوستانیوں اور مسلمانوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوئیں۔ ممدوح نے انگلستان میں مقیم مسلمانوں اور ہندوستانیوں کو منظم و متحد کر کے ان میں مفید و خوشگوار مجلسی مراسم پیدا کر دیئے آپ کی وجہ سے انگلستان کے خاص حلقوں میں اردو زبان کا بھی چرچا ہوا اور بہت سے انگریز مرد عورتیں اردو زبان سیکھنے اور اس سے دلچسپی لینے لگیں۔

غرضیکہ انگلستان میں آپکی موجودگی قومی و ملکی لحاظ سے بھی بیحد مفید و بابرکت ثابت ہوئی۔ لیکن بایں ہمہ ہندوستان سے آپکی عدم موجودگی کو ہمیشہ شدت کیساتھ محسوس کیا جاتا رہا۔ کیونکہ آپ ایک مخلص قومی کارکن، بلند پایہ قانون دان، ادیب اور نقاد۔ اتحاد دوست سیاستدان، تجربہ کار مدبر اور نہایت شفیق بزرگ ہیں چنانچہ آپکی مراجعت ہند پر پنجاب کے تمام حلقوں میں انتہائی مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے "پیغام صلح" بھی آپکا پر خلوص خیر مقدم کرتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ شیخ صاحب ممدوح کو صحت و توانائی سے تا دیر سلامت رکھے اور آپ عرصہ تک ملک و قوم کی خدمات انجام دیتے رہیں۔

لاہور میں ہاؤس ٹیکس

آجکل لاہور میں ہاؤس ٹیکس کی وجہ سے شدید اضطراب بلکہ ایک حد تک ہیجان پیدا ہو چکا ہے۔ پے در پے جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ ۲۰ اگست کو ہڑتال کا بھی اعلان ہوا ہے۔ مئی میں ہاؤس ٹیکس لاہور کی مجوزہ ڈرینج سکیم کے مصارف کو پورا کرنے کے لئے تجویز ہوا تھا۔ پبلک کا بہت بڑا حصہ روز اول ہی سے اس کے خلاف تھا لیکن مسٹر میکناب ایڈمنسٹریٹر کی مطلق العنانی نے ان لوگوں کو بھی اس کے خلاف کر دیا جو کسی قدر اس کے حامی تھے۔ ہاؤس ٹیکس کی شرح اور اس کے طریق نفاذ کے متعلق عوام یا انکے نمایندوں سے قطعاً کوئی مشورہ نہیں لیا گیا کمیٹی کے آدمیوں نے بغیر تحقیق شہر بھر کی غیر منقولہ جائیداد کی فہرستیں بنا ڈالیں اور خود ہی ان کی مالیت اور کرایہ وغیرہ معین کر کے ان پر ٹیکس لگا دیا۔ اس کے بعد اعلان کر دیا گیا کہ ۲۰ تاریخ سے پہلے پہلے اپنے اعتراضات پیش کر دو ورنہ اس کے بعد مجوزہ ٹیکس وصول کیا جائیگا۔

باشندگان لاہور کو مسٹر میکناب پر قطعاً کوئی اعتماد نہیں وہ ہر لحاظ کو ناکام در موجودہ عہدہ کے نااہل ثابت ہو چکے ہیں ساری پبلک ان سے نالاں ہے۔ باشندگان لاہور چاہتے ہیں سب سے اول مسٹر میکناب کو علیحدہ کر کے میونسپلٹی کو بحال کیا جائے اور جب تک یہ نہیں ہوتا اس وقت تک ہاؤس ٹیکس کی تمام کارروائی ملتوی رکھی جائے۔ میونسپلٹی کی بحالی کے بعد اہل شہر کے نمایندوں کے مشورہ و فیصلہ کے مطابق معتدل شرح کیساتھ ٹیکس عائد کیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے آنریبل وزیر صاحب بلدیات نے وعدہ بھی کیا تھا کہ میونسپلٹی کی بحالی یا کارپوریشن کے قیام تک ہاؤس ٹیکس ملتوی رکھا جائے گا اگر یہ صحیح ہے تو مسٹر میکناب کی حرکات بھی زیادہ قابل افسوس ہیں۔ حکومت پنجاب کا فرض ہے کہ حالات کا صحیح جائزہ لیکر کوئی صحیح قدم اٹھائے ورنہ ایسے افسوسناک نتائج پر منتج ہوگی۔

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

احباب و خواتین جماعت سے ضروری اپیل

میرے پاس وہ لفظ نہیں جن میں میں آپ کو زکوٰۃ کی اہمیت کی طرف توجہ دلاسکوں۔ پہلی بات اور مختصر تو یہ ہے کہ اس خدا کے حکم کے سامنے جس نے ہمیں سب کچھ دیا ہے ہمارا سر جھکنا چاہئے۔ اور اس کے صریح احکام سے سرتابی بمنزلہ بغاوت کے ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دوسرا رکن ہے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنیوالوں کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں تنبیہ کی ہے:۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون"

وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسکے (مقررہ حصہ) کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر دو جس دن اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائیگا پھر اسکے ساتھ انکی پیشانیاں اور انکے پہلو اور انکی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا تو اسکا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے پھر زکوٰۃ نہ دینا کن لوگوں کا کام ہے

وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم کٰفرون۔ مشرکوں پر افسوس جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

دوسری بات

تعلیم اسلامی میں زکوٰۃ ہی وہ حصہ ہے جو دولت کی غیر مساوی تقسیم کا صحیح علاج ہے جس غیر مساوی تقسیم سے تنگ آکر یورپ کا ایک حصہ آخر اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ کسی شخص کے پاس بھی کوئی دولت جمع نہ ہو۔ اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر اسکا صحیح علاج اس صورت میں تجویز کیا کہ ہر صاحب دولت کی دولت کا چالیسواں حصہ ہر سال نکل کر غربا میں تقسیم ہوتا ہے اور دوسری قومی ضرورتیں اس سے پوری ہوتی رہیں۔ لیکن مسلمانوں نے اس اصول کو چھوڑ رکھا ہے اور اسلام کی تعلیم میں جو ایک بڑی بھاری کشش خدا تعالیٰ نے رکھی تھی۔ اُسے اپنے ہاتھوں سے باہر نکال پھینکا ہے اور اگر صاحب دولت اس خدائی حکم سے انحراف کرتے رہیں گے تو وہ وقت دور نہیں کہ روس کی طرح ان کی ساری دولت جبراً چھین لی جائے۔

تیسری بات

وہ قوم دنیا میں کبھی معزز نہیں بن سکتی جو اپنے غربا کی اور اپنی قومی ضروریات کی پروا نہیں کرتی۔ آج کوئی قوم نہیں جس کے غرباء اس سے بڑھ کر کس مپرسی کی حالت میں ہوں جس کس مپرسی کی حالت میں ان غرباء ہیں۔ اور کوئی قوم نہیں جس کی قومی ضروریات اس عدم توجہی کا شکار ہوں جس عدم توجہی کا شکار مسلمان قوم کی ضروریات ہیں۔ اس کی جڑھ صرف ایک ہی ہے کہ مسلمانوں نے اصول زکوٰۃ کو ترک کر دیا ہے بعض احمقوں کا خیال ہے۔ کہ مسلمان غریب ہیں مال جمع نہیں رہتا اور اس میں سے زکوٰۃ دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمان اصولِ زکوٰۃ پر عمل پیرا ہوتے تو ان کی قوم کسی بات میں دوسروں کی محتاج نہ ہوتی اور ان کی پیٹھ پر ایک ایسی مالی طاقت ہوتی جس کی وجہ سے ان کا قدم دنیا کی قوموں میں سب سے آگے ہوتا۔

بیت المال کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی

اس میں شک نہیں کہ بعض مسلمان زکوٰۃ ادا بھی کرتے ہیں مگر سنت نبوی پر پھر بھی عمل نہیں۔ کچھ لوگ اگر زکوٰۃ کا مہینہ آنے پر گھروں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ایک ایک دولتمند کے پاس پہنچکر حصہ رسدی کچھ پیسے وصول کر لیتے ہیں۔ دینے والے سمجھتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی۔ حالانکہ زکوٰۃ اس چیز کا نام نہیں جو فقیروں کو دی جائے بلکہ زکوٰۃ وہ ہے جو بیت المال میں جمع کر کے وہاں سے خرچ کی جائے۔ جو لوگ اپنے طور پر زکوٰۃ خرچ کرتے ہیں وہ قوم میں گداگر پیدا کرنیوالے اور بیکاری کے جرم کی اعانت کرنیوالے ہیں۔ قرآن کریم میں صریح ہدایت ہے کہ امام کے عامل زکوٰۃ وصول کریں۔ یہاں تک کہ ان عاملوں کو مدِ زکوٰۃ میں سے تنخواہ دینا بھی قرآن کریم نے زکوٰۃ کے ضروری مصارف میں سے قرار دیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل تھا۔ کوئی شخص اس بات کا مجاز نہ تھا کہ یہ کہے کہ میرے پاس بہتیرے زکوٰۃ مانگنے والے آجاتے ہیں۔ یا میرے رشتہ دار بہتیرے مستحق ہیں۔ میں بیت المال میں نہیں دیتا۔ آپ کی وفات کے بعد جب بعض قوموں نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم اپنی زکوٰۃ بیت المال میں داخل نہیں کرتے اپنے طور پر خرچ کریں گے تو آپ نے ان کیخلاف لشکر کشی کی۔ نماز اگر کوئی شخص ... نہیں پڑھتا یا اکیلا گھر میں پڑھ لیتا ہے۔ اور مسجد میں نہیں آتا تو وہ اپنی جان کا نقصان کرتا ہے۔ مگر جو شخص اپنی زکوٰۃ بیت المال میں ادا نہیں کرتا، وہ قوم کا نقصان کرتا ہے۔

اپنی جماعت کے لئے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا چندہ ماہوار جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اور زکوٰۃ اور جہاد اسلام کے دو الگ الگ رکن ہیں، ایک کے ادا کرنے سے دوسرا ادا نہیں ہو جاتا۔ ایک شخص چندہ دیتا ہے۔ زکوٰۃ نہیں دیتا۔ وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے۔ ایک شخص زکوٰۃ دیتا ہے چندہ نہیں دیتا۔ وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے۔ البتہ احباب کی سہولت کے لئے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک تہائی تک زکوٰۃ کے معطی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے طور پر خرچ کرلے۔ اپنے کسی غریب رشتہ دار کو دیدے یا کسی محتاج کو دیدے۔ یا اس کا کچھ لٹریچر منگوا کر اپنے طور پر تقسیم کردے۔ اور اس کی بنا ایک حدیث پر ہے جس میں آتا ہے کہ تم جب زکوٰۃ کا اندازہ کرو تو ایک تہائی یا ایک چوتھائی چھوڑ دیا کرو امام شافعیؒ کہتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ تا ایک شخص خود اپنے ہمسائیوں یا قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہوں خرچ کر سکے۔ لیکن جو لوگ ساری زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرتے ہیں وہ خدا کے حکم کے خلاف چلتے ہیں اگر ایک شخص سمجھتا ہے کہ اُس کی ایک تہائی زکوٰۃ سے زیادہ کے کوئی اس کے قریبی حقدار ہیں تو وہ اُن کے لئے انجمن میں لکھ سکتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے حسب منشا امداد بھی دے سکتا ہے اور خدا کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور قوم کی عزت بھی بڑھے گی۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر ہے اور کس حساب سے

(۱) نقدی و زیورات

نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں اپنے پاس جمع ہو۔ یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو۔ زیورات خواہ دولت کو جمع رکھنے کی غرض سے بنوائے گئے ہوں، خواہ استعمال کئے گئے ہوں خواہ شب و روز پہنے جاتے ہوں۔ خواہ رکھے رہتے ہوں ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے۔ مگر ان میں جسقدر چاندی یا سونا لگا ہے اسی پر زکوٰۃ ہے، اگر وہ جڑاؤ ہیں تو جڑاؤ پر زکوٰۃ نہیں، نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے، صرف سونے یا چاندی پر زکوٰۃ ہے۔ جو ان میں لگا ہے۔ زیور کی زکوٰۃ پر احادیث موجود ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس کی لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کیا چاہتی ہو کہ قیامت کے دن یہ آگ کے کڑے ہوں؟

حضرت ام سلمہ نے کچھ سونے کا زیور پہنا ہوا تھا اور آپ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ یہ ایسا مال تو نہیں جس پر عذاب کی خبر قرآن شریف میں ہے تو آپؐ نے فرمایا۔ جو چیز زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور ایسی ہی ایک حدیث حضرت عائشہؓ کے متعلق ہے۔ یہ تینوں حدیثیں ابو داؤد میں ہیں۔

جس نقدی یا زیور پر پورا سال گذر گیا ہو۔ اگر وہ چاندی یا نوٹوں کی صورت میں تو باون ۵۲ روپے سے زیادہ مالیت ہونے کی صورت میں۔ اور اگر سونا ہے تو ساڑھے سات تولے سونے سے زیادہ ہونے کی صورت میں اڑھائی روپے فی سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

(۲) تجارتی مال

وہ سرمایہ جو تجارتی مال پر لگایا ہوا ہو یا جو بصورت کارخانہ جات لگایا گیا ہو۔ یعنی کسی کارخانہ پر جس کے ذریعہ ایک شخص منفعت اٹھاتا ہے۔ کسی حدیث میں اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں سوائے ان مویشیوں کے جو تجارت کے لئے رکھے جاتے تھے، فقہا نے اس حصہ سرمایہ پر زکوٰۃ قرار دی ہے جو سال کے اندر اندر فروخت ہوا ہو۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ایک لاکھ سرمایہ ہے تو اس میں سے چالیس ہزار کا سامان ایک سال میں فروخت ہوا تو چالیس ہزار روپے پر زکوٰۃ قرار دی ہے۔

میں نے اس مسئلہ پر بہت غور کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تجارت پر لگا ہوا مال اور کارخانوں کی صورت میں لگا ہوا سرمایہ مکان یا زمین یعنی جائیداد غیر منقولہ سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور جس طرح زمین پر خود زکوٰۃ نہیں بلکہ جو نفع اس سے اٹھایا جاوے اس پر زکوٰۃ ہے۔ اسی طرح تجارت یا کارخانوں میں لگایا ہوا سرمایہ بندھا پڑا رہتا ہے۔ کارخانوں کی صورت تو ظاہر ہے۔ مگر تجارت میں بھی اگر ایک شخص نے بالفرض چالیس ہزار کا مال فروخت کیا ہے تو یہ سارا روپیہ اس کے پاس نقد نہیں رہے گا بلکہ اس سارے کو یا اس کے بڑے حصے کو وہ پھر تجارت کا نیا مال خریدنے پر لگا دے گا تو یہ سرمایہ بھی کارخانوں کے سرمایہ کی طرح بندھا ہوا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ اس نفع پر ہونی چاہیئے جو تجارت یا کارخانے سے اٹھایا گیا ہے، سامان تجارت مویشی کی تجارت سے بالکل علیحدہ چیز ہے، کیونکہ مویشیوں میں توالد و تناسل کے ذریعہ سے خود افزائش ہوتی رہتی ہے پس تجارتی مال اور کارخانوں وغیرہ پر زکوٰۃ سالانہ

نفع پر ہوگی بحساب اڑھائی فیصدی۔ آجکل اس نفع کا علم بہت آسان ہے کیونکہ انکم ٹیکس بھی اسی نفع پر ادا کیا جاتا ہے۔

(۳) غلہ وغیرہ۔ پیداوار زمین پر زکوٰۃ

زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے، اس کا ذکر قرآن کریم میں خصوصیت سے کیا گیا ہے، چنانچہ انگور، کھجور، زیتون، انار اور مختلف قسم کے کھیتوں کا ذکر کرکے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کلوا من ثمرہ اذا اثمر واٰتوا حقہ یوم حصادہ اس کے پھل کھاؤ جب وہ پھل لائے اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا حق دو۔ یہ حق زکوٰۃ ہے اور زمین پر خراج جو ہندوستان میں گورنمنٹ وصول کرتی ہے وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ حقہ کے اندر نہیں آتا بلکہ گورنمنٹ اپنے آپ کو ایک گونہ مالک زمین قرار دے کر وصول کرتی ہے۔ زکوٰۃ کے خاص مصارف قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں جن میں زیادہ تر فقراء ومساکین مولفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔ اور زمین کے خراج کا روپیہ جو گورنمنٹ وصول کرتی ہے ان مصارف پر نہیں لگتا۔ پھر یہ خراج ہر مالک زمین سے وصول ہوتا ہے، امیر ہو یا غریب، فصل ہو یا نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف اغنیاء پر ہے اور جس قدر کسی فصل میں پیداوار ہو۔ اسی کا معینہ حصہ ہے۔ البتہ یہ خراج چونکہ مجبوراً دینا پڑتا ہے اس لئے لازمی اخراجات زمین میں شمار ہوگا گویا پیداوار زمین کی اس قدر کم سمجھی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس بیس بیگھہ زمین ہے جس میں پچاس من گیہوں پیدا ہوتی ہے۔ جس کی قیمت اندازاً ڈیڑھ سو سمجھ لو۔ مگر اس زمین پر اسے پچاس روپے خراج سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے تو اس کی پیداوار ایک سو روپے سمجھی جائے گی اور اسی پر زکوٰۃ محسوب ہوگی۔ ایسا ہی ایک شخص نے دوسرے سے اجارہ پر لیکر زمین کو کاشت کیا تو جس قدر رقم بطور اجارہ دینی پڑتی ہے وہ خرچ لازم میں محسوب ہوگی اور نصاب کا اندازہ بھی اس کی منہائی کے بعد ہوگا لیکن اس صورت میں اجارہ پر دینے والے نے بھی فی الحقیقت زمین کی پیداوار کا ہی ایک حصہ لیا ہے اس لئے جو رقم وہ بطور اجارہ لے وہ غلہ کے قائم مقام سمجھی جائے۔ اس پر زکوٰۃ غلہ کی طرح ہی واجب الادا ہوگی۔ گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس زمین کی پیداوار میں دو شریک ہو گئے، ایک اصل مالک زمین اور ایک کاشتکار اور ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق زکوٰۃ ہے، بشرطیکہ وہ آمد نصاب سے زیادہ ہو۔

غلہ کا نصاب

حدیث میں کھجور کا نصاب پانچ وسق ہے جو ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد ہے اور مد $1\frac{1}{3}$ رطل ہے اور رطل آدھ سیر۔ تو اس حساب سے بیس من پختہ کھجور کا نصاب ہوا۔ پس یہی نصاب غلوں کا ہے خواہ گیہوں ہو یا باجرہ یا چنا یا کوئی اور غلہ جن کا نرخ قریباً قریباً برابر ہے لیکن ایسی پیداوار اراضی جو نسبتاً زیادہ گراں ہے، جیسے کپاس، اس کا نصاب بھی کم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ احادیث میں نہ صرف سونے اور چاندی کے نصاب میں فرق رکھا ہے بلکہ اونٹ گائے، بکری سب کے نصاب میں فرق ہے۔ اور چونکہ ہر چیز کے لئے علیحدہ نصاب مقرر کرنا مشکل ہے اسلئے ایسی پیداوار اراضی کا جو عام غلوں سے زیادہ گراں ہے سب کا نصاب باون روپے رہے گا۔ جو نقدی کا نصاب ہے۔ اور نصاب کا حساب یوں کیا جائے گا کہ اول پیداوار اراضی کی دیکھی جائے گی پھر اس میں سے اس قدر کمی کی جائے گی۔ جس قدر خراج زمین پر سرکار کو یا مالک اراضی کو دینا پڑا ہے باقماندہ پیداوار اگر بیس من پختہ سے زیادہ ہے یا ساڑھے باون روپے کی زیادہ قیمت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ لی جائے گی۔

صحابہ کے زمانہ میں اور بعد کے زمانہ میں اسلامی سلطنتوں میں بارانی زمینوں یا قدرتی نہروں سے سیراب ہونیوالی زمینوں کی پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ اور چاہی زمینوں کی جن پر کاشتکار کو محنت کرنی پڑتی ہے (یا نہری زمینوں جن پر سرکار کو آبیانہ دینا پڑتا ہے) پیداوار کا بیسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ مگر اس کے علاوہ زمین پر اور کوئی محصول نہ تھا، موجودہ زمانہ میں چونکہ زمین پر بھی محصول ہے۔ اسلئے زکوٰۃ بحساب $2\frac{1}{2}$ فیصدی لی جائے گی۔ جو اس انداز کی زکوٰۃ ہے۔

ایسی فصلیں جو زمیندار صرف مویشی کے لئے بوتے ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی اور ایسا ہی ان ترکاریوں سبزیوں اور پھلوں وغیرہ پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی جو اپنے گذارہ کیلئے کاشت کی جاتی ہیں لیکن جو سبزیاں اور پھل وغیرہ فروخت کے لئے کاشت ہوتے ہیں اور ایسا ہی جو فصلیں ایسی ہیں کہ وہ صرف فروخت کے لئے کاشت کی جاتی ہیں یا فروخت کردیجاتی ہیں، جیسے خربوزہ، نیل وغیرہ ان سب میں زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ہے۔ لیکن نصاب سہولت کے لئے باون روپے رہے گا۔

جو لوگ زمین کو خود کاشت نہیں کرتے بلکہ اجارہ یا حصہ پر دیکر دوسروں سے کاشت کراتے ہیں ان کی پیداوار اراضی وہی روپیہ یا غلہ سمجھا جائے گا جو وہ وصول کرتے ہیں۔ اور خراج سرکاری اگر وہ خود ادا کرتے ہیں تو اس سے منہا کرنے کے بعد اگر نصاب غلہ سے زیادہ ہو۔ یا بصورت روپیہ ساڑھے باون روپے سے زیادہ نہیں آمد ہو۔ تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا

(۴) مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ

مکانات کے کرایہ پر ایک سال کی آمدنی کرایہ ساڑھے باون روپے سے زیادہ ہو۔ تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فی سینکڑہ ہوگی اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا۔ کوئی زکوٰۃ نہیں۔

(۵) تجارتی مویشیوں پر زکوٰۃ

اونٹ کا نصاب پانچ۔ گائے کا تیس، بھیڑ بکری کا چالیس ہے۔ اور زکوٰۃ ان میں قریباً چالیسواں حصہ بنتی ہے البتہ بکریوں میں چالیس سے لیکر دو سو تک ایک ہی بکری ہے اور فی سو بکری پر ایک۔

محنت کے بعد یہ تحقیق کی ہے کہ کہکشاں Milkyway دوسری کہکشاں (Draco) کی طرف ایک سکنڈ میں سو میل کی رفتار سے جارہی ہے۔ (معارف)

یونیورسٹی کالج آف سائنس کلکتہ کی لیبارٹری میں ایک نوجوان ذہین بنگالی سٹرا جائے کمار گھوش نے ایک ایسا ٹیلیفون ایجاد کیا ہے جو اپنی ساخت کے اعتبار سے مکمل ہے اس میں ایک ایسا آلہ بھی لگا ہوا ہے جس سے "کال" کی تعداد معلوم ہوسکتی ہے جس سے بلوں کی پڑتال کرنے میں مالکوں کو بڑی آسانی ہوجائے گی اس کے علاوہ اس ٹیلیفون میں اور بھی کئی خوبیاں ہیں جو رائج الوقت ٹیلیفون کے ماڈل میں نہیں یہ ایجاد کئی سال کی ریسرچ اور محنت شاقہ کے بعد منصہ شہود پر آئی ہے اور اس کو ہندوستان، امریکہ اور برطانیہ عظمےٰ میں پیٹنٹ کرالیا گیا ہے، اس ٹیلیفون کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اگر کوئی کال غلط ہوجائے تو کال شمار کرنیوالا آلہ اس کا شمار نہیں کرے گا اور غلط کال کو خود بخود درست کرے گا۔

اخبار علمیہ

زہرہ میں آبادی

تمام سیاروں میں زمین سے قریب ترین سیارہ زہرہ ہے زمین سے اس کی مسافت ۲۶ لاکھ میل ہے اس کی زیادہ سے زیادہ دوری ۱۶۲ لاکھ میل تک ہوجاتی ہے۔ یہ اپنے حجم اور وزن میں زمین ہی کے برابر ہے اور اس میں زمین ہی کی طرح فضا ہے جس کا عینی مشاہدہ بھی کیا گیا ہے، جب زہرہ زمین اور آفتاب کے درمیان سے ہوکر گذرتا ہے، تو آفتاب کے سامنے ایک تاریک داغ کی شکل میں متحرک نظر آتا ہے اور جب قرص آفتاب میں داخل ہوتا ہے، یا اس کو چھوڑتا ہے تو اس کے کنارہ کے حصوں میں جو آفتاب سے باہر ہوتے ہیں، روشنی اور چمک نظر آتی ہے اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب زہرہ کی فضا سے روشنی پھیلتی ہے، زہرہ آفتاب سے ماوراء ہمیشہ نہیں گذرتا ہے، پہلی بار ۱۸۷۴ء میں گذرتا ہوا دکھائی دیا تھا، پھر ۱۸۸۲ء میں اس کا مشاہدہ کیا گیا، لیکن اب وہ ۸ جون ۲۰۰۴ء اور اس کے بعد ۶ جون ۲۰۱۲ء میں گذرے گا۔

ماہرین ہیئت کا خیال ہے کہ زہرہ میں بھی اس دنیا کی طرح بر اعظم، سمندر، دریا اور پہاڑ ہیں، انہوں نے دوربینوں کے ذریعہ ان چیزوں کو دیکھنے کی کوشش کی ہے، لیکن ابتک صرف دھندلے نشانات نظر آئے ہیں، علمائے ہیئت کی رائے ہے کہ زہرہ کے سامنے بادلوں کی اتنی ضخیم تہ در تہ ہے، کہ اس کی آبادی کو دیکھنا آسان نہیں پھر بھی وہاں کی بعض چیزوں کے متعلق معلومات حاصل کئے گئے ہیں، مثلاً زہرہ کا ایک دن اس دنیا کے چار ہفتے کے برابر ہوتا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ وہاں سال میں صرف بارہ یا تیرہ دن ہوتے ہیں، زہرہ کی عمومی حرارت کا بھی اندازہ لگایا گیا ہے، جب یہ آفتاب کے سامنے سے گذرتا ہے تو اس کی حرارت ۸۰ یا ۹۰ ڈگری اور اس تاریک داغ کی حرارت نقطہ انجماد سے ۴۰ ڈگری کم ہوتی ہے، اتنی حرارت میں وہاں کسی آبادی کا ہونا ممکن نہیں زہرہ میں کاربن ڈائی آکسائڈ کی کثرت ہے لیکن آکسیجن کا پتہ نہیں چلتا اگر ہے بھی تو بہت تھوڑی مقدار میں ہے، آکسیجن کی کمی کی وجہ سے بعض ماہرین ہیئت کا خیال ہے کہ اگر زہرہ میں آبادی ہے تو وہ اپنی اسی ابتدائی منزل میں ہے جس میں موجودہ دنیا کی آبادی لاکھوں برس پہلے تھی۔

سیاروں کیساتھ انسان کی گردش

بیان کیا جاتا ہے کہ جب زمین خط مستقیم کے گرد گھومتی ہو تو قطب شمالی اور خط استواء کے بیچ کے بسنے والے انسان ایک گھنٹہ میں زمین کیساتھ ۷۰۰ میل کا چکر کرتے ہیں، آفتاب کے گرد زمین کی حرکت سے ایک آدمی ایک سال میں دو سو کروڑ میل مسافت یعنی ایک سکنڈ میں ۱۸ میل مسافت طے کرتا ہے نظام شمسی کی حرکت سے ایک آدمی "Vega" (روشن ترین ستارہ) کی طرف ایک سکنڈ میں ... ہے، اسی طرح کہکشاں کی طرف وہ ایک سکنڈ ... حال ہی میں کیلیفورنیا کے ایک مشہور رصد ...

مراسلہ (ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی آرا سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے)

۱۳ اگست کو مجلس احمدیہ قادیان کا جلسہ

جناب خلیفہ قادیان کے مریدوں کی فساد پسندی اور اشتعال انگیزی

۱۳ اگست وہ دن ہے جس دن ایک احمدی بھائی سلسلہ کے دیرینہ مخلص خادم، مہاجر فی سبیل اللہ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی مولوی فخر الدین صاحب ملتانی نے جناب خلیفہ صاحب قادیان کے ایک مرید کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔

مجلس احمدیہ قادیان کا جلسہ

مجلس احمدیہ قادیان کی طرف سے حسب سابق اعلان کیا گیا۔ کہ ۱۳ اگست کو بوقت ۹ بجے شام "یوم شہادت" کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جائے گا جس میں اس شہید کی سیرت اور آپ کی شہادت کے دلگداز واقعات سنائے جائیں گے۔ نیز اس موضوع پر کہ "قتل انسانی بہت بڑا پاپ ہے" شہر کے باشندگان ہندو، سکھ، آریہ اور مسلمانوں میں سے ایک ایک صاحب تقریر کریں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ کو دعوت

اس سلسلہ میں خلیفہ صاحب قادیان کے ناظر دعوۃ و تبلیغ کو بھی ایک مراسلہ بھیجا گیا کہ آپ بھی اپنے ایک مبلغ صاحب کو بھیجد یجئے جو "قتل انسانی بہت بڑا پاپ ہے" ایسے پر امن موضوع پر تقریر فرمائیں۔ اس مراسلہ کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔

نیشنل لیگ کا اعلان اور تیاری

لیکن ۱۳ اگست کو نیشنل لیگ قادیان کی طرف سے یہ اعلان عام کر دیا گیا کہ جو احمدی جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ ریتی چھلہ کی مسجد میں شام کو جمع ہو جائیں وہاں انہیں ہدایات دی جائیں گی۔ کیونکہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جلسہ سننے کے لئے منظم طور پر جایا جائے۔ چنانچہ ریتی چھلہ میں ایک بہت بڑا مجمع اکٹھا ہوا۔ وہاں محمود احمد صاحب عرفانی نے بعض ہدایات دیں اور اس کے بعد یہ لاٹھیوں سے مسلح قریباً ایک ہزار کا مجمع اٹھ کر مولوی اللہ دتا صاحب کی زیر قیادت جلسہ گاہ میں پہنچا۔

جلسہ

نو بج چکے تھے اور شہر کے باشندے بھی کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ جناب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس، جناب انسپکٹر صاحب پولیس، جناب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب بھی موجود تھے۔ جناب قریشی محمد صادق صاحب منتظم بی۔ اے سابق سکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ کرسی صدارت پر تشریف لائے اور تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ تلاوت کے بعد حکیم عبد العزیز صاحب سیکرٹری اور پھر صاحب صدر نے حاضرین سے درخواست کی کہ وہ امن اور خاموشی کے ساتھ تقریریں سنیں اور اگر کسی دوست کو کسی بات میں اختلاف ہو تو وہ بعد میں بڑی خوشی سے اجازت صاحب صدر اس کے متعلق دریافت فرما سکتے ہیں لیکن تقاریر کے دوران میں کوئی صاحب بولنے کے مجاز نہ ہوں گے۔

اس کے بعد حسب پروگرام حضرت شیخ عبد الرحمان صاحب مصری امیر مجلس احمدیہ کی تقریر تھی۔ مگر چونکہ سردار گیان سنگھ صاحب کی طبیعت علیل تھی، اس لئے ان کی درخواست پہلے انہیں موقع دیا گیا۔ سردار صاحب نے "قتل انسانی بہت بڑا پاپ ہے" کے موضوع پر ایک نہایت عمدہ تقریر کرکے جلسہ سے تشریف لے گئے۔ سامعین نے تقریر کو بہت پسند کیا۔

شیخ عبد الرحمان صاحب مصری کی تقریر

اس کے بعد حضرت شیخ عبد الرحمان صاحب مصری کی تقریر شروع ہوئی۔ حاضرین ہمہ تن گوش نہایت توجہ سے سن رہے تھے۔ صداقت میں ڈوبے ہوئے اور خلوص سے لبریز دل سے نکلے ہوئے لفظ دلوں میں اتر رہے تھے۔ ایک ایک کرکے تمام غلط پراپیگنڈوں کا نقاب الٹ رہا تھا۔ سچائی کا اثر سامعین کے چہروں پر نمایاں ہو رہا تھا۔ اسی طرح قریباً آدھ گھنٹہ گذر گیا۔

مولوی اللہ دتا صاحب کی تملاہٹ

مولوی اللہ دتا صاحب تلملا رہے تھے اور بےچین تھے کہ اب کس طریق سے اس تقریر کی روانی کو جس میں سامعین بہتے چلے جاتے تھے روکیں کہ اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیا جائے۔ فاضل مقرر اس وقت یہ بیان فرما رہے تھے کہ اسلامی تاریخ سے ایک نظیر بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی کہ سیدنا آنحضرت صلعم یا کسی خلیفہ اسلامی کی ذات و الا صفات پر اعتراض کیا گیا ہو اور انہوں نے معترض کی تسلی کی بجائے اس کا بائیکاٹ کر دیا ہو۔ مولوی صاحب نے فوراً شور مچانا شروع کر دیا کہ میں ایسی مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔

خلیفہ صاحب کے مریدوں کا ہنگامہ

اور بعض احمدی احباب نے جو اس غرض کے لئے باقاعدہ سدھا کر لائے گئے تھے تائید اور مولوی صاحب کی داد میں نعرات چیت کرنا شروع کر دیئے اور دیکھتے دیکھتے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اس سے ان کی غرض جیسے وہ قبل از وقت ہی سوچ کر آئے تھے یہ تھی کہ کسی طرح جلسہ میں گڑبڑ ڈال کر امن عامہ کو اس حد تک خطرے میں ڈال دیا جائے کہ مجبوراً جلسہ بند کرا دیا جائے۔ لیکن اس چال میں بھی ان کو ناکامی ہوئی۔ کیونکہ فاضل مقرر نے اسی وقت اعلان فرما دیا کہ آپ تقریر ختم ہونے کے بعد بیشک مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ایک بھی ایسی مثال پیش کر دیں گے تو میں اس جلسہ میں ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرکے اپنا دعویٰ واپس لے لوں گا۔

مولوی اللہ دتا صاحب کی دوبارہ دخل اندازی

تقریر پھر سے شروع ہوئی۔ سامعین پر سکتہ کا عالم طاری تھا۔ ہر فرد نہایت اطمینان اور کمال شوق کے ساتھ تقریر میں کھویا ہوا تھا کہ دفعۃً گھنٹہ کے بعد پھر مولوی صاحب کھڑے ہوئے۔ ہم حیران تھے کہ تقریر تو رنج و ملامت کا ایک تازیانہ تھی اور مولوی صاحب کو انہیں بولنے کا وقت بھی دیا گیا ہے۔ پھر یہ دوبارہ کے دعوے کس بہانے سے ہمارے جلسہ میں شور مچاتے کھڑے ہو گئے ہیں۔ مگر ہماری حیرانی دیر تک نہ رہی اور خود مولوی صاحب نے اس تمام پروگرام کو جس پر پردہ کا ذرا سا نقاب تھا بےنقاب کر دیا۔ کہ حضرت ہم کہتے ہیں کہ تقریر کو بند کرا دیا جائے۔ یہ تقریر بے فائدہ اور فضول ہے۔ ہمیں جو وقت دینے کا وعدہ دیا گیا تھا وہ وقت دیا جائے۔ صاحب صدر نے کہا کہ مولوی صاحب تقریر اگر فضول اور بےفائدہ ہے تو آپ اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہیں۔ بڑی خوشی سے تشریف لے جائیے۔ آپ کے ساتھ وقت دینے کا وعدہ تقریر ختم ہونے کے بعد کا تھا۔ مگر آپ تقریر کے دوران ہی بار بار شور کر رہے ہیں۔ تقریر کا ختم کرنا میرے اختیار میں ہے نہ کہ آپ کے ارشاد پر موقوف ہے۔ آپ کیوں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد فساد کے لئے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ آپ کے جلسے ہمارے خلاف سینکڑوں دفعہ ہوئے۔ ان میں ہمیں اور ہمارے امیر کو سخت سے سخت گالیاں دی گئیں۔ جھوٹا پروپیگنڈا کرکے ہمارے احمدی بھائیوں کو ہمارے خلاف مشتعل کیا گیا۔ لیکن کبھی ہم نے آپ کے جلسہ کو خراب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جو بات آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ اپنے بھائی کے لئے کیوں روا رکھتے ہیں۔ آپ خاموشی سے تقریر سنیں اور ختم ہونے پر اپنا وقت لیں۔

قادیانیوں کی افسوسناک بدزبانی اور فساد انگیزی

مگر مولوی صاحب اور ان کے رفقائے کار مثل محمود احمد عرفانی کے دلوں میں . . . .
اور ہی ارادے سمائے ہوئے تھے۔ عرفانی صاحب بولے کہ اس بیہودہ بکواس کو بند کر دو اور ہمیں وقت دو۔ اس کے معاً بعد ہی تمام کے تمام احمدی جو لاٹھیوں سے مسلح تھے کھڑے ہو گئے اور سٹیج پر حملہ کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ احمدیوں کی ایک تعداد دوڑ کر قریب کی ایک اونچی جگہ پر پہنچ گئی جہاں کثرت سے اینٹیں اور پتھر پڑے تھے اور کچھ پتھر بھی پھینکے گئے۔ جو گیس جلسہ کو روشن کر رہے تھے انہیں توڑ کر مکمل اندھیرا کر دینا چاہا چنانچہ دو گیسوں کو اسی وقت توڑ دیا گیا۔ لیکن متھکڑیوں کی جھنکار نے گیس توڑ دینے کے پروگرام کو مضمحل کر دیا۔

مولوی اللہ دتا کی بےمعنی ضد

اس موقعہ پر سب انسپکٹر صاحب پولیس آگے بڑھے اور مولوی صاحب کو سمجھانے لگے کہ آپ تقریر کے بعد وقت لے سکتے ہیں تقریر کے دوران میں کیوں دخل دیتے ہیں مگر مولوی صاحب ایک مشتعل ہجوم کے درمیان سے کڑکتے کہ پہلے آپ ان سے ہمیں ابھی وقت لیکر دیں۔ سب انسپکٹر صاحب نے سخت کہا کہ وقت دینا صاحب صدر کا کام ہے نہ کہ میرا اور وہ بھی کب وقت دینے سے منکر ہیں۔ لیکن آپ تقریر ختم ہونے کے بعد ہی بول سکتے ہیں۔

مجسٹریٹ صاحب علاقہ کا انتباہ

مگر مولوی اللہ دتا صاحب سمجھنے والی ذات نہ تھے، دیر تک اسی طرح ہنگامہ برپا کئے رکھا۔ سدھائے ہوئے بعض احمدیوں کا گروہ شور و شر میں بڑھنے لگا۔ آخر ریذیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب نے خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے مجبور ہو کر مولوی صاحب کو جو تمام فسادات کو حرکت دے رہے تھے مخاطب کیا اور کہا کہ آپ آرام سے بیٹھے رہیں اور خاموشی سے تقریر سنیں۔ تقریر کے بعد آپ بول سکتے ہیں ورنہ اگر آپ کا یہی رویہ رہا تو آپ کو میرے حکم سے یہاں سے نکال دیا جائے گا۔

ریتی چھلہ میں قادیانیوں کا جلسہ

یہ سنتے ہی مولوی صاحب کی وہ بیباک وشرارت و فساد کا جوش یکدم جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ یہ موقع ان کی من مانی کارروائی کو عملی جامہ پہنانے کا نہیں ہے اور یکایک چلانے لگے کہ تمام احمدی ریتی چھلہ میں آ جائیں۔ ہمارا جلسہ وہاں ہوگا۔ اس پر احمدی دوست مردہ باد اور زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے جلسہ سے چل دیئے جاتے ہوئے ہوئے انہوں نے اپنے سامنے کی تمام جھنڈیوں کو توڑ دیا اور بعض کپڑے جن پر قرآنی آیات لکھی ہوئی تھیں اٹھا کر لے

گئے اور پتی چھلہ میں جمع ہو کر ایک جلسہ کیا۔

اشتعال انگیز تقریریں

اس جلسہ میں مولوی اللہ دتا صاحب اور محمود احمد صاحب فانی نے مجلس احمدیہ کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ حکام پر بھی خوب برسے کہ انہوں نے کیوں ہمیں ہمارے ارادوں سے روکے رکھا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر حکام موجود نہ ہوتے اور پولیس کا خاطر خواہ انتظام نہ ہوتا تو اس بات میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہ تھی کہ یہ لوگ سٹیج پر حملہ کر دیتے اسلئے یہ لوگ حکام کو دیکھ دیکھ کر بھی سختی سے بھی دانت پیس رہے کم ہے۔

مولوی اللہ دتا صاحب اور اس قماش کے دوسرے لوگوں و دیگر احمدی اصحاب کے چلے جانے کے بعد حضرت شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کی تقریر جاری رہی۔ تقریر کے بعد سیکرٹری صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور حکام کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے قیام امن کے لئے ہر ممکن رنگ میں سعی فرمائی خصوصاً ریذیڈنٹ صاحب مجسٹریٹ صاحب کہ جنہوں نے اپنے فرض کی ذمہ داری کو کما حقہٗ محسوس کیا اور فتنہ و فساد پر آمادہ شوریدہ سروں کو مجبور ہو کر نہایت مناسب اور نرم الفاظ میں شرارت سے باز رہنے پر مطلع کیا۔ اس کے بعد جلسہ کی کاروائی کو دعا کے بعد ختم کیا گیا۔

ایک قابلِ ذکر بات

اس تمام واقعہ میں ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ جناب خلیفہ صاحب قادیان کے ناظر امور عامہ ولی اللہ شاہ صاحب ساتھ کی ایک چھت پر کھڑے ہو کر بچشم خود تمام کاروائی کو شروع سے آخر تک دیکھا ولی اللہ شاہ صاحب کے ساتھ دو تین اور آدمی بھی تھے جو کبھی ولی اللہ شاہ صاحب کے پاس اور کبھی مولوی اللہ دتا صاحب اور محمود احمد عرفانی کے پاس دیکھے جاتے تھے۔

معزز حکام سے توقع

ہم معزز حکام سے یہ جائز توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کیسا تھ جنہوں نے جلسہ میں بار بار امن عامہ کو خطرہ میں ڈالا اور فساد کی کوششیں کیں اور جلسہ کو درہم برہم کرنا چاہا مناسب سلوک کریں گے تاکہ حکومت کے زیر سایہ و سرچشمہ اقلیتیں اپنے جائز حقوق کا امن اور اطمینان کے ساتھ استعمال کر سکیں اور اکثریتوں کو اقلیتوں کو خواہ مخواہ یوں تنگ کرنیکی جرأت نہ ہو، اس تمام شور و شر اور فساد کا مقصد وحید یہی تھا کہ آیندہ مجلس احمدیہ قادیان میں اپنا کوئی جلسہ نہ کر سکے۔

مگر ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارے انصاف پسند اور معزز حکام بجائے اس قسم کا کوئی اقدام کرنے کے شرارت پسندوں کو قرار واقعی سزا دیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس موقعہ پر معزز حکام پر یہ امر بالکل واضح ہو گیا ہے کہ مجلس احمدیہ قطعاً کبھی بھی کوئی اشتعال انگیز بات نہیں کرتی۔ معزز حکام نے تمام تقاریر کو خود سنا ہے کہ وہ اشتعال انگیز قطعاً نہ تھیں بلکہ نہایت پر امن تھیں۔ خود ان لوگوں نے بھی جو محض فساد کی نیت سے آئے ہوئے تھے اور شرارت کے لئے بہانوں کی تلاش میں تھے اس امر کو محسوس کیا کہ تقریر ہر پہلو سے پُرامن تھی اور آخر وقت تک۔ یہ نہیں کہہ سکے کہ تقریر کا فلاں حصہ ہی اپنے اندر مشتعل رنگ لئے ہوئے ہے۔

"الفضل" کی افسوسناک غلط بیانی

الفضل نے اس جلسہ کی رو ئیداد چھاپتے ہوئے جہاں دیگر غلط بیانیوں سے کام لیا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ شبنم صاحب نے کہا تھا کہ تقریریں اشتعال انگیز ہونگی جو صاحب نہیں سن سکتے چلے جائیں یہ محض ایک افتراء ہے شبنم صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ جو صاحب امن کیساتھ نہیں بیٹھنا چاہتے اور جلسے کے امن میں خلل انداز ہونا چاہتے ہیں وہ ابھی تشریف لے جائیں ۔ (نامہ نگار)

معاصرین کے افکار

مذہب بیزاری کا فیشن

. . . . . آپ لوگ ان اشخاص کی بڑی قدر کرتے ہیں جو زیادہ مرتبہ قید ہوں، حالانکہ مذہبی حقائق پر عامل ہونا، مثلاً صرف نماز اور زکوٰۃ کی پابندی قید سے بھی زیادہ کٹھن ہے، نماز، ایک اصول ہے اور قید ایک ہنگامہ ہے۔ ہزارہا طیش زدہ آدمی، کھچولوں، جے کاروں اور جلوسوں کی نمائش سے مرعوب ہو کر، انگریز کے خلاف ایک دھواں دھار تقریر کر ڈالتے ہیں، پھر گوشۂ جیل میں پہنچکر دل ہی دل میں پچھتاتے ہیں، مگر حالات کی مجبوری کا کچھ علاج نہیں کر سکتے، انہیں نہ تو عدالت چھوڑتی ہے اور نہ وہ خود معافی کی موت قبول کر سکتے ہیں۔ آپ ہر ایک شہر میں بیسیوں آدمی ایسے دیکھیں گے کہ جو سرکاری مہمان رہ چکے ہیں، اگر آپ انکی روزمرہ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو انہیں کبھی کیریکٹر کی پختگی کا ڈپلوما نہیں دے سکتے۔ موجودہ زمانہ میں عام طور پر ایسے ہی ہنگامہ پسند لوگ جو پابندی اور احتیاط کیساتھ مذہبی زندگی کی پاک اور صبر آزما راہوں پر گامزن نہیں ہو سکتے، مذہب کی مخالفت کر رہے ہیں۔

مذہب کی مخالفت کا سب سے بڑا سبب، پیشوایان مذہب کی دکانداریاں ہیں، جس طرح ہزارہا لوگوں کی سیاسی زندگی ایک نفع بخش تجارت کا حکم رکھتی ہے، اسی طرح ہزارہا مذہبی لوگوں کی زندگیاں بھی صرف مذہبی رسوم ہی کی پوجا میں صرف ہو رہی ہیں۔ ہم میں ہزارہا لوگ ایسے بھی ہیں جو وظیفے بھی خوب پڑھتے ہیں اور عیاشی اور عیاری میں بھی کوئی کمی اُٹھا نہیں رکھتے، چونکہ بہت سے علماء کی مذہبی زندگی ایک غول سا بنی ہوئی ہے، جس میں فرقہ بندی، تنگدلی، تعصب خشک دماغی، طمع و حسد، شکم پری، تعویذ فروشی، کٹ حجتی، بزدلی اور ریاکاری کے عناصر عام لوگوں کی نسبت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اس واسطے غیر مذہبی حلقوں نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا ہے کہ مذہبی اصول صرف الفاظ کا مجموعہ ہیں، حقیقت ان کی کچھ نہیں ہے۔

مذہب کی صحیح پوزیشن سمجھنے کے لئے ہر ایک شخص کو مذہب کے اولین سرچشموں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، مذہب کے یہ اولین سرچشمے انبیائے کرام کی شخصیتیں ہیں۔ ہمارے وہ دوست جو مذہب کے مقدس نام پر خون و فساد کا الزام لگاتے ہیں، مذہبی پیغمبروں اور ملکی حکمرانوں کی زندگی کا مقابلہ کریں، ان پر از خود یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ہر زمانہ میں اور ہر ایک ملک میں قتل و غارت کی طغیانیوں کا اصل سرچشمہ ملکی اور سیاسی شخصیتوں ہی کا وجود تھا۔ مثال کے طور پر آپ پیغمبر اسلام کی زندگی پر نظر ڈالئے حضور نے اپنی پوری زندگی میں جو جہاد کئے ان کی تعداد ۸۰ ہے، ان جنگوں کے نقصانات کی تفصیل حسب ذیل تھی۔

مقتول ۱۰۱۸ ———— زخمی ۱۲۷

اب اس کے مقابل دنیا کی سیاسی جنگوں کے نقصانات کی تفصیل دبحوالہ انگریزی اخبار "اورینٹ" بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

نپولین کی ابتدائی جنگیں:۔	۲۰ لاکھ ہلاک اور ۲ کروڑ زخمی اور بیکار
نپولین کی آخری جنگ مع واٹرلو:۔	کل فوج ۹ لاکھ ۹ ہزار اور ۳ لاکھ ۸۶ ہزار ہلاک
جنگ صوبائی:۔	۰ ۵ ہزار انگریز ہلاک اور ½ لاکھ فرانسیسی ہلاک
خرچ جنگ صوبائی:۔	نپولین کا ۲۵ کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ، انگریز کا ۸۳ کروڑ ۴۹ لاکھ پونڈ۔
امریکہ کی خانہ جنگی:۔	۳۷ لاکھ ۱۲ کروڑ ۱۱ لاکھ خرچ
جنگ فرانس جرمنی:۔	۳ لاکھ ۱۷ ہزار ہلاک، ۳۱ کروڑ ۷۰ لاکھ تاوان بذمہ فرانس
جنگ سکندر دپورس:۔	۲۱ ہزار ہلاک صرف ایک دن میں
جنگ کالنگا و اشوک:۔	کالنگا کے ۱۰ ہزار قتل اور ڈیڑھ لاکھ گرفتار
بابر و ابراہیم:۔	۵ ہزار ہندوستانی قتل چھ گھنٹوں میں
جنگ احمد شاہ ابدالی:۔	۲ لاکھ مرہٹہ فوج ہلاک صرف چند گھنٹوں میں
روس و ترکی ۱۸۷۷ء:۔	فریقین کے ہلاک ۲ لاکھ
معرکہ پلونا:۔	ترکوں کے ہاتھوں ۱۸ ہزار روسی قتل
روسی جاپانی معرکے	روسی ہلاک ۲ لاکھ ۷۰ ہزار ۵ لاکھ جاپانی
لیوبانگ شاہو، میلڈن	ہلاک ۱۸ ہزار، ۲۷ ہزار، ۵ لاکھ
جنگ عظیم مجموعی	۸۰ لاکھ ۳۵ ہزار ہلاک ۔ ۱۹۵ لاکھ ۲۷ ہزار زخمی

(ایمان)

نئی رہبانیت

"اندازہ کیا گیا ہے کہ امریکہ میں جو لڑکیاں کالج میں تعلیم پا چکی ہیں ان میں ½ تعداد ایسی ہے جو شادی نہیں کرتی اور خانہ داری کی زندگی کا قائم مقام کلب کی زندگی کو سمجھتی ہے اور یہی نتائج انگلستان میں بھی آکسفرڈ اور کیمبرج کی طالبات سے متعلق مشاہدہ میں آ چکے ہیں۔" (رسالہ ٹونیتھ سنچری دسمبر ۳۸ء صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵)

سنتے ہیں کسی زمانہ میں بعض مذہبوں نے نکاح کے خلاف "روحانی" ہتھیاروں سے اعلان جنگ کیا تھا اور کسی نے "برہمچاریہ" کی اصطلاح رائج کر کے اور کسی نے راہبین اور راہبات کا گروہ ایجاد کر کے مردوں عورتوں دونوں میں شادی اور خانہ داری کو اگر جرم نہیں تو ایک اخلاقی کمزوری کے درجہ پر ضرور رکھ دیا تھا۔ اور سینکڑوں ہزاروں سال کے اس بُت کو عرب کے ایک اُمیؐ نے آکر توڑا تھا ———— تجدد نوازوں کو مبارک ہو کہ ان کی کوششیں بارور ہوئیں اور برطانیہ اور امریکہ کی تعلیمیافتہ، مہذب خاتونوں نے پھر ایک بار بیوی اور ماں بننے سے انکار کر دیا! یہ نئی رہبانیت، روحانی نہیں، مادی سہی، لیکن ہے تو بہرحال رہبانیت ہی!

سپاس تعزیت

جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب جالندھر سے تحریر فرماتے ہیں :۔

میرے لڑکے بشیر الرحمٰن کی وفات پر کثرت سے احباب کی طرف سے ہمدردی کے خطوط آئے ہیں۔ ان احباب کی خدمت میں فرداً فرداً جواب نہیں بھیج سکا معافی کا خواستگار ہوں۔

میں تمام احباب کی ہمدردی کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار

عبدالرحمٰن شہر جالندھر ۔ ۵ اگست ۱۹۳۹ء

مراسلات

ایک غیر از جماعت صاحب کا خط

مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور
بعد سلام علیکم واضح ہو کہ میں ایک سندھ کا زمیندار ہوں ہمارا عزیز محمد اقبال احمد عرصہ تین سال سے آپکی اخبار پیغام صلح کا خریدار ہے اور میری اور محمد اقبال کی سکونت ایک ہی جگہ ہے، اخبار باقاعدہ پہنچتی رہتی ہے اور مجھے بھی مطالعہ کا موقع مل جاتا ہے میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپکا دماغ کیسا روشن بنایا ہے کہ قرآن کریم کی تعریف یا اسکا ترجمہ یا اس کی صداقت پر مضامین ہر ہفتہ تازہ بتازہ درج اخبار ہوتے ہیں یہ بات مجھے حیران کرتی ہے کہ باوجود اس قدر قیمتی مضامین کے جو قرآن کریم کی شریعت کے مطابق ہوتے ہیں کیوں غیر احمدی آپ کی جماعت سے نفرت کرتے ہیں۔ میں ایک غیر احمدی ہوں لیکن جو سچائی اور ہمدردی میں آپ میں دیکھتا ہوں وہ دیگر جماعتوں میں ہرگز نہیں دیکھتا۔ افسوس ہے کہ کیوں لوگ آپکے نفرت کرتے ہیں جب اخبار آتی ہے تو اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات درج ہوتی ہیں ان کو پڑھ کر میرا دماغ باغ باغ ہو جاتا ہے خاص کر ہر ہفتہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کا خطبہ جمعہ پڑھکر بہت جوش پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو خاص برکت اور رحمت عطا فرمائی ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو اشاعت اسلام کے کام میں برکت دیوے میں آپ کی صداقت اور سچی ہمدردی پر خوش ہوں اور حیران بھی ہوں آپ کی جماعت کو غیر احمدی کیوں کافر کہتے ہیں۔ والسلام

ایک مسلمان ریاضی دان

شیخ رحمت اللہ صاحب کا مورث اعلیٰ جہتہ کا کامل تھا کیپٹن ایلٹ کی تحقیقات کے مطابق The Chronce of Gujrat Pages 17 and 18
۱۵۵۰ء میں سلیم شاہ سوری کے عہد میں جہتہ کا کامل سرسہ پٹن سے سیالکوٹ آئے شاہ موصوف نے مرحمت خسروانہ سے ان کو سیالکوٹ کا حاکم اور قانون گو مقرر کیا۔ اکبر اعظم کے عہد میں جہتہ صاحب موصوف کو گجرات کا حاکم اور قانونگو مقرر کیا۔ اس وقت سے لیکر عہد مغلیہ کے خاتمہ تک اسی خاندان کے بزرگ نسلاً بعد نسل گجرات کے قانون گو اور حاکم مقرر ہوتے رہے، اورنگزیب عالمگیر کے . . . زمانہ میں سکھدیو نامی جہتہ کا کامل کی اولاد سے دربار میں دہلی جا کر حاضر ہوا اور وہاں اُس نے برضا و رغبت خود اسلام قبول کیا بادشاہ نے شاہی خوشنودی کے طور پر اس کو اقبال مند کا نام دیا . . . . . . الخ

شیخ رحمت اللہ صاحب کے پردادا کا اسم گرامی شیخ غلام نبی صاحب تھا جو کہ عہد خالصہ میں کاردار تھے۔ اور ان کے دادا صاحب شیخ علی احمد صاحب پنشنر جمعدار تھے جن کو سرکار انگریزی نے خدمات کے صلہ میں اراضی بھی مرحمت کی تھی۔ ان کے والد شیخ عزیز اللہ صاحب ہیں جنہوں نے حال میں ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے دفتر سے پنشن لی ہے۔

شیخ رحمت اللہ صاحب کو شروع ہی سے علم حساب کے ساتھ اچھی خاصی دلچسپی رہی ہے چنانچہ وہ اس خشک مضمون میں ہمیشہ امتیازی شان سے کامیاب ہوتے رہے۔ جب گورنمنٹ کالج سے انہوں نے ایف۔ ایس سی کا امتحان پاس کیا تو وہ دیال سنگھ کالج میں داخل ہو گئے آجکل وہ شملہ میں رائل ایئر فورس میں کلرک ہیں اور انہوں نے دو ایسے سوالوں کو حل کیا ہے جو دنیائے حساب میں ناممکن قرار دئے گئے تھے۔

پہلا سوال حسب ذیل ہے

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے ۴۰۰ سال قبل ایک نامی گرامی حساب دان نے جس کا نام Hippies Ellis تھا یہ سوال پیش کیا کہ کسی زاویہ کو برابر تین حصوں میں پرکار اور پیمانہ کی مدد سے تقسیم کیا جائے مگر وہ نہ تو خود اس کو کر سکا اور نہ کسی دوسرے نے اس کو حل کیا۔ پھر یونانی حساب دانوں نے بھی سعی کی مگر یہ عقدہ حل نہ ہوا۔ جب عربوں نے دنیا کو علم حساب سے از سر نو روشناس کیا تو مندرجہ ذیل لوگوں نے اس سوال پر طبع آزمائی کی۔ الکوہی۔ الکاشی۔ البیرونی۔ ابوالجود وغیرہ مگر وہ اس لاینحل عقدہ کو حل نہ کر سکے، اس کے علاوہ Newton Descort نے بھی اس کو حل کرنے کی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی آخر ایف کیلن نے ۱۸۹۵ء میں ثابت کیا کہ اس کا حل ناممکن ہے۔

شیخ رحمت اللہ صاحب نے دسمبر ۱۹۳۸ء میں اس سوال کو حل کر کے گورنمنٹ آف انڈیا کو اطلاع دی اور مختلف ہندوستانی یونیورسٹیوں کو بھی مطلع کیا۔ اب تک جو خط و کتابت ان کی حساب دانوں سے ہوئی ہے وہ امید افزا ہے، اس کے علاوہ ایک اور سوال کو بھی مسٹر رحمت اللہ صاحب نے حل کیا ہے یعنی ایک دائرے کے رقبہ کے برابر مربع بنانا اس سوال کو بھی ایف کیلن نے ۱۸۹۵ء میں ناممکن قرار دیا تھا یہ سوال بھی ۴۲۸ء قبل مسیح علیہ السلام سے بغیر حل چلا آتا ہے۔ (نامہ نگار)

پنجاب کی عورتوں میں کفایت شعاری

پانچہزار عورتیں تحریک میں شامل ہیں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

متعلقہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب کے دیہات میں امداد باہمی کے اصول پر کفایت شعاری کی تحریک عورتوں میں بہت کافی مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔

یہ تحریک ۱۹۳۰ء میں محکمہ امداد باہمی کی طرف سے جاری کی گئی تھی۔ ۹ سال کے کام کے بعد یہ نتیجہ برآمد ہوا ہے کہ اسوقت صوبہ میں کفایت شعاری اور بچت کے متعلق امداد باہمی کی زنانہ انجمنوں کی تعداد تقریباً ۲۴۰ تک پہنچ گئی ہے ان انجمنوں کے ممبروں کی تعداد ۵۳۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ اس امر کے باوجود کہ گذشتہ چند سال سے یہ انجمنیں اپنے بچائے ہوئے سرمایہ میں سے ہر سال تقریباً ½ لاکھ روپیہ نفع آور اور مفید مقاصد پر صرف کرنے کے لئے اپنے ممبروں کو واپس کر دیتی ہیں ان انجمنوں نے تین لاکھ روپیہ پس انداز کر لیا ہے۔ وہ عورتیں جو ان انجمنوں کی ممبر ہیں زیادہ تر خانہ داری کے اخراجات میں کفایت شعاری سے روپیہ بچاتی ہیں۔

محکمہ امداد باہمی کے حکام دیہات میں عورتوں کی تنظیم کی تحریک کو بتدریج وسیع تر بنا رہے ہیں، کفایت شعاری کے علاوہ عورتوں کو خانگی مصنوعات اور دستکاریوں کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ مثلاً مربا اور چٹنی وغیرہ تیار کرنا۔ موزے بنانا۔ فرنیچر کو پالش وغیرہ کرنا اور بیت سے بننا۔ کشیدہ کاری وغیرہ وغیرہ علاوہ بریں صحت اور زچہ و بچہ کی بہبود کے متعلق لیکچر دئے جاتے ہیں۔ ان اغراض کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف اضلاع میں ریننگ کی جماعتیں کھولی جاتی ہیں اور صاحب رجسٹرار انجمن ہائے امداد باہمی کے ماتحت ایک زنانہ تعلیمی اسسٹنٹ اس تمام تحریک کی نگرانی کرتی ہیں۔

گندم ذخیرہ کرنے کا سائنٹیفک طریقہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ذخیرۂ گندم کے لئے سائنٹیفک طریق پر تیار کردہ اناج کی کوٹھیوں کے استعمال کے فوائد کی طرف محکمہ امداد باہمی زمینداروں کی توجہ دلا رہا ہے محکمہ مذکور نے اس قسم کی کوٹھیاں حال میں ضلع مظفر گڑھ کی تحصیلوں کوٹ ادو اور مظفر گڑھ میں نصب کی ہیں۔ جہاں غلہ ذخیرہ کرنے کے نہایت بھدے طریقے مستعمل ہیں۔ غریب کسان جن کچے مکانات میں گذر بسر کرتے ہیں۔ ان کے اندر ذخیرۂ اناج کی گنجائش کہاں ہے۔

اس لئے وہ کھلی جگہوں میں پیال بچھا کر اس پر غلہ ڈال دیتے ہیں اور اس کو پیال سے ڈھانپ کر مٹی سے لیپ دیتے ہیں اس طرح ذخیرہ کیا ہوا غلہ طبعی عناصر، سیلاب، بارش طوفان وغیرہ کے رحم و کرم پر ہوتا ہے اور سسری اور دیگر حشرات الارض اس پر مستزاد ہیں اس صوبہ میں مظفر گڑھ کے کسانوں کا افلاس ضرب المثل ہے۔ ان غریبوں کی فصلیں یوں بھی کم ہوتی ہیں اور اگر وہ ان کو بھی اچھی طرح نہ رکھ سکیں تو ان کی حالت اور بھی یاس انگیز ہو جاتی ہے۔ اس لئے محکمہ امداد باہمی ان کی امداد پر آمادہ ہوا۔ محکمہ مذکور نے محکمہ زراعت کی انجنیئرنگ برانچ سے خاص کوٹھیاں تیار کرائی ہیں جن میں غلہ بحفاظت ذخیرہ کیا جا سکتا اور نکالا جا سکتا ہے لیکن لوگوں کو ان کے استعمال پر آمادہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے کچھ عرصہ سے اس ضلع میں غلہ کی بیشمار مجالس کفایت شعاری بڑی کامیابی سے کام کر رہی ہیں ان سے کہا گیا ہے کہ وہ ان کوٹھیوں میں غلہ رکھکر لوگوں کی رہنمائی کریں اور انہوں نے اس پر بشوق عمل کیا ہے امید ہے کہ کسان جلد ان کی مثال کی پیروی کریں گے۔

غلہ کے ذخیرہ کرنیکا مسئلہ کسی ایک ضلع یا صوبہ کیلئے نہیں بلکہ سارے ہندوستان کیلئے خاص اہمیت رکھتا ہے اسلئے کہ غلہ ذخیرہ کرنے کے ناقص طریقوں کی بدولت ہر سال ۳ لاکھ ٹن غلہ قیمتی ۲۴ کروڑ روپیہ ضائع ہو جاتا ہے مذکرہ صدر جدید کوٹھیوں کے استعمال سے جو نہ صرف قدرتی عناصر بلکہ مختلف قسم کے کیڑوں مثلاً سفید چیونٹی سسری بیڑ کی دستبرد سے بھی غلہ کو محفوظ رکھتی ہیں ہم اس مہیب نقصان سے بچ سکتے ہیں۔

تنظیم بواسطہ مساجد

۳۶ صفحے کا اہم رسالہ بالکل مفت

محلہ وار مسجدیں، خدائی تنظیم کا مرکز اور خلافت نبوی کا عبد معلم میں اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ مسجد کے اندر بیٹھ کر سرکار دوعالم اور خلفاء راشدین کے طریق عمل کیمطابق مسلمانوں کی اندرونی زندگی کو کس طرح مکمل اور مضبوط بنایا جا سکتا ہے تو آپ رسالہ تنظیم مساجد ضرور ضرور مطالعہ فرمائیں۔ دردمندان اسلام جو تنظیم مساجد کے پروگرام پر عمل پیرا ہونیکا دعا فرماسکیں وہ صرف ایک کارڈ بھیجکر رسالہ مذکور مفت حاصل کریں۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ۔ حجم ۳۶ صفحے۔
(عبداللہ العصری۔ پٹی۔ ضلع لاہور)

رفتار عالم

اسلامی دُنیا

—— بیت المقدس ۱۵ راگست فلسطین میں حالات بدستور ہیں۔ آج بیت المقدس میں پھر بم پھٹا جس سے بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔

—— بیروت ۱۵ راگست فلسطین کی عرب ڈیفنس پارٹی کے چند لیڈر رہا ہو آئے ہیں۔ یہ پارٹی مفتی اعظم کی مخالف ہے اور اسکا لیڈر فخری بے نشاشیبی ہے۔

—— امسال جامع ازہر مصر کے امتحان مقابلہ ڈاکٹریٹ میں ایک ہندوستانی مسلمان مولوی عمران خانصاحب اول رہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی ہندوستانی مسلمان نے یہ اعزاز حاصل کیا ہے۔

—— استنبول ۱۵ راگست۔ ترکی فوج نے بلغاریہ کی سرحد پر ۲۰ میل کے علاقہ میں جنگی مشق شروع کر دی ہے۔ ترکی فوجیں علاقہ تھریس میں جمع ہو چکی ہیں۔

—— لنڈن ۱۵ راگست۔ کل یہاں ڈاکٹر حسن نشاط پاشا سفیر مصر کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ مرحومہ کی عمر ۴۲ سال کی تھی وہ گذشتہ ڈیڑھ سال سے بیمار چلی آتی تھیں۔

—— مصر کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی اور مصر کے حربی تعلقات بہت مستحکم ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مصری ماہرین فنون حربیہ کا ایک وفد مصری لیڈر صالح پاشا کی قیادت میں ترکی جا رہا ہے۔

—— یہ وفد سواحل باسفورس اور دردانیال کا معائنہ کرے گا ترکی فوجوں کی مشقی جنگوں میں حصہ لے گا اور ترکی کے کارخانہ جہاز سازی کا بھی معائنہ کرے گا۔

—— علاوہ ازیں ترکی جرنیلوں کا ایک وفد مصر بھی آئے گا جو مصری خطوط دفاع اور جدید اور قدیم قائم شدہ حربی کارخانوں اور فوجی کالج کا معائنہ کرے گا۔

—— قاہرہ ۱۳ راگست۔ معلوم ہوا ہے کہ فوجی بارکیں تعمیر کرنے کے سوال پر مصر اور برطانیہ میں اختلاف ہو گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت مصر نے ان بارکوں کے مصارف برداشت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر غیر ملکیوں بالخصوص اطالویوں کی کڑی نگرانی کر رہی ہے۔ قاہرہ میں مقیم اطالویوں کو سرد وزتھانوں میں بلایا جاتا ہے اور اُن سے متعدد سوالات کئے جاتے ہیں۔

—— نہر سویز اور بندرگاہ سعید میں مقیم اطالوی باشندوں کو نکال دیا گیا ہے ایک اطالوی تاجر کے مکان کی تلاشی لی گئی جہاں سے بہت سا اسلحہ برآمد ہوا ہے۔ مصر کا محکمہ سراغ رسانی چن چن کر اطالویوں کو خارج البلد کر رہا ہے۔

—— حکومت مصر نے قانون نافذ کیا ہے کہ حکومت کا تمام کاروبار اور خط و کتابت عربی زبان میں ہوا کرے پہلے یہ دستور تھا کہ مصری وزارت خارجہ غیر ملکی سفارت خانوں اور حکومتوں سے فرانسیسی اور انگریزی میں خط و کتابت کیا کرتی تھی۔

—— طہران ۱۴ راگست۔ حال ہی میں جرمنی اور ایران میں ایک تجارتی معاہدہ ہوا ہے جس کی رو سے جرمنی ایران سے دس ہزار ٹن روئی خرید سے گا۔ جرمنی اس کے تبادلے میں ایران کو سوتی مال دے گا۔

ہندوستان

—— کلکتہ ۱۵ راگست۔ معلوم ہوا ہے کہ مولوی فضل حق صاحب وزیر اعظم بنگال طویل رخصت لینے والے ہیں اس دوران آپ حج کو بھی جائیں گے۔

—— لاہور ۱۵ راگست۔ علامہ مشرقی بانی تحریک خاکساران عنقریب لکھنو جانیوالے ہیں وہاں آپ شیعوں اور سنیوں میں صلح کرانیکی کوشش کریں گے۔

—— ۱۵ راگست۔ کانگرس کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ کانگرسی ارکان مرکزی اسمبلی اجلاس میں شرکت کے لئے شملہ نہ جائیں۔

—— الہ آباد ۱۵ راگست۔ پنڈت جواہر لعل نہرو ۲۰ راگست کو بذریعہ ہوائی جہاز چین تشریف لے جائیں گے۔

—— لکھنو ۱۵ راگست۔ حکومت یو۔ پی نے تبرا بازی حکماً ممنوع قرار دے دی ہے، یہ بھی حکم دیا ہے کہ شیعہ اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر بھی تبرا نہیں کہہ سکتے۔ علاوہ اس کے پولیس کو تبرہ بازوں کے گھروں میں گھسنے کے اختیارات دے دئیے ہیں۔

—— ان احکام سے لکھنو کے شیعہ حلقوں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ انکی انجمنیں آیندہ لائحہ عمل پر غور و فکر کر رہی ہیں۔

—— پنجاب اسمبلی کا آیندہ اجلاس ۲۳ ر اکتوبر کو شروع ہوگا اور یو۔ پی۔ اسمبلی کا وسط ستمبر میں۔

—— امرتسر ۱۵ راگست۔ یہاں ضمنی انتخاب کے سلسلہ میں غیر معمولی سرگرمیوں کا اظہار ہو رہا ہے احراری اور مسلم لیگ والے دونوں وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

—— حیدر آباد دکن ۱۵ راگست۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے ہندو طلبا نے آٹھ ماہ کے بعد اپنی ہڑتال ترک کر دی۔ یہ ہڑتال بندے ماترم گیت کے خلاف کی گئی تھی۔

—— بمبئی ۱۴ راگست۔ حکومت بمبئی نے فیصلہ کیا ہے کہ آیندہ سرکاری ملازمین کو ۵۵ سال کی عمر میں لازماً ریٹائر کر دیا جایا کرے گا۔

—— بمبئی ۱۴ راگست۔ کانگرسی وزرائے اعظم کی آیندہ میٹنگ اس ماہ کے آخری ہفتہ میں پونا میں منعقد ہوگی۔

—— بنوں ۱۳ راگست۔ قبائلی علاقہ میں طیاروں نے سرخ پوسٹر پھینکے ہیں جن میں قبائلی عساکر کو ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر منتشر ہونے کا نوٹس دیا گیا ہے۔

—— حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستانی فوج کی وردیاں عنقریب بدل دی جائیں گی۔ اس تبدیلی کا سب سے نمایاں پہلو مالی ہے۔

—— شملہ ۱۵ راگست۔ کل وائسرائے اپنا دورہ ختم کر کے شملہ پہنچ گئے ہیں۔

—— لاہور ۱۴ راگست۔ آج رات ماس کنٹکٹ ہفتہ کے سلسلہ میں کانگرسیوں کا ایک جلسہ بیرون موری دروازہ منعقد ہوا۔ جسے احراریوں کی ایک جماعت نے کلہاڑیوں اور ڈانگوں سے مسلح ہو کر درہم برہم کر دیا۔

—— بیان کیا جاتا ہے احراریوں نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ لاؤڈ سپیکر کو نقصان پہنچایا گیا۔ گیس کے ہنڈے توڑ دے گئے۔ متعدد اشخاص مضروب ہوئے کئی عورتیں اور مرد باغ کی نہر اور بدر رو میں گر پڑے۔ ڈاکٹر گوپی چند صدر جلسہ اور مفتی محمد نعیم کانی مجروح ہوئے۔

—— لاہور ۱۶ راگست۔ حکومت پنجاب کا ڈھائی کروڑ کا قرضہ جو آج صبح جاری کیا گیا تھا۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں مکمل فراہم ہو گیا ہے۔

—— حیدرآباد دکن ۱۶ راگست۔ اعلیٰحضرت حضور نظام کی سالگرہ کی تیاریاں شاندار پیمانے پر ہو رہی ہیں۔ اعلیٰحضرت اس مبارک موقع پر آریہ سماجی

ممالکِ خارجہ

—— لندن ۱۶ راگست، افق یورپ پر جنگ کے تاریک بادل پھر چھا گئے ہیں۔ مسئلہ ڈانزگ زیادہ پیچیدہ صورت اختیار کر گیا ہے۔ حکومت جرمنی کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ سلیشیا میں پولینڈ اور جرمن سرحدوں کے رسل و رسائل کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے۔

—— ڈانزگ ۱۶ راگست۔ پولینڈ کے سرکاری حلقوں کا خیال ہے کہ حکومت پولینڈ جرمنی کے ہر چیلنج کو منظور کرے گی۔ پولش فوج جرمنی کی کسی دھمکی سے مرعوب نہیں ہوگی بلکہ ہر حملہ کا جواب دیگی۔

—— ہانگ کانگ ۱۶ راگست آج جاپانی فوجوں نے ہانگ کانگ کے قریب ایک اور چینی بندرگاہ شم چن پر حملہ کر دیا آج وہ پل کے صرف ۴۰ گز کے فاصلہ پر ہیں، اس پل کا ایک سرا حکومت چین دوسرا سرا حکومت برطانیہ کے ماتحت ہے لہذا حکومت برطانیہ نے دو گورہ پلٹنوں کو اپنی سرحد کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔

—— ڈانزگ۔ آج ڈانزگ اور پولینڈ کی سرحد پر نازیوں نے پولش فرنٹیر گارڈ کے ایک سپاہی کو گولی سے اُڑا دیا۔ اس حادثہ سے ناخوشگوار نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

—— چین اور جاپان کے خلاف پروپیگنڈا زوروں پر ہے تازہ اطلاع ہے کہ چین کے بنک نوٹوں پر ایسے کلمات ثبت کئے گئے ہیں جن میں چینیوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ جاپان کے جارحانہ اقدام کا مقابلہ جاری رکھیں

—— آجکل لنڈن ہسپانیہ کے شاہ پسندوں کی خفیہ سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر لنڈن میں جمع ہو چکے ہیں۔

—— ماسکو ۱۵ راگست۔ آجکل روس کا مشرقی بیڑہ بحیرہ جاپان میں ولاڈی واسٹک کے قریب زبردست جنگی مشق کر رہا ہے۔

—— لنڈن ۱۵ راگست۔ آجکل انگلستان میں سالانہ جنگی مشق کا سلسلہ زوروں پر ہے۔ جنگ عظیم کے بعد انگلستان میں وردی پوش اشخاص اس کثرت سے آجتک نہیں دیکھے گئے۔

—— پیرس ۱۵ راگست آج فرانس کے وزیر خارجہ نے فرانس کے برطانوی سفیر سے ملاقات کی اسکے بعد پولینڈ کے سفیر سے بھی گفت و شنید کی معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا باتیں ہوئیں لیکن اندازہ ہے کہ ڈانزگ کی صورت حالات ہی زیر بحث لائی گئی ہوگی۔

—— لنڈن ۱۵ راگست معلوم ہوا ہے کہ یوگوسلاویہ کے وزیر اعظم نے مسولینی کے نام ایک تار بھیجکر اس امر کا اظہار کیا ہے کہ یوگوسلاویہ اٹلی سے رابطہ اتحاد بڑھانے کا خواہشمند ہے۔

—— ٹوکیو ۱۴ راگست۔ تین سین کے بارہ میں برطانیہ و جاپان کی جو گفتگو ہو رہی تھی اس کے سلسلہ میں خبر موصول ہوئی ہے کہ برطانوی سفیر نے جاپانی وفد کے صدر مسٹر کیو کو یقین دلایا ہے کہ تین سین کے انتظامی اور اقتصادی معاملات اکٹھے طے کئے جائیں گے اور مسٹر کیو نے وعدہ کیا ہے کہ وہ گفت و شنید دوبارہ جاری کرنے کے لئے اپنے اثر و رسوخ کو پوری طرح کام میں لائیں گے۔

—— جنیوا ۱۶ راگست۔ یہودیوں کی بین الاقوامی کانفرنس کا ایک اجلاس عنقریب جنیوا میں منعقد ہوگا جس میں تمام دنیا کے یہودی نمایندے شریک ہوں گے۔ اس کانفرنس میں فلسطین کے متعلق برطانیہ کی موجودہ روش پر غور کیا جائے گا۔

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
[illegible] شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۵ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۳۹ء — نمبر ۵۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حقوق العباد اور عیسائیت

حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کرنے اور بجالانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قویٰ کا مالک بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے جس سے یہ منشا تھا کہ وہ ان جملہ قویٰ سے برمحل کام لیکر بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے لیکن انجیل کی تعلیم کا سارا زور صرف حلم اور نرمی کی قوت کے استعمال پر ہی ہے۔ حالانکہ بعض اوقات یہ صفت زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے۔ ہماری تمدنی زندگی جو مختلف صفات کے اختلاط و ترکیب سے بنی ہے بالطبع یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے تمام قویٰ کو محل اور موقع پر استعمال کیا کریں لیکن انجیل محل اور موقع شناسی کو تو پس پشت ڈالتی ہے اور اندھا دھند یہی تعلیم پیش کرتی ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی آگے کر دو اور کرتہ مانگنے والے کو جبہ بھی دیدو کیا ان صفات پر عمل کرنیوالے انسان بھی کسی نے کبھی دیکھے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ خود عیسائی صاحبان دو ہزار سال سے اس تعلیم کا عملی نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ . . . جس طرح ہمیں اپنے جسم کی صحت اور صلاحیت کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ موسم اور فصل کے لحاظ سے مختلف قسم کی غذائیں کھائیں اور مختلف قسم کے لباس پہنیں بعینہٖ اسی طرح روح کی صلاحیت اور اس کے قویٰ و خواص کے نشوونما پانے کیلئے یہ لازمی امر ہے کہ اسی قاعدہ کو مدنظر رکھکر مختلف قویٰ سے موقع اور محل کے مناسب حال کام لیا جائے جسمانی تمدن میں جس طرح پر گرم بستر، نرم سخت، حرکت سکون کی رعایت رکھنی ضروری ہے اسی طرح پر روحانی صحت کیلئے مختلف قوتوں کی رعایت رکھنی لازمی ہے۔ کیونکہ ان مختلف قوتوں کا عطا ہونا ہی صاف دلیل اس امر کی ہے کہ یہ سب روح کی بھلائی کیلئے دیگئی ہیں اور اگر ہم ان مختلف قوتوں سے کام نہیں لیتے یا دوسروں کو ان سے کام نہ لینے کی تعلیم دیتے ہیں تو ایک غدار ہیں اور غیور انسان کی نگاہ میں ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں کی توہین کرنیوالے ہیں۔

(۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

ماہ رجب کا آغاز اور فراہمی زکوٰۃ

خواتین سلسلہ سے ضروری اپیل

زکوٰۃ اسلام کا ایک مشہور اور ضروری رکن ہے [illegible] فرضیت زکوٰۃ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک مفصل مضمون [illegible] اشاعت میں درج ہو چکا ہے یہ مضمون علیحدہ ٹریکٹ کی شکل میں [illegible] بیرونی جماعتوں کو اور بعض احباب کو بھی بھیجا گیا ہے اس مضمون سے [illegible] زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کے متعلق تمام ضروری مسائل معلوم ہو سکتے [illegible] ہندوستان میں ماہ رجب فراہمی زکوٰۃ کیلئے مخصوص ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ بالعموم رجب ہی میں زکوٰۃ نکالتے ہیں [illegible] ہو چکا ہے اس لئے ہم جماعت کے تمام طبقات کو اس ضروری امر [illegible] زکوٰۃ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے اول ہم [illegible] سلسلہ کی خدمت میں چند باتیں عرض کریں گے۔

خواتین کے پاس زیور رہتا ہے اور اگر وہ نصاب کے [illegible] تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مضمون میں رقم فرمایا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت آنحضرت [illegible] کی خدمت میں آئی اور اس کی لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے [illegible] آپ نے فرمایا کہ ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ تو فرمایا [illegible] چاہتی ہو قیامت کے دن یہ آگ کے کڑے ہوں؟ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زیور پر زکوٰۃ کس قدر ضروری ہے۔ لہذا خواتین سلسلہ کو زکوٰۃ [illegible] زکوٰۃ نہایت باقاعدگی سے مرکز کے بیت المال میں بھجوانی [illegible] بلکہ غیر از جماعت خواتین سے بھی زکوٰۃ فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(محمد [illegible])

اشاعتِ اسلام کیلئے ایک نیا اور مبارک اقدام

یعنی

زخم خوردہ بھائیوں کی اصلاح کی احسن تجویز

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزیمینر)

آج سے نصف صدی قبل حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بحکم خداوندی واصنع الفلك باعيننا ووحينا ایک جماعت کی بنیادیں اعلائے کلمۃ الحق کے عالی مقصد کے لئے استوار کیں، اپنی زندگی کے بعد آپ نے قوم کے لئے جو نظامِ کار تجویز فرمایا اس کا خلاصہ حضرت کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

یہ احمدی قوم کی بدقسمتی ہے کہ باوجود حضرت اقدس کی اس صراحت کے ۱۹۱۴ء میں قوم کے دستور العمل کے متعلق تنازع ہو کر تفرقہ ہو گیا ایک حصہ نے بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے واضح ارشاد کے مطابق لاہور میں اپنا نظام قائم کیا مگر دوسرے حصہ نے شخصی، غیر اسلامی اور مطلق العنان نظام کو بہتر قرار دے کر ایک فردِ واحد کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور سونپ دیا، حضرت اقدس علیہ السلام چونکہ خدا تعالےٰ کے فرستادہ ہیں آپ کا ہر ارشاد القاء ربانی کے ماتحت حق و حکمت پر مبنی ہے اس لئے یہ ممکن نہ تھا کہ آپ کے تجویز کردہ راستہ کے برخلاف دوسرا دستور العمل کامیاب ہو سکتا چنانچہ ربع صدی کا عرصہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ خداوند تعالےٰ نے خود قادیانی جماعت پر یہ حقیقت منکشف کر دی کہ مامورِ الٰہی کے حکم کے برخلاف جو نظام جماعت انہوں نے قائم کیا ہے وہ بنیادی طور پر نہایت کمزور اور خامیوں سے پُر ہے۔

سنت اللہ ازل سے یہی واقع ہوئی ہے کہ فطرتِ انسانی جبر و تشدد کے خلاف بغاوت کیا کرتی ہے، تاریخ کا مطالعہ بھی یہی بتلاتا ہے کہ جن قوموں پر شخصی اقتدار مسلط ہوتا ہے وہ آخر کار جور و ظلم سے تنگ آ کر احتجاج کی آواز بلند کرتی ہیں۔ چنانچہ قادیانی تاریخ بھی اسی امر کا اعادہ کر رہی ہے۔ اس وقت خود قوم کے اندر سے علانیہ بغاوت کا علم بلند کرنے والے موجود ہیں اور جو لوگ کھلم کھلا اپنی آواز سنا نہیں سکتے مگر دل سے نالاں و بیزار ہیں انہیں پورے طور پر کون معلوم کر سکتا ہے کہ وہ زبانِ حال سے شب و روز یہ آیۃ شریفہ پڑھتے ہیں۔ والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعل لنا من لدنك وليا واجعل لنا من لدنك نصيرا۔

حریت و روشن خیالی کا دور دورہ

موجودہ وقت خاص طور پر آزادی و روشن خیالی کا دور ہے، آج کوئی نظام خواہ وہ دنیوی ہو یا دینی بہت عرصہ تک اخفاد کے پردوں میں مستور نہیں رکھا جا سکتا مرید رعایا زیادہ مدت تک بے خبری میں مقید نہیں رکھی جا سکتی۔ ہر قسم کی غلامی کی زنجیروں کا ٹوٹنا اور اصول حریت و مساوات کا قیام پذیر ہونا اس زمانہ کی امتیازی خصوصیات ہیں جن سے مفر کی راہ نہیں۔ زمانہ کی یہی نبض شناسی تھی جس کے ماتحت مامورِ ربانی بھی اپنی قوم کے لئے مطلق العنانی کا استعمال تجویز نہ کیا پس ہر دنیوی یا دینی نظام شخصی اقتدار کے پنجہ سے نجات حاصل کر رہا ہے اس لئے یہ مقدر ہو چکا ہے کہ ظلم و استبداد کا خاتمہ ہو جائے۔

جماعت احمدیہ لاہور کے پاک ممبر کیا ان ان حالات میں آپ نے اپنے فرض کو شناخت کیا؟ آپ نے ایک جہان کو دعوتِ حق دینے پر کمر باندھی اور ایک دنیا کو شیطان کی غلامی سے نجات دلانے کی ٹھانی ہے، کیا آپ نے اپنی احمدی قوم کی اصلاح کی کوئی راہ سوچی؟ کبھی ان کی مصیبت زار پر آپ کا دل پگھلا؟ کیا ان بھائیوں کی سچی خیر خواہی کا ولولہ آپ کے دل میں موجزن ہوا۔ جو پیری کی غلامی میں جکڑا جانے کے باعث اشاعت دین کے عالی نصب العین سے محروم کئے گئے؟ وہ جماعت جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تیار کیا تھا بہت سی خوبیوں کی مالک جماعت ہے، وہ اشاعت کی دلدادہ جماعت ہے اس کے افراد ایمان و ایثار کے بلند جذبات کے مالک ہیں، وہ ماموروقت کی صداقت کے قائل ہیں پھر جب وہ خود اپنے تیار کردہ نظام کی قباحتوں سے آگاہ ہو چکے ہیں تو کیا اب بھی انہیں پیغامِ حق پہنچانا آپ پر فرض نہیں؟ باطل نظام کی بنیادیں ریت کے تودوں پر استوار ہوا کرتی ہیں، فریب اور ریاکاری کو تب تک ہی فروغ حاصل ہے، جب تک دنیا اس سے غافل و بے خبر پڑی ہے ورنہ ایسا نظامِ حکومت بیتِ عنکبوت کی مانند ہوا کے تیز جھونکوں کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا ولا تهنوا فی ابتغاء القوم۔ قرآنی ارشاد ہے۔ آج جماعت احمدیہ لاہور کے راستہ میں قادیانی عقائد و اعمال سدِ راہ بن رہے ہیں اس روک کو صاف کرنا آپ کا فرضِ اولین ہے تا اشاعتِ دین کی راہ واضح ہو کر اس کی ترقی کی سبیل پیدا ہو۔

قادیان مشن

(از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل۔ بی۔ اے)

"قادیان مشن" کی ضرورت پر اخی العزیز شیخ محمد آصف صاحب قادیانی نے مضامین لکھ کر درحقیقت جماعت کے ایک بڑے حصہ کے دلی خیالات کی ترجمانی کی ہے۔ یہی خیالات تھے جنہیں دیکھ کر ۱۹۳۲ء کے جلسہ سالانہ پر میں نے یہ تحریک کی تھی کہ اب ان خیالات کو بروئے کار لانے کا وقت آ چکا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ایک حصہ نے قادیان سے محض اس لئے ہجرت کی تھی کہ وہ تکفیر مسلمین اور اجرائے نبوت جیسے عقائد کو قبول نہ کر سکتا تھا اور یہ کارنامہ بقول مولانا ابوالکلام آزاد اپنی نوعیت میں لاثانی اور زریں حروف سے لکھے جانے کے قابل تھا۔ آج اس جماعت کو جس کا قیام حضرت مجدد وقت علیہ السلام کی وصیت کے مطابق لاہور میں عمل میں لایا گیا پچیس ۲۵ سال گزر چکے ہیں اور اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ اگر ایک طرف علمی دنیا میں یہ جماعت سبقت لے گئی ہے۔ تو دوسری طرف اس نے قادیانی عقائد باطلہ کے طلسم کو بھی دھواں دھار کر دیا ہے۔ جہاں تک عقائد کا تعلق ہے قادیانی جماعت قطعاً ناکام ہو چکی ہے۔ باقی رہا نظام خلافت، اس کی ہیئت ترکیبی اور اس کے ثمرات، سو ہر سال کسی نہ کسی نئے مباہلہ کا چیلنج دینے والے کا کھڑا ہو جانا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس کی حیثیت کیا ہے اور یہ نظام کتنے دنوں کا مہمان ہے قادیان کے باشندے جنہوں نے اپنی پگڑیاں اچھال اچھال کر اور سر نقیبی شرفا کی پگڑیاں اچھال اچھال کر خلافت اور نبوت کی عمارت کو قائم کیا تھا۔ آج اپنی غلطی کا اعتراف کر رہے ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو مظلومین کی طرح دعائیں کرتے ہیں کہ ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها "اے خدا ہمیں اس ظالموں کی بستی سے نکال"۔

غرضیکہ اہل قادیان اس وقت اپنے عقائد اور اپنے آئمہ کے اعمال سے بیزار ہیں اور اس سے بہتر کوئی موقع نہیں کہ ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو پھر ایک رشتہ میں منسلک کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اس افراط سے ہٹتے ہٹتے وہ کسی تفریط کا شکار نہ ہو جائیں۔ اگر ہم نے یہ عزم کر لیا تو جس طرح باقی مشنوں میں اللہ تعالےٰ نے ہماری نصرت فرمائی یہاں بھی کامیابی ہمارا استقبال کرے گی

جرمن ترجمۃ القرآن کی تکمیل

یورپ میں اشاعت اسلام کیلئے ایک نئے باب کا آغاز

آج سے دس گیارہ سال قبل ہماری جماعت کے بعض اولوالعزم بزرگوں نے ایک خواب دیکھا۔ یورپ میں اشاعت اسلام کے بے پناہ جذبہ کے ماتحت ان کے ذہن میں ایک تجویز آئی ــــــ حالات اس وقت ناسازگار تھے اور سامان و ذرائع کی قلت تھی۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی تجویز کو جامہ عمل پہنانے کا عزم کر لیا۔ حالات کی ناسازگاری کی تلافی ان کے عزم محکم اور جذبہ بے پناہ نے کر دی اور سر و سامان اور ذرائع کی کمی کو خادمان دین کی مالی قربانیوں نے پورا کیا۔ آج اس مبارک خواب کی مبارک تعبیر ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ــــــ یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمن ترجمۃ القرآن حسب منشا بکمال خوبی شائع ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ بہت بڑا کام تھا اور حالات نے اس کی دشواریوں میں بہت اضافہ کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں جو مراحل طے کرنے پڑے ان سے قارئین پیغام صلح اور احباب جماعت بخوبی واقف ہیں۔ ۱۹۲۸ء میں انجمن نے جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کی تجویز منظور کی۔ اس سے قبل برلن مشن کے مصارف کثیر کا بار گراں ہماری قوم کے کندھوں پر تھا۔ لیکن برلن مشن کی تبلیغی مساعی میں خاطر خواہ کامیابی کے لئے جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ضروری سمجھا گیا۔ اس کام کو انجام دینے کیلئے سب کی نگاہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس جانباز جرنیل کی طرف اٹھی۔ جس کی قسمت میں روز اول ہی سے وسط یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھنے کی سعادت لکھی ہوئی تھی ــــــ انجمن کی خواہش کے مطابق حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے اس کٹھن کام کا بیڑا اٹھایا۔

تجویز کے منظور ہوتے ہی حضرت مولانا ممدوح نے فوراً کام شروع کر دیا۔ تمام مشہور و اہم تفاسیر اور ضروری لٹریچر کا مطالعہ کیا اور نہایت محنت و تحقیق سے نوٹ لکھے۔ یہ کام ۱۹۳۱ء کے آخر میں جا کر ختم ہوا۔ ۱۹۳۲ء سے لیکر وسط ۱۹۳۴ء تک کا عرصہ ان نوٹوں کو جرمن زبان کا لباس پہنانے پر صرف ہوا۔ ترجمہ کا مسودہ مکمل ہوتے ہی اسکی طباعت کے مصارف کی فکر ہوئی۔ ان کی فراہمی کا فرض بھی زیادہ تر حضرت مولانا نے ہی انجام دیا۔ انہوں نے ۳۶-۱۹۳۵ء میں اس غرض کے لئے متعدد کامیاب دورے کئے۔ ۱۹۳۷ء میں آپ ترجمہ پر نظر ثانی اور اس کی طباعت کے انتظام کے لئے جرمنی تشریف لے گئے وہاں قریباً چھ ماہ قیام فرما کر دو فاضل رفقا کے ساتھ ترجمہ کے مسودہ پر پورے غور و احتیاط سے نظر ثانی کی اور ایک ذمہ دار مطبع سے طباعت کا معاملہ طے کیا اور ایک دو پارے اپنی موجودگی میں چھپوائے جن کو جرمنی کے اہل علم طبقہ نے بیحد پسند کیا۔ نومبر ۱۹۳۷ء میں حضرت مولانا واپس ہندوستان تشریف لے آئے اور طباعت کا کام بعد میں ہوتا رہا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے طباعت و جلد بندی کے تمام مراحل طے کر کے یہ ترجمہ طالبان حق و شائقین کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔

یہ ترجمہ متن کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ حضرت مولانا نے ایک نہایت مؤثر اور ایمان افروز دیباچہ بھی لکھا ہے جو اپنے اندر بہت سی خصوصیات رکھتا ہے۔ اس کا مطالعہ یورپین افراد پر انشاءاللہ نہایت اچھا اثر ڈالے گا۔ اس ترجمہ کے ایک صفحہ کا فوٹو ہم پیغام صلح کے سلور جوبلی نمبر میں شائع کر چکے ہیں۔ اس کے مشاہدہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ متن ترجمہ اور نوٹوں کا ٹائپ نہایت خوبصورت ہے۔ کاغذ مضبوط اور اعلیٰ لگایا گیا ہے تقطیع بڑی اور طباعت روشن ہے۔ ضخامت قریباً گیارہ سو صفحات ہے

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہماری قلیل التعداد و غریب جماعت کو یورپ کی تین زبانوں میں اپنے کلام پاک کے ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی ترجمہ قرآن نے دنیا کی وسیع انگریزی خواں آبادی پر جو انقلاب انگیز و امید افزا اثر ڈالا ہے وہ اظہر من الشمس ہے اس کے بعد اسی ترجمہ کو جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب اور جماعت جاوا کی کوششوں نے ڈچ زبان کا لباس پہنا کر شائع کیا۔ اس سے بھی ہالینڈ اور جاوا وغیرہ کے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے ــــــ اب جرمن ترجمۃ القرآن بھی شائع ہو گیا۔ انشاءاللہ اس کے فوائد و اثرات کا دائرہ بہت وسیع ہوگا۔ کیونکہ اول تو جرمن قوم دنیا کی ایک طاقتور اور ممتاز قوم ہے۔ خدا کے پاک کلام میں بڑی کشش اور تاثیر ہے ہمیں مالک حقیقی کے فضل و احسان سے پوری توقع ہے کہ اس ترجمہ کا مطالعہ جرمن قوم کے طالبان حق کو اسلام کے بہت قریب لے آئیگا۔ علاوہ ازیں جرمن زبان وسط یورپ کے بہت سے علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ان تمام علاقوں میں یہ ترجمہ کام دے گا اور اس کے ذریعہ وسط یورپ میں اشاعت اسلام کی ایک مضبوط بنیاد قائم ہو جائے گی۔

سب سے اول ہمیں خدا کے حضور جھکنا اور سجدہ شکر بجا لانا چاہئے۔ انسان ایک کمزور و بے بس ہستی ہے۔ انسانی کوششیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ جب تک تائید ایزدی ان کے شامل حال ہو۔ اس کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم ان تمام بزرگوں اور دوستوں کا دلی شکریہ ادا کریں۔ جنہوں نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں ہمارے شکریہ کے سب سے زیادہ مستحق حضرت مولانا صدرالدین صاحب ہیں۔ اگر حضرت ممدوح کی ہمت بلند اس کام کا بیڑا نہ اٹھاتی تو خدا جانے یہ کتنے عرصہ تک معرض تعویق میں پڑا رہتا۔ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن نے اس ترجمہ کی طباعت و جلد بندی کی نگرانی میں نمایاں حصہ لیا۔ ان کے بھی ہم ممنون ہیں۔ جن اصحاب نے اس کار خیر میں مالی امداد دی ان کا دلی شکریہ ادا کرنا بھی ہمارا اخلاقی فرض ہے۔ اگر وہ امداد نہ دیتے تو یقیناً اس کام میں مزید تاخیر ہوتی۔

ترجمہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہو گیا۔ اب ضرورت ہے کہ اسے جرمن زبان جاننے والوں تک پہنچانے کی پوری کوشش کی جائے۔ اس بارہ میں کئی مرتبہ تحریک ہو چکی ہے۔ جن احباب نے اب تک اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا۔ ان کا فرض ہے کہ وہ علیہ متوجہ ہوں اور حسب توفیق اس ترجمہ کی کاپیاں اہل جرمنی کو اپنی طرف سے بھجوائیں۔ ھدیہ صرف دس مارک یعنی تقریباً چھ روپے رکھا گیا ہے۔ دس بارہ آنے محصول ڈاک لیں تو ایک کاپی کی مفت تقسیم پر سات روپے صرف ہوں گے۔

مصالحتی بورڈوں کی کارگزاری

حکومت پنجاب نے غریب زمینداروں کو قرضے سے نجات دلانے کیلئے جو قوانین نافذ کئے اور جو تدابیر اختیار کی ہیں ان میں سے مصالحتی بورڈوں کا قیام غیر معمولی طور پر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ گذشتہ ششماہی کے دوران میں ستر لاکھ روپے کے قرضوں کا تصفیہ صرف پچیس لاکھ میں کرا دیا گیا یا دوسرے الفاظ میں صرف ایک ششماہی کے اندر چند مصالحتی بورڈوں کی محنت اور ثالثی سے غریب زمینداروں کو ۴۵ لاکھ روپے قرض سے نجات مل گئی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ مصالحتی بورڈ کس قدر محنت اور تندہی سے اپنا کام کر رہے ہیں ضرورت ہے کہ حکومت اس سلسلہ کو زیادہ وسیع کرے اور بورڈوں کے صدر صاحبان اور دوسرے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی جائے

شذرات

احمدیت کے متعلق عربی لٹریچر کی ضرورت

چند ہفتے ہوئے ہم نے مصر کے حالات بیان کرتے ہوئے احمدیت کے متعلق عربی لٹریچر کی ضرورت ظاہر کی تھی۔ آجکل متعدد عرب ممالک کی فضا احمدیت کے لئے نہایت سازگار ہے۔ وہاں کے روشن خیال علماء و اکابر غیر محسوس طریق پر احمدیت کے عقائد و اصولوں کی طرف آ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر حال ہی میں علامہ شیخ مصطفےٰ المراغی شیخ الجامعہ ازہر قاہرہ اور ڈاکٹر علی زکی صاحب نے مسئلہ جہاد کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ احمدیت ہی کی صدائے بازگشت ہیں

ہماری مذکورہ بالا تحریک پر مرکز اور ہندوستان کی جماعتوں نے تو تا حال کوئی توجہ نہیں کی لیکن احباب عراق نے اس پر فوراً لبیک کہا۔ ۱۲ راگست کی اشاعت میں ہم نے جناب سید تصدق حسین صاحب بغداد کی ڈائری کا ایک اقتباس درج کیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے احباب عراق اس کار خیر کے لئے آمادہ ہیں۔ بلکہ ان کے ہاں فراہمی چندہ کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ کرکوک (عراق) کے عبدالصمد صاحب برق اور عبدالکریم صاحب نے سبقت کی ہے۔ سید صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:۔

"تجویز نہایت ضروری اور مفید ہے انشاء اللہ ...

.... دوستوں کے سامنے پیش کروں گا ضرورت ہے کہ مرکز میں بھی اس کے لئے تحریک کی جائے۔"

ہم احباب عراق کی مستعدی اور فرض شناسی کی تعریف کرتے ہوئے بزرگان جماعت کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ کام بہت اہم ہے۔ انشاء اللہ عربی لٹریچر کی اشاعت سے بہت مفید نتائج مرتب ہوں گے۔

تناسخ کا ثبوت تماشہ گاہوں میں

علم و تحقیق کی روشنی میں آریوں اور ہندوؤں کا مایہ ناز مسئلہ تناسخ یکسر غلط ثابت ہو چکا ہے۔ نظریہ ارتقا نے تو اس کی بنیادیں تک ہلا دی ہیں۔ لیکن خوش اعتقاد و ضدی لوگ بدستور اسے مانتے چلے جا رہے ہیں۔ بعض ہوشیار اور چالاک افراد ان لوگوں کی حماقت اور خوش اعتقادی سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ سال دو سال بعد کسی ملک کے کسی گوشہ سے ایک ایسی لڑکی کا چرچا شروع ہو جاتا ہے۔ جو اپنے گذشتہ جنم کے حالات جاننے کی مدعی ہوتی ہے۔ چنانچہ آجکل ایک نو سال کی بچی کماری رام دیوی کا شہرہ ہو رہا ہے جو اپنے گذشتہ جنم کے حالات جلسوں سینماؤں اور دوسری تماشہ گاہوں میں بیان کرتی پھرتی ہے۔ جہاں اس لڑکی کی تقریر ہوتی ہے۔ ٹکٹ لگا دیا جاتا ہے۔ خوش اعتقاد ہندو اور آریہ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ لڑکی کے سرپرستوں اور جلسوں اور تماشہ گاہوں کے منتظموں کی جیبیں پُر ہو جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لڑکی پچھلے جنم میں موضع لاکھم پور۔ یو۔ پی میں ایک شخص پنڈت بینی مادھو کے گھر پیدا ہوئی۔ اور اپنے والد سے سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں مر گئی۔ اب اس نے ایک راجپوت خاندان میں جنم لیا ہے ——— آریہ ہندو حضرات معاف فرمائیں کہ یہ تناسخ کا ثبوت نہیں بلکہ مضحکہ خیزی ہے چند آدمی ایک منصوبہ کے ماتحت طلب زر کے لئے بآسانی ایسا ڈھونگ رچا سکتے ہیں اس قسم کے بیانات پر یقین کرنا سادہ لوحی کی نشانی ہے اگر کماری رام دیوی کے سرپرستوں کے پیش نظر طلب زر نہیں تو وہ اسے تماشہ گاہوں اور سینما ہالوں میں کیوں لئے پھرتے ہیں اور ٹکٹ لگا کر اس کی تقریریں کیوں کراتے ہیں؟ حالانکہ اس کی تقریروں کیلئے سماج مندروں اور مذہبی سبھاؤں کی عمارتیں موزوں ہیں سینما ہالوں میں تو زیادہ تر تفریح پسند لوگ جاتے ہیں جنہیں مذہبی مسائل سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہوتی۔

آریہ اخبارات سے ایک سوال

حسب معمول آریہ اخبارات نے بھی کماری رام کا پراپیگنڈہ خوب کیا ہے ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ رام دیوی کمسنی کے باوجود رامائن۔ مہابھارت گیتا وغیرہ کے شلوک فر فر پڑھتی ہے اور مذہبی موضوعوں پر تقریر کر لیتی ہے۔ حالانکہ یہ معمولی بات ہے۔ مسلمانوں میں بہت سے کمسن بچے اور بچیاں ایسی موجود ہیں جو آیات قرآنی نہایت صحت و خوش الحانی سے تلاوت کرتی ہیں۔ بعض کو تو پورا قرآن شریف اور بیشمار نعتیں اور اشعار یاد ہیں۔ اور بعض بچے بڑے بڑے مجمعوں میں تقریریں بھی کر لیتے ہیں۔ یہ ان کی خداداد ذہانت۔ عمدہ ماحول اور اچھی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر رام دیوی نو سال کے سن میں رامائن اور مہابھارت کے شلوک سنا دیتی ہے یا تقریر کر لیتی ہے تو اس میں مسئلہ تناسخ کی کوئی کرامت نہیں اور نہ محض اس وجہ سے اس غلط مسئلہ کو صحیح قرار دیا جا سکتا ہے۔

لیکن ہم آریہ صاحبان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب بیشمار مہاتماؤں، مہاتماؤں اور سادھوؤں کو تو پچھلے جنم کے حالات بالکل معلوم نہیں، حتیٰ کہ ان کے سوامی دیانند جی اس بارہ میں مطلق کچھ نہ جانتے تھے تو پھر اس بچی کو اپنی مفروضہ گذشتہ زندگی کی کیفیت کہاں سے معلوم ہو گئی؟ کیا اس کے متعلق ان کی مذہبی کتب میں کوئی قواعد موجود ہیں اور اگر موجود ہیں تو وہ کیا ہیں؟ سوامی دیانند جی نے تو لکھا ہے۔ کہ گذشتہ جنم کے حالات کسی کو معلوم نہیں ہو سکتے ——— اب کہا نہیں جا سکتا کہ سوامی جی سچے ہیں یا تماشہ گاہوں میں لیکچر دینے والی یہ لڑکی اور اس کے سرپرست سچے ہیں۔ کیا ہمارے آریہ معاصرین "پرکاش" "آریہ گزٹ" وغیرہ اس پر کوئی روشنی ڈالیں گے؟

بعض مسلم اخبارات کی اخلاقی کمزوری

تقریباً دو ہفتے ہوئے یہ لڑکی لاہور آئی اور ریلیس تھیٹر والوں نے ٹکٹ لگا کر اس کا لیکچر تناسخ کے ثبوت میں کرایا۔ پروپیگنڈے کی خاطر بڑے بڑے پوسٹر شائع کئے اور روزانہ اخبارات میں اشتہار نکلوائے۔ ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ لاہور کے بعض اسلامی اخبارات نے ان اشتہارات کو چند روپوں کی خاطر بلا تکلف چھاپ دیا۔ حالانکہ ان کی عبارت ایسی تھی جس سے آریہ ہندو دھرم اور مسئلہ تناسخ کی صداقت و تائید ظاہر ہوتی تھی اور منکرین تناسخ کو غلطی پر بتایا گیا تھا۔ مثلاً

"تناسخ (پنر جنم) کی صداقت کا ناقابل تردید ثبوت"

"تناسخ (پنر جنم) کا مسئلہ جس کے لئے آج تک ہزاروں مباحثے اور مناظرے ہوئے جسے ثابت کرنے کیلئے متعدد دھارمک گرنتھوں کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ اب عینی مشاہدہ کی صورت میں منظر عام پر ہے"

"اب اس وقت کماری جی کی عمر گو نو سال کی ہے مگر اس کے باوجود اسے رامائن۔ مہابھارت گیتا وغیرہ کتب کے وہی شلوک اور چوپائیاں از بر یاد ہیں جو اسے پچھلے جنم میں یاد تھیں اپنے پچھلے جنم کی تعلیم کے زور پر کماری جی جیتنے ہی گھنٹے لیکچر دے سکتی ہیں" وغیرہ وغیرہ

ویسے تو اکثر اسلامی اخبارات بھی دوسری اقوام کے اخبارات کی طرح اشتہارات کے بارہ میں غیر محتاط ہیں۔ ان کے صفحات میں بالعموم منافی اخلاق اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ غالباً حالات کی مجبوری کی وجہ سے وہ ایسا کرتے ہیں۔ لیکن جن اشتہارات کی زد اسلام کے مسلمہ مذہبی عقائد پر پڑتی ہو اور جو خلاف عقل مسائل کی حمایت میں شائع کئے جاتے ہوں۔ ان سے مسلمان اخبارات کو لازمی طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔

جہیز کی مصیبت

جہیز کی رسم آجکل لڑکیوں کے والدین کیلئے بہت بڑی مصیبت بن گئی ہے۔ اس میں خطرناک بے اعتدالی پیدا ہو گئی ہے جس نے اس کے اصل مقصد کو ضائع کر دیا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کی نوعیت تجارتی سی ہو رہی ہے بعض علاقوں اور خاندانوں میں لڑکی کی صفات کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور رشتے صرف جہیز کی مقدار کے پیش نظر طے ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ دوسری طرف یہ رسم لڑکیوں کے والدین کی زیر باری اور اقتصادی تباہی کا باعث بن رہی ہے اچھے بر اس وقت تک نام نہیں ملتے جب تک جہیز کثیر نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بے شمار گھرانوں میں نوجوان لڑکیاں محض اس لئے کنواری بیٹھی ہیں کہ ان کے لئے خاطر خواہ جہیز مہیا نہیں ہو سکتا۔ اس بے راہ روی نے مسلمان قوم کو ایک بہت بڑے اخلاقی و اقتصادی اور معاشرتی خطرے میں مبتلا کر دیا۔ افسوس مسلمانوں نے اسلامی سادگی کو فراموش کر دیا ورنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو جو جہیز دیا تھا اسے یاد رکھتے تو آج اس مصیبت میں وہ مبتلا نہ ہوتے۔ جہیز کی بے اعتدالی مسلمانوں میں ہندوؤں سے آئی ہے لیکن اب وہ ہر جگہ مختلف ذرائع سے اس کی اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت سندھ سے انہوں نے جہیز کے خلاف ایک قانون پاس کرا لیا ہے جس کا اطلاق صرف ہندوؤں پر ہوگا۔ ریاست ٹراونکور کی اسمبلی میں بھی جہیز کے متعلق ایک بل پیش ہو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد کی اسمبلی کے ایک ہندو ممبر نے بھی جہیز کے خلاف ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے اسی طرح بعض دوسرے صوبوں اور ریاستوں میں بھی ہندو اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں۔ کاش مسلمان بھی بیدار ہوں۔ انہیں جہیز کے متعلق اصلاح و اعتدال کی ہندوؤں سے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ہندو ایک متمول قوم ہے اور اس کے برعکس مسلمان افلاس و قرض میں گرفتار ہیں۔ کاش صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے مسلمان ممبر اس طرف توجہ کریں

فتنۂ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۴)

کتاب اقدس انسان پرستی کی تعلیم سے پُر ہے

میں گذشتہ پرچہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ کتاب الاقدس جو بہائیوں کی آسمانی کتاب ہے انسان پرستی کی تعلیم سے پُر ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بہاء اللہ صاحب کے وجود میں خدا دکھایا گیا ہے۔ خود بہاء اللہ صاحب کی حمد و ثنا یعنی ان کی عبادت تک کا صریح حکم موجود ہے۔ ان کی زندگی میں ان کے قید خانہ کی طرف منہ کر کے یعنی قید خانہ کو قبلہ بنا کر عبادت کرنے کا حکم تھا۔ ان کے مر جانے کے بعد اب ان کے مرید ان کی قبر کی طرف منہ کر کے عبادت کرتے ہیں یعنی ان کی قبر بہائیوں کا قبلہ ہے۔ اس انسان پرستی کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ تکلیف میں بجائے خدا کو پکارنے کے بہائی بہاء اللہ صاحب کو پکارتے ہیں۔

ایک پُر لطف واقعہ

مولوی محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" نے ایک مزیدار واقعہ سنایا۔ وہ کہتے مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم جب سورت گئے تو وہاں ایک معزز آدمی سے جو بہائی تھا ملاقات ہوئی۔ وہ بوڑھا آدمی تھا اور سیڑھیوں پر چڑھنے سے اس کا دم پھولتا تھا۔ اس لئے ایک کوٹھے پر چڑھتے ہوئے ہر سیڑھی پر وہ یا بہاء اللہ! یا بہاء اللہ کہتا جاتا تھا۔ شاید کہا جائے کہ ایک شخص واحد کا فعل کسی قوم کا فعل قرار نہیں دیا جا سکتا

بہائیوں کا کلمہ

لیکن اس کو کیا کہا جائے گا کہ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی جب بمبئی تشریف لے گئے تو وہاں بہائیوں کے روحانی محفل کے مکان پر جب پہنچے تو دروازہ پر جلی حروف میں یہ سائن بورڈ لگا ہوا تھا کہ "لا الٰہ الا بہاء" گویا مسلمانوں کے لا الٰہ الا اللہ کے بجائے لا الٰہ الا بہاء اس قوم کا کلمہ ہے۔ یہ کہنا بالکل بے معنی ہے کہ بہا سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہی مراد ہے تو اللہ کے لفظ کو نکال کر بہا کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا جو ایک انسان نے اپنا لقب اختیار کیا ہوا ہے۔ اور اس طرح ایک مشرک مسلمان بھی کہہ سکتا ہے کہ یا علی مدد کا نعرہ جب میں لگاتا ہوں تو اس خیال سے ایسا کرتا ہوں کہ علی میں خدا کا وجود مجھے نظر آتا ہے یا علی خدا کا ایک نام ہے۔ ایک مشرک بت پرست بھی کہتا ہے کہ رام اور رحیم ایک ہی بات ہے، اور کرشن سے مراد پرمیشر ہے۔ پس ایسا کلمہ ایجاد کرنا جس میں کسی انسان کے نام اور لقب کو بجائے خدا کے اسم ذات کے داخل کر دیا جائے، صاف انسان پرستی کی تعلیم ہے

مشرکین اور اہل باطل کا شیوہ دستہ فیہ

مشتبہ کلمہ اختیار کرنا اور اس کا ایک پہلو ایسا رکھنا کہ کسی کے اعتراض کرنے کے وقت بچاؤ کا پہلو نکل سکے۔ مشرکین اور اہل باطل کا سدا سے قاعدہ چلا آیا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے صاف لفظوں میں اس قسم کے التباس حق بالباطل سے اظہار بیزاری فرمایا ہے اور کہا ہے کہ والذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے وہ متشابہ اور مشتبہ باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ چونکہ مشرک کے پاس شرک کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ قرآن کریم شرک کے بارے میں صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ ما نزل اللہ بھا من سلطان کہ خدا نے اس کیلئے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اس لئے وہ ہمیشہ التباس حق بالباطل کرتا ہے کیونکہ اسے اپنا بچاؤ اسی میں نظر آتا ہے کہ وہ اعتراض کے وقت توحید کے دامن میں پناہ لینے کے لئے کوئی متشابہ پہلو ضرور رکھے۔

قصہ مختصر یہ کہ کتاب اقدس میں صریح انسان پرستی کی تعلیم ہے بہاء اللہ صاحب کو اس میں خدا کا مظہر حقیقی طور پر مانا گیا ہے۔ بلکہ ان کے جیلخانہ کی طرف منہ کر کے ان کی حمد و ثنا یعنی ان کی عبادت کرنے کا بھی حکم صریح لفظوں میں موجود ہے۔

بہائیوں کی زمانہ سازی اور ابن الوقتی

ویسے بہائی لوگ جیسا انسان دیکھتے ہیں اسی قسم کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہر ایک کو آ ذا معکم کہنا ان کا شعار ہے مسلمانوں سے ملیں گے تو کہدیں گے کہ حضرت بہاء اللہ کی ادعا فقط ایک فنا فی اللہ کا مقام ہے۔ حالانکہ میں دکھا آیا ہوں کہ فنا فی اللہ کے مقام سے بہاء اللہ صاحب کے دعوے الوہیت کو دور کا تعلق بھی نہیں۔ سکھوں میں ملیں گے تو سکھوں کے حسب منشا اپنے مذہب کو ظاہر کریں گے۔ چنانچہ پنجاب میں ایسے بہائی موجود ہیں جو بظاہر سکھ نظر آتے ہیں اور سکھوں میں رشتہ ناطہ بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن ہیں بہائی۔ اسی طرح عیسائیوں سے ملتے ہیں تو ان کی سی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں اور چونکہ عیسائی بھی حضرت مسیح کو خدا کا اوتار مانتے ہیں اور بہائی بہاء اللہ صاحب کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ اس لئے وہاں ان کی خوب دال گلتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر خیر اللہ نے جو بہائیوں کا سب سے بڑا مشنری امریکہ میں تھا اپنے وقت میں اسنے امریکہ کے عیسائیوں میں یہ تبلیغ کی تھی کہ بہاء اللہ "خدا باپ" کا اوتار تھا اور اس کا بیٹا عباس آفندی خدا بیٹے یعنی مسیح کا اوتار ہے۔ افسوس ہے کہ ۱۸۹۲ء میں بہاء اللہ یعنی "خدا باپ" تو مر گیا۔ مگر شکر ہے کہ وہ اپنی سلطنت "خدا بیٹے" مسیح کو سونپ گیا جو عباس آفندی کے وجود میں نیا مبعوث ہوا (دیکھو میلر کی دی سٹڈی آف بابی ریلیجن صفحہ ۱۱)

بہائیوں کی مغالطہ دہی

مجھے یہاں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض بہائی احمدیوں کو دھوکا دیتے پھرتے ہیں کہ بہاء اللہ کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا اور چونکہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ کسی چیز کا مدعی اول سچا ہوتا ہے اور جھوٹے مدعی بعد میں آتے ہیں۔ پس بہاء اللہ صاحب نے مرزا صاحب سے پہلے دعویٰ مسیحیت کیا۔ اس لئے وہ سچے مسیح موعود ہوئے اور مرزا صاحب جھوٹے۔ اول تو میں یہ عرض کرونگا کہ یہ معیار جو وہ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں، نہ قرآن کریم پر مبنی ہے نہ حدیث پر۔ نہ کسی عقلی دلیل پر۔ مہدویت کے مدعی سینکڑوں ہی ہوئے پھر سب جھوٹے ہوئے سوائے پہلے مدعی کے۔ حالانکہ یہ بالبداہت غلط ہے اور اس معیار پر تو خود علی محمد باب بھی جو مدعی مہدویت تھا۔ جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ وہ کئی مدعیان مہدویت کے بعد میں آیا۔ لہٰذا بہائی دفعہ یہ معیار کیوں یاد نہیں رہتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ مدعی تو کئی ہی ہوتے ہوں۔ ہر ایک مدعی کو اس کے دعوے کی ترتیب [illegible] صداقت اور صحیح قسم دیگر واقعات کی بنا پر پرکھا جائے گا [illegible] تاخر زمانی پر۔ تو پھر یہی بات یہاں کیوں نہیں مانی جاتی حضرت [illegible] مرزا صاحب کا تو مطلب صرف اس قدر تھا کہ ایک مسیح [illegible] دیکھ کر کئی آدمی اس کی ریس سے مدعی بن جاتے ہیں لیکن [illegible] جھوٹے اور پیچھے میں امتیاز کر کے دکھا دیتا ہے اور یہ [illegible]

بہاء اللہ کا دعوے مسیح موعود ہونے کا نہ تھا

لیکن میں یہاں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ بہاء اللہ صاحب نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ مسیح ابن مریم اپنی طبعی موت سے مر گیا اور آنے والا مسیح موعود جس کی پیشگوئی آنحضرت صلعم نے کی تھی اور جو [illegible] کے لئے امور ہو کر آنے والا تھا۔ وہ میں ہوں۔ کتاب الاقدس [illegible] پڑھ جاؤ کہیں بہاء اللہ صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ . . . . بلکہ اس کے برخلاف ان کا دعویٰ اس روح حق ہونے کا ہے۔ جس کی پیشگوئی انجیل یوحنا باب [illegible] میں ہے جو فارقلیطا کا محرف و مبدل ترجمہ ہے اور جو پیشگوئی اصل میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لئے تھی اور روح حق اس کا ترجمہ عیسائیوں نے اس لئے کیا۔ تا حواریوں پر ان کے مزعومہ روح القدس کے نزول میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتا ہوا دکھا دیا جائے۔

بہاء اللہ کا روح الحق ہونے کا دعوے

روح الحق والی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بہاء اللہ صاحب نے جو دعویٰ کیا ہے اس کے حوالجات عرض کرتا ہوں۔

(۱) ھذا لا ارض الذی فیھا ندا ابن مریم الذی بشر الناس بھذا الظہور (کتاب الاقدس صفحہ ۹۲) یہ وہ زمین ہے جہاں ابن مریم کی آواز بلند ہوئی جس نے اس ظہور کی خوشخبری [illegible] کر دی۔ اس حوالہ میں بہاء اللہ صاحب نے اپنے ظہور کو حضرت مسیح کی کسی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ [illegible] پیشگوئی کونسی ہے۔ آیا خود حضرت مسیح کی اپنی دوبارہ آمد کی یا [illegible] کسی اور کی آمد کی۔ سو وہ معاملہ مندرجہ ذیل حوالہ سے صاف [illegible]

(۲) کتاب اقدس صفحہ ۱۰۳ پر فرماتے ہیں۔ انہ لھو الذی سمی فی التوراۃ بیہوہ والانجیل بروح الحق وفی الفرقان بالنبأ العظیم۔ بیشک یہی وہ ظہور ہے جس کا نام تورات میں یہوداہ ہے اور انجیل میں روح حق ہے اور قرآن میں نبأ عظیم ہے۔ تورات میں یہوداہ خدا کا نام ہے اور قرآن میں نبأ عظیم قیامت کا نام ہے اور قیامت میں جس کی آمد ہوگی وہ خدا کی ہے اور یوحنا باب ۱۶ میں روح حق کی آمد کی پیشگوئی مذکور ہے۔ . . . . . روح حق بزعم عیسائیاں فارقلیط کا ترجمہ ہے اور یہ ترجمہ روح حق اسی لئے کیا گیا تھا کہ ایک مشتبہ لفظ سے روح القدس مراد لیکر جو خدائی تثلیث کا ایک اقنوم ہے حواریوں پر روح القدس کے نزول کے رنگ میں اس پیشگوئی کو پورا کر لیا جائے بہاء اللہ صاحب نے اس مشتبہ لفظ سے فائدہ اٹھا کر اپنی خدائی کو تورات۔ انجیل اور قرآن تینوں سے نکالنے کی کوشش کی۔ تورات اور قرآن سے ناحق زبردستی کے طور پر اور انجیل سے ایک متشابہ لفظ کی بنا پر۔ مگر اس سے یہ امر صاف ہو گیا کہ بہاء اللہ کا دعویٰ روح حق ہونے کا تھا۔ جو مسیح کے بعد آنے کو تھی۔ خود مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کا مصداق ہونے کا نہ تھا۔ یہ ہندوستان کے بہائیوں کی اپنی چالاکی ہے۔ جو وہ زبردستی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بہاء اللہ صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حدیثوں میں جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی ہے اس کا مصداق بننا تو بہت دور رہا، بہاء اللہ صاحب تو مسیح کی آمد ثانی کی انجیل والی پیشگوئی کا بھی اپنے آپ کو مصداق قرار نہیں دیتے

ہاں انجیل کی روح حق کی آمد کی پیشگوئی کا مزدا اپنے آپکو مصداق قرار دیا ہے جو مسیح موعود کی پیشگوئی سے بالکل جدا پیشگوئی ہے۔

ایک قابل غور بات

اب ایک بات اور قابل غور ہے وہ یہ کہ حدیث شریف میں مسیح موعود کا بڑا بھاری کام کسر صلیب بیان ہوا ہے یعنی مسیحیت کے باطل عقائد الوہیت مسیح اور کفارہ کا جن پر اس کی بنیاد ہے رد کرنا اس کا خاص کام ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے جس خوبی سے مسیح کی الوہیت کو رد کیا اور کفارہ کے عقیدہ کو باطل ثابت کیا۔ وہ ان کا ایک شاہکار ہے۔ انہوں نے ثابت کر کے دکھا دیا کہ خدا کا انسان کے جسم میں اوتار بن کر آنا اللہ تعالیٰ کی شان کی ہتک ہے۔ اور اس کی صفات اور معرفت سے پرلے درجہ کی بے خبری ہے اور آپ نے نہ صرف کفارہ کے عقیدہ کی لغویت ثابت کی بلکہ یہ بھی ثابت کر کے دکھا دیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ برعکس اس کے وہ وہاں سے زندہ اتر آیا اور بعد میں اپنی طبعی موت سے مر گیا اور اس کا زندہ آسمان پر چڑھنا ایک خیال خام ہے۔ ان دلائل کے ساتھ آپ نے صلیب کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا۔

بہاء اللہ نے کسر صلیب کی بجائے صلیب کو مضبوط کیا

مگر برخلاف اس کے بہاء اللہ صاحب نے کسر صلیب تو کیا کرنی تھی۔ خود مسیحیوں کے عقیدہ الوہیت فی المسیح کی اپنے دعوے سے تائید کر کے صلیب کو مضبوط کر دیا یعنی خود بھی وہی دعویٰ کر دیا جو عیسائی آفتاب پرستوں کی تقلید میں حضرت مسیح کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خدا ان کے وجود میں دنیا میں آیا تھا اور وہ اسلئے آیا تھا کہ وہ اہل عالم کے گناہوں کی بس طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر ان کے گناہوں کا کفارہ ہو۔

بہاء اللہ اور عقیدہ کفارہ

بعینہٖ یہی عقیدہ بہاء اللہ صاحب نے پیش کر کے مسیحیت کے غلط عقیدہ کفارہ کی بھی تصدیق کی۔ چنانچہ بہاء اللہ صاحب کا یہ ارشاد اپنے متعلق قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں یشھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والذی ینطق فی السجن اعظم انہ لخالق الاشیاء وموجد الاسماء قد حمل البلایا لاحیاء العالم (کتاب اقدس صفحہ ۳۳) گواہی دیتا ہے اللہ کہ بیشک کوئی معبود نہیں سوائے اس کے اور وہ جو بولتا ہے قید خانہ اعظم میں۔ بیشک وہ تمام چیزوں کا خالق ہے اور تمام ناموں کو وجود میں لانے والا ہے۔ بے شک اس نے یہ تمام تکلیفیں اٹھائی ہیں تاکہ اہل عالم زندہ ہوں۔ دیکھئے وہ خدا جو تمام چیزوں کا خالق ہے اور تمام اسماء کو وجود میں لانے والا ہے۔ وہ اہل عالم کی ابدی زندگی اور نجات کے لئے ہر قسم کی مصیبتیں اٹھا رہا ہے۔ یہ وجہ جو بہاء اللہ صاحب نے اپنے قید ہونے اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھانے کی بیان کی ہے وہی ہے جو عیسائی حضرت مسیح کی تکلیفوں اور دکھوں کی بیان کرتے ہیں یعنی وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ خدا نے اہل عالم کو نجات دلانے اور انہیں ابدی زندگی بخشنے کے لئے یہ سب تکلیفیں اٹھائی تھیں اور یہی وہ کفارہ کا عقیدہ ہے جس پر موجودہ مسیحیت کی بنیاد ہے اور جس کی تائید کر کے بہاء اللہ صاحب نے دراصل بہائیت کو مسیحیت کا مثنیٰ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

مسیح کے زندہ آسمان پر چڑھنے کا عقیدہ

علاوہ ازیں ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ مسیح آسمان پر چڑھ گیا اور جس کی طرف چڑھا۔ وہ خود بہاء اللہ صاحب بنفس نفیس تھے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

انی انا السماء التی صعد الیھا ابن مریم

بیشک میں ہوں وہ آسمان جس کی طرف چڑھا ابن مریم (کتاب اقدس صفحہ ۲۲۰)

"خدا باپ اور خدا بیٹا"

بیاں سماء کے پردے میں "خدا باپ" ہونے کا دعویٰ ہے کیونکہ انجیل میں تو یہ لکھا ہے کہ وہ خدا باپ کی طرف چڑھا اور اس کے دائیں ہاتھ پر بیٹھا۔ اور قرآن شریف میں رفع الی اللہ ہے کہ اللہ کی طرف چڑھا اور یہاں بہاء اللہ صاحب فرما رہے ہیں کہ میں وہ آسمان ہوں جس کی طرف ابن مریم چڑھا۔ یہاں خدا باپ کی جگہ آسمان کہہ کر ایک پردہ سا درمیان میں رکھ لیا۔ ورنہ مظہر الوہیت کا بیجان آسمان ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ مطلب یہی ہے کہ جس آسمان کی طرف مسیح چڑھا تھا۔ وہ دراصل جناب بہاء اللہ تھے جو عالم اجسام میں مظہر الوہیت ہیں تو آسمان پر خود خدا باپ تھے جن کی طرف خدا بیٹا چڑھا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ تھی تو ڈاکٹر خیر اللہ نے امریکہ میں بہاء اللہ صاحب کا دعویٰ "خدا باپ" ہونے کا پیش کیا۔ اور انہوں نے نہایت صفائی سے انسانوں کے توالد تناسل کے سلسلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے عباس آفندی بہاء اللہ صاحب کے بیٹے کو "خدا بیٹا" یعنی مسیح بنا کر پیش کر دیا۔ اور شک ہے کہ "خدا بیٹا" یعنی مسیح ہونے کے مدعی کی تاریخ ۱۸۹۲ء ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کے دو برس بعد کی ہے۔

بہائی مشنریوں کی چالاکی

اور مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہے۔ یہ سب ڈاکٹر خیر اللہ کی چستی اور چالاکی تھی جو امریکہ میں مسیحیوں کے آگے عباس آفندی صاحب کو مسیح بنا کر پیش کر دیا۔ ورنہ عباس آفندی بیچارے لندن کی سیروں اور تماشوں میں منہمک تھا اسے مسیحیت کے دعوے سے کیا واسطہ؟ ہندوستان میں جو احمدیوں کے آگے بہائی مشنریوں نے بہاء اللہ صاحب کو مسیح موعود بنا کر پیش کر دیا۔ یہ بھی وہی گواہ چست والا معاملہ ہے۔ بہاء اللہ صاحب کے خدا باپ ہونے کا دعویٰ تو مذکورہ بالا حوالہ سے منتج ہوتا ہے مگر یہ "خدا بیٹے" یعنی مسیح ہونے کا دعویٰ بہاء اللہ صاحب کی طرف منسوب کرنا تو ناحق کی دھینگا دھینگی ہے۔ اور غریب احمدیوں کو چکر میں ڈالنے کی غرض سے ہے۔ ورنہ اس کی حقیقت کوئی نہیں۔

بہائیوں کا پر فریب طریق تبلیغ

اصل میں بات یہ ہے کہ جس مذہب کا اصول تبلیغ یہ ہو کہ ہر ایک مذہب والے کے ساتھ اسی کے خیالات کی تتبع کیا کرو اور اس معاملہ میں جتنا بھی تقیہ کرو کم ہے ایسے مذہب والے جو کچھ بھی غلط سلط اصل حقیقت کی شکل کو بگاڑ کر اپنا مذہب جو پیش کریں کم ہے اور بہائیوں میں سنا گیا ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابتدا میں نئے مرید کو فری میسنوں کی طرح اصل عقائد سے بالکل بےخبر رکھا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ جس جس طرح اس کی ذہنیت بدلتی جاتی ہے اور وہ عقائد میں پختہ ہوتا چلا جاتا ہے بہائی مذہب کی اصل حقیقت اور عقائد پر سے اس کے لئے پردے اٹھائے جاتے ہیں۔

پروفیسر براؤن آنجہانی کی شہادت

پروفیسر براؤن جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ شیراز میں بابیوں سے باب اور بہاء اللہ اور دوسرے اوتاروں کی خدائی پر میری بحث ہو رہی تھی تو ایک اور شخص نے کچھ تشریح کرنی چاہی تو بابی مناظر نے یہ کہکر اسے روک دیا کہ "ہنوز پختہ نہ شدہ است" یعنی ابھی ان باتوں کا موقعہ نہیں مخاطب ابھی پختہ نہیں ہوا ہے جب پختہ ہو جائیگا تب اصل عقائد پر سے پردہ اٹھایا جائیگا۔

طالبان حق کو مشورہ ــــ کتاب اقدس کو پڑھو

بس میں ہر ایک طالب حق سے یہ عرض کرونگا کہ بہائی مذہب کی اگر تحقیقات کرنا چاہتے ہو تو ان کی مختلف کتابوں کی بھول بھلیاں میں نہ پڑو۔ بلکہ ان کی آسمانی کتاب کتاب اقدس کا مطالعہ کرو۔ پڑھ کر انشاء اللہ تعالیٰ طبیعت سیر ہو جائے گی۔ آخر یہ کیا وجہ ہے کہ بہائی اپنی آسمانی کتاب، کتاب اقدس کو عیب کی طرح چھپاتے پھرتے ہیں۔ غضب خدا کا قرآن کریم جیسی مشہور اور منشور کتاب کی ناسخ ایک کتاب آتی ہے اور وہ کونوں اور گوشوں میں چھپتی پھرتی ہے۔ اس میں کوئی علم و حکمت ہوتا تو وہ مرد میدان بنکر سامنے آتی اور اپنی شان کو اپنے وجود سے دکھاتی۔ لیکن اس کا گوشہ گمنامی میں غائب رہنا اور خود اس کے ماننے والوں کا اسے چھپاتے پھرنا اور کسی کو نہ دکھانا خدا کے اس قانون کو ظاہر کرتا ہے کہ آفتاب کی موجودگی میں چمگادڑ باہر نہیں نکل سکتی اور یہ کہ اس کے ماننے والے خود بھی اس کی کمزوری سے واقف ہیں۔

راولپنڈی کا ایک واقعہ

ایک دفعہ راولپنڈی میں میرے ایک دوست کلیات آریہ مسافر پڑھ کر آریہ ہونے لگے تو میں نے ان سے کہا کہ شدھی ہونے سے قبل ویدوں کو پڑھ تو لو یا کم سے کم سن تو لو۔ قرآن کو چھوڑ کر وید کو لیتے ہو تو وید کو دیکھ تو لو کہ اس میں رکھا کیا ہے۔ یہ کیا کہ دیکھا نہ بھالا صدقہ گئی خالا۔ پس آریوں سے وید سنو۔ ہم سے قرآن سنو۔ پھر فیصلہ کرو۔" میری یہ بات ان کے دل پر اثر کر گئی۔ آریہ سماج میں جا کر کہنے لگے کہ مجھے پہلے وید سناؤ انہوں نے انکار کر دیا اور کہدیا کہ ہم میں سے کوئی بھی وید نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا کہ وید جاننے والے کو بلاؤ۔ مگر کس نے بلانا تھا نہ بلایا وہ واپس چلے آئے۔ مجھ سے ذکر کیا میں نے کہا ویدوں میں کچھ علم و حکمت ہوتا تو وہ ضرور تمہیں سناتے بلکہ اس کا ترجمہ کر کے تمام دنیا میں بڑی کثرت سے مشتہر کرتے لیکن ان کا اس کتاب کو مخفی رکھنا ہی بتلاتا ہے کہ یہ بلند بانگ دعویٰ اندر باطن ہیچ ہے بنیر خدا نے کیا وہ ہمارے دوست آخر قرآن سن سن کر نئے سرے سے دل سے مسلمان ہوئے اور ساعدی بھی ہو گئے۔

بہائی "کتاب البیان" اور "کتاب اقدس" کو چھپا کر کیوں رکھتے ہیں؟

یہی حال یہاں ہے۔ آخر یہ کیا راز ہے کہ بہائی خود کتابیں لکھ لکھ کر گھر پورا کرتے ہیں لیکن نہ البیان دکھاتے ہیں نہ کتاب اقدس کو باہر نکالتے ہیں۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ ہمارے حضرت اقدس مرزا صاحب ہر مخالف کو فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی آسمانی کتاب لیکر مقابل پر آؤ۔ اگر کوئی دعویٰ پیش کرتے ہو تو اس سے کرو۔ اگر کوئی دلیل دیتے ہو تو اس میں سے دو۔ وہ خدا کی کامل کتاب ہی کیا ہوئی کہ دعویٰ تو خود کرے اور دلیل کے لئے اپنے مریدوں کا منہ تکے۔ مگر بہائی تو نہ دعویٰ کیلئے اور نہ دلیل کیلئے کسی امر کے لئے بھی کتاب اقدس کو باہر نہیں نکالتے تو وہ ہے کس مرض کی دوا۔ اندر بند چھپا کر رکھنے کے لئے۔ ایسی کتاب خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ اگر دعویٰ خدا کی کتاب ہونے کا ہے تو اسے باہر نکالو لیکن اس دن تقیہ کا یہ سارا طلسم ٹوٹ کر رہ جائے گا اور مجبوروں کی نظر سے پردہ اٹھ کر حقیقت سامنے آ جائے گی۔

(باقی دارد)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکمل انسان کی حیثیت سے

(خان بہادر ڈاکٹر نجم الدین احمد صاحب جعفری)

یہ کہنا بے فائدہ ہے کہ کمال کے معنے انتہائی تقدس اور غلطی
ولغزش سے پورے طور پر پاک ہونا ہیں۔ ایک انسان کا کمال یہ
نہیں ہے کہ وہ ہر غلطی اور کمزوری سے پاک ہو جو انسان کی فطرت میں
داخل ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ یہ نظریہ کہ پورا چاند اس وقت
ہوتا ہے جبکہ اس کے دائرہ کے اندر کسی قسم کا کوئی نقص یا داغ نہ ہو
صحیح نہیں کہا جا سکتا کہ یہ چیز کبھی تصور میں نہیں آسکتی کہ پورا چاند ہر قسم کے
داغ اور سیاہی سے پاک ہو یا یہ کہ یہ اسی طرح روشن ہے جیسے کہ سورج
اسی طرح تقدس میں انسان کا کمال یہ نہیں ہے کہ وہ خدا بن جائے اس
سے مراد و مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی فطری کمزوریوں کے باوجود ہر قسم کی
ذلت سے پاک ہو اور اس میں ہر قسم کی وہ بڑی بڑی صلاحیتیں اور
خوبیاں موجود ہوں جنہیں ایک انسان حاصل کر سکتا ہے۔

ان حدود و پابندیوں کے پیش نظر ہم انسانی فطرت سے کسی بالا
وجود سے بحث نہیں کریں گے۔ بلکہ ایک ایسے وجود کو زیر بحث لائیں گے
جو علیحدہ رہا۔ ایک آدمی کی حیثیت سے زندہ رہا اور ایک آدمی
کی حیثیت سے دنیا سے رخصت ہوا۔ ہمیں سب سے پہلے متمدن
زندگی کے بنیادی اصول و قوانین اور لوازمات کو اچھی طرح دیکھ
لینے کی ضرورت ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے
مذہبی رہنماؤں اور مفکروں نے زندگی اور معاشرت سے متعلق مختلف
قسم کے نظریات پیش کئے ہیں اور ہر مذہب نے بڑے آدمی بھی پیدا کئے ہیں
مگر صورت یہ اسلام ہی ہے جس نے صحیح عملی زندگی کے لئے ضروری
قوانین بنائے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کا عملی پہلو اس درجہ موثر اور دلکش
ہے کہ اس نے گاندھی جی جیسے آدمی کو بھی متاثر کیا ہے۔ گاندھی جی یہ خیال
ظاہر کر چکے ہیں کہ قرآن حکیم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے قوانین
قدرتی ضوابط کو تقویت پہنچاتے ہیں۔

قدیم تہذیبات نے مقصدی زندگی کے حصول کیلئے جو قوانین بنائے
ہیں ان کی بنیاد تکبیر رہبانیت اور خوشی و مسرت سے قطعی پرہیز پر رکھی
گئی ہے اور یہ زندگی عام طور پر ناقابل حصول ہے۔ اگر تمام دنیا کی آبادی
تکبیر رہبانیت کے ان اصولوں پر عمل پیرا ہوتی تو لازمی طور پر یہ ہوتا کہ یہ
دنیا بہت کم عرصہ میں تباہ و برباد ہو گئی ہوتی اور تمام قصبات و شہر
بے جان اور بے رونق نظر آتے۔ دوسری طرف موجودہ تہذیب حد سے
آگے بڑھ گئی ہے اس نے جسمانی زندگی کی تمام ضروریات تو فراہم کر
لی ہیں۔ مگر روحانی بلندی کے حصول پر اس نے بہت کم توجہ دی ہے
اس مسئلہ پر ابھی تک بہت کافی بحث و مباحثہ ہو رہا ہے کہ انسان
کی اصل خوبیاں کس چیز کا نتیجہ ہیں۔

مسٹر نورمین اپنی مشہور کتاب "دی گریٹ کریچنز" میں انسان
کی اصلی خوبیوں سے بحث کرتے ہوئے شک میں پڑ گئے ہیں کہ آیا ان
خوبیوں کا تعین ممکن بھی ہے یا نہیں جو انسان میں عظمت و کمال پیدا
کرتی ہیں۔ مسٹر نورمین کے خیال کے مطابق یہ اصل خوبیاں ایمانداری
بہادری، قربانی اور اسی قسم کی دوسری خوبیوں کے ماوراء کوئی چیزیں
ہیں جو کہ معدوم محسوس ہوتی ہیں۔ ان تمام خوبیوں میں سے چند خوبیوں کا
فقدان ہی نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک خوبی کا فقدان، انسان کو بلندی
و عظمت کی سطح سے نیچے گرا دیتا ہے۔ مسٹر نورمین نے ان صلاحیتوں کا
نام نہیں لیا جو انسان کو کمال کے درجہ پر پہنچا دیتی ہیں اور نہ ہی یہ بتایا
ہے کہ کمال کے حصول کا طریقہ کیا ہے۔ اس مسئلہ پر موجودہ دنیا کے
دوسرے ادیب بھی خاموش ہیں۔

ابھی تھوڑے دن ہوئے مغربی فلسفیوں میں اس مسئلہ پر
بہت بحث ہوئی کہ انسان کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے۔ ان لوگوں
نے بہادری، سخاوت اور ایثار و قربانی ہر ایک چیز پر یکے بعد دیگرے
بحث کی۔ مگر اس ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ موضوع اور زیادہ پیچیدہ
ہو گیا اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ دوسری طرف موجودہ فلسفی ناامیدی اور
یاس کے عالم میں مبتلا رہتے ہیں کہ سچائی کیا ہے۔ اس ناامیدی اور
یاس کے عالم میں اسلام رہنمائی کرتا ہے اور تیرہ سو سال ہو گئے
مدت ہو چکی ہے جبکہ اس نے اس تمام پیچیدگی کو حل کر دیا ہے۔ مندرجہ
ذیل دو آیات اس کی شہادت دیتی ہیں:۔

(۱) لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق
والمغرب ولٰکن البر ... (الی آخر الآیۃ)
نیکی یہ نہیں ہے کہ نماز پڑھتے وقت منہ مشرق کی طرف
کیا جائے یا مغرب کی طرف۔ کہ نیکی . . . .

(۲) ارأیت الذی یکذب بالدین (الی آخر الآیۃ)

ان دونوں آیات میں قرآن حکیم نے انسانی خدمت کو نماز
جیسی چیز پر بھی ترجیح دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام
خدا پر ایمان کو پہلا درجہ دیتا ہے اور اس کے بعد کا درجہ انسانی
خدمت کو دیا گیا ہے۔ یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ جب
ہم اللہ پر ایمان لانے کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری مراد ایسا عقیدہ
ہوتا ہے جس کی بنیاد صحیح انسانی فطرت پر رکھی گئی ہو۔ قرآن حکیم
ہمیں بار بار ہر چیز کے سمجھنے میں عقل و دانش کے استعمال کی دعوت
دیتا ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔

افلا تعقلون افلا تتفکرون افلا یتدبرون

یہ ذہن نشین کر لینا بہت ضروری ہے کہ وہی لوگ سزا سے
ڈریں اور عوام کی خدمت کریں گے جنہیں اللہ پر مکمل ایمان ہوگا۔
دوسرے الفاظ میں اسلام کے نزدیک انسان کے درجہ کمال تک
پہنچنے کا ذریعہ ایمان باللہ ہے۔ مگر ایسا ایمان باللہ جو بندہ کو
انسانیت کا خادم بنا دے۔

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے معلوم
ہوتا ہے کہ حضور کو اللہ پر مکمل ایمان تھا اور آپ کی زندگی ہر اعتبار
سے اس عقیدت کی صحیح مظہر تھی۔ ہم یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
کے چند انتخابات پیش کرتے ہیں۔ ان سے اچھی طرح معلوم ہو جائیگا
کہ حضور کس درجہ مکمل اور باعظمت انسان تھے۔ ایک ایسے شخص کا تصور
لیجئے جو دشمنوں میں چاروں طرف سے گھرا ہو مصائب اور آفات کمر
توڑے دے رہی ہوں عزیز و اقارب اور دوست ساتھ چھوڑ چکے
ہوں کسی طرف بھی کوئی مددگار نظر نہ آتا ہو۔ ایسی مایوس کن اور ہمت
شکن حالت میں اس کا ایک عزیز رشتہ دار یا دوست مدد کو آتا ہے
اور کہتا ہے میں تمہاری مدد کرتا ہوں مگر تم یہ اپنی زندگی اور زندگی بسر
کرنے کا طریق بدل دو۔

میرا خیال ہے کہ مصیبت زدہ شخص اپنے دوست کے مشورے
پر ضرور عمل کرے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ابتدائی زندگی میں اسی قسم کے
تکلیف دہ اور مایوس کن حالات سے سابقہ پڑا۔ ساری قوم آپ کی
دشمن تھی اور آپ کی مخالفت پر ہر طرح آمادہ تھی حتیٰ کہ آپ کے چند
مخلص ساتھیوں کو بھی دشمنوں نے بری طرح پریشان کر رکھا تھا۔ اب
موقعہ پر آپ کے چچا ابوطالب نے فرمائش کی کہ آپ اسلام کی تبلیغ
چھوڑ دیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کی فرمائش پوری کرنے سے
انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ نے یہ خیال بھی نہ کیا کہ چچا کی مرضی کے خلاف
چلنے کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ وہ سرپرستی چھوڑ دیں۔

قبیلہ بنی بکر کے وفد کی حاضری کا واقعہ بھی بہت زیادہ قابل
ذکر ہے۔ وفد نے پوری کوشش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام
اور اس کی تعلیمات کی اشاعت ترک کر دیں۔ اس کے لئے انہوں نے
نے ہر قسم کی ترغیب و تحریص دلائی اور کہا:۔

"محمد! اگر تم بادشاہ بننا چاہو تو ہم تمہیں اپنا حاکم اور
سردار بنا لیں گے اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرینگے
اگر آپ صاحب دولت بننا چاہتے ہیں ہم تمہارے
سامنے سونے اور چاندی کے پہاڑ لگا دیں گے اور
اگر تم عیش اور خوشی کی زندگی چاہتے ہو ہم تمہارے
نکاح میں لاثانی حسین عورتیں دیدیں گے۔ مگر شرط یہ ہو
کہ تم اسلام کی اشاعت و تبلیغ سے باز آجاؤ"

حضور نے جواب دیا۔

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ میں اسلام کی اشاعت و
تبلیغ کو نہیں روک سکتا۔ میں سچائی کو چھپا نہیں سکتا
خواہ تم میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے
پر چاند بھی کیوں نہ رکھ دو"

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند دوسرے پہلوؤں پر نظر
ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضور بہت سچے تھے اور حضور کو
بے حقیقت اور غلط باتوں سے قطعاً محبت نہ تھی۔ مثال کے طور پر
یہ دیکھیے کہ جس روز آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہوتا ہے لوگ
کہہ اٹھتے ہیں کہ سورج صاحبزادے کے غم میں بے نور ہو گیا ہے
حتیٰ کہ سورج گرہن کو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے
کی دلیل سمجھتے ہیں۔ یہ سب حضور کی خدمت میں جمع ہوتے اور کہا:

"محمد! اب ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے سچے پیغمبر
ہو۔ اگر تم سچے پیغمبر نہ ہوتے تو تمہارے صاحبزادے
کے غم میں سورج کو کیوں گرہن ہوتا۔ اس لئے ہم مسلمان
ہونا چاہتے ہیں"

اس کے جواب میں حضور فرماتے ہیں۔

"لوگو! اگر تم اس لئے مسلمان ہوتے ہو کہ آج سورج
گرہن ہوا تو میں تمہارا اسلام قبول نہیں کرتا کہ
سورج اور چاند تو اللہ کی دو نشانیاں ہیں انہیں
کسی کی موت سے کوئی تعلق نہیں"

سچائی اور راستبازی اور امانت آپ کے خاص وصف
تھے۔ مکہ کے لوگوں کو آپ کی دیانت پر اس درجہ اعتماد تھا کہ سب آپ
کے پاس اپنی امانتیں جمع کراتے اور آپ کو الامین کے لقب سے پکارتے
بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی یہی خوبی تھی جس نے حضرت
خدیجہؓ کو آپ سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قسم کی رواداری کی تعلیم دی
اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔

۹ھ میں جب اسلام غالب قوت کی صورت اختیار
کر گیا تھا تو نجران کا ایک عیسائی وفد حضور اقدس میں باریاب ہوا

حضور نے اس وفد کو مسجد نبوی میں ٹھیرایا اور انہیں اس مسجد میں اپنے عقیدہ کے مطابق نماز ادا کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور کے سامنے جب کبھی بھی دوسرے مذاہب یا ان کی کتابوں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان کا احترام کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عدل و انصاف کی وجہ سے اس درجہ مشہور تھے کہ یہودی اور دوسرے غیر مسلم اپنے مختلف فیہ مسائل اور مقدمات میں آپ سے فیصلہ لیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاہدوں کا بہت زیادہ پاس تھا۔ معاہدہ حدیبیہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص بھی مکہ سے بھاگ کر مسلمانوں سے آملیگا حضور اسے واپس کردیں گے۔ اس معاہدے سے تھوڑے دنوں بعد ابوجندل ؓ ایک بوڑھے آدمی مکہ سے بھاگ کر مسلمانوں میں آملے۔ ابوجندل ؓ کو مکہ میں بہت زیادہ تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ مسلمانوں نے جب ان کی تکلیفوں کا حال سنا تو ان کو بہت رنج پہنچا۔ مگر حضور ؐ نے فرمایا۔ کچھ بھی ہو معاہدہ نہیں توڑا جاسکتا۔ یہ فرمایا اور ابوجندل ؓ کو واپس کردیا۔

یہ مشہور بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ ؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ اپنے گھر کا تمام کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں حتیٰ کہ اپنے ہاتھ سے چکی چلاتیں اور یہ کام آپ کیلئے بہت زیادہ تکلیف دہ تھا۔ ایک دن آپ حضور ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضور مجھے جنگ میں پکڑی ہوئی اسیر لڑکیوں میں سے کوئی ایک دیدیجئے کہ وہ مجھے گھر کے کام میں مدد دے۔ حضور ؐ نے فرمایا کہ اصحاب صفہ تم سے زیادہ غریب اور مستحق ہیں اور ان کو خدام کی تم سے زیادہ ضرورت ہے۔ جب تک ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہو جاتیں اس وقت تک تمہارا مطالبہ پورا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ واقعہ اور ذیل کی نصیحت ثابت کرتی ہے کہ حضور ؐ کے نزدیک حضور ؐ کی اولاد اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق و امتیاز نہیں تھا۔

”بیٹی فاطمہ تم یہ نہ سمجھو کہ تم نبی کی بچی ہو اس لئے بخشی جاؤگی۔ عمل کرو عمل کہ یہی ذریعہ نجات ہے اور اللہ کے نزدیک عمل ہی کی قدر ہے“

مختصر یوں سمجھئے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام انسانی خوبیاں بدرجہ کمال نظر آتی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام دنیا جہان سے برتر و بلند ہے اور آج تک دنیا اور کوئی ایسی بزرگ ذات پیدا نہیں کرسکی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ لطف و مہربانی، خوش اخلاقی اور انسانی ہمدردی اور رواداری کی تلوار تھی جس نے انسانیت کے دلوں کو جیت لیا۔ گو ہندوستان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بدنام کرنے میں مخالفین نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہونے دیا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس آنکھیں ہیں اور وہ حالات واقعات کو دیکھ بھال سکتے ہیں خود جانتے ہیں کہ وہ کب تک ان لوگوں کی اطلاعات کو سچا سمجھتے رہیں گے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے عناد اور نفرت ہے۔ جو شخص رنگدار عینک پہنے ہے اسے تمام چیزیں رنگدار ہی نظر آئیں گی اس لئے اس کی رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

قلم کی روانی اللہ کی ایک پاکیزہ دین ہے مگر اس کا استعمال ان لوگوں کو بدنام کرنے کیلئے نہیں ہونا چاہئے جن کی شہرت اور نام ہر گھر کی زبان پر ہیں اور جو لوگ غلط اور بے بنیاد لکھنے کے عادی ہیں۔ عوام کو ان کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہئے کہ وہ ان کی کتابوں کو نظر حقارت سے دیکھیں کہ وہ اسی قابل ہیں بہت سے بدزبان غلط نویسوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار پر اس لئے گند اچھالنے کی کوشش کی ہے کہ حضور نے بہت سی عورتوں سے نکاح کئے۔ مگر حضور ؐ کی ذات بابرکات اتنی بلند ہے کہ ان بدزبان لکھنے والوں کا اس پر کوئی برا اثر نہیں پڑسکتا۔

جو لوگ تاریخ اسلام سے کسی حد تک واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں سے شادیاں کیں وہ زیادہ تر بیوہ اور بڑی عمر کی عورتیں تھیں اور ان سے مقصود ان کی تربیت اور گھریلو زندگی کی آسائش تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہ ؓ کے ساتھ پچاس سال کی عمر تک رہے اور حضرت خدیجہ ؓ کی وفات کے بعد آپ ؐ نے جو نکاح کئے وہ اس وقت کئے جبکہ آپ ؐ بڑھاپے کی طرف مائل تھے اور جوانی گذر چکی تھی۔ اور جو شخص تھوڑی بہت عقل بھی رکھتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضور ؐ نے بعد کی شادیاں مذکورہ بالا وجوہ کے علاوہ کسی اور مقصد سے کیں۔

آخر میں، میں یہ ضرور کہونگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام امن و سلامتی محض مسلمانوں ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ ساری کائنات کے لئے ہے اور اس پیغام کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہی ساری دنیا کا امن و امان وابستہ ہے۔ جو کوئی بھی اس پیغام کو سنے گا اور اس پر عمل کریگا۔ وہ یقیناً فائدہ اٹھائیگا۔ یہ چیز کہ اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح حضور سے پہلے پیغمبروں کی عزت و احترام کریں۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام ساری دنیا کا مذہب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی طرح ساری دنیا کے رسول ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ دنیا اس حقیقت کا اعتراف کر رہی ہے۔

یہ اکثر کہا گیا ہے کہ جھوٹ تھوڑی دیر کیلئے فوقیت پالیتا ہے مگر آخر کار سچائی کا بول بالا ہوتا ہے۔ اسلام جس کی پہلے دن سے بنیاد ہی سچائی پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے وہ بالآخر ساری دنیا پر فتح پالیگا اور ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آئیگا۔

(رسالہ اشاعت اسلام)

متفرق خبریں

—— لاہور ۱۹ اگست۔ آج رات کے ۹ بجے کے قریب مختلف مقامات پر ہندو مسلم حضرات کے نہایت شاندار جلسے منعقد ہوئے اور بالاتفاق قرار پایا کہ صبح کو لاہور میں مکمل ہڑتال کی جائے جلسوں میں مسٹر سکندر کی آمرانہ ذہنیت کے خلاف لوگ مشتعل ہوتے رہے۔ یہ جلسے مختلف مقامات پر منعقد ہوئے۔

—— بنوں ۱۹ اگست۔ فرنٹیر کانسٹبلری کی ایک پٹرول پارٹی پر جو علاقہ سورانی میں نقل و حرکت کر رہی تھی۔ موضع حسن کے قریب رات کے ایک بجے فائر کئے گئے۔ جواب میں پارٹی کی طرف سے بھی کئی صد گولیاں چلائی گئیں۔ لیکن فریقین میں سے نقصان کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔

—— الہ آباد۔ ۱۹ اگست۔ پنڈت جواہر لال نہرو چین کو روانہ ہوگئے۔ مسٹر گاندھی ڈاکٹر ٹیگور اور دیگر سرکردہ اصحاب نے آپ کو الوداعی پیغامات بھیجے۔

—— پونچھ ۱۹ اگست۔ گذشتہ شب بیان ہوسلادھار بارش کے سبب دریائے پونچھ میں زبردست طغیانی آئی نتیجہ کے طور پر بہت سے آدمی اور متعدد پل بہ گئے۔ شام کو تمام شہر کے افراد اس خونی منظر کو دیکھنے کیلئے جوق در جوق دریا کے کنارے پر گئے۔ صبح کے وقت دریا کی گونج سے شہر گونج رہا تھا۔ قرب و جوار کے لوگ دھڑا دھڑ مکان خالی کر رہے تھے۔

—— اسکندریہ ۱۹ اگست۔ کل شاہ فاروق نے محمد محمود پاشا وزیر اعظم مصر کے استعفیٰ کی منظوری پر دستخط کر دیئے ہیں اور علی مہر پاشا وزیر دربار کو نئی وزارت مرتب کرنے کا حکم دیا ہے۔ علی مہر پاشا نے وزارت مرتب کرلی ہے۔ علی مہر پاشا خود امور داخلہ و خارجہ کے وزیر بھی ہوں گے اور وزیر اعظم بھی۔

—— برلن ۱۹ اگست۔ نازیوں کا ایک اخبار ڈانزیگر وور پوسٹن رقمطراز ہے کہ ڈانزگ سے متعلق مفاہمت کی افواہیں بالکل بے بنیاد ہیں۔ ڈانزگ جرمنی کا ایک شہر ہے اور اس میں کسی قسم کی گنجائش نہیں۔ ڈانزگ ہر صورت میں رائش میں داخل ہو کر رہیگا۔

—— جنیوا ۱۹ اگست۔ ورلڈ الائنس نے جو قریباً ۴۰ عیسائی ملکوں کے کلیساؤں کی نمائندہ جماعت ہے فیصلہ کیا ہے کہ موجودہ بین الاقوامی الجھنوں کو سلجھانے کے لئے دنیا کے تمام ممالک کی ایک کانفرنس ہیگ کے مقام پر منعقد کی جائے۔

—— ہانگ کانگ ۱۹ اگست۔ جاپانی فوجوں نے شاہدگاگ پر جو کولون کے مشرقی حصے میں واقع ہے قبضہ کرکے اپنی سرگرمیاں کوکولون کی تمام سرحد پر پھیلا دیا ہے

—— لندن ۱۹ اگست۔ کل ہرنی سٹر ایک پل کا افتتاح کریگے یہ پل مشرقی پرشیا اور ڈانزگ کو آپس میں ملادے گا۔ یہ پل ۰۰ فٹ لمبا ہوگا۔ اور اس پر سے موٹریں اور گاڑیاں گذر سکیں گی۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

البصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ
کر دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷
لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۹ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء
نمبر ۵۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن کریم اپنی تعلیمات علم و فلسفہ کے رنگ میں پیش کرتا ہے

قرآن شریف کسی تعلیم کو قصہ کے رنگ میں پیش نہیں کرتا بلکہ وہ اسے ہمیشہ ایک علمی صورت میں پیش کرتا ہے مثلاً اسی بہشت و دوزخ کے بارے میں قرآن شریف فرماتا ہے من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی یعنی جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرے عالم کی لذات دیکھنے کیلئے ہمیں اس جہان میں حواس اور آنکھیں ملتی ہیں جس شخص کو اس جہان میں نہیں ملیں اسے وہاں بھی نہیں ملیں گی۔ اب یہ امر انسان کو اس طرف توجہ کرتا ہے کہ ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ ان حواس اور آنکھوں کے حاصل کرنے کیلئے اسی جہان میں کوشش اور سعی کرے تا دوسرے عالم میں بینا اٹھے۔ ایسا ہی عذاب اخروی کی حقیقت اور فلاسفی بیان کرتے ہوئے قرآن شریف فرماتا ہے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب ایک آگ ہے جس کو وہ بھڑکاتا ہے اور انسان کے دل پر ہی اس کا شعلہ بھڑکتا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ عذاب الٰہی اور جہنم کی اصل جڑ انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اور گندے ارادے اور عزم اس جہنم کا ایندھن ہیں اور پھر بہشت کے انعامات کے متعلق نیک لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یفجرونھا تفجیرا یعنی اسی جگہ نہریں نکال رہے ہیں اور پھر دوسری جگہ مومنوں اور اعمال صالحہ کرنیوالوں کی جزا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے جنت تجری من تحتھا الانھار۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی شخص ان باتوں کو قصہ قرار دے سکتا ہے؟ یہ کیسی سچی بات ہے کہ جو لوگ یہاں آبپاشی کرتے ہیں وہی پھل کھائیں گے غرض قرآن کریم اپنی ساری تعلیمات کو علوم کی صورت ... اور فلسفہ کے رنگ میں پیش کرتا ہے۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

زکوٰۃ کا بہترین مصرف

برادران اسلام کی توجہ کے قابل

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ذریعہ آپ اپنی زکوٰۃ کو جس مصرف میں لانا چاہیں لا سکتے ہیں۔ انجمن اسلام اور مسلمانوں کی مندرجہ ذیل خدمات بجا لا رہی ہے۔

(۱) جرمنی، جاوا، فجی اور ہالینڈ میں تبلیغی مشن کھولے ہوئے ہیں۔ اور سپانیہ میں عنقریب کھلنے والا ہے۔

(۲) ہندوستان میں متعدد مقامات پر تبلیغی مشن کھولے ہوئے ہیں۔

(۳) انگریزی میں اخبار لائٹ اور ینگ اسلام اور اردو میں پیغام صلح محض اشاعت اسلام کیلئے جاری کئے گئے ہیں۔ جرمن زبان میں مسلم ریویو [illegible]

(۴) مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے دو ہائی سکول جاری کئے گئے ہیں جن میں [illegible] تعلیم کے دینی تعلیم لازمی ہے اور اسلامی تربیت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

(۵) غریب طالبعلموں، بیواؤں اور یتامیٰ کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔

(۶) نومسلموں کی امداد کی جاتی ہے اور نومسلم آبادیوں میں کنوئیں لگانے دینا [illegible] کا کام بھی ہوتا رہتا ہے۔

(۷) قرآن شریف اور سیرت نبوی جنکے ترجمے کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں کثیر تعداد میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں اور بالخصوص لائبریریوں وغیرہ میں بھجوائے جاتے ہیں جس سے نسلاً بعد نسلٍ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ اس زمانہ میں بہترین صدقہ جاریہ کا کام ہے۔ آج تک قریباً دس ہزار قرآن شریف انگریزی اور دس ہزار سے زیادہ سیرت نبوی مختلف زبانوں میں اور اس سے بھی زیادہ تعلیم اسلام مختلف زبانوں میں مفت شائع ہو چکے ہیں۔ خدا کے کلام کو دنیا کی انتہائی آبادیوں تک پہنچایا گیا ہے۔ مگر ابھی لاکھوں کی تعداد میں ایسی مفت تعلیم کی ضرورت ہے۔

نوٹ:۔ رقوم عطیہ جات بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں۔

(۲) آپ اگر ان مدات میں کسی خاص مد میں اپنی زکوٰۃ کا روپیہ لگانا چاہتے ہوں تو آپ کا اختیار ہے۔ (محمد علی۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور)

قومیں کس طرح بنتی اور بگڑتی ہیں؟

قوم کے امراء اور غرباء کے فرائض

(خطبہ جمعہ ۱۸ اگست ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب)

(عفا اللہ عنک لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا وتعلم الکاذبین ...... راغبون (واعلموا پارہ ۱۰ رکوع ۱۳)

مندرجہ بالا رکوع کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:-

قرآن شریف ہی ایک آسمانی کتاب ہے جو قوموں کے بنانے کے قواعد بیان کرتی ہے اور جہاں وہ قوموں کے بنانے کے قواعد بیان کرتی ہے وہاں ان چیزوں اور اخلاق رذیلہ کا ذکر بھی اس کتاب میں موجود ہے جن کے پیدا ہو جانے سے قومیں تباہ ہو جایا کرتی ہیں۔

جو رکوع میں نے ابھی تلاوت کیا ہے۔ اس سے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (ہلکے اور بوجھل نکل پڑو اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو) یہی قوم بنانے کا ایک زبردست ذریعہ ہے یعنی اللہ کے راستے میں اپنی جانوں اور مالوں کو قربان کر دینا۔ جہاد کے وقت پیچھے نہ ہٹنا۔ جو قوم جان اور مال کی قربانی سیکھ لیتی ہے اور اس کے افراد میں قوم کی خاطر جان و مال قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ یقیناً کامیاب ہو جاتی ہے۔ یہ غزوہ تبوک کا ذکر ہے مسلمانوں کو ایک بہت بڑا معرکہ درپیش تھا۔ ایک زبردست دشمن سے مقابلہ تھا۔ اس وقت یہ حکم ہوا کہ جو کوئی جس حال میں ہے، نکل پڑے۔

چنانچہ مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن وہ لوگ جن کے دل میں مرض تھا یا وہ منافق تھے وہ اس موقع پر طرح طرح کے عذرات پیش کرنے لگے ——— والدین بوڑھے ہیں ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ بیوی بچوں کی خبرگیری کون کرے گا؟ کھیت اور باغ پکے کھڑے ہیں فصل کو کون سنبھالے گا؟ مالدار انسانوں کے رستے میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ایسی ہی روکیں ہوتی ہیں۔ وہ انفرادی اور ذاتی مفاد کے لئے بہت کچھ خرچ کر سکتے ہیں اور انفرادی فائدہ کیلئے کوشش کرنے میں بھی انہیں کوئی امر مانع نہیں ہوتا ہے۔ بہت سے لکھ پتی بوڑھے ہیں جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں وہ تجارتی کاروبار کے سلسلہ میں انگلستان اور امریکہ اور جاپان تک جاتے ہیں اور ان کا کاروبار رنگون سے پشاور تک پھیلا ہوا ہے لیکن یہ قوم کے لئے مال خرچ کرنا خلاف عقل سمجھتے ہیں۔

ہاں جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بعض لوگ عذر کرنے لگے تو حضور نے ان کے عذرات کو قبول کر لیا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں عفا اللہ عنک لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا وتعلم الکاذبین (اللہ تجھے معاف کرے تو نے کیوں ان کو اجازت دی یہاں تک جو سچے تھے وہ تیرے لئے الگ ہو جاتے اور جھوٹوں کو بھی جان لیتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ آپ نے ان لوگوں کو کیوں اجازت دی اور ان کے عذرات کیوں قبول کئے حالانکہ یہ موقع تو سچے اور جھوٹوں کے امتیاز کا تھا۔ اللہ تجھے اس غلطی کے لئے معاف کرے۔ جہاد اور جام شہادت بڑی چیز ہے اور صحابہ کرامؓ نے اس کو فی الحقیقت بڑی چیز سمجھا اور وہ جہاد اور جام شہادت کے عاشق تھے۔ لیکن جہاں یہ رنگ موجود ہے وہیں یہ رنگ بھی موجود ہے کہ جہاد سے بچنے کے لئے لوگ طرح طرح کے بہانے کرتے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے لا یستاذنک الذین یومنون باللہ والیوم الآخر ان یجاهدوا باموالہم وانفسہم واللہ علیم بالمتقین۔ انما یستاذنک الذین لا یومنون باللہ والیوم الآخر وارتابت قلوبہم فہم فی ریبہم یترددون (جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں وہ تجھ سے اجازت نہیں مانگتے کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد (نہ) کریں اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے وہی تجھ سے اجازت چاہتے ہیں جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان نہیں لاتے اور ان کے دل شک میں پڑ گئے ہیں سو وہ اپنے شک میں متردد و حیران ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی یہ نشانی ہے کہ وہ ایسے موقع پر کبھی اجازت نہیں مانگتا اور علامت کے طور پر فرمایا ایسی اجازت وہی مانگتا ہے جو خدا اور قیامت کے دن کو نہیں مانتا۔ ان کے دل متردد ہیں کہ نہ معلوم فتح ہو گی یا نہیں۔ ہم کیوں خواہ مخواہ اس آگ میں کودیں نہ جانے کیا نتیجہ نکلے۔ فتح کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں خدا جانے وہ صحیح نکلیں یا نہ نکلیں۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ ولکن کرہ اللہ انبعاثہم فثبطہم وقیل اقعدوا مع القاعدین (اور اگر ان کا نکلنے کا ارادہ ہوتا تو اس کے لئے سامان مہیا کرتے لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا ناپسند کیا سو ان کو روک دیا اور ان کو گویا کہا گیا کہ بیٹھنے والوں میں سے ہو جاؤ) یعنی اگر ان لوگوں کا ارادہ جہاد کے لئے جانے کا ہوتا تو کوئی تیاری ان کی طرف سے نظر آتی لیکن ان کے دل کے اندر تو جہاد کا ولولہ اور اخلاص ہی نہیں اس لئے ہم نے ان بہانہ ساز لوگوں کو گھروں کے اندر بٹھا دیا ہے۔ یہ ایک قسم کا طعن اور گالی ہے۔ بزدل انسان گھر میں گھس کر عورتوں کی طرح بیٹھا رہتا ہے اور میدان جنگ میں نہیں جاتا لیکن یہ اس کی بزدلی اور کم عقلی ہے۔ بہت سے لوگ گھر میں بیوی بچوں کے اندر چولھے کے پاس بیٹھے مر جاتے ہیں اور میدان جنگ سے بہت سے غازی بخیر و عافیت واپس آ جاتے ہیں۔ ہم آئے روز ایسے واقعات دیکھتے اور خبریں پڑھتے اور سنتے ہیں کہ فلاں شخص کا موٹر میں بیٹھے ہارٹ فیل ہو گیا۔ فلاں کی ٹانگ چارپائی سے الجھ کر ٹوٹ گئی۔ فلاں کا سر چلتے چلتے ٹھوکر کھا کر پھٹ گیا۔

اس سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا ولا اوضعوا خلالکم یبغونکم الفتنۃ وفیکم سماعون لہم واللہ علیم بالظالمین لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور حتی جاء الحق وظہر امر اللہ وہم کارہون (اگر تم میں (مل کر) نکلتے تو تم میں سوائے فساد کے کچھ نہ بڑھاتے اور تمہارے اندر تمہارے لئے دکھ چاہتے ہوئے چغلیاں پھیلاتے پھرتے اور تم میں ایسے کمزور آدمی بھی ہیں جو اُن کے بھرّے میں آ جاتے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے یقیناً انہوں نے پہلے بھی دکھ میں ڈالنا چاہا تھا اور تیرے لئے تدبیریں کرتے رہے یہاں تک کہ حق آ گیا اور اللہ کا حکم غالب ہوا اور وہ بُرا مانتے ہی رہے) ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ اگر میدان جنگ میں نہیں گئے تو اچھا ہی ہوا۔ اگر یہ جاتے تو سوائے اس کے کچھ نہ کرتے کہ فساد بڑھاتے طرح طرح کی سازشیں اور شرارتیں کرتے اور وسوسے ڈالتے لوگوں کے لئے باعث ابتلا بنتے اُن سے کہتے کہ خواہ مخواہ ہلاکت میں کیوں پڑتے ہو اس جنگ کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو گا کہ قوم کے اندر بیواؤں اور یتیموں کی تعداد بڑھے اور تم تباہ ہو جاؤ۔ اس قسم کی باتوں سے کمزور لوگ متاثر ہو جایا کرتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کمزور لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی تھے۔ اصل میں اس قسم کی باتیں کہنے اور سننے والے دونوں بدبخت ہوتے ہیں منافقین کے گروہ نے مختلف موقعوں پر بڑی بڑی شرارتیں کیں اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مشہور منافق عبداللہ بن ابی میدان جنگ سے تین سو آدمیوں کو اس قسم کی باتیں بنا کر واپس لے آیا جو مدینہ سے ساتھ گیا اور راستے میں لوگوں کو بہکانا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین سو آدمی اس کے ساتھ واپس آ گئے۔ اس کا اثر باقی لوگوں پر جو پڑا ہو گا وہ ظاہر ہے۔ عبداللہ بن ابی مدینہ کا بہت بڑا سردار تھا اور بادشاہ بننے کا خواب دیکھ رہا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کی شہرت ہجرت سے قبل ہی مدینہ پہنچ چکی تھی۔ جب حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہاں لوگوں نے آپؐ کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس طرح عبداللہ بن ابی کی کامیابی کا کوئی امکان نہ رہا۔ کھلے طور پر وہ مخالفت نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے منافقت کا طریق اختیار کر کے اندرونی مخالفت شروع کی لیکن اپنی سازشوں اور شرارتوں کے باوجود وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ ان منافقوں کی کیفیت یہ تھی کہ جب کبھی مسلمانوں کی کامیابی کی خبر سنتے تو ان کے چہرے زرد ہو جاتے اور ان کو بڑا صدمہ ہوتا۔

ومنہم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنۃ سقطوا وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین۔ (اور اُن میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے مجھے اجازت دیجئے اور مجھے ابتلا میں نہ ڈالئے دیکھو ابتلا (خلاف ورزی) میں تو یہ پڑ ہی گئے اور دوزخ یقیناً کافروں کا احاطہ کئے ہوئے ہے) جنگ تبوک کے موقع پر بعض لوگوں نے جہاد میں شرکت سے بچنے کے لئے عجیب غریب عذرات پیش کئے۔ تفاسیر میں ان کا ذکر موجود ہے۔ لکھا ہے کہ بعض نے تو یہاں تک کہا کہ حضرت دیکھئے میں کمزور آدمی ہوں شام کی عورتیں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں۔ مجھے اس آزمائش میں نہ ڈالئے۔ غرضیکہ اس قسم کی بہت سی باتیں ان لوگوں نے کہیں۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایسے لوگ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں لیکن اُن کے اندر اخلاص بالکل موجود نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ دیگر مواقع پر بھی طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں کرتے۔ مال غنیمت کی تقسیم کے وقت یہ لوگوں سے کہتے پھرتے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رشتہ داروں اور اہل مکہ کی رعایت کرتے ہیں ایک دفعہ کہہ دیا کہ حضرت عثمان کو بیجا طور پر حصہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت عثمان غنی کو اللہ تعالیٰ نے بہت دولت دی تھی اور انہوں نے اس دولت سے اسلام کی بہت خدمت کی۔ ایک دفعہ انہوں نے ساری فوج کے مصارف تنہا برداشت کئے اور حضرت عثمان اس قدر صاحب وجاہت تھے کہ صلح حدیبیہ کے وقت ان کو انکی وجاہت کی وجہ سے معاملات طے کرنے کے لئے اہل مکہ کے پاس بھیجا گیا۔ غرضیکہ یہ لوگ حضرت نبی کریم

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ ہو)

الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

اور

جماعت احمدیہ لاہور

خداوند تعالیٰ نے امت مسلمہ کو بہتر امت اس لئے کہا کہ وہ اچھے کاموں کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے۔ جیسے فرمایا:۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ (۳: ۱۰۹) تم تمام امتوں میں سے بہتر امت ہو اس لئے کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

سو امت محمدیہ کا یہ امتیازی نشان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان محکم رکھے۔ بھلائی کا علم دے اور برائی سے روکے۔ لیکن دنیا کی ہر قوم خواہ وہ خدا تعالیٰ کی کتنی مقرب قوم ہو۔ قوانین قدرت اور نوامیس فطرت میں جکڑی ہوئی ہے۔ ہر قوم کی اخلاقی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ ایک وقت آتا ہے جب وہ برے اعمال کے نتیجہ میں اپنی امتیازی خصوصیات کھو دیتی ہے —— چنانچہ اس منصہ شہود پر سینکڑوں قومیں آئیں اور اپنے حاسہ اخلاق کی قوت پر اس دنیا پر متمکن رہیں لیکن جب ان کے اجتماعی نظام میں اخلاقی قوت باقی نہ رہی تو انہیں قوموں کی صف سے خارج کر دیا گیا۔ چنانچہ یہی وہ اخلاقی معیار ہے جس پر قرآن حکیم تمام گذشتہ قوموں کو پرکھتا ہے اور الامر بالمعروف والنھی عن المنکر کے پیمانہ سے ان کی زیست کے دن شمار کئے جاتے ہیں۔

لیکن وہ خدا جو زندگی سے موت اور موت سے زندگی پیدا کرنے پر قادر ہے اس نے انہی قوموں کے بطن سے جو ایک دوسرے سے کٹی پھٹی اور اکناف عالم میں پھیلی ہوئی تھیں ایک ایسی با اخلاق امت کو پیدا کیا جو امر بالمعروف کے معیار پر قائم رہے اور اس خصوصیت کی وجہ سے اسے سب امتوں سے بہتر قرار دیا۔ اور اسے ایک ایسا قانون عطا کیا جس پر قیامت تک قوموں نے چل کر رستگاری حاصل کرنا تھی اور اس دین اور قانون کی حفاظت کا خود ذمہ لیا۔ جیسے فرمایا:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (۱۵: ۹) بے شک ہم نے ہی اس دین کو دنیا میں بھیجا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

سو اس دین کو دنیا میں ہمیشہ زندہ رکھنا خدا تعالیٰ کی ایک مشیت ہے اور اس کی حفاظت کو انسان کی کمزور فطرت پر نہیں چھوڑا۔ بلکہ ایسے عمرانی سامان پیدا کر دیئے جس سے یہ ہمیشہ زندہ رہے اور اسلام کے اندر سے ہی ایسی تحریکات اٹھتی رہیں جو اسے زندہ رکھیں یعنی جب بھی اسلامی اصولوں پر ایک مردنی چھانے لگے اور مسلمانوں کے اپنے اخلاق ہی اس روشن تعلیم کیلئے باعث ننگ ہو جائیں تو خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ ایسے نازک موقعوں پر بعض مجاہد اور ملہم انسانوں کو کھڑا کریگا جو اپنی قوت اخلاق اور تائید ایزدی سے قرآن مجید کی خوبیوں کو دنیا میں زندہ رکھیں گے جیسے آنحضرت صلعم نے فرمایا:۔

ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی پر ایک مجدد پیدا کریگا جو دین اسلام میں اپنی روح صداقت سے ایک تازگی اور نئی زندگی پیدا کریگا

سو اس زمانہ میں بھی جبکہ ہر طرف اہل باطل کا طوطی بول رہا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک بلند پایہ اور صاحب سطوت مجدد کو کھڑا کیا اور اسے مصلحت وقت کے لحاظ سے مسیح کا خطاب دیا اور وہ خدا کے ہاں مسیح کہلایا۔ تاکہ وہ مسیحی قوموں کے سامنے قرآنی اصولوں کو واضح اور روشن کرے اور ساتھ ہی ایک جماعت کی بھی بنیاد رکھے جو قرآن مجید کو زمین کے کناروں تک پہنچاتی رہے اور خود الامر بالمعروف والنھی عن المنکر کے بلند مقام پر کھڑا ہو۔ چنانچہ ایک جگہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم نے لکھا ہے :۔

"سو کھانا پیو اچھا اور سنو اور کان کھول کر سنو کہ خدا تعالیٰ نے ضرور ارادہ کیا ہے کہ وہ ایک جماعت کو تیار کرے جو مومن باللہ آمر بالمعروف ناہی عن المنکر ہوں۔ اس نے اپنے بندہ مسیح موعود کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور وہ عین وقت پر آیا ہے خدا نے اسے روح ہی ایسی دی ہے کہ وہ بغیر جماعت کے تو رہنے کا نہیں۔ وغیرہ وغیرہ"

جماعت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ بغیر جماعت کے ضلالت اور باطل پرستی کے خلاف جہاد ناممکن تھا اور اشاعت قرآن کا عظیم الشان مقصد پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ ایسی ہی موقعوں اور ایسی صد جماعتوں کے لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔

لا تزال من امتی ظاھرین علی الحق حتی یاتیھم امر اللہ وھم ظاھرون (متفق علیہ)

میری امت میں سے ہمیشہ ایک جماعت تو ضلالت اور باطل پرستی پر فتحیاب رہے گی یہاں تک کہ قیامت ظاہر ہو۔

سو آج دنیا میں صرف جماعت لاہور ہی اس پیشگوئی کی صحیح مصداق ہے کیونکہ اس کا نصب العین صرف اشاعت قرآن اور الامر بالمعروف والنھی عن المنکر ہے اور وہ اس دور کے مجدد کی صحیح جانشین ہے اس کی گذشتہ تاریخ میں ہمیں نظر آتا ہے کہ جہاں ایک طرف وہ غیر اقوام میں قرآن مجید کے محکم اصولوں کو پیش کر رہی ہے تو دوسری طرف اپنوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور اس الامر بالمعروف والنھی عن المنکر کیلئے اسے بہت قربانیاں کرنا پڑی ہیں ۱۹۱۴ء میں جب جماعت کے ایک کثیر حصہ نے ٹھوکر کھائی تو اس وقت یہی خدا تعالیٰ کی موعود جماعت تھی جس نے اخلاقی جرأت سے کام لیکر عین وقت پر انہیں غلط قدم اٹھانے سے روکا۔ قادیانی ارباب حل وعقد اس وقت مسئلہ تکفیر کی آڑ میں شخصی اقتدار اور پیر پرستی کو فروغ دینا چاہتے تھے مگر جماعت لاہور نے مسئلہ تکفیر کو وحدت ملی کیلئے زہر قاتل اور پیر پرستی کو اشاعت اسلام اور جماعت کیلئے مہلک خیال کیا اور نہایت سرگرمی کے ساتھ اپنی اس رائے کو پیش کیا۔ مگر نئی خلافت کی نشہ خیزی میں اس رائے کو قابل التفات نہ سمجھا گیا۔

جماعت لاہور چونکہ اس فتنہ کو کم نہ کر سکتی تھی اس لئے اس اختلاف کو ہٹ کر صرف اشاعت اسلام میں مشغول ہو گئی اور ہمیشہ جماعت قادیان کو اچھی باتوں اور راست اصولوں کی تلقین کرتی رہی۔ اس جماعت کی فطرت خالص اسلامی ہے نہ تو وہ مسئلہ تکفیر پر تیار ہوئی اور نہ اسے کسی خلافت مآب کی ضرورت ہے جس کی خدا تعالیٰ کے سوا وہ پرستش کی جائے۔

جماعت لاہور کے بہت بڑے بڑے احسانات جماعت قادیان پر ہیں۔ اگر جماعت لاہور نہ ہوتی تو جماعت قادیان مدت کی ملت اسلامیہ سے کٹ کر علیحدہ ہو چکی ہوتی اور خود اس کے اندر بھی معلوم نہیں کیسے کیسے تغیرات پیدا ہو چکے ہوتے۔ گو اب بھی اخراج، بائیکاٹ، مقدمات اور معلوم نہیں کیا کیا کچھ ایسے کارنامے نہیں جن پر فخر کیا جا سکے لیکن جماعت قادیان کی ان اندرونی خرابیوں پر بھی جماعت لاہور ایک نگران کی حیثیت رکھتی ہے اور جب بھی بے راہ روی دیکھتی ہے فوراً جماعت قادیان کے موجودہ نظام کی لغزشوں اور خامیوں کو اجاگر کرتی ہے اور مباہلہ کرتی رہے گی، کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی موعود جماعت ہے جس کا مسلک اعلائے کلمۃ اللہ اور امر بالمعروف والنھی عن المنکر ہے اور وہ اس مسلک سے کبھی پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔ یہی وہ جماعت ہے جس کے روشن کارنامے تحریک احمدیت کے ضمن میں جلی حروف سے لکھے جائیں گے کیونکہ اس کی ہر جنبش خدا اور خدا کے رسول کو خوش کرنے کیلئے ہے اور اس کی ہر کوشش اس صدی کے مجدد کی روح ہدایت کو زندہ رکھنے کے لئے ہی معرض وجود میں آئی ہے۔ سو یہی وہ صالح جماعت ہے جو آنحضرت صلعم کے ارشاد کے بموجب قرآنی رشد و ہدایت کو دنیا میں پھیلاتی اچھی باتوں کا حکم دیتی اور بری باتوں سے روکتی ہے اور خدا تعالیٰ اس سے دین کی حفاظت کا کام لے رہا ہے۔ اب پھر وقت ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی وہ خصوصیت جو الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

کی حامل ہے بروئے کار آئے اور جماعت قادیان کے رؤسا کو نہایت امن اور آشتی کے ساتھ صحیح راستہ بتائے اور غلط راستہ سے روکے اور جماعت قادیان کے سامنے ان غلط فہمیوں کو واضح کرے جو ان کے لیڈروں نے پھیلا رکھی ہیں۔ اب جماعت قادیان ایک تغیر کے لئے بیقرار ہے۔ اس کے اجزائے ترکیبی میں عدد رجہ بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔ اس کے اندر ایک بہت بڑا انقلاب آنے کو ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس انقلاب . . . . سے پہلے ایک اچھی تفہیم پیدا کر لیں اور جماعت قادیان کے اندر ایسے رجحانات پیدا کر دیں جن کا رخ جماعت لاہور کی طرف ہو۔ یہ رجحانات ایک مستقل تبلیغ اور نشر و اشاعت سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اشاعت اور تبلیغ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

جماعت قادیان کے اندر تبلیغ کرنے سے جماعت لاہور کی کامیابی مکمل ہو جائے گی۔ جہاں وہ مغربی اقوام میں اشاعت قرآن کرنے میں کامیاب ہوئی ہے تو ساتھ ہی اپنوں میں الامر بالمعروف والنھی عن المنکر کا علم بلند کرنے میں بھی کامران رہیگی۔ اور اس کی فتح ایک کامل فتح ہوگی۔ سو اس فتح کو عالم امکان میں لانے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے جس کیلئے جماعت کے ہر فرد کو آمادہ رہنا چاہئے۔ کیونکہ جہاد ہی وہ موقعہ ہوتا ہے جب قوموں کی قوت اخلاق کا امتحان کیا جاتا ہے اور ان کے اصلح ہونے پر حالات اور واقعات شہادت دیتے ہیں ✦

ایس۔ محمد آصف قادیانی

(بی۔ اے)

ایک خاتون کی وفات

جناب بابو سراج الدین صاحب ذکی آرمی کنٹریکٹر سیالکوٹ یہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے بھائی بابو ہارون الرشید صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ ہمیں اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے (آمین)

شذرات

"فتن غلو"

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا جو بلند پایہ عالمانہ مضمون "فتن غلو ـــــ بہائیت پر ایک محققانہ نظر" کے عنوان سے پیغام صلح میں قسط وار شائع ہو رہا ہے اس کی تیسری قسط ۲ اگست کے پرچہ میں درج ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کی اشاعت چند روز کے لئے ملتوی کرنی پڑی۔ اب چوتھی قسط ۱۳ اگست کے پرچہ میں اور پانچویں پیش نظر پرچے میں درج ہوئی ہے ابھی دو قسطیں باقی ہیں جو انشاء اللہ آئندہ دو اشاعتوں میں چھپیں گی۔

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ مضمون نہایت محنت اور پوری تحقیق کے بعد لکھا۔ غالباً اردو زبان میں اب تک بہائیت کے متعلق اس سے بہتر مدلل اور پر معلومات کوئی چیز شائع نہیں ہوئی۔ بہائیت کا فتنہ ہندوستان کے چند شہروں میں بھی سر اٹھا رہا ہے احباب کو چاہئے کہ اس مضمون کا خود بغور مطالعہ کریں۔ اس سے انشاء اللہ ان کی معلومات میں مفید اضافہ ہوگا۔ اور وہ بہائیوں سے بخوبی نپٹ سکیں گے۔ علاوہ ازیں جو لوگ ظاہرا یا پوشیدہ طور پر بہائی ہو چکے ہیں یا بہائیوں کے زیر اثر ہیں۔ ان کو یہ مضمون ضرور پڑھنا چاہئے ـــــ اس میں زہر کا تریاق موجود ہے۔ ہمارے خیال میں اس مضمون کا ٹریکٹ کی شکل میں شائع ہو جانا بہت مفید ہوگا۔ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور انجمن کو توجہ فرمانی چاہئے۔

بے جوڑ شادیاں

بے جوڑ شادیاں ہندوستان کا ایک بہت بڑا معاشرتی عیب ہے جس کے افسوسناک نتائج آئے دن دیکھنے میں آتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اب تک کوئی موثر اصلاحی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ بعض بوڑھوں کو بیاہ رچانے کا مجنونانہ و احمقانہ شوق ہوتا ہے۔ بے عقل و زر پرست والدین لالچ میں آ کر اپنی کمسن و نوجوان لڑکیاں ان کو بیاہ دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکی اپنی بدقسمتی اور والدین کی غلطی اور شوہر کی سنگدلی و ہوس پرستی پر آنسو بہاتی اور کڑھ کڑھ کر مر جاتی ہے یا پھر وہ اخلاقی مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں جو بے جوڑ شادیوں کا لازمی نتیجہ ہیں ـــــ قدرت کا قانون اٹل اور جذبات کی طاقت مسلم ہے۔

پہلے بے جوڑ شادیوں کی مصیبت زیادہ تر ہندوؤں میں تھی۔ کیونکہ ان کے مذہبی عقائد کی رو سے نجات کیلئے اولاد نرینہ ضروری ہے اور دوسری طرف نکاح بیوگان کی ممانعت ہے۔ کسی شخص کی اولاد بڑھاپے میں مر جاتی یا وہ اس عمر تک بے اولاد رہتا تو اسے شادی کی ضرورت محسوس ہوتی اور وہ مجبوراً کسی کمسن کنواری لڑکی سے شادی کرنے کی غلطی کا مرتکب ہوتا۔ ہندوؤں میں تو اس غلط رواج کی اصلاح کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ متعدد مقامات پر وہ بے جوڑ شادیوں کو رکوانے پر کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اس غرض کے لئے وہ ایک قانون منظور کرانے کی کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن افسوس اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے چند حلقوں میں (جن میں سے بعض پیر اور ان کے سرکردہ مرید خاص طور پر قابل ذکر ہیں) بے جوڑ شادیوں کی دیا ترقی پر ہے اور تاحال کسی کو اس کی اصلاح اور روک تھام کا خیال پیدا نہیں ہوا۔ موجودہ زمانہ کے حالات اس امر کا متقاضی ہیں کہ ساتھ مطالبہ کرتے ہیں کہ بے جوڑ شادیوں پر شدید قانونی احتساب قائم کیا جائے۔ بعض شادی کے شوقین بوڑھے شرعی جواز کا شور مچایا کرتے ہیں۔ لیکن امت مسلمہ کو اجتہاد کا حق حاصل ہے۔ یہ دروازہ تاقیامت کھلا رہے گا۔ اس کی امداد سے بے جوڑ شادیوں پر ضرورت زمانہ کے مطابق، احتساب قائم کیا جا سکتا ہے ـــــ ایک ستر پچھتر سال کے بڈھے کے ساتھ پندرہ سولہ سالہ لڑکی کا عقد بہت بڑا ظلم ہے اس ظلم کو کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کرنا چاہئے۔ ایسے بوڑھوں کیلئے حجلہ عروسی کی بجائے جیلخانے کی کوٹھڑی بہتر مقام ہے۔

کیا جنگ شروع ہونیوالی ہے؟

ویسے تو یورپ کی امن کی حالت عرصہ سے ایک تودہ بارود کی مانند ہو رہی ہے جس کو ایک چنگاڑی بھک سے اڑا دینے کیلئے کافی ہے ـــــ تمام یورپین ممالک وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کر رہے ہیں۔ کسی معمولی بات پر آتش و خون کا ہولناک کھیل شروع ہو سکتا ہے۔ لیکن اس ہفتہ کچھ ایسے واقعات پیش آئے ہیں جن کی وجہ سے فوری جنگ کے امکانات بہت بڑھ گئے ہیں۔ روس اور جرمنی کے مابین غیر متوقع طور پر معاہدہ ہو گیا جس کی وجہ سے فرانس، برطانیہ، امریکہ، پولینڈ وغیرہ ممالک پر حیرت و مایوسی سی طاری ہو گئی ہے۔ ہر ہٹلر ڈینزگ پر قبضہ کرنے کے لئے مصر ہے۔ نازی پارٹی کا لیڈر ہر فارسٹر ڈینزگ سینٹ کا حاکم اعلیٰ مقرر ہو چکا ہے۔ یہ تقرر قبضہ کا پیش خیمہ خیال کیا جاتا ہے۔ حکومت برطانیہ نے جرمنی میں قیام پذیر انگریزوں کو فوراً واپس آ جانے کا حکم دیا ہے۔ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا ہے کہ برطانیہ نے پولینڈ اور دوسرے ممالک سے امداد و حفاظت کے جو وعدے کئے ہیں ان کو ایفا کیا جائے گا اور اس بارہ میں اسے جنگ سے بھی گریز نہیں ہوگا ـــــ آخری اطلاع یہ ہے کہ ۲۰ ڈویژن جرمن فوج حملہ کرنے کے لئے پولینڈ کی سرحدوں پر جمع ہو گئی ہے ـــــ یہ تمام واقعات بتاتے ہیں کہ جنگ بہت قریب ہے۔ ممکن ہے اب بھی جنگ نہ ہو لیکن اس کے نہ ہونے کی نسبت اس کے ہونے کے امکانات بظاہر بہت زیادہ ہیں۔

یورپ کی جنگ کا اثر کم و بیش دنیا کے تمام ممالک پر پڑے گا اور یہ جنگ ہر لحاظ سے بہت ہی خوفناک اور تباہ کن ہوگی ـــــ گویا دنیا ایک بہت بڑی مصیبت اور بربادی کے دروازے پر کھڑی ہے۔ مادہ پرست لوگ انسانیت کی ہلاکت کا سامان کر رہے ہیں ایسے موقع پر خدا پرستوں کو خدا کے حضور جھکنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنا رحم کرنے کے آثار رکھتے نہیں ہیں۔ اگر جنگ ہوئی تو خدا جانے کیا کیا انقلابات ہوں لیکن امید ہے اس جنگ سے یورپ کی دجالی تہذیب انشاء اللہ تباہ یا کم از کم نیم مردہ ہو جائے گی بس یہی اس مصیبت کا ایک روشن پہلو ہے ✦

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

فتنۂ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۵)

مقابلہ قرآن کریم اور کتاب اقدس کا ہے

میں لکھ چکا ہوں کہ کتاب اقدس بہائیوں کی آسمانی اور شریعت کی کتاب ہے جسے ناسخ قرآن کہا جاتا ہے۔ اس لئے ایک بہائی اور ایک مسلمان میں اگر مقابلہ ہے تو قرآن اور کتاب اقدس کا ہے پس جو قرآن کو چھوڑ کر کتاب اقدس کو اختیار کرنا ہے چاہئے کہ وہ ان دونوں کتابوں کو بالمقابل رکھ کر مقابلہ کرے اور ایک بہائی کا فرض ہو کہ وہ اپنا اگر کوئی عقیدہ پیش کرے تو کتاب اقدس سے پیش کرے۔ ایسا کوئی عقیدہ بہائیت کا عقیدہ نہیں کہلا سکتا جو کتاب اقدس میں مذکور نہیں اور وہ کتاب کامل ہی کہاں رہی جو اپنے مریدوں کو عقائد بھی پوری طرح نہیں سکھاتی۔

ناسخ کتاب کے نازل کرنے کی وجوہ

قرآن کریم تو فرماتا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا (البقرہ) کہ ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے یا ذہن سے اس کو اتار نہیں دیتے مگر اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ یا اس جیسی لے آتے ہیں یعنی جب ہم کوئی نئی کتاب پہلی کتاب کی ناسخ نازل فرماتے ہیں تو اس کی دو وجہ ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعض احکام جو پہلی کتاب میں تھے اس سے بہتر احکام نازل فرمانا مقصود خاطر ہوتا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ بعض احکام ایسے ہوتے ہیں جو امتداد زمانہ سے مٹ جاتے ہیں یا لوگوں کو فراموش ہو جاتے ہیں ان کو از سر نو وجود میں لانا اور لوگوں کو یاد دلانا مد نظر ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم جب نازل ہوا تو اس نے یہی کیا کہ ایک تو پہلی آسمانی کتابوں کے احکام سے جنکی حیثیت قومی اور مقامی تھی بہتر احکام عطا فرمائے جو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے موزوں اور مناسب حال تھے اور دوسرے ان صداقتوں کو از سر نو زندہ کیا جن کا کتاب الٰہی میں باقی رہنا ضروری تھا جو امتداد زمانہ سے مٹ گئی تھیں یا ان کی اصلی شکل بگڑ گئی تھی۔

بہائی حضرات کتاب اقدس سے باہر نہ جائیں

اب اگر کتاب اقدس ناسخ قرآن ہے تو ضروری ہے کہ وہ قرآن سے بہتر اصول اور احکام سکھائے اور اس کی شان تکمیل قرآن کریم سے بہتر ہونی چاہئے۔ چونکہ قرآن کریم ایک محفوظ کتاب ہے اس لئے دوسری کتاب کا اس جیسی آیتیں لیکر آنا تو ایک تحصیل حاصل امر ہے ہاں یہ ہے کہ اب وہ جو کچھ لائے اس سے بہتر لائے ورنہ پھر اس نئی کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بس اگر کتاب اقدس اپنے عقائد بھی پوری طرح کھول کر نہ بتا سکے تو اس کی ساری حیثیت ہی خاک میں مل جاتی ہے۔ اس نے ناسخ کیا ہونا ہے وہ تو بیچاری خود ایک کامل کتاب بھی نہیں رہی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی بہائی صاحب جواب دیتے وقت کتاب اقدس سے باہر نہ جائیں ورنہ اس کے معنی یہ سمجھے جائیں گے کہ کتاب اقدس ایک ناقص کتاب ہے۔

ایک آسان اور فیصلہ کن تجویز

بلکہ میں تو یہاں تک چاہتا ہوں کہ کوئی بہائی صاحب مسلم ٹاؤن میں آ کر ہمیں کتاب اقدس کا درس دیا کریں تاکہ ہمیں پتہ تو چلے کہ قرآن کو ہم سے چھڑا کر وہ ہمیں دیتے کیا ہیں۔ کئی برس ہوئے۔ ہم نے دہلی میں محفوظ الحق علمی صاحب سے بھی یہی عرض کیا تھا کہ ایک دن ہم قرآن کریم کا درس دیں گے اور سب بہائی سنیں اور ایک دن وہ کتاب اقدس کا درس کریں اور ہم سب خاموش سنیں گے۔ اور اس کیلئے ہماری انجمن کا مکان وقف ہوگا۔ لیکن وہ دو تین دن ہمارے درس قرآن میں آئے اور کتاب اقدس کا درس دینے سے انکار کر دیا اور پھر نہ آئے۔ آج پھر میں یہی درخواست بہائی صاحبان کی خدمت میں دہراتا ہوں کہ ان تازہ بہائی بزرگ کو مسلم ٹاؤن بھیجیں جو قرآن کے عالم بھی ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر جو کتاب اقدس کو اختیار کیا ہے تو ان کا فرق وہ اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ وہ مسلم ٹاؤن آکر ہمیں کتاب اقدس سنائیں۔ ایک دن وہ کتاب اقدس کا درس کریں ہم سنیں گے اور ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا ہم درس کریں گے سب بہائی سنیں۔ دونوں کتابوں کا فرق خود نظر آجائیگا سالہا سال وہ بزرگ قرآن کریم کا درس کرتے رہے کیا اب ہمیں مسلم ٹاؤن میں چند مہینے ہی کتاب الاقدس کا درس سنا نہیں۔ آخر اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے بہائی مشنری امریکہ پہنچے تو مسلم ٹاؤن تو ایسا کچھ دور نہیں۔

تقیہ کے ساتھ تبلیغ اہل حق کا شیوہ نہیں

چھپ چھپ کر نوجوانوں کے کان بھرتے پھرنا اور تقیہ کیساتھ تبلیغ کرتے پھرنا اس شخص کا کام نہیں ہوا کرتا جو اپنے ہاتھ میں حق رکھتا ہے مجھے تو حضرت اقدس مرزا صاحب کا شعر اس وقت یاد آ گیا کیا خوب فرماتے ہیں ؎

لگا ر دیں نشتر سہم از جہانے کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ
چہ ہیبت ہا بداد ندایں جواں را کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

یاد رہے درس کرنے والے بزرگ کا فرض ہوگا کہ اپنی کتاب کے مضمون سے باہر نہ جائیں۔ ہم نے کتاب اقدس سننی ہیں۔ ان کے اپنے ایجاد کردہ خیالات سننے منظور نہیں۔

کتاب اقدس کی تعلیم توحید الٰہی کے منافی ہے

جہاں تک میں نے کتاب اقدس کو سمجھا ہے اس کی تعلیم توحید الٰہی کے قطعاً منافی ہے۔ اور انسان پرستی کی تعلیم سے پُر ہے۔ اس لا الٰہ الا اللہ کے کلمہ سے کیا فائدہ ہے جس کے معنی ہوں لا الٰہ الا بہا گویا بمبئی کے بہائیوں نے اپنی روحانی محفل کے مکان کے دروازہ پر جو سائن بورڈ پر کلمہ لا الٰہ الا بہا لکھ کر لگایا تو درحقیقت وہ کتاب اقدس کا خلاصہ ہے جو انہوں نے نہایت صفائی سے لکھ کر لگا دیا اور میں ان کی اس مردانگی پر آفرین کہتا ہوں کہ برخلاف دوسرے بہائیوں کے انہوں نے بڑی جرأت سے کام لیا اور ڈاکٹر خیر اللہ صاحب بہائی مشنری نے امریکہ میں صاف کہدیا تھا کہ بہاء اللہ خدا باپ تھا۔ جو انسانی شکل میں دنیا میں آیا تھا اور اپنے بعد خدا بیٹا عباس آفندی کی شکل میں دنیا میں چھوڑ گیا۔ پس قرآن کریم کی کامل اور خالص توحید کو ترک کر کے انسان پرستی اگر کوئی اختیار کرنا چاہے تو اس کام کیلئے کتاب الاقدس سے بہتر کتاب اسے نہیں مل سکتی۔ اگر یہی کتاب ناسخ قرآن ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اپنی توحید کو منسوخ کر کے شرک اور انسان پرستی کو دنیا میں قائم کرنا چاہا ہے۔

کتاب اقدس کا حصہ شریعت — بہاء اللہ اور دیانند

مجھے تو کتاب الاقدس کے اس حصہ کو پڑھ کر بھی بڑا تعجب ہوا جو شریعت کا حصہ ہے۔ مجھے تو اسے پڑھ کر پنڈت دیانند سرسوتی کی ستیارتھ پرکاش یاد آ گئی۔ پنڈت جی کا مسلک یہ تھا کہ جو کچھ ان کے زمانہ میں مادہ پرستوں کی تحقیقات تھی اسے پہلے باندھ کر ویدوں سے بھی وہی نتیجہ نکالنے کی کوشش شروع کر دیتے۔ مثلاً ان کے زمانہ میں سائنس یہ کہتی تھی کہ مادہ کے ذرات ازلی ہیں یعنی مادہ ذرات کی شکل میں ہمیشہ سے تھا۔ پنڈت جی نے فوراً ویدوں ہی سے یہ نکال لیا کہ ہاں ہاں ویدوں میں بھی ایشور گیان یہی ہے کہ ذرات مادی یعنی پرمانو ازلی ابدی ہیں۔ پنڈت جی تو مر گئے اور سائنس نے اپنا وہ نظریہ بدل لیا جس کے رو سے پرمانو ازلی ابدی تھے۔ سائنس نے کہدیا کہ ذرات مادی تو کچھ چیز ہی نہیں وہ بجلی کے ذرات یعنی الیکٹرون سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر پنڈت جی زندہ ہوتے تو کہدیتے کہ ہاں ویدوں میں بھی ایشور گیان یہی ہے لیکن اچھا ہوا کہ وہ زندہ نہ رہے ورنہ پھر شرمندگی اٹھانی پڑتی۔ کیونکہ سائنس نے پھر جلدی ہی نظریہ تبدیل کیا وہ اس سے بھی آگے نکل گئی اور کہنے لگی کہ یہ بجلی کے ذرات بھی کچھ چیز نہیں یہ تو ایتھر کی لہروں سے پیدا ہوئے ہیں۔ مگر اب یوں کہتی ہے کہ سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیا چیز ہے جس سے یہ پیدا ہوئے ہیں کیونکہ اس میں ایتھر کی لہروں کے خواص کے علاوہ کچھ اور بھی ہے۔ تحقیقات میں طور انکا وجود یا شکل ایک ذہنی تخمینہ سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مذہب کو خدا کے علم پر مبنی نہیں رکھتا بلکہ انسان کے علم کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہے وہ مذہب کا چولا آئے دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے۔ بہاء اللہ صاحب کا بھی یہی رنگ ہے وہ دنیا میں اپنے لئے ایک اونچا مقام چاہتے تھے اس کے لئے ان لوگوں کا طریق ہی بہترین طریق ہو سکتا تھا جو غلو اپنا مسلک رکھتے ہیں۔ بہاء اللہ صاحب کے زمانہ میں عیسائیت اپنے عروج پر تھی اور خدا کا انسان کی صورت میں دنیا میں آ کر ان کی نجات کیلئے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانا کروڑہا کروڑ انسانوں کا مقبول عقیدہ تھا اور یہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا جو اس وقت دنیا میں ظاہری طور پر بڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے شہرت طلبی اور وجاہت کے متمنی انسان کے لئے اس سے بہتر مسلک اور کوئی نہ مل سکتا تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ یہی وہ طریق ہے جو اس وقت دنیا میں قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اس لئے اپنے لئے بھی یہی مقام تجویز کیا کہ خدا انسان کی شکل میں دنیا میں آیا اور دنیا کی نجات کیلئے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتا رہا۔

بہائی شریعت اور مغربی تہذیب

پھر شریعت جو تجویز کی اس میں بھی اسی مغربی تہذیب کا تتبع کیا۔ جب دیکھا کہ خدا کی طرف دنیا کی توجہ کم ہے تو ضروری سمجھا کہ عبادت کو کم کر دیا جائے۔ چنانچہ نمازوں کی تعداد کم کر دی۔ رکعتیں کم کر دیں کل جمع ۹ رکعت تمام دن رات میں رکھی۔ وضو کیلئے صرف منہ ہاتھ دھونا کافی سمجھا گیا۔ پاؤں دھونے میں چونکہ زیادہ تکلیف ہوتی تھی اس لئے دن رات میں ایک دفعہ دھو لینا کافی سمجھا گیا۔ سردی ہو تو تین دن میں ایک دفعہ بھی دھو لینا کافی ہے۔ نماز با جماعت اڑا دی۔ سال قبلہ اپنے قید خانہ بابر کو بنا دیا۔ دیکھا کہ مغربی تہذیب میں سود کا بہت چلن ہے اور اقتصادیات میں یہ بہت ضروری چیز سمجھی جاتی ہے اس لئے اسے جائز کر دیا وغیرہ وغیرہ۔

بہاء اللہ کا نظریۂ شریعت وحی الٰہی کی ضرورت کو ساقط کرتا ہے

میں کہتا ہوں اگر اسی طرح لوگوں کے رسم و رواج عبادات و خیالات کا تتبع کرنا ہی صراط مستقیم ہے تو خواہ مخواہ کسی آسمانی شریعت کی ضرورت کیا ہے؟ یعنی اگر وہی امر ٹھیک ہوا کرتا ہے جس طرف دنیا کے لوگوں کی گاڑی چل رہی ہو تو خواہ مخواہ اس میں خدا کے دخل دینے کی ضرورت کیا ہے لوگوں کے خیالات کا تتبع کرنا لازم ٹھہرا۔ کیا ہوا ایک بیچارا سادہ بھولا بھالا نائب ہوا لوگوں نے کہدیا کہ حقہ پینا چاہئے اس نے کہدیا کہ ہاں پینا چاہئے۔ لوگوں نے کہا کہ

صلح کر لیجئے تو نواب صاحب نے بھی کہدیا کہ ہاں ہاں ضرور صلح کر لو۔ یہی حال نعوذ باللہ خدا کا ہوا کہ جدھر لوگوں کے خیالات کی رو چل پڑی وہ بھی اسی طرف ہی چل پڑے اور ویسی ہی شریعت لوگوں کو دیدی۔ یہ نظریہ تو وحی کی ضرورت کو بالکل ساقط کر دیتا ہے۔ اگر لوگوں کے خیالات اور رواج صحیح رستہ پر چل رہے ہیں تو خواہ مخواہ خدا کو اس پر تائید کی تحفظ کرنے کی ضرورت کیا ہو یعنی جو بات لوگ خود جانتے ہیں وہی بات خدا سے پوچھنے کی ان کو کوئی ضرورت نہیں۔

خدا کی وحی کی ضرورت کیوں اور کس وقت ہوتی ہے

خدا کے علم یعنی وحی کی ضرورت تو اس صورت میں نظر آتی ہے کہ جب اہل دنیا ایک ضروری امر کو اپنی عقل اور اپنے علم سے سمجھ نہیں سکتے اور اس نا سمجھی کی وجہ سے وہ ایک غلط رستہ پر پڑ کر ہلاکت کی راہ اختیار کرتے ہیں تو شفقت اور ترحم کی وجہ سے جناب الٰہی کا علم ان کی مدد کو آتا ہے اور کسی برگزیدہ انسان پر بذریعہ وحی و الہام اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کو ظاہر کرتا ہے اور غلط رستہ پر جاتی ہوئی دنیا کو اپنے وحی و الہام سے خبردار کرتا ہے اور اس دنیا کو جو ہلاکت کے گڑھے کی طرف اپنی لاعلمی سے دوڑی جا رہی ہوتی ہے۔ انی یؤفکون کی آواز دیکر بتاتا ہے کہ تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو۔ یہ رستہ ہلاکت اور جہنم کا ہے آؤ میں تمہیں سیدھا رستہ بتاؤں جس پر چل کر دین و دنیا کی کامیابی تمہیں نصیب ہو۔ غرضیکہ وہ اہل دنیا کے خیالات اور خواہشات کی بہتی ہوئی رو کے خلاف ایک ایسی راہ بتاتا ہے جو راحت اور عزت کامیابی اور جنت کی ہوتی ہے لیکن چونکہ وہ لوگوں کے عام رجحان اور خواہشات کے خلاف ہوتی ہے اس لئے لوگ اس کی مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ اسی کو قرآن کریم نے کیسے واضح الفاظ میں فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون (البقرہ) جب تمہارے پاس خدا کے رسول آئے اور وہ ایسے احکام لائے جو تمہاری خواہشات کے خلاف تھے تو تم نے تکبر کیا اور بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس آیت میں وحی کی ضرورت کو کس خوبی سے بتلایا ہو کہ جب اہل دنیا کی خواہشات کا رجحان غلط راہوں کی طرف ہو جاتا ہو اور انسانی عقل اور علم ان کو صراط مستقیم کی طرف لانے میں ناکام رہ جاتا ہے تو خدا کا علم یعنی وحی الٰہی اس کی مدد کو آتی ہے اور راستے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہو۔ اسی لئے جو خدا کی وحی اور علم کو لیکر دنیا میں رسول یا مامور آتا ہو وہ لوگوں کی خواہشات خیالات یا رجحانات کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ اس کے ہاتھ میں حق ہوتا ہو اس لئے وہ باطل سے ذرہ بھر بھی نہیں ڈرتا اور بل نقذف بالحق علی الباطل صراط مستقیم کو کھول کر بیان کرتا ہو۔ یہی وجہ ہوتی ہو کہ دنیا اس کی مخالفت پر اٹھ جاتی ہو اسے قتل کرنا چاہتی ہو اس کے پیغام کو مٹا ڈالنا چاہتی ہو لیکن اسے اس کی پروا نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ کہ حق اور باطل کی ایک خطرناک ٹکر ہوتی ہو جس میں بظاہر تو حق کے مٹ جانے کا خوف ہوتا ہے لیکن بالآخر حق کامیاب ہوتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے کہ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق۔ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں پھر وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے اور باطل بھاگ کھڑا ہوتا ہو

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے حالات پر ایک نظر

اب آؤ ضرورت وحی کے اس معیار کو سامنے رکھکر ذرا محمد رسول اللہ صلعم کے حالات پر نظر ڈالیں۔ آپ اس زمانہ میں تشریف لاتے ہیں جب چاروں طرف شرک بت پرستی اور انسان پرستی کا زور ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہ الہامی مذاہب یہود اور نصاریٰ کے جو شرک کو مٹانے آئے تھے خود انسان پرستی کا منبع بن کر رہ گئے ہیں نصاریٰ عیسیٰ میں خدا کا حلول مانکر انسان پرستی کر رہے ہیں یہود نے احبار اور رہبان کو خدا کی جگہ پر لا بٹھایا ہے۔ ایران میں آتش پرستی اور ہندوستان اور روما اور مصر وغیرہ میں بت پرستی اور آفتاب پرستی کا زور ہے اور ظھر الفساد فی البر والبحر (کہ خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا) کا صحیح نقشہ تمام دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ اس وقت خدا کا رحم جوش مارتا ہے اور وادی غیر ذی زرع میں بت پرستی کے مرکز عرب میں سے ایک امی شخص کو کھڑا کرتا اور اسے اپنی وحی سے مشرف کرتا ہو اور تمام دنیا کی مرضی اور خواہش کے برخلاف توحید کا پیغام اس کے ذریعہ اہل دنیا کو سناتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ "اے احمقو اور نادانو! یہ آبائی تقلید اور خواہشات نفس کے تتبع میں تم کدھر بہکے جا رہے ہو۔ ٹھیرو! یہ رستہ غلط ہے آؤ میں تمہیں سیدھا رستہ بتاؤں"۔ پھر وہ انہیں توحید کے سبق پڑھاتا ہے بتوں اور خدائی اوتاروں کے پرستار اس مخالف آواز کو سن کر اس کے دشمن بن جاتے ہیں اور اسے اور اس کے پیغام کو مٹا ڈالنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ حق کا داعی اس باطل سے ٹکر لیکر اس کا سر کچل دیتا ہے اور اس بڑھتے ہوئے طوفان کو مٹا کر رکھ دیتا ہے۔ تب شرک اور بت پرستی سے بھری ہوئی دنیا اپنی غفلت اور جہالت سے بیدار اور خبردار ہوتی ہے اور ایک انقلاب عظیم وارد ہو کر ہر طرف توحید کا غلغلہ بلند ہوتا ہے۔ یہ ہوتی ہے خدا کی وحی اور اس کا سچا پیغامبر جو بڑے بڑے صاحبان علم و فن پر کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتا ہے اور دنیا کو اس کے عام رجحانات و خواہشات کے خلاف صراط مستقیم پر لا کھڑا کرتا ہے۔

بہاء اللہ صاحب کے حالات پر ایک نظر

اب دوسری طرف آؤ ذرا بہاء اللہ صاحب کے حالات اسی معیار پر پرکھیں۔ ان کے زمانہ میں مسیحیت کا زور تھا اور وجود جالی تہذیب اور کلچر اس سے پیدا ہوا تھا اس کا فتویٰ یہ تھا کہ خدا انسان کی شکل میں دنیا میں آیا اور نوع انسان کی نجات کیلئے دنیا میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتا رہا اور مرگیا۔ مسیح کی اس خدائی نے دنیا کو خطرناک ضلالت میں مبتلا کر رکھا تھا اور اس قوم کی دنیوی ترقی نے اہل عالم کی آنکھوں کو چکا چوند کر کے خدا کی حقیقی توحید اور معرفت سے انہیں اندھا کر رکھا تھا۔ اس وقت بہاء اللہ صاحب اٹھتے ہیں اور اسی دجالی تہذیب کی حرف بحرف تائید کر کے اپنا سکہ جمانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسیحی کلیسا کے عقیدہ کے رنگ میں ان کی خدائی بھی مان لی جائے۔ فرق یہ کہ وہاں خدا بیٹا آیا تھا یہاں خدا باپ خود آ گیا۔ گویا انہوں نے اپنے دعوے سے انسانیت کے جامہ میں الوہیت اور کفارہ اور انسان پرستی کی تائید کر دی نتیجہ یہ کہ اس ضلالت میں ایک اور ضلالت ملا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہا۔

مجدد زمان کے حالات پر ایک نظر

اب ایک تیسرے شخص کا حال سنو۔ اور وہ ہیں مرزا غلام احمد۔ وہ اپنے آقا محمد رسول اللہ صلعم کا ایک غلام تھا۔ وہ بھی اسی زمانہ میں آیا جب مسیحیت اپنے پورے زوروں پر تھی۔ مگر وہ حق کا داعی تھا اور خدا کا پیغام اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس لئے دنیا کی بہتی ہوئی رو کے خلاف اس کی آواز اٹھی۔ اور اس نے اہل دنیا کو ان کی خواہشات نفس کے خلاف یہ سنایا کہ اس زمانہ میں اگرچہ چاروں طرف تثلیث اور کفارہ کا مذہب اپنے زوروں پر ہے اور اس کی دنیوی ترقی کی چکا چوند نے بڑے بڑے اہل الرائے لوگوں کی آنکھیں خیرہ کر رکھی ہیں۔ مگر میں خدا کی طرف سے یہ پیغام لایا ہوں کہ اس دجال کے بہکانے میں نہ آؤ اور صراط مستقیم وہی توحید کی راہ ہے جو محمد رسول اللہ صلعم لائے تھے۔ میں اس لئے آیا ہوں تا دنیا سے اس انسان پرستی کو فنا کر دوں اور الوہیت مسیح کے عقیدہ کو مٹا دوں اور مجھے خدا نے مسیح بنایا ہی اسی لئے ہے کہ تا تمام دنیا دیکھ لے کہ مسیح اسرائیلی بھی میری طرح ایک انسان تھا نہ خدا۔ کیا خوب فرماتے ہیں

چوں کافر از ستم بپرستند مسیح را
غیوری خدا ببرستش کردم مسیح

اس کی اس آواز پر عیسیٰ کے پرستار ہجوم کر کے اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو مٹا ڈالنا چاہا اور جس میں ذرا بھی عیسیٰ پرستی کی رگ تھی وہ اس کا دشمن بن گیا۔ لیکن اس ساری مخالفت کے طوفان میں سے وہ کامیاب اور مظفر و منصور ہو کر نکلا اور عیسیٰ پرستی کے زور کو توڑ دیا اور اس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو نہ صرف رد کر دیا۔ بلکہ اس کی لغویت اور ضلالت کو ایسا بے نقاب کیا کہ خود اس کے پرستاروں کے دل اس سے بیزار ہو گئے۔ یہ ہوتی ہے خدا کی وحی جو اہل دنیا کے عام رجحان اور خواہشات کے خلاف بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز کی طرح اٹھتی ہے اور دنیا کو غلط رستہ سے ہٹا کر سیدھے رستہ کی طرف رہبری کرتی ہے۔

بہاء اللہ صاحب نے جو کچھ حق اللہ کے متعلق کارنامہ کر کے دکھلایا۔ وہ تو ملاحظہ فرما چکے۔ اب حق العباد میں جو کچھ بتریا زیادہ بھی پیش کئے دیتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(باقی دارد)

(بقیہ صفحہ ۸)

اور ساری اقوام کی ربوبیت کرنیوالا ہو۔ اس نے تم سب کو ایک نفس واحد سے پیدا کیا۔ الذی خلقکم من نفس واحدۃ اور تم سب کو ایک آسمان کی چھت ملی اور ایک زمین کے فرش پر جگہ دی۔ ھو الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء اور اس نے دن کے وقت تم سب کے سب اس کی بنائی ہوئی ایک لالٹین یعنی سورج سے کام لیتے ہو اور رات کے وقت بھی سارا جہان اس کے دیئے ہوئے ایک چراغ سے کام لیتا ہے ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا اس نے مکان میں سب کی ضروریات کا یکساں انتظام کیا۔ وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم اور آسمان سے بارش کی تاکہ نباتات کے ثمرات کا رزق تمہارے لئے مہیا ہو جائے اور تمہیں ایک مذہب عطا کیا اور وہ توحید باری تعالیٰ کا مذہب اور اس کے پیغمبر محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ کی رسالت پر ایمان ہے جس کی وسعت قلبی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ساری اقوام کے ادیوں کی تعظیم اپنے اصول دین میں رکھ دیتا ہے اور ساری قوموں کی آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے۔

انسانی ترقی کا انتہائی مقام اور ختم نبوت

جس مقام پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کو پہنچانا چاہتے ہیں۔ وہ ترقی کا انتہائی مقام ہے اور وہ ایسا مقام ہے کہ قوت واہمہ بھی اس سے پرے پرواز نہیں کر سکتی۔ اسی لئے ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امین ثم امین یارب العالمین۔

ختم نبوت اور اتحاد النسل انسانی

خاتم النبیینؐ سائنٹفک نقطہ نگاہ سے

(از حضرت مولانا صدر الدین صاحب)

وحدت نسل انسانی کا انحصار توحید پر ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید باری تعالیٰ پر زور دیا ہے اور اسی قدر زور وحدت نسل انسانی پر دیا ہے اور یہ سب سے بڑا کرم ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان پر کیا ہے۔ وحدت نسل انسانی پیدا نہیں ہو سکتی جب تک انسانوں کو اس امر کا یقین نہ ہو جائے کہ اس نظام کائنات کا خالق و مالک ایک ہی ہے اور اسی کے قبضہ تصرف میں اس کائنات کا انتظام ہے اور اسی کی ربوبیت سارے جہان پر اور ساری اقوام پر سایہ افگن ہے اور اس کی رحمت بے بلا تفریق سب اقوام کی ضروریات کے سامان مہیا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ بات لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کیلئے آپ نے ساری جدوجہد کی اور ساری عمر اس ایمان و ایقان پیدا کرنے میں صرف کر دی۔

صفات الٰہی کا جلوہ آنحضرت صلعم کی ذات اقدس میں

جہاں قرآن کریم کے ہر ایک صفحہ بلکہ ہر ایک آیت میں خدا کے اسماء حسنہ اس لئے آتے ہیں کہ انسان کی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اس کو خدا یاد ہو اور اس عملی رنگ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر ہر لمحہ خدا کی یاد نظر آتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر حرکت و سکنت میں اور ہر فعل میں خدا تعالیٰ کی صفات کا مظاہرہ اسی طرح نظر آتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قول میں مشاہدہ ہوتا ہے حضورؐ نے کبھی کوئی کام بغیر خدا تعالیٰ کا نام لینے اور بغیر دعا مانگنے کے نہیں کیا جیسا کہ ان کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور اخلاق محمودہ کے تذکرے ہیں اور اسی طرح کسی انسان سے کوئی سلوک نہیں کیا جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کا جلوہ نمایاں طور پر نظر نہ آتا ہو۔ اپنے رشتہ دار، اپنے دوست، اپنے خدمتگار، اپنی قوم بحیثیت مجموعی سب اس بادہ عرفان سے خوب سیر ہوئے ان میں سے ایک ایک عاشق ذات باری تعالیٰ ہو گیا اور سب طرح سے محب محبوب الٰہی اور خادم مخلوقات بن گیا۔

رب العالمین کے مظہر اتم کی شان رحمۃ للعالمین

یہ حال تو اپنی قوم کا ہے۔ غیروں کا یہ عالم ہے کہ جب کسی قوم نے باوجود نے خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف عمیم دیکھا وہ حضور کے اخلاق کا اسیر ہو گیا۔ عیسائیوں، یہودیوں اور بت پرستوں نے جو رب العلمین کے مظہر اتم کے احسانات مشاہدہ کئے ہیں وہ تاریخ کے صفحات کو مزین کر چکے ہیں۔ اور اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ... للہ ملک السمٰوات والارض کی تلقین کی داعی رنگ میں اپنے لطف و کرم سے یہ ثابت کر دکھایا کہ جس طرح خدا تعالیٰ کا فضل و احسان سب قوموں کیلئے برابر ہے اسی طرح اس کا مظہر اتم بھی رحمۃ للعالمین ہے۔

عرفان الٰہی کا انتہائی مقام آنحضرت صلعم کی ابتدائی منزل پر بڑا مشکل کام ہے اور انسان کے عرفان کا انتہائی نقطہ ہے

آنحضرت صلعم کے سوا یہ عرفان کسی بزرگ بلکہ کسی نبی کو بھی میسر نہیں آیا یہ عرفان تو قیامت کے دن اس وقت میسر آنے والا ہے۔ جب انسان کی آنکھوں پر سے تمام قسم کے تعصبات اور گونا گوں جالوں کے پردے اٹھا دیئے جائیں گے۔ اور تمام لوگ پکار اٹھیں گے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے وآخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین لیکن ہماری سرکار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائی منزل پر ہی یہ عرفان حاصل تھا اور اسی عرفان سے حضورؐ کی نماز کی ابتدا ہوتی تھی اور وہ پہلی آیہ کریمہ یعنی الحمد للہ رب العلمین میں جلوہ گر ہے۔

توحید الٰہی کا راز

کاش کہ ہماری آخری منزل پر ہی ہمیں خدا کی توحید کے ماننے کا راز میسر آ جائے اور وہ یہ ہے کہ ہمیں ہندوؤں سکھوں عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر تمام اقوام سے تعصب کا برتاؤ نہیں کرنا چاہئے جس حد تک ہم اس میں کامیاب ہوں اسی حد تک ہم اس سے فائدہ اٹھانے والے ہوں گے اور جس حد تک ناکامی ہمارے شامل حال رہی اسی حد تک ہم نے خدا تعالیٰ کی توحید سے فائدہ نہیں اٹھایا اس سے بڑھ کر ضرورت ہمیں اس بات کی ہو کہ تمام مسلمانوں کو یا تمام ان لوگوں کو جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے ہیں اپنا بھائی یقین کریں اور النبی کا ذکر کہنے یا ان کے ساتھ کافروں کا سا سلوک کرنے سے اجتناب کریں عملاً ان کے ہر ایک کام میں حصہ لیں تا کہ ہم پہلے خود وحدت نسل انسانی کی بنیاد رکھنے والے ہوں مبارک ہیں وہ جو مشکل کام کر دکھائیں۔ ہر قوم کا تعصب اور تنگ نظری علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ وہ اپنے اندر کتنا ہی معقولیت کا رنگ رکھتی ہو پھر بھی وہ تنگ نظری ہے جس کا ترک کرنا روحانی ترقیات کے لئے اور قومی مفاد کے لئے مفید اور ضروری ہے۔

انسانیت کیلئے غیر محدود ترقیات کا دروازہ

حضور سرور کائنات کی یہ تعلیم انسانیت کیلئے غیر متناہی ترقیات کا دروازہ کھولتی ہے اس سے استبداد اور ظلم کی جڑ کٹتی ہے اسی سے حکومت کی اصل اصلاح ہوتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے برکت اور فیوض کا منبع بن جاتی ہے۔ اس سے تمدن و معاشرت میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔ الغرض اس سے انسانی کمالات کے تمام شعبوں کو انتہا درجہ کی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ یہ روحانیت کے لئے ایسا ہی اصول ہے جیسے کہ نظام شمسی کے قائم رکھنے کے لئے کشش ثقل تمام اجرام کو اپنے مقام پر قائم کر کے کائنات کیلئے لاتعداد برکات کا موجب بنا دیتا ہے۔

غیر متبدل اصولوں کیلئے لامتناہی ترقیات

اس مادی دنیا میں غیر متبدل قوانین کام کرتے ہیں ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اصولوں کا غیر متبدل ہونا ہی ترقیات کی اصلی کلید ہے۔ پانی اور ہوا کے اندر خواص غیر متبدل ہیں اور ان دونوں کے عمل کیلئے قوانین بھی غیر متبدل ہیں۔ انہی اصولوں سے فائدہ اٹھا کر انسان طرح طرح کی ترقیات کرتا ہے پانی کے جہازوں یا ہوا کے رب ان قوانین کا ثمرہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پانی اور ہوا میں رکھے ہیں اسی طرح سے اس کا قانون اجرام فلکی میں کام کرتا ہے جس کا نتیجہ علم نجوم ہے۔ اسی طرح اس کا قانون حیوانات اور نباتات میں کام کرتا ہے جس کا نتیجہ فزیالوجی اور باٹونی ہے۔ نباتات کا ارتقا ناممکن تھا۔ اگر کوئی غیر متبدل اصول اس حصہ کائنات میں کام نہ کرتے۔ سورج اور چاند کی روشنی اور گرمی غیر متبدل ہے۔ خود سورج یا چاند کی ساخت اور ان کے اجزا غیر متبدل ہیں لیکن یہی نباتات اور حیوانات کی غیر متناہی ترقی کا موجب ہیں۔ اسی طرح سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم ہے جس پر عمل کر کے سیاسیات میں تمدن و معاشرت میں اور تعلقات بین الاقوامی میں ترقی ہوتی ہے۔

عالم روحانی کے آفتاب و ماہتاب اور ختم نبوت

جس طرح سے آفتاب اور ماہتاب اس مادی عالم کی تمام ظلمات کو دور کرتے ہیں اور اس کی ترقی کے لئے حرارت اور روشنی مہیا کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم روحانی کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ چنانچہ خود خدا تعالیٰ نے حضورؐ کو سراجاً و قمراً منیراً کر کے یاد فرمایا ہے اس عالم ماہتاب کی ترقیات کیلئے جس طرح آفتاب و ماہتاب کے بعد کسی دوسری روشنی اور حرارت کا تجویز کرنا ناممکن ہے۔ اسی طرح سے اس آفتاب و ماہتاب کے بعد جو عالم روحانی کو منور کرتا ہے کسی دوسرے نبی کا تجویز کرنا غیر ضروری ہے اس لئے حضور سرور کائنات کو خاتم النبیین کہا جاتا ہے۔

غیر متبدل اشیا کے خواص سے غیر محدود ترقیات

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ نے غیر محدود ترقیات کے سامان پیدا کئے ہیں۔ لیکن اس دنیا کی اشیا کے خواص اور اس دنیا کے قوانین غیر متبدل ہیں۔ پانی کے خواص، ہوا کے خواص سونے چاندی کے خواص، گندم اور سیب کے خواص، ریشم اور تلی کے خواص بکیہ نر اور مادہ کے خواص تبدیل نہیں ہوتے۔ ان کو ابتدا عالم میں ایک فطرۃ عطا کی گئی تھی۔ اس فطرۃ میں کوئی ارتقا نہیں ہوا۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ان خواص کے علاوہ کچھ قانون ہیں جن میں ارتقا نہیں ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ان قوانین مستمرہ اور ان خواص مستقرہ نے دنیا میں غیر محدود ترقیات کے سامان کئے ہیں۔ ہر دن اور ہر ساعت بلکہ ہر لمحہ میں ہزار ہا کرشمے ترقی اور ارتقا نظر آتے ہیں۔ ہر صبح نئے مشاہدات مہیا کرتی ہے اور ہر زمانہ اپنی نیرنگیاں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ ان لامتناہی ترقیوں کی طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کل یوم ھو فی شان۔ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے جلوے لاتعداد اس کائنات میں نظر آتے ہیں۔ اس کی مخلوقات کی ترقیات کی کچھ حد و نہایت نظر نہیں آتی۔ فرمایا۔ یخلق ما یشاء لیکن اس کے قوانین اور اس کے عطا کئے ہوئے خواص میں تبدیلی بھی کوئی نظر نہیں آتی۔ گندم ازل سے لیکر ابد تک اپنے خواص کو قائم رکھیگی انسانیت بھی اپنے خواص کو قائم رکھیگی۔ اسی طرح دودھ بھی۔ اور دیگر تمام اشیا کے خواص کے مقرر و غیر متبدل ہونے کے باوجود انسان نے کس قدر ارتقا کیا ہے۔ انسان کے وہم میں بھی نہیں آتا کہ ارتقا کا تقاضا ہے کہ گندم ترقی کرے۔ انگور ترقی کرے یا دودھ میں ارتقا ہو۔ سورج و چاند میں ارتقا ہو۔ انہی اصولوں کے اندر سارا ارتقا کا راز مضمر ہے اور یہی اس کائنات کے ارتقا کو پیدا کرتا ہے۔

غیر متبدل آفتاب روحانی سے غیر محدود سامان ارتقا

پس اس آفتاب و ماہتاب کے ہوتے ہوئے جس نے عالم روحانیات کی تمام ترقیات کے دروازے کھول دیئے ہیں کسی مزید روشنی کی حاجت کا نہ ہونا مسئلہ ارتقا کے خلاف نہیں بلکہ ارتقاء کا سامان ہے حضورؐ خود فرماتے ہیں۔ رب زدنی علما علمی حقایق اکا شبا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی ترقی کی کچھ انتہا نہیں ہے باوجود اس کے اصول دین مستمرہ اور مستقر ہیں اور ہو نے چاہئیں۔ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم یعنی دین کامل کر دیا ہے الغرض کامل خدا کامل اس کا رسولؐ اور کامل اس کا دین ہے۔ پس یا تو لوگ کھنچے ہوئے اس آفتاب کی روشنی اور حرارت سے فائدہ اٹھانے کیلئے اس کی طرف آئیں گے اور یا اس آفتاب عالمتاب کی روشنی سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے اپنی صحت روحانی کو برباد کریں گے۔ اگر ان کی آنکھیں اس آفتاب کی روشنی سے فائدہ نہ اٹھائیں گی تو اپنے نور بصیرت کو ضائع کر دیں گی۔

ختم نبوت پر مشرق و مغرب کی گواہی

لیکن اب تو اس آفتاب کی شعاعوں کی قدر یورپ و امریکہ کے مفکر ہوئے لوگ بھی کرنے لگ گئے ہیں۔ انہی اصولوں کو مان رہے ہیں جنہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرت انسانی کے مطابق جاری و ساری کیا۔ اور کوئی انسان ان اصولوں سے زیادہ خوبصورت اصول پیش نہیں کر سکتا۔ گویا مشرق و مغرب نے گواہی دیدی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں سے بہتر اور کوئی اصول انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے ہیں اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں۔

توحید الٰہی کی تفصیلات

قرآن شریف نے اس بات کی بڑی تفصیلات دی ہیں کہ خدا برتر و قدوس تمام کائنات کا خالق و مالک ہے اور تمام کائنات اور تمام اقوام کی ربوبیت کرنے والا ہے اور تمام کائنات پر اسی ایک خدا کی حکومت ہے۔ چونکہ اس سے وحدت نسل انسانی پیدا ہوتی ہے اس لئے اس توحید کے ذکر کی تفصیلات پر قرآن کریم نے بڑا زور دیا ہے لیکن اس مضمون میں صرف چند آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اللہ خالق کل شئی و ھو علی کل شئی قدیر۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے ہر ایک چیز کا اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ الذی خلق السمٰوات و الارض و ما بینھما فاعبدہ وہ آسمان اور زمین کی ربوبیت کرنے والا ہے اور ہر ایک چیز کا بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ پس اس کی عبادت کیا کرو۔ رب المشرقین و رب المغربین۔ مشرقین و مغربین کا رب ہے رب المشارق و المغارب۔ مشارق و مغارب کی ربوبیت کرنیوالا ہے۔ رب المشرق و المغرب لا الٰہ الا ھو فاتخذہ وکیلا۔ وہ مشرق اور مغرب کی ربوبیت کرنیوالا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اسی کو کارساز بناؤ۔ قل اتحاجوننی فی اللہ وھو ربنا و ربکم۔ پوچھتے ہو کیا تم خدا کے معاملہ میں بحث کرتے ہو۔ وہ ہمارا اور تمہارا رب کا ربوبیت کرنے والا ہے۔ ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ھذا صراط المستقیم یعنی اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اور وہی تمہارا رب ہے اس کی عبادت کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے۔

کائنات پر حکومت الٰہی

اس کے بعد فرمایا کہ جس خدا تعالیٰ نے تمام کائنات کو پیدا کیا اور جس نے ان کی ربوبیت اور رزق کے سامان بہم پہنچائے اسی خدا کی حکومت اس ساری کائنات پر ہے للہ ملک السمٰوات و الارض و اللہ علی کل شئی قدیر اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے وللہ ملک السمٰوات و الارض و ما بینھما یخلق ما یشاء و اللہ علی کل شئی قدیر۔ للہ ملک السمٰوات و الارض و ما فیھن و ھو علی کل شئی قدیر۔ پس عبادت کے لائق وہی خدا ہو سکتا ہے جو خالق ہوا اور ربوبیت کرتا ہو۔ مالک ہو اور ہر ایک ذرہ پر اس کی حکومت ہو اور تصرف تام ہو۔ و الٰھکم الٰہ واحد۔ ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد کہدیجئے گا کہ میں تو تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ مجھ پر تعلیم الٰہی اتری ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔ ان الٰھکم لواحد رب السمٰوات و الارض و ما بینھما و رب المشارق۔ یقیناً تمہارا خدا ایک ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا ربوبیت کرنے والا ہے اور ہر ایک اس چیز کا جو ان دونوں کے درمیان ہے اور ہر اس حصہ زمین کا رب ہے۔ جہاں سورج طلوع کرتا ہے۔ و ما من الٰہ الا اللہ الواحد القھار اور خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اور تمام امور پر غالب ہے

وحدت نسل انسانی

اس ولر یا توحید کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ تمام انسانوں کو یقین ہو جائے کہ تمام کائنات کی حکومت ایک ہی ذات بابرکات کے ہاتھ میں ہے اور تمام اقوام عالم کی ربوبیت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس اعتقاد سے یقیناً ساری قومیں ایک ہو سکتی ہیں قرآن کریم خود اس کے متعلق جو کچھ لکھتا ہے وہ درج کرنے کے قابل ہے۔ فرمایا۔ یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ۔ اے لوگو! اس خدائے قدوس کو سامنے رکھکر زندگی گزارو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور وہ ربکم و رب آبائکم الاولین ہے۔ تمہارا رب ہے اور تمہارے آباؤ اجداد کا رب ہے۔ پھر فرمایا۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اے بنی نوع الناس ہم نے تم سب کو ایک جوڑے سے پیدا کیا ہے۔ پھر تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ لیکن یاد رکھو قومیت خدا کی نگاہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ خدا کے نزدیک تو سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو اس سے ڈر کر زندگی بسر کرتا ہو اور بہترین طریق پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتا ہو پھر رنگوں سے جو امتیاز اور تعصب پیدا ہونے والا تھا۔ اس کو مٹانے کے لئے فرمایا۔ و من آیاتہ خلق السمٰوات و الارض و اختلاف السنتکم و الوانکم ان فی ذالک لآیات للعالمین اور خدا تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی آیات میں سے آسمانوں اور زمین کی خلقت ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ یقیناً اس میں اہل علم کیلئے بڑے نشانات ہیں۔ پھر مشرق و مغرب کے سوال نے جو تعصب پیدا کرنا تھا اس کے متعلق فرمایا۔ وہ رب المشرق و المغرب اہل مشرق اور اہل مغرب دونوں کی ربوبیت کرنے والا ایک ہی ہے غرض یہ ہے کہ وحدت نسل انسانی کے لئے حضرت سرور کائنات نے بڑا زور لگایا ہے۔ جس طرح سے توحید کے سارے پہلوؤں پر بحث کی ہے اسی طرح وحدت نسل انسانی کے سارے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ کیونکہ حضور کی یہ تڑپ تھی کہ تمام بنی نوع انسان کے اندر بھی ہمدردی، محبت، آشتی اور صلح پیدا ہو اور اس طرح سے خدا کی بادشاہت جیسی کہ آسمانوں پر ہے زمین پر بھی اتر آئے۔

روحانیات میں وحدت کی تعلیم

اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا۔ خدا نے ایک ہی مذہب انسان کیلئے تجویز کیا تھا سب پیغمبروں نے توحید کا سبق دیا تھا لیکن قوموں نے اپنے اپنے پیغمبروں کو مانا اور دوسری قوموں کے پیغمبروں کو نہ مانا اس سے اختلاف اور جنگ و جدال پیدا ہوئے۔ اس غلطی کو نکالنے کے لئے ذیل کا اعلان کر دیا۔ قل آمنا باللہ و ما انزل الینا و ما انزل الیٰ ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب و الاسباط و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ و ما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں اور تمام آسمانی کتب کو جو ہماری طرف اتریں یا ابراہیمؑ یا اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ و یعقوبؑ پر اور جو کچھ ان کی اولاد پر اترا سب کو مانتے ہیں اور اس کو مانتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر اترا۔ الغرض ہم تمام انبیاء پر جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا سب کو مانتے ہیں اور خدا کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی توقیر و تعظیم کرتے ہیں کسی قسم کی تمیز و تفرقہ نہیں کرتے۔ پھر فرمایا و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ اصول کے طور پر یاد رکھو کہ ہر ایک قوم کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی آتے ہیں ان سب کا قرآن کریم میں ذکر نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی فہرست بہت طویل ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و رسلا قد قصصنھم علیک و رسلا لم نقصصھم۔ ہم نے جو کچھ رسولوں کا ذکر آپ سے کیا اور جو کچھ رسولوں کا ذکر آپ سے نہیں کیا۔ لیکن اصول یہ ہے کہ مسلمان کو ہر ایک قوم کے ہادی کی صرف عزت ہی نہیں کرنا بلکہ اس پر ایمان لانا ہے اور اس سے بڑھکر اور کوئی اصول نہیں جو بنی نوع انسان کی مختلف شاخوں اور قبائل کو متحد اور مجتمع کر سکے۔ اور کوئی فرق نہ رہنے دے۔

تمام دنیا کو کلمہ سوا کی طرف دعوت

اس ایمان و اعتقاد کو بار بار دہرایا ہے اور اس کی تلقین کی ہے۔ کیونکہ اس کی تلقین نہایت ضروری امر ہے اور یہ بات ہی ضروری نتیجہ پیدا کرنے والی ہے۔ قل تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ۔ اے لوگو! جن کے پاس آسمانی کتابیں ہیں آؤ سب ایک بات پر جمع ہو جائیں اور وہ یہ ہے کہ ہم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی دوسری ہستی کی عبادت نہ کریں اور اپنے علماء دین کی باتوں پر چل کر خدا کے کنبے کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کریں۔

تمام مذاہب کا اجتماع اسلام میں

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تمام مذاہب سے خوبیاں چن کر ساری اقوام کا ایک مذہب بنانے کی تجویز کرو تو ہم نے تمہاری خاطر اس کام کو بھی پہلے ہی کر رکھا ہے قرآن کریم جو سب انبیاء پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے اور سب کتب آسمانی پر ایمان سکھاتا ہے اس قرآن میں تمام پہلے صحیفوں اور کتابوں کی تعلیمات جمع کر دی گئی ہیں فیھا کتب قیمۃ۔ فیھا صحف مطھرۃ۔ اس قرآن کریم میں ساری کتابیں موجود ہیں۔ اس کے اندر سارے صحیفے موجود ہیں پس سب لوگ اس توحید اور اس مذہب اور اس کتاب اور اس رسول پر جمع ہو جاؤ۔

اتحاد نسل انسانی اور اتحاد مذاہب

ہم سب کا خدا ایک ہے جو رب العالمین سارے جہان

(باقی صفحہ ۶ پر)

مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں)

ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے نام کھلی چٹھی

جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری نے مندرجہ ذیل کھلی چٹھی جناب خلیفہ صاحب قادیان کے ناظر دعوۃ و تبلیغ کو لکھی

مکرمی جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ۱۳ اگست کے جلسہ میں جس بات کو بہانہ بنا کر جلسہ کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے تصفیہ کے لئے میں جناب کی خدمت میں ایک احسن اور آسان طریق پیش کرتا ہوں۔

جناب کے مبلغ مولوی اللہ دتا صاحب نے مذکورہ بالا جلسہ میں اس خیال کا اظہار فرمایا تھا کہ وہ شریعت اسلامیہ سے ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں جس سے ثابت ہو کہ حضرت رسول اکرم صلعم یا خلفاء راشدینؓ میں سے کسی کی ذات والا صفات پر اعتراض کیا گیا ہو اور ان کی طرف سے معترض کی تسلی کی بجائے اس کا بائیکاٹ کر دیا گیا ہو اور اسے مختلف قسم کی سختیوں کا نشانہ بنا کر اس پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ جلسہ میں تو وہ ایسی مثال پیش کرنے سے قبل ہی اٹھ کر چلے گئے اور جس رنگ میں وہ گئے اس کو اپنے اور بیگانے خوب جانتے اور سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ امر ایسا ہے جس کے متعلق جماعت کو صحیح علم پہنچانا ہم سب کا فرض ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق نیز باقی تمام اختلافی مسائل مثلاً خلافت۔ پیشگوئی مصلح موعود۔ اہل بیت کے متعلق الہامات وغیرہ اور مبشر اولاد کے حتمی طور پر صالح ہونے کے متعلق اور بائیکاٹ وغیرہ کے متعلق محض احقاق حق کو مد نظر رکھتے ہوئے برادرانہ طور پر تحریراً تبادلہ خیالات کر لیا جائے۔ ہر موضوع کے لئے پرچوں کی تعداد اور وقت مقرر کر لیا جائے۔ جب وہ موضوع ختم ہو جائے تو تمام پرچے "الفضل" میں اکٹھے شائع کر دیئے جائیں۔

چونکہ یہ کام محکمہ دعوت و تبلیغ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جناب اس محکمہ کے ناظر ہیں اس لئے میں نے اس بارے میں جناب کو ہی خطاب کیا ہے۔

میری غرض چونکہ اس تبادلہ خیالات سے محض حق طلبی اور جماعت کو صحیح معلومات بہم پہنچانا ہے۔ اس لئے مجھے زیادہ خوشی ہوگی۔ اگر جناب مولوی اللہ دتا صاحب سے زیادہ علم رکھنے والے سلسلہ کے کسی پرانے اور جید عالم کو ان مضامین پر اپنے خیالات کے اظہار کے لئے مقرر فرمائیں۔ کیونکہ اس طرح میری یہ خواہش بنامیت عمدگی سے پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن کسی وجہ سے اگر جناب مولوی اللہ دتا صاحب کو ہی اس کام کے لئے موزوں سمجھتے ہوں تو خاکسار جناب مولوی اللہ دتا صاحب کی معلومات سے ہی مستفید ہو سکنے کے لئے طیار ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ میری یہ درخواست شرف قبولیت حاصل کرے گی۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح میرے دل میں جماعت تک حق پہنچانے کی تڑپ ہے۔ ویسے ہی جناب کے دل میں بھی ہوگی۔ گذشتہ دو سال کے عرصہ میں ان مضامین پر جن خیالات کا اظہار ہوا ہے وہ یکطرفہ ہیں اور یقیناً یہ یکطرفہ خیالات جماعت کیلئے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں اتنے ممد نہیں ہو سکتے۔ جتنا کہ ہم دونوں کے خیالات کا مجموعہ ہو سکتا ہے۔ والسلام

خاکسار۔ شیخ عبد الرحمٰن مصری

مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۹ء

ٹیلی گراف انسٹرکٹر لاہور

چند روز ہوئے پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر نے اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا تھا کہ انہوں نے انسٹرکٹر کے خلاف بیان کردہ الزام کی تحقیقات کی اور انہیں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے کوئی بیان ایسا نہیں دیا جس سے حضورؐ کی توہین کا پہلو نکلتا ہو اور اس کے ساتھ ہی مسٹر بیلی رام کا یہ بیان بھی شائع کر دیا کہ میں نے مذہب اسلام یا رسول پاک کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا۔ کیا دنیا کا کوئی ضابطہ اخلاق و قانون محض ملزم کے انکار جرم پر فیصلہ کرتا ہے؟ کیا مسلمان ایسے ناعاقبت اندیش ہیں کہ وہ خواہ مخواہ اس قسم کا الزام لگاتے پھرتے ہیں کیا بغیر آگ کے دھواں ہوتا ہے؟ ۲۰ جون کے "زمیندار" میں یہ خبر پڑھ کر کہ ہیڈ ماسٹر ٹیلی گراف سکول نے سرکار دو عالم کی شان میں دریدہ دہنی کی ہے۔ میں نے بحیثیت امیر انجمن خدام الدین کے اور لاہور کی مختلف انجمنوں نے افسران محکمہ کو تار دیئے۔ اس سلسلہ میں پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب لاہور آئے اور مجھ سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے کہا کہ سات آٹھ لڑکے کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور چند طلبا اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔ بہرحال وہ مفصل تحقیقات کریں گے۔ اس کے بعد میری اور صاحب موصوف کی خط و کتابت ہوتی رہی۔ جس کے نتیجہ کا پبلک بڑی بے صبری سے انتظار کرتی رہی۔ میں اس معاملہ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ واقعہ درست ہے۔ مگر افسران اپنا محکمانہ اقتدار قائم رکھنے کے لئے انصاف سے کام نہیں لے رہے۔ چنانچہ مورخہ ۲۲-۸-۳۹ کے "ٹریبیون" میں ایک بیان شائع ہوا چونکہ مسٹر بیلی رام کو بے قصور سے مبرا قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے مسلمان طلبا کو جھوٹا الزام لگانے کی پاداش میں سختی سے باز پرس کی جائے۔ تعجب ہے کہ لڑکوں پر فرد جرم جو لگایا گیا ہے وہ ۲۴-۸-۳۹ کو ملتا ہے۔ مگر ہندو اخبارات اور ہندو نامہ نگار پوسٹ ماسٹر جنرل کا صیغہ راز کا حکم دو دن پہلے اخبارات میں شائع کرا دیتے ہیں اور کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ بہرحال اصلی ملزم کو بیگناہ قرار دینا اور بے گناہ لڑکوں پر فرد جرم لگانے سے پبلک میں سخت ہیجان ہے۔ افسران محکمہ کو چاہئے کہ مجرم کو سزا دیں اور بیگناہ لڑکوں کو بری کر دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تحریک بھی دھنیک تحریک کی صورت اختیار کرے۔ کیونکہ مسلمان کسی حالت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں برداشت کر سکتے۔

۲۰ اگست ۱۹۳۹ء

احمد علی
امیر انجمن خدام الدین لاہور

موزوں نوجوانوں کیلئے پولیس میں بھرتی کا موقع

اسسٹنٹ سب انسپکٹروں کی اسامیاں پُر کی جائینگی

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سنٹرل رینج لاہور کے ایک اعلان سے معلوم ہوا ہے کہ اپریل ۱۹۴۰ء میں نوجوانوں کی کچھ تعداد جو لاہور امرتسر گورداسپور سیالکوٹ گوجرانوالہ شیخوپورہ۔ لائلپور منٹگمری کے باشندے ہوں بطور اسسٹنٹ انسپکٹر پولیس بھرتی کیا جائیگا۔ اعلان کی شرائط میں مذکور ہے کہ صرف ۱۸۔ اور ۲۵ سال تک عمر والے ان نوجوانوں کی درخواستوں پر غور کیا جائیگا جو ایف۔ اے یا اس کے برابر کا کوئی امتحان پاس کئے ہوں یا ایچسن کالج کا ڈپلومہ حاصل کر چکے ہوں۔ جن کا کیریکٹر عمدہ اور جسمانی صحت اچھی ہو اور جو چست اور مستعد ہوں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صاحب موصوف درخواستیں صرف یکم ستمبر اور ۳۰ نومبر ۱۹۳۹ء کے درمیان وصول کریں گے اور اگر کسی نے کسی طریقہ سے بھی سفارش پہنچانے کی کوشش کی تو اس کی درخواست کو مسترد کر دیا جائے گا۔ سابقہ مسترد کردہ اشخاص کو دوبارہ بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ درخواستوں کے ہمراہ صرف سرٹیفکیٹ کی نقول بھیجنی چاہئیں جو واپس نہیں کی جائیں گی۔ امید ہے نوجوان اس موقع سے فائدہ اٹھائیں گے۔

خراس کا پسا ہوا گندم کا بے چھنا آٹا

لاہور میں بہم رسانی کا مستقل انتظام

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب کے مارکٹنگ آفیسر کی زیر نگرانی لاہور میں گندم ۵۹۱ سی سے تیار کردہ اعلیٰ قسم کا آٹا جسے محکمہ زراعت نے آزمانے کے بعد چپاتی بنانے کے لئے موزوں قرار دیا ہے مہیا کرنے کے لئے مستقل انتظام کر لیا گیا ہے۔

یہ آٹا دس سیر، بیس سیر (سوتی تھیلیوں میں) اور ایک من اور دو من (ٹاٹ کی بوریوں میں) بند سربمہر حالت میں میسرز سنت رام برادرز بیرون شیرانوالہ دروازہ سے اور ان کے مقرر کردہ پرچون فروشوں سے مل سکتا ہے۔

لاہور میں درجہ بندی کا ایسا ہی ایک اور مرکز قائم کرنے کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

یاد ہوگا کہ عوام کو "آگ مارک" AG MARK کی قومی مہر والا خراس کا پسا ہوا اعلیٰ قسم کا اور صحت بخش بے چھنا آٹا مہیا کرنے کی غرض سے لاہور میں پچھلے سال تجربہ کے طور پر ایک درجہ بندی کا مرکز قائم کیا گیا تھا۔ یہ تجربہ بہت پسند کیا گیا اور نہایت کامیاب ثابت ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے یہ تجربہ محض اس لئے جاری نہ رہ سکا کہ ۱۹۳۷ء کے زراعتی قانون (درجہ بندی اور مارکٹنگ) کے جدول میں آٹا شامل نہ تھا۔ لیکن اب یہ کمی پوری ہو چکی ہے اور "آگ مارک" کی مہر آٹے کی بوریوں پر بھی ثبت کی جا سکتی ہے۔

معاصرین کے افکار

برما میں مسلم جرائد پر سختیاں

ہندوستان سے برما کی علیحدگی کے بعد ہاں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جس کا مقصد حیات ہندوستانیوں کے اموال و املاک کو لوٹنا اور انہیں ہر طرح سے تنگ کرنا ہے رنگون میں ہندوستانیوں کی بہت بڑی تعداد آباد ہے۔ وہ زیادہ تر تاجر پیشہ ہیں۔ رنگون سے مختلف ہندوستانی زبانوں میں کئی جرائد و رسائل شائع ہو رہے ہیں لیکن اردو کے صرف دو اخبار ہیں۔ روزنامہ "شیر" اور ہفتہ وار "مجاہد برما" یہ دونوں اخبار ایک مدت سے مسلمانان برما کی خدمت کرنے میں مصروف ہیں۔ اس سے پہلے ان دونوں اخبارات سے ضمانت طلب کی گئی تھی۔ لیکن اب حاجی رحیم بخش صاحب منصور رضائی ڈاک سے اطلاع دیتے ہیں کہ ہفتہ وار "مجاہد" کی زر ضمانت میں سے پانسو کی رقم حکومت برما نے ضبط کر لی ہے اور اس کے علاوہ مجاہد پریس سے ڈیڑھ ہزار روپے کی مزید ضمانت طلب کی ہے۔ روزنامہ "شیر" سے ایک ہزار اور "شیر" پریس سے ایک ہزار روپے کی ضمانت بھی طلب کی گئی۔ اسلامی اخباروں کے متعلق حکومت برما کا یہ رویہ قابل مذمت ہے منصور صاحب اپنے مکتوب میں واضح کرتے ہیں کہ ضمانت صرف ایک اصلاحی مضمون پر طلب کی گئی ہے۔ اسلامیہ سکول کے ہال میں ناچ کرایا گیا جس کی مخالفت ان دونوں جرائد نے کی۔ اس پر حکومت برما نے مسلم پریس کو تباہ کرنے کا عزم کر لیا۔ حکومت برما کی یہ حرکت ناقابل فہم ہے۔ اخبارات کو پورا پورا اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اپنے قومی اور اصلاحی مسائل پر آزادی سے رائے زنی کر سکیں۔ ان اخباروں کو صرف اس لئے تختہ مشق بنایا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کی اصلاح کے لئے "رقص و سرود" کے خلاف نکتہ چینی کی لیکن یہی حکومت "سیتمن" و "رڈ ملڈ" کے ان آتشیں مقالات کو برداشت کر رہی ہے۔ جن میں کھلم کھلا لوٹ مار اور دہشت انگیزی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ ہندوستان کے تمام مسلم پریس کو اس اہم ترین مسئلہ کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ (شہباز)

تحریک نسائیت کی رفتار

جرمنی کا مشہور ڈاکٹر ہنری کش (پروفیسر پراگ یونیورسٹی) اپنی کتاب سکسول لائف آف وومین (عورت کی حیات صنفی) میں یہ دکھانے کے بعد کہ عورت کی قدر و منزلت میں اضافہ اس کے جذبات حیا و غیرت، عصمت و عفت کے ارتقا کے ساتھ ساتھ ہوا لکھتا ہے:۔

"مگر یہ خطرہ اب دور نہیں رہا ہے کہ زمانہ جدید کی تحریکات مساوات۔ نیز عورت کی حیات صنفی کی تحقیر کا رجحان عورت کی قدر و احترام معاشری بڑھانے کے بجائے کہیں اسے گھٹا نہ دے" (صفحہ)

گویا جو تحریکیں عورت کو بڑھاوے دے دیکر اس کے دوست بنا بن کر کی جا رہی ہیں۔ اس سے عورت کی عزت بڑھنے کے بجائے اور گھٹ کر رہے گی۔ مصنف محض ڈاکٹر ہے۔ وہ کتاب علمی نقطہ نظر سے لکھ رہا ہے۔ واعظ اخلاق و مبلغ دین نہیں ہے۔ اس کے پیش نظر صرف صحت ابدان کے مسائل ہیں۔ آگے چل کر لکھتا ہے

"موجودہ تعلیم، تربیت اور آزاد ماحول نے نوجوان لڑکیوں کو کم از کم خیالی طور پر عادۃً احتیاط و پارسائی پر قائم کب رہنے دیا ہو اور

"ان نیم دوشیزہ خواتین کی تعداد بلحاظ کیفیت و بلحاظ شمار دونوں طرح روز افزوں ہے اور اس سے صنفی امراض و عوارض میں اضافہ ہونا لازمی ہے" (صفحہ ۵۳)

دو ہی چار صفحوں کے بعد ایک دوسرے محقق جلیل کے حوالے سے لکھتا ہے:۔

"عورتوں میں واقعات خودکشی کا شمار عمر کے ۱۶ اور ۲۱ سال کے درمیان غیر معمولی طور پر زائد ہو" صفحہ ۵۶

گویا عین جوانی ہی کے زمانہ میں بار آنے سے پہلے ہی یہ دست قدرت کے بنائے ہوئے پھل بڑے تذبذب اور ہو کر رہتے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں کہ اس پر "غیر معمولی" کا اطلاق کرنا پڑا ۔۔۔۔ ہمارے ہاں کے تحریک نسائیت کے علمبردار اپنے ہاں کے تجدد پسندوں اور دنیا نویسیوں کو قابل خطاب نہیں سمجھتے تو نہ سہی کبھی کبھی یورپ کے ماہرین فن کی کہی ہوئی تو سن لیا کریں۔

گھر کی طرف

"جرمنی میں عورت کی جو جدید تنظیم ہو رہی ہے اس کے پیش نظر مقاصد پانچ ہیں۔ ان پانچ میں پہلا مقصد ہے امومت یا مادریت پھر خانہ داری کا اعلیٰ انتظام و سلیقہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تو عورت کا سب سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ وہ ماں بنے اور کاروباری مشاغل سے نجات پائے۔ نازی اپنی تحریک کی ابتدا سے کہتے آئے ہیں اور ان کے گروہ کو بے حد مقبولیت اسی سے حاصل ہوئی اور خود وہ عورتیں جوق در جوق شریک ہوئیں جو معاشی زندگی سے عاجز آ چکی تھیں۔ جہاں مردوں کے مقابلہ میں انہیں ملتا بھی کم ہی تھا عورت اور مرد وہ سب شریک ہوئے جن کے دلوں میں اولاد کی آرزو تھی اور وہ مرد کاروبار میں عورت کے مقابلہ و مسابقت کو توڑنا چاہتے تھے۔" (پاینیر ۱۵ ر مارچ ۳۹ء)

عجب لطیفہ ہے کہ عین اس وقت جب ہندوستان میں تجدد کے بلند بانگ نقارہ پر چوب پڑ رہی ہے اور عورت محل رہی ہے کہ گھر سے باہر نکل کر رہے گی کہ یہ آزادی اس کا فطری حق ہے ٹھیک اسی گھڑی فرنگی عورت، مدتوں باہر رہ کر کچہری اور دفتر اور ریل اور فیکٹری اور کالج اور پارک کا خوب تجربہ کر کے اور اپنے حقوق کے حصول و بازیافت کا پورا مزہ اٹھا کر پھر گھر کے اندر آنے اور باورچی خانہ اور زچہ خانہ کے اندر سما جانے پر مصر ہے۔

نئی روشنی کی ایک تجلی

خبر ذرا باسی ہو گئی۔ مگر پرانی ہو جانے پر بھی بامزہ ہے کہ قصبہ ۔ ۔ ۔ (ضلع مراد آباد) میں یوم خواندگی کے موقع پر مقامی زنانہ اسکول کی صدر معلمہ نے لڑکیوں کو ناچنے کا حکم دیا۔ قریب پچاس کے لڑکیوں کے والدین نے اس پر احتجاج کیا اور اس بنا پر لڑکیوں نے ناچ سے انکار کیا۔ اس پر صدر معلمہ نے لڑکیوں کے نام مدرسے سے خارج کر دیئے۔

بہت خوب! تجدد نواز معاصر کو ناچ کے اس حکم پر اپنے وطن میں ترقی آزادی نسواں مبارک ہو لیکن حیف او صد حیف کہ جاہل اور قدامت پرست والدین اور ان کے اشاروں پر چلنے والی بوڑھی خولا والی بچیاں وہاں بھی موجود! ان دقیانوسیوں کمبختوں کو جینے اور مرنے کے لئے کوئی اور سرزمین نہیں ملتی۔ (صدق)

زہر کے گھونٹ

سگرٹ کے نقصانات زبان زد خاص و عام ہیں لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہوں کہ اس میں ایک دو نہیں بلکہ بیس مختلف قسم کے مہلک زہر ہوتے ہیں اور اگر بعض زہر ایک دوسرے کے مصلح اس میں نہ ہوتے۔ تو سگرٹ کا ایک کش انسان کی ہلاکت کیلئے کافی تھا جو زہر سگرٹ میں پائے جاتے ہیں ان میں سے چند کے نام نکوٹین، امونیا، کاربن مانو کسائڈ، فرفرل، مارش گیس، پروسک ایسڈ، کاربولک ایسڈ اور سنکھیا ہیں۔ نکوٹین کی مقدار سگار میں سگرٹ سے دوگنی ہوتی ہے اور اس سے بھی زائد مقدار پائپ میں ہوتی ہے۔ نکوٹین کا صرف ایک قطرہ ایک کتے کی ہلاکت کیلئے کافی ہے اور اگر امونیا سے یہ مدبر ہو جائے کاربن مانو کسائڈ کا اثر آہستہ آہستہ کش لینے سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ اس سے آہستہ آہستہ سگرٹ سلگتا ہے اور رفتہ رفتہ کاربن مانو کسائڈ زیادہ پیدا ہوتا ہے۔

کئی زہر جو سگرٹ میں پائے جاتے ہیں وہ اکثر انگریزی دواؤں میں بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً پروسک ایسڈ درد معدہ اور امتلا کی اکثر دواؤں میں ہوتا ہے اور کاربولک ایسڈ اکثر روزمرہ کی دواؤں میں ہوتا ہے۔ مگر یہ سب مناسب مقدار میں مصلحات کے ساتھ دی جاتی ہیں۔ کثرت سے سگرٹ پینے کے نقصانات بکثرت ہیں۔ مگر چند نقصانات خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ مثلاً نیند اچاٹ ہونا۔ حلق کی خراش اور خشکی، خصوصاً صبح کے وقت خشک کھانسی ہاتھ کا رعشہ۔ ضعف بصر، خصوصاً رنگ کا امتیاز جاتا رہنا۔ گرانی معدہ کھٹی ڈکار، امتلا اور متلی۔ پسلی کے نیچے سخت درد۔ آنتوں کا ضعف

(بقیہ صفحہ ۳)

صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیتے۔ اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسی ہی باتیں کرتے تھے۔

جن لوگوں کے دل میں مرض ہوتا ہے وہ اس قسم کے اعتراضات کیا کرتے ہیں ان کی نظر خوبی اور بھلائی کی طرف نہیں جایا کرتی بلکہ وہ ہمیشہ نقص تلاش کرتے ہیں اور اعتراض کا موقع ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ایک شخص حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں صبح سے شام تک رہا اس نے دین کی بہت سی باتیں اور بڑے بڑے نکات سُنے اور حضرت مولاناؒ کے علم و فضل سے خوب فائدہ اٹھایا لیکن شام کو کہنے لگا کہ دیکھ لیا نورالدین کو بھی انہیں تو دین کا کچھ پتہ نہیں کیونکہ یہ ٹخنے سے نیچے پاجامے کیساتھ نماز پڑھتے ہیں حضرت مولاناؒ نے یہ اعتراض سُن کر فرمایا تو پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی دین کا کچھ علم نہیں تھا کیونکہ وہ بھی ٹخنے سے نیچے تہبند کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے۔

سو قوم کو بنانے کے لئے جہاں جان و مال خرچ کرنیکی ضرورت ہے وہاں اخلاص کی بھی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے پر خواہ مخواہ اعتراض کرنا۔ اپنے لیڈر اور بھائیوں کے عیب کی تلاش کرنا قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس کے اخلاق کو بگاڑ دیتا ہے۔ ان میں نا اتفاقی پیدا کر دیتا ہے۔ قرآن کریم نے اتحاد اور جمعیت پر بڑا زور دیا ہے قوم کی مثال زنجیر کی ہے۔ زنجیر کی کوئی ایک کڑی بھی کمزور ہو جائے تو وہ کمزور ہو جاتی ہے —— ٹوٹ جاتی ہے۔ قرآن کریم جہاں ایثار اور قربانی چاہتا ہے وہاں مودت و اخوت بھی چاہتا ہے اس کے بغیر کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تین چیزیں انسان کے نفس کو موٹا کرنیوالی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ پیدا ہو جائیں تو وہ برباد ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے تین چیزوں کو مہلکات فرمایا:۔ ثلاث مھلکات شح مطاع وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہ و برائہ۔

(۱) لالچ اس قدر بڑھ جائے کہ فراہمی مال کا خیال دن رات انسان پر مسلط رہے اور ساتھ ہی بخل پیدا ہو جائے اور انسان مال کا غلام بن جائے۔

(۲) دوسری چیز نفس پرستی ہے۔ جا ہے بُرے یہ ہو وہ ہو۔ انسان دن رات اپنی خواہشات ہی سامنے رکھے اور انہیں کا بندہ بن جائے۔

(۳) اپنی رائے اور علم کو سب سے زیادہ جاننا اور اسکے مقابلہ میں کسی کو خاطر میں نہ لانا اور خود پسندی کا شکار ہو جانا۔

اپنی قوم کے ذی عزت افراد کی عزت نہ کرنا یہ بھی بدبختی ہے دیکھئے قوم امراء اور غربا دونوں سے مل کر بنتی ہے جہاں امراء کیلئے ضروری ہے کہ قوم کے غربا کا خیال رکھیں انکی خدمت و امداد کریں وہاں غربا کا بھی فرض ہے کہ وہ قوم کے امراء اور ذی عزت صاحب وجاہت افراد کی عزت کریں —— یہ کہنا کہ فلاں امیر اور نواب ہے تو اپنے گھر ہوگا بڑی بدبختی کا کلمہ ہے اس سے قومیں پروان نہیں چڑھتیں اوّل تو ہماری قوم غریب ہے ہمیں امیر کم ہیں لیکن جو ہیں ہمیں انکی عزت کرنی چاہیئے اور ان امراء کو بھی اپنے فرائض کا خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ دونوں باتیں قومی ترقی کیلئے ضروری ہیں جس طرح قوم کے امراء پر بڑی ذمہ داریاں ہیں اسی طرح قوم کے غربا کی بھی بڑی ذمہ داریاں ہیں اپنے امراء کو دیکھکر جلنا اور ان کی عزت نہ کرنا بہت بُری بات ہے۔

مجھے ایک زمانہ میں قریباً ایک سال تک معہ اہل و عیال جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کیساتھ ایک ہی کوٹھی میں رہنے کا اتفاق ہوا اس زمانہ میں انکے حالات مطالعہ کرنیکا خوب موقع ملا مرحوم خوش پوش انسان تھے کالر نکٹائی لگاتے اور کوٹ پتلون پہنتے تھے لیکن اسکے ساتھ ہی نہایت پابند نماز اور عبادت گذار تھے اس ایک سال کے عرصہ میں مجھے سوائے بیماری کے کوئی دن یاد نہیں جبکہ وہ تہجد کے لئے نہ اُٹھے ہوں۔ پھر صبح دکان پر جانے سے قبل اشراق کی نماز پڑھتے تھے۔ یہ انسان جو کہ سات نمازیں باقاعدگی سے پڑھتا ہو اور دین کی فراخدلی سے خدمت کرتا ہو اسکے متعلق جماعت کے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ دیکھو اس نے نکٹائی لگائی ہوئی ہے۔ اسکی گردن میں یہ طوق پڑ گیا۔ کہنے والے شخص کی اپنی حالت یہ تھی کہ ایک تہبند باندھا ہوا تھا اور بدن پر صرف ایک تولیہ اسکے تھی میں نے کہا کہ شیخ صاحب تو نکٹائی لگا کر بھی خدا کے آگے جھکتے ہیں لیکن تیری ننگی گردن بھی اکڑی ہوئی ہو تو خدا کے خوف سے کام لو۔ سو آپس میں یگانگت پیدا کرو۔ ایکدوسرے کی عزت کرو۔ آپس کی لڑائیاں طعن اور جھوٹ کو چھوڑ دو اپنے قلب میں وہ کیفیت پیدا کرو کہ اسی دنیا میں جنت کا سماں ہو۔

اعتراض کرنیوالے حضرت مجدد زمان کو بھی نہیں چھوڑتے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کیا کیا۔ ان کی نظریں بہت ہی محدود ہیں کسی نبی اور مجدد کیلئے ضروری نہیں کہ وہ سلطنت حاصل کر کے دے۔ یہ کمال تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مخصوص ہے کہ انہوں نے دونوں کام کئے۔ انبیاء اور مجددین کا کمال اور کام تو لوگوں کو باخدا بنانا ہے۔ اس وقت بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے ذاتی علم کی بنا پر گواہی دے سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ہزاروں آدمیوں کو باخدا بنا دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے مخالفین اسلام کے خلاف اسلام کی تائید میں ایسی اعلیٰ کتابیں لکھیں جن کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت مرزا صاحب کے اشد ترین دشمن مولوی بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کے سخت خطرناک دشمن ہیں۔ ایک مرتبہ انہیں غالباً آریوں سے مقابلہ پڑ گیا۔ انہوں نے ہماری تبلیغی لٹریچر سیالکوٹ سے کتابیں منگوا کر راتوں رات پڑھیں اور ان کے ذریعہ وہ مخالف کے سامنے کھڑے ہو سکے۔ دوسرے دن شیخ مولا بخش صاحب مرحوم نے مولوی صاحب سے کہا کہ زبان سے آپ کچھ کہیں لیکن دل سے آپ بھی حضرت صاحب کو امام جانتے ہو اور سمجھتے ہو کہ نجات اسی امام وقت کی اقتداء میں ہے۔ مخالفین اسلام سے جنگ کرنے کیلئے اسلحہ اسی کے پاس سے ملیگا ورنہ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں کیوں پڑھتے اور کیوں انکے دلائل سے فائدہ اٹھاتے۔ حضرت مرزا صاحب نے لوگوں کو باخدا بنا دیا اور علم و فضل کے خزانے لٹا دیئے۔ مخالفین اسلام کے دانت توڑ دیئے جبھی تو پادریوں نے خفیہ سرکلر جاری کر دیئے کہ احمدیوں سے بحث نہ کرو کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس میں ہماری ذلت اور شکست ہے۔

ہم اپنے آپ کو اس عظیم الشان امام کے ساتھ منسوب کرتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور تقویٰ پیدا کریں اگر ہم میں اعلیٰ اخلاق تقویٰ اور صلاحیت نہ ہوگی تو دیکھنے والوں کے دلوں میں ہمارے امام اور سلسلہ کی صداقت میں شکوک پیدا ہوں گے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روحانی لذت صرف قرآن شریف ہی سے حاصل ہوتی ہے

جن لوگوں نے خلاف شرع اور خلاف پیغمبر نئی نئی راہیں نکالی ہیں انکو یہی دھوکا لگا ہے کہ وہ نفس اور روح کی لذت میں فرق نہیں کر سکے ورنہ وہ ان خلاف شرع بیہودگیوں میں روح کی لذت اور اطمینان پانے کی کوشش نہ کرتے۔ ان لوگوں کو نفس مطمئنہ ہرگز نہیں مل سکتا جو قرآن شریف کو چھوڑ کر بُلھے شاہ کی کافیوں میں روحانی لذت کے جویاں ہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ روحانی لذت صرف قرآن شریف سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ اپنی شامت اعمال کو نہیں سوچتے اور جملہ نیک اعمال جو حضرت نبی کریمؐ سے ان کو ملے تھے ترک کر دیا اور انکی بجائے خود تراشیدہ ورد وظائف داخل کر لئے اور چند کافیوں کو حفظ کر لینا کافی سمجھ لیا۔ بُلھے شاہ کی کافیوں پر وجد میں آجاتے ہیں لیکن جہاں قرآن شریف پڑھا جا رہا ہو یا اس کا وعظ ہو رہا ہو وہاں یہ لوگ بہت کم جاتے ہیں اور ایسی مجالس میں جہاں کافیاں پڑھی جاتی ہوں وہاں بڑی کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں نیکیوں کی طرف سے ایسی بے رغبتی اور بے اعتنائی لیکن نفسانی اور شہوانی امور کی طرف ایسی توجہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ ان لوگوں نے لذت روح اور لذت نفس میں کوئی فرق نہیں سمجھا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ مجالس رقص و سرود میں دیدہ دانستہ سر ہلانا شروع کر دیتے ہیں اور جہلا کے سامنے بڑے فخر سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ فلاں میاں صاحب یا پیر صاحب کی مجلس میں بیٹھتے ہی وجد طاری ہو جاتا ہے۔ ان مسلمان پیروں اور گدی نشینوں میں اس قسم کی بدعتیں اور اختراعی مسائل پیدا ہو گئے ہیں جنکا اسلام اور اسوۂ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ میں کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔ (۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح کا ایک سلسلہ مضامین بشکل مکتوبات پیش نظر اشاعت سے شروع ہو رہا ہے۔ احباب ان قیمتی سلسلہ مضامین کو بغور مطالعہ کریں۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ حضرت موصوف کا درس قرآن و حدیث باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔

— ملک خدا بخش صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار امرتسر کے والد محترم جناب حاجی محمد حسن صاحب ساکن لدھیانہ جو حضرت مسیح موعود کے ۳۱۳ رفقا میں سے ہیں۔ بیمار ہیں۔ تمام احباب انکی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

— جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب سیکرٹری انجمن کی صاحبزادی بیمار ہیں۔ ان کی اپنی طبیعت بھی علیل ہے۔

— منشی عبد اللطیف صاحب کارکن انجمن کئی ہفتے سے علیل ہیں۔

— جناب ایم موسیٰ خانصاحب بلیڈر کشمیر بدستور ریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

— قاضی عبد الرحمن صاحب احمدی پنشنر ریڈر ساکن جتوئی ضلع مظفر گڑھ بعض مشکلات میں گرفتار ہیں۔

ان سب کے لئے دعا کی جائے

— خاکسار مدیر یکم ستمبر سے دس روز کی رخصت پر لاہور سے باہر رہے ۲ ستمبر اور ۸ ستمبر کے پرچے اسکی عدم موجودگی میں شائع ہونگے (انشاء اللہ)

منشور امیر

ہم کون ہیں؟

{از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ}

برادران محترم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم کون ہیں؟ اس کا ایک جواب تو وہ ہے جو دوسرے لوگ دیں گے اور یہ موٹے طور پر **چار گروہ** ہیں **عام مسلمان** ہمیں کافر قرار دیتے ہیں اور ایسے پکے کافر کہ جب تک ہمارے کفر کا اقرار نہ کیا جائے کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ **کافر** ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں اور ایسے متعصب مسلمان جو اسلام کی حمایت میں دوسرے مذاہب پر سختی بھی کر جاتے ہیں اور جو مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت ہے جن کی غرض سوائے اشاعت اسلام کے اور کچھ نہیں **تعلیمیافتہ مسلمان** ہمیں عقائد کے رُو سے غلطی پر سمجھتے ہیں اور کام کے لحاظ سے اسلام کی بہترین کارکن جماعت سمجھتے ہیں۔ **ہمارے قادیانی بھائی** ہمیں اس وجہ سے تو فاسق قرار دیتے ہیں کہ ہم نے اُس شخص کو خلیفہ نہیں مانا جس نے تمام رُوئے زمین کے کلمہ گوؤں کو کافر قرار دے کر کلمہ کو عملاً منسوخ قرار دیا اور اس وجہ سے مرتد قرار دیتے ہیں کہ ہم بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو نبی نہیں مانتے۔

گروہ اوّل یعنی عام مسلمانوں سے خطاب

گروہ اوّل کو تو میں کہتا ہوں کہ اگر ایک کافر **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے اقرار سے مسلمان ہو سکتا ہے اور آپ لوگ بھی قادیانی جماعت کی طرح کلمہ کے عملاً منسوخ ہونے کے قائل نہیں تو ہم دن رات اس کلمہ کا اقرار کرتے اور اس پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور اگر صحیح حدیث کی رُو سے جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے مسلمانوں کی نماز پڑھے اس کے مسلمان ہونے کا عہد اللہ اور رسول نے دیا ہے۔ تو ہماری مسجدیں قبلہ رُخ بھی ہیں اور ہماری نماز بھی مسلمانوں کی نماز ہے۔ یہ مشاہدہ کی بات ہے جو چاہے دیکھ لے۔ اور اگر آنحضرت صلعم پر نبوت کو ختم ماننا مسلمان کے لئے ضروری ہے تو ہم آپ کے بعد نہ قادیانیوں کی طرح نئے نبی کے آنے کے قائل ہیں اور نہ آپ کی طرح پُرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں اور صحیح معنے میں نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم یقین کرتے ہیں۔

دوسرے گروہ یعنی غیر مسلموں سے خطاب

دوسرے گروہ کو میں کہتا ہوں کہ بلا شبہ ہماری ایک ہی غرض ہے تبلیغ اسلام لیکن یہ صحیح نہیں کہ ہم دوسرے مذاہب پر سختی کرتے ہیں اس لئے کہ قرآن کریم کی اس تعلیم کو کہ ہر قوم کے اندر نبی آئے اور اسی لئے دنیا کے تمام مذاہب اپنی اصلیت میں منجانب اللہ ہیں ہم نے ہی زندہ کیا اور جس صورت میں ہم ہر قوم کے بزرگ کے متعلق یہ حسن ظن رکھتے ہیں کہ وہ اس قوم میں خدا کا فرستادہ مصلح تھا تو ہم سب بزرگان دین کی عزت بھی کرتے ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں نے اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق دریدہ دہنی سے کام لیا انہیں بعض الزامی جواب دینے میں ہم نے سختی بھی کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وہ بھی اب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عزت سے نام لینے لگے ہیں

تیسرے گروہ یعنی تعلیمیافتہ مسلمانوں سے خطاب

تیسرے گروہ کو میں کہتا ہوں کہ وہ سوچیں کیا یہ ممکن ہے کہ جس جماعت کا قدم دین کی خدمت، اس کی حفاظت اور تبلیغ میں سب سے آگے ہو اور اس غرض کے لئے وہ اعلیٰ درجہ کی قربانیاں کرے وہ عقائد میں گمراہ ہو یا صحیح عقائد سے عداوت رکھتی ہو؟ یا کیا یہ ممکن ہے کہ وہ لوگ جو عقائد کے لحاظ سے صحیح رستے پر ہوں اور دین سے صحیح معنے میں محبت رکھتے ہوں وہ اس دین کی حفاظت اور تبلیغ کے معاملہ میں مُردوں کی طرح بے حس و حرکت ہوں؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ صحیح عقائد سے غلط اعمال پیدا ہوں اور غلط عقائد سے اعلیٰ درجہ کے اعمال؟ یا یہ ہو سکتا ہے کہ اچھے بیج سے خراب درخت پیدا ہو اور خراب بیج سے اچھا درخت؟ کیا کبھی آم کے درخت پر تھوہر کا پھل دیکھا ہے یا تھوہر کے درخت پر آم دیکھے ہیں؟ پھر آپ کیوں اس گمان باطل میں ہیں کہ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم کافروں کو اسلام کی دعوت دیں تعلیم اسلام پر اور رسول خدا پر جو حملے ہوں ان کا جواب دیں قرآن کریم کے ترجمے کر کے ان لوگوں تک پہنچائیں جن کو آج تک صحیح رنگ میں اسلام کی تعلیم نہیں پہنچی۔ ان ملکوں میں مسجدیں بنوائیں جہاں آج تک اللہ اکبر کی آواز بلند نہیں ہوئی۔ ان لوگوں کو اسلام میں داخل کریں جو اسلام کے بدترین دشمن سمجھے جاتے ہیں اور عقائد کے لحاظ سے ہم باطل پر ہوں؟ یا کیوں اس گمان باطل میں ہیں کہ باوجود صحیح عقائد پر ہونے کے آپ کو خدمت دین کی توفیق نہیں ملتی؟ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے رسُول اللہ صلعم کی عزت قائم کرنے کے لئے قربانی کرنے کی توفیق نہیں ملتی؟

اصولی طور پر عقائد میں کوئی اختلاف نہیں

غور کیجئے کہ عقائد تو وہ درست ہوں گے جو قرآن و حدیث کے مطابق ہوں۔ ہم میں اور آپ میں عقائد کا کیا فرق ہے؟ خدا کی توحید کے آپ بھی قائل ہیں ہم بھی۔ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کے آپ بھی قائل ہیں ہم بھی۔ آنحضرت صلعم کی نبوت کے آپ بھی قائل ہیں ہم بھی۔ اصولی طور پر تو یہی باتیں ہیں اور یہی عقائد اسلامی کی بنیاد ہیں۔

ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیوں مانتے ہیں؟

ہاں ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس صدی کا مجدد مانتے ہیں آپ نہیں مانتے۔ تیرہ صدیوں کے مجدد آپ بھی مانتے ہیں ہم بھی۔ مگر چودھویں صدی میں آپ کسی مجدد کو نہیں مانتے ہم اس میں بھی مجدد کا آنا مانتے ہیں۔ اب آپ خود غور کر لیں کہ اگر تیرہ صدیوں کے مجددین کا ماننا صحیح عقیدہ ہے تو چودھویں صدی کے مجدد کا ماننا بھی صحیح عقیدہ ہونا چاہیئے اور اگر پہلے مجددین کا انکار گمراہی ہو تو چودھویں صدی کے مجدد دین کا انکار بھی گمراہی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کو ماننے کے نتائج

اور گمراہی کس چیز کا نام ہے؟ صحیح رستہ گم کر دینے کا وہ رستہ گم کر دینے کا جس پر چل کر انسان کا ایمان ترقی کرے۔ اس کے دل میں خدا اور رسول کی محبت پیدا ہو اور ترقی کرے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کو چودھویں صدی کا مجدد مان کر ہمارے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت نے ترقی کی ہے جس کی بیّن شہادت وہ قربانیاں ہیں جو ہماری جماعت خدا اور رسُول کے دین کے لئے، اس کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اس کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے کر رہی ہے تو یقیناً ہم صحیح رستے پر ہیں۔ قربانی کسی چیز کے لئے وہی انسان کر سکتا ہے جس کی اس کے دل میں سخت ترین محبت ہو اور خدا اور رسُول کی محبت ہی حسب فرمودہ نبوی اصل ایمان ہے۔

لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین، پس ہماری جماعت کی اللہ اور اس کے رسول کے لئے قربانیاں اس کے دین کی تبلیغ کا جوش صاف بتاتے ہیں کہ اس جماعت کے دلوں میں مجدد کو مان کر مجدد کا ساتھ دیکر خدا اور اس کے رسُول کی محبت نے ترقی کی ہے اور خدا اور رسُول کی اس محبت کا پیدا ہو جانا ان کے زندہ ایمان کی دلیل ہے

ہمارے مخالفین کی حالت

اور اگر ان لوگوں کے دلوں میں جو ہم پر گمراہی کا فتوے دیتے ہیں خدا اور اس کے رسول کے لئے یہ قربانی کا جذبہ موجود نہیں تو یقیناً ان کے دلوں میں خدا اور اس کے رسُول کی محبت کی کمی ہے اور اگر خدا اور رسول کی محبت کی کمی ہے تو یقیناً ایمان کی بھی کمی ہے اور اس کا علاج مجدد کے دامن سے وابستہ ہونے کے سوائے اور کچھ نہیں۔

آپ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں

آپ میں سے بہت لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کام میں تعاون کیلئے تیار ہیں جو تم کر رہے ہو۔ بشرطیکہ تم مرزا صاحب کو چھوڑ دو۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کو چھوڑ کر ہم بھی آپ کی طرح نکمے ہو جائیں گے۔ ہاں آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ مرزا صاحب کے دامن سے وابستہ ہو کر آپ میں بھی اسلام کی وہی اور درد اور وہی تڑپ پیدا ہو جائے گی۔ جو ہماری جماعت میں ہے۔ پس سوچ لیں کہ اسلام کیلئے ان میں سے کونسی حرکت مفید ہے۔

شریعت کا ظاہری فتویٰ بھی ہمارے حق میں ہے

اگر شریعت کا ظاہر فتویٰ دیکھا جائے تو وہ بھی ہمارے حق میں ہے۔ مجدد کا آنا صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اس حدیث کو بڑے بڑے اولیاء اللہ نے اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کیا ہے۔ اگر وہ حدیث جھوٹی ہے جیسا کہ بعض بیباک کہہ دیتے ہیں تو پھر ایسے بزرگوں کو بھی جنہوں نے اپنے منجانب اللہ ہونے کی دلیل میں اسے پیش کیا ہے۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانی نعوذ باللہ جھوٹا کہنا پڑے گا۔ اب اگر چودھویں صدی کا اور کوئی مجدد آپ نہیں بتا سکتے اور جس نے علی الاعلان دعویٰ کیا ہے اسے آپ گمراہ کہتے ہیں تو پھر خود سوچ لیں کہ گمراہ کون ہے؟

مسئلہ نزول مسیح

دوسرا نزول مسیح کا مسئلہ ہے جس پر ہم میں اور آپ میں اختلاف ہے۔ آج کون عقلمند ہے جو اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ حضرت عیسےٰ وفات پا گئے۔ پھر نزول ابن مریم کی جو مسلمانوں کے عقائد میں داخل ہے۔ سوائے اس کے اور کیا توجیہ ہوگی جو حضرت مرزا صاحب نے کی ہے۔ یعنی اس امت کا ایک مجدد مسیح کی صفات کو لے کر اس امت میں ظاہر ہو اور اس بات کو ہم مانتے ہیں دوسری طرف ایک کثیر حصہ علماء کا جیسے مولانا ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی وغیرہ اور مصر کے بڑے بڑے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ مگر وہ قدم آگے اٹھا کر یہ نہیں بتلاتے کہ اب نزول ابن مریم کس طرح ہوگا کیا اس کی کوئی توجیہ سوائے اس کے ہو سکتی ہے جو اس صدی کے مجدد نے کی ہے؟ ان کی خاموشی کی وجہ سے مسلمان گمراہ ہو رہے ہیں۔ کاش وہ جرأت سے کام لیکر کلمہ حق کہدیتے۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

احباب و خواتین جماعت سے ضروری اپیل

۱۸ اگست کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم اور بیش قیمت مضمون درج کیا جا چکا ہے اور یہ مضمون ٹریکٹ کی شکل میں علیحدہ چھپوا کر احباب اور جماعتوں کی خدمت میں بھی بھیجا گیا ہے۔ اس میں زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت اور زکوٰۃ کے مسائل کا مفصل ذکر ہے۔ یہ چیز اس قابل ہے کہ احباب خود اسے بغور پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی پڑھائیں اس پر عمل کی ترغیب دیں ——— اور بتائیں کہ اسلام نے مسلمانوں کے لئے ایک چشمہ حیات مہیا کیا تھا لیکن اس زمانہ میں وہ اپنی بدقسمتی، غفلت اور شامت اعمال کی وجہ سے اس سے محروم ہو رہے ہیں۔ حالانکہ وہ بڑی آسانی اور بغیر کسی قسم کی دقت کے آج بھی از سر نو اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی تمام دینی تعلیمی اور سیاسی تحریکیں قلت سرمایہ کی وجہ سے نیم مردہ ہو رہی ہیں۔ ان کی مذہبی اور تبلیغی انجمنیں فاقہ مستی کی حالت میں ہیں اُن کے مدارس اسکول اور کالج مفلسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں مسلم لیگ جیسی سیاسی جماعتوں کو بھی یہی رونا ہے۔ اگر مسلمان احکام زکوٰۃ پر عمل کریں تو اُن کے قومی اداروں اور تحریکوں کو قطعاً کمی سرمایہ کی شکایت نہ رہے اور قوم کو زندگی و خوشحالی کا ایک ایسا سرچشمہ مل جائے جس سے ہر ایک مسلمان یتیم، بیوہ، مصیبت زدہ اور ہر جائز ضرورت مند سیراب ہو سکے۔

افسوس مسلمان احکام زکوٰۃ پر پوری طرح عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات ملی کا ایک زبردست سامان دیا ہے۔ جس سے وہ فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ صاحب نصاب مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد سرے سے زکوٰۃ دیتی ہی نہیں اور انہیں سے جو لوگ دیتے ہیں وہ بالعموم ادھر ادھر بانٹ دیتے ہیں۔ بھک منگے۔ فرضی یتیم خانوں اور دینی مدارس کے فرضی سفیر و مہمل پیشہ ور واعظ ان سے اینٹھ کر لے جاتے ہیں۔ جیسا کہ قارئین کرام نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مضمون میں ملاحظہ فرمایا ہوگا زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے ایک نظام کے ماتحت خرچ ہونا اشد ضروری ہے۔ انفرادی طور پر زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ کا تیسرا حصہ خرچ کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ ساری کی ساری زکوٰۃ انفرادی طور پر خرچ کر لیتے ہیں وہ احکام خداوندی کی صحیح طریق پر تعمیل نہیں کرتے۔

ہمارے مسلمان بھائی آجکل جس انتشار و بے تنظیمی کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے اگر وہ انفرادی طور پر زکوٰۃ خرچ کریں تو ان کا یہ عذر ایک حد تک اپنے اندر وزن رکھتا ہے کہ ہمارا کوئی نظام اور کوئی بیت المال نہیں لیکن وابستگان سلسلہ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے دیگر بے پایاں افضال کے ساتھ یہ بھی ایک بہت بڑا فضل ہے کہ ہمارا باقاعدہ نظام و بیت المال موجود ہے۔ لہٰذا احمدیوں کے پاس انفرادی طور پر زکوٰۃ صرف کرنے کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔ بیشک ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے لیکن اس میں صاحب استطاعت افراد جن کہ لکھ پتی بھی موجود ہیں اور وہ زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں۔ ہم سب کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ تمام افراد جماعت کی ساری زکوٰۃ قومی بیت المال میں جمع ہو کر مناسب طریق پر ایک نظام کے ماتحت خرچ ہو۔ اگر مقامی ضروریات بہت اہم ہوں تو زکوٰۃ کا زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ انفرادی طور پر صرف کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ ہم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں مشورہ دیں گے کہ مقامی ضروریات کے لئے بھی مرکز میں لکھ کر حسب منشا امداد لے لی جائے اور حتی الامکان اپنے طور پر زکوٰۃ کا کوئی حصہ خرچ نہ کیا جائے۔ اس طرح خدا کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور قوم کی عزت بھی بڑھے گی۔

ہمارے ملک میں رجب کا مہینہ ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مقرر ہو گیا ہے اس مہینہ میں لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے بالعموم زکوٰۃ نکالتے ہیں لہٰذا ہمیں حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے جملہ ارشادات کا پورے اہتمام کے ساتھ خیال رکھنا چاہیئے ساری یا کم از کم دو تہائی زکوٰۃ مرکز میں ارسال کرنی چاہیئے اس کے علاوہ ہمارے دوستوں کو دوسرے صحیح الخیال مسلمانوں سے جو کہ زکوٰۃ نکالتے ہیں پہنچ کر اُن سے اشاعت اسلام کے لئے زکوٰۃ کا کچھ حصہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اس میں کچھ شک نہیں کہ آجکل ہماری مخالفت بہت زیادہ ہے لیکن ایسے صاحب احساس مسلمان بالکل مفقود نہیں ہو گئے جن کو یہ ساری باتیں سمجھائی جائیں تو وہ اپنی زکوٰۃ کا کچھ حصہ [illegible] دین کی حفاظت و اشاعت کے لئے نہ دیدیں۔ لہٰذا [illegible] اور تمام احباب کو اس بارہ میں غیر معمولی سعی کرنی چاہیئے اس قسم کے دوڑ دھوپ کے کام نوجوان بطریق احسن انجام دے سکتے ہیں۔ کم از کم متوسط طبقہ کے مسلمانوں سے فراہمی زکوٰۃ کا کام بزرگان جماعت کی زیر قیادت نوجوانوں کو اپنے ذمہ لے لینا چاہیئے۔ وہ ہدایات کے مطابق لوگوں کے پاس جائیں ان تک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ بالا ٹریکٹ پہنچائیں اپنی انجمن کی خدمات دینی سے کما حقہ آگاہ کر کے اُن کی غلط فہمیاں دور کریں ——— اس طرح انشاء اللہ ہم اپنے مقصد میں بہت بڑی حد تک کامیابی ہوگی اور اس طریق کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ بہت سے لوگوں تک پیغام حق پہنچ جائے گا۔ اس بارہ میں ہم مرکزی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کو پر زور توجہ دلاتے ہیں۔

گذشتہ اشاعتوں میں ہم خواتین سلسلہ کو زکوٰۃ کے متعلق خصوصیت کے ساتھ مخاطب کر چکے ہیں۔ ان کی ذمہ واریاں زکوٰۃ کے متعلق بہت اہم ہیں۔ کیونکہ اُن کے پاس زیور ہوتا ہے اگر وہ نصاب کے لائق ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے لہٰذا خواتین کو اپنے زیور کی زکوٰۃ نہایت باقاعدگی سے مرکز میں بھجوانی چاہیئے۔ بلکہ غیر از جماعت خواتین سے بھی زکوٰۃ [illegible] کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

شیعوں اور سنیوں میں مصالحت کے امکانات

لکھنؤ کے شیعوں اور سنیوں کی افسوسناک خانہ جنگی بہت [illegible] اور تکلیف دہ صورت اختیار کر چکی تھی اس کے منحوس اثرات تمام اسلامی ہندوستان میں پھیل رہے تھے اور اس مناقشت نے مسلمانان ہند کو دنیا میں خوب اچھی طرح رسوا کیا مصالحت کی کوششیں ہوئیں لیکن کوئی صورت نہ ہو سکی۔ الحمد للہ اب صلح کی کچھ صورت پیدا ہوئی ہے مولانا ابوالکلام آزاد چند روز ہوئے اس قضیہ کو نپٹانے کیلئے دوبارہ لکھنؤ تشریف لائے ان کی کوششوں سے ۱۵۲ دن یعنی قریباً پانچ ماہ جاری رکھنے کے بعد سنی حضرات نے تبرا ایجی ٹیشن بند کر دی ہے۔ اب ذمہ دار شیعہ سنی حضرات کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی جس میں مستقل مصالحت کی تجاویز پر غور کیا جائیگا۔ خدا کرے یہ کانفرنس کامیاب ہو۔ اس جھگڑے کے سلسلہ میں کی کانگریسی وزارت کا ذکر جس طریق پر آ نا لازمی ہے اس سے امید ہے کہ مولانا ابوالکلام نا واقف نہ ہوں گے۔ ضرورت ہے کہ مولانا اس کو پیش نظر رکھیں ہمیں امید ہے وہ مصالحت کی کوشش ایک کانگریسی لیڈر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان عالم کی شان سے کریں گے۔ کامیابی کا انحصار اسی صورت میں ہے۔

شذرات

روحانی مصلحین اور دنیوی لیڈر

گاندھی جی کو خاص حلقوں میں بہت بڑا مرتبہ دیا جاتا ہے اور ان سے بڑی بڑی توقعات وابستہ کی جاتی ہیں۔ گذشتہ دنوں کسی شخص نے ان کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ آپ امتناع شراب کی تحریک کی تو اس قدر حمایت فرماتے ہیں۔ لیکن سٹہ جوا۔ گھوڑ دوڑ کی شرطیں اور سینما وغیرہ کی طرف آپ کی مطلق توجہ نہیں حالانکہ یہ بھی بہت بڑے نقصان رساں عیوب ہیں اور ان سے قسم قسم کے اخلاقی مفاسد پیدا ہوتے ہیں، اس درخواست کے جواب میں گاندھی جی نے اپنے اخبار "ہریجن" میں ایک مضمون لکھا جس میں مذکورہ بالا برائیوں کی مخالفت وانسداد سے اپنی معذوری ظاہر کی ——— اس معذوری کی وجوہ جو انہوں نے لکھی ہیں وہ قابل توجہ ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) امتناع شراب کے متعلق تو لوگوں میں جذبہ موجود ہے لیکن دوسری خرابیاں تو فیشن میں داخل ہو چکی ہیں اگر میں ان کے خلاف جدوجہد کروں تو لوگ میرا بائیکاٹ کر دیں گے۔

۲۔ یہ اقدام کرنے سے لوگ مجھے مجنون قرار دیں گے اور میری مہاتمائی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ نقصان میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔

۳۔ اگر میں سٹے اور جوئے کے خلاف جہاد کروں تو بہت سے ایسے لوگ میرے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ اور میں ان کی امداد سے محروم ہو جاؤں گا جو مجھے قومی کاموں کے لئے روپیہ دیتے ہیں۔

گاندھی جی کے اس جواب پر بہت سے لوگ حیرت واستعجاب کا اظہار کر رہے ہیں گاندھی جی سے ان کو جو عقیدت اور توقعات تھیں غالباً اس جواب سے انہیں بہت صدمہ پہنچا ہو گا۔ لیکن ہمیں مطلق حیرت نہیں، گاندھی جی ایک دنیوی اور سیاسی لیڈر ہیں۔ ہر ممکن طریق پر ہند وقوم کا غلبہ وترقی ان کے پیش نظر ہے۔ اس مقصد کی خاطر وہ کئی مرتبہ جادۂ انصاف سے منحرف بھی ہو چکے ہیں۔ ان کی اخلاقی جرأت کی کیفیت اور حوصلہ کی حد وہیں تک ہے جہاں تک ایک عام سیاسی لیڈر کی ہو سکتی ہے یہ روحانی مصلحین ہی کا دل گردہ، حوصلہ اور قوت ایمانی ہوتی ہے کہ وہ محض اصول صداقت کی خاطر دنیوی ذرائع اور ساز وسامان اور لوگوں کے فیشن، رسم ورواج اور رجحانات سے بالکل بے پروا ہو کر صدائے حق واصلاح بلند کرتے ہیں خواہ انہیں دیوانہ کہا جائے۔ خواہ ان کا بائیکاٹ کر دیا جائے یا ساری دنیا آمادہ مخالفت ہو جائے اپنے مقصد سے وہ ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہٹتے ——— حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی آپ کے سامنے ہے اس زمانہ میں جن لوگوں نے حضور کے خادم حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ ان کے حوصلے طریق عمل اور تعلق باللہ سے بخوبی واقف ہیں ——— روحانی مصلحین کا بھروسہ خدا پر ہوتا ہے وہ دنیوی طاقتوں کی پروا نہیں کیا کرتے وہ حق وصداقت کے داعی ہوتے ہیں اور ہر حالت میں اپنا فرض ادا کرتے ہیں ——— یہی وہ سب سے بڑی چیز ہے جو روحانی مصلحین کو دنیوی لیڈروں سے ارفع وممتاز کرتی ہے۔

ہندوؤں نے تو گاندھی جی کو مہاتما بلکہ اوتار تک بنا ڈالا ہے لیکن بعض کانگرس زدہ خام خیال مسلمان بھی ان کو نبیوں کی صف میں کھڑا کرنے کی مضحکہ خیز کوشش کرتے رہے ہیں کیا وہ ان حقائق پر غور فرمائیں گے؟

یورپ کے حالات کا اثر ہندوستان پر

جیسا کہ ہم گذشتہ اشاعت میں بھی عرض کر چکے ہیں کہ یورپ کے امن کی حالت بہت مخدوش ہو گئی ہے۔ جنگ کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ حالات کی رفتار اس قدر غیر متوقع اور بے اعتبار ہے کہ قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آیندہ چند گھنٹوں میں کیا ہونیوالا ہے۔ یورپ کی مخدوش حالت کا اثر ہندوستان میں بھی واضح طور پر نظر آرہا ہے۔ حکومت ہند جنگ کے امکانات کے پیش نظر زبردست تیاریوں اور دفاعی انتظامات میں مصروف ہے۔ فوجی اور دفاعی محکموں کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جنگ کے آغاز کیساتھ ہی تمام ریزرو سپاہیوں کو واپس بلا لیا جائے جو گورہ پلٹنیں پہاڑوں پر مقیم تھیں وہ خاص احکامات کے ماتحت اپنے ہیڈ کوارٹروں میں واپس پہنچ رہی ہیں۔

صوبجاتی حکومتوں کو مرکزی حکومت کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ تمام پلوں، ریلوے لائنوں۔ پانی، بجلی، پٹرول کے ذخائر اور گورنمنٹ ہاؤسوں پر فوجی پہرے بٹھائے جائیں۔ چھاؤنیوں میں تمام قابل ذکر دفاتر اور عمارتوں پر شدید پہرے لگا دیئے ہیں۔ بعض مقامات پر تار گھروں، ڈاکخانوں، اور نشر گاہوں پر بھی پولیس متعین کی گئی ہے۔ مغربی ساحل پر واقع ریاستوں کو تاکیدی ہدایات دی گئی ہیں کہ اپنی بندرگاہوں اور ساحلوں کی شدید نگرانی کریں کراچی کے قریب ایک جزیرہ منورا ہے جو جنگی نقطۂ نگاہ سے اہم مقام ہے، وہ کاملاً فوجی قبضہ میں دے دیا گیا ہے۔ بمبئی کی ایک تازہ اطلاع ہے کہ وہاں جتنے جرمن آباد ہیں ان سے ہتھیار لے لئے گئے ہیں ان میں سے بعض کو نظر بند بھی کر دیا گیا ہے۔ یہ لوگ سخت پریشان ہیں۔

یورپ میں اگر جنگ ہوئی تو اس کا ایک اہم فریق برطانیہ ہو گا۔ اس وجہ سے کسی نہ کسی لحاظ سے ہندوستان کی جنگ میں شرکت لازمی ہے۔ جنگ انقلابات کا پیش خیمہ ہوتی ہے منظم و بیدار قومیں ہی ان انقلابات کے نتائج کا کامیابی کیساتھ مقابلہ کر سکتی ہیں ——— کاش مسلمانان ہند آنے والی جنگ کے امکانات کی روشنی میں اپنی حالت کا صحیح اندازہ کریں اور اس طرح ان میں اصلاح کا کوئی احساس پیدا ہو سکے؟

ایک اجتہادی غلطی کی اصلاح

جمہوریت کے قیام کے بعد ترکوں نے جوشِ اصلاح میں بعض ایسے قوانین بھی نافذ کئے جو اسلامی نقطہ نگاہ سے کسی حد تک قابل اعتراض تھے مثلاً انہوں نے یورپین اقوام کی طرح ایک سے زائد شادیوں کو قانوناً جرم قرار دیا۔ حالانکہ اسلام خاص حالات وضروریات کے ماتحت خاص شرائط کے ساتھ ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ ترکوں جیسی جنگی قوموں کو ایسے حالات وضروریات اکثر پیش آیا کرتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اب بیس سال کے تجربہ کے بعد حکومت ترکی نے اپنی اس اجتہادی غلطی کو محسوس کر لیا ہے۔ بغداد کے مشہور اخبار "المسلام" میں ترکی کے نیم سرکاری اخبار "جمہوریت" کے حوالے سے مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی ہے:۔

"مصطفےٰ کمال پاشا مرحوم کے زمانہ میں یہ قانون بنا تھا کہ کوئی شخص ایک سے زیادہ شادی نہ کرے ...... مگر اب بیس برس کے بعد اس قانون کی خامیاں محسوس ہونے لگی ہیں۔ چنانچہ حکومت نے ایک قانون پاس کیا ہے جس کے ذریعہ سے ترکوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ احکام قرآنی کے مطابق چار شادیاں کر سکتے ہیں بشرطیکہ سب بیویوں کے ساتھ مساوات وانصاف کا برتاؤ رکھیں۔"

(انقلاب ۲۵ راگست)

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ اسلام نے ایک سے زائد شادیوں کی اجازت خاص حالات میں خاص شرائط کے ساتھ دی ہے بعض اوقات نہ صرف افراد وخاندان بلکہ قومیں بھی ایسے حالات سے دوچار ہو جاتی ہیں کہ کثرت ازدواج کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا یورپ کے معترضین تو ہے ایک طرف بعض مغرب زدہ مسلمان بھی اسلام کی اس حکیمانہ اجازت کے خلاف دبی زبان سے اعتراض فرمایا کرتے تھے ——— کاش وہ ایک روشن خیال مسلمان قوم کے بیس سالہ تجربہ کے نتائج پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

قومی کفایت شعاری کی ایک مثال

آجکل اکثر ترقی یافتہ اور زندہ قومیں اپنی اقتصادی مشکلات کے ازالہ اور ملک کی بہبودی کی خاطر "قومی کفایت شعاری" کے طریق پر عمل کر رہی ہیں۔ مشکلات کے پیش نظر حکومت اس بارہ میں کچھ احکام نافذ کر دیتی ہے۔ لوگ بلا چون وچرا جوش وخروش اور خلوص کے ساتھ ان احکام کی پابندی کرتے ہیں خواہ انہیں کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑے۔ جرمنی۔ اٹلی۔ سپین وغیرہ نے اس بارہ میں جو کچھ کیا ہے اس کا مختصر تذکرہ قبل ازیں ان کالموں میں ہو چکا ہے۔ اب جاپان کی ایک تازہ خبر ملاحظہ فرمائیے:۔

"جنگ کے پیش نظر جاپان میں فیشن ممنوع قرار دیدیا گیا ہے۔ جاپانی پولیس نے حکم دیا ہے کہ تمام ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں گراموفون، آرام دہ کرسیاں اور دیگر سامان عشرت اٹھا دیا جائے اور کسی دکان میں بھڑکیلے لباس والی دوشیزائیں ملازم نہ رکھی جائیں۔ لڑکیوں کو سگرٹ پینے۔ مغربی طرز کے بال بنانے، اونچی قمیص پہننے اور دیگر زیب تن کرنے سے بھی روک دیا گیا ہے۔ اس حکم امتناعی کے پیش نظر جاپان کے متعدد رقص خانے بند ہو گئے ہیں اور لوگ ملک کی خاطر اسراف سے بچنے کی کوشش

فتنِ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۶)

بہاء اللہ صاحب اور حق العباد

بہاء اللہ صاحب نے حق اللہ کے بارے میں جو ظلم عظیم روا رکھا وہ آپ پچھلی قسط میں پڑھ چکے۔ اب اس قسط میں حق العباد کے کچھ تھوڑے سے کارنامے ملاحظہ ہوں۔ ساری باتوں پر بحث کرنا تو اس جگہ ناممکن ہے۔ میں صرف تین امور بطور نمونہ پیش کرتا ہوں اور وہ وہی ہیں جن پر بہائی صاحبان کو بہت ناز ہے۔

۱۔ پہلے سود کو لیجئے۔ بہائی یہ تو مانتے ہیں کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس میں سود حرام تھا اور ایسا سخت حرام تھا کہ سود کھانے والوں کو فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ کا وعید سنایا گیا کہ خدا اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ سود کیوں حرام تھا میں یہاں اس پر بحث نہیں کر رہا۔ یہ تو مسلم ہے کہ خدا نے اسے حرام کیا تھا کسی انسان نے نہیں کیا تھا۔ لیکن اب جو یورپ اور امریکہ نے سود کھانے کو ایک نہایت مستحسن امر قرار دیا اور بتایا کہ سود سے تو دولت بڑھتی ہے اور آجکل تجارت میں سود لینا تو ایسا ضروری امر ہے کہ اس کے بغیر گذارہ ہی نہیں تو بہاء اللہ صاحب کے روپ میں خدا کو بھی سمجھ آ گئی کہ ہاں واقعی ہم نے پہلے غلطی کی تھی جو سود اس زور شور سے حرام کر دیا تھا۔ لہذا پہلے اس غلطی کی اصلاح کر دیتے ہیں اور سود کو حلال کئے دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں بہت سیدھے سے ہیں جس زمانہ میں بندوں نے جو رستہ سیدھا قرار دے لیا انہوں نے بھی اسی پر صاد کر دیا۔ یا ان کی گورنمنٹ بہت کمزور گورنمنٹ ہے جو رعایا کے ایجی ٹیشن کرنے اور شور مچانے پر ان کے حسب منشا منظوری دیدیتی ہے۔

سود کے جواز سے بہاء اللہ کی کیا غرض تھی؟

لیکن جو بہاء اللہ کو خدا نہیں مانتے انہیں صاف نظر آ گیا کہ بہاء اللہ صاحب نے اپنی تحریک کو دنیا پرستوں اور مغرب زدہ لوگوں میں ہردلعزیز بنانے کے لئے ضروری سمجھا کہ ان کی زر پرستی اور دنیا طلبی کے رستہ میں کوئی امر روک اور حارج نہ ہونا چاہئے۔ انہیں اس سے غرض نہیں کہ سیدھا رستہ کونسا ہے انہیں مدنظر یہ ہے کہ اپنی تحریک کو لوگوں میں ہردلعزیز کیسے بنایا جائے اور اس کا سب سے آسان طریق یہ ہے کہ جیسا زمانہ دیکھو اسی رنگ میں رنگین ہو گئے۔ ممکن ہے بہاء اللہ صاحب آج زندہ ہوتے اور سرمایہ داروں اور مزدوروں کی باہمی جھڑپ دیکھتے اور سرمایہ داری کی مٹی پلید ہوتے دیکھتے تو سود کو پھر حرام کر دیتے۔ لیکن وہ مر گئے اور سود کے جواز کی ناپاک تعلیم کو اپنے پیچھے بطور نشان کے باقی چھوڑ گئے کہ یہ خدائی ہدایت نہ تھی بلکہ انسانی ضلالت کی تعلیم تھی۔

اسلام نے سود کو کیوں حرام قرار دیا ہے

اب آیئے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے چلتے ہیں۔ سود کا عرب میں بھی بڑے زور سے رواج تھا۔ سود کے فوائد جو آج نظر آ رہے ہیں۔ اس وقت بھی پیش نظر تھے۔ یعنی سرمایہ کی ترقی۔ سود خور لوگ بہت مالدار تھے یہ کوئی مخفی امر نہ تھا۔ دنیاداروں۔ زر پرستوں کا طبعی رجحان اور میلان بڑے زور سے اسی طرف تھا جیسا کہ آج بھی ہے کہ سود کو حرام نہ کیا جائے کیونکہ سود سے دولتمندوں کی دولت ترقی کرتی ہے لیکن اس سارے رجحان اور خواہشات نفس کے خلاف محمد رسول اللہ صلعم کی آواز بلند ہوئی کہ اس ناپاک زر پرستی کو جو سود کے رنگ میں دنیا میں رائج ہے ہمارا خدا حرام بتاتا ہے اسے ختم کر دو۔ کچھ شک نہیں کہ سود سے سرمایہ ترقی کرتا ہے۔ لیکن خدا سرمایہ داری کو پسند نہیں کرتا۔ وہ نہیں چاہتا کہ دولت امیروں میں ہی چکر کاٹتی رہے اور غریبوں کو اس سے کچھ حصہ نہ ملے جیسا کہ فرماتا ہے۔ کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (الحشر) کہ ایسا نہ ہو کہ دولت دولتمندوں میں ہی دورہ کرتی رہے کیونکہ ایسی تہذیب ایک شیطانی تہذیب ہے جس میں ایک طرف سرمایہ دار کا سرمایہ ترقی کرے اور دوسری طرف غریبوں کی غربت اور افلاس ترقی کرے۔ ایسی زر پرستی انسان سے ہمدردی اور اخلاق فاضلہ کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

سود لینا حرام اور ننگ انسانیت ہے

ضرورت کے وقت اگر ایک غریب بھائی کی مدد کسی امیر نے اپنی دولت سے کر دی تو اس پر بطور رہن دستہ سود لینا کس قدر خلاف انسانیت ہے۔ جو غریب اصل ادا نہیں کر سکتا اس پر سود کا بھی ساتھ ہی بوجھ ڈال دینا دراصل اس کو میں ڈالنے کے مترادف ہے کسی تجارت میں سرمایہ دار اور مزدور کا اگر اشتراک ہو تو یہ کس قدر ظلم ہے کہ نفع میں تو سرمایہ دار شریک ہو اور نقصان کا بوجھ صرف مزدور اٹھائے۔ اور سرمایہ دار اس نقصان کی حالت میں بھی اپنا نفع نہ چھوڑے۔ اس کا نام تم سود رکھتے ہو لیکن یہ ننگ انسانیت ہے اور سخت ظلم و بے انصافی ہے اور اس ظلم اور بے انصافی کی وجہ کیا ہے۔ صرف یہی کہ ایک کے پاس کسی وجہ سے دولت ہے اور دوسرے کے پاس نہیں ہے اس کا نتیجہ کیا ہے یہی کہ دولتمند طبقہ خود تو دولت میں ترقی کرتا چلا جائے گا اور دوسرا طبقہ مزدور اور محنت کرنے والے کا ہمیشہ نیچے گرتا چلا جائے گا۔

سرمایہ داری کی لعنت سود ہی کا نتیجہ ہے

میں کہتا ہوں یورپ و امریکہ کی سرمایہ داری کی لعنت کیا اسی سود کا نتیجہ نہیں۔ اور کیا تمام عیش پرستیوں اور بداخلاقیوں کی وجہ یہی دولتمندی نہیں جو اس سرمایہ داری کا نتیجہ ہے۔ آج مغرب کے بھی عقلمندوں اور مفکروں کو اس کی سمجھ آ گئی ہے۔ لیکن اس بہتی ہوئی رَو کو روکنا اب انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسی لئے برنارڈ شا نے کہا کہ آج دنیا کی نجات محمد عربی صلعم کی ڈکٹیٹر شپ سے ہی ہو سکتی ہے۔ وجہ یہ کہ وہ تعلیم وہ آواز آج بھی دنیا کو یاد ہے۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے عرب کے بیابان میں اٹھی تھی کہ اے زر پرستی کے سیلاب میں بہنے والو ٹھہرو۔ کدھر بہکے چلے جا رہے ہو۔ یہ رستہ تباہی کا ہے۔ تمہاری زر پرستی قوم کو تباہ کر دے گی۔ خود تمہارے اخلاق کو برباد کر دیگی۔ جس پر انسانیت ماتم کریگی۔ اور آسمان و زمین لعنت کریں گے۔

خدائی الہام کی سب سے بڑی شناخت

یہی وقت ہوتا ہے خدائی امداد کا جو الہام کے ذریعہ انسان کو دی جاتی ہے۔ خدائی الہام کی صداقت کی سب سے بڑی شناخت ہی یہ ہے کہ ضلالت کے سیلاب میں بہتی ہوئی دنیا کو وہ سامنے سے آ کر روک لیتا ہے اور لوگوں کے خلاف مرضی ان کو کھینچ کر صراط مستقیم کی طرف لیجاتا ہے اور وہی راہ سلامتی کی ہوتی ہے جو اس وقت خواہشات میں اندھی دنیا کو نظر نہیں آتی لیکن بعد میں آنیوالے اور غور کرنے والے اس کی خوبیوں کو پاتے اور اس کے فوائد کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

سود کی تباہ کاریاں اور اخلاق سوزیاں

دیکھ لو جو تہذیب اور تمدن محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کی بنا پر اٹھا وہ دنیا کے لئے ایک رحمت ثابت ہوا۔ سود کی حرمت نے سرمایہ پرستی کی لعنت کو مسلمانوں سے ہمیشہ دور رکھا۔ یہود سرمایہ پرستی کرتے رہے۔ ہنود سرمایہ پرستی کرتے رہے۔ یورپ سرمایہ پرستی کر رہا ہے لیکن مسلمانوں نے کبھی نہیں کی۔ آج مغربی تہذیب اس لعنت اور مصیبت کے نیچے دم توڑ رہی ہے۔ یہ عالمگیر جنگ کی مصیبت جو دنیا پر آئی اور آج بھی سروں پر منڈلا رہی ہے۔ یہ سب سرمایہ پرستی کا ثمرہ ہے۔ نہ سود خوری ہوتی نہ جنگوں کے لئے قرضہ ملتا۔ نہ قومی قرض بڑھتے۔ عیش پرستیوں کی محفلیں ہوں یا میدان جنگ کی خونریزیاں ہوں یہ سب سرمایہ پرستی کے نتائج ہیں جن کی تہ میں فقط ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے سود۔ جسے بہاء اللہ نے جائز کیا اور محمد رسول اللہ صلعم نے حرام ٹھہرایا۔

مرزا غلام احمد اور بہاء اللہ میں فرق

ہاں سنو۔ پنجاب سے ایک اور آواز اٹھی جو مرزا غلام احمد کی تھی جو اس زمانہ کی سودخوری کے ہنگامہ سے مرعوب نہ تھی۔ بلکہ بڑی جرأت سے اس نے یہ اعلان کیا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ جو ہدایت محمد رسول اللہ صلعم کی ہے وہی سچی ہے یعنی پہلے بھی سود حرام تھا اور آج بھی حرام ہے۔ خدا کی ہدایتیں ابدی صداقتیں ہوتی ہیں جن وجوہات کی بنا پر پہلے سود حرام تھا وہ آج بھی موجود ہیں۔ دنیا سود کھاتی ہے کھائے۔ آج سرمایہ اور دولت کی ترقی کو سود پر منحصر کر رکھا ہے تو سہی ہو۔ لیکن انسان کی تہذیب۔ اس کے اخلاق۔ اس کی انسانیت کی نشو و نما کے لئے آج بھی سود ویسا ہی مضر ہے جیسا کہ پہلے تھا یہی سود حرام ہے اور خدا کا پیغام ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے دنیا کو ملا تھا۔ دنیا دھکے کھا کر خوار ہو کر اپنی نجات کے لئے آخر اسی طرف آئے گی جس طرف محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ خدا نے اسے دعوت دی تھی اور مردِ آخر میں مبارک بندہ الست۔ بہاء اللہ اور مرزا غلام احمد میں فرق پوچھنے والو! آؤ فرق دیکھو اور غور کرو کہ کس کی آواز خدا کی آواز پر مبنی ہے اور کس کی پیروی میں نجات نظر آتی ہے۔

بہاء اللہ اور کثرت ازدواج

۲۔ دوسرا مسئلہ کثیر الازدواجی کا لے لیجئے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ خدا کی وحی اور ہدایت کی ضرورت اس وقت ہوا کرتی ہے جب دنیا کے عالم اور جاہل سب کا میلان اور رجحان کسی ایسے امر کی طرف ہو جائے جو درحقیقت غلط اور موجب ضلالت ہو اور باوجود غلط ہونے کے عام طور پر اسے صحیح سمجھا جائے۔ تب ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور ہدایت کے ذریعہ وحی کے ذریعہ آگ کے گڑھے میں گرتی ہوئی دنیا کو بچا لے۔

حضرت نبی اکرم کی بعثت کے وقت صنف نازک کی زبوں حالی

محمد رسول اللہ صلعم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے اس زمانہ میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ یہاں تک کہ وہ ترکہ میں مال اسباب کی طرح ورثا میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ چونکہ عورت کی کوئی عزت نہ تھی اس لئے اس کے حقوق ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس بھی نہ تھا نتیجہ یہ کہ ایک ایک آدمی اسی طرح عورت پر عورت نکاح کر لیا جاتا تھا جس طرح بھیڑ بکریاں خریدی جاتی ہیں۔ صرف یہی نہیں تو بیویوں کی تعداد پر کوئی حدبندی نہ تھی۔ کیا بکریوں کا ریوڑ...

کوئی حد بندی ہو سکتی ہے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے تمام قوم بلکہ تمام دنیا کی خواہشات نفس کے برخلاف محمد رسول اللہ صلعم کی یہ آواز اٹھی۔

کثیر الازدواجی پر اسلام کی پابندیاں

کہ خدا کی ہدایت یہ ہے کہ عورت بھی اسی جنس سے ہے جس سے تم۔ وہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو۔ اگر تم ان پر حق رکھتے ہو تو وہ بھی تم پر حق رکھتی ہیں۔ لیس عورت کے معاملہ میں یہ بے حسی کیسی اور ذمہ داری کا یہ فقدان کیوں۔ خوب سوچ سمجھ کر نکاح کیا کرو۔ پس ایک بیوی کافی ہے۔ ہاں خاص ضرورت پیش آئے تو ایک سے زیادہ نکاح کر سکتے ہو۔ لیکن وہ بھی چار کی حد تک لیکن شرط ضروری یہ ہے کہ ان میں عدل اور انصاف کرنا ہو گا۔ اور اگر اس کا اندیشہ ہو کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی۔ اصل آیت یہ ہے جو سب کو علم ہے وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (النساء) یعنی اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں میں انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔ دو دو۔ تین تین۔ چار چار پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی۔

آج کے زمانہ پر غور نہ کرو۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے زمانہ پر غور کرو۔ جب عورت کے حقوق کی پاسداری۔ اس کے ساتھ عدل و انصاف کرنا ایک ایسا تعجب خیز امر تھا۔ کہ سننے والے کو یقین نہیں آ سکتا تھا کہ کوئی ایسا خلاف رواج حکم بھی دیا جا سکتا ہے جو لوگ عورتوں کو پاؤں کی جوتی سمجھتے تھے۔ ان کو یہ سنانا کہ عورتیں بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ ان کے حقوق بھی تم پر ہیں۔ ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنا تم پر فرض ہے۔ تم ایک سے زیادہ شادی نہیں کر سکتے سوائے اس حالت کے کہ کوئی خاص ضرورت پیش آئے۔ اور اگر شادی کرو تو پھر اس کے ساتھ ضروری شرط یہ ہو گی کہ بیویوں میں عدل و انصاف کرو۔ اور اگر اندیشہ ہو کہ عدل و انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو۔ یہ حکم ان کے لئے کس قدر حیرت انگیز تھا۔ اس سے ان کے رسم و رواج۔ ان کی آبائی تقلید۔ ان کی خواہشات نفس کو کس قدر دھکا لگتا تھا۔ اور اس کی وہ جس قدر بھی مخالفت کرتے کم تھا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کی اس آواز نے کایا پلٹ کر دی اور عورت کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا۔ اور نکاح کرنے میں لوگ محتاط ہو گئے اور ان کے ساتھ عدل و انصاف شیوۂ قومی ہو گیا۔

ایک امریکن جج کا قابل غور فیصلہ

اسلامک ریویو میں ایک دفعہ مصر کی ہائیکورٹ کے ایک امریکن جج کا فیصلہ چھپا تھا جو مجھے بہت پیارا لگا۔ اس نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا کہ محمد عربی (صلعم) نے کثیر الازدواجی پر تین حدیں ایسی لگا دیں جس نے درحقیقت کثیر الازدواجی کو ختم کر دیا۔

(۱) سب سے پہلے تعداد کو محدود کر کے لوگوں کو خبردار کر دیا۔ کہ کثیر الازدواجی ایسی چیز نہیں جسے بغیر کسی حد بندی کے جاری رکھا جائے

(۲) پھر صرف ضرورت کے وقت جائز رکھ کر بتلا دیا کہ یہ ایسی چیز نہیں جو بلا ضرورت جائز ہو۔ یعنی یہ بطور علاج کے ہے۔

(۳) تیسرے ان میں عدل و انصاف کی سخت شرط لگا کر بتلا دیا۔ کہ یہ ایسی چیز ہے جو عام طور پر نا قابل عمل ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ ذمہ داریاں ایسی لگی ہوئی ہیں۔ کہ جب تک خاص فضل الہیٰ شامل حال نہ ہو۔ انسان اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اور حقیقت تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم ہی سب سے پہلے انسان ہیں۔ جنہوں نے کثیر الازدواجی کے خلاف آواز اٹھائی اور اس کے ساتھ شرائط ایسی لگا دیں جس نے عملاً کثیر الازدواجی کو ختم کر دیا۔ ہاں قانوناً بطور علاج کے ضرورت کے وقت کے لئے باقی رہ گئی۔ اولاد کے نہ ہونے پر یتیموں کی پرورش کے لئے جنگوں کے بعد بیوہ عورتوں کی حفاظت کیلئے یا بعض دفعہ کسی زبردست کشش کے ماتحت زنا سے بچنے کے لئے یا ہمچو قسم دیگر ضروریات کے ماتحت ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے لیکن ان ضرورتوں کے باوجود عدل کی شرط ایسی سخت لگی ہوئی ہے کہ جب تک کوئی بڑے مضبوط کیرکٹر کا آدمی نہ ہو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا

اسلام نے صرف بطور علاج کثیر الازدواجی باقی رکھی

پس خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ جو شریعت دی۔ اس میں کثیر الازدواجی کو ایک حد کے اندر لا کر اس میں ایسی شرائط لگا دیں کہ ضرورت کے وقت بطور علاج کے تو وہ باقی رہ گئی۔ مگر عملاً مفقود ہو گئی۔ ہم ان لوگوں کا ذمہ دار نہیں جو کسی قانون سے ناجائز فائدہ اٹھائیں۔ بحث اصل قانون کے حسن و قبح میں ہے سو دیکھ لیجئے کہ ازدواجی تعلقات کے لئے اس سے بڑھ کر عمدہ قانون نہیں ہو سکتا

بہاء اللہ نے دو بیویوں کی اجازت دی

اب آیئے بہاء اللہ صاحب کا ارشاد سنیں۔ وہ اس زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ جب عورتیں اپنے حقوق کے لئے تمام دنیا میں شور مچا رہی ہیں۔ وہ اپنی بات منوانے کے لئے بڑی بڑی سلطنتوں کے وزیر اعظموں کے سروں پر ٹماٹر اور کچے انڈے پھینکتی ہیں۔ ایک سے زیادہ بیوی کوئی مرد کرے تو اس کو سپرد پولیس کر دیا جاتا ہے ان حالات میں جب دنیا کثیر الازدواجی کے خلاف جل رہی ہے تو اللہ میاں نے بھی ضروری سمجھا کہ بہاء اللہ صاحب کے روپ میں دنیا میں ظہور فرما کر اس پر کسی حد تک صاد کر دیں۔ سمجھ نہیں آتا کہ محض اس صاد کرنے کے لئے اللہ میاں کو تکلیف کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ ایسی شریعت کی لوگوں کو ضرورت کیا ہے جس پر وہ پہلے سے عمل کر رہے ہیں اور سختی سے عمل کر رہے ہیں۔ مگر اللہ میاں سے یہاں ایک چوک ہو گئی۔ وہ یہ کہ بہاء اللہ صاحب خود دو بیویاں کر چکے تھے۔ اس لئے مجبوراً دو بیویوں تک کی اجازت دیدی۔ گویا تعداد چار سے کم کر کے دو کر دی۔

بہاء اللہ کا ایک اور کارنامہ — زنا کی بدنی سزا منسوخ کر دی

مگر ساتھ ہی ایک اور کام بھی کیا۔ وہ یہ کہ قرآن کریم میں زنا کی سزا جو سو درے تھی اور ان سو دروں کو پبلک میں مارنے کا حکم تھا تاکہ زانیوں کی پبلک میں سبکی ہو اور پبلک کو ان کی اس سزا سے عبرت ہو اور پھر ان کے بائیکاٹ کرنے کا بھی حکم تھا کہ کوئی مرد مومن یا مومن عورت زانیہ عورت یا زانی مرد سے نکاح نہ کرے۔ بہاء اللہ صاحب نے یہ دیکھ کر کہ آجکل زنا کی طرف دنیا کا میلان طبع بہت بڑھا ہوا ہے زنا کی یہ بدنی سزا اڑا دی۔ اور اس کی جگہ زنا کی سزا ایک معمولی سا جرمانہ مقرر کر دیا۔ کہ زانی اور زانیہ ۹ مثقال یعنی قریباً چار ماشہ سونا بیت المال میں داخل کر دیں۔ گویا زنا بیت المال کی آمدنی کا ایک ذریعہ بن گیا جس قدر لوگ زیادہ زنا کریں گے اتنا ہی بیت المال کی آمدنی بڑھیگی بیت المال کے خزانہ کی کمی پورا کرنے کے لئے یہ ذریعہ آمدنی بہت اچھا ہے۔ اس قانون سے غریبوں کے لئے زنا ذرا مشکل ہو گیا اور امیروں کے لئے آسان ہو گیا۔ جہاں امرا ہزار ہا روپے زناکاریوں پر خرچ کرتے ہیں وہاں ۹ مثقال سونا یہ بھی سہی۔

ایک کالج کا واقعہ

مجھے یہاں ایک مسلمان کالج کا ایک واقعہ یاد آ گیا وہاں طلبا کی نماز کے وقت حاضری ہوا کرتی تھی۔ جو لڑکا مسجد سے نماز کے وقت غیر حاضر ہوتا اس پر کچھ جرمانہ ہو جایا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غریب لڑکے تو نماز پڑھنے آیا کرتے تھے۔ اور امیر لڑکے جرمانہ ادا کرتے اور نماز کا وقت سیر تماشوں میں خرچ کرتے۔ اگر سزا یہ ہوتی کہ دو دو ڈنڈے میدان کو لگا دیئے جاتے تو کوئی شریف لڑکا غیر حاضر نہ ہوتا۔ اسی طرح زنا کی سزا جب تک بدنی سزا نہ ہو۔ جو امیر غریب سب پر یکساں پڑے بالکل بے فائدہ ہے

بدنی سزا کے متعلق ایک انگریز مقنن کی رائے

ایک انگریز مقنن نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ اگرچہ آجکل بدنی سزا کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ جرائم میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔ جب تک بدنی سزاؤں سے کام نہیں لیا جائے گا۔ جیلخانہ جرائم سیکھنے کے مدرسے ہیں۔ ایک شریف آدمی جیلخانہ میں جا کر بدمعاش بن کر نکلتا ہے۔ جرمانہ امرا کے لئے کوئی اثر نہیں رکھ سکتا۔ عیش پرستیاں اور بدکاریاں جو امرا کی سوسائٹی میں باعث زینت بنا کرتی ہیں کبھی مٹ نہیں سکتیں جب تک بدنی سزا سے ان کی گردن نہ جھاڑی جائے اور ان کے عجب و پندار کو خاک میں نہ ملایا جائے۔

بہاء اللہ کے مدنظر صرف اپنی تحریک کی ہردلعزیزی تھی

مگر بہاء اللہ صاحب کو دنیا سے زناکاری کو مٹانا مدنظر نہ تھا۔ فقط اپنی تحریک کی ہردلعزیزی مدنظر تھی۔ امرا اپنی شہوت پرستی کے ماتحت جس شرافت کی عزت کو چاہیں خاک میں ملا دیں۔ بس تھوڑا سا سونا بیت المال میں دیدیں۔ سب جائز ہے۔ زنا کو یوں آسان کر کے تو میرے خیال میں دو بیبیوں کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بلکہ ایک بی بی بھی بہت مہنگی ہے۔ اس پر ۹ مثقال یعنی چار ماشہ سونے سے تو بہت زیادہ خرچ آ جاتا ہے اور حقوق زوجیت کی ذمہ داری الگ سر پر آن پڑتی ہے۔

بہاء اللہ اور مسئلہ غلامی

(۳) اب تیسرا مسئلہ غلامی کا لے لیجئے۔ اصل حقیقت پر نظر ڈالنے کے لئے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیچھے چلو۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دنیا کے ہر گوشہ اور مشرق و مغرب میں غلامی کا اس کثرت سے رواج تھا کہ کسی انسان کی شرافت و امارت کا معیار ہی غلاموں اور کنیزوں کی تعداد تھی جتنا بڑا اور معزز کوئی آدمی ہوتا تھا اسی نسبت سے اس کے پاس غلاموں اور کنیزوں کی تعداد ہوتی تھی اور غلاموں کی حیثیت بھیڑ بکری سے زیادہ نہ تھی۔ ان کا شمار انسانوں میں نہ تھا بلکہ جانوروں میں تھا۔ کبھی کسی کا ذہن بھی اس طرف منتقل نہ ہوتا تھا کہ غلامی کوئی بری چیز ہے

اسلام نے غلامی کا انسداد کیا

اس وقت عرب کے بیابان سے ایک آواز اٹھی۔ اس نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ میں خدا کی طرف سے یہ پیغام لیکر آیا ہوں کہ نوع انسان کی گردن ہر ایک غلامی سے چھڑاؤں۔ اللہ! اللہ! کیسے صریح الفاظ میں محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا کو خدا کا یہ پیغام سنایا۔ فرماتے ہیں۔ فلا اقتحم العقبۃ وما ادراک ما العقبۃ۔ فک رقبۃ (البلد) پس انسان نہیں چڑھا اس گھاٹی پر۔ اور تو نے کیا سمجھا وہ گھاٹی کیا ہے۔ گردنوں کا آزاد کرنا۔ گویا غلاموں کو آزادی دلانے والا دنیا میں سب سے پہلا انسان جو آیا وہ محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ جاؤ دنیا کی تاریخ کھنگال ڈالو تمہیں نظر آئے گا سب سے پہلا انسان جو

محمد رسول اللہ صلعم نے نسل انسانی کو ہر قسم کی غلامی سے آزاد کرایا

نسل انسانی کو غلامی کے پھندے سے آزاد کرانے آیا وہ محمد رسول اللہ صلعم تھا۔ اور صرف ایک قسم کی غلامی سے ان کو آزادی دلائی بلکہ ہر ایک قسم کی غلامی سے انسان کو نجات دلائی

(ل) سب سے پہلے آپ نے دیکھا کہ انسان باوجود اشرف المخلوقات ہونے کے اپنے سے ادنیٰ درجہ کی مخلوق کا غلام بنا ہوا ہے کہیں دریا کو پوج رہا ہے تو کہیں آگ کو۔ کہیں درخت کی پرستش کر رہا ہے تو کہیں سخیر کی۔ کہیں چاند سورج اور ستاروں کا غلام بنا ہوا ہے تو کہیں گائے اور ہمچو قسم دیگر جانوروں کے آگے سر کو جھکا رہا ہے آپ نے انسان کی گردن کو ان تمام مخلوقات کی غلامی سے نکال کر اسے

خلیفۃ اللہ کے مقام پر کھڑا کر دیا اور اسے بتایا کہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض کہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے سب تمہاری خدمت کے لئے پیدا ہوا ہے۔ تم اس سب کے مالک ہو۔ یہ پہلی غلامی تھی جس سے آپ نے نوع انسان کی گردن چھڑا دی۔

(ب) پھر آپ نے دیکھا کہ انسان خود انسان کا غلام بنا ہوا ہے کہیں انسان خدا بن کر اپنے تئیں پجوا رہا ہے۔ کہیں احبار یعنی علماء اور رھبان یعنی مشائخ انسانوں کی گردنوں پر جوا رکھے ہوئے ہیں۔ کہیں بادشاہ ان مطابق الملوک خدا کی مخلوق کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہیں۔ کہیں سرمایہ دار مزدوروں کی گردنوں پر غلامی کا جوا ڈالے ہوئے ہیں۔ کہیں اعلیٰ ذات کی قوموں نے ادنےٰ درجہ کی قوموں کو اچھوت بنا رکھا ہے۔ کہیں قوموں کے رسم و رواج اور آبائی تقلید کا جوا گردن میں طوق بن کر پڑا ہوا ہے۔ آپ نے انسان پرستی کی جڑ کاٹ دی۔ احبار و رھبان کا طلسم توڑ دیا۔ آبائی تقلید اور رسم و رواج کے طوق گردنوں سے اتار دیئے۔ مطلق العنان بادشاہی کو جمہوریت سے بدل دیا۔ سود حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑ پر تبر رکھ دیا۔ مساوات انسانی کا سبق پڑھا کر اعلیٰ اور ادنیٰ ذاتوں کا فرق مٹا دیا۔ یہ دوسری غلامی تھی جس سے آپ نے نوع انسان کی گردن چھڑائی۔

(ج) پھر آپ نے دیکھا کہ انسان خود اپنے نفس کا غلام بنا ہوا ہے اس کی خواہشات نفس اس پر حکومت کر رہی ہیں۔ قرآن نے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علیٰ علم (الجاثیہ) فرما کر انسان کو ہوشیار کیا کہ کوئی شخص کس قدر بھی اہل علم کیوں نہ ہو اگر اپنی خواہشات نفس کو معبود بنائے گا تو خدا کا فتویٰ اس پر یہی لگیگا کہ وہ گمراہ ہے۔ غرضیکہ طرح طرح سے انسان کو خواہشات نفس کی غلامی سے آزادی دلانے کی راہیں اختیار کیں اور یہ تیسری غلامی تھی جس سے آپ نے نوع انسان کی گردن چھڑائی۔

(د) مذکورہ بالا تو وہ غلامیاں تھیں جو پردہ کے اندر نوع انسان کی گردن پر سوار تھیں جن میں انسان مبتلا تھا۔ مگر انہیں وہ غلامی سمجھتا نہ تھا حالانکہ وہ غلامی کی بدترین شکلیں تھیں۔ لیکن ایک اور غلامی تھی جو بر ملا اور ظاہر طریق پر نوع انسان میں رائج تھی اور وہ یہ تھی کہ طاقتور کمزور پر قبضہ کر کے اسے اپنی غلامی کی قید میں اسیر کر لیتا تھا اور یہی وہ شکل غلامی کی تھی جسے عرف عام میں غلامی کہا جاتا تھا اور ان غلاموں کی تعداد دنیا میں لاکھوں سے گزر کر کروڑوں تک پہنچی ہوئی تھی اور کوئی ملک اور کوئی قوم اس سے خالی نہ تھی۔

آنحضرت صلعم نے غلام بنانے والوں کی ذہنیت بدل دی

آنحضرت صلعم نے جب اس غلامی سے انسان کی گردن کو چھڑانا چاہا تو سب سے پہلے اس زمانہ کے انسان کی ذہنیت کو بدلا یعنی غلامی کو برا اور غلام کے آزاد کرنے کو نہایت اعلیٰ درجہ کا ثواب قرار دیا۔ بڑے سے بڑے گناہ کا بھی کفارہ غلاموں کی آزادی کو قرار دیا۔ نتیجہ یہ کہ لوگوں کو سب سے پہلے یہ پتہ لگا کہ غلامی بہت بری چیز ہے اور غلاموں کو آزاد کرنا بہت اچھی چیز ہے۔ یہی وہ ذہنیت ہے جس نے ترقی کر کے آج تمام عالم سے اس عرفی غلامی کو مٹا دیا۔

انسداد غلامی کے لئے دیگر مؤثر تدابیر

لیکن یہیں تک نہیں کہ آپ نے ذہنیت کو بدلا بلکہ غلامی کو مٹانے کیلئے اور بھی مؤثر طریق اختیار کئے۔ ایک تو یہ کہ آئندہ لوگوں کو غلام بنانے سے روک دیا۔ دوسرے یہ کہ جو غلام تھے ان کو چھڑانے کے طریق تجویز کئے۔ نئے غلام تو اس طرح بنتے تھے کہ طاقتور کمزوروں پر زبردستی قبضہ کر لیتے تھے۔ ان کے لئے قرآن نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت گیا۔ اب زمانہ نبوت آ گیا ہے اس لئے ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے لئے لوگوں کو اسیر کیا جائے۔ جبتک کہ زمین میں خونریزی یا جنگ نہ ہو۔ مطلب یہ کہ جب جنگ ہو اور دشمن خونریزی کرے تو جنگ کی حالت میں تو انسان کو قید کرنا درست ہے ورنہ یونہی خواہ مخواہ لوگوں کو قید کرنا نہایت برا ہے۔ گویا جنگ کے سوا کسی انسان کو محض اپنی طاقت کے بل پر اسیر کر لینا سخت گناہ قرار دے دیا۔ اس کے بعد جنگ میں جو قیدی آئیں ان کے لئے حکم دے دیا حتیٰ اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء (محمد) یہاں تک کہ جب تم خونریزی یا جنگ کر لو تو پھر ان کو گرفتار کرو۔ پھر گرفتار کئے پیچھے یا تو احسان رکھکر چھوڑ دو یا معاوضہ لیکر۔ یہاں جنگ کے موقعہ پر دشمن کو قید کر لینے کا حکم دیا۔ کیونکہ دشمن کا زور توڑنے اور اس کی طاقت کو توڑنے کیلئے یہ ضروری ہے۔ مگر جنگ کے ختم ہونے کے بعد انہیں غلام بنا کر رکھنے کا حکم نہیں بلکہ فرمایا کہ خواہ احسان رکھکر چھوڑ دو خواہ ان کے معاوضہ میں اپنے آدمی جو دشمن کے پاس قید ہوں انہیں چھڑا لو یا کچھ رقم لیلو۔ لیکن اگر معاوضہ کا موقعہ نہ ہو تو صاف احسان رکھکر چھوڑ دینے کا حکم ہے گویا اس طرح قرآن کریم نے آئندہ غلام بنانے کے سلسلہ کو منقطع کر دیا۔

غلاموں کی اصلاح و برتری کی کوشش

اب جو غلام موجود تھے۔ انہیں یکدم چھوڑ دینا تو کسی طرح مناسب نہ تھا ورنہ لاکھوں کی تعداد میں بیکاروں اور ادنیٰ اخلاق کے لوگوں کا گروہ سوسائٹی کے لئے مصیبت بن جاتا۔ اس لئے سب سے پہلے ان کی ادنےٰ ذہنیت اور گرے ہوئے اخلاق کو بلند کرنے کیلئے حکم دیا کہ ان کو اپنے ساتھ برابری کا درجہ دیکر رکھو۔ جو خود کھاتے ہو وہ انہیں کھلاؤ جو خود پہنتے ہو وہ انہیں پہناؤ۔ ان کی تعلیم و تربیت کرو۔ اور یہ وہ مقام تھا جو آزادی سے بدرجہا بہتر تھا۔ آزاد ہو کر وہ کہاں جاتے نہ گھر نہ گھاٹ نہ روزی کمانے کا ذریعہ نہ سلیقہ۔ لوگ الگ انکو حقیر سمجھتے۔ جیسے آج امریکہ میں حبشی سمجھے جاتے ہیں۔ جنہیں بظاہر تو غلامی سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ مگر ان کی حیثیت غلاموں سے بھی بدتر ہے کہ ایک گورا آدمی مار مار کر ان کی جان بھی نکالدے تو بھی کوئی پرسش نہیں کوئی داد فریاد نہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم نے عملاً غلام کو اعلیٰ خاندانوں کا ایک فرد بنا کر ان کی پوزیشن کو ترقی کے معراج پر پہنچا دیا۔ خود اپنی پھوپھی زاد بہن کا نکاح ایک غلام زید سے کر دیا جسے آپ ہی نے آزاد بھی کیا تھا۔ دوسرا حکم غلاموں کے متعلق یہ دیا کہ اگر وہ اپنی آزادی کیلئے مکاتبت کرنا چاہیں یعنی کچھ کام کر کے اپنے معاوضہ کی رقم ادا کرنا چاہیں تو مالک کو حکم تھا کہ وہ سرمایہ سے بھی مدد کرے اور اس مکاتبت سے ہرگز انکار نہ کرے۔ اس طرح غلاموں کو کام کرنے اور تجارت کے ذریعہ اپنی زندگی کو مفید اور سوسائٹی کے لئے کارآمد بنا کر آزادی حاصل کرنے کا طریق بتایا گیا۔ تاکہ جب وہ آزاد ہوں تو اپنی روزی خود کما سکیں۔ کہیں چوری اور ڈاکہ نہ مارتے پھریں۔ تیسرا حکم حکومت اسلامی کو یہ دیا کہ بیت المال میں سے زکوٰۃ کی رقم میں سے ایک رقم غلاموں کو آزاد کرنے کیلئے الگ کر دی جائے۔ چوتھا حکم خود لوگوں کو تھا کہ غلام کا آزاد کرنا سب سے بڑی نیکی ہے اور مومن کا کام ہی سابق بالخیرات بننے کا ہے گویا اس طرح بتدریج لاکھوں غلاموں کی آزادی کے طریق تجویز کئے جس سے غلامی بھی دور ہو جائے اور رفتہ رفتہ یہ ذہنیت بھی مٹ جائے جو ہر ایک طاقتور کے دماغ میں لوگوں کو غلام بنانے کی تھی کیونکہ جب تک ذہنیت نہ مٹے کسی قانون کی سینکڑوں تشریحات کر لی جاتی ہیں اور ان سے ناجائز فائدہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر اصول ایسے وضع کر دیئے جائیں جن کا اثر ذہنیت پر پڑتا ہو تو رفتہ رفتہ وہ پاکیزہ تعلیم ذہنیت کو بدل دیتی ہے۔ یہی طریق قرآن کریم نے اختیار کیا کہ نہ صرف غلامی کو بند کرنے کے احکام دیئے بلکہ غلامی کی برائی اور حریت و مساوات انسانی کے ایسے سبق پڑھائے کہ رفتہ رفتہ غلامی کو نوع انسان کے ذہن سے مٹا کر رکھ دیا اور دنیا میں حریت کو ایسا ہر دلعزیز بنا دیا کہ آج یورپ و امریکہ کتنا ہی اپنی آزادی پر فخر کرتا پھرے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حریت کا سبق جس نے سب سے پہلے پڑھایا تھا وہ قرآن تھا۔

بہاء اللہ صاحب کا مفت احسان

اب جب دنیا قرآن کریم سے حریت انسانی کا سبق پڑھ کر اس اسٹیج پر آ گئی کہ وہ غلامی کو برا سمجھنے لگ گئی اور وحی الٰہی کا منشا پورا ہو گیا تو پیچھے سے بہاء اللہ صاحب بھی نیابت لیکر پہنچے کہ میں خدا آ گیا ہوں اس پر صاد کرنے اور ہاں میں ہاں ملانے کہ ہاں لے لیجئے غلامی بہت بری چیز ہے۔ میں کہتا ہوں جو چیز دنیا سے مٹ چکی اس کے خلاف آواز بلند کرنا ایک تحصیل حاصل اور بے معنی فعل ہے۔ آدم کی اولاد کہہ سکتی ہے کہ اے رب الارباب جب ہم غلامی کو مٹا چکے تو آپ کے تشریف لاتے اور غلامی کے خلاف وعظ کرنے کی ضرورت کہاں رہ گئی۔ اس مفت کے احسان سے ہمیں معاف رکھئے۔ اگر آپ کو سچ مچ غلامی بری لگتی ہے تو اس وقت تشریف لاتے اور اس کے خلاف وعظ کرتے جب غلامی کا دنیا میں زور تھا اگر آپ نے اس وقت بخیال خویش غلامی کو رد کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا تو اب مٹنے کے بعد از جنگ معلوم ہوتا ہے آپ بھی بعد میں کی ہاں میں ہاں ملانے چلے ہیں باقی خیر سلا ہے۔ یہ خدائی نہیں۔ ابن الوقتی ہے۔"

بہاء اللہ کی انسان پرستی کی تعلیم اور ابن الوقتی

پھر لطف یہ ہے کہ بہاء اللہ صاحب اس غلامی کے خلاف وعظ کرتے ہیں۔ لیکن اس غلامی کا بیج جو پس پردہ نوع انسان کے لئے بدترین غلامی ہے بنی آدم کی گردن پر ایسا گھنتے ہیں کہ اس سے شرف انسانیت کی گردن ٹوٹ کر رہ جاتی ہے یعنی انسان سے اپنی خدائی منواتے ہیں۔ بنی آدم کی گردن میں انسان پرستی کی غلامی کا جوا ڈال کر غلاموں کی آزادی کا بلند بانگ دعویٰ یقیناً در باطن ہیچ اور خطرناک دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی کا ارتکاب ہے۔

میں نے یہ تین مثلے یہاں پیش کئے ہیں جنہیں ناسخ شریعت قرآن کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ان تمام مسائل پر بحث ہو سکتی ہے جو بہائی شریعت میں ناسخ شریعت قرآن بنا کر پیش کئے جاتے ہیں۔ ان تینوں مسائل کو میں نے اس لئے خاص طور پر منتخب کیا کہ اس پر بہائی صاحبان بڑے ناز و فخر سے اتراتے پھرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ بفضلہ تعالیٰ کسی قدر اصل حقیقت پر سے پردہ اٹھا کر دکھایا جائے کہ یہی تین کانٹے ہی ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے یار لوگوں کا روغن قاز ہی ملا ہوا ہے۔ اندر محض انسان پرستی اور ابن الوقتی ہی۔

(باقی دارد)

مراسلات

قادیان مشن کی ضرورت

(از جناب مولوی احمد یار صاحب ایم اے۔ ایم۔ او۔ ایل)

قادیانی جماعت کی اسلام دشمنی اور مسلم کش پالیسی کسی غیر نمند مسلم سے پوشیدہ نہیں۔ آئے دن جو واقعات قادیان رونما ہوتے رہتے ہیں وہ حالات کو خوب الم نشرح کرنے والے ہوتے ہیں۔ آج تک قادیانی جماعت نے اسلام کی اور تو کوئی خدمت نہیں کی ہاں البتہ ایک "خدمت" ضرور کی ہے کہ مصنوعی اور خانہ ساز نبوت کا ڈھول پیٹ کر مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کر دیا ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے ہٹا کر محمودی خلافت کا پوجاری ضرور بنا دیا ہے۔ آئے دن خلافت مآب کی طرف سے جو مظالم نہ صرف غیر از جماعت محمودیہ پر روا رکھے جاتے ہیں بلکہ خود محمودی حضرات بھی ان کا وقتاً فوقتاً شکار ہوتے رہتے ہیں سب پر عیاں ہیں۔ مولوی فخر الدین صاحب مرحوم جیسے خلافت کے باوفا دوست کا جو انجام ہوا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں شیخ عبد الرحمن صاحب مصری سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان جیسا فاضل آدمی جو جزکالیت وہاں برداشت کر رہا ہے، وہ قادیان کا ہر فرد بشر خوب جانتا ہے۔ پھر خلیفہ صاحب کا یہ اعلان کرنا کہ مجھے سینکڑوں آدمی اپنی جماعت میں منافق دکھائے گئے ہیں یہ اس امر پر خوب روشنی ڈالتا ہے کہ اب نظام خلافت اندر سے کھوکھلا ہو چکا ہے اور خانہ ساز نبوت کا شیرازہ عنقریب بکھرنے والا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اندریں حالات ہماری جماعت کا جو اس وقت خداوند تعالےٰ کے فضل سے واحد اسلامی جماعت ہے جو خدمت دین کر رہی ہے، فرض ہے کہ وہ قادیان میں اپنی ایک شاخ کھول کر وہاں کے بے راہ رو بھائیوں کو راہ راست پر لانے اور محمودی خلافت کے گمراہ کن عقائد سے چھڑا کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم اور شیدائی بنائے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنے بھائی شیخ محمد آصف صاحب بی۔ اے کی تجویز کی پر زور تائید کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ بزرگان جماعت اس نیک تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی جلد از جلد سعی فرمائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ ؛

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن سیالکوٹ

محترم و مکرم جناب ایڈیٹر صاحب سلمہ اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حسب تجویز احباب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن سیالکوٹ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ جس کا اجلاس ہر اتوار کو صبح کے وقت ماسٹر سراج الدین صاحب ذکی بی۔ اے کے مکان پر ہوا کرے گا۔ ایسوسی ایشن مذکور کے حسب ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے ہیں :-

۱۔ ماسٹر سراج الدین صاحب ذکی۔ بی۔ اے۔ ۔ ۔ ۔ پریذیڈنٹ

۲۔ چوہدری عبد القیوم صاحب۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ۔ ۔ ۔ وائس پریذیڈنٹ

۳۔ چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ ۔ ۔ ۔ ۔ سیکرٹری

۴۔ محمد حسین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ خزانچی

۵۔ حفیظ اللہ قریشی بی۔ اے ۔ ۔ ۔ ۔ اسسٹنٹ سیکرٹری۔

(نوٹ) مزید تجویز ہوا ہے کہ ایسوسی ایشن مذکور کی طرف سے ایک ٹریکٹوں کا سلسلہ جس میں جماعت احمدیہ کے اعتقاد وغیرہ سے پبلک کو آگاہ کیا جائے گا شائع کیا جاتے۔

اسسٹنٹ سیکرٹری: حفیظ اللہ قریشی۔ بی۔ اے ؛

مکتوب بغداد

جناب سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی ڈائری کے چند اقتباسات

۱۳ر جولائی ۱۹۳۹ء ۔ رات جناب قاضی عبد الصمد صاحب رکن ادارہ علمیہ حیدر آباد دکن کی قیام گاہ پر گئے وہاں "جہاد کی تنسیخ" "حصول حکومت کے بغیر اشاعت اسلام ناممکن ہے"، "مسئلہ تکفیر و نبوت" "حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی" وغیرہ موضوعوں پر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ رخصت ہوتے وقت خطبہ صدارت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقعہ سلور جوبلی کا ایک نسخہ ان کو دیا قاضی صاحب نے حضرت اقدس کی کتابیں برائے مطالعہ طلب کی ہیں۔

۱۵ر جولائی ۱۹۳۹ء ۔ جناب خیر محمد صاحب ڈرافٹمین ریلوے، شام کے وقت جناب چوہدری علی محمد صاحب سپروائزر ریجی کا خط لیکر آئے جس میں چوہدری صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ آپ کے ارسال کردہ پیغام صلح کے پرچے متواتر مل رہے ہیں جنہیں میں خود بھی پڑھتا ہوں اور چند دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیتا ہوں یہ تمام پڑھکر خوش ہوتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں خاصکر مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے خطبات جمعہ کے بڑے مداح ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ خداوند کریم حضرت مولانا محمد علی صاحب کی صحت و عمر میں برکت دے۔ آمین ثم آمین"

رات کو کھر پر جناب قاضی عبد الصمد صاحب رکن ادارہ علمیہ حیدر آباد کو کھانے پر مدعو کیا تھا اخویم ابراہیم صاحب بیجواتی اور اسماعیل محمود صاحب اور عبد الرحمن صاحب انصاری بھی تشریف فرما تھے قاضی صاحب موصوف کی فرمائش پر انہیں کتاب "حقیقۃ الوحی" برائے مطالعہ دی گئی اور ٹریکٹ "خاتم النبیین کی حقیقت" ہدیۃً پیش کیا گیا۔

۲۰ر جولائی ۱۹۳۹ء ۔ آج اخبار الفضل کے چند پرچے نظر سے گزرے۔ ہمارے محمودی بزرگ محترمی جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری خصوصاً اخبارات میں اکثر فخریہ دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ جماعت قادیان کے سو فیصدی افراد کو خلافت اور وہ بھی جناب میاں صاحب کی خلافت سے والہانہ عقیدت ہے لیکن الفضل میں شائع شدہ مندرجہ ذیل سطور سے ان دعاوی کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ یہ سطور کسی معمولی شخص کی نہیں ہیں بلکہ "تحریک جدید" کے فنانشل سیکرٹری جناب برکت علی صاحب کی طرف سے شائع ہوئی ہیں یہ سطور برکت علی صاحب کے ایک اشتہار سے ماخوذ ہیں جو الفضل ۳۰ر جون میں درج ہوا ہے فرماتے ہیں کہ :-

"اب نبوت کا زمانہ گزر گیا اور خلافت کا زمانہ ہے لیکن اگر لوگ خلافت کی حقیقت کو بھی سمجھ لیں تو بہت سے لوگوں کو اپنی اصلاح کی توفیق مل جائے گی **مگر اس طرف توجہ بہت کم پائی جاتی ہے**۔ بیشک جماعت میں خلافت کی عظمت اور اس کا احترام اور اس کا ادب موجود ہے مگر وہ جذباتی ہے **عملی نہیں**۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جو محبت جماعت احمدیہ کو اپنے امام سے اس وقت ہے اس کی مثال اسونت کہیں ملنا ممکن نہیں (یہ منہ پر طمانچہ مار کر رخسار کو سرخ رکھنا ہے۔ تصدق) مگر باوجود اس کے میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ وہ جذباتی ہے عملی نہیں۔ ایسے لوگ کم ہیں جو اس محبت کو اس طرح محسوس کریں کہ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے اسے عمل کئے بغیر نہیں چھوڑتا"

مندرجہ بالا سطور اپنے اندر جو اہمیت رکھتی ہیں اور جس حقیقت کا اظہار کر رہی ہیں وہ اظہر من الشمس ہے کاش مولوی اللہ دتہ صاحب انہیں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے غلط دعاوی اور خلاف حقیقت پروپیگنڈے کو چھوڑ دیں۔ جناب برکت علی خانصاحب محمودی فنانشل سیکرٹری تحریک جدید جماعت قادیان کو کتاب "مراۃ الاختلاف" بھجوائی۔

۲۳ر جولائی ۱۹۳۹ء ۔ عبد الحلیم آفندی نومسلم مصر کو کتاب "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی" بھجوائی۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس محمودی مبلغ مقیم لنڈن کو کچھ عرصہ ہوا رسالہ "خاتم النبیین کی حقیقت" مؤلفہ سید اختر حسین صاحب گیلانی بھجوایا تھا اس پر شمس صاحب نے الفضل ۱۹ر جون ۱۹۳۹ء میں اظہار خیال فرمایا ہے "میں نے بڑے شوق سے الفضل کے اس پرچہ کو بغور پڑھا لیکن اس میں مجھے رسالہ مذکور کا جواب کہیں نظر نہ آیا۔

۵ر اگست ۱۹۳۹ء ۔ اخبار "لائیٹ" ۱۶ر جولائی کے مقالہ افتتاحیہ میں یہ پڑھ کر بعید حیرت ہوئی کہ مولانا حسرت موہانی لندن سے واپسی پر مسلمانوں کو مکہ کی بجائے ماسکو کی طرف تکنے

(بقیہ مکتوب بغداد)

کی تلقین فرما رہے ہیں۔ مولانا حسرت موہانی سے عرصہ سے مجھے تعارف حاصل ہے۔ ابھی گذشتہ جولائی میں لندن سے واپسی پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ مولانا کے مذہبی عقائد و افکار سے بندہ کچھ نہ کچھ واقف ضرور ہے۔ مولانا محترم کو بغداد میں لوگوں نے پیروں کے ہاتھ چومتے دیکھا ہے اس کی شہادت چوہدری خلیق الزمان صاحب بھی دے سکتے ہیں مولانا ہر سال مکہ معظمہ کا طواف کیا کرتے ہیں، اور مدینہ منورہ بھی حاضر ہوتے۔ تو پھر اس کے کیا معنی کہ ان کا اپنا رُخ تو کعبہ کی طرف رہے اور مسلمانوں کو ماسکو کی طرف دعوت دی جائے۔ مولانا اگر صدق دل سے مسلمانوں کو ماسکو کی طرف منہ کرنیکی دعوت دے رہے ہیں تو پھر انہیں اپنا مذہبی لبادہ اتار پھینک کر کعبہ کی بجائے "ترکستان" کی راہ لینی چاہیئے۔ دو کشتیوں میں پیر رکھنے کے نتیجہ سے مولانا خود بے خبر نہ ہوں گے ؛

مکتوب امیر

(بقیہ صفحہ ۲)

چوتھا گروہ یعنی قادیانی حضرات

اب چوتھے گروہ کو لیجئے انہوں نے اول ہمیں فاسق ٹھیرایا۔ اس لئے کہ ہم نے ایک ایسے شخص کو خلیفہ تسلیم نہ کیا جو روئے زمین کے کل مسلمانوں کی تکفیر کرتا تھا۔

خلیفہ قادیان اور تکفیر المسلمین

اگر یہ سچ ہے کہ ایک کلمہ گو کی تکفیر بھی اتنا بڑا جرم ہے۔ کہ وہ کفر الٹ کر خود مکفر پڑتا ہے تو جو شخص چالیس کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کرے۔ کیا وہ اس قابل ہے کہ اسے خلیفہ بنایا جائے؟ آپ لوگ تو اس بات کے قائل ہیں کہ یزید کی بیعت امام حسینؓ نے صرف اس لئے نہیں کی کہ اس میں کچھ ذاتی عیوب تھے اور امام حسینؓ حق پر تھے پھر میں ایسے ہی ذاتی عیوب کے متعلق جو خود قادیانی جماعت کے بڑے بڑے افراد نے موجودہ خلیفہ پر لگائے ہیں کچھ نہیں کہتا لیکن مسلمانوں کی تکفیر جس سے اسلام کی جڑ پر تبر چلایا گیا ہے۔ کیا یہ اتنا بڑا عیب نہیں کہ اس کی وجہ سے ہم ایسے شخص کی بیعت سے انکار کرنے میں حق بجانب قرار پائیں جو یک جنبش محمد رسول اللہ صلعم کے تیرہ صدیوں کی کمائی کو برباد کر دیتا ہے۔

مسئلہ نبوت اور قادیانی حضرات

پھر ہمیں وہ مرتد بناتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں جو نبی کا لفظ آنیوالے مسیح کے متعلق آیا ہے یا حضرت مجدد کے الہامات میں جو یہ لفظ کہیں آگیا ہے تو وہ مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے اور اس سے مراد محض ولایت یا محدثیت ہے نبوت نہیں کیونکہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکی اور آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج اور خدا کی لعنت کے نیچے ہے تو اسی کہنے کی وجہ سے وہ ہمیں مرتد کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اور دعویٰ نبوت

لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر بالکل یہی بات حضرت مسیح موعودؑ نے کہی تو وہ آپ کے حق میں کیا کہیں گے؟

کیا یہ سچ نہیں کہ جب آپ پر یہ الزام لگا کر کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کفر کا فتویٰ لگایا گیا تو آپ نے یہ لکھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد دعوئے نبوت کرنیوالے کو میں "بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (۱۸۹۱ء) اور یہ لکھا کہ "اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے" (۱۸۹۲ء) اور لکھا "کہ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"۔ (۱۸۹۱ء) اور لکھا کہ "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم بھی قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے"۔ (۱۸۹۷ء)

لفظ رسول اور نبی سے حضرت صاحب کی مراد

اور لکھا کہ "رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنیوالا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے"۔ (۱۸۹۹ء)

"نبی و رسول کے الفاظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں"

اور یہ لکھا کہ "نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں"۔ (۱۸۹۹ء) اور یہ لکھا کہ "یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے"۔ (۱۹۰۲ء) اور یہ لکھا کہ "ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک" (۱۹۰۷ء) اور یہ لکھا کہ "سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ"۔

فاسق اور مرتد کے خطابات کا کون مستحق ہے؟

یعنی ابتدائے دعویٰ سے لیکر وفات تک وہی لکھتے رہے جو ہم کہتے ہیں تو کیا یہ ایمانداری ہے کہ حضرت مرزا صاحب تو یہ باتیں لکھ کر نبی بن جائیں اور ہم وہی باتیں کہیں تو مرتد ہو جائیں۔ پھر سوچیں کہ حضرت مسیح موعود کی صریح تحریر کی رو سے محدثیت کا دعویٰ خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور نبوت کا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ آپ خدا کے حکم کے منکر ہو رہے ہیں۔ پھر سوچیں کہ کیا آپ "دلی ایمان" سے یہ سمجھتے ہیں کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی پھر سوچیں کہ جس پر وحی آتی ہے وہ خود کہتا ہے کہ اس پر وحی نبوت نازل نہیں ہوتی۔ بلکہ وحی ولایت نازل ہوتی ہے اور آپ نعوذ باللہ اسے جھوٹا ٹھیرا کر اس کی طرف وحی نبوت منسوب کرتے ہیں اور "تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتے ہیں"۔ پھر وہ آخر تک لفظ نبی کو مجاز اور استعارہ قرار دیتے اور اس کی حقیقت ہونے سے انکار کرتے ہیں اور آپ اسے حقیقت قرار دیتے ہیں اور اس کے مجاز اور استعارہ ہونے کے منکر ہیں۔ اب خود غور کریں کہ فاسق اور مرتد کے خطابات کا کون مستحق ہے؟

یورپ کی مخدوش حالت

—— یورپ میں حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے ہیں جنگ کے امکانات میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ ۲۷ راگست کچھ اطمینان بخش اطلاعات آئی تھیں لیکن ۲۸ کو حالات پھر مخدوش ہو گئے۔ اس پرچے کی اشاعت تک خدا جانے کیا ہو جائے گا۔

—— لندن ۲۷ راگست۔ آج برطانی سفیر مقیم برلن۔ ہر ہٹلر سے دوبارہ ملاقات کرنے کے بعد حکومت برطانیہ کے نام ایک پیغام لائے ہیں۔ جس پر برطانوی کابینہ نے غور و فکر کر کے ہر ہٹلر کو جواب دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دوسری طرف فرانسیسی سفیر مقیم برلن بھی ہر ہٹلر سے دوبارہ ملاقات کر چکا ہے۔

—— لندن ۲۸ راگست۔ پیرس اور برلن سے آج جو سرکاری بیانات شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کے وزیر اعظم نے فرانسیسی سفیر مقیم برلن کی وساطت سے ہر ہٹلر کو جو تجویز بھیجی تھی۔ اسے ہر ہٹلر نے ٹھکرا دیا ہے اور صاف کہا ہے کہ اب صلح صفائی سے معاملہ طے کرنے کا وقت گزر چکا ہے اپنے جواب میں ہر ہٹلر نے نہ صرف ڈانزگ بلکہ پولش کوریڈور کا مطالبہ بھی پیش کر دیا ہے۔

—— اپنے جواب میں ہر ہٹلر نے لکھا ہے کہ اگر اس معاملہ پر جرمنوں اور فرانسیسیوں میں جنگ چھڑ گئی اور دونوں کا خون بہا تو اس سے زیادہ مجھے اور کسی بات کا صدمہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر لڑائی کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہ رہا تو یہ بات ناگزیر ہے تاہم اس قدر ضرور ہوگا کہ جرمنی ایک بے انصافی دور کرنے کیلئے لڑے گا اور فرانس اسے قائم رکھنے کے لئے۔ دونوں صورتوں میں پولینڈ کی تباہی لازمی ہے۔

—— مسٹر روزویلٹ صدر امریکہ نے صلح کیلئے جرمنی۔ اٹلی اور پولینڈ سے جو اپیل کی تھی اس کا عملاً کوئی خوشگوار نتیجہ نہیں نکلا۔

—— واشنگٹن ۲۸ راگست۔ جنگ چھڑتے ہی مسٹر روزویلٹ قانون غیر جانبداری کا اعلان کر دیں گے۔

—— لندن ۲۸ راگست۔ یورپ کے اکثر ممالک میں آئندہ جنگ کیلئے آخری تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— ہانگ کانگ ۲۸ راگست۔ یہاں کے جرمن سفیر نے تمام جرمنوں کو فوراً نکل جانے کا حکم دیا ہے۔

—— قاہرہ ۲۸ راگست۔ مصر میں مقیم اطالویوں اور جرمنوں کو فوراً مصر چھوڑ دینے کا حکم ملا ہے۔

—— ماسکو ۲۸ راگست۔ روسی پارلیمنٹ نے روس و جرمنی کے نئے معاہدہ عدم اقدامات جارحانہ کی تصدیق کر دی ہے۔

—— پیرس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ فرانس نے الجیریا اور اپنی دوسری نوآبادیات میں سنسر شپ بٹھا دیا ہے۔ علاوہ ازیں اٹلی کی سرحد بند کر دی ہے۔

—— پیرس ۲۸ راگست۔ ماسکو سے فرانسیسی سفیر آج پیرس واپس آرہا ہے۔

—— لندن ۲۸ راگست۔ آج شام برلن کے برطانوی سفیر سر نویل ہنڈرسن جو ہر ہٹلر کا ایک خاص پیغام لیکر لندن آئے تھے حکومت برطانیہ کا جواب لیکر ہوائی جہاز کے ذریعہ واپس برلن چلے گئے ہیں۔ یہ جواب اس وقت شائع ہوگا۔ جب سر ہنڈرسن جرمنی پہنچ جائیں گے۔ ۴۴

—— پارلیمنٹ کا اجلاس ۲۹ راگست کی سہ پہر کو منعقد ہوگا جس میں مسٹر چیمبرلین ایک خاص بیان دیں گے۔

—— لندن ۲۸ راگست۔ جنگ کی صورت میں حالات و واقعات پر محاسبہ کرنے کے لئے ایک جنگی وزارت قائم کرنے کا اعلان کیا گیا ہے امید ہے اس میں حزب مخالف کے لیڈر مسٹر چرچل کو شامل کر لیا جائے گا۔ امید ہے کابینہ میں مسٹر ایڈن اور مسٹر ڈف کوپر کو بھی لیا جائے گا۔

—— لندن ۲۸ راگست۔ وزارت بحریہ نے اعلان کیا ہے کہ بحیرہ روم اور بحیرہ بالٹک کو تجارتی جہازوں کیلئے بند کر دیا گیا ہے۔

—— استنبول ۲۷ راگست۔ معلوم ہوا ہے کہ بلغاریہ کے ساتھ ترکی کے تعلقات بہت کشیدہ ہو گئے ہیں۔

—— لندن ۲۸ راگست۔ آئندہ جنگ کے خطرات کے پیش نظر انگلستان کیلئے نئے ہنگامی اختیارات کے قانون کے ماتحت مختلف محکموں کو وسیع اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔

—— لندن ۲۸ راگست۔ محکمہ بحریہ نے تجارتی جہازوں کی آمد و رفت اپنے اختیار میں لے لی ہے۔

—— اسکندریہ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حکومت مصر کو برطانوی وزارت کی طرح غیر معمولی اختیارات حاصل ہو گئے ہیں۔

—— وزارت جاپان مستعفی ہو گئی۔ وزیر اعظم نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ وزارت جاپان کے مستعفی ہونے کی وجہ جرمنی اور روس کا معاہدہ ہے جس کی وجہ سے وزارت کی پالیسی کو سخت نقصان پہنچا ہے اب حکومت جاپان نئی آزاد پالیسی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ویدک دھرم کا خدا

اب ذرا وید کی تعلیم کو بھی دیکھ لو۔ دیانند نے ہر دو امور یعنی حق اللہ اور حق العباد کے بارے میں ویدک دھرم کا جو خلاصہ پیش کیا ہے اس کا لب لباب تو یہ ہے کہ مان لیا جائے کہ خدا دنیا کی کسی چیز کا بھی خالق نہیں۔ ذرات عالم اور ارواح قدیم سے خود بخود چلی آتی ہیں کسی کی پیدا کردہ نہیں اور خدا صرف ان کے جوڑنے جاڑنے والا ہی ہے جسے عربی زبان میں مؤلف کہتے ہیں یعنی موجودہ مادہ سے کام لیکر کسی چیز کو بنا دینے والا۔ اس سے زیادہ حق اللہ کا اتلاف اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ اعتقاد رکھ کر اس کی ساری صفات کو سرے سے ہی اڑا دیا اور اس کی عظیم الشان صفت خالقیت کا زور شور سے انکار کر دیا گیا۔ جبکہ خدا صرف جوڑنے جاڑنے والا ہی ہے تو اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ کسی وقت مر بھی جائے گا تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے مرنے سے مخلوق پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ جب اس نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا تو وہ اپنے وجود کے بقا و قیام میں قائم بالذات ہیں پھر انہیں خدا کی ضرورت ہی کیا پڑی محض جوڑنے جاڑنے سے اس کا کوئی خاص حق اور قدرت ثابت نہیں ہوتی۔ پھر جبکہ اجسام اور ارواح میں اتصال اور انفعال کی مختلف قوتیں بھی طبعاً موجود ہیں تو ان کے جوڑنے جاڑنے کیلئے خارجی وجود کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ انسانی ارواح میں بڑی بڑی قوتیں ہیں۔ مثلاً جیسا کہ کشف کی قوت اور جس طرح انسانی ارواح میں اس صفت کا ظہور ہوتا ہے ویسا حیوانات مثلاً گائے بیل کی ارواح میں ہرگز نہیں ہوتا۔ افسوس ہے کہ دیانند کے پیرو ان ارواح کو بھی معہ اپنی جملہ قوتوں اور خواص کے خدا کی پیدا کردہ نہیں سمجھتے (۴ ستمبر ۱۹۳۹ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بدستور حسب سابق دینی خدمات میں مصروف ہیں۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب بخیریت ہیں۔ [illegible] نماز جمعہ حضرت ممدوح نے ہی پڑھائی اور ایک اثر اور درد سے بھرا ہوا خطبہ اخوت اسلامی پر دیا۔ اور موجودہ حالات میں اس جذبہ کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔

— اخی المکرم مرزا مسعود بیگ صاحب سکرٹری تبلیغ ایک ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خیریت سے واپس لائے۔

— منشی عبد اللطیف صاحب بدستور بیمار ہیں انہوں نے اپنی بیماری کے پیش نظر مزید رخصت لی ہے سب احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے۔ آمین

— مولانا احمد یار صاحب دفتر جائنٹ سیکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ مندرجہ ذیل احباب حضرت امیر قوم کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت دے اور اسلام کا بیش از بیش جذبہ عطا فرمائے۔

(۱) چوہدری سلطان علی صاحب ذیلدار زیر محل ضلع جھنگ
(۲) ماسٹر عبد اللہ جان صاحب ٹیلر ماسٹر [illegible]
(۳) منشی عطاء اللہ صاحب ضلع گوجرانوالہ

— جماعت کے بہت سے دوست بیمار اور مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے درد دل سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور کرے۔

ام الخیر رابعہ بصریہ

آج میں اس لٹریچر کی ورق گردانی کر رہا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں شائع ہوا۔ اس میں مجھے ایک نہایت نیک فطرت، زاہدہ اور عابدہ مسلم خاتون کے حالات ملے۔ ان حالات کو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ امید ہے احمدی خواتین کے لئے اس پاک سیرت خاتون کے حالات باعث دلچسپی ہوں گے۔

موجودہ زمانہ کی گمراہ برہنہ عورت نے نسوانیت کے وقار کو بہت صدمہ پہنچایا ہے اور اس کی بیباک روش سے مشرق کافی حد تک متاثر ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ان مسلم خواتین کے حالات زندگی بیان کئے جائیں جو اپنی قوم اور خاندان کیلئے عزت اور ناموری بخشی کا باعث ہوئیں اور جنہوں نے اسلامی معاشرت کے ہر شعبہ پر اپنے پاکیزہ اثرات چھوڑے — انشاء اللہ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو پیغام صلح میں ان معزز خواتین کے حالات گاہے گاہے شائع کئے جائیں گے۔ (محمد آصف)

مسلمانوں میں بہت کم لوگ ہوں گے جو جناب رابعہ کے نام سے واقف نہ ہوں۔ اس نام کو مقبولیت عام اور لوگوں کی حسن عقیدت نے یہاں تک شہرت دی کہ آج مسلمان گھرانوں میں اکثر خواتین کا نام رابعہ رکھا جاتا ہے۔ عابدہ زاہدہ عورتوں کی تعریف میں "رابعہ زمان" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر باوجود اس شہرت اور زندگی جاوید کے شاید شاذ و نادر ہی کوئی جانتا ہوگا کہ جناب رابعہ تھیں کون؟ کہاں تھیں۔ کب تھیں؟ اور ان کے حالات کیا ہیں؟

آپ کے والد ماجد کا نام اسمٰعیل تھا۔ بصرہ کو آپ کا وطن ہونے کا فخر حاصل ہے اور چونکہ عرب کے قبیلہ بنی عدی سے علاقہ رکھتی تھیں جس میں حضرت عمر فاروقؓ بھی تھے لہٰذا بصریہ کے ساتھ عدویہ کہلاتی تھیں۔ آپ کے خاندان نے گردش زمانہ سے ایسا افسوسناک انقلاب دیکھا کہ آزادی ہاتھ سے کھو کے غلامی میں مبتلا ہوا اور اسی سبب سے آپ کی نسبت بصریہ وعدویہ ہونے کے ساتھ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ آپ آل عتیک کے گھرانے کی لونڈی تھیں۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ خود لونڈی رہی تھیں یا آپ کی ولادت سے پیشتر خاندان کو یہ ذلت نصیب ہوئی تھی۔ لیکن سچ کہا ہے ؎

ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہیں

آپ کا زہد و اتقا، آپ کا علم و فضل اور آپ کی خدا پرستی و پرہیزگاری اس قدر غالب آئی اور یہاں تک مشہور ہوئی کہ زمانہ اس دنیاوی ذلیل عیب کو بھول گیا اور ہر دل ذوق و شوق سے اس کی تعظیم و تکریم کر رہا ہے جس گمنامی اور بے پرواہی کا پردہ آپ کے خاندانی حالات پر پڑا ہوا ہے۔ اس نقاب میں آپ کا روشن چہرہ بھی بہت سی حد تک چھپا نظر آتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کس سنہ میں پیدا ہوئیں۔ کیونکر اور کس حالت میں ولادت ہوئی اور کیسے آپ نے وہ بزرگی اور فضیلت حاصل کی جس کی بدولت اسلام میں آج تک آپ کے نام کا ادب ہو رہا ہے۔ ہمیں جس قدر بتایا گیا ہے کہ اپنے عہد کے ممتاز و نمایاں لوگوں میں تھیں۔ زہد و عبادت و نفس کشی کی کوئی حد نہ تھی۔ اہل تصوف کا سا ذوق و جذب آپ کے دل میں تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتیں تو اس وضع اور طریقہ سے جو صوفیوں اور فلسفہ الٰہی کے روشناسوں کے ساتھ مخصوص تھا۔ مناجات میں درگاہ رب العزت میں اکثر یہ دعا فرمایا کرتی تھیں۔ "الٰہی تحرق بالنار قلبا یحبک" خداوندا جس دل میں تیرا عشق ہے اسے آگ میں جلا کر خاک کر دے۔ آخر ایک دن اس غیب کی آواز نے جس نے حضرت موسیٰ سے انی انا اللہ کہا تھا جناب رابعہ کی اس دعا کے جواب میں کہا "ہم ایسا نہیں کرتے اور ہم سے ایسا گمان نہ رکھو۔"

رابعہ بصریہ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ میرے جو اعمال نیک ظاہر ہو جاتے ہیں انہیں میں شمار نہیں کرتی یعنی کالعدم خیال کرتی ہوں اور واقعی ان پارسا خاتون بی بی کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاکاری سے بچنے کی وہ سب سے زیادہ کوشش کرتی تھیں جس اخلاقی مرض سے متقی اور پرہیزگار لوگ بہت ہی کم بچ سکتے ہیں۔ وہ خود ہی اس برائی سے نہ بچتی تھیں بلکہ اور لوگوں کو بھی اس عیب سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔ ہر شخص کو ان کی یہ نصیحت ہوا کرتی تھی "کہ جس طرح اپنے گناہوں اور عیبوں کو چھپایا کرتے ہو۔ اسی طرح اپنی نیکیوں اور بھلے کاموں کو چھپایا کرو۔"

جناب رابعہ کا اتقا اور پرہیزگاری کا سب سے بڑا نمونہ یہ ہے کہ آخر میں انہوں نے بات کرنی چھوڑ دی تھی اور جب کسی سے کسی شدید ضرورت کے وقت بات کرتی تھیں۔ تو صرف قرآن کے فصیح و مبارک الفاظ میں۔ ایک مرتبہ حج سے واپس آتے وقت کسی راستہ میں تنہا پڑی رہ گئی تھیں۔ عبداللہ بن مبارکؒ یا کوئی اور بزرگ ملے ان سے اول سے آخر تک اس نیک خاتون نے صرف قرآن شریف کی آیات سے ہی گفتگو کی اور اس کمال کے ساتھ اپنا گھر بار اور تمام حالات و واقعات قرآن ہی پڑھ پڑھ کر ظاہر کر دیئے۔ یہ قصہ اخلاق کی کتابوں میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور کسی سنہ میں رسالہ دلگداز کے صفحوں پر بھی شائع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کے مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس ضمن میں جناب رابعہ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو قرآنی الفاظ میں اس لئے بیان فرماتی تھیں کہ انسان کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے اسی کا نشان اعمال لکھ لیتے ہیں۔ لہٰذا جب سوائے قرآن کے کوئی فقرہ ہی زبان سے نہ نکلیگا تو انہیں سوائے نیکی کے کوئی برائی لکھنے کا موقعہ ہی نہ ملیگا۔ یہ ہے اتقا اور یہ ہے پرہیزگاری جسے اس نیک نفس خاتون نے اس اعلیٰ کمال پر دکھایا جو کمال کہ مردوں میں سے بھی بہت کم کو نصیب ہوا ہوگا۔

عبدہ بنت شوال ایک نیک خاتون تھیں انہیں جناب رابعہ سے بہت محبت تھی۔ شب و روز انہی کی خدمت میں مصروف رہا کرتیں۔ وہ اپنی پاک باطن اور نیک سیرت مخدومہ کے حالات میں فرماتی ہیں کہ ساری رات اللہ جل شانہ کی عبادت اور قیام و رکوع و سجود میں ہی صرف کر دیا کرتی تھیں۔ مگر چونکہ تمام شب علی الاتصال عبادت کرنا سنت نبویؐ اور حضرت رسالتمآب کے طریقہ عمل کے خلاف تھا۔ لہٰذا سفیدہ صبح کے نمودار ہوتے ہی جائے نماز پر لیٹ جاتیں۔ مگر ہنوز غنودگی نیند کے درجہ تک پہنچنے پاتی تو گھبرا کے بیٹھتیں اور اپنی اتنی غفلت پر بھی نہایت ہی خائف نظر آتیں۔ عبدہ فرماتی ہیں کہ روزانہ اس وقت انہیں یہی کہتے سنتی کہ اے نفس! کتنا سوئے گا؟ اور کب تک سوئے گا؟ قریب ہے کہ تو اس نیند میں سو جائے جس سے [illegible] روز کے جب آواز صور سن کر مردے قبروں سے جی اٹھیں گے [illegible] کھلنا نصیب ہی نہ ہو۔ الغرض مرتے دم تک ان کا یہی معمول رہا۔

سچ یہ ہے کہ جن پاک نفس اور صادق الیقین لوگوں کو [illegible] کی ترغیب و ترہیب کا کامل یقین ہو جاتا ہے اور جزا و سزا کی تصویر نظر کے سامنے جم جاتی ہے۔ انہیں اس دنیا کی مسرت و زندگی کے کسی لطف کا مزہ نہیں آتا۔ انہیں دنیوی راحت طلبی سے دوچار ہوتے ہی انجام کی حالت یاد آجاتی ہے اور فوراً ان تمام دنیوی مسرتوں کو چھوڑ کے نجات اخروی کی فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ یہی حالت جناب رابعہ کی تھی۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ ان کا قلب حق آگاہ کسی دنیوی مسرت کی طرف متوجہ ہوتا۔

آخر ۱۲۵ھ میں اور بعض لوگوں کے بیان کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۸ھ میں وصال کا وقت آگیا۔ وہ جس مرض میں مبتلا ہوئیں، بیماری نے بہت تنگ کیا۔ مگر کسی کو بلا کے پریشان کرنا گوارا نہ کیا اور عبدہ جو دیر سے خدمت کر رہی تھیں انہی کی طرف متوجہ ہو کے بستر مرگ پر پڑے پڑے یہ وصیت کی کہ "عبدہ! تو میری موت سے کسی کو تکلیف مت دینا"۔ یہ تھی [illegible] کامل شان بے ریائی کی۔ مرتے وقت بھی نہیں چاہتی تھیں کہ جنازہ دھوم دھام سے اٹھے اور اس کے بعد فرمایا "اور [illegible] یہ کرتہ جو میں نے پہن رکھا ہے بس یہی میرا کفن ہے۔ نہلانے کے بعد پہنانا اور دفن کر دینا"۔ یہ کرتہ کسل کا بنا ہوا تھا اور اپنی ساخت کے لحاظ سے نہایت ہی سادہ تھا۔ نہ یہ کربلا کا کفن تھا اور نہ زمزم کے پانی میں دھویا گیا تھا مگر اسے یہ سب سے بڑی فضیلت حاصل تھی کہ اسے زیب تن کر کے دعائے نیم شبی اور یاد الٰہی کرتے ایک مدت گزر گئی۔ لہٰذا اس فرسودہ کرتے کے تقدس اور نیکی کا اس سے زیادہ اور کوئی گواہ نہ ہو سکتا تھا۔ غرض عبدہ نے انہیں اسی کرتہ میں دفن کیا۔ پھر سال بھر کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا تو اس شان سے کہ سندس و استبرق کے حلے پہنے ہوئے ہیں۔ پوچھا اے بی رابعہ وہ کملی کا کرتہ کیا ہوا؟ جواب دیا۔ اب خدا تعالیٰ نے اس کے عوض مجھے یہ کپڑے پہنا دیئے ہیں۔ یہ تو کوئی چیز ہی نہیں خدا تعالیٰ کے [illegible] کے مراتب اگر تم یہاں آکے دیکھو تو معلوم ہو کہ کیا ہیں اور کیسے ہیں۔" عبدہ نے پوچھا "اچھا بتایئے عبیدہ بنت کلاب کس حالت میں ہیں؟" یہ بھی اس عہد کی ایک نیک خاتون تھیں۔ حضرت رابعہ نے کہا۔ "وہ فضیلت اور رتبہ میں ہم سب سے بڑھ گئیں۔" پوچھا "کیوں"؟ کہا اس لئے انہیں اس کی بالکل پرواہ نہ تھی کہ دنیا میں کیسی گذر رہی ہے۔ بس ان کی یہی بے نفسی خدا کو پسند آگئی۔

معاصر "الفضل" کا اخلاقی معیار

ہم گئے واں بھی تو ان کی گالیوں کا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں صرف درباں ہو گئیں[۱]

چند دن ہوئے اخی المکرم سید اختر حسین صاحب کا ایک مضمون قادیان مشن کے متعلق پیغام صلح میں شائع ہوا تھا۔ اس پر اور دیگر ایسے ہی مضامین جو اس ضمن میں چھپتے رہے ہیں معاصر الفضل بہت آتش زیرپا ہوا ہے اور ۲۹ راگست کے شیوع میں ایک ایسا زہریلا اور گالیوں سے بھرا ہوا مقالہ لکھا ہے کہ الاماں! الحفیظ! ایک مذہبی روزنامہ کی اس پست صحافتی پر جہاں حیرت ہوتی ہے وہاں افسوس بھی ہوتا ہے۔ جماعت کے اس ذریں آرگن جس کا دعویٰ ہے کہ احمدیت کی روشنی اطراف عالم میں اسی کے ذریعہ پھیل رہی ہے اس کا اخلاقی معیار اتنا کثیف ہو اور جس علم الکلام میں وہ اپنے دلائل اور براہین کو پیش کرتا ہو وہ پایہ اخلاق سے اتنا گرا ہوا ہو۔ اس پر سوائے اس کے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ گالی کا جواب گالی سے دینا تو خوبی نہیں اور نہ ہم اس بلیغ علم الکلام کو زیادہ طول دینا چاہتے ہیں البتہ ان گالیوں کی فہرست ضرور درج ذیل کر دی جائے گی۔ تاکہ قارئین کرام کی نظر میں دونوں صحیفوں کے متعلق ایک اچھا تقابل پیدا ہو جائے۔ اور پبلک کے کسی شریف حصہ سے ہی وہ آواز اٹھے جو معاصر الفضل کو مجبور کر دے کہ وہ اپنے اخلاقی معیار کو بلند کرے۔ ان مضامین سے جو جماعت قادیان کے اندر تبلیغ کے متعلق لکھے جا رہے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف دونوں جماعتوں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے اور غرض صرف یہ ہے کہ دونوں جماعتوں کے اندر ایک نہایت خوشگوار فضا پیدا ہو جائے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح تبادلہ خیالات کر سکیں جس طرح بھائی بھائیوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ آخر اختلاف تو حقیقی بھائیوں میں بھی ہوا کرتا ہے۔ لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ گالیوں پر اتر آئیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ مہذب انسانوں کا شیوہ نہیں۔ وہ بربریت کا دور گزر چکا اور حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے ساتھ ہی اس دور کا خاتمہ ہو چکا جس میں معمولی سے مذہبی اختلاف پر انسانیت کو پس پشت پھینک کر لوگ دست و گریباں ہو جایا کرتے تھے۔ معاصر "الفضل" کو چاہئے تھا کہ وہ ہمارے اس اقدام پر خوش ہوتا اور نہایت زوردار الفاظ سے ہماری تائید کرتا اور حضرت المسیح موعودؑ کی دونوں جماعتوں کے درمیان رفق و ملاطفت کے جذبات پیدا کرنے میں ہمارا ممد و معاون ہوتا۔ جماعت قادیان ایک مشنری جماعت ہے جہاں اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کو دنیا کی ہر جماعت کے سامنے پہنچائے وہاں اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ نہایت خندہ جبینی کے ساتھ دوسروں کے خیالات سنے اور خیالات کے پہنچنے سے پہلے ہی فضا کو مکدر کرنے کی کوشش کرنا قابل تحسین نہیں۔ چند دن ہوئے ایک ایسا ہی مظاہرہ خاص قادیان میں ہی کیا گیا تو کیا اس کے نتائج کچھ خوشگوار رنگ میں جو آئندہ نکلیں گے۔ میرے ناچیز خیال میں یہ توقعات فضول ہیں اور انہیں اب اٹھا رکھنا چاہئے۔ پیشتر اس کے کہ ہم اس مقالہ افتتاحیہ کا جواب دیں نہایت ضروری معلوم دیتا ہے کہ ان گالیوں کی ایک فہرست بھی شائع کر دی جائے جو معاصر "الفضل" نے جماعت لاہور کے معزز افراد کو دی ہیں۔

گالیوں کی فہرست

(۱) مداہنت کی تمام منازل طے کرنے والے۔
(۲) خفیہ جوڑ توڑ کرنے والے۔
(۳) محض فتنہ و شرارت کو مدنظر رکھنے والے۔
(۴) صریح دروغگوئی اور کذب بیانی سے کام لینے والے
(۵) بیہودہ گوئیاں کرنے والے
(۶) اصحاب الفیل وغیرہ وغیرہ۔

آئندہ کیلئے ہم نے تہیہ کیا ہے۔ اگر دشنام طرازی کی یہ روش معاصر الفضل نے ... جاری رکھی تو ہم ان گالیوں کو شائع کر دیا کریں گے تاکہ پبلک اور معاصر الفضل خود ہی اس انداز بیان کا محاسبہ کر سکے۔

اسی مقالہ میں "الفضل" رقمطراز ہے

"قادیان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاف اور واضح ترین تحریروں اور الہامات کو نظر انداز کرنے والے قادیان کو ظالموں کی بستی کہنے والے دراصل خود بہت بڑے ظالم اور ستم شعار ہیں۔ اگر انہیں شرم حیا کا کوئی ذرہ باقی ہے تو ان لوگوں کے نام شائع کریں جو بقول ان کے قادیان میں رہتے ہوئے اور جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہوئے اس قسم کی دعائیں کرتے ہیں (یعنی قادیان سے نکلنے کی دعائیں کرتے ہیں)"

ہم نے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور الہامات کو نظر انداز نہیں کیا اور نہ بحیثیت حضرت مسیح موعود کی ایک مجاہد اور صادق جماعت ہونے کے ہمیں یہ زیبا ہے کہ ہم ان کی تحریروں اور الہامات کو نظر انداز کریں یہ محض غلط فہمی ہے۔ حضرت مسیح موعود کے الہامات قادیان کے بارہ میں ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود قادیان کی نسبت فرماتے ہیں:۔

"قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا کہ اخرج منه اليزيديون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں"

اور اسی کے ضمن میں قادیان کے متعلق دمشق کی مشابہت قائم کرتے ہوئے فرمایا

"پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے"

پھر لکھتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔ دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے"

آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریریں تو قادیان ہی کے متعلق ہیں۔ کوئی لوگ تو ہوں گے جن پر حضرت مسیح موعود کے اس الہام اور اس کی تشریح کا اطلاق ہوتا ہو، جو قادیان میں ہی سکونت رکھتے ہوں اور وہیں پیدا کئے گئے ہوں اور جن میں ایسی خصوصیات ہوں جو غیر اخلاقی، غیر انسانی اور غیر اسلامی ہوں اور ان کی اسفل خصوصیات کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو یزیدی طبع کہا ہے۔

[۱] اصل شعر میں "مس گیا" ہے

ہمارے ایک معمولی سے اشارہ پر کہ قادیان میں مظلوم لوگ ہیں۔ اتنا سیخ پا ہونا اور جماعت کو مشتعل کرنے کی کوشش کرنا کہ نعوذ باللہ ہم قادیان کے متعلق صرف یہ کہہ کر کہ وہاں مظلومین ہیں حضرت مسیح موعود کی بے ادبی اور گستاخی کرتے ہیں محض پبلک کی غلط رہنمائی کرنا ہے اور انہیں ہمارے متعلق ایسی ترغیبات دینا ہے جو اچھی نہیں ہیں۔ ایک لحہ کیلئے فرض کر لو کہ جو کچھ پیغام صلح میں رقم ہوا وہ غلط تھا تو اس کی ایک تردید ہی کافی تھی۔ اگر واقعی وہاں مظلوم لوگ نہیں ہیں تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ ہمارے بھائی آسودگی سے رہیں تو ہمیں خوشی ہے مگر گذشتہ سالوں کے واقعات اس کی تردید کرتے ہیں۔ . . .

- - - - - - - - - - - - - -

. . . . . اور دوسرے ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ ہم ان لوگوں کے نام شائع کریں جو مظلوم ہیں اور ظلم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جس دن جناب خلیفہ صاحب کو خواب میں نظر آنے والے پانچ سو منافقین کی فہرست اخبار میں شائع ہو جائے گی۔ اسی دن ہماری طرف سے مظلومین کی فہرست بھی شائع کر دی جائے گی۔ تعویق اس وقت تک ہے جب تک وہ فہرست شائع نہیں ہوتی۔

جماعت لاہور کی مشابہت اصحاب الفیل سے قائم کرنا اور قادیان کے مشن کو اصحاب الفیل کے مکہ پر حملہ کا مترادف قرار دینا حد سے بڑھی ہوئی زیادتی ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور میں اصحاب الفیل تو نہیں البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب اور رفقا ضرور موجود ہیں۔ ایسے جلیل القدر انسان بھی ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملہم فراست نے فرمایا:۔

"اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک جوان صالح خدا تعالیٰ کے فضل کو پا کر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے یعنی حبّی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر ہیں۔ ان کے آثار عمدہ پاتا ہوں اور وہ مدت سے اپنے دنیائی کاروبار کا حرج کر کے خدمت دین کیلئے قادیان میں مقیم ہیں اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کے حقائق و معارف قرآن شریف سن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہ کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرے گا اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائیگا جو ہمجنسوں کیلئے پیروی کے لائق ہونگے اے خدا ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔"

ایسے بھی صاحب سطوت اصحاب اس جماعت میں شامل ہیں جن کے متعلق حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ میری ہی شاخ ہیں اور مجھ میں ہی داخل ہیں اور ایسے بھی ہوئے جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مجھے اپنے بچوں سے زیادہ عزیز ہیں اور ایسے بھی ہوئے جن کے متعلق فرمایا کہ کاش ہمارے بچے بھی ایسے ہوتے۔ مکرم مدیر الفضل پر روشن ہونا چاہیے کہ ان بزرگ و برتر حضرات کیلئے اصحاب مسیح موعود کا ہی لفظ استعمال کرے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے مقابل اور مغالطے دنیا کے سامنے پیش کرنے کا انجام کبھی اچھا نہ ہوگا ٹوٹ جائے گی وہ قلم اور شل ہو جائے گی وہ زبان جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک روح کو صدمہ پہنچے۔

باقی . . . . رہا یہ امر کہ ہم قادیان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں یا خدانخواستہ ہمارے قلوب میں اس مقام کی کوئی تحقیر پوشیدہ ہے۔ یہ ممکن ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان رکھنے والے اور دنیا میں ان کی جماعت کو بڑھانے والے ہیں۔ ہمارے متعلق یہ کہنے کی جرات کرنا کہ ہم حضرت مسیح موعود کے مقام کی بے حرمتی کرنا چاہتے ہیں یا فاسد ارادے دلوں میں رکھتے ہیں۔ کوئی دل لگتی بات نہیں بلکہ بعید از قیاس ہے۔ جب وقت آئے گا تو دنیا خود دیکھ لے گی کہ ہم کیا چاہتے تھے اور ہمارے مقاصد کتنے پاکیزہ تھے اور ان مقاصد کے پیچھے ہر ایک جذبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت سے بھرپور تھا۔ ہم معاصر "الفضل" پر یہ روشن کر دینا چاہتے ہیں کہ ہماری غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ہم صرف ان غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں جو شومئی قسمت سے دونوں جماعتوں کے درمیان پیدا ہو چکی ہیں اور ان اصولوں کو جنہیں ہم صحیح سمجھتے ہیں نہایت صلح اور آشتی کے ساتھ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری کوئی غرض نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو وہ مدیر "الفضل" کے اپنے ہی دماغ میں ہے۔ ہمیں اس سے کوئی علاقہ نہیں۔ اپنے اصولوں کی امن کے ساتھ اشاعت کرنے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے سے ہمیں کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ نہ گالیاں ہمیں خائف کر سکتی ہیں۔ نہ دھمکیاں ہمیں باز رکھ سکتی ہیں اور ہم پر ان حربوں کا پرلشیہ برابر بھی اثر نہیں۔

الیس۔ محمد آصف قادیانی
(بی۔ اے)

شذرات

علامہ سر اقبال مرحوم کی ایک پیشگوئی

چند دن ہوئے ایک کتاب قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور نے شائع کی ہے جس کا عنوان ہے (The poet of the East) یعنی شاعر مشرق۔ اس کے مصنف کوئی صاحب عبد اللہ انور بیگ ہیں اس کتاب کو ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کی سوانح حیات اور ان کے کلام پر ایک تبصرہ خیال کرنا چاہیئے کتاب کے صفحہ ۱۳۰ پر یہ لکھا ہے

(علامہ مرحوم نے ایک اور تحریک کی پیشگوئی کی تھی)

اور اس پیشگوئی کو علامہ مرحوم کے الفاظ میں ہی یوں ادا کیا ہے:۔

"میں محسوس کرتا ہوں کہ مستقبل قریب میں ہی ایک انسان کا ظہور ہوگا۔ وہ صاحب عمل انسان ہوگا۔ اسلامی ہند کی نجات اس کے ذریعہ ہوگی۔ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے ایک شخصیت کی ضرورت ہے مصطفیٰ کمال نے ترکی کو نجات دی۔ مسولینی نے اٹالیہ کی تقدیر بدل دی اور جرمنی میں ہٹلر کے ذریعہ ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اور وہ صاحب سطوت انسان جس کی طرف میرا اشارہ ہے وہ سرزمین پنجاب سے پیدا ہوگا!!"

جہاں تک ہمارا خیال ہے علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کسی آنیوالے کے انتظار کو ملت اسلامیہ کے لئے مہلک خیال کرتے تھے۔ کیونکہ انتظار سے قوم کی قوت عمل کمزور ہو جاتی ہے اور اس میں خود اعتمادی نہیں رہتی لیکن اب وہ خود ایک ایسے عظیم الشان انسان کی پیشگوئی کر گئے ہیں جو ملت اسلامیہ کا نجات دہندہ ہوگا۔ اور وہ پیدا بھی سرزمین پنجاب سے ہوگا۔ خیر علامہ مرحوم ایک انسان تھے ان سے اس قسم کی غلطیوں کا سرزد ہونا بعید نہیں۔ ہمیں ان سے اتفاق ہے کہ ملت اسلامیہ کی نجات صرف ایک صاحب سطوت امام سے وابستہ ہے لیکن ایک امر میں ہم ان سے اختلاف کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ علامہ سمجھتے تھے کہ وہ مستقبل قریب میں پیدا ہوگا لیکن ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ پیدا ہو چکا اور سرزمین پنجاب میں ہی پیدا ہوا۔ اور اس عظیم الشان انسان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں اور وہ ہیں اس دور کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے ذریعہ سے ایک تحریک بھی معرض وجود میں آئی جس کا نام تحریک احمدیت ہے۔ صرف اس امام اور اس کی خالص اسلامی تحریک کے ذریعہ ہی اسلامی نشأۃ ثانیہ کا ظہور ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے اور باقی تمام اسلامی تحریکات محض ایک فریب اور طرز نگاہ میں مبتلا ہیں۔ جب تک وہ اس دور کے امام کو تصدیق نہیں کرتیں اس وقت تک ملت اسلامیہ کو نجات نہیں مل سکتی۔ کیونکہ یہ خداوند تعالیٰ کی ایک مشیت ہے اور اس مشیت کے رازوں سے وہ خود اچھی طرح واقف ہے۔

کیا یہ درست ہے؟

اس مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۱۲۰ پر ایک اور واقعہ درج ہے لکھا ہے کہ علامہ کے ہاں ایک دفعہ ایک مقامی کالج کا ایک طالبعلم آیا جس کے ساتھ علامہ کی اسلامی مساوات کے موضوع پر گفتگو ہوئی علامہ مرحوم نے اس گفتگو کے ضمن میں کہا:۔

"یہ ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ ہر اس امام کی اقتدا میں نماز ادا کرے جو توحید اور ختم نبوت کا قائل ہو خواہ وہ مسلمانوں کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو"

ہم علامہ مرحوم کے مندرجہ بالا بیان کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیا یہ واقعی درست ہے کہ ان کے منہ سے ایسے کلمات نکلے ہوں۔ اگر یہ درست ہے تو ہمیں ان کے ایک اور بیان کا ابطال کرنا پڑے گا۔ اور یہ وہ بیان ہے جو انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق دیا۔ اس بیان میں علامہ نے اس امر کو اچھی طرح جانتے ہوئے کہ جماعت احمدیہ لاہور توحید اور ختم نبوت پر ایمان محکم رکھتی ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد ہر مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتی ہے اس فعال اسلامی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

حیرت کا مقام ہے کہ اب انہی کی طرف سے اس بیان کو شائع کیا جاتا ہے کہ علامہ مرحوم یہ تلقین کیا کرتے تھے کہ ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ ہر اس امام کی اقتدا میں نماز ادا کرے جو توحید اور ختم نبوت کا قائل ہو خواہ وہ مسلمانوں کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ اب ان دونوں بیانوں میں سے کسے درست سمجھا جائے پہلے کو یا دوسرے کو۔ پہلے کو اگر درست سمجھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ امام جو توحید اور ختم نبوت کا قائل ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنی تو ایک طرف اسے دائرہ اسلام سے ہی خارج سمجھو اور اگر دوسرے کو صحیح سمجھیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے پہلے بیان کو باطل اور منسوخ سمجھو اور جماعت احمدیہ لاہور کے امام کے پیچھے نماز ادا کیا کرو کیونکہ وہ امام توحید اور ختم نبوت کا قائل ہے۔ اب دیکھیئے ان دو بیانوں میں سے کسے درست اور کسے غلط سمجھا جاتا ہے۔

فتنۂ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۷)

بہائی شریعت کا رنگ ملاحظہ فرما چکیے اب ذرا اس امر پر بھی نظر ڈالیے کہ اگر یہ نئی شریعت اور مذہب خدا کی طرف سے تھا تو ضرور تھا کہ خدا کا فضل بھی اس کی تائید میں ہوتا۔ جو خدا کے نازل کردہ قوانین کو دنیا میں رواج دینے کے لئے نصرت الٰہی اور حفاظت ربانی اس کے ساتھ ہو۔

۱۔ نصرت الٰہی

محمد رسول اللہ صلعم پر جب اللہ تعالیٰ نے نئی شریعت نازل فرمائی تو اس کے ساتھ ہی نصرت الٰہی اور تائید ربانی بھی شامل حال ہوئی۔ تم دیکھتے ہی دیکھتے ۲۳ برس کے قلیل عرصہ میں آپ کو وہ خارق عادت کامیابی نصیب ہوئی کہ تاریخ عالم میں بے نظیر ہے

اسلامی شریعت و تہذیب کی بے مثال کامیابی

باوجود شدید مخالفت کے آنًا فانًا میں آپ کی لائی ہوئی شریعت تمام عرب پر مسلط ہو گئی۔ حالی مرحوم کیا خوب فرماتے ہیں کہ ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ٭ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی ٭ اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے

کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

اور ابھی پوری صدی ہی نہ گزری تھی جو قرآن کی لائی ہوئی شریعت اور تہذیب نے دنیا کے بہت بڑے حصہ مشرق و مغرب پر قبضہ کر لیا اور دنیا کو علم و حکمت کی روشنی سے بھر دیا۔ حالی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اٹھی ٭ پڑی چار سو یک بیک دھوم جس کی

کڑک اور دمک دور دور اس کی پہنچی ٭ جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی

ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

اور اس کے ساتھ ہی اسلام نے اتنے بڑے زبردست کلچر یعنی ثقافت و تہذیب کی بنیاد ڈالی جس سے یورپ و امریکہ کی موجودہ تہذیب نے جنم لیا اور جس قدر علم و حکمت کی روشنی آج پھیلی ہے اس کی ابتدا اس شمع قرآنی کے نور سے ہوئی ہے۔ یہاں اس پر تفصیل سے بحث کرنے کا موقع نہیں۔ لیکن یہ وہ حقیقت ہے جسے یورپ کے منصف مزاج محققین نے بھی مانا ہے۔ میں یہاں مولانا حالی مرحوم کے ایک شعر پر اکتفا کرتا ہوں جو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے

یہ سب پود انہی کی لگائی ہوئی ہے

اسلام اور اس کی تہذیب کلچر لے جدھر کو رخ کیا ایک آگ کی طرح باطل مذہب اور ان کے کلچر کو خس و خاشاک کی طرح جلاتا ہوا چلا گیا اور خدا کی نصرت کی ہوا اسے اس طرح لئے چلتی تھی کہ دنیا کی کوئی طاقت اُسے روک نہ سکتی تھی۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ جدھر مسلمان کا منہ پھرتا تھا خدا کا بھی منہ اسی طرف پھرتا تھا۔ پھر مسلمان جہاں گیا اپنا قرآن ساتھ لیتا گیا۔ کونسا گھر تھا جہاں قرآن نہ تھا اور اس کی تعلیم پر عملاً

گھروں میں اور پبلک میں کھلے خزانے دیجاتی تھی۔ اس کی نشر و اشاعت ہر ایک مسلمان اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اس کے قوانین پر دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ اس کے اصولوں پر عمل کرنے سے فیض روحانی حاصل ہوا کہ ہزارہا انسانوں کو خدا سے جو وراء الوراء اور غیب در غیب میں پنہاں تھا تعلق پیدا ہوا جس سے انسانیت اپنے شرف کمال کو پہنچ گئی۔

بہائی شریعت ـــــ ناکامیوں نامرادیوں کا مرقع

اب آؤ ذرا بہائی شریعت پر نظر ڈالیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شریعت کے ساتھ ہی ناکامی نے بھی جنم لیا تھا۔ سب سے پہلے تو خود بانی شریعت قید ہو گئے اور اسی قید خانہ میں ہی عمر گزار دی۔ اپنی شریعت پر آزادی سے عمل کر کے لوگوں کو نمونہ دکھانا نصیب ہی نہ ہوا۔ اکثر حصہ عمر کا تقیہ کیا اور تقیہ سکھایا۔ اور کسی مذہب اور شریعت پر عمل کرنے میں جس قدر تقیہ حارج ہوا کرتا ہے دنیا کی کوئی چیز حارج نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تقیہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ دشمن کے ڈر سے اپنے مذہب کے اصولوں کے خلاف عمل کرتے رہنا۔ جب خود بانی شریعت تقیہ کرے تو فرمایئے کہ مذہب کہاں باقی رہ گیا۔ کیونکہ مذہب ایسی چیز ہے جو نمونہ سے انسان سیکھتا ہے۔ جب صحیح نمونہ ہی کوئی نہیں تو مذہب کہاں باقی رہ گیا۔

خدائی تائید و نصرت کتاب اقدس کے ساتھ نہیں ہے

کتاب اقدس جو شریعت کی کتاب تھی۔ اگر وہ پبلک میں اچھی طرح مشتہر ہوتی تو خیر اُسے ہی پڑھ پڑھا کر اس کے قوانین پر عمل کرنے کی کوئی صورت پیدا کی جاتی۔ لیکن اس بیچاری کو اس کے ماننے والے سورج کی روشنی دکھانا ہی نہیں پسند کرتے۔ بہتیرا ان کی منتیں کرو کہ صاحب ہمیں اس آسمانی کتاب کی زیارت تو کرا دو۔ لیکن نہیں ہرگز نہیں۔ اسے چھپائے پھرتے ہیں کبھی نہیں دیں گے۔ آخر اس اخفا کی وجہ کیا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یا تعجب۔ قرآن جیسی مشہور و منشور کتاب کی ناسخ کتاب۔ اور سے اور کونوں اور گوشوں میں چھپتی پھرے۔ ہندوستان میں مکمل مذہبی آزادی ہے۔ اگر بہائی لوگ برملا کتاب اقدس کی اشاعت کریں اور اس کی خوبیاں اور اس کے علم و حکمت کو دکھا دکھا کر لوگوں میں تبلیغ کریں۔ تو کوئی شخص روک نہیں سکتا۔ لیکن نہیں وہ کبھی اس کتاب کو پبلک میں نہیں لائیں گے۔ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں دیں گے۔ اس کا باعث اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا کی نصرت اور تائید اس کتاب کے ساتھ نہیں۔ وہ خدا کی کتاب ہوتی تو ضرور تھا کہ خدا اس کی نشر و اشاعت میں تائید و نصرت کرتا۔ اس کے قوانین کو دنیا میں رائج کرتا۔ دنیا میں بہائیوں کی ایک سلطنت قائم کرتا جس کے ذریعہ بہائی شریعت کے ہر پہلو پر عمل ہو سکتا۔ اس کے ذریعہ دنیا میں علم و حکمت کلچر و تہذیب کی بنیاد ڈالتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا جو صاف دلیل اس بات کی ہے کہ خدا اس کے ساتھ نہیں ہے۔ ہمارے مرشد حضرت اقدس مرزا صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو

تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو

. . . .

زبانی جمع خرچ کوئی حقیقت نہیں رکھتا

خدا کی قائم کردہ شریعت پردہ نشین شریعت نہیں ہوا کرتی کہ باوجود مذہبی آزادی موجود ہونے کے مکانوں کے اندر دروازے بند کر کر کے اس پر عمل کیا جائے بلکہ وہ پردہ برانداز ہوتی ہے کیونکہ حق باطل سے ڈرا نہیں کرتا۔ اگر کتاب اقدس خدا کی کتاب ہے تو قرآن کریم کے مقابلہ میں سامنے آنے سے ڈر کس بات کا ہے۔ لیکن عیب تک خدا کی نصرت اور تائید نہ ہو۔ کوئی شریعت اور مذہب فروغ نہیں پا سکتا۔ دلیسے کہنے کو کہتے ہیں کہ ہمارے اتنے مرید امریکہ میں ہیں اتنے ہندوستان میں ہیں اور اتنے ایران میں۔ لیکن کون جانتا ہے کہ کتنے ہیں۔ پردہ کا یہی تو فائدہ ہے

بہائی شریعت پیدا ہوتے ہی منسوخ ہو گئی

جب شریعت پر عمل ہی کوئی نہیں تو پتہ کیسے لگ سکتا ہے کہ کتنی تعداد میں بہائی دنیا میں آباد ہیں۔ تقیہ کی یہ حالت ہے کہ بہائی شیعوں میں شیعہ بن کر رہتے ہیں تو سنیوں میں سُنی۔ سکھوں میں سکھ اور عیسائیوں میں عیسائی۔ اب کوئی آسمان کے ملائکہ ہی مردم شماری کریں تو پتہ لگے کہ درحقیقت بہائیوں کی تعداد کتنی ہے۔ ان بہائیوں کی روحانی مجلس میں جو آدمی نظر آتے ہیں۔ ان سے باہر نکل کر پوچھو تو وہ بہائی ہونے سے انکار کر دیں گے۔ اندر جا کر ان کے پیشوا سے پوچھو تو وہ کہیں گے کہ ہاں یہ لوگ بہائی تھے۔ سمجھ نہیں آتا کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔ اور جب حالت یہ ہو کہ ہر ایک بہائی اپنے ملک کے رنگ میں رنگین نظر آتا ہے تو وہ شریعت کہاں گئی جو قرآن کو منسوخ کرنے آئی تھی جب اس پر برملا عمل نہیں تو اس بیچاری نے کسی کو منسوخ کیا کرنا تھا۔ وہ اپنی پیدائش کے دن سے منسوخ ہے۔ آخر اس حقیقت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے کہ خدا کے فعل نے اسے دنیا میں منسوخ کر کے رکھا ہوا ہے۔ تاکہ اس کے باطل ہونے پر ایک نشان ہو۔ ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید (ق ۳۷) اس میں اس کے لئے نشان ہے جو غور کرے اور سمجھے یا ٹھنڈے دل سے سچی بات کو سُنے۔

۲۔ حفاظت الٰہی

حفاظت الٰہی کے معاملہ میں بہائی شریعت تو بُری طرح ناکام ہوئی ہے۔ عملی طور پر جب کا وجود ہی دنیا میں نہیں۔ اس کی حفاظت تو ایک بے معنی بات ہے۔ رہی وہ کتاب جس میں شریعت بہائیہ ہے یعنی کتاب اقدس۔ تو وہ بیچاری خود چھپتی پھرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی مخفی کتاب میں جس قدر بھی تحریف ہو جائے ممکن ہے۔ جو کتاب پبلک میں مشتہر نہیں۔ اس میں ہر ایک قسم کی تحریف کی گنجائش ہو کیونکہ بالکل ممکن ہے کہ اندر ہی اندر احبار اور رہبان جو چاہیں اس میں سے نکال دیں۔ اور جو چاہیں اس میں بڑھا دیں۔ ایسی چھپی ڈھکی کتابوں کی حفاظت کا کوئی اعتبار نہیں ہوا کرتا۔

بہائی مبلغ پریتم سنگھ صاحب کا بیان

ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ پریتم سنگھ صاحب بہائی مشنری لاہور سے مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی کہ کتاب اقدس محفوظ کتاب نہیں اس میں اغیار نے بہت کچھ دستبرد کی ہوئی ہے۔ مجھے اس وقت یہ شک ہوا اور اب بھی یہ شک ہے کہ کہیں آئندہ دستبرد کرنے کی یہ تمہید ہو۔ یہ کہہ کر کہ اس میں دستبرد انسانی ہے جو چاہیں گے اس میں سے نکال دیں گے اور جو چاہیں گے تو ترمیم کر دیں گے۔ تاکہ اس طرح اعتراضات سے جان چھوٹے۔ بہرحال اگر ان کا یہ بیان صحیح ہے تو بہائی شریعت ختم ہو گئی۔ اندریں صورت یہ ایک خدا کی طرف سے نشان سمجھا جائے گا کیونکہ اگر کتاب اقدس اور اس کی شریعت خدا کی طرف سے ہوتی۔ تو

قرآن شریف کی جگہ آئی تھی تو خدا اس کی ضرور حفاظت کرتا۔ خدا کا اس کی حفاظت نہ کرنا خدا کی عملی شہادت ہے کہ دنیا کو اس کی ضرورت نہ تھی اور خدا کا یہ عمل بطور نشان کے ہے۔ اگر کسی کے کان ہوں تو وہ سنے اور اگر کسی کی آنکھ ہو تو وہ دیکھے اور دل ہو تو غور کرے

صرف قرآن کریم محفوظ کتاب ہے

دنیا کو اسی آسمانی کتاب کی ضرورت ہے جس کی حفاظت خدا کر رہا ہے اور وہ قرآن کریم ہے جو تمام دستبرد انسانی سے محفوظ ہے خدا نے اس کے الفاظ کو محفوظ رکھا۔ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں اس کے نسخے چھپے ہوئے ہر ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں حافظ قرآن موجود ہیں کسی کی مجال نہیں جو ذرا بھی تحریف کر سکے۔ پھر اس کی شریعت کو محمد رسول اللہ صلعم کی سنت اور سلف صالحین کے تعامل سے محفوظ کر دیا اس کے عقائد عبادات اور معاملات و حکمت کی حفاظت کیلئے امت میں ایک سلسلہ علمائے ربانیین، مجددین و ماموریں کا جاری رکھا تا ہر زمانہ اور ہر ملک میں اصل دین کی حفاظت ہوتی رہے اور جو کچھ بدعات دین میں پیدا ہوں ان سے اس کی صفائی ہوتی رہے۔

موجودہ زمانہ میں اسلام کے تین دشمن

اور اس زمانہ میں تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت پر ایک ایسا نشان قائم کیا جس سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ قرآن کے نور کو بجھانے کے لئے جس طرح ابتدائے اسلام میں عرب کے بت پرستوں اور یہود نے اور روما کے عیسائیوں اور ایران کے آتش پرستوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا اور قرآن کریم نے بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون (صف) کہ یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اس نور کو پورا کر کے رہیگا۔ اگرچہ کافروں کو یہ ناپسند ہے اور پھر ایسا ہی ہوا کہ یہ ظلمت کے فرزند سب کے سب ناکام رہے اور اللہ کا نور پورا ہو کر رہا۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں بھی تاریکی کے فرزندوں نے اس نور کو بجھانے کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ مغرب میں یورپ اور امریکہ سے پادریوں نے قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کو بدنام کرنے اور ان کے خلاف جھوٹ اور بہتان سے پر سیاہ پروپیگنڈا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ جو جو کمین سے کمین اعتراضات ہو سکتا تھا اس کے کرنے سے انہوں نے فرق نہیں کیا۔ آنحضرت صلعم کی پاکیزہ تصویر جہاں تک ممکن تھا بگاڑ کر دکھائی اور اسلام کو ایک وحشیوں کا مذہب بنا کر تمام دنیا کو اس سے متنفر اور بیزار کر دینا چاہا۔ اور کیا۔ ادھر مشرق میں ہندوستان سے آریہ سماج نے ان کی کاسہ لیسی کر کے نہایت شوخی سے انہیں اعتراضات کو دہرایا۔ لیکن ان دو دشمنوں کے علاوہ ایک تیسرا دشمن ایران سے اٹھا جس کا حملہ اسلام کے خلاف ایک انوکھی طرز کا تھا اور وہ یہ تھا کہ ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ میں خدا ہوں جو بہاء اللہ کے روپ میں ظاہر ہوا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ قرآن کی شریعت کو منسوخ کردوں اور ایک نئی شریعت کی بنیاد ڈالوں۔ گویا پہلے دو حریف اسلام تو انسان تھے۔ مگر یہ [illegible] بقول بہاء اللہ خود خدا تھا جو اسلام کو مٹانے آیا تھا۔

پہلوان اسلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب

پس جب مخالفت کا پیالہ اپنے کناروں تک بھر گیا تو عین وقت پر خدا نے ایک شخص مرزا غلام احمد کو اپنے وحی و الہام سے مشرف فرما کر کھڑا کیا جس نے خدا کا سچا پیغام دنیا کو یہ سنایا کہ محمد رسول اللہ صلعم خدا کے زندہ نبی اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور قرآن خاتم الکتب ہے اس کے بعد کوئی کتاب نہیں اور شریعت محمدیہ آخری شریعت ہے۔ اسکے بعد کوئی شریعت نہیں۔ اس نے عیسائیوں اور آریوں کے اعتراضات کے پرخچے اڑا دئے اور قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت پر علاوہ بہت سے لٹریچر کے ایک مستقل کتاب براہین احمدیہ لکھی جس کے دلائل توڑنے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا لیکن کوئی مقابل پر نہ آیا۔ بار بار آپ نے بڑی زور سے اعلان کیا کہ اسلام کا خدا زندہ ہے۔ اسلام کا نبی محمد رسول اللہ صلعم زندہ ہے۔ کیونکہ اس کی پیروی سے آج بھی بندہ اپنے رب سے تعلق پکڑتا ہے اور اس کی ہمکلامی سے مشرف ہوتا اور اس کے قرب کو حاصل کرتا ہے۔

پہلوان اسلام کا مذاہب عالم اور ان کے مقتداؤں کو چیلنج

اور آپ کے اس پیغام کی تائید و تصدیق میں سینکڑوں نشانات آسمانی آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے تاکہ بہاء اللہ صاحب کا خدائی اور ناسخ شریعت محمدیہ ہونے کا دعویٰ سب جھوٹا اور باطل ثابت ہو۔ پھر اتنا ہی نہیں حضرت مرزا صاحب نے جملہ مذاہب عالم اور ان کے مقتداؤں کو چیلنج دیا کہ اسلام کے زندہ اور کامل مذہب ہونے کے بارہ میں جس کا جی چاہے قالی اور حالی ہر رنگ میں مقابلہ کر لے۔ مگر اس شیر خدا کے مقابلہ آنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ آج یہ کہا جا سکتا ہے یہ شیخی کی بات ہے لیکن حق یہ ہے کہ مرزا صاحب کے چیلنج کے بالمقابل تمام اہل مذاہب کا سکوت اسلام کے حق میں ڈگری دے گیا۔ ذرا ملاحظہ ہو حضرت مرزا صاحب کس دھڑلے سے چیلنج دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

"اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا و سیدالوری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی کامل انسان گزرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی روح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو اور زندگی کی روح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو۔" (اربعین)

مشیت ایزدی — اسلام کا نور تمام دنیا میں پھیلیگا

گویا حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ خدا نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جھوٹا ہے وہ جو کہتا ہے کہ میں خدا ہوں اور شریعت محمدیہ کو مٹانے آیا ہوں انسان خدا نہیں ہو سکتا اور شریعت محمدیہ کا دامن قیامت تک دراز ہے وہ سچا اور زندہ مذہب ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ خدا لیظھرہ علی الدین کلہ کے وعدہ کو پورا کرے اور اسلام کو تمام دنیا کے دینوں پر غالب کرے۔ چنانچہ اسی کام کے لئے اس نے اس زمانہ کے مسیح و مہدی کو بھیجا ہے۔ اسلام نہیں مٹ سکتا کیونکہ وہ زندہ مذہب ہے اور خدا کا سچا دین ہے وہ اب دنیا کے کناروں تک پہنچ کر رہیگا۔ اس کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھانے والے خود بجھ جائیں گے اور یہ نور تمام دنیا میں پھیلے گا۔

حضرت مرزا صاحب کے خدام کی تبلیغی مساعی

چنانچہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خدام کے لٹریچر نے اسلام کا نور آخر یورپ اور امریکہ جیسے تاریک براعظموں میں پہنچا دیا۔ اور جن تک بھی پہنچا انہوں نے اعتراف کیا کہ مطابق فطرت خدا کا سچا مذہب یہی ہے۔ بڑے بڑے مفکرین کو یہ ماننا پڑا کہ موجودہ مغربی تہذیب و کلچر زندہ نہیں رہ سکتا جب تک اسلام کی روحانی تہذیب اور کلچر سے مل کر یہ اس سے مستفیض نہ ہو اور برنارڈ شا نے برملا کہہ دیا کہ دنیا کی نجات محمد عربی صلعم کی ڈکٹیٹر شپ میں ہے اور آج سے سو برس تک یورپ کا غالب مذہب اسلام ہوگا۔ اور یہ تو ابھی بطور اساس کے ہے ابھی مغرب سے اسلام کا آفتاب پوری آب و تاب سے چڑھنا باقی ہے [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ خدا کی باتیں انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہو کر رہیں گی اور اس کا نور اپنے کمال کو پہنچ کر رہیگا خدا کا وعدہ سچا ہے کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

ایک نو گرفتار بہائیت کا نظریہ

میں نے سنا ہے کہ ایک بزرگ جو ابھی نئے نئے بہائی ہوئے ہیں نئی روشنی کے دلدادہ نوجوانوں کے کان یوں بھرتے پھرتے ہیں کہ تیرہ سو برس گزر گئے ابھی تک اسلام تمام دنیا میں نہیں پھیلا۔ مرزا صاحب بھی مسیح موعود ہو کر آئے۔ مگر پھر بھی ابھی تک اسلام دنیا کے کناروں تک نہیں پہنچا۔ اس طرح تو اسلام نہ جانے کب تک دنیا میں پھیلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس کی طرف سے مایوسی پیدا ہو گئی۔ لہٰذا ہم اب بہائیت کے ذریعہ ایک ایسی سوسائٹی بنانا چاہتے ہیں جس میں مذہب مٹنے کی ضرورت ہی نہ رہے بس ہر ایک شخص اپنے اپنے مذہب میں رہ کر بہائی بھائی بنکر رہے۔ یعنی سکھ سکھ رہے مسلمان مسلمان رہے ہندو ہندو رہے عیسائی عیسائی رہے اور پھر بہائیت کے حلقہ میں سب بہائی بھائی بنکر رہیں۔

میرا سوال

میرا سوال یہاں یہ ہے کہ یہ اصول جو یہ نو گرفتار بہائیت صاحب اندر خانے لوگوں کو سناتے پھرتے ہیں۔ یہ بہائیت کی آسمانی کتاب یا کتاب اقدس میں ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر یہ بہائیت کا اصول نہیں یہ ان کی اپنی من گھڑت ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے نفس کو اور دوسرے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ یہ فقط اپنے بہائی ہونے کے لئے انہوں نے ایک عذر خام گھڑا ہے جس کو وہ ناحق بہائیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر میں بہرحال اس پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں

یہ نظریہ ایک سراب ہے

ذرا بھی غور و فکر سے کام لیا جائے تو مذکورہ بالا نظریہ ایک سراب معلوم ہوگا جو صرف دھوکا دینے کے لئے پیش کیا جاتا ہے وجہ یہ کہ اس سوسائٹی میں جو وہ بنانا چاہتے ہیں۔ جب مسلمان مسلمان رہے گا۔ سکھ سکھ رہے گا۔ عیسائی عیسائی رہے گا ہندو ہندو رہے گا تو کیا ہر ایک ممبر کو بہاء اللہ صاحب کو مظہر الوہیت ماننا ضروری ہوگا یا نہیں۔ اور ان سب کو اس صاحب عصمت کبریٰ کو اپنا امام اور پیشوا ماننا ضروری ہوگا یا نہیں جو عکا میں مدفون ہے۔ اگر نہیں تو پھر یہ سوسائٹی کوئی مذہب نہیں بلکہ درحقیقت مذہب کی گرفت کو کمزور کرنے اور لامذہبی کو ترقی دینے کا ایک ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس سوسائٹی کی وحدت جمعیت کے لئے کسی مذہب کو ذریعہ نہیں گردانا گیا بلکہ مذہب کی گرفت کو ڈھیلا کر کے اس کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جیسے جیسے اس سوسائٹی کی وحدت ترقی کریگی مذہب کی اہمیت دور ہوتی چلی جائیگی دوسرے لفظوں میں یہ کہ یہ سوسائٹی ترقی ہی نہیں کر سکتی جب تک مذہب کی گرفت ڈھیلی ہو کر اس کی طرف سے بے پروائی پیدا نہ ہو اور لامذہبی نہ پھیل جائے۔ پھر سمجھ نہیں آتا کہ اس کو بہائیت کا نام کیوں دیا جاتا ہے تو پھر اس کو ایک خاص مذہب کی شکل دے دیتا ہے۔ یہ سوسائٹی تو اصل دنیا میں مذہب کے ذریعہ وحدت اور امن پیدا کرنے سے مایوسی کا نشان ہے یعنی جو بات مذہب پیدا نہیں کر سکا اسے اب لامذہبی کے ذریعہ پیدا کرنے کی کوشش

ایسی سوسائٹیاں پہلے بھی بہت سی موجود ہیں ان میں فری میسن لاج سب سے نمایاں ہے اور ان کی اخوت بھی بہت مشہور ہے اور دنیا میں اس کا دائرہ وسعت بھی بہت زیادہ ہے پھر بہائی ہونے کے بجائے اگر فری میسن ہو جائیں تو بہت اچھا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی سوسائٹیاں دہریوں اور لامذہبوں کی اس قسم کی بنی ہوئی ہیں جو بہائیوں کی نسبت زیادہ اچھا کام کر رہی ہیں۔ اور اگر یہ کہو کہ بہائیت کے حلقہ میں جو شخص بھی شامل ہوگا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بہاء اللہ کے مظہر الوہیت ہونے پر ایمان لائے تو پھر مسلمان مسلمان نہ رہا سکھ سکھ نہ رہا ہندو ہندو نہ رہا عیسائی عیسائی نہ رہا۔ سب بہائی بن گئے تو پھر یہ بات کیا ہوئی کہ کولھو کے بیل کی طرح وہیں آ گئے جہاں سے چلے تھے۔

محمد رسول اللہ کی صداقت پر ایمان لانا ہی مفید ہے

اگر اخوت قائم کرنے کیلئے کسی شخص کی صداقت پر ہی ایمان لانا ہو تو پھر بہاء اللہ کے بجائے محمد رسول اللہ صلعم ہی کو کیوں نہ منوایا جائے محمد رسول اللہ صلعم تو وہ شخص ہیں جن کی روحانیت کا فیض اس قدر زبردست تھا کہ ۲۳ سال کے عرصہ میں سارا عرب مسلمان ہو گیا اور صدی نہ گزری تھی کہ تمام معلوم دنیا پر اسلام پھیل گیا اور بہاء اللہ صاحب کا فیض یہ ہے کہ ابھی تک ان کا مذہب پردہ کے اندر پنہاں ہے باہر نکلنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی۔ خود وہ بزرگ بھی جو اس نظریہ کے موجب ہیں سالہا سال تک چہرہ پر نقاب ڈال کر بہائیت کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ پس جب کسی ایک شخصیت کو منوا کر مختلف مذاہب میں وحدت و اخوت پیدا کرنا ہے تو محمد رسول اللہ صلعم کو ہی کیوں نہ منوایا جائے جن کے فیضان روحانیت کا اثر دنیا کو مسلم ہے اور جن کو مان کر خدا کی وحدانیت پر سچا ایمان اور اس کی معرفت صحیحہ حاصل ہوتی ہے اور ہر ایک مذہب والا اسلام میں داخل ہو کر اپنے نبی و رسول کو بھی منجانب اللہ صادق مان سکتا ہے اور جن کی تعلیم عین مطابق فطرت انسانی ہے۔ گویا صحیح معنوں میں دین فطرت ہے۔ برخلاف اس کے بہاء اللہ صاحب کو مان کر انسان پرستی اور شرک میں گرفتار ہونے کی وجہ سے شرف انسانیت کو خیرباد کہنا پڑتا ہے اور اگر یہ ہو کہ محمد رسول اللہ صلعم کو مان کر ان کی شریعت پر چلنا ضروری ہو جاتا ہے اور بہاء اللہ صاحب کو مان کر کسی شریعت پر چلنا ضروری نہیں اسلئے ایک سکھ بہاء اللہ صاحب کو مان کر سکھ مذہب کے اصولوں پر چلتا ہے تو ہرج نہیں۔ اور عیسائی عیسائی مذہب کے اصولوں پر چلتا رہے اور مسلمان اسلام کے اصولوں پر چلتا رہے تو کوئی ہرج نہیں۔

بہائی شریعت بے حیثیت اور بے معنی ہے

تو پھر دو باتیں ثابت ہو گئیں۔ ایک تو یہ کہ بہاء اللہ صاحب کی شریعت کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس پر عمل کرو تب بھی بہائی۔ نہ عمل کرو تب بھی بہائی۔ گویا منسوخی کی مار اس شریعت پر نازل ہو ہی دی گئی ہے۔ یہ اس گستاخی کی سزا ہے جو یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ شریعت محمدیہ کی ناسخ ہے۔ خدا کی شان یہ اپنی ذات میں ہی منسوخ ہے کیونکہ جب ایک سکھ سکھوں کے مذہب پر عمل کر کے اور عیسائی عیسائی مذہب پر عمل کر کے اور مسلمان اسلامی شریعت پر عمل کر کے بھی بہائی رہ سکتا ہے اور خدا کو پا سکتا ہے جو مذہب کی اصل غرض ہے تو وہ شریعت بہائیہ کہاں گئی جسے نوع انسان کو پہنچانے کیلئے خود خدا آیا تھا۔ جب اس کے بغیر بھی ایک آدمی بہائی ہو سکتا ہے تو شریعت بہائیہ کا وجود تو درمیان سے اڑ گیا۔ میں تو خدا کی قدرت سے حیران ہوں کہ کیا منسوخی کی مار اس شریعت پر ماری گئی ہے کہ موجب صد عبرت ہے۔

منافقت محض

دوسری بات یہ بھی ماننی پڑے گی کہ پھر یہ ایک منافقین کا گروہ ہوگا جو ظاہر تو مختلف مذاہب کے اصولوں پر عمل کرتا نظر آتا ہے اور اندر سے بہائی ہے۔ کیا مذہب کا یہی فرض ہے کہ وہ انسان کو دو رنگی کی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرے۔ تمام عمر جھوٹ اور منافقت اور دھوکا دہی میں بسر کرنا اگر کسی مذہب میں جائز ہو تو پھر وہ مذہب خدا کا نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ نظریہ موجودہ بہائیوں کا اپنا ایجاد کردہ ہے۔ تو یہ نہایت درجہ کی حماقت ہے کہ خود ہی اپنے مذہب کی جڑ پر تبر رکھ دیا۔ بقول سعدی ع

یکے بر سر شاخ و بن مے برید

اور اگر خود بہاء اللہ صاحب کی بھی اندر ہی اندر اپنے مریدوں کو یہی تلقین تھی تو اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ خدا جو بہاء اللہ کی شکل میں آیا تو سب سے بڑھ کر ناکام ثابت ہوا اس سے تو وہ بندے ہی اچھے تھے جو نبی و رسول کی شکل میں جب دنیا میں آئے تو اپنے آپ کو ہزارہا مخلوق سے منوا کر گئے اور اپنی شریعت کو دنیا کے بڑے حصہ پر پھیلا کر رخصت ہوئے۔ مگر جب خود خدا ایک شریعت لیکر آیا تو وہ اسے منوانے میں اس قدر ناکام ہوا کہ آخر تنگ آ کر کہنے لگا کہ "اچھا چلو اس پر عمل کرو یا نہ کرو فقط مجھے بہاء اللہ کے وجود میں خدا مان لو۔ اتنا ہی غنیمت ہے مجھے مانتے رہے شک منافقت اور دو رنگی کی زندگی بسر کرو اگر یہ کوئی ہرج نہیں۔ میرا ہی کسی شریعت پر عمل کرو میں اپنا دروازہ تمہارے لئے کھول دوں گا"۔ یہ امر بہاء اللہ صاحب کی مایوسی کا نشان ہے جو انہیں اپنی شریعت یا مذہب کی طرف سے ہے۔

حضرت اقدس مرزا صاحب کی تعلیم — اسلام زر خالص ہے

برخلاف اس کے حضرت اقدس مرزا صاحب کی تعلیم یہ تھی کہ اسلام ایک زر خالص ہے جو میں تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ اسے لیکر دنیا میں نکل جاؤ۔ جہاں جاؤ گے اس کے قدردان ملنے لازمی امر ہے۔ ہاں کوتاہی تمہاری طرف سے ہوگی اگر تم اسے پہنچا نہ سکو۔ اس کے اصولوں پر اگر آج دنیا عمل نہ کرے تو کچھ پروا نہ کرو۔ یہ ابدی صداقتیں ہیں۔ آخر دھکے کھا کر دنیا اسی طرف آئے گی ہاں پہلے تم خود اسے دیکھ لو۔ اپنے ضمیر کو سامنے رکھکر اس کے ایک ایک اصول کو صداقت کی کسوٹی پر رگڑ کر پرکھ لو۔ اگر زر خالص ہے تو پروا نہ کرو کہ اسے فوراً کیوں نہیں دنیا قبول کر لیتی۔ زر خالص زر خالص ہی ہے خواہ وہ گھر میں رکھا رہے یا دنیا میں چلتا رہے پیتل دنیا میں چلے تب بھی وہ پیتل ہے اور سونا اگر گھر میں بھی رکھا رہے تب بھی وہ سونا ہے۔ وقت آ جایا کرتا ہے جب دنیا پیتل اور سونے میں فرق کرنا سیکھ جاتی ہے اور پیتل کو پھینک کر سونے کو قبول کرتی ہے۔ پس تم گھبراؤ نہیں اور جلدی نہ کرو۔ خدا کے وعدوں پر ایمان رکھو اور صبر سے انتظار کرو۔ ہاں دعاؤں اور دعوت و تبلیغ کے ذریعہ اس زر خالص کو چار دانگ عالم میں پہنچانے کی کوشش کرو پہلی رات کا ہلال ہر ایک کو نظر نہیں آتا سوائے اس کے جس کی تیز نظر ہو۔ جب وہ بدر بنکر چمکتا ہے تو ایک عالم دیکھتا ہے پس میں نے اسلام کی ترقی کا ہلال دیکھ لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وقت آئے گا جب وہ بدر بن کر چمکیگا اور ایک عالم اسے دیکھیگا۔

بہائیت اور احمدیت کا خلاصہ

پس بہائیت کو اگر مختصراً دو لفظوں سے تعبیر کیا جائے تو وہ دو لفظ یہ ہوں گے کہ "خدا پر ایمان کا فقدان اور مایوسی"۔ اور احمدیت کو اگر مختصراً دو لفظوں سے تعبیر کیا جائے تو وہ دو لفظ یہ ہوں گے کہ "خدا پر ایمان اور امید"۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔ گویا ایمان اور مایوسی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے پس جس کا جی چاہے مذہب کی کامیابی سے مایوس ہو کر بہائیت کو اختیار کرے اور مداہنت اور منافقت کی زندگی [illegible] میں اخوت پھیلانے کی کوشش کرے جو کبھی نہیں پھیل سکتی [illegible] جی چاہے خدا کے وعدوں پر ایمان اور مذہب کی کامیابی کی پوری پوری امید رکھتے ہوئے اسلام کو منتخب کرے اور [illegible] ذریعہ دنیا میں اخوت اور مساوات کو پھیلانے کی کوشش [illegible] اور صحیح معنوں میں آ شامل ہو۔ پس مبارک ہے وہ جو [illegible] سے کہتا ہے۔ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا صلی اللہ علیہ وسلم

عورتوں کی حفاظت کا مسئلہ

کلکتہ میں ومین پروٹیکشن لیگ کے زیر اہتمام [illegible] این سرکار سابق لا ممبر حکومت ہند کی صدارت میں ایک [illegible] منعقد ہوا۔ جس میں صدر موصوف نے عورتوں کے متعلق [illegible] اور ان کے انسداد پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"آج غنڈوں کے ہاتھ سے عورتوں کی حفاظت کا مسئلہ بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے [illegible] کا فرض ہے کہ وہ اس جانب اپنی توجہ مبذول کرے"۔

خدا کی شان ہے انسان اپنے ہاتھوں [illegible] سمیٹتا ہے اور جب وہ سر پر مسلط ہو جاتی ہیں تو [illegible] آمادہ ہو جاتا ہے کتنی آفتیں ہیں جنہیں انسان خود [illegible] ہے اور جب ان میں گھر جاتا ہے تو حیرت سے [illegible] ہے کہ کہاں سے آ گئیں۔

عورتوں کو غنڈوں کے چنگل سے چھڑانا [illegible] کام ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ غنڈے کون [illegible] پڑے اور تیس چالیس سال کے اندر وہ کہاں سے [illegible] غنڈوں کی پیدائش کے اسباب پر غور نہ کرنا اور [illegible] پروا دیلا مچانا شاید مغربی تہذیب کا سب سے بڑا [illegible] غور کرو یہ سینما کیا ہیں؟ بدمعاشی اور غنڈہ [illegible] اڈے ہیں۔ جہاں ہر بے گناہ کو گناہگار بنانے کی [illegible] جاتی ہے۔ عورتوں کا اغوا ہو، عشق و محبت کی [illegible] ڈاکہ زنی ہو یا غنڈہ پن کا مظاہرہ یہ سب کچھ سینما [illegible] سکھایا جاتا ہے اور جب اغوا اور ڈاکہ کے فن میں [illegible] طاق بن کر نکلتے ہیں تو سر این۔ این سرکار جیسے [illegible] ہمدرد چلاتے ہیں کہ غنڈوں کے ہاتھ سے [illegible] کرو! چلانے سے عورتوں کی حفاظت ہرگز [illegible] بدمعاشی کی ان درسگاہوں کو بند کرنے سے [illegible] غنڈہ پن کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ [illegible]

اخبار لائٹ کے لئے

ایڈیٹر کی ضرورت

انجمن کے انگریزی ہفتہ وار اخبار لائٹ [illegible] تجربہ کار ایڈیٹر کی ضرورت ہے عمدہ انشا [illegible] اور اسلامی لٹریچر سے واقف ہونا ضروری [illegible] بنام سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible] تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

پیغام عام

بخدمت مسلمانان ہند

(از جناب خانصاحب سید عبدالمجید صاحب عاصم ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ لکھنؤ)

برادران اسلام! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسٹر وی۔ ڈی ساورکر پریسیڈنٹ آل انڈیا ہندو مہاسبھا نے بنگال کی دو مختلف ہندو مہا سبھاؤں کے ایک ہو جانے پر مسٹر این۔ سی چٹرجی جنرل سکرٹری بنگال ہندو مہاسبھا کو ایسے کا تار "خدا حافظ" کے عنوان سے جو مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے ۔ وہ ۲۳ راگست کے سول ملٹری میں شائع ہوا ہے ۔ حسب ذیل ہے :۔

"بنگال ہندو سبھا کی دو ٹکڑیاں بنگال میں ایک متحدہ محاذ قائم کرنے پر میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں بنگال کے ہندوؤں کا یہ احساس کہ ہندوؤں کا پہلا اور اہم ترین فرض یہ ہے کہ وہ بحیثیت ہندو اپنے قومی وجود کے قیام کے لئے مخلصانہ کوشش کرتے رہیں۔ مشترکہ اصلاح و عروج، مشترکہ ماضی مشترکہ عہدی ورثہ اور ان سب سے بالاتر اور جلیل العقدر مقصد کی ایک ہی حیلہ میں ادائیگی وہ یہ کہ آبائی ملک اور مقدس سرزمین اور بحیثیت مجموعی ایک اور صرف ایک قوم کا احساس اور اس رستہ پر نہایت مضبوطی سے اٹھایا ہوا عظیم قدم بشرطیکہ وہ خلوص کے ساتھ بے محابانہ اٹھایا جائے ——— کے متعلق احساس ایسا احساس جو کہ ایک شاندار اور پرشکوہ مقدر کی طرف رہنمائی کرنے والا ہو گا۔ پس آج سے بنگال کے ہندوؤں کو کبھی منقسم نہیں ہونا چاہئے۔ انہیں ہر ایک سوال کو خواہ وہ مذہبی ہو یا تمدنی اور سب سے بالاتر سیاسی ہو صرف اور محض ہندوانہ نکتہ نظر سے دیکھنا چاہئے ——— اور ان جھوٹے خداؤں کو جو "ملکی قومیت" نے کھڑے کر رکھے ہیں ہمیشہ کیلئے بے تاج و تخت کر دینا چاہئے!"

یہ پیغام قومی جذبات کا پیکر اور حب وطن کا ایک زندہ مجسمہ ہے اور اس کے ساتھ ہی جو حقیقی روح اس سارے پیغام کے جذبات کی تہ میں ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کو ہندوؤں کے لئے بنانا چاہئے ——— یہاں ہندو سے مراد نام نہاد مسلمان کے نکتہ خیال سے سناتن دھرمی ہی نہ لینا چاہئے۔ بلکہ مسٹر ساورکر کے خیال میں سناتن دھرمی۔ آریہ سماجی۔ سکھ۔ جینی۔ بدھ۔ پارسی اور سری جن۔ عیسائی وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ سنی۔ شیعہ بریلوی حنفی۔ دیوبندی حنفی۔ سیالکوٹی اہل قرآن اور امرتسری اہل قرآن۔ روپڑی اور غزنوی اہل حدیث۔ خاکسار۔ احرار سرخپوش۔ کانگرسی مسلم اور مسلم لیگی مسلم . . . . جس طرح مذہبی، تمدنی۔ معاشرتی اور سیاسی حیثیتوں میں ایک دوسرے کے درپے آزار و تخریب ہیں۔ اس سے بھی آگے چلئے جس طرح درپے تباہی و بربادی ہیں اس کے لئے کسی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ روزمرہ کے واقعات ہیں اور تعجب یہ ہے کہ یہ مختلف فرقے اس قدر تندی سے آپس میں برسرپیکار نہ ہوں گے جتنا کہ ایک فرقے کی دو شاخیں۔ جو باہمی قربت میں زیادہ امتیاز رکھتی ہوں۔ انہیں حالات کو دیکھ کر بے اختیار اور بے ساختہ آہ کھنچتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ ایک مذہب کے فرقے اس حالت کو پہنچے ہیں کہ ؎

ادھر تو ہندو و مسلم بہم دست و گریباں ہیں
ادھر سنی و شیعہ برسرپیکار بیٹھے ہیں
کہیں جھگڑا تبرہ کا، کہیں مدح صحابہ کا
یہ مومن ہیں، یہ مسلم ہیں یہ سب دیندار بیٹھے ہیں

یہ تو مختلف فرقے ہوئے نہ۔ اب فرقوں کے فرقے اپنی ایک فرقے کی درمیانی شاخیں لیجئے ؎

وہ اک مذہب کے فرقے تھے یہ ان فرقوں کے فرقے ہیں
جو سب سے بڑھ کے باہم برسرپیکار بیٹھے ہیں
تعجب ہے کہ جتنے بھی قریبی ہیں وہ اتنے ہی
بہم دست و گریباں ہیں سینے خونخوار بیٹھے ہیں
یہی تو وجہ ہے جس سے درو دیوار ایران کے
فلاکت۔ شورنجتی۔ حسرت اور ادبار بیٹھے ہیں

آہ! واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اور انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم جیسے ارشادات الٰہی کو ہم نے نظر انداز کر رکھا ہے۔ دوسری طرف سرور عالم فداہ ابی و امی کے ارشاد لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ اور المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ والمومن من امنہ الناس علی دماءھم و اموالھم کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف کفر و ارتداد کے فتووں کے تیر چلائے جا رہے ہیں۔ آہ! یہی کیفیت ہے کہ ؎

ذرا بھی اختلاف الرائے ہو جن سے تو کہتے ہیں
تجنب سے کہ دیکھو سب یہ ناہنجار بیٹھے ہیں
انہیں ہے اتقا کا زعم اپنے ہر مخالف کو
بڑی نفرت سے کہتے ہیں کہ یہ کفار بیٹھے ہیں

ایسے ہی حالات تھے جس کے متعلق ایک دفعہ میں نے ابلیس کے مفہوم کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے اس کے دو شعر یہ ہیں ؎

ابلیس دی گفت چہ ساماں فرختم، من جوع ارض را بہ مسیحاں فرختم
وا از فراق و ذلت و تکفیر ہمدگر، من آنچہ داشتم بہ مسلماں فرختم

اور اسلام کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ؎

در اسلام بر عالم بہ بستند ہر دو تکفیر مسلم عام کردند

ہر ایک فرقے والا کہدیگا کہ جو ہم میں شامل نہیں ہیں وہ مسلمان ہی نہیں ہیں تو پھر ہم پر الزام کیوں ہے آہ! ہندو ایک گائے کو مان کر ہندو رہ سکتا ہے مگر مسلمان پانچ چیزوں کو اور اصولی چیزوں کو مان کر مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اگر کسی خاص اسلامی فرقے سے تعلق رکھنے والے کو ایسا ہی پیغام دینے کا موقعہ ملے تو وہ اپنے فرقے کے سوا سب فرقوں کی موت کا پیغام ہی سمجھ کر خوش ہو گا۔ آہ! وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم کے وعید کو اپنے اوپر جاری کر رہے ہیں اور کچھ نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ یہ تو وہ کہتے ہیں کہ مسلمان گرتے چلے جا رہے ہیں مگر اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ ولا تھنوا ولا تحزنوا انتم الاعلون ان کنتم مومنین کے مطابق وہ اگر مومن ہوں تو یہ زوال کبھی آہی نہیں سکتا جس میں کہ وہ اب گرفتار ہیں۔ خدا کے لئے آؤ۔ اکٹھے ہو جاؤ اور فرقوں کو قائم رکھتے ہوئے سب مسلمانوں کو بھائی سمجھو اور ایک متحدہ محاذ قائم کر دکھاؤ۔ اور اس ارشاد الٰہی کے عامل ہو جاؤ جس میں فرمایا گیا ہے کہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص ایک مرصوص محاذ پیش کرو۔ دشمنان اسلام کے خلاف نہ کہ اپنے ہی ایک دوسرے کے خلاف انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بینکم کو پورا کر دکھاؤ۔ اگر دینی اور دنیوی نجات کے طالب ہو۔

تعلیمیافتہ نوجوانوں کی بیکاری

ہر طبقہ میں بیکاری اپنے پورے عروج پر ہے اور سب کیلئے اس دور میں زندگی بسر کرنا ایک دشوار مرحلہ ہے لیکن تعلیمیافتہ نوجوانوں کے لئے قریباً معاش کے سب راستے مسدود ہو چکے ہیں ہر طرف تعلیمیافتہ نوجوانوں کی اتنی بھرمار ہے کہ اب ان کی بیکاری باقاعدہ ایک مسئلہ بن چکی ہے۔ حکومت اور یونیورسٹیوں دونوں کیلئے مشکلات درپیش ہیں۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بیکاری کی وجہ سے قابل مواخذہ کون ہے حکومت یا یونیورسٹیاں۔

یونیورسٹیوں کا کوئی قصور نہیں ان کا نصب العین تو صرف ذہنی اور سماجی کلچر کا پھیلانا ہے وہ تو ایک نوجوان کو صرف اس قابل بناتی ہیں کہ اسے اپنے دماغی قوا پر ضبط حاصل ہو۔ اور اس کے قلب میں بنی نوع انسان کیلئے ہمدردی کے جذبات موجزن ہوں اور ان خصوصیات کا ہر نوجوان کے قلب و دماغ میں پیدا ہونا ازبس ضروری ہے۔ وہ بغیر ان کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ زندگی کے کس شعبہ میں کام کر رہا ہو اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جس نوجوان میں ان مندرجہ بالا خصوصیات کا فقدان ہوگا۔ وہ کوئی بلند پایہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جو بغیر ان ہتھیاروں کے میدان میں اترتا ہے وہ یقیناً شکست فاش کھائے گا۔

یونیورسٹیوں کے دروازے ہر نوجوان کیلئے کھلے رہنے چاہئیں۔ خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو اور وہ صرف اس لئے ہی نہیں بند کر دینے چاہئیں۔ کیونکہ تحصیل علم کے بعد نوجوان کو روزگار نہیں ملتا اور وہ مارے مارے پھرتے ہیں تحصیل علم کے لئے روزگار شرط نہیں۔ علم تو صرف تادیب نفس کیلئے ہے اور یونیورسٹی کا صرف یہی غرض ہے کہ ملک کے اندر کثرت کے ساتھ تعلیمیافتہ لوگوں کو پیدا کر دے جو ہر لحاظ سے متمدن اور مہذب ہوں اور جن کے اندر اپنے ملک و ملت کے لئے قربانی کے جذبات بدرجہ اتم موجود ہوں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس وقت جو یونیورسٹیوں کے اندر تعلیم دی جا رہی ہے وہ ناقص ہے اور اس میں ترمیم پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ترمیم تو ہر صورت میں ہو سکتی ہے اور کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر ملک میں موجودہ طریقہ تعلیم بھی رائج نہ ہو تو پھر اس صورت میں ترمیم کس چیز میں کی جائے گی۔ سو موجودہ طریقہ تعلیم نہ ہونے سے بہت بہتر ہے اور اس نے ہمارے ملک میں بیداری پیدا کی ہے البتہ اس طریقہ تعلیم پر جو مغربی کلچر کا مضر اثر پڑا ہے اسے آہستہ آہستہ رفع کیا جا سکتا ہے۔ سو جہاں تک بیکاری کا تعلق ہے یونیورسٹی کسی لحاظ سے بھی مورد الزام نہیں۔

اگر یونیورسٹی قصوروار نہیں تو کیا والدین مورد عتاب ہیں جو اپنے لڑکوں کو یونیورسٹیوں میں تعلیم کیلئے بھیجتے ہیں۔ سرسری نگاہ کو اس میں والدین کا قصور نظر آئے۔ لیکن اگر ذرا غور سے دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ والدین جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ طبعی تقاضا کی بنا پر کرتے ہیں سب والدین کی قدرتی طور پر خواہش ہوا کرتی ہے کہ ان کی اولاد ایک باعزت زندگی بسر کرے اور سوسائٹی میں ان کی توقیر کی جائے۔ شرفاء کی سوسائٹی کی اقتدار اس زمانہ میں ایسی ہے کہ جب تک کوئی نوجوان ایک خاص درجہ تک تعلیمیافتہ یعنی گریجویٹ نہ ہو وہ وقعت اور عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ شرافت کے اس معیار کو گذشتہ صدی کے بعض ناگزیر حالات نے پیدا کیا ہے اور والدین کا اس میں قصور یہ کیا ہے وہ انسانی طبیعت اور فطرت سے مجبور ہیں جب تک ملک کے اندر کوئی اور راستے اور طریقے پیدا نہیں ہوتے جس سے وہ اپنے بچوں کو دنیا کی نگاہ میں باعزت اور خوددار بنا سکیں اس وقت تک والدین یونہی کریں گے اور ان کا ایسا کرنا عین تقاضائے بشریت کے ماتحت ہوگا۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ بیکاری کا انسداد نہ کرنے میں قصور کس کا ہے۔ ہمارے ناچیز خیال میں اس کی ذمہ داری زیادہ تر حکومت پر عائد ہوتی ہے اور اصول کے مطابق ہونی بھی چاہئے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ملک کے تمام اکناف میں ایسے ذرائع اختیار کرے جس سے اس ملک بیکاری کا انسداد ہو سکے اور ایسے ادارے قائم کرے جس میں شرفا کے نونہال ایسے فنون سیکھ سکیں جس سے وہ نہایت عزت کے ساتھ اپنی معاش پیدا کرنے کے قابل ہوں اور یونیورسٹیوں کے ساتھ تعاون کر کے حکومت کو چاہئے کہ ابتدائی تعلیم میں ہی بعض ایسے درجے قائم کر دے جس سے طلبا اپنے مذاق اور قوائے ذہنی کے مطابق زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکیں اور یوں نہ ہو کہ جب وہ اپنی ابتدائی تعلیم سے فارغ ہوں تو ان کے سامنے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ رہے کہ وہ کالجوں میں داخل ہو کر مروجہ مضامین کے علاوہ جو صرف علوم پر مشتمل ہیں اور کچھ بھی حاصل نہ کر سکیں کیونکہ ان علوم سے دماغ تو صیقل ہو جاتے ہیں۔ مگر معاش نہیں پیدا ہو سکتی۔ بلکہ ایسی صورتیں نکل آئیں کہ ان علوم کی طرف وہی طلبا رخ کریں جن کے دماغی رجحانات خالص علمی ہوں اور وہ نوجوان جن کے اندر فنی یا بعض دیگر صلاحیتیں موجود ہوں وہ دوسرے فنون کی طرف رجوع کریں۔

یہ مسئلہ اس وقت تک نہیں سلجھ سکتا۔ جب تک حکومت نہایت کاوش کے ساتھ اس طرف توجہ نہ دے دنیا کے ہر ملک میں حکومت ہی اپنی رعایا کی بہتری اور بہبودی کی ذمہ دار رہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہندوستان میں بھی حکومت اپنی رعایا کی بہتری کے اسباب پیدا نہ کرے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔

محمد اصمت

ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے نام دوسری کھلی چٹھی!

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے دوسری کھلی چٹھی جو جناب خلیفہ صاحب قادیان کے ناظر دعوۃ تبلیغ کو لکھی۔

مکرمی جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے ۱۸ راگست کو آپ کی خدمت میں ایک چٹھی اس مضمون کی بھیجی تھی کہ آپ کسی جید عالم کو بعض اہم مسائل میں جن کی تفصیل اس چٹھی میں درج کر دی گئی تھی میرے ساتھ تحریری تبادلہ خیالات کرنے کے لئے مقرر فرمائیں۔ آج چودہ دن ہونے کو آئے ہیں۔ مگر آپ کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ خدا کرے کہ اس تاخیر کی وجہ محض عدیم الفرصتی ہی ہو۔ یہ تو میرا دل نہیں مانتا کہ آپ اس تبادلہ خیالات کو پسند نہ فرماتے ہوں۔ کیونکہ ہم سب نے احمدیت یا بالفاظ دیگر حقیقی اسلام کو سچائی کی خاطر ہی قبول کیا ہے اور اسلام سے ہم سب نے یہ نہ بھولنے والا سبق سیکھا ہے کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن اخذھا حیث وجدھا یعنی حکمت کی بات مومن کا گمشدہ متاع ہے۔ دوست سے ملے یا دشمن سے موافق سے ملے یا مخالف سے۔ ادنےٰ سے ملے یا اعلیٰ سے۔ غرضیکہ جہاں سے بھی ملے۔ مومن کی یہی شان ہے کہ وہ اسے لینے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ اگر ان مسائل میں حق آپ کے پاس ہے تو مجھے اس کے قبول کرنے میں نہ صرف یہ کہ تامل نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے قبول کرتے ہوئے راحت محسوس کرنی چاہئے اور اسی طرح اگر ان مسائل میں حق میرے پاس ہے تو آپ لوگوں کو بھی اس کے قبول کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہئے۔ اور یہ بالکل واضح بات ہے کہ اس بات کا علم کہ حق ہم دونوں میں سے کس کے پاس ہے۔ بجز باہمی تبادلہ خیالات کے اور کسی ذریعہ سے حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دو سال کے عرصہ میں جس قدر تحریریں بھی سلسلہ کے بعض احباب کی طرف سے ان مسائل پر شائع ہوئی ہیں۔ ان میں بعض ان ضروری پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جو ان مسائل کی حقیقت کو واضح کر سکتے تھے۔ اور یہی امر میری اس درخواست کا باعث ہے۔

جماعت تک صداقت کو پہنچانے کی اہمیت کوئی دوسرا محسوس کرے یا نہ کرے۔ مگر آپ کو تو ضرور اس کا احساس ہونا چاہئے کیونکہ بحیثیت ناظر دعوۃ و تبلیغ آپ کا تو یہ اولین فرض ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ان مسائل میں جماعت کو صحیح معلومات سے جو ان کے دونوں پہلوؤں سے واقف ہوئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتے۔ محروم رکھا جائے؟

میرا تو یہی یقین ہے کہ آپ بھی میری طرح دل سے خواہاں ہوں گے کہ جماعت ہر مسئلہ میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی حق اور سچائی پر قائم ہو۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ میری درخواست کی قبولیت کی اطلاع آپ کی طرف سے بہت جلد مجھے پہنچ جائیگی اور دوبارہ یاد دہانی کی نوبت نہیں آئیگی۔ اس چٹھی کو احباب کی آگاہی کیلئے بورڈ پر بھی لگا دیا گیا ہے۔ والسلام

خاکسار
شیخ عبدالرحمان مصری
۳۱/۸/۳۹

اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار

(مسیح موعود)

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— شملہ ۲ ستمبر۔ معلوم ہؤا ہے ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے مستقبل قریب میں بین الاقوامی صورت حالات پر سرکردہ سیاسی لیڈروں سے بحث کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

—— یہ بھی معلوم ہؤا ہے کہ ہز ایکسیلنسی نے گاندھی جی کو دعوت دی ہے کہ اس مقصد کیلئے شملہ آئیں۔

—— واردھا ۲ ستمبر۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہؤا ہے کہ مسٹر گاندھی وائسرائے بہادر سے ملاقات کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ کے ہمراہ مسٹر مہادیو ڈیسائی اور مسٹر پیارے لال بھی ہوں گے اور آج رات کو سردار ولبھ بھائی پٹیل بھی جا رہے ہیں۔

—— لاہور ۲ ستمبر۔ یہ خبر کل کے اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ کہ لکھنؤ میں علامہ عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکسار ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کی تفصیلات ابھی تک موصول نہیں ہوئیں کہ علامہ موصوف کو کس بنا پر گرفتار کیا گیا ہے۔

—— لکھنؤ ۲ ستمبر اطلاع ملی ہے کہ علامہ مشرقی اور ان کے دو رفقا جو گرفتار ہوئے ہیں ان کے مقدمہ کی سماعت آئندہ دوشنبہ کے روز ہوگی۔

—— لاہور ۲ ستمبر۔ خاکسار سپاہی سب کاروبار بند کر کے لکھنؤ جانے کی تیاری میں ہیں۔ صرف لاہور سے قریباً ڈیڑھ ہزار خاکسار تیار ہیں خاکساروں کا بیان ہے کہ اگر علامہ مشرقی کو رہا نہ کیا گیا تو صوبہ پنجاب کے ۲۵۰۰۰ ہزار خاکسار پہلی صف میں کھڑے ہو جائیں گے۔

—— شملہ ۲ ستمبر۔ آج گورنمنٹ آف انڈیا نے ممالک غیر کو ہندوستان سے ڈاک کی ترسیلات کے سلسلہ میں ایک اعلان جاری کیا ہے جس میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ برطانی قلمرو میں جتنے ممالک شامل ہیں ان سب کو ہندوستان سے ڈاک بے کھٹکے بھیجی جا سکتی ہے۔

—— لکھنؤ ۲ ستمبر۔ جنگ میں برطانیہ کو امداد دینے کیلئے یہاں ایک ڈیفنس لیگ قائم کی گئی ہے۔ لیگ نے اپنے ایک بیان میں اعلان کیا ہے کہ لیگ کے ممبروں کی خدمات حکومت کیلئے ہر وقت حاضر ہیں بوقت ضرورت انہیں امداد کیلئے طلب کیا جا سکیگا۔

—— پشاور ۲ ستمبر۔ بین الاقوامی صورت حالات کی نزاکت کے پیش نظر گورنر سرحد نتھیا گلی سے پشاور تشریف لے آئے ہیں آپ نے موجودہ حالات کے متعلق محکمہ فوج اور سول کے مقتدر افسروں سے تبادلہ خیالات کیا۔

—— رنگون ۲ ستمبر۔ آج گورنر برما نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جس کی رو سے برما میں رات کے وقت ہوائی جہازوں کی پرواز ممنوع قرار دے دی گئی ہے رنگون اور دیگر بندرگاہوں پر خصوصیت سے پرواز کی ممانعت کی گئی ہے۔

—— شملہ ۲ ستمبر۔ وائسرائے ہند نے چند والیان ریاست کو بھی ملاقات کیلئے شملہ بلایا ہے تاکہ بین الاقوامی حالات پر مذاکرہ کیا جائے۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۲ ستمبر۔ پولینڈ اور جرمنی کی سرحد پر لڑائیوں کی اطلاعیں بدستور موصول ہو رہی ہیں۔ لیکن ان خبروں سے کوئی صحیح فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ طرفین اپنی اپنی کامیابی کے دعاوی کر رہے ہیں۔

—— وارسا ۲ ستمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ جرمن فوجوں کا سب سے بڑا حملہ مشرقی پرشیا کی طرف سے تھا۔ جرمن طیاروں نے دو قطاروں سے حملہ کیا۔

—— وارسا ۲ ستمبر۔ ایک شخص جس نے اپنی آنکھوں سے بمباری کا منظر دیکھا ہے بیان کرتا ہے کہ وارسا کے مشرقی حصہ میں اہم ہوائی جہازوں نے حملہ کیا۔ طیارہ شکن توپوں سے ان کا مقابلہ کیا گیا۔ اور حملہ آوروں کو مجبوراً بلند سطح پر پرواز کرنا پڑا۔ ایک ہوائی جہاز اچانک نیچے آیا اور مختلف حصوں کے بہت سے بم پھینک کر بھاگ گیا۔ معلوم ہؤا ہے کہ بمباری شہر سے باہر ویران جگہ پر کی گئی۔

نئی جنگی وزارت میں جس کے صدر مسٹر چیمبرلین ہوں گے مسٹر ایڈن اور مسٹر چرچل نے شامل ہونا منظور کر لیا ہے۔

—— لندن ۲ ستمبر۔ حکومت برطانیہ نے اٹھارہ سال سے لیکر اکتالیس سال تک کی عمر کے برطانی باشندوں کیلئے فوجی تربیت لازمی قرار دی ہے۔

—— لندن ۲ ستمبر۔ برطانی کابینہ نے فوری جنگی ضروریات پر خرچ کرنے کیلئے پچاس کروڑ پونڈ منظور کیا ہے۔

—— وارسا ۲ ستمبر۔ جرمن فوجیں اس وقت تک کسی پولینڈ کے شہر پر قبضہ نہیں کر سکیں۔ پولینڈ کی فوجیں بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہی ہیں۔

—— لندن ۲ ستمبر۔ وارسا کی ایک اطلاع مظہر ہے پولینڈ کے پریذیڈنٹ نے ایک اعلان جاری کیا ہے جس میں بتایا ہے کہ اگر پولش پریذیڈنٹ جنگ میں کام آ گئے تو ان کے بعد ان کا جانشین انسپکٹر جنرل پولش افواج کو مقرر کیا جائیگا۔

—— لندن ۲ ستمبر۔ روما کا ایک پیغام مظہر ہے کہ آج حکومت اطالیہ نے ایک بیان جاری کیا ہے جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ اطالیہ کوئی جارحانہ اقدام نہ کرے گا۔

—— وارسا ۲ ستمبر۔ اس امر کا سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ پولش فوجیں جرمنی کے چار بمبار طیارے گرانے میں کامیاب ہوگئی ہیں یہ طیارے پولش کوریڈور کے قریب طیارہ شکن توپوں کی مدد سے گرائے گئے۔

—— انقرہ ۲ ستمبر۔ غازی عصمت انونو صدر جمہوریہ ترکیہ نے برطانی سفیر مقیم استنبول کو یقین دلایا ہے کہ ترکی جنگ میں امن چاہنے والے ملکوں کے ساتھ ہوگا۔ جن میں برطانیہ اور فرانس بھی شامل ہیں۔

—— ماسکو ۲ ستمبر۔ آج سوویٹ اخباروں نے بھی جرمنی اور پولینڈ کی لڑائی کے حالات شائع کئے اور لکھا کہ سوویٹ جرمنی معاہدہ عدم اقدامات جارحانہ کی وجہ سے روس کو جنگ میں کودنے کی ضرورت نہیں ...

—— ڈبلن ۲ ستمبر۔ آج یہاں آئرش ڈائل کا ہنگامی اجلاس ہوا جس میں ڈی ولیرا نے اعلان کیا کہ آئرلینڈ کی اکثریت کو معلوم ہے کہ ... کے ساتھ ہمدردی ہے اور جرمن اور روس کے خلاف نفرت کا اظہار کرتی ہے۔

—— شنگھائی ۲ ستمبر۔ تمام آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاپان جنگ عمومی میں غیر جانبدار رہیگا۔ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے جاپانی جہازوں کے مقرر کردہ اوقات میں تبدیلی نہیں ہوئی۔

—— ہیگ ۲ ستمبر۔ حکومت جرمنی کی استدعا پر حکومت ہالینڈ نے ... جرمن مفاد کی حفاظت پر اپنی آمادگی ظاہر کر دی ہے۔

—— وارسا ۲ ستمبر۔ جن جرمن فوجوں نے مشرقی پرشیا کی سرحد سے حملہ کیا تھا وہ پولش خط دفاع کو توڑنے میں ناکام رہی ہیں پولش فوجوں نے ان کو پسپا کر دیا۔

—— وارسا ۲ ستمبر۔ حکومت پولینڈ نے وارسا میں متعین جرمن سفیر سے التماس کی ہے کہ وہ فی الفور پولینڈ کی حدود سے نکلجانے کا انتظام کریں اور اسی طرح پولش سفیر کو حکم بھیجا گیا ہے کہ وہ فوراً جرمنی سے واپس آ جائیں۔

—— لندن ۲ ستمبر۔ اغلب خیال ہے کہ تازہ بین الاقوامی صورت حالات کے پیش نظر برطانی کابینہ میں توسیع کی جائے گی یقین کیا جاتا ہے کہ کابینہ میں چار نئے وزراء کا اضافہ کیا جائے گا۔

—— لندن ۲ ستمبر۔ برطانی کابینہ کے تمام وزراء نے اپنے اپنے استعفے مسٹر چیمبرلین کے سپرد کر دیئے ہیں۔ تاکہ مسٹر چیمبرلین صورت حالات کے پیش نظر جنگی وزارت مرتب کر سکیں۔ معلوم ہؤا ہے کہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(مرثیہ)

میسرزد گرخوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں
دینِ حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
آنکہ در زندانِ ناپاکی ست محبوس و اسیر
تیر معصوم بدیار و خبیثِ بدگہر
پیشِ چشمانِ شما اسلام در خاک او فتاد
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
مردمِ ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
عالماں را روز و شب باہم فساد از جوشِ نفس
ہر کسے از بہرِ نفسِ دونِ خود طرفے گرفت
اے مسلماناں چہ آثارِ مسلمانی ہمیں است
کاخِ دنیا را چہ استحکام در چشمِ شماست
دور موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید
نفسِ خود را بستۂ دنیا مدار اے ہوشمند
دل مدہ الا بدلدارے کہ حسنش دائم است
آں خردمند یکہ او دیوانۂ راہش بود
ہست جامِ عشقِ او آبِ حیاتِ لازوال
اے برادر دل منہ بر دولتِ دنیائے دوں
تا توانی جہد کن از بہرِ دیں با جان و مال

بر پریشاں حالئے اسلام و قحط المسلمیں
سخت شورے و فساد اندر جہاں از کفر و کیں
میتراشد عیبہا در ذاتِ خیر المرسلیں
ہست در شانِ امامِ پاکبازاں نکتہ چیں
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
چیست عذرے پیشِ حق اے مجمع المتنعمیں
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں
خورم و خنداں نشستہ با بتانِ نازنین
زاہداں غافل سراسر از ضرورتہائے دیں
طرفِ دیں خالی شد و ہر دشمنے جست از کمیں
دیں چنیں ابتر شما در جیفۂ دنیا رہیں
یا مگر از دل بروں کردید موتِ اولیں
دو بہا تا کے بخوبانِ لطیف و مہ جبیں
ورنہ تلخیہا بہ بینی وقتِ انفاسِ پسیں
تا سرورِ دائمی یابی ز خیر المحسنیں
ہوشیارے آنکہ مستِ روئے آں یارِ حسیں
ہر کہ نوشید است ہرگز نمیرد بعد ازیں
زہرِ خونریز است در ہر قطرۂ ایں انگبیں
تا ز ربِ العرش یابی خلعتِ صد آفریں

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمانِ تست
یاد ایامیکہ ایں دیں مرجعِ ہر کیش بود
بر زمیں گسترد ظلِ تربیت از نورِ علم
ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول
صد ہزاراں ابلہاں از دیں بروں بردند رخت
بر مسلماناں ہمہ ادبار زیں رہ او فتاد
گر بگردد عالمے از راہِ دینِ مصطفیٰ
فکرِ ایشاں غرق ہر دم در رہِ دنیائے دوں
ہر کجا در مجلسِ فسق است ایشاں صدرِ شاں
با خرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدیٰ
رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
آں زمانِ دولت و اقبالِ ایشاں درگذشت
از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
یا الٰہی باز کے آید ز وقتِ تو مدد
ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت
اے خدا زود آ و بر ما آبِ نصرتہا ببار
اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
چوں مرا بخشیدۂ صدق اندریں سوز و گداز
کامد یارِ صادقاں ہرگز نماندند ناتمام

دل چو دادی یوسفے را راہِ کنعاں [illegible]
عالمے را مدار ہا شیدا ازرہِ دیں [illegible]
پائے خود میزد ز عز و جاہ بر چرخِ [illegible]
از سفاہت میکنند تکذیبِ ایں دیں [illegible]
صد ہزاراں جاہلاں گشتند [illegible]
کز پئے دیں ہمتِ شاں [illegible]
از رہِ غیرت نمی جنبند [illegible]
مالِ ایشاں غارت اندر [illegible]
ہر کجا ہست از معاصی [illegible]
نفرت از اربابِ دیں [illegible]
چوں ندید اندر دلِ ایں قوم صدق [illegible]
شومئے اعمالِ شاں آورد آفاتے [illegible]
باز چوں آید بباید ہم ازیں [illegible]
باز کے بینیم آں فرخندہ ایام [illegible]
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصار [illegible]
یا مرا بردار یا رب زیں [illegible]
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات [illegible]
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی [illegible]
صادقاں را دستِ حق باشد نہاں [illegible]

جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب کا مکتوب گرامی

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

پیغام صلح مورخہ ۲۱ اگست میں اخبار احمدیہ کے کالم میں یہ خبر درج ہوئی تھی کہ جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی جموں مزید طبی تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لیگئے ہیں۔ انہوں نے راستہ سے ایک خط حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ جسے اس کی تبلیغی نوعیت کی وجہ سے درج اخبار کیا جا رہا ہے قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں (ایڈیٹر)

سیدی و مولائی سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ طالب عافیت بخیریت۔ میں یکم اگست کو جموں سے چلا آیا تھا۔ آج ہمارا جہاز پورٹ سعید پہنچ رہا ہے۔ ۱۰ اگست کو مارسیلز پہنچیگا اور یکم یا دوسری ستمبر کو لنڈن انشاء اللہ پہنچ جاؤں گا۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . پہلے دو دن یعنی اتوار اور سوموار کو طبیعت خراب رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی کوئی آدمی اس تکلیف سے بچتا ہے لیکن اس سے گھبرانا فضول ہے خود ہی طبیعت ٹھہر جاتی ہے سوائے شاذونادر حالتوں کے۔ ہمارے جہاز پر اس وقت ۵۰۰ آدمی ہیں۔ غالب تعداد عیسائیوں کی ہے۔ ۵۰ دیگر مذاہب کے آدمی ہیں۔ فلپائن کا ایک جوڑہ ہے وہ بھی عیسائی ہیں۔ سیلون کا ایک آدمی ہے وہ بھی عیسائی ہے چائے کا کام کرتا ہے۔ برما کے دو ڈاکٹر ہیں۔ ۳۶ ہندوستانی ہیں۔ ۱۲ مسلمان ہیں۔ ان میں سے ایک مصطفےٰ ہیں جو نظام کے چیف سکرٹری کاظم یار جنگ کا لڑکا ہے کوئی ۱۳ سال کا نوجوان ہے اس کی والدہ اور تین بہنیں اس کے ساتھ ہیں۔ اس کی والدہ کو چونکہ انگریزی پڑھنی نہیں آتی وہ اردو کی کتاب کی خواہشمند تھیں۔ ان کو پارہ عم کی تفسیر ڈاکٹر صاحب کی پڑھنے کے لئے دی ہے۔ میرے پاس اگر اور کوئی کتاب ہوتی تو شاید بہتر ہوتا۔ ایک دوسرا مسلمان بمبئی کے ایک سوداگر [illegible] کا علی ہے مع اپنی بہن اور بیوی کے۔ ایک مسٹر حسین آسام کا ہے۔ اصل میں تو وہ امرتسر کے رہنے والے ہیں مگر ان کا باپ آسام میں انجنیر ہے اور ایک مسلمان سندھ کا مسٹر ابراہیم اسمٰعیل ہے وہ بھی انجنیرنگ کے لئے جا رہا ہے مسٹر عبداللہ امرتسر کا ڈاکٹر ہے وقتاً فوقتاً ان سے گفتگو ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنی مصیبت اور فکر میں گرفتار ہے اسلام کی بابت ان کو کوئی خاص فکر نہیں۔ حیدرآباد والوں کی تو یہ حالت ہے کہ سور کے کھانے سے بھی پرہیز نہیں۔ میں نے لڑکے کو بتلایا اس نے برا منایا۔ اللہ تعالےٰ ہم لوگوں پر رحم کرے۔ اس وقت جہاز پر ۸ عیسائی مرد اور عورتیں ہیں۔ ان میں ۵ رومن کیتھولک اور ۳ دوسرے ہیں۔ ۴ براہ راست مشن کی تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ تین ڈاکٹری کے متعلق کام کرتے ہیں اور باقی تعلیم پھیلانے کے بہانے اپنا کام چلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نہایت خوش خلق کم از کم ۵ زبانوں کا واقف ہے۔ ایک ان میں سے رومن سپین کا ایسا ہے جو انگریزی۔ فرانسیسی۔ لاطینی۔ اطالی۔ جرمن میں گفتگو کر سکتا ہے۔ سپین اور پرتگالی تو اس کے گھر کی زبانیں ہیں۔ ہندوستان کی گجراتی۔ ہندوستانی۔ مرہٹی میں لکھ پڑھ سکتا ہے۔ مرہٹی زبان میں بائبل کے متعلق کتاب تیار کر رہا ہے۔ ان میں سے بعض تو جنوبی ہندوستان۔ گجرات کاٹھیاواڑ اور بنگال آسام میں کام کرتے ہیں۔ ایک لیڈی پشاور میں کام کرتی ہے اور دو دکن حیدرآباد میں ہسپتال کھول کر کام کر رہے ہیں۔ حیدرآباد والے بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔ عیسائی بناتے ہیں اور وہاں کی عورتوں کو دایہ گری وغیرہ کا کام بھی سکھاتے ہیں۔ صرف میں ایک جوڑے کا ذکر کرتا ہوں جو کہ شمالی بنگال میں تعلیمی رنگ میں نیپالی قوم میں کام کر رہے ہیں۔ سالانہ خرچ مشن کا ۳۷۵۰ روپیہ ہوتا ہے۔ ان کے اس وقت وہاں ایک مڈل سکول، ۱۰ پرائمری سکول ہیں مشنری کی بیوی چھوٹے موٹے علاج میں بھی حصہ لیتی ہے۔ پچھلے دس سالوں میں ۵۰۰ عیسائی بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اب وہاں کے باشندے نصف سے زیادہ خرچ خود برداشت کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ چاول وغیرہ غلہ کی صورت میں دیتے ہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ بنگال کے ہندو ان کے کام میں روڑا نہیں اٹکاتے۔ رہائش ان لوگوں کی نہایت سادہ۔ میں نے کسی مشنری کو ایسا نہیں پایا جو کہ اپنے ہاتھ سے اپنا کپڑے نہ دھوتا ہو استری نہ کرتا ہو۔ اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی عادت میں داخل ہے جو ان کو تنخواہ ملتی ہے اسی پر گزارہ کرتے ہیں۔ اگر اپنے کام کے اثنا میں ان کو فیس وغیرہ کچھ ملتی ہے وہ مشن میں داخل کی جاتی ہے۔ بعض رومن ۲۰ روپیہ ماہوار پر ہندوستان میں گزارہ کرتے ہیں اور یہی ان کو تنخواہ ملتی ہے۔ جہاز پر روزانہ صبح ۶ بجے عبادت کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ اتوار کو دونوں سیلونوں میں عبادات کرتے ہیں۔ عدن۔ سویز۔ اسمٰعیلیہ۔ قنطارہ اور دوسری جگہوں میں جہاں جہاں انگریزوں کا عمل دخل ہے۔ شاندار گرجے ہسپتال اور مشنریوں کے سکول بن گئے ہیں۔ خوب عیسائیت کا پرچار ہوتا ہے۔ مسلمان نہ صرف غریب ہیں بلکہ احمق بیوقوف جاہل۔ چالباز اور مکار ہیں۔ گندگی ان کی زندگی کا جزو بنا ہوا ہے۔ لمبے لمبے کرتے پہنے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس سے گزرو تو بو سے دماغ پریشان ہوتا ہے۔ یہ ان عربوں کی حالت ہے جو کہ ابھی اپنے پرانے خیالات پر ہیں اور نئی پود۔ خدا حافظ۔ عیسائیوں کے بھی کان کاٹتے ہیں۔ ڈاڑھی مونچھ صفا [illegible] شکل بنائی ہوئی۔ تمام یورپین گندگیوں کے شائق ہیں . . . . . .

میں حیران ہوں کہ کیا میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر اپنے قہوہ خانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں تو نیز مردہ مدنی شکل بنائے ہوئے۔ یورپین تہذیب سے دبے ہوئے لیکن یورپین انکی پرواہ نہیں کرتے۔ مگر یورپین تہذیب سے ان کا تکسیر چند صیا دی ہوئی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان میں اچھے لوگ بھی موجود ہیں مگر کم۔ ہندوستانیوں کو عموماً ہندو ہی سمجھتے ہیں۔ مسلمان ڈاڑھی والوں کو دیکھ کر ہندوستانی کو دیکھ کر رام رام کہتے ہیں۔ اگر کسی کی نسبت خیال ہو کہ شاید مسلمان ہے تو انگریزی میں کہتے ہیں You Mohammedan مجھ سے پورٹ سعید کے ایک لکھے پڑھے مسلمان نے جب اس طرح پوچھا تو میں نے جواب دیا I am Muslim and not Mohammedan

تو وہ بھونچکا رہ گیا۔ کچھ دیر کے بعد اس کو سمجھ آئی تو مسکرانے لگا۔ نماز روزہ کے بارے میں نئی پود کا خیال ہے کہ یہ ملا اور بوڑھے آدمیوں کے لئے ہے۔ جہاز کی لائبریری پر کوئی مذہبی کتاب [illegible] سائنسوں وغیرہ کی واہیات کتابیں ہیں۔ جہاز پر مختلف طریقوں سے عیسائی سوسائٹیوں کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ ان چند دنوں میں اس وقت کوئی چالیس پونڈ کے قریب اکٹھے کئے گئے ہیں۔ جہاز کا ہر ایک ملازم اس میں دلچسپی سے حصہ لیتا ہے۔ ہندو خوب گائے کا گوشت کھاتے ہیں اور اس کا شوربا پیتے ہیں۔ کوئی پرہیز نہیں۔ مسلمان اگر کوشش کرے تو سور کی لیسے بچا رہتا ہے لیکن اس کی لاگ کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بیچاروں کی یہ حالت ہے کہ وہ گائے کے گوشت اور بھیڑ کی زبان کو ایک نہیں سمجھتے۔ ان کا خیال ہے کہ جو گائے کا گوشت نہیں کھاتا وہ بھیڑ کی زبان کھا سکتا ہے۔ زیادہ تر یہ گوئے لوگ ہیں جو عیسائی ہیں۔ شودروں سے عیسائی بنائے گئے ہیں۔ پرانی مذہبیت ان میں موجود ہے۔ سیدھے سادے لوگ ہیں۔ پورٹ سعید دیکھا خوب شہر ہے زمانہ کے مطابق بنایا جا رہا ہے گرجے بھی خوب ہیں مسجدیں بھی ہیں ان میں عموماً پرانا طبقہ حصہ لیتا ہے نوجوانوں کا میلان کم ہے۔ کہلاتے مسلمان ہیں۔ مگر اسلام کی روح سے یہ بھی بہت دور ہیں۔ ناواقف اور مسافر کو دھوکا دینا اپنی بڑی خوبی سمجھتے ہیں۔ ہندوستانی کو دیکھ کر بڑے زور سے رام رام کہتے ہیں۔ لباس وغیرہ کے لحاظ سے عیسائی اور مسلمان میں فرق کرنا ناممکن ہے۔ پرانے بوڑھوں کی البتہ لمبی لمبی داڑھیاں اور بڑھی ہوئی مونچھیں ایک حد تک رہنمائی کرتی ہیں۔ مگر نئی پود میں یہ بات بھی نہیں ہے۔ ظاہری حالت کی بنا پر ان کے لئے یہ مشکل ہے کہ ملنے جلنے میں السلام علیکم کا لفظ استعمال کریں ویسے نوجوان عموماً گڈ مارننگ وغیرہ ہی استعمال کرتے ہیں لیکن عیسائی اور مسلمان جو آپس میں دوست ہیں۔ وہ اگر مصری ہیں تو السلام علیکم کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ نوجوان پر علامہ جرجی زیدان کی تحریر کا بڑا اثر معلوم ہوتا ہے۔ میرے خیال میں وہ خود عیسائی تھا۔ حالانکہ اس نے اسلام پر کتب لکھی ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ جمعہ کے لئے مسلمان اکٹھے ہوں۔ مگر اس میں مجھے کامیابی محال معلوم ہوتی ہے۔ کوئی پچاس کے قریب مسلمان علاقہ ضلع ہزارہ کے نوکر ہیں۔ مگر ان کو صبح ۵ بجے سے شام کے ۱۰ بجے تک کام کرنا ہوتا ہے۔ جہاز پر ایسا انتظام کوئی نہیں۔ پہلا جمعہ تو ایسا ہی گذر [illegible] جمعہ کی نسبت کوشش کروں گا دیکھئے خدا کو کیا منظور ہوتا ہے۔ میرے خیال میں تبلیغی کام اگر اس طریق توجہ دلائی جائے تو شاید بہتر ہو کہ جمعہ کی نماز کیلئے ملازمین کو سہولتیں بہم پہنچائیں اور جب ایسے جہاز بمبئی پہنچیں تو بمبئی کے مسلمانوں کے وفد کا ملنا بہتر رہیگا . . . .

. . . .

پورٹ سعید سے دو اور مسلمان نوجوان جہاز پر سوار ہوئے ہیں دونوں مصری ہیں۔ ایک نوح میں عہدہ دار ہے اور دوسرا ڈاکٹری میں ایم۔ آر۔ سی۔ پی کرنے کیلئے جا رہا ہے۔ ڈاکٹر ہے تو

باقی برصفحہ ۹

پیغام صلح
جلد ۲۷ — یوم جمعہ ۲۲ رجب ۱۳۵۸ ہجری — نمبر ۵۲

تہذیب اور بربریت کی جنگ

دنیا میں معیار عدل قائم رکھنا چاہئے

یورپ کی گذشتہ تین چار سال کی سیاسی حالت پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو ہمیں ان اخبارات اور رسائل میں جن میں یہ حالات چھپتے رہے ہیں جلی حروف کے ساتھ لکھا ہوا نظر آئے گا وہ حکومتیں جنہیں ان کے نظامات کی نوعیت سے مطلق العنان حکومتیں کہا جاتا ہے اور جو اپنے اپنے ممالک میں ایک "سپید الملک" کی دعویدار ہیں انہوں نے رفتہ رفتہ کمزور ممالک پر ظلم و عدوان اور غارتگری کے خونیں مظاہرے شروع کئے۔ ابی سینیا اور البانیہ پر اٹلی کا تصرف مظلومیت کی انتہا ہے اور ایک نہایت ہی درد انگیز داستان ہے جس کا اعادہ کرتے ہوئے قلم خونچکاں ہے۔ آسٹریا اور چیکوسلواکیا پر ہٹلر کا قبضہ جور و استبداد کی ایک مثال ہے۔ ان اقدامات سے جیسا کہ لازم تھا ان ظلم پسند مطلق العنان لیڈروں کے حوصلے بڑھتے گئے۔ حتی کہ ہٹلر نے پولینڈ کو بھی مذکورہ بالا ممالک کی طرح ہضم کرنا چاہا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی ٹھان لی۔ انگلستان فرانس، امریکہ، بلجیم، ہالینڈ اور دیگر ممالک کی قومیں ہٹلر سے ملتجی رہیں کہ اسے اپنے مطالبات اور ان کے حصول کیلئے صلح اور آشتی کو کام میں لانا چاہئے۔ مگر جس شخص کے سر پر طاقت کا بھوت سوار ہو اس پر ان اخلاقی اپیلوں کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اس فرعون بے سامان نے ان کو لائق اعتنا خیال نہ کیا۔ بلکہ اپنی ہوس ملوکیت کو بروئے کار لانے کے لئے اس نے تمام انسانی دستور و قاعدے پس پشت پھینکتے ہوئے پولینڈ پر یورش کر دی اور انسانیت کو خاک و خون میں لتھڑنے کے لئے مجبور کر دیا جس پر لازمی امر تھا کہ وہ حکومتیں جو دنیا میں تہذیب، کلچر اور اخلاق کی علمبردار ہیں غریب اور مظلوم پولینڈ کی مدد کو پہنچیں اور انہوں نے صلح و آشتی کی اتمام حجت کے بعد پولینڈ کی حمایت میں نہیں بلکہ انسانیت اور تہذیب کی حمایت میں اعلان جنگ کر دیا اور یہ اعلان جنگ اس وقت کیا گیا جبکہ جرمنی کی طرف سے صلح اور امن کی تمام توقعات اٹھ گئیں اور امن پسند جمہوری حکومتوں نے جرمنی کو یہاں تک موقعہ دیا کہ وہ پولینڈ سے اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹا لے لیکن جرمنی جیسے خون کا پیاسا ہو رہا تھا اس نے اپنی فوجوں کو نہ پیچھے ہٹانا تھا اور نہ ہٹایا جس کا نتیجہ ایک ناگزیر جنگ تھا جو کہ ہو کے رہی۔

اس جنگ کی تمام تر ذمہ داری اس شخص پر ہے جس کی رعونت اور تکبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک چکا ہے۔ لیکن یہ نخوت کا آبگینہ اخلاق کی محکم چٹانوں پر گر کر چکنا چور ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ غرور اور نخوت خداوند تعالیٰ اور اس کی قضا و قدر کو پسند نہیں۔

اس جنگ میں قریباً قریباً تمام ممتاز اسلامی ممالک کی ہمدردی برطانیہ اور فرانس کے ساتھ ہے۔ نازی سوویٹ معاہدہ کے بعد ترکی نے اعلان کیا کہ وہ جنگ میں جمہوریتوں کا ساتھ دیگا۔ اس کے بعد مصر کی تمام پارٹیوں نے متفقہ طور پر یہی فیصلہ کیا کہ وہ جنگ میں برطانیہ اور فرانس کا ساتھ دیں گی۔ عربوں کے اس فیصلہ کے بعد اس میں کلام نہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت جمہوریت کے ساتھ ہو گئی۔ حجاز اور عراق کے حکمران بھی اس معاملہ میں برطانیہ کے ساتھ ہیں۔

یہ جنگ چونکہ اپنی نوعیت میں ایک بین الاقوامی جنگ ہے اور اس میں برطانیہ کو مندرجہ بالا حالات کی وجہ سے حصہ لینا پڑا۔ اس لئے ہندوستان کو بھی جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کرنا پڑا اور ان حالات کے پیش نظر وائسرائے نے ہندوستانی لیڈروں کو شملہ میں مدعو کیا۔ انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ وہاں ہر جماعت کے لیڈر نے اپنے سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دفاع کے بارے میں حکومت کے ساتھ موجودہ حالت میں ہر قسم کے تعاون کا اظہار کیا اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا کیونکہ برطانیہ کی جنگ ملوکیت کی جنگ نہیں بلکہ انسانیت کی خاطر ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ اگر پولینڈ پر ہٹلر قبضہ کرے تو انگلینڈ کا کیا نقصان ہے اس کا بغیر کسی ذاتی منفعت کے حصہ لینا صاف طور پر واضح کرتا ہے کہ وہ نازی ازم کے استبداد کا خاتمہ کر دینا چاہتے ہیں کمزور کی حمایت کرنا چاہتے ہیں۔ برطانیہ کا ایسے نازک موقعہ پر جنگ میں نہ اترنا اس امر کے مترادف تھا کہ دنیا سے اخلاق اور عدل کا جنازہ اٹھ چکا لیکن برطانیہ عظمیٰ کی اس بہت بڑی اخلاقی جرأت نے ثابت کر دیا ہے کہ ابھی صفحہ ہستی پر مہذب قوموں میں دم خم ہے اور وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتیں کہ کوئی نظام حکومت محض اپنی طاقت کے بل پر کمزور کو پیس کر خاک کر دے۔ سو یہ جنگ اپنی نوعیت میں پہلی جنگوں سے بالکل مختلف ہے۔ یہ تاریکی اور روشنی کی جنگ ہے یہ تہذیب اور بربریت کی جنگ ہے جس کے بعد یا تو امن اور انصاف کا بول بالا ہوگا۔ یا ہمالیہ اور درندوں کی عادات کو پنپ رہنے کا موقعہ ملیگا۔ سو وہ کونسا انسان ہے جو یہ چاہتا ہو کہ امن زمین پر بسنے والوں کو آسودگی ملے اور کلچر، تہذیب، اخلاق اور آشتی کو فنا کر دیا جائے۔ اس لئے ہندوستان کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے موقعہ پر جو کہ تاریخ انسانیت میں نہایت نازک موقعہ ہے جس میں یا تو ان جماعتوں کو فروغ حاصل ہوگا جو اخلاق اور مذہب پر قائم ہیں یا ان درندوں کو فروغ ملے گا جو اپنی نوی عمارت کو صرف حیوانی قوت پر استوار کر دینا چاہتی ہیں حکومت برطانیہ کے ساتھ مکمل تعاون کریں کیونکہ اس نیک مقصد کی کامیابی کی ہر سعی اس وقت تہذیب و تمدن کو بچانے کیلئے عمل ہے اور خدا تعالیٰ بھی ان جماعتوں کو پسند کرتا ہے جو دنیا میں امن اور انصاف کا معیار قائم کرنے میں کوشاں ہوتی ہیں اور آپس میں تعاون کرتی ہیں۔

ناجائز منفعت گیری

حیرت کی بات ہے کہ ابھی جنگ کی خبر گرم ہوئی تھی کہ مختلف اشیا کی قیمتیں غیر معمولی سرعت سے بڑھا دی گئیں اور تاجروں نے نہایت بیدردی سے منفعت اٹھانا شروع کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ جنگ کا اثر اجناس کے نرخ پر پڑتا ہے لیکن زیادہ تر یہ اثر ان اشیاء کی قیمت پر پڑتا ہے جو باہر سے آتی ہیں۔ لیکن وہ اجناس جن کا ذخیرہ پہلے ہی تاجروں کے پاس موجود ہو اور جنگ سے پہلے کا خریدا ہوا ہو۔ اور اس پر وہ محصول بھی ادا نہ کرنے پڑے ہوں جو کہ جنگ کے دوران میں ادا کرنے پڑتے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ ان پر اتنا ناجائز نفع اٹھایا جائے۔

پچھلے دنوں سنا تھا کہ حکومت اشیا کے نرخوں پر بعض پابندیاں عائد کرنے والی ہے چنانچہ لاہور میں ڈپٹی کمشنر کا حکم بذریعہ منادی سنایا گیا ہے کہ کوئی شخص دوکانداروں کو کسی چیز کی قیمت زیادہ ادا نہ کرے اور دوکاندار زیادہ قیمتیں وصول کرنے کی کوشش نہ کریں ہمارے خیال میں ان ناجائز منفعت کو روکنے کیلئے حکومت کو اس سے زیادہ موثر ذرائع اختیار کرنا پڑیں گے جیسا کہ حکومت بنگال نے کئے ہیں وہاں مختلف منڈیوں میں پولیس افسر مقرر کر دیئے گئے ہیں جو سخت نگرانی کرتے ہیں نیز اس امر کا اعلان کر دیا گیا ہے کہ کسی شخص کو جنس کی زیادہ قیمت وصول کرنے کا شبہ پیدا ہو تو وہ کسی تھانے میں اپنی شکایت کر سکتا ہے۔

"کل صوبائی حکومت نے ڈیفنس آف انڈیا آرڈیننس کے تحت ایک حکم جاری کیا ہے کہ کوئی پولیس افسر جس کا درجہ ہیڈ کنسٹیبل سے کم نہ ہو یا کوئی اور افسر جسے اس کام کیلئے عام طور سے یا مرکزی حکومت کے کسی حکم کے ماتحت ایسے اختیارات دیئے گئے ہوں یہ ایسے شخص کو بغیر وارنٹ کے بغیر گرفتار کر سکتا ہے جس پر ناجائز منفعت گیری کا شبہ ہو۔

٭٭ سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ ناجائز منفعت گیری کی سخت سزا ہوگی"۔ (ایس محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے)

مکتوبِ امیر

ہم کون ہیں؟

[از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ]

(۲)

برادران محترم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے خط میں مَیں نے یہ ذکر کیا تھا کہ ہمارے متعلق لوگ کس طرح پر غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ اور بالخصوص عوام الناس اور ان کے علماء ایک طرف اور قادیانی جماعت کے لوگ دوسری طرف، جن میں سے اول الذکر ہمیں کافر قرار دیتے ہیں اور موخرالذکر فاسق اور مرتد جو کافر سے کسی طرح کم نہیں۔ اور یہ دونوں گروہ ایک لمحہ کے لئے اس کام کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے جو ہم کر رہے ہیں۔ ایک اتنی چھوٹی جماعت جو اپنی قلت کے لحاظ سے شاید ہی مسلمانوں میں اپنی دوسری نظیر رکھتی ہو خدا کے فضل سے اتنا بڑا تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دے رہی ہے کہ اس کی نظیر یقیناً مسلمانوں کے اندر نہیں۔ مئی ۱۹۱۴ء میں انتہا درجے کی بے سروسامانی میں جب ہمارے ساتھ نہ کوئی جماعت تھی نہ ہمارے پاس کوئی جگہ تھی نہ کوئی مبلغ اور کارکن تھے اس کام کی بنیاد لاہور میں رکھی اور پچیس سال کے عرصہ میں صرف ایک دجال کے مقابل میں تین مشن یورپ میں قائم کئے۔ تین یورپین زبانوں میں قرآن شریف کا ترجمہ کر دیا اور پچاس ہزار کے قریب کاپی ان تراجم کی دنیا میں پھیلا دی۔ دس ہزار قرآن کریم کے ترجمے مفت لائبریریوں میں خاص خاص اشخاص کو پہنچا دیئے۔ پندرہ ہزار سیرت نبوی مفت پہنچا دی اور کئی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوگئے، پچاس ہزار سے اوپر تعلیم اسلامی پر اعلیٰ درجہ کے رسائل مختلف زبانوں میں دنیا میں مفت پہنچائے۔ دو ہائی سکول اور ان کے ساتھ دو بورڈنگ ہوس قائم کئے، پانچ ہزار کے قریب ہندوستانیوں کو اور ڈیڑھ ہزار کے قریب یورپین لوگوں کو داخل اسلام کیا۔ وسط یورپ میں ایک عظیم الشان مسجد بنا دی ایک دارالیتامیٰ قائم کر دیا۔ اور دس لاکھ کے قریب جائداد منقولہ وغیر منقولہ اس انجمن کی ہوگئی جس کے پاس ۱۹۱۴ء میں ایک پیسہ نہ تھا۔ اگر کوئی اور جماعت مسلمانوں میں ہے جس نے اسی پچیس سال کے اندر اس قدر عظیم الشان کام تعمیر اسلامی کا کر دیا ہو تو اس کا نام بتایا جائے۔ اگر نہیں تو میں نکتہ چینیوں اور معترضین سے صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ جس جماعت کے ساتھ اس قدر نصرت الٰہی ہو اور جس نے تبلیغ اسلام کی اسقدر مضبوط بنیاد رکھدی ہو اس کے خلاف زبان کھولنے میں خدا کا خوف کرنا چاہیئے۔

اس کے ساتھ ہی میں اپنے احباب کو ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اگر دوسرے لوگوں کو ہمارے متعلق غلط فہمی ہو تو اس سے ہمارا اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا اس بات سے ہمیں نقصان پہنچتا ہے کہ ہمیں خود اپنے متعلق غلط فہمی ہو۔ بالفاظ دیگر ہم میں سے ایک ایک فرد کو اس بات کا . . . پوری قوت کے ساتھ احساس نہ ہو کہ ہم کسی کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے بعض اصحاب ایسے ہیں جنہیں یہ احساس نہیں اور بدقسمتی سے یا شائد اللہ تعالےٰ کا قانون قدرت ہی یہ ہے ان میں زیادہ اصحاب ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے زیادہ دیا ہے۔ کاش ان احباب کی نظر کے سامنے وہ نظارہ ہوتا جو حضرت مسیح موعود کو دکھایا گیا تھا

گراں چیزے کہ من بینم عزیزاں نیز دیدندے
زِ دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

رسالہ فتح اسلام میں اسلام کی حالت زار کا جو نقشہ حضرت مسیح موعود نے کھینچا ہے میں اپنے دوستوں سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اسے ایک دفعہ اس خط کے ساتھ پڑھ لیں اور ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جس اخبار میں وہ یہ خط شائع کریں اس میں فتح اسلام سے وہ مرثیہ[1] بھی شائع کر دیں جو

بے سر و گرخوں ببار دو دیدۂ ہر اہل دیں

سے شروع ہوتا ہے تاکہ جس کے دل میں اسلام کا درد ہے وہ چند پانی کے آنسو بہا کر ہی اس پاک گروہ میں شامل ہو جاتے جن کی آنکھوں سے دین کے غم میں خون کے دریا رواں ہوتے ہیں ہم کون ہیں؟ کا جواب اس مرثیہ کے ان دو اشعار میں ہے

پیش چشمانِ شما اسلام در خاک اُفتاد
چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمین
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

یا ان دو میں:-

ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں
کار و بار صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستین

ہاں ہم بھول گئے ہیں کہ ہم کون تھے، اور کس کام کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ ہم میں سے کئی صاحب تو یقیں بھول گئے ہیں اور قادیان کے رہنما سبھی بھول گئے ہیں جنہوں نے تبلیغ اسلام کے میدان کو چھوڑ کر اور اسلام کو اس کی بیکسی کی حالت میں خاک و خون میں چھوڑ کر سیاست کے میدان میں دنگل لڑنا شروع کر دیا ہے تحسبھم جمیعا و قلوبھم شتّٰی - مگر میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اپنی توجہ کو تبلیغ اسلام کے میدان تک ہی محدود رکھتے تو یقیناً انہیں ہم سے کچھ نہیں تو بیس گنا زیادہ کام تو کرنا چاہئے تھا۔ اور آج اسلام کے لئے یہ امر کس قدر قوت کا موجب ہوتا کہ جس طرح ہماری چھوٹی سی جماعت کی کوشش سے دجال کے مقابل پر تین مشن یورپ میں قائم ہیں ان کی کوشش سے ساٹھ مشن یورپ میں قائم ہوتے، اور اگر ہم نے پچیس سال میں تین یورپین زبانوں میں قرآن شریف کا ترجمہ کر دیا ہے تو وہ ساٹھ یورپین زبانوں میں ترجمہ کر دیتے اور اگر ہم نے پچاس ہزار کاپی تراجم کی دنیا میں شائع کی ہے تو وہ دس لاکھ شائع کر دیتے، اور اگر ہم نے دس ہزار قرآن کریم کے تراجم، پندرہ ہزار سیرت نبوی، پچاس ہزار تعلیم اسلامی پر رسائل مفت دنیا میں پہنچا دیئے ہیں تو وہ علی الترتیب دو لاکھ اور تین لاکھ اور دس لاکھ پہنچا دیتے، اور اگر ہم نے دو ہائی سکول بنا دیئے ہیں تو وہ دس ہائی سکول اور ایک کالج بنا دیتے اگر ہم نے ایک مسجد یورپ میں بنا دی ہے تو وہ بیس مسجدیں بنا دیتے اور اللہ اکبر کی آوازیں سارے یورپ میں گونج رہی ہوتیں اور بستی بستی میں خدا کا آخری کلام اور خدا کے آخری نبی کا نام پہنچا ہوا ہوتا - تو فرمایئے کہ اسلام کی شوکت اس سے زیادہ ظاہر ہوتی یا ان کھیلوں سے جو کورٹوں کی دوڑ دھوپ . . . . . . اور مقدمہ بازیوں کے بڑے بڑے ہنگاموں اور خلیفہ کی شان و شوکت اور بالآخر انہوں ہی کے الزاموں سے رسوائی کے رنگ میں ظاہر ہوئیے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسلام کی بیکسی کا رونا روتے ہوئے مجھے قادیانی جماعت کی حالت پر بھی رونا آجاتا ہے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ ان کو ان باتوں کی طرف توجہ دلانے سے سوائے اس کے کچھ حاصل نہیں کہ چند ابوالحطاؤں کا غیظ و غضب جوش میں آجائے اور ان گالیوں میں کچھ اضافہ ہو جائے جن کا کافی انبار پہلے ہی موجود ہے۔ تو اے میرے رفیقو اور عزیز دوستو! اس بات کو نہ بھلاؤ کہ آپ کون ہیں اور کہاں کھڑے ہیں کفر اور اسلام کی ایک سخت جنگ ہو رہی ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی اور نہیں دیکھ سکتی مگر حضرت مسیح موعود نے اس کو دیکھا اور اس راستباز کی بدولت آپ نے بھی دیکھا۔ پھر اس کو پڑھو۔

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

کفر کے ساتھ بیشمار فوجیں ہیں بے انداز ساز و سامان ہیں چاندی اور سونا دریاؤں کے پانی کی طرح بہہ رہا ہے اور اسلام ہاں وہ اسلام جس کے لئے یہ بھی وعدہ موجود ہے اور وہ نہایت ہی سچا وعدہ ہے لیظھرہ علی الدین کلہ کہ کفر کی ان ساری طاقتوں کے باوجود وہ غالب آ کے رہیگا وہ اسلام اس بیکسی اور بیچارگی کی حالت میں پڑا ہے اور چالیس کروڑ مسلمان اس کفر و اسلام کی جنگ میں ایک طرف کھڑے ہیں مسیح موعود کی جماعت کا بہت بڑا حصہ بھی اس جنگ کے میدان کو چھوڑ کر دوسرے زیادہ دلفریب میدانوں کی طرف بھاگا جا رہا ہے اور ایک نہایت ہی چھوٹی سی جماعت جس کو دنیا وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی کفر کے ان سیلابوں کے سامنے اسلام کی حمایت میں سینہ سپر کھڑی ہے۔

یہی بات ہے جس کی طرف میں اپنی جماعت میں سے ان پیچھے ہٹ لینے والوں کو غفلت کی نیند سونے والوں کو اور دل سے ہاں میں ہاں ملانے والوں کو۔ طاقت رکھتے ہوئے کمزور سی حرکت کرنیوالوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کیا انہیں اس بات کا احساس ہے کہ وہ کسی مقابلہ میں کھڑے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ کیا ان میں سے ہر شخص اپنی پوری قوت اور طاقت کو اس مقابلہ میں خرچ کر رہا ہے؟ کیا جس کے پاس وہ سامان ہے کہ وہ اس سے اسلام پر چلتے ہوئے تیروں کو روک لے وہ اس سامان کو لیکر میدان جنگ میں حاضر ہوا؟ کیا اس کی ساری توجہ اس مقابلہ کی طرف ہے جس کے لئے اسے کھڑا کیا گیا ہے یا اس کا دل دنیا کے مشغولوں میں غلطاں و پیچاں ہے اور صرف ان کا جسم میدان جنگ میں ہے؟

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

---

[1] صفحہ اول پر درج ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۳۹ء بمقام دارالسلام ڈلہوزی

کلمہ شہادت کے بعد۔ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل وقرآن الفجر ۖ ان قرآن الفجر کان مشھودا ٥ ترجمہ۔ سورج کے ڈھلنے سے شروع کر کے رات کے اندھیرے تک نماز کو قائم رکھ۔ اور صبح کے قرآن کو (بھی) بلاشبہ صبح کے قرآن میں حضور ہوتا ہے۔

بعد کلمہ شہادت وتلاوت آیۃ کریمہ فرمایا:۔

اس آیت میں نماز کا حکم صراحت سے موجود ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ زوال آفتاب سے لیکر رات کی تاریکی تک نماز کو قائم کر۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام وقت نماز کے لئے وقف کر دینے کا حکم ہے۔ حقیقت میں ظہر عصر مغرب عشاء کی نمازیں اس طرح پے در پے آتی ہیں کہ تمام وقت کی نماز بن جاتی ہے۔ پھر ایک لمبے وقفے کے بعد صبح کی نماز کا وقت آتا ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں قرآن الفجر یا صبح کا قرآن کہا گیا ہے یعنے صلوٰۃ الفجر کو ہی قرآن الفجر کہا گیا ہے کیونکہ اس نماز میں بالخصوص لمبی قرات پڑھی جاتی ہے۔ رات کے سکون وآرام کے بعد دل کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ کسی طویل پیغام الہیٰ سے بہرہ اندوز ہونے کی متمنی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں ایک لطیف پیرایہ میں انسانی زندگی کے مدّوجذر کو آفتاب کے زوال وغروب وطلوع سے تشبیہ دی ہے۔

دوپہر کے وقت آفتاب کا ڈھلنا انسان کے اقبال زوال کی طرف گویا اشارہ ہے۔ اس کی چمک کی کمی جو عصر کے وقت ہوتی ہے انسانی تکالیف آلام ومصائب کی زیادتی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ بالآخر اس کا غروب اور پھر تاریکی کا سلسلہ ہو جانا انسان کے انتہائی اضطراب کے مترادف ہے ایسے اوقات میں قرآن مجید ایک تسکین راحت ونجات کی راہ بتلاتا ہے۔ خدا کی طرف توجہ کرنا ہی ان تمام تکالیف میں نجات کا رستہ ہے جس طرح رات کی تاریکی کے بعد صبح دل کش تمام اندھیروں کو دور کر دیتی ہے اسی طرح اضطراب وابتلا کی حالت میں جو مومن رجوع الی اللہ کرتا رہتا ہے تو اسے بھی صلوٰۃ الفجر ایک خوشنودی کا پیغام ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی یہ صورت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قائم ہوئی ہے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ تمام اوقات میں خدا کی طرف رجوع کرنے کا طریق صرف اسلام کا ہی امتیازی نشان ہے۔ صبح نیند سے اٹھتے ہی خدا کا ذکر دوپہر اور سہ پہر کے اشغال کی گرم بازاری میں خدا کا ذکر ہے مغرب کی تفریح کے وقت میں خدا کا ذکر ہے، اور پھر انسان جب رات کے آرام کے لئے تیار ہو جا[؟] تو سونے سے پیشتر خدا کا ذکر ہے۔

نماز کے فوائد گنتی سے باہر ہیں۔ روحانی اور دنیوی دونوں۔ نماز کیا ہے روحانی رنگ میں خداوند کریم سے سرگوشی کرنا ہے۔ انسان نماز کے وقت اپنے دل کے راز اپنی حاجتیں، اپنی تمام آرزوئیں خدا کے سامنے رکھ دیتا ہے پھر جس قدر خضوع وخشوع سے یہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے اسی قدر خدا کے مقبولیت وکرم سے وہ مستفیض ہوتا ہے۔ یہ انعام یہ حضوری کچھ چھوٹی سی بات نہیں۔ خود دنیوی ملاقاتوں پر قیاس کر کے دیکھ لو۔ لوگ کس قدر خوش اور مفتخر ہوتے ہیں جب انہیں کسی افسر سے اچھی ملاقات نصیب ہو جاتی ہے۔ پھر کسی گورنر سے ملاقات سے جو انہیں حظ ہوتا ہے وہ ہفتوں مہینوں میں بھی اپنی حلاوت ضائع نہیں کرتا۔ پھر غور کرو کہ جب تم کو خالق السموات والارض وما بینھما کے سامنے جانیکا شرف حاصل ہو تو اس کی خوشی کس قدر ہونی چاہیئے۔ نماز کوئی کلفت نہیں۔ صرف تھوڑی سی قلبی تبدیلی درکار ہے اور نماز ایک خوشی کا وقت بن جاتا ہے۔ بلاشبہ جب تمہاری نماز ایک خوشی بن جاوے تو یہ ایک مبارک وبلند مقام ہے۔ جب نماز کا وقت قریب ہوتا تھا تو آنحضرت صلعم حضرت بلالؓ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے "ارحنا یا بلال" بلال ہم کو راحت دو۔ خوش کرو یعنے اذان دو کہ ہم نماز میں ذات باری تعالیٰ کے حضور میں جاکر خوش خرم ہوں۔ یہ بلند پایہ کی نماز ہے۔ ہمارے نوجوانوں کیلئے جو ابھی نماز کی لذت سے آشنا نہیں یہ مقام بہت مشکل ہے لیکن امکان سے باہر نہیں۔ تجربہ سے یہ لذت آتی ہے۔ اقامت نماز پہلے مشقت طلب ہے۔ ابتدا ہر کام کی مشقت ومحنت وعادت سے ہوتی ہے۔ بعد میں بلند منازل انسان کو خود اپنی طرف کھینچے چلے جاتی ہے۔ بچوں کی تعلیم پر ہی قیاس کر کے دیکھ لو تمہیں کس قدر جبر وحکم سے لئے تختی۔ قاعدہ۔ وغیرہ ابتدائی امورات سے گذرنا ہوتا ہے۔ اسے یہ تمام مشقت ومحنت خلاف ارادہ ومنشا برداشت کرنی پڑتی ہے تب کہیں دور جاکر وہ مطالعہ کتب کی لذت سے آشنا ہوتا ہے اور علوم وفنون کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے پھر یہ چیزیں خود اسے اپنی طرف کھینچے لئے جاتی ہیں۔ یہی حال نماز کا ہے۔ ابتدائی مشقت برداشت کرو۔ اس تجربہ کے مراحل سے محنت سے گذرو تو پھر معلوم ہو جائیگا کہ نماز تمہارے لئے کس قدر راحت کا سامان ہے۔ تمہارے دکھوں تکلیفوں میں کس قدر یقینی سہارا ہے۔ پھر تاریخ تمہارے سامنے ہے۔ کوئی ایک دو واقعات نہیں جو اس کے فیوض پر شاہد ہوں دیکھتے ہیں کہ بادشاہ فوج کشی کرتے ہیں غنیم . . . کے سامنے وہ بالکل بیچارہ نظر آتے ہیں۔ ہلاکت درماندگی اور خوفناک شکست یقینی نظر آتی ہے۔ ان کے اپنے لشکر اور سامان حرب میں کوئی امید افزا بات معلوم نہیں ہوتی۔ اس درماندگی اور بے بسی کی حالت میں وہ ذات باری تعالےٰ کے سامنے سجدہ میں گرتے ہیں۔ پھر کیا ہوتا ہے کہ یک قلم لڑائی کا نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔ ہزیمت ایک کھلی ہوئی فتح بن جاتی ہے۔ یہ نصرت صرف نماز کا کرشمہ ہے۔ پھر کیا یہ مفید بات نہیں۔ ایک فائدہ بخش عمل نہیں۔ کہ جوں جوں عمر بڑھتی جاوے۔ یا ہماری تکالیف میں اضافہ ہوتا جاوے ہم اسی قدر خدا کی طرف متوجہ ہوتے جاویں۔ اسی قدر ہم اس کے قریب ہوتے جاویں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض آدمی سینما وغیرہ کی کشش [illegible] ہوتے ہیں کہ ان کو اپنے دکھ اور تکلیف کا بھی خیال [illegible] چل نہیں سکتے۔ معذور وضعیف ہوتے ہیں مگر سینما ہے کہ [illegible] کشاں کشاں لئے جاتی ہے۔ اس مشقت میں انہیں [illegible] لذت کا پیغام نظر آتا ہے۔ کاش وہ عارضی لذت کی [illegible] دائمی لذت کے لئے مشقت اٹھایا کریں۔ خود [illegible] مبارک پر بھی کبھی غور کرو سورۃ مزمل کی ابتدائی آ[illegible] کی نماز کا اور حضور کی قلبی کیفیت کا نقشہ موجود ہے۔ [illegible] آرام کرنے کے بعد آپ اٹھتے ہیں اور نماز میں طول [illegible] ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔ کبھی نصف رات اسی ذکر الہیٰ [illegible] جاتی ہے کبھی اس سے کم اس سے زیادہ بھی۔ اسی [illegible] ہے کہ حضور کو قرآن کی تلاوت اور نماز کی ادائیگی [illegible] آتی تھی۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر [illegible] مجید حضور کا اپنا کلام ہی ہوتا تو پھر اسے بار بار اور [illegible] پڑھنے کے کیا معنے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر کبھی کو [illegible] ہو جاوے تو پھر یہ دائمی راحت ہے۔ پھر نماز کے [illegible] نوجوانوں کے لئے بالخصوص بہت کارآمد ہیں۔ نماز ایک [illegible] ہے ضبط (Disciplin) پابندی اوقات [illegible] طبع۔ وغیرہم کی تحصیل کا۔ قیامت میں ثواب کے خیال [illegible] رکھو اس کے ظاہرا فوائد بھی اس قدر ہیں جن کی دنیا [illegible] لئے بہت ضرورت ہے۔ ضبط سی مفید چیز جو نماز کی بدو[illegible] ہوتی ہے۔ آج دنیا کو کس قدر مرغوب مطلوب ہے۔ پھر [illegible] اخوت انسانی . . . پیدا ہوتی ہے۔ جو نماز کی موجود[illegible] پیدا نہیں ہوتی۔ نماز ہی ہے جو امیر وغریب آقا وغلام [illegible] سپاہی۔ چھوٹے بڑے کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کرتی [illegible] یورپ بھی بلا اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ ایسی یگانگت [illegible] کے لئے ہمیں اسلام ہی کے سامنے ہاتھ پھیلانے [illegible] یہ کارنامہ صرف نماز ہی کا ہے۔ تعلیم کے [illegible] پر زور دیا جاتا لیکن اگر عملی رنگ میں نماز کے اندر [illegible] قائم نہ کر دی جاتی تو اسلام کا یہ مساوات کا معجزہ [illegible] نہ ہوتا۔ پھر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ فوائد اجتماع [illegible] "اجتماع فی المساجد ہیں"۔ گھروں میں علیحدہ علیحدہ نماز [illegible] کم ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ مشاہدہ کی بات ہے کہ نماز [illegible] غفلت وسستی نہیں آتی جس انسان [illegible] کا وقت کیساتھ پانچ وقت پاک صاف ہو کر چست ہو کر نماز [illegible] ایک شعار بن گیا ہے۔ وہ بھلا غافل یا کاہل [illegible] سکتا ہے؟ یہ صحیح بات ہے کہ بے نماز وقت کا [illegible] نہیں ہو سکتا۔ بعض کور ذوقوں کا خیال ہے کہ [illegible] آہستہ نابود ہو جاوے گی۔ یہ خیال غلط ہے۔ جب تک [illegible] انسان ترقی کرتا ہے اور اس کی فطرت میں ترقی [illegible] کا مادہ ودیعت شدہ ہے۔ تو وہ اس سے بے نیاز [illegible] کیونکہ وہ خوبیاں جو نماز پیدا کرتی ہے نہ نظر انداز ہو سکتی [illegible] نہ کسی واقعہ سے آسانی سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

ہاں ہمارے نوجوانوں میں نماز کی طرف عدم توجہی [illegible] جاتی ہے۔ اس تغافل وبے پروائی کے ذمہ دار ان کے [illegible] ہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر خود والدین پابند ہوں تو اس کا [illegible] کی اولاد پر پڑنا لازمی ہے۔ حضور کا یہی ارشاد اس [illegible] قابل توجہ ہے۔ کہ سات سال کی عمر میں اس کی عادت [illegible] شروع ہو۔ بارہ سال کے بعد اگر اس پر عامل نہ ہوں [illegible]

نماز ہرگز تضیع اوقات نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی صفات انسانی کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ پس از بس ضروری ہے کہ ماں باپ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اپنے بچوں میں نماز کی عادت ڈالیں پھر بالخصوص ہماری جماعت کے نوجوان۔ انہیں اس رکن عظیم سے بے پرواہ نہیں رہنا چاہیئے۔ نماز کے بغیر تبلیغ اسلام ہی ناممکن ہے۔ حضور نے نماز کے روحانی فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ نماز مومن کا معراج ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ نماز انسان میں اعلیٰ درجہ کا حسن روحانی پیدا کرتی ہے۔ نماز کا مسجدوں میں جمع ہو کر ادا کرنا اس کی اقامت کا نہایت ضروری پہلو ہے یہاں تک کہ اجتماع میں عورتوں کو مستثنٰی نہیں کیا گیا۔ حضور صلعم کے وقت میں عورتیں مسجدوں میں آکر نمازیں ادا کرتی تھیں اور جماعت کیساتھ ادا کرتی تھیں +

آخر میں آپ نے نوجوانوں اور اُن کے والدین کی توجہ اس رکن عظیم کی طرف دلائی۔ اور فرمایا کہ یہ . . اس قدر پختہ ہو جائے کہ یہ شعار ہماری جماعت کی ایک خصوصیت بن جاوے (متلاشین)

نوٹ:۔ مقام شکر ہے کہ اس خطبہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اُس دن سے ہمارے تمام گھروں میں بچوں میں بڑوں میں نماز کا شوق بڑھ رہا ہے۔ اور نوجوان اب تک نماز سے بالکل غافل تھے اور سوائے جمعہ کے . . . . . نماز سے بے پرواہ تھے۔ وہ سب نمازوں سے غافل نہیں۔ بعض گھروں میں تو صبح کے وقت بچوں کی والدہ کی طرف سے ایک دلکش سماں پیدا ہو رہا ہے

جیسے ہر بچہ کو نماز اور تلاوت قرآن مجید کی طرف بار بار بلایا جارہا ہوتا ہے۔ اللہ کریم انہیں استقامت نصیب کرے۔

"نیاز کیش "یوسف"

(بقیہ صفحہ ۴)

میرے دوستوں! یاد رکھو کہ تمہارے ہاتھ میں اسلام کا علم ہے۔ تم اگر گر جاؤ اور پاؤں کے تلے روندے جاؤ تو ہرج نہیں مگر اسلام کا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے دینا۔ اگر تم میں سے ایک مرتا ہے تو اس جھنڈے کو سنبھالنے والا دوسرا موجود ہونا چاہیئے اگر ایک کا دایاں ہاتھ کٹ گیا ہے تو وہ بائیں ہاتھ سے ہی اس جھنڈے کو سنبھال لے۔ یاد رکھو کہ یہ جھنڈا قرآن کا جھنڈا ہے اگر تم اس کو بلند رکھنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر دو گے تو خدا کی نصرت تمہارے ہاتھ چومنے کو تیار ہے لیکن اگر تم نے ادھورے دل سے کام کیا اور قرآن کے جھنڈے کی وہ عزت نہ کی جو اس کا حق ہے تو تمہاری دنیا بھی تمہارے کسی کام نہیں آئے گی۔ خدا نے تمہیں بڑا بلند مقام دیا ہے اور تمہیں تبلیغ اسلام کی کشتی کا ناخدا بنایا ہے اگر تم نے اس کشتی کو بچانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف نہ کی تو خدا قادر ہے کہ یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

خاکسار:۔ محمد علیؓ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

(بقیہ صفحہ ۲)

گئی۔" کرنے کا موقع نہیں ملا۔ مگر دوسرے صاحب سے گفتگو ہوئی ان کی بیگم صاحبہ بھی مع دو بچوں کے ساتھ ہیں۔ یورپین عورتوں میں اور ان میں کوئی فرق نہیں تھا . . . پردہ کو لعنت سمجھتے ہیں۔ تعدد ازدواج کے بڑے . . . خلاف ہیں۔ حتیٰ کہ یہاں تک کہنے میں بھی فرق نہیں کہ رسول اکرم ازدواج میں عدل کے حق کو ادا نہیں کر سکے۔ ایک سے زیادہ بیوی کرنے کو وہ جہالت بتلاتے ہیں۔ بڑا فخر یہ ہے کہ عربی ان کی مادری زبان ہے۔ مصر کے قانون کو فرانس کے قانون پر مبنی ہونے کو ضروری سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فی زمانہ اسلامی قوانین پر عمل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً زانی کی سزا رجم اور چور کی سزا قطع ید۔ جب میں نے کہا کہ رجم کی سزا قرآن میں نہیں تو بڑے اچھلے فرمانے لگے کہ قرآن کو میں بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ میں محمدی ہوں۔ میں نے کہا کہ قرآن کو سمجھنے کا مجھے بھی حق ہے کیونکہ میں مسلم ہوں۔ کچھ حیران ہوئے کہ کیا آپ الگ قرآن کو سمجھ سکتے ہیں۔ قطع ید کے بارے میں جب میں نے کہا کہ یہ لفظ کم سے کم سزا اور زیادہ سے زیادہ سزا کو ظاہر کرنے کے لئے ہے تو ان کی سمجھ میں بھی یہ بات نہ آئی۔ مشرقین آسامی سے بھی پردہ اور موجودہ تہذیب پر گفتگو ہوئی۔ ووکنگ مشن کے کام کی وجہ سے تعلیم کے مداح ہیں۔ لیکن نئی تہذیب نے ان کے دماغ میں بڑا زہر بھرا ہوا ہے۔ آج بروز ہفتہ ہم لوگ مارسیلز پہنچ گئے ہیں۔ کل صبح ۵ بجے جہاز روانہ ہوگا۔ وہ جنگی جہاز حفاظت کیلئے کہتے ہیں ساتھ ہوں گے۔ خطرہ بڑا ہے لیکن خدا مسبب الاسباب موجود ہے۔ یہاں جہاز کی لائبریری میں کوئی مذہبی کتاب نہیں۔ قرآن مجید بھی نہیں۔ حالانکہ دوسری . . . . کتابیں ہیں۔ کیا انجمن نے اس جہاز کی لائبریری میں قرآن مجید بھیجا تھا۔ اگر بھیجا تھا تو پتہ کیا جاوے کہ کیوں موجود نہیں۔ حمیدہ والی بات کامیاب نہ ہوسکی صرف عدہ مسلمانوں نے خواہش ظاہر کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے۔ آمین۔

میں ہوں طالب دعا

وزیر احمد قریشی

مکتوب ہالینڈ

مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے ایک تازہ خط کا ملخص

بلجیم میں میرا تبلیغی دورہ نہایت کامیاب رہا۔ میں شمالی بلجیم کے تین شہروں میں گیا۔ یعنی انٹورپ، جنٹ اور برسیل۔ وہاں افراد اور جماعتوں کو تبلیغ کرنے کی ہر سہولت میسر آئی۔ ان تینوں شہروں میں میں نے تعلیمیافتہ اور بااثر لوگوں سے دوستانہ مراسم پیدا کئے ان میں کافی لوگ اسلام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ میں وہاں اپنے مشن کی ایک شاخ قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

میرے خط کے سیاق سے آپکو معلوم ہو گیا ہے کہ میں نے نقل مکانی کر لی ہے۔ میرا نیا مکان پہلے سے فراخ ہے۔ یہ نیا مکان ایک شریف ڈچ کی ملکیت ہے۔ جو ان ڈچ شرفا کی جماعت کا ایک فرد ہے جو مسلمانوں کے اندر عیسائی مشنریوں کی تبلیغی مساعی کو پسند نہیں کرتے۔ وہ اور ان کے احباب ہالینڈ میں اشاعت اسلام کرنے میں بہت ممد و معاون ہوتے ہیں۔ ستمبر میں انہوں نے امسٹرڈم کے اندر اسلام کے متعلق میرے ایک لیکچر کا اہتمام کیا ہے۔ جس میں خالص ڈچ سامعین شمولیت کریں گے۔

مکتوب بغداد

مندرجہ ذیل خط جناب سید تصدق حسین صاحب قادری کے ذریعہ ہمیں موصول ہوا ہے۔

"پیغام اسلام مورخہ ۱۵ر جولائی ۲۹ء کے پرچہ میں مولانا حسرت موہانی کے ایک بیان کے حوالہ سے تحریر ہے کہ مولانا ولایت سے سوشلسٹ بن کر واپس آئے اور یہ کہ مولانا کو اس کا یقین ہو گیا ہے کہ دین کے نام پر کامیابی مشکل ہے۔ مولانا ممدوح کے جس بیان پر یہ رائے قائم کی جاتی ہے وہ یونائیٹڈ پریس کا فرستادہ ہے۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ مولینا نے کوئی بیان اس قسم کا پریس کو نہیں دیا۔ صرف ایک صاحب سے کچھ اظہار خیال فرمایا تھا جس کا مفہوم اس سے بالکل جدا تھا جو بیان مذکور میں دکھایا گیا ہے۔ مولانا نے صرف اقتصادی پہلو پر زور دیتے ہوئے اظہار خیال فرمایا تھا کہ مسلم لیگ کے اس گروہ کو جو ریڈیکل خیالات رکھتا ہے۔ دیگر جماعتوں کے ریڈیکل عناصر کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے اور اس کی شکل یہ تجویز فرمائی تھی کہ ایک ریڈیکل کانفرنس کا انعقاد کیا جائے۔ جس کی صدارت مسٹر ایم این رائے کریں۔ مذہب کی توجیح کرنے والا کوئی جملہ مولینا نے استعمال نہیں کیا۔ جب وقت مولینا کی توجہ اس بیان کی طرف مبذول کرائی گئی۔ تو مولانا نے اولین فرصت میں تردید کو بیان دینے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ لیکن یورپ کے دوبارہ سفر کے انتظامات میں مصروفیت کے باعث غالباً وہ ایسا نہ کر سکے امید ہے کہ وہ عنقریب اس غلط فہمی کو دور فرمائیں گے۔

(ایم۔ منظفر)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ اور حسب سابق خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب بھی خداوند تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں اور حضرت موصوف کا درس قرآن و حدیث مرکزی مسجد احمدیہ میں حسب معمول جاری ہے۔

— جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب مبلغ اسلام جو ملک سے ڈنمارک گئے ہوئے تھے کوپن ہیگن میں بخیریت پہنچ گئے ہیں اور جنگ کے خطرات سے بہت حد تک مامون ہیں تمام احباب جماعت ڈاکٹر صاحب موصوف کیلئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیریت سے ہندوستان واپس لائے۔

— جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب جن کا ایک مکتوب پیغام صلح کے اس شمارہ میں شائع ہو رہا ہے انگلستان مزید طبی تعلیم کی غرض سے گئے ہیں ان کیلئے بھی نہایت حضور قلب سے دعا کیجائے کہ خدا تعالیٰ انہیں عافیت سے منزل مقصود تک پہنچائے آمین۔

— برادرم عبدالغنی صاحب بٹ اطلاع دیتے ہیں کہ عبدالشکور صاحب بٹ کے ہاں جو انجمن کے محصل ہیں اللہ تعالیٰ نے بکرم تعالیٰ ایک فرزند عطا فرمایا۔ مولود مسعود کو نیک اور صالح بنا اور اس بچہ کا وجود والدین کیلئے مبارک ہو۔ آمین۔

کلمہ، نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ

اسلام کے پانچ ارکان ہیں اس بات کو ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ احکام قرآنی کے مطابق ان سب کا ماننا اور ان پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان مرد، عورت کے لئے ضروری ہے ان پانچوں میں سے ایک کا بھی کوئی مسلمان نہیں کرسکتا ؛

قرآن کے احکام کے مطابق زکوٰۃ کا قومی بیت المال

میں جمع ہو کر ایک نظام کے ماتحت خرچ ہونا نہایت ضروری ہے صاحب نصاب زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ کا تیسرا حصہ اپنی مرضی سے خرچ کرسکتا ہے باقی رقم کو لازمی طور پر قومی بیت المال میں جمع کرانا چاہئے تاکہ وہیں سے قومی ضرورتوں پر خرچ کیا جائے۔ یاد رکھئے قرآن کے نزدیک کوئی زکوٰۃ، زکوٰۃ نہیں جو باقاعدہ بیت المال میں جمع ہو کر خرچ نہ ہو ؛

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ لاہور

کا قومی بیت المال موجود ہے اگر دوسرے مسلمان زکوٰۃ بالا طریق پر عمل نہیں کرتے تو ان کو ایک حد تک معذور سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ ان کا کوئی بیت المال نہیں لیکن احمدیوں کے لئے یہ کوئی مجبوری نہیں اسلئے ہر ایک صاحب نصاب احمدی مرد و عورت، کیلئے لازمی ہے کہ اپنی زکوٰۃ مرکز میں ارسال کردے انفرادی طریق پر خرچ نہ کرے ورنہ اسکی ادائیگی زکوٰۃ احکام قرآنی اور قومی مفاد کے مطابق نہ ہوگی ؛

قرآن کریم میں نماز اور زکوٰۃ

کی خصوصیت سے تاکید آئی ہے۔ لیکن افسوس مسلمانوں کی کثیر تعداد زکوٰۃ کے احکام کو فراموش کئے ہوئے ہے۔ تھوڑے بہت مسلمان جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ بھی بالعموم احکام قرآنی کی پابندی نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی غلطی اور کمزوری ہے جسے بہت جلد دور کرنا چاہیئے

اسلامی تاریخ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

کے زمانہ میں منکرین زکوٰۃ کے ساتھ صرف اس وجہ سے جنگ ہوئی تھی کہ وہ زکوٰۃ کو قومی بیت المال میں بھیجنے کی بجائے اپنی مرضی سے خرچ کرنا چاہتے تھے بعض صحابہؓ کی رائے اس مطالبہ کو منظور کر لینے کے حق میں تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اس کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور جنگ کر کے اسلامی حکم کی تعمیل کرائی ؛

ہمارے ملک ہندوستان میں ماہِ رجب ادائیگی زکوٰۃ کیلئے مخصوص ہے

زکوٰۃ دینے والے بالعموم اسی مہینے میں زکوٰۃ تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اس روپیہ کا بہت بڑا حصہ برباد جاتا ہے لہٰذا احباب سلسلہ کا فرض ہے کہ دیندار اور روشن خیال مسلمانوں کے پاس اسی ماہ رجب میں پہنچیں اور تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا جو کام ہماری طرف سے ہو رہا ہے اسکی ضرورت و اہمیت بتلا کر ان سے زکوٰۃ لیں اس طرح انکی زکوٰۃ اچھی جگہ صرف ہوگی اور انجمن کو کسی قدر مالی امداد بھی مل جائیگی ؛

زکوٰۃ پبلک چیریٹی یعنی قومی خیرات

ہے اس کو قوم کی بہتری کیلئے قومی نظام کے ماتحت خرچ ہونا چاہیئے لیکن آجکل زیادہ تر ہٹے کٹے فقیر اور بھک منگے ہتیا لیتے ہیں، اور قوم کے غریب یتیم محتاج بیوائیں اور قومی ادارے محروم رہتے ہیں۔ اس طرح قوم کو زکوٰۃ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض صورتوں میں نقصان ہوتا ہے۔ یہ طریق اصلاح طلب ہے ؛

قومی بیت المال حیاتِ قومی کیلئے دِل

کا حکم رکھتا ہے جس طرح دل اپنے مسلسل عمل کے ذریعے تمام جسم کا خون اکٹھا کر کے صاف کرنیکے بعد ایک مقررہ قاعدہ کے ذریعہ جسم میں دوبارہ تقسیم کر دیتا ہے جس سے زندگی اور زندہ دلی قائم رہتی ہے اسی طرح قومی بیت المال کا کام ہے کہ صاحب نصاب اور متمول مسلمانوں سے زکوٰۃ کا روپیہ اکٹھا کر کے قوم کی ضرورتوں پر صرف کرے تاکہ حیات قومی قائم رہ سکے لیکن مسلمان اس حکیمانہ طریق پر عمل نہیں کرتے جو بھاری غلطی ہے ؛

عورتوں کے پاس زیور ہوتا ہے احمدی خواتین

کو ادائیگی زکوٰۃ کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبات میں خواتین کو زکوٰۃ کے بارہ میں خصوصیت سے مخاطب کیا ہے زکوٰۃ کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کا ٹریکٹ تو امید ہے ہر احمدی گھر میں موجود ہوگا اس سے مسائل معلوم ہو سکتے ہیں جس کی رو سے مال اور زیور دیں کی احکام قرآنی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اس اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے ؛

(مدیر)

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا

مصر

ہمارے البانوی بھائی مصر میں بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جھوٹ کا جامہ چاک ہو رہا ہے اور حق و صداقت کی روشنی پھیل رہی ہے کمیٹی جو تحقیقات کے لئے مقرر کی گئی ہے اس نے تاہنوز کوئی فیصلہ صادر نہیں کیا۔ ابھی تک وہ تفتیش و جستجو میں مصروف ہے۔ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حق دیکھنے اور اس پر قائم ہو جانے کی توفیق عطا فرماوے قادیانیوں نے ہمارے بھائیوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ریشہ دوانیاں کی تھیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اس ناپاک مقصد میں خائب و خاسر رکھا ہے۔ اس تحقیق کے سلسلہ میں جو باتیں ضروری ہیں وہ کمیٹی تک پہنچا دی گئی ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دو انگریزی ٹریکٹوں کا انہوں نے ترجمہ کیا ہے۔ جسے التعالیم الاحمدیہ کے نام سے شائع کیا ہے۔ یہ احمدیت پر دوسرا رسالہ ہے جو انہوں نے عربی زبان میں شائع کیا ہے۔ یہ ہمارے بھائیوں کی جد و جہد اور مساعی کا نتیجہ ہے کہ مصر کے لوگ بھی تحریک احمدیت اور قادیانیت میں فرق سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اس کے متعلق جو وہاں کے روزانہ اخبار البلاغ نے نوٹ دیا ہے جو آئندہ شیوع میں درج ہوگا۔ وہ اس پر خوب روشنی ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو اسلام کی صحیح خدمت کی توفیق عطا فرما دے آمین۔

(جنوبی افریقہ)

ہمارے بھائی مولانا عبد الشکور صاحب وہاں خوب تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں آپ کے اہل و عیال کچھ بیمار ہو گئے تھے جس کی وجہ سے آپ بابت پریشان رہے اب انہیں خدا کے فضل سے آرام ہے جمیع احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ آپ اردو میں دستی پریس کے ذریعہ سے بالکل پیغام صلح کے نمونہ پر ایک اخبار نکالتے ہیں جس کے پہلے صفحہ پر حضرت اقدس کے ملفوظات درج ہوتے ہیں۔ باقی اخبار میں عیسائیت کی تردید اور اسلام کی تائید میں مضامین ہوتے ہیں۔ آپ وہاں کے مسلمانوں کی جو نہایت ہی گفتہ بہ حالت میں ہیں، بڑی خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق مزید عطا فرماوے۔ (مرتبہ مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے)

متفرق خبریں

لنڈن ۳ ستمبر۔ آج رات کو ۶ بجے ملک معظم نے سلطنت کے نام ایک پیغام براڈ کاسٹ کیا اور فرمایا کہ آج سے برطانیہ نے جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔

شملہ ۳ ستمبر۔ برطانیہ کی طرف سے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کی خبر ملنے کے بعد وائسرائے ہند نے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا اور اہل ہند کے نام ایک رقت آمیز پیغام نشر کیا۔ جس میں جرمنی کی بربریت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ملک معظم کی حکومت نے کسی ذاتی غرض کیلئے اگر کوئی غرض ہے تو یہی کہ جو اصول بنی نوع انسان کے لئے ضروری ہیں۔ ان کی حفاظت کی جائے تاکہ تہذیب و تمدن ترقی کر سکیں۔

لنڈن ۵ ستمبر۔ آج کیل کی بندرگاہ پر برطانوی بمبار طیاروں نے شدید بمباری کی جس سے جرمنوں کو کافی نقصان پہنچا۔ اس سلسلہ میں ایک مزید اطلاع مظہر ہے کہ دو جرمن جنگی جہاز غرق کر دیئے گئے۔

حیدر آباد ۵ ستمبر۔ آج حضور نظام کی حکومت کی طرف سے ملک معظم کی حکومت کو یقین دلایا گیا ہے کہ دوران جنگ میں حکومت برطانیہ سے حکومت مذکورہ پورا اتفاق کرے گی اور اپنی خدمات اس سلسلے میں پیش کرنے کو تیار رہے۔

شملہ ۵ ستمبر۔ آج شام ایک آرڈیننس نافذ کیا گیا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ دشمن کے جہازوں کو برطانوی بندرگاہوں میں روک لیا جائے۔

وارسا ۶ ستمبر۔ حکومت فرانس کی طرف سے اعلان جنگ کی اطلاع ملی تو ہزارہا پولوں کا ہجوم سفارتخانہ کے سامنے جمع ہو گیا اور انہوں نے فرانس زندہ باد اور ... زندہ باد کے نعرے لگائے۔

لنڈن ۶ ستمبر۔ فرانس کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ فرانسیسی فوجیں وزدوم کے مقام پر جرمن فوجوں سے برسر جنگ کرنے میں مصروف ہیں۔ جرمنی کی مغربی سرحد پر شدید بمباری کی جا رہی ہے۔

لنڈن ۶ ستمبر۔ پولینڈ سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے چونکہ جرمن طیاروں سے وارسا کے سرکاری دفاتر محفوظ نہیں ہیں۔ اس لئے انہیں وارسا سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک اور شہر پوکرین میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۶ ستمبر۔ برطانوی جہاز "یوتھنیا" جو حال ہی میں غرق کر دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق مزید تفصیلات معلوم ہوئی ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک جرمن تحت البحر نے سمندر کی سطح پر نمودار ہو کر جہاز پر توپوں سے فائر کئے جس سے جہاز میں آگ لگ گئی اس کے بعد اس نے تارپیڈو سے جہاز کو غرق کر دیا۔

پیرس ۶ ستمبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ فرانسیسی فوجوں نے رائن لینڈ کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا ہے وارسا کی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ پول فوجوں نے جرمن فوج کے دو ڈویژنوں کو بالکل تباہ کر دیا ہے اور وہ بڑی تیزی سے ... بڑھ رہے ہیں۔

لنڈن ۶ ستمبر۔ ایک یونانی جہاز کو بالٹک کے قریب گرا ڈ جاتے ہوئے تباہ کر دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ جرمن بالٹک کے نواحی سمندر میں جرمنی نے بارود کی سرنگیں بچھا رکھی ہیں۔ یہ جہاز کسی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ہے۔

کلکتہ ۶ ستمبر۔ آنریبل وزیر اعظم بنگال نے ایک ... تاجروں کے نام ایک اعلان شائع کیا ہے کہ کوئی تاجر اجناس کی قیمت نہ بڑھائے۔ اگر کسی نے اجناس کی قیمت بڑھائی تو اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔ مارکیٹ پر پہرہ بٹھا دیا گیا ہے۔

وارسا ۶ ستمبر۔ برطانوی طیاروں نے دو جرمن جہازوں رولینڈ اور کامری ڈزن پر شدید بمباری کی جس کے باعث دونوں جہاز غرق ہو رہے ہیں۔

لنڈن ۶ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ شمالی سمندر میں برطانوی جنگی بیڑے اور جرمنی جنگی بیڑے میں زبردست جنگ ہو رہی ہے۔ فریقین ایک دوسرے پر شدید بمباری کرنے میں مصروف ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانوی بیڑے نے جرمن کے تین جنگی جہازوں کو سمندر میں ڈال دیا ہے۔

پشاور ۶ ستمبر۔ خان عبد الغفار خاں کانگرس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں شامل ہونے کیلئے آج فرنٹیئر میل پر وارد روانہ ہو گئے۔

برلن ۷ ستمبر۔ ہر ہٹلر مشرقی پرشیا کے محاذ جنگ کی نگرانی کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔

استنبول ... ستمبر۔ ... انونو صدر جمہوریہ ترکیہ نے اعلان کیا ہے کہ ترکیہ لڑائی کے وقت فرانس اور برطانیہ کا ساتھ دیگا۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ زدی فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا رسالہ روزگار گن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ ۔ لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۶ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۹ء ۔ نمبر ۵۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آجکل مسلمانوں کے اعمال و عبادات برکات سماوی سے کیوں محروم ہیں

مثنوی مولانا روم میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک کوٹھا جس میں ہزار من گندم بھری ہوئی تھی بالکل خالی ہو گیا اب غور کرنا چاہئے کہ اگر اُسے چوہے نہیں کھا گئے تو اتنی گندم کہاں گئی؟ بس مقام غور ہے کہ پچاس پچاس سال نمازیں پڑھنے کے بعد بھی ان میں کسی قسم کی برکت نظر نہیں آتی تو سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اگر ریا اور نفاق نے ان کے اعمال کو حبط اور باطل نہیں کر دیا تو آخر وہ برکات کہاں گئیں؟ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں جیسے آثار ان سے مفقود ہیں اور انکے اعمال اور عبادات میں کوئی نشانی برکت سماوی کی نہیں پائی جاتی۔ ایک طبیب جب ایک مریض کا علاج کرنا شروع کرتا ہے اور اسے نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اگر وہ نسخہ چند یوم کے تجربہ کے بعد اس کی مرض کیلئے کارگر اور مفید نہ ہو تو وہ اسے بدل دیا کرتا ہے اور پھر از سر نو تشخیص مرض کی کوشش کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ان مسلمانوں پر تو وہ نسخہ استعمال کیا گیا ہے جو ہمیشہ سے زود اثر اور مفید ثابت ہوتا رہا ہے اس لئے سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اس کے استعمال میں غلطی اور بد پرہیزی کی ہو گی کہ اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔ اسی طرح ہم یہ تو ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ ارکان اسلام میں کسی قسم کی غلطی تھی اور نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ روحانی امراض کا موثر علاج نہ تھے کیونکہ اسی ایک نسخہ نے ایسے ایسے لاعلاج مریضوں کو کامل طور پر شفا دی ہے جنکی نسبت لاعلاج ہونے [illegible] دیا جا چکا تھا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ جن لوگوں نے ارکان اسلام کو چھوڑ کر نئی نئی بدعتیں تراش لی ہوئی ہیں یہ انکی [illegible] شریف تو فرما چکا تھا الیوم اکملت لکم دینکم یعنی اکمال دین تو ہو چکا تھا اور اتمام نعمت بھی ہو گیا تھا +

(۱۴ دسمبر ۱۹۰۴ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں تشریف [illegible] بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جنگ کی وجہ سے یورپ کے اکثر ممالک کے امن کی حالت تشویشناک ہو گئی ہے۔ ہماری جماعت کے متعدد مبلغ [illegible] دیگر احباب ان ممالک میں مقیم ہیں۔ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب برلن سے کوپن ہیگن پہنچ چکے ہیں جناب مرزا [illegible] بیگ صاحب ہالینڈ میں ہیں۔ انگلستان اور فرانس میں بھی [illegible] سے دوست مقیم ہیں۔ تمام وابستگان سلسلہ کی خدمت میں [illegible] ہے کہ وہ خلوص دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام [illegible] کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین

—— چودھری عبدالمجید صاحب اوکاڑہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ایک عیسائی خاندان کے مندرجہ ذیل افراد نے [illegible] برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا ہے اللہ تعالیٰ استقامت بخشے [illegible]

عیسائی نام	اسلامی نام
عنایت مسیح	عنایت اللہ
گاماں زوجہ عنایت اللہ	غلام فاطمہ
دختر عنایت اللہ	سکینہ

—— میاں شریف احمد صاحب امرتسر کا صاحبزادہ [illegible] کچھ دنوں سے علیل ہے

—— ملک امر الٰہی صاحب کنجاہ ضلع گجرات کا صاحبزادہ [illegible] عبدالکریم عرصہ سے لعارضہ بخار اور کھانسی وغیرہ بیمار [illegible] ان دونوں بچوں کیلئے دعائے صحت کی جائے

تبلیغ احمدیت کی موجودہ ضروریات

اور قادیان مشن کی تجویز

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر)

کچھ عرصہ سے "پیغام صلح" میں بعض اصحاب کی طرف سے یہ تجویز پیش کی جا رہی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی موجودہ تبلیغی ضروریات میں سے ایک بڑی ضروری واہم تجویز قادیانی اصحاب کی اصلاح کے لئے جدوجہد کرنا ہے یہ تجویز کیوں پیش کی جا رہی ہے یعنی اس وقت ایسے اہم اقدام کی کیا علت غائی ہے؟ یہ ایک سوال ہے جو بعض قلوب میں اٹھتا ہے۔ چنانچہ اخبار "الفضل" نے بھی یہ سوال پوچھا ہے کہ کیا اب تک جماعت لاہور نے قادیانیوں کے درمیان تبلیغ نہیں کی؟ اگر کی ہے اور اس کا نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلا تو اب اسی تجربہ کو دوسرانا کہاں کی دانشمندی ہے اور اگر پہلے تبلیغ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تو اب کونسے حالات پیش آ گئے ہیں۔ جن کے ماتحت یہ اقدام ضروری ہو گیا ہے؟ ان سوالات کا جواب دینے سے قبل ایک دو بنیادی امور مدنظر رکھنے ضروری ہیں۔

احیاء اسلام کا خالص مقصد

حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی علت غائی کیا ہے؟ اس زمانہ میں دین اسلام کی صداقت کو دلائل وعلم کے ذریعہ ثابت کرنا۔ آج غلبہ اسلام کی سچی راہ یہ ہے کہ دین ومذہب کی ضرورت وثاحبت کو مدلل ومعقول رنگ میں غیر مسلم دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس میں متبعین چھوڑ مخالفوں کو بھی کلام نہیں کہ واقعی حضرت اقدس کا انتہائی مقصد ومدعا یہی تھا۔ جماعت احمدیہ لاہور کی گذشتہ ربع صدی کی مزید جدوجہد کیا ظاہر کر رہی ہے؟ کیا اس میں ذرہ بھر بھی شک کرنے کی گنجائش ہے کہ اس جماعت کو جس قدر بھی ہمت ومقدرت میسر آئی وہ تمام کمال اسی ایک راہ میں خرچ ہوئی؟ جماعت احمدیہ لاہور تعداد میں بہت بڑی جماعت نہیں۔ نہ ہی اس کے افراد عام طور پر متمول احباب ہیں، پھر اس جماعت کی مخالفت نہ صرف مخالفین سلسلہ ... کا شیوہ رہا ہے بلکہ خود قادیانی نظام کار اس کی بیخکنی پر اپنی پوری قوت خرچ کر چکا ہے۔ بے سروسامانی وضعف کی ایسی حالت میں جبکہ اپنے اور پرائے سب اس جماعت کی تباہی کے خواہاں ہوں۔ جماعت احمدیہ لاہور کا اکناف عالم میں تبلیغ دین واشاعت علم قرآن کا ڈنکا بجا دینا کوئی معمولی امر نہیں بلکہ میرا ایمان ویقین ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت اس جماعت کے شامل حال نہ ہوتی تو وہ جماعت جس کے مخالف چاروں طرف موجود ہوں کبھی اپنے اصل مقصد پر قائم نہ رہ سکتی تھی بلکہ یہ جماعت اب تک زندہ ومتحد نہ رہ سکتی تھی۔

غور کرو کہ اس ربع صدی میں کتنی تحریکیں اٹھیں اور اب ان کا وجود کہاں ہے اور اگر کوئی تحریک موجود بھی ہے تو کہاں تک موجودہ سیاسی ووطنی انقلاب میں خالصتاً دینی مسلک پر قائم ودائم ہے؟ کیا ایسے دوام واستقلال میں جو کلیتاً دین ومذہب کے بقا کے لئے ہو خدائی تصرف کا ہاتھ کام کرتا ہوا دکھلائی نہیں دیتا؟ مذہب کا نزول خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے اور ایسا ہی سچے رنگ میں مذہب کا احیاء بھی خدا تعالیٰ کے اپنے خاص تصرفات اور ارادوں کے ماتحت ظہور پذیر ہوا کرتا ہے۔ محض انسانی جدوجہد اور زمینی کوششیں حقیقی رنگ میں احیاء دین کے الٰہی مقصد میں ناکام ونامراد رہتی ہیں۔

قابل توجہ اصحاب قادیان

اگر اس میں ذرہ بھر کلام نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا نصب العین احیاء اسلام ہے اور اس کا راستہ جو اپنے تجویز کیا، وہ عقلی وعلمی معیاروں پر اس دین کی نشر واشاعت کرنا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ جہاں جماعت لاہور نے باوجود قلت تعداد وکمی سامان وتدبیر کے اقصائے عالم میں اشاعت دین کی ایک لہر پیدا کر دی ہے وہاں جماعت قادیان کہاں تک اس مقصد ومدعا کی ترقی میں ممد ومعاون ثابت ہوئی ہے؟ قرآنی علوم کی اشاعت کن کن ممالک میں قادیانی نظام کار نے کر دکھلائی۔ کہاں اور کس مدلل ومعقول رنگ میں اصول اسلام کو غیر ادیان کے مقابل افضل وبرتر ثابت کر کے دکھلایا گیا؟ حضرت اقدس علیہ السلام اور حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں قادیان جس روحانی علوم کا سرچشمہ بن گیا تھا اس مرکز سے گذشتہ ربع صدی کے دوران میں کونسے علم دین کے دریا بہ نکلے؟ قادیانی نظام کار کو اس بات پر فخر ہے کہ ان کی تعداد کثیر ہے ان کا نظام جماعت قابل رشک ہے بلکہ جناب خلیفہ صاحب نے تو حال ہی میں یہ مخزیہ فرمایا تھا کہ وہ نظام جسے انہوں نے سنہ ۱۹۱۴ء میں قائم کیا (یہ اعتراف کہ موجودہ نظام قادیان میں سنہ ۱۹۱۴ء میں قائم کیا گیا بھی قابل غور ہے یعنی اس سے قبل ایسا نظام موجود نہ تھا بلکہ کوئی اور طریق کار تھا) اب اس کا اتباع یورپ کا ہر ترقی یافتہ ملک کر رہا ہے۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں پھر ہم یہ بھی مان لیتے ہیں کہ جماعت قادیان کے ذرائع ووسائل بہت وسیع ہیں اور سب سے بڑھ کر ہم چند منٹ کیلئے یہ بھی مان لیتے ہیں کہ جماعت قادیان کو جناب میاں محمود احمد صاحب ایسا "اولوالعزم خدا کا مقرر کردہ خلیفہ" "حسن واحسان میں نظیر" "مصلح موعود" وغیرہ میسر آ گیا ہے تو ان تمام امور کے تسلیم کر لینے کے بعد اصل سوال کی اہمیت ووقعت بہت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ایک جماعت بے سروسامان وقلیل تعداد ہو تو وہ اپنی ہمت وتوفیق کے مطابق ہی نصب العین کو حاصل کر سکے گی لیکن جو جماعت اپنے کثیر ذرائع کثرت تعداد عمدہ نظام اور قابل بلکہ "خدا کے مقرر کردہ لیڈر" کی معرفت ہو اس پر فرض ہے کہ وہ اصل نصب العین کے حصول کا ثبوت اسی نسبت سے ... ہی شامل ہو ورنہ قرآ... آخر کثرت ذرائع وکثرت تعداد واعلیٰ درجہ کی لیڈری ... اسلام واشاعت دین کے کاموں میں نظر آنا چاہئے ... درجہ پر آ کر ایک منصف مزاج انسان حیران رہ جاتا ہے۔

... نظریات کا سبب سے

نظام کار کا کام علوم دین حقہ کے استخراج واشاعت ... ہے وہ نظام جو اپنے آپ کو سلطان القلم کا صحیح ... دنیا اور اپنی طاقت وقوت کا خود حضرت مسیح ... اس قدر اہمیت دیتا ہے کہ فرماتا ہے:

> صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
>
> سیف کا کام قلم سے ہو دکھایا ہم نے

ایسے مامور وقت کی صحیح جانشینی کا دعویٰ کرنے والا نظام کار کامل پچیس برس کی جدوجہد کا نتیجہ خدمت علوم قرآنیہ کے ... میں کچھ پیش نہیں کر سکتا۔

مقاصد واغراض کیوں تشنہ تکمیل ہیں؟

آخر ان تمام حقائق سے نتیجہ کیا نکلا؟ جب ایک ... اعلیٰ درجہ کا ہے لیڈر اس کا ہوشیار ہے ذرائع وسیع ... جماعت مطیع وایثار پیشہ اور کثیر التعداد موجود ہے۔ مگر ان تمام امور کی موجودگی میں نصب العین کی طرف ربع صدی کے ... میں ایک قدم بھی اٹھتا دکھائی نہیں دیتا تو کیا ثابت ہوا؟ کیا ... امر ظاہر وباہر نہ ہو گیا کہ بے شک طاقت وقوت تو موجود ... ذرائع وسامان تو میسر ہیں مگر مدعا ومقاصد وہ نہیں رہے جو امام ... وقت کے پیش نظر تھے۔ آخر جب بالمقابل قلیل وکمزور جماعت ... اصل مقاصد میں ایسی ترقی کر لیتی ہے کہ ایک جہان اس کا ... ہو جاتا ہو تو کثیر ومضبوط گروہ کو اس سے سوگنا رفتار سے ترقی ... اشاعت دین کے مقصد میں منہمک دکھلائی دینا چاہئے تھا ... خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قادیانی اصحاب کو توفیق ... کہ وہ غور کریں کہ حضرت اقدس کا اصل مقصد کیا تھا اور کہاں ... تک قادیانی نظام کار اس مقصد کے حصول میں کوشاں ... اور اگر انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ علوم دین حقہ کی نشر واشاعت ... اور دین اسلام کی افضلیت وحقانیت کو غیر ادیان پر ... کرنے کا کام قریباً قریباً اب قادیانی نظام کار نے کھو دیا ... تو وہ فکر کریں کہ جماعتی طاقت وقوت کو کس طرف لگایا ... ہے۔ وہ کونسے اغراض ومقاصد ہیں جن پر ایک کثیر التعداد ... مطیع۔ ایثار پیشہ۔ صادق ومخلص جماعت کی قربانیوں کو ... کیا جا رہا ہے؟

فروعی مسائل واندرونی تنازعات

اس میں کیا شک وشبہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا ... مقصد خالصتاً دین اسلام کی حقانیت کا سکہ دلوں پر بٹھانا اور ... غیر ادیان کے مقابل اس کی افضلیت وبرتری ثابت کر کے اس ... دین کی بیرونی مملکت کو وسیع کرنا تھا اور اس میں بھی کیا شک ... کہ جماعت احمدیہ لاہور نے اس ٹھوس کام کی طرف ہی اپنی تمام ... توجہ وقوت کو گذشتہ ربع صدی میں صرف کیا ہے ... عظیم الشان خدمت اسلام کا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تمام ... مسلمان اصل کام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس جماعت کو ... اسلام جماعت سمجھتے۔ فروعی اختلاف ... کو بالائے ... طاق رکھتے۔ اندرونی تنازعات میں نہ الجھتے۔ اس لئے کہ ... سے بڑھ کر کوئی شے واضح اور بلند نہیں۔ مگر قوم کی بدقسمتی کی ... کی انتہا ہے۔ عام ذہنیت ایسی بیدار وروشن واقع نہیں ہوئی ... رکھتے ہیں وہ اس ہمت وعزم کے مالک نہیں کہ ... اٹھ کر کوئی صدائے حق بلند کر سکیں ... رودوں ہمتی تھی جس کے باعث ... وبھی بعض فروعی مسائل کی تشریح ... ولڑائی پڑی۔ اگر عام مسلم ذہنیت ... (باقی صفحہ [illegible])

مسئلہ جہاد و نبوّت

کے متعلق جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک

چند روز ہوئے جناب خلیفہ قادیان نے جنگ کے سلسلہ میں اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل پیغام وفاداری ہزایکسیلنسی گورنر پنجاب کے حضور بھیجا ہے :-

"میں اور میرے تمام مرید اپنی حقیر خدمات اعلیحضرت ملک معظم کی حکومت کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ہم اپنے آپ کو جناب والا کے سپرد کرتے ہیں میں حضور کو یقین دلاتا ہوں کہ (میں اور میرے) مرید ہز رائل امپیریل میجسٹی شہنشاہ معظم اور ان کی حکومت کے ساتھ وفاداری کی روایات کو جاری رکھیں گے۔" (احسان ۱۳ ستمبر ۱۹۳۹ء)

جناب خلیفہ صاحب کے اس پیغام کا ذکر کرتے ہوئے معاصر "احسان" رقمطراز ہے :-

"اس بات سے ہر شخص متعجب ہوگا کہ جن لوگوں کے ہاں جہاد بالسیف اعتقاداً جائز نہیں۔ ان کی طرف سے جنگ میں پیشکش کا مطلب کیا ہے؟ اب قادیان کے امیر نے عملاً جہاد کی طرف قدم اٹھایا ہے ..... اور عقیدہ تنسیخ جہاد خود بخود منسوخ ہو جائیگا۔ اگر انگریز کی حمایت کے لئے قادیانی بزرگ اپنے عقیدہ جہاد پر نظر ثانی کر سکتے ہیں تو کیا ان سے ہماری یہ عرض بے محل ہوگی کہ مسلمانان عالم کی رضامندی اور خدا وند عالم کی رضا جوئی کیلئے وہ عقیدہ ختم نبوت پر بھی نظر ثانی کریں اور غیب سے مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل کا جو عارضی موقعہ ہم پہنچا ہے اسے مستقل صورت دیدیں ..... جنگ کیلئے انہوں نے اپنے آپ کو ملک معظم کے سپرد کر دیا ہے کاش ختم نبوت کیلئے وہ اپنے آپ کو سواد اعظم اسلام کے سپرد کر دیں۔" (۱۳ ستمبر ۱۹۳۹ء)

جناب خلیفہ قادیان کے اس پیغام وفاداری اور پیشکش کے متعلق ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کیونکہ ہمارے اس مقالہ کا مقصد معاصر "احسان" کے مندرجہ بالا الفاظ کے متعلق چند باتیں عرض کرنا ہے۔ ہمارے معاصر کی خواہش اتحاد بہت نیک اور قابل قدر ہے اس کے نزدیک جماعت قادیان سے اختلاف کی بڑی وجہ جہاد اور نبوت کے مسائل ہیں۔ بقول اس کے انگریز کی حمایت کیلئے قادیانی بزرگوں نے عقیدہ جہاد پر عملاً نظر ثانی کرلی ہے۔ اب وہ اس بات کا خواہاں ہے کہ قادیانی بزرگ عقیدہ نبوت پر بھی نظر ثانی کرلیں تاکہ مسلمانوں کے اتحاد کی ایک مستقل صورت پیدا ہو سکے۔

قادیانی حضرات کے متعلق جو کچھ "احسان" نے لکھا ہے اور ان کو جو دعوت اتحاد دی گئی ہے۔ اس کا جواب تو وہی دینگے البتہ اپنے معاصر کی خواہش اتحاد کا احترام اور اس کی دلی قدر کرتے ہوئے ہم اس کی خدمت میں چند باتیں عرض کرتے ہیں۔ اگر قادیانی حضرات سے اختلاف اور ان کی شدید مخالفت کی وجہ محض مسئلہ جہاد اور نبوت ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ اتحاد و اشتراک عمل میں کونسی چیز مانع ہے کیونکہ ان دونوں مسائل کے متعلق بانی جماعت حضرت مرزا صاحب اور جماعت لاہور کا مسلک بالکل واضح ہے جہاد بالسیف جہاد کی ایک قسم ہے جس کی اجازت خاص حالات میں چند شرائط کے ماتحت قرآن کریم نے دی ہے۔ جب کبھی اور جہاں کہیں وہ حالات پیدا ہو جائیں جہاد بالسیف بھی مسلمانوں پر واجب ہو جاتا ہے۔ یہ قطعی غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد بالسیف کو منسوخ قرار دیا ہے۔ وہ تو بار بار فرماتے ہیں کہ تا قیامت قرآن کریم کا کوئی حکم کوئی لفظ اور کوئی شوشہ تک منسوخ نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ بات جماعت لاہور کی طرف سے بارہا پیش ہو چکی ہے۔ زیادہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ گذشتہ پانچ ماہ کے اندر "پیغام صلح" اپنے دو مقالات افتتاحیہ میں وضاحت سے اس کا ذکر کر چکا ہے۔ باقی رہا مسئلہ نبوت اس کے متعلق بھی جماعت لاہور کا مسلک بالکل صاف ہے۔ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ ہمارے نزدیک آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ بانی جماعت کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا ایک افترا اور بہتان ہے جس کی تردید خود انہوں نے اپنی کتب میں بارہا کی ہے۔ اجرائے نبوت کے غلط اور خلاف اسلام عقیدہ کے متعلق جس قدر وسیع اور مسلسل جہاد جماعت لاہور نے کیا ہے اس کی مثال اسلامی تاریخ میں مشکل سے ملیگی۔

ان حقائق کی موجودگی میں سمجھ میں نہیں آتا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت و تکفیر کی وجہ جواز مخالفین کے پاس کیا ہے۔ قادیانیوں کا عقیدہ اجرائے نبوت بیشک سخت نقصان رساں اور تکلیف دہ ہے احمدیت کی مخالفت کی ایک وجہ ان کا یہ عقیدہ بھی ہے لیکن گذشتہ زمانہ میں یہ وجہ ایک حد تک ثانوی حیثیت اختیار کر چکی ہے اصلی وجہ تعصب، خودغرضی اور جہل و ناسمجھی ہے۔ اگر کسی کو ہمارے اس سے اختلاف ہو تو وہ بتائے کہ یہ لوگ جماعت لاہور کی مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ جہاں قادیانی حضرات کے عقیدہ اجرائے نبوت کی تردید و اصلاح کی ضرورت ہے وہاں احمدیت کے متعلق خودغرض مخالفین کی ذہنیت کی اصلاح کی بھی اشد ضرورت ہے اول الذکر فرض کو ہم نہایت تندہی اور باقاعدگی سے انجام دے رہے ہیں، دوسرے فرض کو ہمارا معاصر ادا کر سکے تو بخیال اپنے دور کے مسلمانوں کے اتحاد کی ایک مفید اور بابرکت صورت پیدا ہو سکتی ہے پر اس حالت میں ممکن ہو کہ ہمارے مخاطب اصول پسندی، حق گوئی، جرأت و بے غرضی کو اپنا شعار بنائیں۔

جنگ کی کیفیت

جنگ بدستور جاری ہے خبریں کچھ زیادہ واضح موصول نہیں رہی ہیں۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن افواج وارسا پر قابض نہیں ہو سکیں لیکن پولینڈ کے کافی علاقہ پر ان کا قبضہ ہو چکا ہے لیکن ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی۔ وارسا پر بمباری کرنیوالے جرمن طیاروں کو کافی تعداد میں پولش فوجوں نے تباہ کر دیا ہے اب پولینڈ پر حملہ کا دباؤ کسی قدر کم ہو گیا ہے۔ دوسری طرف مغربی محاذ پر فرانسیسی افواج کی پیشقدمی جاری ہے اب وہ سارے کل ۱۲ میل کے فاصلے پر رہ گئی ہیں۔ برطانی افواج اور طیارے اس محاذ پر فرانسیسی افواج کے دوش بدوش مصروف جنگ ہیں۔ مغربی محاذ پر فرانسیسی و برطانوی افواج کی کامیابی کا اثر مشرقی محاذ پر بھی پڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جرمن افواج کی پیش قدمی کی رفتار سست ہو گئی ہے اس سلسلہ کی خبریں بھی متواتر موصول ہو رہی ہیں کہ جرمنی میں اشیائے خوردنی کی قلت روز افزوں ہے اور ملک کے بہت سے طبقات نازی حکومت کے خلاف ہیں جس کی وجہ سے خانہ جنگی کے امکانات روز بروز زیادہ ہو رہے ہیں۔ متعدد اسلامی ممالک نے جنگ میں برطانیہ کی امداد کا اعلان کر دیا ہے۔ بہت سے مشرقی ممالک کی افواج کی ہمدردی اس جنگ میں برطانیہ کے ساتھ ہے۔ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔

شذرات

انجیل کی اشاعت ۱۹۳۸ء میں

۱۹۳۸ء میں انجیل کی اشاعت کے متعلق مندرجہ ذیل سبق آموز اعداد و شمار اخبارات میں شائع ہوئے ہیں :-

" انجیل کی قریباً ایک کروڑ بیس لاکھ جلدیں ۱۹۳۸ء میں فروخت ہوئیں ۔ اس کے ترجمے نو نئی زبانوں میں ہوئے ایک ترجمہ اسکیمو زبان میں بھی ہوا ۔ اس وقت انجیل ۱۰۲۰ مختلف زبانوں میں پڑھی جا سکتی ہے "

کاش مسلمان جن پر قرآن کی اشاعت مذہباً فرض ہے ان اعداد و شمار پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں ۔ ۱۹۳۸ء قریباً تمام یورپین ممالک نے نہایت اضطراب اور جنگی تیاریوں میں گزارا امن یورپ کی حالت بار بار مخدوش ہوتی رہی اور پے در پے ایسے واقعات پیش آتے رہے جو دراصل موجودہ جنگ کا پیش خیمہ تھے ـــــ لیکن اس ہنگامہ و مصروفیت میں بھی "ملحد و لا مذہب" یورپ نے انجیل کی اشاعت میں کوتاہی نہیں کی ۔ صرف اس کے ایک تبلیغی ادارہ نے قریباً سوکروڑ نسخے دنیا کے مختلف حصوں میں لوگوں تک پہنچا دیئے ۔ ۹ نئی زبانوں میں انجیل کا ترجمہ کرڈالا ۔ ان میں ایک وہ زبان بھی شامل ہے جو قطب شمالی کے دور دراز برفانی علاقوں کے غیر متمدن بلکہ نیم وحشی باشندوں کی بولی ہے ۔ کیا ان حقائق کی روشنی میں خدا پرست اور پابند مذہب مسلمان اپنے اندر خود عمل کا جائزہ لیکر بتائیں گے کہ اس ایک سال کے عرصہ میں انہوں نے قرآن کریم کی اشاعت کیلئے کیا کچھ کیا ؟

انسداد گراں فروشی اور حکومت پنجاب

جنگ کی پہلی اطلاع کے ساتھ ہی ہندوستان کے طول و عرض میں گراں فروشی کا طوفان بپا ہو گیا ۔ تاجروں اور دکانداروں نے تمام اجناس اور دیگر ضروریات زندگی کے نرخ بلا وجہ نہایت بیدردی سے بڑھا دیئے ۔ غالباً پنجاب کی بنیا پارٹی کے افراد اس نفع اندوزی میں سب سے بازی لے گئے ۔ اس لوٹ کا نتیجہ یہ ہوا کہ غریب اور متوسط طبقہ نے بجا طور پر چیخ پکار شروع کردی جس پر حکومت کو متوجہ ہونا پڑا ۔ چند روز ہوئے حکومت ہند نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ تمام صوبائی حکومتوں اور چیف کمشنروں کو مندرجہ ذیل ضروریات زندگی پر احتساب کے اختیارات دیدیئے ہیں

(۱) جملہ ضروریات (۲) اشیائے خوردنی (۳) نمک (۴) مٹی کا تیل (۵) سستی قسم کے سوتی کپڑے

ان اختیارات کے ماتحت کسی شے کی قیمت میں اس قیمت کے دس فیصدی سے زیادہ اضافہ نہیں کیا جاسکیگا جو کہ یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو رائج تھی ۔ صوبائی حکومتوں نے نرخوں کے تعین کا کام شروع کردیا ہے ۔ گراں فروشی کے انسداد کے لئے دیگر مناسب ذرائع بھی اختیار کئے جارہے ہیں ۔ لیکن افسوس پنجاب میں اس ضروری کام کی رفتار بہت سست ہے اجناس کی قیمتیں ایک حد تک اعتدال پر آگئی ہیں ۔ لیکن دیگر ضروریات زندگی کے نرخ بالعموم بڑھے ہوئے ہیں ۔ موجودہ صورت حالات کا نتیجہ عوام کی بے چینی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ؟ ان خامیوں کی تہ میں غالباً کافی دقت صرف ہوگا ۔ ضرورت ہے کہ حکومت ان کی تکمیل کا انتظار کئے بغیر فوری طور پر دیگر قانونی ذرائع سے گراں فروشی کا مناسب انسداد کرے ۔ موجودہ قوانین کی رو سے اس کو اس مقصد کیلئے کافی اختیارات حاصل ہیں ۔

اس بارہ میں حکومت بنگال نے فرض شناسی اور مستعدی کا قابل تعریف ثبوت دیا ہے ۔ سب سے اول اس نے دکانداروں اور تاجروں کو زبردست تنبیہ کی ۔ تنبیہ کے باوجود جو گراں فروشی سے باز نہ آئے ان کو گرفتار کر لیا گیا ۔ منڈیوں اور بازاروں پر پولیس کی نگرانی مقرر کر دی ۔ اب تازہ اطلاع ہے کہ قیمتوں کے تعین کے لئے ایک کنٹرولر اور اس کی امداد کے لئے مشاورتی کمیٹی مقرر ہو چکی ہے ۔ حکومت نے عوام کو مطلع کیا ہے کہ ضرورت سے زیادہ چیزیں نہ خریدی جائیں اور اس کے ساتھ ہی اعلان کیا ہے کہ اگر کسی دکاندار نے مال کے ہوتے ہوئے مناسب قیمت پر گاہکوں کو مال دینے سے انکار کیا یا مال کے ذخیرے کو چھپایا تو حکومت اس مال کو ضبط کرلیگی ۔ پنجاب میں بھی اسی قسم کی مستعدی اور مناسب تدابیر کی ضرورت ہے ۔

کاغذ کی گرانی

حکومت ہند نے اپنے مذکورہ بالا آرڈیننس میں "ضروریات زندگی" کی جو وضاحت کی ہے وہ نامکمل اور نظر ثانی کی محتاج ہے کیونکہ اس میں کاغذ شامل نہیں ہے ۔ حالانکہ یہ موجودہ زمانہ میں زندگی کی ایک اہم ضرورت ہے ۔ اس کا درجہ ہندوستان کے حالات کے لحاظ سے بھی اجناس کے برابر نہیں تو اس کے دوسرے درجہ پر ضرور ہے ۔ جنگ کی اطلاع ملتے ہی ہر قسم کا کاغذ تیزی سے گراں ہونا شروع ہو گیا ۔ اخباری کاغذ کی قیمتیں تو چند روز میں دگنی ہو گئیں ۔ گذشتہ تین چار روز میں ان بڑھے ہوئے نرخوں میں معمولی کمی ہوئی ہے ۔ لیکن موجودہ قیمتیں بھی ناقابل برداشت ہیں ۔ اس گرانی کی وجہ محض سوداگران کاغذ کی سرمایہ داری اور ظالمانہ منفعت جوئی ہے ۔ اخباری کاغذ بے شک دوسرے ملکوں سے آتا ہے لیکن اس کا موجودہ سٹاک سوداگران کاغذ نے معمولی قیمتوں پر منگایا ہوا ہے اور یہ کئی ماہ تک ملک کی ضروریات کو پورا ... کرسکتا ہے ۔ اس لئے وہ اس سٹاک کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کرنے کے ہرگز حقدار نہیں ہیں ۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ کاغذ کو ضروریات زندگی کی فہرست میں شامل کرکے اس کی مناسب قیمتیں مقرر کردے ۔ تاجران کاغذ اور حکومت کو باہمی تعاون و مشورہ سے ایسی تدابیر بھی اختیار کرنی چاہئیں کہ ملک میں کاغذ کا قحط رونما نہ ہونے پائے ۔ ورنہ ہندوستان کو اخباری علمی اور تعلیمی لحاظ سے بہت نقصان ہوگا ۔

احمدیت اور قادیانیت

ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ جناب شیخ عبد المجید [illegible] ہیں جو ازہر یونیورسٹی میں دینیات کے پروفیسر ہیں احمدیت اور قادیانیت کے عقائد اور کیا تحریک احمدیت اسلامی [illegible] ہے ؟ یہ معلوم کرنے کیلئے علماء ازہر کی ایک [illegible] کی گئی ہے ۔ اسی طرح ہم یہ بھی پہلے بتلا چکے ہیں کہ جماعت [illegible] کے پریذیڈنٹ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کے عقائد کے متعلق ایک کتاب ازہر شریف کے مشائخ کے پاس بھیجی ہے جس میں درج ہے کہ یہ تحریک اسلام کی ناصر ہیں ہے نہ مخالفت میں اور یہ کہ یہ تحریک قادیانیت کے مغائر اور اس کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ ان [illegible] واضح ہے جو صاحب صدر کو دیگر اسلامی ممالک [illegible] بعض خطوں میں اس معاملہ کے بارہ میں مشائخ ازہر کی رائے دریافت کی گئی ہے اور بعض میں احمدیت سے مدافعت [illegible] گئی ہے اور بعض میں اس پر زبان طعن دراز کی گئی ہے [illegible] صاحب صدر نے یہ سب کچھ کمیٹی کے حوالے کر دیا ہے [illegible]

کچھ عرصہ اس کے بعد صاحب صدر موصوف کو جماعت احمدیہ کے امیر کی طرف سے کچھ اور کتابیں انگریزی زبان [illegible] موصول ہوئی ہیں جن میں جماعت احمدیہ کے عقائد اور ان کے کام کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے ۔ یہ کتابیں ازہر شریف کے دار الترجمہ کے حوالے کر دی گئی ہیں ۔ تاکہ ان کو پڑھ کر ان کا خلاصہ عربی زبان میں نکالا جائے ۔

دار الترجمہ والوں نے ان کتب کے متعلق ایک لمبا [illegible] بیان تیار کیا ہے ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے ۔ ان میں سے پہلی کتاب [illegible] اس جماعت کے معتقدات اور اغراض و مقاصد کی تشریح کی گئی [illegible] اس جماعت کے عقائد یہ ہیں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی وحدانیت [illegible] ایمان رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا اور یہ یقین رکھنا کہ آپ آخری نبی ہیں ۔ اور قرآن کریم ہدایت کی [illegible] کتاب ہے ۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور فرقان حمید کے بعد کوئی صحیفہ آسمانی نہیں ۔ ہاں اس دین کو تر و تازہ کرنے کیلئے مجدد آتے [illegible] صحابہ کرام اور دیگر اولیاء اللہ کا احترام کرنا ضروری ہے [illegible]

اغراض و مقاصد اس کے یہ ہیں

(۱) ہر ممکن ذریعہ سے تبلیغ اسلام کرنا (۲) مدارس قائم کرنا اور [illegible] پھیلانا (۳) صحیح علم کلام پیدا کرنا (۴) اسلام کی خوبیوں کو ظاہر کرنا اور اس سے شبہات کو دور کرنا

اور جو کچھ آخری زمانہ میں نزول مسیح کے متعلق یہ کہتے ہیں [illegible] اس وجہ سے ہے تاکہ ان کی اس رائے اور اس عقیدہ کے [illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں موافقت و مطابقت پیدا ہو جائے [illegible] میں آخری زمانہ میں نزول مسیح سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] امت میں سے کسی شخص کا آنا ہے جو اس کا ظل و بروز [illegible] کو راہ راست پر لائیگا اور ان میں عدل و انصاف کو قائم [illegible]

باقی کتب کے اسماء حسب ذیل ہیں :-

(۱) احمدیہ موومنٹ اینڈ دی ویسٹ سینرائٹ
(۲) دی فونڈر آف احمدیہ موومنٹ
(۳) محمد دی پرافٹ
(۴) ٹیچنگز آف اسلام

اخلاقِ اسلامی کا قرآنی نقشہ

مسلمان مردوں اور عورتوں کی امتیازی خصوصیات

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب

ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمومنات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اجراً عظیما (الاحزاب ۳۳: ۳۵)

یہ ایک نقشہ ہے مسلمان مردوں کا اور مسلمان عورتوں کا ۔ گویا کل مسلمان قوم کا ۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ اس نقشہ کو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ہر وقت اپنے سامنے رکھیں ۔ فرمایا ۔

ان المسلمین والمسلمات	مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں
والمؤمنین والمومنات	مومن مرد اور مومن عورتیں
والقنتین والقنتت	فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں
والصدقین والصدقت	راست گفتار مرد اور راست گفتار بولنے والی عورتیں
والصبرین والصبرات	صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں
والخشعین والخشعت	جناب الٰہی میں عاجزی کرنے والے مرد اور جناب الٰہی میں عاجزی کرنے والی عورتیں
والمتصدقین والمتصدقت	خدا کے راستہ میں خرچ کرنیوالے مرد اور خدا کے راستہ میں خرچ کرنیوالی عورتیں
والصائمین والصئمت	روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں
والحفظین فروجھم والحفظت	اپنی عفت کو قائم رکھنے والے مرد اور اپنی عفت کو قائم رکھنے والی عورتیں
والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات	اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالے مرد اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی عورتیں

جس قوم کے مردوں اور عورتوں میں یہ صفات ہوں ان کیلئے اللہ نے مغفرت اور بہت بڑے اجر تیار کئے ہیں ۔

اس نقشہ کی تشریح

میں اس نقشہ کی تھوڑی سی تشریح کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ نقشہ جو ہمارے سامنے رکھا گیا ہے ۔ اس لئے ہے کہ ہم اپنے نفسوں کا محاسبہ کر سکیں اور فیصلہ کر سکیں کہ آیا ہمارے حالات و اعمال اس نقشہ کے مطابق ہیں یا ان میں کوئی کمی ہے ۔

انسان کامل مسلم کس طرح بن سکتا ہے؟

ان المسلمین والمسلمت ۔ اسلام کے فرمانبردار ۔ خدا کے حکموں کے آگے گردن جھکانے والے مرد اور خدا کے احکام کے آگے گردن جھکانے والی عورتیں ۔ لفظ "مسلم" کی پوری تشریح خود قرآن شریف میں بیان فرما دی ہے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے مسلمان تھے انہوں نے اپنی جان و مال اور تمام قوتیں خدا کے سپرد کر رکھی تھیں اور ان کی ہر چیز خدا کی فرمانبرداری کا نشان تھا حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا انا اول المسلمین ۔ خدا کے تمام احکام پر سب سے پہلے میں عملدرآمد کرنے والا ہوں ۔ ہر قدم جو وہ اٹھاتے تھے وہ خدا کے حکم کے مطابق اٹھاتے تھے ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ۔ فرمایا صرف میری عبادات ہی خدا کے لئے نہیں بلکہ میری ساری زندگی اور میری موت بھی خدا تعالیٰ کے لئے ہے اور مسلمانوں کو یقین ہے کہ قرآن نے ہمارا کوئی پہلو نہیں جس پر روشنی نہ ڈالی ہو ۔ یہ صفات ہیں قرآن کریم کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بنانے سے انسان کامل مسلمان بنتا ہے یا اپنی تمام قوتوں کو خدا تعالیٰ کے منشا کے مطابق کام میں لگا دینے کا نام اسلام ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسلمان مردوں اور عورتوں کی ایک امتیازی صفت

دوسرا ترجمہ اس کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ۔ المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو دکھ نہ پہنچے اور جس کی زبان کے ضرر سے دوسرے مسلمان بچے رہیں ۔ یہ صحیح مسلمانوں کی صفات میں سے ایک صفت تھی ۔ چونکہ آج مسلمان اخلاقی لحاظ سے گر چکا ہے اب وہ دوسرے بھائی کو ضرر دینے کے لئے ایک فرقہ دوسرے کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے غرضیکہ لعن و تشنیع سے اور اپنے اعمال سے ہر طریق پر دوسرے بھائیوں کو دکھ دیتا ہے ۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کی یہ امتیازی خصوصیت ہونی چاہئے کہ ان کے ہاتھوں سے یا ان کی زبانوں سے کسی کو دکھ نہ پہنچے اور ان کا سر خدا کے حکم کے آگے جھکا رہے ۔

مومن کی شان اور خصوصیات

"مسلم" بڑا ہی جامع لفظ ہے اس ایک ہی لفظ میں وہ سب کچھ آ گیا ہے جو آگے بیان کرنا ہے مگر انسان چونکہ تفصیل کا محتاج ہے ۔ اس پیاس اور احتیاج کو پورا کرنے کیلئے فرمایا ۔ والمؤمنین والمومنت ۔ مضبوط ایمان والے مرد اور مضبوط ایمان والی عورتیں ۔ ایسے مضبوط ایمان ہوں کہ کوئی تکلیف انہیں ڈانواں ڈول نہ کر سکے ۔ بیماری میں آرام میں ۔ فقر و فاقہ میں اور فراخت میں خدا تعالیٰ پر پورا پورا ایمان رکھنے والے مرد اور عورتیں صحیح معنوں میں مومن ہیں ۔ لفظ "مومن" کا دوسرا ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ۔ المومن من امنہ الناس ۔ مومن وہ ہے جس کی وجہ سے لوگ امن میں رہیں جس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے مومن کے اندر یہی شان ہونی چاہئے کہ دوسرا اپنے نفس میں محفوظ رہے ۔ خیال کرے مومن دوستوں ہمسایوں ، رشتہ داروں [illegible] کو اس کی طرف سے بے اطمینانی نہ رہنی چاہئے کہ یہ شخص کوئی [illegible] دینے کی تدبیر کریگا بلکہ اس کے وجود سے امن اور اطمینان پیدا ہو ۔

خدا کے علاوہ بعض انسانوں کی فرمانبرداری ضروری ہے

والقنتین والقنتت ۔ فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں ۔ کس کے فرمانبردار ؟ مرد اور عورت کے لئے بعض [illegible] کی فرمانبرداری ضروری ہے ان سب کی فرمانبرداری کی جائے سب سے پہلے بیشک اللہ کی ہی فرمانبرداری ضروری ہے مگر دنیا میں بعض ایسے انسان بھی ہیں جن کی فرمانبرداری ضروری ہے والدین کی فرمانبرداری ۔ اپنے افسروں کی فرمانبرداری اور [illegible] کی فرمانبرداری اور عورتوں کے لئے بالخصوص اپنے خاوندوں کی [illegible]

اطاعت شوہر

حضرت نبی کریم صلعم سے کسی نے پوچھا حضور ای [النساء] خیر ۔ سب سے اچھی عورت کونسی ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا ۔ التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسہا ومالہا بما یکرہ ۔ جب خاوند اسے دیکھے تو گھبرا نہ جائے بلکہ خوش ہو ۔ مثال کے طور پر ۔ دو بجے تا [illegible] گھر آتے ہیں تو آتے ہی بیوی میاں کے گرد ہو جاتی ہے ۔ [illegible] کے نیچے کرسی پر آرام سے بیٹھئے ۔ اور میں کیا کیا مصیبتیں [اٹھاتی] رہی ۔ اس قسم کی عورت کو دیکھ کر طبیعت خوش نہیں ہوتی ایسی [طرح] مہمان آ بیٹھے تو لڑ بیٹھنے والی عورت کو دیکھ کر طبیعت [خوش نہیں] ہوتی ۔ خدا کے راستے میں شوہر کو خرچ سے روکنے والی [عورت کو] دیکھ کر طبیعت خوش نہیں ہوتی ۔ جب خاوند دیکھے تو خوش ہو جائے اور اگر وہ کوئی حکم دے تو اس کی فرمانبرداری کرے [اور] کسی قسم کی حرکت نازیبا نہ کرتی ہو ۔ جس بات کو خاوند ناپسند [کرتا] ہو اس کو برا سمجھتی ہو اور خاوند کے مال کو برباد نہ کرتی ہو تو ایسی عورت سب سے بہتر ہے

اور ایک جگہ فرمایا ۔ المراۃ اذا صلت خمسہا وصامت شہرہا واطاعت بعلہا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت ۔ یعنی ایک عورت جب پانچ نمازیں پڑھتی ہو ۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہو اور خاوند کی اطاعت کرتی ہو تو جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو [جائے] ۔

والدین کے اعمال و اخلاق کا اثر بچوں پر

ماں کے اعمال کا بچوں پر بڑا اثر پڑتا ہے ۔ اگر عورت اپنے خاوند کی اطاعت نہیں کرتی تو یاد رکھو اطاعت کا [مادہ] بچوں میں بھی نہ پیدا ہوگا ۔ اسی طرح سے باپ کا بھی [اثر پڑتا] ہے ۔ ماں باپ کے ایمان کا ۔ ماں باپ کے اخلاق کا [ان] کے اٹھنے بیٹھنے کا غرضیکہ ہر چیز کا اثر اولاد پر پڑتا ہے [اس لئے] مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی چال ڈھال اور [ہر] قسم کی احتیاط کرنی چاہئے جس سے آئندہ نسلوں کے [ایمان] اعمال اور اخلاق درست ہوں ۔

صبر کے معنی

والصبرین والصبرات ۔ ایک صبر تو [مصیبت کے] وقت ہے کہ انسان لب شکایت نہ کھولے اور یقین [رکھے] کہ خدا تعالیٰ میری مصیبت کو دور فرمائے گا ۔ اور یقین [رکھے کہ] اس ابتلا سے اس کے قصور معاف ہوں گے ۔ مسلمان [مردوں اور] مسلمان عورتوں کے لئے جہاں اس صبر کا سیکھنا ضروری ہے [وہاں] اس سے بڑھ کر بھی ایک صبر ہے وہ ہے صبر عن المعاصی [illegible]

صبر عن المعصیۃ۔ وہ یہ کہ نیکی کے کاموں کو استقلال اور استقامت کے ساتھ کرتا رہے۔ ایسا نہ کرے کہ کبھی وعظ سن کر صبح کے وقت ایک دو پارے قرآن کریم کے تلاوت کرے اور دوسرے دن ایک رکوع کی بھی اسے تلاوت نصیب نہ ہو۔ نہیں خواہ ایک رکوع ہی پڑھو مگر صبر کے ساتھ استقلال کے ساتھ ہمیشہ پڑھو۔

اسی طرح سے ڈاکٹر کا لیکچر سن لیا گھر کی خوب صفائی کی۔ مگر پھر چھ مہینہ تک خبر نہ لی۔ اسی طرح سے ورزش پر کتاب پڑھ لی اور ایک دن خوب دل بھر کر ورزش کی اور دوسرے دن نام تک نہ لیا۔ اس طرح انسان کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ لگاتار کام کرتے رہنے کا نام صبر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان احب الاعمال عند اللہ ادومھا۔ خدا کو وہ اعمال پسند ہیں جو باقاعدہ لگاتار کئے جائیں۔ ایک صبر یہ ہے اور دوسرا صبر عن المعصیت ہے یعنی گناہ سے بچنا۔ اس کا قوت کے ساتھ مقابلہ کرنا اور ہمیشہ اس سے بچتے رہنا۔

راستبازی

والصٰدقین والصٰدقٰت۔ راستباز اور حق پرست مرد اور راستباز حق پرست عورتیں۔ ان کی زبان پر حق جاری رہتا ہے۔ عورتوں کو بالخصوص اس طرف توجہ کرنی چاہئے ان کی راستبازی سے ان کی اولاد راستباز بن جائیگی۔ جھوٹ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ راستباز سینکڑوں گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ راستی بڑا زیور ہے اس سے دل اور زبان میں نور پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ جب کہا جائے کہ فلاں شخص مسلمان ہے تو فوراً اس کے ساتھ ہی دل میں خیال آئے کہ وہ راستباز ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دشمنوں نے بھی لکھا ہے کہ کس کمال کا انسان ہے کہ ہزارہا انسان ایسے پیدا کر گیا جنہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں آپ ہزارہا ایسے انسانوں کے نام دیکھینگے جنہوں نے کبھی زندگی بھر ایک جھوٹ نہیں بولا۔ اس وقت جہاں اور اخلاق ہم سے چھن چکے ہیں راستبازی بھی کم ہو گئی ہے۔ مگر یاد رکھو راستبازی قوم کی مضبوطی اور قوت کا باعث ہوتی ہے اس کی طرف بڑی سخت توجہ ہونی چاہئے۔

خدا کے آگے گرنا سیکھو

والخٰشعین والخٰشعٰت۔ جناب الٰہی کے سامنے گرنا سیکھو۔ تضرع کرو۔ قلب کے اندر خوف ہو۔ اللہ کی نعمتیں اور افضال بیشمار ہیں۔ کیا ان نعمتوں نے ہمارے دلوں پر اتنا اثر بھی نہیں ڈالا۔ جتنا ایک ای۔ اے سی یا ڈپٹی کمشنر کا اپنے ماتحتوں کے دلوں پر ہوتا ہے۔ زمین کے بادشاہوں کی طاقت محدود ہوتی ہے اور ان کے انعام بھی محدود ہوتے ہیں لیکن خدا کی بادشاہت زمین اور آسمان پر حاوی ہے جس پر اس کی نظر کرم ہو گئی وہ مالا مال ہو گیا اور اگر تم نے تمہارا شکریہ ادا کیا اور خدا کا نہ کیا تو کچھ نہیں۔ آج کوئی ڈپٹی بن جائے اکڑ جاتا ہے کہ میں نے یہ دولت یہ مرتبہ میرے دماغ کی وجہ سے ہے۔ مگر آخر یہ دماغ یہ علم کس کا دیا ہوا ہے؟ ملازمین کو اپنے افسروں کے حکموں کیلئے دن رات گرمی سردی میں سفر کرنا پڑتا ہے۔ خیال کیجئے خدا تعالیٰ جس کے افضال کی کچھ حد و شمار نہیں اس کے احکام کی بجا آوری کے لئے اور اس کی عبادت کیلئے کس قدر مستعدی کس قدر تضرع اور الحاح کی ضرورت ہے۔

راہ مولا میں کچھ خرچ کرو

والمتصدقین والمتصدقٰت۔ خدا کے مال میں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرو۔ یہ امیروں ہی کا خاصہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر آدمی کو کچھ نہ کچھ خیرات کرنی چاہئے۔ فقیر کو ایک روٹی کا ٹکڑا ہی دیدو۔ کتے کو ایک لقمہ پھینکدو۔ بعض کہتے ہیں ہمیں تو ۲۵ روپے تنخواہ ملتی ہے اگر ۱۰۰ ملے تو ۲۵ روپے اس میں خیرات کردیں۔ یہ غلط ہے خواہ ۱۰ روپے آمد ہو اس میں سے ہی خیرات کرنا سیکھو۔ کسی کو ایک روٹی ہی دیدو کسی کو پانی ہی پلا دو ــــــ یہ خیرات ہے۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم مغفور کے ایک شاگرد تھے غلام محمد کشمیری۔ نہایت خوش خلق انسان تھے انہوں نے ایک دفعہ ایک خواب دیکھا کہ ایک روٹی میرے ہاتھ میں ہے اور بہت سے کوّے میرے ارد گرد جمع ہیں۔ حضرت مولانا نے اس کی یوں تعبیر فرمائی کہ تم غریب آدمی ہو مگر کوّے کی طرف دیکھو کہ اگر اسے ایک ٹکڑا بھی ملے تو بھی شور مچا کر دوسرے کوّوں کو بلاتا ہے۔ اسی طرح تمہیں جو کچھ ملے تو اس میں سے خدا کے نام پر دو۔ ہر آدمی صدقہ خیرات کر سکتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے صدقہ سے گند سے نجات ہوتی ہے۔ مال بڑا گند ہے اس سے بخل پیدا ہوتا ہے۔ انسان اپنے بچوں پر۔ قوم پر۔ وطن پر مذہب پر خرچ کرنا نہیں چاہتا۔

امرا کا درجہ بڑا ہو سکتا ہے اگر وہ دولت کو ٹھیک ٹھیک مذہبی کے استعمال کریں۔ تو یہ ایک نعمت ہے ورنہ وہی مال ایک شخص کے لئے وبال ہو جاتا ہے۔ جس طرح مرد خیرات کریں اسی طرح عورتیں بھی خیرات کریں اور مردوں کو نیکی کے کاموں پر روپیہ صرف کرنے سے نہ روکیں۔

نوکروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو

گھروں میں اکثر عورتیں نوکروں کا خیال نہیں رکھتیں۔ ان کے کھانے اور آرام کا خیال کوئی نہیں کرتا۔ رات کے بارہ بجے تک کام کرے۔ گرمیوں میں گھر والے بیس مرتبہ برف کا پانی پئیں مگر وہ نل سے پانی پیئے۔ گھر والوں کے بچے چار مرتبہ کھائیں۔ مگر اسے بچی کھچی روٹی ملے گی۔ سب سے پہلے اٹھے اور سب سے آخر سوئے اور پھر بھی ڈانٹ ڈپٹ۔ خود گوشت کھاتا ہے اور نوکر کے لئے کبھی دال اور کبھی آچار۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انہیں وہی کھانا دو جو خود کھاتے ہو اور کپڑا دو اور ان سے اتنا کام نہ لو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو۔ وہ عورت کیا خیرات کر سکتی ہے جو اپنے نوکر کو کھانا نہیں کھلا سکتی۔ نوکر بھی دل ہی دل میں گالیاں دیتے ہیں اور ان کے دشمن ہوتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے لاکھ روپیہ کی بات کہی۔ اچھے سلوک سے نوکروں کو اپنا بھائی اور ساتھی بنا لو۔

روزہ کا اصل مقصد خواہشات نفسانی پر قابو پانا ہے

والصٰئمین والصٰئمٰت۔ روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں۔ روزہ کیا ہے نفس کو اس کی خواہشات سے روکنا۔ خواہشات پر قابو پانا سیکھو۔ جیل خانہ میں جاکر دیکھو۔ وہاں نفس کی خواہشات کا ظہور ہے۔ کسی نے چوری کر لی ڈاکہ ڈال لیا۔ یہ کیا وہ کیا سب نفس کی شرارت ہے۔ جو خواہشات اور حرص و ہوا کی وجہ سے ہے اس پر قابو پانا روزہ رکھنا ہے۔

پاکدامنی اور عفت

والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت۔ پاکدامن مرد اور عفت کو قائم رکھنے والی عورتیں۔ یہ چیز پاکدامنی آپ کو اسلام اور صرف اسلام میں ہی نظر آئے گی۔ یورپ کے لوگ مسلمان اس کو سمجھتے ہیں جس کے گھر میں بہت سی عورتیں ہوں۔ میں نے انگلستان میں اور جرمنی میں جیسیوں لیکچر دیئے ہیں جن میں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی ملبند پایہ عفت کا ذکر کیا ہے۔ وہ اس بے نظیر عفت کا حال سن کر حیران ہوتے ہیں۔

یورپ کی اخلاقی زبون حالی

یورپ میں میں نے مردوں اور عورتوں سے پوچھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہاں شادی سے قبل شاید ہی لاکھوں میں کوئی مرد اور عورت پاکدامن ہو۔ مگر میں نے ان کو بتایا کہ مسلمانوں میں لاکھوں جوان پاکدامن ہوتے ہیں۔ شادی سے پہلے بھی اور شادی کے بعد بھی اور بالخصوص عورتیں وہ تو فرشتہ ہیں۔ یورپ میں لاکھوں میں ایک ایسی عورت ہوگی جو اپنی پاکدامنی کی قسم کھا سکے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احسان ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں ایسی ہیں جیسے فرشتے آسمان سے اترے ہیں۔ یہ کیسی اعلیٰ تعلیم ہے پاکدامنی کے بڑھانے کے لئے فرمایا۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو۔ یہ آنکھیں ہی بیہودہ پیغام دیتی ہیں۔ اس کے ذریعے سے زہر قلب کے اندر جاتا ہے۔

مسلمان خواتین کو نصیحت

ہندو سکھ یا عیسائی عورت پاکدامنی کے لحاظ سے کوئی ایسی نہیں جو مسلمان عورت کا مقابلہ کر سکے۔ یہ بہت بڑا مقام ہے جو تمہیں حاصل ہے۔ خدا کے لئے اسے قائم رکھو۔ ہندو عورتوں اور عیسائی عورتوں کا مت مقابلہ کرو۔ ان کی زیب و زینت انہیں ہی مبارک ہو۔ اگر ان عورتوں کو آپ گھروں میں دیکھیں تو پھٹی ہوئی دھوتی پہنے ہوتی ہیں۔ مگر جب باہر نکلتی ہیں تو سنگار کر کے دلہن بنکر نکلتی ہیں۔ مسلمان عورتیں بھی ضرورت کے وقت باہر نکلتی ہیں مگر حیادار لباس میں۔ مسلمان عورتیں جب باہر نکلیں تو ان کا لباس از حد حیادار ہو۔ یہ سامان ہیں عفت کو قائم رکھنے کے۔ اگر غیروں کی تقلید کی گئی تو تباہ ہو جاؤ گے ہوں گے۔ تو اپنے اس فخر کو قائم رکھو۔ اس کی اور زیادہ حفاظت کرو اور بیہودہ عورتوں کی تقلید ہرگز نہ کرو۔ نہ ہی ان کے لباس نہ ہی ان کی برہنگی کی۔

قرآن کریم کو پڑھو

والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات۔ قرآن خوب پڑھیں۔ گھروں سے قرآن کے پڑھنے کی آواز آئے۔ اب یہ شان بہت کم ہو گئی ہے۔ کبھی مسلمانوں کے گھروں میں یہ شان تھی کہ مرد عورت بوڑھے، بچے سب قرآن پڑھا کرتے تھے۔ قرآن پڑھنے کی آواز آیا کرتی تھی۔ اپنی اس شان کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کرو۔ قرآن کے پڑھنے سے گھروں میں برکت نازل ہوتی ہیں۔

وعدہ الٰہی

اعد اللہ لھم مغفرۃ واجراً عظیما۔ اس قسم کی قوم ہو جس میں یہ خصوصیات ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور بڑے اجر کے سامان موجود ہیں۔ یہ صفات اپنے اندر پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اجروں کے مستحق بنو۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان مردوں عورتوں، بوڑھوں بچوں کو توفیق دے کہ وہ اس نقشہ کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔ یہ آئینہ ہے اس میں ہم اپنے نقص دیکھنے کی کوشش کریں۔ جہاں جہاں نقص ہو اسکو دور کرنے کی کوشش کریں خدا توفیق دے۔ آمین ۔

(مرقومہ ۱۰ ۔ ۱۹۴۱ء)

{بقیہ صفحہ ۲}

اور اس شجاعت و صاف گوئی کی مالک ہوتی کہ خدمت اسلام کے اصل مقصد کو ہوتا دیکھکر اس میں طاہیل دحیث مشمولیت اختیار کرتی تو خود حضرت اقدس علیہ السلام کو بھی یہ ضرورت پیش نہ آتی کہ آپ فروعی مسائل کے منوانے پر ایسی سختی فرماتے مگر اس قوم کی یہی ایک بڑی مشکل ہے کہ جب تک وہ کسی جماعت کے جزئی معتقدات میں اس کے پورا پورا موافق نہ ہو جائے تب تک اہم مقاصد اور مشترکہ اغراض میں بھی اس کے ساتھ تعاون کو تیار نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کی مخالفت ختم ہو چکی تھی اور باوجود تفرقہ کے جماعت احمدیہ کی دھاک دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ان حالات میں جماعت احمدیہ لاہور نے جو ٹھوس کام اصل مقصد کی تکمیل کا ادا کیا وہی ضرورت وقت کا تقاضا تھا۔ مگر موجودہ طوفان مخالفت جو از سر نو اٹھایا گیا ہے اس کے پیش نظر یہ لازم ہو گیا ہے کہ مخالفت کو زیر کرنے کے سامان پیدا کئے جائیں۔

موجودہ مخالفت اور قادیانی عقائد و نظام کار

اس میں کلام نہیں کہ گذشتہ چند سالوں سے جو مخالفت اٹھی ہے اس کی تقویت کے سامان قادیانی عقائد و نظام کار نے مہیا کئے ہیں نہ قادیانی عقائد اجرائے نبوت و تکفیر مسلمانان ہوتے اور نہ ہی مخالفوں کو ان کی بنا پر مخالفت کی جرأت ہو سکتی تھی۔ ابتدا میں بھی حضرت اقدس پر یہی الزام تھے مگر انہیں جماعت احمدیہ کے عمل نے باطل ثابت کر دیا تھا اور قلوب معترف ہوتے جاتے تھے۔ لیکن جب خود پیرؤں کا کثیر حصہ ہی ان امور کا قائل ہو گیا جن کی بنا پر اعتراض تھا تو پھر مخالفت کی تقویت کے لئے اور کیا درکار تھا۔ اگرچہ جماعت احمدیہ کے درمیان عقائد کا اختلاف ۱۹۱۴ء میں نمودار ہوا۔ مگر مسلمانوں کی طرف سے سلسلہ کی مخالفت ۱۹۲۰ء کے بعد دوبارہ ظہور میں آئی۔ حق کی مخالفت کی تہ میں زیادہ تر نفسانی اغراض ہی ہوا کرتی ہیں اس لئے گو اس دوسری مخالفت کی لہر بھی خود غرضی پر ہی مبنی ہو مگر اس میں شک نہیں کہ اس مخالفت نے اپنی ترقی کی راہیں قادیانی عقائد کے دروازہ سے ہی کھلتی پائیں۔ قادیانی نظام کار نے نہ صرف اپنے خلاف طوفان مخالفت کو جگایا۔ بلکہ جماعت لاہور کے برخلاف بھی سامان مہیا کیا ہے۔ عام انسان کو یہ فراست و فرصت کہاں حاصل کہ عقائد کی چھان بین کرتا پھرے۔ جب بانی سلسلہ پر الزام لگ چکا ہو کہ وہ نبوت کا مدعی اور تکفیر مسلمانان کا قائل ہے اور جب خود معتقدان کا کثیر حصہ انہی الزامات کو قبول کر لے تو ایک عام آدمی کا ظن یقین کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ جھوٹے الزاموں کو مسلسل علمی و عملی تردید کچھ عرصہ بعد ذہنوں کو صاف کرنیکا موجب ہوتی ہے۔ لیکن جہاں بجائے تردید کے الزاموں کو خود قبول کر لیا جائے تو پھر ان کے صحیح و درست ہونے میں کسی کو شک کرنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

تبلیغ احمدیت کی موجودہ ضروریات

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن کا فریضہ موجودہ مخالفت کے پیش نظر اس امر کا متقاضی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی ترقی و توسیع ہو اور یہ مقصد موجودہ مسلم ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کا طالب ہے کہ بانی سلسلہ کے خلاف جو الزامات ہیں ان کی تردید کی جائے۔ سب سے بڑا الزام یہی ہے کہ احمدیت دین اسلام سے الگ ایک مذہب قائم ہوا ہے۔ اب اس الزام کی تقویت جیسے قادیانی عقائد سے ہوتی ہے ویسے کسی اور امر سے نہیں ہوتی۔ بانی سلسلہ کے دامن کو الزاموں سے پاک ثابت کرنے کیلئے قادیانی عقائد کی تردید لازم و ضروری ہوئی۔ مگر علمی بحثوں سے عملی تردید بہت زیادہ سریع الاثر اور کامیاب ہوا کرتی ہے اس لئے اگر خود قادیانی اصحاب میں سے کسی قدر حصہ کو ان کی غلطی سے نجات دلا دی جائے تو اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ الزاموں کے صاف کرنے کا میسر نہیں آ سکتا۔ بس سب سے پہلی وجہ قادیانیوں میں تبلیغ کی یہ ہے کہ بانی سلسلہ کی ذات پر سے الزامات دور کرنے کا سامان کیا جائے۔ البتہ ایک دوسری بڑی دلیل

اس وقت قادیان مشن کی تائید میں خود قادیان [illegible] ہیں۔ قادیانی نظام کار کو جماعت لاہور کی [illegible] دو یہ اختیار کرنا مناسب ہے جبکہ وہ اپنے [illegible] حامل سمجھتے ہیں اور قادیان کے وہ کوئے موجودہ [illegible] بنا پر جماعت لاہور کو وہاں مشن قائم کرنیکی [illegible] امور پر آئندہ بحث ہوگی۔

جنگ عظیم کے بعد اٹھارہ مزید جنگیں

۱۹۱۴ء، ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کی تباہ کاریوں اور ہولناکیوں کے پیش نظر خیال کیا جاتا تھا کہ آئندہ پچاس سال تک ابن آدم توپ تفنگ کا نام تک نہیں لیگا۔ لیکن معاہدہ ورسائی کی سیاہی خشک ہونے سے پیشتر ہی جنگوں کا آغاز ہو گیا۔ ذیل میں ۱۹۱۸ء سے ۱۹۳۹ء تک کی جنگوں کا نقشہ دیا جاتا ہے۔

گلیشیا: ۱۹۱۸ء، ۱۹۱۹ء۔ مشرقی گلیشیا کے تحفظ کیلئے پولوں اور یوکرینوں کی جنگ اور آخرکار اس علاقہ کا پولستان سے الحاق

آئرستان: ۱۹۱۹ء، ۱۹۲۱ء۔ آئرلینڈ میں جمہوری فوجوں اور برطانی بلیک اینڈ ٹینز میں جنگ جیادل۔

روس: ۱۹۱۹ء۔ سرخ روسیوں نے سفید روسیوں کو شکست دی

مراکو: ۱۹۱۹ء، ۱۹۲۲ء۔ ہسپانوی مراکو میں رلیف کے علاقہ میں جنگ

عرب: ۱۹۱۹ء، ۱۹۲۴ء۔ ابن سعود اور شریف حسین میں جنگ۔ شریف حسین کی تخت سے معزولی۔

آرمینیا: ۱۹۲۰ء۔ ترکیہ نے جمہوریت آرمینیا پر حملہ کیا اور اپنی حدود کو روس سے ملحق کیا۔

چین: ۱۹۲۰ء، ۱۹۲۶ء۔ مخالف جرنیلوں اور فوجوں میں ایک طویل خانہ جنگی۔

ایشیائے کوچک: ۱۹۲۱ء، ۱۹۲۲ء۔ ایشیائے کوچک پر یونانیوں کا حملہ اور ان کی پسپائی۔

شام: ۱۹۲۵ء۔ فرانسیسی انتداب کے خلاف دروزیوں کا جہاد

جنوبی امریکہ: ۱۹۲۵ء، ۱۹۳۵ء۔ بولیویا اور پیراگوئے میں ایک طویل جنگ۔

چین: ۱۹۲۶ء، ۱۹۲۸ء۔ چین کی سیاسی پارٹیوں میں مزید جنگ اور آخرکار چینی جمہوریت کا قیام۔

منچوریا: ۱۹۳۱ء، ۱۹۳۲ء۔ جاپان نے منچوریا پر حملہ کیا اور اسے اپنی مملکت میں شریک کر لیا۔

چین: ۱۹۳۲ء۔ شنگھائی میں چینی اور جاپانی فوجوں میں جنگ۔

حبشہ: ۱۹۳۵ء، ۱۹۳۶ء۔ اٹلی نے حبشہ پر حملہ کیا اور اسے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔

ہسپانیہ: ۱۹۳۶ء، ۱۹۳۹ء۔ ہسپانیہ کی "خانہ جنگی"

چین: ۱۹۳۷ء۔ چین اور جاپان کی جنگ جاری ہے

جرمنی: ۱۹۳۹ء۔
پولستان پر حملہ، برطانیہ کا اعلان جنگ
جنگ! جنگ!! عالمگیر جنگ (ماخوذ)

رفتار عالم

ہندوستان

—— شملہ ۱۱ اگست۔ آج ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے مرکزی اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کی جس میں دیگر امور کے علاوہ اعلان کیا کہ ملک معظم کی حکومت نے بین الاقوامی حالات کی وجہ سے فیڈریشن کا نفاذ سردست ملتوی کر دیا ہے۔

—— بمبئی ۱۱ ستمبر۔ کل رات خفیہ پولیس کی سپیشل برانچ نے جرمن قونصل جنرل متعینہ بمبئی اور اس کے بعض افراد عملہ کی جائے رہائش کی تلاشی لی تو ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ برآمد کیا جو ضبط کر لیا گیا۔

—— جرمن قونصل جنرل اور اس کے سارے عملہ کی نقل و حرکت پر پابندیاں لگا دی گئی ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ روپیہ نازی پارٹی نے ہندوستان میں اپنا پروپیگنڈا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

—— شملہ ۱۱ اگست۔ عازمان حج کیلئے ایسوسی ایٹڈ پریس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ بین الاقوامی حالات کی وجہ سے حجاز کا سمندری راستہ تا اطلاع ثانی بند کر دیا گیا ہے۔ ہندوستان کی کسی بندرگاہ سے حجاز کو جہاز روانہ نہیں ہونگے۔ جہازوں کی روانگی کے گذشتہ تمام اعلان منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

—— لاہور ۱۱ ستمبر۔ آنریبل وزیر اعظم پنجاب نے اعلان فرمایا ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ کے تمام ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کر دی ہے کہ گیہوں اور آٹے کے نرخ میں ۸ آنے فی من سے زیادہ اضافہ نہ ہونے پائے۔

—— لاہور ۹ ستمبر۔ موجودہ جنگ کے پیش نظر لاہور اور پنجاب کے دیگر متعدد شہروں میں قیمتیں مقرر کرنے کی مہم کا آغاز ہو چکا ہے۔

—— لاہور ۱۱ ستمبر۔ کلو میں پولیس نے ایک جرمن کو عجیب و غریب حالت میں گرفتار کیا ہے۔ اس نے سادھو کا بھیس بدلا ہوا تھا۔ گیروے کپڑے پہن رکھے تھے۔ سر اور بھویں منڈوا ڈالی تھیں اور کلو کی وادیوں میں گھوم رہا تھا۔

—— اس جرمن پر جاسوس ہونے کا شبہ ہے۔ پولیس اسے گرفتار کر کے لاہور لے آئی ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے رہتک۔ گوہانہ پانی پت ریلوے لائن بند کرنے کا ارادہ بدل دیا ہے۔

—— شملہ ۱۰ ستمبر۔ کل ایک اور آرڈیننس نافذ کیا گیا جس کے ماتحت کوئی بھی ایسی دستاویز، کاغذ اور فوٹو وغیرہ ہندوستان سے باہر لیجانے اور یہاں لانے کی ممانعت ہے جس میں کوئی ایسی خفیہ اطلاع ہو جس سے دشمن کو اطلاع امداد مل سکتی ہو۔

—— بمبئی ۱۱ ستمبر۔ رنگون کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ برما کے مشہور سیاسی لیڈر اور آل انڈیا ہندو سبھا کے کانپور والے اجلاس کے صدر بھکشو اوتاما انتقال کر گئے۔

—— آنریبل وزیر اعظم پنجاب نے جنگ میں حکومت برطانیہ کی امداد کیلئے جو اپیل کی تھی اس کے جواب میں پنجاب کے سینکڑوں معززین نے اپنی فوجی خدمات پیش کی ہیں۔ ان میں ہر ایک مذہب و ملت کے وثیقہ دار، زمیندار اور کارکن شامل ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ افواہ مشہور ہوئی تھی کہ علامہ مشرقی قائد تحریک خاکسار نے لکھنؤ میں یو۔پی گورنمنٹ سے معافی مانگ کر رہائی حاصل کی ہے اس کے جواب میں علامہ صاحب نے ایک طویل بیان اخبارات میں شائع کرایا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے معافی ہرگز نہیں مانگی اور کسی معاہدہ پر دستخط بھی نہیں کئے اور نہ حکومت یو۔پی سے کوئی اقرار نامہ کیا ہے۔

—— اس بیان میں انہوں نے حکومت یو۔پی پر جعلسازی، غلط بیانی اور عہد شکنی کے سنگین الزامات لگائے ہیں اور اعلان کیا ہے کہ وہ ایسوسی ایٹڈ پریس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں گے۔

—— ہندوستان کے قریباً تمام قابل ذکر والیان ریاست جنگ کے لئے اپنی خدمات پیش کر دی ہیں۔

—— ہندوستان کے قریباً تمام صوبوں میں گراں فروشوں کے خلاف مناسب کاروائی ہو رہی ہے۔

ممالک خارجہ

—— جنگ ستور جاری ہے۔ پولینڈ کے کافی حصہ پر جرمنی قابض ہو چکا ہے۔ وارسا پر قبضہ کی اطلاع بھی جرمن ذرائع سے موصول ہوئی ہے۔ تاحال قابل وثوق طریق سے اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ حکومت جرمنی کا اعلان ہے کہ جرمن فوجوں نے پولینڈ کی مشہور بندرگاہ گڈینیا کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اس بندرگاہ سے ۲ میل دور کے دو مشہور [illegible] شہروں پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ یہاں کے ذمہ دار حلقوں کا خیال ہے کہ جنگ جلد ختم نہیں ہوگی۔

—— پیرس ۱۱ ستمبر۔ جرمن علاقہ میں فرانسیسی فوجوں کی پیشقدمی جاری ہے۔ علاقہ سار اور موزل کے نواح میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔ فرانسیسی توپوں نے سار برو کن کے مشہور جرمن ریلوے جنکشن پر زبردست گولہ باری کی۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ حکومت جرمنی کا اعلان ہے کہ پولش کوریڈور کی فوجی سرگرمیاں ختم ہو گئی ہیں۔ ہر ہٹلر سائلیزیا کے محاذ پر جرمن فوج کی کمان کر رہے ہیں۔

—— پیرس ۱۰ ستمبر۔ حکومت فرانس نے اپنے بحری و بری استحکامات کی خاطر پندرہ ارب فرانک کی رقم خطیر منظور کی ہے۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ پولینڈ کی اطلاع ہے کہ جرمن طیارے پولینڈ کے متعدد شہروں، علاقوں، رسل و رسائل اور پلوں پر زبردست بمباری کر رہے ہیں۔ ان کا طرز عمل نہایت ظالمانہ ہے۔

—— کوپن ہیگن (ڈنمارک) ۱۱ ستمبر۔ ایک جرمن جہاز بحری سرنگ سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ جرمن آبدوز کشتیوں نے دو اور برطانوی جہاز غرق کر دیئے۔ ان دونوں کے مسافروں کو بچا لیا گیا ہے۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ پولینڈ اور رومانیہ کی مشترکہ سرحد سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وارسا کے شمال مغرب کی طرف گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ پولش ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وارسا میں جرمن فوجوں کو داخل نہیں ہونے دیا گیا۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ آج ایک جرمن نشرگاہ سے اعلان کیا گیا ہے کہ جرمن فوج کی ہراول وارسا میں داخل ہو گئی تھی مگر اسے واپس آنے کا حکم دے دیا گیا ہے کیونکہ اس ہراول کے پیچھے کافی فوج موجود نہ تھی۔

—— حکومت ترکی نے اپنی جنگی تیاریاں بالکل مکمل کر لی ہیں۔ اب وہ بوقت ضرورت جنگ میں شریک ہونے کے لئے بالکل تیار ہے۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ وارسا کی نشرگاہ کا اعلان مظہر ہے کہ جرمن فوجیں وارسا کے گرد و نواح سے واپس چلی گئی ہیں اور شہر سے چھ میل کے فاصلے پر زبردست لڑائی جاری ہے۔ جرمن فوجوں کے حملوں کو پسپا کیا جا رہا ہے۔ پولش فوج کی جرأت و بہادری میں سر مو فرق نہیں آیا۔

—— لندن ۱۱ ستمبر۔ دو جرمن ہوائی طیارے جو ہالینڈ میں اترنے پر مجبور ہو گئے تھے حکومت ہالینڈ نے انہیں ضبط کر لیا ہے۔

—— قاہرہ ۱۱ ستمبر۔ شاہ فاروق والئے مصر آجکل مصری اور برطانوی فوجوں کا معائنہ کرنے میں مصروف ہیں۔

—— پیرس ۱۱ ستمبر۔ آج پھر چوتھی بار پیرس میں ہوائی حملے کے خطرہ کا اعلان کیا گیا لیکن ۳۰ منٹ بعد خطرہ دور ہونے کا بگل بجا دیا گیا۔

—— پیرس ۹ ستمبر۔ ڈیوک اور ڈچس آف ونڈسر آج فرانس سے عازم لندن ہو گئے۔

—— لندن ۱۰ ستمبر۔ کینیڈا نے جرمنی کے خلاف رسمی طور پر اعلان جنگ کر دیا ہے۔

—— قاہرہ ۱۱ ستمبر۔ مصر، عراق اور سعودی عرب کی حکومتوں کی طرف سے اعلان کیا جا چکا ہے کہ وہ ہر حالت میں برطانیہ کا ساتھ دیں گے۔

—— جنیوا ۹ ستمبر۔ حکومت برطانیہ کی تجویز کے مطابق مجلس اقوام کی کونسل اور اسمبلی کے اجلاس ملتوی [illegible]

—— لندن ۱۰ ستمبر۔ جرمنی میں ڈاکٹروں کی سخت قلت محسوس ہو رہی ہے۔ [illegible] یہودی ڈاکٹروں کو واپس جرمنی آنے کی دعوت دی ہے۔

—— انقرہ ۱۰ ستمبر۔ ترکی کے ایک اخبار کا بیان ہے کہ اگر کسی طاقت نے بالفور [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلعم کی ذات اقدس جامع کمالات ہے

آنحضرت صلعم جمیع کمالات کے نمونوں کے جامع تھے۔ کیونکہ جملہ انبیاء کے نمونے آپ میں جمع تھے۔ اسی لئے آپ کا اسم مبارک محمد تھا جس کے معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ محمد وہ ہوتا ہے جس کی تعریف زمین و آسمان پر ہوتی ہو۔ دنیا میں بہت سے ایسے نیک لوگ ہو گزرے ہیں جن کو دنیا کے لوگوں نے نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور ذلیل سمجھا اور بخیال خویش انہیں ذلیل کیا لیکن آسمان پر ان کی عزت اور تعریف ہوتی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور راستباز ہوتے ہیں اس کے بخلاف بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کی تعریف کرتی ہے اور ہر طرف سے ان کیلئے واہ واہ ہوتی ہے لیکن آسمان ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ خدا، اس کے فرشتے اور مقرب ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور انکی تعریف نہیں کرتے مگر ہمارے نبی کریمؐ زمین و آسمان پر ہر دو جگہ میں تعریف کئے گئے ہیں اور یہ فخر صرف آپ کو ہی ملا ہے پھر جسقدر پاک گروہ صحابہؓ کا حضرت نبی کریمؐ کو ملا وہ کسی دوسرے نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ یوں تو حضرت موسیٰؑ کو بھی کئی لاکھ آدمیوں کی قوم مل گئی تھی لیکن وہ ایسی مستقل مزاج پاکباز اور عالی ہمت نہ تھی۔ جیسا کہ صحابہؓ کا گروہ تھا حضرت موسیٰؑ کی قوم کا یہ حال تھا کہ رات کو مومن ہیں تو دن کو مرتد۔ آنحضرت صلعم اور حضرت موسیٰؑ کی اقوام کا مقابلہ کر لینے سے گویا کل دنیا کی اقوام کا صحابہؓ سے مقابلہ ہو گیا۔ رسول کریم صلعم کو جو قوم صحابہؓ کی ملی۔ وہ ایسی پاکباز، خدا پرست اور مخلص تھی کہ اس کی نظیر دنیا کی کسی قوم اور کسی دوسرے نبی کی امت میں ہرگز نہیں ملتی۔ احادیث میں ان کی بڑی بڑی تعریفیں آئی ہیں۔ آنحضرت صلعم نے یہاں تک فرمایا کہ اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی۔ اسی طرح قرآن کریم میں ان کی تعریف ہے یبیتون لربھم سجداً وقیاماً (۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور مصروف خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت مولانا صدر الدین صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں ان کا درس قرآن باقاعدگی سے جاری ہے۔ [illegible] جمعہ حضرت موصوف ہی نے پڑھائی اور ایک پر معارف اور [illegible] خطبہ ارشاد فرمایا جو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب انشاء اللہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں لاہور تشریف لے آئیں گے سیرت مسیح موعودؑ کی [illegible] کا کام باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ امید ہے چند ماہ میں کتاب [illegible]

—— جناب خان عبد الرحیم صاحب نائب تحصیلدار [illegible] فرماتے ہیں کہ ان کے والد محترم بیمار ہیں۔

—— چودھری سلطان محمود صاحب کارکن [illegible] کا چھوٹا بھائی عزیز رشید احمد کئی ماہ سے بیمار ہے۔ علاج کے باوجود افاقہ نہیں ہوا۔

—— جماعت کے اور بھی بہت سے احباب و خواتین [illegible] ان سب کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

مینیجر صاحب "پیغام صلح" خریدار صاحبان کی خدمت میں چندہ اخبار کے متعلق یاد دہانی عرض کرتے ہیں [illegible] کی گرانی کی وجہ سے اخبار کی مشکلات میں بہت اضافہ ہو گیا ہے

جرمنی کا ڈکٹیٹر ہٹلر

آمریت دنیا کیلئے ایک بہت بڑی مصیبت ہے

آمریت یعنی ڈکٹیٹرشپ ایک غلط طریق حکومت ہے جس کے نقائص و مفاسد اس کے فوائد کے مقابلہ پر بہت زیادہ ہیں۔ اسلام ڈکٹیٹرشپ کی بجائے صحیح و حقیقی جمہوریت کا حامی و علمبردار ہے۔ جرمنی اور یورپ کے چند دیگر ممالک میں ڈکٹیٹرشپ کے قیام اور وہاں کے ڈکٹیٹروں کی وقتی ترقی کے ساتھ ہی ہندوستان میں بھی بہت سی سطحی نظر رکھنے والے حضرات آمریت کے مداح و موید ہو گئے تھے۔ ہٹلر و مسولینی کے رعب داثر نے اُن کی آنکھوں کو چندھیا دیا تھا۔ سیاسی لوگ تو رہے تو ایک طرف کئی ایک مذہبی لیڈروں نے بھی ڈکٹیٹرشپ کی حمایت میں آواز بلند کی بعض پیروں اور گدی نشینوں نے تو نقالی شروع کر دی۔

ڈکٹیٹرشپ کی مقبولیت کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ کہ اس کے مفاسد و مظالم اس کی بربریت اور تباہ کاریاں خونیں شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ حبشہ اور البانیہ کے ساتھ ایک ڈکٹیٹر نے جو کچھ کیا اسے سب جانتے ہیں۔ اب دوسرے ڈکٹیٹر ہٹلر نے اپنی آمرانہ ضد کی قربانگاہ پر امن عالم کو قربان کر دیا ہے اس کی حماقت اور رعونت کی وجہ سے عالمگیر جنگ کی ابتدا ہو چکی ہے۔ پولینڈ میں جہاں انتہائی وحشت اور درندگی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ "آتش و خون کا کھیل کھیلا جا رہا ہے بحر و سمندر [illegible] ں کی نقل و حرکت جاری ہے محض اس سے ساری دنیا اضطراب میں [illegible] مرانہ ضد کی وجہ سے [illegible] قبول کرنے سے انکار

[illegible] ارح رفتہ رفتہ محسوس کرنے [illegible] ی مصیبت ہے اس [illegible] بچہ ہے اس کے

مفاسد و نقائص اب بے نقاب ہو رہے ہیں ــــ جو مسلمان اسلامی جمہوریت کی جگہ آمریت کو دینا چاہتے تھے۔ موجودہ حالات ان کے لئے درس عبرت اور دعوت غور و فکر ہیں۔

یورپ نے شخصی حکومت سے تنگ آ کر ایک ناقص قسم کا جمہوری نظام حکومت رائج کیا۔ بعد ازاں ڈکٹیٹرشپ اس کے بعض ممالک میں قائم کی گئی۔ چند دوسرے تجربات بھی ہوئے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی حقیقی طور پر کامیاب نہیں ہو سکا۔ جس طرح بہت سے معاشرتی معاملات میں یورپ کو اسلام کی خوشہ چینی کرنی پڑی ہے۔ اسی طرح ہم یقین رکھتے ہیں۔ طریق حکومت کے معاملہ میں بھی بالآخر یورپ کو اسلام کے آگے جھکنا پڑے گا ــــ صحیح اسلامی جمہوریت ہی یورپ نہ صرف یورپ بلکہ تمام دنیا کے سیاسی مصائب و خلفشار کا علاج ہے۔

ہماری دعا ہے کہ جرمنی کے مجنوں و بدبخت ڈکٹیٹر ہٹلر کا بپا کیا ہوا یہ خونیں طوفان جلد فرو ہو جائے۔ موجودہ ہنگامہ جنگ میں انصاف و معقولیت کی حامی طاقتیں کامیاب و سرخرو ہوں اور اس مصیبت سے دنیا کوئی مفید سبق حاصل کر سکے۔ موجودہ جنگ میں دنیا کی دیگر اقوام کی طرح مسلمانوں کے لئے بہت بڑی مصیبت و آزمائش ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عجزی سے یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اس جنگ کا نتیجہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے بہتر ہو۔ اور ایسے حالات پیدا ہو جائیں جو اولاد آدم کو اسلام کی کی آغوش امن میں لانے کا موجب ہوں۔

جنگ کی کیفیت

جنگ میں روز بروز شدت و سرگرمی پیدا ہو رہی ہے [illegible] بعض حلقوں کا خیال تھا کہ یہ جنگ زیادہ سے زیادہ چند [illegible] ختم ہو جائے گی لیکن اب اس کا کوئی امکان موجود نہیں ہے [illegible] واقف کار افراد کی رائے ہے کہ جنگ کا سلسلہ غالباً کئی سال [illegible] جاری رہیگا۔ محاذ جنگ کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پولینڈ [illegible] جرمن افواج کو بعض کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ [illegible] راستہ روکنے میں بھی وہ کامیاب ہو گئی ہیں۔ ایک اطلاع [illegible] یہ ہے کہ اب تک پولینڈ کے اٹھارہ ڈویژن منتشر [illegible] ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وڈز کے مقام پر قبضہ کرنے [illegible] پول فوجوں کو بہت مدد مل گئی ہے۔ اب امید ہے کہ جرمن [illegible] وارسا پر مغرب کی جانب سے حملہ کرنے میں کامیاب نہیں [illegible] پولوں نے بہت سے جرمن طیاروں کو بھی تباہ کیا۔ [illegible] اپنے وعدوں کے خلاف شہروں دیہاتوں اور ہسپتالوں [illegible] پر کئی روز سے بمباری کر رہی ہیں۔ تازہ اطلاع [illegible] نے گیس کا استعمال بھی شروع کر دیا ہے۔ [illegible] آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ایک جرمن افسر نے اعلان کیا [illegible] پول فوج کے سپاہیوں کو گرفتار کر کے زیادہ [illegible] رکھنے بلکہ انہیں گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔ ان تمام [illegible] باوجود پولینڈ مقابلہ پر ڈٹا ہوا ہے اس نے کم ہمتی کا [illegible] اظہار نہیں کیا۔ جرمن افواج کی بربریت کے خلاف جذبات نفرت [illegible] و حقارت دنیا میں پھیل رہے ہیں۔

مغربی محاذ پر جرمنی کی حالت بہت زبون ہے [illegible] فرانسیسی فوجوں کی پیش قدمی جاری ہے بعض اطلاعات [illegible] پایا جاتا ہے کہ وہ سیگ فریڈ لائن کو عبور کر چکی ہیں [illegible] فرانس کے طیارے سیگ فریڈ لائن کی قلعہ بندیوں کا [illegible] ہیں اور اس وقت جرمنی کا قریباً ۵۰ مربع میل علاقہ فرانس [illegible] قبضہ میں آ چکا ہے۔ ایک اور خبر ہے کہ فرانسیسی فوجیں [illegible] محاذ میں ایک میل اندر تک گھس گئی ہیں۔ اس کے برعکس [illegible] فرانس کی ایک انچ زمین پر بھی قبضہ نہیں کر سکیں۔ [illegible] در پے شکستوں کی وجہ سے جرمنی کو اپنی بہت سی فوج پولینڈ [illegible] واپس بلانی پڑی ہے۔ کوپن ہیگن (ڈنمارک) کی ایک خبر [illegible] حکومت جرمنی پولینڈ کی جنگ کو جلد از جلد ختم کرنے کی متمنی ہے [illegible] مغربی سرحد پر زیادہ سے زیادہ فوج بھیجی جا سکے۔ [illegible] ہر ہٹلر نے ہدایات جاری کر دی ہیں۔ حکومت جرمنی نے [illegible] کے قریب اپنے گاؤں اور قصبے خالی کر دیئے ہیں۔

مختلف سمندروں میں جرمن آبدوزوں کی تباہ کاریاں [illegible] جاری ہیں۔ اس ہفتہ بھی انہوں نے متعدد برطانوی جہازوں کو غرق [illegible] ہے۔ جرمن کارروائی نے متعدد آبدوز کشتیوں کو [illegible] میں مصروف ہیں۔ ہر ہٹلر نے دھمکی دی ہے کہ برطانوی جنگی [illegible] کرنے کے لئے تین ہزار ہوائی جہاز بھیجے جائیں گے۔ برطانیہ [illegible] بحریہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ برطانیہ کے جہاز جرمن آبدوز [illegible] حملہ کر رہے ہیں۔ متعدد مقامات پر آبدوز کشتیوں [illegible]

اسلامی ممالک میں جرمنی کے خلاف جذبات نفرت [illegible] افواہ ہے کہ امام یمن نے جرمنی سے تمام سیاسی تعلقات منقطع [illegible] میں برطانیہ کی حمایت کا جذبہ ترقی کر رہا ہے۔ ٹرکی کی [illegible] شمولیت یا عدم شمولیت کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں [illegible]

شذرات

-:(+):-

طالبات کیلئے چند نصیحتیں

آنریبل مولوی فضل الحق وزیر اعظم بنگال کی صاحبزادی محترمہ حسن آرا بیگم صاحبہ نے لیڈی برابون پردہ کالج کلکتہ کے افتتاح کے موقع پر ایک مفید اور قابل قدر تقریر فرمائی جس کے بعض حصے تو اس لائق ہیں کہ ہر ایک مسلمان خاتون اور طالبہ علم ان کو گوش دل سے سُنے۔ موصوفہ نے فرمایا کہ:-

"اپنے گھروں کو اپنے لئے اور اپنے شوہروں کیلئے جنت بناؤ اور سینما تھیٹر، کلب اور پارکوں کو چھوڑ دو، ورنہ تمہارے گھر قبروں کی طرح صرف سونے کی جگہ رہ جائینگے، اور اس کے نتائج بانہیں بھگتنا پڑینگے، خلاصہ یہ کہ پڑھو اور خوب پڑھو، ترقی کرو اور خوب ترقی کرو، مگر رہو عورت ......

خدا کیلئے تم اپنی صفات نسوانی کو برباد نہ کرو۔ اور ان کی قدر و قیمت سمجھ کر انکی پوری حفاظت کرو اور سمجھو کہ جو صفات نسوانی اوپر بیان کئے گئے ہیں وہی وُہ صفات ہیں جن کے باعث عورت عورت کہلائی جانے کی مستحق ہے اور وُہ صفات جس مرتبہ میں تم میں پائے جاتے ہیں اسی کی وجہ سے تم تمام دُنیا کی عورتوں میں خاص امتیاز رکھتی ہو ....

آپ اپنے اصلاح حال کیلئے کالج کی تعلیم ضرور حاصل کیجئے مگر اس کو کمال انسانی اور جمال نسوانی ہرگز تصور نہ فرمائیے آپ کی تعلیم اور آپ کی ڈگریاں اہل حقیقت، اہل ایمان اور اہل احسان کے نزدیک جب ہی قابل عزت و وقعت ہونگی جب اُنکے ساتھ نیک خصلت بیٹی نیک دل بیوی اور نیک نہاد دل بھی ثابت ہوں"۔

زمانہ کے حالات کا تقاضا ہے کہ مسلمان لڑکیاں اعلیٰ تعلیم ضرور حاصل کریں لیکن کالج کے لڑکوں کی طرح کالج کی لڑکیوں میں مروجہ تعلیم سے بعض ایسے نقائص پیدا ہو گئے ہیں، جن کی اصلاح کی فوری ضرورت ہے کالج کی لڑکی نسوانیت، مشرقیت اور مذہبی و قومی شعار و جذبات سے رفتہ رفتہ محروم ہو رہی ہے ——— سعادتمند بیٹی، کامیاب بیوی اور شفیق ماں بننے کی اہلیت اس میں بہت کم ہو گئی ہے اور روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ ان خامیوں کی فوری اصلاح کی ضرورت ہے، اگر مسلمان لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے اپنی مذہبی، قومی اور ملکی روایات و خصوصیات سے کنارہ کش ہو کر مغرب کی اندھی تقلید کریں، تو "ترقی" یہ ہرگز دل خوش کن مبارک بات نہیں +

احمدی نوجوانوں کی خدمت میں!

ہم وقتاً فوقتاً احمدی نوجوانوں کی خدمت میں کچھ نہ کچھ عرض کرتے رہتے ہیں آج ایک ضروری امر کی طرف پھر انکی انجمن ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن اور اس کے معزز صدر کو توجہ دلاتے ہیں، موسم سرما کی آمد آمد ہے، چند روز میں اسکول اور کالج کھل جائینگے۔ سرکاری دفاتر شملہ سے منتقل ہو جائینگے، لاہور میں سرگرمی اور زندگی کا نیا دور اور مظاہرہ شروع ہو گا اور میدانی علاقوں میں وابستگان سلسلہ کو خدمت دین کے لئے بہت سے عمدہ مواقع میسر آئینگے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان بھی ان مواقع سے فائدہ اٹھائیں، وُہ کالجوں، سکولوں، ہوسٹلوں کے طلبہ اور دیگر نوجوانوں تک پیام حق پہنچانے کا اہتمام کریں اور اس کام کو امسال خاص سعی و تنظیم سے انجام دیا جائے۔ موجودہ حالات میں ہمارے نوجوانوں کے فرائض بہت زیادہ ہیں انہیں غفلت کو چھوڑ کر سعی و عمل کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔ مرکزی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا فرض ہے، کہ وہ موسم سرما کے لئے ایک موزوں نظام کار تجویز کر کے باقاعدہ کام شروع کر دے +

ہندوستانی ریاستوں کے مسلمانوں کی کانفرنس

مسلمانانِ حیدرآباد کے مشہور و محبوب لیڈر عالی جناب نواب بہادر یار جنگ بہادر نے حال ہی میں ایک نہایت ضروری اور دانشمندانہ تجویز پیش فرمائی ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کے مسلمانوں کو منظم کرنے کیلئے "انڈین سٹیٹس پیپلز کانفرنس" کے انداز پر ایک "انڈین سٹیٹس مسلم کانفرنس" قائم کی جائے جو ان کو منظم کرنے کے ساتھ اُنکے مذہبی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی حقوق کے تحفظ کا بندوبست بھی کرے، نواب صاحب ممدوح اپنے مکتوب میں بالکل بجا فرماتے ہیں، کہ:-

"ہندوستانی ریاستوں کے باشندوں کی کانفرنس کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کی مرکزی کانفرنس اوّل اسلئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کو کانگریس کے پروپیگنڈوں اور ریشہ دوانیوں سے بچائے، دوسرے اُن کی موجودہ حیثیت و درجہ کو قائم رکھا جائے، تیسرے انکے معاشرتی، اقتصادی، مذہبی اور سیاسی حقوق محفوظ کرائے جائیں، اس طرح ملک میں ہماری مستقل و منفرد قومی ہستی بھی محفوظ و بحال رہ سکے گی، ہمارا فرض ہے کہ کمر ہمت باندھ لیں، اور ہندوستانی ریاستوں کے مسلمانوں کی حفاظت کریں"۔

اکثر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی حالت بہت زبوں ہے اسلامی ریاستوں میں ہندوؤں کے دباؤ اور شورش کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے طرح طرح کے خطرات پیدا ہو رہے ہیں اسلئے مجوزہ کانفرنس بے حد ضروری ہے۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ نواب صاحب ممدوح جیسے با اثر، ذمہ دار اور لائق رہنما نے اس کار خیر کا بیڑا اُٹھایا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور ان کی تجویز جلد عملی شکل اختیار کر کے مسلمانوں کی بہتری و بھلائی کا موجب بنے +

تہذیب مغرب کا نیا شاہکار

عریانی اور بیحیائی مغربی تہذیب کی ایک نمایاں خصوصیت ہے اس تہذیب کے علمبردار آئے دن ایسی ایسی ترکیبیں اور طریقے سوچتے رہتے ہیں جن کے ذریعہ عریانی اور بے حیائی کو زیادہ سے زیادہ فروغ ہو۔ گذشتہ ماہ کے ولایتی اخبارات سے اس تہذیب کے ایک نئے "شاہکار" کا علم ہوا ہے:-

"ہالی ووڈ میں ایکٹرسیں لباس کی بجائے اپنے جسم پر نقش و نگار بنوانا زیادہ پسند کر رہی ہیں۔ چنانچہ یہ لڑکیاں اپنا سینہ، کمر اور بازو بالکل عریاں کر کے مصور کے سامنے بیٹھ جاتی ہیں۔ مصور ان کے سینہ اور پشت پر اپنے برش سے بیل بوٹے بنا دیتا ہے۔ اس نقاشی کے بعد وُہ کوئی لباس نہیں پہنتیں، بلکہ عریاں سوسائیٹیوں میں شامل ہوتی ہیں اور نقش و نگار کا کمال یہ ہے کہ جسم عریاں ہونے کے باوجود عریاں دکھائی نہیں دیتا ——— یہ فیشن اب سرعت سے یورپ میں بھی پھیل رہا ہے"۔

آرٹ کی "ترقی" کا یہ نیا وسیلہ علمبردارانِ تہذیب مغربی اور اُنکے "روشن خیال" مقلدین کو مبارک ہو ——— آجکل فیشن کے بارہ میں ہالی ووڈ کی ایکٹرسوں کی تقلید یورپ و امریکہ کی شریفانہ مزاج اور شوقین مزاج عورتیں اپنے اوپر فرض سمجھتی ہیں ——— ہندوستان میں بھی اب انکے نقش قدم پر چلنے والیاں پیدا ہو رہی ہیں اہل مشرق کے نزدیک لباس کی ایک بڑی غرض ستر پوشی تھی ہمارے ہاں عورتوں کا لباس ساتر اور حیادار ہونا لازمی ہے لیکن یورپ و امریکہ کا خیال و طرز عمل اس کے برعکس ہے، پہلے لباس میں قطع برید کر کے عورت کو نیم برہنہ کیا اب یہ جدّت نکالی ہے کہ عورت نقش و نگار کے سہارے مجمعوں میں اور مناظر عام پر برہنہ جا سکے ——— اسکے بعد کی منزل صاف نظر آ رہی ہے ——— اس کا نام ہے ترقی !!!

جرمن فوجوں کی بربریت

یورپ گذشتہ کئی سال سے جن تباہ کن اور ہلاکت آفرین آلات کی تیاری میں مصروف تھا موجودہ جنگ میں انکا وحشیانہ استعمال شروع ہو گیا ہے، ابتدا جرمنی کی طرف سے ہوئی ہے خطرہ ہے کہ اگر وُہ اپنی اس بربریت سے باز نہ آیا تو انتہائی مجبوری کی حالت میں شاید دوسری طاقتوں کو بھی ایسا کرنا پڑے۔ اس کی ذمہ داری بھی یقیناً جرمنی پر ہو گی۔

جنگی محاذ کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن افواج نے نہ صرف دیہات اور شہروں پر کھلم کھلا بمباری کی ہے بلکہ زہریلی گیس کا بھی استعمال شروع کر دیا ہے جس سے ہزاروں بندگان خدا ہلاک ہو چکے ہیں، حالانکہ برطانوی سفیر نے برلن سے روانہ ہونے سے قبل حکومت جرمنی کو زہریلی گیس کے استعمال سے مجتنب رہنے کی فہمائش کی تھی اور حکومت مذکور نے اسے مان لیا تھا۔ لیکن وعدہ کے باوجود اس نے یہ اقدام کیا۔

پولینڈ کے دیہات اور شہروں پر جرمن طیاروں کی اندھا دھند بمباری کی تصدیق غیر جانبدار ذرائع سے بھی ہوئی ہے پولینڈ کے امریکن سفیر نے واضح الفاظ میں شہادت دی ہے کہ جرمن بیدردی کے ساتھ پول آبادیوں پر بم برسا رہے ہیں خود امریکن سفیر کے بنگلے پر بم برسائے گئے حالانکہ امریکہ غیر جانبدار ہے علاوہ ازیں جرمنوں نے برطانوی سفارت کے ایک افسر کی اہلیہ کو ہلاک کر دیا، ایک سینسی ٹوریم کو تباہ کر دیا، پناہ گزینوں کی ... پھینکے، ہسپتال کی ایک ٹرین اور ریڈ کراس ... برسائے جس سے بہت سے مریض ...

جرمن افواج کی ...

ہیں۔ ضابطہ اخلاق ...

کی حرکات کی مطلق ...

ہو کر جرمنی تاریخ ...

آئندہ نسلیں یقیناً ...

امام ابو عبد اللہ بن اسمٰعیل البخاری

تاریخ اسلامی کی ایک مقدس اور عظیم المرتبت شخصیت

(از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔ اے)

امت مسلمہ میں وقتاً فوقتاً بڑے بڑے مجددین علماء فقہاء اور مجتہدین گذرے ہیں اور دین اسلام کی تجدید وحفاظت کی خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ مگر جو خدمت اس پاک دین کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے ہوئی وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ امت مسلمہ ہمیشہ کے لئے اس عظیم الشان شخصیت کی ممنون احسان رہے گی۔

امام مرحوم نے اپنی کتاب الصحیح سولہ سال کی لگاتار محنت اور کوشش کے بعد لکھی۔ آج بیسویں صدی میں رہنے والے لوگ شاید اس کو کوئی بہت بڑا کام نہ سمجھیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں ذرائع آمدورفت عام ہیں۔ بہت تھوڑے عرصہ میں ہم دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ سکتے ہیں۔ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ادب اور علم نے بھی اس قدر ترقی کی ہے کہ گھر بیٹھے ہم دنیا کی جونسی کتاب چاہیں منگوا کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ حصول علم میں ہمیں خاص تکلیف اور تگ و دو کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ لیکن آج سے بارہ سو سال پیشتر یہ آسائش مہیا نہ تھی۔ اور امام بخاری کو ایک ایک حدیث کی خاطر کئی کئی ہزار میل کا سفر طے کرنا پڑا اور بڑی محنت اور جانفشانی کے بعد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ امام مرحوم نے خراسان بلاد اجبل شہرہائے عراق۔ حجاز۔ شام اور مصر میں سفر کیا اور حدیثیں لکھیں۔ انہوں نے ایک ہزار سے زیادہ شیوخ سے حدیث کے بارے میں استفسار کیا۔ ان شیوخ کو ملنے کے لئے امام مرحوم کو مختلف شہروں کے سفر کرنے پڑے جو بڑے بڑے فاصلوں پر واقع تھے۔ مثلاً بلخ، مرو نیشاپور وغیرہ۔

امام بخاری علم نقل اور تفہیم حدیث میں یگانہ تھے جیسی نے عمدۃ المقتبس میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ایک واقع نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جب امام مرحوم بغداد میں تشریف لائے تو علماء حدیث ان کے گرد جمع ہوئے ان اہالیان بغداد نے امام بخاری کے علم حدیث کا امتحان کرنا چاہا۔ اس لئے انہوں نے سو حدیثیں لے کر ان کو دس آدمیوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک شخص کو دس، دس حدیثیں لکھ دیں۔ لیکن انہوں نے حدیثوں کو غلط طور پر لکھا۔ یعنی کسی حدیث کے متن کو لے کر کسی اور حدیث کی سند سے ملا دیا اور اس کی سند کو کسی اور متن سے جوڑ دیا۔ ان دس اصحاب میں سے ہر ایک کو ہدایت تھی کہ جب امام بخاری ... جرمن جو ہیں تشریف لائیں تو وہ کھڑا ہو کر ان الٹ پلٹ حدیثوں کی مغربی محاذ پر تجربہ استفسار کرے۔ امام موصوف جب تشریف کے نیچے آ بدوز کشتیوں سے بھر گئی تو پہلے شخص نے اٹھ کر پہلی حدیث ناعاقبت اندیش ڈکٹیٹر کی دھیرکہا آپ نے فرمایا میں اس کو نہیں مبتلا ہو چکی ہے۔ اس شخص نے اپنی دس آپ نے فرمایا میں اس کو نہیں کسی مخلصانہ مخلصانہ مشورہ کو۔ آپ نے فرمایا میں اس کو نہیں گر دیا ہے۔

ں حدیثیں ختم کر دیں اور امام

اب ڈکٹیٹر شپ کے حامی وہ اسی طرح کئے لیڈر دیکھے باقی لگے ہیں کہ یہ چیز دنیا کے لئے ایک بہت بڑھیں اور امام مرحوم یہی کے عارضی اور سطحی فوائد کا پردہ چاک ہو

فرماتے رہے میں اس کو نہیں جانتا۔ جب وہ دسوں اصحاب اپنی سو حدیثیں ختم کر چکے تو امام بخاری اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پہلے کی طرف منہ کر کے بولے کہ تیری پہلی حدیث ایسی ہے اور دوسری ایسی ہے اور تیسری ایسی ہے اور دسویں ایسی ہے۔ یعنی آپ نے ہر متن کو اس کی سند اور ہر سند کو اس کے متن کے ساتھ ملا کر صحیح طور پر پڑھا دیا پھر دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی دسوں احادیث کی بھی تصحیح کر دی۔ اسی طرح آپ نے وہ سو حدیثیں درست کر کے پڑھ دیں۔ اہل بغداد یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے اور انہوں نے آپ کے حافظہ کا اقرار اور آپ کی فضیلت کا اعتراف کیا

امام بخاری نے اپنی جمع کردہ احادیث کو ۹۷ کتب میں تقسیم کیا اور یہ کتب ۳۴۵۰ ابواب میں تقسیم ہوئیں۔ بخاری نے اپنی کتابوں کے موضوع انتخاب کرنے میں خاص دانشمندی سے کام لیا ہے۔ یعنی آپ کے استعمال کردہ موضوعات تمام فقہ کے دائرہ پر حاوی ہیں۔ ہر حدیث سے قبل آپ نے ایک چھوٹا سا دیباچہ لکھا ہے جس کو اصطلاح حدیث میں ترجمہ کہتے ہیں۔ ان تراجم کے اندر عام طور پر آپ نے آیات قرآنی یا کسی حدیث کا کوئی حصہ دیا ہے۔

ابن خلکان اپنی مشہور کتاب وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری کے علم میں چھ لاکھ سے زیادہ حدیثیں تھیں۔ ان میں سے دو لاکھ ان کو زبانی یاد تھیں۔ ان چھ لاکھ میں سے بہت چھان بین کے بعد انہوں نے ۷۳۹۳ احادیث صحیح انتخاب کیں اور بقول بعض ۷۲۷۵۔ اگر ان میں وہ احادیث بھی شامل کر لی جائیں جو انہوں نے تراجم میں نقل کیں تو کل تعداد ۹۰۸۲ بنتی ہے۔ اکثر اوقات ایک ہی حدیث مختلف ابواب میں دوہرائی گئی۔ اگر ان دوہرائی ہوئی حدیثوں کو نکال کر تعداد دیکھی جائے تو صرف ۲۷۶۲ رہ جاتی ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو امام بخاری نے اتنے بڑے ذخیرہ میں سے صرف ایک فیصدی حدیث کو صحیح گردانا ہے۔ جس حدیث کے متعلق ذرا بھی شبہ ہوا اس کو لینے میں امام موصوف نے تامل کیا۔ اور صرف وہ احادیث لیں جن کے صحیح اور عین بقول ارشاد آنحضرت صلعم ہونے میں ذرا بھی شک وشبہ کی گنجائش نہ تھی۔ یہ امر صاف ظاہر کرتا ہے کہ امام بخاری کس قدر پاک طبیعت محتاط اور راست گو تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی کتاب الصحیح کو کلام الٰہی کے بعد دوسرا درجہ دیا جاتا ہے۔

بخاری علیہ الرحمۃ کا کام حد درجہ کی پرہیزگاری اور اتقا پر مبنی تھا۔ چنانچہ محمد بن یوسف الفربری سے روایت ہے کہ امام مرحوم فرماتے تھے کہ انہوں نے کتاب الصحیح میں کوئی حدیث نقل نہیں کی جس سے قبل انہوں نے غسل نہ کیا ہو۔ اور دو رکعت نماز ادا نہ کی ہو۔ اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھانے کی وجہ بخاری صاحب نے خود فرمائی ہے۔ کہتے ہیں

کہ خواب میں انہیں دکھایا گیا کہ وہ جناب سرور کونین کے جسم مبارک سے مکھیاں ہٹا رہے ہیں۔ آپ ایسی خواب دیکھ کر تذرے حیران ہوئے۔ ایک صاحب فن تعبیر کے ماہر نے امام بخاری کی تسلی کی اور فرمایا کہ مکھیوں سے مراد وہ جھوٹ ہے جو حضرت رسول کریمؐ کے ارشادات میں داخل کر دیا گیا ہے اس دن سے امام مرحوم نے سمجھ لیا کہ ان کے ذمہ احادیث کی چھان بین کا عظیم الشان کام خدا نے سپرد کیا ہے اور کہ رسول اکرمؐ کے کلام میں حق و باطل کی تمیز کرنے کا فرمان حاصل ہوا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امام علیہ الرحمۃ نے سولہ سال لگاتار محنت کی۔ بڑے بڑے علماء اور شیوخ سے ملاقات کی اور ہر حدیث کو نقل کرنے سے پیشتر خدا کے حضور جھک کر دعا کی۔ سچ ہے امام بخاری جیسی عظیم القدر ہستی کا ملنا اور اس قدر بڑی خدمت کی نظیر دنیا میں بہت کم ملے گی۔ لیکن خدائے ذوالجلال نے امام بخاری کو وہ رتبہ عطا کیا ہے کہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا ہوگا۔ نقل ہے کہ کسی نے خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے دروازے پر کھڑا دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ امام بخاری کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ سبحان اللہ۔

اسی طرح خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ محمد بن یوسف الفربری روایت کرتے تھے کہ انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ جناب رسول اللہ صلعم نے تم کہاں جاتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ میں محمد بن اسمٰعیل کے ہاں جا رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اسے میرا سلام کہنا۔

امام بخاری لاغر اندام تھے اور دبلے تھے۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ بعد از نماز شوال ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ ... جائے ولادت کا صحیح پتہ نہیں لگ سکا۔ آپ کی وفات ہفتہ بعد از نماز عشاء جو عید الفطر کی رات تھی ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ آپ اگلے روز نماز عید الفطر کے بعد دفن کئے گئے بمقام خرتنگ جو سمرقند کے دیہات میں ایک گاؤں ہے ... ہوئے۔ خدا ان پر رحم فرمائے۔

تاریخ

كَانَ الْبُخَارِي حَافِظًا وَّمُحَدِّثًا
جَمَعَ الصَّحِيْحَ بِكَمَالِ التَّحَرِّيْ
مِيْلَادُهٗ صِدْقٌ وَّمُدَّةُ عُمْرِهٖ
فِيْهَا حَمِيْدٌ وَانْقَضٰى فِيْ نُوْرٍ

میری دعائیں گرفتاران بلا کیلئے

(از جناب سید عبد المجید صاحب عاصم ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کپورتھلہ)

اے میرے خدا، جب میں اپنے نفس کو دیکھتا ہوں تو اپنے تئیں اس قابل نہیں پاتا کہ تجھ سے دعا مانگوں کیونکہ تیرا ارشاد ہے کہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک۔ واقعی بھلائیاں تیری طرف سے ہیں اور مصائب میرے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ادھر جب اسے دیکھتا ہوں تو دل بیٹھ جاتا ہے۔ مگر دوسری طرف جب تیرے ارشاد واذا سالک عبادی عنی فانی قریب، اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی کو دیکھتا ہوں تو اس سے پست حوصلے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اور میں تیرے آگے عجز و نیاز سے گر جاتا ہوں اور تو ہی شاہد ہے کہ اس طرح کرتا ہوں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

گر مقصد از دعا طلبی نیل مدعا است
خود را دعا کن از پئے تحصیل مدعا

اے میرے قادر مطلق میں از سرتا پا دعا بن کر تیری بارگاہ میں آرہا ہوں۔ اسے درجہ قبولیت عطا فرما۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگرچہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ میری معروضات پر کچھ توجہ دی جائے مگر میں دیکھتا ہوں کہ بدترین سے بدترین ہستی بھی اگر خلوص سے تیرے آگے جھک جاتی ہے تو اسے اپنے سینے سے لگا لیتا ہے فاذکرونی اذکرکم میں اسی امر کا تو وعدہ فرمایا گیا ہے۔

اے میرے پیارے خدا تو کتنا پیارا خدا ہے میری آنکھیں تیری محبت میں نمدار ہو رہی ہیں۔ اے میرے خدا میں کیا کہوں

اے فدا قربان احسانت شوم
ایں چہ احسان است قربانت شوم

اے میرے رحمٰن۔ میرے عزیز جو مصائب میں گرفتار ہیں اگرچہ بیگناہ ہیں تو تیری رحیمیت کے مستحق ہیں انہیں مصائب سے نجات بخش۔ اگر یہ اعمال ان کے سابقہ اعمال کا نتیجہ ہیں تو اے خدائے بزرگ و برتر کیا مصائب کا یہ زمانہ اصلاح حال کیلئے کافی نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ واقعی قصوروار ہیں تو ان پر اپنی رحمانیت کے فضلوں کی بارش کر دے اور جن کو ان کے ہاتھوں سے کوئی صدمہ پہنچا ہے اس کے لئے انہیں نعم البدل اور سکینت، سب نعم البدل اور سکینت عطا فرما کہ وہ اپنے صدموں کو بھول جائیں گرفتاران بلا کی طرح وہ بھی مجھے پیارے ہیں۔ اے خدا بزرگ و برتر! یہ دعائیں اپنے لئے ہی کر رہا ہوں۔ کیونکہ دراصل وہ نہیں ہیں بلکہ میں ان مصائب میں مبتلا ہوں۔ ان کی تکلیفیں میری اپنی تکلیفیں ہیں ان احسنتم احسنتم لانفسکم۔ تیرے پیارے ارشاد کو میں اس روشنی میں لیتا ہوں۔ اگر میں ان کے لئے دعا مانگ رہا ہوں تو یوں سمجھنا چاہئے کہ اپنے لئے ہی مانگ رہا ہوں۔ کیونکہ میں اور وہ سب ایک ہیں اور وہ میں ہوں۔ بس میں ہی گرفتار بلا ہوں۔ میرے حال پر رحم فرما۔ آہ! رحم فرما۔ رحم فرما۔

بعض لوگ اس میرے خیال کو شاید تعجب کی نگاہ سے دیکھیں گے مگر تعجب کیوں۔ حدیث نبویؐ میرے اس خیال کی مؤید ہی نہیں بلکہ پیدا کرنیوالی ہے۔ کیونکہ حدیث شریف ہے کہ خداوندی ارشاد ہے۔ کہ "اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے مجھے نہ پوچھا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے نہ کھلایا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے نہ پلایا" اس پر بندے متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ اے سرور عالم (فداہ ابی و امی) خدا بھی کبھی بیمار ہو سکتا ہے یا بھوکا رہ سکتا ہے یا پیاسا ہو سکتا ہے۔ اس پر جواب ملتا ہے کہ "میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے بیمار پرسی نہ کی۔ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے پاتا۔ میرے فلانے بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے نہ کھلایا اگر تو اسے کھلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ میرے فلانے بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے نہ پلایا۔ اگر تو اسے پانی پلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔"

اے میرے رحمٰن و رحیم جب تو بیماروں پیاسوں اور بھوکوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ یا ان حالت میں ان میں ہوتا ہے تو اس حدیث نبویؐ کے مطابق کہ تخلقوا باخلاق اللہ اے میرے خدا وہ جو مصائب میں مبتلا ہیں وہ میں ہوں۔ وہ جن کی مصائب سے ان کے اہل و عیال مصائب میں گرفتار ہوں وہ میں ہوں۔ میں خود ہی ان مصائب میں گرفتار ہوں۔ وہ نہیں ہیں۔ میں ہوں۔

اے میرے خدا۔ میرے رحیم و رحمٰن خدا۔ ماں باپ سے زیادہ پیارے اور چاہنے والے خدا۔ اپنے فضل مجھ پر نازل فرما۔ میں مصائب میں مبتلا ہوں۔ آہ! "اس میں"۔ میں میری ہی ذات نہیں بلکہ وہ سب جو مصائب میں گرفتار ہیں اور جنہیں میں اپنے آپ میں دیکھ رہا ہوں۔ یا میں اپنے آپ کو ان میں ہو کر گرفتار بلا دیکھ رہا ہوں شامل ہیں۔ آہ! مجھے اطمینان ہو کہ تو دعائیں سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

سخت مصیبت اور ابتلا میں گرفتار ہوں اسلئے آپ بزرگان کو صرف اس لئے متوجہ کرتا ہوں کہ بلحاظ برادر و آپ لوگ بھی میرے دکھ اور مصیبت کو اپنا دکھ اور مصیبت تصور فرما دیں جیسا کہ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ اپنے بھائی کے دکھ درد اور رنج کو اپنا دکھ، درد اور رنج سمجھو۔ گو بہت دور ہوں۔ مگر اس جماعت عالیہ کا ایک عضو ہوں جس طرح اپنے بدن کی حفاظت ضروری خیال کرتے ہو۔ اسی طرح میری اور میری اولاد کی حفاظت اگر اور طرح نہیں تو کم از کم دعاؤں سے کریں۔

نوٹ:۔ ۱۴ ستمبر کو خاص طور پر دعا کی گئی۔ (پیغام صلح)

جماعت احمدیہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست دعا نمبر ۳

(از جناب ایم موسیٰ خانصاحب منشی فاضل پلیڈر ڈاکخانہ [illegible])

راقم نے قبل ازیں دو دفعہ جماعت عالیہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست دعا کی جو ۱۴ جون اور [illegible] اگست ۱۹۳۹ء کے پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہے۔ میری اس دوسری دفعہ کی درخواست پر جو ۸ اگست ۱۹۳۹ء کو شائع ہوئی بہت سے بزرگان جماعت نے توجہ فرمائی ان کے خطوط سے پایا کہ وہ عرصہ سے میری درخواست پر توجہ فرما کر دعا فرماتے ہیں میں ایسے تمام اصحاب کا دل سے مشکور ہوں جو میری اس عاجزانہ درخواست پر ایسی سخت مصیبت اور ابتلا کے وقت دعا فرماتے رہے ہیں یا آئندہ حسب وعدہ دعا کرتے رہیں۔ اس دفعہ بھی سب سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط ملا اور اسی روز حضرت مولانا مولوی غلام حسن خانصاحب پشاوری اور جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ کا ہمدردانہ خط ملا۔ اس کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب جناب منظور احمد صاحب [illegible] جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب جناب [illegible] عبد المجید صاحب کپورتھلہ اور سب سے اخیر ۲۹ اگست ۱۹۳۹ء کو حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا نوازش نامہ ملا۔ میں نے ہر ایک صاحب کی خدمت میں جدا جدا شکریہ ادا کر دیا۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا خط حسن معارف [illegible] انہوں نے اس مایوسی کے زمانہ میں پھر میری روح کو تازہ کیا۔ [illegible] معلوم ہو کہ اب عدالت ہائیکورٹ آف جوڈیشیل ہز ہائینس گورنمنٹ جموں و کشمیر نگرانی دائر کر دی گئی ہے جس کی آئندہ تاریخ پیشی ۱۴ ستمبر ۱۹۳۹ء مقرر ہوئی ہے۔ اس تاریخ کو مکمل بحث ہو گی گو مقدمہ کی تیاری راقم نے خود کر لی ہے۔ مگر دو قابل ایڈووکیٹ ہائیکورٹ کی خدمات بھی حاصل کی ہیں۔ میں جملہ بزرگان [illegible] عالیہ احمدیہ اور دیگر احباب سے مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ میری بیماری سے کمزوری صحت اور پیرانہ سالی کو نیز اس دور از علاقہ میں تنہا بیکسی اور بےبسی بے یار و مددگاری کو مدنظر رکھتے ہوئے بطور سابق فرداً و مجتمعاً تہجد میں یا دیگر کسی اوقات میں دعا فرماتے رہیں کہ باری تعالیٰ اس تاریخ پر میرے تمام مصائب و ابتلاؤں کا خاتمہ کر کے کامیابی دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یہ آخری حربہ دعا ہی سکھلایا ہے کہ اگر توجہ دل سے زور دیا جائے تو وہ ارحم الراحمین کسی [illegible] وقت اپنی رحیمیت کے جوش میں آکر تمام گناہوں کو [illegible] آپ سے پاک کر دیتا ہے تو کیا تعجب ہے کہ اس ذات [illegible] سب پر اور سب ان کی دلی دعاؤں کو قبولیت کا شرف دیکر [illegible] فرزند بشیر احمد خاں کو مصائب جیل و حبس سے جن کو [illegible] نو ماہ ہو رہے ہیں بکلی نجات دے آمین ثم آمین یا رب [illegible]

میں اس دفعہ تمام جماعت اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو درخواست دعا دیکر تکلیف میں نہ ڈالتا۔ مگر چونکہ [illegible] ۱۹۳۸ء سے اس وقت تک عرصہ طویل سے میں سخت آزمائش میں ڈالا گیا ہوں۔ گو میں نے مردانہ وار مجاہدانہ صبر و استقلال سے کام لیا ہے۔ مگر اب پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ہے [illegible]

مراسلات

دمہ کا ایک مجرب نسخہ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ گذارش ہے کہ جناب سید عبدالمجید صاحب جج کپورتھلہ نے خاکسار کو ایک نسخہ دمہ کے واسطے ارشاد فرمایا تھا جو ماہ اکتوبر سے شروع کیا جاتا ہے۔ چونکہ اکتوبر قریب ہے لہذا یہ نسخہ درج اخبار فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نسخہ برائے دمہ

اجزا۔ زردی بیضہ مرغ ایک عدد۔ کاڈ لیور آئیل بیس ۲۰ قطرے شیری (انگریزی قسم کی شراب ہے جو دواؤں میں استعمال ہوتی ہے) بیس ۲۰ قطرے۔ شہد بقدر ضرورت۔ دودھ بھینس کا تازہ نصف چھٹانک

ترکیب ساخت۔ اول زردی بیضہ مرغ کو کاڈ لیور آئیل میں خوب حل کریں۔ پھر شیری ملا کر خوب حل کریں۔ پھر دودھ ملا کر خوب حل کریں۔ پھر بقدر ضرورت شہد ملا کر نوش کریں

وقت استعمال۔ روزانہ صبح خلوئے معدہ

موسم۔ یکم اکتوبر تا آخر مارچ روزانہ طریق مذکورہ پر دوا ملا کر پی لیا کریں

استثنا۔ دورہ کی حالت میں دوا نہ کھائیں۔

پرہیز۔ ترش اشیا۔ تیل۔ زیادہ چکنی اشیا نہ کھائیں۔ زود ہضم غذا کھایا کریں

نوٹ۔ کاڈ لیور آئیل اور شیری کے ہر ہفتہ پانچ قطرے بڑھاتے جاویں۔ جب یک صد قطرے تک پہنچ جاویں تو پانچ قطرے فی ہفتہ کم کرتے جاویں۔ مثلاً

پہلے ہفتہ - ۲۰ قطرے

دوسرے " - ۲۵ قطرے

تیسرے " - ۳۰ قطرے

چوتھے " - ۳۵ قطرے

علیٰ ہذا ہر ہفتہ پانچ قطرے بڑھاتے جاویں۔

خاکسار محمد یوسف گرنتھی

ہندوستانی طلبہ مقیم انگلستان!

انگلستان اور ہندوستان کے طلبہ کیلئے یکساں سہولتیں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ہندوستانی طلبا مقیم انگلستان کے والدین کو جنگ کی وجہ سے پریشانی لاحق ہو رہی ہے اس لئے ذیل میں وہ اعلان درج کیا جاتا ہے جو حکومت ہند نے اس بارے میں شائع کیا ہے۔

ہندوستانی ہائی کمشنر مقیم لندن نے حکومت ہند کو مطلع کیا ہے کہ اس وقت ہندوستانی طلبا (جو اس وقت) انگلستان میں مقیم ہیں وہ ان کے مشورہ و امداد کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لا رہے ہیں۔ (خالی کئے ہوئے علاقوں کی) بہت سی یونیورسٹیاں اور کالج ان طلبا کے لئے محفوظ تر اضلاع میں مطالعہ جاری رکھنے کا سامان کر رہے ہیں اور طلبہ کو مشورہ دیا جا رہا ہے کہ ان کو یونیورسٹی یا کالج کی طرف سے جو ہدایات دی جائیں ان کے مطابق تا حد امکان اپنا مطالعہ برابر جاری رکھیں۔ اس بارے میں جو سہولتیں انگلستان کے طلبہ کو دی جا رہی ہیں۔ بعینہ وہی ہندوستانی طلبہ کو بھی دی جا رہی ہیں۔ ہائی کمشنر صاحب کوشش کر رہے ہیں کہ جو طلبا اپنے وطن میں واپس آنا چاہتے ہیں ان میں سے جتنے طلبہ کے لئے سفر کا انتظام ہو سکے کیا جائے۔ ایسے طلبہ کے نام ایک رجسٹر میں درج کئے جا رہے ہیں۔ ہندوستان کے جو طلبہ انگلستان کا عزم رکھتے ہیں ان کو اپنی روانگی ملتوی کر دینی چاہئے۔

ایک ضروری اعلان

کال آف اسلام کا چھٹا ایڈیشن

حضرت امیر کے تصنیف کردہ انگریزی ٹریکٹ کال آف اسلام (call of Islam) کا چھٹا ایڈیشن چار ہزار کی تعداد میں چھپکر دفتر جائنٹ سکرٹری میں آگیا ہے پہلے پہل یہ ٹریکٹ ۱۹۲۳ء میں نکلا تھا اور اس وقت سے اب تک اس کی نو ہزار کاپی تقسیم ہو چکی ہے جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس ٹریکٹ کے مضامین حسب ذیل ہیں۔

ہمارے عقائد
یوروپین مصنفین کی رائے ہمارے اشاعت اسلام کے کام کے متعلق
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا پچیس سال کا کام
ہر ایک مسلمان کا نصب العین کیا ہونا چاہیئے
چودھویں صدی کا مصلح
وفات مسیح
نزول مسیح
امام مہدی
دجال و یاجوج ماجوج
مجدد کا دعویٰ ہے نبوت کا دعویٰ نہیں
مجدد کا کام
احمدی جماعت کے دو فریق اور ان میں سے کونسا حق پر ہے
بیعت ایک حلف وفاداری ہے۔
اشاعت اسلام کے کام میں جماعت کیساتھ شامل ہونیکی تحریک
انجمن کی امداد کے طریقے
دس شرائط بیعت بانئے سلسلہ احمدیہ

ہر ایک ٹریکٹ کے ساتھ ایک فارم بیعت اور ایک چٹھی بھی شامل ہے۔ احباب جماعت معزز مسلمانوں میں تقسیم کرنے کیلئے جس قدر کاپیاں چاہیں، محصول ڈاک کیلئے ٹکٹ بھیجکر منگوا لیں شرح محصول ڈاک حسب ذیل ہے:-

ایک کاپی کے لئے ۱ر
دو کاپی کے لئے ۱ر
تین کاپی کے لئے ۱ر
چار کاپی کے لئے ۱۱ر
پانچ کاپی کے لئے ۲ر

اس سے زیادہ کے لئے اسی شرح سے حساب لگا لیں یعنی فی کاپی ۱ر زائد فرد فرد؟ کوئی شخص منگوانا چاہے تو لفافہ میں ۱ر کا ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتا ہے۔ خطوط مندرجہ ذیل پر بھیجا جاوے۔

عزیز بخش منشی آنریری جائنٹ سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہندوستان

—— صوبہ سرحد میں ہری پور کے حلقہ کے ضمنی انتخاب میں مسلم لیگ کے امیدوار نے کانگریسی امیدوار کے مقابلہ پر شاندار کامیابی حاصل کی۔

—— لکھنؤ ۱۴ ستمبر۔ پنڈت گوبند بلبھ وزیر اعظم یو۔ پی خرابی صحت کی بنا پر دو ماہ کی رخصت لے رہے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں مسٹر رفیع احمد قدوائی وزیر یو۔ پی قائم مقام وزیر اعظم کے فرائض انجام دیں گے۔

—— نئی دہلی ۱۴ ستمبر۔ کل صبح مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ شملہ سے دہلی پہنچے۔ لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے دیگر ممبر بھی دہلی پہنچ رہے ہیں، ۱۸ ستمبر کو اجلاس ہوگا۔

—— واردھا ۱۳ ستمبر۔ یہاں کے سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ شاید مسٹر گاندھی والسرائے ہند سے ایک مرتبہ پھر ملاقات کریں۔

—— ہندوستان کے مختلف صوبوں۔ طبقوں اور اقوام کی طرف سے حکومت برطانیہ کو موجودہ جنگ میں امداد و ہمدردی کا یقین دلایا جا رہا ہے۔ ریاستیں اور صوبہ پنجاب اس بارہ میں سب سے پیش پیش ہیں۔

—— شملہ ۱۳ ستمبر۔ آج پولیس نے جرمن قونصل خانہ میں بمبئی سے تعلق رکھنے والے تین جرمنوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

—— شملہ ۱۳ ستمبر۔ ایک غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ ڈیفنس آف انڈیا (امنڈمنٹ) آرڈیننس ۱۹۳۹ء کے فوری نفاذ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

—— لکھنؤ ۱۳ ستمبر۔ حکومت یو۔ پی نے ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کر دی ہے کہ زیادہ نرخ وصول کرنے والے دکانداروں کو زبردست سرزنش کریں۔

—— جھانسی ۱۳ ستمبر۔ وسطی ہند کی ریاستوں نے اپنی خدمات جنگ کیلئے حکومت برطانیہ کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔

—— شملہ ۱۳ ستمبر۔ قانون دفاع ہند کے متعلق مجلس منتخبہ نے اپنی رپورٹ آج صبح مرکزی آمبلی میں پیش کر دی ہے اس قانون کے ماتحت پھانسی اور کالے پانی تک کی سزا ہوگی۔ پھانسی اور کالے پانی کی سزاؤں کے خلاف اپیل ہو سکے گی۔

—— واردھا گنج ۱۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ صدر کانگریس نے مسٹر جناح کو کانگریس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس واردھا میں شمولیت کی دعوت دی تھی۔ مگر انہوں نے اپنی مصروفیات کی بنا پر اجلاس میں شامل ہونے سے معذوری کا اظہار کر دیا۔

—— بمبئی ۱۴ ستمبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ اس ہفتہ سمندر کے راستے ولایت کو ڈاک نہیں بھیجی جائے گی۔

—— لکھنؤ ۱۴ ستمبر۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی بانی خاکسار تحریک کو کل عصر کے وقت ۱۰ خاکساروں کے ہمراہ ملیح آباد میں گرفتار کر لیا گیا۔

—— واردھا ۱۴ ستمبر۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس جاری ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔

—— واردھا ۱۴ ستمبر۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ گو مسٹر جناح نے کانگریس ورکنگ کمیٹی کی دعوت پر واردھا جانے سے انکار کر دیا ہے۔ تاہم امید کی جاتی ہے کہ آخری فیصلہ پر پہنچنے سے پہلے ورکنگ کمیٹی مسلم لیگ کا رویہ ضرور معلوم کرنے کی کوشش کرے گی اور اس سلسلہ میں مسٹر جناح سے ایک مرتبہ اور خط و کتابت کی جائیگی۔

—— شملہ ۱۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ آنریبل سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب عنقریب صوبہ میں فوجی بھرتی کی مہم شروع کر دیں گے اور اس مقصد کیلئے آپ فوجی وردی میں صوبے کا دورہ کریں گے۔

ممالک خارجہ

—— اس ہفتہ جنگ میں نمایاں شدت و سرگرمی پیدا ہو گئی ہے مشرقی محاذ پر جرمن فوجوں کا زور کم ہو گیا۔ مغربی محاذ پر انہیں متعدد شکستیں ہوئیں۔ وارسا کو جرمن تا حال فتح نہیں کر سکے۔

—— لندن ۱۴ ستمبر۔ سوویٹ روس کا ایک پیغام مظہر ہے کہ پولینڈ میں جو جرمن فوجیں مصروف جنگ ہیں ان کے پاس سامان رسد ختم ہو گیا ہے۔

—— لندن ۱۳ ستمبر۔ پولینڈ کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ جرمنوں نے اب وارسا پر حملہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے اب وہ پولوں کے مین ڈیفنس لائن پر یورش کرنا چاہتے ہیں۔

—— جرمنی کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ پولینڈ کے اکثر محاذوں پر خرابی موسم کی وجہ سے جرمن فوجوں کی پیش قدمیوں میں رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔

—— لندن ۱۴ ستمبر۔ جرمن ہائی کمانڈر نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ جرمن طیارے دیہات اور کھلے شہروں پر بھی بمباری کیا کریں گے چنانچہ انہوں نے نہایت وحشیانہ طریق پر ایسا کرنا شروع کر دیا ہے۔

—— لندن ۱۳ ستمبر۔ جرمن ہائی کمانڈر کے مذکورہ بالا اعلان کے جواب میں حکومت برطانیہ نے اعلان کیا ہے کہ اگر دشمن نے شہروں اور شہریوں پر بلا امتیاز بمباری کی تو برطانوی طیارے بھی اس قسم کی کارروائی میں آزاد ہوں گے۔

—— پیرس ۱۳ ستمبر۔ ایک جرمن افسر نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ برطانیہ کی طرف سے بحری ناکہ بندی سے جرمنی کی حالت خراب ہو رہی ہے۔

—— لندن ۱۴ ستمبر۔ ایک اور تجارتی برطانوی جہاز ڈبو دیا گیا عملہ جہاز کے ۱۲۵ افراد بچا لئے گئے۔

—— ایک نیم سرکاری اطلاع ہے کہ فرانسیسی فوجیں آہن پوش کاروں اور بھاری توپخانوں کے ہمراہ کامیابی کے ساتھ پیش قدمی کر رہی ہیں۔ برونکن سے صرف ۱/۲ میل کے فاصلے پر رہ گئی ہیں سار بروکن پر قبضہ ہو جانے کی قوی امید ہے۔

—— تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ پولوں نے کئی مفتوحہ شہر جرمنوں سے واپس لے لئے ہیں۔

—— لندن ۱۳ ستمبر۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں جرمن طیاروں نے وارسا پر وسیع وحشیانہ بمباری کی۔ جس سے غیر معمولی نقصان ہوا۔ کئی تاریخی یادگاریں تباہ ہو گئیں۔

—— پیرس ۱۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے جرمن فوج کی سلواک پلٹن نے پولوں کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا۔ دی آنار آسٹریا میں بھی جرمنوں کے خلاف بغاوت کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔

—— انقرہ ۱۴ ستمبر۔ کل یہاں ترکی پارلیمنٹ میں ڈاکٹر رفیق سیدام نے اعلان کیا کہ حکومت ترکیہ، فرانس اور برطانیہ کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرنے سے متعلق معاہدہ کی تکمیل کیلئے فوری اقدامات عمل میں لا رہی ہے۔

—— لندن ۱۳ ستمبر۔ آج وارسا کے میئر نے ایک اعلان نشر کیا جس میں انہوں نے کہا کہ شہر کے دروازوں پر دشمن کا جواب دیا گیا ہے اور اسی مقام سے جنگ کا رخ تبدیل اور دشمن کا منہ پھیر دیا جائیگا۔

—— پولوں کا دعویٰ ہے کہ وارسا کے شمال میں پولش فوج نے جرمنوں کے دو ڈویژنوں کو شکست فاش دی اور کثیر تعداد میں اسلحہ انکے علاوہ ایک ہزار جرمنوں کو انہوں نے اسیر کر لیا۔

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ھوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر کے دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
دس شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطابق ۶ شعبان ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۳۹ء — نمبر ۵۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر قوت قدسی

حضرت موسٰے کی جماعت اپنی خود پیدا کردہ جن جن مشکلات اور مصائب طاعون وغیرہ میں مبتلا ہوئی حضرت نبی کریمؐ کی تیار کردہ جماعت ان سے ممتاز و محفوظ رہی اس سے حضرت نبی کریمؐ کی قوت قدسی اور انفاس طیبہ اور جذب الی اللہ کی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ کیسی زبردست روحانی قوتیں آپ کو عطا کی گئی تھیں جنہوں نے ایسا پاک اور جان نثار گروہ اکٹھا کر لیا۔ جہلا کا یہ خیال بالکل غلط ہے، کہ یونہی لوگ کسی کے ساتھ ہو جایا کرتے ہیں لیکن سچی بات یہی ہے کہ جب تک کسی انسان میں خاص قوت جذب اور کشش روحانی نہ ہو ایسے جان نثار لوگ کبھی اسکے ہمراہ نہیں ہو سکتے، میرا مذہب یہی ہے، کہ آنحضرتؐ کی قوت قدسی ایسی زبردست تھی کہ جو دنیا میں کسی دوسرے نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسلام کی ترقی کا راز یہی ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کی قوت جاذبہ نہایت زبردست تھی اور آپکے کلام میں وہ تاثیر تھی کہ جو شخص سنتا تھا وہ آپکا گرویدہ ہو جاتا تھا جن لوگوں کو آپنے اپنی طرف کھینچا انکو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک و صاف کر دیا اور ساتھ ہی اسکے آپ کی تعلیم ایسی سیدھی سادی اور صاف تھی کہ اسمیں مسئلہ تثلیث کیطرح کسی قسم کا گورکھ دھندا اور معمہ نہیں چنانچہ نپولین کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور کہا کرتا تھا کہ اسلام ایک نہایت ہی سیدھا سادہ مذہب ہے اور وہ تثلیث کی تکذیب کیا کرتا تھا۔ غرض آنحضرت صلعم ایسا سیدھا سادہ اور مدلل مذہب لائے کہ جسے قبول کر کے انسان خدا تعالےٰ کے روبرو شرمندہ ہو سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے انسان کے روبرو نیچا ہو سکتا ہے یہ دین قانون قدرت اور فطرت انسانی کیساتھ ایسا وابستہ ہے کہ ایک معمولی سے معمولی جنگلی آدمی بھی آسانی کیساتھ سمجھ سکتا ہے تثلیث کیطرح اسمیں کوئی عقدہ لاینحل نہیں ہے کہ جسے نہ تو خود سمجھ سکے اور نہ اسکے ماننے والے۔

(۴ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت [illegible] دینیہ میں مصروف ہیں، اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت [illegible] ۱۹۳۹ء کو سات بجے شام کی ٹرین سے لاہور تشریف لا رہے ہیں انشاء اللہ [illegible]

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب آٹھ دس روز کیلئے [illegible] تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت موصوف کی عدم موجودگی میں [illegible] جناب مولانا عزیز بخش صاحب درس قرآن و حدیث کا سلسلہ جاری [illegible]

— نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دیجاتی ہے کہ حکومت پنجاب نے [illegible] ایکٹ کے ماتحت ہمارے انگریزی اخبار "لائٹ" اور اس کے مطبع سے ایک [illegible] ہزار روپے کی ضمانتیں طلب کر لی ہیں تفصیلاً اندرونی صفحات میں [illegible]

— قریباً تین ماہ کا ذکر ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب ملک [illegible] صاحب انجنیئر ریذیڈنٹ امپیریل الیکٹرک کمپنی برانڈرتھ روڈ لاہور کی صاحبزادی [illegible] عزیزہ زکیہ سلطانہ کا عقد مسٹر احمد اسپرنٹینڈنٹ آکسیجن شلٹر [illegible] ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے ارشاد فرمایا تھا۔ اب ۱۷ر ستمبر ۱۹۳۹ء کو رخصتی عمل میں آئی۔ اس تقریب [illegible] ملک صاحب نے ایک نہایت وسیع اور پر تکلف دعوت دی جس میں [illegible] کے علاوہ ملک صاحب کی طرف سے بیسیوں معززین مدعو تھے۔ دعوت کا [illegible] نہایت معقول اور صاف ستھرا تھا۔ ہم اس تقریب پر جناب ملک [illegible] موصوف اور مسٹر احمد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت بنائے۔

— مسلم ہائی سکول لاہور موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ۲۵ ستمبر [illegible] کھلیگا۔ مولانا یعقوب خانصاحب ہیڈ ماسٹر لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

— افسوس۔ ابراہیم حبیب احمد یہ بلڈنگس کی والدہ ۱۹ر ستمبر کو وفات پا گئیں۔ انا للہ۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

تبلیغ احمدیت کی موجودہ ضروریات

اور قادیان مشن کی تجویز

(۲)

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اسسٹنٹ کیمکل اگزامینر)

جماعت احمدیہ لاہور اور جماعت قادیان میں کونسے اُمور باعثِ اختلاف ہیں؟ اگر تاریخِ اختلاف کو مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ بنیادی طور پر دو اُمور تفریق کا سبب ہوئے۔

(۱) نظامِ جماعت کس اُصول پر ہو۔

(۲) حضرتِ اقدس بانیٔ سلسلہ کی پوزیشن اسلام میں کیا ہے، اگر زیادہ گہری نگاہ سے مطالعہ کیا جائے، تو ثابت ہوگا۔ کہ دراصل نظام سلسلہ کا مسئلہ جماعت کے مابین اختلاف کا باعث ہوا اس مسئلہ پر حضرت اقدس حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر ہی اختلاف شروع ہوگیا تھا، حضرتِ اقدسؑ نے نہ صرف اصولی رنگ میں نظامِ جماعت کے متعلق صراحت فرما دی تھی، اور اپنی اُس تحریر میں جسے کوئی شخص اپنی وفات کے بعد اپنے پیروؤں کے لئے بطور ہدایت چھوڑ جاتا ہے۔ آپ نے یہ لکھ دیا تھا:۔

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

بلکہ اپنی زندگی میں خود آپ نے اس انجمن کے نظم ونسق کے لئے قواعد وضوابط تیار کر دیئے تھے، نیز حضرتِ اقدسؑ کی زندگی کے آخری دو سال تک آپ کی قائم کردہ انجمن جماعتِ احمدیہ کے جملہ معاملات کو سرانجام دیتی رہی۔

نظامِ جماعت کے بارہ میں بانیٔ سلسلہ کی وضاحت نہ صرف یہاں تک محدود ہے، بلکہ اختلاف رائے کی صورت میں حضور کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا، ارشاد موجود ہے:۔

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ یہ ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اسقدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں، کہ بعض دینی اُمور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں، مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کریگی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وُہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالےٰ کا اس میں خاص ارادہ ہو، اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے، اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔"

کسی امر کی نسبت اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں، مگر بانیٔ سلسلہ کی وفات پر باوجود آپ کی ایسی صراحت کے اندر ہی اندر اس نظم و نسق کو تبدیل کر کے شخصی مطلق العنانی کا دستور العمل قائم کرنیکی کوششیں ہونے لگیں، یہاں اس بات کے بیان کرنے کا موقع نہیں کہ حضرت مولٰنا نورالدین علیہ الرحمۃ کے وقت جماعت کا دستور العمل کس حد تک بانیٔ سلسلہ کے ارشادات پر مبنی تھا، اور اگر بظاہر کچھ اختلاف معلوم دیتا ہے تو اس کی کونسی خاص وجوہ موٴید ہوئیں، اس مضمون میں صرف یہ بیان مقصود ہے، کہ اگرچہ بظاہر اختلاف سلسلہ کی بنا اجرائے نبوت وکفر و اسلام کے مسائل معلوم دیتے ہیں لیکن حقیقتاً ان مسائل میں اختلاف بعد کی بات ہے، اور یہ اختلاف کی خلیج بھی اسی لئے وسیع کی گئی تا جماعت میں شِق واقع ہو کر وہ عنصر جو مطلق العنانی کے برخلاف تھا اور حضرت اقدس کے تیار کردہ جمہوری نظام پر کاربند ہونا چاہتا تھا، وُہ الگ ہو جانے پر مجبور کر دیا جائے یعنی مطلب تمام کارروائی سے صرف یہ تھا کہ قادیان میں نظامِ جماعت کی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں آجائے، جو مختارِ کُل ہو، نہ صرف یہ کہ ایسے نظام سے کسی کو اختلاف کرنے کا حق نہ ہو بلکہ یہ بھی مدنظر تھا کہ وُہ نظام ہر قسم کی ذمہ داری سے بری ہو، اگر وہ انسان بھی اس کا قدم غلطاً اٹھ رہا ہو، اور عمداً بھی ظلم وتعدّی کرنے والا ہو تب بھی نہ کسی فرد کو اور نہ جماعت کو اس سے بازپرس کرنے کا اختیار ہو۔

جناب خلیفہ صاحب کے ارشادات

شاید کسی شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ قادیانی نظامِ کار گو شخصی ہے، مگر اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ نہیں جیسا میں نے اوپر بیان کیا۔ اس بارہ میں جناب خلیفہ صاحب کے اپنے ارشادات نقل کئے جاتے ہیں۔ آیت فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فی ما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت یعنی تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن کہلانے کے مستحق نہیں جب تک کہ اس فیصلہ کو جو تو ان کے درمیان کرے شرح صدر سے قبول نہ کریں بالاتفاق حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے لئے مخصوص ہے۔ مگر معترضین کو جواب دیتے ہوئے جناب خلیفہ صاحب اس آیت کی تشریح میں یوں فرماتے ہیں:۔

"پس جب آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میں غلطی کر سکتا ہوں تو پھر خلیفہ سے غلطی کیسے ناممکن ہے، مگر پھر بھی اس کے فیصلہ کو شرح صدر سے ماننا ضروری ہے ——————

ممکن ہے کوئی کہے کہ یہ آیت صرف آنحضرت صلعم کے لئے ہے کیونکہ وُہ نبی تھے مگر اس معاملہ میں نبی اور خلیفہ میں کوئی فرق نہیں —————— مگر باوجود اس کے قرآن کریم یہ کہتا ہے، کہ اگر یہ لوگ شرح صدر سے تیرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتے تو یہ ایمان والے نہیں پس اس معاملہ میں نبی اور خلیفہ کی پوزیشن ایک ہی ہے"۔ (الفضل مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

اب جائے غور ہے کہ کہاں وُہ نظام جسے بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے قائم کیا اور جس کا اصل الاصول جیسا کہ اوپر حضرت اقدس کے ارشاد سے ظاہر ہے، جمہوریت ہے اور کہاں یہ اُصول کہ خلیفہ اس قسم کا واجب الاطاعت امام ہے جس قسم کی تابعداری کا حق اسلام میں بجز آنحضرت صلعم کے اور کسی کو حاصل نہیں، مجھے اس جگہ اس بحث سے غرض نہیں کہ جناب خلیفہ صاحب کا قائم کردہ اصول کسقدر مسلّمہ اُصول اسلام سے دُور واقع ہوا ہے، صرف یہ ظاہر کرنا غرض ہے کہ جس نظام کو کھلے الفاظ میں ۱۹۳۷ء میں بعض ضروریات کے ماتحت بیان کیا گیا یہی امر بنیادی طور پر ۱۹۱۴ء میں جماعت میں اختلاف کا باعث ہوا، گو اس وقت اس کی وضاحت ایسی نہ کی گئی تھی جواب کرنی پڑی۔

قادیانی جماعت میں اختلاف

قطع نظر اس امر کے کہ اسلام کے کسقدر بنیادی اُصولوں کو حق پرستی وصداقت شعاری، آزادی و روشن خیالی اور جمہوریت کی رو سے اس قادیانی اُصولِ نظام سے کچلی جاتی ہے، اس وقت ہمیں صرف اس امر سے بحث ہے کہ وُہ نظام جس کی بنیادیں بانیٔ سلسلہ کی وفات کے بعد ہی قادیان میں استوار ہونی شروع ہوگئیں تھیں اور جس پر جماعت احمدیہ کی وحدت کا نازک آئینہ چکنا چور کر دیا گیا اپنی مکمل شکل میں ۱۹۳۷ء میں ظاہر ہوگیا۔ اور اس قسم کے تشدد آمیز نظام کا علم تو غالباً خود ان اصحاب کو بھی نہ تھا، جنہوں نے ۱۹۱۴ء میں اس نظام کی حمایت کی تھی، چنانچہ یہی باعث ہے کہ اسوقت خود جماعت قادیان میں ہی ایسے نظام کے خلاف علانیہ عَلَم بغاوت بلند ہو رہا ہے۔

جماعت لاہور کو اُصولوں سے غرض ہے

یہ امر نوٹ کے قابل ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی روش ابتداء سے ہی یہ رہی ہے کہ اسے کسی شخص کی ذات یا اس کے پرائیویٹ حالات سے قطعاً کوئی بحث نہیں مابہ النزاع اُمور صرف وُہ اُصول ہیں جو اس جماعت کے خیال میں اسلام واحمدیت کے خلاف ہوں اسلئے اب اور کبھی آئندہ بحث طلب اُمور میں کسی کی ذات مقصود ہے، بلکہ صرف وہ اُصول ہیں جو فریقِ مخالف کو مسلّم ہوں ہمیں اس سے غرض نہیں کہ جماعت قادیان کے بعض افراد جناب خلیفہ صاحب کی ذات کے متعلق کیا خیال رکھتے یا ان پر کیا نکتہ چینی کرتے ہیں بلکہ ہماری تو سچے دل سے یہ خواہش ہے کہ معترضین کے الزام غلط ثابت ہوں اور قادیانی نظام بھی ان کے مقابل وُہ روش اختیار کرے جو جملہ منصف مزاج انسانوں کے نزدیک اعتراضوں کو بے بنیاد و غلط ثابت کرنے کا موجب بن سکے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ہمیں ان واقعات پر ضرور غور کرنا ہے کہ آخر وُہ لوگ جنہوں نے قادیان میں خود اپنے ہاتھوں سے شخصی نظام کو قائم کیا آج کیوں اس کے اشد ترین مخالف ہو گئے ہیں اور اگر دیرینہ تعلقات و روایاتِ سلسلہ نیز بائیکاٹ و دیگر متشددانہ کارروائیوں کی پرواہ نہ کر کے محض حق و صداقت پر جان نثاری کا عزم موجود ہو تو آج قادیانی نظام کی تبدیلی میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اس اندرونی تبدیلی کا باعث کیا امر ہوا۔

قادیان میں پانچ سو منافق

کیا فی الواقع قادیانی نظام اندر سے اسقدر کھوکھلا ہو چکا ہے جیسے میں نے ظاہر کیا؟ اس سے قبل بھی الفضل میں سوال اٹھایا جا چکا ہے کہ اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ قادیانی نظام کے متشددانہ رویہ کے خلاف قادیان کے اصحاب ہو رہے ہیں، لوگوں کے نام پیش کرنے چاہیں جو بیزار ہیں، مگر میں کہتا ہوں کہ قادیان میں ایسے لوگوں کی موجودگی کا اقرار تو خود جناب خلیفہ صاحب کو مسلّم ہے، بلکہ سچ بات یہ ہے کہ آج سے چند سال قبل جب جناب خلیفہ صاحب نے اپنا یہ رویا بیان فرمایا کہ انہیں قادیان کے منافقوں کی شکلیں دکھائی گئی ہیں جن کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے تو اس سے بیرونی دنیا کو بہت حیرت واستعجاب ہوا، کیونکہ اس قسم کی باتوں کا انکشاف پہلی مرتبہ کیا گیا۔ نیز حیرت اسلئے بھی ہوئی کہ حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولٰنا نورالدین علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں قادیان کی مقدس سرزمین تو مخالفوں اور منافقوں کو مومن مطہر بنایا کرتی تھی، اب یہ اُلٹی گنگا کیونکر بہنے لگ پڑی کہ حضرت اقدس کے وقتوں کے مخلص و دیرینہ اصحاب منافقت کی طرف ترقی کرنے لگ پڑے پہلے تو صرف یہ الزام تھا کہ یہ لاہور کے چند افراد تھے، جو منافقت کے باوجود حضرتِ اقدس کی خدمت میں جان ومال نثار کرتے تھے مگر

(باقی صفحہ [illegible])

اخبار "لائٹ" کی ضمانت

حکومت پنجاب کا افسوسناک اقدام

یہ خبر ہندوستان کے اسلامی حلقوں میں افسوس و تشویش کے ساتھ سنی جائے گی کہ حکومت پنجاب نے پریس ایکٹ کے ماتحت ہمارے انگریزی ہفتہ وار اخبار "لائٹ" اور اس کے مطبع سے ایک ایک ہزار روپیہ کی ضمانتیں طلب کرلی ہیں۔ طلبی ضمانت کی وجہ اس نظم کو قرار دیا ہے جو معزز معاصر نے اپنی ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء کی اشاعت کے صفحہ اول پر درج کی ہے۔

ہم نے اس نظم کو حکومت کے نوٹس کی روشنی میں کئی مرتبہ پڑھا اور اس کے ہر پہلو پر نہایت احتیاط سے غور کیا لیکن افسوس ہمیں حکومت کے اس اقدام کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں مل سکی۔ لہذا ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ معزز معاصر سے ضمانت کرنا پریس ایکٹ کا صحیح استعمال نہیں ہے۔ جن حضرات کی نظر سے "لائٹ" کا محولہ بالا پرچہ گزرا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ یہ نظم حکومت حیدرآباد کے ایک شائع کردہ ٹریکٹ "آریہ سماج ان حیدر آباد" (آریہ سماج حیدرآباد میں) سے ماخوذ ہے اور یہ ان گیتوں اور بھجنوں پر مشتمل ہے جو کہ آریہ سماجی اپنی شورش کے دوران میں یا اس سے قبل ریاست کے مختلف مقامات اور مختلف مواقع پر گاتے رہے ہیں۔ حکومت حیدرآباد نے سرکاری طور پر یہ ٹریکٹ شائع کیا اور اس سے اس کا مقصد آریہ سماجی شورش کے صحیح حالات کا اظہار تھا۔ اگر ہماری یادغلطی نہیں کرتی تو اس ٹریکٹ کے اقتباسات "لائٹ" کی طرح دیگر اسلامی اخبارات نے بھی شائع کئے۔ لیکن حکومت پنجاب ہی ایک حکومت ہے جس کی نظر احتساب نے یہ فعل قابل اعتراض اور لائق مواخذہ قرار دیا ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ اس نظم کو شائع کر کے معزز معاصر "لائٹ" نے ہرگز کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں کی ہے۔ اور اس کا مقصد فرقہ وارانہ منافرت کو ترقی دینا مطلق نہیں۔ اس معزز متین اور ذمہ دار اخبار کے متعلق حکومت کا ایسا خیال کرنا اس کے ذرائع معلومات اور قوت فیصلہ کی خامی کا ثبوت ہے۔ حالات و واقعات پر ٹھنڈے دل اور گہری نظر سے غور کرنے والا ہر ایک انصاف پسند انسان اس بارہ میں ہم سے یقیناً اتفاق کرے گا۔

حکومت حیدرآباد ایک ذمہ دار حکومت ہے۔ مسلمانان ہندوستان کو اس حکومت سے خاص محبت ہے۔ اس کے خلاف آریہ سماجی بعض مبالغہ آمیز اور فرضی شکایات کی بنا پر ایک وسیع سازش بپا کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں وہ نہ صرف حکومت حیدرآباد اور اس کے ہر دلعزیز و عالی مقام مسلمان حکمران کے خلاف سخت کلامی کرتے ہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو بھی گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ حکومت حیدرآباد صحیح حالات کے اظہار کے لئے سرکاری طور پر ایک رسالہ شائع کرتی ہے۔ وہ برطانی ہندوستان میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کے اقتباسات متعدد اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔ اگر اس رسالہ کا ایک حصہ "لائٹ" نے بھی ایک مناسب و محتاط نوٹ کے ساتھ اپنے صفحات میں نقل کر دیا تو آخر اس میں ہرج کیا ہے؟ —— کیا یہ چیزیں محض "لائٹ" کے صفحات ہی پر قابل اعتراض ہیں؟ ہم انصاف کے نام پر اس سوال کا جواب چاہتے ہیں۔

"لائٹ" مسلمانوں کی ایک دینی و تبلیغی جماعت کا آرگن ہے محولہ بالا نظم میں اسلام اور مسلمانوں پر بہت افسوسناک حملے کئے گئے ہیں۔ اگر "لائٹ" نے اس نظم کے خلاف آواز بلند کی اور وہ اسے مسلمانوں کے نوٹس میں لے آیا تو اس نے کیا برا کیا؟ کیا حکومت پنجاب اس بات کی خواہاں ہے کہ آریہ سماجی اور دوسرے اسلام دشمن لوگ اسلام پر حملے کر کے مسلمانوں کی دل آزاری اور دل شکنی کرتے رہیں اور اسلامی اخبارات بالکل خاموش بیٹھے رہیں۔ اور صدائے احتجاج تک بلند نہ کریں —— جہاں تک ہم سمجھتے ہیں حکومت پنجاب کا یہ مقصد ہرگز نہیں اور نہ ہونا چاہیئے۔ تو پھر اخبار "لائٹ" سے اس نظم کے نقل کرنے کی بنا پر ضمانت طلب کرنا یقیناً ایک غلط اقدام ہے۔

یاد رہے کہ حیدرآباد کی آریہ سماجی شورش میں سب سے زیادہ پنجاب کے آریہ سماجیوں نے حصہ لیا۔ تقریباً ایک سال پنجاب کا آریہ سماجی پریس نہ صرف ریاست حیدرآباد اور اس کے قابل عزت حکمران بلکہ ان کے ساتھ ہی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھی نہایت خطرناک اور اشتعال انگیز پروپیگنڈا کرتا رہا لیکن حکومت پنجاب نے ایک معمولی سی اپیل کے سوا اور کوئی حرکت نہ کی۔ اس کی نظر احتساب نے کسی آریہ سماجی روزنامے کو قابل تعزیر نہ سمجھا۔ "لائٹ" میں نقل شدہ نظم اسی شورش کی پیداوار ہے جس شورش کو کہ پنجاب کے آریہ سماجی اور آریہ پریس طول دیتے اور تقویت دیتا رہا۔ اور حکومت پنجاب نے ان کے خلاف کوئی حرکت نہ کی —— تو پھر اس نظم کو صرف نقل کرنا کس طرح جرم قرار دیا جا سکتا ہے؟

ہماری رائے تو یہ ہے کہ "لائٹ" کے صفحات میں اس نظم کا اندراج فرقہ وارانہ منافرت کو پھیلانے کی بجائے بہت بڑی حد تک اس منافرت کو دور کرنے کا باعث بنا ہے۔ آریہ سماجی حکومت حیدرآباد کے خلاف فرضی شکایتیں بیان کر کے اور اس کی عائد کردہ بعض ضروری پابندیوں کو غلط رنگ دے کر ہندو قوم کو بھڑکا رہے تھے اور آریہ سماجیوں کی اشتعال انگیز اور امن سوز حرکات ہندوؤں کو معلوم نہ تھیں۔ اصل حالات سے وہ بے خبر تھے۔ اس وجہ سے وہ حکومت حیدرآباد کے متعلق تلخ باتیں کہتے جو مسلمانوں کو ناگوار معلوم ہوتیں۔ اس طرح ملک میں ہندو مسلم تعلقات زیادہ خراب ہونے لگے۔ حکومت حیدرآباد نے یہ رسالہ شائع کر کے اصل حالات سے پردہ اٹھایا اور اس کا اثر ہندوؤں کے صحیح الخیال طبقہ پر بہت اچھا پڑا۔ اسی رسالہ کا ایک اقتباس "لائٹ" میں شائع ہوا۔ اس کا نتیجہ اور اثر بھی اصل رسالہ کے نتیجہ اور اثر سے مختلف نہیں ہو سکتا۔

مندرجہ بالا حقائق کی موجودگی میں ہم حکومت پنجاب سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرے۔ "لائٹ" ایک نہایت صحیح الخیال اور ذمہ دار اخبار ہے۔ اسلامی حلقوں میں خاص عزت و وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کا وہ پرجوش حامی ہے۔ حکومت اور پبلک کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کی اس نے ہمیشہ کوشش کی ہے۔ ایسے اخبار سے ضمانت طلب کرنا کوئی مدبرانہ اقدام نہیں ہے۔ پنجاب کی موجودہ حکومت کو مسلمانوں کی زبردست اکثریت کا اعتماد و تائید حاصل ہے۔ اور حکومت اپنی بقا و استحکام کے سلسلہ میں اس اعتماد و تائید سے بے نیاز نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر حکومت نے طلبی ضمانت کے احکام واپس نہ لئے تو مسلمانوں کی رائے عامہ کو یقیناً یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ حکومت سے دریافت کرے کہ جب وہ طویل عرصہ تک آریہ سماجی اخبارات اور آریہ سماجی حلقوں کی اشتعال انگیزیوں سے چشم پوشی کرتی رہی تو آخر ایک معزز، ذمہ دار اور پابند قانون اسلامی اخبار سے محض ایک نظم کے نقل کرنے پر طلبی ضمانت کے کیا معنی ہیں؟ ہم یقین رکھتے ہیں کہ حکومت کے پاس اس سوال کا کوئی معقول اور تسلی بخش جواب موجود نہیں ہے۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ وہ معاملہ پر غور کر کے اپنے احکام واپس لے لے —— اگر حکومت کی کوئی خاص قانونی مصلحت اس معاملہ میں اسے کوئی کارروائی کرنے پر مجبور کر رہی تھی تو محض اخبار کو توجہ دلا دینا کافی تھا۔

طلبی ضمانت کے احکام صادر کر کے حکومت نے ایک غلط قدم اٹھایا ہے۔ لیکن ہمیں پنجاب کے معاملہ فہم وزیر اعظم آنریبل سر سکندر حیات خاں بالقابہ اور ان کے باتدبیر رفقائے کار

سے امید ہے کہ وہ اپنے تدبر و دانشمندی سے اس غلط اقدام کی تلافی و اصلاح کردیں گے۔

موجودہ زمانہ میں اخبارات کی مشکلات عیاں ہیں جنگ کی وجہ سے کاغذ غیر معمولی طور پر گراں ہوگیا ہے۔ دیگر مصارف میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں دو ہزار روپیہ کی ضمانت ایک غیر معمولی بوجھ اور ناگہانی مصیبت ہے۔ سردست اخبار کو جاری رکھنے کیلئے ضمانت داخل کرنا ضروری ہے ـــــــ اس بارگراں کو اخبار و انجمن احباب کی امداد کے بغیر نہیں اٹھا سکتے۔ لہذا وابستگان سلسلہ اور "لائٹ" کے دیگر قدر دانوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ "ضمانت فنڈ" کیلئے فی الفور اپنی امداد بھیجدیں۔ اس کام میں مطلق تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔

امید ہے اس آزمائش کے موقع پر ہماری قوم اپنی زندگی اور زندہ دلی کا اچھا ثبوت دے گی اور اپنی گزشتہ روایات کو برقرار رکھے گی۔

(بقیہ کالم ۳)

اس کا عزم راسخ قابل تعریف اور مسلمانوں کیلئے لائق تقلید ہے۔ آج تو مسلمان اشاعت اسلام کے فرض سے بالکل غافل ہوچکے ہیں۔ لیکن ان کی شاندار تبلیغی جدوجہد کی طویل تاریخ میں آپ کو اس قسم کا کوئی ایک بھی تلخ اور مایوس کن تجربہ نظر نہیں آئے گا۔ جب کبھی اور جہاں کہیں اسلام کے داعی پہنچے کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ اسلام کی بے پناہ روحانی کشش اور قرآن کی اعلیٰ تعلیمات نے سعید روحوں کو معاً اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس زمانہ میں بھی دیکھ لیجئے کہ عیسائیت کا ایک بہترین اور فاضل مبلغ مشرقی افریقہ میں بارہ سال کی طویل مساعی کے باوجود ناکام و نامراد رہتا ہے۔ لیکن ہمارے جو چند مبلغ یورپ و امریکہ پہنچے وہ نمایاں طور پر کامیاب ہوئے ـــــــ آپ ذرا غور کیجئے کہ اگر مسلمانوں میں اپنے تبلیغی فرائض کا صحیح احساس پیدا ہوجائے اور وہ بھی اس عیسائی پادری کی طرح پختہ عزم کرلیں تو چند برسوں میں دیکھتے ہی دیکھتے پیغام اسلام دنیا کے دور دراز گوشوں میں پہنچ جائے اور اولاد آدم کی ایک بہت بڑی تعداد اس کے سایہ امن و راحت میں آجائے۔ ہماری جماعت کی محدود تبلیغی مساعی کے شاندار نتائج اس امر کی تائید میں موجود ہیں۔

شذرات

مولوی ثناء اللہ صاحب پر سنگین الزامات

عبد الحمید صاحب بی۔ اے ناظم عمومی "جمعیت امر بالمعروف" کٹڑہ کرم سنگھ امرتسر کی طرف سے ایک مختصر رسالہ "سردار کا من" نام سے شائع ہوا ہے جس میں جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اخبار "اہلحدیث" کی "زندگی کے چند اہم واقعات" درج ہیں اور ان پر سنگین الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس رسالہ کے عام انداز اور طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الحمید صاحب کی معلومات جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کے حالات زندگی کے متعلق کافی وسیع، حیرت انگیز بلکہ لرزہ خیز ہیں۔ تاہم انصاف و احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ملزم کو صفائی پیش کرنے کا موقع دیا جائے اور جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب سنے بغیر کوئی حتمی رائے قائم نہ کی جائے۔ چنانچہ اس رسالہ میں درج شدہ مندرجہ ذیل واقعات کے متعلق ہم جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کو توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے وہ اپنی صفائی پیش فرماکر پبلک کو کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کا موقع دیں گے۔ اس کے بعد دوسرے واقعات کو لیا جائے گا۔

عبد الحمید صاحب مذکور اس رسالہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"سینما تھیٹر وغیرہ کی کمائی مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے حنفی، اہلحدیث دونوں کے دونوں اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ لیکن جہاں کمائی کا سوال ہو وہاں ثناء اللہ کی رائے بالکل آزاد ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ ثنائی پریس میں سینما، تھیٹر کے اشتہارات رات دن چھپتے رہتے ہیں۔ البتہ کتاب الحیل کے باب الت دیل کی ہدایت کے مطابق ایک مشین کا ڈیکلریشن کسی اور پریس کے نام سے بھی حاصل کرلیا گیا ہے تاکہ اس کی آڑ لیکر . . . .

آریہ سماجی مبلغوں کی خرافات کو زیور طبع سے آراستہ کرنے کا سلسلہ التزام کے ساتھ جاری ہے۔ یہی نہیں بلکہ حاجی عباد اللہ کہتے ہیں کہ عبد العزیز دلال کے سامنے ثناء اللہ نے سود کی رقم بھی وصول کی۔ عبد الغنی نے پوچھا کیا سود لینا جائز ہے؟ جس کا جواب لیو دیانہ انداز میں یوں دیا گیا کہ تو جس کام کیلئے آیا ہے اس کا خیال رکھ۔ سود کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ بعد میں دیا جائے گا"

(صفحہ ۱۵)

مولوی ثناء اللہ صاحب کا فرض

اس رسالہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق جو سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ہم انہیں پسند نہیں کرتے۔ دراصل اس بارہ میں رسالہ کے مؤلف نے خود مولوی صاحب کا تتبع کیا ہے اللہ کی شان ہے کہ جناب مولوی صاحب ساری عمر جس انداز میں دوسروں پر اعتراضات کرتے اور الزامات لگاتے رہے بالکل اسی انداز میں آج خود ان پر اعتراضات کئے جارہے ہیں اور سنگین الزامات عائد ہو رہے ہیں۔ بہرحال ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ مولوی صاحب ان تمام الزامات و اعتراضات کا جلد تسلی بخش جواب دیں گے۔ ان کے جواب کے بعد پبلک کو رائے قائم کرنے میں آسانی ہوجائے گی اور موازنہ کے بعد وہ دیکھ سکے گی کہ دوسروں کے حالات زندگی پر تنقید کرنے والے مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی زندگی کیسی ہے؟

گو مولوی ثناء اللہ صاحب کا اثر و اقتدار ان کی اپنی جماعت میں بہت کم ہوگیا ہے "تنظیم اہلحدیث" اور غزنوی خاندان کے حملے اور انکشافات ان کی شہرت و لیڈری کیلئے بہت نقصان رساں بلکہ تباہ کن ثابت ہوئے ہیں لیکن اب بھی وہ بعض حلقوں میں اہلحدیث جماعت کے ایک لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے ایک حد تک معقولیت کے ساتھ ان کے حالات زندگی پر تنقید اور ان کے متعلق سوالات جائز ہیں اور مولوی صاحب کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ ان کا جواب دیں۔

لیکن ان کے پریس کے متعلق مندرجہ بالا جو سنگین الزام عائد کیا گیا ہے اس کی حیثیت تو کیسر پبلک ہے۔ اسی لئے ہم نے سب سے اول اسی کے متعلق استفسار کیا ہے۔ امید ہے کہ مولوی صاحب پبلک کے سامنے اپنی صفائی پیش فرماکر اسے ممنون فرمائیں گے اور اپنے اس اخلاقی فرض سے پہلو تہی کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ـــــــ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو پبلک یکطرفہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی۔

عیسائی پادریوں کا عزم تبلیغ

ایک مشہور پادری اے رولینڈ مپٹ رسالہ "مسلم ورلڈ" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے مشرقی افریقہ میں بارہ سال تک تبلیغ عیسائیت کی مگر ایک شخص بھی عیسائی نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جن مسلمانوں سے میرے دوستانہ تعلقات تھے انہوں نے بھی کبھی حضرت مسیح کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ اب میرے لئے گزرے ہوئے بارہ سالہ حالات پر نظر ثانی کرنا تکلیف دہ ہے۔ تاہم میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں اسلامی دنیا کے تبلیغی مسئلہ کو سلجھا کر رہونگا"

اس ذمہ دار پادری کا مندرجہ بالا تلخ تجربہ اور عزم راسخ مسلمانوں کے لئے بہت سبق آموز ہے ضرورت ہے کہ ہم اس پر پوری طرح غور کریں۔ ایک سفید فام فاضل عیسائی مبلغ یورپ و امریکہ سے ہزاروں کوس دور مشرقی افریقہ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی خاطر پورے بارہ سال بسر کر دیتا ہے۔ لیکن ایک فرد کو بھی عیسائی نہیں بنا سکتا۔ اس کے ذاتی دوست بھی عیسائیت اور حضرت مسیح کے متعلق اس سے کوئی بات سننا پسند نہیں کرتے۔ عیسائی مذہب کی بے بسی اور روحانی کشش سے محرومی کا یہ کس قدر عبرت انگیز مرقع ہے لیکن اس ناکامی کے باوجود عیسائی مبلغ کا عزم ملاحظہ ہو کہ وہ اعلان کرتا ہے کہ:۔

"میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں اسلامی دنیا کے تبلیغی مسئلہ کو سلجھا کر رہوں گا"

جہاں اس عیسائی پادری کا تجربہ عبرت انگیز ہے۔ وہاں

(باقی بر کالم اوّل)

مصائب و مشکلات میں مسلمانوں کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہئیے

ذہنی پستی سے بچو اور خدا کے آگے جھکنا سیکھو

تسبیح استغفار قوت اور زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں

(خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب)

سبح اسم ربك الاعلیٰ۔ الذی خلق فسوّیٰ۔ والذی قدر فھدیٰ۔ والذی اخرج المرعیٰ۔ فجعلہ غثاءً احویٰ۔ سنقرئك فلا تنسیٰ۔ (سورہ الاعلیٰ ۸۷ : ۹—۱)

ترجمہ:— اپنے رب بہت بلند کے نام کی تسبیح کر جو پیدا کرتا ہے پھر کامل بناتا ہے اور جو اندازہ کرتا پھر ہدایت دیتا ہے اور جو سبزی اگاتا ہے پھر اسے کوڑا کرکٹ سیاہ کر دیتا ہے۔ ہم تجھے پڑھائیں گے سو تو نہ بھولیگا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو تلقین فرمائی ہے کہ مصیبت کے وقت استغفار پڑھیں اور تسبیح پڑھیں اور خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق کسی قسم کی شکایت زبان پر نہ لائیں۔

موجودہ نازک وقت

جنگ کی وجہ سے آجکل بڑے نازک امتحان کا وقت ہے۔ مسلمانوں کیلئے بہت بڑا ابتلا رہے، پہلے خیال تھا کہ شاید دو چار ہفتوں میں اس جنگ کا خاتمہ ہو جائیگا لیکن اب آثار بہت خراب نظر آرہے ہیں، اگر جنگ نے طول پکڑا تو ہندوستان پر ضرور مصیبت آئیگی اور اس ملک کے مسلمان بھی اس مصیبت میں لازمًا شریک ہونگے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد کردہ نسخہ

ان حالات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کردہ نسخہ کے استعمال کی بے حد ضرورت ہے یعنی استغفار اور تسبیح پڑھنے اور مصائب میں اللہ تعالےٰ کے متعلق اپنی زبان پر حرف شکایت نہ لانے کی اور دعائیں کرنے کی۔ تمام مسلمانوں بالخصوص ہماری جماعت کو ان ہدایات پر خاص طور پر عمل کرنا چاہیئے، ہم نے امام وقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، وُہ دن رات دعائیں کرتے تھے اور خدا ان دعاؤں کی وجہ سے مصائب و مشکلات کو دُور کر دیتا تھا۔ پھر ہم نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پڑھے ہیں۔ حضورؐ بے شمار دعائیں کرتے تھے آپؐ پر لاتعداد مشکلات آئیں۔ ساتھی تھوڑے تھے مال نہیں تھا اور طرح طرح کی مشکلات تھیں اور دشمن کا سخت مقابلہ تھا۔

مصائب میں بھی خدا کی شکایت نہ کرو

ان حالات میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے سبح اسم ربك الاعلیٰ اپنے رب کے نام کی تسبیح پڑھو جو بہت بلند ہے۔ تمہارے ذہن میں یہ شکایت ہرگز نہیں آنی چاہیئے، کہ ہم تو خدا کی توجہ کے قابل ہیں۔ اس کو پھیلانے کی دن رات کوشش کرتے ہیں، اور اس کے راستہ میں اپنی جانوں اور مالوں کو لگا دیا ہے اسکا اجر ہمیں یہ مل رہا ہے کہ ساری دُنیا ہم پر اُمڈ آئی ہے ——— نہیں بلکہ اس حالت میں بھی تسبیح و استغفار پڑھنا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی مشکلات بہت زیادہ تھیں۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اور کسی نبیؐ کو اسقدر مشکلات پیش آئیں نہ کسی دوسرے نبیؐ نے مشکلات کا اسقدر کامیابی و استقلال سے مقابلہ کیا۔ ہمیں اپنے سامنے یہ جو مشکلات کے سامان نظر آرہے ہیں، یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی مشکلات کے مقابلہ پر کوئی حقیقت نہیں رکھتے، خوب یاد رکھیں کہ خدا ظالم نہیں، وُہ کبھی ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ بندوں کے اعمالِ نازیبا کی وجہ سے کبھی کبھی آفات و مصائب آجاتی ہیں اور ان سے بندوں کو کوئی سبق دینا مقصود ہوتا ہے۔

ذہنی پستی سے بچو اور خدا کے آگے جھکو

سبح اسم ربك الاعلیٰ اس آیت میں دو باتیں رکھی ہیں۔ رب اور اعلیٰ یعنی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا رب ربوبیت کرنے والا ہے۔ آپ کے مقامات کو بلند کرنے کیلئے ہی یہ ابتلا آئے ہیں اسلئے محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رب آپ کو کبھی نہیں چھوڑیگا بلکہ ان مصائب پر اعلیٰ درجہ کا اجر مترتب فرمائیگا مسلمانوں کو کبھی ذہنی پستی کا شکار نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ محمد رسول اللہ صلعم کا خدا بہت بلند ہے جس کا خدا بلند ہو وُہ بھی بلند ہے، اس کے ماننے والے بھی بلند ہیں مصائب کے وقت یہ احساس بہت مفید اور بہت ضروری ہے۔ کہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خدا طاقتور اور بلند ہے اور بالآخر ان کا ہی بول بالا ہوگا، یہی وہ روح ہے جو قرآن پیدا کرنا چاہتا ہے، یعنی کسی حالت میں بھی اس کمزوری کا احساس غالب نہیں آنا چاہیئے، بلکہ یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں ——— ساری دُنیا کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس جنگ کے وقت بھی مسلمانوں کو اپنے اندر یہ یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا خدا اور ہمارا دین اور ہمارا رسولؐ بہت بلند ہیں اور ان کو ماننے سے بلندی ملتی ہے، اور اس یقین کے ساتھ استغفار و تسبیح میں لگ جائیں علاوہ ازیں ہم سب کو صدق دل سے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ یہ جنگ اسلام اور مسلمانوں کی بلندی اور انکی برتری و عزت کا موجب بنے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت

اس کے بعد فرمایا الذی خلق فسوّیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی کسقدر قدرت اور طاقت ہے، کہ اس نے انسان، چرند، پرند، نباتات، جمادات، آسمان، بادل، بجلی، آفتاب، قمر اور دیگر اجرام فلکی، بارش، سمندر، دریا، پہاڑ، جنگل کسقدر اشیاء کو پیدا کیا اور جس چیز کو پیدا کیا بے نظیر پیدا کیا اور پھر ان کو کامل بنایا، ہر ایک چیز کے اندر کمال نظر آتا ہے اور اس میں کمال کے صانع کا کمال منعکس ہے۔

اللہ کا علم اور اندازے

اسکے آگے ارشاد ہوتا ہے، والذی قدر فھدیٰ (اور جو اندازہ کرتا پھر ہدایت دیتا ہے) اللہ تعالیٰ کے اندازے کیا [illegible] ریاضی، کیمسٹری کے تمام اصول اسے معلوم ہیں، دیکھیئے یہ [illegible] زمین کسقدر وسیع اور وزنی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسے اُصول اور ترکیب سے فضا میں معلّق رکھا ہے کہ مقررہ اندازہ سے [illegible] بھر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتی۔ پھر اسی طرح آفتاب، قمر اور دیگر اجرام فلکی اس نے معلق رکھا ہوا ہے، ذرا نظام شمسی پر غور کرو تو حیرت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ ہم نے اجرام فلکی کو ایسے ستونوں پر قائم کر رکھا ہے، جو نظر نہیں آتے ہیں، ان غیر مرئی ستونوں سے مراد یہ اندازہ اور اُصول ہی ہے جسکے مطابق یہ چیزیں فضا میں معلّق اور مصروف حرکت ہیں، انکا فاصلہ مقرر ہے، [illegible] سے دوڑتے چلے جاتے ہیں اور گرتے نہیں ہیں، یہ سب کچھ اسلئے ہے [illegible] ان اجرام فلکی کی مقداریں اور انکے درمیانی فاصلوں کی مقداریں اور انکی رفتاروں کی مقداریں سب کے سب ایک اندازے سے [illegible] لاجواب قدرت کا ثبوت ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اُسکی قدرت کس قدر عظیم الشان ہے۔ سورج ٹھیک وقت پر طلوع ہوتا ہے اور ٹھیک وقت پر غروب ہوتا ہے، یہی حال قمر اور دوسرے اجرام فلکی کی باقاعدگی کا ہے۔

چیزوں اور اُن کے اندازوں میں برکات

پھر ان چیزوں اور انکے مقررہ اندازوں میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار برکات رکھی ہیں، اس زمین و آسمان کے اندر دراصل چند اجزاء ہیں تمام کائنات پر انکا اثر ہے، نباتاتی اشیاء کو لیجئے، اجزاء تو محدود ہیں لیکن انہی مقررہ اندازوں اور ترکیبوں کی بدولت بیشمار رنگارنگ اشیاء پیدا ہوتی ہیں مختلف قسم کے درخت اور پودے اور باغات دراصل چند چیزوں کے ملنے سے اُگے ہیں لیکن انکی شکل، انکے خواص، انکے رنگ میں فرق ہے بکائن کا درخت ہے کیکر کا درخت ہے، آم اور [illegible] سیب اور انگور ہیں، دیگر بہت سے درخت ہیں، میدانوں کی [illegible] پہاڑوں پر بھی بے شمار درخت اور بوٹیاں ہیں، ان کے بنانے [illegible] ترکیب ایک ہے لیکن محض اندازوں کے فرق کی وجہ سے ان کے قد و قامت، خواص، شکل، پھل پھول اور رنگ و بو میں فرق ہو گیا ہے۔ غرضیکہ یہ بہت وسیع نظام کائنات مقررہ اندازے کے مطابق چل رہا ہے، اور اس مجموعی نظام کا نتیجہ برکات در برکات کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے بیشمار اور بھرپور خزانے

والذی اخرج المرعیٰ فرمایا یہ سبزیاں جو تم اور تمہارے جانور کھاتے ہیں اور یہ تمام باغات سب ہم نے پیدا کئے ہیں فراخ [illegible] اللہ تعالیٰ نے مخلوق کیلئے کسقدر کسرت کا سامان کیا ہے اور [illegible] ایک مقررہ اندازہ کام کر رہا ہے، مخلوقات کا اندازہ پھر اسکی [illegible] کا اندازہ ——— اللہ تعالیٰ کے خزانے بیشمار اور بھرپور ہیں کوئی حقیر مخلوق نہیں کہہ سکتا کہ فلاں چیز کم ہے، فرمایا کہ دیکھو نباتات میں کسقدر چیزیں پیدا ہوتی ہیں پھر اُنکی کسقدر مختلف شکلیں اور تاثیریں ہیں۔ جن میں بیماروں کیلئے شفا اور تندرستوں کیلئے [illegible] ہے، زمین کے اندر سے نچوڑ نکالے جاتے ہیں، یہ سارے کے سارے نچوڑ اس لئے ہیں کہ انسان کی خدمت کی جائے۔

اللہ تعالےٰ کا قانونِ حیات

اسکے بعد دُہرانے کی ایک بات ہے فجعلہ غثاءً احویٰ (پھر اسے کوڑا کرکٹ اور سیاہ کر دیتا ہے) فرمایا یہ بھی ہمارا ایک قانون ہے اور اس قانون کا نام ہے "قانونِ حیات" اس قانون کی تشریح قرآن کریم میں موجود ہے، اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ پانی سے زندگی اور [illegible] سورج اور اس کی گرمی ہے اور اس طرح مختلف قسم کی [illegible]

(باقی سر [illegible])

جنگ کی کیفیت

جنگ میں روز بروز شدّت و سرگرمی پیدا ہو رہی ہے، پولینڈ پر روس کے حملے نے حالات کو زیادہ افسوسناک اور نازک بنا دیا، اب عملی طور پر آزاد پولینڈ کا قریباً خاتمہ ہو چکا ہے۔ چند مقامات پر بعض جانباز پولش فوجیں دشمنوں کا شدید مقابلہ کر رہی ہیں، اور اُنہوں نے تا حال ہتھیار نہیں ڈالے لیکن موجودہ حالات میں انکی جانبازی سے کسی عمدہ نتیجہ کی توقع بہت مشکل ہے۔ ایک تازہ اطلاع ہے کہ جرمن فوج نے ساٹھ ہزار پولش فوج کو گرفتار کر کے اسلحہ کی بڑی مقدار پر قبضہ کر لیا ہے۔ وارسا ابھی تک فتح نہیں ہو سکا لیکن اس پر جرمن فوجوں کی شدید گولہ باری جاری ہے، وارسائی پولش فوج تا حال مقابلہ پر ڈٹی ہوئی ہے اور اُنہوں نے جرمنوں کے ہولناک مظالم اور مایوس کن حالات کے باوجود ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا ہے۔ پولش فوج کا ایک معقول حصّہ اور دو سَو پولش طیارے رومانیہ کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں حکومت رومانیہ نے طیاروں کو ضبط اور انکے طیارانوں کو نظر بند کر دیا ہے بعض ماہرین حرب کا خیال ہے کہ پولش فوجیں جو اِدھر اُدھر بکھر گئی ہیں، عنقریب جنگ چھاپہ مار کا سلسلہ شروع کر کے جرمنوں کو تنگ کرینگی آخری اطلاع کے مطابق پولینڈ کی حکومت ۔۔۔ کے ایک قصبہ کُٹّی میں منتقل ہو چکی ہے جو رومانیہ کی سرحد پر واقعہ ہے۔

پولینڈ پر روس کے حملے کو اکثر ممالک میں ایک ظالمانہ حرکت خیال کیا جاتا ہے، اور وہاں کی رائے عامہ حکومت روس کے اس فعل پر شدید اظہار بیزاری کر رہی ہے، معلوم ہُوا ہے کہ جرمنی اور روس نے پولینڈ کو تین حصّوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے، سلیشیا، ڈانزگ، اور گزرگاہ جرمنی کے قبضہ میں رہینگے، مغربی یوکرین پر روس قابض ہو جائیگا، بقیہ پولینڈ کو جرمنی اور روس کے درمیان ایک مستقل ریاست بنا دیا جائیگا۔ غالباً یہ ایک پہلے سے سوچی سمجھی ہوئی سکیم ہے۔

سمندروں میں جرمنی کی آبدوز کشتیاں برطانی جہازوں کو متواتر غرق کر رہی ہیں برطانیہ نے بھی غیر معمولی کامیابی کے ساتھ بہت سی جرمن آبدوزوں کو تباہ کر دیا ہے۔ ۲۰ ستمبر کو دارالعوام میں مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ نے بیان کیا کہ برطانوی جہازوں کے ڈوبنے سے اس وقت تک ۱۷۱ آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔

مغربی محاذ پر بھی حالات خاص اہمیت اختیار کر رہے ہیں فرانسیسی فوجیں سیگفرِیڈ لائن پر پہنچ گئی ہیں اور وادی سار مکمل طور پر انکے زیر اثر آگئی ہے، اور وہ سبوالڈ کے جنگل پر پُورے طور پر قابض ہو چکی ہیں لیکن سر دست جنگی مصالح کی بنا پر اُنہوں نے اپنی پیشقدمی روک دی ہے۔ اب وہ جرمنی کے طرز عمل اور ارادوں کا اندازہ لگانے اور حملے کے متعلق مؤثر سکیم سوچنے میں معروف ہیں۔ جرمنی اپنی فوجیں مشرقی محاذ سے دھڑا دھڑ مغربی محاذ کی طرف بھیج رہا ہے، جرمن حکام نے اپنی مغربی سرحد سے ایک کروڑ اسّی لاکھ جرمن باشندے مرکزی جرمنی کو بھیج دیئے ہیں، ایک قیاس یہ بھی ہے کہ جرمنی بلجیم کے راستے فرانس پر حملہ کریگا۔

بلجیم کی سرحد سے طرح طرح کی خبریں موصول ہو رہی ہیں بعض اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ ہزاروں جرمن ہالینڈ کی سرحد کے پیچھے بیٹھے ہیں اور عنقریب سرحد پار کرنے کی کوشش کرینگے، ان اطلاعات کی وجہ سے ہالینڈ اور بلجیم میں تشویش سی طاری ہو رہی ہے، فرانسیسی فوجوں کا ہراول ایسی جگہ پہنچ گیا ہے جہاں سے سیگفرِیڈ لائن کی قلعہ بندیوں پر توپ کے گولے داغے جا سکتے ہیں۔ ڈیوک آف ونڈسر عنقریب میجر جنرل بن کر میدان جنگ میں جا رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسی جنگی جہازوں نے چار پانچ آبدوز کشتیاں غرق کر دی ہیں۔ فرانسیسی بحریہ کے متعدد جہاز برطانوی بحریہ سے تعاون کر کے جرمنی کی آبدوز کشتیاں تباہ کر رہے ہیں۔

ہندوستان میں جنگ کے اثرات زیادہ نمایاں طور پر محسوس کئے جا رہے ہیں۔ بمبئی میں پولیس نے ایک وسیع نازی سازش کا انکشاف کیا ہے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے جنگ میں برطانیہ کی امداد کے متعلق

(بقیہ صفحہ ۵)

پھل پھول پیدا ہوتے ہیں ضرورت کے مطابق ایک اندازہ کے ماتحت سُورج کے طلوع و غروب میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں پھر دن کے ایک حصّے کو کاٹ کر رات میں شامل کر دیا جاتا ہے جیسے آجکل ہو رہا ہے، راتیں لمبی ہو رہی ہیں اور دن چھوٹے۔ یولج اللیل فی النہار و یولج النہار فی اللیل۔ چند روز پہلے تک لوگ صبح و شام قسم قسم کے شربت پیتے اور دن رات برف مانگتے تھے لیکن اب شربتوں اور برف کی خواہش کم ہو رہی ہے۔ اور چند روز تک یہ لوگ برف کو دیکھ بھی نہ سکیں گے اور اس کی بجائے گرم لباس اور گرم خوراک مانگیں گے اسی طرح بعض اوقات رات کے حصّے کاٹ کر دن میں ملا دئیے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی انسان اپنے لباس خوراک اور مکان میں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔

موت کا قانون

حیات کی طرح موت کے بھی قواعد ہیں۔ خوب یاد رکھیں کہ موت کہیں باہر سے نہیں آتی، بلکہ اعضاء کے کمزور ہو جانے ہی کا نتیجہ موت ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موت کہیں باہر سے آتی ہے وُہ موت و حیات کے قانون سے بے خبر ہیں، اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے خلق الموت والحیاۃ۔ فرمایا جس طرح سبزیوں اور چاروں کو کُوڑا کرکٹ اور سیاہ کر دیا جاتا ہے یعنی ان پر موت وارد ہو جاتی ہے اسی طرح ہر ایک انسان پر موت وارد ہو جاتی ہے، ہر ایک قوم پر موت وارد ہو جاتی ہے۔

قوّت اور زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ

اگر آپ قوّت اور زندگی پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ذریعہ یعنی تسبیح و استغفار ہے، خواہشات کے بندے مت بنو کینہ باتوں میں مت پڑو، پھر تم زندہ رہو گے، تمہارا مذہب اور تمہارا رسول زندہ رہیگا، ضرورت ہے کہ انسان مصائب کے وقت مادہ پرست نہ بنے بلکہ خُدا پرست بنے خدا پر اس کا بھروسہ اور توکل ہو اور اس طرح وُہ اپنے اخلاق کو بلند کرے۔

قرآن کو پڑھو اور اس پر عمل کرو

اسکے بعد فرمایا جس خدا نے یہ قدرت نمائی کی ہے اس خدا کیطرف سے قرآن کریم نازل ہُوا ہے جسکے نزول کی وجہ سے یہ سارا جھگڑا ہے مقابلہ کرنیوالے یاد رکھیں کہ وُہ تباہ ہو جائینگے، آپ ضرور اس قرآن کی تلقین و تبلیغ کرتے چلے جائیں۔ سنقرئک فلا تنسٰی۔ ان الفاظ میں قرآن کریم کو پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، قرآن کو پڑھو اس لئے کہ تم ترقی کرو، اس کو بھُولنا نہیں بلکہ اسکے تمام احکام پر عمل کرنا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح اوّل المسلمین تھے اور قرآن کریم کے ایک ایک لفظ پر سب سے اوّل خود عمل کرتے تھے اسی طرح حضورؐ قرآن کریم کے اوّل حافظ بھی تھے، قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو یاد کرتے اور آپؐ کی مثال سے سینکڑوں حافظ عہد نبوت میں پیدا ہوئے، ایک جنگ کا ذکر ہے اسمیں ستّر قاری شہید ہوئے تھے اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضورؐ کی مثال سے اس زمانہ میں قرآن کریم حفظ کرنے کا کسقدر شوق پیدا ہو گیا تھا۔

حضرت نبی کریمؐ کا عشق قرآن

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم سے بے اندازہ عشق تھا، خود قرآن کریم کو پڑھتے۔ دوسروں سے پڑھوا کر سنتے اور سُن کر خوش ہوتے۔ اور دعائیں کرتے ان تجعل القرآن ربیع قلبی۔ یعنی اے اللہ اس قرآن کو میرے دل کی بہار بنا دے۔ اور آجکل تو دُنیا میں قرآن کریم کے لاکھوں حافظ موجود ہیں، جو رمضان المبارک میں قرآن شریف سناتے ہیں۔ ساری اسلامی دُنیا میں یہ طریق موجود ہے۔

احکام قرآنی پر عمل کی ضرورت

لیکن ایک چیز کی طرف توجہ بہت کم ہو گئی ہے، جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوّل المسلمین بھی تھے یعنی سب سے اوّل قرآن کریم کے احکام پر عمل کرتے تھے لیکن آج مسلمانوں میں قرآن کریم پر عمل کم ہو گیا ہے، قرآن کریم جن اخلاق کو پیدا کرنا چاہتا ہے وُہ مسلمانوں میں کم ہوتے جا رہے ہیں، ہمیں اس بات کی فکر کرنی چاہیئے۔

مصائب انسان کی اصلاح کا ذریعہ ہیں

خدا کی درگاہ میں رونا سیکھو اور اس بات کو اپنے دل سے دور کرو کہ فلاں بات خدا کا ہم پر ظلم ہے، خدا ہرگز ظالم نہیں کبھی کبھی انسان کی وجہ سے یا روحانی درجات کو بلند کرنے کیلئے یا ہماری اصلاح کے لئے کچھ مصائب آ جاتے ہیں کیسے کیسے عزیز بچے، پیارے دوست اور مقدّس بزرگ ہم سے جُدا ہو جاتے ہیں۔ انکی وجہ سے ہم حزیں بھی ہوتے ہیں، آنکھ میں آنسو بھی آ سکتے ہیں لیکن دل میں ذرہ بھر شکایت پیدا نہیں ہونی چاہیئے، مسلمان کی یہی شان ہے اور ہر ایک مسلمان کو یہ بات سمجھنی چاہیئے، کبھی کبھی انسان غافل ہو کر اپنی لیاقت، مال و دولت، مکانات اور تندرستی پر ناز کرنے لگ جاتا ہے پھر اس ناز و غرور کی وجہ سے کئی طرح طرح کی غلطیاں اور بے اعتدالیاں کرتا ہے۔ اس کو راہِ راست پر لانے کیلئے مصائب کی ضرورت ہوتی ہے، اس لحاظ سے مصائب بھی ایک نعمت اور انسان کی اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، لہذا انسان کا فرض ہے کہ وُہ مصائب کے وقت بھی صابر و شاکر رہے اور شکایت کے الفاظ اس کی زبان پر بالکل نہ آئیں، بے وفائی اور شکایت مسلمان کی شان سے بہت بعید بات ہے۔

دعاؤں کی ضرورت

آجکل مسلمان بے شمار غفلتوں میں مبتلا ہیں۔ گویا غفلتوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا فرض ہے، کہ خُدا کی تسبیح اور استغفار پر زور دیں، اللہ تعالےٰ کے حضُور میں جھکیں اور روئیں حالات بہت نازک ہو رہے ہیں، بڑے سخت دن آنے والے ہیں مصیبت کے وقت دعا ہی مسلمان کا سب سے بڑا حربہ ہے ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اس مصیبت میں محفوظ رہیں۔ اور اس جنگ کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہوں جو اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی بہتری و برتری کا باعث بنیں اور ہم اس ترقی اور برتری کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ آمین ثم آمین +

مسئلہ تکفیر و جماعت قادیان

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آج مجھے ایک چھوٹا سا رسالہ "آیات بینات" بجواب "آیات اللہ یعنی معجزات" دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس رسالہ کے مصنف شیخ رحیم بخش صاحب (راجپال) نومسلم محمڈن مشنری قادیان ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں محمد یامین تاجر کتب (احمدی بازار قادیان) نے انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں چھاپ کر شائع کیا ہے۔ اس کے ابتدائی صفحات میں سے ایک پر حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین صاحب کی رائے بدیں الفاظ درج ہے:۔

"میں نے مسٹر رحیم بخش صاحب کی تحریر ان کی زبانی سنی ہے۔ بیان واقعہ کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ ایک پنجابی اردو زبان میں ایسی عمدگی سے بیان کرے تعجب آتا ہے اور اپنی زندگی کے واقعات کو بہت خوبی سے نباہا ہے"

(دستخط۔ نور الدین از قادیان)

جیسا کہ اس تحریر سے ظاہر ہے۔ اس رسالہ کے اخیر میں مصنف نے اپنی زندگی کے کچھ واقعات لکھے ہیں۔ جن میں جماعت احمدیہ کے عقائد کو بھی مختصر الفاظ میں پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں منجملہ دیگر جملوں کے ایک جملہ یہ بھی صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے:۔

"میاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ غیر احمدیوں کو اپنے خیال میں غیر مسلمان سمجھا جاتا ہوں"

اب ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ان الفاظ کو سنا ہوگا اور اس سے متفق ہوں گے۔ تب ہی اس کے شائع ہونے کی اجازت ملی ہوگی اور پھر قادیان کے دیرینہ اور مشہور کتب فروش محمد یامین صاحب کو بھی ان الفاظ سے اتفاق ہوگا۔ تب ہی انہوں نے اسکے شائع کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہوگی۔ اس صورت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے وقت کے دیگر احمدیوں کا بالاتفاق یہ عقیدہ تھا جو کہ مصنف رسالہ مذکور نے لکھا ہے اور ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ہی نتیجہ اخذ کیا ہوگا۔ ان حالات میں جماعت قادیان کے لئے اپنے عقیدہ در بارہ تکفیر عامۃ المسلمین پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور جماعت لاہور کے پرانے احمدیوں کو جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں قوم کی رہنمائی کرتے ہوئے مزید سندات پیش کرنی چاہئیں۔ تاکہ ساری جماعت کم از کم اس ایک مسئلہ پر تو متفق ہو جائے۔ والسلام

امرتسر ۲ ار ستمبر ۱۹۳۹ء خاکسار۔ قریشی محمد صادق نقشبندی

پیغام صلح: مسئلہ تکفیر کے متعلق ہماری جماعت کی طرف سے بے شمار دلائل و سندات اور کافی لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کو فیصلہ کن مناظرے کی دعوت بھی دی جا چکی ہے۔ قادیانی حضرات سے تو اس موضوع پر ہمارے مبلغین کے بہت سے مناظرے وقتاً فوقتاً ہوئے۔ جن سے انہیں ہمارے دلائل کی قوت اور مسلک کی صحت کا خوب اندازہ ہو جانا چاہئے۔ اب ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ جناب خلیفہ صاحب قادیان اور ان کے مریدوں کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے اس معاملہ پر غور کریں اور اپنے غلط عقیدہ تکفیر المسلمین سے رجوع کر لیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

(بقیہ صفحہ ۲)

اب ثابت ہوا، کہ اس قسم کے منافق قادیانی جماعت میں بھی موجود ہیں اور پھر ایک دو نہیں بلکہ کم از کم پانچ سو تو ایسے ہیں جن کا علم خود خدا تعالیٰ نے جناب خلیفہ صاحب کو دیا ہے۔

قادیان کے منافق کہاں گئے

اب سوال یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے مطابق آج سے چند برس قبل پانچ سو منافق قادیان میں موجود تھے تو اب وہ کہاں ہیں، یہ تو ظاہر ہے، کہ پکا منافق کبھی مومن نہیں بنتا بلکہ اس کا نفاق ترقی پذیر ہوتا ہے اور اگر وقتی طور پر دب بھی جائے تو کسی نہ کسی وقت خطرناک طور پر پھوٹ کر ظاہر ہوتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ان منافقوں کی اصلاح ہو چکی ہے، تو بھی یہ سوال ہوگا کہ نفاق و ایمان کا اصل تعلق دل سے ہے۔ اور قلبی کیفیت و نیات کا صحیح علم خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں۔ اب اس بات کی اطلاع کہ قادیان میں پانچسو منافق موجود ہیں؟ اور فلاں فلاں صاحب ہیں جناب خلیفہ صاحب کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے، تو ایسی خبر تو جھوٹ نہیں ہو سکتی، لہٰذا اس کی تبدیلی کا بھی علم جب تک خدا تعالیٰ خود نہ دے یہ یقین، کیونکر پیدا ہو کہ آج سے چند برس جو منافق تھے۔ فی الواقع تائب ہو کر وہ سب کے سب ایمان و ایقان کے مالک بن گئے۔ جب تک خدا تعالیٰ جناب خلیفہ صاحب کو دوبارہ علم نہ دے کہ فلاں فلاں صاحب ان پانچسو منافقوں میں تھے دلی طور پر مومن و مخلص ہو چکے ہیں، ہم کیونکر یہ تسلیم کر لیں کہ قادیان کی سرزمین ان سے پاک ہو چکی ہے۔

قادیان کو منافقوں سے پاک کرنیکی احسن تجویز

میں نہایت خلوص کے ساتھ قادیانی نظام کی خدمت میں ملتمس ہوں، کہ جو لوگ اس نظام سے بیزار ہو چکے ہیں اور جن کی تعداد کم از کم پانچسو آج سے چند برس قبل تھی، اگر کوئی ایسی تجویز ہو کہ انکی اصلاح ہو سکے یا کم از کم یہ کہ انکی منافقت ظاہر و باہر ہو جائے خفیہ نہ رہے، تو یہ امر خود قادیانی نظام کے لئے بہتری کا موجب ہوگا اس پر خفا ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ منافقوں کے اخراج میں خود قادیانی نظام کو ممد و معاون ہونا مناسب ہے، یہ امر میں اسلئے بھی کہتا ہوں، کہ جناب خلیفہ صاحب خود اسی امر کے قائل ہیں کہ ابتداء ہی میں بیج نکال دینا اچھا ہوتا ہے نہ یہ کہ جب درخت بڑا ہو کر اس کی جڑیں مضبوط ہو جائیں چنانچہ حضرت مولانا نور الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی زندگی میں جب لاہور کے منافقوں کا مسئلہ درپیش تھا تو حضرت علیہ الرحمۃ کو جناب خلیفہ صاحب نے یہ رائے دی تھی۔

غرض میری رائے تو یہ ہے کہ حضور کا بھی شرح صدر خدا تعالیٰ اس پر فرمائے تو خواہ کسی رنگ میں ہو اب اس بات کا فیصلہ ہو جانے، کیونکہ ابتلاء تو [illegible] ہے کہ اسکا بیج نکالا جائے نہ کہ جب درخت بن جائے [illegible] تو اب جبکہ کئی برسوں سے قادیان میں اس قسم کے [illegible] موجود چلے آتے ہیں جن کے نفاق پر خدا تعالیٰ نے اطلاع [illegible] تو کیا وجہ ہے کہ جناب خلیفہ صاحب کا انشراح [illegible] تک نہ ہوا اور کیوں وہ بیج کو نشو و نما دیکر درخت [illegible] جا رہے ہیں، بلکہ اگر جماعت لاہور کی طرف سے اپنی [illegible] قادیان کی بستی اس قسم کے منافقوں سے پاک ہو جائے [illegible] اس کے کہ قادیانی نظام اس پر خفگی کا اظہار کرے یا [illegible] طلب کرے اُسے بانشراح صدر یہ بیج نکال دینے کی تجویز [illegible] مناسب ہے، دراصل دیکھا جائے تو یہ ایک مشترکہ [illegible] لاہور چاہتی ہے، کہ قادیان میں سے ایسا طبقہ جو اپنے [illegible] سمجھتا ہے اس تشدد و جبر سے نکل آئے جس کے [illegible] رہا ہے اور قادیانی نظام کیلئے بھی یہ مفید مطلب ہے [illegible] کا بیج نکال دیا جائے پھر اس پر شور و غوغا اور چیخ و پکار [illegible] یہ سوال ہو کہ وہ کونسا تشدد و ظلم ہے جو قادیان میں [illegible] جا رہا ہے، تو اس کا جواب صرف یہی کافی ہے کہ اگر قادیان [illegible] فی الواقع منافق موجود ہیں اور جناب خلیفہ صاحب کا [illegible] منجانب اللہ ہے، تو پھر ان کی منافقت جو لئے [illegible] اور کیونکر دبی ہوئی ہے؟ (باقی آئندہ)

اقتباسات

مسیحی مشنریوں کا طریق کار

ہندوستان میں ایک مشہور انگریز مشنری پادری ہیوں جونس بی۔ اے۔ بی۔ ڈی ہیں۔ ان کا گوشۂ چشم التفات۔ اسلام اور مسلمانوں کی جانب خاص طور پر ہے۔ لاہور کے ہنری مارٹن اسکول آف اسلامک اسٹڈیز "مسیحی تبلیغی ادارہ" کے پرنسپل ہیں اور اسلامیات کے موضوع پر اس سے قبل بھی لکھتے رہے ہیں۔ حال میں ان کی ایک کتاب مسیحی مبلغین کے لئے بہ طور دستور العمل کے "کریسچانٹی اکسپلنڈ ٹو مسلمس" (مسلمانوں کیلئے مسیحیت کا بیان) کے نام سے نکلی ہے۔ اس کے مقدمہ میں ایک گذشتہ مسیحی مبلغ ڈاکٹر کلیر ٹسڈل کے حوالہ سے مسیحی مبلغین کے لئے جو ہدایت نامہ درج ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ اسے مسلمان مبلغین و مناظرین تک لفظ بہ لفظ پہنچا دیا جائے۔ ذیل میں ترجمہ ہدایات ملاحظہ ہو:-

(۱) مناظرہ اپنی طرف سے شروع مت کرو۔ جب ضرورت آہی پڑے تو ہٹو نہیں۔

(۲) نظر میں مسلمان کو اتنا نہ رکھو۔ جتنا اس انسان کو جس کی خاطر مسیح نے جان دی۔

(۳) مقصد، حریف کو خاموش کر دینا یا نیچا دکھانا نہ رکھو۔ بلکہ یہ رکھو کہ لوگ مسیح کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں۔ اس طرح ہے کہ:-

(الف) ان کی غلط فہمیاں دور کی جائیں۔ اور

(ب) مسلمانوں کو اس پر لایا جائے کہ ہماری کتب مقدس خصوصاً عہد جدید کا مطالعہ کریں۔

(۴) بحث کو صرف ایک یا دو مسئلوں تک محدود رکھو اور آگے بڑھنے سے قبل انہیں کو طے کر دو نیز ایک متعین نتیجہ پیش نظر رکھو۔

(۵) بحث میں انصاف کو اور تہذیب کو مد نظر رکھو بحث میں جھگڑے کا رنگ آنے دو۔

(۶) یہ یاد رکھو کہ تمہارے مخالفین تمہیں غصہ دلانے کی کوشش کریں گے اور غصہ ان کے نزدیک تمہاری شکست کے مترادف ہو۔

(۷) اسے واضح کر دو کہ تمہارے نزدیک یہ مسائل سنجیدہ ترین ہیں جن کا تعلق مادیات سے نہیں۔ روحانیات سے ہو۔

(۸) اس سوال کے جواب دینے میں نہ پڑو کہ "محمد کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہو؟" تمہارا کام یسوع مسیح کے باب میں گفتگو کرنا ہے۔

(۹) محمد کے بارے میں کوئی تعظیمی لفظ استعمال کرو، مثلاً حضرت یا آنحضرت۔ علیٰ ہذا یسوع کے لئے۔

(۱۰) اسے خوب صاف کر لو کہ جو مذہبی اصطلاحیں استعمال کر رہے ہو ان کے معنی بھی جانتے ہو اور مسلمانوں کیلئے ان کا وہ مفہوم نہ ہوگا۔ جو تمہارے نزدیک ہو۔ اسی طرح ہماری بائبلی اصطلاحیں بھی ہمیشہ ان کے لئے قابل فہم نہیں ہوتیں۔

(۱۱) کتاب مقدس کی کسی عبارت سے متعلق اپنے حافظہ کے بھروسہ پر نہ رہو خصوصاً جبکہ کوئی مسلمان وہ حوالہ پیش کر رہا ہو اصل حوالہ بائبل میں ضرور تلاش کر لو۔ تمہیں قرآن پر عبور ہو یا نہ ہو۔ بائبل پر عبور ہونا بہرحال لازمی ہی اور کہیں مقدم ہے۔

(۱۲) مسیحیت کے علاوہ جو صداقت اسلام میں نظر آئے اس کا اقرار خوشی سے کرو اور اسے بنیاد قرار دیکر آگے بناؤ کہ مسیح کے اندر ہی صداقت کامل ترصورت میں موجود ہے۔

(۱۳) آخری بات یہ ہے کہ مناظرہ بلا ضرورت نہ کرو اور جب کرو تو علم محبت اور دعا کے ساتھ۔ (صدق)

رفتارِ زمانہ

ہندوستان

—— شملہ ۸ ارستمبر۔ حکومت ہند نے ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ متعدد فوجی محکموں کے ریزرو افسروں کو طلب کر لیا ہے۔

—— لکھنؤ ۷ ارستمبر۔ کل علامہ مشرقی کے خلاف یو۔ پی میں داخل ہو کر حکومت کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں مقدمہ کی سماعت ہوئی اور ان کو ایک ماہ قید محض اور پچاس روپے جرمانہ کی سزا دی گئی، عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید دو ہفتے قید کی سزا دی جائے گی۔

—— علامہ مشرقی کے ساتھ ان کے چھ ہمراہیوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں سے پانچ پانچ کو دس دس روپے جرمانہ یا بصورت دیگر عدالت برخاست ہونے تک قید کی سزا کا حکم سنایا گیا چھٹے ملزم راجہ سرفراز خاں کو چھوڑ دیا گیا۔

—— علی گڑھ ۷ ارستمبر۔ مسلم یونیورسٹی کا ایک خاص جلسہ تقسیم اسناد ۲۳ ستمبر کو منعقد ہوگا جس میں نواب صاحب بہاولپور اور نواب صاحب بھوپال کو ڈاکٹر آف لا کی آنریری ڈگریاں دی جائیں گی۔

—— لاہور ۷ ارستمبر۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے لاہور کیمسٹ ایسوسی ایشن کے عہدہ داروں کے ساتھ تبادلہ خیالات کے بعد اعلان کیا ہے کہ تا حکم ثانی متعدد کمپنیوں کی ساختہ انگریزی ادویات کی قیمتیں یکم ستمبر کی قیمتوں سے دس فیصدی زیادہ نہ ہوں گی۔

—— نئی دہلی ۸ ارستمبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے جنگ کے بارے میں مسلمانان ہند کے نقطہ نظر پر بحث کر کے ایک قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی ہے۔

—— قرارداد میں اس امر کی تعریف کی گئی ہے کہ وائسرائے نے مسٹر جناح کو ملاقات کی دعوت دیکر انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد جرمنی کے جارحانہ اقدام کی سخت مذمت کرتے ہوئے پولینڈ، برطانیہ اور فرانس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

—— اس کے بعد قرارداد میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر برطانیہ جنگ میں مسلمانوں کی تائید و امداد چاہتی ہے تو اسے مسلمانان ہند کے تمام مطالبات پورے کر دینے چاہئیں اور آئینی ترقی کا اعلان مسلم لیگ کی مرضی اور منظوری کے بغیر نہ کیا جائے اور کوئی آئین مسلم لیگ کی مرضی اور مشورہ کے بغیر تیار و نافذ نہ ہو۔ اور بہتر ہے کہ حکومت برطانیہ فیڈریشن کی مجوزہ سکیم کو بالکل ترک کر دے۔

—— علاوہ ازیں اس قرارداد میں یہ کہا گیا ہے کہ ارکان کمیٹی کے خیال میں حکومت برطانیہ مسلمانوں کی پوری امداد حاصل نہیں کر سکتی جبتک کہ وہ کانگریسی صوبوں کے مسلمانوں سے ٹھیک اور منصفانہ برتاؤ نہیں کرائیگی۔

—— اس قرارداد میں حکومت برطانیہ اور وائسرائے پر زور دیا گیا ہے کہ وہ کانگریسی صوبوں کے گورنروں کو ہدایت کریں کہ ان صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے۔ اگر مسلمانوں کے سیاسی، اقتصادی، مجلسی اور ثقافتی حقوق و مفاد میں مداخلت کی جائے تو گورنر اپنے اختیارات خصوصی سے کام لیتے ہوئے حالات کی اصلاح کریں۔

—— کلکتہ ۸ ارستمبر۔ آج عجیب واقعہ پیش آیا خلیج بنگالہ کی طرف سے دو مرتبہ طیارے آتے ہوئے دکھائی دیئے جنہیں شناخت نہ کیا جا سکا۔ اور انہیں دشمن کے طیارے سمجھ کر خطرہ کا الارم دیدیا گیا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ اپنے ہی طیارے تھے۔

—— نئی دہلی ۸ ارستمبر۔ آج مرکزی اسمبلی میں بیان کیا گیا کہ ہندوستان سے برطانوی فوجیں باہر بھیجنے کی وجہ سے ہندوستان کو دو کروڑ روپیہ کی بچت ہوگی۔

—— بمبئی ۸ ارستمبر۔ حکومت بمبئی نے اعلان کیا ہے کہ مسٹر ... [illegible]

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۷ ارستمبر۔ آج صبح روس کی سرخ فوج نے پولینڈ پر حملہ کر دیا۔ روس کی یورش کا سلسلہ پولینڈ کی ساری مشرقی سرحد پر پھیلا ہوا ہے۔ پولش فوجیں ہر مقام پر مردانگی سے مقابلہ کر رہی ہیں۔

—— حکومت روس نے اس حملہ کی وجہ یہ بتائی ہے کہ آزاد پولینڈ کا خاتمہ ہو گیا ہے پولش حکومت کا پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔ پولینڈ میں رہنے والوں کی جان و مال کا کوئی نگران و ذمہ وار نہیں ہے اس لئے روسی اقلیت کی حفاظت اور پولینڈ میں امن قائم کرنے کی غرض سے یہ حملہ کیا گیا ہے۔

—— روس کی اس کارروائی پر دنیا کے اکثر ممالک میں اظہار بیزاری کیا گیا ہے۔

—— لندن ۸ ارستمبر۔ تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ پولینڈ کا ایک طرح خاتمہ ہو گیا ہے۔ ایک طرف سے جرمن اور دوسری جانب سے روسی فوجوں نے تمام پولینڈ کو روند ڈالا ہے۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ پولش حکومت رومانیہ میں داخل ہو چکی ہے۔ پولش طیارے غیر جانبدار علاقوں میں پناہ لے رہے ہیں اور ان پولینڈ ہزاروں کی تعداد میں رومانیہ اور ... [illegible]

—— ماسکو کا ایک بیان مظہر ہے کہ جن پولش علاقوں پر روسیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ وہاں روسی افسر انتظام کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔

—— پیرس ۸ ارستمبر۔ مغربی محاذ پر فرانسیسی فوجیں رفتہ رفتہ پیش قدمی کر رہی ہیں انہوں نے ساری وادی سار پر اقتدار حاصل کر لیا ہے اب ماہرین یہ سوچ رہے ہیں کہ جرمنی کی طرف سے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائیگا آیا وہ سیگ فرید لائن سے کارروائی جاری رکھیگا یا بلجیم کی راہ سے فرانس پر حملہ کریگا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ پولینڈ میں جرمنی کا کافی نقصان ہوا ہے اس کی وجہ سے اس کی طاقت ایک حد تک کمزور ہو گئی ہے۔

—— لندن ۸ ارستمبر۔ آج برطانیہ کا ایک جنگی جہاز کریجس غرق کر دیا گیا۔ جہاز کے تمام آدمی دوسرے جنگی اور تجارتی جہازوں نے بچا لئے۔

—— لندن ۸ ارستمبر۔ کل سے وارسا ریڈیو اسٹیشن سے کوئی خبر نہیں سنی جا رہی۔ خیال ہے وہ بند کر دیا گیا ہو۔ پولینڈ کا برطانوی سفیر پولش حکومت کے مشورے کے مطابق اپنے عملہ سمیت رومانیہ چلا گیا ہے پولش صدر بھی رومانیہ پہنچ گئے۔

—— لندن ۹ ارستمبر۔ پولینڈ کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ پولینڈ میں ابھی تک لڑائی جاری ہے۔ جنرل بعض مقامات پر سر توڑ مقابلہ کر رہے ہیں امید ہے کہ عنقریب وہ جنگ جدال کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔

—— لندن ۹ ارستمبر۔ آج عصر کے وقت ہرسٹلر ... [illegible]

—— لندن ۹ ارستمبر۔ آج سرکاری طور پر برطانیہ کے اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ وہ آخر دم تک جنگ جاری رکھیگا۔

—— لندن ۹ ارستمبر۔ آج دو اور برطانوی جہاز جرمن آبدوزوں نے غرق کر دیئے۔

—— لندن ۸ ارستمبر۔ ڈیوک آف ونڈسر عنقریب میدان جنگ کو روانہ ہونگے۔

—— پیرس ۹ ارستمبر۔ مغربی محاذ کے متعلق تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی فوجیں سیگفرید لائن پر پہنچ گئی ہیں۔ اتحادی طیاروں نے نہایت کامیابی کے ساتھ جرمن علاقے پر پرواز کی۔

—— پیرس ۹ ارستمبر۔ حکومت فرانس کا ایک فوجی بلیٹن مظہر ہے کہ گذشتہ شب دشمن نے سار کے مشرق سے معمولی سا حملہ کیا لیکن ناکام رہا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ جرمن فوجیں مشرقی محاذ سے مغربی محاذ کی طرف دھڑا دھڑ آ رہی ہیں وہ فرانسیسی فوجوں پر مسلسل گولہ باری کر رہی ہیں۔ چونکہ فرانسیسی فوجیں بلند جگہ پر ہیں اس لئے یہ گولہ باری موثر ثابت نہیں ہو رہی ہے۔

—— پیرس ۹ ارستمبر۔ فرانسیسی فوجیں سیوالٹ جنگل میں پوری طرح قابض ہو چکی ہیں اور اس جگہ انہوں نے اپنی پوزیشن مستحکم کر لی ہو۔ اب وہ آئندہ ... کیلئے حالات کا جائزہ لیتے اور ایک موثر سکیم بنانے میں مصروف ہیں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ترجمان

پیغام صلح

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر ... دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۷ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطابق ۱۱ شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۹ء — نمبر ۵۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعا اور علاج

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ کسی مرض کے متعلق ڈاکٹروں اور طبیبوں کے ہاتھ میں کوئی ایسی دوا نہیں جس پر دعویٰ کر سکیں کہ وہ قضا و قدر کے ساتھ پوری لڑائی کر کے تمام قسم کی طبائع کو ضرور کسی مرض سے حکماً نجات دیدیگی بلکہ ہمارا الیقین ہے کہ اب تک طبیبوں کو ایسی دوا میسر ہی نہیں آئی اور نہ آسکتی ہے کہ جو حکماً ہر ایک طبیعت اور عمر اور ہر ایک ملک کے آدمی کو مفید پڑے اور ہرگز خطا نہ جائے۔ لہذا باوجود تدبیر کے بہرحال دعا کا خانہ خالی ہے . . . . پھر جبکہ قانون قدرت ہی ثابت رہا ہے کہ علم طب ظنی ہے اور تمام تدابیر اور معالجات بھی ظنی تو اس صورت میں کس قدر بدنصیبی ہے کہ ایسے ظنیات پر بھروسہ کر کے مبدء فیض اور رحمت سے بذریعہ دعا طلب فضل نہ کیا جائے۔ دعا سے ہم کیا چاہتے ہیں؟ یہی تو چاہتے ہیں کہ وہ عالم الغیب جس کو اصل حقیقت مرض کی بھی معلوم ہے اور دوا بھی معلوم ہے وہ ہماری دستگیری فرماوے اور چاہے تو وہ دوائیں ہمارے لئے میسر کرے جو نافع ہوں اور یا اپنے فضل و کرم سے وہ دن ہی ہم کو نہ دکھلاوے کہ ہمیں دواؤں اور طبیبوں کی حاجت پڑے۔ کیا اس میں شک ہے کہ ایک اعلیٰ ذات تمام طاقتوں والی موجود ہے جس کے ارادہ اور حکم سے ہم جیتے اور مرتے ہیں اور جس طرف اس کا ارادہ جھکتا ہے تمام نظام زمین و آسمان کا اسی طرف جھک جاتا ہے اگر وہ چاہتا ہے کہ کسی ملک کی حالت صحت کسی وقت عمدہ ہو تو ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے پانی اس ملک کا ہر ایک عفونت سے محفوظ رہے اور ہوا میں کوئی تغیر غیر طبعی پیدا نہ ہو اور غذائیں صالح میسر آویں اور دوسرے تمام مخفی اسباب کیا ارضی اور کیا سماوی جو مضر صحت ہیں ظہور اور بروز نہ کریں +

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں ... خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ ... طے پایا تھا حضرت ممدوح انشاء اللہ یکم اکتوبر کو ... شب کی گاڑی سے لاہور تشریف لائیں گے ... کو سات بجے شام کی گاڑی سے تشریف آوری کا ارادہ ... اس کے مطابق گذشتہ اشاعت میں اعلان بھی کر دیا ... لعد میں یہ تبدیلی عمل میں آئی احباب نوٹ فرمالیں ...

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی انشاء اللہ ... امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ہی تشریف لائیں گے ... ان سے خط و کتابت کا پتہ مندرجہ ذیل ہوگا۔
مسلم ٹاؤن - اچھرہ - لاہور

—— حضرت مولانا صدر الدین صاحب بھی ... واپس لاہور تشریف لے آئیں گے۔

—— مسلم ہائی سکول لاہور ۲۵ ستمبر کو موسم گرما کی ... ختم ہونے پر کھل گیا ہے۔ پڑھائی باقاعدہ شروع ...

—— جناب ... صاحب ... اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے بھائی ... انتقال ہو گیا۔ ... انا للہ ... مرحوم ... رکھتے تھے اور نہایت نیک اور دیندار آدمی تھے ... اپنی یادگار چھوڑے ہیں ... ان کے معزز خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی ... تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے ... ان کے یتیم بچوں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ...

ہم کون ہیں؟
اور ہمارے فرائض کیا ہیں؟

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

۳

برادران محترم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

میں نے پچھلے خط میں یہ ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ایک عظیم الشان روحانی جنگ کا نظارہ دکھایا۔ جو تمام مسلمانوں کی نظر سے مخفی تھا کہ کفر اور اسلام اور بالخصوص مسیحیت اور اسلام میں ایک جنگ ظاہری تیر و تفنگ سے نہیں بلکہ پروپاگنڈا کے رنگ میں ہو رہی ہے۔ جس میں مسیحیت کے ساتھ افواج اور سامان کی کوئی انتہا نہیں اور اسلام انتہا درجہ کی بیکسی اور کس مپرسی کی حالت میں ہے اور ساتھ ہی آپ پر یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ بموجب وعدۂ الٰہی جو تیرہ سو سال پیشتر قرآن کریم میں دیا گیا تھا۔ اس جنگ میں آخری غلبہ اسلام کے لئے ہے۔ اس مقابلہ کے لئے آپ نے وہ جماعت تیار کی۔ جو جماعت احمدیہ کہلاتی ہے اور اس جماعت کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ قرآن کے جھنڈے کو دنیا میں بلند کرے اور کفر اور دجالیت کی ساری طاقتوں کا مقابلہ کرتی ہوئی قدم آگے بڑھاتی چلی جائے۔ کیونکہ اگر اس مقابلہ میں ایک طرف دنیا کے سارے سامان اور مادیت کی ساری طاقتیں ہیں تو دوسری طرف روحانیت کی وہ زبردست طاقت ہے جو تمام مادی طاقتوں کو پاش پاش کر سکتی ہے۔ پس اس بات کو کہ ہم کون ہیں۔ ہم اسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب ہمیں اس بات کا کامل احساس ہو کہ ہم فی الواقع ایک میدان جنگ میں کھڑے ہیں جس میں کفر کی طاقتیں اپنی پوری قوت کے ساتھ جمع ہیں اور ہم نے ان کا مقابلہ کرتے ہوئے قرآن کریم کے جھنڈے کو جو ہمارے ہاتھ میں دیا گیا ہے آگے لے جانا اور دنیا کی تمام بستیوں حتیٰ کہ دجالیت کے مرکزوں میں نصب کرنا ہے۔

جنگ میں کامیابی کے لئے لازمی شرط

جب کسی قوم کو جنگ پیش آتی ہے تو کامیابی کی وہ اُسی صورت میں متوقع ہو سکتی ہے کہ اس کی تمام تر توجہ جنگ پر ہو اور اس کے دوسرے تمام مشاغل ایک ثانوی حیثیت اختیار کر لیں۔ گذشتہ عالمگیر جنگ کا نظارہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کس طرح ان تمام قوموں نے جو اس جنگ میں شامل تھیں۔ اپنے تمام علمی اور تجارتی اور دیگر اشغال کو بھلا کر اپنی ساری توجہ فوجوں کی بھرتی اور اسلحہ اور سامان کی تیاری پر لگا دی۔ اور آج پھر ہم یہی نظارہ دیکھ رہے ہیں کہ وہی تہذیب جو کل تک صنعت اور علم اور تجارت وغیرہ کی ترقی میں مصروف تھی۔ آج ان سامانوں کے تیار کرنے میں مصروف ہے جو انسانوں اور بستیوں اور شہروں کو برباد کر کے زمین کے ساتھ لا دیں اور ان تمام اقوام کے دماغوں پر آج ایک ہی خیال مسلط ہے کہ کس طرح جنگ میں کامیابی حاصل کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ خیالات میں انقلاب پیدا کرنا چاہتے تھے

حضرت مسیح موعودؑ اس قسم کا انقلاب ان لوگوں کے خیالات میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جن کو آپ نے اس روحانی جنگ کے لئے تیار کرنا تھا۔ جس کا نظارہ آپ کو دکھایا گیا تھا۔ اسی لئے آپ نے ایسے لوگوں کے لئے اپنی بیعت کو ضروری ٹھہرایا اور اس بیعت میں یہ زبردست اقرار لیا کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

اس اقرار کا مطلب صاف الفاظ میں یہی تھا۔ کہ اس دنیا کے کاموں کی نسبت ہمارے خیالات پر خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا تسلط زیادہ ہوگا۔ جتھہ۔ مال۔ دولت۔ حکومت یہ سب دنیا کے مختلف رنگ ہیں اور جو لوگ اس دنیا میں اپنی ذاتی اغراض سے کسی قدر بلند ہوتے ہیں اور صرف اپنی ذات کے لئے مال اور جائداد کا حاصل کرنا ان کی غرض نہیں ہوتا۔ ان کا انہماک بھی انہی خیالات میں ہوتا ہے کہ کس طرح ان کا جتھہ ترقی کرے یا کس طرح وہ اپنی قوم یا دوسری اقوام پر حکومت حاصل کریں۔

اس اقرار کا مقصد

تو ہم سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیکر ہمیں یہ سمجھایا گیا تھا کہ ہمارے خیالات پر خدمت دین اور تبلیغ دین کا خیال غالب ہو۔ ہمارا انہماک ان باتوں میں ہو کہ خدا کا دین کس طرح دنیا میں غالب ہو۔ قرآن کریم کو کس طرح دنیا کی قوموں تک پہنچائیں۔ خدا کے نام کو کس طرح کفرستانوں میں بلند کریں۔ حق کا پیغام کس طرح ان لوگوں کو پہنچائیں جنہیں یہ اب تک نہیں پہنچا۔ یہ اقرار اس لئے لیا گیا تھا کہ جس طرح ایک جنگ کرنیوالی قوم کو سب سے بڑھکر یہ فکر ہوتا ہے کہ کس طرح جنگ میں کامیابی حاصل کرے۔ ہمیں سب سے بڑھ کر یہ فکر ہونا چاہئے کہ کس طرح کفر کی افواج کا مقابلہ کریں کس طرح دجالیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکیں۔ کونسے ہتھیار اس مقابلہ کے لئے ہمارے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔ کس طرح پیغام حق کو دنیا میں پہنچائیں اور اس وعدہ الٰہی کو پورا کرنے کا ذریعہ بنیں جو اسلام کے تمام ادیان پر غالب آنے کے متعلق قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کی دو بھاری غلطیاں

حضرت مسیح موعودؑ کو جہاں دجالیت اور اسلام کی . . روحانی جنگ کا نظارہ دکھایا گیا یہ بھی آپ پر کھولا گیا کہ جہاد کے مفہوم کو صرف جہاد بالسیف تک محدود کرنا اور پھر یہ خیال کرنا کہ جہاد بالسیف تبلیغ اسلام کے لئے تھا۔ مسلمانوں کی دو بڑی بھاری غلطیاں ہیں۔ قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ دو جہادوں کا ذکر ہے۔ ایک **جہاد بالقرآن** اور دوسرا **جہاد بالسیف**۔ جہاد بالقرآن پر ابتدا سے ہی زور دیا گیا۔ اور یہی وہ جہاد تھا۔ جو تبلیغ اسلام کا ذریعہ تھا۔ یعنی قرآن کریم دوسروں کو پہنچانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کرنا۔ اس کی ضرورت پہلے دن سے ہی پیش آگئی تھی اور اس جہاد کے فرض سے کوئی مسلمان خواہ کسی ملک میں ہو کسی حکومت کے ماتحت [illegible] کبھی آزاد نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس جہاد کو [illegible] کہا ہے۔ وجاهدهم به جهادا [illegible] کی ضرورت اس وقت پیش آئی۔ جب [illegible] نابود کرنے کے لئے تلوار اٹھائی اور جہاد بالقرآن [illegible] کا پیدا کشی حق تھا تلوار سے روکنا چاہا۔ اسی لئے یہ [illegible] بھی تھا۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم [illegible] کرتے ہوئے بھی جہاد بالقرآن کا حکم قائم تھا۔ کیونکہ [illegible] نازل ہوتے ہی اول المسلمین صلعم اور ہر مسلمان پر لازم [illegible] مگر جہاد بالسیف کا حکم تیرہ سال بعد نازل ہوا۔ اور [illegible] کے ساتھ مشروط کیا گیا

مجدد وقت نے اپنی جماعت کو جہاد بالقرآن کیلئے تیار کیا

مسلمانوں نے جہاد بالقرآن کو جو ابتدائی زمانہ [illegible] کی کامیابی کا اصل راز تھا بھلا دیا اور جہاد بالسیف کو [illegible] کا ذریعہ سمجھ لیا۔ اس غلطی کو اس صدی کے مجدد کے ذریعے [illegible] کیا گیا۔ اور آپ نے اپنی جماعت کو اس جہاد بالقرآن کے لئے تیار کیا

دو یاد رکھنے والی باتیں

پس ان دو باتوں کو ہمیں بھولنا نہ چاہئے۔ ایک یہ کہ ہمیں ایک جنگ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ ہمارا جہاد جہاد بالقرآن ہے۔ ہماری جماعت کا ایک ایک فرد اس میدان جنگ کا ایک مرد مجاہد ہے ایک سپاہی ہے خواہ وہ مرد ہے یا عورت بوڑھا ہے یا جوان۔ دولتمند ہے یا غریب۔ کارخانوں کا مالک ہے یا نوکری اٹھاتا ہے۔ حاکم اعلیٰ ہے یا چپڑاسی۔ ہم کتنے ہی [illegible] ہوں۔ اگر ہم اپنی اس حیثیت کو پہچان لیں اور ہر ایک آدمی اس [illegible] کو دل سے نکال دے کہ میں اس میدان جنگ کا سپاہی اس لئے نہیں بن سکتا کہ میں بڑا آدمی ہوں مجھے اور بہت مصروفیتیں [illegible] میرے دنیوی کاروبار بہت توجہ کو چاہتے ہیں اور چھوٹا اس [illegible] کو دل سے نکال دے کہ میں کہاں اس قابل ہوں کہ اس عظیم الشان جنگ میں ایک سپاہی بن سکوں تو ہماری موجودہ جماعت [illegible] دو چند نہیں دہ چند بلکہ اس سے بھی زیادہ کام کر سکتی ہے۔ [illegible] میدان کا سپاہی بننے کے لئے صرف اسی بات کی ضرورت [illegible] نہیں کہ آپ کے چندہ ہیں سے اس کام کو قوت ملے [illegible] ہے اور نہایت ضروری ہے۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر اس بات کی [illegible] ہے کہ آپ اپنا پورا دل اور پوری توجہ اس کام کے لئے [illegible] لوگ تارک الدنیا نہیں۔ آپ بے شک ملازمت کریں۔ تجارت کریں۔ کارخانے بنائیں۔ زمینوں کا انتظام کریں یا انہیں کاشت کریں۔ مگر ان سب کاموں کے اندر ہر وقت آپ کے دل اور دماغ پر اس خیال کا تسلط ہو کہ میں کن کن ذریعوں سے [illegible] دوسروں کو پہنچا سکتا ہوں۔ کس طرح قرآن کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں کس طرح اعلائے کلمۃ الحق کر سکتا ہوں۔

سید تصدق حسین صاحب کی ڈائری کا ایک ورق

آپ کس طرح یہ کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے میں آپ کو اپنے نہایت ہی مخلص دوست اور ایک زبردست مجاہد سید تصدق حسین صاحب کی ڈائری کی طرف توجہ دلاتا ہوں مجھے یہ علم تھا کہ سید صاحب موصوف خدمت اسلام کے لئے بڑا جوش رکھتے ہیں اور کوئی تحریک نہیں ہوتی جس کو کامیاب کرنے کے لئے وہ اپنی پوری قوت صرف نہیں کرتے۔ لیکن جب میں نے ان کی ڈائری کا ایک ورق اخبار "پیغام صلح" میں پڑھا اور [illegible] مئی گذشتہ کا واقعہ ہے تو میرے دل میں اسی وقت یہ [illegible]

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

۱۔ سلسلہ کیلئے ۸ ستمبر ۳۹ء کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں۔

ڈکٹیٹروں کی حریصانہ منفعت جوئیاں اور زر پرستیاں

ہٹلر اور اُسکے رفقاء کے متعلق چند سبق آموز انکشافات

قبل ازیں ان صفحات میں اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کیا جا چکا ہے کہ آمریت یعنی ڈکٹیٹر شپ ایک نہایت غلط، مخدوش، نقصان رساں اور ظالمانہ طریق حکومت ہے اسکے نقائص اس کے فوائد کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں۔ ڈکٹیٹر قوم کے اندر عارضی طور پر ایک مجنونانہ جوش و ولولہ ضرور پیدا کر دیتا ہے جس کا ردعمل بہت ہی مایوس کن اور خوفناک ہوتا ہے۔ لیکن آزادی ضمیر، آزادی رائے اور نسلوں کے اخلاقی و روحانی اور دماغی نشو ونما کے لئے آمریت سم قاتل ہے ——— ڈکٹیٹر کا پیدا کیا ہوا جوش و ولولہ ایک ہولناک و جانسوز شعلہ کی مانند ہوتا ہے جو دوسروں کو ضرور جلا ڈالتا اور بھسم کر دیتا ہے لیکن اس کا اپنا انجام بھی خاکستر کے سواء اور کچھ نہیں ہوتا جسے انقلاب کی ہوا کے تند اور ہر ادھر بکھیر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام ڈکٹیٹر شپ کی بجائے حقیقی و صالح جمہوریت کا حامی و علمبردار ہے۔

یورپ کے چند ڈکٹیٹروں کے عارضی اثر و عروج کی شہرت نے ہمارے ملک کے بعض نوجوانوں کی آنکھوں کو بھی چندھیا دیا اور وہ آمریت کے ناقص پیتل کو زر خالص سمجھنے لگے اور اندھا دھند ڈکٹیٹری کی حمایت و تقلید میں مصروف ہو گئے۔ لیکن یورپ کے ایک ڈکٹیٹر نے حبشہ و البانیہ پر جو ظلم کیا اور آجکل دوسرا ڈکٹیٹر ہٹلر تیسرے ڈکٹیٹر سٹالن سے مل کر پولینڈ میں جس وحشت و بربریت کا ثبوت دے رہا ہے وہ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ آمریت اور آجکل کے ڈکٹیٹر انسانیت اور امن عالم کے لئے ایک خطرۂ عظیم ہیں۔

ڈکٹیٹروں کے عارضی اثر و اقتدار کے بعد جس چیز نے لوگوں کو سب سے زیادہ آمریت کا مداح و موئید بنایا وہ ان ڈکٹیٹروں کے ایثار، سادگی اور اخلاص کے فرضی افسانے تھے۔ مشہور تھا کہ یہ ڈکٹیٹر نہایت معمولی تنخواہیں یا گذارے لیتے ہیں۔ انہوں نے ملک و قوم پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے، اور ان کے دل میں حب قوم و ملک اس قدر سمائی ہوئی ہے کہ اور کسی چیز کے لئے اس میں گنجائش ہی باقی نہیں لیکن حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں یہ افسانے بالکل فرضی اور غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ یورپ کے ڈکٹیٹر دنیا کو دھوکا دینے کے لئے ظاہرا برائے نام تنخواہیں اور گذارے لیتے ہیں لیکن دوسرے نامناسب طریقوں سے وہ خوب اچھی طرح سے اپنی جیبیں بھرتے ہیں اور قوم کے روپے کو نہایت بے دردی سے لوٹتے اور لٹاتے ہیں۔ ان کے اخراجات بالعموم شاہانہ ہیں۔ بنکوں میں ان کا بیشمار روپیہ جمع ہے یا مختلف تجارتوں میں انہوں نے بڑی بڑی رقمیں لگا رکھی ہیں۔ اصل میں حکمران کے لئے جائز احتساب ضروری ہے۔ یہی چیز ہے جس کے ذریعہ اس کو راہ راست پر رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن ڈکٹیٹر احتساب سے اپنے آپ کو بالکل بالا سمجھتے ہیں۔ وہ جناب خلیفہ قادیان کی طرح اپنے کسی پیرو کو اعتراض و تنقید کی اجازت ہی نہیں دیتے۔ اس صورت میں اگر وہ حرص و ظلم اور خود پسندی کی طرف مائل ہو جائیں تو یہ ایک قدرتی اور لازمی بات ہے ——— ممکن ہے کہ دنیا کی ساری تاریخ میں سے چند ڈکٹیٹر ایسے پیش کئے جا سکتے ہوں جنہوں نے اقتدار کے باوجود حرص و ظلم اور عیش پرستی سے اپنا دامن بچایا ہو لیکن تاریخ ایسے بہت سے مطلق العنان بادشاہ بھی پیش کر سکتی ہے جنہوں نے کامل اقتدار زبردست طاقت رکھنے کے باوجود فقیروں کی طرح زندگی بسر کی تو کیا پھر ان کی وجہ سے مطلق العنان بادشاہت کی تعریف اور اس کو اختیار و گوارا کیا جا سکتا ہے؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر چند بے طمع ڈکٹیٹروں کی مثالیں آمریت کو کس طرح قابل قبول اور مفید طریق حکومت ثابت کر سکتی ہیں؟

موجودہ ڈکٹیٹروں میں سے سب سے زیادہ شہرت ہٹلر کی ہے اس کے ایثار و سادگی کے افسانے بھی بہت مشہور ہیں۔ جرمنی کے چانسلر کی حیثیت سے اس کو قریباً چالیس ہزار پونڈ سالانہ [illegible] تھی لیکن جب حکومت پر اس کا پوری طرح قبضہ ہو گیا تو اس نے [illegible] کر تنخواہ لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے اپنی کتابوں سے جو [illegible] حاصل ہوتی ہے وہ میرے مصارف کے لئے کافی ہے [illegible] اس پر آمریت پسند اصحاب نے خوب تعریف و تحسین کی اور دنیا [illegible] کی بے غرضی سے بہت متاثر ہوئی۔ حالانکہ ہٹلر کی کتابوں کی [illegible] کی وجہ محض اس کی ڈکٹیٹری اور حاکمانہ اثر و شہرت ہے [illegible] صرف اس کا اندازہ ہے کہ اس نے اپنی صرف ایک کتاب "مین کمف" (میری جدوجہد) سے کم از کم دس لاکھ پونڈ کمائے ہیں۔ کتابوں کی فروخت سے ہٹلر کو جو روپیہ حاصل ہوتا ہے اسے وہ مختلف تجارتوں میں لگا دیتا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ اس نے اپنی کتابوں کی اشاعت کو ترقی دینے کیلئے ملکی سیاسی حربے بھی استعمال کئے ہیں۔ مثلاً جرمنی میں اسکی کتاب "مین کمف" کا کوئی مستعمل نسخہ . . فروخت نہیں ہو سکتا اگر کسی کتب فروش کی دکان پر کوئی مستعمل نسخہ مل جائے تو اسے فوراً یہودی قرار دے کر اس سے وہی [illegible] سلوک کیا جاتا ہے کہ جو اکثر "قانون شکن" یہودیوں سے کیا جاتا ہے واضح رہے یہ حکم صرف ہٹلر کی کتاب کی فروخت کیلئے ہے ورنہ دوسرے تمام مصنفین کی کتابیں سیکنڈ ہینڈ بھی فروخت ہوتی ہیں۔ ان کیلئے اس قسم کی کوئی پابندی نہیں [illegible] محض اس حکم یا "قانون" کی بدولت ہٹلر کی آمدنی میں ہزاروں پونڈ سالانہ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

جرمنی میں جب کسی شخص کی شادی ہوتی ہے تو اسے "مین کمف" کا ایک نسخہ ہٹلر کی طرف سے بطور تحفہ دیا جاتا ہے لیکن اس تحفہ کی زر قیمت ہٹلر کی زر طلب آمرانہ جیب سے نہیں [illegible] بلکہ اسکی قیمت حکومت کے خزانے سے ادا کی جاتی ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ہٹلر سرکاری خزانے سے ایک پائی بھی نہیں لیتا مفت میں دن رات کام کرتا ہے [illegible] کتابوں کی آمدنی پر اسکا گذارہ ہے لیکن صرف انہی دو مذکورہ بالا تدبیروں سے ہر سال قریباً دو لاکھ پونڈ جرمنی کے خزانہ اور جرمن قوم کی جیبوں سے نکال [illegible] ان کی آمدنی اور فراہمی زر کا یہ صرف ایک "ڈپلومیٹک" طریق ہے اسکے علاوہ [illegible] دوسرے حیلوں اور بہانوں سے بڑی بڑی رقمیں اینٹھتا ہے۔ اسوقت اسکی دولت بے اندازہ ہو چکی ہے۔

اس لوٹ کیساتھ مزہ کی یہ بات ہے کہ ہٹلر کے تمام شاہانہ اخراجات سرکاری [illegible] سے ادا کئے جاتے ہیں ضروریات زندگی اور عیش و تفریح پر اسے اپنی گرہ سے ایک [illegible] بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ اسکے ذاتی مصارف جو سرکاری خزانے سے ادا [illegible] جاتے ہیں وہ بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

صرف ہٹلر ہی نہیں بلکہ اسکے رفقا بھی اسی قسم کی ترکیبوں سے اپنی جیبیں بھر رہے ہیں۔ بظاہر انکی تنخواہیں معمولی ہیں تاکہ انکی سادگی اور ایثار کا پروپیگنڈا ہو سکے لیکن دوسرے ذرائع سے وہ قوم کو جی بھر کر لوٹ رہے ہیں حال ہی میں امریکہ کے ایک ذمہ دار اخبار نے کامل تحقیقات کے بعد یہ اطلاع شائع کی ہے کہ ہٹلر کے ساتھیوں نے جنوبی امریکہ، جاپان، فن لینڈ، لکسمبرگ، سویزرلینڈ، ہالینڈ، مصر [illegible] اور بیمہ کمپنیوں میں بہت سا روپیہ جمع کر رکھا ہے جسکی میزان ستر لاکھ پونڈ کے قریب ہوتی ہے۔ ان میں سے چند اشخاص کی رقوم کی مندرجہ ذیل تفصیل بھی انہوں نے شائع کر دی ہے:

ربن ٹراپ ——— [illegible]۴۳۰۰۰
ڈاکٹر گوئبلز ——— [illegible]۹۲۰۰۰
جنرل گورنگ ——— [illegible]
ہمیلر ——— [illegible]
ہیس ——— [illegible]۵۰۰۰۰
ڈاکٹر لے ——— [illegible]۴۷۸۰۰۰

ان لوگوں کی تنخواہیں محدود اور اسکے مقابلہ میں اخراجات معقول ہیں جرمنی کا معیار زندگی یورپ کے اکثر ممالک سے بلند ہے اسکے باوجود اتنی بڑی بڑی رقموں کا جمع ہونا بجز رشوت ستانی اور استحصال بالجبر کے بغیر یقیناً ناممکن [illegible] ہٹلر اور اس کے ساتھیوں کی زر پرستی اور حریصانہ منفعت جوئی اور ڈکٹیٹری کی [illegible]

اکا ناقابل تردید شاہد ہیں۔ ان سے ان کے ایثار، بے طمعی اور بے غرضی کا پرفریب پردہ چاک ہو جاتا ہے۔

ڈکٹیٹروں میں ہٹلر کے بعد مسولینی کا شمار ہے۔ تنخواہ وہ صرف ڈیڑھ ہزار پونڈ سالانہ لیتا ہے اور اسکی زندگی بظاہر سادہ ہے لیکن ہٹلر کی طرح وہ بھی دوسرے طریقوں سے بیشمار روپیہ کما لیتا ہے "پیپولو دی اطالیہ" اٹلی کا مشہور اخبار اسکی ذاتی ملکیت ہے۔ اسکی غیر معمولی اشاعت کی سب سے بڑی وجہ مسولینی کی حاکمانہ حیثیت ہے وہ اپنے حاکمانہ اقتدار کو اسکی توسیع اشاعت کیلئے بیدریغ استعمال کرتا رہا ہے۔ سرکاری اطلاعات سب سے اول اسی اخبار کو ملتی ہیں اور جب تک وہ اسمیں شائع نہ ہولیں کوئی دوسرا اخبار انہیں چھاپ نہیں سکتا، اس طرح بیشمار انسان ضرورت یا شوق کی وجہ سے اس اخبار کو خریدنے پر مجبور ہیں۔ مسولینی کے ذاتی مصارف بھی دوسرے ڈکٹیٹروں کی طرح سرکاری خزانے سے ادا کئے جاتے ہیں۔ وہ ابتک بہت زیادہ روپیہ جمع کر چکا ہے

روس کا ڈکٹیٹر سٹالن بھی بظاہر معمولی اور غالباً سب یورپین ڈکٹیٹروں سے کم تنخواہ لیتا ہے لیکن اسکی ذاتی ضروریات اور حفاظت پر بیشمار روپیہ اندھا دھند خرچ ہوتا ہے سٹالن اور اسکے رفقاء کو [illegible] اکی عقائد کی پابندی نے بنکوں میں روپیہ جمع کرانے سے روک رکھا ہوگا ورنہ وہ اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے اور ممکن ہے انہوں نے بھی بیشمار روپیہ جمع کر کے دوسرے طریقوں سے محفوظ رکھا ہو۔

بادشاہوں کی فضول خرچیوں اور وسیع مصارف سے دنیا بیزار ہو چکی ہے مطلق العنان بادشاہت کی جگہ یورپ نے ایک ناقص قسم کی جمہوریت کو دی۔ ہم یورپ امریکہ کے بعض صدروں کے شاہانہ مصارف کی تفصیل وقتاً فوقتاً ان صفحات میں بیان کرتے رہے ہیں جمہوریت کے بعد یورپ نے ڈکٹیٹر شپ نکالی۔ ڈکٹیٹروں کا نامۂ اعمال آپ کے سامنے ہے۔ یورپ کی جمہوریت اور آمریت دونوں کا دعوےٰ "جمہور کی حکومت جمہور کے لئے" ہے لیکن ان کے اعمال کی کیفیت اور کچھ ہے ان حالات کا موازنہ ذرا خلفائے راشدین کے حالات سے کرو خلیفہ صرف چند درہم روزانہ بیت المال سے لیتا ہے اور دن رات قوم کیلئے کام کرتا ہے۔ مقررہ خرچ کے علاوہ اس کو بلا اجازت کوئی چیز بیت المال سے لینے کا اختیار نہیں ہے۔ ہر شخص اس پر اعتراض و سوال کر سکتا ہے اور وہ جواب دینے اور اپنی پوزیشن صاف کرنے کا پابند ہے۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ سرکاری ملازمین میں سے کسی کے پاس دولت جمع ہو گئی ہے تو پھر فی الفور احتساب تحقیقات کرتا ہے کہ اس نے ناجائز ذرائع سے تو روپیہ جمع نہیں کر لیا ہے، اور جو سرکاری ملازمین یا دوسرے لوگ جائز ذرائع سے بھی روپیہ جمع کرتے ہیں ان کیلئے بھی زکوٰۃ کا خدائی ٹیکس موجود ہے لیکن یورپ کے ڈکٹیٹر اور غالباً بعض جمہوریتوں کے صدر بھی مختلف ناجائز ذرائع سے دولت لوٹتے ہیں اور خاموشی کیساتھ اسے بنکوں میں جمع کرا دیتے ہیں یا تجارتوں میں لگا دیتے ہیں عیش و عشرت کی زندگیاں بسر کرتے ہیں۔ قوم کا روپیہ بیدردی سے ذاتی ضروریات پر صرف کرتے ہیں سرکاری خزانوں سے طرح طرح کے شوق پورے کرتے ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں زبان ہلاتے ہی سر قلم کر دیا جاتا ہے۔

آمریت اور مطلق العنان بادشاہت قوم کو برباد و پامال کر دیتی ہے۔ انکی حکومت میں عوام کی حیثیت بے جان پتلیوں کی طرح ہوتی ہے جن کا فرض اشاروں پر رقص کرنا ہوتا ہے۔ یورپ کی جمہوریت بھی کوئی اچھے نتائج ظاہر نہیں کر سکی۔ اسلئے ہم پھر کہتے ہیں کہ صحیح طریق حکومت اسلامی جمہوریت ہی ہے۔ جو تجربہ و آزمائش کی منزل سے گذر کر پورے طور پر کامیاب ہو چکی ہے، اس کی حیثیت صرف ایک خوشنما و دلفریب نظریہ ہی نہیں بلکہ ایک قابل اعتماد کامیاب تجربہ کی ہے تاریخ عالم میں اس کی کامیابی اور مصلحانہ قابلیت کے ایسے درخشاں نقوش موجود ہیں جن پر چل کر آج بھی اولاد آدم کا درماندہ قافلہ منزل کامرانی و امن پر پہنچ سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ دنیا کی قوموں کو اس نسخۂ فلاح کو اختیار کرنے کی توفیق دے +

پیغام صلح کی توسیع اشاعت ہر ایک احمدی کا فرض ہو

شذرات

"پیغام صلح" کی مشکلات اور احباب کا فرض

"پیغام صلح" کی مالی مشکلات پہلے ہی کم نہ تھیں۔ لیکن جنگ کی وجہ سے ان میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ہم گذشتہ اشاعتوں میں بھی ذکر کر چکے ہیں۔ اخباری کاغذ کی قیمت چند روز میں دگنی کے قریب ہو گئی ہے۔ ملک میں اس کاغذ کا سٹاک تیزی کے ساتھ ختم ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں یہ کاغذ فی الحال تیار نہیں کیا جا سکتا اس لئے اندیشہ ہے کہ کہیں اخبار بھی رسائل کا بڑھیا قیمتی کاغذ لگانے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ علاوہ ازیں اخبار کے دیگر مصارف میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے اخبار کے اخراجات جنگ سے قبل ہی آمد سے زیادہ تھے کیونکہ ہم نے اپنے اصول اور جماعت کے وقار کی خاطر بہت سے ایسے ذرائع آمد (مثلاً منافی اخلاق اشتہارات) اپنے اوپر پہلے ہی بند کر رکھے ہیں۔ جو دینی و اخلاقی لحاظ سے قابل اعتراض یا مشکوک ہیں۔ اب تو اس ناگہانی گرانی نے اخبار کے اخراجات کو ناقابل برداشت حد تک بڑھا دیا ہے۔ لیکن اگر احباب جماعت اپنے فرائض کا صحیح احساس اور پوری کوشش کریں۔ تو گرانی کے باوجود آمد و خرچ میں توازن قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق ہم چند تجاویز عرض کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) پیغام صلح کے تمام بقایا جات علی الفور جلد ادا کر دیئے جائیں۔ اس بارہ میں اب تاخیر و التواء سے مطلق کام نہ لیا جائے

(۲) جن دوستوں کا چندہ اخبار ختم ہو چکا ہے یا عنقریب ہونیوالا ہے وہ بلا توقف [illegible] آگاہ فرمائیں۔

(۳) جن دوستوں کی خدمت میں وی۔ پی ارسال ہو چکے ہیں وہ لازمی طور پر انہیں وصول کر لیں۔

(۴) اخبار کے لئے ہر ایک دوست جدید خریدار مہیا کرنے کی انتہائی کوشش کرے۔

قوموں کو مشکلات بھی پیش آیا کرتی ہیں۔ لیکن زندہ اور باہمت قومیں ان کو خاطر میں نہ لا کر ایثار و کوشش کے ساتھ اپنے کام اور سفر کو جاری رکھا کرتی ہیں —— پیغام صلح قوم کی آواز ہے حالات زمانہ نے اگر اس کے لئے چند مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ تو ہماری قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی قربانی سے انہیں دور کر دے کیونکہ غیور اور فرض شناس قوموں کا شیوہ یہی ہے۔

قومی زندگی میں اخبارات کا درجہ

موجودہ زمانہ میں اخبارات قومی زندگی کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ کیونکہ یہ قوم میں تنظیم یکجہتی اور بیداری پیدا کرنے کا ایک آسان اور موثر ذریعہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل تمام ممالک اور قومیں اپنے اخبارات کو بہتر و مفید بنانے اور اپنے پریس کو مضبوط کرنے کی طرف بہت زیادہ توجہ کر رہی ہیں۔ زندہ اور صاحب [illegible] قومیں انتہائی مشکلات اور پریشان کن حالات میں بھی اپنے اخبارات کی سرپرستی کو ترک نہیں کرتیں۔ پولینڈ پر اس مہینہ میں جو آفت آئی اور وہاں جرمن اور روسی فوجوں نے جو ہولناک مظالم برپا کئے۔ اس کی تفصیل آپ کو پیغام صلح اور دیگر اخبارات سے معلوم ہوتی ہوگی۔ اس کو پڑھ کر انسان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ تازہ اطلاع یہ ہے کہ سردست وارسا پایۂ تخت پولینڈ پر جرمن افواج انتہائی کوشش کے باوجود قابض نہیں ہو سکیں۔ اس مقام پر زبردست لڑائی جاری ہے جرمن طیارے متواتر بمباری کر رہے ہیں۔ توپخانہ گولے برسا رہا ہے ہزاروں آدمی ہلاک اور بے شمار مکانات مسمار ہو چکے ہیں جن میں سینکڑوں تاریخی عمارتیں بھی شامل ہیں۔ اس سے آپ وارسا کی قیامت خیز صورت حالات اور وہاں کے باشندوں کی بیچارگی بے بسی اور قلت ذرائع کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں لیکن اس حالت میں بھی وہاں اخبارات شائع ہو رہے ہیں اور اخبار فروش ایک ایک صفحہ کے ضمیمے باقاعدگی سے فروخت کرتے نظر آتے ہیں۔ کاش ہماری جماعت کے افراد مصیبت زدہ لیکن زندہ پول قوم کی اس قابل تعریف مثال سے سمجھ سکیں۔ اخبارات قومی زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں ہر ایک قوم جو زندہ رہنا اور کامیابی درجات سے اس کا زمانہ میں حصہ لینا چاہتی ہے اس کے لئے اپنے اخبارات کی سرپرستی اور قدردانی بہت ضروری ہے۔

شب برات اور آتشبازی

جوں جوں شب برات قریب آ رہی ہے اسلامی محلوں اور بستیوں میں دن رات پٹاخوں کی آوازیں زیادہ آنے لگی ہیں۔ جگہ جگہ آتشبازی کی دکانیں لگی ہوئی ہیں مفلس مسلمانوں کے بھوکے اور نیم برہنہ بچے والدین کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے آتشبازی خرید کر جلا رہے ہیں۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ ہر سال شب برات و بعض دیگر اسلامی تہواروں پر پانچ چھ کروڑ روپے کی آتشبازی سالانہ فروخت ہوتی ہے اور مسلمان اپنی جہالت اور بدبختی سے اتنی بڑی رقم چند دنوں میں آگ اور دھوئیں کی شکل میں اڑا دیتے ہیں پھر جو جگہ جگہ آگ لگتی ہے سینکڑوں بچے ہر سال جلتے اور مرتے ہیں وہ اس مالی نقصان کے علاوہ ہے۔ ایک مفلس و مقروض قوم کا یہ خطرناک اسراف خودکشی کے برابر ہے۔ تمام احمدیوں اور دیگر دردمند مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ شب برات پر اپنے بچوں کو آتشبازی بالکل نہ دلائیں اور دوسروں کو بھی حتی الامکان اس سے روکیں۔ شب برات پر اسلامی گھروں میں حلوے اور پوریاں وغیرہ بھی ضرور پکائی جاتی ہیں اور اس میں جس طرح طرح کے اسراف اور تکلف سے کام لیا جاتا ہے یہ بھی گناہ ہے اول تو اس روز حلوہ پکانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اگر عورتیں اور بچے زیادہ اصرار کریں تو سادگی اور کم خرچی کو سختی کے ساتھ ملحوظ رکھا جائے اور بعض شب برات کے حلوے کیلئے کوئی چیز قرض ہرگز ہرگز نہ لی جائے +

مولوی عبدالصمد صاحب بنگالی

احباب جماعت جناب مولوی عبدالصمد صاحب بنگالی۔ ایڈیٹر "اخبار لائٹ" کے اسم گرامی سے بخوبی واقف ہونگے بلکہ بہت سے انگریزی دان دوستوں کو ان سے ذاتی طور پر بھی تعارف حاصل ہوگا۔ ایک سال سے زائد عرصہ تک اخبار "لائٹ" کی عنان ادارت ان کے تجربہ کار ہاتھوں میں رہی۔ گذشتہ ہفتہ مولوی صاحب موصوف واپس تشریف لے گئے کیونکہ سلہٹ اسلام مشن کیلئے ان کی خدمات زیادہ ضروری سمجھی گئی تھیں۔ آپ ایک دیندار اور شائستہ اخلاق کے نوجوان ہیں صدر مرکز میں انہوں نے اپنے فرائض کو قابلیت اور اخلاص سے انجام دیا۔ لاہور سے انکا چلے جانا تمام دوستوں کیلئے موجب افسوس ہے۔ ان کی یاد ہمیشہ ہمارے دلوں میں تازہ رہے گی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت سے رکھے اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مذاہب غیر

دسہرہ یا رام لیلا

رامچندر جی کے مختصر سوانح حیات

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت عبرانی)

آجکل مشہور ہندو تہوار رام لیلا یا دسہرہ قریب آرہا ہے جو کہ راجہ رامچندر جی مہاراج کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ کرشن جی کے بعد یہ دوسرے بزرگ ہیں کہ جن کے نام پر ہندو دنیا اپنے سر کو خم کرتی ہے کرشن جی کے حالات کا ماخذ مختلف پران، مہابھارت اور سکھ ساگر وغیرہ کتب ہیں۔ مگر ان کی تعلیم گیتا میں مذکور ہے۔ رامچندر جی کے حالات رامائن میں مرقوم ہیں مگر ان کی تعلیم کسی کتاب میں مرقوم نہیں۔ ان کا کیرکٹر اور اسوہ ہی عام طور پر لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ رامائن کے شمالی ہندوستان۔ پنجاب۔ بنگال۔ مدراس، ملکہ جاوا اور ملایا تک میں مختلف نسخے موجود ہیں جن میں قصہ کو نہایت مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے بعض میں ہنومان کو رامچندر جی کا بیٹا قرار دیا گیا ہے کہ جو ان کی بیوی انجنی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔[1] واقعات کا اختلاف اس سے بھی زیادہ ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ فی الحقیقت موجودہ رامائن تین مختلف قصوں کا مجموعہ ہے

(۱) رامچندر جی کے حالات (۲) راون اور ان کے بھائیوں کے افسانے (۳) بندروں کا قصہ۔

ان تین مختلف قصوں کو ملا کر ایک طولانی داستان بنالی گئی ہو۔[2] جمانتا تلک، سوامی ...ت ونیکا ودیے ...دھو رائے۔ پرشوتم رائے ایم اے وغیرہ کا خیال ہے کہ رام، راون کا قصہ ایک افسانہ ہے کہ جس میں سورج اور بادلی کی جنگ دکھائی گئی ہے[3] ہم چاہتے ہیں کہ علماء جدید کے خیالات کو مروجہ قصہ درج کرنے کے بعد بیان کریں۔ اس لئے اس بحث کو سردست نظر انداز کرتے ہیں۔

رامائن، مصنف اور زمانہ تصنیف

لفظ رامائن دو لفظوں سے مرکب ہے۔ رام اور این کہ جس کے معنی حوادثات رام ہیں۔ گویا رام پر جو مصائب اور حوادث وارد ہوئے ان کا اس میں تذکرہ ہے۔ یہ سرگذشت رہبا جی نے خود والمیکی نامی ایک بزرگ سے بیان کی کہ جس کو والمیک نے نہایت اعلیٰ نظم کا جامہ پہنایا۔ برہما جی کا یہ دعوی ہے کہ اس قصہ میں کوئی غلط بات بیان نہیں ... کی گئی۔ والمیک جی کا قصہ بھی عجیب ہے آپ اگرچہ پیدائش کے لحاظ سے برہمن تھے۔ مگر چوروں اور ڈاکوؤں کی صحبت سے قزاق پیشہ ہوگئے تھے۔ آریہ سماجی مصنفین نے ان کو خواہ مخواہ چنڈال ذات کا بنایا ہے اور ہندو کتب نگاہ سے ایک بزرگ کی ہتک کی ہے۔ رامائن کے آخری بند میں بالمیک جی نے اپنے آپ کو پرچیتا رشی کی اولاد بتایا ہے اور ایک دوسری جگہ رایودھیا کانڈ سرگ کے ۶۵ ویں شلوک[4] میں انہوں نے خود اپنے آپ کو برہمن بتایا ہے۔ ادھیاتم رامائن میں یہ لکھا ہے کہ آپ اگرچہ برہمن تھے لیکن چوروں اور ڈاکوؤں کی صحبت میں قزاق پیشہ ہوگئے تھے ایک مرتبہ آپ نے سات رشیوں پر حملہ کیا مگر رشی محبت اور دلیل سے ان پر غالب آگئے اور انہوں نے اس کو رام کا وظیفہ "الٹا مرا" سکھا دیا۔ اس غیر مسموع وظیفہ سے وہ ہزار سال تک جمود کی حالت میں رہے رشیوں کے اس جگہ واپس آنے پر انہوں نے دیکھا کہ دو دیمک کا گھر بنے بیٹھے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کا نام والمیکی پڑ گیا۔

والمیک جی کس زمانہ میں ہوئے ہیں؟ اس کا پتہ لگانا مشکل ہے عام طور پر ہندو ان کو بہت پرانے زمانہ کے بزرگ قرار دیتے ہیں مگر خود رامائن سے پتہ چلتا ہے کہ جب مہاراجہ بھرت کا وزیر جابالی آپ کو عقلی دلائل کی بنا پر ایودھیا چلنے کے لئے قائل کرتا ہے۔ تو آپ اس کے دلائل کو بدھوں کے دلائل قرار دیتے ہیں اور ان کو لامذہب اور چور کی سزا کے مستحق سمجھتے ہیں (دیکھو ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۲) جس سے یہ ظاہر ہے کہ رامائن بدھ کے زمانہ کے بعد تصنیف ہوئی اور بھی بہت سے دلائل اس کے موید ہیں۔

رامائن کا خلاصہ

والمیکی رامائن کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ان میں سے ایک حصہ رامچندر جی کے بن باس کا تذکرہ ہے اور دوسرا ان کی فتوحات کا افسانہ ہے۔ رامائن کے سات ابواب ہیں کہ جن کا مختصر خلاصہ ذیل میں درج ہے۔

اجودھیا کے راجہ دشرتھ نہایت اعلیٰ درجہ کی سلطنت کا مالک تھا۔ رعایا اس پر ہر طرح سے خوش تھی۔ اس کی تین بیویاں کیکئی، کوشلیا اور سمترا تھیں۔ ان تین رانیوں کے ہوتے ہوئے راجہ اولاد سے محروم تھا۔ اولاد حاصل کرنے کی غرض سے ویدوں کی رسم اشومیدھ یگیہ ادا کرنے کا راجہ نے ارادہ کیا۔ کیونکہ یہ رسم حصول اولاد کے لئے اکثر بجا لائی جاتی تھی۔ اشومیدھ یگیہ شروع ہوا اور قربانی کا گھوڑا ملک میں آزاد چھوڑ دیا گیا اور جب وہ سارے ملک میں پھر پھرا کر واپس آیا۔ تو راجہ کی بڑی رانی کوشلیا نے اس کے متعلق بعض مخصوص رسوم کو ادا کرکے گھوڑے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اس رسم کی ادائیگی سے راجہ کی تین بیبیوں کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کے نام رام، بھرت، لکشمن، شترو گھن تھے۔ کم و بیش ان لڑکوں کی عمر بارہ سال کی تھی کہ راجہ دشرت کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔ اس پر وشوامتر رشی رام اور لکشمن دونوں بھائیوں کو اپنی کٹیا میں لے گیا اور ان کی تعلیم و تربیت کی خصوصاً تیر اندازی میں ان کو ماہر کردیا۔ اسی عرصہ میں راجہ جنک والئے متھلا نے ایک سوئمبر یگیہ رچایا۔ سوئمبر کی رسم اس وقت صرف چھتریوں میں رائج تھی بعض ممالک کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہنگیرا اور لڑاکو قومیں عام طور پر بہادر شجاع لوگوں کو ہی لڑکی دینا پسند کرتی ہیں چنانچہ راجہ جنک نے ایک بہت بھاری کمان کو زہ کرنے کی شرط اپنی لڑکی دینے کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ بہت سے راجاؤں نے اس [illegible] وہ اس کمان پر چلہ نہ چڑھا سکے۔ رامچندر جی نے نہ صرف اس کو زہ کیا۔ بلکہ اس کو زور سے کھینچ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ اس [illegible] جنک نے اپنی بیٹی سیتا کی جس کی عمر اس وقت ۶ سال کی تھی رام چندر جی سے کردی ایک اور اپنی بیٹی لکشمن سے بیاہ دی [illegible] دو بھتیجیاں باقی دو بھائیوں کے حصہ میں آئیں۔ بیاہ کے [illegible] ہو کر رامچندر جی اجودھیا کو واپس ہوئے۔ راستے میں ان [illegible] پرسرام کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا۔ پرسرام کو بھی ہندو اوتار [illegible] ہیں اور رامچندر جی کو بھی۔ بہرحال دو نوں اوتاروں کی آپس [illegible] جنگ ہوئی۔ رامچندر جی نے پرسرام کو مغلوب کرلیا۔ [illegible]

کچھ عرصہ بعد راجہ دشرتھ نے رامچندر جی کو اپنا ولیعہد [illegible] چاہا۔ مگر ان کی سوتیلی ماں کیکئی اس کے آڑے آئی اور [illegible] سے ان دو خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے اقرار لیا کہ جو [illegible] اس کے ساتھ کر چکے تھے۔ دریافت کرنے پر اس نے بتلایا کہ [illegible] بھرت تخت نشین ہو اور رام کو چودہ برس کے لئے دیس نکالا [illegible] جائے۔ دشرتھ کو اس بات سے بہت رنج پہنچا۔ مگر رام کو جب [illegible] کی مشکلات پر اطلاع ملی تو انہوں نے چودہ برس کے لئے جنگل جانا منظور کیا اور حکومت بھرت کے سپرد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ [illegible] اور رعایا کے سرکردہ لوگوں کے اصرار کے باوجود رامچندر جی اپنی [illegible] سے نہ ٹلے اور جنگل کو چلے گئے۔ ان کی بیوی نے بھی ان کے [illegible] جانا منظور کیا اور لکشمن جی بھی ساتھ رہے۔ اس کے بعد جنگل [illegible] پھرتے پھراتے اور جنگلی لوگوں سے لڑتے بھڑتے رہے [illegible] ان تینوں کا گذارہ شکار پر تھا۔ اور اس کا ذکر کئی ایک جگہ [illegible] میں آیا ہے۔ ان کی غیر حاضری میں راجہ دشرتھ اس صدمہ [illegible] سے مرگیا۔

اس کے بعد رانی کیکئی نے اپنے بیٹے بھرت کو راج [illegible] بننے کے لئے اس کے ننہال سے بلایا۔ مگر بھرت نے واپس آکر ماں پر غصہ کا اظہار کیا۔ اس کے بعد بھرت درباریوں سمیت [illegible] جی کی تلاش میں نکلا اور جنگل میں آکر رامچندر جی سے ملاقات [illegible] اور بہت منت سماجت کی کہ وہ اجودھیا کو واپس چلیں [illegible] رامچندر جی چودہ برس سے پیشتر جنگل سے واپس چلنے پر رضامند [illegible] ناچار یہ وفد واپس آیا۔ اس کے بعد رام جنگلوں میں گھومتے [illegible] اتفاق سے ایک جنگلی عورت شورپ نکھا جو راون کی [illegible] بہن بیان کی گئی ہے۔ رام کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہوگئی [illegible] بھائیوں نے اس سے کچھ مذاقیہ کلام کیا۔ کہ جس کی وجہ سے [illegible] آکر اس نے سیتا پر حملہ کردیا۔ رامچندر جی نے اس کے [illegible] اور لکشمن جی نے آگے بڑھ کر اس عورت کی ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ یہ واقعہ ناسک کا ہے۔ اس سے پیشتر اس مقام [illegible] پنچ وٹی تھا۔ اس ناک کاٹنے کے وقوعہ کے بعد اس کا نام [illegible] پڑ گیا۔ کیونکہ سنسکرت میں ناسک کے معنی ناک کے ہیں [illegible] کی اطلاع پانے پر شورپ نکھا کے بھائیوں کو طیش آیا۔ [illegible] اس کا بدلہ لینے کی ٹھانی۔ چنانچہ رامچندر اور لکشمن جب [illegible] کا تعاقب کرتے ہوئے جنگل میں دور نکل گئے تو پیچھے سے [illegible] سیتا کو لے گیا۔ جس کی وجہ سے وہ جنگ عظیم پیش آئی [illegible] لنکا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد واقعات محیر العقول اور صرف [illegible] ہیں مثلاً ریچھ اور بندروں کی فوج سے لنکا پر چڑھائی [illegible] رامچندر جی کے بیہوش ہونے پر ہنومان کا پہاڑ اٹھا لانا [illegible] کا لنکا پہنچ کر سیتا کا حال دریافت کرنا وہاں کے مندر [illegible]

---

[1] جینی رامائن، انترا پیانا اور ادھیوتا رامائن۔ ملائی زبان کی سوانح رام، جاوی زبان کی رام کالنگ

[2] بنگالی زبان کے مترجم ونیش رسین [3] دیکھو تردیو زدپن انگریزی سانیہ آنے پران کتھا وغیرہ کتب [4] یہ حوالہ ادھیاتم رامائن کا ہے۔

توڑ پھوڑ کر آگ لگا دینا۔ چوکیداروں کو قتل کرنا۔ وغیرہ وغیرہ لنکا کی جنگ میں راون کے بھائی بھبیشن نے حکومت کے لالچ سے راون کا ساتھ چھوڑ کر رامچندر جی کو مدد دی اور اس کے مشورہ کے مطابق ساری کارروائی طے پاکر راون، اس کے بیٹے اور بھائی اس جنگ میں قتل ہوئے اور لنکا کی حکومت بھبیشن کے سپرد ہوئی۔ واپسی پر رامچندر جی کو سیتا کی عصمت پر بھی شبہ گزرا۔ اور انہوں نے سیتا سے کہا کہ میں نے یہ جنگ تمہاری خاطر نہیں لڑی۔ بلکہ اپنے خاندان کے ننگ و ناموس کے لئے لڑی ہے۔ سیتا کو اپنی عفت و عصمت ثابت کرنے کے لئے آگ میں کودنا پڑا۔ کہتے ہیں۔ اس میں سے وہ محفوظ نکل آئی۔ دیوتاؤں نے بھی سیتا کے حق میں گواہی دی۔ اس کے بعد دونوں بھائیوں اور سیتا نے وطن کی طرف مراجعت کی۔ کیونکہ بن باس کے چودہ سال ختم ہو چکے تھے۔ اجودھیا پہنچ کر بھرت نے تخت و تاج رامچندر کو واپس کر دیا اور آپ اجودھیا پر حکمرانی کرنے لگے۔ اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ بعض لوگوں کی طعنہ زنی پر رامچندر جی نے سیتا کو گھر سے نکال دیا اور وہ جنگل میں والمیک مصنف رامائن کی کٹیا میں جا رہیں جہاں ان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام لو اور کش تھے۔ قصہ کا خاتمہ یہاں ہوتا ہے کہ لکشمن اور رامچندر دریائے سرجو میں کود کر خودکشی کر گئے۔

جنگ کی کیفیت

جنگ بدستور جاری ہے اس کے جلد ختم ہونے کا سردست کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ اس ہفتہ بھی چند قابل ذکر واقعات پیش آئے۔ ویسے تو جرمنی اور روس نے فی الحال آزاد پولینڈ کو یورپ کے نقشہ سے بالکل محو کر دیا ہے۔ لیکن تاحال وارسا جرمنوں سے فتح نہیں ہو سکا۔ اس جنگ میں جرمنی نے جس ظلم اور وحشت اور بربریت۔ روس نے جس فریب اور اصول شکنی اور پولوں نے جس بہادری اور حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے وہ مدتوں تاریخ کے صفحات میں محفوظ رہے گا۔ پولینڈ کی تقسیم کے متعلق جرمنی اور روس میں عارضی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ مستقل سمجھوتہ سفارتی ذرائع سے ہوگا۔ سرحدات میں پیدا ہونے والی مشکلات کو مشترک کمیشن کے ذریعے حل کیا جائے گا۔ اس تقسیم کے ذریعہ روس کو نہ صرف پولینڈ کا بہت سا علاقہ مل گیا۔ بلکہ گلیشیا کے تیل کے چشمے بھی اسی کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ جن کو کہ حاصل کرنے کے لئے جرمنی عرصہ جانے کتنے عرصہ سے بے قرار تھا۔

جرمن ہائی کمانڈ ایک ہفتہ میں تین مرتبہ اعلان کر چکا ہے کہ پولینڈ کی مہم ختم ہو گئی ہے۔ پول فوجوں کو تباہ کر دیا گیا یا حراست میں لے لیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شکست و بربادی کے باوجود پول فوجیں لڑائیاں لڑ رہی ہیں اور انہوں نے وارسا کو آخری دم تک بچانے کا عہد کر لیا ہے۔ جرمن طیارے اور توپخانہ وارسا پر ہولناک بمباری اور گولہ باری کر رہے ہیں۔ چند روز ہوئے ہٹلر نے اپنی ڈینزگ والی تقریر میں دھمکی دی تھی کہ جرمنی کے پاس ایک بہت ہی تباہ کن خفیہ ہتھیار ہے جسے وہ عنقریب استعمال کریگا لیکن برطانیہ اور فرانس کے فوجی ماہرین نے اس دھمکی کو کوئی وقعت نہیں دی۔ فرانس کا اندازہ ہے کہ پولینڈ کی جنگ میں ڈیڑھ لاکھ جرمن ہلاک و مجروح ہوئے ۷۰۰ ہوا باز ہلاک اور ۶۰۰ طیارے تباہ کر دیئے گئے۔ حکومت جرمنی نے سرکاری طور پر یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ جرمن فوج کے سابق کمانڈر انچیف جنرل فان فرچ وارسا کے سامنے لڑتے ہوئے مارے گئے۔ برطانیہ کے بحری جہازوں پر جرمن آبدوز کشتیوں کے حملوں میں اس ہفتہ کچھ کمی رہی۔ برطانیہ نے متعدد جرمن آبدوزوں کو نہایت کامیابی سے غرق کیا۔ مزید کامیابی کی توقع ہے۔

مسولینی نے اپنی ایک تازہ تقریر میں پھر غیر جانبداری کا اعلان کیا ہے اور باخبر حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ سردست اٹلی جنگ میں حصہ نہیں لیگا اور نہ وہ حصہ لینے کے قابل ہے۔ امریکہ میں قانون غیر جانبداری کی تنسیخ کے متعلق کوششیں جاری ہیں۔ جو امید ہے بالآخر کامیاب ہوں گی۔ مسٹر روزویلٹ صدر امریکہ تنسیخ کی حمایت میں ہیں اور یہ خیال عام ہے کہ عنقریب ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ جنگ میں امریکہ کا غیر جانبدار رہنا ناممکن ہو جائیگا۔

جرمنی میں خوراک پٹرول اور دیگر سواد خام کی قلت کی خبریں متواتر آ رہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے سیگفرڈ لائن کے جرمن سپاہی کثرت سے بیمار ہو گئے ہیں۔ رومانیہ کا وزیراعظم بخارسٹ میں قتل ہو گیا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اس میں نازیوں کا ہاتھ ہے کیونکہ مقتول نازیوں کا شدید مخالف تھا۔

مغربی محاذ پر جرمنی کی سرگرمیاں اور تیاریاں بڑھ رہی ہیں۔ فوج اور اسلحہ کا کافی حصہ مشرقی محاذ سے مغربی محاذ کی طرف منتقل ہو چکا ہے۔ پیرس کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہر ہٹلر اور جرمن کمانڈر انچیف فان براخش بھی مغربی محاذ پر پہنچ چکے ہیں۔ امید ہے عنقریب اس محاذ پر زبردست جنگ ہوگی۔ برطانیہ اور فرانس دوبارہ اس عزم کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ نازی ازم کے خاتمہ تک جنگ کو جاری رکھینگے۔

ترکی نے پھر اعلان کیا ہے کہ وہ فرانس اور برطانیہ سے اپنے تعلقات منقطع نہیں کرے گا۔ ہندوستان میں برطانیہ کی حمایت کا جذبہ ترقی کر رہا ہے۔ ہندوستانی بندرگاہوں کی حفاظت کیلئے تسلی بخش انتظامات کر لئے گئے ہیں۔

اشتہار اسلامات

پرنس آف ویلز
رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون

چند خالی اسامیوں کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

پرنس آف ویلز رائل انڈین ملٹری کالج ڈیرہ دون میں ٹرم کے لئے جو ۲۰ جنوری ۱۹۴۰ء سے شروع ہوگی۔ چند خالی اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ باقاعدہ مقامی حکومت کی سفارش پر ہز ایکسیلینسی کمانڈر انچیف بذریعہ نامزدگی اسامیاں پر کریں گے۔ یعنی پنجاب کے امیدواروں کی صورت میں صوبائی حکومت سفارش کرے گی۔

پنجاب کے امیدواروں کا ایک ابتدائی امتحان ۳ نومبر ۱۹۳۹ء بروز جمعہ دس بجے بعد دوپہر پنجاب گورنمنٹ سیکرٹریٹ لاہور میں ہوگا۔ اور وہ ایک سلیکشن بورڈ مجلس انتخاب کے روبرو جس کے صدر ہز ایکسیلینسی گورنر بہادر ہوں گے۔ ۴ نومبر ۱۹۳۹ء کو بروز ہفتہ ساڑھے دس بجے صبح گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں پیش ہوں گے۔

درخواستیں اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں پیش کرنی چاہئیں جہاں درخواست کنندہ عام طور پر سکونت رکھتا ہو اور وہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو یا اس سے پیشتر پہنچ جانی چاہئیں۔ اس تاریخ کے بعد کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ درخواست کے فارم اور ہر قسم کی مزید واقفیت متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ درخواستوں کے ہمراہ مندرجہ ذیل دستاویزات ہونی چاہئیں۔

(الف) عمر کے متعلق سرٹیفکیٹ۔

(ب) ایک تحریری اقرارنامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں۔ اس مضمون کا کہ میں ہندوستانی فوج۔ ائرفورس یا رائل انڈین نیوی میں ملازمت کو درخواست کنندہ کا مستقل پیشہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

(ج) ایک تحریری اقرارنامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ مجھے مقررہ فیس کی مقدار کے متعلق علم ہے اور میں مقررہ فیس ادا کر سکتا ہوں۔ اور ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

(د) ایک تحریری اقرارنامہ جس پر والد یا سرپرست کے دستخط ہوں اس مضمون کا کہ درخواست کنندہ غیر شادی شدہ ہے اور جب تک وہ کالج میں رہیگا اور بعد ازاں جب تک وہ انڈین ملٹری اکیڈیمی یا رائل ائرفورس یا رائل انڈین نیوی میں تعلیمی نصاب مکمل نہیں کر لیگا۔ شادی نہیں کریگا۔

درخواست کنندگان کی عمر کم از کم گیارہ سال ہونی چاہئے۔ اور ۲۰ جنوری ۱۹۴۰ء کو ۱۲ سال سے کم ہونی چاہئے۔

جن درخواست کنندگان کو سلیکشن بورڈ منتخب کریگا۔ ان کا ۶ نومبر ۱۹۳۹ء کو انڈین ملٹری ہسپتال لاہور چھاؤنی میں طبی معائنہ کیا جائے گا۔

یہ کالج زیادہ تر ان ہندوستانی یا اینگلو انڈین نوجوانوں کے لئے ہے جو بعد ازاں ہندوستان کی بری فوج انڈین ائرفورس یا رائل انڈین نیوی میں کمیشن حاصل کرنے کی غرض سے کیڈٹ کالج میں داخل ہونا چاہتے ہیں اور ان صیغوں میں سے کسی ایک کی ملازمت کو اپنا مستقل پیشہ بنانے کے خواہشمند ہیں۔ اس جماعت کے طلبا کالج میں رعایتی فیس پر داخل کئے جاتے ہیں۔ اگر اس جماعت کے کسی ایک ٹرم کے لئے درخواست کنندگان کی اتنی تعداد اس ٹرم کے متعلق خالی اسامیاں پر کرنے کے واسطے ناکافی ہوں تو ایسے درخواست کنندگان جو محولہ بالا صیغہ جات میں سے کسی ایک کی ملازمت کو اپنی زندگی کا مستقل پیشہ بنانا نہیں چاہتے۔ وہ اتنی رقم ادا کرنے پر کالج میں داخل ہو سکتے ہیں جو حکومت ایک کیڈٹ کو کالج میں تعلیم دلانے پر صرف کرتی ہے۔

اس کالج میں انگریزی طرز پر پبلک سکول کے معیار کی تعلیم کا انتظام ہے اور اس کا تعلیمی نصاب ایسا ہوگا کہ اگر کوئی کسی کیڈٹ کالج یا رائل انڈین نیوی میں داخلہ کے امتحان مقابلہ میں ناکام رہے تو وہ کسی یونیورسٹی میں اس طرح داخل ہو سکیگا گویا اس نے معمولی سکول میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ کیمبرج سکول سرٹیفکیٹ اسے دینے کے لئے کیمبرج سنڈیکیٹ نے اس کالج کو تسلیم کر لیا ہے

نصاب تربیت۔ فیس طبی علاج۔ کالج سے نام خارج کرانے یا کرنے۔ وظائف اور انتظام قیام و طعام وغیرہ کے متعلق جملہ معلومات اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے حاصل ہو سکتی ہیں

ہم کون ہیں؟

(بقیہ صفحہ ۲)

پیدا ہوئی کہ ہماری ساری جماعت کے اندر یہ روح پیدا ہو

یہ مثال ہر فرد جماعت کیلئے قابل تقلید ہے

سید تصدق حسین صاحب اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ اپنے بال بچوں کی بھی فکر رکھتے ہیں۔ اپنی کمائی میں سے ہر مالی تحریک میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ مگر ان سب سے بڑھ کر جو بات ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جس میں خدمت اسلام کا کوئی پہلو نہ آجائے اور وہ اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیتے جس میں وہ تبلیغ اسلام یا استحکام جماعت کا کوئی کام نہ کر لیں۔ ان کے دل اور دماغ پر یہ خیال پورا پورا مسلط نظر آتا ہے کہ وہ ایک جنگ میں مصروف ہیں اور اس جنگ میں کامیابی کی راہیں سوچنا اور ان پر عمل پیرا ہونا یہ ان کا سب سے پہلا فرض ہے۔ اس ڈائری کو پڑھ کر میرے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ میں نے اگلے ہی خطبہ جمعہ میں اس امر کی طرف اپنے احباب کو توجہ دلائی گو افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح[۱] کی زبردست مصروفیتوں کی وجہ سے وہ میری آواز جماعت تک نہ پہنچ سکی۔

میری دلی تڑپ

جماعت میں ضرور اور بھی ایسے احباب ہونگے جو اپنی اپنی جگہ پر اسی طرح کام میں لگے ہوئے ہوں گے مگر میرے دل میں یہ تڑپ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اسی قسم کا جنون غلبہ دین کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہو۔ پھر اگر ہم پانچ ہزار بھی ہوں تو پانچ لاکھ کا کام کر سکتے ہیں۔ میں مالی قربانیوں کو نہایت ضروری سمجھتا ہوں اور ان کی طرف توجہ دلاؤنگا۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اپنے دلوں کو قربان کریں اور اپنے خیالات کو قربان کریں تو آپ کا نام ان سپاہیوں میں آسکتا ہے جنہیں حضرت مسیح موعود نے اپنی فوج قرار دیا ہے۔

جہاد بالقرآن سے قادیانی جماعت کی افسوسناک غفلت

ہمارے قادیانی دوستوں کو یہ شوق تو ضرور ہے کہ ایک طرف دس لاکھ ہونے کا دعویٰ ہے تو دوسری طرف کسی طرح پانچ ہزار بھی بن جائیں۔ مگر کاش اس دس لاکھ میں سے بھی وہ پانچ ہزار بنائے جاتے جو جہاد بالقرآن کو اپنی زندگیوں کا مقصد بناتے تا کہ حضرت مسیح موعود کا اصل منشا پورا ہوتا۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر دس لاکھ میں سے پانچ ہزار نے تحریک جدید میں حصہ لیا تو اس تحریک جدید کا مقصد بھی وہ نہیں جو حضرت مسیح موعود نے ہمارے سامنے رکھا تھا یعنی قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانا۔ اور تحریک جدید پر پانچ سال گذر جانے کے باوجود قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے کا کام اسی جگہ پر ہے جہاں ۱۹۱۴ء میں تھا۔ میں بار بار اس امر کی طرف جو توجہ دلاتا ہوں تو خدا شاہد ہے کہ میرا منشا اس جماعت پر چوٹ کرنے کا نہیں۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح ان کے اموال اور ان کی توجہ قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے پر صرف ہو کیونکہ اسی سے اسلام کی عزت اور اسی سے احمدیت کی عزت بن سکتی ہے۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

---

[۱] اس فرو گذاشت کا افسوس ہے واقعی کبھی کبھی باوجود کوشش کے بعض دفعہ ایسی صورت پیش آجاتی ہے آئندہ حتی الامکان کوشش کی جائیگی کہ ایسا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے (مدیر)

(بقیہ صفحہ ۸)

توپیں اس طرح نصب کی گئی ہیں کہ حملہ آور ان پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی گولیوں کا نشانہ بن جائے گا۔ میگنوٹ لائن میں حملہ آور کو دفع کرنے کے لئے کسی سپاہی کو میدان میں آنے کی ضرورت نہیں مشین گنوں اور توپوں کو برقی قوت سے چلایا جا سکتا ہے۔ اگر کسی حیرت انگیز طاقت سے دشمن اس لائن کے کسی حصہ پر قابض بھی ہو جائے تو اس کی پیشقدمی مسدود کر دی جائے گی اور ایک بٹن دبا کر اس تمام علاقہ کو اڑا دیا جائے گا۔ (ماخوذ)

فرانس کے فولادی استحکامات

فرانس کی فوج شجاعت و ہمت کی لائق رشک روایات رکھتی ہے۔ یورپ میں پہلے فرانس نے ہی ایک زبردست فوج قائم کی اور اسی کی فوج دیگر ممالک کے لئے نمونہ بنی۔ فرانس کی موجودہ فوج بھی ہر لحاظ سے مکمل اور بہترین آلات حرب سے مسلح ہے۔

جنگ عظیم کے اختتام کے بعد سے فرانس ۲۵۰ ملیرڈ فرانک عسکری تیاریوں پر خرچ کر چکا ہے اس نے تمام اشیا کے کافی ذخائر جمع کر لئے ہیں جو فوج کے لئے ضروری ہو سکتی ہیں۔ فرانس کے پاس دس لاکھ فوج تیار ہے اور مزید ۵۰ لاکھ سپاہی میدان میں لا سکتا ہے۔ ان ساٹھ لاکھ میں ۴۵ لاکھ نوجوان تربیت یافتہ ہیں۔ اس کے علاوہ فرانس مقبوضات اور نوآبادیوں سے کثیر التعداد سپاہی لا سکتا ہے۔ آج سے دو سال پیشتر فرانس کی فضائی طاقت ناقابل التفات تھی لیکن اب دلادیہ کی کوشش سے فرانس اول درجہ کی فضائی طاقتوں میں شمار ہوتا ہے۔ فضائی طاقت کے متعلق صحیح اعداد و شمار معلوم نہیں ہو سکتے۔ تاہم باخبر حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ فرانس کے پاس ۲½ ہزار اول درجہ کے جنگی طیارے ہیں۔

فرانس کی بحری طاقت یورپ میں اول درجہ کی ہے اگر اٹلی سے جنگ چھڑ جائے اور فرانس اور برطانیہ ضروری سمجھیں تو چند گھنٹوں کے اندر بحیرہ روم کے دونوں سروں کو مسدود کیا جا سکتا ہے۔ فرانس کی مرضی کے بغیر جرمنی کی ایک آبدوز کشتی بھی بحیرہ روم میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اٹلی سے جنگ چھڑنے کے ایک ہفتہ کے اندر حبش سے سلسلہ رسل و رسائل منقطع کر دیا جائیگا۔ مشرقی بحیرہ روم میں ترک اور یونانی جزائر دو ڈوسے کنیز پر قبضہ کر لیں گے۔

جنوری ۳۹ء میں فرانس کی بحری طاقت یہ تھی جنگی جہاز ۵ کروزر ۱۹۰۔ طیارہ بردار جہاز ۲۰ تباہ کن جہاز ۸۳۔ آبدوز کشتیاں ۷۰۔ فضائی، بحری اور میدانی فوج کے علاوہ فرانس کے لئے وہ خطہ قلعہ بندی یقیناً باعث فخر و امتیاز ہے جو میگنوٹ لائن کے نام سے مشہور ہے۔ قلعہ بندیوں کا یہ سلسلہ ڈنکرک سے سوئٹزرلینڈ تک ۲۰۰ میل لمبا چلا گیا ہے۔ جنوب میں اس کا سرا کوہستان الپس کی بلند فصیلوں کے متوازی زمین دوز قلعے بھی تیار رکھے گئے ہیں۔ بعض مقامات میں یہ قلعے سطح زمین سے ۲۲۵ فٹ نیچے ہیں۔ سرحد جرمنی پر زمین دوز قلعوں کا سلسلہ تین میل تک چلا گیا ہے کسی سیاح کو یہ گمان ہی نہیں ہو سکتا کہ میں جس زمین پر چل رہا ہوں اس میں قدم قدم پر موت کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ۲۰۰ میل کے فاصلہ میں ایک گز جگہ بھی ایسی نہیں جس میں مشین گنوں اور توپوں کو نصب نہ کیا گیا ہو۔ توپوں کے سروں پر دوربینیں لگی ہوئی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کتنے فاصلے پر ہے۔ فاصلہ معلوم ہوتے ہی رینج بدل جاتی ہے اور گولے ٹھیک نشانہ پر پہنچنے لگتے ہیں۔ بہ حالت امن میگنوٹ لائن پر ایک لاکھ سپاہی رہتے ہیں۔ ۲۰۰ میل کے فاصلہ میں ۴ ہزار توپیں نصب ہیں۔ توپوں کو چلانے والے زمین دوز قلعوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ دشمن کی آتشباری سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ان تہ خانوں کی چھتیں اس قدر مستحکم ہیں کہ بم اور توپوں کے گولے ان پر کچھ اثر نہیں کر سکتے۔ زہریلی گیس تہ خانوں میں داخل نہیں ہو سکتی۔ زمین کے نیچے ہوا کا دباؤ سطح زمین کی نسبت زیادہ رکھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے گیس اندر نفوذ نہیں کر سکتی۔ سپاہیوں کو گیس سے بچانے کے لئے نقاب پوشی کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ گنیں ہر طرف خود بخود فائر کر سکتی ہیں۔ یعنی آگے پیچھے دائیں بائیں

ہندوستان

—— سردار صلاح الدین خان سلجوقی رائل قونصل جنرل افغانستان متعینہ ہندوستان عنقریب ہندوستان سے واپس افغانستان جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ موجودہ بین الاقوامی صورت حالات کے پیش نظر حکومت افغانستان نے اپنے ملک میں ان کی موجودگی ضروری سمجھی ہے۔

—— صوبہ یو۔ پی میں خاکساروں کے جتھے جا رہے ہیں اور ان کی گرفتاریاں بھی عمل میں آ رہی ہیں۔

—— لائل پور ۱۲ ستمبر۔ کل مقامی ریلوے اسٹیشن پر ایک مسافر گاڑی اور مال گاڑی میں تصادم ہو گیا۔ جس سے مسافر گاڑی کا انجن بالکل تباہ ہو گیا۔ متعدد مسافر شدید زخمی ہوئے۔

—— پنجاب کے مختلف طبقوں کے سرکردہ افراد جنگ کے متعلق اپنی خدمات ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اور آنریبل وزیر اعظم پنجاب کی خدمت میں متواتر پیش کر رہے ہیں۔ ان کے اسما کی فہرست غیر معمولی طور پر طویل ہو گئی ہے۔ تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔

—— بمبئی ۲۳ ستمبر۔ حکومت بمبئی نے اعلان کیا ہے کہ اشیا خورد و نوش کی قیمتوں میں حسب اعلان سابق ۲۰ فیصدی نہیں بلکہ یکم ستمبر کی قیمتوں پر صرف ۱۰ فیصدی اضافہ منظور کیا جائیگا۔

—— نئی دہلی ۲۲ ستمبر۔ آج مرکزی اسمبلی کا اجلاس آئندہ اجلاس کی تاریخ مقرر کئے بغیر ملتوی ہو گیا۔

—— جے پور ۲۱ ستمبر۔ جے پور کے چار نمائندے مہاجر جو گذشتہ اپریل سے دہلی میں قیام پذیر تھے کل جے پور پہنچے۔ کیونکہ حکومت جے پور نے مسلمانوں کے مطالبات منظور کر لئے ہیں۔

—— مسلمانان جے پور نے اپنے ان بھائیوں کا پرجوش اور شاندار خیر مقدم کیا اور شام کے وقت ان کا جلوس نکالا گیا اور ان کی آمد کی خوشی میں آتشبازی چھوڑی گئی۔

—— بمبئی ۲۲ ستمبر۔ گورنر بمبئی نے ایک اعلان کے ذریعہ روئی کی سٹہ بازی کی ممانعت کر دی ہے۔

—— شملہ ۲۱ ستمبر۔ وزیرستان میں ابھی تک بدامنی کا خاتمہ نہیں ہوا بلکہ شبخون کی صورت میں قبائلیوں کی معاندانہ سرگرمیوں میں کچھ اضافہ ہو رہا ہے۔

—— لاہور ۲۲ ستمبر۔ امید ہے کہ اس ہفتہ کے اخیر تک حکومت پنجاب کے ایک غیر معمولی گزٹ میں لاہور کا ریولیشن بل کا مسودہ شائع کر دیا جائے گا۔

—— چند روز ہوئے افواہ مشہور ہوئی تھی کہ حکومت بنگال نے مسٹر سبھاش چندر بوس کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے ہیں لیکن حکومت مذکور نے اس افواہ کی باقاعدہ تردید کر دی ہے۔

—— لاہور ۲۲ ستمبر۔ شیخ حسام الدین صدر مجلس احرار نے اپنی گرفتاری کے بعد ڈکٹیٹرشپ قائم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

—— کراچی ۲۳ ستمبر۔ حکومت سندھ نے تمام سرکاری ملازمین چھٹی سے واپس بلا لئے ہیں۔ عنقریب کراچی میونسپل کارپوریشن میں ایک ایسی تجویز پیش کی جائے گی جس کے مطابق کراچی کے تمام سواحل پر پہرہ لگ جائیگا تاکہ دشمن کو خشکی پر پہنچنے سے روکا جا سکے۔

—— شملہ ۲۳ ستمبر۔ ایسوسی ایٹیڈ پریس کا بیان ہے کہ وائسرائے ہند نے مسٹر گاندھی اور مسٹر جناح کو دعوت دی ہے کہ وہ آئندہ ماہ کے شروع میں ملاقات کریں۔

—— شملہ ۲۳ ستمبر۔ حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ فرانسیسی ہند میں داخل ہونے والے ہندوستانیوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ فرانسیسی قونصل جنرل سے راہداری حاصل کریں۔

ممالک خارجہ

—— جرمنی اور روس کی فوجوں نے قریباً سارے پولینڈ [illegible] کر لیا ہے لیکن ابھی تک وارسا اور چند دیگر مقامات پر [illegible] کے باوجود جرمن فوج قبضہ نہیں کر سکی۔ آخری اطلاع کے [illegible] وارسا پر پولش فوج قابض ہے اور زبردست لڑائی ہو رہی [illegible]

—— لندن ۲۳ ستمبر۔ برلن اور ماسکو کی خبروں سے پتہ [illegible] کہ پولینڈ کی تقسیم کے متعلق روس اور جرمنی میں معاہدہ ہو گیا [illegible] ممالک نے اپنے اپنے علاقے پر قبضہ کر لیا ہے۔ دونوں [illegible] کے مابین نیشنل ریاست قائم کرنے کی تجویز ترک کر دی [illegible] کے وسط میں مشترکہ سرحد کا تعین کیا گیا ہے۔

—— ان اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن [illegible] مشترکہ سرحد وارسا سے گزریگی۔ وارسا کا بڑا شہر جرمنی [illegible] ہوگا۔ اور پراگا پر روس کا قبضہ ہوگا۔ گلیشیا کے تیل کے [illegible] روس کے زیر تصرف ہونگے۔

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ کل وارسا ریڈیو اسٹیشن سے [illegible] کی گئی کہ پولش فوج اب بھی وارسا کو بچانے کے لئے انتہائی [illegible] کر رہی ہے۔ تاحال جرمن فوج کے حملے ناکام ہیں۔ جرمن [illegible] شہر پر نہایت شدت اور بیدردی سے بمباری کر [illegible] سے شہر کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

—— ایک اطلاع یہ بھی موصول ہوئی ہے کہ وارسا کی [illegible] فوج کے لئے پولش رسالہ کے تین بریگیڈوں کی [illegible]

—— لندن ۲۱ ستمبر۔ بخارسٹ ریڈیو [illegible] پر اعلان کیا گیا کہ آج عصر کے وقت رومانیہ کے وزیر اعظم [illegible] کالی نسکو کو جبکہ وہ کار میں جا رہے تھے۔ گولی سے ہلاک کر [illegible] وزیر موصوف نازیوں کے سخت ترین دشمن تھے۔

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ جرمن ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ [illegible] رومانیہ کو قتل کرنے کے جرم میں ۱۱ اشخاص ہلاک کئے [illegible] ۸ آدمیوں نے خودکشی کر لی۔

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے [illegible] آف گلاسٹر (ملک معظم کے چھوٹے بھائی) برطانی فوج کی کمان [illegible] فرانس جانے والے ہیں

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ چند روز ہوئے اسٹونیا کی ایک بندرگاہ [illegible] پولینڈ کی ایک پولش آبدوز کشتی بھاگ گئی تھی۔ روس کا [illegible] اور جرمنی کے متعدد جنگی جہاز اس کی تلاش میں ہیں لیکن تاحال [illegible] کوئی سراغ نہیں ملا۔

—— لندن ۲۳ ستمبر۔ اب مغربی محاذ پر جرمنی کی تیاریاں [illegible] معمولی سرگرمی اختیار کر رہی ہیں۔ بعض حلقوں میں یہ خیال [illegible] ہے کہ جرمن فوجیں مغربی محاذ پر فیصلہ کن جنگ کرنے والی ہیں [illegible]

—— پیرس ۲۲ ستمبر۔ اطلاع ملی ہے کہ آج ہر سٹلر [illegible] مغربی محاذ پر پہنچ گیا ہے۔ جرمن کمانڈر انچیف جنرل [illegible] مغربی محاذ پر پہنچنے کی اطلاع قبل ازیں مل چکی ہے۔

—— لندن ۲۲ ستمبر۔ جرمن فوج کے سابق کمانڈر انچیف [illegible] فرنچ وارسا کے سامنے لڑتے ہوئے ہلاک ہو گئے [illegible] ہیڈکوارٹر سے جو اعلان شائع ہوا ہے اس میں اس خبر [illegible] کو تسلیم کر لیا ہے۔ جنرل مذکور جرمنی کے سرکردہ ماہرین [illegible]

—— لندن ۲۳ ستمبر۔ جرمنوں کا دعویٰ ہے کہ آج [illegible] دوت کے مقام پر قبضہ کر لیا ہے اور پولش فوجوں [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنی ساری ہمت اور طاقت تبدیل اخلاق پر صرف کرو

ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں جیسی طاقت رکھنے والوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنیوالے ہوں۔ اصلی بہادر اور شہ زور وہ نہیں جو پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دے بلکہ اصل بہادر وہ ہے جو تبدیل اخلاق پر طاقت پاوے۔ بس تم لوگ اپنی ساری ہمت اور طاقت تبدیل اخلاق پر صرف کرو۔ کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری کا کام ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیئہ اور عادات ذمیمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ و افعال حمیدہ کو اختیار کرتا ہے وہی اس کے لئے کرامت ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنی سخت مزاجی اور تند طبیعت اور غصہ کی عادات بد کو چھوڑ کر حلم و عفو کی عادت کو اختیار کرتا ہے۔ یا بخل و امساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی کو حاصل کرتا ہے تو بے شک یہ ایک بڑی کرامت ہے۔ اسی طرح خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر انکساری اور فروتنی اختیار کرنا بڑی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی آدمی بن جائے میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے تو بس یہ ایک دامی اور زندہ کرامت ہے کہ انسان اپنی اخلاقی حالت کو درست کرے اور یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ دور تک اس کا نفع پہنچتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جائے ✦

(تقریر دسمبر ۱۸۹۷ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور دینی مصروف ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے حضرت ممدوح اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یکم اکتوبر کو ساڑھے نو بجے شب کی ٹرین سے لاہور تشریف لائیں گے ان شاء اللہ۔

—— مندرجہ ذیل اصحاب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(۱) جناب فقیر محمد صاحب ایم ۔ اے ۔ ایم آر ۔ اے ۔ ایس

(۲) جناب محمد شریف صاحب پیراک (ملایا)

(۳) فقیر محمد صاحب طالب علم عبالیو نزد ملتان

—— جناب چودھری محمد سرفراز خانصاحب احمدی ہڈوئی ضلع سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ چودھری محمد نواز خانصاحب سب انسپکٹر پولیس خلف الرشید جناب چودھری نصر اللہ خانصاحب چک ۲۴۲ تحصیل لائلپور کی نسبت عزیزہ فاروقہ بیگم سلمہا دختر چودھری محمد شفیع صاحب بلمی سکنہ بدوملہی سے قرار پائی ہے۔ اس خوشی میں جناب چودھری نصر اللہ خانصاحب نے انجمن کو پانچ روپے اشاعت اسلام فنڈ کیلئے دیئے ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور اس رشتہ کو بابرکت بنائے۔ دلی مبارکباد۔

—— جناب مولوی نیاز احمد صاحب عرفانی منشی فاضل ساکن کچاکھوہ تحصیل خانیوال بحیثیت مبلغ تشریف لے گئے ہیں۔ مولوی صاحب ہماری جماعت کے ایک محنتی و مخلص نوجوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تبلیغی مساعی کو کامیاب کرے ✦

مذاہبِ غیر

دسہرہ یا رام لیلا

راجہ رامچندر جی کے سوانح حیات پر ایک نظر

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی)

(۲)

راجہ رامچندر جی مہاراج کے مختصر سوانح گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکے ہیں۔ تاریخی نکتہ نگاہ سے اس قصہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ سیتا کی عجیب وغریب پیدائش سے لیکر راون کے قتل تک تمام قصہ محیر العقول واقعات سے پُر ہے کہ جن کی فی الحقیقت کوئی اصل نہیں۔ ہندو اس کو نولاکھ برس کی کہانی سناتے ہیں۔

موجودہ زمانہ کے فضلائے سنسکرت خواہ وہ یورپین ہوں یا ہندو۔ یہی کہتے ہیں کہ یہ ایک فرضی قصہ ہے کہ جس میں روشنی اور تاریکی کی جنگ کا ذکر ہے۔ اس استعارہ کو ذہن میں رکھکر اس قصہ کا مطالعہ کرو۔ رام سورج ہے جب تک وہ شمالی علاقہ اجودھیا میں رہتا ہے لوگوں کی اس کے ساتھ محبت ہے اور رعایا اس سے خوش رہتی ہے جب وہ شمال سے جنوب کی طرف جاتا ہے تو اس کی سیتا (سفید روشنی تاریکی میں آجاتی ہے) یا راکشس راون چرا لیتا ہے۔ رامچندر جی اس کی تلاش میں آگے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ خود رام کے پیچھے جانے والوں کو سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ سورج (رام) نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ سورج پھر جنوب سے شمال کی طرف آتا معلوم ہوتا ہے اور راون کو فنا کرکے یا تاریکی کو دور کرکے پھر سے اپنے ملک اجودھیا میں واپس آجاتا ہے اور پھر شمالی علاقہ میں لوگ خوشی خوشی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس دوران سفر میں کنبھ کرن بھی ایک راکشس ہے یعنی تاریکی کا فرزند ہے کہ جو چھ ماہ سوتا ہے اور یہ وہ علاقہ ہے کہ جہاں چھ ماہ کے بعد دن نکلتا ہے کنبھ کرن کا چھ ماہ سونا تاریکی سے تصور کیا گیا ہے اور چھ ماہ تک جاگنے سے دن چڑھنا مراد لیا گیا ہے۔ گذشتہ زمانہ کی نسبت علم طبقات الارض سے معلوم ہوتا ہے کہ وسط ایشیا میں چاروں طرف سمندر تھا مگر جنوبی سمندر کا اس وقت زیادہ حصہ خشک تھا۔ ہندوستان سے لوگ جنوب کی طرف جا سکتے تھے یا یوں سمجھئے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابتدا میں آبادی قطب جنوبی کے قریب قریب تھی اور لوگ وہاں سے آہستہ آہستہ آب وہوا کی ناموافقت کی وجہ سے شمال کی طرف آتے گئے۔

قصہ میں رامچندر جی کے والد کا نام دشرتھ ہے۔ دشرتھ کے معنی میں دس سمتوں میں رہنے والا۔ ہم نے بتایا کہ رام سورج ہے جو دن سے پیدا ہوتا ہے کہ جس کی حکومت کل دنیا کی سمتوں پر ہوتی ہے اس دشرتھ (دن) کے ہاں بڑے انتظار کے بعد رام (سورج) پیدا ہوتا ہے راون کے بھی چاروں طرف منہ ہیں یعنی تاریکی بھی چاروں طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہے اس کے اوپر (گدھے) لاعلمی کا ایک سر ہے یعنی جب چاروں طرف تاریکی ہو تو کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔

غرضیکہ ہندو علماء جدید اور آزاد خیال لوگوں نے کرشن اور رامچندر دونوں کو افسانہ بنا دیا ہے اور وہ کھلم کھلا اب کہنے لگ گئے ہیں کہ کرشن اور رامچندر کوئی تاریخی ہستیاں نہیں ہوئیں بلکہ سورج اور تاریکی کی جنگ اور اس کے جنوباً شمالاً دورہ کرنے کا ان قصوں میں ذکر ہے۔ جس طرح اب صلیب مسیح کو شمس پرستوں کا ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں دس اوتار سورج کی مختلف حالتوں کے نقشے سمجھے جانے لگے ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جناب کرشن اور رامچندر جی کے سوانح حیات اس قدر گڈمڈ کر دیئے گئے ہیں کہ ان میں مختلف افسانہ جات شامل ہو گئے ہیں۔ علماء جدید چاہتے ہیں کہ کیرکٹر کے وہ نقائص جو ان ہیروز کے قصوں میں راہ پا گئے ہیں۔ ان کے دور کرنے کا یہی ایک طریق ہے کہ سرے سے ان کی شخصیتوں کو ہی اڑا دیا جائے۔

رامائن اور مہابھارت کے قصہ سے کم ازکم ہمیں اس زمانہ کے تمدن اور طرز معاشرت کا پتہ چل جاتا ہے۔ رامائن کی بنا پر آریہ قوم کی معاشرت اور تمدن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

تعدد ازدواج

راجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ رامچندر جی کی باختلاف روایت ایک یا دو بیویاں تھیں۔ کیونکہ بعض نسخوں میں سیتا کے علاوہ ان کی ایک اور بیوی انجنی کا بھی ذکر آتا ہے کہ جو سگریو کی بہن تھی۔ رد لکھو حکایت شری رام جو جاوا کے پران مندر سے ظاہر ہوئی ہیں۔ رام کی کہانی جو جو گجکیرتا کے نام سے نائک کی جاتی ہے نیز رام کا لنگ مروجہ جاوا اور مدورا وغیرہ۔

بھرت نے ہنومان کو خوشخبری لانے پر ۲۰ خوبصورت عورتیں پیش کیں اور کہا "میں انہیں تمہاری بیویاں بننے کے لئے پیش کرتا ہوں (لنکا کانڈ ادھیاد ۱۲۷) ہندو قوم میں ہنومان جی کی بھی پرستش ہوتی ہے اور یو۔پی میں جگہ جگہ ان کے بت قائم ہیں۔

راجہ کشیپ کی آٹھ رانیاں تھیں (ارنیہ کانڈ ادھیاد ۱۴) بالی کی بہت سی بیویاں تھیں (کشکندھا کانڈ ادھیاد ۱۱) برہدتھ نے ایک سو لڑکیوں سے شادی کی۔

راون کو بھی ہندو اوتار مانتے ہیں اس کی ایک ہزار بیویاں تھیں۔ (ارنیہ کانڈ ادھیاد ۲۸)

لونڈیوں کا رواج

بیویوں کے علاوہ لونڈیوں کو بھی بطور بیوی رکھنے کا رواج تھا۔ راجہ دشرتھ سے کیکئی جب ولیعہدی کا جھگڑا کرتی ہے۔ تو تنگ آکر دشرتھ رامچندر کو بلانے کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے :-

"سومنتر! جاؤ میری بیویوں اور بیگموں کو بلا لاؤ
اور جب میں رام سے ملوں گا۔ وہ میرے پاس
کھڑی ہوں گی۔ راجہ دشرتھ کی ان بیگموں کی تعداد
۳۶۵ تھی" (ایودھیا کانڈ ادھیاد ۳۴)

ایودھیا کانڈ ادھیاد ۳۲ میں بھی لونڈیوں کا ذکر ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ لونڈیوں کی اولاد وارث تخت نہ ہوتی تھی۔

عورت کی حیثیت

عورت کی حیثیت اس زمانہ میں کوئی اعلیٰ [illegible]

اگستیہ رشی لکھتا ہے :-

"ابتدا دنیا سے ہی عورت متلون مزاج [illegible] مرد دولت مند ہوتا ہے تو وہ اس پر [illegible] اور غربت میں اس کو چھوڑ جاتی ہے" (ارنیہ کا [illegible])

لکشمن سیتا جی سے کہتے ہیں :-

"عورتیں فطرت سے ہی ٹیڑھی ہیں۔ متلون مزاج اور فساد کی جڑ ہیں"

برہما جی نے خود عورت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ [illegible] اپنا دیوتا اعظم پکارے"

ایک دردناک نظارہ

راون کے قتل کے بعد جب ببھیشن کی معرفت سیتا [illegible] کی دوبارہ ملاقات ہوتی ہے تو رامچندر جی اسے کہتے ہیں :-

"تیری محبت کی وجہ سے میں نے یہ تمام تکالیف نہیں اٹھائیں۔ بلکہ اپنے خاندان کے ننگ و ناموس کیلئے ہم نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ مجھے تیری عصمت پر بھی شبہ ہے تو میرے لئے اب ایسی ہے کہ جیسے دکھتی آنکھ کے لئے روشنی۔ جہاں تیرا جی چاہے چلی جا مجھے ساتھ [illegible] کر میں اپنے خاندان کی بے عزتی کیسے گوارا کرسکتا ہوں راون تجھے لے گیا تھا۔ اس نے اپنے بازو تیری کمر میں ڈالے اور اپنے محل میں لے گیا میں مذہبی رسم سے مجبور ہو کر تجھ سے یہ کلام کرتا ہوں۔ جہاں تیری مرضی ہو چلی جا"

سیتا نے جب رامچندر سے تمام لوگوں کے سامنے یہ کلام سنا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور وہ اس طرح کانپ رہی تھی کہ جیل [illegible] ہاتھی کے سونڈ سے توڑی ہوئی بیل تھرتھراتی ہے۔ [illegible] زمین میں دھنسی جاتی تھی۔ بالآخر آنسو پونچھ کر اس نے انتہائی رنج [illegible] کی حالت میں اپنے خاوند سے یوں خطاب کیا :-

"تم ایک شریف اور اعلیٰ خاندان کی عورت کو کس طرح [illegible] میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ وہ نہیں ہوں کہ جو تم خیال کرتے ہو [illegible] کمزور عورت کیا کر سکتی ہے جب وہ ایک قوی ہیکل [illegible] مگر میرا دل اس وقت بھی وہی پہلا دل تھا جب آپ نے ہنومان کو سمندر پار میری تلاش میں بھیجا تھا تو اس وقت آپ نے مجھے کیوں رد نہ کر دیا۔ اسی وقت میں خودکشی کر لیتی تاکہ آپ اور آپ کے ساتھی جنگ کی مصائب سے بچ جاتے۔ کیا آپ اس [illegible] گئے کہ جب میں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا [illegible] خوشی اور غم میں ساتھ دینے پر بھی آپ نے میری وفا کو فراموش کر دیا"

پھر لکشمن پر اور رامچندر کی طرف منہ کرکے ایک [illegible] بھرائی آواز میں کہا۔ اے سمترا کے بیٹے میرے لئے ایک چتا تیار کر [illegible] بے عزتی میں صرف وہی ایک پناہ کی جگہ ہے۔ عوام کے [illegible] کھلا کر میرے لئے زندہ رہنا ناممکن ہے۔

لکشمن نے التجا بھری نگاہوں سے رام کو دیکھا مگر رامچندر جی کی طرف سے ردتی ہوئی ملکہ پر رحم کا اظہار نہ ہوا۔ آپ کے حکم کی [illegible] کی گئی۔ اس وقت رام سے کوئی بات تک نہ کرسکتا تھا بلکہ آپ کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ رام کے گرد چکر لگا کر کہ جو اس وقت [illegible] تھے دیوتاؤں کو سجدہ کرکے سیتا نے آگ سے خطاب کیا :-

"اے آگ چونکہ میں رام کی محبت میں [illegible] حفاظت کر اور میری عصمت پر گواہ ہو"

"یہ کہکر سیتا نے آگ کے گرد چکر کاٹا اور پھر اس میں یک بیک کود پڑی۔ اس وقت ہجوم کے دل سخت اضطراب میں تھے کہ ناگہاں اگنی دیوتا سیتا کو اٹھائے ہوئے آفتاب صبح کی طرح آگ سے باہر ظاہر ہوا (اور [illegible]

عیسائی ارباب حل و عقد کی خوش فہمی

اور مشرق میں عیسائیت کا حشر

ہم پیغام صلح کے کسی گذشتہ شیوع میں فرزندان تثلیث کی تبلیغی مساعی کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ مسلم ورلڈ مسیحی رسالہ میں پادری اے رولنیڈ یٹ ورے نے لکھا تھا کہ:-

"مشرقی افریقہ میں گذشتہ بارہ سالہ تبلیغی مساعی پر نظر دوڑاتے ہوئے شہادت دے سکتا ہوں کہ ہماری تبلیغ سے کوئی بھی عیسائی نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان جن سے میرے دوستانہ مراسم ہیں۔ انہوں نے کبھی حضرت مسیح کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی"

ان مندرجہ بالا سطور سے جس درجہ کی مایوسی ٹپک رہی ہے انہیں مطالعہ کرکے انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ عیسائیت مشرق میں بہت بری طرح سے ناکام ہو رہی ہے لیکن اس مایوسی کو دور کرنے کے لئے ڈاکٹر سنڈوک کریمر نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہے "پیغام عیسائیت غیر مسیحی ملکوں میں"۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس ناکامی کا باعث مشنوں کی دوں ہمتی اور زمانہ کی ناسازگاری کو نہیں گردانا۔ حالانکہ یہ حقیقت بالکل ظاہر ہے کہ مشنری اصولوں پر آجکل جو تنقید اور اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ وہ نتائج ہیں جو ان مشنوں نے پیدا کئے۔ جو اکناف عالم میں حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں اور جن کی مشکلات دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ کیونکہ وہ المیا راگ الاپ رہے ہیں جس پر زمانہ گوش بر آواز نہیں اور نہ ہی ان اصولوں میں زمانہ کی مشکلات کا حل ہے تو ایسے مایوس کن حالات میں ضرورت تھی کہ عیسائی دنیا میں رجائیت اور امید پرستی کی ایک آواز بلند ہوتی تاکہ عیسائی مبلغوں کی ٹوٹی ہوئی ہمتیں از سر نو قائم ہو جائیں۔ اس لئے انہوں نے نہایت امید افزا اور مبسوط مقالہ لکھا اور موجودہ مایوس کن حالات کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"مذہب ایک صدیوں پر پھیلا ہوا عمل ہے بلجیم کے ملک میں عیسائیت کو پھیلنے کے لئے چار سو سال لگے۔ فن لینڈ میں تین سو سال اور جرمنی کو عیسائی ہونے میں اس سے بھی زیادہ صدیاں لگیں۔ باوجود اس غیر معمولی کلچرل وقار اور سیاسی اقتدار کے جو قرون وسطیٰ میں کلیسا کو حاصل تھا یہ تعویق معرض وجود میں آئی ۔۔۔۔۔ بعض لوگ اسلام کی فاتحانہ قوت کا عیسائیت کی تبلیغی مساعی کے ساتھ موازنہ کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام تو ایک ہزار سال کی مسلسل جدوجہد کے باوجود ہندومت کو اس کے غلبہ اور تسلط سے محروم نہیں کرسکا۔ اسلام اس وقت بھی ہندوستان میں اقلیت کا مذہب ہے"

ان مندرجہ بالا سطور کو لکھتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے مصر اور ایران کے دو نہایت قدیم تمدنوں کو قطعاً فراموش کر دیا ہے اور ساتھ ہی بائی زنطی تہذیب کو بھی بھول گئے۔ اسلام چند سالوں میں ان صدیوں پر پھیلے ہوئے مذہبی عمل کو بروئے کار لے آیا تھا اور ان قوموں کے اندر وہ بنیادی اور اصولی انقلاب پیدا کیا جو تاریخ انسانی میں ایک معجزہ ہے۔ مصر اور شام کی تو زبانوں تک کو بدل ڈالا۔ اور وہاں آج تک عربی زبان رائج ہے جو خالص اسلامی زبان ہے۔ ہندوستان تک تو عربوں کی مفتوح مسلمان قومیں پہنچی ہیں جن کا مقصد اشاعت اسلام نہ تھا بلکہ بہت حد تک فرمانروائی تھا اور چنانچہ اسی مقصد کو انہوں نے حصہ اعلیٰ تک پیش نظر رکھا۔ اسلام اپنی پوری قوت کے ساتھ یہاں پہنچا ہی نہیں جیسا کہ وہ باقی ایشیائی ممالک میں پہنچا تھا۔ یہاں عرب ایک مسلمان صوفی پہنچے اور آج جو کروڑ ہا مسلمان ہمیں ہندوستان میں نظر آتے ہیں یہ انہی بزرگوں کی سینہ کاویوں کا نتیجہ ہیں۔ [illegible] کو جو مستثنیات میں سے ہے بطور دلیل کے عیسائیت کے مقابلہ میں پیش کرنا عیسائی مشنوں کی ناکامی کو کم نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس سے یہ ایک مسلمہ حقیقت قرار دی جاسکتی ہے کہ مذہب ایک صدیوں پر پھیلا ہوا عمل ہے۔ کیونکہ اسلام کی مذہبی تسخیر اس کا ابطال کر رہی ہے۔

عیسائیت کی ناکامی کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ عیسائیت جن مشرقی ممالک میں فتوحات کرنے کے لئے داخل ہوئی۔ وہ مشرق کی قدیم اور محکم تہذیبوں کا مرکز ہے اور عیسائیت میں اتنی قوت نہ تھی موجود نہیں کہ وہ انہیں بیخ و بن سے اکھاڑ سکے اور عیسائی عقیدہ یہودیوں کے لئے راستہ کا پتھر تھا اور غیر یہودی قوموں کے لئے ایک بیوقوفی کے مترادف تھا اسی طرح اب بھی وہ اسلامی اور مشرقی ممالک کیلئے ایک عقدۂ لاینحل ہو کے رہ گیا مسیح کی الوہیت اور مسئلہ تثلیث کی غیر معقول تصریحات مشرقی اقوام کے لئے جاذبیت پیدا نہ کرسکیں اور اب انکی وجوہات کو عمرانیات میں تلاش کرنے کی کوشش کرنا ایک سعی لاحاصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج علم کی روشنی میں یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ موجودہ عیسائیت حضرت پولوس کی اختراع ہے اور یہ اختراع [illegible] اور یونانی علم الاصنام سے عبارت تھی۔ اس لئے یہ مغربی اقوام میں مقبول ہوگئی۔ کیونکہ اس میں ان کے ملحدانہ رجحانات سے کافی حد تک مطابقت تھی۔ اس لئے عیسائیت آہستہ آہستہ تمام یورپ پر چھا گئی اور پھر وہ زمانہ ۔۔ جو یورپ میں خالص عیسائی غلبہ کا زمانہ ہے۔ اس کی خون آشامیاں بھی تواریخ کی تاریخ پر مد نہاد ہیں۔ اس مقدس عہد میں جو خونیں کھیل کھیلے گئے اسے بیان کرتے ہوئے قلم رکتا ہے۔ یورپ عیسائی تسلط میں صرف تعصب اور تنگ نظری کا بازیگاہ تھا۔ یہ تو ان عربوں [illegible] قرطبہ کی یونیورسٹیوں کا غذا صلہ ہے جنہوں نے یورپ کی تاریک وادیوں میں علم و فضل کی شمعیں روشن کیں۔

اور دوسرا باعث یورپ کی موجودہ تہذیب کی جنگ ہائے صلیبیہ ہیں۔ کیونکہ ان جنگوں کی وجہ سے یورپ کی وحشی اور [illegible] صفت قومیں مشرق کی متمدن اسلامی قوموں سے جب دوچار ہوئیں تو ساتھ ہی مشرقی تہذیب و تمدن سے بھی اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں اور مغربی سرداریب جنگوں سے فارغ ہو کر ڈالیں تو اپنے ساتھ ان تاثرات کو بھی لیتے گئے۔ چنانچہ بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی میں ہتھیار، لباس اور مکانات کے [illegible] انداز یورپ میں رائج ہوئے۔ جس سے یورپ کی صنعت و حرفت پر ایک غیر معمولی اثر پڑا۔ مسلمانوں نے ان محاربات میں عیسائی سرداروں کے اخلاق پر گہرا اثر ڈالا۔ اور یہی اثر رفتہ رفتہ ان کے دار العلوموں پر بھی حاوی ہوا۔ اور یورپ کی نشاۃ الثانیہ قریب تر ہوگئی۔ سو یورپ کی موجودہ ترقی بھی اسلام کی ہی احسان ہے ورنہ عیسائیت نے جو گل کھلائے وہ اس قابل نہیں جیسے انسان اپنے سینے میں اچھی جگہ دے سکے۔ عیسائیت نے [illegible] میں آخر کیا کیا ہے جو وہ اسلامی ممالک میں کرنا چاہتی ہے۔

عیسائیت اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ آراستہ ہوکر اسلامی ممالک پر حملہ آور ہوئی اور اس نے انہیں اپنا تختۂ مشق بنانا چاہا ـــ اس کے بالمقابل عالم اسلام میں ایک تحریک اٹھی اور اس نے عیسائی ارباب حل و عقد کے دانت کھٹے کر دیئے وہ تحریک تحریک احمدیت ہے اور اس تحریک کے بانی [illegible]

خداوند تعالیٰ نے خود اشاعت اسلام اور اسلامی ناموس کے تحفظ کے لئے مامور فرمایا اور چونکہ اس شاندار مجدد کا مقابلہ عیسائی اقوام کے ساتھ تھا۔ اس لئے مصلحت وقت کے لحاظ سے انہیں مسیح موعود کا لقب دیا گیا۔ چنانچہ حضرت صاحب ایک جگہ فتح اسلام میں فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت کے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں تمام مندرج ہے حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اس فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسا لٹریچر پیدا کیا اور ایسے علم الکلام کو پیدا کیا جس نے عیسائی دنیا میں ایک ہلچل پیدا کر دی۔۔۔۔ چنانچہ بعد میں ان کی ایک مجاہد جماعت نے اس لٹریچر کو دنیا میں نشر کیا اور آپ کے ارشاد کے مطابق قرآن مجید کے تراجم اور تفسیروں کو دنیا کے کناروں تک پھیلایا۔" پچیس سال کے قلیل عرصہ میں تین مشن یورپ میں قائم کئے۔ تین یورپین زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کر دیا۔ اور پچاس ہزار کے قریب کاپی ان تراجم کی دنیا میں پھیلائی۔ پچاس ہزار سے اوپر رسائل مختلف زبانوں میں پہنچا دیئے۔" یہ اس علم الکلام اور مامور من اللہ کی للکار کا نتیجہ تھا کہ عیسائیت کا بڑھتا ہوا سیلاب رک گیا اور عیسائی مشنوں کی ترقی، ترقی معکوس ہو گئی۔ لیکن آج اس ناکامی کے اسباب کو بعض عمرانی وجوہات میں پوشیدہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے سامنے عیسائیت ٹھہر ہی نہیں سکتی۔ یورپ تلخ تجربہ کے بعد اسے چھوڑ چکا ہے اور آج کیا مشرق جو مذاہب عالم کا منبع اور مخرج ہے اس پرانی اور بوسیدہ چیز کو قبول کرے گا۔ آج دنیا کی تمام قومیں نامحسوس طور پر اسلامی اصولوں کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہیں حتیٰ کہ وہ اس مرکزی نقطہ پر قائم ہو جائیں گی جسے ہم اسلام کہتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی مشیت ہے کہ اسلام تمام مذاہب باطلہ پر فوقیت اور فتح حاصل کرے جیسے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ——— اور اب چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ مشیت بروئے کار آ رہی ہے اس لئے عیسائیت ناکام ہے۔

(الیس محمد آصف۔ قادیانی۔ بی۔ اے)

منشی عبداللطیف صاحب کو صدمہ

ہمارے دوست منشی عبداللطیف صاحب کارکن انجمن کو پے در پے صدمات پیش آ رہے ہیں۔ پہلے ان کی اہلیہ محترمہ اور ایک صاحبزادہ کا انتقال ہو گیا۔ گذشتہ چند ماہ سے وہ خود علیل ہیں۔ ۲۷، ۲۸، ستمبر کی درمیانی شب کو ان کی ۱۱۔ ۱۲ سالہ عزیزہ بچی وفات پا گئی۔ انا للہ۔ اس صدمہ میں ہمیں منشی صاحب موصوف اور ان کے صاحبزادوں سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق دے اور ان کے غموں اور پریشانیوں کو دور کرے۔ تمام احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ منشی صاحب کیلئے خاص طور پر دعا کریں۔ انجمن کے بہت پرانے کارکن ہیں۔

شذرات

طلبہ کے لباس میں اصلاح کی ضرورت

جناب خان بہادر میاں افضال حسین صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کا ایک بیان چند روز ہوئے لاہور کے روزناموں میں شائع ہوا ہے جس میں موصوف نے بعض دیگر تعلیمی امور پر روشنی ڈالنے کے علاوہ کالجوں کے طلبہ کی فیشن پرستی اور مسرفانہ لباس کے متعلق فرمایا کہ:۔

"حکام یونیورسٹی بیکاری دور کرنے سے متعلق کمیٹی کی سفارشوں پر غور کر رہے ہیں۔ بالخصوص ان کی توجہ لباس کی اصلاح کی طرف ہے۔ مذکورہ کمیٹی نے بتایا ہے کہ بڑے شہروں کے سکولوں اور کالجوں کا معیار زندگی اس درجہ مسرفانہ ہے کہ والدین کے لئے سخت مالی بار کا باعث ہے۔۔۔۔۔ بالخصوص لاہور کے طلبہ لباس پر بہت زیادہ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ کمیٹی کے خیال میں اگر کم روپیہ لباس کے خرچ کیلئے مقرر کر دیا جائے تو نہ صرف پبلک اسے پسند کرے گی بلکہ طلبہ پر بھی خوشگوار اثر پڑے گا۔ حکام یونیورسٹی نے یہ تجویزیں کالجوں کے پرنسپلوں کے پاس بھیجدی ہیں اور ان کی رائے طلب کی ہے لیکن وائس چانسلر کی ذاتی رائے یہ ہے کہ لباس کی اصلاح کا معاملہ والدین کے سپرد ہونا چاہیئے۔"

ہمارے خیال میں حکام یونیورسٹی نے اس ضروری امر کی طرف توجہ کر کے اپنی فرض شناسی کا اچھا ثبوت دیا ہے۔ واقعی پنجاب کے کالجوں میں ہندوستان کے دیگر تمام علاقوں سے زیادہ فیشن پرستی کا زور ہے۔ مسلمان طلبہ اور اسلامی درسگاہوں میں تو یہ وبا بہت زیادہ ترقی کر گئی ہے۔ اس کے نتائج نہ صرف طلبہ کے والدین اور قوم کے لئے اقتصادی لحاظ سے تباہ کن ہیں۔ بلکہ طلبہ کا بہت سا قیمتی وقت بھی لباس کی رکھ رکھاؤ پر ضائع ہو جاتا ہے علاوہ ازیں وہ فیشن پرستی کی وجہ سے ایسی عادات کے خوگر ہو جاتے ہیں جو ان کے مستقبل کیلئے بہت نقصان رساں ہوتی ہیں۔

اصلاح کا طریق

یونیورسٹی کی طرف سے خواہ لباس کیلئے کوئی موزوں رقم مقرر کر دی جائے جس سے کسی طالب علم کو تجاوز کرنے کی اجازت نہ ہو یا اس معاملہ کو والدین کے سپرد کر دیا جائے۔ اس قسم کی تدابیر ایک حد تک مفید ثابت ہو سکتی ہیں لیکن ان کے نتائج اس قدر وسیع و نتیجہ خیز ہرگز نہ ہونگے جو طلبہ کی فیشن پرستی کی حقیقی اور پائیدار اصلاح کر سکیں۔ یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ کالج کے نوجوان طلبہ پر والدین کا کنٹرول زیادہ مضبوط اور موثر نہیں ہوتا۔ وہ دوسرے حیلوں سے بھی فیشن پرستی کے شوق کو پورا کرنے کے لئے والدین سے روپیہ حاصل کر لیا کریں گے اور کرتے ہیں۔ اس لئے اصلاح کے کام میں والدین سے امداد تو لی جا سکتی ہے۔ لیکن اس معاملہ کو بالکل ان پر چھوڑ دینا غالباً پیش نظر مقصد کیلئے کافی نہیں ہوگا۔ یونیورسٹی کی طرف سے کوئی خاص رقم مقرر کر دینے کی تجویز بھی کچھ ایسی ہی ہے اس سے بھی صرف ایک حد تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

اصل چیز جس کی اس بارہ میں سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے طلبہ کی ذہنیتوں میں تبدیلی اور سادگی کے متعلق اچھی مثال پیش کرنا۔ اگر ہمارے کالجوں کے پروفیسر صاحبان یونیورسٹی اور محکمہ تعلیم کے ذمہ دار افسر اور قومی اکابر سادگی اختیار کر لیں۔ فیشن پرستی کو چھوڑ کر سادہ اور کم خرچ لباس پہنیں اور اپنی عملی مثال سے یہ بات طلبہ کے ذہن نشین کرا دیں کہ انسان کا شرف مسرفانہ لباس سے نہیں۔ بلکہ اعلیٰ اخلاق۔ پاکیزہ عادات بلند عزائم و جذبات سے ہے۔ لباس کو شاندار اور زرق برق ہونے کی بجائے صاف۔ آرام دہ۔ سادہ اور موسم کی ضرورت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ تو لباس کی اصلاح کا مقصد نہایت آسانی اور خوش اسلوبی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ہمیں دیگر مناسب تدابیر کے ساتھ ساتھ اس بنیادی اور موثر طریق اصلاح کو ہرگز نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔

انگریز قوم کی ایک قابل تقلید خصوصیت

نقائص کم و بیش ہر ایک قوم میں ہوتے ہیں۔ انگریز بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں لیکن اس قوم کے کیریکٹر میں بعض ایسی قابل قدر اور لائق تقلید خصوصیات ہیں جن کا ترقی و زندگی کی خواہش رکھنے والی ہر ایک قوم بالخصوص ہماری جماعت کو بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ دراصل انہی خصوصیات ہی میں انگریز قوم کے عالمگیر اثر و رسوخ اور سلطنت برطانیہ کی وسعت و عظمت کا راز پوشیدہ ہے ——— ان میں سے ایک خصوصیت کا ذکر ہم اس وقت کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ انگریز اپنے ملکی و قومی مفاد اور اپنی سلطنت کی حفاظت کی خاطر اپنے ہر قسم کے اختلافات کو فی الفور فراموش کر کے نہ صرف قولاً بلکہ عملاً بھی متحد ہو جاتے ہیں۔ برطانیہ میں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر مختلف پارٹیاں ہیں جن کے خیالات و رجحانات میں بعد عظیم ہے لیکن جب کبھی وہ اپنے ملکی و قومی مفاد اور سلطنت کو خطرہ میں دیکھتی ہیں تو فولادی دیوار کی طرح شانہ بشانہ کھڑی ہو جاتی ہیں۔ گذشتہ جنگ کے موقعہ پر انگلستان کی تمام سیاسی پارٹیوں نے اپنے اتحاد کا نہایت قابل تعریف نمونہ پیش کیا تھا اب بھی ہمیں یہی نظر آ رہا ہے۔ مسٹر چیمبرلین اور مسٹر چرچل کے شدید اختلافات کس کو علم نہیں لیکن آج مسٹر چرچل، مسٹر چیمبرلین کا دایاں ہاتھ بنے ہوئے ہیں۔ جب قوم و سلطنت کے متحدہ مقصد نے مطالبہ کیا مسٹر چیمبرلین نے مسٹر چرچل کو فی الفور وزارت میں لے لیا اور مسٹر چرچل نے بھی بلا تامل اپنی خدمات پیش کر دیں۔ ضرورت ہے کہ ہم بھی اپنے متحدہ مقصد یعنی خدمت دین و اشاعت اسلام کے لئے جو کہ دنیا کے ہر ایک مقصد سے زیادہ پاکیزہ اور بلند ہے اپنے اختلافات کو فراموش اور قربان کرنا سیکھیں۔ اختلافات انسانی فطرت کا تقاضا ہیں۔ ان کو روکا نہیں جا سکتا۔ لیکن اعلیٰ مقصد کے لئے ان کو قربان اور فراموش کر دینے کا جذبہ ہر ایک زندہ اور فرض شناس قوم میں ضرور ہونا چاہیئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

برطانیہ کا دفترِ جنگ

جس وقت یورپ کے طول و عرض میں جنگ کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ اس وقت شاید برطانیہ کے دفتر جنگ سے زیادہ کوئی دفتر مصروف نہیں ہوتا۔ لندن کی اس عمارت میں جو وار آفس کہلاتی ہے چند آدمی بیٹھے مملکت برطانیہ کی وسیع اور پیچیدہ جنگی مشنری کا نظم و نسق کرتے ہیں۔ ایک سفید مُو آدمی جو بیرونی دنیا کی توجہ سے باہر کبھی کوئی بٹن دباتا ہے کبھی ٹیلیفون اٹھاتا ہے۔ وہ ہزار ہا میل پر پڑی ہوئی افواج کو کوچ کا حکم دے سکتا ہے وہ اپنی میز پر پڑے ہوئے نقشہ پہ ایک نظر ڈال کر بہت ٹھیک ٹھیک بتا سکتا ہے کہ وسیع سلطنت کے مختلف حصوں میں برطانی فوج کا فلاں ڈویژن یا فلاں پلٹن اس وقت کہاں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ سلطنت میں کتنی مشین گنیں اور کتنی ہوائی توپیں موجود ہیں۔ اور جب حکومت کو ضرورت ہو تو ان سے بہترین کام کس طرح لیا جا سکتا ہے۔ وہ ان سب چیزوں کو اسلئے کر سکتا ہے کہ اس کے پاس قابل سول اور ملٹری آدمیوں کا ایک گروہ ہے۔

آجکل جبکہ لڑائی ہو رہی ہے لوگ یہ خیال کرتے ہونگے کہ دفتر میں جرنیلوں، فوجی ہیرول اور اعلیٰ افسروں کی آمدورفت ہر شخص کو نظر آ رہی ہوگی لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی کو وہاں غیر معمولی سرگرمیاں نظر نہیں آئیں گی، وہاں ہر کام ایسی خاموشی سے ہو رہا ہے گویا وہ کسی تجارتی کا دفتر ہے، بیرونی پھاٹک کے چند سنتریوں کے سوا وہاں کوئی شخص وردی پہنے نظر نہیں آئے گا حتیٰ کہ چیف آف امپیریل سٹاف بھی دفتر جنگ میں شاذ و نادر ہی وردی پہنے دکھائی دیتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وہاں آنے جانے والوں پر سخت کنٹرول کیا جاتا ہے۔ سنتریوں کے پاس جن کی تعداد قریباً دو ہزار ہے پاس ہوتے ہیں۔ لیکن سنتری ان سے شاذ و نادر ہی پاس کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی شکلوں کو پہچانتے ہیں۔ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ اتنا ... کس آسانی کے ساتھ آتا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود کسی ... کو پھاٹک سے اندر جانے کی توقع نہیں ہو سکتی ...
لباس میں ملبوس آس پاس پھرتے رہتے ...
کے بغیر اجنبیوں کی نگہداشت کرتے ...
اگر کوئی جاسوس اندر ...
تو اسے کوئی راز معلوم نہیں ہو ...
کی قطاریں دیکھ سکتا۔
...

قائدین جمع ہوتے ہیں اور وزنی معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں جن پر لاکھوں آدمیوں کی قسمت کا انحصار ہوتا ہے۔

یہ فوجی کانفرنس ہفتے میں ایک بار منعقد ہوتی ہے اور اس کی صدارت وزیر جنگ کرتا ہے۔

اس کونسل کا ممبر نمبر ۱ چیف آف دی جنرل سٹاف ہے جو مملکت کے ہر قسم کے فوجی معاملات میں حکومت کو مشورہ دینے کا ذمہ دار ہے نمبر ۲ ممبر اڈجوٹنٹ جنرل ہے جس کے ذمے فوجوں کی بھرتی ان کا انتظام اور ان کی تنظیم کا کام ہے۔ میڈیکل سروس بھی اسی کے ماتحت ہے، نمبر ۳ ممبر کوارٹر ماسٹر جنرل ہے جو اس بات کا ذمہ دار ہے کہ فوجوں کو خوراک اور اقامت مہیا کرے۔ نمبر ۴ ممبر ماسٹر جنرل آف دی آرڈیننس ہے جس کا کام یہ دیکھنا ہے کہ فوجوں کو ہر قسم کا سامان جنگ مہیا ہوتا ہے، پانچواں ممبر ڈائرکٹر جنرل آف میونیشن ہے۔ جو گولی بارود کا ذمہ دار ہے۔ چھٹا ممبر ڈائرکٹر جنرل ٹیریٹوریل آرمی ہے ان کے علاوہ دو سیاسی ارکان بھی ہیں، مستقل انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ اور وار آفس کا فنانشل سیکرٹری ہفتہ وار کانفرنسوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مختلف محکمے یکساں طور پر جاری رہیں اور اسی طرح تمام مشینری ٹھیک ٹھیک چلتی رہے ان میں وسیع حکمت عملیاں اور اہم امور طے پاتے ہیں اور وزیر اعظم دفاعی افواج کی تازہ ترین پوزیشن معلوم کرنے کے لئے ان کانفرنسوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

یقین کیا جاتا ہے کہ ...
بھی ہیں ...
آمد ...

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا"

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ مولوی احمد یار صاحب ایم۔اے ایم۔او۔ایل)

مصر ہمارے البانوی بھائی بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے خاکسار عرض کر چکا ہے۔ ہمارے دوستوں نے ایک رسالہ "تعالیم الاحمدیۃ" کے نام سے شائع کیا ہے جس میں نہایت فصیح عربی زبان میں جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد بتلائے گئے ہیں اور مخالفین کی طرف سے جو بے بنیاد اعتراضات کئے گئے ہیں ان کی بھی تردید کی گئی ہے۔ اس کی ایک ایک کاپی علمائے ازہر اور مصر کے دیگر علماء کی طرف بھیجی گئی ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو اس بارہ میں کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سے اچھے نتائج پیدا ہوں اور ہمارے دوست اپنے نیک مقصد میں کامیاب ہوں آمین ثم آمین۔ جامع ازہر کی مقرر کردہ تحقیقاتی کمیٹی نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

بغداد برادرم جناب سید تصدق حسین صاحب جس اخلاص اور جانفشانی کے ساتھ تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں وہ محتاج بیان نہیں کوئی دن خالی نہیں جاتا جس میں آپ کسی نہ کسی آدمی کو بذریعہ خط یا زبانی تبلیغ نہ ... ہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ...
ہے ... صاحب ...
میں ...

جنگ کی کیفیت

پولینڈ میں باقاعدہ جنگ کا فی الحال خاتمہ سمجھئے۔ کیونکہ مسلسل کوششوں کے بعد جرمن افواج نے وارسا کو سر کر لیا ہے۔ جرمن ہائی کمان نے تو ۲۷ ستمبر ہی کو اس کا اعلان کر دیا تھا لیکن اب دوسرے بعض قرائن و ذرائع سے بھی اس کی تصدیق ہوئی ہے۔ جانباز پولوں نے اپنے دارالسلطنت کے بچاؤ کی نہایت جانبازی اور استقلال سے کوشش کی۔ اپنی جانیں اپنی آزادی کی حفاظت کیلئے بیدریغ قربان کر دیں۔ لیکن آخر جرمنوں کی وحشیانہ یلغار ان کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۲۰۰ جرمن طیاروں اور بیشمار توپوں نے ۴۸ گھنٹے تک مسلسل وارسا پر بمباری اور گولہ باری کی جس کے نتیجہ میں سارا شہر کھنڈروں میں تبدیل ہو گیا۔ تمام شاندار اور تاریخی عمارتیں پیوند خاک ہو گئیں۔ واٹر ورکس اور تمام ہسپتال اور بہت سے مختلف اشیا کے ذخائر تباہ ہو گئے پانی اور خوراک کی بے حد قلت محسوس ہونے لگی لوگوں میں مجبوراً گھوڑوں کا گوشت تقسیم کیا گیا۔ آتش افروز بموں نے شہر کے اندر جگہ جگہ آگ لگا دی۔ اس حالت میں بھی بہادر پول حتی الامکان مقابلہ و مدافعت کرتے رہے۔ لیکن آخر پولش کمانڈر نے ۲۴ گھنٹوں کے لئے عارضی صلح کی تجویز کا اعلان کر دیا۔ اعلان میں لکھا ہے کہ یہ تجویز سول آبادی کے انتہائی مصائب۔ شدید نقصانات خصوصاً پانی کی کمی اور وبائی امراض کے خطرہ کے پیش نظر کی گئی ہے۔ جرمن ہائی کمان کے اعلان مورخہ ۲۸ ستمبر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۹ ستمبر کو وارسا شہر غیر مشروط طور پر جرمن افواج کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ جرمن ہائی کمان نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ پولینڈ کے تمام محاذوں پر جنگیں ختم ہو گئی ہیں اور ماڈلن کے پولش کمانڈر نے بھی جرمن فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اس جنگ میں پولش فوجوں نے حیرت انگیز بہادری سے مقابلہ کیا ان کی بہادری۔ جانبازی اور ملک و قوم کیلئے جذبہ سرفروشی پر تمام دوست دشمن حیران ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض پولش فوجیں تو اس بے جگری اور جانبازی سے لڑیں کہ ان کا ایک فرد بھی زندہ نہ بچ سکا۔ جرمن نشرگاہ کی ایک اطلاع ہے کہ جرمن افواج نے اب تک ساڑھے سولہ لاکھ پول گرفتار کئے ہیں۔ مذکورہ بالا اطلاعات کے ساتھ یہ بھی خبر قابل ذکر ہے کہ پولوں نے متفرق گروہوں میں منقسم ہو کر دیہات سے ساتھ ساتھ شبخون مارنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور وہ جرمنوں کے ذرائع عمل و نقل پر حملے کر رہے ہیں۔ ماہرین جنگ کا خیال ہے کہ یہ جنگ چھاپہ دل جرمنوں کے لئے بہت نقصان رساں اور پریشان کن ثابت ہوگی۔

مغربی محاذ پر دونوں فریقوں کی سرگرمیاں

برطانوی فوج کی ایک اچھی مقدار فرانس پہنچ چکی ہے۔ فرانس کا ہر ایک طبقہ نازی ازم کو مکمل طور پر تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ مغربی محاذ کے متعلق تازہ اہم خبر یہ ہے کہ سگفرڈ لائن کے پیچھے جرمنوں کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں جرمنی کے عوام میں بے چینی ترقی کر رہی ہے۔ فرانسیسی توپخانہ نے سگفرڈ لائن کو زبردست شدید نقصان پہنچایا ہے۔ فرانسیسی پیشقدمی کی ... زار پر دکر کو خالی کر رہی ہے۔ برطانوی ہوا بازوں ...

شکریہ احباب

میں اپنے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے پسرم صدیق احمد کی وفات پر مجھے خطوط کے ذریعہ صبر جمیل کی ہمدردانہ تلقین فرمائی۔ اور میں ان دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جو سفر کی تکلیف اٹھا کر میرے پاس شملے پہنچے۔ بہت سے خطوط تو مجھے شملے کے پتہ پر ہی مل گئے۔ مگر اب جبکہ میں شملہ سے دہلی آیا ہوں تو بہت سے دوستوں کے خطوط یہاں آئے ہوئے ملے۔ فرداً فرداً تمام خطوط کا جواب لکھنا تو ذرا مشکل ہے اس لئے میں بذریعہ اخبار "پیغام صلح" سب دوستوں کی ہمدردی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں

چونکہ بہت سے احباب باہر سے مجھے عموماً خطوط لکھتے رہتے ہیں اس لئے میں اپنا موجودہ پتہ درج ذیل کرتا ہوں۔ تاکہ آئندہ خط و کتابت میں دوست اس پتہ کو یاد رکھیں۔

عمر الدین احمدی
بستی ہرپھول سنگھ دہلی

(بقیہ صفحہ ۵)

آپ اپنا گھر خیال فرمائیں۔ آپ کو چاہئے تھا کہ بلا تامل میرے پاس چلے آتے۔ بہرحال اب میں غلام سرور صاحب کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں یہ آپ کو میرے غریب خانے تک لے آئیں گے

دوسرے روز غلام سرور صاحب میرے پاس پہنچ گئے اور مجھے اپنے ہمراہ نیپا ٹانگ ٹیبال لے آئے جناب شیخ صاحب کی زیارت اور ان سے شرف ملاقات حاصل کر کے دل باغ باغ ہو گیا انہوں نے اپنا بہت سا قیمتی وقت صرف کر کے مذہب اسلام کے متعلق بہت سی معلومات مجھے بہم پہنچائیں۔ میرے شکوک دور کئے۔ میرے سوالات کے تسلی بخش جواب عنایت فرمائے جن سے میری پوری طرح تسلی ہو گئی۔ اس کے بعد شیخ صاحب نے مجھے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا۔ اسلام کی مقدس اور عظیم الشان برادری میں داخل کیا۔ مجھے نماز یاد کرائی۔ غرضیکہ میرے دل کو نور ایمان سے معمور کیا اور میرے جسم کو پوری طرح اسلام کے رنگ میں رنگ دیا اور اس کے بعد مسجد میں لیجا کر نماز جمعہ میں شریک کیا۔

اب میرے بیچین قلب کو راحت حقیقی میسر ہوئی ہے۔ اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہوں۔ اللہ کا بہت ہی احسان ہے کہ اس نے بندہ کو راہ ہدایت دکھائی اور اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ اپنی اعلیٰ تعلیمات اور روحانی کشش اور بے نظیر صداقت کے زور سے پھیلا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ ثابت ہو گیا کہ جو انسان مذہب اسلام میں داخل ہو کر اپنی زندگی کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ آج کل کے نام نہاد مسلمان تلوار سے لڑتے ہیں اور دوسروں سے کہتے ہیں۔ خوار و ذلیل کرتے ہیں اور کروانے ہیں بدنام کرتے اور کرواتے ہیں ـــــ یہ ہے اس زمانہ میں اسلام اور اہل اسلام کی محبت۔ اس کا گواہ سارا ملاکنڈ کلکنتن ہے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے بندہ کو دشمن کے شر سے بچا لیا۔ اس وقت بندہ جناب شیخ صاحب موصوف کے سایہ شفقت میں ہے۔ آپ کا علم اور ہمدردی کی کیفیت مجھ حقیر کے قلم سے تو بیان نہیں ہو سکتی۔ مختصر عرض کرتا ہوں کہ آپ کا کیرکٹر اور اعلیٰ اسلامی اخلاق ہی ایک غیر مسلم کو اسلام سے محبت کرنے اور حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے اسلام کو صداقت اور اعلیٰ تعلیمات کی وجہ سے بصدق دل سے قبول کیا ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول اور بندے ہیں۔ مسلمان ہو کر میں خادم معیت پر کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان اور احمدی ہوں۔ بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ مجھ مسکین کے لئے دعا کریں کہ اللہ مجھے استقامت عطا فرمائے اور خدمت دین کی توفیق دے۔

والسلام۔

خاکسار

عبدالرحمان نو مسلم سابق بخشیش سنگھ

معرفت ایس۔ بی۔ علی صاحب نیپا ٹانگ ٹیبال (ملایا)

ـــــ ماسکو ۲۹ ستمبر۔ آج صبح ماسکو میں جرمنی اور روس کے نئے سمجھوتے کا اعلان کیا گیا ہے اس سمجھوتہ کے مطابق روس اور جرمنی نے پولینڈ کو آپس میں تقسیم کر لیا ہے اور کوئی فاصل ریاست قائم نہیں کی۔ اس معاہدہ میں پولینڈ کی تقسیم پر بھی نظر ثانی کی گئی ہے اور نئی تقسیم کے مطابق جرمنی کو سابقہ تقسیم کے مقابلہ میں کچھ زیادہ علاقہ مل گیا ہے جس میں وارسا کی تمام وادی بھی شامل ہے

ـــــ اس سمجھوتہ کا انگلستان اور فرانس میں مطلقاً کوئی اثر نہیں ہوا۔

رفتار عالم

ہندوستان

ـــــ افواہ مشہور ہوئی تھی کہ حکومت پنجاب نے تھل پراجیکٹ کی آبپاشی کی سکیم مالی مشکلات کی وجہ سے ترک کر دی ہے۔ حکومت پنجاب نے اس افواہ کی باقاعدہ تردید کر دی ہے۔ کام البتہ تین سال کی بجائے پانچ سال میں ختم ہوگا۔

ـــــ لاہور ۲۶ ستمبر۔ کل موسم گرما کی تعطیلات ختم ہونے کے بعد لاہور ہائیکورٹ کھل گیا۔ چیف جسٹس ابھی نہیں پہنچے۔ گورنر جنرل نے جسٹس بخشی ٹیک چند کو قائم مقام چیف جج مقرر کیا ہے۔

ـــــ شملہ ۲۶ ستمبر۔ آج یہاں گاندھی جی نے وائسرائے ہند سے ملاقات کی جو ۲½ گھنٹے تک جاری رہی۔ ملاقات کے بعد گاندھی جی آج ہی واردھا روانہ ہو گئے۔ روانگی سے قبل آپ نے آج کی ملاقات کے بارے میں اخبارات کو کوئی بیان نہیں دیا۔

ـــــ گاندھی جی کی ملاقات کے متعلق شملہ کے مختلف حلقوں میں امید افزا قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ اب وائسرائے مسٹر محمد علی جناح سے ملاقات کریں گے اس کے بعد کوئی اعلان ہوگا۔

ـــــ کراچی ۲۷ ستمبر۔ منزل گاہ سکھر کے لئے مسلمان اسے مسجد ثابت کر چکے ہیں اور جس پر حکومت کا قبضہ ہے) حصول کیلئے مسلمانان سندھ عنقریب سول نافرمانی کرنے والے ہیں۔ وسیع پیمانہ پر تیاریاں ہو چکی ہیں۔ ہندو اس عمارت کو اپنے قبضہ میں لینا چاہتے ہیں۔

ـــــ حکومت یو۔ پی اور خاکساروں کے درمیان کشمکش بدستور جاری ہے۔ حکومت مذکور نے بعض اضلاع میں خاکساروں سے پابندیاں اٹھا دی ہیں۔

ـــــ نئی دہلی ۲۶ ستمبر۔ آج سنٹرل کونسل آف سٹیٹ نے ڈیفنس آف انڈیا بل کی پہلی خواندگی منظور کر لی ہے۔

ـــــ کلکتہ ۲۷ ستمبر۔ حکومت بنگال نے آج چار سیاسی قیدیوں کو قبل از وقت ڈم ڈم سنٹرل جیل سے رہا کر دیا۔

ـــــ لاہور ۲۷ ستمبر۔ حکومت پنجاب کے دفاتر کل شملہ میں بند ہو جائیں گے اور ۲ اکتوبر (بروز پیر) کو لاہور میں کھلیں گے۔ وزیر اعظم جمعہ کے روز لاہور پہنچ رہے ہیں۔

ـــــ حیدرآباد دکن ۲۷ ستمبر۔ آج مسٹر محمد علی جناح بمبئی سے اس جگہ وارد ہوئے۔ کل شام آپ اعلیٰحضرت حضور نظام سے اصلاحات کے سلسلہ میں مسلمانان دکن کے مطالبات کے متعلق ملاقات کریں گے آئندہ ہفتہ آپ کی ملاقات وائسرائے سے مقرر ہو چکی ہے۔

ـــــ واردھا ۲۷ ستمبر۔ صدر کانگرس مسٹر راجندر پرشاد اور پنڈت جواہر لال نہرو کو وائسرائے نے ۳ اکتوبر کو ملاقات کیلئے طلب کیا ہے۔ وائسرائے سے ان دونوں کی ملاقات کے بعد دہلی میں کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس منعقد ہوگا۔

ـــــ شملہ ۲۵ ستمبر۔ آج سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب نے وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔

ـــــ حیدرآباد دکن ۲۷ ستمبر۔ کل شام ورنگل (ریاست حیدرآباد) کا ایک مشہور شہر میں مسجد کے سامنے باجہ بجانے پر ہندو مسلم فساد ہو گیا جس میں ۲ آدمی ہلاک اور ۲۷ زخمی ہوئے۔

ـــــ لاہور ۲۷ ستمبر۔ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملتان اور امرتسر کے ضمنی انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کا پلہ بھاری رہا ہے

ـــــ امرتسر ۲۹ ستمبر۔ احراری لیڈر چوہدری افضل حق کو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔

ممالک خارجہ

ـــــ لندن ۲۷ ستمبر۔ جرمن ہائی کمان کی طرف سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ وارسا کے پولش کمانڈر نے شہر کو جرمن فوج کے حوالے کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے اور بہت جلد پولش فوج ہتھیار ڈال دیگی۔ کل جرمنوں نے وارسا کے شمالی اور جنوبی محاذوں کو سر کر لیا تھا۔ اسی وجہ سے پولش افسروں نے شہر کو جرمن فوجوں کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کیا۔

ـــــ لندن ۲۷ ستمبر۔ آج وارسا کے ریڈیو سٹیشن سے جو اعلان نشر کیا گیا تھا۔ اس میں ہتھیار ڈالنے یا شہر حوالہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں تھا البتہ جرمنوں کی وحشیانہ بمباری اور شہر کی دردناک تباہی کا حال بیان کیا گیا تھا۔

ـــــ اس پیغام میں بتایا تھا کہ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں کی بمباری سے کم و بیش ۲ ہزار شہری ہلاک ہوئے۔ واٹر ورکس بھی تباہ ہو گیا تمام ہسپتال پیوند خاک ہو چکے ہیں۔ اشیائے خورونوش کی سخت قلت ہے۔ لوگوں میں گھوڑوں کا گوشت تقسیم کیا جا رہا ہے

ـــــ لندن ۲۷ ستمبر۔ ایک اور پیغام سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج وارسا کے جرمن محاصرہ کا ۱۲ واں دن ہے۔ ۲۰۰ طیاروں نے تباہ کن اور . . . . ۷ طیاروں نے آتش انگیز بم پھینک کر شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ہزاروں مکانات سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ لیکن اس حالت میں بھی پولش فوج اور عوام کا ضبط و استقلال حیرت انگیز ہے۔

ـــــ لندن ۲۷ ستمبر۔ تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ پولوں نے متفرق گروہوں میں تقسیم ہو کر دریائے سان کے کنارے ساتھ شبخون مارنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور وہ جرمنوں کے حمل و نقل پر حملے کر رہے ہیں۔ ماہرین جنگ کا خیال ہے کہ پولینڈ میں جرمنوں کا نقصان اس اندازہ سے بہت زیادہ ہے جو اس سے قبل لگایا گیا تھا۔

ـــــ ماسکو ۲۷ ستمبر۔ ترکی کے وزیر خارجہ مسٹر سراج اوغلو آجکل ماسکو میں روسی سفیر کے ساتھ مصروف گفت و شنید ہیں اس گفت و شنید کے متعلق طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ ایک افواہ یہ بھی ہے کہ روس اور اطالیہ کی سرپرستی میں ایک "بلقان یونین" بنائی جائے گی۔ جو ترکی۔ بلغاریہ۔ رومانیہ۔ ہنگری اور یوگوسلاویہ پر مشتمل ہوگی۔

ـــــ ایک اور افواہ یہ ہے کہ اس گفت و شنید کے نتیجہ کے طور پر بلقان کے ممالک میں ایک نیا سمجھوتہ ہوگا۔ ان حالات کی وجہ سے جرمنی کے نازی حلقوں میں ابھی سے گھبراہٹ کا اظہار شروع ہو گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہر فان ربن ٹروپ کے سفیر ماسکو کا ایک مقصد اس مسئلہ پر بحث و تمحیص کرنا بھی ہے۔

ـــــ بیروت ۲۷ ستمبر۔ مفتی اعظم فلسطین نے شام کے فرانسیسی ہائی کمشنر کو ایک پیغام بھیجا ہے کہ فلسطین کے عرب ان اقدامات سے محترز رہیں گے جو فرانس کے لئے باعث مشکلات ہوں۔

ـــــ پیرس ۲۷ ستمبر۔ مغربی محاذ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سگیفریڈ لائن کے عقب سے جرمنوں نے گولہ باری کی لیکن فرانسیسی توپچیوں نے اس کا دندان شکن جواب دیا۔ فرانسیسیوں کا دعویٰ ہے کہ سار بروکن اور سار لوئیس کے درمیان دشمن کی قلعہ بندیاں بالکل تباہ کر دی گئی ہیں

ـــــ غیر سرکاری ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سگیفریڈ لائن کے پیچھے دشمن کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دعا اور قضا و قدر

آجکل مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی پایا جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ دعا کچھ چیز نہیں ہے اور قضا و قدر بہرحال وقوع میں آتی ہے لیکن افسوس کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ باوجود سچائی مسئلہ قضا و قدر کے پھر بھی خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں بعض آفات کے دور کرنے کیلئے بعض چیزوں کو سبب ٹھہرا رکھا ہے جیسا کہ پانی پیاس بجھانے کیلئے اور روٹی بھوک کے دور کرنے کیلئے قدرتی اسباب ہیں۔ پھر کیوں اس بات سے تعجب کیا جائے کہ دعا بھی حاجت براری کیلئے خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ایک سبب ہے جس میں قدرت حق نے فیوض الٰہی کے جذب کرنے کیلئے ایک قوت رکھی ہے ہزاروں عارفوں، راستبازوں کا تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ درحقیقت دعا میں ایک قوت جذب ہے اور ہم بھی اپنی کتابوں میں اس بارے میں اپنے ذاتی تجارب لکھ چکے ہیں۔ اور تجربہ سے بڑھکر اور کوئی ثبوت نہیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ قضا و قدر میں پہلے سے سب کچھ قرار پا چکا ہے مگر جس طرح یہ قرار پا چکا ہے کہ فلاں شخص بیمار ہوگا اور پھر یہ دوا استعمال کریگا تو وہ شفا پا جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی قرار پا چکا ہے کہ فلاں مصیبت زدہ اگر دعا کریگا تو قبولیت دعا سے اسباب نجات اس کے لئے پیدا کئے جائیں گے اور تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ جس جگہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اتفاق ہو جائے کہ معہ شرائط دعا ظہور میں آوے وہ کام ضرور ہو جاتا ہے اسی کی طرف قرآن شریف کی یہ آیت اشارہ فرما رہی ہے ادعونی استجب لکم یعنی تم میرے حضور میں دعا کرتے رہو آخر میں قبول کرونگا۔ تعجب کہ جس حالت میں باوجود قضا و قدر کے مسئلہ پر یقین رکھنے کے تمام لوگ بیماریوں میں ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پھر دعا کا بھی کیوں دوا پر قیاس نہیں کرتے ◆

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ یکم اکتوبر کی شب کو بخیریت ڈلہوزی سے تشریف لے آئے ہیں۔ اب حضرت ممدوح سے خط و کتابت کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:۔

مسلم ٹاؤن - اچھرہ - لاہور

—— حضرت مولانا صدر الدین صاحب ۲ر اکتوبر کی صبح کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت لاہور پہنچ گئے ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ڈلہوزی سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ آجکل وہ سیرت مسیح موعودؑ کے کام میں منہمک ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ جلسہ سالانہ سے قبل یہ کتاب کامل اہتمام و خوبی کے ساتھ شائع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارادے کو کامیاب کرے۔

—— ہماری جماعت کے معزز رکن جناب شیخ عبد الرحمٰن [illegible] ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ کو گذشتہ دنوں موٹر کا ایک حادثہ پیش آیا جس سے وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے۔ اس کے شکرانہ میں انہوں نے مبلغ ایک سو روپیہ انجمن کو بھیجا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین۔

—— ہماری انجمن کے قابل مبلغ جناب محمد یوسف صاحب [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اس خوشی میں ان کی [illegible] مبلغ پانچ روپے عنایت فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ پیغام صلح ہم شیخ صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ محترمہ کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کیساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

دسہرہ یا رام لیلا

راجہ رامچندر جی کے سوانح حیات پر ایک نظر

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی)

(نمبر ۲)

گذشتہ نمبر میں ہم زمانہ رامائن کے تمدن اور آریہ قوم کی اس وقت کی معاشرت پر کچھ لکھ چکے ہیں۔ ہم نے اس میں بتایا ہے کہ اس زمانہ میں عورت کی حیثیت کچھ ایسی بلند نہ تھی۔ تعدد ازدواج سے ترقی کر کے لوگوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی۔ اس کے علاوہ راجہ اور ذی مقدرت لوگ لونڈیوں کا لشکر بھی رکھتے تھے۔ غلام مرد اور غلام عورتیں ہبہ بھی ہوتی تھیں اور عورت کی نسبت نہایت پست خیالات کا اظہار کیا جاتا تھا۔ ادنٰے سے ادنٰے شبہ پر ان کو گھر سے نکال دیا جاتا تھا۔ بچپن کی شادی کا بھی رواج تھا۔ چنانچہ رامچندر جی کی عمر شادی کے وقت تیرہ چودہ سال کی اور سیتا کی عمر صرف چھ سال کی تھی۔ رامائن آرنیہ کانڈ سرگ ۴۷ شلوک ۴ــ۱۰ــ۱۱ میں لکھا ہے سیتا جی کہتی ہیں:۔

"جب ہمارے بیاہ کو بارہ برس ہوئے اس وقت میرے دولہا کی عمر پچیس کی تھی اور میری اٹھارہ کی"۔

ایک جگہ اور کہتی ہیں:۔

بیاہ کے بعد اکشواکو کے گھرانہ میں میں نے بارہ برس عیش و عشرت سے بسر کئے۔ تیرھویں برس راجہ دشرتھ نے رام کو گدی پر بٹھانے کی تجویز کی"۔
(سندر کانڈ سرگ ۳۳)

شادی کے وقت سیتا کے دودھ کے دانت گرتے اور نئے نکلتے تھے

"دودھ کے دانت گرنے سے دانت چھیدے تھے۔ اور نئے نکلتے دکھائی دیتے تھے"۔
(اتر رام چرتم انک)

راجہ پریکشت کے والد ابھی منیو کی شادی بھی سولہ سال سے کم عمر میں ہوئی تھی۔

پردہ اور رامائن

راون کے قتل کے بعد بھبیشن جب سیتا کو رامچندر جی کے سامنے آنے کے لئے بلاتے ہیں۔ تو پردہ کا حکم دیتے ہیں:۔

ولیسنشوناکر بھولشیوناپد ھیشوسوئمویر
ناکرتونو وداھے وادرشنم دشیتے استریہ

ترجمہ:۔ مصیبت کے وقت مجبوریوں جنگ اور سویمبر اور بیاہ شادی میں عورتوں کو دیکھ لینا گناہ نہیں۔

سا ایشا ویپد گتا چیو کرچھرین چہ سمنوتا
درشنے ناستی دوشواسیامت سمیپے وشیشتہ

یہ (سیتا) بھی مصیبت زدہ ہے۔ مجبوریوں میں گرفتار ہے اس کے دیکھنے میں بھی گناہ نہیں۔ خصوصاً میں جب اس کے پاس ہوں اب سیتا جو کبھی بے پردہ باہر نہیں نکلی تھی۔ کس شان سے لوگوں میں آتی ہے اس کو والمیک جی نے شاعرانہ انداز میں خوب نبھا ہے

لجیا تو ولینتی اسو لشیو گاترلشیو میطفلے

"شرم کے مارے دہری ہوئی جاتی تھی گویا اپنے آپ کو اپنے ہی جسم میں چھپا رہی تھی۔

سیتا ہمیشہ نقاب اوڑھے رہتی تھی۔ سنسکرت کا مشہور شاعر بھاس کہتا ہے۔

رامہ:۔ میقلے اپنیام اوگنٹھنم

رامچندر جی کہتے ہیں اے سیتا اپنے نقاب کو اٹھا۔

شراب اور گوشت کا استعمال عام تھا

جب اشومیدھ یگیہ کی تیاری کے لئے دشرتھ جی حکم دیتے ہیں تو فرماتے ہیں۔

"مہمانوں کے لئے خیمے لگ جائیں اور ان میں گوشت اور شراب کافی مقدار میں مہیا کیا جائے"۔ اپنے لوگوں کے لئے شراب اور گوشت کا کافی انتظام ہو۔ (بال کانڈ سرگ ۱۲)

"بن باس کو جاتے ہوئے رام لکشمن اور سیتا جب گنگا پار ڈیرے جماتے ہیں۔ تو وہاں ہی رات دریا کا صاف اور تازہ پانی پیا اور ایک ہرن شکار کیا اور خشک لکڑیوں کی آگ جلا کر گوشت کو بھون لیا۔ پھر رگھو کے لڑکے (رام) نے سیتا کے ساتھ شکار تقسیم کیا۔ جو انہوں نے اپنے ہاتھوں تیار کیا تھا"۔ (اجودھیا کانڈ سرگ ۵۲)

چترکوٹ کے پاس بھی رام چندر جی کے شکار کرنے کا ذکر ہے۔ یگیوں میں بھی گوشت اور شراب پیش کئے جاتے تھے۔
(ایودھیا کانڈ سرگ ۵۵)

سنسکرت بولی اور سمجھی جاتی تھی

راون سنسکرت میں سیتا سے گفتگو کرتا تھا۔ سیتا جی اس کو بخوبی سمجھتی تھیں۔ ہنومان جی سنسکرت جانتے تھے۔ بلکہ ان کی سنسکرت دانی کی بہت تعریف لکھی ہے۔ کیونکہ انہوں نے سورج دیوتا کے ساتھ رات دن گشت کر کے اس کو خود سورج دیوتا سے سیکھا تھا۔ اس زمانہ کی عورتیں تک سنسکرت جانتی اور بولتی تھیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی پراکرت یا خالص ہندی کا بھی رواج تھا۔ ہنومان جی نے سیتا سے پراکرت ہندی میں ہی گفتگو کی

جنت اور دوزخ کا خیال بھی پایا جاتا ہے

ارنیہ کانڈ سرگ ۲۵ میں اور کئی ایک جگہ پر بہشت اور لفظ بہشت کا ذکر نہایت وضاحت سے ہے۔ جس میں حور و غلمان دودھ اور شہد کی نہریں رواں ہیں۔

ذات پات کا خیال

رامائن کے زمانہ میں ذات پات کا خیال نہایت سختی سے روا رکھا جاتا تھا۔ برہمن، چھتری، ویش اور شودر اپنے اپنے مقررہ پیشہ کے سوا دوسرا پیشہ اختیار نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ اتر کانڈ سرگ ۷۳ میں ایک مشہور واقعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک بوڑھا برہمن اپنے مردہ لڑکے کی لاش لیکر راجہ رامچندر جی کے دربار میں آیا۔ پہلے مرے ہوئے بیٹے کے لئے بین کرتے ہوئے بیٹا ہائے بیٹا کرتا ہوا دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ اور کہا میں نے گذشتہ جنم میں کونسا ایسا گناہ کیا تھا کہ جو میں اپنے اکلوتے بیٹے کو آج مرا ہوا دیکھ رہا ہوں مجھے بالکل یاد نہیں کہ میں نے کوئی کھوٹا کام کیا ہو۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ میرا بیٹا کس گناہ کے بدلے میری رسومات تجہیز و تکفین کئے بغیر مجھ سے پیشتر مر گیا۔ یہ اندوہناک منظر اب تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ کہ برہمن کی معصوم کونپل یوں قبل از وقت مرجھا جائے۔ یقیناً یہ رامچندر جی کا ہی برا کام ہے اور اس کا باعث ہے کہ ان کے راج میں یہ برہمن کا لڑکا قبل از وقت مر گیا۔ کیونکہ دوسری حکومتوں میں تو بچے نہیں مرتے۔ اس لئے اے رامچندر جی آپ میرے اس بیٹے کو زندہ کریں۔ نہیں تو میں اور میری بیوی لاوارثوں کی طرح تیرے دروازہ پر جان دیدیں گے۔ تب آپ کو برہمن کے قتل کا گناہ ہو گا۔ تو کیا آپ کا آرام ہو گا۔ شاستر دھرم کے مطابق رعایا کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ تب راجہ کے راج میں لوگ بن آئی موت مرتے ہیں۔ یقیناً آپ کی حکومت میں لوگ کھوٹے کام اور باطل پیشے اختیار کئے ہوئے ہیں کہ جس سے بے وقت موت ہو رہی ہے۔ ایسی ایسی باتیں وہ برہمن کہتا ہوا چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔

راجہ رامچندر جی نے برہمن کی جب یہ آہ و زاری سنی تو وزرا اور رشیوں منیوں کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ ان میں سے [illegible] حضرت نارد منی نے کہا کہ ست یگ میں چونکہ لوگ اپنے اپنے دھرم پر چلتے تھے۔ برہمن ہی صرف خدا کی عبادت کرتے تھے اس لئے کوئی شخص بے وقت کی موت نہ مرتا تھا۔ مگر اس کے بعد تریتا یگ میں چھتری عبادت کرنے لگ گئے تو دھرم کا ایک پاؤں لنگڑا گیا اور لوگوں کی عمر بھی معین اور محدود ہو گئی۔ ست یگ میں برہمن چھتری اور ویش سب گوشت پر گذران کرتے تھے تریتا یگ میں کھیتی باڑی کر کے گذر اوقات کرنے لگے۔ ویش اور شودر دونوں برہمنوں اور چھتریوں کی خدمت کر کے پیٹ پالتے تھے۔ کیونکہ یہی ان کا اصل مذہب ہے۔ دواپر یگ میں دھرم کے دو پاؤں ٹوٹ گئے اور ویش بھی خدا کی عبادت کرنے لگ گئے۔ کل یگ میں شودر کو عبادت کرنے کا حق ملے گا مگر اس وقت دواپر یگ میں اگر شودر عبادت کرتا ہو تو یہ بڑے درجے کی بیدینی ہے۔ آپ کے راج میں تو ایک ایسا شودر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ جہاں کہیں آپ اس پاپ کو ہوتے دیکھیں۔ اس کو روکیں۔ اس سے لوگوں کی عمر بڑھے گی اور برہمن کا مردہ بیٹا بھی زندہ ہو جائے گا۔ رامچندر جی نے یہ سن کر مردہ لڑکے کی لاش تیل میں رکھوا دی اور خوشبو ڈلوا کے اس کی حفاظت کی تدبیر کی۔ آپ نے ایک آسمانی جہاز منگوایا اور اس میں سوار ہو کر اس شخص کی تلاش میں نکلے کہ جو شودر ہونے کے باوجود خدا کی عبادت کرتا تھا۔ اپنے راج کے مغربی حصہ کو دیکھا تو وہاں کوئی ایسا شودر نظر نہ آیا۔ مشرق اور جنوب میں بھی کوئی ایسی بات نظر نہ آئی۔ شمال کی طرف آ کر انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جو سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کئے عبادت کرتا تھا۔ رامچندر جی نے اس کے پاس کھڑے ہو کر بعد از سلام اس سے دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ بھی شودر ہے اور اس کا نام شمبوک ہے۔ اس کی کہانی سن کر رامچندر جی نے فوراً تلوار کا ایک وار مارا اور اس کی گردن اڑا دی کہ تو شودر ہو کر خدا کی عبادت کرتا ہے اس کا قتل ہونا تھا کہ رامچندر جی پر آسمان سے پھولوں کی بارش ہو گئی اور دیوتاؤں نے خوش ہو کر برہمن کا مرا ہوا بیٹا زندہ کر دیا۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب پر سنگین الزامات

مولوی صاحب کا شکوک افزا طریق صفائی

۱۲ر ستمبر کی اشاعت میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ عبد الحمید صاحب بی۔اے ناظم عمومی جمعیت امر بالمعروف" گڑھ کرم سنگھ کی طرف سے ایک مختصر رسالہ "سردار کاہن" کے نام سے شائع ہوا ہے جس میں جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اخبار "اہلحدیث" کی "زندگی کے چند اہم واقعات" درج ہیں۔ اور ان پر سنگین الزامات لگائے گئے ہیں۔ جماعت اہلحدیث اور دوسرے مسلمانوں میں عبد الحمید صاحب کے اس رسالہ کا اچھا خاصہ چرچا ہے۔ لیکن اخبار "اہلحدیث" کے صفحات پر اس کے متعلق کوئی تحریر نظر سے نہ گزری تو ہم نے "پیغام صلح" کی مذکورہ بالا اشاعت میں مولوی صاحب موصوف سے درخواست کی کہ وہ ان سنگین الزامات کے متعلق اپنی صفائی پیش کریں تاکہ پبلک کوئی صحیح رائے قائم کر سکے اور رسالہ میں سے مندرجہ ذیل الزامات پیش کر کے ان کا جواب خاص طور پر چاہا۔

"سنیما تھیٹر وغیرہ کی کمائی مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے حنفی۔ اہلحدیث دونوں کے دونوں اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ لیکن جہاں کمائی کا سوال ہو وہاں ثناء اللہ کی رائے بالکل آزاد ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ ثنائی پریس میں سنیما تھیٹر کے اشتہارات رات دن چھپتے رہتے ہیں۔ البتہ کتاب الحیل کے باب التاویل کی ہدایت کے مطابق ایک مشین کا ڈیکلریشن کسی اور پریس کے نام سے بھی حاصل کر لیا گیا ہے تاکہ اس کی آڑ لیکر . . . . آریہ سماجی صلیبوں کی خرافات کو زیور طبع سے آراستہ کرنے کا سلسلہ التزام کیا ہوا جاری رہے۔ یہی نہیں بلکہ حاجی عباد اللہ کہتے ہیں۔ کہ عبد الغنی دلال کے سامنے ثناء اللہ نے سود کی رقم بھی وصول کی۔ عبد الغنی نے پوچھا کیا سود لینا جائز ہے جس کا جواب سود دہانہ انداز میں یوں دیا گیا کہ "جس کام کے لئے آیا ہے اس کا خیال رکھو۔ سود کے جواز عدم جواز کا فتویٰ بعد میں دیا جائے گا۔" (صفحہ ۱۵)

ہماری اس مخلصانہ درخواست کے جواب میں جناب مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کا اخبار "اہلحدیث" دونوں اب تک خاموش ہیں البتہ محرر صاحب دفتر "اہلحدیث" نے ایک مطبوعہ اشتہار بھیجنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے۔ اس عنایت کا شکریہ۔ لیکن مولوی صاحب موصوف اور "اہلحدیث" کا خود خاموش رہنا اور غریب محرر کو آگے کر دینا کچھ خلاف معمول حرکت ہے ——— اس سے قبل تو مولانا بالعموم ہمیں بنفس نفیس مخاطب فرماتے رہے ہیں۔ ہماری درخواست پر اپنے اس شیوۂ قدیم کی "خلاف ورزی" وضعداری کے خلاف ہے ——— خیر ہم اس بارہ میں کچھ زیادہ عرض نہیں کرنا چاہتے۔ ممکن ہے ان سنگین الزامات کی وجہ سے ایسی صورت حالات پیدا ہو گئی ہو کہ مولوی صاحب موصوف نے اسی طرز عمل میں مصلحت سمجھی ہو ——— گو ان کا یہ طرز عمل اصول اور مصلحت دونوں لحاظ سے درست نہیں ہے

محرر صاحب "اہلحدیث" نے جو اشتہار بھیجا ہے وہ ایک صاحب ابو العرفان عبد الرحمان رسولوی عالم ناظم انجمن اصلاح البیان لوگڑھ امرتسر کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ عنوان اس کا "الزام اور دفع الزام" ہے۔ اسلوب اس کا یہ ہے کہ ابو العرفان صاحب نے "رسالہ سردار کاہن" کے سنگین الزامات کے پیش نظر مولوی ثناء اللہ صاحب پر ۲۸ سوالات کئے ہیں اور مولوی صاحب موصوف نے ان کے جوابات رقم فرمائے ہیں۔ یہ سوالات و جوابات دونوں پہلو بہ پہلو اس اشتہار میں درج ہیں ——— یہ تو ظاہر ہے کہ ابو العرفان مولوی ثناء اللہ صاحب کے کوئی اپنے خاص آدمی ہیں جنہوں نے ان سنگین الزامات کے متعلق مولوی صاحب موصوف اور ان کے اخبار کی خاموشی کے باوجود خود بخود یا کسی کی خواہش و درخواست پر "دفع الزام" کا یہ اہتمام فرمایا۔ لیکن اس اشتہار کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابو العرفان،

مولوی صاحب موصوف کے نہایت سعادتمند و لائق شاگرد بھی ... ہونے کے باوجود اپنے استاد کی طرز ادا کی تقلید ضروری ... کیونکہ ابو العرفان صاحب کے سوالات کا انداز و ترتیب اور ... الفاظ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مناظرانہ جوابات سے ... و مطابقت رکھتے ہیں۔ اس اشتہار کو پڑھ کر گمان ... کہ یہ سوالات و جوابات ایک ہی شخص کے دماغ و قلم کے ... یا پھر جوابات پہلے لکھے گئے ہیں اور سوالات بعد میں ان کے مطابق مرتب کئے گئے ہیں ——— بعض الزامات کی ... ہی کچھ ایسی ہوتی ہے کہ دفع الزام کی اضطراری مصلحتیں ... خلاف اخلاق کارروائیوں کا سبب بن جاتی ہیں ——— ... ہے جو اس اشتہار کو پڑھ کر خواہ مخواہ ہر ایک کے دل میں پیدا ... شبہ خواہ کتنا ہی قوی اور قرین قیاس ہو۔ بہر حال اس کا ... ہی ملنا چاہئے۔ لہٰذا ہم اس قصہ کو ختم کرتے ہیں۔

افسوس ہے کہ ہماری دلی خواہش کے برعکس دفع الزام کی یہ تدبیر اطمینان بخش ہونے کی بجائے شک افزا ہے بعض ... کا تو سرے سے جواب ہی نہیں دیا گیا اور بعض الزامات کا جواب ... تشنہ نامکمل اور شکوک انگیز ہے کہ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کے مناظرانہ کمالات کی اس عبرت انگیز ناکامی پر خواہ مخواہ رحم ... لگتا ہے۔ ہمارے پیش کردہ مندرجہ بالا اقتباس میں مولوی صاحب کی ذات گرامی پر دو سنگین الزامات لگائے گئے ہیں۔

(۱) مولوی صاحب نے سود کی رقم وصول کی۔

(۲) ان کے ثنائی پریس میں تھیٹر و سنیما کے اشتہارات اور آریہ سماجیوں کی کتابیں طبع ہوتی ہیں اور اس غرض کیلئے انہوں نے ایک مشین کا ڈیکلریشن کسی اور پریس کے نام سے لے رکھا ہے۔

سود کے متعلق الزام کا مولوی صاحب نے مطلق کوئی جواب ... دیا۔ خدا جانے اس کی کیا وجہ ہے اس کی دو ہی صورتیں ممکن نظر آتی ... ایک تو یہ کہ مولوی صاحب موصوف اور ان کے ابو العرفان ... سودخوری کو جائز یا کم از کم معمولی الزام سمجھتے ہیں اور ... انہوں نے دیگر سنگین الزامات کے مقابلہ میں اس کو کوئی اہمیت ... دی ہو یا یہ الزام صحیح ہے اور مولوی صاحب نے اعتراف جرم کی ... جرأت کے فقدان کی وجہ سے خاموشی کو ہی محفوظ ترین طریق ... ہے۔ مولوی صاحب کی اس خاموشی سے پبلک کو رائے قائم کرنے کا ... حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر ہم کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے پہلے مولوی ... موصوف کی خدمت میں مکرر درخواست کریں گے کہ وہ اس ... متعلق اپنی مہر سکوت کو توڑیں۔ اگر وہ اپنے بعض خلاف ... جن کا اظہار کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے سود کو بھی ... جائز سمجھنے لگے ہیں تو اس کا اعلان و صاحت و صفائی سے فرما دیں ... خاموشی کسی صورت میں بھی درست نہیں۔ مولوی صاحب کے ... پریس" کے متعلق جو الزام لگایا گیا ہے اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں۔

"مجھے اس کا علم نہیں کیونکہ میں پریس کے کام سے بالکل الگ ... ہوں نہ میں پریس کا ذمہ دار ہوں اور نہ میرے نام ... ہے۔"

مولوی صاحب کا یہ جواب نہایت کمزور اور ... اگر انہیں یہ علم نہیں کہ پریس میں آریوں کی کتابیں اور سنیما ... طبع ہوتے ہیں یا نہیں تو وہ نہایت آسانی سے یہ علم حاصل کر سکتے ... صاحب بھی امرتسر میں ہیں اور ان کا پریس بھی اسی امرتسر میں ... مولوی صاحب اپنی مولویانہ شان اور مشاغل کی وجہ سے پریس کے ... بظاہر کوئی حصہ نہ لیتے ہوں لیکن عام روایات کے مطابق پریس ...

(۱۱ صفحہ ۷ کا ...)

شذرات

"قابلِ رشک خدمتِ دین"

حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ ۲۸ر جولائی ۱۹۳۹ء میں قرآن کریم کے جرمن ترجمۃ القرآن کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ جناب مولانا عبد الماجد صاحب دریاآبادی اپنے اخبار "صدق" مورخہ ۵ ستمبر میں اس خطبہ کا ایک طویل اقتباس نقل کرنے کے بعد مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہیں کہ:

"الفاظ کسی عالم اہلسنت کے نہیں بلکہ ــ ہمارے دیوبند، ہمارے ندوہ، ہماری تبلیغی انجمنوں اور درسگاہوں کے سر ندامت سے جھک جانے چاہئیں ایک "احمدی" (لاہوری) مجاہد کے ہیں! یہ لفظ ذیل مختصر و قلیل لیکن جوش عمل میں اپنی آپ نظیر جماعت یہی نہیں کہ قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی میں سالہا سال ہوئے کر چکی ہے۔ بلکہ اس کی اشاعت بھی خوب کر چکی ہے اور اس کے بعد مزید قابل رشک ہمت سے کام لیکر پہلے ڈچ اور اب جرمن زبان میں بھی ترجمہ اور تشریح کی سعادت کی اولیت اس کے حصہ میں آ چکی ہے۔ جماعت کے بعض عقائد کیسے ہی بودے اور لغو سہی۔ لیکن یہ اتنی بڑی خدمات دین کیا نظر انداز کر دینے کے قابل ہیں؟ کاش اس جماعت کا عشر عشیر ہی ولولۂ عمل ہم میں موجود ہوتا؟ ــ اور کاش ہمارے علماء یہ بھی سمجھ لیتے کہ تکفیر و تفسیق سے کہیں زیادہ موثر، ٹھوس اور تعمیری عمل ہوا کرتا ہے"

آجکل احمدیت کی عالمگیر مخالفت ہو رہی ہے۔ چاروں طرف سکوت عن الحق کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ مولویوں کے تعصب اور ضد کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی خدمات دینی کی تائید و تحسین میں کوئی کلمہ زبان پر لانا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ احمدیوں کی تذلیل و توہین اور ان کی خدمات دینی کی تحقیر عام مسلمانوں کا دلپسند مشغلہ ہے ــ ان حالات میں مدیر "صدق" کی اس قدر حق گوئی اور جرأت بھی بہا غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

ایک مخلصانہ درخواست

جناب مولانا عبد الماجد صاحب نے اپنی مندرجہ بالا تحریر میں جماعت احمدیہ کے بعض عقائد کو بودا اور لغو قرار دیا ہے اس سے قبل بھی وہ کئی مرتبہ ہمارے جذبۂ عمل اور خدمات دینی کی تعریف و تحسین اور ان پر اظہار رشک فرما چکے ہیں اور اسی طرح انہوں نے کئی بار ہمارے عقائد کو غلط، غیر معقول اور بودا قرار دیا ہے ــ ہمارے تمام عقائد ظاہر و معروف ہیں۔ جناب مولانا صاحب ان سے یقیناً واقف ہوں گے۔ ہم نہایت خلوص و ادب سے ان کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ ذرا تکلیف فرما کر بتائیں۔ کہ ہمارے عقائد میں کیا خرابی اور نقص ہے اور ہمارا کون کون سا عقیدہ لغو اور بودا اور خلاف قرآن و سنت ہے ــ ہمارے دل میں مولانا کا احترام ہے۔ ہم نے نہایت خلوص سے یہ سوال ان کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ مولویوں کی طرح کسی مناظرانہ مباحثہ کی طرح ڈالنا ہمارا مقصد ہرگز نہیں۔

مولانا کو ہماری خدمات دینی کا کامل اعتراف ہے ہماری چھوٹی سی جماعت کو اسلام کے لئے جن قربانیوں کی توفیق محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے میسر ہے اور اس کی جناب سے جو بے نظیر جذبۂ عمل عطا ہوا ہے اس پر مولانا موصوف بارہا رشک فرما چکے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ہمارے عقائد کو بودا اور غلط بلکہ لغو قرار دیتے ہیں۔ جن لوگوں کے عقائد مولانا کے نزدیک صحیح ہیں ان کی بے حسی اور بے عملی اور خدمت و اشاعت اسلام سے محرومی کا بھی مولانا کو واضح اعتراف ہے۔ مولانا کی یہ آراء و اعترافات باہم مل کر ایک معمہ سا بن جاتے ہیں یعنی جن لوگوں کے عقائد درست ہیں وہ جوش عمل، احساس فرض اور خدمت دین سے یکسر محروم ہیں اور جماعت احمدیہ لاہور جس کے عقائد کو مولانا بودا، غلط اور لغو قرار دیتے ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ مسلسل خدمات دین، تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کی توفیق دے رہا ہے۔ اس جماعت کو خدا کی راہ میں بے پناہ قربانیوں کا فخر و سعادت حاصل ہے۔ گویا صحیح عقائد بے عملی کا باعث ہوتے ہیں اور لغو اور بودے عقائد سے جذبۂ عمل پیدا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہو سکتی۔ اسے نہ صرف ہم اور ہر ایک معقول آدمی بلکہ مولانا موصوف بھی یقیناً غلط قرار دیں گے ــ اگر یہ غلط ہے تو پھر اس معمہ کا حل اور کیا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس پر مولانا کو پورے غور و فکر سے توجہ فرمانی چاہئے۔ ہم ان کا جواب سننے کے منتظر و مشتاق رہیں گے۔

چینی لڑکیاں اور ہندی مسلم نوجوان

ہر ایک زندہ اور تعمیری ترقی کا ولولہ رکھنے والی قوم کے لئے قطع نظر اس امر کے کہ اس کے فرائض کا تعلق تلوار سے ہو یا قلم سے ضروری ہے کہ اس کے افراد کی صحت عمدہ ہو۔ بالخصوص اس کے نوجوان نہایت مضبوط اور تندرست ہوں ان کی معاشرت سادہ ہو تا کہ وہ محنت و جفاکشی کی زندگی بسر کر سکیں۔ چنانچہ آجکل تمام زندہ و بیدار قومیں اس بات کا بہت خیال رکھتی ہیں اور اپنے نوجوانوں کی جسمانی حالت بہتر بنانے کا خاص اہتمام کرتی ہیں۔ جاپان کے حملے سے جہاں چین کو بے حد نقصان پہنچا وہاں ایک فائدہ بھی ہوا کہ چینی قوم میں غیر معمولی بیداری بھی پیدا ہو گئی ہے۔ اس بیداری کا ایک ثمر شیریں یہ ہے کہ چینی نوجوان عورتیں اور مرد ورزش، جسمانی تربیت اور جفاکشی کی زندگی کی اہمیت کو عملاً سمجھنے لگے ہیں۔ ملک میں بیسیوں ایسی زنانہ درسگاہیں کھل گئی ہیں جہاں لڑکیوں کو عام تعلیم کے ساتھ جسمانی تربیت بھی خاص طور پر دی جاتی ہے۔ جاپانی افواج کی پیش قدمی اور بمباری کی وجہ سے ایسی بہت سی درسگاہیں بڑے شہروں کو چھوڑ کر اندرون ملک دیہات میں چلی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک زنانہ درسگاہ جو شنگھائی سے ایک چھوٹے سے پہاڑی مقام پر منتقل ہوئی ہے اس کا حال سنئے

"... ان کی تعداد ۷۰۰ کے قریب تھی جن میں ۴۳ معلمات اور ۶۵۰ طالبات تھیں۔ پہاڑی علاقے میں پہنچ کر انہوں نے اپنے لئے ایک نیا سکول تعمیر کیا جو آجکل جنگل اور پہاڑیوں کی پرفضا اور قدرتی خطے میں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ یہ ایک پتھریلا علاقہ ہے لیکن طالبات نے اس کو ہموار کر کے اس پر اپنی رہائش کے لئے بڑی فراخ جھونپڑیاں تعمیر کر لیں جوان کی رہائش کے کام آتی ہیں۔ طالبات اپنی خوراک کیلئے خود سبزی پیدا کرتی ہیں۔ اپنے کپڑے خود سیتی اور صاف کرتی ہیں۔ ان جفاکش لڑکیوں نے کھیلوں کیلئے پانچ وسیع میدان بھی تیار کر لئے ہیں اور اب وہ پہاڑیوں اور سبزہ زاروں کو کاٹ کر چھٹا میدان تیار کر رہی ہیں۔ اس سکول کی زندگی جفاکشی کی زندگی ہے صبح پانچ بجے بیدار ہونے کا بگل بجتا ہے۔ سوا پانچ بجے ملی پرچم بلند کیا جاتا ہے اس کے بعد قواعد شروع ہوتی ہے۔ چھ بجے سبق دیا جاتا ہے ساڑھے سات بجے ناشتہ کیلئے مختصر سی چھٹی ملتی ہے۔ ناشتہ کے بعد پھر چھ بجے شام تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لکھنے پڑھنے کا کام کھلی فضا میں ہوتا ہے"

اپنی تعلیم یافتہ عورتوں کو جنہوں نے دوہزار میل کی اس زنانہ درسگاہ اور اس کی طالبات کی زندگی کا مقابلہ اپنے ملک کے کالجوں اور سکولوں کے مسلمان نوجوان طلبہ سے کرنا۔ یہاں آپ کو سادگی، جفاکشی اور تندرستی کے بجائے آرام طلبی، فیشن پرستی اور بے مردگی نظر آئے گی سینما کے شوق اور تفریح گاہوں کی آوارہ گردی نے ہمارے موجودہ نسل کے نوجوان کو سحر خیزی کی عادت سے محروم کر دیا ہے فیشن پرستی کی لعنت نے اس سے سادگی کی دولت چھین لی ہے۔ اس کی بے قاعدہ زندگی نے اس کو مریض، لاغر اور زرد رو کر دیا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کے جسم زرق برق اور رنگ برنگ لباسوں سے ملبوس ہیں لیکن ان کے چہروں پر مردانہ حسن کا نور نظر نہیں آتا۔ یہ نام کے نوجوان کشمکش حیات میں کامیاب حصہ لینے کی اہلیت نہیں رکھتے ــ یاد رکھو۔ قوم کا مستقبل ان کے ہاتھوں میں محفوظ نہیں مسلمان قوم کو اس خطرہ کا فوری احساس، وانسداد کرنا چاہیئے۔

(بقیہ صفحہ ۳)

ملکیت ہے ان کا صاحبزادہ پریس کا منتظم ہے۔ یہ بھی سنا جاتا ہے کہ مولوی صاحب کے بعض عزیز اور ہم عقیدہ اس پریس میں ملازم ہیں اور یہ تو ایک ظاہر بات ہے کہ پریس کا نام مولوی صاحب کے نام پر ہے اور مولوی صاحب کے احباب اسی وجہ سے پریس کو کام دیتے ہیں۔ اس لئے ہم مولوی صاحب سے مندرجہ ذیل باتیں پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کی طرف سے ان کا جواب ملنے پر زیادہ بہتر طریق پر اس معاملہ کا حل اور وضاحت ہو سکیگی۔

(۱) کیا ثنائی پریس مولوی صاحب کی ملکیت ہے یا نہیں؟ (۲) کیا مولوی صاحب کو اس کی کل آمدنی یا اس کا کوئی حصہ ملتا ہے ــ؟ (۳) مولوی صاحب پریس کے آمد و خرچ کا حساب دیکھتے ہیں یا نہیں؟ (۴) کیا پریس کے کارکنوں میں مولوی صاحب کے عزیز موجود ہیں یا نہیں؟ (۵) کسی دوسرے نام سے کوئی مشین لگائی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر لگائی ہوئی ہے تو اس کا مقصد کیا ہے (۶) اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مولوی صاحب کا پریس فی الحقیقت سینما و تھیٹر کے اشتہارات اور مخالفین اسلام کی کتابیں چند روپیوں کی خاطر چھاپتا ہے تو مولوی صاحب اس نامناسب طریق حصول زر سے دستکش ہونے کیلئے تیار ہیں؟

ہماری دلی خواہش ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر یہ جو سنگین الزامات عائد کئے گئے ہیں غلط ثابت ہوں اور سردار کاہن کے فرزند جو بھی ہیں اتفاق نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کی حیثیت ایک ملزم کی ہے۔ ان پر خواہ کس قدر ہی سنگین الزامات کیوں نہ لگائے گئے ہوں غیر ضروری سخت الفاظ سے اجتناب ضروری ہے اور ملزم کی حیثیت سے مولوی صاحب کو صفائی پیش کرنے کیلئے مناسب سہولت ملنی چاہئے۔ لیکن اگر خدانخواستہ یہ الزامات یا ان کا کوئی حصہ صحیح ہے تو اس کی پردہ پوشی بھی نامناسب اور ناقابل برداشت ہے۔ مولوی صاحب ساری عمر دوسروں پر بیجا حملے

حضرت مسیح موعود کا مذہب

ہر ایک نبی کی وحی خارج سے الفاظ میں نازل ہوتی تھی

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال ایک محمودی مبلغ صاحب نے وحی الہیٰ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "قرآن تو اللہ تعالیٰ کا اپنا کلام ہے۔ یعنی اللہ نے اسے الفاظ میں نازل فرمایا تھا۔ مگر باقی الہامی کتابوں کو یہ فخر حاصل نہیں۔ بلکہ ان کے لانے والے نبیوں کے دلوں پر جو مفہوم جناب الہیٰ سے نازل ہوتا تھا۔ اس کو وہ اپنے الفاظ میں ظاہر کرتے تھے"۔ یہ ادعا جو ان محمودی صاحب نے کیا ہے کہاں تک صحیح ہے۔ آپ اس پر روشنی ڈال کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جواب معلوم ہوتا ہے کہ وہ محمودی صاحب قرآن کریم سے بھی ناواقف ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب اور آپ کے مذہب سے بھی ناواقف ہیں اور جہاں تک مجھے علم ہے ملت محمودیہ کا بھی یہ عقیدہ نہیں۔ اب یہ کوئی نیا اختراع ہوا ہو تو پتہ نہیں۔

حضرت مسیح موعود کا اس عقیدہ کے خلاف جہاد

یہ تو مذہب سر سید احمد خاں اور نیچریوں کا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ان محمودی صاحب نے قرآن کو مستثنیٰ کر دیا اور سر سید مرحوم قرآن کریم کو بھی مستثنیٰ نہ کرتے تھے۔ بلکہ تمام کتب سماوی کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ نبیوں کے دلوں پر فقط معنے نازل ہوتے رہے اور الفاظ ان کے اپنے ہوا کرتے تھے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب تمام عمر اسی عقیدہ کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ مختلف تقریروں کے علاوہ تین مستقل کتابوں میں اس موضوع پر آپ نے مفصل بحث فرمائی ہے۔ براہین احمدیہ۔ آئینہ کمالات اسلام اور برکات الدعا میں سر سید مرحوم کے اس غلط عقیدہ کی تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ وحی الہیٰ خواہ وہ وحی نبوت ہو یا وحی ولایت۔ سب الفاظ میں خارج سے نازل ہوتی ہے

نیچری عقیدہ کے خلاف ایک زبردست دلیل

یہاں تک کہ بعض اوقات الہام کے الفاظ کے معنی سمجھنے میں ملہم سے غلطی ہو جاتی ہے۔ اور جب اصل الفاظ کے مطابق پیشگوئی ظہور میں آتی ہے اور ملہم کے اپنے سمجھے ہوئے معنی غلط ٹھہرتے ہیں تب پتہ لگتا ہے کہ ان الفاظ کے صحیح معنی کیا تھے۔ اگر معنی یا مفہوم ہی نازل ہوا کرتا تو ملہم سے اجتہادی غلطی ہو جانا کیا معنے رکھتا ہے گویا الہام میں جو چیز اصل ہوتی ہے وہ الفاظ ہوتے ہیں اس کے معنے سمجھنا اور اس کی حقیقت کو معلوم کرنا یہ انسانی فعل ہوا کرتا۔ اس حالت کے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی الہام کا سمجھانا اپنی جناب سے عطا فرما دے اور یہ تفہیم ہے سوائے نبی کو اوامر و نواہی شریعت کے متعلق کی تفہیم بھی خود معصوم صاحب شریعت کریم میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن ارشاد فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فاتبع قرانه ثم ان علینا جمعه وقرانه فاذا قرانه علینا بیانه (القیامۃ) بے شک ہم پر ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا۔ پھر جب ہم پڑھا کریں تو اس کے

پڑھنے کی پیروی کرو۔ پھر اس کا سمجھا دینا بھی ہمارا کام ہے یہاں وحی کے جمع کرنے اور پڑھنے کا ذکر ہے اور پھر اس پڑھنے کی پیروی کرنے کا حکم ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہ الفاظ تھے جو جمع کئے گئے اور پڑھے گئے اور اس طرح پڑھے گئے کہ اس پڑھنے کی پیروی کی جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ یہاں آنحضرت صلعم کو ایک اور چیز عطا کئے جانے کا ذکر ہے اور وہ ہے بیان یعنی شریعت قرآنی کی تفہیم گویا قرآن کی وحی جو بذریعہ وحی متلو آنحضرت صلعم کے قلب مبارک پر نازل ہوتی تھی وہ خارج سے صریح الفاظ میں نازل ہوتی تھی اور اس کے معنی و مفہوم جدا چیز تھی

حضرت مسیح موعود کی مثال اور ارشاد

حضرت مسیح موعود نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ وحی ہمیشہ خارج سے الفاظ میں نازل ہوتی ہے کئی جگہ وحی کے خارج سے الفاظ میں نازل ہونے پر بحث کرتے ہوئے اپنا حالی نمونہ بھی پیش کیا ہے چنانچہ ایک جگہ برکات الدعا میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وحی کی مثال اگر دنیا کی چیزوں میں سے کسی چیز کے ساتھ دی جائے تو شاید تار برقی (یعنی بے تار کی تار برقی یا ریڈیو۔ ناقل) سے مشابہ ہے۔ جو اپنے ہر ایک تغیر کی آپ خبر دیتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ اثر ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے انوار میں ایسا دبا لیتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اس کی طرف کھینچا گیا ہوں کہ میری طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس تصرف میں کھلا اور روشن کلام سنتا ہوں۔ بعض وقت ملائکہ کو دیکھتا ہوں اور سچائی میں جو اثر اور ہیبت ہوتی ہے مشاہدہ کرتا ہوں اور وہ کلام بسا اوقات غیب کی باتوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ایسا تصرف اور اخذ خارجی ہوتا ہے جس سے خدا تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اب اس سے انکار کرنا ایک کھلی صداقت کا انکار کرنا ہے (نوٹ) صرف اتنا ہی نہیں کہ ملائک بعض وقت نظر آتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ملائک کلام میں اپنا واسطہ ہونا ظاہر کر دیتے ہیں"

آنحضرت صلعم کی وحی کی کیفیت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن کریم کی وحی نازل ہوتی تھی اس کی کیفیت قرآن کریم میں اس طرح مذکور ہے فرماتے ہیں۔ قل من کان عدوا لجبریل فانه نزله علی قلبك باذن الله (البقرہ) کہدے جو جبریل کا دشمن ہو وہ ہوا کرے بے شک اس نے قرآن کو تیرے قلب پر خدا کے حکم کے ساتھ نازل کیا ہے یعنی خدا کا یہ کلام خارج سے بوساطت جبریل تیرے قلب پر نازل ہوتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ دوسرے انبیاء پر وحی کس طرح ہوتی تھی۔ یہ بھی قرآن کریم سے ہی سن لو۔ فرماتے ہیں انا اوحینا الیك کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعده [illegible] بے شک ہم وحی کرتے ہیں تیری طرف اسی کے مانند [illegible] کرتے تھے نوح کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو اس کے [illegible] مبعوث ہوئے

اس آیت سے صریح الفاظ میں یہ ثابت ہو گیا کہ [illegible] نبی کریم صلعم پر بھی وحی اسی طرح ہوتی تھی جس طرح انبیاء سابقین پر ہوا کرتی تھی یعنی خارج سے اور بوساطت جبریل۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور دوسرے نبیوں کی وحی میں فرق [illegible] خلاف قرآن کریم ہے۔

حضرت مسیح موعود کا مذہب

اب اس بارے میں حضرت مسیح موعود کا مذہب سن لو۔ حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں لکھتے ہوئے فرماتے [illegible]

"کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی [illegible] تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت کی شرائط میں سے ہے آ [illegible] ہے۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کے نبوت تامہ [illegible] لوازم جو وحی نبوت اور نزول جبریل ہیں اس [illegible] نزول کے ساتھ لازم ہونے چاہئیں۔ کیونکہ حسب [illegible] قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام و [illegible] دین جبریل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی [illegible] پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر [illegible] وقت ٹوٹ جائے گی" (ازالہ اوہام صفحہ [illegible])

یہاں حضرت مسیح موعود صاف طور پر فرماتے ہیں کہ [illegible] عیسیٰ کے نزول کے ساتھ ضروری ہے کہ وحی نبوت اور نزول [illegible] بھی ہو جو لوازمات نبوت میں اور جب یہ وحی ختم نبوت کے [illegible] چیزوں پر مہر لگ چکی ہے تو پھر حضرت عیسیٰ کس طرح دوبارہ [illegible] آ سکتے ہیں۔ دیکھیے یہاں حضرت صاحب نے حضرت [illegible] کو اسی طرح بوساطت جبریل مانا ہے جس طرح آنحضرت [illegible] کو آپ مانتے تھے۔

قرآن کریم کی فضیلت اور امتیازی خصوصیات

پس محمد رسول اللہ صلعم کی وحی اور دوسرے [illegible] وحی ایک ہی طرح کی تھی۔ ہاں قرآن کریم کی جو امتیازی [illegible] ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کی فصاحت اور بلاغت اور [illegible] اور وہ خارق عادت اثر جو اس نے اپنے کامل متبعین [illegible] ایسا بے نظیر ہے جس کی مثل لانے میں تمام مخلوق [illegible] عاجز ہے۔ یہ امتیازی خصوصیت دو وجہ سے [illegible]

(۱) اول تو نبی کی استعداد۔ چونکہ حضرت محمد [illegible] علیہ وسلم تمام [illegible] تمام زمانوں کے لئے [illegible] لئے آپ کو فطری استعداد بھی اسی نسبت سے سب [illegible] اعلیٰ اور اکمل دی گئی تھی۔ اسی لحاظ سے آپ کی وحی بھی سب [illegible] زیادہ اکمل و اصفیٰ اور ارفع و ابلغ ہونی چاہیے تھی۔ جیسے [illegible] اعلیٰ قسم اور طاقت کا ریڈیو ہو گا۔ اسی نسبت سے آواز [illegible] صاف آئے گی اور باریک سے باریک پہلو آواز کا نمایاں [illegible]

(۲) دوم ضرورت۔ وحی کی عظمت و شان اور [illegible] کمال ضرورت پر منحصر ہوتا ہے۔ ابتدا میں تو میں الگ الگ [illegible] ہوئی تھیں اور اپنے ذہنی ارتقا کے رو سے ایک بچہ کی [illegible] اس لئے ہر نئے مرحلہ پر اپنے [illegible]

محتاج تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ابتدا میں نبیوں کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے جو ہر قدم پر بذریعہ وحی الٰہی انسان کو صحیح رستہ کی طرف ہدایت کرتے رہتے تھے لیکن جب انسان کی ذہنی ترقی اپنی بلوغت پر پہنچ گئی اور انسان اس قابل ہو گیا کہ خود بھی اپنے علم اور عقل سے مسائل کا استنباط کر سکے اور آمد و رفت کے وسائل اس قدر آسان ہو گئے کہ تمام دنیا ایک شہر کے حکم میں آ گئی۔ تو خدا نے چاہا کہ تمام نسل انسانی کو ایک عالمگیر وحدت و اخوت میں منسلک کرنے کے لئے انہیں ہمیشہ کے لئے ایک ایسی جامع کتاب دیدی جائے جو قیامت تک ان کے لئے ہدایات اور اصول قوانین کے لئے مکتفی ہو۔ تا ایک نبی اور ایک کتاب کو مان کر تمام دنیا کے انسان بطور مرکز کے ایک دین واحد پر جمع ہو سکیں۔

قرآن کریم ہر لحاظ سے جامع کتاب ہے

چنانچہ اسی مقصد کے لئے خدا نے قرآن کریم کو اہل عالم کے سامنے پیش کیا اور اس کی صفت میں "فیہا کتب قیمہ" فرما کر بتلایا کہ اس کتاب میں ہم نے وہ ہدایتیں اور اصول قوانین جمع کر دیئے ہیں جن کی نسل انسانی کو مختلف مقامات میں اور مختلف زمانوں میں ضرورت پیش آنے والی ہے اور جو اپنے اندر عالمگیر اصول اور ابدی صداقتوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اتنا ہی نہیں کیا

قرآن کریم ایک دائمی اور علمی معجزہ ہے

بلکہ عین اس علمی زمانہ کے ابتدا میں اس کتاب کو بطور ایک علمی اور دائمی معجزہ کے پیش کر دیا کہ کیا بلحاظ فصاحت و بلاغت کے اور کیا بلحاظ معنی و حکمت توحید و معرفت اور جامعیت اصول و ہدایت کے اور کیا بلحاظ روحانی اثر کے جو یہ کتاب اپنے متبعین پر ڈالتی ہے۔ یہ کتاب وحی الٰہی پر ہمیشہ بطور نشان زندہ ہوگی۔

قرآن کریم پر باطل کبھی حرف گیری نہیں کرسکتا ہے

انسان علم و حکمت میں کس قدر بھی ترقی کر جائے اور ذہنی نشو و نما میں کس قدر بھی کمال حاصل کر لے۔ وہ کبھی اس کتاب کے علم اور حکمت اور اصول و عقائد پر حرف گیری نہ کر سکیگا جیسا کہ فرمایا۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ کہ نہ اب اور نہ آئندہ کسی زمانہ میں باطل کبھی اس کتاب پر حرف گیری کر سکیگا۔ بلکہ اس کتاب کی ایک سورت تک کے مقابل میں انسان کبھی بھی کوئی کتاب اس جیسی خصوصیات کی حامل پیش نہ کر سکیگا۔ جیسا کہ فرمایا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار الخ (البقرہ) اور اگر تم اس کتاب کے بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل فرمائی ہے تو اس کے مانند ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم اس جیسی سورت نہ بنا سکو اور ہرگز بنا نہ سکو گے تو پھر آگ سے بچو الخ

خدا کا زندہ اور سچا کلام

اللہ اللہ کس قدر تحدی ہے علمی ترقیات کا زمانہ شروع ہے۔ دنیا شب و روز علم و حکمت میں ترقی کر رہی ہے اور ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ کتنا بھی علم و تہذیب میں ترقی کر جاؤ تم اس کتاب پر کوئی حرف گیری نہ کر سکو گے۔ بلکہ حرف گیری کرنا ... ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت کا مقابلہ بھی بلحاظ فصاحت ... و اصول، توحید و معرفت ۔ اثر ... اور اس کا نام

بطور نشان کے ہے کہ خدا انسان سے کلام کیا کرتا ہے اور کہ قرآن خدا کا سچا اور زندہ کلام ہے۔ لہذا انسان اپنے علم کے ذریعہ کسی پہلو میں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود کیا خوب فرماتے ہیں سے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
واں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
بنا سکتا نہیں ایک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیوں کر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

یہاں ایک بات اور بھی قابل غور ہے۔ وہ یہ کہ علاوہ علم و حکمت اور روحانیت و اثر کے قرآن کریم کے الفاظ کی فصاحت و بلاغت کو بھی بطور ایک معجزہ پیش کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس کے الفاظ بھی خدا کی طرف سے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انسان اس کی فصاحت و بلاغت کی بھی نظیر لانے سے عاجز ہے۔

مجددین اور آئمہ کی ضرورت

میں عرض کر چکا ہوں کہ قرآن کریم چونکہ خدا کی آخری کتاب تھی۔ جو نوع انسان کی ہدایت کے لئے آئی تھی اور اس میں وہ تمام قوانین و اصول جمع تھے۔ جو ہر زمانہ کے موزوں حال تھے اس لئے ضروری ہوا کہ ہر زمانہ میں آنحضرت صلعم کے ایسے متبعین کامل جو آپ کے لئے بطور نائب و خلیفہ ہوں ظہور کرتے رہیں۔ جو اس کتاب کے اصولوں کی طرف دنیا کو رہنمائی کریں اور خدا سے روشنی پا کر بذریعہ استنباط و اجتہاد ہر زمانہ کے موزوں حال علوم و حکمت اس کتاب سے نکال کر ظلمت میں پھنسی ہوئی دنیا کو روشنی کی طرف لائیں۔ اور دنیا کے لوگوں کو اس کتاب میں جو پاکیزہ ہدایتیں ہیں ان کی تعلیم دیں۔ اور خدا کے اس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں . . . . . .

- - - - - - - اور اگر مسلمانوں کی قوم قرآن کریم جیسی کتاب ہدایت سے دور جا پڑی ہو تو اسے واپس قرآن کریم کی طرف لا دیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

"اور اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیاء سے مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ انبیاء نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن نے شریعت کو کامل کر کے شریعت کی حاجت کو ختم کر دیا اور ان لوگوں کو سوائے فہم قرآن کے اور کچھ نہیں دیا جاتا۔ اور وہ قرآن میں نہ کچھ زیادہ کر سکتے ہیں اور نہ کم کر سکتے ہیں اور جو کوئی زیادہ یا کم کرے پس وہ شیطان اور بدکاروں میں سے ہے"

(ترجمہ حوالہ مواہب الرحمان)

انہی اولیاء اللہ کو حدیث شریف میں مجدد کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔ ان اللہ یبعث فی ھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر ایک صدی کے سر پر ایک شخص کھڑا کرتا رہے گا جو دین کی تجدید کرتا رہے گا۔

مصر کی صحافت

مصر کی ترقی میں جرائد کا بہت بڑا حصہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نپولین نے ۱۷۹۹ء میں عربی زبان کا سب سے پہلا اخبار جاری کرایا تھا۔ ۱۸۲۸ء میں محمد علی نے سرکاری طور پر "الوقائع المصریہ" جاری کیا۔ لیکن عربی اخباروں کو خدیو اسمٰعیل کے زمانہ میں بہت ترقی ہوئی۔ ازاں بعد مصطفیٰ کامل پاشا نے اپنے جریدہ "اللواء" کے ذریعہ مصر میں تحریک قومیت جاری کی۔ مصر کا تعلیم یافتہ طبقہ اخبار بینی کا بہت زیادہ شائق ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں کی زبان سے ان پڑھ اور جاہل لوگوں کو اطلاعات پہنچتی رہتی ہیں مصر کا ناخواندہ طبقہ دوسرے ملکوں کے ان پڑھ طبقہ کی نسبت سیاسی حالات سے زیادہ واقف ہوتے ہیں۔

مصری اخبارات کو اظہار خیال کی پوری آزادی حاصل ہے۔ مصر کے تمام سیاسی مسائل کا تصفیہ اخبارات میں ہی کیا جاتا ہے۔ پارلیمنٹ میں زیر بحث آنے والے مسائل کا تصفیہ بھی اخبارات کے ذریعہ ہوتا ہے۔ مصر میں جرنلسٹ وزارت میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مصری اخبارات سیاسی مسائل میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ اس کے باوجود مصری اخبارات میں مجلسی اور معاشرتی مسائل پر بحث ہوتی ہے۔ ان اخباروں میں ادبی۔ فنی۔ علمی اور تاریخی مقالات شائع ہوتے ہیں جنہیں بڑی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ مصری اخبارات کا معیار یورپ اور امریکہ کے اخبارات سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مصر کے سب سے بڑے روزنامہ "الاہرام" کا مصر کی کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں۔ یہ اخبار ۱۸۱۵ء سے شائع ہو رہا ہے اس کی موجودہ اشاعت ستر ہزار کے قریب ہے۔ "الاہرام" میں ملکی خبروں کی اشاعت کا بہترین انتظام ہے۔ اس اخبار کے نمائندے یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے شہروں ... میں موجود ہیں۔ مصر کے علاوہ یہ اخبار مشرق قریب کے تمام عربی بولنے والے ممالک میں پڑھا جاتا ہے ... دوسرا بڑا روزنامہ "المقطم" ہے

مصری پریس پر شامیوں کا قبضہ ہے۔ مصر کے ان روزناموں کے مالک شامی ہیں۔ خدیو اسمٰعیل علم و ادب کا بہت بڑا محسن و مربی تھا۔ اس نے ان شامیوں کو مصر میں داخل ہونے کی سہولت بہم پہنچائی۔ مصری پریس پر قابض ہونے کیلئے مصری بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن مصر میں اخبار نویس اور مالکان جرائد کی زیادہ تعداد شامیوں کی ہے۔ مصری نوجوان صحافت کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہو رہے ہیں۔

وفد پارٹی کا مشہور و معروف اخبار "البلاغ" آہستہ آہستہ اپنی اہمیت کھو رہا ہے۔ اب یہ روزنامہ شام کو شائع ہوتا ہے اس کی جگہ قاہرہ کا نیا روزنامہ "المصری" لے رہا ہے۔ مصری کا سرکاری اخبار "البلاغ" بھی شام کو شائع ہوتا ہے۔ مصر کے روزناموں میں یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ مصر کے متعلق یورپ کے اخبارات میں جو مقالات شائع ہوتے ہیں، انہیں نمایاں جگہ دی جاتی ہے۔ مصری اخبار نویس ... کے متعلق یورپی اخبارات کی رائے معلوم کرنے کی فکر میں رہتے ہیں ... روزناموں کے علاوہ مصر سے دو سو کے قریب ہفت روزہ ... ماہنامے شائع ہوتے ہیں۔ ان ... میں سو لفنت کے قریب غیر ملکی زبانوں میں شائع ہوتے ہیں۔ مصری اخبار نویس عقیدہ ... اخباروں میں ... زور دار مقالے لکھتے ہیں ... سیاسی، مزاحیہ اور ... یہ مقالات کی تعداد ... ۲۴ والے مصور جرائد یورپی جرائد سے کسی طرح کم نہیں ہوتے سینما ریڈیو اور اسپورٹس سے متعلق علیحدہ علیحدہ رسالے شائع ہو رہے ہیں۔

مصری صحافت کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہاں سے عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بہت سے اخبار شائع ہو رہے ہیں۔ سب سے زیادہ مقبول غیر ملکی زبان فرانسیسی ہے فرانسیسی کے علاوہ انگریزی، اطالوی اور یونانی زبانوں میں بھی اخبار شائع ہوتے ہیں۔ (ماخوذ)

روئیداد پرائیویٹ مناظرہ علی پور

مابین جماعت احمدیہ ـــ اہلسنت والجماعت

۲۶ ستمبر ۳۹ء کو میاں الٰہ بخش صاحب تاتاری پٹواری سے ملاقات ہوئی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ایک کتاب مطالعہ کر رہے تھے۔ سلام علیک کہا گیا جواب ندارد۔ فرمانے لگے کہ ہمارے مشہور خاص صدر مظفرگڑھ کے دفتر قانونگو بغرض پڑتال علی پور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ماشاءاللہ مرزائیت کے بارے میں غیر معمولی معلومات اور کامل مہارت رکھتے ہیں۔ آپ تفصیل میں آجائیے تمام معاملہ آپ پر کھل جائے گا۔ میں ان سے عرض کر دونگا۔ یہ کتاب انہوں نے عنایت فرمائی ہے۔ چار بجے شام کا وقت متعین ہؤا۔

موافق دعوت میاں مذکور مقررہ جگہ پر ہم تقریباً تین بجے یعنی بوقت نماز ظہر پہنچ گئے۔ غیر احمدی صاحبان کی جانب سے از شروع تا اختتام بحث مندرجہ ذیل رفع شکوک شبہات کراتے رہے۔ شیخ نبی بخش صاحب صدر دفتر قانونگو مظفرگڑھ۔ قاضی گل احمد صاحب دفتر قانونگو علی پور۔ میاں الٰہ بخش صاحب پٹواری (موضوع بحث صداقت حضرت حجۃ اللہ غیر از جماعت صاحبان نے منتخب کیا)

شیخ نبی بخش صاحب نے مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے۔ امدادی صورت میں قاضی صاحب بھی اپنے صاحب کے معاون رہے۔ جناب میرزا صاحب ذیل کے سوالات کی بنا پر (نعوذ باللہ) کاذب ہیں۔ (بیان شیخ صاحب)

(۱) بعد رسول اکرمؐ مدعی نبوت کو ہم کافر خیال کرتے ہیں۔ میرزا صاحب نبوت کے دعویدار ہیں۔ لہٰذا (نعوذ باللہ) کاذب ہیں۔

(۲) انبیاء کو سب کرنیوالا ہمارے ہاں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیحؑ کو مرزا صاحب نے گالیاں دی ہیں۔

(۳) جہاد بالسیف مسلّہ تعلیم قرآن و اسلام اور نبی پاک ہے۔ آپ کے میرزا صاحب نے جہاد کو انگریز کو خوش کرنے کے لئے منسوخ قرار دیا۔

(۴) مرزا صاحب کی ہر کتاب میں اقوال متضاد پائے جاتے ہیں۔ دروغگو را حافظہ نباشد کے مصداق بنا بریں (نعوذ باللہ) کاذب ہیں۔

(۵) عدم حقانیت میرزا صاحب پر فتاویٰ ہائے تکفیر اکابر علمائے امت و کشوف اہل کشف۔ بناءً علیہ میرزا صاحب مسلمان نہ تھے۔

(۶) میرزا صاحب غیر احمدی معصوم بچوں تک کا جنازہ غیر مسلم تصور کر کے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا جو اہل قبلہ کو مسلمان نہ یقین کرے۔ وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(۷) میرزا صاحب بدگوئی دُشنام دہی میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ سب جمیع علماء سجادگان کو برائی سے یاد کیا ہے۔ بدیں وجہ صادق نہیں ہو سکتے۔

(۸) قرآن و حدیث کی میرزا صاحب نے بے حد تحریف کی ہے۔ محرف کو کب ہم صادق یقین کریں۔

(۹) میرزا صاحب کا عقیدہ دربارہ ولادت مسیح ناصری بلا باپ اجماع۔ قرآن۔ حدیث کے مخالف ہونے کے باعث افترا اختراع ثابت ہؤا۔ لہٰذا صادق نہ ہوئے۔

ہماری جانب سے مسکت جوابات اور شیخ صاحب کا عجز

خیال تھا۔ کہ ہر ایک سوال کے فرداً فرداً جوابات جو شیخ صاحب کو دیئے گئے ضبط تحریر میں لا کر اخبار میں دوں۔ مگر بخوف طوالت جو حشر ہمارے غیر احمدی صاحبان کا ہؤا۔ اس کا مختصراً حال عرض کر دوں۔ جناب شیخ صاحب و قاضی صاحب کے ہر سوال کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل قاہرہ و براہین باہرہ سے حل کیا گیا۔ ایک ایک سوال کے تین تین چار چار جوابات دیئے گئے۔ بعد سماع ہمارے دلائل کے فریق مخالف کو تردید تنقید جواب الجواب دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت صاحب کے دعاوی کی تائید میں بندہ نے چند احادیث صحیح بخاری سے پیش کیں۔ اور اقوال ائمہ اولیاء کرام کے یعنی جو مقام تقرب اور درجات عالیہ اللہ تعالیٰ اُن کو عطا فرمائے۔ ہمارے مقابل غیر احمدی اصحاب صرف حضرت صاحب کو (نعوذ باللہ) کاذب ثابت کرنے کی غرض سے اصح الکتب بعد کتاب اللہ اور ارشادات و اقوال اولیاء عظام کو رد یعنی ٹھکراتے رہے۔ اور غیر ائمہ کاملین صادقین کی ناراستی کا اعلان کر دیا اور صاف صاف اقرار کیا کہ ہم علماء ظواہر کے فتاویٰ ہائے تفسیق تکذیب تکفیر اولیاء کو برحق مانتے ہیں۔ یہ علماء ظواہر مستقیم رہتے ہیں۔ ان کے مقابل پر جو لوگ تھے۔ وہ مضل اور گمراہ تھے وغیرہ وغیرہ من الخرافات۔

جواب دینے سے کچھ ایسے گھبرائے کہ ہر فقرہ پہ شیخ صاحب فرماتے کہ اب بس ہم بحث کرنا نہیں چاہتے۔ لکم دینکم ولی دین۔ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔ ہماری طرف سے ہر رنگ میں اتمام حجت اور متعدد حوالجات امام ہمام علیہ السلام کی کتب سے پیش کئے گئے۔ قرآنی آیات بارش کی طرح صداقت کے بارے میں پیش کی گئیں۔

تمام بحث میں فریق ثانی اپنی تائید میں ایک آیت بھی پیش نہ کر سکا۔ مخالف کتاب کے مصداق بحسب فوت الکلم عن مواضعہ علماء۔ بنی اسرائیل کی رسم اور سنت پر عمل پیرا ہوتے کرتے رہے۔ گو فقرات محرف مبدل غیر احمدیوں نے پیش کئے۔ خاکسار نے کہا اصل کتاب حضرت کی آپ پیش کریں۔ علیٰ سبیل تنزل دروغگو را انجانہ باید رسانید کے مصداق جب پیش کردہ حوالہ پر توجہ کی گئی تو سبحان اللہ جمیع اعتراضات حضرت صاحب کی تحریرات سے حل ہو گئے۔ بیچارے از بس نادم شرمندہ ہوئے۔ آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا

(خاکسار۔ قاضی شیر محمد احمدی پیش امام جماعت احمدیہ علی پور ضلع مظفرگڑھ)

پنجاب میں تحریک امداد باہمی کی بیس سالہ

گذشتہ بیس سال کے دوران میں پنجاب کے اندر تحریک امداد باہمی نے جو وسعت و ترقی حاصل کی ہے۔ اس کے متعلق دلچسپ اعداد و سرکاری رپورٹ میں درج ہیں جو آج پنجاب گزٹ میں شائع ہوئے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ انجمن ہائے امداد باہمی کی کل تعداد جو ۱۹۱۷ء میں چار ہزار کے قریب تھی کے خاتمہ پر تئیس ہزار چھ سو سات دن تک پہنچ گئی۔ اس عرصہ میں ممبروں کی تعداد ایک لاکھ پینتیس ہزار سے نو لاکھ تک اور انجمن ہائے مذکور کا سرمایہ دو کروڑ سے بڑھ کر ۱۸ کروڑ روپیہ تک پہنچ گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صوبہ کے ۳۴ ہزار دیہات میں سے تقریباً ۵۰ فیصدی دیہات میں کوآپریٹو سرگرمیاں کار فرما ہیں۔ جالندھر میں بہ اوسط ۷۰ فیصدی سے زائد ہے اور صوبہ کی چالیس پچاس لاکھ آبادی تحریک میں شامل ہے۔ ...... اگر یہ کوشش جاری رہی تو کوئی وجہ نہیں کہ آئندہ ایک نسل کے اندر اندر یہ تحریک ان لوگوں کو اپنے حلقہ اثر میں نہ لے آئے جو اپنی اور ایک دوسرے کی مدد کر کے خوشحالی کی بلند سطح پر پہنچ جائیں۔ صوبہ میں انجمن ہائے امداد باہمی میں سب سے زیادہ تعداد کفایت شعاری کی اور قرضہ کی انجمنوں کی ہے۔ بلا مدد سرکار اپنے معاملات کا آپ انتظام کرنے کی قوت عمل کے لحاظ سے مختلف درجوں میں رکھا گیا ہے۔ عملہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ ان سوسائٹیوں کو ایک درجہ سے ترقی دلا کر دوسرے درجے میں لیجائے تاکہ درجہ الف میں پہنچنے تک وہ سرکاری نگرانی سے قطعاً آزاد ہو جائیں۔ ...... بعض اوقات بیان کیا جاتا ہے کہ تحریک امداد باہمی کی نوعیت محض دیہاتی ہے۔ پنجاب میں یہ حالت ہرگز نہیں ہے۔ کل ممبروں کی ۲۵ فیصدی تعداد غیر زراعتی سوسائٹی سے تعلق رکھتی ہے جیسے شعبہ غیر زرعی سوسائٹیوں سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً قصباتی سوسائٹیوں نے سال مختتمہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۸ء تک ۷۵ لاکھ روپے کے قریب اور یہ رقم اس تمام رقم کے نصف سے زیادہ ہے جو زراعتی انجمنوں نے بطور قرضہ دی۔ قصباتی سوسائٹیوں نے اس عرصہ کے دوران میں ۸۰ فیصدی قرضہ وصول کرایا جبکہ زراعتی سوسائٹیوں نے کل ۱۸ فیصدی وصول کیا۔ دیہات میں بھی یہ کیفیت ہے کہ اگر ایک یا دو دکاندار ان سوسائٹیوں کے ممبروں میں شامل ہو جائیں تو وہ اس وجہ سے کہ وہ اپنی کاروباری مہارت اور تجربہ اپنے ہمراہ لاتے ہیں ان کی مزید تقویت کا باعث ہوتے ہیں۔ ...... بدقسمتی سے اور بہت سے امور کا مخالفانہ اثر ہوا ہے۔ مثلاً ...... بقایا جات میں اصل زر کے متعلق دیسے رقوم واجب الوصول ہیں۔ دیوالیہ انجمنوں کی تعداد میں اضافہ ہؤا اور اب ان کی تعداد ۱۳۱۴ تک پہنچ گئی ہے۔ بددیانتی کثرت سے پائی گئی ...... دوران میں ۹۷۳ وارداتیں روشنی میں آئیں۔ ...... پنجاب میں تحریک امداد باہمی کی توسیع کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ سنین حال میں عورتوں کے لئے کفایت شعاری کی انجمنوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ ۳۱ جولائی ۱۹۳۸ء کو زنانہ انجمنوں کی تعداد ۲۳۳ تھی۔ ان انجمنوں کے کل ...... ان کا سرمایہ کارکردگی ۲,۶۸ لاکھ روپیہ تھا۔ ...... پنجاب میں امداد باہمی سے متعلق ایک خاص تحریک اشتمال اراضی کی ہے ایسی انجمنوں کی تعداد ۱۳۶۰ ہے۔ ...... جبکہ اشتمال اراضی کے لئے تحریک امداد باہمی شروع کی گئی پنجاب میں دس لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین کے اشتمال کا کام کیا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں اشتمال کردہ اراضی میں دوسری بہت سی اصلاحات کے علاوہ چار سو کنوئیں کھودے گئے اور سینکڑوں کنوؤں کی مرمت کی گئی۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

معلومات

یورپین اور اسلامی ممالک کی آبادی

مندرجہ ذیل اعداد و شمار اس غرض سے دیئے جا رہے ہیں کہ قارئین کرام تمام ملکوں کی حیثیتوں کا صحیح صحیح اندازہ فرما سکیں۔

ملک	رقبہ	آبادی
جرمنی مع سلواکیہ	دو لاکھ اکسٹھ ہزار مربع میل	آٹھ کروڑ ستاون لاکھ
پولینڈ	ڈیڑھ لاکھ پندرہ ہزار چار سو " "	تین کروڑ تینتالیس لاکھ
برطانیہ عظمےٰ	پچانوے ہزار تیس " "	چار کروڑ باسٹھ لاکھ
آئر	چھبیس ہزار چھ سو " "	انتیس لاکھ اڑسٹھ ہزار
فرانس	دو لاکھ ساڑھے بارہ ہزار " "	چار کروڑ انیس لاکھ
اٹلی مع ابی سینیا	ایک لاکھ بتیس ہزار " "	چار کروڑ چالیس لاکھ
بلجیم	گیارہ ہزار سات سو پچہتر " "	تراسی لاکھ اکسٹھ ہزار
ہالینڈ	بارہ ہزار سات سو " "	چھیاسی لاکھ چالیس ہزار
ڈنمارک	ساڑھے سولہ ہزار " "	سینتیس لاکھ
لتھوانیا	بیس ہزار چار سو " "	تئیس لاکھ ستاون ہزار
استھونیا	اٹھارہ ہزار تین سو " "	گیارہ لاکھ چھبیس ہزار
لٹویا	پچیس ہزار تین سو " "	ساڑھے انیس لاکھ
فن لینڈ	ایک لاکھ ساڑھے چونتیس ہزار " "	چھتیس لاکھ سڑسٹھ ہزار
ناروے	ایک لاکھ ساڑھے چوبیس ہزار " "	اٹھائیس لاکھ چودہ ہزار
سویڈن	ایک لاکھ ستر ہزار " "	باسٹھ لاکھ چوراسی ہزار
روس	اسی لاکھ ساڑھے پچانوے ہزار " "	سولہ کروڑ اٹھاون لاکھ
رومانیا	ایک لاکھ تیرہ ہزار آٹھ سو " "	ایک کروڑ پچانوے لاکھ
بلغاریہ	انتالیس ہزار سوا آٹھ سو " "	ساٹھ لاکھ اکہتر ہزار
ہنگری	ساڑھے چالیس ہزار " "	ایک کروڑ گیارہ لاکھ
یوگوسلافیہ	ساڑھے پچانوے ہزار " "	ایک کروڑ سوا انتالیس لاکھ
یونان	پچاس ہزار "	باسٹھ لاکھ
سوئٹزرلینڈ	سولہ ہزار "	بیالیس لاکھ
ہسپانیہ	ایک لاکھ نوے ہزار "	ایک کروڑ چھبیس لاکھ
پرتگال	ساڑھے پینتیس ہزار "	سوا اڑسٹھ لاکھ

دنیائے اسلام

جو اسلامی ممالک بالواسطہ اس جنگ سے متاثر ہیں۔ یا متاثر ہو سکتے ہیں۔ یا جن کو اس جنگ میں جابر طاقتوں سے خطرہ ہے یا خطرہ ہو سکتا ہے۔ ان کے رقبوں اور آبادیوں کا نقشہ ذیل میں درج ہے۔

ملک	رقبہ	آبادی
ترکی	دو لاکھ ساڑھے چورانوے ہزار مربع میل	ایک کروڑ ستر لاکھ
شام	ساٹھ ہزار "	اٹھائیس لاکھ اکتیس ہزار
فلسطین	دس ہزار "	قریباً چودہ لاکھ
شرق اردن	انیس ہزار "	تین لاکھ
مصر	تین لاکھ تراسی ہزار "	ایک کروڑ ساٹھ لاکھ
لیبیا یا طرابلس الغرب	آٹھ لاکھ دس ہزار "	دس لاکھ
ٹیونس	اڑتالیس ہزار تین سو "	پچیس لاکھ
الجزائر	ساڑھے آٹھ لاکھ "	چھیاسٹھ لاکھ
مراکش	سوا دو لاکھ "	ساڑھے پینسٹھ لاکھ

ہندوستان

—— شملہ ۲۹ ستمبر۔ آنریبل سر سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب نے ایک ملاقات کے دوران میں تجویز پیش کی کہ مسٹر جناح اور مسٹر گاندھی کو آپس میں ملاقات کرنی چاہیئے تاکہ جنگ کے متعلق ہندوستان کے طرز عمل پر غور ہو سکے۔

—— شملہ ۲۹ ستمبر۔ ہز ہائی نس سر جام صاحب نواں نگر نے جنگ کے مصارف کے لئے اپنی ریاست کی آمدنی کا دسواں حصہ حکومت برطانیہ کو پیش کیا ہے۔ سرکاری حلقوں میں اس پیشکش کا بہت چرچا ہو رہا ہے۔

—— لاہور ۲۹ ستمبر۔ آج صبح آنریبل سر سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب شملہ سے لاہور پہنچ گئے۔

—— شملہ یکم اکتوبر۔ وائسرائے آج یہاں سے دہلی روانہ ہو گئے۔

—— کراچی یکم اکتوبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سکھر نے سکھر میں دفعہ ۱۴۴ دو ماہ کے لئے نافذ کر دی ہے جس کے مطابق عوام کو منزل گاہ کے حدود میں داخلہ کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

—— مسلمانوں نے سول نافرمانی شروع کر دی ہے مسلم رضاکار صوبہ بھر سے سول نافرمانی کے لئے جوق در جوق سکھر پہنچ رہے ہیں۔ کل "کونسل آف ایکشن" نے سول نافرمانی کو دو روز کے لئے ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اس کے باوجود رضاکاروں نے سول نافرمانی شروع کر دی گرفتاریوں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی۔

—— کراچی یکم اکتوبر۔ سکھر میں حالات لمحہ بہ لمحہ زیادہ نازک ہو رہے ہیں۔ وزیر اعظم حالات کا معاینہ کرنے کے لئے خود سکھر گئے تھے۔ آج واپس کراچی آ رہے ہیں۔ کل اس معاملہ پر غور کرنے کے لئے کابینہ کا خاص اجلاس ہوگا۔

—— سر عبد اللہ ہارون نے اس معاملہ کے متعلق گورنر سندھ اور وزیر اعظم سندھ سے تبادلہ خیالات کیا۔

—— جالندھر شہر یکم اکتوبر۔ کل یہاں تار گھر، بجلی گھر وغیرہ پر پولیس کا زبردست پہرہ لگا دیا گیا ہے

—— خاکساروں کے جتھے بدستور یو۔پی۔ جا رہے ہیں۔ اس کشمکش کے دور ہونے کی فی الحال کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت یو۔پی۔ جیل خانوں کے اندر اور باہر خاکساروں پر بہت افسوسناک تشدد کر رہی ہے۔ یو۔پی۔ کے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت خاکساروں کے حق میں ہے۔

—— کلکتہ یکم اکتوبر۔ انڈین پیپر ملز ایسوسی ایشن نے اعلان کیا ہے کہ جنگ سے پیدا شدہ حالات سے استفادہ کرنے کے لئے انڈین پیپر ملز کاغذ کی قیمتیں نہیں بڑھائے گا۔

—— حیدر آباد دکن یکم اکتوبر۔ مسٹر جناح آج عازم دہلی ہو گئے جہاں آپ جمعرات کے روز وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔

—— روانگی سے قبل آپ نے ایک بیان میں اس بات پر اظہار مسرت فرمایا کہ حیدر آباد کے تمام مسلمانوں میں کامل اتحاد قائم ہو گیا ہے اور مسلم عورتوں میں بھی بیداری پیدا ہو گئی ہے۔

—— واردھا یکم اکتوبر۔ راجندر بابو اور پنڈت نہرو آج یہاں سے دہلی روانہ ہو گئے۔ جہاں سے آپ منگل کے روز وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔

—— الہ آباد یکم اکتوبر۔ سی۔پی۔ اسمبلی کی کانگرس پارٹی کے رکن مسٹر کدار اور گیارہ دیگر کانگرسی ارکان اسمبلی نے مسٹر مسرا وزیر سی۔پی۔ کے خلاف چند سنگین الزامات عائد کئے تھے۔ آج صدر کانگرس نے اس کا فیصلہ کرتے ہوئے مسٹر مسرا کو صاف بری کر دیا۔ علاوہ ازیں صدر کانگرس نے الزام لگانیوالوں کو ہدایت کی کہ وہ مسٹر مسرا سے معافی طلب کریں ورنہ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائیگی۔ فیصلہ میں یہ لکھا ہے کہ جج کے ذریعہ معاملہ کی تحقیقات کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن یکم اکتوبر۔ مغربی محاذ پر جنگ زور شور سے جاری ہے تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں جرمن لائن پر اتحادیوں اور جرمنی کے جنگی طیاروں میں کئی مقابلے ہوئے خیال ہے کہ طرفین کا برابر نقصان ہوا ہے۔

—— لندن یکم اکتوبر۔ کل رات رائل ایر فورس کے طیاروں نے شمالی جرمنی پر نہایت کامیاب پرواز کر کے ضروری فوٹو لئے۔

—— لندن یکم اکتوبر۔ فرانسیسی فوجیں بتدریج اپنی پوزیشن مستحکم کر رہی ہیں فوج کے ہراول نے سار لوئی کے جنوب مشرق میں ایک بلند مقام پر قبضہ کر لیا ہے جو جنگی لحاظ سے کافی اہمیت رکھتا ہے۔

—— پیرس ۳۰ ستمبر۔ فرانسیسی فوجوں نے سار بروکن کا تین طرف سے محاصرہ کر لیا ہے امید ہے وہ بہت جلد اس پر قابض ہو جائے گی۔

—— لندن یکم اکتوبر۔ آج انگلستان کے علاوہ سلطنت برطانیہ کے سب عیسائیوں نے "قومی دعا" کا دن منایا اور اتحادیوں کی فتح کے لئے دعا کی

—— لندن یکم اکتوبر۔ پولینڈ کے سابق صدر موسیو موسسکی ایک شہری کی حیثیت سے فرانس جا رہے ہیں۔

—— لندن یکم اکتوبر۔ ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ ترکی، برطانیہ فرانس کے درمیان امداد باہمی کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔ ترکی وفد پیرس پہنچ گیا ہے۔

—— لندن ۳۰ ستمبر۔ مغربی محاذ جنگ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ فرانسیسیوں نے اس وقت تک جرمن کے پاس دیہات پر تصرف کر لیا ہے۔

—— ٹوکیو (جاپان) کی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ روس اور جرمنی کے اتحاد کو جاپان بالشوزم کے خلاف معاہدہ کی شدید ورزی سمجھتا ہے۔ اس پر جاپان بیحد غیظ و غضب کا اظہار کیا گیا ہے

—— واشنگٹن کی ایک اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ جاپان روس سے مصالحت اور اس سے نیا تجارتی معاہدہ کرنا چاہتا ہے

—— لندن ۲۹ ستمبر۔ لکسمبرگ کی سرحد پر فرانسیسی اور جرمن فوجوں میں زبردست جنگ ہو رہی ہے۔ فرانسی فوجوں نے موزل کے مشرق میں ... پر قبضہ کر لیا ہے اور بہت سے جرمن قیدی حاصل کئے

—— لندن ۲۹ ستمبر۔ آج جرمن بمبار طیاروں کا ایک دستہ ... پر حملہ کرنے کی غرض سے سکاٹ لینڈ تک پہنچا مگر رائل ایر فورس کے طیاروں نے انہیں بھگا دیا۔ دو مرتبہ قبل بھی جرمن طیارے اس قسم کی ناکام کوشش کر چکے ہیں۔

—— پیرس ۲۹ ستمبر۔ آج جرمن آبدوزوں نے ناروے کے ... جہازوں کو غرق کر دیا۔ مسافر بچا لئے گئے۔ یہ جہاز برطانیہ کو ...

—— بخارسٹ ۲۹ ستمبر۔ بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی مغربی محاذ پر جارحانہ کارروائی کا ارادہ رکھتا ہے

—— حکومت برطانیہ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ... میں اتحادی ۱۲ جرمن آبدوزوں کو غرق کر چکے ہیں۔

—— پیرس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت فرانس نے ... شام کی بادشاہت کے مسئلہ کو موجودہ بین الاقوامی حالات کے پیش نظر ملتوی کر دیا ہے۔

—— حکومت ... نے یہودیوں کو اپنی قلمرو سے باہر نکلنے کی ... کر دی ہے اور بہت سے یہودیوں کے پاسپورٹ ضبط کر دیئے گئے ہیں۔

وما ینہ سعید خواہد بود — نزد ما فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر و پبلشر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۲۲ر شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۹ء — نمبر ۶۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اور معجزے اناجیل کی رو سے

پیشگوئی ہی ایک نہایت زبردست نشان ہے جو ہر زمانہ میں قابل عزت سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے بارے میں بھی اگر اناجیل کو دیکھا جائے تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو پیشگوئیاں حضرت مسیح کی اناجیل میں درج ہیں وہ ایسی بے سروپا ہیں کہ انہیں پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ مثلاً یہ کہ قحط پڑیں گے زلزلے آئیں گے۔ مرغ بانگ دیگا۔ اب غور کر کے دیکھو کہ زلزلہ اور قحط کا آنا ایک معمولی بات ہے اور ہر گاؤں میں مرغ بانگیں دیا کرتے ہیں۔ پھر ان پیشگوئیوں کی خاص خصوصیت کیا ہوئی؟ آج کل کے مدبرین اور ماہران فن تو اس سے بھی بڑھ کر واقعات عالم بتاتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ کب طوفان آئے گا اور کب اور کہاں بارش ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ اب ان کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کو دیکھو کہ آپ نے کئی سو برس پہلے پیشگوئیاں کیں جو اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں۔ . . . . . مسیح کے معجزات جو محض قصص کے رنگ میں ہیں ان سے کوئی خرق العادت تائید الہٰی کا پتہ نہیں لگتا۔ کیونکہ اس قسم کے طبی چٹکلے اور عجائبات آجکل کے ہر یہ ماہرین فن بھی دکھاتے رہتے ہیں۔ مسیح کے معجزات شفاء امراض کی حقیقت تو اس سے بھی کھل جاتی ہے کہ خود انجیل میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک تالاب تھا جس میں ایک خاص وقت غسل کرنے سے امراض سے شفا ہو جاتی تھی، جیسا کہ آجکل بھی یورپ اور ایشیا میں ایسے چشمے پائے جاتے ہیں۔ جن میں غسل کرنے سے کئی قسم کی امراض سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ ایک کنوئیں میں غسل کرنے سے جذامی مریض بالکل صحتیاب ہو گئے تھے۔ عیسویت کے گذشتہ نشانات کا تو یہ حال ہے اور موجودہ نشانات ہیں ہی نہیں تو اب کس دلیل پر ان کے قصوں کو مان لیا جائے کہ مسیح نے یہ معجزہ دکھایا اور وہ دکھایا۔ اس طرح تو ہندو لوگ اپنے بزرگوں کی طرف بھی بڑے بڑے معجزے اور کرامات منسوب کرتے ہیں ان کا کیا قصور ہے کہ ان کو بھی صحیح نہ مان لیا جائے اور ان کے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو ان قصوں کی بنا پر سچا نہ قبول کر لیا جائے۔ پرانوں میں ان دیوتاؤں کے ایسے ایسے قصے لکھے ہیں کہ انجیل کے قصے ان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہیں۔

(الحکم ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور رمضان ... میں مصروف ہیں۔ ۶ر اکتوبر کو نماز جمعہ حضرت ممدوح نے پڑھائی اور ایک نہایت پر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔

—— ۲ر اکتوبر کو مسلم ٹاؤن کے انگلش اسکول میں میٹرک ... کی کلاسیں کھول دی گئی ہیں۔ چار بچے بھی ان میں شریک ہو چکے ہیں ... مفصل اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

—— جناب چودھری غلام نبی صاحب فارسٹ رینجر نے اپنے صاحبزادے چودھری محمد اسلم صاحب کی شادی خانہ آبادی کی خوشی کی مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور اس رشتہ کو بابرکت بنائے۔ دلی مبارکباد عرض ہے ...

—— جناب ماسٹر عطا الہٰی صاحب، سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول ... (ریاست جموں) سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے عزیز ... عبدالعزیز صاحب بی اے کشمیر انفنٹری سرینگر کشمیر ... برگیڈ میجر کے عہدہ پر ترقی پا گئے ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں ان کا ... امتحان ۹ر اکتوبر ۳۹ء کو ہونا ہے احباب ان کی کامیابی کے لئے ...

—— ہمارے محترم دوست جناب خواجہ عبدالحنان صاحب ... جماعت صدر ... ریاست جموں کا صاحبزادہ عزیز محمد حفیظ وفات پا گیا۔ انا للہ۔ اس صدمہ میں ہم خواجہ صاحب موصوف اور ان کے تمام ... کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور نعم البدل عطا ...

—— منشی عبداللطیف صاحب کارکن انجمن کی مشکلات اور علالت کا قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے ان کیلئے خاص طور پر دعا کی جائے ...

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے)

مکتوب مفتوح

بنام جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان

(از جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری)

بسم اللہ الرحمان الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مکرمی جناب ناظر صاحب دعوۃ وتبلیغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نے ۱۸ اگست ۱۹۳۹ء کی چٹھی میں جناب کی خدمت میں ایک تجویز پیش کی تھی کہ ۱۳ اگست ۱۹۳۹ء کے جلسہ میں مولوی اللہ دتا صاحب نے جو اس خیال کا اظہار فرمایا تھا کہ وہ شریعت اسلامیہ سے ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں جس سے ثابت ہو کہ حضرت رسول کریم صلعم یا خلفاء اربعۃؓ میں سے کسی کی ذات والاصفات پر اعتراض کیا گیا ہو۔ اور ان کی طرف سے معترض کی تسلی کرانے کی بجائے اس کا بائیکاٹ کر دیا گیا ہو۔ اور اسے مختلف قسم کی سختیوں کا نشانہ بنا کر اس پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہو تو اس کے متعلق اب محض احقاق حق کی غرض سے تحریری طور پر تبادلہ خیالات ہو جائے اور اس کے مکمل ہو جانے پر اسے اخبار الفضل میں شائع کر دیا جائے تا کہ جماعت کو اس مسئلہ میں کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں آسانی ہو۔

لیکن اس چٹھی کو بھیجے ہوئے آج ڈیڑھ ماہ ہونے کو آیا ہے مگر آپ کی طرف سے اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ حالانکہ ۳۰ راگست کو یاددہانی بھی کرائی گئی تھی۔ آپ کی اس لمبی خاموشی سے کیا میں سمجھ لوں کہ جلسہ میں جو ایسی مثال پیش کرنے کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ وہ محض جلسہ کو درہم برہم کرنے اور اس اثر کو مٹانے کی نیت سے کیا گیا تھا۔ جو احباب جماعت پر تقریر کا پڑ رہا تھا۔ ورنہ مولوی صاحب موصوف کو نہ اس وقت کوئی ایسی مثال معلوم تھی اور نہ اب تک علما کو کوئی ایسی مثال ملی ہے۔ اگر یہ درست ہے کہ اس وقت تک ایسی کوئی مثال نہیں مل سکی تو کیا تقویٰ اور راستبازی کا یہ تقاضا نہیں کہ اس حقیقت کا کھلا کھلا اعلان فرما دیا جائے۔ تا مولوی اللہ دتا صاحب کے اس اعلان کی وجہ سے کہ وہ ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں جو دوست غلطی میں مبتلا ہوئے ہیں وہ اس غلطی سے نکل کر سچائی پر قائم ہو جائیں۔

دیکھئے میں نے اسی جلسہ میں سب کے روبرو مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کر دیا تھا کہ اگر آپ ایسی ایک مثال بھی پیش فرما دیں گے تو میں انشاء اللہ اسی مجلس میں اپنی غلطی کو واپس لے لوں گا۔ اور اب بھی میں یہی اقرار کرتا ہوں کہ اگر تبادلہ خیالات کے دوران میں علماء کی طرف سے ایسی ایک مثال بھی پیش کر دی گئی۔ تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی وقت اپنی غلطی کا تحریری اقرار کر لوں گا۔ کیونکہ میں نے تو اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہی سبق سیکھا ہوا ہے کہ ؎

"جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے
جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا

عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے"

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ یہ عاجز اس سبق کو آج تک نہیں بھولا۔

مکرمی ناظر صاحب! میں جانتا ہوں کہ تبادلہ خیالات کے متعلق میری اس تجویز کو شرف قبولیت بخشنے میں آپ کے راستہ میں کیا روک ہے۔ آپ خوب سمجھتے ہیں کہ اس تبادلہ خیالات کا نتیجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوگا کہ جماعت کی آنکھیں کھل جائیں گی اور انہیں یقینی طور پر علم ہو جائے گا کہ اس خاکسار کے ساتھ جو بائیکاٹ اور سلام و کلام، پیام بند کا حکم دیا ہوا ہے۔ وہ صریح طور پر خلاف شریعت اسلامیہ۔ خلاف سنت رسول مقبول صلعم و خلاف عمل خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و خلاف سنت جمیع انبیاء اکرام و برار و خلاف تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر احباب جماعت کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق اس طریق پر ہمیشہ وہ لوگ گامزن رہے ہیں جو پرستاران حق کے مقابل باطل کی تائید کے لئے کھڑے ہوئے ان کے مقابل پرستاران حق نے کبھی اس طریق کو اختیار نہیں کیا۔

مکرمی ناظر صاحب! آپ جماعت کی ذہنیت کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ جماعت ایک روحانی جماعت ہے سچائی کی طالب اور حق کے قبول کرنے کی تڑپ اپنے سینہ میں رکھتی ہے کسی خلاف شریعت امر کو اختیار کرنا تو کجا۔ اس کے اختیار کرنے کا خیال بھی ذہن میں نہیں لا سکتی۔ اس حکم کی پابندی اگر وہ کر رہی ہے تو محض اس لئے کہ وہ اسے شریعت کے مطابق یقین کئے بیٹھی ہے لیکن جونہی اس پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ حکم شریعت کے بالکل خلاف ہے تو اس کا جو رد عمل ہوگا۔ اس کی اہمیت کو بھی آپ بخوبی محسوس کر رہے ہیں۔ بس یہ وہ خیالات ہیں جنہوں نے آپ کے قلب کو سخت مضطرب کیا ہوا ہے اور یہی وہ خیالات ہیں جو آپ کے لئے اس تجویز کو قبول کرنے میں روک بن رہے ہیں۔

لیکن مکرمی ناظر صاحب! گستاخی معاف۔ آپ کب تک جماعت کو تاریکی میں رکھ سکیں گے۔ انشاء اللہ آخر ایک نہ ایک دن تو حقیقت پر سے پردہ اٹھ کر رہے گا۔

مکرمی ناظر صاحب! آپ کی یہ خاموشی بتلا رہی ہے کہ آپ پر یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ اس قسم کی ایک مثال بھی شریعت اسلامیہ سے نہیں مل سکتی اور جو سلوک بھی خاکسار کے ساتھ روا رکھا گیا ہے وہ صریح خلاف شریعت ہے۔ اب اس علم کے بعد جو ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔ وہ میرے بیان کی محتاج نہیں۔ آپ جیسا عقلمند اور زیرک انسان خود بخود اسے بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

مکرمی ناظر صاحب! اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کو نہ صرف یہ کہ تامل نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ خوشی محسوس کرنی چاہیئے کیونکہ اس سے آپ کو جناب خلیفہ صاحب مکرم کے ایک اہم ارشاد کی تعمیل کا موقعہ بھی ہاتھ آ جائے گا۔ دیکھئے جناب خلیفہ صاحب مکرم کیا فرماتے ہیں:۔

"لیکن اگر مصری صاحب کا اختلاف اس حد تک ہے کہ [illegible] اپنی باتیں سنائیں اور ان کے دلائل اگر صحیح ہوں [illegible] صرف میں ان کو تسلیم کر دوں گا۔ بلکہ میں جماعت کے [illegible] کہوں گا کہ وہ ان کی باتوں کو مان لیں۔" "اگر مصری صاحب [illegible] کوئی سچائی پیش کی ہے تو اس کا ماننا تمہارا بھی فرض ہو [illegible]"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل [illegible] اگست [illegible])

اسی طرح جناب خلیفہ صاحب مکرم خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل [illegible] ۳۷ء میں فرماتے ہیں:۔

"میں دلائل اور صحیح طریق تبلیغ کا مخالف نہیں ہوں میں [illegible] ہمیشہ ہی حق کا متلاشی رہا ہوں اور یہی میری [illegible] اگر وہ دلائل سے مجھ پر غالب آ سکتے ہیں تو شوق سے [illegible] مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

جناب خلیفہ صاحب مکرم کے مندرجہ بالا ارشاد کی رو سے جماعت کا فرض ہے کہ وہ میری پیش کردہ سچائی کو ماننے [illegible] درست ہے کہ جناب خلیفہ صاحب مکرم دل سے چاہتے ہیں کہ [illegible] اگر دلائل سے ان پر غالب آ سکتا ہوں تو آ جاؤں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ جماعت دیکھے کہ جو کچھ میں پیش کرتا ہوں وہ سچائی ہے بھی یا نہیں۔ اور یہ بات مقابلہ سے ہی واضح ہو سکتی ہے [illegible] اسی طرح دلائل کے غلبہ کا علم بھی مقابلہ سے ہی ہو سکتا ہے [illegible] طرف کے دلائل کا مقابلہ کرنے کے لئے میری پیش کردہ صورت سے بہتر اور کوئی صورت ہو نہیں سکتی اور اگر کوئی ہے تو آپ پیش فرما دیں۔

پس اگر آپ اس تبادلہ خیالات کی تجویز کو اور کسی وجہ سے نہیں تو جناب خلیفہ صاحب مکرم کے کلام کو لغو اعتراض سے بچانے کے لئے ہی منظور فرما لیں۔ کیونکہ آپ کا پیچھے ہٹنا ممکن ہے کئی لوگوں کے دل میں یہ شبہ پیدا کر دے کہ اس قسم کی باتیں عملی [illegible] ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مصلحت وقت کے ماتحت کہہ دی جاتی ہیں۔ ورنہ ان کو عملی جامہ پہنانا مقصود نہیں ہوتا۔

پس اندریں حالات میں امید کرتا ہوں کہ آپ [illegible] کسی جید عالم کو مقرر فرما کر مشکور فرما دیں گے۔ جو تصفیہ شرائط کے بعد سب سے پہلے اسی مذکورہ بالا مسئلہ میں تبادلہ خیالات شروع فرما دیں۔ اور بعد ازاں انہی شرائط کے ماتحت ان دیگر مسائل پر بھی تبادلہ خیالات ہو جائے جن کا ذکر میں پہلے بھی اپنی چٹھی [illegible] ۱۸ میں کر چکا ہوں جو یہ ہیں:۔

(۱) کیا جناب خلیفہ صاحب مکرم پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہو سکتے ہیں؟

(۲) کیا ہر مبشر لڑکے کا صالح ہونا ضروری ہے؟

(۳) کیا دعاؤں کی قبولیت لازمی ہے یا ان کی قبولیت کے نتیجہ میں اس شخص کا ہدایت یافتہ ہونا لازمی ہے جس کی ہدایت کے لئے وہ دعائیں کی گئی ہوں؟

(۴) اہل یا اہل بیت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کا صحیح مفہوم۔

(۵) خلافت سے متعلقہ تمام مسائل۔

امید ہے اب آپ اس معاملہ میں دیر نہیں فرمائیں گے۔

والسلام

(شیخ عبد الرحمن مصری)

۲۶ ستمبر ۱۹۳۹ء

پنجاب میں جرائم کی رفتار

حقیقی اصلاح مذہب کے ذریعہ ہی ممکن ہے

بعض تازہ سرکاری بیانات سے صوبہ پنجاب میں جرائم کی رفتار پر سبق آموز روشنی پڑتی ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۸ء میں ڈاکہ اور بعض دوسرے جرائم نسبتاً کم ہوئے لیکن قتل کی وارداتوں میں بحیثیت مجموعی نمایاں اضافہ ہوگیا۔ جو حکومت اور پبلک دونوں کیلئے باعث تشویش ہے۔

پنجاب پولیس کے سالانہ ریکارڈ کے مطابق ۱۹۲۹ء میں قتل کی وارداتوں کی کل تعداد ۱۰۷۵ تھی جو ۱۹۳۸ء میں بڑھکر ۱۱۰۴ ہوگئی اس تاریک روئیداد کا صرف ایک روشن پہلو یہ ہے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے قتل کی وارداتوں میں زائد از پچاس فیصدی کمی ہوگئی ہے جو بہت بڑی حد تک اطمینان بخش ہے۔ لیکن دیگر وجوہ کی بنا پر قتل کی وارداتوں میں نمایاں اضافہ اس اطمینان کو زائل کر دیتا ہے۔ چنانچہ سرکاری بیان میں تسلیم کیا گیا ہے کہ:-

"بدقسمتی سے دوسری وجوہ کی بنا پر قتل کی وارداتوں میں اضافہ ظاہر ہوا۔ بالخصوص یہ اضافہ "جنسی تعلقات" کے متعلق وارداتوں کے بارہ میں ہوا جنکی تعداد ۱۹۳۷ء میں ۲۹۸ تھی لیکن ۱۹۳۸ء میں ۳۱۴ ہوگئی پولیس جرائم قتل کے انسداد میں جہاں تک کامیاب ہوئی ہے اس کا اندازہ بیان کردہ اعداد و شمار کے علاوہ مندرجہ ذیل اعتراف عجز سے بھی ہوتا ہے "یہ صورت حالات حکام کیلئے بہت موجب تشویش ہوئی ہے۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں لاہور میں پولیس افسروں کی ایک کانفرنس میں اس سوال پر غور کیا گیا تھا اور امید ہے کہ مستقبل قریب میں اس سوال پر ایک زیادہ بڑی کانفرنس میں دوبارہ غور کیا جائیگا قتل کے اسباب دراصل اتنے مختلف ہیں کہ بسا اوقات جب تک قتل کی واردات نہ ہو جائے پولیس کو دخل دینے میں موقعہ ہی کم ملتا ہے"..... یہ امر قابل ذکر ہے کہ سنین حال میں پنجاب میں جہاں قتل کی وارداتوں میں بتدریج اضافہ ہوا ہے وہاں اس کے ساتھ سزا یابیوں کے تناسب میں بھی لگاتار کمی واقع ہوتی ہے"۔

(اعلان محکمہ اطلاعات پنجاب نمبر ۵۷۰۹ مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۳۹ء)

ان اعداد و شمار سے یہ بات بالکل عیاں ہوتی ہے کہ حکومت اور اسکی پولیس کے بہتر سے بہتر انتظامات جرائم کی رفتار کو تسلی بخش طریق پر روکنے پر قادر نہیں ہیں نہ انسانی عدالتوں کا دست تعزیر تمام مجرموں کو قرار واقعی سزا دے سکتا ہے۔ چنانچہ اسی اعلان میں لکھا ہے کہ

"اندریں حالات ہمیں اصلاح کیلئے پولیس کی بجائے سوشل ریفارمروں کی زیادہ ضرورت ہے"۔

ہمارے نزدیک حکومت کا یہ احساس بہت ہی مبارک ہے اور اس احساس نے کئی قابل قدر اور موثر امداد مل سکتی ہے لیکن پھر بھی یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کس قسم کے سوشل ریفارمروں کو ششیں مفید ہو سکتی ہیں؟ آج دنیا میں دو قسم کے سوشل نظام موجود ہیں ایک وہ جن کا انحصار صرف مادی چیزوں اور مادی کوششوں پر ہے اور انکی پرواز اس عالم فانی و خاکی تک محدود ہے ——— ان کے مادی خواہ کس قدر بلند و دلفریب کیوں نہ ہوں لیکن اخلاقی مفاسد کی کوئی حقیقی و پائیدار اصلاح نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں کو حکومت کے انتظامات جاہ و جلال اور جرائم کے ہولناک نتائج وارداتوں کے ارتکاب سے نہ روک سکیں ان کو کسی مادی سوشل نظام کے چند نظریے اور چند بے جان اصول اچھے راستے پر مطلق نہیں ڈال سکتے۔ اس مقصد کے لئے کسی مافوق الفطرت اور روحانی طاقت کی ضرورت ہے۔ یہ چیز صرف صحیح مذہب کے ذریعہ ہی میسر آسکتی ہے۔ جو تمام دنیوی طاقتوں سے بہت اعلیٰ اور بلند اور بہت زیادہ قادر و توانا خدا کی ہستی اور اس عارضی اور فانی دنیوی زندگی کے بعد ایک ابدی زندگی کا دلی اقرار کراتا ہے۔ سچے مذاہب اپنی پاکیزہ تعلیمات و اثرات کی بدولت لوگوں کی ذہنیتوں اور ان کے دلی و دماغی رجحانات کا رخ بدل دیتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کی بہتر سے بہتر اور قوی تر سے طاقتور مادی حکومتیں جن حالات میں انسداد جرائم میں ناکام رہی ہیں سچے مذہبی پیشوا انہی مایوس کن حالات میں حیرت انگیز طور پر کامیاب ہوئے ہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی اسکی ایک درخشاں اور ناقابل تردید مثال ہے۔ وہ دن اولاد آدم کیلئے یقیناً بہت ہی مبارک ہوگا جبکہ دنیا کی حکومتیں اس ذریعہ اصلاح سے فائدہ اٹھانے کے لئے حقیقی طور پر آمادہ ہو جائیں گی۔

انگلش سکول مسلم ٹاؤن

میں سینئر کیمبرج کلاسوں کا افتتاح

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم مغفور نے آج سے ساڑھے تین سال کا عرصہ ہوا حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے مشورہ سے مسلم ٹاؤن لاہور میں چھوٹے بچوں اور بچیوں کیلئے ایک انگلش اسکول جاری فرمایا تھا۔ یہ اسکول اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاطرخواہ کامیابی کیساتھ چل رہا ہے اور مسلمانوں کیلئے بہت مفید ثابت ہوا ہے اس سکول کے طلباء و طالبات نہ صرف انگریزی زبان میں ہی قابل تعریف اہلیت رکھتے ہیں بلکہ اردو اور ریاضی میں بھی ان کی لیاقت نمایاں ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس سکول میں پڑھنے والے بچے چار سال کے عرصہ کی پرائمری تعلیم کے بعد ہائی اسکول کی چھٹی جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ گویا ان کے دو قیمتی سال بچ گئے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس عرصہ میں انہوں نے قرآن شریف پڑھ لیا اور نماز باترجمہ سیکھ لی۔ ان بچوں کی اخلاقی اور جسمانی حالت بھی ممتاز ہے۔

غرضیکہ یہ اسکول اللہ تعالیٰ کے فضل، حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب مرحوم و مغفور کی دلی تڑپ اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی پرخلوص نگرانی و توجہ سے اپنے مقصد میں خوب کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔ اب یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ ۲ر اکتوبر کو اس اسکول میں سینئر کیمبرج کی کلاسیں کھول دی گئی ہیں۔ اس وقت تک چار بچے داخل ہو چکے ہیں۔ بورڈنگ ہاؤس کا بھی باقاعدہ انتظام کر دیا گیا ہے۔ جو ایک بلند اخلاق اور اعلیٰ قابلیت کی انگریز خاتون کی نگرانی میں ہے۔ سٹاف کا انتخاب بڑی تلاش و احتیاط سے کیا گیا ہے۔ موجودہ سٹاف دو انگریز لیڈیوں اور دو شریف عالی خاندان ہندوستانی خواتین پر مشتمل ہے یہ چاروں خواتین تعلیم و تربیت کے فن میں ماہر ہیں اور نہایت ذمہ داری، شوق اور خلوص سے اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں۔

بورڈنگ ہاؤس میں بچوں کا روزانہ پروگرام یہ ہے (۱) علی الصبح بچے نماز کیلئے اٹھتے ہیں اور باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں (۲) نماز کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں (۳) اس کے بعد میم صاحبہ ان کو آدھ گھنٹے تک ورزش کراتی ہیں (۴) ورزش کرنے کے بعد تمام بچے غسل اور ناشتہ کرتے ہیں پھر مدرسہ چلے جاتے ہیں اسکول میں عربی بول سکھانے اور قرآن کریم پڑھانے کا خاص طور پر اہتمام ہے اس کے علاوہ بچے انگریزی، اردو اور فرانسیسی زبانیں پڑھتے ہیں، ریاضی، تاریخ اور جغرافیہ بھی نصاب میں داخل ہے۔ ہمارا اندازہ ہے ساڑھے تین چار سال بعد یہ بچے انٹرنس اور سینئر کیمبرج کے امتحانات میں اطمینان کے ساتھ شریک ہوں گے۔ اس مدرسہ کے اجرا کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ اور متناسب خوراک اور باقاعدہ ورزش کے ذریعہ مسلمان بچوں کی جسمانی صحت کو مضبوط بنایا جائے اور عام انگلش سکولوں کے طلباء و طالبات کے برعکس انہیں دیگر مضامین اور زبانوں کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور قرآن کریم کی تعلیم دی جائے۔ تاکہ وہ نہ صرف انگریزی زبان میں مہارت حاصل کرکے گورے بنکر اسکول سے نکلیں۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق سیکھ کر اور صحیح معنوں میں مسلمان بن کر اسکول سے فارغ ہوں۔

سینئر کیمبرج کلاس کے جملہ اخراجات فی طالب علم پچاس روپے ماہوار ہیں جو اس اسکول کی خصوصیات کے مقابلہ پر کم ہیں۔ جو صاحب مستطیع دوست اپنے بچوں کو اعلیٰ معیار پر دینی و دنیوی تعلیم دلانا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ اسکول نہایت موزوں اور مفید ہے۔ تفصیلی معلومات پرنسپل انگلش سکول مسلم ٹاؤن اچھرہ لاہور سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

شذرات

شہر رمضان

ماہ رمضان کی آمد آمد ہے یہ ایک بابرکت اور مجاہدہ کا مہینہ ہے اور اس کی غرض و غایت مسلمانوں کو نہایت مفید اور بلند پایہ روحانی و اخلاقی تربیت دینا ہے ــــ افسوس آجکل مسلمان روزوں کے مقصد کو بہت بڑی حد تک فراموش کر چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ رمضان کی برکات سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھاتے۔ بے شک رمضان میں روزے رکھے جاتے ہیں لیکن اس مجاہدہ کی اصل روح سے محرومی ہے۔ اس ماہ مبارک میں قرآن کریم کی تلاوت بھی بکثرت مساجد اور گھروں میں ہوتی ہے لیکن اس کے مطالب و تعلیمات سے عملی طور پر نا آشنائی ہے۔

وابستگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے لازم ہے کہ وہ رمضان کی اصل غرض و غایت کو سمجھیں اور اس سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں یہ تیاری و کوشش کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ رمضان کی تیاری یہ نہیں کہ سحری و افطاری کا پرتکلف اہتمام کیا جائے۔ یہ چیز اس مجاہدہ کے اصل مقصد ہی کے خلاف ہو بلکہ رمضان کی صحیح تیاری یہ ہے کہ ہم میں اللہ کے حضور جھکنے کی خواہش زیادہ ہو جائے۔ اس کے لئے ہم زیادہ وقت نکالیں۔ رمضان مبارک قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے اس لئے اس بابرکت مہینہ میں ہم قرآن کو زیادہ پڑھیں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ تہجد کو اپنے اوپر لازم کریں۔ تمام افراد سلسلہ اور تمام بیرونی جماعتوں سے ہم کم از کم دو باتوں کے طالب ہیں۔

(۱) رمضان کے مہینہ میں ہر ایک جماعت میں قرآن کریم کے درس کا انتظام لازمی طور پر کیا جائے۔ نماز فجر یا اور کسی وقت زیادہ نہیں تو آدھ پون گھنٹے کے لئے درس ہو جایا کرے۔

(۲) ہر ایک فرد جماعت باقاعدگی کے ساتھ نماز تہجد پڑھنے کی کوشش کرے اور بغیر کسی خاص مجبوری مثلاً علالت وغیرہ کے اس کو نہ چھوڑے۔

بچت فنڈ

بچت فنڈ کا تذکرہ وقتاً فوقتاً "پیغام صلح" کے کالموں میں ہوتا رہتا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بھی کئی مرتبہ اس کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے گھروں میں عملی صورت میں یہ تحریک بے جان ہو گئی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اس رمضان میں اس مفید و سہل تحریک کو صحیح معنوں میں از سر نو زندہ کر دیا جائے۔ خدا کے دین کے لئے ہفتہ میں ایک روز اپنے مصارف میں کچھ کمی کر دینا اور اس طرح چند پیسے یا آنے پس انداز کر کے صندوقچی میں ڈال دینا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس طرح گھر کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کے اندر خدمت دین اور اشاعت اسلام کا ایک قوی احساس پیدا ہوتا ہے اور اگر جماعت کے تمام گھروں میں باقاعدگی کے ساتھ اس پر عمل ہو تو بغیر کسی دقت کے ہر ماہ اچھی خاصی رقم فراہم ہو جایا کرے۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ اکثر گھروں میں تو اس کو فراموش ہی کر دیا گیا ہے اور بعض گھر ایسے بھی ہیں جہاں عادتاً اس پر عمل ہوتا ہے۔ لیکن پس انداز شدہ رقم خزانہ انجمن میں وصول نہیں ہوتی۔ اس تحریک کے اصل مقصد کے لحاظ سے ضروری ہے کہ:-

(۱) ہر ایک گھر میں جمعرات کے روز کھانے میں سادگی اختیار کر کے کچھ رقم صندوقچی میں ڈالی جائے۔ یہ نہیں کہ محصل کے مطالبہ پر ویسے ہی کچھ دے دیا جائے۔ کیونکہ اس طرح وہ احساس گھر کے آدمیوں میں پیدا نہیں ہوگا جس کا پیدا کرنا اس تحریک کے ذریعہ پیش نظر ہے۔

(۲) اس کے بعد یہ ضروری ہے کہ پس انداز رقم باقاعدہ خزانہ انجمن میں بھیجی جائے۔ جن گھروں میں جمعرات کے روز کھانا تو سادہ کھایا جاتا ہے لیکن پس انداز رقم خزانہ انجمن میں داخل نہیں کی جاتی۔ وہ بھی اس تحریک کے ایک ضروری مقصد کو فراموش کئے ہوئے ہیں۔ اس طرح ان کے جذبہ خود رسی کی تسکین تو ہو سکتی ہے لیکن تحریک تقویت حاصل نہیں کر سکتی۔

آریہ اخبارات کی اشتعال انگیزیاں

ریاست حیدر آباد کے خلاف شورش کے دوران میں پنجاب کے آریہ سماجیوں نے اشتعال انگیزیوں کا جو شرمناک سلسلہ شروع کیا تھا وہ اب تک بدستور جاری ہے پہلے حکومت حیدر آباد اور اس کے مسلمان تاجدار کے فرضی مظالم بیان کئے جاتے تھے اب آریہ سماج کی فرضی فتح و کامرانی کا ذکر امن سوز اور دل آزار طریق پر جاری ہے۔ علاوہ ازیں ریاست بھوپال میں ہندوؤں کو شورش بپا کرنے کے لئے اکسایا جاتا ہے۔ "آریہ گزٹ" "پرکاش" "پرتاپ" ـ "ملاپ" وغیرہ کی شاید ہی کوئی اشاعت اس قسم کی حرکات سے خالی ہوتی ہو۔ ریاست حیدر آباد اور اس کے تاجدار سے مسلمانوں کو جو محبت و عقیدت ہے اس کا اندازہ حکومت پنجاب اور آریہ سماجی اخبارات کو بخوبی ہوگا۔ بھوپال بھی ایک اسلامی ریاست ہے اور محض اسی لئے آریہ سماجی وہاں شورش بپا کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں ــــ آریہ سماجی اخبارات کی ان حرکات کا جو نتیجہ ہوگا۔ وہ ظاہر ہے۔ ایک طرف مسلمان ان ریاستوں کی مدافعت کے لئے مجبور ہوں گے جن کے خلاف آریہ سماجیوں نے محض اس لئے شورش انگیزی اور بہتان سازی کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے کہ ان کے حکمران مسلمان ہیں۔ دوسری طرف وہ ہندو ریاستوں کے مظالم کے خلاف جدوجہد کیلئے سرگرم ہو جائیں گے جہاں مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی حقوق بہت بری طرح پامال ہو رہے ہیں۔ اگر حکومت پنجاب یہ ناگوار صورت حالات پیدا کرنے کی خواہاں نہیں تو اسے آریہ اخبارات اور آریہ سماجی لیڈروں کو کوئی موثر تنبیہ کرنی چاہئے۔ بالخصوص "آریہ گزٹ" "پرکاش"۔ مہاشہ کرشن اور مہاشہ خوشحال چند کے منہ میں لگام دینی چاہئے۔

نوجوان مسلم انجنیئر اور سپر وائزر متوجہ ہوں

لاہور ۵ر اکتوبر۔ سیکرٹری انجمن تحفظ حقوق المسلمین پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ:-

کمانڈنگ رائل انجنیئر ایم۔ای۔ایس نے صرف مسلم امیدواروں سے اوورسیروں اور سب اوورسیروں کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں ان عارضی تقرریوں کے لئے سوائے خاص حالات کے عمر کی حد ۴۰ سال مقرر کی گئی ہے۔

مستند انجنیئرنگ کے اداروں کی فہرست حسب ذیل ہے امیدواران میں سے کسی ایک ادارہ کا سند یافتہ ہو۔

(۱) عثمانیہ انجنیئرنگ کالج حیدر آباد (۲) احسان اللہ انجنیئرنگ سکول ڈھاکہ (۳) تھامسن سول انجنیئرنگ کالج رڑکی (۴) ہیوٹ انجنیئرنگ سکول لکھنؤ (۵) سول انجنیئرنگ سکول لکھنؤ (۶) گورنمنٹ انجنیئرنگ سکول پونہ (۷) این۔ای۔ڈی انجنیئرنگ کالج کراچی (۸) بہار انجنیئرنگ کالج پٹنہ (۹) انجنیئرنگ کالج گونڈی، مدراس (۱۰) بنگال انجنیئرنگ کالج سبپور (۱۱) گورنمنٹ انجنیئرنگ کالج بنگلور (۱۲) ٹیکنیکل سکول لکھنؤ (۱۳) ٹیکنیکل سکول گورکھپور (۱۴) ٹیکنیکل سکول جھانسی (۱۵) اڑیسہ انجنیئرنگ سکول کٹک (۱۶) میکلیگن انجنیئرنگ کالج لاہور (۱۷) انجنیئرنگ کالج بنارس (۱۸) ہندو یونیورسٹی بنارس (۱۹) وکٹوریہ جوبلی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ بمبئی (۲۰) چامراجیندر ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میسور (۲۱) گورنمنٹ سکول آف ٹیکنالوجی مدراس (۲۲) آر۔سی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ احمد آباد (۲۳) وکٹوریہ ڈائمنڈ انسٹی ٹیوٹ لاہور (۲۴) گورنمنٹ ٹیکنیکل سکول لاہور

خلیفہ کے اختیارات پر ایک محمودی صاحب کا انوکھا طرز استدلال!

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

میاں محمود احمد صاحب نے خلافت کے حصول کے بعد جو خلیفہ کو مطاع الکل کی حیثیت دی ہے اور پوپ کی طرح "معصوم عن الخطا اور مختار مطلق اور ظل اللہ کی طرح "صاحب عصمت کبریٰ" قرار دیا ہے جس پر سچے اعتراضات کرنا بھی مستوجب سزا ہے تو آئے دن ان کے مرید آمنا وصدقنا کہتے ہوئے ان بدعتی اختیارات مطلقہ کے لئے عجیب عجیب انوکھے دلائل تراشتے رہتے ہیں۔

خلیفہ کے اختیار مطلق پر مولوی راجیکی کی عجیب دلیل

مولوی غلام رسول راجیکی صاحب ملت محمودیہ کے اکابر علماء میں سے ہیں۔ وہ آجکل کوئٹہ میں براجمان ہیں۔ وہاں اپنی جماعت میں درس قرآن بھی کرتے ہیں۔ ہمارے بعض دوست بھی اس درس میں گئے تو سوال کرنے پر مولوی راجیکی صاحب نے خلیفہ کے اختیار مطلق پر ایک عجیب دلیل دی جسے ان صاحب نے نوٹ کر کے مجھے لکھ بھیجا۔ وہ میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ مولوی راجیکی صاحب فرماتے ہیں :-

"خلیفہ وقت مسلمانوں کا ڈکٹیٹر ہوتا ہے اس پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کوئی اعتراض بھی کرے تو خلیفہ وقت کو ان کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ وجہ یہ کہ خلیفہ وقت ایک نظام کا ذمہ دار ہوتا ہے اس نظام کی مثال ہمیں نماز باجماعت میں ملتی ہے۔ امام نماز میں لیڈر ہوتا ہے۔ امام غلطی کرتا ہے۔ مقتدیوں میں سے ایک فرد امام کو اس کی غلطی سے صریحاً آگاہ نہیں کرتا صرف سبحان اللہ کہتا ہے۔ امام سمجھ جاتا ہے کہ مقتدیوں میں سے ایک کا خیال ہے کہ اس نے یعنی امام نے غلطی کی ہے۔ مگر امام کا خیال ہے کہ اس نے غلطی نہیں کی اس لئے وہ اس مقتدی کی صدا کی پروا نہیں کرتا پھر دوسرا مقتدی بھی صدا بلند کرتا ہے مگر پھر بھی امام صاحب یہی سمجھتے ہیں کہ وہ غلطی پر نہیں ہیں۔ پھر تیسرا مقتدی اسی طرح سبحان اللہ کہتا ہے۔ مگر امام نماز پڑھائے جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ ہرگز غلطی پر نہیں ہے بلکہ مقتدیوں کو غلطی لگ گئی ہے۔ اسی طرح کل کی کل جماعت مصلین باری باری پکارتی ہے۔ مگر امام ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ امام سلام پھیرتا ہے نماز ہو جاتی ہے۔ گو جب تک نماز کا ایک قسم کا نظام تھا۔ امام صاحب مقتدیوں میں سے کسی کے پیچھے نہیں لگے اور مقتدیوں میں سے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ نماز کو توڑ کر علیحدہ ہو جائے یا نماز کے نظام میں امام کی حرکات کے مطابق حرکات پیدا نہ کرے۔ بالکل اسی طرح خلیفہ وقت ہوتا ہے۔ اس کے ذمہ نظام اسلامی ہوتا ہے اس کو چلانا اس کا فرض ہوتا ہے اس کی جماعت مقتدیوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔"

اس دلیل کا نتیجہ

اس سے نتیجہ ہمارے دوست نے یہ نکالا ہے کہ مولوی راجیکی صاحب کا صریح مطلب یہ ہے کہ خلیفہ غلطیوں پر غلطیاں کرتا چلا جائے اس پر جو اعتراض بھی ہوں گے خلیفہ اس کی پروا نہیں کریگا وغیرہ وغیرہ

جواب } اس دلیل میں دو باتیں مولوی غلام رسول راجیکی صاحب نے عجیب کی ہیں :-

(۱) ایک تو یہ کہ اس بات سے وہ خلیفہ پر اعتراض نہ کرنے کا استنباط کرتے ہیں کہ نماز میں امام پر اس کی غلطی کو مقتدی صریح الفاظ میں نہیں ظاہر کرتا۔ بلکہ سبحان اللہ کہکر اسے اشارہ کرتا ہے کہ آپ سے غلطی ہو گئی ہے۔ میں پوچھتا ہوں نماز میں امام کو صریح طور پر غلطی سے متنبہ کرنا کیا اس لئے ممنوع ہے کہ امام کو اس کی غلطی جتلانا اسلام میں جائز نہیں۔ یا نماز میں سوائے عبادت کے دوسری باتیں کرنا ممنوع ہے ایک عامی آدمی بھی جانتا ہے کہ نماز میں چونکہ باتیں کرنا ممنوع ہے اس لئے ایک ایسا اشارہ شارع نے مقرر کر دیا کہ جس سے عبادت الٰہی میں بھی خلل نہ آوے اور امام اپنی غلطی کو بھی سمجھ جاوے۔ سبحان اللہ کے معنی ہیں اللہ پاک ہے۔ یہ نہایت خوبصورت اور مہذب طریق ہے کسی کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنے کا کہ آپ سے اگر غلطی ہو گئی تو یہ بشریت ہے ہر ایک نقص اور عیب سے پاک تو اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس مقرر شدہ کلمہ میں خدا کی تعریف اور عبادت بھی ہے اور امام کو ایک مہذب طریق پر تنبیہ بھی ہے۔ یہاں سے خلیفہ یا امام کو اس کی غلطی سے واضح طور پر آگاہ کرنے کے لئے کوئی ممانعت نہیں نکلتی۔ کیونکہ نماز کے اندر اشارہ میں تنبیہ کرنا محض اس لئے ہے کہ تا عبادت میں خلل نہ پڑے۔ ویسے خلیفہ کو پوچھنے کو دل کرے تو وہ جدا بات ہے۔ ورنہ خلیفہ پر اس کی غلطی واضح کر دینا اسلام میں کہیں بھی منع نہیں۔

(۲) دوسری بات عجیب یہ ہے کہ کم سے کم میں نے تو ایسا امام آج تک نہ کبھی دیکھا نہ سنا کہ مقتدی یکے بعد دیگرے اسے اسکی غلطی سے آگاہ کر رہے ہوں اور وہ کسی کی نہیں سنتا اور نماز پڑھائے چلا جا رہا ہے۔ ممکن ہے کہ محمودی امام آجکل اسی طرح نماز پڑھاتے ہونگے لیکن مسلمانوں میں تو ایسے امام نہ کبھی دیکھے نہ سنے کہ ساری جماعت مقتدیوں کی یکے بعد دیگرے اسے بتا رہے ہوں کہ تو غلطی کر رہا ہے مگر اس کو اپنے حافظہ پر اتنا بھروسہ ہو کہ وہ کسی کی نہیں سنتا۔ یہ کسی انسان کا کام تو نہیں ہو سکتا۔ عام طور پر قاعدہ یہ ہے کہ ایک مقتدی کی ہی تنبیہ پر امام غلطی کی اصلاح کر لیتا ہے اور اگر اس کو ظن غالب ہو کہ مقتدی کی غلطی ہے اور وہ اس کی تنبیہ کی پروا نہ کرے تو دوسرے مقتدی کی تنبیہ پر تو وہ ضرور مان جاتا ہے کہ میرے حافظہ نے غلطی کی ہے اور اگر اصلاح کا وقت نکل گیا ہو مثلاً دو سجدوں کی بجائے ایک سجدہ کیا اور دوسرے سجدہ کا موقعہ نہ رہا تو مقتدیوں کی تنبیہ کے ماتحت وہ سہو کا سجدہ ضرور کرے گا۔

شارع اسلام کا عمل اور حکم

حضرت نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ ظہر کی نماز بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ صحابہؓ میں سے ایک شخص نے جرأت کر کے پوچھا کہ کیا حضورؐ نے وحی کے ماتحت ظہر کی نماز بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھی ہے۔ آپؐ نے دوسرے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا یہ سچ ہے کہ میں نے بجائے چار رکعت کے دو رکعت نماز پڑھی ہے تو سب نے عرض کیا کہ ہاں سچ ہے۔ تب آپ نے اٹھ کر دو رکعت نماز اور پڑھائی اور سہو کا سجدہ کیا اور ہدایت کی کہ دوران نماز میں "سبحان اللہ" کہکر امام کو اس کی غلطی پر متنبہ کر دیا کرو

اس واقعہ سے کونسے امور واضح ہوتے ہیں؟

اس واقعہ سے کیا صاف نظر نہیں آتا کہ :-

(۱) اعتراض کرنے والوں نے امام جماعت پر اعتراض کیا بلکہ خود شارع علیہ السلام پر جن کا ہر ایک فعل بجائے خود شریعت تھی اعتراض کر دیا اور آپ نے اعتراض کے جواب میں جب اپنے حافظہ کی غلطی کو محسوس کیا تو فوراً اس کی اصلاح کر لی۔

(۲) نماز کے درمیان میں بھی امام کی غلطی پر اعتراض کرنے اور اسے متنبہ کرنے کا برابر حکم ہے۔ فرق جو کچھ ہے وہ عبادت کی وجہ سے ہے یعنی امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے سبحان اللہ کا کلمہ فقط اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ تا باتیں کرنے سے نماز میں خلل نہ آئے کیونکہ سبحان اللہ کہنے سے عبادت بھی قائم رہتی ہے اور امام کو بھی اس کی غلطی پر تنبیہ ہو جاتی ہے۔ یہ فقط نماز کے اندر امام کو اس کی غلطی پر تنبیہ کرنے کا ایک طریق ہے۔ اس کے ساتھ امام کا بھی فرض ہو گیا اس تنبیہ سے خبردار ہو کر اپنی غلطی کی اصلاح کرے اور اگر وہ اپنے حافظہ کو غلطی پر نہیں سمجھتا تو نماز کے بعد مقتدیوں کی تسلی کر دے اور اگر تسلی نہ کر سکے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے سجدہ سہو کرے۔ اور اگر وہ ایسا ضدی ہو کہ نہ تو لوگوں کی تسلی کر سکے اور نہ سجدہ سہو کرے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ اپنی نماز دہرا دیں اور آئندہ کے لئے ایسے ضدی شخص کو کبھی اپنا امام نہ بنا دیں۔

(۳) یہ بھی غلط ہے کہ نماز میں امام جو کچھ بھی چاہے کرتا رہے مقتدیوں کا فرض ہے کہ اس کی حرکات کی پیروی کرتے چلے جائیں ایک امام نماز پڑھتے ہوئے اگر قبلہ بدل دے۔ یا سورۃ فاتحہ اور قرآن مجید کے بجائے انجیل کی کوئی دعا پڑھنی شروع کر دے یا حضرت مسیح موعودؑ کے عربی الہامات پڑھنے شروع کر دے تو کیا مقتدیوں کا فرض نہیں کہ نماز کی نیت توڑ دیں اور ایسے شخص کی اقتدا سے پرہیز کریں جس کا فعل شریعت اسلامی کے خلاف ہے

عہد نبوی کا ایک اور سبق آموز واقعہ

حضرت معاذ بن جبل صحابی نے جب ایک جگہ جماعت کراتے ہوئے عشا کی نماز میں سورۃ بقرہ شروع کر دی تو ایک مسلمان نے نیت توڑ دی۔ حضرت معاذ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ یا رسول اللہ یہ شخص منافق ہے۔ آپؐ نے اس شخص کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تمام دن کام کاج کر کے تھکے ہوئے آتے ہیں۔ رات کو عشا کی نماز میں ساری سورۃ بقرہ پڑھنے لگیں تو یہ تو ہماری برداشت سے باہر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو ملامت نہیں کی بلکہ حضرت معاذ بن جبل کو ملامت کی اور فرمایا کہ اے معاذ تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالتا ہے اور حکم دیا کہ قرآن کے آخری تہائی میں سے سورتیں پڑھا کریں اور قرأت اتنی لمبی نہ کریں کہ لوگوں پر گراں گزرے۔ یہاں دیکھئے کہ حضرت معاذ بن جبل نے لمبی قرأت پڑھنے میں کوئی خلاف شریعت فعل نہیں کیا تھا۔ لیکن تاہم انہیں حضرت نبی کریم صلعم نے ملامت کی کہ انہیں مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیئے آپؐ نے اس نیت توڑنے والے کو کچھ نہیں کہا کہ تو نے نیت کیوں توڑی۔ تو پھر جائیکہ اگر امام کوئی خلاف شریعت فعل کا ارتکاب کرے تو مقتدیوں کے لئے کیوں ضروری ہو کہ ہر حالت میں اس کی اتباع کرتے چلے جائیں۔ کوئی ایسی حرکت جو خلاف آداب نماز ہو یا خلاف شریعت ہو اس میں امام کی اقتدا جائز نہیں اور نیت توڑنے کا حکم ہے۔

خلیفہ کی غلط روش پر انتباہ مسلمانوں کا فرض ہے

علیٰ ہذا القیاس ایک خلیفہ جو مسلمانوں کا امیر ہے اگر کوئی خلاف شریعت فعل کریگا یا کرتا چلا جائیگا تو اسے اپنی اس غلط روش پر متنبہ کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔ خلیفہ اور لوگ نماز نہیں پڑھ رہے کہ اعتراض اور اس کا جواب دینے میں عبادت میں خلل آنے کا اندیشہ ہے عبادت سے باہر کے معاملہ کو عبادت کے اندر کے معاملہ پر قیاس کر کے مثال دینا صریح غلطی ہے۔ نماز کے اندر بھی امام کی غلطی پر متنبہ

کا امام کو ٹوکنا ضروری ہے مگر سبحان اللہ کہکر تا عبادت میں خلل نہ آئے اس سبحان اللہ کو امام بھی خوب سمجھتا ہے کہ یہ میری غلطی پر تنبیہ ہے لیکن جب خلیفہ اور مسلمان نمازوں میں مشغول نہیں ہیں تو صریح طور پر اعتراض کرنے میں کوئی امر مانع نہیں اور خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ یا تو اپنی غلطی کی اصلاح کرے یا مسلمانوں کی اس معاملہ میں تشفی کرے۔ اگر وہ ان دونوں باتوں میں سے کچھ بھی نہیں کرتا تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اسے معزول کردیں اور کسی متقی انسان کو خلیفہ بنائیں۔ جس میں اس قسم کا تکبر اور تمرد نہ ہو کہ وہ اپنی غلطی کو غلطی ہی نہ سمجھے یا مسلمانوں کو ایسا حقیر اور ذلیل نہ سمجھے کہ ان کے اعتراضات کی پرواہ ہی نہ کرے۔

(۴) پھر نماز میں غلطی جو امام سے ہوتی ہے۔ جسے سہو کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ امام دانستہ اپنے ارادہ سے وہ غلطی نہیں کرتا۔ نماز کے ارکان اور آداب میں مقتدیوں اور امام کا کوئی اختلاف نہیں ہوتا نماز میں کوئی سہو ہو جانا محض حافظہ کی غلطی کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً مقتدی اور امام دونوں اس امر پر متفق ہوتے ہیں کہ ہر رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں۔ اگر امام غلطی سے ایک سجدہ کر جائے تو یہ اس کی حافظہ کی غلطی ہوگی۔ واقعاً امام اور مقتدی سب اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ ہر رکعت میں دو سجدے کرنے چاہئیں۔

حافظہ کی غلطی اور تمرد و تکبر کا فرق

لیکن اگر ایسا ہو کہ امام دو سجدوں کی جگہ ایک ہی سجدہ کرے اور جب اسے ٹوکا جائے تو وہ کہے کہ میں نے ایک سجدہ اس لئے کیا ہے کہ میرے خیال میں ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ ہونا چاہئے۔ تم سب بیوقوف ہو تو کیا ایسے امام کے پیچھے ادا کردہ نماز ٹھیک ادا ہوگی؟ ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں۔ ایسی صورت میں مقتدیوں کو نماز کا دہرانا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ خلاف شریعت فعل ہے اور امام دانستہ اس کا مرتکب ہوا ہے۔ ایسے امام کی اقتدا ہی سرے سے جائز نہیں۔ پس امام کے حافظہ کی غلطی کی مثال امام کے دانستہ کسی خلاف شریعت فعل کے ارتکاب یعنی دانستہ غلطی پر۔ حافظہ کی غلطی سے ایک سجدہ کر جانا دانستہ ایک سجدہ کرنے والے کے برابر نہیں ہوسکتا۔

ایسے شخص کو خلیفہ بنانا گناہ ہے

علیٰ ہذا القیاس خلیفہ کا اپنے تمرد اور تکبر سے تمام قوم کی رائے کو ٹھکرانا اور اپنی غلطی پر اصرار کرنا کسی امام نماز کی حافظہ کی غلطی سے مشابہت نہیں رکھ سکتا۔ وہ خلیفہ کے حافظہ کی غلطی نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کا تکبر اور تمرد ہے اس شوریٰ کو ٹھکرانا ہوتا ہے جس کی پابندی کا حکم خود قرآن مجید میں ہے جیسا کہ فرمایا کہ امرھم شوریٰ بینھم یعنی مسلمانوں کا کام شوریٰ کے ماتحت ہونا چاہئے۔ مثلاً خلیفہ کہے کہ خلیفہ مطاع الکل اور معصوم عن الخطا ہوتا ہے اور شوریٰ شور سے مشتق ہے لہٰذا کسی شوریٰ کی پابندی اس کے لئے لازمی نہیں۔ مرید کہیں کہ امرھم شوریٰ بینھم خدا کا حکم ہے۔ خود رسول اللہ صلعم جن امور میں وحی نہ ہوتی تھی۔ شاورھم فی الامر کے ماتحت شوریٰ سے سب کام کیا کرتے تھے۔ تمام خلفائے راشدین شوریٰ کے پابند تھے۔ خود حضرت مسیح موعودؑ نے انجمن جو اپنی جانشین بنائی۔ اسے شوریٰ سے کام کرنے کی وصیت فرمائی۔ لیکن خلیفہ اگر ان سب باتوں کو ٹھکرا دے اور اپنے آپ کو شوریٰ سے آزاد معصوم عن الخطا اور مطاع الکل قرار دے تو یہ اس کے حافظہ کی غلطی نہیں ہے بلکہ دانستہ قرآن و حدیث یعنی شریعت اسلامی سے تجاوز ہے۔ ایسے خلیفہ کی اقتدا تو دور رہی۔ اسے خلیفہ بنانا ہی جائز نہیں۔ اگر حافظہ کی غلطی بھی ہوتی تب بھی اس کی اصلاح کرنا اس کا فرض تھا۔ لیکن یہ قطعاً اسکی حافظہ کی غلطی نہیں۔ اس لئے اس کے خلاف شریعت فعل پر چشم بکم عمی بن کر خاموش رہنا اور اس کی کورانہ تقلید کرتے چلے جانا میرے خیال میں تو گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ اس سے اسلامی شریعت کی شکل ہی بگڑ جاتی ہے اور انسان پرستی لازم آتی ہے۔ اسی طرح اگر خلیفہ کلمہ گو مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگا دے اور مرید کہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا خلاف قرآن و حدیث ہے لیکن باایں ہمہ خلیفہ جماعت کا مسلک یہی قرار دے کہ ہم سب کلمہ گو مسلمانوں کو جو ہمارے متفق الرائے نہیں ہیں کافر قرار دیتے ہیں تو یہ خلیفہ کے حافظہ کی غلطی نہیں ہے بلکہ دانستہ اپنے تکبر و تمرد کے نیچے قرآن و حدیث سے تجاوز ہے۔ پس... مریدوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے خلیفہ کی اقتدا سے پرہیز کریں۔ بلکہ ایسے خلیفہ کو معزول کرکے اسلام سے اس فتنہ کو دور کریں۔

صحیح مثال

اگر نماز کے امام سے مثال دینے کا بہت ہی شوق ہو۔ تو یوں دی جاسکتی ہے کہ مقتدیوں کا عقیدہ تو یوں ہو کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا چاہئے اور امام صاحب یہ حرکت کریں کہ نماز میں بیت المقدس کی طرف یا کسی اور طرف منہ کردیں تو کیا مقتدیوں کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ بھی اس غلط قبلہ کی طرف منہ پھیر دیں یا نماز کی نیت کو توڑ دینا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حالت میں نماز کی نیت توڑ کر الگ ہو جانا ہر ایک مقتدی کا فرض ہے یا مثلاً مقتدی تو نماز میں کھانا پینا جائز نہ سمجھتے ہوں اور امام نماز میں کچھ کھانا یا سگرٹ پینا شروع کردے تو کیا مقتدیوں کو بھی امام کی تقلید میں کھانا یا سگرٹ پینا شروع کردینا چاہئے یا نیت توڑ کر الگ ہو جانا چاہئے۔

خلاف شریعت عقائد و افعال میں کسی کی اقتدا جائز نہیں ہے

الغرض کسی ایسے امر میں کسی کی بھی خواہ وہ خلیفہ ہو یا امام نماز ہو ہرگز اقتدا جائز نہیں جو خلاف شریعت فعل ہو اور جو شخص اپنے خلاف شریعت عقائد یا افعال پر اصرار کرتا ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اُسے امام یا خلیفہ بنایا جائے اسلام میں کوئی ڈکٹیٹر شپ نہیں۔ صریح حکم قرآن کریم میں موجود ہے کہ امرھم شوریٰ بینھم۔ کہ مسلمانوں کے تمام امور شوریٰ سے طے پاتے ہیں۔ اسلام جمہوریت کا قائل ہے۔

خلفائے راشدین کی چند فیصلہ کن مثالیں

خلفائے راشدین میں ہمیں اس کی مثالیں کثرت سے نظر آتی ہیں۔ ایک ایک بڑھیا اٹھ کر خلیفہ پر اعتراض کرتی اور ان کی اصلاح کردیا کرتی تھی۔

(۱) حضرت عمرؓ خلیفہ تھے۔ ایک دفعہ نماز جمعہ کے بعد جب تمام مسلمان مرد اور عورتیں جمع تھیں انہوں نے مسجد کے ممبر پر چڑھ کر اعلان کیا کہ لوگ بہت بڑے مہر نہ باندھا کریں۔ تو ایک بڑھیا نے اُٹھ کر کہا کہ اے ابن خطاب خدا ہمیں دیتا ہے اور تو ہم سے روکتا ہے خدا تو فرماتا ہے کہ واتیتم احداھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً کہ اگر تم نے عورتوں کو سونے کا ڈھیر بھی دیا ہو تو اس میں سے کچھ مت لو۔ گویا خدا نے سونے کا ڈھیر بھی عورتوں کے مہر میں باندھ دینے کی اجازت دی ہے تو تم روکنے والے کون ہو۔ اس اعتراض کے جواب میں حضرت عمرؓ پھر منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ مدینہ کی عورتیں بھی عمر سے بہتر قرآن سمجھتی ہیں پس میں اپنا حکم واپس لیتا ہوں۔

(۲) حضرت ابوبکرؓ کا مشہور قول اکثر لوگوں کو یاد ہوگا جو انہوں نے خلیفہ ہوتے ہی اپنے سب سے پہلے خطبہ میں فرمایا کہ ان احسنت فاعینونی وان زغت فقومونی کہ اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کردو۔

(۳) حضرت عمرؓ خلیفہ تھے انہوں نے ایک دفعہ خطبہ میں فرمایا کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو تم کیا کرو۔ سامعین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم تمہیں تلوار کیساتھ سیدھا کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے ڈانٹ کر کہا کہ تو مجھے یہ کہتا ہے۔ اس شخص نے کہا یقیناً تمہیں ہی کہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ الحمدللہ۔ ابھی مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اگر خلیفہ ٹیڑھا چلے تو اُسے درست کردیں۔

(۴) خلافت راشدہ میں خلیفہ پر لوگ برملا اعتراضات کرتے تھے اور ان کا جواب دینا اور لوگوں کی تسلی کرنا خلیفہ کا فرض ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مال غنیمت میں کچھ چادریں آئیں۔ سب کو ایک ایک تقسیم ہوئی حضرت عمر خلیفہ تھے۔ ان کے حصہ میں بھی ایک چادر آئی۔ ایک دن خطبہ میں کسی ضروری امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اے مسلمانوں سنو اور مانو۔ تو ایک مسلمان نے اُٹھ کر کہا کہ ہم نہ سنیں گے اور نہ مانیں گے جب تک آپ ہماری تسلی نہ کردیں کہ یہ جبہ جو آپ پہنے کھڑے ہیں اور جو دو چادروں سے بنی ہے اس کے لئے دوسری چادر کہاں سے آئی جبکہ سب کو ایک ایک چادر ملی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جواب دو۔ حضرت ابن عمرؓ نے اٹھ کر کہا کہ میں نے اپنی چادر اپنے والد کو دیدی تھی۔ اور اس طرح دو چادروں سے آپکی جبہ بن گئی۔ تب اُس معترض نے کہا کہ ہاں اب فرمائیے جو کچھ فرمانا ہو اب ہم سنیں گے اور مانیں گے۔

(۵) صحابہ کی مجلس شوریٰ میں خلیفہ کی رائے فقط ایک گنی جاتی تھی۔ حالانکہ موجودہ زمانہ کی مجلس شوریٰ میں صدر کی رائے دو کے برابر گنی جاتی ہے (دیکھو الفاروق مصنفہ مولانا شبلی مرحوم)

(۶) حضرت عمرؓ خلیفہ تھے۔ حضرت معاذ بن جبل قیصر روم کے دربار میں سفیر ہو کر جاتے ہیں۔ وہاں قیصر کے سرداروں نے جو کچھ استفسار کیا اس کے جواب میں حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں:-

امیرنا رجل منا ان عمل فینا بکتاب دیننا وسنۃ نبینا صلعم۔ اقررنا علیہ وان عمل بغیر ذالک عزلناہ وعناہ ان ھو سرق قطعنا یدہ وان زنیٰ جلدناہ (فتوحات ازدی صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ کلکتہ)

یعنے حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا کہ ہم ہی میں سے ایک شخص ہمارا امیر ہے اس شرط پر کہ... وہ ہمارے درمیان ہمارے دین کی کتاب کے مطابق اور ہمارے نبی کریم صلعم کی سنت کے مطابق عمل کرے اور ہم نے اس بات پر اس کو رکھا ہے اور اگر وہ اس کے مطابق عمل نہ کرے تو ہم اختیار رکھتے ہیں کہ اسے معزول کردیں اور ذلیل کردیں اور ہم اختیار رکھتے ہیں کہ اگر وہ چوری کرے تو ہم اس کا ہاتھ کاٹ دیں اگر وہ زنا کرے تو ہم اسے کوڑے ماریں۔

بدعتی خلافت

یہ تھی اسلام کی خلافت جو اعلیٰ درجہ کی جمہوریت پر مبنی تھی لیکن محمود احمد صاحب کی خلافت ایک بدعتی خلافت ہے جو پوپوں کی خلافت کا چربہ ہے۔ آخر مسیح اسرائیلی سے مماثلت اس امر کی بھی متقاضی تھی کہ مسیح محمدی کے بعد بھی غالیوں میں ایک پوپوں کی قسم کی بدعتی خلافت چلتی جو معصوم عن الخطا اور مطاع الکل ہونے کی مدعی ہوتی۔ اسلام کو ایسی خلافتوں سے کوئی واسطہ نہیں۔

موجودہ بساطِ جنگ کے مہرے

یورپ کے برسراقتدار ماہرین حرب کے دلچسپ حالات

آجکل قدرتی طور پر جنگ کی خبروں سے لوگوں کو زیادہ دلچسپی ہو گئی ہے۔ وہ لڑائی کے حالات معلوم کرنے کے مشتاق رہتے ہیں اس لئے بساطِ جنگ کے مہروں یعنی برطانیہ، فرانس، اور جرمنی وروس کے ذمہ دار و برسراقتدار ماہرین حرب کے پُرازمعلومات حالات شوق سے پڑھے جائیں گے

وائیکونٹ گورٹ۔ برطانوی افواج کی باگ ڈور اسوقت وائیکونٹ گورٹ کے ہاتھوں میں ہے۔ جنرل لارڈ گورٹ ایک مشہور ہستی ہیں، پست قد مگر تیلے جسم الایمان تھک سپاہی ربع صدی سے برطانوی فوج میں ذمہ دار عہدوں پر متاز رہا ہے اس کی شجاعت مسلم ہے۔ جنگ عظیم میں فوجی مراسلات میں ۹ مرتبہ ان کا ذکر آیا۔ اسکے علاوہ انہوں نے بہادری کے متعدد تمغے حاصل کئے جن میں وکٹوریہ کراس بھی شامل ہے ۱۹۱۶ء میں جنرل گورٹ محض ایک میجر تھے اور جنگ کے اختتام پر جبکہ انکی عمر ۳۲ سال تھی انہیں لفٹنٹ کرنل بنا دیا گیا۔ ان کی نوجوانی کے پیش نظر انہیں کوئی بڑی کمان نہیں دی گئی انہیں کسی بھی لڑائی میں ذمہ دار عہدے پر اپنے جوہر دکھانے کا موقع نہیں ملا۔ لہذا ان کا موجودہ عہدہ دنیا کے لئے ایک معمہ ہے۔

لارڈ چیٹ فیلڈ۔ لارڈ چیٹ فیلڈ جن کے ذمہ دفاع کے مختلف شعبوں کی شیرازہ بندی کا کام ہے۔ برطانیہ کیلئے لارڈ گورٹ کی نسبت بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کی دو وجوہات ہیں ایک یہ کہ برطانیہ کا کل فوجی نظام جس میں بری، بحری اور فضائی افواج افراہمی رسد اور عام فوجی نقل وحرکت وغیرہ تمام شعبے شامل ہیں، بالواسطہ طور پر ان کے قبضے میں ہوگا۔ اس کے برعکس لارڈ گورٹ محض فوج کے سالار اعظم ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ یورپ میں لڑنے والی برطانوی افواج کے سالار اعظم جنرل گیملن ہونگے۔

لارڈ چیٹ فیلڈ بحری فوج کے سپاہی ہیں انہوں نے ۱۳ سال کی عمر میں جہاز برطانیہ میں بحری تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ جنگ عظیم کی تینوں سمندری لڑائیوں میں انہوں نے عملی حصہ لیا۔ پہلے وہ فلیگ کپتان تھے وہاں سے ترقی کرتے کرتے وہ امیر البحر کے منصب پر جا پہنچے۔ لارڈ چیٹ فیلڈ دبلے پتلے اور کم گو آدمی ہیں۔ وہ فالتو باتیں کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ برطانیہ کا بحری بیڑہ آج دنیا میں سب سے طاقتور ہے اس کا سہرا لارڈ چیٹ فیلڈ کے سر ہے۔ لارڈ چیٹ فیلڈ کا ایمان ہے کہ دفاع کا بہترین اصول یہ ہے کہ دشمن کو مہلت دیئے بغیر اس پر یورش کر دی جائے۔

لارڈ چیٹ فیلڈ نے برطانوی نوآبادیات اور مقبوضات کے سلسلہ دفاع کی تنظیم میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ آسٹریلیا، ہندوستان اور نیوزی لینڈ میں دفاع کی تنظیم انہوں نے ہی کی ہے انہیں بحری جنگ میں آبدوزوں کی قدر و اہمیت کا پورا پورا احساس ہے۔

جنرل گیملن۔ جنرل گیملن فرانس کیلئے وہی اہمیت رکھتے ہیں جو لارڈ چیٹ فیلڈ برطانیہ کیلئے۔ وہ بری فوج کے سپاہی ہیں اور بہت چھوٹی عمر سے فوج کیساتھ وابستہ ہیں جنگ عظیم میں وہ جافرے پیٹین اور مارشل فوش جیسے بڑے بڑے سالاروں کو مشورے دیتے رہے اس لحاظ سے انہیں جنگ عظیم کی بساط رزم کا شاطر کہا جا سکتا ہے۔

جنگ عظیم کے کرتا دھرتا جرنیلوں کی بہترین صف بندیاں اور کامیاب معرکہ آرائیاں جنرل گیملن کے تدبر کی شرمندۂ احسان ہیں۔ وہ ان معدودے چند جرنیلوں میں سے ہیں جو جنگ عظیم کی ہائی کمان کے ہمراز تھے جنگ عظیم کی تمام بساط رزم اور اس کی کامیاب و ناکامیاب چالیں ان کے ذہن نشین ہیں۔ اور انہوں نے اپنے دماغ میں آیندہ جنگ کا سارا نقشہ تیار کر رکھا ہے ... کے بھیڑ بھڑکے اور شہری زندگی کے ہنگاموں سے الگ تھلگ ایک ... مات میں زندگی بسر کرتے ہیں سرکاری تقریبوں اور عام دعوتوں میں انہیں بہت کم دیکھا جاتا ہے۔ ان کی عمر اس وقت ساٹھ برس کے لگ بھگ ہے۔ لیکن اس سن میں نوجوانوں کے سے دم خم رکھتے ہیں

مارشل وارشلاف۔ اب کچھ عرصہ پہلے جب فرانس نے جرمن قوت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کیلئے روس سے سمجھوتہ کیا اسوقت جنرل گیملن کو مارشل وارشلاف سے جنگی امور پر تبادلہ خیالات کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ جنرل گیملن مارشل وارشلاف کی فوجی قابلیت کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتے۔ وارشلاف نے کسی اعلیٰ فوجی درسگاہ میں تعلیم نہیں پائی۔ وہ کسی جنگ میں فوج کے کمانڈر نہیں رہے۔ یہ شخص جو آج تمام سرخ فوج کا سالار اعظم ہے۔ ایک زمانہ میں ایک لوہے کے کارخانے میں ملازم تھا جب ٹراٹسکی نے سرخ فوج کی تنظیم کی اس موقعہ پر وارشلاف سرمایہ پر مارکاٹ کرنیوالے مزدوروں کی ایک ٹولی کا سرغنہ تھا۔

وارشلاف جنگ جدل میں موزوں ترین کماندار ثابت ہوا اور وہ اپنی خداداد لیاقت سپہ گری سے بہت جلد ہر دلعزیز ہو گئے سفید روسیوں پر سرخ فوجوں کی یلغار میں ایک پوری بٹالین کی کمان اس کے سپرد کی گئی۔ انقلاب روس کے بعد بالشویک لیڈروں کو سرخ فوج کی تنظیم کی فکر ہوئی۔ چنانچہ قابل اعتماد اور فن سپہ گری سے لگاؤ رکھنے والے اشتراکیوں کو فوجی تربیت دلانے کے لئے کالج کھولے گئے۔

وارشلاف نے بھی دو سال تک فنون حرب وضرب کی تعلیم حاصل کی اور اپنی فطری لیاقت کے سبب بہت جلد فنون جنگ میں طاق ہو گیا۔ سٹالن نے جو وارشلاف کو بہت عزیز رکھتا تھا اسے ترقی دیتے دیتے ڈویژن کمانڈر کے عہدے پر پہنچا دیا۔ جب ٹراٹسکی اور سٹالن میں ان بن ہوئی۔ تو سٹالن نے پیش بندی کے طور پر وارشلاف کو ماسکو بلا کر اسے ضلع کی فوجوں کا سالار اعظم بنا دیا۔ اس زمانے میں سارے روس میں ٹراٹسکی کا طوطی بول رہا تھا۔ سٹالن کو کوئی پوچھتا نہ تھا۔ وارشلاف فوج میں بہت ہر دلعزیز تھا چنانچہ اس نے ٹراٹسکی کے حمائتیوں کو شکست دی جس کی وجہ سے سٹالن اس کا ممنون احسان ہو گیا۔ اس خدمت کے صلہ میں سٹالن نے ... بنا دیا وارشلاف ایک عظیم الجثہ تنومند و توانا شخص ...

عمر میں وہ جوانوں کی پھرتی اور چاک دستی رکھتا ہے۔

مارشل بڈاگلیو۔ مارشل بڈاگلیو مسولینی کا دست و بازو اور اطالوی فوج کا سالار اعظم وہ ایک پختہ کار اور پرانا سپاہی ہے اور اس نے جنگ عظیم کے معرکے دیکھے ہوئے ہیں۔ جب مسولینی نے روم پر یلغار کر کے حکومت پر قبضہ کیا۔ اسوقت بڈاگلیو اطالوی فوج کا سالار اعظم تھا۔ وہ کئی سال تک مسولینی سے برگشتہ رہا۔ مسولینی کو ہمیشہ یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ بڈاگلیو فاسسٹ دستوں پر یورش کر کے بنا بنایا کھیل نہ بگاڑ دے چنانچہ اس نے باقاعدہ فوج کے مقابلے میں جو ڈھائی لاکھ فوجیوں پر مشتمل تھی تین لاکھ فاسسٹوں کی فوج منظم کی۔ مسولینی نے مارشل بڈاگلیو کو ترقی دے کر اسے حکومت کا جنگی مشیر بنا دیا۔ اس حیثیت میں وہ حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ ۱۹۲۸ء میں مسولینی اور بڈاگلیو کی حریفانہ کشمکش اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ مسولینی نے اخباروں میں اس کے متعلق خبریں چھاپنے کی ممانعت کر دی تھی۔ حبشہ کی لڑائی میں مسولینی نے اطالوی فوج کی کمان فاسسٹ جنرل ڈی بونو کے سپرد کر دی۔ لیکن اس نے دھاندلی کر کے سارا کام خراب کر دیا چنانچہ مارشل بڈاگلیو کو ابی سینیا بھیجا گیا جس نے ابی سینیا کو پامال کر کے اٹلی کی لاج رکھ لی۔

مارشل گوئرنگ۔ مارشل گوئرنگ ہٹلر کا دست راست اور جرمنی کا سب سے طاقت ور اور با اختیار فوجی افسر ہے۔ فضائی فوج اور طیارہ شکن توپخانہ کا افسر اعلیٰ ہونے کے علاوہ وہ جرمنی کے چار سالہ قومی پروگرام کا بانی اور کرتا دھرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ گوئرنگ کو جرمنی کا امیر البحر بھی بنایا گیا تھا لیکن بحری سفر اسے راس نہ آیا۔ لہٰذا اس نے اس عہدے سے اپنی مخلصی کرا لی۔ گوئرنگ کی عمر پچاس سال سے کچھ کم ہے اور بھاری بھر کم تن و توش کے باوجود وہ بہت چست اور طاقتور ہے۔

جنرل براکیش۔ جرمن فوج کا سالار اعظم خود ہٹلر ہے ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۸ء تک جرمنی کا وزیر جنگ اور مسلح فوجوں کا افسر اعلیٰ جنرل فان بلومبرگ تھا۔ ہٹلر نے اسے مارشل کے لقب سے سرفراز کر کے اسے نازیوں کا سنہری تمغہ عطا کیا۔ بعد میں اس بلند قامت اور بارعب بوڑھے مارشل نے اپنی نوجوان سیکرٹری سے شادی کر لی۔ جو ایک کم حیثیت خاندان کی عورت تھی، اس واقعہ پر پرشیا کے فوجی افسروں میں جو خاندانی وقار کے معاملہ میں سخت واقع ہوئے ہیں، وہ ہنگامہ مچا کہ ہٹلر کو مجبور ہو کر مارشل بلومبرگ کو ریٹائر کر دینا پڑا۔ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ وزیر جنگ کسے بنایا جائے۔ ہٹلر کسی ایک شخص کو بہت زیادہ طاقت دینے سے ہچکچاتا تھا۔ چنانچہ اس نے قومی افواج کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی۔ مارشل گوئرنگ کو ترقی دے کر فیلڈ مارشل بنا دیا۔ اور جنرل فان براکیش کو جرمن فوج کا سالار اعظم مقرر کر دیا۔ جنرل فان براکیش ایک ۵۷ سالہ درشت رو پھرتیلا آدمی ہے۔ پارسال اس نے ایک خوبصورت بیوہ سے شادی کی تھی۔ فان براکیش جنگ عظیم میں توپخانہ کا افسر تھا گیملن کی طرح وہ بساط جنگ کا شاطر نہیں اور نہ اسے اپنی فوج میں جنرل گیملن کا مرتبہ حاصل ہے۔ ہٹلر کا خاص فوجی مشیر جنرل برشیناو اور جرمن فوج کا دماغ جنرل ہالڈر ہے۔ جنرل فان براکیش کا درجہ ان سے اتر کے ہے

(ماخوذ)

رفتار عالم

ہندوستان

—— سکھر ۴ اکتوبر۔ مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے مطالبہ کیا ہے کہ آج حکومت ... مسجد منزل گاہ مسلمانوں کے حوالے کر دی۔ پولیس موجود ہے۔ ... گئی ہے۔ ایک ہزار سے زیادہ رضاکاروں کی روانگی کا حکم دیا جا چکا ہے ... مسجد ... کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اس کے بغیر جیل سے باہر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

—— سکھر ۵ اکتوبر۔ چونکہ سندھ کی الہ بخش وزارت نے مسجد کی واگذاری کا واضح اعلان نہیں کیا۔ اس لئے فی الحال ستیہ گرہ جاری رکھی جائے گی۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ستیہ گرہ کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ جو موجودہ وزارت کے لئے سخت خطرے کا موجب تھی سارے صوبہ میں زبردست جوش و ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ پیر الٰہی بخش وزیر تعلیم اور پیرزادہ عبد الستار پارلیمنٹری سکرٹری نے اعلان کیا تھا کہ اگر مسجد منزل گاہ مسلمانوں کے حوالے نہ کی گئیں تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ ایک اور پارلیمنٹری سکرٹری نے ۲۰۰ رضاکاروں سمیت اپنے آپکو گرفتاری کیلئے پیش کرنے کا عزم کیا تھا۔

—— نئی دہلی۔ آج مسٹر ... نے والسرائے سے پون گھنٹہ تک ملاقات کی۔

—— پنجاب، صوبہ سرحد اور ہندوستان کے بعض دوسرے حصوں سے خاکساروں کے جتھے یو۔ پی پہنچ رہے ہیں۔ حکومت یو۔ پی کی طرف سے گرفتاریوں اور تشدد کا سلسلہ بدستور جاری ہے چند مرتبہ خاکساروں کا پولیس سے تصادم بھی ہو چکا ہے۔

—— نئی دہلی ۴ اکتوبر۔ آج مسٹر جناح اور پنڈت نہرو نے باہم میں ملاقات کی اور اکٹھے کھانا کھایا۔ امید ہے کہ گاندھی جی بھی مسٹر جناح سے ملاقات کریں گے۔

—— نئی دہلی ۳ اکتوبر۔ آج وائسرائے سے صدر کانگریس بابو راجندر پرشاد اور پنڈت جواہر لال نہرو سے سوا دو گھنٹے تک ملاقات کی۔ اس ملاقات کے متعلق کانگریس کی ورکنگ کمیٹی میں غور ہوگا۔

—— امرتسر ۳ اکتوبر۔ امرتسر شہر کے مسلم حلقہ کے ضمنی انتخاب کا نتیجہ آج شائع ہو گیا مسلم لیگ کے امیدوار شیخ صادق حسن اپنے حریفوں یعنی ڈاکٹر کچلو صدر پنجاب کانگریس اور چودھری افضل حق احراری کو شکست دے کر کامیاب ہو گئے ملتان کے حلقہ میں بھی مسلم لیگ کا امیدوار کامیاب رہا۔

—— نئی دہلی ۵ اکتوبر۔ آج مسٹر محمد علی جناح نے والسرائے سے ملاقات کی جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ آپ نے ملاقات کے متعلق کوئی بیان دینے سے انکار کر دیا۔

—— نئی دہلی ۵ اکتوبر۔ آل انڈیا مہاسبھا کے صدر مسٹر ساورکر بھی چند روز میں والسرائے سے ملاقات کریں گے۔

—— نئی دہلی ۵ اکتوبر۔ آج صبح مسٹر جناح سے ملاقات کرنے کے علاوہ والسرائے نے گاندھی جی سے بھی عصر کے وقت ملاقات کی جو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ آغاز جنگ کے بعد والسرائے سے گاندھی جی کی یہ تیسری ملاقات ہے۔

—— نئی دہلی ۵ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ فرقہ وار مصالحت کیلئے مسٹر جناح اور پنڈت نہرو کے درمیان جو ملاقات ہوئی ہے۔ اس پر کانگریسی لیڈر غور کر رہے ہیں۔

—— حکومت پنجاب کے دفاتر شملہ سے منتقل ہونیکے بعد ۴ اکتوبر کو لاہور میں کھل گئے ہیں۔

—— نئی دہلی ۵ اکتوبر۔ آج سر موریس گائر چیف جسٹس فیڈرل کورٹ نے برلا ہاؤس میں گاندھی جی سے ملاقات کی۔

ممالک خارجہ

—— پیرس ۴ اکتوبر۔ مغربی محاذ جنگ کی نیم سرکاری خبریں مظہر ہیں کہ فرانسیسی فوجیں جرمن علاقہ میں ۲۰ میل اور آگے بڑھ گئی ہیں اور امید ہے عنقریب جرمن شہروں پر قبضہ کر لیں گی جن میں سار برگن شامل ہیں۔

—— ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ سار برگن کا محاصرہ شدید ہو گیا ہے۔ اس وقت کار برگ سے لیکر کوبلن تک دریائے موزیل پر واقع تمام جرمن شہر خالی ہو گئے ہیں صرف سار برگن خالی نہیں ہوا۔

—— اس ہفتہ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم اور مسٹر چرچل نے جو تقریریں کیں۔ ان میں اس عزم کا پھر اظہار کیا گیا کہ جس مقصد کے لئے جنگ میں حصہ لیا گیا ہے اس کو پورا کئے بغیر جنگ ختم نہیں کی جائے گی اور انگلستان برطانیہ اور فرانس ہٹلر ازم کا خاتمہ کر کے ہی دم لیں گے۔

—— برطانوی اور فرانسیسی حلقوں کے علاوہ امریکہ میں بھی مسٹر چرچل کی تقریر کی بڑی تعریف ہوئی ہے۔

—— پیرس ۴ اکتوبر۔ مغربی محاذ پر اتحادی فوجوں کی فتوحات کے متعلق ایک ذمہ دار کا بیان ہے کہ فرانسیسیوں نے جرمن علاقہ میں تقریباً ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ سگفریڈ لائن کی حفاظتی چوکیوں کا بڑا حصہ فرانسیسیوں کے قبضہ میں آ گیا ہے۔

—— جرمنی میں عوام کا کثیر حصہ جنگ کے خلاف ہے اور وہ لڑائی سے تنگ آ گیا ہے۔ اشیائے خوردنی کا قحط ملک میں روز افزوں ہے۔

—— حکومت فرانس نے ایسے اقدام اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ جرمنی کو رسد نہ پہنچ سکے۔

—— لندن ۵ اکتوبر۔ ترکی فوجی مشن کے ارکان نے آج بھی برطانوی دفتر خارجہ اور دوسرے محکموں کے افسروں سے مبادلہ افکار کیا۔ آج حکومت برطانیہ کی طرف سے انہیں لنچ دیا گیا کل لندن کے لارڈ میئر انہیں دعوت دیں گے۔

—— برلن ۵ اکتوبر۔ آج دوپہر کے وقت ہٹلر ہوائی جہاز کے ذریعہ وارسا روانہ ہو گیا ہے۔ وہ وارسا میں فاتحانہ انداز میں داخل ہونے والی جرمن فوج کی قیادت کرے گا۔

—— برلن ۵ اکتوبر۔ آج سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا کہ کل دوپہر کو رائشتاغ کا اجلاس ہوگا۔ جس میں ہر ہٹلر تقریر کرے گا۔

—— مصر کے محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائرکٹر بیت المقدس تشریف لے گئے تاکہ مسجد اقصیٰ کی مرمت اور حفاظت کی سکیم مرتب کی جائے۔

—— ماسکو ۵ اکتوبر۔ آج ترکی کے وزیر خارجہ سراج اوغلو نے روس کے وزیر خارجہ موسیو مولوٹاف سے پھر ملاقات کی۔ اس ملاقات کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ سراج اوغلو کو انقرہ سے جن ہدایات کا انتظار تھا۔ وہ انہیں موصول ہو گئی ہیں۔

—— انقرہ کے ایک نیم سرکاری بیان کے مطابق ماسکو میں ترکی اور روس کے درمیان گفت و شنید نہایت دوستانہ فضا میں جاری ہے۔

—— لندن ۳ اکتوبر۔ کل رات اسٹونیا کے صدر نے روس اور اسٹونیا کے باہمی امداد کے معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ اور فرانس کے جہازوں نے جرمنی کی تقریباً ۲۰ آبدوزیں تباہ کر دی ہیں۔

—— واشنگٹن ۳ اکتوبر۔ حکومت امریکہ نے امریکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ کسی جنگی ملک کے جہاز میں سفر نہ کریں۔

—— لندن ۵ اکتوبر۔ برطانوی جہازوں نے برلن پر پرواز کر کے لاکھوں اشتہارات پھینکے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خداجوئی کیلئے سب سے بڑی شرط سچی طلب ہے

پس جب عقیدہ کی تصحیح ہو جاوے تو دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ نیک صحبت میں رہ کر اس معرفت کو ترقی دی جائے اور دعا کے ذریعہ بصیرت مانگی جاوے۔ جس جس قدر معرفت اور بصیرت بڑھتی جاوے گی۔ اسی قدر محبت میں ترقی ہوتی جائے گی۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ محبت بدوں معرفت کے ترقی پذیر نہیں ہو سکتی۔ دیکھو انسان ٹین یا لوہے کے ساتھ اس قدر محبت نہیں کرتا جس قدر تانبے کے ساتھ کرتا ہے۔ پھر تانبے کو اس قدر عزیز نہیں رکھتا جتنا چاندی کو رکھتا ہے اور سونے کو اس سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہے اور ہیرے اور دیگر جواہرات کو اور بھی عزیز رکھتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ اس کو ایک معرفت ان دھاتوں کی بابت ملتی ہے جو اس کی محبت کو بڑھاتی ہے۔ پس اصل بات یہی ہے کہ محبت میں ترقی اور قدر و قیمت میں زیادتی کی وجہ معرفت ہی ہے۔ اس سے پیشتر کہ انسان سرور اور لذت کا خواہشمند ہو اس کو ضروری ہے کہ وہ معرفت حاصل کرے۔ لیکن سب سے ضروری امر جس پر ان سب باتوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ وہ صبر اور حسن ظن ہے۔ جب تک ایک حیران کر دینے والا صبر نہ ہو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جب انسان محض حق جوئی کیلئے نہ تھکا دینے والے صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سعی اور مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق اس پر ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر سعی اور مجاہدہ کرتے ہیں۔ آخر ہم ان کو اپنی راہوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ ان پر دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یہ سچی بات ہے کہ جو ڈھونڈتے ہیں۔ وہ پاتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص ہمارے پاس آتا ہے اور کھڑا کھڑا بات کر کے چل دیتا ہے۔ وہ گویا خدا سے ہنسی کرتا ہے یہ خداجوئی کا طریق نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا قانون مقرر کیا ہے۔ پس اول شرط خداجوئی کیلئے سچی طلب ہے دوسری صبر کیساتھ اس طلب میں لگے رہنا۔

۲۱ مارچ ۱۹۰۱ء

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور [illegible] میں مصروف ہیں۔ آج (۱۲ اکتوبر - جمعرات) [illegible] کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔

—— حضرت مولانا صدر الدین صاحب قریباً ایک [illegible] لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ ۱۱ اکتوبر کو واپس [illegible]

—— جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل [illegible] عبرانی کشمیر سے واپس آ گئے ہیں۔ وہاں آپ نے تبلیغ اسلام [illegible] جماعت کا مفید کام انجام دیا۔

—— سید مبارک شاہ صاحب مانکی ضلع مردان حضرت امیر [illegible] ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرکے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ [illegible] ہم اپنے اس بھائی کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ [illegible] استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین [illegible]

—— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ... قریباً [illegible] پر تھے۔ گذشتہ ہفتہ وہ بھی واپس لاہور پہنچ گئے [illegible]

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ [illegible] خلیفہ محمد اسلم صاحب علوی احمدی سامانہ ریاست پٹیالہ [illegible] علالت کے بعد ۶ اکتوبر کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ [illegible] احمدی خاتون تھیں۔ اس صدمہ میں ہمیں جناب خلیفہ [illegible] خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ [illegible] جوار رحمت میں جگہ دے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— رمضان المبارک دو تین روز میں [illegible] احمدیہ بلڈنگس میں انشاء اللہ نماز تراویح کا [illegible]

ایک نئے رکنِ جماعت کی سرگذشت

قادیانی جماعت کا عقیدہ اجرائے نبوت احمدیت کیلئے سب سے بڑی روک ہے

جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب۔ آئی۔ ایم۔ ڈی۔ میوریسی۔ پی) دینی شوق رکھنے والے نوجوان ہیں۔ جناب ڈاکٹر عبدالات خانصاحب مرحوم ومغفور کے ساتھ ان کے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبول صداقت کی توفیق دی ہے۔ درخواست بیعت کے ساتھ آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں اپنی سرگذشت بھی تحریر فرمائی ہے جو درج ذیل ہے۔ اس سرگذشت کے مطالعہ سے قارئین کو معلوم ہوگا۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف عرصہ سے تحریک احمدیت کے ساتھ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ آپ کئی سال تک عملاً جماعت میں شریک بھی رہے۔ لیکن قادیانی جماعت کے غلط عقیدہ اجرائے نبوت نے ان کے لئے طرح طرح کے شکوک اور نئی نئی مشکلات پیدا کردیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہو کہ مطالعہ اور غور وفکر سے ان کو اس عقیدہ کی غلطی اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح عقائد و دعاوی معلوم ہو گئے اور انہوں نے شرح صدر کے ساتھ جماعت لاہور میں شرکت کرلی ہے۔ دراصل قادیانی جماعت کا عقیدہ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین ہی احمدیت کی اشاعت میں سب سے بڑی روک ہے جو بہت سے سعید الفطرت انسانوں کو صداقت سے محروم رکھتا ہے یا کم از کم وہ اس کی وجہ سے عرصہ تک تذبذب میں رہتے ہیں۔ ان قادیانی عقائد کی تردید یقیناً اسلام اور احمدیت کی ایک بہت بڑی خدمت ہے ——— ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کا دلی خیر مقدم کرتے ہوئے دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت اور خدمت دین کی بہت بہت توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (پیغام صلح)

بخدمت اقدس قبلہ حضرت مولانا صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج ایک بھولا بھٹکا ہوا انسان حاضر خدمت ہوتا ہے۔ اس خادم کو آپ کی قدمبوسی و نیاز کا شرف تین چار بار حاصل ہو چکا ہے۔ میری بدقسمتی کہ میں اب تک حقیقی اسلام سے تھوڑا دور رہا ہوں۔ میں مفصل اپنی کہانی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کتنے عرصہ سے اس امر کی کوشش کی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو کر ایک سچا خادم دین بن جاؤں۔ مگر کچھ خدا کی قدرت کہوں یا اپنی بدنصیبی۔ ابھی تک میں اس سعادت سے محروم ہی رہا۔ اب میں نہیں چاہتا کہ اور زیادہ مجرم بنا رہوں۔ ۲۶-۲۷ء کے زمانہ سے مجھے میرے مرحوم دوست ڈاکٹر عبدالات خانصاحب کے ذریعہ سے احمدیہ جماعت کے عقائد کے مطالعہ کا موقعہ ملا۔ مرحوم میرے ایک نہایت عزیز دوست تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی روح پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے ان کے ہی ذریعہ سے مجھے جماعت لاہور اور جماعت قادیان کے عقائد کا مقابلہ کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ چنانچہ دو دفعہ میں سالانہ جلسہ پر لاہور بھی حاضر ہو چکا ہوں۔ سلسلہ کے لٹریچر سے کچھ تھوڑی واقفیت بھی حاصل کرلی ہے۔ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب امرتسر میں ان ایام میں رہتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۳۲ء تک عملاً میں جماعت لاہور میں شامل رہا۔ ہاں اب تک میں نے بیعت نہیں کی تھی۔

میرے ایمان نے نہ کبھی پہلے اور نہ اب یہ بات گوارا کی کہ حضرت مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) جھوٹا یا مفتری کہوں۔ میرے نزدیک وہ ایک پکے مسلمان تھے۔ آپ کے دعوٰی مجددیت و مہدویت و مسیحیت کو میں سچے دل سے صحیح سمجھتا تھا۔ آپ نے حقیقتاً اسلام کو از سرِ نو زندہ کر دیا ہے اور ایک ایسی با اخلاق جماعت پیدا کر دی ہے۔ جو باوجود باقی مسلمانوں کی سخت ترین مخالفت کے تبلیغ اسلام کو نہایت اعلیٰ طریقہ پر کر رہی ہے۔ گو مجھے حضرت صاحب کی تمام کتابوں کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا مگر جماعت احمدیہ لاہور نے جو جو کام کئے ہیں۔ نہایت بے مثل کئے ہیں۔ اسلامی سلطنتوں کے مالک یہ کام نہیں کر سکے جو اس چھوٹی سی جماعت نے کر کے دکھائے ہیں۔

میں عرصہ سے دل میں اندر ہی اندر جماعت احمدیہ کی صداقت کا قائل ہو رہا تھا۔ چنانچہ عرصہ سے میں پیغام صلح کا خریدار ہوں اور سچ تو یہ ہے کہ اگر انسان ایک غیر متعصبانہ نظر سے آپ کی جماعت کے عقائد کو دیکھے۔ تو تمام مسلمانوں میں صحیح مسلمان جماعت یہی نظر آئے گی۔ باوجود احمدی ہونے کے میں کسی فرقہ کو کافر کہنا گوارا ہی نہیں کرتا تھا۔ یہ میرا ایمان پہلے بھی تھا اور اب آپ کے عقائد کا مطالعہ کر کے اور بھی مضبوط ہو گیا ہے کہ ایک مسلمان جو اسلام کا کلمہ پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ دنیا کے کسی فرد بشر کا حق نہیں کہ اسکو اسلام سے خارج کر دے۔ ہاں عقائد کے غلط ہونے کی صورت میں خدا تعالیٰ اس کو سزا دیگا یا نہ دیگا۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ انسان یہ خدائی اختیار ہاتھ میں لینے کا مجاز نہیں ہے۔ چنانچہ میرے ان عقائد کی بنا پر میرے گھر والے اب تک مجھے مرزائی ہی کہتے ہیں۔

میرے والد مرحوم سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ انہوں نے خود حضرت مرزا صاحب کی کئی ایک کتابوں کا مطالعہ بھی کیا تھا اور ان کے عقائد کو کچھ کچھ سمجھتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مرزا صاحب واقعی ایک بے مثل عالم تھے مگر یہ نبوت کا دعوٰی کر کے سب کچھ کرا کرایا ڈبو دیا ہے اور اب نبوت کا دعوٰی کر کے اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ میں نے اکثر ان کو احمدیہ جماعت لاہور کے عقائد واضح کئے۔ مگر وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ ہاں مجدد کا صرف دعوٰی ہوتا تو قابل برداشت تھا۔ مگر وہ تو خود نبی ہی بن بیٹھے۔ چنانچہ قادیانی فرقہ جو ان کا جانشین ہے وہ اب تک ایمان رکھتے ہیں کہ وہ نبی تھے۔ میں نے بارہا ان کو بتلایا کہ یہ محض ان کا غلو ہے مگر ان کو ان امور کا یقین نہ آتا تھا۔ وہ مرزا صاحب کی عزت بھی کرتے تھے۔ مگر احمدیت کو غلط تصور رکھتے تھے۔ . . .

. . . .

اور مجھے سخت تنبیہ کی کہ آئندہ تم نے اگر اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی کیا تو گھر سے نکال دیئے جاؤ گے۔ میری ایمانی کمزوری کہئے یا پاس ادب، اس کے بعد میں نے گھر میں اس سلسلہ کلام کو بالکل بند کر دیا۔

میری دل کی حالت بھی بڑی متذبذب ہو گئی۔ میں نے خدا تعالیٰ سے بہت دفعہ دعا کی کہ اے خدا مجھے صراط مستقیم دکھا۔ مگر میرا شرح صدر نہ ہوا۔ بلکہ میں احمدیت سے کچھ بیزار سا ہو گیا۔ احمدیت کے عقائد کو سوائے نبوت کے دعوے کو ٹھیک مانتا تھا۔ مگر یہ نبوت کے دعوے پر جب پہنچتا تھا تو دل اور زیادہ بیزار ہو جاتا تھا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کو دل گوارا نہ کرتا تھا۔ آج نو سال ہو گئے اور میں اس سعادت سے اب تک محروم ہی رہا۔ اب عرصہ تین سال سے میں باقاعدہ پیغام صلح کا مطالعہ کرتا ہوں۔ روز بروز آپ کے عالمانہ خطبات اور اکابر جماعت کے مضامین

(باقی صفحہ ۹ کالم ۳ پر)

روزے کے مسائل!

(۱) روزہ کا اصل مقصد تقوٰی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون پس روزہ میں جھوٹ بولنا۔ گالیاں دینا، غیبت کرنا، بد نظری اور حرام خوری روزہ کے مقصد کو فوت کر دیتی ہیں۔

(۲) جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آئے یا شہادت نہ مل جائے [illegible] روزہ رکھنا جائز نہیں۔

(۳) رمضان کے فرض روزہ کی نیت اس سے قبل شام سے ہونی چاہئے کہ کل صبح روزہ رکھنا ہے۔ سوائے اس حالت کے کہ چاند کی خبر نہ آئی ہو۔ نفلی روزہ کیلئے اسکی ضرورت نہیں صبح اٹھکر بھی نیت ہو سکتی ہے۔

(۴) مسافر اور بیمار کیلئے روزہ معاف ہے مسافر جب گھر پہنچے تو فوت شدہ روزوں کے بدلہ رمضان کے بعد روزے رکھ لے اور بیمار جب تندرست ہو تب روزوں کی قضا ادا کرے۔

(۵) سفر کے لئے کوئی خاص شرط نہیں۔ جب سفر کے لئے گھر سے نکلے تو مسافر سمجھا جائے گا۔ اسی طرح بیماری کے لئے کوئی خاص [illegible] یا بیماری کے معیار کی ضرورت نہیں۔ البتہ معاملہ کو خدا سے صاف رکھے اور بہانہ بازی سے کام نہ لے اور جب وجہ عذر دور ہو جائے تو قضا شدہ روزے رکھ لے۔

(۶) اگر ایسا بیمار ہے جسکی صحت کی درستی کیلئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے یا [illegible] صحت نہیں یا ایسا کمزور ہے جسکے لئے روزہ رکھنا مضر صحت ہے یا ایسا [illegible] جس کے روزہ رکھنے سے اسکی صحت پر برا اثر پڑتا ہے یا حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت ہے ایسے لوگ روزہ نہ رکھیں اور ہر ایک قضا شدہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں لیکن مسکین کو کھانا کھلانا انہی لوگوں پر فرض ہے جو مسکین کو کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہوں جو خود مسکین ہیں اور فدیہ نہیں دے سکتے وہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کے مطابق ہر طرح [illegible]

(۷) روزہ میں غلطی سے اگر کوئی چیز منہ میں ڈال لی جائے یا نگل لی جائے یا کلی کرتے وقت سہواً غلطی سے پانی حلق میں اتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۸) کسی خوشبو یا بدبو یا گرد و غبار کے ناک یا منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۹) آنکھ میں سرمہ ڈالنے، نہانے، سر میں تیل ڈالنے، آنکھ یا کان میں دوا ڈالنے آئینہ دیکھنے، قے آ جانے، تکسیر پھوٹنے، خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۰) حکم ہے کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری کھانے میں تاخیر کرو۔ صحابہ سے روایت ہے کہ ہمارے سحری کھانے اور نماز فجر کے شروع ہونے کے درمیان میں اتنا وقفہ ہوتا تھا جس میں چالیس آیتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت بلال نے غلطی سے اذان جلدی دیدی تو آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے گھروں پر جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ ابھی سحری کھا سکتے ہو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔

(۱۱) رمضان کی راتوں میں قیام کرنا خاص طور پر آنحضرت صلعم کی سنت ہے حضور نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر بدقسمت کون ہوگا جس نے رمضان کو پایا اور خدا سے گناہ نہ بخشوائے۔ آپ پچھلی رات قیام کرتے تھے [illegible] تھے اور دو دو رکعت کی نیت باندھتے تھے [illegible] آخری رکعت علیحدہ پڑھتے تھے۔ یہی آخری رکعت وتر کہلاتی ہے کیونکہ یہ رکعت ساری رکعتوں کو طاق کر دیتی ہے چونکہ آجکل ہمارے ملک میں عشاء کی نماز کے آخر میں وتر پڑھ لیتے ہیں۔ اس لئے آخر شب صرف آٹھ رکعت پڑھنی کافی ہیں [illegible] بیس رکعتیں اور تین رکعت وتر کا پڑھنا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں [illegible] لوگ مسجد میں بعد نماز عشاء بیٹھے باتیں کرتے تھے آپ نے ایک قاری قرآن کو مقرر کیا۔ وہ انہیں بیس رکعت پڑھا دے اور اس میں قرآن سنا دے اس طرح قرآن سننے کا ایک موقع پیدا کر دیا۔ لیکن سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں قیام ہے۔

مکتوب امیر

ہم کون ہیں؟
اور ہمارے مقصد عظیم کی تکمیل کے ذرائع کیا ہیں؟

(۴)

برادران محترم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

میں نے ڈلہوزی سے چند خطوط لکھے تھے جن میں اس بات کو واضح کیا تھا کہ ہم کون ہیں اور وہ کونسا کام ہے جسے ہم نے بحیثیت جماعت اپنے سامنے رکھا ہوا ہے۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ اس کے بعد بسط کے ساتھ ان ذرائع کی طرف توجہ دلاؤں جن سے ہم اس مقصد کو حاصل کرسکتے ہیں۔ لیکن اس وقت چونکہ مجھے یہ ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ چند جماعتوں میں پھر کر انہیں بالمشافہ ان فرائض کی طرف توجہ دلاؤں۔ اس لئے اختصار سے کام لیتے ہوئے اس خط کے ساتھ میں اس سلسلہ کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا اصل ورثہ

سب سے پہلے میں اس امر کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنا۔ قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانا۔ اسلام کو پھیلانا۔ یہ سید البشر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا اصلی ورثہ ہے۔ جس جماعت کے ہاتھ میں یہ ورثہ آگیا وہ بڑی خوش قسمت ہے اور جو لوگ اس سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ وہ جس طرح چاہیں اپنے دل کو تسلی دے لیں چاہیں تو عام مسلمانوں کی طرح تسلی دے لیں کہ ہم سواد اعظم ہیں اور اس لئے ہمارے اعمال خواہ کچھ ہوں ہمارے عقائد ضرور صحیح ہیں اور چاہیں تو قادیانی جماعت کی طرح یوں تسلی دے لیں کہ ہم خدا کے مسیح کے مقام نزول یعنی قادیان پر قابض ہیں اور ہمارے ساتھ ایک بڑی منظم جماعت وابستہ ہے جو اپنے خلیفہ کے اشاروں پر چلتی ہے (گو وہ خلیفہ جو اپنے منکرین یعنی ناظروں کو من چہ سرائم وطنبورہ من چہ سرائد کا مصداق قرار دے) لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ حقیقت کو کھو بیٹھے ہیں اور جو قوم یا جماعت محمد رسول اللہ صلعم کے ورثہ کو کھو بیٹھی ہے۔ جس کے سامنے بلغ ما انزل الیک کا مقصد عظیم نہیں رہا جو قرآن کریم کی خدمت کی بجائے دنیوی کثرت یا دنیوی شان و شوکت یا دنیا کے مال یا دنیا کی حکومت میں اپنی عزت سمجھتی ہے وہ سرکار دو عالم سے اسکے ہر تیرے محبوب سی نسبت کھو بیٹھی ہے۔

ایمان کا اندازہ قربانیوں سے ہوتا ہے

میں نے لکھا تھا کہ ایمان کا اندازہ قربانیوں سے ہوتا ہے جس قدر کوئی قوم کسی امر کے لئے زیادہ قربانی کرسکے۔ اسی قدر اس کا ایمان اس پر زیادہ محکم ہوگا۔ اس لئے اگر ہماری جماعت اللہ کے فضل سے قرآن کو دنیا میں پھیلانے کیلئے وہ قربانیاں کررہی ہے جن سے عام مسلمان محروم ہیں تو یقیناً اس کا ایمان بھی خدا اور اس کے رسول پر دوسروں سے بہت زیادہ ہے۔

ایک بزرگ کا اعتراض اور اس کا جواب

اس پر ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ کیا شیعہ تبرے کی خاطر ہزاروں کی تعداد میں جیل خانوں میں نہیں چلے گئے؟ کیا بابیوں اور بہائیوں نے اپنے مذہب کیلئے قربانیاں نہیں کیں؟ کیا انارکسٹ اور انقلابی اپنی جان کی بازی نہیں لگا دیتے؟ مگر اس منطق سے میرے نظریئے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جن شیعوں نے تبرے کی خاطر قربانیاں کی ہیں یقیناً ان کا ایمان تبرا پر ہے۔ جن بابیوں نے باب کی خاطر اور جن بہائیوں نے بہاء اللہ کی خاطر قربانیاں کی ہیں ان کا ایمان باب اور بہاء اللہ پر تھا۔ اور ان بہائیوں سے بہت زیادہ تھا جو آجکل صرف چند لفظوں سے اپنی بہائیت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی انارکسٹ ہو یا انقلابی ہو جس چیز پر اس کا ایمان ہو اس کیلئے قربانی کرے گا۔ پس جو جماعت خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کیلئے خدا کے پیغام قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے، خدا کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کیلئے قربانیاں کررہی ہے یقیناً اس کا ایمان خدا پر قرآن پر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر اُن لوگوں سے بہت زیادہ ہے جن کے دلوں میں ان چیزوں کے لئے حرکت پیدا نہیں ہوتی [illegible] سیاست کی دلفریبیوں میں پھنس کر اس خدمت کے کام سے محروم [illegible] ہیں جو مسیح موعودؑ یا مجدد وقت نے ان کے سامنے رکھی تھی [illegible] کو کوئی منطق غلط ثابت نہیں کرسکتی۔ اس سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے [illegible] کہنے کی جرأت کرتا ہے کہ اس نے آم کے درخت پر تھوہر کا پھل دیکھا [illegible] آنکھوں کو اچھی طرح مل کر پھر دیکھے کیونکہ اسے دھوکا لگا ہے۔

ہمارے مقصد عظیم کی تکمیل کے ذرائع

اب میں اختصار کے ساتھ آپ کو ان ذرائع کی طرف [illegible] دلانا چاہتا ہوں جن سے ہمارے اس مقصد عظیم کی تکمیل ہوسکتی ہے [illegible] کوئی نئی باتیں نہیں ہماری جماعت پہلے ہی خدا کے فضل سے ان پر [illegible] جو عامل نہیں ہیں۔ میں اُن کو یہ کہوں گا کہ وہ اپنے عمل میں اور زیادہ [illegible] پیدا کریں۔ اور جو عمل میں سست ہیں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنی [illegible] دور کریں کہ ان کی سستی سے ان کی جماعت کو اور خدمت دین کے کام [illegible] نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر یہ نقصان ان کی ذات تک محدود ہوتا [illegible] اس قدر فکر کی بات نہ تھی۔ مگر ان کی سستی یا لاپرواہی صرف اپنی جماعت کے ساتھ ہی نہیں خدا کے دین کے ساتھ۔ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ [illegible] مسیح موعودؑ کے ساتھ ہوتی ہے۔

پہلا ذریعہ — دعا

ان میں سب سے پہلا ذریعہ دعا ہے۔ اللہ کے فضل سے [illegible] جماعت کے جو امتیازی نشان ہیں ان میں یہ بات سب سے [illegible] کہ یہ وہ جماعت ہے جن کے دلوں میں خدا کے دین کی تبلیغ کی اسقدر تڑپ [illegible] راتوں کو اٹھ کر اور دن کے وقت اپنی مصروفیتوں کے اندر خدا کے [illegible] گڑگڑاتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں کہ اے خدا [illegible] دین محمد کی نصرت فرما۔ میرے ایک نہایت محترم دوست نے [illegible] کا ارادہ کیا تو مجھے لکھا کہ میں انہیں کوئی نصیحت کروں۔ میں نے انہیں ایک دعا لکھ کر بھیجی جس کا ماحصل یہ تھا کہ اے خدا تو دین محمد کی [illegible] کی خادم جماعت کی نصرت فرما۔ یہ دعا اس بزرگ کو اس قدر پسند آئی کہ نہ صرف اس دعا کو ارض حرم میں انہوں نے جگہ جگہ دہرایا بلکہ یہاں [illegible] آکر اسے چھپوا کر ہماری جماعت میں مفت تقسیم کیا۔ میں نے اس [illegible] ذکر اس لئے کیا ہے کہ خدا کے آگے اپنی اغراض کیلئے نہیں کہ وہ [illegible] ہے۔ دین کی نصرت کیلئے گڑگڑانا یہ ہماری جماعت کا امتیازی نشان [illegible] اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اپنے آپ کو [illegible] سے ممتاز کرکے صحیح معنوں میں ہمارے جانشین بنیں۔

نماز تہجد کی عادت ڈالو

ہاں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ رمضان میں سب سب اور [illegible] سال میں بالخصوص وہ لوگ جو جماعت میں کوئی ممتاز حیثیت رکھتے [illegible] یا جماعت کے نظم ونسق کو چلانے کے ذمہ دار ہیں یا مبلغ ہونے کی [illegible] سے یا اور کسی حیثیت سے جماعت کے رہنما سمجھے جاتے ہیں۔ [illegible] توفیق دے نماز تہجد کی عادت ڈالیں اور اس رحمت کے [illegible] جس کا وعدہ اس ارشاد الٰہی میں ہے ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً [illegible] سے تعلق پیدا کرنے کیلئے، خدا کے آگے گرنے کی اصل حقیقت کو [illegible] کے لئے، دعا کی قبولیت کیلئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو [illegible] کرنے کیلئے تہجد ہی ایک کنجی ہے۔

دعائے تہجد

تو اس وقت خدا کے آگے گر کر جو چاہو مانگو۔ [illegible] یہ مانگو کہ:

اے خدا۔ تو ہمیں اپنی خدمت کیلئے قبول [illegible]

پیرؤں کی ذلت ہے۔ مگر تیری نوکری عزت کا بلند ترین مقام ہے۔ سو ہمیں اپنی خدمت دین میں قبول فرما۔ اے خدا ہم تو ان لوگوں کی خاک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے جنہیں تونے اپنا نام دنیا میں بلند کرنے کیلئے چنا۔ اپنا پیغام دنیا کو پہنچانے کے لئے چنا۔ مگر اے خدا تو محض اپنے کرم اور غریب نوازی سے ہمیں ان لوگوں کے نقش قدم پر چلا جنہیں تونے اس غرض کے لئے چنا۔ اے خدا تو ہمیں اس خدمت کیلئے قبول فرما کہ ہم تیرے نام کو دنیا میں بلند کریں۔ تیرے قرآن کو دنیا میں پہنچائیں تیرے رسول کی عزت اور محبت دنیا میں بڑھائیں۔ تیرے پسندیدہ اور تیرے کامل مذہب اسلام کو دنیا میں پھیلائیں۔

اے خدا۔ ہم اس عظیم الشان کام کے اہل نہیں ہم گنہگار ہیں۔ کمزور ہیں۔ نالائق ہیں۔ وہ جوہر ہمارے اندر نہیں جو ان لوگوں کے اندر ہونے چاہئیں جو تیرے نام کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ مگر اے خدا تو گنہگاروں کو بخشنے والا۔ کمزوروں کو طاقت بخشنے والا۔ نااہلوں کو اہلیت عطا فرمانے والا ہے۔ تیری ربوبیت سے تاریک ذرے آفتاب بن جاتے ہیں۔ پس تو ہماری ربوبیت فرما کر ہم نالائقوں کو اس کام کا اہل بنا دے اور اپنی قبولیت کے آثار ہمارے لئے ظاہر فرما۔ کیونکہ جس کو تو قبول فرماتا ہے اس کی قبولیت کو پھیلانے کا اپنے ملائکہ کو حکم دیتا ہے۔

اے خدا۔ ہم بیشک اپنے اعمال کی وجہ سے ایسے ہیں کہ لوگ ہم سے نفرت کریں اور ہمیں برا سمجھیں۔ مگر اے پروردگار ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں کی نفرت کی وجہ سے تیرے دین کی خدمت کے کام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ تو اپنے رحم سے اس نفرت کو دور فرما اور انہیں توفیق دے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ مل کر تیرے دین کی خدمت کے کام کو قوت پہنچائیں۔ اے خدا ہمارے اعمال ایسے نہیں کہ تیری نصرتوں کے جاذب ہو سکیں۔ مگر ہم تجھے تیرے دین کا واسطہ دیتے ہیں تیرے رسولؐ کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو ہماری نصرت فرما۔ ہاں اپنے دین کی نصرت فرما۔

اے خدا۔ تو حق ہے تیرا دین حق ہے۔ تیرا رسول حق ہے تیرا قرآن حق ہے۔ مگر آج تیرا دین بے کسی کی حالت میں ہے۔ تیرے رسولؐ پر دنیا میں بڑے بڑے ظلم ہو رہے ہیں اور تیرے رسولؐ کی محبت کے دعویدار ان ظلموں کو دیکھ کر بھی حرکت نہیں کرتے۔ تیرے قرآن کو اس قرآن کے پیروؤں نے خود بھی چھوڑ رکھا ہے اور اس کی نصرت کیلئے نہیں اٹھتے یارب ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجورا

پس اے خدا تو خود ہی اپنے دین کی نصرت فرما۔ اپنے رسولؐ کی نصرت فرما۔ اپنے قرآن کی نصرت فرما۔ اے خدا تو مسلمانوں کے دلوں میں تبلیغ اسلام کیلئے کشش پیدا کر دے اور کافروں کے دلوں میں اسلام کی کشش پیدا کر دے تاکہ تیرا دین دنیا میں پھیل کر دہریت اور مادہ پرستی کی حرص و ہوا کی آگ کے لئے پانی کا کام دے۔

اے خدا تیرا وعدہ ہے کہ تو اپنے دین کو سب دینوں پر غالب کرے گا۔ سو اے خدا تو جس راہ سے چاہے دنیا کو اسلام کے غلبہ کا نظارہ دکھا۔ ہاں ہماری ان جسمانی آنکھوں کو بھی یہ وعدہ پورا ہوتا دکھا جس طرح تونے محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے ساتھیوں کو یہ وعدہ پورا کر کے دکھایا تھا۔

اے خدا۔ تونے اپنے رسول کو دو خزانے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ایک سرخ اور ایک سفید۔ سو اے خدا تو آج اسلام کو مغرب کے سفید لوگوں میں اسی طرح پھیلا دے جس طرح تونے اسے مشرق میں پھیلایا۔

اے خدا۔ تو مشرق اور مغرب میں دونوں جگہ یہ نظارہ دکھا۔ کہ لوگ تیرے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوں۔ اے خدا تو ہمیں وہ سامان عطا فرما جن سے ہم تیرے قرآن کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں اور وہ مددگار عطا فرما جن کے دلوں میں تیری اور تیرے رسول کی محبت ہو تبلیغ دین کی تڑپ ہو۔ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کا شوق ہو۔

اے خدا۔ تو ہمارے دلوں میں اپنی محبت، اپنے دین کی محبت اپنے رسول کی محبت کی وہ آگ مشتعل فرما جو ہماری تمام پست خواہشات کو ہماری دنیا اور ہماری دنیا کی محبت کو جلا کر خاکستر کی طرح کر دے۔ اے خدا تو ہمارے اندر وہ تبدیلی پیدا کر کہ تیری راہ میں مال خرچ کرنے کے لئے ہمیں بلایا جائے تو ہمارے دلوں میں کسی قسم کا انقباض پیدا نہ ہو۔ بلکہ تیری راہ میں مال خرچ کر کے ہمارے دلوں میں وہ لذت اور راحت پیدا ہو جو ہماری اس دنیا کی زندگی کو ایک جنت بنا دے

دوسرا ذریعہ — قربانی

دعا کے ساتھ دوسرا ذریعہ قربانی ہے۔ اگر کسی دل میں سچی تڑپ ہو تو جس طرح وہ بے اختیار خدا کے آگے گریگا۔ اسی طرح بے اختیار قربانی کیلئے آگے بڑھے گا۔ دعا اور قربانی کامیابی کے دو ستون ہیں۔ پس وہ دعا چھلکا ہے جس کے ساتھ قربانی کی روح پیدا نہیں ہوتی۔ خدا سے تعلق نام کو ہے۔ اگر خدا کے لئے قربانی نہیں۔ وظیفے کر لینا آسان ہے نمازیں پڑھ لینا بھی آسان ہے۔ تقریریں کر لینا بھی آسان ہے مگر اخلاص اور صداقت کی اصل پرکھ قربانی ہے۔

اجتماعی قربانیوں کی ضرورت

پھر قربانی کی دوسری شرط یہ ہے کہ ہم سب ایک صف میں کھڑے ہو کر قربانی کریں۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا۔ ایک دو چار آدمی بڑی بڑی قربانیاں کر دیں۔ مگر باقی سب لوگ پیچھے کھڑے رہیں۔ تو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ہم خدا کی راہ میں جہاد کرنے والی ایک قوم ہیں اور جہاد کا تقاضا یہی ہے کہ ہم ایک صف میں کھڑے ہوں۔ مالی قربانیوں کے لحاظ سے صف میں کھڑا ہونا یہ ہے کہ ایک رنگ میں ہم سب دوش بدوش ہوں۔ جو قدم ایک بھائی اٹھاتا ہے وہی قدم دوسرا بھائی اٹھائے۔

اجتماعی قربانی کا پہلا قدم — چندہ ماہوار

اس قربانی کا سب سے پہلا قدم ہمارا ماہوار چندہ ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا تو یہ ارشاد ہے کہ جو شخص تین ماہ تک ماہوار چندہ ادا نہیں کرتا اسے اس جماعت سے خارج کر دیا جائے اور ہماری جماعت کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ ہر شخص غریب ہو یا امیر۔ اپنی آمدنی میں سے ماہوار کم سے کم ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دے اور اگر دسواں حصہ دے تو وہ السابقون میں سے ہے۔

چندہ ماہوار کے متعلق تساہل

ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس حکم کی تعمیل میں تساہل سے کام لیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ یہ قرار دیتے ہیں کہ اس جماعت کے اندر کوئی شخص محض قول سے شامل نہیں ہو سکتا بلکہ تبلیغ دین کے لئے مالی قربانی سے شامل ہوتا ہے۔ محض اقرار سے شامل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس اقرار کے ایفا سے شامل ہوتا ہے اور ہم ان لوگوں کو الگ کر دینے سے گھبراتے ہیں جو مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے وہ لوگ جماعت کی قوت کا موجب نہیں بلکہ اسے کمزور کرنے کا موجب ہیں۔ جس طرح بری صحبت کا اثر انسان پر بد ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک کمزور ایمان والے انسان کے پاس بیٹھ کر دوسرے کا ایمان بھی کمزور ہوتا ہے جماعت کا ایک لاپروا فرد زنجیر کی ایک کمزور کڑی کی طرح ساری زنجیر کو کمزور کر دیتا ہے۔ جماعت سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں تو یہ لوگ حصہ دار بن کر بیٹھتے ہیں۔ مگر جو قربانیاں کرنی پڑیں ان میں یہ نظر نہیں آتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ نادہندوں کی وجہ سے یا اپنی حیثیت کے مطابق نہ دینے والوں کی وجہ سے قوم ہزارہا روپے کی مقروض ہو چکی ہے اور کسی سال دس ہزار اور کسی سال پندرہ ہزار روپیہ قرضہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ کام زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس اس سال جلسہ سالانہ تک جماعتوں میں پھر کر اور دوسرے ذرائع سے تحریک کر کے میں اس بات کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں کہ عملی رنگ میں ہمارے ساتھ کس قدر آدمی ہیں۔ اور ان کو ساتھ لیکر ہم کس قدر کام کر سکتے ہیں؟

تیسرا ذریعہ — مستقل فنڈ

تیسرا ذریعہ اس کام کو قوت پہنچانے کا ایک مستقل فنڈ کا قیام ہے جسے جوبلی کے چندہ سے شروع کیا گیا ہے اور جس کو خدا یا کے ساتھ تکمیل کو پہنچایا جائے گا۔ اگر ہمارے دلوں میں یہ سچی تڑپ موجود ہے کہ خدا کا دین دنیا میں پھیلے تو لازماً ہم چاہیں گے کہ جس طرح ہمیں اپنی زندگی میں اپنی کمائی کا کچھ حصہ خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ کچھ ایسا کام بھی کریں جس کا ثواب بعد از وفات بھی ہمیں ملتا رہے اور جب ہماری روح اس جسم فانی سے پرواز کرے تو بھی ہمارے ان اعمال صالحہ کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ بلکہ جس طرح ہم اپنی زندگی میں خدمت دین کا کام کرتے ہیں۔ اپنی موت کے بعد بھی یہ کام کرتے رہیں۔ اور اس میں مشکل بھی کیا ہے؟ ایک شخص کے چار وارث ہیں وہ پانچواں وارث دین کو سمجھے۔ تعجب ہے کہ دنیوی رنگ میں جس چیز کو انسان رحمت سمجھتا ہے۔ دینی رنگ میں اسے زحمت سمجھتا ہے۔ اگر ایک شخص کا ایک بیٹا ہے دوسرا پیدا ہونے پر وہ خوش ہوتا ہے۔ دو ہوں تو تیسرا پیدا ہونے پر خوش ہوتا ہے۔ پانچ ہوں تو چھٹا پیدا ہونے پر خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ جانتا ہے کہ ایک کی جگہ دو وارث بن گئے اور دو کی جگہ تین وارث بن گئے اور پانچ کی جگہ چھ وارث بن گئے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ایک بیٹے کے ساتھ دوسرا وارث دین کو بنا لو اور دو کے ساتھ تیسرا وارث دین کو بنا لو اور پانچ کے ساتھ چھٹا وارث دین کو بنا لو اور نو کے ساتھ دسواں وارث دین کو بنا لو تو وہ طرح طرح کے حیلے بنانے لگتا ہے کہ میری جائداد کے ٹکڑے ہو جائیں گے یا کس طرح تقسیم ہوگا۔ جائداد کس طرح تقسیم ہوگی یعنی اگر کچھ حصہ مال کا موت کے بعد اس کے کام آتا ہے تو اسے وہ پسند نہیں کرتا لیکن ویسے جائداد کے دو چار دس ٹکڑے ہو جائیں۔ وہ گھبراتا نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے۔ سو اس تیسرے مستقل ذریعہ سے ہر ایک دوست کو چاہئے کہ فائدہ اٹھائے۔ تاکہ ہم جب اس دنیا سے رخصت ہوں تو ہمارا دل اس خوشی سے لبریز ہو کہ ہماری موت کے بعد بھی ہماری طرف سے خدمت اسلام کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا۔

(بقیہ خطبہ)

نے اس وعدہ کو یاد دلا کر ایک زبردست ہمت اور قوت پیدا کر دی۔

دو اصولی باتیں

سو تم دو باتیں اصولی طور پر یاد رکھو۔ ایک یہ کہ خدا کے ساتھ تعلق رکھ کر اپنے اندر طاقت پیدا کرو۔ خدا کا ذکر اور اس کے آگے جھکنا روحانی غذا ہے جس سے یہ طاقت پیدا ہوگی۔ لیکن اس روحانی غذا کیساتھ ایک روحانی ورزش کی بھی ضرورت ہے۔ اگر انسان مقوی چیزیں کھائے اور ورزش نہ کرے تو وہ موٹا تو ضرور ہو جائیگا۔ لیکن اس کے اندر طاقت پیدا نہ ہوگی۔ وہ پہلوان نہیں بن سکیگا۔ پہلوان بننے کیلئے غذا کیساتھ ورزش یعنی طاقت کے استعمال کی بھی ضرورت ہے۔ اور روحانی ورزش یا تعلق باللہ سے حاصل کی ہوئی طاقت کا خرچ کرنا یہ ہے کہ اس طاقت کو خدا کا دین پھیلانے اور اس کا پیغام پہنچانے کے کام میں لگایا جائے۔

ابن عربی اور انقطاع نبوت

اقوال آئمہ سے استناد کی حدود

(از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی۔ بی۔اے مولوی فاضل)

اختلاط کے اثرات

ماہرین عمرانیات میں ایک بحث رہی ہے کہ کون کون سے امور قومی انحطاط کا باعث بنتے ہیں۔ انحطاط کے اثرات کسی قوم کے مذہبی، ادبی، سیاسی اور عمرانی افکار سے واضح ہو جاتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ آیا اس نوع کے افکار انحطاط کو پیدا کرتے ہیں یا یہ افکار انحطاط کا نتیجہ ہیں۔ اور یہ ایک ایسی بحث ہے جس میں پڑنا نہ تو اس وقت مقصود ہے نہ مناسب۔ مگر جس حد تک سب مفکرین کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ ایک خاص طرز کے خیالات انحطاط کو لازم و ملزوم ہیں۔ کوئی ڈیڑھ صدی قبل یا شاید اس سے بھی زیادہ عرصہ کی بات ہے۔ کہ مسلمانوں کا انحطاط بالکل اظہر من الشمس ہو چکا تھا جس کی شہادت ان کی شاعری فلسفہ، ادب اور دینیات (Theology) سے کافی طور پر مل جاتی ہے۔ ایک طرف تو وہ گروہ ہے جو حیات انسانی کو چند فقہی اصولوں میں جو ایک ایسے زمانہ کی پیداوار تھے جو عمرانی . . . اور ثقافتی حیثیت سے اس دور سے مختلف تھا مقید کر دینا چاہتا ہے جو نا ممکن ہے اور دوسری طرف ایسے طائفے رونما ہوتے ہیں۔ جن کا اصول قطعاً بے اصولی ہے اور جن کا مسلک مطلقاً بے راہ روی تھا اور جنہوں نے اپنے تفکر کی جولانی میں ان حدود کا بھی خیال نہ کیا جو شارع نے معین کی تھیں۔ یا جن کی طرف رہنمائی کی تھی۔

مثلاً آیات قرآنی کی تفسیر میں کن امور کا لحاظ رکھنا چاہئے تاویل کس حد تک ممکن ہے؟ روایات سے استناد کرتے ہوئے کن امور کا دیکھنا ضروری ہے؟ آیا صرف کسی روایت کا کسی کتاب میں درج ہونا خواہ وہ لغت یا طب یا فلسفہ کی کتاب ہو کافی ہے کہ اسے حدیث صحیح کا درجہ دیا جائے اور اس کے مقابل مستند و مرفوع احادیث کے مجموعہ کو رد کر دیا جائے۔ جب ان امور میں کسی اصول کو مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ ایسے ہی یہ بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ اقوال آئمہ کو تائید میں کس حد تک پیش کیا جا سکتا ہے اور ان کی حیثیت کیا ہے؟ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ایک شخص کسی فقیہ، صوفی یا مفسر کے قول کو اپنی تائید میں پیش کر کے اطمینان کا سانس لے لیتا ہے کہ اس نے قیامت تک اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لی اور یہ نہیں غور کرتا کہ اس فقیہ یا صوفی یا مفسر کے قول کی وقعت شریعت اسلامی میں کیا ہے یا امت کے متفقہ مسلک کے مقابل کیا ہے۔ عقیدہ تسلسل نبوت کے ضمن میں ابن عربی یا کسی اور صوفی کے اقوال کو فریق قادیان نے پیش کرنے میں بھی بنیادی غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ میری نظر سے کوئی ایسی بحث قادیانی دنیا میں نہیں گذری جس میں اس قسم کے اقوال کی حیثیت کو معین کیا گیا ہو۔ ہاں ایک صحیح الخیال مسلمان جب ان اقوال کو دیکھتا ہے تو اس پر یہی اثر پڑتا ہے کہ غالباً قادیانی فریق کا مقصد یہ ہے کہ تسلسل نبوت کے عقیدہ پر امت کا اجماع رہا ہے۔ اگر قادیان سے یہ آواز اٹھتی کہ یہ جدید عقیدہ اجماع امت سے ثابت ہے تو اس بحث میں زیادہ آسانی کا موجب ہوتی۔ مگر ایسی آواز نہ تو اٹھ سکی ہے اور نہ ہی اٹھیگی۔ کیونکہ اگرچہ اس میں اسلام کا فائدہ ہے۔ مگر فریق قادیان کے مفید مطلب نہیں۔

ایک انتباہ

لیکن قادیانی اصحاب پر یہ واضح ہو جانا چاہئے کہ اگر بفرض محال ابن عربی یا ملا علی قاری کے بعض اقوال آپ کے خیال کی تائید میں مل بھی جائیں تو خوب اچھی طرح یاد رکھئے کہ امت کے نزدیک ان کے ایسے خیالات ذرہ بھر کوئی وقعت نہیں رکھتے اور نہ ہی کوئی سمجھدار مسلمان ان اقوال کو دیکھ کر حلقہ بگوش قادیانیت ہو سکتا ہے کیونکہ قطع نظر اس کے کہ یہ "اقوال" کتاب اللہ اور حدیث نبوی کے منشا کے متضاد واقع ہوں گے۔ تمام امت کا مجموعی اجتہاد ان کو دھکے دے رہا ہوگا۔ ہمارے قادیانی احباب شاید اس حقیقت سے واقف نہیں کہ اگر کسی ولی کو بذریعہ الہام بھی کسی آیت یا حدیث کے معنی سمجھائے جائیں۔ تو وہ اس وقت تک قابل قبول نہ ہوں گے جب تک شریعت کے معیار پر ان کو پرکھ نہ لیا جائے کیونکہ ان کی حیثیت محض ایک ذاتی اجتہاد کی ہے۔ اور یہ امر صوفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے۔

اندریں صورت اگر کسی مسلمان کے سامنے ابن عربی یا کسی اور فرد کی رائے کو پیش کیا جائے گا تو وہ حق رکھتا ہے کہ نہایت شدت کے ساتھ اس قول کو رد کر دے اور اس کے لئے صرف اس قدر جواب ہی کافی ہوگا کہ ابن عربی کا یہ قول قرآن، حدیث اور امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہے اس لئے مردود ہے۔ اس کے ساتھ ہی اصحاب قادیان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ابن عربی کا قول پیش کرنے سے قبل ہم سے یہ فیصلہ کر لیں کہ ابن عربی یا اور کسی شخص کے اقوال کی حیثیت کیا ہے۔ جو حیثیت بھی اقوال آئمہ کو حاصل ہو جائے۔ وہ فریقین پر مسلم ہونی چاہئے۔ تاکہ اس مزاج کا علاج ہو سکے۔ جو اس وقت تک اقوال آئمہ کو پیش کر کے کیا جا رہا ہے۔ یہ کیا ستم ہے کہ ابن عربی اگر کہدیں کہ "نبوت عامہ جاری ہے" تو خوشیاں منائی جائیں کہ لیجئے تسلسل نبوت ثابت ہو گیا اور اگر ابن عربی سے مدرجہا بہتر کثیر التعداد آئمہ اور امت کے اجماع کو پیش کیا جائے تو کہا جائے کہ ہم تو صرف ابن عربی کے مقلد ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس طرح کا تمسخر قطعاً ناقابل برداشت ہے اور اس طرز بحث کو فروغ دینا یہ مفہوم رکھتا ہے کہ اسلام کا کوئی اصول باقی نہ رہے۔ مثلاً کل ہی کوئی فرقہ ضالہ یہ ادعا لیکر کھڑا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید ایک نامکمل کتاب ہے یا سورہ یوسف قرآن مجید کا حصہ نہیں ہے اور جب اس کے سامنے امت کے اجماع کو پیش کیا جائے تو وہ نہایت متانت سے یہ کہدے کہ صاحب آپ درست فرماتے ہیں۔ مگر میں تو "عبد الکریم بن عجرد"[1] کے مسلک پر ہوں۔ اس کا یہی خیال تھا . . . . . . ـــــ اس طرح جو فتنہ امت میں برپا ہو سکتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔

پھر یہ کیا غضب ہے کہ اگر وہی ابن عربی یہ کہدیں [illegible] منہ کی مکھی کو بھی ملتی ہے۔ اولیاء اللہ کو مل چکی ہے مطابق قرآن حاصل ہو جاتی ہے تو کہا جائے نہیں ہم تو ابن عربی کے قول کا [illegible] مانیں گے جس میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ "ان مطلق النبوۃ لم ترتفع وانما ارتفع نبوۃ التشریع"!!

نہیں کیا ضرور ہے کہ اس طرح کی کج بحثیوں میں پڑیں [illegible] لئے احباب قادیان کو اپنا مطلب صاف کرنا چاہئے اگر وہ کہدیں کہ وہ اجماع امت، اجماع مفسرین، اجماع محدثین۔ اجماع [illegible] و نحو بیرہ کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ جنہوں نے متفقہ طور پر قرآن اور حدیث سے یہی مفہوم سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو ان کا ابن عربی کے قول سے استناد بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ابن عربی کا قول اسی صورت میں کچھ حیثیت رکھ سکتا ہے جب وہ یہ تسلیم کریں کہ اجماع امت کو کچھ حیثیت حاصل ہے۔ اگر تمام امت کا اجتہاد اور تمام آئمہ اسلام کا متفقہ خیال قادیانی اصحاب کے نزدیک حجت نہیں تو صرف ایک ابن عربی کے قول سے استناد کی آخر کوئی وجہ ہونی چاہئے

قادیانی ذہنیت

لیکن قادیانی ذہنیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو چیز ان کے مفید مطلب ہے اسے لے لیا جائے۔ خواہ وہ کس قدر بے حقیقت ہو۔ ان کے نزدیک اگر کسی چیز کو اہمیت حاصل ہے تو وہ ان کے اپنے عقائد ہیں [illegible] اگر ان کی تائید میں کسی عالم کے قول کو تحریف کر کے پیش کیا جا سکتا ہے تو خوب۔ ورنہ اگر تمام امت بلا اختلاف ساتھ ہے [illegible] سے ایک امر پر جمع ہوئی ہو اور وہ ان کو اپنے عقیدہ کے خلاف [illegible] ہو تو انہیں اس اجماع کی پرواہ نہیں۔ بلکہ اجماع امت سے [illegible] ان کے عقیدہ کے خلاف تمام احادیث نبوی کی شہادت موجود ہو [illegible] اپنے عقیدہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ ان احادیث کو [illegible] کر دیں گے۔ اس ذہنیت کا اندازہ لگانا ہو تو وہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس سے بہت آگے جاتا ہے۔ میں عام قادیانی اصحاب کے [illegible] نہیں دیتا کیونکہ ان میں اکثریت مجھے ان لوگوں کی ملی ہے جو محض [illegible] سے اس جماعت میں شمولیت اختیار کئے ہوئے ہیں اور انہیں اپنے عقائد بھی اچھی طرح معلوم نہیں اور اگر معلوم ہیں تو انہیں ان کے غلط و صحیح پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا لیکن محترم میرزا محمود احمد صاحب کے متعلق میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ کیا ذہنیت تھی جس نے انہیں ان خیالات کو فروغ دینے پر مجبور کیا۔ ان کے نزدیک سب سے زیادہ محکم چیز حضرت مرزا صاحب کی نبوت ہے۔ جسے ہر حال ثابت کرنا ہے۔ اس رستہ میں اگر اجماع امت آتا ہے تو وہ اسے [illegible] ایک طرف کر دیتے ہیں۔ احادیث کا مجموعہ آتا ہے تو رد ہو جاتا ہے البتہ اگر قرآن مجید کی آیات آتی ہیں تو ذرا مشکل پڑتی ہے [illegible] محمود احمد صاحب مسلمانوں کو شامل کر کے جماعت بنانا چاہتے ہیں . . . . . . تو صفائی سے یہ بھی کہدیں کہ قرآن کی کیا پرواہ ہے۔ لیکن چونکہ ان کے مقاصد صرف مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے سے پورے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جاتا بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر تمام مفسرین امت کا اجماع ہو کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں۔ تمام لغت نویس یہ کہدیں کہ اس کے معنی آخری نبی ہیں تو کہتے رہیں ہم ان معانی کو قبول نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک اس کے معنی کچھ اور ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو سمجھتے ہیں مگر عام مسلمانوں سے آیہ خاتم النبیین کی تفسیر میں اختلاف ہے۔

اب اس تمام نقشہ کو اگر ایک ماہر نفسیات کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ محسوس کرے گا کہ میرزا محمود احمد صاحب کے نزدیک جو اہمیت اس "نبوت جدیدہ" یا "تسلسل نبوت" کے عقیدہ کو حاصل [illegible]

---

[1] فرقہ عجاردہ کا بانی دیکھئے۔ ابوالحسن علی بن اسمٰعیل الاشعری کی کتاب مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین مطبوعہ استانبول ۱۹۲۹ء کا صفحہ ۹۵۔ اور ابو منصور عبدالقادر البغدادی کی کتاب الفرق بین الفرق مطبوعہ مصر ۱۹۱۰ء کا صفحہ ۲۷۔ اور محمد بن عبد الکریم الشہرستانی کی کتاب الملل والنحل

وہ اجماع امت، حدیث نبوی اور قرآن مجید کو حاصل نہیں۔ ورنہ ناممکن تھا کہ وہ باقی امور کا انکار کرتے کرتے لغت عرب کا بھی انکار کر دیتے اور کہہ دیتے کہ "خاتم النبیین" کے معنی آخری نبی کرتے ہیں ... سب اہل عرب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک غلطی لگی رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ معانی کا انکار نہیں بلکہ قرآن مجید کی ناطقیت کا انکار ہے۔ کیونکہ جناب میاں صاحب مکرم کے نزدیک دین میں ہر پہلو سے ناطقیت صرف نبوت مسیح موعود کو حاصل ہے۔ جماعت قادیان اسماً اور رسماً مسلمان ہے تا وقتیکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ لیکن افسوس اس منحوس ساعت پر جب محترم میاں صاحب کے دماغ میں تسلسل نبوت کا تصور پیدا ہوا۔ کیونکہ اس وقت گو وہ عرفاً مسلمان تھے۔ لیکن ذہنی اور فکری اعتبار سے اسلام کی روح سے بہت دور رہا۔

اجماع امت

کی بحث

غرضیکہ اقوال آئمہ سے استناد سے قبل اصحاب قادیان کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اقوال آئمہ یا امت کے اجماعی عقیدہ کو دین میں کچھ حیثیت حاصل ہے۔ ورنہ دین کے اصولی مسائل میں امت کے اجماع احادیث نبوی کے عظیم الشان ذخیرہ اور قرآن مجید کی آیات محکمات سے اس نوع کا اعتراض یہ ثابت کر دیگا کہ ہمارے یہ دوست جناب خلیفہ صاحب کے طریق کے مطابق ذہنی اعتبار سے اسلام سے دور ہو رہے ہیں۔ اور ایک رنگ میں اصول اسلام سے بیزاری کا اعلان کر رہے ہیں۔

اسلام کے تین اصول

اسلام میں کسی بات کا فیصلہ کرنے کیلئے سب سے پہلے کتاب اللہ حجت ہے۔ پھر سنت نبوی، جو کتاب اللہ کی وہ عملی تفسیر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اور بعد ازاں اجماع امت کا درجہ ہے جس کے توسل سے ہم تک کتاب اللہ و سنت رسول پہنچی ہے۔ اگر امت اس امر پر متفق ہے کہ نمازیں پانچ ہیں، اور سب امت کا اجتہاد یہی ظاہر کرتا ہے کہ قرآن مجید اور سنت نبوی کا یہی منشا ہے، تو جو شخص تمام امت کے اجتہاد کے مقابل اپنا اجتہاد پیش کرکے کہے کہ نمازیں صرف دو ہیں یا تین ہیں اس کے گمراہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن مجید تاریخ اور امت کے اتفاق کیخلاف یہ کہنا شروع کر دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت ہی نہیں کی تو ماننا پڑے گا کہ یا تو یہ شخص فتنہ پرداز ہے اور یا اپنی جہالت کا نمونہ پیش کر رہا ہے۔ ایسے ہی امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) نے قرآن مجید اور حدیث سے اس مفہوم پر اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ یہ مفہوم مسلمانوں کی طبیعت میں اس قدر راسخ ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے لیکر آج تک مسلمانوں نے کسی مدعی نبوت کے دعاوی پر غور کرنے کی بھی تکلیف گوارا نہیں کی۔ اور کسی مسلمان نے اتنا بھی نہ کہا کہ ذرا صبر تو کرو۔ شاید یہ سچا نبی ہو۔ بلکہ بلا تکلف ایسے مدعیان نبوت کو قتل کر دیا جاتا رہا۔ امت کا یہ عظیم الشان اجماع ظاہر کرتا ہے کہ یہ مفہوم کس قدر مسلمان کے ذہن میں راسخ ہو چکا تھا۔ یہ اجماع جو ساڑھے تیرہ سو سال سے برابر قائم چلا آ رہا ہے۔ از [illegible] تاریخ میں اپنی نظیر آپ ہے۔ امت کے اس عظیم الشان اجماع پر امام غزالی[۵۱] فرماتے ہیں:۔

"ان الامۃ فہمت من ھذا اللفظ ومن قرائن احوالہ انہ افہم عدم نبی بعدہ ابداً وعدم رسول اللہ ابداً وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص فمنکر ھذا لا یکون الا منکر الاجماع"[۵۲]

کہ امت نے لفظ خاتم النبیین اور اس کے ملحقہ قرائن سے یہی سمجھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تفہیم فرمائی ہے کہ آپ کے بعد ہمیشہ کے لئے نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول۔ اس میں نہ تو کوئی تاویل ممکن ہے (جیسے یہ کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین ہیں۔ راقم) اور نہ کوئی تخصیص (مثلاً یہ کہ شرعی نبی بند ہیں اور غیر شرعی جاری۔ راقم) اس امر کا منکر صرف اجماع امت کا منکر ہے"۔

اجماع امت کی اہمیت

مفکرین عالم حیران ہیں کہ پیغمبر عربی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے "لا تجتمع امتی علی الضلالۃ"[۵۲] فرما کر عمرانیات کے کتنے بلند پایہ اصول کو محکم کرنا چاہا۔ اسلام میں امت کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اس کا اجماع ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ کونسا امر درست ہے اور کونسا امر درست۔ اور کونسا غلط۔ ملوکیت اور آمریت اسلام میں کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اسلام چند اصول پیش کرتا ہے اور پھر زندگی کی باگ ڈور خود قوم کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور قوم کو وثوق دلاتا ہے کہ اگر وہ کسی امر کا فیصلہ کرے گی تو وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اجماع امت سے جن لوگوں کی اغراض مخصوصہ کو صدمہ پہنچتا تھا۔ انہوں نے عجیب طرح کی موشگافیاں اس سلسلہ میں کی ہیں۔ کسی نے کہا ہے کہ اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ ایک فرد امت بھی ایسا نہ ہو جو اس سے اختلاف کرے اور چونکہ یہ بالبداہت ناممکن ہے۔ اس لئے بالآخر یہ خیال اختیار کیا گیا کہ اجماع امت کسی امر پر ہوا ہی نہیں یا ممکن ہی نہیں غالباً یہی طریق خلیفہ صاحب کے مریدین نے اختیار کیا ہے۔

بعض نے کہا کہ اجماع امت سے مراد اجماع صحابہ ہے وغیرہ ذالک جن کا تفصیلی ذکر اس مقام پر لاحاصل ہے۔ لیکن یہ سب حضرات جس چکر میں آئے وہ ان کی اپنی خود غرضیوں سے پیدا ہوا ہے۔

قول اول کی عدم صحت اس سے ظاہر ہے۔ خلافت صدیق پر اجماع امت ہے۔ اگرچہ رافضی اس کے منکر ہیں اور قول ثانی کو خود الفاظ حدیث "لا تجتمع امتی علی الضلالۃ" رد کر رہے ہیں جہاں "امت" کا لفظ ہے جو قیامت تک کے مسلمانوں پر استعمال ہوتا رہے گا۔ اسی طرح قرآن مجید ایسے امور میں کسی خاص قرن کے لوگوں کی تخصیص نہیں کرتا اور "وامرھم شوریٰ بینھم" کا ارشاد عام ہے۔

غرضیکہ اجماع امت سے مراد امت کی اکثریت کا اتفاق ہے اس اصول کو محققین نے تسلیم کیا ہے اور محمد الاخسیکثی[۵۳] نے اس پر نہایت مبسوط بحث کی ہے

اس اصول کا تقاضا

اس زریں اصول کا تقاضا یہ تھا کہ مسلمانوں کی ایک عمومی مجلس وضع قوانین قائم ہو جہاں اسلامی اصول کی روشنی میں حالات پیش آمدہ کے مطابق نمائندگان امت کی اکثریت سے قوانین بنیں۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ ادارہ جو خلافت راشدہ میں ترقی پکڑ رہا تھا۔ معاویہ کی مداخلت سے رک گیا اور پھر بنو امیہ اور بنو عباس کی ملوکانہ اغراض نے رائے عامہ کی حیثیت کو بالکل گرا دیا۔ امیر اور بادشاہ کیلئے یہی موزوں تھا کہ وہ اجتہاد کا صیغہ امت سے چھین کر فرداً فرداً بعض علماء کے سپرد کر دیتے کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر مشرق و مغرب کے مسلمانوں کی عام مجلس اجتہاد "وضع قوانین" قائم ہو گئی تو وہ اتنی طاقت پکڑ سکتی ہے کہ وہ ملوکیت کی بیخ کنی کی ضرورت نہ سمجھے اور اس طرح اموی اور عباسی خلافتوں کے انہدام کا موجب بن جائے۔ اگر اس قسم کا ایک ادارہ مسلمانوں میں مستقل طور پر قائم ہو جاتا جس کے ہاتھ میں ان کی سیاسی، معاشی، مجلسی اور دینی رہنمائی کی باگ ڈور ہوتی تو ان تمام فرقہ بندیوں اور تکفیر بازیوں کا سدباب ہو جاتا جن میں امت آج تک گرفتار رہی ہے۔

لیکن اگرچہ اس طرح کا کوئی منظم ادارہ شامت اعمال سے قائم نہ رہ سکا۔ مسلمانوں کی مختلف جماعتوں نے مختلف ممالک اور مختلف زمانہ میں رہنے کے باوجود کثیر امور میں اتفاق کو قائم رکھا ہے۔ مثلاً نماز کی ہیئت روزہ وغیرہ، اور اگر آج کوئی شخص یہ کہدے کہ نمازیں تین ہیں یا روزے تین ہیں تو اس سے امت کا اجماع باطل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امت کی اکثریت ہر زمانہ میں پانچ نمازوں اور ایک ماہ کے روزوں پر قائم رہی ہے۔

اسی طرح امت ہر زمانہ میں اپنی اپنی جگہ پر اس امر کی قائل رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور امت کی ذہنیت تو یہ ہے کہ وہ اگر ایک طرف ہر مدعی نبوت کو تلوار کے گھاٹ اتارتی رہی ہے تو دوسری طرف وہ لوگ بھی جو حضرت مسیح کی آمد کے قائل ہیں اس امر کو برداشت نہیں کر سکے کہ وہ بحیثیت نبی کے آئیں۔ چنانچہ انہیں نبوت سے معزول کرنے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کو نہیں دیکھ سکتے۔ ملا علی قاری کو یہ بات سمجھ نہ آسکی اور انہوں نے کوشش کی کہ کسی طرح لوگوں پر مسیح علیہ السلام کی نبوت کا برقرار رہنا ثابت کریں اور یہ ذہنیت کی کہ وہ شریعت کے بغیر ہوں گے۔ اگرچہ ملا علی قاری کے نزدیک نفس الامر میں صفت کے اعتبار سے حضرت مسیح ابن مریم ہی اس طرح کے نبی تھے اور تسلسل نبوت ان کے نزدیک بھی جائز نہ تھا۔ مگر امت نے ملا علی قاری کا خیال ان کے اوپر ہی دے مارا اور وہ اپنا مقدمہ (صفت) ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ اب اگر میرزا محمود احمد صاحب ملا علی قاری کے قول کو بطور حجت پیش کرنا چاہیں تو یہ قطعاً بے معنی ہے کیونکہ دلیل تو وہ امر بن سکتا ہے جسے امت نے قبول کیا ہو۔ جب امت ملا علی قاری کے خیال کو رد ہی کر چکی ہے تو وہ اس پر حجت کیسے ہوگا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر امت کا اجماع تو نظر انداز کر دے اور کسی اہل رفض کا قول پیش کرکے دلیل بنائے کہ آپ خلیفہ ہو ہی نہیں سکتے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس استدلال کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ وہ امت پر حجت ہے۔

ہاں میرزا محمود احمد صاحب یہ کر سکتے ہیں کہ ملا علی قاری جس (case) قضیہ کو ثابت کرنے میں ناکام رہے اسے دوبارہ اٹھائیں اور امت کے سامنے ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ ملا تو ناکام رہے شاید آپ کامیاب ہو جائیں۔ اس طرح ان کی نوعیت بالکل جدا گانہ ہوگی۔ مگر ایک فرسودہ قول جس کے خلاف ساڑھے تیرہ سو سال سے امت کا متفقہ عقیدہ موجود ہے سوائے اس کے اپنی بے بسی کا مظاہرہ ہے اور کچھ نہیں۔

(آئندہ قسط میں ابن عربی اور انکے اقوال پر بحث ہوگی)

(باقی آئندہ)

---

[۵۱] حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی الطوسی المتوفی ۵۰۵ھ

[۵۲] "الاقتصاد فی الاعتقاد" مطبوعہ مطبع السعادہ مصر طبع ثانی صفحہ ۱۰۴

[۵۲] میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ [۵۳] حسام الدین محمد بن محمد بن عمر الاخسیکثی الفرغانی المتوفی ۶۴۴ھ

[۱] دیکھئے ابو ذکریا النووی کی شرح مسلم جزو اول [illegible] و جزو ثانی [illegible] مطبوعہ مجتبائی ——— اور ابن حجر احمد بن علی العسقلانی کی فتح الباری کا جزو ۱۳ صفحہ ۲۸ مجتبائی۔ اور محمد طاہر بن علی الہندی کی مجمع البحار مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۲۸۶

یورپ اسلام کے بغیر تباہی سے نہیں بچ سکتا

تبلیغ اسلام نسل انسانی کی سب سے بڑی خدمت ہے

خدا کا پیغام خدا کے ساتھ تعلق قائم کئے بغیر نہیں پہنچایا جا سکتا

خطبہ جمعہ ۶ر اکتوبر ۱۹۳۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

دو اہم جملے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

قرآن کریم کی ہر سورت کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتی ہے اور قرآن کریم کی یہ سورت جو الفاتحہ کہلاتی ہے سب سے پہلی سورت ہے۔ اسکی ابتدا الحمد للہ رب العلمین کے الفاظ سے ہوتی ہے۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں بلکہ اسلام علم پر مبنی مذہب ہے اور قرآن کریم علم اور حکمت کی کتاب ہے۔ سو یہ دو جملے یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور الحمد للہ رب العلمین جن کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ ان کیساتھ قرآن کریم کی ابتدا ہوتی ہے اسلام کی ساری تعلیم میں ——— اسلام کی ساری تہذیب میں، ایک مسلمان کی ذہنیت کو بنانے اور اس کو قائم کرنے میں ایک بڑا زبردست ہتھیار ہیں۔

اسلامی ذہنیت کی امتیازی خصوصیت

یہ تو ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ ایک مسلمان اپنے ہر ایک کام کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے یعنی اللہ سے مدد مانگتا ہوا کرتا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی کہ ہر ایک مسلمان کو یہ بھی حکم ہے کہ اپنے ہر ایک کام کو ختم کرنے کے بعد الحمد للہ رب العلمین اس کے منہ سے نکلے ہم کھانا کھاتے ہیں شروع میں بسم اللہ پڑھتے ہیں اور جب اس کو ختم کرتے ہیں تو الحمد للہ کہتے ہیں۔ دراصل یہ دونوں باتیں مسلمان کی عادت اور ذہنیت میں داخل ہوتی ہیں جس طرح مسلمان کام کو شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا یعنی اللہ سے مدد مانگتا ہے اسی طرح کام کے ختم کرنے پر اس کی زبان سے الحمد للہ رب العلمین نکلتا ہے۔

الحمد للہ رب العلمین

الحمد للہ رب العلمین سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کی ربوبیت اور تربیت کرنیوالا ہے۔ ان کو ادنیٰ سے ادنیٰ حالت سے اٹھا کر اعلیٰ مدارج اور مقام پر پہنچانیوالا ہے۔ یہ جو کچھ ہم کو ملا ہے سب اسی کا دیا ہوا ہے کیونکہ وہ ہمارا رب ہے اور جن جن چیزوں کی ہمیں خواہش اور ضرورت ہے وہ کبھی اسی کی طرف سے ملیں گی۔ کیونکہ وہ ہمارا رب ہے۔

مال و دولت سے حرص و ہوا کی آگ پیدا ہوتی ہے

انسانوں کی موٹے طور پر تین حالتیں یا قسمیں ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں مال و دولت، اور آرام و آسایش اور سکھ چین کی زندگی میسر ہے۔ ان کے منہ سے بھی الحمد للہ رب العلمین نکلنا چاہیئے یعنی اے خدا تو نے ہمکو جو یہ مال و دولت۔ آرام و چین اولاد و صحت، عزت و شہرت اور بیفکری دی ہے یہ سب کچھ تیری داد ہے۔ تو ہی ہمارا رب ہے یہ ساری چیزیں تیری ہی دی ہوئی ہیں۔ تیرے سوا دینے والا اور کوئی نہیں ہے مال و دولت کا خاصا ہے کہ جب یہ انسان کے پاس آتی ہے تو اس کی حرص و ہوا بڑھ جاتی ہے۔ وہ زیادہ مال و دولت کی خواہش کرنے لگتا ہے۔ حرص و ہوا سے انسان کے اندر ایک ایسی آگ مشتعل ہو جاتی ہے جو اس کو سکون قلب سے محروم کر دیتی ہے۔

یہ جملہ اس آگ کے لئے پانی کا حکم رکھتا ہے

خوب یاد رکھیں کہ دل کا اطمینان مال و دولت اور ظاہری آسائش سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان چیزوں سے دل کے اندر حرص و ہوا کی آگ زیادہ تیز اور مشتعل ہو جاتی ہے لیکن جس شخص کے منہ سے الحمد للہ رب العلمین کے الفاظ نکلتے ہیں یہ اس کی حرص و ہوا کی آگ کیلئے گویا پانی کا حکم رکھتے ہیں جس طرح آگ پر پانی ڈالنے سے وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اس پر گویا پانی پڑ جاتا ہے۔ پھر انسان یہ سمجھتا ہے کہ مجھے یہ جو کچھ مال و دولت ملا ہے اللہ کا دیا ہوا ہے اور یہ مال و دولت مجھے اس لئے نہیں دیا گیا کہ میں اسے بت بنا کر پوجوں اور اس کی محبت میں دیوانہ ہو جاوں بلکہ اس لئے دیا گیا ہے کہ میں اسے خدا کے رستے میں، اس کی مخلوق کی خدمت کے لئے خرچ کر دوں ——— جس شخص کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو جائے کہ میں نے مال و دولت کو مخلوق خدا کی خدمت اور بھلائی کیلئے خرچ کرنا ہے تو اسکے دل میں پھر مال و دولت کی محبت نہیں پیدا ہو سکتی اور نہ وہ اسے بت بنا کر پوج سکتا ہے اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر انسان حرص و ہوا کی آگ اور دل کی بے اطمینانی سے بھی محفوظ رہتا ہے کیونکہ یہ دونو باتیں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔

انسانوں کا درمیانی طبقہ اور اس کا جذبۂ حسد

اس کے بعد انسانوں کا ایک درمیانی طبقہ ہے جسے کچھ ملا ہے اور کچھ نہیں ملا جب وہ اپنے سے بلند طبقہ کے لوگوں کو دیکھتے ہیں اور انہیں یہ نظر آتا ہے کہ اس طبقہ کے لوگوں کے پاس فلاں فلاں چیزیں ہیں جو ہمیں میسر نہیں تو ان کے دل میں حسد کی آگ پیدا ہوتی ہے اور وہ بلند طبقہ کے افراد کو عداوت و حسد کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں اور اس طرح وہ خود بھی سکون قلب کی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں کیونکہ حسد بھی سکون قلب کو تباہ کرنیوالا جذبہ ہے۔

حسد کی آگ کا علاج

ان کی حسد کی آگ کا علاج بھی الحمد للہ رب العلمین کا کلمہ ہے اگر سچے دل سے یہ کلمہ انکی زبان سے نکلے اور وہ اپنے سے اونچے طبقہ کی بجائے اپنے سے نچلے طبقہ کی طرف دیکھیں کہ وہ کن کن چیزوں سے محروم اور کونسی کونسی تکالیف میں مبتلا ہیں ——— آخر یہ نچلے طبقے والے بھی انہی کی طرح انسان ہیں اور انکی ربوبیت کرنیوالا بھی وہی رب ہے تو حسد کی آگ فوراً ٹھنڈی ہو کر سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے ——— دیکھئے شکایات ہر طبقہ کے انسانوں کو ہیں کسی کو کوئی شکایت ہے اور کسی کو کوئی شکایت ہے۔ جو لوگ لکھ پتی اور کروڑ پتی ہیں ان کو بھی شکایتیں ہیں۔ اس کا علاج یہی ہے انسان اپنے سے نچلے طبقہ کے آدمی کو دیکھے ——— تو الحمد للہ رب العلمین سے جس طرح اونچے طبقہ کی حرص و ہوا کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اسی طرح درمیانہ طبقہ کی حسد کی آگ بھی اس سے بجھ جاتی ہے۔

نادار طبقہ کی تکالیف اور مایوسیاں

اس کے بعد ایک تیسرا طبقہ ہے جو انتہا درجہ کا نادار اور [illegible] مصائب میں مبتلا ہے۔ اسکی پریشانیوں اور درماندگیوں کی کوئی [illegible] ہے۔ انکے پاس کھانے کو نہیں ہوتا اور وہ افلاس و مصائب کی وجہ سے چاروں طرف سے مایوسی میں گھرا ہوا ہوتا ہے، اس طبقہ کیلئے بھی الحمد للہ رب العلمین کے الفاظ سکون قلب کا کام دیتے ہیں۔ ان کے ذریعہ وہ مایوس نہیں ہونے پاتے بلکہ سمجھتے ہیں کہ اللہ سب کی طرح ہمارا بھی [illegible] اور ہماری بھی ضرور ربوبیت کریگا۔ اس نے اوروں کو دیا ہے ہمیں بھی دے گا۔

یہ جملہ افراد کی طرح قوموں کے لئے بھی موجب راحت ہے

سو حرص و ہوا کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے حسد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اور مایوسی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے الحمد للہ رب العلمین کا جملہ بینظیر ہے۔ پھر یہ جس طرح انسانوں کی ان تینوں آگوں کو [illegible] سرد کرتا ہے اسی طرح قوموں کی ان آگوں کو بھی ٹھنڈا کر دیتا ہے ——— خوب یاد رکھیں کہ قوموں میں بھی حرص و ہوا کی آگ بھڑکتی ہے حسد کی آگ بھڑکتی ہے اور مایوسی کی آگ بھڑکتی ہے الحمد للہ جس طرح افراد کیلئے موجب راحت ہے اسی طرح قوموں کیلئے بھی موجب راحت ہے۔

جنگ کی تباہ کاریاں ——— مجدد وقت کی دور بینی

آج ہمارے سامنے ایک آگ مشتعل ہوئی ہے جسے ہم نے [illegible] دیکھا ہے اس کے شعلے نہ صرف انسانوں کو بھسم کر رہے ہیں بلکہ حیوانوں، باغوں، کھیتوں اور عمارتوں کو بھی انہوں نے آن کی آن میں فنا کر دیا ہے جہاں چند روز پہلے عظیم الشان عمارتیں، سرسبز باغ لہلہاتے کھیت، پر رونق آبادیاں اور چہل پہل تھی آج وہاں ویرانے پڑے ہوئے ہیں یہ ہولناک نظارہ جو لوگوں کو آج نظر آیا ہے [illegible] آنکھوں نے پہلے دیکھ لیا تھا۔ ان میں سے ایک آنکھ امام وقت کی [illegible] اور اسکا بڑا عجیب نقشہ آپ نے اپنے اشعار میں کھینچا ہے۔

یورپ کی موجودہ حالت زمانہ جاہلیت کے عرب کے مشابہ ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک عرب کی بھی یہی حالت تھی چنانچہ قرآن میں اسی کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا (اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم دشمن تھے پھر اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈالدی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اُس نے تم کو بچا لیا) بعینہ آج یہی حرص و ہوا اور حسد کی آگ یورپ میں بھڑکی ہوئی ہے اور اسکو بھسم کر رہی ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کے اندر جل رہی تھی اسی طرح آج یورپ کی قومیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہو رہی ہیں جس طرح پر کہ اُس زمانہ میں عرب کے مختلف قبائل اور قومیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی تھیں۔

اسلام کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب

اس آگ کو کس چیز نے فرو کیا؟ اور یہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے کس طرح آپس میں بھائی بھائی بن گئے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ ایک پاک پیغام بھیجا تھا۔ اس پاک پیغام نے ان لوگوں کی ذہنیت بدل دی۔ اُن کے دلوں میں حرص و حسد کی [illegible] بجائے ایک سکون و راحت پیدا کر دی۔ ایک دوسرے کی [illegible] بجائے اُن میں ایک دوسرے کی امداد اور انکو اچھا دیکھنے کی [illegible] اسلام آج یورپ میں بھی ایسا انقلاب پیدا کر سکتا ہے یہ کوئی جذباتی بات نہیں بلکہ ایک امر واقع ہے کہ قرآن [illegible]

ایک مرتبہ عرب کے لوگوں میں یہ عظیم الشان تبدیلی پیدا کردی تھی ——— خوب یاد رکھیں آج بھی قرآن ہی اثر و خاصیت رکھتا ہے اور اگر آج یورپ کے لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچ جائے تو ان میں بھی یہی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے اور ان کی حرص و ہوا اور حسد کی آگ بھی بجھ سکتی ہے۔

یورپ نے اسلام کو قبول نہ کیا تو تباہ ہو جائے گا

خوب یاد رکھو وہ تہذیب جس میں خدا کی ہستی کا اعتراف نہیں وہ فنا کا سامان ہے کیونکہ اس میں لوگوں کیلئے سکون کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں میں بھی لڑائیاں جھگڑے ہوتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک علاج بھی چلتا تھا وہ علاج کیا تھا؟ یہی قرآن کریم کا پیغام اور الحمد للہ رب العلمین کا کلمہ۔ ایک طرف دنیا کی آگ مشتعل ہوتی تھی تو دوسری طرف الحمد للہ رب العلمین کا پانی اسے ٹھنڈا کر دیتا تھا۔ لیکن یورپ کے پاس اس قسم کی کوئی ٹھنڈا کرنیوالی چیز نہیں ہے۔ اسکے پاس آگ بھڑکانے کا سامان تو ہے لیکن آگ کو ٹھنڈا کرنے کا کوئی سامان نہیں ہے، اگر یورپ نے اسلام کو قبول نہ کیا تو وہ یقینی طور پر اپنی آگ میں خود بخود بھسم ہو جائے گا ——— خوب یاد رکھیں کہ یورپ کی تباہی کیلئے کسی بیرونی چیز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کے اپنے اندر ایک زبردست آگ ہے جو اسے بھسم کرکے رکھدیگی۔ جس تہذیب میں خدا پرستی نہیں وہ تہذیب خود بخود تباہ ہو جائے گی۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت و اہمیت

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا بھر میں بالخصوص یورپ میں قرآن کریم کے پیغام کو پہنچانے کی کس قدر ضرورت ہے۔ لوگ اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور فقط قرآن کی اشاعت اور اسلام کی اشاعت کے لئے طرح طرح کے بہانے بنائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان کا روپیہ یورپ میں تبلیغ اسلام پر کیوں صرف کیا جائے اس روپیہ سے کیوں نہ ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں اور دوسری اقوام کی بہتری کے کام کئے جائیں ایسی باتیں بنانیوالے عقل سے کام نہیں لیتے۔ ہندوستان کا سارا روپیہ تو مختلف ذریعوں اور حیلوں سے یورپ میں کھنچا چلا جارہا ہے اور ان لوگوں کو اس کا کوئی احساس نہیں ہے لیکن جہاں تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کریم کا ذکر آجائے تو فوراً اس قسم کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمان کا عزم اور ہمت تو اس قدر بلند ہونی چاہیئے کہ جہاں وہ آگ جلتی دیکھے پانی ڈالنے کے لئے تیار ہو جائے۔ ساری دنیا میں اسلام کے پیغام اور قرآن کے نور کو پہنچانا اپنا فرض سمجھے۔ آجکل یورپ تو خاص طور پر اسکا محتاج ہے۔

نسل انسانی کی سب سے بڑی خدمت تبلیغ اسلام ہے

خوب یاد رکھو نسل انسانی کی سب سے بڑی خدمت تبلیغ اسلام ہے۔ بیشک اور بھی بڑے بڑے کام ہیں۔ لیکن اس سے سب نیچے ہیں۔ ہندوستان کا آزاد کرانا۔ مصر و ایران کا آزاد کرانا اور چین کا آزاد کرانا ——— اپنی اپنی جگہ ان کاموں کے عظیم الشان اور مفید ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن یہ آزادیاں محدود دائرے کے اندر ہیں اور تبلیغ اسلام کے ذریعہ جو آزادیاں ملتی ہیں وہ بہت وسیع اور نوع انسانی کے لئے بہت زیادہ ضروری اور مفید ہیں اسی سے اس کام کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آج ساری دنیا بالخصوص یورپ ایک مہلک آگ میں جل رہا ہے اس آگ کو بجھانے کے لئے قرآن اور اسلام کا پانی بکار ہے اسوقت اس کو صرف ایک چھوٹی سی جماعت انجام دے رہی ہے۔ ایک مرد خدا کے انفاس طیبہ کیوجہ سے وہ اپنے مالوں کو بیدریغ اس راستے میں خرچ کر رہی ہے یہ وہ کام ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہ وہ کام ہے جس کو صحابہ کرامؓ نے کیا، یہ وہ کام ہے جس کو امت کے اولیا، مجددین اور مصلح ادا کرتے رہے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی دو عظیم الشان خوبیاں

اگر موٹے طور پر صحابہ کرامؓ کی خوبیوں کو تقسیم کیا جائے تو وہ دو تھیں۔ ایک یہ کہ وہ خدا کے آگے نہایت عاجزی سے گرتے تھے اور اسوقت اپنے آپکو بالکل ہیچ سمجھتے تھے دوسرے جب دنیا کے مقابلہ پر آتے تھے تو تمام چیزوں کو اپنے مقابلہ پر ہیچ جانتے تھے، کسی چیز کا رعب یا خوف ان پر غالب نہ آتا تھا اور وہ یقین کرتے تھے کہ ہم دنیا کی ہر ایک چیز پر غالب آسکتے ہیں۔

خدا کے حضور گرنے کا زبردست جذبہ

ان کا خدا کے آگے گرنے کا عزم و جذبہ اس قدر زبردست و مضبوط تھا کہ رات کے وقت لحافوں اور بستروں کو چھوڑ دیتے تھے۔ سردی کا موسم ہے۔ نیند غالب ہے لیکن وہ خدا کے حضور گرنے کیلئے وقت آنے پر فوراً بستروں سے الگ ہو جاتے تھے چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے تتجافی جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا و طمعا (ان کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے پکارتے ہیں)

خدا کے آگے گرنے سے عظیم الشان طاقت حاصل ہوتی ہے

خوب یاد رکھو کہ خدا کے آگے گرنے سے جو عظیم الشان طاقت انسان کو حاصل ہوتی ہے وہ اور کسی ذریعہ سے ہرگز نہیں ہوتی یہ محض خیال یا اتفاقی امر نہیں بلکہ اس کے بیشمار نمونے اور مثالیں موجود ہیں۔ یہ بیشمار پاکباز انسانوں کا ہمیشہ کا تجربہ ہے جو ہمیشہ قائم رہیگا کہ جو طاقت خدا کے آگے گرنے سے حاصل ہوتی ہے اور کسی دوسرے ذریعہ سے قطعاً حاصل نہیں ہوتی۔ تاریخ اس پر گواہ ہے۔

مسلمانوں کی افسوسناک حالت

لیکن آج مسلمان حصول طاقت کے اس ذریعہ کو فراموش کئے ہوئے ہیں انکی حالت کیا ہے؟ کہ تہجد اور پانچوقتہ نمازیں تو رہیں ایک طرف نماز جمعہ میں بھی بہت کم لوگ پڑھتے ہیں۔ بہت مسلمان ایسے ہیں جو اگر خدا کے آگے جھکتے ہیں تو صرف عید کے دن ہی جھکتے ہیں وہ بھی فیشن کے طور پر اور اپنی شخصیت کو دکھانے اور نمایاں کرنے کے لئے ——— یہ خدا کے آگے جھکنا نہیں ہے بلکہ خود پسندی اور نمائش ہے کہ سال میں دو مرتبہ عیدگاہ میں اپنی امارت اور شان دکھانے چلے گئے

نماز باجماعت کی پابندی اپنے اوپر لازم کرلو

خدا کے آگے گرنا یہی ہے کہ نیند کے وقت تمہارے کروٹ بستروں سے علیحدہ ہو جائیں۔ اس وقت جبکہ ساری دنیا اپنے بستروں پر محو خواب ہو تم اپنی نیند کو خدا کے لئے قربان کرکے اٹھو اور خدا کے آگے جھکو۔ پھر روزانہ پانچ وقت کی نماز ہے، نماز جمعہ ہے یہ پوری باقاعدگی کیساتھ باجماعت ادا کرو۔ میرے پاس لوگوں نے شکایتیں کی ہیں کہ بعض مبلغ اور انجمن کے دوسرے کارکن نماز کے پوری طرح پابند نہیں ہیں یعنی نماز باجماعت کا التزام نہیں کرتے ہمارے تمام کارکنوں اور تمام دوستوں کو کامل طور پر نماز کی پابندی کرنی چاہیئے۔ نماز اسلام کا بہت بڑا اور نہایت ہی ضروری رکن ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں اس کی بار بار تاکید آئی ہے۔ نماز کی پابندی میں اس کو سمجھتا ہوں کہ سوائے مجبوری کے پانچ وقت مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھی جائے۔ دو آدمی جو سفر کو جارہے تھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ جہاں جاؤ اذان کہو اور جماعت قائم کرو۔

نوجوان نماز اور مسجد سے بے تعلق ہو رہے ہیں

مجھے تو اپنے نوجوانوں کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ انکی ہمت کو کیا ہو گیا ہے کوٹ پتلون پہنا ہوا ہے کالر نکٹائی لگائی ہوئی ہے لیکن نماز کا خیال نہیں ——— دیکھئے میں ان چیزوں کو برا نہیں کہتا جن قوموں کا یہ لباس ہے ان کے لئے اچھا ہے دوسرا بھی پہن لے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ مگر دل خدا کی طرف جھکے رہیں اور اس سے غافل نہ ہو پھر جو لباس چاہو پہن لو۔ ہمارے اولیا میں سے ایسے بھی گزرے ہیں جو نہایت بیش قیمت لباس پہنتے تھے۔ اگر انسان کا دل خدا کی طرف سے نہ ہٹے تو ان لباسوں سے کچھ نہیں بگڑتا لیکن آجکل تو نوجوان سوٹ بوٹ پہن کر نماز اور مسجد سے بالکل بے تعلق ہو جاتے ہیں اِلّا ماشاء اللہ یہ چیزیں انکے خدا کے آگے جھکنے اور مسجد میں آنے میں روک ہو جاتی ہیں۔

نماز کا ایک بہت بڑا فائدہ

نماز کے دیگر فوائد سے قطع نظر اس سے جو چستی، ضبط اوقات اور تنظیم کی قابلیت پیدا ہوتی ہے جفاکشی کی جو عادت پڑتی ہے کیا وہ کچھ کم فائدہ مند ہے آج دوسری قومیں ان چیزوں کی قدر و قیمت سمجھتی ہیں لیکن مسلمان نوجوان اس سے غافل ہیں ابھی چند روز ہوئے آپنے اخبار میں چینی لڑکیوں کے ایک اسکول کا حال پڑھا ہوگا۔ یہ اسکول جنگ کیوجہ سے شنگھائی شہر کو چھوڑ کر اندرون ملک ایک پہاڑی علاقہ میں چلا گیا ہے وہاں اس اسکول کی لڑکیوں نے خود محنت کرکے اپنے رہنے کے مکانات تعمیر کئے، پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر وسیع میدان تیار کرلئے۔

مسلمان جفاکشی کی عادت کو چھوڑ رہے ہیں

جفاکشی کی عادات مسلمانوں کی امتیازی صفت تھیں لیکن افسوس آج وہ انہیں چھوڑ رہے ہیں اگر تم دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اپنے اندر ان عادتوں کو پیدا کرو، نماز سے بڑھکر جفاکشی کی عادتوں کو پیدا کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

میری دلی خواہش ——— تمام دوست تہجد پڑھیں

میری تو دلی خواہش یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جو ہماری جماعت کے نظام کو چلاتے ہیں خواہ وہ مبلغ یا دفتر کے کارکن ہوں یا مجلس منتظمہ یا جنرل کونسل کے ممبر اور مقامی جماعتوں کے عہدیدار ہوں سب کے سب تہجد کے پابند ہو جائیں۔ اسکے بغیر صحیح معنوں میں خدا کیساتھ تعلق پیدا نہیں ہو سکتا، تمام برگزیدہ انسانوں نے اسی ذریعہ سے خدا کیساتھ تعلق پیدا کیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے ومن الیل فتهجد به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا (اور رات کے کچھ حصہ میں اس کے ساتھ جاگا کر، یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہے امید ہے کہ تیرا رب تجھے بڑی تعریف کے مقام پر کھڑا کرے) سو تم بھی رات کو اٹھو۔ خدا کے لئے میٹھی نیند اور بستر کو چھوڑ دو اس کے حضور عاجزی سے جھکو۔

ہر ایک اچھا کام شروع میں تکلیف دہ معلوم ہوتا ہے

بیشک پہلے پہلے یہ ایک دکھ اور تکلیف معلوم ہوگا اور خوب یاد رکھو کہ ہر ایک اچھا کام شروع میں تکلیف دہ ہی محسوس ہوا کرتا ہے لیکن بعد میں اسکا فائدہ اور راحت ظاہر ہوتی ہے بچہ جب ابتدا میں اسکول جاتا ہے تو اس کو اس وقت یہ کس قدر دوبھر معلوم ہوتا ہے وہ روتا ہے اور چلاتا ہے لیکن بعد میں بڑا ہو کر اس کو اسکا فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ سو تکلف ہی سے نماز اور تہجد کی عادت ڈالو پھر بعد میں بہت جلد تمکو اس کا فائدہ محسوس ہوگا

خدا کا پیغام تعلق باللہ کے بغیر نہیں پھیلایا جا سکتا ہے

اس کے ذریعہ تمہیں بہت زیادہ طاقت حاصل ہوگی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے خدا کے آگے ہی گر کر اس قدر طاقت حاصل کر لی تھی کہ قیصر و کسریٰ کے سامنے کھڑے ہو کر بھی ان پر کوئی رعب اور خوف طاری نہیں ہوتا تھا اور وہ ان کو مطلق خاطر میں نہیں لاتے تھے کیونکہ ان کا تعلق خدا کے ساتھ تھا۔ ہماری جماعت کا واحد مقصد خدا کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ خدا کا پیغام اس وقت تک دنیا میں نہیں پھیلایا جا سکتا جب تک کہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ ہو اور اس تعلق کے ذریعہ سے طاقت حاصل نہ کیجائے۔

کامیابی کیلئے دو لازمی چیزیں ——— عزم راسخ اور انتہائی جدوجہد

دیکھئے ہماری کامیابی کیلئے دو چیزیں ضروری ہیں ایک پختہ عزم اور انتہائی جدوجہد اور کوشش۔ ہمارا عزم یہ ہو کہ ہم فتح کرنے کیلئے ہی پیدا ہوئے ہیں

مجدد وقت کا احسان عظیم

مجدد وقت کا کس قدر عظیم الشان احسان ہم سب پر ہے کہ انہوں نے مایوسی کو دور کرکے ہم میں ایک زبردست عزم پیدا کر دیا۔ مسلمان کسی ایسے مہدی کے منتظر تھے جو تلوار کے زور سے دین کو غالب کریگا۔ لیکن مجدد وقت نے بتایا کہ نہیں بلکہ خونی مہدی کے فضول انتظار کو چھوڑ کر تم خود اٹھو اور غلبہ دین کیلئے کوشش کرو۔ بالآخر دین اسلام ہی تمام ادیان پر غالب ہو کر رہیگا۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق ليظهره على الدين كله کا صاف وعدہ قرآن میں موجود ہے لیکن مسلمانوں کی آنکھیں [illegible] سے بند تھیں۔ مجدد وقت

آب دوز کشتی

یورپ کی ایک ہلاکت آفرین ایجاد

جنگ کی خبروں میں آپ آبدوز کشتیوں کی ہلاکت آفرینیوں کی کیفیت پڑھتے ہوں گے۔ آبدوز کشتی کیا ہوتی ہے اس کے فرائض تباہی کیا ہیں اور یہ انہیں کس طرح انجام دیتی ہے۔ یہ کب ایجاد ہوئی اور کن کن زمانوں میں اس میں کیا کیا تبدیلیاں اور اضافے ہوئے؟ یہ سب کچھ آپ کو مندرجہ ذیل مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا

اگرچہ آبدوز کشتیوں کو عالم وجود میں آئے ہوئے تین سو برس سے زیادہ کا زمانہ گذر چکا ہے۔ تاہم ابھی تک وہ اس درجہ کمال کو نہیں پہنچ سکیں کہ انہیں بالکل محفوظ اور خطرے سے خالی خیال کیا جا سکے۔ ان خامیوں کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف پچھلے چند مہینوں میں اضلاع متحدہ امریکہ کی آبدوز کشتی سکوالس برطانیہ کی تھیٹس اور فرانس کی فنیکس غرق ہو چکی ہیں جن کے نتیجہ میں زائد از دو صد نفوس موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں ۱۹۲۲ء سے اس وقت تک آبدوز کشتیوں کے بیس حادثات واقع ہو چکے ہیں اور اس طرح نو سو اسی انسانوں کو بحری قبریں نصیب ہوئیں۔

آبدوز کشتیوں کی تاریخ ۱۶۲۰ء سے شروع ہوتی ہے جب جیمز اول شاہ انگلستان کے ایک ولندیزی ملازم کورنیلس وان ڈربل نامی نے اس قسم کی ایک کشتی ایجاد کی۔ یہ کشتی بارہ چپوؤں کے ذریعہ چلائی جاتی تھی اور دریائے ٹیمز کی سطح سے بارہ سے پندرہ فٹ کی گہرائی میں کافی عرصہ تک چلتی رہی۔ وان ڈربل کے بعد سترھویں اور اٹھارھویں صدی عیسوی میں بہت سے اشخاص نے اس میدان میں قدم رکھا جن میں سے بعض کی سرگرمیاں تو صرف خاکے بنانے تک ہی محدود رہ گئیں اور بعض بہ نسبت سابق بہتر کشتیاں بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اٹھارھویں صدی عیسوی کے اواخر سے قبل ان کشتیوں نے کبھی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔

۱۷۸۰ء میں امریکہ کی ٹرٹل نامی آبدوز نے انگریزوں کے جنگی جہاز ایگل کے پیندے میں برما کے ذریعہ سوراخ کر کے اس میں بارود بھر کر اور ساعتی فتیلہ سے آگ لگا کر غرق کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ پیندے پر تانبے کی موٹی تہ چڑھی ہوئی تھی۔ اس لئے برما سوراخ کرنے میں کامیاب نہ ہوا اور آبدوز کو ناکام لوٹنا پڑا۔

۱۷ فروری ۱۸۶۴ء کو امریکہ کی خانہ جنگی کے دوران میں ہوسٹانک نامی جہاز کو جو چارلسٹن کی ناکہ بندی کرنے میں مشغول تھا۔ ایک تارپیڈو کے ذریعہ غرق کر دیا گیا۔ یہ تارپیڈو ایک آبدوز کشتی سے چھوڑا گیا تھا۔ لیکن دھماکے کے زور سے یہ آبدوز خود ایک جگہ سے پھٹ گئی اور اپنے نو جہاز رانوں سمیت سمندر کی تہ میں جا پہنچی۔ ہوسٹانک تاریخ عالم میں پہلا جہاز تھا۔ جو آبدوز کشتی کے حملے سے غرق ہوا۔

فرانس اور انگلستان میں بے شمار تجربات کئے گئے جن کی بدولت آبدوز کشتی کی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور بہر دو ممالک نے فیصلہ کر لیا کہ آب دوز ترقی کی ایسی منزل پر پہنچ چکی ہے کہ اسے بحری بیڑوں میں شامل کر لیا جائے۔

آبدوز کشتی تقریباً سطحی جہازوں کی مانند ہی ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر وقت پڑنے پر پانی میں چھپ سکتی ہے اور پھر سطح پر بھی آ سکتی ہے۔ عام طور پر آبدوز کشتیاں بھی زیادہ وقت پانی کی سطح پر ہی گذارتی ہیں۔ ہاں جب انہیں حملہ یا لقمہ تسبیح کا مقصود ہو تو فوراً غوطہ لگا جاتی ہیں۔ بڑی سے بڑی آبدوز بھی ایک وقت کے تو فارغ مت سے زیادہ نہیں جا سکتی۔ لیکن اگر ضرورت پڑے اور آبدوز کشتی کی ضخامت اور منجمد ہوا اجازت دے۔ تو وہ تین دن تک سمندر کی تہ میں پڑی رہ سکتی ہے۔ اگرچہ بہ ترحم کی بنا پر آبدوز کشتیوں کو مٹانے کی بہت کوشش کی جا رہی ہے تاہم چونکہ وہ اقدامی اور دفاعی کام بڑی خوبی سے سرانجام دے سکتی ہیں۔ اس لئے دول عالم انہیں ختم ہستی سے مٹانے کو تیار نظر نہیں آتیں۔ اس وقت دنیا کے سات بڑے بحری بیڑوں میں ۱۷۰ آبدوز کشتیاں شامل ہیں جو بیشتر تعداد گذشتہ جنگ عظیم کے ابتدا تک کی گئی ہے۔ دنیا بھر میں سب سے بڑی آبدوز فرانس کی سرکوف ہے اور سب سے چھوٹی فن لینڈ کی سوکو۔ مزید ایک سو آبدوزیں ثانوی بحری طاقتوں کے قبضہ میں ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہیں ہو گا کہ موجودہ جنگ شروع کرنے کے وقت جرمنی کے پاس صرف پچاس آبدوز کشتیاں تھیں جن میں سے اس وقت تک چند رہ گئے تقریباً تباہ کی جا چکی ہیں۔

آب دوز کشتی کی موجودہ صورت ایک انگریز، ایک امریکن اور ایک فرانسیسی جن کے نام علی الترتیب رابرٹ وائٹ ہیڈ، جان ہالینڈ اور موریس لیبوف ہیں کی ان تھک کوششوں کی رہین منت ہے۔ وائٹ ہیڈ نے متحرک تارپیڈو کو مکمل کر کے جنگ کا ایک ایسا بے مثل اسلحہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس نے ایک زبردست آبدوز کشتی کی ضرورت کو اور بھی زیادہ محسوس کرا دیا تاکہ وہ اس تارپیڈو کو لے کر زیر آب حملہ کر سکے۔ ہالینڈ اور لیبوف نے اپنے گمنام پیشروؤں سے فائدہ اٹھا کر ایسے خاکے بنائے جو تمام کے تمام موجودہ زمانے کی آبدوزوں میں موجود ہیں۔

آبدوزوں میں بہت بڑے بڑے حوض بنے ہوتے ہیں۔ جن میں اس قدر پانی بھرا جا سکتا ہے کہ اس کے بوجھ سے آب دوز پانی میں اچھی طرح ڈوب جائے جب یہ حوض پانی سے بھر دیئے جاتے ہیں۔ تو یا کشتی خود بخود پانی کے اندر چلی جاتی ہے۔ یا برقی موٹریں اور متحرک افقی چپو اسے پانی کے اندر دھکیل دیتے ہیں۔ قبل اس کے کہ افقی چپو کام کرنا شروع کریں کشتی کی رفتار کم از کم چار ناٹ (بحری میل) ہونی چاہئے جب کشتی ان چپوؤں کے زیر اثر آ جاتی ہے تو اسے آسانی سے ادھر ادھر چلایا جا سکتا ہے اور حد سلامتی کے اندر انتہائی گہرائی تک ڈبویا جا سکتا ہے۔ یہ حد پانی کے اس دباؤ کو برداشت کرنے کی صلاحیت پر منحصر ہے جو کسی ڈوبی ہوئی شے پر اثر انداز ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ گہرائی جہاں تک آبدوز آج تک پہنچ چکی ہے چار سو فٹ ہے۔ اس گہرائی میں پانی کے دباؤ کو برداشت کرنا ایک نہایت مضبوط اور طاقتور کشتی کا کام ہے۔ اگر کسی وجہ سے آب دوز اس سے زیادہ گہرائی میں پہنچ جائے تو پانی کا دباؤ اسے کچل دے گا اور نہایت افسوسناک نتائج برآمد ہوں گے۔

پانی کی گہرائیوں میں پہنچی ہوئی آب دوز کو سطح پر لانے کے لئے اس کے چپوؤں کو درست زاویہ پر لایا جاتا ہے۔ اس کے بعد کشتی کے پانی میں چلنے والے پنکھوں کے ذریعہ اسے اوپر کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے۔ جب آبدوز سطح کے قریب پہنچ جاتی ہے تو دبائی ہوئی ہوا کے ذریعہ پانی کو اس کے تالابوں سے خارج کر دیا جاتا ہے جس سے وہ ہلکی ہو کر پانی کی سطح پر تیرنے لگ جاتی ہے۔ حوضوں کو پانی سے پاک کرنے اور دوسرے کاموں کے لئے ہوا کو ہزار پاؤنڈ فی مربع انچ کے دباؤ کے ماتحت فولادی سلنڈروں میں بند کیا جاتا ہے۔

سطح سمندر پر آب دوز بھی دوسرے جہازوں کی مانند چلائی جاتی ہے۔ جب آب دوز پانی کے اندر ہوتی ہے تو اس وقت سطح سمندر سے اوپر دیکھنے کا ذریعہ ایک دوربین ہوتی ہے جسے پیری سکوپ کہتے ہیں جس وقت آب دوز زیر آب چلتی ہے پیری سکوپ سطح سمندر سے بلند رہتی ہے اور اس کے ذریعہ ارد گرد کی اشیا کی تصاویر منعکس ہو کر آب دوز کے اندر پہنچ جاتی ہیں جس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ اس آلہ کو تقریباً بیس فٹ تک بلند کیا جا سکتا ہے۔ بالفاظ دیگر جب آبدوز کشتی بیس فٹ سے زیادہ گہرائی میں تیر رہی ہو تو اسے بالکل اندھوں کی طرح اپنا راستہ ٹٹولنا پڑتا ہے کیونکہ اسے گرد و پیش کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے آوازکے اشارات سے کام لیا جاتا ہے لیکن یہ کچھ زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہوئے۔

جب آب دوز پیری سکوپ کی گہرائی پر چلتی ہے تو یہ دوربین نہ صرف اس کے لئے آنکھ کا کام دیتی ہے بلکہ تارپیڈو چلانے کے لئے نشانہ کا ٹھیک فاصلہ بھی اسی کے ذریعہ دریافت کیا جاتا ہے۔ اوسط درجہ کی موجودہ آب دوز میں چھ سے آٹھ تک تارپیڈو نالیاں رکھی ہوتی ہیں۔ آب دوز کی زیر آب رفتار بمشکل دس ناٹ تک پہنچتی ہے اور عام طور پر پیری سکوپ کے ذریعہ کسی آنے والے جہاز کی رفتار اور سمت معلوم کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آب دوز کو کامیابی کے ساتھ تارپیڈو چھوڑنے کے لئے زبردست مہارت اور وسیع تجربہ کی ضرورت ہے۔

(انتخاب)

(بقیہ صفحہ ۲)

اور آپ کی جماعت کی بے مثل قربانیوں کو دیکھ کر مجھے رشک آیا کرتا ہے کہ کاش میں بھی اس سعادت میں حصہ لے سکتا۔ میری ایمانی کمزوری یک کہ دل کا تذبذب دور نہیں ہوتا۔ مگر میں جب دیکھتا ہوں کہ اس وقت اسلام کی خدمت کرنیوالی واحد جماعت لاہور احمدیہ جماعت ہے تو میرے دل میں اس جماعت کیلئے صدق دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے خدا اس جماعت کو جو سعادت تو نے نصیب کی ہے مجھے بھی عطا کر۔ اس واسطے اب میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ اس جماعت کے کاموں میں حصہ لینا میری بد قسمتی اور ایمان کی کمزوری ہے سو میں آج یہ عریضہ لکھ کر آپ سے دست بستہ التماس کرتا ہوں کہ اس خادم کو سلسلہ عالیہ میں شامل کر کے میری بیعت قبول فرمایئے ——— میں یہ دلی خواہش رکھتا ہوں کہ دنیا کے سب مسلمان اگر احمدی ہوں تو اسلام کا بیڑا پار ہو جائے آپ میرے لئے دعا فرمایئے کہ خدا تعالیٰ مجھے ایک سچا خادم دین بنائے اور مجھے [illegible] کی سعادت سے تا عمر بہرہ ور رکھے اور مجھے اسلام کی زیادہ خدمت

(باقی آئندہ)

رفتار زمانہ

اسلامی دنیا

—— ماسکو ۹ ر اکتوبر۔ ترکی وزیر خارجہ سراج اوغلو اور روسی حکام میں گفت وشنید کا سلسلہ منقطع ہے۔ چنانچہ گذشتہ سات دن سے آپ نے موسیو مولوٹوف سے کوئی ملاقات نہیں کی۔

—— لندن ۹ ر اکتوبر۔ فلسطین کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب ممالک متفقہ طور پر اس جنگ میں حکومت برطانیہ کے ساتھ ہیں بڑے بڑے شیوخ سے لیکر معمولی دیہاتیوں تک ہر طبقہ کے عرب برطانیہ سے ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔

—— ایک اور اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کے عرب اور یہودی دونوں جنگ میں برطانیہ کی امداد کے لئے بالکل تیار ہیں عرب اور یہودی لیڈر اپنی اپنی وفاداری کا اعلان کر رہے ہیں۔

—— فلسطین کے طول وعرض میں برطانیہ کے حق میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ نابلس، غزہ، طل کرام اور دوسرے شہروں میں عربوں کے بڑے بڑے جلسے ہوئے جن کے اختتام پر برطانیہ کے حق میں نعرے کئے گئے۔ تمام عرب اخبارات برطانیہ کے حق میں پروپیگنڈا کر رہے ہیں

—— لندن ۸ ر اکتوبر۔ روما کی نشرگاہ نے انقرہ کا ایک اعلان نشر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر روس جنگ میں شریک بھی ہوگیا تو بھی ترکی غیر جانبدار رہے گا۔

—— لندن ۸ ر اکتوبر۔ برلن کی نشرگاہ سے یہ خبر نشر کی گئی تھی کہ فلسطین میں یہودیوں کی ایک فوج تیار کی جارہی ہے جو اعراب فلسطین کے مقابلہ پر صف آرا کی جائے گی۔ لندن کے سرکاری حلقوں نے اس خبر کی پر زور تردید کردی۔

—— حجاز کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جاوا کے حاجیوں کا پہلا قافلہ مکہ معظمہ پہنچ گیا ہے۔ اور قافلے بھی آئیں گے۔

—— حکومت حجاز بھی موجودہ جنگ کے پیش نظر دفاعی تیاریوں میں مصروف ہے وہ عنقریب آلات حرب کے ایک سو کارخانے کھول دیگی۔

—— تازہ مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ سندیکا محکمہ اوقاف مکہ معظمہ میں واٹر ورکس اور برقی قوت کی بہم رسانی کا کام جلد سے جلد پایۂ تکمیل کو پہنچا دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ ذمہ دار اسلامی کمپنیوں کو اس کے ٹھیکے دیئے گئے ہیں۔

—— انگلستان کے حربی کارخانوں میں حکومت ترکی کے جو دس جہاز تعمیر ہو رہے تھے وہ بالکل مکمل ہوگئے ہیں اور عنقریب استانبول پہنچنے والے ہیں۔ جہازوں میں چار آبدوز، چار ریاہ کن اور دو تارپیڈو ہیں

—— یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سمرنا کی بندرگاہ میں روسی جہازوں نے ترکی حکومت کیلئے کثیر مقدار میں جنگی سامان اتارا ہے جس میں نو لاکھ کارتوسوں کے بکس بھی ہیں۔

—— شاہ فاروق والئے مصر کے چچا شریف صبری پاشا آجکل شام کا اس غرض سے دورہ کر رہے ہیں کہ شام کی مختلف سیاسی پارٹیوں کو یکجا اور متحد کیا جاسکے۔

—— مصر کا ایک تجارتی وفد محمد حسن الشامی بے صدر ایوان تجارت اسکندریہ کی رہنمائی میں ممالک شرقیہ کا دورہ کرے گا۔ اس وفد کے دورہ کا مقصد مشرق قریب کے ممالک سے مصر کے معاشی تعلقات کا استحکام ہے۔

—— ترکی نے اپنی محفوظ فوجوں کے سپاہیوں کو اب تک بلایا نہیں لیکن انہیں تیار رہنے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ ترکی وزارت جنگ کے افسر ترکی کی بری، فضائی اور بحری فوجوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔

ہندوستان

—— ملند شہر ۹ ر اکتوبر۔ کل مقامی جیل کے سات سو چالیس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے خاکساروں پر گولی چلادی گئی جس سے ۵ خاکسار شہید اور ۲۰ شدید زخمی ہوئے۔ یہ سب پنجاب اور صوبہ سرحد کے تھے۔

—— حکومت یو۔ پی کے اس شرمناک تشدد کی وجہ سے تمام اسلامی ہندوستان میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ یو۔ پی، پنجاب اور سرحد میں خصوصیت سے اضطراب زیادہ ہے۔ خاکساروں کے جتھے بدستور یو۔ پی کی طرف روانہ ہو رہے ہیں

—— لکھنؤ ۹ ر اکتوبر۔ یو۔ پی مسلم لیگ نے خاکساروں کی امداد کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نے ایک مجلس عمل مقرر کی ہے۔ جو خاکساروں پر سے پابندیاں اٹھانے کے موضوع پر حکومت یو۔ پی سے خط وکتابت کرے گی۔ اگر ۲۰ر اکتوبر تک کوئی فیصلہ نہ ہوسکا تو ۲۲ر اکتوبر سے سول نافرمانی شروع کرنے پر غور کیا جائے گا۔

—— لکھنؤ ۱۰ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت یو۔ پی نے پنڈت نہرو کے ایما پر خاکساروں کا معاملہ طے کرنے کے لئے مسٹر جناح کو دعوت دی ہے۔ اس سے پہلے مسٹر قدوائی قائم مقام وزیر اعظم خاکساروں کے متعلق تمام ریکارڈ مسٹر جناح کی خدمت میں بھیج چکے ہیں۔ کانگرسیوں کی ایک جماعت مسٹر جناح کی مداخلت کے خلاف ہے۔

—— حادثہ ملند شہر کی تحقیقات کے متعلق حکومت یو۔ پی نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کردی ہے۔ ملند شہر جیل کے خاکساروں کو میرٹھ جیل میں بھیج دیا گیا ہے۔

—— ملند شہر کے شہید خاکساروں کی لاشیں لاریوں کے ذریعے ان کے وطنوں میں پہنچادی گئی ہیں۔ ۱۰ر اکتوبر کو یہ لاریاں لاہور سے گذریں۔ اس وقت ہزارہا مسلمان جمع تھے۔

—— نئی دہلی ۱۰ر اکتوبر۔ آج صبح مسٹر سبھاش چندر بوس نے وائسرائے سے پون گھنٹہ تک ملاقات کی۔ آج آپ مسٹر جناح سے بھی ملاقات کرینگے اس کے بعد لکھنؤ روانہ ہوجائیں گے

—— نئی دہلی ۱۰ر اکتوبر۔ اچھوتوں کے لیڈر ڈاکٹر امبیدکار نے آج وائسرائے سے طویل ملاقات کی جس کے دوران میں انہوں نے وائسرائے کو اپنی قوم کے نقطہ نظر سے آگاہ کیا۔

—— نئی دہلی ۱۰ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر گاندھی اس ماہ کے وسط میں پھر دہلی آئیں گے۔ اس وقت کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان گفت وشنید شروع ہوجائے گی۔

—— نئی دہلی۔ آج مسٹر فضل الحق وزیر اعظم بنگال، مرکزی اسمبلی کے یورپین گروپ کے لیڈر مسٹر گریفن اور راجہ غضنفر علی خاں رکن مسلم لیگ پارٹی صوبہ سرحد نے علیحدہ علیحدہ وائسرائے سے ملاقات کی چند دنوں تک . . . . . سر چمن لال سیتلواڈ، سر کاؤس جی جہانگیر، سید عبدالعزیز صدر بہار مسلم لیگ بھی وائسرائے سے تبادلہ افکار کریں گے۔

—— نئی دہلی ۹ ر اکتوبر۔ آج ایوان والیان ریاست کے چانسلر جام صاحب نواں نگر نے وائسرائے سے طویل ملاقات کی۔ وائسرائے نے انہیں ان ملاقاتوں کا حال سنایا۔ جو آپ نے برطانوی ہند کے سیاسی لیڈروں سے گذشتہ چند دنوں میں کی ہیں۔

—— آج وائسرائے نے سر محمد یعقوب۔ نواب محمد اسماعیل صدر یو۔ پی پراونشل مسلم لیگ، مسٹر ساورکر صدر آل انڈیا ہندو مہاسبھا سے بھی ملاقات کی۔

—— امید ہے کہ سر سردار جمعہ کے روز وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔

—— گذشتہ ہفتہ میرٹھ میں شدید ہندو مسلم فساد ہوگیا جو کئی روز جاری رہا۔

ممالک خارجہ

—— پیرس ۷ ر اکتوبر۔ کل ہر ہٹلر نے جرمن رائشٹاغ میں طویل تقریر کی جس میں صلح کی شرائط پیش کرتے ہوئے کہا کہ جرمنی برطانیہ سے دوستانہ تعلقات استوار کرنا چاہتا ہے اور اب وہ نوآبادیات کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا اور آخر میں یہ دھمکی دی کہ اگر جرمنی کی شرائط نہ مانی گئیں تو وہ لڑے گا۔

—— پولینڈ کے بارے میں ہٹلر نے اعلان کیا کہ روس اور جرمنی اس بارہ میں کسی کا دخل گوارا نہیں کریں گے اور پولینڈ میں جو کچھ ہوگا ان دونوں حکومتوں کی مرضی کے مطابق ہوگا۔

—— برطانیہ پر ہٹلر نے پھر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ ہمیشہ جرمنی کے خلاف رہا ہے لیکن جرمنی نے اس کے راستے میں کبھی روڑے نہیں اٹکائے

—— لندن ۹ ر اکتوبر۔ جمعرات کے دن مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم اپنے ہفتہ وار بیان میں ہٹلر کی تقریر کا جواب دیں گے۔ اس غرض سے حکومت برطانیہ، حکومت فرانس اور سلطنت برطانیہ کی نوآبادیوں کے درمیان تبادلہ خیالات ہو رہا ہے۔

—— برطانیہ، فرانس، امریکہ وغیرہ ممالک میں ہر ہٹلر کی شرائط کو بالکل بے معنی اور ناقابل التفات قرار دیا جارہا ہے۔ اٹلی کے اکثر اخبارات کی بھی یہی رائے ہے۔

—— لندن ۱۰ر اکتوبر۔ مختلف قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ہر ہٹلر کی روس دوستی پر اہل جرمن سخت ناراض ہو رہے ہیں۔ ملکہ روس کے ارادوں کے متعلق شکوک وشبہات کی لہر دوڑ گئی ہے۔ عوام کا خیال ہے کہ ہٹلر نے روس کے زبانی جمع خرچ پر مشرقی پولینڈ روس کے حوالے کردیا اور بالٹک کی آزادی ختم کردی ہے۔

—— پیرس ۱۰ر اکتوبر۔ جرمنوں کی سرگرمیاں سار برگ کے جنوب مشرق میں بہت بڑھ گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جرمن اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے بہت کوشاں ہیں لیکن فرانسیسی فوجیں مفتوحہ علاقوں پر مضبوطی سے قابض ہوچکی ہیں۔ جرمنوں کی کوئی پیش نہیں جاتی۔

—— پیرس ۱۰ر اکتوبر۔ جرمنوں کی سرگرمیوں سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ مغربی محاذ پر زبردست حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں

—— فرانس کے فوجی حلقوں کا بیان ہے کہ اول تو جرمنوں کو یہ حملہ بہت جلد میدان چھوڑنا پڑے گا۔ لیکن اگر انہوں نے حملہ کیا تو کوشش بھی کی تو ان کے کم از کم ۵۔ اور دس لاکھ کے درمیان آدمی کام آئیں گے

—— فوجی ماہرین کا خیال ہے کہ جرمن فوجیں لکسمبرگ کی سرحد کے ساتھ یا سوئٹزرلینڈ کی سرحد کے قریب بال کے مقام کے نزدیک حملہ کرسکتی ہیں۔ لیکن ان متوقع حملوں کے مقابلے کیلئے فرانسیسی فوجیں پوری طرح تیار ہیں۔

—— لندن ۹ ر اکتوبر۔ ہر ہٹلر کے حکم پر بالٹک کے ممالک سے جرمن باشندوں کی مراجعت کا سلسلہ تیزی کے ساتھ شروع ہوگیا ہے۔ بیان ہے کہ ہر ہٹلر اب بلقان کے ممالک سے بھی جرمنوں کو واپس بلانا چاہتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں اس نے ممالک بلقان سے خفیہ طور پر گفت وشنید شروع کردی ہے۔ واپس آنیوالے جرمنوں کو مغربی پولینڈ اور چیکوسلواکیہ میں آباد کیا جائے گا۔

—— لندن ۱۰ر اکتوبر۔ سویڈن سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ روس فن لینڈ کی سرحد پر کثیر تعداد میں فوجیں جمع کر رہا ہے جس کی وجہ سے خطرہ ہے کہ فن لینڈ پر حملہ نہ کردے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نیکیوں کی کلید اخلاق فاضلہ ہی ہیں

سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے جس کا کل اسلامی دنیا پر اثر ہے۔ آپ ہی کی غیرت نے پھر دنیا کو زندہ کیا۔ عرب میں زنا، شراب اور جنگجوئی کے سوا کچھ رہا ہی نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا ہمدردی اور خیر خواہی کا نام دلشان تک مٹ چکا تھا اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے۔ بلکہ حقوق اللہ پر اس سے بھی زیادہ تاریکی چھا گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پتھروں، بوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھیں۔ قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پوجا دنیا میں ہو رہی تھی۔ ایسی مکروہ حالت کا نقشہ اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم کے بھیانک اور خوفناک نظارے کو دیکھیگا۔ فالج ایک طرف گرتا ہے۔ مگر یہ فالج ایسا فالج تھا کہ دونوں طرف گرا تھا۔ فساد کامل دنیا میں برپا ہو چکا تھا۔ نہ بحر میں امن و سلامتی تھی نہ بر میں سکون و راحت۔ اب اس تاریکی و ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں آپ نے آکر کیسے کامل طور پر اس میزان کے دونوں پہلو درست فرمائے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اپنے اصلی مرکز پر قائم کر دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی طاقت کا کمال اس وقت ذہن میں آسکتا ہے جبکہ اس زمانہ کی حالت پر نگاہ کی جائے۔ مخالفوں نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو جس قدر تکالیف پہنچائیں اور اس کے بالمقابل آپ نے ایسی حالت میں جبکہ آپ کو پورا اقتدار حاصل تھا ان سے جو کچھ سلوک کیا وہ آپ کے علو شان کو ظاہر کرتا ہے۔ ابوجہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کونسی تکلیف تھی جو آپ کو اور آپ کے جان نثار خادموں کو نہیں دی۔ غریب مسلمانوں اور عورتوں کو اونٹ سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا اور وہ چیری جاتی تھیں محض اس گناہ پر کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی کیوں قائل ہوئیں۔ مگر آپ نے اس کے مقابل پر صبر برداشت سے کام لیا اور جبکہ مکہ فتح ہوا لا تثریب علیکم الیوم کہکر معاف فرمایا۔ یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد
غرض یہ بات ہے کہ اخلاق فاضلہ حاصل کرو کہ نیکیوں کی کلید اخلاق فاضلہ ہی ہیں۔ (الحکم جلد ۴ نمبر ۲۵)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینی میں مصروف ہیں جیسا کہ گذشتہ اشاعت سے احباب کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ حضرت ممدوح ۱۲ اکتوبر کی صبح کو چند روز کے لئے کوئٹہ تشریف لے گئے ۱۳ کو وہاں پہنچے۔ ۱۷ کی شب کو واپس لاہور آگئے۔ اب انشاء اللہ لائلپور میں پھر باہر تشریف لے جانے کا قصد ہے۔

— کوئٹہ سے جناب عبد الرحمن صاحب قوری اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر ۱۳ اکتوبر کو دوپہر کے وقت کوئٹہ پہنچے۔ ڈیڑھ بجے نماز جمعہ پڑھائی جس میں غیر از جماعت اصحاب بھی شریک ہوئے۔ خطبہ جمعہ نہایت پر معارف تھا۔ دوسرے روز ساڑھے چار بجے شام جناب شیخ عبد الرحمان صاحب ڈسٹرکٹ وکیل نے حضرت ممدوح کے اعزاز میں دعوت چائے دی جس میں کوئٹہ کے تمام احباب جماعت مدعو تھے، جماعت کے استحکام و توسیع کے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ چائے نوشی کے بعد نماز عصر پڑھائی۔ ۱۴ اکتوبر کی شام کو بعد نماز مغرب بابو غلام نبی صاحب اہلکار حضرت ممدوح کے دست مبارک پر بیعت کر کے شامل سلسلہ ہوئے اللہ تعالیٰ استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

— لاہور میں ۱۴ اکتوبر (جمعہ) کی شام کو چاند دیکھا گیا۔ ۱۵ (اتوار) کو پہلا روزہ ہوا۔ مرکز میں رمضان کی کیفیت اندرونی مسجد میں ملاحظہ ہو۔

— چودہری عبد الحمید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول لاہور کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، اس خوشی میں انہوں نے مبلغ ۵ روپیہ انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ دعا ہے نومولود کو مسرت کیسا تھ عمر دراز پائے اور خادم دین ہو۔ آمین

امرِ الٰہی کی حفاظت!

اور

بہائی مذہب کی مطابقت

(از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی)

قرآن کریم محفوظ کتاب ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

"ذکر" اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے بہت سے اسماء میں سے ایک ایک اسم ہے جو قرآن مجید کی غرض و غایت پر دلالت کرتے ہوئے اس کے بلند مقام کا بھی پتہ دیتا ہے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے والوں کے دنیا میں قابل یاد ہستیاں بن جانے کی خبر دیتا ہے۔ اور اس ذکر کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کے محافظ ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید سے پہلے جس قدر تعالیم الٰہیہ دنیا میں نازل ہوئیں چونکہ وہ وقتی اور قومی قوانین تھے۔ وہ ایک وقت تک محفوظ ہیں اور بعد ازاں ان میں لفظی و معنوی تحریف نے ایسے طور پر راہ پالی۔ کہ ان کو کل امر اللہ کے مقام سے گرا کر انسانی کلام کی صورت میں بدل ڈالا۔ جیسا کہ انجیل کا حال ہے۔ مسیح کی انجیل تو دنیا سے مفقود ہے لوقا مرقس یوحنا کی سن سنا کر لکھی ہوئی اناجیل اربعہ عیسائیوں کے ہاتھ میں ترجمہ شدہ ہیں۔ اور ان میں بھی آئے دن کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ علیٰ ھذا القیاس دوسری مذہبی کتابوں کا حال بھی تصور کر لیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ صرف اور صرف ایک ہی مذہبی کتاب ہے جس کے اندر اس کی حفاظت کا وعدہ بھی ہے اور خدا کی فعلی شہادت قریباً چودہ سو برس سے اس وعدہ الٰہی کی صداقت پر شہادت دے رہی ہے وکفیٰ باللہ شہیدا۔

قرآن مجید کے مخالفین نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ کہ اتنے لمبے عرصہ سے بلا کسی زیر زبر کی تبدیلی کے اگر کوئی کتاب دنیا میں محفوظ ملتی ہے تو وہ قرآن مجید ہی ہے دوسری مذہبی کتب کے ماننے والے بھی ایسے موجود ہیں جو اپنی کتاب کو محفوظ مانتے ہیں۔ مگر نہ ان کی کتاب مدعی ہے کہ وہ محفوظ رہنے والی کتاب ہے۔ نہ ہی واقعات عالم اس پر شہادت دیتے ہیں یا خدا کا فعل بھی ان کے خلاف شہادت دے رہا ہے اور کون نہیں جانتا کہ حامل قرآن جس کا اپنا نام بھی "ذکر" ہے۔ اس نے بڑے زور سے دعویٰ کیا کہ:۔

قل اللہ شہید بینی و بینکم

اور اللہ کی شہادت جو فعلی رنگ میں دنیا پر آپ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ہونے والی تھی۔ اس کو پہلے ہی اپنی ذات پر گواہ ٹھہرایا اور کہا کہ سنو

واللہ یعصمک من الناس

میرے نازل کرنے والا خدا کہتا ہے کہ میں تجھکو لوگوں سے محفوظ رکھوں گا وہ لاکھ زور لگائیں اور وہ اپنی تمام مادی طاقتوں سے تجھے مٹانا چاہیں لیکن ہم تیری حفاظت کریں گے اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ "امر اللہ" کے لانے والا یا اس کے نزول کا ذریعہ ہی غیر محفوظ ہو۔ تو امر اللہ کی حفاظت ہو ہی نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے امر کے لانیوالوں کے متعلق بھی فرمایا ہے۔

فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا

یعنی خدا اپنے رسولوں کے ارد گرد اپنی حفاظتی چوکی پہرہ کے لئے لگا دیتا ہے تاکہ وہ مرسلان الٰہی خدا کے امر کو لوگوں تک پہنچا سکیں چونکہ میں اس مضمون کو بہائیوں کے مقابل لکھ رہا ہوں اس لئے میں اپنی تائید میں بہاء اللہ صاحب کا بھی ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ سنئے وہ فرماتے ہیں:۔

تعالیٰ ربک الرحمٰن من ان یقوم مع امرہ خلق الاکوان انہ یظہر ما یشاء بسلطانہ و یحفظہ بقبیل من الملائکۃ المقربین" وھو القاہر فوق خلقہ والغالب علیٰ بریتہ انہ ھو العلیم الحکیم"

(لوح سلطان صـ۱۱ باب الحیات)

ترجمہ:۔ تیرا پروردگار رحمٰن اس سے بالاتر ہے کہ خلق عالم اس کے مقابل میں ٹھہر سکے۔ وہ اپنی قدرت و توانائی سے جو کچھ چاہتا ہے ظاہر کر دیتا ہے اور مقرب فرشتوں کی جماعت کو اس کی حفاظت پر مامور فرماتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق پر حکمران اور اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں پر غالب ہے۔ کیا شک ہے وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ امر ہو یا صاحب امر خدا تعالیٰ جسے ظاہر فرماتا ہے اپنے ملائکہ سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ بس جس امر کو خدا تعالیٰ اپنے آسمان قدرت سے لوگوں کی ہدایت کیلئے نازل فرمائے اور فرشتوں کو اس کی حفاظت پر مامور کرے۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ امر غیر محفوظ رہے اور وہ تعلیم الٰہی لوگوں کی شرارتوں سے مٹ جائے۔

بابی کتابوں کا کیا حشر ہوا؟

آؤ اب ذرا دیکھیں کہ بابی نوشتوں کا کیا حشر ہوا اور خود باب کے ساتھ کیا گذری جس کا باعث غالباً باب کا حد سے گزر جانا تھا الیقان میں بہاء اللہ صاحب بحیثیت ایک بابی ہونے کے لکھتے ہیں کہ باب کروڑوں آیات۔ مناجاتوں اور صحیفوں کے ساتھ آیا۔ اور ہنی تو ایک ایک کتاب لیکر آئے۔ باب کو جو کتابیں ملیں ان کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔ (دیکھو ایقان صـ۲۶۵۔۲۶۷)

یہ اندازہ سے باہر کروڑوں کتابیں۔ آیات صحیفے، مناجاتیں کہاں ہیں؟ اس کا جواب بھی بہاء اللہ صاحب ان ہی الفاظ میں دیتے ہیں:۔

"اس جوہر نقا (حضرت باب عز ذکرہ) ..... کے ارسو اسقدر آیات نازل ہوئیں کہ ابھی تک کوئی ان کا اندازہ نہیں لگا سکا چنانچہ بیس مجلد صابدیں اس وقت تک ملی ہیں کتنی ہی ابھی نہیں ملیں اور کتنی ہی لوٹی گئیں اور کتنی ہی مشرکوں کے ہاتھ پڑیں نا معلوم انہوں نے انہیں کیا کیا"۔ (ایقان صـ۲۶۵)

اسی طرح لوح ابن ذئب میں بھی بہاء اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے بعد قتل باب کی بعض کتب کو جمع کرایا اور مرزا یحییٰ کے ان کو سپرد کیا اور ایران میں اشاعت کے لئے کیا۔ مگر وہ ان تمام کو بغداد میں چھوڑ کر موصل بہاء اللہ سے آگے ہی جا پہنچا جس کو بہاء اللہ کو بہت صدمہ ہوا کہ اتنی محنت کے بعد مرزا یحییٰ آثار کو چھوڑ کر چلا آیا بہت مدت تک یہ غم شامل حال رہا۔ یہاں تک کہ کسی تدبیر سے ان کتابوں کو کسی ایسے مقام میں پہنچا دیا جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا (دیکھو لوح ابن ذئب صـ۱۱۲)

اس کے بعد ان کتابوں کا کیا حشر ہوا؟ کچھ علم نہیں۔ بہاء اللہ صاحب نے تو بتایا نہیں کسی بابی کو علم ہو یہ ممکن نہیں کیونکہ خدا کے سوا اس کا کسی کو پتہ نہیں۔

"البیان"

باب کی سب سے بڑی اور بہائیوں میں مشہور کتاب "البیان" ہے۔ باب نے اس کتاب کو انیس واحدوں میں لکھنے کا وعدہ کیا۔ لیکن ابھی دس واحد تک لکھنے پائے تھے کہ باب صاحب کو حکومت ایران نے بندوق کا نشانہ بنا کر ختم کر دیا۔ یہ تو صاحب امر کا حشر ہے اور امر کا حشر یہ ہوا کہ وہ نامکمل کتاب بہاء اللہ صاحب نے "ایقان" کے ذریعہ مکمل کی اور "ایقان" کو بہائی "تتمہ البیان" کہتے ہیں مگر یہ بھی فضول بات ہے۔ مسٹر براؤن جو اس مذہب کے بہت بڑے ماہر ہیں وہ شہادت دیتے ہیں کہ "البیان" نامکمل رہی۔ بعد ازاں یہ کام مرزا یحییٰ کا بحیثیت وصی باب ہونے کے تھا کہ وہ اس نامکمل کتاب کو مکمل کرتا اور یہی وجہ ہے کہ جب آثار جمع کرنے کا سوال ہوا تو مرزا یحییٰ سب سے اول یہ کام کرنے والے قرار پاتے ہیں (دیکھو لوح ابن ذئب صـ۱۱۲) مگر خدا کی شان ہے کہ وہ کتاب اب بھی کس مپرسی کی حالت میں ہے کہ نہ مکمل ملتی ہے اور نہ نامکمل۔ سنا ہے کہ اب امریکن بہائی اس منسوخ شدہ کتاب کو چھاپنے کی فکر میں ہیں لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ جب ایک کتاب اپنے دور میں ہی مفقود رہی تو اب منسوخ ہو جانے کے بعد اس کا باہر نکل آنا فضول کام ہے اور اس سے یہ لازم کہ کتاب "بیان" کو خدا نے اپنے فعل سے مٹا دیا اور اس کی کوئی حفاظت نہ کی گئی۔ حتیٰ کہ بہاء اللہ خود معترف ہے کہ جب میں اہل بیان پر حجت کرتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ:۔

"یہ حضرات بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ بیان وہ بیان نہیں ہے"۔ (لوح ابن ذئب صـ۱۱۵)

جس سے صاف ظاہر ہے کہ بیان جسے بہاء اللہ نے لکھوایا بابی اسے البیان ہی تسلیم نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مرزا یحییٰ تمام عمر بہاء اللہ کا دشمن رہا۔ اور بہائیوں نے مرزا یحییٰ کے بڑے بڑے لائق ساتھی بابی قتل کر کے ہی ان سے نجات حاصل کی۔

ہمارا چیلنج

ہم تمام دنیا کے بابیوں اور بہائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کروڑوں آیات اور صحف بابیہ میں سے دس لاکھ آیات ہی ہمیں دکھا دیں اور اگر نہ دکھا سکیں اور وہ کبھی نہ دکھا سکیں گے تو سمجھ لیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کی آیات کو مٹا دیا اور باب کو قتل کرا کر اس کے ادعاء باطل کا اظہار کر دیا۔

ابن عربی اور انقطاعِ نبوت
ایک فیصلہ کن تبصرہ

(از جناب سید اختر حسین صاحب صابی۔ اے مولوی فاضل)

ابن عربی کی جولانیٔ فکر

جس طرز فکر کی تاسیس ابن عربی نے ساتویں صدی ہجری میں کی، وہ تھی ہی کچھ اس نوعیت کی کہ ان کے معتقدین اور مخالفین دونوں ان کا مسلک سمجھنے میں غلط فہمیوں کا شکار ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک گروہ تو وہ ہے جو ان کے اقوال کو شریعت کے خلاف قرار دے کر ان کو اسلام سے خارج قرار دیتا ہے۔ دوسرے وہ معتقدین جو جب ماننے پر آتے ہیں تو غلو کو اپنی انتہائی صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ایک طبقہ علماء کا وہ بھی ہے جنہوں نے اعتدال سے ان کے مسلک پر تدبر کیا اور عالم اسلامی کے اس (Genius) کو بحیثیت ایک انسان دیکھنے کی کوشش کی جا سکے فکر کی پرواز میں جہاں بڑے بڑے حقائق زندگی کو آشکار کرتا ہے۔ وہاں خطا و نسیان سے بھی بری نہیں ہے اور اس اصول کو مدنظر رکھ کر غور کرنے سے ہم ابن عربی یا کسی اور متصوف کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔ ابن عربی کی جولانیٔ طبع کو بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو اس کی حقیقت سے

گاہ میری نگاہ تیز چیر گئی دل وجود
گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں

ہی معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ قطعاً نامناسب ہو کہ ابن عربی کے اقوال کو پیش کرتے وقت یہ سمجھ لیا جائے کہ ان سے کسی امر کی تفہیم میں غلطی کا امکان ہی نہیں۔ بسا اوقات تو ایسا ہوا ہے کہ ابن عربی بعض مقامات کی ایسی حقیقت بیان کرتے ہیں کہ باوجود تمام کوششوں کے ان کے معتقدین اس کی تشریح کرنے سے ناکام رہے ہیں۔ اور اگر ابن عربی کی حیثیت نبی اور رسول کی نہیں ہے تو لازماً ہمیں ان کے باطنی واردات کے لئے قرآن مجید اور حدیث کو معیار رکھنا پڑے گا اور ان کی وہ تاویل و تشریح کرنی پڑے گی جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ایک مقام پر ابن عربی یہاں تک فرما دیتے ہیں کہ:۔

فیحمدنی واحمدہٗ ویعبدنی واعبدہٗ

خدا میری حمد کرتا ہے اور میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ وہ میری عبادت کرتا ہے اور میں اس کی عبادت کرتا ہوں۔ عبدالوہاب احمد الشعرانی نے انتہائی کوشش کی کہ اس قول کو یا اس قسم کے دیگر اقوال کو شریعت کے مطابق کر دکھائیں۔ لیکن وہ ناکام رہے ہیں[2] جس کا اعتراف بھی انہوں نے کسی قدر کیا ہے تو مطلب یہ ہے کہ ہم ابن عربی کو بحیثیت ایک نبی کے نہیں دیکھتے۔ بلکہ ایک صوفی کی حیثیت سے یا زیادہ سے زیادہ ایک مجتہد کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔

ختم نبوت پر ایمان

میرا ذاتی خیال ابن عربی کے متعلق یہ ہے کہ گو انہوں نے کئی ایک امور میں غلطیاں کھائیں۔ مگر جہاں تک "انقطاع نبوت" کے عقیدہ کا تعلق ہے۔ ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی اور وہ ایک مسلمان کی طرح اس امر کے قائل تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں ——— انہوں نے جو اصطلاحات نبوت عامہ وغیرہ کی وضع کی ہیں۔ ان سے مراد فی الحقیقت نبوت نہ تھی اور ابن عربی کو ہی دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے "نبی" کا لفظ اسی مفہوم کو مدنظر رکھ کر استعمال کر دیا ہو تو یہ ایسا امر نہیں جو مسلمانوں میں پہلے موجود نہ ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ لفظ نبی کے استعمال پر جب اعتراض ہوتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ امر صوفیہ کرام کے نزدیک مسلّم ہے۔

شعرانی نے "الیواقیت" اسی مقصد کیلئے لکھی تھی کہ ابن عربی پر جو جو اعتراضات ہوئے ہیں ان کا جواب دیا جائے۔ چنانچہ وہ شروع میں ہی ابن عربی کے عقائد اسلامی درج کرتے ہیں جن میں سے ایک فقرہ یہ ہے:۔

واثبت رسالۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ محمد رسول اللہ واثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰخر الانبیاء بعثاً بقولہ تعالیٰ وخاتم النبیین۔

(الیواقیت جزو اول صفحہ ۲۲)

کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو "محمد رسول اللہ" کے الفاظ سے ثابت کیا، اور آپ کا بحیثیت آخر الانبیاء مبعوث ہونا "خاتم النبیین" کے الفاظ سے۔

ابن عربی کی اصطلاحات

اصحاب قادیان نے ابن عربی کے اقوال پیش کرنے میں ایک مغالطہ یہ کھایا ہے کہ وہ اصطلاحات تو ابن عربی کی استعمال کرتے ہیں مگر ان کے معنی اپنی طرف سے کرتے ہیں۔ ابن عربی نے واقعی یہ کہا ہے کہ "نبوت عامہ" جاری ہے۔ لیکن کاش کہ یہ بھی سوچا جاتا کہ نبوت عامہ کی تشریح ابن عربی کیا فرماتے ہیں۔ اگر واقعی ابن عربی اجراء نبوت کے قائل ہوں۔ تو ہمیں یہ ضرورت نہیں کہ ان کو ختم نبوت کا قائل ثابت کریں۔ کیونکہ ان کا اجراء نبوت کا قائل ہو جانا ہمارے نزدیک مسئلہ ختم نبوت کی قطعیت میں کسی قسم کا فرق پیدا نہیں کرتا جیسا کہ مضمون کی گذشتہ قسط میں واضح ہو چکا ہے۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس الزام کا دفعیہ ہو جائے۔ جو ابن عربی جیسے عظیم الشان صوفی پر عائد کیا جا رہا ہے کہ وہ اجراء نبوت کے قائل تھے۔

اسلام میں نبوت کیا ہے

ابن عربی نبوت کی تعریف کرتے ہوئے شریعت اسلامی کی حدود سے کبھی تجاوز نہیں کرتے۔ بلکہ انہوں نے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ:۔

لا یطلق اسم النبوۃ ولا النبی الا علی المشرع خاصۃ[1]

کہ از روئے اسلام نبوت یا نبی کا اسم صرف صاحب شرع پر استعمال ہو سکتا ہے۔ گویا انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ "غیر شرعی نبوت" اسلام میں کوئی چیز نہیں۔

پھر جہاں محدثین اور انبیاء کا فرق بیان کرنا چاہتے ہیں تو لکھتے ہیں۔

السوال ما الفرق بین النبیین والمحدثین
الجواب۔ التکلیف۔ فان النبوۃ لابد فیہا من علم التکلیف ولا تکلیف فی حدیث المحدثین جملۃً واحداً۔[2]

سوال۔ انبیاء اور محدثین میں کیا فرق ہے۔
جواب۔ تکالیف شرعی۔ کیونکہ نبوت میں لازماً تکالیف شرعی کا علم ہوتا ہے۔ مگر محدثین کے کلام میں قطعاً تکالیف شرعی نہیں ہوتیں۔

غرضیکہ ابن عربی کے نزدیک یہ لابدی امر ہے کہ نبی شریعت یا احکام جدیدہ لائے۔

یہاں ابن عربی اور اصحاب قادیان میں ایک بنیادی اختلاف قائم ہے۔ کیونکہ موخر الذکر اصحاب کے نزدیک نبوت کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں بلکہ محض مبشرات یا الہامات وکشوف کسی کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ابن عربی جب کہتے ہیں کہ "شریعت منقطع ہو گئی"۔ تو ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب کسی نبی کی ضرورت نہیں"۔ مگر قادیانی اصحاب ابن عربی کا یہ قول نقل کرتے وقت یہ نتیجہ نکالنے کے درپے ہو جاتے ہیں کہ نبوت تشریعی تو منقطع ہو گئی۔ لیکن ایک غیر شرعی "حقیقی نبوت" اب تک بدستور باقی ہے جس کا منکر اسلام سے خارج۔ حالانکہ ابن عربی کے نزدیک اس قسم کی کسی نبوت کا استثناء موجود نہیں۔

اصحاب قادیان کا مغالطہ

اصحاب قادیان کی طرف سے جس قدر حوالجات ابن عربی کے کلام سے پیش ہوتے ہیں۔ ان میں بعید یہ احتیاطی برتی گئی ہے اور سیاق و سباق کو ہمیشہ قطع و برید کا نشانہ بنایا گیا ہے عموماً متفرق مقامات سے ابن عربی کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ

"فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ ولھذا قلنا انما ارتفعت نبوۃ التشریع"

ذیل میں یہ حوالہ سیاق و سباق کے ساتھ درج کیا جاتا ہے

قالت عائشۃ اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا۔ فکان لا یری رؤیا الا خرجت مثل فلق الصبح وھی التی ابقی اللہ تعالیٰ علی المسلمین وھی من اجزاء النبوۃ فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ ولھذا قلنا انما ارتفع نبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدی ولکن الذی حفظ القرآن فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ۔ فقد قامت بہ النبوۃ بلا شک

(فتوحات جزو ثانی صفحہ ۵۸)

---

[1] الفتوحات المکیہ مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر جزو ثانی صفحہ ۲۴
[2] فتوحات جلد ۲ صفحہ ۶

[1] ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبد اللہ الحاتمی الطائی۔ آپ ۵۶۰ھ میں مشرقی ہسپانیہ کے مشہور شہر مرسیہ (Murcia) میں پیدا ہوئے اور آپ کا انتقال ۶۳۸ھ میں دمشق میں ہوا۔

[2] الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر طبع ثانی مطبوعہ طبع ازہریہ مصر ۱۳۲۱ھ جلد اول صفحہ ۱۲۔

حضرت مرزا صاحب کے باطنی واردات پر اعتراض کرنے والے اصحاب ابن عربی کے اس قول پر توجہ فرمائیں۔ مجھے یقین ہے کہ جدید نفسیات کے علماء نے متصوفین کے الہامات و کشوف پر بحیثیت مجموعی غور کرنے کے بعد ایک تحقیقی مقالہ (Thesis) لکھا اس دن اس تمام شور و غوغا کا خاتمہ ہو جائے گا جو حضرت مسیح موعود کے الہامات و کشوف پر برپا کیا گیا ہے۔ لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ تحقیق خالصۃً علمی حیثیت سے ہو۔ اور اس سلسلہ میں صرف مغربی مصنفین مثلاً ولیم جیمز کی کتاب Varieties of Religious Experience وغیرہ کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ بلکہ ابن خلدون کے مایہ ناز مقدمہ سے بھی رہنمائی حاصل کی جائے۔ کیونکہ مشرق کے اس جلیل القدر فرزند کی تحقیق ہر لحاظ سے ارفع و اعلیٰ ہے ——— راقم

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں سب سے پہلے جس وحی کی ابتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہوئی وہ رویا تھی۔ آپ جو بھی رویا دیکھتے۔ وہ صبح صادق کی طرح پوری ہو جاتی۔ یہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے باقی رکھی ہے اور یہ اجزاء نبوت میں سے ہے۔ گویا نبوت کلی طور منقطع نہیں ہوئی۔ اسی لئے ہم نے کہا تھا کہ تشریعی نبوت منقطع ہو گئی ہے یہی معنی "لا نبی بعدی" کے ہیں۔ اور ایسے ہی اس حدیث کے کہ جو قرآن کو حفظ کرتا ہے۔ اس کے دونوں پہلوؤں میں نبوت داخل کر دی جاتی ہے کیونکہ اس میں نبوت بے شک موجود ہو جاتی ہے۔"

قادیان ہی کوئی ایک کتاب یا رسالہ آج تک ایسا نہیں نکلا جس میں اس حوالہ کو پورے طور پر درج کر دیا گیا ہو۔ مگر اس کو پڑھکر ہر شخص محسوس کریگا۔ کہ ابن عربی جس نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔ وہ فی الحقیقت نبوت نہیں۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ہر شخص جو رویائے صالحہ پاتا ہے یا قرآن مجید کو حفظ کر چکا ہے۔ وہ اس قسم نبوت کا حامل ہے اس کا نام وہ نبوت عامہ بھی رکھتے ہیں اور نبوت ولایت بھی۔ جو ہر زمانہ میں افراد امت کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔

تمام اکابر انبیاء و نبوت عامہ

چنانچہ ایک باب شروع کرتے وقت فرماتے ہیں۔

ویتضمن المسائل التی لا یعلمها الا الاکابر من عباد اللہ الذین هم فی زمانهم بمنزلة الانبیاء فی زمان النبوة و هی النبوة العامة (فتوحات جزو ثانی صفحہ ۳)

کہ یہ باب ان مسائل پر مشتمل ہے جنہیں سوائے اکابر کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جو اپنے عہد میں بمنزلہ انبیاء ہوتے ہیں۔ اور یہ نبوت عامہ ہے۔

گویا ان مسائل پر صرف ان لوگوں کو اطلاع ملتی ہے جو نبوت عامہ کی صفت سے متصف ہوتے ہیں۔ اور خود ابن عربی کو بھی اطلاع ملی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے لوگ امت میں ہوتے رہتے ہیں۔ جو نبوت عامہ کی صفت سے متصف تھے اور خود ابن عربی ان میں سے ایک ہیں۔ سو اگر اس "نبوت عامہ" کے اجرا سے وہ نبوت مراد لینا ہو جو قادیانی ذہن میں ہے تو اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

نبوت عامہ ولایت کا دوسرا نام ہے

اس سے زیادہ ابن عربی یہ بھی فرماتے ہیں کہ:۔

فالولایة نبوة عامة و النبوة التی بها التشریع نبوة خاصة (فتوحات جزو ثانی صفحہ ۲۴) ولایت نبوت عامہ ہے ـــ اور جس نبوت کے ساتھ تشریع ہے وہ نبوت خاصہ ہے۔

یہ نبوت کائنات کے ذرہ ذرہ میں جاری ہے

پھر لفظ نبوت کا اس قدر آزادانہ استعمال ہو کہ فرماتے ہیں:۔

"وهذه النبوة ساریة فی الحیوان مثل قوله و اوحی ربك الی النحل وکلهم یعلم ذالك المشاهدة ممن علمه اللّٰه منطق الحیوانات وتسبیح النبات والجماد علم صلاة کل واحد من المخلوقات وتسبیحه علم ان النبوة ساریة فی کل موجود یعلم ذالك اهل الکشف والوجود لکنه لا ینطلق عن ذالك اسم نبی ولا رسول علی واحد منهم (فتوحات جزو ثانی صفحہ ۲۵۴)

کہ یہ نبوت حیوانات میں بھی جاری ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "واوحی ربك الی النحل" اور سب حیوانات کی یہی حالت ہو۔ سو جسے اللہ تعالیٰ حیوانات کی بولیوں کا علم دے اور نباتات اور جمادات کی تسبیح کا فہم دے۔ وہ ان میں سے ہر چیز کی دعائیں کو سنے گا اور معلوم کر لیگا کہ نبوت تمام موجودات میں جاری ہے۔ اس امر کو اہل کشف و وجود جانتے ہیں مگر اس بنا پر ان میں سے کسی پر نبی یا رسول کا اسم ان میں سے کسی پر اطلاق نہیں پاتا۔"

ابن عربی کے اس قول کی تصدیق علم الحیات (Biology) میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس مقام پر اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے ابن عربی پر عقیدہ تسلسل نبوت کا معتقد ہونے کا الزام کس قدر بے بنیاد ہے کیونکہ وہ شہد کی مکھی کی تحریک طبعی کو بھی اپنی اصطلاح میں "نبوت" کر دیتے ہیں۔ سو اگر اصحاب قادیان اس نوع کی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ تو ان پر بھی ابن عربی کی طرح کوئی الزام نہیں عائد ہو سکتا۔ البتہ مشکل یہ پڑے گی کہ نہ تو شہد کی مکھی نے اور نہ کبھی جمادات و نباتات نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہیں اور نہ کسی پر فتویٰ لگایا۔ اسی طرح ابن عربی جن اکابر کو اپنے زمانہ کے نبی قرار دیتے ہیں اور جن میں "نبوت عامہ" کی تمام صفات پائے جانے کا ذکر فرماتے ہیں۔ انہوں نے بھی کبھی اپنی ذات کی طرف لوگوں کو انبیاء کی طرح دعوت نہیں دی اور نہ کسی شخص کو جو ان کا منکر ہو۔ اسلام سے خارج کیا۔ بلکہ باوجود اس کے کہ ان سب علوم کو ظاہر کر دیا اور ان کی تفصیلات کو بیان کرنے والے ابن عربی ہیں جو خود اس وصف سے متصف ہیں۔ مگر ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے منکرین کو بھی اسلام سے خارج نہیں قرار دیتے۔

کیا قیامت کے بعد بھی نبوت جاری رہیگی؟

اصحاب قادیان سے اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا یہ "تسلسل نبوت" بعد از قیامت بھی جاری رہیگا تو وہ یقیناً یہی جواب دیں گے کہ اس کا تعلق صرف اس دنیا کے ساتھ ہے جو دار العمل ہے۔ اگر عقبیٰ میں بھی انبیاء کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو اس کا جاری ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ لیکن ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ نبوت قیامت میں بھی جاری رہے گی۔

ولکن الذی تنقطع فی الآخرة لعد دخول الجنة والنار نبوة التشریع لا النبوة العامة

(فتوحات جزو ثانی صفحہ ۷۵)

یعنی جنت اور جہنم میں داخل ہونے کے بعد نبوت تشریع تو لازماً بند ہو گی۔ مگر نبوت عامہ جاری رہیگی۔

اب صرف مجتہدین کی ضرورت ہو

ان تمام تصریحات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ابن عربی کا کیا مسلک تھا۔ لیکن ابن عربی اس امر پر بھی قلم اٹھاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہدایت کا طریق کیا ہو گا۔ چنانچہ ان کا خیال ہو کہ اب انبیاء کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مجتہدین کے ذریعہ دینی مسائل کا فیصلہ ہوتا رہیگا

قال صلی اللّٰه علیہ وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت وما انقطعت الا من وجه خاص انقطع منها مسمی النبی والرسول ولذالك قال فلا رسول بعدی ولا نبی ثم ابقی منها المبشرات وابقی منها حکم المجتهدین وازال عنهم الاسم (فتوحات جزو ثانی صفحہ ۲۵۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی اور یہ منقطع بھی خاص نوع سے ہوئی ہو اس میں سے نبی اور رسول کے نام سے پکارے جانے والے ختم ہو گئے جبھی حضور نے فرمایا "فلا رسول بعدی ولا نبی" باقی جو کچھ رہا ہے وہ مبشرات ہیں اور مجتہدین کا حکم ہے اور ان سے "نبی" کا نام زائل کر دیا گیا۔"

نبی کا نام زائل ہو چکا ہے

اسی طرح . . . ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

ولذالك زال اسم النبی بعد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم (فتوحات جزو ثانی صفحہ ۵۸)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ کے لئے نبی کا نام زائل ہو چکا ہے۔

نماز تراویح

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن

رمضان شریف کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے جو اللہ سبحانہ نے اس آیہ شریفہ میں بیان فرمائی ہے کہ رمضان وہ عظیم الشان مہینہ ہو جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام نعمتوں میں سے جو اس نے بنی نوع انسان کو عطا فرمائی ہیں قرآن حکیم کو سب سے بڑی نعمت قرار دیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ برکت کے معنی الخیر الکثیر (بہت بڑی بھلائی) کے ہیں۔ یعنی بہت بڑی بھلائی اور خیر والی وہ ذات ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان حمید کو اتارا تاکہ دنیا کی قوموں کو ڈرائے۔ وہ ذات بہت بڑی بھلائی والی ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے قرآن مجید جیسی کتاب دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجی۔ جس پر عمل کرنا آدمی تمام قسم کی بھلائیوں کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔ پھر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے انا انزلناه فی لیلة القدر یعنی اس قرآن مجید کو ہم نے بڑی عزت والی رات میں اتارا ہے۔ جس کے متعلق احادیث صحیحہ میں صاف طور پر آتا ہے کہ یہ رات مبارک رمضان شریف کی راتوں میں سے ایک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے فضائل میں سے ایک یہ بھی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ اس ماہ میں حضرت جبرائیل کثرت کے ساتھ میرے پر اترتا ہے اور اسی ماہ میں وہ میرے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتا ہے۔ حضرت نے رمضان شریف میں قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے سننے کو بہت بڑے ثواب کا موجب قرار دیا ہے۔ فرمایا ہے۔ من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه۔ یعنی جو شخص رمضان شریف کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کی رضا کو چاہتے ہوئے نماز تراویح پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گزشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ سو رمضان شریف میں جو حضرات پچھلی رات کو نماز تہجد کے لئے نہیں اٹھ سکتے۔ ان کے لئے نماز تراویح ضروری ہے۔ سال گذشتہ کی طرح امسال بھی انجمن نے حافظ کا انتظام کیا ہے۔ حافظ صاحب موصوف بہت اچھے عالم اور مسائل صوم و صلوٰۃ سے کما حقہ واقف ہیں۔ جماعت لاہور کے جمیع احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس کار خیر میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں اور مسجد کو رونق بخشیں۔

(احمد یار۔ ایم۔ اے)

اب اصحاب قادیان کیلئے یہ غور کا مقام ہے۔ کہ اگر واقعی ابن عربی اجراء نبوت کے قائل ہوتے۔ تو کیوں نبی کے نام سے موسوم ہونے کو ناجائز قرار دیتے۔ کیونکہ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت میں بلحاظ "نفس نبوت" کوئی فرق نہیں!

ماحصل

ہر کیف ابن عربی نے جو بھی اصطلاحات وضع کیں۔ مگر وہ ختم نبوت کے منکر نہیں ہوئے اور انہوں نے قرآن سنت اور امت کے اجماع کو نہیں چھوڑا۔ برخلاف ازیں جناب میرزا محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کے ہمخیال اصطلاحات تو ابن عربی کی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جو نتیجہ ان سے نکالتے ہیں وہ نہ تو ابن عربی کی تصریحات کے مطابق ہوا ہے نہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق ہے۔

روزہ تمام مذہبی نظامات کا جزو ہے
لیکن
اسلام نے روزہ کے مفہوم کو بدل ڈالا

دنیا کے تمام مذہبی نظامات میں روزہ بحیثیت ایک مذہبی پابندی کے پایا جاتا ہے۔ ایک مغربی فاضل لکھتا ہے کہ "روزہ کے مقاصد اور انداز رمز و یوم کے لحاظ سے مختلف ہیں لیکن کسی ایسے مذہب و ملت کا نام لینا بہت مشکل ہے جس میں کسی نہ کسی رنگ میں اس کا اعتراف اور اقرار موجود نہ ہو"۔ کنفیوشزم اور زرتشتیوں کو اس سے مستثنیٰ خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن موخر الذکر میں بھی کم از کم پادریوں اور مذہبی رہنماؤں کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ دور حاضر میں گو عیسائی روزہ کو زیادہ اہمیت نہ دیں لیکن اس میں مطلق شک نہیں کہ حضرت مسیحؑ روزہ کو نہایت ضروری سمجھتے تھے انہوں نے خود چالیس دن کا روزہ رکھا اور اپنے شاگردوں کو روزہ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ انجیل مقدس میں ایک جگہ ان کا ارشاد موجود ہے۔ "اس کے علاوہ جب تم روزہ رکھو تو منافقت کے ساتھ چہرہ کو مغموم مت بناؤ۔ ۔ ۔ ۔ جب تم روزہ رکھو تو سر کو تیل لگاؤ اور چہرہ کو دھو کر صاف کرو"۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اس حکم کے بموجب ابتدا میں عیسائی لوگ نہایت اہتمام سے روزہ رکھا کرتے تھے۔ پہلے عیسائیوں کے ذکر کو تو رہنے دیجئے سینٹ پال جو موجودہ عیسائیت کا بانی ہے اس نے روزہ رکھا ہے۔

اسلام کے علاوہ تمام اقوام ممیزہ میں روزہ کو غم۔ دکھ اور مصیبت کے اظہار کا طریقہ خیال کیا جاتا تھا۔ یہودی خاص طور پر اس اظہار کیلئے روزہ رکھتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت داؤدؑ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے ننھے بچے کی بیماری کے دوران میں سات دن کا روزہ رکھا۔ چنانچہ پہلے سامی میں روزہ کو ماتمی نشان بنایا گیا ہے غالباً روزہ کو غم و اندوہ کے اظہار کا ذریعہ سمجھنا اس لئے تھا کیونکہ روزہ کو خود اذیتی کے مترادف سمجھا جاتا تھا اس لئے لوگ خیال کرتے تھے کہ اپنے آپ کو دکھ دینے سے خداوندان قضا و قدر خوش ہو جاتے ہیں اور انسان کی مصائب کو کم کر دیتے ہیں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چالیس روزے ایسے ہیں جنکی نوعیت پہلوں سے مختلف ہے جو محض خداوند تعالیٰ کی وحی حاصل کرنے سے پہلے تیاری کے طور پر رکھے گئے اور جن کی بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیروی کی۔ عیسائیت نے کوئی جدید معنی روزہ کے مفہوم میں پیدا نہیں کئے۔ اور حضرت مسیح کے وہ الفاظ جن کا مطلب یہ ہے کہ ان کے شاگرد ان کے رفع کے بعد روزے رکھیں صرف روزہ کا اسرائیلی تصور ہے جس کا قومی ماتم اور آشوب سے تعلق ہے۔

لیکن اسلام نے روزہ کا مفہوم بالکل بدل ڈالا۔ اسلام کے ہاں روزہ ایک اپنی مرضی سے اختیار کی ہوئی اذیت نہیں۔ ایک ایسی قربانی نہیں جو کسی مغلوب الغضب دیوتا کو خوش کرنے کیلئے کی گئی ہو۔ بلکہ ایک عبادت ہے جس سے انسان کے روحانی قوا کی تربیت کا کام لیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید میں ایسے روزوں کا بھی ذکر ہے جنہیں ہم مکافات کے ضمن میں لا سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اگر خدا تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے تو اسے مکافات کے طور پر چند روزے رکھنا ہوں گے۔ لیکن ان کو بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو مقصد تادیب نفس ہے۔ لیکن وہ روزے جو مسلمانوں پر فرض کئے گئے ہیں۔ ان کی نوعیت بالکل مختلف ہے ان کی حیثیت ایک اخلاقی ادارے کی ہے۔ وہ صرف اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا روحانی اخلاق اور جسمانی انضباط اور تزکیہ عمل میں لایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی ارکان کے اندر روزہ کی حیثیت ایک مستقل عبادت کی حیثیت ہے اور اگر اسلام میں بھی روزے محض ایک تادیبی سزا اور تنبیہ کیلئے ہوتے تو انہیں ایک مستقل عبادت کی شکل نہ دی جاتی۔ روزہ اسلام میں صرف تقویٰ پیدا کرنے کیلئے ہیں۔ اور تقویٰ کے معنی بدی سے حفاظت اور اجتناب کے ہیں۔ یعنی انسان روحانی اور اخلاقی لحاظ سے یہاں تک بلند ہو کہ اسے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ سورہ توبہ اور سورہ التحریم میں روزہ رکھنے والوں کو السائحون کے نام سے یاد کیا گیا ہے جو کہ سائح سے عبارت ہے جس کے معنی سفر کرنے کے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ روزہ دار ایک روحانی راہ رو ہے یعنی ایک ایسا مسافر ہے جو روحانی منازل کو نہایت ہمت اور استقلال کے ساتھ طے کر رہا ہے۔ رمضان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید خدا تعالیٰ کے قرب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ کے رکوع ۲۳ میں رمضان کے متعلق احکامات دیتے ہوئے ارشاد ہوا ہے۔

واذا سألك عبادي عني فاني قريب۔ اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق دریافت کریں تو بے شک میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں۔ پس چاہئے کہ وہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہئے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

اس کے علاوہ حدیث شریف میں بھی اس امر پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے کہ روزہ محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنے کے لئے رکھنا چاہئے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد نبوی ہے:۔

"کہ جو کوئی رمضان کے مہینہ میں روزہ رکھتا ہے وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میری خوشنودی حاصل کرتا ہے"

اور آخر خدا اور خدا کے رسول کی خوشنودی اور قرب کیوں حاصل نہ کرے جبکہ ایک انسان اپنے گھر میں دنیا کی تمام نعمتوں کو رکھتے ہوئے صرف اس لئے ایک لمبے وقفہ کے لئے ان کے استعمال سے رکا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ ارشاد خداوندی ہے۔ ورنہ گھر کی تنہائیوں میں وہ جب چاہے اپنی پیاس اور بھوک کم کر سکتا ہے مگر صرف ایک خیال اسے ایسا کرنے سے روک دیتا ہے اور وہ خیال خدا تعالیٰ کی موجودگی کا ہے۔ یعنی وہ خیال کرتا ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے اور اس کی انسان کے ہر فعل پر نگاہ ہے اس لئے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی سے اجتناب کرتا ہے۔ یعنی اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی موجودگی کا خیال اتنا قوی ہے کہ وہ ہر آن اور ہر لحظہ اس بلند و برتر ہستی کو اپنے قریب پاتا ہے اور جوں جوں رمضان کے دن گذرتے ہیں۔ یہ خیال ایمان میں بدل کر محکم ہو جاتا ہے۔ اتنا محکم کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے متزلزل نہیں کر سکتی یعنی مسلمان روزمرہ کی ارضی زندگی کے بطن سے ایک نہایت شاندار روحانی زندگی پیدا کر لیتا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کا نہیں رہتا۔ دنیوی نعمتوں کا مالک ہوتے ہوئے جب چاہے اپنے خدا اور رسول کیلئے ان سے مجتنب ہو سکتا ہے۔

دوسری غرض جو روزہ میں مضمر کی گئی ہے وہ جسمانی انضباط ہے یعنی انسان کو روزہ سے صعوبت کشی کا سبق دیا گیا ہے۔ یہ دنیا پھولوں کی سیج نہیں۔ بلکہ ایک جہد للبقا کا میدان ہے اس میں وہی زندہ ہے جو مجاہد ہے جو بھوک اور پیاس کو برداشت کر سکتا ہے۔ جو تکالیف اور مصائب کو دعوت مقابلہ دے سکتا ہے۔ یہ تیس روزے انسان کے اندر نہایت درجہ کی قوت برداشت پیدا کر دیتے ہیں۔ ہر اس چیز کے استعمال سے رک جانا جو انسان کی حیات کیلئے مضر ہے انسان کو اخلاقی لحاظ سے قوی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کو زمین میں اس لئے اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے کہ وہ عناصر میں فتوحات کرے اور انہیں اپنا تابع کر کے اپنے مصرف میں لائے تاکہ اسے زندگی پر زیادہ سے زیادہ [illegible] حاصل ہو۔ وہاں انسان کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنے نفس پر [illegible]

(باقی بر صفحہ [illegible])

سلہ اس مقالہ کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی کتاب ریلجن آف اسلام سے استفادہ کیا گیا ہے (محمد آصف)

شذرات

ایک ہندو پارلیمنٹری سکرٹری کی بدتمیزی

کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو افسوسناک سلوک ہو رہا ہے اس سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں۔ تکم و بیش ہر صوبہ میں ان کو پامال و کمزور کرنے کی ظاہر و پوشیدہ کوششیں کی جا رہی ہیں مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی حقوق، شہری آزادی اور ان کے کلچر پر پے در پے حملے ہو رہے ہیں۔ بات بات پر تعصب و تنگ نظری کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ کانگرسی حکومتوں کے بعض ارکان تو نشہ حکومت میں اس قدر بدمست ہو گئے ہیں کہ انہوں نے نہایت شرمناک طریق مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا ہے۔ اخبارات میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ صوبہ بہار کی کانگرسی حکومت کے ایک ہندو پارلیمنٹری سکرٹری نے اسمبلی کے اجلاس میں ایک ایسا کلمہ کہا جو بہار کی مسلمان عورتوں کی شان میں سخت توہین آمیز اور فحش گالی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسمبلی کے مسلمان ممبروں کو قدرتی طور پر اس سے شدید رنج پہنچا جس کا اظہار بھی انہوں نے برسر اجلاس کر دیا۔ جب اس شرمناک بدتمیزی کی خبر اسمبلی ہال کے باہر پہنچی تو مسلمان عوام میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا اور انہوں نے پٹنہ اور دیگر مقامات پر احتجاجی جلسے منعقد کئے اور اسمبلی ہال کے سامنے پر جوش مظاہرہ کر کے اپنے جذبات ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس مظاہرہ سے خوفزدہ ہو کر وزیر اعظم بہار نے مسلمانوں کو دفع الوقتی کیلئے دم دلاسا دیا لیکن جب اس معاملہ کے متعلق تحریک التوا پیش ہوئی تو وزیر اعظم نے اس پر بحث نہ ہونے دی اور نہ اس بدتمیز ہندو پارلیمنٹری سکرٹری کے خلاف تا حال کوئی موثر کارروائی کی گئی ہے۔

بہار کی کانگرسی حکومت کے ایک ذمہ دار رکن کی یہ شرمناک حرکت نہ صرف ضابطہ اخلاق اور آداب مجلس کے لحاظ سے قابل مذمت ہے بلکہ پارلیمنٹری آئین کے بھی خلاف ہے نشہ حکومت نے جس قدر کانگرسی حضرات کو بدمست کیا ہے۔ اس زمانہ میں اس کی کوئی دوسری مثال مشکل سے ملیگی۔ یہ لوگ حکومت کے زعم ان تمام حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے یہ انگریزی حکومت کو مطعون کیا کرتے تھے۔ یاد ہو گا کہ ۲۲ یا ۲۳ میں گورنر بنگال نے اپنی ایک تقریر میں کانگرسی عورتوں کے متعلق چند ایسے جملے کہہ دیئے جو کانگرسیوں کے نزدیک غلط اور دل آزار تھے۔ اس پر تمام ہندو اور کانگرسی حلقوں میں ایک آگ سی لگ گئی تھی۔ لیکن آج برسر اجلاس یہ شرمناک بدتمیزی کی جاتی ہے اور کانگریس اور اس کے لیڈروں پر سکوت مرگ طاری ہے۔

کانگرسی حضرات اپنے اس طرز عمل کے ذریعہ اپنے اقتدار تعصب اور مسلم آزاری کی بے باکانہ نمائش ضرور کر سکتے ہیں لیکن بالآخر اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو گا ــــــ اس طرح ہندوستان کا مستقبل روشن ہونے کی بجائے روز بروز زیادہ تاریک ہوتا جائیگا۔

مرکز میں رمضان المبارک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال مرکز میں رمضان المبارک بہت پر کیفیت ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پابندی تہجد کے متعلق جو تاکید فرمائی تھی وہ موثر ثابت ہوئی۔ نوجوانوں اور خواتین میں بھی تہجد کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ صبح نماز فجر کے بعد **حضرت مولانا صدر الدین صاحب** قرآن کریم اور حدیث شریف کا درس مسجد میں دیتے ہیں جو بہت پر معارف، ایمان افروز اور دلچسپ ہوتا ہے۔ شہر کے دور دراز حصوں سے احباب نماز و درس میں شرکت کیلئے احمدیہ بلڈنگس پہنچتے ہیں متعدد غیر از جماعت اصحاب بھی باقاعدگی اور شوق سے تشریف لاتے ہیں معقول اجتماع ہو جاتا ہے جس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ جو چند احباب کسی وجہ سے اس نعمت سے محروم ہیں وہ بھی جلد توجہ فرمائیں اپنے غیر از جماعت عزیزوں دوستوں کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش کرنی چاہیئے نماز فجر مولوی **احمد یار صاحب ایم اے** مبلغ پڑھاتے ہیں آپ کی قرأت سے بھی عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

جیسا کہ قبل ازیں اخبار میں اعلان ہو چکا ہے نماز تراویح کا بھی مسجد احمدیہ بلڈنگس میں انتظام ہے۔ جناب **حافظ عبدالرشید خاں عباسی** فاضل دیوبند منشی فاضل قرآن کریم سناتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ بہت اچھا قرآن ... پڑھتے ہیں بہت سے تہجد خواں دوست نماز تراویح میں بھی شرکت کرتے ہیں، کافی رونق ہوتی ہے غرضیکہ پابندی نماز تہجد۔ قرآن کریم پڑھنے اور سننے کا شوق روز افزوں ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مبارک شوق میں مزید ترقی دے اور یہ شوق ہمارے بزرگوں کی طرح نوجوانوں کی مستقل عادت بن جائے۔

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے **حافظ عبدالرشید خانصاحب** عباسی فاضل دیوبند منشی فاضل کا ذکر کیا ہے۔ حافظ صاحب موصوف حال ہی میں شامل سلسلہ ہوئے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ ان کا تعارف کرا دیا جائے۔ آپ ایک ذی علم اور روشنخیال مولوی ہیں۔ حافظ قرآن ہیں۔ قرآن کریم نہایت صحت و خوبصورتی سے پڑھتے ہیں۔ گذشتہ مہینوں میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا درس قرآن و حدیث سنتے رہے جس سے سلسلہ کے متعلق آپ کی غلط فہمیاں دور ہو کر قبول صداقت کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ پورے غور و فکر اور مطالعہ کے بعد آپ نے گذشتہ ہفتہ بیعت کر لی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت اور عظیم الشان خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حادثہ بلند شہر

اخبار بین حضرات حادثہ بلند شہر اور اس کے نتائج و اثرات سے بخوبی واقف ہونگے۔ صوبہ یو۔پی۔ کی کانگرسی حکومت نے بلند شہر جیل کے سامنے نہتے خاکساروں پر کسی معقول وجہ کے بغیر گولی چلا کر یقیناً نہایت سنگین بلکہ شرمناک غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس ظالمانہ حرکت سے متعدد خاکسار شہید و زخمی ہوئے۔ اسلامی ہندوستان میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے جو جلد فرو ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس حادثہ میں ان لوگوں کی ہمدردیاں بھی خاکساروں کے ساتھ ہو گئی ہیں جو اس تحریک کے قائد سے عقائد و آراء اور اعمال میں شدید اختلاف رکھتے تھے اگر حکومت یو۔پی نے اصلاح حالات اور تلافی کی کوئی موثر کوشش نہ کی تو غالباً اس کے لئے ایسی مشکلات پیدا ہو جائیں گی جن کا ازالہ اس کی طاقت و قدرت سے باہر ہو گا۔

اس افسوسناک اور خونچکاں حادثہ کے متعلق جو کچھ حکومت یو۔پی کی طرف سے جو کچھ کہا گیا یا دیگر ذرائع سے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں وہ ظاہر کرتی ہیں کہ اس معاملہ میں حکومت یو۔پی کی پوزیشن بشا بہت کمزور اور مجرمانہ ہے۔ اور وہ گولی چلانے کے حق میں معقول وجہ جواز سے وہ کوئی وجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خاکساروں کو [illegible] سے بلند شہر جیل کے سامنے لے جایا گیا۔ جب انہوں نے اس فریب [illegible] کہتے ہوئے جیل خانہ کے اندر داخل ہونے سے انکار کیا اور پر امن طریق پر دوسری طرف جانے لگے تو بے محابا بلا انتباہ گولی چلا دی گئی۔ حالانکہ یہ معمولی بات تھی پولیس اور فوج ان کو گولی چلائے بغیر جیل کے اندر لے جا سکتی تھی زیادہ سے زیادہ لاٹھی چارج کر دیا جاتا۔ خاکسار مسلح نہ تھے ان کے پاس صرف معمولی بیلچے تھے ان کی تعداد بھی ایسی زیادہ نہ تھی کہ مسلح فوج اور پولیس ان سے خائف ہو جاتی۔ سول نافرمانی اس زمانہ میں کانگرسیوں کی ایجاد ہے۔ کانگرسی اور ان کے لیڈر برسر اقتدار ہونے سے قبل خاکساروں سے بہت زیادہ حکومت اور پولیس کو دق کرتے رہے ہیں اور ان پر اس وجہ سے کہیں گولی نہیں چلائی گئی۔ اس کے باوجود کانگرسی حکومت کی پولیس کا اس معمولی بات پر گولی چلانا بے حد شرمناک ہے جس کی جسقدر مذمت کی جائے کم ہے۔ اس حادثہ میں ہمیں جماعت خاکسار سے ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمت اور صحیح طریق عمل اختیار کرنے کی توفیق دے۔

اسلامی دنیا سے شاہ فاروق کی اپیل

۱۴ اکتوبر کو قاہرہ پایہ تخت مصر سے مندرجہ ذیل خبر موصول ہوئی ہے کہ۔
"اسلامی دنیا کے نام ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے جلالۃ الملک شاہ فاروق نے اعلان کیا کہ رمضان المبارک اس وقت آیا جبکہ دنیا جنگ اور خونریزیوں میں مبتلا ہے۔ خدا سے دعا کی جائے کہ اس مصیبت سے وہ نوع انسانی کو بچائے اور حق کی فتح کرے جس کی ہم صمیم دل سے تائید کرتے ہیں تاکہ لوگ خوف کی تاریکی سے باہر نکلیں اور انصاف و آزادی کا دور دورہ ہو جو امن کیلئے بیحد ضروری چیزیں ہیں"
ہر ایک مسلمان کو صدق دل سے شاہ فاروق کی اس دعا پر آمین کہنا چاہیئے بیشک آجکل دنیا ایک بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہے کیونکہ زمین کے قریباً تمام ممالک و اقوام کے لئے بڑے بڑے خطرے درپیش ہیں اسلامی دنیا اور ہندوستان بھی ان خطرات کی زد سے باہر نہیں ہیں اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے اپنے گمراہ بندوں کو ہدایت دے اور اس کیساتھ ہی ہمیں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اس جنگ کے نتائج اسلام اور مسلمانان عالم کے لئے بہتر و مفید ہوں۔ دنیائے اسلام جن مصائب میں مبتلا ہے اسکا خاتمہ ہو جائے۔

چندہ ماہوار کے متعلق تساہل

یہ ایک بہت ہی افسوسناک حقیقت ہے کہ بعض دوست چندہ ماہوار کے متعلق اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے اور اس کے ادا کرنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں اور اس طرح قوم کی کمزوری اور انجمن کی مشکلات کا باعث بنتے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا گذشتہ اشاعت میں جو مکتوب شائع ہوا ہے اس میں انہوں نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ:۔

"قربانی کا سب سے پہلا قدم ہمارا چندہ ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا تو یہ ارشاد ہے کہ جو شخص تین ماہ تک ماہوار چندہ ادا نہیں کرتا اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے اور ہماری جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر شخص غریب ہو یا امیر اپنی آمدنی میں سے ماہوار کم از کم ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دے۔ اور اگر دسواں حصہ دے تو سابقین میں سے ہے ....."

مجدد اعظم

حضرت مسیح موعود کی سوانح عمری

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

الحمدللہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح عمری مجدد اعظم کی کتابت و طباعت کا کام شب و روز ہو رہا ہے لیکن اتنی بڑی کتاب کی کتابت و طباعت کا کام جو قریباً دو ہزار صفحوں پر انشاءاللہ تعالیٰ مشتمل ہوگی، کوئی آسان کام نہیں اور وقت بھی بہت چاہتا ہے۔ اسی لئے اب صلاح یہ ہوئی ہے کہ اس کتاب کو تین حصوں پر منقسم کر دیا جائے۔

(۱) حصہ اوّل ۔ حضرت اقدس کے حالات خاندانی اور ولادت سے شروع کر کے انشاءاللہ تعالیٰ جون ۱۹۰۰ء تک کے حالات پر مشتمل ہوگا۔

(۲) حصہ دوم ۔ جون ۱۹۰۰ء سے شروع کر کے وفات تک کے حالات پر مشتمل ہوگا۔

(۳) حصہ سوم میں انشاءاللہ تعالیٰ آپ کے اخلاق فاضلہ اور خدمات دینیہ پر بحث ہوگی۔ گویا وہ آپکی زندگی پر تبصرہ ہوگا۔ پہلے دو حصوں کا مسودہ مکمل ہو چکا ہے۔ تیسرا حصہ زیر تالیف ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل شامل حال کیا تو مشکل سے حصہ اوّل جلسہ سالانہ تک نکل سکے گا۔ انشاءاللہ القدیر یہ حصہ تخمیناً ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔

احباب سے درخواست

میں اپنے احباب سے دو رنگ میں اس کار خیر میں شمولیت چاہتا ہوں:۔

(۱) ایک تو دعا کے ذریعہ کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کتاب کو مکمل کروا دے اور جلسہ پر کم سے کم پہلے حصہ کو شائع کروا دے، میں کسی رسمی دعا کیلئے نہیں لکھ رہا، بلکہ اپنے دوستوں سے دلی تڑپ کیساتھ دعا کا متمنی ہوں، احباب پر مخفی نہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی نسبت کس قدر غلط فہمی دنیا میں پھیلی ہوئی ہے دشمنوں نے الگ پھیلائی اور نادان دوستوں نے الگ پھیلائی۔ کیا آپ لوگوں کا فرض نہیں۔ کہ اپنے امام کی صحیح تصویر پبلک میں پیش کریں۔ اس کیلئے دل میں تڑپ کیوں نہیں اٹھتی پیغام تبلیغیں ایکطرف۔ اور اس امام موعود کی صحیح تصویر ایکطرف۔ خدا کے فضل اور رحمت سے اس کتاب میں میں نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر ایک معاملہ میں صحیح حالات کے ذریعہ اسطرح روشنی ڈالی جائے کہ اعتراض پیدا ہی نہ ہو سکے۔ غلط بیانات اور توڑے مروڑے ہوئے واقعات اعتراض پیدا ہونے کا موجب ہوئے ہیں پس جب سچے حالات اپنی صحیح شکل میں انشاءاللہ تعالیٰ پبلک میں پیش ہونگے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان پر کوئی صحیح العقل اور سلیم الفطرت انسان اعتراض کر سکے پس احباب کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ میں دعا سے مدد کریں اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں رو رو کر دعا کریں کہ الہام لا نبقی لک من المخزیات ذکراً میں جو حضرت اقدس سے خدا کا وعدہ تھا کہ کوئی ایسا ذکر ہم باقی نہیں چھوڑیں گے جسمیں تیری رسوائی ہو۔ وہ وقت جلد آوے اور کیوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی کتاب کے ذریعہ سے آوے، وہ قادر کریم ہے ایک لکڑی سے سمندر پھاڑ سکتا ہے تو کیا ایک کتاب سے ایک غلط فہمیوں کا سمندر پھاڑ نہیں سکتا۔ ہاں اگر وہ چاہے اور اس کتاب کو قبول فرمائے اور لوگوں کے دلوں میں اسکی قبولیت جاگزین کر دے تو سب کچھ ہو سکتا ہے، ورنہ کچھ بھی نہیں عاجز بندہ کی بساط ہی کیا ہے پس میرے لئے استغفار اور دعا کی سخت ضرورت ہے (۲) دوسرے گو میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کتاب کی قیمت انجمن کیا مقرر کریگی لیکن احباب کو یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود کے بارے میں جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں انکے دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب کی اشاعت نہایت کثرت سے ہو۔ کوئی اہل علم معقول انسان جو فطرت سلیم رکھتا ہو ایسا باقی نہ رہ جانا چاہیئے جسکے ہاتھ میں یہ کتاب نہ پہنچی ہو۔ اسکے لئے احباب کو چاہیئے کہ نہایت ایثار سے کام لیں۔ قبول کرنا اور اس میں اثر ڈالنا جناب الٰہی کا کام ہے بندہ کا کام سعی اور ایثار ہے سو اس میں کمی نہ ہونی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ قرار دیتے ہیں کہ اس جماعت کے اندر کوئی شخص محض قول سے شامل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تبلیغ دین کے لئے مالی قربانی سے شامل ہوتا ہے۔ محض اقرار سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس اقرار کے ایفاء سے شامل ہوتا ہے۔ . . . . نادہندوں کی وجہ سے یا اپنی حیثیت کے مطابق نہ دینے والوں کی وجہ سے قوم ہزارہا روپے کی مقروض ہو چکی ہے۔

جو اصحاب چندہ ماہوار باقاعدہ اور پوری شرح کے مطابق ادا نہیں کرتے۔ انہیں امیر جماعت کے ان الفاظ کو گوش دل سے سننا چاہیئے

(بقیہ صفحہ ۵)

کرے۔ اپنی خواہشات پر مکمل ضبط حاصل کرے تاکہ یہ خواہشات اس کی ترقی میں سد راہ نہ ہوں۔ . . . .

- - - - - - - - -

. . . وہ انسان جو اپنی خواہشات پر حکمرانی کر سکتا ہے۔ وہ دنیا میں تمام اشیاء پر حکومت کرنے کے قابل ہے اور وہی انسان اخلاقی لحاظ سے بلند ہے۔

روزہ کے اندر بعض سوشل فوائد بھی پوشیدہ ہیں۔ جہاں نماز امیر اور غریب کو چھوٹے اور بڑے کو پانچ وقت مساوات کی ایک ہی صف میں کھڑا کر دیتی ہے۔ وہاں رمضان کا ہلال ساری دنیا میں یہ پیغام دیتا ہے کہ آج سے امیر اور مفلس بھوک کی تکلیف کو ایک ہی طرح محسوس کریں گے۔ تاکہ ان کے اندر ایک دوسرے کے متعلق صحیح انسانی جذبات پیدا ہوں اور ان کا خورد و نوش کا معیار کم از کم ایک مہینہ کیلئے ایک ہی سطح پر آ جائے اور وہ بہشت میں بھی ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں اور ان پر روشن ہو جائے کہ دولت کسی کی اجارہ داری نہیں۔ بلکہ اس پر سب انسانوں کے مساوی حقوق ہیں۔ امیروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کے حقوق کو ادا کریں اور جب تک انسان اپنے حقوق کی ذمہ داری کو عملی طور پر محسوس نہ کرے۔ وہ انہیں ادا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ سو روزہ میں اسلام نے ایک بہت بڑا سوشل تربیت کا سامان رکھا ہے اسلام کے تمام ارکان جن کا بجا لانا جمہور مسلمانوں کیلئے فرض ہے جہاں ان میں روحانی اور اخلاقی تادیب مدنظر ہے وہاں ان میں بہت بڑے بڑے سوشل فوائد بھی پوشیدہ ہیں۔ اسلام نے مذہب کو وجدان تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کے لئے بھی اسے مفید بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور اس میں اسلام کو کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی۔ آج اس مہینہ میں جو کہ روزوں کا مہینہ ہے جس میں تمام عالم اسلامی میں ایک غیر معمولی، روحانی اور سماجی تحرک پایا جاتا ہے۔ اس کا اندازہ دیگر مذاہب سے موازنہ کرنے سے ہو سکتا ہے۔ اسلامی ارکان ایسے سر چشمے ہیں۔ جن سے انسانی مشکلات کی سیرابی ہو سکتی ہے اور خاص کر روزے ایک ایسے ادارے کا حکم رکھتے ہیں۔ جسکی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے قدر و قیمت بہت ہی زیادہ ہے۔ اور جو شخص بھی اس ادارہ کو نظر غائر سے دیکھے گا۔ اسے معلوم ہوگا کہ اسلام نے روزہ کا مفہوم بالکل بدل دیا ہے۔

الیس۔ محمد آصف۔ قادیانی۔ بی۔ اے

ایتھل الکحل کی وجہ سے مہلک حادثات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

رنگ و روغن میں ایتھل الکحل کو نہایت احتیاط کیساتھ استعمال کرنے کی ضرورت ان اطلاعات سے واضح ہوتی ہے جو صاحب ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت پنجاب کو اس کو بے پروائی کے ساتھ استعمال کرنے کی وجہ سے مہلک حادثات رونما ہونے کے متعلق موصول ہوئی ہیں۔

میتھلیٹڈ سپرٹ زیادہ تر ایتھل الکحل ہوتی ہے جو ایک آتش گیر مادہ ہے اگر یہ آگ کے قریب ہو تو یہ فوراً مشتعل ہو جاتی ہے۔ بیشتر ازیں جب مغلپورہ ریلوے ورکشاپ لاہور میں ایک بہت بڑا دھماکہ ہوا تھا جس کی یہ وجہ تھی کہ ایتھل الکحل جو ٹیر دل کے ایک تالاب کو رنگنے میں استعمال کی جا رہی تھی بھڑک اٹھی تھی۔ جو رنگ تالاب کی دیواروں پر لگایا جا رہا تھا اس میں سے الکحلی بخارات باہر نکل کر تالاب کے اندر ایک حد تک ہوا اڑ جانے والے مرکب کی صورت میں جمع ہو گئے اور کسی شرارہ سے بھڑک اٹھے۔ دو آدمی اس دھماکے سے اڑ گئے۔ لہٰذا ان لوگوں کو جنہیں رنگ و روغن اور وارنش میں ایتھل الکحل استعمال کرنی پڑتی ہے چاہیئے کہ وہ اپنے کام کیلئے ایک ایسے کمرے کا بندوبست کریں جس میں ہوا کی آمد و رفت کا بخوبی انتظام ہو۔ بہتر یہ ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو کھلی جگہ میں آگ سے بہت دور اپنا کام کریں۔

ہندو دنیا پر ایک نظر

قریباً دو ہفتے ہوئے اخبارات میں مندرجہ ذیل سبق آموز خبر شائع ہوئی تھی کہ:-

"آیندہ دسمبر میں پنڈت مدن موہن مالویہ کی ۷۸ ویں ... سالگرہ منائی جائے گی۔ چونکہ آپ کی پبلک لائف کے آغاز کو پچاس سال کا عرصہ ہو چکا ہے اس لئے گاندھی جی نے سفارش کی ہے کہ اس موقعہ پر ۱۵ لاکھ روپے کی تھیلی پنڈت جی کی خدمت میں بطور اظہار عقیدت پیش کی جائے روپے کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اب تک مندرجہ ذیل قابل ذکر عطیات وصول ہوئے ہیں۔

۱۔ مہاراجہ دربھنگہ	۵۰ ہزار روپیہ
۲۔ مہاراجہ بیکانیر	۲۵ ہزار روپیہ
۳۔ مہاراجہ کوٹہ	۲۵ ہزار روپیہ
۴۔ مہاراجہ کوچین	۱۰ ہزار روپیہ

پنڈت مالویہ کا حلقہ عمل اور طریق عمل دونوں گاندھی جی سے مختلف ان دونوں کے سیاسی خیالات و کردار میں بھی بظاہر بُعد عظیم نظر آتا ہے لیکن اس کے باوجود گاندھی جی، پنڈت مالویہ کی عزت افزائی اور ان کی خدمات قومی کے اعتراف میں پیش پیش ہیں ——— کاش بیسویں صدی کا ہندوستانی مسلمان ہمسایہ قوم کی "قدر شناسی" سے کوئی سبق سیکھے۔

حصولِ اقتدار کے ساتھ ساتھ کانگرس اور اس کے ہندو لیڈروں کے اصلی مقاصد اور دلی خواہشات رفتہ رفتہ زبان و قلم پر بھی آنے لگیں ہیں حکومت و اقتدار کا نشہ اب مسلمان کو محکوم بنانے کے لئے مصلحت و حکمت عملی کی ضرورت کا بھی چنداں قائل نہیں رہا۔ حال ہی میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری اچاریہ کرپلانی کا ایک مضمون اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:-

"کانگریس صرف سیاسی جماعت ہی نہیں، سیاست کی طرح وہ معاشرہ کو بھی نئی بنیادوں پر قائم کرنا چاہتی ہے۔ جو لوگ اس کے معاشرتی اصولوں کو نہ مانیں ان کو کانگرس میں داخل نہیں ہونا چاہیئے کانگریس اسکیموں کا قلم کسی اور فلسفہ سے نہیں لگایا جا سکتا کانگریس کا فلسفۂ زندگی دنیا کے کسی اور فلسفۂ زندگی کے ماتحت نہیں بنایا جا سکتا۔ ہر کانگرسی کو گاندھی جی کا فلسفہ ماننا اور تسلیم کرنا ضروری ہے" (ایمان ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

یہ کانگرس کے صدر کے بعد سب سے بڑے اور سب سے زیادہ ذمہ دار عہدہ دار کا ارشاد گرامی ہے اور یہ دراصل مسلمانوں کے اس مطالبہ کا جواب ہے جو وہ اپنی تہذیب اور کلچر کے تحفظ کے متعلق کرتے ہیں۔ اچاریہ کرپلانی کے یہ الفاظ کانگرسی اور غیر کانگرسی تمام مسلمانوں کیلئے قابل غور ہیں

کرپلانی جی کے اس مضمون کی روشنی میں اگر کانگریس اور اس کے ہندو لیڈروں کے اعلانات و دعاوی کا تجزیہ کیا جائے تو مندرجہ ذیل نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔ کانگرس تمام ہندوستان کی نمائندہ جماعت ہے اور مستقبل میں وہی ملک کی حکمران ہوگی۔

۲۔ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو بلا کسی ضمانت کے فوراً کانگریس میں شامل ہو جانا چاہیئے، کانگرس کے مخالف اور اس میں شامل نہ ہونے والے مسلمان فرقہ پرست اور دشمنِ وطن ہیں۔

۳۔ کانگریس تمام اقلیتوں کی تہذیب تمدن اور معاشرت اور کلچر کی حفاظت کرے گی

۴۔ کانگرس صرف ایک سیاسی جماعت ہی نہیں ہے بلکہ وہ اپنا ایک خاص فلسفۂ زندگی رکھتی ہے اور معاشرت کو نئی بنیادوں پر قائم کرے گی، ہر ایک کانگرسی کے لئے لازم ہے کہ کانگرس یعنی گاندھی جی کے فلسفہ زندگی کو تسلیم کرے (اور یہ تو ایک اظہر امر ہے کہ گاندھی جی کا فلسفہ، ہندو فلسفہ ہے اور کانگرس جن نئی بنیادوں پر معاشرت کو قائم کرنا چاہتی ہے وہ سناتن دھرم کی فرسودہ اور پرانی بنیادیں ہی ہیں)

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ کانگرس جس ہندو تہذیب تمدن اور فلسفۂ زندگی کو رائج کرنا چاہتی ہے اس کو تمام مسلمان بلا چون و چرا مان لیں، ہر ایک شخص کانگرس میں شامل ہو اور شامل ہو کر ان ہندوانہ چیزوں کو لازمی طور پر اختیار کرے۔ تاکہ مسلمانوں یا کسی دوسری اقلیت کے کلچر وغیرہ کے تحفظ کا سوال ہی باقی نہ رہے۔

خیر یہ تو ہوا کانگریس اور اس کے سیکرٹری کے خیالات و اشارات یا انتباہات اور مطالبات کا قصہ۔ آٹھ صوبوں کی عنان حکومت کی گرمی کا اثر لازمی طور پر ظاہر ہونا چاہیئے چنانچہ وہ ہوا اور ہو رہا ہے لیکن گاندھی جی کے فلسفہ زندگی کے متعلق ہم یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ اس کی سب سے نمایاں خصوصیت تو عقیدہ عدم تشدد ہے۔ اچاریہ کرپلانی جی گاندھی جی کے فلسفہ حیات کو ہر ایک کانگرسی کیلئے لازمی قرار دیتے ہیں سوال ہو سکتا ہے کہ کانگرسی وزارتوں کے لئے بھی یہ فلسفہ لازمی ہے یا نہیں؟ اگر لازمی ہے تو انہوں نے اس پر کہاں تک عمل کیا؟ اور اگر لازمی نہیں ہے تو کیوں؟ کرپلانی جی اور اُن کے ہم خیالوں کی سہولت کے لئے ہم ان کو حادثہ بلند شہر کی قسم کے تمام واقعات بھی یاد دلائے دیتے ہیں جو گذشتہ دو ڈھائی سال کے اندر کانگرسی حکومتوں میں بکثرت پیش آ چکے ہیں کیا یہ فلسفۂ حیات صرف اقلیتوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہے اور برسر اقتدار کانگرسی وزراء اور لیڈر اس سے آزاد ہیں؟

پنجاب میں آریہ سماجیوں کی اشتعال انگیزیوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ حیدرآباد کے خلاف انہوں نے شورش شروع کی تو پہلے رضاکاروں اور روپے کی فراہمی کے لئے اُن کے لیڈر جگہ جگہ اشتعال انگیز اور غلط بیانیوں سے لبریز تقریریں کرتے پھرے ——— جب ان لوگوں نے تھک ہار کر شورش بند کر دی تو آریہ سماجی عوام کو احمق بنانے کے لئے فرضی فتح کا شور بپا کیا گیا۔ "دیوالی دوس" منایا اور ... اس سلسلہ میں سخت امن سوز اور مسلم آزار تقریریں اور نازیبا حرکات کیں۔ اب ایک طرف مہاشہ کرشن اور مہاشہ خوشحال چند کی قماش کے لوگ دوبارہ شورش بپا کرنے کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں کیونکہ اُن کے منہ کو لہو لگ چکا ہے اس شورش کے دوران میں انہوں نے کافی روپیہ فراہم کرنے کے علاوہ "پنجاب کیسری" کا جعلی خطاب بھی حاصل کر لیا ہے۔ دوسری طرف یہ لوگ اپنی قید کے حالات سخت قابل اعتراض الفاظ میں لکھ رہے ہیں۔

جس حد تک حکومت حیدرآباد کی جیلوں اور افسروں کے متعلق فرضی شکایتوں اور دیگر بہتان طرازیوں کا تعلق ہے ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے، مہاشہ کرشن اور مہاشہ خوشحال چند اور دوسرے اکثر آریہ لیڈر سرمایہ دار ہیں بڑے آرام و عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ باقی رہے رضاکار تو ان بھولے بھالے نوجوانوں کو طرح طرح کے فریب دے کر لے جایا گیا تھا۔ وطن سے دور نا موافق آب ہوا میں اُن کی پریشانی اور تکلیف لازمی تھی۔ بعض تو معافی مانگ کر آ گئے اور بعض نے اس امید پر دن کاٹے کہ جلد ہی یہ شورش بند ہو جائے گی اور حکومت نظام از راہ ترحم ہمیں رہا کر دے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا، قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے حیدرآباد کے جیل نے قیدیوں کیساتھ بہترین سلوک کیا۔ لیکن جیل آخر جیل ہے گھروں اور آریہ سماج کے مندروں اور آشرموں کا آرام [illegible] فضا جیلوں میں کہاں میسر آ سکتی ہے ——— آریہ سماجی بڑی بڑی قربانیاں دینے کے عزم کے ساتھ حیدرآباد گئے تھے ان کا یہ واویلا کہ ہمیں جیل میں یہ تکلیف ہوئی وہ تکلیف ہوئی اوّل درجے کی کم ظرفی اور بزدلی ہے۔

ہمیں ان "داستان نویس" اور "افسانہ طراز" آریہ لیڈروں کی جس حرکت کیخلاف شکایت ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ "جیل بیتی" میں خواہ مخواہ محض دل آزاری کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کیخلاف نہایت زہریلے الفاظ استعمال کرتے ہیں اُن کے بعض جملے تو انتہا درجہ اشتعال انگیز ہوتے ہیں۔ ہمیں حیرت ہے کہ ایسے نازک ایام میں حکومت کا محکمہ احتساب ان پر کیوں نوٹس نہیں لیتا مثلاً ایک شخص پنڈت بدھ دیو میرپوری کا ایک مضمون "میری جیل یاترا" کے عنوان سے آریہ گزٹ میں شائع ہو رہا ہے اسکی دوسری قسط ۱۵ اکتوبر کے پرچہ میں درج ہوئی ہے۔ اس میں یہ بدتمیزانہ اور منہ پھٹ فقرہ لکھا ہے
"پانی کی بہت قلت تھی نہ ہی نہانے کو ملتا تھا نہ ہی کپڑے دھونے کو۔ پرنتیام یہ ہوا کہ ستیہ آگرہیوں کو جوئیں پڑ گئیں اور سب انو بھو کرتے تھے کہ اس وچترا جے عثمانی سینا نے ہم کو گھیر لیا۔ یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں ان سے بچنا کٹھن ہو [illegible]
جوؤں کو عثمانی سینا یعنی عثمانی فوج کہنا اول درجہ کی بدتمیزی اور اشتعال انگیز حرکت ہے۔ آریہ اخبارات کا قلم روز بروز زیادہ بے قابو ہوتا جا رہا ہے۔ ہم ایک مرتبہ پھر حکومت کو توجہ دلاتے ہیں اسلامی اخبارات سے تو معمولی معمولی باتوں پر ضمانتیں طلب کر لی جاتی ہیں۔ لیکن ان منہ پھٹ آریوں سے کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔

حیدرآباد کے خلاف اس ہنگامہ بے معنی میں آریہ سماجیوں بالخصوص [illegible] کے آریہ سماجیوں نے جو حصہ لیا اسکی سب سے بڑی وجہ ماس پارٹی اور گھاس پارٹی کی اندرونی کشمکش اور ان دونوں پارٹیوں کے لیڈروں کی شہرت طلبی اور زر طلبی تھی۔ آریہ سماجی نوجوان ویدک دھرم کے عقائد سے پہلے ہی بالکل بیگانہ ہو رہے تھے۔ اب اُنکی ہنگامہ پسند طبائع آریہ سماج کے [illegible] بھی بیزار ہو کر دوسری سوسائٹیوں کی طرف متوجہ ہونے لگی تھیں ان کو سنبھالنے کیلئے ایک ہنگامہ کی ضرورت تھی جو ویدک دھرم کے نام پر [illegible] مسلمانوں کیخلاف ہو لیکن نوعیت اس کی سیاسی ہو اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے حیدرآباد کیخلاف شورش کا آغاز ہوا۔ پہلے گھاس پارٹی نے [illegible] میں قدم رکھا۔ منصوبہ بازیاں ہوئیں اس کے بعد ماس پارٹی بھی شریک شورش ہو گئی۔ ان دونوں کی ظاہری حیثیت حلیفوں کی تھی لیکن اندرونی طور پر انکے لیڈروں میں انتہا درجہ کا جذبہ رقابت موجود تھا اب اندرونی باتیں رفتہ رفتہ آریہ اخبارات کے صفحات پر ظاہر ہو رہی [illegible]

ملک ملایا سے ایک مخلص احمدی کا خط

بچت فنڈ کی توسیع و ترقی کے متعلق مفید عملی تجاویز

قارئین پیغام صلح سے ہم اپنے محترم دوست جناب شیخ بہادر علی صاحب (ایس - بی - علی) صاحب کا تعارف کرا چکے ہیں موصوف ہماری جماعت کے ایک پرجوش اور مخلص رکن ہیں۔ آجکل ملک ملایا میں مقیم ہیں۔ ان کی سرگرم اور مخلصانہ کوششوں سے ملایا میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔ جو گو ابھی ابتدائی حالت میں ہے۔ لیکن اس مختصر جماعت کی رفتار ترقی امید افزا اور جذبہ عمل قابل تعریف ہے۔ شیخ صاحب موصوف کو تو ہر وقت خدمت اسلام کی لگن لگی رہتی ہے اور وہ جماعت کی توسیع و استحکام کے متعلق نئی نئی تجاویز سوچتے اور مفید تجربے بھی کرتے رہتے ہیں۔ ذیل میں ہم شیخ صاحب موصوف کے ایک تازہ خط کا جو انہوں نے حضرت مولانا عزیز بخش صاحب جائنٹ سیکرٹری کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے ضروری حصہ درج کرتے ہیں۔ جو تمام وابستگان سلسلہ کے پرغور مطالعہ کا مستحق ہے۔ اس میں انہوں نے "بچت فنڈ" کے متعلق اپنے تجربات اور ان کے نتائج بیان کئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ شیخ صاحب موصوف اور ان کے رفقاء کو خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور جماعت میں ان کی مثال بہت سے بہادر پیدا ہو جائیں۔ (مدیر)

بچت کا ایک طریق

اس خط میں بندہ ایک طریقہ بیان کرنا چاہتا ہے جس پر ناچیز نے خود عمل کیا اور اپنے بچے اور بیوی سے بھی عمل کروایا اور بہت ہی مفید اور کامیاب پایا ہے۔ اس وقت اللہ کے فضل و کرم اور آپ بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کی طفیل جماعت احمدیہ ملایا میں پانچ ممبر شامل ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے خط میں تحریر کر چکا ہوں۔ ان تمام بھائیوں کو بھی سخت تاکید کی ہے کہ اس طریق پر ضرور عمل کریں اور ابھی تک یہ تحریک شروع ہے اور شروع رہے گی۔ انشاء اللہ جب تک تمام بھائی اس پر دل و جان سے عمل کرنا شروع نہ کرینگے

میرے بچے کا طریق عمل

پہلے سنئے بچت فنڈ اور اس کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور جس کو بہت ہی مفید اور کامیاب پایا ہے۔ آج عرصہ چھ ماہ سے کچھ زیادہ ہو رہا ہے کہ میں نے سوچا کہ اس فنڈ کو کس طرح کامیاب بنایا جائے۔ میں نے سب سے اول اپنی بیوی کو بلا کر اس پر غور کرنے کیلئے تاکید کی۔ اپنے بچے کو تو میں نے کہا کہ عرصہ ہوا جبکہ حضرت امیر نے یتیم خانے کی تحریک شروع کی تھی کہا تھا کہ بیٹا دیکھو تمہارے چھوٹے چھوٹے بھائی جن کے نہ ماں ہے نہ باپ۔ سردی کے موسم میں ان کے بدن پر کپڑے نہیں۔ دوسرے بچوں کو بازار میں مٹھائیاں وغیرہ کھاتے دیکھتے ہیں مگر خود اس سے محروم ہیں۔ اگر ان کے والدین ہوتے تو وہ بھی دوسروں کی طرح اچھا کھاتے اور پہنتے۔ دیکھو تم روزمرہ ایک دو پیسے فضول ادھر ادھر اڑا دیتے ہو۔ آئندہ کو ایسا کرو کہ اگر دو پیسے ملیں تو ایک کھاؤ اور ایک بچاؤ اور اس صندوقچی میں ڈال دیا کرو اور اگر ایک ملے تو ایک دن کا پیسہ کھاؤ اور دوسرے دن کا بچاؤ۔ اللہ کی قدرت اس بچے کے دل پر نا معلوم کس قسم کا اثر ہوا۔ اس کے منہ پر عجیب قسم کے آثار نمایاں ہوئے اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا ہی کریگا۔ چنانچہ دوسرے دن سے اس نے اس پر عمل شروع کر دیا تھا۔ پہلے تو اس کے پیسے ماہوار چندہ کے ساتھ بھیجا کرتا تھا۔ مگر اب ایک اور خیال کی وجہ سے نہیں بھیجے۔ اس کے تمام پیسے محفوظ ہیں۔

میری بیوی کا طرز عمل

یہ تو ہوا اس کا قصہ۔ اور سنئے میری بیوی کا قصہ۔ میری بیوی ہندو قوم کی عورت ہے جس کو مسلمان ہوئے سات آٹھ سال ہوئے ہیں اس نے کہا کہ کما نیوالے آپ ہیں، پیسہ آپ کے پاس رہتا ہے۔ آپ چندہ دیتے ہیں مگر میں کہاں سے چندہ دوں اور کہاں سے پیسہ لاؤں۔ میں نے کہا کہ دیکھو اللہ کیلئے اگر تم دینے کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ کوئی نہ کوئی سبب خود بخود بنا دیگا اور ساتھ ہی یتیم خانے کی غرض بھی اس کو سمجھائی۔ میں نے کہا کہ یتیموں کی پرورش کا کام حضرت امیر نے احمدی عورتوں ہی کے سپرد کیا ہے اور عورتوں نے دل و جان سے قبول کیا ہے۔ میں تو نہیں معمولی بات کہتا ہوں۔ یہ بہت بڑا بوجھ ہے جس کو ہماری بہنوں نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے جب کہ کامل ایمان اور اعتقاد ہو۔ کہ اللہ کیلئے کام کرنے والے کے لئے اللہ رستہ پیدا کر دیتا ہے۔ جب میں نے تمام تقریر ختم کی تو یتیم بچوں کا حال سنکر اس کے آنسو نکل آئے اور نکلنے چاہئے بھی تھے۔ کیونکہ عورتوں کے دل بچوں کے لئے بہت جلد پگھل جایا کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ انشاء اللہ میں کوئی نہ کوئی ذریعہ اس کے لئے ضرور نکالوں گی۔ اس کے بعد اس نے جو خرچ میں اس کو روزانہ اخراجات کیلئے تنخواہ ملنے پر دیا کرتا تھا اس میں سے کچھ نہ کچھ بچانا شروع کیا۔

ایک روز مجھے کہنے لگی کہ ایک بات میری سمجھ میں آئی ہے اگر آپ منظور کر لیں تو اس طریقے سے کچھ رقم اس فنڈ کیلئے نکل سکتی ہے۔ میں نے کہا فرماؤ۔ یہ کہنے لگی کہ میری جسمانی حالت تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ کوئی سخت اور مشکل کام کرنے سے مجبور ہوں۔ مگر ایک کام ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے تمام کپڑے دھوبی کو دھونے کیلئے دیتے ہیں بہتر ہوگا کہ آپ معمولی کپڑے مثلاً قمیص، رومال، جراب، بنیان اور نادر (لڑکے کا نام) کے تمام کپڑے مجھے دیدیا کریں۔ میں دھو ڈالا کروں گی۔ ان کی مزدوری جو آپ دھوبی کو دیتے ہیں وہ مجھے دیدیا کریں۔ یہ رقم جو کچھ بھی ہو میں اس فنڈ میں دیدیا کروں گی۔ باقی گھر میں چند مرغیاں ہیں۔ اگر آپ بازار سے انڈے خریدیں تو ان کی قیمت بھی تو دینی پڑے گی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان مرغیوں کے انڈوں کی قیمت نہ دیں۔ میں نے کہا۔ ضرور جتنے انڈے استعمال ہوں ان کا حساب کر لیا کرو اور ان کی قیمت نکال لیا کرو

میرا اپنا طریق عمل

یہ تو ہوا میری بیوی اور بچے کا حال۔ اب میرا بھی حال سن لیجئے جب میں نے دیکھا کہ اس بات کا اثر اس معصوم بچے کے دل پر اور اس عورت کے دل پر جو ہندو سے مسلمان ہوئی ہے۔ اس قدر ہوا ہے اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ معصوم بچے نے اپنے پیٹ سے پیار یتیموں کو سمجھا اور اس عورت نے کپڑے دھو کر ان کی مزدوری یتیموں کے لئے نکالنی گوارا کر لی۔ تو کیا وجہ میں تو مسلمان ہوں مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہوں۔ اپنے چندے کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہئے جس سے میں بھی ان میں اپنے آپ کو شمار کر سکوں۔ لہذا میں نے بھی غور کرنا شروع کیا۔

آخر ایک بات میری سمجھ میں آگئی۔ ہمارے ہاں یعنی ربڑ اسٹیٹ میں کام کرنیوالے تمام لوگ ربڑ کے درخت کی لکڑی کھانے پکانے کے کام میں لاتے ہیں جس کو چیرنے پھاڑنے میں کم از کم تین سینٹ تک خرچ آ جایا کرتا ہے۔ عموماً قلی لوگ اس کام کو کرتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ علاوہ ورزش کی ورزش ہو جایا کرے گی اور یہ تین سینٹ جو کہ آٹھ آنے بنتے ہیں۔ بھی بچ جایا کریں گے۔ دوسرے ایک یہ بات سمجھ میں آئی کہ جوتوں کی مرمت پر بھی اوسطاً تین پیسے ہوا خرچ آ جاتے ہیں اگر ایک سوئی جس کے ساتھ موچی لوگ جوتا سیتے ہیں خریدی جائے اور کچھ موم اور دھاگہ تو اس میں دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو کام یعنی ایک ہنر سیکھا جائے گا۔ دوسرے یہ چند پیسے بھی ماہوار بچ جایا کریں گے یہ پیسہ پیسہ کر کے کافی رقم بن جایا کرے گی جو بچت فنڈ میں کام آ جایا کرے گی۔

اندوختہ عمل

اب ہماری آمدنی بھی ملاحظہ فرما لیجئے جو ان مندرجہ بالا طریق پر عمل کرنے سے ہوئی ہے اور جو اس بچت فنڈ میں ڈالی گئی ہے

نادر علی میرے بچے نے عرصہ چھ ماہ میں اپنے روزانہ جیب خرچ میں سے جو کہ محض ایک یا دو پیسے ہوتے ہیں۔ [illegible]

عائشہ بیگم میری بیوی نے عرصہ چھ ماہ میں کپڑوں کی دھلائی مرغی کے انڈے اور روزانہ خرچ میں سے کل [illegible]

خاکسار کو اس عرصہ میں صرف چار مرتبہ جوتوں کو مرمت کروانے کی ضرورت ہوئی۔ اگر مرمت بازار میں کروائی جاتی تو [illegible] لکڑیوں کی چیرائی اگر دی جاتی تو [illegible] صرف ہوتے جو خود کی [illegible]

6–4–8

یہ تمام رقم ایک صندوقچی میں ڈال دی جایا کرتی تھی تاہم اس کا حساب کرایا جاتا تھا۔ اسی رقم میں سے کچھ عرصہ یعنی کوئی تین ماہ تک جو خرچ تبلیغی خط و کتابت کے اشتہاروں پر ہوتا تھا اور لٹریچر بھیجنے پر ہوتا تھا نکالا گیا تھا۔ مگر اب یہ اس میں سے نہیں نکالا جائیگا پوسٹل اخراجات جو کہ اوسطاً چار روپیہ ماہوار ہوتے ہیں۔ اپنے پاس سے دیا کرونگا۔ پوسٹل خرچ کے لئے اس فنڈ میں چار روپے ماہوار ڈالا ہوں۔

قبلہ یہ ہے طریقہ جو اس خاکسار اور خاکسار کے بچے اور بیوی نے اختیار کیا۔ اللہ کا شکر ہے توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی ہے۔ [illegible] ہے انشاء اللہ آئندہ اس میں اور بھی ترقی کی توقع ہے۔ میں نے تمام بھائیوں کو یعنی غلام سرور، عبدالرحمن، فقیر محمد اور بشیر داد [illegible] کو بڑی سخت تاکید کی ہے کہ وہ تمام اس پر عمل کریں۔ امید ہے انشاء اللہ ان تمام کو اس پر لگا دونگا۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اثر

آخر میں التماس ہے کہ قبلہ میرا اس ذکر سے کوئی اور منشا نہیں ہے۔ یہ صرف اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ جب انسان دل سے اللہ کی راہ میں کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے تو اللہ اس کو ضرور تائید کرتا ہے۔ اللہ بڑا بے نیاز ہے اور اللہ ہی کارساز ہے جو کوئی نہ کوئی رستہ پیدا کر دیتا ہے۔ ابھی لوگ ہم احمدیوں کو جہالت کی وجہ سے کافر کہتے ہیں۔ اگر دلوں کو دیکھیں تو معلوم ہو کہ مومن کون ہے اور کافر کون ہے۔ کیا اس معصوم بچے نادر علی جس کی عمر آٹھ سال

ہیں چھ سال ہوئی ہے کو کچھ معلوم ہے؟ اس کو دین اور دنیا سے کیا مطلب؟ ان بچوں کو تو اپنے پیٹ سے مطلب ہونا چاہئے نا کہ بحث نبوت سے۔ مگر حضرت اقدس کی صداقت معصوم بچوں کے دل پر بھی اپنے گہرے نقش کر چکی ہے اور انشاء اللہ کرتی رہے گی۔

مخالفین کی افسوسناک ہٹ دھرمی

افسوس لوگ نہیں سمجھتے۔ کاش مسلمان ان کھلے کھلے اور روشن نشانوں کو انصاف کی نظروں سے دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے ادنےٰ ادنےٰ خادموں کے بچے بھی اپنے نفس پر غالب ہیں اور دین کے لئے قربانی کا جذبہ ایک معصوم بچے کے دل میں بھی ہے۔ کیا ابھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت میں کوئی شک ہے؟ کیا اس سے بہتر اور بھی کوئی ثبوت درکار ہے؟ آہ! افسوس مسلمانوں کی عقلوں پر کہ آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ کان رکھتے ہوئے نہیں سنتے۔ علم رکھتے ہوئے ہمارا لٹریچر نہیں پڑھتے۔ ہماری قسموں کا۔ نمازوں کا۔ روزوں کا اعتبار نہیں کرتے سب کچھ دیکھتے چلے جاتے ہیں کہ احمدیت۔۔۔ والسنۃ لوگ جن کو ہم اپنی جہالت کی وجہ سے کافر وغیرہ کہتے ہیں۔ وہ خدمت دین کیلئے جان تک قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ مگر پھر بھی اپنی ہی ہانکے جاتے ہیں۔ اے اللہ رحم کر امت مسلمہ پر اور مسلمانوں کو فہم و بصیرت عطا فرما تاکہ یہ حق اور باطل میں تمیز کر سکیں۔ آمین۔

ایک نو مسلم کا قابل تعریف جذبہ دینی

اخویم عبد الرحمن صاحب جب داخل اسلام ہوئے تو مسلمان باتیں بنانے لگے کہ آخر مذہب بھی چھوڑا اور مسلمان بھی نہ ہوا۔ آخر تو مرزائی بنا۔ بھلا ایسے مسلمان کی کیا ضرورت تھی۔ مگر اللہ کی قدرت کے قربان جائیں۔ وہی عبد الرحمن نعوذ باللہ کافر عبد الرحمن آج اسلام اور احمدیت کیلئے دیوانہ ہو رہا ہے۔ اسکی روحانی غذا اس وقت تبلیغ دین اور اشاعت احمدیت ہے اور بس۔ کیا مسلمانوں کو شرم محسوس نہ ہوتی ہوگی۔ جب دیکھتے ہوں گے کہ یہ ایک سکھ قوم کا فرد جس کو ابھی ایک سال بھی مسلمان ہوئے نہیں ہوا۔ ان کو نصیحت کرتا ہے جو مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں۔ فرمایئے بھلا! مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کی جگہ ہے یا نہیں۔ اس سے زیادہ ندامت اور جاہل لوگوں کے لئے اور کیا ہونی چاہئے۔ اللہ کے فضل و کرم سے برادر عبد الرحمن صاحب ملائی زبان بہت ہی اچھی طرح جانتے ہیں۔ انگریزی اور اردو میں بھی اپنا کام نکال سکتے ہیں۔ ملائی لوگ تو ان سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ مگر ہمارے پنجابی مسلمان کافر کافر کہتے ہیں۔ ان کی ہم کو پرواہ بھی نہیں ہے اور نہ ان سے کچھ توقع ہی کی جا سکتی ہے۔

اقتباسات

مغربی تہذیب اور عورت کی آزادی

تہذیب کی عام صورت یہ ہے :-

"انگلستان میں شارع عام پر چلنا اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہے جتنا ہندوستان کے جنگل میں ہو کر گزرنا۔ ہماری سڑکوں پر چلنے والے جو حادثات کا شکار ہوتے رہے ہیں زخمی اور مردوں ملا کر ان کا اوسط کوئی ۲ لاکھ سالانہ رہتا ہے اور تیرا اور الجھی قتلونیہ (اسپین) میں جو جنگ برپا رہی، اس میں بھی اتنے لوگ نہیں کٹے مرے، جتنے مساوی وقت میں شہر لندن میں اور اس کے مضافات میں سڑکوں پر ختم ہوئے۔"

(ریجنالڈ رینالڈز، (ہندو، ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

جنگ کے بعد وزیر تعلیم مدراس نے یہ فتویٰ دیا :-

"تعلیم کا معیار آج بہت ہی پست ہو گیا ہے اور آج جو خانگی اور اجتماعی زندگی کی حالت زار ہے اس کا سبب یہی ہے کہ ہم لوگ خدا کو بھول گئے ہیں۔ چنانچہ آج مذہب کی باقاعدہ تعلیم و تدریس ہمارے اداروں میں کہاں ہے؟ ...... آج عین اس وقت جبکہ جنگ کے درندے دنیا پر چھوٹ چکے ہیں۔ مبارک ہے یہ دن جب ہم امن و سکون کی فضا میں اکٹھے ہوئے ہیں گونویوں کی حفاظت میں اور قوم پر اپنے یقین کا اظہار کر رہے ہیں۔ انسان اپنی والی کچھ بھی کوشش کر ڈالے بہرحال اس پر بہیمیت اور درندگی غالب ہے اور جنگ کا وہ جو لطیف بھی ہے یہ قوت صرف روحانیت میں ہے کہ وہ بشر کے حیوانی جذبات کو دبا دے اور آج جنگ جو اس تیزی سے چھڑ گئی ہے اس کا باعث میرے خیال میں تو یہی ہے کہ اعلیٰ ملکوتی جذبات افراد و اقوام اور مدبرین و سیاسیین کی زندگیوں سے مفقود ہو گئے ہیں۔" (ہندو مدراس ۲۰ ستمبر ۱۹۳۹ء)

مہذب عورتوں کی خواہشات کا نمونہ یہ ہے :-

"آکسفورڈ کی طالبات جو بی۔ اے میں پڑھتی ہیں۔ زیادہ آزادی کی طلبگار ہیں۔ انہوں نے ایک فہرست مطالبات تیار کی ہے جس میں درج کیا ہے کہ انہیں رات کے بارہ بجے تک بغیر اجازت کے بورڈنگ سے باہر رہنے کا اختیار ہونا چاہیئے اور ان سے یہ نہ پوچھا جائے کہ وہ اس وقت تک کہاں رہیں انہیں اس بات کا بھی اختیار ہو کہ وہ کھانے کے وقت بھی اپنے کمرے میں مرد ملاقاتیوں کو بلا سکیں اور اس کیلئے انہیں اجازت کی ضرورت نہ رہے۔ کالج میں دعوتوں کے موقعوں پر انہیں شراب وغیرہ منگانے کی اجازت ہو۔ لڑکوں کی طرح وہ بھی باہر جہاں چاہیں رہیں۔ تمام قسم کے بورڈنگوں کی پابندی ان سے نہ کرائی جائے جس طرح لڑکوں کے لئے اس قسم کی کوئی پابندی نہیں اپنے کھیل ڈراموں میں وہ لڑکوں کو بلا سکیں اور وہ ان کے کھیلوں میں شریک ہوا کریں۔" (ستمبر نمبر ۲۸ عصمت)

مدبرین یورپ کی پریشانیاں اس خبر سے ظاہر ہیں :-

"امریکہ سے خبر آئی ہے کہ وہاں کی مختلف قانون ساز مجلسوں میں کوئی ۲۸ مسودات قانون اس مضمون کے درپیش ہیں کہ شادی شدہ عورتوں کو جن کے شوہر روزی میں لگے ہوئے ہوں ملازمت سے ممنوع قرار دیا جائے۔ اب بحث اس میں ہو کہ شوہر کی کافی آمدنی کا معیار کیا ہو؟ کسی ولایت میں اس کی مقدار ۶۰۰ پونڈ سالانہ قرار دی جا رہی ہے کسی میں ۴۰۰ پونڈ اور کسی میں ۱۶۰ پونڈ۔ اگر یہ قانون نافذ ہو گیا تو اندازہ ہے کہ دس لاکھ جگہیں مردوں اور بن بیاہیوں کے لئے نکل آئیں گی۔ چنانچہ بن بیاہیوں کی طرف سے اس کی پرزور تائید ہو رہی ہے۔ اس کے جواب میں ایک شادی شدہ خاتون یہ تجویز پیش کر رہی ہیں کہ جن شوہروں کی بیویاں کافی کما رہی ہیں، خود ان کے شوہروں کو ملازمت سے ممنوع قرار دیدیا جائے۔" (اسٹیٹسمین ۱۰ ستمبر)

ان تمام حالات کا نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا کہ اس تہذیب کو ختم کیا جائے اور عورت کو واپس اپنے گھر کی طرف لوٹایا جائے۔ چنانچہ اب یورپ اور امریکہ میں ہر طرف سے یہی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ مشہور امریکی مصنف ول ڈورانٹ لکھتے ہیں۔

"کسب معاش کے میدان میں عورت کے قدم رکھنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ گھریلو زندگی تباہ ہو گئی۔ رفتہ رفتہ عورت کے فطری مشاغل اس سے چھین لئے گئے۔ یہاں تک کہ گھر میں کوئی دلچسپی باقی نہ رہی اور عورت خود بے حیثیت اور پراگندہ خاطر ہو کر رہ گئی۔ جب گھر اجڑ گیا۔ وہ گھر جہاں کام کی رونق رہتی تھی اور زندگی بسر ہوتی تھی تو مرد و عورت دونوں نے اس کو خیرباد کہا اور اس طرح گھر کا وہ امن چین جو دس ہزار سال قبل قائم ہوا تھا۔ ایک ہی نسل کے ہاتھوں برباد ہو گیا۔ ......"

ڈاکٹر میرین ای مینکنزی لکھتی ہیں۔

"یہ بات بارہا میرے تجربہ میں آچکی ہے کہ جو عورتیں زیادہ بچے بچیاں رکھتی ہیں وہ یہی نہیں کہ نسبتاً زیادہ سمجھدار ہوتی ہیں۔ بلکہ عموماً کہیں زیادہ مطمئن زندگی رکھتی ہیں اور کہیں زیادہ دلکش معلوم ہوتی ہیں بمقابلہ ان عورتوں کے جو بے اولاد ہوتی ہیں اور جنہیں دنیا سے کوئی حقیقی وابستگی نہیں ہوتی۔" (ہندو، ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

اسٹیٹسمین ۱۰ ستمبر ۱۹۳۹ء کا بیان ہے کہ خود امریکہ میں آزادی کا ردعمل شروع ہو گیا ہے وہ لکھتا ہے :-

"یہ یقینی ہے کہ امریکہ میں اب بھی بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو سمجھتے ہیں کہ عورت کا دائرہ عمل گھر کے اندر ہے اور عجب نہیں کہ ہٹلر اور مسولینی کے ان ارشادات نے کہ عورت کیلئے کوئی مقام پبلک زندگی میں نہیں بلکہ صرف خانگی زندگی میں ہے امریکہ کے باہر کی دنیا کو بھی چپکے چپکے متاثر کر لیا ہو۔"

آزادی نسواں کے حامیوں کو ان تمام حالات پر غور کرنا چاہیے (ماخوذ از صدق و پیغام)

پولینڈ کے مسلمان

پولینڈ میں مسلمانوں کی آبادی بارہ ہزار یا اس سے کچھ [illegible] پولستانی مسلمان بڑے جری بہادر اور سرفروش ہیں۔ حکومت کی طرف سے انہیں تمام مراعات حاصل تھیں۔ مذہبی، تحریری [illegible] ہر قسم کی آزادی پولستانی مسلمانوں کو حاصل تھی۔ یہی وجہ [illegible] مسلمان بڑی بہادری، جرأت اور جانبازی سے جرمنی کے [illegible] لڑے۔ وارسا کی مدافعت میں مسلمانوں نے جانفشانی [illegible] مٹھی بھر انسانوں کی جماعت دو لاکھ سپاہیوں کے مقابلہ میں [illegible] سکتی ہے۔ وارسا کے پول کمانڈر نے ہتھیار ڈال دیئے۔

مسلمانوں کو مراعات

مملکت پولینڈ نے مسلمانوں کو خاص مراعات دے رکھی تھیں مساجد اور مدارس کے ساتھ حکومت کی طرف سے بہت سی اراضی وقف کر دی گئی تھی۔ وارسا کے مغربی حصہ میں ایک رفیع الشان [illegible] ہے جس کے متعلق ماہرین فن تعمیرات کا خیال ہے کہ مسجد [illegible] مسجد وارسا کی مسجد یورپ بھر میں سب سے زیادہ خوبصورت [illegible] ہے۔ اس مسجد کے ساتھ ایک مذہبی مدرسہ ہے جس میں مسلمان [illegible] بچیوں کو قرآن کریم، فقہ حنفیہ، عربی اور پولستانی زبانوں میں تعلیم [illegible] جاتی ہے۔ اس مسجد کے علاوہ پولینڈ میں انتالیس مساجد اور [illegible] ان کے ملازمین اور اماموں کو حکومت پولینڈ کی طرف سے [illegible] روپے تنخواہ دی جاتی تھی۔

مشرقی اور مغربی تہذیب کا مرقع

پولش مسلمان مشرقی اور مغربی تہذیب اختلاط کا بہترین [illegible] ہیں۔ پول مسلمان تاتاری النسل ہیں اور ساڑھے پانچ سو سال [illegible] پولینڈ کو اپنا وطن بنائے ہوئے ہیں۔ جنگ عالمگیر کے بعد [illegible] پولینڈ کا قیام عمل میں آیا تو جدید پولش حکومت نے مسلمانوں [illegible] اور معاشرتی رسوم کا انتہائی خیال رکھا۔ ان کے متعلق اُمور [illegible] کے تصفیہ کے لئے شرعی عدالتیں قائم کیں۔ جن میں شریعت [illegible] کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔ حکومت پولینڈ نے پولش مفتی [illegible] سرکاری طور پر تسلیم کیا۔ مسلمانوں کے مدرسوں اور دوسرے [illegible] کے لئے بڑی بڑی اراضیات مفت دیکر ہر طریقہ پر مسلمانوں کی [illegible] اور دلجوئی کی۔ پولینڈ کی حکومت سے پہلے مسلمانوں کے معاملات [illegible] فیصلہ روسی قانون کے ماتحت ہوتا تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۲ء سے لے کر ۱۹۱۸ء تک مسلمان روسی قانون کے پابند رہے۔

ملکی تحریکات اور مسلمان

پولش مسلمان تمام ملکی تحریکات میں اپنے [illegible] کے لحاظ سے حصہ لیتے رہے ہیں۔ وطنی مسائل اور [illegible] امور میں پولستان کے باشندوں کے ساتھ دوش بدوش شریک رہتے ہیں۔

رسالے اور اخبارات

مسلمانوں کا ایک رسالہ اور اخبار بھی پولش زبان [illegible] ہوتا ہے۔ جس میں وہاں کے مسلمان اور اہل قلم حضرات [illegible] ہیں۔ اس اخبار اور رسالہ کے مدیر مسٹر وبیر پولینڈ کے [illegible] پریسیڈنسی ہیں۔ جو ایک زبردست عالم اور محکمہ قضا شرعی کے خاص رکن ہیں۔ مفتی صاحب ۱۹۰۱ء میں شرقِ [illegible] ہندوستان کی سیاحت کر چکے ہیں۔ انہوں نے [illegible] اسلامی دنیا سے مالی امداد فراہم کرنے کے لئے [illegible]

موجودہ جنگ اور مسلمان

جرمنی اور پولینڈ کی موجودہ جنگ [illegible] وہاں کے مسلمانوں نے غیر معمولی حصہ لیا ہے۔ انہوں نے ایک مسلمان سپہ سالار کی قیادت میں اپنے وطن عزیز کو جرمنی کے غاصبانہ قبضہ سے بچانے کے لئے ایک علیحدہ فوج مرتب کر کے پولش فوج کی امداد کی ہے مسلمانوں کی اس فوج کی تعداد سات سو ہے جس میں موجودہ زمانے کے ہتھیاروں سے مسلح پولینڈ کے بہادر مسلمان نوجوان شامل ہیں۔ اور پولینڈ کی مسلمان عورتوں نے بھی زخمیوں کی مرہم پٹی اور ان کے کھانے پینے کا سامان بہم پہنچانے میں بھی خاص حصہ لیا ہے۔

فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ ۚ (قرآن شریف)

ترجمہ :- جو شخص تم میں سے اس مہینے (ماہِ رمضان) کو پائے (یعنی زندہ موجود ہو) تو چاہیئے اس مہینے میں روزے رکھے ۔

لاہور و مضافات کیلئے نقشہ اوقاتِ سحری و افطار ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

۱	۲	۳	۴		۵	
			اوقات			
ایام ہفتہ	تاریخ ہجری ۱۳۵۸ ہجری	تاریخ عیسوی ۱۹۳۹ء	منتہائے سحری		وقتِ افطار	
			بجکر	منٹ	بجکر	منٹ
اتوار	یکم رمضان ۱۳۵۸ھ	۱۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء	۵	۱۴	۶	۰
پیر	۲ 〃	۱۶ 〃	۵	۱۵	۵	۵۹
منگل	۳ 〃	۱۷ 〃	۵	۱۵	۵	۵۸
بدھ	۴ 〃	۱۸ 〃	۵	۱۶	۵	۵۷
جمعرات	۵ 〃	۱۹ 〃	۵	۱۶	۵	۵۶
جمعہ	۶ 〃	۲۰ 〃	۵	۱۷	۵	۵۶
ہفتہ	۷ 〃	۲۱ 〃	۵	۱۷	۵	۵۵
اتوار	۸ 〃	۲۲ 〃	۵	۱۸	۵	۵۴
پیر	۹ 〃	۲۳ 〃	۵	۱۹	۵	۵۳
منگل	۱۰ 〃	۲۴ 〃	۵	۲۰	۵	۵۲
بدھ	۱۱ 〃	۲۵ 〃	۵	۲۰	۵	۵۲
جمعرات	۱۲ 〃	۲۶ 〃	۵	۲۱	۵	۵۱
جمعہ	۱۳ 〃	۲۷ 〃	۵	۲۱	۵	۵۰
ہفتہ	۱۴ 〃	۲۸ 〃	۵	۲۲	۵	۵۰
اتوار	۱۵ 〃	۲۹ 〃	۵	۲۳	۵	۴۹
پیر	۱۶ 〃	۳۰ 〃	۵	۲۳	۵	۴۸
منگل	۱۷ 〃	۳۱ 〃	۵	۲۴	۵	۴۷
بدھ	۱۸ 〃	یکم نومبر ۱۹۳۹ء	۵	۲۵	۵	۴۷
جمعرات	۱۹ 〃	۲ 〃	۵	۲۵	۵	۴۶
جمعہ	۲۰ 〃	۳ 〃	۵	۲۶	۵	۴۵
ہفتہ	۲۱ 〃	۴ 〃	۵	۲۷	۵	۴۴
اتوار	۲۲ 〃	۵ 〃	۵	۲۷	۵	۴۴
پیر	۲۳ 〃	۶ 〃	۵	۲۸	۵	۴۳
منگل	۲۴ 〃	۷ 〃	۵	۲۹	۵	۴۲
بدھ	۲۵ 〃	۸ 〃	۵	۲۹	۵	۴۲
جمعرات	۲۶ 〃	۹ 〃	۵	۳۰	۵	۴۱
جمعہ	۲۷ 〃	۱۰ 〃	۵	۳۱	۵	۴۰
ہفتہ	۲۸ 〃	۱۱ 〃	۵	۳۱	۵	۳۹
اتوار	۲۹ 〃	۱۲ 〃	۵	۳۲	۵	۳۹
پیر	۳۰ 〃	۱۳ 〃	۵	۳۳	۵	۳۸

روزہ کے مسائل گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکے ہیں

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— لکھنؤ ۱۴ اکتوبر۔ علامہ مشرقی قائد تحریک خاکسار میعاد قید ختم کرنے کے بعد آج رہا کر دیئے گئے۔ رہا ہوتے ہی آپ مسٹر جناح سے ملاقات کرنے کے لئے دہلی روانہ ہو گئے۔ خاکساروں کی سول نافرمانی بدستور جاری ہے۔ جتھے متواتر لکھنؤ پہنچ رہے ہیں۔

—— کراچی ۱۴ اکتوبر۔ آج کراچی کے مسلمانوں نے حکومت سندھ کے اس رویئے کے خلاف جو اس نے منزل گاہ کے سلسلہ میں اختیار کر رکھا ہے مکمل ہڑتال کی۔

—— نئی دہلی ۱۴ اکتوبر۔ مرکزی اسمبلی کا بجٹ سیشن جنوری کے آخری ہفتہ یا فروری کے شروع میں منعقد ہوگا۔ عنقریب ہی صحیح تاریخ کا اعلان کر دیا جائیگا۔

—— لکھنؤ ۱۴ اکتوبر۔ خاکساروں کی ایک جماعت (جو آج پشاور سے یہاں پہنچی تھی) کا پولیس کی ایک جمعیت سے زبردست تصادم ہو گیا۔ پولیس نے خاکساروں کی لاری روک کر ان سے بیلچے مانگے۔ خاکساروں نے انکار کیا اس طرح فساد شروع ہو گیا۔ فریقین کے پندرہ پندرہ آدمی زخمی ہوئے۔ دو پولیس والوں اور تین خاکساروں کی حالت نازک ہے۔

—— پشاور ۱۴ اکتوبر۔ حکومت ہند نے آفریدیوں کو برطانوی علاقے میں داخل ہونے اور برطانوی باشندوں کو آفریدی علاقے میں جانے سے روک دیا ہے۔ آفریدیوں پر امان اللہ خاں ...... کے حامیوں کو پناہ دینے کا الزام ہے۔ اسی لئے تعزیری کاروائی کی گئی ہے۔

—— نئی دہلی ۱۴ اکتوبر۔ مسٹر سی راجگوپال اچاریہ وزیر اعظم مدراس نے آج دوبارہ وائسرائے سے ملاقات کی۔

—— کراچی ۱۵ اکتوبر۔ منزل گاہ ایجی ٹیشن کا مقابلہ کرنے کے لئے گورنر سندھ نے تمام صوبہ سندھ میں چھ ماہ کیلئے آرڈی نس جاری کر دیا ہے اس آرڈی نس کی رو سے بااختیار افسروں کو بلا وارنٹ کسی کو گرفتار کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

—— کراچی ۱۴ اکتوبر۔ آج شام کو منزل گاہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلوس نکلا۔ دوشنبہ سے وزراء کے مکانوں پر ستیاگرہ شروع کر دیا جائے گا۔

—— نئی دہلی ۱۴ اکتوبر۔ آج مسٹر جے۔ این۔ باسو (بنگال) جمنا داس مہتہ (بمبئی) اور سید عبدالعزیز (بہار) نے وائسرائے سے ملاقات کی۔

—— الہ آباد ۱۴ اکتوبر۔ مقامی اسلامیہ ہائی اسکول کو کالج بنانے کے لئے اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دس ہزار روپیہ دیا ہے۔

—— پٹنہ ۱۴ اکتوبر۔ آج بہار اسمبلی میں مسلم اوقاف بل رائے شماری کے بغیر منظور ہو گیا۔

—— نئی دہلی ۱۴ اکتوبر۔ ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ جو ہندوستانی فوجیں ہندوستان سے باہر بھیجی گئی ہیں وہ بخیریت منزل مقصود پر پہنچ گئی ہیں۔ کسی ہندوستانی وثیقے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

—— نئی دہلی ۱۳ اکتوبر۔ آج وائسرائے نے مسٹر راجگوپال اچاریہ وزیر اعظم مدراس۔ سر چمن لال سیتلواڈ۔ سر کاؤس جی جہانگیر۔ حاجی سر عبداللہ ہارون۔ سر پی سلوام اور سر سپرو سے ملاقات کی۔

—— بنگلور ۱۴ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے ہند نے سر مرزا اسماعیل دیوان میسور کو ملاقات کی دعوت دی ہے۔

—— نئی دہلی ۱۷ اکتوبر۔ آج مدراس اسمبلی کی حزب مخالف کے لیڈر۔ راؤ بہادر ایم۔ سی راجہ اچھوت لیڈر۔ میجر سر محمد نواز خاں، سردار بہادر سردار وساکھا سنگھ اور ماسٹر تارا سنگھ اکالی لیڈر نے وائسرائے سے ملاقات کی۔

—— نئی دہلی ۱۷ اکتوبر۔ مسٹر جناح دو روز سے خاکسار لیڈروں کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔

ممالکِ خارجہ

—— لندن ۱۴ اکتوبر۔ اس ہفتہ مغربی محاذ پر غیر معمولی سرگرمیاں نظر آ رہی ہیں۔ غیر جانبدار ممالک کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہٹلر کو مغربی محاذ پر پہنچانے کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ جرمن فوجیں بہت بڑی تعداد میں اس محاذ پر جمع ہو چکی ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس ہفتہ کے اخیر میں ہٹلر فرانس پر حملہ کر دے گا۔

—— ایک اطلاع مظہر ہے کہ مسٹر چمبرلین کی تقریر کے بعد ہٹلر نے اپنے مشیروں سے متعدد مرتبہ مشورے کئے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ جرمن فوجیں سوئٹزرلینڈ اور بلجیم میں گھسنے کی کوشش کریں۔

—— انقرہ ۱۴ اکتوبر۔ روس اور ترکی کے سمجھوتے کی ...... گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ معاہدہ ان وعدوں پر اثر انداز نہیں ہوگا جو ترکی نے برطانیہ اور فرانس سے کر رکھے ہیں۔ ترکی وفد ...... کام ختم کر کے ماسکو سے انقرہ روانہ ہو چکے ہیں۔

—— پیرس ۱۴ اکتوبر۔ پولش فوج کے کمانڈر انچیف ...... فرانس آگئے ہیں۔

—— فن لینڈ کے حالات زیادہ الجھتے ہوئے نظر آ رہے ہیں ...... فن لینڈ روس کی شرائط منظور نہیں کرے گا۔ امریکہ نے فن لینڈ کی ...... کا اعلان کر دیا ہے۔

—— لندن ۱۴ اکتوبر۔ فن لینڈ میں نیشنل گورنمنٹ قائم ہو ...... روس سے گفت و شنید بدستور جاری ہے۔

—— لندن ۱۳ اکتوبر۔ برطانیہ کا ایک جہاز ایس ایس ...... جرمن آبدوز نے غرق کر دیا۔ جہازیوں کو ایک امریکن جہاز نے ......

—— لندن ۱۴ اکتوبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ برطانیہ کے ایک جنگی جہاز "رائل آک" کو جرمن آبدوزوں نے سمندر میں غرق کر دیا۔ جہاز پر کل ۱۲۰۰ آدمی تھے جن میں ۸۰۰ سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

—— اس جہاز پر حکومت برطانیہ کے ۲۰ لاکھ پونڈ خرچ ہوئے تھے۔ موجودہ جنگ میں یہ برطانیہ کا دوسرا جنگی جہاز ہے جو جرمن آبدوزوں نے غرق کیا۔

—— لندن ۱۵ اکتوبر۔ نجارسٹ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ روس نے ترکی سے وعدہ کیا ہے کہ جرمنی کو فوجی امداد ہرگز نہیں دی جائے گی۔

—— پیرس ۱۴ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ جرمنی کی خفیہ پولیس نے زلتا کے مقام پر جوتوں کے بادشاہ تھامس باٹا کو گرفتار کر لیا۔ جرمن خفیہ پولیس کا بیان ہے کہ مسٹر باٹا نے حال ہی میں برطانوی قومیت اختیار کر لی ہے۔

—— لندن ۱۴ اکتوبر۔ ماسکو کی نشر گاہ سے ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت روس کی دعوت پر ترکی وزیر زراعت کل انقرہ سے عازم ماسکو ہو جائیں گے۔

—— لندن ۱۴ اکتوبر۔ آج جرمن کمیونک میں اعلان کیا گیا ہے کہ اتحادیوں کے تین ہوائی جہاز گرا لئے گئے ہیں۔

—— واشنگٹن ۱۳ اکتوبر۔ امریکن ریڈ کراس سوسائٹی نے جنگی ...... کے لئے ۱۸ لاکھ ڈالر کی منظوری دیدی ہے۔

—— پیرس ۱۶ اکتوبر۔ قولاً کہ جرمن فوج سیگ فریڈ لائن ...... جمع ہو چکی ہے اور حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار بیٹھی ہے ...... گھنٹوں میں وہ حملے کی زبردست تیاریاں کرتی رہی ہے۔

—— شنگھائی ۱۶ اکتوبر۔ یہاں سے ۱۲ میل جنوب مغرب میں ...... ہنکاؤ پر چینیوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ...... کی بری، بحری اور فضائی فوج کے ۱۵ لاکھ سپاہیوں نے حلف اٹھایا ہے کہ وہ دشمن کو اپنے ملک سے نکال کر دم لیں گے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سچے مسلمان کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہوتی ہے

مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کیلئے وقف کردے اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو اور تمام نیکیاں اور اعمال حسنہ جو اس سے صادر ہوں۔ وہ مشقت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کردے حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہہ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب مولا پیدا کرنے والا اور محسن ہے۔ اس لئے اس کے آستانہ پر سر رکھدیتا ہے۔ ایک سچے مسلمان کو اگر کہا جائے کہ ان اعمال کے بدلے میں اُسے کچھ نہ ملیگا اور نہ کوئی بہشت ہے۔ نہ دوزخ نہ آرام نہ لذت۔ تب بھی وہ اپنے اعمال صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی عبادات اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا ثیت کسی اجر یا ثواب کی بنا اور امید پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی شناخت اور اس کی محبت و اطاعت کیلئے بنائی گئی ہے اور بجز اس کے اس کا کوئی مقصد اور غرض ہے ہی نہیں۔ اس لئے وہ اپنی تمام خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد کیلئے صرف کرتا ہے تو اسے اپنے محبوب حقیقی کا ہی چہرہ نظر آتا ہے بہشت دوزخ۔ عذاب۔ ثواب پر اس کی نظر نہیں ہوتی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جائے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت میں سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔ تو میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تمام تکلیفوں اور بلاؤں کو لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ۱۹ اکتوبر کی شب کو حضرت ممدوح لائلپور تشریف لیگئے نماز جمعہ وہاں پڑھائیں گے اور انشاء اللہ اس پرچہ کے طبع ہونے کے وقت تک واپس لاہور پہنچ چکے ہونگے۔

— حضرت مولانا صدرالدین صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں آپکا درس پابندی کیساتھ جاری ہے۔ اس درس میں غیر از جماعت اصحاب کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

— جناب میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس کئی روز سے علیل ہیں۔ چند روز ہوئے بہت زیادہ تکلیف ہو گئی تھی۔

— ماسٹر عبدالجلیل صاحب انگلش ماسٹر اسماعیلیہ ضلع مردان علیل اور مختلف مشکلات میں مبتلا ہیں۔

— جماعت کے اور بہت سے دوست اور خواتین بھی بیمار اور گوناگون مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے لئے تہجد اور دوسری نمازوں میں دعا کی جائے۔

— امید ہے رمضان المبارک میں ہماری بہت سی جماعتوں نے درس قرآن کا انتظام کیا ہوگا۔ جہاں اب تک یہ انتظام نہیں ہوا وہاں احباب کو فی الفور توجہ کرنی چاہئے۔ تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان درس قرآن کی مختصر کیفیت لکھکر اخبار کو بھیجدیں۔

— بعض دوستوں کے ذمہ پیغام صلح کے جوبلی نمبر کی قیمت ابھی تک باقی ہیں، ان کو باقاعدہ خطوط کے ذریعہ یاددہانی کرائی گئی ہے وہ بہت جلد توجہ فرمائیں اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔

امر الٰہی کی حفاظت اور بہائی مذہب کی مطابقت

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

(۲)

اقدس

باب کی "البیان" کو منسوخ کرنے والی کتاب بقول بہائی صاحبان "کتاب الاقدس" ہے جو بہاء اللہ صاحب کی تصنیف ہے آؤ اب اس کتاب کی محفوظیت پر غور کریں۔

سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ آج تک کتاب الاقدس کو بہاء اللہ صاحب نے خود یا ان کے جانشین و فرزند اعظم عبد البہاء صاحب نے شائع ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس کتاب کو بری طرح سے چھپا رکھا ہے۔ کیوں چھپا رکھا ہے۔ اس کے متعلق عبد البہاء صاحب فرماتے ہیں:۔

"کتاب اقدس اگر طبع شود و نشر خواہد شد و در دست اراذل متعصبین خواہد افتاد و لہذا طبع نشدہ"

(جواب نامہ جمعیت الاسمائی مطبوعہ ۱۳۳۲ھ)

جب ایک بہائی جمعیت نے عبد البہاء سے کتاب اقدس شائع کرنے کی اجازت مانگی تو ان کو اوپر کا جواب دیا گیا کہ اس کو چھاپ کر شائع کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر یہ چھپ گئی تو پھیل جائے گی۔ اور متعصب لوگوں کے ہاتھ میں پڑ جائے گی۔ اس لئے اس کا چھاپنا اور اشاعت کرنا جائز نہیں ہے۔

اب کون ہے جو یہ فیصلہ کرے کہ اس کا چھاپنا جائز ہے۔ نہ عبد البہاء دوبارہ آ دیں اور نہ بہاء اللہ پیدا ہوں اور نہ ان کے ہم پایہ کوئی بہائی یا جمعیت بہائیہ ہے جو عبد البہاء کے اس فیصلہ کو توڑ سکے۔ لہذا یہ کتاب ہمیشہ کیلئے چھپ کر اشاعت پانے کی بجائے چھپ گئی۔

شاید کوئی صاحب بول اٹھیں کہ اقدس تو کئی لوگوں کے پاس ہے۔ پھر وہ کہاں سے آگئی۔ تو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ اقدس اصلی اقدس نہیں ہے۔ بلکہ بقول بہاء اللہ صاحب یہ دشمنان بہائیت متزلزلین کی شائع کردہ کتاب ہے اور یہ کوئی حجت نہیں ہے۔ چنانچہ جمعیت الاسمائی کے جواب میں جہاں اشاعت "اقدس" کو منع کیا ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے کہ:۔

"بعضے از ملحدین مثل مرزا مہدی بیگ از متزلزلین بدست آوردند نشر دادند و لے این در رسائل ملحدین مندرج۔ چون بغض و عداوت شان مسلم در نزد عموم قول و روایت شان مجہول و مبہم است و لے اگر بہائیان نشر دہند حکمے دیگر دارد"

یعنی متزلزلین میں سے مرزا مہدی بیگ جیسے بعض ملحدوں نے کتاب اقدس کو حاصل کیا اور نشر کر دیا لیکن یہ شائع شدہ اقدس ملحدین کے رسالوں میں شامل ہے اور چونکہ ان کا بغض و عداوت عوام کے نزدیک مسلم ہے۔ ان کا قول اور روایت مجہول و مبہم ہے لیکن اگر بہائی اس کتاب کو نشر کریں تو اس کا حکم دوسرا ہے۔

گویا اقدس جو بہائی شریعت کی کتاب ہے۔ وہ تو ملحدین کی شائع کردہ ہونے کی وجہ سے مجہول و مبہم روایت کی حیثیت رکھتی ہے اور بہائیوں کو اس کے نشر کرنے کی اجازت نہیں۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ جو وجہ عبد البہاء نے بیان کی ہے وہ تو بالکل غیر معقول ہے پھر اصل بات کیا ہے جس کی وجہ سے اقدس کو بہائی چھپائے بیٹھے ہیں خصوصاً ایسی حالت میں۔ جبکہ ملحدین نے اس کتاب کو لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ یہ سمجھ لینا کچھ زیادہ مشکل معلوم نہیں ہوتا۔ یقیناً بیلقیہ باز تو مرا اصل کتاب میں گڑ بڑ کر چکی ہے۔ ورنہ جبکہ ملحدین ڈنکے کی چوٹ ایک کتاب تو پبلک میں بیچ رہے ہیں اور خود بہائی بھی اپنے استعمال میں رکھتے ہیں۔ کیوں اصل کتاب کو نشر نہیں کیا جاتا۔ قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اپنے قیمتی مضامین "فتن غلو" میں ذکر کیا ہے کہ پریتم سنگھ صاحب بہائی مبلغ نے انہیں بتایا ہے کہ ملحدین کی شائع کردہ اقدس میں کچھ گڑ بڑ ہے۔ سردار صاحب کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ بہائیوں کی کتاب اقدس غیر محفوظ ہے اور اس کا الزام ملحدین پر نہ ہوگا۔ بلکہ خود بہائیوں پر ہے۔ کیونکہ جبکہ ان کے خیال میں جعلی و مبہم اقدس ایک جماعت نے شائع کر دی ہے اور سچی کتاب والے خاموش بیٹھے ہیں۔ تو دوسرے لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض و شک کا موقع ملیگا۔

ایک مثال

ہمارے سامنے حضرت مرزا صاحب نے بیانگ بلند دعویٰ کیا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا مجدد اب نہیں ہے۔ جب آپ کی مجددیت کے انکار کرنیوالوں کو یہ کہا گیا کہ حدیث مجدد کا مصداق اس صدی میں سوائے حضرت مرزا صاحب اگر کوئی اور ہے تو اس کا دعویٰ دکھاؤ۔ تو منکرین کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ مجدد کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن جب ان سے یہ کہا گیا کہ دیکھو جبکہ ایک شخص نے مجددیت کا دعویٰ کر دیا تو اب اس کے سوا اگر کوئی سچا مجدد کہیں ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اب ضرور یہ کہے کہ سچا مجدد تو میں ہوں۔ یہ دوسرا مدعی تو جھوٹا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو جب جھوٹا مجدد کہا جاتا ہے۔ وہ حق رکھتا ہے کہ یہ کہدے کہ میں ہی سچا مجدد ہوں میرے دعوے کو جھٹلانے والا بھی کوئی نہیں ہے اور دیکھنے والوں کو اس کی بات بہ امنا و صدقنا کہنے کے سوا چارہ نہ ہوگا۔

ٹھیک اسی طرح بہائیوں کا ملحدین کی شائع کردہ کتاب کے بالمقابل اپنی کتاب کو چھپا رکھنا دیکھنے والوں کو یہ حق دیدیتا ہے کہ وہ کہدیں کہ یہ کتاب ہی مشکوک ہے اور اصل کتاب درحقیقت موجود ہی نہیں اور اگر ملحدین کے سامنے یہ لوگ اقدس کو جسے اب تک چھپایا ہوا ہے رکھدیتے تو ممکن تھا کہ وہ ان لوگوں کی جعلسازی کو کھول دیتے۔ کیونکہ ان کے ہاتھ میں بھی دلائل تھے۔ لیکن اب جبکہ وہ لوگ مفقود ہو چکے ہیں۔ ان کی شائع کردہ کتاب کو مجہول اور مبہم کہنا مشت کہ بعد از جنگ یاد آید۔ برکلہ خود باید زد کا مصداق ہے۔

اقدس کی اندرونی شہادت

اقدس کے شروع میں ہی لکھا ہے کہ:۔

قد کتب علیکم الصلوۃ تسع رکعات للہ منزل الآیات حین الزوال وفی البکور والآصال و عفونا عدۃ اخری امرا فی کتاب اللہ انہ لھو الآمر المقتدر المختار و اذا اردتم الصلوۃ فولوا وجوھکم شطری الاقدس

(اقدس صفحہ ۲)

یعنی بلاشبہ اللہ جو آیات کا نازل کرنیوالا ہے اس نے تم پر فرض کی ہے نماز نو رکعت۔ زوال کے وقت، شام کے وقت اور صبح کے وقت اور دوسری تعداد رکعات کو ہم نے مٹا دیا یہ حکم ہے اللہ کی کتاب میں بلاشبہ وہ مقتدر اور مختار حکم دینے والا ہے اور جب تم نماز کا ارادہ کرو تو میری طرف اقدس کی طرف منہ کر لو۔

اب ساری اقدس کو جو ناقضین نے شائع کی پڑھ جاؤ۔ اور بہائی اس اقدس کو پڑھ جائیں۔ جو ان کے پاس گمنامی کے گوشہ میں پڑی ہے۔ لیکن آپ کو یہ نو رکعت نماز کا کہیں پتہ نہ ملیگا۔ حدیث کے بہائی قائل ہی نہیں۔ لیکن ایسی حدیث بھی موجود نہیں۔ یا تو اصل میں سے وہ نماز نکال دی گئی ہے۔ یا بہاء اللہ صاحب جو منزل الآیات صاحب علم ما کان و ما یکون ہیں۔ اس ضروری امر کو بھول ہی گئے۔ آخر الانسان مرکب من الخطاء والنسیان سچی بات ہے۔ جس طرح عیسائی اپنے خدا کی کمزوریوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ ان کا خدا ایک پہلو سے خدا اور ایک پہلو سے انسان تھا اس لئے تمام کمزوریاں انسانی پہلو سے ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح بہائی حضرات بھی کہہ سکتے ہیں۔

بہائی نماز گم ہوگئی

ایک قادیانی جو علمی صاحب کے ساتھ بہائی بنکر قادیان سے نکالے گئے تھے جن کا اسم گرامی مہر محمد خان صاحب ہے اقدس کی مذکورہ بالا عبارت پڑھکر خیال آیا کہ یہ ۹ رکعت والی نماز جو بہاء اللہ مقتدر و مختار خدا نے فرض قرار دی ہے اور جس میں یہ حکم ہے کہ ہم رخ اقدس کی طرف منہ پھیر لیں۔ کہاں ہے جب وہ خود نہ پا سکے اور دوسرے بہائی بھی ان کو نہ بتا سکے تو انہوں نے شیفیلڈ خط بہاء اللہ صاحب کے خلیفہ ثانی عباس آفندی کو لکھا جس کے جواب میں نہایت دیانتداری سے ولی الامر شوقی آفندی صاحب نے لکھا کہ

نو (۹) رکعت والی نماز گم ہوگئی ہے

مجھے بھی اس واقعہ کا علم نہ تھا۔ لیکن مجھے مہر محمد خان صاحب کے ہمراہ نکالے جانیوالے تیسرے بہائی۔ ایم۔ اے صمدانی صاحب نے بتایا کہ یہ اصل واقعہ ہے۔ شوقی صاحب نے ایسے ہی لکھا تھا۔

اب جبکہ نماز جیسی اہم چیز بھی گم ہوگئی ہے تو دوسرے احکام کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ اور یہ حکم کہ نماز میں منہ میری طرف کرو۔ وہ بھی ساتھ ہی ختم ہوگیا۔ جبکہ وہ نماز ہی گم ہوئی۔

گمشدہ نماز کی بجائے تین اور نمازیں

مگر بہائی کہتے ہیں کہ ۹ رکعت والی نماز کی بجائے حضرت بہاء اللہ نے تین اور نمازیں نازل کر دیں جن میں سے ایک تو صرف ایک آیت دعائیہ ہے۔ جسے ۲۴ گھنٹوں میں ایک دفعہ پڑھ لینا کافی ہے اور ایک صلوٰۃ کبیرہ ہے جو ایک خاص لمبی دعا ہے اور ایک اور دعا ہے جو درمیانی درجے کی ہے جو تیسری دعا ہے

(باقی صفحہ ۸ کالم ۱)

عزمِ راسخ اور ہمتِ بلند

زندہ قوموں کی زندگی کا راز

حکومت برطانیہ کے مشہور جنگی جہاز "رائل اوک" کی غرقابی گذشتہ ہفتہ کا ایک بہت افسوسناک واقعہ ہے۔ یہ جہاز برطانیہ کے جنگی بیڑے میں امتیاز رکھتا تھا۔ خاص اہتمام اور قریباً ۲ لاکھ پونڈ کی لاگت سے تیار ہوا تھا۔ اس کی خدمات بھی شاندار تھیں۔ اس کی غرقابی سے عظیم مالی نقصان کے علاوہ قریباً آٹھ سو آزمودہ کار ملاحوں کی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں جن میں بحری سپاہی اور افسر دونوں شامل ہیں۔ اس حادثہ سے سلطنت برطانیہ کو قدرتی طور پر افسوس ہوا اور اس کے اس افسوس میں وہ تمام اقوام و ممالک بھی شریک ہیں جنہیں برطانیہ کے موجودہ مقصدِ جنگ سے ہمدردی ہے۔

لیکن ہم اس وقت یہ دیکھنا اور دکھانا چاہتے ہیں کہ اس حادثہ کا انگریز قوم کے عزائم پر کیا اثر ہوا ہے۔ یورپ میں اخبارات پبلک کی آراء و رجحانات کے صحیح ترجمان ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ذرا ان آراء کو پڑھنا چاہیئے جو برطانی اخبارات نے "رائل اوک" کے حادثہ غرقابی پر ظاہر کیں۔ اس طرح ہم انگریز قوم کے صحیح جذبات کا اندازہ بآسانی لگا سکیں گے۔

لندن کا مشہور و سرکردہ اخبار "ٹائمز" جس کی رائے حکومت اور پبلک دونوں کے نزدیک بہت وقیع سمجھی جاتی ہے اس حادثہ کے متعلق رقمطراز ہے کہ:-

"سمندروں پر جو حکومت کرنا چاہے اسے اس حکومت کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور یہ قیمت وقتاً فوقتاً جہازوں کی غرقابی اور افراد کی موت کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ برطانی قوم اپنے بہادر بیٹوں کی موت پر آنسو بہائے گی لیکن وہ اپنے بیٹوں کو بحری فرائض انجام دینے سے نہیں روک سکتی۔"

اخبار "ڈیلی ٹیلی گراف" نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے کہ:-

"برطانیہ پر اس قسم کے نقصانات کا ہمیشہ سے یہ اثر ہوتا چلا آرہا ہے کہ اس کے عزائم میں استحکام اور مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور اس قسم کے واقعات سے ہماری قوم کو احساس ہوتا ہے کہ ہمارے مرنیوالے جانباز بے سود نہیں مرتے۔"

اخبار "نیوز کرانیکل" نے لکھا ہے کہ:-

"جس جرأت اور شجاعت سے ہم مقابلہ کر رہے ہیں یہ ہماری کامیابی کا سب سے بڑا زینہ ہے۔"

اخبار "ڈیلی ہیرلڈ" نے مندرجہ ذیل الفاظ لکھے ہیں کہ:-

"رائل اوک" تباہ و برباد ہوگیا۔ لیکن انگلستان کی بحری قوت آج پہلے کی نسبت بہت زیادہ طاقتور ہے۔"

برطانی اخبارات کی یہ آراء اس حقیقت کا اظہار کر رہی ہیں کہ "رائل اوک" کی غرقابی سے انگریز قوم کو رنج و صدمہ ضرور ہوا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے عزم و ہمت میں زیادہ بلندی و استحکام پیدا ہوگیا ہے۔ اس حادثہ نے ان کو زیادہ جری اور زیادہ آمادۂ جدوجہد کر دیا ہے۔ دنیا عنقریب دیکھ لیگی کہ "رائل اوک" سے کوئی زیادہ بہتر اور مکمل جہاز برطانی بیڑے میں اس کی جگہ لے لیگا۔ اور قریباً آٹھ سو غرق ہونیوالے جانبازوں کی غرقابی انگریز قوم کے کئی ہزار سپوتوں میں بحری اور جنگی خدمت کا شوق و ولولہ پیدا کر دیگی۔ آج سے چند سال قبل مشہور ہوائی جہاز آر ۱۰۱ برطانیہ نے غیر معمولی مصارف اور طویل جدوجہد کے بعد تعمیر کیا۔ اس کیساتھ اس کی بڑی توقعات تھیں لیکن وہ اپنے پہلے ہی سفر میں ایک پہاڑ کی چوٹی سے ٹکرا کر تباہ ہوگیا۔ انگلستان کی چند قیمتی ہستیاں ... جو اس میں سوار تھیں وہ بھی آغوشِ موت میں ہمیشہ کی نیند سو گئیں لیکن برطانی قوم اس نقصان کے بعد زیادہ سرگرمی کے ساتھ مصروف جدوجہد ہوگئی۔ اس حادثہ نے اس کو مایوس و پست ہمت بنانے کی بجائے زیادہ بہادر بنا دیا۔ اس کے انجنیئر اور سائنسدان ہوائی جہازوں کی تعمیر میں پہلے کی نسبت زیادہ دلچسپی لینے لگے۔ ماہرین کی ایک کمیٹی نے تحقیقات کر کے مفید معلومات حاصل کیں۔ بے شمار نوجوانوں میں ہوابازی کا شوق پیدا ہوگیا۔ قوم اور حکومت نے ان کی دل کھول کر امداد و حوصلہ افزائی کی۔ بہت تھوڑے عرصہ میں برطانیہ کا ہوائی بیڑہ زیادہ مکمل و مضبوط اور انگریز طیاروان زیادہ تجربہ کار ہوگئے۔ ہوائی جہازوں کی صنعت میں فنی اور جنگی لحاظ سے مفید ترقیاں ہوئیں۔

عزم راسخ، ہمت بلند، اپنے مقصد کے لئے خوش دلی سے قربانی اور مشکلات و حادثات کا خندہ جبینی سے مقابلہ کرنا یہ ہر ایک زندہ و کامیاب قوم کی لازمی خصوصیات ہوتی ہیں۔ انگریز قوم کی زندگی کا راز بھی یہی خصوصیات ہیں جو لوگ یا قومیں انگریزوں کی عظمت و کامیابی اور سلطنت برطانیہ کی وسعت و عالمگیر اقتدار کو رشک و حیرت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ قدرت ان پر بھی انگریزوں کی طرح ہی مہربان ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنے اندر یہ خصوصیات پیدا کرلیں۔ حادثات سے صدمہ اور ناکامی سے رنج قدرتی امر ہے۔ انگریز بھی قدرت کے اس قانون سے باہر نہیں لیکن وہ حادثات کے بعد . . . . . . حصول مقصد کے لئے زیادہ جوش و سرگرمی کے ساتھ مصروف عمل ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی ہر ناکامی کو کامیابی کی بلند چوٹی تک پہنچنے کا زینہ بنا لیتے ہیں۔ دور عروج و اقبال میں مسلمانوں کا بھی یہی شعار تھا۔ اس شعار کے ختم ہونے کے ساتھ ہی ان کا عروج و اقبال بھی ختم ہوگیا ——— تاریخ اپنے آپ کو دہرا سکتی ہے اگر مسلمان اپنے اندر ان خوبیوں کو دوبارہ پیدا کرلیں۔

جماعت احمدیہ لاہور ایک تبلیغی جماعت ہے جس کا مقصد وحید تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن ہے۔ یہ مقصد فی الحقیقت بہت بلند ہے۔ ہم اس وقت تک اس میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک اپنے عزائم میں بھی اس مقصد کی طرح بلندی پیدا نہ کریں۔ ہمیں حادثات اور صدمات بھی پیش آئیں گے لیکن ان چیزوں کا ہماری ہمت اور عزائم پر صرف اسی رنگ میں اثر انداز ہونا چاہیئے کہ ان کو اور زیادہ مستحکم و بلند کردیں۔ مصائب و حادثات مجاہدوں کا ازل سے ورثہ ہے۔ کامیابی کا راستہ انہیں خار زاروں میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ میدان جنگ کے سپاہی تلواروں سے گھائل بھی ہوا کرتے ہیں۔ بامراد غواصوں اور ملاحوں کو خوفناک گردابوں اور طوفانی موجوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ اولوالعزم قافلہ سالار سفر کی صعوبتوں سے دوچار ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اگر وہ عزم راسخ اور ہمت بلند کا دامن چھوڑ دیں تو وہ کس طرح کامیاب ہوسکتے ہیں؟ سو ہم تمام وابستگان سلسلہ سے کہتے ہیں کہ عزم راسخ اور ہمت بلند کو اپنا شعار بناؤ۔ اس جذبہ کو ترقی دو اور جن افراد سلسلہ میں یہ موجود نہیں وہ اسکو پیدا کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔

نمائش زنانہ دستکاری

انجمن کے جلسہ سالانہ کی تقریب پر ہر سال زنانہ دستکاری کی ایک نمائش بھی منعقد ہوتی ہے جسکی تفصیلات و اغراض تمام احباب و خواتین سلسلہ کو بخوبی معلوم ہیں۔ جماعت کی عورتیں اور بچیاں اپنے ہاتھ سے اور اپنے مصارف سے حسب ضرورت کی چیزیں تیار کر کے بھیجتی ہیں جو نمائش میں رکھی اور فروخت کر دی جاتی ہیں اور اس طرح جو رقم فراہم ہو وہ اشاعت اسلام فنڈ میں خواتین سلسلہ کی طرف سے جمع کرا دی جاتی ہے۔ جلسہ سالانہ میں اب صرف دو ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے خواتین کو اس نمائش دستکاری کیلئے چیزوں کی تیاری کا فکر کرنا چاہیئے۔ کوشش یہ ہو کہ جماعت کی ہر ایک خاتون اور سیانی لڑکی کوئی نہ کوئی چیز ضرور اپنے ہاتھ سے بنا کر بھیجے۔

شذرات

مجاہدہ رمضان کی دعائیں

رمضان المبارک ایک مجاہدہ کا مہینہ ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کے سامنے جھکنے اور اُس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے بہت سے قیمتی اور بابرکت مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ رحمت باری جوش پر ہوتی ہے۔ قلوب دعا اور عبادت کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ ان سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پنجوقتہ نماز باجماعت کی پوری پابندی کے علاوہ کم ازکم اس ماہ مبارک میں نماز تہجد کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیئے۔ دعاؤں پر خاص زور ہو۔ تنہائی میں اور مل کر دونوں طریق پر دعائیں کی جائیں۔ خدمت دین و اشاعت قرآن ہمارا سب سے بڑا مقصد اور غلبہ اسلام ہماری سب سے بڑی آرزو ہے لہذا ہماری دعائیں بھی زیادہ تر اسی کے . . . لئے ہونی چاہئیں کہ "اے اللہ تو اسلام کو غالب کر اور ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے پاک دین اور تیری مقدس کتاب کو دنیا کے دُور دراز گوشوں میں پہنچا سکیں جو طاقتیں اس کی مخالف ہیں ان کا مقابلہ کرسکیں تو اس غرض کیلئے ہمیں ہمت و عزم اور سامان و ذرائع عطا فرما" صحیح دعا وہی ہے جو ان دلی تڑپ و خلوص کیساتھ کیجے خواہ وہ کسی زبان میں ہو لیکن قرآن و حدیث کی بعض دعائیں ایسی ہیں جو مقررہ عربی الفاظ ہی میں زیادہ مؤثر اور جاذب برکات ہوسکتی ہیں۔ یہ دعائیں ۱۵ر نومبر ۱۹۳۶ء کے پیغام صلح میں درج ہوچکی ہیں۔ اُمید ہے کہ یہ پرچہ اکثر احباب کے پاس محفوظ ہوگا لہذا ان دعاؤں کو نماز تہجد اور دیگر نمازوں کے وقت ضرور پڑھیں اور بار بار دُھرائیں ——— یہ مجاہدہ رمضان کی خاص دعائیں ہیں ۞

اخبار "الحکم" قادیان کی مشکلات

محمودی جماعت کے کثرت تعداد کے مبالغہ آمیز دعاوی اور مالی قربانیوں کے باوجود قادیانی اخبارات کی حالت بہت زبون ہے۔ اس کے بعض اخبارات تو فی الحقیقت زندگی و موت کی نہایت تکلیف دہ عبرت انگیز کشمکش میں مبتلا ہیں۔ وہ بہتیری چیخ و پکار مچاتے ہیں۔ بار بار التجائیں اور اپیلیں کرتے ہیں سفارشیں کراتے ہیں لیکن محمودی جماعت پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ معاصر "الحکم" اپنی جماعت کی سرد مہری کا خاص طور پر شاکی ہے۔ گذشتہ دنوں اس نے اپنا مسیح موعودؑ نمبر شائع کیا۔ کل ایک ہزار کاپی طبع ہوئی وہ بھی نہ خریدی گئی۔ اب ۷ر جولائی کے بعد ۱۴ر اکتوبر کو پھر اس کا ایک پرچہ شائع ہوا ہے جس میں یہی رونا ہے۔ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر "الحکم" لکھتے ہیں:۔

"مجھے پھر ایسے حالات میں سے گزرنا پڑا کہ جولائی اور اگست کا کوئی پرچہ نکالنا بھی میرے لئے ممکن نہ رہا۔ الحکم کے جس قدر وی۔پی گئے وہ . . . . سب واپس ہوئے بلکہ ٹکٹوں کی رقم بھی واپس نہ آسکی . . . . ایسے لوگ کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم "الحکم" کا وی۔پی۔ پانچ پانچ چھ چھ مرتبہ واپس کرتے ہیں اور قیمت ادا نہیں کرتے جتنے پرچے ہم سے لیتے ہیں مفت لیتے ہیں . . . . . تو وہ اخبار کو اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔ اخبار کا مالک و ایڈیٹر اگر خاموشی اختیار کرتا ہے تو سب الزام اپنے اوپر لے لیتا ہے۔ اور یہ بات بھی خطرناک ہے اور اگر ایسے خریداروں کی حقیقت بیان کرتا ہے تو وہ اپنے خریداروں کی ہتک کا موجب ہوتا ہے۔ دل میں درد اٹھتا ہے ٹیس پڑتی ہے۔ مگر میں آہ نہیں کرسکتا . . . اس حالت کو دیکھ کر ایک دشمن سلسلہ نے لکھا کہ "الحکم" پر بجلی گری اس طرح اس قسم کی حالت پر بعض اوقات آریہ سماج کے اخبارات نے مسرت کا اظہار کیا . . . . . میں کس قدر تکلیف میں ہوں میری حالت کس قدر نازک ہے"

محمودی جماعت کا علمی ذوق و شوق روز بروز مردہ ہو رہا ہے حضرت سلطان القلم کی وراثت سے وہ محروم ہے۔ اس لئے اس کے اخبارات کس مپرسی کی حالت میں مبتلا ہیں۔ بہرحال ہمیں معاصرانہ تعلقات کی بنا پر "الحکم" سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے نادہند خریداروں کو ہدائیت دے ۞

صدر کانگرس کا تازہ کلام

چند روز ہوئے بابو راجندر پرشاد صدر کانگرس نے ہندوستان کی قومی زبان کے مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

اُردو اور ہندی کو ملا کر تمام ہندوستان کے لئے ایک زبان بنانی چاہیئے۔ ہندوستان سے زبان کا جھگڑا اب جلد ختم ہوجانا چاہیئے اور ایک ایسی زبان مرتب کرنی چاہیئے جسے تمام ہندوستانی آسانی سے سمجھ سکیں"۔

اُردو کے رواج و ترقی نے ہندوستان میں زبان کا جھگڑا ختم کر دیا تھا لیکن آریہ سماج، ہندو مہاسبھا اور اسکے بعد کانگرس کے ہندو لیڈروں نے تعصب کی وجہ سے خواہ مخواہ اس جھگڑا کو دوبارہ زندہ کیا اور رفتہ رفتہ اس کو اتنا بڑھایا کہ آج وہ ملک کی آزادی اور ہندو مسلم اتحاد کیلئے ایک پریشان کن روک بن گیا ہے ——— اب بھی یہ لوگ اگر تعصب کو چھوڑ کر رواداری سے کام لیں تو ہندوستان کی زبان کا مسئلہ بہت آسانی اور خوبصورتی سے حل ہوسکتا ہے مشکل و ثقیل الفاظ سے اجتناب تو پہلے ہی ہو رہا ہے۔ آسان اُردو ہندوستان میں ہر جگہ بخوبی سمجھی جاتی ہے کانگرس نے جس قدر "ہندی" یا "ہندوستانی" کے پرچار . . . کے لئے کوشش کی ہے اگر اُردو کے پھیلانے کیلئے اسقدر کوشش کی جاتی تو اب تک قومی زبان کے متعلق ہندوستان کی پریشانیاں دور ہو چکی ہوتیں۔

باقی رہا اُردو ہندی ملا کر ایک زبان مرتب کرنے کا سوال ——— سو یہ کام اگر اسی جذبہ کے ماتحت اور اسی طریق پر کیا گیا جس کا مظاہرہ آجکل کانگرسی حکومتیں، ریڈیو کا محکمہ، شمالی ہندوستان کے ہندو آریہ اخبارات، اکثر کانگرسی لیڈر کر رہے ہیں تو یقین رکھنا چاہیئے کہ زبان کا مسئلہ سلجھنے کی بجائے زیادہ اُلجھ جائے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ زبانیں بنانے سے نہیں بنا کرتیں بلکہ یہ ضرورت کے ماتحت بنتی اور اپنی اہلیت اور ماحول کی بنا پر رواج پذیر ہوتی اور ترقی کرتی ہیں خاص جذبات کے ماتحت بنائی ہوئی زبانیں فطری خوبیوں اور اہلیتوں سے محروم ہوتی ہیں۔ اور بہت جلد مر جاتی ہیں ۞

درخواست دُعا

ہماری جماعت کے محترم بزرگ جناب داروغہ نبی بخش صاحب کچھ عرصہ سے علیل ہیں احباب انکے لئے خاص طور پر دعائے صحت کریں

روزہ کا اصل مقصد متقی بنانا ہے

رمضان کے متعلق احکام قرآنی

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے درس قرآن کریم کے نوٹ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء

جیسا کہ قارئین پیغام صلح کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا درس قرآن کامیابی کے ساتھ مسلسل جاری ہو جو گیارھویں پارہ تک ہی پہنچا ہے۔ ۱۵ اکتوبر کو پہلا روزہ تھا۔ اس لئے حضرت موصوف نے ایک روز کیلئے اصل سلسلہ کو چھوڑ کر آغاز رمضان کی رعایت سے مندرجہ ذیل آیات کا درس دیا۔ (مدیر)

(سورہ البقرہ ۲: ۱۸۳ — ۱۸۸)

یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے روزے ضروری ٹھہرائے گئے ہیں۔ جیسے کہ ان لوگوں کے لئے ضروری ٹھہرائے گئے۔ جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بنو۔

یایھا الذین امنوا۔ اے ایمان والو۔ اے میرے ماننے والو! ذرا غور کرو۔ قرآن کریم کس قدر بلند اخلاق سکھانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو کسی پیغمبر اور نبی کی بھی کوئی حقیقت نہیں اس کی ذات بہت بلند ہے اور پیغمبروں اور نبیوں کے ماننے والے تو اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ لیکن بایں کس قدر خوبصورت اور نرم طریق پر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ماننے والوں کو مخاطب کرتا ہے۔ یہ بھی بات کے منوانے کا ایک انداز ہے۔ فرمایا کہ تم پر کچھ روزے فرض کئے گئے ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ تم سے پہلی قوموں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے اور ان روزوں کی غرض یہ ہے کہ تم متقی بنو ـــــ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرو۔ جھوٹ اور باطل سے بچو۔ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولتا ہے۔ بداخلاقی کرتا ہے وہ روزے کی غرض کو نہیں پاتا۔ کیونکہ روزہ کی غرض تقویٰ کا سبق دینا اور پاکیزگی سکھانا ہے اور تمام بری باتوں اور برے اخلاق سے روکنا اور محفوظ رکھنا ہے۔ قرآن کریم کا یہ نہایت ہی حکمت انداز ہے کہ وہ جس فعل میں جس عضو کے غلط استعمال سے اور جس جگہ جانے سے خرابی کا احتمال ہو سکتا ہے وہ اس سے روکتا ہے دشمن اپنے تعصب اور بے عقلی کی وجہ سے معترض ہوتا ہے کہ اسلام عورتوں پر اعتبار نہیں کرتا مسلمان اپنی عورتوں پر اعتبار نہیں کرتے ان کو پردہ میں رکھتے ہیں۔ پردہ کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان اپنی عورتوں پر اعتبار نہیں کرتے۔ مسلمان عورت خدا کے فضل سے بہت مضبوط اور اخلاق کے لحاظ سے دوسری عورتوں سے ممتاز ہے پردہ کا مقصد صرف بری جگہ جانے اور اعضا کو غلط استعمال سے روکنا ہے۔ اسلام مردوں اور عورتوں کو ہر اس فعل سے روکتا ہے جو ابتلا کا باعث ہے۔ مشاہدہ اور تجربہ اس بات پر گواہ ہے کہ جن قوموں نے پردہ اٹھا دیا ہے وہ عصمت کے مقام سے نیچے گر گئیں۔ حکم ہے کہ اپنی آنکھ نیچی رکھو۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اندھوں اور بیماروں کی طرح چلو اور آنکھوں سے کام نہ لو۔ نہیں بلکہ آنکھ کا غلط استعمال نہیں کرنا۔ ان راستوں سے بچو جو برائی کی طرف لے جاتے ہیں۔ حکم ہے اپنی فروج کی حفاظت کرو۔ تمہاری روح اس جسم کے قلعہ کے اندر رہتی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک وغیرہ اس قلعہ کی فروج یعنی سوراخ ہیں۔ انسان آنکھ کے ذریعہ بھی علم حاصل کرتا ہے اور ناک کے ذریعہ بھی علم حاصل کرتا ہے۔ بعض چیزیں آنکھ کے ذریعہ جسم کے قلعہ کے اندر داخل ہو کر اس کی روح کو آلودہ کر دیتی ہیں آنکھ اس لئے ہے کہ انسان اس سے اللہ تعالیٰ کے نشانات اور اس کی قدرتوں کا مطالعہ کرے۔ لیکن اس کے ذریعہ قلب اور روح تک زہر بھی پہنچ سکتا ہے۔ بعض باتیں کان میں پڑ کر روح کو آلودہ کر دیتی ہیں۔ اسی طرح دیگر اعضا کا حال ہے۔ ان اعضا کی حفاظت کرنا اور روح کو ان کے ذریعہ پہنچنے والے زہروں سے بچانا بھی تقویٰ ہے اس لئے فرمایا کہ زبان کا روزہ رکھو۔ غرضیکہ روزہ کی اصل غرض تقویٰ سکھلانا ہے۔ جب مسلمان ایک ماہ تک جب ان چیزوں سے بچنے کی مشق کر لیں تو پھر ان کو چاہئے کہ یہ مشق کریں کہ سارا سال ان سے بچتے رہیں اور پوری طرح متقی بن جائیں۔

ایاما معدودت فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

ترجمہ:- چند دن پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ تو اور دنوں میں گنتی (پوری) کر لی جائے اور جو اس میں مشقت پاتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں۔ پھر جو کوئی تکلف سے نیکی کرتا ہے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اور پھر سن لو کہ تم روزے رکھو۔ تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

فرمایا کہ یہ چند دن کے روزے ہیں۔ صرف ایک مہینہ۔ زیادہ نہیں۔ پھر بیمار اور مسافر کے لئے اس میں رعایت بھی ہے کہ وہ بیماری اور سفر کے بعد روزے رکھ لیں۔ زیادہ بوڑھوں کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر ان میں استطاعت ہو تو وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ روزہ رکھنے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ اس بیسویں صدی کے انسان کو جو دن میں پانچ مرتبہ کھانے کا عادی ہے بے شک روزہ دشوار معلوم ہوتا ہے اور وہ اس سے بچنے کیلئے طرح طرح کے حیلے بہانے تلاش کرتا ہے۔ اس صدی کا آدمی ہو یا گذشتہ صدی اور آئندہ صدیوں کا آدمی ہو۔ یاد رہے کہ ان میں سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مشکلات اور دشواریوں کا مقابلہ کرنے کی عادت اپنے اندر پیدا نہیں کرتا اور روزہ اس عادت کے پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ ایک غلط [illegible] ہے کہ روزہ رکھنے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ [illegible] خلاف ہے۔ اس وہم کی بنا پر آجکل پڑھے لکھے مرد اور [illegible] روزہ کی پابند نہیں اور اسی وہم کی بنا پر وہ بچوں کو بھی [illegible] نہیں ڈالتے۔ بچہ کمزور ہو جائے گا۔ اس کو روزہ نہ رکھنے [illegible] کے ساتھ دراصل دشمنی ہے۔ اس طرح بچہ اسلامی تعلیمات [illegible] ناآشنا رہتا ہے اور اس کا ایمان بھی مر جاتا ہے [illegible] اس کے اندر مشکلات کا مقابلہ کرنے کی اہلیت کبھی پیدا [illegible] سکتی اور اس قسم کے وہموں کی وجہ سے مسلمان برباد ہو [illegible] ہیں۔ گذشتہ جنگ کے مصائب میں نے اپنی آنکھوں سے [illegible] ہیں۔ جنگ شروع ہونے کے بعد میں تین سال تک ولایت میں [illegible] جنگ کے دوران میں انگلستان کے تمام اخبارات نے اعتراف [illegible] کہ ہمارا ٹامی دن میں پانچ چھ مرتبہ کھا کر اور شراب پی کر بھی [illegible] بہادری سے نہیں لڑ سکتا جس قدر بہادری سے ترک سپاہی [illegible] لڑتا ہے۔ سو گذشتہ جنگ کے تجربہ سے یورپ نے [illegible] کیا کہ روزہ رکھنا قوت اور بہادری پیدا کرتا ہے اور [illegible] ساتھ ہی اس بات کو تسلیم کیا کہ شراب سے دلیری اور [illegible] نہیں ہوتی۔

ترک سپاہی جو شراب نہیں پیتے تھے۔ تمام یورپ [illegible] سے زیادہ دلیر اور شجاع ثابت ہوئے اور اسی جنگ کے [illegible] میں امریکہ نے امتناع شراب کا قانون اپنے ہاں نافذ کیا۔ [illegible] قرآن میں جنگ کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ ان آیات [illegible] ہی جو میں پڑھ رہا ہوں جنگ کے احکام ہیں۔ جنگ کے [illegible] شراب سے منع کیا۔ جؤا کھیلنے سے منع کیا۔ عفت قائم [illegible] دیا اور انہیں احکامات میں روزہ کا بھی ذکر ہے [illegible] احکام بیان کئے اور تقویٰ کی تلقین کی ہے اور فرمایا [illegible] سامنے مجھکو اس کی فرمانبرداری کرو۔ آجکل کی مہذب [illegible] قوموں کے سپاہی جنگ کے اندر جوا کھیلتے ہیں کیونکہ ان کی [illegible] شراب پیتے ہیں کیونکہ ان کی یہ عادت ہے۔ دیگر طرح [illegible] کرتے ہیں کیونکہ ان کی یہ عادت ہے۔ لیکن اسلام [illegible] قدم رکھنے سے پہلے تقویٰ کی تلقین کرتا ہے۔ انسان کو [illegible] سامنے جھکنا سکھاتا ہے۔ اس بیسویں صدی کی [illegible] کے جرنیل کرنیل اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ ان [illegible] کریں۔ وہ اپنے سپاہیوں کو شراب مہیا کر [illegible] مسلمان سپاہی پاکباز ہوتے ہیں۔ دوسری قومیں [illegible] رات کو لغویات میں مصروف رہتے ہیں صبح وہ جھگڑے [illegible] اسلامی فوجیں ان لغویات کے قریب تک نہیں [illegible] اٹھتی ہیں اور ہر وقت خدا ان کے سامنے رہتا ہے [illegible] عہد خلافت میں جب مسلمانوں نے شام فتح کیا [illegible] مسلمان سپہ سالار کو کہلا کر بھیجا۔ کہ ہم اپنے ملک [illegible] چاہتی ہیں وہ جلوس کے ساتھ بازاروں سے گزریں [illegible] اس بات کو مان لیا اور ساتھ ہی اپنے سپاہیوں کو [illegible] (ان لقیعفوا من الصبادھم) یاد دلایا۔ شام [illegible] عیسائی عورتیں بنا وسنگار کر کے کوٹھوں [illegible] سپاہی نگاہیں نیچی کئے گزر گئے۔ ان میں سے کسی نے [illegible] بھی نہ دیکھا کہ یہ پریاں تھیں یا چڑیلیں۔ اس [illegible] اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں نے ملک کے ساتھ اس ملک [illegible] دلوں کو بھی فتح کر لیا۔ سو تم روزہ رکھو تو اس کے اصل مقصد [illegible] کرو جو تقویٰ اور اصلاح نفس ہے۔ اگر خدا [illegible]

کسی سے ایسی حرکات سرزد ہوں کہ غیر مسلم سمجھیں کہ اس مسلمان کے ہاتھوں ہماری عزت محفوظ نہیں۔ یہ ہمارے لئے موجب تکلیف ہے۔ تو سمجھو تم نے روزہ کی اصل غرض کو فراموش کر دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ تم اسلام کو بدنام کرنے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر حرف لانے کا باعث بنے۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینٰت من الهدیٰ والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضاً او علیٰ سفر فعدة من ایام اخر یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدة ولتکبروا الله علیٰ ما هدٰکم ولعلکم تشکرون۔

ترجمہ:- رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا۔ لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کی کھلی دلیلیں اور حق و باطل کو الگ الگ کر دینے والی دلائل پس جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو چاہئے کہ اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو، یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گنتی (پوری) کر لی جائے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔ اور کہ تم گنتی کو پورا کرو اور اللہ کی بڑائی کرو۔ اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کا نزول رمضان کے مہینے میں شروع ہوا۔ اس لئے ماہ رمضان میں قرآن شریف کو زیادہ پڑھو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو ہمیشہ ہی قرآن کریم کثرت سے پڑھتے لیکن رمضان میں غیر معمولی کثرت سے پڑھتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رمضان میں جبرئیل آ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے۔ افسوس مسلمانوں کی توجہ اب اس طرف کم ہو رہی ہے۔ کچھ سال پہلے مسلمانوں کے گھروں میں یہ کیفیت تھی کہ صبح کے وقت قرآن شریف پڑھا جاتا۔ مرد عورتیں سب پڑھتے۔ بچے صبح کے وقت قرآن شریف پڑھتے ہوئے فرشتے معلوم ہوتے۔ اب بچوں کو قرآن کریم کی بجائے ڈی۔ او۔ جی۔ ڈوگ (DOG) کا سبق دیا جاتا ہے والدین اسی میں خوش ہیں کہ ہمارا بچہ انگریزی پڑھتا ہے۔ قرآن کریم پڑھانے کو کہا جائے تو جواب ملتا ہے کہ اس سے بچہ کے دماغ پر بوجھ پڑیگا۔ اس کا حافظہ خراب ہو جائیگا۔ خوب یاد رکھو کہ قرآن پڑھنے سے بچے کا حافظہ خراب یا کمزور نہیں ہوتا بلکہ ترقی کرتا ہے۔ اس کی یادداشت مضبوط ہو جاتی ہے۔ اس بیسویں صدی کے وہ فلاسفر جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ پہلے عربی زبان سیکھنی چاہئے اس کے بعد قرآن کریم پڑھنا چاہئے۔ تاکہ معنی سمجھ میں آ جائیں۔ یہ بالکل غلط خیال اور بالکل غلط طریق ہے۔ بچے کو شروع ہی سے قرآن پڑھانا چاہئے۔ بعد میں وہ ترجمہ بھی سیکھے یہ بھی ضروری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ بغیر ترجمہ سمجھے قرآن شریف پڑھنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ غرضیکہ قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو پڑھاؤ اور اس کو اپنا ایک شعار بناؤ۔ خدا کو ہمارے روزوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔ بلکہ اس نے یہ حکم محض ہمارے فائدہ کیلئے دیا ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے ہم کو ایسی اعلیٰ اور اعلیٰ تعلیم دی اور پھر اس تعلیم پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کر کے ایک نمونہ قائم کر دیا جو ہماری رہنمائی اور رہبری کے لئے موجود ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ سے لاکھوں حافظ پیدا ہوئے اور اس وقت بھی دنیائے اسلام میں لاکھوں حافظ موجود ہیں۔ جس اللہ نے ہم پر اس قدر فضل کیا۔ ہم پر لازم ہے کہ اس کی بڑائی اور شکر کریں

واذا سألك عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلهم یرشدون۔

ترجمہ:- اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں۔ تو بے شک میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں۔ پس چاہئے کہ میری فرمانبرداری کریں اور چاہئے کہ مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

اسلام کا ایک بہت بڑا کمال یہ ہے کہ وہ انسان کا تعلق خدا سے لگا دیتا ہے۔ فرمایا کہ میرے (خدا) متعلق پوچھیں تو کہہ دے کہ میں قریب ہی ہوں اور پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں۔ روزے کے بیان میں اس حقیقت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ روزے رکھنے سے خدا کا قرب میسر آتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ خدا کی پوری فرمانبرداری کی جائے۔ اس کے احکام پر چلا جائے۔ یہ نہیں کہ انسان کے گھر میں ناپاک کمائی سے گند کے طومار لگے ہوئے ہیں اور امید یہ رکھی جائے کہ اس کے صحن خانہ میں خدا کی برکات کا نزول ہوگا۔

احل لکم لیلة الصیام الرفث الیٰ نسائکم هن لباس لکم وانتم لباس لهن

ترجمہ: تمہارے لئے روزوں کی رات میں اپنی عورتوں کی طرف رغبت کرنا حلال کیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔ قرآن کریم نے یہ کتنی بڑی حکمت کی بات بتلائی ہے کہ عورتیں اپنے مردوں کے لئے اور مرد اپنی عورتوں کے لئے لباس ہیں۔ غیر شادی شدہ آدمی گویا ایک طرح سے ننگا ہے۔ لوگ اس کا گلی میں سے گزرنا پسند نہیں کرتے۔ کورٹ میں بھی اس کو زیادہ سزا ملتی ہے۔ سوسائٹی میں اس کا کوئی وقار نہیں ہوتا

علم الله انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالٰن باشروهن وابتغوا ما کتب الله لکم وکلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل

ترجمہ:- اللہ جانتا ہے کہ تم اپنی جانوں کو۔۔ نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ سو اس نے تم پر رجوع برحمت کیا اور تم کو معاف کیا۔ پس اب ان سے میل جول کرو۔ اور جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے چاہو اور کھاؤ اور پیو۔ یہاں تک کہ تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔

اس آیت میں روزے کے اوقات بتائے گئے ہیں۔ سفید دھاگا اور کالا دھاگا بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو بعض لوگوں نے سچ مچ اپنے سرہانے سوتے وقت سفید اور سیاہ دھاگے رکھ لئے لیکن بعد میں ان کو اس کا اصل مطلب معلوم ہوا۔ فجر کا لفظ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس سے مراد سوت یا ریشم کا دھاگا نہیں۔ بلکہ فجر کی دھاری مراد ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آخری وقت میں سحری کھانی چاہئے اور اول وقت روزہ افطار کر لینا چاہئے۔ لیکن آجکل بعض لوگ اس فرمان نبوی کی تعمیل نہیں کرتے وہ سحری اول وقت کھا لیتے ہیں اور روزہ غروب آفتاب کے کئی منٹ بعد افطار کرتے ہیں۔ شفق کی سرخی کی طرف دیکھتے رہتے ہیں اور اس کو پرہیزگاری سمجھتے ہیں۔ اصل پرہیزگاری خدا اور رسولؐ کے حکم کی تعمیل ہے۔

ولا تباشروهن وانتم عاکفون فی المسٰجد تلك حدود الله فلا تقربوها کذٰلك یبین الله اٰیٰته للناس لعلهم یتقون ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بهآ الی الحکام لتأکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔

ترجمہ:- اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو تو ان سے میل جول نہ کرو یہ اللہ کی حدیں ہیں پس تم ان کے قریب مت جاؤ اس طرح اللہ اپنی باتیں لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ

(باقی بر صفحہ)

رمضان المبارک

جمالِ شب کیلئے سجدہ و قیام آیا

ہلالِ نو بصد اعزاز و احترام آیا
جہادِ خاص کی ساعت قریب تر آئی
نبیؐ کی سنت محبوب ہو گئی جاری
دلوں نے دولتِ تقویٰ سے تازگی پائی
سحر نے دولت سوز و گداز پائی ہے
دلوں کو بخشی گئی ذکر و فکر کی لذت
حریف گردش ایام بن گئے مسلم
ضمیر شاہ میں پھر چاشنی فقر آئی
رئیس شہر! مبارک ہو ضبط نفس تجھے
نظر نے رابطۂ شوق سے جلا پائی
جبیں کو سجدۂ بیتاب نے جھکایا ہے
یہ کس کے حکم پہ خم ہو گئی ہر اک گردن

مجاہدوں کو مبارک! امیر صیام آیا
مرادِ عام کی تکمیل کا نظام آیا
خدا کی رحمت و شفقت کا پھر پیام آیا
لبوں پہ سب کے خدا و نبیؐ کا نام آیا
یقیں کے نور سے معمور وقتِ شام آیا
جمالِ شب کے لئے سجدہ و قیام آیا
جہاں کی بزم کہن میں نیا نظام آیا
فقیر راہ کو تونگر کا سلام آیا
غریبِ دشت اترے شکر کا مقام آیا
نفس میں ضابطۂ حق کا التزام آیا
قدم کو راہِ وفا پر لئے قیام آیا
یہ کس کے عشق میں سرشار خاص و عام آیا

یہ کس کے فیض سے یکرنگ ہو گئی دنیا
وقار دیکھ تو یہ کون سا مقام آیا

(وقار انبالوی) (ماخوذ)

جماعت کوئٹہ زندہ باد

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اس اہم کام کو لیکر کہ ہماری ساری جماعت کا چندہ ماہوار کم سے کم ایک آنہ فی روپیہ کے لحاظ سے ہو میں نے سب سے پہلے سب سے دور کا سفر اختیار کیا۔ یعنی کوئٹہ پہنچا اور الحمد للہ کہ جس خوشدلی سے وہاں کے احباب جماعت نے میری آواز پر لبیک کہا۔ اس کے لئے بے اختیار میرے دل سے وہ دعا اٹھی جو عنوان میں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو زندہ رکھے اور ترقی دے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دینا منظور کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس جماعت کے صدر محترم شیخ عبد الرحمان صاحب ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ نے ستر روپے ماہوار کے بجائے جوان کا پہلے چندہ مقرر تھا۔ ۱۰ روپے ماہوار اپنا چندہ کر دیا۔ اس کے علاوہ ان کی بیگم صاحبہ دس روپے ماہوار دار الیتامیٰ کے لئے دیتی ہیں اس قدر بڑی رقم محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہر ماہ نکالنا اور اپنی آمدنی کے دسویں حصہ سے بھی زیادہ خدا کے لئے دیدینا جماعت کی قربانیوں کے بےنظیر نمونوں میں سے ایک نمونہ ہے اور اسی عظیم الشان قربانی کی وجہ سے جماعت کوئٹہ کے کل ماہوار چندہ کی میزان خدا کے فضل سے ۔ ـــ ۸ ـــ ۱۴۰ ہو گئی۔ بلکہ دار الیتامیٰ کے چندہ کو ملا کر ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار سے بڑھ گئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس جماعت کے ایک دو فرد باہر رہ گئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ جماعت کی ترقی کے ساتھ یہ رقم ترقی کرتی جائے گی۔

مجھے کوئٹہ میں جن پرانے احباب کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ ان میں ڈاکٹر مرزا رفیق بیگ صاحب ہیں۔ جو چار پانچ سال تک لاہور میں ہمارے سامنے اگر ایک طرف بیکار تھے تو دوسری طرف نادان ملانوں کی بدترین ذہنیت کا شکار بھی تھے اور انہیں اور ان کے بال بچوں کو ان ملانوں کے فتووں کے نیچے سخت ترین اذیت پہنچائی جاتی رہی۔ اس قدر بیکاری کے لمبے عرصہ کے بعد جس میں وہ یقیناً بہت مقروض بھی ہو گئے ہوں گے اور اس قدر مصائب کا شکار ہونے کے باوجود ان کا اخلاص قابل رشک اور جماعت کے ایک ایک فرد کے لئے نمونہ ہے۔ انہوں نے ملازم ہوتے ہی سب سے پہلے تو جوبلی کے چندہ میں اپنی پوری ایک ماہ کی آمدنی کے ساتھ حصہ لیا اور اب جب ایک آنہ روپیہ کی تحریک ماہوار چندہ کے لئے کی گئی تو انہوں نے اپنی آمدنی کا پورا دسواں حصہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے متعلقین پر بڑی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ یہ وہ روح ہے جس کی جماعت کے ہر فرد کے اندر پیدا ہونے کی ضرورت ہے۔ نہیں ہر مسلمان کے اندر پیدا ہونے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے ابھی بیعت نہیں کی۔ مگر اپنے عمل اور اپنی قربانیوں کے لحاظ سے وہ سابقین میں داخل ہیں۔

فرداً فرداً جماعت کے احباب کا ذکر تطویل کا موجب ہوگا۔ لیکن ایک اور دوست کا ذکر میں ضروری سمجھتا ہوں۔ یعنی عبد الرحمٰن غوری صاحب جو اپنے کام کے لحاظ سے جماعت کے نوجوانوں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ بہت جلد ہی جماعت کے دوسرے نوجوان جن میں سے بعض ہمارے بہت ہی مخلص احباب کی اولاد میں، وہی جوش اور تڑپ اپنے اندر پیدا کر کے دوسری جماعتوں کے لئے نمونہ کا کام دیں گے۔ ہاں میں یہ بھی امید رکھتا ہوں کہ جس طرح کوئٹہ میں سب احباب نے خدا کے دین کی خدمت کے لئے جوش دکھایا ہے۔ اس سے بڑھ کر وہ اس کے ایفا میں جوش دکھائیں اور سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری غوری صاحب پر ہے جو جماعت کے سکرٹری ہیں۔ آئندہ کے لئے میں یہ انتظام کرتا ہوں کہ ہر جماعت اپنے ماہوار چندہ کی خود ذمہ دار ہو۔ صدر میں جماعت کوئٹہ کے نام ـــ ۸ ـــ ۱۵۰ ماہوار کی کا اندراج ہوگا۔ اور یہ فرداً فرداً جماعت کے سب احباب کی اور بالخصوص اس کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری کی ذمہ داری ہوگی۔ کہ یہ رقم ہر ماہ کی دوسری تیسری تاریخ تک جمع ہو کر صدر میں بھیج دی جائے۔

کوئٹہ میں جو حادثہ ہمارے عزیز دوست شیخ عبد الرحمٰن صاحب ڈسٹرکٹ جج کو پیش آیا۔ اس کے متعلق احباب پڑھ چکے ہیں۔ لیکن اس کی تفصیل کو جب دیکھا جائے تو خدا کا ہاتھ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کار پہاڑ کے چڑھ رہی تھی کہ ایک موڑ پر بے قابو ہو کر کھڈ کا رخ کر لیا اور جو لوگ اس میں سوار تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ایک آن کی آن میں موت کا خوفناک منظر تھا کہ آنکھیں بند ہو گئیں۔ کھڈ کوئی دو سو فٹ گہری تھی۔ مگر پچاس فٹ کی گہرائی پر ایک بڑا پتھر حائل ہو گیا۔ جس نے پلٹنیاں کھاتی ہوئی کار کو روک لیا۔ اس اثنا میں کار نے دو تین پلٹنیاں کھائیں لیکن جب خدا کسی کو بچاتا ہے تو موت کے منہ سے بھی صحیح سلامت باہر نکال لیتا ہے اس کے اس فضل پر جس قدر بھی انسان شکرگزاری کرے ۔ ۔ ۔ وہ اس کے فضل کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتی

خاکسار

محمد علی

تقویٰ کرو اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور (نہ) اُن کے ذریعہ حاکموں تک پہنچو تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ گناہ کیساتھ کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔ اس بیسویں صدی کے بادشاہ ہوں یا سیاستدان ہوں لیڈر ہوں یا فلاسفر اور عالم سب کی کوشش یہی ہے کہ باریک رنگ میں دوسرے کی دولت پر قبضہ کر لیں۔ اور اسکا مال کھالیں خون بھی دوسرے کا چوس لیں اور پتہ بھی نہ لگے اس کے لئے وہ طرح طرح کی چالاکیاں اور فریب کرتے ہیں لیکن اسلام اس بات کا دشمن ہے وہ پرائے مال کھانے سے سختی کیساتھ منع کرتا ہے۔ روزہ رکھنے کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ انسان اپنی حلال طیب کمائی کا کھانا کچھ وقت کے لئے چھوڑ دے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو اس کے بعد غیر کے مال کی طرف نہ دیکھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل اور موسیٰ اشعری کو یمن کا گورنر اور قاضی مقرر کر کے بھیجا۔ تو رخصت کے وقت دونوں کو گھوڑوں پر سوار کرا دیا اور اُن کے اصرار کے باوجود حضورؐ خود پیدل اُن کے ساتھ گئے۔ ذرا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دیکھو۔ خدام کو گھوڑے پر سوار کراتے ہیں اور خود ساتھ پیدل چلتے ہیں اور فرماتے ہیں ہماری خوشی اسی میں ہے۔ باپ سے تو یہ ممکن کہ بیٹے کو اس طرح گھوڑے پر سوار کرا کر خوش ہو لیکن لیڈر سے ممکن نہیں حضورؐ کے اخلاق و شفقت کا کیا ٹھکانا ہے، اُس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سٹیٹ پالیسی یعنی رموز سلطنت بتائے۔ ذرا غور کیجئے کہ روانگی کے وقت گورنر اور چیف جسٹس کو بازار میں سٹیٹ پالیسی بتائی جا رہی ہے۔ مسلمان کی کوئی خفیہ سیاست اور پالیسی نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ دیکھو تم یمن جا رہے ہو وہاں لوگوں کے مال غصب کرنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا بلکہ اُن کے مالوں کی حفاظت کرنا ایاکم وکرائم اموالکم عدل و انصاف سے کام لینا مظلوم کی آہ سے بچنا۔ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا۔ ان سے بشارت کی باتیں کرنا۔ نفرت دلانے والی باتیں نہ کرنا۔ لیکن آج بیسویں صدی میں جس کو کہ مہذب زمانہ کہا جاتا ہے کیا حالت ہے؟ بڑے بڑے افسر، تحصیلدار، ڈپٹی کمشنر اور تھانے دار رعایا پر طرح طرح کے ظلم کرتے ہیں اور قسم قسم کے طریقوں سے اُن کے مال کھاتے ہیں، اور بعض معزز کہلانیوالے لوگ اس کارروائی کا ذریعہ اور واسطہ بنتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہم کو ایسی باریک شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ ہم کو روزے کے مقاصد کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ؛

خط و کتابت کرتے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

چندہ ماہوار باقاعدہ اور شرح کے مطابق ادا کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے ؛

میں احمدی کیوں ہوا؟

(از جناب حافظ عبدالرشید خانصاحب المتوکل علی اللہ عباسی خاصی دیوبندی منشی فاضل)

قولہ تعالیٰ ۔ ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ۔

میرے نزدیک سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ آدمی حق بات کو چھپائے اور دنیا کی چند روزہ زندگی کے لئے معمولی فائدہ کی خاطر اظہار مافی الضمیر سے مجتنب رہے۔ میں اول اول احمدی تحریک کو ایک مکروہ اور ضلالت اسلام تحریک خیال کرتا تھا ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ اور ہمیشہ ایسے افراد سے جن کا تعلق اس تحریک سے تھا مجادلہ و مناظرہ کرتا رہا۔ اتفاق سے مجھے لاہور آنا پڑا۔ مخلصی دانا احمد رضا صاحب ایم اے جو میرے ہم وطن ہونے کے علاوہ گہرے دوست بھی تھے۔ اگرچہ صاحب موصوف الصدر کی ملاقات کیلئے دل بیقرار رہتا تھا۔ لیکن یہ خیال ہے کہ مجھ پر ان کا اثر نہ ہو اور مجھے صراط مستقیم سے منحرف نہ کر دے نہ آتا تھا۔

لیکن جو بات خدا تعالیٰ کے ہاں شدنی ہوتی ہے۔ وہ ہو کر رہتی۔ آخر ملاقات ہوئی۔ پھر صاحب موصوف کی وساطت سے **حضرت مولانا صدرالدین صاحب و حضرت مولینا عزیز بخش صاحب قبلہ** سے تعارف ہوا۔ ان حضرات کی ملاقات میرے ارادہ پر بہت کچھ اثر انداز ہوئی۔ سچ ہے کہ الاشجار تعرف بالثمار یعنی درخت اپنے پھلوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ میں نے غور کیا کہ ایسی قابل ہستیاں اور نیکی وشرافت کے مجسمے اس تحریک میں شامل ہیں۔ آخر بات کیا ہے۔ عاقبۃ الامر ان کے اخلاق مجھ پر اس قدر حاوی ہوئے کہ میں نے آہستہ آہستہ حضرت مجدد صاحب وقت کی بعض تصانیف کا مطالعہ شروع کیا۔

برابر ڈیڑھ ماہ تک مطالعہ کتب میں مصروف رہنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا جو کہ ذیل میں ترتیب وار درج ہیں:۔

۱۔ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت نہیں تھے بلکہ آپ کا اعتقاد بھی ختم نبوت کے بارہ میں وہی تھا جو سلف صالحین کا تھا آپ حضرت رسول کریم صلعم کو صحیح معنوں میں خاتم النبیین سمجھتے تھے اور نبوت کا دروازہ قیامت تک مسدود خیال فرماتے تھے اور مدعی نبوت کو ملحد اور زندیق خیال فرماتے تھے۔ قرآن حکیم کو کامل کتاب اور اسلام کو مکمل دین سمجھتے تھے

۲۔ بلکہ حضرت اقدس نے مسلمانوں کو اس موہوم امید سے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آئیں گے اور ہمارے لئے بلندی و سرفرازی کا باعث بنیں گے۔ بیکار بیٹھے تھے نجات دلائی اور فرمایا کہ عمل کا وقت ہے کام کرو۔ بلندی اور سرفرازی تمہارے قدم چومیگی اور یہ امیدیں سراب اور حقیقت کے رنگ سے خالی ہیں۔

۳۔ اور خاتم النبیین کی صحیح تفسیر بیان کرکے اعلان فرمایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تشریف لاویں تو لامحالہ وہ نبی ہی ہوں گے حالانکہ قرآن حکیم حضرت محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے۔ اس غلط فہمی سے مسلمانوں کو نجات دلائی۔ فجزاہ اللہ عنھا خیر الجزاء۔

۴۔ ایک اور امر۔ مسلمان جو بھول چکے تھے محض یاد ہی نہیں دلایا بلکہ عملاً کرکے دکھلایا۔ وہ امر فرض تبلیغ تھا۔ چنانچہ آپ کی

اور آپ کے ماننے والوں کی سعی و شکور سے آج ایک نہیں دو نہیں بلکہ سینکڑوں یورپ والے حلقہ بگوش اسلام نظر آتے ہیں۔ کہنا آسان ہے لیکن کرنا بڑا مشکل ہے۔ حضرت اقدس نے اس کام کو جو آپ کی بعثت کی علت غائی تھی جس تندہی سے شروع فرمایا وہ دنیا پر مخفی نہیں۔

۵۔ حضرت امیر جماعت مولانا محمد علی ایدہ اللہ تعالیٰ و اطال اللہ بقاءہ کے ساتھ ملاقات کی اور آپ کی جماعت کے اکثر افراد سے ہم نشینی کا موقع ملا۔ سب کے اندر ایک ہی جذبہ اور ایک ہی تڑپ موجود تھی یعنی اسلام کی اشاعت اور تمام ادیان پر اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا ان کا نصب العین پایا۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت محض ایک یہی جماعت ہو جو خالصتہً للہ اللہ کے دین کی اشاعت میں رات دن بیتاب نظر آتی ہے۔ جانی اور مالی قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔

اس مقدس گروہ کے متعلق جو غلط فہمیاں علماء سوء یا پیروں نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے پھیلا رکھی ہیں۔ وہ محض بے بنیاد اور بے اصل ہیں۔ جن کے متعلق میں کسی دوسری فرصت میں عرض کرونگا انہیں وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرکے شمولیت سلسلہ کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھ کو خدمت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کی محبت میں زندگی مستقل عافانہ فرما دے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(بقیہ صفحہ ۲)

لیکن ان تینوں نمازوں کے نزول سے یہ الزام کس طرح دور ہوگا کہ اقدس میں نازل شدہ ۹ رکعت والی نماز کا گم ہو جانا کتاب اقدس کے غیر محفوظ ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے اور یقیناً اس کا ایک بہت بڑا حصہ جو روحانی زندگی کے لئے اصل تھا۔ وہ نزول کے ساتھ ہی منسوخ ہو گیا۔ آخر بہاء اللہ صاحب کو اس نماز کے نازل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ امر اقدس کے غیر محفوظ اور محرف و مبدل ہونے کی اندرونی شہادت ہے اور بہائیوں کا اصل کتاب کو شائع نہ کرنا محض حسب ضرورت تغیر و تبدل کے لئے راستہ کھلا رکھنے کے لئے ایک تدبیر ہے وبس۔

بہاء اللہ کی الواح گم ہوگئیں

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کس قدر بہاء اللہ صاحب کی آیات اور الواح کو لوگوں نے برباد کیا ہوگا۔ مگر اس قدر بالکل یقینی ہے۔ کہ بہائی الواح بھی بابی کتب کی طرح سے محفوظ نہیں رہیں ان میں سے بہت سی گم ہو چکی تھیں۔ چنانچہ خود بہاء اللہ صاحب اپنی الواح کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"حسن مازندرانی کے پاس ستر الواح تھیں جب وہ فوت ہوا تو ان الواح کو اس کے مالکوں کو نہ دیا گیا اور اس مظلوم کی ایک بہن کو بغیر کسی وجہ کے ہم سے مخالفت تھی۔ دیدیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ

ان الواح پر کیا وارد ہوا" (لوح ابن ذئب صفحہ ۱۱۳)

اس حوالہ میں جن ستر لوح کے گم ہو جانے کا ذکر ہے آجتک بہائی ان کو تلاش نہیں کر سکے اور ان کے علاوہ خود بہائی مقر ہیں کہ بہت سی اور الواح ہیں جو نا معلوم کیا ہوئیں۔

امر بہائی اللہ کی طرف سے نہیں

چونکہ نہ بابی کتب محفوظ ہیں اور نہ بہائی کتابیں محفوظ ہیں اس لئے امر بہائی خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ایک صاحب امر شخص پر جو کلام نازل فرماتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت خود فرماتا ہے

امیر شکیب ارسلان کا کلمۂ توصیف

شیخ عبدالقادر المغربی کے دینی، اجتماعی ادبی اور تاریخی مقالات کا مجموعہ قاہرہ کے مطبع سلفیہ نے البینات کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کا مقدمہ مشرق کے نامور ادیب اور مسلمان امیر شکیب ارسلان نے تحریر فرمایا ہے ۔۔۔۔ عبدالقادر المغربی مولف "البینات" نے ایک مقالہ "وسائل نشر الاسلام" کے عنوان سے لکھا ہے، جس میں افسوس کیا ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے اسلام کی نشر و اشاعت میں بعید غفلت ہو رہی ہے۔ اور بقول مسٹر جو نسون کوئی صحیح ترجمہ قرآن کسی مغربی زبان میں ملنا مشکل ہے۔ اس پر امیر موصوف ذیل کے الفاظ تحریر فرماتے ہیں:۔

قلت ان لعلماء الھند الید البیضاء فی سد الکثیر من ھذا العوز فمنھم امیر علی الذی الف باللغۃ الانکلیزیہ کتبا قیمۃ عرف بھا حقیقۃ الاسلام کما ینبغی ومنھم مولوی محمد علی رئیس الفرقۃ الاحمدیۃ فی لاھور ۔۔۔ وھی غیر فرقۃ قادیان التی خالفت السنۃ والجماعۃ ۔۔۔ فقد الف تفسیرا بدیعا للقرآن بالانکلیزیہ۔ بعد ان تمت علی ید ھذہ الفرقۃ اصح ترجمۃ القرآن الی تلک اللغۃ ومنھم مولوی صدرالدین بانی الجامع الجدید فی برلین ومنشی مجلۃ Moslemische Revue التی تحرر بالالمانیہ وفیھا المقالات الشائقۃ الرائقۃ فی الدین والاجتماع۔ وقد شرح اللہ علی یدہ صدر عدد من ادباء الالمان وادیباتھم للاسلام فی ھاتین السنتین

(مقدمہ صفحہ یہ البینات ۱۳۴۴ھ)

"میں کہتا ہوں کہ ان میں سے بہت سی ضروریات کو پورا کرنے میں ہندوستان کے علماء کو ید بیضا حاصل ہے۔ ان میں سے سید امیر علی ہیں جنہوں نے انگریزی میں مستند کتب تالیف کرکے حقیقت اسلام کو جیسا چاہیئے تھا بیان کیا ہے ۔۔۔۔ ان میں مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور بھی ہیں ۔۔۔۔ یہ جماعت قادیان نہیں جنہوں نے سنت اور جماعت کی مخالفت کی ہے ۔۔۔ آپ نے نہایت اعلیٰ قسم کی تفسیر قرآن انگریزی زبان میں تالیف کی ہے جو اس ترجمہ قرآن کے بعد ہے جو انگریزی زبان میں سب سے زیادہ صحیح ثابت ہوا ہے۔ ان میں مولوی صدرالدین برلین کی جدید مسجد کے بانی ہیں جو مسلمش ریویو کی المانوی زبان میں ادارت بھی کرتے ہیں، اس رسالہ میں دینی اور اجتماعی مسائل پر خالص علمی مقالات چھپتے ہیں۔ ان دو سالوں میں آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے المانیا کے کئی ایک اُدباء اور ادیبات کو قبول اسلام کا شرف عطا کیا"

(اختر گیلانی)

دیباچہ کتاب "مقدمۃ القرآن"

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور

{از جناب ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب بالقابہ فیڈرل جج دہلی}

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی مشہور کتاب "مقدمۃ القرآن" کا دیباچہ جناب ڈاکٹر سر شاہ محمد سلیمان صاحب فیڈرل جج دہلی نے رقم فرمایا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ ——— (پیغام صلح)

میں مشہور عالم خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی کتاب پر جو اُن کی وفات کے بعد شائع ہو رہی ہے، دیباچہ لکھنا اپنے لئے باعث عزت سمجھتا ہوں۔

مرحوم کا علم و فضل اور شاندار خدمات اسلامی

مرحوم کا علم اسلامیات کے متعلق بہت وسیع تھا اور وہ بلاشبہ بہت عالم فاضل انسان تھے۔ اور جو عظیم الشان لٹریچر انہوں نے پیدا کیا وہ اس بات پر زندہ شہادت ہے۔ وہ ایک سچے مسلمان تھے، جنہوں نے اپنی ساری عمر اسلام کی خدمت میں بسر کر دی اور مغربی ممالک میں اس کی اشاعت کے لئے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک سعی مبلیغ کرتے رہے۔ ہر شخص جو آپ سے ملتا، آپ کی دلفریب شخصیت کا مداح ہو جاتا تھا۔ اور ان کی شرافت اور مہربانی کا اس کے دل پر دائمی نقش ہو جاتا۔ یہ تو ممکن ہے کہ کسی کو ان کی تفسیر قرآن کے بعض مقامات سے اختلاف ہو۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے اسلام کو بالکل نئی روشنی میں پیش کیا۔ اور نہایت شاندار طریق پر پیش کیا۔ اُن سے بڑھ کر کسی شخص نے اسلامی تعلیم کو مغربی اقوام کے سامنے پیش نہیں کیا۔ اور نہ ان سے بڑھ کر اسلام کی تبلیغ یورپ میں، آج تک کسی فرد واحد نے کی ہے۔

اسلام کے متعلق پادریوں کا مخالفانہ پروپیگنڈا اور اسکے اثرات

اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں ازمنہ وسطے سے یورپ میں پھیلی ہوئی تھیں ان کو دور کرنے کے لئے بہت زیادہ جدوجہد درکار تھی۔ چونکہ توحید کے متعلق اسلامی تعلیمات نہایت سادہ و دلنشین ہیں اور اُن کے مقابلہ میں تثلیث کی غیر معقول تعلیم کو فروغ ہونا دشوار تھا۔ اس لئے پادریوں نے اسلام کے خلاف نہایت منظم طریق پر غلط فہمیاں پھیلائیں۔ اسلامی تعلیمات کو مسخ شدہ صورت میں پیش کیا۔ اس کے عقائد کی غلط تاویلات کیں اور اس کے اصولوں کو مکروہ طریق پر بیان کیا۔ اور صدیوں تک اس غلط فہمی کا شکار رہے۔ اور اسلام کے متعلق نہایت لغو اور مہمل خیالات ان کے دلوں میں جاگزین ہو گئے تھے، بہت سے یورپین مصنفین نے بظاہر یہ دعویٰ کیا کہ ہم اسلام کی صحیح تعلیم پیش کر رہے ہیں لیکن دراصل انہوں نے دانستہ طور پر ان کو غلط انداز میں پیش کیا۔ مثلاً جنت اور دوزخ کے متعلق جو استعارات قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں ان کی غلط تاویل کی اور نہایت غیر معقول اور لفظی تراجم پیش کئے چونکہ اسلامی تعلیمات عربی زبان میں تھیں اور یورپ کے لوگ عربی زبان سے ناآشنا تھے اسلئے یہ کوشش صدیوں تک کامیاب ہوتی رہی۔ "مقدمۃ القرآن" میں خواجہ صاحب مرحوم نے اس قسم کی فریب کاریوں کا پردہ خوب اچھی طرح چاک کیا ہے۔

خواجہ صاحب مرحوم کی حیرت انگیز کامیابیاں

فرقہ بندی سے بالا رہ کر مرحوم نے انگریز قوم کے سامنے متحدہ اسلام کو پیش کیا اور اس معاملہ میں انہیں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی مسلسل کوششوں کی بدولت اسلام کے متعلق مغربی اقوام کے زاویہ نگاہ میں زبردست انقلاب پیدا ہو گیا۔ ووکنگ مشن کو استوار بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے بیس۲۰ سال (۱۹۱۲ء سے ۱۹۳۲ء) تک جو کوشش انہوں نے کی وہ ان کا بلاشبہ ایک شاندار تبلیغی کارنامہ ہے جو ہمیشہ ان کی شاندار خدمات پر ایک دلیل کا کام دے گا۔ انہوں نے نہایت قلیل سرمایہ سے اپنی تبلیغی جدوجہد کا آغاز کیا۔ لیکن اُن کے زبردست ایمان کی بدولت انہیں نہایت زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ ووکنگ کی مسجد جسے مرحومہ بیگم صاحبہ بھوپال نے تعمیر کرایا تھا، مشن کا مرکز بن گئی۔ اور ہم مرحوم کو صحیح معنوں میں ووکنگ مسلم مشن کا بانی قرار دے سکتے ہیں اور جو کامیابی اس مشن کو حاصل ہوئی ہے وہ تمامتر مرحوم کی رہنمائی کی بدولت حاصل ہوئی۔ اگر نومسلموں کی تعداد کو مشن کی کامیابی کا معیار قرار دیا جائے تو اس لحاظ سے بھی یہ مشن نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ ہندوستان میں جو لوگ عیسائی ہوئے اُن میں سے زیادہ تر لوگ جہلا اور ادنیٰ درجہ کے طبقہ سے آئے ہیں لیکن جو لوگ انگلستان میں مسلمان ہوئے ہیں وہ سب کے سب تعلیم یافتہ اور سوسائٹی کے اونچے درجہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ "رسالہ اسلامک ریویو" جو ۱۹۱۳ء میں جاری ہوا۔ اور "رسالہ اشاعت اسلام" جو اس کے دوسرے سال جاری ہوا۔ یہ دونوں رسالے اس مشن کی سرگرمیوں کے علمبردار رہیں۔ مرحوم سب سے پہلے مسلمان مبلغ تھے جنہوں نے اسلام کو مغرب میں اس زبردست انداز میں منظم طور پر پیش کیا۔ اور یورپ کے لوگ ان کے شاندار لیکچروں، مواعیظ اور تقریروں کو مدتوں تک فراموش نہیں کر سکتے جن کے ذریعہ سے انہوں نے صحیح اسلامی تعلیمات پیش کیں۔

"مقدمۃ القرآن" کا دوسرا باب

مقدمۃ القرآن کے دوسرے باب میں خواجہ صاحب نے قرآن مجید کی اعجازی خوبیوں کی تصریح کی ہے اور توحید کے متعلق اسلامی تعلیمات کو بڑی وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے۔ نیز اسلام کی عالمگیریت اور جمہوریت پر نہایت خوبی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور قرآنی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی داستان بہت دلکش انداز میں لکھی ہے۔ انہوں نے اس حقیقت پر بھی زور دیا ہے کہ قرآن مجید بذات خود ایک زبردست معجزہ ہے اس میں کئی مقامات پر وعدۂ خداوندی موجود ہے کہ یہ کتاب تحریف سے محفوظ رہے گی۔ اور دنیا جانتی ہے کہ قرآن مجید میں آج تک ایک شوشہ کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی ہے۔ پاکیزگی اور اصلیت کے لحاظ سے دنیا کی کوئی کتاب قرآن مجید کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اور اس کتاب کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات ہی کا نتیجہ تھا کہ عرب کے وحشی لوگ اس قدر [illegible]

مہذب انسان بن گئے بلکہ اخلاقی اعتبار سے فرشتہ صفت ہو [illegible]

قرآن مجید کی صحت، بنیادی نقطہ اتحاد [illegible]

اسلامی تہذیب کی بنیاد تمامتر مذہب پر قائم ہوئی [illegible] خیالات ہماری روزمرہ زندگی پر حکمران ہیں اور ہمارے خیالات کی روح میں سرایت کر گئے ہیں۔ اسلام میں جو مختلف فرقے [illegible] آتے ہیں اس کا سبب محض یہ ہے کہ احادیث کی صحت کے متعلق مختلف طبقات نے مختلف زوایائے نگاہ قائم کر لئے ہیں [illegible] قرآن مجید کی صحت تمام فرقوں میں بنیادی نقطہ اتحاد ہے [illegible] پر تمام طبقات متفق ہیں۔ اور وہ تمام فقہی مذاہب کی بنیاد [illegible] اگر بعض آیات کی تفسیر میں اختلاف آراء پایا جاتا ہے [illegible] کتاب اللہ کا متن آج بھی ویسا ہی صحیح اور غیر محرف ہے [illegible] پہلے تھا۔ اور ہر شخص اس کی روشنی میں ذاتی آراء قائم کر سکتا [illegible]

اسلام کامل مساوات کی تعلیم دیتا ہے

اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو کامل مساوات کی تعلیم دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسولؐ کو حکم دیا [illegible] یہ حقیقت ظاہر کر دیجئے کہ میں بھی مثل دوسرے انسانوں کے [illegible] انسان ہی ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے کبھی اپنے آپ کو دوسرے انسانوں سے بالاتر قرار نہیں دیا۔ آپؐ میں اور دوسرے انسانوں میں جو فرق ہے وہ یہ کہ آپؐ پر اللہ کی وحی نازل ہوئی، اسلام نے نسل، قوم، وطن، رنگ اور زبان کے جملہ امتیازات کو [illegible] مٹا دیا جس کی بدولت اسلامی سوسائٹی میں ایک منظم وحدت قائم ہو گئی اور اس میں عمرانی نظام کے مختلف طبقات کا [illegible] وجود نہیں پایا جاتا۔

قدیم زمانہ میں اقوام کا شرک اور عدم مساوات

خواجہ صاحب نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے جب انسان مظاہر قدرت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ اور ان مظاہر کو معبود قرار دیتا تھا۔ قدیم زمانہ میں سب لوگ شرک میں مبتلا تھے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ نہ صرف دیوتا بلکہ بادشاہ اور سرداران قوم بھی [illegible] کی اولاد تھے اور اس لئے ان کا مرتبہ عام انسانوں سے بالاتر تھا۔ اور یہ مرتبہ انہیں خداؤں کی اولاد ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا۔ جسے دوسرے انسان کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے۔ قدیم یونانی اور رومن اقوام میں بھی سوسائٹی، خواص اور عوام [illegible] امراء اور غربا میں منقسم تھی۔

یہودیوں اور ہندوؤں کا عقیدۂ عدم مساوات

جیسا کہ خواجہ صاحب نے لکھا ہے۔ یہودی اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے اپنے پیغام کی اشاعت کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو [illegible] سمجھتے تھے۔ یہودی لوگ اپنے آپ کو خدا کی برگزیدہ قوم خیال کرتے تھے کہ خدا کی برکات کے وارث بس ہم ہی ہیں۔ دنیا کی دیگر اقوام جنٹائل (غیر یہودی) تھیں۔ اور یہ کبھی یہود کی ہم پلہ نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح ہندو سوسائٹی میں بھی عدم مساوات انسانی کا عقیدہ راسخ طور پر پایا جاتا ہے اور اسی بنا پر اس سوسائٹی میں ذات پات کا ظہور ہوا۔ اور ایک شودر کے لئے کبھی ممکن نہیں ہو سکتا کہ وہ بقیہ تین اونچی ذاتوں کا رکن بن سکے۔ اور ان میں خود مراتب پائے جاتے ہیں۔ ان ذاتوں میں نہ آپس میں شادی ہو سکتی ہے اور نہ آپس میں ساتھ کھا پی سکتے ہیں۔

عیسائیوں میں رنگ و نسل کا امتیاز

جناب یسوع کے پیرو بھی اس قسم کے تعصبات [illegible]

نہیں ہیں۔ کیونکہ رنگ کا امتیاز جس قدر عیسائیوں میں پایا جاتا ہے اس قدر دنیا کے کسی مذہب کے پیروؤں میں نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ ملکی حالات جن کی بنا پر جلد کا رنگ پیدا ہوتا ہے، ان کی نظر میں تہذیب کا واحد معیار ہیں، بعض یورپین ممالک میں تو کالے رنگ کے عیسائی، سفید رنگ کے عیسائیوں میں، یا ان کے گرجوں میں بھی شامل نہیں ہو سکتے چنانچہ یہ لوگ جُدا گانہ طور پر عبادت کرتے ہیں، اور آجکل تو یہودی لوگوں کی نسل کی بنا پر ان ممالک میں ان کا بائیکاٹ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ خود جناب مسیح بھی یہودی النسل تھے۔

اسلام نے دنیا کو ایک عالمگیر مذہب اور عالمگیر شریعت عطا کی

تمام مذاہب عالم میں اسلام کو یہ تفوق حاصل ہے کہ اس نے مساوات نسل انسانی کا نہایت شاندار طریق پر اعلان کیا اور بتایا کہ کوئی انسان ماں کے پیٹ سے گناہگار پیدا نہیں ہوتا۔ ہر شخص میں ایزدی روح جلوہ گر ہے اور نقائص اور کمزوریوں کے باوجود، روحانی طور پر ایک انسان دوسرے انسان کی برابری کر سکتا ہے۔ عظمت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی اللہ کے نزدیک تم میں کی وہی شخص زیادہ معزز ہے جو زیادہ متقی ہو (سورہ ۴۹: ع ۲) کسی کی خوبی کا معیار اس کی نکوکاری ہے نہ کہ اس کا نسب۔ بقول خواجہ صاحب مرحوم اسلام نے ایک عالمگیر شریعت عطا کی اور تمام دنیا کو اپنے پیغام کا مخاطب بنایا۔ اور اپنی صداقتوں کو ساری دنیا کے سامنے پیش کیا اسلام نے ایک عالمگیر مذہب پیش کیا اور اعلان کیا کہ تمام بنی آدم ایک ہی خاندان کے افراد ہیں (کیا تمام لوگ ایک ہی قوم نہیں ہیں ؟) اور ایک نسل سے تعلق رکھتے ہیں

اسلام نے نسل انسانی کے تمام باطل امتیازات کو مٹا دیا

قرآن مجید نے تمام امتیازات کو مٹا دیا جن کی بنا پر ایک قوم دوسری قوم سے جدا ہو گئی تھی۔ اس نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا اور تمام دنیا میں اخوت انسانی کا اصول قائم کر دیا، چنانچہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے اعلان فرمایا کہ تمام انسان آپس میں بھائی ہیں اور خدا کی نظر میں سب یکساں ہیں اور میں آج کے دن تمام امتیازات نسل و قوم و زبان کو پامال کرتا ہوں۔ چنانچہ اخوت و مساوات انسانی وہ اصول ہے جو اسلام نے دنیا کو عطا کیا۔ ان اصولوں کا صحیح فلسفہ ابھی تک دنیا کی سمجھ میں پورے طور سے نہیں آیا ہے اور ممکن ہے کہ ان کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے دنیا کو ابھی مزید چند صدیوں کی ضرورت ہو۔

(باقی)

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— نئی دہلی ۱۸ اکتوبر۔ ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند نے آج حکومت برطانیہ کی منظوری سے ایک نہایت اہم اعلان کیا ہے جس میں واضح لفظوں میں بتایا ہے کہ حکومت برطانیہ کی پالیسی یہ ہے کہ ہندوستان کو درجہ نو آبادیات دیا جائے اور سلطنت برطانیہ میں اسے وہی آئینی حیثیت حاصل ہو جو دوسری مستعمرات کو حاصل ہے۔

—— بیان میں وعدہ کیا گیا ہے کہ موجودہ جنگ کے خاتمہ پر فیڈرل حکومت کے قیام پر دوبارہ غور کیا جائیگا اس وقت ہندوستان کی تمام سیاسی پارٹیوں جماعتوں، قوموں اور ریاستوں سے صلاح مشورہ لیا جائیگا تاکہ جو آئینی سکیم تیار ہو وہ متفقہ ہو۔

—— علاوہ ازیں اس اعلان میں بتایا گیا ہے کہ جنگ کے بارے میں ایک مشترکہ مجلس مشاورت مرتب کی جائے گی جس میں ہر قوم جماعت اور پارٹی نیز ریاستوں کے نمایندے شریک ہونگے۔ اس مجلس کی صدارت خود وائسرائے کریں گے۔

—— کانگرسی حلقوں میں اس اعلان کو مایوس کن قرار دیا گیا ہے۔

—— واردھا ۱۸ اکتوبر۔ وائسرائے کے اعلان پر مسٹر گاندھی نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں اس اعلان کو مایوس کن قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ بہتر ہوتا کہ وائسرائے کوئی اعلان کرنے سے انکار ہی کر دیتے۔

—— نئی دہلی ۱۸ اکتوبر۔ مسٹر جناح نے فی الحال وائسرائے کے اعلان پر کسی رائے کا اظہار کرنے سے انکار کر دیا ہے ۲۲ اکتوبر کو آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوگا جس میں اس اعلان پر غور کیا جائیگا اور مسلم لیگ کے رویہ کی تشریح کی جائے گی۔

—— مسٹر جناح نے امید ظاہر کی ہے کہ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس سے پہلے مسلم لیگ کا کوئی لیڈر وائسرائے کے اعلان پر کوئی بیان نہیں دے گا۔

—— خاکساروں اور حکومت۔ یو۔ پی میں کشمکش جاری ہے حکومت یو پی اب افسوسناک تشدد پر اتر آئی ہے۔

—— لکھنؤ ۱۸ اکتوبر۔ حکومت یو۔ پی نے خاکساروں کے مقابلہ کیلئے فوج سے امداد لینے کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ آج اس خبر پر کہ سوبہ سرحد سے ریل کے ذریعہ خاکساروں کی ایک جمعیت آ رہی ہے۔ فوج کی چھ پلٹنیں۔ پولیس کے چھ دستے اور سوار پولیس سٹیشن پر پہنچ گئی لیکن کوئی خاکسار نہ آیا۔

—— کراچی ۱۸ اکتوبر۔ منزل گاہ کی بازیابی کا مسئلہ زیادہ پیچیدہ صورت اختیار کر گیا ہے۔ حکومت نے مسلمانوں کے سامنے چار شرائط پیش کی ہیں جن پر مسجد کی بازیابی کی کوشش کرنیوالی کمیٹی غور کر رہی ہے۔

—— پشاور ۱۷ اکتوبر۔ امان اللہ خاں کا ایک ایجنٹ مسٹر محمد علی خاں پشاوری گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— پشاور ۱۸ اکتوبر۔ پشاور۔ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ نے گنڈا ایکٹ کے خلاف سول نافرمانی کرنیکا فیصلہ کیا ہے اور پراونشل مسلم لیگ سے اجازت طلب کی ہے۔

—— بلند شہر ۱۸ اکتوبر۔ حادثہ بلند شہر کی تحقیقات میں خاکسار حصہ نہیں لینگے خاکساروں کے سالار نے تحقیقاتی کمیٹی کو مطلع کر دیا ہے

—— دہلی ۱۹ اکتوبر۔ انڈیا آفس لندن نے اعلان کیا ہے کہ حکومت برطانیہ اور حکومت ہند کو فریضہ حج کی اہمیت کا پورا احساس ہے اور اس سلسلہ میں ہندوستانی بندرگاہوں سے زائرین حج کو حجاز لے جانے کیلئے جہازران کمپنیوں سے گفت و شنید ہو رہی ہے۔

—— لاہور ۱۸ اکتوبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس امسال لاہور میں منعقد ہوگا

ممالک خارجہ

—— لندن ۱۸ اکتوبر۔ روس اور ترکی کی گفت و شنید بغیر کسی سمجھوتہ کے اختتام پذیر ہو گئی ہے۔

لندن ۱۹ اکتوبر۔ لندن اور پیرس میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ آج عصر کے وقت ترکی فرانس اور برطانیہ کے درمیان باہمی امداد کے معاہدوں پر انقرہ میں دستخط ہو جائیں گے (بعد کی خبر۔ دستخط ہو گئے)

—— یہ اعلان ماسکو سے ترکی وزیر خارجہ مسٹر سراج اوغلو کی مراجعت اور انقرہ میں فرانس اور برطانیہ کے فوجی افسروں کی آمد پر ہوا۔

—— معاہدہ کی شرطوں کے متعلق باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ مشرقی بحیرہ روم اور بلقان کی حفاظت پر مشتمل ہونگی۔ اگر مشرقی بحیرہ روم میں خطرہ ہوا تو فرانس اور برطانیہ ترکی کی امداد کریں گے اور اگر رومانیہ اور یونان پر حملہ ہوا تو برطانیہ حسب وعدہ ان کی امداد کرے گا۔

—— غیر جانبدار ممالک میں اس معاہدہ کو فرانس اور برطانیہ کی فتح اور ترکوں کا تدبر اور فراست قرار دیا جا رہا ہے۔

—— معاہدہ کی خبر سے جرمنی میں عام مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے جرمن سفیر متعینہ انقرہ عازم برلن ہو چکا ہے۔

—— پیرس ۱۷ اکتوبر۔ کل مغربی محاذ جنگ پر سار کے مشرق میں ۳۰ میل کیلومیٹر لمبے حصہ پر جرمنوں نے حملہ کیا جس کا مقابلہ فرانسیسی افواج نے نہایت کامیابی اور حکمت عملی کیساتھ کیا

—— فرانسیسی فوج نے یہ چال کی کہ بارود کی سرنگیں بچھا کر پیچھے ہٹ گئی جب جرمن فوج اس جگہ پہنچی تو سرنگیں پھٹ گئیں اور جرمنوں کا بہت سا نقصان ہوا۔ اندازہ ہے کہ ان کے ۵۰۰ سپاہی مارے گئے اور بیس ٹینک تباہ ہو گئے۔

—— لندن ۱۷ اکتوبر۔ آج دارالعوام میں مسٹر چرچل نے بیان کیا کہ گذشتہ ہفتہ اتحادیوں نے ۶ جرمن آبدوزیں غرق کر دیں۔

—— پیرس ۱۸ اکتوبر۔ ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ دوشنبہ کے حملے میں ۶ ہزار جرمن ہلاک اور زخمی ہوئے۔ فرانسیسی سپہ سالار جنرل گیملن نہایت کامیابی کیساتھ جرمن چالوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔

—— پیرس ۱۹ اکتوبر۔ پیرس کی نشرگاہ نے اعلان کیا ہے کہ ہمیں برلن سے اطلاع ملی ہے کہ ہٹلر نے اعلان کیا ہے کہ وہ فرانسیسی محاذ کو توڑنے کے لئے دس لاکھ جرمن سپاہیوں کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔

—— پیرس ۱۹ اکتوبر۔ حکومت فرانس کا ایک اعلان مظہر ہے کہ کل رات پھر نسبتاً امن رہا اسکی وجہ یہ ہے کہ سخت بارش کی وجہ سے دشمن کی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں ہیں۔

—— بعض مقامات پر جرمن پیادہ فوج نے توپخانوں کی مدد سے حملے کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں فرانسیسی افواج کے ہاتھوں نقصان اٹھا کر پسپا ہونا پڑا

—— پیرس ۱۹ اکتوبر۔ بارش کی وجہ سے جرمنوں کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اس بارش کے زمانہ میں جبکہ ہر جگہ کیچڑ ہو رہا ہے جرمنوں کے لئے کوئی بڑا حملہ کرنا سخت مشکل ہے۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ بارش کی وجہ سے دریائے رائن کا پانی چڑھ گیا ہے سگیفرڈ لائن کئی مقامات پر تہ آب ہو رہی ہے۔ دوسری طرف میجنو لائن ابھی تک محفوظ ہے۔

—— لندن ۱۹ اکتوبر۔ کل مغربی جرمنی پر برطانی طیاروں نے پرواز کی اور دیکھ بھال کے بعد تمام طیارے صحیح سلامت اپنے اڈوں پر واپس آ گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دشمن کیلئے بھی دعا کرنا سنت نبوی ہے

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے سب سے بڑا حق یہی ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور یہ عبادت کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کیجائے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ہونی چاہئیے کوئی فرق نہ آئے اس لئے ان حقوق کی ادائیگی میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئیے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرنے میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک ایک دشمن کیلئے بھی دعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ادعونی استجب لکم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کیلئے دعا کرو تو قبول نہیں کرونگا بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کیلئے بھی دعا کرنا سنت نبوی ہے حضرت عمرؓ انہیں دعاؤں کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے کیونکہ آنحضرتؐ آپ کیلئے اکثر دعائیں فرمایا کرتے تھے اس لئے بخل کو کام میں لاکر کسی شخص کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہئیے اور فی الحقیقت موذی نہیں بن جانا چاہئیے شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کیلئے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ مجھے تو ایک بھی یاد نہیں اور یہی تعلیم میں تمکو بھی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے کہ کسی شخص کو ایذا پہنچائی جائے اور ناحق بخل کی کی راہ سے دشمنی کی جائے ایسا ہی بیزار ہے جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کیساتھ شریک ٹھہرایا جائے ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا یعنی بنی نوع انسان کا فصل اور اپنا کسی غیر کیساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کیلئے بھی دعا کیجائے۔ کیونکہ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اور اس میں اور اس کے غیر میں بھی کوئی امتیاز نہیں ہے

(الحکم)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ اور دیگر امور دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح لائل پور سے [illegible] ۲۲ راکتوبر کو دہلی تشریف لیگئے۔ انشاء اللہ ۲۶ راکتوبر کو [illegible] عمل میں آئے گی۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب جو دو [illegible] سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ ۲۲ راکتوبر کی شب واپس آ گئے آپ کے درس قرآن و حدیث کا سلسلہ باقاعدگی کیساتھ جاری [illegible]

— مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] کرکے داخل سلسلہ عالیہ ہوئے اللہ تعالیٰ استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(۱) جناب ڈاکٹر مختار احمد صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی [illegible]

(۲) محمد لطیف صاحب قریشی لودھران ضلع ملتان حال وارد [illegible]

(۳) مرزا منیر احمد صاحب ساکن قادیان حال وارد لاہور

— جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغدادی [illegible] ۴ راکتوبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ گذشتہ دنوں وہ علیل تھے الحمد للہ اب کچھ افاقہ ہے۔ سید صاحب موصوف نہایت مخلص اور [illegible] دین ہیں۔ ان کے لئے احباب خاص طور پر دعا کریں۔

— جناب بابو محمد صدیق صاحب مرحوم ساہیوال کی [illegible] شادی شدہ صاحبزادی گذشتہ دنوں وفات پا گئیں [illegible] ہمیں اس صدمہ میں مرحومہ کی والدہ صاحبہ سے اور دیگر خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

مذاکرہ علمیہ

احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کے مابین سلسلہ مباحث

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال:۔ کیا احمدی عورتوں کی شادی غیر احمدی مسلم سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مجدد وقت کی کتابوں کا حوالہ بھی ضرور دیں۔

جواب۔ کیوں نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک کلمہ گو اہل قبلہ مسلمان ہے تو پھر مسلمان مرد کی مسلمان عورت سے شادی کیوں نہیں ہو سکتی البتہ حضرت مجدد وقت نے مسلمانوں سے تکفیر بازی کے مرض کو دور کرنے کے لئے اس کا علاج وہی تجویز فرمایا تھا۔ جو خود جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو برس پہلے تجویز فرمایا تھا۔ یعنی جو مسلمان کو کافر کہے۔ تو کفر خود اس پر پلٹ کر پڑتا ہے۔ یہ کفر مطلق نہیں جو خارج از اسلام کرے۔ یہ کفر دون کفر ہے اور اس کا مطلب یہ ہو کہ ایک مسلمان کے مکفر سے وہی سلوک کرو جو ایک کافر سے کرتے ہو یعنی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ اس سے رشتہ ناطہ نہ کرو۔ جب تک وہ تکفیر بازی کے فعل کو ترک نہ کرے یعنی اسے بائیکاٹ کردو۔ یہ ایک سزا ہے جو ایک مکفر کے لئے خود خود حضرت شارع علیہ السلام نے تجویز فرمائی تھی۔ اور مجدد وقت نے یہ دیکھ کر کہ آجکل کے مولویوں کی تکفیر بازی نے مسلمانوں کی وحدت اور اجتماع کو تباہ کر دیا ہے جس سے اسلام کو سخت ضعف آ رہا ہے اپنا فرض سمجھا کہ اس مرض کے انسداد کے لئے اس سزا کو عمل میں لایا جائے تا مکفر اپنی شرارت سے باز آئیں۔ آج اگر تمام مسلمان لوگ مکفرین کو بائیکاٹ کر دیں تو چار دن میں ان کی ساری تکفیر بازی نکل جائے اور ہوش آ جائے۔ پس ایک مسلمان کو کافر کہنے والے کو احمدی جماعت اگر بائیکاٹ کر دے تو اس کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ اس مکفر سے وہ مرض دور کیا جائے۔ ورنہ اگر وہ مسلمانوں کا مکفر نہ ہو۔ اور حضرت مجدد وقت کو مفتری نہ سمجھتا ہو۔ تو پھر کسی احمدی کو اپنی لڑکی کا رشتہ کرنے میں کسی غیر احمدی سے مذہبا کوئی تامل نہیں ہو سکتا۔ اور معاشرتی نقطہ سے دیکھو تب بھی ظاہر ہے کہ ایک ایسے شخص سے کسی احمدی عورت کو محبت و الفت کس طرح ہو سکتی ہے جو خود اس کے امام اور مرشد کو کافر اور مفتری سمجھتا ہو۔ علاوہ اس کی حمیت اور غیرت کو ٹھیس لگنے کے بالکل ممکن ہے کہ ایسا مکفر شوہر اپنی بیوی کی مذہبی آزادی میں مخل ہو جو سخت تکلیف دہ امر ہے۔ پس اس قسم کے مکفرین کو احمدی جماعت نے بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ ورنہ شرعاً نکاح ہر ایک مسلمان سے جائز ہے جو کلمہ گو اور اہل قبلہ ہے۔ خود حضرت مجدد وقت نے اپنے مرید ڈاکٹر رشید الدین مرحوم کی بیٹی اور جناب میاں محمود احمد صاحب کی سالی کا نکاح ایک غیر احمدی شخص سے کرنے کی اجازت دی اور اس اجازت کے ماتحت خود حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ نے نکاح پڑھا۔ حضرت مجدد وقت کے اس تعامل سے بڑھ کر اور کونسا فتویٰ درکار ہو سکتا ہے۔

بیعت اور بپتسمہ

سوال:۔ کیا بیعت کرنا ضروری ہے۔ اگر ہاں تو بپتسمہ اور اس میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ ہاں جناب بیعت کرنا ضروری ہے بیعت کرنے کا حکم خود قرآن میں موجود ہے۔ رسول اللہ صلعم نے بیعت لی اور صحابہؓ نے بیعت کی۔ آپ کو ابھی تک یہ شبہ ہو کہ یہ ضروری بھی ہے یا نہیں۔ اجی جناب ایسا ضروری تھی کہ حدیبیہ کے مقام پر جب مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ وہ کفار کے نرغہ میں ہیں تو اسلام کے لئے سرفروشی اور جانبازی کی بیعت خود حضرت نبی کریم صلعم نے صحابہؓ سے لی اور اس کو اس قدر ضروری سمجھا کہ حضرت عثمانؓ چونکہ موجود نہ تھے اس لئے رسول اللہ صلعم نے اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر اسے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔ تا وہ اس بیعت کے فیضان و برکات سے محروم نہ رہ جائیں۔ اور خدا کو بھی یہ بیعت اتنی پسند آئی کہ قرآن میں یہ آیت اتاری۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ۔ بے شک اللہ راضی ہو گیا مومنوں سے جب وہ تیری بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔ اب فرمایئے؟ آپ نے تو غضب کر دیا جو بیعت کو بپتسمہ کا قائم مقام قرار دے دیا بھلا بپتسمہ کو بیعت سے کیا نسبت معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے بھی سنی سنائی ہانک دی۔ آپ کو نہ بپتسمہ کا پتہ ہے نہ بیعت کا۔ کجا پانی کا چھینٹا جو ایک پادری کسی نو گرفتار کو دیتا ہے اور فرض کر لیتا ہے کہ اس نے اس طرح اس کی روح کو پاک کر دیا اور کجا کسی مامور یا مجدد وقت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ایک پختہ عہد اس بات کا کرنا کہ عہد کرنے والا ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا۔ اور اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی کے واسطے تیار رہے گا۔ اور خدا کے حکم کے سامنے وہ جہاں تک اسکی سمجھ اور طاقت ہے۔ تمام خواہشات کی گندگی کو قربان کر دے گا۔ یہ معاہدہ تو ایک نعمت ہے جس پر رضائے الٰہی کی بارش ہوتی ہے اور آسمان سے برکات کا نزول ہوتا ہے آج مہذب دنیا کی کونسی سوسائٹی ہے جو کسی اہم کام کے لئے اگر اٹھتی ہے تو سب سے پہلے اپنی سوسائٹی کے ممبروں اور کارکنوں سے ثبات و وفاداری اور کارگزاری کا عہد نہیں لیتی۔ آج تو ہر ایک سرکاری ملازم کو جو کسی ذمہ دار عہدے پر متعین کیا جاتا ہے اس قسم کا عہد کرنا پڑتا ہے تو پھر جب اسلام پر نازک وقت آئے اور کوئی خدا کا پہلوان مجدد وقت کی حیثیت سے کھڑا ہو اور اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے کے لئے وہ ایک جماعت یا خدائی فوج بنا دے تو کیا وجہ ہے کہ ان مجاہدین سے جو اس فوج میں داخل ہوں۔ وہ کوئی عہد نہ لے تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اس کام کی اہمیت کو پہچانیں اور عہد کی پابندی کا پاس کریں۔ تا اللہ تعالیٰ کی برکات ان پر نازل ہوں۔ اور آسمانی نصرتیں ان کے شامل ہوں۔ یہ عہد تو بڑا عظیم الشان ہوتا ہے اور اس بیعت کی شان اتنی بلند ہے کہ اللہ تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم کہ بے شک جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں۔ وہ خدا کی بیعت کرتے ہیں . . . . اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوتا ہے کیا معنی کہ یہ معاہدہ درحقیقت تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے ہوتا ہے آنحضرت صلعم تو بحیثیت خدا کے رسول ہونے کے لوگوں سے معاہدہ لیتے تھے۔ ورنہ معاہدہ تو درحقیقت خدا سے ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح مجدد وقت رسولؐ کی عدم موجودگی میں ان کے نائب ہونے کی حیثیت سے معاہدہ لیتا ہے۔ ورنہ عہد تو وہی ہے جو رسول نے خدا کی طرف سے بندوں سے لیا تھا۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تو یہ معاہدہ کی پختگی کے لئے ایک نشان ہوا کرتا ہے۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر اقرار کرنا گویا بتاتا ہے کہ معاہدہ کی پختگی پر مہر لگانا ہوا کرتا ہے۔

نماز اور عربی زبان

سوال۔ آپ نے کچھ عرصہ ہوا اخبار میں شائع کیا تھا کہ جناب امام ابو حنیفہؒ صاحب نے اپنے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا کہ نماز اپنی زبان میں پڑھ لینا جائز ہے۔ اس کا حوالہ مطلوب ہے کس کتاب میں لکھا ہے کہ رجوع کر لیا تھا۔

جواب:۔ اباحت پسند طبائع پر نماز تو بہت بھاری ہے۔ خود قرآن فرماتا ہے۔ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملٰقوا ربھم وانھم الیہ راجعون بے شک نماز لوگوں کو بوجھل معلوم ہوتی ہے سوائے ان لوگوں کے جو عاجزی کرنے والے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ پس یہ لوگ جن پر نماز شاق ہے طرح طرح کی اباحتوں کو رواج دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ نماز کی پابندیوں سے نکل جانے کی راہ تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے پچھلے دنوں کیا ہندوستان کیا ٹرکی دونوں جگہ اس قسم کے لوگوں نے یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ نماز اپنی زبان میں پڑھ لیا کرو۔ اس بات کی تائید میں قرآن کریم، سنت، احادیث صحیحہ، تمام امت محمدیہ کا اجماعی تعامل پس پشت ڈال کر وہ تنکے کا سہارا حضرت امام ابو حنیفہؒ کا ایک قول لگے اپنی تائید میں پیش کرنے۔ میں نے اس مسئلہ پر پیغام صلح میں ایک مبسوط مضمون لکھا تھا۔ جس میں ثابت کیا تھا کہ تمام امت محمدیہ کی جو ہر رنگ اور ہر زبان پر مشتمل ہے وحدت فی العبادت کے لئے ایک مشترکہ زبان ہونی چاہئے۔ ورنہ مختلف زبانیں رکھنے والے آدمی ایک جگہ اور ایک وقت مل کر عبادت نہیں کر سکتے اور اجتماع امت اس طرح کبھی قائم نہیں ہو سکتا۔ اگر اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور ہر قوم اور ہر زبان کے آدمی کو ایک اخوت اور ایک جماعت کی لڑی میں منسلک کرنا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اس وحدت کے لئے اس کی کوئی مشترک زبان ہو اور یہ سوائے عربی کے اور کوئی نہیں ہو سکتی جس میں کہ قرآن نازل ہوا۔ قرآن اور سنت سے بھی اس کی تصدیق دکھائی تھی اور یہ بتایا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب نے جو فتویٰ دیا تھا۔ وہ ایک اجتہادی غلطی تھی۔ آخر وہ نبی نہ تھے۔ صرف ایک مجتہد تھے اور مجتہد سے خطا اور صواب دونوں ممکن ہیں۔ المجتہد قد یخطی و یصیب فقہ کا مشہور اصول ہے۔ اور پھر اس غلطی کو آخر کار امام صاحب موصوف نے خود بھی محسوس کر لیا تھا۔ اور چونکہ وہ ایک نہایت متقی بزرگ تھے کوئی ضدی باز ملاں نہ تھے۔ اس لئے اس غلطی کو محسوس کرنے کے بعد انہوں نے فوراً اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔ (باقی بر صفحہ ۶)

باب کی اپنے دعوے سے توبہ

بابیوں اور بہائیوں کے باطل پر ہونے کی ایک زبردست دلیل

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی)

بابیوں اور بہائیوں کے اہل باطل ہونے کی یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے کہ باب نے بہاء اللہ کے مشورہ سے اپنے دعوئے امامت و بابیت سے دست برداری کا اعلان کر دیا تھا۔ چنانچہ عبد البہاء نے لکھا ہے کہ:۔

"اس گروہ (بابی) کے بزرگوں نے ملاں عبد الکریم سے ذکر کیا کہ علماء و اہالی ایران کے جوش اور وزیر نظام کی زبردست قوت کے باعث حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ ہمیشہ سخت خطرے میں رہتے ہیں اور اس جبری سیاست کی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اس لئے کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہئے کہ سب کی نظر حضرت بہاء اللہ سے ہٹ کر کسی غائب شخص کی طرف ہو جائے اور اس تدبیر سے حضرت بہاء اللہ دوسروں کی مزاحمت اور ایذا سے محفوظ رہیں۔ لیکن چونکہ اس امر کے لئے کسی اجنبی آدمی کو منتخب کرنا خلاف مصلحت تھا اس لئے حضرت بہاء اللہ کے بھائی مرزا یحیٰ کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ غرضیکہ حضرت بہاء اللہ کی تائید اور ہدایت سے اس کو قبلہ آمال مشہور کیا اور اپنوں اور بیگانوں میں اس کو شہرت دی اور اس کی طرف سے چند خطوط حضرت باب کے نام لکھے۔ چونکہ در پردہ پہلے اس امر کا ذکر حضرت باب سے ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ رائے انہوں نے بھی نہایت پسند کی۔ مرزا یحیٰ اس دن سے روپوش ہو گیا اور لوگوں کی زبانوں پر اس کا صرف نام ہی باقی رہا۔" (باب الحیات صفحہ ۵۵)

اس بہائی بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ بابی سلسلہ کی امیدوں کا قبلہ صبح ازل یا مرزا یحیٰ کو مشہور کر دیا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ اصل شخص جس پر سلسلہ بابیہ کا مدار رہتا۔ جسے باب کے الفاظ میں من یظہرہ اللہ بھی کہا گیا ہے وہ بہاء اللہ نہیں بلکہ مرزا یحیٰ کو قرار دیا گیا۔ تاکہ باب اور بہاء اللہ اس طرح بچ جائیں۔ مگر یہ حکمت عملی ایک مدعی مہدویت کی شان کے لائق تو کجا کسی ادنیٰ مامور من اللہ کے لئے بھی جائز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ کارروائی سب جھوٹی ہے۔

بہاء اللہ اور صبح ازل کا جھگڑا

جس وقت بہاء اللہ اور صبح ازل میں اڈریانوپل میں جھگڑا ہوا تو مرزا یحیٰ نے کہا کہ میں ہی اصل ہوں۔ میرے متعلق ہی باب کی وصیت بھی موجود ہے تو بہاء اللہ نے اس کو شیطان اور دجال کا خطاب دیا اور کہا کہ تو بھیکے نام پر خوش نہ ہو۔ یہ تو مصلحتاً ہم نے تجھے بنایا تھا۔ ورنہ تیری حقیقت ہی کیا ہے۔ پھر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو منافق، بے ایمان اور تمام مخلوقات سے بدتر قرار دے کر ان کے ساتھ ملنا جلنا حرام قرار دیدیا اور کہا کہ اگر وہ آیات اللہ بھی پڑھیں تو نہ سننا۔ کیونکہ یہ وہ طریق ہے کہ شیطان نے بہتوں کو اس راہ سے گمراہ کیا ہے۔ اس تمام مطلب کو واضح کرنے کے لئے بہاء اللہ کے چند کلمات نقل کرتا ہوں:۔

(۱) "اسم از اسمایم کہ بحرفے او را خلق فرمودم و بنفخۂ حیات بخشیدم بمحاربہ با جمالم برخواست۔" (الواح مبارکہ صفحہ ۲۳)

(۲) قد فعل بنا هذا المنافق ما لا فعل الشیطان بآدم ولا النمرود بالخلیل ولا الفرعون بموسیٰ ولا الیهود بعیسیٰ ولا ابوجهل بمحمد ولا الشمر بحسین ولا الدجال ببنیانهم ولا السفیانی بالله المقتدر المهیمن العزیز الکریم۔

(الواح مبارکہ صفحہ ۳۶)

(۳) "قل ایاك ان لا تجتمع مع اعداء الله فی مقعد ولا تسمع منه شیئا ولو تتلیٰ علیك من آیات الله العزیز الکریم۔" (الواح مبارکہ صفحہ ۳۶)

باب الحیات میں جو کچھ لکھا ہے اس کی صداقت پر اوپر کے فقرات۔ . . . گواہ ہیں۔ اس لئے اب کسی بہائی کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ یہ فریب کاری اور جعلی کارروائی باب اور بہاء اللہ نے نہیں کی۔ یا یہ باب الحیات کے مصنف ایرانی سیاح کی غلطی ہے۔

باب الحیات کا مصنف ایک مخلص بہائی تھا

بابیوں اور بہائیوں کی یہ چالبازی بھی ہے کہ وہ "باب الحیات" کے اصل مصنف کا نام تک ظاہر نہیں کرتے۔ حالانکہ اس کا لکھنے والا ایک مخلص بہائی ہے اور عبد البہاء نے اس کو خود درست کر کے شائع کرایا ہے اور یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہ کتاب اصل بہاء اللہ کے وحی عبد البہاء کی ہے۔ مگر بہائی مصلحتاً اس امر کا اظہار نہیں کرتے۔

بہائی عموماً یہ کہتے ہیں کہ بابی مذہب کی صداقت کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ سخت سے سخت تکالیف کے باوجود بابیوں نے بابیت سے منہ نہیں پھیرا۔ جو ان کے صادق ہونے کی دلیل ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تو ممکن ہے کہ باب کے عاشق جو اپنی جانوں پر کھیل گئے۔ وہ بالکل سچے ہوں۔ مگر ان کا محبوب حضرت باب تو بے وفا ہی نکلا جس نے قید و بند سے نجات پانے کے لئے دعوے سے دست برداری کا اعلان عام کر دیا۔ جس پر بہاء اللہ بھی گواہ ہے۔

مصطفیٰ رومی

برما میں ایک بہت پرانا بڈھا بابی بنام سید مصطفیٰ رومی ابھی زندہ موجود ہے اس شخص نے بہت مدت گزری کہ ایک کتاب بنام "المعیار الصحیح" لکھی۔ اس میں محض حضرت مرزا صاحب کی ذات کو مدنظر رکھکر اس نے بعض خود ساختہ معیار صداقت بنائے اور بعض صحیح معیار بھی اس میں لکھے۔ اس میں یہ پرانا بابی لکھتا ہے:۔

"جھوٹا مدعی ہرگز کسی ایک بات پر استقلال کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا۔ . . . . اس کی ظاہری ناموری اور عزت و ناموس اور زندگی میں اگر ذرا بھی نقصان آئے یا کسی طرح کی تکلیف دنیا میں یا قید و شکنجہ کی سختی یا امتحان اس کے سامنے آئے تو فوراً اپنے دعوے سے دستبردار ہو جانا اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔" (المعیار الصحیح صفحہ ۱۲)

باب کا توبہ نامہ

اب ہم مصطفیٰ رومی سے پوچھتے ہیں کہ اس کے مذکورہ بالا بیان کردہ معیار کی رو سے "باب" اور "بہاء اللہ" کیونکر سچے ہو سکتے ہیں۔ اگر مذکورہ بالا منافقانہ کارروائی جس میں سوائے دھوکہ بازی کے اور کچھ نہیں ہے۔ ان دونوں مدعیان ایران کے کاذب ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں تو ہم خود باب کا توبہ نامہ درج ذیل کرتے ہیں۔ جسے آوارہ مصنف کواکب الدریہ نے کشف الحیل جلد ۲ صفحہ ۵ پر نقل کیا ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ محمد و آلہ الطاہرین۔ ولعنۃ علیٰ [illegible] فدای تو گردم محمد رضا رکاب تراہ کہ چنین ادعائی مقام بابیت علیہ السلام را نسبت بندہ ضعیف داوہ اند و لی این مدعی چنین امرے بودہ ونیستم و متہم است ہر کہ ادعای چنین امرے عظیم را نماید کہ متصف بہ جمیع صفات کمالیہ علمیہ و عملیہ بودہ عالمے از علوم و رسم از رسوم را دارا باشد و احاطہ بر کل علوم ظاہریہ و باطنیہ حقیقی [illegible] داشتہ باشد و باشد امرے از امور کرامت و [illegible] عادت کہ عند اللہ محمود باشد۔ مگر آنکہ بہ نحو طلب [illegible] قوت امکانیت کہ در ہمہ اشیا خداوند بالا [illegible] قرار دادہ مالک باشد و اگر امرے از امور را [illegible] از علوم را فاقد باشد شکے نیست کہ حامل این مقام نیست وخداوند عالم و اہل ولایت او شاہد [illegible] بحرفے از علوم رسوم اہل علم و با آنرا ذخواد [illegible] عالم و فاد نیستم و کلماتے اگر جاری از قلم شدہ باشد بر محض فطرت بودہ و کلا مخالف قواعد قوم است [illegible] بہیچ امرے نیست و ہر کس در بارہ حقیر اعتقاد [illegible] بابیت امام علیہ السلام را نماید۔ عذاب [illegible] کہ در ضلالت است و در آخرت و زیادہ [illegible] حیلہ و تعفیہ نیست بلکہ نی ہر و باطنم [illegible] مے دہد۔ وکفیٰ باللہ علیٰ ما اقول شہید۔

نوٹ:۔ ترجمہ صرف اختصار مضمون کی خاطر نہیں دیا [illegible] باب کے اس توبہ نامے کا خلاصہ یہ ہے کہ میں [illegible] نہیں ہوں۔ جو لوگ میری طرف یہ دعویٰ منسوب کرتے ہیں [illegible] ضلالت میں ہیں اور آخرت میں جہنم میں جائیں گے۔

شاہ ایران کے حضور باب کی درخواست معافی

اس توبہ نامے کے علاوہ باب نے اپنے قتل سے پیشتر شاہ ایران ناصر الدین مرحوم کی خدمت میں [illegible] توبہ نامہ بھیجکر معافی کی درخواست دی:۔

"فداک روحی۔ الحمد للہ کما ہو اہلہ [illegible] ظہورات فضل و رحمت خود را [illegible] شامل کردہ است۔ بحمد اللہ ثم حمداً [illegible] ینبوع رافت و رحمت خود فرمودہ کہ [illegible] عفو و فلتش عفوا زمندگان و تستر بر [illegible]

فرمودہ۔ شہد اللہ من عندہ کہ ایں بندہ ضعیف را قصد سے نیست کہ خلاف رضا خداوند عالم و اہل ولایت او باشد۔ اگرچہ بنفسہ وجودم ذنب صرف است ولے چوں قلبم موقن بتوحید خداوند جل ذکرہ و نبوۃ رسول اللہ و ولایت اہل ولایت اوست ولسانم مقر بر کل نزل من عند اللہ است۔ امید رحمت او دارم مطلقاً خلاف رضائے حق را نخواستہ ام۔ اگر کلماتے کہ خلاف رضائے او بودہ از قلم جاری شدہ غرضم عصیان نبودہ و در ہر حالت مستغفر و تائبم حضرت او را و ایں بندہ را مطلق علمے نیست کہ منوط بہ ادعائے باشد۔ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ من ان ینسب الی امرے و بعضے مناجات و کلمات کہ از لسان جاری شدہ دلیل بر ہیچ امرے نیست مدعی نیابت خاصہ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام را ادعا مبطل است۔ ایں بندہ را چنیں ادعا نبودہ ونہ ادعائے دیگر۔ مستدعی از الطاف حضرت شہنشاہی و آنحضرت چناں است کہ ایں دعاگو را بالطاف و عنایات لبا طرا [illegible] ورحمت خود سرفراز فرمائید۔ والسلام“

اس معافی نامہ کو پروفیسر براؤن نے شائع کرتے ہوئے اصل درخواست کا فوٹو بھی دیدیا ہے۔ تاکہ کوئی بابی یا بہائی اس کا انکار نہ کر سکے۔ پھر اس فوٹو کو بہائی مبلغ آدارہ نے اپنی کتاب کشف الحیل جلد دوم میں درج کیا ہے۔

علماء ایران کا فتوےٰ

اس معافی نامہ کو ناصر الدین شاہ ایران نے علماء کے سپرد کر دیا تو انہوں نے اس کو پڑھکر مندرجہ ذیل فتویٰ دیا:-

”سید علی محمد شیرازی“

”شما در بزم ہمایوں و محفل میموں در حضور نواب اشرف والا ولی عہد دولت بے زوال اید ہ اللہ و سددہ و نصرہ و حضور جمعے از علماء اعلام اقرار بمطالب چندے کردی کہ ہر یک جداگانہ باعث ارتداد شما است و موجب قتل۔ توبہ مرتد فطری مقبول نیست و چیزے کہ موجب تاخیر قتل شما شدہ است شبہ خبط دماغ است کہ اگر ایں شبہ رفع شود بلا تامل احکام مرتد فطری بشما جاری میشود

حررہ خادم الشریعت المطہرہ“

باب کا انجام

یعنی چونکہ تم مرتد فطری ہو تمہاری توبہ قبول نہیں تم واجب القتل ہو۔ تمہارے قتل میں تاخیر کا باعث صرف یہ شبہ ہے کہ کہیں تمہارا دماغ خبطی نہ ہو۔ اگر یہ شبہ دور ہو گیا تو تمہارے قتل کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔

چنانچہ اس کے بعد یہ ثابت ہو جانے پر کہ باب کے مرتدانہ اقوال کا باعث دماغی خرابی نہیں۔ باب کو ایک رسی کے ذریعہ ہوا میں زمین سے تین گز کے قریب بلند معلق کر کے گولی سے مار دیا گیا

توبہ نامہ کے متعلق بہائیوں کے بے معنی عذرات

بہائی اس توبہ نامہ کے متعلق عام طور پر بلا کسی دلیل کے یہ کہدیتے ہیں کہ باب جیسا بہادر دل انسان کبھی اس طرح معافی مانگ نہیں سکتا۔ لہذا یہ معافی نامے نقلی ہیں۔ لیکن جبکہ خود بہاء اللہ کو اقرار ہے کہ باب اور بہاء کو بچانے کے لئے مرزا یحییٰ کو قبلہ آمال مشہور کیا گیا تھا اور اس غرض سے مرزا یحییٰ کو روپوشی اختیار کرنی پڑی تھی۔ اس لئے اس بہائی چال کا یہی منشا ہو سکتا ہے کہ بابیت یا امامت کا دعویٰ مرزا یحییٰ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ کیونکہ بہاء اللہ کا تو اس وقت کوئی دعویٰ ہی نہ تھا۔ پس یہ توبہ نامہ [illegible] باب کی طرف سے اس بابی چال کی تکمیل کیلئے لکھا گیا ہو گا [illegible] اسے اگر جعلی قرار دیا جائے تو بابیوں کی کسی تحریر کا بھی کوئی [illegible] نہیں رہیگا۔ کیونکہ اس توبہ نامہ کے اصل مسودہ کا فوٹو موجود ہے اور وہ فوٹو کھلے طور پر باب کی تحریر کے ساتھ بالکل ملتا ہے اور پروفیسر براؤن جیسا گھر کا بھیدی اس کی شہادت دیتا ہے

یہ توبہ نامہ ایک ضرب کاری تھی

ہاں ایک معنوں میں اس معافی نامہ کو جعلی کہنا بھی درست ہے۔ کیونکہ یہ معافی نامہ محض ایک حیلہ سازی تھی جو بابیوں نے باب اور بہاء اللہ کی ہدایت سے اختیار کی تھی۔ جیسا کہ کتاب [illegible] میں عبد البہاء نے خود اقرار کیا ہے۔ ورنہ اس اعتبار سے کہ [illegible] باب کی قلم سے توبہ نامہ لکھا گیا اس کو جعلی نہیں کہہ سکتے۔ اور اس معافی نامہ پر علماء کا اعتبار نہ کرنا اور قتل کا فتویٰ دیتے ہوئے اسے مرتد قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ضرور یہ معافی نامہ باب کی طرف سے ہی پیش کیا گیا تھا۔ مگر ہوا یہ کہ

بات بھی کھوئی التجا کر کے

شوقی آفندی صاحب اعلان کرائیں

اگر بہائیوں کو اس توبہ نامہ کے متعلق یہ دعویٰ ہو کہ علماء شیعہ ایران نے خود بخود اسے بنا کر آپ ہی اس پر فتویٰ لگا دیا ہے تو وہ شوقی آفندی صاحب کی طرف سے اس امر کا اعلان عام کرائیں۔ تاکہ پھر آدارہ مصنف کشف الحیل کو کہا جائے کہ وہ معافی نامہ کے غیر جعلی ہونے کا مزید ثبوت بہم پہنچائے اور اس عکس پر ماہران تحریر کی رائے لی جائے۔ ورنہ یونہی انکار کرتے جانا بہائیوں کی عام عادت ہے اور ایک تقیہ باز قوم سے اس سے زیادہ توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ (باقی پوٹ میں)

نمائش زنانہ دستکاری کیلئے اپیل

خواتین جماعت کے نام محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر کا مکتوب

خواہران محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دستکاری کی تحریک سے آپ ناآشنا نہیں ہیں۔ کئی سال سے ہمارے سالانہ جلسے پر دستکاری کی نمائش ہوتی ہے اور اس کی آمدنی خدمت دین کے لئے وقف ہے۔ ہم نے اپنے گذشتہ جلسے پر فیصلہ کیا تھا کہ دستکاری کی نمائش کی آمد آئندہ یتیم خانہ پر صرف کی جائے گی۔ گویا اس ذریعہ سے آپ اپنی قوم کے یتیم بچوں کی خدمت کر سکیں گی۔

یہ خط میں اس لئے لکھ رہی ہوں کہ یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے اور احادیث شریف میں ذکر ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں بالخصوص بہت خیرات فرماتے تھے۔ آپ بھی اس اسوۂ حسنہ پر عمل کریں اور اس ماہ میں خاص طور پر دستکاری تیار کر کے اپنے یتیم خانے کے لئے بھیجدیں۔ رمضان المبارک میں بالعموم اور آخری عشرہ رمضان میں بالخصوص عبادات کی جاتی ہیں۔ آپ کا دستکاری بنانا بھی یقیناً عبادت میں شامل ہو گا۔ آپ رات دن اپنے اور بچوں کے کام میں مشغول رہتی ہیں۔ اب چند لمحے خدا کے کام کے لئے بھی نکال لئے اور عاقبت کے لئے بھی کچھ زاد راہ بھیجئے۔

اگر آپ پہلے کی بنی ہوئی کوئی چیز اس ماہ میں بھیجدیں۔ یا دستکاری بنانی اس مہینے میں ہی شروع کر دیں خواہ وہ بعد میں ختم ہو۔ تو پھر بھی آپ کی یہ خیرات رمضان المبارک کی خیرات میں ہی شمار ہو گی۔ اور آپ اللہ تعالےٰ کے حضور میں اجر عظیم کی مستحق ہوں گی۔

میں چاہتی ہوں کہ ہماری سب بہنیں خواہ معمر ہوں یا جوان یا بچیاں سب اس کار ثواب میں حصہ لیں اور نہ صرف خود حصہ لیں بلکہ اپنی سہیلیوں اور دیگر رشتہ دار بیبیوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ بھی اس نیک کام میں شامل ہوں۔

جو دستکاری جسے آتی ہو وہ بنائے۔ چرخے پر کاتا ہوا سوت۔ دولہن کھیں آزار بند۔ اون کی بنی ہوئی سوئیٹریں۔ کڑھے ہوئے دوپٹے ٹیبل کلاتھ وغیرہ وغیرہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ چیزیں کار آمد ہوں۔ صفائی اور احتیاط سے بنائی جائیں۔ جو بہنیں دستکاری میں حصہ لینا چاہیں۔ خواہ وہ پہلے بھی بھیجتی ہوں۔ یا آپ پہلی بار بھیجنا چاہیں۔ وہ سب مہربانی سے اپنے ارادے سے رمضان المبارک کے اندر اندر مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ ان کی یہ دستکاری ماہ رمضان کی عبادت اور خیرات میں شمار ہو۔

میرا پتہ یہ ہے:-

اہلیہ مولانا محمد علی

مسلم ٹاؤن۔ ڈاکخانہ اچھرہ لاہور

"چندہ ماہوار"

ہماری اجتماعی قربانی کا سب سے پہلا قدم

چندہ ماہوار کے متعلق احباب سلسلہ کی خدمت میں زیادہ تفصیل کیساتھ کچھ عرض کرنیکی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ وہ اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ اور ہر ایک فرد جماعت کو اس سے لازماً واقف ہونا چاہیئے۔ دین کیلئے مالی قربانی حضرت مجدد زمان کی جماعت کی ایک امتیازی خصوصیت اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے مقدس عہد کی عملی تفسیر ہے ——— لیکن چندہ ماہوار تمام مالی قربانیوں میں سب سے زیادہ فوقیت رکھتا ہے اور ہم اس کو صحیح معنوں میں جماعت کی اجتماعی مالی قربانی کا سب سے پہلا قدم قرار دے سکتے ہیں جماعت کے دوسرے تمام چندے بیشک اپنی جگہ ضروری ہیں لیکن ان کی حیثیت ہنگامی ہوتی ہے یا ثانوی۔ چندہ ماہوار ایک بنیادی اور مستقل چیز ہے اور یہ قومی بیت المال کے مداخل و اسکے کام کیلئے وہی حیثیت رکھتا ہے جو جسم انسانی میں تازہ خون اور ریڑھ کی ہڈی کو حاصل ہے ——— اس چندہ کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے خود رکھی اور بار بار اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس کی باقاعدہ ادائیگی کی تاکید فرمائی حتیٰ کہ یہانتک فرمایا کہ جو شخص متواتر تین ماہ چندہ ماہوار ادا نہیں کرتا اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ "کشتی نوح" کے اندر حضرت صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس چندہ کی اہمیت واضح فرمائی ہے۔

"جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اسکے اندر نہیں اور نہ کسل اور غفلت ہے اور نہ نیکی کیساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائیگا لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم چلتا ہے اور تقویٰ کی راہوں میں پورے طور پر قدم نہیں مارتا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے۔ ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار دے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بلا ناغہ ماہ بماہ انکی مدد پہنچتی رہے تو اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کیلئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

یہ بھی تمام دوستوں کو معلوم ہے کہ چندہ ماہوار کے متعلق ہماری جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر ایک فرد خواہ وہ امیر ہو یا غریب اپنی ماہوار آمد پر کم از کم ایک آنہ فی روپیہ چندہ دے۔ اور جو احباب آمد کا دسواں حصہ دیں انکا شمار سابقین میں ہوگا۔ الحمد للہ ہماری جماعت کے تمام حلقوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد اور حضور کی جانشین انجمن کے فیصلہ کی تعمیل و پابندی کرنیوالے موجود ہیں۔ اگر اکثر بزرگان جماعت کی مالی قربانیاں اور چندہ ماہوار کی باقاعدگی قابل تقلید ہے تو نوجوان طبقہ میں بھی اسکی متعدد و قابل تعریف مثالیں نظر آتی ہیں! اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے ایسے نوجوان ہیں جو نہایت خلوص اور باقاعدگی کیساتھ سو سوا اور ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ تک چندہ ماہوار ادا کرتے ہیں۔ اگر جماعت کے امراء اپنی کثیر آمدنیوں میں سے خطیر رقوم راہ مولا میں ہر ماہ دیتے ہیں تو جماعت میں ایسے غرباء کی بھی کمی نہیں جو اپنی قلیل آمدنیوں میں سے اپنی کئی ایک ضروریات کو نظرانداز کر کے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اپنا پیٹ کاٹ کر دین کے لئے مالی قربانی کرتے ہیں ——— یہ محض اللہ کا احسان ہے یہ جذبہ اس زمانہ میں صرف مجدد وقت کی جماعت ہی میں نظر آتا ہے۔

لیکن اسکے ساتھ ہی یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ جماعت کے بہت سے ارکان ایسے ہیں جو چندہ ماہوار کی اہمیت کو نظرانداز کئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض بالکل ہی نہیں دیتے اور بہت سے باقاعدگی کیساتھ اور مقررہ شرح کے مطابق ادا نہیں کرتے۔ انکی مثال فوج کے ان [illegible] اور ناکارہ سپاہیوں کی ہے جو عین میدان جنگ میں اپنی آرام طلبی، غفلت [illegible] پست ہمتی کی وجہ سے مصیبت کا باعث بن جاتے ہیں۔ انکی وجہ سے [illegible] کی پیشقدمی۔ قوت مدافعت اور یکجہتی کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ اس وقت انہی کمزور افراد جماعت کی وجہ سے انجمن روز افزوں مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ اگر انہوں نے بہت جلد اپنے فرائض [illegible] عملاً احساس نہ کیا تو صورت حالات کے بہت زیادہ تکلیف دہ [illegible] جانے کا اندیشہ ہے۔

۱۳ اکتوبر کے "پیغام صلح" میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو مکتوب گرامی چھپا ہوا ہے۔ اس میں حضرت ممدوح نے نہایت موثر الفاظ میں اس [illegible] کی طرف جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ:-

"حضرت مسیح موعودؑ یہ قرار دیتے ہیں کہ اس جماعت کے اندر کوئی [illegible] محض قول سے شامل نہیں ہو سکتا بلکہ تبلیغ دین کیلئے مالی قربانی [illegible] شامل ہوتا ہے۔ محض اقرار سے شامل نہیں ہوتا بلکہ اس اقرار کے [illegible] سے شامل ہوتا ہے اور ہم ان لوگوں کو الگ کر دینے سے [illegible] ہیں جو مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے وہ لوگ جماعت [illegible] قوت کا موجب نہیں بلکہ اسے کمزور کرنیکا موجب ہیں [illegible] بری صحبت کا اثر انسان پر بد ہوتا ہے اسی طرح ایک کمزور [illegible] والے انسان کے پاس بیٹھ کر دوسرے کا ایمان بھی کمزور [illegible] جماعت کا ایک لا پرواہ فرد زنجیر کی ایک کمزور کڑی کی طرح ساری زنجیر کو کمزور کر دیتا ہے۔ ... نتیجہ یہ ہے کہ نادہندوں کی یا اپنی حیثیت کے مطابق نہ دینے والوں کی وجہ سے قوم ہزارہا روپے کی مقروض ہو چکی ہے اور کسی سال دس ہزار اور کسی سال [illegible] ہزار روپیہ قرضہ میں اضافہ ہو جاتا ہے اس طرح یہ کام [illegible] رہ سکتا پس اس سال جلسہ سالانہ تک جماعتوں [illegible] ذرائع سے تحریک کر کے میں اسبات کا فیصلہ کرنا چاہتا [illegible] کہ عملی رنگ میں ہمارے ساتھ کس قدر آدمی ہیں اور ان [illegible] لیکر ہم کس قدر کام کر سکتے ہیں۔"

چنانچہ حضرت ممدوح نے جماعتوں میں دورے شروع کر دیئے ہیں [illegible] کیفیت سے قارئین پیغام صلح واقف ہیں جو فرد جماعت چندہ ماہوار [illegible] اور شرح کے مطابق ادا نہیں کرتا وہ عملاً جماعت کا رکن نہیں [illegible] ممدوح چاہتے ہیں کہ جماعت کے تمام افراد عملی طور پر ممبر [illegible] آخر ہماری جماعت کو مجدد وقت نے ایک خاص مقصد [illegible] قائم کیا ہے۔ اس کے سامنے ایک اہم کام ہے جو کثیر [illegible] اور مسلسل جد و جہد کا طالب ہے۔ دنیا کی تمام سوسائٹیاں [illegible] کلب اور انجمنیں وغیرہ اپنے ممبروں سے مقررہ چندہ وصول کر [illegible] اور انہیں مقررہ فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں ——— [illegible] شرکت کی بنیادی شرط ہے ہماری جماعت بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی۔ تو پھر ہمارے ان دوستوں کو جو چندہ [illegible] باقاعدہ ادا نہیں کرتے ذرا سوچنا چاہیئے کہ وہ حقیقی [illegible] اس جماعت کے رکن ہیں یا نہیں؟ اگر اس سوال کا جواب نفی [illegible] تو انہیں جلد فکر کرنی چاہیئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible] نفیس خود دوروں کی زحمت گوارا فرمائی ہے۔ حالانکہ [illegible] قومی امور انکی مرکز میں موجودگی کا تقاضا کر رہے ہیں۔ جماعت [illegible] مبلغین بھی عنقریب مقررہ پروگرام کے ماتحت دورے [illegible] گے۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ اس امر کی پوری سعی کریں [illegible] کہ ہر ایک آمدنی رکھنے والا فرد بہت جلد مقررہ شرح سے [illegible] ادا کرنے کا پابند ہو جائے تاکہ اس طرف سے مطمئن ہو کر [illegible] کاموں کی طرف پوری توجہ دی جا سکے۔

شذرات

"مجدّدِ اعظم"

قبل ازیں "پیغام صلح" کے صفحات میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی زیر طباعت تالیف "مجدّدِ اعظم" کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود کی مفصل سوانحعمری ہے۔ جو موصوف نے کامل تحقیق کے بعد کئی سال کی محنت سے تالیف کی ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف عرصہ دراز سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ قرآن کی اشاعت، جماعت کی توسیع و تنظیم، مخالفین اسلام کے اعتراضات کے رد اور محمودی عقائد کی تردید میں ان کی ناقابل فراموش مساعی نہایت مؤثر ثابت ہو رہی ہیں۔ ان کی علمی خدمات بھی خاص امتیاز رکھتی ہیں۔ "پیغام صلح" کے "مذاکرات علمیہ"، "انوار القرآن" اور دیگر تصنیفات اس پر گواہ ہیں لیکن یہ تازہ تصنیف "مجدّدِ اعظم" ہر لحاظ سے ڈاکٹر صاحب کا قابل فخر شاہکار ہے۔

۱۸ر اکتوبر کی اشاعت میں جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کے قلم سے "مجدّدِ اعظم" کے متعلق ایک مختصر مضمون شائع ہو چکا ہے۔ جس سے قارئین کو اس تالیف کا سرسری اندازہ ہو گیا ہوگا۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا ہے پہلا حصہ جو حضرت اقدس کے خاندانی حالات اور ولادت سے شروع ہو کر ۱۸۹۵ء تک کے واقعات پر ختم ہوا ہے۔ ان شاء اللہ طباعت جلد بندی وغیرہ کے تمام مراحل طے کر کے جلسہ سالانہ تک بالکل تیار ہو جائے گا۔ آجکل اس کی طباعت پوری سرگرمی و اہتمام سے ہو رہی ہے

جناب ڈاکٹر صاحب نے اپنے محولہ بالا مضمون میں احباب جماعت سے دو باتوں کی خواہش کی ہے۔ ایک یہ کہ تمام دوست دلی تڑپ کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو حسب منشا پایہ تکمیل تک پہنچا دے اور اس تالیف سے نیک و مفید نتائج مرتب ہوں دوسرے احباب اس کتاب کی خریداری اور اس کو غیر از جماعت حضرات تک پہنچانے میں شرکت کریں۔ ہمارے خیال میں یہ دونوں باتیں ہر ایک دوست کو اپنا فرض تصور کرنی چاہئیں۔

امید ہے ہم دو تین ہفتوں تک اس کتاب کے متعلق زیادہ مفصل اطلاعات احباب کی خدمت میں پیش کر سکینگے۔

کشمیر میں ہندی

کانگریسی مہاسبھائی اور دوسرے ہندوؤں کو ہندی زبان کی ترویج کا جو عارضہ لاحق ہو گیا ہے اس سے ریاست کشمیر بھی متاثر ہو رہی ہے۔ یہاں کے بعض ہندو طبقات اس کوشش میں ہیں کہ اردو کی بجائے ہندی کو ریاست کی سرکاری زبان قرار دیا جائے۔ حالانکہ کشمیر کے ہندو مسلمان اور دوسرے باشندے ہندی سے بالکل نامانوس ہیں۔ اور ان پر اس زبان کا مسلط کرنا بہت بڑا ظلم ہوگا ——— افسوس سنگٹھن اور اردو زبان سے دشمنی کا نامراد جذبہ کشمیر کی ہندو حکومت کے زیر سایہ رفتہ رفتہ کامیاب ہونے لگا ہے۔ گذشتہ ماہ حکومت کشمیر نے چند اضلاع میں بطور تجربہ عدالتوں کو ہندی زبان میں خواستیں وصول کرنے اور سمن جاری کرنے کی اجازت دیدی ہے ———

ہمارے خیال میں حکومت کشمیر کا یہ اقدام ہر لحاظ سے قابل اعتراض ہے اور اس کی پرزور مخالفت ہونی چاہئے۔ ریاست کشمیر کا حکمران بیشک ہندو ہے۔ لیکن ریاست کی ۹۹ فیصدی آبادی ایسی ہے جو ہندی زبان سے بالکل ناواقف ہے ——— اس لئے حکمران کا ہندو ہونا اس بات کیلئے وجہ جواز نہیں بن سکتا ہے کہ ہندو سنگٹھن کے علمبرداروں کی خواہش کے مطابق کشمیر پر ہندی زبان مسلط کر دی جائے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

امام ابوحنیفہ کے رجوع کا حوالہ

اب مجھ سے حوالہ طلب کیا جاتا ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ سو وہ حوالے پیش کرتا ہوں اور فقہ حنفی کی مستند اور مشہور کتابوں سے۔ و باللہ التوفیق مگر اتنی بات اور بتا دینا چاہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ صاحب کے دو بڑے جید اور فاضل شاگرد تھے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد اور سچ پوچھیو تو فقہ حنفی انہی دونوں بزرگوں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ یہ دونوں شاگرد اپنے استاد امام ابوحنیفہ صاحب کے اس فتوے کے کہ نماز اپنی زبان میں پڑھ لینی جائز ہے سخت مخالف تھے اور استاد کے خلاف ان دونوں بزرگوں نے فتویٰ دیدیا تھا کہ نماز عربی زبان کے سوا نہیں ہو سکتی۔ لیکن کیا کمال درجہ کا تقویٰ ہے کہ استاد اپنی غلطی کو مانتا ہے اور شاگردوں کے فتوے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ آج کوئی ملا یہ نفس کشی دکھا سکتا ہے چنانچہ ہدایہ صفحہ ۸۶ پر صاف طور پر امام ابوحنیفہ صاحب کے رجوع کا ذکر لکھا ہے۔ ویروی رجوعہ فی اصل المسئلۃ الیٰ قولھما وعلیہ الاعتماد۔ یعنی اصل مسئلہ میں (کہ نماز غیر عربی زبان میں ہو سکتی ہے یا نہیں) امام ابوحنیفہ کا رجوع اپنے دونوں شاگردوں کے قول کی طرف ثابت ہے اور یہی بات قابل اعتبار ہے جن صاحب کا دل چاہے کتاب لیکر مفصل پڑھ لیں۔ سارا جھگڑا یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر فتح القدیر صفحہ ۲۴۸ پر بھی امام صاحب کے رجوع کا ذکر موجود ہے۔ لکھا ہے۔ الحق رجوعہ الیٰ قولھما فی المسئلہ یعنی اس مسئلہ (نماز عربی زبان میں ہو سکتی ہے یا نہیں) میں امام ابوحنیفہ کا اپنے دونوں شاگردوں کے فتوے کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے۔ پھر تاویح میں لکھا ہو کان ما قالہ یخالف ظاھر کتاب اللہ حیث وصف القرآن بالعربی۔ درمختار میں ہے۔ وعلیہ الفتویٰ یعنی فقہ حنفی کا فتوے اس بات پر ہے کہ غیر عربی زبان میں نماز نہیں ہو سکتی اور امام ابوحنیفہ صاحب نے رجوع کیا ہے

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

(بقیہ صفحہ ۵)

یہود کی تحریف کا جواب تو ہم نے کتاب میثاق النبیین میں تفصیل کے ساتھ دیدیا ہے۔ اہل بہا کے مغالطہ کا جواب اب عرض کیا جاتا ہے

بہائی کہتا ہے کہ پیشگوئی میں فاران کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہونے کے بعد یہ ذکر ہے کہ خداوند مقدس پہاڑیوں سے آئیگا اور اس کے داہنے ہاتھ میں آتشی شریعت ہوگی۔ مقدس پہاڑیاں کوہ کرمل ہے جہاں بہاء اللہ خیمہ زن ہوا العرودہ فاران پر جلوہ گر ہونے والے کے بعد آیا"

مگر پیشگوئی کے اس حصہ میں نہ کسی پہاڑ کا ذکر ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے خیمہ زن ہونے کا تذکرہ ہے عبری کے اصل الفاظ صرف اس قدر معانی کے متحمل ہیں کہ وہ آتا ہے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ۔ اس کے داہنے ہاتھ میں آتشی شریعت ہے ان کے لئے"

چنانچہ مستند انگریزی نسخہ میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے

And he said, The Lord came from sinai, And rose up from seir unto them, he shined folth from mount Paran, And he came with ten Thousands of saints: from his right hand went a fiery law for them.

بائیبل کے اردو مستند ترجمہ میں یوں ہے:۔

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی"

(ترجمہ امریکن مشن مطبوعہ ۱۸۸۳ء)

یہود کی جیوش پبلیکیشن سوسائٹی آف امریکہ کے ترجمہ میں یوں ہے

And he said: The Lord came from sinai, and rose from seir unto Them, he shined forth from mount Paran, And he came from the myriads holy, At his right hand was a fiery law unto them.

آکسفورڈ یونیورسٹی کا مطبوعہ یہودی ترجمہ اسی کے مطابق ہے البتہ آخری فقرہ یوں ہے۔ - - - - - - - -

And he came from the Ten thousands of the holy ones.

ان تراجم کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ نہ تو کسی عیسائی نے اور نہ کسی یہودی نے وہ ترجمہ کیا ہے جو بہائی صاحب کو سوجھا ہے۔ کہ کرمل مقدس سے بھی اب خداوند آنے والا ہے۔ بڑی تلاش کے بعد معلوم ہوا۔ کہ بہائی صاحب کی غلط فہمی کا باعث بائیبل کا عربی ترجمہ اور عربی زبان سے ادھوری واقفیت ہے اور اگر ایسا نہیں تو لوگوں کو جان بوجھ کر دھوکہ دینا ہے۔

حوالہ مذکور کا عربی ترجمہ یوں ہے۔

"جاء الرب من سیناء و اشرق لھم من سعیر وتلألأ من جبل فاران واتی من ربوات القدس وعن یمینہ نار شریعۃ لھم"

اس ترجمہ میں شاید ادیب نے "من ربوات القدس" کے جملہ سے یا تو خود ٹھوکر کھائی ہے یا دوسروں کو دھوکہ دیا ہے۔ ربوات بمعنی ٹیلہ نہیں بلکہ ربوۃ کے معنی علماء ریاضی کی اصطلاح میں عشرات یعنی دس ہزار ہیں۔ اس کے لئے عبرانی کا اصل لفظ ربوت ہے جس کے معنی دس ہزار کی جماعت ہیں۔ بائیبل میں یہ لفظ کئی جگہ استعمال ہوا ہے اور ترجمہ دس ہزار ہے مثلاً سیموئیل اوّل ۱۸: ۷۔ میکہ ۶: ۷۔ استثناء ۳۲: ۳۰۔ غزل الغزلات ۵: ۱۰۔ کتاب شمار ۱۰: ۳۶۔ قاضیون ۲۰: ۱۰

ختم نبوت پر انبیاء بنی اسرائیل کی شہادت
اور
اہل بہا کے ایک سفسطہ کا جواب

(از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی)

ختم نبوت کا حصن حصین نہ صرف امت مسلمہ کے لئے بلد امین کا حکم رکھتا ہے۔ بلکہ امن عالم کے لئے بھی وہ ایک حفاظت کا برج ہے۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نے اسی حکمت کی بنا پر ختم نبوت پر زور دیا ہے اور انبیاء عالم کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کی بشارت دی ہے۔ قصر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک پر اپنی تکمیل کو پہنچ چکا۔ اب کسی نئے یا پرانے نبی کیلئے اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ مگر اس طرح کہ کوئی قصر نبوت کی تخریب کرکے پہلے اپنے ایمان کی جڑ کو کاٹ دے اور پھر اس میں کسی نئے نبی کو داخل کرے۔ یہ امر نہ صرف حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ بلکہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی تکمیل اسلام سے صدیوں پیشتر فرمایا۔

"میں تیری حمد وثنا کروں گا۔ تونے میری سن لی اور
تو میری نجات ہوا۔ وہ پتھر جسے معماروں نے
رد کیا وہی چوٹی کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند سے
ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے"

(زبور ۱۱۸: ۲۲ تا ۲۴)

حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم یا بنی اسرائیل نے جس پتھر کو رد کیا وہ ہاجرہ اور اس کی اولاد بنی اسمٰعیل تھی۔ اس غریب اور بے کس عورت کہ کس طرح گھر سے باہر نکال کر ایک بیابان کے اندر پھینک دیا گیا اور پھر انہوں نے کہا بنی اسمٰعیل میں کوئی خوبی نہیں مگر اسی رد شدہ قوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جنہوں نے حسب بشارت داؤد علیہ السلام چوٹی کا پتھر ہونے کی حیثیت سے قصر نبوت کی تکمیل کر دی۔ اگر یہ چوٹی کا پتھر نہ ہوتا تو نبوت کی ساری عمارت اسی طرح بیکار تھی جس طرح آخری پتھر نہ ہونے کی وجہ سے حفاظت کا برج بیکار رہتا ہے۔ چوٹی کا پتھر جسے عبری بائبل کے اس حوالہ میں روش پناہ کہا گیا ہے۔ گنبد یا برج کا آخری پتھر ہوتا ہے اس گنبد یا برج کا جو دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے بنایا جاتا ہے عبری زبان میں پناہ کے معنی حفاظت کا برج ہیں۔ دیکھو تواریخ دوم ۱۲۶: ۱۵۔ صفنیاہ ۱: ۱۶۔ اور ۳: ۶ وغیرہ وغیرہ۔

قصر نبوت کا چوٹی کا پتھر یا آخری اینٹ سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی نہیں۔ آپ کی ذات مبارک پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس لئے بنی اسرائیل میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو۔ یا خدا نے اس کی زبان پر جاری کیا ہو۔ کہ وہ خاتم النبیین ہے۔

۱۳۰۰ سال بعد قرآن مجید اور مذہب کی اس صداقت کے حصن حصین سے دو فتنہ پرور مذاہب نے ٹکرانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان میں سے ایک یا دشمن اسلام نام نہاد بہائی مذہب ہے اور دوسرا نادان دوست محمودی فرقہ ہے جو در اصل بہائی مذہب کا خوشہ چین ہے۔ محمودی دوستوں کی طرح اہل بہا کے ایک شخص نے اجرائے نبوت پر ایک رسالہ لکھا ہے جو ہمارے پاس غیر مطبوعہ یعنی قلمی موجود ہے۔ اس میں بائبل اور انجیل کی بعض پیشگوئیاں مرزا حسین علی (بہاء اللہ) پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک پیشگوئی بائبل کی کتاب استثنا ۳۳: ۲ کی مشہور پیشگوئی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے آخری دن بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کر کے فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

دیومر یہوہ مسینائی وزارح مسعیر لامو
ہوفیع مہر پاران واتا مربوث قودش میمنو
الیش داث لامو

و - اور	و - اور	ہوفیع - جلوہ گر ہوا	ربوث - ساتھ دس ہزار
یومر - کہا	زارح - طلوع ہوا	مہر - پہاڑ سے	قودش - قدسیوں کے
یہوہ - خداوند	مسعیر - شعیر سے	پاران - فاران سے	میمنو - دہنے ہاتھ
سینائی - سینا سے	لامو - ان کیلئے	و - اور	پر اس کے
با - آیا	ہو - وہ	آتا - آتا ہے	الیش - آتشی
داث - شریعت ہے	لامو - ان کیلئے		

ترجمہ:۔ "اور کہا (موسیٰ نے) خداوند سینا سے آیا
اور طلوع ہوا شعیر سے۔ ان کے لئے وہ جلوہ گر
ہوا فاران کے پہاڑ سے اور دس ہزار قدسیوں
کے ساتھ آتا ہے۔ اس کے دہنے ہاتھ پر ان
کے لئے آتشی شریعت ہے"

خداوند طور سینا سے آیا

طور سینا از روئے بائبل خداوند یہوہ کا تخت گاہ ہے اسی مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شریعت عطا کی گئی۔

خداوند کا کوہ شعیر سے طلوع

خداوند کے کوہ شعیر پر طلوع سے مراد بعثت مسیح نہیں ہمارے بعض علماء نے خداوند کے کوہ شعیر پر طلوع سے حضرت مسیح کو شریعت کا دیا جانا مراد لیا ہے۔ نہیں معلوم ان بزرگوں کے علم میں کتاب مقدس کا کونسا حوالہ تھا جو مجھے باوجود تلاش نہیں ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی علماء کی فسوں گری یہاں کارگر ہوئی ہے اس کے متعلق بائبل کی بنا پر ہماری تحقیق یہ ہے کہ حضرت اسحاق کے ایک بڑے بیٹے عیسو کا ایک بیٹا ادوم نام تھا جس کی اولاد کوہ شعیر میں آباد ہوئی۔ یہی شخص ادومی قوم کا باپ کہلاتا ہے۔ اس قوم نے کوہ شعیر میں آہستہ آہستہ اپنی سلطنت قائم کر لی۔ ادوم اور شعیر دونوں اصطلاحات اولاد عیسو کی اس سلطنت کیلئے بائبل میں متعدد مرتبہ استعمال ہوئی ہیں۔ حضرت یعقوب کے بڑے بیٹے یہودہ کی قوم کے ساتھ اس کی ہمیشہ جنگ ہوتی رہی یہ [illegible] جبل مرنا رکے جانب جنوب اور عرابہ سے مشرقی سمت کے فاصلہ پر واقع تھی۔ شعیر شعر یعنی بال سے مشتق ہے [illegible] روئیدگی اور سبزہ کی وجہ سے اس پہاڑ کو یہ نام دیا گیا [illegible] زمانہ میں اس پہاڑ کا زیادہ حصہ خشک ہے۔ گو بعض قطعات [illegible] بھی سرسبز وشاداب ہیں۔ حضرت اسحاق کی دعا [illegible] پیدائش باب ۲۷، ۳۹ تا ۴۰ کے جواب میں عیسو اور اس [illegible] اولاد کو یہ خطہ جنت عطا کیا۔

"دیکھ زمین کی چکنائی سے اور اوپر آسمان کی اوس
سے تیرا قیام ہوگا اور تو اپنی تلوار سے زندگی بسر
کریگا اور اپنے بھائی (یعقوب) کی خدمت کریگا
اور یوں ہوگا کہ جب تو آزاد ہو جائے گا تو اس
کی حکومت کا جوا اپنی گردن سے توڑ کر پھینک دیگا"

جناب اسحاق کی اس دعا خیر اور حضرت ابراہیم کی اپنی ذریت کے حق میں دعاء برکت دونوں نے مل کر نسل ابراہیمی کی اس چھوٹی سی شاخ کو بھی نبوت کی نعمت سے محروم نہیں رکھا اور حضرت ایوب علیہ السلام اس قوم میں نبی مبعوث ہوئے۔

(نوحہ یرمیاہ ۴: ۲۱)

تہذیب اور خردمندی کا کثیر حصہ اس قوم کو ملا۔ بائبل صحیفہ عبدیاہ اور یرمیاہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ انسائیکلو [illegible] بائبلیکا زیر عنوان لفظ ادوم (Edom)

فاران کی چوٹیوں پر جلوہ گری

قدیم علماء مسیحی اور عرب کے جغرافیہ نویس دونوں اس پر متفق ہیں کہ کوہ فاران حجاز میں ہے جب تک مسلمان علماء نے [illegible] حضرات کے سامنے اس پیشگوئی کو نہیں رکھا۔ اس وقت تک [illegible] کے نزدیک فاران حجاز میں ہی رہا۔ مگر جونہی علماء اسلام نے ان [illegible] اس پیشگوئی کی بنا پر ملزم گرداننا شروع کیا۔ وہ اس پہاڑ کو حجاز [illegible] اٹھا کر وادی سینا میں لیجانے کی بیہودہ کوششیں کرنے لگے۔ [illegible] بشارت موسوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت [illegible] مگر جس طرح پہاڑ کا اپنی جگہ سے سرکانا مشکل ہے۔ اسی طرح فاران کا حجاز سے ٹلنا بھی محال ہے۔ چنانچہ کتاب پیدائش [illegible] حضرت ہاجرہ کی اولاد کا صحرائے فاران میں آباد ہونے کا ذکر [illegible] ہے۔ گویا فاران صحرا کے اندر موجود ہے۔ سینا کے معنی [illegible] اور شعر کے معنی سرسبز وادی ہیں۔ پس فاران اس حوالہ کی بنا پر [illegible] کے اندر ہے اور قوم ہاجرہ کی بود وباش کا مقام ہے اور [illegible] جانتی ہے کہ ہاجرہ کی قوم کہاں آباد ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس ہزار قدسیوں کے ساتھ [illegible]

تاریخ کا ناقابل انکار واقعہ ہے کہ فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار صحابہ موجود تھے۔ [illegible] صحابہ کی معیت انبیاء علیہم السلام کی اس بشارت کی [illegible] جس طرح یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں [illegible] ہے۔ اسی طرح یہ پیشگوئی بھی دنیا کے بڑے بڑے انبیاء [illegible] سے ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام۔ وید مقدس۔ حضرت موسیٰ [illegible] حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام [illegible] یہوداہ رسول کے خط میں سب جگہ دس ہزار قدسیوں کے [illegible] آنے والے کا ذکر موجود ہے۔ البتہ ہاں اس زمانہ میں [illegible] اہل بہا دونوں نے اس پیشگوئی میں تحریف کرنے کی کوشش [illegible]

رمضان المبارک مجاہدات کا مہینہ ہے

رُوحانی طاقت اور اُس کے حُصول کے ذرائع

{ از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ }

اللہ تعالیٰ کا قرب

واذا سالك عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوة الداع واذا دعان فلیستجیبوالی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون۔

یہ آیت رمضان شریف کے ذکر میں آتی ہے اور ترجمہ اس کا یوں ہے کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو میں بہت نزدیک ہوں میں ہر ایک پکارنے والے کی دعا کو جب وہ دعا کرتا ہے قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ راستے جو میں نے بتائے ہیں ان پر چلیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ ہدایت پائیں۔ قرآن کریم کے جس قدر دعوے ہیں وہ بغیر کسی استثناء کے ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی زندگیوں میں ثابت اور واضح اور روشن ہو گئے ہیں۔ یہ تو بظاہر دو لفظ ہیں کہ میرے بندے جن کے دل میں یہ خواہش اور تڑپ پیدا ہو کہ وہ میرا قُرب حاصل کریں میں اُن سے قریب ہوں لیکن اگر صحابہ کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرب، جو بہت لوگوں کے نزدیک ایک خیال ہے حتیٰ کہ خود مسلمانوں کا بہت سا حصہ بھی یہی خیال رکھتا ہے۔ اُن کیلئے ایک حقیقت بن گیا تھا۔ خدا کا انسان کا قریب ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ دوسری جگہ ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید ہم اس سے اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ شاہ رگ کیا چیز ہے؟ وہ انسان کی جسمانی زندگی کی قائم مقام ہے۔ اس کے کٹ جانے سے انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا خدا سے تعلق

تو مطلب یہ ہے کہ خدا کا تعلق انسان کیساتھ ایسا ہے کہ وہ اُس کی جسمانی زندگی سے بھی زیادہ قریب ہے گویا اللہ تعالیٰ انسان کے اندر اس جسمانی زندگی سے بھی بڑھ کر ایک حقیقت ہے۔ صحابہؓ کا تعلق خدا کیساتھ ایسا نظر آتا ہے کہ وہ خدا جس پر ایمان ایک قصہ اور کہانی تھا یا اب قصہ اور کہانی ہے وہ صحابہؓ کی زندگیوں میں ایک حقیقت تھی۔ اُن کا ہر فعل، ہر خواہش اور ہر تڑپ محض خدا کے لئے تھی۔ اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو اُس خدا کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں اگر دشمنوں کیساتھ مقابلہ ہے تب بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ تو واقعہ ہے کہ دشمنوں کے مقابلہ میں خدا پر ہی ان کا بھروسہ ہوتا تھا۔ اس لئے باوجود کمزور ہونے اور ظاہری سامان نہ رکھنے کے بڑے بڑے دشمنوں کے مقابلہ سے وہ نہ جھجکتے تھے۔

مسلمان بادشاہوں کی مثالیں

بڑے بڑے مسلمان فاتحین نے جب بڑے بڑے مقابلوں میں اپنے آپ کو بیکس اور بے بس پایا تو عین میدان جنگ کے اندر وہ سجدہ میں گر گئے اور اُن کے خدا پر ایمان نے وہ کام کر دکھایا جو اُن کی فوجیں کرنے سے عاجز آ گئی تھیں۔ تو صحابہؓ کی زندگیوں میں خدا کی ہستی، خدا کا قرب فی الواقعہ ایک ایسی حقیقت نظر آتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کثرت سے اوراد و وظائف سے وہ ایمان حاصل نہیں ہوتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگیوں کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

خدا پر ایمان بڑی بھاری طاقت ہے

خدا کی ہستی پر ایمان ایک بڑی ہی بھاری طاقت ہے۔ یہ انسان کے اندر اتنی بڑی طاقت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ واقعات کے اندر نظر آ جاتا ہے۔ یہ تو موٹی بات ہے کہ انسان کے اندر ایسی طاقتیں ہیں کہ وہ ہر چیز کو مسخر کر سکتا ہے ویسے تو یہ حقیقت ہمیشہ ظاہر ہی ہے لیکن آج تو اسقدر واضح تر ہے کہ واقعات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کائنات کی ہر چیز پر حکمران ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو جس طرح اس طاقت کا ہونا اس طرح مشاہدہ کے اندر آ گیا ہے کہ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا سوائے ان احمقوں کے جو اپنے قویٰ کو کام میں لگانا نہیں چاہتے۔ اسی طرح ان لوگوں کے متعلق بھی جو خدا کی طرف سے مامور ہوتے ہیں یہ مشاہدہ ہے کہ انکے اندر بھی ایک ایسی طاقت ہے جو تمام انسانوں کی تمام مادی طاقتوں پر غالب آ جاتی ہے۔ گویا انسانی طاقت تمام کائنات پر غالب ہے تو مامور من اللہ کی طاقت تمام انسانی طاقتوں پر غالب ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خدا کی طرف سے پیغام لیکر آئے تو تنہا تھے اور آپکے مقابل پر سارے ملک عرب کی ساری طاقتیں تھیں لیکن یہ سب طاقتیں بالآخر مغلوب ہوئیں۔ بلکہ آپؐ کے بعد صحابہؓ نے بھی تمام دُنیا کو اپنے آگے جھکا لیا۔ وہ روحانیت نہیں تو کیا چیز تھی جس نے اکیلے آدمی کو لاکھوں لوگوں پر غالب کر دیا؟ اور پھر یہ نہیں کہ اتفاقی طور پر ہی غلبہ حاصل ہو گیا ہو بلکہ نہایت بیکسی اور بے بسی کے وقت کہہ کر اور سُنا کر کہ ہم غالب آئیں گے بعد میں اس غلبہ کو حاصل کیا۔ تو کیا جس طرح ہم لوگ انسان کے اندر کی طاقت کو دیکھ کر اس کا یقین کر لیتے ہیں اسی طرح اس روحانی طاقت کو دیکھ کر جو انسان کو انسانوں کے اوپر غالب کر دیتی ہے اس پر ایمان نہیں لا سکتے؟ روحانی قوت وہ ہے جو خدا سے تعلق پیدا کرنے سے انسان کے اندر آتی ہے۔ یہ مشاہدہ ہے جو رسول اللہ صلعم کے اندر صحابہ کرامؓ کے اندر اور اولیاؒ کے اندر نظر آتا ہے۔

حضرت مجدد زمانؒ کی روحانی طاقت

اور اس زمانہ میں دیکھ لو قادیان ——— ایک گاؤں کا رہنے والا انسان، اسکی روحانی طاقت کہاں کہاں فتح حاصل کر رہی ہے وہ یورپ کو فتح کرتی چلی جا رہی ہے اور زندگی رہی تو جس طرح ہم نے دیکھا ہے کہ وہ اسلام جو یورپ کے نزدیک وحشی لوگوں کا اور دُنیا کا بدترین مذہب تھا وہ آج بہترین مذہب سمجھا جانے لگا ہے۔ اسی طرح ہم نہیں تو ہماری آیندہ نسلیں دیکھیں گی کہ ایک گاؤں کا رہنے والا جس کی تمام دنیا دشمن بن گئی جس کو اپنے طرح طرح کے نام دے کر الگ کر دیتے ہیں وہ کس طرح تمام مہذب دنیا کو اسلام کا مفتوح اور حلقہ بگوش بنا لیتا ہے۔ اس شخص کا ساتھ دینے سے اس قدر روحانی طاقت ترقی کرتی ہے کہ دنیا اُس کے سامنے جھکنے لگتی ہے۔

بعض دشمنانِ سلسلہ

آج بعض لوگ کھڑے ہوتے ہیں کہ ہم اس تحریک کو کچل دیں گے ——— اگر یہ کچل جانے اور دب جانیوالی چیز ہوتی تو کبھی کی نیست و نابود ہو جاتی۔ مگر اس کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا آگے بڑھتا ہے ——— تو خوب یاد رکھو میں جس بات پر زور دینا چاہتا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ روحانیت ایک حقیقت ہے جس نے مشاہدات میں آ کر خدا کی ہستی اور اُس کے قرب کو ثابت کر دیا ہے۔ یہ کوئی قصہ کہانی نہیں بلکہ واقعی ایک حقیقت ثابتہ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے کام کر رہی ہے۔ ہاں جو لوگ واقعی روحانیت پیدا کرنا نہیں چاہتے اُن کے نزدیک یہ کہانی ہو تو کوئی عجیب بات بھی نہیں تو قرآن نے یہ کمال کیا ہے کہ جس خیال کو پیدا کیا ہے۔ اس کو انسان کی زندگی میں عملی رنگ میں لانے کے لئے بھی سامان پیدا کر دیا ہے۔

انسان خدا کا قرب کس طرح حاصل کر سکتا ہے؟

خدا کا قرب انسان کس طرح حاصل کر سکتا ہے؟ اوّل تو اس کا ذکر رمضان کے اندر کیا۔ گویا روزہ ان اسباب میں سے ہے جو خدا کا قرب پیدا کرتے ہیں۔ دوسرا ذریعہ یہ بتایا اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ کوئی بلانیوالا ہونا چاہیئے اس کی دعا کو میں قبول کرتا ہوں تو رمضان میں دعا کے اندر لگنا بڑی ضرورت ہے۔ تیسری بات یہ بتائی کہ اگر اس قرب کو دیکھنا چاہتے ہو تو میری بتائی ہوئی راہوں پر چلو اور مجھ پر ایمان رکھو۔ کیونکہ یہ حقیقت تو آہستہ آہستہ ظاہر ہوگی، بہت سے لوگ ہیں جو کچھ دن خدا کو پکارتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اور جب ان کی خواہش بظاہر پوری نہیں ہوتی تو اُن کا ایمان متزلزل ہونے لگتا ہے۔ بیشتر حصہ وہ ہے جو اعطے قلیلاً کا مصداق ہے۔ بڑی چیز میں ناکامی کی جڑ یہی ہے کہ انسان تھوڑا سا قدم اُٹھائے اور پھر رک جائے۔ کامیابی کی راہ یہی ہے کہ خدا کی بتائی ہوئی راہوں پر چلو اور ایمان رکھو یہ نہیں کہ کوئی بیماری کوئی مصیبت آ گئی تو ہم نے کہا خدا کہاں؟ روپیہ مل گیا تو ہم نے کہا کہ خدا کہاں؟ ہر حالت میں دُکھ ہو یا آرام خدا پر ایمان رکھ کر اس کے بتائے ہوئے رستوں پر چلتے رہنا یہی کامیابی کی راہ ہے۔

رمضان مجاہدات کا مہینہ ہے

یہ تو رمضان کا مہینہ ہے۔ میں احباب سے اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خدا نے خاص مجاہدہ کا مہینہ رکھا ہے۔ روحانی ترقی کے لئے اس مہینہ میں بہت سے سامان ہیں۔ لیکن اگر ان اسباب سے کام نہ لیا جائے تو وہ روحانی ترقی حاصل نہیں ہوتی جو رمضان کا اصل مقصد ہے جس طرح کسی چیز سے وہ کام نہ لیا جائے جس کے لئے وہ بنی ہے تو کچھ عرصہ کے بعد وہ بیکار ہو جاتی ہے۔ ایک شخص ہاتھ سے کام نہیں لیتا اس کی ہاتھ کی طاقت زائل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر رمضان کے اندر ان اسباب سے کام نہ لیا جائے جو روحانی ترقی کا ذریعہ ہیں تو اس کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ...

نماز تہجد

ایک تو روزہ ہے اور ایک دُعا ہے اور یہ دعا ایک تو پانچ وقت کی نماز ہے۔ مگر اس کے ساتھ رمضان میں بالخصوص نماز تہجد کا اضافہ ہے حدیثوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ویسے بھی تہجد کے پابند تھے لیکن رمضان میں بالخصوص آپؐ تہجد پر بہت زور دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کو بھی اُٹھا دیتے تھے۔ ...... (رمضان) میں تہجد باقاعدہ پڑھنی چاہیئے اور جہاں اپنے لئے دعا کریں وہاں جماعت کی ایزادی اور اس کی طاقت کے لئے بھی دعا کریں...... ہمارے سامنے بہت سے کام ہیں جس طرح صحابہؓ کے اندر ایمان تھا جس سے وہ فتح کرتے چلے جاتے تھے خوب یاد رکھو تم بھی ایمان رکھو تو تمہاری فتح ہے۔

دیباچہ کتاب "مقدمۃ القرآن"

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور

{از جناب ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان صاحب بالقابہ فیڈل جج دہلی}

(گذشتہ سے پیوستہ)

مسئلہ تعدد ازدواج پر پادریوں کے اعتراضات

چونکہ مغربی پادریوں کو اسلام پر حملہ کرنے کے لئے کوئی اور بات نہ مل سکی اس لئے انہوں نے مسئلہ تعدد ازواج کو ہدف اعتراض بنایا اور اس حقیقت کو فراموش کر دیا کہ وحدت ازدواج تو ایک خالص عمرانی مسئلہ ہے۔ دراصل دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے تعداد ازدواج کو مطلق ممنوع قرار دیا ہو۔ یونانی اس کو ناجائز نہیں سمجھتے۔ کیونکہ سکندر اعظم اور اس کے باپ فلپ کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اور مصریوں میں بھی یہ رسم عام تھی۔ حمورابی کے بابلی قانون میں بھی اس کی ممانعت نہیں تھی۔ بلکہ بعض حالات میں دوسری شادی کی اجازت دی گئی تھی۔ آریوں میں نہ صرف آزادانہ تعدد ازدواج کی اجازت تھی بلکہ تعدد بعول بھی رائج تھا۔ چنانچہ پانچ پانڈوں کی ایک ہی بیوی تھی جس کا نام دروپدی بہت مشہور ہے۔ اسی طرح یہود نے تعدد ازدواج پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ اور توریت میں صاف لکھا ہے اگر بھاوج بیوہ ہو اور اس کے اولاد نہ ہو تو دیور اس سے شادی کرلے اگرچہ اس کی پہلی بیوی زندہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہود میں تعدد ازدواج کی کوئی حد معین نہ تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت داؤدؑ کی تلو کے قریب اور حضرت سلیمانؑ کی ۷۰۰ سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اور ۳۰۰ کنیزیں ان کے علاوہ تھیں۔

بائیبل وحدت ازدواج کی حامی نہیں

مسیحی پادری دعوے کرتے ہیں کہ بائیبل وحدت ازدواج کی حامی ہے لیکن یہ دعوے حقائق کے سراسر خلاف ہے کیونکہ انجیل میں کوئی حکم ایسا نہیں جس کی رو سے تعدد ازدواج ممنوع ہو۔ زوجہ کا لفظ صیغہ واحد میں مستعمل ہونے سے وحدت ازدواج کا عقیدہ مستنبط کیا گیا ہے اور یہ لفظ ہمیشہ جمع کو شامل ہوتا ہے۔ متی کی انجیل کا یہ فقرہ کہ "جب دو انسانوں کو خدا نے مجتمع کر دیا ہے، کوئی انہیں جدا نہ کرے" طلاق کی ممانعت ثابت کرتا ہے نہ کہ کثرت ازدواج کی۔ اور مفسرین اقرار کرتے ہیں کہ یہ فقرہ جس سے وحدت ازدواج کا عقیدہ مستنبط کیا جاتا ہے مستند نہیں ہے۔ قدیم نوشتوں میں تو صرف یہ عبارت پائی جاتی تھی کہ "جو شخص زنا کے علاوہ اور کسی سبب سے اپنی بیوی کو طلاق دے گا تو وہ اسے زانیہ بناتا ہے"۔

عیسائیوں میں تعدد ازدواج کی مثالیں

اور سچ تو یہ ہے کہ پہلی دو صدیوں میں مسیحی دنیا میں بھی تعدد ازدواج کا رواج تھا اور وحدت ازدواج کا اصول عیسائیوں میں اس وقت داخل ہوا جب وہ رومی تہذیب سے متاثر ہوئے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ آٹھویں صدی میں شارلیمان کی دو بیویاں تھیں حالانکہ وہ مسیحی دنیا کا مسلّم رہنما تھا اور اسے مبلغ مذہب بادشاہ کا لقب دیا گیا تھا اور مزار مقدس کی کنجی اس کی تحویل میں تھی اور وہ حامی دین اور دنیائے مسیحیت کا محافظ قرار دیا گیا تھا دو بیویوں کے علاوہ اس نے کئی عورتوں کو طلاق دی اور چند کنیزیں بھی اس کے محل میں داخل تھیں بعد ازیں فلپ آف ہیس اور ولیم شاہ ثانی شاہ جرمنی نے کلیسا کی اجازت سے ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں اور سی سالہ جنگ یورپ کے اختتام پر جب ویسٹ فیلیا میں صلح کا اعلان کیا گیا تو ۱۶۵۰ء میں فرانکش ریشتاغ نے نیورمبرگ میں ایک قانون پاس کیا کہ ہر شخص کو دو عورتیں رکھنے کی اجازت ہے۔ انابیپٹسٹ فرقے کے عیسائی علانیہ کہتے تھے۔ کہ ایک سچے مسیحی کو ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا چاہیئے۔ اور مومن فرقے کے عیسائی تعدد ازدواج کو فریضہ آسمانی تصور کرتے تھے

اسلام اور تعدد ازدواج

اسلام ہی دنیا میں پہلا مذہب ہے جس نے نہ صرف تعدد ازدواج کی تحدید کی، جس طرح طالمود میں کی گئی ہے بلکہ ایسی سخت شرائط عائد کیں کہ تعدد ازدواج پر عمل کرنا سخت دشوار ہوگیا۔ "اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم ان کے ساتھ عدل نہ کرسکو گے تو پھر صرف ایک بیوی پر اکتفا کرو" (۴: ۳) نیز فرمایا کہ "تم اگر چاہو بھی تو بھی کئی بیویوں کے درمیان عدل نہیں کرسکو گے"۔ ان احکام کی بنا پر تعدد ازدواج پر عامل ہونا اس قدر دشوار ہوگیا کہ آج اسلامی دنیا میں عام دستور وحدت ازدواج کا نظر آتا ہے۔ قرآن مجید نے تعدد ازدواج پر اس قدر سخت قیود وارد کرکے دنیا میں پہلی مرتبہ وحدت ازدواج کا دستور قائم کیا۔ خانگی طمانیت کے لئے اور عورتوں کے مرتبہ کو بلند کرنے کے لئے مسلمان بھی آج وحدت ازدواج پر اسی طرح عامل ہیں جس طرح ابتدائی زمانے کے عیسائی عامل تھے جنہوں نے اس اصول پر اس لئے عمل کرنا شروع کیا تھا کہ عورتوں کو حقوق حاصل ہوجانے کے بعد ان کی عمرانی حالت میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا تھا۔

اسلام توحید الٰہی کا سب سے بڑا علمبردار ہے

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو توحید الٰہی کا سب سے بڑا علمبردار ہونے کا دعوے کرسکتا ہے۔ غیر یہودی مذاہب عالم۔ تعدد آلہ کے ابتدائی عقیدے پر قائم تھے کہ ہزاروں معبود ہیں اور وہ اولاد بھی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آسمان میں لاکھوں دیوتا آباد تھے۔ جو افزائش نسل کے کام میں مصروف تھے جس طرح دنیا میں نظر آتا ہے اور اندریں حالات یہ تصور کرنا دشوار تھا کہ ان میں جدال وقتال کو کس طرح روکا جاسکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ دیوتا آئے دن ایک دوسرے کے خلاف مصروف پیکار رہتے تھے ان میں حسد طمع اور انتقام کے جذبات موجزن رہتے تھے اور ایسے پیچیدہ علم الاصنام سے، خدائی طاقتوں کا کوئی معقول نظام بنانا ناممکن تھا۔ حفاظت کے خدا اور ہلاکت کے خدا کی طاقتیں ایک دوسرے کے ساتھ متصادم تھیں اور دونوں کو خوش رکھنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

یہودی قوم میں شرک

اگرچہ یہود کے انبیاء نے توحید الٰہی کی تعلیم دی تھی لیکن یہ قوم کئی مرتبہ شرک میں گرفتار ہوئی کیونکہ قرب و جوار کے مشرکانہ اثر سے متاثر ہوجاتی تھی۔ مذہبی کتب کی غلط تاویلات کی بدولت ان لوگوں میں ابن اللہ کا عقیدہ پیدا ہوگیا اگرچہ یہ عقیدہ یہودی مذہب کی روح کے خلاف تھا۔ کتاب پیدائش باب ۶ درس ۲ میں انسانوں کو خدا کے بیٹے قرار دیا گیا۔ اور خروج ۴: ۲۲ میں خدا نے کہا کہ "اسرائیل میرا بیٹا ہے"۔ سموئیل ۷: ۱۴ میں خدا نے کہا "وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہوں"۔ ایوب ۱ اور ۲: ۱ میں ان کے بیٹوں کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ زبور ۲: ۷ میں داؤدؑ نے کہا کہ خدا نے مجھ سے کہا کہ "تو میرا بیٹا ہے آج کے دن میں نے تجھے جنا ہے" اور درس ۱۲ میں کہ "بیٹے کو بوسہ دے" پس کوئی تعجب نہیں اگر یہودیوں میں یہ غلط خیال شائع ہوگیا کہ حضرت داؤدؑ خدا کے بیٹے تھے۔

عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث کی بنیاد

یہود میں خدا کو باپ کہکر مخاطب کرنیکا دستور عام تھا۔ عیسائیوں نے یہ لفظ یہودیوں سے مستعار لیا ہے "اے ہمارے باپ تو جو آسمان میں ہے"۔ یسوعؑ نے بھی خدا کو باپ کہکر پکارا اور انسانوں کو اس کے بیٹے قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ انہی الفاظ کی بدولت عیسائیوں میں یہ غلط عقیدہ رائج ہوگیا کہ یسوعؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ صرف یوحنا کی انجیل ۳: ۱۶ - ۱۸ میں یسوعؑ کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اس قسم کے الفاظ باقیماندہ اناجیل میں مستعمل نہیں ہوئے۔ اس کی بدولت توحید الٰہی کا عقیدہ باطل ہوگیا اور اس کی جگہ تثلیث رائج ہوگئی اور باپ بیٹے کی عبادت، ماں کی عبادت کا اصول بھی پیدا کر دیا۔

خواجہ صاحب مرحوم کی مشہور کتاب ینابیع المسیحیت

اس موقعہ پر خواجہ صاحب مرحوم کی مشہور کتاب ینابیع المسیحیت کی طرف اشارہ کرنا خلاف محل نہ ہوگا۔ اس کتاب نے مسیحیت کے متعلق جو غلط خیالات مسیحی دنیا میں آج رائج ہیں ان کی تردید میں تمام کتابوں سے زیادہ کام کیا ہے۔ مرحوم نے نہایت محنت کے ساتھ ان قدیم عقائد کو یکجا جمع کیا ہے جو عیسائیت سے پہلے دنیا میں مروج تھے۔ اور مختلف حوالوں سے انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یسوعؑ کے ابن اللہ ہونے کے عقیدے سے پہلے بھی کئی مذاہب ایسے موجود تھے جو ابن اللہ کے عقیدے کے قائل تھے اور یہ سب خدا کے بیٹے کنواری عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کی ولادت دسمبر میں ہوئی تھی اور یہ سب گنہگار انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ہونے کے لئے دنیا میں آئے تھے چنانچہ وفات کے بعد یہ سب دوزخ میں گئے اور وہاں سے نکل کر دوبارہ زندہ ہوئے۔ رابرٹسن کی کتاب سے مرحوم نے کئی حوالے پیش کئے ہیں کہ مسیحیت کے عقائد متھرائیت سے بیحد ملتے ہیں اور یہ مذہب جناب مسیحؑ سے ۵۰۰ سال قبل ایران میں بہت مروج تھا۔ چنانچہ اس مذہب کے آثار آج انگلستان میں بھی کھود کر نکالے گئے ہیں متھرا کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ "وہ خدا اور انسان کے درمیان ایک زبردست شفیع تھا۔ اور اس کی ولادت ۲۵ دسمبر کو ایک غار میں ہوئی تھی۔ وہ ایک کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اس نے دور دراز ملکوں میں سیاحت کی۔ اس کے ۱۲ شاگرد تھے اور اس نے انسانوں کے لئے جان دی۔ وفات کے بعد دفن ہوا لیکن تیسرے دن دوبارہ زندہ ہوگیا اور اس کے پیروؤں نے اس کے دوبارہ زندہ ہوجانے پر بڑی خوشی منائی"۔ اسی قسم کی داستانیں دوسرے خدا کے بیٹوں کے متعلق بھی مشہور ہیں خصوصاً بابل کے بعل اور ہندوستان کے گوتم کے متعلق ایسے ہی قرآن مجید نے اعلان فرمایا

(باقی بر صفحہ ۱۰)

یونان کے مسلمان

{ از جناب اظہر امرتسری }

سنہ ۱۴۵۲ء میں جب عثمانی ترکوں نے قسطنطنیہ فتح کر لیا تو اس واقعہ سے تاریخ یورپ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گیا۔ ترکوں کا لشکر سیل بے پناہ کی طرح بلقان کی طرف بڑھا اور اپنی موجوں سے عیسائی حکومتوں کو بہاتا گیا۔ یورپ کی طاقت اسے روکنے کے قابل نہ رہی۔ بالآخر بہادر ترک وائنا اور آسٹریا کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ اس فاتحانہ پیشقدمی سے یونان بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ اور اس ملک کی سیاست ترکی اقتدار سے دب کر رہ گئی۔ حکومت عثمانیہ نے ماہرین یونان کی خدمات فوجی و انتظامی اداروں کے لئے حاصل کر لیں۔ اور اس کے معاوضہ میں یونان کی سیاسی اقتصادی حالت کو خوشگوار بنا یا گیا۔

استقلال یونان

جب ترکی کا ستارہ اقبال ادبار زوال کے بادلوں میں چھپ رہا تھا تو یورپی حکومتوں کی آتش انتقام بھی بھڑک اٹھی اور باہمی مشورہ سے قرار پایا کہ سلطنت ترکیہ میں ایسی سازشوں کا جال پھیلا دیا جائے جن سے شورش بغاوت کی پرورش ہو سکتی ہو۔ اس خدمت کیلئے یونان نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ یونان فتنہ و شرارت کے یورپی نقشہ میں رنگ حقیقت بھرتا رہا۔ اگرچہ وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب نہ ہو سکا لیکن سلطنت عثمانیہ کی کمزوریاں ہر فتنہ کا خیر مقدم کرنے پر مجبور تھیں۔ اس لئے بیرونی مداخلت کے لئے خاطر خواہ گنجائش پیدا ہو گئی۔ اور یورپی مقبوضات میں شورش و بغاوت کا طوفان موجزن ہونے لگا۔ یونان نے اس موقعہ سے فایدہ اٹھاتے ہوئے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ترکوں نے اس فتنہ کو دبانے کی کوشش کی لیکن انہیں جنگ میں کامیابی نہ ہو سکی سنہ ۱۸۲۹ء میں ادرنہ کانفرنس ہوئی جس میں ترکوں کو یونان کی خود مختاری تسلیم کرنا پڑی لیکن عیسائی تعصب کی آگ سارے بلقان میں مشتعل ہو چکی تھی اور ترکی کی عسکری کمزوری اس پر قابو پانے سے قاصر تھی اسلئے تمام بلقانی فتنوں نے متحد ہو کر جنگ بلقان کی صورت اختیار کر لی اور اس لڑائی میں بھی ترکی کو خسارہ کا منہ دیکھنا پڑا چنانچہ معاہدہ ایتھنز مصدقہ سنہ ۱۹۱۳ء کی رو سے جزیرہ کریٹ اور اس کے ملحقات پر بھی یونانی تسلط تسلیم کیا گیا۔

جدید ترکی اور یونانی

جنگ عظیم میں ترکوں کو جو شکست ہوئی اس سے یونان نے بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔ تھریس اور سمرنا پر یونانی فوجیں قابض ہو گئیں۔ لیکن نوجوان ترکوں نے یہ ذلت گوارہ نہ کی اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی قیادت میں علم جہاد بلند کر دیا۔ یہ جنگ "حق بحقدار رسد" کے مقولہ پر ختم ہوئی چنانچہ معاہدہ لوزان (مرتبہ سنہ ۱۹۲۳ء) کی رو سے تھریس و سمرنا پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد جمہوریت انگورہ اور حکومت یونان کے درمیان بعض اوقات اختلاف رونما ہوتے رہے جن کے اثر سے یونانی مسلمان بھی محفوظ نہ رہے۔ یہاں تک تو ترکی و یونان کے سیاسی تعلقات کا تذکرہ تھا۔ اب میں یونانی مسلمانوں کی حالت پر ہلکی سی روشنی ڈالنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

اسلامیان یونان

جب ترکی پر باب عالی کی حکومت تھی تو یونانی مسلمانوں کی تعداد ۵ لاکھ بیان کی جاتی تھی لیکن اس تعداد میں روز بروز کمی واقع ہوتی گئی جب ترکی و یونانی آبادی کا مبادلہ ہوا تو یونان سے جو مسلمان نقل وطن کر کے ترکی میں داخل ہوئے ان کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار سے زیادہ تھی جن میں بلغاری۔ چرکسی اور یونانی مسلمان شامل تھے۔

یونانی مسلمانوں کی حالت

یونانی مسلمانوں کی تنظیم بہت زیادہ قابل اعتنا ہے۔ ایک اسلامی انجمن قائم ہے جو تمام فرزندان توحید کی نمائندگی کرتی ہے۔ اور پارلیمان یونان میں جو چار مسلمان ارکان ہیں ان کی نامزدگی کی ذمہ داری بھی بڑی حد تک اسی انجمن پر عائد ہوتی ہے۔ مملکت یونان میں قریباً ۳۰۰ مسجدیں ہیں اور مبلغان دین کی تعداد ۱۵۰ سے کم نہیں۔ سو کے قریب مدرسے ہیں۔ جن میں مسلمان بچوں کو دینی و دنیوی تعلیم دی جاتی ہے جنگ بلقان سے پہلے صرف سالنیکا میں ۴۴ مسجدیں تھیں لیکن یونانیوں پر فتح کا بھوت کچھ اس طرح سوار ہوا کہ انہوں نے نصف سے زیادہ مسجدیں کلیساؤں میں بدل دیں۔ جامع حمزہ جو اس شہر میں سب سے بڑا خانہ خدا تھا سینما گھر سے بدل دیا گیا۔

حکومت یونان کا معاندانہ رویہ

یونانی مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے۔ ان پر علمی زرعی اور صنعتی ترقی کے تمام دروازے بند ہیں۔ بلقان کے دوسرے حصول کے مسلمان جس قدر خوشحال ہیں اسی قدر یونانی مسلمان تباہی و بربادی میں مبتلا ہیں، اس زبون حالی کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے جو ترکوں کا انتقام اپنی مسلمان رعایا سے لیتی ہے حکومت نے مسلمانوں کی فلاح و ترقی کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اس کے برعکس عیسائیوں کے کاموں پر سونے چاندی کی بارش ہوتی رہتی ہے یونان کی معاندت کا یہ سب سے بڑا ثبوت ہے کہ تمام علمی و فنی اداروں کے دروازے مسلمانوں پر بند ہیں، اسی بے انصافی کے باعث یونانی مسلمانوں میں کوئی طبیب، پروفیسر اور کوئی وکیل نظر نہیں آتا۔

جہالت میں حکومت کا حصہ

مسلمانوں کے تمام مدرسوں میں جو طریقہ تعلیم رائج ہے زمانہ قبل از تہذیب کی یادگار خیال کیا جاتا ہے۔ اور تعلیم کی رفتار بھی ابتدائی درجہ تک محدود ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے کسی قسم کی سہولت اور آسانیاں مہیا نہیں کی جاتیں۔ تعلیمی امداد صرف دو سو روپے سالانہ ہے، اس قلیل سرمایہ سے ابتدائی تعلیم کی مشکل بھی حل نہیں ہو سکتی، تو اعلیٰ تعلیم کا خیال کہاں تک کیا جائے۔ یونانی مسلمانوں کا کوئی اخبار اور رسالہ نہیں۔ حالانکہ دوسری اقلیتوں کے نشر و اشاعت کے ذرائع وسیع ہیں۔ ارمن صرف ۲۵ ہزار ہیں۔ لیکن انہوں نے متعدد اخبار جاری کر رکھے ہیں یہودیوں کی تعداد ستر ہزار سے زیادہ نہیں لیکن طباعت و اشاعت کی تمام بلندیوں پر ان کا طوطی بول رہا ہے۔ اسی جہالت کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے جو نمائندے پارلیمان یونان میں ہیں نہ وہ سیاسی انتظامی امور سمجھ سکتے ہیں نہ انہیں سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی اقتصادی حالت

یونانی مسلمانوں کی اقتصادی حالت بھی قابل اطمینان نہیں اکثر کاشتکاری پر بسر اوقات کرتے ہیں۔ اور بعض سوداگر ہیں۔ لیکن وہ بے علمی کے باعث ہمیشہ گھاٹے میں رہتے ہیں علاوہ ازیں ہزاروں مسلمان معاشی زبوں حالی کے باعث یونانیوں کی ملازمت کرنے پر مجبور ہیں۔ اگرچہ دستور یونان میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے حقوق و مفاد قدیم یونانیوں کے مساوی ہیں۔ لیکن اس اصول پر کسی زمانہ میں بھی عمل نہیں کیا گیا مسلمانوں کو فوجی اور انتظامی اداروں سے دور رکھا جاتا ہے لیکن جب یونان ترکوں کے زیر اثر تھا۔ تو یونانیوں کو مسلمانوں کی نسبت زیادہ مراعات حاصل تھیں۔ اس سے اسلام کی وسعت قلبی اور عیسائیت کی تنگدلی کا پتہ چلتا ہے ؛ (شہباز)

(بقیہ صفحہ ۹)

"کہدے کہ اللہ ایک ہے۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔ اور ازلی ابدی خدا ہے، نہ اس نے کسی کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی ذات اس کی ہمسر ہے"

مقدمۃ القرآن کا آخری باب ـــــ مسئلہ تقدیر پر بحث

"مقدمۃ القرآن" کے آخری باب میں جس کا عنوان "معمائے حیات" ہے، تقدیر کے مشکل مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ انسانی افعال اور مظاہر فطرت میں ایک نمایاں امتیاز پایا جاتا ہے۔ تمام فطری قوانین غیر متبدل ہیں اور کوئی شخص ان کو توڑنے پر قادر نہیں ہے قانون تعلیل ہر وقت کارفرمائی کر رہا ہے۔ اور ایک فطری امر کسی علت کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود انسان اپنی قوت ارادی میں آزاد اور خود مختار ہے اور ایک حد تک اسے عمل کی آزادی حاصل ہے۔ اسے اختیار ہے کہ خواہ صحیح راستہ منتخب کرے خواہ غلط۔ اور اس معاملہ میں اس پر کوئی جبر نہیں۔ جو راستہ چاہے اپنے لئے اختیار کر لے۔ خدا نے ہر انسان کو صحیح راہ پر لگا دیا۔ اور پھر اسے آزاد چھوڑ دیا۔ بیشک انسان پر اس ماحول کی قیود ضرور وارد ہیں۔ جس میں وہ رہتا ہے اور اس لحاظ سے اس کے جسمانی افعال پر جزوی قیود بھی وارد ہیں۔ لیکن وہ کسی گناہ کے ارتکاب پر مجبور نہیں ہے جس کا کرنا یا نہ کرنا محض اس کی مرضی پر منحصر ہے بقول صاحب شمس بازغہ "انسان نے اپنی آزادی کو مقید کر دیا اور ارادہ کو پابند بنا دیا" لیکن قرآن مجید نے اسبات کو بالکل صاف کر دیا ہے کہ ہم سب ایک ایسے خدا کے ماتحت ہیں جو علیٰ کل شئی شہید ہے، خواہ وہ اشیاء ہماری نگاہ سے پوشیدہ ہوں مگر خدا کو ہر شئے کا علم ہے اور وہ ہمارے مخفی قلبی خیالات سے بھی واقف ہے۔ تمام مستقبل اس کے سامنے موجود ہے۔

وائسرائے کے اعلان پر آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی قرارداد

نئی دہلی ۲۲ اکتوبر ۔ آج شام آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے ایک بہت طویل ریزولیوشن منظور کیا اور وائسرائے کے اعلان کے بعض حصوں پر اطمینان کا اظہار کیا۔ لیکن حکومت سے کہا گیا کہ اپنے بیان کی مزید وضاحت کرے۔

مجلس عاملہ نے مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح کو اختیارات دے دیئے کہ وہ حکومت سے اس اعلان کی مزید وضاحت طلب کریں اور اگر وہ اس وضاحت سے مطمئن ہو جائیں تو انہیں اختیار ہے کہ وہ حکومت کو موجودہ جنگ میں مسلمانوں کی امداد و اشتراک عمل کا یقین دلائیں

ریزولیوشن حسب ذیل ہے:۔

ورکنگ کمیٹی نے وائسرائے کے اعلان مورخہ ۱۷ اکتوبر پر بہت اچھی طرح غور و فکر کیا ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی ملک معظم کی حکومت کے اس اقدام کی داد دیتی ہے کہ اس نے کانگرس کو سارے ہندوستان کی نمائندہ جماعت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ورکنگ کمیٹی اس امر پر بہت خوش ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے آل انڈیا مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کیا ہے۔ اور مسلمانوں کی نمائندگی کا حق صرف مسلم لیگ کو دیا ہے اور اقلیات کے مفاد اور حق کو بہت اچھی طرح تسلیم کیا گیا ہے۔

اہم نکات کی تشریح کا مطالبہ

لیکن ورکنگ کمیٹی یہ بیان کرنے پر مجبور ہے کہ مسلم لیگ نے اپنے بیان مجریہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۹ء میں جن اہم نکات کا ذکر کیا تھا ان کی پوری وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے کمیٹی تجویز کرتی ہے کہ اگر وائسرائے کی خواہش کے بموجب مسلمانوں کے اشتراک عمل کی ضرورت ہے تو مسلم لیگ کے بیان میں شائع شدہ نکات نیز مشکوک امور کی بہت اچھی طرح وضاحت کی جائے تاکہ مسلم لیگ ان معاملات میں اشتراک پیدا کرنے کے قابل ہو سکے جو نہ صرف ہندی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے بلکہ جن کا تعلق سارے ملک سے ہے۔

مسلمان انڈیا ایکٹ کے مخالف ہیں

لیکن کمیٹی جس طرح کہ وائسرائے نے اپنے بیان میں کہا ہے سارے انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کو منظور نہیں کر سکتی۔ لیکن اس موقع پر کمیٹی ایکٹ کے متعلق کسی اختلافی بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔

مستقبل کا دستور اساسی

مسلم لیگ انڈیا ایکٹ میں درج شدہ تجاویز کی تفصیلات کی مخالف ہی نہیں بلکہ چاہتی ہے کہ ہندوستان کے مستقبل دستور اساسی کے مسئلہ پر از سر نو غور کیا جائے۔ کمیٹی پھر واضح کر دینا چاہتی ہے مسلم لیگ ہندوستان کے لئے کسی ایسے دستور اساسی کو قبول نہیں کرے گی جس سے مسلمانوں کے مطالبات پورے نہ ہوتے ہوں۔

جنگی مشاورتی کمیٹی

کمیٹی نے وائسرائے کی مشاورتی کمیٹی قائم کرنے کی تجاویز پر بھی غور کیا ہے۔ لیکن اس کے متعلق اس وقت تک رائے ظاہر کرنا نہیں چاہتی جب تک کہ اس مشاورتی کمیٹی کے دستور، دائرہ اختیارات اور اس کے فرائض کا پتہ نہ لگے۔ لیکن جس طرح کہ وائسرائے نے اپنے بیان میں کہا ہے اس موضوع پر مزید مشورہ کا خیر مقدم کرتی ہے

مسٹر جناح کو مکمل اختیارات

چونکہ یہ معاملہ بہت اہم ہے اس لئے کمیٹی مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح کو اختیار دیتی ہے کہ وہ ایسے مناسب اقدام کریں جن سے

(باقی پوٹ میں)

رفتارِ زمانہ

اسلامی دنیا

—— مصر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے نازک زمانہ میں غالباً فلسطین کو مصر کیساتھ ملا دیا جائیگا۔ مصر کے بعض سیاسی حلقوں کا قیاس ہے۔ وزیر اعظم مصر اور حکومت برطانیہ کے درمیان اس موضوع پر تبادلۂ خیالات ہو رہا ہے۔

—— چند روز ہوئے مصر، عربستان، افریقہ اور مشرق قریبہ کے نمایندوں کی ایک کانفرنس شہر اسکندریہ (مصر) میں منعقد ہوئی جس میں موجودہ صورت حالات کے علاوہ مشرقی قریبہ کے ممالک سے سامان غذا کی برآمد درآمد کے انتظامات پر بھی بحث ہوئی اور طے پایا کہ زائد دھان گندم اور چاول، فرانس اور انگلستان کو بھیجے جائیں۔

—— مصر میں مقیم جرمن باشندوں کو حکومت مصر نے کاروبار کی اجازت دیدی ہے۔ ان پر صرف معمولی نگرانی رکھی جائے گی۔

—— امسال عربی طبی کانفرنس کا سالانہ اجلاس جدہ میں منعقد ہونا قرار پایا تھا لیکن موجودہ بین الاقوامی صورت حالات کی وجہ سے اب یہ اجلاس قاہرہ میں منعقد ہوگا۔

—— ایران میں وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— ترکی حکومت اسکندرونہ میں حالات پر قابو پانے اور عربوں اور ارمنوں کو مطمئن کرنیکی سرگرم کوشش کر رہی ہے۔ ترکی گورنر نے مذہبی آزادی اور مساوات حقوق کا پرزور اعلان کرنے کے ساتھ یہ بھی اعلان کیا ہے کہ ترک مذہب اسلام کے سختی کیساتھ پابند ہیں۔

—— لندن ۲۱ر اکتوبر۔ آج رات روما کی نشرگاہ سے اعلان ہوا ہے کہ ترکی اور روس کی گفت و شنید کی ناکامی کے بعد ترکی، عراق، ایران اور افغانستان کی اب ایک کانفرنس منعقد ہوگی جس میں چاروں طاقتیں اپنے آیندہ طرز عمل کے متعلق کوئی فیصلہ کریں گی۔

—— قاہرہ ۲۲ر اکتوبر۔ حکومت مصر، حکومت یمن اور حکومت سعودیہ سے خط و کتابت کر رہی ہے تاکہ یہ تینوں حکومتوں کا ایک ایسا معاہدہ ہو سکے جس کی رو سے ہنگامی اوقات میں کامیابی کے ساتھ بحیرۂ قلزم کے عربی ساحل کی حفاظت کی جا سکے۔

—— استنبول ۲۲ر اکتوبر۔ آج برطانیہ و فرانس کے جرنیلوں نے غازی عصمت انونو صدر جمہوریہ ترکیہ سے ملاقات کی۔ اس وقت وزیر خارجہ ترکیہ بھی موجود تھے۔

—— انقرہ ۲۳ر اکتوبر۔ برطانیہ فرانس اور ترکی کے فوجی نمایندوں میں کامیابی کے ساتھ گفت و شنید جاری ہے۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فرانس اور برطانیہ کی حکومتوں نے ترکی کو قرضہ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ برطانیہ نے مزید وعدہ کیا ہے کہ وہ ترکی کا زیادہ مال خرید ے گا۔

—— کابل کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا کہ گذشتہ ہفتہ شاہ افغانستان کی سالگرہ شاندار طریق پر منائی گئی۔

—— لندن ۲۲ر اکتوبر۔ ترکی فرانس اور برطانیہ کے معاہدے نے ہٹلر کے لئے تشویش پیدا کر دی ہے۔ کل پھر ہٹلر نے ہرفان پاپن سفیر جرمنی متعینہ انقرہ سے دیر تک باتیں کیں۔

—— لندن ۲۱ر اکتوبر۔ ترکی برطانیہ اور فرانس میں جو معاہدہ تکمیل پذیر ہوا ہے اس کے سلسلہ میں آج صدر جمہوریہ ترکیہ۔ صدر جمہوریہ فرانس اور ملک معظم میں پیغامات مبارکباد کا تبادلہ ہوا۔

—— لندن ۲۴ر اکتوبر۔ ایک ذمہ دار اخبار کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ ترکی، عراق، ایران اور افغانستان کے وزرائے خارجہ کی ایک کانفرنس عنقریب ہونیوالی ہے جس میں اس امر پر غور کیا جانے لگا کہ آیا اتحادیوں سے ترکی کے معاہدے کے بعد ایران، افغانستان اور عراق کو بھی فرانس اور برطانیہ کے ساتھ اسی قسم کے معاہدے کر لینے چاہئیں۔

ہندوستان

—— نئی دہلی ۲۲ر اکتوبر۔ آج شام آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے ایک مفصل قرارداد منظور کی جس میں وائسرائے کے اعلان کے بعض حصوں پر اظہار اطمینان کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی بعض امور کی مزید وضاحت کا مطالبہ کیا ہے۔

—— مجلس عاملہ نے مسٹر جناح کو اختیار دیا ہے کہ وہ حکومت سے وائسرائے کے اعلان کی مزید وضاحت طلب کریں اور اگر وہ اس وضاحت سے مطمئن ہو جائیں تو انہیں اختیار ہے کہ حکومت کو موجودہ جنگ میں مسلمانوں کی امداد و اشتراک عمل کا یقین دلائیں۔

—— واردھا ۲۲ر اکتوبر۔ وائسرائے کے اعلان پر غور کرنے کے لئے کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ وائسرائے کے اعلان کو غیر تسلی بخش قرار دیا گیا ہے اور کانگرسی وزارتوں کو مستعفی ہونے کی ہدایت کی گئی ہے۔

—— الہ آباد ۲۳ر اکتوبر۔ کانگرس پارلیمنٹری سب کمیٹی نے کانگریسی صوبوں کے وزرا کو ہدایت کی ہے کہ اسمبلیوں میں جنگ کے متعلق قرارداد منظور کرنے کے بعد مستعفی ہو جائیں۔ امید ہے کہ اکثر وزرا ۳۱ر اکتوبر تک مستعفی ہو جائیں گے۔

—— الہ آباد ۲۳ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ صرف وزرا اور پارلیمنٹری سکرٹری استعفے دیں گے۔ سپیکر ڈپٹی سپیکر اور عام ممبر اپنی پوزیشن نہیں چھوڑیں گے۔

—— لکھنؤ ۲۲ر اکتوبر۔ حکومت یو۔پی۔ نے مشہور اسلامی روزنامہ اخبار ہمدم اور اس کے مطبع سے چار ہزار روپے کی ضمانت طلب کر لی ہے۔ بنائے ضمانت وہ مضامین قرار دیئے گئے ہیں جن میں جمہور اسلام کی حمایت اور خاکسار تحریک کے متعلق حکومت یو۔پی کے رویہ پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔

—— ڈیرہ اسمٰعیل خان ۲۳ر اکتوبر۔ کل رات یہاں دسہرہ کے جلوس کے موقعہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں شدید فساد ہوگیا جس میں ایک آدمی ہلاک اور آٹھ مجروح ہوئے۔ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۲ر اکتوبر۔ ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ وائسرائے جمعرات ۲۶ر اکتوبر کو غالباً ایک اور بیان شائع کریں گے۔

—— لاہور ۲۲ر اکتوبر۔ آج صبح آنریبل سر ڈگلس ینگ چیف جج لاہور ہائیکورٹ انگلستان سے بخیریت لاہور پہنچ گئے ہیں۔

—— لکھنؤ ۲۲ر اکتوبر۔ یو۔پی مسلم لیگ نے خاکساروں کے معاملہ کے سلسلہ میں ۲۲ر اکتوبر سے سول نافرمانی کا فیصلہ کیا تھا۔ چونکہ یہ معاملہ ابھی تک مسٹر جناح کے زیر غور ہے اس لئے ۲۶ر اکتوبر تک سول نافرمانی ملتوی کر دی گئی ہے۔

—— معلوم ہوا کہ چند روز ہوئے ڈاکٹر کاٹجو وزیر یو۔پی۔ نے دہلی میں مسٹر جناح سے ملاقات کی تھی اور مسٹر جناح نے انکی وساطت سے یو۔پی حکومت کو خاکساروں کی تجاویز بھیجدی ہیں۔

—— دہلی ۲۴ر اکتوبر۔ آج سر ظفر اللہ خان نے سر عبد القادر کو لا ممبر کے عہدے کا چارج دیدیا۔

—— کانپور ۲۴ر اکتوبر۔ آج رام لیلا کے جلوس کے سلسلہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں زبردست تصادم ہوگیا۔ پولیس کو فائر کرنے پڑے جسکی وجہ سے متعدد اشخاص مجروح ہوئے۔

—— لاہور ۲۴ر اکتوبر۔ آج یہاں پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہو گیا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۴ر اکتوبر۔ حضور نظام نے برطانیہ کی فضائی فوج کے لئے ایک لاکھ پونڈ نقد عطا فرمائے ہیں۔ اس عطیہ کے جواب میں وزیر فضائی نے حضور نظام کا شکریہ ادا کیا ہے۔

—— علاوہ ازیں حضور نظام نے وائسرائے کی معرفت حکومت برطانیہ کو مطلع کیا ہے کہ جنگ جاری رہنے تک حکومت دکن کی طرف سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ ماہوار چندہ دیا جائیگا۔ اس رقم سے حکومت دکن کی اس پیادہ اور سوار فوج کے مصارف پورے کئے جائیں گے جو جنگی خدمات کیلئے میدان جنگ میں جائیگی۔

ممالکِ خارجہ

—— پیرس ۲۳ر اکتوبر۔ مغربی محاذ کے متعلق حکومت فرانس [illegible] اعلان مظہر ہے کہ کل رات میدان جنگ میں کوئی قابل ذکر بات پیش نہیں آئی۔

—— پیرس ۲۳ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر سٹالن نے ہر مشر [illegible] دینے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمنی نے [illegible] سے ۲ ہزار جنگی طیارے مانگے تھے۔ سٹالن نے اس مطالبہ کا جواب دیا کہ روس موجودہ جنگ میں غیر جانبداری کی پالیسی پر عمل کر رہا ہے۔

—— علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ روس برطانیہ [illegible] تجارت کا حق چھوڑنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔

—— پیرس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جرمنی میں بغاوت [illegible] کرنے کی ایک وسیع سازش کا انکشاف ہوا ہے جس کی وجہ سے کئی [illegible] فوجی افسر علیحدہ اور گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

—— لندن ۲۳ر اکتوبر۔ آج عصر کے وقت سکاٹ لینڈ کے [illegible] مشرق میں دشمن کے دو طیاروں نے بمباری کی کوشش کی [illegible] برطانوی طیاروں نے دشمن کا ایک طیارہ گرا لیا۔

—— لندن ۲۳ر اکتوبر۔ وزارت فضائی کا ایک اعلان [illegible] کہ گذشتہ ہفتہ دشمن کے ۱۷ بمبار طیارے گرائے گئے۔

—— لندن ۲۱ر اکتوبر۔ وزارت اطلاعات کا ایک بیان مظہر ہے کہ ایک جرمن آبدوز کشتی اور ایک مسلح برطانوی تجارتی جہاز میں [illegible] مرتبہ شدید جنگ ہوئی۔ جہاز نے جرمن آبدوز غرق کر دی۔

—— لندن ۲۲ر اکتوبر۔ ترکی اور برطانیہ و فرانس کے معاہدہ [illegible] جرمنی میں سخت تشویش اور غم و غصہ کا اظہار ہو رہا ہے۔ جرمنی [illegible] نیم سرکاری بیان میں ترکی کو دھمکی دی ہے کہ اس نے [illegible] کی ہے اس لئے اسے ایسے ہی نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

—— لندن ۲۲ر اکتوبر۔ سکاٹ لینڈ کے شمال میں دو [illegible] جہازوں کی غرقابی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جہاز کو بچا لیا گیا۔

—— لندن ۲۳ر اکتوبر۔ کل برطانیہ کے شمال مشرقی ساحل پر [illegible] طیاروں نے حملہ کیا نصف گھنٹے تک خوب مقابلہ ہوتا رہا [illegible] کے بعد دشمن کے طیارے کافی نقصان اٹھا کر پسپا ہوگئے۔

—— نیویارک ۲۳ر اکتوبر۔ غیر جانبداری کے بل پر سینٹ میں جو بحث ہو رہی ہے وہ منگل کے روز تک ختم ہو جائیگی [illegible] کو ۲۵ ووٹ زیادہ ملنے کی توقع ہے۔

—— پیرس ۲۱ر اکتوبر۔ محاذ جنگ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ رائن کے تمام دریاؤں میں زبردست طغیانی آگئی ہے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ ذرا ٹھنڈی پڑگئی ہے۔

—— جرمنی میں اشیائے خوردنی، ربڑ، تیل کی سخت قلت محسوس کی جا رہی ہے۔

—— لندن ۲۱ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت جرمنی مغربی محاذ پر زہریلی گیس استعمال کرنا چاہتی ہے اور اسکے لئے بہانہ ڈھونڈ رہی ہے۔

—— ٹوکیو ۲۱ر اکتوبر۔ جاپان اور روس میں مانچوکو کے متعلق جو مذاکرات ہو رہے تھے ان میں پھر تعطل پیدا ہوگیا ہے۔ مگر مذاکرات بند نہیں ہوئے۔

—— پیرس ۲۱ر اکتوبر۔ دریائے موزل میں سخت طغیانی آئی ہوئی ہے جس سے جرمنی کی خندقوں اور مورچوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

—— لندن ۲۴ر اکتوبر۔ برطانوی ہوابازوں نے دو جرمن آبدوز کشتیوں کو غرق کر دیا۔ ایک بحیرہ شمالی میں اور دوسری بحیرۂ اطلانٹک میں۔

—— پیرس ۲۴ر اکتوبر۔ پولینڈ کا اثن سونا، رومانیہ، ترکیہ، شام اور بحیرہ روم سے ہوتا ہوا فرانس پہنچ گیا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت کو کونسی خصوصیات اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں

قانون قدرت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے وہ ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کزرع یعنی کھیتی کی طرح ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ لیکن وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں اور وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہماری جماعت میں وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ یعنی توحید کے اقرار میں خاص رنگ ہو تبتّل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو اور حقوق اخوان بھی ایک خاص رنگ رکھتا ہو۔ تمام انبیاء کی بعثت کی غرضِ مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی حقیقی اور سچی محبت لوگوں کے دلوں میں قائم کی جائے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص امتیازی رنگ پیدا کیا جائے اور جب تک یہ امور کامل طور پر ایک انسان میں نہ ہوں وہ سب رسمی باتیں ہوں گی۔ اللہ تعالےٰ کی محبت کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن بعض اشیاء کا علم ہمیں بعض دیگر اشیاء سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک درخت کے نیچے اگر پھل گرے پڑے نظر آئیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس درخت پر بھی پھل لگے ہوئے ہونگے۔ لیکن اگر اس کے نیچے کوئی پھل نظر نہ آئے تو اوپر کے پھلوں کے بارے میں کوئی یقین نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر بنی نوع انسان اور اپنے بھائیوں کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا تعالےٰ نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کیساتھ بھی ضرور محبت ہونی چاہیئے۔ پس بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت اور بھائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات اس بات کی بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی محبت کا رنگ بھی اس میں ضرور ہے۔

(۴ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور مشاغل دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح ۲۶ اکتوبر کو دہلی سے واپس تشریف لائے۔ ۲۷ اکتوبر کو نماز جمعہ حسب معمول مسجد احمدیہ بلڈنگس میں پڑھائی اور نہایت پرمعارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو پیش نظر اشاعت میں درج ہے۔ آجکل آپ کی سب سے زیادہ توجہ چندہ ماہوار کی تنظیم پر ہے۔

— ۳۱ اکتوبر کی صبح کو انشاء اللہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی معیت میں اوکاڑہ تشریف لے جائینگے اور اسی روز واپسی عمل میں آئے گی۔

— ۲۹ اکتوبر کو مرکز میں جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں شرکت کیلئے بیرونجات سے بھی متعدد احباب تشریف لائے۔

— جناب سید تصدق حسین صاحب قادری [illegible] والا نامہ سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب [illegible] بیماری سے افاقہ ہے۔ آجکل وہ کچھ کاروباری تفکرات میں [illegible] ہیں۔ احباب انہیں اپنی نیم شبی دعاؤں میں خصوصیت سے [illegible] رکھیں۔ نہایت مخلص اور باہمت مجاہد ہیں۔

— جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتی عنقریب اضلاع [illegible] فیروزپور، انبالہ وغیرہ کے دورہ پر روانہ ہونے والے ہیں۔

— نہایت افسوس سے اطلاع دیجاتی ہے کہ میاں امیر الدین صاحب [illegible] احمدیہ بلڈنگس کی اہلیہ گذشتہ ہفتہ انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ نہایت نیک [illegible] اس صدمہ میں ہمیں میاں امیر الدین صاحب سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ [illegible] کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا [illegible]

مذاکرۂ علمیہ

تعجیل بالقرآن کا مطلب

{از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب}

ابن عباس کی تفسیر

سوال: لا تحرك به لسانك لتعجل به۔ ان علينا جمعه وقرانه (القیامہ) اس آیت کا مطلب اور اس کا ماقبل سے کیا ربط؟ امام بخاری ابن عباسؓ سے جو روایت اس کی شان نزول کی بابت لائے ہیں اسکی تنقید شاہ ولی اللہ دہلوی "ازالۃ الخفا" صفحہ ۵ میں یوں فرماتے ہیں۔

"در حدیث قصۂ آنحضرت صلعم است فقط تفسیر جمعہ ای جمعه في صدرك تفقہ ابن عباس است۔ فقیر میگوید عفی عنہ درین تفسیر نظر است زیرا کہ سہ کلمہ را (جمع قرآن و قرأت قرآن و بیان قرآن) بر معانی متغایرہ حمل کردن بعید می نماید۔ آرے در تفسیر سنقرئك فلا تنسى این را تقریر کردن گنجائش میدارد۔ باز فرود آوردن ثم ان علينا بيانه بمعنی کہ بغیر تراخی معتدبہ واقع شدہ باشد بعدے دارد"

آگے اس کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو اپنے وقت پر پوری ہوگی۔ مگر اس سے پھر بھی یہ عقدہ حل نہیں ہو سکتا کہ اس موقع پر آیت کا نزول کیسے؟ اور ماقبل و مابعد سے اس کا ربط کیا؟

صحابی کا قیاس حجت نہیں

جواب۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تو اس بارہ میں بھی متفق ہو کر بخاری کی روایت میں جو کچھ ہے وہ حضرت ابن عباس کا اپنا قیاس ہے۔ اور اس بارہ میں ان کا قیاس قطعاً صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کو۔ انہوں نے بڑی جرأت سے کام لیکر حضرت ابن عباسؓ کے قیاس کی غلطی کو ظاہر کر دیا۔ ایک صحابی کا قیاس ہمارے لئے حجت نہیں۔ باقی رہا پیشگوئی کا معاملہ سو آپ نے اس پیشگوئی کو نقل ہی نہ کیا اس لئے اس کے متعلق کوئی رائے دینے سے قاصر ہوں۔

آیت کے لفظی معنے

اصل میں اگر آیت کے لفظی معنے لے لئے جائیں تو کوئی مشکل نہیں رہتی اصل آیت یوں ہے لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه فاتبع قرانه۔ ثم ان علينا بيانه قرآن کو جلد لینے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دے بیشک ہمارے ذمہ اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہے۔ پس جب ہم اس کو پڑھیں تو تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر۔ پھر ہمارے ذمہ اس کا کھول کر بتانا ہے۔" لفظی معنوں میں دیکھ لو زبان کو جلد جلد حرکت دینے کا کہیں ذکر نہیں۔ البتہ قرآن کو جلد لینے کے لئے زبان ہلانے سے منع کر دیا۔ زبان ہلانے سے مراد بولنا یا عرض کرنا ہوا کرتا ہے۔

وحی بارش کی طرح رحمت ہے

اصل میں انبیاء کے سینہ میں شفقت علی خلق اللہ کا جذبہ اس قدر ہوتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ مخلوق کو جو نفع پہنچنا ممکن ہے وہ جلدی جلد پہنچ جائے، سورہ القیامہ میں جب انسان کے اعمال کی ذمہ داری اور جوابدہی کا بڑے زور سے ذکر نازل کیا گیا۔ اور انسانی فطرت کی سائیکالوجی کو پیش کر کے اس پر براہین قاطع قائم کئے اور نیکی اور بدی کے امتیاز پر انسان کو ذمہ دار ٹھیرایا گیا اور بتایا گیا بل الانسان على نفسه بصيرة ولو القى معاذيره کہ انسان کتنے ہی عذر پیش کرے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس پر آپ ہی حجت ہے۔ یعنی وہ اس بات پر خود گواہ ہے کہ اس کی فطرت کے اندر نیکی بدی کا امتیاز موجود ہے اور اسی نیکی بدی کے امتیاز کو جگانے اور ترقی دینے اور زندہ کرنے کے لئے وحی کا نزول ہوتا ہے۔ گویا وحی بارش کی طرح نازل ہو کر انسانی فطرت کی مخفی استعداد کو جن سے انسان نیکی اور بدی کے باریک سے باریک فرق کا بھی امتیاز کر سکتا ہے زندہ کرتی اور نشو و نما دیتی ہے اور وحی ایک آسمانی روشنی ہوتی ہے جو انسانی ضمیر اور قلب کی آنکھ کے پٹھوں کو اس درجہ تحریک کرتی ہے کہ انسان نیکی اور بدی کے باریک فرق کو بھی معلوم کر لیتا ہے۔

تمام قرآن کے نزول کیلئے بیتابی

پس جب وحی ایک رحمت ہے اور انسانی ضمیر اور قلب اس رحمت کے غایت درجہ محتاج ہیں۔ اور حالت اس وقت یہ تھی کہ دنیا حد درجہ گناہوں میں غرق اور دنیا والوں کی ضمیریں مردہ ہو چکی تھیں تو ایسی صورت میں ایسا شخص جو مخلوق کی ہمدردی سے بیتاب تھا کیا کرتا سوائے اس کے کہ جناب الٰہی میں روتا اور چلاتا کہ جلد سے جلد قرآن کے نور اور ہدایت کو دنیا میں نازل فرما کر مری ہوئی دنیا کو زندہ کرے۔ اسلئے فرمایا کہ اس بات پر بار بار زبان نہ ہلا یعنی درخواست نہ کر کہ سارا قرآن جلدی سے نازل ہو جائے۔ کیونکہ اگر ہم جلدی سے نازل کر دیں تو پھر یہ صحیح طور پر نہ پڑھا جا سکے گا نہ جمع ہو سکے گا۔ کیونکہ انسانی فطرت اس بات کی متحمل نہ ہو سکتی تھی کہ وہ یکدم ساری وحی کو یاد کر لے۔ اور پھر اس میں کہیں غلطی بھی نہ ہو۔ فرمایا جس طرح اس قرآن کا نازل کرنا ہمارے ذمہ ہے اسی طرح اس کا جمع کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اور اس کا صحیح طور پر پڑھا جانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اور یہ امور اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم قرآن کو بتدریج نازل کریں۔ پس جس جس طرح ہم وقتاً فوقتاً پڑھتے جائیں تم بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاؤ۔ اور اس قرآن کو کھول کر بتانا بھی ہمارے ذمہ ہے اسلئے ہمارے بیان کے مطابق اس قرآن پر عمل کر کر کے ہدایت کا نمونہ بھی دکھاتے جاؤ۔

نیکی بدی کا امتیاز فطرت میں

میرے خیال میں اب بات صاف ہے۔ کوئی مشکل نہیں۔ سورۂ القیامہ میں انسان کو جب نیکی بدی کا ذمہ دار ٹھیرا کر خدا کے سامنے اسکی جوابدہی کو یاد دلایا اور اس کے لئے براہین قاطع قائم کئے تو اس بات کا ذکر بھی کیا کہ تا مبادا انسان یہ عذر پیش کرے کہ ہم نیکی اور بدی کے فرق کو سمجھ نہ سکتے تھے۔ فرمایا کہ یہ عذر نا قابل قبول ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت کے اندر ہم نے کانشنس یا ضمیر کو رکھا ہے جو نیکی اور بدی کے فرق کو محسوس کرتا ہے۔ پھر یہیں تک نہیں اس مخفی استعداد کو وحی کی بارش سے زندہ کیا اور وحی بھی ایسی بتدریج نازل کی کہ وہ آسانی سے جمع ہو سکے یہ صحیح طور پر پڑھی اور سمجھی جا سکے۔ اور اس پر عمل کیا جا سکے۔ خود اسے جمع بھی کروا دیا۔ پڑھا بھی دیا سمجھا بھی دیا۔ اس کے بعد بھی جو نیکی اور بدی کے فرق کو مدنظر نہ رکھے اور گناہوں میں ملوث ہو تو ظاہر ہے کہ ایسا شخص دنیا کی زندگی ہی کو چاہتا ہے اور آخرت کو پس پشت پھینکتا ہے اسی لئے آگے فرمایا كلا بل تحبون العاجلة وتذرون الاخرة بلکہ بات یہ ہے کہ تم لوگ دنیا کو جو دم نقد ملتی ہے پسند کرتے ہو اور آخرت کو جس کا نفع بعد میں ملے گا چھوڑتے ہو۔

دوسری جگہ تعجیل بالقرآن کا ذکر

تعجیل بالقرآن کا ذکر قرآن میں ایک اور جگہ بھی ہے فرماتے ہیں [illegible] انزلنه قرانا عربيا وصرفنا فيه من الوعيد لعلهم يتقون [illegible] لهم ذكرا۔ فتعلى الله الملك الحق۔ ولا تعجل بالقران من [illegible] يقضى اليك وحيه وقل رب زدنى علما۔ ولقد عهدنا الى [illegible] من قبل فنسى ولم نجد له عزما (طٰہٰ)

اور اسی طرح ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا جو کھول کر بیان کرتا [illegible] میں طرح طرح سے وعید یعنی عذاب کے ڈراوے سنا دیئے ہیں تاکہ یہ لوگ [illegible] نافرمانی سے بچیں بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ لوگ اس طرح قرآن کے ذریعہ سے شرف [illegible] بزرگی حاصل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے اور سچا بادشاہ ہے۔ قرآن [illegible] جلدی نہ کر اس سے قبل کہ تیری طرف وحی ختم کی جائے اور دعا کر تا رہ کہ اے [illegible] رب میرے علم کو بڑھا بیشک ہم نے اس سے قبل آدم سے ایک [illegible] پس وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہیں پایا۔"

اگے بھی وہی غلطی لگی ہے جو سورہ القیامہ میں لگی ہے۔ لوگوں نے یہاں [illegible] لے لئے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم قرآن کی وحی کو جلدی جلدی پڑھنے لگ [illegible] تھے۔ نعوذ باللہ شانہ خدا سے پڑھنے میں آگے نکلجاتے تھے جسے اسلئے [illegible] کی ضرورت پڑی۔ ورنہ پیچھے پیچھے پڑھنے کو تو خود خدا نے حکم دیا [illegible] فاذا قرانه فاتبع قرانه ظاہر ہے، سورہ طٰہٰ کی اس آیت پر اگر [illegible] تو صاف نظر آئیگا کہ ایسے معنے کرنے سے آگے پیچھے سے کوئی ترتیب [illegible] نہیں رہتی۔ آخر ان آیات کا کوئی آپس میں ربط بھی ہے یا نہیں [illegible] میں حال وحی کو ہدایت ہونے لگی کہ دیکھو جی وحی پڑھنے میں جلدی [illegible] اور پھر ایک دوسرا ذکر شروع کر دیا۔ اس طرح قرآن کی شان کم ہو جاتی [illegible] خدا جانے کیوں سیاق و سباق کا خیال نہیں کیا گیا۔

تعجیل بالقرآن شفقت علی خلق اللہ کا جذبہ

دراصل یہاں بھی وہی شفقت علی خلق اللہ کا جذبہ کام کر رہا تھا [illegible] صلعم کے دل کو تڑپ تھی کہ مخلوق خدا کسی طرح عذاب سے بچ جائے اور [illegible] مقام شرف اور بزرگی کو حاصل کرے جو قرآن کی اتباع سے مقدر تھا۔ جب [illegible] نے فرمایا کہ اس قرآن کے ذریعہ ہم نے طرح طرح سے وعید یعنی عذاب کے [illegible] کھول کھول کر سنا دیئے ہیں تاکہ لوگ ہمارے قوانین کی نافرمانی سے مستوجب [illegible] بلکہ قرآن کی فرمانبرداری سے اعلیٰ سے اعلیٰ شرف اور بزرگی کو حاصل کریں [illegible] یہ بھی بتایا کہ ہماری بادشاہت سچی ہے اور ہماری شان اس سے بہت [illegible] ہے کہ ہماری سلطنت کے قوانین کو توڑ کر کوئی بچ جائے! دربار [illegible] کرکے کوئی شرف بزرگی حاصل نہ کر سکے۔ تو قلب نبوی اس بات کیلئے [illegible] کہ کسی طرح یہ قرآن جو مخلوق کو عذاب سے بچاتا اور انہیں شرف اور بزرگی کی [illegible] راہیں سکھاتا ہے۔ سارے کا سارا جلد سے جلد نازل ہو جائے

تدریجی نزول کی ضرورت

اسلئے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ قرآن کیلئے اس سے پہلے کہ تیری طرف [illegible] کیجائے جلدی نہ کرو یعنی قرآن تو بتدریج نازل ہوگا! اور جس دن قرآن ختم [illegible] دن تیری طرف وحی نبوت بھی ختم ہو جائیگی! اور اس امر کیلئے ایک وقت [illegible] پس جب تک کہ خود خدا اپنی وحی نہ کرے تم سارے قرآن کے نزول کیلئے [illegible] نہ کرو۔ اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا دے۔ الٰہی [illegible] علم کو بڑھانے اور مکمل کرنے کے لئے نازل ہوتی ہے پس علم دین بھی بتدریج دیا جاتا ہے اور اس پر عمل بھی اسی طرح ممکن ہے۔ فرمایا انسان [illegible] سے ہم نے ایک عہد لیا تھا۔ وہ اسے بھول گیا! اور اس سے لغزش ہو [illegible] شریعت جو قرآن کے ذریعہ نازل ہو رہی ہے سینکڑوں عہد اپنے اندر رکھتی [illegible] بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ان احکام اور علوم کو بتدریج نازل کیا جائے تاکہ انسان اچھی طرح سمجھ سکے اور عمل کر سکے۔

خلاصہ مطلب۔ پس تعجیل بالقرآن کا مطلب یہ نہیں کہ [illegible] رسول کریم صلعم قرآن جلدی جلدی پڑھنے لگ جاتے تھے۔ اور خدا انہیں روکا کرتا تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلعم کے دل کی تڑپ تھی کہ قرآن جیسی ہدایت اور نعمت جلد سے جلد مخلوق الٰہی کو مل [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب اہل بیت اور آئمہ قابل احترام ہیں [illegible]
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا عقائد
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۷ | یوم سہ شنبہ ۱۷ر رمضان ۱۳۵۸ھ ہجری | نمبر ۶۶

روس میں ایک اور اقتصادی انقلاب

دین فطرت کے حکیمانہ احکام کی صداقت کا ثبوت

دنیا مختلف تجربوں سے اُکتا کر اور ان میں ناکام رہ کر رفتہ رفتہ اسلام کے قریب آرہی ہے۔ اسکے حکیمانہ احکام تعلیمات کو قبول کر رہی ہے ــــ اسلام کے شدید ترین دشمن بھی حالات وضروریات سے مجبور ہو کر اس دین فطرت کے پاک اصولوں کی خوشہ چینی کر رہے ہیں جس طرح قدیم مذاہب اسلام سے مغلوب ہو چکے ہیں اسی طرح جدید نظریے بھی اس سے شکست کھا رہے ہیں اس دورِ مادیات میں تو ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ ہر روز سورج اسلام کی صداقت کا کوئی نہ کوئی دل خوش کن اور ایمان افروز مژدہ لیکر طلوع ہوتا ہے۔

اسلام کا سب سے بڑا مخالف یورپ ہے۔ یورپ کی عیسائی اقوام نے اسکے متعصب پادریوں نے۔ اس کے مادہ پرست دہریوں نے اور اسکے نئے نئے نظریوں نے اسلام کی شدید مخالفت کی ہے اور آجکل بھی کر رہی ہیں لیکن اللہ کی قدرت ہے کہ واقعات کے رنگ میں سب سے زیادہ یورپ ہی کو اسلام کے آگے جھکنا پڑا ہے۔ اسلام کے مقابلہ پر یورپ جو بھی طریق نکالتا ہے اور اسلامی تعلیمات کے مدمقابل جو نظریہ بھی قائم کرتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔ اپنے ہر ناکام تجربہ کے بعد یا تو وہ کسی اسلامی اصول کے آگے سرنگوں ہو جاتا ہے یا پھر کوئی اور ناکام تجربہ شروع کر دیتا ہے ــــ واقعات کی یہی رفتار اس کو غیر محسوس طریق پر اسلام کے قریب لا رہی ہے۔ اس طرح ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہ کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔

گذشتہ اشاعتوں میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یورپ کے تمام طریق حکومت جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں یکے بعد دیگرے ناکام ہو رہے ہیں شخصی حکومت، مغربی جمہوریت، آمریت، اور اشتراکیت وغیرہ ان میں سے کوئی ایک طریق حکومت بھی حقیقی معنوں میں کامیاب نہیں ہو سکا معاشرتی معاملات میں مسیحی شریعت اور یورپ کے ضابطہ ہائے قوانین زبان حال سے اپنی ناقابلیت و ناکامی کا اعتراف کر رہے ہیں اقتصادی امور میں بھی یورپ کے طور طریقوں۔ رواج اور قانون کو عبرت انگیز نامرادی حاصل ہوئی ہے۔ آج سرمایہ و محنت کی کشمکش اور سرمایہ دار و مزدور کی باہمی عداوت نے مغرب کے اقتصادی نظام کو ایک تودہ بارود بنا رکھا ہے جو انقلاب کی معمولی سی چنگاری سے بھک سے اُڑ جانے کو تیار رہتا ہے۔

یورپ میں مدتوں سرمایہ داری اور جاگیرداری کا زور رہا۔ اس کے بعد مزدور اور کسان اس خون آشام اور انصاف کش طریق زراندوزی کے خلاف بیدار و منظم ہو گئے۔ طرح طرح کی جماعتیں اور نظریے عالم وجود میں آئے کشمکش کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا جو تا حال جاری ہے۔ خدا جانے اسکا انجام کیا ہو گا ــــ لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سرمایہ دار کے خلاف مزدور اور کسان کی جدوجہد بحیثیت مجموعی نوع انسانی کے لئے کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکی پہلے تو عرصہ تک ان کی آواز بہرے کانوں سے سُنی جاتی رہی۔ اس کے بعد اسمیں رفتہ رفتہ اثر پیدا ہوا ــــ لیکن یورپ کے اقتصادی نظام کی ترازو آج بھی غیر متوازن ہے وہ نقطہ عدل و انصاف پر قائم نہیں ہو سکی۔ سرمایہ دار کی سنگدلانہ زرپرستی اور مزدور کی انقلاب انگیز چیخ و پکار اور باغیانہ آتش نوائی باری باری اس ترازو کے پلڑوں کو جھکا دیتی ہیں۔ نوع انسانی آج بھی پہلے کی طرح نالاں و غیر مطمئن ہے۔

یورپ کے اقتصادی تجربات و انقلابات کا بہترین ثمر روس کی اشتراکی حکومت کو قرار دیا جاتا ہے۔ روس کی دہریت اور اخلاقی پستی اور معاشرتی بے نظمی اور مادر پدر آزادی سے قطع نظر ہم ذرا یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ روس خود لینن کے قائم کردہ اقتصادی نظام سے کس حد تک مطمئن ہے۔ اور عملی لحاظ سے اسے کہاں تک کامیاب بنا سکا ہے غیر معقول بحث و مباحثہ میں ہر ایک اصول اور نظریے کی کامیابی ممکن ہے لیکن یہ کامیابی حقیقت کی دنیا میں کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی۔ جب تک تجربہ و عمل کی کسوٹی پر پوری نہ اترے۔ روس کی [illegible] حالت جو کچھ ہے اس کو جانے دیجئے۔ اشتراکیت کے حامی ہر ایک سچی بات کو پروپیگنڈا کہکر دوسرے کا منہ بند کرنے کے عادی ہو چکے ہیں لیکن ایک حقیقت ایسی ہے کہ اس سے انکار ممکن نہیں وہ یہ ہے کہ گذشتہ بائیس سال کے عرصہ میں روسی حکومت لینن کے قائم کردہ اقتصادی نظام میں متعدد تبدیلیاں کر چکی ہے۔ اب ایک تازہ خبر یہ ہے کہ ۷ر نومبر ۱۹۳۹ء کو حکومت روس انقلاب کی بائیسویں سالگرہ کے موقع پر بعض ایسے اعلانات کرنے والی ہے جو اس کے موجودہ اقتصادی نظام میں اصولی تبدیلی کا درجہ رکھتے ہیں۔ ایک قابل ذکر اعلان یہ ہوگا کہ:-

"پرائیویٹ جائیداد اور پرائیویٹ مزرعوں کی ملکیت جائز قرار دیدی جائے گی۔ اندرون ملک میں آزاد تجارت اور پرائیویٹ صنعتی کارخانوں کے اجرا کی اجازت بھی دیدی جائے گی۔ البتہ ان کارخانوں میں پچاس سے زیادہ مزدور رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔"

اس طرح گویا روس اپنی اشتراکیت اور اشتمالیت پر خود تبر چلا لیا اور نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے بعد وہ کیا قدم اٹھائیگا۔ ایسے [illegible] و اقدامات ان بنیادوں ہی کو متزلزل کر دیں گے جن پر موجودہ حکومت روس قائم ہے۔ ہمارے ایک معزز معاصر نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ

"لینن کا خواب پریشان ہو چکا ہے۔ اشتراکیت اپنی موت مر چکی ہے۔ لینن کے سکرٹری شالن ہی نے اپنے ہاتھ سے اس انقلاب کو پروان چڑھایا تھا اور اسی نے اس کو قبر میں اتار دیا۔"

یورپ کی سرمایہ داری اور سود خواری بے شک غریبوں اور مزدوروں پر ظلم ہے۔ لیکن اشتراکیت بھی انسانی فطرت کے مطابق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکی۔ بہترین اقتصادی نظام اسلام کا ہے۔ اگر دنیا اسے قبول کرے تو اس کی ساری اقتصادی مصائب کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اسلام نے نہایت احسن طریق پر افراد کے حقوق ملکیت کو تسلیم کیا ہے اور اعتدال و حکمت کے ساتھ انفرادی ترقی کی راہیں کھلی رکھی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ سرمایہ کی تقسیم و انتشار کا ایسا انتظام کیا ہے کہ سرمایہ داری کی مضرتیں پیدا ہی نہیں ہو سکتیں۔ ایک شخص کی کمائی جو اندوختہ ہو جاتا ہے اس پر زکوٰۃ کا حکم موجود ہے۔ سود کی ممانعت ہے۔ پھر ورثہ کی تقسیم اس کی املاک اور زر و مال کو ایک جگہ جمع نہیں رہنے دیتی علاوہ ازیں اسلام نے سرمایہ اور محنت کے درمیان نہایت منصفانہ توازن قائم کیا ہے مزدوروں کے حقوق کا پورا تحفظ ہے۔ ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے ان کی مزدوری فوراً ادا کرنے کا حکم ہے

غیر مسلم دنیا کو زمانہ کی ٹھوکریں اور تجربات کی ناکامیاں ہی رفتہ رفتہ اسلام کے قریب لائیں گی۔ لیکن ہمیں ان مسلمانوں پر افسوس آتا ہے جو اسلام کے ان حکیمانہ اصولوں کو فراموش کر کے اشتراکیت میں اپنے دکھ کی دوا تلاش کرتے ہیں اور اپنے ملک میں بھی اس اقتصادی نظام کو رائج دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ زبردست غلطی میں مبتلا ہیں ان کی آنکھیں بند ہیں اور وہ نہیں دیکھتے کہ ایک طرف خود روس کے اندر اشتراکیت کی بنیاد اس کے علمبرداروں کے ہاتھوں ہل گئی ہیں۔ دوسری طرف مختلف ممالک میں سرمایہ داری نئے نئے بھیسوں اور ردیوں میں اشتراکیت کے مقابلے پر آمادہ ہو رہی ہے۔ یہ دونوں راہیں جادہ اعتدال و انصاف سے دور ہیں۔ ان میں سے فتح خواہ کسی کو بھی ہو۔ کوئی بھی انسانی دکھوں کا علاج نہیں کر سکتی۔ انسانی دکھوں کا علاج اسلام اور صرف اسلام کے پاس ہے ✦

شذرات

وائسرائے کا اعلان اور لیگ و کانگرس کی قراردادیں

وائسرائے کا اعلان، اس کے متعلق مسلم لیگ اور کانگرس کی مجلس عاملہ کی قراردادیں اور بعض کانگرسی وزارتوں کے استعفے گذشتہ دو تین ہفتوں کے اہم سیاسی واقعات ہیں امید ہے کہ اخبار بین حضرات ان واقعات کی تفصیلات سے پوری طرح آگاہ ہوچکے ہونگے کانگرس نے وائسرائے کے اعلان کو مایوسانہ اور غیر تسلی بخش قرار دیکر کانگرسی وزارتوں کو مستعفی ہونے کا حکم دیدیا ہے مدراس کی وزارت اپنا استعفیٰ پیش کر چکی ہے۔ بہار سی۔ پی بمبئی اور یو۔ پی کی وزارتیں امروز و فردا میں مستعفی ہوجائیں گی۔ اس کے بعد کانگرس کیا اقدام کریگی اور اس سے کس قسم کی صورت حالات پیدا ہوگی؟ یہ کچھ نہیں کہا جاسکتا عام خیال یہی ہے کہ کانگرس محض اس لئے روٹھی ہے کہ حکومت انگریزی اسے منالے۔ اس سے زیادہ کانگرسی وزارتوں کے استعفوں اور کانگرس کی قرارداد کی کچھ غرض نہیں۔ وہ حکومت انگریزی سے سودا کرنا چاہتی ہے۔ یہ سب مول تول کا جھگڑا ہے۔

مسلم لیگ نے اپنی قرارداد میں وائسرائے کے اعلان کے بعض حصوں پر اظہار اطمینان کیا ہے اور بعض تشنہ اور مبہم حصوں کی تشریح چاہی ہے اس کی قرارداد کا ضروری حصہ "پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعت کے صفحہ پر درج ہوچکا ہے۔ ابھی نہیں کہا جاسکتا کہ وائسرائے اور حکومت برطانیہ مسلم لیگ کی قرارداد کے متعلق کیا رویہ اختیار کریں گے۔ بہرحال مسلم لیگ کا مطالبہ ہر لحاظ سے معقول ہے۔ اس کا پورا کردینا ہی حکومت کیلئے مناسب و مفید ہوگا۔ مشکلات اور پیچیدگیاں بے شک بہت زیادہ ہیں۔ لیکن انہیں تدبر، اخلاقی جرأت اور انصاف اور رواداری کے ذریعہ سلجھایا جاسکتا ہے ——— ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی صورت پیدا کردے جو مسلمانوں، ہندوستان اور حکومت برطانیہ سب کے لئے مفید اور قابل قبول ہو۔ اگر انگریز جرأت و انصاف اور ہندو رواداری و خلوص سے کام لیں تو یہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

یہ سطور لکھی جارہی تھیں کہ معلوم ہوا کہ وائسرائے نے چیدہ لیڈروں کو دوبارہ ملاقات کی دعوت دی ہے۔ غالباً کانگرس کی قرارداد اور اس کی وزارتوں کے استعفوں کی وجہ سے یہ دعوت دینے کی ضرورت پیش آئی ہے دیکھئے ان ہونیوالے مذاکرات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

اعتراف حقیقت

وائسرائے کے اعلان میں ایک بات بہت صحیح اور دانشمندانہ کی گئی وہ یہ کہ کانگرس کو سارے ہندوستان کی نمائندہ جماعت تسلیم کرنے سے انکار کیا گیا ہے اور ملک معظم کی حکومت نے آل انڈیا مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت مان لیا ہے۔ یہ گویا دو واضح حقیقتوں کا اعتراف ہے۔ امید ہے حکومت انگریزی اس اعتراف پر قائم رہے گی مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کی بہت بھاری اکثریت اور خود ہندوؤں کی معقول تعداد کانگرس سے علیحدہ و بیزار ہے لیکن اس کے باوجود کانگرس ہندوستان کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت ہونیکی مدعی ہے جو اسکی

(باقی نوٹ میں)

(بقیہ صفحہ)

اہمیت کا اندازہ کرو خدمت اسلام کا اتنا بڑا تعمیری کام آج دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔

امیر شکیب ارسلان کا اعتراف حق

دیکھئے جو حق ہوتا ہے وہ اپنا اعتراف کرا لیتا ہے۔ ابھی چند روز ہوئے آپ نے اخبار "پیغام صلح" میں امیر شکیب ارسلان کا ایک بیان[1] پڑھا ہوگا۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ تبلیغ اسلام کے بارہ میں ہندوستان نے اپنے احساس فرائض کا بہت قابل تعریف ثبوت دیا ہے جانتے ہو کہ ہندوستان کی تبلیغ اسلام کرنے والی قوم جس کی اس بیان میں تعریف کی گئی ہے کون ہے؟ وہ تمہاری ہی چھوٹی سی قوم ہے ——— لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلت و بے پروائی سے یہ لگا لگایا سرسبز باغ اجڑ جائے۔

ممبری کی شرائط پر عمل کئے بغیر کوئی ممبر نہیں رہ سکتا

میں صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کسی بات کو چھپا کر نہیں رکھتا کہ اگر آپ اس قوم کا ممبر رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو ممبری کی شرائط منظور کرنی اور ان پر پورا عمل کرنا ہوگا۔ اگر آپ ان شرائط کو منظور نہیں کرتے تو اس قوم کے ممبر نہیں رہ سکتے ——— خواہ اپنے دل کو کسی طرح دھوکا دے لیں۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک آنہ فی روپیہ کی شرط کیسی۔ جو کسی کی توفیق ہوئی دیدیا۔ لیکن کیا کبھی آپ نے یہ بات دوسری سوسائٹیوں اور کلبوں کی ممبری کے وقت بھی کہی ہے کسی کرکٹ کلب کا چندہ چار آنے ماہوار ہو تو کوئی پونے چار آنے ماہوار بھی قبول نہیں کریگا۔ کوئی سوسائٹی مقررہ چندہ سے ایک کوڑی بھی کم نہیں لیتی تو پھر یہ اپنے آپ کو اور اپنے خدا کو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں چاہے آنہ دیں اور چاہے اتنا دیں اور چاہے نہ ہی دیں۔ کیونکہ ایسے بزرگ بھی موجود ہیں جو سرے سے کوئی چندہ ہی نہیں دیتے۔ سو ان حالات پر غور کیجئے اور انجمن کی مالی مشکلات کو پیش نظر رکھئے۔ نہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار کی پابندی ہر ایک پہلا نمی ہو

احباب دہلی کا قابل تعریف طرز عمل

دہلی میں بھی میں نے دوستوں سے یہی باتیں کہیں، ایک شخص نے شروع کرنے کیلئے ذرا تذبذب کیا۔ باقی سب نے شرح صدر سے وعدہ کیا کہ ہم آئندہ ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے دیا کریں گے اور میں وہاں ۷۵ ہم روپے چندہ ماہوار کے قریب اپنے ہاتھ سے کرا آیا ہوں۔ جماعت لاہور کی تعداد تو جماعت دہلی سے شاید چار یا پانچ گنا یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ اگر ہم لاہور والے بھی اسی اصول کی پابندی کریں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہمارا چندہ ماہوار اسی نسبت سے زیادہ کیوں نہ ہو۔ آجکل ساری جماعت کے چندہ ماہوار کی اوسط دو ہزار روپے ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ اگر ایک آنہ فی روپیہ کی پابندی کی جائے تو صرف دہلی۔ لاہور۔ اور لائلپور کی جماعتوں کا چندہ ماہوار ہی دو ہزار روپے ہو جایا کرے۔

ایک غلط خیال

یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ دوسری سوسائٹیوں کے تو لوگ خود شوق سے ممبر بنتے ہیں لیکن ہمیں خود دوسروں کو ممبر بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اس خوف سے کہ کوئی ہمارا ممبر نہیں بنے گا یا ممبر نہیں رہے گا۔ ہمیں اپنے اصول اور قومی فیصلہ کی پابندی کو ترک نہیں کرنا چاہیئے، ذرا قرآن پڑھو اور دیکھو جو لوگ جہاد میں شریک نہیں ہوتے انہیں قرآن نے کیا کہا ہے جو شخص چندہ ماہوار حضرت مسیح موعود کے ارشاد اور قومی فیصلہ کے مطابق ادا نہیں کرتا وہ عملاً اس قوم کے ممبر نہیں خواہ وہ خود اپنے آپ کو ممبر کہے اور خواہ ہم بھی اسے جماعت کا ممبر کہیں مگر واقعات کی رو سے وہ ممبر نہیں۔

---

[1] یہ بیان ۱۲ اکتوبر کی اشاعت میں صفحہ پر امیر شکیب ارسلان کا کلمہ "توصیف" کے عنوان سے درج ہوا ہے۔

دین کو اپنی ضرورت سمجھو

جو شخص کماتا ہے وہ اپنی اور تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے لیکن خدا کے رستے میں نہیں دیتا۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ دین کے لئے خرچ کرنے کو اپنی ضرورت نہیں سمجھتا۔ آخر نہ دینے والوں کے عذرات اسی قسم کے ہوتے ہیں کہ ہم نے مکان کا کرایہ ادا کرنا ہے۔ بچوں کی تعلیم کا خرچ دینا ہے کھانے کپڑے کا خرچ ہے لیکن اگر وہ اس کیساتھ دین کے لئے خرچ کرنے کو بھی ایک ضرورت سمجھ لیں تو کوئی دقت نہیں رہتی۔ جہاں وہ دوسری اتنی ضرورتیں اپنی آمدنی سے پورا کرتے ہیں تو اس ضرورت کو بھی پورا کرسکتے ہیں۔ سو اگر تم دین کو اپنی ضرورت سمجھو اور اس کو اپنے وعدے کے مطابق مقدم کرلو تو ساری مشکل حل ہوجاتی ہے۔

ہر ایک فرد کو قوم کے فیصلہ پر چلنا ہوگا

باقی رہا یہ امر کہ کچھ لوگ اسی بات کو پسند کریں گے کہ قومی فیصلے کی پابندی کرنے کی بجائے جو حضرت مسیح موعود کا فیصلہ اور آپ کی جانشین انجمن کا فیصلہ ہے جماعت کی ممبری کی پروا نہ کی جائے تو میں کہوں گا کہ جماعت کو بھی ان کی پروا نہ کرنی چاہئے جو اس کی پروا نہیں کرتا، اس کو خدا کی رحمت نہیں سمجھتا، اور اپنے اوپر یہ خدا کا فضل نہیں سمجھتا کہ اس نے اسے اس ہدایت کو پہچاننے کی توفیق دی اور اپنا مال خدا کے رستہ میں نہیں دیتا، اس کا جماعت کے اندر ہونا نہ ہونے سے بدتر ہے جب جماعت کے پرانے ممبروں کی یہ کیفیت ہوجائے جو چاہا دے دیا تو نئے آدمیوں میں دین کی قربانی کا جذبہ کیسے پیدا ہوسکتا ہے؟ ان میں بھی پرانے آدمیوں کی مثال سے یہی نادہندگی کا رنگ غالب آجائے گا۔ ہم اسباب کیلئے مجبور ہیں کہ ہر ایک فرد جماعت کو قومی فیصلہ پر چلایا جائے۔ اگر آپ سب آدمی ایک آنہ فی روپیہ چندہ ماہوار کو اپنا اصول ٹھہرا لیں تو میں ذمہ لیتا ہوں کہ ایک سال کے اندر تمہاری مالی مشکلات ختم ہوسکتی ہیں۔ اگر دل میں احساس پیدا ہوجائے اور انسان پختہ عزم کرلے تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔

دعا کیجئے اور سوچئے

دیکھئے یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ اپنے گھروں پر جاکر سوچئے دعا کیجئے۔ ایک شخص جس کے دل میں دنیا کی محبت تو ہو لیکن خدا کی محبت ٹھنڈی پڑگئی ہو وہ مومن نہیں ہوسکتا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی یہ یاد رکھیں کہ بخل کسی حقیقی مومن کے دل میں نہیں آسکتا۔ میں پھر کہوں گا کہ آپ ذرا سوچیں کہ جب آپ کسی اور سوسائٹی کے لئے پورا چندہ دیئے بغیر نہیں رہ سکتے تو پھر آپنے اس مذہبی سوسائٹی ہی کو کیوں بدنام کر رکھا ہے کہ جو چاہا دیدیا یا نہ ہی دیا۔

اسلام سے بے وفائی کے مرتکب نہ ہو

دیکھئے جو دین کا حصہ ہے وہ دین کو دیجئے اور اس کو اپنے نفس پر حرام سمجھئے۔ قرآن کریم نے یہ مشرکین کی صفت قرار دی ہے کہ وہ خدا کا حصہ دوسروں کو دے دیتے ہیں ——— ایسا نہ ہو کہ ایک حصہ مال آپ خدا کے لئے مقرر کریں اور پھر اسے دوسری ضروریات پر صرف کریں۔ یہ اسلام کیساتھ بے وفائی ہوگی۔ میں یہی امید رکھتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی چھوٹا ہو یا بڑا اسلام کے ساتھ اس بے وفائی کا ارتکاب نہیں کرے گا ؛

انتقال پر ملال پیش نظر اشاعت مرتب ہو رہی تھی کہ ہماری جماعت کے محترم بزرگ جناب مولانا محمد یمین صاحب داتوی کے انتقال کی افسوسناک خبر ملی انا للہ وانا الیہ راجعون مفصل آئندہ اشاعت میں ؛

چندہ ماہوار

کی باقاعدہ اور شرح کے مطابق ادائیگی ہر فرد جماعت پر لازم ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

یایھا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علیٰ کل شیء قدیر (التوبہ ۹: ۳۸-۳۹)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارا کیا عذر ہے کہ جب تم کو کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں نکل پڑو تو تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاؤ۔ کیا تم آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی پر دگر جانے کو) راضی ہو گئے ہو۔ مگر دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں تو تھوڑا ہی ہے۔ اگر تم نہ نکلو تو وہ تم کو دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ لے آئے گا اور تم اس کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ان آیات میں جو میں نے تلاوت کی ہیں یہ فرمایا گیا ہے کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہیں کیا ہوا ہے یا تمہارا کیا عذر ہے کہ جب تم کو کہا جائے کہ اللہ کے راستے میں نکل پڑو تو تم بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو اگر کوئی شخص ایسا کرے تو اس کی وجہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے آخرت کے مقابلے پر اس دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے۔ اس کو ترجیح دیدی یا اس کو مقدم کر لیا ہے مگر یاد رکھو اس دنیا کی زندگی کا سارا سامان دوسری دنیا کی زندگی کے سامنے ہیچ اور لاشئے ہے۔ دیکھو اگر تم خدا کے رستے میں نہیں نکلو گے تو وہ تم کو چھوڑ کر کسی دوسری قوم کو لے آئے گا اور تم امر حق یا خدا کی بات اور اس کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ تم اپنے جمود اور غفلت کی سزا تمہیں ہی ملے گی۔ اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

لفظ نفر کے معنی

نفر کے کیا معنی ہیں؟ نفر اصل میں فرار پکڑنے کی ضد ہے۔ ایک چیز سے ہٹ جانا یا ایک چیز کی طرف نکل پڑنا۔ جنگ میں نکلنے کو بھی نفر کہا جاتا ہے۔ اسی مادہ سے ہماری زبان کا مشہور لفظ "نفرت" ہے جس کے معنی بیزار ہو جانے کے ہیں۔ گویا جمود یا سکون کے بالمقابل لفظ نفر ہے۔ یہ آیت قرآن کریم میں جس موقعہ پر آتی ہے وہ جنگ تبوک کی ابتدا ہے۔ یہ اس ذکر کے گویا تمہید کے طور پر ہے اور یہ قرآن کریم کا وہ حصہ ہے جو جہاد کے احکام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

اشاعت قرآن، اسلام کا سب سے بڑا جہاد ہے

افسوس قرآن کریم کے اس حصہ کی طرف عام طور پر آجکل مسلمانوں کی کوئی توجہ نہیں۔ اسلئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس زمانہ میں جہاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جس قوم کو اس زمانہ کے امام نے اپنی فوج یا قوم بنا کر جہاد کے لئے چن لیا امید ہے وہ ان آیات کو اسی توجہ سے پڑھتے ہونگے جس توجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے ان آیات کو پڑھا۔ ہمارا جہاد اسلام کا بڑا بھاری جہاد ہے ——— بلکہ اسلام کا جہاد اوّل اور جہاد اکبر یعنی جہاد بالقرآن ——— قرآن کریم کو ساری دنیا میں پہنچانا مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں تک پہنچانا۔ ایشیا میں بھی پہنچانا اور یورپ اور دنیا کے دوسرے ملکوں اور آبادیوں میں بھی۔ غرضیکہ سب جگہ دنیا بھر میں قرآن کریم کی اشاعت کرنا۔

جہاد بالقرآن کی اہمیت

یہ وہ جہاد ہے جو اسلام جس دن آیا اس دن سے جاری ہے اور دنیا کے آخری دن تک باقی رہے گا۔ کسی حالت کسی جگہ، کسی زمانہ اور کسی قوم میں بھی یہ جہاد معطل نہیں ہو سکتا ہے اور اگر یہ جہاد معطل ہو جائے گا تو مسلمان گر جائیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے جو فرمایا ہے لا یدع قوم الجھاد فی سبیل اللہ الا ضربھم اللہ بالذل (کوئی قوم اللہ کے راستے میں جہاد ترک نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دیتا ہے) اس میں یہ جہاد بالقرآن بھی شامل ہے۔

دہلی میں ایک معزز آدمی کا سوال

کس قدر غلط فہمی ہے لوگوں کو اس جہاد کے متعلق جس کی طرف اس زمانہ کے امام نے توجہ دلائی ہے۔ پرسوں ہی کی بات ہے۔ دہلی میں ایک اچھے معزز جنٹلمین سے ملاقات ہوئی۔ ان کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کو دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے یعنی وہ اپنی وضع قطع کے لحاظ سے نئے زمانہ اور نئے فیشن کے آدمی نظر آتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی نماز کے پورے پابند ہیں جس کی شہادت ہمارے دہلی کے دوستوں نے بھی دی اُن سے بہت سی باتیں ہوئیں، ان باتوں میں انہوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ ہم لوگ یورپ میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں اور اس پر اس قدر زور دیتے ہیں تو ہم گویا مسلمانوں سے مایوس ہو گئے ہیں اور ان کو بالکل مردہ سمجھ لیا ہے کہ اب یہ زندہ نہیں ہو سکیں گے۔

ہمارا امام مہدی بھی اور مسیح بھی

میں نے جواب دیا کہ یہ بات صحیح نہیں۔ ہمارا امام مہدی بھی ہے اور مسیح بھی۔ مہدی کی حیثیت سے اس کا کام مسلمانوں کو زندہ کرنا ہے اور مسیح کی حیثیت سے اس کا کام غیر مسلم اقوام بالخصوص یورپ کی عیسائی اقوام تک اسلام کا پیغام پہنچانا اور ان کو زندہ کرنا ہے۔

دونوں کام ہمارے مدنظر ہیں

ہمارے امام نے ہم کو ان دونوں کاموں پر لگایا ہے اور یہ دونوں کام ہمارے مدنظر ہیں۔ ہم بیک وقت ان دونوں مقصدوں کے لئے کوشاں ہیں۔ اگر ہم صرف اسقدر کریں کہ ایک مبلغ انگلستان بھیجدیا۔ ایک جرمنی بھیجدیا ایک سنگاپور یا کسی دوسرے مغربی ملک میں بھیجدیا اور بس تو اس صورت میں ہم بیشک، ایک ہی کام کرنیوالے ہونگے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمارا مقصد اشاعت قرآن بھی ہے اور ہم اس کام کو بھی کر رہے ہیں اور یہ کام نہ صرف یورپ بلکہ ساری دنیا کے لئے ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ قرآن سے مسلمان قومیں زندہ ہو سکتی ہیں اگر وہ مر بھی چکی ہیں تب بھی زندہ ہو سکتی ہیں۔

موجودہ مسلمانوں کی پست ہمتی اور کمزوری ایمان

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر اس قدر پست ہمتی آگئی ہے کہ انہیں خیال تک بھی نہیں آتا کہ ہم اسلام سے یورپ کو فتح کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا حوصلہ بلند نہیں رہا ہے اور یہ بلند خیال پست ہمت اور کمزور ایمان والے لوگوں کو ہرگز نہیں آ سکتا۔ اس کے لئے بڑے حوصلہ اور ایمان کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ دیکھ لیجئے کہ مسلمانوں میں اس خیال سے کوئی ولولہ اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔ غرضیکہ پست ہمتی کی انتہا ہے اور اس لحاظ سے موجودہ مسلمانوں کا کوئی رشتہ اور تعلق اس قوم سے نظر نہیں آتا جس کو محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کیا تھا۔

ایک ہزار سال کی افسوسناک غفلت

قوموں کی زندگی میں تو ایک منٹ ضائع کرنا بھی خسارہ کا موجب ہے لیکن مسلمان قوم نے تو ایک ہزار سال ضائع کر دیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تین قرن یعنی صدیاں اچھی ہونگی سو یہ تین صدیاں اچھی تھیں۔ اس کے بعد مسلمانوں پر جمود اور غفلت کی تاریکی چھا گئی اور انہوں نے ایک ہزار سال کا طویل عرصہ اس غفلت میں ضائع کر دیا تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کے کام کو چھوڑے رکھا۔

امام وقت کے متعلق مسلمانوں کا طرز عمل

آخر خدا کی طرف سے ایک شخص کھڑا ہوا جس نے مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق دوبارہ یاد دلایا۔ اگر پیشگوئیوں اور نشانات کے لحاظ سے دیکھا جائے تب بھی یہ مہدی اور مسیح ہے اور اگر کام کے لحاظ سے دیکھا جائے تب بھی یہ مہدی اور مسیح ہے ——— اور مجدد تو اتنا بڑا ہے کہ اس کی مجددیت سورج کی طرح روشن ہے۔ لیکن اللہ کی شان کہ وہ لوگ جن کی آنکھیں چمگادڑ کی طرح ہیں وہ اب بھی اس سورج کو نہیں دیکھتے جبکہ اس کی روشنی چاروں طرف پھیل چکی ہے ——— ساٹھ کروڑ مسلمانوں کی آنکھیں بند ہیں۔ افسوس غیرت دلانے پر بھی ان میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اپنے طور پر تبلیغ اسلام یا اشاعت قرآن کا کام وسیع پیمانہ پر شروع نہ کر دیتے۔

یورپ کی غلط روی اور اسکے افسوسناک نتائج

اگر قرون اولیٰ کی رفتار قائم رہتی اور مسلمانوں پر غفلت کی تاریکی نہ چھا جاتی تو آج ساری دنیا یا کم از کم یورپ ضرور مسلمان ہو چکا ہوتا ——— اور یورپ کا مسلمان ہونا خدا جانے نسل انسانی کے لئے کس قدر برکات کا موجب ہوتا۔ یہ یورپ میں جو نئی نئی باتیں پیدا ہو رہی ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کے خیالات منتشر ہو رہے ہیں ——— کہیں اشتراکیت ہے اور کہیں فسطائیت ہے یہ کیوں پیدا ہو رہی ہیں؟ محض اس لئے کہ زندگی کا صحیح اصول یورپ کے لوگوں کے مدنظر نہیں۔ روپیہ اور دولت صرف چند ہاتھوں میں ہے باقی سب محتاج ہیں۔

تقسیم مال کے متعلق اسلام کے حکیمانہ اصول

یہ صورت اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام مال کو پھیلاتا اور تقسیم کرتا ہے۔ مال کی عادت ہے کہ وہ ایک جگہ

جمع ہونے سے روکے۔ یہی کام اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ زکوٰۃ کے ذریعہ سے۔ ورثہ کی تقسیم کے ذریعہ سے سود کی مخالفت سے۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی باتیں ہیں جن کے ذریعہ اسلام انسانوں کی زندگی میں اصلاح اور آسودگی پیدا کرتا اور روپیہ اور دولت کو لوگوں میں صحیح طور پر تقسیم کرنا چاہتا ہے یہ پاکیزہ اصول بعینہٖ نظام جسمانی کے مطابق ہیں۔ جس طرح خون تمام اعضا سے قلب میں جاتا ہے اور قلب پھر اس کو مناسب طریق پر اعضا میں لوٹا دیتا ہے۔

اسلام کے اصول جنگ

میں بیان کر رہا تھا کہ اگر آج یورپ مسلمان ہوتا یا اس کا کثیر حصہ ہی مسلمان ہوتا تو یہ خوفناک مصائب جو آج عالمگیر جنگ کی وجہ سے دنیا پر چھائی ہوئی ہیں یہ بالکل نہ ہوتیں۔ اسلام کے ایسے پاکیزہ اصول ہیں کہ اگر جنگ ہو بھی جائے تو بھی سب سے پہلی توجہ جنگ کو روکنے کے لئے ہے۔

صلح حدیبیہ کا سبق آموز واقعہ

صلح حدیبیہ کا حال تو آپ نے پڑھا ہی ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض جنگ کو روکنے کی خاطر ایسی شرائط منظور کر لیں جو بظاہر ذلت اور مغلوبیت کی شرائط تھیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ نے ان شرائط کی مخالفت بھی کی۔ بھلا اس سے بڑھ کر مغلوبیت اور کیا ہوگی کہ اگر کفار کا کوئی آدمی مسلمانوں کے پاس جائے گا تو وہ اسے واپس کر دیں گے اور اگر کوئی مسلمان کفار کے قبضہ میں چلا جائے گا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے، اسی قسم کی بعض دوسری شرائط تھیں، لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی شرائط کو قبول کر کے صلح کر لی کیونکہ آپ کے سامنے اللہ کا یہ حکم تھا کہ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا (اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی اس کی طرف جھک جا)

اسلام صلح کا زبردست حامی ہے

اسلام صلح کا جنگ کے مقابلہ پر زبردست حامی ہے۔ اگر میدانِ جنگ میں اتر آنے کے بعد بھی دشمن صلح کی خواہش کرے تو مسلمان کا کام یہ ہے کہ دشمن کی اس خواہش کو قبول کر لے اس طرح زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ دشمن دھوکا دے گا یعنی اس وقت صلح کر کے اپنی طاقت بڑھا لیگا اور بعد میں دوبارہ حملہ کر دے گا۔ اس حالت میں فرمایا وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ (اور اللہ پر بھروسہ رکھ بیشک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور اگر ان کا ارادہ ہو کہ تجھے دھوکہ دیں تو اللہ تجھے بس ہے)

یورپ کا خدا پر بھروسہ نہیں

اللہ پر توکل اللہ کا بس ہونا ——— یہ وہ چیز ہے جو اسلام کے بغیر یورپ کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ یورپ کا اللہ پر کچھ بھروسہ نہیں رہا۔ یورپ کو اپنی تلوار پر بھروسہ ہے۔ اپنے ہوائی جہازوں پر بھروسہ ہے۔ اپنی توپوں اور ٹینکوں پر بھروسہ ہے اقتصادی ذرائع کے قبضے پر بھروسہ ہے۔ لیکن خدا کو یورپ والے بھول گئے ہیں۔

ایمان باللہ ——— نسل انسانی کی سب سے بڑی خدمت

لوگ کہتے ہیں کہ خدا پر ایمان سے ہم کسی کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے اتنا بڑا فائدہ مخلوقِ خدا کو پہنچایا جا سکتا ہے جو اور کسی چیز سے ممکن نہیں ہے۔ ذرا غور کرو اگر آج یورپ کا خدا پر ایمان ہوتا تو اس کے لاکھوں خاندان اور بے شمار شہر اور بستیاں اور علاقے اس طرح تباہ ہوتے نظر نہ آتے ——— خوب یاد رکھو خدا پر ایمان پیدا کرنا نسلِ انسانی کی سب سے بڑی خدمت ہے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا مال غریبوں پر صرف ہو۔ لوگ کہتے ہیں انسانوں کی تعلیم و جسمانی علاج پر اور ان کی بھوک اور پیاس دور کرنے کیلئے ہم خرچ کریں۔ یہ ساری باتیں بہت اچھی اور بڑے ثواب کی ہیں لیکن سب سے بڑی خدمت نوعِ انسانی کی خدا پر ایمان پیدا کرنا ہی ہے

انبیاء سب سے اوّل ایمان باللہ پر زور دیتے ہیں

اس لئے انبیاء سب سے اوّل اسی پر زور دیتے ہیں ان کا اوّلین کام خدا پر ایمان پیدا کرنا، قیامت پر ایمان پیدا کرنا اور جزا و سزا پر ایمان پیدا کرنا ہی ہوتا ہے ——— اگر خدا پر زندہ ایمان ہو تو تمام سستیاں اور غفلتیں دور ہو سکتی ہیں ——— ایک دن میں دور ہو سکتی ہیں۔

دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرو

ہم جب جہاد کے لئے اٹھتے ہیں اس کے لئے بھی دو چیزیں درکار ہیں جو کہ جہاد بالسیف کے لئے درکار ہوتی ہیں یعنی جان و مال دونوں کی ضرورت ہے۔ جان کے ساتھ جہاد صرف یہی نہیں ہوتا کہ انسان خدا کے راستے میں اپنا سر کٹا لے۔ بلکہ تم اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کرو۔ اگر پوری طرح وقف نہ کر سکو کیونکہ دنیا کے فرائض اور مشاغل بھی تمہارے ساتھ ہیں تو اس صورت میں فارغ وقت کو ہی دین کے لئے قربان کرو۔ تمہارا نقطہ خیال یہی ہو کہ ہماری جان خدا کی امانت ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو اس کو خدا کے رستے میں بے دریغ قربان کر دیں گے یہ نفس کے ذریعہ جہاد ہے۔

دین کے لئے مال کی قربانی

اور مال کی قربانی میں بھی یہی نقطۂ خیال ہونا چاہیئے کہ مال خدا کی امانت ہے۔ خدا اور دین کے لئے جب ضرورت پڑے اس کو بلا تامل خرچ کرینگے یہی وہ چیز ہے جس کو آج مسلمان بھول گئے ہیں، اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اپنے مالوں کو خدا کے راستہ میں خرچ کرنیکا خیال ہماری جماعت میں بھی کمزور پڑ گیا ہے۔

چندۂ ماہوار کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

حضرت مسیح موعودؑ نے جب احمدی بنائے تھے۔ تو عقائد کو منوانے کے ساتھ ہی کہ وفات مسیح کو مانو یہ مانو وہ مانو۔ آپ نے ہر ایک احمدی سے جہاد میں عملی طور پر شریک ہونے کا وعدہ بھی لیا تھا اور چندۂ ماہوار کی باقاعدہ ادائیگی کا حکم دیا تھا حتیٰ کہ یہاں تک فرمایا کہ جو شخص تین۳ ماہ تک چندہ ماہوار ادا نہ کرے اس کو جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ پس جو اشخاص جماعت میں رہ کر چندہ ماہوار باقاعدہ یا بالکل ہی ادا نہ کریں ان کو ذرا غور کرنا چاہیئے کہ وہ کس فتویٰ کی رو سے احمدی ہیں اور خواہ مخواہ احمدی کہلوا کر دنیا سے کیوں چپکے بیٹھے ہیں۔ بانیٔ جماعت تو کہتا ہے کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ ماہوار ادا نہ کرے وہ جماعت سے خارج ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اس کے عقائد تو مان لو اور اس کے فیصلہ کو نہ مانو۔

انجمن کے اختیارات و حیثیت کے متعلق حضرت صاحب کی وصیت

اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کا ایک نظام قائم کیا۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آخر ایک روز مرنا ہے اس نظام کی رو سے آپ نے انجمن کی بنیاد رکھی اور اس انجمن کے متعلق وصیت کی اور اپنے ہاتھ سے لکھ کر یہ آخری تحریر دی کہ :-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر میں انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے ۔ ۔ ۔ ۔ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھ کو محض اطلاع دی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہے"

انجمن کے ہر فیصلہ کی تعمیل تمام افراد جماعت پر لازم ہے

اس وصیت کی رو سے حضرت مسیح موعود نے انجمن کو حاکم کی حیثیت دیدی ہے۔ اس کے ہر ایک فیصلہ کی تعمیل خواہ وہ اچھا لگے یا برا تمام افراد جماعت پر لازم ہے۔ یہ نہیں کہ جو بات اچھی لگی وہ مان لی ورنہ نہیں۔ اجتہاد میں انجمن سے غلطی ممکن ہے لیکن اس کے فیصلوں کی تعمیل ضروری ہے۔ بعض وقت ہماری جماعت کے آدمی کہتے ہیں کہ دیکھو قادیانی جماعت کی عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس صریح تحریر کو جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں ہو پس پشت پھینک رہے ہیں۔ اور انجمن کو حاکم اور حضرت مسیح موعودؑ کا جانشین تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن افسوس یہ کہنے والے اپنی طرف نہیں دیکھتے تم میں بھی ایک بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی ہے جنہوں نے عملاً حضرت صاحب کی اس تحریر کو پس پشت پھینک رکھا ہے ——— تم پوچھو گے کس طرح؟ یہ میں بتاتا ہوں۔

چندہ ماہوار کے متعلق انجمن کا فیصلہ ——— ار فی روپیہ

ہماری انجمن کا یہ فیصلہ ہے اور وہ اس کو سالہا سال دہراتی رہتی ہے کہ جماعت کے تمام ممبران اپنی آمدنیوں میں سے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ ماہوار دیں۔ اس کے اندر کتنی بڑی علاقت تھی۔ اگر ہمارا عمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر پر ہوتا اور ہم سب انجمن کے اس فیصلہ کو مانتے تو آج ہمارے سامنے وہ مالی مشکلات نہ ہوتیں جنہوں نے ہمیں اس قدر پریشان کر رکھا ہے۔

اس فیصلہ کی پابندی سے مالی مشکلات دور ہو سکتی ہیں

بے شک ہماری جماعت تعداد میں تھوڑی ہے لیکن میں نے دو تین جگہ باہر جا کر دیکھا ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ساری جماعت اس فیصلہ کی پابند ہو جائے تو نہ صرف ہماری مالی مشکلات ہی دور ہو سکتی ہیں بلکہ ہماری جماعت اور مستحکم ہو سکتی ہے اور ہمارا خدمت دین کا کام بہت زیادہ

جماعت کوئٹہ کا چندہ ماہوار

چند روز ہوئے میں کوئٹہ گیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری کوئٹہ کی جماعت بہت چھوٹی ہے ——— اس قدر چھوٹی کہ یہاں ہمارے دفتر میں غالباً اس کو کوئی حیثیت ہی نہیں دی ہوگی لیکن اس فیصلہ پر عمل کرنے کی وجہ سے اس چھوٹی سی جماعت کا چندہ ماہوار ۱۵۰ روپے ہو گیا ہے۔ بے شک اس میں ایک شخص کی قربانی کو بھی بڑا دخل ہے۔

احباب دہلی سے میری باتیں

اس کے بعد میں دہلی گیا۔ وہاں بھی دوستوں کو میں نے یہی بات کہی کہ دیکھئے کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے کہ جو تین ماہ تک متواتر چندہ ماہوار نہ دے وہ جماعت میں شامل نہیں رہ سکتا اور اس کے ساتھ ہمارا قومی فیصلہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنی آمدنی میں سے ار فی روپیہ ادا کرے اور تیسرے ہماری مالی مشکلات ہیں۔ اب آپ سوچ لیں کہ آپ کو احمدی ہونے کی حیثیت سے کیا کرنا چاہئے۔ دیکھئے کسی کا ایک درخت خشک ہونے لگے تو وہ ہزار فکر اور ہزار کوشش کرتا ہے لیکن ہمارا تو پورا باغ ہے۔ ہمیں تو اسے خشک ہونے سے بچانے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ دیکھئے نیا باغ لگانے میں ہزار عذر ہو سکتا ہے۔ لیکن لگے لگائے باغ کی حفاظت کیلئے کوئی عذر نہیں ہو سکتا ——— ذرا اپنے باغ کی

(باقی بر صفحہ ۔۔)

ہندو دنیا پر ایک نظر

ریاست جموں کشمیر نے مہا سبھائی اور کانگرسی قسم کے ہندوؤں کے شور و غوغا سے متاثر ہو کر اپنے بعض اضلاع کی عدالتوں میں ہندی زبان کے استعمال کی جو غیر دانشمندانہ اجازت دیدی ہے۔ اس پر آریہ ہندو اخبارات بہت خوش نظر آتے ہیں۔ اخبار "پرکاش" اپنی گذشتہ اشاعت میں اس کے متعلق رقمطراز ہے:-

"ہندو پرچار کے پروز پروپیگنڈ کیا۔ تب جا کر کہیں اب تجربہ کے طور پر یہ مطالبہ منظور کیا گیا ہے۔ لیکن ہمیں امید ہے یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوگا"

ہندو پرچار کے پروپیگنڈ کی اصلیت اور علت غائی سے ہم "پرکاش" کی نسبت زیادہ واقف ہیں۔ باقی رہا اس تجربہ کا کامیاب ہونا۔ یہ قطعی ناممکن ہے جو تجربہ دفتر "پرکاش" اور شمالی ہند کے آریہ سماجی حلقوں میں ناکام رہا۔ وہ کشمیر میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ "پرکاش" آریہ سماجیوں کا خالص مذہبی اخبار ہے۔ لیکن پھر بھی اسے ہندی زبان اختیار کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اور جب کبھی وہ بھولے سے اپنا کوئی خاص نمبر اردو کے ساتھ ہندی میں بھی شائع کرتا ہے گھاٹے میں رہتا ہے —— تو پھر کشمیر میں بھلا یہ تجربہ کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے۔ جہاں مسلمان اسّی فیصدی سے بھی زیادہ اکثریت رکھتے ہیں اور ان کے علاوہ ہزاروں بلکہ لاکھوں ہندو، سکھ، عیسائی اور بدھ ہندی زبان کا نام تک سننا نہیں چاہتے۔

ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ آریہ سماج ایک بے اصول جماعت ہے اس کے عوام تو رہے ایک طرف بڑے بڑے آریہ سماجی لیڈر اور اخبارات دیانت و اصول کو عملاً بے معنی چیزیں سمجھتے ہیں۔ بس انہیں اپنی اغراض و خواہشات سے غرض ہے جس چیز میں فائدہ دیکھا اس کی حمایت و تعریف شروع کر دی اور جس میں نقصان نظر آیا اس کی اندھا دھند مخالفت کرنے لگے۔ ایک چیز جو اسلامی حکومتوں اور ریاستوں میں آریہ سماجیوں کے نزدیک بیحد قابل اعتراض ہوتی ہے وہی ہندو ریاستوں اور ہندو صوبوں میں قابل تعریف و تحسین بن جاتی ہے اس کی ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو:-

---

آواگڑھ ایک معمولی سی ہندو ریاست یا شاید جاگیر ہے اس کے راجہ صاحب آریہ سماجی خیالات رکھتے ہیں۔ اور اپنے عقائد کا مظاہرہ کبھی کبھی حاکمانہ انداز میں بھی فرماتے رہتے ہیں۔ اخبار "پرکاش" ۲۲ اکتوبر رقمطراز ہے کہ:-

"مہاراجہ آواگڑھ نے اپنے ایک تازہ فرمان کے ذریعہ ریاست کے ملازمین کے نام حکم جاری کیا ہے کہ رجسٹروں میں سے ذات کا خانہ اڑا دیا جائے۔ نیز ریاست کے مذہبی پرچارکوں کے نام ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ ذات پات اور چھوت چھات کے خلاف پرچار کریں . . . . . اس سے پہلے وہ اپنی ریاست میں مورتی پوجا کی ممانعت کر چکے ہیں مہاراجہ صاحب کی سوشل سدھار سمندھی کوششیں مبارک ہیں؟"

آواگڑھ کی رعایا میں ہر عقیدہ کے لوگ ہوں گے۔ غالباً سب سے زیادہ تعداد سناتن دھرمیوں کی ہوگی، جو ذات پات اور مورتی پوجا کے سختی کے ساتھ پابند ہیں۔ کیا ایک والئے ریاست یا جاگیردار کا ایسا حکم دینا مذہبی آزادی کے منافی نہیں ہے؟ اگر خدانخواستہ کسی اسلامی ریاست میں اس قسم کا کوئی حکم جاری ہو گیا ہوتا تو آریہ سماجی مندروں اور مورتیوں کی حفاظت اور مذہبی آزادی کے نام پر زمین و آسمان ایک کر دیتے۔ گذشتہ دنوں ریاست حیدرآباد کے خلاف ان لوگوں نے جو شورش بپا کی تھی۔ اس میں ان کی ایک شکایت یہ بھی تھی کہ ریاست حیدرآباد میں جدید مندروں کی تعمیر اور پرانے مندروں کی مرمت پر کچھ پابندیاں ہیں۔ لیکن ایک ہندو ریاست میں سرے ہی سے مورتی پوجا کا حکم بند ہے تو آریہ سماجی اس کی تعریف کر رہے ہیں۔ اب انہیں مذہبی آزادی کا خیال تک نہیں آتا۔

اسلام توحید کا سب سے بڑا علمبردار اور بت پرستی کا شدید ترین مخالف ہے۔ آریہ سماجیوں نے توحید کا سبق اسلام ہی سے لیا ہے گو وہ اپنی جبلّی احسان فراموشی کی وجہ سے اس کا اعتراف نہ کریں۔ لیکن اسلام نے کبھی بھی حاکمانہ اقتدار کے ذریعہ بت پرستی کی ممانعت کو جائز قرار نہیں دیا۔ بلکہ وعظ و تبلیغ سے اصلاح کی ہے۔ با ایں آریہ سماجی کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے۔ ہم بت پرستی کے شدید ترین مخالف ہونے کے باوجود راجہ آواگڑھ کے اس طریق عمل کو غلط اور مذہبی آزادی کے منافی سمجھتے ہیں۔ اگر اس کے جواب میں سناتن دھرمی حکمران آریہ سماجی طریق عبادت اور آریہ سماجی عقائد کی اپنے حدود میں ممانعت کر دیں تو یہ راجہ آواگڑھ ہی کی تقلید ہوگی —— افسوس آریہ سماجیوں نے ہمیشہ اپنے اختیارات اور طاقتوں کا استعمال غلط طریق پر کیا۔

اقتباسات

مخالفانہ اُردو کا غیر معقول رویّہ

اس ملک کی زبان اُردو کشمیر و نیپال و سرحد اور ترکستان اور چین تک برابر پہنچ رہی ہے ذرا کوشش ہو تو یہ ہندوستانی زبان نہ صرف ہندوستان کی بلکہ ایشیا کی بین الاقوامی زبان ہو سکتی ہے یہ صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے فخر اور خوشی کا سرمایہ ہے افسوس ہے کہ اتنی کھلی ہوئی حقیقت ہمارے ہم وطنوں میں سے اس طبقہ کی سمجھ میں نہیں آتی [illegible] برس سے ہندوستان کی چار دیواری میں اس طرح بند ہیں کہ اس کے باہر جھانکنا بھی نہیں چاہتے [illegible] پر مسلمانوں کا بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے ہندوستان کو دنیا کا حصہ بنا دیا۔ اور ہندوستان [illegible] دنیا کو اور دنیا کو ہندوستان سے مالامال کر دیا۔

لیکن اس روشنی کے عہد میں جب ساری دنیا ایک گھر کی حیثیت میں ہو گئی ہے اس بات [illegible] کی جا رہی ہے کہ پھر ہندوستان کو ساری دنیا سے الگ کر لیا جائے۔ اس کوشش کا نمونہ وہ تحریک ہے جس کا منشا یہ ہے کہ ہندوستان کی مصنوعی عام زبان وہ ہندی بنائی جائے جس کی بنیاد [illegible] پر ہو، اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ دکن، مدراس اور بنگال کے ہندوؤں کی صوبہ وار زبانیں چونکہ سنسکرت مادہ سے بنی ہیں، اس لئے سنسکرتی ہندی ہی ان کی عمومی ملکی زبان ہو سکتی ہے۔

الٰہ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر جھا نے ۱۱ ستمبر ۱۹۳۹ء کو گوالیار میں مہاراجہ [illegible] کی موجودگی میں ایک مجلس میں اس پر تقریر فرمائی ہے کہ سنسکرتی ہندی ہی ہندوستان کی عمومی زبان ہو سکتی ہے اور اسی پرانی دلیل کو دوبارہ دوہرایا ہے۔ ہمارے نزدیک لائق پروفیسر نے یہ تقریر ایک آنکھ بند کر کے ارشاد فرمائی ہے اور یہ سمجھ لیا ہے کہ آٹھ کروڑ مسلمان جو نظری اور مجبوری کے طور سے نہیں بلکہ عملاً اُردو کو ہندوستانی زبان بنا چکے ہیں، ہندوستان میں موجود نہیں، پھر انہوں نے دکن اور مدراس کی طرف تو دیکھا مگر بلوچستان، سرحد، کشمیر، سندھ اور پنجاب کی طرف غور نہیں فرمایا، کیا ان کی زبانیں ہندوستان کی [illegible] زبان میں کوئی حصہ نہیں رکھتیں ——؟

اور سنسکرت کیساتھ مدراس کا نام لیکر تو غضب ہی کیا گیا ہے، مدراس بلکہ دکن و میسور تک کا پورا علاقہ دراوڑی قوموں اور زبانوں کا مسکن ہے جو آریہ قوم اور سنسکرت زبان سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتیں [illegible] ملکوں میں ہندی کے خلاف جو تحریک پھیل رہی ہے اس کا منشا بھی یہی ہے کہ ہندوستان کے پرانے اصلی باشندے یہ نہیں چاہتے کہ سنسکرتی ہندی کو اپنی زبان بنا کر آریہ ہندوؤں کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالیں اور اپنے کو ہندوستان سے فنا کر دیں اور ہندوستانی اُردو سے اُن کو یہ ڈر نہیں۔

اس کے بعد الٰہ آباد یونیورسٹی کے سنسکرت ریڈر پروفیسر سکسینہ کا ایک تازہ مضمون اس [illegible] اور تنگ ذہنیت کا نمونہ ہے، اُردو تو اُردو ہندوستانی تک سے اُن کو اس لئے اختلاف ہے کہ وہ اس [illegible] اُردو کے معنی میں ہے اور اسی لئے سرکار بہار کی ہندوستانی کمیٹی کی ممبری سے انہوں نے استعفا دیا ہے اور اپنا استعفا اخباروں میں چھپوایا ہے۔ موصوف اپنے پیشہ اور خدمت کے لحاظ سے بے شبہ سنسکرت کے عالم ہیں مگر کیا سنسکرت کے ان عالموں کو عربی اور فارسی کے عالموں کے اس ایثار، صلح پسندی اور رواداری سے کچھ سبق نہیں مل سکتا جو اپنے اپنے رتبہ سے نیچے اتر کر ہندوستانی کی خدمت کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں، اسی قسم کی محدود اور تنگ ذہنیتیں ہر دور میں ہندوستان کی بربادی کا سبب ہوئی ہیں اور آگے بھی ہوں گی، اور حقیقت یہی ہے جیسا کہ سر تیج بہادر سپرو نے اپنی کشمیر کی بہادرانہ تقریر میں کہا کہ اُردو ہندوؤں اور مسلمانوں کی مادری زبان ہے جو بزرگوں کی ہزار سالہ محنت اور محبت کی یادگار ہے، جو لوگ اس زبان کو مٹانا چاہتے ہیں وہ اس ہزار سالہ محنت اور محبت کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ (معارف)

کمزور کی زندگی

جب جاپانی طیارے کینٹن پر حملہ آور ہوئے تو شہر میں قیامت مچ گئی، ہزار ہا مکانات منہدم ہو گئے، ہزار ہا آدمی ملبہ کے نیچے دب گئے، گلیوں اور بازاروں میں مقتولوں کا فرش بچھ گیا، ہزار ہا زخمی مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپتے نظر آتے تھے مگر کوئی نہیں تھا جو ان کو کفن دیے یا زخم پر مرہم لگائے! اسی وقت بیشمار جاپانی طیاروں نے جب آس پاس کے علاقوں پر بمباری شروع کر دی تو ہزاروں دیہاتی مرد اور عورتیں پناہ لینے اور جان بچانے کی امید میں کینٹن کی طرف دوڑے مگر یہاں پہنچ کر جب انہیں ہر طرف نعشوں کے انبار اور زخمیوں کے ہجوم نظر آئے تو وہ تباہی اور غارتگری کا یہ ہولناک منظر دیکھ کر تھرا اٹھے۔ اب ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ تھی نہ ان کا دم شہر میں رکتا تھا اور نہ دیہات کی طرف بڑھتا تھا، کوئی بھی شخص یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ اس قیامت میں انسانیت پر کیا مصیبت گذری ! (ایک سیاح کا خلاصہ بیان)

یہ غریب غیر منظم اور کمزور قوم کی زندگی کا ایک عبرتناک انجام ہے مطلب یہ کہ اس دنیا میں تمہیں طاقتور اور قابل ہونا چاہیئے، پھر تم کسی کمزور قوم کی بےعزتی کر سکتے ہو، اسے لوٹ سکتے ہو، گھروں سے نکال سکتے ہو، جلا سکتے ہو، قتل عام کر سکتے ہو، اور با ایں ہمہ اہل دنیا کی نظروں میں مہذب، متمدن، امن پسند اور ترقی یافتہ [illegible]

مراسلات

سرکاری اعلان

زائرین عراق و حجاز کے لئے نئے قواعد

عراق یا عراق کے راستہ سے حجاز جانے والے زائرین میں محتاجی کے انسداد کے متعلق بعض تدابیر رائج کرنے کے امکان پر کچھ عرصہ سے حکومت ہند غور کر رہی ہے۔ جو زائرین براہ راست بحری راستہ سے زائرین کے جہازوں میں حجاز کا سفر کرتے ہیں۔ انہیں یا تو جہاز کا واپسی ٹکٹ دکھانا پڑتا ہے یا حجاز سے ہندوستان تک واپسی کرایہ کی رقم پیشگی جمع کرانا پڑتی ہے۔ اس لئے جہاں تک ان کا تعلق ہے۔ محتاجی کا کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ لیکن ایسے زائرین کے علاوہ ایسے اشخاص بھی ہیں جو ایران اور عراق یا عراق کے راستہ سے حجاز کی زیارت کے لئے اپنا سفر اختیار کرتے ہیں اور اب حکومت ہند کی تجویز ہے کہ براہ راست بحری راستہ سے حجاز کی زیارت کے متعلق نافذ الوقت طریق کو بعض ترامیم کے ساتھ ان پر عائد کیا جائے۔ یہ طریق ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:۔

(۱) ایران اور عراق یا عراق کے راستے سے حجاز جانے والے زائرین کو مقررہ فارموں پر "پلگرم پاسوں" کے لئے درخواست کرنا پڑے گی جو پنجاب میں مختلف ڈپٹی کمشنروں کے دفاتر سے دستیاب ہوں گی۔

(۲) ہر زائر کو پلگرم پاس دیئے جانے سے پہلے یا تو ہندوستان سے عراق تک کے سفر کا ایک واپسی ٹکٹ پیش کرنا ہوگا یا ہندوستان میں پلگرم پاس دینے والے حاکم مجاز کے پاس اپنے متعلق اور اپنے خاندان کے ہر ایسے فرد کے لئے جس کی عمر دس سال یا اس سے زیادہ ہو ساٹھ روپیہ فی کس کے حساب سے یا دس سال سے کم عمر بچوں کے لئے تیس روپیہ فی کس کے حساب سے رقم جمع کرانا ہوگی۔ یہ طریق اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ واپسی کی صورت میں خرچ پورا ہو جائے۔

(۳) فقرہ (۲) کے ماتحت زائر جو رقم جمع کرائے گا۔ وہ روپیہ وصول کرنے والا حاکم مجاز اس کے پلگرم پاس پر درج کر دے گا۔

(۴) ڈیپازٹ کی رقم کا انتظام کرنے کے لئے پورٹ حج کمیٹی کراچی بطور سنٹرل ایجنسی کام کرے گی۔ اور تمام رقوم پلگرم پاس جاری کرنے والے حکام مجاز کی طرف سے کمیٹی مذکور کے نام جمع کرا دی جائیگی۔

(۵) درخواست کئے جانے پر پورٹ حج کمیٹی کراچی امانتی رقم کو زائر یا اس کی طرف سے قانونی طور پر نامزد کردہ شخص یا نمائندہ کو واپس کر دے گی بشرطیکہ کمیٹی مذکور کو اس بارہ میں اطمینان بخش طریق پر ثبوت مہیا ہو جائے کہ

(الف) امانت کی رقم جمع کرانے کے بعد زائر ہندوستان سے روانہ نہیں ہو سکا۔ یا

(ب) پلگرم پاس کے اجرا کی تاریخ سے دو سال کے اندر زائر اپنے خرچ پر ہندوستان واپس آگیا ہے یا

(ج) زائر عرصہ مصرعہ (ب) کے اندر فوت ہو گیا۔

(۶) اگر پلگرم پاس کی تاریخ اجرا سے دو سال کے اندر زائر ہندوستان واپس نہ آئے تو رقم امانت حکومت کے حساب میں جمع کر دی جائے گی۔

(۷) رقم امانت کی واپسی کے لئے درخواستیں پلگرم پاس کی تاریخ اجرا سے دو سال کے اندر پورٹ حج کمیٹی کراچی کو بذریعہ تحریر بھیجنی چاہئیں۔ اگر ایسی کوئی درخواست نہیں بھیجی گئی تو یہ رقم حکومت کے نام جمع ہو جائے گی۔ لیکن پورٹ حج کمیٹی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مقررہ مدت گزر جانے کے بعد بھی خاص درخواستوں پر غور کرے۔ اور اگر قواعد کے ماتحت حقوق تسلیم کئے جا سکتے ہوں۔ تو امانت کی رقم واپس کرنے کی منظوری دے۔

امید ہے کہ ان تدابیر کی بدولت زائرین ان تکالیف اور مشکلات سے بچ جائیں گے جو انہیں ایک غیر ملک میں روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے اٹھانی پڑتی ہیں۔

زائرین کی سہولت کے لئے پلگرم پاس حاصل کرنے کے واسطے مفصل درخواستوں کے فارم انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں چھاپنے کے متعلق انتظامات کئے گئے ہیں۔ یہ فارم زائرین کے لئے تازہ ترین ہدایات کے ہمراہ پنجاب میں مختلف ڈپٹی کمشنروں کے دفاتر سے دستیاب ہوں گے۔

زائرین کو چاہیئے کہ وہ اپنی عکسی تصاویر اس جگہ پر چسپاں کریں جو پلگرم پاس کے صفحہ ۳ پر اس غرض کے لئے رکھی گئی ہے۔

اے۔ ڈی۔ آسکوتھ

ہوم سکرٹری پنجاب گورنمنٹ

—— لندن ۲۸ راکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پولینڈ کے جن علاقے پر روس نے قبضہ کیا ہے۔ اس میں احکام جاری کر دیئے گئے ہیں کہ کسی سکول میں مذہبی تعلیم نہ دی جائے۔

—— پٹنہ ۲۹ راکتوبر۔ صوبہ بہار کی کانگرسی وزارت ۳۱ راکتوبر کو مستعفی ہونے کی تیاریاں کر رہی ہے آج صبح گورنر نے مسٹر حسین امام سے ملاقات کی۔

رفتار عالم

—— مدراس ۲۷ راکتوبر۔ کانگرس کے فیصلہ کے مطابق صوبہ مدارس کی وزارت مستعفی ہو گئی۔

—— لندن ۲۶ راکتوبر۔ آج دار العوام میں وائسرائے کے اعلان پر بحث شروع ہوئی۔

—— صوفیا ۲۵ راکتوبر۔ بلغاریہ کی وزارت نے پارلیمنٹ توڑنے کا حکم دے دیا۔ پارلیمنٹ کے عام انتخابات غالباً ماہ دسمبر میں ہوں گے۔

—— کراچی ۲۶ راکتوبر۔ لندن میں نوآبادیات کے وزراء کی کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے آج سر محمد ظفر اللہ خاں ہوائی جہاز کے ذریعہ عازم لندن ہو گئے۔

—— لاہور ۲۸ راکتوبر۔ علامہ مشرقی نے حکومت یو۔ پی کی شرائط مصالحت کو منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— پشاور ۲۷ راکتوبر۔ باخبر حلقوں کی اطلاع ہے کہ ڈاکٹر خانصاحب۔ وزیر اعظم سرحد نے کانگرس ہائی کمانڈ کے حکم کے ماتحت مستعفی ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اور مسٹر پٹیل کو لکھا ہے کہ سرحد کی وزارت کانگرسی وزارت نہیں بلکہ خدائی خدمتگاروں کی وزارت ہے۔ اگر میں مستعفی ہو گیا تو مسلم لیگ وزارت پر قبضہ کر لیگی۔

—— پشاور ۲۷ راکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر اچاریہ کرپلانی کا ایک تار ڈاکٹر خانصاحب کو موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ وہ ابھی استعفے داخل نہ کریں بلکہ مزید ہدایات کا انتظار کریں۔

—— صوبہ سرحد میں مسلم لیگ بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ اسکی وزارت قائم ہونیکے امکانات پیدا ہو رہے ہیں۔

—— کراچی ۲۸ راکتوبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سکھر نے ان مسلمان رضا کاروں کو جو منزل گاہ پر قابض ہیں۔ عمارت خالی کر دینے کا نوٹس دیا ہے نوٹس میں لکھا ہے کہ اگر انہوں نے عمارت خالی کرنے سے انکار کیا تو حکومت اسے خالی کرانے کیلئے ایسی طاقت استعمال کریگی جو اس مقصد کے لئے ضروری ہوگی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ سر عبد اللہ ہارون دہلی سے واپس آگئے ہیں اور اس بارے میں حکومت سندھ سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔

—— لندن ۲۸ راکتوبر۔ رومانیہ کے ایک تیل کے جہاز کو فرانس کے ساحل سے پرے ایک جرمن جہاز نے ڈبو دیا۔ تمام جہازی جن کی تعداد ۵۰ تھی غرقاب ہو گئے۔

—— انقرہ ۲۹ راکتوبر۔ آج ترکی کی سولہ سالہ جمہوریت کا جشن نہایت شاندار طریق پر منایا گیا۔

—— لندن ۲۸ راکتوبر۔ آج امریکہ کی سینٹ نے غیر جانبداراری کا بل ۶۳ اور ۳۰ ووٹوں کے فرق سے منظور کر لیا۔ فرانس نے اس بل کی منظوری پر بہت مسرت کا اظہار کیا ہے۔

—— لندن ۲۸ راکتوبر۔ آجکل لندن میں برطانیہ اور روس کے تجارتی معاہدہ کیلئے گفت و شنید ہو رہی ہے۔

—— نئی دہلی ۲۸ راکتوبر۔ مہاراجہ پٹیالہ نے اعلان کیا ہے کہ وائسرائے کا اعلان نیک نیتی پر مبنی ہے کانگرس اس اعلان کو سمجھ نہیں سکی۔

—— لندن ۲۸ راکتوبر۔ امریکہ کے مال والے ... جس جہاز کو جرمنی نے گرفتار کیا تھا اب اسے روسی بندرگاہ سے امریکہ روانہ کر دیا گیا ہے۔

—— پشاور ۲۸ راکتوبر۔ صوبہ سرحد کی کانگرس کمیٹی نے اپنے کل کے اجلاس میں اپنی ورکنگ کمیٹی کو پورے پورے اختیارات دے دیئے ہیں اور اس کو وار کونسل میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

—— لکھنؤ ۲۸ راکتوبر۔ یو۔پی میں مسلم لیگ اور حزب مخالف کے لیڈر چوہدری خلیق الزمان نے کل گورنر یو۔پی سے ملاقات کی۔

—— سری نگر ۲۸ راکتوبر۔ آج سری نگر میں اس موسم میں پہلی بار برفباری ہوئی۔

—— لندن ۲۸ راکتوبر۔ آج بھی برطانوی طیاروں نے جنوبی جرمنی پر پرواز کی۔ تمام طیارے واپس آگئے۔

—— نئی دہلی ۲۸ راکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ ہفتے کے آغاز میں مسٹر گاندھی مسٹر جناح اور دوسرے لیڈروں کو وائسرائے سے ملاقات کے لئے بلایا جائے گا۔ غالباً آج دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں گے۔ ہونیوالے مذاکرات سے پیشتر کانگرسی وزارتوں کے استعفے منظور نہیں کئے جائیں گے۔

—— لاہور ۲۸ راکتوبر۔ حکومت یو۔ پی۔ نے جو شرائط صلح قبل ازیں علامہ مشرقی کے سامنے پیش کی تھیں ان کے مسترد ہونے کے بعد حکومت یو۔ پی کیطرف سے علامہ صاحب کو گفتگوئے مصالحت کیلئے دعوت موصول ہوئی۔ چنانچہ آپ لکھنؤ تشریف لے گئے ہیں۔

—— پیرس ۲۹ راکتوبر۔ پیرس کی نشرگاہ سے یہ ہیجان خیز اور تشویش انگیز اعلان کیا گیا ہے کہ شاید روس رومانیہ اور ترکی پر حملہ کرنیوالا ہے۔

—— پیرس ۲۹ راکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ برطانوی جنگی طیارے جرمنی پر حملہ کے لئے بالکل آمادہ تیار ہیں۔ حملہ کے وقت جرمنی کے فوجی کیمپوں۔ بارود کی فیکٹریوں اور بحری و فضائی مستقروں کو نشانہ بنایا جائے گا۔ حملوں سے پہلے یہ دیکھا جائیگا کہ جرمنی کا آئندہ قدم کیا ہوتا ہے۔

—— لندن ۲۹ راکتوبر۔ آج عصر کے وقت سکاٹ لینڈ کے مغربی ساحل کے قریب دشمن کے طیارے دیکھے گئے لیکن وہ حملہ نہ کر سکے کیونکہ برطانوی طیاروں نے انہیں مار بھگایا۔

تار کا پتہ مسلمان لاہور

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ھوشیار پوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
زیر اہتمام ... ہوشیار پوری پرنٹر پبلشر
دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

جلد ۲۷ — نمبر ۶۷

لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۱۲ رمضان ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۳۹ء

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت نبی کریم صلعم کی حقانیت کی دو زبردست دلیلیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی پہلی دلیل تو یہی ہے کہ جس وقت آپ تشریف لائے وہ وقت چاہتا تھا کہ "مردے از غیب برون آید و کارے بکند" اس کی طرف قرآن کریم کی اس آیت میں اشارہ ہے وبالحق انزلناہ وبالحق نزل پس خوب یاد رکھو کہ مامور من اللہ کی سچائی کی شناخت کی پہلی دلیل یہی ہوتی ہے کہ وہ ضرورت کے وقت آتا ہے۔ اس کے وقت پر غور کی نگاہ ڈالی جائے اور سوچا جائے کہ کیا اس وقت کسی مرد آسمانی کے آنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر ایک شخص نہروں اور متعدد کنوؤں کی موجودگی میں پھر اسی جگہ . . . . . ایک اور کنواں لگاتا ہے تو صاف کہنا پڑتا ہے کہ وہ شخص وقت اور روپیہ کا خون کرتا ہے لیکن اگر وہی شخص ایسے ایک جنگل و بیابان میں کنواں لگاتا ہے جہاں پانی نایاب ہو تو اس کا یہ خیال دانائی پر مبنی اور مستحسن سمجھا جائیگا آنحضرت جس طرح ایک جنگلی زمین میں پیدا ہوئے اسی طرح ایسے وقت پیدا ہوئے جبکہ ہر طرف روحانی جنگل تھا۔ عرب میں اگر جسمانی اور روحانی انہار نہ تھیں تو دیگر ممالک . . . بھی روحانی نہروں کے نہ ہونے کے سبب . . . . . ہلاک ہو چکے تھے اور زمین مردہ ہو چکی تھی۔ اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا یعنی یہ بات تمہیں معلوم ہے کہ ساری زمین مر چکی تھی اور اب اللہ تعالیٰ اسے نئے سرے سے زندہ کرتا ہے۔ پس یہ زبردست دلیل ہے آنحضرت صلعم کی سچائی پر کہ آپ ایسے وقت میں آئے کہ ساری دنیا عام طور پر بدکاریوں اور بداعتقادیوں میں مبتلا ہو چکی تھی اور حق و حقیقت اور توحید و پاکیزگی سے بالکل خالی ہو چکی تھی۔

پھر دوسری دلیل آپ کی سچائی کی یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے گئے جب آپ اپنے فرض رسالت کو پورے طور پر ادا کر کے کامیاب و بامراد ہو چکے تھے حقیقت میں جس طرح مامور من اللہ کیلئے پہلے یہ بات دیکھنی ضروری ہوتی ہے کہ آیا وہ ضرورت کے وقت آیا ہے یا نہیں اسی طرح یہ دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے فرض منصبی میں کامیاب بھی ہوا ہے یا نہیں۔ آیا اس نے ان بیماروں کو تندرست بھی کر دیا ہے یا نہیں جن کے علاج کیلئے وہ بھیجا گیا تھا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور فرائض میں مصروف ہیں۔

— حضرت ممدوح ۱۳ اکتوبر کو حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی معیت میں اوکاڑہ تشریف لے گئے اسی روز واپس ممل میں آ گئے۔

— ۱۰ نومبر کی صبح کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ صوبہ سرحد کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ انشاء اللہ ۲ نومبر تک واپس آئیں گے۔ مسعود بیگ صاحب اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ و تحصیل بھی اسی روز شام کو ... ہو گئے۔ راولپنڈی میں حضرت امیر کے ساتھ جا ملے ہونگے۔ ...

— مرکز سے متعدد مبلغ صاحبان مختلف جماعتوں میں پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب انکی ہر ممکن امداد فرمائیں۔

— جناب میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ریلوے ... تا حال علیل ہیں۔ گو پہلے سے افاقہ ہے۔ موصوف کی صحت کامل کیلئے خاص طور پر احباب دعا کریں۔

— جناب غلام قادر صاحب اہل باقی نویس شورکوٹ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ مبارکباد عرض ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو نیک بخت کیساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ غلام قادر صاحب نے اس مسرت میں مبلغ پانچ روپے کا انجمن کیلئے وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

— جناب ملک امر الٰہی صاحب (کنجاہ ضلع گجرات) اکو منیع ... اطلاع دیتے ہیں کہ انکے ۲۵ سالہ نوجوان صاحبزادے ملک عبدالکریم صاحب طویل علالت کے بعد ۲۰ اکتوبر کو انتقال ہو گیا! انا للہ وانا الیہ راجعون ... صاحب موصوف اور انکے خاندان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

رمضان کی غرض دلوں میں انقلاب پیدا کرنا ہے

تعلق باللہ سے خدائی طاقتوں کی جلوہ فرمائی

{ از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ }

ماہ رمضان کی خصوصیت

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی للناس .... لعلھم یرشدون ۔ (البقرہ ۲ - ۸۶ - ۱۸۰)

ان آیات میں روزوں کے احکام کے علاوہ بتلایا گیا ہے کہ ماہ رمضان کو ایک بہت بڑی خصوصیت یہ حاصل ہے کہ اس میں قرآن جیسی عظیم الشان کتاب نازل ہوئی۔ اس زمانہ میں ان تحریکات کو بڑی قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جن کا اثر عوام ان تک پہنچ جائے۔ کیونکہ اس طرح عوام الناس کے قلوب میں ایک انقلاب پیدا ہو جاتا ہے لیکن یہ آسان بات نہیں اور بالکل انسان کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ انسانوں کے قلوب اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ بعض اوقات اچھی اچھی تحریکیں جاری ہوتی ہیں اور عام نہیں ہوتیں۔ ان کا اثر خاص لوگوں اور خاص حلقوں کے اندر ہی محدود رہتا ہے عوام الناس کو ان کی خبر بھی نہیں ہوتی۔

قرآن اور رمضان دلوں میں انقلاب پیدا کرتے ہیں

قرآن اور رمضان کا ذکر اس لئے بھی اکٹھا کیا گیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں انسان کے اندر زبردست انقلاب پیدا کرنیوالی ہیں۔ تمہارا ایک عزیز سے عزیز دوست ہو جس کے دل میں تمہارا احترام بھی ہو لیکن اگر تم اس کو پچھلی رات جگانا چاہو اور یہ کہو کہ وہ سات آٹھ بجے جو چائے پیتا ہے اور گیارہ بجے جو کھانا کھاتا ہے وہ چند گھنٹے قبل صبح کے چار پانچ بجے کھا لیا کرے۔ تم اس کو اس بات کو آمادہ نہیں کر سکو گے۔ لیکن رمضان کے آتے ہی مسلمانوں میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہو جاتا ہے مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں، ہندوستان میں ہوں یا عرب افغانستان و ایران میں۔ ایشیائی ممالک میں ہوں یا یورپ امریکہ میں یا ان جزائر یا غیر معروف علاقوں میں جن کا نام بھی ہمیں معلوم نہیں غرضیکہ دنیا کے ہر ایک حصہ میں ماہ رمضان کا چاند نمودار ہونے کے ساتھ ہی وہ اپنے اندر عظیم الشان انقلاب پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ لوگ جو صبح آٹھ آٹھ اور نو نو بجے اٹھنے کے عادی ہیں۔ تین تین چار چار بجے اٹھکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اپنے کھانے پینے کے اوقات تبدیل کر دیتے ہیں اور سارے دن کی بھوک پیاس کو برداشت کرنے لگتے ہیں۔

قرآن کا پیدا کردہ انقلاب

اسی انقلاب پیدا کرنیوالے مہینے میں قرآن کریم نازل ہوا۔ گویا ماہ رمضان قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے اور پھر قرآن کریم نے دنیا میں جو انقلاب پیدا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس نے بیشمار قوموں اور ملکوں کے عقائد، طریق عبادت، خیالات، رسم و رواج، زبان، رسم الخط، تمدن و معاشرت، لباس اور خوراک کو تبدیل کر دیا اور یہ تبدیلی اس قدر عظیم الشان ہے جو انسانی طاقت سے قطعاً بعید ہے۔ اس کو پیدا کرنا یقیناً خدائی ہاتھ کا کام ہے۔ بیشک خدا نظر نہیں آتا، لیکن جب خدا کی صفات کا جلوہ نمودار ہوتا ہے وہ اسقدر نمایاں ہوتا ہے کہ آنکھوں والے تو ایک طرف رہے بغیر آنکھوں والے بھی اسے دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔

کائنات کی ہر شئے میں خدا جلوہ ہے

ویسے تو خدا کی ہستی کا جلوہ کائنات کی ہر چیز میں نظر آتا ہے ایک درخت اور اس کے ایک ایک پتے اور ہر ایک رگ ریشہ میں گھاس کے ایک ایک تنکے میں خدا کی شان نظر آتی ہے۔ پھر پہاڑ ہیں، سمندر اور دریا ہیں، ہماری یہ زمین جس پر ہم بستے ہیں۔ پھر زمین کا ماں باپ ہے یعنی جہاں سے زمین نکلی ہے۔ کیونکہ سائنس نے ثابت کیا ہے کہ زمین سورج یا کسی سیارے کا ایک حصہ ہے۔ یہ ساری چیزیں خدا کی ہستی کی مظہر ہیں لیکن خدا کا سب سے زبردست جلوہ انسان کی ہستی کے اندر نمودار ہوتا ہے یہ کوئی عجیب بات یا فرضی بات نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے اسی طرح خدا کا وہ جلوہ جو اس کے اندر نمودار ہوتا ہے باقی سب جلوؤں سے زیادہ افضل اور زبردست ہوتا ہے۔ بیشک کائنات کی دوسری چیزوں میں پیدا ہونیوالی تبدیلیاں بھی بڑی زبردست ہوتی ہیں جن کی وجہ سے خدا کی ہستی کا یقین ہو جاتا ہے۔ زمین کے کسی ٹکڑے کا ہل جانا۔ دریاؤں اور سمندروں میں طوفان کا برپا ہو جانا۔ ہواؤں کی تیزی و تندی یہ سب خدا کے جلوے ہیں لیکن جب انسان کے دل میں اللہ کی خشیت پیدا ہوتی ہے اور وہ دل اس کی وجہ سے ہلتا اور کانپتا ہے تو یہ خدائی صفات کا سب سے بڑا جلوہ ہوتا ہے۔

قرآن کی طاقت

انسان کا دل ایک کیا سینکڑوں پہاڑوں سے بھی زیادہ زبردست چیز ہے اور اس قرآن کے آگے ہر زمانہ میں ہزاروں اس قسم کے پہاڑ گرتے رہے ہیں اور گرتے رہیں گے اور اس زمانہ میں بھی گر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں جو آتا ہے لوانزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعًا متصدعًا من خشیۃ اللہ ۔ یعنی قرآن اتنی بڑی عظیم الشان طاقت ہے کہ اگر ہم اسے پہاڑوں پر نازل کرتے تو وہ بھی خدا کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ یہاں بھی پہاڑ دل مراد انسانی دل ہی ہیں۔ اس زمانہ میں بھی جبکہ مادی ترقیات انتہا کو پہنچ گئی ہیں خدائی صفات قرآن کریم کی طاقت کی شکل میں اپنی شان دکھلائیں گی۔

خدائی طاقتوں کی جلوہ فرمائی کے لئے اس سے تعلق پیدا کرو

لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ تم خدا کے ساتھ تعلق پیدا کر کے خدائی طاقتوں کو ظاہر کرنے کا موجب ہو۔ کیونکہ خدائی طاقتوں کو جلوہ فرما دیکھنے کا واحد ذریعہ تعلق باللہ ہے۔ جب انسان کے اندر خدائی جلوہ نمودار ہوتا ہے تو پھر اس کے آگے مادی طاقتیں خود بخود جھک جاتی ہیں۔ جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ رمضان کا مہینہ قرآن کریم کی گویا سالگرہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ تم اس مہینہ میں ایک مجاہدہ کر کے خدائی طاقتوں کو ظاہر کرو۔ یہ بوجھ انسان پر اس لئے ڈالا گیا ہے کہ انسان کا تعلق خدا کے ساتھ بڑھے۔

خدا انسان کے بہت قریب ہے

خدا انسان کے بہت قریب ہے۔ انہی آیات میں جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب (اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو بیشک میں قریب ہوں) یہ غلط ہے کہ خدا تعالیٰ انسان سے بہت دور ہے اور عرش پر ہی بیٹھا ہوا ہے بلکہ قرآن کریم میں تو بار بار آتا ہے کہ خدا انسان کے بہت قریب ہے مثلاً ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (اور ہم اس سے اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں) انسان کا قرب جو اپنی جان سے ہے وہ بھی ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔ مگر خدا فرماتا ہے کہ جس قدر تم اپنی جان سے قریب ہو اس سے بھی میں تم سے زیادہ قریب ہوں۔ ایک جگہ قرآن کریم میں آتا ہے فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذٍ تنظرون ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون (سورۃ الواقعہ) ترجمہ: تو کیوں نہیں جب روح گلے میں آپہنچتی ہے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم تمہاری نسبت اس سے قریب تر ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے) یہاں فرمایا کہ میں تمہاری جان سے اس قدر قریب ہوں کہ تم بھی اتنے قریب نہیں لیکن باوجود اس قدر قریب ہونے کے تم دیکھتے نہیں کیونکہ وہ عالم دوسرا ہے۔

خدا کے قرب سے کیا مراد ہے؟

تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا ہر وقت اور ہمیشہ انسان کے قریب تر ہے تو پھر اس کے کیا معنی ہوئے کہ خدا کا قرب حاصل کرو۔ اس پر اس قدر زور کیوں دیا گیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل پر جو حجابات ہیں ان کو دور کیا جائے۔ یہ باتیں روحانی تجلیات ہیں جن کو انسانی عقل نہیں سمجھ سکتی۔ بیشک خدا انسان کے بالکل قریب ہے لیکن انسان خود ہی اس سے دور پڑا ہوا ہے۔ انسان کا خدا سے قرب حاصل کرنا یہی ہے کہ وہ حجاب جو اس کو خدا کے دیکھنے سے روکتے ہیں وہ دور ہوں۔ دل کے حجابات کو دور کرنا ہی اس کا قرب ہے۔

حجابات دور کرنے کیلئے مشقت اٹھاؤ

یہ حجابات کس طرح دور ہوتے ہیں۔ اس کے کیا طریق ہیں؟ اس کے طریق یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھوک پیاس برداشت کرو کچھ محنت مشقت اٹھاؤ سارا قرآن اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ آسائش کی زندگی انسان کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔ احادیث سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً غرباء کا بہشت میں پہلے داخل ہونا۔ امیروں کی حالت دیکھ لو۔ ان کو بہت کم خدا کی یاد آتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ خدا کے راستہ میں مشقت برداشت کرنے کے معنی بھوک پیاس برداشت کرنا ہی نہیں۔ آجکل کے روزوں میں تو یہ بھی میسر نہیں آتا۔ شام کو جس وقت روزہ افطار کیا جاتا ہے تو معلوم نہیں ہوتا کہ روزہ رکھا تھا۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ کسی اور ذریعے سے مشقت کو برداشت کیا جائے۔

شب بیداری کی مشقت اور اعضاء پر پابندی

اس لئے اللہ نے رات کا اٹھنا رکھدیا۔ خیرات رکھدی۔ آنکھ کان، اور زبان پر پابندیاں لگادی گئیں۔ جھوٹ اور فحش باتوں اور غیبت سے روک دیا گیا جب کسی کی زبان رک جائے وہ بہت امن میں ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو اپنی زبان کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں ـــــــ آؤ اسی زبان کو روک کر مجاہدہ کریں۔ انسان کو اپنی بڑائی کا بہت خیال ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی کے سامنے کسی بات میں دبنا نہیں چاہتا، دوسروں کی عیب شماری اور نکتہ چینی اس کا شعار ہے۔ جو شخص ایک مہینے کے لئے اپنی زبان کو روک سکے گا۔ اسے باقی گیارہ مہینوں کیلئے بھی اس پر قابو حاصل ہو جائے گا۔ زبان کو نہ صرف جھوٹ سے روکو بلکہ غیبت اور فحش گوئی، دل آزاری اور عیب بیانی سے بھی روکو۔

امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ کا اقتباس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا عقیدہ
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات
(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نیا ہو یا پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب کے دو ورکع مانا ضروری ہے
(۵) اسلام آخر دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۷ | یوم شنبہ ۲۱ رمضان ۱۳۵۸ ہجری | نمبر ۶۷

لکھنؤ میں شیعہ سُنّی فساد

ذلّت و بربادی کا شرمناک کھیل

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کیا ہے تو اس زمانہ میں وہاں کے عیسائیوں کے درمیان شدید اختلافات موجود تھے۔ ان کا ایک فرقہ دوسرے کا دشمن تھا معمولی معمولی باتوں اور فروعی مسائل پر کشت و خون تک نوبت پہنچ جاتی تھی ــــ شہر کے باہر اسلامی لشکر ڈیرے ڈالے پڑا تھا اور شہر کے اندر دو فرقوں کے پادری اس مسئلہ پر مصروف بحث تھے کہ فلاں مذہبی رسم میں جو روٹی استعمال ہوتی ہے وہ خمیری ہونی چاہئے یا فطیری ــــ اس بحث مباحثہ نے بہت جلد خونریز کشمکش کی شکل اختیار کر لی جس نے مسلمانوں پر فتح کے دروازے کھول دیئے۔

عیسائیوں کا یہ اختلاف کس قدر مضحکہ خیز اور احمقانہ تھا اور اس کا نتیجہ ان کے لئے کس قدر تباہ کن ہوا ــــ لیکن افسوس آج کل ہندوستان میں مسلمان اس سے زیادہ تباہ کن اور مضحکہ خیز اختلافات میں مبتلا ہیں۔ بڑی سے بڑی ذلت و بربادی بھی ان کی آنکھیں نہیں کھول سکی۔ مثال کے طور لکھنؤ کے شیعہ سنّی اختلافات ہی کو لیجئے عرصہ سے وہاں شیعہ سنی ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں متعدد فسادات ہو چکے ہیں جن میں بیسیوں آدمی ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ فسادات اور سول نافرمانی کے ہنگاموں میں گرفتاریوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے۔ مالی نقصان کا تو کچھ اندازہ ہی نہیں۔ یو۔پی کی کانگرسی حکومت نے ان اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں پر نہایت ذلّت خیز پابندیاں عائد کی ہیں ــــ دردمند مسلمان اس صورت حالات پر رو رہے ہیں اعتبار نہیں رہے ہیں مسلمان قوم تو رہی ایک طرف وہ اسلام پر بھی آوازے کستے رہتے ہیں۔ تازہ خبر یہ ہو کہ ۲ نومبر کو لکھنؤ میں پھر شدید شیعہ سنی فساد ہو گیا۔ کس بات پر ہوا؟ شیعوں نے ایک جلوس نکالا

"یہ جلوس ڈیوڑھی آغا میر سے روانہ ہوا اور پٹیانالہ گلی کے سامنے آ کر رک گیا۔ یہ ساری گلی سنیوں کی آبادی ہے اور انہوں نے خلفائے اربعہ کے نام کی جھنڈیاں لٹکا رکھی تھیں جن پر شیعوں کو اعتراض تھا۔ آخر وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ ان کا جلوس گزر جائے گا بشرطیکہ جھنڈیاں گلی کے اوپر نہ لٹکیں بلکہ عمودی لٹکائی جائیں سُنّی بصد مشکل اس بات پر آمادہ ہوئے۔ تمام جھنڈیاں عمودی حالت میں کر دی گئیں بعض بالکل اتاری گئیں ۱۰ر نومبر کی صبح کو صرف نو یا دس جھنڈیاں باقی تھیں وہ بھی عمودا۔ شیعوں نے ان جھنڈیوں پر بھی جھگڑا کیا اور آخر ان کے علماء نے فتویٰ دیا کہ جھنڈیاں زبردستی اتار دی جائیں۔ شیعوں نے اس فتویٰ پر عمل شروع کیا ہی تھا کہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی ــــ اب آپ فرمائیے کہ جھنڈیوں کا یہ جھگڑا عیسائیوں کی خمیری و فطیری روٹی سے زیادہ مضحکہ انگیز اور احمقانہ ہے یا نہیں؟ اس فساد کا نتیجہ کیا ہوا؟ آخری اطلاع کے مطابق تین مسلمان ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے۔ ۵۰ کے قریب گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں مسلمانوں کے لئے دفعہ ۱۴۴ اور کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہو۔ پانچ پانچ سے زائد مسلمانوں کا مجمع خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ شام کے چھ بجے سے ساڑھے چھ بجے صبح تک مسلمانوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ گویا وہ نماز عشاء تراویح اور نماز فجر کے لئے مساجد میں بھی نہیں جا سکتے۔ اس فساد کا ایک بہت بڑا نقصان یہ نظر آتا ہے کہ مصالحت کے امکانات سردست ختم ہو گئے ہیں جو آگ کچھ عرصہ سے مدھم پڑ گئی تھی۔ اب وہ از سر نو پوری تیزی کے ساتھ بھڑک اٹھیگی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ لکھنؤ کے مسلمانوں کی اس حماقت کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مسلمان ان فروعی اختلافات میں اسی لئے الجھے ہوئے ہیں کہ کوئی بڑا مقصد ان کے سامنے نہیں رہا۔ مجدد وقت کا یہ کس قدر احسان ہے کہ انہوں نے ایک بلند مقصد اپنی جماعت کے سامنے رکھکر اس کو فروعی اختلافات میں طاقتیں ضائع کرنے سے بچا لیا ــــ اگر باقی مسلمان بھی غلبہ اسلام اور اشاعت قرآن کے مقصد بلند کو اپنے سامنے رکھیں تو فروعی اختلافات انہیں خود بخود حقیر نظر آئینگے

"محمودی تہذیب"

ہمارے مصر میں مقیم دو نوجوان البانوی دوستوں یعنی مسٹر خلیل اپشیلی اور مسٹر ایوب کردجانے مصری ملانوں کی شدید مخالفت کے مقابلہ میں جس استقامت اور غیرت دینی کا ثبوت دیا ہے اور اپنے تعلیمی مشاغل کے ساتھ ساتھ جس خلوص اور تندہی سے اس ملک میں احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ وہ فی الحقیقت لائق تحسین ہے۔ جیسا کہ قارئین پیغام صلح کو معلوم ہے کہ یہ نوجوان البانیہ سے محض دینی تعلیم و تربیت کی خاطر لاہور آئے اور کئی سال یہاں مقیم رہے۔ اب عربی زبان کی مزید تعلیم کے لئے جامع ازہر میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کے داخل ہوتے ہی ازہری مولویوں کی ایک تنگ نظر جماعت نے احمدیت کی وجہ سے ان کے خلاف ہنگامہ بپا کر دیا اور شیخ ازہر سے پرزور مطالبہ کیا کہ ان البانوی طلبہ کو فوراً جامع سے خارج کر دیا جائے۔ وطن اور مرکز سے ہزاروں میل دور دیار غیر میں استقلال کیسا تھ اس شدید طوفان کا مقابلہ کرنا معمولی بات نہیں۔ لیکن ہمارے محمودی مہربان احمدیت کے ان مخلص مجاہدوں کے خلاف بھی زہر چکانی سے نہیں چوکے۔ ۲۸ر اکتوبر کے "الفضل" میں فلسطین کے محمودی مبلغ مولوی محمد شریف صاحب کی رپورٹ چھپی ہے اس میں مصر کے بھی کچھ حالات درج ہیں جن کی ابتدا مندرجہ ذیل دلآزار الفاظ سے کی گئی ہے:۔

"عرصہ زیر رپورٹ میں دو البانوی پیغامی طالب علم جو کچھ عرصہ لاہور رہ کر دہ گند اپنے ساتھ لائے تھے جوان کو اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے"

یہ اس محمودی مولوی کے الفاظ ہیں جس کو جناب خلیفہ قادیان نے عربی ممالک کیلئے مبلغ مقرر کر رکھا ہو۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ محمودی تہذیب کے یہ نمونے کوئی اچھا اثر پیدا نہیں کر سکینگے۔ ہندوستان میں محمودیوں کی حرکات سے احمدیت کیلئے کافی مشکلات اور غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ اسلامی ممالک میں جو کچھ ہو رہا ہو وہ بھی زیادہ تر انہی کی بے راہ روی غلو اور عملی حالت کا نتیجہ ہو۔ مولوی محمد شریف صاحب کی اس "خوش کلامی" کے جواب میں ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ اب دنیا کو اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ گند کہاں ہو اور اس میں کون لتھڑا ہوا ہے۔ قدرت کا مخفی ہاتھ اصلی حالات کو بے نقاب کر رہا ہے۔ کوئی بڑی سے بڑی غلط بیانی اور ظاہری تقدس کا کوئی دبیز سے دبیز پردہ بھی آئندہ حقائق کو اب زیادہ دیر تک اللہ چھپا نہیں سکیگا۔

آہ! مولانا محمد مبین صاحب داتوی

گذشتہ ہفتہ ہماری جماعت ایک اور مخلص اور بابرکت بزرگ سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو گئی یعنی مولانا محمد مبین صاحب رداتہ ضلع ہزارہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ہماری جماعت کے قدیم رکن اور حضرت مسیح موعودؑ کے قابل ذکر خدام میں سے تھے نہایت ہی بہت اخلاص رکھتے تھے۔ ہمیشہ اپنی استطاعت کے مطابق خاموشی کے ساتھ خدمت دین میں مصروف رہتے۔ آپ کا شمار ان مجاہدین سرحد میں ہو جنہوں نے صداقت کیلئے بہت مصائب برداشت کیں۔ علاوہ ازیں آپ ایک متقی، بلند اخلاق، مہمان نواز اور دوست پرور بزرگ تھے۔ دوستوں کے ساتھ اخلاص اور چھوٹوں پر شفقت آپ کا امتیازی شعار تھا۔ غرضیکہ آپ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ کی وفات فی الحقیقت ایک قومی نقصان ہو۔ اس صدمہ میں ہمیں مرحوم کے اکلوتے صاحبزادے مولوی ابراہیم صاحب اور دیگر عزیز و اقارب سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہو اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعزاز کیساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرکزی ...

شذرات

جلسہ سالانہ

ہمارا سب سے اہم قومی اجتماع جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ مرکز میں اس کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ گذشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول لاہور کے ذمہ جلسہ کا انتظام کیا گیا ہے — ہمیں افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ بہت سے دوست جلسہ سالانہ کی اس اہمیت کو کماحقہٗ محسوس نہیں کرتے جو اسے حاصل ہے — یہ ہمارا عظیم دینی اجتماع اور قومی دربار ہے۔ اس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھی۔ حضرت صاحب کی زندگی میں بلاناغہ یہ اجتماع منعقد ہوتا رہا۔ اور آپ نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں شرکت جلسہ کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ مثلاً ایک جگہ اس کے روحانی و تعلیمی فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

"حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کیجائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا۔ کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت جلشانہ کوشش کی جائے گی۔ (آسمانی فیصلہ)

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بانی جماعت کا جاری کردہ یہ اجتماع اب تک مذکورہ بالا اغراض کو پورا کر رہا ہے۔ دوست تو اس اجتماع سے مستفید و متاثر ہوتے ہی ہیں۔ لیکن ہم ایسے بہت سے مخالفین کو بھی واقف ہیں۔ جن کے خیالات میں اس جلسہ میں شرکت کی وجہ سے انقلاب عظیم آ گیا ہے۔ موجودہ احباب جماعت میں ایک معقول تعداد ان لوگوں کی ہے جن کو جلسہ سالانہ میں شریک ہونے کی وجہ سے ہی قبول صداقت کی سعادت نصیب ہوئی۔

احباب کے فرائض

جلسہ سالانہ کی اہمیت اوپر ظاہر کی جا چکی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد بھی پیش کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں چیزوں کی روشنی میں احباب کے فرائض بالکل واضح ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ کہ ہر ایک دوست کو مع اہل و عیال اس اجتماع میں شرکت کرنی چاہئے اس کے لئے ابھی سے اہتمام ضروری ہے۔ کرسمس کی تعطیلات میں اکثر خاندانوں میں مختلف تقریبات مقرر کر دی جاتی ہیں۔ سیر و تفریح کے پروگرام تجویز ہو جاتے ہیں — بعض دوسرے دنیوی کام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وابستگان سلسلہ کے لئے ضروری ہے کہ جلسہ سالانہ کو مقدم رکھ کر ان سب کے لئے وقت مقرر کیا جائے عزیز و اقارب کو اس کی اطلاع دیدی جائے۔ کم استطاعت احباب کو ابھی سے سفر خرچ کی فراہمی کی فکر کرنا چاہئے۔ تاکہ وقت پر کوئی دشواری نہ ہو۔ ان کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل ہدایت بھی موجود ہے امید ہے وہ اسے ملحوظ رکھیں گے۔

"کم مقدرت احباب کیلئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی اس جلسہ پر حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا تقد سرمایہ میسر آ جاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔"

(آسمانی فیصلہ)

دوسری بات یہ ہو کہ اپنے غیر از جماعت عزیزوں اور دوستوں کو بھی جلسہ پر ساتھ لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر اس بارہ میں کچھ خرچ بھی کرنا پڑے تو حتی الامکان اس سے دریغ نہیں کرنا چاہئے تیسری بات یہ ہے کہ اخراجات جلسہ کیلئے حسب المقدور نقد و جنس کی صورت میں امداد دیں اور اپنے حصہ کی اطلاع جلد از جلد سکرٹری صاحب انجمن یا مہتمم صاحب جلسہ سالانہ کو بھجوا دیں۔

آریہ سماجیوں کی بے اصولی

ہم کئی مرتبہ بتا چکے ہیں کہ آریہ سماج ایک بے اصول جماعت ہے اس کے قول و فعل میں کوئی مطابقت نہیں۔ گذشتہ دنوں آریہ سماجیوں نے ریاست حیدرآباد کے خلاف جو شورش بپا کی تھی۔ اس کی وجہ وہ مذہبی حقوق کا تحفظ و حصول ہی بیان کرتے رہے۔ حالانکہ حیدرآباد میں دیگر مذاہب کے پیرؤں کی طرح آریہ سماجیوں کو بھی مذہبی حقوق پوری طرح حاصل ہیں۔ اس لئے ان کے تحفظ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے لیکن بایں آریہ سماجیوں نے شورش بپا کی اور اس طرح ایک مرتبہ اور دنیا کو اپنی امن شکنی اور اتحاد دشمنی کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اب ریاست بھوپال میں اس قسم کا ہنگامہ بپا کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

ریاست حیدرآباد اور دوسری اسلامی ریاستوں کے متعلق آریہ سماجی جو غلط بیانیاں کرتے ہیں۔ اگر ایک لحہ کیلئے ان کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر بھی سوال ہو سکتا ہے کہ آریہ سماج ان ہندو ریاستوں کے خلاف کیوں خاموش و بے عمل ہے جن میں آریہ سماجیوں پر طرح طرح کی مذہبی و معاشرتی قیود عائد ہیں۔ ریاست نیپال کو دوسرے ہندوؤں کی طرح آریہ سماجی بھی محبت و عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کو دنیا کی واحد آزاد ہندو سلطنت کہا جاتا ہے چند سال ہوئے وزیر اعظم نیپال ہندوستان آئے تھے تو متعدد آریہ سماجی اخبارات نے اپنے خاص نمبر شائع کئے تھے۔ یہ معلوم کر کے ہمیں حیرت ہوئی کہ ریاست نیپال میں آریہ سماجیوں پر شدید مذہبی پابندیاں عائد ہیں حتیٰ کہ کسی کے پاس "ستیارتھ پرکاش" نکل آئے تو اس کو گرفتار کر لیا جاتا ہے لیکن آریہ سماج نے کبھی اپنی "اس واحد آزاد ہندو سلطنت" کے خلاف آواز بلند نہیں کی۔ وہاں مہاشہ کرشن اور مہاشہ خوشحال چند کبھی گئے بن کر نہیں پہنچے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں آریہ سماجی اخبارات کے بیانات کے مطابق ریاست جیند میں آریہ سماجیوں پر "انیائے" ہو تا رہا ہے لیکن اس کے خلاف کبھی ستیاگرہ کا خیال تک نہیں کیا گیا ریاست بھرت پور نے حال ہی میں آریہ سماجیوں پر کچھ پابندیاں عائد کی تھیں۔ لیکن آریہ سماجی معمولی چیخ و پکار مچا کر خاموش ہو گئے — ہندو ریاستوں میں حقیقی شکایات کی موجودگی میں بھی کوئی عملی قدم نہ اٹھانا اور اسلامی ریاستوں میں فرضی شکایات کی بنا پر ہنگامے اور شورشیں بپا کرنا کیا یہ ایمانداروں اور اصول پسندوں کا شیوہ ہے؟ ہمارا یہ سوال ہر ایک آریہ سماجی سے ہے۔

نمائشِ زنانہ دستکاری

۲۱ر اکتوبر کی اشاعت میں ہم نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک مختصر شذرہ لکھا تھا جس میں خواتین سلسلہ سے درخواست کی تھی کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر منعقد ہونے والی زنانہ دستکاری کی نمائش کے لئے چیزوں کی تیاری ابھی سے شروع کر دیں۔ اس کے بعد محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک ضروری اپیل ۲۶ر اکتوبر کے پرچہ میں درج ہو چکی ہے۔ محترمہ بیگم صاحبہ نے خواتین جماعت کو مخاطب کر کے ایک مفید بات لکھی ہے کہ :-

"یہ رمضان مبارک کا مہینہ ہے اور احادیث شریف میں ذکر ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں بالخصوص بہت خیرات فرماتے تھے۔ آپ بھی اس اسوہ حسنہ پر عمل کریں اور اس ماہ میں خاص طور پر دستکاری تیار کر کے اپنے یتیم خانے کے لئے بھیجدیں۔ رمضان المبارک میں بالعموم اور آخری عشرہ رمضان میں بالخصوص عبادات کی جاتی ہیں آپ کا دستکاری بنانا بھی یقیناً عبادت میں شامل ہوگا آپ رات دن اپنے اور بچوں کے کام میں مشغول رہتی ہیں۔ اب چند لمحے خدا کے کام کے لئے بھی نکالئے۔ اور عاقبت کیلئے بھی کچھ زاد راہ بھیجئے۔ اگر آپ پہلے کی بنی ہوئی کوئی چیز اس ماہ میں بھیجدیں یا دستکاری بنانی اس مہینے میں ہی شروع کر دیں، خواہ وہ بعد میں ختم ہو تو پھر بھی آپ کی یہ خیرات رمضان المبارک کی خیرات ہی میں شمار ہوگی اور آپ اللہ تعالےٰ کے حضور میں اجر عظیم کی مستحق ہوں گی۔"

آخری عشرہ رمضان شروع ہو رہا ہے۔ ہر ایک احمدی خاتون اور لڑکی کو اس تجویز پر فوراً عمل کرنا . . . . چاہئے۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ اپنے گھروں میں خواتین تک اس اپیل کو پہنچائیں اور اس پر عمل کی تاکید کریں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ گذشتہ سالانہ جلسہ پر انجمن خواتین نے فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ نمائش دستکاری کی آمد "دار الیتامیٰ فنڈ" میں دی جایا کرے۔ قوم کے یتیموں کی پرورش و تربیت کا کام نہایت ضروری ہے۔ دار الیتامیٰ کا قیام و انتظام جس قدر جلد ہو اسی قدر اچھا ہے اس لئے نمائش دستکاری کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے جسے کسی احمدی خاتون کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

درخواست دعا

جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی صاحبزادی علیل ہیں اپریشن ہوا ہے ان کے لئے دوست دعائے صحت کریں۔

فلسفہ ازواج

اللہ تعالیٰ کی ہستی اور معرفت کے بین دلائل[۱]

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی)

ومن اٰیاتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃً ورحمۃً ان فی ذالک لاٰیاتٍ لقوم یتفکرون
(۳۰ : ۲۱)

ومن اٰیاتہٖ :۔ خدا کی ہستی کے دلائل، اس کی معرفت کے نشانات میں سے واضح دلیل اور کھلا نشان یہ ہے۔ **ان خلق لکم** کہ اس نے تمہارے فائدہ بہتری اور بہبودی کے لئے **من انفسکم ازواجاً**۔ تمہاری نوع یا جنس سے جوڑے پیدا کئے ہیں۔ **لتسکنوا الیھا**۔ تاکہ تم اپنے جذبات میں طوفان کے وقت اپنے جوڑے کے ذریعہ سکون اور حفاظت حاصل کرو **وجعل بینکم مودۃً ورحمۃً** (اس جوڑے کو جس طرح ان کے ماں باپ جہیز اور تحائف دیتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے محبت اور رحمت کا جہیز عطا کیا ہے۔ **ان فی ذالک لاٰیاتٍ لقوم یتفکرون**۔ یوں کہنے کو تو یہ ایک چھوٹی سی بات ہے مگر اس کے اندر بکثرت نشانات۔ دلائل اور معرفت الہیٰ کے اسباق غور اور فکر کرنے والی قوم کے لئے موجود ہیں۔

کائنات عالم پر غور اور فکر کرنے کے کئی ایک فلسفیانہ طریق ہیں۔ مگر ایک عام اور سادہ پہلو وہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی محولہ بالا آیات میں کیا گیا ہے کہ اشیاء عالم کا زوج زوج کرکے مطالعہ کیا جائے۔ علمی اصطلاح میں اسے (Counting things in twos) یا اشیاء عالم کی ازواج شماری کہتے ہیں۔ انسان اول ہی اول جب اس سطح زمین پر آباد ہوا یا اب بھی جب ایک نووارد اس دنیا میں اپنی آنکھ کھولتا ہے تو ابتدا میں وہ اس عالم پر بحیثیت مجموعی نظر کرتا ہے اور حیران و مبہوت ہوتا ہے اس کے علم کی بنیاد اور لوح دماغ پر اولین نقش یا معرفت اشیا کی پہلی کرن اس وقت پڑتی ہے۔ جب وہ دنیا کی چیزوں کو دو دو کرکے محسوس کرنا شروع کرتا ہے۔ زمین اور آسمان کا جوڑا۔ رات اور دن کا جوڑا۔ سیاہ اور سفید کا جوڑا۔ ماں اور باپ کا جوڑا۔ پیار اور نفرت کا جوڑا یا ماں کے ہنستے ہوئے اور غصہ کا اظہار کرتے ہوئے چہرے کا جوڑا۔ امید اور ناامیدی کا جوڑا۔ ان سب جوڑوں کا بچہ کو بہت جلد احساس ہونا شروع ہو جاتا ہے جس کا اظہار وہ اپنی مختلف حرکات کا سا کرتا ہے۔ کبھی اپنی ہنسی اور رونے سے اور کبھی اپنی توجہ اور بے توجہی سے اور کبھی حرکت و سکون سے اور کبھی خوف اور دہشت سے اس کے ساتھ ہی نامعلوم طور پر مطالعہ اشیا کے دوسرے درجہ کی نشوونما بھی بچہ کے اندر ہوتی جاتی ہے۔ جسے علمی اصطلاح میں (studying things in couples) یا ایسے ازواج اور جوڑوں میں فرق کرنا کہ جنہیں ایک زوج کے فقدان سے دوسرا زوج خود بخود مٹ جائے۔ مثلاً رات اور دن۔ محنت اور فوق۔ اندر اور باہر کا جوڑا جوڑا۔ ان تمام جوڑوں کے نام صرف نسبتی ہیں یعنی ایک کے مٹ جانے سے دوسرا زوج خود بخود معدوم ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید نے مندرجہ عنوان آیت کے علاوہ انسان کے غور اور فکر کو دعوت دیتے ہوئے ایسے بہت سے ازواج اور جوڑے گن کر بتائے ہیں مثلاً

(۱) **ومن اٰیاتہٖ خلق السمٰوات والارض** آسمان اور زمین کا جوڑا۔

(۲) **اختلاف السنتکم** زبان اور اس کے مفہوم یا الفاظ اور ان کے معانی کا جوڑا۔

(۳) **والوانکم**۔ رنگوں کے جوڑے یا رنگ اور ان کے تاثرات کے ازواج۔

(۴) **ومنامکم باللیل والنھار وابتغاؤکم من فضلہٖ** رات اور دن نیند اور بیداری کا جوڑا۔

(۵) **ومن اٰیاتہٖ یریکم البرق خوفاً وطمعاً**۔ خوف اور امید کی برق کا جوڑا۔

(۶) **وینزل من السماء ماءً فیحیی بہ الارض بعد موتھا** بارش اور زمین یا زندگی اور موت کا جوڑا۔

ان فی ذالک لاٰیاتٍ لقوم یعقلون۔ ان سب جوڑوں میں ان لوگوں کے لئے نشانات ہیں۔ جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ غرض ہمارے علم کا پہلا زینہ ازواج اشیا کا بلحاظ زوج زوج مطالعہ ہے۔ آپ ایک لمحہ کیلئے اشیاء کے مشاہدہ میں اس امتیاز کو نظر انداز کر کے دیکھئے۔ آپ کے دماغ میں کوئی علم موجود نہیں رہے گا۔ عالم بحیثیت مجموعی اختلافات کے امتیاز کو مٹا کر ہمیں کوئی علم نہیں دے سکتا۔ جب تک انواع مخلوق کو زوج زوج کرکے نہ دیکھا جائے اور نہ سمجھا جائے۔ ہمارے دماغ کی لوح ہر قسم کے نقش علم سے خالی رہتی ہے

قرآن مجید کی مندرجہ عنوان آیت سے ظاہر ہے کہ کائنات میں انواع مخلوق کا زوج زوج ہونا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر تین قسم کے دلائل کا ایک طویل سلسلہ غور و فکر کرنے والے علما کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ لوگ جو خدا اور مذہب دونوں سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھنے لگے ہیں اور ان کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے۔ ان سے کوئی بحث نہیں۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو ان کا اپنا نفس کبھی نہ کبھی ان کو اس امر کا جواب دیگا۔ لیکن وہ لوگ جو ہر بات پر غور و فکر نفس انسانی کا وظیفہ سمجھتے ہیں یا یہ مانتے ہیں کہ انسان سے خود انسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ ہر پیش آمدہ امر پر کچھ سوچے اور سمجھے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جس طرح ان کو ایک دھڑکنے والا دل دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ان کی زندگی کا رشتہ قائم ہے۔ اسی طرح ان کو ہر لحظہ فکر کرنے والا نفس بھی دیا گیا ہے۔ جو کبھی انقلاب خیالات سے فارغ نہیں ہوتا۔ اسی سے ان کی انسانیت عبارت ہے وہ اگر اس آیت پر غور کریں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی احدیت اور معرفت الہیٰ تینوں قسم کے دلائل موجود ہیں۔

تفصیلی بحث کی یہاں گنجائش نہیں اس لئے مختصراً تین قسم کے دلائل کی مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ومن کل شیءٍ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون**۔ دنیا کی ہر چیز سے ہم نے جوڑے پیدا کئے ہیں۔ تاکہ تم ان میں ذکر اور فکر کرو۔ دوسری جگہ فرمایا **وفی انفسکم افلا تبصرون**۔ تمہارے اپنے نفس کے اندر بھی اس کی ہستی کے دلائل موجود ہیں تو کیا تم دیکھتے نہیں جس طرح خارج میں ازواج کے اندر اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل ہیں اسی طرح نفس انسانی کے اندر بھی ازواج ہیں اور انسان کی اس بناوٹ کے اندر اس حکیم مطلق کی ہستی کے بیشمار نشان ہیں انسان سے باہر اتنی بڑی وسیع کائنات کے اندر جتنے سیکٹیفک اکالوجیکل انتظامی شعبے موجود ہیں۔ ان سب کا مستقر انسان کا یہ چھوٹا سا دماغ بھی ہے یا یوں کہو کہ نظام کائنات کا خلاصہ نظام دماغ ہے۔

خبر رسانی کا محکمہ۔ سارے جسم کے کسی حصہ میں درد چوٹ یا چیونٹی بلکہ ہوا کے چلنے کی سرسراہٹ ہو۔ اس حصہ جسم کی صحیح نشان دہی کیونکہ دماغ کے اندر ہوتی ہے اور [illegible] درجہ کی ظلمت اور تاریکیوں کے اندر بھی انسان کا ہاتھ کیونکر اسی جگہ پہنچتا ہے

حکم اور انصاف کا محکمہ۔ دو آدمیوں کی بحث سنکر آپ کا دماغ کیونکر حق اور باطل کا فیصلہ کرتا ہے۔

تفکر اور تدبیر کا محکمہ۔ کسی نئی چیز کو دیکھ کر اس کی تہ تک پہنچ جانا اور اس کی کیفیات پر احاطہ کرلینا۔

برق اور الیکٹرسٹی کا دفتر۔ گرمی۔ سردی۔ نرمی۔ سختی اور ان کے مختلف درجات میں تمیز۔ کیونکر اس کی خبریں دماغ میں پہنچتی ہیں اور کیونکر ان پر احکام دیئے جاتے ہیں۔

دفتر محافظہ۔ یادداشت اور حافظہ کے دفتر میں دیکھی ہوئی اشیا اور معلومات کی فائلوں کی ترتیب کس قدر جلد دماغ میں ان کے نقوش بیٹھتے اور کتنی مختصر جگہ گھیرتے ہیں۔ آنکھ کے چھوٹے سے تل میں دنیا کا نقشہ کیسے سمٹ جاتا ہے اور کتنی جلدی ؟ یہ اکانومی اوف سپیس اور اکانومی اوف ٹائم کے حیرت زا کرشمے ہیں۔ دماغ کے خوردبینی بیوت اور سیلز میں علوم و فنون کی بیشمار جمع بندیاں مختلف زبانوں کے الفاظ ان کے مفہوم اور بالترتیب نظام میں محیر العقول اعجاز نظر آتا ہے اور بوقت ضرورت مطلوبہ فائل کے فوراً حاضر ہو جانے میں اکانومی اوف ٹائم کا حیرت افزا کمال مضمر ہے۔

اس سارے نظام دماغ میں ازواج ہی ازدواج کا کام کر رہے ہیں۔ ایک قوت باہر سے دماغ کے اندر خبریں اور علوم پہنچاتی ہے اور دماغ کے اندر کا دوسرا زوج قرینے سے بیوت دماغ میں رکھتا جاتا ہے ہر حس کا ایک جوڑا ہمارے اندر اپنا اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔ قرآن مجید ایک عالم اور مفکر کو اس نظام اور حسن انتظام کی طرف توجہ دلانے کو کبھی فرماتا ہے۔ **ان فی ذالک لاٰیاتٍ لقوم یتفکرون**۔ اس میں یقیناً ان لوگوں کے لئے دلائل اور نشانات ہیں جو اس میں فکر کرتے ہیں اور کبھی ارشاد کرتا ہے۔ **ان فی ذالک لاٰیاتٍ للعالمین**۔ اس میں

---

[۱] ایک دہریہ کے جواب میں لکھا گیا۔

یقیناً علم والوں کے لئے نشانات ہیں اور کبھی یوں بھی توجہ کو دعوت دیتا ہے۔ ان فی ذالک لآیات لقوم یسمعون۔ بے شک سننے والوں کے لئے اس میں معرفت کے دلائل ہیں۔

خدا کی ہستی پر دلائل کا ایک دوسرا سلسلہ ہمارے وہ حواس ہیں جو باہر سے خبریں لیکر دماغ کے اندر ایک تاریک کمرہ میں بیٹھے ہوئے نامعلوم ایڈیٹر کے سپرد کرتے رہتے ہیں۔ غور کیجئے ہم کیونکر دیکھتے ہیں۔ انسان کی اس چھوٹی سی آنکھ کے تہ بہ تہ نو طبقے ہیں۔ جن کے اندر نہایت باریک خوردبینی بیوت (سیلز) ہیں جن میں ایک بلوری سیال بھرا ہے اور باریک در باریک ریشے اور اعصاب ہیں جن میں باہر کی اشیا کا عکس نخستہ ہوتا ہے۔ یہ عکس آٹھ طبقات طے کرنے کے بعد مختلف کیمیادی مرکبات سے دھلتا ہوا نویں طبقہ میں پہنچتا اور مکمل ہوتا ہے یہاں سے آگے ایک عصبی ریشہ (آپٹک نرو) اس عکس کو خبر میں تبدیل کرکے دماغ میں پہنچا دیتا ہے۔ عکس آنکھ کی تپلی میں رہ جاتا ہے۔ دماغ کے اندر نہیں جاتا اس لئے یہ آپٹک نرو ڈاکٹروں اور علماء نفسیات کے لئے ایک محیر العقول معمہ اور راز ہے جس کا حل نہایت مشکل ہے کہ یہ عصب ایک مادی چیز عکس کو غیر مادی کیفیت میں کیونکر تبدیل کر دیتا ہے۔

بینائی کی طرح سماعت کا فعل بھی قابل مطالعہ ہے۔ ہمارے منہ سے جو کچھ نکلتا ہے وہ ہوا کے اندر خاموش لہریں پیدا کرتا ہے۔ خاموش لہریں اس لئے کہ ایتھر اور ہوا میں ہماری زبان صرف ارتعاش پیدا کرتی ہے۔ مگر کان کا پردہ ان لہروں کو گونج اٹھتا ہے اور کان کے اندر جو باریک ریشے ہیں وہ ارتعاش کی سختی اور نرمی کے مطابق الگ الگ سُر ان کو پیدا کرتے ہیں اور پھر ایک خاص مفہوم میں تبدیل ہو کر دماغ میں پہنچتا ہے یہ سارا کام اس قدر جلد ہوتا ہے کہ اس سے بڑھکر کفایت وقت یا اکانومی اوف ٹائم کا تصور انسان کر نہیں سکتا اور اس ساری رسیونگ مشین نے اس قدر کم جگہ گھیری ہوئی ہے کہ اس سے بڑھکر کفایت جگہ یا اکانومی اوف سپیس ناممکن الخیال ہے۔ ماہر نفسیات جانتا ہے کہ بینائی اور سماعت کی اس ساری منزل میں قوتوں اور طاقتوں کے ازواج اور حواس کے جوڑے ہیں۔ ایک روشنی اور آنکھ کا جوڑا ہے۔ اعصاب اور بلوری سیال کا جوڑا ہے طبقات چشم کے ازواج ہیں۔ آپٹک نرو اور آنکھ زوج زوج ہیں۔ دماغ اور آپٹک نرو کا جوڑا ہے اور ان سب کے بعد دماغ اور نفس زوج کا جوڑا ہے اور یہ ایسے ازواج ہیں کہ ان میں سے ایک فرد زوج کا فقدان دوسرے زوج کو بیکار کر دیتا ہے۔

ہمارے دماغ میں حواس کا مرکزی دفتر بحیثیت مجموعی ہماری زندگی کی حفاظت یا حیات بعد حیات کیلئے کس قدر ضروری ہے وہ ہمارے روزانہ تجربات سے ظاہر ہے۔ قرآن مجید نے جگہ جگہ اس بات پر زور دیا ہے کہ حواس سے کام نہ لینے میں ہماری ہلاکت ہے۔ آنکھ، کان، ناک ذائقہ اور لمس یہ جسم کے محافظ ہیں۔ مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کی پیدائش کی غرض کچھ ہوتی ہے۔ مگر اس کا استعمال اس غرض کے خلاف ہوتا ہے۔ دماغ سے آگے گزر کر نفسیات میں ان حواس کا ہمارے جذبات کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ حواس اور جذبات بھی دونوں ایک دوسرے کے زوج ہیں۔ ایک چیز کا دیکھنا ہمارے اندر خوشی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ دوسری چیز کو دیکھ کر ہم غضبناک ہو جاتے ہیں مسرت اور غضب کا بھی ایک جوڑا ہے۔ ہمارے جذبات کا مدد جزر حواس کے ساتھ وابستہ ہے۔ بینائی زندگی کی ضرورت کے لئے کس قدر ضروری ہے یہ ہم خوب جانتے ہیں۔ مگر یہی بینائی اور دید بارہا دانا اور بینا انسان کے اندر غیض و غضب کے وہ آتشی طوفان پیدا کر دیتی ہے جس سے نہ صرف انسان کی دانش و بینش کا مرکزی دفتر جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ انسان کے اندر کی غیر مادی آگ آتش بن کر ملکوں اور قوموں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے یہ دیدۂ بینا کا ایک قصور ہے نابینا اس سے بہت حد تک محفوظ رہتا ہے۔

تا دیدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل
بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیئے

غیض و غضب کے جذبات کا محل بیشتر کوئی غیر ہوتا ہے جس شخص سے ہماری غیریت زیادہ سے زیادہ اور علاقہ محبت کم از کم ہوگا۔ اس سے ہماری مرضی کے خلاف کوئی فعل سرزد ہو جانے پر ہمارا غصہ زیادہ شدید اور غضب غیر معتدل ہوگا اور جس شخص سے ہماری محبت بہت زیادہ ہوگی۔ اس پر ہماری مہربانی اور رحم بھی زیادہ ہوگا۔ غور کیجئے کسی شخص کا اپنا اور دوسرے کے غیر ہونے کے لحاظ سے ایک ہی فعل سرزد ہوتا ہے۔ مگر اس کے نتائج کس قدر مختلف ہوتے ہیں۔

رشتہ اور تعلق	فعل	نتیجہ
۱۔ خود ہمارے ہاتھ سے	ہمارا شیشہ ٹوٹ گیا	ہم صرف شرمندہ ہوئے
۲۔ ہمارے نوکر کے ہاتھ سے	" " "	ہمیں نوکر پر غصہ آیا
۳۔ ہمارے دشمن کے ہاتھ سے	" " "	ہمارے غصہ کی انتہا نہ رہی
۴۔ ہمارے محبوب کے ہاتھ سے	" " "	ہم نے اسے اور پیار کیا

ایک ہی فعل پر جذبات کی اس الٹی اور سیدھی رَو کو اعتدال پر لانے کے لئے ہمارے نفس کو ایک قسم کی ورزش اور مشق کی ضرورت ہے۔ بالخصوص جذبۂ غضب کا معتدل ہونا ہمارے دماغ کے تسویہ اور نفس کی تعدیل کے لئے بیحد ضروری ہے۔ اوپر کے نقشہ سے ظاہر ہے کہ نفس انسانی کے اس سرکش گھوڑے کی باگ تھامنے کیلئے ایک نازک مگر محبت کی برقی طاقت سے معمور ہاتھ کی ضرورت ہے یا ایک ایسی آنکھ کی جو اپنی دلربا گردش سے ہمارے غضب کی رو کو ملپٹ دے اسی محبت کی برقی قوت کا نام قرآن مجید کے مندرجہ آیت میں مودت اور رحمت نام رکھا ہے اور بتایا ہے کہ نسل انسانی کے زوج زوج بنانے میں یہی حکمت مضمر ہے کہ تم اپنے زوج سے مل کر سکون کو حاصل کرو۔ یہ سکون سکون جذبات ہے اور تسکین محبت و رحمت کے پانی سے ملتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو بطور جہیز عطا کیا ہے اور اس عطاء ربانی کا مقصد یہ ہے کہ دونوں اپنی ازدواجی زندگی میں اس کی آبیاری کریں۔ تاکہ غیر لوگ بھی اس کے سایہ کے نیچے سکون اور اطمینان کو حاصل کریں۔

مذاکرات دھلی

دہلی یکم نومبر۔ آج مسٹر جناح، گاندھی جی اور بابو راجندر پرشاد نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے ملاقات کی۔ ملاقات سے پہلے تینوں لیڈر آدھ گھنٹہ تک باہمی گفت و شنید میں مصروف رہے۔ ملاقات کے بعد بھی برلا ہاؤس میں ان کے درمیان بات چیت ہوتی رہی۔ یہاں کے سیاسی حلقوں میں طرح طرح کی توقعات کا اظہار ہو رہا ہے۔ **دہلی ۲ر نومبر۔** آج مولانا ابوالکلام آزاد اور پنڈت نہرو بھی دہلی پہنچ گئے ہیں۔ گاندھی جی اور بابو راجندر پرشاد اپنا گذشتہ پروگرام منسوخ کرکے ایک دو دن کیلئے دہلی ٹھہر گئے ہیں۔ آج گاندھی جی اور پنڈت نہرو نے مسٹر جناح سے ان کی قیام گاہ پر جا کر ملاقات کی مسٹر جناح بھی گاندھی جی کی مزاج پرسی کیلئے برلا ہاؤس گئے۔ لیڈروں کی گفتگو کے متعلق قابل وثوق ذرائع سے کوئی بات معلوم نہیں ہو سکی۔ بہرحال سیاسی حلقے بہت پرامید ہیں۔ امید ہے وائسرائے سے لیڈروں کی دوبارہ ملاقات ہوگی۔ آج وائسرائے کی طرف سے مسٹر جناح، گاندھی جی اور ڈاکٹر راجندر پرشاد کے نام سربمہر لفافے موصول ہوئے۔ **دہلی ۳ر نومبر۔** کانگرسی لیڈروں کے آپس میں مذاکرات جاری ہیں ایسا عمل دریافت کرنے کی سر توڑ کوشش ہو رہی ہے جس سے مسلم لیگ کی حمایت حاصل ہو۔ آج پنڈت نہرو نے مسٹر جناح سے طویل ملاقات کی۔ کانگرس کا جواب تیار ہو گیا جو کل وائسرائے کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا مسٹر گاندھی اور راجندر بابو کل واردھا چلے جائیں گے۔ پنڈت نہرو دہلی ٹھہریں گے۔ راجندر بابو نے ایک ملاقات میں کہا کہ وائسرائے کی خدمت میں جو جواب پیش کیا جائیگا وہ صرف کانگرس کا جواب ہوگا۔ لیکن بااین مسٹر جناح کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ جاری رہیگا۔ باخبر حلقوں کی چہ میگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کل یا پرسوں تک مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان کسی سمجھوتہ کا اعلان ہو جائے گا۔

ہندو دنیا پر ایک نظر

ہندو ذہنیت تاریخی روشنی میں

(از جناب سید عبد القادر صاحب ایم۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

مسیح کی ولادت سے قریباً پندرہ سو برس پہلے آریہ قوم کے لوگ وسط ایشیا کی وادیوں سے اٹھ کر افغانستان میں آگئے اور وہاں سے ہندوستان میں وارد ہوئے۔ سب سے پہلے انہوں نے پنجاب میں اپنی بستیاں بسائیں۔ اس کے بعد انہوں نے مشرقی ممالک کا رخ کیا اور رفتہ رفتہ وہ دریائے گنگا اور جمنا کی وادی میں آباد ہو گئے یہاں سکونت اختیار کرنے کے بعد انہوں نے تمام شمالی ہندوستان میں اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں۔ ان نو وارد آریوں کا تمدن یہاں کے قدیم باشندوں کے تمدن سے زیادہ بہتر تھا اور اس میں بعض ایسی خصوصیتیں تھیں۔ جو آج تک ہندو قوم کا طرۂ امتیاز ہیں۔

غیر آریہ اقوام کا حشر

آریوں کے بعد وسط ایشیا سے اور تبت سے قبائل وقتاً فوقتاً ہندوستان میں آتے اور اپنی سلطنتیں قائم کرتے رہے لیکن چونکہ ان لوگوں کا تمدن آریوں کے تمدن سے کسی قدر گھٹیا درجے کا تھا۔ اس لئے وہ اپنی ہستی کو برقرار نہ رکھ سکے اور رفتہ رفتہ آریہ قوم میں جذب ہو گئے یعنی انہوں نے کلیتاً آریوں کی تہذیب اور آریوں کا مذہب اختیار کر لیا اور آج کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہندو قوم کے بے پناہ سمندر میں آریہ عناصر کون سے ہیں اور غیر آریہ کون سے ہیں۔ غیر آریہ اقوام کے لوگوں میں سے جو ہندی آریوں کا جزو لاینفک بن گئے ہیں۔ یونانی۔ یوہ۔ چی۔ کشان سیتھین اور ہن اقوام کے لوگوں نے یکے بعد دیگرے شمال اور مغربی ہندوستان میں اپنی سلطنتیں قائم کیں۔ لیکن رفتہ رفتہ انہوں نے مفتوح آریوں کا تمدن اختیار کر لیا اور ان میں ایسے ملے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔

ہندوستان کے مسلمان فاتح

آٹھویں صدی عیسوی میں مسلمان ہندوستان پر یورش کرنے لگے اور رفتہ رفتہ انہوں نے تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ ان کا مذہب اور ان کا تمدن آریوں کے مذہب اور تمدن سے اعلیٰ اور ارفع تھا اس لئے وہ کشان اور ہن لوگوں کی طرح آریہ قوم میں جذب نہ ہوئے یعنی انہوں نے آریوں کے مذہب اور تمدن کو قبول نہ کیا بلکہ اپنی ہستی کو برقرار رکھا۔ علاوہ ازیں ان لوگوں نے جو ہندو دھرم کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے ہندو تہذیب اور ہندو تمدن کو چھوڑ کر اسلامی تمدن کو اختیار کر لیا اور وہ اسلامی نام اور اسلامی پوشاک اور اسلامی طریق بود و ماند اختیار کر کے اسلامی برادری میں اس طرح مل گئے کہ ان میں اور پیدائشی مسلمانوں میں کوئی فرق نہ رہا۔ یہ مسلمانوں کے مذہب اور ان کے تمدن کی ایک بہت بڑی فتح تھی۔ ورنہ اگر وہ یونانیوں کشانوں، ہنوں اور دوسری اقوام کی طرح اپنی عصبیت کو کھو بیٹھتے تو ان کا بھی ہندو قوم کے ناپیدا کنار سمندر میں کوئی پتہ نہ چلتا اور آج رام اور کرشن کے پرستاروں میں ان کا شمار ہوتا۔ اس حقیقت کا لالہ لاجپت رائے آنجہانی کو بھی اعتراف ہے اور وہ اپنی کتاب "تاریخ ہند" میں لکھتے ہیں کہ آریوں نے کشانوں، ہنوں اور اس قسم کی دوسری قوموں کو بالکل ہضم کر لیا۔ لیکن ان کا معدہ مسلمانوں کو ہضم نہ کر سکا بلکہ مسلمانوں نے بہت سے ہندوؤں کو اپنے اندر جذب کر لیا۔

دور جدید کے ہندوؤں کا نصب العین

لیکن جو کام عہد قدیم کے ہندوؤں سے نہ ہو سکا اس کی تکمیل اس دور کے ہندو کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اپنی تہذیب اور اپنے تمدن کے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں۔ وہ اس عظیم الشان چٹان کو جسے گذشتہ ایک ہزار برس میں ہندو ہضم نہ کر سکے ہضم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آریہ سماج سنگھٹن، شدھی، ہندی کی ترویج ہندو مہا سبھا، مخلوط انتخاب اور اچھوت سدھار غرض اس قسم کی تمام تحریکوں کا مقصد مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب کانگرس کی تحریک کو جو آج سے چند سال پہلے خالص سیاسی تحریک تھی۔ نیم مذہبی تحریک بنایا جا رہا ہے اور اس نے ہندوستان کی آزادی کے نقاب میں ہندو تمدن اور ہندو کلچر کے از سر نو احیا کی کوشش شروع کر دی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر اگر مسلمان پاکستان یا اس قسم کی کسی اور تحریک کا سہارا ڈھونڈھیں تو بالکل حق بجانب ہیں پاکستان کی سکیم اور وہ تمام سکیمیں جو [illegible] کے سلسلے میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ناقابل عمل ہو سکتی ہیں لیکن کم از کم ان سے ایک بات صاف طور پر ظاہر ہے اور وہ یہ کہ مسلمان رفتہ رفتہ ہندوؤں کے منصوبوں سے آگاہ ہو رہے ہیں اور وہ اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نکالنے کی فکر میں ہیں اور یہ ایک نہایت مبارک فال ہے۔

نو مسلم اور عیسائی میں فرق

میں یہ سطور لکھ رہا تھا کہ "ماڈرن ریویو" کا ایک مضمون میرے سامنے آگیا جس سے میرے ان خیالات کی جو میں نے سطور بالا میں ظاہر کئے تائید ہوتی ہے اس مضمون کا لکھنے والا بنگال کے کسی کالج کا ایک ہندو پروفیسر ہے۔ وہ بنگال کے عیسائیوں اور مسلمانوں کا موازنہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"عیسائیوں اور پڑھے لکھے ہندوؤں میں کوئی فرق نہیں دونوں کا لباس ایک جیسا ہے نام ایک جیسے ہیں ذہنیت ایک جیسی ہے اور تمدن ایک جیسا ہے بعض ہندو عیسائی ہونے کے بعد اپنے نام سے پہلے کوئی انگریزی نام بھی لگا لیتے ہیں لیکن یہ بات عام طور پر چھوٹے طبقے کے لوگوں میں پائی جاتی ہے اونچے طبقے کے لوگ اس سے بھی بے نیاز ہیں ان کے نام بالکل ہندوانہ ہوتے ہیں اور وہ عیسائی ہونے کے بعد بھی ویسے ہی رہتے ہیں جیسے کہ وہ عیسائی ہونے سے پہلے تھے۔ اس سے متحدہ ہندوستان کے خواب کو ایک عملی صورت دینے میں ہمیں بہت مدد ملے گی۔ وہ سب مل جل کر ایک ہو جائیں گے۔ یعنی شکل و صورت اور تمدن کے لحاظ سے ہندو۔

لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کے متعلق ہم یہ بات نہیں کہہ سکتے جیسے کہ کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے وہ اپنے خویش و اقارب سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ ہندوانہ نام چھوڑ کر اسلامی نام اختیار کر لیتا ہے اور وہ مسلمانوں میں بالکل مدغم ہو جاتا ہے اس کے علاوہ وہ مسلمانوں کا لباس پہننے لگتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھارت نواسی نہیں بلکہ مسلمانوں کا ایک جزو سمجھنے لگتا ہے۔ تیسرا سوال کلچر کا ہے۔ ایک ہندو عیسائی ہو کر بھی ہندو تہذیب اور ہندو کلچر کا تتبع کرتا ہے۔ لیکن ایک ہندو مسلمان ہو کر اسلامی تہذیب کو قبول کر لیتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہندو سوسائٹی سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔"

مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہندوؤں کے سے نام رکھیں۔ ہندوؤں کا لباس پہنیں ہندوؤں کی سی ذہنیت رکھیں۔ ہندو تہذیب اور تمدن کی پیروی کریں ہندوؤں کے بزرگوں کو اپنا بزرگ سمجھیں۔ ہندو کلچر کو اپنا کلچر بنائیں ہندوؤں کے بود و باش کے طریقے اختیار کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے۔ تو متحدہ ہندوستان کا جزو نہیں بن سکیں گے بلکہ ان کی حیثیت اجنبیوں کی سی ہو گی اور انہیں بحیثیت ہندوستانی کے کوئی حقوق حاصل نہیں ہوں گے۔

ان حالات میں مسلمان اگر کانگرس سے الگ رہیں اور پاکستان کے خواب دیکھیں تو انہیں کون مطعون کر سکتا ہے (ایمان)

(بقیہ صفحہ ۸)

ہے اور حال ہی میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کینیڈا میں سینکڑوں افسروں اور آدمیوں کو ٹریننگ دی جائے چنانچہ نو آبادی مذکور میں خود برطانیہ اور دیگر تمام نو آبادیوں کی طرف سے افسروں اور آدمیوں کو ٹریننگ کے لئے بھیجا جائے گا۔ یہ ٹریننگ، دشمن کی طرف سے بغیر کسی قسم کی مداخلت کے دی جائے گی۔

علاوہ ازیں برطانوی نو آبادیات طیاروں کی بیش از بیش تعداد کی طیاری میں مصروف ہیں۔ افسروں آدمیوں اور مشینوں کے متعلق ان کے ذرائع غیر محدود ہیں۔ روز بروز برطانیہ عظمیٰ اور ایمپائر کی طاقت میں اضافہ ہو رہا ہے اور پھر ان تمام باتوں سے زیادہ اہم برطانیہ اور ان ممالک کے باشندوں کا جذبہ مستعدی ہے جن سے مل کر یہ ایمپائر بنی ہے اور جسے بعض اوقات دول متحدہ برطانیہ کہا جاتا ہے (ماخوذ)

ہوا میں جنگ کس طرح ہوتی ہے؟

ہوائی جنگ کیلئے تین قسم کے طیارے

موجودہ جنگ میں جس قسم کے ہوائی جہاز استعمال کئے جا رہے ہیں ان کی امتیازی خصوصیات اور ان کے ساز و سامان کے متعلق ایک ماہر خصوصی نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں مندرجہ ذیل حالات قلمبند کئے ہیں۔

جنگی جہازوں کی متعدد اقسام ہیں۔ لیکن انہیں تین بڑی بڑی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی (۱) نہایت تیز رفتار سکاؤٹنگ جہاز (۲) لڑائی کرنے والے جہاز (۳) بم پھینکنے والے جہاز۔

سکاؤٹنگ جہاز میں دو آدمی بیٹھتے ہیں۔ اس میں اپنی حفاظت کے لئے ہلکی قسم کی توپیں لگی ہوئی ہیں۔ نیچے زمین کے فوٹو لینے کے لئے خاص کیمرے ہوتے ہیں اور پیغامات بھیجنے اور وصول کرنے کے وائرلیس۔ یہ جہاز فی گھنٹہ چار سو میل سے زیادہ کی رفتار پر اڑ سکتے ہیں۔ اس حالت پر ذرا غور کیجئے یعنی اگر اس جہاز میں کافی مقدار میں پٹرول رکھا جائے تو یہ تمام دنیا کے گرد ۶۲½ گھنٹے میں چکر لگا سکتا ہے۔ یہ سکاؤٹنگ جہاز اسی رفتار سے کئی گھنٹوں تک اڑ سکتا ہے اس کے بعد اسے مزید پٹرول لینے کے لئے لازماً زمین پر اترنا پڑے گا۔

اس قسم کے جہاز زمین سے کتنی بلندی پر اڑ سکتے ہیں؟ عام طور پر وہ بیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر سکتے ہیں۔ جو تقریباً چار میل کے برابر ہے۔ اس سے بھی زیادہ بلندی پر اڑنا ممکن ہے لیکن بہت زیادہ اونچائی پر پہنچ کر ہوا بہت ہلکی ہو جاتی ہے اور آدمی کے لئے سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔

اب تک زیادہ سے زیادہ دس میل کی بلندی پر ایک شخص پہنچا ہے۔ اسے بکسوں میں ہوا کی بہت بڑی مقدار اپنے ساتھ لینی پڑی۔ وہ ربڑ کی نالیوں کے ذریعہ اس ہوا میں سانس لیتا تھا۔ ساڑھے چار میل کی بلندی پر پہنچنے سے پہلے ہی اس شخص کو یہ ہوا استعمال کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔

سکاؤٹنگ جہاز کا ساز و سامان

سکاؤٹنگ جہاز میں خاص کیمرے رکھے جاتے ہیں اور ہوا میں پرواز کرتے ہوئے نیچے زمین کے فوٹو لئے جاتے ہیں۔ یہ فوٹو بہت بلندی پر سے لئے جا سکتے ہیں اور سینما کی تصاویر کی طرح ان میں تسلسل قائم رہتا ہے۔ ان تصاویر سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن کی فوجیں کہاں ہیں اور ان کی توپیں کس جگہ پر رکھی ہوئی ہیں۔ جہاز میں وائرلیس کے ذریعہ نیچے زمین پر لوگوں کو پیغام ارسال کئے جاتے ہیں اور پرواز کے وقت زمین سے پیغامات موصول بھی کئے جا سکتے ہیں۔

لڑائی کرنے والے جہاز

لڑائی کرنے والے جہاز سکاؤٹنگ جہازوں سے مقابلتہً زیادہ بھاری ہوتے ہیں۔ لیکن تقریباً اتنے ہی ہوتے ہیں۔ بالخصوص زیادہ بلندی پر پہنچنے کے لئے ان میں کئی مشین گنیں لگی ہوتی ہیں جنہیں بیک وقت ایک آدمی چلا سکتا ہے۔ یہ جہاز دشمن کے جہازوں کو تباہ کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ جونہی اطلاع ملتی ہے کہ دشمن کے جہاز قریب پہنچ رہے ہیں۔ لڑائی کرنے والے جہاز تیزی سے آسمان میں اڑ جاتے ہیں اور دشمن کے جہازوں سے زیادہ بلندی پر پہنچ کر ان پر گولہ باری کرتے ہیں۔ اس قسم کے جہازوں میں جو آدمی ہوں وہ نہایت دلیر اور کاریگر ہونے چاہئیں۔ ان کی ساخت اور مشینری بھی اول درجہ کی ہونی چاہئے۔

حال میں دشمن کے متعدد جہازوں نے برطانوی سمندری جہازوں پر بم پھینکنے کی کوشش کی۔ برطانیہ نے لڑائی کرنے والے چند جہاز بھیج دئے اور دشمن کو جلد واپس لوٹنا پڑا۔ اس کے ایک تہائی سے زیادہ جہاز ضائع ہو گئے اور برطانیہ کو ایک جہاز کا بھی نقصان نہیں ہوا۔ اس سلسلہ میں غیر معمولی بات یہ تھی۔ کہ برطانوی جہازوں میں جو افسر اور ہواباز تھے وہ سب کے سب والنٹیر تھے جنہیں بہت ہی کم ٹریننگ دی گئی دشمن کے جہازوں کے مقابلہ میں برطانوی جہاز بہت تیز رفتار ثابت ہوئے۔ ان کی ساخت بھی کہیں زیادہ بہتر تھی۔

بم پھینکنے والے جہاز

بم پھینکنے والے جہاز بھاری ہوتے ہیں اور ان کی رفتار بھی مقابلتاً کم ہوتی ہے لیکن پھر بھی فی گھنٹہ تقریباً دو سو میل کی رفتار سے پرواز کر سکتے ہیں۔ ان میں کئی بم رکھے جاتے ہیں جو ان مقامات پر جنہیں نشانہ کے لئے منتخب کیا جائے پھینکے جاتے ہیں۔ برطانوی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کے بم پھینکنے والے جہاز صرف باقاعدہ بحری یا فوجی مقامات کو نشانہ بنائیں گے۔ چند ہفتے ہوئے ان جہازوں نے بعض جرمن جنگی جہازوں پر بم برسائے گئے تھے۔ ایک کے سوائے باقی تمام جہاز صحیح سلامت انگلستان واپس پہنچ گئے۔ دشمن کے جہازوں کو جو نقصان پہنچا اس کے فوٹو لئے گئے۔ حسب معمول دشمنوں نے یہ بیان کیا کہ کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن ان تصاویر سے اس کے بالکل برعکس ثابت ہو گیا۔

جرمنی فرانس اور برطانیہ کے پاس سینکڑوں جنگی طیارے ہیں لیکن چونکہ جرمنی نے برطانیہ اور فرانس سے پہلے ان کی تیاری شروع کر دی تھی۔ اس لئے جرمن جہاز پرانی وضع کے ہیں اور وہ مقابلتاً ان سے زیادہ کارگر بھی نہیں۔ ایک طیارہ پر دو ہزار سے لیکر بیس ہزار پونڈ تک لاگت آتی ہے۔ جنگ کے وقت سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ یہ جہاز کس تعداد میں تیار رکھے جا سکتے ہیں اور ان سب کے لئے ساز و سامان اور کاریگر کس حد تک میسر ہو سکتے ہیں۔ فرانس اور برطانیہ میں ہر ماہ سینکڑوں طیارے بنائے جا رہے ہیں۔ ان کے ساز و سامان اور کاریگر حاصل کرنے کے متعلق ذرائع بہت وسیع ہیں اور ان والنٹیروں کی تعداد کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں جو ٹریننگ کے لئے دستیاب ہو سکتی ہے۔ انگلستان ایک بہت زیادہ صنعتی ملک ہے اور اس کے انجینیروں کی شہرت تمام دنیا پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ جہاں تک طیاروں کی مجموعی تعداد کا تعلق ہے۔ جرمنی کو عارضی طور پر کچھ فوقیت حاصل رہے لیکن اس کے پاس ان جہازوں کی تیاری کے ذرائع بالکل ناکافی ہیں۔

برطانوی نوآبادیات کا حصہ

تمام برطانوی نوآبادیات بالخصوص آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور کینیڈا برطانیہ عظمیٰ کی ایئر فورس کو زیادہ کرنے میں حصہ لے رہی

رفتار عالم

—— دہلی یکم نومبر۔ آج مسٹر جناح۔ گاندھی جی اور راجندر پرشاد نے سوا گھنٹے تک وائسرائے سے ملاقات کی۔ ملاقات سے پہلے تینوں لیڈروں نے آدھ گھنٹے تک باہمی گفت و شنید کی۔ وائسرائے سے ملاقات کے بعد بھی ان کے درمیان بات چیت ہوتی رہی (مفصل اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

—— شیلانگ یکم نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ آسام کی مخلوط وزارت کو کانگریس کی قرارداد کی تعمیل میں مستعفی ہونے میں تامل ہے۔

—— نئی دہلی یکم نومبر۔ بہار، یو۔پی۔ اور بمبئی کی کانگریسی وزارتوں کے استعفے ابھی منظور نہیں کئے گئے۔ ان صوبوں کے گورنر مخالف پارٹیوں کے لیڈروں سے بات چیت کر رہے ہیں۔

—— لکھنؤ یکم نومبر۔ چودھری خلیق الزمان نے جو یو۔ پی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر ہیں مسٹر جناح کے مشورہ کے مطابق وزارت مرتب کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— نئی دہلی ۲ر نومبر۔ آج صبح مولانا ابوالکلام آزاد اور پنڈت جواہرلال نہرو [illegible]

—— لکھنؤ ۳ر نومبر۔ آج یہاں شدید شیعہ سنی فساد ہو گیا جس میں سو آدمی [illegible] اور بہت سے زخمی ہوئے۔ ۵۰ گرفتاریاں اب تک عمل میں آ چکی ہیں۔ کئی مکان جلا دئے گئے۔ شہر میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔ جس کی رو سے چھ بجے شام سے لے کر صبح تک مسلمانوں کو گھروں سے نکلنے کی ممانعت ہے۔

—— لندن یکم نومبر۔ فرانس کی باجینولائن اور دریائے [illegible] کے مقامات پر گولہ باری کرنے کی غرض سے جرمنوں نے اپنی بڑی توپوں سے پہلی بار کام لینا شروع کر دیا ہے۔

—— لندن ۲ر نومبر۔ دشمن کے جس قدر جہاز برطانوی حکام نے گرفتار کئے ہیں ان کے متعلق قانونی ٹریبونل نے فیصلہ کیا ہے کہ ان سب کو ملک معظم کی حکومت کے کام میں لایا جائے۔

—— کراچی ۳ر نومبر۔ مسجد منزل گاہ کے معاملہ میں حکومت سندھ کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے حالات خراب ہو رہے ہیں۔ غالباً مسلمان مسجد کی بازیابی کے لئے پھر سول نافرمانی کریں گے۔ اس وقت تک سمجھوتے کا کوئی امکان نہیں۔

—— پنجاب اسمبلی کا اجلاس بدستور جاری ہے۔ کانگرس پارٹی کو کئی شکستیں ہو چکی ہیں۔

—— بغداد یکم نومبر۔ پارلیمنٹ عراق کا افتتاح کرتے ہوئے عراق کے ریجنٹ نے ترکی برطانیہ اور فرانس کے معاہدہ پر اظہار مسرت کیا اور بیان کیا کہ اس معاہدہ کی وجہ سے ہم مستقبل کو اعتماد کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

—— لندن ۱ر نومبر۔ حکومت روس انجمن اقوام کی رکنیت سے مستعفی ہو گئی ہے مگر تاحال انجمن اقوام کے دفتر کی طرف سے ... اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

—— لندن ۲ر نومبر۔ کوپن ہیگن کی اطلاع ہے کہ حکومت ہالینڈ نے جرمنی اور ہالینڈ کی مشترکہ سرحد پر مارشل لا جاری کر دیا ہے۔ یہ وہی علاقہ ہے جسے جرمنی کے حملے کے وقت سمندر کا پشتہ توڑ کر جل تھل کر دیا جائے گا۔

—— لندن ۱ر نومبر۔ حکومت ہالینڈ نے اعلان کیا ہے کہ ہالینڈ اور بلجیم کے درمیان فوجی امداد کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

—— لندن ۲ر نومبر۔ ایک جرمن جہاز جو تیل لا رہا تھا اسے برطانوی جہازوں نے گھیر لیا اس پر ۴۲ ہزار تیل کے ڈبے لدے ہوئے تھے جرمن کپتان نے جہاز کو برطانوی جہازوں کے حوالے کرنے سے انکار کرتے ہوئے غرق کر دیا۔ تمام جہازی بچا لئے گئے۔

—— پیرس ۳ر نومبر۔ حکومت فرانس نے میجنو لائن کے سامنے زبردست مورچہ بندیاں قائم کر لی ہیں۔ جرمن ہائی کمان نے جس زبردست حملے کی دھمکی دی تھی اسے ملتوی کر دیا گیا کیونکہ ایسی زبردست حلقہ بندیوں پر حملہ کرنے کے لئے جرمن فوج شاید آمادہ نہیں ہے۔

—— پشاور ۲ر نومبر۔ سردار غلام جان نے جو اپنے بھائیوں کے ہمراہ علاقہ تیراہ میں پناہ گزین تھے اور آفریدیوں میں سابق شاہ امان اللہ خان کا پروپیگنڈا کرتے تھے اپنے آپ کو پولٹیکل ایجنٹ کرم کے سپرد کر دیا ہے۔

—— علامہ مشرقی نے اعلان کیا ہے کہ یو۔پی کی کانگریسی وزارت کی بجائے ... میں جو نئی وزارت قائم ہو گی اس سے خاکساروں کی کوئی جنگ نہیں [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بہشت و دوزخ کی حقیقت از روئے قرآن کریم

ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں اور ہمارے مخالف یہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں۔ لیکن ہم اسے گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لئے ہم کیوں ان کی مخالفت کی پروا کریں۔ غرض میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کے لئے قائم کیا ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ سے اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جس کام کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔ اس لئے تم لوگ قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو۔ مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔ اب میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری الہامی کتاب نے ہرگز نہیں کی۔ قرآن شریف نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ اسی دنیا سے بہشتی اور دوزخی زندگی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ یعنی جو شخص خدا کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا۔ اس کے واسطے دو بہشت ہیں۔ یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو بدیوں سے روکتا ہے اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے۔ لیکن جو شخص خدا تعالیٰ کا خوف کھاتا ہے۔ تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس دنیا کے عذاب اور دکھ سے تو دم نقد بچ جاتا ہے جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے جس کے سبب سے اسے ایک لذت اور سرور دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اس کے لئے اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح اور مرزا مسعود بیگ صاحب ۲ نومبر کی صبح کو سرحد کے دورہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ دورہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔

—— حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا درس قرآن و حدیث باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ مقامی احباب کو کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان المبارک کے آخری ایام میں زیادہ باقاعدگی کے ساتھ نماز تراویح اور درس میں شرکت کریں۔

—— ہماری جماعت کے بزرگ رکن جناب محبوب خان صاحب دھاریوال سے تحریر فرماتے ہیں کہ انکے ایک عزیز دوست جناب عبد الرحمن ملا صاحب عرصہ سے علیل ہیں بہت سے ڈاکٹروں کا علاج کیا لیکن تا حال افاقہ نہیں ہوا۔ اب "دوا" کے ساتھ "دعا" سے بھی کام لینا چاہتے ہیں۔ تمام احباب جماعت ان کیلئے درد دل سے دعائے صحت کریں۔ عبد الرحمن ملا صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ سے محبت اور خدمت دین کا شوق رکھتے ہیں۔

—— جناب اے۔ ایل ضیاء صاحب شولاپور سے یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ انکے صاحبزادے شیخ مولانا صاحب بی۔ اے کی اہلیہ محترمہ ۲۴ اکتوبر کو وفات پا گئیں انا للہ۔ نیک خاتون تھیں۔ اس صدمہ میں ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

—— ہماری جماعت کے ایک مخلص نوجوان کرن شیخ الہ بخش صاحب کاشمیری کی والدہ ماجدہ ۳ نومبر کو انتقال فرما گئیں انا للہ۔ اس صدمہ میں ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔

مذاکرۂ علمیہ

انیس (۱۹) سے کیا مراد ہے؟

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

سوال: قرآن کریم میں ذکر ہے کہ جہنم پر انیس (۱۹) فرشتے مقرر ہیں۔ انیس (۱۹) کیوں؟ مفصل بحث کی جائے۔

جواب: آخر اس قدر جلدی کیوں ہے۔ جب مرنے کے بعد زندگی پر ہمیں ایمان ہے تو کچھ ہم وہاں کے لئے بھی رہنے دیجئے۔ اس دنیا میں تو کافی ہے کہ عالم آخرت کی چیزوں کی تفصیل میں ہم نہ پڑیں۔ ایمان پر بالاجمال ایمان رکھیں۔ اس میں کیا قابل اعتراض بات ہے کہ جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔ آخر مقرر کرنے والے نے کوئی مصلحت رکھی ہوگی۔ یہ کیا ضرور ہے کہ ہمیں ان تمام مصلحتوں کا علم ہو۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ جہنم میں انسان کی اصلاح کے لئے جو سزائیں مقرر ہیں۔ وہ انیس (۱۹) قسم کی ہوں اور ان پر انیس آفیسر مقرر ہوں۔ اس کی تفصیل کا علم تو خود سزا دینے والے کو ہوگا۔ لیکن میں نے تو قرآن کو پڑھا ہے۔ مجھے وہاں انیس (۱۹) کا لفظ تو نظر آیا۔ مگر انیس فرشتوں کا ذکر کہیں نظر نہیں آیا۔ کیوں نہ میں وہ آیات یہاں نقل کر دوں۔

آیت زیر بحث اور اس کے معنی

سورہ مدثر میں آیا ہے

ساصلیہ سقر۔ وما ادرٰک ما سقر۔	عنقریب ہم اس کو سقر میں پہنچائیں گے
لا تبقی ولا تذر۔	اور تو کیا سمجھا کہ سقر کیا چیز ہے۔ وہ
لواحۃ للبشر۔ علیہا	باقی نہیں رکھتی نہ چھوڑتی ہے۔ چہرے
تسعۃ عشر۔ وما جعلنا	کو متغیر کر دینے والی ہے۔ اس پر انیس (۱۹)
اصحٰب النار الا ملٰئکۃ و	ہیں۔ اور ہم نے آگ کے داروغہ
ما جعلنا عدتہم الا فتنۃ	نہیں بنائے مگر فرشتے۔ اور ان کی گنتی
للذین کفروا لیستیقن الذین	کو نہیں بنایا مگر فتنہ ان لوگوں کیلئے
اوتوا الکتٰب ویزداد الذین	جو منکر ہیں تاکہ وہ لوگ یقین کریں جنہیں کتاب
اٰمنوا ایمانا ولا یرتاب الذین	دی گئی اور جو ایمان لائے
اوتوا الکتٰب والمؤمنون و	وہ ایمان میں بڑھیں اور اہل کتاب
لیقول الذین فی قلوبہم مرض	اور مومنین شک میں نہ پڑیں اور تاکہ
والکٰفرون ماذا اراد اللہ	وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور
بہٰذا مثلا کذٰلک یضل اللہ	کافر لوگ کہیں کہ اللہ نے اس مثال
من یشاء ویہدی من یشاء	سے کیا مراد رکھی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ
وما یعلم جنود ربک الا ہو	جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور
وما ہی الا ذکرٰی للبشر۔	جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تیرے رب

کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ آپ۔ اور یہ صرف انسان کیلئے یاد دہانی ہے

انیس فرشتوں کا کہیں ذکر نہیں ہے

اوپر کی آیات میں الفاظ علیہا تسعۃ عشر میں جن کے معنی ہوئے اس پر انیس (۱۹) ہیں۔ یہ مطلق کہیں نہیں ہے کہ انیس فرشتے ہیں۔ مفسرین نے فرشتوں کا قیاس یوں لگایا کہ اس سے آگے دوسری آیت میں آتا ہے کہ آگ کے داروغے نہیں ہیں مگر فرشتے۔ اس لئے فرض کر لیا گیا کہ ہو نہ ہو یہ انیس (۱۹) فرشتے ہیں جو آگ کے داروغہ ہیں۔ حالانکہ وہاں یوں نہیں کہ اس پر داروغہ انیس (۱۹) ہیں۔ وہاں تو صرف اس قدر ہے کہ اس پر انیس (۱۹) ہیں۔ اب اس انیس کو انیس (۱۹) فرشتے آگ کے داروغہ فرض کر لیں تو پھر اگلی آیات مطلق سمجھ میں نہیں آتیں اور اعتراض پر اعتراض پیدا ہونے لگتا ہے۔ مثلاً جب یہ فرمایا کہ وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا۔ کہ فرشتوں کی گنتی کافروں کیلئے موجب فتنہ ہوتی ہے تو پھر خواہ مخواہ ان کی گنتی انیس (۱۹) کی بتا کر فتنہ کیوں ڈالا جب اس کا کوئی منشا نہ تھا۔ اصحاب کہف کی تعداد پر بحث کرنے سے تو روک دیا اور فلا تمار فیہم فرما کر ان کی تعداد میں جھگڑنے کو منع فرما دیا۔ کیونکہ خواہ مخواہ کا فتنہ پڑتا تھا تو پھر یہاں جب خود ہی فرما رہے ہیں کہ فرشتوں کی گنتی بیان کرنے سے فتنہ پڑتا ہے تو پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ انیس (۱۹) فرشتے فرما کر خواہ مخواہ کا فتنہ ڈال دیتے اور پھر اس سے اہل کتاب کو یقین کس طرح پیدا ہو سکتا تھا اور مومنوں کا ایمان کیسے بڑھ سکتا تھا۔ جیسا کہ اگلی آیات میں فرمایا لیستیقن الذین اوتوا الکتٰب ویزداد الذین اٰمنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الکتٰب والمؤمنون۔ تاکہ جو لوگ اہل کتاب ہیں ان کو یقین ہو جائے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا ایمان بڑھے اور اہل کتاب اور مومنوں کو کوئی شک باقی نہ رہ جائے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ محض اتنا کہہ دینے سے کہ سقر پر انیس (۱۹) فرشتے ہیں یعنی جہنم کے داروغہ انیس (۱۹) ہیں کس طرح اہل کتاب کو آنحضرت صلعم کی رسالت پر یقین پیدا ہو سکتا تھا اور مومنوں کا ایمان بڑھ سکتا تھا اور ایسی حجت تمام ہو سکتی تھی کہ کسی کو کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی تھی۔

جملہ معترضہ

پس اصل معنے تو اللہ کو معلوم ہے۔ مگر جہاں تک میری سمجھ کام کرتی ہے ماجعلنا اصحٰب النار الا ملٰئکۃ وما جعلنا عدتہم الا فتنۃ للذین کفروا جملہ معترضہ ہے اور یہ مفسرین نے بھی مانا ہے اور یہ جملہ معترضہ اس لئے لایا گیا ہے کہ اس بات کو ذہن نشین کر دیا جائے کہ انیس (۱۹) سے مراد انیس (۱۹) داروغے جہنم کے نہ لئے جائیں۔ کیونکہ خدا کی یہ شان نہیں کہ وہ خواہ مخواہ کوئی تعداد جہنم کے داروغوں کی بیان کر کے لوگوں کے لئے اعتراض کے واسطے کوئی فتنہ پیدا کر دے۔ فرمایا جہنم کے داروغے تو فرشتے ہیں اور چونکہ فرشتوں کی تعداد بیان کرنا موجب فتنہ ہے اس لئے انیس (۱۹) سے کہیں انیس (۱۹) داروغے نہ سمجھ لینا اور آخر میں جا کر وما یعلم جنود ربک الا ہو فرما کر بتا دیا کہ خدا کے لشکر کی تعداد سوائے خود اس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ پس یہ انیس (۱۹) جہنم کے داروغہ تو نہیں۔

فتح مکہ کی پیشگوئی

اس کے علاوہ ایک اور بات قابل غور ہے وہ یہ کہ اس انیس (۱۹) کی تعداد کو منکر خود کفار کا قول بیان کیا ہے کہ ماذا اراد اللہ بہٰذا مثلا کہ اللہ نے اس مثال سے کیا مراد رکھی ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت کسی کو پتہ نہ تھا کہ اس انیس (۱۹) سے کیا مراد ہے۔ کافروں کو تو خیر کیا علم ہو سکتا تھا۔ خود مومنوں کو بھی علم نہ تھا کہ انیس (۱۹) سے کیا مراد ہے۔ ورنہ وہ کافروں کو بتا نہ دیتے۔ کیونکہ اگر انیس (۱۹) سے مراد جہنم کے داروغہ ہوتے تو معاملہ صاف تھا۔ کوئی ابہام نہ تھا۔ نہ مومنوں کیلئے کوئی [illegible] اور نہ کافروں کے لئے۔ لیکن دونوں کا اس کی حقیقت سے ناواقف ہونا اور کتاب الٰہی کا اس تعداد کو اتنی اہمیت دینا کہ اہل کتاب پر حجت تمام ہونے اور مومنوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ یہ کوئی زبردست پیشگوئی تھی جس کے ظہور پر اہل کتاب کو یقین پیدا ہو سکتا تھا اور مومنوں کا ازدیاد ایمان ہونا تھا اور پھر اہل کتاب کیلئے کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہنی تھی اور یہی حق ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک اخفا کا رکھا تھا اور یہ سنت اللہ ہے کہ پیشگوئی میں ایک پہلو اخفا کا ہوا کرتا ہے جو اپنے وقت پر ظاہر ہو کر اللہ تعالیٰ کے علم غیب اور قدرت نمائی پر دلیل واضح قائم کر کے ایمانوں کو بڑھاتا ہے اور اس دقیق علم غیب کے اظہار سے مدعی کی صداقت پر یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی بات اس جگہ معلوم ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی زمانہ بعثت کا تھا۔ ایک طرف آپ کی بیکسی، بے بسی، ضعف اور کمزوری، تنہائی اور بے رنگی تھی اور دوسری طرف تمام اہل مکہ کی مجتمع قوت کے ساتھ مخالفت اور سرشوری تھی اور وہ دن رات حضرت نبی کریم صلعم اور معدودے چند مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس وقت خدا کا کلام نازل ہوتا ہے کہ ساصلیہ سقر۔ یعنی ان مخالفوں کو سقر کا عذاب پہنچے گا۔ سقر کیا ہے اس کی تفصیل خود کی کہ ایک ایسا عذاب ہے جو کسی کو بھی باقی نہ چھوڑے گا۔ اور سب اس میں گرفتار ہوں گے اور لوگوں کے چہروں کو ذلت اور دکھ سے متغیر کر دیگا اور یاد رہے کہ سقر کے لفظی معنی بھی یہی ہیں۔ مثلاً سقرتہ الشمس یعنی دھوپ نے اسے متغیر کر دیا اور یہ فتح مکہ کے دن ظاہر ہوا۔ جب مکہ کے رہنے والے تمام کے تمام مخالفین ذلیل و خوار ہو کر نبی کریم صلعم کے سامنے حاضر ہوئے۔ وہ اس عنیز اور ہیبتناک قوم کے لئے سقر کا دن تھا جس نے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور جس نے ان کے چہروں کو شرمندگی اور ذلت کی آگ سے متغیر کر دیا۔ اور اس دن مومنوں کا ایمان زیادہ ہوا کیونکہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوئیں اور جو کچھ اسلام کی ذات اور بیکسی کی انتہائی حالت میں کہا گیا تھا وہ اس دن پوری قوت اور شوکت کے ساتھ پورا ہوا۔ اور اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر اس روز یقین پیدا ہو گیا کیونکہ آپ دس ہزار برگزیدہ اصحاب کے ساتھ فاران یعنی مکہ کے پہاڑوں سے ظاہر ہوئے اور آپ کے دائیں ہاتھ میں قرآنی شریعت تھی اور یہ لفظ بلفظ اسی طرح پورا ہوا جس طرح تورات میں لکھا تھا کہ خدا اوند دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوگا اور اس کے دائیں ہاتھ میں آتشی شریعت ہوگی۔ پس یہی وہ پیشگوئی تھی جس کے پورا ہونے پر جہاں مومنوں کا ایمان زیادہ ہوا وہاں وہ اہل کتاب کے دلوں میں یقین پیدا ہونے کا بھی موجب تھی اور ان پر حجت تمام ہو گئی۔

انیس سے انیس سال مراد ہیں

اور یہ واقعہ اس سورۃ کے نزول کے انیس سال بعد ظہور میں آیا۔ کیونکہ یہ آیت سورہ مدثر کی ... آیتوں میں ہے۔ اور سورہ علق کی ابتدائی آیتوں کے بعد اس سورہ کی ابتدائی آیتوں کا نزول ہوا جس میں قم فانذر فرما کر آپ کو قوم کے انذار کیلئے کھڑا کیا گیا اور یہ ایام فترۃ کے بعد ہوا۔ جس کا عرصہ چھ ماہ بتلایا جاتا ہے۔ پس بعثت کے پہلے سال کے آخری نصف حصے میں سورہ مدثر کی ابتدائی آیات

مسلمانوں کی تباہ کن خانہ جنگی کا علاج

مجدد وقت کا کامیاب نسخہ

مسلمانوں کی خانہ جنگی روز بروز زیادہ نازک اور نقصان رساں صورت اختیار کر رہی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی ان پر ذلت و ادبار کے نئے نئے دروازے کھل رہے ہیں۔ ہندوستان کے حالات مسلمانوں سے بالخصوص اتحاد و یکجہتی کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن یہیں وہ سب سے زیادہ منتشر اور آپس میں دست و گریباں ہیں۔ اپنی غلط روی کے ذلت آفریں نتائج اور حوادث زمانہ سے وہ ذرہ بھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ان کا باہمی اختلاف و افتراق کامل طور پر ان کی حیات قومی کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ مذہبی سیاسی۔ معاشرتی۔ وغیرہ تمام امور میں مسلمانوں کے اندر اتحاد و یکجہتی مفقود ہے۔

بدبختی کی انتہا ہے کہ ان کے بہت سے بڑے بڑے مولوی اور پیر اور لیڈر جو دن رات ہندو مسلم اتحاد کا وعظ کہتے پھرتے ہیں اپنے اقوال و افعال سے مسلمانوں کے اندر باہمی اختلاف و دشمنی کا بیج بوتے۔ اور خانہ جنگی کی آگ بھڑکاتے رہتے ہیں۔ لکھنؤ کا شیعہ سنی تنازعہ اس افسوسناک حقیقت کی ایک واضح مثال ہے۔ اس شرمناک اور خونیں ہنگامہ کے ذمہ دار زیادہ تر کانگریسی اور دیوبندی مولوی اور ہندوؤں کے زیر اثر شیعہ حضرات ہی ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک ہندو مسلم اتحاد نہایت ضروری ہے لیکن اتحاد اسلامی کی ضرورت انہیں بالکل متاثر نہیں کرتی۔ یہ ہندوستان کی محکومی پر بے چین ہیں لیکن ان کو اسلام کی مصائب و بیکسی کا مطلق احساس نہیں ــــــ اگر احساس ہوتا تو وہ مسلمانوں کو آپس میں اس طرح نہ لڑواتے۔ کس قدر دردناک ہے یہ واقعہ کہ لکھنؤ کے ایک سنی کانگریسی مولوی صاحب نے مصالحت کی گفتگو میں شرکت سے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ وہ شیعوں کیساتھ ایک کمرے میں اور ایک میز پر نہیں بیٹھ سکتے۔ حالانکہ انہیں کبھی ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دہریوں کیساتھ بیٹھنے اور گفتگو کرنے بلکہ غالباً ان کیساتھ ایک دستر خوان پر کھانے پینے میں کبھی تکلف نہیں ہوا۔

گذشتہ دنوں لکھنؤ میں دسہرہ کی تقریب پر زیادہ تر انہی حضرات کی مساعی سے ہندو مسلم اتحاد کا ایک خوشگوار نظارہ دکھائی دیا جس کی کیفیت اخبارات نے مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کی تھی کہ:۔

"لکھنؤ ۱۲ر اکتوبر۔ مسلمانوں نے رام لیلا کے جلوس کی پان الائچی سے تواضع کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات کس درجہ خوشگوار ہیں اس مقصد کے لئے مسلمانوں نے رام لیلا کے جلوس کے راستے میں متعدد سٹال قائم کر رکھے تھے۔ مولوی گنج کے محلے میں رہنے والے مسلمان ہندوؤں سے گلے ملے اور انہیں عطر پان پیش کیا۔"

ہندو مسلم اتحاد کی یہ مثال اپنی جگہ بہت قابل قدر ہے جگہ جگہ اس کی تقلید ہونی چاہیئے اگر ہندو مسلمان ایک دوسرے کی مذہبی تقریبات پر یہی طریق اختیار کیا کریں تو یقیناً ملک کے لئے یہ ایک مبارک فال ہوگی لیکن اس کے مقابلے پر دسہرے کے چند دن بعد ہی ۲ر نومبر کو مسلمانان لکھنؤ نے آپس میں جو سلوک کیا وہ کس قدر دردناک ہے۔ اس کی مختصر روئداد آپکو گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ سے معلوم ہو چکی ہوگی ــــــ مسلمان ایک ہی کلمہ پڑھنے والے اور ایک ہی خدا اور رسول اور قرآن کو ماننے والے دشمنوں کی طرح آپس میں لڑے۔ انہوں نے درندوں کی طرح ایک دوسرے کو چیرا اور پھاڑا آن کی آن میں خونچکاں لاشیں۔ بیسیوں کراہتے ہوئے زخمی ان کی بدبختی اور شرمناک حماقت کے اعلان کے لئے موجود تھے۔ گرفتاریوں، کرفیو آرڈر اور دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی ذلتیں اس کے علاوہ ہیں۔

لکھنؤ کے شیعہ سنی تنازعہ ہی پر کیا موقوف ہے ہر جگہ معمولی معمولی باتوں پر اختلاف و کشمکش کی مصیبت موجود ہے۔ مذہبی حلقوں کو لیجئے فروعی مسائل پر اختلاف ہوتے ہیں اور انکو اپنی حدود سے بڑھا کر معاملہ تکفیر تک نوبت پہنچا دی جاتی ہے۔ خطرناک تصادم ظہور میں آتے ہیں مناظرے کی مجلسیں دیکھتے ہی دیکھتے میدان کارزار بن جاتی ہیں۔ تقریروں اور تحریروں میں ایکدوسرے کے خلاف ایسا انداز اختیار کیا جاتا ہے کہ تہذیب اور شرم و حیا اپنا سر پیٹ لیتی ہیں مسلمانوں کے سیاسی حلقوں میں بھی یہی کیفیت ہے غرضیکہ ان کا ہر ایک پلیٹ فارم، ہر ایک ادارہ اور ہر ایک مسجد کم و بیش اختلاف کا افسوسناک منظر پیش کر رہی ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ پھر ذاتی اغراض ضد و تعصب اپنی لیڈری اور گدی کی حفاظت ان اختلافی ہنگاموں کو اور زیادہ ناگوار اور زیادہ رسوا کن بنا دیتی ہے۔

یہ صورت حالات بہت زیادہ خطرناک اور نقصان رساں ہے۔ اس کا جلد سے جلد کوئی علاج ہونا چاہیئے۔ ورنہ مسلمانان ہند کی مکمل تباہی میں اب کچھ زیادہ کسر باقی نہیں رہ گئی لیکن سوال یہ ہے کہ اس مصیبت کا علاج کس طرح کیا جائے۔ اور کونسا نسخہ ہے جس کے ذریعے شفا ممکن ہے ــــــ قوم ایک مہلک مرض میں مبتلا ہے۔ صرف ضرورت اتحاد پر لیکچر دینے اور برکات اتفاق پر وعظ کہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ نا اتفاقی کی بربادی پر نوحہ خوانی بھی فضول ہے۔ مریض کی حکیمانہ تدبیر اور کسی مجرب دوا کے ذریعہ ہی اچھا ہو سکتا ہے۔ مسلمان بہیترے جتن کر چکے ہیں لیکن افاقہ کی کوئی صورت تاحال ظاہر نہیں ہوتی بلکہ مرض میں روز بروز اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

کاش مسلمان مجدد وقت کے روحانی مطب کی طرف رجوع کریں کیونکہ یہاں ان کے مرض کا مجرب و کامیاب نسخہ موجود ہے۔ جس کے استعمال سے شفا یقینی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور تحریک احمدیت کا سب سے بڑا کارنامہ ہی یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کی تعلیمات اور سلف صالحین کے مسلک کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے ایک ایسا عظیم الشان اور بلند مقصد پیش کیا ہے جس پر کھڑے ہو کر فروعی اختلافات خود بخود حقیر معلوم ہونے لگتے ہیں ــــــ آجکل مسلمانوں کے سامنے کوئی قابل عمل بلند مقصد نہیں ہے۔ وہ کسی مفید و اہم کام میں مصروف نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ فروعی اختلافات پیدا کرتے اور انہیں بڑھاتے رہتے ہیں۔ بیکاری انہیں اس شغل کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت مہیا کر دیتی ہے۔ اس طرح ان کا مذاق بگڑ گیا ہے۔ ان کی ذہنیت تخریبی ہو گئی ہے۔ دور اندیشی اور نیک و بد میں تمیز کی قابلیت ان میں باقی نہیں رہی۔ اگر وہ مجدد وقت کے پیش کردہ بلند مقصد یعنی غلبہ اسلام۔ تبلیغ دین اور اشاعت قرآن کو اختیار کر لیں تو ان کا دھیان بھی موجودہ تخریبی و اختلافی مشاغل کی طرف نہ جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں مسلمانوں کے سامنے ایک بلند مقصد رکھا اس کے ساتھ ہی اسلام کی مصائب اور دجال کی حرکات بیان کرکے ان میں اس بات کا زبردست احساس پیدا کیا کہ وہ ایک زبردست اور فیصلہ کن جنگ میں مصروف ہیں اور اس کے علاوہ تکفیر المسلمین کی مذمت کے ذریعہ باہمی اختلافات میں شدت کی راہیں بالکل مسدود کر دیں۔ اگر مسلمان حقیقی طور پر غلبۂ اسلام کے مقصد کو سامنے رکھ کر صحیح معنوں میں سمجھ لیں کہ وہ ایک جنگ میں مصروف ہیں تو ان کی خانہ جنگی کا فی الفور خاتمہ ہو سکتا ہے۔ یہی اس مرض کا واحد علاج ہے۔ اس کے سوا اور کوئی علاج مفید و ممکن نہیں ــــــ دراصل اس علاج کا نام ہی احمدیت ہے۔

جناب میاں محمد صادق صاحب کو صدمہ

یہ خبر افسوس کیساتھ سنی جائے گی کہ چند روز ہوئے جناب میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس کی ہمشیرہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہمیں اس صدمہ میں میاں صاحب موصوف اور ان کے معزز خاندان کے جملہ افراد سے قلبی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

شذرات

صدقہ فطر اور نماز عید

ماہ رمضان المبارک کے صرف چند دن باقی رہ گئے ہیں، عید الفطر قریب آ رہی ہے۔ دو ضروری باتیں ہیں جن کا فوری انتظام ہونا چاہیئے اول صدقہ فطر کی فراہمی ہے جیسا کہ احباب جانتے ہیں کہ یہ صدقہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد و عورت سب پر فرض ٹھہرایا ہے۔ اس کے مسائل عام طور پر معلوم ہیں۔ "پیغام صلح" میں ہر سال شائع ہوتے ہیں اور انشاء اللہ اب بھی آئندہ اشاعت میں درج کر دیئے جائیں گے۔ صدقہ فطر کا ایک جگہ جمع ہو کر قومی نظام کے ماتحت خرچ ہونا ضروری ہے۔ لیکن افسوس آج مسلمان اس کی پروا نہیں کرتے اور ان کی غفلت کی وجہ سے ہر سال لاکھوں روپیہ ضائع ہو جاتا ہے یہ غیر منظم خیرات عظیم الشان قومی نقصان ہے۔ ہمارے احباب کے لئے لازم ہے کہ وہ صدقہ فطر کا روپیہ ہرگز انفرادی طور پر خرچ نہ کریں۔ یہ سنت نبوی کے خلاف ہے بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی حتی الامکان اس سے روکیں اور اس بات کی ترغیب دیں کہ وہ اپنا صدقہ مفید کام کرنے والی ذمہ دار اسلامی انجمنوں کو بھیجیں۔

دوسری بات نماز عید کا اہتمام ہے تمام بیرونی جماعتوں کو چاہئے کہ نماز عید کا باقاعدہ بندوبست کریں۔ خواہ ... ان کے ممبروں کی تعداد تھوڑی ہو یا بہت۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ خواتین کے لئے پردہ دار نشست کا انتظام بھی کیا جائے۔ خطیب صاحبان اپنے خطبہ میں موجودہ دینی و قومی ضروریات کا خیال رکھیں۔ نماز باجماعت درس قرآن، تنظیم جماعت اور چندہ ماہوار کی پابندی پر خصوصیت کے ساتھ زور دیں۔

مذاکرات دہلی کی ناکامی

مذاکرات دہلی سے ہندو مسلم مصالحت کی جو خوشگوار توقعات پیدا ہوئی تھیں۔ افسوس وہ پوری نہ ہو سکیں اور ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو قلق کے ساتھ اعلان کرنا پڑا کہ میری تحریک پر کانگرس اور مسلم لیگ کے لیڈروں کے درمیان جو گفت و شنید جاری ہوئی تھی وہ تا حال کامیاب نہیں ہو سکی۔ اس سلسلہ میں تمام خط و کتابت ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے شائع کر دی ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گاندھی جی اور دوسرے کانگرسی لیڈروں کی سوداگرانہ سیاست اور ہندوانہ تنگ نظری اور خود غرضی ناکامی کا باعث بنی ہے۔ کانگرس بار بار کے تلخ تجربوں کے بعد بھی اقلیتوں کو مطمئن کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ اس کے بغیر کوئی سمجھوتہ قطعاً ناممکن ہے۔ یہ ایک سورج سے زیادہ روشن حقیقت ہے کہ ہندوستان میں مذہبی اور مجلسی اقلیتیں موجود ہیں جن کے حقوق کا تحفظ و اعتراف اکثریت کا فرض ہے۔ لیکن کانگرس کو بنیادی اقلیتوں کے جائز حقوق بھی ہندوؤں کی جھولی میں ڈالنے پر مصر ہے۔ آخری اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصالحت کی گفتگو جاری رہے گی اللہ تعالیٰ گاندھی جی اور کانگرس کو ہدایت دے۔

ان مذاکرات کی ناکامی بے شک قابل افسوس ہے لیکن ان سے دو فائدے بھی ہوئے ایک یہ کہ کانگرس پر مسلم لیگ اور اس کے مطالبات کی اہمیت پہلے سے زیادہ واضح ہو گئی۔ کانگرسی لیڈر اگر صاف الفاظ میں نہیں تو دبی زبان سے ضرور مسلم لیگ کو اسلامی ہند کی نمائندہ جماعت تسلیم کرنے لگے ہیں۔ بابو راجندر پرشاد اور پنڈت نہرو کی تازہ تقریریں اس کا ثبوت ہیں۔ دوسرا فائدہ ان مذاکرات کا یہ ہے کہ کانگرسی مسلمان اب کچھ کچھ راہ راست پر آتے دکھائی دیتے ہیں: مسٹر آصف علی دہلوی نے اعلان کیا ہے کہ کانگرسی مسلمان کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان گفت و شنید کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں گے۔ مولانا آزاد اور ان کے ہمنوا دیگر کانگرسی مسلمان بھی دل سے چاہتے ہیں کہ یہ گفت و شنید کامیاب ہو۔ لاہور کے بعض مسلمان کانگرسیوں نے بھی مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد سیاسی نمائندہ جماعت تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔

گاندھی کا الزام اور جناح کا مسکت جواب

جو لوگ گاندھی جی کو ایک معقولیت پسند مسلم دوست بے تعصب اور صداقت شعار رہنما سمجھتے ہیں انہیں گاندھی جی کا وہ مضمون پڑھ کر سخت مایوسی ہوئی ہوگی۔ جو انہوں نے اسی ہفتہ اپنے اخبار "ہریجن" میں ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر لکھا ہے اس میں ہندوانہ ایسے الزامات موجود ہیں۔ جن میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں ہے اور اس مضمون کا انداز مسلمانوں اور مسلم لیگ کے متعلق نہایت توہین آمیز ہے۔ اس میں ایک جگہ گاندھی جی کہتے ہیں کہ:-

> "تحفظ حقوق المسلمین کیلئے جناب جناح انگریزی طاقت کا سہارا ڈھونڈھ رہے ہیں۔ کانگرس اس معاملے میں جو کر دکھائے اس سے وہ مطمئن نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ تو اپنے ذاتی نقطہ خیال سے سیاسی مطالبہ کر سکتے ہیں جو برطانیہ کے عطیے یا وعدے سے کہیں زیادہ ہو۔ اندریں حالات مسلم لیگ کے مطالبات کی کوئی انتہا یا حد بندی نہیں ہو سکتی۔"

ہمارے خیال میں یہ بیان اس ناکامی اور ذلت کی جھنجھلاہٹ کا نتیجہ ہے جو گاندھی جی اور ان کے رفقا کو اپنے مقاصد میں مذاکرات دہلی کے دوران میں ہوئی ہے۔ مسٹر جناح نے اس کا مسکت جواب دیتے ہوئے بالکل بجا فرمایا کہ:-

> "مسٹر گاندھی کا بیان صداقت سے بعید ہے اور ہندوستان کی ساری مسلم قوم کیلئے ازالہ حیثیت عرفی کا حکم رکھتا ہے یہ ایک جرم ہے جس کا مجرم گاندھی ایسی حیثیت کے آدمی کو نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ مسٹر گاندھی نے یہ بھی کہا ہے کہ کانگرس ہندوؤں کی نمائندہ نہیں ہے۔ کانگرس یقیناً مسلمانوں کی نمائندہ نہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کانگرس فی الحقیقت کس کی نمائندہ ہے؟ ... میں نے ایک سے زائد مرتبہ اس حقیقت کی وضاحت کی ہے کہ کانگرس ایک ہندو جماعت ہے۔ یہ وہ سکہ ہے جس کے ایک طرف ہندو سبھا اور دوسری طرف کانگرس کی مہر منقوش ہے۔"

آخر پر مسٹر جناح نے کہا ہے کہ مسلمانان ہند اپنے حقوق کے تحفظ کیلئے برطانیہ و کانگرس کی بجائے اپنے خدا اور دست و بازو پر اعتماد رکھتے ہیں۔ گاندھی جی کے اس بیان نے ہندو مسلم مصالحت کے امکانات کو اور زیادہ کم کر دیا ہے اس لحاظ سے گاندھی جی کا یہ بیان قابل مذمت اور افسوسناک ہے۔

(بقیہ صفحہ ۸)

کی وجہ اس پردہ میں تصویروں کا ہونا نہیں تھا بلکہ در و دیوار کی آرائش اور کپڑے کا بیجا استعمال تھا۔ قاسم بن محمد جو اس حدیث کو حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں اور فقہاء مدینہ میں سے اعلیٰ پایہ کے ہیں اور اپنے زمانہ کے بڑے فضیلت والے تابعین میں سے تھے، وہ بھی غیر سایہ دار تصویر کے استعمال کو جائز سمجھتے ہیں۔ چاہے اس کے استعمال سے اس کی تحقیر ہوتی ہو یا نہ اور قیاس یہ ہے کہ انہوں نے بھی آنحضرت صلعم کی ناراضگی کی وجہ پردہ میں تصویروں کا ہونا قرار نہیں دیا اور غالباً یہ بات انہوں نے حضرت عائشہ سے ہی معلوم کی ہوگی کہ آنحضرت صلعم کا ناراض ہونا تصویروں کی وجہ سے نہ تھا۔ رہی یہ بات کہ اگر آنحضرت صلعم کی ناراضگی اس پردہ میں تصویروں کی وجہ سے نہ تھی تو اس موقع پر آپ نے تصویروں کی مذمت کس لئے کی اور یہ کیوں فرمایا اصحاب هذه الصور يوم القيمة يعذبون وان الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة جیسا کہ بخاری ۱۰۵۰ اور مسلم ۱۵۰۶ میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صرف تصویروں کا ہونا اور بغیر پرستش اور تعظیم کے ان کا استعمال بھی ناجائز ہوتا تو آپ ان پر کیوں بیٹھتے۔ اور الا رقما فی ثوب کی استثنا کیوں فرماتے۔ سو ان کی مذمت بھی ان کی تعظیم اور پرستش کے لحاظ سے ہے نہ محض استعمال کے لحاظ سے اور ۱۵۰۶ جو یہ لفظ ہیں ان من صنع الصور يعذب يوم القيمة۔ اپنی تصویر بنانے والوں کو ۱۰۵۰ میں اصحاب الصور فرمایا ہے۔ اس سے بھی وہ تصویر بنانے والے مراد ہیں جو بغرض پرستش ان کو بنائیں سو ایسے موقعہ پر ان اہل صور کی مذمت کرنا اس غرض سے ہے کہ اگر تصویر ایک مسلمان کے گھر میں بھی ہو تو بھی اس کی غرض تعظیم نہیں ہو سکتی یا نہیں ہونی چاہئے۔ اگر تعظیم اور پرستش کے خیال کے بغیر بھی تصویروں کا بنانا اور ان کا رکھنا ناجائز اور شرک ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کاریگروں سے مجسمے نہ بنواتے کیونکہ شرک اور ذرائع شرک سے ہر ایک نبی کی تعلیم پاک ہوتی ہے اور سورہ سبا آیت ۱۳ میں ہے يعملون له ما يشاء من محاريب وتماثيل وجفان كالجواب جب مجسموں کا بنانا اور رکھنا جائز ہے تو تصویروں کا درجہ تو مجسموں سے کم ہے۔ ملائکہ کا تصویر والے گھر میں نہ آنے سے کیا مراد ہے حدیث میں آتا ہے کہ عورت کے رحم پر ایک ملک مقرر ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک عورت کے رحم پر ملک مقرر ہے۔ خواہ اس کے گھر میں بت ہی کیوں نہ ہوں۔ نیز قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ انسان کے اعمال کی حفاظت پر بھی ملائکہ مقرر ہیں۔ فان عليكم لحافظين كراما كاتبين ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد ملک الموت بھی روح قبض کرتے ہیں۔ اس میں بھی کافر اور مشرک سب برابر ہیں خواہ ان کا گھر بتوں سے بھرا ہوا ہو۔ اگر لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة کے ظاہری معنی درست ہیں تو کسی بت یا تصویر والے گھر میں بچہ پیدا نہ ہونا چاہئے۔ اور موت سے بچنے کے لئے ایک اچھا نسخہ ملا۔ تصویر کے گھر میں لٹکانے سے ملک الموت نہیں آئیگا نہ موت واقع ہوگی اور نہ کسی کے اعمال کی حفاظت ہوگی۔ اگر لا تدخل الملائكة فيه صورة کا کوئی معنی مفہوم ہو سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ جس کے دل میں تصویر کی تعظیم اور پرستش کا جذبہ ہو۔ ملائکہ اس سے بیزار رہتے ہیں۔ ملائکہ چونکہ انسان کے دل میں نیکی کی تحریک کرتے ہیں اور جو شخص نیکی کی طرف قدم بڑھاتا ہے ملائکہ اس کے دل میں نیکی کی تحریک کو زیادہ کرتے ہیں اور اسے نیکی کی زیادہ توفیق ملتی ہے اور جو شخص بدی کی طرف قدم بڑھاتا ہے ملائکہ بیزار ہوتے ہیں اور نیکی کی جو تحریکات وہ کرتے ہیں ایسے شخص کے دل میں وہ اثر نہیں کرتے تو مطلب یہ ہوا کہ ملائکہ کی نیکی کی تحریکات ایسے شخص کے دل پر وارد نہیں ہوتیں۔ جن کے دل میں بتوں اور تصویروں کی پرستش کا جذبہ ہو۔

مسلمانوں کی تنظیم اور قوم سازی کا مرکز مسجد ہے

مساجد کو رونق دو اور قرآن کریم کا عشق پیدا کرو

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳ رنومبر ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب

اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ القلوب والابصار

(النور ۲۴: ۳۵-۳۷)

ترجمہ:۔ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال (ایسی ہے) جیسے ایک طاق جس میں ایک چراغ ہے۔ چراغ ایک شیشہ میں ہے شیشہ گویا ایک چمکتا ہوا تارا ہے (چراغ) ایک بابرکت زیتون کے درخت کے تیل سے روشن ہو رہا ہے۔ جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ قریب ہو کہ اس کا تیل جلنے لگے۔ گو اسے آگ بھی نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کیلئے جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (یہ نور) ان گھروں (یعنی مساجد) میں ہے جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ تعمیر کئے جائیں اور ان میں اسکا نام یاد کیا جائے۔ وہاں پر ایسے مردان خدا ہوتے ہیں جو ان میں اسکی تسبیح صبح اور شام کے وقتوں میں کرتے رہتے ہیں (ایسے) لوگ جنہیں نہ تجارت اور نہ خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل کرتی ہے۔ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

حضرت نبی کریم کا ایک بہت بڑا کرم اور رحمت

ہمارے سرکار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے لئے وہ کچھ کیا ہے کہ دشمن بھی ہمیشہ اعتراف کرتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی قوم کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ ایک بہت بڑا کرم اور رحمت جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوئی ہے۔ اس کا ذکر ان آیات میں ہے جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں۔ یہ ذکر مسجد کا ہے اور اس ضمن میں بھی تمام دشمنان اسلام نے اس بات کو مانا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو ایک مذہب دیا اور دن میں پانچ وقت جمع ہونے کے لئے ایک ہال (مسجد) مہیا کیا اہل مذاہب یہ ہال کہاں سے لائیں اور اس ہال میں پانچ وقت جمع ہونے سے جو جتھہ بندی ہوتی ہے وہ کس طرح پیدا کریں؟

اسلامی جماعت بندی کی فوقیت

اس بیسویں صدی میں جتھہ بازی پر بڑا زور دیا جاتا ہے جماعت کے بغیر لیڈر ناکام اور نکما ہوتا ہے اسی لئے آج ہر ایک لیڈر سب سے اول اور سب سے زیادہ کوشش اپنی جماعت بنانے کیلئے کرتا ہے وہ بات جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو برس پیشتر فرمائی تھی۔ یعنی جماعت میں برکت ہے اور جماعت بندی میں طاقت ہے آج تمام دنیا اسی بات پر آگئی ہے ـــــ لیکن اس بیسویں صدی کا انسان جب اپنی جماعت بندی کو دیکھتا ہے اور اس کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت بندی کو دیکھتا ہے تو اسے مجبوراً اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہم اس بیسویں صدی میں وہ کچھ نہیں کر سکے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی صدی میں کر دیا تھا۔

آیات کی تشریح

میں نے جو آیات ابھی پڑھی ہیں ان پر ذرا غور کیجئے۔ فرمایا:۔

اللہ نور السمٰوات والارض۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس زمین اور آسمان کے اندر جس قدر قوتیں تعمیر کی کام کرتی ہیں۔ نور ہی نور ہیں۔ اس لئے کہ خود خدا نور ہے اس کا ظہور جو تعمیر کے رنگ میں ہوتا ہے وہ بھی نور ہے اور تمام قوتیں اسی کے نور ہدایت سے متمتع ہو کر مفید طور پر سارے کارخانہ قدرت میں کام انجام دے رہی ہیں۔

مثل نورہ۔ پھر اس کے بعد نور کی مثال دی ہے اور فرمایا کہ ہم مثال کے رنگ میں سمجھاتے ہیں۔ چونکہ انسان کا علم محدود ہے اور خدا کی ذات پاک انسانی محسوسات سے وری الوریٰ ہے۔ اس لئے مثال کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ گو خدا تمام مثالوں سے بلند ہے۔

کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ

خدا تعالیٰ کے نور کی مثال ایسی ہے کہ ایک طاق جس میں ایک چراغ ہے اور وہ چراغ ایک شیشہ یعنی فانوس کے اندر ہے اور وہ شیشہ تارا کی طرح چمکدار ہے۔ وہ چراغ ایک بابرکت زیتون کے درخت سے روشن ہوتا ہے لیکن وہ درخت اس دنیا کے مشرق و مغرب کا درخت نہیں بلکہ کوئی اور ہی شے ہے۔ یہاں بھی بتایا گیا کہ یہ گفتگو عالم مثال میں ہو رہی ہے تاکہ انسانی دماغ سمجھ جائے۔

یکاد زیتہا یضیٓء ولو لم تمسسہ نار

یہ اس قدر لطیف ہے کہ اس کو آگ کے چھوئے بغیر آگ لگ جاتی ہے

نور علیٰ نور یہدی اللہ لنورہ من یشآء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیٓء علیم۔

اللہ نور ہی نور اور روشنی ہی روشنی ہے وہ اپنے نور سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جس قوم کی چاہتا ہے رہبری کرتا ہے۔ اللہ لوگوں کی بھلائی کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے اس کا علم بہت وسیع ہے کامل ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے اسی علم کی بنا پر اس نے قرآن کریم نازل کیا۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاٰصال۔

اللہ کہاں ملتا ہے؟ وہ ایسے مکانوں میں ملتا ہے جن کے بنانے کا حکم اس نے دیا ہے یعنی وہ مساجد میں ملتا ہے جہاں اس کا نام یاد کیا جاتا ہے اور جہاں لوگ اس کی تسبیح صبح و شام کرتے رہتے ہیں اور اس طرح ان مساجد کی اہمیت کو بلند کیا جاتا ہے۔ اس کے آگے فرمایا:۔

رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتآء الزکوٰۃ یخافون یوماً تتقلب فیہ القلوب والابصار۔

رجل کے معنی عربی زبان میں مرد ہیں۔ مسلمانوں کی تعریف کی [illegible] کہ ان مساجد میں ایسے مرد صبح و شام آتے ہیں جنہیں تجارت اللہ [illegible] بھی نماز اور خدا کی تسبیح سے نہیں روک سکتی اور وہ زکوٰۃ دینے سے [illegible] نہیں ہوتے اور وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں [illegible]

دنیا کی سب سے بڑی مصروفیت تجارت ہے

دنیا کی سب سے بڑی مصروفیت تو یہی ہے کہ انسان مال [illegible] کرنے کیلئے تجارت کرے ـــــ خوب یاد رکھیں کہ تجارت دنیا کی سب سے بڑی مصروفیت ہے جن کے کاروبار بہت وسیع ہیں انہیں تو دن رات چین نہیں آتا کبھی بھی فرصت اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ وہ [illegible] یہ سوچتے رہتے ہیں کہ ہمارا فلاں جہاز اس وقت وہاں ہوگا اور [illegible] قافلہ اس مقام پر ہوگا۔ وہ تجارتی معلومات حاصل کرنے کے لئے ملک کی ڈائرکٹریاں دیکھتے اخبار پڑھتے اور تاجروں کے [illegible] کے اتار چڑھاؤ معلوم کرتے رہتے ہیں ـــــ پھر دور دراز [illegible] ہیں کبھی افریقہ جاتے ہیں کبھی یورپ و امریکہ کبھی چین و جاپان [illegible] ادھر اور کبھی ادھر۔

مردان خدا کی ایک خصوصیت

یہ بڑے مرد ہیں اگر ان کو یہ مصروفیت اللہ کے ذکر اور [illegible] کو قائم کرنے سے نہ روکے۔ بے شک مال کی محبت ہر ایک دل میں [illegible] ہے اور مال کی دنیا و دین کے ہر ایک کام میں ضرورت [illegible] ہے کہ جب مسجد سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہو تو ہر ایک چیز کو [illegible] کی عبادت اور اس کے ذکر کیلئے مسجد میں آئے کوئی چیز اور کوئی [illegible] اس کو اس فرض سے نہ روک سکے۔ خدا ہر وقت ان کے [illegible] اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا انسان کے ہر ایک فعل کو دیکھتا [illegible] ہر ایک ارادہ اور اس کی نیت سے پوری طرح واقف [illegible]

موت کا کوئی وقت مقرر نہیں

یہ مردان خدا قیامت کو برحق سمجھتے ہیں اور موت کو [illegible] میں بھی نہیں بھولتے۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہر ایک [illegible] ہے بچے کو بھی اور جوان اور بوڑھے کو بھی۔ بیمار کو بھی اور تندرست کو بھی۔ آج ہی میں نے اخبار میں پڑھا کہ کوئی خانصاحب [illegible] تانگے پر جا رہے تھے۔ گھر پہنچنے سے پیشتر ہی تانگے میں [illegible] نکل گیا۔ لاہور کے دانتوں کے مشہور ڈاکٹر عطاء اللہ [illegible] آناً فاناً وفات پا گئے۔ شام کے پانچ بجے بیمار ہوئے اور [illegible] ہو گیا ـــــ تو یہ مردان خدا طاقت اور جوانی میں بھی یقین [illegible] کہ وہ خدا کے سامنے جانیوالے ہیں۔ یہ دنیا کے حاکم [illegible] محدود اختیار رکھتے ہیں اور بہت تھوڑا انعام کسی کو [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا حاکم اور مالک اور [illegible] اختیار کلی رکھتا ہے اس کی طاقت و اقتدار کی کوئی حد نہیں [illegible] اس کے حکم کو نہ مانے اور اس کی عبادت اور [illegible] کرے تو یہ اس کے لئے بہت نقصان کا موجب ہے [illegible] اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔ ان پر وہ [illegible] انعامات و برکات نازل کرتا ہے۔

حضرت نبی کریم کا یقین و ولولہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یقین و ولولہ [illegible] زبردست تھا کہ ۱۳ سال مکہ میں مار کھانے کے بعد [illegible] گئے تو آپ مدینہ میں ہجرت کر گئے۔ وہاں سب سے [illegible] کیا کہ مدینہ سے تین میل ادھر قبا کے مقام پر [illegible] نے ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے [illegible] قدر یقین ہے کہ میری قوم مسجد کے اندر سے پیدا [illegible]

چاہتے ہیں کہ میری قوم خدا کے گھر سے نکلے قلعہ سے نہ نکلے۔ وہ لوگوں پر ظلم کرنیوالی نہ ہو بلکہ ان کی اصلاح کرنیوالی اور ان کی بھلائی اور بہتری چاہنے والی ہو۔

مسجد قبا اور مسجد نبویؐ کی تعمیر

حضورؐ مدینہ کے قریب پہنچے تو قبا کے مقام پر مدینہ کے مرد عورتیں اور بچے آپ کے استقبال کے لئے جمع تھے۔ عورتیں اور لڑکیاں خوشی میں گاتی تھیں۔ غرضیکہ ان لوگوں نے حضورؐ کا استقبال بڑے تپاک سے کیا۔ آپ نے چند روز کے لئے وہیں ڈیرا لگا دیا اور مسجد قبا تعمیر کی جو دُنیا کی سب سے پہلی مسجد ہے ــــــ حضورؐ کو کس قدر خدا کی ذات پر یقین ہے کہ مسجد ہو تو ایک دن یہاں سے مسلمانوں کی فوج پیدا ہوگی پھر جب آپ مدینہ پہنچے تو وہاں بھی مسجد نبوی بنائی۔ کس طرح بنائی؟ یہ نہیں کہ خود پیروں کی طرح چارپائی پر بیٹھے ہیں اور مرید تعمیر کے کام میں مصروف ہیں۔ نہیں بلکہ خود دوسروں کے ساتھ مزدوروں کی طرح اینٹ گارا ڈھوتے اور خود لکڑی اٹھاتے ــــــ مسلمانوں کیلئے یہ کس قدر فخر اور لذت کی بات ہے کہ ان کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مسجد تعمیر کی۔ میں نے تاریخ میں کہیں نہیں پڑھا کہ حضرت عیسےٰ نے کوئی گرجا بنایا ہو یا حضرت موسےٰ نے کوئی گرجا بنایا ہو۔ انجیل میں بھی گرجا بنانے کا کہیں حکم نہیں ہے۔

خدا کی عبادت کے لئے مساجد ضروری ہیں

یہ بات نہیں کہ خدا مسجد کے اندر رہتا ہے بلکہ اس کے برعکس مسلمان کا یقین ہے کہ خدا ہر ایک جگہ رہتا ہے صرف کعبہ اور مسجد ہی اسکا مقام نہیں ہے۔ وہ زمین آسمان کا بادشاہ ہے اور ہر جگہ موجود ہے لیکن اسکی یاد اور عبادت کیلئے مساجد ضرور ہونی چاہیئے یہ ایک یقینی امر ہے

مسلمان قوم کا تعمیر مسجد کا شوق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سے مسلمان قوم کے اندر تعمیر مساجد کا اس قدر ولولہ اور شوق پیدا ہوا جس کی کوئی نظیر کسی دوسری قوم اندر نہیں ملتی۔ ایشیا، افریقہ تو ہے ایک طرف یورپ میں جائیے تو وہاں کئی مساجد موجود ہیں ایک ووکنگ (لندن) کی مسجد ہے جسے مرحومہ بیگم صاحبہ بھوپال نے تعمیر کرایا دوسری برلن کی مسجد ہے جسے ہماری جماعت نے تعمیر کرایا۔ ان دونوں مسجدوں کو تو آپ سب جانتے ہیں لیکن یورپ کے دوسرے ممالک روس البانیہ پولینڈ رومانیہ فن لینڈ وغیرہ میں سینکڑوں مساجد موجود ہیں مسلمان جہاں آباد ہوتا ہے مسجد بناتا ہے گاؤں میں مسجد بناتا ہے۔ باغ اور کوٹھی پر مسجد بناتا ہے۔ پولیس کی چوکی پر مسجد بناتا ہے مسلمان بادشاہ جہاں قلعہ تعمیر کرتا ہے اس کے سامنے مسجد بھی اسی شان سے بناتا ہے۔ یہ ایک شوق اور ولولہ ہے جس سے مسلمان قوم کی دلی تڑپ اور انکا وجدان ظاہر ہوتا ہے۔

مساجد کے برکات و فوائد

ذرا غور کرو کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ذریعہ مسلمانوں کے اندر کسقدر مضبوط اور بلند قومیت اور اخوت پیدا کر دی ہے۔ اور کس قدر زبردست تنظیم اور اتحاد پیدا کر دیا ہے، ہندو مسلمانوں کے پانچ وقت مساجد میں جمع ہونے پر روتا ہے وہ دنیا دار ہے اس کے لئے صرف مسلمانوں کی جتھہ بندی ہی قابل رشک ہے۔ اس کی نظر محض دنیوی فوائد پر ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ مسلمان مسجد میں خدا کی یاد اور اس سے تعلق پیدا کرنے کے لئے آتا ہے وہ مسجد میں آتا ہے ایک خلوص اور پاکیزہ بھائی چارہ قائم کرنے کیلئے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی عبادت اور ریاضت کا کمال

مہاتما بدھ نے بھی ریاضت کی اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی ریاضت کی اور اسی طرح دوسرے ماموروں اور بزرگوں نے خدا کی عبادت و ریاضت کی، لیکن کس طرح؟ پہاڑ کی کسی کھوہ میں اور جنگلوں کی تنہائی میں بیٹھ کر تعلقات دنیوی سے آزاد ہو کر مگر میں یقین کرتا ہوں کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت ان سب سے بڑھی ہوئی تھی، حضورؐ بادشاہ ہو کر تہجد پڑھتے تھے۔ حضورؐ نے کم از کم ۲۳ سال تو ضرور تہجد پڑھی ہے۔ نبوت سے قبل بھی آپ اکثر غار حرا میں تشریف لیجاتے اور وہاں خدا کی عبادت کرتے، بادشاہ ہو کر تہجد پڑھنا اور مسجد میں جا کر پانچ وقت خدا کی عبادت کرنا بہت بڑا کمال ہے۔ کوئی تھانے دار یا تحصیلدار ہو جائے تو وہ تہجد چھوڑ نماز بھی نہیں پڑھتا۔ کوئی ڈپٹی کمشنر اور نواب ہو جائے تو وہ کبھی مسجد میں جھانکتا تک بھی نہیں (الاماشاءاللہ) بادشاہ بننا تو بہت دُور کی چیز ہے ــــــ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف کٹ پتلی اور نام کے بادشاہ نہ تھے کہ کاروبار سارا وزیر اعظم یا کونسل اور پارلیمنٹ کے سپرد ہے بلکہ حضور خود لیڈر ہیں خود قوم کے لئے قانون بناتے ہیں۔ خود مقدمات کا فیصلہ کرتے ہیں اور خود فوج کے کمانڈر ہیں ــــــ غرضیکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت بھی کمال کی اور قوم کی تنظیم بھی کمال کی ورنہ عبادت میں مستغرق لوگ اس قسم کے کام نہیں کر سکتے ــــــ اس کو کہتے ہیں آخری نبی کہ اس کا ایک ایک فعل اور ایک ایک تعلیم دنیا سے آج چودہ سو سال گذر جانے پر بھی خراج تحسین وصول کر رہی ہے

برلن مسجد کا انتظام

پروفیسر شیخ عبداللہ صاحب جنگ کے چھڑ جانے کے باعث مع اہل و عیال کوپن ہیگن میں چلے گئے تھے اور برلن مسجد کا انتظام اور کاروبار جرمن مسلمانوں کے سپرد کر گئے تھے۔ یہ خدا کا شکر اور اس کا فضل ہے کہ مسجد کا انتظام اور کاروبار نہایت معتبر ہاتھوں میں ہے۔

(صدرالدین)

۴ر نومبر ۱۹۳۹ء

ایمان باللہ کی بنیاد ــــــ مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

سو قوم کی تنظیم کے لئے مسجد ضروری ہے لیکن مسلمانوں نے اب اس بات کو فراموش کر دیا ہے۔ آج مسلمان نے مسجد کو اُجاڑ دیا ہے ــــــ جان بُوجھ کر یا انجان بن کر خوب یاد رکھیں کہ مسجد کی رونق و آبادی کے لئے وہ کوشش کرتا ہے جسے خدا پر ایمان ہو ــــــ خدا پر ایمان کی بنیاد ہی یہی ہے کہ انسان مسجد میں آتا ہو۔ دل سے مسجد کی رونق اور آبادی میں حصہ لیتا ہو۔ جس شخص کو دیکھکر دوسرے بھی مسجد میں آتے ہیں۔ اس کو انکے آنیکا بھی ثواب ہوگا اور جس کو دیکھ دوسرے مسجد میں آنے میں غفلت اور سستی کرتے ہیں وہ ان کا بھی ذمہ دار ہے اور اس کو اس کا گناہ ہوگا۔

ہر ایک اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے

اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ اس کے وجود سے اور اسکی مثال سے دوسروں کی رہبری ہوتی ہے یا ان میں غفلت اور سستی پیدا ہوتی ہے۔ مرد، عورتیں سب پر بڑی ذمہ داری ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے گھر کا بادشاہ اور ملکہ ہے ــــــ بڑی بہن چھوٹی بہن کے [illegible] بڑا بھائی چھوٹے بھائی کا ذمہ دار ہے۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ [illegible] عمل سے احکام دین کی پابندی اور مساجد کی آبادی میں [illegible] ہوتی ہے یا شوق و سرگرمی۔

مسجد کے آداب و قواعد کی پابندی بھی ضروری ہے

قرآن کریم میں ۲۸ جگہ مسجد کا ذکر ہے [illegible] کئے ہیں۔ اس کے آداب بیان کئے ہیں۔ ہاتھ منہ دھو کر [illegible] مسح کر کے یعنی تمام ناپاک خیالات کو دماغ سے نکال کر [illegible] مجلس کو ملحوظ رکھکر خدا کے حضور کھڑے ہونا چاہیئے۔ ان [illegible] آداب میں ایک فلسفہ اور ایک نزاکت ہے۔ اس لئے ان کی پابندی [illegible] سمجھنا چاہیئے۔ ان میں سے کسی چیز کو بغیر وجہ اور عذر کے ترک [illegible] بغیر وضو کے بھی نماز ہو جاتی ہے ننگے سر بھی نماز ہو جاتی [illegible] اور بغیر سجدہ کئے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ قبلہ کی طرف [illegible] ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے لئے معقول وجہ اور عذر ہونا چاہیئے [illegible] شخص بغیر عذر کے قبلہ کی بجائے کسی دوسری طرف منہ کرے [illegible] ٹھیک نہیں ہوگا۔ اسی طرح لباس کے بھی کچھ آداب ہیں [illegible] کو ملحوظ رکھکر آنا چاہیئے، ہماری مسجد میں بہت سے [illegible] پڑھتے ہیں یہ بغیر عذر کے صحیح نہیں۔ اور یہ کہنا کہ [illegible] نماز ہو جاتی ہے۔ سو آداب مسجد کی پوری پابندی کرو [illegible] قلب اور روح پر اثر ہوتا ہے۔

اخلاص کا تقاضا

اخلاص کا تقاضا ہے کہ تم ایسا کرو۔ [illegible] خصوصیت ہے۔ میں نے انجیل اور توریت پڑھی ہے [illegible] بالکل موجود نہیں ہے۔ لفظ اخلاص صرف قرآن کریم [illegible] کریم میں وضو کرنیکا حکم دیا تو یابنی آدم [illegible] کا حکم بھی دیا کہ موزوں لباس کے ساتھ نماز ادا [illegible] کے بعد اخلاص کے ساتھ نماز ادا کرنیکا وہ حکم [illegible] کے ساتھ فرمایا وادعوہ مخلصین لہ الدین۔ اور مسجد سے اللہ اکبر کی آواز آئے تو سارے کام [illegible] میں آجاؤ۔ اس وقت کوئی مصروفیت اور کوئی کام [illegible] میں آنے میں روک نہیں ہونا چاہیئے۔ [illegible] تم مسجد میں خدا کی عبادت کے لئے آؤ تو مخلوق خدا [illegible] لے کر آؤ۔

قوم سازی اور اسلامی نظام کا مرکز

اور خوب یاد رکھو کہ دنیا میں جتھے کے بغیر [illegible] سکتا اور نہ بغیر جتھہ کے کوئی بدی کو مٹا سکتا [illegible] کے لئے جتھہ ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ [illegible] ہے کہ آپنے خدا پرستی اور تقویٰ پر جماعت کی بنیاد [illegible] پاس کوئی کالج نہ تھا جس میں کہ جماعت تیار ہوتی [illegible] ہی جماعت بنانے کا مرکز تھا۔ آپ جب [illegible] کسی کو کسی صوبے کا گورنر مقرر کر کے بھیجتے [illegible] کرتے ایک یہ کہ خدا کو یاد رکھنا دوسرے یہ کہ [illegible] کی آہ سے ڈرنا۔ کسی کا مال نہ کھانا۔ اسلامی [illegible] اصول تھا، یہی خدا کا ڈر۔ اور تقویٰ۔ قاعدے [illegible] خدا کی خوشنودی ان لوگوں کے مد نظر تھی [illegible] کے گورنر اور نہایت اعلیٰ درجے کے قاضی [illegible] علیہ وسلم نے اپنی قوم کا جو نظام قائم کیا [illegible]

امام وقت کی تلقین اور امیر جماعت [illegible]

ہمارے زمانے میں بھی ایک امام پیدا [illegible]

عید الفطر کے متعلق احباب کی خدمت میں چند ضروری باتیں

خطیب صاحبان امسال اپنے خطبوں میں توسیع و تنظیم جماعت پر خاص زور دیں

امید ہے یہ ضمیمہ قارئین کرام کے ہاتھوں میں اس وقت پہنچیگا جبکہ وہ عید کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ ماہ رمضان المبارک کا بمشکل ایک آدھ دن باقی ہوگا۔ ہر کسی کی نگاہ میں ہلال عید کے انتظار میں بیتاب ہوں گی۔

عید الفطر مسلمانوں کا سب سے بڑا تہوار ہے۔ اس روز وہ ایک بہت بڑے مجاہدے سے فارغ ہو کر خدا کے حضور سجدہ شکر بجالاتے اور خوشی مناتے ہیں ——— ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ لہذا ہم بھی تمام بزرگان و احباب جماعت اور تمام قارئین پیغام صلح کی خدمت میں دلی اور پرخلوص مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سعید اور پرمسرت دن ان کی زندگی میں بار بار لائے۔

اسلام کے دوسرے ارکان و احکام کی طرح اس کے تہواروں کی بھی خاص غرض ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان تہواروں کو مناتے وقت اس غرض کو مدنظر رکھے۔ رمضان مسلمانوں کیلئے ایک مہینہ روزہ مجاہدہ ہے۔ اس میں نفس پر قابو پانے، بُری باتوں سے بچنے اور خدا کے حضور جھکنے کی مشق خاص طور پر کرائی جاتی ہے۔ نیکی و عبادت کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ہمارے لئے عید کی خوشیاں صرف اسی حالت میں مبارک ہو سکتی ہیں جبکہ رمضان کی اس مشق کو ہم اپنی زندگی کی ایک خصوصیت بنا لیں۔ ہماری زبانیں جھوٹ اور غیبت اور برے کلام سے ہرگز آلودہ نہ ہوں ہماری نظریں پاک رہیں۔ ہمارے اخلاق بلند اور چال چلن بلے داغ اور پاکیزہ بن جائیں۔ ہم پرائے اور حرام مال سے کلی طور پر مجتنب رہیں۔ ہمارے اندر نمازوں اور دیگر احکام قرآنی کی پابندی راسخ ہو جائے۔ قرآن کا پڑھنا، پڑھانا، سننا اور اس پر عمل کرنا ہمارا امتیازی شیوہ بن جائے۔ خدا کی راہ میں مالی قربانیاں ہمارا شعار ہو ——— اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق دے۔

اگر آپ غور کریں تو اس نتیجہ پر پہنچینگے کہ ہمارے لئے دوسری خوشیوں کی طرح عید کی خوشی اسی میں ہے کہ اس روز کوئی اچھا عزم اور کام کیا جائے، خدا کے دین کو تقویت دینے، مامور وقت کے مشن اور آپ کی قائم کردہ جماعت کو مستحکم بنانے کیلئے کوئی نتیجہ بخش عملی قدم اٹھایا جائے۔ اگر آپ اس عید کو بھی حقیقی مسرتوں سے مالا مال کرنا چاہتے ہیں تو آیئے ایک بلند عزم کر کے ایک نہایت نیک اور ضروری کام کی تکمیل کے لئے جدوجہد شروع کریں۔ اس سال ہماری قوم کے سامنے ایک زبردست مرحلہ پیش ہے جس کی تکمیل ہماری حیات قومی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ وہ مرحلہ کیا ہے؟ اس کی مختصر کیفیت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان دو مختصر پیغامات سے معلوم ہو جائیگی۔ جو اہنی صفحات میں چوکھٹوں کے اندر درج ہو رہے ہیں۔ ہر ایک فرد جماعت کا بالخصوص ہر ایک خطیب اور جماعت کے عہدیداروں کے لئے لازم ہے کہ وہ ان پیغامات کو دل کے کانوں سے سنیں دو سروں کو سنائیں اور حضرت امیر جماعت کے احکامات کی تعمیل کی انتہائی کوشش کریں۔ پہلے پیغام میں حضرت ممدوح نے **"چندہ کا ماہوار"** کے متعلق ارشاد فرمایا ہے انجمن کی ضروریات اور اس کی مالی حالت کا تقاضا ہے کہ تمام وابستگان سلسلہ قومی فیصلہ کے مطابق اپنی ماہوار آمدنیوں پر کم از کم ایک آنہ فی روپیہ چندہ ماہوار دیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ گذشتہ کئی ماہ سے اپنے مضامین اور خطبات میں اس پر زور دے رہے ہیں اور اس بارہ میں وہ بہت کچھ ارشاد فرما چکے ہیں پیغام صلح میں بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ان تمام چیزوں اور حضرت ممدوح کے تازہ پیغام کو مدنظر رکھتے ہوئے چندہ ماہوار کی باقاعدگی پر خاص زور دیا جائے تاکہ ماہ نومبر ۳۹ء سے ہی یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ جائے۔

> **ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ**
>
> # عید کا پہلا پیغام
>
> جس پر سب سے پہلے ہر ایک خطیب، ہر ایک ممبر مجلس معتمدین ہر جماعت کا ہر ایک عہدیدار پہلے خود عامل ہو، پھر دوسروں کو عمل کے لئے تحریک کرے اور جسے خطیب ساری جماعت کو پہنچا دیں
>
> ہم میں سے ہر ایک شخص جس کی آمدنی ماہوار ہے اپنا ماہوار چندہ اپنے کسی مصرف میں لانا اپنے لئے حرام سمجھے گا۔ کیونکہ وہ خدا کا مال ہے
>
> ہم میں سے ہر شخص کی کم سے کم مالی قربانی اسکی آمدنی کا
>
> **سولہواں حصہ**
>
> ہوگی۔ یعنی فی روپیہ ایک آنہ دین کی تبلیغ کے لئے وقف ہوگا۔ یہ عزم آج ہی ساری جماعت کو کر لینا چاہیئے اور ماہ نومبر میں جو ہمارے بجٹ کے سال کا پہلا مہینہ ہے سارے چندے اسی حساب سے ادا کرنے ہوں گے۔
>
> ۲۷ رمضان المبارک — **محمد علی**

دوسرا پیغام توسیع جماعت

کے متعلق ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک سال کے اندر جماعت کو تعداد کے لحاظ سے دو چند کر دیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جماعت کا ہر ایک فرد پورے عزم اور پوری ہمت سے کھڑا ہو جائے اور کوشش کرے کہ اس کے ذریعہ اس ایک سال کے عرصہ میں کم سے کم ایک نیا آدمی ضرور جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے بااثر اور معزز حضرات کم سے کم پانچ آدمیوں کو داخل سلسلہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ دونوں کام گویا ایک قومی مرحلہ ہیں اس کو زندہ اور بہادر قوموں کی طرح طے کرنا چاہیئے۔ بار بار اپیلیں، تامل، تذبذب سست رفتاری، یہ سب تقاضے امراء یہ چیزیں زندہ اور مجاہد قوموں کے شایان شان نہیں ہیں۔ امیر جماعت نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل جماعت پر فرض ہے۔

علاوہ ازیں ہم عید کے سلسلہ میں چند اور ضروری باتیں بھی عرض کرنا چاہتے ہیں۔ بیرونی جماعتوں کے عہدیداران [illegible]

۱۔ ہر جماعت میں نماز عید کا باقاعدہ انتظام کیا [illegible] اور وقت کا تعین کر کے احباب کو اطلاع دی جائے اور [illegible] کوشش کی جائے کہ خواتین بھی نماز عید میں شریک ہوں [illegible] اور قومی کاموں میں خواتین کو نظر انداز کرنے کے عادی ہو [illegible] یہ بات ان کی قومی پستی کی ایک بڑی وجہ ہے وابستگان [illegible] کو اس غلطی کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے۔

۲۔ صدقہ فطر کی فراہمی کا مکمل انتظام کیا جائے اس کے [illegible] مفصل بارہا اخبار میں درج ہو چکے ہیں۔ اختصار کیا [illegible] میں بھی درج کیئے جا رہے ہیں غلہ کے موجودہ نرخ کے [illegible] نے ہر فی کس مقرر کیئے ہیں یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھیں [illegible] سختی سے اس کی پابندی کریں کہ صدقہ فطر انفرادی طور پر ہرگز [illegible] کیا جائے۔ یہ بات اسلامی احکام اور قومی مفاد کے سخت خلاف [illegible] طرح مسلمان قوم کا لاکھوں کروڑوں روپیہ ہر سال ضائع ہو جاتا [illegible] جماعت کو مسلمان قوم کے سامنے جو غیر منظم خیرات کی [illegible] ہو رہی ہے منظم خیرات کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔

۳۔ صدقہ فطر کے علاوہ ہمارے ہاں فی کس ایک روپیہ عید [illegible] مقرر ہے۔ یہ فنڈ حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ ہے عید کے دن [illegible] بہت سی باتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ وہاں اشاعت اسلام کے [illegible] معمولی رقم بھی خرچ کریں۔

۴۔ ہمارے ہاں ایک مسجد فنڈ بھی ہے۔ ہماری اکثر جماعتوں [illegible] کے پاس اپنی مساجد نہیں ہیں اس فنڈ کا مقصد یہ ہے کہ جن مقامات پر [illegible] نہیں وہاں کے احباب کچھ رقم اپنے طور پر جمع کریں اور کچھ امداد [illegible] فنڈ سے دیدی جائے۔ اس طرح متعدد مقامات پر مساجد [illegible] لیکن ابھی کئی ایک جگہ ضرورت ہے۔ لہذا اس فنڈ کی بہت [illegible]

۵۔ عید پر بعض ایسی باتوں کی طرف بھی توجہ دیں [illegible] ازبس ضروری ہیں۔ احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ [illegible] نماز کے وقت کے علاوہ کسی جگہ جمع ہوں۔ اور اکٹھے [illegible] یا چائے پئیں لیکن اس میں سادگی ہونی چاہیئے۔ اگر بعض [illegible] درمیان کچھ کشیدگی ہو تو ضرور کوشش کر کے آپس میں صفائی [illegible] جس کی غلطی ہو وہ بلا تامل نہایت فراخدلی سے معافی مانگے۔

۶۔ احمدی خواتین کو آپس میں ملاقات کا بہت کم موقع [illegible] دن ان کے لئے بھی ایسا موقعہ مہیا کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے [illegible] بالعموم آپس میں جلد مراسم پیدا کر لیتی ہیں اگر ہماری خواتین کو آپس [illegible] کے مواقع ملتے رہیں تو وہ انشاء اللہ اجتماعی رنگ میں قومی کاموں [illegible] نہایت مفید حصہ لے سکتی ہیں۔

۷۔ نوجوانوں کو بھی آپس میں تعارف و ملاقات کا کوئی اہتمام [illegible]

۸۔ ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی [illegible] بدحالی اظہر من الشمس ہے۔ ہماری قوم تو بہت ہی غریب قوم [illegible] ہمیں فضول خرچی سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ بلا ضرورت [illegible] ہرگز ہرگز نہ بنوائے جائیں۔ عورتوں اور بچوں کو بھی سادگی [illegible] جائے۔ کھانوں اور دعوتوں میں بھی سادگی اور جزرسی [illegible]

غیر منظم خیرات کی وجہ سے عظیم الشان قومی نقصان

آنحضرت صلعم کی سنت کی خلاف ورزی سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ کس طرح تباہ ہو رہا ہے

صدقہ فطر کا نظام قائم کرنیکی ضرورت

{ از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ }

بدقسمتی سے آج مسلمانوں کا سروہ کام اس نظام کی حالت کو چھوڑ چکا ہے جو نبی کریم صلعم نے ضروری ٹھہرایا تھا اور مسلمانوں کی تمام قوت اور طاقت اور ان کا روپیہ اور مال محض نظام کے ماتحت نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ یہی حال صدقہ فطر کا ہے۔

حدیث بخاری میں ہے: عن ابن عمر فرض النبی صلعم صدقۃ الفطر او قال رمضان علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر

یعنی نبی کریم صلعم نے صدقہ فطر اور صدقہ رمضان مرد اور عورت اور آزاد اور غلام سب پر فرض ٹھہرایا۔ یا ایک صاع کھجور۔ اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے اور بخاری میں ہی ایک باب ہے۔ صدقۃ الفطر علی صغیر والکبیر صدقہ فطر چھوٹے بڑے سب پر ہے اور یہی عملدرآمد صحابہؓ کا تھا۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی دیتے۔ صاع ایک حساب کی رو سے تقریباً چار سیر اور ایک حساب کے رو سے تقریباً تین سیر بنتا ہے۔ مگر مختلف اشیاء کے وزن کے لحاظ سے قیمتیں مختلف ہونگی۔ آج کل کے نرخ کے لحاظ سے جو اور گندم کو ایک ہی حکم میں رکھکر اس کا اندازہ قریباً چار آنے فی کس ہوگا۔ اسی حدیث کے آخر ہے کانوا یعطون لیجمع لا للفقراء صدقہ فطر صحابہ اکٹھا کرنے کے لئے دیتے تھے۔ اپنے اپنے طور پر فقیروں کو نہ دیتے تھے اور دوسری جگہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں وکلنی رسول اللہ بحفظہ زکوۃ رمضان رسول اللہ صلعم نے میرے سپرد یہ کام کیا تھا کہ میں صدقہ رمضان کی حفاظت کروں جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم خود بھی اسے جمع کرنے کا حکم دیتے تھے اور سارا مال ایک جگہ جمع ہو کر پھر حسب ضرورت تقسیم کیا جاتا تھا۔

اور حدیث ابن عمر میں ہے۔ کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین یعنی یہ صدقہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے۔ ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کو رسول اللہ صلعم نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اس طرح نہ دیا جاتا تھا جس طرح آج مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے ہر ایک شخص جہاں جی چاہے دے چھوڑتا ہے۔ اس طرح الگ الگ تقسیم کر دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ کچھ بھیک مانگنے والوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ اگر سنت نبویؐ کی پیروی کی جائے تو صدقہ فطر کو ایک جگہ جمع کر کے اس میں حسب ضرورت خرچ کرنا چاہیئے۔

غور کیا جائے تو مسلمان صدقہ فطر کے اس نظام کو ترک کر کے جو رسول اللہ صلعم نے قائم کیا تھا۔ اپنا روپیہ جو ان کی قوم کے لئے عظیم الشان قوت کا موجب ہو سکتا ہے۔ برباد کر رہے ہیں۔ مثلاً لاہور کو ہی ہم لے لیں۔ اگر ایک لاکھ آدمی بھی صدقہ فطر ادا کرتا ہو۔ تو اس کی کل میزان پچیس ہزار روپے ہوتی ہے۔ یہ پچیس ہزار روپیہ اگر ایک جگہ آ لے۔ جیسا رسول اللہ صلعم کا ارشاد تھا تو کس قدر قومی کام اس سے نکل سکتے ہیں۔ کس قدر غرباء کی تعلیم کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن ہم اپنے ہاتھوں سے اس روپے کو برباد کر رہے ہیں۔ صرف ایک پنجاب ہی کو لے لو۔ اگر اس کی نصف آبادی نہ سہی ایک تہائی بھی صدقہ فطر ادا کرنیوالی ہو اور یقیناً ہے تو ہر سال پنجاب کے مسلمان کم از کم پندرہ سولہ لاکھ روپیہ برباد کر دیتے ہیں جس سے ایک یونیورسٹی بن سکتی ہے۔ یا قوم کی عام حالت سدھر سکتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی کتنی انجمنیں موجود ہیں۔ اگر مسلمان بھائی اپنے صدقہ فطر کو بجائے ادھر ادھر پھینکنے کے اور رسول اللہ صلعم کے ارشاد کی خلاف ورزی کرنے کے ایسی انجمنوں کے سپرد کر دیں۔ مثلاً انجمن حمایت اسلام یا انجمن اسلامیہ ہے، یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے یا اور کوئی انجمن ہو۔ تو وہ ان انجمنوں کی قوت بڑھا کر اپنی قوم کو کس قدر طاقتور بنا سکتے ہیں۔

مگر موجودہ حالت میں کیا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی جیبوں سے روپیہ بھی نکلتا بھی ہے اور اپنی طرف سے وہ ایک فریضہ ادا بھی کرتے ہیں۔ لیکن آدھا حکم ہی مانتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کا روپیہ بھی گیا اور حکم نبویؐ کی اصل غرض بھی پوری نہ ہوئی۔

میری دردِ دل سے سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے مال کو جسے اللہ تعالیٰ نے قوم کی زندگی کا موجب بنایا ہے ضائع ہونے سے بچائیں اور سنت نبویؐ کے مطابق اپنا روپیہ قومی ضروریات کے لئے کسی انجمن کے سپرد کر دیں۔

خاکسار محمد علی
(پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

---

۱۰ ۔ صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ فی کس عید فنڈ بھی مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے۔ اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں۔

عید الفطر کے مسائل

۱۔ عید الفطر کے دن صبح سویرے اٹھکر غسل کرنا، صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا [illegible]

۲۔ عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا [illegible]

۳۔ عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے۔ خواہ غلہ کی شکل میں ہو۔ خواہ نقدی کی شکل میں جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائیگا وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں [illegible] کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے۔ [illegible] یہ ہے کہ غرباء و مساکین کو اناج مل جاتا ہے [illegible] اپنی عید منا سکتے ہیں گویا ساری قوم کو عید میں شرکت [illegible] مل جاتا ہے۔ اور مساکین محروم نہیں رہتے صدقہ عید الفطر ہر فرد پر واجب ہے خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے [illegible] اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے سرپرستوں، والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں صدقہ فی کس تقریباً ۲ سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت [illegible] لاہور کی جماعت نے فی کس چار آنے مقرر کیا ہے۔

۴۔ عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے اس میں اذان و تکبیر [illegible] کوئی نہیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں [illegible] دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں [illegible] درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے۔

۵۔ نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے۔ ہندوستان میں چونکہ بیان کی زبان اردو ہے اسلئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں [illegible] ضرور بہ پر تقریر کرنی چاہیئے کاغذ کا ایک [illegible] لوگ پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں۔ یہ نہایت [illegible] اس لئے لوگ سنتے سناتے ٹھیک نہیں آپس میں معانقہ کرنے [illegible] سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول [illegible] ہیں بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں بعض [illegible] سر پہ پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں۔ یہ سب بدعت اور خطبہ [illegible] آداب کے سخت خلاف ہے خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے [illegible] اٹھانا چاہیئے۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل [illegible] دو۔ یا خطبہ کے بعد صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دینا [illegible]

۶۔ عید کے خطبہ میں درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ میں درمیان میں بیٹھا کرتے ہیں۔

۷۔ خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا [illegible] کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے اس لئے جس [illegible] سے آئے ہیں اس رستہ کی بجائے کسی دوسرے رستے [illegible]

۸۔ عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو مدعو [illegible] طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے نہایت [illegible] عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھسکر دن کاٹ دینا یہ [illegible] ہوتی ہے۔

۹۔ چونکہ آجکل اسلام سے بڑھکر کوئی غریب نہیں اسلئے [illegible] کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عید الفطر کا کل یا اکثر [illegible] کے بیت المال میں بھیجدیتے ہیں۔ اسلئے سب احباب کو [illegible] کرنا چاہیئے۔ نماز عید سے قبل محاسب کو صدقہ ادا کر [illegible]

دعوت اور اپیل جلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء

(از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب اسسٹنٹ سکرٹری تحصیل و تبلیغ)

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارا سالانہ اجتماع جس کی بنیاد خدا کے مامور اور زمانہ کے امام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی تھی بہت قریب آ رہا ہے۔ ڈیڑھ ماہ بعد انشاء اللہ ہم سب پھر ایک مرتبہ مرکز میں جمع ہونے کی سعادت اور مسرت حاصل کریں گے۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں خدا کے دین کی خدمت کے لئے ہمارے اندر ایک نئی روح نفخ کی جاتی ہے اور بے شمار انوار و برکات سے ہمیں حصہ ملتا ہے۔ اس اجتماع میں شریک ہونے سے ہمیں اسلام کی عظمت و حقانیت اور مامور من اللہ کی صداقت کے زندہ اور بین ثبوت نظر آتے ہیں۔ یہ وہ اجتماع ہے جس میں شمولیت ہمارے قلوب کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی محبت سے لبریز کر دیتی ہے اور ہماری آنکھیں خدائی وعدوں کو پورا ہوتا دیکھتی ہیں اور یہ وہ تقریب ہے جس میں علاوہ دیگر بے شمار دینی فوائد کے ہمیں اپنی معلومات میں اضافہ کرنے، اپنے بھائیوں سے تعارف بڑھانے اور تعلقات اخوت کو مستحکم کرنے کا موقع نصیب ہوتا ہے

لیکن ان تمام فوائد کے باوجود جماعت کے کئی احباب ایسے ہیں جنہوں نے جلسہ سالانہ کی اہمیت کو پوری طرح محسوس نہیں کیا۔ حضرت اقدس کے زمانہ میں بلا استثناء سب کے سب دوست جلسہ میں شمولیت کے لئے دوڑے آتے تھے۔ اس زمانہ میں سفر بھی آسان نہ تھا۔ بڑی تکلیف اور صعوبت اٹھانی پڑتی تھی۔ مگر سالانہ اجتماع میں حاضری کو روح کی غذا کی طرح سمجھا جاتا تھا ان تمام تکالیف کا جو اس سلسلہ میں اٹھانی پڑتی تھیں مقابلہ نہایت آسان سمجھا جاتا تھا۔ مگر اس وقت جبکہ ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں۔ بہت سے دوست جلسہ میں شمولیت کو لاپرواہی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے سامنے بہت سے عذر آ جاتے ہیں۔ لیکن مامور من اللہ اور اپنے امام سے سچی محبت اور وفاداری کا تقاضا یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک دوست تمام عذرات کو بالائے طاق رکھ کر اور تمام مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے جلسہ سالانہ میں اپنی شمولیت کو ضروری سمجھے اور اس کو باقی باتوں پر ترجیح دے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کو تمام احباب جماعت کے لئے بہت ضروری قرار دیا ہے اور اپنے متبعین کو بڑی تاکید سے آپ نے فرمایا ہے:۔

"حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی زندگی کیلئے عہد کر لیں اور بدل و جان بعزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آ جائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو"

پھر آپ نے جلسہ سالانہ کی اغراض اور ضروریات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:۔

"اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالے کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے کہ یورپ امریکہ کی دینی ہمدردی کیلئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کیلئے طیار ہو رہے ہیں۔ . . . سو بھائیوں یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائیگی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی"۔

ان ارشادات کے پیش نظر کسی مزید تحریک کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی [illegible] تمام احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ خود بھی جلسہ [illegible] لاویں اور اپنے اہل و عیال و اعزا و اقربا کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش فرماویں اور اس مخلصانہ دعوت کو قبول فرماویں۔

آج مسلمانوں میں تعمیری کام کی بہت قلت ہے اور [illegible] دین اسلام کی توسیع و حفاظت و اشاعت کا تعمیری کام [illegible] برابر ہے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقے اعدائے اسلام کے مقابلہ [illegible] کر ایک دوسرے سے لڑنے اور ایک دوسرے کو گرانے میں [illegible] مسلمان بنانے والوں کی تعداد بہت کم ہے اور کافر بنانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان طرح طرح کی تاریکیوں میں صرف ایک شمع [illegible] کی روشنی کی نظر آتی ہے اور وہ آپ کی جماعت یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے۔ پس ہر ایک بہی خواہ اسلام کا فرض ہے [illegible] روشنی کی شعاع کی طرف رجوع کرے۔

اس دعوت کو قبول کرنے والے احباب [illegible] ضرور مد نظر رکھیں کہ اس دعوت کی غرض اور [illegible] کرنا محض اشاعت اسلام کے کام کو قوت پہنچانا [illegible] اصل مقصد صرف دین کے کام کو مضبوط کرنا [illegible] اس کے دو ذرائع ہیں۔ ایک جماعت [illegible] تمام احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ [illegible] اور اپنے دوستوں کی شمولیت سے جماعت [illegible] اور دوسرے اپنے مالوں سے دین کے کام میں [illegible] فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اس اجتماع میں [illegible] سے قبل کچھ اندوختہ فراہم کرنے کی سعی کریں [illegible] قرآنی واعدوا لهم ما استطعتم [illegible] کی تعمیل کرتے ہوئے سب دوست کچھ [illegible] اور خیر خواہان سلسلہ سے فراہم [illegible] لاویں اور اپنی تھوڑی سی کوشش [illegible] سے اشاعت اسلام کے کام کی [illegible] کا باعث ہوں۔

جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا فیصلہ [illegible] کر دیا جائے گا۔ اور اپنی تشریف [illegible] قبل احباب اپنی آمد کی تاریخ [illegible] سے مہتمم جلسہ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب [illegible] اطلاع دیدیں۔

جماعت کے دوستوں کی خدمت میں [illegible] جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے الگ تحریک [illegible] اس میں بھی امید ہے تمام دوست شریک ہو کر [illegible] حسنات ہوں گے۔ والسلام۔ خاکسار

مسعود بیگ

اسسٹنٹ سکرٹری تحصیل [illegible]

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

عید کا دوسرا پیغام

جو سب خطیب اپنی اپنی جماعت کو پہنچا ہیں

ایک سال کیلئے سخت جد وجہد جو ظاہری جنگ کی جد وجہد سے کسی صورت میں کم نہ ہو۔ اس بات کے لئے کہ نئی بھرتی کے ذریعہ سے مجاہد فوج کی تعداد کو دوچند کیا جائے

اور جماعت کا ہر ایک فرد پورے عزم اور پوری ہمت سے کھڑا ہو جائے کہ اس کے ذریعہ سے

کم سے کم ایک نیا آدمی

جماعت میں داخل ہو جائے

مگر جو لوگ جماعت میں معزز ہیں ان سے کم سے کم پانچ آدمیوں کو ساتھ ملانے کی میں توقع رکھتا ہوں۔

محمد علی

۲۷ رمضان المبارک

قارئین پیغام صلح کی خدمت میں کارکنان پیغام صلح کی طرف سے

دلی اور مخلصانہ

عید مبارک

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— نئی دہلی ۹ نومبر۔ سرحد کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اپر شکلنو کی وادی سے رزمک کالم واپس آرہا تھا کہ آزاد قبائل سے اس کا مقابلہ ہوگیا۔ اس مقابلہ میں برطانی فوج کے دو آدمی ہلاک اور گیارہ مجروح اور آزاد قبائل کے ۹ آدمی ہلاک اور ۱۷ مجروح ہوئے۔

—— ناگپور ۸ نومبر۔ آج بعد دوپہر صوبہ سی۔ پی کی کانگریسی وزارت مستعفی ہوگئی اس نے استعفے سے پہلے اسمبلی میں جنگ کی قرارداد منظور کرالی تھی۔ اس سے قبل چھ کانگریسی وزارتیں مستعفی ہوچکی ہیں۔ مسلم لیگ۔ پارٹی کی طرف سے جو ترمیم پیش کی گئی تھی وہ مسترد کر دی گئی۔

—— گورنر سی۔ پی نے وزیر اعظم کو مطلع کیا ہے کہ جب تک صوبہ میں نیا انتظام نہ ہوجائے یہ استعفیٰ منظور نہ کیا جائیگا۔

—— لکھنؤ ۸ نومبر۔ آج منعانی کیمپ جیل میں سے خاکساروں کا آخری جتھہ جو ایک سو کے قریب افراد پر مشتمل تھا رہا کر دیا گیا۔

—— بھوپال ۸ نومبر۔ آج نواب صاحب بھوپال نے ایک اعلان کیا ہے کہ فوج میں بھرتی ہونیوالوں کو کھیتی باڑی کی سہولت دی جائیگی انہیں مالیہ بھی نہ دینا پڑیگا۔

—— پشاور ۸ نومبر۔ علاقہ تیراہ میں حکومت افغانستان کیخلاف جو شورش کچھ عرصہ سے جاری تھی اب اسکا خاتمہ ہوگیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شورش میں غیر ملکی اثر کارفرما تھا۔

—— بمبئی ۸ نومبر۔ کل شام مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسہ میں مسٹر جناح نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں مساوی شرائط پر اپنے ہندو بھائیوں کیساتھ سمجھوتہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ علاوہ ازیں آپنے فرمایا کہ کانگریس ہائی کمانڈ پر فسطائی ذہنیت مسلط ہے جب تک وہ اپنی اس ذہنیت کو نہیں چھوڑے گا صلح نہیں ہوسکے گی۔

—— اخبار سٹیٹسمین کا نامہ نگار خصوصی اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ بمبئی میں عنقریب مسٹر جناح، سر سکندر حیات خان اور پنڈت جواہر لال نہرو کے درمیان ایک ملاقات ہوگی۔

—— نئی دہلی ۸ نومبر۔ حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ جنگ کے دوران میں انڈسٹریل ریسرچ بورڈ اپنی تمام تر توجہ ان حرفتی کاموں کی تحقیق و ترقی پر مرکوز رکھے گا جو جنگی ضروریات سے متعلق ہیں۔

—— کراچی ۷ نومبر۔ یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ شہری مدافعتی تیاریوں کے سلسلہ میں ۲۰ نومبر سے روشنی پر پابندی عائد کی جائیگی۔ خلاف ورزی کرنیوالوں کیخلاف ڈیفنس آف انڈیا کے ماتحت قانونی چارہ جوئی کی جائیگی۔

—— نئی دہلی ۸ نومبر۔ کانگریسی وزارتوں کے مستعفی ہوجانے کے بعد حکومت ہند کے مختلف شعبے آل انڈیا مسائل پر غور و خوض کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً اجلاس منعقد کرتے رہیں گے۔ آل انڈیا لیبر کانفرنس کا جو اجلاس ۱۵ نومبر کو ہونیوالا تھا اب وہ آئندہ جنوری کو ہوگا۔

—— کراچی ۹ نومبر۔ سندھ کے ہندوؤں کا بیان ہے کہ وہاں کی حکومت چونکہ ہندوؤں کے جان و مال کے تحفظ میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ اسلئے امسال ہم دیوالی نہیں منائیں گے۔

—— دہلی ۱۰ نومبر۔ صوبہ سرحد اور صوبہ سی۔ پی کی وزارتوں کے استعفے منظور کرکے گورنروں نے آئین معطل کر دیا ہے اور انتظامات خود سنبھال لئے ہیں۔

—— پشاور ۱۰ نومبر۔ گورنر صوبہ سرحد نے سردار اورنگ زیب سے بھی ملاقات کی لیکن انہوں نے مسلم لیگ کی وزارت بنانے سے انکار کر دیا ہے۔

—— لاہور ۱۰ نومبر۔ گورنر پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ جو سپاہی جنگ پر جائینگے حکومت انکے لواحقین اور گھر بار کا پورا پورا خیال رکھے گی اور حتی الامکان کوشش کریگی۔

ممالکِ خارجہ

—— میونخ (جرمنی) ۹ نومبر۔ جمعرات کی شب کو ہر ہٹلر کا جلوس بازاروں سے گزر چکا تھا کہ زبردست دھماکا ہوا۔ اس حادثے میں متعدد اشخاص ہلاک اور بہت مجروح ہوئے۔ ہلاک شدگان میں ہر ہیس اور متعدد جرمن مدبر بھی شامل ہیں۔ ہر ہیس کو ہر ہٹلر نے گوئرنگ کے بعد اپنا جانشین نامزد کیا تھا۔

—— جرمن حکام کا آخری بیان یہ ہے کہ یہ حادثہ کسی شرارت کا نتیجہ ہے اور غالباً یہ سازش ہر ہٹلر کو ہلاک کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ جن لوگوں نے اس سازش میں حصہ لیا ہے انکی گرفتاری کے لئے گرانقدر انعامات کا اعلان کیا گیا ہے۔

—— اس حادثہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ بم ایک تقریب کے موقع پر پھٹا اور یہ حادثہ کسی گہری سازش کا نتیجہ تھا مقصد ہر ہٹلر کو ہلاک کرنا تھا۔ لیکن وہ خوش قسمتی سے بچ گیا اور اپنی تقریر قبل از وقت ختم کرکے اجتماع سے چلا گیا۔

—— ایک خبر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہلاک ہونیوالوں میں جرمنی کا کوئی مشہور افسر نہیں ہے۔ ہر ہیس کی ہلاکت کی اطلاع صحیح نہیں وہ تاحال بقید حیات ہے۔

—— فرانسیسی اخبارات کا یہ خیال ہے کہ جرمنی کی کسی خفیہ جماعت نے اس حرکت کا ارتکاب اس لئے کیا ہے کہ عوام کو ہٹلر سے ہمدردی پیدا ہوجائے۔ ممکن ہے اس مطلب یہ ہو کہ وہ جرمن لیڈر جو اشتراکیت کے حامی ہیں انہیں گرفتار کرنیکی کوئی وجہ پیدا کی جائے۔

—— بلجیم اور ہالینڈ نے صلح کی جو اپیل کی ہے اس کا کوئی بہتر نتیجہ نکلتا نظر نہیں آتا۔

—— میونخ ۸ نومبر۔ آج رات ہر ہٹلر نے حسب معمول اپنے ہنگامہ خیز الفاظ میں چیمبرلین کی اپیل صلح کا جواب یہ دیا کہ اس نے فیلڈ مارشل گوئرنگ کو پنجسالہ جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا ہے۔

—— ایمسٹرڈم ۹ نومبر۔ ہالینڈ اور بلجیم نے صلح کی جو تجویز پیش کی ہے اس کا پہلا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہر دو ممالک کی سرحد کے ساتھ ساتھ جرمن فوجیں اکٹھی ہونی شروع ہوگئی ہیں۔ اس کے علاوہ جرمن انجینئر دریائے رائن پر کشتیوں کا پل باندھ رہے ہیں بعض حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ جرمن فوجیں عنقریب ہی ہالینڈ اور بلجیم پر حملہ کر دیں گی۔

—— ایمسٹرڈم ۹ نومبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ڈنمارک ناروے اور سویڈن نے حکومتہائے ہالینڈ اور بلجیم کو اس مضمون کے تار ارسال کئے ہیں کہ وہ صلح کی تجویز کی حمایت کریں گے۔

—— انقرہ ۱۰ نومبر۔ آج اہل ترکی نے اتاترک مرحوم کی برسی منائی اور ملک بھر میں ۵ منٹ تک خاموشی اختیار کی گئی۔ آج دن بھر تمام سینما اور تھیئٹر بند رہے۔

—— پیرس ۱۰ نومبر۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ مغربی محاذ پر فرانسیسی فوجیں آگے بڑھ رہی ہیں۔

—— لندن ۱۰ نومبر۔ ہالینڈ اور بلجیم پر جرمن حملے کا خطرہ روز بروز زیادہ قوی ہو رہا ہے۔ تازہ اطلاع ہے کہ جرمن طیاروں نے ملہزگ کے قریب آج پھر بلجئین علاقہ پر پرواز کی۔ حکومت کی طرف سے انتظامات کو زیادہ شدید کر دیا گیا ہے۔

—— ہیگ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں فوجیوں کی چھٹیاں منسوخ کر دی گئی ہیں پولیس اور فوج کی نقل و حرکت شروع ہوگئی ہے اور اہم عمارتوں پر نگرانی قوی ہے۔ حکومت ہالینڈ نے اس امر کا انتظام کر لیا ہے کہ اگر حملہ ہو تو کم از کم وقت میں پانی بھر دیا جائے۔

اعلانات

مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نمازِ عید

کا وقت ساڑھے دس بجے صبح مقرر کیا گیا ہے ایں [illegible] کھڑی ہوجائے گی۔ تمام احباب دس بجے تک ضرور پہنچ جائیں [illegible] عید سے قبل صدقہ فطر، عید فنڈ اور مسجد [illegible] کے چندے ادا کر دیں حسب معمول محصل موجود ہونگے۔ وقت کی پابندی کا سختی کیساتھ خیال رکھا جائے دیر بالکل نہ ہو۔ خواتین کے لئے پردہ کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔ تمام دوست اپنی خواتین کو ہمراہ لانے کی کوشش کریں۔

اخبار پیغام صلح کی تعطیل

عید پر چونکہ دو روز کے لئے مطبع اور انجمن کے دفاتر بند رہیں گے اور کاتب صاحبان بھی گھروں کو چلے جاتے ہیں اسلئے حسب معمول [illegible] اشاعت ناغہ کی جائیگی یعنی پیش نظر اشاعت کے بعد اگلا پرچہ [illegible] نومبر کو پرچہ شائع ہوگا۔ اسکی ضخامت میں اضافہ کرکے اس ناغہ کی تلافی کی جائیگی۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ یہ پرچہ بھی ۹ اور ۱۲ [illegible] ہے۔ ۹ نومبر کو یہ پرچہ بروقت طبع ہوگیا تھا لیکن ایک انتظامی [illegible] کی وجہ سے پوسٹ نہ ہوسکا۔ اب اسی کو چھ صفحہ کا اضافہ کر دیا [illegible]

درخواستِ دعا

جناب ایم موسیٰ خاں صاحب منشی فاضل پلیڈر کشمیر نے خاص طور پر [illegible] ہے کہ نماز عید میں انکے صاحبزادہ کے لئے دعا کی جائے۔ وہ ایک [illegible] میں ماخوذ ہے۔ اس وجہ سے خانصاحب موصوف بہت پریشان ہیں۔

دو قومی دکانیں

امپیریل الیکٹرک کمپنی لاہور

اس کمپنی کے پروپرائیٹر ہمارے محترم دوست جناب ملک [illegible] صاحب انجنیئر ہیں۔ یہ کمپنی کا جملہ سامان نہایت عمدہ اور واجبی نرخوں پر [illegible] ہے ان کے پاس کافی سٹاک موجود رہتا ہے۔ اس کا شوروم احمدیہ بلڈنگس میں حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم مغفور کی [illegible] میں ہے۔ احباب جماعت سامان بجلی اس قومی دکان سے خریدیں [illegible] وہ اس سے معاملہ کرکے مطمئن اور خوش ہونگے۔

احمدی درزی

سید اختر احمد صاحب کی دکان "آئیڈیل [illegible] ہاؤس" عرصہ چھ سال سے احمدیہ بلڈنگس میں جاری ہے احباب کو اس کی خدمات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے [illegible] اختر احمد صاحب واجبی نرخوں پر بہترین سلائی [illegible] کا کام کرنے کا ذمہ لیتے ہیں۔ کام بروقت دیا جاتا ہے۔

بندی کی تلقین کی اور جماعت بندی کا بیج مسجد کے اندر بویا۔ نفل پڑھے نماز باجماعت کی پابندی پر زور دیا۔ قرآن کریم کا عشق پیدا کیا۔ آجکل ہماری جماعت کے لیڈر حضرت مولانا محمد علی صاحب دوروں میں مصروف ہیں، وہ کبھی کوئٹہ جاتے ہیں کبھی لائل پور، کبھی دہلی، اب صوبہ سرحد میں تشریف لے گئے ہیں، ان کی صحت اچھی نہیں ہے۔ وہ محض قوم کی خاطر اور اس کی شیرازہ بندی اور تنظیم کی خاطر یہ سفر کر رہے ہیں۔ تو کیا یہ انتہائی افسوس کی بات نہ ہوگی کہ ہم اس مقصد کی طرف توجہ نہ دیں جس کے لئے ہمارا لیڈر کمزوری صحت کے باوجود گھومتا پھرتا ہے ——— یہ مقصد مسجد کے اندر جمع ہونے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مرکزی جماعت کا فرض

آپ مرکز کی جماعت کے ممبر، قوم کے جسم کے اندر قلب کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر قلب کے اندر دوران خون باقاعدہ ہو تب ہی جسم زندہ اور توانا رہ سکتا ہے۔ میں اپیل کرتا ہوں اپنے دوستوں سے اپنے نوجوانوں اور اپنی قوم کی خواتین سے کہ وہ قوم کی زندگی کا سامان کریں۔ وہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہماری مسجد آباد ہو۔ قرآن سے ہمیں عشق ہو۔ یہ دو ہی چیزیں ہیں جن کی تلقین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ جو نماز میں کمزوری دکھاتا ہے اور نماز باجماعت کی پابندی نہیں کرتا اس کی مثال اس شاخ کی ہے جو درخت سے علیحدہ ہو گئی ہو، اس کا خشک ہو جانا لازمی ہے۔ یا اس بھیڑ کی ہے جو گلے سے الگ ہو گئی ہو، اس کی ہلاکت بھی یقینی ہے۔ بھیڑیا اس کو کھا جائے گا ——— تمہارے لئے یہ بھیڑیا کیا ہے؟ یہ دل کی کمزوری ہے۔ انسان سستی کرتا ہے تو پانچ کی بجائے صرف تین یا چار نمازوں کے لئے مسجد میں آتا ہے پھر دو کیلئے اور اس کے بعد پھر ایک کی نوبت آجاتی ہے۔ اس طرح سستی زیادہ قابو پا لیتی ہے تو مسجد میں جانا ترک کر کے گھر پر نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے اور اس طرح نماز باجماعت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ نماز کی پابندی ہی چھوڑ دیتا ہے۔

مسجد کی آبادی کی کوشش کرو

سو اگر تم اپنی حیات قومی کی آبیاری چاہتے ہو اور اپنے دین اور اخلاق کی آبیاری چاہتے ہو۔ تو مسجد کی آبادانی کی کوشش کرو۔ اس بارہ میں ایکدوسرے کی امداد و معاونت کرو ——— آؤ ارادہ کریں ہم ایسا ضرور کریں گے۔ اس زمانہ میں جبکہ جنگ شروع ہو گئی ہے۔ فساد کی آگ چاروں طرف بھڑک اٹھی ہے۔ ہمیں اپنی قومی زندگی کی حفاظت کیطرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں جن میں کمزور قوموں کا زندہ رہنا محال ہو جائے گا۔

مسلمان کس طرح باعزت زندہ رہ سکتے ہیں؟

اور خوب یاد رکھو کہ تم ہندوستان میں عزت کیساتھ اسی صورت میں زندہ رہ سکتے ہو جبکہ روزہ اور نماز کے عاشق ہو جاؤ۔ قرآن کے عاشق ہو جاؤ۔ اور تمہارے دل میں اس بات کی زبردست تڑپ ہو کہ ہم نے مسلمانوں کے اندر جمعیت اور اتفاق پیدا کرنا ہے، تم دنیا میں ایک جماعت پیدا کرنے آئے ہو جو نیکی اور خدا پرستی کا علم بلند رکھے۔ مبارک ہے وہ شخص جو اپنی زندگی میں اس تڑپ کا بیج لگاتا ہے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد رسالت کو پورا کرنا ہے اور وہ جماعت کی مضبوطی اور بلند تقویٰ سے ہی ہو سکتا ہے۔

جماعت عالیہ احمدیہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے ضروری درخواست دعا نمبر ۲

(از جناب ایم موسیٰ خان صاحب منشی فاضل ببلیڈر ڈاک خانہ شدوارہ کشمیر)

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

قبل ازیں سہ مرتبہ جماعت عالیہ احمدیہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے درخواست دعا کی گئی۔ ہر بار حضرت امیر ممدوح الشان اور بہت سے اکابر جماعت اور دیگر احباب نے توجہ فرمائی۔ دعاؤں اور نیز بذریعہ خطوط کے اظہار ہمدردی فرمایا۔ ایسے تمام احباب کا تہ دل سے مشکور رہوں۔ اس دفعہ بالخصوص جناب سید تصدق حسین صاحب قادری بغدادی کا از حد ممنون ہوں کہ باوجود از حد دوری مسافت کے میری مصیبت کو اپنی مصیبت قرار دیکر ہمدردانہ اور عملی استعانت کی۔ اگر آج جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل ہائیکورٹ جموں و کشمیر اور ان کے فرزند محمد ایوب صاحب صابر ایڈیٹر البرق کا شکریہ ادا نہ کروں تو نہایت محسن کشی ہوگی جنہوں نے عملی طور پر کشمیر بھر میں نمایاں طور پر میری ہمدردی اور ہر رنگ میں امداد کی۔ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر ہزہائنس گورنمنٹ جموں و کشمیر میں جو نگرانی دائر کی گئی تھی اور جس کی تاریخ پیشی ۲۸ ستمبر اور پھر ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء مقرر ہوئی تھی۔ اس میں کما حقہ کوئی کامیابی نہیں ہوئی جس پوائنٹ پر بحث کرنی تھی۔ آنریبل جسٹس نے اس پر بحث سننے سے بدیں وجہ انکار کر دیا کہ یہ مرحلہ قبل از وقت ہے۔ لہذا مقدمہ بدستور سپرد سیشن رہا۔ اب تحقیقات کیلئے بعدالت سیشن جج صاحب آئندہ تاریخ پیشی ۴ اور ۵ نومبر ۱۹۳۹ء مقرر ہوئی ہے۔

لہذا حضرت امیر موصوف اور دیگر جملہ افراد جماعت اور سب بھائی بہنوں سے نہایت عاجزانہ اور مودبانہ التجا کرتا ہوں کہ آجکل ماہ رمضان المبارک ہے۔ قبولیت دعا کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اگر خالصاً للہ دلی توجہ سے میرے نوجوان فرزند بشیر احمد خان کی بریت از مقدمہ قتل کے لئے دعا فرمائیں تو کچھ تعجب نہیں کہ اللہ جل شانہ جو اپنے بندوں پر بار بار رحم کرتا ہے۔ عزیز مذکور کے گناہ معاف کرے اور اپنا فضل و رحم اس کے شامل حال کر دے اور اس طرح سے کثیر مصائب اور ابتلا کا خاتمہ کر دے۔ آمین یا رب العالمین

میں پھر مکرم بھائیوں اور محترمہ بہنوں سے عرض کرتا ہوں کہ میری اس ضروری درخواست پر برادری کی گہری محبت سے غور فرمائیں۔ اور اپنی ذاتی حاجات کی طرح اس دعا کو ذاتی حاجت تصور فرما کر ۲۴ گھنٹوں میں کسی نہ کسی وقت تا فیصلہ مقدمہ دعا کیا کریں۔ عزیز مذکور دسمبر ۱۹۳۸ء سے اس وقت تک مقید بحوالات ہے اور خطرناک طور پر گھرا ہوا ہے اور اس کی زندگی اور موت کا سوال ہے اور میری پریشانی اور اضطراب اور حمایت عدالت کا نقشہ شعر عنوان بالا سے نمایاں ہے۔ میں ہر بھی عرض کرتا ہوں کہ فرداً فرداً تو دعا کا موقع ہر ایک بھائی بہن کو ہر وقت حاصل ہے لیکن دعا کا بہترین موقع جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے روز ہوگا جہاں آپ لوگ مجاہدہ رمضان شریف کے بعد بہت بڑے اجتماع میں باہم مسرت اندوز ہوں گے۔ وہاں اس دور افتادہ مبتلائے رنج و بلا فرد جماعت کو بھی ضرور یاد فرمائیں گے۔ جو ہر طرح کے آرام و آسائش کو چھوڑ کر سرینگر میں غربت کی مایوسی اور بیکسی میں ہوگا۔ کیونکہ غالباً ۱۲ نومبر ۱۹۳۹ء کو عید ہوگی اور مقدمہ ۴ نومبر ۱۹۳۹ء کو شروع ہے۔

اعلان بیعت

مندرجہ ذیل اصحاب و خواتین حضرت امیر [illegible] بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ عالیہ میں شامل ہوئے۔

(۱) شیخ احسان الحق صاحب سیکنڈ ایر سٹوڈنٹ [illegible] کالج نئی دہلی۔

(۲) مسماۃ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت شیخ عبدالحق صاحب [illegible] سکورنئی دہلی۔

(۳) مسماۃ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت شیخ عبدالحق صاحب [illegible]

(۴) مسماۃ انوری بیگم صاحبہ بنت شیخ عبدالعزیز صاحب [illegible]

(۵) مسماۃ امت العزیز صاحبہ بنت [illegible]

(۶) شیخ اکرام الحق صاحب طالب علم تھرڈ مڈل کلاس [illegible]

تصویر اور شریعت اسلامی

اقتباس از فضل الباری مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

جناب شیخ محمد حسین صاحب نے گوجرانوالہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے استفسار کیا ہے کہ آجکل جو فوٹو لئے جاتے ہیں اور لوگ انہیں بطور یادگار اپنے مکانات میں آویزاں کرتے ہیں۔ آیا یہ روئے شریعت اسلامی جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو اس کی ممانعت کے متعلق جو احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ ان کا مفہوم کیا ہے۔ یعنی آیا وہ احادیث موضوع ہیں یا صحیح۔ صحیح ہونے کی صورت میں آیا وہ زمانہ حال کے فوٹو پر عائد ہوتی ہیں یا نہیں۔ علاوہ ازیں قرآن مجید بھی تصاویر کے متعلق کوئی حکم دیتا ہے؟ اس موضوع پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی تصنیف فضل الباری میں خوب روشنی ڈال چکے ہیں جس سے ہم اقتباس لیکر درج ذیل کرتے ہیں۔ (جائنٹ ایڈیٹر)

بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ فی نفسہ ان میں برائی نہیں ہوتی اور بعض وقت لوگ اسے برائی کا ذریعہ بنالیتے ہیں تو ایسے کام اگرچہ فی نفسہ جائز ہوتے ہیں مگر بعض وقت جب لوگ انہیں برائی اور گناہ کا ذریعہ بنالیتے ہیں تو اس وقت ان پر قانونی بندش عائد ہوتی ہے۔ لیکن یہ قانونی بندش وقتی ہوتی ہے دائمی نہیں ہوتی۔ مثلاً عرب میں اسلام سے پہلے بت پرستی کا زور تھا اور اسلام اس کی بیخکنی کے لئے آیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس کام سے روکا جو بت پرستی اور شرک کا ذریعہ تھا یا ہو سکتا تھا اور اسی وجہ سے پہلے پہلے آپ نے قبروں کی زیارت سے روکا کیونکہ قبروں پر بھی شرک ہوتا تھا اور قبر پرستی بھی شرک ہے۔ مگر جب آپ نے دیکھا کہ مشرکانہ خیالات کا قلع قمع ہو چکا اور لوگ بھی اس سے تنفر کرنے لگے تو اس کے بعد آپ نے قبروں کی زیارت کی اجازت دیدی اور فرمایا۔ نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها فانها تذكر الموت۔

ترجمہ۔ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ سو اب تم قبروں کی زیارت کر سکتے ہو۔ کیونکہ اس سے موت یاد آجاتی ہے۔ اسی طرح عرب میں شراب کثرت سے استعمال ہوتی تھی۔ اور ہر ایک گھر میں اس کا دور رہتا تھا۔ اسلام نے اس ام الخبائث کا نام مٹانا تھا۔ اس لئے شراب کی حرمت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض برتنوں میں نبیذ بنانے سے بھی روکا اور ایسے برتنوں کے استعمال سے ایک جائز کام کے لئے بھی روکا۔ دیکھو حدیث [illegible] بخاری۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ شراب کا اب نام و نشان تک نہیں رہا۔ اور لوگ کلی طور سے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تو آپ نے ان برتنوں کے اور کام میں لانے کی اجازت دیدی اور فرمایا۔ نهيتكم عن الاشربة الا في ظروف الادم فاشربوا في كل وعاء غير ان لا تشربوا مسكرا۔ یہ حدیث مسلم کی ہے۔ ان برتنوں میں کوئی نقص نہیں تھا۔ ایک خاص مدت تک ان کے استعمال سے شراب کی بیخکنی کے لئے روکا اور بعد میں ان کی اجازت دیدی۔ الظروف لا تحل ولا تحرم ولكن كل مسكر حرام بعینہ اسی طرح تصویروں کا معاملہ ہے۔ تصویر یا بت ایک بیجان چیز ہے۔ وہ نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان اور فی نفسہ اس میں کوئی نقص یا عیب اور قباحت نہیں ہے۔ لیکن لوگوں نے اسے شرک کا ایک ذریعہ بنایا تھا۔ اور بتوں اور تصویروں کی پرستش ہوتی تھی۔ اور ان کے گھروں میں بت اور تصویریں بت پرستی کے لئے رکھی جاتی تھیں۔ اس لئے شرک کو دور کرنے کیلئے آنحضرت نے ان ذرائع سے بھی روکا جو شرک کی طرف لیجانے والے تھے یعنی بت اور تصویریں کے مطلق استعمال سے بھی روکا تاکہ بت پرستی کا نام و نشان بھی نہ رہے اور مختلف پیرایوں میں اس کے استعمال سے روکا۔ کبھی فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو۔ اس میں فرشتے نہیں آتے اور کبھی فرمایا جو تصویر بنائے گا۔ اسے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا لیکن یہ ممانعت اور وعید اس پرستش اور تعظیم کی بنا پر تھی۔ یا ان کا اس طرح استعمال کی بنا پر جس سے ان کی تعظیم یا پرستش سمجھی جاتی ہو۔ ورنہ بت اور تصویر میں فی نفسہ کوئی عیب نہیں جس کی وجہ سے اس کے استعمال سے روکا جائے۔ مگر بعض حالات میں ان کے استعمال کی اجازت دی۔ جب ان کے رکھنے سے مقصد ان کی تعظیم نہ ہو۔ بلکہ تعظیم کے خلاف بت پرستی اور تصویر پرستی کی تحقیر ہو یا کوئی اور مقصد ہو۔ بخاری کی حدیث مذکورہ بالا میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے گھر میں دو گدیاں تھیں۔ جن پر آپ بیٹھا کرتے تھے۔ حالانکہ ان پر تصویریں تھیں اور بخاری کی حدیث ۱۲۵۹ [illegible] میں بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایسی تصویر کی اجازت دی [illegible] کپڑے میں بطور نقش کے ہو اور اس ذیل میں [illegible] ہیں جو کہ غذا اور تختیوں پر ہوں اور جن کی غرض تعظیم کے علاوہ [illegible] کیونکہ ایسے کپڑے کے استعمال سے تصویر کی تعظیم نہیں سمجھی جاتی [illegible] نووی فرماتے ہیں کہ تصویر کا اس طرح استعمال کرنا جس [illegible] تحقیر معلوم ہوتی ہو جائز ہے اور یہ قول جمہور علماء کا [illegible] میں سے۔ اور یہی قول امام ثوری، امام مالک اور امام ابو [illegible] کا ہے۔ اور اگر دیوار پر معلق ہو یا عمامہ میں ہو یا ایسی [illegible] حرام ہے۔ مگر اس حرمت کی بھی کوئی وجہ نظر نہیں آتی [illegible] خالد کی روایت میں الا رقم في ثوب کی استثنا [illegible] موجود ہے۔ اسی طرح امام نووی نے لعب لبنات کو [illegible] استعمال تصویری مستثنے رکھا ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں [illegible] اجازت آئی ہے۔ خود حضرت عائشہ کا گڑیوں سے کھیلنا [illegible] میں ہے۔ دیکھو حدیث بخاری ۳۴۰۰ بچیوں کی [illegible] کے ہوتی ہیں۔ مگر چونکہ ان کے استعمال کی غرض بت پرستی نہیں [illegible] کرتی اس لئے اس کی بھی اجازت [illegible] اس بیان سے معلوم ہوا کہ تصویر [illegible] رکھنے کی غرض جب تعظیم نہ ہو [illegible] کے رکھنے سے ان کی تحقیر سمجھی جا [illegible] بہرحال ان کا استعمال جائز [illegible] اور جو وعید تصویر کے رکھنے کے متعلق [illegible] ایسا استعمال ان سے مستثنے [illegible] معلوم ہو گیا کہ تصویر اور بت میں کوئی [illegible] عیب یا قباحت نہیں جس کی وجہ [illegible] کا رکھنا درست نہ ہو۔ تصویر یا بت [illegible] کے عدم جواز کی بنا ان کے [illegible] پر ہے جس سے تعظیم غرض ہو یا تعظیم [illegible] بخاری کی حدیث ۱۱۱۳ [illegible] ما وطئ من التصاويس [illegible] جو یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہ [illegible] دار پردہ لٹکایا تھا اور [illegible] تشریف لائے تو آپ نے اس [illegible] اظہار فرمایا۔ یہ ناراضگی کا اظہار کس بنا پر تھا کیا [illegible] کپڑے میں تصویروں کا ہونا تھا یا کچھ اور؟ [illegible] بیکری حدیث بخاری ۱۳۴۳ میں ہے کہ حضرت فاطمہ [illegible] علیؓ نے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے نبی کریم [illegible] کیا تو آپ نے فرمایا۔ انی رأيت على بابها سترا [illegible] مالی وللدنیا۔ میں نے ان کے دروازے پر [illegible] دیکھا تھا۔ مجھ کو دنیا کی زیب و زینت سے کیا کام [illegible] نے ناراضگی کی وجہ صرف یہ بیان کی کہ حضرت فاطمہ [illegible] دروازے پر کپڑا لٹکایا تھا۔ اسی طرح حضرت عائشہ [illegible] کی وجہ تصویردار کپڑے کا پردہ لٹکانا نہیں بلکہ [illegible] پردہ لٹکانا ہی وجہ ناراضگی تھی۔ حضرت عائشہ [illegible] جو مسلم میں زید بن خالد کے توسط سے ہے۔ آنحضرت [illegible] پردہ کے متعلق زائد ہیں۔ فجذبه حتى هتكه [illegible] يامرنا ان نكسوا الحجارة والطين [illegible] کھینچکر پھاڑ ڈالا اور فرمایا اللہ نے ہم کو یہ حکم [illegible] اور مٹی کو کپڑے پہنائیں۔ اس سے صاف [illegible]

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

نعت

در مدح سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب شبنم سرحدی)

اے محمدؐ در فراقت چوں سپند در آتشم
آتش عشقت متاع خرمنم را پاک سوخت
تو سراپا در تجلی ہائے مولا گم شدی
اے خوشا جانے کہ کشتہ شد بتیغ عشق تو
دولت مدح تو کرد از دو لئے مستغنیم
ملک کا یبلے مرا حاصل ز فیض عشق تست
کو فریدوں کو سکندر شان شوکت بود رفت

گر میسر آیدم وصلت در آتش ہم خوشم
تا متاع درد دل درد جگر اندوختم
من ہلاک آرزوئے یک تجلی توام
در حضور رب جاناں شد دوام او رقم
از ہمہ سود و زیان خویش بے پرواشدم
بہتر است ایں ملک از ملک قباد و ملک جم
من گدائے درگہت ہستم ز ہر دو بہتر م

من چکیدم مثل اشک از دیدہ ہائے اہل دہر
او فتادہ برگل رضوان تو چوں شبنم

اقتباسات

اختلاف رائے کی مثال

وزیراعظم برطانیہ نے پولینڈ کے متعلق کئی تقریروں میں فرمایا
"پولینڈ پر سخت ظلم ہوا ہے۔ لیکن پولوں نے جو بہادری دکھائی ہے اس کا تاریخ
میں ثبوت نہیں ملتا۔ دنیا حکومت پولینڈ کی بہادری پر عش عش کر رہی ہے
ایسی بہادر قوم دنیا سے مٹ نہیں سکتی۔ پولینڈ ایک دفعہ پھر ابھریگا"

سابق وزیر اعظم برطانیہ مسٹر لائڈ جارج نے فرمایا ہے:۔

"پولینڈ پر روس کا قبضہ ہونا بالکل حق بجانب ہے
کیونکہ یہ علاقہ پہلے بھی روس کے ماتحت تھا۔ پولینڈ
کی گورنمنٹ نہایت بزدل تھی کہ وہ اپنے ملک کو
چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلی گئی جس کی کوئی نظیر
دنیا میں نہیں ملتی۔ پولینڈ کا برطانیہ سے معاہدہ
کرنا بھی ایک حماقت آمیز غلطی تھی"

یہ رائے کا اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود مسٹر چیمبرلین موجودہ وزیر اعظم اور مسٹر لائڈ جارج سابق جنگ کے وزیراعظم دوستوں اور بھائیوں کی طرح مل کر کام کر رہے ہیں اور دونوں اپنے ملک کے یکساں خیر خواہ ہیں۔ کیا مسلم لیگ والوں اور کانگرسی مسلمانوں میں بھی کہیں یہ خلوص اور اتحاد اور مشترکہ خدمت کا جذبہ نظر آتا ہے
آؤ۔ اپنی زندگی پر نظر ثانی کریں۔

دوستوں کی جستجو

معزز معاصر "عصر جدید" کلکتہ نے اپنا ایک صفحہ "نونہال لیگ" کے ممبروں کے لئے وقف فرمایا ہے۔ اس صفحہ کے ایک کالم میں مسلم نوجوان طلبا اپنے شوق (ہوبی) کا اظہار کرتے ہیں ایک اخبار کے کالم میں مسلمان نوجوانوں کے شوق کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) محمد ظفر عالم جماعت ہشتم ایسا دوست چاہتے ہیں جنہیں ٹکٹیں جمع کرنے کا شوق ہو۔

(۲) محمد طاہر۔ ایسا دوست جنہیں مضمون نویسی اور خط وکتابت کا شوق ہو۔

(۳) عبد العلی۔ ایسا دوست جنہیں ٹکٹیں جمع کرنے کا شوق ہو

(۴) محمد معراج الدین۔ ایسا دوست جنہیں ٹکٹیں جمع کرنیکا شوق ہو

(۵) محمد ثنا الحق۔ ایسا دوست جنہیں ٹکٹیں جمع کرنے کا شوق ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے نوجوانوں کو صرف ایسی دوستوں کی ضرورت ہے جو ٹکٹیں جمع کرتے ہوں۔ کسی کو نماز کا، روزے کا صحت جسمانی کا، کفایت شعاری کا، خدمت دین کا، جہاد کا۔ اچھے رسائل اور اچھی کتابوں کی تلاش کا شوق نہیں۔ کیا ایسی نسلیں جن کے شوق ٹکٹیں جمع کرنے تک محدود رہیں، اقوام عالم کا مقابلہ کر سکتی ہیں؟
دوستو! اپنی اولاد کا فکر کرو اور انہیں نیک تربیت دو۔
(ایمان)

کانگرسی مسلمانوں کی زیادتی

سارا ملک جانتا ہے اور ان مسلمانوں کے ضمیر بھی جانتے ہیں جو کانگرس کے ساتھی ہیں کہ مسلم لیگ ۹ کروڑ مسلمانان ہند کی نمائندہ ہے کیونکہ سوائے گنتی کے ان مسلمانوں کے جو جمعیت علماء اور احرار کے نام سے مشہور ہیں۔ یا جو اپنی ذاتی وجوہات کے سبب کانگرس میں شریک ہیں۔ باقی سب مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں لیکن آجکل یہ کانگرسی

مسلمان مسلم لیگ اور اس کے لیڈروں کو ایسے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں جو ان کی اسلامی تنبرداری کیلئے دھبہ اور داغ ہیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب نے جن مکروہ الفاظ کو مسٹر جناح کیلئے استعمال کیا ہے وہ ان دونوں کی عالمانہ شان سے بعید ہیں اور قرآن مجید کی تعلیم وتلقین کے سراسر منافی ہیں۔

سیاست ڈھلتی چھاؤں ہوتی ہے اس کو کبھی ایک حال پر قرار نہیں۔ نہ مہندر راج باقی رہا نہ ان کے بعد راج کرنیوالے مسلمان باقی ہیں۔ نہ انگریز یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ سات سمندر دور کے ملک میں ہمیشہ حکمران رہیں گے۔ نہ کانگرس یہ خیال کر سکتی ہے کہ اس کا اقتدار دوامی ہوگا۔ پھر جو یہ واعظان محراب ومنبر آپے سے باہر ہو کر دشنام طرازی کر رہے ہیں۔ اس سے انکو کیا حاصل ہو جائیگا۔ بس یہ کہ آئندہ نسلیں ان مقدس اصحاب کی ان فحش تقریروں کو پڑھینگی تو ان کے دلوں میں ایسے مذہبی پیشواؤں سے نفرت پیدا ہوگی۔

انگریز کانگرس کے آگے جھک جائیں اور کانگرس کو کامل آزادی مل جائے تب بھی ان دشنام مآب علما کو ان خدمات کا کچھ صلہ نہ ملیگا کیونکہ افراد اپنی قوم ہی سے عید پا سکتے ہیں غیروں سے توقع کرنی فضول ہے
(منادی)

یہ فرق کیوں؟

رقبہ ترکی ۲ لاکھ ۹۴ ہزار مربع میل آبادی ۱ کروڑ ۷۰ لاکھ
مگر رقبہ جرمنی ۲ لاکھ ۵۹ ہزار مربع میل اور آبادی ۸ کروڑ ۷۵ لاکھ

یعنی ترکی کا رقبہ جرمنی سے ۳۵ ہزار مربع میل زیادہ ہے لیکن جرمنی کی آبادی ترکی سے ۷ کروڑ زیادہ ہے۔ پھر ایک اور مثال دیکھیں:۔

رقبہ برطانیہ ۹۵ ہزار مربع میل آبادی ۴ کروڑ ۴۲ لاکھ
یعنی برطانیہ کا رقبہ ترکی سے تہائی ہے۔ مگر برطانیہ کی آبادی بھی ترکی سے تین گنا زیادہ ہے۔ ایک اور مثال دیکھیں:۔

رقبہ فرانس ۲ لاکھ ۱۲ ہزار آبادی ۴ کروڑ ۲۲ لاکھ
یعنی فرانس کا رقبہ ترکی سے ۸۲ ہزار مربع میل کم مگر آبادی ۳ کروڑ زیادہ
اب دوسری عیسائی سلطنتوں کا اسلامی سلطنتوں سے مقابلہ کیجئے

رقبہ بلجیم ۱۱½ ہزار قریباً آبادی ۸۳ لاکھ ۹۱ ہزار
رقبہ فلسطین ۱۰ ہزار قریباً آبادی ۱۴ لاکھ

یعنی فلسطین اور بلجیم کے رقبے قریباً برابر ہیں مگر آبادی میں چھ گنا فرق ہے۔ اسی طرح یونان کا رقبہ ۵۰ ہزار اور شام کا ۶۰ ہزار مربع میل ہے۔ مگر یونان کی آبادی ۶۲ لاکھ ہے اور شام کی صرف ۲۸ لاکھ ۳۱ ہزار۔

اگر آپ اسی طرح ایک ایک عیسائی ملک کا ایک ایک اسلامی ملک سے مقابلہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی ممالک کے جتنے رقبے میں ایک ہزار آدمی بستے ہیں عیسائی ممالک میں اسی قدر رقبے میں ۳ ہزار ۵ ہزار۔ ۱۰ ہزار تک آدمی آباد ہیں۔ یہی فرق ان کی آمدنی میں ہے۔ یہی فرق تعلیم اور تجارت میں ہے۔ اور پھر کوئی ایک اسلامی ملک نہیں۔ ہر اسلامی ملک ہر عیسائی ملک سے اسی طرح مقابلتہ بہت پیچھے ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیا یہ اسلام کا قصور ہے؟ نہیں اسلام کے اصولوں پر تو ہم عمل ہی نہیں کرتے۔ یہ نتیجہ صرف اس بات کا ہے مسلمان اپنا کوئی کام نظام کے مطابق نہیں کرتے۔ مسلمانوں میں تنظیم اور انتظام کا مادہ نہیں ہے۔ صرف اتحاد وتنظیم ہی ایک ایسی طاقت ہے کہ اگر اس سے کام لیکر اپنے کاموں کو آگے بڑھایا جائے تو ترقی ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کی تنظیم کو مسلمانوں کی فرقہ بندی نے تباہ کر دیا۔ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کے مولویوں اور لیڈروں کو ہدایت دے (ایمان)

(بقیہ صفحہ ۱۰)

پڑ سکتا۔ زہریلی گیس ملی ہوئی ہوا اندر داخل ...
چہرے سے ٹکرا رہی ہے۔ یہاں ہر وقت ...
اس کا مطلب یہ ہے کہ اندر کے ...
بلنسبت بہت زیادہ رکھا گیا ہے۔ اس لئے گیس ...
داخل ہی نہیں ہو سکتی۔
یہاں نیچے لوگ سطح زمین سے زیادہ ...
ہیں۔ یہاں ان کو سانس لینے کے لئے زیادہ آکسیجن ...
سے یہ لوگ زیادہ تندرست ہیں ان کو بھوک ...
جب ہم قلعوں کی ڈیوٹی پر ہوتے ہیں ...
زیادہ اچھی رہتی ہے۔ جو لوگ زمین کے اوپر ...
میں تو ان کی خوراک گھٹ جاتی ہے سستی اور ...
نیند زیادہ آتی ہے۔ لیکن اندر یہ زیادہ ...
مشکل ہے۔ کیونکہ یہاں کی ہوا تیز اور بھاری ...
یہاں کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ہسپتال ...
گیا ہے تاکہ گولہ باری کے مجروح اور گھبرائے ...
کامل سکون نصیب ہو سکے۔ اسی غرض سے ...
فیٹ موٹی بنائی گئی ہیں۔
ہسپتال اس قدر نیچے ہیں کہ شدید ...
سے ہولناک آواز بھی وہاں نہیں سنی جا سکتی۔
سنٹرل ہسپتال میں ہر طرف کے قلعوں ...
ہوئی ولیوار دار ... راستے سے جا سکتے ...
کی تینوں قطاروں اور اوپر کے اسلحہ خانوں سے ...
بنا ہوا ہے۔

قہوہ نوشی کے وقت گفتگو

افسران کے میس میں ان کے ساتھ ...
کے وقت انہوں نے مجھ کو میگی نوٹ لائن کے بارے ...
میگی نوٹ لائن کا خیال سب سے پہلے ...
سال قبل ہوا تھا جو اب زندہ نہیں ہے۔
میگی نوٹ لائن کے قلعے اب تک ...
کی تعمیر پر اب تک .... ۶ پونڈ صرف ...
بڑے بڑے زمین دوز قلعے بطور ...
جس قلعے کا معائنہ کر رہی تھی وہ اسی قسم کا ایک ...
.... ۴ پونڈ صرف کیا گیا ہے۔ یہ صرف قلعے ...
ہے۔ اسلحہ اور دیگر سامان کی فراہمی کا خرچ ...
میگی نوٹ لائن کے اندر کا ہر سپاہی ...
خیال ہے کہ یہ لائن توڑی نہیں جا سکتی۔ اس ...
قریب چودہ انچ والی بڑی توپیں نصب ہیں ...
ساٹھ میل تک جا سکتے ہیں۔ ان کے ...
افواج میگی نوٹ لائن کو توڑنے کی کوشش ...
بے پناہ آتشباری سے ان کا استقبال ...

فرانس کی جنگی میگی نوٹ لائن کے چشم دید حالات

ایک سیاح خاتون کا دلچسپ بیان

مشہور سیاح خاتون جین میریل ٹوکین نے فرانس کی مشرقی سرحد کی قلعہ بندیوں کا بذات خود معائنہ کیا۔ موصوفہ نے میگی نوٹ لائن میں جو کچھ دیکھا اس کو اپنے ایک مضمون میں قلمبند کیا ہے۔

ان کا بیان ہے کہ میگی نوٹ لائن کے اندر بے شمار زمین دوز مضبوط قلعے ہیں۔ ان میں سپاہیوں کے رہنے سہنے کے لئے آرام دہ مکانات بنے ہوئے ہیں۔ بیمار سپاہیوں کے لئے ہسپتال بنے ہوئے ہیں۔ اسلحہ اور گولہ بارود رکھنے کے لئے محفوظ اور مستحکم اسلحہ خانے اور تہخانے ہیں۔ ان کے علاوہ ریلوے لائنیں ہیں۔ یہ سب سطح زمین سے سینکڑوں فیٹ نیچے بنائے گئے ہیں۔ میگی نوٹ لائن کے اندر زمین دوز قلعوں میں رہنے والے سپاہی مسرور اور آرام دہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ سپاہیوں کا بیان ہے کہ زمین دوز قلعوں کے اندر جہاں وہ رہتے ہیں ہوا بہت تیز اور بھاری ہے۔

ذیل میں قارئین کی دلچسپی کے لئے جین میریل ٹوکین کے مضمون کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

ہماری فوجی موٹر کار کے نوجوان ڈرائیور نے ہماری گاڑی ایک دیہات کے قریب ٹھہرائی۔ اس دیہات کے قریب پالتو پرندے کثرت سے ادھر ادھر پھر رہے تھے۔

مجھ کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ اسی مقام پر عظیم الشان میگی نوٹ لائن کے اندر جانے کے لئے ایک دروازہ ہو سکتا ہے ـــــ اس میگی نوٹ لائن کا جو فرانس کی مشرقی سرحد پر چھ سو میل تک مضبوط و مستحکم زمین دوز قلعوں کا ایک ناقابل تسخیر سلسلہ ہے۔

قریب کے کھیلیان سے ایک شخص نمودار ہوا۔ یہ شخص فرانسیسی فوج کے کرنل کا یونیفارم پہنے تھا۔ قریب آ کر اس نے میرا استقبال کیا اس شخص نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا کہ وزارت دفاع قومی نے مجھ کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی تھی۔ میرا فرض ہے کہ ہر آنیوالے کے کاغذات اور اجازت نامے کی جانچ کروں۔ کیا مہربانی فرما کر آپ مجھ کو اپنا اجازت نامہ دکھائیں گی؟

میں نے اس افسر کو اپنا اجازت نامہ دکھایا۔ اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔ مجھ کو اپنے ساتھ ایک طرف لے چلا۔

وہ مجھ کو ایک کھپریل کے مکان سے گذار کر ایک عظیم الشان دروازہ کے پاس لے گیا۔

یہ دروازہ اٹھارہ انچ سے زیادہ موٹی دیواروں میں لگا ہوا تھا۔ ہم لوگ اس دروازہ کے اندر داخل ہوئے۔ اب ہم نیچے کی جانب چلنے لگے۔ پتھر کے بنے ہوئے زینے سے ہو کر ہم ایک تہ خانے میں پہنچے ہمارا تنگ راستہ دوسری جانب مڑا۔ میں حیرت سے کانپنے لگی۔

ہمارے سامنے ایک مضبوط آہنی صندوق تھا۔ یہ لفٹ کیبن تھا۔ اس طرح کا لفٹ کوئلے کی کانوں کے اندر ہوتا ہے۔

ہم سطح زمین سے بیس فیٹ نیچے پہنچ چکے تھے۔ اس لفٹ کیبن میں سوار ہو کر نیچے کی طرف چلے۔ اندر تاریکی نظر آئی معلوم ہوتا تھا کسی بڑے کنوئیں کے اندر چلے جا رہے ہیں۔

ہمارے رہنما نے بتایا کہ اس لفٹ کے ذریعہ ہم اسی میٹر یعنی ۲۶۰ فیٹ نیچے پہنچ چکے ہیں۔

"میں تمہیں ٹیلیفون کا کمرہ دکھاؤنگا۔ اس لئے اب لفٹ سے اتر کر تمہیں پیدل چلنا ہوگا" میرے ساتھی افسر نے کہا۔

ہم لفٹ سے اترے۔ سامنے ایک تنگ راستہ تھا۔ یہاں مٹی کی ایک قسم کی مرطوب بو آ رہی تھی۔ فوراً ہی ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا۔ گھڑ گھڑاہٹ کی آواز ہمارے کانوں میں آ رہی تھی۔ یہ آواز بجلی کی مشینوں کی تھی۔ یہ مشینیں تازہ ہوا اوپر سے پمپ کے ذریعہ اندر پہنچاتی تھیں۔

ہمارے سامنے ایک بھاری آہنی دروازہ کھلا۔ ہم اس کے اندر داخل ہوئے۔ یہ ٹیلیفون کا کمرہ تھا۔ ٹیلیفون کا سلسلہ اس کمرہ سے تمام قلعوں تک گیا ہے۔

ٹیلیفون کے تار اس جگہ سے دونوں جانب تقریباً سترمیل تک دیگر قلعوں میں پہنچے ہیں۔

بڑی بڑی لائنوں میں ایسی مشینیں لگی ہوئی تھیں جن کے ذریعہ آگ لگنے کی صورت میں دھواں کا پتہ چلاتے تھے۔ میرے رہنما نے مجھ کو یہ مشینیں دکھائیں۔

یہاں تیز روشنی کا ایک سلسلہ بھی تھا۔ جو سطح زمین کے اوپر کے دیہات کو اندر کے رہائشی مکانات سے ملاتا ہے۔ یہ سلسلہ انجن ہاؤس اسلحہ کے ذخیرہ اور اسٹیشنوں سے بھی ملتا ہے۔

زمین دوز ریلوے

جب لوگ مجھ سے میگی نوٹ لائن کے اندر اسٹیشن کا ذکر کرتے تو میں سمجھتی تھی کہ توپخانہ کے اسٹیشنوں کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن ہم جب ٹیلیفون کے کمرہ سے نکل کر زینے کے ذریعہ نیچے اترے تو ہم کو چھوٹی ریلوے لائن کے اسٹیشن کا پلیٹ فارم ملا۔

"یہ اسٹیشن ہے" ہمارے ساتھی کرنل نے فخر کے ساتھ کہا۔ یہ وہ ریلوے ہے جو میگی نوٹ لائن کے اس حصے کے تمام قلعوں کو ایک دوسرے سے ملاتی ہے۔

اس کی رفتار تقریباً ۷ کیلومیٹر ہے۔ یہ ریلوے بجلی کی طاقت سے چلائی جاتی ہے۔

میں نے دوری پر گھڑ گھڑاہٹ کی آواز سنی میرا اسٹیل کی لائن پر روشنی کی چمک نظر آئی جو تاریکی میں اچھی طرح دکھائی دیتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک چھوٹی ریل گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچ گئی۔ بگیہ وباجے کی آواز زور زور سے سنائی دے رہی تھی۔ ریل گاڑی پلیٹ فارم پر رکی کھلی کھلی ڈبوں میں سے قریباً ۲۳ آدمی اترے۔ یہ کھلے ڈبے کوئلے کی کان کی مانند ٹرین کے ڈبوں سے ملتے جلتے تھے۔ اس ریل گاڑی کا انجن اس ریل گاڑی کے انجنوں سے مشابہ ہے جو لندن کی سڑکوں کے نیچے پوسٹ آفس کی پرائیویٹ گاڑیوں کو کھینچتے ہیں۔ اس کو بعض لوگوں نے دیکھا بھی ہوگا

ریل گاڑی سے اترنے والے سپاہی صف بنا کر پلیٹ فارم پر مارچ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ زمین کے اندر بارودوں تک ڈیوٹی دینے کیلئے پھرتی کے ساتھ جا رہے تھے۔ یہ سپاہی ہنستے، قہقہہ لگاتے آپس میں ہنسی مذاق کرتے اور گانے ناچتے اپنی ڈیوٹی پر جا رہے تھے۔ ان کو ذرا بھی پروا نہ تھی کہ یہ اب ایک ہفتے تک زمین کے اندر [illegible] کی کرنوں اور کھلی فضا سے لطف اندوز نہ ہوسکیں گے [illegible]

میرے رہنما نے بتایا کہ میگی نوٹ لائن کے اس [illegible] تقریباً چالیس قلعے ہیں۔ یہ میگی نوٹ لائن کا سب سے زیادہ [illegible] حصہ ہے۔

ریل گاڑیاں رسد، اسلحہ، آدمیوں اور دیگر [illegible] سامان مقام پر پہنچاتی ہیں۔ کرنل موصوف نے بیان کیا کہ [illegible] ماکرنگ جو اس سے بھی زیادہ نشیب میں واقع ہیں اور [illegible] زیادہ ۱۲۰ میٹر گہرے میں جاتے ہیں۔

ہر قلعہ ساخت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے [illegible] اگر کسی کو کسی طرح ایک قلعہ کا حال معلوم ہو جائے [illegible] قلعوں کی کیفیت پوشیدہ رہیگی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ [illegible] بہت نیچے اسلحہ اور گولے بارود کا بہت بڑا ذخیرہ ہے [illegible] دہنے جانب اشد ضرورت کے وقت استعمال کیلئے انجن [illegible]

اسلحہ خانے کے بڑے ذخیرہ اور لفٹ کے درمیان [illegible] بیس میٹر زمین کی تہ ہے۔ میں کرنل کے ساتھ اور نیچے گئی [illegible] زینے پر چل رہے تھے تو ہر قدم پر گھڑ گھڑاہٹ کی آواز [illegible] آ رہی تھی۔

اس سے پہلے میں آبدوز جہاز کے انجن کے کمرہ [illegible] تھی جبکہ آبدوز جہاز سمندر میں غوطہ لگانے سے [illegible] مجھ کو معلوم ہوا کہ میں سمندر میں آبدوز جہاز کے [illegible] رہی ہوں۔ کیونکہ اس وقت زور زور سے گرج کی آواز [illegible] آ رہی تھی۔

میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے تیل کے انجن پوری [illegible] ادھر ادھر چل رہے ہیں۔ یہ انجن بجلی کی روشنی [illegible] پمپ کرنے والی مشینوں کو چلا رہے تھے۔

کرنل نے مجھ سے کہا کہ یہ جرمن ڈیزل انجن [illegible] بھی بتایا کہ یہاں اتنے بڑے بڑے ٹینک ہیں جن [illegible] ایندھن کے کام کا تیل بھرا ہوا ہے۔ یہ تیل کئی مہینوں تک [illegible] چلانے کے لئے کافی ہے۔

سطح زمین سے ۲۵۰ فیٹ نیچے تازہ ہوا پمپ کے ذریعہ [illegible] جاتی ہے۔

نیچے تنگ راستے میں بڑے بڑے انجن از خود [illegible] ہیں۔ یہ روشنی اور بجلی کی طاقت بہم پہنچاتے ہیں تازہ ہوا [illegible] کرتے ہیں۔

ان ایمرجنسی انجنوں کو روزانہ کم سے کم [illegible] ہے۔ ان کو وقت ضرورت پر استعمال کرنے کے [illegible] تیار رکھا جاتا ہے۔

میگی نوٹ لائن کے اندر زہریلی گیس کا [illegible]

میں نے دریافت کیا کہ اگر اس لائن پر گیس [illegible] تو کیا ہوگا؟

کرنل نے جواب دیا کہ زہریلی گیس کا اس لائن کو [illegible] زمین کی سطح کے قریب جو مکانات ہیں ان پر [illegible] یا لکڑی کا کوئلہ [illegible] رکھا گیا ہے اور ان مکانات کے [illegible] سے تیار رکھے گئے ہیں۔

اندر داخل ہونے والی ہوا ان سے [illegible]

اس کے علاوہ جو تازہ ہوا اندر پمپ کے [illegible] ہے۔ وہ لائن کے قریب سے نہیں لی جاتی [illegible] ۱۵ کیلومیٹر تک کہیں گیس کے بم گرائے جائیں [illegible]

(بقیہ صفحہ ۲)

نزول ثابت ہو۔ باقی کا حصہ اس سورۃ کا جس میں علیہا تسعۃ عشر واقع ہے ظاہر ہے کہ جب آپ نے سال یا چھ ماہ لوگوں کو دعوت و تبلیغ کی ہوگی تب ہی نازل ہوا ہوگا۔ آخر مخالفت شروع ہوئی ہوگی تب تو یہ وعید کی آیات نازل ہوئیں۔ اس کے لئے سال یا چھ ماہ کا وقفہ ضروری ہے کیونکہ لوگوں پر حجت تمام ہو تو وہ عذاب کے مستوجب ٹھہریں پس بعثت کے سال یا ڈیڑھ سال بعد ان آیات کا نزول معلوم ہوتا ہے۔ اور فتح مکہ سنہ ۸ھ ماہ رمضان میں ہوئی ہے اگر حساب کرو تو ان آیات کے نزول کے بعد بارہ یا ساڑھے گیارہ سال مکہ کے اور سات یا ساڑھے سات سال مدینہ کے جو فتح مکہ سے قبل گذرے جمع کرنے سے انیس سال بنتے ہیں۔ جن کے گزرنے پر سقر کا عذاب مخالفین پر نازل ہوتا ہے اور جس نے ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور جس نے ان کے ہیروں کو ندامت اور ذلت سے متغیر کر دیا۔ اسی لئے فرمایا تھا کہ علیہا تسعۃ عشر یعنی اس سقر پر انیس ۱۹ ہیں وہ انیس کیا تھے اسے بعد میں واقعات انیس ۱۹ سال ثابت کرتے ہیں۔ گویا وہ عظیم الشان نشان جو مومنوں کا ایمان بڑھانے والا تھا اور جو اہل کتاب پر حجت تمام کرنی تھی اور جو ابھی غیب کے پردوں میں تھا اس پر انیس ۱۹ سال کے پردے پڑے ہوئے تھے جن کے یکے بعد دیگرے اتر جانے کے بعد اس کا ظہور ہوتا ہے اور جو مومن اور اہل کتاب دونوں پر حجت تمام کر دیتا ہے اور مخالفین کا منہ بگاڑ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وسیع و دقیق علم غیب کے سامنے ہر ایک منکر کا سر جھکا دیتا ہے پھر آیات قرآنی پر غور کر کے دیکھ لو صاف طور پر وہ کوئی ایسا امر معلوم ہوتا ہے جس سے اہل کتاب پر حجت تمام ہوتی نظر آتی ہے اور مومنوں کا ازدیاد ایمان ہوتا نظر آتا ہے۔ گویا وہ نشان دونوں کے لئے مشترکہ طور پر مفید ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ اس کی پیشگوئی تورات میں بھی ہو اور قرآن میں بھی ہوا اور یہ مشترک پیشگوئی فتح مکہ ہی کی تھی جو ان آیات کے نزول کے انیس سال بعد پوری ہوئی فتح مکہ کے متعلق تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ جن کا اعادہ یہاں تحصیل حاصل ہے مثلاً ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد کہ جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا وہی تجھ کو مکہ کی طرف لوٹائیگا اور بیسیوں قسم پچاسوں پیشگوئیاں بھری پڑی ہیں۔ تورات میں استثنا باب ۳۳ میں یہ پیشگوئی بڑی صفائی سے موجود ہے۔

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور
فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار
قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ
میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔"

فاران مکہ کی پہاڑیوں کا پرانا نام ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار صحابہ کے ساتھ ان پہاڑیوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور مکہ فتح کرتے ہیں اور ایک نئی شریعت قرآن کی شکل میں آپ کے ہاتھ میں موجود تھی۔ اس طرح اہل کتاب پر بھی حجت تمام ہوئی اور مومنوں کا ایمان بھی زیادہ ہوا۔

مراسلات

لاہور میں ہوائی حملوں کے متعلق حفاظتی ا[illegible]

ایمبولینس پارٹیاں اور فرسٹ ایڈ کی چوکیاں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ہوائی حملوں کے متعلق حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا مسئلہ بالخصوص جب سے جنگ شروع ہوئی ہے عوام کی دلچسپی کا موجب بنا ہوا ہے۔ اگرچہ اس ضمن میں لاہور کو کوئی فوری خطرہ لاحق نہیں تاہم ہوائی حملوں کے متعلق حفاظتی تدابیر کی کوئی مؤثر سکیم مرتب نہیں کی جا سکتی جب تک کہ اس کی تیاری کے لئے کافی مدت صرف نہ ہو۔ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کی ایک افادہ کے بموجب کچھ عرصہ بیتے ہوئے لاہور میں ایک مشاورتی کمیٹی قائم کی گئی تھی جو لاہور کے رقبہ کے لئے ایک مکمل سکیم تیار کرنے کے سلسلہ میں ابتدائی کارروائی کرتی رہی ہے۔ مسٹر رسل اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس (ریلوے) نے لاہور کے لئے چیف ایڈوارڈن بننا منظور کر لیا ہے اور کوتوالی پولیس سٹیشن کے زیر اختیار حلقہ کے لئے ڈویژنل ایڈوارڈن مقرر کئے گئے ہیں۔ (۱) سول لائنز (میو گارڈنز کو شامل کئے بغیر) مسٹر جے۔ سی برنیچ متعلقہ میسرز ادون رابرٹس اینڈ کمپنی لمیٹڈ۔ مسٹر لو۔ اے۔ کوٹس ٹاؤن پلانر لاہور میونسپلٹی لاہور بطور معاون کام کرینگے (۲) کوتوالی تھانہ شیخ عنایت اللہ پروپرائٹر کشمیر اینڈ کابل کارپٹ سٹورز مال روڈ لاہور (۳) بھاٹی۔ لالہ سیتارام مہرہ ایم۔ ایل۔ اے آنریری مجسٹریٹ درمیس شاہی محلہ لاہور (۴) نولکھا۔ سردار محمد اکرم رئیس اکرم روڈ مصری شاہ لاہور (۵) نئی انارکلی۔ لالہ گوراندتہ ل کپور متعلقہ میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز میکلوڈ روڈ لاہور (۶) پرانی انارکلی۔ مسٹر دیو داس کپور پروپرائٹر جیت محل مال روڈ لاہور (۷) مزنگ۔ خانصاحب چودھری فتح شیر خان آنریری مجسٹریٹ مزنگ لاہور (۸) گوالمنڈی۔ لالہ دیوی چند کھنہ سابق میونسپل کمشنر سوداگر چوب ریلوے روڈ گوالمنڈی لاہور (۹) امر سدھو (ماڈل ٹاؤن) مسٹر کے۔ سی ورما سکرٹری ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو سوسائٹی ماڈل ٹاؤن لاہور (۱۰) امر سدھو (باقی حصہ) میاں محمد شریف ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ اچھرہ تحصیل لاہور۔ (۱۱) مغلپورہ (ریلوے علاقہ کو چھوڑ کر) میاں سراج الدین ذیلدار باغبانپورہ لاہور۔ لاہور چھاؤنی کے پولیس اسٹیشن کے انتظام کیلئے ہیڈ کوارٹرز لاہور بریگیڈ ایریا نے ذمہ داری لی ہے اور مغلپورہ پولیس سٹیشن میں ریلوے کے رقبہ اور میو گارڈنز کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے حکام ذمہ دار ہوں گے۔ جو اصحاب اس اسکیم کے ساتھ تعاون کرنے کیلئے تیار ہوں۔ انہیں اس رقبہ کے ڈویژنل ایڈوارڈن سے جس میں وہ رہائش رکھتے ہوں خط و کتابت کرنی چاہئے۔

سب کمیٹیاں

مزید برآں مندرجہ ذیل خاص سب کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں۔

(۱) ایمبولینس و فرسٹ ایڈ

(۱) مسٹر اے۔ سی میکناب آئی۔ سی۔ ایس۔ ایڈمنسٹریٹر لاہور میونسپلٹی لاہور (۲) لفٹننٹ کرنل ڈبلیو۔ ڈبلیو ٹی سپورٹ۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ ایم۔ ایس سول سرجن لاہور (۳) خانصاحب چودھری بشیر احمد آرگنائزنگ سکرٹری ریڈ کراس سوسائٹی چیرنگ کراس لاہور (۴) ڈاکٹر بالکشن۔ ڈی۔ پی۔ ایچ میونسپل میڈیکل افسر صحت لاہور (۵) ڈاکٹر جے۔ کیرنز۔ سی۔ آئی۔ ای۔ او۔ بی۔ ای چیف میڈیکل و ہیلتھ آفیسر این۔ ڈبلیو۔ آر لاہور۔ (۶) مسٹر سیلا رام کھنہ سکرٹری ڈسٹرکٹ ریڈ کراس سوسائٹی لاہور۔

(۲) آگ بجھانے کا کام

(۱) مسٹر ڈی۔ اے اویل۔ آئی۔ ایس۔ ای سپرنٹنڈنگ [illegible] پبلک ہیلتھ سرکل لاہور (۲) مسٹر بسنت سنگھ میونسپل انجینئر [illegible] لاہور (۳) مسٹر ڈبلیو مانز سپرنٹنڈنٹ مکینیکل ورکشاپ [illegible] مغلپورہ لاہور۔ ارادہ ہے کہ مختلف حلقوں میں ایمبولینس اور فرسٹ ایڈ کی چوکیاں بنائی جائیں اور آگ بجھانے [illegible] پارٹیاں تیار رہیں۔ نیز دوسرے لوگ گری ہوئی عمارات میں لوگوں کو بچانے کے متعلق کام کریں ان سب [illegible] رضاکاروں کی ضرورت ہے۔ فی الحال ڈویژنل ایڈوارڈن اپنے حلقوں کا جائزہ لینے میں مصروف ہیں اور [illegible] باشندوں میں سے وارڈن منتخب کر دئے [illegible] مقررہ مقام سے جو غالباً اس کا اپنا گھر ہوگا [illegible] (یعنی بعض بازار اس کے سپرد کر دیئے جائیں گے) [illegible] اس کے فرائض حسب ذیل ہوں گے:-

الف۔ روشنی کو چھپانے کے متعلق کام کے [illegible] کئے جائیں گے ان کو نافذ کرنے میں مدد دینا [illegible] حملوں کے متعلق جو کام کئے جا رہے ہوں ان [illegible] طور پر لوگوں کو مشورہ دینا۔ (ج) اپنے [illegible] معائنہ کرنا اور ان عمارات کے متعلق اطلاع دینا [illegible] مقابلہ کرنے کیلئے سب سے زیادہ موزوں ہوں [illegible] عمارات جو آسانی کے ساتھ فرسٹ ایڈ کی چوکیوں [illegible] تبدیل کی جا سکتی ہوں۔ (د) مکانوں میں [illegible] ان کی عمارات کس حد تک بارود یا اس کی وجہ [illegible] کے اڑ جانے کا مقابلہ کرنے کیلئے موزوں ہیں۔ بالخصوص [illegible] وہ کمرہ یا کمرے جن کے استعمال کو ہوائی حملہ کی [illegible] (ک) فرسٹ ایڈ خبریں بھیجنے اور جان بچانے وغیرہ [illegible] والنٹیر حاصل کرنا (ر) جب ہوائی حملہ ہو تو [illegible] مشورہ دینا کہ انہیں کس موزوں مقام میں پناہ لینی [illegible] صورت میں مقررہ جگہ پر فوراً اطلاع دینا (ح) [illegible] فائر بریگیڈ کو فوراً مطلع کرنا (ط) جن مکانات کو نقصان [illegible] والوں کو نئی جائے پناہ تلاش کرنے میں مدد دینا [illegible] پہنچے اس مقام پر پولیس۔ فائر بریگیڈ۔ فرسٹ ایڈ اور [illegible] کے کام سے متعلقہ پارٹیوں کو لے جانا (ک) [illegible] کو شروع شروع میں بجھانے میں مکانوں میں [illegible] سبب گرائے جانے کی وجہ سے جس حد تک نقصان پہنچے اس [illegible] اور بعد ازاں نقصان کی نوعیت کے متعلق خبر رکھنے [illegible] معقول مناحی کی مثال قائم کرنا اور دہشت زدگی [illegible] ارادہ یہ ہے کہ مقامی ہوائی حملوں کے متعلق حفاظتی تدابیر [illegible] کے متعلق عوام کو ایڈوارڈن صاحبان اور اخبارات [illegible] جائیگا۔ فی الحال لاہور کے تمام رقبہ پر بلیک آؤٹ [illegible] کے متعلق انتظامات پر غور کیا جا رہا ہے جونہی غور [illegible] کے کسی اطمینان بخش طریق کے متعلق ضروری انتظامات [illegible] کئے جائیں گے (۱) کی اخبارات کے ذریعہ اطلاع دی جائے گی۔ یہ امر خاص طور پر ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ یہ انتظامات محض احتیاط کے طور پر [illegible]

اسلامی دُنیا

—— انقرہ ۵ نومبر۔ آج ترکی کی نیشنل اسمبلی میں وزیر خارجہ نے ایک بل اس مقصد کے لئے پیش کیا ہے کہ اتحادیوں کے ساتھ ترکی کے نئے معاہدہ کی جلد از جلد تصدیق کر دی جائے۔ آیندہ چہارشنبہ کو وزیر موصوف حالات پر تبصرہ کرنے کے علاوہ اپنے سفر ماسکو اور حکومت روس سے گفت وشنید کا حال سنائینگے۔

—— انقرہ ۴ نومبر۔ رومانیہ کے سفیر متعینہ ترکی آج بخارسٹ سے انقرہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ عنقریب ترکی کے وزیر خارجہ سے بات چیت شروع کرینگے۔

—— پیرس ۳ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکی کے اکثر جرمن باشندے سرمایہ کے ہمراہ اپنا کاروبار چھوڑ کر ترکی سے واپس چلے آئے ہیں۔ سیاسی حلقوں کی رائے ہے کہ یہ حکم اتحادیوں اور ترکی کے درمیان معاہدہ سے پیدا شدہ تشویش کا نتیجہ ہے۔

—— عدن ۵ نومبر۔ عدن کے متعدد سرداروں نے حکومت برطانیہ سے اظہار وفاداری کرتے ہوئے اخراجات جنگ کے لئے ایک قول رقم بطور چندہ پیش کی ہے۔

—— بیت المقدس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ چند روز ہوئے امیر عبداللہ والی شرق اردن کی جدید وزارتی کونسل کے قیام کے بعد پہلی بار ایوان قانون ساز کا افتتاح ہوا ہے۔

—— روما ۳ نومبر۔ ایک اعلان سے پایا جاتا ہے کہ روس اور ترکی کے درمیان پیوستہ جلد گفت وشنید کا سلسلہ پھر شروع ہو جائیگا۔ امید ہے اس دفعہ رومانیہ بھی مذاکرات میں حصہ لے گا۔

—— طہران ۴ نومبر۔ حکومت ایران نے اعلان کیا ہے کہ وہ اپنی غیر جانبداری ترک کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کر رہی ہے۔ انگلستان کے اسلحہ ساز کارخانوں کو توپوں۔ ہوائی جہازوں اور گولوں کے لئے بڑے بڑے آرڈر دیئے گئے ہیں۔

—— قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مصر کے سرکاری حکام اور وزرا عربی ممالک کی حفاظت کے لئے ایک زبردست بلاک بنانے کے سلسلے میں حکومت حجاز ویمن سے گفت وشنید کر رہے ہیں۔ حکومت مصر ان ممالک میں ایک سرکاری وفد بھیجنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسی حکومت نے بیروت کی تمام پرائیویٹ کاریں اپنے قبضہ میں کر لی ہیں۔ اس حکم سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے حتیٰ کہ سرکاری عہدیداروں کی موٹریں بھی حاصل کر لی جائیں گی۔

—— استنبول یکم نومبر۔ ابھی تک ترکی اخبارات نے موسیو مولوٹوف کے وہ فقرات مکمل طور پر شائع نہیں کئے جو اس نے اپنی گذشتہ تقریر میں ترکی کے متعلق کہے تھے۔ تاہم ترکی کے سیاسی حلقوں میں اس موازنہ سے خوشگوار اثر نہیں ہوا۔ جب روس کے متعلق غازی عصمت انونو کے دوستانہ اظہار اور ترکی کے متعلق موسیو مولوٹوف کے الفاظ سے اخذ کیا گیا ہے۔

—— انقرہ ۶ نومبر۔ کل ترکی نیشنل اسمبلی اتحادیوں کیساتھ ترکی کے معاہدہ کی تصدیق کردیگی۔

—— بیت المقدس ۶ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت فلسطین نے اس مرتبہ بھی حاجیوں کے لئے زبردست انتظامات کئے ہیں اور اس امر کا کافی انتظام ہے کہ سفر حج کی ہر منزل میں ان کی حفاظت ہو سکے۔

—— بعض عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ فلسطین میں اب تک بعض یہودیوں کے مسلح حملوں کا سلسلہ جاری ہے اور وہ عربوں کو دق کرنے سے باز نہیں آتے۔

—— ایرانی اخبارات مظہر ہیں کہ طہران کے سرکاری حلقوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ حکومت ایران میثاق سعد آباد کے ارکان کی ایک کانفرنس عنقریب منعقد کرنیوالی ہے۔ دعوت نامے جاری ہو گئے ہیں۔ اس کانفرنس میں صلاح و مشورہ سے خارجی حملوں کی روک تھام کیلئے مستقل پروگرام مرتب کیا جائیگا۔

ہندوستان

—— نئی دہلی ۵ نومبر۔ آج رات وائسرائے ہند نے اہل ہند کے نام ایک تقریر نشر کی جس میں آپ نے افسوس کیسا تھ اعلان کیا کہ میرے اور کانگریس اور مسلم لیگ کے لیڈروں کے درمیان جو گفت وشنید جاری ہوئی تھی وہ ابتک کامیاب نہیں ہو سکی۔ اس سلسلہ میں تمام خط وکتابت شائع کر دی جائے گی۔

—— علاوہ ازیں آپ نے کہا ابتک مصالحت کی کوششوں میں مایوسی ہوئی ہے لیکن میں بالکل نا امید نہیں ہوا اور بدستور کوشش جاری رکھونگا تاکہ وہ مقصد حاصل ہو جائے جو ہم سب کا نصب العین ہے۔

—— نئی دہلی ۴ نومبر۔ آج مسٹر گاندھی نے بالکل تنہا وائسرائے سے ملاقات کی اس کے بعد آج وہ بابو راجندر پرشاد کے ہمراہ وارد ھا روانہ ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے کی طرف سے مسٹر گاندھی کو صدر کانگریس کے مکتوب کا جواب مل گیا ہے۔

—— نئی دہلی ۴ نومبر۔ آج مسٹر جناح نے وائسرائے سے دو گھنٹے تک ملاقات کی۔

—— دہلی ۳ نومبر۔ یو۔پی اور بہار کی وزارتوں کے استعفے گورنروں نے منظور کر کے آئین معطل کر دیا ہے اور تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔ گورنر یو۔پی نے سول سروس کے تین آدمیوں کو عارضی طور پر اپنا مشیر مقرر کر دیا ہے۔ بہار میں بھی گورنر نے مشیر مقرر کر لئے ہیں۔

—— پشاور ۵ نومبر۔ کل سرحدی اسمبلی میں وزارت کی طرف سے جنگ کے متعلق قرار داد پیش ہوگی جس کے خاتمہ پر وزارت کیطرف استعفیٰ پیش کر دیا جائیگا۔

—— بمبئی یکم نومبر۔ گورنر بمبئی نے صوبہ کی کانگریسی وزارت کا استعفا منظور کر لیا ہے اور انتظامی امور میں امداد کیلئے اپنے مشیر مقرر کر لئے ہیں

—— بمبئی ۴ نومبر۔ مسٹر گاندھی نے اپنے اخبار "ہریجن" میں اعلان کیا ہے کہ کانگریس کو کوئی ایسا اقدام اختیار نہ کرنا چاہیئے جس سے ملک میں افراتفری ہو کر سول نافرمانی شروع ہو جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت نہرو نے گاندھی جی کے اس اعلان کو پسند نہیں کیا۔

—— نئی دہلی ۴ نومبر۔ آج مسٹر ایکمین (مرکزی اسمبلی میں یورپین گروپ کے لیڈر) نے وائسرائے سے ملاقات کی۔

—— پشاور ۴ نومبر۔ حکومت سرحد نے آج ان مسلم لیگی کارکنوں کو رہا کر دیا جنہیں گنڈہ بل کے خلاف مظاہرہ کرنے کے سلسلہ میں تین تین سال سزائے قید کا حکم ہوا تھا۔

—— کپورتھلہ ۴ نومبر۔ آج مہاراجہ کپورتھلہ یورپ سے واپس آگئے۔

—— دھیری ۴ نومبر۔ کانگریس کی پارلیمنٹری سب کمیٹی نے وزارت آسام کی اس درخواست کو منظور کر دیا ہے کہ خاص حالات کے پیش نظر اس کو بدستور بحال رہنے کی اجازت دی جائے۔

—— پشاور ۴ نومبر۔ قاضی احمد جان نے جو افغانستان سے بھاگ کر تیراہ میں مقیم تھا اور سابق شاہ امان اللہ خاں کا پروپیگنڈا کر رہا تھا اپنے آپ کو اس شرط پر برطانوی حکام کے حوالے کر دیا کہ اسے حکومت افغانستان کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

—— کراچی ۶ نومبر۔ امید ہے کہ مسجد منزل گاہ کے متعلق حکومت اور مسلمانوں کا کوئی سمجھوتہ ہو جائیگا۔ اسلئے مسجد کی بحالی اور ایک ماہ کیلئے سول نافرمانی کرنیکا فیصلہ کیا گیا ہے۔

—— کٹک ۶ نومبر۔ آج گورنر اڑیسہ نے کانگریسی وزارت کا استعفیٰ منظور کر کے صوبہ کے آئینی اور انتظامی امور اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔

—— پشاور ۸ نومبر۔ سرحد کی کانگریسی وزارت مستعفی ہو گئی۔ گورنر نے کل حزب مخالف کے لیڈر سردار اورنگ زیب خاں کو مشورہ کیلئے گورنمنٹ ہاؤس بلایا۔

ممالک خارجہ

—— پیرس ۶ نومبر۔ مغربی محاذ جنگ کی تازہ اطلاع [illegible] رات پھر امن سے گذری البتہ کل دریائے بلیس کے [illegible] کے توپخانوں نے ایک دوسرے پر گولہ باری کی۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ موزیل اور زار کے [illegible] بھال کرنیوالے دستوں میں معمولی جھڑپیں ہوئیں۔

—— لندن ۵ نومبر۔ بلجین کانگو سے آمدہ ایک اطلاع [illegible] کہ فرانس کی ایک آبدوز نے جرمنی کا ایک جہاز مغربی افریقہ کے ساحل کے قریب غرق کر دیا۔ یہ جہاز اعلان جنگ کے [illegible] بھاگ نکلا تھا۔

—— واشنگٹن ۶ نومبر۔ امریکہ کی غیر جانبداری کا بل [illegible] آج صدر روزویلٹ نے اس پر اپنے دستخط ثبت کر [illegible]

—— واشنگٹن ۶ نومبر۔ قانون غیر جانبداری پر دستخط کر [illegible] پریذیڈنٹ روزویلٹ نے پہلا اعلان یہ کیا ہے کہ کوئی امریکن [illegible] علاقہ میں نہیں جا سکتا۔ گویا آیندہ کوئی امریکن جہاز [illegible] اور جرمنی یا برطانوی اور فرانسیسی مقبوضات کی طرف [illegible]

—— ایک اور اعلان مظہر ہے کہ امریکہ بحری اور فضائی [illegible] وسعت دینے کے لئے ۲۶ کروڑ پونڈ صرف کرے گا [illegible] ماتحت ۹۰ نئے جنگی جہاز اور ۵۲۳۹ جنگی طیارے [illegible]

—— لندن ۴ نومبر۔ ریڈیو کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ [illegible] حصہ میں فنلینڈ کی سرحد تک ۸۰ ہزار روسی فوج [illegible]

—— نیویارک ۵ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ میں [illegible] کارخانوں کے قیام کے لئے حکومت فرانس نے [illegible] ڈالر دینے کی پیشکش کی ہے۔

—— لندن ۵ نومبر۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے [illegible] طاقت کے استحکام کے لئے ایک لاکھ پونڈ کا عطیہ [illegible] حکومت برطانیہ نے طیاروں کا ایک "حیدرآباد سکواڈرن" [illegible] فیصلہ کیا ہے۔ اس کے طیاروں پر ہلال کا نشان اور [illegible] کے الفاظ لکھے ہونگے۔

—— پیرس ۴ نومبر۔ مسٹر چرچل آج صبح یہاں پہنچے۔ آپ [illegible] دلادیہ وزیر اعظم فرانس سے طویل ملاقات کی۔

—— لندن ۴ نومبر۔ مجلس اقوام کی مالی حالت [illegible] ہے اس لئے اس نے اپنے ممبروں سے آیندہ سال کا چندہ پیشگی [illegible]

—— برلن ۴ نومبر۔ حکومت جرمنی کا ایک سرکاری اعلان [illegible] کہ جرمنی اور روس کی حکومتوں میں پولینڈ کے روسی اور جرمن [illegible] میں انتقال آبادی کے متعلق ایک سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

—— لندن ۴ نومبر۔ جرمن انجنیئر فوجی ضروریات کے [illegible] دریائے رائن کی گزرگاہ تبدیل کرنے کی کوششوں میں [illegible]

—— لندن ۴ نومبر۔ بہت سے جرمن سپاہی فوج [illegible] بلجیم میں پناہ گزین ہوئے ہیں ان میں سے اکثر آسٹرین [illegible]

—— لاہور ۔ پنجاب اسمبلی میں جنگ کے متعلق حکومت پنجاب کی قرارداد [illegible] اکثریت سے منظور ہو گئی۔

—— نئی دہلی ۶ نومبر۔ آج ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی مابدولت [illegible] لفٹنٹ پی سایچ جے ساونڈ کینٹ ہوئی۔ اس تقریب پر وائسرائے [illegible]

—— لکھنؤ ۶ نومبر۔ حکومت یو۔پی اور خاکساروں [illegible] ہو گیا ہے حکومت نے خاکساروں پر سے تمام پابندیاں [illegible]

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور
میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق
ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر چھپ
کر دفتر پیغام صلح
لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
سترہ شلنگ - سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم سہ شنبہ مطابق ۹ر شوال ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ر نومبر ۱۹۳۹ء — نمبر ۶۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میری صداقت روزِ روشن کی طرح کھل جائے گی

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں مگر افسوس میں اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے ہیں کہ وہ وقت ضرور آئیگا کہ خدائے تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دیگا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دُنیا پر کھل جائیگی۔ لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا اور پھر کوئی ایمان سود مند نہ ہو سکیگا۔ میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے سچائی کی اس خوشبو کو جو میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اس کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالےٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جس طرح لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جن کی فطرت میں سلامت روی نہیں اور جو مردہ طبیعت کے ہیں ان کو میری باتیں سرور دہ معلوم نہیں ہوتیں۔ وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونیوالا ہے۔ میری مخالفت کرنیوالے کیا نفع اُٹھائیںگے۔ کیا مجھ سے پہلے آنیوالے صادقوں کی مخالفت کرنیوالوں نے کوئی فائدہ کبھی اُٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر رہ کر اس دُنیا سے اُٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جائے کیونکہ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کریگا۔

(الحکم ۱۴ر جون ۱۹۰۳ء)

انجمن کے جلسہ سالانہ کی قومی تقریب پر

آپ کے قومی اخبار پیغام صلح کا تنظیم نمبر

شائع ہوگا جسمیں قوم کی تنظیم و استحکام اور جماعت کی توسیع کے موضوع پر احباب سلسلہ کے نہایت مفید و موثر مضامین درج ہونگے اور ایسی سہل عملی تدابیر بتائی جائینگی جن کے ذریعہ ہر ایک فرد سلسلہ توسیع و تنظیم جماعت کے ضروری کام میں نمایاں اور نتیجہ خیز حصہ لے سکیگا۔ اس نمبر کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس فکر اور اس سوال کی قطعاً ضرورت نہیں رہیگی کہ ہم احمدیت کی تبلیغ اور جماعت کی توسیع کا کام کہاں اور کس طرح انجام دیں؟ کیونکہ یہ تمام باتیں تفصیل اور عام فہم طریق پر اس پرچہ میں درج ہوں گی۔

اہلِ قلم حضرات

اس نمبر کے لئے بہت جلد اپنے مضامین ارسال فرمادیں۔ موضوع کی سختی کیساتھ خیال رکھیں۔ غیر متعلق کوئی مضمون درج نہیں کیا جائے گا۔

قیمت

فی کاپی ۲ر علاوہ محصولڈاک — دس کاپیاں ایک روپیہ

اپنی پہلی فرصت میں فرمائشیں بھیجیں

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اقصائے عالم میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

(مرتبہ مولوی احمد یار صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل)

مصر ہمارے البانوی بھائی بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ان کے تازہ خط سے جو حالات معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ وہ تا حال ازہر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کمیٹی جو ان کے بارہ میں تحقیقات کرنے کیلئے مقرر کی گئی تھی اس نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جو سوا دضروری تھا وہ انہوں نے سارا ہم پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے پوری طرح اتمام حجت کر دیا ہے۔ آگے فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مصر کے روزانہ اور ہفتہ وار اخبارات نے جو جو بیانات ان کے متعلق شائع کئے ان کے تراجم قارئین کرام تک پہنچتے رہے ہیں۔ ہمارے قادیانی مبلغ نے جو آجکل محمودیت کی تبلیغ عربی ممالک میں کر رہا ہے بہتیرا زور لگایا کہ کسی طرح اس کو بھی ازہر تک رسائی ہو جائے تا کہ وہ خلیفہ صاحب کی خدمت میں ایک لمبی چوڑی رپورٹ دینے کے قابل ہو سکے۔ مگر یونیورسٹی مذکور نے مبلغ مذکور کو خطاب کے اہل بھی نہ سمجھا۔ جس کی بھڑاس اس نے اپنے "الفضل" کے ایک تازہ پرچے میں نکالی ہے۔

اب قادیانی حضرات اس بات پر بہت تلملا رہے ہیں۔ کہ ہمارے البانوی دوستوں نے اس جھوٹ اور افترا کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ جو آج تک یہ مصر اور دیگر عربی ممالک میں پھیلاتے رہے ہیں اور جماعت لاہور کے کارناموں اور اس کے مسلک کو واضح طور پر دکھا دیا کہ یہ جو کچھ خدمت اسلام کا کام ہو رہا ہے۔ وہ حقیقت میں جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے۔ قادیانی حضرات کو خدمت اسلام و تائید دین حق سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ یہ قادیانی حضرات جب ہندوستان سے باہر جاتے ہیں تو جماعت لاہور کے کارناموں کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور لفظ "احمدی" کے مشترک ہونیکی وجہ سے دنیا کو یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہماری مساعی کا نتیجہ ہے۔ یہ قرآن حکیم کے تراجم دیگر مفت اسلامی لٹریچر اسلام کی تائید میں یہ سب کچھ حضور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اس جماعت کو ایک ترجمہ شائع کرنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔

جب ہمارے بھائیوں نے یہ بیان دیا جو مصر کے بڑے بڑے اخباروں نے شائع کیا کہ حضرت اقدس نے کوئی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور ایسے مدعی کو کافر دجال اور خارج از اسلام قرار دیا ہے تو قادیانی مبلغ صاحب فلسطین سے بھاگے بھاگے مصر میں پہنچے اور ازہر کو مطلع کیا کہ احمدیت کے نمائندے یہ اصحاب نہیں ہیں بلکہ میں ہوں جو قادیانی جماعت کا مبلغ ہوں۔ ایک ہمارے دوست نے لکھا ہے کہ میں خود اس مبلغ صاحب سے ملا۔ اور میں نے ان کی خدمت میں گذارش کی۔ کہ اگر ازہر یونیورسٹی آپ کو بلانے اور آپ کے دلائل سننے کیلئے تیار نہیں ہے تو خاکسار کو ہی آپ سمجھا دیں۔ مبلغ صاحب کہنے لگے کہ حضرت اقدس کے نبی ہونے کی صرف یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو نبی لکھا ہے۔ ہمارے دوست نے جواب دیا کہ اس لفظ نبی کی تشریح بھی تو خود آپ نے فرمائی ہے کہ اس کا مفہوم محدثیت تک محدود ہے۔ مبلغ صاحب اس پر فوراً بول اٹھے کہ پہلی بات خدا کی بتلائی ہوئی ہے اور دوسری بات حضرت اقدس کی اپنی تشریح ہے۔ اس پر ہمارے دوست نے کہا کہ "محدث" بھی تو آپ نے خدا کے حکم سے کہا ہے۔ جیسا کہ ازالہ اوہام میں مذکور ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ مولوی صاحب آپے سے باہر ہو گئے اور قادیانی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے سخت کلامی اور دشنام طرازی پر اتر آئے کہ تم پیغامی ہو۔ نہ تم حضرت اقدس کے مزار کی عزت کرتے ہو نہ تم بہشتی مقبرہ کو مانتے ہو اور نہ تمہارے دلوں میں منارۃ المسیح کی عزت ہے پھر تم کیسے احمدی ہو۔ اس لئے ہمیں مرکز سے ہدایت ہوئی ہے کہ پیغامیوں کے ساتھ بات چیت سب حرام ہے نہ ان کی باتیں سنو اور نہ ان کا لٹریچر پڑھو۔ میں آگے آپ کے ساتھ کچھ بات کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر تشریف لیجائیں۔ چنانچہ ہمارے دوست بیچارے گھر چلے آئے اور دیر تک اس قوم کی حالت پر افسوس کرتے رہے جو اس منطق اور ان دلائل پر سر دھن رہی ہے اور خواہ مخواہ ایک بندہ خدا کو باوجود اس کے بار بار انکار کے نبی ٹھہرا رہی ہے۔ ہمارے البانوی دوستوں نے جمیع احباب جماعت سے درخواست کی ہے کہ ان کی کامیابی کیلئے تہ دل سے دعا کیجائے۔

جنوبی افریقہ مسٹر علاؤالدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی جماعت کے لٹریچر سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت تبلیغ ہو رہی ہے۔ اس وقت بہت سے عیسائی ان کتابوں کا مطالعہ کر رہے ہیں اور دن بدن اسلام کے قریب ہو رہے ہیں حقیقتاً اس وقت صرف آپ کی ہی ایک جماعت ہے جو اس قدر خلوص اور تندہی کے ساتھ اشاعت اسلام کا کام کر رہی ہے۔ یہ خبر نہیں علماء کو کیا ہو گیا ہے جو اپنے آپ کو انبیاء کے وارث کہتے ہیں اور عید الاضحیٰ نماز کے جھگڑے میں مصروف ہیں۔ ہر ایک الگ الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سمجھ دے اور ان کی حالت پر رحم فرمائے۔

ملایا عبداللطیف صاحب ملایا سے لکھتے ہیں کہ آجکل لوگوں کو بیان القرآن پڑھ کر سنا تا ہوں جس کی وجہ سے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام پیدا ہو رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس طرح وہ بہت جلد ضروریات دین کو سمجھنے لگ جائیں گے اور جب ان پر ان باتوں کی اہمیت واضح ہو جائیگی تو خود بخود جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ جمیع احباب سے درخواست ہے کہ وہ میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔

ایک احمدی بچے کے جذبات

"بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنوں گا"

(از جناب رجب علی صاحب ارشد ٹیچر مسلم ہائی اسکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ)

سمجھتے ہو میں کون ہوں مہہ بانو ارادے میرے دل کے دیکھو ...
میرے دل میں جذبہ ہے مانو نہ مانو میں اسلام کی خوب خدمت کروں ...
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

میری قوم ہے احمدی قوم پیاری جسے کرتی بدنام ہے ...
یہ ہیں کارنامے بڑے اس کے بھاری میں اس قوم کو لیکے آگے ...
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

بڑا اس جماعت کا درجہ تھا عالی مگر ایک حصہ ہوا اس کا ...
مریدی و پیری کی گدی بنا لی میں غالی گروہ سے الگ ہی ...
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

میرے دل میں اک آرزو ہے پرانی میں رکھتا ہوں اک جوش دل میں ...
کہ ہو دودھ کا دودھ پانی کا پانی تمیز حق و باطل میں ایسی کرو ...
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

میں حق کی حمایت میں ایسا لڑونگا کہ باطل کا سر ایک دم کاٹ ...
جو حق بات ہے سب کو منہ پہ کہونگا مخالف سے اپنے نہ ہرگز ڈرونگا
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

میرے کام میں سد راہ جو بنے گا چکھاؤں گا اس کو مزا خوب اس ...
کوئی اس میں مندر ہو یا ہو کلیسا اسے نور حق سے منور کروں ...
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

میں ہر اک حکومت کے مسکن پہ جا کر کرونگا وہ تبلیغ جرأت دکھا ...
دلائل سے قرآں سب کو سنا کر رہ دین حق کی ہدایت کروں ...
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

مجھے وہ خدا نے ہمت ہے بخشی کروں گا میں تبلیغ دین ...
مخالف کرے جس قدر مجھ پہ سختی مصیبت کو جھیلوں گا ...
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

اگر قوم میری گزر جائے حد سے تمیز اس کی اڑ جائے نیک ...
مگر محض اس اللہ خدا کی مدد سے میں گرتی ہوئی قوم کو تھام ...
بڑا ہو کے میں اک مبلغ بنونگا

مجدد وقت کی صدائے بازگشت

"پہلے یہ سمجھیں کہ تبلیغ اسلام کوئی فسانہ نہیں، کوئی خواب و خیال نہیں بلکہ قرآن اور اسلام کا ایک محکم ترین منارہ ہے، ایک زندہ حقیقت اور ایک ناقابل انکار واقعہ ہے۔ حدیث کہتی ہے، دنیا بھر کی نیکیاں جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے دریائے ذخار کے مقابلے میں ایسا ہی جیسے سمندر کے مقابلے میں شبنم کی ایک بوند۔ آپ اسی تصریح سے اندازہ کیجئے کہ نظام شریعت میں تبلیغ اسلام کا درجہ کیا ہے۔"

مندرجہ بالا سطور سیرت کمیٹی پٹی کے آرگن معاصر "ایمان" کے ۱۵ر نومبر کے مقالہ افتتاحیہ "کیا اسلام تبلیغ اسلام کے بغیر زندہ رہیگا؟" سے ماخوذ ہیں۔ پورا مقالہ کسی اشاعت میں اقتباسات کے صفحہ پر درج ہے۔ ہمارے معاصر کو معلوم ہونا چاہئے کہ فریضۂ تبلیغ اسلام مسلمانوں کے نزدیک فسانہ اور خواب و خیال سے بھی زیادہ بے حقیقت بن چکا تھا لیکن اس زمانہ میں پہلی مرتبہ مجدد وقت نے انہیں یہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ آج جو یہ کہا جا رہا ہے کہ "تبلیغ قرآن اور اسلام کا ایک محکم ترین منارہ ہے، ایک زندہ حقیقت اور ایک ناقابل انکار واقعہ ہے" یہ دراصل اسی مرد خدا کے آوازۂ حق کی صدائے بازگشت ہے ——— یاد رہے کہ اس مرد خدا کے دامن سے وابستہ ہوئے بغیر اس زمانہ میں اشاعت اسلام کے کام کو کامیابی کیساتھ انجام دینا ناممکن ہے ——— واقعات و تجربات اس پر شاہد ہیں۔

مسلمانوں کا ظلم و غفلت

اپنے اسی مقالہ افتتاحیہ میں معاصر "ایمان" تبلیغ اسلام سے مسلمانوں کی غفلت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"تبلیغ اسلام کی اس قدر اہمیت و عظمت کے باوجود یہ کتنا ظلم ہے کہ آج مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے علما اور رہنما تبلیغ اسلام سے غافل ہو گئے ہیں۔ آپکی جمعیت سیاسیات میں غرق ہے، آپکی مجلس احرار سیاسیات کا شکار ہے، آپکی جمعیتہ العلماء سیاسیات کے لئے وقف ہے، تبلیغ اسلام یا اشاعت اسلام کیلئے کوئی جگہ نہ تھی مگر اب چند سالوں سے آپنے اس کو بھی بھلا دیا ہے۔ جمعیتہ العلماء اور احرار کیساتھ بھی ایک ایک تبلیغی شعبہ بنایا گیا تھا مگر اب مدت ہوئی کہ ان کا ذکر تک بھی نہیں سنا گیا ہے۔ آپ ایک دفعہ سنجیدگی اور دانائی سے غور کریں۔ اس وقت جبکہ ہندوستان کی طاقتور اور متعصب اکثریت صرف اسلئے انگریز کے ہاتھ سے فنری اقتدار کی تلوار چھین رہی ہے تاکہ وہ اسکے ذریعہ سے ہندوستان کو ظہور اسلام سے قبل کا ہندوستان بنا سکے، کیا آپ یہ امید کرتے ہیں کہ آپ کسی مضبوط تبلیغی نظام کے بغیر اپنی قوم کو ان ہزارہا ملحدانہ اثرات سے جو اسلام پر ڈالے جا رہے ہیں محفوظ رکھ سکتے ہیں؟"

مسلمانوں کی اس غفلت و بے حسی سے بڑا ظلم یہ ہے کہ ملک کے واحد کامیاب تبلیغی ادارہ یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مخالفت و تخریب کو وہ کار خیر سمجھتے ہیں۔ مسلمان خود کچھ کرتے نہیں اور اسکے ساتھ ہی انکی یہ کوشش ہے کہ دوسروں کی راہ میں روڑے اٹکائیں۔ معاصر "ایمان" نے مسلمانوں کو سنجیدگی اور دانائی کیساتھ صورت حالات پر غور کرنے کی دعوت دی ہے لیکن ان کے دل و دماغ پر تو خانہ جنگی اور تکفیری ذہنیت کا اس قدر غلبہ ہے کہ دانائی اور سنجیدگی کے لئے کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی ——— خدا اپنا رحم کرے۔

قادیانی جماعت جسے چند سال سے سیاسیات کا شوق لاحق ہوا ہے اور خود ہمارے وہ چند نوجوان جو کبھی کبھی سیاسی تحریکات کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا کرتے ہیں کیا معاصر "ایمان" کے ان الفاظ پر ذرا غور کریں گے؟

"توسیع جماعت"

ہمارا پہلا قدم کیا ہونا چاہیئے؟

توسیع جماعت کیلئے سرگرم جد و جہد کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ الحمدللہ ماہ نومبر ۱۹۳۹ء سے شروع ہونیوالے بجٹ کے سال میں اس ضروری کام کو کماحقہ اہمیت دی گئی ہے۔ عید الفطر کی تقریب سعید پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے قوم کو جو دو ضروری پیغام دئے تھے ان میں سے ایک یہ تھا:۔

"ایک سال کے لئے سخت جد و جہد جو ظاہری جنگ کی جد و جہد سے کسی صورت میں کم نہ ہو اس بات کے لئے کہ نئی بھرتی کے ذریعہ سے مجاہد فوج کی تعداد کو دوچند کیا جائے اور جماعت کا ہر ایک فرد پورے عزم اور پوری ہمت سے کھڑا ہو جائے کہ اس کے ذریعہ کم سے کم ایک نیا آدمی جماعت میں داخل ہو جائے۔ مگر جو لوگ جماعت میں معزز ہیں ان سے کم سے کم پانچ آدمیوں کو ساتھ ملانے کی میں توقع رکھتا ہوں"

حضرت امیر جماعت کے پیغام کی اہمیت اس بات کی طالب ہے کہ ہر ایک فرد جماعت فی الفور اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کمربستہ ہو جائے۔ ایک مجاہد اور تبلیغی جماعت کی زندگی و بقا کیلئے لازمی ہے کہ اسمیں کشش و جذب کی زبردست طاقت موجود ہے۔ وہ دوسرے طبقوں اور حلقوں میں سے افراد کو اپنے اندر کھینچتی اور جذب کرتی رہے ——— جو جسم تازہ و صالح خون کی تولید سے عاجز ہے اسکی تندرستی اور طاقت برقرار نہیں رہ سکتی اسیطرح جو مجاہد اور تبلیغی جماعت باہر سے صالح و سعید الفطرت افراد کو اپنے اندر شامل کرنے سے غافل ہو جاتی ہے اسکی بقا و استحکام بھی زبردست خطرے میں پڑ جاتا ہے ———

قلت تعداد بیشک گھبرانے والی بات نہیں لیکن جماعت کی توسیع کا رک جانا یا اس کام کا کمزور پڑ جانا یقیناً تشویشناک ہے۔ تحریک احمدیت کا ابتدائی زمانہ ہمارے سامنے ہے۔ اس وقت جماعت تعداد کے لحاظ سے بیحد قلیل تھی لیکن اسمیں نشوونما اور توسیع کی طاقت بدرجہ اتم موجود تھی۔ ہر ایک احمدی دوسرے لوگوں کو جماعت میں شامل کرنا اپنا فرض سمجھتا اور اس کے لئے مسلسل کوشش کرتا رہتا تھا۔ ضرورت ہے اب بھی یہی جذبہ پیدا اور یہی طریق عمل اختیار کیا جائے۔

توسیع جماعت کی رفتار کمزور ہو جانے کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ جماعت کے بہت سے افراد نے اس کو تنخواہ دار مبلغوں کا کام سمجھ لیا اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ ہم تھوڑا سا چندہ دیکر تبلیغ احمدیت اور توسیع جماعت کے تمام فرائض سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس غلط خیال کو جلد از جلد دلوں اور دماغوں سے نکال دیا جائے۔ ہر ایک احمدی مجاہد اور مبلغ ہے۔ اپنے حلقہ اثر میں تبلیغ اس کا فرض منصبی ہے۔ باقاعدہ اور تربیت یافتہ مبلغین کی اہمیت اپنی جگہ بے شک مسلم ہے لیکن ان کے وجود سے عام افراد جماعت کا فرض تبلیغ باطل نہیں ہو جاتا۔

توسیع جماعت کے کام کے متعلق تفصیلی ہدایات تو پیغام صلح کے "تنظیم نمبر" میں درج ہونگی لیکن اس کام اور حضرت امیر جماعت کے پیغام کی اہمیت کے پیش نظر چاہیئے کہ ہم سب بلا تاخیر اسکو شروع کر دیں۔ بڑے اور معزز آدمیوں کا رسوخ بہت وسیع ہوتا ہے وہ تو بہت کچھ کر سکتے ہیں لیکن قوم کے چھوٹے سے چھوٹے آدمی کا بھی لازمی طور پر ایک حلقۂ اثر ہے۔ ہر ایک شخص چند رشتہ دار اور دوست ضرور رکھتا ہے لہذا ہمیں کسی تامل و تاخیر کے بغیر توسیع جماعت کی مہم کا آغاز کر دینا چاہیئے۔ لٹریچر اور ہدایات حسب ضرورت دفتر انجمن سے مل سکتی ہیں۔

ہمارے خیال میں توسیع جماعت کی مہم میں ہمارا پہلا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ ہم ان افراد کو از سر نو جماعت کا ممبر بنائیں جو کسی زمانہ میں اس میں شریک تھے، لیکن بعد میں مختلف حالات کیوجہ سے علیحدہ ہو گئے۔ وہ صداقت کو پا کر پھر اس سے محروم ہو گئے سب سے پہلا ان کا حق ہے اور وہ ہماری توجہ کے اولین مستحق ہیں۔ یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ نور احمدیت کی آگ جس دل میں ایک مرتبہ روشن ہو جائے تو بجھ جانے کے بعد بھی اس کا تھوڑا بہت اثر باقی رہتا ہے۔ ایسے دلوں کا جب آپ جائزہ لیں گے تو وہاں خاکستر میں سے آپ کو چند چنگاریاں ضرور مل جائیں گی۔ انہی کی مدد سے پھر آگ کو شعلہ زن کیا جا سکتا ہے۔

شذرات

روس کی خدا دشمنی

یہ سب کو معلوم ہے کہ روس کی بالشویک حکومت الحاد و دہریت کی شیدائی اور خدا اور مذہب کی دشمن ہے۔ روس کے اندر مذہب کی تبلیغ و حمایت تو رہی ایک طرف۔ خدا کا نام لینا اور اس کی عبادت کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ اس ملک کے ارباب حکومت اور ارکان سیاست سب کے سب اول درجہ کے دہریہ ہیں۔ مذہب کے خلاف وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ اسکولوں میں مذہبی تعلیم کی سخت ممانعت ہے۔ بیشمار مساجد اور گرجے، دفاتر، تماشہ گاہوں اور میکدوں میں تبدیل کئے جا چکے ہیں۔ اب ایک تازہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ:-

> "روس میں مذہب کے خلاف سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں بچوں کے مذہبی اجتماع ممنوع قرار دیئے گئے ہیں۔ اور خلاف ورزی کرنیوالوں کے لئے سخت سزائیں مقرر کی ہیں۔ بچوں کو حکم دیا گیا ہے کہ مذہبی مظاہروں میں شریک ہونیوالوں کو عمر کا لحاظ کئے بغیر موت کی سزا دی جائے۔"

مختلف مذاہب بالخصوص اسلام پر تشدد کا الزام لگایا جاتا ہے اور ایسا کرنے والے اس بہانے سے لامذہبی کی حمایت اور مذہب کی مخالفت کیا کرتے ہیں۔ اسلام کی حد تک تو ان کا یہ الزام بالکل غلط اور صریح بہتان ہے ــــــ قطع نظر اس حقیقت کے ہم اپنے ملک کے "روشن خیالوں" سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا انہیں اپنے رہنما اور مسلک لامذہبی و دہریت کے علمبردار اعظم، روس کی اس روش پر کوئی ندامت محسوس نہیں ہوتی؟ جس تشدد اور تنگ نظری کا غلط الزام وہ مذہب پر لگایا کرتے تھے۔ آج مذہب کے دشمن ہماری آنکھوں کے سامنے اس کے مرتکب ہو رہے ہیں؟

اس سے قبل سٹالن اور اس کے رفقاء سے زیادہ طاقتور دشمنان مذہب خدا دنیا میں گزر چکے ہیں۔ ان کی گمراہی و بربادی کی داستان عبرت تاریخ کے صفحات میں پڑھیئے اور یقین رکھیئے کہ عہد جدید کے ملحدوں کا انجام بھی عہد قدیم کے فرعونوں سے مختلف نہیں ہوگا۔

ہندو تنگ دلی کی ایک مثال

ہندوستان کی ترقی و آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہندو مسلمانوں کے باہمی اختلافات ہیں اور ان اختلافات کی سب سے بڑی وجہ ہندو قوم کی تنگدلی اور خودغرضی ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی مصیبت اور بدنصیبی خودغرض ہندو اکثریت کی تنگدلی ہے۔ آریہ سماجی، مہا سبھائی اور سنگھٹنی ہندوؤں کو جانے دیجئے۔ کانگرسی ہندوؤں میں بھی نام کو رواداری نہیں۔ ان کو ہر ایک اسلامی شعار نیشنلزم اور وطن پرستی کے خلاف نظر آتا ہے۔ مسلمان لاکھ ان لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائے لیکن ذرا اس نے اسلام کا نام لیا اور یہ فوراً بگڑ جاتے ہیں۔ کشمیر کے مشہور لیڈر شیخ محمد عبداللہ صاحب کچھ عرصہ سے کانگریسی نیشنلزم کی رو میں بہتے ہیں اور ہندوؤں کو خوش کرنے کیلئے انہوں نے وہ سب کچھ کیا ہے جو کہ کانگریسی مسلمان کیا کرتے ہیں۔ لیکن گذشتہ دنوں ان سے ایک ایسی غلطی سرزد ہو گئی کہ ایک ہندو نیشنلسٹ نے برسر مجلس ان پر فرقہ داری کا الزام جڑ دیا اور آپ جانتے ہیں، مسلمان کی فرقہ داری ہندو نیشنلسٹوں کے نزدیک کفر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ محمد عبداللہ صاحب نے کشمیر نیشنل کانفرنس کے خطبہ صدارت پر ۷۸۶ جو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد ہیں لکھ دیئے۔ اس پر ایک بیکر دھاری لال آنند بہت ناراض ہوئے اور انہوں نے جذبہ قوم پرستی سے بیقرار ہو کر شیخ صاحب موصوف پر یہ اعتراض فرمایا کہ:-

> "ایک خالص قومی کانفرنس کے خطبہ پر ۷۸۶ کے فرقہ وارانہ اعداد لکھنا بالکل ناواجب ہے۔ کیونکہ نیشنل کانفرنس صرف مسلمانوں کی نہیں بلکہ سارے باشندگان ریاست کی ہے۔"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا

ضروری ارشاد

ماہ نومبر سے چندہ ماہوار باقاعدہ اور مقررہ شرح کے مطابق ادا کیا جائے

عید الفطر پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل پیغام جماعت کو دیا تھا۔ "پیغام صلح" تمام وابستگان سلسلہ کی خدمت میں اس کی یاددہانی عرض کرتا ہے۔

پیغام حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ہم میں سے ہر ایک شخص جس کی آمدنی ماہوار ہے اپنا ماہوار چندہ اپنے کسی مصرف میں لانا حرام سمجھے گا کیونکہ وہ خدا کا مال ہے ہم میں سے ہر شخص کی کم سے کم مالی قربانی اسکی آمدنی کا

سولھواں $\frac{1}{16}$ حصہ

ہوگی یعنی فی روپیہ ایک آنہ دین کی تبلیغ کے لئے وقف ہوگا۔ .... ماہ نومبر میں جو ہمارے بجٹ کے سال کا پہلا مہینہ ہے سارے چندے اسی حساب سے ادا کرنے ہونگے۔

(محمد علی)

شیخ محمد عبداللہ کا جواب

اس نامعقول اعتراض کا شیخ صاحب نے نہایت معقول و مسکت جواب دیا کہ:-

> "اگر نیشنل کانفرنس کشمیر کے سب باشندوں کی ہے تو اللہ رحمٰن و رحیم بھی بلا امتیاز مذہب و ملت سب کا خدا ہے۔ چونکہ میں مسلمان ہوں اس لئے ہر اچھے کام کو اللہ کے نام سے شروع کرنا میرا فرض ہے تاکہ اس میں کامیابی ہو۔ اگر کوئی ہندو صدر ہوتا اور اپنے خطبہ صدارت کو "اوم" سے شروع کرتا تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا اور نہ اس سے نیشنل کانفرنس کی کاروائی فرقہ دارانہ ہو جاتی۔"

کاش دوسرے نیشنلسٹ مسلمانوں کو شیخ محمد عبداللہ جیسی جرأت ایمانی نصیب ہو جائے ورنہ ان کی عام کیفیت تو یہ ہے کہ وہ ہر موقع پر اپنی سلامیت کو چھپاتے اور دباتے ہیں اور ہندوؤں کے ہر ایک اعتراض پر سہم جاتے ہیں ذرا غور کیجئے ہندو مسلمان سے اپنے تمدن، تہذیب، زبان، روایات، سیاسی حقوق و مفاد، جداگانہ قومیت ان سب کی قربانی چاہتے ہیں لیکن خود اسمیں اتنی رواداری بھی نہیں کہ ۷۸۶ کے اعداد ہی کو برداشت کر سکے ــــــ آہ بدنصیب ہندوستان کی سب سے بڑی بدنصیبی ہندو اکثریت کا وجود اور اس کی ذہنیت ہے۔

ناجائز منفعت جوئی

جنگ شروع ہوتے ہی ہندوستان کے طول و عرض میں خودغرض دکانداروں اور آڑھتیوں نے بلاوجہ ہر قسم کی چیزوں کے نرخ بڑھانے شروع کر دیئے جس سے عوام میں زبردست بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن حکومت ہند اور صوبائی حکومتوں کی بروقت مداخلت اور تنبیہ سے کافی حد تک اس کا انسداد ہو گیا۔ حکومت نے زمانہ جنگ میں مختلف ضروریات زندگی کے نرخوں پر کنٹرول کے لئے بعض انتظامات بھی کئے ــــــ افسوس اب جنگ ختم ہونے کے بعد ناجائز منفعت جوئی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا ہے۔ بالخصوص اشیائے خوردنی کے نرخ خواہ مخواہ بڑھائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقہ بہت تکلیف اٹھا رہا ہے۔ ناجائز منفعت جوئی کا یہ سلسلہ جو منڈیوں کے تھوک فروشوں سے شروع ہوتا ہے اور چھوٹی دکانوں تک پہنچ کر پبلک کے لئے ایک ناقابل برداشت بوجھ بن جاتا ہے۔ مدبرین [illegible] و اولاۃ حکومت کی فوری توجہ کی مستحق ہے۔ جو اشیائی الحقیقت گراں ہو گئی ہیں ان کے متعلق پبلک کو صحیح طور پر علم ہونا چاہئے اور جن اشیاء کے نرخ بلاوجہ بڑھا دیئے گئے ہیں ان میں کمی ہونی چاہئے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت پنجاب جس نے پبلک کی تکالیف کو محسوس اور ان کو حتی الامکان رفع کرنے میں ہمیشہ اچھا نمونہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس بارہ میں بھی احساس فرائض کا عمدہ ثبوت دے گی۔

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی نیم بیداری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری قوم کے اندر مرکز اور بیرونی جماعتوں میں بہت سے ایسے صالح اور سعید الفطرت نوجوان موجود ہیں جن کا تقوی، دینداری اور اسلام کی پرجوش دلی سپاہیانہ خدمت اور اس [illegible] ہر قسم کی قربانیوں کے لحاظ سے بہت بلند ہے۔ ان کا موسائی [illegible] مجاہدانہ سرگرمیاں ہمارے بزرگوں کے لئے موجب راحت اور قوم کیلئے باعث تقویت ہیں۔ جماعت بجا طور پر اپنے ان نوجوانوں پر فخر کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعداد اور زیادہ کرے اور انہیں خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

لیکن ہمیں اس حق گوئی کے لئے معاف فرمایا جائے۔ ہمارے نوجوانوں کی انجمن مرکزی ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور عرصہ سے اپنے [illegible] ردعمل کا کوئی اچھا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس کی بے عملی [illegible] کو دیکھ کر تو بعض اوقات اس کی زندگی ہی مشکوک ہو جاتی ہے یا اس [illegible] مریض ہونے کا دھوکا ہونے لگتا ہے۔ اس سال ہی میں دیکھ لیجئے [illegible] مہینوں میں کبھی کبھی اس کا کوئی جلسہ ہو جاتا تھا لیکن موسم گرما [illegible] کی سرگرمیوں پر ایسی خزاں آئی۔ کہ گرمی۔ برسات وغیرہ کی کاوٹ [illegible]

(باقی صفحہ ۔ پر)

ہندو دنیا پر ایک نظر

غریب اچھوتوں کے ساتھ آریہ سماجیوں کا افسوسناک سلوک

ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں اچھوت بیدار ہو رہے ہیں ان میں اپنی ذلت و مظلومیت اور آریہ ہندوؤں کے مظالم کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ انہوں نے معقولیت کے ساتھ اپنے حقوق کا پرزور مطالبہ شروع کر دیا ہے۔ اچھوتوں کی بیداری کے ساتھ ساتھ آریہ ہندوؤں کا اضطراب بھی روز افزوں ہے۔ کیونکہ اچھوتوں کی بیداری میں انہیں اپنے ناجائز اقتدار و برتری کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ انہوں نے اچھوتوں کے بیشمار حقوق طرح طرح کی فریب کاریوں سے خود غصب کر رکھے ہیں۔ اچھوتوں کا جذبہ حق طلبی انہیں اس ناجائز تصرف سے محروم کر دیگا۔ آریہ ہندوؤں نے بھی اپنے ناجائز اقتدار و تصرف کو اس طوفان بیداری و حق طلبی سے بچانے کے لئے اسی قسم کی کوششیں شروع کر دی ہیں جو کمزوروں اور مظلوموں کی بیداری پر ہمیشہ سے ظالم و برسر اقتدار جماعتیں کیا کرتی ہیں ——— دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ان کوششوں کا نتیجہ ہمیشہ ذلت، ناکامی اور نامرادی ہوا ہے۔

اچھوتوں کی بیداری اور صدائے حق طلبی کو دبانے کے لئے سب سے پہلے آریہ سماجیوں، مہاسبھائیوں اور کانگرسی ہندوؤں نے یہ چال چلی کہ اچھوتوں میں سے اپنے ڈھب کے چند آدمیوں کو خرید لیا اور ان کے ذریعہ اچھوت قوم کے جائز و حقیقی مطالبات کی مخالفت شروع کر دی۔ اور خود یہ شور مچایا کہ اچھوت قوم کے نمائندے یہ ہمارے زرخرید غلام ہیں۔ صرف انہیں ہی اچھوتوں کی ترجمانی کا حق پہنچتا ہے اور اس کے ساتھ لفظی ہمدردی کا پرفریب سلسلہ شروع کر دیا کہ اچھوت ہمارے بھائی ہیں ہم ان کی بھلائی اور بہتری چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ یعنی جو چال ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ چلی تھی وہی اچھوتوں کے ساتھ چلی چند کانگرسی مسلمان جن کی مسلمانوں کے نزدیک کوئی وقعت اور حیثیت نہیں ان کو یہ لوگ اسلامی ہند کا نمائندہ کہتے ہیں لفظی ہمدردی کا ڈھنڈورا چاروں طرف پیٹا ہے لیکن اندرونی طور پر مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ منہ پر رام رام اور بغل میں چھری والا نقشہ ہے۔ ان مکروہ چالوں کے باوجود مسلمانوں کی طرح اچھوت بھی بیدار ہو رہے ہیں بطول و عرض ہند میں ان کی نمائندہ انجمنیں قائم ہو رہی ہیں جو آریہ ہندوؤں کے زرخرید غلاموں کے برعکس پوری صفائی اور جرأت کے ساتھ اپنے مطالبات اور اپنی مظلومیت کا اعلان کر رہی ہیں۔ انہوں نے دلائل و واقعات سے دنیا پر ثابت کیا ہے کہ اچھوت ہندوؤں سے ایک علیحدہ قوم ہے۔ اس کو جداگانہ حقوق تناسب آبادی کے لحاظ سے ملنے چاہئیں۔

اچھوتوں کی اس قسم کی ایک انجمن دہلی میں "آدنواسی اچھوت سبھا" کے نام سے قائم ہے اس کے شائع کردہ لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آریہ ہندوؤں کی فریب کاریوں کے مقابلہ میں نہایت مفید کام کر رہی ہے۔ متعدد اردو، ہندی ٹریکٹوں کے علاوہ اس نے سرکلروں کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ان سرکلروں میں اچھوتوں کی صحیح ترجمانی ان کی مظلومیت اور حقوق کے اظہار کے ساتھ ساتھ ہندوؤں اور بالخصوص آریہ سماجیوں کے بعض حیرت انگیز رازوں کا انکشاف بھی کیا جاتا ہے جن کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ دھرم اور وطن کے نام پر ایک مظلوم اور پسماندہ قوم کو کیا کیا مکروہ فریب دے رہے ہیں اور ان کے اقوال و اعمال میں کس قدر بعد عظیم ہے۔ اس وقت سرکلر ۲۲-۲۳ ہمارے پیش نظر ہیں۔ ان میں سے چند باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

اچھوت لیڈروں کو آریہ ہندو اخبارات اور سبھاؤں نے بدنام اور مرعوب کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"...... آریہ ہندوؤں نے ہمیشہ بدنام کرنے اور قتل تک کر دینے کی دھمکی دی اور لالچ بھی دیا لیکن یہ آریہ ہندو ناکام و نامراد ہوئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر بھیم راؤ جی امبیدکر ممبر اسمبلی و پرنسپل بمبئی لا کالج کو بدنام کیا کہ یہ عیسائی ہے اور مسٹر جگناتھ پرشاد کھٹیک بی۔ اے ایڈوکیٹ صاحبزادہ بابو گوکل پرشاد وکیل ہائیکورٹ لکھنؤ کو مشہور کیا کہ یہ مسلمان ہیں ...... یہ سب کام آریہ لیڈروں نے اس لئے کیا اور کر رہے ہیں کہ آدنواسی اچھوت قوم کا کوئی ہمدرد و مددگار انسانیت و خدا کے نام پر نہ ہونے پائے۔"

اچھوتوں کے مطالبات کی مخالفت اور ان کی آواز کو آریہ ہندو جن ذرائع سے دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو اس طرح بیان کیا ہے:

"آریہ ہندوؤں کے پاس دولت ہے اور گورنمنٹ کے ہر ایک محکمہ میں ان کا قومی سوراج ہے۔ اس لئے ان کے پاس عزت بھی ہے۔ اخبارات اور خبر رساں ایجنسیاں سب انہیں کی ہیں اس لئے آدنواسی (اچھوت) قوم کو اور ان کے سچے لیڈروں کو یہ ہمیشہ پریشان کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی دبا کر اور اپنا قومی و مذہبی بے دام غلام بنا کر رکھنے کی کوشش ہے۔"

مسلمانوں کے ساتھ بھی آریہ ہندوؤں کا یہی سلوک ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جب تک سرکاری دفاتر اور محکموں سے آریہ ہندوؤں کی منحوس اجارہ داری کا خاتمہ نہیں کیا جاتا ہے اور اسلامی پریس کو مضبوط نہیں بنایا جاتا مسلمانوں کی آواز حکومت اور سیاسی حلقوں میں مؤثر و کامیاب نہیں ہو سکتی۔

دوسرے ہندو تو غریب اچھوتوں کو مذہبًا ناپاک سمجھتے ہی ہیں۔ ایک کتا ان کے باورچی خانہ میں گھس کر ان کے برتنوں کو چاٹ بھی لے تو کچھ نہیں اور کوئی اچھوت ذرا چھو جائے تو وہ بھرشٹ ہو جاتے ہیں۔ لیکن آریہ سماجی زبانی زبان سے مساوات کا دعویٰ کیا کرتے ہیں۔ اچھوت ادھار کا شور زیادہ تر یہی لوگ مچاتے ہیں۔ اچھوتوں کو اپنا بھائی اور آریہ ہندو قوم کا انگ (حصہ) کہنے میں بھی یہ سب سے پیش پیش رہتے ہیں۔ اس لئے زیادہ مناسب ہوگا کہ اچھوتوں کے ساتھ آریہ سماجیوں کے سلوک کی ایک جھلک دکھا دی جائے تاکہ آریہ سماج کے دعوئے مساوات اور ویدک دھرم کی "عالمگیریت" کی حقیقت ذرا دنیا کو معلوم ہو سکے اول یہ بات قابل ذکر ہے کہ آریہ سماج زبان سے اچھوتوں کو ہندو قوم کا حصہ کہتا ہے لیکن وہ اچھوتوں کو اپنے اندر میں شامل کرتے وقت غیر ہندوؤں کی طرح ان کی شدھی کرتا ہے حالانکہ دوسرے ہندو شدھی کے بغیر ہی سماج میں شامل کر لئے جاتے ہیں۔ شدھی کے بعد آریہ سماج کے اندر اچھوتوں سے کیا سلوک ہوتا ہے؟ اس کی کیفیت ان سرکلروں میں ایک آریہ سماجی اخبار "کرانتی" کے الفاظ میں [illegible]

"اچھوتوں اور دلتوں کو آریہ ہندو اونچی ذات کہلانے والوں [illegible] کی غلامی کا ٹھپہ جس کا دوسرا نام جنیؤ ہے پہننے [illegible] چاہئے کیونکہ اس سے کھان پان بیاہ شادی کے [illegible] اور مفت میں ہندوؤں کے مظالم کا شکار ہونا پڑتا ہے [illegible] آپس میں پھوٹ بھی اپنی برادری میں پڑتی ہے [illegible] بھائیوں کو جانتے ہیں جن کو آریہ سماج میں شدھی [illegible] سال ہو گئے جنیؤ پہنے ہوئے ہیں وہ نہ تو اپنی برادری [illegible] سکتے ہیں اور نہ آریہ ہندوؤں نے شدھ کیا تھا وہ اپنی [illegible] کو تیار ہیں۔ اس طرح وہ نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے [illegible] جھوٹا غرور اور پھوٹ پیدا کرنے کے علاوہ کوئی مفید کام [illegible] کرتی ہے۔" (کرانتی بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۹ء)

یہ تو آریہ سماج کا اچھوت ادھار اور اچھوتوں کے ساتھ سلوک کی کیفیت تھی اس کے علاوہ ان سرکلروں میں ایک تازہ واقعہ کا [illegible] اور یہ حق ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں موجود ہے:۔

"آدنواسیوں (اچھوتوں) کو آریہ سماجی ہندو نہیں خیال کرتے [illegible] شدھی کر کے ان کو آریہ سماجی بناتے ہیں اور اس کے بعد جو [illegible] ثبوت ہو وہ یہ کہ جو اچھوت شدھ ہو کر آریہ سماجی ہو [illegible] گئے اور جو اونچی ذات والے المنزادات کے آریہ سماجی تھے [illegible] الگ الگ بیٹھ کر کھانا کھاتے رہے یہ ہے شدھی کے بعد [illegible] مہاشہ پانسی کے ساتھ برابری کے برتاؤ کی اصل حقیقت۔ حیدرآباد کے خلاف شورش کو آریہ سماجی دھرم یدھ کہتے [illegible] یدھ میں بھی یہ حالت تھی کہ اعلیٰ ذات کے ہندو شدھ شدہ اچھوتوں [illegible] کی طرح ذلیل سمجھتے اور ان کے ساتھ ایک دسترخوان پر بھی نہ کھاتے [illegible]

سرکلر ۲۳ میں نہایت مدلل طریق پر ثابت کیا گیا ہے کہ اچھوت [illegible] نہیں ہیں بلکہ ایک جدا اور مستقل قوم ہیں۔

"آدنواسی (اچھوت) قوم کی تہذیب، تمدن اور مذہب [illegible] سے بالکل الگ ہے۔ ہمارے یہاں ایک خدا مانا جاتا ہے [illegible] کروڑوں مانتے ہیں۔ ہم اس ملک کے اصلی قدیم باشندے [illegible] آریہ ہندو غیر ملکی بدیشی ہیں یہ آگ کی عبادت کرنیوالے [illegible] آئے ہمارے یہاں بیوہ کی دوسری شادی جائز [illegible] دنیا سنی ہے ہمارے یہاں برادری پنچایت سسٹم جاری [illegible] ہمارے یہاں لڑکی کا جائیداد میں حق اور طلاق جائز [illegible] ہے اس کو ڈھول کی طرح پیٹنا چاہئے۔ ان کے یہاں [illegible] آسامی کا خون چوستا ہے ہمارے یہاں [illegible] مزدوری اور کسانی سے اپنی زندگی بسر کرتے [illegible] الگ جانتے ہیں کیونکہ آریہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں [illegible] نے کہ جو براہمن چنڈال (اچھوت) کے برتن سے پانی پی لے [illegible] دن تک گالے کے پیشاب سے بھگوئے ہوئے [illegible] (اتری سمرتی شلوک ۱۷۰) جو ہندو شودر کے گھر کی روٹی [illegible] کھائے وہ اسی جنم میں شودر ہو گیا اور مرنے کے بعد [illegible] ملیگا (انگرس سمرتی شلوک ۲۴) جو براہمن شودر کے یہاں کا [illegible] مر جائے تو اس کو سات بار سؤر اور سات بار [illegible] (سمرتی شلوک ۲۴-۲۵) چنڈال یعنی چمار بھنگی وغیرہ کے یہاں [illegible] نہ کھانا چاہئے۔" (ستیارتھ پرکاش دفعہ ۲۷ باب [illegible])

ان دلائل و حقائق کی موجودگی میں یہ حقیقت روز روشن کی طرح [illegible] ہندوؤں سے ایک علیحدہ مستقل قوم ہیں مذہبی، تمدنی اور معاشرتی [illegible]

[illegible] اچھوت بیدار ہو رہے ہیں ہندوؤں کو جلد یا بدیر ان کے حقوق ان کے [illegible]

حضرت مرزا صاحب نے دعوٰئے نبوت نہیں کیا ——— جماعت قادیان کے عقائد غلط ہیں

مندرجہ ذیل مکتوب ایک ذی علم اور ذمہ دار شیعہ بزرگ نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں تحریر فرمایا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے، دیگر بالغ نظر مسلمانوں کی طرح شیعہ جماعت کے روشن خیال حضرات بھی تکفیر المسلمین اور اجرائے نبوت کے قادیانی عقیدہ سے بیزار ہیں اور حضرت مسیح موعود کے دامن کو بجا طور پر ان غلط عقائد سے پاک سمجھتے ہیں۔ (مدیر)

مکرم و معظم مولینا۔

سلام مسنون۔ آپ کے ارسال کردہ رسائل و جواب مجھے ملے تھے۔ ان کا مطالعہ ایک گہری نظر سے کیا۔ اور نہایت دلچسپی سے ان کی تحریروں کو پڑھا۔ مجھے "رد تکفیر اہل قبلہ"، "مسیح موعود اور ختم نبوت"، اور "خاتم النبیین کی حقیقت"، میں حقائق کی جھلک دکھائی دی۔ ان رسائل میں حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کے آخری ہونے اور "رد تکفیر اہل اسلام" پر بحث کی گئی ہے۔ الحمد للہ کہ آپ حضرات نے ایسا کام اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ ملت مرحومہ کی شیرازہ بندی کو منتشر کرنے والی عظیم بلا کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ اچھا خداوند بزرگ و برتر آپ کو ان اہم امور میں کامیاب و کامران فرمائے۔ ہر بالغ نظر کو یہ تکلی اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ کوئی جماعت مرزا صاحب کو مجدد کیوں تسلیم نہیں کرتی ہے۔ لیکن درجۂ نبوت دینا ایک ضرب کاری ہے جمعیت اسلام پر۔ رسالہ خاتم النبیین و رد تکفیر پڑھ لینے کے بعد کسی قسم کے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ بلکہ علاوہ قرآن و احادیث و تفاسیر کے مرزا صاحب خود اپنی تحریروں میں بیانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ میں حاشا و کلا نبی نہیں ہوں! تو پھر مرزا محمود صاحب کسی قسم کا حق نہیں رکھتے کہ وہ اعلان نبوت پس رحلت فرمائیں۔ حالانکہ منسوب نبوت اس بارگراں سے انکار کرتا رہا ہے۔ اگر یہ فرض کر لیا جانے کہ باقی سب اہل اسلام خارج از اسلام ہیں تو بتائیے وہ نبوت کیسی ہوئی جو بجائے توسیع کے اہل ایمان میں کمی کا باعث ہو۔ کیا ایسی نبوت سے کروڑوں مسلمان سوائے چند ہزار کے اہل ایمان نہ ہونے سے مذہب کی سچائی ہم غیر مذاہب پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ اگر مرزا محمود صاحب نے ان رسائل کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ وہ ایسے عقائد سے دست بردار نہ ہوں۔ ایک ہٹ کا پکا انسان ہی ان رسائل کو نہ سمجھے گا۔ باقی ہر ذی فہم انسان سمجھ سکتا ہے۔ امید کہ آپ میرے مطالعہ کو وسیع کرنے کے لئے مزید لٹریچر روانہ فرماویں گے۔

والسلام

اخبارِ احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

——— لاہور میں عید ۱۳ر نومبر کو ہوئی مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز عید حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور ایک پر نصائح و بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جو انشاءاللہ جلد اخبار میں درج ہوگا۔

——— امسال مرکز کی مسجد میں حضرت مولانا عزیز بخش صاحب [illegible]

——— جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن ۹ر نومبر کو بخیریت لاہور پہنچ گئے ہیں مفصل کیفیت دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

——— مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر کے شامل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ استقامت اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(۱) شکرالدین صاحب جونیئر ورنیکلر ٹیچر بلو ملہی
(۲) مولا بخش صاحب منڈیالہ ضلع سیالکوٹ
(۳) سید عمر صاحب ضلع مردان صوبہ سرحد

——— چوہدری عبدالحق صاحب انسپکٹر بنک زمیندارہ تحصیل اکھنور ضلع جموں کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے مبلغ پانچ روپے انجمن کو دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ہم چوہدری صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں، دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کیساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین ثم آمین۔

——— شیخ فضل حق صاحب نادلبانوالہ کے گھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا ہے اور انہوں نے بھی انجمن کو مبلغ پانچ روپے اس خوشی میں بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ مبارکباد کے بعد ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بچہ کو صحت توانائی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور اسلام کا سچا مجاہد اور خادم بنائے آمین ثم آمین۔

——— جناب سیکرٹری صاحبہ انجمن خواتین جماعت کی خواتین کو نمائش دستکاری کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے چیزوں کی تیاری و ترسیل میں زیادہ دیر نہ کرنی چاہیئے۔

——— جناب سیکرٹری صاحب اعلان فرماتے ہیں کسی خاتون نے مبلغ تین روپے دستکاری کے سلسلہ میں ارسال فرمائے ہیں لیکن ان کے کوپن گم ہو گیا ہے۔ براہ مہربانی وہ اپنے نام اور پتہ سے اطلاع دیں۔

——— شیخ مسعود اختر صاحب جو حصار میں دی ایس۔ [illegible] تعلیم پا رہے ہیں امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔

——— جناب قاضی ثناءاللہ صاحب صدر بازار لاہور [illegible] اطلاع دیتے ہیں کہ بابو عبدالغنی صاحب ڈرافسمین عرصہ چار پانچ ماہ سے بیمار ہیں اب وہ علالت کیوجہ سے رخصت لیکر اپنے وطن جہلم تشریف لے گئے ہیں۔ تمام دوست ان کے لئے دعائے صحت کریں۔

——— راجہ کرامت حسین صاحب طالب علم تبلیغی کلاس کئی ماہ سے علیل ہیں۔ ایک ہفتے سے زیادہ تکلیف ہے انکی صحت کیلئے بھی احباب [illegible]

معذرت

خاکسار مدیر کئی روز سے بعارضہ زکام و بخار علیل ہے اسی حالت میں پیش نظر اشاعت مرتب ہوئی ہے۔ بہت سی خامیاں رہ گئی ہیں جن کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ دعا کی درخواست ہے علالت کی وجہ سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات بھی شائع نہیں کئے جا سکے انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں دو خطبے درج کر [illegible]

مذاکرہ علمیہ خلع اور مہر

(ازجناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اعتراض - قرآن کریم میں آتا ہے۔ الطلاق مرتان ج فامساك بمعروف او تسریح باحسان ط ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ ط تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون (ترجمہ) طلاق دو دفعہ ہے۔ پھر پسندیدہ طور سے رکھنا یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کرنا ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں۔ کہ تم اس مال میں سے جو تم نے انہیں دیا ہے (یعنی مہر واپس لینے کے تم مجاز نہیں) سوائے اس کے کہ دونوں کو ڈر ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ پس اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ تو پھر ان دونوں پر اس بارے میں کچھ گناہ نہیں کہ عورت فدیہ دیدے (یعنی حق مہر سارا یا کچھ حصہ چھوڑ دے) یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ پس ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ پس یہی لوگ ظالم ہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ عورت جب طلاق لینا چاہے جسے خلع کہتے ہیں تو ہمارے فقہا کے فتوے کے بموجب جن کا ماخذ استنباط مندرجہ بالا آیت ہی عورت کو مہر چھوڑنا پڑے گا جو بے انصافی نظر آتی ہے۔ ایک تو وہ شوہر کے ظلم سے تنگ آکر طلاق لینا چاہتی ہے دوسرے اپنا حق چھوڑنے کیلئے مجبور کیجاتی ہے۔ پس اس کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

جواب - قرآن کی اصطلاح میں کسی مرد و عورت کے جوڑے کی زوجیت کے منقطع ہو جانے کا نام طلاق ہے۔ خواہ زوجیت کا منقطع کرنے والا یعنی طلاق دینے والا مرد ہو۔ خواہ زوجیت کے انقطاع کی متمنی یعنی طلاق لینے والی عورت ہو۔ قرآن نے دونوں کو ایک ہی نام دیا ہے یعنی طلاق کا۔ فقہا نے ذرا امتیاز پیدا کرنے کیلئے عورت کے طلاق لینے کا نام خلع رکھ دیا ہے ورنہ ہیں ایک ہی چیز یعنی طلاق۔ یہاں یہ ذکر ہے کہ دو مرتبہ اگر زوجیت منقطع ہو تو اس کے بعد عدت کے اندر بذریعہ رجوع کے اور عدت کے بعد بذریعہ نکاح کے زوجیت کا تعلق دوبارہ بھی قائم ہو سکتا ہے لیکن اگر قائم کرنا منظور نہ ہو تو خوبصورتی کے ساتھ رخصت کردو اور ان کا کوئی حق نہ چھینو سوائے اس صورت کے کہ جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھتے یا نہیں رکھ سکیں گے۔ لیکن دونوں کا اندیشہ کافی نہیں ممکن ہے کہ وہ ایک دوسرے کے متعلق غلط اندازہ یا غلط فتویٰ لگا رہے ہوں۔ اس لئے اس کا فیصلہ قوم یا سوسائٹی کے سپرد کیا جو بذریعہ قاضی یا جج یا پنچایت کے اس کا فیصلہ کریں۔ جیسا کہ جمع کے صیغہ میں فرمایا فان خفتم ان لایقیما حدود اللہ کہ اگر تم لوگوں کو بھی ... اندیشہ ہے کہ وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہیں رکھتے تو اگر عورت بطور فدیہ اپنا حق یعنی مہر چھوڑ دے تو حرج نہیں۔ ... جو قابل غور ہیں

۱- طلاق کے وقت مہر عورت ... نہیں لیا جا سکتا یا دہ چھوڑنے کیلئے مجبور نہیں کیجا سکتی جب تک فیصلہ اس کا قوم کے ... یعنی بذریعہ قاضی یا جج یا پنچایت وغیرہ کے اس کا فیصلہ نہ ہو۔ محض فریقین کی اپنی اپنی رائے یا خیال ایک دوسرے کے متعلق کافی نہیں۔

۲- جب جج یا قاضی ... کرے کہ حدود اللہ کو توڑنے والا اگر مرد ہے تو ساتھ ہی عورت بھی حدود اللہ کو توڑنے والی ہے یا صرف عورت ہی حدود اللہ کو توڑ رہی ہے تو اس وقت قاضی کو اختیار ہے کہ وہ موقع محل کے مناسب سارا مہر یا کچھ حصہ عورت کو چھوڑنے ... اور مرد کو طلاق دینے کے لئے حکم دیدے۔

یہاں الا یقیما حدود اللہ میں الا یقیما کا تثنیہ کا صیغہ قابل غور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک عورت کی طرف سے زیادتی ثابت نہ ہو جب تک حق مہر زائل نہیں ہوتا۔ عورت جب طلاق لیگی تو دو ہی صورتیں ہوں گی۔ یا تو مرد ظالم ہے اور حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا۔ اس وجہ سے عورت طلاق لینا چاہتی ہے اور عورت کا کوئی قصور نہیں تو اس صورت میں حق مہر زائل نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ عورت مرد کو کسی وجہ سے پسند نہیں کرتی۔ مرد کا کوئی قصور نہیں یا اگر کچھ قصور ہے بھی تو عورت کا بھی ساتھ ہی قصور ثابت ہے اور باوجود اپنے قصوروں کے عورت مرد کے ساتھ رہنے کو راضی نہیں تو پھر اس صورت میں عورت سے اگر حق مہر سارا یا کچھ حصہ چھڑا دیا جائے تو یہ بے انصافی نہیں بلکہ عین انصاف ہے ورنہ یہ تو بدکاری کا ایک خاصہ ذریعہ بن جائے گا ایک عورت نے آج نکاح کیا اور مہر لیا اور کل شوہر سے طلاق لیلی کہ میرا دل اس کے پاس رہنے کو نہیں چاہتا۔ اس سے طلاق لیکر پھر دوسرے سے نکاح کیا اور مہر لیا اور طلاق لیکر پھر تیسرے کو اسی طرح برباد کیا۔ یہ تو بڑی خطرناک راہ ہوگی۔ لہذا قرآن نے اس راہ کو مسدود کر کے انصاف کا خوب ادا کر دیا ایسی صورت میں جب قصور عورت کا ثابت ہو اور وہ شوہر کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو پھر حق مہر چھوڑنا بے انصافی نہیں ہو سکتی۔ البتہ یہ قاضی یا جج یا پنچایت کا کام ہے کہ وہ دیکھے کہ عورت کا کس قدر قصور ہے اور ساتھ اگر مرد کا بھی قصور ہے تو کس قدر ہے اسی کے مطابق اس سے مہر چھڑانے کا فیصلہ ہو سکیگا۔ اگر مرد کا قصور مطلق نہیں تو عورت سارا مہر چھوڑے اگر کچھ قصور مرد کا بھی ہے تو اسی کے مطابق مہر چھڑوانے میں کمی بیشی ہونی چاہیئے۔

چنانچہ وہ مشہور واقعہ خلع کا جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوا وہ اسی پر دال ہے۔ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی نے اپنے خاوند ثابت بن قیس بن شماس سے طلاق چاہی۔ مقدمہ آنحضرت صلعم کے حضور میں پیش ہوا۔ جمیلہ نے صاف طور پر کہدیا کہ میرے خاوند میں کوئی عیب نہیں ما اعیب علیہ فی خلق ولا دین نہ میں اس کے نہ اخلاق پر عیب لگاتی ہوں نہ دین پر۔ لا اطیقہ بغضاً یعنی میں اس کی برداشت نہیں کرسکتی یعنی نفرت ہے۔ اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا تم اس کا باغیچہ جو تم کو اس نے مہر میں دیا تھا واپس کرتی ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ اس پر آپ نے قیس کو حکم دیدیا کہ طلاق دیدو۔

صاف ظاہر ہے کہ چونکہ قیس کا کوئی قصور ثابت نہیں ہوا اور حدود اللہ کو توڑنے کا قصور جمیلہ پر آپڑا۔ اس لئے سارا مہر اسے چھوڑنا پڑا۔ اگر قیس کا بھی کچھ قصور ہوتا تو مہر سارا واپس نہ ہوتا اور اگر محض قیس کا ہی قصور اور ظلم ہوتا اور عورت بیگناہ ہوتی تو پھر عورت کا مہر زائل نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ پھر الا یقیما حدود اللہ کی شرط پوری نہ ہوتی تھی جس کے رو سے حق مہر کے زائل ہونے کے لئے عورت کا قصور وار ہونا لازمی ہے

جن فقہا نے خلع کی ہر ایک صورت میں مہر کے زائل ہوجانے کا فتویٰ دیا ہے۔ انہوں نے الا یقیما حدود اللہ میں یقیما کے تثنیہ کے صیغہ پر غور نہیں کیا ورنہ یہ تثنیہ کا صیغہ صاف بتا رہا ہے کہ جب تک عورت کا قصور نہ ہو۔ مہر کل کا کل یا اس کا کچھ حصہ زائل نہیں ہو سکتا۔ اور جمیلہ بنت عبداللہ کا واقعہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اسے جو مہر واپس کرنا پڑا تو اس وجہ سے کہ شوہر کا کوئی قصور نہ تھا اور حدود اللہ کے توڑنے والی خود عورت تھی۔

(بقیہ صفحہ ۴)

لیکن اس کی بے حسی بدستور قائم رہی۔ موتمر زبان کی تعلیمات ... سے قبل اور پھر اس کے بعد ہم نے اسے جھنجھوڑ کر جگانا چاہا۔ لیکن ... اب خدا خدا کر کے عرصہ کے بعد اس نے ۱۹ر نومبر کی شام کو اپنے ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد کیا جہاں ... مولوی آفتاب الدین صاحب امام مسجد ووکنگ (انگلستان) ... نہایت عمدہ تقریر یورپ میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر فرمائی ... کی یہ بیداری اور حرکت غنیمت ہے۔ لیکن اس کی حیثیت اس سے ... نہیں کہ ایک غفلت کی نیند سویا ہوا انسان بار بار کے جھنجھوڑنے ... سے بستر پر لیٹا لیٹا ذرا اپنی آنکھ کھول کر کروٹ بدل لے۔ یہ بات ... کی زندگی کا ثبوت تو ہو سکتی ہے۔ لیکن بیداری و عمل اس کو نہیں کہا ... ہے ——— ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوانوں کی یہ انجمن ... اقوام کے نوجوانوں کے عزم و عمل سے اپنی عملی کیفیت کا موازنہ کرے ... گذشتہ غفلتوں اور فروگذاشتوں کو فراموش کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ آئندہ کے لئے عمل و سرگرمی کا کوئی تسلی بخش نمونہ نظر آئے وہ ... اور اس کے عہدہ دار موجودہ حالت پر قانع ہوں تو ہوں۔ لیکن ... انسان اس پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔

یہ الفاظ شاید ہمارے عزیز نوجوانوں کو ناگوار معلوم ... شاید وہ ہم سے کچھ ناراض بھی ہو جائیں۔ ان کی خفگی و ناراضگی ... سر آنکھوں پر۔ لیکن ان کے لئے صحیح طرز عمل یہی ہے کہ وہ اپنی ... اور پر جوش عمل سے ہمارے شکوہ بے عملی کو دور کر دیں۔ تاکہ ... کی ایسوسی ایشن کے متعلق بہت جلد اپنے موجودہ خیالات تبدیل کر ... کالموں میں ان کی قوت عمل کا بہ مسرت اعتراف کرنا پڑے ... اور دراصل یہی اس طویل شذرہ کا مقصد ہے۔

"کل ہند اردو کانفرنس دہلی"

ہندوستان کی قومی زبان اردو، آریہ سماجی، مہاسبھائی اور ... ہندوؤں کی نظر میں خار کی طرح کھٹکتی ہے اور وہ اس عام فہم ... زبان کو تباہ کر کے اس کی بجائے سنسکرت نما ہندی کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ گذشتہ دو ڈھائی سال کے عرصہ میں گاندھی جی، کانگریس اور ... کانگریسی وزارتوں نے اس بارہ میں جو کچھ کیا اس سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں۔ اردو کی تباہی سے نہ صرف ہندوستان ... ہر قسم کی صلاحیت رکھنے والی قومی زبان سے محروم ہو جائے گا ... کو تعلیمی، علمی، سیاسی اور تمدنی و معاشرتی لحاظ سے نقصان ... پڑیگا۔ مسلمانوں نے ازراہ رواداری عربی اور فارسی کی بجائے ... زبان کو اختیار کر کے اس کی ترقی کے لئے بڑی بڑی کوششیں ... کیں اور اپنا بیشتر مذہبی اور تاریخی لٹریچر اس زبان میں منتقل کر ... میں اخبار اور رسالے نکالے۔ خط و کتابت اور حساب کتاب میں ... استعمال کیا۔ اگر اب اردو کی بجائے ہندی کو رواج دیا جائے ... کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان ایک صدی پیچھے جا پڑیں گے۔ مسلمانوں ... قوم کے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے۔ ان حالات میں ... تحفظ اور اس کی حمایت و خدمت مسلمانوں کیلئے بیحد ضروری ...

انجمن ترقی ہند جس کا صدر دفتر دکن سے دہلی میں منتقل ... عرصہ دراز سے اردو کی قابل قدر خدمات انجام ... وہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ایک "کل ہند اردو کانفرنس" دہلی ... ہے۔ ۲۹، ۳۰ر دسمبر کانفرنس کے عام اجلاس ہوں گے ... ادبی اور علمی مجلسیں اپنا اپنا کام کرینگی۔ ان میں ... زبان ... اسی قسم کے دیگر امور کے متعلق تبادلہ خیال ہوگی ...

جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن کی مراجعت

لاہور ریلوے سٹیشن پر استقبال ۔ سفر کی مختصر کیفیت

تختۂ جہاز پر نماز عید اور تبلیغ اسلام

جیسا کہ قارئین پیغام صلح کو معلوم ہے کہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن جنگ کے شروع ہوتے ہی ڈنمارک کے مشہور شہر کوپن ہیگن تشریف لے گئے تھے۔ اب نہایت خوشی سے اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۹ر نومبر کی صبح کو بخیریت معہ اہل و عیال لاہور تشریف لے آئے ہیں کوپن ہیگن سے وہ ہندوستان اٹلی کے راستے سے ایک اطالوی جہاز میں پہنچے۔ یہ اللہ کا خاص کرم ہے کہ راستہ میں انہیں کوئی دقت اور تکلیف پیش نہیں آئی۔ یہ اطلاع تو قبل ازیں درج اخبار ہو چکی ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف جرمنی چھوڑنے سے قبل مسجد کا خاطر خواہ انتظام کر آئے ہیں اب مسجد کا انتظام معتبر جرمن مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

تختۂ جہاز پر نماز عید متعدد ہندوستانی ہندو مسلمان جہاز میں ڈاکٹر صاحب کے ہمسفر تھے جن میں سے بمبئی کی مشہور خاتون محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ اور جامعہ ملیہ دہلی کے جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب ہندوستان کی ایک ہندو ریاست کے ہندو وزیر اعظم اور حیدر آباد دکن کے ایک رئیس قابل ذکر ہیں۔ دوران سفر میں عدن اور بمبئی کے درمیان عید آئی۔ مسلمان مسافروں کی درخواست پر جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب نے نماز عید پڑھائی اور ایک مؤثر خطبہ ارشاد فرمایا۔ عید کی سہ پہر کو جہاز پر ایک جلسہ موصوف کی صدارت ہی میں منعقد کیا گیا جس میں بہت سے مسلمان و غیر مسلم مسافر شریک ہوئے اور متعدد مسلم و غیر مسلم مقررین نے محاسن اسلام پر تقریریں کیں۔ ہندو ریاست کے ہندو وزیر اعظم صاحب نے اسلامی مساوات و حریت کی بہت تعریف کی اور تسلیم کیا کہ یہ جو خوبیاں اسلام میں ہیں ہندو دھرم میں نہیں پائی جاتیں غرضیکہ یہ اجتماع نہایت کامیاب تھا اور اس کے ذریعہ تختۂ جہاز پر اسلام کی تبلیغ ہو گئی۔

بمبئی میں ۱۵ر نومبر کی صبح کو جناب ڈاکٹر صاحب کا جہاز بمبئی پہنچا اسی روز آپ شام کے وقت دہلی روانہ ہو گئے۔

دہلی میں ۱۷ر نومبر کو جمعہ کے روز دہلی میں احباب کا اجتماع ہوا نماز جمعہ بھی ڈاکٹر صاحب موصوف نے پڑھائی۔ اسی روز سہ پہر کو جناب میاں غلام عباس صاحب (خلف الرشید جناب میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ) نے ڈاکٹر صاحب موصوف کے اعزاز میں اپنے دولتکدہ پر دعوت چائے دی جس میں بہت سے احباب مدعو تھے۔ نہایت پر لطف مجلس تھی۔

لاہور میں ۱۸ر نومبر کی شب کو آپ دہلی سے روانہ ہو کر ۱۹ کی صبح لاہور پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے بزرگان و احباب جماعت کا کثیر اجتماع تھا۔ آپ کے بھائی جناب ڈاکٹر عطا اللہ صاحب اور بعض دیگر اعزہ بیرونجات سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ سب نے اپنے قابل فخر مجاہد کا نہایت مسرت اور گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ آپ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ ڈاکٹر صاحب خود ایک دو روز کے لئے لاہور ٹھہر گئے۔ آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ اور بچے اسی ٹرین سے وزیر آباد چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف بھی امروز فردا میں وزیر آباد اور سیالکوٹ تشریف لے جانے والے ہیں۔ (۲۰ر کی شام کو چلے گئے)

احمدیہ بلڈنگس میں ریلوے اسٹیشن سے آپ احمدیہ بلڈنگس میں حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے مکان پر تشریف لائے اور یہیں قیام فرمایا۔ سارا دن احباب آپ کی ملاقات کے لئے آتے رہے۔ ہر ایک خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے موجودہ مخدوش حالات کے باوجود ہمارے ایک مجاہد کو خیریت و عافیت کے ساتھ وطن میں پہنچا دیا۔ اس پر ہم مالک حقیقی کا جس قدر بھی شکر کریں کم ہے۔

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس

جناب مولانا آفتاب الدین صاحب کی فاضلانہ تقریر

جیسا کہ قارئین کرام کو اس اشاعت کے ایک شذرہ سے معلوم ہو گا کہ عرصہ کی خاموشی و بے عملی کے بعد مرکزی ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور نے ۱۹ر نومبر کو بعد نماز مغرب جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب کی صدارت میں اپنا ایک جلسہ منعقد کیا جس میں جناب مولانا آفتاب الدین صاحب امام مسجد ووکنگ (انگلستان) نے یورپ میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر ایک پُر معلومات اور فاضلانہ تقریر فرمائی۔

حافظ عبد الرشید صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد صاحب صدر نے مقرر کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ مولانا آفتاب الدین صاحب کی ذات اور ان کی خدمات اسلامی محتاج تعارف نہیں ہے۔ آج سے پندرہ سال قبل آپ نے ہندوستان کے اندر شیلانگ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک مرکز قائم کیا جس میں کہ آجکل مولوی عبد الصمد صاحب بی۔ اے (سابق ایڈیٹر "لائٹ") کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں ووکنگ مشن میں کام کرنے کے لئے انگلستان تشریف لے گئے۔ دو سال کے قیام کے بعد تھوڑے عرصہ کے لئے آپ ہندوستان آئے اور ۱۹۳۴ء میں دوبارہ انگلستان چلے گئے۔ اور پانچ سال تک وہاں مستقل قیام کیا اور اس عرصہ میں آپ نے قابل قدر خدمات اسلامی انجام دیں۔ انگلستان کے مختلف حلقوں نے آپ کی علمی قابلیت اور ان کے کام کا پُرجوش اعتراف کیا۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے اپنی فاضلانہ تقریر شروع کی۔ ابتدا میں آپ نے فرمایا کہ تبلیغ اسلام کی اہمیت کو عام طور پر محسوس نہیں کیا جاتا اور اس کی اہمیت کا ذہن نشین کرنا ہی ایک زبردست مرحلہ ہے۔ جب تک یہ مرحلہ طے نہ ہو تبلیغ کے کام کو نبھانا مشکل ہے۔ بعد ازاں آپ نے ان حالات پر روشنی ڈالی جو کہ اسلامی سلطنت کی تباہی اور انگریزی اقتدار کے بعد پیدا ہوئے، اس زمانہ کے مسلمانوں کی عام ذہنیت اور پھر سرسید اور ان کے رفقاء کی کوششوں اور طرز عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس زمانہ کے تعلیم یافتہ مسلمان یورپ سے بے حد مرعوب تھے۔ ان میں سے اسلام کی حمایت کرنے والے جو چند کھڑے بھی ہوئے ان کا طریق عمل مدافعانہ تھا جارحانہ نہ تھا۔ اسلام پر یورپ کے اعتراضات کو دور کرتے ہوئے وہ خود ذہنیت کا اظہار کرتے . . . . . . یورپ کے سامنے اسلامی تعلیمات و تہذیب کو پیش کرنے کا حوصلہ ان میں نہ تھا بلکہ ان کی خواہش یورپ کے ساتھ ایک سمجھوتہ کی تھی۔ وہ دعا ضرور ... اول حضرت مرزا صاحب نے اس بات پر مسلمانوں کو کھڑا کیا کہ اصل چیز اسلامی تہذیب و تمدن ہی ہیں، اس سے جو مخالف ہے غلط ہے، اسلامی شعار اور تہذیب پر کھڑے ہو جاؤ اور ... کو بھی اس کی طرف بلاؤ۔ حضرت مرزا صاحب کی یہ تلقین اسلامی تاریخ میں ایک بہت بڑے اقدام کا درجہ رکھتی ہے۔ انہوں نے ہی اس زمانہ میں یورپ کے متعلق جارحانہ پالیسی اختیار کی۔ بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے انگلستان تشریف لے جانے، ووکنگ مشن کے قیام اور ان کی تبلیغی جدوجہد کا ذکر مختصر الفاظ میں فرمایا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے جس جرأت ایمانی اور دلیری کے ساتھ یورپ میں پیغام اسلام پہنچایا اس کی کیفیت بیان کی۔ سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یورپ میں زندگی کی خواہش اور ارادہ ... لیکن انہیں زندگی بسر کرنے کا طریق نہیں آتا۔ یورپ ایسے طریق کی تلاش میں ہے۔ اور اسلام ہی یورپ کو زندگی بسر کرنے کا کامیاب طریق سکھا سکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے دور حاضر کے یورپ کے مختلف سیاسی و معاشرتی نظریوں اور ان کے نتائج۔ عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور ان کی مذہبی و نیم مذہبی سوسائٹیوں کے حالات اور یورپ میں مسلمانوں کی بعض تحریکوں کا ذکر کیا۔ تقریر کا یہ حصہ خصوصیت کے ساتھ دلچسپ اور پُر معلومات تھا۔ آخر میں آپ نے کہا کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے وسیع میدان موجود ہے اور وہاں اس کی کامیابی و مقبولیت کے روشن آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔

ضروری اطلاع بہت سے خریداران "پیغام صلح" نے عرصہ سے چندہ ادا نہیں فرمایا۔ ان کی خدمت میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جا رہے ہیں۔ از راہ کرم وہ اپنے بقایا جات بہت جلد ادا کر دیں ورنہ ان کو وی پی بھیجے جائیں گے، جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

تصحیح و معذرت ۴ر نومبر کی اشاعت کے صفحہ اول پر حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورہ اوکاڑہ کی جو خبر شائع ہوئی ہے اس میں جناب میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ کا اسم گرامی درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے علاوہ میاں صاحب قبلہ بھی اس روز حضرت امیر کے ہمراہ اوکاڑہ تشریف لے گئے تھے۔

اسلام کے سوشل اور اقتصادی قوانین

ماہرین عمرانیات میں یہ غلط فہمی عام طور سے پائی جاتی ہے کہ آج دنیا میں مذہب ایک بیکار شئے ہے اور عمرانی نظم میں جو آج کل پایا جاتا ہے اور اس کی عملی کاروائیوں میں صرف موجودہ اقتصادی اصول ہی ایسے ہیں جو انسانوں کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ پنڈت جواہر لعل نہرو سابق صدر کانگریس اس نظریہ کے زبردست وکیل ہیں۔ اور اسی بنا پر ان کی نظر میں ہندو مسلم تہذیب میں سوائے لوٹے کی شکل کے اور کوئی فرق نہیں ہے اور انہوں نے اپنی تزک میں اسلام اور مسلمانوں پر جو تبصرہ کیا ہے اس میں بھی اسی نظریہ کا رنگ جھلکتا ہے۔ لیکن اسلام کے متعلق یہ خیالات سراسر غلط فہمی اور اسلامی اصولوں سے ناواقفیت پر مبنی ہیں جو عدم توجہ کی فضا میں پیدا ہوتی ہے۔

یہ نظریہ ممکن ہے ان مذاہب کے متعلق درست ہو۔ جو ہمیں ایسے اصول نہیں دیتے۔ جن کی بدولت مذہبی زندگی کے علاوہ حیات کے دوسرے شعبوں میں ہماری رہنمائی ہو سکے لیکن اسلام کے متعلق یہ نظریہ سراسر غیر منصفانہ ہے۔ کیونکہ اس میں اخلاق کے علاوہ سیاسیات اور اقتصادیات کی تعلیم بھی موجود ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اخلاق۔ سیاست اور اقتصادیات تینوں ایک دوسرے ... وابستہ ہیں۔ اسلام بنی نوع آدم کو فطری قوانین کے ماتحت رکھنا ہے جو تمام حالات میں ان پر عائد ہو سکتے ہیں اور عقلی وسائل کی رو سے سوسائٹی کا ایک ایسا نظام پیدا کرنا چاہتا ہے جو انسان کے فطری میلانات کے مطابق ہو اور اگر ایک طرف انسان مادی اعتبار سے دنیا پر ترقی کر سکے اور دوسری طرف اپنی عاقبت بھی سنوار سکے۔ سچ تو یہ ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اشتراکیت کا ایک قابل عمل پروگرام پیش کیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم اور آپ کے خلفائے اربعہ کی زندگیوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ سود تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اسلام نہ تو محض روحانیت کا مدعی ہے اور نہ محض مادیت۔ اسلام نے رہبانیت کی زبردست انداز میں تردید کی ہے اور ترک دنیا سے روکا ہے اس نے ایسا ضابطہ قوانین پیش کیا ہے جس کی بدولت دنیا میں اخلاقی عیوب کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے اور انسان کے اقتصادی مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر سود کے مسئلہ کو لے لیجئے کیونکہ وہ مقروض کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بایں معنے کہ چونکہ وہ مصیبت میں ہوتا ہے۔ اس لئے ساہوکار کی سختی کے عوض وہ ہمدردی کا مستحق ہے۔ دنیا کی اقتصادی مشکلات کا بڑا سبب یہ ہے کہ آج کل کاروبار افراد اور اقوام کے مابین سود کی بنا پر ہو رہا ہے۔ اگر دنیا کے مادہ پرست لوگ اسلام کے طریق اخوت پر کاربند ہو جائیں تو دنیا کی عموماً اور ہندوستان کی خصوصاً بہت سی اقتصادی مشکلات فوراً حل ہو سکتی ہیں۔ اگر انگلستان کے جمہوریہ اٹلی کے فاشسٹ اور روس کے اشتراکی، اپنی طمع کا کھوکھلا اسا بھی علاج کر سکتے اور یہ زر کی طمع ہی دنیا میں قرض کی لعنت کا سبب ہے اور غیر معمولی نفع ستانی اور سودی لین دین ترک کر دیتے تو دنیا خون چوسنے والوں سے آج پاک ہو سکتی ہے۔

بیت المال اور زکوٰۃ۔ زکوٰۃ کی ادائیگی ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ اسلام نے اقتصادی اصولوں کو اخلاقی اصولوں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور اس امتزاج سے بہت فائدہ مقصود ہے زکوٰۃ کی تعلیم اسلام میں ایک قابل عمل اشتراکی پروگرام ہے۔ جو انسانوں کے دلوں میں دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کرتی ہے اس کی رو سے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی دولت کا $2\frac{1}{2}$ فیصدی قومی بیت المال میں جمع کرائے تاکہ اس سے محتاجوں کی امداد کی جا سکے اور جیسا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے لکھا ہے۔ اسلام نے اس کے علاوہ اپنی مرضی سے بھی اپنی آمدنی کا کچھ حصہ خدا کی راہ میں دینے کی تلقین کی ہے جس کو مغربی سوشلزم نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ حکومت ایسا قانون بنائے جس کی رو سے دولتمند مفلسوں کی امداد کر سکیں اور یہ اپیل انسانی قانون سے زیادہ مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ جدید اشتراکیت نے افلاس کو دور کرنے کی صورت یہ نکالی ہے کہ افراد کی جائداد ضبط کی جائے اور اس کو یکساں طور پر تقسیم کر دیا جائے۔ لیکن یہ اصول غلط ہے کیونکہ اس کی بنا پر افراد میں کوشش کر کے دولت کمانے کا جذبہ فرو ہو جائے گا۔ اس کے برعکس اسلام افراد سے ان کی جائداد کا صرف چالیسواں حصہ طلب کرتا ہے اور اس رقم سے افلاس دور کرنا چاہتا ہے۔ اس نظام کی شان کمال واقعی لائق تحسین ہے اسلام سرمایہ داروں کی جماعت کو فنا نہیں کرتا۔ کیونکہ سرمایہ تہذیب انسانی کی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سرمایہ داری کی برائیوں کو دور کر دیتا ہے۔ علاوہ بریں اسلام تجارت کا حامی ہے اور اس کی اجازت نہیں دیتا کہ سرمایہ بیکار پڑا رہے۔ زکوٰۃ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی بدولت طبقاتی نزاع کا خاتمہ ہو سکتا ہے جو آجکل تمام دنیا میں جاری ہے

اسلام کے اعلیٰ اصول جواہر لال نہرو اور لینن جیسے انسانوں کے دماغوں کی پیداوار نہیں۔ جن سے ہر قدم پر غلطی کا امکان ہے۔ بلکہ خدائے علیم و حکیم کے نازل کردہ ہیں۔ جن سے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کا سامان مطلوب ہے۔ اور یہ اصول ایک عظیم الشان رسولؐ کی معرفت عطا کئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اصول بذات خویش کامل ہیں اور ان میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اسلام چونکہ ان اخلاقی اور اقتصادی قوانین کا حامل ہے۔ اس لئے بنی نوع آدم کی بہبود کے لئے ایک ایسا کامل نظام ہے جو جواہر لال۔ ہٹلر اور لینن کسی انسان کے پیش کردہ نظریوں کا محتاج نہیں ہے۔ بمقابلہ اشتراکیت، اسلام بہت سے ایسے اصولوں کا حامل ہے جن کی ہوا بھی اشتراکیت کو نہیں لگی ہے اس لئے یہ ایک ایسا مسلک ہے جس کی تائید لوگوں کو کرنی چاہئے لیکن ان کو اس کمزور نظام سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے جس پر اشتراکیت مبنی ہے اور نہ اس غیر پسندیدہ مادیت سے مرعوب ہونا چاہئے جو اس نظام کی رگ و پے میں جاری ہے۔ اس نظام میں انسانی زندگی اور جائداد دونوں غیر محفوظ ہیں۔ اور لوگوں کا قتل عام روزمرہ کے واقعات ہیں اور مذہبی پیشواؤں کی ایذا رسانی کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

حضرت عمرؓ کی اشتراکیت۔ اسلامی اشتراکیت اور جمہوریت حکومت کو مطلق العنان ڈکٹیٹروں مثلاً ہٹلر، سٹالین اور مسولینی کے رحم پر نہیں چھوڑتی۔ بلکہ افراد کو کامل آزادی، رائے اور حریت ضمیر اور حریت عمل عطا کرتی ہے اور ... اور عدالتی میں منصفانہ اور مساویانہ درجہ اور ...

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس حکومت میں عوام کی رائے ... وہ حکومت نہیں ہے۔ ان کی خلافت میں ہر بچہ کو ایک ... تک بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا تھا۔ اسلام ... ہے جس نے غلاموں کو آزادی عطا کی اور مساویانہ ... چنانچہ اسلامی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ... صاحب تخت ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ اس سے زیادہ ... دیتے تھے جس قدر ان کا کرتا تھا۔ یہ ہے اسلامی ...

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ سب کو معلوم ... جب حضرت موصوف بیت المقدس روانہ ہوئے تو ... آپ کا غلام دونوں باری باری سے اونٹ پر چڑھتے ...

علاوہ بریں اسلام میں ایک اصول ایسا ... موجودہ اشتراکیت تسلیم نہیں کرتی۔ یعنی اعتقاد با... طرف ہندو بت پرست۔ دریاؤں، پہاڑوں، درختوں ... حیوانات کی پرستش کرتا ہے۔ دوسری طرف جرمنی کا نازی ... اور روس کا کمیونسٹ انسان پرستی کرتا ہے۔ گویا ... دوسرے کی مرضی کا تابع بنا لیتے ہیں۔ جو انہی کی طرح ... انسان ہیں۔ لیکن بقول خواجہ کمال الدین مرحوم انسانی ... اور قوائے فطرت کی ماتحتی۔ یہ دونوں تہذیب کے ... آلات محرکہ ہیں۔ اگر اسلام ہمیں توحید الٰہی کا ... ہے تو اس لئے کہ ہمارے اندر اعتماد علی النفس ... پیدا ہو۔ انسان غیر اللہ کی پرستش کر کے اپنے ... بیٹھتا ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنی اعلیٰ استعداد ... کر دیتا ہے۔"

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام ہماری مادی ... کی راہ میں کوئی دشواری پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ خود ... کرنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے۔ اللہ کسی ... حالت میں کوئی انقلاب پیدا نہیں کرتا۔ جب تک ... حالت میں کوئی تبدیلی نہ کرے۔ یہ قرآنی تعلیمات ... نبویؐ ہی کا نتیجہ تھا کہ قیام اسلام کے بعد دنیا میں ... فنون کو ترقی حاصل ہوئی جو اس سے پہلے موجود ... یہ ہے کہ طبیعات، کیمیا اور علم المرایا ان علوم ... جن کو اسلامی علما نے دنیا سے روشناس کرایا۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ امر ثابت ہو سکتا ہے ... اسلام دیدوں کی طرح صرف اخلاقی اصولوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایسے عملی اصولوں کی تلقین بھی کرتا ہے جن کی بدولت ... ریاست، سوسائٹی اور حکومت اس طرز پر چلائی جا سکتی ... کہ انسانوں کی مادی۔ اخلاقی اور روحانی تینوں قسم کی ... ممکن ہے۔

اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ بعض اسلامی ملک ... مثلاً ایران اور ترکی ناکام کیوں ہوئیں؟ اس کا جواب ... کہ ان ملکوں کے حکمرانوں نے اپنی حکومت میں ... کو مدنظر نہیں رکھا اور افراد ملک نے اپنے اندر ... سپرٹ اور جذبہ اخوت و مساوات پیدا نہیں کی ... زندگیوں کو آنحضرت صلعم کی تعلیمات کے سانچے میں ... چنانچہ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ دنیا کی موجودہ ... اور اقتصادی اور عمرانی مشکلات کا حل صرف قرآنی ... میں مل سکتا ہے۔

(رسالہ اشاعت)

معاصرین کے افکار

کیا اسلام تبلیغ کے بغیر زندہ رہے گا؟

پہلے یہ سمجھیں کہ تبلیغ اسلام کوئی فسانہ نہیں۔ کوئی خواب و خیال نہیں۔ بلکہ قرآن اور اسلام کا ایک محکم ترین منارہ ہے۔ ایک زندہ حقیقت اور ناقابل انکار واقعہ ہے۔ حدیث کہتی ہے دنیا بھر کی نیکیاں، جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے دریائے خفار کے مقابلے میں ایک قطرہ۔ مگر خود جہاد تبلیغ اسلام کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے سمندر کے مقابلے میں شبنم کی ایک بوند۔ آپ اسی تصریح سے اندازہ کیجئے کہ نظام شریعت میں تبلیغ اسلام کا درجہ کیا ہے؟

دنیا میں مسلمانوں کا وجود ہی تبلیغ اسلام کے حقیقی ہونے کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ اگر ہمارے اسلاف تبلیغ اسلام میں انہماک ظاہر نہ کرتے تو ہندوستان میں کبھی ۹ کروڑ مسلمان موجود نہ ہوتے۔ زنگ و فرنگ پر کبھی اسلام کا پرچم نہ لہراتا اور آج کائنات ارضی پر رسول اللہ کے غلاموں کی مردم شماری کبھی چالیس کروڑ ہستیاں درج نہ ہوتی۔ سی۔ پی میں صرف بارہ لاکھ مسلمان ہیں اور پنجاب میں ڈیڑھ کروڑ سے بھی زائد۔ سی۔ پی اور پنجاب میں یہ فرق کیوں پیدا ہوگیا؟ صرف اس لئے کہ پنجاب کی قوموں میں، دہ اچھوت تھیں یا غیر اچھوت، تبلیغ اسلام نے کسی نہ کسی حد تک اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ مگر سی۔ پی میں ابھی تبلیغ اسلام نے اپنا حق ادا نہیں کیا۔ اگر اقلیتی صوبوں میں ایک دفعہ بھی تبلیغ اسلام کا حق ادا ہوگیا تو پھر سی۔ پی اور سارا ہی بنگال اور پنجاب ہی کی طرح اسلام کی طاقت اور مسلمانوں کی اکثریت سے سرشار اور رنمال ہو جائیں گے۔

اس وقت زمانے کے انقلاب نے اسلامی ہندوستان کیلئے صدہا قسم کے خطرات پیدا کر دیئے ہیں۔ بندے ماترم کا گیت، کانگریسی جھنڈا۔ ہندی اور اردو کی بحث۔ ودیا مندر اسکیم۔ مخلوط انتخاب، وطن پرستی کی لہر، گاندھی ٹوپی۔ سوشلزم، شدھی اور سنگھٹن یہ تمام ہیبا ہیاں اس لئے ہیں تاکہ مسلمانوں کی مذہبیت اور اسلامیت کو کمزور کر کے انہیں ہندو تہذیب و تمدن کی گنگا جلی میں گھول کر نیست و نابود کر دیا جائے۔ ان تمام خطرات کا واحد علاج تبلیغ اسلام ہے کفر و اسلام کے تصادم میں آپ "فیصلہ کا معیار" یہ سمجھیں کہ اسلام تبلیغ اسلام کے بغیر کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر ہندوستان میں آپ کا تبلیغی نظام مکمل اور مضبوط ہوگیا تو آپ کے ۹ کروڑ مسلمان بھائی ہر قسم کے سیاسی اور مجلسی خطرات کے باوجود بھی اسلام پر قائم رہیں گے اور کفر و الحاد کا کوئی بھی حملہ ان پر کارگر نہیں ہوگا لیکن اگر اسلام کی تبلیغ باقی نہ رہی۔ تو پھر اسلام مرور زمانہ کے ساتھ ایک بھولی ہوئی کہانی کی طرح از خود آپ کے دلوں اور دماغوں سے رخصت ہو جائیگا اور اس کے بعد کوئی طاقت نہیں جو اس ملک میں آپ کو کفر کا شکار ہونے سے بچا سکے۔

تبلیغ اسلام کی اس قدر اہمیت اور عظمت کے باوجود یہ کتنا ظلم ہے کہ آج مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے علماء اور رہنما تبلیغ اسلام سے غافل ہو گئے ہیں۔ آپ کی مسلم لیگ سیاسیات زدہ ہے۔ آپ کی مجلس احرار سیاسیات کا شکار ہے۔ آپ کی جمعیۃ العلماء سیاسیات کے لئے وقف ہے۔ تبلیغ اسلام اب لہ اشاعت اسلام کیلئے کوشاں تھی۔ مگر اب چند سالوں سے آپ نے اس کو بھی بھلا دیا ہے۔ جمعیۃ العلماء اور مجلس احرار کے ساتھ بھی ایک ایک تبلیغی شعبہ بنایا گیا تھا۔ مگر اب مدت ہوئی کبھی ان کا ذکر تک بھی نہیں سنا گیا۔ آپ ایک دفعہ سنجیدگی اور دانائی کے ساتھ غور کریں۔ اس وقت جبکہ ہندوستان کی طاقتور اور متعصب اکثریت صرف اس لئے انگریز کے ہاتھ سے دفتری اقتدار کی تلوار چھین رہی ہے۔ تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے ہندوستان کو ظہور اسلام سے قبل کا ہندوستان بنا سکے۔ کیا آپ یہ امید کرتے ہیں کہ آپ کسی مضبوط تبلیغی نظام کے بغیر اپنی قوم کو ان ہزار ہا ملحدانہ اثرات سے جو اسلام پر ڈالے جا رہے ہیں محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اگر نہیں رکھ سکتے تو پھر آپ اصلی کام کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتے۔ (ایمان)

ہندوؤں کی تنگدلی

پچھلے دنوں یو۔ پی۔ اسمبلی کے صدر بابو پرشوتم داس ٹنڈن لاہور آئے ہوئے تھے ایک دعوت چائے میں ہندوؤں نے ان سے پوچھا۔ کہ کیوں صاحب "کیا یہ سچ ہے کہ آپ کی حکومت نے اپنے صوبے میں اٹھارہ ہزار قرآن کے نسخے تقسیم کئے ہیں" پہلے تو ٹنڈن بابو نے بےخبری ظاہر کی۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ ہاں یاد آگیا حکومت کے محکمہ دیہات سدھار نے دیہاتی کتبخانوں کے لئے لوگوں سے کتابیں مانگی تھیں کسی نے قرآن کے نسخے دیدیئے۔ حکومت نے ان کو بھی دیہاتی لائبریریوں میں رکھ دیا اس پر ایک صاحب نے کہا کہ اب کانگرس گورنمنٹ کو اپنا نام انجمن حمایت اسلام رکھ لینا چاہئیے۔

یہی وہ ذہنیت ہے جو آج ہندوستان کو ہمیشہ کے لئے پارہ پارہ کر رہی ہیں۔ یو۔ پی دیہات سدھار کی لائبریریوں میں ہندوؤں کی بے شمار مذہبی کتابیں موجود ہیں مسلمانوں نے اس پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ اس لئے کہ ہر قوم کو اپنی مذہبی کتابیں پڑھنے کا حق حاصل ہے اس کے علاوہ ان لائبریریوں میں بہت سی ایسی مذہبی کتابیں موجود ہیں جو حکومت کے روپے سے خریدی گئی تھیں۔ حالانکہ ایک مخلوط حکومت کا صرف ایک مذہب کی کتابیں خریدنا زیبا نہیں ہے۔ لیکن ہندو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ کوئی مسلمان قرآن کے نسخے اپنی گرہ سے خرید کر دیہاتی لائبریریوں میں رکھ دے۔

ظاہر ہے کہ دیہات کی لائبریریوں میں قرآن مجید کا موجود ہونا ہندوؤں کو اس کی تلاوت پر مجبور نہیں کر سکتا۔ قرآن تو بہر حال مسلمان ہی پڑھیں گے۔ لیکن ہندو ذہنیت یہ ہے کہ نہ کہیں کوئی مسلمان نظر آئے۔ نہ اس کا مذہب نہ کلچر۔ نہ تمدن زندہ سلامت رہے۔ (انقلاب)

ترقیوں کے بعض مناظر

نیویارک امریکہ کی بعض "ترقیوں" کے واقعات و اعداد نیویارک ہی کے ایک طبی رسالہ کی زبان سے:۔

۵۰ سال قبل ہر ۱۷،۵ شادیوں میں ایک طلاق ہوتی تھی

۲۵ سال قبل یہ اوسط ہر ۲ء۱۰ شادیوں میں پڑنے لگا تھا

آج ہر ۶ شادیوں میں ایک کا خاتمہ طلاق ہی پر ہوتا ہے

(سکیولوجی جولائی ۱۹۳۵ء صفحہ ۴۲)

ترقیاں اور ماشاءاللہ کس تیز رفتاری سے ترقیاں! اور اس قوم میں ترقیاں جس کے ترکش میں شریعت اسلامی پر طنز و اعتراض کا سب سے زیادہ مہلک تیر طلاق ہی کا تھا۔

آتشک کے گرفتاروں کی تعداد امریکہ میں تو یورپی ممالک سے بھی بدرجہا زائد ہے۔ یہاں تک کہ ڈنمارک کے مقابلہ میں ۴۰ گنی اور سویڈن کے مقابلہ میں ۴۷ گنی! ان میں سب سے بڑی تعداد ۲۵ سال سے کم عمر والے مریضوں کی ہے اور پھر ان میں عموماً نابالغوں کی۔ (ایضاً)

شہر نیویارک کے اندر سال بھر میں ۱۶ برس سے کم عمر لڑکیوں میں سے ۱۰۰ ۴ کے ساتھ جبر زنا کا ارتکاب کیا گیا اور یہ تو صرف وہ اعداد ہیں جو سرکاری محکموں کے علم میں آسکے اور اسی کو معیار مان کر پھیلایا جائے تو سارے ملک میں کم از کم ۵ ۱ ہزار واقعات واقعات ہوتے ہیں (ایضاً)

اسی شہر میں سال بھر میں ۹۶ بچے ۱۶ برس یا اس سے بھی کمسن بن بیاہی لڑکیوں سے پیدا ہوئے اور اس حساب سے گویا سارے ملک کی اسکولی طالبات کے ہاں ۵ ہزار ناجائز بچے ہوتے ہیں گویا ہر ۷ ولادتوں میں ایک ولادت ناجائز! (ایضاً)

بن بیاہی ماؤں کے سرکاری زچہ خانہ کی ایک منتظمہ کا بیان ہے کہ اسکول کے بہت ہی ابتدائی درجوں میں پڑھنے والی طالبات میں ہر مہینہ اوسطاً دو لڑکیاں شادی سے قبل مائیں بن کر رہتی ہیں۔ (ایضاً)

اور یہ سب اتنے آلات اور اتنی تدابیر کے باوجود جن ملکوں میں قانون حجاب کی پابندی ہے۔ جہاں اب تک تعلیم اور "مخلوط تعلیم" کی برکتیں عام نہیں ہوئی ہیں۔ جہاں اب تک لڑکی کا شرعی ہونا عیب نہیں ہنر سمجھا جا رہا ہے۔ وہاں اللہ دیں گے اعداد اتنے نہ سہی۔ اس کے آدھے بھی ملیں گے؟ (صدق)

عربی تعلیم سے مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

یہ بات افسوس سے دیکھی جا رہی ہے کہ اعلیٰ گھرانوں سے عربی تعلیم قطعی مفقود ہو گئی ہے اور [illegible] تعلیم اور مذہبی علوم کے زندہ اور باقی رکھنے کی خدمت کا سارا بوجھ غریب [illegible] کندھوں پر رہ گیا ہے۔ کیا کھاتے پیتے گھرانوں نے امت محمدیہ ہونا اپنا نام [illegible] یاد رکھ لیا ہے یا یہ سمجھتے ہیں کہ رزق کا دروازہ صرف مغربی حرفت کی تعلیم سے کھل [illegible] سکتا ہے حالانکہ صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ جدید تعلیم اس دروازہ کو [illegible] مسلمان حیرت سے سنیں کہ ہمارے ہندو ہموطنوں کے سامنے اب [illegible] کے ابتدائی درجوں میں معمولی سنسکرت کی تعلیم لازمی کر دی گئی [illegible] مسلمان ہیں کہ روز بروز اپنی مذہبی زبان سے دور ہوتے جاتے ہیں [illegible] مدرسوں کا جائزہ لیجئے شاید ہی کسی دولتمند، رئیس یا اپنے اہل [illegible] کے لڑکوں کو آپ عربی تعلیم میں مصروف پائیں گے۔ اگر کچھ [illegible] تو ان کا شمار نہیں میں ہے۔ (معارف)

مراسلات

(ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی آرا سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے)

حج ٹریفک میں ہندوستانی کمپنی کے ساتھ حکومت ہند کی ناانصافی

سندھیا کمپنی کا بیان

حکومت ہند نے حال ہی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ حالات جنگ کے پیش نظر اس سال حج ٹریفک میں حج لائن کا صرف ۲۵ فیصدی حصہ رہے اور بقیہ ۷۵ فیصدی مغل لائن کو دیا جائے۔

حکومت کا یہ فیصلہ کس قدر غیر منصفانہ اور ہندوستان کی قومی جہاز رانی پر کتنی شدید ضرب ہے۔ اس کی تشریح کی ضرورت نہیں حکومت کے اس نامنصفانہ فیصلے کے خلاف احتجاج کے طور پر ہم یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ اس موسم حج میں ہمارے جہازوں کی روانگی ملتوی رہے۔

موجودہ بین الاقوامی حالات اور جنگی فضا کے باوجود ہم تہیہ کر چکے تھے کہ حسب سالہائے ماسبق اس سال بھی ہمارے جہاز حاجیوں کو لیجائیں اور جہازات کی روانگی کی تاریخ کے اعلان کی ممانعت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے حکومت کے سامنے ایک نہایت معقول تجویز پیش کی تھی اور وہ یہ تھی کہ زمانہ حج میں مغل لائن اور حج لائن کے جہازات یکے بعد دیگرے جایا کریں۔ مگر ہمیں سخت افسوس ہے۔ کہ حکومت ہند نے نہ صرف یہ کہ ہماری اس معقول تجویز کو منظور نہیں کیا بلکہ بخلاف اس کے مندرجہ بالا ناروا اور غیر منصفانہ فیصلہ صادر کر دیا جس کی رو سے ایک ہندوستانی کمپنی کو حج ٹریفک میں صرف ۲۵ فیصدی اور برطانوی کمپنی کو ۷۵ فیصدی حصہ ملتا ہے۔

حج ٹریفک میں حج لائن کے داخلے کا ملک بھر نے خیر مقدم کیا تھا اور یہ داخلہ حجاج کے حق میں جس درجہ مفید اور نئی نئی سہولتوں کے مہیا کرنے کا باعث بنا تھا۔ اس سے پبلک پوری طرح واقف ہے ہماری عین خواہش تھی کہ ہم اس سلسلے کو اس سال بھی جاری رکھتے اور باوجود جنگی فضا کے حجاج کی خدمت اسی طرح انجام دیتے جس طرح گذشتہ دو سال سے انجام دیتے چلے آئے ہیں۔ مگر حکومت ہند کی صریح زیادتی نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم اس کے خلاف مؤثر طریقہ پر صدائے احتجاج بلند کریں اور اپنے جہازات کی روانگی اس موسم میں ملتوی رکھیں۔ ہمیں یقین ہے کہ پبلک ہمارے فیصلے کو حق بجانب قرار دے گی اور ہماری طرح اس بات کی منتظر رہے گی کہ ہم اس سلسلے کو علی از جلد دوبارہ شروع کر سکیں اور حجاج کے لئے ان سہولتوں کا انتظام کر سکیں جو اس لائن میں ہمارے داخلے کا اصلی مقصد رہا ہے۔

حج لائن سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ بمبئی۔ ۹ر نومبر ۱۹۳۹ء

حکومت ہند کی شکریہ اطلاع

سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ نے ایک مراسلہ اخبارات میں شائع کیا ہے جس میں انہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ حکومت ہند کے اس تقسیمی فیصلہ کے پیش نظر جو اس سال عازمان حج کے سفر کے سلسلہ میں حج لائن اور مغل لائن کے مابین کیا ہے انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سال اپنے جہاز حجاز کے لئے نہ روانہ کریں حکومت ہند کی خواہش ہے کہ وہ تمام واقعات پبلک کے علم میں آجائیں جن کی بنا پر اس نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ جنگ کی ابتدا ہی میں یہ امر مشتبہ تھا کہ کوئی جہاز عازمان حج کے لئے فراہم ہو سکے گا یا نہیں، حکومت کے لئے یہ صورت حال کسی طرح بھی قابل قبول نہ تھی۔ بہرحال وہ جہازوں کی ایک معقول تعداد فراہم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ ظاہر ہے کہ حج کے لئے مسافروں کے جہازوں کی روانگی کی نگرانی کا انتظام ضروری تھا۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ جہازوں کا پورا پورا استعمال ہو سکے بلکہ اس غرض سے بھی کہ تمام عازمان حج کو وہ لیجانے کیلئے جہازوں میں جگہ مل سکے چنانچہ حکومت ہند اس لئے اس مسئلہ میں دخل انداز ہوئی اور اس نے دو جہاز ران کمپنیوں سے جو یہ کام کرتی ہیں مسافروں کی تقسیم اور کرایہ کے متعلق مشورہ کیا۔ سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی نے پچاس فیصدی مسافر لیجانیکا مطالبہ کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بات پر بھی رضامند تھی کہ ایک وقت میں صرف ایک ہی کمپنی عازمان حج کو لیجائے انہوں نے گذشتہ سال کے زیادہ سے زیادہ کرائے میں پچاس فیصدی کے اضافہ کی تجویز کی مغل لائن سندھیا کمپنی کے اس مقررہ حصہ کے مطالبہ کو منظور کئے بغیر اس بات پر رضامند ہو گئی کہ حکومت ہند مسافروں کی تقسیم کا فیصلہ کرے۔ وہ اس کیلئے بھی تیار تھی کہ عازمان حج کو گذشتہ سال کے کرایہ میں کسی قسم کا اضافہ کئے بغیر لیجائے حکومت ہند نے یہ واضح کر دیا تھا کہ اس کے کسی فیصلے سے جو وہ اس سال کریگی کمپنیوں کے متضاد مطالبوں پر امن کے زمانے میں کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ حکومت ہند کی اس معاملہ میں مداخلت کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ اس امر کی شدید ضرورت محسوس ہوئی کہ مقابلہ کرنیوالی کمپنیوں کے درمیان مسافروں کی تقسیم اس نا پر کی جائے کہ ان دونوں کمپنیوں کے کتنے جہاز گزشتہ چند سالوں میں کس قدر زیادہ عازمان حج لیجاتے رہے ہیں۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ دو کمپنیوں کے درمیان قطعی تعداد مقرر کرنے میں دشواری ضرور ہوگی، اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ ۷۵ فیصدی مسافر مغل لائن لیجائے اور ۲۵ فیصدی حج لائن۔ دراصل یہ تقسیم سندھیا اسٹیم نیویگیشن کیلئے زیادہ مسافر لیجانے کے معیار کے مقابلے میں ذرا زیادہ فائدہ مند تھا۔ حکومت ہند نے سندھیا کمپنی کی اس تجویز کو بھی منظور کرنے سے انکار کر دیا کہ کراچی سے آنے جانیکا کرایہ بڑھا کر ۲۶۵ روپیہ کر دیا جائے۔ جبکہ مغل لائن تمام عازمان حج کو گزشتہ سال کے کرایہ یعنی ۱۷۲ روپیہ ہی پر لیجانے اور واپس لانیکے لئے تیار تھی۔ مغل لائن نے حکومت ہند کا فیصلہ منظور کر لیا۔ سندھیا کمپنی ایسا کرنیکے لئے آمادہ نہ ہوئی اور اس نے اپنے جہازوں کی روانگی ملتوی کر دی۔ جن وجوہ کی بنا پر حکومت ہند نے امسال عازمان حج کے سفر کے انتظام کی ضرورت سمجھی یعنی جہازوں کی کمی۔ اسی باعث حکومت نے اس سال کلکتہ سے جہازوں کی روانگی بھی ملتوی کر دی۔ حج کا زمانہ اب کی مرتبہ ایسے وقت آیا ہے جبکہ ریلوں کے ذریعہ بہت زیادہ مال و اسباب ڈھویا جاتا ہے۔ عام حالات میں جہازوں کے ذریعہ مسافروں کے چلے جانے سے ریلوں میں اس قدر بھیڑ بھاڑ نہیں ہوتی۔ لیکن موجودہ حالات میں حکومت ہند اس بات کو کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ جہازوں کو غیر فائدہ مند طور پر استعمال کیا جائے جو کلکتہ سے جہازوں کی روانگی میں واقع ہوگا۔

معلومات

کوائف ترکیہ

(غازی محمد زکریا قوجامان آفندی)

مملکت جمہوریہ ترکیہ کا رقبہ مع علاقہ اسکندرونہ ۷۶۰ ہزار مربع کیلو میٹر (کیلو میٹر قریباً پون میل)

مردم شماری ۔۔۔۔۔۔ ۲ کروڑ ۰۹ لاکھ

غیر مسلم آبادی (عیسائی اور یہودی) ۔۔۔۔ [illegible]

ریلیں ۔۔۔۔ ۱۳ ہزار ۹ سو کیلو میٹر

زیر تعمیر ریلیں ۔۔۔۔ ۳ ہزار ۶۵ کیلو میٹر

پکی سڑکیں ۔۔۔۔ ۳۵ ہزار ۸ سو ۰۸ کیلو میٹر

زیر تعمیر سڑکیں ۔۔۔۔ ۸ ہزار ۵ سو ۰۳ کیلو میٹر

ترکیہ کے کارخانے

انقرہ سے آمدہ جدول کے مطابق ۱۹۳۸ء میں جمہوریہ ترکیہ کے اندر حسب ذیل کارخانے تھے۔

- کارخانہ شکر سازی ۔۔۔۔
- کارخانہ کاغذ سازی ۔۔۔۔
- شیشہ اور سامان چینی کے کارخانے ۔۔۔۔
- چمڑے کے کارخانے ۔۔۔۔
- فوجوں کیلئے زین سازی کے کارخانے ۔۔
- دیگر سامان فوج بنانے کے کارخانے
- فوجی بوٹ بنانے کے کارخانے ۔۔
- فوج کیلئے آٹے کے کارخانے ۔۔
- فوج کیلئے ڈبل روٹی بسکٹ کے کارخانے
- سیمنٹ کے کارخانے ۔۔۔
- سگرٹ بنانے کے کارخانے ۔۔
- قالین بافی کے کارخانے ۔۔
- جنگی طیارے بنانے کے کارخانے ۔۔
- حمل و نقل کے طیاروں کے کارخانے
- موٹریں بنانے کے کارخانے ۔۔
- لوازم عمارت اور لوہے کے کارخانے
- بارود سازی کے کارخانے ۔۔
- اسلحہ و سامان حرب بنانیکے کارخانے
- جنگی اور تجارتی جہاز بنانے کے کارخانے
- کارخانہ نجاری ۔۔۔
- مشینری اور آلات بنانے کے کارخانے
- فوج کیلئے پنیر، مربے، اور دودھ کے کارخانے

مذکورہ بالا فہرست صرف سرکاری کارخانوں کی ہے [illegible] رعیت کے ہر قسم کے کارخانے موجود ہیں جنکی مصنوعات ملک بھر [illegible] روانی ہوتی ہیں۔ بلکہ برآمد بھی کی جاتی ہیں جنہیں دیکھکر غیر ممالک [illegible] بہت خوش ہوتے ہیں اور انہیں خوشی سے خریدتے ہیں [illegible] بہت پائیدار اور خوشنما ہوتی ہیں ملک کے تمام کارخانے [illegible] کے کوئلے سے چلتے ہیں۔ ترکیہ میں بجلی کی طاقت [illegible] پیٹرول اور مٹی کا تیل بکثرت موجود ہیں۔ جو ترکیہ ہی کی [illegible] ہیں بجلی اکثر مقامات پر پانی سے پیدا کی جاتی ہے۔

رفتارِ عالم

اسلامی دنیا

—— لندن ۱۰ر نومبر۔ استنبول کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ترکی اور اٹلی میں دوستانہ تعلقات قائم ہونیکے امکانات ہیں جس کے دونوں ممالک میں غیر جانبدارانہ معاہدہ کی توقع بھی پائی جاتی ہے۔

—— جدہ کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود نے امریکہ کی سٹینڈرڈ آئل کمپنی کو اپنی مملکت سے تیل نکالنے کا ٹھیکہ دیدیا ہے۔ فی الحال کمپنی حکومت حجاز کو ۱۴ لاکھ روپیہ سالانہ ادا کیا کرے گی جب تیل نکالنے کا کام شروع ہو جائیگا تو سلطان رائلٹی کا روپیہ بھی وصول کیا کریں گے تیل کی مقدار کے ساتھ ساتھ رائلٹی کی رقم بھی بڑھتی جائے گی۔

—— اٹلی۔ جاپان اور جرمنی بھی عرصہ سے یہ ٹھیکہ حاصل کرنیکی کوشش کر رہے تھے وہ روپیہ بھی زیادہ پیش کرتے تھے لیکن سلطان ابن سعود نے سیاسی مصلحتوں کی بناء پر امریکن کمپنی ہی کو ٹھیکہ دینا مناسب سمجھا۔

—— قاہرہ ۱۸ر نومبر۔ آج شاہ فاروق نے مصری پارلیمنٹ میں تقریر کی جس کے دوران میں کہا کہ مصر اور برطانیہ کی دوستی یورپ کے امن کو مضبوط کر دے گی۔

—— کابل ۱۰ر نومبر۔ افغانستان میں مسافروں اور ڈاک کی ترسیل کے لئے کابل اور مزار شریف کے درمیان ایک نئی بس سروس جاری کی گئی ہے۔ اس کی بسیں نئی طرز کی ہیں، ہفتہ میں دو دن اتوار اور جمعرات کو چلتی ہیں۔

—— استنبول ۱۸ر نومبر۔ استنبول میں متعدد جرمن جاسوسوں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ انکے قبضے سے بہت سا خارجی روپیہ اور امریکن ڈالر برآمد ہوئے ہیں۔ یہ لوگ نازی پروپیگنڈا بھی کرتے تھے۔

—— یروشلم ۱۵ر نومبر۔ عید الفطر کی تقریب پر جنرل آفیسر کمانڈنگ نے بہت سے عرب نظر بندوں کو گھر جانے کی اجازت دیدی تاکہ وہ عید کے موقع پر اپنے اعزہ سے ملاقات کر سکیں۔ بہت سی مزید رہائیوں کی بھی توقع ہے فلسطین کے اخبارات حکومت برطانیہ کے اس اقدام پر اظہار مسرت کر رہے ہیں۔

—— بغداد ۱۵ر نومبر۔ حکومت عراق وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کر رہی ہے اس نے امریکہ کو پندرہ بمبار طیارے تعمیر کرنیکا آرڈر دیا ہے۔ اسکے علاوہ برطانیہ اور امریکہ کے مختلف اسلحہ ساز کارخانوں کو بھاری ٹینکوں، طیارہ شکن توپوں، بھاری بندوقوں توپوں، اور سرچ لائیٹوں کا آرڈر دیا ہے۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق نے عراقی فوج کو جدید اسلحہ سے مسلح کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— بیروت ۱۷ر نومبر۔ گذشتہ دو ہفتہ سے فلسطین میں بالکل امن ہے۔ حکومت فلسطین نے مسافروں اور موٹروں اور لاریوں پر جو قیود عائد کی تھیں وہ واپس لے لی گئی ہیں …… وہ جلاوطن یا مہاجرین جو فلسطین سے بھاگ گئے تھے انکو واپس آنیکی اجازت دیدی گئی ہے۔ ان کے خلاف وارنٹ اور پابندیاں منسوخ کر دی گئی ہیں، چنانچہ وہ ہزاروں کی تعداد میں واپس آ رہے ہیں۔

—— مفتی اعظم امین الحسینی نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ فلسطینی عربوں کی کامیابی قریب نظر آ رہی ہے حکومت عراق، عرب فرمانرواؤں اور حکومت برطانیہ اور ہمارے مابین جو گفتگو جاری تھی وہ امید افزا اور نتیجہ خیز ثابت ہوئی ہے بعض اہم اصول طے ہو چکے ہیں اور بعض اصول ابھی زیر بحث ہیں

—— آپنے یہ بھی فرمایا کہ برطانیہ فرانس اور ترکی کا معاہدہ اسلامی حکومتوں کی حکمت عملی کی شاندار فتح ہے۔

—— بیروت ۱۶ر نومبر۔ مفتی اعظم فلسطین کو شام سے عراق جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اور ان سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ فلسطین میں امن و سکون کی ذمہ داری لیں تو ان کی پیش کردہ تجاویز منظور کی جا سکتی ہیں

—— بیت المقدس ۱۶ر نومبر۔ برطانوی افواج کے کمانڈر انچیف نے آج ملک معظم کی حکومت کی طرف سے عربوں کی ضبط شدہ جائیدادوں کی واپسی اور عرب قیدیوں کی رہائی کا اعلان کیا۔

ہندوستان

—— دہلی ۱۴ر نومبر۔ آج حکومت ہند نے ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی دفعات ۲۔ اور ۱۴ بھی نافذ کر دی ہیں۔ ان دفعات کے ماتحت حکومت کو فوج کی حفاظت، سازشوں کے انسداد اور بعض دیگر انتظامات کرنیکا اختیار مل جاتا ہے۔

—— دہلی ۱۴ر نومبر۔ آج ہز ایکسیلینسی وائسرائے نے ملک معظم جارج پنجم آنجہانی کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔

—— بمبئی ۱۴ر نومبر۔ بنگال کے نئے گورنر سر جان ہربرٹ آج ہندوستان پہنچ گئے۔

—— افواہ ہے مسٹر گاندھی اور صدر کانگرس پھر وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔

—— الہ آباد ۱۶ر نومبر۔ اُمید ہے کہ مسٹر جناح اور پنڈت نہرو کی گفتگو ماہ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں شروع ہو گی۔

—— نئی دہلی ۱۷ر نومبر۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے نے اپنی ایگزیکٹو کونسل میں کانگرس کے لئے چار اور مسلم لیگ کے دو نشستوں کی پیشکش کی ہے۔

—— ایک افواہ یہ ہے کہ کونسل کی توسیع کی صورت میں مسلم لیگ کی طرف سے نواب زادہ لیاقت علی خاں اور مسٹر عزیز (بہار) ممبر ہونگے۔ ان ممبروں کو مسٹر جناح خود نامزد کرینگے۔

—— شیلانگ ۱۷ر نومبر۔ آج گورنر آسام نے مسٹر باردولائی کی وزارت کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے اور حزب مخالف کے لیڈر سر محمد سعد اللہ نے وزارت مرتب کر لی ہے۔ کانگرسی وزارتوں کے مستعفی ہونے کے بعد یہ پہلی وزارت قائم ہوئی ہے۔ اس میں وزیر اعظم کے علاوہ پانچ وزیر شامل ہیں ۳ ہندو اور ۲ مسلمان۔

—— آسام گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت میں بتایا گیا ہے کہ گورنر نے کابینہ میں مندرجہ ذیل وزراء کا تقرر منظور کر لیا ہے (۱) سر محمد سعد اللہ (۲) مولوی منور علی (۳) روہنی کمار چودھری (۴) ڈاکٹر مہندر ناتھ چکرورتی (۵) مسٹر سنگھبیا (۶) خانصاحب مدبر حسین۔

—— شیلانگ ۱۸ر نومبر۔ نئے وزراء نے آج حلف وفاداری اٹھا لیا ہے۔ اس تقریب کے وقت متعدد معززین کا اجتماع تھا جس وقت وزراء حلف وفاداری سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو ایک بہت ہجوم نے پرمسرت کے نعروں اور تالیوں کیساتھ انکا خیر مقدم کیا۔ وزراء نے عارضی طور پر صیغے تقسیم کر لئے ہیں۔

—— سیکرٹری پنجاب پراونشل حج کمیٹی لاہور کا ایک اعلان مظہر ہے کہ مغل لائن کا جہاز ایس ایس "اسلامی" ۲۹ر نومبر کو کراچی سے براہ راست جدہ روانہ ہو گا۔

—— پشاور ۱۶ر نومبر۔ خان عبدالغفار خان کے سب سے بڑے صاحبزادے خان عبدالغنی خاں کی شادی حیدر آباد دکن کی ایک تعلیم یافتہ پارسی لڑکی سے ۲۹ر نومبر کو قرار پائی ہے۔ ایک پٹھان اور ایک پارسی لڑکی کے درمیان رشتہ کی یہ پہلی مثال ہے۔

—— مدراس ۱۶ر نومبر۔ گذشتہ ۴۸ گھنٹوں سے صوبہ مدراس کے جنوب مشرقی ساحل پر شدید طوفان آیا ہوا ہے تمام دریاؤں میں طغیانی آ گئی ہے نشیبی علاقے زیر آب ہو گئے۔ متعدد مقامات پر ٹرینوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ بیشمار مویشی ہلاک اور ہزاروں آدمی بے خانماں ہو گئے شمالی سیلون میں بھی طوفان نے بہی تباہی برپا کی امدادی کام جاری کر دیا گیا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ دہلی اور کپورتھلہ میں ہندو مسلم فسادات ہو گئے لیکن پولیس نے حالات پر جلد قابو پا لیا۔

—— مولوی مظہر الدین صاحب مرحوم ایڈیٹر الامان دہلی کے مقدمہ قتل میں ملزموں کی اپیل پنجاب ہائیکورٹ سے خارج ہو گئی۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۷ر نومبر۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جرمنی کے سابق کمانڈر انچیف جنرل فان فلومبرگ کو گولی سے اڑا دیا گیا [illegible] موصوف کو دیگر فوجی افسروں کیساتھ گذشتہ ہفتہ گرفتار کر کے [illegible] میں نظر بند کر دیا گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جنرل موصوف [illegible] اختلاف رکھنے کی وجہ سے معتوب ہوئے۔

—— لندن ۷ر نومبر۔ بعض دیگر اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمنی کی کافی آبادی ہر ہٹلر سے بیزار ہو چکی ہے اور اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ حال ہی میں ہر ہٹلر کو قتل کرنے کی ایک اور سازش پکڑی گئی ہے جس کے سلسلہ میں ڈیڑھ سو افسر گرفتار کئے گئے ہیں

—— جرمنی کی خاص خفیہ پولیس گسٹاپو آجکل نازیوں کے مخالفوں کی کھوج لگانے میں غیر معمولی سرگرمی کا اظہار کر رہی ہے۔ ملک کے طول و عرض میں دھڑا دھڑ گرفتاریاں کی جا رہی ہیں۔

—— لندن ۷ر نومبر۔ سوئٹزرلینڈ کی سرحد سے اندازاً جو خبریں [illegible] ہو رہی ہیں وہ کافی ہیجان انگیز ہیں۔ جرمنی میں بے چینی روز افزوں [illegible] ہے۔ نازیوں کے خلاف سازشوں کا بہت زور ہے۔ [illegible] کی مخالفت خاص طور پر زیادہ ہے اور اسے ہر روز قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔

—— ایک خبر یہ ہے کہ جرمنی میں آجکل جو سازشیں ہو رہی ہیں [illegible] قیام شہنشاہیت کی تحریک کو نمایاں درجہ حاصل ہے معلوم ہوا ہے کہ سابق قیصر جرمنی اس تحریک میں بیحد دلچسپی لے رہے ہیں

—— لندن ۷ر نومبر۔ آج انگلستان۔ فرانس۔ سوئٹزرلینڈ اور [illegible] طیاروں نے پرواز کی۔ فرانس پر انہوں نے روئی کے گولے [illegible] پر اشتہار پھینکے۔

—— لندن ۷ر نومبر۔ انگلستان میں آج ساؤتھ [illegible] شائر اور نارتھ ویلز پر غیر معروف طیارے دیکھے گئے [illegible] شکن توپوں نے انہیں فائر کر کے بھگا دیا۔

—— پیرس ۷ر نومبر۔ جرمن قوم اس جنگ سے بہت گھبرا گئی ہے [illegible] حلقوں کا بیان ہے کہ شاید بے صبر جرمنوں کو مطمئن کرنے کے لئے [illegible] مغربی محاذ پر کوئی معمولی اقدام کرے۔ ویسے ہٹلر کو اس کے فوجی مشیروں نے روکا ہوا ہے۔ وہ سرپرست اتحادیوں سے تصادم ہونیکے خلاف ہیں

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آیندہ فوجی اقدام کے بارہ میں جرمنی کے فوجی افسروں میں زبردست اختلاف ہے۔

—— لندن ۷ر نومبر۔ حکومت جرمنی نے سابق جرمن ولی عہد [illegible] پندرہ دن سے نگرانی اور حاضری کی پابندی عائد کر دی ہے [illegible] کے دوبارہ قیام کی تحریک کی وجہ سے حکومت جرمنی ان کی حالت [illegible]

—— پیرس ۱۸ر نومبر۔ مغربی محاذ جنگ کے متعلق کل کے فرانسیسی [illegible] اعلانوں سے پایا جاتا ہے کہ رات پھر امن و سکون سے گذری [illegible]

—— لندن ۱۷ر نومبر۔ اگرچہ جرمنی نے ہالینڈ اور بلجیم کی [illegible] کر دیا ہے لیکن ہیگ کے ایک سرکاری اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ممالک باہمی مشورہ سے صلح کی ایک اور کوشش کر رہے ہیں

—— لندن ۱۶ر نومبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ برطانیہ کے [illegible] جہاز نے جرمنی کے ایک ملکے جہاز کو گرفتار کر لیا ہے۔

—— لندن ۱۶ر نومبر۔ فرانس میں چھ دن کے دورہ کے [illegible] نوآبادیاتی وزراء اور سر ظفر اللہ خاں نمایندہ حکومت ہند [illegible]

—— لندن ۱۵ر نومبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ برطانوی جنگی [illegible] جرمنی کے دو جہاز ڈبو دیئے۔ افراد کو بچا لیا [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلامی اور موسوی جنگوں میں فرق

اسلام کے بارے میں جب عیسائی لوگ کسی شخص سے گفتگو کرتے ہیں تو اسلامی جنگوں پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ایسے جنگوں کی نظیریں خود ان کے اپنے گھر میں حضرت یوشعؑ اور حضرت موسیٰؑ کی موجود ہیں اور اگر ان کا مقابلہ اسلامی جنگوں سے کیا جائے۔ تو وہ زیادہ مورد اعتراض ٹھہرتی ہیں۔ کیونکہ ہم اس بات کو ثابت کرنے کیلئے تیار ہیں کہ اسلامی جنگ محض دفاعی تھے اور ان میں وہ شدت اور سخت گیری ہرگز نہ تھی جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت یوشعؑ کی جنگوں میں پائی جاتی ہے۔ اگر ہمارے معترضین یہ کہیں کہ اُن کے جنگ عذاب الٰہی کے رنگ میں تھے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر اسلامی جنگوں کو بھی کیوں عذاب الٰہی تسلیم نہیں کرتے۔ موسوی جنگوں کی کیا فضیلت اور خصوصیت ہے؟ حالانکہ اسلامی جنگوں میں موسوی لڑائیوں کی نسبت بڑی بڑی مراعات دی گئی تھیں۔ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ چونکہ عرب لوگ نوامیس الٰہیہ سے بالکل ناواقف تھے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے مخالفین کی نسبت ان پر بڑا رحم فرمایا۔ کیونکہ وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ پھر اسلامی جنگوں اور موسوی جنگوں کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو اہل مکہ نے تیرہ ۱۳ سال تک برابر سخت سے سخت ایذائیں اور تکالیف دیں۔ طرح طرح کے دکھ انہوں نے دیئے۔ کئی صحابہؓ کو قتل کیا گیا اور بعض کو بڑے بڑے عذابوں کے ذریعہ سے مار ڈالا گیا جیسا کہ تواریخ سے ثابت ہے۔ یہاں تک کہ بیچاری عورتوں تک کو نہایت شرمناک طریقوں سے عذاب دے دے کر مار ڈالا ...... اس قسم کی ایذاؤں اور تکلیفوں کو حضرت نبی کریمؐ اور آپؐ کے صحابہؓ نے برابر تیرہ ۱۳ سال تک نہایت صبر اور حوصلہ کیساتھ برداشت کیا لیکن مخالفین اپنی ایذا رسانیوں سے باز نہ آئے۔ آخرکار انہوں نے آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پا کر آپؐ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر گئے لیکن مخالفین نے مدینہ تک آپکا تعاقب نہ چھوڑا اور ایک بڑا لشکر لیکر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آپکو انکے حملوں کے روکنے کا حکم دیا کیونکہ صبر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اور وقت آ گیا تھا کہ اہل مکہ کو انکی شرارتوں اور شوخیوں کی پاداش میں عذاب الٰہی کا مزا چکھایا جائے۔

(۲۲ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دین میں مصروف ہیں۔ ۱۷ر نومبر کو نماز جمعہ حضرت ممدوح نے مرکز میں پڑھائی اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو پیش نظر اشاعت میں درج کیا جا رہا ہے۔

—— ۲۱ر نومبر (منگل) کی صبح کو حضرت ممدوح بٹالہ تشریف لے گئے اور پچھلے پہر امرتسر پہنچے وہاں شیخ صاحبان کلپوری کی مل میں مقامی احباب کے ہمراہ نماز مغرب و عشا پڑھی اور رات کے ساڑھے نو بجے واپس لاہور تشریف لے آئے۔

—— ۲۴ر نومبر (جمعہ) کی صبح کو حضرت ممدوح بذریعہ فرنٹیر میل ... تشریف لے گئے۔ نماز جمعہ وہاں پڑھائی ...... اور شام کو ... تشریف لے آئے۔ امید ہے کہ حسب پروگرام ہفتہ کی دوپہر کو آپ ... پہنچ گئے ہونگے اور اسی روز جموں سے وزیرآباد واپسی عمل میں آئی ہوگی۔ رات وزیرآباد میں قیام کر کے حضرت ممدوح اتوار کی صبح کو ... اسی روز دوپہر کو جہلم تشریف لیجائیں گے اور اتوار کی شام کو بذریعہ فرنٹیر میل واپس لاہور تشریف لے آئیں گے۔ انشاء اللہ۔

—— حضرت مولانا صدرالدین صاحب گذشتہ ہفتہ بعارضہ بخار علیل رہے اب نسبتاً افاقہ ہے احباب حضرت موصوف کیلئے دعائے صحت کریں۔ ۲۴ر نومبر کو نماز جمعہ حضرت موصوف نے ہی پڑھائی اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔

—— مرکز میں جلسہ سالانہ کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ جلسہ کا اعلان اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

—— ہمارے محترم بزرگ جناب داروغہ نبی بخش صاحب ... ہیں۔ اُن کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

یادِ رفتگان

آہ! حاجی محمد حسن صاحب لدھیانوی!

مرحوم کی زندگی اور وفات کے مختصر حالات

{از جناب حکیم سعید احمد صاحب}

احباب جماعت کیلئے یہ رنجیدہ المناک بلکہ ہولناک کی خبر وحشت اثر نہایت صدمہ کی باعث ہوئی ہوگی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اولین تین سو تیرہ اصحاب میں سے ایک صحابی جناب حاجی محمد حسن صاحب مورخہ ۱۱/۶۹ ۱۵ کو بوقت ½ ۸ بجے صبح جہان ناپائیدار سے کوچ فرما کر داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یوں تو دنیا میں روزانہ سینکڑوں انسان موت و حیات کی کشمکش کا نقش صفحہ ہستی پر چند روز کے لئے بٹھا جاتے ہیں اور کارکنان قضا و قدر ہر روز حیات و پیدائش کے رجسٹر میں نام درج کرتے اور پھر ان پر خطِ تنسیخ پھیر دیتے ہیں مگر دنیا میں تا یوم الحشر انہی کا نام اور یاد زندہ رہتی ہے، جو حق شناسی، حق گوئی، اتقا، پرہیزگاری، خدا ترسی، یعنی حقوق اللہ و حقوق العباد میں ثابت قدم رہے۔ اور جنہوں نے اپنا تعلق زندہ خدا سے جوڑ کر حیات جاوداں کے رجسٹر میں نام درج کرایا اور اس طرح زندۂ جاوید ہوگئے ابھی ہمارے دل پاک بزرگوں کی یاد میں تڑپ رہے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد یکے بعد دیگرے ہمیں داغ مفارقت دے کر اپنے روحانی فیوض علوم، پاکیزہ و مطہر خیالات اسلامی شعار و کردار کے سبق آموز طرز عمل سے محروم کر گئے کہ جماعت احمدیہ میں سے ایک اور بزرگ ہستی ہم میں سے جدا ہو کر ہمیں اپنی روحانی برکات سے تشنہ چھوڑ گئی، یہ ناقابل بیان نقصان کچھ کم نہیں جماعت احمدیہ جتنا بھی رنج و غم کرے کم ہے۔

حاجی صاحب کی صحبت و خدمت کا شوق ان کے وفات پا جانے پر بھی دل میں باقی اور زندہ ہے، مگر اب سوائے اس کے کہ دعائے مغفرت اور آپ کی صحبت میں گذرے ہوئے زمانہ کی کیفیات کے تذکرہ کو تازہ رکھیں اور کیا کر سکتے ہیں۔

اگرچہ آپ چار ماہ پانچ یوم بیمار رہے مگر علالت کے آخری دنوں میں حالت کافی طور پر رو بہ اصلاح تھی کہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے آپ کا وصال ہو گیا، آپ کی عمر تقریباً نوے (۹۰) سال تھی مگر اس کے باوجود آپکی نظر حافظہ اور عام صحت قابل رشک تھی۔ آپنے زمانہ طفلی میں اپنے زمانہ کے طرز پہ چند جماعتوں تک تعلیم حاصل کی آپ کی اردو، فارسی اور عربی کی استعداد و قابلیت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ علوم متذکرہ بالا کے فاضل اور قابل انسان بھی آپکی لیاقت کے قائل تھے۔ اس ضعیفی کے عالم میں بغیر عینک کے پڑھتے اور لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سناتے رہتے، گذشتہ واقعات پارینہ من وعن مع تاریخ و تو م اور وقت کے اس طرح یاد تھے کہ گویا کل کی ہی بات ہو۔ بغیر عصا کے چل پھر سکتے اور اپنے دواخانہ میں باقاعدہ مطب کرتے تھے، بہت کم عمری میں آپنے بازار نخرادیاں میں اپنے آبائی دواخانہ میں مطب شروع کیا، دوا اور دعا دونوں سے مریضوں کے علاج میں انہماک اور توجہ کے سبب آپ کی شہرت شہر سے نکل کر قصبات و دیہات میں بھی جا پہنچی ہزارہا مریضوں نے آپکے ہاتھ سے شفا پائی اور اس طرح آپنے حلال و طیب کمائی سے ایک معقول جائداد پیدا کی۔

بچپن ہی سے آپ کے دل میں خدا اور اس کے رسول کی اور اسلام کی محبت اسدرجہ گڑی ہوئی تھی کہ آپ ہمہ تن تسبیح تحمید اور مطالعہ کتب اسلامیہ میں مستغرق رہتے تھے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے مجددیت و امامت پر زبردست مخالفت کے باوجود بلاخوف و تامل ایمان لے آنا کسی معمولی ایمان والے انسان کا کام نہیں ہو سکتا ناعاقبت اندیش مولویوں کی مخالفت کا لدھیانہ بھی ایک مرکز تھا مگر دین کو دنیا پر مقدم سمجھنے والا انسان حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے میں ذرا بھر بھی نہ ہچکچایا اور پھر اس عہد کو آخر وقت تک اس مضبوطی کیساتھ نبھایا کہ مخالفین انگشت بدنداں رہ گئے۔

آپ کی ثابت قدمی ایمان و ایقان ایثار اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا زندہ ثبوت ضعیف العمری میں احراریوں کی موجود مخالفت کے دور میں بھی دیکھنے میں آیا۔ غیر از جماعت مخالفین اور اشرار نے آپکا اور آپ کی دوکان کا بائیکاٹ کر دیا، آپ کا وہ دواخانہ جس میں مریضوں کا تانتا لگا رہتا تھا بے رونق ہو کر رہ گیا آپ کی زمینوں کو جو چار مختلف دیہات میں واقع ہیں غیر احمدیوں نے کاشت کرنے سے انکار کر دیا، اس کے علاوہ اور بھی نقصان پہنچایا استہزا کیا گیا تمسخر اڑایا گیا مگر آپنے اس مخالفت کو پرِ پشہ جتنی بھی وقعت نہ دی اور نقصانات کو بے حقیقت خیال کیا آپ کو لالچ دیا گیا کہ صرف زبان سے ایک اس اقرار پر کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتے ہیں تمام نقصانات کی تلافی جو پورے ایک سال تک ہیم ہوتے رہے فی الفور کر دی جائے گی مگر آپنے ہمیشہ یہ سنکر جھڑک دیا اور ان باطل خیالات پر نفرت کا اظہار کیا آپ اپنے دواخانہ میں حسب معمول باہر کی جانب بیٹھا کرتے، جریدہ پیغام صلح یا کتب احمدیہ ہر آنے جانے کو بٹھا بٹھا کر سناتے اور اس طرح ہمہ تن تبلیغ میں مصروف رہتے یہاں تک کہ مخالفین کو اپنی شرارتوں پر نادم ہونا پڑا۔

آپ کو تبلیغ و مطالعہ اور فراہمی کتب کا بہت شوق تھا، خصوصاً حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کے معزز ارکان کی تصانیف و تالیفات سے تو گویا عشق تھا آپ مولویوں کے پھیلائے ہوئے اعتراضات کی لغویت لوگوں پر واضح کرتے اور احمدیہ عقائد کی حقانیت اور برتری کو اُن کے دلوں پر نقش کرنے کی کوشش کرتے اور اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے لیکر اب تک موافق و مخالف لٹریچر، اشتہارات، اخبارات، پمفلٹ اور ہینڈ بل اتنی تعداد میں اس قدر احتیاط سے جمع کرتے رہے کہ آپکی مرتب کردہ کتب ایک بڑی سے بڑی لائبریری کے ہم پلہ ہے، اور دوسری جگہ نہ ملنے والا مواد اور مسالحہ بھی اس میں موجود ہے، آپ کے قول کے مطابق کتب ایک ہزار سے زائد کی مالیت کی ہیں۔

جس طرح آپ قدمے قدمے خدمات سلسلہ میں کوشاں رہے اسی طرح آپ جماعت کی باقاعدہ مالی خدمات کرنیوالوں میں بھی پیش پیش رہے ہیں علاوہ ازیں بالحاظ جماعت مختلف افراد کی مالی امداد بھی کرتے رہے، بیواؤں کے لئے آپ مجسم شفقت تھے، آپ ان کا خیال رکھتے دستگیری کرتے اور ان کی [illegible] کشایش میں تبدیل کرنے کے لئے دعا فرماتے۔ مالی امداد [illegible] اس وقت بھی دو بیوائیں آپ کے مکان میں مقیم ہیں جو معمولی کرایہ پر وسیع مکانات سنبھالے ہوئے ہیں، جب کئی کئی ماہ کا کرایہ اکٹھا ہو جاتا تو آپ معاف کر دیتے۔

آپ نے دو بار اپنی عمر میں حج بیت اللہ شریف کا شرف حاصل کیا، ہنوز تیسری بار پھر جانے کی خواہش تھی، آپ کی دیانت آپ کی امانت، آپ کا تقویٰ اور طہارت بلا لحاظ مذہب و ملت مسلمہ تھا، آپ کے شناسا ہر معاملے میں آپ سے مشورہ لیتے، خانگی نزاعوں میں آپ کو ثالث مقرر کرتے آپ کے پاس زیورات و نقدی بطور امانت کے رکھ جاتے، آپ لین دین اور معاملہ میں اس قدر صاف تھے کہ آج تک کسی شخص کو آپ سے کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ مل سکا۔ امانت و دیانت اور دیانت معاملگی کی وجہ سے کاروبار و سائل کے شنرانچی بھی رہے بیمار ہونے سے چند ماہ پیشتر آپنے تمام لوگوں کی امانتیں انہیں یہ کہہ کر واپس کر دیں کہ اب زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اور امانتوں کے رکھنے سے لاچار ہوں آپ اپنی زندگی میں خوشحال اور اولاد کی طرف سے مطمئن رہے، خدا کے فضل سے آپنے پوتوں سے پوتے تک کی خوشی دیکھی، آپ کی اولاد میں آپ کے بڑے صاحبزادے جناب ملک خدا بخش صاحب [illegible] اس وقت جماعت کے معزز رکن اور محکمہ نہر میں سرکل ہیڈ کلرک کے عہدہ پر فائز ہیں، آپ کی حالت خراب ہو جانے پر انہیں امرتسر سے تار دے کر بلایا گیا۔ شب آخر ہی کو آپ نے ان سے گفتگو کی اور صبح کو مالک حقیقی سے جا ملاقی ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

والسلام۔ خاکسار حکیم سعید احمد

ایک خاتون کی وفات

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ راولپنڈی سے افسوسناک خبر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور بزرگ جناب حکیم شاہ نواز صاحب مرحوم راولپنڈی کی صاحبزادی حمید سلطانہ بیگم کا [illegible] کی عمر میں انتقال ہو گیا ہے، وفات ۲۶ اکتوبر کے وقت [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی شادی تین سال قبل جناب مولوی مسیح الزمان صاحب [illegible] مسلم ہائی سکول بد وملہی سے ہوئی تھی مرحومہ نے ڈیڑھ سال عمر کی بچی اپنی یادگار چھوڑی ہے، دعا ہے کہ مرحومہ کی بزرگ والدہ محترمہ [illegible] جناب مولوی مسیح الزمان صاحب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کو غریق رحمت کرے۔ (مرزا مظفر بیگ ساطع راولپنڈی)

پیغام صلح! اس صدمہ میں ہمیں بھی مرحومہ کی والدہ محترمہ [illegible] جناب مولوی مسیح الزمان صاحب اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ان کی شیر خوار بچی کا حافظ و ناصر ہو۔ اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین!)

یورپ پر اسلام کی زبردست فتح

بالشویزم کے علمبردار روس کو بالآخر اسلامی اصولوں کے آگے جھکنا پڑا

ہماری کامیابی کی دو شرطیں ـــــ ایمان باللہ اور انتہائی جدوجہد

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۳۹ء۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے

یٰبنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکفرون (یوسف ۱۲: ۸۷)

ترجمہ:۔ اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا پتہ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے سوائے کافر لوگوں کے اور کوئی مایوس نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کا امتیاز

یہ سورہ یوسف کی ایک آیت ہے۔ حضرت یعقوبؑ کے منہ سے یہ الفاظ کہلائے گئے ہیں۔ بیشک یہ ایک قصہ اور کہانی ہے۔ قبل ازیں یہ قصہ توریت میں بھی مذکور تھا اور ویسے بھی کم و بیش لوگوں کو معلوم تھا لیکن قرآن کریم کو جو بات ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکے معمولی معمولی قصوں اور تذکروں میں بھی عظیم الشان اخلاقی سبق سکھائے گئے ہیں۔

حضرت یعقوبؑ کا اللہ تعالیٰ پر زبردست ایمان

وہ حالات جو قرآن شریف کی رو سے حضرت یعقوبؑ کو پیش آئے وہ اس سے زیادہ یاس انگیز ہیں جو کہ توریت میں مذکور ہیں جب کہ ظاہری حالات انتہائی مایوس کن تھے اس وقت بھی حضرت یعقوبؑ مایوس نہ ہوئے کیونکہ خدا پر ان کا زبردست ایمان تھا انہیں خدا کے ذریعہ بشارت مل گئی تھی اور حضرت یوسفؑ کو بھی وحی ہوئی تھی اسلئے انتہائی مایوس کن حالات کے باوجود آپکے دل پر مطلق مایوسی نہ آئی تھی۔ اس وقت بھی جبکہ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے ان سے کہہ رہے تھے تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین (اللہ کی قسم تو یوسف کا ذکر کرتا ہی رہیگا یہاں تک کہ تو مرنے کے قریب ہو جائے۔ یا ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جائے) بیٹوں کے یہ کہنے کے باوجود حضرت یعقوبؑ نے ان سے یہی کہا یٰبنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکفرون (اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا پتہ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے کافر لوگوں کے سوا اور کوئی مایوس نہیں ہوتا)

حضرت مسیح موعود کا ایمان باللہ

یہی وہ ایمان ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو انتہائی مایوس کن حالات میں مومن کو مایوس نہیں ہونے دیتا اور اللہ کی رحمت کا امیدوار رکھتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں ہمارے امام حضرت مسیح موعود نے خدا پر ایمان کا ـــ خدا کے کلام پر ایمان کا ـــ خدا کے وعدوں کی سچائی پر ایمان کا وہ زبردست نمونہ دکھایا جو صرف انبیا اور بڑے بڑے راستبازوں کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت اسلام اور مسلمانوں کی حالت آپکے سامنے اسلام کی حالت بحد مایوس کن ہو چکی تھی۔

سیاسی اور ملکی حالات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی اکثر سلطنتیں تباہ ہو چکی تھیں اور جو چند باقی تھیں وہ بھی دم توڑ رہی تھیں۔ ان کے سیاسی عظمت و اقتدار کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ ہر جگہ وہ محکوم اور شکست خوردہ نظر آ رہے تھے۔ کیرکٹر کے لحاظ سے بھی مسلمان گر چکے تھے۔ بلند ہمتی اور اولوالعزمی کی بجائے ان میں پست ہمتی آ گئی تھی۔ وہ آپس کے جھگڑوں اور ایک دوسرے کو کافر بنانے میں اس قدر مصروف تھے کہ انہیں اپنی اور اسلام کی ترقی و بہتری کا کوئی خیال ہی نہ آتا تھا۔ یورپ کا رعب بے انتہا دلوں پر چھایا ہوا تھا۔ مسلمانوں کا وہ طبقہ جس نے نئی تعلیم حاصل کی تھی وہ اسلام کی ترقی اور غلبہ سے بکلی مایوس ہو چکا تھا۔ اور یہ لوگ سمجھ ہی نہ سکتے تھے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی قرآنی پیشگوئی پوری ہو سکتی ہے۔ اور وہ دن کبھی آئے گا جبکہ اسلام دوسرے ادیان پر غالب ہوگا

ناموافق حالات میں غلبۂ اسلام کی خوشخبری اور اسکے نتائج

ان تمام ناموافق حالات کے اندر ایک شخص خدا کی طرف سے اٹھتا ہے ـــــ وہ خدا کی طرف سے آنیکا دعویدار ہے اور انتہائی مایوس کن حالات کے اندر خوشخبری دیتا ہے کہ اسلام عنقریب دوسرے تمام ادیان پر غالب آنیوالا ہے، اس مامور نے اس خوشخبری کے ذریعہ ایک جماعت کو تو بڑے بلند مقام پر پہنچا دیا۔ اور اس جماعت نے اسلام کے غالب کرنیکو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد قرار دے لیا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی حضرت مسیح موعود کی آمد سے مسلمانوں پر عام طور پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ بہت سے ایسے مسلمان جن کا ایمان متزلزل ہو چکا تھا ان کا ایمان از سر نو پختہ ہو گیا گو وہ لوگ جماعت احمدیہ کے اندر شامل نہ ہوئے ہوں۔

یورپ کی نئی طاقتیں ـــــ کمیونزم اور بالشویزم

پھر جس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے یہ خوشخبری سنائی نہ صرف اس وقت حالات مایوس کن تھے بلکہ اس کے بعد بھی طرح طرح کی مایوسیاں اور مشکلات پیش آتی رہیں۔ عیسائیت کا مغلوب کر لینا جہاں تک اس کے عقائد کا سوال ہے آسان ہے لیکن وہ نئی طاقتیں جو یورپ ...... میں پیدا ہوئی تھیں ان کا مغلوب کرنا آسان نہ تھا، ان میں سے ایک بڑی طاقت کمیونزم یا بالشویزم ہے جو کہ روس میں جنگ عظیم کے بعد ... [illegible] ... یہ پہلے بھی موجود تھی لیکن جنگ عظیم کے بعد [illegible] بن گیا ہے۔

بالشویزم کا عقیدہ کیوں اور کس طرح [illegible]

پہلے یورپ کی عام حالت یہ تھی (اور اب بھی [illegible] ملکوں میں یہی ہے) کہ روپیہ اور مال و دولت صرف چند [illegible] اور باقی اس سے محروم تھے۔ یہی وہ مشکل مسئلہ تھا جس کا [illegible] میں موجود نہ تھا لیکن اسلام میں اس کا حل موجود [illegible] کمزوری کی وجہ سے کمیونزم یا بالشویزم کا عقیدہ پیدا [illegible] عقیدہ کا بنیادی اصول کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ کوئی شخص [illegible] محنت اور قابلیت سے کماتا ہے وہ اس کی ملکیت [illegible] کی ملکیت ہے، ہر ایک شخص کو خواہ وہ کسی [illegible] ہو بحصہ مساوی کھانے پینے اور دیگر ضروریات کیلئے [illegible]

مسلمانوں کے ایک طبقے کی غلط فہمی

اس خیال نے مسلمانوں کے ایک بہت [illegible] دلوں پر بھی بہت اثر کیا حتیٰ کہ چند سال ہوئے ایک [illegible] مسلمان نے مجھ سے ایک مجمع میں کہا کہ بالشویزم [illegible] کا حل اسلام سے بھی بہتر پیش کرتا ہے۔ اس قسم کے [illegible] سے جو تھوڑا بہت قرآن کو جانتے اور سمجھتے تھے [illegible] کہ ایک آیت کہیں سے لے لی اور یہ ثابت کرنے [illegible] لگے کہ قرآن شریف بھی بالشویزم کا حامی ہے۔ چونکہ بالشویزم [illegible] روٹی کے مسئلہ کا حل موجود ہے، اس لئے یہ اکثر لوگوں [illegible] لگتا تھا۔ اور آج بھی بہت سے لوگوں کو یہ اچھا معلوم [illegible]

بالشویزم کے مقابلے پر اسلام کے دو اصول

لیکن اس کے بالمقابل اسلام کے دو اصول [illegible] خدا نے انسانوں کو رزق کے معاملہ میں بھی ایک دوسرے [illegible] ہے۔ دوسرا یہ کہ ہر ایک شخص جو کماتا ہے اس کی کمائی [illegible] یہ بھی قرآن کریم کا ایک محکم اصول ہے۔ گویا یہ دونوں اصول [illegible] کے مقابل میں پڑے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل [illegible] مسلمان یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے تھے کہ اب [illegible] سے مٹ نہیں سکتا۔ اس کی جڑیں اتنی مضبوط ہو چکی [illegible] اب کوئی طاقت ہلا نہیں سکتی۔

روس کا آئین جدید ـــــ بالشویزم پر زبردست [illegible]

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ حال ہی میں روس [illegible] تبدیلی کی گئی ہے جسمیں بالشویزم کے اس اصول کو کہ کوئی [illegible] اس کی ذاتی ملکیت نہیں ہو سکتی اور افراد جائیداد کے مالک [illegible] ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی مالک حکومت ہے، بہت بڑی [illegible] دیا گیا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں قرآن کریم کے اس [illegible] تسلیم کر لیا ہے، کہ جائیداد افراد کی ملکیت ہو سکتی [illegible] میں بھی جا سکتی ہے، اور دوسرے اسلام کے اس [illegible] روس کے آئین جدید میں تسلیم کر لیا گیا ہے کہ قابلیت [illegible] کے مطابق انسانوں کو خورد و نوش اور دیگر ضروریات [illegible] ایک دوسرے پر فضیلت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ [illegible] کہ اسوقت روس کے اندر پچاس سے لیکر ۲ ہزار روپے [illegible] آمدنیاں رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ خواہ یہ رقوم ان [illegible] کے ذریعہ مل رہی ہیں یا اپنی کوشش سے۔ لیکن بہرحال [illegible] کے بارہ میں انسانوں کی ایک دوسرے پر فضیلت کے [illegible] کو روس نے بالشویزم کے بنیادی عقیدہ کیخلاف تسلیم کر لیا [illegible]

حضرت مسیح موعود کے کشوف و الہامات کی [illegible]

یہ فی الحقیقت یورپ پر اسلام کی ایک بھاری [illegible]

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرا ان باتوں کو دیکھئے جو کس وقت حضرت مسیح موعودؑ کو کشف و الہام کے ذریعہ معلوم ہوئی تھیں۔ اس وقت جبکہ اسلام نہایت کمزور دکھائی دیتا تھا اور ظاہری حالات نہایت مایوس کن تھے آپ نے فرمایا کہ یورپ کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا اور اسلام، عیسائیت اور دیگر تمام ادیان پر غالب آئیگا اور آپنے فرمایا دجال یہی یورپ ہے اور اسی دجال کے مقابلے کے لئے میں آیا ہوں۔ ذرا غور کیجئے کہ ایک گاؤں کے رہنے والے نے جو کہ حالاتِ زمانہ اور مغربی ممالک کے رجحانات و خیالات سے بالکل ناواقف ہے اور جو یورپین زبانیں بالکل نہیں جانتا اس نے نصف صدی پیشتر وہ باتیں بتا دیں جو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ آج ہمارے سامنے اسلام کے اصول و قوانین یورپ پر غالب آرہے ہیں جس طرح یورپ کے وہ اصول اسلام کے مقابلہ میں غلط ثابت ہوا ہے اور بالشویزم کے علمبردار روس کو آخر تسلیم کرنا پڑا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مراتب میں فرق رکھا ہے اسی طرح اُن کے اندر رزق اور روٹی کے معاملے میں بھی فرق رکھا ہے

بالشویزم نے بلند اخلاق کو تباہ کر دیا

اسلام انسانوں کے اندر جو اعلیٰ درجے کے اوصاف پیدا کرنا چاہتا ہے وہ دولت کی مساوی تقسیم سے نہیں پیدا ہو سکتے اس طرح نہ صرف جدوجہد اور مسابقت کا جذبہ انسان کے اندر کمزور پڑ جاتا ہے، بلکہ ہمدردی، محبت اور رحم کے اخلاق بھی آہستہ آہستہ کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں، بالشویزم نے روٹی کے سوال کو تو حل کر دیا لیکن اس کیساتھ ہی بلند اخلاق کو تباہ کر دیا ــــ بلند اخلاق کو قربان کرکے روٹی کے سوال کو حل کر دینا یہ کوئی فائدہ اور کمال کی بات نہیں ہے۔

تقسیم دولت کے متعلق اسلام کا معتدل حکیمانہ طریق

دولت کی تقسیم کے متعلق اسلام نے ایک نہایت مفید اور درمیانی راہ اختیار کی ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ میری کوشش کا سارے کا سارا نتیجہ مجھے ہی ملے اس میں کسی دوسرے کا بالکل کوئی حق نہیں ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس طرح خود غرضی پیدا ہوتی ہے، اسلئے فرمایا فی اموالھم حق للسائل والمحروم پھر زکوٰۃ کے اصول میں قرار دیا کہ امیروں کے مال میں غریبوں کا حق ہے۔ اسلام نے انسان کی جدوجہد کے نتائج و فوائد میں اس کے علاوہ ایک حد تک دوسروں کا بھی حصہ رکھا ہے اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ انسان کی کوششوں کا ثمرہ کو بھی مساوی تقسیم کر دیا جائے۔ اُسے بھی اسی قدر ملے جسقدر کہ دوسروں کو، اس طرح انسان کے اندر سے جدوجہد کا جذبہ ختم ہو جائیگا اور لوگ زیادہ محنت اور کوشش کرنی چھوڑ دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ روس اپنے نئے آئین میں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوا ہے کہ جائیداد افراد کی مملوکہ بھی ہو سکتی ہے، اور ورثہ میں بھی جا سکتی ہے۔ بالشویزم اور یورپ کے مقابلے پر اسلام کی زبردست فتح ہے۔

مضبوط ایمان کے بغیر ہنگامی تحریکات کا مقابلہ ممکن نہیں

ایک وہ لوگ ہیں جو معمولی بات پر بہک جاتے ہیں۔ جب کوئی نئی رو چلتی ہے اس میں بے اختیار بہہ جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مقابلہ وہ کر سکتا ہے جس کا ایمان مضبوط بنیاد پر قائم ہو جس کے سامنے ایک معین اور اعلیٰ مقصد ہو اور وہ اس مقصد پر مضبوطی کے ساتھ کھڑا ہو۔

"خلافت" اور خاکسار تحریکیں

موٹی بات دیکھ لو ہمارے سامنے خلافت کی تحریک شروع ہوئی۔ ایک زمانہ میں اس کا کس قدر زور شور تھا اور لوگ اس کے متعلق کیا کیا خیالات اور امیدیں رکھتے تھے لیکن آج اس تحریک کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ خلافت کی تحریک مسلمانوں کو متحد کرنے میں ایک حد تک مفید ثابت ہوئی ہے اسی طرح آج خاکساروں کی تحریک بھی ایک حد تک مفید ہے ــــ مخلوقِ خدا کی خدمت جیسا کہ ان لوگوں کا بظاہر مقصد ہے اچھی بات ہے، فرقوں کے لحاظ سے بھی ان میں آزادی ہے۔ ان کے خیالات میں مولویوں وغیرہ کی نسبت وسعت ہے۔

مسلمانوں کی مشکلات کا علاج مامورِ وقت کی تحریک کر سکتی ہے

لیکن یہ ایسی تحریک نہیں جو مسلمانوں کی مشکلات کا حل کر سکے خواہ ایسی تحریکات تھوڑے وقت کے لئے کس قدر ہی کیوں نہ پھیل جائیں وہ کوئی مستقل نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی ہیں۔ خوب یاد رکھیں کہ مسلمانوں کی مشکلات کا علاج وہی تحریک کر سکتی ہے جو کہ خدا کے مامور کی جاری کردہ ہے۔ اور قدرتی طور پر آہستہ آہستہ بڑھتی پھیلتی اور ترقی کرتی ہے۔......

خدائی جماعتیں بتدریج ترقی کرتی ہیں

خدائی تحریکوں کی ترقی بالکل ایک درخت یا بچے کی مانند ہوتی ہے۔ درخت کس طرح بڑھتا ہے۔ کیا وہ ایکدم بڑھ کر پھل پھول جاتا ہے۔ نہیں بلکہ آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے۔ اس کی ترقی ہم کو بظاہر نظر نہیں آتی ایک درخت جس کو آپ روز دیکھتے ہیں وہ آپ کو بڑھتا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ لیکن باایں وہ رات دن بڑھ رہا اور ترقی کر رہا ہوتا ہے۔ سال دو سال کے عرصہ میں وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہی کافی ترقی کر لیتا ہے گو اس کی روزانہ ترقی کو آپ نہیں دیکھ سکتے، یہی حال ایک بچے کی نشو و نما کا ہے۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

۲۵ ــ ۲۶ ــ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۹ء

پیر ــــ منگل ــــ (بدھ)

مقرر ہوئی ہیں

خواتین کا جلسہ اور نمائش دستکاری

۲۴ دسمبر ۱۹۳۹ء بروز اتوار

کو منعقد ہوگی

قرآن کریم میں خدائی تحریکوں کی مثال

قرآن کریم نے حق پر مبنی تحریکات کی ترقی کی مثال اس طرح بیان فرمائی ہے کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علیٰ سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات منھم مغفرۃ و اجراً عظیماً کھیتی کی طرح جو اپنی سوئی کو نکالتی ہے پھر اسے مضبوط کرتی ہے سو وہ موٹی ہوتی ہے پھر اپنی نالوں پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے کھیتی کرنیوالوں کو خوش کرتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو غضب میں لائے۔ اللہ نے اُن میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لاتے اور اچھے عمل کرتے ہیں حفاظت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔ غرضیکہ حق و صداقت کی ترقی ہنگامی نہیں ہوتی بلکہ قانون قدرت کے مطابق بتدریج لیکن مستقل اور پائیدار ہوتی ہے۔ وہ جماعت جو ایمان کی مضبوط بنیاد پر کھڑی ہو اس کی ترقی کی کیفیت بھی یہی ہوگی جس کا ایمان مضبوط ہو اسے کوئی جبری قوت اور کوئی خطرہ مرعوب نہیں کر سکتا۔

مضبوط ایمان ہنگامی تحریکات سے مرعوب نہیں ہوتا

دیکھ لیجئے حضرت مسیح موعودؑ کو نہ تو عیسائیت کے غلبہ اور حکومت ہی اور نہ ہی اور کسی چیز نے مرعوب کیا آپ کا زبردست ایمان اس بات پر تھا کہ لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی ضرور پوری ہوگی غلبہ بالآخر اسلام ہی کو ہوگا۔ فرمایا کہ انہی عیسائیوں میں سے سعید روحیں نکل آئیں گی جو اسلام کی صداقت اور اس کے اصولوں کو قبول کرینگی جس شخص کا ایمان بھی قرآن پر پختہ ہوگا وہ ہنگامی تحریکوں سے متاثر نہیں ہو سکتا۔

جماعت احمدیہ کا ایمان مضبوط بنیاد پر قائم ہے

جماعت احمدیہ اس قسم کی تمام وقتی اور ہنگامی تحریکات میں بہنے سے اسی لئے محفوظ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکا ایمان ایک مضبوط بنیاد پر قائم ہے اور اسکو پختہ یقین ہے کہ یورپ اور تمام دنیا کی مشکلات کا حل صرف اسلام کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اسکو اسبات کا بھی کامل یقین ہے کہ لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی ضرور پوری ہو کر رہیگی۔ مایوس کن حالات کے باوجود مایوس نہ ہونا ہی ایمان کا اصل جوہر ہے اور یہی بات ہر مسلمان کی امتیازی خصوصیت ہونی چاہیئے۔ ہمارے سامنے قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیمات ہیں۔ جو شخص ان پر حقیقی معنوں میں ایمان لے آیا گویا اسکے ہاتھ میں ایک مضبوط ہینڈل آگیا فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ۔ پھر کسی مصیبت اور کسی مشکل میں اس کا ایمان متزلزل نہیں ہو سکتا۔

کامیابی کی دو شرطیں

اس قصہ میں بھی اسبات کی تعلیم دیگئی ہے کہ مومن کو خدا کی رحمت سے کسی حالت میں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ جہاں یہ فرمایا کہ لا تایئسوا من روح اللہ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکفرون یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے سوائے کافر لوگوں کے اور کوئی مایوس نہیں ہوتا لیکن اسکے ساتھ ایک شرط بھی ضروری قرار دی وہ ہے کوشش اور جدوجہد، اسی آیت میں جہاں ایک طرف یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے اس کیساتھ ہی یہ موجود ہے یابنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ یعنی اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اسکے بھائی کا پتہ لگاؤ۔ اچھی طرح تحقیق اور تلاش کرو۔ غرضیکہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا اور پوری کوشش اور جدوجہد کرنا دونوں باتیں جمع کی ہیں۔ یہی وہ باتیں ہیں جو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کے سامنے رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا

(۱) موجودہ مایوس کن حالات کے باوجود یقیناً اسلام دیگر تمام ادیان پر غالب ہو کر رہیگا

(۲) دوسری یہ بات کہ اسلام کو دنیا میں پہنچانے کی پوری کوشش کرو۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں انہی دو باتوں کا سبق دیا ہے اور انہی پر ہماری کوشش صرف ہونی چاہیئے۔

خطبہ ثانی!

میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز جمعہ کیلئے خطبہ سے قبل مسجد میں آنا چاہیئے۔ خطبہ گویا نماز جمعہ کی اصل ہے۔ قرآن کریم نے اس پر بڑا زور دیا ہے خطبہ کی وجہ سے ہی نماز جمعہ میں چار کی بجائے دو رکعت رکھی ہیں بعض دوست خطبہ شروع ہونے کے بعد دیر سے آتے ہیں۔ جو بہت افسوس کی بات ہے اور یہ اچھا طریق نہیں ہے۔ خدا اور رسول کے کلموں کی قدر اور پابندی کرو۔ اس کے بعد حضرت ممدوح نے ینگ مینز ایسوسی ایشن کے ۱۹ نومبر کے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے نوجوانان جماعت کو چند بیش قیمت نصائح فرمائیں اور انکی بعض کوتاہیوں پر موثر سرزنش کرتے ہوئے آپنے فرمایا کہ ہمارے

ہمارا سالانہ اجتماع

قوم را ربط و نظام از مرکزے　　روزگارش را دوام از مرکزے
در جہاں جانِ امم جمعیّت ست　　در نگر سِرِّ حرم جمعیّت ست

قوم کی حیات کا انحصار اُس کی اجتماعی طاقت پر ہوُا کرتا ہے، یہی وجہ ہے، کہ خُداوند تعالےٰ نے اسلام کی بنیاد خالص اجتماعی اُصولوں پر رکھی ہے۔ اور تمام ان رجحانات کو روکا ہے جو غیر اجتماعی ہوں۔ اگر غور سے کام لیا جائے تو ہمیں اس امر پر یقین کامل ہو جائیگا، کہ اسلام واقعی دین فطرت ہے فطرت کا یہ تقاضہ ہے، کہ انسان سوسائٹی کے اندر رہے کیونکہ اس میں اسکی فلاح پوشیدہ ہے۔ اور اسکے تمام اخلاقی اور مذہبی ادارے اس اجتماعی زندگی سے ہی ترقی کر سکتے ہیں ورنہ یہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ وُہ مذاہب جنہوں نے رہبانیت کی تعلیم دی، اُنہوں نے ایک لمبے عرصہ تک انسان کے اخلاقی اور عقلی نشوونما کو روکے رکھا۔ اور لوگوں کو ایسے مشاغل میں اُلجھانے کی کوشش کی جو سراسر غیر فطری تھے۔ لیکن عرصہ دراز کے تاریخی تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ دُنیا کی عظیم الشان قوموں کی ترقی کا باعث اُن کی اجتماعی خصوصیات تھیں ورنہ آج دُنیا کی عالمگیر ترقی راہبوں کی پیدا کردہ نہیں ہے، بلکہ اسکے عقب میں انسان کی اجتماعی شوکت کارفرما ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی بنیاد بھی چند ایک اجتماعی اُصولوں پر ہی رکھی ہے۔ اور یہ جماعت خالص اسلامی جماعت ہونے کی وجہ سے حقیقی اجتماعی سپرٹ کی حامل ہے۔ جماعت احمدیہ نے آج تک جو اسلامی خدمت کی ہے، وُہ اسی خصوصیّت کی رہین احسان ہے۔ دُنیا کے طول و عرض میں مسلمان پھیلے ہوئے ہیں اور اپنی تعداد کے لحاظ سے بیشمار ہیں۔ لیکن وُہ اس کام کو نہ کر سکے جسے ایک قلیل جماعت نے پچیس، سال کے عرصہ کے اندر اندر کر دکھایا اور یہ سب کچھ چند اجتماعی خصوصیات کی برکت سے ہوُا۔ اگر یہ اجتماعی خصوصیات ہمارے اندر موجود نہ ہوتیں تو قرآن مجید کے تراجم مشنوں کا اجرا اور بے نظیر اسلامی لٹریچر بھی ہم نہ پیدا کرسکے ہوتے۔ اور اشاعتِ اسلام کے میدان میں ہمارے کارنامے یوں وحید العصر بھی قرار نہ دئے جا سکتے۔ سو ہر احمدی پر یہ واضح رہے، کہ دُنیا میں اس کا وقار صرف اسکی اجتماعی خصوصیات کی وجہ سے ہے۔ جبتک وہ خصوصیات اس کے اندر موجود رہینگی وہ بھی دُنیا میں ممتاز اور زندہ رہیگا۔ اور اس کے اعلائے کلمۃ اللہ سے زمین کے کناروں تک ایک گونج پیدا ہوتی رہیگی

ہمارا سالانہ اجتماع جسے ہم جلسۂ سالانہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں جس کی تاریخیں اس دفعہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر مقرر ہوئی ہیں۔ ہماری ان خصوصیات کو روشن کرتا ہے ہم ہر سال دسمبر کے آخری ہفتہ میں جب یہ جلسہ منعقد ہوتا ہے، اپنی اجتماعی قوّت کا جائزہ لیتے ہیں اپنی گذشتہ کارکردگی کا محاسبہ کرتے ہیں اور آئندہ کیلئے اپنے اندر ایک جوشِ عمل پیدا کرتے ہیں، یہ اجتماع ہمارے قلوب میں ایک نئی جولانی اور حرکت پیدا کرتا ہے اور ہر قسم کے سکوت و جمود کا خاتمہ کر دیتا ہے، وُہ اخوت و محبت کی روح جسے ہمارے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کیا اسے تقویت پہنچتی ہے۔ ہمارے تعلّقات استوار اور محکم ہوتے ہیں جب ہم سب ایک جگہ اپنے مرکز میں اکٹھے ہو کر اس امر کا ثبوت ہیں کہ ہم زندہ ہیں کیونکہ ہمارے مشاغل اور نصب العین میں ایک مقصد ہے، اور اس مقصد کو بروئے کار لانے کیلئے ہماری جماعت اخلاص اور ایثار کا پیکر ہے اور اسکے لئے ہر قسم کی اجتماعی قربانی کرنے کو تیار ہے

دُنیا کی باقی اقوام میں بھی اجتماع کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں، مثال کے طور پر کرسمس کو ہی لے لیجئے، کیونکہ ان دنوں میں یہ تہوار بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ کیا ہے سوائے اسکے کہ دُنیا میں جگہ جگہ عیاشی کے اڈے قائم کر دئے جاتے ہیں اور کیا ہوتا ہے اس سے انسانوں کو اخلاقی لحاظ سے کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ بلکہ نقصان ہوتا ہے لیکن اس کے بالمقابل مسیح محمّدی نے انہیں دنوں میں جس اجتماع کی بنیاد رکھی اس کی غرض و غایت اس سے بالکل مختلف ہے اور وُہ اپنی اخلاقی ... میں ایک بالکل جُداگانہ حیثیت رکھتا ہے، ہر طرف لوگ عیش و عشرت میں مصروف ہوتے ہیں لیکن اس جماعت کے مخلص اور نیک فطرت افراد دُور دُور سے سفر کر کے مرکز میں پہنچتے ہیں تاکہ اپنی طاقت اور روپیہ کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں صرف کریں، یہ لاہور دنیا کی بہت بڑی بڑی دلچسپیوں کا مرکز ہے، یہاں انسان کی ... اور وجاہت کا رنگ ڈیوں میں الجھنا معمولی بات ہے لیکن جماعت کے افراد لاہور کی مادی دلچسپیوں سے کھنچے ہوئے نہیں آتے اس سے بالکل مختلف جذبہ انہیں کشاں کشاں کھینچ لاتا ہے وُہ کسی حسی مسرّت کیلئے یہاں جمع نہیں ہوتے، بلکہ ایک اخلاقی اور مذہبی مسرت کے لئے یہاں اکٹھے ہوتے ہیں حضرت مسیح ناصری نے ایک آسمانی بادشاہت کو اس دنیا میں قائم کرنا چاہا تھا، لیکن انکی قوم آسمانی مائدہ کو چھوڑ کر دُنیا کی گندگیوں پر جا گری اور یہ بادشاہت قائم نہیں ہو رہی۔ لیکن مسیح محمّدی کی قائم کردہ جماعت اپنے اندر ایک اخلاقی اور مذہبی شوکت رکھتی ہے، اس کا مقصد وحید دنیا میں اسلام کی شانِ جمالی کو ظاہر کرنا ہے اور اس کو ظاہر اور غالب کرنے کیلئے وُہ سالہا سال سے محنت شاقہ کر رہی ہے اور ہمیشہ کرتی رہیگی، اور اس جہاد میں اسکے پایہ استقلال کو دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی دلچسپی جنبش نہیں دے سکے گی۔

ہر وُہ احمدی جس کے قلب میں اشاعت اسلام کے ولولے ہیں اور اس کی فطرت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت پوشیدہ ہے، اس کا فرض ہے کہ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بارونق بنانے کی کوشش کرے کیونکہ اس اجتماع کا کامیاب ہونا اس کی زندگی کی علامت ہے۔ اور وُہ کون احمدی ہے جو دل سے نہیں چاہتا کہ دنیا پر اس امر کو خوب روشن کر دے کہ وُہ ایک زندہ جماعت کا فرد ہے جو اپنے مقاصد اور اغراض کے لحاظ سے ایک ممتاز جماعت ہے، اور اس کا یہ امتیاز محض اس کی اجتماعی خوبیوں سے ہے، اور یہ اجتماعی خوبیاں اُسوقت تک ہی اس میں برقرار رہ سکتی ہیں، جب تک اس کے اجتماع کامیاب ہیں۔

دسمبر کے اسی عشرہ کے دوران میں جس کے اندر ہمارا جلسۂ سالانہ ہوتا ہے۔ کرسمس کی تعطیلات کیوجہ سے تمام سرکاری دفاتر، سکول اور کالج وغیرہ بند ہوتے ہیں، اور ریلوے کے واپسی رعایتی ٹکٹ بھی ایک لمبے عرصہ کیلئے مل جاتے ہیں یعنی قریبًا قریبًا وُہ تمام سہولتیں میسّر ہوتی ہیں جو کہ اس زمانہ میں ایک اجتماع کو کامیاب بنا سکتی ہیں، سو جبکہ یہ سہولتیں بھی مہیا ہیں اور اس اجتماع سے ہماری جماعت اور ہمارے کام کو ایک بہت بڑی تقویت بھی پہنچتی ہے۔ تو نہایت ضروری ہے کہ ہر احمدی اس جلسہ میں شریک ہو اور نہ صرف خود شریک ہو بلکہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی لانے کی کوشش کرے اور اس کو کامیاب بنانے کیلئے ابھی سے جماعت کے تمام حلقوں میں ایک تحرک پیدا ہو جانا چاہیئے۔ اور ہماری جماعت کے ہر بچے سے لیکر بوڑھے تک کو شامل ہونے کی کوشش کرنا چاہئے تاکہ دنیا میں ہماری جماعت زندہ رہے اور ہمارا مقصد زندہ رہے، ابھی قریبًا ایک مہینہ باقی ہے، اگر ہم سب مل کر کوشش کریں تو اس اجتماع کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر کامیاب بنا سکتے ہیں، اور اس کیلئے کوئی بڑی جدوجہد کی ضرورت بھی نہیں ...

شذرات

زندہ قوموں کا شعار

جنگ کے متعلق ایک تازہ دلچسپ اور سبق آموز خبر سنئے :-

" لندن ۲۳ نومبر - جنگ کے اخراجات کے بارہ میں ایک براڈ کاسٹ تقریر میں سرجان سائمن نے بیان کیا کہ حکومت برطانیہ کو ہر روز ۹۰ لاکھ پونڈ جنگ کا خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ ذاتی مصارف کم کر کے حکومت کی امداد کریں "

مانا کہ حکومت برطانیہ کی وسعت اور اس کے ذرائع آمد بہت زیادہ ہیں لیکن ساٹھ لاکھ پونڈ یعنی نو کروڑ روپیہ روزانہ بھی معمولی خرچ نہیں۔ یہ رقم ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست حیدر آباد کی سالانہ آمدنی سے بھی زیادہ ہے ـــــ یہ خرچ یقیناً برطانیہ پر ایک بھاری بوجھ ہے ـــــ لیکن وہ اس کو اپنی عزت و وقار اور ساکھ کے تحفظ کی خاطر خوشدلی سے برداشت کر رہا ہے۔ برطانیہ کی حکومت اور پبلک دونوں خندہ جبینی کے ساتھ اس میں حصہ لے رہے ہیں۔

اسلام کو بھی ایک عظیم الشان روحانی و اخلاقی جنگ درپیش ہے اس کے فرزندوں سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس جنگ میں کیا صرف کر رہے ہیں؟ کیا دنیا کے چالیس کروڑ سے زائد مسلمان سال بھر بھی اسلام کے دفاع اور اس کی تبلیغ اور قرآن کی اشاعت میں اتنی رقم خرچ کرتے ہیں جو کہ برطانیہ صرف ایک دن میں اپنی سلطنت و عزت کے تحفظ میں خرچ کرتا ہے؟ اس سوال کا جواب نفی ہے۔

اس کے بعد ہم وابستگان سلسلہ احمدیہ سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ان میں اسلام کے لئے قربانی کا وہ زبردست ولولہ موجود ہے جو کہ انگریز قوم میں اپنے ملک و سلطنت کیلئے نظر آتا ہے؟ اگر نہیں تو اسے پیدا کرنا چاہیئے۔ باقی مسلمان غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں۔ تم اسلام کے سپاہی ہو مجدد وقت نے تمہیں بیدار کیا ہے۔ ایک سپاہی کے لئے یہ امر موجب اطمینان نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ غفلت کی نیند سوئی ہوئی جماعت سے زیادہ کام کر رہا ہے بلکہ اس کا مقابلہ زندہ و بیدار جماعتوں کے ساتھ ہے۔ کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ وہ دوڑ کر ان سے آگے نکلے۔

حکومت ہند اور حج لائن

امسال حج ٹریفک کے بارہ میں حکومت ہند اور "حج لائن" (سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی) میں بعض افسوسناک اختلافات پیدا ہو گئے ہیں جن کے نتیجہ میں "حج لائن" نے بطور احتجاج اپنے جہازوں کی روانگی ملتوی کر دی ہے۔ حالات جنگ کی وجہ سے حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ امسال ۷۵ فیصدی حاجیوں کو انگریزی کمپنی یعنی "مغل لائن" لیجائے اور ۲۵ فیصدی حاجیوں کو "حج لائن"۔ یہی تقسیم نزاع کی بنیاد ہے حج لائن نے حکومت کے اس فیصلہ کو انصاف کے خلاف اور ایک ہندوستانی کمپنی کی صریح حق تلفی قرار دیا ہے۔ اس کے جواب میں حکومت نے ایک سرکاری بیان میں بتایا ہے کہ موجودہ حالات کی رو سے اسکا فیصلہ بالکل صحیح اور ضروری ہے۔ اس بیان میں بعض اقتباسات و اعداد و شمار بھی پیش کئے گئے ہیں۔ کمپنی اور حکومت کے یہ دونوں بیان پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکے ہیں۔ اب کمپنی نے سرکاری بیان کی تردید میں ایک اور بیان دیا ہے جس میں حکومت پر مغل لائن کی بے جا حمایت کا الزام بھی موجود ہے۔ یہ نزاع قابل افسوس ہے۔ بیانات کی اس طریق پر اشاعت مفید نہیں۔ ہمارے خیال میں جھگڑے کا فیصلہ باہمی گفت و شنید سے ہو جانا بہتر ہے "حج لائن" کو موجودہ حالات اور حکومت کی مجبوریوں اور ذمہ داریوں پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ مناسب حد تک ہندوستانی کمپنی کے حقوق و مفاد کا احترام کرے اور حاجیوں کی آسائش و آرام "مغل لائن" اور "حج لائن" دونوں کے مفاد سے زیادہ قابل لحاظ ہے۔ اگر چند ایسے ذمہ دار مسلمان جنہیں سرکاری اور تجارتی حلقوں میں یکساں رسوخ حاصل ہے کوشش کریں تو امید ہے بآسانی فیصلہ ہو جائے گا۔

دو ضروری اعلان

(۱)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا موجودہ پتہ

جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہے اب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ احمدیہ بلڈنگس میں سکونت نہیں رکھتے۔ بلکہ مسلم ٹاؤن میں مستقل طور پر مقیم ہیں ان کا موجودہ پتہ یہ ہے:-

مسلم ٹاؤن اچھرہ لاہور

لیکن بعض احباب حضرت ممدوح کو غلطی سے احمدیہ بلڈنگس کے پتہ پر خط لکھتے ہیں جس سے خط کے پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے لہذا تمام احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ حضرت ممدوح کو مندرجہ بالا پتہ پر خطوط لکھا کریں۔ (سکرٹری)

(۲)

تمام روپیہ محاسب کے نام پر آنا چاہیئے

تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جملہ رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنی چاہئیں۔ بعض حضرات مسلم ٹاؤن حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں روپیہ بھیج دیتے ہیں جس سے حضرت ممدوح کو تکلیف ہوتی ہے اور دفتر کے کام میں بھی غیر ضروری اضافہ ہو جاتا ہے لہذا تمام دوست آئندہ ترسیل زر کے وقت اس بات کا خیال رکھیں (سکرٹری)

چینی عورتوں کی تحریک "حیات نو"

ملک چین کی مشہور خاتون مادام چیانگ کائی شیک نے "حیات نو" کے نام سے ایک نسوانی تحریک جاری کر رکھی ہے جس کی بدولت چینی عورتوں میں زبردست اخلاقی و معاشرتی انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ حال ہی میں ایک انگریز سیاح نے اس تحریک کے چشمدید حالات اخبارات میں لکھے ہیں جن کا خلاصہ [illegible]

" اس تحریک میں ہزارہا تعلیم یافتہ عورتیں ہیں جو چینی عورتوں [illegible] گرمجوشی کے ساتھ صفائی، باہمی محبت، شوہر [illegible] مادرانہ فرائض کی تکمیل، امن پسندی، مذہب دوستی اور حب الوطنی کے جذبات پیدا کر رہی ہیں۔ تقریر و تحریر ہی [illegible] نہیں، ان کو اپنے عمل سے بھی چینی عورتوں کو سکھلانا پڑتا ہے کہ شریفانہ زندگی کیا ہے اور چین کو [illegible] کس قسم کی عورتوں کی ضرورت ہے؟ اس تحریک میں شرکت کے یہ معنی ہیں کہ ہر قسم کی عریانی، بدتہذیبی، اسراف اور بری عادات سے بچا جائے۔ اس تحریک کی کوئی رکن شراب نہیں پی سکتی، افیون نہیں کھا سکتی، سڑکوں پر [illegible] عریاں لباس پہن کر ٹہل نہیں سکتی۔ رکنیت کی اس کڑی شرط نے چینی عورتوں کی حالت پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے۔"

یہ خبر ہماری جماعت کی خواتین کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ کیا وہ ذرا اپنی قوت عمل کا مقابلہ چینی عورتوں کی ان سرگرمیوں سے کریں گی؟ اگر ہماری جماعت کی خواتین عزم و ہمت سے کام لیں تو وہ ہندوستان کی مسلمان عورتوں میں اس سے زیادہ وسیع اور [illegible] انقلاب پیدا کر سکتی ہیں اور اس طرح مسلمان قوم کو حیات نو مل سکتی ہے۔ صرف بے پناہ جذبہ عمل، خلوص ایمان کی ضرورت ہے۔

آہ! حاجی محمد حسن صاحب لدھیانوی

جناب حاجی محمد حسن صاحب لدھیانوی کی وفات گذشتہ [illegible] کا ایک بہت ہی رنجدہ اور افسوسناک حادثہ ہے۔ حاجی صاحب مرحوم کی وفات سے ہم حضرت مسیح موعود کے ایک قدیم رفیق اور سلسلہ کے ایک مخلص و بزرگ رکن سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ جیسی بابرکت ہستیوں کا اٹھ جانا ایک عظیم قومی نقصان ہے۔

مرحوم کے مختصر حالات زندگی اور علالت و وفات کی کیفیت پیش نظر اشاعت کے صفحہ ۱۲ پر درج ہوئی ہے جن کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ نہایت متقی، دیندار اور خدا پرست انسان تھے۔ اسلام اور سلسلہ کی خدمت ساری عمر آپ کا شعار رہا۔ تبلیغ اسلام کا غیر معمولی جوش رکھتے تھے۔ دیانت و امانت کے لحاظ سے آپ کا درجہ بہت بلند تھا۔ اس بارہ [illegible] میں ہمیں مرحوم کے فرزند اکبر جناب ملک خدا بخش صاحب [illegible] سرکل ہیڈ کلارک محکمہ نہر اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے سب کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آریہ ہندو دنیا پر ایک نظر

ہندو دھرم ایک قدیم مذہب ہے۔ یہ صرف ہزاروں سال قبل کے ہندوستان کیلئے موزوں تھا لیکن اسکی محدود تعلیمات اور پرانے قوانین موجودہ زمانہ کی ضروریات و حالات کا ساتھ ہرگز نہیں دے سکتے۔ پھر بعد زمانہ اور ہندو لیڈروں کے بعض مذہبی و سیاسی پیشواؤں کی خود غرضیوں نے اسے کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ اس کی الہامی کتابوں میں ہزاروں سالوں سے تحریف ہو رہی ہے اس کی مذہبی زبان سنسکرت مردہ ہو چکی ہے۔ ہندو قوم کی تاریخ یکسر دور از قیاس افسانوں اور ناقابل یقین کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ راسخ العقیدہ سناتن دھرمی ہندو آنکھیں بند کر کے حتی الامکان اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرتے ہے ہندو دھرم اور حالات زمانہ میں عرصہ دراز سے جو فیصلہ کن کشمکش جاری ہے اس میں انہوں نے چنداں دخل نہ دیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارا کام دھرم کی پیروی ہے کیونکہ یہ ہمارا آبائی مذہب ہے اس کی حفاظت دیوتاؤں کا فرض ہے وہ جانیں اور ان کا کام — یہ لوگ ہندو دھرم کی ناقابل فہم تعلیمات اور خلاف عقل قوانین کی کوئی تاویل بھی کرتے تو محض اپنے دل کی تسلی کے لئے — ان کا اندھا اعتقاد اسبات کی بھی بہت کم ضرورت محسوس کرتا تھا۔

ان راسخ العقیدہ ہندوؤں کے طرز عمل کے برخلاف آریہ سماجیوں کے گرو پنڈت دیانند جی نے ہندو یا ویدک دھرم کو خواہ مخواہ ایک عالمگیر اور موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس کیلئے انہوں نے بہتیرے جتن کئے۔ ہندو دھرم کے بہت سے بنیادی اور مسلمہ اصولوں سے انہوں نے صاف انکار کر دیا مثلاً بت پرستی، اسلام اور بعض دیگر مذاہب کی تعلیمات کو اپنا لیا اور ہندو دھرم کی بہت سی تعلیمات و عقائد کی دور از قیاس تشریح و تاویل کی لیکن اس کے باوجود انہیں اپنی کوشش میں کامیابی نصیب ہوئی۔ انہوں نے بڑی محنت سے "ستیارتھ پرکاش" تالیف فرمائی مگر۔ ان کے پیرو اس پر بھی عمل نہ کر سکے — پنڈت دیانند جی نے اپنی مذکورہ بالا ناکام کوششوں کے بھروسے ہندو ویدک دھرم کو تبلیغی مذہب کے طور پر پیش کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چاروں طرف سے تنقید و اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی اس طرح اس دھرم کے بہت سے چھپے ہوئے گوشے بے نقاب ہو گئے۔ علاوہ ازیں خود ہندو قوم کے اندر آزاد خیال نوجوانوں کی بدولت ایسے ایسے مسائل پیدا ہوئے جو ویدک دھرم اور آریہ سماج کے عجز کو نمایاں کر رہے ہیں۔

ورن آشرم ہندو ویدک دھرم کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ جات پات کے قائل سناتن دھرمی اسے صحیح اور سیدھے سادے طریق پر مانتے ہیں کہ چار ورن ہیں جن کا انحصار جنم پر ہے۔ برہمن کا بیٹا برہمن اور شودر کا بیٹا شودر ہو گا اسی طرح دوسرے ورنوں کا حال ہے۔ لیکن آریہ سماجی مہاشوں اور ان کے گرو جی نے تحریف و تاویل کے کمال کی بدولت یہ فرمایا کہ ورن آشرم کا انحصار جنم پر نہیں بلکہ اعمال پر ہے حالانکہ وید اور ہندو ویدک دھرم کی دیگر کتب، ان کی روایات، ہندو قوم کا ہزاروں سال کا عمل اس کے خلاف ہے۔ آریہ سماج نے ہزار کوشش کی۔ تقریر و تحریر کا زور لگایا۔ سناتن دھرمیوں سے مناظرے کئے، گروکل اور آشرم کھولے، لیکن وہ پنڈت دیانند جی کے ارشادات کے مطابق ورن آشرم کو گن کرم، سبھاؤ کی بنیاد پر قائم نہ کر سکے

جہاں تک دانتوں کا تعلق ہے آریہ سماج کے اندر بھی برہمن کا بیٹا برہمن ہی کہلاتا ہے۔ یہ آج تک دیکھنے میں نہیں آیا کہ کسی شودر کے بیٹے کو آریہ سماج نے برہمن کا درجہ دیکر اس کی شادی کسی برہمن لڑکی کے ساتھ کر دی ہو۔ ہندوستان میں آریہ سماج نے بیسیوں گروکل کھول رکھے ہیں اگر وہ چند شودر لڑکوں کو بھی برہمن بنا کر برہمن خاندانوں میں ان کا رشتہ نہیں کرا سکتے تو آخر ان گروکلوں اور آریہ سماجیوں کے گرما گرم مناظروں کا فائدہ کیا ہے؟

عرصہ تک ورن آشرم کے متعلق آریہ سماجی نظریہ محض مناظروں اور بحثوں کے کام ہی آتا رہا۔ سناتن دھرمی کہتے کہ ورن کا انحصار جنم پر ہے ان کا عمل بھی ان کے اس قول کے مطابق تھا اور ہے۔ اور آریہ سماجی ارشاد فرماتے کہ ورن کا انحصار گن، کرم، سبھاؤ پر ہے لیکن ان کا عمل اپنے اس قول کے برعکس اور سناتن دھرم عقیدہ کے مطابق رہا۔ مگر جب آریہ سماج نے اشدھی اور اچھوت ادھار کے ہنگامے برپا کئے تو ایسی مہا منڈیں اور ایسے حالات پیدا ہو گئے جو آریہ سماجیوں سے انکے عقائد کے مطابق عمل کا پر زور مطالبہ کرنے لگے۔ ایک طرف دیگر مذاہب کے اشدھ شدہ افراد نے شور مچایا کہ بتاؤ ہمارا ورن کونسا ہے۔ اگر ویدک دھرم ایک تبلیغی مذہب ہے اور اس کی نگاہ میں تمام انسان ایک جیسے ہیں صرف اعمال ہی کا اعتبار ہے تو کیا وجہ ہے کہ جنم کے ہندوؤں اور آریہ سماجیوں کے لئے ورن مقرر ہوں اور ہم بغیر ورن کے یوسف بے کاروان بنے رہیں۔

چونکہ ان لوگوں کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی نہ ان میں تنظیم تھی اسلئے آریہ سماجی لیڈروں نے ان کی آواز کو تشدد، رعب، لالچ۔ دم دلاسا غرض مختلف "حکمت عملیوں" سے دبا دیا۔ لیکن اچھوتوں کا معاملہ مختلف نوعیت کا ہے اسلئے آریہ سماجیوں کے لئے بہت تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔ وہ آریہ سماجی عقاید و تعلیمات کے مطابق اپنے ورن کی تعین چاہتے ہیں آریہ سماج اس کے لئے تیار نہیں۔ زبان سے یہ لوگ لاکھ مساوات کا دعوےٰ کریں لیکن کسی اچھوت کو خواہ وہ لاکھ اعلیٰ تعلیم یافتہ، مہذب اور نیک چلن کیوں نہ ہو کوئی اعلیٰ ذات کا آریہ سماجی حتی الامکان اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھاتا ہے نہ اسے لڑکی دینے کے لئے تیار ہوتا ہے اشدھ شدہ اچھوتوں نے آریہ سماجیوں کی منافقت اور بدعملی سے تنگ آکر ایک جات پات توڑک منڈل قائم کیا جس نے ذات پات کے علاوہ ورن آشرم پر بھی کلہاڑا چلانا شروع کر دیا ہے کیونکہ ذات پات کی اصل بنیاد ورن آشرم ہی ہے۔

جب ورن آشرم پر کلہاڑا چلا تو آریہ سماجی بیتاب ہو گئے نہایت آریہ سماجیوں پر قدیم خیالات کا اثر غالب ہے۔ اچھوت جب ان سے روٹی بیٹی کے متعلق مطالبہ کرتے تو وہ خون کے گھونٹ پی کر اور غصے دانت پیس کر خاموش ہو رہتے۔ ورن آشرم کے خلاف جات پات توڑک منڈل کی بغاوت نے ان لوگوں کو اشدھ شدہ اچھوتوں کے خلاف زہر چکانی کا موقعہ دیا۔ انہوں نے اچھوتوں پر طرح طرح کے الزامات لگائے آریہ سماج کی دونوں پارٹیاں اور ماس پارٹی میں ہمیشہ کی کھٹ پٹی رہتی ہے لیکن غریب اچھوتوں کے خلاف دونوں متحد ہو جاتے ہیں — جات پات توڑک منڈل والا اشدھ شدہ اچھوتوں کی مدد سے [illegible] سماجی مظالم کو بے نقاب کرتے ہیں تو آپ [illegible] آریہ سماجیوں کے نامعقول اعتراضات کا مسکت و دندان شکن جواب دیتے ہیں اور ان کے مقابلے میں آریہ سماجی ان کو گالیاں اور ورن ویوستھا کی تباہی پر ماتم کرنے میں مصروف رہتے ہیں

اس ہفتہ آریہ سماج کی دونوں پارٹیوں کے لاہور میں جلسے ہو رہے ہیں اس کے ساتھ ہی جات پات توڑک منڈل نے اپنا جلسہ منعقد کیا ہے اور پوسٹروں کے ذریعہ یہ اعلان کر کے ویدوں میں چار ورن موجود ہی نہیں آریہ سماجی مہاتماؤں کو مناظرہ کا زبردست چیلنج دیا ہے — دیکھئے اس کا کیا نکلتا ہے۔ بہرحال ہم آریہ سماج کو ان کے نئے سپاہیوں کی جدت و تحقیق پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور جات پات توڑک منڈل والوں کے مطالبات و مقاصد سے ہمیں پوری ہمدردی ہے [illegible] آریہ سماجی اپنے دل میں ان مطالبات کو محسوس کرتے ہیں کہ آریہ سماج اشدھی اور اچھوت ادھار کا دروازہ کھول کر ویدک دھرم کا نادان دوست ثابت ہوا ہے اس طرح ویدک دھرم کی قدیم و فرسودہ عمارت کے ایسے کمزور ڈھانچے کو تنقید و تحقیق کی آماجگاہ بنا دیا جس میں کہ اس "حملہ" کے برداشت کی تاب نہیں ہے

ریاست جموں کشمیر کی سرکاری ملازمتوں کے متعلق [illegible] شمار اخبارات میں شائع ہوتے ہیں جن میں سے چند [illegible] "جموں اور کشمیر کے دو گورنر ہیں اور دونوں غیر مسلم [illegible] تین تین ہیں اور تینوں غیر مسلم ہیں۔ کالجوں کے [illegible] اور دونوں غیر مسلم ہیں، محکمہ جنگلات میں چیف [illegible] ہے۔ اس کے دونوں نائب غیر مسلم ہیں۔ ڈپٹی کنزرویٹر [illegible] جن میں سے صرف ایک مسلمان ہے۔ اسسٹنٹ کنزرویٹر [illegible] ۱۹ ہیں جن میں مسلمان پانچ ہیں۔ گیم وارڈن غیر مسلم [illegible] اسسٹنٹ غیر مسلم، یہی حال دوسرے محکموں کا ہے [illegible] حیدرآباد، بھوپال وغیرہ اسلامی ریاستوں کے خلاف [illegible] کرتے ہوتے آریہ سماجی اور ہندو مہا سبھائی بالعموم کہا کرتے [illegible] ریاستوں میں ہندوؤں کو سرکاری ملازمتیں نہیں دی جاتیں [illegible] ذرا حیدرآباد و بھوپال کی سول لسٹوں سے ان اعداد و شمار [illegible] کریں اور بتلائیں کہ اگر حیدرآباد و بھوپال کے ہندو [illegible] وہاں کی حکومتیں ظالم و بے انصاف ہیں تو جموں کشمیر کی [illegible] اور وہاں کے اسی پچاسی فیصدی مسلمانوں کے متعلق انکا کیا خیال [illegible]

سکھر میں آگ لگانے کے بعد ہندو مہا سبھا کے ڈاکٹر مونجے [illegible] اور وہاں ایک بڑی زناٹے کی تقریر کی جسمیں اپنے بھائیوں [illegible] ہندوؤں کو کہا کہ تم فیڈریشن قبول کر لو اس طرح ہندوؤں کو [illegible] جائیگی۔ ہندو مسلم سمجھوتے کا جھگڑا بالکل غیر ضروری [illegible] دراز نوں کا استعفےٰ تمہاری ایک بھاری غلطی ہے۔ اس کے [illegible] مسلمانوں پر بھی برسے اور فرمایا کہ مسلم لیگ کا قاعدہ [illegible] آزادی حاصل [illegible] کے لئے لازمی نہیں ہندو اپنی طاقت سے آزادی حاصل کر سکتے ہیں [illegible]

اگر ہندو مہا سبھا اور ہندو اپنی طاقت سے آزادی حاصل [illegible] سکتے ہیں تو پھر کرتے کیوں نہیں ڈاکٹر مونجے اور انکے [illegible] لگاتے ہوئے کئی سال ہو گئے — کیا یہ سمجھا جائے [illegible] مسلمانوں کے تعاون کے بغیر آزادی حاصل ہو سکتی ہے [illegible] چاہیئے کیونکہ ان کی طبیعتیں غلامی کی خوگر ہو چکی ہیں [illegible]

گئو رکھشا کے "حقائق"

مہاشے خوشحال چند خورسند پچھلے دنوں سرگودہا تشریف لے گئے وہاں گئو کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔ پرورش گاؤ کے سلسلے میں جب تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا تو اس کے صدر میاں امین الدین صاحب ڈپٹی کمشنر سرگودہا قرار پائے۔ ایک مسلمان ڈپٹی کمشنر کا گئو رکھشا کے لئے انعامات تقسیم کرنا نہایت خوشگوار منظر تھا۔ گویا دونوں قومیں اس پر متفق ہیں کہ گائے مفید جانور ہے، اس کی حفاظت ہونی چاہیئے۔ اور اس میں مذہب یا اس کے اختلافات کا کوئی دخل نہ ہونا چاہیئے۔

لیکن دوسرے دن مہاشے خورسند نے پنڈال میں جو تقریر کی وہ نہایت ہی دلچسپ تھی۔ آپ نے گئو رکھشا کے لئے ایسے ایسے اچھوتے دلائل پیش کئے کہ ارسطو کی روح بھی پھڑک گئی ہوگی۔ مثلاً آپ نے فرمایا:۔

اگر اس ملک میں گائے کا دودھ اور گھی نہ ملے گا تو ہون اور یگیہ نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ بدیشی گھی سے ہون نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہون نہ ہونگے۔ تو بارش نہ ہوگی۔

لیجئے یہ آج ہی معلوم ہوا کہ ہندوستان میں بارش نہیں ہو سکتی جب تک بہت سے ہون نہ کئے جائیں، اور ہزاروں من گھی جلا کر دھواں نہ بنایا جائے۔

یورپ میں تو غالباً ہر وقت ہون ہی ہوتا رہتا ہوگا۔ کیونکہ وہاں ہندوستان سے بہت زیادہ بارش ہوتی ہے۔ اور مغربی محاذ پر جب سے سیگفریڈ لائن اور میجینو لائن کے ہون کنڈ کھڑے گئے ہیں۔ برابر بارش ہو رہی ہے۔

اس کے علاوہ بھی مہاشے جی نے بڑے بڑے حقائق بیان کئے۔ مثلاً فرمایا:۔

گئو رکھشا کس طرح ہو؛ ہمارے پاس راج نہیں ہے۔ نہ ہمارے پاس دولت ہے (دولت تو کافی ہے البتہ راج نہیں ہے سو وہ حاصل کیجئے۔ انقلاب)

بدھی کو بنانے کے لئے گائے کا دودھ ہی ہے۔ بھینس کے دودھ سے بدھی بھرشٹ ہو جاتی ہے۔ اگر گئو نہ رہی تو دیش کے اندر نہ جنیو رہیگا نہ چوٹی رہیگی۔

(یعنی ہندو دھرم صرف گئو، جنیو اور چوٹی کا نام ہے۔ لیکن یہ سمجھ میں نہ آیا کہ اگر گائے نہ رہی تو جنیو کیوں نہ بن سکیں گے۔ اور سر کے چند بال بڑھانے میں کیا خاص رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ انقلاب)

آگے چل کر مہاشے جی نے نہایت عالمانہ انداز میں فرمایا کہ قرآن شریف میں گائے کی قربانی کا حکم نہیں ہے۔

یعنی صرف ہندو دھرم کے اصول میں مداخلت کرنے پر اکتفا نہیں کی گئی۔ بلکہ دین اسلام پر بھی نوازش فرمائی گئی ہے۔ مہاشے جی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ابھی دنیا میں علمائے دین اور کروڑوں مسلمان موجود ہیں۔ جو اپنے دین کے احکام کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اس لئے ابھی مہاشے جی کو دین اسلام کی تعلیم دینے کی تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں۔

(انقلاب)

قدرت الٰہی کا ظہور

جماعت احمدیہ و حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا اثر

(از ایم موسیٰ خان صاحب وکیل میر پور ریاست کشمیر)

ہمارا عقیدہ ہے کہ ظہور قدرت پر ہی ازدیاد ایمان ہوتا ہے سال گذشتہ ماہ نومبر میں بمقام کاشرہ ... دو اشخاص مقتول ہوئے میرا فرزند بشیر احمد خاں اس میں سلطانی گواہ بنایا گیا۔ مقدمہ ثابت نہ ہونے پر باقی ملزمان بری ہوئے اور میرے فرزند کے برخلاف مقدمہ قتل عمد از سر نو چلایا گیا۔ ابتدائی عدالت نے اسے سپرد سشن کر دیا۔ ان ایام میں جبکہ ہر طرف سے مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی اور تختہ دار سامنے دکھائی دیتا تھا۔ ظاہری طاقتوں سے دل بھر گیا۔ قابلیت اور قانون دانی بھول گئی۔ خدا یاد آیا۔ عاجزانہ دعاؤں میں لگ گئے۔ حضرت مولانا **محمد علی صاحب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ** اور دیگر مخلصین جماعت احمدیہ سے دعائیں کرائیں۔ آخرہم ۱۰ تا ۱۲ نومبر ۱۹۳۹ء تین دن متواتر سماعت مقدمہ سشن میں ہوتی رہی۔ بڑی بات دنیا کو حیران کر دینے والی اس مقدمہ میں یہ رہی کہ بشیر احمد خاں اخیر تک اپنی سچائی پر قائم رہا۔ سرکاری وکیل نے اپنی طویل مدلل بحث میں اسیسروں اور سشن جج صاحب بہادر کو چند منٹ کیلئے الیسا متاثر کر دیا کہ بظاہر قتل عمد سے بچنے کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی تھی کہ اتنے میں مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل جن کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے اور جو پیرانہ سالی کے باعث وکالت چھوڑ کر خانہ نشین ہیں۔ درد دل سے تڑپ اٹھے اور نہایت مدلل منطقیانہ پر زور بحث سے وکیل سرکار کے دلائل کو رد کر دیا۔ اور اپنے معقول بیان سے صاحب سشن جج اور اسیسر صاحبان پر ملزم کی بے گناہی اور سچائی واضح کر دی اور ہنگامہ خیز بحث کرتے ہوئے چیلنج کیا کہ ان دلائل کی کوئی قانون دان تردید نہیں کر سکتا۔ ان حملوں پر کہ صاحب سشن جج بہادر کے قلم پر اسیسر صاحبان کے دلوں پر تصرف الٰہی ہے اسی تصرف سے عجب نہیں کہ بشیر احمد خاں ملزم جو بالکل بے گناہ ہے بری ہو جائے۔ صاحب موصوف نے اپنی جوابی بحث ختم کی۔ بھری ہوئی عدالت میں جج سے لیکر تماشائی تک ہر ایک اس بحث سے مسحور تھا۔ بشیر احمد خاں کی سچائی اور ہماری عاجزی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و جماعت کے پاک نفس افراد کی دعائیں بروئے کار آئیں۔ یکایک سشن جج بہادر نے فیصلہ سنا کر بشیر احمد خاں کو بری کر دیا۔ اس طرح قدرت الٰہی کا ظہور پاک نفس بندگان خدا کی دعاؤں سے ہوا۔ اس پر جس قدر خوشی کروں کم ہے۔ اخیر میں حضرت امیر ممدوح الشان اور جماعت احمدیہ کے ان پاک نفس ممبران کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اس مصیبت میں دلی دعاؤں اور خطوط سے میرے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ یا جو اپنی ہمدردی کا کسی وجہ سے اظہار نہیں کر سکتے۔ ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے میری آواز جماعت تک پہنچائی۔ مولانا محمد عبد اللہ صاحب وکیل اور ان کے مایہ ناز فرزند مسٹر ایم۔ اے۔ خان ایڈیٹر البرق سرینگر کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے فیصلہ مقدمہ تک اپنا قیمتی وقت مفت مجھے دیا۔

حادثہ سکھر کی رپورٹ

—— مورخہ ۲۱ نومبر کو سکھر سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان شدید فساد کی خبر موصول ہوئی اور ایسوسی ایٹڈ پریس کا بیان بھی شائع ہوا کہ حکومت نے مسجد منزل گاہ کو زبردستی مسلمان رضاکاروں سے خالی کرا لیا اور مسلح پولیس کا پہرہ بٹھا دیا۔ اس کے بعد مسٹر جی۔ ایم۔ سید اور بعض دوسرے معزز ارکان مجلس آئین ساز کو گرفتار کر لیا۔ اس پر احتجاج عام شروع ہوا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں شدید تصادم ہوا جس میں چھ مسلمان اور پانچ ہندو مقتول ہوئے اور بیس آدمی مجروح ہوئے۔ بعض ہندوؤں اور مسلمانوں کی دکانیں لوٹی اور جلائی گئیں۔

—— ۲۱ نومبر صورت حالات نازک ہو جانے کی وجہ سے فوج کے پہرے شہر میں لگائے گئے جس کے نتیجہ پر کچھ امن قائم ہوا۔ بیس گھنٹہ کا کرفیو آرڈر نافذ کیا گیا جس کی وجہ سے گھر سے نکلنے کی ممانعت کر دی۔

—— ۲۲ نومبر اطلاع موصول ہوئی کہ حالات پہلے سے بہت سدھر گئے ہیں۔ کل رات سے شہر میں امن ہے۔ فسادات کے سلسلہ میں پولیس نے اب تک ۲۰۰ اشخاص گرفتار کئے ہیں۔

—— ۲۳ نومبر معلوم ہوا کہ جس دن حکام نے مسجد منزل گاہ خالی کرانے کی کوشش کی۔ لاٹھی چارج میں تحریک کے لیڈر شیخ عبد المجید سندھی ... شیخ واحد علی ایڈووکیٹ اور پیر غلام مجدد اور دیگر بے شمار مسلمان مجروح ہوئے۔ ان مسلمانوں کے خلاف سنگین نالش دائر کی گئیں۔ جس کے نتیجہ پر ایک مسلمان مرد اور مسلمان عورت ہلاک ہو گئے۔ مسلمانوں کے بے شمار گھر نذر آتش کر دیئے گئے اب تک کئی مسلمان مفقود الخبر ہیں۔

—— ۲۴ نومبر سکرٹری مسلم ڈیفنس کمیٹی سکھر نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ سول ہسپتال میں ابھی تک فسادات میں ہلاک ہونے والوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں مولوی عبد الرحیم امام مسجد کوارٹر گھاٹ، غلام حسین معزز زمیندار آرا اور احمدی خان سنجان ٹھیکیدار کے نام قابل ذکر ہیں۔

—— ۲۵ نومبر مسٹر کھوڑو وزیر سندھ سکھر سے کراچی پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ سکھر میں حالات پر قابو پایا جا چکا ہے۔ لیکن ابھی تک دیہاتوں میں صورت حالات پر قابو نہیں پایا جا سکا۔ ڈاکوؤں کے انسداد کی پوری کوشش کی جا رہی ہے امید ہے کہ ایک دو دن میں حالات اعتدال پر آ جائیں گے۔

—— لاہور ۲۳ نومبر سر حاجی عبد اللہ ہارون نے ایک بیان میں اللہ بخش وزارت کے مظالم پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہٹلر نے پولینڈ میں کیا کیا تو وہ سکھر جائے اور دیکھے کہ اللہ بخش نے وہاں کیا کیا۔

—— لاہور کی ایک اسلامی انجمن نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کو برقیہ ارسال کیا ہے کہ پنجاب کی مسلم انجمنیں سکھر کے مسلمان مصیبت زدوں کو امداد پہنچانے اور وہاں کے صحیح حالات کا جائزہ لینے کیلئے ایک وفد بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس کی اجازت نہیں دی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مراجعت

حسب پروگرام حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۲ نومبر کی شب کو سیالکوٹ، وزیر آباد، جموں، گجرات، وغیرہ کے دورہ سے فارغ ہو کر لاہور واپس تشریف لے آئے ہیں۔

مراسلات

علی پور میں ایک مخالف مولوی سے کامیاب مناظرہ

جناب قاضی شبیر محمد صاحب مبلغ علی پور ضلع مظفر گڑھ سے تحریر فرماتے ہیں:-

جناب اڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ذیل کی چند سطور میں ایک مناظرہ کی روداد رقم کرتا ہوں مناظرہ اس خاکسار اور ایک احراری دیوبندی کے درمیان ہوا امید ہے آپ اسے "پیغام صلح" میں شائع کر کے شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

مناظرہ کی روئیداد

مولوی عبدالرحمن دیوبند سے دستار فضیلت حاصل کر کے اپنے وطن مالوف علی پور میں وارد ہوئے جماعت احرار سے تعلق رکھتے ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معاندین میں سے ہیں حضرت اقدس اور جماعت کے خلاف سب و شتم کرتے ہیں نیصلہ بہاولپور اور میاں بشیر احمد صاحب دیوبندی کے مختلف ٹریکٹ ان کے ہاتھ میں رہتے ہیں گذشتہ جمعہ انہوں نے دو ہزار کے مجمع میں ہمارے ارتداد کا اعلان کیا۔

قاضی غلام حیدر صاحب پیش نماز عیدین اہل سنت کی دکان پر مولوی صاحب مذکور اور اس خاکسار کا آمنا سامنا ہو گیا انہوں نے اپنے شیوہ کے مطابق ہماری تکفیر اور تکذیب شروع کر دی، حاضری کافی ہو گئی ——— ہم نے انہیں دعوت مناظرہ دی، زہریلے مولانا نے حضرت اقدس علیہ السلام پر چند ایک اعتراضات کئے جن کے ہماری طرف سے تشفی بخش جوابات دیئے گئے اور اسی بحث کے ضمن میں جماعت احمدیہ لاہور اور دیگر اسلامی جماعتوں کے درمیان اشاعت اسلام کے متعلق تقابل بھی کیا گیا۔

نیز رد تکفیر اہل قبلہ کے سلسلہ میں قرآن حدیث اور اقوال آئمہ سے ایسے قوی دلائل دیئے گئے کہ مولوی صاحب بالکل گنگ ہو کر رہ گئے ان سے کوئی جواب بن پڑا اور ان کی علمی شہرت کا بھانڈا پھوٹ پڑا اور جملہ سامعین نے انہیں ملامت کی شیعہ اور سنی حضرات نے وہ وہ خطابات دیئے کہ انہیں صفحہ قرطاس پر لانا مشکل ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے الہام انی مھین من اراد اھانتک کا جلالی منظر دیکھ لیا ہماری فتح اور اس مکفر مولوی کی شکست کا معاملہ ظاہر و باہر ہو گیا۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

والسلام

خاکسار:- شبیر محمد احمدی قاضی پیش امام جماعت احمدیہ علی پور

سریش تیار کرنے کے متعلق تعلیم

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

چمڑہ کمانے اور رنگنے کے بعد جو بچا کھچا رہ جاتا ہے اس سے سریش تیار کی جا سکتی ہے یہ چماروں اور دوسرے لوگوں کیلئے جو دباغت کا کام کرتے ہوں زائد آمدنی کا ایک نیا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس کے متعلق ضروری تعلیم و تربیت مہیا کرنے کے لئے محکمہ صنعت و حرفت کی طرف سے تدابیر اختیار کی گئی ہیں تین سال ہوئے صنعتی دار التجارب شاہدرہ میں ایک ٹریننگ کلاس کھولی گئی تھی۔ اور بیس طلباء کو ٹریننگ دی گئی تھی، موقع پر تعلیم دینے کے لئے محکمہ مذکور نے تجربات دکھانیوالی ایک سفری جماعت مرتب کی ہے یہ جماعت اضلاع رہتک و گوڑگانواں میں کام کر چکی ہے اور اب ضلع ملتان میں کام کر رہی ہے بعض فارغ التحصیل طلبا نے جدید طریقوں پر سریش تیار کرنے کا کام شروع کیا ہے گورنمنٹ ٹیننگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر کے نصاب میں سریش تیار کرنے کے متعلق تعلیم بھی شامل ہے۔ مزید براں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انسٹی ٹیوٹ مذکور میں چماروں یا موروثی دباغوں کیلئے جو باقاعدہ طور پر طلبا نہیں ہیں دو یا تین ہفتہ کی مدت کے مختصر نصاب تعلیم جاری کئے جائیں۔ کوئی ٹیوشن فیس نہیں لی جائے گی جو لوگ یہ ٹریننگ حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں داخلہ کے لئے فوراً ٹیننگ ایکسپرٹ گورنمنٹ ٹیننگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر کو درخواستیں بھیجنی چاہئیں، یہ جماعت آیندہ دسمبر کے شروع میں جاری ہو جائیگی۔

مرغیوں کی پرورش

گورداسپور میں نصاب تعلیم کا انتظام

گورنمنٹ پولٹری فارم گورداسپور میں مرغیوں کی پرورش کے متعلق تعلیم کے لئے ایک ورنیکلر نصاب جاری کیا جائے گا جو ۸ دسمبر ۱۹۳۹ء سے شروع ہوگا اور جس کی میعاد دو ہفتے ہوگی حسب ذیل مضامین کے متعلق کتابی اور عملی تعلیم دی جائے گی۔

پنجاب میں مرغیوں کی موزوں اقسام رائج کرنا۔ دیسی مرغوں کی نسل کو بہتر بنانا۔ پولٹری فارم تیار کرنا۔ مرغیوں کی خوراک۔ رہائش صحت اور پرورش انڈوں کا سینا۔ نسل کشی۔ چوزوں کی خبر گیری اور موسم گرما میں مرغیوں کی نگہداشت

نصاب مذکور میں اکیس طلباء داخل کئے جائیں گے جن سے پانچ روپیہ فی کس فیس لی جائے گی۔ طلباء کو اپنی رہائش اور خوراک کا بندوبست خود کرنا ہوگا۔

داخلہ کے لئے درخواستیں ۳۰ نومبر ۱۹۳۹ء تک صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت گورداسپور کی خدمت میں پہنچ جانی چاہئیں۔

مویشی کیلئے طبی امداد کے مراکز

مویشی کی اموات کی وجہ سے پنجاب کو ہر سال تقریباً ۳ کروڑ روپے کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافی شفا خانے نہ ہونے کے باعث ان کو طبی امداد نہیں مل سکتی۔

مثلاً ضلع فیروزپور کی تحصیل مکتسر میں مویشی کے صرف ۲ شفاخانے ہیں حالانکہ تحصیل مذکور میں دیہات کی تعداد ۳۰۷ ہے اس طرح ایک شفاخانہ کے حلقے میں ۹۳ گاؤں آتے ہیں۔ ظاہر ہے ایک شفا خانہ ایک دیہات کے اتنے مویشی کے علاج کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ اس کمی کا احساس کر کے محکمہ امداد باہمی نے تحصیل مذکور میں مویشی کے لئے ۱۵ فرسٹ ایڈ مرکز قائم کئے ہیں۔ جو ایک مدت سے مویشی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ان مرکزوں میں ابتدا سے اس وقت تک ۶۲۲، ۷ مویشی زیر علاج آ چکے ہیں، گذشتہ سال کے اندر ۱۸۷۸ مویشی کا علاج کیا گیا ۲۱۴ جانور شدید بیماری کی حالت میں آئے اور ۲۲ اشخاص کو علاج مویشی کا کام سکھایا گیا۔

مذکورہ بالا مراکز میں ادویہ کی خرید کے لئے قرضہ کی مقامی انجمنوں اور ڈسٹرکٹ بورڈ فیروزپور سے مدد مل رہی ہے۔

ایک ضروری خط

احمدیہ بلڈنگس لاہور

۱۸ نومبر ۱۹۳۹ء

برادران محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جلسہ سالانہ کے متعلق مفصل دعوت نامہ اور اپیل پیغام صلح مورخہ ۹ نومبر ۳۹ء میں ملاحظہ فرما چکے ہوں گے اس کی اہمیت آپ سے مخفی نہیں۔ اس کی بنیاد خود حضرت اقدس علیہ السلام نے رکھی اور اپنے متبعین کو آپ نے ہدایت کی کہ وہ زندگی بھر کے لئے یہ عہد کریں کہ ہر سال مقررہ ایام میں شمولیت کی خاطر حاضر ہوں گے اور سوائے کسی ایسی مجبوری جو انسانی اختیار سے باہر ہو اس اجتماع میں شامل ہونا اپنا فرض یہ عریضہ دو گذارشات کا حامل ہے۔ اول یہ کہ آپ اہل و عیال سمیت جلسہ سالانہ میں شریک ہوں۔ بلکہ ایسے احباب بھی جو جماعت کے قریب ہوں اور ہماری تحریکات سے دلچسپی یا آپ کے زیر تبلیغ ہوں، ہمراہ لا دیں۔ تاکہ وہ بچشم خود ... جماعت کی کارگزاری کا مشاہدہ کر سکیں۔ اپنی جماعت کا ... ایسا نہ ہو۔ جو جلسہ سالانہ میں شمولیت سے محروم رہے ... خدا کے ایام سمجھا جائے اور سب دوست مل کر اجتماعی ... کے تعمیری پروگرام میں حصہ لیں۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ اخراجات جلسہ سالانہ کیلئے ... کچھ امداد فرما دیں۔ ہمارے احباب کی دوگونہ حیثیت ہے وہ ... مہمان بھی ہیں اور میزبان بھی۔ میزبان کی حیثیت سے اخلاق ... اور اکرام ضیف جو ہر مسلمان کی شان ہونی چاہیئے کو مد نظر رکھتے ہوئے احباب کو اخراجات مہمانداری اور اپنے مہمانوں کی ... ہر جمعہ لینا چاہیئے سالہا سال سے یہی دستور ہے کہ لاہور ... کے تمام دوست جلسہ کے اخراجات میں بصورت چندہ ... ہیں اور باہم مل کر اس تقریب کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

امسال جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے جماعت ... ذمہ جو ... رقم لگائی ہے اس کی اطلاع آپ کو دی ... ازراہ کرم وہ رقم اپنی پہلی فرصت میں ارسال فرما کر ... اور کارکنان انجمن کو شکر گزاری کا موقع دیں۔ یہ رقم چونکہ اخراجات جلسہ کیلئے ہے اس لئے شروع دسمبر تک اس کا پہنچ جانا ضروری ... انتظام اخراجات کے لئے دقت پیش نہ آئے۔ والسلام

خاکسار

مسعود بیگ اسسٹنٹ سیکرٹری

نوٹ: تشریف آوری کی اطلاع مہتمم جلسہ سالانہ ... خانصاحب کو دی جائے۔

حامیان امداد باہمی اگر ہر بڑے گاؤں میں طبی امداد کے مراکز ... کر لیں۔ تو بیشمار مویشی کو ہلاکت سے بچایا جا سکتا ہے ... بھرپور فصلوں اور زمینداروں اور کاشتکاروں کی خوشحالی کی صورت میں نکلے گا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا ...

اسلامی دنیا

—— پیرس ۲۵ر نومبر۔ ترکی وفد لندن کے ارادے سے آج پیرس پہنچگیا ہے وہ یہاں چند روز قیام کرے گا۔

—— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی جنگی وزارت نے شدید احکام جاری کئے ہیں کہ جن مقامات سے فوج گزرنے یا مقیم ہونے کا امکان ہے وہاں تمام قحبہ خانے بند کر دیئے جائیں اور تمام فاحشہ عورتیں وہاں سے نکال دی جائیں۔ اس حکم کی خلاف ورزی کرنیوالی کو شدید سزائیں دی جائیں گی۔ ترکی میں نوے فیصدی بازاری عورتیں غیرملکی ہیں

—— حکومت مصر نے حکم نافذ کیا ہے کہ مصر میں کوئی جرمن بغیر اجازت حاصل کئے کسی قسم کا کاروبار نہیں کر سکتا۔

—— لندن ۲۲ر نومبر۔ ترکی کا ایک فوجی مشن جو ایک ماہ سے لندن میں مقیم تھا۔ آج عازم ترکی ہو گیا۔

—— بغداد کی ایک اطلاع ہے کہ خواجہ حمزہ سفیر حکومت حجاز فرانس کو جاتے ہوئے بغداد سے گذرے آپ نے یہاں مفتی اعظم فلسطین سے قضیہ فلسطین پر تبادلہ خیالات کیا۔

—— مصر کی وزارت تجارت و صنعت نے ایک پروگرام بنایا ہے جس کی رو سے شام، فلسطین، لبنان وغیرہ عربی ممالک سے اشیاء آسانی کیساتھ مصر اور مصر سے ان ممالک کو پہنچ سکیں گی اور جنگ کی حالت میں برآمد و درآمد کا سلسلہ منقطع نہ ہو سکے گا۔

—— صنعاء کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ امام یمن نے یمن کے غلہ اور اشیائے خورد و نوش کو عدن اور بعض دوسرے مقامات پر بھیجنے کی اجازت دیدی ہے

—— وزیر اعظم مصر نے اعلان کیا کہ اطالوی حکومت نے مصر کی مغربی حدود سے نہ تو اپنی فوجیں ہٹائیں اور نہ ان میں تخفیف کی۔ تخفیف کے بارے میں جو اطلاعات مشہور ہو رہی ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔

—— لندن ۲۲ر نومبر۔ آئندہ ہر روز بی۔ بی۔ سی (برطانی نشرگاہ) ترکی کی خبریں نشر کیا کرے گی۔

—— بغداد کی ایک اطلاع ہے کہ حکومت عراق اور امریکہ میں ایک اقتصادی معاہدہ ہوا ہے۔

—— استنبول ۲۴ر نومبر۔ اناطولیہ میں کل زلزلہ آیا جس سے ۱۶ گاؤں تباہ اور ایک ہزار سے زائد مکان منہدم ہو گئے۔ نقصان جان بھی کافی ہوا ہے

—— ۱۸ر نومبر کو مصری پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے وقت شاہ فاروق نے حکومت برطانیہ کو یقین دلایا ہے کہ موجودہ جنگ میں مصر اسکی ہر ممکن امداد کریگا

—— حکومت عراق نے حکم نافذ کیا ہے کہ ملک کے تمام ہوٹل اور قہوہ خانے اپنے نام عربی زبان میں تجویز کریں۔ یہ ملک سے غیرملکی اثر کو دور کرنے کا دوسرا اقدام ہے۔

—— حجاز کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود کی حکومت نے سڑکوں کی تعمیر کے متعلق ایک مفصل پروگرام شائع کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ کام حکومت مصر کے سپرد ہو چکا ہے حکومت سعودیہ اس ضمن میں حکومت مصر کو ایک لاکھ ۵۴ ہزار پونڈ ادا کرے گی۔ کام شروع ہوتے ہی ۷۰ ہزار پونڈ فی الفور ادا کر دیئے جائیں گے اس کے بعد بیس ہزار پونڈ سالانہ کے حساب سے قسطیں ادا ہوتی رہیں گی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مکہ معظمہ اور عرفات تک اور مدینہ منورہ کی سڑک کے بعض حصے بہت جلد تیار ہو جائیں گے۔

ہندوستان

—— گذشتہ ہفتہ حکومت سندھ نے مسجد منزل گاہ سکھر زبردستی مسلمانوں سے خالی کرالی۔ اس سلسلہ میں کئی بار گولی چلی۔ ہندو مسلم فسادات ہوئے کئی مقامات پر خون خرابہ ہوا۔ تاحال صوبہ کے حالات سخت تشویشناک ہیں اور الہ بخشی وزارت مسلمانوں پر شدید مظالم کر رہی ہے۔ اس حادثہ کی مفصل خبریں اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہیں۔

—— کلکتہ ۲۴ر نومبر۔ آسام اسمبلی کا آئندہ سیشن جنوری کے آخر میں یا ابتدا فروری میں شروع ہوگا۔

—— رنگون ۲۴ر نومبر۔ گورنر برما نے آج اعلان کیا ہے کہ برما کی سیاسی ترقی کا منتہیٰ درجہ نوآبادیات ہے

—— دہلی ۲۳ر نومبر۔ ہندوستان اور افغانستان کے درمیان تجارتی گفت و شنید عنقریب شروع ہونیوالی ہے

—— الہ آباد ۲۳ر نومبر۔ آل انڈیا کانگرس ورکنگ کمیٹی نے آج اپنے اجلاس میں موجودہ سیاسی بحران کے متعلق ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں حکومت کیساتھ مصالحت کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے۔

—— قرارداد میں بتایا گیا ہے کہ کانگرس ہر ممکن کوشش کرے گی کہ حکومت کیساتھ مصالحت کا راستہ نکل آئے مصالحت کا دروازہ حکومت نے خود بند کیا۔ وہی قرارداد میں کانگرسیوں اور کانگرس پارٹیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ آپس میں اتحاد پیدا کریں اور کانگرس کے نضباط پر عمل کریں۔

—— کلکتہ ۲۲ر نومبر۔ ایک افواہ مشہور ہوئی تھی کہ ایک جرمن آبدوز نے خلیج بنگال میں تباہی پھیلا رکھی ہے۔ حکومت برما نے اس افواہ کی باقاعدہ تردید کر دی ہے۔

—— سرحد میں مسلم لیگی وزارت کے قیام کی اطلاع بالکل غلط ہے۔

—— نئی دہلی ۲۵ر نومبر۔ ۲۴ر نومبر کی دوپہر کو مسعودیوں اور پٹھانیوں کی ایک جماعت نے جو چالیس افراد پر مشتمل تھی ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک فوجی افسروں کی لاری کو روک لیا۔ ایک سکھ ڈرائیور اور ایک مسافر کو اسی مقام پر ہلاک کر دیا گیا اور میجر لے این ڈوگل۔ آئی ایم ایس کو اغوا کر کے لے گئے۔ ہوائی جہاز کی مدد سے قبائلیوں کی تلاش کی جا رہی ہے۔

—— الہ آباد ۲۵ر نومبر۔ گورنر یو۔پی نے الہ آباد یونیورسٹی کے کانووکیشن کی صدارت کے فرائض انجام دیئے کیونکہ ہال پر کانگرسی جھنڈا لہرا رہا تھا۔

—— گورنر نے بیان کیا کہ یونیورسٹی ایک پارٹی سے تعلق نہیں رکھتی لہٰذا اس پر ایک پارٹی کا جھنڈا نہیں ہونا چاہیئے۔

—— نئی دہلی ۲۵ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ جنگ کے پیش نظر ۱۹۴۱ء میں ہونیوالی مردم شماری کے متعلق اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جائیگا۔ جب تک کہ صوبجاتی حکومتوں سے مشورہ نہیں لیا جاتا۔

—— نئی دہلی۔ معلوم ہوا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد پنجاب کانگرس کی دونوں پارٹیوں میں مصالحت کرانے کے لئے دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں پنجاب تشریف لائیں گے۔

—— ۲۳ر نومبر۔ دہلی کے سرکاری حلقوں میں افواہ گرم ہے کہ وائسرائے ہند موجودہ صورت حالات کے متعلق جو کانگرس ورکنگ کمیٹی کے جدید فیصلہ سے پیدا ہوئی ہے ایک بیان دیں گے جس میں آپ ایک بار پھر برطانی حکومت کے جنگی ارادوں کی تشریح کریں گے۔

—— الہ آباد ۲۳ر نومبر۔ راجندر پرشاد صدر کانگرس نے ایک بیان میں کہا کہ فوری طور پر سول نافرمانی کا اقدام ملک کے مفاد کے لئے خطرناک ہوگا۔

ممالکِ خارجہ

—— لندن ۲۲ر نومبر۔ جرمنی نے گذشتہ چند دنوں سے سرنگیں بچھا کر جہاز غرق کرنیکی جو وحشیانہ مہم شروع کر رکھی ہے اس کے جواب میں برطانیہ اور فرانس نے فیصلہ کیا ہے کہ سمندروں میں جرمنی کا جو مال ملے اسے ضبط کر لیا جائے۔

—— برطانیہ اور فرانس کے اس فیصلہ پر جرمن اخبارات سخت برہم ہوئے ہیں اور اسے کھلی رہزنی اور بحری قزاقی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اطالیہ اور امریکہ کے اخبارات کا بیان ہے کہ اتحادیوں کے اس اقدام سے جرمنی کو سخت نقصان پہنچیگا

—— لندن ۲۳ر نومبر۔ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں جرمنی کے آٹھ طیارے تباہ ہوئے جنمیں ۵ فرانس کے جنگی طیاروں نے اور ۳ رائل ایرفورس کے طیاروں اور طیارہ شکن توپوں سے گرائے گئے۔

—— لندن ۲۲ر نومبر۔ جرمنی نے برطانوی جہاز رانی کے خلاف ایک غیرآئینی مہم جاری کر دی ہے یعنی اب وہ ہوائی جہازوں کی مدد سے سمندروں میں سرنگیں بچھاتا ہے۔ برطانی ماہرین فن ان سرنگوں سے محفوظ رہنے کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ امید ہے وہ اس مقصد میں کامیاب ہونگے

—— گذشتہ ہفتہ برطانیہ اور دیگر بعض ممالک کے بہت سے جہاز جرمن سرنگوں سے ٹکرا کر غرق ہو گئے۔

—— برلن ۲۲ر نومبر۔ جرمنی کی سرکاری خبررساں ایجنسی کا بیان ہے کہ میونخ کے حادثہ بم کا سراغ مل گیا ہے۔ اس سلسلہ میں برطانیہ کے جاسوسی محکمہ پر بھی الزام لگایا گیا ہے لیکن برطانیہ کے دفتر خارجہ نے جرمن بیان کی واضح تردید کر دی۔

—— ایک تازہ اطلاع ہے کہ چند روز ہوئے جرمنی کے بحری بیڑے کے افسر اعلیٰ امیر البحر ایرک ریڈر نے ہٹلر کو اپنا استعفےٰ پیش کر دیا تھا لیکن ہٹلر نے اسے منظور نہیں کیا۔ اس استعفےٰ کی اصل وجہ جرمنی کے اندرونی اختلافات ہیں۔

—— لندن ۲۴ر نومبر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ چینی کمانڈر انچیف جنرل چانگ کائی شیک پھر چین کے وزیر اعظم بن گئے ہیں۔

—— لندن ۲۴ر نومبر۔ حکومت فرانس کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ فرانسیسی جہازوں نے کل جرمنی کی ایک اور آبدوز غرق کر دی۔ گذشتہ چند دنوں میں فرانسیسی جہاز تین آبدوزیں غرق کر چکے ہیں۔

—— پیرس ۲۴ر نومبر۔ مغربی محاذ کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ کل وہاں فضائی جنگ میں جرمنی کے گیارہ بمبار طیارے تباہ ہوئے یہ فضائی جنگ نہایت زبردست تھی۔

—— بخارسٹ ۲۴ر نومبر۔ رومانیہ کی وزارت مستعفی ہونے کے بعد موسیو ٹاٹارسکو سابق وزیر اعظم نے نئی وزارت مرتب کر لی ہے

—— ٹوکیو ۲۴ر نومبر۔ جاپان کی مشہور اخبار نچی نچی شمبون نے اعلان کیا ہے کہ برطانیہ کے ساحل کے قریب جو جاپانی جہاز غرق ہوا ہے اس کے متعلق جاپان یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

—— علاوہ ازیں اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ تحقیقات کے بعد حکومت جاپان کا فیصلہ خواہ کچھ ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جاپان کو فریقین میں سے کسی ایک کا ساتھ دینا پڑے گا۔ اور اس طرح اسے موجودہ جنگ میں کودنا پڑے گا۔

—— لندن ۲۵ر نومبر۔ مشرقی موزیل میں نازیوں نے جو حملہ کیا تھا وہ پسپا کر دیا گیا اور بہت سے نازی سپاہی گرفتار ہو گئے۔

سیگفرڈ لائن

جرمنی کی سد دفاع جو ناقابل تسخیر خیال نہیں کی جاتی

ہم میجنو لائن کے چشم دید حالات شائع کر چکے ہیں۔ فرانس کے ان آہنی قلعوں کے بالمقابل جرمنی نے بھی ایک فولادی دیوار قائم کی ہے۔ جرمنوں کا خیال ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس سد دفاع کو پھاند نہیں سکتی۔ لیکن بعض غیر جانبدار محققین کا خیال ہے کہ اگر بہترین آتشی آلات سے کام لیا جائے تو یہ لائن اپنی بنیادوں پر قائم نہیں رہ سکتی۔ اس فصیل کی کمزوری حال ہی میں اس طرح ظاہر ہو گئی ہے کہ دریائے رائن میں طغیانی کے باعث اس میں شگاف پڑ گئے۔

جرمنی کی سیگفرڈ لائن خاص اہمیت رکھتی ہے، یہ قلعوں کا مربوط سلسلہ جرمنی کی سرحد کو اغیار کے حملوں سے محفوظ رکھنے کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ فرانس کی میجنو لائن کی تعمیر پندرہ برس میں ہوئی اس کام میں ہزاروں مزدوروں اور ماہرین فن نے حصہ لیا لیکن سگیفرڈ لائن صرف ایک برس میں پایہ تکمیل تک پہنچ گئی۔ جرمن لائن اپنی مضبوطی کے اعتبار سے میجنو لائن کا صحیح جواب ہے جو ناقابل تسخیر خصوصیات کی مالک ہے۔ سگیفرڈ لائن کا ہٹلر نے خود معائنہ کیا تھا اور تحقیقات کے بعد اعلان کیا تھا کہ ساری دنیا کی قوتیں اگر متحد ہو جائیں تو بھی اس سد دفاع کو نہیں توڑ سکتیں۔ لیکن دوسرے ممالک کے محققین اس دعویٰ کی تائید نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر بہترین آتشی آلات سے کام لیا تو یہ لائن اپنی بنیادوں پر قائم نہیں رہ سکتی۔

سگیفرڈ لائن کا سلسلہ سرحد ہالینڈ سے سو میل تک پھیلا ہوا ہے اور استحکامات کا سلسلہ سرحد پولینڈ سے لیکر بالٹک کے ساحل اور سلیشیا تک ہے اور مشرقی پروشیا کی سد دفاع کونیزگ سے میکر جھیل ماسوری تک ہے۔ یہ لائن اس مقام پر واقع ہے۔ جہاں فیلڈ مارشل پال نے محاربہ عظیم میں روسیوں کو شکست دی تھی۔ سیگفرڈ لائن کی لمبائی تین سو میل ہے۔ اس کی تعمیر میں پانچ لاکھ کارکنوں نے حصہ لیا جو متواتر ایک سال تک رات دن کام کرتے رہے اور اس پر دس لاکھ ٹن سمینٹ اور فولاد صرف ہوا۔ یہ لائن ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کی سرحدوں کے درمیان ایک حشر آفرین گذرگاہ ہے جس پر جرمنی مخروناز کرتا ہے۔

نازی اس سد دفاع کو مغربی دیوار کہتے ہیں۔ یہ لائن تین لائنوں سے مرکب ہے۔ پہلی لائن سرحد فرانس سے محفوظ رہنے کیلئے ہے۔ یہ دائیں جانب سے "دیوپشگی" (رائن) پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری لائن اس کے پیچھے ہے جو ساحل دریا کے دامن میں ہے۔ تیسری لائن اس سے بھی پیچھے ہے اسی لئے آبادی کے نزدیک ہے۔ جرمنوں کا خیال ہے کہ کوئی فوج اگر دو لائنوں کو پھاند بھی آئے تو تیسری لائن اس قدر مستحکم اور ناقابل تسخیر ہے کہ اس کے عبور کا تصور تک بھی پیدا نہ ہو سکے گا۔

سگیفرڈ لائن کے قلعے، اور آثار دفاع فرانسیسی دیوار کی طرح پوشیدہ یا زیر زمین نہیں۔ بلکہ اس کے چھوٹے چھوٹے قلعے اور برج پوری طرح دکھائی دیتے ہیں۔ قلعوں کے درمیان آدھے آدھے میل کا فاصلہ ہے۔ ہر قلعہ میں مشین والی، اور میدانی توپیں نظر آتی ہیں، جن میں وہ خوفناک توپیں بھی شامل ہیں۔ جن کے گولے ۵۷ میل تک آبادی کو راکھ بنا سکتے ہیں۔

ان قلعوں کے بعض حصے زیر زمین بھی ہیں۔ لیکن پوشیدہ نہیں۔ دیکھنے والی آنکھیں ان کی ماہیت کا اندازہ پوری طرح لگا سکتی ہیں۔ ان قلعوں میں سپاہیوں کے لوازم زندگی اور خورد و نوش کا سامان ہوتا ہے۔ لیکن مخالفین جرمنی کا خیال ہے کہ یہ اشیار زیادہ دیر تک قابل استعمال نہیں رہ سکتیں۔ قلعوں کے درمیان آہنی جنگلا ہے اور اس کے نیچے پختہ خندق ہے جو قلعوں کو آپس میں ملانے والی سڑک کا کام دیتی ہے لیکن تمام قلعوں کی مجموعی حیثیت دفاعی اعتبار سے صد درجہ مستحکم ہے۔ یہ ہے وہ دیوار جس کے بھروسے پر جرمنی ناز و غرور کا اظہار کرتا ہے۔

مغربی دیوار کے پیچھے بڑی بڑی بارکیں ہیں جہاں سپاہی رہتے ہیں۔ یہ بارکیں سمینٹ کی ہیں اور ان کا کوئی پہلو بھی خطرناک خیال نہیں کیا جاتا۔ ہر بارک میں علیحدہ علیحدہ قیام گاہیں، باورچیخانے غسل خانے بھی ہیں۔ سونے اور رہنے سہنے کے کمرے الگ ہیں۔ ہال کمرے بھی ہیں۔ لیکن ان کی تعداد زیادہ نہیں۔ ان بارکوں کا سلسلہ مغربی دیوار کے قلعوں سے ملتا ہے۔

زیر زمین حصہ میں سامان جنگ اور آلات حرب کا ذخیرہ ہے اور بارکوں میں آگ بجھانے کی مشینیں اور شفاخانے بھی ہیں۔ رائن کے غربی ساحل پر فرانسیسی سرحد کی طرف سنگین دیوار ہے۔ جسے سیمنٹ سے مستحکم بنایا گیا ہے۔ اسی علاقہ میں کالا جنگل واقع ہے اور بڑی بڑی توپیں نصب ہیں اور یہ توپیں ایک مقام سے دوسری جگہ پر حسب ضرورت منتقل ہو سکتی ہیں اور جرمنوں کا خیال ہے کہ ان توپوں کے گولے فرانسیسی دیوار کے اس پار تک مار کر سکتے ہیں

اگرچہ مغربی دیوار تین سال سے مکمل ہے لیکن قلعے تسخیر چیکوسلواکیہ کے بعد مکمل کئے گئے۔ اسی اثنا میں ہٹلر نے اپنی تمام کوششیں اس کام کے لئے وقف کر دیں صرف ایک سال کے عرصہ میں بارہ قلعے اور توپوں کی نشستگاہیں تعمیر ہوئیں۔ جن پر پندرہ لاکھ ٹن سمینٹ خرچ ہوا۔ نو ہزار کنکریٹ مرکب اس کے علاوہ ہے۔ یہ کام ڈاکٹر فریٹز ٹاٹ کی نگرانی میں ہے۔ ان کا عملہ ڈھائی لاکھ کاریگروں اور پچاسی ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا ان کے علاوہ دس ہزار افراد مختلف خدمات انجام دیتے رہے۔ اس دیوار کے پیچھے ایک خاص رقبہ طیاروں اور فضائی بمباری کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں بم برسانے والے طیاروں کا پیچھا کرنیوالے ہوائی جہاز ہیں۔ پولینڈ کی طرف مشرقی دیوار ہے لیکن موجودہ حالات میں اس کا تذکرہ غیر ضروری ہے۔ کیونکہ جرمنی اس دیوار سے سینکڑوں میل آگے نکل کر پولینڈ پر مسلط ہو چکا ہے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ مغربی سمت سے اگر فرانسیسی و برطانوی توپوں نے متحدہ گولہ باری کی تو سیگفرڈ لائن مستحکم ثابت نہ ہو سکے گی۔ (خیام)

(فارسی سے ترجمہ)

یورپ میں مسلمانوں کی آبادی

یورپ میں روس اور ترکی کے علاوہ مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی یوگوسلاویہ، البانیہ، ہنگری، بلغاریہ، رومانیہ، یونان اور پولینڈ میں ہے

یوگوسلاویہ میں ۷,۹۰۰,۰۰۰ مسلمان آباد ہیں، ان کی ایک قومی اور مذہبی جماعت ہے جس کا صدر رئیس العلماء کہلاتا ہے، رئیس العلماء کے ماتحت مذہبی پیشواؤں کی دو مجلسیں ہیں جن میں ایک سراجیوو اور دوسری اسکوپلچ میں ہے ایک محکمۂ وقف بھی ہے جس کی جانب سے ۷۷ مکاتب قائم ہیں، ان میں مذہبی تعلیم دیجاتی ہے، سرکاری صنعتی اسکولوں میں بھی مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام ہے، ۴۰ کالج ہیں، ان میں ایک لڑکیوں کا ہے، سراجیوو میں گت بے مدرسہ (Guth ey Madrassa) ۴۰۰ برس سے قائم ہے، اس کے تعلیمیافتہ اشخاص عزت کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں، مسلمانوں کے مقدمے شریعت کے مطابق فیصل ہوتے ہیں، اس کیلئے عدالتیں قائم ہیں، ۱۹۲۹ء سے پہلے صرف مسلمانوں کی آبادی میں تھیں، لیکن ۱۹۳۶ء کے بعد یوگوسلاویہ کے ہر حصہ میں قائم ہو گئی ہیں

البانیہ میں مسلمانوں کی زیادہ تر آبادی بکتشیع صوفی گروہ کی مقلد ہے یہاں عورتوں کا درجہ بہت بلند ہے، ملک کے ہر حصہ میں اسلامی عہد کی شوکت کی یادگاریں موجود ہیں، مسلمان عام طور سے مذہبی اتباع ہوتے ہیں لیکن ان کی تعلیم خصوصاً مذہبی تعلیم بہت اعلیٰ نہیں ہے

ہنگری میں ۳۰۰۰ مسلمان ہیں جنمیں ... صرف بوڈاپسٹ میں ہیں، ۱۹۱۶ء سے حکومت نے مذہب اسلام کو سرکاری طور سے تسلیم کر لیا ہے، ۱۹۳۱ء سے پہلے یہاں مسلمانوں کیلئے کوئی مسجد اور مدرسہ نہ تھا لیکن اب انہوں نے اپنی عبادتگاہ بنالی ہیں

یونان کی کل آبادی ستر لاکھ ہے جنمیں مسلمان ۱۴۰۰۰۰ ہیں، ان میں زیادہ تر ترکی نسل سے ہیں، کچھ بلغاری اور کاکیشین بھی ہیں، یہ لوگ زیادہ تر شمالی اور جنوبی تھریس میں آباد ہیں، جنگ عظیم سے پہلے سالونیکا میں ۳۴ مسجدیں تھیں، لیکن اب، ان میں سے بعض گرجا بنالی گئی ہیں، حمزہ بے کی مشہور حسین مسجد میں سینما کا تماشہ دکھایا جاتا ہے

یونان کے مسلمانوں کی معاشرتی تمدنی اور اقتصادی حالت بہت ہی خراب ہے، ان کی تعلیم پر اتنی قلیل رقم صرف کیجاتی ہے جو انکی تعلیمی ضروریات کے دسویں حصہ کے لئے بھی کافی نہیں۔

بلغاریہ کی کل آبادی ۵۵ لاکھ ہے، جس میں گیارہ فیصدی ترکی النسل ہیں، یہاں ۵۰۰۰۰۰ مسلمان ہیں، ان میں اکثریت ترکوں کی ہے خالص بلغاری مسلمان ۱/۲ ہیں، مسلمان شوملا، رازگریڈن، ویدن، روشتک اور صوفیہ کے علاقوں میں آباد ہیں، اور زیادہ تر کسان ہیں، ان میں تعلیم بہت کم ہے ایک اہم اقلیت ہونیکی وجہ سے مجلس قانون ساز میں ان کی نمایندگی ہوتی ہے، لیکن ان کی تعداد ۲۷۴ میں کل دس ہے، ان کا مذہبی پیشوا مفتی اعظم صوفیہ میں رہتا ہے، تمام مذہبی معاملات اسی کے ذریعہ سے طے پاتے ہیں، اور ایک مجلس کے مشورہ سے ہر مسجد میں امام مقرر ہوتا ہے پورے علاقہ میں کل ۱۲۰۰ اسلامی مدارس ہیں۔

رومانیہ کی پوری آبادی ایک کروڑ ۸۰ لاکھ ہے جس میں مسلمان دو لاکھ ہیں، یہ زیادہ تر دوبروجا میں آباد ہیں، کونسٹینزا، توپچیا، دورستور اور جزیرہ ادا کالع میں بھی ان کی بکھری آبادی ہے، معاشرتی اور تمدنی حالات میں بلغاری مسلمانوں سے بہتر ہیں، وہ حکومت کے بڑے بڑے ملکی اور فوجی عہدوں پر بھی مامور ہیں، ان میں بعض ممتاز ڈاکٹر، وکیل اور انجنیر بھی ہیں، سرکاری فوج میں بھی ان کی تعداد خاصی ہے، مسلمان فوجی عہدیداروں اور سپاہیوں کے لئے علیحدہ امام ہے، جس کا صدر مقام کونسٹینزا میں ہے۔

جنگ عظیم سے پہلے پولینڈ میں ... مسلمان آباد تھے لیکن [illegible]

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلبا سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
سندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷ — لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۱۹ ؍ شوال ۱۳۵۸ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۳۹ء — نمبر ۷۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اگر حیات ابدی کے طلبگار ہو تو خدا کیلئے اپنی زندگی وقف کرو

میں خود جو اس راہ (خدا کیلئے زندگی وقف کرنیکی راہ) کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کیلئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کیساتھ بڑھتا ہی جاوے پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کرچکا ہوں اور اس وقف کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہدیا جائے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے۔ کہ اگر کوئی حیات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کیلئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے اسلمت لرب العلمین جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا۔ وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ادر بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب مولانا صدر الدین صاحب بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے روبصحت ہیں۔

— جناب مولوی مرتضیٰ خانصاحب سکرٹری انجمن ایک دو دن تک پٹیالہ، سامانہ کی طرف دورہ پر جانے والے ہیں۔

— ماسٹر غلام محمد صاحب خادم بی۔ اے۔ ایس۔ اے۔ وی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول پاکپٹن کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے جسکا نام انہوں نے محمد علی رکھا ہے اور اس خوشی میں انہوں نے انجمن کو مبلغ ۲ روپے بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ جالے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و مسرت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین

— انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دیجاتی ہے کہ جناب شاہ فرزند علی صاحب کے صاحبزادے جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے بھائی جناب نذیر صاحب کی صاحبزادی محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ ۲۹ نومبر کو شدید علالت کے بعد بعمر ۲۵ سال وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ بہت نیک دیندار اور تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ قرآن کریم پڑھنے کا بہت شوق تھا نمائش زنانہ دستکاری میں نمایاں حصہ لیا کرتی تھیں۔ اس صدمہ میں ہمیں جناب دارد غہ نبی بخش صاحب، جناب شیر محمد صاحب اور جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تذکرہ حضرت مولانا سیّد محمد احسن صاحب امروہوی

ازپئے آں محمد احسن را تارک روزگار مے بینم

یک ورق از تالیف تذکرۃ الابرار (یعنی سوانح اصحاب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

(از جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گورنمنٹ پنشنر گوجرانوالہ)

ہماری جماعت کے محترم رکن جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گورنمنٹ پنشنر نے بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک مبسوط تذکرہ "تذکرۃ الابرار" کے نام سے لکھا ہے اس کا ایک ورق جو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہویؒ کے ذکر میں ہے۔ شکریہ کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

شہزادہ سید عبداللطیف علیہ الرحمۃ شہید کابل کے بعد جس پاک سیدذات انسان نے حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ کی خدمت میں اپنی جان دی اور اپنی خداداد علمی استعداد سے احمدیہ سلسلہ کی خدمت کی۔ وہ مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی تھے۔ سید صاحب مرحوم شہر امروہہ محلہ علی سرائے کے رہنے والے تھے اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ قرآن، حدیث، دیگر علوم اسلامی کے بڑے نامور عالم تھے اور ہند کے علماء کے درمیان آپ کا بڑا مرتبہ تھا۔

مولوی محمد قاسم صاحب رئیس الجامعہ دیوبند نے غیر مقلدین کے رد میں ایک بڑا طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ یعنی "اَدلّہ کاملہ" نامی کتاب لکھی جس کی وجہ سے غیر مقلدین کے کیمپ میں بہت غم و غصہ پیدا ہوا۔ ان ایام میں نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم جو اہل حدیث تھے اور ریاست بھوپال میں وزیر اعظم تھے اور ہمارے مولانا سید محمد احسن صاحب والئی ملک کے کیمپ میں محکمہ اردو خط و کتابت میں ملازم تھے۔ سید محمد احسن صاحب نے اَدلّہ کاملہ کا جواب "المصباح الادلۃ فی الذکر المفصلۃ" شائع کیا اس جواب کا شائع ہونا تھا کہ اہلحدیث کے کیمپ کی جان میں جان آئی اور ہر طرف سے اس جواب کے شائع ہونے پر آپ کے قرآن اور حدیث وغیرہ کے اعلیٰ پایہ کے عالم ہونے کی وجہ سے تعریف کی گئی اور آپ کی شہرت میں بڑا اضافہ بفضل خدا تعالیٰ ہو گیا۔ نواب صدیق حسن خانصاحب نے آپ کو والئی ملک کے کیمپ کی ملازمت سے سبکدوش کرانے کے بعد ریاست بھوپال میں ملازم کروا دیا۔ نواب صدیق حسن خانصاحب نے اپنی کتاب اقتراب الساعت احوال آخرت یعنی ظہور امام مہدی کے متعلق تصنیف فرمائی جس میں خونی مہدی کا ذکر تھا۔ انہی ایام میں اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت اور امداد سے حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ کے اول ۴ حصوں کو شائع کیا اور اسکی ایک ایک کاپی ہندکے مختلف نامور علماء کے نام پر ارسال فرمائی۔ نواب صدیق حسن خانصاحب نے تو اس کتاب کو پھاڑ کر واپس حضرت کی خدمت میں کر دیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ نواب صاحب مرحوم ایک ابتلا میں حکومت کی طرف سے پڑ گئے۔ بعدازاں معافی اور دعا کے لئے حضرت کی خدمت میں خط لکھا۔ چنانچہ اللہ کریم نے نواب محمد صدیق خانصاحب کی گئی ہوئی عزت کو واپس بوجہ دعا حضرت مسیح موعودؑ کر دیا۔ الحمدللہ

مولوی سید محمد احسن صاحب نے براہین احمدیہ کے مطالعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے مجدد ہونے کو مان لیا اور ۱۸۹۲ء میں پہلی بار حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات کے لئے بھوپال سے سیالکوٹ تشریف لائے۔ ریل کے آنے میں دیر ہو گئی اور احباب مسیح موعودؑ جو ۲۵ - ۳۰ کی تعداد میں تھے سید محمد احسن صاحب کے استقبال کے لئے ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے۔ دفعتاً ریل آگئی۔ سید صاحب مرحوم جو بڑے سیدھے سادے تھے ان کو کوئی پہچان نہ سکا۔ وہ قلیوں سے اپنا اسباب اتروا جلدی اسٹیشن سے باہر ہو گئے۔ ابھی مولانا اسٹیشن سے روانہ نہ ہوئے تھے کہ خدام مسیح موعود بھی آپہنچے۔ اسی طرح بعد السلام علیکم اور ملاقات کے حضرت مسیح موعودؑ کی جائے قیام پر ان کو ہمراہ لے آئے۔ حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ اور مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کو دیکھنے کے بعد غلامی اختیار کی تھی۔ مگر جناب مولانا محمد احسن صاحب نے بدون کسی ملاقات کے حضرت مسیح موعود کی غلامی میں اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے پیش کر دیا۔ آپ کے عالم قرآن، حدیث اور دیگر اسلامی علوم کی وجہ سے نواب صدیق حسن خانصاحب کے علاوہ جملہ علمائے ہند میں آپ کی بڑی قدر تھی۔ چنانچہ جب مولوی محمد قاسم صاحب رئیس الجامعہ دیوبند نے اپنے رسالہ کا جواب ہمارے سید محمد احسن صاحب کے "المصباح الادلۃ" کو پڑھا۔ انہوں نے اقرار کیا کہ مولوی محمد احسن صاحب بڑے پایہ کے عالم ہیں اور کسی صورت میں غیر مقلدین کے گروہ سے کم مرتبہ کے انسان نہیں ہیں۔ مولانا محمد احسن صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی میں آنے سے پہلے کی نسبت علوم حقہ و حقائق و معارف کے چشمے آپ کے قلب صافی پر جاری ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مشہور مباحثہ مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی سے ہوا تھا۔ اس مباحثہ پر مولوی محمد احسن صاحب نے ۱۴ اسلامی علوم کی بنا پر اپنا تبصرہ فرمایا۔ تبصرہ تو ہر انسان دوسرے کے علم پر کر سکتا ہے۔ مگر ہمارے مولانا اس تبصرہ لکھنے میں عین درعمیق صورتوں میں بحر رد حانیت میں فنا ہونے کی وجہ سے کیا کرتے تھے۔ آپ نے قادیان میں مستقل رہائش اختیار کرکے سلسلہ احمدیہ کی خدمت بذریعہ تقریر و تحریر کی۔ آپ کے دل میں حضرت مسیح موعود کی محبت کے لئے بڑی تڑپ تھی۔ آخرکار اس جوش محبت نے آپ کو ریاست بھوپال سے تارک روزگار ہونے کے لئے مشورہ دیا اور جس کو الہام کے ذریعہ مسیح موعودؑ پر منکشف کیا

ازپئے آں محمد احسن را تارک روزگار مے بینم

مولانا بھوپال سے اپنی ملازمت چھوڑ کر قادیان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں آپہنچے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی ہمسائیگی میں آپ کی رہائش کا بندوبست کیا تاکہ مولانا کے ساتھ وابستگی رہے۔ حضرت صاحب کے دل میں مولانا کے لئے بڑا درد اور اخلاص تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ... میں آپ سے مشورہ طلب فرمایا کرتے تھے اور ... سیر کے لئے کسی دن باہر نکلتے تو مولانا کو بھی ... کے لئے آپ کے مکان کے پاس ٹھہر جاتے۔

قادیان میں حضرت کی صحبت میں آنے کے بعد ... خدمت دین کا بہت کام سپرد ہوا۔ مثلاً امامت ... سوالات کے جواب دینے یا لکھنے کا کام۔ ایک ... کے شائع ہونے پر جب مخالفین اسلام کے علاوہ ... نے لکھا کہ مرزا صاحب نے اپنا دعویٰ نبوت بدل لیا ... اس کے جواب کے لئے حضرت صاحب نے مولانا محمد احسن ... کو منتخب فرمایا۔ حضرت کے دربار میں علماء سلسلہ ... میں آپس کی بحث چھیڑ کر بڑے مزے لیا کرتے تھے ... حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم نے حضرت مولانا محمد احسن صاحب کے ساتھ سخت جھڑپ لی اور حضرت ... کے اس خاص خادم کے علم و فضل اور مرتبہ کا خیال ... حضرت مسیح موعود کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ کے دل ... صدمہ ہوا۔ حضرت کو خاموش اور رنجیدہ خاطر خیال کر کے ... مولوی عبدالکریم صاحب نے دریافت کرنے کے لئے ... کی۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ مولوی صاحب ... اور آپ نے میری شناخت اور صحبت میں رہ کر ... فائدہ اٹھایا ہے۔ مگر مولوی سید محمد احسن صاحب ایک ... انسان ہیں۔ جنہوں نے بغیر دیکھنے اور میری صحبت ... خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری شناخت کی توفیق پائی ... طرح اس کی مشیت نے مجھے خود مامور فرمایا ہے۔

قادیان میں مقیم ہونے کے بعد آپ نے حضرت ... کے ہمراہ بہت سے مقامات کے سفر کا فخر بھی حاصل کیا ... طرح جو لوگ قادیان میں نہ جا سکے ان کو مختلف مقامات پر ... مسیح موعودؑ کے تشریف لے جانے پر خدا کے مامور اور ان ... پاک اصحابیوں کے ساتھ بھی ملاقات کرنے کا موقع ملا ... مولانا سید محمد احسن صاحب بھی تھے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان ... ۱۴ ممبروں میں حضرت مسیح موعود نے اپنے قلم سے حضرت ... محمد احسن صاحب کا نام بوجہ عالم قرآن و حدیث تجویز ... اسی طرح خدا کے مامور کی صحبت میں رہ کر آخر دم تک ... دوستی اور اپنے راسخ العقیدہ ہونے کا ثبوت دیا ... "الحکم" میں آپ کے مضامین شائع ہوا کرتے تھے ... نے "صبیان القرآن" ایک رسالہ طبع فرمایا۔ جو قرآن کی ... پر ایک بڑا علمی ذخیرہ اور مولانا کی علمی یادگار ہے۔

حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کو جب حضرت ... موعود کا خلیفہ انجمن قادیان اور عوام الناس ... سے تجویز کیا گیا۔ تو مولانا نے خلافت قبول کرنے کے بعد ... احباب ذوالفقار کے متعلق ذکر فرمایا۔ ان میں سید محمد احسن ... یہ مختصر حالات مولانا کے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کی ... تک تعلق رکھتے ہیں۔ باقی آئندہ تحریر کے مطابق ... حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کی خلافت ... جب سلسلہ احمدیہ کے ۲ فریق ہو گئے۔ ان کا ذکر ... ہوگا۔ قارئین کرام منتظر رہیں۔ والسلام

 (برائے خاص پیغام صلح)

سکھر کا خونیں حادثہ

مسلمانوں کی تباہی و بے بسی کا عبرت انگیز منظر

حادثہ سکھر کے خونچکاں حالات اب اچھی خاصی تفصیل کیساتھ اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس حادثہ کے بعد چند روز تک حالات کی پریشانی، حکومت سندھ کے ہولناک تشدد و احتساب اور مایوسی اینڈ پریس کی جانبدارانہ اور مغالطہ آمیز اطلاعات کیوجہ سے بیرونی مسلمان اصل کیفیت سے پوری طرح آگاہ نہ ہو سکے لیکن اب غلط بیانیوں کے نقاب تار تار ہو رہے ہیں پردہ پوشیوں کی کوششیں رفتہ رفتہ ناکام ہو رہی ہیں مظلوم و بیگناہ مسلمانان سکھر کا خون سندھ کی منحوس اللہ بخشی وزارت کی نا اہلیت و تدبر کے ماتم کیلئے نمایاں ہو رہا ہے۔

سکھر کی مشہور مسجد منزل گاہ کا قضیہ اس فساد کا بظاہر سب سے بڑا سبب ہے۔ مسلمان محکم شہادتوں کی بنا پر ثابت کر چکے ہیں کہ متنازعہ فیہ عمارت مسجد ہے۔ خان بہادر اللہ بخش نے مسلمانوں کے مطالبہ پر پہلے انجنیروں کی ایک کمیٹی مقرر کی جس نے کافی چھان بین کے بعد فیصلہ کیا کہ عمارت واقعی مسجد ہے۔ اس کے بعد جمعیۃ العلماء سندھ کے صدر و ناظم کو تحقیقات کیلئے بھیجا گیا۔ انہوں نے بھی انجنیروں کے فیصلہ کی تصدیق کی۔ علاوہ ازیں بیان کیا جاتا ہے کہ خان بہادر ایک خط میں اس عمارت کا مسجد ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ بار بار کی تحقیقات، مسلمانوں کے دعویٰ کے واضح ثبوت اور پے در پے . . وعدوں کے باوجود خان بہادر نے مسجد مسلمانوں کے حوالے نہ کی۔ ان کی وعدہ خلافیوں اور بے معنی ٹال مٹول سے تنگ آ کر مسلمانوں نے سول نافرمانی شروع کر دی اور مسجد پر رضاکاروں نے قبضہ کر لیا۔

مسلمانوں کے مطالبہ کے ساتھ ہی ہندوؤں نے ازراہ تعصب تنگ نظری خواہ مخواہ مسلمانوں کی مخالفت شروع کر دی۔ حالانکہ جھگڑا اللہ بخشی وزارت اور مسلمانوں کے درمیان تھا ہندوؤں کے ساتھ اس عمارت کا قطعاً کوئی تعلق نہیں لیکن بایں ہمہ انہوں نے مسلمانوں کی مخالفت کی اور اس مخالفت کے دوران میں بزدل اللہ بخشی وزارت کو طرح طرح کی دھمکیاں اور مسلمانوں پر خونیں تشدد کی ترغیب دی حتیٰ کہ ممبر ارنے ممبر کو اانتوں نے ایک کانفرنس کے سلسلہ میں ڈاکٹر مونجے اور بعض دیگر فسادی لیڈروں کو سکھر بلوا کر انتہائی اشتعال انگیز تقریریں کرائیں اور ہندو وزیروں سے یہ کہلوا دیا کہ اگر مسجد مسلمانوں کے حوالے کر دی گئی تو ہم مستعفی ہو جائیں گے۔

۱۸ ارنومبر کو حکومت نے ہندوؤں کے دباؤ کی وجہ سے مسجد مسلمانوں سے زبردستی خالی کرا لی۔ اور اس موقع پر انتہائی وحشت و بربریت اور عدم تدبر کا مظاہرہ کیا گیا۔ لاٹھیوں، بندوقوں، سنگینوں اور اشک آور گیس کا بے محابا استعمال ہوا۔ سکھر پولیس نے مسلمانوں کی بھیڑ منتشر کی۔ اس کے ساتھ ہی ہندوؤں نے ایک پہلے سے بنائی اور سوچی سوئی اسکیم کے مطابق فساد شروع کر دیا۔ بے خبر و پرامن مسلمانوں پر حملے ہونے لگے۔ لوٹ مار قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے فساد کی آگ سارے شہر میں بھڑک اٹھی اور چند گھنٹوں میں اس کے اثرات صوبے کے دیگر مقامات پر بھی جا پہنچے۔ فوج طلب کرنا پڑی مگر حالات تاحال تشویشناک ہیں گرفتاریوں کی بھرمار ہے۔ وزارت کا نزلہ صرف مسلمانوں پر گر رہا ہے۔ ظالم اور فتنہ انگیز ہندو بالکل محفوظ ہیں۔ نقصان جان و مال کی فہرست میں روز افزوں اضافہ کی خبریں آ رہی ہیں ـــــ اللہ بخشی تشدد اور ہندوؤں کے پرکذب پروپیگنڈا کا سلسلہ پورے زور شور سے جاری ہے۔ مسلمانوں کی فریادیں اور آہیں سرکاری اعلانات اور ہندو اخبارات کے شور میں دبی ہوئی ہیں۔

اس فساد میں مسلمانوں کا نقصان جان و مال بہت زیادہ ہوا ہے حکومت کی سخت گیری کا شکار بھی وہی ہیں ـــــ بہرحال نقصان ہندو کا ہو یا مسلمان کا قابل افسوس ہے۔ تعصب، ہٹ دھرمی اور عدم تدبر کی وجہ سے اس قدر قیمتی جانیں جو ضائع ہوئی ہیں اس کی تمام تر ذمہ داری اللہ بخشی وزارت اور ہندو لیڈروں پر ہے۔ کیونکہ وزارت نے خواہ مخواہ مسلمانوں کے ایک جائز مطالبہ کو محض اس لئے معرض التواء میں ڈالے رکھا کہ ہندو ناراض ہو جائیں گے اور اس سلسلہ میں بار بار وعدہ خلافیاں کیں اور ہندوؤں نے بغیر کسی وجہ کے مسلمانوں کے مطالبہ کی انتہائی شرمناک طریق پر مخالفت کی۔

لیکن اس سے زیادہ دردانگیز ہمارے لئے مسلمانوں کی بے بسی، انتشار، نفاق اور ان کے اللہ بخش جیسے افراد کی منصب پرستی ہے۔ ہندو اکثریت والے صوبوں میں کانگرسی وزارتوں نے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا اسے سب دیکھتے ہیں۔ لیکن مسلم اکثریت والے صوبہ سندھ میں مسلمانوں کی نااتفاقی اور خان بہادر کا عشق وزارت ان کے لئے بہت زیادہ ذلت و بربادی کا سبب بنا ہوا ہے ہندو وزراء محض ایک نامعقول ضد کی وجہ سے مستعفی ہونے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن مسلمان وزیراعظم اپنی وزارت یا اپنی جھوٹی عزت کی حفاظت کیلئے اپنی قوم کیساتھ ظلم و بے انصافی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے

اور اللہ خان بہادر جیسے [illegible]

دعا کی طاقت و اثر

گذشتہ اشاعت میں یہ ایمان افروز خوشخبری درج ہو چکی ہے کہ ہماری جماعت کے معزز رکن جناب موسیٰ خانصاحب منشی فاضل رکن [illegible] کشمیر کے صاحبزادے بشیر احمد خاں صاحب جو کافی عرصہ سے مقدمہ قتل میں ماخوذ تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عدالت سے بری ہو گئے الحمدللہ۔ اس پر ہم ساری جماعت کی طرف سے جناب موسیٰ خاں صاحب، ان کے فرزند عزیز اور دیگر افراد خاندان کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

بشیر احمد خانصاحب کی رہائی نہ صرف ایک دل خوش کن واقعہ ہے بلکہ اس میں غور کرنے والوں کے لئے ازدیاد ایمان کا بھی سامان ہے۔ مقدمہ کی مختصر کیفیت خانصاحب موصوف کے قلم ہی سے اخبار میں شائع ہو چکی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حالات بظاہر نہایت مایوس کن اور پیچیدہ تھے۔ امید کی کوئی جھلک نظر نہ آتی تھی۔ خانصاحب موصوف ایک نہایت قوی دل اور مستقل مزاج بزرگ ہیں لیکن حالات نے ان کو غیر معمولی طور پر مضطرب کر رکھا تھا۔ مقدمہ کے دوران میں خاکسار راقم الحروف کو ان کے جو خطوط موصول ہوئے وہ اس قدر دردانگیز اور اضطراب افزا تھے کہ ان کو پڑھ کر دل بے اختیار تڑپ اٹھتا اور آنکھیں بار بار پرنم ہو جاتیں۔ ان حالات میں جبکہ دنیوی اسباب ساتھ چھوڑ رہے تھے، قانون کا فتویٰ خلاف نظر آتا تھا خانصاحب موصوف نے دعا کا سہارا لیا۔ اور نہایت عجز و بیکسی کیساتھ کارساز حقیقی کے حضور جھک گئے اور بزرگان و احباب جماعت کو بار بار دعا کی تحریک کی چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ:-

"بشیر احمد خان اس مقدمہ میں سلطانی گواہ بنایا گیا۔ مقدمہ ثابت نہ ہونے پر باقی ملزمان بری ہوئے اور میرے فرزند کے خلاف مقدمہ قتل عمد از سر نو چلایا گیا ابتدائی عدالت نے اسے سیشن سپرد کر دیا ان ایام میں جبکہ ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی اور تختہ دار سامنے دکھائی دیتا تھا ظاہری طاقتوں سے دل پھر گیا۔ قابلیت اور قانون دانی بھول گئی۔ خدا یاد آیا۔ عاجزانہ دعاؤں میں لگ گئے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر مخلصین جماعت احمدیہ سے دعائیں کرائیں . . . .

اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو سنا اور بشیر احمد خاں نے مخالف حالات کے باوجود رہائی حاصل کی۔ جو لوگ دعا کی ضرورت کے قائل نہیں ان کے لئے یہ واقعہ اس جیسے اور بہت سے واقعات جو آئے دن دیکھنے اور سننے میں آتے رہتے ہیں قابل غور ہیں! اسلام نے دعا پر بہت زور دیا ہے۔ بزرگان اسلام نے ہر زمانہ میں شدید مخالف حالات میں دعا کے ذریعہ ایمان افروز کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ دیگر مذاہب کے پیرو تو رہے ایک طرف خود مسلمان بھی اس دور دہریت میں دعا کی اہمیت کو فراموش کر رہے تھے حضرت مسیح موعود نے ان کو یہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور قبولیت دعا کے ایسے نمونے دکھائے کہ بڑے بڑے منکروں کو قائل ہونا پڑا۔ ضرورت ہے کہ وابستگان سلسلہ دعا کی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور مقررہ آداب و شرائط کی پابندی کے ساتھ ہمیشہ غلبہ اسلام اور اپنے اور اپنی جماعت کی دینی و دنیوی ضروریات کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

شذرات

ینگمینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی بیداری

احمدی نوجوانوں کی انجمن مرکزی ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کے متعلق "پیغام صلح" کی گذشتہ دو اشاعتوں میں جو کچھ لکھا گیا الحمدللہ اس کا مفید اور خاطر خواہ اثر ہوا ـــــ اب ہمارے عزیز نوجوان بیدار ہو کر آمادہ عمل نظر آتے ہیں ایسوسی ایشن کا ایک جلسہ ۱۹ نومبر کو منعقد ہوا جس کی مختصر روئیداد "پیغام صلح" میں درج ہو چکی ہے۔ دوسرا انشاءاللہ ۱۳ دسمبر کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوگا ہمیں توقع ہے کہ اب ایسوسی ایشن رفتہ رفتہ میدانِ عمل میں قدم بڑھاتی چلی جائیگی اور ایسا اعلیٰ اور اچھا کام کر کے دکھائے گی کہ اس کی گذشتہ بے عملی و غفلت کے متعلق شکایات خود بخود لوگوں کے ذہن سے محو ہو جائیں گی۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایسوسی ایشن کی سابق بے عملی کی ذمہ داری عہدہ داروں سے زیادہ عام اراکین پر ہے بعض عہدہ دار بالخصوص سیکرٹری صاحب حتی الامکان سعی و کوشش کرتے رہے لیکن اراکین کا طرزِ عمل نہایت مایوس کن رہا ـــــ خیر گذشتہ واقعات خواہ کچھ ہوں آئندہ کیلئے ہمارے عزیزوں کا فرض یہی ہونا چاہیئے کہ غفلت و سستی کو خیرباد کر کے اجتماعی طور پر کام میں مصروف ہو جائیں اور قوم کو کچھ کر کے دکھائیں دین کی خدمت پر جماعت کی بہبودی، بزرگوں کی خوشنودی اور ان کی اپنی سرخروئی صرف اسی میں ہے۔ تمام نوجوانان سلسلہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنی ایسوسی ایشن کو حقیقی معنوں میں ایک زندہ اور فعال جماعت بنائیں ایسوسی ایشن کے عہدہ داروں کا فرض ہے کہ باقاعدہ جلسے منعقد کریں اراکین کو ان کی بروقت اطلاع دیں، بزرگوں کی ہدایات کے مطابق کوئی مفید عملی پروگرام بنائیں اور اراکین کا فرض ہے کہ وہ عہدہ داروں کی آواز پر اخلاص و مستعدی کیساتھ لبیک کہیں۔ ان کا ہاتھ بٹا کر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ہم اس وقت بے صبری کیساتھ منتظر ہیں جبکہ ایسوسی ایشن کی عملی سرگرمیاں ہمارے قلم کو اس کی تعریف پر مجبور کر دیں گی ؛

مخلوط تعلیم کا تجربہ

مندرجہ ذیل خبر گذشتہ ہفتہ پنجاب کے اکثر اردو و انگریزی روزناموں میں نمایاں طریق پر شائع ہو چکی ہے۔

"کراچی ۲۱ نومبر مقامی سندھ کالج میں عرصہ بیس سال سے مخلوط تعلیم رائج تھی۔ اب تجربہ کی بناء پر منتظمین کالج نے آئندہ ہفتہ سے لڑکوں اور لڑکیوں کی علیحدہ جماعتوں کا انتظام کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ مخلوط تعلیم کی مخالفت روز افزوں ہے"۔

ظاہر ہے روشن خیال، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بے پردہ گھرانوں کی لڑکیاں ہی زیادہ تر اس کالج میں لڑکوں کے پہلو بہ پہلو تعلیم پاتی ہونگی منتظمین کالج کے علاوہ ان لڑکیوں کے روشن خیال والدین کے تجربہ اور مشاہدہ کا بھی غالباً اس فیصلہ میں کافی دخل ہوگا ـــــ اس خبر میں یہ نہیں بتایا گیا کہ کونسی وجوہ ہیں جن کی بناء پر آزادی و بے حجابی کے موجودہ دور میں مخلوط تعلیم کی مخالفت روز افزوں ہے ـــــ غالباً اس لئے کہ یہ وجوہ اس قدر واضح ہیں کہ ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کچھ عرصہ قبل امرتسر کے ایک ہندو کالج کو بھی تجربہ کے بعد مخلوط تعلیم کا طریق ترک کرنا پڑا تھا۔ کیونکہ اساتذہ کو اپنے ہونہار طلبہ اور طالبات کے بہت سے ایسے خطوط کے مطالعہ کا موقعہ میسر آ گیا تھا جن میں انہوں نے ایکدوسرے کو ناگفتہ بہ باتیں لکھی تھیں۔

ہندوؤں کے بعد اب مسلمانوں میں بھی مخلوط تعلیم کے حامی افراد اور جماعتیں پیدا ہو رہی ہیں کاش یہ مغرب زدہ روشن خیال اس قسم کے واقعات پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ یورپ کی حیا سوزی اور اخلاق باختگی سے تو انہوں نے کوئی سبق نہیں لیا۔ کیا ہمسایہ قوم کے ان عبرت بخش تجربات پر بھی وہ توجہ نہ کریں گے ؛

توسیع جماعت کی مہم

جیسا کہ قارئین "پیغام صلح" کو بخوبی معلوم ہے کہ اس سال کے پروگرام میں توسیع جماعت کے کام کو خاص اہمیت دی گئی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر ایک فرد جماعت اس سال کے دوران میں کم از کم ایک نئے آدمی کو ضرور سلسلہ میں شامل کرے۔ جماعت کے معزز و با اثر احباب سے تو انہوں نے پانچ پانچ نئے آدمیوں کی توقع ظاہر فرمائی ہے۔ ضرورت ہے کہ جماعت کے تمام طبقات بلا تاخیر اس کام میں مصروف ہو جائیں، اس طرح جماعت ایک سال کے قلیل عرصہ میں تعداد کے لحاظ سے دو چند بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ ترقی تعداد کے ساتھ ساتھ اس کی خدمات دینی میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا اور دراصل یہی چیز توسیع جماعت کا مقصد ہے۔ توسیع جماعت کے کام کو خاص توجہ و سرگرمی کیساتھ انجام دینے کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی بعض احباب بار بار اصرار کے ساتھ اس کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ توسیع جماعت کے اس پروگرام نے اُن کیلئے عمل کا ایک زرین موقعہ مہیا کر دیا ہے امید ہے وہ اس سے پورا فائدہ اُٹھائیں گے۔ اور جس طرح انہوں نے اپنے دلائل و اصرار کے ساتھ توسیع جماعت کو خاص اہمیت دینے کی ضرورت کا احساس دلایا ہے اسی جوش و ولولہ کیساتھ وہ اس میدان میں کام بھی کریں گے اور ایک سال کے عرصہ میں نئے آدمیوں کی بہت بڑی تعداد کو سلسلہ میں داخل کر کے چھوڑیں گے ؛

ایک شاندار مناظرہ

مورخہ ۱۳ دسمبر بروز اتوار بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں زیر صدارت جناب مولانا آفتاب الدین صاحب احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک شاندار علمی مناظرہ کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں مولانا ابوبکر صاحب ایم اے، چوہدری عبدالحق صاحب بی۔ایس۔سی۔ مولوی غلام نبی صاحب مسلم اور مرزا منیر احمد صاحب تقریریں فرمائیں گے۔ سب احمدی نوجوان اس مناظرہ میں شریک ہو کر شکریہ کا موقعہ دیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر احمدی نوجوان کا فرض ہے کہ وہ ایسوسی ایشن کے اجلاس میں باقاعدہ شریک ہو۔

موضوع مناظرہ :- "کیا موجودہ جنگ اسلام کیلئے مفید ہے"

(خاکسار ـ ایس محمد آصف قادیانی۔ بی اے سیکرٹری احمدیہ ینگمینز ایسوسی ایشن)

مکتوب امیر

جماعت کی مالی بنیاد کو مضبوط کرنے کی ضرورت

چندہ ماہوار کی اہمیت — چند وساوس کا ازالہ

برادران مکرم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

شروع اکتوبر میں میں نے لکھا تھا کہ میں بعض جماعتوں میں پھر کر انہیں ان کے بعض فرائض کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس وقت سے لے کر آخر نومبر تک میں سترہ مقامات پر ہو آیا ہوں جن میں کوئٹہ، دہلی، بہنیا ورشامل ہیں۔

میرے دورہ کی اہم غرض

اور اس دورے کی بڑی غرض یہ تھی کہ ماہوار چندے کو جو ہماری جماعت کی مالی بنیاد ہے ایک نظام پر لایا جائے۔ باوجود اس امر کے کہ ہماری انجمن نے ایک مدت سے یہ فیصلہ کیا ہوا تھا کہ سب احباب کو اپنی آمدنی پر کم سے کم ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے ماہوار چندہ دینا چاہئے۔ البتہ پچاس روپے ماہوار سے کم آمدنی والے احباب کو یہ اجازت تھی کہ وہ چاہیں تو تین پیسے فی روپیہ کے حساب سے چندہ ادا کریں۔

انجمن کے فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت

اور یہ امر ایک سے زیادہ مرتبہ کانفرنس انجمہائے احمدیہ میں بھی پیش ہو کر اس فیصلہ کی تائید ہو چکی تھی۔ لیکن اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا تھا۔ اب جب کہ جماعت کی توسیع اور استحکام کی طرف ایک مضبوط عملی قدم اٹھانے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ یہ ضروری تھا کہ سب سے پہلے جماعت کی مالی بنیاد کو مضبوط کیا جائے اور سب احباب کو ایک سطح پر لا کر ایک صف میں کھڑا کیا جائے جو پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر اس حق اور باطل کی جنگ میں اپنی پوری قوت خرچ کریں اور یقاتلون فی سبیلہٖ صفًا کا مصداق ہوں۔

چندہ ماہوار کی اہمیت

چندہ ماہوار کو خود بانی سلسلہ نے اتنی اہمیت دی کہ جو شخص تین ماہ تک یہ چندہ ادا نہ کرے اسے جماعت سے خارج کر دینے کا ارشاد فرمایا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ہماری جماعت ایک جہاد کیلئے کھڑی کی گئی ہے اور جو شخص اس جہاد میں شامل نہیں ہوتا۔ اس جماعت کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ لیکن کوئی جہاد بغیر نظام کے ہو نہیں سکتا۔

ایک آنہ فی روپیہ کی شرح

اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کو بھی عملی جامہ پہنانے کے لئے انجمن نے دوسرا قدم ماہوار چندہ کو منظم صورت میں لانے کے لئے اٹھایا اور ایک آنہ فی روپیہ شرح چندہ مقرر کی۔ اس امر سے بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وصیت میں انجمن کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (مسیح موعود) کی جانشین قرار دیا ہے اور پھر اپنی وفات کے قریب واضح الفاظ میں اپنے بعد ہر ایک امر میں انجمن کے اجتہاد کو کافی اور اس کے فیصلوں کو قطعی قرار دیا ہے جس کے متعلق آپ کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر موجود ہے۔ پس انجمن کے ایسے فیصلوں سے انکار جن پر بار بار غور ہو چکا ہے اور جن کو خود ساری قوم جمع ہو کر اپنی کانفرنس میں بھی صحیح تسلیم کر چکی ہے حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کا ہی انکار ہے۔ جس طرح وہ لوگ جو ماہوار چندہ مطلقًا ادا نہیں کرتے۔ فی الحقیقت اس مجاہد جماعت کے اندر شامل نہیں۔ اسی طرح وہ اصحاب بھی اس جماعت کے ممبر کہلانے کے مستحق نہیں جو انجمن کے فیصلہ کو کہ چندہ ماہوار بشرح ایک آنہ فی روپیہ ... ہو تسلیم نہ کر کے بطور اعانت جو رقم چاہیں دے دیتے ہیں۔

ضروری اعلان
حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا موجودہ پتہ

جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہے اب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ احمدیہ بلڈنگس میں سکونت نہیں رکھتے بلکہ مسلم ٹاؤن میں مستقل طور پر مقیم ہیں۔ ان کا موجودہ پتہ یہ ہے:۔

مسلم ٹاؤن اچھرہ لاہور

لیکن بعض احباب حضرت ممدوح کو غلطی سے احمدیہ بلڈنگس کے پتہ پر خط لکھتے ہیں جس سے خط کے پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے۔ لہٰذا تمام احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ حضرت ممدوح کو مندرجہ بالا پتہ پر خطوط لکھا کریں۔ (سکرٹری)

سخت ترین امتحان میں جماعت کی کامیابی

اسی امر کو لیکر میں چند جماعتوں میں پھرا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے احسان کے سامنے میری گردن جھک جاتی ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ کس طرح اس نے جماعت کے دلوں کو اپنے دین کی نصرت کی طرف پھیر دیا ہے اور جماعت کے قلوب کے اندر نظام کی زبردست اہمیت پیدا کر دی ہے۔ انسان مال کماتا ہے اور اسے خرچ بھی کرتا ہے۔ اپنے نفس کی خوشی کے لئے بھی خرچ کرتا ہے۔ بیوی بچوں کی خوشی کے لئے بھی خرچ کرتا ہے۔ دوستوں کی خوشی کیلئے بھی خرچ کرتا ہے حکومت کو خوش رکھنے کے لئے بھی خرچ کرتا ہے اور اپنے پیر کی خوشی کے لئے بھی خرچ کرتا ہے۔ لیکن خدا کی رضا کے لئے خرچ کرنا سب سے مشکل کام ہے اور یہی وہ کام ہے جو ہماری جماعت کے سامنے تھا۔ الحمد للہ کہ اس سخت ترین امتحان میں ہماری جماعت جہاں تک ان جماعتوں کا سوال ہے جہاں میں گیا ہوں۔ پوری اتری بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن میں میرے ایک دفعہ وضاحت کر دینے کے بعد جملہ احباب نے شرح صدر سے میری آواز پر لبیک کہا۔ اور اپنے چندے نہ صرف شرح مقررہ پر لکھوا دیئے۔ بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ آئندہ وہ ماہ بماہ اپنے چندے ادا کرتے رہیں گے

اور کبھی بقایا نہ ہونے دیں گے۔

شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی اور [illegible]

وزیر آباد میں جب میں نے نماز [illegible] کر کے اس طرف توجہ دلائی تو سب سے پہلے ہمارے [illegible] شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد نے [illegible] ساتھ ہی سب دوستوں کو بھی کہا کہ وہ سب اس [illegible] چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایسا ہی کئی جماعتوں میں ہوا [illegible] ایک دو دو احباب جماعت میں ایسے بھی [illegible] کے بعد اس خدائی ٹیکس کو قبول کیا۔ دو جماعتیں [illegible] ان کا قدم مضبوطی سے نہیں اٹھا اور ان میں [illegible] یا بالدار احباب تذبذب کی حالت میں ہیں۔ [illegible] ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں جماعتوں میں [illegible] دستگیری فرمائے گا۔ جنہوں نے اس موقع پر [illegible]

احباب سے ایک ضروری استدعا

اب چونکہ جلسہ سالانہ کے قریب آ جانے کی [illegible] مرکز میں بیٹھ کر بہت سا کام کرنا ہے اس لئے [illegible] اور مقامات پر ہی شاید ہی جا سکوں۔ لیکن اس تحریک کو [illegible] کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو انجمن [illegible] کی متحمل نہ ہو سکے جو بعض احباب کی سستی [illegible] اس پر آ پڑی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ [illegible] ماہوار چندے مقررہ شرح سے کم نہ ہوں۔ [illegible] سے کم آمدنی والوں کی صورت میں تین پیسے فی [illegible] اکیسواں حصہ اور اس سے اوپر ایک آنہ فی روپیہ [illegible] حصہ۔ یہ چٹھی علیحدہ بھی ان سب احباب کو بھیجی [illegible] جن کے چندے اس معیار پر نہیں ہیں اور ان سے [illegible] درخواست ہے کہ وہ اپنے چندے اس معیار [illegible] کر کے مجھے بواپسی زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ [illegible] دیں کہ ان کا ماہوار چندہ کس قدر ہو گا۔ میں اس [illegible] کہنا چاہتا ہوں کہ جن احباب کے سامنے میں نے [illegible] پیش کیا ہے۔ ان میں سے نوے فیصدی نے [illegible] جماعت کا قدم بحیثیت مجموعی اس طرف [illegible] گویا جماعت کا بحیثیت مجموعی قدم اس طرف [illegible] اور جو احباب باقی رہ گئے ہیں۔ اب ان کے لئے [illegible] کہ کثرت جماعت سے الگ رہیں۔ ایسے ہی [illegible] سے علیحدگی پر سخت تنبیہ وارد ہوئی ہے۔

چند وساوس کا ازالہ

پہلا وسوسہ: بعض احباب نے کہا [illegible] اس پر شرح صدر نہیں۔

جواب: جس شخص نے کسی سائل کو [illegible] ہو۔ وہ تو بے شک یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اسی قدر [illegible] دے سکتا ہوں۔ مگر یہاں کسی خیرات کا سوال نہیں [illegible] شرکت کا سوال ہے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ [illegible] ہماری جماعت کا جہاد ہے۔ دوسرے لوگ اس [illegible] کو اب کچھ تھوڑا بہت سمجھنے لگے ہیں۔ مگر ہم [illegible] ایک مامور کے ہاتھ پر اقرار کر کے اس جہاد [illegible] کھڑے ہو چکے ہیں۔ خیرات میں ہر شخص کا [illegible] جو چاہے اور جسے چاہے دے۔ یا مطلق [illegible] میں یہ اختیار نہیں ہوتا۔ جہاد میں پابندی [illegible] اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھے اس [illegible]

جہاد پر شرح صدر نہیں اور میں جب چاہوں گا اور جس طرح چاہوں گا جہاد کروں گا۔ نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے فوج کی قواعد کی پابندی پر شرح صدر نہیں۔ یا مجھے دوسروں کے ساتھ ایک صف میں کھڑا ہو کر جہاد کرنے پر شرح صدر نہیں۔ یا ایک جنگ کے لئے تو دس دن یا ایک ماہ خدا کی راہ میں دینے کی ضرورت ہے۔ مگر مجھے اس وقت دینے پر شرح صدر نہیں۔ میں شرح صدر سے صرف دو دن دے سکتا ہوں۔ تبلیغ دین کے جہاد میں سب کی شرکت صرف مال کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے اور جس طرح جہاد بالسیف میں ہر ایک کو یکساں وقت دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح جہاد بالقرآن میں یکساں شرح پر مال دینے کے بغیر جہاد میں شمولیت نہیں ہوسکتی۔ پھر جہاد میں شمولیت صرف امیر کے حکم کے ماتحت ہوسکتی ہے۔ امیر جہاد جس طرح حکم دے اسی طرح کرنا ہوگا۔ سوائے اس کے کہ اس کا کوئی حکم خلاف قرآن و حدیث ہو۔

اب ہماری جماعت میں امیر جہاد حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ آپ کی زندگی میں آپ کے حکم کے ماتحت چلنا ضروری تھا۔ آپ کے بعد آپ کی کھلی تحریر کے مطابق انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اور اس کا اجتہاد ہر ایک امر میں کافی ہے اور اس کا فیصلہ قطعی ہے۔ پس امیر جہاد جب جہاد کا حکم دے اور جس طرح جہاد کا حکم دے اس کا کوئی سپاہی انکار نہیں کرسکتا۔ اور جو لوگ جہاد کے اقرار کے بعد انکار کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ کوئی سپاہی یہ کہنے کا مجاز نہیں کہ مجھے اس طرح جہاد پر شرح صدر نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی کہدے کہ مجھے پانچ نمازوں پر شرح صدر نہیں۔ جب اور جس نماز پر شرح صدر ہوگا ہی پڑھ لونگا۔ خوب یاد رکھئے۔ کہ جہاد ایک رنگ میں شریعت کا سب سے بڑا حکم ہے اگر اس پر شرح صدر نہیں تو یہ بدقسمتی ہے۔ مگر حکم باوجود شرح صدر نہ ہونے کے بھی ماننا پڑے گا۔

دوسرا وسوسہ۔ شرح چندہ کا مقرر کرنا خلاف شریعت ہے۔

جواب:۔ شریعت نے تو زکوٰۃ کی بھی شرح مقرر کردی ہے۔ جس کے پاس سو روپیہ ہے وہ اڑھائی روپیہ سے ایک کوڑی کم دے تو وہ قبول نہ ہوگی اور جس کے پاس دس ہزار ہے وہ دو سو پچاس روپے دیکر چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتا۔ بلکہ پورے اڑھائی سو ہی دینے پڑیں گے۔ اسی اصول پر حضرت مسیح موعود کی جانشین انجمن نے (قوم کے مشورہ سے) جہاد میں شمولیت کی شرح مقرر کی ہے۔ تاکہ ہر شخص کو جس قدر طاقت دی گئی ہے وہ اس کے مطابق خرچ کرے۔ اس پر یہ اعتراض کرنا کہ یہ خلاف شریعت ہے۔ محض اپنے بخل کو چھپانے کا بہانہ ہے۔

تیسرا وسوسہ۔ سولہواں حصہ خدا کی راہ میں دینا ناقابل عمل ہے یعنی یہ شرح بہت زیادہ ہے۔

جواب:۔ جس شخص نے یہ اقرار کیا ہو کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ اس کے لئے یہ اعتراض کرنا کہ سولہواں حصہ خدا کی راہ میں دینا ناقابل عمل ہے، باعث شرم ہے۔ پھر لوگ تو پیر دل کی خوشنودی کے لئے اس سے بھی زیادہ دیدیتے ہیں اور باقاعدہ نظام کے ماتحت دیتے ہیں، جیسے سر آغاخاں کے مرید دسواں حصہ دیتے ہیں۔ یا جیسے میاں محمود احمد صاحب کے مرید ایک آنہ فی روپیہ کے علاوہ تحریک جدید میں بھی ایک ایک ماہ کی آمد دیدیتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے چندوں میں بھی دیتے ہیں۔ تو کیا یہ شرح ایک آنہ فی روپیہ صرف انہی لوگوں کے لئے ناقابل عمل ہے جو صرف خدا کی رضا کے لئے کام کرتے ہیں؟ من دون اللہ کے لئے تو یہ شرح بلکہ اس سے بڑھ کر قابل عمل ہے۔ لیکن اللہ کیلئے اسے ناقابل عمل بنایا جاتا ہے۔ یعنی جس نے ہمیں سولہ آنے دیئے۔ ہم اس کی راہ میں ایک آنہ دینا گوارا نہیں کرتے۔ یہ صرف ناشکر گزاری ہے۔ جب بعض لوگ ایک حیلے کے ماتحت چھپانا چاہتے ہیں۔

چوتھا وسوسہ۔ ہمارے اخراجات بہت ہیں وہ پورے نہیں ہوتے۔

جواب:۔ مجھے ایک دوست نے جس کی آمدنی ایک سو اسی روپے ماہوار تھی یہ جواب دیا کہ میرے چھ سات بچے ہیں تم میرے سب اخراجات کا ٹھیکہ لے لو۔ میں نے کہا۔ میں تیار ہوں۔ اگر تمہارے بھائی کے اخراجات چھ سات بچوں کیا تھ ستر روپے میں پورے ہوسکتے ہیں تو تمہارے ایک سو ستر میں کیوں نہیں ہوسکتے (دس روپے ماہوار چندہ نکال کر) اس سے بڑھ کر کوئی نفس کا دھوکہ نہیں کہ میرے اخراجات فلاں رقم سے کم میں پورے نہیں ہوسکتے۔ ہاں ایک غریب آدمی جو پندرہ بیس روپے ماہوار کمائے یہ کہے کہ میرا تو کھانے پینے کا خرچ بھی پورا نہیں ہوتا تو شاید وہ کسی قدر حق بجانب ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تو دونوں کو ان الفاظ میں حکم دیا ہے۔ لینفق ذو سعۃ من سعتہ ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اتٰہ اللہ فراخی والا اپنی فراخی کے مطابق خرچ کرے اور جس پر رزق کی تنگی ہے وہ بھی اس میں سے کچھ خرچ کرے جو خدا نے اسے دیا ہو میں تو موٹی بات جانتا ہوں۔ جس کا گذارہ سولہ روپے میں ہوتا ہے وہ پندرہ میں بھی گذارہ کرسکتا ہے۔ کیا اس کا بھائی وہ نہیں۔ جو آٹھ دس روپے میں بھی گذارہ کرتا ہے اور جس کا گذارہ پچاس میں ہوتا ہے اس کا سینتالیس روپے میں بھی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس کا بھائی اسی طرح کا انسان تیس چالیس میں بھی گذارہ کررہا ہے اور جس کا گذارہ سو روپے میں ہوتا ہے اس کا چورانوے میں بھی ہوسکتا ہے اور جسے ڈیڑھ ہزار ماہوار ملتا ہے وہ ایک سو روپیہ ماہوار خدا کی راہ میں دے کر غریب نہیں ہو جائے گا۔ الشیطان یعدکم الفقر۔ بخل ایک بیماری ہے اس کو دل سے دور کرو۔ حیلوں کے نیچے چھپانے کی کوشش نہ کرو۔

والسلام

خاکسار

محمد علی

۲۹ نومبر ۱۹۳۹ء

رات دن آج آپ کے سامنے ہو کیا رہا ہے؟ غیروں پر وفائیں اپنوں پر جفائیں! بیگانوں سے عہد و پیمان بندھ رہے ہیں۔ اور اپنوں سے جڑے ہوئے رشتے ایک ایک کرکے ٹوٹ رہے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ ہندوؤں میں ضم ہوجاؤ۔ اور ہندوستان کی حکومت تمہاری ہوئی جاتی ہے۔ کسی کی پکار ہے کہ طور، طریقہ، ادب آداب۔ وضع قطع سب فرنگیوں اور فرنگنوں کی اختیار کرلو۔ اور دیکھو یا ہوا اقبال ابھی حاصل کرلو۔ لیکن شیعہ اور سنی خوب آپس میں لڑے جاؤ۔ اور احرار اور خاکسار کبھی آپس میں متحد نہ ہو۔ اور پھر اہل سنت سواد اعظم کے اندر خود بیشمار پارٹیاں اور ٹکڑیاں ایک دوسرے کی آبرو کی خواہاں۔ جان کی دشمن۔ خون کی پیاسی — کہیں پڑھا تھا کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ یہاں مشاہدہ میں تو یہ آرہا ہے کہ اپنی تاریخ اپنے کو ایک بار نہیں، ہر آن اور ہر لحظہ دہرا رہی ہے۔ (صدق)

مسلمانوں کے زوال و تباہی کا سبب

اسلام — اور یہ تازہ ترین شہادت ایک مخالف دستک کے قلم سے ہے۔

"اسلام آٹھ صدیوں تک دنیائے مسیحیت پر غالب رہا۔ بہ لحاظ شان و شوکت۔ جاہ و ثروت اور علم و فن کے۔ تباہ ہوا تین خلافتوں کے قائم ہوجانے کی وجہ سے میں اشبیلیہ (اسپین) میں اور مصر میں اور ترکوں کے سر عروج آجانے سے . . . . جو نیابت کرتے تھے ایک برائے نام خلیفہ کی (انسائیکلوپیڈیا آف ... تاریخ جلد اول صہ ۳۱)

گویا شہادت خود مسیحیت کی زبان سے یہ ہے کہ اسلام اس کے مقابلہ میں جو مادی شکست پائی وہ مسیحیت کے کسی ... اخلاقی یا مادی کمال کی بنا پر نہیں۔ بلکہ اپنے آپس کے افتراق اور باہمی خانہ جنگی کے نتیجہ کے طور پر!

اس میں بھی کسی قدر اجمال تھا۔ تائید تفصیل ایک ... مخالف گواہ کی زبان سے سنئے

"۱۱۷ء کے حملہ کے بعد اسپین اور پرتگال ... دیرا برہ کے قبضہ میں آگئے اور پانچویں صدی تک ... کو ہمت نہ ہوئی کہ ادھر نگاہ اٹھا کر دیکھیں۔ ... کے بعد مسلمانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ۱۲۳۶ء ... فرڈیننڈ سوم نے بربر سلاطین کو قرطبہ سے ... اور پھر اپنے باجگذار الاحمر مورث خاندان غرناطہ ... سے ۱۲۴۸ء میں اشبیلیہ کے برابر کو بھی زیر کرلیا ... اسپین کے ان عربوں اور مراکش کے ان بربروں کا ... بھی عجیب تضاد یعنی اپنوں سے دشمنی اور غیروں سے دوستی ...

"مسیحیوں سے ان کا برتاؤ رواداری کا تھا۔ لیکن آپس کی عدم رواداری نے ان کا خاتمہ کرکے رکھ دیا۔ ... کہ عرب کے سارے قضیے سرزمین اسپین پر ... لگے۔ شیعہ سنی تفریق (اور یہ تفریق دنیائے اسلام میں آج تک قائم ہے) میں اضافہ مقامی رنگ ... کردیا۔ جنوبی عرب کے یمنیوں کے لئے یہ ممکن ... کہ شمال عرب کے قیسیوں کو برداشت کرسکیں۔ ... میں ایک علاقہ کے اندر دونوں جمع نہیں ہوسکتے تھے البتہ عیسائیوں کے ساتھ ان کا بھائی چارہ تھا ... اسلامی اسپین کے سب سے زیادہ روشن خیال ... وہ تھے جن میں یمن کے عربوں اور ... کی آبادیاں بیلوبہ بیلو تھیں"

(جلد ۳ صہ ۱۴۲ و صہ ۱۴۳)

کسی مزید صراحت کی ضرورت اس کے بعد بھی باقی ...

— اسلام کی کتاب نے کہا تھا غیروں کے مقابلہ میں سخت رہو۔ آپس میں نرم۔ اسلام کے فرزندوں نے اس پر عمل یوں کیا کہ اپنوں کے حق میں پتھر اور بیگانوں کے حق میں موم بن گئے۔

ماضی کو چھوڑیئے۔ حال کا کیا حال ہے۔ روایات ... مسموعات سے قطع نظر کیجئے۔ آنکھوں کو کیسے جھٹلائے ...

مصر میں شادی کی رسومات

ایک یورپین خاتون کا دلچسپ بیان

ہر وہ شخص جو مصر میں رہ چکا ہو۔ اسلامی شادی کی اصل رسوم و رواج سے واقف ہے۔ شادی میں سب سے اہم چیز نکاح کا عہد نامہ ہے جو دولہا دلہن کے وکیل یا ولی عموماً باپ کے مابین، دو گواہوں کی موجودگی میں طے ہوتا ہے۔ دولہا اور دلہن کا وکیل ایک دوسرے سے اپنا دہنا ہاتھ ملاتے ہیں اور انگوٹھے اٹھا کر ایک دوسرے کے ہاتھ کو دباتے ہیں۔ قاضی یا کوئی دوسرا شخص جو نکاح پڑھائے۔ ان دونوں کے ہاتھوں پر ایک رومال ڈال دیتا ہے اور دولہا دلہن کیلئے دعا کرتا ہے۔ دعا کے بعد دلہن کا نمائندہ چند مخصوص جملے دہراتا ہے اور دلہن کو دولہا کے نکاح میں دینے کا اعلان کرتا ہے اور دولہا جواب میں اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے دلہن کو نکاح میں قبول کیا اور اعلان کرتا ہے کہ میں نے لڑکی کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور میں اس کی تمام ضروریات کی کفالت کروں گا۔ دولہا ان جملوں کو تین بار دہراتا ہے۔ اس کے بعد شادی قانونی شکل اختیار کر لیتی ہے

مہر نکاح میں بہت ضروری ہے۔ مہر کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک مخصوص رقم جو معاہدہ میں طے ہو جائے۔ دولہا دلہن کو ادا کرنے کا اقرار کرتا ہے۔ یہ رقم آدھی تو اسی وقت ادا کر دی جاتی ہے اور بقیہ نصف طلاق یا وفات کے وقت ادا کر دی جاتی ہے۔ مہر عورت کے تحفظ یا مستقبل کے اطمینان کے لئے ایک قسم کی ضمانت ہے،

سینکڑوں سال کی مدت میں شادی کی ان رسوم و رواج میں اور بہت سے اضافے ہو گئے ہیں۔ کچھ تو اصل کے اعتبار سے عربی ہیں۔ کچھ ترکی، اور کچھ قبطیوں اور یہودیوں سے لی گئی ہیں اور کچھ فراعنہ مصر کے وقتوں کی رسوم و رواج بھی مدتوں کے بعد پھر لوٹ آئی ہیں۔ ان میں یورپینوں کی آمد سے بہت کم اصلاح ہوئی۔

صنیفۃ الحمام

ان تمام رسوم و رواج کو جو اہم چیز مغربی رسوم و رواج سے کافی حد تک جدا کر دیتی ہے۔ وہ عورت کا پردہ ہے۔ حرم کی زندگی اس سلسلہ میں مشرق اور مغرب کو دو میں تقسیم کرنے کا باعث ہے۔ مصر میں تین قسم کی رسوم رائج تھیں۔ پہلی صنیفۃ الحمام۔ دوسری لیلۃ الحنا اور تیسری صنیفۃ العروس۔ جب دلہن اپنے نئے گھر جاتی تھی

اٹھارہویں صدی عیسوی میں دلہن کے غسل کی جو دلچسپ کیفیت تھی۔ اس کی تفصیل لیڈی میری ورٹلی مونٹیگو نے خوب بیان کی ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ انہیں ایک بار کسی شادی کی تقریب پر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ دلہن کے غسل کے موقع پر دلہن اور دولہا کے تمام رشتہ دار اور سہیلیاں جمع تھیں۔ میرا اندازہ ہے کہ کم از کم دو سو عورتیں اس موقع پر ضرور آئی ہوں گی۔ شادی شدہ عورتیں کمرے کے چاروں طرف صوفوں پر بیٹھی تھیں۔ اور کنواری لڑکیاں اپنے نقاب اور دوسرے بھاری بھرکم کپڑے اتار کر ہلکی پھلکی ہو گئیں اور جب دلہن کو اس کی ماں اور ایک اور بوڑھی رشتہ دار دروازہ کے قریب لیکر آئیں تو کنواری لڑکیاں اور شادی شدہ عورتیں دونوں اس کی پیشوائی کو دروازے کی طرف بڑھیں۔ دلہن سترہ سال کی خوبصورت لڑکی تھی۔ اسے نہایت قیمتی لباس پہنایا گیا۔ وہ جواہرات سے لدی پڑی تھی۔ دو عورتوں نے چاندی کے دو برتن خوشبو سے بھرے اور اب غسل کا جلوس شروع ہوا۔ تیس کے قریب عورتیں اس میں شریک تھیں۔ آگے کی عورتیں کوئی گیت گا رہی تھیں اور بقیہ عورتیں جماعت کی صورت میں ایک ساتھ گاتیں اور آخری دو لڑکیاں دلہن کو لے کر آگے بڑھ رہی تھیں۔ دلہن کی آنکھیں زمین پر گڑی تھیں۔ جب یہ جلوس چکر کاٹ چکا تو دلہن کو کمرے کے چاروں طرف بزرگ عورتوں کے پاس پھرایا گیا۔ جہاں ہر ایک نے اسے سلام کیا اور تحفے تحائف دیئے بعض نے جواہرات، بعض نے رومال اور اسی قسم کی دوسری چیزیں حسب توفیق دیں۔ جنہیں دلہن شکریہ کے ساتھ قبول کرتی گئی اور ہر ایک کے ہاتھ چومتی گئی۔

کسی زمانہ میں مہندی لگانے کی رسم اس درجہ عام تھی۔ کہ جس رات دلہن شادی کی تیاری کے طور پر مہندی لگاتی تو اس رات ایک خاص تقریب ہوتی اور اس رات کو ابھی تک لیلۃ الحنا کہا جاتا ہے۔ شروع میں گانے اور ناچنے والی عورتیں مہمانوں کی دلچسپی کا سامان تیار کرتیں۔ اس کے بعد دلہن مہندی کا مجمعہ ہاتھ میں لے کر مہمانوں کو سلام کرنے کے لئے ہر ایک کے پاس جاتی۔ اور ان میں سے ہر ایک سونے کا ٹکڑا اس مجمعہ میں ڈال دیتی۔ میں نے عرب میں ایک موقعہ پر مہمان عورتوں کو دلہن کے سر کے صدقے کے طور پر گانے والی عورتوں کو روپے بطور بخشش دیتے دیکھا ہے

دولہا کی طرف سے دلہن کیلئے تحفے

ابھی پچاس برس نہیں ہوئے کہ مصر کے بازاروں سے دولہا کی طرف سے دلہن کے لئے کپڑے اور دوسری چیزیں دلہن کے گھر جلوس کی صورت میں لے جاتی دیکھی گئی ہیں۔ اس زمانہ میں ہر ایک دولہا کی طرف سے دلہن کے گھر تیس یا بیس صندوقچیوں میں جن کے غلاف چاندی کے اور اوپر کے حصے اور دائیں بائیں جالی لگی ہوتی جس کے اندر سے دولہا کے چمکتے ہوئے تحائف نظر آتے۔ ان میں ایک جواہرات اور موتیوں سے بنا ہوا تاج ہوتا۔ جواہرات کا ایک بکس ہوتا۔ ایک آئینہ، دو زری کے جوڑے۔ جن میں سے ایک تو دلہن شادی کی رات جواہرات اور موتیوں سے بنے ہوئے تاج کے ساتھ زیب بدن کرتی۔ اس کے علاوہ پنکھی۔ رات کو پہننے کے ریشمی کپڑے۔ جرابیں۔ رومال۔ بنیانیں۔ زری کے جوتے اور سلیپر غسل کرتے وقت پہننے کے لئے چاندی کی چپلیاں ہوتیں اور آخر میں مجموعہ میوہ خشک میوے۔ مٹھائیاں اور اسی قسم کی دوسری کھانے کی چیزیں رکھی ہوتیں

جو رسمیں ابھی تک پائی جاتی ہیں

مٹھائی بانٹنے کی رسم صدیوں سے چلی آ رہی ہے شاہ فاروق کی شادی پر مہمانوں کو سونے کے ڈبوں میں جو مٹھائی دی گئی یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مٹھائی بانٹنے کی رسم ابھی باقی ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح پر مٹھائی بانٹی گئی۔ شادی کی ایک اور رسم آج سے تیس سال پہلے مصر میں عام تھی۔ وہ یہ تھی کہ بارات کے وقت دولہا کے بزرگ ڈولی پر دولہن اور سانس [illegible] بھر بھر کر پھینکتے۔ نویں صدی کے ابتدا میں وزیر الحسن بن [illegible] جب اپنی بیٹی بوران کو مامون کے نکاح میں دیا تو نکاح کی رسم کے وقت اس نے امراء میں پرچیاں تقسیم کیں۔ جن پر [illegible] نام لونڈیوں اور گھوڑوں کے نام لکھے تھے اور جس [illegible] جو پرچی لگی اور اس پر جو کچھ لکھا تھا۔ وہ اسے [illegible] پر سے سونے چاندی کے ٹکڑوں کے علاوہ مشک اور [illegible] بھی پھینکی جاتی تھیں۔

دلہن کا جلوس

سب سے اہم جلوس یعنی دلہن کو دولہا کے گھر [illegible] جو جلوس نکالا جایا کرتا تھا اس کی قدیم شان و شوکت [illegible] تک جاتی رہی ہے۔ جب مس فریدہ ذوالفقار چمکیلے [illegible] کار کے ذریعہ رخصت ہو گئیں اس وقت انہوں نے [illegible] زمانہ کی مسلمان دلہنوں کے بہت مختلف حرکت کی [illegible] عورتوں کے نزدیک دلہن کا جلوس بہت اہم رسم تھی۔ یہ جلوس [illegible] میں اکثر دو تین گھنٹے صرف ہوتے۔ دلہن کے گھر سے [illegible] گھر تک جاتا۔ جلوس کے آگے آگے باجے اور ڈھول بجانے [illegible] اور ڈھول بجاتے جاتے تاکہ شادی کا اعلان ہو جائے۔ [illegible] زمانہ کی عربی کہاوت ہے کہ دلہن کے پیچھے کی خوشبو [illegible] جلوس کے ساتھ ساتھ ایک آدمی چاندی کے دو عطردان [illegible] اور سنگترے کا عطر لئے ہوتا اور آنے جانے والوں پر [illegible] اس کے علاوہ ایک شخص ایسا بھی ہوتا جس کے ہاتھ میں [illegible] برتن ہوتا جس میں عود یا عنبر کی لکڑی جلتی ہوتی۔ ان کے [illegible] کی شادی شدہ سہیلیاں ہوتیں۔ اس کے بعد کنواری [illegible] لباس پہنے ہوتیں اور اس کے بعد دلہن یا گلابی رنگ کے [illegible] آتی ہوتی۔ وہ سر سے پاؤں تک سرخ رنگ کی کشمیری شال [illegible] ہوتی۔ اس شال میں اس کے تمام زیورات اور [illegible] البتہ شال پر اس کے ماتھے کی جگہ پر۔۔۔ دلکش جواہرات [illegible] کا ایک زیور ہوتا۔

کبھی کبھی دلہن کے آگے دہقان گتکے کے جوہر [illegible] دوسرے کھیل کھیلتے آتے ہوتے اور یہ اور دوسرے [illegible] کے چاروں طرف ایک اچھا خاصا مجمع جمع کر لیتے کبھی [illegible] جلوس میں دلہن گدھے پر سوار ہوتی اور اس کے [illegible] ہوتیں۔ جن میں مختلف قسم کے کھیل کھیلنے والے [illegible] دلچسپ کھیل کھیلتے۔ ناچتے، کودتے اور ہنستے ہنساتے [illegible] تنگ بازاروں میں سے گزرتے اور ان کے بیچ میں نقاب [illegible] دلہن ہوتی۔

اس صدی کے آغاز میں دلہن کا جلوس اکثر [illegible] مصر میں اب بھی بہت سے ایسے آدمی زندہ ہوں گے [illegible] نے کسی بڑے پاشا کی بیٹی کی شادی کا جلوس دیکھا [illegible] جلوس کے آگے آگے باجہ بجانے والے پھر پولیس [illegible] پھر فوجی سوار۔ پھر اس کے بعد ایک پرانی قسم کی [illegible] کی گاڑی ہوتی اور اس میں زری کا جوڑا اپنے دلہن بیٹھی [illegible] کے بالوں میں جواہرات کی پٹی لگی ہوتی گلے میں [illegible] ہوتے اور اسی طرح بازوؤں پر بھی جواہرات [illegible] اور اس کے سر کے دونوں طرف سے ڈوڈو [illegible] گندھی ہوئی لٹکیں اس کے پاؤں پر پڑی ہوتیں [illegible] یہ سنہری لٹیں دلہن کی علامت ہوتیں اور [illegible]

رفتارِ عالم

——لندن ۲۷ر نومبر جرمنی کے تجارتی مال کی ضبطی کے حکم پر آج ملک معظم نے دستخط کر دیئے ہیں۔ ۴ر دسمبر کے بعد اس پر عملدرآمد شروع ہو جائیگا

—— روس اور فن لینڈ کے تعلقات بہت کشیدہ ہو گئے ہیں۔ ۲۹ر نومبر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ روس کے ایک فوجی دستے نے فن لینڈ کے علاقہ میں داخل ہو کر ایک چوکی پر حملہ کر دیا۔ چوکی کا پہرہ دار مفقود الخبر ہے

—— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ حکومت فن لینڈ نے سرحد پر گشت کرنے والی فوج کو حکم دیا ہے کہ وہ سرحد سے کچھ دور ہٹ جائے۔ ایک اور غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ ناروے کے جنوبی ساحل میں بحری جنگ ہو رہی ہے۔

—— لندن ۲۹ر نومبر آج صبح انگلستان کے جنوب مغربی ساحل پر جرمنی کے تین بحری طیاروں اور رائل ایر فورس کے طیاروں میں مقابلہ ہوا۔ ایک جرمن بحری طیارہ سمندر میں گرا لیا گیا۔

—— لندن ۲۸ر نومبر۔ ترکی کا اقتصادی وفد آج اس جگہ پہنچ گیا ہے۔

—— ماسکو ۲۸ر نومبر آج ماسکو ریڈیو نے روس اور فن لینڈ کے درمیان معاہدہ اقدامات غیر جارحانہ کی منسوخی کا اعلان کر دیا۔

—— قاہرہ کی ایک تازہ خبر ہے کہ وزیر اعظم مصر نے اعلان کیا ہے کہ حکومت مصر نے فلسطین کے ستم رسیدہ لوگوں کے لئے پچیس ہزار پونڈ کی رقم بطور امداد منظور کی ہے۔ علاوہ ازیں ان کے لئے مصر سے کپڑے بھی کثیر تعداد میں بھیجے جائیں گے۔

—— لندن ۲۹ر نومبر۔ حکومت آسٹریلیا نے اتحادیوں کی امداد کیلئے ۲۵ ہزار فوج نئے سال کے شروع میں فرانس بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے

—— لاہور ۲۹ر نومبر۔ میڈن روڈ پر ۱۵ر نومبر کو گولی چلنے کا جو ہنگامہ خیز حادثہ ہوا تھا اس کے مقدمہ کی سماعت کل شروع ہو جائے گی۔

—— لکھنؤ ۲۹ر نومبر۔ الہ آباد یونیورسٹی کے بعد لکھنؤ یونیورسٹی میں بھی جھنڈے کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ آج صبح یونین بلڈنگ پر کانگرسی جھنڈے کے ساتھ مسلم لیگ کا جھنڈا بھی لہرا رہا تھا۔ کچھ طالبعلموں نے مسلم لیگ کے جھنڈے کو عمارت سے اتار دیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد کانگرسی جھنڈا بھی غائب ہو گیا۔

—— پنجاب اسمبلی کا اجلاس بدستور جاری ہے۔

—— لندن ۲۹ر نومبر برطانوی جنگی جہاز نے ایک جرمن آبدوز اور تین جرمن جہازوں کو غرق کر دیا ہے اور ان کے ۳۷ جہازیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

—— ہیگ ۲۹ر نومبر۔ ہالینڈ کے بعض صوبوں میں مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

—— لندن ۲۹ر نومبر معلوم ہوا ہے کہ حکومت فن لینڈ نے فوجیوں کی رخصتیں منسوخ کر دی ہیں اور روسی حملے کے مقابلہ کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں

—— لندن ۲۷ر نومبر۔ مغربی محاذ کے متعلق ایک اعلان مظہر ہے کہ کل اور آج کوئی خاص واقعہ نہیں ہوا۔

—— نئی دہلی ۲۷ر نومبر۔ نواب صاحب ٹونک نے اپنی ریاست میں اصلاحات کا اعلان کر دیا ہے۔ میونسپل کمیٹیوں اور اسمبلی کے لئے نیا آئین منظور کیا گیا ہے۔

—— لندن ۲۸ر نومبر۔ ۱۶ر اکتوبر سے کل تک جتنے جرمن طیاروں نے انگلستان پر حملہ کیا ہے ان میں سے ۲۳ کو گرایا جا چکا ہے۔

—— پیرس ۲۹ر نومبر۔ کل شمال مغربی فرانس پر جرمن طیاروں نے پرواز کی۔ اسی وقت خطرے کا الارم کیا گیا۔

—— متھرا ۲۹ر نومبر۔ پنڈت نہرو نے کل یو۔ پی پولیٹیکل کانفرنس کے خطبہ صدارت کے دوران میں کہا کہ اس وقت جو حالات ہیں ان سے کانگرس اور حکومت برطانیہ کے درمیان کسی سمجھوتہ کی توقع نہیں ہو سکتی

—— لندن ۲۹ر نومبر۔ کل برطانوی طیاروں نے شمال مغربی جرمنی کے مشہور جزائر بارکوم پر حملہ کیا۔ یہ جگہ جرمنی کا فضائی مستقر ہے اور یہاں سے جرمن طیارے برطانیہ جایا کرتے تھے۔ موسم کی خرابی کے باوجود جرمن طیارے اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

—— لندن ۲۷ر نومبر۔ اعلیحضرت حضور نظام نے رائل ایر فورس کیلئے حال ہی میں ایک لاکھ پونڈ کا جو عطیہ دیا تھا اس کے خرچ پر ایک ہوائی دستہ قائم ہو گیا ہے اس میں آسٹریلیا اور کینیڈا کے ہوا باز بھی لئے جائینگے

—— لندن ۲۸ر نومبر۔ کل "راولپنڈی" نامی ایک برطانوی جہاز ڈوب گیا

—— لندن ۲۷ر نومبر آج بحر اٹلانٹک میں ایک برطانوی جہاز جرمنی کی بچھائی ہوئی سرنگوں سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔

—— لندن ۲۷ر نومبر حکومت برطانیہ نے پبلک سے اپیل کی تھی کہ جرمنی کی بچھائی ہوئی سرنگوں کو تباہ کرنے کیلئے رضا کارانہ طور پر بھرتی ہوں ہزاروں آدمیوں نے اپنی خدمات پیش کر دی ہیں۔

(بقیہ صفحہ)

جن کی تعریف گھر سے رخصتی کے وقت مغنیہ نے ان الفاظ میں کی "اے روشنی! تجھ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ اے باغ کے گلاب۔ اے پھولوں کے گلدستے۔ اے دلہن۔ وہ میری طرف جواہرات کا تاج پہنے چمکتی ہوئی آتی ہے۔ اس کا سینہ موتیوں سے ڈھکا ہے اس کا چہرہ دو سنہری لٹوں میں گھرا ہوا بہت زیادہ دلکش اور پاکیزہ معلوم ہوتا ہے"

حتیٰ کہ آجکل جبکہ مصر کی بہت سی عورتیں آزادی حاصل کر چکی ہیں۔ آخری رسم دلہن کی نقاب کشائی ابھی تک باقی ہے گو دولہا دلہن کو اس سے پہلے سینکڑوں بار دیکھ چکا ہو۔ مگر وہ دلہن کے چہرے سے اس طرح نقاب اٹھاتا ہے کہ ایسا معلوم ہو کہ اس نے اسے آج پہلی بار دیکھا ہے۔ وہ نقاب کشائی کے وقت دلہن کو اور اس کی خادمات کو مٹھی بھر کر روپے دیتا ہے خادمات روپے لیکر غائب ہو جاتی ہیں۔

زمانہ بڑی تیزی سے بدل رہا ہے۔ بہت جلد وہ وقت آئے گا۔ جبکہ وہ رسمیں بڑی حد تک ختم ہو جائیں گی۔ جن پر پہلے زمانہ کے مصری فخر کیا کرتے تھے۔ یہ رسمیں ان لوگوں کے لئے اب بھی باعث تفریح ہیں اور جاذب توجہ ہیں۔ جو ان کے خواہشمند ہیں۔ (رسالہ اشاعت اسلام)

عازمانِ حج کے لئے سرکاری اطلاع

عازمان حج کے لئے ۲۹ر نومبر ۱۹۳۹ء اور ۴ر جنوری ۱۹۴۰ء کے درمیان بمبئی اور کراچی سے جہازوں کی روانگی کا انتظام ہو گیا ہے۔

پہلے دو جہازوں کا نام "اسلامی" اور "علوی" ہے "اسلامی" ۲۹ر نومبر یا اس کی قریبی تاریخ کو کراچی سے اور "علوی" ۷ر [illegible] یا اس کی کسی قریبی تاریخ کو بمبئی سے روانہ ہوگا۔ اس کے بعد ۴ر جنوری تک وقتاً فوقتاً باقاعدہ جہاز جاتے رہیں گے۔ ان جہازوں کے متعلق جہاز ران کمپنیاں تاریخوں کا اعلان جلد سے جلد کریں گی۔ حکومت ہند کو افسوس ہے کہ جنگ کی ضروریات کے پیش نظر دوسرے جہازوں کی روانگی کے انتظامات کے سبب مفاد عامہ کے خیال سے امسال کلکتہ سے حاجیوں کے لئے جہازوں کی روانگی کا انتظام نہیں ہو سکتا۔

امسال حسب ذیل کرایہ مقرر کئے گئے ہیں:۔

عرشہ کے مسافروں کیلئے	کرایہ مع قیمت خوراک
بمبئی تا جدہ (واپسی)	۲۷۳ روپیہ
کراچی تا جدہ (واپسی)	۱۹۷ 〃
درجہ دوم	
بمبئی تا جدہ (واپسی)	۴۴۶ روپیہ
کراچی تا جدہ (واپسی)	۴۲۴ 〃
درجہ اوّل	
بمبئی تا جدہ (واپسی)	۶۲۶ روپیہ
کراچی تا جدہ (واپسی)	۵۹۷ 〃

دس سال کے کم عمر کے بچوں کے لئے مندرجہ بالا رقوم میں سے خوراک کی مد میں حسب ذیل تخفیف ہو جائے گی۔

عرشہ	تخفیف
بمبئی تا جدہ	۱۰ روپیہ
کراچی تا جدہ	۷ 〃
درجہ دوم	
بمبئی تا جدہ	۳۹ روپیہ
کراچی تا جدہ	۲۷ 〃
درجہ اوّل	
بمبئی تا جدہ	۳۹ روپیہ
کراچی تا جدہ	۲۷

۱۹۴۰ء کے حج کے اخراجات کا تخمینہ

اندازہ ہے کہ موجودہ شرح مبادلہ کی رو سے امسال حج کے کل اخراجات جس میں مدینہ کا سفر بھی شامل ہے جدہ تک عرشہ پر اور حجاز میں اونٹ پر سفر کرنے والوں کے لئے بمبئی سے روانہ ہونے کی صورت میں ۳۵۶ اور کراچی سے روانہ ہونے کی صورت میں ۳۰۶ روپیہ سے کم نہ ہوں گے۔ زیادہ آرام دہ وسائل سفر اور طرز معاشرت اختیار کرنے کی صورت میں اخراجات کچھ اور بڑھ جائیں گے۔ لہذا احتیاطاً جب تک مسافروں کے پاس چلتے وقت کم از کم ۴۵۰ روپیہ موجود نہ ہوں انہیں حج پر روانہ نہ ہونا چاہئے۔ خواہ وہ کتنے ہی خواہش اور عزم کیوں نہ رکھتے ہوں جہاز پر دوسرے درجہ میں اور حجاز میں موٹر لاری پر سفر کرنے والوں کے اخراجات بمبئی سے روانہ ہونے کی صورت میں اندازاً ۱۴۰۰۔ اور کراچی سے روانہ ہونے کی صورت میں ۱۲۷۵ روپیہ ہوں گے۔ اگر مسافر جہاز پر اول درجہ میں اور حجاز میں مکمل موٹر کار پر سفر کرے تو بمبئی سے روانہ ہونے کی صورت میں اندازاً ۱۹۰۰ روپیہ اور کراچی سے روانہ ہونے کی صورت میں ۱۸۷۵ روپیہ خرچ ہوگا۔

تمام مسافروں کو ناگہانی طور پر ضروریات زندگی کے سامان کی قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے اخراجات سفر کے اضافہ کے لئے تیار رہنا چاہئے +

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلعم دنیا کے سب سے بڑے اور کامیاب ترین روحانی طبیب ہیں

یہ کیسی بدیہی اور صاف بات ہے کہ ایک طبیب اگر ناقابلِ علاج مریضوں کو اچھا کر دے تو اسے طبیب حاذق ماننا پڑتا ہے اور جو شخص واقعات کی موجودگی میں اسکی صداقت کا اقرار نہ کرے اسے بجز احمق اور نادان کے اور کیا کہیں گے؟ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھو کھا مریضانِ گناہ کو شفا دی حالانکہ ان مریضوں میں سے ہر ایک بجائے خود ہزار ہا قسم کے روحانی امراض سے بیمار اور مریض تھا جس طرح ایک شخص مریض ہو اور اسے سر درد نزول۔ استسقاء۔ وجع المفاصل اور طحال وغیرہ امراض لاحق ہوں تو جو طبیب ایسے مریض کو شفا دیدے اس کی تشخیص اور علاج کو صحیح اور حکمی ماننے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔ یہی حال آنحضرت کا تھا کہ آپ نے ایسے لوگوں کو شفا بخشی۔ جن میں ہزاروں روحانی امراض تھیں۔ جس قدر ہم عرب لوگوں کی گری ہوئی حالت اور بدکاری کی زندگی کو نظر کے سامنے رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ جو تبدیلی ان میں حضرت نبی کریم صلعم کی قوت قدسی کے باعث پیدا ہوئی تو ہمیں آپ کی قوت قدسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور ہمارے دل میں آپکی عزت اور بڑھ جاتی ہے۔ ضد اور تعصب ایک الگ امر ہے جو اپنی تاریکی وجہ سے سچائی کے نور کی پہچان کی قوت کو سلب کر دیتا ہے۔ لیکن اگر دل انصاف سے خالی نہ ہو اور سر میں عقل صحیح ہو تو صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ آپ سے بڑھکر عظیم الشان پاکیزگی اور طہارت کی طرف تبدیلی کرا دینے والا اور کوئی انسان اس دنیا میں نہیں ہو گذرا اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وآلہ واصحابہ۔ اس کے مقابل ہم حضرت مسیحؑ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کا کیا علاج کیا اور اپنی روحانیت۔ عقد ہمت اور قوت قدسی کا کیا کرشمہ دکھایا۔ محض زبانی باتیں بنانے سے کچھ فائدہ نہیں جب تک عملی رنگ میں ان کا نمونہ دکھایا جا سکے۔

(۲۷ر دسمبر ۱۹۰۱ء)

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۲ر دسمبر کی شام کو حضرت ممدوح راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں انشاء اللہ ۴ر دسمبر کو واپسی عمل میں آئے گی۔

— مرکز میں جلسہ سالانہ کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں احباب جلسہ فنڈ کیلئے اپنا چندہ جلد ارسال فرما دیں تاکہ انتظامات جلسہ کے مصارف میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا مزاج تا حال معمولی طور پر علیل ہے احباب اس قیمتی وجود کی صحت کامل و عاجل کیلئے خاص طور پر دعا کریں۔

— قاضی عبد الغنی صاحب محرر مال گجرات مقروض تھے الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا قرضہ بیباق ہو گیا۔ انکی اہلیہ محترمہ نے اپنی منت کے مطابق مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

— ماسٹر غلام رسول صاحب سری نگر کشمیر جو ہماری جماعت کے ایک جوش رکن ہیں کچھ مشکلات میں مبتلا ہیں اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

— مشتاق احمد صاحب موضع ویڑالہ ڈاکخانہ ستراہ ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ انکے والد محترم جناب چوہدری تاج الدین صاحب سفید پوش قریباً ایک ماہ سے شدید علیل ہیں۔

— دہلی کی ایک عالی خاندان اور ذی علم خاتون جو سلسلہ عالیہ سے حسن ظن رکھتی ہیں کئی ماہ سے سخت بیمار ہیں۔

— جماعت کے اور بہت سے اراکین معاونین بھی علیل ہیں۔ ان سب کے لئے درد دل سے دعائے صحت کیجائے۔

— عبد الرشید خان صاحب نتیجورسی تحریر فرماتے ہیں کہ انکا بھائی امسال ہائی اسکول کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے احباب اس کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

— خواتین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ نمائش دستکاری کی اشیاء کی تیاری پر خاص توجہ کریں اب وقت بہت ہی کم رہ گیا ہے۔

کیا بہاء اللہ نے الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا؟

بہائی مذہب کے متعلق چند دلچسپ حقائق

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

پیغام صلح میں مسلسل مضامین کے ذریعہ قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے نہایت صفائی سے ثابت کر دیا ہے کہ بہاء اللہ کا اصل دعوےٰ الوہیت کا تھا نہ کہ نبوت و رسالت کا۔ بعض بہائیوں نے مجھ سے اس کے متعلق کہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بعض باتیں ہماری طرف منسوب کرنے میں غلطی کی ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ہمارا کلمہ

لا الٰہ الا بہا

ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی بمبئی میں کوئی ایسا کتبہ ہے جس پر ایسا کلمہ لکھا ہوا ہو۔ ہم تو بہاء اللہ کو ایک مظہر الٰہی جانتے ہیں۔

اسی ضمن میں یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ قبلہ جناب ڈاکٹر صاحب کے مضامین جن نئے بہائی کی وجہ سے لکھے گئے ہیں انہوں نے دہلی میں ایک اہل قرآن مولوی صاحب کو جن کو "اللہ اکبر" سے چڑ اور "السلام علیکم" سے نفرت ہے خط لکھا ہے اور ان کو آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل کی بنا پر بہاء اللہ صاحب کے صادق مدعی نبوت و رسالت ہونے پر استفسار کیا ہے۔ بلکہ ان کو لکھا ہے کہ اگر آپ نے جواب نہ دیا۔ تو میں بہائی ہو جاؤں گا۔ ممکن ہے یہ بہائی مذہب کے حکم تقیہ کی وجہ سے لکھا گیا ہو۔ کیونکہ بہاء اللہ صاحب نے اپنے ایک مبلغ کو طریق تبلیغ کی ہدایت فرماتے ہوئے کہا تھا

"استر ذهبك و ذهابك و مذهبك"

(بہجۃ الصدور)

یعنی اپنے سونے چاندی وغیرہ کو اور اپنے سفر کی نقل و حرکت کو اور اپنے مذہب کو ظاہر نہ کرنا بلکہ چھپا کر رکھنا۔ کب تک ایسا کیا جائے تو فرمایا

"ہموارہ ملاحظہ نما"

ہمیشہ اس حکم کو مدنظر رکھو۔

یا ممکن ہے کہ مولوی صاحب ابھی بہائی نہ ہوئے ہوں۔ مگر اس میں مجھے شبہ ہے۔ کیونکہ ان مولوی صاحب نے آج سے کوئی پندرہ سال قبل بہاء اللہ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا تھا۔ جسے بہائیوں نے شائع کیا۔ مگر مصلحتاً مولوی صاحب کا نام شائع نہ کیا۔

بہائیوں اور بابیوں میں تقیہ ایک ضروری امر ہے۔ حتیٰ کہ جب باب کو قتل کئے جانے کا دن قریب آیا تو باب نے ایک دن پہلے اپنے ہمراہی بابیوں کو حکم دیا کہ اٹھو اور تم مجھے قتل کر دو۔ کیونکہ کافروں کے ہاتھ سے قتل کی نسبت اپنے دوستوں کے ہاتھ سے مارا جاؤں۔ اس پر ایک بابی نے حکم کی تعمیل کرنی چاہی۔ مگر دوسرے لوگ سد راہ ہوگئے باب نے کہا کہ دیکھو کل تم سے میرے متعلق سوال ہوگا تو تم صاف انکار کر دینا اور مجھ پر لعنت بھیج کر کہہ دینا کہ ہم تو اسے جانتے بھی نہیں جانتے اس واقعہ کو مرزا جانی کاشانی نے جو بابی ہے خود بیان کیا ہے۔ میں نے یہ واقعہ نقطۃ الکاف میں پڑھا ہے اور بہائیوں کو اس سے انکار نہیں ہے۔ میری غرض اس جگہ اس واقعہ کو بیان کرنے سے صرف یہ ہے کہ جس مذہب کے بانی کا یہ حکم ہو کہ مرتے مرتے بھی جھوٹ بولنے کا حکم دیتا ہے اس کے متبعین میں سے کسی کا یہ کہہ دینا کہ میں بابی یا بہائی نہیں نہیں ہوں یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اس لئے مجھے مولوی صاحب مذکور کے بیان پر شبہ ہے۔

بہائی تاویل

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ بہاء اللہ صاحب نے الوہیت و ربوبیت کے دعوے سے استفہام کے رنگ میں انکار بھی کیا ہے اور الوہیت و ربوبیت سے تاویلاً مراد فنافی اللہ و بقا باللہ لی ہے اور یہی ایک زبردست دھوکہ ہے جو ایک بے خبر انسان کو دیا جا سکتا ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ مولوی صاحب مذکور بھی اس دھوکہ میں ہی پھنسے ہوئے ہوں۔ کیونکہ انہیں یہ علم ہے کہ اسلام میں بہت سے اہل اللہ ایسے گزرے ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ:

اللہ اللہ کن کہ اللہ مے شوی

ایں کلام حق است واللہ مے شوی

اس لئے وہ یہی خیال کرتے ہوں کہ جن معنوں میں بعض مسلمان صوفیا نے "انا الحق" کہہ دیا تھا۔ اسی طرح اگر بہاء اللہ نے انی انا اللہ کہہ دیا تو کیا ہوا۔ اس سے دعویٰ الوہیت لازم نہیں آتا۔ مگر میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں سخت فریب کاری ہے جسے بہتوں نے نہیں جانا۔ اس لئے میں بتوفیق الٰہی اس حقیقت پر کچھ عرض کرتا ہوں۔

مشیت اولیہ

اصل بات یہ ہے کہ بہائی مذہب کی رو سے دو خدا ہیں۔ ایک وہ ذات جسے "غیب منیع لا یدرک" یعنی انسانی علم و فہم سے باہر غیب الغیب ہستی ہے جو ازلی و ابدی ہے۔ دوسری وہ ذات ہے جسے پہلی ازلی و ابدی ذات واحد لاشریک نے اپنی صفات کاملہ کے اظہار کے لئے کل مخلوق سے پہلے پیدا کیا۔ جس طرح ہندوؤں کے ہاں برہما جی کی پیدائش مانی جاتی ہے۔ اس دوسری ذات کو جو سب مخلوق سے پہلے واحد لاشریک پیدا کی گئی ہے "مشیت اولیہ" کہتے ہیں اور اسی کا نام بہاء اللہ ہے۔ اس کو بھی اللہ ہی کہتے ہیں اور تمام کارخانہ عالم کا کرتا دھرتا بہاء اللہ ہی کی ذات ہے ورنہ وہ ذات "غیب منیع لا یدرک" خود کچھ نہیں کرتی جیسے جینی لوگ کہتے ہیں کہ اس عالم کا "کرتا" و پیدا کرنے والا کوئی خدا نہیں جو کرتا ہو وہ خدا ہی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح بہائی ایک خدا تو مسلمانوں کی طرح ازلی و ابدی مانتے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ بہائیوں کے نزدیک وہ کوئی حرکت نہیں کرتا یا کر ہی نہیں سکتا جیسے ہندو نرگن کہتے ہیں۔ دوسرا خدا وہ ہے جو بقول بہائی صاحبان مجازاً[1] مخلوق ہے۔ ورنہ وہ بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور یہ خدا تمام عالم کا خالق اور مدبر ہے۔ یہی خدا ہے جو تمام روحانی اور جسمانی نظام کو اپنے ارادہ اور اختیار سے جیسا چاہتا ہے چلاتا ہے اور یہ خدا سب نبیوں اور رسولوں کو بھیجنے کے بعد ہر پانچ لاکھ برس کے بعد انسانی جامہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ظہور الٰہی

[1] بہاء اللہ کی ایک غیر مطبوعہ لوح ہے جسے لوح فتنہ کہتے ہیں۔ اس میں یہ بیان موجود ہے۔ مگر بہائی اس لوح کو نہ چھاپتے ہیں نہ دکھاتے ہیں۔

اصلی ہے اور باقی جملہ انبیاء و اولیاء اس اصل کے ظل ہیں اور اس کی عملی نمائش جو خدا تعالیٰ کے متعلق ہے۔ اس مراد مشیت اولیہ کا مکمل انسان میں ظہور ہے۔

ناظرین جو کچھ میں نے بہائیوں کے دو خدا ہونے پر لکھا ہے ملا ثبوت نہیں بلکہ یہ سب باب اور بہاء اللہ کے اپنے کلام میں موجود ہے اور کوئی بہائی بے عملی یا نادانی کی راہ سے انکار کر سکتا ہے ورنہ یہ وہ بات ہے جسے ہم نے بعض بہائیوں سے پبلک میں منوا لیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا یہی ایمان ہے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی بہائی نیا ہو یا پرانا اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی منکر ہے تو وہ میدان میں آ جائے ہم اس کے منہ سے خدا کے فضل سے اقرار کرا دیں گے۔ کیونکہ باب اور بہاء اللہ کی حسب ذیل تحریریں ہمارے ہاتھ میں ہیں۔

(۱) "مشیت اولیہ مبدء جمیع اشیا است و ذکر ظهور من يظهره الله آن حقيقت الٰہیہ و کینونیت ربانیہ و کافوریہ جوہریہ و ساذجیہ مجردہ التی هی شمس الحقيقة انبیائها التی هی آیاتها و ما ظلال فی المرایا" (البیان واحد ۳ باب ۱۱)

یعنی مشیت اولیہ ہی تمام موجودات کا مبدء ہے اور من یظہرہ اللہ یا بہاء اللہ وہی حقیقت الٰہیہ اور کینونیت ربانیہ اور صاف و ستھرا پاکیزگی مجرد ہے۔ وہ (مشیت اولیہ) آفتاب حقیقت ہے اپنی روشنی کے ساتھ اور اس کی روشنی اس کی آیات ہیں اور اس مشیت اولیہ کے ماسوا جو کچھ ہے۔ وہ اس آفتاب حقیقت کے اظلال ہیں شیشوں میں۔

(۲) "خلق الله الاشیاء بالمشیة والمشیة بنفسها هو الاول والآخر والظاهر والباطن مشیت اولیہ جامع اسماء و صفات است و محل ظهور فعال لما یرید" (دلائل الفرقان ص۳۲)

(۳) "خلق فرمود خداوند عزوجل مشیت اولیہ را و خلق فرمود بوی کل شیئ" (دلائل الفرقان ص۱۵)

(۴) "ظهور اللہ در ہر ظهور که مراد مشیت اولیہ است۔ بہاء اللہ بوده و ہست" (بیان ص۳ باب ۱۱)

یعنی ظہور الٰہی سے مراد ہر ظہور میں مشیت اولیہ ہے اور مشیت اولیہ بہاء اللہ ہی تھا اور ہے۔ خود بہاء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ

(۵) "قد ابدع الاکوان واخترع الامکان بمشیته الاولیة التی بها خلق ما کان وما یکون" (الواح مبارکہ ص۲)

اب جبکہ یہ باب اور بہاء کا مذہب ہے کہ ایک اصل ذات واجب الوجود ہے اور دوسری اس کا ظل ہے اور اسے مشیت اولیہ بھی کہتے ہیں تو اب اقرار و انکار الوہیت و ربوبیت کے تمام فقرے آسانی سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ جہاں انکار الوہیت ہے وہاں حقیقی یا اصلی ذات واجب الوجود ہونے سے انکار ہے اور جہاں الوہیت اور ربوبیت کا اقرار ہے مراد مشیت اولیہ ہے اور یہ مشیت اولیہ ہی ہے جو انبیاء اور اولیاء کو رسالت اور ولایت کے مقام پر مامور فرماتی ہے

ایک مغالطہ

ممکن ہے کہ کوئی بہائی صاحب بول اٹھیں کہ مشیت اولیہ تو ہر رسول ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ انبیاء و رسل مشیت اولیہ کے ظل ہونے کی وجہ سے مشیت اولیہ کہلاتے ہیں۔ ورنہ ان میں اور اصل مشیت اولیہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہ مخلوق ہیں اور وہ خالق ہے۔ اسی واسطے بہاء اللہ صاحب

(باقی صفحہ ۴)

جماعت قادیان اور ہماری اسلامی خدمات

دے داد اے فلک دلِ حسرت پرست کی
ہاں کچھ نہ کچھ تلافیٔ مافات چاہیئے

وہ کونسا احمدی ہے جس کے دل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ایک سچی تڑپ موجود ہو اور وہ اس امر میں شک کرے کہ ۱۹۱۴ء کے اختلاف سے تحریک احمدیت کو سخت صدمہ نہیں پہنچا۔ یعنی یہ اختلاف سلسلہ کی ترقی پر شدت سے اثر انداز نہیں ہوا۔ لیکن اس سے بڑھ کر افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمیشہ اس اختلاف کی آگ کو ہوا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جنبش لب اور جنبش قلم سے ہمیشہ اس خلیج کو بڑھایا گیا ہے۔ اختلاف اگر نیک نیتی کے ساتھ مسائل کے اندر ہو تو کوئی بری چیز نہیں بلکہ باعث رحمت ہے۔ لیکن اگر اس سے جماعت کے اخلاق پر اثر پڑے اور ایسے علم الکلام کو پنپنے کا موقعہ ملے جس سے بجائے تعمیر کے تخریبی عناصر کو تقویت ملتی ہو تو یہ چنداں خوش کن نہیں ہے۔ ہمارے دل میں ہمیشہ حسرت ہی رہی کہ قادیانی دوست اختلاف کو اختلاف کی حد تک ہی رہنے دیں اور اپنی توجہ کو جماعت لاہور کے کارہائے نمایاں کی طرف پھیریں۔ اور اس امر کا اعتراف کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور ہدایات کے بموجب یہ مٹھی بھر جماعت کس خلوص نیت سے اشاعت اسلام کے راستہ پر گامزن ہے۔ مگر دلِ حسرت پرست کو داد نہ ہی ملی۔ حضرت صاحب نے قرآن مجید کی . . . تفسیر کے متعلق فرمایا تھا کہ

"یہ کام میرا ہے۔ مجھ سے ہی ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔"

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جماعت قادیان کے ارباب حل و عقد باوجود اپنی پچیس سالہ کوششوں کے قرآن مجید کی انگریزی تفسیر اور ترجمہ میں ناکام رہے۔ مگر ایک قلیل جماعت نے حضرت مسیح موعودؑ کی پانچہزاری فوج نے اس کام کو نہایت کامیابی کے ساتھ کیا اور صرف انگریزی میں ہی نہیں بلکہ یورپ کی تین بڑی بڑی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کو شائع کر دیا اور اس لحاظ سے جماعت لاہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی ایک شاخ ہوئی۔ جو ان میں ہی داخل ہے یعنی جماعت لاہور کی صورت میں حضرت صاحب کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی۔ سو ایک الہامی جماعت کے متعلق ہمارے قادیانی بزرگوں کو نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی قلموں کو جنبش دینا چاہیئے اور ان پر یہ امر بھی روشن اور واضح ہو جانا چاہیئے۔ کہ ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدی ہیں اور احمدیت کو خدا تعالےٰ کی عظیم الشان نعمت سمجھتے ہیں۔ ابھی چند روز کی بات ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ عید میں فرمایا تھا۔

"احمدیت ہم پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی صحیح معنوں میں قدر کرو اور اسے دوسروں تک پہنچاؤ۔ اس زمانہ میں اسلام کی ترقی جماعت احمدیہ کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہے۔"

یہ عقیدہ رکھنے والے فاسق اور احمدیت کو چھوڑنے والے کیسے ہو سکتے ہیں۔ ہم نے اشاعت اسلام سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں احمدیت کا نام بلند اور اجاگر کیا ہے۔ [illegible] میں رہنے کے سیاسیات میں الجھ گئے۔ لیکن ہم [illegible] تحریکوں کے اندر رہتے ہوئے خالص احمدیت کے [illegible] رہے اور ہمارے دل میں ہمیشہ آرزو رہی کہ کاش تم بھی اسی پر قائم رہتے۔ قادیانی دوستو! باوجود انتہائی غلو کے تم ہمیں نہایت عزیز ہو۔ تم جو کچھ بھی ہو ہمارے بھائی ہو اور ہمیشہ یہی خواہش رہے گی کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلو۔ ابھی یکم دسمبر کا ذکر ہے کہ خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ

"ہمیں اپنی جماعت کو جماعت قادیان کے متعلق بھی کچھ کہنا ہے۔ وہ یہ کہ آج تک ہم نے دلائل سے کوشش کی کہ قادیان والے سمجھ جائیں۔ مگر ہماری کوششیں بارور نہ ہوئیں۔ لیکن آؤ اب ہم ان کی اصلاح کا ایک اور طریقہ اختیار کریں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے حضور گریں اور نہایت رقت کے ساتھ دعا کریں کہ اے خدا جماعت قادیان کو ہدایت دے اور سیدھا رستہ دکھا۔"

اختلافات کو ایک طرف رکھتے ہوئے ہماری تو [illegible] خواہش ہے کہ تم سے شخصیت پرستی کے علاوہ [illegible] کارہائے نمایاں کا ظہور ہو اور قادیان سے اشاعت [illegible] کی ایک ایسی آواز بلند ہو۔ جس سے [illegible] مچ جائے۔ قادیان میں بڑی بڑی تفسیریں لکھی جائیں [illegible] حقائق و معارف بیان ہوں اور دنیا میں [illegible] کا نام بلند ہو۔ اور اس کی کھوئی ہوئی مذہبی [illegible] واپس آ جائے۔ اور قوم کا روپیہ بجائے [illegible] اور دوسرے غیر ضروری پروپیگنڈہ کے [illegible] نشر و اشاعت پر صرف ہو اور بغیر کسی کام کے [illegible] نہ لٹائے جائیں۔ بلکہ ایک عظیم الشان کام [illegible] وجہ سے لوگوں کے دلوں پر قادیان کی عظمت [illegible] کہ اس کو پیدا کرنے کے لئے مصنوعی ذرائع کی ضرورت نہ رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی [illegible] جماعتیں مل کر اشاعت اسلام کے مقصد کو [illegible] لائیں۔ ایک دوسرے کی خوبیوں کو اپنے اندر جذب کریں اور معائب شماری کو ترک کریں۔ اور ایک ایسا [illegible] اختیار کریں جو کہ دنیا میں سرخروئی اور سربلندی [illegible] وابستہ ہے اور ایسا ہونا اس وقت تک مشکل [illegible] جب تک کہ جماعت قادیان اپنے قلب کو فراخ نہ [illegible] اور جماعت لاہور کی اسلامی خدمات کا اعتراف [illegible] اشاعت اسلام کو اپنے مقاصد میں شامل نہ کرے۔

اگر جماعت لاہور میں واقعی کچھ خوبیاں ہیں اور اشاعت [illegible] میں واقعی اس نے ایک نمایاں حصہ لیا ہے تو کیوں جماعت [illegible] کو ان عظیم الشان خدمات سے روشناس نہ کیا جائے تاکہ ایک [illegible] درجہ کا تعاون پیدا ہو کر غلط فہمیاں دور ہوں اور وہ جماعت [illegible] اندر یہ خوبیاں اور قوت عمل پیدا کر سکے اور اسی ضمن میں [illegible] قادیان کا موجودہ نظام بھی اپنے کارہائے نمایاں کی [illegible] ہماری جماعت کے سامنے پیش کر سکے تو ہمیں یقیناً خوشی ہوگی [illegible] بے بنیاد طور پر جماعت لاہور کے متعلق وساوس شبہات اور [illegible] کے جذبات پیدا کرنا قابل تعریف نہیں۔ ہمارے ناچیز خیال [illegible] اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ اس قسم کی غلط فہمیاں بالکل دور [illegible]

ایس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ [illegible]

شذرات

مولوی ثناءاللہ صاحب پر سنگین الزامات

کچھ عرصہ ہوا عبدالحمید صاحب بی۔اے ۔ناظم عمومی جمعیت امر بالمعروف کٹڑہ کرم سنگھ امرتسر کی طرف سے ایک مختصر رسالہ "سردار کاہن" کے نام سے شائع ہوا تھا جس میں جناب مولوی ثناءاللہ صاحب ایڈیٹر اخبار "اہلحدیث" کی "زندگی کے چند اہم واقعات" درج کرنیکے علاوہ ان پر متعدد سنگین الزامات لگائے گئے تھے۔ ہم نے اس رسالہ کیطرف ایڈیٹر مولوی صاحب موصوف کو توجہ دلائی اور سب سے اول صرف مندرجہ ذیل دو الزامات کا جواب چاہا:۔

"سینما، تھیئٹر وغیرہ کی کمائی مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے۔ حنفی، اہلحدیث، دونوں کے دونوں اس مسئلہ میں متفق ہیں لیکن جہاں کمائی کا سوال ہو وہاں ثناءاللہ کی رائے بالکل آزاد ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ ثنائی پریس ہیں سینما تھیٹر کے اشتہارات رات دن چھپتے رہتے ہیں۔ ۔ البتہ کتاب الحیل کے باب التاویل کی ہدایت کے مطابق ایک مشین کا ڈیکلریشن کسی اور پریس کے نام سے بھی حاصل کر دیا گیا ہے تاکہ اس کی آڑ لیکر۔ ۔ ۔ آریہ سماجی حلیفوں کی خرافات کو زیور طبع سے آراستہ کرنیکا سلسلہ التزام کیساتھ جاری رہے۔ یہی نہیں بلکہ حاجی عباداللہ کہتے ہیں کہ عبدالغنی دلّال کے سامنے ثناءاللہ نے سود کی رقم بھی وصول کی۔ عبدالغنی نے پوچھا کیا سود لینا جائز ہے جس کا جواب بیہودہ انداز میں یوں دیا گیا کہ تو جس کام کے لئے آیا ہے اس کا خیال رکھ۔ سود کے جواز عدم جواز کا فتوے بعد میں دیا جائے گا۔ (صفحہ ۱)

ہماری درخواست پر جناب مولوی ثناءاللہ صاحب اور انکا اخبار "اہلحدیث" تو بالکل خاموش رہے۔ البتہ محرر صاحب "اہلحدیث" نے ایک اشتہار بھیجا جو ایک صاحب ابوالعرفان عبدالرحمان (مولوی عالم) ناظم انجمن اصلاح البیان لوہگڑھ امرتسر کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ اسلوب اس کا یہ ہے کہ ابوالعرفان صاحب نے رسالہ "سردار کاہن" کے سنگین الزامات کے پیش نظر مولوی ثناءاللہ صاحب پر ۲۸ سوالات کئے ہیں اور مولوی صاحب موصوف نے انکے جوابات رقم فرمائے ہیں۔ یہ سوالات و جواب دونوں پہلو بہ پہلو اس اشتہار میں درج ہوئے ہیں۔ اس میں سود کے متعلق تو مولوی صاحب خاموش رہے۔ پریس کے متعلق نہایت تشنہ۔ بودا اور شکوک افزاء جواب دیا۔

صحیح ہے تب بھی ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ اخلاقی جرأت کے ساتھ اُن کا اعتراف کرلیں۔ ہماری اس درخواست کو دو مہینے گذر گئے لیکن مولوی صاحب کی مہرِ سکوت اب تک نہیں ٹوٹی۔

دوسروں پر اعتراضات و تنقید کے لئے وہ غیر معمولی طور پر جری ہیں۔ لیکن جب خود ان پر اعتراضات و تنقید کا معمولی وار اُن کے گھر ہی کے ایک بھیدی نے کیا ہے تو انہیں میدان میں آنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ مولوی صاحب کی اخلاقی جرأت کی یہ کیفیت ہے کہ انہوں نے ان الزامات کا ذکر اپنے اخبار اہلحدیث میں مطلق نہیں کیا۔ ہم مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں ایک مرتبہ پھر درخواست کرتے ہیں کہ وہ باقاعدہ ان الزامات کا جواب دیں تاکہ پبلک صحیح نتیجہ پر پہنچ سکے اور یہ معلوم ہوسکے کہ ساری دنیا پر اعتراضات کرنے والے مولوی ثناءاللہ کی اپنی کیا کیفیت ہے۔ وہ ملزم ہیں۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ ان کو ملزم کی حیثیت سے باقاعدہ صفائی کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ لیکن وہ صفائی پیش کرنے کی بجائے خاموشی کو اپنی سپر بنائے ہوئے ہیں ۔۔۔ اور انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی یہی خاموشی انکے متعلق طرح طرح کی بدگمانیاں اور شکوک کا باعث ہوسکتی ہے اور ہو رہی ہے۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ اگر خاموشی رفع الزامات کے لئے کافی مفید ہو تو ہر ایک ملزم خاموش رہ کر اپنا بچاؤ کر سکتا ہے۔ اگر مولوی صاحب نے اب بھی صفائی پیش نہ کی تو پبلک کا حق ہوگا کہ وہ الزامات پر غور کرکے کوئی نتیجہ اخذ کرے۔

انجمن کے جلسہ سالانہ کی قومی تقریب

آپکے قومی اخبار "پیغام صلح" کا

تنظیم نمبر

شائع ہوگا جس میں قوم کی تنظیم و استحکام اور جماعت کی توسیع کے موضوع پر بزرگان و احباب سلسلہ کے نہایت مفید و مؤثر مضامین درج ہونگے اور ایسی سہل عملی تدابیر بتائی جائینگی جنکے ذریعہ ہر ایک فرد سلسلہ توسیع و تنظیم جماعت کے ضروری کام میں نمایاں حصہ لے سکیگا۔ اس نمبر کے مطالعہ کے بعد آپکو اس تکرار و سوال کی قطعاً ضرورت نہیں رہیگی کہ ہم احمدیت کی تبلیغ اور جماعت کی توسیع کا کام کہاں اور کس طرح انجام دیں؟ کیونکہ یہ تمام باتیں پوری تفصیل اور عام فہم طریق پر اس پرچہ میں درج ہونگی۔

اہل قلم حضرات

اس نمبر کے لئے بہت جلد اپنے مضامین ارسال فرماویں۔ موضوع کا سختی کیساتھ خیال رکھیں۔ غیر متعلق کوئی مضمون درج نہیں کیا جائیگا۔

قیمت

فی کاپی ۲ / ۔ } علاوہ محصول ڈاک { دس کاپیاں ایک روپیہ

اپنی پہلی فرصت میں فرمائشیں بھیجدیں

مولوی صاحب کا غلط طریق عمل

جناب مولوی ثناءاللہ صاحب کے اس شکوک افزا طریق عمل کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے ہم نے ۱۳ر اکتوبر کی اشاعت میں لکھا تھا کہ یہ طرز عمل اُن کے لئے مفید ثابت نہیں ہوسکتا۔ انہیں باقاعدہ اپنی صفائی پیش کرنی چاہیئے اگر ان کا دامن پاک ہے تو انہیں اس طرح چھپنے چھپانے اور دوسروں کی آڑ لینے کی ضرورت نہیں۔ وہ کھلے طور پر دلائل کے ساتھ الزامات کی تردید کریں اور اگر خدانخواستہ یہ الزامات یا ان کا کوئی حصہ

مزہ کی بات یہ ہے کہ صفائی و جواب دہی سے گریز [illegible] دوسروں پر ایسے بیہودہ اور سچے جھوٹے اعتراضات [illegible] اپنے اخبار کے صفحات سیاہ کررہے ہیں۔ حالانکہ ان کی [illegible] پوزیشن کسی کو منہ دکھلانے کے قابل بھی نہیں۔

معاصر "ینگ اسلام" کا خاص نمبر

"پیغام صلح" کے بعد معاصر عزیز "ینگ اسلام" نے بھی [illegible] نمبر کا اعلان کیا ہے جو غالباً ۱۲ر دسمبر تک زیور طبع سے [illegible] ہوکر شائع ہوگا۔ اور اس میں تنظیم و توسیع جماعت کے [illegible] مضامین ہونگے۔ ہمیں توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے [illegible] نمبر ہر لحاظ سے شاندار مفید اور کامیاب ہوگا اور [illegible] اس مقصد کی تکمیل میں معاون بنے گی جس کے پیش نظر [illegible] اپنا "تنظیم" نمبر شائع کررہا ہے نوجوانان جماعت کو اپنے [illegible] کے خاص نمبر کی تیاری و اشاعت میں زیادہ سے زیادہ [illegible] کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ نمبر مصور ہوگا۔ کارپردازان ینگ اسلام [illegible] تصاویر کی فراہمی و تیاری میں مصروف ہیں قیمت فی کاپی [illegible] ہوگی۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اب معاصر عزیز نے کچھ عرصہ [illegible] صفحات اور قیمت میں بھی اضافہ کردیا ہے پرچہ کو مفید بنانے کی [illegible] کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو کامیاب فرمائے اور [illegible] معاصر کو دین و قوم کی صحیح خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق [illegible]

اجناس کی گرانی

چند ہفتے سے اجناس کے نرخوں میں پراسرار طریق پر اضافہ ہو [illegible] جسکی بظاہر کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ گیہوں اور دیگر غلوں کا کافی ذخیرہ ملک میں موجود ہے۔ باہر سے مانگ نہیں [illegible] گرانی کا سبب بنیوں اور مہاجنوں کی سازش اور ناجائز [illegible] کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا! اجناس کے نرخوں میں [illegible] ہی عوام کے اضطراب میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ غریب [illegible] طبقہ جو کساد بازاری اور بیروزگاری کی وجہ سے پہلے ہی [illegible] مصائب کا شکار تھا اس گرانی نے اس کی مصائب میں اور [illegible] دیا ہے حکومت نے نرخوں پہ کنٹرول رکھنے کے لئے [illegible] مقرر کیا ہے اُس کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔

مسلم ہائی سکول لاہور میں تعلیم بالغاں

مسلم ہائی سکول لاہور میں تعلیم بالغان کا کام [illegible] جاری ہے۔ ایک نائٹ سکول عرصہ دو سال سے قائم [illegible] ناخواندہ بالغ جوق درجوق داخل ہوتے ہیں اور تعلیم حاصل [illegible] چنانچہ گذشتہ ماہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء میں جب سکول کا [illegible] منعقد ہوا تو آنریبل میاں عبدالحی بالقابہ نے اپنے [illegible] سے بالغوں کو انعامات تقسیم کئے اور اپنی خوشنودی [illegible] الفاظ فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ تعلیم بالغان کے [illegible] اسکول بہت خدمات انجام دے رہا ہے۔

بالغوں کی موجودہ کلاس میں چالیس لڑکے داخل [illegible]

احمدیت ہم پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے

اس کی صحیح معنوں میں قدر کرو اور اس کو دوسروں تک پہنچاؤ

اس زمانہ میں اسلام کی ترقی جماعت احمدیہ کی ترقی کیساتھ وابستہ ہے

خطبہ عید الفطر مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء ۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

اسلامی تہوار عید کی ایک نمایاں خصوصیت

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

اس خوشی کی تقریب پر جس کا نام ہی عید ہے اور جس کو سب عید کہتے ہیں ہم آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔ عید کا لفظ ہی خوشی کا مترادف ہو گیا ہے۔ بڑی سے بڑی خوشی کسی کو حاصل ہو تو اسے لفظ عید سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ ہماری زبان میں خوشی کے اظہار کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی لفظ موجود نہیں۔ اسلام نے اپنی ہر ایک چیز میں ایک نمایاں خصوصیت رکھی ہے۔ چنانچہ اسی کو دیکھ لو۔ جہاں اسلام نے ایک طرف عید جیسی راحت اور خوشی کا تہوار رکھا، دوسری طرف اس خوشی کو کس قدر متانت و پاکیزگی اور اللہ کی یاد سے وابستہ کیا ہے۔

دیگر قوموں کے تہوار

اور قوموں میں بھی خوشی کے دن ہیں، مثلاً عیسائیوں میں کرسمس ہے، ہندوؤں میں دیوالی اور ہولی کے تہوار بھی خوشی کے دن ہیں۔ لیکن ذرا غور کیجئے۔ اسلام نے اپنے خوشی کے دن کو اس میں اللہ کی یاد کا حصہ رکھ کر کس قدر متین اور سنجیدہ بنا دیا ہے۔ ہولی کے اندر حیوانیت اور آوارگی کا عنصر ہے۔ اس دن بڑے بڑے تعلیمیافتہ ہندو بھی ایک دوسرے کے اوپر رنگ ڈالتے ہیں۔ اس میں بیشک ہنسی خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن یہ باتیں اعلیٰ اخلاق اور انسانیت کے بلند مقام سے بہت نیچے ہیں۔ اور اس دن عوام تو متانت و تہذیب سے بہت گری ہوئی حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ دیوالی کے ساتھ جوئے کا نام اس قدر وابستہ ہو گیا ہے کہ بہت کم ہندو ہوتے ہوں گے۔ جو اس روز جوئے جیسے ناپاک فعل کا ارتکاب نہ کرتے ہوں۔ کرسمس کے دن تو عیسائی ممالک میں اس قدر فواحش کا ارتکاب ہوتا ہے۔ جس کی نظیر اور کسی مذہب میں مشکل ملے گی۔

عید ہمارے لئے خدا کی ایک بڑی نعمت ہے

لیکن ان سب کے برعکس اسلام نے اپنی خوشی کے دن کو اس قدر بلند اور پاکیزہ رکھا ہے۔ جس کی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ اسلام کی یہی وہ خصوصیات ہیں۔ جن کی وجہ سے یقین کرنا پڑتا ہے کہ اسلام ہی دنیا کی رہنمائی کریگا اور دیگر تمام ادیان پر بالآخر غالب آ کر رہیگا۔ یہ عید ہمارے لئے خدا کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے۔ اس نے ہماری خوشی کے دن کو پاک اور دیگر تمام قوموں کے تہواروں سے ممتاز بنایا۔ سو اس موقع پر ہماری زبانوں سے بے اختیار الحمد للہ رب العالمین کے الفاظ نکلنے چاہئیں یہ خدا کا کتنا بڑا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اسلام کے اندر پیدا کیا۔ اس طرح اس نے ہم کو ممتاز حیثیت دی اور دوسری قوموں کیلئے بھی رہنما بنایا۔

انسان پر خدا کی بے شمار نعمتیں

خدا کی بے انتہا نعمتیں انسان کے اوپر ہیں۔ انسان انہیں دیکھتا نہیں اور جو دیکھتے ہیں ان کے منہ سے الحمد للہ رب العلمین کے الفاظ نہایت جوش سے پھوٹ کر نکلتے ہیں —— انسان پر خدا کی نعمتیں اس قدر ہیں جن کا کوئی شمار نہیں ہے۔ قرآن کریم میں بار بار ان کا ذکر آتا ہے۔ یہ سورج، چاند، آسمان، زمین، تارے اور پھر زمین میں ہمارے گرد و پیش کی بے شمار چیزیں۔ ہوا، روشنی، قسم قسم کی نباتات، چرند پرند پھل پھول وغیرہ، یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہی ہیں۔ غرضیکہ اس کی نعمتیں چاروں طرف سے انسان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور پھر انسان کے جسم کے اندر دیکھئے۔ یہ کان، آنکھ، ناک، منہ، دل، دماغ وغیرہ تمام اعضا اسی کی دی ہوئی نعمتیں ہی ہیں۔ ان کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہے۔

اس زمانہ میں خدا کی نعمتوں کا مشاہدہ زیادہ آسان ہے

آجکل علم اور سائنس کی ترقی کی وجہ سے انسان اپنی اندرونی بناوٹ اور بیرونی مخلوق میں خدا کی عظمت اور اس کی نعمتوں کا گذشتہ زمانہ کی نسبت زیادہ بہتر طریق پر مشاہدہ کر سکتا ہے جس قدر علم نے ترقی کی ہے اسی قدر ان نعمتوں کی قدر و قیمت زیادہ ظاہر ہوئی ہے اور ان کے مطالعہ و مشاہدہ کے زیادہ وسائل میسر ہیں

انسان کی ناشکری

لیکن نعمتوں کی اس کثرت کے باوجود عام طور پر انسان کی یہ حالت ہے۔ کہ اگر اس سے کوئی چھوٹی سی نعمت چھن جاتی ہے۔ تو وہ ناشکری کا اظہار کرتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں نعمتیں جو اسے حاصل ہوتی ہیں۔ ان کی طرف نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس ایک یا چند نعمتوں کیلئے روتا اور ناشکری کا اظہار کرتا ہے جو اس سے چھن گئی ہوں۔ اسی سے پتہ لگتا ہے کہ کس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انسان کے لئے ہیں لیکن ان نعمتوں کو دیکھنے والی آنکھیں بہت کم ہیں۔

خدا کے برگزیدہ بندوں اور عام انسانوں میں فرق

درخت کے ہر ایک پتہ میں خدا کی قدرت موجود ہے صرف دیکھنے والی آنکھوں کا فرق ہے۔ خدا کے برگزیدہ بندے عام انسانوں کے برعکس کارخانہ قدرت کو غور کی نظر سے دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں ہر ایک چیز میں خدا کی حکمت اور عظمت نظر آتی ہے۔ اور ان کے دل کی گہرائیوں سے الحمد للہ رب العلمین کا کلمہ اس طرح پھوٹ کر نکلتا ہے جس طرح زمین کی گہرائیوں سے جمع ہوا ہوا پانی پھوٹ کر اور موج مار کر نکلتا ہے جسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ مگر ایک عام انسان کے منہ سے جو یہ کلمہ بہت کم نکلتا ہے اور نکلتا بھی ہے تو اس طرح جوش سے نہیں نکلتا۔

جیسے خدا کے برگزیدہ بندوں کے منہ سے [illegible] ہے کہ وہ خدا کی نعمتوں کو چاروں طرف [illegible] عام انسان انہیں دیکھتے

سب سے بڑی نعمتیں —— اسلام اور احمدیت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا کیا عجیب نعمتیں دی ہیں [illegible] کرنا ہم پر فرض ہے۔ سب سے بڑی نعمت تو یہی اسلام ہے جس کی [illegible] ہم دوسرے انسانوں سے بلند مقام پر کھڑے ہیں [illegible] فضل ہے جس نے ہمیں اسلام میں پیدا کیا۔ اس کے [illegible] بڑی نعمت ہمیں حاصل ہے جس کا احساس غیروں کو [illegible] بہتوں کو نہیں ہوا اور وہ نعمت احمدیت ہے [illegible] اس نعمت کا احساس ہم میں سے بھی بہتوں کو نہیں ہے [illegible] کہا؟ اس کی وجہ ابھی بیان کرونگا۔ احمدیت کی [illegible] بہت سے ایسے برے عقائد و افعال سے محفوظ ہیں [illegible] مبتلا ہیں اور انہیں ثواب سمجھتے ہیں۔

شیعوں اور خارجیوں کا افسوسناک [illegible]

ہمارے ہی بہت سے مسلمان بھائی ہیں [illegible] گالیاں دینا ثواب سمجھتے ہیں اور اس قدر ثواب سمجھتے ہیں [illegible] ہر ایک دکھ اور تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار [illegible] اور خارجیوں کی طرف دیکھ لو —— آخر ذہنیت [illegible] میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے [illegible] ہمارے مسلمان بھائی ہی ہیں۔ لیکن ہم احمدیت کی نعمت [illegible] اس قسم کی ذہنیت اور ایسے عقائد و افعال سے محفوظ [illegible] بلکہ ہمارے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ہر ایک [illegible] ولی اور محدث کی عزت کریں —— [illegible] نعمت ہے۔

موجودہ علما کی عبرتناک حالت

پھر مسلمانوں کے وہ لوگ جو بڑے بڑے علما [illegible] بیچ پیچ کرتے ہوتے ہیں اور اس قدر چھوٹے چھوٹے [illegible] اندر مبتلا ہیں۔ خواہ وہ عقائد کے متعلق ہوں جن کی کوئی [illegible] یا اعمال کے متعلق۔ کہیں آمین پر جھگڑا ہے۔ کہیں رفع الیدین [illegible] ہے۔ احمدیت کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ اس نے [illegible] چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں مبتلا ہونے کی بجائے دشمن کے [illegible] کھڑا کر دیا اور ہمیں بتایا کہ اصل کام دشمنان اسلام [illegible] یہ تمام چھوٹے چھوٹے جھگڑے فضول ہیں۔ دوسرے لوگ [illegible] میں خرچ کرتے ہوتے ہیں۔

مولوی کفایت اللہ صاحب کی تکفیر [illegible]

کچھ سال کا ذکر ہے لاہور میں جمعیۃ العلما [illegible] کے چند اکابر کا ایک وفد صدر جمعیۃ العلما مولوی کفایت [illegible] کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تکفیر کی بیماری نے مسلمانوں [illegible] ہے۔ آپ عالم ہیں اس بیماری کو دور کرنے کی کوشش کیجئے [illegible] جواب میں مولوی کفایت اللہ صاحب نے یہ کہا کہ تکفیر [illegible] چیز ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھا [illegible] —— آخر یہ بھی ایک ذہنیت ہے جس طرح شیعہ [illegible] کرام کو گالیاں دینا ثواب سمجھتے ہیں۔ اسی طرح یہ مولوی [illegible] مسائل پر لڑائی جھگڑے اور ایک دوسرے کی تکفیر کو [illegible]

قرآن و حدیث کے حکم سے بے پروائی

ان لوگوں کے سامنے حکم قرآنی پیش کیا جاتا ہے [illegible] لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا کہ جو [illegible] مومن ہے اس کو کافر مت کہو۔ پھر حدیث نبوی [illegible]

پیش کی جاتی ہے من صلّٰی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسول اللہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ لیکن جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے تو یہ شخص مسلم ہے جس کے لئے اللہ اور رسول کا عہد ہے۔ پس اللہ اور رسول کے عہد کو نہ توڑو۔ قرآن و حدیث کو پیش کیا جاتا ہے لیکن کوئی نہیں سنتا۔ اس کے جواب میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے علماء فیصلہ کرینگے کیسی بری ذہنیت ہے۔

ہم احمدیت کی بدولت تکفیر کی لعنت سے محفوظ ہیں

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکفیر کی بیماری اور اس گندی ذہنیت سے احمدیت کی بدولت محفوظ رکھا اور اس صحیح عقیدہ پر قائم کر دیا کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا ہے۔ تحریک احمدیت نے گزشتہ زمانہ میں لوگوں کی زبردست مخالفت و نفرت کے بعد بہت بڑا اثر پیدا کر لیا تھا حتیٰ کہ بعض ذمہ دار اسلامی جماعتوں نے بھی اس کے اثر کی وجہ سے تکفیر سے بیزاری کا اعلان کیا۔ مثلاً ندوۃ العلماء لکھنؤ نے فیصلہ کیا تھا کہ کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرنی چاہئے گو اب یہ حالت نہیں ــــــ سو اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکفیر المسلمین کی لعنت سے بھی محفوظ رکھا اور کلمہ گوؤں کو کافر کہنے کی بجائے غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کی توفیق دی۔ دوسرے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑ کر اس سعادت سے محروم ہیں۔ پھر ایک اور بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلو کی بیماری سے بچایا اور صراط مستقیم پر قائم رکھا جہاں ہم تفریط سے محفوظ رہے وہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراط سے بھی محفوظ رہے۔

قادیانی جماعت کا غلو اور اس کے نتائج

حضرت مسیح موعودؑ ہی کو ماننے والی ایک جماعت ہمارے سامنے ہے۔ مسلمانوں کو کافر کہنا جس کی ذہنیت ہو گئی ہے اور ان کی اس ذہنیت نے اس ماموروقت کے کام کو جو اس زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کو طاقتور بنانے کے لئے آیا تھا بہت نقصان پہنچایا ہے۔ قادیانی لوگ تکفیر المسلمین اور اپنے اسی قسم کے دوسرے عقائد سے اسلام اور مسلمانوں کو کمزور بنا رہے ہیں اور بدنام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کس قدر کرم ہے کہ اس نے ہمیں اس غلطی سے محفوظ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صراط مستقیم پر قائم کیا۔

ہم میں سے ہر ایک کو بے شمار نعمتیں حاصل ہیں لیکن سب سے بڑی نعمت اسلام اور پھر اسلام کے اندر احمدیت ہے جس کی بدولت ہماری ذہنیت پاکیزہ بنا دی گئی ہے ہمیں اچھے رستے پر لگا دیا گیا ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ ہمارا قدم صراط مستقیم پر قائم رہا۔ لاہور میں مرکز بننے کے بعد بھی ہم اسی کام میں مصروف رہے۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ہم کو قادیان میں کھڑا کیا تھا۔ لاہور سیاسی تحریکات کا مرکز ہے۔ یہاں آئے روز طرح طرح کی تحریکیں اٹھتی ہیں اور لوگوں کو اپنی رَو میں بہا کر لے جاتی ہیں لیکن ان تحریکوں کی کثرت اور کشش کے باوجود ہم اپنے مقصد پر قائم رہے۔ یہ بھی ہم پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے قادیان باوجود اس کے کہ دور ایک الگ تھلگ گوشے میں واقع ہے مگر وہاں سیاسی تحریکات کا اثر پہنچا اور وہاں کے لوگ اس سے کافی متاثر ہوئے۔ آج جماعت قادیان کی توجہ سیاسی کاموں کی وجہ سے اپنے اصل کام سے ہٹ چکی ہے۔

ہماری قوم کی بے نظیر خدمات دینی

ہمارے صراط مستقیم پر قائم رہنے کا نتیجہ یہ ہے کہ باوجود قلت تعداد کے ہماری قوم نے خدمت اسلام کا وہ کام کر کے دکھایا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہم ایک چھوٹی سی قوم ہیں۔ ہم میں تقریباً ایک ماہ سے باہر مختلف مقامات پر جا رہا ہوں۔ کسی شہر میں ہمارے چالیس پچاس آدمی ہیں اور کسی میں بیس تیس ہیں اور بعض مقامات پر تو تین چار سے زیادہ تعداد نہیں ہے۔ ایسے مقامات تھوڑے ہیں۔ جہاں سو سے اوپر تعداد ہوگی۔ مگر اس قوم کے کام کو دیکھو تو وہ اس قدر عظیم الشان ہے کہ جس کی کوئی دوسری مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ اور لوگوں کو حیرت ہوتی ہے کہ اس چھوٹی سی قوم نے قرآن کریم کے اتنی زبانوں میں تراجم کر کے دنیا بھر میں پھیلا دیئے۔ یورپ میں اسلامی مشن قائم کر دیئے۔ وہ ممالک جہاں تیرہ سو برس سے اسلام کی روشنی اور قرآن کا پیغام نہ پہنچا تھا وہاں خدا اور رسولؐ کا نام بلند کر دیا۔ اور خدا اور رسولؐ کے پیغام کو پہنچا دیا۔ کفرستانوں میں مسجدیں تعمیر کر دیں۔

مخالفین کیلئے ایک قابل غور بات

ہمارے مخالف ذرا اس بات پر غور کر کے دیکھ لیں کہ اگر یہ جماعت نہ بنتی یا یہ آج مٹ جائے تو اس میں اسلام کو نفع ہو گا۔ یا نقصان۔ اگر کوئی۔ ۔ ۔ ٹھنڈے دل سے غور کرے تو وہ اسی نتیجہ پر پہنچیگا کہ اس جماعت کے وجود میں اسلام کا بہت بڑا فائدہ ہے اور اس کے مٹ جانے میں اسلام کا نقصان ہے۔ مسلمانوں کی بربادی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ وہ چیزوں کی قیمت کو سمجھ نہیں سکتے۔ ان میں اس بات کا صحیح فیصلہ کرنے کی قابلیت نہیں رہی کہ فلاں چیز نفع کی ہے یا نقصان کی۔ جس شخص میں چیزوں کی صحیح قیمت کے تعین کی قابلیت ہے وہ گویا بڑے سیدھے راستے پر پڑ گیا۔

> ## احمدیہ کانفرنس
> ### کیلئے احباب تجاویز فی الفور ارسال فرمائیں
> سالانہ جلسہ کے موقع پر حسب معمول سابق احمدیہ کانفرنس بھی منعقد ہوگی۔ جو دوست اس میں کوئی تجویز پیش کرنا چاہتے ہوں وہ فی الفور سکرٹری صاحب انجمن کے نام بھیجدیں۔ دیر مطلق نہ کی جائے ۔

جماعت قادیان سے خطاب

اور میں جماعت قادیان کو بھی مخاطب کر کے پوچھتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت نہ بنتی تو اس میں اسلام کا فائدہ تھا یا نقصان بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ باہر کے ملکوں میں ہمارے کام کو وہ اپنی طرف سے دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ہماری بربادی چاہتے ہیں۔ اگر مجھے یہ نظر آتا کہ اسلامی ملکوں میں دو چار جماعتیں اس قسم کی موجود ہیں۔ جو خدمت اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ تو میں سمجھ لیتا کہ وہ اس جماعت کے مٹ جانے کے بعد اس کے کام کو سنبھال لیں گی۔ لیکن آپ اور ہر ایک غور کر کے دیکھ لے کہ یہ دنیا بھر میں بے مثال اور بے نظیر جماعت ہے جو خدا کے نام اور اس کے پیغام کو پھیلا رہی ہے اور کوئی ایسی جماعت نہیں ہے۔ کل کو خدا کوئی سامان کر دے تو اس کے متعلق وہ خود بہتر جانتا ہے لیکن آج تو یہ اسلام اور قرآن کو دنیا میں پہنچانے والی واحد جماعت ہے۔

دوسری خوبی ــــــ دلوں میں اسلام کا درد

دوسری خوبی اس جماعت میں یہ ہے کہ اس کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ اس کے بہت سے افراد ــــــ بوڑھے ہی نہیں بلکہ جوان بھی تہجد کے پابند ہیں۔ جماعت کا اچھا خاصہ حصہ ہے جو راتوں کو اٹھنے اور رو رو کر غلبہ اسلام کیلئے دعائیں کرنے کا عادی ہو۔

دین کیلئے مالی قربانی

صرف یہی نہیں کہ وہ رات کو دعائیں کرتے ہیں۔ بلکہ دن کے وقت محنت کر کے کماتے ہیں اور اپنے ان مالوں میں سے خدا کا حصہ دسواں حصہ تک بھی راہ خدا میں دیتے ہیں۔ جس طرح سینوں کے اندر درد پیدا کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح قربانی کی روح کا پیدا کرنا بھی مشکل ہے۔ اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی کو راہ خدا میں قربان کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ یہ بات اسی جماعت کی خصوصیت ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی طرف دیکھ لیجئے۔ کیا ان کے اندر قربانی کی یہ روح موجود ہے؟ کیا وہ خدا اور رسولؐ کی محبت کی خاطر، اسلام کی عظمت کی خاطر اپنے مالوں کو اس طرح قربان کرتے ہیں؟ ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے۔ ہاں اپنے اپنے پیروں کی خوشی کے لئے سب کچھ کرتے ہیں؟ سو خدا اور دین کے لئے قربانی کی یہ روح خدا کی کتنی بڑی نعمت ہے اور اس پر ہمارے دلوں سے پھوٹ کر الحمد للہ رب العالمین کے الفاظ نکلنے چاہئیں۔

توسیع جماعت کی ضرورت

یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن جیسا کہ میں خطبہ کی ابتدا میں کہہ چکا ہوں کہ ہم میں سے بہت سے حقیقی معنوں میں ابھی احمدیت کو خدا کی بڑی بھاری نعمت نہیں سمجھتے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو اچھا کھانے کو، اچھا پہننے کو، رہنے کو اچھا مکان اور مال و دولت مل جائے تو اس کا دل بے اختیار ان نعمتوں میں اپنے بیوی بچوں اور عزیز و اقارب کو شریک کرنے کو چاہتا ہے اگر ہم سب حقیقی معنوں میں احمدیت کو خدا کی ایک بہت بھاری نعمت سمجھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس نعمت میں اپنے بیوی، بچوں، عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو شریک کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مگر جماعت کے بہت سے دوست ایسا نہیں کرتے۔ بار بار اس کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن یہ دوست کوئی پروا نہیں کرتے۔

قدرت کا محکم قانون ــــــ ترقی یا تنزل

صاف بات ہے اگر جماعت ترقی نہ کرے تو لازمی طور پر تنزل کی طرف جائے گی۔ کیونکہ یہ قدرت کا قانون ہے کہ ساکن کوئی چیز نہیں رہ سکتی۔ سب کے لئے آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا لازمی ہے۔ کوئی قوم آگے نہ بڑھے گی تو وہ یقیناً پیچھے ہٹے گی۔

اس سال کا پروگرام

میں نے حال ہی میں اخبار کے ذریعہ جماعت کو دو پیغام دیئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں جماعت کی تعداد دوچند کی جائے جس کی صورت یہ ہے کہ ہر ایک شخص آج سے عزم کرے کہ وہ ایک سال کے عرصہ میں اپنے عزیزوں، دوستوں اور ملنے والوں میں سے کم از کم ایک نئے آدمی کو ضرور جماعت میں شامل کرے گا۔ اگر انسان عزم کرے تو یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ دیکھئے ہر ایک شخص کا خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ایک دائرہ اثر ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے دائرہ اثر میں توسیع جماعت کے لئے کوشش کرے تو جلد یا بدیر اس کی کامیابی یقینی ہے۔ صرف استقلال کی ضرورت ہے۔

غفلت کو چھوڑ دو اور کچھ کام کرو

بات یہ ہے کہ انسان کو تھوڑا بہت کام ضرور کرنا چاہئے پتھروں کی طرح بے حس و حرکت پڑے رہنے کی بجائے کچھ نہ کچھ...

(باقی برصفحہ ۸)

آریہ ہند و دنیا پر ایک نظر

جیسا کہ ہم ایک گذشتہ اشاعت میں بتا چکے ہیں کہ ورن بیوستھا کا مسئلہ بھی اب آریہ سماج کے لئے ٹیڑھی کھیر ثابت ہو رہا ہے۔ بیچارے سناتن دھرمی سیدھے سادے طریق پر مانتے تھے کہ ورن جنم سے ہے برہمن کا بیٹا برہمن اور شودر کا شودر ہوگا۔ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند جی نے یہ جدت کی کہ ورن جنم سے نہیں بلکہ گن، کرم اور سبھاؤ سے ہے۔ اس پر وہ لمبی چوڑی بحث تو اپنی کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں لکھ گئے لیکن اپنے نظریہ کو عملی شکل دینے کی تدبیر نہ بتائی۔ آریہ سماج اس موضوع پر بحثیں اور مناظرے کرتا رہا لیکن اپنے گروکے ارشاد کو جامہ عمل نہ پہنا سکا۔ کیونکہ ہندو قوم کی مذہبی روایات اور اس کا مزاج اس کے خلاف تھا ——— عرصہ تک اسی طرح کام چلتا رہا۔ لیکن اب اچھوتوں کی وجہ سے یہ مسئلہ نازک اور پیچیدہ صورت اختیار کر گیا ہے۔

گذشتہ ہفتہ آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر ایک مجلس خاص طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد کی گئی کہ ورن بیوستھا کو عملی شکل کیسے دی جائے۔ ذرا غور کیجئے ورن کا مسئلہ ہندو ویدک دھرم کا ایک بنیادی مسئلہ۔ آریہ سماج کے قیام کو پون صدی کے قریب عرصہ گذر گیا اب کہیں جا کر اس بات پر غور ہونے لگا ہے کہ "ورن بیوستھا" کو پرچلت کیسے بنایا جائے۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ اگر آریہ سماجیوں کے قول کے مطابق ہندو ویدک دھرم ایک عالمگیر اور قابل عمل مذہب ہیں۔ اور پنڈت دیانند جی کے ارشادات و تعلیمات پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ تو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہی کیا کہ ورن بیوستھا کو پرچلت کیسے بنایا جائے۔ جیسے دیانند جی مہاراج نے لکھا ہے ویسے بنایا جائے اگر ان کے ارشادات ناقابل عمل ہیں تو خیر اور معلوم ایسا ہی ہوتا ہے۔

ورن بیوستھا کو پرچلت بنانے والی اس سبھا میں ایک جات پات توڑک منڈل والے مہاشہ جی بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے ایک نیا نظریہ پیش فرما کر آریہ سماجیوں کی مشکلات میں اور اضافہ کر دیا۔ جس کی کیفیت "پرکاش" کے الفاظ میں سنئے :-

"لالہ آنند لال جی آریہ نے یہ سوال اٹھایا کہ ورن چار نہیں دو ہیں۔ آریہ اور دسیو۔ اس لئے چاروں ورنوں کو سچل بنانے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ وید صرف دو ورن بتاتا ہے۔ آریہ اور دسیو۔ اس لئے عملی طور پر ایک ہی ورن ہے"

چلئے چھٹی ہوئی۔ اب پہلے آریہ سماجیوں کو اس بات کا فیصلہ کرنا ہوگا کہ ورن کتنے ہیں۔ جب آریہ سماج کے بنیادی مسائل پر ہی ان کے اندر اس قدر اختلاف رائے موجود ہے تو اس پر ہی ان کے دوسرے امور کا قیاس کر لیجئے۔ ہم پیشگوئی کرتے ہیں۔ جلد یا بدیر آریہ سماج کو ورن بیوستھا کے عقیدہ پر کلہاڑا چلانا پڑے گا۔ یا اس میں اس قدر قطع برید کرنی پڑے گی کہ اس کی شکل و صورت ہی بدل جائے۔

گذشتہ دنوں آریہ سماجیوں نے ریاست حیدرآباد کے خلاف جو شورش بپا کی تھی۔ اب اس کے متعلق خود آریہ سماجیوں کے قلم اور زبان سے نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں۔ وہ بہت سی باتیں جن کو بڑے اہتمام سے چھپایا گیا تھا۔ اب بیانگ طور پر کہی اور لکھی جا رہی ہیں ——— ویسے تو آریہ سماجی روز اول ہی سے امن و اتحاد کے دشمن ہیں۔ لیکن ان میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ کسی کی امداد کے بغیر اس قدر وسیع پیمانہ پر شورش بپا کریں۔ کانگرسی اندرونی طور پر ان کی امداد کر رہے تھے۔ اب آریہ سماجیوں کو بھی اس سے انکار نہیں۔ بلکہ وہ بعد فخر اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔

آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر لالہ دلیش بندھو گپتا جنہوں نے شورش کے انتظام میں نمایاں حصہ لیا تھا، کی ایک تقریر ہوئی۔ جس میں انہوں نے بہت سے انکشافات کئے۔ اسی تقریر کے دوران میں انہوں نے کہا کہ :-

"عام طور پر کہا جا رہا ہے کہ کانگرس نے آریہ سماج کے ستیاگرہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ اگر آپ کو اندرونی حالات کا علم ہو تو آپ کو معلوم ہو کہ کئی کانگرسی حاکموں نے آریہ سماج ستیاگرہ کی بھاری امداد کی۔ میں آج آپ کو صاف صاف طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایک ورکانگرسی حکومت نے تو حکومت ہند کو کھلم کھلا طور پر لکھ دیا تھا کہ آریہ سماج کے مطالبات بالکل راستی پر ہیں اور اگر حکومت ہند نے نظام گورنمنٹ پر زور ڈال کر ان مطالبات کو پورا کرنے کیلئے نہ کہا تو ان گورنمنٹوں کو یہ سوچنا پڑے گا کہ وہ کیا قدم اٹھائیں"

(پرکاش ۳ دسمبر ۱۹۳۹ء)

گاندھی جی نے آریہ سماجی شورش کی حمایت میں جو کچھ کیا اس کا خلاصہ پرکاش کے الفاظ میں یہ ہے :-

"مہاتما جی پر اس قدر اثر ہوا کہ انہوں نے حیدرآباد سرکار کو کہہ دیا کہ آریہ سماج کی مانگیں سرونتا دھار تک ہی اگر انہیں منظور نہ کیں۔ تو مجھے خود اس ستیاگرہ کی رہنمائی کیلئے میدان میں آنا پڑیگا"

مسلمانوں کے ذمہ دار اور باخبر اکابر و اخبارات روز اول ہی سے کہہ رہے ہیں کہ آریہ سماجی شورش میں در پردہ کانگرسیوں کا ہاتھ ہے ——— آریہ سماجیوں کے ان اعترافات کے بعد تو قطعاً اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ اگر کانگرس اور اس کی وزارتوں کو آریہ سماجی شورش سے ہمدردی تھی تو وہ کھلم کھلا اس کی حمایت کیلئے میدان میں کیوں نہ آئیں یا کم از کم کانگرس نے اس شورش سے اپنی علیحدگی کا اعلان کیوں کیا؟ کیا یہ ادنیٰ درجے کی منافقت نہیں؟

کانگرسی مسلمان اس معاملہ میں اپنی پوزیشن پر غور کریں گے! بالخصوص جمعیۃ العلماء دہلی کے اکابر و ارکان؟ وہ ایک بار نہیں کئی مرتبہ آریہ سماجی شورش کے متعلق شدید الفاظ میں اظہار بیزاری کر چکے ہیں۔ اخبار "الجمعیۃ" کی تحریریں اب تک موجود ہیں۔ اگر آریہ سماجیوں کی شورش نامناسب اور مسلم دشمنی کا ایک مظاہرہ تھی تو اس کو امداد دینے والی کانگرس اور اس کی وزارتوں کے متعلق زعماء جمعیۃ کا کیا ارشاد ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

...سو اسب کو اپنی مخلوق لکھتے ہیں اور ... لبیان" میں لکھا کہ من یظہرہ اللہ اپنے ماسوا کا مالک ... اولیاء پر وحی و الہام نازل کرنے والا ہے اور ... اور وہی سب کا معاد ہے اور ظاہر ہے کہ یہ شان ... ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ مشیت اولیہ تو بقول بہاء اللہ ... کا وہ پہلا شخص ہے جو خالق کل اور مدبر کل اور ... ہے۔ جیسا کہ بہائیوں کے مرزا ابو الفضائل صاحب نے ... لکھا ہے کہ :-

"ظاہر است کہ ذات غیب الٰہی در ورع قدم ...
ممکن الادراک نیست و مابین خلق للادراک ...
نتواند بود لذا مصدر صدور امر و نواہی ...
کلمات نفسانی و روحانی و مشاء ابتدائی ...
کلمہ اولیہ و مشیت کلیہ الٰہیہ است و ...
نخستین شخص عالم امکان است کہ کمالات ...
و مراتب عالیہ انسانیت و مشیت ...
و ہر پیغمبرے لکل او برتبہ نبوت و رسالت ...
داد ست کہ تواند شرع جدید در عالم ...
را نسخ فرماید داد ست کہ جمیع اسمائے ...
عالیہ موصوف گشتہ بلکہ مالک اسماء ...
خواہد بود کہ موسوم بہ فرماید ...
شاید کلام اوست کلام الٰہی و تعلیمات ...
آیات ربانی"

(مجموعہ رسائل ابو الفضائل ...)

چونکہ عبارت صاف ہے اس لئے حرف ... ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ خلاصہ مطلب صاف ہے کہ ... کلمہ الٰہیہ اس عالم امکان میں سب سے پہلا شخص ... کا خالق و مالک ہے اور وہی انبیاء و رسل کا بھیجنے والا ... اسی مجموعہ میں صفحہ ۵۲ پر لکھا ہے کہ :-

"جمیع رسل اخبار فرمودہ اند کہ آں گوہر ...
کہ مرسل رسل است در آخر الزماں ظاہر ...
آفاق عالم را بجمال منیر خود منور ..."

یعنی تمام رسولوں نے خبر دی ہے کہ وہ بے مثل ذات ... کی جامع ہے اور تمام رسولوں کو بھیجنے والی ہے۔ آخری ... ظاہر ہوگی اور تمام عالم کو اپنے چمکتے ہوئے جمال سے ... اب یہ گوہر یکتا کون ہے۔ تمام بہائی کہتے ... ہے اور اشرقت الارض بنور ربہا کا وعدہ پورا ہو چکا ... پر اس آخری زمانہ کا نام بقول بہائیاں یوم اللہ ہے ... معراج حضرت خاتم الانبیاء کو جس کی لقا ہوئی تھی ... ہی تو تھے ورنہ بہاء اللہ کو مشیت اولیہ کہنا ہی غلط ... کے مخلوق رسول بھی مشیت اولیہ ہی ہیں۔ دراصل ... بہائی نکتہ نگاہ سے مشیت اولیہ کے لئے بطور ظل ... اصل کا اطلاق بطور مجاز ہوتا ہے۔ پس مجازی ... کہہ دینے سے وہ دراصل مشیت اولیہ نہیں ہو سکتا ... کا شریک ہوتا ہے پس مشیت اولیہ صرف ... اور اسی مقام کا دعویٰ بہاء اللہ صاحب نے کیا ...

دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ... بہائی صاحبان کے نزدیک بہاء اللہ ہے اور ... شبیہ کے ہیں جن میں بہاء اللہ صاحب منجملہ ... مراتب کو بھی بہاء اللہ یا مشیت اولیہ مجازاً ... بلکہ ... حقیقۃً مشیت اولیہ ...

(بقیہ خطبہ)

کام کے لئے محنت اور کوشش کرنی چاہئے۔ گھروں میں پڑے رہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ باہر نکل کر جدوجہد کرنے ہی سے کچھ بن سکتا ہے سستی کو چھوڑ دو۔ دیکھو ہر ایک اچھا کام پہلے تکلف سے کرنا پڑتا ہے اور اول اس میں انسان کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی کسی خطبہ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب بچہ پہلے پہل سکول جاتا ہے تو یہ اس کو بے حد مصیبت معلوم ہوتی ہے بعض اوقات وہ روتا اور چلاتا بھی ہے۔ لیکن بعد میں اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں میرا فائدہ ہے۔

توسیع جماعت کی عملی تجاویز

توسیع جماعت کے کام کی عملی تجاویز میں سے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص عزم کرے کہ اس سال میں کم از کم ایک آدمی ضرور جماعت میں شامل کروں گا۔ پھر تم اپنے عزیزوں، دوستوں اور ملنے والوں میں سے کم از کم دس آدمیوں کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے چن لو۔ ہر ایک شخص کا دائرہ اثر اس قدر تو ضرور وسیع ہوتا ہے کہ وہ دس آدمیوں کو اس غرض کیلئے آسانی سے انتخاب کر سکتے ہیں۔ اپنے ان منتخب کئے ہوئے آدمیوں کو تحریک احمدیت کے متعلق لٹریچر دو۔ ان سے حسب ضرورت ملاقات گفتگو اور خط و کتابت کرو۔ اگر کہیں ضرورت ہو تو مبلغ کے لئے لکھو۔ یہاں مرکز سے مبلغ بھیجا جائے گا۔ مفت اشاعت کیلئے لٹریچر تو ہمارے ہاں کافی موجود ہے جو حسب ضرورت ہر کوئی طلب کر سکتا ہے

حرکت میں برکت

میں پھر بھی کہتا ہوں کہ اسلام کو بچانے اور غالب کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ تحریک احمدیت کو تقویت پہنچائی جائے اور اس جماعت کو وسیع کیا جائے۔ اگر جماعت نے یہ اجتماعی قدم اٹھایا تو تھوڑے ہی عرصہ میں بہت سا کام ہو جائے گا ——— بحضرت ضرورت ہے حرکت کرنے کی۔ بزرگ بھی حرکت کریں۔ نوجوان بھی حرکت کریں اور خواتین بھی حرکت کریں۔ ہمیں آج ہی اس کام کیلئے عزم کر لینا چاہیئے۔ آج کا دن بہت بابرکت ہے۔ اگر ہم دل سے عزم کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیگا۔ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ سعی کرنیوالوں کا اجر دیتا ہے اور کسی کے اچھے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اس کام کو کوئی شخص اپنی شان کے خلاف نہ سمجھے۔ حق کا دوسروں تک پہنچانا نہایت ملبند اور بڑی عزت کا کام ہے۔ کوئی شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اس سے محروم نہ رہے اس کے بعد میں چند اور باتیں مختصر طور پر کہکر اس خطبہ کو ختم کرنا چاہتا ہوں

چندہ ماہوار میں باقاعدگی کی ضرورت

پہلی بات مالی قربانی یعنی چندہ ماہوار کے متعلق ہے گذشتہ خطبوں میں میں اس کے متعلق بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔ باقاعدہ اور شرح کے مطابق چندہ ماہوار دینا ہر ایک آمدنی رکھنے والے رکن جماعت کے لئے ضروری ہے اور آئندہ ہم اس شخص کو ہی اپنے ساتھ سمجھینگے جو اس بات کی پابندی کرتا ہو۔

نماز باجماعت کی پابندی کرو

دوسری بات نماز باجماعت کی پابندی ہے۔ ہر ایک احمدی کو نماز باجماعت کا پابند ہونا چاہیئے۔ میں اس بارہ میں نوجوانوں کو خاص طور پر تاکید کرتا ہوں۔ مسجد میں آؤ۔ خدا کے آگے جھکو۔ اس کے بغیر یاد رکھو تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکو گے ——— خود باقاعدہ اور التزام کے ساتھ نماز کیلئے مسجد میں آؤ۔ بلکہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ لاؤ ——— خوب یاد رکھو کہ نماز اسلام کی جڑ اور بنیاد ہے۔ اس سے غافل ہو کر اشاعت اسلام کا کام ممکن نہیں۔

جمود کو چھوڑ دو۔ غفلت اور سستی کو چھوڑ دو۔ صحیح معنوں میں زندہ اور فعال بن جاؤ۔ عمل اور قربانی کو اپنا شعار بناؤ۔

تعلقات اخوت کو بڑھاؤ

تیسری بات یہ ہے کہ آپس کے تعلقات محبت کو بڑھاؤ۔ ابھی ابھی آپ لوگ خطبہ کے بعد آپس میں بغلگیر ہوں گے۔ عید ملیں گے لیکن ضرورت یہ ہے کہ تمہارے دل آپس میں مل جائیں اور ان میں ایک دوسرے سے کدورت بالکل نہ رہے۔ آپس کے میل جول کو بڑھاؤ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شرکت کرو۔ کوئی وقت مقرر کر کے محلے کے تمام دوست ہر روز آپس میں ملو۔ ایک دوسرے سے باتیں کرو۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہو۔ بیماروں کی خبر گیری اور اپنے تکالیف میں مبتلا افراد کی امداد کرو۔ غرضیکہ آپس میں تعلقات اخوت کو بڑھاؤ اور دنیا کو دکھا دو کہ تم ایک زندہ اور منظم جماعت ہو۔

اخبار "پیغام صلح" کا "تنظیم نمبر"

ابھی مجھے ایڈیٹر اخبار کی طرف سے کہا گیا ہے کہ میں "پیغام صلح" کے "تنظیم نمبر" کے متعلق اعلان کر دوں۔ یہ نمبر جلسہ کے قریب شائع ہوگا اس میں توسیع و تنظیم جماعت کے متعلق مضامین ہوں گے۔ میری خواہش ہے کہ اس میں لمبے لمبے مقالات کی بجائے چھوٹے چھوٹے مضامین ہوں جن میں عملی باتیں بتائی جائیں ——— دیکھئے اس بات پر روتے رہنا کہ یہ نہیں ہوا وہ نہیں ہوا عقلمندی نہیں ہے۔ جب کام شروع ہو گیا تو اس میں پوری قوت اور کوشش سے مصروف ہو جانا چاہئے۔ اس بات پر افسوس کرتے رہنا کہ ہم نے اب تک یہ نہ کیا صحیح نہیں ایک شخص کا ذکر کتابوں میں لکھا ہے کہ اس نے عمر کا کچھ حصہ غفلت میں ضائع کر دیا۔ جب اسے ہوش آیا تو باقی وقت اس نے اس افسوس میں گنوا دیا کہ ہائے میں اب تک غافل کیوں رہا۔ اس شخص کے مانند نہ بنو۔

دعا

اب میں اس خطبہ کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کے سچے خادم بنائے۔ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور اپنے دین حق کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم میں قربانی کا سچا جذبہ اور روح پیدا کر دے ——— جماعت کے بعض دوست بیمار اور مختلف مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔

مراسلات

مکتوب بغداد

بغداد میں عید الفطر کی نماز کے متعلق اپنی ڈائری میں ۱۳ر نومبر کی تاریخ کے نیچے سید تصدق حسین صاحب قادری لکھتے ہیں :۔

"عید کی نماز اخوان سلسلہ اور بچوں نے خاکسار کے گھر ادا کی خاکسار نے نماز پڑھائی۔ خطبہ دیا جس میں احباب کو جہاں ماہ صیام اور عید پر مبارکباد پیش کی۔ وہاں کچھ نصیحتیں بھی۔ امید ہے کہ میری باتیں احباب کے قلوب میں اثر کر کے ضرور رنگ لائیں گی۔ خطبہ کے بعد احباب سلسلہ اور بچوں نے عید و مسجد فنڈ ادا کیا۔ صدقہ فطرانہ بھی وصول کیا۔ خواتین جماعت نے بھی عید و مسجد فنڈ میں حصہ لیا۔ غیر از جماعت دوستوں سے بھی عید و مسجد فنڈ لیا گیا۔ اخوان سلسلہ کے علاوہ مولانا حسرت موہانی (جو لندن سے واپس آئے ہیں) مولوی ادریس صاحب ہوشیارپوری جو زیارت مقامات مقدسہ کیلئے آئے ہوئے ہیں۔ اور دیگر بہت سے احباب گھر پر ملاقات کے لئے آتے رہے اور اس کے بعد خود احباب سلسلہ ہندوستانی و عرب دوستوں کے گھر پر ملنے گیا۔

سید صاحب موصوف اپنے خط مؤرخہ ۱۵ر نومبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ لاہور سے ۲۰ر اکتوبر کا لکھا ہوا خط ان کو ۱۰ر نومبر کو ملا جس سے حالات معلوم ہوئے۔ لیکن اخبارات کے نہ ملنے سے بڑی بے چینی رہتی ہے۔ جلدی پرمٹ حاصل کر کے اخبار روانہ کرائیں (پرمٹ حاصل کر کے اخبار روانہ کئے جا رہے ہیں۔ پیغام صلح) اور اپنی طرف سے اور اہل خانہ کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگوں اور دوستوں کو السلام علیکم لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے ان ناتوان ہاتھوں سے اپنے دین کی کچھ اور خدمت لیلے۔ (جائنٹ سکرٹری)

امداد باہمی کی ایک حیرت انگیز مثال

ایک مقروض خاندان کسطرح اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہوگیا

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

کسانوں کا ایک خاندان جو قرض کی مصیبت میں مبتلا تھا کس طرح ایک انجمن امداد باہمی کی بدولت اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا۔ اس کی مثال ضلع لائلپور کے ایک چھوٹے سے نو آباد موضع (چک $\frac{113}{\text{ح ب}}$) سے ملتی ہے۔ ۲۰ بیس سال ہوئے خاندان مذکور جو گاؤں کے نمبردار اور ایک بیوہ اور دو بیٹوں پر مشتمل تھا ساہوکاروں کا چھ ہزار روپیہ کا مقروض تھا۔ چونکہ ان کے پاس صرف ایک مربعہ زمین تھی اس لئے قرضہ کی بیباقی کوئی سہل کام نہ تھا۔ ان کے دل میں قرضہ کے متعلق ایک انجمن امداد باہمی قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا

اور آج اسی انجمن کی بدولت وہ نہ صرف اپنا تمام قرضہ اتار چکے ہیں بلکہ ان کے پاس ۲۱۸۱ روپیہ جمع بھی ہے۔ علاوہ ازیں اب اس خاندان کی ملکیت میں بہترین قسم کی ۳۲ ایکڑ اراضی کا اضافہ ہو گیا ہے۔ امداد باہمی کے مؤثر اور کارگر ہونے کا یہ ایک بین ثبوت ہے اور جو نتائج حاصل ہوئے ہیں وہ اس تحریک کے حق میں اتنے صاف اور واضح ہیں کہ مزید رائے زنی کی گنجائش نہیں

"تنظیم نمبر" کیلئے مضامین

جن احباب سے پیغام صلح کے تنظیم نمبر کیلئے قلمی اعانت کی درخواست کی گئی ہے۔ وہ اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم حضرات جلد از جلد اپنے مضامین عنایت فرما دیں۔ ۸ر دسمبر کے بعد موصول ہونے والے مضامین کا درج کرنا مشکل ہوگا۔ (مدیر)

اقتباسات

اسلام مجھے کیوں محبوب ہے؟

ایک یورپین نومسلم کے خیالات

(از مسٹر اے۔ ایچ۔ اے۔ رحمن)

میں ایک نومسلم ہوں۔ ایک مغرب نژاد کی نگاہ میں اسلام کی سب سے بڑی خوبی اس کی تعلیمات کی سادگی ہے۔ دنیا میں دو ایک مذاہب اور بھی ہیں جو بآسانی سمجھ میں آ سکتے ہیں لیکن ان میں نہ تو اسلام کی سی زندگی ہے، اور نہ روحانی اور اخلاقی بلندی۔

اسلام کی سادہ سنجیدگی، نہ جذباتی آدمیوں کو اپیل کر سکتی ہے اور نہ جذباتی عورتوں کو اور نہ ان لوگوں کو جو نمائشی باتوں کے دلدادہ ہیں ایسے لوگوں کو اپنی دلچسپی کا سامان اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں مل سکتا ہے۔ ایسے لوگ صرف انہی مقامات میں تسلی حاصل کر سکتے ہیں جہاں آنکھوں کی تسکین کے لئے شاندار رنگ برنگ لباس اور کانوں کے لئے دلکش نغمے اور دل کے لئے، پھولوں سے لدی ہوئی قربانگاہیں اور دلچسپ مناظر موجود ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں دماغ کو اپیل نہیں کر سکتیں۔ علاوہ بریں، ان مذاہب میں، انسان کو غور و فکر کرنے کی دعوت نہیں دی جاتی۔ صرف ان باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے جو پادری تلقین کرے۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کا یہ فرمان غور طلب ہے "کہ علم حاصل کرو۔ اگرچہ حصول کیلئے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے" وجہ یہ کہ آنحضرت صلعم اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ انسانی عقل کو بیکار کر دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔

اسلام اپنی رواداری کی تعلیم کے باعث بھی دلوں کو اپیل کرتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ خدا کے تمام رسولوں کی یکساں طور پر عزت کریں جن میں جناب مسیح بھی شامل ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اسلام سے میری دلچسپی کا آغاز مسیحی تنگدلی کی بنا پر ہوا، جب میں نے لڑکپن میں ایک مسیحی پادری کا لیکچر سنا تو اس سلسلہ میں بعض دوسرے لیکچراروں کے لیکچر بھی سنے۔ جو کچھ عرصہ تک "خونخوار مسلمانوں" کے درمیان زندگی بسر کر چکے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے ایک مبلغ کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا تو میں اس کے تحمل سے بہت متاثر ہوا۔ جس کا مظاہرہ اس نے اس وقت کیا جب کہ عیسائیوں کی ایک جماعت اپنا جلسہ چھوڑ کر محض اسکو پریشان کرنے کیلئے اس کے گرد جمع ہو گئی تھی اس کی تقریر نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اور میرے مضبوط مسیحی معتقدات کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔

کئی دفعہ میں نے عیسائیوں سے اور پادریوں سے چند مذہبی سوالات کئے تو ان لوگوں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ "ہم تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتے لیکن تمہیں اسبات پر اسی طرح ایمان لانا چاہیئے جس طرح کلیسا تلقین کرتی ہے۔ اور اسی کا نام ایمان ہے۔ لیکن اسلام کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ یہ مذہب ہر سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گوئٹے نے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ الفاظ کہے۔

"اگر اسلام یہی ہے جس کی تعلیم قرآن میں دی گئی ہے تو بلاشبہ ہر سمجھدار آدمی مسلم ہے"۔

کلیسا موجودہ مسائل کا حل کرنے سے بالکل قاصر ہے۔ ان کا صحیح حل صرف اسلام کی تعلیمات میں مل سکتا ہے۔ بظاہر یہ ایک دعوے نظر آتا ہے لیکن اگر کوئی شخص قرآن مجید کا مطالعہ کرے تو اسکو حقیقت نظر آ سکتی ہے۔ افسوس اسبات کا ہے کہ مغرب ایک عرصہ سے اسلام کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ ہاں کبھی کبھی اس تاریکی میں روشنی کی جھلک بھی نظر آ جاتی ہے، مثلاً جنرل سمٹس نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اگر تمام مسیحی کلیسائیں بحیثیت مجموعی ایک افریقی کو عیسائی بناتی ہیں۔ تو اس کے مقابلہ میں اسلام دس افریقی باشندوں کو مسلمان بنا لیتا ہے۔

(رسالہ اشاعت اسلام لاہور)

اجتماعی نیکیاں

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے۔ مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اجتماعی زندگی بسر کرے۔ اس کی ہر نیکی اجتماعی رنگ سے رنگین ہے۔ اور اس کا جو قدم اٹھے وہ اجتماعی مقصد کیلئے اٹھے۔ انفرادیت اسلامی روح کے منافی ہے۔ اور اسلام کے لئے اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اسلامی احکام فرائض اور عبادت کے لئے بھی سب سے بڑی شرط اجتماعیت ہے۔ نماز اجتماعی زندگی کا ستون ہے اور روزانہ میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کو اجتماعیت کی مشق کرائی جاتی ہے۔ روزہ بھی اسی اجتماعیت کا مظہر ہے۔ کیونکہ اس کے مظاہر تراویح وغیرہ اسی مقصد کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ زکوٰۃ بھی اس اصول سے باہر نہیں۔ اور اسی لئے اس کی خاطر بیت المال کے قیام کا حکم دیا گیا ہے۔ علیٰ ہذا حج کی بھی یہی حالت ہے۔ اور اسی لئے اس فریضے کی ادائی کے لئے ایک تاریخ ایک میدان اور ایک ملک مخصوص کیا گیا ہے اور اس میں شرکت کرنیوالوں کو بھی ایک لباس، ایک جذبہ اور ایک مقصد کی ہدایت کی گئی ہے۔

مگر حیرت ہے کہ جس قوم کا پورا دائرہ زندگی اجتماعیت سے محیط ہو وہ دنیا میں سب سے زیادہ انفرادیت کی طرف مائل ہے۔ اور اس کی تمام نیکیوں پر انفرادیت غالب آ چکی ہے۔ اسلام نے اجتماعی نیکیوں پر اس لئے زور دیا تھا۔ کہ عملی دنیا میں انسانی مقصد کی کامیابی اسی پر منحصر ہے۔ مگر ہم نے نظر انداز کر کے اپنی اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ گئے ہیں۔

دوسروں کے کارنامے

اجتماعی نیکی کا جذبہ دوسری قوموں میں تیزی سے پیدا ہو رہا ہے۔ آپ آئے دن پڑھتے ہوں گے، کہ فلاں ہندو نے فلاں ہندو یونیورسٹی کو اتنے لاکھ روپے دیئے۔ فلاں شادی میں فلاں پاٹھ شالہ اور گئو شالہ کے نام پر دان کیا گیا۔ اور فلاں رائے صاحب یا لالہ صاحب نے اتنے ہزار روپے دستکاری کے فلاں سکول کو دیئے۔ دور کیوں جائیے اسی لاہور میں آریہ سماج کے دونوں سالانہ جلسوں میں صرف ایک روز کے اندر تین لاکھ سے زیادہ روپیہ چندے میں [illegible] جماعت ہے اور جس نے بھی ایسے چندہ دیا [illegible] کے لئے دیا۔

اس کا مقابلہ ذرا مسلمانوں کے جلسوں سے [illegible] کے مذہبی، سیاسی اور تعلیمی اجتماعات کی قابل رحم [illegible] پھاڑنے کے باوجود کتنے پیسے جمع ہوتے ہیں [illegible] کتنی دفعہ چندہ خوری کا الزام عائد کر کے اسلامی [illegible] ہے، مگر ساتھ ہی سینماؤں اور تھیٹروں کی ساری رونق [illegible] سے قائم ہے۔ وہاں افلاس کا رونا ہے۔ دو قومی [illegible] ہر شخص شام کو کپڑے جھاڑ کر حاتم بن جاتا ہے [illegible] دس آنے کسی سینما پر نہیں چڑھا دیتا۔ اس وقت لئے [illegible]

روس کا علمی ذوق

۱۹۳۷ء میں سویٹ روس سے ۸۵۲۱ [illegible] شائع ہوئے جن کی مجموعی اشاعت ...۶۲۶۹۱ [illegible] ۱۹۱۳ء میں زار کے زمانہ میں ۸۵۹، اخبارات شائع ہوتے جن کی کل اشاعت ...۲۷۲۹ تھی، ان اخبارات [illegible] ۱۰۸۰ رسالے نکلتے ہیں جو ۲۰ ملین کی تعداد میں [illegible] ہیں، اخبارات مختلف ۶۷ زبانوں میں چھپتے ہیں [illegible] سے شائع ہوتی ہیں، عام طور سے ٹکسالی ناولوں کی [illegible] مانگ ہے، ۱۹۱۷ء اور ۱۹۳۷ء کے درمیان [illegible] بہتر زبانوں میں شائع ہوئیں اور ان کے ...۲۰ [illegible] ہوئے، جن میں صرف ...۲۳۳۵۳ [illegible] نے خریدے، ٹالسٹائی کی کتابیں ۶۴ زبانوں میں شائع [illegible] اور ...۱۵۹۲۶ بکیں، میکسیم گورکی کی تصانیف [illegible] شائع ہو کر ...۳۶۹۲۳ نکلیں، سویٹ روس [illegible] کو غیر ملکی ادب العالیہ سے بھی بڑی دلچسپی ہے [illegible] نہیں ہے، جس میں شکسپیئر، بائرن، ڈکنس [illegible] کی تمام تصانیف موجود نہ ہوں، ۱۹۳۷ء [illegible] سات زبانوں میں شائع ہوئیں، اور ان کے [illegible] فروخت ہوئے، شکسپیئر کے ڈرامے چودہ زبانوں میں [illegible] گئے اور یہ ...۷۳۰ کی تعداد میں نکلے۔ ان کے مقابلہ میں [illegible] ملک کا ذوق دیکھئے!

(معارف)

ہندوستان کی مشترکہ زبان

ستمبر ۱۹۳۹ء میں گوالیار کے شاہی محل جے وِلاس میں [illegible] موقعہ پر الہ آباد یونیورسٹی کے پروفیسر امرناتھ جھا نے تقریر کرتے [illegible] ہندوستان کی عام مشترکہ زبان وہ ہندی ہے جس میں [illegible] سے زیادہ سنسکرت الفاظ شامل ہوں۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ کیا آپ نے کبھی اردو کے کسی حامی کی زبان [illegible] کی مشترکہ زبان کے متعلق یہ فقرہ سنا ہے۔ کہ وہ اردو ہے جس میں زیادہ سے زیادہ فارسی [illegible] کے الفاظ شامل ہوں۔

زبان کا اصل معیار تو یہ ہے۔ کہ لوگوں کی زیادہ تعداد [illegible] سے سمجھ سکے۔ اور جھا صاحب کا خیال یہ ہے، کہ [illegible]

اعلانات

(۱)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا موجودہ پتہ

جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہو اب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ احمدیہ بلڈنگس میں سکونت نہیں رکھتے۔ بلکہ مسلم ٹاؤن میں مستقل طور پر مقیم ہیں ان کا موجودہ پتہ یہ ہے:-

مسلم ٹاؤن اچھرہ لاہور

لیکن بعض احباب حضرت ممدوح کو غلطی سے احمدیہ بلڈنگس کے پتہ پر خط لکھتے ہیں۔ جس سے خط کے پہنچنے میں تاخیر ہوتی ہے لہذا تمام احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آیندہ حضرت ممدوح کو مندرجہ بالا پتہ پر خطوط لکھا کریں۔ (سیکرٹری)

(۲)

تمام روپیہ محاسب کے نام پر آنا چاہیئے

تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جملہ رقوم محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنی چاہئیں بعض حضرات مسلم ٹاؤن حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں روپیہ بھیجدیتے ہیں جس سے حضرت ممدوح کو تکلیف ہوتی ہے اور دفتر کے کام میں بھی غیر ضروری اضافہ ہو جاتا ہے لہذا التماس ہے آیندہ ترسیل زر کے وقت اس بات کا خیال رکھیں۔ (سکرٹری)

(۳)

ضرورت ہے

مسلم ہائی سکول لاہور کے لئے ایک مولوی فاضل کی ضرورت ہے۔ اوسٹی یا سند یافتہ اور تجربہ کار حضرات کو ترجیح دی جائیگی۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔

درخواستیں ۱۵ دسمبر تک ہیڈ ماسٹر سکول مذکور کے نام پر آنی چاہئیں۔ ہیڈ ماسٹر

وی۔پی۔ آرہے ہیں

بعض احباب جن کا چندہ اخبار پیغام صلح ختم ہو چکا تھا ان کی خدمت میں باقاعدہ اطلاع و یاددہانی کے بعد وی۔پی۔ ارسال کئے جا رہے ہیں۔ ازراہ کرم وہ انہیں وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ آجکل "تنظیم نمبر" کے مصارف اور کاغذ وغیرہ کی غیر معمولی گرانی کی وجہ سے اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔ احباب کا وی۔پی۔ وصول کرنا اس امر کے مترادف ہوگا کہ وہ ..... اپنے ایک اہم اخلاقی دینی فرض سے سبکدوش ہونے کے متمنی نہیں ہیں۔ اور اپنے قومی اخبار کی مالی مشکلات میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔

(مینیجر پیغام صلح)

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— پشاور ۳۰ نومبر۔ سرحد کے حالات بدستور ہیں انتہائی کوشش کے باوجود ابھی تک فقیر صاحب ایپی کی قیامگاہ کا پتہ نہیں چلایا جا سکا۔

—— لاہور ۳ نومبر۔ آج رات پونے بارہ بجے گونج کے ساتھ زلزلہ کے شدید دو جھٹکے محسوس ہوئے۔

—— لاہور ۳ نومبر۔ حادثہ بیڈن روڈ کے مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی استغاثہ کے بیانات ہو رہے ہیں۔

—— لاہور میں پنجاب اسمبلی کا اجلاس بدستور جاری ہے۔ لاہور کارپوریشن بل مجلس منتخبہ کے سپرد کرنیکی تحریک بھاری اکثریت کیساتھ منظور ہو گئی اس کے بعد پنچائیت بل پر بحث ہو رہی ہے۔

—— نئی دہلی یکم دسمبر۔ مرکزی اسمبلی کا بجٹ سیشن ۱۴ فروری سے نئی دہلی میں شروع ہوگا۔

—— پشاور یکم دسمبر۔ مقامی پولیس نے آج ایک ہندو دکاندار کی دکان پر چھاپہ مار کر دو بم برآمد کئے اس واقعہ سے تمام شہر میں سنسنی پھیل گئی۔

—— نئی دہلی یکم دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کلکتہ سے حاجیوں کے جہاز کی روانگی کا تو کوئی انتظام نہیں ہو سکا البتہ کلکتہ سے لیکر بمبئی تک حاجیوں کی سپیشل گاڑیاں چلانے کا انتظام کیا جائے گا۔

—— لاہور یکم دسمبر۔ فتح وال کے مقدمہ قتل کے ملزموں نے ہائیکورٹ میں جو اپیل دائر کر رکھا تھا اسکا فیصلہ سنا دیا گیا پانچ ملزم بری کر دیئے گئے۔ ایک ملزم جوگندر سنگھ کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی بجائے ایک سال کی سزا دی گئی۔ سادھو سنگھ کی سزائے قید دو سال سے گھٹا کر ایک سال کر دی گئی۔

—— ایک ملزم بچن سنگھ کو جس کی بریت کیخلاف سرکار کیطرف سے اپیل دائر کیا گیا تھا ایک سال کی سزائے قید دی گئی۔

—— لاہور یکم دسمبر۔ پنجاب میں اشیاء کی قیمتوں کو قابو میں رکھنے کے لئے گورنر پنجاب نے ایک بورڈ بنایا ہے جس کے صدر وزیر ترقیات ہونگے۔ سوداگروں اور کارخانوں کے نمایندوں کو بھی اسکا ممبر بنایا جائیگا۔

—— امرتسر یکم دسمبر۔ تپدق کے مریضوں کے علاج کے لئے امرتسر میں رائے بہادر گوجر مل کیدار دیوی کے نام سے ایک سینی ٹوریم قائم کیا گیا ہے جسکی رسم افتتاح یکم دسمبر کو ہز ایکسیلینسی لیڈی لنلتھگو نے ادا کی۔

—— نئی دہلی ۲ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے ہوائی ستقرو کی تجدید و تنظیم کی سکیم پر فوری عمل شروع ہونیوالا ہے تاکہ انہیں جدید ترین ضروریات کے مطابق بنا دیا جائے۔ اس سکیم کا تمام خرچ محکمہ فوج برداشت کرے گا۔

—— حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ امسال حج کے موسم میں حجاز میں ہندوستانی سکہ بھی چل چکے گا تیسرے درجے کے مسافروں کو ۵۰ روپے کے طلائی پونڈ اور اوّل اور دوسرے درجے میں سفر کرنیوالے حاجیوں کو ۲۰۰ روپے کے طلائی پونڈ اپنے ساتھ لیجانے چاہئیں۔

—— پٹنہ یکم دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کانگرس ہائی کمانڈ نے حکومت بہار کے ایڈووکیٹ جنرل کو بھی مستعفی ہونے کی ہدایت کر دی ہے۔

—— مدراس یکم دسمبر۔ گورنر مدراس نے زمینداروں کو ۴۵ لاکھ روپیہ مالیہ معاف کر دیا ہے۔

—— مدراس یکم دسمبر۔ حکومت مدراس نے سرکاری ڈاکٹروں کو پرائیویٹ پریکٹس کی ممانعت کر دی ہے۔ اس حکم پر یکم جنوری ۱۹۴۰ء سے عمل درآمد ہوگا۔

—— بمبئی یکم دسمبر۔ آجتک قریباً ساڑھے تین سو عازمان حج بمبئی پہنچ [illegible]

ممالک خارجہ

—— لندن ۳۰ نومبر۔ روس نے فنلینڈ پر تین اطراف سے بیک وقت حملہ کر دیا بحری۔ بری اور فضائی طاقتیں نہایت بیدردی سے استعمال کی جا رہی ہیں۔ کئی اہم اور صنعتی شہروں پر روسی طیاروں نے آگ لگانے والے بم اور گولے پھینکے۔ جن سے بیشمار عمارتیں جل کر راکھ ہو گئیں۔

—— ایک خبر مظہر ہے کہ روس نے فنلینڈ کے کئی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے فنلینڈ کی طیارہ شکن توپوں نے روس کے کئی طیارے گرا لئے۔ امریکہ۔ فرانس اور برطانیہ میں فنلینڈ سے پر زور ہمدردی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— واشنگٹن میں ایک اعلان کیا گیا ہے کہ روس کے تازہ اقدام کی وجہ سے امریکہ روس سے تمام سیاسی تعلقات قطع کر لیگا۔

—— لندن یکم دسمبر۔ فن لینڈ کی موجودہ وزارت مستعفی ہو گئی اور اس کی جگہ ایک اور وزارت کا قیام عمل میں آیا ہے لیکن ایک [illegible] میں اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ نئی وزارت کی ترتیب کا یہ مطلب یہ نہیں ہے کہ فن لینڈ نے روس کی دھمکی سے مرعوب ہو کر اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

—— ایک اور تازہ اطلاع مظہر ہے کہ کریلیا کے مقام پر روسی حملہ پسپا کر دیا گیا ہے اور روسی بیڑے کی گولہ باری کے باوجود ہانگو کا جزیرہ ابھی تک فنلینڈ کے قبضے میں ہے۔

—— لندن ۲ دسمبر۔ فن لینڈ کے شمالی حصے میں شدید جنگ جاری ہے فنلینڈ کی فوج نے روسی فوجوں پر حملہ کر کے نہ صرف انہیں پسپا کر دیا ہے بلکہ روسیوں سے ایک بندرگاہ بھی واپس لے لی ہے۔

—— ہیلسنکی ۲ دسمبر۔ آج صبح فنلینڈ کی نئی حکومت نے اعلان کیا کہ فن لینڈ روس کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہے ہم کسی قیمت پر بھی اپنی آزادی فروخت نہیں کر سکتے۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ ہیلسنکی کو خالی کرایا جا رہا ہے [illegible] نہایت اطمینان سے شہر کے باہر جا رہے ہیں۔ تشویش اور گھبراہٹ کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ سرکاری دفاتر بھی ہیلسنکی سے دوسری جگہ منتقل ہو رہے ہیں۔

—— پیرس یکم دسمبر۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ فرانس کے گشت کرنیوالے دو جہازوں نے بحر شمالی میں ایک جرمن آبدوز پر حملہ کر کے اسے غرق کر دیا۔

—— اس ہفتہ جو خبریں موصول ہوئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اٹلی اور برطانیہ کے تعلقات روز بروز بہتر ہو رہے ہیں۔ یہ گویا جرمنی کی ایک اور سیاسی شکست ہے۔

—— لندن یکم دسمبر۔ حکومت برطانیہ نے اعلان کیا ہے کہ وزارت [illegible] نے بحیرہ شمال میں تین سو مربع میل میں برقی سرنگیں بچھا دی ہیں یہ سرنگیں دریائے ٹیمز کے دہانے سے لیکر ہالینڈ تک بچھائی [illegible]

—— لندن ۳۰ نومبر۔ کل صبح مشرقی ساحل کے نزدیک انگلستان کا ۳۱۰۰ ٹن وزنی برطانوی جہاز ایک جرمن سرنگ سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ جہاز کے ۱۲۸ افراد بچا لئے گئے۔ کوئی ہلاک نہیں ہوا۔

—— لندن یکم دسمبر۔ مسٹر روز ویلٹ نے جس طرح جرمنی [illegible] اور فرانس کے نام اپیل شائع کی تھی اسی طرح اب روس اور فنلینڈ سے [illegible] کی ہے کہ جنگ میں شہری آبادیوں پر بم باری نہ کی جائے۔

مسیح کی آمد ثانی کا تصور

آیت او کالذی مرّ علیٰ قریۃ کی تفسیر

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی)

(۷)

عنوان مذکور پر ایک سلسلہ مضامین میں نے گذشتہ مارچ میں شروع کیا تھا جو اواخر اپریل تک اخبار میں شائع ہوتا رہا۔ اس سلسلہ کے چھ نمبر لکھے جا چکے تھے کہ سفر کا سلسلہ شروع ہو گیا اور مضمون رک گیا۔ جب سے لاہور واپس آیا ہوں دوستوں کا تقاضا ہے کہ اس کی تکمیل کی جائے۔ آئندہ قسط لکھنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شائع شدہ حصہ کو دوبارہ تازہ کر دیا جائے۔ مندرجہ عنوان آیت کا موضوع علم کی فضیلت ہے جو آیۃ الکرسی سے شروع ہو چکا ہے۔ علم دو طرح کا ہے۔ زمین کا علم اور آسمان کا علم (وسع کرسیہ السمٰوات والارض) زمین کا علم مادیات کا علم یا میٹیریل سائنس ہے اور آسمانوں کا علم روحانیات کا علم یا سپرچوئیل سائنس ہے۔ ایک پر ہماری جسمانی زندگی کا انحصار ہے اور دوسرے پر روحانی زندگی کا۔ اللہ تعالیٰ کا علم ان دونوں پر محیط ہے۔

دنیوی حکومتیں یا میٹریلیسٹ تہذیب مذہب پر جبر کا الزام لگاتی ہے۔ لیکن دنیوی مفاد کے لئے جان تک دینے میں مضائقہ نہیں سمجھتیں (لا اکراہ فی الدین) جس چیز کی اہمیت مسلم ہو اس کے حصول میں جان تک لڑا دینا جبر نہیں۔

مادی حکومتوں اور میٹریلیسٹ لوگوں کا خیال ہے کہ قومیں میٹریل سائنس سے زندہ ہوتی ہیں۔ لیکن روحانی بادشاہ یا انبیاء کی تعلیم یہ ہے کہ روحانی زندگی سے قومیں زندہ ہوتی ہیں۔ اس پر نمرود اور حضرت ابراہیمؑ کا ایک مکالمہ درج ہے جس میں حضرت ابراہیم کامیاب رہتے ہیں اور نمرود ناکام رہتا ہے۔ اسی موضوع پر ایک دوسری مثال ایک اور نبی کی ہے جس کا علم خالص علم ربانی ہے اس کے سامنے ایک بستی یا قوم ہے۔ جو جہت (علماء) کے گر جانے کی وجہ سے مر گئی ہے۔ نبی کو اسے زندہ کرنے پر مامور کیا جاتا ہے علماء اور مامور من اللہ میں فرق یہ ہے کہ علماء کا علم مس بشر سے پاک نہیں ہوتا۔ مگر مامور من اللہ کا علم خدا کا تازہ اور خالص کلام ہوتا ہے۔ علماء اس قوم کی موت کا موجب ہیں۔ مگر مامور اس قوم کی زندگی کا سبب ہے۔

جس طرح عورت طہر کے بعد اس قابل ہوتی ہے کہ وہ اپنے پیٹ میں بچہ لے سکے۔ اسی طرح روحانی پاکیزگی اور طہارت کے بعد ایک شخص روح القدس یا کلام الٰہی سے حاملہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی ایک شخص نے روح القدس سے معمور ہو کر ہڈیوں کی ایک وادی اور لاشوں کے ایک شہر کو زندگی بخشی۔ اس قسم کے مجازات و استعارے نہ صرف بائیبل میں مذکور ہیں۔ بلکہ میں بتا چکا ہوں کہ ویدوں میں بھی یہ طرز کلام پایا جاتا ہے (دیکھو اس سلسلہ مضمون کا نمبر ۳ اور ۴)

قوم کے چرواہے جو اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ مگر اپنے گلہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ کھوئے ہوؤں کو نہیں ڈھونڈھتے اور ناتوانوں کو توانائی نہیں بخشتے۔ بلکہ بے رحمی اور بے مروتی سے ان پر حکومت کرتے ہیں۔ ایسے چرواہوں (علماء) کا خدا مخالف ہے وہ ان چرواہوں کے خلاف نبوت کرنے کے لئے اپنے مامور کو کھڑا کرتا ہے۔ بیشک قوم مردہ ہے۔ مگر مردہ شے میں بھی طاقت اور انرجی (Emeraji) موجود ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس انرجی کے باہر لانے کا راز کسی کو معلوم ہو۔ ایسا دانائے راز الہامی کتب کی اصطلاح میں حزقیل (طبیب حاذق) مسیح عیسیٰ یسوع اور کنواری کا بیٹا کہلاتا ہے۔ یہ خود ایک مردہ یا نامرد قوم میں سے ایک پاک مطہر (کنواری) عورت سے روح القدس کے وسیلے سے پیدا ہوتا ہے۔

مسیح خدا کا بیٹا ہے یا روح القدس کا فرزند ہے

مسیحی دوست تین خداؤں کے قائل ہیں۔ باپ، بیٹا اور روح القدس۔ مسیحی پولوس کی اصطلاح میں مسیح کنواری کا بیٹا ہے جیسا ہمارے علماء کے خیال میں اس کی پیدائش مس بشر سے پاک ہے۔ مگر ہمیں ان باتوں کی تہ تک پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا ہے۔ کہ مسیح اپنے متعلق خود کیا کہتا ہے۔ پہلی تین اناجیل جو زیادہ متفق علیہ روایات پر مبنی ہیں اور علمی اصطلاح میں سناپٹک اناجیل کہلاتی ہیں۔ ان میں کسی کے اندر مسیح نے اپنی نرالی پیدائش کو بطور اعجاز یا امر واقعہ کے طور پر پیش نہیں کیا۔ جس قدر مسیحی دوست اس اعجاز کے پیش کرنے میں چست ہیں۔ اسی قدر جناب مسیح خاموش اور سست ہیں۔ ہاں اناجیل نویس روایت کے طور پر کہتے ہیں کہ مریم صدیقہ روح القدس کے وسیلے سے حاملہ پائی گئی یعنی تین اقانیم خداوندی میں سے اقنوم ثالث اس حمل کا وسیلہ ہے۔ اقنوم اول یعنی باپ اس کا وسیلہ نہیں۔ متی ۱۲: ۲۸ میں یہ بھی کہا ہے کہ وہ بد ارواح کو روح القدس کی مدد سے نکالتا تھا۔ یعنی اس کے اندر روح القدس بھری ہوئی تھی۔ اسی طرح متی ۱۲: ۴۸-۵۰ اور مرقس ۳: ۳۳ میں یوں ذکر ہے۔

"تب کسی نے اس سے کہا کہ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی تجھ سے بات کیا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب میں خبر دینے والے سے کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی اور اپنا ہاتھ اپنے شاگردوں کی طرف بڑھا کے کہا کہ دیکھ میری ماں اور میرے بھائی۔ کیونکہ جو کوئی میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے میرا بھائی اور بہن اور ماں وہی ہے۔"

انسائیکلوپیڈیا ببلیکا میں اس آیت پر نوٹ ہے کہ اگر مسیح اپنی ماں کو خدا کی طرف سے اس قدر فضیلت یافتہ اور عظمت میں یکتا سمجھتا کہ خدا نے اسے بغیر مس بشری نوازا تو اس کے متعلق اس طرح اظہار خیال نہ کرتا۔ یہ خیال کرنا بھی محال ہے کہ ماں نے اپنے بیٹے کی پیدائش کا مسرت زا راز اب تک اس سے پوشیدہ رکھا ہو۔ لوقا ۸: ۲۰ کا بیان بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے۔

متی، مرقس اور لوقا میں سے صرف مرقس (۳: ۲۰) نے اس واقعہ کو صحیح طور پر بیان کیا ہے اور اس کی تائید یوحنا [illegible] کہ اس کی ماں اور اس کے بھائی مسیح پر ایمان نہ لاتے تھے [illegible] امر یہ ہے کہ دنیا میں صرف ماں ہی اس نادر پیدائش پر گواہ [illegible] مگر وہی اپنے بیٹے کے ابن اللہ ہونے پر ایمان نہیں لاتی اور [illegible] دیوانہ سمجھتی ہے۔ کوئی شخص مرقس ۳: ۲۰ میں مسیح کے ناتے داروں سے مراد کوئی اور لوگ نہ سمجھے۔ مرقس ۳: ۳۱ متی ۱۲: ۴۶ اور [illegible] ۸: ۱۹ سے ظاہر ہے کہ ان سے مراد ان کی ماں اور بھائی [illegible] مرقس ۳: ۳۱ کا بیان ۳: ۲۱ سے شروع ہوا ہے۔ اس کی ماں اور بھائی ناصرت (وطن) سے چل کر اسے ملنے کے لئے آئے تھے۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ جس طرح مسیح نے اپنی ماں کی اس فضیلت کو نظر انداز کر کے اظہار خیال کیا۔ ماں نے بھی مسیح کی اس [illegible] پیدائش کو کچھ وقعت نہیں دی۔ کیا مریم کو یہ یاد نہ تھا کہ اس کا بیٹا اس نادر طریق پر پیدا ہوا ہے۔ اس لئے وہ ضرور خدا کا بیٹا [illegible] مگر اس نے خود اور مسیح کے دوسرے بھائیوں نے کہا کہ وہ اپنے آپ میں نہیں یا یہ دیوانہ ہے۔

قرآن مجید کی آیت جس سے علماء نے یہ سمجھا ہے کہ اس [illegible] مسیح کی بلا باپ جسمانی پیدائش کا ذکر ہے۔ بہر حال [illegible] نہیں کرتی۔ بلکہ "فاشارت الیہ" سے اس کا جواب بیٹے [illegible] ہے۔ گویا کوئی ایسی بات ہے جس کا تعلق بیٹے سے [illegible]

مسیحی صاحبان کا یہ عذر کہ مسیح نے اپنے جسمانی رشتے [illegible] براءت ظاہر کرنے کے لئے ماں اور بھائیوں سے براءت کا اظہار کیا [illegible] غلط ہے۔ کیونکہ مرقس ۶: ۱-۷ کی بنا پر مسیح اپنے آپ کو جسمانی رشتوں کو منقطع نہیں کرتا بلکہ اپنے ساتھ دیگر انبیاء کو شامل کر کے کہتا ہے

"نبی بے عزت نہیں ہے مگر اپنے وطن میں اپنے کنبے میں اور اپنے گھر میں۔" گویا مسیح کے وطن (ناصرت) کے لوگ اور کنبے [illegible] کے لوگ ماں بھائی اور بہنیں سب اس کے دعوے کے منکر تھے اور اس سے پہلے مرقس کا یہ بیان موجود ہے۔

"پھر وہاں سے (مسیح) روانہ ہوا اور اپنے وطن میں آیا اور اس کے شاگرد اس کے پیچھے ہو لئے۔ جب سبت کا دن آیا وہ معبد میں وعظ کہنے لگا اور بہتوں نے سن کے حیران ہو کے کہا [illegible] یہ باتیں اس نے کہاں سے پائیں اور یہ کیا حکمت ہے جو اسے ملی ہے کہ ایسی کرامات اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ کیا یہ مریم کا بیٹا یعنی [illegible] یعقوب اور یوسس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اس کی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں اور انہوں نے اس سے ٹھوکر کھائی تب یسوع نے انہیں کہا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبے میں اور اپنے گھر میں۔"

مرقس کی اس سچی گواہی کیلئے ہم مشکور ہیں۔ کیونکہ لوقا اور متی دونوں نے اس روایت میں سے "اپنے کنبے میں" کے الفاظ [illegible] سے حذف کر دیئے ہیں (دیکھو متی ۱۳: ۵۷ اور لوقا ۴: ۲۴)

جناب مسیح ایک عرصہ سے اپنے وطن اور گھر سے باہر [illegible] جوان اور مامور ہو کر شہر بشہر وعظ کہتے کہتے وطن اور گھر میں پہنچے یہ [illegible] موقع تھا کہ ناصرت میں انہوں نے پبلک وعظ کیا۔ لوگ ان کی باتیں [illegible] حیران و ششدر رہ گئے۔ مگر ان کی عظمت کے اس لئے قائل نہ [illegible] کہ وہ اس کو بچپن سے اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ ہر ایک وہ شخص جو [illegible] وطن سے غیر حاضر رہے اور کوئی خوبی لیکر آئے اس کے لنگوٹیے [illegible] اس کے قائل ہوتے ہیں۔ کل یہ ہمارے ہاں اور یہاں کے بچوں کا یار [illegible] آج نبی بن کر آ گیا۔ یہ لوگ اس کے خاندان کے بچہ بچہ سے واقف [illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

کیا بہاء اللہ نے الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا؟

بہائی مذہب کے متعلق چند دلچسپ حقائق

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

(۲)

مشیت اولیہ کا حلول و تجسم

اگرچہ بابی اور بہائی بظاہر حلول و تجسم الہٰی کے منکر ہیں۔ مگر وہ بہاء اللہ کو مشیت اولیہ ان معنوں میں تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اصل خدا کا ایک کامل مظہر ہے جو جملہ صفات الٰہیہ سے متصف ہے اور ازل سے ابد تک ہے اور یہ مشیت اولیہ حسین علی نوری کے وجود میں حلول کر گئی اور مجسم ہو کر بہاء اللہ کہلائی۔ گویا اصل ذات کے حلول و تجسم کے تو منکر ہیں۔ مگر مشیت اولیہ کے تجسم و حلول کے قائل ہیں۔ پس بہاء اللہ کا مقام نبوت و رسالت کا نہیں اور نہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا بلکہ وہ خدا کی مثل ہے یا خدا کا ظل کامل اور بہائی نکتہ نگاہ سے ظل اور اصل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ صاحب کی موجودگی میں یہ جھگڑا ہوا۔ ایک بہائی کہتا تھا کہ بہاء اللہ ہی اللہ ہے دوسرا کہتا تھا نہیں وہ ظل اللہ ہے آخر مقدمہ بہاء اللہ کے سامنے پیش ہوا تو بہاء اللہ نے یہ فیصلہ دیا کہ دونوں حق پر ہیں یعنی میں اللہ بھی ہوں اور ظل اللہ بھی۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک امریکن بہائی نے حضرت عبد البہاء سے یہی سوال کیا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جمال مبارک کا دونوں کو ٹھیک کہنا اس لئے ٹھیک ہے کہ ظل اللہ اس انسان کو کہتے ہیں جو خدا ہو گیا ہو۔ یا یہ کہ خدائی کے درجہ پر پہنچ گیا ہو (ملاحظہ ہو بہائیوں کی کتاب سوانح و تعلیمات عبد البہاء جسے امریکن بہائی مسٹر ایم ایچ فیلپس نے لکھا ہے۔

براؤن کی گواہی

پروفیسر براؤن جس نے بابی اور بہائی مذہب کا غالباً سب سے زیادہ مطالعہ کیا ہے اور سچائی کے ساتھ ہر بات کو لکھ دیا ہے اور اس نے اس مذہب کی تحقیق و تدقیق بہت ہی کی ہے اور اس کی کتاب

Materials for The study of The Babi Religion.

اس پر گواہ ہے وہ لکھتا ہے کہ ایک دفعہ میں نے بہاء اللہ کی الوہیت کے متعلق سوال کیا تو ایک بہائی نے اس بہائی کو جس سے میں نے سوال کیا تھا یہ کہکر روک دیا کہ

"ہنوز پختہ نہ شدہ"

یعنی یہ ابھی کچا ہے۔ اسے اصل حقیقت الوہیت پر مطلع نہ کردینا۔ حالانکہ ایک ایسے شخص کو جو مسیح کی خدائی کا مدتوں سبق پڑھ چکا ہو۔ اسے انہی معنوں میں بہاء اللہ کی خدائی کا سبق پڑھا دینا کونسا مشکل کام تھا۔ مگر بہاء اللہ کا مقام تو بقول بہاء اللہ مسیح کے آسمانی باپ ہونے کا ہے۔ جیسے تورات میں یہوا کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جس مقدس نام کو یہود بجز ذات واحد غیب لا یدرک اور کسی کے لئے کبھی استعمال ہی نہیں کرتے۔

تجسم ذات باری

یہ سچ ہے کہ وہ ذات واجب الوجود تجسم و حلول سے پاک ہے۔ جس طرح عیسائیوں نے تین خدا مانے ہیں اور ان میں سے ایک کا تجسم مسیح کے وجود میں مانا ہے اور اسے "بیٹا" کہتے ہیں۔ اسی طرح بہائی صاحبان بہاء اللہ کے وجود میں الوہیت کا تجسم مانتے ہیں اور اسے "باپ خدا" مانتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ وغیرہ میں یہ لوگ اپنے مذہب کو بالکل عیسائیوں کی طرح پیش کرتے ہیں۔ اور وہاں مرزا حسین علی نوری کو

"آسمانی باپ"

کہتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر براؤن نے بابی مذہب کی سٹڈی کے لئے جو مصالحہ جمع کیا ہے۔ اس میں وہ بہائی مذہب میں داخلہ کا نمونہ عیسائیوں کے لئے ... اسے درج کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے:-

"اے غصن اعظم (عبد البہاء) میں عاجزی سے اقرار کرتا ہوں خدائے قادر مطلق کے ایک ہونے کا جو میرا پیدا کرنے والا ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اپنا کنبہ قائم کیا۔ پھر یقین رکھتا ہوں اس کے اس دنیا سے رخصت ہونے پہ۔ اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت تجھ کو دی۔ اے غصن اعظم جو اس کا ... ابتدا اور راز ہے۔"

Materials for The study of The Babi Religion. P. 121

اب اس میں سے یہ فقرہ کہ وہ قادر مطلق انسانی شکل میں ظاہر ہوا صاف بتا رہا ہے کہ بابی نرے عیسائی ہیں اور انہیں کی طرح تجسم خدا کے دل سے قائل ہیں زبان سے منکر۔

مرزا ابو الفضائل صاحب لکھتے ہیں کہ میں تبریز میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں ایک فاضل مسیحی مسٹر رویس نے سوال کیا کہ:-

سوال مسٹر رویس۔ شما پدر آسمانی را ظاہر در صورت بشری دانیدو ما اورا ذات غیب غیر مدرک عقول و ابصار و مجرد از تجسم و اوصاف بشریہ دانستہ ایم

جواب مرزا ابو الفضائل۔ آنچہ تورات شہادت دہد در اوصاف پدر آسمانی از تجسم و تجرد آں معتبر است نہ توہمات اہل علم۔ آیہ ششم از فصل نہم کتاب اشعیا (۶) از برائے ما ولدے زائیدہ و برائے ما پسر عطا کردہ شدہ است کہ سلطنت بر دوش او خواہد بود و در اسم او عجیب و اعظم خدا کبیر و والد جاوید و سرور سلامت خواندہ خواہد شد پس از صریح ایں آیہ روشن شد کہ پدر آسمانی در صورت جامعیہ بشریہ ظاہر خواہد بود۔ و از ما در متولد شدہ و باسم اعظم موسوم خواہد شد" (مجموعہ رسائل ابو الفضائل صفحہ ۳۷-۳۸)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ تجسم خدا کے بہائی دراصل قائل ہیں

تجسم کلام

اے بہائی صاحبان جس نے جس ذات کے تجسم کا ذکر کیا ہے وہ مشیت اولیہ کا تجسم ہے جیسے تم خود مانتے ہو اور جب کسی عیسائی سے گفتگو ہو تو کہتے ہو کہ دیکھو کتاب مقدس [illegible]

"ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ [illegible]
کلام مجسم ہوا"

آخر بہاء اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ میں ہی آدم بن کر آیا [illegible] ہی ہر نبی کی شکل میں ظاہر ہوا کیا معنے رکھتا ہے۔ اگر [illegible] معنے حلول یا تجسم کے نہیں تو "کلام مجسم ہوا" کو بطور دلیل کیوں پیش کرتے ہو اور کیوں بائیبل میں یہ الہامی الفاظ آئے [illegible] بہائی لوگ موجودہ صورت میں موجودہ انجیل کو خدا کا کلام [illegible] مانتے ہیں۔ تو انہیں مشیت اولیہ کے تجسم کا اقرار کرنا [illegible] کیونکہ ان کے نزدیک کلام یا کلمۃ اللہ سے جو ابتدا [illegible] ساتھ تھا۔ مراد مشیت اولیہ ہی ہے اور اسی کے [illegible] الفاظ میں صاف لکھا ہے کہ "کلام مجسم ہوا" اور دلیل القرآن [illegible] الرحمٰن علی العرش استوی کے معنے ہی یہ کئے ہیں کہ وہ [illegible] میں ظاہر ہوا۔

آنحضرت صلعم کا مقام

حضرت مسیح موعود جو آنحضرت صلعم کے سچے [illegible] اور جن کی صداقت بہائی مذہب کی بطالت کی کھلی دلیل [illegible] ہیں کہ مسیح کا مقام استعارۃً بیٹے کا مقام ہے اور آنحضرت کا مقام "باپ" کا ہے اور آنحضرت صلعم کا آنا تورات اور [illegible] کی پیشگوئیوں کے مطابق خدا کا آنا ہے۔ کیونکہ آنحضرت [illegible] تعالیٰ کے صفات کاملہ کے اظہار کے لئے انسان [illegible] سب سے بڑھ کر کامل و اکمل ہیں اور آپ پر سلسلہ نبوت [illegible] اسی لئے ختم ہوا کہ آپ پر نبوت و رسالت کے کمالات کی انتہا [illegible] اور آپ کو سب کے آخر پر مبعوث فرمایا گیا۔ اسی واسطے آپ

"خاتم النبیین"

قرار دیا گیا۔

تفسیر ختم نبوت بزبان خاتم النبیین

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ:-

(۱) کنت نبیا و آدم بین الماء والطین
یعنی میں اس وقت نبی تھا جبکہ ابھی آدم بھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

(۲) "اولہم فی الخلق و آخرہم فی البعث"
یعنی میں پیدائش میں تمام انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخر۔

(۳) "انا خاتم النبیین و لا نبی بعدی"
(یعنی میں خاتم النبیین (نبیوں کو ختم کرنے والا) ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم [illegible] ہیں جن پر سلسلہ انبیاء منقطع ہو گیا۔ چنانچہ بہاء اللہ صاحب [illegible] تسلیم کرتے ہیں کہ

"قد انتہت الرسالۃ والنبوۃ"

یعنی رسالت اور نبوت ختم ہو چکی (فرائد ص [illegible])

اب جبکہ نبوت و رسالت انتہا کو پہنچ چکی اور سلسلہ [illegible] ہو چکا اور بشر کے لئے نبوت و رسالت سے بڑھ کر کوئی [illegible] نہیں جیسے کہ خود بہاء اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ:

"در ہر عہد و عصر آفتاب عنایت خود را از مشرق [illegible] جود و کرم بر ہمہ اشیا مستشرق فرمودہ [illegible] جمال عز احدیہ را از ما بین بریہ خود منتخب [illegible] بخلعت تخصیص مخصوص فرمودہ لا من الرسالۃ [illegible]

تا ہدایت فرماید ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واصلے را ازیں مقام بلند و اعلےٰ کہ مقام عرفان و لقا آں شمس احدیت و آفتاب حقیقت است تجاوز و ارتقا ممکن نہ" (الواح مبارکہ صفحہ ۱۲—۳۱۱)

پس جبکہ رسالت سے اوپر کوئی مقام نہیں اور محمد رسول اللہ صلعم آخری اور افضل الرسل ہیں تو بہاء اللہ کا مقام رسالت یا نبوت کا ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن مجید نے بندوں کے لئے اس اپنے پیارے اور منعم علیہ بندوں کے لئے چار مرتبے بیان فرمائے ہیں جو حسب تصریح قرآن کریم

النبیین - والصدیقین - والشہداء والصالحین

ہیں جس کے صاف یہ معنے ہیں کہ ایک صالح انسان کا منتہٰی معراج نبوت ہے بس۔ اور پھر نبی لاکھ مرتبہ ترقی کرے اور لا انتہا زمانہ تک ترقی کرتا رہے آخر وہ اللہ کا ایک بندہ ہی رہے گا۔ جیسا کہ فرمایا

"فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی"

گویا معبودیت کے مقابل انتہائی مقام فنا کا نام ہی عبودیت ہے اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم کو آپ کے حلقہ بگوش

عبدہٗ و رسولہ

ہی مانتے ہیں اور آنحضرت کا معراج بھی عبد ہونے کے ساتھ ہے جیسے کہ فرمایا۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی اور اس سیر میں قرب کے مقام میں آپ اس قدر بڑھے کہ فرمایا

"کان قاب قوسین او ادنیٰ"

قوس الوہیت اور قوس عبودیت مل گئیں اور آنحضرت صلعم کا وجود دونوں کمانوں کے وتر کی مانند ہو گیا۔ مگر پھر بھی آنحضرت صلعم نہ اللہ ہیں نہ رب۔ مگر بہائی مانتے ہیں کہ وہ ذات جس نے یہ سیر کرائی تھی اور جسے آنحضرت صلعم نے عرش پر دیکھا وہ باب کا موعود

من یظہرہ اللہ یا بہاء اللہ۔

ہی تھا۔ چنانچہ مرزا ابوالفضائل صاحب مبلغ بہائیت ہیں۔ اور غالباً سب سے اعلیٰ مبلغ ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"حضرت خاتم النبیین و سید المرسلین را کہ اعظم اشراط قیامت و بمنزلہ شفق مبشر قرب طلوع آفتاب حقیقت لو در لیلۃ المعراج بلقاء خود مشرف فرمود"

(مجموعہ رسائل ابو الفضائل صفحہ ۵۵)

طلوع آفتاب حقیقت سے مراد ذات بہاء اللہ ہے اور اسی کو لقا کو بلقاء خود مشرف فرمود" کہا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) غالباً یہ بھی اسی قسم کا کلمہ ہے۔ جیسے بعض غالی شیعہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کو جو لقاء شب معراج ہوئی تھی وہ حضرت علی کی تھی۔ دراصل یہ دونوں باتیں لغو ہیں۔

اگر باب یا بہاء اللہ انبیاء و رسل میں سے ہی ہیں۔ تو ختم نبوت کے قائل ہونے کے کیا معنے ہیں۔ یقیناً اگر ختم نبوت ہو چکی ہے۔ جیسا کہ قرآن و حدیث میں بالصراحت موجود ہے اور خود بہاء اللہ کو بار بار اس کا اعتراف ہے تو باب اور بہاء اللہ کسی طرح نبی نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض قادیانی جب بہائی ہو جانے کی وجہ سے قادیان سے الگ ہو گئے تو اس وقت بہاء اللہ کو وہ لوگ نبی یا رسول نہیں کہتے تھے۔ بلکہ ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث میں بہاء اللہ کے دعوے کو رسالت کا دعویٰ قرار دیا تو علمی صاحب یا اصفہانی صاحب نے صاف لکھ دیا کہ باب اور بہاء کا دعویٰ نبوت یا رسالت کا ہرگز نہیں ہے۔ مگر اب جو ان کے دعوے کو الوہیت و ربوبیت کا دعویٰ قرار دیا گیا تو بہائیوں کو دوسری اور بہت بڑی مصیبت پڑی۔ اس لئے اب علمی صاحب نے بہاء اللہ صاحب کو نیا پیغمبر اور صاحب کتاب مرسل لکھ دیا ہے

بے علمی کی بات

رسالہ بہائی بابت نومبر ۱۹۳۹ء میں نئے پیغمبر صاحب کی پیغمبری ثابت کرنے کے لئے پرلے درجے کی بے علمی سے کام لیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ علمی صاحب کو بھی وہی بے علمی ہے۔ جو قادیان کے نئے نئے مبلغوں کو ہے۔ یعنی جہاں نبیوں اور رسولوں کے ذکر میں کوئی صیغہ مضارع کا آیا انہوں نے جھٹ اس کا ترجمہ استمراری کر کے کہہ دیا کہ نبوت جاری ہے۔ مگر کبھی یہ غالی لوگ یہ نہیں سوچتے کہ جبکہ مضارع عربی زبان میں حال کے لئے بھی آتا ہے مستقبل کے لئے بھی آتا ہے تو ضرور ہے کہ موقعہ و محل کے مطابق مضارع کا ترجمہ کیا جائے۔ مثلاً جبکہ قرآن مجید سلسلہ نبوت و رسالت کو منقطع قرار دیتا ہے تو اب قرآن مجید میں جہاں جہاں انبیا کے ساتھ کوئی مضارع کا صیغہ آئے گا اس کے معنے کرتے وقت یہ ضروری ہوگا کہ اگر اس جگہ مستقبل کے معنی لینے کی صورت میں ختم نبوت باطل ہوتی تو ہم اس جگہ ہرگز مستقبل کے معنی نہیں لیں گے۔

علمی کا استدلال

مثلاً علمی صاحب لکھتے ہیں۔

"یاحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون"۔ بندوں پر افسوس جب کبھی ان کے پاس رسول آتا ہے اور آئے گا۔ تو لوگ اس کی ہنسی اڑاتے ہیں اور اڑائیں گے۔

(بہائی میگزین صفحہ ۸ بابت نومبر ۱۹۳۹ء)

"ما یاتیہم" کو اگر مضارع ہونے کی وجہ سے یوں ترجمہ کریں کہ نہیں آتا ہے اور نہ آئے گا تو پھر کانوا یستہزءون جو یقیناً مضارع نہیں بلکہ ماضی استمراری ہے تو اس کا ترجمہ کس طرح سے یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہنسی اڑاتے ہیں اور اڑائیں گے"

چونکہ علمی صاحب بہاء اللہ صاحب کو مصداق لفعل ما یشاء مانتے ہیں اور ان کے نزدیک غالباً قواعد زبان کی پابندی ضروری نہیں۔ اس لئے وہ اگر ماضی کا ترجمہ مستقبل کریں تو انہیں ہم روک نہیں سکتے۔ مگر اہل علم کے نزدیک یقیناً وہ حق پر نہیں اور ان کا ترجمہ بالکل غلط ہے جو محض غلو کا نتیجہ ہے اسی طرح علمی صاحب نے اپنے اس مضمون میں بہت سی رکیک در رکیک تاویلوں سے کتاب و نبوت جدید کے آنے کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کی ناحق کوشش کی ہے اور ہم انشاء اللہ اس مضمون کا الگ جواب لکھیں گے۔ مگر بہتر تو یہ ہو کہ سید اختر حسین صاحب جنہوں نے ختم نبوت پر قادیانیوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے (صحیح بات تو یہ ہے کہ قادیانی جو یوں تو ختم نبوت کے قائل ہیں مگر دراصل بابیوں اور بہائیوں کی طرح وہ ختم نبوت کے منکر ہی ہیں اور اصل میں وہ لوگ بابیوں کے پیرو ہیں۔ جو دلائل بابی اجرائے نبوت میں پیدا کرتے ہیں وہی عموماً قادیانی پیش کرتے ہیں) وہ ان دونوں قادیانیوں کو بھی ختم نبوت کی حقیقت سے آشنا کریں اور ان کے جتنے دلائل ہیں ان کو بھی ایک ٹریکٹ کی صورت میں لکھ دیں۔

کرسمس اور سال نو کی مبارکباد
سرکاری اطلاع

حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے سرکاری ملازم اپنے افسروں کو کرسمس یا نئے سال کی مبارکباد کے کارڈ یا ٹیلی گرام نہیں بھیجیں گے۔ اس فیصلہ سے اس رواج کا خاتمہ مقصود ہے۔ جو سرکاری ملازموں کی ایک بہت بڑی تعداد کے لئے تکلیف کا باعث ہے۔ محض ایک رواج قائم ہو جانے کی وجہ سے بہت سے سرکاری ملازم یہ محسوس کرتے تھے کہ انہیں اس پر عملدرآمد کرنا چاہئے۔ حالانکہ وہ کرسمس یا نئے سال کے کارڈ خرید کرنے یا ٹیلی گرام بھیجنے پر باقاعدہ طور پر روپیہ خرچ نہیں کر سکتے تھے۔ ان کو اس فیشن کے اثرات سے بچانے کے لئے جو روز بروز زیادہ ہو رہا تھا ضروری خیال کیا گیا کہ امتناعی احکام جاری کئے جائیں۔

اس کے ساتھ ہی حکومت کو اس بات کا احساس ہے کہ بہت سے غیر سرکاری اشخاص بھی اس فیشن کا شکار ہو گئے ہیں جو افسروں کی ایک بہت بڑی تعداد افسروں کو اس قسم کے پیغامات ارسال کرتی ہے۔ ان پیغامات کی تہہ میں جو جذبہ کارفرما ہے وہ لائق تحسین ہے۔ لیکن اس طریق کے جواب فیشن کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ بعض ایسے خراب اور غیر موزوں پہلو بھی ہیں جو نظر انداز نہیں کئے جا سکتے۔

لہٰذا حکومت کی یہ دلی خواہش ہے کہ پبلک کے تمام افراد اس طریق کو بند کرنے میں اشتراک عمل سے کام لیں۔ ہر شخص بہترین طریق پر اس طرح مدد دے سکتا ہے کہ وہ کسی افسروں کو بجز جبکہ وہ اس کے ذاتی طور پر گہرے دوست نہ ہوں اس قسم کے پیغامات ارسال کرنے سے اجتناب کرے۔ اگر بعض اصحاب یہ محسوس کریں کہ اس طرح انہیں افسروں کے لئے طور پر اپنی نیک نیتی کے جذبات کے اظہار کا موقع نہیں ملتا تو انہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ایک مشترک معاملہ میں اور بالخصوص ایک ایسے معاملہ میں جس کے ساتھ قلیل آمدنی والے اشخاص کا مفاد وابستہ ہے۔ تعاون کرنے سے خدمت اور اس کے جذبہ کا ثبوت مہیا کریں گے۔

تبلیغ قرآن کا بہترین طریق

ہر اسلامی گھر، مسجد اور زنانہ اور مردانہ سکول میں روزانہ ایک قرآنی آیت کا ترجمہ سکھانے کا سلسلہ شروع کیجئے۔ ایک ایک آیت پر آسان اردو میں الگ الگ درس قرآن بنا دیئے گئے ہیں۔ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ آپ اپنے اہل و عیال کو ایک جگہ جمع کر کے ہر روز ایک درس قرآن سنا دیا کریں۔ ایک درس صرف چار منٹ میں سنایا جا سکتا ہے۔ سال کے ۳۶۵ درسوں کی قیمت صرف آٹھ آنے سالانہ ہے۔ اس وقت یہ درس ۲۰ ہزار گھروں اور مسجدوں میں سنائے جا رہے ہیں۔

سکرٹری سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور

صدائے بازگشت

اشاعت اسلام پانچ شاخوں پر مشتمل ہے

وہ بزرگ اور دوست جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بلند پایہ تصنیف "فتح اسلام" کو پڑھا ہے۔ انہوں نے دیکھا ہوگا کہ حضرت صاحب نے نہایت زوردار الفاظ میں اس کتاب میں لکھا ہے

" اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کیلئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے متاثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کیلئے بھیجکر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کیلئے امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا"

اشاعت اسلام کی ان شاخوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت وضاحت کیساتھ روشنی ڈالی ہے اور اشاعت اسلام کو پانچ حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ جن کی تفصیل تو یہاں دی نہیں جا سکی البتہ ان کا ملخص یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

اشاعت اسلام کی شاخیں

۱۔ "ایک شاخ تالیف اور تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا اور وہ وہ معارف وحقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئی ہیں"۔

۲۔ "دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الہٰی اتمام حجت کی غرض سے جاری ہے اور اب تک (یعنی فتح اسلام کی اشاعت تک ۔ ناقل) بیس ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کیلئے شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ شائع ہوتے رہیں گے"۔

۳۔ تیسری شاخ اس کارخانہ کے واردین و صادرین اور حق کی تلاش کیلئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنیوالے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کیلئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشو ونما میں ہے (اس شاخ سے حضرت صاحب کی مراد مہمانخانہ سے ہے۔ از ناقل)

۴۔ "چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف سے لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں نوے ہزار (۹۰۰۰۰) سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہوں گے جن کا جواب لکھا گیا۔ . . . .

۵۔ پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے خاص وحی اور الہام سے قائم کی ہے۔ مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے چنانچہ اس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں کشتی طیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا۔ وہ غرق ہونے سے نجات پائیگا۔ اور جو انکار میں رہے گا۔ اس کے لئے موت درپیش ہے اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیگا۔ اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا"۔

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا عبارت کو اگر نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے تو یوں کہنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کا عظیم الشان جہاد تالیف وتصنیف (۱)، اشتہارات (۲)، مہمانخانہ (۳)، مکتوبات (۴) اور بیعت کرنے والوں کے سلسلے (۵) پر مشتمل ہے۔ معائب شماری کرنے والے تو کرتے رہینگے لیکن صداقت یہ ہے کہ جماعت لاہور اور اس کے منتظم ادارہ یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ نے ہمیشہ صرف اشاعت اسلام کے پر شوکت نصب العین کو پیش نظر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے دنیا کی دوسری تحریکات کی طرف التفات کیا ہی نہیں۔ جماعت لاہور کی کشتی ہمیشہ غیر موافق اور تباہ کن تحریکات کے طوفان پر ہچکولے لیتی رہی ہے لیکن اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنی [illegible] اس کشتی کو طیار کیا کہ کبھی اس کے ناخداؤں نے اشاعت اسلام [illegible] صحیح راستہ کو نہیں چھوڑا۔ اور اس کی شاخوں کو جن کا ذکر حضرت [illegible] نے نہایت وضاحت کے ساتھ کیا ہے حتی الامکان بڑھانے کی [illegible] کوشش کی ہے۔ تالیف وتصنیف میں جماعت لاہور نے جو [illegible] ہیں اور جیسا اعلیٰ درجہ کا اسلامی لٹریچر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے [illegible] کی نظیر ملنا محال ہے۔ اس عظیم الشان صحیفہ نگاری کو [illegible] کی اور صفحہ قرطاس پر لانے کی ضرورت نہیں۔ دنیا جانتی [illegible] تصنیف کے میدان میں جماعت لاہور نے سب سے [illegible] اسلام [illegible] کی ہے چنانچہ اس کے اعترافات سینہ بسینہ گذشتہ [illegible] شائع ہوتے رہے ہیں۔ تالیف وتصنیف کے میدان میں [illegible] کر فتوحات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے کی ہیں جن کی شخصیت [illegible] لحاظ سے وحید العصر ہے۔ گذشتہ ربع صدی میں انجمن [illegible] شعبہ تبلیغ کی طرف سے بیشمار اشتہارات، پمفلٹ اور ٹریکٹ [illegible] اسلامی اور غیر اسلامی حلقوں میں تقسیم کئے گئے اور اشاعت [illegible] کی اس دوسری شاخ میں بھی جماعت احمدیہ لاہور نے [illegible] لیا ہے اور اس قسم کے لٹریچر کو صرف مذہبی اور اسلامی [illegible] محدود رکھا گیا ہے۔ حالانکہ اس انجمن کو اشاعت اسلام [illegible] کسی دنیوی وجاہت کی خواہش ہوتی تو ہندو ریورٹ [illegible] ترک موالات" اور دیگر اسی قسم کے موضوعوں پر بہت کم [illegible] تھا لیکن خدا کا شکر ہے کہ کبھی جادۂ اعتدال سے [illegible] نہیں۔ انجمن کی طرف سے مرکز میں مہمانخانہ کا ایک شعبہ بھی قائم [illegible] جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے بموجب [illegible] حق آکر ٹھہرتے ہیں اور بیشتر روپیہ اس شعبہ پر خرچ ہو جاتا ہے [illegible] رہا مکتوبات کا سلسلہ۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے انکھیں [illegible] ہیں اور ایک خاموش پروقار اور بادرمجاہد کی یاد دل میں [illegible] کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ حضرت بابو منظور الہٰی صاحب [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو شاید عملی [illegible] مجھے مبالغہ کی حد تک پہنچا دیا تھا۔ وہ دنیا کا کونسا خطہ [illegible] اور صحیح اسلام کا ملفوف پیغام ان کے ذریعہ نہیں پہنچا [illegible] اشاعت اسلام کی اس شاخ کے ضمن میں لاکھوں ہی خطوط [illegible] گئے ہونگے اور اب تک یہ سلسلہ بڑی شدومد سے جاری ہے [illegible] بادر اور متین انسان اب ہم میں موجود نہیں لیکن اس کا [illegible] اشاعت اسلام کے جذبہ سے سرشار دل دنیا کے ہر خطہ [illegible]

اشاعت اسلام کی پانچویں شاخ لوگوں کو بیعت [illegible] کرنا ہے یعنی توسیع جماعت اور تنظیم جماعت ہے اس کیلئے [illegible] ایدہ اللہ اور مجموعی جماعت جس قدر بیقرار ہے وہ کسی تشریح کی [illegible] نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی [illegible] فوج کی قوت تسخیر اس میدان میں بھی بے پناہ جولانیاں دکھا [illegible]

اشاعت اسلام کی ان شاخوں کا جنکا ذکر اوپر ہوا ہے [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود کیا ہے ان کے بغیر تحریک [illegible] کبھی دنیا میں پھل پھول نہیں سکتی۔ شاید سطحی نگاہ کو ان شاخوں [illegible] کوئی معنی نظر نہ آئیں۔ لیکن ان کے پیچھے خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان [illegible] کی ملہم فراست کارفرما ہے یعنی خدا تعالیٰ کی ایک مشیت [illegible] پر آنا چاہتی ہے جس کا احاطہ انسانی آنکھیں نہیں کر سکتیں [illegible] ایک بلیغ روحانی بصیرت کی ضرورت ہے۔ اگر ہم لوگ چاہتے ہیں [illegible] دنیا میں سربلند ہوں اور ابدالآباد تک یادی جماعت کا نام [illegible] پر نقش رہے تو ہمیں خدا تعالیٰ کے مامور کے ساتھ مکمل طور [illegible] ہونا چاہیئے اور اس ہم آہنگی میں دنیوی ملامتوں اور خارجی [illegible]

کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہہ دینا چاہئے۔ ورنہ یہ جماعت کے تمام حلقے [illegible]

شذرات

جرمنی کے بعد روس کی قزاقی

جرمنی کے بعد روس نے بھی قزاقی کا ہولناک اور قابل لعنت سلسلہ شروع کردیا ہے۔ بعض لحاظ سے بالشویزم کے علمبردار اعظم سٹالن کے مظالم نازی ازم کے دیوتا ہٹلر سے بھی بڑھے ہوئے ہیں چنگیز و ہلاکو کی یاد تازہ ہو رہی ہے ــــــ نہیں بلکہ انکی روحیں بھی دور حاضرہ کے ان قزاقوں کے سامنے شرمار ہی ہونگی کیونکہ اُن کے مظالم، تباہ کاریاں اور ہلاکت باریاں چنگیز و ہلاکو سے بہت بڑھی ہوئی ہیں۔

سٹالن نے حدود روس میں اپنے مخالفین اور حامیان مذاہب کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کیا اسکے باوجود بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ روس اور اسکا ڈکٹیٹر کمزوروں اور غریبوں کے حقوق و آزادی کا حامی و محافظ ہے لیکن گذشتہ چند ماہ کے واقعات اور اسکی پے درپے قزاقیوں نے اس غلط فہمی کو دور کردیا۔ جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کیا تو روس بھی موقعہ دیکھکر میدان جنگ میں آدھمکا۔ آزاد پولینڈ کی لاش پر یہ دونوں گدھ کیطرح جھپٹے اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے آپس میں بانٹ لیا۔ اس کے بعد روس نے لتھوانیا، اسٹونیا اور لٹویا کو بھی کھالیا ــــــ اب غریب فنلینڈ اسکی قزاقی کا نشکار بن رہا ہے۔

روس اور فنلینڈ کے درمیان جنگ کی کیفیت سے اخبار بین حضرات واقف ہونگے۔ روس نے طاقت کے نشہ میں فنلینڈ سے چند ناواجب مطالبات کئے جن کو تسلیم کرنا انکے مفاد و آزادی کے منافی تھا۔ انکار پر روس نے پہلے دھمکیاں دیں اسکے بعد اس غریب ملک پر تین طرف سے حملہ کردیا۔ پہلا حملہ جھیل لڈوگا کے شمالی علاقے میں کیا گیا ہے۔ دوسرا حملہ لینن گراڈ کے سامنے خناکنائے کریلیا میں اور تیسرا حملہ انتہائے شمال میں فنلینڈ کے اس سرے پر جہاں بحر منجمد شمالی میں پیٹسامو کی بندرگاہ واقع ہے۔

موجودہ صورت حالات

آخری اطلاعات کے مطابق جنگ پورے زور شور سے ہو رہی ہے فنلینڈ کمزوری و قلت ذرائع کے باوجود نہایت پامردی سے مقابلہ پر ڈٹا ہوا ہے۔ روس کے حملے بہت شدید ہیں اور وہ انتہائی وحشت و بربریت سے کام لے رہا ہے۔ غیر مسلح آبادیوں پر بیدردانہ بم برسائے جارہے ہیں زہریلی گیسوں کا استعمال آزادی سے ہو رہا ہے۔ ساحلی مقامات پر روسی حملوں کا زیادہ زور ہے۔ ہیل سنکی کا خوبصورت و آباد شہر برباد ہوچکا ہے۔ روس کے بمبار طیاروں نے بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے مجمعوں پر بھی جو جائے پناہ کی تلاش میں تھے نہایت بیرحمی کیساتھ بم پھینکے۔ ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ سویڈن اور ڈنمارک وغیرہ کے بعض حریت دوست افراد نے اپنی خدمات رضاکارانہ فن لینڈ کے حوالہ کی ہیں اور وہ اپنے خرچ پر فنلینڈ جارہے ہیں۔ سویڈن اور ناروے میں روسی حملے کا خطرہ شدید طور پر محسوس کیا جارہا ہے وہاں کی حکومتیں نہایت سرگرمی سے دفاعی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ فنلینڈ نے بھی جزائر آلینڈ میں، زبردست قلعہ بندی شروع کردی ہے۔

روس ظالمانہ حملوں اور حربی طاقت کے اندھا دھند استعمال کے ساتھ ساتھ شرمناک سیاسی جوڑ توڑ میں بھی مصروف ہے۔ چند روز ہوئے فن لینڈ کی سابقہ حکومت نے ملک کے کامل اظہار اعتماد کے باوجود استعفیٰ دیدیا تھا کہ شاید اس طرح روس کا ضدی ڈکٹیٹر سٹالن قزاقی سے باز آجائے لیکن ایسا نہ ہوا۔ روس نے جدید حکومت کیساتھ گفت و شنید سے صاف انکار کردیا اور مفتوحہ علاقے میں اپنے ڈھب کے چند غداروں کی نام نہاد حکومت بناکر اعلان کردیا کہ یہ فن لینڈ کی نمایندہ حکومت ہے اور اس کے ساتھ . . من مانی شرائط پر ایک معاہدہ بھی کرلیا ہے۔ حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ فنلینڈ کی نمایندہ حکومت وہی ہے جو روس کیساتھ مصروف پیکار ہے۔ روس کی قائم کی ہوئی نام نہاد حکومت جعلی اور سراسر دھوکا اور فریب کا مظہر ہے۔

ہمارے ملک کے جو روشن خیال نوجوان اس خیال خام میں مبتلا تھے کہ بالشویزم ہی انسانی دکھوں کا علاج ہے یا بالشویزم کا علمبردار اعظم روس تمام اقوام و ممالک کی آزادی کا حامی ہے وہ چھوٹی سے چھوٹی قوم کی آزادی و حقوق کا ہمیشہ احترام کریگا۔ دنیا بھر کے مزدوروں اور غریبوں کے دکھ کو وہ اپنا دکھ محسوس کرتا ہے۔ اُمید ہے یہ تازہ حالات و کوائف انکی آنکھیں کھول دیں گے اور جو لوگ ڈکٹیٹر شپ اور نازی ازم کو اپنی قوم کی سربلندی و نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے وقت آگیا ہو کہ وہ بھی اپنے خیالات پر گذشتہ چند ماہ کے حوادث کی روشنی میں ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

دنیا بالخصوص یورپ مختلف تجربات کے بعد پے درپے ناکام ہو رہا ہے ــــــ کاش وہ سمجھے کہ دنیا کی تمام سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور تمدنی مشکلات کا واحد حل اسلام ہے ــــــ اگر یورپ کی قسمت میں مکمل تباہی نہیں لکھی تو یقین ہے کہ تجربات کی ٹھوکریں کھا کر اسکو آخر کار اسلام کے قریب لے ہی آئیں گی۔

اس پرچے کے مطالعہ کے بعد

سب سے پہلا کام آپ یہ کریں کہ

پیغام صلح کے ”تنظیم نمبر“

کے لئے اپنا آرڈر بھیجدیں اس نمبر کی اشاعت میں حصہ لینا ہر ایک فرد جماعت کا فرض اور تنظیم و توسیع کے کام میں عملی شرکت کا پہلا زینہ ہے۔

قیمت

فی پرچہ } ۲ر علاوہ محصولڈاک

دس کاپیاں } ایک روپیہ

مقرر ہوئی ہے۔ قیمت حتی الامکان فرمائش ہمراہ بھیجدیں۔

اعلانات

(۱)

”تنظیم نمبر“ کی تیاری کی وجہ سے پیغام صلح کا ۱۲ دسمبر کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ یعنی پیش نظر اشاعت کے بعد، ۱۸ دسمبر کو ”تنظیم نمبر“ نکلے گا جسکی ضخامت ۱۲ اراد، تاریخ کے مجموعی صفحات سے بھی زیادہ ہوگی۔

(۲)

تنظیم نمبر کے لئے احباب جلد اپنے مضامین اور نظمیں بھیجدیں اب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔

نمائش زنانہ دستکاری

نمائش زنانہ دستکاری کے متعلق گزشتہ چند مقتول میں متعدد مرتبہ لکھا جاچکا ہے لیکن حالات کا تقاضا ہے کہ اسے ایک مرتبہ اور یاد دہانی کرائی جائے۔ ہمارے خیال میں اس تقریب کی ضرورت اور فوائد کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ اسے جماعت کی خواتین اور بچیاں پورے طور پر جانتی ہیں اور ہر سال اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہیں۔ لیکن ان فرائض کے احساس میں کچھ کمی نظر آرہی ہے جو کہ اس تقریب کے سلسلہ میں خواتین جماعت پر عائد ہوتے ہیں۔ نمائش دستکاری کی وجہ سے جلسہ خواتین میں مزید دلچسپی اور رونق پیدا ہوجاتی ہے۔ لڑکیوں میں دستکاری کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ انہیں مختلف اشیاء کے مختلف وضع کے نمونے یکجا دیکھنے کے لئے مل جاتے ہیں جن سے وہ فنی لحاظ سے بہت کچھ سیکھ سکتی ہیں ــــــ لیکن یہ سب چیزیں ضمنی فوائد میں شمار ہونے کے قابل ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ قوم کی خواتین اور بچیوں میں دین کی خدمت اور اس کے لئے قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دینی کاموں کے لئے ہر سال ایک معقول رقم جمع ہوجاتی ہے۔ اس کا اخلاقی اثر غیر از جماعت خواتین پر بہت اچھا ہوتا ہے ــــــ گذشتہ سال سے فیصلہ کیا گیا ہے کہ نمائش دستکاری کی تمام آمد دار الیتامیٰ کے لئے وقف ہوگی دار الیتامیٰ کے قیام کا کام اور اس کے انتظام کا بار خواتین جماعت اپنے ذمہ لے چکی ہیں۔ یتیموں کی پرورش و نگہداشت جس قدر ضروری اور باعث ثواب ہے اسے ہر کوئی جانتا ہے اسطرح نمائش دستکاری کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

ہم پھر خواتین جماعت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حتی الامکان اشیاء تیار کر کے ارسال فرمادیں بلکہ اپنی غیر از جماعت رشتہ داروں اور سہیلیوں کو بھی اس کار خیر میں شرکت کیلئے آمادہ کریں۔

دو ہفتے کا مجاہدہ

اب ہمارے قومی دربار یعنی جلسہ سالانہ میں صرف دو ہفتے کا قلیل عرصہ رہ گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہر ایک فرد جماعت ان ذمہ داریوں کو جو کہ اس پر اس اہم قومی تقریب کے سلسلہ میں عائد ہوتی ہیں پوری طرح محسوس کرے۔ جلسہ سالانہ میں ہر ایک احمدی کو خود بالالتزام ضرور پہنچنا چاہئے لیکن اس کیساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم سب کوشش کرکے غیر جماعت افراد کو اپنے ساتھ لائیں۔ یہ اجتماع ان غلط فہمیوں کے ازالہ کا نہایت موثر ذریعہ ہے جو ہمارے عقائد، اعمال اور طرز عمل کے متعلق مسلمانوں میں بکثرت موجود ہیں۔ جو کوئی ہمارے جلسہ میں شریک ہوگا اس پر تین دن کے قلیل عرصہ میں ہمارے متعلق سب کچھ نظر آجائیگا اور اس کی بہت سی غلط فہمیاں اس طرح دور ہوجائیں گی۔ بیشک موجودہ خطرناک مخالفت کی فضا میں کسی کو جماعت احمدیہ کے جلسے میں شرکت پر آمادہ کرنا آسان نہیں۔ لیکن اگر خلوص دل ہو پوری طرح کوشش کی جائے تو یہ کام آسان ہوسکتا ہے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ ہم سب اس دو ہفتے کی مدت کا ایک منٹ بھی رائگاں نہ جانے دیں اور اس کو [illegible] اپنے غیر از جماعت دوستوں اور عزیزوں کو ملیں۔ ان کو سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کیلئے دیں اور اخلاق، محبت اور نرمی کیساتھ انہیں شرکت جلسہ پر آمادہ کریں۔ بیرونجات کے احباب کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے [illegible] احباب لاہور اس کام کو زیادہ وسعت اور آسانی کیساتھ انجام [illegible]

آریہ ہندو دنیا پر ایک نظر

ایک ہزار برس سے زائد عرصے سے اسلام ہندوستان میں ترقی کر رہا ہے مسلمانوں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اسلامی سلطنت کی تباہی کے بعد مسلمانوں کی سیاسی کمزوری اور اقتصادی زبوں حالی کے باوجود اسلام کی اخلاقی و روحانی فتوحات کا سلسلہ بدستور بلکہ پہلے سے بہت زیادہ وسعت اور تیزی کیساتھ جاری ہے مسلمانوں کی تعداد جس قدر گذشتہ ایک صدی میں بڑھی ہے اس کی مثال اس سے پہلی دس گیارہ صدیوں میں جبکہ اسلامی حکومتیں اور ان کی سیاسی فتوحات عروج پر تھیں بالکل نہیں ملتی۔

اسلام کی یہ ترقی آریہ سماجیوں اور دوسرے متعصب ہندوؤں کے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے۔ وہ بجائے اسکے کہ اسلام کی خوبیوں اور اسکی اعلیٰ تعلیمات اور ہندو دہرم اور ہندو تمدن کی خامیوں کو جو کہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کی اصل وجوہ ہیں سمجھنے اور ان پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی کوشش کرتے انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کیخلاف زہر چکانی کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ عیسائی پادریوں کی تقلید میں یہ شور مچایا گیا کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے۔ اس کی اشاعت ظلم و تشدد کے ذریعہ ہوئی ہے اسلامی حکومت کے زمانے میں ہندوؤں کو زبردستی اور لالچ کے ذریعہ مسلمان بنایا گیا تھا۔ اس مقصد کی تکمیل کیلئے آریہ ہندوؤں کو اس قدر غلط بیانیاں اور بہتان طرازیاں کرنی پڑیں جن کی کوئی انتہا نہیں۔ اس سلسلہ میں آریہ سماجیوں اور مہا سبھائیوں نے جو لٹریچر ہندوستان کی مختلف زبانوں میں شائع کیا ہے اگر اس کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو غالباً یہ جھوٹ کا ڈھیر کوہ ہمالیہ کی بلندترین چوٹی سے بھی بلند ہو۔

اس طریق عمل سے اسلام کے مخالف ہندوؤں کو ایک جھوٹا اور عارضی اطمینان تو حاصل ہو سکتا ہے لیکن اسلام کی ترقی کو یہ چیز نہیں روک سکتی۔ کیونکہ اسلام کے خلاف زہر چکانی آریہ ہندو تمدن کی ناقابل اصلاح خامیوں کا مداوا نہیں بن سکتی۔ اسلام کیخلاف پروپیگنڈے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ ہندوؤں کا ایک بڑا طبقہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہو گیا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اسی پروپیگنڈے کی بدولت بہت سے ہندو ازخود اسلامی تعلیمات کے مطالعہ پر بھی مائل ہو گئے۔ حالات واقعات کا جائزہ لینے اور اس پروپیگنڈے سے اس کا موازنہ کرنے کے بعد اصل حقیقت رفتہ رفتہ ان پر روشن ہو رہی ہے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ خود آریہ سماجی حلقوں میں بھی ایسے افراد موجود ہیں اور اب وہ پبلک طور پر اعتراف حقیقت کی جرأت بھی کرنے لگے ہیں۔

جات پات توڑک منڈل لاہور کے مشہور کارکن مہاشہ سنت رام جی بی۔ اے آریہ سماج کے اندر قابل ذکر پوزیشن رکھتے ہیں حال ہی میں انہوں نے "ہندو مسلم ایکتا کا واحد طریق" کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں ضمناً ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ اس پر اظہار خیالات کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ:

"پولٹیکل میدان میں فتح یاب ہو جانے پر بھی ہندو مجلسی میدان میں مسلمانوں سے ہارتے رہے۔ پنجاب میں سکھوں کا اور دلی میں مرہٹوں کا راج ہو جانے پر بھی بھارت میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی اور اب تک لگاتار بڑھ رہی ہے۔ نظام کے حیدرآباد میں بھی ہندو گھٹ رہے ہیں اور نیپال کے ہندو راج میں بھی۔" (ص ۳)

آگے چل کر انہوں نے اسلامی عہد حکومت میں مسلمانوں کی ترقی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ:۔

"مسلمانی زمانے میں اچھوت اور شودر کہلانیوالی مزدور پیشہ ہندو جاتیاں اسلئے مسلمان ہو گئیں کیونکہ ہندو رہتے ہوئے ان کیساتھ انسانیت سے بھی گرا ہوا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اور برتاؤ کرنیوالے تھے ان کے اپنے ہی اونچے ورن کے ہم مذہب بھائی۔ مگر مسلمان بن جانے پر ان کا اچھوت پن دور ہو جاتا تھا اور وہ مسلمان حاکموں کے برابر کے بھائی بن جاتے تھے۔ وجہ یہ کہ اسلام کے عقیدے کے مطابق سب مومن بھائی ہیں۔ ان میں اونچ نیچ کچھ نہیں۔ اس کے برعکس ہندوؤں کی ساری مجلسی بناوٹ ہی اونچ نیچ پر مبنی ہے۔ اس میں برہمن کا شودر کے ساتھ تو دور رہا۔ گوڑ برہمن کا سارسوت برہمن کے ساتھ بھی روٹی بیٹی بیوہار نہیں ہو سکتا۔ ان نام نہاد چھوٹی جاتی کے ہندوؤں کے علاوہ راجپوت وغیرہ اونچی جاتی کے ہندو بھی ...... مسلمان ہو گئے تھے۔" (ص ۴-۵)

ان اعترافات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ پادریوں کی تقلید میں آریہ ہندوؤں نے تلوار و تشدد کے غلط الزام کا جو ہتھیار تیار کیا تھا وہ اسلام کی حقانیت و کشش کے مقابلے میں بیکار و کند ثابت ہوا ہے۔

موجودہ زمانہ میں اسلام کی ترقی کے خلاف آریہ ہندو نے جو حرکات اور چیخ پکار شروع کر رکھی ہے۔ اس کے متعلق مہاشہ جی فرماتے ہیں کہ:۔

"اس وقت ہندوؤں کا مجلسی نظام جس کا دوسرا نام ورن ویوستھا ہے اسلام کے تمدن اور مجلسی نظام سے شکست کھا چکا ہے اسی لئے چاہے ہندو کا راجیہ ہو چاہے مسلمان کا، ہندو برابر کم ہو رہے ہیں۔ انکو مسلمان ہونے سے نہ آریہ سماج روک سکتا ہے اور نہ سناتن دہرم۔ اگر اسلام کا مجلسی نظام اور تمدن ہندوؤں کے مجلسی نظام اور تمدن سے گھٹیا ہوگا تو جبراً کثیر التعداد لوگ اسے قبول نہ کریں گے۔"

لائق مہاشہ جی نے بالکل صحیح کہا ہے کہ ہندوؤں کا مجلسی نظام یعنی ورن ویوستھا اسلام سے شکست کھا چکا ہے۔ اس شکست خوردہ نظام کو چھوڑے بغیر ہندو مسلمان ہونے سے رک نہیں سکتے۔ —— لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ اسی ورن ویوستھا کی بنیاد پر ہندو دہرم اور ہندو تمدن کی عمارت کھڑی ہے۔ اس کو چھوڑنے کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے ——

مگر اس کو چھوڑنا ذات پات کو ترک کرنا بھی اسلام ہی کی طرف ایک قدم ہے۔ آریہ سماج کے اصول و عقائد ان مشکلات کو حل کرنے سے کس قدر عاجز ہیں۔

تنظیم نمبر کیلئے فوراً اپنا آرڈر بھیج دیں

معلومات

شفاءٌ للناس

شہد کے متعلق کلام پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ [illegible] کے لئے شفا موجود ہے۔ اب تک اسکی شفا بخش خاصیتوں [illegible] کم علم تھا۔ لیکن اب اہل سائنس اس کے پیچھے پڑ گئے [illegible] آئے دن اس کے نت نئے فوائد سے دنیا کو آگاہ کرتے [illegible] ہیں۔ کوون کے ایک اخبار کے اقتباس کا ترجمہ حسب ذیل [illegible]

بڈھے آدمی ملائنی نے جب کہ آخری لمحوں میں [illegible] ظاہر کیا تھا کہ شہد اور مچھلی کی چربی ملا کر بہترین مرہم تیار ہو [illegible] تو غالباً اس کے علم میں شہد کے مختلف خواص تھے [illegible] ہیمبرگ کے ایک ریڈ کراس سوسائٹی کے اسپتال میں [illegible] شہد کو ملا کر ایک مرہم تیار کیا گیا، اور چھوٹے چھوٹے زخموں اور پھنسیوں پر اس کا استعمال بہت مفید ثابت [illegible] ہے، غالباً یہ شہد ہی کا اندمال بخش اثر تھا۔

شہد کی مکھی صرف شہد ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ ایک [illegible] بھی پیدا کرتی ہے جو گٹھیا کے مرض میں اکثر استعمال کیا [illegible] امراض صدر کے ماہرین نے اب شہد کی ایک اور خاصیت دریافت کی ہے۔ اگر ایک کٹورے یا بادیے میں [illegible] کر مریض کی ناک کے قریب اس طرح رکھیں کہ اس کی [illegible] میں وہ ہوا جائے جو شہد کو چھوتی ہوئی آتی ہے [illegible] یہ جاتا ہے کہ مریض کی تنفس کی تنگی رفع ہو جاتی ہے [illegible] آرام سے زیادہ گہرے سانس لینے کے قابل ہو جاتے [illegible] کی وقت اور دمے کے ہلکے مریضوں میں اس قسم [illegible] بھپارہ بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے [illegible] ہے جس کا ہر گھر میں وقت بے وقت میسر آنا ممکن [illegible] کا تسکین بخش اثر فوراً ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ [illegible] گھنٹے سے زیادہ قائم نہیں رہتا۔

تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہد کی ترکیب [illegible] خمریات اور ایتھر آمیز روغنیات شامل ہیں یہی وجہ [illegible] اس سے جو بخارات اٹھتے ہیں وہ پھیپھڑوں کے [illegible] ہوتے ہیں۔ خمریات کا بھی یہ خاصہ ہے کہ [illegible] کی طرح تنفس کی حرکت کو تیز یا کم کر سکتے ہیں۔ [illegible] ان کے اجزائے ترکیبی پر منحصر ہے، ان کے علاوہ [illegible] میں بہت سے اور طبی خواص اور فوائد و شفا [illegible] حیرت انگیز قسم کے موجود ہیں، اس کے یہ مفید [illegible] خود مکھی کے اندرونی افرازِ غدودوں سے اس میں آتے [illegible] اور کچھ تازہ پھولوں کے رس سے۔

سائنس کی مزید تحقیق و تدقیق اسباب کا پتہ لگائے [illegible] کہ آیا شہد کی یہ عجیب خاصیتیں کسی بالکل ایسے جزو [illegible] نہیں ہیں کہ جس سے دنیا ابھی تک ناواقف ہے [illegible] یہ ضروری ہوگا کہ اس آب حیات کا مطالعہ بہت [illegible] کیا جائے۔ اور اسے بالکل کیمیاوی طور پر خالص [illegible] میں نکالا جائے۔ کچھ بھی ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے [illegible] شہد نے ہم پر ایک اور احسان کیا ہے کہ ہمیں [illegible] جدید طبی فائدے سے آگاہ کر دیا ہے۔ (ہمدرد صحت)

تذکرہ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی

(از جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گورنمنٹ پنشنر گوجرانوالہ)

(۲)

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولانا مرحوم کو اپنے مکان کے نزدیک رہائش کے لئے جگہ عطا فرمائی تھی۔ اکثر مولانا خود حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت صاحب بھی اس فرشتہ خصلت عالم کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے۔ کیونکہ احباب کے لئے آپ کے دل میں بڑی تڑپ اور محبت ہوا کرتی تھی۔ اور رحماء بینھم کا نظارہ ہر روز ہم حضرت مسیح موعود کے پاک اسوہ میں مثل اسوہ حسنہ رسول صلعم دیکھا کرتے تھے۔ ایک رات حضرت مسیح موعود نے ایک منذر خواب دیکھا اور حضور کی طبیعت دعا کی طرف فوراً مائل ہو گئی۔ مگر اس منذر رؤیا کے خوف کے ازالہ کے لئے بارگاہ الہیٰ میں دعا کرانے کے لئے حسب سنت رسول اللہ صلعم آپ بھی حضرت مولانا کے مکان پر تشریف لیگئے اور دروازہ پر جا کر دستک دی۔ اندر سے پوچھا گیا "کون ہے؟" حضرت نے جواب دیا غلام احمد۔ غلام احمد کا نام سنتے ہی مولانا خود آ باہر تشریف لائے اور حضور کے اس وقت تشریف لانے کی کیفیت دریافت فرمائی۔ حضرت نے منذر خواب کے متعلق دعا کرنے کے لئے مولانا کو کہا۔ دیکھئے خدا کا پیارا مسیح موعود کس طرح اتباع رسول صلعم کرتا ہے۔ آج ہمارے زمانے کے پیروں کا یہ حال ہے کہ مریدوں کے دروازہ پر اپنی زر طلبی کے لئے مارے مارے پھرتے نظر آتے ہیں۔ انسان دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ پیشوایان مذہب خود کس قدر دنیا میں انہماک رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود اپنی وفات سے پہلے اپنے رفقاء لاہور کے ہاں احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تشریف فرما تھے کہ وفات سے ایک آدھ دن قبل حضور کی خدمت میں کسی دوست کی وساطت سے مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا رقعہ آیا کہ وہ نرمی اخلاق کے ماتحت حضرت صاحب سے چند مسائل کے بارہ میں مل کر زبانی گفتگو کرنے کے خواہشمند ہیں۔ چونکہ حضرت صاحب اپنے لیکچر پیغام صلح کے لکھنے میں مصروف تھے۔ اس واسطے آپ نے مولانا محمد ابراہیم صاحب کا رقعہ حضرت مولانا کے سپرد کیا کہ اگر وہ تشریف لاویں تو آپ ان سے گفتگو علیحدہ طور پر کریں۔ یہ آخری حکمنامہ حضرت صاحب کا تھا۔ جو مولانا کے نام پر حضرت صاحب نے صادر فرمایا۔ اس کے اگلے روز بعد حضرت مسیح موعود اپنے مونس حقیقی سے جا ملے۔ تاکہ وہ الہامات پورے ہو جاویں۔ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر" "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں"۔ آخرکار بموجب الہام الہیٰ کفن میں لپیٹ کر حضرت مسیح موعود کی پاک میت کو قادیان لیجایا گیا۔ خاکسار راقم اور اس کے برادر گرامی منشی نواب خاں ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس پنجاب کو بھی حضرت صاحب کی میت کو بٹالہ سے قادیان تک راستہ میں حسب باری بار کندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اے اللہ! تو بڑا غریب نواز ہے۔ اگرچہ موجودہ قادیان کے ارباب حل و عقد نے لاہوری جماعت کے احمدیوں کے اوپر مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ اے خدا، قادیان کے مقبرہ بہشتی میں ہمارا دفن ہونا تیری مشیت کے ماتحت ہے

جس کا تجھ کو علم ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں ہمارا حشر محمد رسول اللہ صلعم کے جھنڈے تلے حضرت مسیح موعودؑ کے اتباع کی وجہ سے دیگر احباب مسیح موعودؑ کے ساتھ کر کیونکہ توما لنا يوم الدين ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے خلافت مسیح موعودؑ کو قبول کیا۔ گو الوصیت کی رو سے، صدر انجمن احمدیہ قادیان حقیقی طور پر اور کھلے معانی میں خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین تھی۔ جس کا چارج حضرت صاحب کے دستخط سے انجمن مذکورہ کے دفتر میں موجود تھا جملہ ممبران، خاندان مسیح موعودؑ۔ تمام احباب قادیان جن میں انجمن کے ممبر بھی شامل تھے۔ انہوں نے محض نیک نیتی۔ خدا، رسولؐ کے خوف سے قوم کی فلاح۔ بہبودی۔ اتحاد ملت کی غرض سے حضرت حکیم الامت کے زہد و تقویٰ کے لحاظ سے حضرت مولانا کو خلیفۃ المسیح تجویز کیا۔ گو مولوی صاحب موصوف پہلے ہی سے انجمن کے میر مجلس تھے۔ میں حضرت مولانا کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ جب آپ نے تمام قوم کے اتفاق سے اس بوجھ کو اپنے کمزور کندھوں پر لینے سے بار بار تامل فرمایا۔ مگر آخر قوم کے اصرار سے اس کو قبول فرمایا۔ موجودہ جماعت نے بدولی کسی اختلاف عقائد اس وقت بیعت اطاعت کی۔ کیا کوئی زندہ اصحابی مسیح موعود اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر خدا کی قسم کھا کر یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہو کہ حضرت مولوی صاحب نے اس وقت تمام احمدیوں سے بیعت کی ضرورت پر اپنی خلافت کو منوایا تھا۔ ہرگز نہیں۔ مولانا تو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کو اپنا بھائی سمجھتے تھے۔ اور اسی پر آپ نے اپنی جان دی۔ اور اس بات کی وصیت آپ نے مرتے وقت بھی کی کہ حضرت صاحب کے نئے اور پرانے احباب کو محبت کی نظروں سے دیکھا جاوے۔ احفض جناحك لمن اتبعك من المومنين۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب کی خلافت کے ساتھ سید محمد احسن صاحب کا تذکرہ ضروری ہے۔ کیونکہ جس فرشتہ انہوں نے اپنے آپ کو حضرت کی غلامی میں پیش کیا۔ ان میں حضرت نورالدین اعظم اور سید محمد احسن صاحب جلیل القدر اصحابی تھے ـــــ قرآن مجید اور حدیث وغیرہ علم کے لحاظ سے حضرت مولانا نورالدین نے بھی حضرت مولوی محمد احسن سے اکثر مسائل میں فائدہ اٹھایا۔ بلکہ تمام قوم میں مولانا مولوی محمد احسن صاحب کے علم حدیث کا گہرا اثر موجود تھا . . . . . علماء وقت، طلباء، اخباروں کے ایڈیٹر آپ کی علمی امداد سے ممنون احسان تھے۔

حضرت مولانا محمد احسن نے رامپوری مباحثہ میں احمدی جماعت کی جانب سے وکالت کی۔ مفصل حقیقت مباحثہ رامپور میں درج ہے۔ آخرکار قوم کی ناسپاسی سے وہ وقت آپہنچا چند عقائد کے اختلاف کے باعث جماعت فوراً حضرت مولانا نورالدین کی وفات پر دو حصوں میں بٹ گئی۔ حضرت مولانا محمد احسن نے اولاً صاحبزادہ صاحب مرزا محمود احمد کی بیعت بوجہ سادگی، حسن ظنی سے کی۔ اور اس واسطے آپ اس وفد میں بھی شامل ہو کر تشریف لائے تھے جو لاہور کے احباب کے ساتھ بعد ملاقات

کسی آخری فیصلہ پر آنے کے لئے آمادہ کیا جا سکتا تھا۔ مگر ... اس وفد کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ چند ماہ کے انتظار ... صاحب کی نبوت کی اصل حقیقت ظاہر ہونے پر حضرت مولانا ... صاحب، جماعت لاہور ... کے لئے شامل ہو گئے ... محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے فالی گروہ میں جذب ہونے سے بال بال بچ گئے۔ اور آخرکار احمد قادیانی کے اس فدائی نے ... انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف ... مالک تھے۔ آپ نے اجرائے نبوت بعد نبیا حضرت ... احادیث صحیحہ کی سند سے ایک رسالہ لکھا جس سے ... کیمپ میں مولانا کے برخلاف بہت جوش پھیل گیا اسمہ احمد کی پیشگوئی پر آپ نے ایک مبسوط کتاب لکھی۔ ... سے مراد حضرت نبی کریم صلعم تھے نہ کہ حضرت مسیح ... قادیان کا جادو دوبارہ حضرت مولوی محمد احسن جیسے جلیل القدر ... پر اپنا اثر ڈالنے سے قاصر رہا تو اس جماعت کے عوام ... نے مولانا کی مذلیل شان میں بہت کچھ کیا جو قابل نفرت ہے ... پر انعامات کے ڈورے ڈالے گئے۔ مگر مولانا اپنے عقائد ... بڑے راسخ تھے۔ آپ نے اپنے ایمان کی مضبوطی ... اس طلسم قادیان کو باطل ٹھیرایا۔ ایک غلطی کے ازالہ ... کے جواب میں جو مخالفین نے اعتراض کئے تھے اور ... کے لئے حضرت صاحب نے مولانا کو حکم دیا۔ جب ... کیا اس کو بھی ان قادیان کے بزرگوں نے قبول نہ کیا۔ آخر ... مولانا کو پیری اور ضعف نے آگھیرا۔ فالج گرا۔ کئی مہینوں ... صاحب فراش رہے۔ جب کبھی صحت ہوئی جلسے کے وقت ... میں آپ کو اٹھا کر لایا جاتا رہا۔ یہ ضعف دن بدن ترقی کرتا گیا ... آخرکار وہ وقت آپہنچا کہ یہ جلیل القدر اصحابی حضرت مسیح موعود ... دنیا سے اٹھ گیا اور اپنی بے نظیر عملی زندگی کا نمونہ ...

آئندہ نمبر میں قارئین کرام سید عبداللطیف شہید کے تعلیق تذکرہ کا انتظار فرماویں۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا اجلاس

مورخہ ۲ دسمبر کو بعد از نماز مغرب زیر صدارت جناب **مولوی آفتاب الدین صاحب** مرکزی مسجد میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا ایک بارونق اور شاندار اجلاس منعقد ہوا جس میں "کیا موجودہ جنگ اسلام کے لئے مفید ہے" کے موضوع پر مختلف اصحاب نے تقریریں کیں، جن کا خلاصہ ذیل میں درج ہے، سب سے پہلے **مولانا ابوبکر صاحب ایم اے** سٹیج پر آئے اور حاضرین کو خطاب کیا اور کہا ہماری انجمن جو اشاعتِ اسلام میں پیش پیش ہے، اس کے مسلک کو اگر نظرِ غور سے دیکھا جائے تو یہی معلوم دیتا ہے کہ موجودہ جنگ اسلام یا اشاعتِ اسلام کے لئے مفید نہیں کیونکہ اگر یہ جنگ واقعی اشاعت کے لئے مفید ہوتی تو جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کو برلن سے واپس نہ آنا پڑتا ان کا ہندوستان کو موجودہ جنگ کی وجہ سے لوٹ آنا یہ واضح کرتا ہے کہ موجودہ جنگ واقعی اشاعت اسلام کے لئے سازگار نہیں ورنہ وہ وہیں رہتے اور اشاعت اسلام کرتے۔

دینیاتی نقطۂ نگاہ سے انہوں نے موجودہ جنگ کے اسلام کے لئے مفید نہ ہونے کی یہ دلیل دی کہ جب ہلاکت اور تباہی آجائے تو اس وقت صداقت یا اسلام کو قبول کرنا قابلِ ستائش نہیں چنانچہ اس پر انہوں نے فرعون کا واقعہ پیش کیا کہ تباہی کے وقت خدا تعالےٰ نے اسکے ایمان لانے کو شرف قبولیت نہ بخشا اسی طرح جبکہ ہلاکت مغربی اقوام کے سر پر کھڑی ہے اگر ہم مغرب میں اسلام کی تعلیم پیش کریں اور وہ اقوام ایمان لے آئیں تو یہ چنداں مفید نہیں۔ جب دنیا میں امن ہوگا ایمان لانا اسی وقت ہی مفید ہوگا کیونکہ ایمان وہی ہے جو امن کی حالت میں پیدا ہو چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایمان لانیوالوں کے لئے فکر اور تدبر کرنے پر زور دیا ہے ورنہ مصیبت اور آشوب سے گھبرا کر اضطراری طور پر ایمان لے آنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد مولانا نے صلح حدیبیہ اور اس کے بعد تبلیغ کے واقعہ کو بھی پیش کیا، لیکن ان کی موثر تقریر کی تفصیل بیان دینا مشکل ہے مختصر یہ کہ ان کی تقریر نہایت مدلل واضح اور ابہام سے معرا تھی گو وہ طبعاً اجتماعی دلچسپیوں میں فعال رہنا پسند نہیں کرتے لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ حسنِ بیان کا جوہر ان میں ودیعت ہے وہ اگر چاہیں تو اس سے قوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔

ان کے بعد منصور احمد صاحب دائیں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا، اُن کے بیان کو اگر حسنِ بیاں کی بجائے جوشِ بیان کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ آپ نے نہایت زوردار الفاظ میں کہا کہ موجودہ جنگ اشاعت اسلام کے لئے مفید ہے اور اس کے ضمن میں گذشتہ جنگِ عظیم کو پیش کیا جا سکتا ہے، ۱۹۱۴ء سے پہلے مغربی اقوام نے اسلام کو نہایت گھنونی شکل میں پیش کیا تھا اور وہ اسکو ایک بربریت تصور کرتے تھے لیکن حالات کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ جنگ کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ ان کی مغربی تہذیب کی بنیاد خود بربریت پر ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی تہذیب اور اسلام میں مقابلہ ہو کر اسلام کی خوبیاں نمایاں ہو گئیں اور انہیں اسلام کے اندر ایک روحانی جو[illegible] نظر آئی ——— اب پھر جنگ شروع ہو گئی ہے، ہر شخص یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ اس کا مغربی تہذیب پر کوئی خوشگوار اثر نہیں پڑے گا اور مغربی تمدن کو غیر معمولی نقصان پہنچے گا۔ اسلام ان اقوام کی مدد کو پہنچے گا اور یہ قومیں اس سے طمانیتِ قلب حاصل کریں گی اور ان کے بڑے بڑے لوگ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلعم کا اسوہ تلاش کریں گے، اور یہی وہ وقت ہوگا جب اسلام پھیلے گا، پہلی جنگ کے بعد لیگ آف نیشنز قائم ہوئی تھی لیکن اب جو طاقت امن قائم کرنے کے لئے کام آئے گی وہ صرف اسلام ہے۔

ان کے بعد مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے سٹیج پر تشریف لائے اور سامعین کو یوں خطاب کیا کہ یورپ کی موجودہ تہذیب ایک لمبے تفکر کا نتیجہ ہے، مغربی لوگوں کا خیال ہے کہ ان کی تہذیب اُن کے لئے کافی ہے، اس فرورت سے بڑھے ہوئے وثوق کو کم کرنے کے لئے جنگ ناگزیر تھی تاکہ مغربی مفکرین کی خامیاں عیاں ہوں، جب یہ تہذیب اپنی خامیوں کی وجہ سے یورپ کے موجودہ حالات کی حریف نہ ہو سکے گی، تو یقیناً وہاں بہتر نظام کی جگہ حاصل کر سکے گا، اور وہ نظام صرف اسلام ہوگا۔ سو جنگ اسلام کیلئے مفید ہے جنگ کے دوران میں اور اس کے بعد بھی ان لوگوں کے سامنے اسلام کو پیش کرنا چاہیئے، وہ لوگ یقیناً اسے قبول کریں گے کیونکہ ان لوگوں میں یہ خوبی ہے کہ جب وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ فلاں بات درست ہے تو اسے نہایت خوشی سے قبول بھی کر لیتے ہیں، اور ان لوگوں کی مثال اس مصرع کے مترادف ہے ؎

قلبِ او مومن دماغش کافر است

سو اس لحاظ سے یہ جنگ اسلام کے لئے مفید ہے،

اس کے بعد چوہدری عبدالحق صاحب بی۔ ایس۔ سی تشریف لائے، اور انہوں نے سامعین کو یوں خطاب کیا، کہ چند دن ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کے اسوہ کی طرف آپ حضرات کی توجہ کو مبذول فرمایا تھا سو آنحضرت کے اسوہ سے ہمیں یہ تلاش کرنا چاہیے کہ کیا موجودہ جنگ اسلام کے لئے مفید ہے، چنانچہ اُن کے اسوہ میں ہمیں نظر آتا ہے کہ جب تک جنگ رہی اسلام نہ پھیل سکا لیکن جونہی صلح ہوئی اور امن قائم ہوا تو اسلام نہایت سرعت کے ساتھ پھیلنا شروع ہوا چنانچہ صلح حدیبیہ کا واقعہ اس پر بہترین شاہد ہے، سو جنگ کے دوران میں اسلام [illegible] موجودہ جنگ اسلام کے لئے مفید نہیں۔ چنانچہ [illegible] صاحب کی برلن سے واپسی بتا رہی ہے کہ موجودہ حالات اسلام کے موافق نہیں ورنہ وہ ضرور وہاں ٹھہرتے [illegible] اسلام کرتے سو یہ یقینی امر ہے کہ موجودہ جنگ مفید نہیں ہے۔

اسکے بعد مولوی عبدالواحد صاحب بی [illegible] جناب مولانا احمد صاحب مرحوم نے اپنے خیالات [illegible] ایسا معلوم دے رہا تھا کہ مولینا احمد صاحب [illegible] دفعہ پھر مسجد میں گونج رہی ہے [illegible] کہا کہ موجودہ جنگ اسلام کے لئے مفید ہے اصل [illegible] یوں ہے کہ موجودہ جنگ کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] ایسا مذہب رائج تھا جو وہاں کی مشکلات کو [illegible]

اس لئے ان مشکلات میں الجھنیں پیدا ہو گئیں [illegible] کا ہونا ناگزیر ہو گیا، کیونکہ فتنہ کو دور کرنے [illegible] ہو جایا کرتی ہے، اس جنگ کا لازمی نتیجہ [illegible] مفکرین غور کریں گے کہ آخر کونسی چیز [illegible] مشکلات سے نجات دلا سکتی ہے، جب [illegible] کلچر اور تہذیب میں نہ پائیں گے تو یقیناً اسلام [illegible] رجوع کریں گے، کیونکہ اس کے بغیر دنیا کا کوئی [illegible] نہیں جو ان مشکلات سے انہیں نجات دلا سکے [illegible] کے بعد ان قوموں نے موہوم طور پر لیگ [illegible] نیشنز میں اپنی فلاح تلاش کرنا چاہی تھی لیکن [illegible] ہو سکا، لیکن اب اس جنگ کے بعد اسلام [illegible] میں پھیلنا ضروری ہو جائے گا، کیونکہ ان کی [illegible] کا حل صرف اسی مذہب میں ہے۔

اس کے بعد صاحب صدر نے اپنے [illegible] اشارات کے بعد جلسہ کو ختم کیا، اور مقررین [illegible] حسنِ بیان کی بہت داد دی، اس کے بعد حضرت [illegible] عزیز بخش صاحب نے دعا کے ساتھ جلسہ کو ختم کیا۔

ایس۔ محمد اصف۔ قادیانی۔ بی۔ اے
سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور

رفتارِ عالم

ہندوستان

—— شیلانگ ۳ر دسمبر۔ حکومت آسام کے چیف وہپ مسٹر عبدالرحمان نے بیان دیا ہے کہ سعداللہ وزارت کو اکثریت حاصل ہوگئی ہے۔

—— پنجاب اسمبلی کا اجلاس بدستور جاری ہے ۴ر اور ۵ر دسمبر کو کانگریس پارٹی نے خاکسار تحریک کے متعلق بہت سے سوالات کئے جن سے ہاؤس میں جوش اور کسی حد تک بدمزگی پیدا ہوگئی۔

—— کلکتہ ۴ر دسمبر۔ حکومت نیپال کے وزیر اعظم دسمبر کے تیسرے ہفتہ میں ہندوستان آ رہے ہیں، آپ کلکتہ میں حکومت ہند کے . . . مہمان ہونگے۔

—— لکھنؤ ۵ر دسمبر۔ حکومت ہند نے حکومت یو۔ پی۔ کو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت اشیاء کی قیمتوں پر قابو رکھنے کے تمام اختیارات دے دیئے ہیں۔

—— لاہور ۵ر دسمبر۔ آج پنجاب اسمبلی میں سوالات اور تحاریک التواء کے نوٹسوں پر بحث کرنے کے بعد دیہی پنچایت بل پر دفعہ وار بحث جاری ہوئی۔ اور آج ۴۲ دفعات پاس ہوئیں

—— بمبئی ۵ر دسمبر۔ دوپہر کے وقت مغل لائن کا جہاز "اسلامی" بمبئی سے روانہ ہوگیا۔ اس پر ۷۶۳ عازمین حج سوار ہیں۔

—— نئی دہلی ۶ر دسمبر۔ امید ہے سر محمد ظفر اللہ خان ۲۰ر دسمبر تک انگلستان سے واپس ہندوستان پہنچ جائیں گے۔

—— کلکتہ ۶ر دسمبر۔ حکومت بنگال نے ضروریات زندگی کی قیمتیں مقرر کردی ہیں۔ ان میں سبزیاں دالیں۔ کھانڈ، دیاسلائی تیل گیہوں وغیرہ بھی شامل ہیں۔

—— سکھر ۶ر دسمبر۔ سکھر میں حالات پُرامن ہوگئے ہیں، اور تقریباً تمام دکانیں کھل گئی ہیں۔

—— لاہور ۶ر دسمبر۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب اسمبلی کا موجودہ سیشن ۱۲ر دسمبر کو ملتوی ہوکر ۱۸ر جنوری کو دوبارہ منعقد ہوگا۔

—— پشاور ۶ر دسمبر۔ آج گورنر صوبہ سرحد نے گنڈاپل کے سوا باقی تمام بلوں کی تصدیق کردی ہے۔

—— حیدرآباد دکن ۶ر دسمبر۔ آج شام عثمانیہ یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا جس میں تقریباً ۲۰ طالبات اور ۳۰۰ طلبا کو ڈگریاں دی گئیں۔

—— کلکتہ ۶ر دسمبر۔ آل انڈیا ہندو مہا سبھا کی مجلس استقبالیہ نے مہاسبھا کے آئندہ سیشن کے لئے مسٹر ساورکر کو صدر منتخب کر لیا ہے جو کہ ۲۸ر دسمبر کو کلکتہ میں منعقد ہوگا۔

—— بمبئی ۶ر دسمبر۔ مسٹر جناح نے ایک بیان کے ذریعہ اسلامیان ہند سے اپیل کی ہے کہ ۲۲ر دسمبر کو "کانگرسی وزارتوں سے نجات کا دن" منائیں، اس دن مسلم لیگ کے زیر اہتمام پبلک جلسے منعقد کئے جائیں۔ اور اس مطلب کی قراردادیں منظور کی جائیں کہ کانگرس نے اپنی مسلم کش پالیسی سے اپنا دعویٰ نمایندگی خود ہی باطل کر دیا ہے۔

—— لاہور ۷ر دسمبر۔ چند روز ہوئے گورنر پنجاب گھوڑے سے گر پڑے تھے۔ معلوم ہوا ہے اب آپ رو بصحت ہیں۔

—— پشاور ۷ر دسمبر۔ وزیرستان میں ہفتہ گذشتہ میں نسبتاً امن رہا۔

اسلامی دنیا

—— بغداد کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقامی عرب لیڈر نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ فلسطین کا معاملہ آخر دسمبر تک طے ہو جائے گا۔ لیکن فلسطین کے عربی حلقوں کا خیال ہے کہ فلسطین کے مسائل آہستہ آہستہ طے ہوں گے۔

—— ترکی کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ جس طرح جرمنی اور فرانس کی سرحدوں پر سیگفرڈ لائن اور میجینو لائن کا دفاعی سلسلہ قائم ہے۔ حکومت ترکی نے بھی اسی پیمانہ پر ایک "اتاترک لائن" کی تعمیر کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ لائن بحر اسود اور بحیرہ ژہ کے درمیان تعمیر کی جائے گی۔

—— ماہر اور مشہور انجنیئر اس لائن کا نقشہ تیار کر رہے ہیں، اخراجات کا اندازہ ۴۷ کروڑ پونڈ ہے۔ بعض ترک انجنیئر اس سکیم کے مقابلہ میں قلعہ بندی کی دوسری سکیمیں بھی تیار کر رہے ہیں جن کا تعلق مشرقی بحیرہ روم کے ساحلوں کی حفاظت سے ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت فرانس نے اتاترک لائن کے سلسلہ میں فرانسیسی انجنیئروں کی پیشکش کی ہے جسے حکومت ترکی غالب قبول کرے گی۔

—— ایران کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ ایران کے تمام شہروں اور ایرانی حدود پر فوجی نقل و حرکت شروع ہوگئی اور وسیع پیمانہ پر جنگی انتظامات کے لئے فوجی حکام کے نام احکام صادر ہو چکے ہیں۔

ممالکِ خارجہ

—— لندن ۵ر دسمبر۔ ملک معظم۔ ڈیوک آف گلاسٹر کے ہمراہ فرانس پہنچ چکے ہیں آپ مغربی محاذ پر لڑنے والی فوجوں کا معاینہ فرمائیں گے۔ سرجان سائمن بھی آجکل فرانس میں موجود ہیں

—— لندن ۶ر دسمبر۔ آج ملک معظم فرانس میں مغربی محاذ پر تشریف لے گئے، اور اتحادی فوجوں کا معاینہ فرمایا۔ آپ کے ہمراہ ڈیوک آف گلاسٹر بھی تھے

—— لندن ۶ر دسمبر۔ فن لینڈ اور روس کے درمیان جنگ بدستور جاری ہے، تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیلسنکی میں ابھی تک موسم خراب ہے، دھند کے علاوہ برف بھی گر رہی ہے ہیلسنکی اور فن لینڈ کے دیگر بڑے بڑے شہر خالی کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے باشندے شہر کو چھوڑتے وقت اپنے مکانوں کو آگ لگا دیتے ہیں۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ فنش فوج اپنے مورچوں پر جمی ہوئی ہے۔ روسی افواج ان مورچوں کو توڑنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوسکیں، روسی فوج کی امداد کے لئے تازہ دم فوجی دستے روس سے فن لینڈ پہنچ رہے ہیں۔

—— مزید معلوم ہوا ہے کہ آج فنلینڈ کے طیاروں نے روس کے ایک مستقر پر شدید بمباری کی جس سے وہاں آگ لگ گئی۔ اس کے علاوہ آج کی لڑائی میں روس کے ۵ ٹینک بالکل تباہ کر دیئے گئے۔ روسیوں کا دعوےٰ ہے کہ وہ بھی آگے بڑھ چکے ہیں۔

—— لندن ۶ر دسمبر۔ ارجنٹائنا۔ برازیل اور بعض دوسرے ممالک کی حکومتوں نے مجلس اقوام سے مطالبہ کیا ہے کہ روس کو مجلس ہذا کی رکنیت سے علیحدہ کر دیا جائے۔

—— لندن ۶ر دسمبر۔ آج جرمنی کے آٹھ طیاروں نے انگلستان پر پھر حملہ کیا جو بالکل ناکام رہا۔

—— لندن ۶ر دسمبر۔ سرکاری اعلان مظہر ہے، کہ گذشتہ شب رائل ایرفورس کے طیاروں نے جرمنی پر کامیاب پرواز کی۔

—— لندن ۶ر دسمبر۔ آج دشمن نے غیر جانبدار ممالک کے تین اور جہاز غرق کر دیئے۔

—— لندن ۶ر دسمبر۔ سویڈن میں فن لینڈ کی ہمدردی میں مظاہرے ہو رہے ہیں... پُرجوش مظاہرے ہو رہے ہیں۔

—— آجکل جرمن اخبار سویڈن کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں، اور جرمنی کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت جلد سویڈن پر حملہ کر دے گا۔

—— بخارسٹ ۶ر دسمبر۔ رومانیہ کے وزیر خارجہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ فن لینڈ پر موجودہ حملہ سے روس اور رومانیہ کے تعلقات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ رومانیہ اپنے ہمسایوں سے گفت و شنید کے لئے تیار ہے۔ لیکن اگر اس پر کسی نے حملہ کیا تو وہ اس کا مقابلہ کرے گا۔

—— پیرس ۶ر دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ فن لینڈ کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ۹ر دسمبر کو لیگ کونسل کا جو اجلاس منعقد ہو رہا ہے اس کی صدارت بلجیم کرے گا۔

مسیح کی آمد ثانی کا تصور

(بقیہ صفحہ ۲ سے)

انہوں نے کہا "یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں"؟ مرقس نے یہاں صرف ماں کا ذکر کیا ہے۔ مگر لوقا میں ۴ : ۲۲ میں ہے "کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں"؟
لوقا، مرقس اور متی کے متفقہ بیانات کو پڑھکر اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے سورہ مریم میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ
فاتت بہٖ قومھا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ھارون ما کان ابوک امرأ سوءٍ وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبد اللہ اٰتانی الکتاب وجعلنی نبیا ۔ الخ
مورخین کے نزدیک یہ واقعہ جناب مسیح کی تیس برس کی عمر کا ہے اس کے بعد اور اس سے پہلے مسیح کبھی اپنے وطن اور اپنے گھر میں عنا نہیں دیکھا گیا۔ اپنے شہر میں ان کا یہ وعظ پہلا اور آخری وعظ تھا جس کا انہیں نہایت تلخ تجربہ ہوا۔

قرآن مجید کے الفاظ ہیں۔ لقد جئت شیئاً فریا اور اناجیل میں ہے۔ "ان فضل کی باتوں سے جو اس کے منہ سے نکلتی تھیں تعجب کرکے کہا کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں"۔ (لوقا ۴ : ۲۲)
بہتوں نے سن کر حیران ہوکر کہا کہ یہ باتیں اس نے کہاں سے پائیں اور کیا یہ حکمت ہے جو اسے ملی ہے (مرقس ۶ : ۲ و ۳)
اس نے ان کے عبادت خانہ میں آکر انہیں ایسی تعلیم دی کہ وہ حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسی حکمت اور معجزے اس نے کہاں سے پائے۔ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اس کی ماں مریم نہیں کہلاتی (متی ۱۳ : ۵۴)
لفظ فریا جو قرآن مجید نے استعمال کیا ہے اس کے معنی بھی امام راغب نے عظیم العجیب اور مصنوع کئے ہیں جو اناجیل کے مذکورہ بیان کے مطابق ہیں۔

مسیح پر روح القدس پہلی مرتبہ کب نازل ہوئی؟

مسیح اپنی بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔ بلکہ قریباً تیس برس کے تھے جب وہ یوحنا سے بپتسمہ پانے کے لئے دریائے یردن کے کنارے پہنچے۔ متی اس کے متعلق لکھتا ہے۔
"اور یسوع بپتسمہ پاکے وہیں پانی سے نکل کر اوپر آیا۔ اور دیکھو کہ اس کے لئے آسمان کھل گیا اور اس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا"۔
اس سے پیشتر روح القدس مسیح پر نہیں اتری اور نہ اس سے پہلے مسیح خدا کا بیٹا کہلایا۔ بلکہ بپتسمہ پاکر گناہوں سے توبہ کے بعد مسیح کے متعلق یہ آواز آسمان سے آئی کہ
"یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں"۔
(متی ۳ : ۱۷)
اس میں شبہ نہیں کہ مرقس ۱ : ۱۱ اور متی کے مذکورہ حوالہ میں اختلاف ہے۔ مگر اصولاً یہ امر ظاہر ہے کہ بپتسمہ پاکر گناہوں سے پاک ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا دونوں لازم و ملزوم امر ہیں۔ اگر مسیح خدا کا بیٹا پیشتر سے ہوتا۔ یا اس کا تعلق بپتسمہ کے ساتھ نہ ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آسمان کی یہ گواہی اس سے پیشتر نہ آئی ہوتی۔ اناجیل کا اس امر پر متفق ہوتا کہ آسمان سے "خدا کا یہ پیارا بیٹا ہے" کی آواز بپتسمہ کے بعد آئی۔ خدا کا بیٹا یا کنواری کا بیٹا ہونے کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ جسمانی لحاظ سے مسیح نے عمر بھر اپنے بن باپ ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں روحانی لحاظ سے گناہوں سے پاک ہونا اور کسی انسان کا شاگرد نہ ہونا اور مس بشر سے پاک ہونا ثابت ہے۔ اسی لئے لوگوں کو اس امر پر تعجب ہوا اور بہتوں نے سن کے حیران ہوکے کہا کہ یہ باتیں اس نے کہاں سے پائیں۔ اور یہ کیا حکمت ہے جو اسے ملی ہے"۔ (مرقس ۶ وغیرہ)
قرآن مجید کی اصطلاح میں مسیح کا ابن مریم ہونا اور مریم کا گناہوں سے پاک ہونا اور اس طہارت کے بعد اس میں نفخ روح یا کلام الہٰی کا پھونکا جانا اور کامل مومن کا مریم کا مثیل ہونا یہ ساری باتیں اس امر پر دال ہیں کہ ابن مریم ایک مجاز اور استعارہ ہے کسی کے گناہ سے پاک ہونے اور کلام الہٰی اس میں پھونکا جانے سے اناجیل کا بیان کہ مسیح کی پیدائش روح القدس کے وسیلہ سے ہوئی۔ یہ بھی جسمانی پیدائش نہیں۔ بلکہ روحانی پیدائش ہے بپتسمہ کے بعد عیسائیوں میں ایک روحانی باپ بھی بپتسمہ پانے والے کا مقرر کیا جاتا ہے جو اس کی روحانی تربیت کرتا ہے۔ مگر مسیح نے بپتسمہ پاکر خدا سے براہ راست تعلیم پائی۔ لہٰذا وہ خدا کا بیٹا کہلایا۔ اس کے بالمقابل علماء کا گروہ ہے جن کا مقابلہ مسیح اور حزقیل دونوں کو پیش آتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ حزقیل اور مسیح دونوں کی زبان سے علماء سو کے حق میں درشت کلامی موجود ہے۔

(باقی آئندہ)

نمبر ۸۔ جماعت سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ملتا ہے۔ اتحاد پیدا ہوتا ہے اپنے محلہ میں پانچ بار یومیہ اور ساتویں دن جمعہ کی نماز میں چند محلہ کے لوگوں کے اجتماع سے اسلامی فوجی دستہ کا مظاہرہ ہوتا ہے۔
نمبر ۹۔ عیدین میں تمام شہر کے لوگ سال میں دو مرتبہ ایک میدان میں جمع ہوکر اسلامی قواعد انجام دیتے ہیں۔
نمبر ۱۰۔ حج صرف مالدار مسلمانوں پر فرض ہے۔ سال میں ایک بار تمام دنیا کے مسلمان مالداروں کا اجتماع مکہ معظمہ میں ہوتا ہے۔ اگر مسلمانوں کو کسی اہم کام میں مشورہ لینا ہو یا مدد درکار ہو تو اس عظیم الشان جلسہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور مذہبی کام کے انجام دینے میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو متفق کر سکتے ہیں۔ ہر مسلمان اسلامی فوج کا ایک سپاہی ہے ہر وقت اور ہر موقع پر مذہب اسلام کے لئے سر کٹا دینا اس کا فرض ہے۔ اس لئے زبردست سے زبردست طاقت سے مقابلہ کرنے میں اپنے مذہب کے لئے کسی مسلمان کو کچھ دریغ نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ سچا مسلمان ہو۔
نمبر ۱۱۔ اپنے عادل حاکم کی اطاعت کا عمدہ سبق نماز سے مسلمانوں کو حاصل ہوتا ہے اپنے پیش امام کی اطاعت سے وہ مشاق ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا دنیاوی احکام میں بھی وہ حتی الامکان اپنے حاکم کے حکموں کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع فرمانبرداری لازمی و ضروری سمجھتے ہیں بشرطیکہ اُن کے احکام دینی یا دنیوی مفاد کے خلاف نہ ہو۔

نماز کے دنیاوی فوائد

نماز کے دینی فضائل تو بہت ہیں، جن کو انشاءاللہ تعالیٰ بعد کو بیان کرونگا۔ فی الحال چند دنیاوی خوبیاں جو اس چار حرف کے لفظ میں مضمر ہیں بیان کرتا ہوں۔
نمبر ۱۔ کپڑے۔ بدن۔ جائے نماز۔ کان۔ ناک۔ دانت منہ وغیرہ کی دن میں پانچ بار صفائی کرنا، حفظان صحت کی مکمل تعلیم ہے۔ اور بیماریوں کے جراثیم سے محفوظ رہنے کا ذریعہ۔
نمبر ۲۔ اوقات نماز کی پابندی سے انسان وقت کا پابند ہو جاتا ہے۔ وقت کی پابندی سے وقت کی قدر بھی ہوتی ہے۔ جب وقت کی قدر ہو گی ہے تو کوئی شخص بیکار لہو و لعب میں نہ اپنا وقت ضائع کریگا نہ اپنے رفیق یا عزیز کا۔ جب وقت کو رائیگاں نہ کرے گا تو یقین ہے اس سے ضرور فائدہ حاصل کرے گا۔
نمبر ۳۔ اذان جس کی پکار پر مسلمان لبیک کہتے ہوئے دنیا کے تمام کاموں کو چھوڑ کر صدا دہندہ کے پاس جوق جوق جمع ہوکر حکم کے منتظر رہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے رہبر کے حکم کے کس قدر مطیع ہیں۔
نمبر ۴۔ اقامت۔ جمع ہو جانے پر صف بندی کا حکم ہوتا ہے۔ حکم پاتے ہی امیر غریب۔ فقیر سب ایک صف باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں ایک شخص اس فوج کا کمانڈر ہوتا ہے جو پیش امام کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ آگے کھڑا ہوکر جو حکم کرتا۔ سب اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے کسی حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتے۔
۵۔ رکوع۔ اپنے پیش امام کے حکم پر فوراً ایک ساتھ ہی خاکساری۔ انکسار۔ عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے خدا کی عظمت کا اقرار کرکے سب ایک ساتھ جھک جاتے ہیں۔ جب امام کھڑے ہونے کا حکم کرتا ہے تو سب ایک ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔
نمبر ۶۔ سجدہ۔ جب اس فوج کا افسر زمین پر سر رکھ دینے کا حکم دیتا ہے تو سب ایک ساتھ اپنے سروں کو زمین پر رکھ دیتے ہیں اور خدا کی بڑائی کرنے لگتے ہیں۔ گویا اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اے خدا تیری امانت۔ یعنی میرا سر۔ جسم جان۔ سب تیری راہ میں حاضر ہے۔ یہی اس اسلامی جنگی قواعد کی مشق ہے۔ جس کی بدولت بڑے بڑے بادشاہ مغلوب ہوگئے تھے۔ بہت سے ممالک فتحیاب ہوگئے تھے۔ خدا کی عظمت کے خیال سے ہماری بزدلی دور ہو جاتی ہے۔ انسانی شان و شوکت۔ جاہ و حشم ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ موت کا بھی خوف نہیں رہتا۔ یہ جانتے ہیں کہ موت کا آنا برحق ہے۔ اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ مگر بلا موت کے کوئی مرتا بھی نہیں۔ اسی خیال سے سچا مسلمان، دلیر اور بہادر ہوتا ہے۔ بہادر ایک ہی بار مرتا ہے خواہ وہ مرض الموت میں گرفتار ہوکر مرے یا جنگ میں شہید ہو جائے۔ مگر بزدل ہر خوف کے موقعہ پر مرتا رہتا ہے۔
نمبر ۷۔ نماز سے ہمارا توکل خدا پر ہو جاتا ہے۔ جب ہم اس پر بھروسہ کرتے ہیں تو وہ ہماری مدد بھی کرتا ہے۔ جب وہ ہماری مدد کرے گا تو یقیناً ہم غالب بھی ہوں گے۔ جیسا کہ تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ خدا پر توکل کرنیوالی چھوٹی جماعت بڑی جماعتوں پر فتحیاب ہو سکتی ہے۔ ۴۴

عازمین حج کیلئے ضروری معلومات

حکومت ہند کا سرکاری اعلان

سکرٹری صاحب پنجاب پراونشل حج کمیٹی لاہور نے "عازمین حج کے لئے خوشخبری" کے نام سے ایک مختصر رسالہ شائع کیا ہے جس میں عازمین حج کے لئے مفید معلومات موجود ہیں۔ اس کا ضروری حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ دو پیسے کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیجکر سکرٹری صاحب موصوف سے مفت منگایا جا سکتا ہے۔ (پیغام صلح)

جنگ کے خطرات اور بین الاقوامی حالات کے پیش نظر جہازوں کی روانگی کا عارضی التوا ختم ہو گیا۔ حکومت ہند نے مسلمانان ہند کی خواہشات کے مطابق حج کا راستہ کھول دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ جہازوں کی روانگی کا سلسلہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۹ء سے شروع ہو کر ۴ جنوری ۱۹۴۰ء تک جاری رہے گا۔ یعنی اس دوران میں حاجیوں کے جہازوں کی آمد و رفت برابر جاری رہے گی اور مسلمان بے خوف و خطر سفر حج اختیار کر سکیں گے۔

حکومت ہند کا اعلان

حکومت ہند کے اعلان میں مذکور ہے کہ جہازوں کی روانگی متذکرہ صدر تاریخوں کے درمیان صرف بمبئی اور کراچی کی بندرگاہوں سے عمل میں آئے گی۔ پہلا جہاز "اسلامی" کراچی سے ۲۵ نومبر کو یا اس کے لگ بھگ اور دوسرا "علوی" بمبئی سے تقریباً ۳ دسمبر کو روانہ ہوگا۔[1] اس کے بعد ۴ جنوری ۱۹۴۰ء تک جہاز کثرت سے آمد و رفت جاری رکھیں گے۔ ان جہازوں کی آمد و رفت کی تاریخیں، جہازران کمپنی سے موصول ہونے پر مشتہر کی جائیں گی۔

حکومت ہند کو افسوس ہے کہ جنگ کی وجہ سے پیش آنے والی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کلکتہ کی بندرگاہ سے حاجیوں کا کوئی جہاز روانہ نہیں ہوگا۔

شرح کرایہ جس میں خورد و نوش کے مصارف بھی شامل ہیں موجودہ موسم حج کے لئے حسب ذیل ہیں۔

ڈیک یعنی درجہ سوم

بمبئی سے جدہ (والپسی) ۱۷۳ روپے

کراچی سے جدہ (والپسی) ۱۶۷ روپے

درجہ دوم

بمبئی سے جدہ (والپسی) ۴۴۶ روپے

کراچی سے جدہ (والپسی) ۴۲۲ روپے

درجہ اول

بمبئی سے جدہ (والپسی) ۶۲۱ روپے

کراچی سے جدہ (والپسی) ۵۹۷ روپے

۱۰ سال سے کم عمر بچوں کے لئے اخراجات خوراک کے سلسلہ میں شرح کرایہ سے مندرجہ ذیل رقوم گھٹا دی جائیں گی۔

	درجہ سوم	درجہ دوم	درجہ اول
بمبئی سے جدہ	۱۰ روپے	۳۹ روپے	۳۹ روپے
کراچی سے جدہ	۷ روپے	۲۷ روپے	۲۷ روپے

اندازہ کیا گیا ہے کہ امسال موجودہ شرح تبادلہ کے مطابق ایک ایسے مسافر کے لئے جو بمبئی سے جدہ تیسرے درجہ میں اور حجاز میں اونٹ پر سفر کرے گا۔ حج کے کم از کم مصارف (جن میں مدینہ شریف کی زیارت کے اخراجات بھی شامل ہیں) ۶۳۵ روپے سے کم نہیں ہوں گے۔ اگر وہ کراچی سے عازم سفر ہو تو کم از کم ۶۳۰ روپے ہوں گے۔

لیکن اگر مسافر زیادہ آرام دہ ذرائع سفر اختیار کرے اور اس کا معیار زیست بھی نسبتاً بلند ہو تو مصارف میں کافی اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے عازمین سفر حج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ کسی حاجی کو خواہ وہ کتنا ہی غریب اور نادار ہو اس وقت تک سفر پر روانہ نہیں ہونا چاہئے۔ جب تک اس کے پاس کم از کم ۷۵ روپے خرچ کے لئے موجود نہ ہوں۔

جو مسافر بمبئی یا کراچی سے جہاز کے دوسرے درجہ میں سفر کریں گے اور حجاز میں موٹر بس پر۔ ان کا کم از کم خرچ علی الترتیب ۱۳۰۰ اور ۱۲۷۵ روپے ہوگا۔ اگر مسافر بمبئی سے جہاز کے اول درجہ میں سفر کرے گا۔ اور حجاز میں سفر کے لئے ٹورنگ موٹر کا استعمال کرے گا۔ تو اس کا خرچ اندازاً ۱۹۰۰ روپیہ ہوگا۔ اگر وہ بھی سفر کراچی سے کرے تو اسے ۱۸۷۵ روپے خرچ کرنے پڑیں گے۔ تمام زائرین کو لازم ہے کہ قیمتوں کی زیادتی کے پیش نظر اخراجات میں ہر ناگہانی اضافہ کے لئے تیار رہیں۔

حجاز میں حج کے مصارف کا اندازہ

از مکہ تا جدہ

فی کس کرایہ شتر مع شقدف مع محصول اصلاح طریق } ۵۸ قرش پندرہ پارہ طلائی

فی کس کرایہ لاری مع محصول اصلاح طریق } ۹۳ قرش بیس پارہ ...

فی کس کرایہ موٹر مع محصول اصلاح طریق } ایک گنی چوبیس قرش ...

مختلف صورتوں میں فی کس اتنا ہی کرایہ واپسی پر ...

از مکہ تا عرفات آمد و رفت

فی کس کرایہ شتر	پچپن قرش ...
فی کس کرایہ لاری	ایک گنی ۵۵ قرش ...
فی کس کرایہ موٹر	تین گنی

از جدہ تا مدینہ مع واپسی

فی کس کرایہ شتر مع شقدف و محصول اصلاح طریق } پانچ گنی چھ قرش ۲۵ پارہ طلائی

فی کس کرایہ موٹر لاری	سات گنی ننانوے قرش ...
فی کس کرایہ موٹر	گیارہ گنی ۱۷ قرش بیس پارہ ...

(جو اصحاب مدینہ سے ینبوع اور وہاں سے ... انہیں بھی یہی کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔ سفر مدینہ کے لئے ... ہے اس لئے لاریوں اور موٹروں کے ذریعہ سے جانے ... کرایہ جدہ ہی سے دینا ہوگا۔ اونٹوں پر جانے والے معولہ ... دے کر مکہ معظمہ بھی جا سکتے ہیں۔

محصول و انعامات

محصول و انعامات کی رقم حکومت کی طرف سے ... ہے اور یہ رقم ہر شخص کو جدہ میں وکیل کو ادا کرنی پڑتی ... یہ رقم اونٹوں پر جانے والوں یا لاری یا موٹر پر جانے والوں کیلئے ... دو گنی اکاسی قرش اور تیس پارہ طلائی۔

مندرجہ صدر مصارف ان لوگوں کے ہیں جو ... رستے سفر حج کے لئے جائیں۔ ان میں جہاز کا کرایہ ... کا خرچ یا دوسرے مصارف شامل نہیں ہیں۔ لیکن جو لوگ ... کے رستے حج کے لئے آئیں۔ ان کے مصارف الگ ہیں ... مکہ سے جدہ اور جدہ سے مکہ تک لاری اور موٹر کا کرایہ ... ہوگا۔ جس کی مقدار اوپر بتائی جا چکی ہو کہ سے عرفات اور واپسی ... وہی ہوگا اور مدینہ کا بھی وہی۔

بقیہ مصارف

جو شخص اپنے اونٹ پر مدینہ سے مکہ یا مکہ سے ... جائے آئے۔ اسے دو گنی اور ۸۰ قرش کی رقم بطور ...

[1] یہ دونوں جہاز تو روانہ ہو چکے ہوں گے (پیغام صلح)

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

نو اے پیغام صلح خواہد بود ... نام ما باشد

الصلح خیر

الحمد کہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ روزنامہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد انعام الحق ہوشیارپوری پرنٹر پبلشر کے دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا

شرح چندہ
سالانہ - چھ روپے
ششماہی - تین روپے
طلباء سے
سالانہ - چار روپے
ششماہی - دو روپے
ممالک غیر سے
پندرہ شلنگ سالانہ

جلد ۲۷

لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۵ ذیقعد ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۳۹ء

نمبر ۷۴

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محدود انسانی تجربہ کا نام خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت نہیں ہے

غرض یہ عجائب خانہ دنیا بیشمار عجائبات سے بھرا ہوا ہے جو دانا اور شریف حکیم گذرے ہیں انہوں نے اپنے چند محدود معلومات پر ہرگز ناز نہیں کیا اور وہ اس بات کو بہت بے شرمی اور گستاخی سمجھتے رہے ہیں کہ اپنے محدود تجربہ کا نام خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت رکھیں۔ مگر ان کے مقلد بباعث اپنی خامی اور ناتمامی کے سخت درجہ پر قانونِ قدرت کے قائل بلکہ غلام پائے جاتے ہیں۔ سو یہ اسی مثل کا مصداق ہے در پدر شہری لبسیار است۔ لیکن پسر گرمی دار است۔ بالخصوص اس زمانہ کے نو آموز لڑکوں میں قانونِ قدرت کا خیال واجبی حد سے بڑھ گیا ہے، اکثر نامقید اور آوارہ طبع اور ملحدانہ طبیعت کے آدمی ان کم فہم لڑکوں کو بگاڑتے جاتے ہیں۔ جن کی نادانی اور سادہ لوحی رحم کے لائق ہے۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اگر خواص قدرتیہ کا خاتمہ ہو چکا ہے تو اس کا یہ لازمی نتیجہ ہونا چاہیئے کہ آیندہ خواص جدید ظہور میں نہ آویں اور اگر ابھی خاتمہ نہیں ہوا اور نئے انکشافات اور تازہ معلومات کے کھلنے کی اُمید ہے تو پھر کیوں ایک نئی بات کو سنتے ہی بکری کی طرح انکار میں گردن ہلاویں۔ خدا نے اُن کو یہ سمجھ نہیں دی کہ عجائبات الٰہی کا میدان جو رنگارنگ، اور بے انتہا چشموں اور کنوؤں اور آبشاروں سے آب پاشی پا رہا ہے وہ نفس ناطقہ انسان کے لئے پڑا ہے وہ کیونکر تجارب محدودہ کے ظرفِ تنگ میں سما سکتا ہے۔ اور اگر ایسا فرض بھی کر لیا جائے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اسی حد تک ختم اور خرچ ہو چکی ہیں جو ہمیں معلوم ہے تو پھر اس سے کیونکر خدا تعالیٰ کا اپنی ذات اور اپنی قدرتوں اور اپنی حکمتوں میں بے انتہا ہونا قائم رہ سکتا ہے۔ اس کی غیر محدود حکمتوں اور قدرتوں کو سمجھنے کے لئے یہی ایک تو راہ ہے کہ ایک ذرہ کے موافق بھی اگر کوئی چیز ہو تو اس پر اگر تمام انسانی عقلیں قیامت تک غور کریں تو اس کے عجائبات کی تہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ کیا جس نے یہ پُر بہار آسمان جو مہر و ماہ اور ستاروں کے چراغوں سے سج رہا ہے، اور یہ رشکِ گلزار زمین جو رنگارنگ مخلوقات سے آباد ہو رہی ہے بغیر ایک ذرہ مشقت اُٹھانے کے صرف اپنے ارادہ سے پیدا کر دیا اس کی قدرتوں کا کوئی انتہا پا سکتا ہے؟

(سرمہ چشم آریہ)

ایک ضروری اطلاع

پیغام صلح کا تنظیم نمبر

۱۷ر کی بجائے ۲۰ر دسمبر کو شائع ہوگا

گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا گیا تھا کہ پیغام صلح کا تنظیم نمبر ۱۷ر دسمبر کو شائع ہوگا لیکن بعض انتظامی دشواریوں کی وجہ سے بدلنا پڑا۔ اب انشاء اللہ تنظیم نمبر ۲۰ر دسمبر کو تیار کر کے سپرد ڈاک کر دیا جائیگا۔ بیشک یہ معمولی سی تاخیر قارئین کرام اور احباب جماعت کے لئے زحمت انتظار کا باعث ہوگی لیکن عملۂ اخبار کو یہ جو چند روز کی مہلت مل گئی ہے۔ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر اس پرچہ کو بہتر بنانے کی ممکن کوشش کی جائیگی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نمبر نہایت

مفید، دلچسپ اور شاندار

ہوگا بہت سے بلند پایہ مضامین موصول ہو چکے ہیں اور بعض لکھے جا رہے ہیں کتابت شروع ہو گئی ہے۔ اخبار کا سرورق اس مرتبہ بھی لاہور کے مشہور مصور ماسٹر عنایت محمد صاحب سے تیار کرایا گیا ہے۔ جو بہت مؤثر اور دیدہ زیب ہے۔ لکھائی چھپائی کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

آپ فی الفور اپنی فرمائش بھیجدیں

قیمت فی پرچہ ۲ر
دس کاپیاں ایک روپیہ
(علاوہ محصول ڈاک)

کیا بہاء اللہ نے الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا؟

بہائی مذہب کے متعلق چند دلچسپ حقائق

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

(۳)

وہم و گمان علمی

بہاء اللہ کی طرف نبوت یا رسالت کا دعویٰ منسوب کرنا دراصل ایک خام خیالی یا وہم ناقص ہے۔ چنانچہ جب اس قسم کا خیال پہلے کیا گیا تو مرزا ابوالفضائل گلپیگانی نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا

"ادعاء ایشان ادعاء نبوت باشد محض وہم و گمان جناب شیخ است۔" (کتاب الفرائد صـ۳۷)

یعنی باب اور بہاء اللہ کا دعویٰ نبوت کا ہو یہ وہم و گمان ہے۔ پھر دعویٰ کیا ہے۔ سنئے ایک پرانے بابی اور بہائی صاحب فرماتے ہیں:-

"کلام الٰہی اور احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت اور رسالت کا دورہ نہیں۔ بلکہ الوہیت اور ربوبیت یعنی ولایت کا دورہ ہے۔"

(المعیار الصحیح صـ۱)

"دورہ نبوت کے بعد اب دورہ ولایت کا نیا آغاز ہے۔" (ایضاً . . .)

اگرچہ ان حوالوں میں نبوت و رسالت کا قطعی انکار صریح موجود ہے۔ مگر "دورہ ولایت کا نیا آغاز" کے الفاظ دھوکہ دینے والے ہیں۔ اس لئے ناظرین یہ سمجھ لیں کہ یہاں بہائی نقطہ نگاہ سے اللہ تعالیٰ کا مالکانہ تصرف مراد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الوہیت اور ربوبیت کے معنے ولایت کئے گئے ہیں۔ پس ولایت سے مراد ولایت محمدی نہیں۔ بلکہ الوہیت و ربوبیت کا دوسرا نام ہے۔ اور یہ نئی چیز ہے۔ اس لئے اسے "ولایت کا نیا آغاز" لکھا گیا ہے۔

قرآن مجید میں آتا ہے:-

ان اللہ ولی المومنین ——— اللہ مومنوں کا ولی ہے

یہ مرتبہ بہاء اللہ کا مانا جاتا ہے اور اللہ سے مراد بہاء اللہ لی جاتی ہے۔ یا اسی طرح "ھنالک الولایت للہ الحق" سے بہاء اللہ کی ولایت بشان الوہیت کو مانا جاتا ہے۔ اس لئے اس لفظ سے یہ خیال کیا جائے کہ یہ نبوت یا رسالت کے ماتحت ولایت کا دعوےٰ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ شیعہ لوگ اپنے ائمہ اولیاء اللہ کو بہت ہی بڑا درجہ دیتے ہیں۔ حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہیں۔ امام حسینؑ کو تمام انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں اور بہاء اللہ اپنے آپ کو اسی بنا پر رجعت حسین بھی لکھتا ہے۔ اور امام حسینؑ کا مرتبہ اس نے بھی قریباً خدا ہی کا مانا ہے۔ چونکہ باب اور بہاء دونوں شیعہ گروہ میں سے ہیں۔ انہوں نے بھی ولایت کو افضل من نبوت مانا ہے اور اسی بنا پر باب اور بہاء اللہ کے لئے ولایت اللہ کا اعتراف ہے اور خود بہاء اللہ نے بھی باب اور اپنے آپ کو بھی ولی ہی لکھا ہے نہ کہ نبی اور رسول۔ اور "بعثت" یا "ارسل" کے الفاظ بعض جگہ آئے ہیں مگر اس سے مراد نبوت یا رسالت پر مبعوث ہونا نہیں ہے۔ بلکہ ماموریت برتبہ الوہیت و ربوبیت مراد ہے۔ تمام بہائی اس حقیقت کے قائل ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے مولوی صاحب اپنے خط میں جو انہوں نے اشراق حقیقت کے نام سے شائع کرایا ہے۔ اس میں تجاہل عارفانہ کے طور پر لکھتے ہیں کہ جس طرح ہندوؤں میں رسول کی بجائے اوتار کا لفظ ہے۔ اسی طرح بہاء اللہ کی تحریروں میں نبوت و رسالت کی بجائے الوہیت و ربوبیت کی اصطلاح ہے۔ جس سے مراد نبوت و رسالت ہے۔

اگرچہ یہ خود بہائیوں کے مسلمات میں سے بھی نہیں ہے کہ الوہیت اور ربوبیت کے دعوے سے مراد رسالت یا نبوت ہے۔ بلکہ وہ ایمان رکھتے ہیں کہ بہاء اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہی اللہ ہے اور وہی رب ہے۔ قرآن مجید میں جس اللہ اور رب العالمین کے آنے کا وعدہ ہے وہ بہاء اللہ ہی ہے۔ اور باب اور بہاء اللہ نے بھی اس امر کو کھول کر بیان کیا ہے۔ بہائی یہ تسلیم کرتے ہیں قیامت ہو چکی اور قیامت میں ظاہر ہونے والا خدا ظاہر ہو چکا۔ اور یہ کہ اس خدا سے مراد مشیت اولیہ ہے جو عرش بہا پر جلوہ گر ہوئی۔ یہ مقام و مرتبہ پہلے کسی نبی کا نہیں ہے۔ اگرچہ وہ انبیاء بھی مظہر خدا ہی تھے۔ مگر مقام نبوت پر تھے۔ لیکن بہاء جو مالک یوم الدین ہے وہ خود مشیت اولیہ ہے۔ اسی واسطے بہاء اللہ کا مقام نبوت و رسالت نہیں ہے۔ بلکہ الوہیت و ربوبیت کا مقام ہے۔

اب میں خاتمہ مضمون پر بعض ایسے حوالے پیش کرتا ہوں جن سے صراحتاً بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت ظاہر ہے۔

حوالہ اوّل

"لیستعدن کل من فی السموات والارض وما بینھما الیوم من یظھرہ اللہ ولیحضرن کل علیہ و لیشھدن بانہ لا الہ الا ھو وکل لہ لیسجدن" (کتاب اسماء)

یعنی کل جو آسمانوں اور زمین میں ہیں چاہیئے کہ وہ تیار ہو جائیں من یظہرہ اللہ (بہاء اللہ) کے دن کے لئے سب کے سب اس کے سامنے حاضر ہو جانا اور گواہی دینا کہ کوئی معبود نہیں۔ بجز بہاء اللہ اور سب کے سب اس کے سامنے سر جھکا دینا یا اس کو سجدہ کرنا۔

اب اگر فنا کے مقام میں متکلم یہ کہے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں تو ہم اس کی تاویل کر سکتے ہیں لیکن جب کوئی غیر شخص کسی کے متعلق یہ نصیحت کرے۔ جیسا کہ اوپر کے حوالہ میں باب نے تمام کو ہدایت کی ہے کہ تم سب اس کو خدا جاننا اور اس کی معبودیت کا اقرار کرنا اور اسے سجدہ کرنا۔ تو اس کے معنی یہ نہیں ہو سکتے کہ جس کی معبودیت کا اقرار کیا گیا ہے۔ وہ دراصل غیر معبود ہے اور سجدہ سے مراد صرف فرمانبرداری ہے۔ کیونکہ معبود مان کر سجدہ کرنا تو سجدۂ عبادت ہی ہو سکتا ہے۔ اس پر باب کا ایک دوسرا حکم بھی روشنی ڈالتا ہے جو یہ ہے:-

"ولتسجدن یوم القیامۃ بین یدی من یظھرہ اللہ" (البیان ۹—۱)

یعنی تم پر فرض ہے کہ قیامت کے دن بہاء اللہ کے آگے سجدہ کرو۔

یہ امر مسلمہ بہائیاں ہے کہ سجدہ سوائے معبود حقیقی کے کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ خود بہاء اللہ نے لکھا ہے کہ خدا کے کسی غیر کو سجدہ مت کرو۔ پس باب کا موعود من یظہرہ اللہ یا بہاء اللہ دراصل وہی ہو سکتا ہے جو سوائے ذات [illegible] اور کچھ نہ ہو۔

دوسرا حوالہ

ان ما انزل اللہ من ذکر لقاء اللہ ولقاء الرب ان المراد من یظھرہ اللہ و ہر کسے لقاء من یظہرہ اللہ را مقترن بلقاء نماید یا قرین یا عدل یا کفو یا [illegible] ازبرائے او و لقاء او قرار دہد شناختہ لائق ذکر نیست۔" (البیان ۳—۴)

یعنی خدا نے جو لقاء اللہ اور لقاء الرب کے بارے [illegible] نازل فرمایا ہے اس سے مراد بہاء اللہ ہے اور جس [illegible] من یظہرہ اللہ کی لقاء کو کسی اور لقاء کے قریب [illegible] یا اس کے لئے کوئی اس کی مثل یا کفو یا برابر اس کی لقاء کے ٹھیرائے۔ اس نے من یظہرہ اللہ کو نہیں پہچانا اور وہ لائق ذکر نہیں ہے۔"

اب ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ وہ ذات جس کی شان

لیس کمثلہ شئی

اور جس کی شان ہے۔

لم یکن لہ کفوًا احد

وہ سوائے ذات واجب الوجود اللہ تعالیٰ کے کوئی اور [illegible] سکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر حوالہ ہذا کی بابی عبارت میں سوائے خدا کے اور کس کا ذکر ہے۔ خود بہاء اللہ نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ

"الیوم ولد من لم یلد ولم یولد"

یعنی آج وہ پیدا ہوا جو لم یلد ولم یولد ہے۔ گویا باب اور بہاء اللہ کی عبارت کو ملا کر پڑھیں۔ تو بہاء اللہ کی ذات [illegible] جس کا ذکر سورہ توحید قل ھو اللہ احد میں ہے۔ اب اس سے زیادہ صاف دعویٰ الوہیت اور کیا ہو گا؟

تیسرا حوالہ

"وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اپنے ماسوا کسی اور [illegible] کے ذریعہ سمجھ میں آ سکے یا اپنی مخلوق کے اشارہ کا [illegible] الیہ ہو سکے اور میں سب سے پہلا اس کا بندہ ہوں [illegible] اس پر اور اس کی آیات پر ایمان لایا اور جس نے [illegible] جنت عرفان کے باغ کے شگوفوں سے اس کے کلمات کے پھولوں کو چنا۔ ہاں اس کی عزت کی قسم وہ جس [illegible] کے سوا کوئی خدا نہیں۔ سب اس کے حکم سے قائم ہیں۔"

(لوح ابن ذئب صـ۹۶)

انبیاء تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ہم ایک کی [illegible] سے دوسرے کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اوپر کے [illegible] میں باب نے بہاء اللہ کو اس کی مخلوق کے اشارہ کا مشار الیہ ہو سکنے یا اپنے ماسوا کسی اور کے ذریعہ وہ شناخت ہونے سے بالکل بالا بیان کیا ہے اور یہ شان صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی ہی ہو سکتی ہے۔ اسی [illegible] ساتھ ہی باب کو اقرار ہے کہ

انا اول عبدہٗ

(باقی [illegible])

حضرت نبی کریم صلعم نسل انسانی کیلئے مکمل ترین اور بہترین نمونہ ہیں!

محمد عربی کی پیروی کرکے آج تک کوئی ناکام نہیں رہا

نوجوانان جماعت کو چند ضروری نصیحتیں ــــ جماعت قادیان کی اصلاح کا موثر طریق

خطبہ جمعہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا (الاحزاب ۳۳:۲۱)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے اس کیلئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد رکھتا ہے۔

اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ رسول میں تمہارے لئے بہت ہی اچھا نمونہ ہے ایسا نمونہ جو تمہاری بھلائی اور بہتری کا موجب ہے۔

حیوان اور انسان میں ایک بیّن فرق

حیوان اور انسان میں ایک کھلا فرق یہ ہے کہ حیوان سب کچھ فطری طور پر اپنے ساتھ لاتا ہے وہ کسی کے سکھانے کا اور کسی کے نمونے کا محتاج فی الحقیقت نہیں لیکن انسان نمونہ کا محتاج ہے اور کسی دوسرے کی نقل اس کیلئے ضروری ہے جو حیوانات ایسی حالت میں پیدا ہوتے ہیں کہ انکو ماں یا باپ کے سامنے ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ مثلاً اگر مرغی کے بچوں کو خاص اندازا درجہ ڈگری کی گرمی پہنچائی جائے جو کہ مرغی کے پروں میں ہوتی ہے تو وہ بغیر کسی مرغی کو دیکھنے کے سب وہ باتیں کرتے ہیں جو مرغی میں موجود ہوتی ہیں۔ کیونکہ فطری طور پر وہ سب کچھ ساتھ لاتے ہیں۔ لیکن انسان کا بچہ نمونے کا محتاج ہے لیکن اگر انسان کے نوزائیدہ بچوں کو دوسرے انسانوں سے بالکل الگ کر دیا جائے تو نہ صرف وہ بول نہیں سکتے بلکہ ہر قسم کے انسانی عادات و اخلاق سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اور انکی حالت بالکل وحشی پن کی ہوتی ہے۔

انسان نمونہ کا محتاج ہے

تو انسان نمونہ کا محتاج ہے اس وقت بھی جبکہ ابھی اس میں احساس و شعور پیدا نہ ہوا ہو تب بھی وہ اس پاس کے لوگوں سے کچھ نہ کچھ سیکھتا ہے۔ اور انکا اثر لیتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر نمونہ کی ضرورت اسکو اسوقت ہوتی ہے جب وہ اس عمر کو پہنچتا ہے جس میں کہ عقل و تمیز قوت پکڑتی ہے۔ اسے اس وقت بھی نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اعلیٰ درجے کے اخلاق سیکھ سکے اور اعلیٰ درجے کے جوہر پیدا کر سکے اس بات کے لئے وہ علاوہ ماں باپ کے دوسروں کے نمونوں کا محتاج ہے۔

انبیاء نوع انسانی کے لئے بہترین نمونہ ہیں

اللہ تعالےٰ نے جہاں انسان میں یہ امتیاز پیدا کیا کہ وہ دوسرے حیوانوں کے برعکس نمونہ کا محتاج ہے وہیں اس نے اپنی حکمت کاملہ سے نمونے مہیا بھی کر دئے ہیں ان میں سب سے بڑھ کر نبی اور رسول نمونہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جہاں ایک طرف ان برگزیدہ ہستیوں پر اپنا پاک کلام نازل کرتا ہے تو دوسری طرف انکو اپنے بندوں کیلئے نمونہ بھی قرار دیتا ہے جس کی پیروی کرکے ہر ایک انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق اور جوہر اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ تمام قوموں کے اندر ایسے لوگ پیدا ہوئے۔

حضرت نبی کریم بہترین اور مکمل ترین نمونہ ہیں

لیکن جب اتحاد نسل انسانی کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے رسول کو مبعوث فرمایا جو آئندہ ہمیشہ کیلئے تمام اولاد آدم کے لئے نمونہ ہو۔ ایران اور ہندوستان کے لئے نمونہ ہو عرب و چین کے لئے بھی نمونہ ہو۔ یورپ کے لئے نمونہ ہو اور ایشیا افریقہ اور امریکہ کیلئے بھی نمونہ ہو۔ چنانچہ اسی آیت میں یہی فرمایا گیا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ تمام لوگوں کے لئے مکمل نمونہ ہیں آپ کے اسوہ حسنہ میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جن کی کہ نسل انسانی کو ضرورت پیش آسکتی ہے اس نمونہ کی پیروی کرکے انسانیت کے بلند مراتب اور اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق حاصل کئے جا سکتے ہیں

تاریخ کی شہادت

یہ نرے الفاظ نہیں ہیں بلکہ تاریخ نے انکی صداقت کو پوری طرح ثابت کیا ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو اپنا مکمل اسوہ یا نمونہ بنایا۔ ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ خصائل پیدا ہوئیں اور وہ انسانیت کے بلند ترین مقام پر پہنچ گئے اور اسطرح انہوں نے اس حقیقت کو روشن کر دیا اور پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

صحابہ کرام کی زندگیاں ــ محمدی نمونہ کے کمالات

صحابہ کرام رضہ کی زندگیوں کو اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل ان لوگوں میں نہ تہذیب تھی نہ کلچر تھا علم و حکمت اور فلسفہ سے یہ بالکل بے بہرہ تھے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے نے یہ کمال کر کے دکھایا کہ کوئی جوہر ایسا نہ رہا جس میں کہ یہ لوگ دُنیا کے راہنما اور رہبر نہ بن گئے۔ محنت و مشقت بڑی بھاری خوبی ہے۔ اس لحاظ سے یہ دنیا کے رہبر و رہنما بن گئے شجاعت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہی حال ہے فتوحات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اسلام کے بڑے سے بڑے مخالف اعتراف کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی فتوحات کی دوسری مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی ہے سخاوت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ جوہر بھی ان میں بے نظیر تھا۔ زہد اور عبادت کے لحاظ سے بھی انکا رتبہ بہت بلند تھا۔ جب انہیں عبادت میں مصروف دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں دنیا سے کوئی علاقہ اور واسطہ نہیں بلکہ یہ دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ لیکن جب بھی لوگ میدان جنگ میں جاتے تو دشمن کا اس جانبازی کے ساتھ مقابلہ کرتے کہ معلوم ہوتا کہ فنون جنگ میں پوری طرح ماہر ہیں۔ دن رات عبادت میں مصروف رہنے والے یہ زاہد میدان جنگ میں اس طرح لڑتے جس طرح باقاعدہ فنون جنگ سیکھے ہوئے سپاہی۔ علم میں تو ان لوگوں نے اس قدر ترقی کی کہ علم کی کوئی شاخ [illegible] کہ انہوں نے کمال تک نہ پہنچا دیا۔ اس زمانہ میں [illegible] جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس عالمگیر تاریکی میں [illegible] علم کی وہ مشعل روشن کی کہ آج یورپ کی علمی ترقی اور روشنی [illegible] مفقود ہوتی اگر یہ مشعل روشن نہ ہوتی ہوتی اور خود یورپ کے علما کو اس حقیقت کا اعتراف ہے۔ آپ غور کرکے [illegible] لیں کہ صحابہ کرام رض نے انسانیت کے بلند ترین مراتب [illegible] نمونہ سے حاصل کئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ نرا دعویٰ ہی نہیں [illegible] تاریخ میں اسکا ثبوت ایسے واضح الفاظ میں موجود ہے کہ ان [illegible] کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ جو اسلام سے خطرناک دشمنی رکھتے ہیں۔

آج مسلمانوں کے سامنے محمد صلعم کا نمونہ نہیں رہا

لیکن کہا جائیگا کہ آج مسلمانوں کی کیا حالت ہے تو وہ انسانیت کے ان جوہروں سے خالی نظر آتے ہیں [illegible] میں سے بہت سے جو ہر دوسری قوموں میں موجود ہیں [illegible] درست ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے لئے [illegible] نبی کریم صلعم نمونہ نہیں رہے ہیں۔

مسلمانوں کی آئندہ نسل کی حالت

بالخصوص ان کی نئی پود اور ان لوگوں کے سامنے [illegible] یورپ وغیرہ سے ہو آئے ہیں محمد رسول اللہ صلعم کا اسوہ نہیں رہا۔ ان لوگوں کے سامنے کس کا اسوہ ہے؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ کسی کا بھی نہیں جو نئی بات اُن کے سامنے آجاتی وہی اُن کے لئے اسوہ ہے۔ اسی لئے ان کے کیرکٹر میں استقلال مضبوطی پیدا نہیں ہوتی جس طرح مختلف چیزیں ان کے سامنے آجاتی ہیں اسی طرح یہ ان کی پیروی کرتے جاتے ہیں یہی حال ہمارے کالجوں کا ہے۔ کوئی نہیں جو کالجوں کے طلباء کے سامنے اسوہ رسول کو رکھے خود کالجوں کے پروفیسروں اور ان لوگوں جو سوسائٹی میں کوئی درجہ رکھتے ہیں یہ حال ہے کہ کبھی ایک کے پیچھے لگتے ہیں۔ اور کبھی دوسری کے۔ ان کے قدم کو ایک ثبات نہیں ہے۔ جب ان کی اپنی یہ کیفیت ہے۔ تو طلبہ اور دوسرے نوجوانوں میں اسوہ رسولؐ کی پیروی کا جذبہ کس طرح پیدا ہو سکتا ہے مسلمان نوجوان آج

محمد صلعم کا نمونہ کبھی دھوکا نہیں دیتا

جن حالات میں پرورش پا رہے ہیں۔ اور جن [illegible] میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ بہت نازک ہیں لیکن [illegible] اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔ کہ خواہ حالات و واقعات کیسے ہی ہوں اگر وہ مضبوط ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسوہ حسنہ کی [illegible] تو آج بھی مسلمانوں کی حالت سدھر سکتی ہے۔ میں اپنے نوجوانوں کو خاص طور پر مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ خوب یاد رکھو کہ آج [illegible] ہے نمونہ قائم کرنے کا اور یاد رکھو اگر تم نے محمد رسول اللہ کو نمونہ بنا لیا۔ تو کبھی دھوکا نہیں کھاؤ گے اور جس کسی نے بھی رسول اللہ صلعم کو نمونہ بنایا اس نے کبھی دھوکا نہیں کھایا [illegible] ہمیشہ کامیاب ہوا۔ صرف یہی ایک نمونہ ہے۔ جو کبھی دھوکا نہیں دیتا۔ یہ دنیوی لحاظ سے بھی انسان کو کامیاب اور بامراد [illegible] اور دینی لحاظ سے بھی۔

دنیا کا کامیاب ترین انسان ــ غیروں کا اعتراف

بڑی چیز جو انسان چاہتا ہے وہ کامیابی ہے [illegible] دل میں ہر وقت کامیابی کو حاصل کرنے کی تڑپ لگی ہوئی [illegible]

لیکن اگر کامیاب بننا چاہتے ہو تو محمد رسول اللہ صلعم کو نمونہ بناؤ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ اپنوں کو چھوڑو دشمنوں کی رائے کو سنو۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ "انسائیکلو پیڈیا برٹینکا" میں صاف لکھا ہے کہ محمد عربی دنیا کی تاریخ میں کامیاب ترین مذہبی پیشوا ہیں۔ ہر قوم کے اندر کامیاب ترین انسان مذہبی پیشوا ہوتے ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم ان کامیاب ترین افراد میں سے سب سے زیادہ کامیاب ہیں یہ ایک غیر اور مخالف کی رائے ہے

اسوہ رسول کی پیروی کرنے والے کبھی ناکام نہیں رہے

واقعات تمہارے سامنے ہیں وہ یہی بتاتے ہیں کہ جن لوگوں نے محمد رسول صلعم کو نمونہ بنایا انہیں پوری طرح کامیابی حاصل ہوئی۔ ملکوں کے انتظام، فتوحات، بہادری علوم و فنون میں ترقی اور زہد و عبادت غرضیکہ ہر لحاظ سے وہ کامیاب ہوئے۔ آج ہم لوگ بھی اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ محمد رسول اللہ صلعم کے اسوہ حسنہ کو لے لیں۔

اسوہ رسول کے حاصل کرنے کا طریق

لیکن ہم اس اسوہ حسنہ کو اس طرح نہیں لے سکتے کہ جمعہ کے دن یہاں دو چار لفظ سن جائیں۔ اس کے لئے ضروری ہے ہم حضرت نبی کریم کی زندگی پر غور کریں آپ کی تاریخ کو پڑھیں اور اس کی پیروی کریں یہ تاریخ بھی ہمارے لئے ایسی ضروری ہے جیسے قرآن کریم۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ کو حاصل کرنے اور دوسروں کے سامنے پیش کرنے کے لئے قرآن کریم اور سیرت نبوی کو پڑھنا پہلا کام ہے۔ تاکہ تمہیں کامیابی کے ذرائع معلوم ہو سکیں اور تم آگے چل کر اس کام کو سنبھال سکو جس کو کہ تمہاری جماعت انجام دے رہی ہے۔

تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن بڑا اہم کام ہے

خوب یاد رکھو کہ یہ بڑا بلند مقام ہے جس میں کہ تمہاری جماعت مصروف ہے۔ تبلیغ اسلام خدا کا نام اور اس کا کلام پہنچانا بہت بڑا کام ہے۔ آج صرف تمہاری ہی جماعت اس کام کو انجام دے رہی ہے۔ باقی دنیا غفلت میں پڑی ہوئی ہے۔

عزم محکم کی ضرورت

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس کام کیلئے بڑے عزم کی ضرورت ہے۔ ایسا عزم کہ کوئی چیز تمہارے قدم کو نہ ڈگمگا سکے اور کوئی وسوسہ تمہاری لغزش کا باعث نہ بن سکے قرآن کریم کو پڑھو حضرت نبی کریم کے حالات کو پڑھو۔ جب کبھی تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو تم یہ دیکھو کہ اس کے متعلق قرآن کا کیا ارشاد اور حضرت نبی کریم کا اسوہ کیا ہے۔ تمہیں ہر ضرورت کے لئے نمونہ اور ہر مشکل کا حل مل جائیگا۔ اس کو تم مشعل راہ بناؤ۔

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان

ہم پر یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان اور فضل ہے کہ دوسرے کسی پیغمبر کے مستند حالات پوری طرح محفوظ نہیں لیکن ہمارے نبی کریم صلعم کے مستند حالات پوری تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ محفوظ ہیں۔ اگر ہم ان کو سامنے رکھیں۔ تو ان سے ہمیں ہر وقت ہدایت اور روشنی مل سکتی ہے۔ میں نوجوانوں کو پھر کہتا ہوں کہ اس وقت تمہارے سامنے جو کام ہے وہ کسی ریاست کا بنانا نہیں بلکہ قرآنی علم حاصل کرنا ہے یہ بڑی دولت ہے خواہ تم اسے لے لو یا رد کر دو۔

خدمت دین کا کام موجب عزت ہے

ابھی وقت ہے کہ تم سنبھل جاؤ اور ایسا نمونہ بن کے دکھاؤ کہ کل کو لوگ تمہارے نقش قدم پر چلیں۔ اسوقت تمہاری یہ عمر ہے تم اپنے آپ کو جیسا چاہو بنا سکتے ہو۔ یہ بھی خیال نہ کرو کہ سیاسی یا دوسرے کام میں عزت ملتی ہے۔ لیکن دین کے کام میں عزت نہیں ملتی۔ ہم میں سے جن لوگوں نے تھوڑا بہت کام خدمت دین کا کیا۔ کیا انہیں عزت نہیں ملی؟ خواجہ کمال الدین مرحوم کی طرف دیکھ لو یا اور لوگ جو زندہ ہیں۔ ان کی طرف دیکھ لو دین کے کام کیوجہ سے ہی ان انکا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ تم اس کام کو معمولی کام نہ سمجھو اور یہ خیال نہ کرو کہ عزت صرف سیاسی کام میں ہی مل سکتی ہے۔ یا ملکی خدمت سے ہی مل سکتی ہے۔

قرآن ہی میں نسل انسانی کی نجات ہے

قرآن کریم کا علم حاصل کرنا اور اسکو دوسروں تک پہنچانا اسی کام میں نسل انسانی کی نجات ہے اور اسی میں تمہاری عزت ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اسوہ رسول ہر وقت تمہارے سامنے ہو اور ہر حالت میں تم دیکھو کہ اسوہ رسول کس طرح ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ یہ بہترین ورثہ ہے۔ سب سے بڑی دولت ہے۔ مگر اس کو لینے اور حاصل کرنے کی یہی شرط ہے۔ کہ تم اپنے اندر خوبیاں پیدا کرو اور ان شرائط کو پورا کرو جو اس دولت کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم نوجوانوں کو اس کی توفیق دے

نوجوانوں کیلئے علم قرآن حاصل کرنیکا یہی وقت ہے

آج تمہاری جماعت میں سے وہ لوگ جو کسی بلند مقام پر تمہیں نظر آتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے جوانی میں علم قرآن کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اسکے لئے محنت کی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کھول دئے اور انہیں قرآن کی خدمت کی بیش بہا توفیق عطا فرمائی۔ تم نوجوانوں کیلئے علم قرآن کو حاصل کرنے کا یہی وقت ہے۔

مستقبل کی ذمہ داریوں کیلئے اپنے تئیں تیار کرو

کل کو یہ تمام تر ذمہ داری تمہارے کندھوں پر ہوگی جو کہ آج تمہارے بزرگوں کے کندھوں پر ہے تم ابھی سے اپنے بزرگوں کے اعضا بنو اور اچھے اعضا بنو تاکہ کل کو تم یہ بوجھ اٹھا سکو۔ اگر آج تم نے ایسا نہ کیا تو شاید کل کو اس بوجھ کے تحمل نہ ہو سکو۔ نکتہ چینی آسان ہے لیکن کام کرنا مشکل ہے تم کام کرنے کی عادت ڈالو نکتہ چینی کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔ حضرت علی رض کو کسی نے کہا کہ حضرت ابو بکر رض اور عمر رض کے زمانے میں تو اسقدر فتوحات ہوئیں آپ کے زمانے میں کچھ بھی نہ ہوا تو حضرت علی نے جواب میں فرمایا کہ یہ فرق اس لئے ہے کہ ابو بکر رض اور عمر رض کے اعضا ہم لوگ تھے اور ہمارے اعضا تم لوگ ہو۔

اپنے بزرگوں کیلئے موجب راحت بنو

بات سچی ہے تم بزرگوں کے اچھے اعضا بننے کی کوشش کرو۔ ان کو خوش کرو تمہارے بزرگ تم سے اسی طرح خوش ہو سکتے ہیں۔ کہ تم وہ کام کرو جو وہ کرتے ہیں مثلاً تمہارے بزرگوں کو نماز سے دلبستگی ہے تمہارے بزرگ تم سے اسی حالت میں خوش ہو سکتے ہیں، اور ان کے دل میں اسی طرح راحت پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ تم بھی نماز کے پابند ہو جاؤ۔ پانچ وقت مسجد میں جا کر خدا کے حضور باقاعدہ جھکو۔ اگر میں مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہوں تو اگر میرا بیٹا ایسا نہ کرے تو یقیناً یہ میرے رنج کا موجب ہوگا۔ تمہارے بزرگ خواہ تمہیں نہ کہیں لیکن ان کا دل اسوقت یقیناً کڑھتا ہے۔ جب تم اس کام کو نہیں کرتے اور اسمیں حصہ نہیں لیتے اور اپنے آپ کو اس کام کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے تیار نہیں کرتے جو کام کہ انکو اپنی زندگی میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔

نوجوانانِ جماعت کو ضروری نصیحت

میں جماعت کے نوجوانوں سے پھر ایک مرتبہ کہونگا کہ اپنے بزرگوں کے دکھوں میں اضافہ نہ کرو بلکہ ان کو کم کر کے بزرگوں کے دلوں میں راحت پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ سعادت کا تقاضا یہی ہے اور تمہارا فائدہ بھی اسی میں ہے اور جو بزرگ فوت ہو گئے ہیں ان کی روحیں بھی اسی بات سے خوش ہو سکتی ہیں کہ ان کی اولاد صحیح راستے پر چل رہی ہو ورنہ ان پاک روحوں کو بھی دکھ ہوگا۔ بلکہ خود حضرت نبی کریم صلعم کو بھی اس سے دکھ پہنچتا ہے جبکہ آپ کے نام لیوا اصل راستہ سے ہٹ جائیں حضرت مرزا صاحب کی قوم کا ایک حصہ اس راستے سے ہٹ گیا ہے جو کہ آپ نے بنایا تھا اس سے یقیناً آپ کی روح کو بھی تکلیف ہوتی ہوگی۔

اصلاح کے لئے درد دل ضروری ہے

اس تکلیف کو دور کرنے اور قوم کے اس حصے کو راہ راست پر لانے کا علاج بھی تمہارے ہاتھ میں ہے خوب یاد رکھو کہ درد دل ایک ہتھیار ہے جو دنیا کی اصلاح کیلئے ضروری ہے۔ اس کے بغیر اصلاح کا کام ناممکن ہے۔ دلائل، منطق۔ دولت اور حکومت سب چیزیں اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہیں۔ اور ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے لیکن اگر دل میں درد نہ ہو تو یہ چیزیں بھی اہم نہیں ہیں۔ دل میں حقیقی تڑپ اور درد پیدا کرو۔

جماعت قادیان کی اصلاح کا ایک موثر طریق

آج میں ایک خاص بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اب تک ہم نے حسب مقدور جماعت قادیان کی اصلاح کی کوشش کی اس بارہ میں دلائل سے بھی کام لیا۔ آؤ اب ذرا اس زبردست ہتھیار سے بھی کام لیں جو بے شمار برگزیدہ اور صالح انسانوں کا آزمودہ ہے اور کبھی خطا نہیں کرتا۔ یعنی ذرا ظاہری اسباب سے ہٹ کر باطنی اسباب کی طرف متوجہ ہوں اور خدا کے آگے گڑگڑا کر رو رو کر جماعت قادیان کی اصلاح و ہدایت کیلئے دعائیں کریں تاکہ خدا کا رحم موجزن ہو۔

پیر پرستی کی مضبوط زنجیریں دُعا کے ذریعہ ٹوٹ سکتی ہیں

بے شک پیر پرستی کی زنجیریں بڑی زبردست ہیں ان کا توڑنا آسان نہیں جماعت قادیان انہی زنجیروں میں آج جکڑی ہوئی ہے لیکن اگر ہم اپنے دلوں میں اس کی اصلاح کا حقیقی درد اور تڑپ پیدا کر لیں تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہمارے اخباروں اور کتابوں میں بعض ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جن کو یہ لوگ ذاتی حملے سمجھ لیتے ہیں۔ اس کو چھوڑ کر ہم دعا کے ہتھیار کو سنبھال لیں تو زیادہ اچھا ہے خدا کے آگے عاجزانہ گریں اور اس کے حضور عرض کریں کہ ہماری جتنی طاقت تھی ہم نے اس جماعت کی اصلاح کیلئے صرف کی اب تو ہی کوئی انقلاب پیدا کر دے اور ان کو راہ راست پر لے آ۔

دُعا کارگر ہتھیار ہے

میں اس بات کو مانتا ہوں کہ دلائل کی ہمیشہ ضرورت ہے اور انسان ہمیشہ ان کا محتاج ہے۔ آج ہم ایک دلیل پیش کرتے ہیں۔ کل کو ہمیں اس سے قوی دلیل مل جاتی ہے اس کو بھی پیش کرنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ دعا بھی ایک زبردست اور کارگر ہتھیار ہے۔ ہمیں اس سے بھی کام لینا چاہئے۔

جلد ۲۷ — یوم یکشنبہ ۵ ذیقعد سنہ ۱۳۵۸ ہجری — نمبر ۴۷

جلسہ سالانہ اور احباب جماعت کے فرائض

قومی دربار میں شرکت کی تیاری کیجئے

اب ہمارے قومی دربار یعنی جلسہ سالانہ میں صرف ایک ہفتہ کا قلیل عرصہ رہ گیا ہے۔ احباب کو اس میں شرکت کی تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ تقریب ہے۔ اسکے اخلاقی و روحانی فوائد بہت زیادہ ہیں۔ اس سال جبکہ تنظیم و توسیع جماعت کی مہم ہمارے پیش نظر ہے جلسہ سالانہ کی اہمیت بہت زیادہ ہو گئی ہے ـــــ اجتماعات بالخصوص اس زمانہ میں قوموں کی زندگی کا بھاری ثبوت اور ان کی ترقی کا ایک زبردست ذریعہ ہیں۔ تمام افراد قوم کا اپنے مرکز میں تین دن کے لئے جمع ہو کر آپس میں ملاقات کرنا، اکٹھے خدا کے حضور جھکنا، ایک دوسرے کے خیالات سے مستفید ہونا قومی ترقی کیلئے از بس ضروری ہے۔ تنظیم جماعت کا تو گویا ایک بنیادی پتھر ہے۔ لہٰذا ہم درخواست کریں گے کہ کوئی دوست بغیر کسی شدید معذوری کے جلسہ سے غیر حاضر نہ ہو ـــــ ہم جماعت کے تمام دوستوں کو پھر یاد دلائیں گے کہ جلسہ سالانہ مجدد وقت حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ تقریب ہے اسکی اہمیت اور فوائد بہت زیادہ ہیں ان کو نظر انداز کر کے آپ اپنے اور قوم کیلئے نقصان کا موجب نہ بنیں۔

جلسہ کا پروگرام کافی غور و احتیاط سے بنایا جاتا ہے۔ اس کا ہر ایک حصہ ضروری ہوتا ہے۔ تمام اجلاسوں میں ہر ایک فرد جماعت کی حاضری لازمی ہے۔ پروگرام کے کسی حصہ کو غیر اہم سمجھ کر چھوڑ دینا غلطی ہے بعض دوست ایک یا دو دن کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے آپ جلسہ کے تین دنوں کو ہی خدا کا حصہ سمجھیں اور ان میں اپنے دنیوی کاروبار کو ملتوی کر دیں ـــــ ہم میں سے ہر ایک فرد نے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا ہوا ہے۔ سال میں تین دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے میں ہمیں مطلق تامل نہیں ہونا چاہیئے۔

احباب جماعت کا غالب حصہ ایسا ہے جو اپنی خواتین اور بچوں کو ہمراہ نہیں لاتا، حالانکہ قومی اجتماعات میں خواتین اور بچوں کی شرکت مردوں کی طرح ہی ضروری ہے۔ ہماری ہمسایہ اقوام ترقی کے اس راز کو پا گئی ہیں لیکن افسوس ہم اسکو بہت بڑی حد تک فراموش کئے جا رہے ہیں خواتین کی گود میں ہماری آیندہ نسلیں پرورش و تربیت پا رہی ہیں ـــــ خواتین کی ذہنیت و طرز عمل ہی پر ہماری انفرادی و قومی زندگی کی کامیابی و ناکامی کا زیادہ تر مدار ہے تو پھر خواتین کو قومی اجتماعات اور قومی سرگرمیوں سے بیگانہ رکھنا ایک انتہائی افسوسناک فروگذاشت نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارے بچے کل کو ہماری روایات و کاروبار قومی کے وارث بننے والے ہیں۔ آج جو ذمہ داریاں ہمارے کندھوں پر ہیں کل کو وہ زیادہ نازک و پیچیدہ حالات میں انکے کندھوں پر ہونگی۔ اسلئے ہمیں اپنے بچوں کو بھی قومی اجتماعات میں شرکت کا ابتداء ہی سے موقعہ دینا چاہیئے تاکہ اُن کے دل میں دینی کاموں کا شوق اور ولولہ پیدا ہو۔ اسی طریق سے وہ رفتہ رفتہ جماعتی سرگرمیوں کیساتھ وابستہ ہو کر اپنی آئندہ ذمہ داریوں کے اہل ہو سکتے ہیں۔ ہم تمام دوستوں سے درخواست کریں گے کہ وہ حتی الامکان اپنی خواتین و بچوں کو ہمراہ لانیکی کوشش کریں۔ بیشک اس کیلئے انہیں معمولی زحمت و مصارف برداشت کرنے پڑینگے لیکن وہ ان عظیم الشان فوائد کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے جو خواتین اور بچوں کو شرکت جلسہ سے حاصل ہونگے۔ آخر آپ خاندانی تقریبات پر خواتین اور بچوں کو بالعموم ساتھ ہی لیجاتے ہیں اور مصارف و زحمت کا چنداں خیال نہیں کرتے۔ حسب معمول سابق امسال بھی ۲۴ دسمبر کو زنانہ جلسہ اور نمائش منعقد ہوگی۔ بہتر ہوگا کہ اہل و عیال سمیت تشریف لانیوالے دوست ۲۳ کی شام یا ۲۴ کی صبح تک مرکز میں پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ اُنکی خواتین زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری میں بھی شریک ہو سکیں۔ نمائش دستکاری کے متعلق گذشتہ اشاعتوں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اُمید ہے اکثر خواتین جماعت نے دستکاری تیار کر لی ہوگی۔ اب وقت بہت کم رہ گیا ہے تمام تیار شدہ اشیاء جلد از جلد مرکز میں سیکرٹری صاحبہ انجمن خواتین کے پاس پہنچ جانی چاہئیں تاکہ بآسانی اُنکی قیمتوں کا تعین ہو سکے اور اُن کو نمائش میں رکھنے کیلئے موزوں طریق پر ترتیب دے لیا جائے۔ ہر ایک چیز کیساتھ اسکی اصل لاگت لکھ دینی چاہیئے۔ مردوں بالخصوص جماعتوں کے سیکرٹری و صدر صاحبان کو ترسیل اشیاء میں خواتین کی امداد کرنی چاہیئے۔

ہمارا جلسہ سالانہ دیگر خصوصیت کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب کے لئے گویا ایک کھلی ہوئی کتاب کا درجہ رکھتا ہے جسمیں وہ تین دن کے قلیل عرصہ میں ہمارے عقائد، اعمال اور قومی مقاصد و عزائم کے متعلق سب کچھ پڑھ سکتے ہیں۔ مسلمان قوم کی بدقسمتی ہے کہ آپس میں ہمارے متعلق بہت سی غلط فہمیاں موجود ہیں جن میں سے بعض تو بہت ہی افسوسناک اور خطرناک ہیں۔ غیر از جماعت اصحاب کی جلسہ سالانہ میں شرکت ان غلط فہمیوں کے ازالہ کا ایک آسان اور مؤثر ذریعہ ہے وہ یہاں آ کر اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھیں گے وہ سنی سنائی ہوئی غلط باتوں کی تردید کیلئے کافی ہوگا۔ اسلئے احباب جماعت حتی الامکان شریف الطبع انصاف پسند اور تحقیق طلب غیر از جماعت اصحاب کے اپنے ساتھ لانیکی ضرور کوشش کریں خواتین جماعت اپنی رشتہ داروں اور سہیلیوں کو ساتھ لائیں تو بھی اچھا ہے۔ شادیوں وغیرہ میں ہم دوسرے لوگوں کو اپنی گرہ سے کرایہ خرچ کر کے لے ہی جاتے ہیں وہ ایک دنیا کی رسم ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو ہمیں دینی فرض کا بھی خیال رکھنا چاہیئے جو دوست اہل و عیال سمیت تشریف لانیکا ارادہ رکھتے ہوں یا کسی غیر از جماعت صاحب کو ہمراہ لا رہے ہوں وہ اطلاعی خط میں اسکی تصریح فرما دیں تاکہ قیام کا انتظام کیا جا سکے۔

جلسہ سالانہ کے سلسلے میں احباب لاہور کو بیرونجات کے دوستوں کی نسبت بہت سی آسانیاں حاصل ہیں اور اسکے ساتھ میزبان اور منتظم کی حیثیت سے ان کی ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں وہ ان آسانیوں کا تو پورا بلکہ حد سے زیادہ فائدہ اٹھا لیتے ہیں لیکن ان میں سے بہت ساروں کو اپنے فرائض کا خاطر خواہ احساس نہیں ہے۔ باہر سے جو لوگ جلسہ پر آتے ہیں انہیں مصارف کے علاوہ شدید سردی کے موسم میں سفر کی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں منتظمین جلسہ کا انتظام خواہ کس قدر بہتر کیوں نہ ہو گھر جیسا آرام کہیں بھی ممکن نہیں ہے۔ لیکن لاہور کے رہنے والے ان مصارف اور تکالیف سے محفوظ رہتے ہیں۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ وہ ایک بڑے ثواب سے محروم رہتے ہیں اس ثواب کو وہ اس طرح حاصل کر سکتے ہیں کہ جلسہ کے انتظام میں افسر صاحب جلسہ کی پوری پوری امداد کر کے اپنے محترم و معزز مہمانوں کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچانیکی کوشش کریں اُنکی خدمت کو فخر و سعادت سمجھیں۔ دوسرا ذریعہ اس ثواب کے حصول کا یہ ہے کہ وہ زیادہ تعداد میں لوگوں کو جلسہ میں لانیکی سعی کریں۔ اپنے حلقہ اثر میں مسلسل جلسہ کی اطلاع و دعوت دیتے رہیں۔ لوگوں سے ملیں اور انہیں شرکت جلسہ پر آمادہ کریں۔ انکے جو دوست یا عزیز لاہور سے باہر ہیں انہیں دعوتی خطوط لکھیں۔ ان کو ایام جلسہ میں لاہور بلوائیں اپنے ہاں ٹھہرائیں اور اپنے ہمراہ ہر روز جلسہ میں لیکر آئیں۔ لاہور کالجوں اور دفتروں کا شہر ہے۔ نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد یہاں رہتی ہے۔ اگر ہمارے نوجوان ذرا ہمت کریں اور چند روز میں کالجوں اور دفتروں کے اندر گھوم جائیں تو وہ بڑی آسانی سے کافی مسلمان نوجوانوں کو جلسہ میں لا سکتے ہیں۔ ہمارے ہر نوجوان کے مختلف کالجوں اور دفتروں میں چند ذاتی دوست ضرور ہونگے وہ اپنے دوستانہ مراسم کی بنا پر ہی بہت ساروں کو شرکت جلسہ پر آمادہ کر سکتے ہیں صرف عزم اور کوشش شرط ہے۔ اگر یہ کام منظم طریق پر ہو تو زیادہ کامیاب اور نتیجہ خیز ہو سکتا ہے ہم اپنے نوجوانوں کی انجمن ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کو اس کار خیر کیطرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔ ہم ایسوسی ایشن کے صدر محترم اور دیگر معزز کارکنوں کو مشورہ دیں گے کہ وہ فوراً مقامی نوجوانوں کو جمع کر کے صلاح مشورہ سے اُنکے چند وفود بنا دیں جو چند روز کے اندر تمام کالجوں اور قابل ذکر دفاتر کا چکر لگائیں۔ مزید براں لٹریچر ساتھ رکھیں حسب ضرورت اسے تقسیم کریں۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ نوجوانوں کی یہ بروقت اجتماعی کوشش انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔ یہ کوئی پیچیدہ سکیم نہیں جو کہ زیادہ غور و فکر اور بحث و تمحیص کی محتاج ہو سیدھی سادی تجویز ہے اس کو جامہ عمل پہنانے کے لئے صرف عزم و ہمت کی ضرورت ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سال کے جلسہ کو قوم کیلئے زیادہ سے زیادہ بابرکت بنائے اور حقیقی معنوں میں کامیاب کرے۔ اور تمام افراد جماعت کو ان فرائض کی بجا آوری کی توفیق نصیب ہو جو اس مقدس اجتماع کے سلسلے میں ان پر عائد ہوتے ہیں۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ:۔ اس مقالہ افتتاحیہ کی کتابت ہو چکی تھی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ کے متعلق ایک نہایت ضروری اور طویل مضمون موصول ہوا جو اسی اشاعت میں درج کیا جا رہا ہے۔ تمام دوست اس مضمون کو بغور پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھ کر سنائیں۔

سالانہ جلسہ میں تنظیم جماعت کا عملی سبق

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ہمارے سالانہ جلسہ کی اہمیت تو اسی سے واضح ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد پر اور آپ کے تعامل پر مبنی ہے۔ اس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے دعوے کے ساتھ ہی رکھی اور اس جماعت کے نظام میں اس کو خاص اہمیت دی۔ اسے روحانی فیوض کے علاوہ تبلیغ اسلام کی تجاویز سوچنے اور ان پر عمل پیرا ہونے اور علم دین حاصل کرنے کا خاص ذریعہ ٹھیرایا۔ سچ تو یہ ہے کہ جس قدر غور کیا جائے۔ اس کے فوائد ہی فوائد نظر آتے ہیں۔ انہی میں سے ایک فائدہ یہ ہے۔ جسے ہمیں اس اجتماع میں خاص طور پر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس میں تنظیم جماعت کا عملی سبق بھی ہے۔

تنظیم جماعت کی سب سے پہلی ضرورت

تنظیم جماعت کی سب سے پہلی ضرورت اس کے افراد میں میل جول کا پیدا کرنا ہے اس کے بغیر کوئی تنظیم مؤثر نہیں ہو سکتی۔ اپنی اپنی جگہ پر جماعتوں کے اندر میل جول کا محدود دائرہ سالانہ جلسہ کے رنگ میں وسیع ہو کر ساری جماعت پر حاوی ہو جاتا ہے اور دور نزدیک کے بہت سے احباب اس موقعہ پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور یہاں سے ایک نئی قوت عمل لے کر پھر اپنے کام میں لگ جاتے ہیں۔ جس طرح پر ایک انسان اپنی قوت بدن کو بحال رکھنے کے لئے ایک مقرر وقت پر غذا کا محتاج ہے اسی طرح جماعت کے نظام کا قیام بغیر اس کے نہیں رہ سکتا کہ ہم سال بھر میں ایک مقرر وقت پر جمع ہو کر نئی روحانی غذا حاصل کریں۔

شامل نہ ہونے والے احباب کے عذر

اکثر احباب جو اس موقع پر شمولیت سے پیچھے رہ جاتے ہیں وہ دو عذروں کی وجہ سے رہ جاتے ہیں۔ اوّل خرچ اور دوسرے سفر کی تکلیف۔ جہاں تک خرچ کا سوال ہے۔ ایک حد تک یہ بات درست بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ بعض دوست فی الواقع کافی خرچ نہ ہونے کی وجہ سے معذور ہوتے ہیں۔ لیکن قریب قریب کی جماعتوں کے لئے یہ عذر صحیح نہیں۔ ایک طرف دہلی اور دوسری طرف پشاور کو میں قریب کی جماعتوں میں سے ہی سمجھتا ہوں۔ ہم دن رات اپنے دنیوی کاموں کے لئے لمبے لمبے سفر بھی کرتے رہتے ہیں۔ اگر سال میں ایک دفعہ دین کے لئے، خدا کی رضا کے لئے سفر کرنا پڑے تو اس کے لئے تھوڑے سے خرچ کو عذر بنانا درست نہیں۔ عموماً یہ عذر اسی وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب یا تو ہمارا اپنا ارادہ کافی مضبوط نہیں ہوتا اور یا ہم اپنے سالانہ اجتماع کی اہمیت کو نہیں سمجھتے ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہم میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو اس آیہ کریمہ کا مصداق ہوں۔ **تولوا واعینھم تفیض من الدمع الا یجدوا ما ینفقون**۔ یعنی جب ان کے لئے سواری کے خرچ کا انتظام نہ ہو سکا تو وہ پھر گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ ان کو خرچ نہیں ملتا کہ سفر کر سکیں۔ پس ایسے احباب تو عند اللہ معذور ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا عموماً قریب قریب کے رہنے والے یہ عذر نہیں کر سکتے۔ اگر سفر بہت لمبا ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باری مقرر کر کے بعض احباب ایک سال آجائیں اور بعض دوسرے سال آجائیں۔ لیکن بہت سے احباب ایسے ہیں جو محض سستی کرتے کرتے رہ جاتے ہیں اور اگر وہ مضبوط عزم کر لیں تو سامان ان کو میسر آسکتے ہیں۔

دوسرا عذر سفر کی تکلیف ہے جس کو بالخصوص سردی کے موسم کی وجہ سے اہمیت دی جاتی ہے۔ اس سے بڑا عذر ان لوگوں کا تھا۔ جنہوں نے کہا تھا لا تنفروا فی الحر گرمی بہت ہے ہم نہیں نکل سکتے مگر اللہ تعالیٰ نے اس عذر کو قبول نہیں فرمایا۔ گرمی کے مقابل میں سردی کا عذر بہت کمزور ہے۔ رہا سفر کی تکلیف کا عذر تو یہ کچھ بھی نہیں جس شخص کے دل کے اندر وہ ایمان پیدا نہیں ہوا جو خدا کے رستے میں تکلیف کو راحت بنا دے۔ وہ حلاوت ایمان سے محروم ہے زندہ ایمان خدا اور رسولؐ کی وہ محبت دل میں پیدا کر دیتا ہے کہ سفر کی تکلیفیں اس کے سامنے ہیچ ہو جاتی ہیں۔ بلکہ فی الواقع ان میں لذت محسوس ہوتی ہے۔

ہمارے بزرگوں کا طرز عمل

جہاد بالسیف کے لئے تو ہمارے بزرگوں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ ان کو ہر ایک جانتا ہے۔ لیکن وہ لوگ علم کے حصول کیلئے بھی تکلیف میں راحت پاتے تھے۔ ایک حدیث کی صحت معلوم کرنے کے لئے ایک ماہ کا سفر۔ اور اس زمانہ کا سفر جس کے مقابل آج کا سفر آرام ہی آرام ہے۔ اور ملک عرب کا سفر۔ ان کے لئے معمولی کام تھا۔ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ ابتدائی زمانہ یاد ہے۔ جب دو چار دوست ملتے تھے اور ہر ہفتے یا پندرھویں دن قادیان کا رخ کرتے تھے۔ رات کو بارہ بجے کے قریب بٹالہ اسٹیشن پر گاڑی پہنچتی تھی۔ وہاں سے کئی دفعہ اسی وقت پیدل چل پڑتے تھے اور صبح ۳ بجے کے قریب قادیان پہنچکر جہاں جگہ ملی پڑ رہتے تھے اور اس میں راحت ہی راحت معلوم ہوتی تھی۔ سو اگر خدا اور رسول پر ایمان ہو تو یقیناً وہ محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تکلیف بھی راحت بن جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے **لقد خلقنا الانسان فی کبد**۔ ہم نے انسان کو مشقت کیلئے پیدا کیا ہے۔ دنیا میں کامیاب وہی انسان ہوتا ہے جو مشقت کو کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر اس میں راحت پاتا ہے۔ علاوہ بریں سفر تو فی الحقیقت تبلیغ دین کے جہاد کا ایک حصہ ہے۔ اور جہاد میں کیا کیا مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں جن کے سامنے ہماری اس مشقت کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ یہ سب جانتے ہیں۔ آج بعض دوست یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے جہاد کے لئے آئیں تو آگے ان کے لئے آرام ہو۔ کھانا اچھا ہو۔ مکان بھی علیحدہ ہو جس میں ہر قسم کی آسائش ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہاں منتظمین کا یہ فرض نہیں کہ وہ ان چیزوں کا انتظام کریں۔ کھانا مکان وغیرہ سب چیز کا خیال رکھیں۔ بلاشبہ یہ ان کا فرض ہے۔ لیکن جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے لئے آرام مہیا ہو وہ نصف فوائد اس اجتماع کے پہلے ضائع کر دیتا ہے۔ سفر کرنیوالے کو یہ پختہ فیصلہ کر کے چلنا چاہیئے کہ اس سفر میں کسی تکلیف اور مشقت کی پروا نہیں ہوگی۔ یہ پہلی شرط ہے جس کے بغیر ہم وہ روحانی فوائد حاصل نہیں کر سکتے جو اس اجتماع سے حاصل ہونے چاہئیں۔

تنظیم جماعت کا عملی سبق دینے والی چند باتیں

اب میں چند ان باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں [illegible] سالانہ کے موقع پر عمل میں لا کر ہم تنظیم جماعت کا عملی سبق [illegible]

پہلی بات ـــــ تین دن کی باقاعدہ شرکت

ان میں سب سے پہلی بات پورے تین دن کی شمولیت جلسہ ہے۔ یعنی سب احباب کو ۲۵ کی صبح جلسہ شروع ہونے سے پہلے پہنچنا چاہیئے۔ اور ۲۷ کے سہ پہر تک جب جلسہ ختم ہو [illegible] چاہئے۔ بہت سے دوست ہیں جو یا پہلے دیر سے پہنچتے ہیں اور یا ایک [illegible] دن جلسہ میں شامل ہو کر پھر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو [illegible] نہیں ہوتا کہ یہ ہمارا فرض ہے کہ جلسہ میں شامل ہوں۔ بلکہ غالباً [illegible] ہوتا ہے کہ ہم کسی پر احسان کر رہے ہیں جو جلسہ میں آگئے ہیں [illegible] شکل دکھا دینا ہی کافی ہے۔ نہ وہ سب تقریروں کو سن سکتے ہیں [illegible] دوسرے احباب کے ملنے جلنے کے لئے وقت نکالتے ہیں۔ بلکہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں ان کا یہاں آکر اور شکل دکھا کر [illegible] جانا کافی ہے۔ وہ خرچ بھی برداشت کرتے ہیں۔ سفر کی تکلیف بھی اٹھاتے ہیں۔ مگر تھوڑی سی غلط فہمی کے ماتحت کہ بس شمولیت کافی ہے اجتماع کے فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ بعض دوست یہ عذر کر دیتے ہیں [illegible] ہمیں اپنے کاروبار میں فرصت نہیں ملتی۔ یہ عذر میں ان لوگوں کی طرف سے درست سمجھتا ہوں جو کسی کے ملازم ہیں اور باوجود پوری کوشش کے انہیں فرصت نہیں ملتی۔ یا پورے وقت کیلئے رخصت نہیں ملتی لیکن زمیندار، تاجر اور دیگر کاروباری لوگ یہ عذر نہیں کر سکتے۔ ان کو اپنی دنیوی ضرورت پیش آجائے تو آٹھ دن بھی باہر رہ سکتے ہیں [illegible] لیکن دین کی ضرورت کیلئے تین دن نہیں نکال سکتے۔ گو ان کو یہ خیال نہ ہو۔ مگر دوسرے بھائیوں کے دلوں میں لقیناً یہ خیال گذرتا ہے کہ یہ لوگ ہماری برادری میں اپنے آپ کو شامل نہیں سمجھتے اور اپنے آپ کو دوسرے بھائیوں سے اونچے مرتبہ پر سمجھتے ہیں۔ یہ ایک دینی برادری ہے اور اس دینی برادری میں امیر و غریب اسی طرح یکساں [illegible] جس طرح دنیوی برادری کے موقعہ پر۔ اس لئے میں سب احباب کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ وہ پورے تین دن جلسہ کیلئے نکالیں اور سال میں ایک دفعہ اس دینی برادری میں دوسرے بھائیوں کے برابر آکر بیٹھیں۔ یہ تنظیم جماعت کا پہلا عملی سبق ہے۔

دوسری بات ـــــ نماز باجماعت

دوسرا عملی سبق جو فی الحقیقت اپنی اہمیت کے لحاظ سے اوّل درجہ پر ہے وہ ان تین دنوں میں نماز باجماعت کی پابندی ہے [illegible] سلسلہ ایک روحانی سلسلہ ہے۔ ہم ایک روحانی جنگ کے سپاہی ہیں [illegible] اس جنگ میں روحانیت ہی ہمارا اصلی ہتھیار ہے۔ اس لئے [illegible] ہماری روحانیت کی بنیاد ہے۔ اس کی طرف یہاں آکر سب سے پہلے توجہ لگا رہے۔ لاہور پہنچکر ہم جہاں چاہیں رہیں۔ لیکن نماز مقررہ وقت پر مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہیئے۔ جو لوگ تقریروں کے وقت تو آجاتے ہیں۔ کھانے کے وقت بھی جمع ہو جاتے ہیں [illegible] نماز کے وقت جمع نہ ہوں تو یہ حد درجہ قابل افسوس امر ہے [illegible] مسلمانوں کی تنظیم کا بنیادی پتھر ہے۔ شارع علیہ السلام [illegible] نماز باجماعت کے ذریعہ سے ہی وہ تنظیم مسلمانوں میں پیدا کی [illegible] آج دنیا مداح ہے۔ وہ ایک ہوئے تو نماز باجماعت کے ذریعہ سے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ایک سطح پر کھڑے ہوئے اور [illegible] صف میں کھڑے ہوئے تو نماز باجماعت کے ذریعہ سے۔ ایک [illegible] کے غم دکھ میں شریک ہوئے۔ ایک دوسرے کے ہمدرد بنے تو نماز باجماعت کے ذریعہ سے۔ اسی لئے شارع علیہ السلام نے فرمایا [illegible]

کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اقامت کہلوا کر خود مسجد سے چلا جاؤں اور ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو اس وقت گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور نماز باجماعت کیلئے نہیں آتے۔ قرآن کریم نے تو لفظ ہی یقیمون الصلٰوۃ کے استعمال کئے ہیں اور اقامت ہوتی ہی جماعت کے وقت ہے اکیلے کی نماز میں اقامت کوئی نہیں۔ تو بغیر جماعت نماز پڑھنے سے (سوائے اشد مجبوری کے) یقیمون الصلٰوۃ کے حکم کی تعمیل نہیں ہوتی۔ پھر جب ہر طرف سے احباب جماعت کا اجتماع ہوتا ہے۔ اس وقت اگر ان کے سامنے یہ نظارہ ہی ہو کہ چار آدمی ایک ڈیرے میں نماز پڑھ رہے ہیں اور دس دوسرے میں۔ اور ایک کہیں ٹکریں مار رہا ہے تو جماعت کی تنظیم کی بنیاد ہی برباد ہو گئی۔ تنظیم کی عمارت کیا بنے گی؟ اس لئے مجھ میں جس قدر قوت ہے۔ اس پوری قوت کے ساتھ خدا کے حکم یقیمون الصلٰوۃ کی طرف توجہ دلاتا ہوا جملہ احباب سے یہ عرض کروں گا کہ یہ تین دن پانچوں نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ اور کھانے پر، لیکچروں پر، باہم گفتگو پر، کسی مجلس میں حصہ لینے پر، غرض ہر چیز پر نماز باجماعت کو مقدم کریں۔ ظہر اور عصر کی نماز میں جمع تاخیر ہو گی اور ٹھیک پونے چار بجے نماز کھڑی ہو گی۔ اور مغرب اور عشا کی نماز میں جمع تقدیم ہو گی اور ٹھیک ۵½ بجے نماز کھڑی ہو گی۔ اس وقت سے دس منٹ پیشتر سب احباب کو مسجد میں جمع ہو جانا چاہیئے جو اس کے خلاف کریگا۔ جماعت تو کیا چیز ہے خدا اور اس کا رسول اس کے اس عمل سے بیزار ہوں گے۔ اس میں میرے مخاطب صرف بیرونجات سے آئے ہوئے احباب ہی نہیں بلکہ لاہور کی جماعت بھی ہے۔ وہ بھی نماز کو جلسہ کا ضروری جزو سمجھ کر بلکہ سب سے اہم جزو سمجھ کر مسجد میں نماز باجماعت وقت مقررہ پر ادا کریں۔ . .

. . . .

. . . .

تیسری بات ــــــــ پابندی اوقات

تیسرا عملی سبق تقریروں کے وقت پابندی کا ہے۔ بہت سے دوست ایک یا دو آدمیوں کو سامنے رکھ کر یہ پہلے ہی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ فلاں صاحب کی تقریر ہو گی تو سنیں گے اور باقی ادھر ادھر پھرتے رہیں گے۔ یا گھر بیٹھے رہیں گے۔ میں پھر اس بات کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ وہ جلسہ کی شمولیت کو اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ وہ اس غرض کیلئے نہ آئیں کہ کوئی مزیدار تقریر سنیں گے بلکہ اس لئے آئیں کہ یہ جلسہ ہماری جماعت کا بنیادی نظام ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس دوست کے منہ سے کوئی درد سے بھرا ہوا کلمہ ایسا نکلے گا جو دل پر اثر کر جائے اور نہ کوئی جانتا ہے کہ کس کی لچھے دار تقریر بظاہر تو خوش کرنے کا موجب ہو گی لیکن دل پر اس کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ ہر گدا را بر درت نازے دگر دا(د)ہ عالم ہے۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ جو لوگ میری طرح بہت تقریریں کرتے کے عادی ہیں ان سے کوئی نئی بات سننے میں کم آتی ہے اور ایک شخص جو پہلی مرتبہ درد دل کو لیکر کھڑا ہوا ہے۔ شاید اس سے ہم کو زیادہ مفید باتیں مل جائیں۔ اگر کوئی ایسے ہی دوست ہیں جو ضرور کسی نہ کسی تقریر میں غیر حاضر رہنا ہی ضروری سمجھتے ہیں اور اس کے بغیر ان کو چین نہیں آتا۔ تو میں اپنی تقریروں کے متعلق انہیں اجازت دیتا ہوں کہ وہ غیر حاضر ہو جائیں کیونکہ میری باتیں وہ دن رات سنتے رہتے ہیں۔ لیکن دوسرے مقرروں کی دلشکنی اپنی غیر حاضری سے نہ کریں اور جس طرح ایک جماعت کے طالب علم پابند ہوتے ہیں کہ اپنے اساتذہ کے سبقوں میں سے یکے بعد دیگرے حاضری پوری کریں۔ اسی طرح وہ بھی ۱۱ سے ۳ تک اپنی حاضری کو پورا کریں۔ مختلف لیکچرار مختلف مضامین کو پڑھانے والے اساتذہ ہیں اور سننے والے اس وقت سب طالب علم کی حیثیت میں ہوتے ہیں۔ جو شخص طالب علم بن کر نہیں آتا وہ نہ بڑے زبردست لیکچرار سے کچھ حاصل کرتا ہے نہ معمولی سے۔ اور جو طالب علم بن کر آتا ہے وہ دامن مراد کو بھر کر لے جاتا ہے

خواہ لیکچرار کمزور ہی ہو۔

مقررین کو بھی اوقات کی پابندی کرنی چاہیئے

اس سلسلہ میں میں تنظیم کے ایک چوتھے عملی سبق کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس طرح سامعین گیارہ سے تین تک وقت کے پابند ہیں کہ لیکچروں میں شامل رہیں۔ مقررین کو اپنے وقت کا پورا پابند ہونا چاہیئے۔ جب مدرسہ میں گھنٹی بجتی ہے تو سوائے اس کے کہ آخری استاد کا وقت ہو کسی استاد کی مجال نہیں کہ ایک منٹ بھی جماعت کو اس وجہ پر روک رکھے کہ ایک نہایت ضروری مضمون در پیش تھا۔ اسی طرح لیکچرار کا فرض ہے کہ اپنے وقت مقررہ کا پورا پابند ہو۔ اگر اس کے پاس بہت سی مفید باتیں ہیں جن کے بغیر وہ سمجھتا ہے کہ لوگ تشنہ رہیں گے تو اس کا فرض ہے کہ وہ پہلے لمبی چوڑی تمہید میں وقت ضائع نہ کرے پھر ان کو اس قدر مختصر پیرائے میں بیان کرے کہ وہ سب باتیں لوگوں کو پہنچ جائیں اور بالفرض اگر کوئی عظیم الشان نکتہ باقی رہ گیا ہے۔ تو حسب کتاب اللہ کہتا ہوں قرآن کی طرف توجہ دلائے اور اپنی تقریر کو اپنے وقت پر ختم کر دے

نظام کی پوری پابندی کرو

پابندی وقت خود ایک عظیم الشان عملی نکتہ ہے بعض دفعہ مقرروں کو جب صدر اطلاع دیتا ہے کہ تمہارا وقت ختم ہے تو وہ حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں اس مضمون کو پورا کر لوں۔ یعنی اپنے سے پیچھے آنے والے مقرر کا حق لے لوں۔ حالانکہ یہ سامعین کے اختیار کی بات نہیں کہ وہ لیکچرار میں وقت تقسیم کرتے پھیں۔ اس لئے ان میں سے دس پانچ کا آوازیں بلند کر دینا کہ آپ مضمون کو جاری رکھیں خلاف آداب مجلس ہے۔ اور بدنظمی کا بدترین مظاہرہ۔ اور نہ صدر کے اختیار میں ہے کہ مقررہ پروگرام کو چھوڑ کر کسی کو کہدے کہ اچھا آپ دس منٹ اور لے لیں بلکہ خود مقرر کا بھی اختیار نہیں کہ وہ اپنا وقت چھوڑ دے۔ یہ سب کچھ ایک نظام کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اگر ایک لیکچرار وقت پر نہ پہنچے یا کسی وجہ سے معذور ہو جائے تو اس نظام کے ماتحت کوئی انتظام ہو گا۔ صدر اس بات کا پابند ہے کہ کسی مقرر کو مقررہ پروگرام سے ادھر ادھر نہ ہونے دے۔ اور سامعین کا اگر کوئی فرض ہے تو وہ یہی ہے کہ مقررہ پروگرام کے مطابق عمل پر زور دیں۔

بلکہ مقررین کو خود چاہیئے کہ اپنے وقت کو دیکھ کر عین وقت پر خود اپنی تقریر کو ختم کر دیں اور صدر کی توجہ دلانے کے محتاج نہ ہوں۔

پانچواں عملی سبق

پانچواں عملی سبق تنظیم جماعت کا جو اس جلسہ سے حاصل کرنا چاہیئے ہر بات میں پابندی اوقات کا لحاظ ہے۔ جو نماز کا وقت ہے اس سے دس منٹ پہلے مسجد میں پہنچ جانا چاہیئے۔ جو لیکچر کا وقت ہے اس سے پانچ منٹ پیشتر اپنی جگہ پر بیٹھ جانا چاہیئے اور اس کی پابندی ان لوگوں کو بھی اختیار کرنی چاہیئے جو خود لیکچرار ہیں۔ یہ عذر نہ ہونا چاہیئے کہ ہم اس وقت اپنا لیکچر تیار کرنے میں مصروف تھے۔ جس نے لیکچر تیار کرنا ہے وہ پہلے تیار کر کے آئے۔ اسی طرح پر افسر جلسہ کی طرف سے جو کھانے کے اوقات دیئے جائیں۔ انہی اوقات میں کھانا کھا لینا چاہیئے۔ آگے پیچھے جانے سے انتظام میں گڑبڑ ہوتی ہے اور شکایات کا دروازہ وسیع ہوتا ہے۔ آخر کیا رمضان کے مہینے میں ہمیں یہ عادت نہیں ہو جاتی کہ سحری کا وقت ہو جانے کے بعد کھانا ترک کر دیں اور افطار کے وقت جلدی کر کے پہلے افطار کریں۔ صبح اور شام صرف دو دو گھنٹے کھانے کے اوقات کے دیئے جائیں گے۔ انہی کے اندر اندر سب کو کھانا کھا لینا چاہیئے اور اس موقعہ پر بھی مساوات کا نظارہ دکھانا چاہیئے۔ یہ خیال نہ ہو کہ ہم جب وقت جا کر کہیں گے کھانا مل جائے گا۔ اسی طرح جنرل کونسل کیلئے سب ممبران جنرل کونسل کو جگہ پر مقررہ وقت سے دس منٹ پیشتر جمع ہو جانا چاہیئے بعض دفعہ آدھ آدھ گھنٹہ اسی تلاش میں لگ جاتا ہے کہ فلاں صاحب کہاں [illegible] اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اصل معاملات پر بحث کے لئے وقت کم رہ جاتا ہے۔ جو ہر وقت مقررہ پر خود بخود نہیں آ جاتے اور اس بات کے محتاج ہوتے ہیں کہ انہیں کوئی بلانے جائے اور پھر وہ آہستہ آہستہ دوسروں کے ساتھ باتیں کرتے کرتے خاص شان کے ساتھ اجلاس میں آئیں۔ وہ خدا کی دی ہوئی نعمت وقت کو ضائع کرتے ہیں نہ صرف دوسروں کے وقت کو۔ بلکہ اپنے وقت کو بھی۔ اسی طرح اجلاس کے درمیان نماز کا وقت آ جائے تو نماز سے فارغ ہوتے ہی فوراً واپس اپنی جگہ پر پہنچ جانا چاہیئے۔ اسی طرح کانفرنس کے وقت کا لحاظ رہنا چاہیئے۔ اور پھر کانفرنس میں کوئی تقریر دس منٹ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔ سوائے افتتاحی تقریر کے جو دس منٹ سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ غرض ہر جگہ احباب جماعت کو پابندی وقت کا پورا نمونہ دکھانا چاہیئے۔

چھٹا عملی سبق

چھٹا عملی سبق باہم تعارف کا بڑھانا ہے۔ اس دفعہ کانفرنس کا وقت کم کر دیا گیا ہے۔ اس کی غرض صرف یہی ہے کہ جو وقت بچے اسے باہم تعارف بڑھانے میں صرف کیا جائے۔ کتنی کتنی دور سے لوگ جلسہ میں آتے ہیں۔ تو یہ بہت ہی افسوس کا مقام ہو گا اگر اس قیمتی اجتماع سے باہم تعارف کو بڑھانے کا فائدہ حاصل نہ کیا جائے۔ جن لوگوں سے ہم دن رات ملتے ہیں۔ ان کے ساتھ سوائے ضرورت کے وقت صرف نہ کیا جائے۔ بلکہ وہ لوگ جنہوں نے خدمت دین کے لئے اس قدر صعوبت اٹھائی ہے اور دور دور سے آئے ہیں۔ ان سب کے ساتھ ملنا ان کے حالات دریافت کرنا چاہیئے۔ یہ ہماری دوستیاں صرف اللہ کی رضا کیلئے ہیں۔ ان کے بڑھانے میں ہم جس قدر وقت خرچ کریں گے۔ وہ عبادت کے اندر ہی داخل ہے۔ کیونکہ اصل مقصد حصول رضائے الٰہی ہے۔

الغرض یہ چند دن محض خدا کے فضل سے ہمیں ایسے مل گئے ہیں کہ جن میں روحانیت، علم، جذبہ خدمت اسلام، جذبہ محبت الٰہی و محبت رسول، جذبہ خدمت انسان، جذبہ اخوت اور محبت للہ کو ہم ترقی دے سکتے ہیں۔ ان کا ایک لمحہ ضائع نہ ہونے دینا چاہیئے۔

خاکسار

محمد علی

زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری

۲۴ دسمبر (اتوار) کو صبح دس بجے

زیر صدارت جناب بیگم صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم مسلم ہائی سکول لاہور کے وسیع صحن میں منعقد ہوگی۔ محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللہ۔ محترمہ لیڈی عبدالقادر صاحبہ۔ محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ۔ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم۔ اے۔ محترمہ بیگم قلندر علی خاں صاحبہ اور دیگر متعدد خواتین تقریریں فرمائیں گی۔ تقریروں کے بعد دستکاری کی نمائش ہو گی۔

تمام خواتین تشریف لائیں

اور اپنے ہمراہ غیر از جماعت خواتین کو بھی لائیں

وید اور اوستا

(ترجمہ۔ الیس۔ محمد آصف قادیانی۔ بی۔ اے)

یورپ کے بعض مستشرقین اور مجوسی اساتذہ نے وید اوستا کے درمیان ایک غیر معمولی مماثلت کو دریافت کیا ہے لیکن ابھی یہ تحقیق مبسوط طور پر پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچی۔ جہاں تک مختلف ادیان کے موازنہ اور مقابلہ کا تعلق ہے یہ یقیناً ایک دلچسپ موضوع ہے۔

ازمنۂ تاریخ میں ایک وقت ایسا بھی آیا ہے جب ایران اور ہندوستان کے آریہ ایک ہی مذہب اور ایک ہی مجموعۂ رسم و رواج کے پابند تھے لیکن پھر وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے اور انہوں نے اپنے آباد ہونے کو مختلف ممالک کا رخ کیا۔ جدا ہونے سے پہلے ان میں ایک مذہبی تفرقہ رونما ہوا جس کی شہادت ان کے صحف اولیٰ میں ملتی ہے شاید اس سے باہم تصادم بھی ہوا ہو۔ لیکن آج ہمارے پاس اس کا کوئی بین ثبوت موجود نہیں۔

قدیم آریوں کی ان دو مذہبی شاخوں کو مطالعہ کرنے کیلئے نہایت ضروری ہے۔ ویدی سنسکرت اور اوستا کی زبان کا نظر غائر اور کاوش سے مطالعہ کیا جائے اور ان کے مقابلہ کیلئے تحمل اور بردباری بھی درکار ہے اور اس علمی تجسس میں تعصب کا شائبہ تک موجود نہیں ہونا چاہئے۔

ہندی اور ایرانی آریوں کے یہ دو قبیلے جب اکٹھے تھے اور باہم مل جل کر رہتے تھے۔ ان میں عبادت کے مختلف طریق رائج نہ تھے۔ نہ اس کا امکان ہے اور نہ ہمیں اس کی تلاش کرنا چاہئے۔ فن تحریر سے یہ قبائل ابھی ناآشنا تھے۔ فن تحریر ان کے اختلاف اور تفرقہ کے بعد کی ایجاد ہے۔ ان کے صحیفے صفحۂ قرطاس پر نہیں بلکہ قوت حافظہ میں محفوظ تھے۔

اختلاف اور بعد مکانی کے صدہا سال بعد ویدوں کو ہندوستان میں اور اوستا کو ایران میں قلمبند کیا گیا۔ ان دونوں کا ماخذ کوئی قدیم زبان ہے یا ایک ہی زبان ہے جس کا انداز بیان اور انداز تحریر ایک دوسرے سے جدا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے متعلق فی الحال وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا اور جو کچھ کہا جائے گا۔ وہ محض قیاس پر مبنی ہوگا۔ یہ ایک عام تجربہ کی بات ہے کہ معمولی سے فاصلہ سے ایک ہی زبان کے اندر مختلف قسم کے تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک بول چال کی زبان چند میلوں کے فاصلہ پر ہی اپنا انداز اور رنگ بدل لیتی ہے۔ تلفظ۔ محاورات۔ ترکیبات اور بندشوں میں ایک غیر معمولی فرق پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا مطالعہ دنیا کے ہر خطہ میں کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پنجابی زبان کو ہی لے لیں یہ قدم قدم پر گرگٹ کی طرح اپنا رنگ بدلتی ہے۔ حالانکہ زبان ایک ہی ہے۔ بعض دفعہ تو ایک چھوٹے سے فاصلہ سے زبان کے اندر اتنی غیریت پیدا ہو جاتی ہے کہ سطحی نگاہ کیلئے امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کیا ایک ہی زبان کے یہ دو مختلف انداز ہیں۔ کیونکہ قدرت نے ہر ایک کو یہ ملکہ عطا نہیں کیا کہ وہ اس قوت امتیاز سے بہرہ ور ہو سکے اور کر سکے۔

س
بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدرت را می شناسم

ویدوں اور ژند اوستا کے بعض حروف کی آوازوں میں فرق ہے۔ لیکن ان کے استعمال اور معانی میں ایک شدید مشابہت موجود ہے۔ ژند اوستا کے حروف پر دیگر زبانوں کا گہرا اثر پڑا ہے اور یہ یقیناً وہ زبانیں ہیں جن کا ماخذ اور منبع سنسکرت زبان نہیں۔ چنانچہ پہلوی اور فارسی زبانیں اپنے مادہ اور اصل کے لحاظ سے سنسکرت زبان سے مشتق نہیں ہیں۔ حالانکہ ژند یا خوردہ اوستا کا کچھ حصہ انہیں زبانوں میں محفوظ ہے۔ ویدوں کے بعض یا مناجاتیں اور ژند اوستا کے جملہ حصص ایک بہت لمبے اور پھیلے ہوئے زمانہ کی پیداوار ہیں۔ رگ وید کا کچھ حصہ اس وقت موجود تھا جبکہ آریوں کا ایک قبیلہ پنجاب میں داخل ہوا۔ اس پنجاب کو اس وقت آریہ ورت کہنے لگے تھے جس کے معنی ہیں آریوں کی پہلی بستی یا اسے پہلی نوآبادی بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ یقینی امر ہے کہ رگ وید کا آخری حصہ اور اس کے ترانے ہندوستان میں ہی ترکیب دیئے گئے تھے۔ کیونکہ اس میں بعض اشارات پنجاب کے دریاؤں اور دریائے سرسوتی کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ دریائے سرسوتی جس کے خطاب میں بھی چند ترانے ہیں۔ پنجاب کی مشرقی حد پہ بہتا تھا۔ یہ دریا اب خشک اور نابود ہو چکا ہے۔ البتہ اس کے بہاؤ کے نقوش کو اب بھی انبالہ کے قریب دیکھا جا سکتا ہے ژند اوستا کے سب سے قدیم حصص کا نام گاتھائیں ہے۔ ان میں ایک جگہ یہ ذکر ہے کہ پندرھویں اور بہترین جگہ جو اہورمزد نے پیدا کی وہ ہپتا ہیندو ہے۔ ہپتا ہیندو وہی ہے جسے ویدوں میں سپت سندھو اس کہتے ہیں جس کے معنی ہیں سات دریا۔ اور یہ ہندوستان یا اس وقت کا پنجاب ہے۔ اس سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ ایرانی آریہ ہندوستان سے بخوبی واقف تھے۔ ویدی اور اوستی آریوں میں اختلاف بہت پہلے ہوا ہے۔ اس وقت ویدوں کا کچھ حصہ موجود تھا اور عبادت کی رسومات معرض وجود میں آچکی تھیں یہ اختلاف کیوں واقعہ ہوا اس کا کوئی یقینی اور قطعی جواب نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ اختلاف ویدی دیوتاؤں کی حیثیت پر ہوا ہوگا۔ اور ایک قبیلہ نے قدیم رسم و رواج سے روگردانی کی ہوگی۔ ویدوں کے دیوتاؤں کی تعداد ۳۳ تینتیس ہے بعض کی عبادت مناجاتوں سے ہوتی ہے اور بعض کی قربانیوں سے۔ مترا اور اندر بڑے بڑے دیوتا ہیں۔ اور انہیں ملا کر بعض دفعہ اندر وارونا بھی کہتے ہیں۔ اور بعض مناجاتوں کا خطاب تو صرف وارونا سے ہوا ہے۔ وارونا اسور کا رجو اوستا میں اہو ہے) سردار ہے۔ اسو جو اسور کا مادہ ہے کا مطلب زندگی ہے اور ژند میں بھی اہو کے یہی معنی ہیں۔ ویدوں میں وارونا کو مہا لیتی تراکہا گیا ہے جو کہ بالکل اوستا کے لفظ مز کے مترادف ہے سنسکرت کی ح اوستا کی ز ہے۔

رگوید کی مناجاتوں میں ایک اس قسم کا رجحان پایا جاتا ہے جس سے معلوم دیتا ہے کہ وارونا کو اندر کے مقابلہ پر ثانوی حیثیت دی جا رہی ہے۔ شاید یہی رجحان دوسرے گروہ کی خفگی کا باعث ہوا ہو۔ کیونکہ خوردہ اوستا میں جو اہورمزد کے اسماء بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے چوالیسواں نام اوستا وروتا کا ہے۔ یہ بھی خلاف توقع نہیں ہے کہ اختلافات بعض رسومات پر رونما ہوئے ہوں۔ ویدوں نے ایک خون یا قرابت کے رشتوں کی اجازت نہیں دی۔ مگر اوستا نے اس کی اجازت دی ہے۔ انسانی لاشوں کے متعلق صحیح رسم آریوں کی وہی ہے جو کہ آج تک پارسیوں کے زیر عمل ہے۔ چونکہ دوسرے گروہ نے مردوں کو جلانا شروع کر دیا اس لئے شاید اسی پر اختلاف کی خلیج کچھ وسیع ہو گئی ہو۔

یہ مذہبی اختلاف ایک عجیب صورت اختیار کر گیا ہے لفظ دیو کا جو مادہ ہے اس کا مطلب ہے چمکنا۔ یعنی وہ لوگ جو رجال عظیم ہوں اور جن کی یاد کے گرد ایک نورانی ہالہ ہو۔ انہیں دیوتا کہہ کر پکارتے ہیں۔ لیکن اس لفظ کو کچھ بدل کر اوستا میں بدروحوں کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ویدی دیوتاؤں کو اوستا میں بالکل رد کر دیا گیا ہے۔ بلکہ انہی دیوتاؤں کو دوسرے نام دیدیئے گئے ہیں۔ اور دوسرے لفظ دیو بہت جامع ہے۔ اس کے مفہوم میں کئی قسم کی روحیں شامل ہیں۔ لیکن ساری اوستا میں دیو بدروحوں کے متعلق ہی استعمال ہوا ہے۔ اس کے بالمقابل رگوید میں اسو کے معنی ایک بہت بڑے دیوتا کے ہیں اور اس کی تعریف میں مناجاتیں ہیں۔ لیکن رگوید کے بعض حصے ایسے ہیں۔ جہاں اسور کو شیطان کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ایسا کیوں ہے اس کی تشریح ابھی تک تشنۂ تحقیق ہے۔

ویدوں میں بہت اہم دیوتا اگنی ہے جس کی تعریف میں بہت سے بھجن ہیں اور زرتشتیوں کے ہاں اوستا میں آگ پاکیزگی اور تقدس کا نشان ہے اور عوام کی عبادت کیلئے ایک مندر ہوا کرتا ہے۔ جہاں مقدس آگ ہمیشہ جلتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پارسیوں کو آتش پرست کہتے ہیں۔ اور آگ کیلئے جو لفظ اوستا میں استعمال ہوا ہے وہ ہے آتا۔ جس سے بعد میں آتش بنا۔ لیکن آگ کے لئے یہ لفظ ابھی ویدوں میں استعمال ہوا ہے۔ اگنی دیوتا کا خاص نام ہے اور اس سے اتھرو وید مشتق ہے جس میں کہ آتش پرست کو اتھرون کہا گیا ہے اور یہ اتھرون کا لفظ اسی طرح اوستا میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی اصطلاحیں ہیں جو ویدوں اور اوستا میں سانجھی ہیں جن کا ذکر بہت تفصیل طلب ہے۔ انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر ہم اسے بیان کریں گے۔ ان دونوں صحیفوں میں ناموں کی شدید مشابہت موجود ہے۔ البتہ کہیں کہیں تصورات اور خیالات میں اختلاف ضرور موجود ہے۔

ویدوں میں یم اور اوستا میں یم کے نام مترادف ہیں بعد میں یم جم میں بدل گیا اور یہی جم آہستہ آہستہ جمشید میں تبدیل ہو گیا۔ غیر اسی طرح اور متعدد مشابہتیں موجود ہیں اور یہ ہندی آریوں اور ایرانی آریوں کے صحیفے آپس میں ایک دوسرے سے گہری مماثلت رکھتے ہیں۔ جوں جوں ان میں ریسرچ ہوگی۔ یہ مماثلت اور واضح اور مبین ہوتی چلی جائے گی ✦

خواتین جماعت فی الفور

نمائش دستکاری کے لئے تیار شدہ اشیاء ارسال فرما دیں۔ اس کام میں اب مطلق تاخیر نہ کی جائے ✦

(سیکرٹری خواتین)

درخواست دعا

ملک خدا بخش صاحب امرتسری کا بچہ عزیز نذیر احمد بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہے تمام احباب اس کیلئے دعائے صحت کریں ✦

آریہ ہندو دنیا پر ایک نظر

وید اور آریہ سماج

بظاہر آریہ سماج ایک فعّال اور منظم جماعت ہے اس کی تعلیمی سرگرمیاں اور درسگاہیں خوب ترقی پر ہیں۔ اس کا پریس نہایت مضبوط ہے کم از کم شمالی ہندوستان میں آریہ سماجی اخبارات دیگر تمام اقوام کے جرائد سے بازی لے گئے ہیں۔ گو ان کی اخلاقی حیثیت بلند نہیں ہے لیکن تعداد اشاعت اور کاروباری لحاظ سے وہ بہت کامیاب ہیں۔ آریہ سماجوں، ڈی اے۔ وی سکولوں اور کالجوں۔ تیرتھ پاٹھ شالاؤں۔ گروکلوں کا پنجاب یو۔ پی، سندھ اور صوبہ سرحد میں جال بچھا ہوا ہے۔ آریہ سماجی تعلیمی، تبلیغی اور سیاسی طور پر ساری ہندو قوم پر چھائے ہوئے ہیں۔ ان کی تنظیم قابل رشک ہے۔ کارکنوں کا ایک جم غفیر آریہ سماج کے پاس موجود ہے۔ پروپیگنڈے میں یہ لوگ خوب ماہر ہیں۔ رفتہ رفتہ آریہ سماج کا حلقہ اثر جنوبی ہندوستان میں بڑھ رہا ہے۔ مدراس، سی۔ پی۔ مہاراشٹر، بنگال وغیرہ میں اس کے نئے نئے حامی اور ثناخواں پیدا ہو رہے ہیں ——— یہ تمام امور اس کی زندگی کا ثبوت ہیں۔

لیکن آریہ سماج ایک مذہبی جماعت ہے۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس رفتار ترقی میں اس نے اپنی مذہبی خصوصیات و مقاصد اور مذہبی احکام و روایات کو کہاں تک قائم رکھا اور فروغ دیا؟ آئیے آج کی مجلس میں ذرا اس کا جائزہ لیں۔ آریہ سماج وید مقدس کو اپنی بنیاد قرار دیتا ہے۔ وید کی تعلیمات و احکام کو ساری دنیا میں پھیلانا اپنا سب سے بڑا مقصد بتاتا ہے۔ اپنی انفرادی اور قومی زندگی کو قوانین وید کے مطابق بنانا ہر ایک آریہ سماجی کا اولین فرض ہے پنڈت دیانند جی ساری عمر یہی فرماتے اور لکھتے رہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ

"وید پرمیشور رد کت ہیں۔ انہی کے انوسار سب کو چلنا چاہیئے"

آج بھی ہر ایک آریہ سماجی لیڈر کا دعویٰ یہی ہے۔ ان کی مجالس سے یہی صدا بلند ہوتی ہے ان کے اخبارات کی زبان قلم پر دن رات یہی جملہ جاری رہتا ہے ———

اس وقت اخبار "آریہ گزٹ" کا تازہ پرچہ (مورخہ ۱۰؍دسمبر) پیش نظر ہے۔ اس میں مہاشہ خوشحال چند جی خورسند ایڈیٹر "ملاپ" (جو حیدر آباد کے خلاف شورش کے بعد پنجاب کیسری (شیر پنجاب) بن گئے ہیں اور رفتہ رفتہ مہاتما بھی بنتے جا رہے ہیں) فرماتے ہیں کہ :-

"وید پرچار ہی آریہ سماج کا مکھیہ ادّیش ہے"

"آریہ گزٹ" کے آنریری ایڈیٹر دیوان چند شرما اسی اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں لکھتے ہیں کہ :-

"وید پرچار فنڈ کی اہمیت پر کچھ لکھنا ناموزوں معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ یہ آریہ سماج کا پران (روح) ہے۔ ہمارے سکول، کالج۔ گوروکل اور پاٹھ شالائیں آریہ سماج روپی شریر کے انگ ہیں۔ لیکن اگر اس شریر میں پران نہ ہوں تو وہ انگ کس کام کے؟ سنسار کے شروع سے آج تک وید پرچار کی ضرورت رہی۔ اگر اس وقت ہندوؤں کو وہ طاقت اور گورو حاصل نہیں۔ جو کہ ہونا چاہیئے۔ تو اس کا سبب یہی ہے کہ ویدوں سے بے مکھ رہے ہیں۔ اگر ہم بھارت ورش کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ لگیگا کہ جوں جوں ویدوں کے گیان کا لوپ ہوتا گیا۔ توں توں ہندوؤں کی شان اور طاقت بھی گھٹتی گئی۔ بھلا ہو مہرشی دیانند کا جس نے پھر سے آن کر ویدوں کا پرچار کیا"

ان تحریروں میں صاف اعتراف کیا گیا ہے کہ وید پرچار آریہ سماج کے لئے بمنزلہ روح کے ہے۔ اس کی باقی سرگرمیاں یعنی سکول، کالج، گوروکل اور پاٹھ شالائیں وغیرہ جسم کا درجہ رکھتی ہیں۔ آریہ سماج کا یہ جسم بظاہر بہت شاندار اور توانا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن آئیے ذرا دیکھیں ...... کہ اس جسم کے اندر روح یعنی وید پرچار کی کیا کیفیت ہے۔

اس مقصد کیلئے بھی ہمیں زیادہ زحمت جستجو کی ضرورت نہیں ہے "آریہ گزٹ" کا محولہ بالا پرچہ کافی ہے۔ اسمیں مہاشہ خوشحال چند جی خورسند اور ایڈیٹر آریہ گزٹ" کے ایسے ایسے بیانات، تحریرات اور اعترافات موجود ہیں۔ جن کی روشنی میں اصل حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے خوشحال چند جی کا مضمون بڑا پر درد ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ آریہ سماجی اہل ثروت دوسرے کاموں کے لئے بڑی بڑی رقوم دیدیتے ہیں۔ لیکن وید پرچار کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے - آریہ سماجوں کی کیفیت انہوں نے یہ بیان فرمائی ہے۔

"آریہ سماجوں کی حالت دیکھئے تو وہ بھی وید پرچار فنڈ کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھ رہے ہیں جس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کو ایک فالتو اور غیر ضروری کام سمجھتے ہیں۔ آریہ پرادیشک سبھا گذشتہ پندرہ برسوں سے وید پرچار فنڈ میں چھ سات ہزار روپیہ سالانہ گھاٹا ڈالتی چلی جا رہی ہے۔ آریہ سماج لاہور کی ارده شتابدی پر پچیس تیس ہزار روپیہ وید پرچار فنڈ کے لئے جمع ہوا تھا وہ سب کا سب اسی گھاٹے میں ختم ہو چکا ہے۔ خود وید پرچار فنڈ کی یہ حالت ہے کہ اس میں اتنا بھی روپیہ نہیں رہا کہ اپدیشکوں اور بھجنیکوں کی تنخواہیں بھی ادا کی جا سکیں۔ کئی بڑی بڑی سماجوں کے نام کافی بقایا پڑا ہے اور کل بقایا کا میزان دو لاکھ روپے سے کچھ زیادہ ہے ......
لیکن وہ پچھلا بقایا ختم کرنا تو ایک طرف رہا۔ اب بھی سماجیں اپنی سالانہ سہائتا نہیں دیتیں"

"وید پرچار فنڈ" کی یہ زبوں حالی دیکھکر مہاشہ جی نے ساٹھ بڑی بڑی آریہ سماجوں کو ایک نہایت مؤثر اور دردانگیز چٹھی لکھی جس میں بہت کچھ رونا رویا اور یہاں تک لکھ دیا کہ اگر بہت جلد دس ہزار روپیہ اس فنڈ میں نہ آیا تو کئی ایک کارکنوں کو علیحدہ کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ۔ بہت کچھ منت سماجت کی۔ اس چٹھی کا اثر کیا ہوا؟ وہ مہاشہ جی کے الفاظ ہی میں سنئے :-

"مجھے پوری آشا (امید کامل) تھی کہ میری اس بنتی کی طرف آریہ سماجیں ضرور دھیان دینگی۔ لیکن میری حیرانی کی حد نہ رہی جب میں نے بیس دن کے بعد سبھا کے دفتر سے دریافت کیا کہ میری چٹھیوں کا کیا کوئی جواب آیا ہے؟ تو یہ بتلایا گیا کہ کسی سماج نے کوئی جواب نہیں بھیجا"

اس تلخ تجربہ نے مہاشہ جی کو بالکل مایوس کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"اگر آریہ سماجوں نے وید پرچار فنڈ کے ساتھ یہی سلوک کیا اور بڑے بڑے آریہ مہانو بھاووں نے بھی وید پرچار فنڈ کو ایک فالتو چیز سمجھا ہے تو پھر بڑی گمبھیرتا سے وچار کرنا ہو گا کہ آیا اس کام کو جاری رکھنے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ اس بات کو چھپانا پاپ سمجھتا ہوں کہ آریہ سماجوں اور بڑے بڑے آریہ سماجیوں کے اس سلوک کو دیکھ کر میرے دل پر ایسی چوٹ لگی ہے جس کے اثر کو میں نامعلوم کب زائل کر سکونگا۔ فی الحال تو میں اس نتیجہ پر پہنچ رہا ہوں کہ وید پرچار کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھائے رکھنے کے میں اپنے آپ کو قابل نہیں پاتا"

دیوان چند جی شرما کا مقالہ افتتاحیہ بھی ایک نوحہ ماتم ہے۔ اس قسم کے تلخ تجربات اور مایوسانہ خیالات سے لبریز ہے۔

مندرجہ بالا بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کے پھلے [illegible] اور بسے ہوئے جسم کے اندر روح بے حد کمزور ہو چکی ہے اور روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے مذہبی لحاظ سے آریہ سماج کی حیثیت ایک لاشہ بیجان سے زیادہ نہیں ہے ——— جب کبھی بھی ہم ان حالات و واقعات پر غور کرتے ہیں۔ ہمیں مجدد وقت کا یہ ارشاد یاد آ جاتا ہے کہ سو سال کے اندر آریہ سماج مذہبی حیثیت سے فوت ہو جائیگا سطحی نظر رکھنے والی آنکھیں آریہ سماج کے سکولوں۔ کالجوں اور پاٹھ شالاؤں اور اخباروں کو دیکھ کر دھوکہ کھاتی ہیں۔ ان ظاہری حالات کی وجہ سے معمولی سمجھ کے دماغ یہ غلط نتیجہ نکالتے ہیں کہ آریہ سماج روز بروز مضبوط ہو رہا ہے۔ آریہ سماج کی بپا کی ہوئی شور شوں اور ہنگاموں کو وہ اس کی گرمی حیات کا مظاہرہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ آریہ سماج مذہبی حیثیت سے لازمی اور یقینی طور پر مر رہا ہے۔ بے شمار معاملات میں وہ اپنے اصول اور عقائد کو ترک کر کے اسلامی تعلیمات کے آگے سر نگوں ہونے پر مجبور ہوا ہے ——— وہ چیز جو اس کی روح ہے اور جس کو وہ اور اس کا بانی روح قرار دیتا ہے یعنی وید پرچار اس کا نقشہ آپ اوپر دیکھ چکے ہیں ——— خدا کے مامور کی بات یقیناً پوری ہو کر رہے گی۔ آریہ سماج کے رونق حیات کے مظاہروں اور زندگی کے نظر فریب ہنگاموں کے پردے کے پیچھے قدرت کا ہاتھ خاموشی کے ساتھ اپنا کام کر رہا ہے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آریہ سماجی اور آریہ سماجیں جب اپنی دوسری تحریکوں اور اداروں پر بے شمار روپیہ خرچ کرتی ہیں (ابھی ابھی آریہ سماج لاہور کے جلسہ سالانہ پر دو لاکھ سو زائد رقم دو دن کے اندر اکٹھی ہو گئی) تو پھر وید پرچار فنڈ کے متعلق یہ بے حسی کیوں ہے؟ آریہ سماجی دوسرے تعلیمی اور قومی کاموں پر دولت خرچ کرتے ہیں تو کیا وجہ کہ وید پرچار کیلئے کوئی درد انگیز سے درد انگیز اپیل بھی ان کے دلوں پر اثر ... نہیں کرتی ——— اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنی عملی زندگی میں خود آریہ سماج ویدک تعلیمات کو ترک کر چکا ہے اور ترک کرنے پر مجبور ہو رہا ہے ویدک تعلیم سے اصول و احکامات ہیں۔ جن پر اس زمانہ میں عمل [illegible]

وید سے آریہ سماج [illegible] ←

رفتار عالم

ہندوستان

—— لاہور ۱۲ر دسمبر۔ کل پنجاب اسمبلی میں سر سکندر حیات وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جب سے ہماری حکومت صوبہ میں قائم ہوئی ہے زمینداروں کا اسی فیصدی قرضہ بیباق ہو گیا ہے۔

—— اجناس اور دیگر ضروریات زندگی کی گرانی کی وجہ سے تمام طول و عرض ہندوستان میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے کئی مقامات پر ہنگاموں اور لوٹ مار تک نوبت پہنچ چکی ہے۔

—— دہلی ۱۱ر دسمبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی ساحلی حفاظت کا مسئلہ خاطر خواہ طریق پر حل ہو گیا ہے۔ ساحل ہند کی حفاظت کیلئے رائل نیوی اور رائل ایئر فورس کے وسیع پیمانہ پر انتظامات کئے گئے ہیں۔ اب کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں ہے۔

—— مسٹر جناح نے جو ۲۲ر دسمبر کو "یوم نجات" منانے کا اعلان کیا ہے اس پر کانگرسی اور دوسرے ہندو بہت چراغ پا ہو رہے ہیں۔ کانگرسی اور نیم کانگرسی مسلمانوں نے بھی اس تجویز کی زبردست مخالفت کی ہے۔

—— پنجاب اسمبلی کا اجلاس بدستور جاری ہے۔ کانگرس پارٹی کو بار بار شکستیں ہو رہی ہیں۔ اس نے امداد مقروضین کے ترمیمی بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کرنے کی تحریک پیش کی تھی جو ۱۱ر نومبر کو ایک کے مقابلے میں ۷۸ ووٹوں سے مسترد ہو گئی۔

—— لاہور ۱۱ر دسمبر۔ یونیورسٹی کے لوکل کرکٹ فائنل میچ میں اسلامیہ کالج کی ٹیم نے گورنمنٹ کالج کی ٹیم کو دس وکٹوں پر ہرا دیا۔

—— کراچی ۱۲ر دسمبر۔ آج شام جہاز "رضوانی" ۳۴۲ عازمان حج کو لیکر جدہ روانہ ہو گیا۔

—— گذشتہ ہفتہ جبل پور میں زبردست فساد ہو گیا جس میں آخری اطلاع کے مطابق ۱۴۰ اشخاص مجروح ہوئے جن میں عورتیں بھی شامل ہیں ۱۲ گھر جلا دیئے گئے۔ دکانیں بند ہیں۔ پولیس اور فوج شہر میں گشت لگا رہی ہے۔

—— بنگلور ۱۳ر دسمبر۔ حکومت میسور نے ایک نشرگاہ قائم کرنے کیلئے ۲ لاکھ ۴۴ ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ یہ نشرگاہ بنگلور میں قائم کی جائے گی۔

—— پشاور ۱۳ر دسمبر۔ صوبہ سرحد کے مستقل گورنر سر جارج کننگھم نے اپنی رخصت سے واپس آکر گورنری کا چارج لے لیا ہے۔ انتظامی امور میں امداد کیلئے انہوں نے سر آرتھر پارسنز کو اپنا مشیر مقرر کیا ہے۔

—— لاہور ۱۲ر دسمبر۔ آج پنجاب اسمبلی میں پنچایت بل کی تیسری خواندگی منظور ہو گئی۔

—— لاہور ۱۳ر دسمبر۔ حکومت پنجاب نے صوبہ کے تجارتی حالات سے آگاہ رہنے کیلئے ضلع کے ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ چھوٹے بڑے دکانداروں کی ایک کمیٹی بنائیں اس کمیٹی میں آٹھ دس ممبر ہوں اور صدارت کے فرائض ضلع کے ڈپٹی کمشنر انجام دیں۔

—— پٹیالہ ۱۲ر دسمبر۔ حکومت پٹیالہ نے گیہوں، دالوں وغیرہ کی برآمد ممنوع قرار دی ہے۔

—— دہلی ۱۲ر دسمبر۔ آج دہلی کے افغان قونصلخانہ کی طرف سے سید جمال الدین افغانی کی صد سالہ برسی منائی گئی اس سلسلہ میں امپیریل ہوٹل میں ایک شاندار دعوت دی گئی۔

—— بمبئی ۱۳ر دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے مسٹر جناح کو خط لکھا ہے کہ یوم نجات کے بارے میں جو اقدام کیا گیا ہے اس کے پیش نظر مزید گفت و شنید بے فائدہ ہے۔

—— لاہور ۱۳ر دسمبر۔ حکومت ہند کے لئے آر۔ پی افسر ۱۲ دسمبر کو لاہور پہنچ گئے جہاں آپ فضائی حملوں سے بچاؤ کے انتظامات کا معاینہ کریں گے۔

—— کلکتہ ۱۲ر دسمبر۔ کل بنگال اسمبلی میں ساڑھے ۶۱ لاکھ روپیہ کا ضمنی بجٹ تخفیف کے بغیر منظور ہو گیا۔

—— نئی دہلی ۱۳ر دسمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ یورپ میں جنگ چھڑنے سے ہندوستان کی مالی حالت پر کوئی برا اثر نہیں پڑا۔

—— کلکتہ ۱۳ر دسمبر۔ آج مسٹر فضل حق وزیر اعظم بنگال نے جنگ کے متعلق قرارداد پیش کی جو منظور کر لی گئی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جناح مسلم لیگ کے پروپیگنڈے کیلئے بمبئی سے ایک اخبار نکالنے والے ہیں جس کے لئے انہوں نے چندہ کی اپیل کی تھی اب تک ۴۴ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

اسلامی دنیا

—— انقرہ ۱۲ر دسمبر۔ غازی عصمت انونو اور جنرل آرجبے روسی اور ایرانی سرحد کے نزدیک مشرقی اناطولیہ کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ دورہ دس روز میں ختم ہو گا۔

—— بیت المقدس کے ایک مشہور اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ امسال عرب ممالک کے مقتدر زعما فریضہ حج کے لئے حجاز جا رہے ہیں جہاں وہ بعد حج سلطان ابن سعود سے اور ان کے وزراء سے فلسطین میں امن کی بحالی اور مشرق قریب کی حفاظت اور دفاع کے متعلق مشورہ کریں گے۔

—— تازہ عربی ڈاک سے خبر موصول ہوئی ہے کہ اگر مصر جنگ میں شامل ہوا تو حکومت فلسطین مصر کو پٹرول مہیا کرے گی۔

—— عراق کی وزارت حفظان صحت نے فیصلہ کیا ہے کہ بغداد میں دواسازی کا ایک کارخانہ قائم کیا جائے۔

—— دمشق کے مشہور اخبار "فتح العرب" کی ایک اطلاع ہے کہ بغداد کے سرکاری حلقوں کا بیان ہے کہ میثاق سعد آباد پر دستخط کرنیوالی حکومتوں کا جو اجتماع ہونیوالا ہے اس کی حیثیت عام سیاسی کانفرنس کی ہو گی اس میں سب سے اول اس مسئلہ پر بحث ہو گی کہ جنگ کے موقعہ پر افغانستان۔ عراق۔ ایران اور ترکی آپس میں فوج کا مبادلہ کس طرح کریں۔

—— یہ مسئلہ بھی زیر بحث آئیگا کہ مشرقی محاذ کن ذرائع سے مستحکم کیا جائے تاکہ میثاق سعد آباد میں مصر، یمن اور حجاز بھی شامل ہو سکیں، اگر یہ مقصد پورا ہو گیا تو میثاق سعد آباد سات اسلامی حکومتوں کا ایک مشترکہ بلاک ہو گا۔

—— عربی ممالک کے سرکاری حلقوں کا بیان ہے کہ سات حکومتوں کے بلاک کی تجویز اس لئے ہے کہ مشترکہ فوج زیادہ سے زیادہ تعداد میں مرتب ہو جائے۔

ممالکِ خارجہ

—— لندن ۱۱ر دسمبر۔ ملک معظم فرانس میں چھ دن بسر کرنے کے بعد انگلستان واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— لندن ۱۱ر دسمبر۔ کل مسٹر چرچل نے دارالعوام میں بیان کیا کہ ہر ہفتے دو اور چار کے درمیان جرمن آبدوزیں غرق ہو رہی ہیں۔ برطانوی بحریہ نے جرمن سرنگوں پر پوری طرح قابو پا لیا ہے۔

—— علاوہ ازیں مسٹر چرچل نے بیان کیا کہ اس وقت تک برطانیہ کے کل تین لاکھ ۴۰ ہزار ٹن وزنی جہاز غرق ہو گئے ہیں لیکن زیر تعمیر جہازوں اور گرفتار شدہ جرمن جہازوں کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو برطانوی جہازوں کا نقصان صرف ۲۰ ہزار ٹن رہ جاتا ہے جو کل برطانوی جہازوں کی ایک فیصدی کا ⅓ حصہ ہے۔

—— لندن ۱۱ر دسمبر۔ آج جینوا میں لیگ کونسل کا خاص اجلاس روس کے جارحانہ اقدام کے خلاف فن لینڈ کی اپیل پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا جس میں کسی روسی نمایندے نے شرکت نہیں کی۔

—— لندن ۱۱ر دسمبر۔ مغربی محاذ جنگ کی اطلاع ہے کہ دشمن کے فوجی دستوں نے مغربی محاذ کے برطانی حصہ پر حملہ کیا جس سے کئی [illegible]

—— روما ۱۱ر دسمبر۔ مقامی نشرگاہ نے اعلان کیا ہے کہ اطالیہ کی طرف فن لینڈ کو طیارے بھیجے جا رہے ہیں کیونکہ فن لینڈ نے ان طیاروں کے آرڈر دئے ہوئے تھے اور اطالیہ نے اسے یہ طیارے مہیا کرنیکا وعدہ کیا تھا۔

—— لندن ۱۲ر دسمبر۔ جرمن فریڈم سٹیشن نے اعلان کیا ہے کہ ہٹلر کو موت کی سزا دینے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ اب وہ بچ نہیں سکتا۔ ہٹلر کے لئے لازم ہے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اپنے تئیں جرمن [illegible]

—— پیرس ۱۲ر دسمبر۔ مغربی محاذ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ لکسمبرگ کے قریب جرمن فوجوں کا زبردست اجتماع ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب جلد جرمن فوجوں اور اتحادی فوجوں کے درمیان ایک فیصلہ کن جنگ ہو [illegible]

—— جینوا ۱۳ر دسمبر۔ ارجنٹائن کے نمایندہ نے مجلس اقوام سے درخواست کی تھی کہ روس کو مجلس اقوام سے خارج کر دیا جائے ورنہ [illegible] ہو جائیگا۔ اس درخواست پر غور کرنے کے لئے مجلس اقوام نے ۱۴ ارکان کی ایک کمیٹی مقرر کر دی تھی۔ جس نے روس کو مجلس اقوام سے نکال دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ آج رات اس فیصلہ پر لیگ کونسل کے اجلاس میں غور کیا جائیگا۔

—— پیرس ۱۳ر دسمبر۔ فرانس کی نشرگاہ نے اعلان کیا ہے کہ جرمنوں کی طرف سے پولینڈ میں قتل عام کا سلسلہ شدت کیساتھ جاری ہے صرف [illegible] میں اس وقت تک پانچ ہزار پولینڈ موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں۔

—— لندن ۱۳ر دسمبر۔ فن لینڈ اور روس کے درمیان زبردست جنگ جاری ہے۔ فن لینڈ کا ساتھ دیتے ہیں کیونکہ شدید سردی اور برفباری سے روسی افواج کو سخت دقت کا سامنا ہو رہا ہے۔ ہیلسنکی کی ایک اطلاع ہے کہ کریلیا میں فنش مورچوں کے سامنے سینکڑوں روسی مرے پڑے ہیں۔ قیدیوں سے اہل فن لینڈ کا حسن سلوک دیکھ کر بہت سے روسی بھاگ کر ان کے پاس آ گئے ہیں۔

—— دوسری طرف روسیوں کا دعوٰی ہے کہ وہ کافی پیش قدمی کر گئے ہیں اور ان کی کوشش یہ ہے کہ فن لینڈ کے [illegible] اس سلسلے میں آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے بعض مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ روسی فوجوں کو روس سے کافی کمک پہنچی ہے۔

—— جینوا ۱۴ر دسمبر۔ لیگ اسمبلی نے روس کو مجلس اقوام سے خارج کر دینے کی قرارداد منظور کر لی ہے کسی ممبر نے مخالفت نہ کی چین کا نمایندہ غیر جانبدار رہا۔ یہ قرارداد لیگ کونسل میں پیش ہو گی وہاں بھی چین کا نمایندہ [illegible]

(بقیہ صفحہ ۲)

جو دوسرے لفظوں میں فانا اول العابدین کا ترجمہ ہے پھر اس کی عزت کی قسم کھا کر صاف کہہ دیا کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں سب اسی کے حکم سے قائم ہیں۔ اور دوسرے لفظوں میں

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم

کہکر بہاء اللہ کو اس کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ خود بہاء اللہ اس حوالہ کو پیش کر کے اہل بیان پر اپنے حق پر ہونے کا ثبوت دے رہا ہے۔ اور یوں اپنے منکرین پر اپنی خدائی کی شہادت کو پیش کرتا ہے۔

حبیبت عذیے یاران طریقت بعد ازیں

ہمارے خیال میں ان حوالہ جات کی تاویل ناممکن ہے۔ اور اگر کوئی تاویل کرے بھی تو کلام کو ظاہر سے پھیرنے والا بقول بہاء اللہ ملحد ہے۔ یہ کہدینا کہ چونکہ بہاء اللہ نے خود کہیں یہ بھی لکھدیا ہے کہ

سوال۔ آنجناب نے یا کسی نے کہا کہ سورہ توحید کا ترجمہ کریں۔ تاکہ سب کے نزدیک معلوم و مبرہن ہو جائے کہ حق لم یلد ولم یولد ہے اور بابی لوگ ربوبیت و الوہیت کے قائل ہیں۔

جواب بہاء اللہ۔ اے شیخ یہ مقام فنائے از نفس اور بقا باللہ کا مقام ہے اور یہ کلمہ اگر ذکر ہوتا ہے تو نیستی محض پر دلالت کرتا ہے۔"

لہذا بہاء اللہ مدعی الوہیت و ربوبیت نہیں ہے۔ ایک دھوکہ ہے کیونکہ جن حوالوں کو ہم نے پیش کیا ہے۔ ان میں یہ تاویل چل ہی نہیں سکتی۔ اگر کوئی نیا یا پرانا بہائی تاویل کر سکتا ہے تو کر کے دکھلائے۔ یونہی یہ کہنا کہ یہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مقام ہے فضول ہے پہلے لاکھوں کروڑوں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام والے گزرے ہیں ان میں سے کسی نے اس طرح دعویٰ الوہیت و ربوبیت نہیں کیا جس طرح بہاء اللہ نے دعویٰ کیا ہے۔ اس بہاء اللہ کے بھائی مرزا یحییٰ صبح ازل نے الوہیت و ربوبیت کا دعویٰ ضرور کیا تھا اور بعض اور اکابر بابیوں نے بھی من یظہرہ اللہ بننے کیلئے الوہیت و ربوبیت کا دعویٰ کیا جو سب ختم ہو چکے۔ البتہ صبح ازل اور بہاء اللہ دونوں کے ماننے والے ابھی تک موجود ہیں۔ جیسا کہ ماہوار بہائی میگزین بابت نومبر ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۱۶۷ پر صراحت سے اقرار ہے کہ ابھی ازلی دنیا کے تختہ پر موجود ہیں۔ پھر صفحہ ۱۷۳ پر لکھا ہے کہ البیان کو کیوں چھپایا نہیں گیا۔ بہتر ہو کہ یہ سوال بابی اور ازلیوں سے پوچھا جائے۔ ہم تو اس کتاب کو منسوخ سمجھتے ہیں اس لئے نہیں چھاپتے

چوتھا حوالہ

باب لکھتا ہے کہ:۔

(ا) "من یظہرہ اللہ ہر شان میں کہیگا کہ یقیناً میں خدا ہوں"
یعنی فنا فی اللہ کی شان میں ہی نہیں۔ بلکہ ہر شان میں بہاء اللہ کا دعویٰ خدائی کا ہوگا۔

(ب) "میں اس کا پہلا پرستار ہوں"

(ج) اگر وہ دنیا کے سب رہنے والوں کو نبی بنا دے تو وہ سب خدا کے نزدیک نبی ہوں گے۔

(یہ تینوں حوالے لوح ابن ذئب میں باب کی طرف سے من یظہرہ اللہ کی شان میں بیان کئے گئے ہیں) اب خود بہاء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ

(د) انہ لا الہ الا انا المھیمن القیوم قد ارسلنا الرسل وانزلنا الکتب . . . . . کم من عالم
تمسک بالشریعۃ وبہا افتی علیٰ صنو لہا ؟ الوٰس ۹۱

چوتھا حوالہ جو دراصل چار حوالوں کا ایک مرکب حوالہ ہے (وہ فنا فی اللہ کا جواب ہے) اور اس حوالہ میں بہاء اللہ کو نبیوں کا بنانے والا، کتابوں کے نازل کرنے والا اور رسولوں کو بھیجنے والا اور ہر شان میں لا الہ الا انا المھیمن القیوم کہنے والا بنایا گیا ہے۔

پس ہمارا جواب اہل بہاء کو جو فنا فی اللہ کا بہانہ بنا کر بہاء اللہ کے الوہیت و ربوبیت کے دعوے کو چھپانا چاہتے ہیں یہ ہے کہ

اے شیخ ایں مقام، مقام فنا فی اللہ و بقا باللہ نیست
بلکہ محض حیلہ و بہانہ است کہ مصداق عذر گناہ بدتر از گناہ است۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مکتوب ہالینڈ

ڈین ہاگ (ہالینڈ) سے جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب

کا ۲۰/۱۱/۲۵ کا لکھا ہوا خط موصول ہوا جس کا ملخص درج ذیل ہے
مرزا صاحب رقمطراز ہیں:۔

"ہم نے عید ۲۱ نومبر کو منائی اور نماز ایک دوست کے مکان پر پڑھی گئی۔ جاوی اور سماٹری طلباء کے علاوہ مصری سفارت کا نمائندہ اور چند ڈچ مسلمان بھی شامل تھے۔ مسجد کی خواہش ہمارے قلوب میں اس موقعہ پر ختم تر ہو گئی اور جو کوئی بھی وہاں حاضر تھا اس نے عہد کیا کہ وہ اپنی طرف سے سر توڑ کوشش کریگا کہ جتنی بھی جلدی ہو سکے۔ ایک مسجد بنالی جائے۔

مجھے اس بات کا خوب علم ہے کہ ہالینڈ مشن کے استحکام کا انحصار اپنی تعمیر کردہ مسجد پر ہے۔ موجودہ مشکلات کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے میں یہ جوئے شیر لانیکی کوشش کرونگا۔

ہمارے ڈچ لٹریچر کا معجزانہ اثر ہو رہا ہے۔ یہ صرف ڈچ لوگوں کے سامنے ہی اسلام کی خوبیاں نہیں پیش کر رہا۔ بلکہ اس نے بہت سے مسلمان بچوں کو الحاد اور عیسائیت کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ چند دنوں کی بات ہے ایک جاوی طالبعلم جو قانون کی تحصیل کر رہا ہے اور اب اس نے اپنا امتحان پاس کر [illegible] میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ عیسائیت قبول کر [illegible] کیونکہ اس نے کئی وجوہات سے عیسائیت کو اسلام سے [illegible] بحث کو اس کے لئے بے سود سمجھتے ہوئے میں نے [illegible] حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مایہ ناز تصنیف [illegible] اسلام" پڑھنے کی تلقین کی اور اسے کہا اگر کتاب [illegible] پڑھنے کے بعد بھی وہ درحقیقت محسوس کرے کہ [illegible] اسلام پر فوقیت رکھتی ہے تو وہ نہایت خوشی کے [illegible] یہ مہلک قدم اٹھا سکتا ہے۔ اس نے کتاب پڑھنے [illegible] اور میرے پاس آیا۔ اب وہ ایک پکا مسلمان [illegible] پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے۔ بلکہ تہجد بھی پڑھتا ہے [illegible] جو مشہور ڈچ عیسائی مشنری ہے۔ اس وقت ہالینڈ میں [illegible] ہے۔ اس کے زیر اثر وہ مذکورہ بالا طالب علم تھا۔ [illegible] اس تغیر کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ قرآن مجید کے سستے [illegible] کی اشاعت سے پہلے میرا ارادہ ہے کہ میں دو پمفلٹ شائع کردوں۔ یعنی پہلا۔ "اسلام بنی نوع انسان کا مذہب ہے" اور دوسرا "آنحضرت صلعم کی مختصر سوانح حیات"۔ اس کام [illegible] مجھے دوسو گلڈرز کی ضرورت پڑیگی۔ کیا انجمن کا کوئی [illegible] میری مدد کو پہنچیگا؟ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اسلام کی [illegible] اس حصہ یورپ میں روشن کردوں۔ گو اس وقت حالات [illegible] کے ساتھ یورپ میں تغیر پذیر ہیں۔ مگر آپ کو اس کے متعلق [illegible] تشویش نہ ہونا چاہئے۔ میں سب دوستوں کی خدمت [illegible] درخواست کرونگا کہ وہ خداوند تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ [illegible] میرا حامی و ناصر ہو۔ اور اس خطہ یورپ میں اسلامی [illegible] کی صورت پیدا کرے آمین۔ والسلام

معاصرین کے افکار

عورت دوراہے پر

"اس میں آخر شرم و ذلت کی بات ہی کیا ہے کہ ایک نوجوان عورت اپنے لباس میں مرد کے لبھانے کا لحاظ رکھے۔ میں جو نمونے تیار کرتی ہوں۔ ان میں نسائیت کو ابھارتی رہتی ہوں۔ یعنی لباس ہی کو مردوں کے شکار کا ذریعہ بناتی رہتی ہوں۔"

پیرس کی مشہور درزن یا انگریزی اصطلاح میں "ڈیزائنر"۔ گیبرئیل شینیل نے کہا جن کے تعارف میں کہا گیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے پیرس سے ہالی وڈ (امریکہ) تک کا سفر اسی کھوج میں کیا تھا کہ زنانہ لباس میں زیادہ سے زیادہ بے حیائی کہاں تک پیدا کی جا سکتی ہے

(اسٹیٹسمین ۲۴ ستمبر ۱۹۳۹ء)

جی ہاں! اپنا اپنا معیار ہی تو ہے۔ ایک معیار اسی دنیا میں ہے۔ کہ زنانہ لباس کا مقصد ستر و اخفا ہے۔ زینتوں کو چھپانا۔ مردوں کی نظروں سے تمام ہیجانی نظروں کا دور رکھنا، اور دوسرا معیار یہ ہے کہ محض ستر پر نہیں کشف پر کیا جائے۔ لباس کا مقصد چھپانا نہیں۔ بلکہ دکھانا۔ لبھانا۔ رجھانا۔ اور مرد کے سوئے ہوئے جذبات کو جگانا بنایا جائے۔ ایک کا حکم و لا یبدین زینتھن کے ذریعہ سے ملا اور دوسرے کی نفی ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی کے پردہ پر دکھائی دی۔ دونوں راستے آج بھی اسی طرح صاف کھلے ہوئے ہیں جیسے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر تھے اور عورت کو اختیار ہے کہ سوچ سمجھ کر اپنا نفع و نقصان دیکھ کر، نفس سے نہیں عقل سے مشورہ کر کے جو راہ چاہے اختیار کر لے۔

نیا سنگار دان

تخمینہ شائع ہوا ہے کہ پچھلے سال یعنی ۱۹۳۸ء میں امریکہ کی خواتین نے غازہ وغیرہ چہرہ کی زیبائش اور سنگار کے سامان میں ۲۵ کروڑ پونڈ صرف کئے یعنی ۶۷، ۶۸ کروڑ روپیہ (اسٹیٹسمین ۵ نومبر ۱۹۳۹ء)

یہ بھی چھپا ہے کہ برطانیہ میں اسی زنانہ سامان آرائش پر جو نیا ٹیکس تجویز ہوا ہے اس سے اب سرکاری آمدنی ۷۰ لاکھ پونڈ سالانہ (تقریباً آٹھ سوا آٹھ کروڑ روپیہ) ہوا کرے گی۔ (ایضاً)

آزاد، ترقی پسند، روشن خیال عورت کے مصارف آپ نے دیکھ لئے۔ صرف سنگار دان کا خرچ کروڑوں روپیہ اور سنگار بھی صرف چہرے کا۔ اسی پر قیاس دوسرے مصارف کا کر لیجئے۔ اسی "سادہ" زندگی کی طرف دعوت آپ کی بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کو "آزادی" "ترقی پسندی"، "روشن خیالی"، "مساوات" اور خدا معلوم اور کن کن ناموں سے دی جا رہی ہے۔

سائنس کی ترقی

"پائنیر" میں ایک فرنچ سپاہی کی تصویر آئی ہے جو ابھی جنگ میں زخمی ہوا ہے۔ تصویر دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے سننے سے نہیں۔ اللھم احفظنا۔ چہرہ پر صرف آنکھ سالم۔ باقی ناک اور لب کا سہونٹ، دانت رخسار و لب کا آدھا حصہ یہ سب غائب اس درجہ ہولناک کہ خود تصویر کانپنے لگتا ہے۔ خدا معلوم بیچارہ پر سانس لینے، منہ چلانے، رال گھونٹنے میں ہر گھنٹہ نہیں، ہر منٹ بھی نہیں ہر سکنڈ کیا قیامت گزرتی ہوگی۔ اور یہ ایک تصویر کوئی نادر ہے؟۔ ایسے ایسے زخمی تو خدا معلوم ہر روز کتنے میدان جنگ سے اٹھ کر آتے ہوں گے۔ اور اٹھ کر کہاں آتے ہیں؟ قاعدہ یہ ہے کہ جب جنگ ختم ہو لیتی ہے۔ جب کہیں جا کر زخمی اٹھائے جاتے ہیں اور سٹریچر پر لاد کر کلکٹنگ اسٹیشن (جمع ہونے والے مقام) پر لائے جاتے ہیں، پھر وہاں سے سفر ہاسپٹل اسٹیشن تک ہوتا ہے۔ یہاں

سے "اڈیکولیشن ہاسپٹل" بھیجے جاتے ہیں۔ اس کے بعد کہیں جا کر نمبر "بیس ہاسپٹل" کی آتی ہے جو وہاں سے جہاں سپاہی گرا ہے کم از کم تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہوتا ہے اور علاج اب جا کر شروع ہوتا ہے۔ ذرا خیال تو کیجئے کہ معمولی سی معمولی اور ہلکی سی ہلکی چوٹ کے بعد بھی انسان کا کیا حال ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ایسی جراحتیں جو آج تک انسان کے تجربہ میں کیا آتیں خیال تک میں بار نہ پا سکیں۔ چنانچہ امریکہ کے مشہور فوجی سرجن ہاروی کشینگ کا بیان اسی سلسلہ میں چھپا ہے کہ فرانس کے میدان جنگ میں آ کر ہزار ہا سر کی جراحتیں ایسی دیکھیں جو کبھی اس سے قبل علم میں نہ آئی تھیں! —— اس سفاکی، اس درندگی کا نام جس نے شیر اور چیتے اور ریچھ اور بھیڑیے کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ آپ کی اصطلاح میں سائنس کی ترقی اور تہذیب کی ترقی ہے (صدق)

اردو کے متعلق مسلمانوں کی مجرمانہ [illegible]

..... چنانچہ کانگریس اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی [illegible] اس مردہ زبان (ہندی) کو زندہ کر کے اسے مسلمانوں [illegible] ٹھونسے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہزار ہا کی تعداد [illegible] رنگین اور جاذب نظر و توجہ تصنیفات تیار کی گئی ہیں [illegible] شائع کی جا رہی ہیں۔ ہندوؤں کے لیڈر اور قوم کے زعماء [illegible] ہمہ تن ہندی کے پرچار میں مصروف ہیں۔ اور ہندی لٹریچر [illegible] پیدا کرنے کے لئے اسے قومی اور مذہبی رنگ میں مقبول [illegible] کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حالت [illegible] اطمینان بخش نہیں۔ مسلمانوں میں سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ زمانہ کی رفتار اور وطن کی روش کو اچھی طرح دیکھنے اور سمجھنے [illegible] خاموش ہیں۔ ان کو علم ہے کہ ہندی کی ترویج کے لئے ہندو [illegible] ہر قسم کی جائز اور ناجائز کوششیں کر رہے ہیں۔ [illegible] ہیں۔ ہندو دیسی زبان کی اشاعت میں اپنی پوری کوشش کر رہا [illegible] ہندو اسے مقبول بنانے کے لئے اپنی تمام قوتیں صرف کر [illegible] ہیں مسلمان بدنصیب یہ نہیں جانتے کہ ان کی مجرمانہ خاموشی [illegible] روز ان کے اپنے لئے ہی تباہی اور بربادی کا باعث ہو [illegible]

مسلمانوں کی افسوسناک حالت کا اندازہ [illegible] سے اچھی طرح سے ہو سکتا ہے کہ وہ اردو میں [illegible] کی نشانی سمجھتے ہیں۔ ان کی خط و کتابت، ان کے دفتری [illegible] اور جلسوں کے ایڈریس یا مضامین عموماً انگریزی زبان [illegible] ہیں۔ ان کی غفلت کی یہ انتہا ہے کہ ان کی باہمی گفتگو اور خانگی معاملات بھی انگریزی ہی میں طے ہوتے ہیں [illegible] جناح صاحب کو اپنا قائد اعظم مانتے ہیں۔ ان کے قدم پر چلنا فخر سمجھتے ہیں۔ کیا ہمارے قائد اعظم نے پیرانہ سالی میں اردو نہیں سیکھی۔ کیا وہ اب [illegible] میں بے تکان اردو میں تقریر نہیں کرتے ہیں [illegible] مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے قائد اعظم کی مثال پر عمل کریں۔

ہماری اس مجرمانہ غفلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ [illegible] اسلام کے حوصلے بڑھ جائیں گے اور وہ برابر اپنی زبان [illegible] ترقی دیتے چلے جائیں گے۔ حتیٰ کہ اس کی اشاعت [illegible] پر تسلط جما لیگی۔ مسلمان اقلیت میں ہیں۔ [illegible] بھی اس سیلاب میں بہائے جائیں گے۔ مسلمانوں [illegible] لٹریچر بھی ہندی میں تبدیل کرنا پڑے گا اور خدانخواستہ ایک ایسا وقت آ جائے گا کہ ہمیں قرآن مجید [illegible] بھی ہندی میں لکھنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا [illegible] لٹریچر کی اصل صورت مسخ ہو گئی تو مسلمانوں کے [illegible] اسلام کی محبت جو تھوڑی بہت باقی ہے وہ [illegible] رہے گی۔ اس لئے اے مسلمانو! آج ہی سے [illegible] کی مدافعت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ (عقاب)
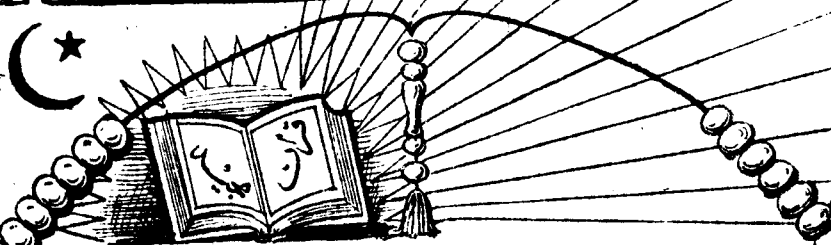
تنظیم نمبر
پیغام صلح
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن
ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری
قیمت
فی پرچہ
دس کاپیاں
ایک روپیہ
جلد ۲۷
لاہور یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۹ ذیقعد ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۳۹ء
نمبر ۷۵
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
پیشکش
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا
فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
اس وقت جبکہ ہماری جماعت غلبہ دین اور خدمت وحفاظت اسلام کے بہت سے بلند و پاکیزہ ارادوں کے ساتھ اپنی تنظیم و توسیع کی مہم کا آغاز کر رہی ہے۔ میں دلی دعاؤں اور مستقبل کے متعلق بہترین آرزوؤں کے ساتھ بزرگان احباب و خواتین جماعت کی خدمت میں
"پیغام صلح" کا "تنظیم نمبر" پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں
اختصار کے باوجود اس پرچہ میں بہت سی ایسی چیزیں مل جائیں گی جن کی کہ انہیں تلاش و ضرورت ہے۔ جماعت کے تمام طبقات بالخصوص نوجوانوں اور خواتین سے میری مخلصانہ درخواست ہے کہ اس نمبر کے مضامین کو بغور پڑھیں۔ اپنے فرائض کو سمجھیں اور انہیں خلوص کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ہماری کامیابی اور دین و دنیا میں سرخروئی کا ذریعہ یہی ہے
خاکسار محمد انعام الحق ہوشیارپوری ایڈیٹر پیغام صلح

تنظیم و توسیع جماعت

کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند زرّین نصائح

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے پیدا کرتا ہے وہ سامانِ دمار

جس نے نفسِ دوں کو ہمت کرکے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اسکے آگے رستم و اسفندیار

گالیاں سنکر دعا دو پاکے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

ہم نے یہ مانا کہ انکے دل ہیں پتھر ہو گئے
پھر بھی پتھر سے نکل سکتی ہے دینداری کی نار

کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
آیتِ لا تیئسوا رکھتی ہے دل کو استوار

صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ

پیغام امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ہماری جماعت کی تنظیم و توسیع کا مقصد کیا ہے؟

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

تنظیم و توسیع جماعت کے متعلق ضروری باتیں میں اپنے خطبہ اور مضامین میں بیان کر چکا ہوں لیکن ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کا تقاضا ہے کہ میں ان کے "تنظیم نمبر" کے لئے ایک پیغام بھی دوں۔ جیسا کہ میں نے اپنے خطبہ میں بھی بتایا ہے تنظیم کسی مقصد کے حصول کیلئے اجتماعی کوششوں کا نام ہے۔ مقاصد کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف قوموں اور جماعتوں کی تنظیم کا انداز اور رنگ علیحدہ ہوتا ہے۔ ہمارا مقصد معین ہے اور وہ دنیا کا سب سے اعلیٰ اور بلند مقصد ہے۔ نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام ہی نوع انسانی کی نجات اسکے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ ہی

أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

یعنی

غلبۂ اسلام یا اسلام کی اشاعت و حفاظت

ہماری جماعت کی تنظیم و توسیع کا رنگ بھی اسی مقصد کے مطابق ہونا چاہیئے اور ہمیں اس بات کو ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ تنظیم و توسیع اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

نماز اور قربانی

خدا کے آگے جھکنا اور دین کے لئے ہر تکلیف کو خوشدلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا یہ ہماری تنظیم کے بڑے ذرائع اور اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ دجال کا کاروبار بہت وسیع ہو چکا ہے۔ کفر کی تاریکی دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے۔ الحاد و بے دینی کے طوفان چاروں طرف اُٹھ رہے ہوئے ہیں۔ تم اپنے اندر ایمان، تقویٰ، دلی تڑپ، جذبۂ ایثار و روح قربانی اور بے پناہ قوت عمل پیدا کرو اور اپنی جماعت کو بڑھاؤ اور اس کی توسیع کرو تاکہ تم

دنیا کے ہر ایک خطے میں قرآن کریم کا کفر سوز نور پھیلا سکو

اور اس جماعت کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط و منظم کرو تاکہ تم

الحاد و بے دینی کے اس عالمگیر طوفان کو روک سکو

خدا تمہارا حامی و مددگار ہو ——— بس یہی میرا پیغام ہے

والسلام

۱۷ دسمبر ۱۹۳۹ء — خاکسار محمد علی

نماز باجماعت اور دین کیلئے جذبۂ قربانی

ہماری جماعت کی تنظیم کے ۲ دو بنیادی پتھر ہیں

قوّتِ عمل اور جذبۂ قربانی کے بغیر علم بے فائدہ ہے

احمدی نوجوان اپنے دلوں میں خدا و رسول کی محبت پیدا کریں اور کچھ کام کر کے دکھائیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۹ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ :-

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح مجھ سے دو تین مرتبہ فرمائش کر چکے ہیں کہ میں ایک خطبہ تنظیم پر دوں - ان کی فرمائش کی تعمیل میں یہ چند الفاظ کہہ رہا ہوں -

تنظیم کی تعریف

تنظیم کسی غرض کے حصول کے لئے مجموعی کوشش یا جماعت اور قوم کی کوشش کا نام ہے پھر جیسی جیسی غرض ہو اس کے مطابق تنظیم کا رنگ بھی الگ ہوتا ہے -

ہماری جماعت کی غرض اعلائے کلمۃ اللہ ہے

ہمارے سامنے کیا غرض ہے ؟ سب سے پہلے یہی معین کرنے کی چیز ہے اور میں سمجھتا ہوں اس کے لئے ہمیں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ہے اُسے سب جانتے ہیں اعلائے کلمۃ اللہ قرآن کا دنیا میں پہنچانا یہی ہماری جماعت یا قوم کی اصل غرض ہے اسی غرض کے لئے ہماری جماعت قائم ہوئی ہے - اسی غرض کیلئے اس کی تنظیم بکار ہے - اسی کے لئے اس کی توسیع بکار ہے -

نماز باجماعت سے بہتر اور کوئی تنظیم کا ذریعہ نہیں ہے

مسلمانوں کی جو تنظیم خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی بلکہ الٰہی ارادہ اور منشا کے ماتحت فرمائی وہ نماز باجماعت کے رنگ میں نظر آتی ہے - قوم کے افراد کو دن میں پانچ وقت ایک جگہ لا کھڑا کرنا اور ایک صف میں لا کھڑا کرنا اس طرح کہ کوئی چھوٹائی بڑائی کا خیال ان میں نہ رہے کامل مساوات قائم ہو جائے یہ ہے نماز باجماعت کی غرض تو میں سمجھتا ہوں کہ جس جماعت کا مقصد ہی اعلائے کلمۃ اللہ ہے اس کے لئے اس نماز سے بہتر اور کوئی تنظیم کا ذریعہ نہیں ہے یوں تو جیسے میں نے ابھی کہا ہے ہر مقصد کیلئے ایک خاص رنگ کی تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے کسی ملک کی حفاظت کے لئے ایک رنگ کی تنظیم یعنی فوجی رنگ کی تنظیم بکار ہوگی - ایک پولیٹکل پارٹی کے لئے دوسرے رنگ کی تنظیم بکار ہوگی - لیکن اعلائے کلمۃ اللہ کا مقصد رکھنے والی جماعت کے لئے نماز باجماعت ہی تنظیم ہے - جو اسلام کی اصل بنیاد ہے -

تنظیم کی دو لازمی شرطیں

کسی غرض کو حاصل کرنے اور مجموعی کوشش سے حاصل کرنا دو باتوں کو چاہتا ہے -

(۱) ایک افراد میں قوت عمل

(۲) دوسرے اس قوت عمل کو ایک خاص قاعدہ اور نظم کے ماتحت لا کر اس سے کام لینا -

ایمان اور اعمال صالحہ قرآن کریم کو اگر دیکھا جائے تو دو ہی باتیں ہیں جن کی طرف بار بار مسلمانوں کو بلایا گیا ہے - (۱) ایمان (۲) اعمال صالح -

ایمان کیا چیز ہے ؟ اللہ تعالےٰ کی ہستی کو ماننا - اللہ تعالےٰ کی طرف سے کچھ برگزیدہ انسانوں پر اس کے پیغام آنے کو ماننا - اعمال کی جزا و سزا کو تسلیم کرنا - پس یہی موٹی موٹی باتیں ہیں -

ایمان سے قوت عمل ترقی کرتی ہے

شائد بظاہر کسی کو معمولی معلوم ہوں لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قوت عمل انسان کے اندر ایمان سے پیدا ہوتی ہے - اور جس قدر ایمان ترقی کریگا اسی قدر انسان کی قوت عمل بھی ترقی کرے گی

ترقی ایمان کے ذرائع ـــــ دعا اور قربانی

ایمان کی ترقی کن ذرائع سے ہو سکتی ہے ؟ دو چیزوں سے ایک دعا اور دوسرے قربانی - دعا کو نماز کہہ لو اور قربانی کو مما رزقنھم ینفقون کہہ لو ان دو چیزوں سے ہی انسان کے اندر قوت عمل پیدا ہوتی ہے - اور ان دو چیزوں کے ساتھ ہی قرآن کی ابتدا ہوئی ہے - ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون غرضیکہ دعا اور قربانی ان دو چیزوں سے انسان کا ایمان ترقی کرتا اور انسان کے اندر زبردست قوت عمل پیدا ہوتی ہے

اسلام میں دعا کی اہمیت

دعا کے متعلق کوئی شبہ نہیں کہ عام طور پر دوسرے مذاہب نے بھی دعا پر زور دیا ہے لیکن اس بارہ میں بھی اسلام زبردست خصوصیت رکھتا ہے - دُعا کی غرض و غایت صرف اتنی ہی نہیں ہوتی جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے - کہ اللہ تعالےٰ سے اپنی کچھ حاجات مانگ لیں - بے شک یہ دعا کا ایک حصہ ہے - لیکن دعا کا اصل مقصد اس سے بہت بلند اور اعلیٰ ہے - خدا کے ساتھ تعلق کا اصل اور بہترین ذریعہ بھی دعا ہے - اسی لئے اسلام نے دعا پر اس قدر زور دیا ہے جس کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی ـــ یہ ہماری پانچ وقت کی نماز بھی دعا ہی ہے - پھر تہجد ہے یہ بھی بہت تنہائی کے اوقات کی دعا ہے -

دیگر مذاہب میں دُعا کے متعلق غلط فہمیاں

میں سمجھتا ہوں کہ کئی مذاہب میں دعا کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں بھی موجود ہیں - ہمارے ملک ہندوستان میں روحانیت جن لوگوں کی طرف منسوب کی جاتی ہے - ان میں گاندھی جی کی شخصیت کو (جہاں تک ہندو قوم کا تعلق ہے) سب سے زبردست مانا گیا ہے اس میں بھی شبہ نہیں کہ اس زمانہ میں گاندھی جی نے جس قدر اپنے عمل سے دعا پر زور دیا ہے وہ دوسرے لوگوں کیلئے نادر کمیاب چیز ہے

دعا کے متعلق گاندھی جی اور ایک بدھ ڈاکٹر کا [illegible]

بدھ مذہب کے ایک یورپین پیرو کوئی ڈاکٹر [illegible] جی اور ان ڈاکٹر فری کے درمیان دعا کے موضوع پر ایک مکالمہ [illegible] ہوا ہے - اس مکالمہ کو پڑھ کر مجھے سخت تعجب ہوا [illegible] ہوتا ہے - کہ اسلام کے سوا صحیح روشنی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی اس زمانہ میں نہیں مل سکتی -

گاندھی جی کی متضاد باتیں

دعا کے متعلق کچھ سوالات ڈاکٹر فری نے گاندھی جی [illegible] کئے ہیں ان کے جواب میں گاندھی جی نے کبھی ایک پہلو اختیار کیا ہے اور کبھی دوسرا - سب سے پہلے یہ بتاتے ہوئے کہ دعا کیا [illegible] گاندھی جی لکھتے ہیں - کہ نفس ادنےٰ اور نفس اعلیٰ یہ دو چیزیں میرے اندر ہیں - جب میں دعا کرتا ہوں تو گویا نفس اعلیٰ [illegible] کے لئے طاقت اور قوت چاہتا ہوں - اس طرح گاندھی [illegible] خدا کو گویا اپنے اندر ہی ایک چیز قرار دیا ہے - لیکن اس [illegible] ہی انہوں نے اقرار کیا ہے - کہ جب میں تضرع سے دعا کرتا ہوں تو اپنی ہستی کو بالکل فراموش کر دیتا ہوں کیونکہ میں محسوس [illegible] کہ مجھے بہت دور سے کوئی چیز اور قوت و طاقت حاصل ہو رہی ہے ـــ وہ لکھتے ہیں کہ انسانی خیال بجلی اور روشنی سے بھی [illegible] تیز رفتار ہے - وہ اس طاقت تک بھی اس کی آن میں پہنچ جاتا ہے - جس کا فاصلہ بہت زیادہ ہے - اور بیان میں نہیں [illegible] ہے - ان متضاد خیالات کو پڑھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا [illegible] جس کو اس زمانہ کا بہت بڑا روحانی آدمی سمجھا جاتا ہے [illegible] بغیر کس طرح تاریکی میں ہے -

حضرت مسیح موعودؑ اور فلسفہ دعا

اس کے مقابلہ پر اسلام کے اندر ایک ایسا شخص اُٹھا [illegible] یعنی حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی آپ کی کتابوں [illegible] اس قدر دعا کا فلسفہ پایا جاتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں [illegible] نے اسلامی تعلیمات کے مطابق دعا پر بے حد زور دیا اور اس [illegible] قدر صاف اور واضح طور پر بیان کیا کہ کوئی الجھن اور اعتراض [illegible] نہیں رہنے دیا -

اصلی عارفانہ دُعا

اس زمانہ میں مجدد وقت نے دُعا کا جو فلسفہ بیان [illegible] اس کے بغیر خدا کے آگے گرنا اور دُعا کے حربہ کو [illegible] نہیں آسکتا اس میں کوئی شک نہیں آپ نے اس بات [illegible] کہ جب ایک شخص اپنی پوری کوشش اور کامل توجہ [illegible] کے حصول میں لگ جاتا ہے تو وہ بھی ایک قسم کی دعا [illegible] عارفانہ دعا نہیں ہے - کیونکہ وہ دنیوی اسباب [illegible] پر بھروسہ کرتے ہوئے کسی چیز اور مقصد کو [illegible] اصلی دعا یہ ہے کہ انسان انتہائی بیکسی کی حالت [illegible] کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے آگے گر جائے - اور اس [illegible] اور سامانوں کا طالب ہو ـــ اصل بات یہ ہے [illegible] بہت صحیح اور حکیمانہ ہے - اس کی روشنی کے بغیر [illegible] اور اس روحانی حربہ سے فائدہ اٹھانا ناممکن [illegible] کے مسئلہ کو تو میں نے ضمناً بیان کر دیا ہے [illegible] موضوع تنظیم ہے -

محبت سے قوت عمل پیدا ہوتی [illegible]

جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے - کہ ہماری [illegible] اور نظام دو باتوں پر قائم ہے اور یہی دو باتیں [illegible] رہنا چاہیئے -

(۱) ایک خدا سے دعا کرنا اس کے آگے گڑ گڑا کر امداد مانگنا
(۲) دوسرے قربانی۔

ان دو چیزوں سے ہی خدا اور اُس کے رسُول کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور محبت سے قوت عمل پیدا ہوتی ہے خوب یاد رکھیں کہ محبت کے سوا قوت عمل پیدا نہیں ہوسکتی ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ اس سردی کے موسم میں رات کے وقت باہر نکلنا۔ نیند کو چھوڑنا گرم لحاف کی بجائے باہر ٹھنڈی ہوا اور کہر میں پھرنا کس قدر مشکل ہے۔ لیکن معمولی سی محبت انسان سے یہ سب کچھ کرا لیتی ہے کسی کا بیٹا یا بیوی بیمار ہو جائے تو دیکھ لیجئے اس کے اندر کس قدر قوت عمل پیدا ہو جاتی ہے اسوقت وہ ہر قسم کی تکلیف کو ہیچ سمجھتا ہے۔ راتوں کو جاگتا بھی ہے۔ گرم لحاف اور بستر کو چھوڑ کر باہر ڈاکٹر اور دوا کے لئے بھی چلا جاتا ہے —— اس کے ساتھ ہی آپ اس بات کو یاد رکھیں کہ قوت عمل مفقود ہوتی ہے محبت کے نہ ہونے سے۔ کسی شخص یا قوم کے اندر قوت عمل کا ہونا یا نہ ہونا یا کمزور ہونا بالکل محبت پر منحصر ہے۔

زمانہ سلف اور دور حاضر کے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟

یہی وہ فرق ہے جو پہلے مسلمانوں میں اور آج کل کے مسلمانوں میں نظر آتا ہے۔ صحابہ کرام رضؓ کے حالات کو دیکھئے ان میں ماسوا اللہ کی محبت پر اللہ کی محبت غالب تھی۔ وہ خدا کے راستے میں اور اس کے دین کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اور قربانی کرتے تھے۔ خدا کے کام کے لئے انہیں ہر قسم کی مصیبت اور تکلیف راحت معلوم ہوتی تھی۔ اگر انسان اپنے بیمار بچے کی محبت میں اُٹھ کر راتوں کو جاگ سکتا ہے اور اپنا روپیہ اور آرام قربان کر سکتا ہے۔ تو جب اس کے دل میں اللہ اور رسُول کی محبت صحیح معنوں میں جاگزیں ہو جائے تو پھر خدا اور اُس کے دین کے راستہ میں ہر قسم کی قربانی اس کے لئے آسان بلکہ موجب راحت بن جاتی ہے۔

محبت انسان سے سب کچھ کرا لیتی ہے

محبت انسان سے سب کچھ کرا لیتی ہے مجھے اپنے ابتدائی زمانے کے واقعات یاد ہیں۔ ہم یہاں لاہور سے چند دوست ہر ہفتے یا ہر پندرھویں دن جب کبھی تھوڑی سی فرصت ملتی قادیان جاتے شام کی گاڑی میں سوار ہوتے جو گیارہ بارہ بجے کے قریب بٹالے پہنچتی تھی اُسی وقت پیدل قادیان کی طرف چل پڑتے رات کے دو اڑھائی تین بجے وہاں پہنچتے اور جہاں جگہ ملتی پڑ رہتے نہ ہمیں چارپائی اور بستر کی تلاش ہوتی اور نہ کوئی تکلیف محسوس ہوتی اور نہ ہی دل میں کوئی شکایت پیدا ہوتی غرضیکہ دین کے لئے تکلیف اٹھانے اور قربانی کرنے کا انحصار سراسر خدا اور رسولؐ کی محبت پر ہے۔ ایک شخص کے دل میں خدا اور رسول کی محبت ہوگی تو وہ دین کے لئے قربانی کرنے اور تکلیف اٹھانے میں کوئی بار اور دکھ محسوس نہیں کریگا۔

نوجوان اپنے دل میں خدا اور رسول کی محبت پیدا کریں

یہ وہ چیز ہے جس کی طرف میں اپنے نوجوانوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ ان کے اندر وہ قوت عمل جس کی کہ دین کے لئے ضرورت ہے ہرگز پیدا نہیں ہوگی جب تک کہ وہ اپنے دلوں میں خدا اور رسُول کی محبت پیدا نہیں کرتے۔ خدا اور رسولؐ کے لئے تکلیف اٹھانا اور اُس کو راحت سمجھنا یہی وہ چیز ہے جس کی کہ ہمارے نوجوانوں کو ضرورت ہے۔ اس کے بغیر تمہاری کوئی تنظیم نہ قائم ہوسکتی ہے اور نہ قائم رہ سکتی ہے۔ اور اس چیز کے بغیر کسی تنظیم کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا۔ کوئی الیڈوسی ایشن بنا لینا اور اس میں لیکچر دے دینا یہ بھی ایک حد تک اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اس طرح علم بڑھتا ہے۔ لیکن تم علم سے فائدہ بھی اسی صورت میں اٹھا سکتے ہو جب تمہارے اندر قربانی کی روح اور خدمت دین کا جذبہ موجود ہو تمہیں خدا اور رسولؐ

کے ساتھ محبت ہو تم دین کے لئے تکلیف اٹھانے کو موجب راحت سمجھو۔

نوجوان جلسہ کے انتظام میں حصہ لیں

اگلے دن ہی مجھے افسر جلسہ نے کہا کہ ہمارے سکول کے بہت سے غیر احمدی طلبا تو جلسہ کے انتظامات میں حصہ لیتے ہیں لیکن بہت سے احمدی نوجوانوں کو اس کی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ کوئی کام اپنے ذمہ لیکر اسے انجام دیں۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارے نوجوان عزم کر لیں کہ انہوں نے جلسہ کے تین دن مہمانوں کی خدمت کرنی ہے اگر وہ یہ عزم کر لیں تو اس سے نہ صرف خود انہیں خوشی حاصل ہوگی بلکہ انکا یہ عزم ان کے بزرگوں اور قوم کے لئے بھی خوشی کا موجب ہوگا۔

اپنے اندر خدمت کا جذبہ پیدا کرو

اپنے اندر خدمت کا کوئی جذبہ پیدا کرو۔ یہ [illegible] سالانہ کے مہمان) یہاں تکلیف اٹھا کر خرچ برداشت کر کے [illegible] وہ یہاں کچھ لینے نہیں آتے بلکہ سارا سال دیتے رہنے کے بعد [illegible] کچھ دینے آتے ہیں۔ انہیں محض خدا کی رضا مطلوب ہوتی ہے [illegible] ان کی خدمت کرنا اپنے لئے باعث فخر و سعادت سمجھو۔

قوت عمل اور جذبہ قربانی کے بغیر علم بیفائدہ ہے

میں اپنے نوجوانوں سے پھر کہونگا کہ کچھ عملی کام کریں [illegible] اگر تم نے علم پڑھ بھی لیا لیکن قوت عمل اور جذبہ قربانی سے محروم رہے تو اس علم کا کیا فائدہ۔ عالم [illegible] بڑے موجود ہیں۔ لیکن ان میں عمل اور قربانی کی روح موجود نہیں ہے۔ اس لئے ان کا ہونا نہ ہونے سے بدتر ہے۔ اگر ہمارے نوجوان اپنی تنظیم کرنا چاہتے ہیں تو انہیں یہی طریق اختیار کرنا چاہئے

وقت اور قوٰے کی قربانی

شاید وہ کہیں کہ ہم قربانی کیا کریں ہمارے پاس تو مال ہی نہیں ہے۔ ہم ابھی تک تعلیم حاصل کر رہے ہیں بے شک اکثر نوجوانوں کے پاس جو کہ تعلیم پا رہے روزگار رہے مال نہیں ہے لیکن [illegible] کے پاس وقت اور قوٰے تو ہیں ہماری [illegible] ینفقون میں مال کے علاوہ وقت اور قوٰی کی قربانی آجاتی ہے۔

نوجوان نماز اور دعا سے غافل نہ ہوں

ہمارے نوجوانوں کو ان دو باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ ایک نماز اور دوسرے قربانی [illegible] کے اثر کی وجہ سے نوجوانوں کو نماز سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ یہی نماز اور دعا ہی ہے [illegible] انسان کے اندر وہ قوت اور طاقت پیدا [illegible] جو کسی اور ذریعہ سے پیدا نہیں ہوسکتی ہم نوجوانوں کو کوئی ایسی بات نہیں کہتے کسی ایسی چیز کی طرف نہیں لے جاتے جسکا نمونہ کہ پہلوں میں موجود ہو۔

نماز سے نوجوانوں کی قوتیں بیدار ہونگی

یہی نماز باجماعت بنیادی پتھر [illegible] تنظیم کا ہے تمہاری سوئی قوتیں [illegible] اس وقت تمہاری طاقتیں سوئی ہوئی ہیں ان [illegible] اور دعا کے ذریعہ پیدا کرو۔

قربانی کو اپنا شعار بناؤ

دوسرے قربانی کو اپنا شعار بناؤ۔ نوجوانوں کے پاس [illegible] مال نہیں تو وہ وقت اور قوٰی کی قربانی کریں۔ کئی سال ہوگئے [illegible] یہ سنتے کہ ہمارے نظام میں یہ نقص ہے وہ نقص ہے لیکن اگر نوجوان اٹھیں اور اپنے دوستوں کی، قوم کے بیمار دل اور مصیبت زدہ لوگوں کی خبرگیری کا کام اپنے ذمہ لیں تو بہت سی ایسی شکایات کا ازالہ ہوسکتا ہے۔

تنظیم کا پہلا قدم اور بنیادی پتھر

خوب یاد رکھو تمہاری تنظیم انہی ذرائع سے ہوگی جو [illegible] بیان کئے ہیں کسی بڑے قواعد اور خاص وردی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ لوگ جن کی اغراض پولیٹیکل ہیں۔ ان کی [illegible]

تنظیم و توسیع جماعت کے متعلق احمدی خواتین کے فرائض

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام خواتین جماعت کے نام

زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری کے انتظامات اور بعض دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے افسوس میں "پیغام صلح" "تنظیم نمبر" کے لئے کوئی مضمون نہیں لکھ سکی۔ البتہ مختصر الفاظ میں چند باتیں اپنی احمدی بہنوں کی خدمت عرض کرتی ہوں۔

جیسا کہ آپ بہنوں کو اخبار کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ اس سال تنظیم و توسیع جماعت پر خاص توجہ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس ایک سال کے عرصہ میں جماعت کو بڑھانے اور استحکام سلسلہ کے لئے سرگرم کوشش کی جائے گی۔ . . .

یہ ایک نہایت مبارک اور ضروری کام ہے۔ ہماری جماعت دین کی فوج کا درجہ رکھتی ہے جس کا مقصد اسلام کی اشاعت و حفاظت ہے۔ اس فوج کی ترقی تعداد اور استحکام و قوت میں اسلام کا فائدہ ہے۔

عورتیں بھی مردوں کی طرح قوم کا حصہ ہیں۔ کوئی قومی تحریک اسوقت تک صحیح معنوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک عورتیں بھی اس میں حصہ نہ لیں اور اپنے دائرہ عمل کے اندر اس کے لئے کوشش نہ کریں۔ لہذا تنظیم و توسیع جماعت کی تحریک کی کامیابی کے لئے احمدی مردوں اور نوجوانوں کے علاوہ احمدی خواتین کی مساعی بھی ضروری ہیں۔ اس کام کو کس طریق پر کرنا چاہیئے اور اس سلسلہ میں جماعت کے مختلف طبقات کے کیا فرائض ہیں؟ یہ باتیں پوری وضاحت کے ساتھ آپ اس نمبر میں پڑھیں گی۔ بعض امور کی طرف جو میرے خیال میں بہت ضروری ہیں کچھ اشارے کرتی ہوں۔

(۱)- احمدی خواتین انفرادی اور مجموعی دونوں حیثیتوں سے جماعت کا مفید اور سرگرم حصہ بننے کی کوشش کریں ہر ایک احمدی خاتون اور لڑکی اپنے عمل اور کردار کے لحاظ سے اسلام کا صحیح نمونہ ہو۔ پابندی شریعت، غیرت اسلامی اور دین کے لئے قربانی، قومی تحریکات میں خود حصہ لینا اور اپنے خاندان کے مردوں اور بچوں کو حصہ لینے کی ترغیب دینا اس کا شعار ہو۔

(۲)- احمدی عورتوں کو اپنے مردوں کے خانگی تفکرات اور گھر کے اخراجات کم کرنے کی انتہائی کوشش کرنا چاہیئے تاکہ مرد دینی کاموں کے لئے زیادہ وقت اور روپیہ دے سکیں۔ اس کے لئے ہمیشہ سادہ معاشرت اختیار کرنی ہوگی اور شادی غمی کی فضول رسموں کو قطعی طور پر ترک کرنا ہوگا۔

(۳)- ہر ایک احمدی خاتون اپنے لڑکوں کی طرح اپنی لڑکیوں کی دینی تعلیم تربیت کا پورا خیال رکھے جن بہنوں کی بچیاں انگریزی سکولوں اور کالجوں میں پڑھتی ہیں وہ اس طرف خاص توجہ دیں۔ ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ ہر ایک احمدی لڑکی قرآن وحدیث اور کتب سلسلہ سے لازمی طور پر ضروری واقفیت حاصل کر لے۔

(۴)- خواتین کو جماعت کی مالی تحریکات میں حصہ لینے کی حتی الامکان کوشش کرنا چاہیئے اور اس بارہ میں مردوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے۔

(۵)- احمدی خواتین کو آپس میں زیادہ سے زیادہ میل ملاقات رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ عورتیں مردوں کی نسبت آپس میں زیادہ جلد اور زیادہ اچھے مراسم پیدا کر لیتی ہیں، سو احمدی بہنیں جہاں تک حالات اجازت دیں آپس میں جلد جلد ملاقات کریں۔ تقریبات میں ایکدوسرے کو بلائیں۔ بیمار بہنوں کی عیادت کو جائیں۔ غریب اور مصیبت زدہ بہنوں کی حتی الامکان امداد کریں۔ جن مقامات پر ہماری باقاعدہ جماعتیں ہیں وہاں مردوں سے کہہ کر جمعہ اور عیدین کی نمازوں اور قرآن کریم کے درس میں عورتوں کی شرکت کا انتظام کرائیں۔ تعلیمیافتہ بہنیں گھروں میں عورتوں اور بچوں کو خود قرآن کریم کا درس دیں اور سلسلہ کی کتب پڑھ کر سنائیں۔ اگر بڑی جماعتوں میں انجمن خواتین کی شاخیں قائم ہو جائیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

(۶)- اپنی غیر از جماعت رشتہ داروں اور سہیلیوں میں احمدیت کی تبلیغ کرتی رہیں اور جہاں کہیں موقع ملے غیر مسلم عورتوں میں بھی اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ اس مقصد کے لئے مرکز سے مفت لٹریچر طلب کیا جا سکتا ہے۔

(۷)- ہر سال جلسہ سالانہ پہ مردوں کی طرح خواتین بھی باقاعدگی اور شوق سے مرکز میں آیا کریں اور اپنی اجتماعی کوششوں سے دارالیتامیٰ اور نمائش دستکاری کی تحریک کو کامیاب بنائیں۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ تنظیم و توسیع جماعت کے پاک مقصد میں ہماری قوم کے بزرگوں کو خاطر خواہ کامیابی دے اور مردوں کی طرح خواتین جماعت کو بھی اس کار خیر میں سرگرم حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

خاکسار بیگم محمد علی آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی تنظیم کو زندہ کیا

(از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

بلند نصب العین کی ضرورت

کسی قوم میں تنظیم پیدا کرنے کے لئے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کے نصب العین کی بلندی ہے۔ دنیا میں ہر ایک انسان میں باوجود اتحاد جنسی و فطری اختلاف موجود ہے جس طرح ظاہری شکلوں میں اختلاف ہے۔ اسی طرح خیالات اور آرا میں بھی اختلافات ہیں۔ یہ اختلاف مٹ نہیں سکتا۔ جو اس اختلاف کو مٹانا چاہے وہ انسانی فطرت کو نہیں جانتا۔ پس ایک عقلمند انسان جب ایک قوم میں تنظیم پیدا کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے نصب العین کو بلند کر دیتا ہے یعنی انسان کی توجہ کو انفرادیت سے ہٹا کر جماعت کی طرف کر دیتا ہے یعنی وہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ لوگ ہر امر میں بجائے اپنے نفس کے مفاد کو مقدم کرنے کے قوم یا وطن کے مفاد کو مقدم کریں اور جب لوگ اس اصول پر چلنے لگتے ہیں اور قومیت یا وطنیت کو اپنا نصب العین بنا لیتے ہیں تو انفرادی آرا کا اختلاف خود بخود مٹ جاتا ہے اور ایک قوم کے مختلف افراد میں اتحاد اور تنظیم پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً جرمنی نے جب گذشتہ جنگ عظیم میں سخت زک اٹھائی اور بظاہر نظروں سے مٹ گیا تو ہٹلر نے اس کو پھر زندہ کیا۔ وہ یہی اصول تھا۔

جرمن اور ہندو قوم کی مثال

ہٹلر نے قوم کا یہ اصول بنایا کہ قومی مفاد کو تمام انفرادی مفاد پر مقدم رکھا جائے اور ہر ایک بوڑھے بچے جوان مرد اور عورت سب کو یہ اصول ذہن نشین کرا یا گیا کہ چند سالوں میں وہ قوم پھر ایک عظیم الشان تنظیم اور اتحاد کے ساتھ دنیا کے لئے ایک خطرہ بن کر کھڑی ہو گئی۔ جب قوم کا ایک ایک فرد اپنے اختلافات کو پس پشت پھینک کر اس بات کے لئے آمادہ ہو جائے کہ ہم نے قوم یا وطن کے مفاد کے لئے اپنے خیالات، اپنی آرا، اپنے جان مال اور ہر ایک انفرادی چیز کو قربان کر دینا ہے تو پھر اتحاد اور تنظیم تو خود بخود پیدا ہو گئی۔ ہندوؤں نے جب اپنا یہ اصول بنا لیا کہ خیالات، آرا، مذہب میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو ایک ہندو نے ہندو قوم کے لئے سب کچھ قربان کر دینا ہے اور ہندو قوم کو مقدم رکھنا ہے تو تنظیم تو خود بخود پیدا ہو گئی۔ یہی حال سکھوں کا ہے۔

مسلمانوں کی غیر منظم حالت کی ذمہ داری اس امر پر مبنی ہے کہ ہر ایک شخص کو قومی مفاد پر اپنا ذاتی مفاد مقدم ہے۔ مسلمانوں میں ایسے آدمی آپ کو کم نہیں ملیں گے جو چند مربعوں کے لئے یا ایک خطاب کے لئے مسلمان قوم کے مفاد کو ذبح کر دیں گے۔ اپنی وزارت کے لئے مسلمانوں کا خون بہا دیں گے۔ اپنی ممبری کیلئے مسلمان قوم کو دشمن قوم کے ہاتھ بیچ دیں گے۔ پھر تنظیم کہاں سے پیدا ہو۔ اور اتحاد کی شکل کیا ہو۔

بلند ترین نصب العین کیا ہے؟

ایک بات مسلمانوں سے ایسی مخصوص ہے جو اور کسی قوم میں پائی نہیں جاتی۔ اور وہ یہ کہ اسلام کسی ملک یا کسی قوم سے مخصوص نہیں۔ وہ تمام دنیا کی قومیت اور وطنیت کو مٹا کر اپنی ایک عالمگیر قومیت قائم کرنا چاہتا ہے۔ پس مسلمان کی قومیت اس کے مذہب سے الگ نہیں ہو سکتی۔ دوسرے لفظوں میں دین ہی اس کی قومیت ہے اور اس کا نصب العین اس کی قومیت اور وطنیت سے بہت بلند ہے یعنی اس کا نصب العین اسلام ہے اور خود اسلام نے مسلمانوں کے سامنے جو نصب العین رکھا ہے وہ ہے لا الٰہ الا اللہ کہ اللہ کے سوا کوئی اس کا معبود و مطلوب و مقصود و محبوب نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مسلمان کا نصب العین ایک بلند ترین نصب العین ہے۔

قومیت اور وطنیت کو نصب العین بنانے کے نتائج

قومیت اور وطنیت کو نصب العین بنانے والی قومیں آپس میں قومیت اور وطنیت کی بنا پر ایک دوسرے کی دشمن اور ایک دوسرے پر تفوق حاصل کرنے کے لئے مصروف پیکار رہا کرتی ہیں۔ جیسا کہ آجکل یورپ کا حال ہے۔ گویا قومیت اور وطنیت کو نصب العین بنانے سے انفرادی طور پر تو اتحاد اور تنظیم پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن قوموں کے افتراق و انشقاق کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔ بلکہ منافرت اور منافقت کو بیش از بیش ترقی ہو جاتی ہے

مسلمانوں کی تنظیم کس طرح برباد ہوئی

لیکن ایک سچے مسلمان کا نصب العین اس قدر بلند ہوتا ہے کہ اس کے ماتحت نہ صرف انفرادی اختلافات مٹ جاتے ہیں۔ بلکہ قومیت اور وطنیت کے اختلافات بھی مٹ کر اپنا [illegible] اخوۃ کے ماتحت تمام دنیا کے مسلمان خواہ وہ کسی قوم یا کسی وطن کے باشندے ہوں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ جب تک مسلمانوں کا نصب العین لا الٰہ الا اللہ رہا یعنی خدا تھا اور اس کی رضا انہیں مطلوب تھی اور اس کے نام کو دنیا [illegible] کرنا ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ مسلمانوں کا اتحاد و تنظیم [illegible] اور عدیم المثال تھی۔ لیکن جب ان کا نصب العین اپنی بلندی [illegible] نیچے گر گیا اور دنیا دین پر مقدم ہونے لگی تو اتحاد [illegible] بھی ان سے رخصت ہو گئی۔ بات بات میں نفس [illegible] ذاتی مفاد قوم یا دوسرے لفظوں میں مذہب پر [illegible] ہونے لگا۔ نہ صرف سیاسی اور تمدنی رنگ [illegible] مذہبی رنگ میں بھی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ [illegible] اور سجادہ نشین اپنے حلوے مانڈے [illegible] خاطر مسلمانوں کو ادنیٰ ادنیٰ مسائل پر آپس [illegible] لگے اور اس طرح اپنے بازار کی رونق [illegible] مسلمانوں کے اس نصب العین کے گر جانے [illegible] تباہ و برباد کر دیا

حضرت مسیح موعودؑ کا سب سے بڑا کارنامہ

حضرت مسیح موعود کی مسیحائی اور امامت کا [illegible] کارنامہ یہی تھا کہ وہ مسلمانوں کے اس مرض کو [illegible] اور ایک حاذق حکیم کی طرح اس کا جو علاج تشخیص کیا [illegible] یہی تھا کہ نصب العین کو بلند کیا جائے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی [illegible] نے اپنی بیعت کی آب زر سے لکھنے کے قابل شرط [illegible] یہ رکھی کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا یعنی [illegible] الٰہی کی خاطر، اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر اپنے تمام [illegible] شخصی و ذہنی و قومی کو قربان کر دوں گا۔ یہ نصب [illegible] کی بلندی وہ چیز تھی کہ حضرت اقدس کی جماعت [illegible] خیالات و آرا کے مسلمان آپس میں بھائی [illegible] رہتے اور کبھی آپس میں فروعی مسائل پر نہ جھگڑتے [illegible] زور سے کہتا کوئی آہستہ۔ کوئی ہاتھ سینہ پر باندھتا [illegible] ناف پر۔ کوئی کسی سے معترض نہ ہوتا۔ فروعی مسائل میں اختلاف [illegible] چلتا تھا بحثیں بھی بعض دفعہ ہو پڑتی تھیں۔ مگر محض علمی [illegible] میں۔ اس سے آپس کی اخوت و اتحاد و تنظیم میں کوئی [illegible]

محمودی جماعت کا نصب العین

جس طرح ابتدائے اسلام میں جب مسلمانوں کا [illegible] کا نصب العین نیچے گر کر خلافت ہو گیا تو شیعوں کا گروہ پیدا ہو [illegible] ایسا تفرقہ پڑا کہ قیامت تک اس فتنہ کا دروازہ بند ہوتا نظر [illegible] اسی طرح جب احمدی قوم میں بھی ایک گروہ کا نصب العین نیچے گر کر خلافت ہو گیا تو محمودیوں کا گروہ پیدا ہو گیا اور ایسا تفرقہ [illegible] خدا ہی ہے جو اس فتنہ کو مٹا دے۔ اس میں کیا شک ہے کہ [illegible] کا نصب العین چونکہ خلافت ہے اس لئے افراد میں باہمی [illegible] ہونا ایک لازمی امر ہے لیکن اس کا نام اسلامی تنظیم [illegible] اس کا نصب العین لا الٰہ الا اللہ نہیں۔ [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کیلئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور وہ ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوب صورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار رہیں اور تمام کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان کا پاک چشمہ ہر ایک کے دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت بہتا ہوا نظر آئے۔

بلکہ نصب العین خلافت ہے۔ بلکہ ہر ایک کلمہ گو کو جو خلافت محمودیہ کا قائل نہیں اسے کافر اور فاسق قرار دیکر ان لوگوں نے کلمۃ اللہ کی سخت توہین کی۔ پس جب اعلائے کلمۃ اللہ نصب العین نہیں تو یہ ایک قومی یا جماعتی تنظیم کہلائے گی اسے اسلامی تنظیم نہیں کہہ سکتے۔

جماعت لاہور صحیح معنوں میں اسلامی تنظیم پیدا کرنا چاہتی ہے

حضرت مسیح موعود نے چونکہ اعلائے کلمۃ اللہ کی بنا پر تنظیم قائم کی تھی۔ اس لئے وہ صحیح معنوں میں اسلامی تنظیم تھی اور انہی معنوں میں لاہوری احمدی جماعت دنیا میں تنظیم پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اگر اس ایک نصب العین کو تمام مسلمان سامنے رکھ لیں تو فرقہ بندی کے اختلافات ایک چشم زدن میں مٹ کر رہ جاتے ہیں۔ جماعتوں کے اندر اختلاف آرا کی بنا پر مختلف فریق پیدا ہو جانے کوئی مستبعد امر نہیں لیکن اس سے اس وقت تک اتحاد و تنظیم میں فرق نہیں آسکتا۔ جب تک کہ دونوں کا نصب العین بلند ہے اور نیچے نہیں گرتا لیکن جہاں ان میں سے کسی ایک فریق کا نصب العین نیچے گرا اور تفرقہ پیدا ہوا اور تنظیم میں خلل آگیا۔

اپنے نفس اور ذات کو نصب العین نہ بناؤ

علیٰ ہذا القیاس ایک جماعت میں مختلف افراد کے اختلاف آرا سے بھی وحدت و تنظیم میں فرق نہیں آسکتا جب تک کہ ان میں سے کسی کا نصب العین نیچے نہیں گرتا۔ جہاں کسی ایک فرد کا نصب العین نیچے گرا اور وہ شخص موجب فتنہ اور باعث تفرقہ ہوا۔ احمدی جماعت کا نصب العین چونکہ لا الٰہ الا اللہ یعنی اعلائے کلمۃ اللہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا اس کا طریق کار ہے۔ جب تک کہ ہر ایک فرد کا یہ نصب العین رہے گا جماعت میں وحدت اور تنظیم بے نظیر رہے گی۔ لیکن جہاں بعض افراد کا نصب العین نیچے گرا اور تفرقہ نے اپنی منحوس صورت دکھائی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے یہ کہنا شروع کیا کہ ہمیں اس جماعت سے کیا فائدہ پہنچا۔ ہماری ملازمت کی کوئی صورت نہ نکلی۔ ہمارے فلاں کام میں جماعت نے مدد نہیں کی۔ ہم بیمار پڑے تو ہمیں فلاں فلاں شخص بیمار پرسی کے لئے نہیں آئے۔ یا فلاں احمدی نے ہمارے خلاف مرضی کام کیوں کیا یا جماعت کے فلاں شخص سے ہمیں نقصان کیوں پہنچا۔ غرضیکہ جہاں نصب العین اپنے نفس اور اپنی ذات ہو گیا وہیں شکایات کا دفتر کھلا اور ایسا شخص جماعت کے لئے ابتلا اور موجب تفرقہ بنا۔

اس سے میرا مطلب یہ نہیں کہ جماعت کے افراد کو باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری نہیں۔ نہیں۔ نہایت ضروری ہے کہ جماعت کے مختلف افراد اشداء علی الکفار رحماء بینھم کا مظہر ہوں یعنی کفار کے مقابلہ میں نہایت مضبوط اور آپس میں نہایت مہربان اور ہمدرد ایک دوسرے کی مصیبت میں کام آنے والے۔ سکھ اور دکھ کے ساتھی ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے۔ جہاں تک ممکن ہے اپنے بھائی کو نفع پہنچانے والے کہ تنظیم کے لئے ان امور کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ جب تک وہ رحماء بینھم نہ ہوں گے تنظیم نہیں پیدا ہو سکتی۔ کیونکہ جماعت کا ہر ایک آدمی یکساں مضبوط ایمان اور کیرکٹر کا آدمی نہیں ہوتا۔ بیچ میں کمزور آدمی بھی ہوتے ہیں۔ جن کو معمولی معمولی باتوں پر ٹھوکر لگا کرتی ہے۔

ہر فرد جماعت کا منتہائے نظر کیا ہو؟

پس میرا مطلب فقط اس قدر ہے کہ جماعت کے ہر ایک فرد کا منتہائے نظریہ ہونا چاہئے کہ اس کا نصب العین لا الٰہ الا اللہ ہو۔ خدا کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے سوا اور کچھ مقصود خاطر نہ ہو۔ اس لئے جب کبھی کسی بھائی کی کمزوری سے اسے کوئی نقصان پہنچے یا اس کا سلوک اس کے حسب منشا و لپسند نہ ہو۔ یا جماعت کسی موقع پر اس کی مدد نہ کر سکے تو اس کے ایمان میں تزلزل نہ آئے اور اس کے پائے استقامت میں فرق نہ آئے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ جب اس کا نصب العین بلند ہو یعنی سوائے لا الٰہ الا اللہ کے اور کچھ نہ ہو۔ یہ جو مصیبتوں کے آنے پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا مومنوں کی شان بتائی گئی ہے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ خدا کی طرف سے جو مصیبت بھی مومن پر آجائے اور کیسا ہی نقصان، مالی اور جانی کیوں نہ ہو جائے مومن کے نصب العین میں جو خدا کی رضا ہے فرق نہیں آتا وہ یہی کہے چلا جاتا ہے کہ بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں پس نصب العین کی بلندی سے ہی حقیقی پیدا ہوتی ہے اور اسلامی تنظیم منحصر ہے اس امر پر کہ لا الٰہ الا اللہ کو اپنا نصب العین بنایا جائے کہ انسان کے لئے اس سے بلند تر اور کوئی نصب العین ممکن نہیں۔

ہر ایک احمدی کا فرض

اور یہی نصب العین حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کا قرار دیا تھا اور اس کے حصول کے لئے طریق کار اس ایک فقرہ میں بتلا دیا تھا کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"۔ پس ہر ایک احمدی اپنی اپنی جگہ اپنے ایمان اور اعمال کا جائزہ لیتا رہے کہ کہاں تک اس نصب العین کو اس نے سامنے رکھا ہوا ہے اور اگر اس نصب العین کو نیچے گرتا ہوا دیکھے تو بہت استغفار سے کام لے اور سعی اور دعا سے اسے سنبھالنے کی کوشش کرے۔ اس کا نتیجہ وہ وحدت و تنظیم ہوگی جس سے بہتر اور برتر تنظیم ممکن نہیں اور جو حقیقی معنوں میں اسلامی تنظیم کہلانے کی مستحق ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تقویٰ اور اعمال صالحہ کی ضرورت

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں الیہ یصعد الکلم الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں لیکن فتح و نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو۔ خدا تعالیٰ یہ وعدہ فرماتا ہے کان حقا علینا نصر المؤمنین۔ مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ اس لئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو نرے لیکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا، خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کیلئے نازل کئے۔ تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آجائیگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ اب ہم کو کوئی بتاوے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ متقی کے معنی ہیں ڈرنے والا ..... متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے۔ اس سے آگے دوسرا درجہ افاضہ خیر کا ہے جس کو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے۔ پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے کہ جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کونسی کی ہے۔

(تقریر ۱۹ جنوری ۱۸۹۸ء)

تنظیم جماعت کے متعلق صرف ایک بات

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگی میں ہیں یہی مردوں کی شمشیریں

(از جناب مولانا مصطفےٰ خان صاحب بی۔ اے)

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی فرمائش ہے کہ میں تنظیم نمبر کے لئے ضرور کچھ لکھوں۔ اگرچہ آجکل میں ایک ضروری تصنیف میں بہت مصروف ہوں لیکن صاحب فرمائش کے ارشاد کی تعمیل بھی ضروری ہے

دلِ دوستاں آزردن جہل است و کفارہ یمین سہل۔ اس میں کلام نہیں کہ تنظیم و توسیع جماعت کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ پیغام اسلام میں میں نے اس موضوع پر متعدد مرتبہ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور اس دفعہ پیغام صلح میں بھی صرف ایک بات کی طرف احباب کرام کی توجہ منعطف کرانا چاہتا ہوں۔

جماعت میں تنظیم کے لئے سب سے پہلی چیز جو ضروری ہے وہ یہ ہے۔ احباب کے باہمی تعلقات اخوت بہت مضبوط ہوں اور ہر ایک فرد جماعت دوسرے افراد کے ساتھ مربوط و منضبط ہو۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہوں۔ ایک دوسرے کے حالات زندگی اور مشکلات حیات سے واقف ہوں اور ان پر عملی طور پر ہمدردی اور دلسوزی کا ثبوت دیں۔ صحابہ کرام کی جماعت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان ہی اصولوں سے منظم ہوئی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود کی جماعت نے بھی آپ کی زندگی میں اسی طرح ترقی کی تھی۔

قوموں کی زندگی وعظ کرنے، لیکچر دینے یا محض باتوں سے نہیں بنتی۔ بلکہ اس کے لئے جوش عمل، اخلاص اور عزم صمیم کی ضرورت ہے۔ اگر احباب میری سنیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہم باتیں کم کرنی چاہئیں اور کام زیادہ۔ خلق خدا کی ہمدردی ایسی ضروری چیز ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اس کو شرائط بیعت میں داخل کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی بنیاد نوع انسانی کی خیرخواہی پر رکھی ہے اور فرمایا ہے کہ الدین النصح یعنی دین خیرخواہی ہی کا دوسرا نام ہے۔ تمام افراد جماعت کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ ہم ایک دوسرے کے کس قدر خیرخواہ ہیں۔ بس اسی ایک نکتہ کے سمجھ لینے اور اس پر عمل کرنے سے تمام تنظیم کا کام ہو سکتا ہے۔

بیرونی ممالک کے احباب

کیلئے "تنظیم نمبر" کی کچھ کاپیاں محفوظ رکھی گئی ہیں وہ آخر جنوری سنہ ۱۹۴[illegible]ء تک اپنا آرڈر بھیج سکتے ہیں ان سے قیمت تو یہی ۲ آنہ فی پرچہ لی جائے گی لیکن محصول ڈاک زیادہ ہوگا۔ احباب عراق بالخصوص اپنا آرڈر جلد بھیجدیں۔

تنظیمِ جماعت کا ایک اہم پہلو

جماعت کی توجہ کے قابل

از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

منجملہ ان بیشمار خوبیوں کے جو اسلام میں پائی جاتی ہیں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس مذہب کے پیروان کو اعلیٰ درجہ کی تنظیم سکھائی گئی ہے۔ مسلمانوں کی انفرادی زندگی میں، قومی اور اجتماعی زندگی میں، عبادات اور مناسک میں غرض یہ کہ زندگی کے ہر شعبہ اور ہر پہلو میں نظام اور تنظیم کا سبق دیا گیا ہے۔ یہاں تک حکم ہے کہ اگر صرف دو مسلمان بھی سفر میں اکٹھے ہوں تو ان میں بھی ایک امام ہو اور ایک مقتدی۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اور دیگر ارکان اسلام میں جو تنظیم نظر آتی ہے اس کی مثال دنیا کا کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تنظیم اور باہمی اخوت و یگانگت پر بڑا زور دیا ہے۔ طرح طرح کی مثالوں سے سمجھایا ہے کہ مسلمانوں کا آپس میں تعلق ایسا ہی ہے جیسے جسم کے مختلف اعضا کا یا جیسے ہاتھ کی انگلیوں کا یا جیسے زنجیر کی کڑیوں کا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کی اس ادا کو بہت پسند کیا ہے اور ایسے لوگوں سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے جو آپس میں ایسے ملے ہوئے ہوں جیسے ایک مضبوط دیوار کی اینٹیں ان اللہ یحب الذین ...... کانھم بنیان مرصوص۔

ان چند تمہیدی کلمات کے بعد میں اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے مجھے "تنظیم نمبر" کے لئے ایک مضمون لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ میرے ذہن میں چند تجاویز تھیں جو جماعت کی تنظیم و استحکام کیلئے ضروری اور مفید ہیں۔ اور یہ ایسی عام تجاویز ہیں جو جماعت کے دوسرے دوست بھی جو اس نمبر میں مضامین لکھیں گے پیش کریں گے۔ لیکن میں اس وقت صرف ایک بات پر زور دینا چاہتا ہوں۔ اتفاق کی بات ہے کہ حال ہی میں چند پرانے کاغذات کی چھان بین کرتے ہوئے مجھے حضرت اقدس مسیح موعود کا ایک خط مل گیا جو حضرت مولوی حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ خط پر ۶ جون ۱۸۹۸ء کی تاریخ ہے۔ یہ خط راقم الحروف کے دادا صاحب مرحوم و مغفور مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کے نام تھا۔ دادا صاحب مرحوم نے ایک خط ۳ جون ۹۸ء کو حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا اور اس کے جواب میں حضرت کی طرف سے مذکورہ بالا جواب موصول ہوا۔ حسن اتفاق سے ہر دو خطوط مجھے مل گئے۔ اس خیال سے کہ ایسی پرانی تحریرات ایک تاریخی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں اور میرے موضوع سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے میں ہر دو خطوط قارئین کی اطلاع اور دلچسپی کے لئے نقل کرتا ہوں حضرت اقدس کے خط کا عکس بھی اسی مضمون کیساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مسیح موعود کی جماعت کو باہم تعلقات رشتہ داری کی ضرورت"

بندہ کے خیال میں جو کہ مسیح موعود سلمہ اللہ تعالیٰ کی ہونہار جماعت کو اور ضروریات دینی و دنیوی درپیش ہیں منجملہ ان کے ایک یہ سخت ضرورت ہے کہ اپنے یا اپنی اولاد کے واسطے اطمینان بخش ناطہ داریاں و رشتے بہم پہنچائے۔

اگرچہ مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کا ہر فرد بشر اپنے قدیمی قرابت والے رشتے دار رکھتا ہے لیکن بدانست راقم اکثر صاحبان کو سابقہ رشتہ داران سے بصورت یاس جدید رشتہ دار جو لائق اور سعید ہوں تلاش کرنے کی ضرورت بوجوہات ذیل ہے:۔

اول یہ کہ جنکو اللہ جلشانہ نے اپنی توفیق و فیض سے مسیح موعود کی تصدیق کی

عکس خطِ حضرت مسیح موعود

مبارک مبارک مبارک

جناب مرزا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپکی تحریک رشتہ و ناطہ کو حضرت اقدس نے پسند فرما کر ارادہ اشتہار دینے کا فرمایا ہے جو عنقریب شائع ہونے والا ہے اگرچہ خاص طور پر یہ تقریر پہلے بھی ہو چکی تھی مگر اب اشتہار کی تحریک آپکا ہی حصہ تھا ۶ جون ۹۸ء

بقلم خاکسار فضل دین۔ حسب الایماء حضرت اقدس

از دار الامان قادیان — از راقم الحروف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

توفیق دی ہے اور باقی رشتہ دار اس سعادت سے محروم ہیں بصورت اعتقاد مخالفت کے فریقین میں باہم دلی مغائرت پیدا ہو گئی ہے جو کہ آئندہ باہم جدید رشتے ہونے میں اطمینان کا موجب نہیں تاوقتیکہ اختلاف عقائد رفع نہ ہو۔

دوم۔ یہ کہ جنکو شرافت کا دعویٰ تھا عموم طور پر فی زمانہ انکی اولاد نرینہ لیاقت اور چال چلن میں اچھی نہیں ہے۔ اسواسطے بھی ضروری ہے کہ سعید لڑکے تلاش کئے جائیں جو اکثر اس جماعت میں معلوم ہوتے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی جماعت کے لوگ جو اپنی برادری سے باہر اپنی جماعت میں رشتے کرنا چاہیں انکے لڑکوں اور لڑکیوں کی اسم وار فہرست مع قومیت سکونت عمر و لیاقت و کوائف معاش و صحت جسمانی جناب کے پاس رہے اور جناب کی معرفت حسب مراتب لیاقت و عمر کے بعد از پسندیدگی فریقین کے رشتے ہوتے رہیں تو مناسب ہے۔ اگر یہ تجویز جناب کے پسند خاطر ہو تو بذریعہ رسالہ "الحکم" یا بذریعہ اشتہار اپنی جماعت میں ہر ایک فرد کو اطلاع ہونی چاہیئے تاکہ ہر ایک حاجتمند مطلع ہو کر اپنی حاجت کیواسطے جناب میں اطلاع دیوے۔ اگر یہ مضمون "الحکم" میں درج ہو تو ایک پرچہ میں چھ ماہ تک درج ہوتا رہے تاکہ اطلاع [illegible] آئندہ جو رائے مبارک ہو وہ ہی مبارک ہے۔ آپکا نیازمند۔ نیاز بیگ ۳ جون ۹۸ء۔ [illegible]

اسکے جواب میں ذیل کا خط موصول ہوا۔

نقل مکتوب نمبر ۲

مبارک مبارک مبارک

جناب مرزا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپکی تحریک [illegible] کو حضرت اقدس پسند فرما کر ارادہ اشتہار دینے کا فرمایا ہے جو [illegible] ہونیوالا ہے۔ اگرچہ خاص طور پر یہ تقریر پہلے بھی ہو چکی تھی [illegible] تحریک آپکا ہی حصہ تھا۔ ۶ جون ۹۸ء بقلم خاکسار فضل [illegible] حسب الایماء حضور اقدس، از دار الامان قادیان۔ از راقم الحروف السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

کچھ اس نسبت سے بھی کہ سب سے اول راقم کے جد امجد نے یہ مفید تحریک [illegible] پیش کی تھی میں اسکا اعادہ کر کے الجماعت کو مکرر توجہ دلا کر تحریک [illegible] ہوں۔ اور اسلئے بھی کہ یہ تجویز نہایت اہم ہے اس پر روشنی ڈالنی ضروری [illegible] کو فی الحقیقت منظم اور مستحکم کرنیکا یہ سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نصب العین کا [illegible] کا اشتراک بیشک لوگوں کو جمع کر دیتا ہے اور وہ ایک قوم اور برادری کی [illegible] اختیار کر لیتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں ایک جماعت یا برادری کے قیام کے لئے رحمی تعلقات کو پیدا اور مضبوط کرنا اشد ضروری ہے۔ رشتہ داری [illegible] یگانگت اور اپنے عزیزوں کا پاس ایک فطرتی جذبہ ہے۔ انسان کے اسی [illegible] مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کریم میں بھی آیا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم [illegible] سب سے زیادہ اپنے لواحقین اور قرابت داروں سے محبت کرتا ہے۔ تو جہاں [illegible] نصب العین کے اشتراک کے ساتھ ہی ساتھ رشتہ داری کا تعلق بھی قائم ہو جائے [illegible] فی الحقیقت ایک نہایت ہی مضبوط جماعت بن جائیگی اور ایسی جماعت [illegible] شیرازہ آسانی سے بکھر نہیں سکتا۔

میں اس امر کو کسی مسئلہ شرعی کے طور پر پیش نہیں کر رہا اور اسکا [illegible] غیر احمدیوں سے تعلقات رشتہ داری پیدا کرنا ہمارے نزدیک حرام [illegible] نہ ہی اسمیں کوئی فرقہ مذہب ہے۔ جس طرح ہر ایک فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی [illegible] میں ہی رشتہ داری کے تعلقات رکھے اسی طرح ایک جماعت کو بھی حق حاصل ہے کہ [illegible] صرف اسی جماعت میں اپنے تعلقات رشتہ داری رکھے۔ بغیر کوئی مسئلہ بنائے [illegible] کافر اور حقیر قرار دینے کے ہمیں دوسروں سے کوئی عناد نہیں البتہ ہمیں اپنی [illegible] اخوت اسلامی کا پورا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اور بغیر کسی تفرقہ کے [illegible] کو تقویت دینے کیلئے جسکے لئے یہ جماعت قائم کی گئی ہے یعنی محض اعلائے کلمۃ اللہ اور [illegible] کیلئے ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ یہ مجاہدین فی الواقع ایک کنبہ کی شکل اختیار کر لیں [illegible] اپنے تعلقات کو مضبوط کر کے اپنے کام کو بھی مضبوط کریں۔

اسمیں شبہ نہیں کہ اس مفید اور اہم تجویز میں بعض مشکلات بھی ہیں [illegible] کی رفتار کیساتھ بڑھ رہی ہیں لیکن یہ ایسی مشکلات نہیں ہیں کہ ان پر قابو نہ پایا جا سکے [illegible] مثلاً بارہا یہ شکایت سنی گئی ہے کہ احباب اپنی نرینہ اولاد کیلئے جماعت سے باہر رشتے [illegible] کر لیتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے دوست جنہیں سعید اور نیک بر [illegible] مطلوب ہوتے ہیں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور [illegible] لڑکیوں کی [illegible] کا موجب ہو رہا ہے۔ اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ تو [illegible] اور خود غرضی سے ایسا کرتے ہیں لیکن کئی مجبور بھی ہو جاتے ہیں [illegible] ہوا ایسی ہے کہ اب اولاد نرینہ اپنی شادی کے معاملہ میں زیادہ [illegible] جا رہی ہے۔ اور بسا اوقات والدین مجبور ہو جاتے ہیں کہ [illegible] تسلیم کریں۔ تاہم یہ ایسی بات نہیں کہ اسکا علاج نہ ہو سکے لیکن اس میں متحدہ کوشش کی ضرورت ہے۔ جماعت کے تمام دوست اگر اس تجویز کی اہمیت کو محسوس کریں اور اسے عملی جامہ پہنانے کی سعی کریں اور اپنی فرزند [illegible]

تنظیمِ جماعت کے دو بنیادی اصول

{از جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی}

یٰایّھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلٰوۃ۔ ان اللہ مع الصابرین۔ جہاد کی فضیلتِ عظمیٰ لب آشنا ہونیوالی تھی کہ فرمایا "یٰایّھا الذین آمنوا" اے ایمان کی دولت پانیوالو جس کے پاس کچھ نہیں اسے کسی بات کی فکر نہیں کھٹکا اور دھڑکا اس شخص کیلئے ہو جو ایک بیش قیمت شئے کا مالک ہوچکا ہے ایمان بذات خود ایک انمول دولت ہے اسکا میسر آنا اگر بخت و اقبال کی بہت بڑی سعادت ہے تو اس کی حفاظت اور رکھ رکھاؤ بھی چند ہا فکر مندیوں اور شب بیداریوں کا طالب ہو جس طرح دنیوی مال اور دولت ایک بہت بڑی خیر ہے تو ہر قسم کے متوقع مصائب کا پیش خیمہ بھی ہے کمزور کا مال و متاع شئے ماند و شب دیگرے ماند کا مصداق ہوتا ہے۔ بلاشبہ انسان کمزور ہے بلکہ بڑے سے بڑا انسان بھی کمزور ہے اس لئے وہ اپنے مال کی حفاظت کے لئے سینکڑوں احتیاطی تدابیر اور سامانوں کا محتاج ہے خارجی مددگاروں اور پہرہ داروں کے علاوہ خود اسکے اپنے دل کے اندر ایک طاقت اور قوت کی ضرورت ہے۔ سہراب اور رستم سا پہلوان بھی جب تک اسکے نفس اور قلب کے اندر طاقت پیدا نہ ہوگی وہ دوسروں سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا جسمانی طاقت اور اعصاب کی قوت میں ایک انسان خارجی دنیا کے بالمقابل نہایت کمزور ہے بلکہ ایک پہلوان بھی اس مقابلہ میں مکھی سے زیادہ کمزور ہے۔ اگر رستم کے جسم سے مکھی کے برابر ٹکڑہ کاٹ لیا جائے تو وہ اعصابی قوت میں مکھی سے بدرجہا کمزور ثابت ہوگا یا مکھی کے نظامِ اعصاب کا موازنہ رستم کے طول و عرض کی نسبت سے کیا جائے تو رستم کا خطاب انسان سے چھین کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نام نہاد کمزور مکھی کو دیدیا جائیگا پس انسان کی فضیلت اُس کے جسم اور نظامِ اعصاب کی بنا پر نہیں بلکہ کائنات پر اس کی فوقیت اس کے قلب اور دماغ کی بنا پر ہے۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح جماعتوں کی کثرت اور اعدادی فوقیت ایمان کی قوت اور طاقت کے سامنے ہیچ ہے۔ ایمان ایک قوت اور دولت ہے مگر ہر قوت اور دولت اپنے حفظ و بقاء کیلئے مدد کی محتاج ہے۔

استعینوا۔ استعانت عون بمعنی غلبہ سے مشتق ہے ایمان اپنے دشمنوں پر کیونکر غالب ہو سکتا ہے جس طرح ایک کمزور بنیئے سے پٹھان صرف ایک گھونسہ دکھا کر سب کچھ چھین لیتا ہے اسی طرح ایمان کی اگر استعانت نہ ہو تو بڑی آسانی سے چھینا جاسکتا ہے اس کی حفاظت اور غلبہ خود اس کے اندر اور طاقت اور قوت پیدا کرنے سے ہی ممکن ہے

سائنس ہمیں بتاتا ہے کہ قوت اور انرجی ہر چیز کے اندر موجود ہے بظاہر کوئی چیز کتنی ہی پھیپھسی۔ مردہ اور نحیف کیوں نہ نظر آتی ہو مگر اس کے اندر الیکٹرون (برق پاروں) کا ایک پاور ہوس موجود ہوتا ہے ایک معمولی پانی کا گلاس جیسے ہم گرمی کے دن کئی مرتبہ غٹ غٹ پی جاتے ہیں اسکے اندر ایک مال سے بھری ہوئی مال گاڑی کو قطب مینار تک اوپر اٹھانے کی طاقت موجود ہے۔ ملکڑی کے کمزور تار میں فولادی تار کو شکست دینے کی قوت ہونا ایک سائنس دان کے نزدیک محال نہیں تو ایمان بالخصوص ایک جماعت کا ایمان میٹیریل سائنس کی سحر کاریوں سے زیادہ حیرت انگیز کام دکھا سکتا ہے۔

بالصبر۔ مادہ کے ایک ذرہ میں پاور ہوس موجود ہے تو روح اور قلب کے اندر اس سے زیادہ قوت کا خزانہ موجود ہے مگر ہر چیز میں سے قوت اور انرجی باہر لانیکا ایک خاص طریق ہے ایک حقیر بیج سے نکلی ہوئی نرم اور نازک سوئی نمی کے ذریعہ مضبوط چٹانوں کو پاش پاش کرتی ہوئی پہاڑ کے سینہ میں اپنی طاقت کی میخ گاڑتی ہے۔ بارود کا ہلکا سا سفوف ذراسی آگ دکھانے سے فولادی دیواروں کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ پانی کا گرتا ہوا آبشار طاقت کی لاکھوں اکائیاں پیدا کرتا ہے آب و آتش کی متحدہ طاقت کتنے پاور ہوس بنا سکتی ہے تو قلب و روح کی

> ## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
>
> ## جماعت میں باہمی اتفاق و محبت کی ضرورت
>
> جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایکدوسرے کیساتھ جڑ کر کھڑا ہونیکا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی اگر اختلاف ہو اور اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کیلئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے (خطبہ عید الضحیٰ ۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء)

قوت بھی دنیا میں بیشمار انقلاب پیدا کرسکتی ہے اور میٹیریل طاقت کی ہر نوع کو اپنا خدمتگار بنا سکتی ہے۔

خداوند عالم کی آخری کتاب جو سپر چوئل سائنس کا کامل اور اکمل کورس ہے وہ بتاتا ہے کہ قلب و روح کی یہ طاقت ایمان اور صبر کے باہمی تضارب اور مزاحمت سے پیدا ہوتی ہے۔

صبر انسانی لغت کی ابتدا میں چارپایہ کو بغیر چارہ کے روک رکھنے کا نام تھا جو جانور کے لئے چارہ کی طرف انتہائی جدوجہد کو ظاہر کرتا تھا پھر الامساک فی ضیق یعنی بڑی چیز کو تنگ جگہ میں روکنے کا نام ہوا۔ پھر اس میں یہ تخیل بھی داخل ہوگیا کہ ہر مصیبت میں انسان اپنے نفس کو ناجائز باتوں سے روک رکھے۔ کتمان کلام بری بات اور دکھ پہنچانے والے کلام اور گالی گلوچ سے زبان کو روک لینا مذہب کی اصطلاح میں حبس النفس علی ما تقتضیہ العقل والشرع عقل اور شریعت جس کام سے منع کرتی ہو اس سے اپنے آپ کو روکنا۔ کھانے پینے اور جذبات کے اظہار میں خدا کے حکم کے مطابق اپنے نفس کو قابو میں رکھنا (یعنی روزہ) جنگ اور جھگڑے [illegible] وحشت اور بربریت کے اظہار سے باز رہنا (اصطلاح اسلام میں اس کا دوسرا نام حقیقی شجاعت ہے) حالات کی بہتری اور اصلاح کا انتظار یعنی بدلہ لینے میں جلدی نہ کرنا (فاصبر لحکم ربک) یہ سب کچھ صبر کے مفہوم میں داخل ہے

تنظیم جماعت کے سلسلہ کا پہلا باب اس صبر پر ہے جسکی تفصیل ابھی بیان کر دی گئی۔ ہر امر کی تنظیم کے لئے دو اصول ہیں جو چیز نہیں چاہیئے اس سے رک جانا اور جو چیز چاہیئے اُسے اختیار کرنا ما لا ینبغی کو شئے ماینبغی پر یعنی "نہ چاہیئے" کو "چاہیئے" پر تقدم حاصل ہے قرآن مجید کا یہ نظریہ کس قدر سائنٹیفک نظریہ ہے یعنی جس طرح مادیات میں بعض چیزوں کو آزادی یا وسعت سے تنگی میں یا پھیلا کر تنگ راستہ سے گزارنے ضبط و ربط اور تضاد سے [illegible] انرجی اور طاقت پیدا کی جاتی ہے اسی طرح نفسیات میں جذبات کی روک اور حبس نفس سے طاقت اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ حبس النفس علی ما تقتضیہ العقل والشرع عقل اور قانون کے تقاضا کے مطابق نفس کو روکنا رنج و راحت۔ شادی غمی اور باہمی مناقشت میں نفس کو مشتعل نہ ہونے دینا کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرنا ایک جماعت کی تنظیم کیلئے اولین [illegible]

والصلوٰۃ۔ صلی آگ پر گرم کر کے لکڑی کو سیدھا کرنا [illegible] ساتھ کامل اتحاد کے لئے اپنے آپ کو ہر قسم کی کجی اور ٹیڑھا پن سے بچانا۔ اپنی اندرونی طاقت اور قوت کا مظاہرہ صرف [illegible] لکڑی جو اپنے عمود پر کھڑی ہو کر سکتی ہے۔ اپنی کمزوریوں کے [illegible] خدا سے قوت اور طاقت طلب کرنا (دعا) اپنے بھائیوں کی [illegible] کمزوروں کو سہارا دینے کی عملی مشق۔ اپنی اور اپنے [illegible] اصلاح کے لئے وقت کی قربانی کا اعلیٰ سبق [illegible] کلمۃ اللہ اور تبلیغ اسلام کی خاطر ہر قسم کے دنیوی [illegible] ترک۔ (وذروا البیع) جماعتی فلاح و بہبود کے لئے [illegible] نفع کا ایثار۔ دنیا کی ناموافقتوں کا کامل کرنا [illegible] سے مقابلہ کرنا۔

استعانت بالصبر میں اگر نفس اور قلب سلیم [illegible] تعلیم دی گئی تھی تو استعانت بالصلوٰۃ میں [illegible] ارادی پیدا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے ان دونوں کے حصول سے ایک جماعت کا تخیل ظہور میں آسکتا ہے اور تنظیم جماعت کا [illegible] پورا ہو سکتا ہے۔ ایسی منظم جماعت کی کوششوں میں [illegible] ناموافقت کوئی رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے تو ان اللہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی معیت اسکا مداوا ہے۔ بڑے آدمیوں کی کمزوروں پر ظلم و ستم کے لئے ایک زبردست ڈھال ہوتی [illegible] تعالیٰ کی معیت ساری دنیا کی مخالفت اور اعدادی کثرت [illegible] تنہا بس ہے کیا ہر ایک احمدی اس صبر اور صلوٰۃ کے [illegible] کیساتھ ہونیکے لئے تیار ہے تاکہ خدا بھی جماعت احمدیہ [illegible]

ہماری سرکار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کیلئے جو کچھ کیا جس کا دشمن بھی ہمیشہ اعتراف کرتا ہے۔ ایک بہت بڑا کرم اور رحمت جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوئی ہے وہ مساجد ہیں پانچ وقت مسلمانوں کا جمع ہونا ہے اور اس ضمن میں بھی تمام دشمنان اسلام نے اس بات کو مانا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو ایک مذہب دیا اور دن میں پانچ وقت جمع ہونے کے لئے ایک ہال (مسجد) مہیا کیا۔

اس بیسویں صدی میں جتھہ بندی پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ جماعت کے بغیر لیڈر ناکام اور نکما ہوتا ہے۔ اسی لئے آج ہر ایک لیڈر سب سے اول اور سب سے زیادہ کوشش اپنی جماعت بنانے کیلئے کرتا ہے۔ وہ بات جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو برس پیشتر فرمائی تھی یعنی جماعت میں برکت ہے اور جماعت بندی میں طاقت ہے آج تمام دنیا اسی بات پر آ گئی ہے۔ لیکن اس بیسویں صدی کا انسان جب اپنی جماعت بندی کو دیکھتا ہے اور اس کے مقابلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت بندی کو دیکھتا ہے تو اسے مجبوراً اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہم اس بیسوی صدی میں کچھ نہیں کر سکے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی صدی میں کر دیا تھا۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال۔ اللہ کہاں ملتا ہے؟ وہ ایسے مکانوں میں ملتا ہے جن کے بنانیکا حکم اس نے دیا ہے یعنی وہ مساجد میں ملتا ہے۔ جہاں اس کا نام یاد کیا جاتا ہے اور جہاں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعمیر مساجد کے متعلق ولولہ دیکھو کس قدر زبردست تھا کہ ۱۳ سال مکہ میں مار کھانے کے بعد وہاں سے نکال دیئے گئے تو آپ مدینہ میں ہجرت کر گئے وہاں سب سے پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ مدینہ سے تین میل ادھر قبا کے مقام پر ٹھہر گئے اور اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ دیکھو حضور کو کس قدر یقین ہے کہ میری قوم مسجد کے اندر سے پیدا ہو گی اور آپ دل سے چاہتے ہیں کہ میری قوم خدا کے گھر سے نکلے۔ قلعہ سے نہ نکلے۔ وہ لوگوں پر ظلم کرنیوالی نہ ہو بلکہ ان کی اصلاح کرنے والی ہو اور ان کی بھلائی اور بہتری کا چاہنے والی ہو۔

پھر جب آپ مدینہ میں پہنچے تو وہاں بھی مسجد نبوی بنائی۔ اسکی تعمیر میں خود دوسروں کے مزدوروں کی طرح اینٹ گارا ڈھوتے اور خود ٹوکری اٹھاتے مسلمانوں کیلئے یہ کس قدر فخر اور لذت کی بات ہے کہ انکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مسجد تعمیر کی ہے میں نے تاریخ میں کہیں نہیں پڑھا کہ حضرت عیسیٰ نے کوئی گرجا بنایا ہو یا حضرت موسیٰ نے کوئی گرجا بنایا ہو۔ انجیل میں گرجا بنانے کا کہیں حکم ہی نہیں۔ ذرا غور کرو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ذریعہ مسلمانوں کے اندر کس قدر مضبوط و بلند قومیت اور اخوت اور کس قدر زبردست تنظیم و اتحاد پیدا کر دیا ہے۔ سو قوم کی تنظیم کیلئے مسجد ضروری ہے لیکن مسلمان نے اب اس بات کو فراموش کر دیا ہے خوب یاد رکھو کہ مسجد کی رونق و آبادی کیلئے وہی کوشش کرتا ہے جسے خدا پر ایمان ہو۔ خدا پر ایمان کی بنیاد یہی ہے کہ انسان مسجد میں آتا ہو۔ دل سے مسجد کی رونق و آبادی میں حصہ لیتا ہو۔ یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ دنیا میں جتھے کے بغیر کوئی نیکی پھیلا سکتا ہے نہ بغیر جتھے کے کوئی بدی کو مٹا سکتا ہے ان دونوں کاموں کے لئے جتھہ ضروری ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی کمال ہے کہ آپ نے خدا پرستی اور تقویٰ پر جماعت کی بنیاد رکھی ہے۔ آپ کے پاس کوئی کالج نہ تھا جس میں کہ جماعت تیار ہوتی بس یہی خدا کا گھر مسجد ہی جماعت بنانیکا مرکز تھا۔

ہمارے زمانے میں بھی ایک امام پیدا ہوا اس نے بھی جماعت بندی کی تلقین کی اور جماعت بندی کا بیج مسجد کے اندر بویا۔ نماز با جماعت پر زور دیا۔ قرآن کریم کا عشق پیدا کیا۔ سو اگر تم حیات قومی کی آبیاری چاہتے ہو اور اپنے دین اور اخلاق کی آبیاری چاہتے ہو تو مسجد کی آبادی کی کوشش کرو۔ اس بارہ میں ایک دوسرے کے معاون بنو۔ خوب یاد رکھو تم عزت کیساتھ اسی صورت میں زندہ رہ سکتے ہو جبکہ روزہ اور نماز کے عاشق ہو جاؤ۔ قرآن کے عاشق ہو جاؤ۔ تم دنیا میں ایک ایسی جماعت پیدا کرنے آئے ہو جو نیکی اور خدا پرستی کا علم بلند رکھے مبارک ہے وہ شخص جو اپنی روح میں اس تڑپ کا بیج لگاتا ہے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد رسالت کو پورا کرنا ہے اور وہ اس جماعت کی مضبوطی اور تقویٰ ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔

پیغام

{از حضرت مولانا صدرالدین صاحب}

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت بندی پر بڑا زور دیا ہے اور جماعت بندی کو برکات کا موجب بیان فرمایا۔ خود قرآن کریم میں مسلمانوں کا ایک ناطہ بدیں الفاظ بیان فرمایا انما المومنون اخوۃ اور مسلمانوں کو حکم دیا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا... حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بنا پر ایک عظیم الشان جماعت کی بنیاد ڈالی اور بے عدیل کامیابی اس جماعت کے ہمرکاب ہی۔ اس زمانہ کے امام ہمام حضرت مجدد زماں نے ہمکو اس اہم مسئلہ جماعت بندی کیطرف نئے سرے سے توجہ دلائی اور حضرت امام کی جماعت پر جو برکات نازل ہوئیں دنیا نے ان کو دیکھا۔ ہماری جماعت پر ان کامیابیوں کی وجہ سے ایک زبردست حجت پوری ہو چکی ہے۔ پس ہمارا دہرا فرض ہے کہ ہم اپنی جماعت بندی کو مضبوط اور اس جماعت کی توسیع کریں۔ ہمیں اپنی جماعت کی اصل مضبوطی کیلئے قرآن شریف اور حدیث شریف کی تلقین آپس میں کرتے رہنا چاہیئے۔ وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کا حکم اسی لئے ہے۔

منظم اسلامی تبلیغ کی ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہی مسلمانوں کا صحیح معنوں میں واحد تبلیغی ادارہ ہے

(از جناب ملک عبدالقیوم صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لاء پروفیسر لا کالج لاہور)

قارئین "پیغام صلح" جناب ملک عبدالقیوم صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لاء پروفیسر لا کالج لاہور کے اسم گرامی سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ ایک فاضل صحیح الخیال اور مخلص مسلمان ہیں اعلیٰ درجہ کی علمی و قانونی قابلیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و قوم کا درد بھی عطا فرمایا ہو کئی سال سے آپکے بلند پایہ مضامین پیغام صلح کے خاص نمبروں میں شائع ہو رہے ہیں اپنے اس قیمتی مضمون میں انہوں نے منظم اسلامی تبلیغ کی ضرورت کو قابلیت و خوبصورتی سے واضح کیا ہے اور لکھا ہے کہ دنیا میں صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور واحد منظم اسلامی تبلیغی ادارہ ہے احباب جماعت کو ایک صحیح الخیال مفکر کی اس رائے کی روشنی میں اپنی تبلیغی مساعی کی اہمیت کو دیکھنا چاہئے۔ اگر ہم حقیقی معنوں میں منظم ہو جائیں اور اپنی تعداد کو بڑھائیں تو موجودہ حالت سے بہت زیادہ تبلیغی خدمات انجام دے [illegible]

یہ ایک مبرہن حقیقت ہے کہ جس دور کے درمیان دنیا اپنے آپ کو پاتی ہے، وہ دنیا کی قوتوں کا تبلیغی دور ہے۔ اس کے برخلاف دنیا کا دور سابق افراد کی شخصی اور ذاتی کارکردگی کا زمانہ تھا اس زمانے کی حکومت تو شخصی تھی اور انسانوں کی ہر وضع کی کوششیں کسی ایک عالی حوصلہ۔ باہمت انسان کے ذاتی مصالحہ سے وابستہ ہوتی تھیں۔ لیکن دنیا کا دور جدید اس اعتبار سے بالکل انوکھا اور نرالا دور ہے۔ اس دور کی بہت ہی نمایاں خصوصیت یہ ہے۔ کہ انفرادی کوشش کی جگہ جماعتی سعی اور مجموعی ترقی کا اصول کار فرما ہے اور یہ اسی اصول کی پابندی کا ایک ادنے کرشمہ تھا کہ عربوں کی سی جاہل اور وحشی قوم ایک آن واحد میں افراد اور قبائل کی ایک پراگندہ جماعت سے ایک عالمگیر اخوت بن گئی۔ یہ کیوں؟ یہ صرف اس لئے کہ اسلام اور ہادی اسلامؐ نے دنیا کو صحیح معنوں میں پہلی دفعہ قومی تنظیم کا گر سکھایا اسلام نے ہر عمل کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی۔ جماعتی تعاون کی شرط لگا دی۔ اور مسلمانوں پر ہر معاملات میں باہمی مشورہ اور ایک دوسرے کی مدد کا فرض عائد کیا۔ اس سے بعینہٖ وہ نتائج پیدا ہوئے۔ جو آج کل ان اصولوں پر عمل کرنے والی غیر مسلم قوموں کے حق میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ٹھیک انہی اصولوں پر عمل کرنے والے مسلمانوں کے حق میں پیدا نہیں ہوتے۔ گویا مسلمان تنظیم ملی کا سبق دوسری قوموں کو سکھا کر خود اس کی برکات سے بے بہرہ ہو بیٹھے ہیں۔ لہٰذا یہ لابدی ہے کہ دنیا کے اس دور جدید کے درمیان جسے جمہوری دور کہا جاتا ہے۔ ہم مسلمان از سر نو اس قومی میثاق کو تازہ کریں۔ تاکہ ہمسایہ قوموں کے مقابل زندگی کی کشمکش میں ہمیشہ کے لئے کامیابی سے محروم نہ ہو جائیں۔

اس مقدس فرض کی تکمیل صرف اس امر پر موقوف ہے کہ مسلمان اپنے ان اداروں کو جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان اسلامی تعلیم اور اسلامی عمل کی تبلیغ کے مدعی ہیں منظم اور مستحکم کریں۔ بدقسمتی سے اس وقت مسلمانوں کا صرف ایک ہی ادارہ یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس اہم اور گرانبار فرض کو لئے ہوئے ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کا شمار دنیا کی اکثریتوں میں کیا جا سکتا ہے۔ اور چاہئے تھا کہ مسلمانوں کے اس قسم کے کئی ایک ادارے اس کام میں مصروف ہوتے۔ یہ محض مصلحت ہی نہیں۔ بلکہ ایک اشد ضرورت ہے۔ کہ [illegible] مسلمانوں کو جماعتی تنظیم کے فیوض سے بہرہ مند کرنے کے لئے ان کے درمیان [illegible] طریق پر تبلیغی سلسلے قائم [illegible] بلکہ ان سے بڑھ کر غیر مسلموں کو اسلامی حقائق سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع دیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی گذشتہ کارکردگی اور [illegible] کے شاندار نتائج اس حقیقت کا مبرہن ثبوت ہیں کہ اسلامی پرچار کا منظم پاکستان [illegible] صرف اس حالت میں پایہ [illegible] کو پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ مسلمان عقائد اور [illegible] کے جزوی اختلافات سے قطع نظر [illegible] انجمن کے متعلق وہ اختلافات زیادہ [illegible] بھی نہیں ہو دل سے اس کے معاون ہوں۔ [illegible] بریں دنیائے مغرب کے لا ینحل سیاسی اور اقتصادی عقدے اور وہ الم انگیز مصائب جو مغربی دنیا پر ان کے سبب وارد ہوئے ہیں۔ اس امر کا اعلان کر رہے ہیں کہ غیر اسلامی دنیا کسی ایسے اصول کی محتاج ہے جو [illegible] عقدوں کا حل پیدا کر سکے۔ اس انجمن نے [illegible] تبلیغی ادارے اس مقصد کی تکمیل میں مصروف [illegible] اور ہر درد مند مسلمان سے متوقع ہیں کہ [illegible] کار خیر میں انجمن کا معاون بنے ✦

پیغام عبداللہ

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن)

کسی قوم یا ملک کی اجتماعی زندگی اس کے ممبروں کی انفرادی زندگی پر مبنی ہے۔ یہ ایک ایسا مسلمہ امر ہے جس کی صحت سے کسی عقلمند انسان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک خاندان کا ہر فرد اپنی زندگی کو منظم کرتا ہی یعنی اس کی روزمرہ زندگی ایک نظام اور اصول کے ماتحت بسر ہوتی ہے تو وہ خاندان ایک منظم خاندان کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر اگر ایک قوم یا ملک کے تمام خاندان ایک نظام کے ماتحت کام کرتے ہیں اور ایک مقررہ اصول اور نصب العین پر کاربند ہوتے ہیں۔ وہ قوم ایک کامیاب اور زبردست قوم کہلائیگی صحابہ کرامؓ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں یہی خصوصیت نظر آتی ہے۔ اور اسی کی وجہ سے کالنبیان المرصوص کا نظارہ ان کی زندگیوں کے اندر دکھائی دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنظیم جماعت تبلیغ اسلام کی طرح ہی ضروری ہے۔ اگر ہماری جماعت منظم اور وسیع ہوگی۔ تو اشاعت اسلام کا کام یقیناً ترقی کرے گا۔ تنظیم کے لئے ایسے اصولوں کی ضرورت ہوتی ہے جن پر ایک جماعت جمع ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مجدد وقت نے ہمیں وہ اصول دیئے ہیں۔ جن کی بنا پر ہم جمع ہوئے ہیں۔ اگر اصولوں کے ہوتے ہوئے ہم منظم نہ ہوں۔ تو یہ ہماری بہت بڑی فرو گذاشت ہوگی ✦

محمد عبداللہ

توسیع و تنظیم جماعت کا باہمی تعلق

وابستگانِ سلسلہ کیلئے ایک قابلِ توجہ امر

الحمدللہ توسیع و تنظیم جماعت کے ضروری کام کیلئے قوم نے اجتماعی قدم اُٹھانیکا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کام معمولی طریق پر ہمیشہ ہوتا رہا ہے لیکن نہ صرف سلسلہ کی ضروریات بلکہ حالات زمانہ بھی عرصہ سے اس بارہ میں ہماری قوم کی خاص توجہ اور مجموعی کوششوں کے طلبگار رہتے۔ توسیع و تنظیم جماعت کے متعلق قریباً تمام ضروری باتیں اس نمبر کے مختلف مضامین میں بیان ہو چکی ہیں مگر میرے خیال میں اس اہم موضوع کا ایک پہلو ایسا ہے جس پر کچھ عرض کرنے کی گنجائش باقی ہے۔

جماعت کی توسیع اور اس کی تنظیم دونوں ضروری ہیں۔ دونوں کیلئے پہلو بہ پہلو اور سرگرم کوشش ہونی چاہیئے۔ تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قوموں کی ترقی و کامیابی کیلئے نہ صرف توسیع و تنظیم دونوں ضروری ہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان توازن کا قائم رکھنا بھی لازمی ہے۔ کوئی قوم یا جماعت جو اپنے دائرہ کو محدود کر کے بیرونی افراد کے لئے اپنے دروازے بند کر لیتی ہے اس کا قدم رفتہ رفتہ بربادی و فنا کی طرف اُٹھنے لگتا ہے۔ اس کے اندر نہایت ہی مکروہ قسم کی پست خیالی اور خود غرضی آجاتی ہے۔ اولوالعزمی ہمدردی اور رواداری وغیرہ جیسی بلند انسانی صفات سے وہ محروم ہو جاتی ہے۔ اس کی معاشرت و تمدن میں کئی قسم کی پیچیدگیاں اور نقائص پیدا ہو جاتے ہیں جو طرح طرح کے قومی و اخلاقی مفاسد کا موجب بنتے ہیں۔ ہمارے سامنے ہندو اور یہودی قوم کی مثال موجود ہے۔ ہندو ہمارے ہمسایہ ہیں تمول اور اکثریت کے باوجود وہ رفتہ رفتہ بربادی کی طرف جا رہے ہیں۔ انکی تعداد مسلسل کم ہو رہی ہے۔ ہندو راج کے قیام کے ارادوں اور کانگرس اور مہاسبھا کے پر جوش سیاسی ہنگاموں کے باوجود ہندو حلقوں میں کمی تعداد کا ماتم بپا رہتا ہے۔ ہندو قوم کی تنگ خیالی۔ خود غرضی اور اس کے تمدن و معاشرت کے نقائص ایسی چیزیں ہیں جنہیں . . . ہر کوئی جانتا ہے بلکہ خود انصاف پسند ہندو بھی اس کا اعتراف کر چکے ہیں۔ ان کی وجہ یہی ہے کہ ہندوؤں نے اپنی قوم کی توسیع کی ضرورت نہ سمجھی۔ دوسروں پر اپنے دروازے بند رکھے۔ رفتہ رفتہ انکا نظام قومی اور مزاج و ذہنیت ایسی بن گئی ہے کہ اسمیں بیرونی آدمیوں کی مطلق گنجائش نہیں ہی ــــــ ہندوؤں نے توسیع کو بالکل نظر انداز کر کے اپنی تنظیم پر زور دیا۔ اُن کی تنظیم بعض لحاظ سے بہت مضبوط ہے لیکن ان میں توسیع کی گنجائش کا نہ ہونا ان کو رفتہ رفتہ کم اور کمزور کر رہا ہے۔ وہ کشش اور قوتِ جاذب کو کھو بیٹھے ہیں۔ اس کا آخری نتیجہ کیا ہوگا؟ وہ بالکل ظاہر ہے۔

توسیع کو نظر انداز کر کے تنظیم و استحکام پر زور دینے کا جو انجام ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے اس کی ایک مثال آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں لیکن اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ تنظیم و استحکام سے پہلو تہی کر کے اپنی ساری طاقت توسیع پر خرچ کر دینا اس کا نتیجہ بھی اچھا نہیں۔ اس طریق کی توسیع قوموں اور جماعتوں کی مضبوطی کا باعث نہیں بن سکتی۔ اسکی واضح مثال آپ کو تاریخ اسلامی ہی سے مل سکتی ہے ایک زمانہ میں اشاعت اسلام کا ولولہ مسلمانوں کا امتیازی وصف تھا۔ وہ جہاں کہیں گئے انہوں نے خدا کے پیغام کو پہنچایا اور پھیلایا بندگان خدا کو حلقہ بگوش اسلام بنایا۔ ابتدائی زمانے میں تو تبلیغی مساعی کے ساتھ ساتھ نو مسلم افراد و اقوام کی دینی تعلیم و تربیت کا بھی وہ اہتمام کرتے اور خیال رکھتے کہ یہ نو مسلم صحیح معنوں میں ملت اسلامیہ کا حصہ بن جائیں لیکن کچھ عرصہ بعد یہ اہتمام و خیال بالعموم باقی نہ رہا۔ مختلف ملکوں اور قوموں کے لوگ کثیر تعداد میں مسلمان ہوتے رہے لیکن ان کی دینی تعلیم و تربیت اور ان کو قوم کا مفید عنصر بنانے کی کوشش نہ کی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کے چالیس پچاس کروڑ مسلمانوں میں ایک معقول تعداد ایسی ہے جو صرف نام کی مسلمان ہے اسلامی تعلیمات و فرائض اور اسلامی تمدن و معاشرت سے انہیں کوئی واقفیت و تعلق نہیں ہے۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں خود ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آپ کو [illegible] میں ایسے مسلمان مل جائیں گے جو کلمہ تک [illegible] کی مطلق خبر نہیں ہے۔ وہ جہالت و بت پرستی [illegible] اوہام میں مبتلا ہیں ــــــ پنجاب سے نکل کر [illegible] میں داخل ہوں تو وہاں کے شہروں میں جگہ جگہ [illegible] جن پر مولوی کی تشدد پسندی انتہائی ہیبت ناک [illegible] طویل و عریض ڈاڑھیاں اور شرعی پاجامے بکثرت [illegible] شہروں اور قصبوں سے چند میل نکل کر دیہات میں [illegible] چاروں طرف ملکانوں اور دوسری نو مسلم اقوام [illegible] جن کے نام تک ہندوانہ ہیں۔ ان کے [illegible] نظر آئیں گی اُن کے تمدن و معاشرت میں آپ کو اسلام کی جھلک تک دکھائی نہ دیگی۔ ان نو مسلموں کے [illegible] یہی مصرف باقی رہ گیا کہ آریہ بار بار اُن پر حملہ آور ہوں [illegible] اور ملک کے امن کو برباد کرتے رہیں۔

ان دو مثالوں سے بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ [illegible] توسیع و تنظیم دونوں کی ضرورت ہے اور ان دونوں میں [illegible] جب کبھی کوئی قوم یا جماعت ان دونوں میں سے ایک [illegible] کرے گی یا دونوں میں توازن برقرار نہ رکھے گی تو [illegible] یقیناً اس کے نقصان کا موجب ہوگی۔

ان مثالوں کے اندر ہمارے لئے ایک سبق ہے [illegible] اُٹھانا چاہیئے۔ جماعت کی توسیع ضروری ہے کیونکہ [illegible] دوسروں کی طرح ہم پر بھی حاوی ہے۔ ہم اپنے محدود دائرہ [illegible] اپنے بلند مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اسلام کے مقابلہ [illegible] کی بیشمار زبردست طاقتیں صف آراء ہیں دنیا کی [illegible] اور خطے پیغام حق سے ناآشنا ہیں ہمیں مجاہدوں کی [illegible] فوج کی ضرورت ہے جو اسی طرح فراہم ہو سکتی ہے کہ ہم [illegible] اور صداقت پسند انسانوں کو تلاش کر کے اپنے اندر شامل [illegible] توسیع کے ساتھ جماعت کی تنظیم و استحکام بھی ضروری [illegible] میں تنظیم نہ ہوگی تو بڑی سے بڑی تعداد بھی پیش نظر [illegible] دے سکے گی کثرت تعداد اعلیٰ مقصد اور تنظیم کے [illegible] ہے۔ چھوٹی سی منظم و تربیت یافتہ فوج کے سامنے [illegible] نااہل افراد کا جم غفیر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ چھوٹا سا [illegible] کو روک لیتا ہے لیکن اینٹوں اور پتھروں کا [illegible] ترتیب انبار معمولی نالی کی روانی کو بھی پوری طرح بند نہیں [illegible]

سو توسیع کے پہلو بہ پہلو جماعت کی تنظیم و استحکام [illegible] کیساتھ ہونا چاہیئے۔ جماعت کے اندر ہونے والے لوگ [illegible] تعلیم و تربیت کا معقول انتظام ہو۔ توسیع جماعت [illegible] سے کئی نئے افراد کو لیکر جماعت کے سرگرم اور فعال [illegible] ناکارہ اور بے عمل آدمی خواہ نئے ہوں یا پرانے [illegible] نہیں۔ وہ جماعت کی تعداد کے شمار کے وقت [illegible] میں اضافہ کر سکتے ہیں لیکن اُن کے عمل کا خانہ خالی [illegible] اگر کوئی توسیع جماعت کا مطلب یہ سمجھتا ہے چند [illegible] کے فارموں کی خانہ پُری کرا کے مرکز میں بھیجدے [illegible] بلکہ جب آپ کسی کو جماعت میں شامل کریں تو اس کی [illegible] تربیت کا بھی انتظام کریں۔ اپنی عملی مثال [illegible] اس میں قربانی کا جذبہ اور تبلیغ کا ولولہ پیدا کریں [illegible] کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی فوج میں عملاً شریک [illegible] سے دینی جہاد کر سکے۔ اگر ہم نے ترقی تعداد کی [illegible] جم غفیر جمع کرنے میں تو کامیاب ہو جائیں گے [illegible] م۔ کامیابی ہمارے مقصد کے لئے ہرگز مفید نہ ہوگی اور ممکن ہے کہ مضر ثابت ہو۔ سو ہمیں اس امر کا پوری احتیاط سے خیال رکھنا چاہئے تاکہ ہم توسیع و تنظیم جماعت کی مہم سے وہ نیک نتائج [illegible]

شذرات

شکریہ و معذرت

"تنظیم نمبر" حاضر ہے۔ اس کی ترتیب و تیاری کے لئے عملۂ اخبار کو صرف چند روز کی قلیل مہلت ملی۔ چونکہ موضوع بہت اہم اور غور طلب تھا اس لئے بزرگان و احباب جماعت کے مضامین غیر معمولی تاخیر کے ساتھ موصول ہوئے۔ بہرحال جو کچھ ہوسکا ہم قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جن حضرات نے اس نمبر کے لئے اپنے قیمتی مضامین عنایت فرمائے اور مفید مشورے دئے ان کے تہ دل سے ممنون ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

بعض دوستوں کے مضامین قلت گنجائش یا تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ سے اس نمبر میں درج نہیں ہوسکے جس کا افسوس ہے۔ ہم ان تمام دوستوں سے معذرت خواہ ہیں۔ انشاءاللہ یہ مضامین آئندہ اشاعتوں میں درج کئے جائیں گے۔

"مجدد اعظم"

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب "مجدد اعظم" کے نام سے حضرت مسیح موعود کی جو مبسوط اور بلند پایہ سوانحعمری لکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا حصہ اول طباعت وغیرہ کے تمام مراحل طے کرکے تیار ہوگیا ہے۔ جلسہ سالانہ پر انشاءاللہ احباب اس قیمتی تالیف کو حاصل کرسکیں گے۔

جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کی قابل قدر تالیفات اور اُن کے فصیح و بلیغ علمی مضامین کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں جماعت کا بچہ بچہ اُن کا شائق ہے۔ معقولیت علمیت اور اس کے ساتھ ساتھ دلچسپی شگفتگی ان کی نمایاں خصوصیات ہوتی ہیں۔ لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ تازہ تالیف اُن کے گذشتہ تمام قلمی کارناموں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور اس کو بجا طور پر اس سال کا بہترین علمی تحفہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ موصوف نے اس کتاب کی تیاری میں جس محنت شاقہ اور جوانوں کو شرما دینے والی جدوجہد سے کام لیا ہے اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کرسکتے ہیں جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کو خود اپنی آنکھوں سے اس کام میں مصروف دیکھا ہے۔ عشق و خلوص کے بغیر یہ انہماک ناممکن ہے۔ معلومات کی فراہمی۔ واقعات کی تحقیق اور کتاب کی ترتیب میں سعی بلیغ کے علاوہ کتاب کی طباعت وغیرہ کی نگرانی بھی خود فرمائی۔ مولف کا کام مسودہ کی آخری سطر یا زیادہ سے زیادہ کاپیوں کی تصحیح پر ختم ہوجاتا ہے لیکن انہوں نے اس مرحلہ کے طے ہونے کے بعد کتاب کے دوسرے کاموں کیلئے دن رات ایک کردیا۔ اس جدوجہد کا نتیجہ یہ ہے کہ بفضلہ کتاب بجد صحیح، خوبصورت، دیدہ زیب اور ڈاکٹر صاحب موصوف کی نفاست پسندی کے اعلیٰ معیار کے مطابق تیار ہوئی ہے۔ اور نہایت موثر ہے۔ غیر از جماعت حلقوں میں انشاءاللہ اس کتاب کے ذریعہ ضرور ایک خوشگوار اور امید افزا انقلاب پیدا ہوکر رہے گا۔

ہم اس شاندار علمی کارنامہ پر ساری قوم کی طرف سے ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں دلی مبارکباد اور شکریہ عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں صحت زندگی اور اس کتاب کے باقی حصوں کی تکمیل کی جلد توفیق فرمائے۔ کتاب کی قیمت کے متعلق جلسہ پر احباب کو اطلاع دی جائے گی۔

ایک خوشخبری

یہ اطلاع ساری جماعت کے لئے ایک بڑی خوشخبری کا درجہ رکھتی ہے کہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و

جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب انجمن کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں

یہ اطلاع جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت کیساتھ پڑھی جائیگی کہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب (امام مسجد برلن) انجمن کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ آپ جیسے دیندار مخلص۔ تجربہ کار اور ذی علم رکن جماعت کا بحیثیت جنرل سیکرٹری مرکز میں قیام انشاءاللہ ہمارے قومی کاروبار اور تنظیم و توسیع جماعت کی مہم کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔

خاکسار:- (مدیر)

مغفور کے ہونہار فرزند ہماری جماعت کے قابل فخر نوجوان جناب ڈاکٹر کیپٹن سید بشیر حسین صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے عہدۂ آئی۔ ایم۔ ایس پر مستقل ہوگئے ہیں۔ آپ احمدی مسلمان ہیں جن کا تقرر اس مرتبہ اس عہدہ پر ہوا ہے۔ ہم ساری قوم کی طرف سے ڈاکٹر کیپٹن سید بشیر حسین صاحب اور ان کی والدہ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انکی اس کامیابی کو آئندہ بیشمار دینی و دنیوی ترقیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین ثم آمین

حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے جماعت کی تنظیم و توسیع کے لئے جو شاندار قربانیاں اپنی زندگی میں کیں وہ تاریخ احمدیت کا ایک شاندار باب ہیں۔ اُن کے لخت جگر کی ایک کامیابی کی خبر تنظیم نمبر میں شائع کرتے ہوئے ہمیں غیر معمولی قلبی راحت محسوس ہو رہی ہے۔

قوم کی خدمت میں قومی اخبار کی درخواست

نامناسب نہ ہوگا اگر جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر اخبار پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے متعلق احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست کی جائے۔ "پیغام صلح" جماعت کا واحد اُردو آرگن اور سب سے پرانا اخبار ہے۔ ربع صدی سے زائد [illegible] خدمت دین و قوم میں مصروف ہے تنظیم و توسیع جماعت کے [illegible] اس نے سرگرم کوشش کی ہے۔ اس کی ان کوششوں کے [illegible] افزا نتائج بارہا آپ کے مشاہدہ میں آچکے ہیں۔ بلند پایہ [illegible] مضامین کے علاوہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبات [illegible] جماعت کے متعلق جملہ اطلاعات و تحریکات سب سے [illegible] سب سے زیادہ اسی میں شائع ہوتی ہیں۔ عام خبروں کا [illegible] اور حسب گنجائش علمی و سیاسی معلومات بھی درج ہوتی [illegible] اخبار کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کا ایک پروگرام ہمارے پیش نظر ہے لیکن اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ضروری [illegible] کہ احباب اپنا دست تعاون بڑھائیں اور اخبار کیلئے [illegible] جدید خریدار مہیا کریں۔ تنظیم و توسیع جماعت کی تحریک کی کامیابی کیلئے یہ ضروری ہے کہ پیغام صلح ہر ایک احمدی گھر [illegible] منگایا اور پڑھا جائے۔

بہتر ہوگا کہ جو احباب اخبار کے خریدار نہیں [illegible] ادا کرکے اس کے باقاعدہ خریدار بن جائیں۔ قدیم خریداروں [illegible] خدمت میں بھی ہم تاکید کیساتھ گذارش کرینگے کہ [illegible] اپنا بقایا لازمی طور پر صاف کردیں بلکہ آئندہ سال کا چندہ [illegible] حتی الامکان پیشگی ادا کرنیکی کوشش کریں۔ کاغذ اور [illegible] کی غیر معمولی گرانی کی وجہ سے آجکل دیگر اخبارات کی طرح [illegible] بھی غیر معمولی مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔

شادی خانہ آبادی

۱۷ر دسمبر کی سہ پہر کو مسلم ٹاؤن لاہور میں ایک مبارک [illegible] آئی یعنی جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی چھوٹی [illegible] حامدہ بیگم صاحبہ کا عقد مسٹر عبدالرحمٰن صاحب [illegible] بی۔ ٹی پروفیسر چیفس کالج لاہور کیساتھ مبلغ [illegible] مہر مجل پر ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible] فرمایا جو بہت پرمعارف اور بصیرت افروز تھا [illegible] ممدوح نے ان حکیمانہ احکام و قوانین اور ان کی برتری [illegible] سے بیان فرمایا جو کہ مرد و عورت کے ازدواجی تعلقات [illegible] قرآن حکیم میں موجود ہیں۔ اس تقریب میں لاہور و بیرونجات [illegible] سے احباب جماعت اور متعدد غیر از جماعت معززین [illegible] کی جن میں سے جناب شیخ مولا بخش صاحب [illegible] شیخ عبدالرحمان صاحب ڈسٹرکٹ جج کوئٹہ۔ جناب ڈاکٹر [illegible] طفیل حسین صاحب جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب [illegible] صاحب سالک جناب غلام رسول صاحب مہر (مدیران [illegible]) جناب مولانا یعقوب خانصاحب۔ جناب ڈاکٹر [illegible] مولانا آفتاب احمد صاحب سابق امام مسجد ووکنگ [illegible] کیساتھ قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب [illegible] مسٹر نصیر احمد صاحب فاروقی بھی اس تقریب میں شرکت [illegible] تشریف لائے تھے۔ نوح خوانی کے بعد حاضرین کی تواضع [illegible] پرتکلف انگریزی و دیسی مٹھائی اور پان الائچی کیساتھ [illegible]

[illegible] اللہ تعالےٰ۔ پروفیسر عبدالرحمان صاحب اور اُن کے والد [illegible]

ہماری قوم کی تنظیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پھونکی ہوئی روح کو جذب کرنا چاہئے

(از جناب مولانا آفتاب الدین صاحب مبلغ انگلستان و امام مسجد ووکنگ)

جماعت کشتی نوح کے مترادف ہے

مدیر پیغام صلح نے مجھے کہا ہے کہ مسئلہ تنظیم و توسیع جماعت پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ اسے بدقسمتی کہہ دیجئے۔ یا حالات کی ستم ظریفی کہ مجھے زیادہ عرصہ ہندوستان سے باہر رہنے کی وجہ سے جماعت احمدیہ لاہور کی اندرونی ہیئت سے کچھ بُعد رہا ہے۔ لیکن یہ بُعد، بُعد مکانی تھا نہ کہ بُعد روحانی، اور جماعت سے اس روحانی رشتہ کا باعث ایک مخلص اور بلند ہمت احمدی نوجوان ہے۔ خیر جماعت احمدیہ لاہور کو میں نے اپنی امیدوں سے بڑھ کر پایا۔ آج جبکہ دنیا میں ایک تغیر عظیم ہونے کو ہے اور انسانیت کے معیار بدلنے والے ہیں۔ ملبند پست اور پست، ملبند ہونے والا ہے۔ اس آنے والے طوفان میں ہم صرف اس کشتی نوح میں بیٹھ کر بچ سکتے ہیں جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا اور یہ کشتی صرف جماعت کی کشتی ہے۔

مقصد کی وحدت قوم کی قوت کا باعث ہے

وہ قوم جو بننا چاہتی ہو اور اپنی زندگی کا ثبوت دینا چاہتی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ ایک ہی مقصد اس کے پیش نظر رہے جس کے سامنے سب مقاصد ہیچ ہوں۔ اور جو غیر ضروری مقصد اس سے متصادم ہونے لگے۔ اسے فوراً پس پشت پھینک دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا یہ فقرہ کہ **دین کو دنیا پر مقدم کرونگا** ہمارے قومی نصب العین کا تعین کرتا ہے۔ اور ہماری جماعت کو دینی حیثیت سے ممتاز کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت دین کی بنیاد پر قائم ہے۔ ہماری قوم کے ہر شعبہ میں دین کا رنگ غالب ہے۔ لیکن عام مسلمانوں کے ہاں ایسا نہیں وہ رسمی طور پر اسلام کے پیرو ہیں اور بیرونی اثرات سے متاثر ہیں۔ لیکن ہم بیرونی اثرات اور معیاروں پر دین کو مقدم کرتے ہیں۔ گو مصلحت پرست لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مسلک کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تو محض تصوریت ہے۔ قرآن مجید نے اس ذہنیت کا خوب نقشہ کھینچا ہے فرماتا ہے قالوا ان ھذا الا اساطیر الاولین

تصوریت میں غلو کا اندیشہ نہیں

انسان کے اندر جو حسن عمل نظر آتا ہے وہ ایک تصوریت اور نصب العین کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں ہی ہیں۔ تصوریت اور نصب العین سے اس دنیا میں مفر نہیں۔ لیکن بعض طبائع جب دیکھتی ہیں کہ ایک نصب العین سرعت کے ساتھ بروئے کار نہیں آتا تو وہ بہک جاتی ہیں اور اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ تصوریت ایک مضر چیز ہے۔ حالانکہ صحیح تصوریت میں غلو کا اندیشہ نہیں۔ ہر قوم کو کوئی نہ کوئی تصور یا (Ideals) زندہ رکھتا ہے اور اس تصور کے مطابق ہی ایک قوم اپنی زندگی کا ثبوت دیتی ہے۔ ہمیں غور کرنا چاہئے کہ کہاں تک ہمارا تصور کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔ زندہ ہے۔ اگر یہ تصور کچھ کمزور ہے تو یقیناً اس کا ہماری قومی زندگی پر اثر پڑا ہوگا اور کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ع قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

مسلمانوں نے دین سے رشتہ منقطع کر لیا

اس زمانہ میں سب مسلمانوں نے ظاہری اور باطنی طور پر دین سے رشتہ منقطع کر لیا ہے۔ اس میں سب اسلامی ممالک شامل ہیں۔ ان سب نے قریباً قریباً اسلامی شریعت کو ناقابل عمل گردانا ہے صرف احمدیت نے دنیا کے اندر اس امر کا اعلان کیا کہ اسلام زندہ ہے اور اس کی شریعت قابل عمل ہے۔ احمدیت کا یہ اقرار فلسفیانہ اقرار نہیں بلکہ ایک مذہبی عقیدہ ہے جس کی تبلیغ زبان اور قلم سے نہیں ہونی چاہئے بلکہ عمل سے ہونی چاہئے۔

ہر عقیدہ کے لئے عمل کی ضرورت ہے

جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ہر تصور اور عقیدہ کے لئے ایک عمل کی ضرورت ہے۔ بحث اور مناظرہ عمل سے آسان ہے۔ مگر بحث و تبصرہ مذہبی تحریک کیلئے خطرناک چیز ہے۔ اگر اس کے ساتھ قوت عمل بھی موجود نہ ہو۔ دنیا نظریوں سے تنگ آ چکی ہے اسے ایک ایسے طریق کار کی ضرورت ہے جس کے ساتھ تسلی بخش عملی نمونہ موجود ہو۔ اگر جماعت احمدیہ اپنے تصور اور نصب العین کو عملی جامہ پہنانے کو تیار رہی تو اس عمل میں ہی اسکی تنظیم اور تنظیم پوشیدہ ہے۔

حضرت صاحب نے دینی تصور رکھا ...
یہی دینی رنگ اور تصور تھا جس سے حضرت ... نے مختلف افراد کو ایک جگہ جمع کرکے ایک برادری ... اور اس برادری کا دنیا کی کوئی برادری مقابلہ نہیں کر سکتی ... منورہ میں جو برادری مہاجرین اور انصار کی ... کا نمونہ صدیوں بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ... قادیان میں دیکھنے میں آیا۔

لاہور کے پاک ممبروں کی قابل رشک ...

حضرت صاحب نے جو اخوت جماعت ... کے اندر پیدا کی وہ قابل رشک اور قابل فخر ... وہ دینی رنگ مدھم پڑ رہا ہے وہ اخوت کا ... کا اندیشہ ہے۔ رواداری چشم پوشی، ہمدردی ... جذبات پہلے جیسے نہیں رہے۔ اپنے اندر ان جذبات ... سے منتقل کرنے کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ... پر مقدم کریں اور اپنے جمہوری نظام کے اندر ... ابھریں جس سے ایک اعلیٰ درجہ کا توازن قائم ہو ... توازن ہو جس سے قومیں پھلتی پھولتی ہیں۔

اصول کیلئے ایک شخصیت کی ضرورت

اصول کتنا ہی صحیح کیوں نہ ہو۔ وہ جب تک ایک ... اور کردار میں اپنے آپ کو متشکل نہ کرے قوم میں ... نہیں کر سکتا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سارے اصول حضرت ... موعود علیہ السلام کی شخصیت میں ظاہر ہوئے جب تک ... ایک انسان حضرت صاحب سے تعلق نہیں پیدا کرتا۔ اس ... تک اس کے اندر احمدیت کی حقیقی روح پیدا نہیں ہو سکتی ... قلب میں اشاعت اسلام اور خدمت دین کیلئے وہ ... نہ ہوں گے جو کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں ہوتے تھے

حضرت مسیح موعود کی شخصیت ہمیں منظم کر سکتی ...

اگر حضرت مسیح موعود اس وقت بجسد عنصری ... نہیں ہیں۔ لیکن ان کی طرز زندگی اور کردار کی ... دماغ اور قلب میں محفوظ ہے۔ ہم ان بزرگوں سے ... کر سکتے ہیں۔ جوں جوں ہمارے طبائع پر حضرت ... حاوی ہوگی۔ ہم منظم ہوتے چلے جائیں گے۔ ... میں منسلک ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود کی کتب کی اہمیت

اس کے علاوہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ... مطالعہ کرنا چاہئے۔ ان کے اندر ایک باخدا وجود کی ... کتب میں ایک خاص کیفیت ہے ایک برکت ہے جو اور ... ہرگز نہیں مل سکتی اور نہایت ضروری ہے۔ جہاں ... کریں تو حضرت صاحب کی تحریروں کو بھی پیش ...

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اصلاح قلب

سب سے پہلے اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔ اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر و شر کا بیج پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا اور باہر پھینکتا رہتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ۔ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے۔ پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے قویٰ اور تمہارے اعضاء کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوں تا کہ تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ (فتح اسلام)

اندر اشاعت اسلام کے رفیع جذبات پیدا کئے ہیں۔ احمدیوں کے گھروں میں سلسلہ کی تمام کتب کا باقاعدہ مطالعہ ہونا چاہیئے۔

ہماری جماعت اور اعلائے کلمۃ اللہ

خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کو یہ سعادت بخشی ہے کہ وہ دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کرے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ اسلام کی خدمت اور کسی اسلامی جماعت کے حصہ میں نہیں آئی اور ہمیں اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ سب اس نور کی برکت سے ہے۔ جسے جماعت لاہور کے پاک ممبروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم الکلام سے اکتساب کیا ہمیں بھولنا نہیں چاہیئے کہ اسلام کے اس دور جدید میں قرآن و حدیث کی صحیح تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں ہے۔ گو وہاں مبسوط طور پر نہ ہو۔ لیکن اس میں مطلق شک نہیں کہ رہنمائی انہیں کتب نے کی ہے۔ ہم جو بھی اشاعت اسلام کریں گے وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے کریں گے۔

ہماری ابتدا اور ہمارا مستقبل

میں ایک نہایت کمزور اور ناقص احمدی ہوں اور جلیل القدر بزرگ اس وقت ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ ان کی مذہبی سطوت اور احمدیت کی رفعت کو دیکھتے ہوئے سلسلہ کے متعلق اور جماعت کے متعلق کچھ رقم کرتے ہوئے ہچکچاتا ہوں۔ میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ قرآن اور حدیث کی جو خدمت احمدی جماعت کے مقدر میں ہے اس کا ابھی عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ تاہم جو ابتدا بھی ہوئی ہے وہ نہایت شاندار ہے اور انشاء اللہ رفیع الشان مستقبل بھی ہمارا ہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی سب سے بڑی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے بڑی غرض یہ تھی کہ وہ خدا اور رسول پر ایک زندہ اور محکم ایمان پیدا کریں۔ وہ اس امر میں اس زمانہ میں ہمارے لئے شہید بنے تاکہ ہم دنیا کی دوسری قوموں کیلئے شہید بنیں۔ میرا ایمان ہے کہ ہم انشاء اللہ ضرور بنیں گے۔ خدا کی بادشاہت ہمارے ہاتھوں ہی سے اس دنیا میں قائم ہوگی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ چند خطبوں میں فرمایا تھا کہ پہلے جو کچھ ہوا اس پر زیادہ غور نہیں کرنا چاہیئے نکتہ چینی اور عیب شماری سے کچھ حاصل نہیں۔ بزرگوں نے تو اپنے فرائض کو حسن طور پر سرانجام دیا اب ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ احمدیت کی روایات جہاں تک معتبر تھا ہم تک پہنچ چکی ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیدا کردہ لٹریچر کے امین ہیں۔ اگر ہم نے اس لٹریچر کی حفاظت نہ کی۔ تو شاید یہ لٹریچر بعد کی نسلوں تک نہ پہنچ سکے۔ ہمیں اس ذمہ داری کے حلیف ہونا چاہیئے۔

ہم اور ہمارے قومی اعمال

ہم نے بہت جلد اپنے قومی اعمال کا جائزہ شروع کر دیا ہے یہ دلیل ہے کہ ہم میں زندگی بوجہ اتم موجود ہے۔ ہمیں ہر بات کا خوب احساس ہو چکا ہے

ہمیں ان ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے انکے بوجھ کو برداشت کرنا چاہیئے انشاء اللہ ہم ضرور کامیاب ہونگے لیکن اگر ہم کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پھونکی ہوئی روح کو اپنے اندر جذب کرنا چاہیئے اور یہ روح ہمارے اندر حضرت صاحب کے پیدا کردہ علم الکلام سے ہی قوی ہو سکتی ہے اور اس روح کا پیدا ہونا ہی سب سے بڑی تنظیم ہے ✦

(بقیہ خطبہ جمعہ)

طریقوں سے ہو سکتی ہے لیکن جنکا مقصد خدمت دین ہے ان کی تنظیم کے یہی ذرائع ہیں۔ تمہاری قواعد، پریڈ خدا اور رسولؐ کے لئے تکلیف اٹھانا ہی ہے۔ تم اپنے اوپر خدا اور رسول کی محبت اسقدر غالب کر لو کہ تمہیں اس راستہ میں کوئی تکلیف ہراساں نہ کرے بلکہ تم خود چاہو کہ میں یہ تکلیف اپنے اوپر لوں یہی چیز تمہاری تنظیم کا بنیادی پتھر اور پہلا قدم ہے اور یہ دن رات بحث مباحثہ اور نکتہ چینی میں لگے رہنا اس سے کچھ نہیں ہوتا یہ قوت عمل کو کمزور کرنے والی چیزیں ہیں ان سے بچو۔

خدا کے حضور عاجزانہ گرو

محمد رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام کی تاریخ تمہارے سامنے ہے۔ صحابہ کرام رضؓ نے دعا اور نماز کے ذریعہ ہی طاقت حاصل کی اور اسی ذریعہ سے ان کی تنظیم ہوئی۔ وہاں تو تلوار کا مقابلہ بھی درپیش تھا لیکن باایں محمد رسول اللہ صلعم نے کوئی فوج بنائی نہ قواعد پریڈ پر زور دیا۔ زور دیا تو نماز باجماعت اور تقویٰ پر اسی ذریعہ سے صحابہ کرام رضؓ نے طاقت حاصل کی اور وقت آنے پر دشمنوں کا تلوار سے بھی مقابلہ کیا سو خدا کے آگے عاجزانہ گرو۔ عاجزانہ اپنا سر آستانہ الٰہی پر رکھ دو اس سے تمہیں وہ طاقت حاصل ہوگی جو دنیا کے کسی ساز و سامان اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

فضول بحث و مباحثہ اور نکتہ چینیوں سے پرہیز کرو

دوسری بات یہ ہے کہ نوجوان بحث مباحثہ اور نکتہ چینیوں سے پرہیز کریں ان سے کسی انسان اور قوم کے اندر طاقت و تنظیم پیدا نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ چیزیں انسانوں اور قوموں کو تباہ کرنے والی ہیں۔ کیونکہ ان میں پڑ کر انسان کے بلند قویٰ کی نشوونما نہیں ہو سکتی اس لئے قرآن کریم نے نکتہ چینی کو بند کیا ہے۔ ان کو چھوڑ دو۔

نوجوان جلسہ پر اپنی تنظیم کا کوئی عملی ثبوت دیں

اگر آج تک تم سے غفلت ہوئی ہے تو آج سے ہوشیار ہو جاؤ۔ خدا کے آگے گرنا سیکھو اور خدا کے کام میں اپنے قویٰ اور اپنی طاقتوں کو لگانا سیکھو بیماروں اور مصیبت زدہ افراد قوم کی خدمت کرو۔ اپنی ایسوسی ایشن کو صحیح رنگ دو اور اس کی سرگرمیوں کو صحیح راستے پر لگاؤ۔ یہ جلسہ سالانہ ایک اچھا موقعہ ہے نوجوان اس موقعہ پر اپنی قوت عمل کا ثبوت دیں جلسہ کا کوئی کام اپنے ذمہ لے لیں مثلاً افسر جلسہ سے کہیں کہ مہمانوں کو کھانا ہم کھلائیں گے آپ یہ کام ہمارے سپرد کر دیں۔ اور دن رات جاگ کر اور محنت کر کے اس کام کو انجام دیں۔ اور اس طرح اپنی تنظیم کر کے دکھائیں یہ آئندہ کیلئے ان کے اندر قوت عمل پیدا کرنیکا موجب ہوگا۔

مرقومہ و مرتبہ
محمد انعام الحق

(بقیہ صفحہ ۱۱)

مٹا شکتے ہیں جو چیز بھی اس عمر پر جا کر ثبت ہو جاتی ہے وہ نہیں مٹ سکتی۔ بچپن میں ہی نوجوان پگھلی ہوئی موم کی طرح ہوتے ہیں اس وقت انہیں ہر شکل میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ اور جب یہ عمر گذر جاتی ہے تو پھر غالباً ان کی طبائع اور دماغوں میں وہ لچک نہیں رہتی جس سے ان میں کوئی تغیر عظیم پیدا کیا جا سکے۔

ماں باپ اور اساتذہ کے فرائض

سو ہر احمدی ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنی تربیت اپنے بچوں کو احمدی بنائیں اور بچپن سے ہی ان میں یہ شعور پیدا کریں کہ وہ احمدی ہیں۔ اور اخلاقی لحاظ سے ان میں اور باقی لوگوں میں ایک نمایاں فرق ہونا چاہیئے۔ ہر احمدی استاد کا جہاں کہیں بھی وہ ہے یہ فرض ہے کہ وہ احمدی بچوں کو اس طریق پر تعلیم دے کہ احمدیت اور اس کی خصوصیات ان کی طبیعت کا جزو ہو کر رہ جائیں۔

ہماری جماعت کی ہیئت ترکیبی

ہماری جماعت اپنی ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے ایک [illegible] جماعت ہے جس میں فرد کی مرضی کو آزادی دی گئی ہے [illegible] کہ جماعت چند ایک آزاد مرضیوں کے مجموعہ پر مشتمل ہو [illegible] درست ہے لیکن ہر جماعت میں فرد کی مرضی کا دائرہ [illegible] نسبت سے ہوتا ہے۔ مگر ہماری جماعت میں یہ دائرہ [illegible] ہے اگر اس دائرہ کو کچھ محدود کر دیا جائے تو اس سے جماعت [illegible] کو بہت قوت حاصل ہوگی لیکن اس سے یہ مطلب نہیں [illegible] قادیان کا آمرانہ نظام یہاں قائم ہو جائے وہ نظام [illegible] اور روح اسلامی کیلئے مضر ہے البتہ انفرادیت اور اجتماعیت [illegible] درمیان ایک توازن قائم کر دینا چاہیئے اس سے یقیناً [illegible] کو بہت قوت حاصل ہوگی اور بجائے بیفائدہ تنقید [illegible] اعلیٰ درجہ کے رجحانات پیدا ہوں گے۔

ایک مقناطیسی قوت کی ضرورت

لاہور چونکہ ہماری جماعت کا مرکز ہے اس میں [illegible] اور مادی دلچسپیوں کی گوناگونی پائی جاتی ہے۔ اور [illegible] اس میں بلشمار ایسی تحریکات پیدا ہوتی ہیں جن [illegible] کر کے اپنے جماعتی امتیاز اور مذہبی عصبیت کو کم [illegible] نوجوانوں کے لئے جوئے شیر کا لانا ہے۔ نوجوانوں کی [illegible] بو میں جلد الجھتی ہے۔ ان مادی کششوں کو ان کی [illegible] پست اور ہیچ کرنے کے لئے ایک بہت بڑی کشش [illegible] اور اس مذہبی اور اسلامی کشش کو جماعتی تربیت [illegible] سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جب تک اشخاص کے [illegible] ایک تبدیلی نہ پیدا کر دی جائیگی اور اشاعت اسلام [illegible] او جبا اگر نہ کر دیئے جائیں گے اس وقت تک ان [illegible] وہ چیکا چوند دور نہ ہوگی جسے مغربی تہذیب [illegible] سوا شیاء کے اس اسلامی معیار کو قائم کرنے [illegible] اخلاقی تربیت کی ضرورت ہے ✦

ہر ایک احمدی مرد، عورت، بچہ، بوڑھا، "پیغام صلح" کا باقاعدہ مطالعہ کرے یہ تنظیم جماعت کا ایک بہترین ذریعہ ہے

قیمت سالانہ چھ روپے [illegible]

جماعتیں کس طرح بنتی ہیں

ہمارے نوجوان اور اجتماعی تحریکات کی تجاویز

کیوں اہل حشر ہے کوئی نقاد سوز دل
لایا ہوں دل کے داغ نمایاں کئے ہوئے

(ایس محمد آصف قادیانی بی۔ اے)

ہماری جماعت کے مقاصد

ہماری جماعت ایک خالص اسلامی اور مذہبی جماعت ہے۔ جسے حضرت مسیح موعودؑ نے اشاعت اسلام کے بلند مقصد کیلئے تعمیر کیا اور خود ہی اپنی بلند پایہ تصنیف "فتح اسلام" میں اشاعت اسلام کی تصریح فرمادی جسکا ملخص یہ ہے کہ اسلام کے متعلق ایک اعلیٰ درجہ کا لٹریچر پیدا کیا جائے اور دوسرے نشر و اشاعت کے ذریعہ اس لٹریچر کو دنیا میں پھیلایا جائے اور اس لٹریچر کو پھیلانے والی ایک جماعت ہو اور اس جماعت کا ایک مرکز ہو یعنی بغیر جماعت اور مرکزیت کے یہ عظیم الشان مقصد بروئے کار نہیں آسکتا۔

گذشتہ ربعہ صدی

گذشتہ ربعہ صدی میں جماعت احمدیہ لاہور نے نہایت محنت اور خوبی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر عمل کیا ہے اور یہ اس عمل کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا کے ہر خطہ میں اسلام کا پیغام جا پہنچا۔ قرآن مجید کے تراجم شائع ہوئے اسلام کے متعلق مبسوط کتب پمفلٹ اور اشتہارات طبع کئے گئے اور انہیں ایک مٹھی بھر جماعت نے دنیا کے ہر ملک میں پھیلا دیا اگر اس ساری تحریک میں ایک نظم و نسق موجود نہ ہوتا تو آج اتنا عظیم الشان کام بھی نہ ہو سکتا یہ سب کچھ ایک جماعت اور مرکز کی برکت سے ہے کہ اشاعت اسلام کے میدان میں ہمیں اتنی فتوحات حاصل ہوئیں۔

وہ بزرگ جو متواتر اکتیس[31] سال تک حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد اس کام کو چلاتے رہے انہوں نے ہمیشہ اجتماعی رنگ میں یہ کام کیا ہے ان بزرگوں کو حضرت امام وقت نے تربیت کیا اور ان کے اندر اخلاص تقویٰ اور چند ایک اجتماعی خصوصیات پیدا کیں جن کی برکت سے یہ سب کچھ ہوا جو کچھ ہمارے سامنے ہے۔

ہر جماعت کی انفرادی خصوصیات

"دنیا کی ہر قوم اور جماعت اپنے اندر چند ایک انفرادی خصوصیات رکھتی ہے جو کہ اسے دنیا کی باقی جماعتوں سے ممتاز کرتی ہیں اور اس کی بقا کا باعث ہوا کرتی ہیں۔ البتہ حالات کیساتھ ساتھ ان کی بیرونی سطح میں ایک تغیر ضرور نظر آتا ہے مگر اندر سے وہ اپنی انفرادیت کو کبھی تبدیل نہیں کرتیں کیونکہ اگر اندر تبدیلی پیدا ہو جائے تو اس صورت میں جماعت کے عناصر ترکیبی میں انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ ہوا کرتا ہے۔ اور انتشار کا ہونا اچھی چیز نہیں

جماعت احمدیہ کی بھی چند ایک انفرادی خصوصیات ہیں جو کہ اسے باقی جماعتوں سے ممتاز کرتی ہیں اور یہی امتیاز اور انفرادیت جماعت احمدیہ کی بقا کا باعث ہے اور یہی امتیاز اور انفرادیت ہمارے ان بزرگوں میں ہے جنہوں نے اشاعت اسلام کا اتنا شاندار کام کیا۔

نوجوانوں کی ذمہ داری

ان بزرگوں کے بعد یہ بوجھ جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کے کندھوں پر پڑیگا اور یہ نوجوان اس عظیم الشان کام کو اسی صورت میں جاری رکھ سکیں گے جس صورت میں ان کے اندر وہی خصوصیات موجود ہوں گی جو کہ ان بزرگوں میں تھیں جنہوں نے یہ کارہائے نمایاں کئے۔

جماعت احمدیہ اور احمدیت کی نمایاں خصوصیات بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں وہ ہر احمدی میں موجود ہیں۔ اور ہر احمدی ان سے واقف ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ انہی خصوصیات کو نوجوانوں کے اندر پیدا کیا جائے گو انہیں یہ خصوصیات پہلے بھی موجود ہیں۔

نوجوان اور مرکزیت

لیکن نوجوانوں کے اندر اجتماعی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے انہیں سب سے پہلے مرکز کے متعلق سریع الحس بنانا چاہئے تاکہ جونہی مرکز سے ایک آواز بلند ہو تو اُسے سن کر ان کے منہ سے صرف ایک ہی جواب نکلے اور وہ جواب "لبیک" ہو اس کے علاوہ دوسرا جواب انہیں یاد ہی نہ ہو۔ تاکہ وہ مرکز کے ساتھ وابستہ رہ کر اپنے اندر اجتماعی زندگی کی جولانیاں پیدا کریں مرکز کے ساتھ ہمیشہ اور ہر صورت میں رشتہ استوار رکھنا ان کی فطرت ثانیہ ہو کر رہ گیا ہو۔ ان کی وضع داری اور فیشن کے خلاف ہو جائے کہ وہ مرکز سے ایک للکار سنیں اور اس کے لئے اپنے آپ کو پیش نہ کریں۔ اور ہر وہ نوجوان جو ایسا کرنے میں لیت و لعل کرے اسے اسطرح تربیت کیا جائے کہ اس کے اندر سے آواز اُٹھے کہ اس سے کوئی فروگذاشت ہوئی ہے جس کی اسے آئندہ تلافی کرنا چاہئے میرے تمام دوستوں پر یہ امر خوب روشن ہونا چاہئے کہ دنیا کا ہر نظام اور ادارہ صرف مرکزیت کی برکت سے ہی قائم ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔

قوم را ربط و نظام از مرکزے
روزگارش را دوام از مرکزے
در جہاں جانِ امم جمعیت است
در نگر سرِ حرم جمعیت است

نوجوان اور جماعتی جذبہ

مرکز کے علاوہ دوسرا جذبہ جماعتی جذبہ ہے وہ متحدہ اخلاق اور اصول جو جماعتوں کو قائم رکھتے ہیں ان میں سے سب سے بڑا اصول اور خلق ایک ایسی تربیت ہے جسمیں جماعتی جذبہ ہر تصور اور ہر خیال پر حاوی ہو۔ جماعت فرد کے دماغ پر متولی ہو کر رہ جائے فرد کے احساسات اور خیالات ہر وقت جماعت کے آہنی پنجہ میں رہیں وہ کچھ اسطرح اسکا جزو ہو کہ باوجود انتہائی کوشش کے اس سے باہر زندہ نہ رہ سکے [illegible] سب جماعت کی حدود کے اندر ہوں اور [illegible] نہ پیدا کر سکے وہ جماعت کا فرد بھی نہ رہ [illegible] قوت ہے اسی عصبیت سے قومیں دنیا میں [illegible] رہتی ہیں۔ جن جماعتوں اور قوموں کے اندر [illegible] ان کے خلاف خواہ دنیا کی تمام قومیں اکٹھی ہو [illegible] کا بال تک بیکا نہیں کر سکتیں ہم صرف اس [illegible] ہی اپنی قومی زندگی کو لمبا کر سکتے ہیں اس کے [illegible] صورت نہیں۔

نوجوان اور جذبۂ اطاعت

جماعت کے علاوہ تیسرا جذبہ جو جماعت کی [illegible] ہے وہ منتظم ارادہ اور امیر کا احترام اور فرمانبرداری [illegible] ہاں وہ منتظم ادارہ انجمن ہے۔ جو کہ حضرت مسیح موعود [illegible] کی منشا کے مطابق معرض وجود میں آیا اور اس انجمن کی قیادت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کو حاصل [illegible] ہمیں شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اور اس کے [illegible] مطابق انجمن اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامل [illegible] چاہئے قائدین اور امیروں نے جماعتوں [illegible] ڈالا ہے۔ اور انکے نفوذ اور سطوت نے [illegible] ترقی کی ہے۔ اس انسٹیچیوشن کے علاوہ [illegible] اطاعت اور فرمانبرداری بہت بڑے اخلاق [illegible] سے ہماری آئندہ تنظیم وابستہ ہے

عقاید پر محکم یقین

اس کے علاوہ چوتھا جذبہ ان معتقدات [illegible] یقین کا محکم ہونا ہے جن کو تسلیم کر کے کوئی [illegible] میں آتی ہے۔ معتقدات اور مسلمات ہمیشہ ہمارے [illegible] پیش نظر رہنے چاہیں کیونکہ انہی بنیادوں پر [illegible] جماعت احمدیہ کے معتقدات کی تشریح کئی بار [illegible] کئی دفعہ ہو چکا ہے ہمارا ہر نوجوان ان معتقدات [illegible] ایک چلتا پھرتا پیکر ہونا چاہئے جتنا ان مسلمات پر [illegible] اتنا ہی ہمارے قلوب کے اندر جماعت مرکز اور منتظم [illegible] اور عقیدت بڑھیگی نوجوانوں کو اس طرف خاص [illegible] انہیں اپنے عقائد اور مسلمات کا خوب علم ہونا چاہئے [illegible] نہایت شدت کے ساتھ کاربند رہنا چاہئے ہماری [illegible] نہایت مخلص نوجوان موجود ہیں جنکا ایثار [illegible] تشریح کی محتاج نہیں ہمارے سب نوجوانوں کو [illegible] پر چلنا چاہئے ان کی خلوص اور محبت سے لبریز [illegible] ہاتھ بٹانا چاہئے۔

تربیت سے ہی قومی خصوصیات پیدا ہوتی ہیں

غیر نوجوانوں کے اندر مندرجہ بالا خصوصیات [illegible] کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بہت ابتدا سے ان کے [illegible] متعلق ان کے فرائض کو مرتسم کیا جائے اس [illegible] بچے کے ابتدائی نصاب میں جماعت کے بڑے بڑے [illegible] اور انہیں پے در پے ایسی ترغیبات دنیا [illegible] مرکز جماعت انجمن حضرت امیر اور عقائد سے [illegible] جذبہ مستقل طور پر گھر کر جائے اور دنیا کی [illegible] اس جذبہ کو کمزور نہ کر سکیں کیونکہ یہ ایک [illegible] کہ وہ نقوش جو بچپن میں لوح دماغ پر قائم [illegible] دُنیا کے تغیرات اور انقلابات مٹا یا نہیں [illegible]

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۳۹ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا

۲۴ دسمبر ۱۹۳۹ء بروز اتوار

دس بجے مسلم ہائی سکول لاہور میں جلسہ خواتین شروع ہوگا۔ جس کے بعد زنانہ دستکاری کی نمائش ہوگی۔

۲۵ دسمبر ۱۹۳۹ء بروز پیر

پہلا اجلاس ¾ ۱۰ سے ۳ بجے تک

صدر:- جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب رئیس لائل پور

¾ ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک ——— تلاوت قرآن کریم و نعت

۱۱ بجے سے ۲۵ - ۱۱ تک - جناب حافظ حاجی محمد حسن صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل گجرات — "ہم اور وہ"

۲۵-۱۱ ,, ,, ۵۰-۱۱ تک - مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے مولوی فاضل - آنجہانی مسیح مجدد یا نبی؟

۵۰-۱۱ ,, ,, ۱۵-۱۲ تک - مولانا عمر الدین صاحب مبلغ اسلام ملی - قادیانیت اور بہائیت

۱۵-۱۲ ,, ,, ایک بجے تک - مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری قادیانی - اولاد کے متعلق حضرت مسیح موعود کی دعائیں

۱ بجے سے ½ ۱ بجے تک - مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی - ختم نبوت پر ایمان ایک مسلمان سے کیا چاہتا ہے

¾ ۱ سے ½ ۲ تک - مولانا آفتاب الدین صاحب مبلغ اسلام انگلستان و امام مسجد ووکنگ - تبلیغ اسلام کیلئے مغرب میں حالات کہاں تک موافق ہیں

½ ۲ سے ۳ بجے تک - حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ امیر جماعت احمدیہ لاہور - حضرت مسیح موعودؑ کے پیروؤں کے دو گروہ

دوسرا اجلاس - ۸ سے ۱۰ بجے تک (انگریزی تقاریر)

۸ بجے سے ۴۰-۸ بجے تک - مولانا آفتاب الدین صاحب مبلغ اسلام و امام مسجد ووکنگ - انگلستان کو میں نے کیا پایا

۴۰-۸ سے ۲۰-۹ تک - مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" - مجھ پر تحریک احمدیت کے احسانات

۲۰-۹ سے ۱۰ بجے تک - میاں نصیر احمد صاحب آئی۔ سی۔ ایس انڈر سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا نئی دہلی - زندگی کو کامیاب بنانے کے طریق

۲۶ دسمبر ۱۹۳۹ء بروز منگل

صدر:- جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد

¾ ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک ——— تلاوت قرآن کریم و نعت

۱۱ ,, ,, ¾ ۱۱ تک - مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" - ہٹلر، گاندھی اور حضرت عمرؓ

¾ ۱۱ ,, ,, ½ ۱۲ تک - جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی مبلغ اسلام و امام مسجد برلن (جرمنی) - وسط یورپ میں اسلام کا مستقبل

½ ۱۲ ,, ,, ½ ۱ تک - جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب مبلغ اسلام انگلستان و جرمنی - یورپ کی مشکلات کا حل قرآن کریم میں

½ ۱ ,, ,, ¾ ۱ تک - سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور - سالانہ رپورٹ

¾ ۱ ,, ,, ۳ تک - حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - غلبہ اسلام کے نشانات

۲۷ دسمبر ۱۹۳۹ء بروز بدھ

صدر:- خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی جھنگ

¾ ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک ——— تلاوت قرآن کریم و نظم

۱۱ ,, ,, ۲۰-۱۱ تک - مولانا عبد الرشید صاحب فاضل دیوبند - قرآن کریم کی تعلیم کا اثر

۲۰-۱۱ ,, ,, ۴۵-۱۱ تک - مولانا مصطفیٰ خانصاحب ایڈیٹر اسلامک ورلڈ - مسلمان نوجوان کا لائحہ عمل

۴۵-۱۱ ,, ,, ½ ۱۲ تک - مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی بی۔ اے مولوی فاضل - کیا اسلام کو آج مسیحا کی ضرورت ہے

½ ۱۲ ,, ,, ۱ تک - حضرت مولانا صدر الدین صاحب - مامور کی صداقت کا صحیح معیار کیا ہے

۱ ,, ,, ½ ۱ تک - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام - حضرت مسیح موعود ہم سے کیا چاہتے ہیں

½ ۱ ,, ,, ۲ تک - جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب - ہمارا قومی پروگرام

۲ ,, ,, ۳ تک - حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - اختتامی تقریر و دعا

نوٹ (۱) - نماز ظہر و عصر ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۳۹ء کو پونے چار بجے اور نماز مغرب و عشاء ½ ۵ بجے جمع کر کے پڑھی جائیگی۔

(۲) - ہر روز جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بعد نماز فجر قرآن کریم کا درس دیا کریں گے۔

(۳) - ۲۶ دسمبر ۱۹۳۹ء ۴ بجے سے ۷ بجے شام تک جنرل کونسل کا اجلاس ہوگا۔ اور اسی دن ½ ۷ بجے سے ½ ۹ بجے شب احمدیہ کانفرنس ہوگی۔

(۴) - حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے جماعتوں کی ملاقات حسب ذیل اوقات پر ہوگی:-

۲۵ دسمبر ۶ بجے سے ۸ بجے شام - ۲۶ دسمبر ½ ۷ سے ¾ ۱۰ بجے صبح، ۲۷ دسمبر ½ ۷ سے ¾ ۱۰ بجے صبح

جماعتوں کے علاوہ جو اصحاب فرداً فرداً ملنا چاہیں وہ ۲۸ دسمبر کو ۸ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک مل سکیں گے۔

المعلن یعقوب خاں مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مرکزیت

بگذر از بے مرکزی پائندہ شو

(از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے لوی فاضل)

ایک ماحول پیدا کرنے کی ضرورت

ایک اسلامی اور خالصتاً تبلیغی جماعت کی تنظیم و توسیع کیلئے جس چیز کی بنیادی طور پر ضرورت ہے۔ وہ ایمان، اخلاص اور تقویٰ کا جوہر ہے۔ جس کے بغیر وہ قوت جاذبہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ جو افراد کو باہم بنیان مرصوص کی طرح پیوست رکھے۔ یا دوسروں کی کشش کا موجب ہو۔ یہ ایمان اور اخلاص اس امر کا متقاضی ہوتا ہے کہ افراد کے باہمی ربط و نظم کیلئے ایک مرکزیت پیدا ہو۔ جہاں انہیں ایک خاص قسم کا ماحول پیدا کرنے، اور ایک خاص قسم کی سیرت ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس مرکزیت کا وجود قادیان میں ظہور پذیر ہوا۔ زائرین کو وہاں ایک خاص طرز کی سوسائٹی اور ایک خاص طرز کی سیرت نظر آتی تھی۔ جو اور کہیں نہیں مل سکتی تھی۔ اور باوجود صدہا اختلافات کے دنیا پر یہی اثر تھا کہ قادیان کا ماحول ایک خالص اسلامی سیرت کا نمونہ ہے۔[1] حضرت مولانا نور الدین صاحب کی وفات کے بعد جو اختلاف جماعت میں نمودار ہوا۔ اس سے قادیانی ماحول کی حالت میں ایک اساسی انقلاب آگیا۔ مگر حضرت مولانا محمد علی ایدہ اللہ احسان کے رفقاء کا قوم پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے باوجود بیشمار مشکلات جو ایک جدید مرکز پیدا کرنے کے راستہ میں حائل ہوتی ہیں لاہور میں ایک ویسے ہی مرکز کی بنیاد رکھدی۔ ہماری توجہ تبشیر اشاعت اسلام کی طرف رہی ہے۔ اور مرکز میں مسجد، سکول یا دفاتر کے ذریعہ جس قدر قدرتی طور پر ایک ماحول پیدا ہو سکتا تھا وہ ہوا۔ لیکن اس کے لئے کوئی خارجی کوشش عمل میں نہیں لائی گئی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ جب اپنے احباب یا زائرین احمدیہ بلڈنگس میں آتے ہیں انہیں علماء جماعت اور دیگر ارکان میں سے بہت کم احباب سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ جماعت کے علماء و ارکان شہر کے مختلف حصص میں اپنے یا کرائے کے مکانات میں سکونت رکھتے ہیں اور ان کی دن رات احمدیہ بلڈنگس میں موجودگی ممکن نہیں۔ اس کا اثر جو زائرین پر پڑ سکتا ہے وہ ظاہر ہے یعنی یہ کہ کوئی مکمل ماحول موجود نہیں۔ ماحول باہم رہنے اور تعلقات بڑھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر مختلف محلوں میں ایک ایک دوست رہائش اختیار کرلے تو نہ اس کے تعلقات اپنے احباب سے بڑھ سکتے ہیں اور نہ بدقسمتی سے دوسروں کے ساتھ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انجمن اپنے مرکز کو مضبوط کرنے اور زیادہ سے زیادہ احباب کے یہاں سکونت پذیر ہونے کی تجاویز سوچے۔ اس سلسلہ میں انجمن کو احمدیہ بلڈنگس میں مزید مکانات خریدنے یا بنوانے بھی پڑیں گے۔ تاکہ وہ لوگ جو دوسری جگہ کرایہ کے مکانات لے کر رہائش رکھتے ہیں۔ انجمن سے مکان کرایہ پر لے لیں۔ اس طرح یقین ہے کہ مرکز کی رونق دوبالا ہو جائے گی۔ جو ہماری تنظیم اور توسیع و ترقی کے لئے ایک ضروری چیز ہے

درس و مواعظ کا ایک خاص رنگ

تنظیم و توسیع جماعت کے لئے دوسرا امر پہلے امر کی ہی ایک فرع ہے اور وہ یہ ہے کہ درس و مواعظ کا بلاناغہ جاری ہو مگر اس کا رنگ خطیبانہ نہ ہو بلکہ تعلیمی ہو۔ ان درس کے ذریعہ نوجوانوں میں ایک خاص قسم کی سیرت کی تخلیق ہو اور ان میں تبلیغ کا جنون پیدا کیا جائے۔ مثلاً احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں درس کے وقت کم از کم دس احمدی نوجوانوں کو جو خواہ سکولوں اور کالجوں میں ہوں یا کسی اور کاروبار میں۔ جمع کیا جائے۔ انہیں قرآن مجید کا درس اس طرح دیا جائے، جیسے ایک استاد ایک شاگرد کو دیتا ہے۔ انہیں قرآن مجید کے ترجمہ، قرآن مجید کے فضائل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، تاریخ اسلامی، وغیرہ کی تعلیم دی جائے۔ پھر ان نوجوانوں سے یہ بھی وقتاً فوقتاً

دریافت ہوتا رہے کہ انہوں نے فلاں مضمون پر کیا کیا معلومات اکٹھی کیں۔ اگر ان میں سے کوئی غیر حاضر ہو تو اسے اس کے پاس پہنچ کر پھر لانے کی کوشش کی جائے۔ اگر سال میں مرکز سے چار نوجوان بھی ایسے نکل آئیں جو اسلام اور سلسلہ کے مسائل سے کماحقہ واقفیت

رکھتے ہوں تو یہ نوجوان خواہ کسی خدمت یا کسی پیشہ کو اختیار کریں یہ انجمن کے مستقل مبلغ ثابت ہوں گے۔

اسی طرح ضرورت ہے کہ سب سے پہلے پنجاب کو سات یا آٹھ یا جس قدر حصوں میں مناسب ہو تقسیم کر لیا جائے۔ بڑے بڑے شہروں میں جہاں جماعتیں ہیں ایک ایک مبلغ کو رکھا جائے محض اس لئے نہیں کہ عام درس دے یا کہیں تقریر کا موقع ہو تو تقریر کر دے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنی جماعت کے جس قدر نوجوانوں کو اپنے گرد جمع کر سکتا ہے کرے اور ایک وقت مقرر کر کے بلاناغہ انہیں اسلام اور سلسلہ پر مختلف مضامین کی تیاری کرائے۔ خود بھی تقریریں کرے ان سے بھی تقریریں کرائے۔ خود بھی درس دے ان میں بھی درس دینے کی قابلیت پیدا کرے۔ غرضیکہ ہمیں یہ نظر آئے۔ اگر کوئی صاحب بحیثیت مبلغ کسی جگہ دو سال

تک رہے ہیں تو دو سال کے بعد وہاں ... کر آئیں جوان کی غیر موجودگی میں درس ... سلسلہ جاری رکھ سکیں اور توسیع جماعت ... کہ علماء کے سپرد یہی کام درست نہیں کہ وہ تبلیغ کریں ... جائیں مبلغ پیدا کر کے آئیں اور ایک خاص ماحول ... ورنہ جماعت کیلئے یہ کوئی خوبی کی بات نہیں کہ اس کے ... سے باہر جاتے ہیں۔ اسلام پر گفتگو کرنے پر قادر ... ہر فرد تبلیغی روح اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ یہ جماعت ... اس کی تنظیم و توسیع اس امر پر موقوف ہو کہ صرف چند افراد ... میں تبلیغی روح موجزن ہو۔

غرضیکہ سب سے پہلے خود لاہور میں اور پھر ایک ... ایک ماحول اور مرکزیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے ... یہ ایک ابتدائی چیز ہے اور ان بنیادوں کے ... یہ مقصد حاصل ہونا ناممکن ہے۔

[1] ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کا خطبہ علیگڈھ "ملت بیضا پر ایک سرسری نظر"

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت احمدیہ کے واعظ کیسے ہونے چاہئیں؟

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ انکا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لئے سب سے اول جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اس کی عملی حالت ہے۔ دوسری بات جو ان واعظوں کیلئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کو انہوں نے خوب اچھی طرح سمجھ لیا ہو۔ اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اسکا کیا جواب دیں۔ غرض صحیح علم ہونا ضروری ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ان میں قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کیواسطے ان میں جرأت اور دلیری یعنی پوری دلیری اور شجاعت کیساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کیلئے بول سکیں اور حق گوئی کیلئے ان کے دل پر کسی دولتمند کا تمول اور بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔

(۳۱ راگست ۱۹۰۲ء)

بقیہ صفحہ ...

حضرت خدیجہؓ نے نبوت کی پہلی وحی سے دل سے ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جن اوصاف حمیدہ کا ذکر فرمایا ہے ... تحمل الکل) کہ تو غریب اور پسماندہ لوگوں کا بوجھ اٹھاتا ہے ... نے اس ہمدردی و غمخواری کو جس کمال تک پہنچایا ... سے عیاں ہے۔ ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۱ پر مذکور ہے ...

"ایک دفعہ رات کے وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ گشت کرتے کرتے ایک مکان کے قریب پہنچے تو ایک ... ہوا ملا۔ اس سے پوچھنے لگے کون ہو کہاں سے ... میں اندر سے کراہنے کی آواز آئی۔ دریافت فرمایا ... کہا کہ ہم مسافر ہیں گھر میں بچہ پیدا ہونے والا ہے ... پاس نہیں ہے جو ایسے وقت میں مدد دے۔ حضرت فاروق ... اٹھے اور اپنے گھر آ کر اپنی زوجہ محترمہ ام کلثوم سے ... ساتھ چلو۔ ان کے ہمراہ وہاں پہنچے اور اس مرد سے ... اجازت ہو تو میں اس خاتون کو تمہاری بی بی کے پاس ... نے اجازت دیدی۔ تھوڑی دیر میں حضرت ام کلثوم نے ... کہ یا امیر المومنین اپنے ساتھی کو بیٹے کی خوشخبری دیجئے ... سن کر وہ شخص چونک پڑا اور معذرت کرنے لگا۔ حضرت ... فرمایا کہ معذرت کی کوئی بات نہیں۔ تم صبح کو آنا ... مقرر کر دونگا"

حضرت امام الزمان بھی یہی روح پیدا کرنے ... میں تشریف لائے اور اسی غرض کے لئے آپ نے ... ڈالی۔ تاکہ وہ جماعت ایک طرف دیگر مسلمانوں ... نمونہ ہو اور دوسری طرف تبلیغ اسلام اور اشاعت ... کو منظم طریق پر تا قیامت جاری رکھ سکے۔

تنظیم قوم کیلئے کن چیزوں کی ضرورت ہے

(از جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے)

کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی ہے جب تک اس کے افراد ایک سلک میں منسلک نہ ہوں۔ آجکل قوموں کی ترقی اس اصل کی خوب آئینہ دار ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تنظیم ہمیں سکھلائی۔ اس کی نظیر آج کہیں ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتی۔ آج کل کی تنظیم کا نتیجہ یہ ہے کہ قوم، رنگ اور ملک کے اختلافات نے آدم کے بچوں کو ایک دوسرے کا جانی دشمن بنا دیا ہے ان کے جسم تو سائنس کی بدولت پیوستہ اور مربوط ہو گئے ہیں۔ مکان کا بعد اور دوری دفع ہو گئی ہے لیکن دل زیادہ پھٹ گئے ہیں۔ قرآن مجید اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جس تنظیم و اخوت کے علمبردار ہیں۔ وہ اس کے بالکل برعکس ہے اس تنظیم سے اخوت و مساوات کا رشتہ مختلف اقوام اور مختلف ممالک کے باشندوں میں اور زیادہ مضبوط و استوار ہوتا ہے۔ اس سے رنگ اور ذات پات کی تفریق مٹتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

(۱) یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ

ترجمہ :۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا ہے۔

(۲) وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

ترجمہ :۔ اور تمہاری ذاتیں اور برادریاں اس لئے ٹھہرائیں تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہے۔"

دوسری قوموں کی تنظیم کی بنیاد امتیازات اور تفریق پر ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تنظیم کی تلقین کی۔ اس کی بنیاد امتیازات کے مٹانے اور مساوات و اخوت کے قیام پر ڈالی گئی ہے۔ آپ نے جس طرح اس تنظیم کو مسلمانوں میں قائم کیا۔ اس کی شہادت خود قرآن حکیم دیتا ہے :۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

اور اللہ تعالیٰ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔

یہ بھی حضور کی تنظیم کہ برسوں کے دشمن بھائی بھائی ہو گئے اور ان کے اندر وہ اخوت پیدا ہوئی کہ جس کی نظیر نہ گذشتہ تاریخ میں ملی اور نہ آئندہ ملنے کی امید ہے۔ چنانچہ ابن سعد جلد سوئم صفحہ ۸۹ پر مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم کر دی۔ تو بہت سے انصار نے اپنا مال بھی تقسیم کر کے اپنے مہاجر بھائیوں کو دیدیا۔ چنانچہ سعد ابن ربیع نے اپنے مہاجر بھائی عبد الرحمٰن بن عوف سے کہا۔ کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں تمہیں اپنا آدھا مال دیئے دیتا ہوں۔ مگر حضرت عبد الرحمٰن نے یہ پسند نہ کیا اور تجارت شروع کر دی۔

اگرچہ اسلام کے جتنے اصول ہیں مثلاً نماز، روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ان کے اندر ... ایک زبردست تنظیم موجود ہے مگر ان کے علاوہ اور بھی چند باتیں اسلام نے بتائی ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے قوم میں تنظیم پیدا ہو جاتی ہے تنظیم صرف باتوں سے نہیں ہو سکتی اور نہ لچھے دار تقریروں سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے بڑی جد و جہد اور از حد کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔

مساوات واخوت

"تنظیم کے لئے مساوات و اخوت کا ہونا ضروری ہے۔ جس قوم میں یہ بات نہیں کہ اس کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ حقوق کی ادائیگی میں برابر کا سلوک کریں۔ اس کے اندر کبھی تنظیم پیدا نہیں ہو سکتی۔ جس طرح ایک شخص چاہتا ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں۔ اس طرح اسے بھی چاہیئے کہ وہ بھی اپنے بھائی کی عزت کرے یہی چیز ہے جو افراد کو ایک دوسرے کے قریب کرتی ہے۔ اس کے بغیر اگر کوئی تنظیم نظر آئے بھی تو دیرپا نہیں ہو سکتی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم

یعنی مومن تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو۔"

"تنظیم کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کا ایک فرد دوسرے کو بھائی کی مانند سمجھے۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۱۲ پر مروی ہے۔

"فتوحات شام کے زمانہ میں رومیوں کا قاصد حضرت ابو عبیدہ کے پاس آیا اور انہیں عام لوگوں کے ساتھ زمین [illegible] تو تعجب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے لئے کوئی فرش [illegible] نہیں بچھا رکھا ہے یا کسی مسند پر کیوں نہیں بیٹھے ابو عبیدہ نے جواب دیا کہ اگر میرے پاس فرش [illegible] تو بھی مجھے گوارا نہیں کہ خود اس پر بیٹھوں اور اپنے [illegible] مسلمان بھائیوں کو زمین پر بٹھاؤں۔"

یہی اخوت اور مساوات ہی تھی جس نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں [illegible] اس قدر برادری و یگانگت پیدا کی۔ دوسری چیز جو قوم کی [illegible] کے لئے ضروری ہے۔ وہ ہے

قربانی و ایثار

جب تک کسی قوم کے افراد میں قربانی کی روح نہ پیدا [illegible] ان میں تنظیم بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اگر آپس میں وہ چھوٹی [illegible] باتوں کو نظر انداز اور درگزر سے کام نہ لیں تو یگانگت ان میں کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس قربانی [illegible] فرمایا ہے وہ اس سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ ارشاد [illegible]

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ

یعنی اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے [illegible] خرید لئے ہیں کہ ان کے بدلے میں ان کو جنت [illegible]

یوثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ

اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو اپنے بھائیوں [illegible] اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔

حماۃ الاسلام مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰ پر مروی ہے [illegible] حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں [illegible] زاد بھائی زخمی ہو کر گرے تو میں تھوڑا سا پانی لے [illegible] کرنے چلا تاکہ ان کو پلا دوں۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے [illegible] تو ان کی آخری حالت دیکھی۔ میں نے اشارے سے [illegible] کہ پانی پلاؤں انہوں نے کہا ہاں۔ میں پلانے ہی کو تھا کہ [illegible] آواز آئی۔ میرے بھائی نے اشارے سے کہا کہ پہلے انہیں [illegible] گیا تو دیکھا کہ ہشام ابن العاص مجروح پڑے تھے ان سے [illegible] کہ پانی پلاؤں۔ اتنے میں ایک اور طرف سے آہ کی آواز [illegible] نے اشارے سے کہا کہ انہیں پلاؤ۔ میں وہاں گیا تو وہ [illegible] جاں بحق ہو چکے تھے۔ لوٹ کر ہشام کے پاس آیا تو وہ بھی [illegible] پھر اپنے بھائی کے پاس آیا تو ان کی روح بھی پرواز کر [illegible]

اللہ! اللہ کیا قربانی اور کتنا ایثار ہے۔ ان [illegible] پھر ان کے اندر کیوں تنظیم اور یکجہتی نہ پیدا ہوتی۔ ایسی قربانی کے ہوتے ہوئے اگر آدمی پہاڑ کو بھی کہے کہ گر جا تو وہ یقیناً [illegible] تیسری چیز جو کسی قوم کے منظم ہونے کے لئے ضروری [illegible]

ہمدردی و غمخواری

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت مریض [illegible] اور ایک دوسرے کی مشکلات میں کام آنے پر بہت [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت کے غریبوں اور امیروں کے فرائض

اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جائے اور یہ تب ہوتا ہے۔ جب ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم عام کیا جائے اور تمام عادتوں پر رحم اور ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کیا جائے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دلشکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔ ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئیگی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جسکو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اس کیلئے دعا کرے محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے۔ مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے ہمدردی نہ کیجائے تو اس طرح بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔ پردہ پوشی کیجائے ..... دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا، دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کر کے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔ اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر، غریب، بچے، جوان، بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں اور انکو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہوں۔ مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ (۲۴ اگست ۱۹۰۳ء)

حقیقی اتحاد واخوت پیدا کرنے کی سچی راہ

مامورِ زمان کی شخصیت سے تعلقات محبّت و عقیدت

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

افراد کے مابین اتحاد و ربط کسی مشترکہ نصب العین سے پیدا ہوتا ہے جسقدر جذب و شوق سے وہ کسی نصب العین کے حصول کے لیئے بے قرار ہوں اسی نسبت سے ان کے اپنے اندر محبت واخوت پیدا ہوگی۔ آج سے نصف صدی قبل آزادئ وطن کیلئے ہندوستانیوں میں وہ جوش و تڑپ موجود نہ تھی جو آج ہے۔ یہی باعث ہے کہ وہ احباب جو اس مقصد کے لئے وقف ہیں آپس میں متحد و منظم ہو رہے ہیں۔ جب آزادئ وطن کا نصب العین حاصل ہو جائیگا اس وقت یقیناً کانگریس کی موجودہ اتحاد و تنظیم قائم نہ رہیگی لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ حصول مقصد کے بغیر بھی اتحاد و محبت جاتے رہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ مقصد کسی وجہ سے افراد کے لئے باعث کشش و جذب نہ رہے کسی جماعت یا قوم کے افراد میں اتحاد و محبت کی شدت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ لوگ اپنے نصب العین کیلئے کس قدر بے قرار و بے چین ہیں۔ جب مشترکہ نصب العین سامنے ہو اور دلوں میں اس کے حصول کی خاطر سچا درد و تڑپ موجود ہو تو اسوقت آپس کے اختلاف یکسر بھول جاتے ہیں ایسا ہی جب سامنے مشترکہ خطرہ درپیش ہو تو اس وقت بھی یہ دیکھنے کی فرصت نہیں ہوتی کہ دوسرے لوگ اپنے ساتھ کن کن امور میں موافق یا مخالف واقع ہوئے ہیں۔ واحد نصب العین کا حصول یا مشترکہ خطرہ کا دفاع بشرطیکہ اخلاص و محبت اس کے اندر کام کر رہے ہوں افراد میں سچا اتحاد اور سچی تنظیم پیدا کر دیتے ہیں اور اگر کسی وقت متحدہ مقصد حاصل نہ ہؤا ہو یا مشترکہ خطرہ دُور نہ ہو چکا ہو مگر افراد کے درمیان محبت و اتحاد جاتے رہیں یا کم ہو جائیں تو یقیناً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ نصب العین کے لئے سچی تڑپ یا خطرے کا حقیقی احساس نہیں رہا۔

اسلام کی عظیم مصائب

آج جن لوگوں کے سامنے وہ راستہ واضح نہیں جس سے اسلام کی مصائب کا علاج ممکن ہے۔ اگر ان کے اندر مشترکہ پروگرام کے نہ ہونے کے باعث اتحاد و محبت موجود نہ ہو تو یہ امر بالکل قرین قیاس اور عین فطرتی ہے۔ لیکن جس جماعت کے سامنے دین کی ترقی کا راستہ یقینی و قطعی طور پر عیاں ہو چکا ہے وہ اگر آپس میں متحد و منظم دکھائی نہ دیں تو اسکا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ دین سے وہ محبت و شوق جاتا رہا، اسلام کو جو خطرے و مصائب درپیش ہیں ان کا صحیح احساس نہیں جماعت احمدیہ کو یقین ہے کہ اسلام کی جملہ مصائب کا واحد علاج اشاعتِ دین ہے اسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ اس جماعت کے افراد رشتۂ اتحاد و محبت میں منسلک ہوں۔ اگر اس بارہ میں کمی محسوس ہو تو سمجھ لو کہ غلبۂ دین اسلام کے بلند و عالی نصب العین سے سچی محبت نہیں رہی یا اسلام کو جو خطرات درپیش ہیں ان سے بے توجہی ہو گئی ہے اسی امر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب فتح اسلام میں المیہ اشعار لکھے ہیں۔

دین حق را گردشِ آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں
پیش چشمانِ شما اسلام در خاک اوفتاد
چیست عذرے پیشِ حق اے مجمع المتنعمیں
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں

ایسا ہی جو مرثیہ آپ نے برکات الدعا میں لکھا ہے۔ وہ بھی دلوں کو ہلا دینے والا ہے چند اشعار نقل ہیں۔

خونِ دیں بینم رواں چو کشتگانِ کربلا
اے عجب ایں مردماں را مہرِ دلدار نیست
اے مسلماناں خدا را یک نظر بر حالِ دیں
آنچہ مے بینم بلاہا حاجتِ اظہار نیست
ہر کسے غمخوارِ ئے اہل و اقارب مے کند
اید ریغ ایں بیکسے را ہیچکس غمخوار نیست

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان قوتِ ایمانی سے تکالیف پر غالب آسکتا ہے

خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک سے ہوتا ہے ایمان یک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے اسکا نمونہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے تو وہ کونسی بات تھی جو انکو امید دلاتی تھی کہ اس طرح پر ایک بیکس ناتواں انسان کیساتھ ہو جانے سے ہمکو کوئی ثواب ملیگا۔ ظاہری آنکھ تو اس کے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوموں کو اپنا دشمن بنالیا ہے جسکا نتیجہ صریح یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصائب اور مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑیگا۔ اور وہ چکنا چور کر ڈالیگا اس طرح ہم ضائع ہو جائیں گے مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی جس نے ان مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا اور اس راہ میں مرجانا ان کی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا انہوں نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ان ظاہر بین آنکھوں کے نظارہ سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دُور تھا۔ وہ ایمانی آنکھ تھی اور ایمانی قوت تھی جو ان ساری تکلیفوں اور دکھوں کو بالکل ہیچ دکھاتی تھی آخر وہ ایمان ہی غالب آیا اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جس پر ہنستے تھے اور جس کو ناتواں اور بیکس کہتے تھے اس نے اس ایمان کے ذریعہ ان کو کہاں پہنچا دیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا۔ پھر ایسا آشکارا ہؤا کہ اس کو دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے۔

(۲۶ر دسمبر ۱۹۰۰ء)

کسی خاندان یا قوم یا ملک پر اگر کوئی [illegible] تو اُسے دیکھ لینا اور اس کے لئے مضطرب [illegible] سہل امر ہے اس لئے کہ ظاہر آنکھ اس ظلم کو [illegible] دین کی مصائب کو دیکھ لینا اور جو ظلم و ستم اس پر [illegible] ہوں انکا احساس پیدا کر لینا ایک عامی انسان [illegible] مشکل بات ہے یہی باعث ہے کہ جب دنیوی مقاصد کے لئے ملک و سلطنت کا حصول لازم ہو اور قوم ملکوں کو فتح کرنے میں منہمک ہو اسوقت چونکہ ایک ظاہر [illegible] نظر ہوتا ہے اس لئے وہ جلد اور جلد نہیں [illegible] دینی مقاصد کا حصول نشر و اشاعت [illegible] اخلاقی امور کی تربیت سے وابستہ ہو اسوقت [illegible] خطرہ ہؤا کرتا ہے کہ سطحی انسان ان غیر مرئی [illegible] جائے۔ عامۃ الناس کی نگاہ عمیق نہیں ہوا کرتی [illegible] وحق پرستی کی انتہائی اغراض کو کماحقہٗ دیکھ نہیں [illegible] اس لئے مرور زمانہ سے خالصۃً اقوال حقہ کی محبت [illegible] قائم و دائم نہیں رہا کرتی عامۃ الناس کی ظاہر [illegible] متوجہ رکھنے کے لئے کسی شخصیت کی محبت و اطاعت [illegible] دینا ضروری ہوا کرتا ہے۔

بانیِ تحریکِ اشاعتِ اسلام سے سچی محبت [illegible]

جماعت احمدیہ کے افراد کے درمیان رشتۂ [illegible] محبت مضبوط کرنیکا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اصول دین سے محبت [illegible] پیدا کر دیا جائے۔ صداقت شعاری وحق پرستی کے [illegible] جذب و کشش پیدا کی جائے یہ طریق کامل [illegible] جہاں ایک طرف ذہن رسا موجود ہو اور دوسری طرف [illegible] قلب ہو عامۃ الناس کے لئے صرف اس امر کو پیش نظر [illegible] کی توقع رکھنا عبث ہے عوام الناس کے لئے کسی شخصیت سے محبت و عشق پیدا کرنا لازم ہے جسے وہ اپنا [illegible] قرار دیکر اس کے گرد گھومنے والے ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ [illegible] اطاعت کے نتائج خطرناک ہوا کرتے ہیں جہاں [illegible] وقتی طور پر ممکن ہے شخصی تقلید قوم میں اتحاد و تنظیم [illegible] کر دے وہاں ہر وقت خطرہ درپیش رہتا ہے کہ [illegible] پرستی یا غلطی کے باعث یا ان دونو کے اختلاط سے [illegible] قدم اُٹھ جائے جس سے قوم کا بیڑا غرق ہو جائے [illegible] اسلام نے شخصی اطاعت اور مطلق العنانی کے اصول [illegible] قرار نہیں دیا ہاں یہ یقیناً صحیح امر ہے کہ مامور [illegible] اطاعت یقینی کامیابی کا پیش خیمہ ہے کیونکہ [illegible] حرص و ہوا پر کلی موت وارد ہو چکی ہوتی ہے [illegible] سے ہمکلامی کے باعث وہ کسی خطرناک غلطی پر قائم نہیں [illegible] خدائے تعالےٰ کا کس قدر احسان عظیم ہے کہ اس نے [illegible] میں کشتیٔ اسلام کا ایک ناخدا بھیجا جس نے دین کی ناؤ کو خطرناک بھنور سے نکالکر سلامتی کا راستہ [illegible]

کر دیا پس بلا شبہ یہ امر قطعی طور پر صحیح ہے کہ آج حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامل اطاعت علیہ السلام کے پروگرام کو بروئے کار لانے میں ہر خطرہ سے خالی ہے آپ مامور من اللہ ہیں، مجدد اعظم ہیں، آپکا راستہ یقینی طور پر کامیابی کی راہ ہے۔ آج آپ کی لیڈر شپ کو قبول کرنے میں کسی قسم کا خطرہ نہیں اسلئے کہ آپ حقیقی طور پر نائب رسول اللہ ہیں۔

جماعت احمدیہ کی سچی تنظیم کا راستہ یہی ہے کہ اس کے افراد مامور من اللہ کی محبت سے سرشار ہوں آپ سے جذباتِ عقیدت و اطاعت استوار کئے جائیں آپ کی شخصیت وہ محور ہے جس کے گرد گھومنے سے افراد کے اندر رشتۂ محبت پیدا ہونا یقینی ہے آؤ! اس عظیم الشان شخصیت سے محبت و عقیدت پیدا کریں تا اُس لائحہ عمل پر یقین و ایمان پیدا ہو جس سے اس آخری زمانہ میں احیاء دین مقدر ہو چکا ہے تا اس پروگرام سے لَو اور لگن پیدا ہو۔ بے شک علم و عقل انسانی ہدایت کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتے ہیں مگر عشق و محبت وہ سرگرمی و جوش پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں جن کے پیدا ہوئے بغیر کوئی عظیم مہم سر نہیں ہو سکتی۔

حب دُنیا کو سرد کرو

بھائیوں میں جو امر اکثر باعثِ فساد ہوا کرتا ہے وہ دنیا سے بڑھتی ہوئی محبت ہے حقیقی محبت انسان کے قلب پر ایک ہی شے کی غالب ہوا کرتی ہے دو محبتیں بہ یک وقت جمع نہیں ہو سکتیں جیسے کہ قرآن شریف میں اسی نکتہ کو یوں بیان فرمایا ماجعل اللہ لرجل قلبین فی جوفہ اللہ نے کسی انسان کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے بلکہ ایک ہی دل ہے یعنی حقیقی تڑپ و کشش ایک ہی امر کی غالب ہوا کرتی ہے۔ جس دل پر حُب دنیا غلبہ حاصل کر گئی ہو اسمیں دینی مقاصد کے لئے وہ سچا جوش و جنون پیدا نہیں ہو سکتا جس کے بغیر یہ نصب العین تکمیل نہیں پا سکتے اور جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا جب کسی جماعت کے درمیان رشتۂ اتحاد دین اور اُس کے مقاصد ہوں تو ان کے اندر دینی مقاصد سے سچی محبت ہی اصلی تنظیم پیدا ہوتی ہے اب اگر ایسی جماعت کے افراد پر حُبِ دنیا کا جذبہ غالب آجائے تو نتیجہ لازماً دینی مقاصد سے محبت کا کم ہو جانا ہوگا اور جب دینی مقاصد سے محبت و کشش کم ہوگی اُسی وقت انکے آپس کے اندر بھی وہ تعلقات محبت و اخوت استوار نہ رہیں گے جنکا پیدا ہونا کامیابی کی منزل پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کیونکہ رشتۂ اتحاد ہی دین اور اس کے مقاصد ہیں جب وہ رشتہ کمزور پڑ جائیگا تو اس پر جو اخوت قائم کی گئی ہے وہ خود بخود کمزور ہو جائیگی میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے افراد میں محبت و تنظیم بڑھانے کا سب سے بڑا ذریعہ آج یہ ہے کہ کوئی ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں جن سے افراد میں حب دنیا کا جذبہ ٹھنڈا پڑے۔ موجودہ زمانہ بہت بڑے ابتلاء کا وقت ہے ہر طرف دنیا پرستی کا غلبہ ہے ہر فرد و قوم دنیاوی ساز و سامان پر قبضہ حاصل کرنے میں ہی انسانی معراج کمال خیال کر بیٹھے ہیں ایسے وقتوں میں جب چاروں طرف ایک ہی قسم کی وباء پھیل رہی ہو اس سے بچ رہنا بہت بڑے یقین اور ہمت کو چاہتے ہیں حُب دُنیا اس زمانہ کی طاعون ہے اور حضرت اقدس حضرت مسیح موعودؑ نے جس طاعون سے نجات کی طرف بلایا وہ یہی حب دُنیا کی وبائی طاعون ہے جو ایک سے دوسرے [illegible] تیسرے کو چمٹ جاتی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام [illegible] وہی ہے جسکا قلب دنیاوی کششوں سے مرعوب نہیں [illegible] طاعونِ زمانہ سے محفوظ و مصئون رہا جس نے اپنے دل کو [illegible] و سامانوں کی محبت سے خالی رکھا۔

اے برادر دل منہ در دولت دنیائے دنی
زہرِ خور نہ بہ است در ہر قطرہ این انگبین
کارِ دنیا را چہ استحکام در چشم شماست
یا مگر از دل بروں کرد ید موت [illegible]
نفس خود را بستۂ دنیا مدار اے ہوشمند
ورنہ تلخیہا بہ بینی وقتِ انفاس پسین

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اے برادر پنج روزہ ایام عشرت ہا [illegible]
دائماً عیش و بہارِ گلشن و گلزار نیست
حیرتم آید چو بینم بدل شان [illegible]
کایں ہمہ جود و سخاوت در رہِ [illegible]

اگر جماعت احمدیہ کے افراد خواہاں [illegible] و تنظیم کی سچی رو پیدا ہو تو اس کے لئے سب سے مقدم [illegible] کہ حضرت اقدس کی شخصیت سے محبت و عقیدت [illegible] جذبات استوار ہوں جس سے حب دُنیا پر سرد [illegible] کے تعلقات مضبوط ہوں اور پھر ان پر اشاعت دین کی [illegible] کی جائے۔

جماعت قادیان میں تبلیغ اور ہماری توسیع جماعت

(از ایس محمد اصف قادیانی. بی. اے)

اختلاف سلسلہ

جب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اختلاف ہوا اور جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک ممبروں نے لاہور بلڈنگس لاہور میں جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کے بموجب کہ "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں" احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی بنیاد رکھی۔

غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش

اس وقت سے جماعت قادیان میں جو کہ سلسلہ کی غالی جماعت ہے کوئی منتظم اور وسیع تبلیغی کوشش نہیں کی گئی اور ان غلط فہمیوں کو دور نہیں کیا گیا جو کہ دونوں جماعتوں کے درمیان پھیلی ہوئی ہیں۔ بلکہ حالات اور بعض رجحانات نے قادیانی ارباب حل وعقد کی سازگاری کی ہے اور خلیج کو وسیع کرنے میں ان کے ممد ومعاون ہوئے ہیں اور اب جبکہ جماعت لاہور کے اندر توسیع اور تنظیم جماعت کی تحریکات شروع ہوئیں۔ تو قدرتی طور پر جماعت کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی کہ ہمیں جماعت قادیان پر بھی تبلیغ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر تبلیغ کے راستے اس جماعت میں کھل جائیں۔ تو ہماری توسیع کا میدان بہت وسیع ہو جاتا ہے اور دلیسے بھی وہ حضرات جو جماعت قادیان سے آئیں گے۔ ان میں معمولی سی تربیت اور تعلیم کے ساتھ حیرت انگیز تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے اور انہیں اشاعت اسلام کے بلند مقصد پر نہایت آسانی کے ساتھ لگایا جا سکتا ہے اور شاید وہ وقت بھی آپہنچا ہے جبکہ ان غلط فہمیوں کے لئے جو کہ دونوں جماعتوں میں پھیلی ہوئی تھیں دور ہونا مقدر رکھا ہے۔

مشیت الٰہی کیا چاہتی ہے؟

مشیت الٰہی یہ چاہتی ہے کہ اپنی ایک مجاہد جماعت کے اندر ایک حیرت انگیز وسعت پیدا کی جائے اور اس نے ہماری تعمیری تحریکات کو پیش خیمہ کے طور پر بھیجا ہے تاکہ وہ ایک آئندہ آنیوالے شاندار زمانہ کا مقدمہ ہوں اور یہ شاندار زمانہ اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک کہ حضرت صاحب کے پاک ممبروں کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور نہ ہوں۔

حضرت صاحب کی ایک پیشگوئی

چنانچہ حضرت صاحب کی ایک پیشگوئی اس پر خوب روشنی ڈالتی ہے ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا:۔

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جائے نظیف مٹی کے ہیں۔ وسوسہ نہیں رہیگا مگر مٹی رہے گی"

حضرت صاحب کے اس مندرجہ بالا الہام سے صاف معلوم دیتا ہے کہ لاہور میں جو حضرت صاحب کے پاک ممبر ہیں وہ ان الزامات سے پاک ہیں جو ان پر لگائے جاتے ہیں ان کا خمیر ایک نظیف مٹی سے ہوا ہے۔ ان کے متعلق بعض ناواقف لوگوں نے وساوس پھیلا دیئے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ وہ وساوس اور غلط فہمیاں نہیں رہیں گی۔ اور ان کی بلند اور پاک فطرت جماعت کے سامنے آجائیگی۔

پاک ممبر کون ہیں؟

حضرت صاحب کے پاک ممبر کون ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو آپ کی آخری وصیت کو عملی جامہ پہنانے کی وجہ سے بدنام اور رسوا کیئے گئے۔ جنہوں نے کہا کہ جماعت کا نظام ایک انجمن کے ہاتھ میں ہونا چاہئیے۔ پاک ممبر وہی ہیں جو انجمن کا قیام چاہتے ہیں لیکن ان کی ان مخلصانہ مساعی کے متعلق وسوسے پھیلا دیئے گئے۔ تاکہ ان کی طبعی پاکیزگی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ مگر خداوند تعالیٰ نے اپنے مامور کو پہلے سے ہی اطلاع دے رکھی ہے کہ ایسا نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ ایک وقت آئیگا جب وساوس کے یہ تاریک بادل چھٹ جائیں گے اور ان کی صحیح اور پاک حیثیت جماعت میں آجائے گی۔

جماعت قادیان کی اساس

اب ذرا غور سے کام لو اور جماعت قادیان کی اساس کو ٹٹولنے کی کوشش کرو تو صاف نظر آجائے گا کہ جماعت قادیان کی بنیاد جن ستونوں پر قائم ہے۔ ان میں سے سب سے بڑا ستون یہ ہے کہ جماعت لاہور کے پاک ممبروں کو برا کہا جائے۔ ان کے متعلق طرح طرح کے وساوس پھیلائے جائیں اور جماعت کے تمام حلقوں میں خفیہ وعلانیہ غلط فہمیاں عام کر دی جائیں کہ وہ فاسق ہیں یا وہ مرتد ہو گئے ہیں انہیں حضرت صاحب سے کوئی تعلق نہیں یا وہ مرکز کو چھوڑ چکے۔ چنانچہ انہی وساوس نے جماعت قادیان کو حضرت صاحب کے پاک ممبروں سے دور رکھا ہوا ہے۔ اگر یہ وساوس نہ رہیں تو ساری قادیانی جماعت لوٹ کر پاک ممبروں سے آملے۔

فطرت کا تقاضہ

مگر یہ مصنوعی پیش بندیاں کب تک کام دے سکتی ہیں فطرت دنیا کی ہر اس چیز کو جس کی بنیاد باطل پر استوار کی گئی ہو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کرتی ہے۔ باطل کی ہستی ہر وقت معرض خطر میں ہے۔ الہام ہمیشہ فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہوتا ہے۔ یہ دونوں ایک ہی سرچشمہ صداقت سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ جب فطرت نہیں چاہتی کہ باطل دنیا میں پھلے پھولے۔ اور الہام بھی مستقبل میں باطل کی ہونیوالی شکست کی خبر دیدیا کرتا ہے تو اس لحاظ سے دونوں کے مقاصد ایک ہیں سو جب فطرت نے خود بخود چاہا کہ جماعت لاہور کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور کر دی جائیں تو الہام الٰہی نے ایک مدت پہلے اس ہونے والے واقعہ کی اطلاع دی کہ۔

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں انکو اطلاع دی جائے نظیف مٹی کے ہیں۔ وسوسہ نہیں رہیگا۔ مگر مٹی رہے گی"

غلط فہمیوں کے دور ہونے کا وقت آپہنچا ہے

سو جماعت لاہور کے متعلق جہاں جہاں بھی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ دور ہوں گی تو ان کے ساتھ ہی اس جماعت کے متعلق ایک نہایت اعلیٰ و برتر فضا بھی پیدا ہو جائے گی جماعت قادیان جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک ممبروں کی پوزیشن کو محسوس کریگی تو یقیناً اس کا میلان بھی ان کی طرف ہو جائے گا۔

اب حالات کی رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان وساوس اور غلط فہمیوں کے دور ہونے کا وقت آپہنچا ہے۔ کیونکہ جماعت لاہور کے اندر توسیع اور تنظیم کی تحریکات نہایت شدت کے ساتھ جاری ہیں جب توسیع کے لئے ہم جماعت قادیان میں بھی تبلیغ اور اشاعت کا کام وسیع پیمانہ پر کریں گے تو یہ غلط فہمیاں بھی دور ہو جائیں گی۔ کیونکہ جماعت قادیان میں تبلیغ ہو ہی نہیں سکتی۔ جب تک کہ غلط فہمیاں دور نہ ہوں۔ اب ہمیں ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اور خداوند تعالیٰ کے ایک مامور کی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرنا چاہئیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غالی جماعت میں نہایت وسیع پیمانے پر اپنے خیالات کو پہنچانا چاہئیے۔

حضرت امیر کا ارشاد

گذشتہ عید کے موقع پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "احمدیت ہم پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی صحیح معنوں میں قدر کرو اور اسے دوسروں تک پہنچاؤ۔ اس زمانہ میں اسلام کی ترقی جماعت احمدیہ کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہے"

جب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے بموجب ہمارا فرض ہے کہ ہم احمدیت کو دوسروں تک پہنچائیں۔ تو کیوں اس کی ابتدا گھر سے نہ کی جائے۔

قادیانی نظام ہماری تبلیغ میں سد راہ ہے

سب دنیا سے مقدم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے۔ اگر اس میں حضرت صاحب کی تعلیم اپنی اصلی صورت میں نہ پہنچی اور سلسلہ کا ایک گروہ بیرونی حلقوں میں ہماری مخالفت کرتا رہا تو ہماری تبلیغی کوششوں میں بہت رکاوٹیں پیدا ہوں گی جماعت قادیان کے ارباب حل وعقد ہماری تبلیغ اور اشاعت میں سد راہ ہیں ہمیں اس روک کو اپنے راستہ سے دور کرنے کے لئے اپنے خیالات کو نہایت وسیع پیمانہ پر جماعت قادیان میں پھیلانا چاہئیے اس سے ہماری توسیع جماعت کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ جماعت قادیان سے بھی ہم بہت سی سعید روحیں کھینچ لیں گے اور عام مسلمانوں میں بھی ہمارے لئے تبلیغی راستے کھل جائیں گے۔

خلوص نیت کی ضرورت

دنیا کا ہر نیک اور بلند کام خلوص نیت کو چاہتا ہے جب ہم چاہتے ہوں کہ ہمارے خارج میں ایک حیرت انگیز تغیر پیدا ہو جائے تو ہمیں اپنے باطن میں بھی ایک حیرت انگیز تبدیلی اور اخلاقی انقلاب پیدا کرنا چاہئیے۔ جیسا کہ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ

"مجھے اپنی جماعت کو جماعت قادیان کے متعلق ایک نصیحت کرنی ہے۔ وہ یہ کہ آج تک ہم نے دلائل سے کوشش کی کہ قادیان والے سمجھ جائیں۔ مگر ہماری کوششیں بارور نہ ہوئیں۔ لیکن آؤ ان کی اصلاح کا ایک اور طریقہ اختیار کریں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے حضور گریں اور نہایت رقت کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت قادیان کو ہدایت دے اور سیدھا راستہ دکھائے۔

"قادیانی دوست ہمارے بھائی ہیں"

ہمارے قادیانی بزرگ اور دوست ہمارے بھائی ہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے خیالات سے مستفید ہوں تو ہمیں نہایت صلح اور آشتی کے ساتھ اپنے خیالات ان تک پہنچانا چاہئیے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرنا چاہئیے کہ وہ

مسیح موعود علیہ السلام کی اس جماعت میں جس نے غلو کیا ہے ایک شاندار تبدیلی پیدا کردے اور اشاعت اسلام کے لئے ان کے دل میں ایک سچی تڑپ پیدا کردے۔ ان کے راستہ سے وہ تمام روکیں مٹادے جو انہیں صداقت تک پہنچنے سے روکتی ہیں۔ سو یہی ایک دوسرا اشاعت کا طریقہ ہے جس سے ہمیں جماعت قادیان کے اندر کامیابی ہوسکتی ہے۔

اختلاف کو وسیع نہیں کرنا چاہیئے

دوسرا راستہ صرف اختلاف کو وسیع کرنے کا ہے اور اس طریق کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے کبھی پسند نہیں فرمایا انہوں نے تو بہت ابتدا میں ایک مضمون کے ذریعہ سے جو پیغام صلح مؤرخہ ۴ ار دسمبر ۱۹۱۴ء میں چھپا تھا۔ ساری جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ اگر اس ارشاد کو شروع سے ہی پیش نظر رکھا جاتا تو نتائج بہت خوشگوار نکلتے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا ارشاد

آپ نے فرمایا:۔

"برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو سلسلہ کے اندرونی اختلافات نے جماعت کو دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے۔ مگر دونوں فریق پھر بھی ایک ہی ہیں۔ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں اور دونوں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی بعثت کی اصل غرض اشاعت اسلام تھی اور اسلام پر قائم ہو کر اصول دین میں تو خود ہی اتحاد موجود ہے۔ پس جب تک دونوں سلسلہ کی اصلی غرض کو مدنظر رکھتے ہیں یہ اختلاف باعث رحمت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اشاعت اسلام جیسے مقدس کام میں جسے مسلمانوں نے آج عملی رنگ میں بالکل ترک کر رکھا ہے ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش بھی ایک پاک خواہش ہے۔ . . . . . یہ دو شاخیں سلسلہ کی تقویت کا موجب ہوسکتی ہیں۔ بشرطیکہ ایک دوسرے سے بغض اور عداوت اور ایک دوسرے کے کام میں روک ڈالنے کو ترک کیا جائے۔ مگر بعض کم فہموں اور کوتہ اندیشوں نے اس اختلاف کو اپنی ذاتی اغراض کیلئے سلسلہ کی تباہی کا موجب بنانا چاہا ہے۔"

خوشگوار تعلقات پیدا ہوسکتے ہیں

اگر آج بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کی جائے تو دونوں جماعتوں کے درمیان نہایت خوشگوار تعلقات پیدا ہوسکتے ہیں اور جب تعلقات خوشگوار ہوں تو تبلیغ اور اشاعت کا کام بھی نہایت خوبی کیساتھ ہوسکتا ہے۔ سو ہماری توسیع کے لئے نہایت ضروری ہے خواہ وہ توسیع بیرونی حلقوں میں ہو اور خواہ اندرونی حلقوں میں۔ . . . . . . کہ جماعت قادیان اور جماعت لاہور کے درمیان ایک نہایت خوشگوار فضا پیدا کی جائے اور اب تو غالباً اس خوشگوار فضا کے پیدا ہونے کا وقت بھی آ پہنچا ہے تا کہ یہ وساوس کی تاریکیاں دور ہوجائیں اور حق اس بے نقاب ہوجائیں۔ ہمیں ایک سچی تڑپ کے ساتھ جد وجہد کرنا چاہیئے کہ وہ زمانہ جس میں حق آشکارا ہوگا۔ قریب تر ہوجائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک ممبروں کے متعلق وسوسے دور ہوجائیں۔ کیونکہ اب اسی انقلاب سے تحریک احمدیت کی رستگاری وابستہ ہے۔

آئندہ پیغام صلح جلسہ کے بعد شائع ہوگا

تبلیغ اسلام اور توسیع جماعت کا ایک مؤثر ذریعہ

مفت تقسیم کے لٹریچر کی فہرست

انجمن نے ٹریکٹوں، رسالوں اور پمفلٹوں کی شکل میں مفت تقسیم کا بہت سا لٹریچر تیار کر رکھا ہے جو طالبان ہر وقت بلاقیمت (صرف محصول ڈاک بھیج کر) منگا سکتے ہیں (علاوہ حسب ضرورت اپنے ساتھ لیجانا چاہیں تو اچھا ہے) یہ صرف قابل ذکر اردو لٹریچر کی فہرست ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی اور بعض دوسری مشرقی و مغربی زبانوں کے رسائل موجود ہیں۔ (مہتمم)

نمبر شمار	رسالہ کا نام	نام مصنف	موضوع	ضخامت تقطیع	کن حلقوں میں مفید ہو سکتا ہے
۱	اسلام کا دور جدید یا مغرب میں تبلیغ اسلام	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کی ضرورت	۲۰×۳۰/۱۶ ۵۲ صفحہ	اہل اسلام [illegible]
۲	رد تکفیر اہل قبلہ	" " " "	مسلمانوں کو کافر کہنے کے متعلق قرآن و حدیث و تحریرات حضرت مسیح موعودؑ سے استدلال	۲۰×۳۰/۱۶ ۹۶ "	اہل اسلام اور [illegible]
۳	مسیح موعودؑ اور ختم نبوت	" " " "	تحریرات حضرت مسیح موعودؑ سے ثبوت کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہیں تھا۔	۲۲×۲۹/۴ ۳۶ "	" "
۴	دعوت عمل	" " " "	اہل اسلام کو اشاعت اسلام کے کام میں شامل ہونے کی دعوت	۲۰×۳۰/۱۶ ۲۲ "	غیر از جماعت احمدی [illegible]
۵	بعثت مجددین	سید اختر حسین صاحب گیلانی	ہر صدی میں مجدد کا منجانب اللہ مبعوث ہونا اور اس کے دلائل۔	۲۰×۳۰/۱۶ ۴۴ "	" "
۶	وفات مسیح ناصری	" " " "	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ثبوت قرآن و حدیث سے	۲۰×۳۰/۱۶ ۶۸ "	" "
۷	خاتم النبیین کی حقیقت	" " " "	آیت خاتم النبیین کی تفسیر بروئے قرآن، حدیث، تحریرات حضرت مسیح موعود	۲۰×۳۰/۱۶ ۶۸ "	" "
۸	ویدوں کا بہشت	جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی	آریہ سماج کے اعتراضوں کے جواب	۲۰×۳۰/۱۶ ۱۴۴ "	" "
۹	دو خطبے	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کو غیر ممالک میں پہنچانے کی ضرورت	۲۰×۳۰/۱۶ ۲۴ "	" "
۱۰	اچھوت اقوام اور پونا پیکٹ	" " " "	اچھوت اقوام کو داخل اسلام کرنے کی ضرورت	۲۰×۳۰/۱۶ ۲۴ "	" "
۱۱	مرآۃ الاختلاف	جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	قادیانی جماعت سے علیحدگی کی وجوہات	۲۰×۳۰/۱۶ ۱۱۲ "	" "
۱۲	مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	جواب محبت نامہ کہ ہم دونوں ہی اپنی اپنی جماعت کیساتھ تبلیغ اسلام میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں	۲۲×۲۹/۴ ۴ "	غیر از جماعت [illegible]
۱۳	قادیانی جماعت اور احمدی جماعت لاہور کے اختلافات میں فیصلہ کی عملی راہ	ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	دونوں فریق کا فیصلہ صرف بانی سلسلہ کی تحریرات پر ہوسکتا ہے۔	۲۲×۲۹/۴ ۸ "	قادیانی اور غیر [illegible] اصحاب میں
۱۴	اچھوتوں کی مشکلات کا حل صرف اسلام ہے	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	ہندو مذہب پر قائم رہتے ہوئے اچھوت ذلت سے نہیں نکل سکتے	۲۲×۲۹/۴ ۴ "	مسلمانوں [illegible] ہندوؤں میں
۱۵	نبی کا نام پانے کی خصوصیت اور اس کی اصل حقیقت	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ کی تشریح کہ نبی کا لفظ بجائے محدث استعمال ہوا ہے	۲۲×۱۸/۴ ۲۰ "	قادیانی اور غیر [illegible] حضرات میں
۱۶	زمانہ کے امام کو پہچانو	سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	چودھویں صدی کا مجدد اور مسیح و مہدی موعود کون ہے؟	۲۲×۲۹/۴ ۸ "	غیر از جماعت [illegible]
۱۷	خطبہ صدارت تقریب جلسہ سلور جوبلی	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے پچیس سال کے تعمیری کام کا خلاصہ	۲۲×۲۹/۴ ۱۶ "	قادیانی اور غیر [illegible] حضرات
۱۸	میاں محمود احمد صاحب پر انکے مریدین کے الزامات اور بریت کا بہترین طریق مباہلہ	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	میاں صاحب کے بعض مریدوں نے جو الزام میاں صاحب پر لگائے ان سے بریت کا ثبوت دینے کی بجائے کیا طریقہ اختیار کیا گیا۔	۲۲×۲۹/۴ ۴ "	"

(باقی صفحہ ۲۵)

ارشاد امیر

ذیل کی باتیں یاد رکھئے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۔ سالانہ جلسہ میں تنظیم جماعت کا بڑا بھاری عملی سبق ہے۔

۲۔ سفر میں خرچ اور تکلیف کے عذر اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ:

ا۔ ہم اس اجتماع کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ جس چیز کو ہم اہم سمجھیں۔ اس کے لئے خرچ بھی کر لیتے ہیں۔ تکلیف بھی اٹھا لیتے ہیں۔

ب۔ یا اس لئے کہ ہمارے اندر عزم کی مضبوطی پیدا نہیں ہوئی۔ یہ بڑا بھاری نقص ہے اسے فوراً دور کرنے کی فکر کرو۔

۳۔ جلسہ کے لئے پورے تین دن دو۔ دو اور ایک کا خیال دل سے نکال دو۔

۴۔ جلسہ کے ایام میں نماز باجماعت مسجد میں ادا کرو۔ کوئی شخص اکیلا یا باجماعت نماز اپنے ڈیرے پر نہ پڑھے۔

۵۔ ۱۱ بجے سے ۳ بجے تک ساری تقریروں میں بیٹھو۔

۶۔ لیکچرار اپنے وقت کے پابند رہیں اور اپنا وقت ختم ہونے پر بغیر توجہ دلانے کے لیکچر کو بند کر دیں۔

۷۔ پابند اوقات رہو۔ ٹھیک وقت پر مسجد میں آؤ۔ ٹھیک وقت پر جنرل کونسل اور کانفرنس میں آؤ۔ اور ٹھیک وقت پر کھانا کھاؤ۔

۸۔ دور دور سے آئے ہوئے احباب سے میل جول اور تعارف بڑھاؤ۔

۹۔ خدا کے دین کے کام کو ذاتی کام پر مقدم کرو۔ سب سے پہلے نماز کے وقت کا خیال ہو۔ اس کے بعد لیکچروں میں حاضری کا اس کے بعد جنرل کونسل اور کانفرنس میں حاضری کا۔ اس کے بعد کھانا کھانے کا۔ ان اوقات کو چھوڑ کر جو وقت بچے۔ اس میں ذاتی کام بھی میٹنگ کر لو۔ باتیں بھی کر لو۔

محمد علی

نوٹ: ایام جلسہ میں نمازوں کے اوقات حسب ذیل ہوں گے۔ (۱) نماز فجر ۶½ بجے صبح۔ (۲) نماز ظہر و عصر ۳¼ بجے سہ پہر نماز مغرب و عشاء ½ ۵ بجے شام۔ تمام دوست نماز سے پانچ دس منٹ پہلے مسجد میں پہنچ جایا کریں۔ (مدیر)

(بقیہ صفحہ ۲۴)

نمبر شمار	رسالہ کا نام	نام مصنف	موضوع	ضخامت تقطیع	کن حلقوں میں مفید ہو سکتا ہے
۱۹	جماعت قادیان کی تبدیلی عقیدہ	، ، ، ،	مسئلہ نبوت کے متعلق مصنفین سلسلہ احمدیہ کے پہلے عقائد		
۲۰	مسلمانوں کی تکفیر کا نتیجہ	، ، ، ،	اسمبلی میں منیر الامیر کا چیلنج کہ مسلم کی تعریف نہیں ہو سکتی اور مسلمان ممبروں کی افسوسناک خاموشی	۲۲×۲۹/۴ ۴ ،	، ، ، ، ،
۲۱	بیان المجاہد	مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل قادیان	مقدمہ بہاولپور میں حضرت مسیح موعود کے دعوے نبوت کے انکار کے حوالے پیش کئے گئے	۲۲×۲۹/۴ ۴ ،	، ، ، ،
۲۲	مہدی یعنی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از کتب سکھ دھرم	شیخ محمد یوسف صاحب گوہر مسلم مشنری	کتب سکھ دھرم میں آمد مسیح موعود کی پیشگوئیاں	۳۰×۲۰/۱۶ ۱۶ ،	سکھ اور مسلمان احباب
۲۳	کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	انکار نبوت کے حوالے از کتب حضرت مرزا صاحب	۲۲×۲۹/۴ ۴ ،	اہل اسلام میں
۲۴	کشف الظنون عن المراق والجنون	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	حضرت مسیح موعود کے برخلاف چند اعتراضوں کے جواب	۳۰×۲۰/۱۶ ۹۸ ،	، ، ، ،
۲۵	تناسخ کے زندہ ثبوت کی حقیقت، بابا شانتی دیوی کی بناوٹی شہادت	مولوی محمد الدین صاحب احمدی آنریری مبلغ اسلام	تناسخ کی تردید	۳۰×۲۰/۱۶ ۲ صفحہ	ہندو اور آریہ اصحاب
۲۶	علماء سوء کے متعلق فرمان نبوی	سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	آخری زمانہ کے بدعمل علماء کے متعلق حدیث میں پیشگوئی	۲۲×۲۹/۴ ۱ ،	غیر از جماعت اصحاب
۲۷	بشارت المسیح والمہدی	مولینا محمد عبداللہ خان صاحب	پنجابی نظم ظہور مہدی و مسیح کے متعلق	۲۲×۱۸/۴ ۳۰ ،	، ، ، ،
۲۸	نصائح برائے بیعت کنندگان	حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ	حضرت مسیح موعود کی طرف سے نصیحت کی باتیں	۳۰×۲۰/۱۶ ۱۶ ،	، ، ، ،

ضروری اطلاع

خریداران پیغام صلح جو کے باوجود کئی بار یاد دہانیوں اور وی۔ پی بھیجنے کے بھی چندہ اخبار پیغام صلح کی طرف اپنی توجہ گرامی مبذول [illegible] جماعت کے تعلق کے سبب اور تبلیغی اغراض کے [illegible] بدستور ان کی خدمت میں جاتا رہا۔ ورنہ اگر کوئی [illegible] ہوتا تو فوراً بند کر دیا جاتا۔ اس لئے اب ان احباب میں آخری گذارش ہے کہ یہ صاحبان اپنی اپنی [illegible] چندہ پیغام صلح جلسہ سالانہ پر آتے وقت ضرور ادا کر کے ثواب دارین حاصل فرمادیں۔ بصورت دیگر جنوری ۱۹۶۲ء سے اخباران کے نام بند کر دیا جائے گا۔

۳، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۹، ۲۴، ۲۲، [illegible]

۵۰، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۸۳، ۸۶، ۸۹، [illegible]

۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱۶، [illegible]

۱۲۴، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۵، [illegible]

۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۷۵، ۱۸۸، [illegible]

۱۸۳، ۱۸۹، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۱۴، [illegible]

۲۲۴، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۷، [illegible]

۲۶۰، ۲۶۵، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۸۷، [illegible]

۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۱۱، ۳۱۸، [illegible]

۳۲۵، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۳۳، ۳۴۴، [illegible]

۳۵۱، ۳۵۵، ۳۶۳، ۳۶۵، [illegible]

۳۹۱، ۱۹۳، ۳۹۸، ۴۰۳، ۴۱۱، [illegible]

۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۲، ۴۴۸، [illegible]

۴۸۲، ۴۸۵، ۵۰۲، ۵۱۰، ۵۳۶، [illegible]

۵۹۲، ۵۹۸، ۶۰۳، ۶۰۷، ۶۱۷، [illegible]

۶۲۵، ۶۲۷، ۶۳۱، ۶۳۳، ۶۳۵، [illegible]

۶۴۵، ۶۴۶، ۶۵۳، ۶۵۵، ۶۶۷، [illegible]

۶۸۰، ۶۸۲، ۶۸۸، ۶۹۳، ۷۰۰، [illegible]

۷۲۴، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۳، ۷۳۶، [illegible]

۷۳۸، ۷۴۰، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۶، [illegible]

۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۴، ۷۶۵، [illegible]

۷۷۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۳، [illegible]

۸۰۱، ۸۰۶، ۸۱۳، ۸۱۶، ۸۱۷، [illegible]

۸۱۹، ۲۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۷، [illegible]

۸۳۴، ۸۳۹، ۸۴۳، ۸۴۶، ۸۵۴، [illegible]

۸۵۹، ۸۶۳، ۸۶۷، ۸۷۰، ۸۷۲، [illegible]

۸۷۹، ۸۸۲، ۸۸۴، ۸۸۶، ۸۹۰، [illegible]

۸۹۹، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۱۱، ۹۱۳، [illegible]

۹۱۹، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۶، ۹۲۸، [illegible]

۹۳۲، ۹۳۶، ۹۴۰، ۹۴۵، ۹۴۷، [illegible]

۹۶۱، ۹۶۹

دس شرائط بیعت

جماعت احمدیہ میں شمولیت کے وقت اقرار

ہر ایک احمدی دس شرائط بیعت سے بخوبی واقف ہے یہ وہ عہد ہے جو ہم میں سے ہر ایک نے جماعت میں شامل ہوتے وقت کیا تھا۔ جب ہم دوسروں کو جماعت میں شامل کریں گے تب انہیں بھی یہ عہد کرنا پڑے گا۔ توسیع جماعت کے سلسلہ میں یہ امر بھی ضروری ہے کہ ہم دوسروں کو اس عہد پر آمادہ کرنے سے پہلے نہایت احتیاط سے اس بات کا جائزہ لیں کہ خود ہم نے اس مبارک مقدس عہد کو کہاں تک نبھایا ہے۔ اس جائزہ کے بعد اگر کوئی کمزوری یا خامی نظر آئے تو اسے فی الفور دور کریں تاکہ دوسروں کو احمدیت کی دعوت دیتے وقت ہماری دلائل کے ساتھ ساتھ ہمارا عملی نمونہ بھی ان پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اسی غرض سے یہ شرائط اس پرچہ میں درج کی جا رہی ہیں۔

۱۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد و بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے۔

۳۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

۴۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ کسی اور طرح سے۔

۵۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر و یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور ہر حالت میں راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

۶۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آئے گا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

۷۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

۹۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰۔ یہ کہ اس عاجز (یعنی حضرت مسیح موعود) سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔

تنظیم و توسیع جماعت

کے متعلق نوجوانان جماعت کے فرائض

ویسے تو تنظیم و توسیع کے سلسلہ میں قوم کے تمام طبقات پر اہم فرائض عائد ہوتے ہیں [...] قوم کی سرگرم اور متفقہ مساعی کو چاہتا ہے لیکن اس تحریک کے بہت سے حصے ایسے ہیں [...] کا انحصار زیادہ تر ہمارے نوجوانوں کے جوش عمل پر ہے۔ قوم کے بیماروں اور [...] کی خبر گیری اور تیمارداری، لٹریچر کی تقسیم اور اجتماعات کا اہتمام اور ایسے ہی دوڑ دھوپ [...] کام نوجوانوں کو رضاکارانہ سعادتمندی کیساتھ اپنے ذمہ لے لینے چاہئیں اور ان کو [...] خوش اسلوبی سے انجام دینا چاہیئے۔ ہمارے نوجوانوں کی روش اور طریق ایسا ہونا چاہیے [...] طرف وہ اپنے بزرگوں کے صحیح معنوں میں دست و بازو اور ان کی تجاویز میں رنگ عمل [...] ہوں اور اس کیساتھ ساتھ انہیں اپنی آیندہ ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لئے تربیت [...] ہوتا رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کے عملی پروگراموں کو مرتب کرتے وقت قوم [...] کے مشوروں سے حتی الامکان فائدہ اٹھانا چاہیئے [...] فرد کو مناسب طریق پر اپنی تجویز و مشورہ پیش کرنے [...] لیکن بہرحال لائحہ عمل کی آخری ترتیب اور قومی [...] بھال اور رہنمائی پختہ کار بزرگوں ہی کا حصہ ہے [...] کامل عزم و ہمت کیساتھ بزرگان قوم کی ہدایات [...] کی تجاویز کی تکمیل ہے۔ بزرگ قوم کا دماغ ہیں [...] دماغ اور بازوؤں کے فرائض کا فرق بالکل عیاں ہے [...] کو نظر انداز کرنا قومی نظام کیلئے نقصان رساں [...] کی پختگی، دور اندیشی اور بالغ نظری کی صفات انسان [...] وقت کے ساتھ ساتھ حاصل ہوتی ہیں۔ نوجوانوں [...] میں غیر معمولی قوت عمل کے علاوہ بالعموم غیر معتدل [...] ہے جس میں صرف ان کی سعادتمندی اور بزرگوں کی [...] ہی مفید اعتدال پیدا کر سکتی ہے

دور جانے کی ضرورت نہیں برادران وطن کی قومی [...] مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان تحریکوں کی کامیابی و تنظیم [...] راز یہ ہے کہ انکے نوجوان ہر وقت اپنے بزرگوں اور رہنماؤں کی [...] کیلئے آمادہ عمل رہتے ہیں ان کی طبائع میں بھی جوش ہے [...] انکی قوم کیلئے مضر ثابت ہو سکتا ہے لیکن ان کی [...] اس جوش کو اعتدال پر رکھتی ہے اس طرح وہ اپنے بزرگوں کے دست و بازو ثابت ہو رہے ہیں ـــــ وہ جانتے ہیں کہ ہمارا کام بحث و مباحثہ [...] تعمیل احکام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے ایسے دیندار پُرجوش [...] اور سعادتمند نوجوان موجود ہیں جن پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ انکی قربانیاں اور جذبۂ دینی [...] روشن مستقبل کا ضامن ثابت ہوگا۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ان میں خاطر خواہ تنظیم نہیں ہے۔ تنظیم کی [...] یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سست اور غافل افراد بھی کام میں مصروف ہو جاتے ہیں عمل کی ایک ایسی [...] پیدا ہو جاتی ہے کہ اس میں بیکار رہنا مشکل ہوتا ہے۔ جماعت کے ہر ایک فرد کیلئے کوئی نہ کوئی [...] نکل آتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے عزیز نوجوانوں کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ اگر وہ [...] قوم کی خدمت کرنا اور تنظیم و توسیع جماعت کے کام میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو [...] صحیح طریق پر منظم ہوں۔ آپس میں ربط و اتحاد پیدا کریں۔ نہ صرف لاہور میں بلکہ بیرونی مقامات [...] ہمارے نوجوانوں کی منظم جماعتیں موجود ہونی چاہئیں جو مرکز کی تحریکات پر فی الفور [...] سے لبیک کہیں اور مقامی تبلیغی ضرورتوں میں اپنے بزرگوں کی دست و بازو ہوں [...]

ہم نوجوانان جماعت کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ [...] بڑی طاقت کے مالک ہیں ان میں کار خیر کی عظیم الشان صلاحیت [...] بہت کچھ کر سکتے ہیں، بشرطیکہ کرنا چاہیں۔

(مدیر)

تحریک توسیع جماعت کی کامیابی

ہم پر نئی ذمہ داریاں عائد کریگی

توسیع جماعت کا کام بیحد ضروری ہے اور ہمیں اس کام کو ہر حالت اور ہر قیمت پر انجام دینا چاہیئے اس راستہ میں طرح طرح کی مشکلات و مصائب پیش آئیں گی لیکن یہ تو اولوالعزم انسانوں اور حق و صداقت کے داعیوں کا ازلی ورثہ ہے۔ کامیابی کی منزل تک پہنچنے کیلئے تاریک، پرخطر . . . . . وادیوں میں سے گذرنا شرط لازم ہے لیکن شمع صداقت ہاتھ میں ہو تو خطرہ کا کوئی بات نہیں۔ دعوت حق کا خیر مقدم ابتداء میں ہمیشہ استہزا، خطرناک مخالفت اور دلشکن طرز عمل کیساتھ ہوا کرتا ہے — لیکن یہ وقتی چیزیں ہوتی ہیں جو بہت جلد ختم ہو جاتی ہیں۔ کامرانی اور جیت بالآخر سچائی کا ہی ساتھ دیتی ہے۔ دشمن دوست بن جاتے ہیں، مخول اڑانے اور ٹھٹھا مارنے والوں کے دل میں عقیدت اور قبول حق کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے — احمدیت کی تاریخ دور حاضر میں اس بات کا ایک زندہ ثبوت ہے ہمیں ان تمام چیزوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔

خدمت دین اور اشاعت اسلام کا کام ہر زمانہ میں کٹھن رہا ہے۔ لیکن موجودہ دور مادیت والحاد میں بہت ہی کٹھن ہو گیا ہے اس میدان میں قدم رکھنے کے لئے غیر معمولی عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ گو یاد رہے آج ہماری مشکلات کہیں زیادہ ہیں۔ [illegible] ہماری کامیابی [illegible] کا نتیجہ نہایت شاندار ہو گی — آج دین بیکس ہے کفر نے اس پر یلغار کر دیا ہے۔ تمام وہ الی طاقتیں پوری قوت کیساتھ حرکت میں آگئی ہیں [illegible] محو غفلت ہیں۔ ان میں دین کی مصیبت [illegible] کا درد اور احساس اور اس کی نصرت و اشاعت کا کوئی ولولہ باقی نہیں ہے ایک جمود اور بے بسی ان پر چھایا ہوا ہے۔ بہت سے عقائد باطلہ ان کے دل و دماغ پر مسلط [illegible] قرآن [illegible] وہ دور جا پڑے ہیں انکی راہ عمل صراط مستقیم سے جدا ہے۔ مریض کی یہ کیفیت ہے کہ احساس مرض مفقود ہو گیا ہے مریض شدت جنون میں طبیب حاذق کو دشمن سمجھ رہا ہے۔ ہم نے اپنے انہی غفلت کے ماروں، زوال آمادہ اور بے راہ رو بھائیوں کو جگانا اور کام پر لگانا ہے۔ ان کے دل میں اسلام کی مصائب کا احساس اور غیرت دینی پیدا کرنا ہے — مختصر الفاظ میں انہیں مجدد وقت کی فوج کا سپاہی بنانا ہے۔ اسی کا نام توسیع جماعت ہے تعصب اور تنگ نظریوں کی موجودہ تیرہ و تاریک فضا میں کسی شخص کو راہ راست پر لے آنا ہی کچھ مشکل نہیں، لیکن خیال رہے کہ ہماری توسیع جماعت کی مہم کی آخری منزل یہی نہیں کہ کسی کو جماعت کا رکن بنا لیں — یہ کامیابی ضرور ہے۔ لیکن اس کامیابی کو حاصل کر لینے کے بعد ہمارے فرائض اور ذمہ داریاں ختم نہیں ہو جاتیں۔ بلکہ یہیں سے بہت ہی ضروری ذمہ داریوں کا آغاز ہوتا ہے۔ ایک نیا شخص جب جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہے کہ سب سے اول بالعموم ان کے خاندان، برادری، وطن کے لوگوں اور دوستوں ہی میں اس کی زبردست مخالفت شروع ہو جاتی ہے۔ بائیکاٹ، ایذا رسانی سخت کلامی۔ بدسلوکی، دشنام طرازی۔ مختلف قسم کی حق تلفیاں ان کے لئے عام بات ہیں ایسی صورت میں اپنے نئے بھائیوں کی امداد اور دستگیری اور ان کی دلجوئی ہمارا فرض ہے۔ توسیع جماعت کا کام اسی صورت میں نیک و مفید نتائج کا موجب ہو سکتا ہے۔ جب ہم اپنے نئے بھائیوں کے لئے اپنی دینی برادری میں انکی مقام اور گنجائش پیدا کریں کہ وہ اجنبیت محسوس نہ کریں وہ اپنے آپ کو لاوارث نہ سمجھیں۔ بلکہ اس قوم و جماعت کا صحیح معنوں میں ایک مستقل جزو بن جائیں توسیع جماعت کی مبارک جد و جہد کے ساتھ ہمیں ان امور کا بھی خیال رکھنا اور ان کا اہتمام کرنا چاہیئے

(مدیر)

جلسہ سالانہ

کے خالص دینی اجتماع میں شرکت کیلئے

جو خواتین و احباب اس شدید سردی کے موسم میں تشریف لائے ہیں

پیغام صلح مرکزی جماعت کیطرف سے انکا

پرخلوص خیر مقدم!

کرتا ہے۔ بے شک وہ مجدد وقت کے ارشاد کی تعمیل میں دین کی نصرت کیلئے اپنے مرکز میں جمع ہو رہے ہیں محض خدا کی رضا ان کے مدنظر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایثار کو قبول فرمائے اور ان کی کوششوں اور ارادوں کو کامیاب کرے۔

آمین ثم آمین

(مدیر)

اعلانات

دیہاتوں میں تبلیغ سلسلہ

قابل توجہ جماعتہائے احمدیہ

منجملہ دیگر تجاویز کے جو جلسہ سالانہ کے موقع پر احمدیہ کانفرنس میں زیر بحث آئیں گی ایک یہ بھی پیش ہوگی کہ جماعت کی تبلیغ کو دیہاتی علاقوں میں زیادہ وسیع کیا جائے ہماری جماعتیں شہروں میں خدا کے فضل سے موجود ہیں اور زیادہ تر توجہ بھی شہری علاقوں کی طرف رہی [illegible] علاقوں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے — اس لئے جملہ جماعتوں کے سیکرٹری [illegible] نمائندگان سے درخواست ہے کہ وہ اس تجویز پر روشنی ڈالنے اور بحث کرنے کیلئے اپنے علاقہ سے اچھی طرح واقفیت حاصل کر کے تشریف لائیں تاکہ تمام متعلقہ کوائف [illegible]

(اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ [illegible])

جلسہ خواتین اور نمائش دستکاری

۲۴ دسمبر ۱۹۳۹ء کو بروز اتوار صبح دس بجے [illegible] احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور میں [illegible] حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب [illegible] میں محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر، محترمہ [illegible] متعدد خواتین جماعت کے علاوہ لیڈی [illegible] بیگم شاہ نواز صاحبہ، محترمہ خدیجہ بیگم [illegible] بیگم صاحبہ قلندر علی خاں صاحب تقاریر فرمائیں [illegible]

پیغام صلح کا آئندہ [illegible]

انشاء اللہ جلسہ سالانہ کے بعد ۳ [illegible] میں متعدد بلند پایہ مضامین کے علاوہ [illegible] ہوگی۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

اخبار رنگ اسلام کا [illegible]

نہایت اہتمام سے زیور طبع سے آراستہ [illegible]

اس مرتبہ یہ نمبر انشاء اللہ غیر معمولی طور پر شاندار ہوگا [illegible] تصاویر اور مضامین اس میں دیئے گئے ہیں۔ پیغام صلح کے [illegible] کے ساتھ یا اس سے ایک دو روز بعد تیار ہو جائے گا احباب [illegible] کارکنوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

قیمت فی پرچہ ۲ر ایک روپے میں دس کاپی [illegible]

جلسہ سالانہ پر احباب اسے حاصل کر سکتے ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ و امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ بات ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں...... سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونیوالی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے۔ اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پروا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا نہ نیچر کی تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنیوالے باقی رہیں گے۔ اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانیوالے۔ اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دیگا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق، شہید اور صلحا پاتے رہے۔ یہی ہوگا اور ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔

بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ اور ان کو اجر عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دے۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے۔ جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا۔ اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر۔ اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔

آمین ثم آمین

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے، اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کیلئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی، اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا تردد سرمایہ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔ (آسمانی فیصلہ)

(عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ انعام الحق ہوشیار۔ پوری پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح لاہور سے شائع ہوا)